بسم اللہ الرحمن الرحیم

ہم تو رکھتے ہیں مسلمانوں کا دین
دل سے ہیں خدام ختم المرسلین

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا خصوصی ترجمان

تم ہمیں دیتے ہو کافر کا خطاب
کیوں نہیں لوگو تمہیں خوف عقاب

ہفت روزہ
پیغام صلح لاہور

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸
فی پرچہ ۲ دو آنے

ہر بدھ کو شائع ہوتا ہے
تار کا پتہ:۔ تبلیغ
فون نمبر:۔ ۳۷۰۷
مدیر:۔ دوست محمد
مدیر معاون:۔ بشیر احمد سوز

جلد ۴۹ | یوم چہارشنبہ مورخہ ۱۶ رجب المرجب ۱۳۸۰ھ مطابق ۴ جنوری ۱۹۶۱ء

بحر حکمت کے موتی

وعن عائشۃ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم اوتی بصبی فقبلہ فقال اما انھم مبخلۃ مجبنۃ وانھم لمن ریحان اللہ رواہ فی شرح السنۃ بحوالہ مشکوٰۃ۔

ترجمہ:۔ حضرت عائشہ رضؓ سے روایت ہے کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک لڑکا لایا گیا آپؐ نے اس کا بوسہ لیا اور فرمایا سو تحقیق یہ اولاد بخل کا باعث ہے اور یہ نامردی (بزدلی) کا سبب بھی ہے اور (دوسری طرف) یہ اللہ تعالےٰ کی طرف سے نعمت (بھی) ہے۔

نوٹ:۔ ایسے لوگوں کے لئے اولاد نامبارک ہے جن کے اندر خدمت خلق کا جذبہ نہ ہو اور اپنی تجوریوں کے منہ بند رکھتے ہوں اور جو اللہ کے نام پر خرچ نہیں کرتے اور قربانی اور ایثار کے وقت بزدلی اور نامردی کا اظہار کرتے ہیں۔

ایسے لوگوں کے لئے اولاد رحمت کا باعث ہے جو اپنی اولاد کی نیک تعلیم و تربیت کرتے ہیں اور خود بھی تربیت یافتہ ہوتے ہیں۔ بخیلوں کے متعلق حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں۔

فکر ایشاں غرق ہر دم در رہ دنیائے دوں
مال ایشاں غارت اندر راہ نسوان و بنیں

ترجمہ:۔ وہ ہر گھڑی اس ذلیل دنیا کی فکر میں لگے رہتے ہیں، اور ان کا مال عورتوں اور بیٹوں پر (اولاد پر) خرچ ہوتا رہتا ہے۔

غلام قادر ڈار عفی عنہ

اپنی جماعت کے لئے بعض نصائح

حضرت مسیح موعودؑ کی حسب ذیل نصائح جلسہ سالانہ میں "تذکرۃ الشہادتین" سے حاضرین کو پڑھ کر سنائی گئیں:

اے میری جماعت! خدا تعالےٰ آپ لوگوں کے ساتھ ہو۔ وہ قادر کریم آپ لوگوں کو سفر آخرت کے لئے ایسا تیار کرے جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب تیار کئے گئے تھے۔ خوب یاد رکھو کہ دنیا کچھ چیز نہیں ہے لعنتی ہے وہ زندگی جو محض دنیا کے لئے ہے۔ اور بدقسمت ہے وہ جس کا تمام ہم و غم دنیا کے لئے ہے ایسا انسان اگر میری جماعت میں ہے تو وہ عبث طور پر میری جماعت میں اپنے تئیں داخل کرتا ہے کیونکہ وہ اس خشک ٹہنی کی طرح ہے جو پھل نہیں لائے گی۔

اے سعادتمند لوگو! تم زور کے ساتھ اس تعلیم میں داخل ہو جو تمہاری نجات کے لئے مجھے دی گئی ہے۔ تم خدا کو واحد لاشریک سمجھو اور اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک مت کرو۔ نہ آسمان میں سے نہ زمین میں سے۔ خدا اسباب کے استعمال سے تمہیں منع نہیں کرتا لیکن جو شخص خدا کو چھوڑ کر اسباب پر ہی بھروسہ کرتا ہے وہ مشرک ہے۔ قدیم سے خدا کہتا چلا آیا ہے کہ پاک دل بننے کے سوا نجات نہیں سو تم پاک دل بن جاؤ اور نفسانی کینوں اور غصوں سے الگ ہو جاؤ۔ انسان کے نفس امارہ میں کئی قسم کی پلیدیاں ہوتی ہیں مگر سب سے زیادہ تکبر کی پلیدی ہے اگر تکبر نہ ہوتا تو کوئی شخص کافر نہ رہتا۔ سو تم دل کے مسکین بن جاؤ۔ عام طور پر بنی نوع کی ہمدردی کرو جبکہ تم انہیں بہشت دلانے کے لئے وعظ کرتے ہو سو یہ وعظ تمہارا کب صحیح ہو سکتا ہے۔ اگر تم اس چند روزہ دنیا میں ان کی بدخواہی کرو خدا تعالےٰ [illegible] فرائض کو .... دلی خوف سے بجا لاؤ۔ کہ تم [illegible] پوچھے جاؤ گے نمازوں میں بہت دعا کرو کہ تا خدا تمہیں اپنی طرف کھینچے اور تمہارے دلوں کو صاف کرے۔ [illegible] کمزور ہے ہر ایک بدی جو دور ہوتی ہے [illegible] کی قوت سے دور ہوتی ہے اور جب تک انسان خدا [illegible] قوت نہ پاوے کسی بدی کے دور کرنے پر قادر نہیں [illegible] اسلام صرف یہ نہیں ہے کہ رسم کے طور پر [illegible] کہلاؤ بلکہ اسلام کی حقیقت یہ ہے کہ تمہاری روحیں خدا تعالےٰ کے آستانہ پر گر جائیں۔ اور خدا اور اس کے احکام ہر ایک پہلو کے رو سے تمہاری دنیا پر تمہیں مقدم ہو جائیں۔

اے میری عزیز جماعت! یقیناً سمجھو کہ زمانہ اپنے آخر کو پہنچ گیا ہے اور ایک صریح انقلاب نمودار ہو گیا سو اپنی جانوں کو دھوکہ مت دو اور بہت جلد راستبازی میں کامل ہو جاؤ۔ قرآن کریم کو اپنا پیشوا پکڑو اور ہر ایک بات میں اس سے روشنی حاصل کرو۔ اور حدیثوں کو بھی ردی کی طرح مت پھینکو کہ وہ بڑی کام کی ہیں۔ اور بڑی محنت سے ان کا ذخیرہ تیار ہوا ہے۔ لیکن جب قرآن کے قصوں سے حدیث کا کوئی قصہ مخالف ہو تو ایسی حدیث کو چھوڑ دو تا گمراہی میں نہ پڑو۔ قرآن شریف کو بڑی حفاظت سے خدا تعالےٰ نے تمہارے تک پہنچایا ہے سو تم اس پاک کلام کا قدر کرو

(باقی صفحہ ۱۱ پر)

تبلیغی خط و کتابت

دیکھو خدا نے سارے جہاں کو جھکا دیا
گمنام پا کے شہرۂ عالم بنا دیا
(مسیح موعودؑ)

آسٹریلیا

ترجمہ خط از بی زیر برسبن کوئینزلینڈ آسٹریلیا۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کا خط ملا بہت بہت شکریہ میں نے اپنے دوستوں کو اطلاع دیدی ہے کہ آپ نے ہر دو کو مجلد قرآن شریف مع متن اور دیگر کتب اسلام بھیجے ہیں۔ ان میں سے مسٹر محمد انبالیا کے رہنے والے ہیں۔ یہاں البانوی مسلمان کثرت سے آباد ہیں۔ مسٹر کیر یوگوسلاویہ کے رہنے والے ہیں۔

میں یوگوسلاویا کا رہنے والا اور امام یا قر جیسرا بیوگ یوگوسلاویہ کا ہوں۔ میں بچپن سے یوگوسلاویا میں احمدیہ لٹریچر سے مانوس ہوں یہ لٹریچر بوسنیا اور ہرزیگووینا کی مجلس علماء کے ذریعہ دستیاب ہوا تھا۔ آج کل میں نوجوری اور ذالیم تی گرانا برسبن مسجد کا امام اور خطیب ہوں۔

برسبن میں نہایت ہر دل عزیز اور شریف الطبع مسٹر فضل دین آف ۴۹ موونٹ برسبن کوئینزلینڈ ہیں۔ آپ انہیں خط لکھ کر میرے متعلق دریافت کر سکتے ہیں وہ مجھے اچھی طرح جانتے ہیں اور انہی کی کوشش سے میں امام مقرر ہوا ہوں۔

میں ورلڈ ریلیف کیمپ کا بھی ہوں۔ میں تمام مسلم ورلڈ ریلیف موومنٹ کا ممبر ہوں جو آل اسد ... سے اسے آئی کہتے ہیں۔

آپ ایک دوستانہ چٹھی پریذیڈنٹ سے اسے آئی ڈاکٹر اسماعیل بالک آسٹریا (یورپ) کو بھیجیں اور وہ یورپین مسلمانوں کی موومنٹ کے پندرہ ہزار ممبر ان کی نمائندگی کرتے ہیں۔

میرے بہت سے دوست کراچی۔ نیو یارک جاپان۔ جرمنی۔ آسٹریا اٹلی اور آسٹریلیا میں ہیں۔

میں ۹ (نو) زبانیں جانتا ہوں۔ قرآن شریف عربی میں اچھی طرح لکھ پڑھ سکتا ہوں۔ میں نے یوگوسلاویا جرمنی اور انگریزی میں قرآن شریف کے تراجم پڑھے ہیں۔

میں احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کے بانی علیہ السلام کو بہت مبارک وجود سمجھتا ہوں اور میں چاہتا ہوں کہ آپ اور زیادہ جرأت مندی سے اسلام کی اشاعت کریں اور انسانیت کو مصائب مشکلات اور تباہی سے بچائیں جو کہ آج مادیت کے آہنی پنجہ میں گرفتار ہے۔

مشرق اور مغرب میں بڑے زور سے یہ پیغام پہنچائیں۔ امید ہے آپ میری لمبی چٹھی پڑھنے کی زحمت گوارا کرنے کی معافی فرمائیں گے (مسٹر فضل الدین اور پریذیڈنٹ جے۔ اسے آئی۔ ڈاکٹر اسماعیل صاحبان کو قرآن شریف لٹریچر اور خطوط بھیجے گئے۔ غلام قادر ڈار)

امریکہ

ترجمہ خط از آر۔ اسے۔ بی۔ بلر فیلیسا یو۔ ایس اے

جناب عالی

بعض وجوہات کی بنا پر میں غیر معمولی طور پر آپ کے اور آپ کے ادارہ کے متعلق بہت سوچتا رہتا ہوں اور خصوصاً سال کے اختتام پر ہمارے کرسمس کے موسم میں۔ اگرچہ ہم عیسائیت سے پھر لی پیٹرن کو نہیں قبول کرتے کیا اسلام میں بھی سال بھر میں کوئی ایسا دن مقرر ہے جو کرسمس کی طرح منایا جاتا ہے؟

میں نے اپنے کمرے کے اونچے سے اونچے طاقچہ پر قرآن شریف رکھا ہوا ہے۔ جب کبھی مجھے راحت اور اطمینان قلب کی تڑپ پیدا ہوتی ہے اور میں کچھ پڑھنا چاہتا ہوں تو مجھے اور کتب پر قرآن کو ترجیح دینی پڑتی ہے کیونکہ یہ کتاب جاذب توجہ بن جاتی ہے۔

حقیقت میں یہ نہایت خوبصورت کتاب ہے۔ آئندہ سال کی مبارکباد دیتا ہوں اور آپ کی صحت اور خوشی و ترقی کے لئے دعا کرتا ہوں۔

(انہوں نے بڑا خوبصورت کرسمس کارڈ بھیجا ہے انہیں مزید لٹریچر اور خط بھیجا گیا۔ غلام قادر ڈار)

اوڈا مغربی افریقہ

ترجمہ خط از مسٹر یو اَئی۔ اسے۔ ایس آر سینٹ پاکل اسکول اوڈا اوڈا مغربی افریقہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کا ارسال کردہ پارسل مل گیا۔ ان قیمتی کتب کا بہت بہت شکریہ۔

مباحثہ منعقدہ مسلم ہال نوڈ منہ پاپ ایس مجھے ان کتب نے بہت مدد دی ہے۔ یہ مباحثہ عیسائیوں کے ساتھ تھا اور آپ یہ سن کر خوش ہوں گے کہ میزبان ہمارے ہاتھ میں رہا۔ ہم نے باہر کے مسلمانوں کو بھی دعوت دیکر بلایا ہوا تھا مثلاً مسلم سٹوڈنٹ ایسوسی ایشن اوردہ اور کرسچین سٹوڈنٹ یونین عیسائی۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہم نے عیسائیوں کو اس مباحثہ میں شکست فاش دی۔

یہ ہم مسلمانوں کے لئے بڑی خوشی اور عزت کا دن تھا خاص کر یہ کہ یہ آپ کی جماعت کو ہے جو کہ ہمیشہ ہمیں کتب سے مدد دیتے رہتے ہیں، آپ کی انجمن مسلم دنیا کو بہت فائدہ پہنچا رہی ہے، اور آپ نے اس بات کا ثبوت بہم پہنچایا ہے کہ مسلمانوں کے پاس علمی اور عقلی دلائل کا ذخیرہ ہے اور یہ بھی ثابت کیا ہے کہ اسلام یونیورسل ریلیجن ہے۔

اللہ تعالیٰ آپ پر اپنی برکات نازل فرمائے۔

ہمیں دو عیسائی دوستوں کے لئے دو قرآن شریف درکار ہیں۔ وہ اسلام میں بڑی دلچسپی لے رہے ہیں وہ میرے ساتھ اسکول مذکورہ میں ٹیچرز ہیں۔ اور عرصہ سے میرے زیر تبلیغ ہیں۔ میں دعا کرتا رہتا ہوں کہ وہ جلد ہی مشرف بہ اسلام ہوں۔

جواب کا منتظر ہوں

(انہیں مطلوبہ کتب اور خط بھیجے گئے۔ غلام قادر ڈار)

نائیجیریا

ترجمہ خط از عبد الغنیو فیڈرل سائنس اسکول لیگوس نائیجیریا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کا گرامی نامہ ملا بہت بہت شکریہ۔ یہ پڑھکر نہایت خوشی محسوس ہوئی ہے کہ آپ مجھے اور میرے دوستوں کی جنہوں نے حال ہی میں اسلام قبول کیا ہے علمی مدد فرمائیں گے۔ اللہ تعالیٰ آپ سب پر اپنی برکات نازل فرمائے۔ میرے دوستوں کے نام و پتے حسب ذیل ہیں۔

(۱) مسٹر جیمو لاودل (۲) مسٹر لعبت اکنٹولد (۳) معلم اسحاقیا اکنٹولد (۴) ماسٹر استد احسین

اور لوگوں کے نام و پتہ بھیجوں گا جو اسلام قبول کرنے کو تیار ہیں۔

(ان سب کو لٹریچر بھیجا جا رہا ہے۔ خط بھی بھیجا جا رہا ہے۔ غلام قادر ڈار)

الیشا۔ مغربی افریقہ

ترجمہ خط از مسٹر ابیاس اوموٹوسو الیشا مغربی افریقہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

گذشتہ چند سالوں سے آپ مجھے روحانی غذا پہنچا رہے ہیں جس کا میں تہ دل سے مشکور ہوں۔ آپ کی اسلامی کتب نے مجھے بے حد متاثر کیا ہے اللہ تعالیٰ آپ کو خدمت اسلام کی بہت بہت توفیق اور طاقت بخشے۔

یہ نوید سن کر آپ بہت خوش ہوں گے کہ آپ کے اسلامی لٹریچر نے جو آپ مجھے بھیج رہے ہیں بہت سے لوگوں کی اصلاح کر دی ہے۔ وہ جو پہلے برائے نام مسلمان تھے اور جو کہ تعلیم اسلام سے بالکل نابلد تھے، اب اسلام کی اصلی روشنی سے منور ہو رہے ہیں۔

مہربانی فرما کر میرے بدلے ہوئے اڈریس کو نوٹ فرمائیں۔

میں آپ کے خط مشتمل تعلیم و تربیت کا بہت بے چینی سے منتظر رہتا ہوں۔ جواب جلد عنایت فرمائیں۔

(انہیں مزید لٹریچر اور خط بھیجے جا رہے ہیں۔ غلام قادر ڈار)

(باقی بر صـ ۱۵)

ہفت روزہ پیغام صلح ——— لاہور ——— مورخہ ۴ر جنوری سنہ ۱۹۶۱ء

جلسہ سالانہ کے رُوح پرور نظارے

الحمد للہ ثم الحمد للہ کہ جماعت احمدیہ لاہور کا سینتالیسواں سالانہ جلسہ ۲۵ر دسمبر سے شروع ہو کر ۲۷ر دسمبر سنہ ۱۹۶۰ء کو بخیر و خوبی انجام پذیر ہوا۔ اس موقع پر دُور و نزدیک سے احباب کی تشریف آوری اور امراء و غرباء کا بلا امتیاز ایک دوسرے کے ساتھ مل بیٹھنا اور بغلگیر ہو کر دلی اخوت و محبت کا اظہار کرنا ایک ایسا منظر ہے جس کی نظیر عام اجتماعات اور جلسوں کے اندر نہیں پائی جاتی، حضرت مسیح موعودؑ کا خدا تعالےٰ کے منشاء کے ماتحت اس جلسہ کی بنیاد رکھنا جماعتی استحکام کا ایک بہت بڑا ذریعہ ہے اور ہم دیکھتے ہیں کہ سال بھر کے بعد جب دوست ایک دوسرے کے ساتھ ملتے ہیں تو کس قدر خوشی اور انبساط کی لہران میں پیدا ہوتی اور محبت و اتحاد کا ایک جذبہ اُن کے دلوں میں موجزن ہوتا ہے، یہ کس لئے؟ محض دین کی خاطر اور اعلائے کلمۃ اللہ کے لئے جو اس جماعت کی بنیادی اغراض میں سے ہے، چنانچہ جلسہ سالانہ میں علی العموم انہی امور کا تذکرہ رہتا ہے جو دین کی ترقی اور خدائے واحد کا نام دنیا میں بلند کرنے کا موجب ہو سکتے ہیں۔

اس سال جلسہ میں حضرت امیر ایدہ اللہ نے قرآن کریم کے بلند نظریات اور ان علمی حقائق کا تذکرہ فرمایا جو آج یورپ کے روشن خیال لوگوں اور علوم عالیہ کے ماہرین کی کشش کا موجب ہو سکتے ہیں، آپ نے اپنی افتتاحی اور اختتامی تقاریر میں تقوے اللہ کی طرف قوم کو خصوصیت کے ساتھ توجہ دلائی اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت مسیح موعود کے ارشادات کی روشنی میں اس امر پر زور دیا کہ تقوے اللہ ہی سب سے بڑی دولت ہے جو انسان کو دنیا و آخرت میں کامیاب و فائز المرام بنا سکتی ہے۔

دیگر اصحاب جنہوں نے جلسہ سالانہ میں لیکچر دیئے ان میں سے میاں ۔ احمد صاحب فاروقی نے "افریقہ میں اسلام" کے عنوان سے برّاعظم افریقہ کے مختلف حصص میں اسلام اور عیسائیت کی کشمکش کے تفصیلی حالات بیان کئے اور نقشوں کے ذریعہ سے بتایا کہ کن کن مقامات پر عیسائیت نے قدم جمائے اور اور اسے کس قدر کامیابی حاصل ہوئی اور اس کے بالمقابل اسلام کو کن ذرائع سے قدم آگے بڑھانے کا موقعہ ملا، اور وہاں تبلیغی مشن قائم کرنے کی کتنی شدید ضرورت ہے، یہ مضمون اپنی نوعیت کے لحاظ سے خاص اہمیت رکھتا ہے اور ہم عنقریب فاروقی صاحب کی بیان کردہ تفصیلات ہدیہ قارئین کرام کریں گے۔

خانبہادر غلام ربانی خاں صاحب اور مولانا یعقوب خاں نے یورپ میں اپنے تبلیغی تجربات پر مفصل روشنی ڈالی اور وہاں کے اہل علم طبقہ کے خیالات کا جائزہ لیتے ہوئے اسلامی فتوحات کے شاندار مواقع کا ذکر کیا۔ ...... ہم امید کرتے ہیں کہ ہر دو صاحبان اپنے بیانات قلمبند فرما کر قارئین پیغام صلح کو مستفید فرمائیں گے۔

شیخ عبدالرحمان صاحب مصری کا لیکچر بعنوان "وحی اور عقل" اسی پرچہ میں دوسری جگہ درج ہو رہا ہے۔

میاں بشیر احمد صاحب منٹو نے جماعتی اتحاد پر تقریر کرتے ہوئے اس امر پر زور دیا کہ اختلاف آرا کو بدظنی اور انشقاق کا موجب نہیں بنانا چاہیئے۔

الحاج شیخ میاں محمد صاحب نے بعض جماعتی امور پر بند کمرہ میں تقریر کی۔ قاضی عبدالرشید صاحب ایڈووکیٹ ایبٹ آباد نے مسلمانوں کی امراض روحانی کا علاج قرآن کریم سے بتایا اور چوہدری فضل الرحمٰن صاحب قمر ساانوی نے حضرت مسیح موعودؑ کے نشانات پر روشنی ڈالی، ہر دو تقاریر کا خلاصہ عنقریب ہدیہ قارئین پیغام صلح ہو گا۔ محترم ڈاکٹر اللہ بخش صاحب نے اپنی تقریر میں اس امر کو واضح کیا کہ مسلمانوں کے بعض حلقوں میں اس امر کا اعتراف کیا جا رہا ہے کہ موجودہ حالات کی اصلاح کے لئے ایسے ربانی انسانوں کی ضرورت ہے جن کا نمونہ دلوں کے اندر خاص اثر پیدا کر سکتا ہے۔ آپ نے بتایا کہ خدا تعالےٰ کی طرف سے جو نظام قائم کیا گیا اور جو ربانی انسان کھڑا کیا گیا اس کا انکار کر کے مجوزہ نظام کسطرح کامیاب ہو سکتا ہے، ڈاکٹر صاحب کی مفصل تقریر عنقریب درج اخبار ہو گی، آخری اجلاس میں مرزا مظفر بیگ صاحب ساطع نے علوم جدیدہ کی روشنی میں قرآن مجید کے حقائق کو واضح کیا، آپ نے اپنا مضمون قارئین پیغام صلح کے افادہ کے لئے خود قلمبند کر کے بھیجنے کا وعدہ کیا ہے۔ ایک اجلاس میں ایک ڈچ نومسلم نے جو اتفاق سے لاہور آئے ہوئے ہیں انگریزی میں اسلام پر شاندار تقریر کی جس کا ترجمہ عنقریب ہدیہ قارئین کرام ہو گا۔

تقاریر اور لیکچروں کے علاوہ جماعت کی مالی قربانیوں کا ذکر بھی ضروری ہے۔ اس سردی کے موسم اور مہنگائی کے زمانہ میں آنے جانے کی تکالیف اور اخراجات سفر برداشت کرنے کے علاوہ جس دریا دلی کے ساتھ ہر غریب و امیر اعلائے کلمۃ اللہ کے لئے اپنی استطاعت سے بڑھکر مالی قربانی کرتا ہے، وہ اپنی نظیر آپ ہے۔ یہی نظارہ حضرت امیر کی اپیل پر دیکھنے میں آیا۔ محترم میاں فاروق احمد صاحب ملڈاوڈ[illegible] کی طرف سے پچیس ہزار روپیہ کا عطیہ پیش کیا گیا ان کے علاوہ بعض دوستوں نے دو ہزار اور ایک ہزار اور، آٹھ سو، سات سو، پانچ سو اور سو دو سو کے بھی عطیات دیئے اور اس سے کم بھی حسب حیثیت ہر شخص نے حصہ لیا، جو اس جماعت کے دلی خلوص دین کے ساتھ لگاؤ اور تبتل الی اللہ کا نتیجہ ہے، خواتین نے بھی اپنے جلسہ میں دستکاریوں کی فروخت اور ذاتی چندوں سے ایک معقول رقم پیش کی۔ کیا لوگ جو اس جماعت کو دین سے بیگانہ اور دشمن قرار دیتے ہیں غور کریں کہ کیا یہ قربانیاں دین سے بیگانگت اور اسلام دشمنی کا نتیجہ ہو سکتی ہیں یہ وہ چیز ہے جو حضرت مرزا صاحب نے اس جماعت کو سکھائی کہ دین کے لئے اپنا سب کچھ قربان کرو۔ یہی اس زمانہ کا جہاد ہے، اور اسی جہاد نے یورپ و امریکہ کے اہل دل حضرات کو اسلام کی طرف توجہ کرنے اور اس کی عظمت کے آگے سرنگوں ہونے پر مجبور کیا ہے۔ کاش ہمارے مسلمان بھائی جماعت کی ان قربانیوں اور ان کے خاندانوں کی [illegible] غور کریں اور اس کے ساتھ ہو کر اسلام کو دنیا میں [illegible] کرنے کی خدمات بجا لائیں کہ اسی سے انکی دینی و [illegible] کامرانیاں وابستہ ہیں۔

غرض ہمارا جلسۂ سالانہ ہر لحاظ سے ایک کامیاب جلسہ تھا، جو قوم کی اجتماعیت، استحکام اور روحانی بیداری کا زندہ ثبوت ہے۔

فالحمد للہ علےٰ ذالک

پیغام صلح میری روحانی غذا ہے

"مکرمی بندہ نواز مدیر صاحب پیغام صلح لاہور

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

.... عرض ہے کہ بندہ ہر وقت اسلام و جماعت احمدیہ کا دل سے معتقد ہے اور ہر خدمت کے لئے جو بندہ اس ضمن میں کر سکتا ہے تیار ہے۔ میرے لئے ملتان میں جو بھی خدمت ہو ضرور کروں گا۔ امید ہے آپ

ہدایت اور کلام الٰہی سے معمور پیغام صلح کہ میری روحانی غذا بن چکا ہے

بند نہ فرمائیں گے ...."

احقر عبدالغنی صدیقی
کلرک بجلی گھر ملتان چھاؤنی

اخبار احمدیہ

جلسہ سالانہ پر آنے والے اصحاب آہستہ آہستہ رخصت ہو چکے ہیں، اور مرکز میں حالات پھر معمول پر آ گئے ہیں حضرت امیر ایدہ اللہ کا درس قرآن جلسے کے دنوں میں بھی خاص دلچسپی اور بصیرت کا موجب تھا، اور اس کے بعد بھی حسب معمول جاری ہے، جس کے بعد حضرت مسیح موعود کے افادات عالیہ میں سے بھی کچھ پڑھ کر سنایا جاتا ہے۔

سانحۂ ارتحال

ملتان سے شیخ محمد یوسف صاحب گرنختی اطلاع دیتے ہیں کہ اُن کے خسر جناب مستری محمد سلیمان خان صاحب غوری سلسلہ عالیہ کے پرانے خدام میں سے تھے ۱۹ دسمبر ۶۰ء کو وفات پا گئے انا للہ وانا الیہ راجعون۔ ہمیں مستری صاحب مرحوم کے تمام پسماندگان سے اس صدمہ میں دلی ہمدردی ہے، دعا ہے اللہ تعالیٰ انہیں صبر جمیل عطا فرمائے اور مرحوم کو اعلیٰ علیین میں جگہ دے، آمین احباب سے جنازہ غائبانہ کی درخواست ہے۔

ایک مسجد کی تعمیر

ضلع لائل پور تحصیل سمندری مقام کھلدی میں ہماری جماعت کے ایک مستعد بزرگ چوہدری عطاء اللہ صاحب ہرداله نے پرانی مسجد کی جگہ نئی مسجد کی تعمیر کا عزم فرمایا ہے لائل پور کی جماعت سے انہوں نے دو ہزار روپے کی امداد طلب کی ہے۔ باقی کے اخراجات مقام کھلدی کے احباب برداشت کریں گے۔ الحاج شیخ میاں محمد صاحب نے مرزا مظفر بیگ ساطع مبلغ اسلام کو ارشاد فرمایا کہ موقعہ پر جا کر حالات کا جائزہ لیں۔ موافق رپورٹ ملنے پر حضرت میاں صاحب ممدوح نے جماعت لائل پور سے اپیل کی۔ جماعت کے احباب نے اس مسجد کے لئے سات سو تیس روپیہ پیش کیا۔ جناب میاں صاحب نے بارہ سو ستر روپیہ اپنی طرف سے دیکر کھلدی کے احمدی احباب کے مطالبہ دو ہزار روپیہ کو پورا کر دیا۔ اس مسجد کی تعمیر میں حصہ لینے والے تمام احباب کو خدا اجر عظیم دے۔ آمین۔ نامہ نگار

درخواست دُعا

بحضور اقدس حضرت امیر قوم ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہٖ
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

. . . .

مؤدبانہ التجاء حضور انور ہے کہ فدوی سالانہ اجلاس کی شرکت سے مندرجہ ذیل وجوہ کی بناء پر معذور رہا ہے ۱۔ تنگدستی ۲۔ ایک مقدمہ کی تاریخ بھی ہے۔ دعا فرمائیں کہ باری تعالیٰ اپنی نصرت شامل حال رکھے آمین۔ نیز اجلاس میں دعا کرائیے کہ باری تعالیٰ اپنی رحمت و نصرت سے دینی و دنیاوی مقاصد بر لائے۔ آمین۔ فقط والسلام۔ فضل الرحمٰن۔ از ستھانہ

ہری پور۔ ضلع ہزارہ

شمولیت سلسلہ

ذیل کے اصحاب بذریعہ خطوط حضرت امیر ایدہ اللہ کے ہاتھ پر بیعت کر کے سلسلہ عالیہ احمدیہ میں شامل ہوئے :-

(۱) علی حسین منستے میڈیکل سٹوڈنٹ بمبئی ۔
(۲) عبدالرحمٰن صاحب (زمیندار) چوہان تحصیل چکوال ضلع جہلم۔
(۳) خادم حسین جعفری ولد مستری امام الدین ٹھیکیدار لاہور کارپوریشن۔ لاہور۔
(۴) حافظ حبیب اللہ صاحب ولد اود سے خان راوی روڈ لاہور

جلسہ سالانہ پر کئی اصحاب نے حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کے ہاتھ پر بیعت کی، جن کے نام معلوم نہیں ہو سکے ذیل کے دو نوجوانوں نے اپنے نام لکھ کر دیئے ہیں:-

(۱) بشیر احمد صاحب ولد سمندر خان صاحب سکنہ نور پتند حال سٹوڈنٹ سیکنڈ ایر اسلامیہ کالج کراچی۔
(۲) نذیر احمد صاحب ولد محمد عباس صاحب ڈاڈ ریبتی نورکم حال اسسٹنٹ ایکارڈ کیپر پیمیٹر کلاتھ ملز لائلپور۔

جلسہ سالانہ پر شائع ہونے والی کتب

جلسہ سالانہ کے موقعہ پر انجمن کے دارالکتب نے بعض نئی کتابیں شائع کیں، جو نہ صرف اپنی نوعیت کے لحاظ سے بلکہ دیدہ زیب طباعت کے لحاظ سے بھی ایک بہترین تحفہ کی حیثیت رکھتی ہیں۔ ان میں سے چار کتب حضرت مسیح موعودؑ کی تصانیف ہیں :-

(۱) نجم الہدیٰ اُردو .. .. قیمت ۵۰ نئے پیسے
(۲) " " انگریزی ترجمہ " ۵۰ " "
(۳) خطبہ الہامیہ عربی۔ دیدہ زیب عربی ٹائپ میں ۷۵ " "
(۴) برکات الدعا اردو .. .. ۵۰ " "

چاروں کتب کے ٹائیٹل نہایت خوبصورت اور نئے ڈیزائن ہیں، طباعت پاکیزہ اور خوشنما۔

اس کے علاوہ حضرت امیر مرحوم مولانا محمد علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی انگریزی تصنیف "دی ریلیجن آف اسلام" کا ترجمہ نہایت دلربا اور شگفتہ اُردو زبان میں از مولانا مرتضیٰ خان صاحب مرحوم، اس ترجمہ کا ایک حصہ "دین اسلام" کے نام سے گذشتہ سال شائع ہو چکا ہے۔ دوسرا حصہ پہلے سے زیادہ دیدہ زیب کتابت و طباعت اور خوشنما رنگین ٹائیٹل کے ساتھ شائع ہوا ہے۔ اس حصہ میں آیات قرآن اور احادیث کے حوالجات جو اصل متن میں نمبروں میں دیئے گئے تھے اردو ترجمہ کے حاشیے میں تفصیل کے ساتھ درج کر دیئے گئے ہیں۔ یعنی آیات کے نمبروں کے ساتھ سورتوں کے نام اور احادیث کی کتاب اور ابواب کے عنوانات۔ قیمت چھ روپے -/6/

ایک کتاب "اسلام اینڈ مسلم پریئر" کے نام سے شائع کی گئی ہے جو حضرت خواجہ کمال الدین مرحوم کی تصنیف ہے جس میں نماز کی مختلف ہیئتوں کو تصاویر سے واضح کیا گیا ہے، قیمت قسم اول چار روپے -/4/ قسم دوم -/2/ دو روپیہ

اس کے علاوہ بشارات احمدیہ (حضرت ڈاکٹر بشارت احمد صاحب مرحوم کے مضامین) حصہ دوم "دی ریلیجن آف اسلام" کے ترجمہ کی تیسری جلد اور حضرت مسیح موعود کی تصنیف آئینہ کمالات

مکتوب امریکہ

مکرمی معظمی جناب ایڈیٹر صاحب اخبار پیغام صلح
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

اس ماہ کی ابتداء میں خاکسار کی ملاقات ایک فوٹوگرافر سے ہوئی۔ جن کا سٹوڈیو شہر کے مرکزی مقام پر انکی ذاتی بلڈنگ میں ہے۔ یہ صاحب امریکن ہیں۔ ان کے والدین آرٹسٹ تھے۔ عمر ۶۰ سال سے متجاوز ہے نام صلاح الدین ہے۔ اور یہ نام عربی حروف میں اُن کے مکان کے دروازے پر آویزاں ہے۔ اُن کے مکان میں تمام سامان عربی اور ایرانی ہے۔ ۱۸ سال کی عمر میں جبکہ وہ کالج میں طالب علم تھے مذاہب دنیا کے مطالعہ سے ان کو دلچسپی تھی۔ اور یہ دلچسپی ان کو اسلام کی طرف لے آئی۔

انہوں نے خاکسار کی اچھی طرح خاطر تواضع کی۔ اور دوبارہ ملاقات کا اشتیاق ظاہر کیا۔ مختلف اسلامی موضوعات پر اُن سے گفتگو ہوتی رہی۔ داڑھی اور شکل و شباہت سے مولوی معلوم ہوتے ہیں۔

امریکہ میں پریذیڈنٹ کے انتخاب کے دن نہایت دلچسپی کے دن ہوتے ہیں۔ جلوس میں ہزاروں کا مجمع ہوتا ہے لیکن کوئی ناگوار معاملہ سننے میں نہیں آتا ٹیلی ویژن میں جو گفتگو کا سلسلہ وائس پریذیڈنٹ نکسن اور کنیڈی کے مابین جاری رہا۔ اس میں کنیڈی نے نکسن کی پوزیشن کو بہت کمزور کر دیا تھا۔ لیکن پھر بھی دونوں پارٹیوں کا زور کافی تھا اور کسی ایک کی کامیابی کے بارے میں کوئی قوی وثوق رائے قائم نہیں کر سکتا تھا۔

رات کے دو بجے جب ووٹ گنے جا رہے تھے اور کنیڈی کی کامیابی کا سب کو پورا یقین ہو چکا تھا تو مسٹر نکسن ٹیلی ویژن میں آئے۔ اُن کے چہرے پر ملال کی بجائے خوشی کے آثار تھے۔ اور انہوں نے اپنے ووٹروں کا شکریہ ادا کیا۔ اور مسٹر کنیڈی کو اُن کی شاندار کامیابی پر مبارکباد دی اور اپنی جماعت کا تعاون پیش کیا۔ گذشتہ ہفتہ مسٹر کنیڈی مسٹر نکسن کے مکان پر ان کو مبارکباد دینے کے لئے گئے دونوں بڑے تپاک اور محبت سے پیش آئے۔ یہ اخلاق اسلامی ہیں۔ جو ان لوگوں میں پائے جاتے ہیں۔ اور جن سے ہماری قوم اور ہمارے لیڈر محروم ہیں۔ انکی شب و روز کوشش ایک دوسرے کی پگڑی اُچھالنے میں رہتی ہے۔

خاکسار ایک جدید قاعدہ عربی تیار کر رہا ہے۔ جس کی کتابت کا انتظام پاکستان میں ہو گا۔ لیکن طباعت کا کام یہاں ہو گا۔ دُعا فرمادیں کہ اللہ تعالیٰ خاکسار کو اس ارادہ میں کامیاب کرے۔ والسلام خاکسار محمد عبد اللہ

وحی اور عقل میں باہمی تعلق

محترم شیخ عبدالرحمن صاحب مصری۔ لاہور

موضوع زیر عنوان کے متعلق میں نے جلسہ سالانہ کے موقعہ پر اظہار خیالات کیا تھا افسوس ہے کہ وقت کی قلت کی وجہ سے اس پر سیر حاصل بحث نہ کی جا سکی اس لئے اب پیغام صلح کے ذریعہ اس پر روشنی ڈالنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ وباللہ التوفیق۔

دو گروہ

وحی کے منکرین دو گروہوں میں منقسم ہیں ایک گروہ تو وہ ہے جو بالکل ہی وحی کا منکر ہے اور ہر امر میں عقل پر ہی تکیہ کرتا ہے اور اسے ہی کافی سمجھتا ہے اور دوسرا گروہ وہ ہے جو قرآن کریم تک تو وحی کا قائل ہے لیکن قرآن کریم کے بعد وحی کا قائل نہیں قرآن کریم کے بعد وہ بھی خالی عقل کو ہی کافی سمجھتا ہے یہ دونوں گروہ خطرناک غلطی میں مبتلا ہیں خود بھی گمراہ ہو رہے ہیں اور دوسروں کو بھی صراط مستقیم سے ہٹانے کی کوشش میں مصروف ہیں، ان دونوں گروہوں نے نہ تو وحی کی حقیقت کو سمجھا ہے اور نہ ہی اس کی ضرورت پر آگاہی حاصل کرنے کی کوشش کی ہے اور نہ ہی عقل کے دائرہ عمل پر غور کیا ہے پہلا گروہ تو یہ سمجھے بیٹھا ہے کہ انسانی ضروریات اور اس کے تقاضوں کو پورا کرنے کے لئے عقل ہی کافی ہے اور دوسرا گروہ یہ سمجھتا ہے کہ وحی اپنے تمام کمالات کے ساتھ قرآن کریم کی شکل میں انسان کو مل گئی ہے اس کو سمجھنے کے لئے عقل انسانی کافی ہے اب مزید کسی وحی کی ضرورت نہیں

پہلے گروہ کی دلیل

پہلے گروہ کی طرف سے وحی کے انکار پر جو سب سے زبردست دلیل پیش کی جاتی ہے وہ یہ ہے کہ وحی عقل انسانی کو بیکار کر دیتی ہے اگر وحی نے ہی ہم کو سب کچھ بتلانا ہے تو پھر عقل کی کیا ضرورت ہے اس دلیل کو مغالطہ کے نام سے تو پکارا جا سکتا ہے لیکن اسے دلیل کے نام سے نامزد کرنا لفظ دلیل کی ہتک ہے کیونکہ اول تو خود عقل انسانی ہی تسلیم کرتی ہے کہ وحی کی مدد کے بغیر وہ بیکار ہے کیونکہ وحی جن امور پر روشنی ڈالتی ہے وہ میری دسترس سے باہر ہیں اگر ان امور میں وحی میری طرف اپنی مدد کا ہاتھ نہ بڑھائے تو میں ان کے دریافت کرنے میں بالکل بے دست و پا ہوں۔ دوسرے یہ کہ ابتدائے آفرینش سے ہی انسان کے وجود کے ساتھ ساتھ وحی کا وجود چلا آتا ہے لیکن کسی زمانہ کی وحی نے بھی عقل کو بیکار قرار نہیں دیا بلکہ ہر زمانہ کی وحی اپنی صداقت کو ثابت کرنے کے لئے عقل کو ہی اپیل کرتی رہی ہے اور عقلی دلائل کے ذریعہ ہی منکرین وحی پر اتمام حجت کا فریضہ سرانجام دیتی رہی ہے یہ حضرت آدمؑ سے شروع ہوئی اور ترقی کے مدارج طے کرتے کرتے حضرت نبی کریم صلعم کے وجود میں اپنے انتہائی کمال کو پہنچ گئی جس کے .... بعد اب کمال کا کوئی زینہ باقی نہیں جس پر اس نے چڑھنا ہے سب زینوں کو ختم کر کے کمال کی بلند ترین چوٹی پر پہنچ چکی ہے یہ وحی قرآن کریم کے نام سے پکاری جاتی ہے باوجود کامل ترین وحی ہونے کے یہ بھی عقل کو ناکارہ نہیں بناتی بلکہ اس سے کام لینے پر بار بار زور دیتی ہے۔ اور منکرین کو چیلنج کرتی ہے کہ اس میں کوئی بات خلاف عقل ثابت کر کے دکھلاؤ۔

یہ کامل ترین وحی خود اپنے منوانے کے لئے بھی غور وفکر سے کام لینے کی طرف توجہ دلاتی ہے چنانچہ سورۃ النحل ع۶ میں اللہ تعالےٰ فرماتا ہے وانزلنا الیک الذکر لتبین للناس ما نزل الیھم ولعلھم یتفکرون اور ہم نے تیری طرف یہ ذکر اتارا ہے تاکہ تو بیان کر دے اس ذکر کو جو تیرے ذریعہ لوگوں کی طرف اتارا گیا ہے اور تاکہ یہ لوگ خود بھی اسی طریق سے کام لیتے ہوئے غور وفکر کو عمل میں لائیں اور اس طرح مسائل کا استنباط کریں جس طرح تو استنباط کر رہا ہے یہ آیت صاف بتلا رہی ہے کہ قرآن کریم نے عقل کو بیکار نہیں کیا بلکہ تمام اصول اور ضروری فروع بتلا کر دیگر فروع کے استنباط کے لئے دروازہ کھلا رکھا ہے چنانچہ امت کے فقہاء اور متکلمین وغیرہ نے اسی آیت کے ماتحت غور وفکر سے کام لیکر قرآن کریم کے بیان کردہ اصول اور فروع اور حضرت نبی کریم صلعم کی تشریح وتفسیر کو سامنے رکھکر بہت سے مسائل کا استنباط کیا اور کبھی یہ نہیں سمجھا کہ قرآن کریم نے اپنے نزول کے بعد عقل کے استعمال کا دروازہ بند کر دیا۔

پھر سورۃ النساء میں فرمایا افلا یتدبرون القرآن ولو کان من عند غیر اللہ لوجدوا فیہ اختلافا کثیرا یعنی کیا یہ مخالف لوگ قرآن کے متعلق تدبر سے کام نہیں لیتے یعنی ان کو تدبر سے کام لینا چاہیئے اگر یہ اللہ کی طرف سے نہیں بلکہ کسی غیر کی طرف سے ہوتا تو یہ لوگ ضرور اس میں کثیر اختلاف پاتے اس میں اختلاف کا نہ ہونا حتمی دلیل ہے اس بات پر کہ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہی ہے اب کیا اس آیت میں قرآن نے خود اپنی صداقت اور اپنے سچے نبی اللہ ہونے کو منوانے کے لئے عقل انسانی کو ہی اپیل نہیں کی کیا عقل کو بیکار قرار دینے والی کتاب ایسی اپیل کر سکتی ہے، باوجود اس کے کہ قرآن کریم متعدد مضامین پر بحث کرتا ہے، اور زندگی کا کوئی شعبہ نہیں جس کے متعلق اس نے مفصل ہدایات نہ دی ہوں لیکن اس میں تضاد کا نام ونشان نہیں اس کی آیات میں کسی جگہ بھی آپس میں تصادم نہیں یہ امر اس کے منجانب اللہ ہونے پر زبردست دلیل ہے آیت میں اختلاف سے مراد صرف تضاد ہی نہیں بلکہ اس سے یہ اور چیز بھی ہے جس میں اختلاف کا پایا جانا یقینی تھا اگر یہ کتاب غیر اللہ کی طرف سے ہوتی اور وہ یہ کہ اس میں مسلمانوں کی کامیابی اور ان کے دشمنوں کی ناکامی کی حتمی پیشگوئیاں کی گئی ہیں اور بار بار کی گئی ہیں اور اس وقت کی گئیں ہیں جبکہ مسلمان بے بسی کی حالت میں تھے اور دشمن پورے زوروں پر مسلمانوں کے مقابل وہ بے پناہ طاقت کے مالک تھے تعداد میں زیادہ سامان حرب میں زیادہ فن حرب میں زیادہ سارے ملک کی مدد انہیں حاصل غرضیکہ جنگ میں فتح حاصل کرنے کے لئے جو سامان بھی ممکن ہو سکتے ہیں وہ سب انہیں میسر تھے ان کے بالمقابل مسلمان ان سب سامانوں سے محروم لیکن ہوتا یہ ہے کہ قرآن کریم کی پیشگوئیاں سچی ثابت ہوتی ہیں اور مسلمان ہر میدان میں کامیاب اور دشمن ناکام ہوتا ہے۔ ہزیمت پر ہزیمت اٹھانے کے بعد آخر دشمن گھٹنے ٹیک دیتا ہے اور یقین کرتا ہے کہ بے شک مسلمانوں کے شامل حال خدا کی مدد ہے اور قرآن فی الحقیقت خدا کی ہی کتاب ہے اور محمد صلعم خدا کے ہی رسول ہیں اس یقین سے بھرے ہوئے دل کو لے کر وہ حلقہ بگوش اسلام ہو جاتا ہے اور سارے عرب پر پرچم اسلام لہرانے لگ جاتا ہے۔

اسکے علاوہ اس سے بھی بڑھکر ایک اہم امر ہے جس میں اختلاف کا پایا جانا یقینی تھا اگر یہ وحی غیر اللہ کی طرف سے ہوتی اور وہ اللہ تعالےٰ کی طرف سے اس وحی میں وہ وعدے تھے جو اس میں نازل کردہ ہدایات پر عمل کرنے والوں کے ساتھ کئے گئے تھے اور وہ وعدے ان کی اخلاقی اور روحانی اصلاح کے متعلق تھے ایسی اصلاح جس کے نتیجہ میں قرب الٰہی ملنا اور تعلق باللہ کا انعام حاصل ہو جاتا ہے چنانچہ یہ وعدے بھی بڑی آب و تاب سے ساتھ پورے ہوئے ہزاروں انسان قرب الٰہی کی نعمت سے متمتع ہو گئے اور صاحب کشف و الہام بن گئے اور خدا کے محبوب کہلائے دیکھو نماز کے متعلق وعدہ تھا ان الصلوٰۃ تنھٰی عن الفحشاء والمنکر حقیقی نماز فحشاء اور منکر کو مٹا دیتی ہے اب کیا کوئی اس حقیقت سے انکار کر سکتا ہے کہ عرب کی زمین سے نماز کی بدولت فحشاء اور منکر عنقا ہو گئی اور اس کی جگہ پاکیزگی اور طہارت نے

لے لی اور ولذکر اللہ اکبر کے وعدہ کے مطابق مسلمان ہر قسم کی بڑائی کے مالک ہو گئے قوموں نے ان سے اخلاق کا سبق سیکھا روحانیت میں انہیں استاد مانا سیاست ہاں پاکیزہ سیاست حاصل کرنے کے لئے اُن کے سامنے زانوئے شاگردی طے کئے دنیاوی کاروبار میں اُن کی دیانت و امانت اور کیریکٹر میں عفت کو دیکھ کر اس قدر متاثر ہوئے کہ انہیں اپنے لئے مشعل راہ بنایا غرضیکہ دین و دنیا میں وہ قابل تقلید نمونہ قرار دیئے گئے خدا کے سوا قلوب میں ایسا عظیم الشان انقلاب کون پیدا کر سکتا تھا اعمال کے نتائج تو خدا کے سوا اور کسی کے ہاتھ میں نہیں۔

ان وعدوں کے دو پہلو تھے ایک کا تعلق تو حقیقی اور سچے مسلمانوں کے ساتھ تھا جس کا پورا ہونا ہر ایک کے مشاہدہ میں آ گیا نہ صرف صحابہ رضی اللہ عنہم کی زندگیوں میں ہی انقلاب دیکھا گیا بلکہ بعد کی نسلوں میں بھی کامل مسلمانوں کے وجود میں اس وعدہ کا پورا ہونا تمام قوموں نے دیکھا اور اس وقت تک دیکھ رہی ہیں، دوسرا پہلو اس وعدہ کا اسلام کے مخالفین کے متعلق تھا۔ یعنے یہ کہ جو اسلام کی ہدایات پر عمل نہیں کریں گے وہ خدا کی ان نعمتوں سے محروم رہیں گے۔ ان کی روحانیت اس قدر ترقی نہیں کر سکتی کہ وہ انہیں قرب الٰہی کے مقام تک پہنچا سکے اور یہ امر بھی اظہر من الشمس ہے۔ دیگر تمام اقوام اس نعمت سے محروم چلی آ رہی ہیں۔ ایک بھی مقرب الٰہی ان میں پیدا نہیں ہوتا اور اس زمانہ کے امام اور حضرت نبی کریم صلعم کے غلام حضرت مرزا صاحب نے تو یہ چیلنج دے کر اس حقیقت کو پایہ ثبوت تک پہنچا دیا ہے کہ اسلام کی پیروی سے ہی انسان مقرب الٰہی بن سکتا ہے اور کسی کتاب میں یہ طاقت نہیں کہ اپنے پیرو کو اس نعمت سے متمتع کر سکے۔

پھر سورۃ محمدؐ رکوع ۳ میں فرمایا گیا ہے افلا یتدبرون القرآن ام علیٰ قلوب اقفالہا یعنے کیا یہ مخالفت کرنے والے قرآن کو غور سے نہیں پڑھتے کہ اس کا انکار کر رہے ہیں یا ان کے دلوں پر اُن کے اپنے ہی پیدا کردہ قفل پڑے ہوئے ہیں اسی مضمون کو دوسرے الفاظ ختم اللہ علیٰ قلوبہم وعلیٰ سمعہم وعلیٰ ابصارہم غشاوۃ ولہم عذاب عظیم میں ادا کیا ہے یا بل ران علیٰ قلوبہم ما کانوا یکسبون میں ادا کیا ہے ان کے اپنے اعمال ہی ان کے دلوں کو زنگ آلود کر دیتے ہیں جو صداقت کی روشنی کو ان تک پہنچنے نہیں دیتے یہ قفل کیوں لگتے اور کیوں دلوں کے دروازوں کو بند کرتے اور انہیں زنگ آلود کر دیتے ہیں اس کی وجہ سورۃ الاعراف رع ۲۲ کی مندرجہ ذیل آیت میں بتلائی گئی ہے ولقد ذرأنا لجہنم کثیرا من الجن والانس لہم قلوب لا یفقہون بہا ولہم اعین لا یبصرون بہا ولہم اٰذان لا یسمعون بہا اولٰئک کالانعام بل ہم اضل اولٰئک ہم الغافلون۔ یعنی جن اور انس جہنم میں کیوں ڈالے جائیں گے اس لئے کہ خدا تعالےٰ نے انکو قلوب دیئے تھے تا یہ اُن سے غور و فکر سے کام لیں لیکن یہ لوگ اُن سے یہ کام نہیں لیتے ان کو آنکھیں دی گئی تھیں تا یہ اس انقلاب کو دیکھیں جو اس کتاب اور اس رسول نے اپنے ماننے والوں کے دلوں میں پیدا کیا لیکن افسوس انہوں نے آنکھیں بند کی ہوئی ہیں اور انہیں کان عطا کئے تھے تا وہ ان معقول اور مدلل اور پاکیزہ باتوں کو سنیں جو انسان کو زمین سے آسمانی بنا دیتی ہیں لیکن انہوں نے کانوں سے بھی کام نہیں لیا اس لئے یہ لوگ چوپایوں کی مانند ہیں بلکہ اُن سے بھی بدتر ہو گئے تو ان حقائق تک اس لئے نہیں پہنچ سکتے کہ ان کو یہ قوٰے عطا نہیں کئے گئے۔ مگر ان لوگوں کو تو یہ نعمت بے بہا دی گئی تھی مگر انہوں نے اس کی قدر نہ کی اور انہیں ضائع کر دیا اس لئے اُن کے فوائد سے محروم ہو گئے پھر سورۃ ص رع ۳ میں فرمایا کتاب انزلناہ الیک مبارک لیدبروا اٰیاتہ ولیتذکر اولوا الالباب یعنی کتاب جو تیری طرف ہم نے اتاری ہے برکتوں سے لبریز ہے تا کہ عقلمند اس سے اپنی بڑائی کو حاصل کر لیں جس کے حصول کے لئے انہیں پیدا کیا گیا ہے۔

پھر یوسف رع ۱ میں فرمایا تلک اٰیات الکتاب المبین انا انزلناہ قرآنا عربیا لعلکم تعقلون یہ آیات ہیں اس کتاب کی جو اپنے مطالب کو وضاحت سے بیان کرنے والی ہے اور حق اور باطل کو ایک دوسرے سے ممیز کر دیتی ہے ہم نے ہی اس کو اتارا ہے اس حالت میں کہ اس کی آیات میں باہمی ربط ہے اور یہ حقائق اور معارف سے بھری ہوئی ہونے کے علاوہ فصاحت و بلاغت میں یکتا ہے تا کہ تم عقل سے کام لیتے ہوئے اس کی صداقت تک آسانی سے پہنچ جاؤ قرآن باربط کلام کو کہتے ہیں اور عربی کے معنی فصاحت و بلاغت میں یکتا اور معارف سے پُر۔ پھر سورۃ الانبیاء میں فرمایا لقد انزلنا الیکم کتابا فیہ ذکرکم افلا تعقلون یعنے ہم نے تمہاری طرف یہ کتاب اتاری ہے اس میں تمہاری بڑائی کے سامان ہیں کیا پس تم عقل سے کام نہیں لیتے یعنے اگر عقل سے کام لو گے تو تمہیں شرف و بزرگی اور دوسروں پر برتری حاصل کرنے کے سامان صاف نظر آ جائیں گے چنانچہ آخر کار جب ان کی سمجھ میں یہ بات آ گئی تو یہ لوگ دنیا پر چھا گئے اور وہ عزت ان کو حاصل ہوئی جو اُن سے قبل کسی قوم کو بھی حاصل نہ ہوئی تھی۔ پھر سورۃ النساء رع ۲۴ میں قرآن کو مجسم برہان اور نور قرار دیا ہے۔ فرمایا یا ایہا الناس قد جاءکم برہان من ربکم وانزلنا الیکم نورا مبینا اے لوگو تمہارے رب کی طرف سے تمہارے پاس مجسم برہان اور حق اور باطل میں تمیز کر دینے والا نور آ گیا ہے جس کی روشنی میں تم مفید اور مضر چیزوں میں تمیز کر سکتے ہو اب ظاہر بات ہے کہ جس کتاب کو مجسم برہان کے نام سے پکارا جائے اس ساری کی ساری کتاب کا ایسے ہی معقول دلائل سے پُر ہونا لازمی ہے جو عقل کو مطمئن کرنے والی ہوں۔

پھر اس کتاب کے متعلق رسول کریم صلعم کی زبان مبارک سے یہاں تک فرما دیا کہ اگر اس سے زیادہ ہدایت والی کتاب لے آؤ تو میں اسی کی پیروی کر لوں گا جیسا کہ فرمایا قل فاتوا بکتاب من عند اللہ ہو اہدیٰ منہما اتبعہ ان کنتم صادقین (القصص رع ۵) ان کو کہدو کہ کوئی ایسی الہامی کتاب لے آئیں اور اس کو قرآن کے مقابل میں رکھکر دیکھ لیں جو ان دونوں میں سے زیادہ ہدایت والی ثابت ہو میں اسی کی اتباع کر لوں گا اگر تم اس دعوے میں سچے ہو کہ تمہاری کتاب بہترین ہے تو قرآن کے مقابل اسے پیش کر کے دیکھ لو مندرجہ بالا آیات پر سرسری نگاہ ڈالنے سے ہی معلوم ہو جاتا ہے کہ قرآن شریف عقل کو اور انسان کی قوت تدبر و تفکر کو کس زور سے اپیل کرتا ہے اور برہان سے کام لینے پر کس قدر زور دیتا ہے یہاں تک کہ دوسرے مذاہب کے پیروؤں کو ان الفاظ میں چیلنج کرتا ہے ہاتوا برہانکم ان کنتم صادقین یعنے سچے ہو تو دلیل پیش کرو اور ببانگ دہل کہتا ہے ان تتبعون الا الظن وان الظن لا یغنی من الحق شیئا اے منکران اسلام تم تو محض ظن کی پیروی کر رہے ہو اور حق کے مقابلہ میں جسے قرآن شریف پیش کر رہا ہے ظن کیا فائدہ دے سکتا ہے۔

وحی نازل کا اور وحی کا حال تو آپ نے دیکھ لیا کہ کس طرح اپنے وجود کو منوانے کے لئے عقل کے استعمال پر زور دے رہی ہے اب اس رسول کے حالات کو بھی بنظر غائر مطالعہ کریں جس پر یہ وحی نازل ہوئی ہے کیا اس پر ایمان لانے کی جو دعوت دی گئی ہے اس میں تحکم سے کام لیا گیا ہے یا خوب سوچ بچار کر ایمان لانے کی ہدایت کی گئی ہے۔ سورۃ یونس رع ۲ کی مندرجہ ذیل آیت برائے غور پیش کی جاتی ہے فرمایا فقد لبثت فیکم عمرا من قبلہ افلا تعقلون اے منکرو! میں نے دعوے رسالت پیش کرنے سے قبل آپ لوگوں کے درمیان عمر کا بڑا حصہ گذارا ہے کیا تم عقل سے کام نہیں لیتے دعویٰ سے قبل کی میری زندگی کیا اس پر شاہد نہیں کہ میں اللہ تعالےٰ پر افترا نہیں کر سکتا کیا تم مجھے امین صدوق کے لقب سے نہیں پکارا کرتے تھے کیا کوئی عیب میری طرف منسوب کرنے کی کسی کو جرأت ہوئی یا آپ ہو سکتی ہے کیا میری پاکیزہ اور بے لوث زندگی کے تم بھی شاہد نہیں پھر تم کس طرح مجھ پر افترا علی اللہ کا گمان

کرسکتے ہو بے شک تم مجھے خطرناک مخالفتوں اور بڑے زبردست دشمنوں کے بالمقابل کامیابی کا دعویٰ کرنے کی وجہ سے مجنون قرار دیتے ہو لیکن اس بارے میں بھی اگر غور سے کام لو گے تو تمہیں نظر آ جائے گا کہ مجھ میں جنون کا شائبہ تک نہیں میرے کاموں سے اور میری پاک تاثیروں سے جن سے میری پیروی کرنے والے متاثر ہو رہے ہیں اور باوجود شدید مخالفت اور مولناک ایذا رسانیوں کے میری طرف لوگوں کے رجحان میں دن بدن اضافہ سے تم سمجھ سکتے ہیں کہ جنون کے الزام سے کیا میں بری ہوں یہی ایک الزام تھا جس پر آنحضور صلعم کے دشمنوں کا اصرار تھا اور جسے وہ بار بار دہراتے تھے اور اس کی وجہ وہی تھی جو اوپر بیان ہوئی ہے اسی لئے قرآن کریم نے بھی بار بار اس الزام کی تردید کی ہے بلکہ اس کے بارے میں بھی ان مخالفین کو عقل سے کام لینے کی طرف توجہ دلائی ہے چنانچہ سورۃ الاعراف ع ۲۳ میں فرمایا اولم یتفکروا ما بصاحبھم من جنۃ ان ھو الا نذیر مبین کیا یہ غور نہیں کرتے کہ ان کے صاحب یعنی محمد رسول اللہ صلعم کو جنون نہیں ہاں اس میں شک نہیں کہ وہ کھلے طور پر اپنے مخالفین کے لئے خدائی سزا کی پیشگوئی کر رہا ہے جو ان کی شکستوں کی شکل میں ظاہر ہونے والی ہے اور آگے فرمایا کہ اس پیشگوئی کے پورا ہونے کا وقت بھی قریب آ رہا ہے اور وہ اچانک آ جائے گی چنانچہ جنگ بدر غیر متوقع طور پر پیش آگئی جس کا کسی کو وہم بھی نہ تھا اور اس میں دشمنان اسلام کا زور ٹوٹ گیا اور ان کی طاقت ضعف میں بدل گئی جو بعد کی دو جنگوں میں بالکل ختم ہو گئی اور بالآخر مکہ بھی فتح ہو گیا جس کی فتح کو دیکھ کر تمام عرب حلقہ بگوش اسلام ہو گیا۔

پھر سورۃ سبا ع ۶ میں بھی اسی الزام کی تردید بایں الفاظ کی گئی ہے قل انما اعظکم بواحدۃ ان تقوموا للہ مثنی و فرادی ثم تتفکروا ما بصاحبکم من جنۃ ان ھو الا نذیر لکم بین یدی عذاب شدید یعنی اکیلے اکیلے اور مل کر غور کرو اگر غور کرو گے تو تمہیں سمجھ آ جائے گا کہ ہمارے رسول مقبول صلعم کو جنون نہیں اس کی پیشگوئی سزا سے تم کو ایسا وہم ہوتا ہے لیکن یاد رکھو یہ پیشگوئی سچی ہے وہ اس عذاب شدید کے آنے سے قبل تمہیں متنبہ کر رہا ہے اور تنبیہ کرنے والا تو مجنون نہیں خیرخواہ ہوتا ہے۔

پھر سورۃ المؤمنون ع ۴ میں اس الزام کی تردید کرتے ہوئے بایں الفاظ توجہ دلائی ہے۔ ام یقولون بہ جنۃ بل جاءھم بالحق واکثرھم للحق کارھون اس رسول کو جنون کس طرح ہو سکتا ہے یہ تو حق پیش کر رہا ہے اس کی ہر بات معقول اور صداقت پر مبنی ہے کیا مجنون بھی ایسی تعلیم پیش کر سکتا ہے کچھ تو عقل سے کام لو۔

پھر سورۃ القلم ع ۱ میں جنون کی نفی کرتے ہوئے فرمایا ن والقلم وما یسطرون ما انت بنعمۃ ربک بمجنون وان لک لاجرا غیر ممنون وانک لعلی خلق عظیم فستبصر ویبصرون بایکم المفتون۔ دوات اور قلم اور جو کچھ ان کے ذریعہ لکھا جائے گا اس بات کی دلیل ہوں گے کہ تو اپنے رب کی نعمت سے مجنون نہیں ہے یعنی مجنون کی طرف تو کوئی توجہ ہی نہیں کرتا یہ جانیکہ کہ اس کے متعلق دوست و دشمن خامہ فرسائی کرتے رہیں اور اس کے متعلق کتب پہ کتب تصنیف کر دی جائیں پھر دوسری دلیل تیرے مجنون نہ ہونے پر تیرا اجر ہوگا جو کبھی منقطع نہیں ہوگا۔ قرآن کریم سے پتہ لگتا ہے کہ آنحضرت صلعم ہر وقت اسی امر کے متمنی تھے کہ لوگ خدا سے تعلق پیدا کریں اس امر کے منقطع نہ ہونے کا اس کے سوا اور کچھ مطلب نہیں ہو سکتا کہ آپ کی امت میں خدا رسیدہ آدمی ہمیشہ پیدا ہوتے رہیں گے اور واقعات اس دعوے کی صداقت پر گواہ ہیں اور تیسری دلیل تیرے مجنون نہ ہونے پر یہ ہے کہ تو خلق عظیم پر ہے یعنی اخلاق کی انتہائی بلندی پر ہے جس کے اوپر کوئی انسان جا ہی نہیں سکتا تو بھی دیکھ لے گا اور یہ مخالفین بھی دیکھ لیں گے کہ جنون کس کو ہے تو جو ان کی شکست اور ذلت کی پیشگوئی کر رہا ہے اور اس پیشگوئی کو یہ دشمنان اسلام موجودہ حالات یعنی تیری انتہائی کمزوری اور اپنی انتہائی طاقت کو دیکھ کر مجنون کی بڑ سے زیادہ وقعت نہیں دیتے لیکن واقعات انہیں بتلا دیں گے کہ ان کا جھٹلانا مجنونانہ بڑ ہے یا تیرا پیشگوئی کرنا۔

علاوہ ان دلائل قویہ کے جو اہل دوزخ کا بیان دوزخ کے داروغوں کے سوال میں واضح کرتا ہے کہ عقل سے کام لینے والے کے لئے صداقت اسلام کو قبول کرنے کے سوا اور کوئی چارہ ہی نہیں فرمایا کلما القی فیھا فوج سالھم خزنتھا الم یاتکم نذیر قالوا بلی قد جاءنا نذیر فکذبنا وقلنا ما نزل اللہ من شیء ان انتم الا فی ضلال کبیر وقالوا لو کنا نسمع او نعقل ما کنا فی اصحاب السعیر فاعترفوا بذنبھم فسحقا لاصحاب السعیر۔ یعنی جس وقت بھی کوئی فوج دوزخ میں ڈالی جائے گی تو اس کے داروغے ان سے سوال کریں گے کیا تمہارے پاس کوئی نذیر نہیں آیا تھا وہ جواب میں کہیں گے نذیر آیا تو ضرور تھا لیکن ہم نے اسے جھٹلا دیا اور کہا کہ اللہ نے تو کچھ نہیں اتارا تم تو محض ضلال کبیر میں ہو ساتھ ہی وہ یہ بھی کہیں گے اگر ہم اپنے نذیر کی باتوں کو غور سے سنتے یا اُن کے دعوے اور دلائل کے متعلق عقل کو استعمال میں لاتے تو آج ہم اہل دوزخ میں سے نہ ہوتے پس انہوں نے اپنے گناہ کوتاہی اور بے پروائی کا اعتراف کیا پس اہل دوزخ کے لئے عذاب میں پسنا ہوگا۔

.... اہل دوزخ کا یہ قول اگر ہم عقل سے کام لیتے صاف بتلا رہا ہے کہ انبیاء علیہم السلام ہمیشہ عقل کو اپیل کرنے والی باتیں پیش کرتے ہیں اور اپنے دعوے کو تحکم سے نہیں بلکہ مدلل طریق سے منواتے ہیں نہ ماننے والوں کی اپنی بدقسمتی ہے جو وہ ان کی باتوں کو توجہ سے نہیں سنتے اور ان کے معقول دلائل پر کان نہیں دھرتے محض عقل کو ہی کافی قرار دینے والوں اور وحی الٰہی سے استغنا ظاہر کرنے والوں نے اپنی بناوٹ پر بھی غور نہ کیا جو دو قسم کے قویٰ پر مشتمل ہے ظاہری اور باطنی جس خدا نے انہیں بنایا ہے وہ ان دونوں کی ضروریات اور تقاضوں سے واقف ہے لازمی بات ہے کہ وہ ان دونوں کی ضروریات اور تقاضوں کو پورا کرنے کے سامان مہیا کرے گا اگر اس نے ظاہری آنکھ کے خواص کے ظہور کے لئے سورج بنایا اور ظاہری کان کو اپنا جوہر دکھلانے کے لئے ہوا عطا کی اور اسی طرح دیگر قویٰ کے لئے ان کے مناسب حال سامان عطا کئے تو باطنی قویٰ کے لئے کیوں وہ سامان عطا نہ کرتا اور وہ سامان وحی کی شکل میں عطا کئے گئے ہیں یہ وحی باطنی آنکھ کے لئے سورج کا کام دیتی ہے خدا کی آواز سننے کے لئے باطنی کان کے لئے ہوا کا کام دیتی ہے دل کی زمین کے اندر جو نشوونما کا بیج رکھا گیا ہے اس کو بار آور بنانے کے لئے بارش کا کام دیتی ہے جس طرح اس مادی عالم میں [illegible] کائنات کے ذرہ ذرہ میں مختلف خواص رکھ کر عقل انسانی پر چھوڑا ہے کہ وہ ان کو معلوم کرکے ان سے فائدہ اٹھائے اسی طرح عالم روحانی میں وحی کے ذریعہ اصول اور ضروری فروع بتلا کر عقل انسانی کے سپرد یہ کام کیا ہے کہ وہ اپنی زندگی کی تمام ضروریات کو پورا کرنے کے لئے ان اصولوں اور ضروری فروع سے سامان دریافت کرے جس طرح کائنات کے رازوں کو دریافت کرنے کی اہلیت سب انسانوں میں نہیں پائی جاتی بلکہ چند خاص انسان ہی ایسے ہوتے ہیں جو کائنات کے رازوں سے پردہ اٹھاتے ہیں ٹھیک اسی طرح اس وحی کے رازوں سے پردہ اٹھانے والے بھی خاص لوگ ہوتے ہیں کوئی فقہا کہلاتے ہیں کوئی متکلمین کہلاتے ہیں اور ایک گروہ ایسا ہے جن کا وجود تعلق باللہ پر جو انسانی زندگی کا اصل مقصد ہے کھلی کھلی دلیل ہوتا ہے یہ گروہ یہ ثابت کر دیتا ہے کہ انسان وحی الٰہی پر پوری طرح عمل کرنے سے خدا کے اتنا قریب ہو جاتا ہے کہ خدا اس سے ہمکلام ہوتا ہے ان کی دعاؤں کو اُن کے ہاتھ پر خوارق دکھلاتا ہے دشمنوں کے مقابلہ میں اُن کی تائید و نصرت کرتا ہے اُن سے محبت کرنے والوں سے محبت کرتا اور ان کی مخالفت کرنے والوں کو ذلت و رسوائی کے گڑھوں میں گراتا ہے۔ ان کے ذریعہ اپنی صفات کو نمایاں کرکے اپنے وجود کا ثبوت دیتا ہے غرضیکہ وہ اس گروہ کو خدانما اور دنیا کے دیگر لوگوں کے لئے مشعل راہ بنا دیتا ہے جو خدا کے ساتھ تعلق پیدا کرنے کے

راستہ کو روشن کر جاتے ہیں وحی کا یہ ایسا خاصہ ہے کہ جس تک عقل کو براہ راست رسائی نہیں یعنی عقل انسانی خود براہ راست خدا سے تعلق پیدا کرنے کی راہ دریافت نہیں کر سکتی اس میں وہ وحی کی محتاج ہوتی ہے ہاں وحی کے آنے کے بعد وہ اس کا ادراک کر سکتی ہے اور مشاہدہ اور تجربہ سے اس کی سچائی پر یقین لا سکتی ہے نہیں بلکہ لے آتی ہے دنیا میں جن لوگوں نے محض عقل پر تکیہ کیا ہے ان میں سے ایک بھی خدا رسیدہ نہیں بن سکا۔

لیکن وحی کی پیروی کرنے والوں میں سے ہزاروں نہیں بلکہ لاکھوں اس مقام تک پہنچے ہیں اور کروڑوں ایسے ہیں جو گو اس انتہائی مقام تک نہیں لیکن اس کے نیچے کے کئی روحانی مقامات انہوں نے بھی طے کر لئے ہیں اور وہ بھی کچھ کم درجہ کے مقامات نہیں ہوتے اس کے مقابل محض عقل پر تکیہ کرنے والوں میں سے ایک شخص بھی ایسا پیش نہیں کیا جا سکتا جس نے روحانی مقامات میں سے ادنےٰ سا مقام بھی حاصل کیا ہو یہ واقعات کی شہادت ہے جو سب سے قوی شہادت ہوتی ہے جس کا جھٹلانا ناممکن ہے۔

بیشک اللہ تعالےٰ نے علوم حاصل کرنے کے لئے تمام ضروری قوےٰ انسان کو عطا کئے ہیں لیکن ان کے دائرے بھی مقرر کر دیئے ہیں اور ان دائروں سے باہر وہ کوئی کام نہیں کر سکتے آنکھ ایک حد تک ہی دیکھ سکتی ہے کان ایک حد تک ہی آواز سن سکتے ہیں علیٰ ہذا القیاس باقی قوےٰ بھی اپنی حد کے اندر رہ کر ہی کام کر سکتے ہیں اس سے باہر نہیں جیسا کہ فرمایا خلق کل شیء فقدرہ تقدیرا یعنے ہر چیز کو پیدا کر کے اس کے دائرہ عمل کی حدبندی کر دی ہے۔ اس لئے عقل انسانی کا بھی ایک دائرہ عمل ہے خدا کی کامل معرفت اور اس کے حصول کے ذرائع اور اس کی رضا کی راہوں کو پانا یہ اس کے دائرے سے باہر ہیں اسی لئے قرآن شریف نے سورۃ الدھر کے شروع میں ہی فرمایا انا خلقنا الانسان من نطفۃ امشاج نبتلیہ فجعلناہ سمیعا بصیرا انا ھدینٰہ السبیل اما شاکرا و اما کفورا پھر فرمایا ھو الذی انشا لکم السمع والابصار والافئدۃ قلیلا ما تشکرون یعنی ہم نے انسان کو بے شک سمیع اور بصیر بنایا ہے اور افئدۃ عطا کئے ہیں جو حصول علم کے لئے مکمل ذرائع ہیں لیکن خدا تک پہنچنے کا راستہ ہم خود ہی دکھاتے ہیں یہ ان قوےٰ کی رسائی سے باہر ہیں ہاں ان قوےٰ سے اس کی شناخت کی جا سکتی ہے جس طرح اس کائنات کی تمام ضروری اشیاء جن کی انسان کو ضرورت ہے خدا نے خود مہیا کر دی ہیں اور پھر عقل پر چھوڑا ہے کہ ان کو دریافت کر کے ان سے کام لے جیسا کہ فرمایا سخر لکم ما فی السموٰت وما فی الارض یعنے آسمان اور زمین کی ہر چیز تمہاری خدمت کے لئے بنائی ہے اب ان سے خدمت لینا تمہارا اپنا کام ہے اسی طرح ہدایت کے راستے بھی جو خدا کی رضا کو حاصل کرنے کے لئے ضروری ہیں اور جو انسان کے باطنی قویٰ کی نشوونما کے لئے لازمی ہیں ان کا بتلانا بھی اس نے اپنے ذمہ لیا ہوا ہے جیسا کہ فرماتا ہے انا علینا للھدیٰ وان لنا للاٰخرۃ والاولیٰ باطنی قوےٰ کی نشوونما سے ہی خدا کے قرب کی راہیں کھلتی ہیں جیسا کہ فرمایا ان اللہ یحول بین المرء وقلبہ اللہ تعالےٰ انسان اور اس کے قلب کے درمیان حائل ہے جس وقت بھی قلب کی کھڑکی کھلی اسی وقت وہ نظر آ جائے گا۔ اور پھر فرمایا لا تدرکہ الابصار وھو یدرک الابصار آنکھیں اس حد تک نہیں پہنچ سکتیں بلکہ وہ آنکھوں تک پہنچتا ہے یعنی وہ خود ہی روشنی پیدا کرتا ہے جن کے ذریعہ باطنی آنکھ خدا کا ادراک کر سکتی ہے ایسا ادراک جس میں شک و شبہ کی گنجائش نہیں رہتی نیز وہ ضرورت اس بات کی ہے کہ اس روشنی میں انسان اپنے آپ کو سنوارے۔ پھر سورۃ النساء میں فرمایا یرید اللہ لیبین لکم ویھدیکم سنن الذین من قبلکم ویتوب علیکم واللہ علیم حکیم واللہ یرید ان یتوب علیکم ویرید الذین یتبعون الشھوات ان تمیلوا میلا عظیما یرید اللہ ان یخفف عنکم وخلق الانسان ضعیفا اللہ تعالےٰ کا ارادہ یہ ہے کہ اپنی رضا کی راہیں تمہارے لئے خود بیان کر دے اور ان برگزیدہ لوگوں کے راستوں کی طرف تمہاری راہنمائی کر دے جو تم سے پہلے گزر چکے ہیں اور تمہیں اپنی رحمتوں کا مورد بنائے اور اللہ ہی علیم یعنی ان راہوں کو جاننے والا ہے اور وہی حکیم یعنی پختہ اور یقینی علم دینے والا ہے اللہ تو ان راہوں سے تمہیں آگاہ کر کے تم پر اپنی رحمتوں کی بارش کرنا چاہتا ہے اور وہ لوگ جو اپنی باطل خواہشوں کے ذریعہ اس راہ کو پانا چاہتے ہیں ان کا منشاء یہ ہے کہ تم بھی خدا کی بتائی ہوئی راہوں سے مکمل طور پر ہٹ جاؤ اللہ چاہتا ہے کہ تم سے اپنی رضا کی راہ کو دریافت کرنے کا بوجھ ہلکا کر دے کیونکہ انسان کو کمزور پیدا کیا گیا یعنی اس کے قویٰ میں یہ طاقت نہیں رکھی گئی کہ وہ رضا الٰہی کی راہ کو خود دریافت کر سکے اسی لئے دوسری جگہ فرمایا ان ھدی اللہ ھو الھدیٰ یعنی خدا کی بتلائی ہوئی ہدایت ہی ہدایت ہے عقل کی کوشش سے دریافت کی ہوئی ہدایت ہدایت کا کام نہیں دے سکتی اسی لئے سورۃ النساء ع ۷ میں فرمایا الم تر الی الذین یزکون انفسھم بل اللہ یزکی من یشاء ولا یظلمون فتیلا کیا تم ان لوگوں کی طرف نظر اٹھا کر نہیں دیکھتے جو خود اپنے ایجاد کردہ طریقوں سے اپنے نفوس کو پاک کرنے کی کوشش میں لگے ہوئے ہیں۔ کیا ان میں سے کسی نے بھی پاکیزگی کو حاصل کیا اس کے برعکس خدا کے بیان کردہ طریق پر چلنے والے ہی پاک ہو رہے ہیں ان کے اعمال کے نتائج میں کوئی کمی نہیں یہ دعویٰ یہ واقعات کی شہادت ہے جس کا انکار ناممکن ہے پھر سورۃ نور میں فرمایا ولولا فضل اللہ علیکم ورحمتہ ما زکیٰ منکم من احد ابدا ولکن اللہ یزکی من یشاء واللہ سمیع علیم۔ یعنے اللہ تعالےٰ کا اگر فضل نہ ہوتا تو تم میں سے کوئی بھی پاکیزگی کو حاصل نہ کرتا لیکن خدا پاکیزہ بنا رہا ہے، خلاصہ کلام یہ کہ وحی الٰہی ہی ایک ذریعہ ہے جس سے خدا کی کامل طور پر شناخت ہوتی ہے مزید تفصیل انشاء اللہ آئندہ قسط میں بیان کی جائے گی۔

میں جلسہ سالانہ میں کیوں شامل نہ ہو سکا

ایڈیٹر صاحب پیغام صلح

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

براہ کرم سب سے اوّل اشاعت میں میرا خط شائع کر کے مشکور و ممنون فرمائیں۔

اُن احباب کرام و عزیز دوستوں کی آگاہی کے لئے جو میری ملاقات کے متمنی ہوں گے۔ اطلاع دیتا ہوں کہ میں کیوں اس مبارک اجتماع میں شامل نہیں ہو رہا۔

آج مجھے بیمار ہوئے اکیسواں دن ہے۔ مجھے بتایا گیا ہے کہ بفضل ایزدی خطرناک موڑ کو عبور کر لیا گیا ہے تاہم ہر آن فضل ربی کی اشد ضرورت ہے۔

میں اپنی زندگی میں اتنا لمبا عرصہ کبھی بیمار نہیں ہوا۔ میں نے اس بیماری میں فضل ربی کے بڑے بڑے عجائبات دیکھے۔ مولا کریم کے احسانات کی گنتی ناممکن۔

سن ۱۹۲۲ء میں حضرت مولانا محمد علی مرحوم و مغفور کے دست مبارک پر بیعت کی۔ میں صرف دو دفعہ سالانہ اجتماع پر شامل نہیں ہو سکا پہلی دفعہ جب میری والدہ کرمہ سخت بیمار تھیں اور دوسری دفعہ اب میں خود بیمار ہوں۔ مجھے ایک صدمہ ہے جس کی تلافی ممکن نہیں۔ مبارک ہیں وہ جو ان تین ایام میں جماعتی طور پر دعاؤں میں شامل ہوں گے اور صبح ۴ بجے بیدار ہو کر وضو کر کے بارگاہ رب العزت میں سجدہ ریز ہوں گے۔ اور دل کی گہرائی اور نہایت عاجزی سے اپنے گناہوں کی معافی لیں گے۔ اور اشاعت اسلام کے لئے اپنا مال بے دریغ خرچ کرنے کی توفیق مانگیں گے۔

اے خدا! اس چھوٹی سی جماعت کے ان لوگوں کے دلوں کو فراخ کر دے جو ادنےٰ ادنےٰ باتوں کے لئے اشاعت اسلام جیسے بڑے کام میں رکاوٹ کا باعث بنتے رہتے ہیں ہم میں سے ہر ایک کو علیحدگی کی گھڑیوں میں بیٹھکر سوچنا چاہیئے۔ کہ کیا میری وجہ سے تو یہ کام نہیں رک رہا۔ خدا خوب جانتا ہے۔ کہ .... خدا کے لئے دلوں کو صاف کر دو۔ بڑوں کی عزت کرنا سیکھو۔ اور مسیح موعود کی تعلیم کی روشنی میں اپنے آپ کو ڈھالو۔ تاکہ جس غرض کے لئے یہ جماعت بنائی گئی تھی وہ غرض پوری ہو۔

اگر میں کسی دوست کو ان ایام میں یاد آ جاؤں۔ تو میرے لئے دعا کریں۔ فقط۔ خاکسار فضل داد پنشنر معرفت چوہدری محمد حیات ایم اے۔ ڈی۔ آئی۔ آف سکولز۔ نالہ موسےٰ ضلع گجرات۔

انگلستان میں تبلیغِ اسلام اور ووکنگ مسلم مشن کے چشم دید حالات

ذیل کا لیکچر بیگم شیخ رحمت الٰہی صاحب نے خواتین احمدیہ کے سالانہ جلسہ میں دیا:—

خواہرانِ عزیز [illegible]
ہے۔ یہاں ووکنگ کا خوش نصیب گاؤں آباد ہے جہاں مسجد ہے اور اس مسجد سے اسلام سمندر کے لائٹ ہاؤس کی طرح اپنی نورانی شعاعیں پھیلا رہا ہے۔ میں نے لائٹ ہاؤس اس لئے کہا کہ سارے یورپ میں فی الواقعہ کفر کا ایک طوفان برپا ہے۔ وہ لوگ خدا کی ذات سے بیگانہ اور روحانیت سے اجنبی ہیں۔ دنیاوی کامیابی کے حصول میں ہر لحظہ منہمک اور غرق ہیں۔ روحانی تشنگی کو وہ لوگ دنیا ہی کے مشاغل سے بجھانا چاہتے ہیں۔ تاہم مطالعے ہی کی خاطر مسجد تک پہنچ جاتے ہیں تو انہیں سچی تسکین اور روح کو سکون حاصل ہوتا ہے۔

جہالت انسان میں تعصب اور تنگ نظری پیدا کرتی ہے مگر علم خیالات کو وسعت اور بلند نظری دیتا ہے۔ ماننا پڑتا ہے کہ ان لوگوں میں عام تعلیم کے باعث بہت سی خوبیاں ایسی سرایت کر چکی ہیں جو ایک سچے مسلمان میں ہونی چاہئیں۔ تعصب اور فرقہ بندی کی خرابیاں بھی بالعموم ان میں نہیں۔ وہ ہر عقیدے کا بڑی کشادہ دلی سے مطالعہ کرتے ہیں۔ اور جو اصول دل لگیں ان کا اعتراف کرکے چرچا کرتے ہیں۔ اخباروں اور کتابوں میں لکھتے ہیں۔ اگر اختلاف ہو تو محض تعصب کی وجہ سے اسے قائم نہیں رکھتے بلکہ مطالعے کے بعد جب پورا اطمینان نہیں پاتے تب نظر انداز کرتے ہیں۔

کچھ عرصہ ہوا۔ ولایت جانے پر ووکنگ مسلم مشن کو بہت قریب سے دیکھنے کا موقع ملا۔ اس وقت ڈاکٹر شیخ محمد عبداللہ صاحب کو خدا جنت نصیب کرے حیات تھے۔ چند روز میں وہاں مشن کے رہائشی مکان میں بھی ٹھہری۔ میں دیکھتی تھی کہ اکثر مرد و عورتیں مسجد کو [illegible]
مسجد میں ہمارے طریقے کے مطابق خوشی سے جوتیاں اتار کر داخل ہوتے۔ خطبہ سنتے۔ جب نمازی نماز ادا کرتے تو وہ نہایت احترام سے اپنی اپنی جگہ پہ بیٹھے رہتے۔ نماز کے بعد تبادلہ خیالات کا موقع ہوتا۔

تو پہلے بھی اعتراض اور اختلافات کی بجائے [illegible] خوبیاں حاصل کرنے کے متلاشی ہیں۔ اس چراغ سے [illegible] بجھی ہوئی شمعیں روشن کرنے آتے ہیں۔ اکثر مسلمان ہوتے ہیں مگر جو اسلام قبول نہیں کرتے وہ [illegible] متردد ہو جاتے ہیں۔ اسلام کی خوبیوں کا اعتراف کرتے ہیں۔ دل روشن اور دماغ معطر ہو جاتے ہیں۔ اور دوبارہ آنے کی خواہش دل میں لے کر جاتے ہیں۔ اس مسجد اور مشن کا کم از کم یورپ کے [illegible] چرچا ہے۔ اس طرح [illegible] نہایت شاندار [illegible] اجتماع ہوتا ہے۔ [illegible] سے تعلق رکھتا ہے۔ اس مشن کا [illegible] کام نہایت ہی ضروری اور اہم کام ہے۔ اور [illegible] سب کی ہمت سے [illegible] قائم رکھ سکتے ہیں ہر ممکن مدد دی ہے۔ [illegible] غیر مسلم بھی بڑی دریا دلی سے مالی امداد دیتے ہیں۔ مغرب کی وادیوں میں ایک خدائے لایزال کا پیغام پہنچانے کے لئے اس مسجد سے اذانیں بلند ہوتی ہیں۔

یورپ کے بتکدوں میں پہلا ہو گھر خدا کا
ہم اس کے پاسباں ہیں وہ پاسباں ہمارا

سب مسلمانوں کا فرض ہے کہ اس اسلامی مرکز کی پاسداری کریں تاکہ علم اور روحانیت کے اس مرکز سے یورپ سیراب ہوتا رہے۔ [illegible] وقت [illegible] بھائی اپنے وطن اور عزیز و اقارب سے دور خدمتِ اسلام میں تن من دھن سے منہمک ہیں۔ دیارِ غیر ملک میں ہر چیز اپنے ماحول سے مختلف ہوتی ہے وہاں موسم، بود و باش، خوراک، لباس، عادات، طور طریقے اور [illegible] ہیں۔ [illegible]
مشن کی اہمیت کو مدِ نظر رکھ کر اس کے متعلق [illegible] جو بھی تحریک [illegible] عبداللہ کے لئے [illegible] [illegible]

آزادی کی روح ہے۔ اس قدر بلند اخلاق۔ ایثار۔ اخلاق۔ خدا پرستی۔ میں نے بہت کم دیکھی ہے۔ ان کی ہمت سادہ مزاجی۔ عزم قابل مثال اور قابل رشک ہے میرے ساتھ ان کا کوئی رشتہ یا پہلے سے مراسم نہ تھے۔ مگر بے وطنی کے دوران میں کچھ وقت میں ان کے پاس رہی تو ان سے ان کے اخلاق و مروت سے بہت کچھ سیکھا۔ انسان ہر بات دوسرے سے ہی سیکھتا ہے۔ بچپن سے لے کر موت تک سیکھنے کی کوشش جاری رکھنی چاہئیے۔

"تو ہندو بنے گا نہ مسلمان بنے گا
انسان کی اولاد ہے انسان بنے گا"

یہ شعر مسلمانوں اور اسلام کے لئے نہایت مضحکہ خیز اور مسخرانہ ہے جس کا پاکستان سے نشر ہونا نہایت ہی تکلیف دہ ہے کیونکہ اس کا دعویٰ اسلامی ملک ہونے کا ہے۔ اگر وہاں سے اس قسم کی باتوں کی اشاعت ہو سکتی ہے تو اور جگہوں کا کیا ٹھکانا ع

چو کفر از کعبہ برخیزد کجا ماند مسلمانی

یعنی اسلام تو انسانیت ہی کا نام ہے۔ کیا پاکستان میں انسانیت کوئی دوسری شئے ہے جو اسلام سے بہتر ہے؟

اس قسم کی باتیں لادینی ملک میں یعنی سیکولر اسٹیٹ میں کہی جائیں تو بے شک بہت ہی مناسب ہے مگر ایک اسلامی ملک سے اس کا نشر زیب نہیں دیتا۔

ناچیز [illegible] محمد
معرفت دفتر اشاعت الحق
بہار شریف، بھارت

اعشاری سکے۔ اغراض و معانی

از سید محمد اکرم شاہ انفرمیشن آفیسر برائے ڈائرکٹر پبلک ریلیشنز مغربی پاکستان

حکومت پاکستان یکم جنوری ۱۹۶۱ء سے ملک میں اعشاری سکوں کا نظام نافذ کر رہی ہے۔ موجودہ حکومت کے نافذ کردہ سلسلہ اصلاحات میں یہ اقدام بھی بہت اہم ہے۔ کئی سال قبل پاکستان کے ایک وزیر اعظم نے اعشاری نظام کی ترویج کا برسبیل تذکرہ ذکر کیا تھا لیکن اس سلسلہ میں مزید کچھ نہیں کیا گیا۔ دیگر اصلاحات کی طرح اس اصلاح کے نفاذ کے لئے بھی بڑی ہمت کی ضرورت تھی اور یہ موجودہ حکومت کا ہی مقسوم تھا کہ وہ اسے پایۂ تکمیل تک پہنچاتے۔

اعشاری نظام سکہ کے معنے یہ ہیں کہ متعلقہ ملک کے تمام سکے دس کے حاصل ضرب یا دس کے حاصل تقسیم سے مطابقت رکھتے ہوں۔ اس طرح پیسوں کا حساب کتاب بہت آسان ہو جاتا ہے۔ یہ کہنا مشکل ہے کہ ایسا کیوں ہے لیکن یہ حقیقت ہے کہ ذہن انسانی کے لئے اعشاری ہندسے بہت آسان اور قابل قبول ہیں۔ پرانے تاریخی دستاویزوں میں حساب دس کے ہندسوں کے گرد چکر لگاتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ عہد نامہ قدیم میں لکھا ہے: "اے میرے خداوند میری طرف توجہ کر۔ زمین چار سو شکل کی ہے" کلام اللہ کی ایک آیہ کریمہ میں لکھا ہے "یہ مکمل دس ہیں" اور پھر ایک اور آیہ ہے جس کے معنے ہیں: "ہر شخص اچھا کام کرے گا وہ دس گنا اجر پائے گا" ان حوالوں سے حکومت کے فیصلہ کی تقدیس نہیں بلکہ ان تاریخی شواہد کی طرف اشارہ کرنا ہے۔

معلوم ہوتا ہے کہ اعشاری سکوں کا نظام حضرت عیسیٰ سے صدیاں قبل ایجاد اور نافذ کیا گیا تھا۔ گیلون نے کارتھیج والوں کو شکست دینے کے بعد جو سکہ ڈار ماریٹیا کے نام سے جاری کیا وہ دس ڈرام میں منقسم تھا۔ اسی ہی زمانے میں جو سکہ ایتھنز میں جاری تھا اس کا نام ڈیکا ڈرام یا دس ڈرام کا سکہ تھا۔ سولن نے جو اصلاحات نافذ کیں ان میں سے ایک یہ تھی کہ اس نے مینا کو ۷۳ کے بجائے ۱۰۰ ڈرام میں منقسم کیا۔ اس قسم کی کئی اور مثالیں موجود ہیں۔

موجودہ دَور میں اعشاری سکوں کا نظام ریاستہائے متحدہ امریکہ میں ۱۷۸۶ میں اور فرانس میں ۱۷۹۹ میں نافذ کیا گیا۔ خود پاکستان و ہند کے برصغیر میں حکومت نے ایک قانون اسی نظام کے نفاذ کے لئے ۱۸۷۱ء میں منظور کیا اگرچہ اس قانون پر عمل نہیں ہو سکا۔

دنیا کے ایک سو چالیس ملکوں میں سے ۱۰۶ ملک اس نظام کو اپنا چکے ہیں۔ یہ حقیقت بذات خود اس امر کی شہادت ہے کہ یہ نظام عملی وجوہات کی بناء پر بہت سودمند ہے۔ ہندوستان ..... جیسے ہمارے ہی مالی نظام کی طرح کا نظام ورثہ میں ملا تھا یکم اپریل ۱۹۵۷ء سے ہی اپنے سکہ کو اعشاری اساس دے چکا ہے۔ ترقی پذیر ممالک میں سے تقریباً سارے ملک اس نظام پر عمل پیرا ہیں۔ ایسے ممالک میں سے برطانیہ ہی استثنائے واحد ہے۔

برطانیہ میں زر ملکی کو اعشاری صورت دینے کے لئے کئی ایک تجاویز زیر بحث آچکی ہیں مگر عملی مشکلات کی وجہ سے یہ تجاویز اب تک محض کاغذی کارروائی تک محدود رہی ہیں۔ البتہ ان تجاویز کا حشر ہمارے لئے سبق آموز ہے۔ ایک تجویز یہ تھی کہ فارتھنگ کو بنیادی سکہ قرار دیا جائے اور ....

.... دس فارتھنگ کا ایک اور سکہ ڈوائٹ نامی ہو۔ دس ڈوائٹ ایک فلورن کے برابر ہو اور دس فلورن ایک پونڈ کے برابر۔ اس تجویز کی خوبی یہ تھی کہ پرچون بھاؤ پر اثر کا احتمال کم تھا لیکن اس سے موجودہ قیمت کا وحدانیہ ختم ہو جاتا۔

ہمارے ملک میں قیمت کا وحدانیہ روپیہ ہے اور وہ اعشاری نظام میں بھی برقرار رہے گا۔ پرچون قیمتوں پر بھی اثر پڑنے کا امکان بہت کم ہے۔ اولاً اس لئے کہ ہمارے ملک میں اکثر پرچون قیمتیں نئے پیسہ کی قیمت سے زیادہ وسیع ہیں اور اس لئے قیمتوں کے نئے اور پرانے سکوں میں اظہار کی وجہ سے کوئی معتدبہ فرق نہیں پیدا ہوگا۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ کم ترقی یافتہ ممالک کے مخصوص حالات میں تقاضا و رسد کا اقتصادی تصور رہن وطن مارکیٹ پر اثر انداز نہیں ہوتا اور اسلئے پرچون قیمتیں اپنی قدرتی سطح پر برقرار رکھیں گی اگر ذرائع رسد پر نگہداشت رکھی جائے۔ اور حکومت اعلان کر چکی ہے کہ وہ پورے عزم کے ساتھ مناسب نگہداشت رکھے گی۔ تیسری وجہ یہ ہے کہ موجودہ اور نئے سکے عبوری دَور میں ساتھ ساتھ چلیں گے اور نتیجتاً پرچون قیمتیں دونوں سکوں کی بنیاد پر مستحکم ہو جائیں گی۔ موجودہ سکوں کا انخلا تدریجی ہوگا اور لہذا یہ انخلا غیر محسوس ہوگا۔ اگر حکومت عبوری دَور کو حتی الامکان گھٹانے کی متمنی ہے لیکن یہ عبوری دَور تین سال کے عرصہ تک ممتد ہو سکتا ہے۔

برطانیہ میں دوسری عملی دقت یہ ہے کہ وہاں حساب کتاب کی مشینوں کی بہت بڑی تعداد موجودہ نظام کے مطابق بنی ہوئی ہے انکو اعشاری نظام کے مطابق ڈھالنے پر ایک بہت بڑی رقم کی ضرورت ہوگی۔ فوری خرچ کے علاوہ اس کا اثر قیمتوں پر بھی پڑ سکتا ہے کیونکہ کاروباری لحاظ سے یہ خرچ بالآخر مصنوعات کی قیمتوں میں ضم کر دیا جائے گا ہم اس وقت ایسی صورت حال سے دوچار نہیں۔ لیکن اس میں شک نہیں کہ ہم بھی ایک بہت بڑے اقتصادی انقلاب کے دروازے پر کھڑے ہیں۔ ہماری مسلسل اقتصادی ترقی روزافزوں اور پیچیدہ مالی کاروبار کا موجب ہوگی اور بالآخر حساب کتاب کی مشینیں بڑھتی ہوئی تعداد میں استعمال ہوا کریں گی۔ اگر ہم اعشاری نظام کی ترویج سے قبل اس مرحلہ پر پہنچ جاتے تو ہم بھی اسی نہ جائے ماندن نہ پائے رفتن والے مخمصہ میں مبتلا ہو جاتے۔ اس لحاظ سے ہم اس وقت یہ ایک برمحل اقدام کر رہے ہیں۔

بایں ہمہ یہ سوال پھر بھی رہ جاتا ہے کہ بالآخر سکہ کو اعشاری صورت دی ہی کیوں جائے۔ محض یہ کہہ دینا کہ دوسرے ممالک اس نظام کو اپنا چکے ہیں کوئی قطعی وجہ جواز نہیں۔ اس سوال کا جواب درحقیقت جیسا کہ پہلے ہی اشارہ کیا جا چکا ہے یہ ہے کہ اعشاری حساب کتاب آسان زیادہ قابل فہم اور شاید ذہن انسانی کی فطرت کے مطابق ہے۔ یہ بذات خود ایک بہت اہم چیز ہے۔ لیکن موجودہ دَور کے سیاق و سباق میں اس کی اہمیت اور بھی بڑھ جاتی ہے۔

موجودہ پُرپیچ معاشرہ انسانی ذہن و قویٰ پر شدید دباؤ ڈال رہا ہے۔ قوم کے نونہالوں کو ایسے معاشرہ سے عہدہ برآ ہونے کے لئے اسکولوں میں اور پھر کالجوں میں تیار کیا جاتا ہے۔ اس کی کتابوں میں نمونۃً ایسے حساب اور سوالات ہوتے ہیں جو اس کے لئے آیندہ عملی زندگی میں ممد ثابت ہو سکیں۔ اعشاری نظام کی وجہ سے جو آسانی اور سہولت پیدا ہوگی اس کا عملی نتیجہ یہ ہوگا کہ بچے کی نشوونما پانے والی ذہنی قوتیں ایک بوجھل دبا دینے والے بوجھ سے بچ جائیں گی۔ اور وقت اور قوت عمل کا ایک کثیر حصہ جو ان ایام میں یا آیندہ عملی زندگی میں اس طرح بچ جائیں گے انہیں دیگر متبادل ضروریات پر صرف کیا جا سکے گا۔ کمیشن کی سفارشات کے مطابق ملک کے تعلیمی نظام میں دوررس تبدیلیوں اور اصلاحات کا نفاذ ہو رہا ہے نیز قومی ترقی کے لئے ایک وسیع میدان تیار ہو چکا ہے جہاں ہر شہری اس ہمہ گیر قومی سعی میں اپنی قوتیں صرف کر سکتا ہے۔

اعشاری سکوں کا نظام پاکستانی سکوں کے ترمیمی آرڈیننس سے پاکستان نے ۱۲ جولائی ۱۹۶۰ء کو جاری کیا تھا کے تحت نافذ کیا جا رہا ہے۔ اب تک حکومت نے متعدد احکام اس قانون کے اغراض و مقاصد کو عملی جامہ پہنانے کے لئے جاری کئے ہیں۔ نئے نظام کی ترویج کے لئے یکم جنوری ۱۹۶۱ء کی تاریخ مقرر کی گئی۔ ان سکوں کا نام جن میں روپیہ ایک صد حصوں میں منقسم ہوگا پیسہ رکھا گیا۔ اور یہ فیصلہ

کیا گیا کہ ایک پیسہ، پانچ پیسہ اور دس پیسہ کے نئے سکّے فوری طور پر ٹکسال میں بنائے جائیں اور اسی تاریخ سے انہیں ملک میں جاری کیا جائے۔ ان تین قسم کے نئے سکوں کے علاوہ ۲۵ نئے پیسے اور ۵۰ نئے پیسوں کے سکے بھی ہوں گے لیکن انہیں بعد میں جاری کیا جائے گا کیونکہ موجودہ چونیاں اور اٹھنیاں علی الترتیب ان دو نئے سکوں کا نعم البدل ہیں۔ یہ تو ظاہر ہے کہ روپیہ کی موجودہ قیمت برقرار رہے گی اور موجودہ سکے بھی فی الحال زر قانونی کے طور پر موجود رہیں گے۔

نیا دس پیسہ کا سکہ ۲۵ فیصد نکل اور ۷۵ فیصد پیتل کا مرکب ہوگا اور اس کے موجودہ ایک آنہ کی طرح بارہ معزیاں اور اٹھے ہوئے پہلو ہوں گے لیکن یہ بغیر دندانوں کے ہوں گے اس کا بڑا قطر ۲۳ ملی میٹر اور چھوٹا قطر ۲۱.۸۰ ملی میٹر کا ہوگا۔ اس کے سیدھے طرف پر درمیان میں اُردو میں حکومت پاکستان کے الفاظ لکھے ہوں گے اور ان کے اوپر بڑھتا ہوا ہلال پانچ نوکوں کا ستارہ لئے ہوئے ہوگا۔ بیرونی حصہ کے بڑے حصہ کے اردگرد اور مرکزی الفاظ کے گرد انگریزی میں گورنمنٹ آف پاکستان کے الفاظ لکھے ہوں گے۔ اُلٹی طرف سے یہ سکہ درمیان میں اُردو میں دس کا ہندسہ لئے ہوئے ہوگا اور ان ہندسوں کے اردگرد اُردو، بنگالی اور رومن الفاظ میں سکہ کی قیمت لکھی ہوگی۔ ان تمام حروف کے اردگرد سجے ہوئے پتے ہوں گے جنہیں مرکز میں عربی ہندسوں میں لکھا ہوا سال اجرا منقسم کریگا۔

پانچ پیسوں کے سکہ کا مرکب ۹۷ فیصد پیتل، ۲.۰۰ فیصد تانبہ اور ایک فیصد نکل کا بنا ہوا ہے۔ یہ چورس ہوگا اور اس کے کونے مدور ہونگے اس کے پہلو بھی دندانوں کے ہوں گے۔ اسکی چوڑائی ایک پہلو سے دوسرے پہلو تک ۱۸.۶۷ ملی میٹر اور ایک کونے سے دوسرے کونے تک ۲۱ ملی میٹر ہیں۔ اس کے سیدھے طرف کا ڈیزائن دس پیسہ کے سکے کے ڈیزائن کی طرح کا ہوگا۔ اُلٹی طرف سے درمیان میں ایک کشتی مکمل رفتار کی حالت میں ہوگی اور اس کے اوپر اُردو میں پانچ کا ہندسہ لکھا ہوگا کناروں کے ساتھ اور مرکزی تحریروں کو دامن میں لئے ہوئے بنگالی، اردو اور رومن الفاظ میں سکہ کی قیمت کے الفاظ ہوں گے۔ کشتی کے لنگر کے عین نیچے عربی ہندسوں میں سال اجرا لکھا ہوگا۔

ایک پیسہ کا سکہ مدور ہوگا جس کا قطر ۱۶ ملی میٹر ہوگا۔ اس کا مرکب ۹۷ فیصد پیتل ½۲ فیصد تانبہ اور ½ فیصد ٹین کا ہے۔ اُلٹی طرف کا ڈیزائن دوسرے دو نئے سکوں کے ڈیزائن کی طرح ہوگا۔ اُلٹی طرف سے اُردو کا ہندسہ "ایک" لکھا ہوگا جو اُردو میں لکھے سکہ کی قیمت کو عمودی طور پر کاٹ لے گا۔ نچلی سطح پر عربی ہندسوں میں سال اجرا لکھا ہوگا۔ اس کے اوپر اور نیچے رومن اور بنگالی رسم الخط میں سکہ کی قیمت درج ہوگی۔ بنگالی الفاظ کے ہر دو طرف گندم کا خوشہ ابھرا ہوا ہوگا جو ایک حد تک اُردو اور رومن الفاظ تک پھیلا ہوگا۔

حکومت نے نئے پیسوں کو موجودہ سکوں میں تبدیل کرنے کے لئے فوری دور کے لئے کافی تعداد میں جدولیں شائع کی ہیں۔ یہ جدولیں بنیادی جمہوریتوں، کمشنروں، ڈپٹی کمشنروں، تحصیلداروں، پولیس چوکیوں، اسکولوں، ڈاک خانوں اور محکمہ تعلقات عامہ کے ذریعہ تقسیم کی جارہی ہیں۔

اقتصادی لحاظ سے نئے نظام کے اجرا کی وجہ قیمتوں میں ردوبدل کا امکان نہیں کیونکہ روپیہ کی قیمت میں کوئی تبدیلی واقع نہیں ہوتی۔ یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ تجارت پیشہ لوگ حسب سابق اس اصلاح کی ترویج میں تعاون کریں گے اور احساس ذمہ داری سے کام لیں گے۔ البتہ یہ ہوسکتا ہے کہ نئی صورت حال سے ناجائز فائدہ اُٹھا کر جلب منفعت کی کوشش چند افراد کریں۔ ہم یہ باور کرسکتے ہیں کہ ہماری حکومت ایسی شاذ و نادر صورت حال سے نپٹ لے گی۔ تاہم یہ اطمینان عوام کو ان ذمہ داریوں سے سبکدوش نہیں کرتا جو ان پر اس نئے نظام کو کامیاب بنانے کے سلسلہ میں عاید ہوتی ہیں۔

موجودہ سکوں کو نئے سکوں میں تبدیل کرانے کے لئے انتظامات مکمل کرلئے گئے ہیں۔ اسٹیٹ بنک آف پاکستان اور نیشنل بنک آف پاکستان کی شاخوں کے علاوہ تقریباً تمام سرکاری خزانے تبدیلی کے مراکز ہوں گے۔ دوسرے بنکیں بھی حسب فراہمی سکہ نیا سکہ تقسیم کریں گی۔

حکومت نے نئے پیسوں کو ہندسوں میں لکھنے کا معیاری طریقہ مقرر کیا ہے۔ اس طریقہ کے مطابق نئے پیسے دو ہندسوں میں اعشاری طور پر اعشاری نشان کے دائیں طرف رکھے جائیں گے۔ مثال کے طور پر دو روپیہ اور ایک پیسہ ہندسوں میں ۲.۰۱ لکھے جائیں گے نہ کہ ۲.۱ اور دو روپیہ دس پیسے ۲.۱۰ نہ کہ ۲.۱ اسی طرح پچیس روپیہ اور پانچ پیسہ ہونگے ۲۵.۰۵ نہ کہ ۲۵.۵ اور پچیس روپیہ اور آٹھ آنہ ہوں گے ۲۵.۵۰ نہ کہ ۲۵.۵ بالفاظ دیگر اگر پیسوں کی تعداد اس سے کم ہو تو اعشاری نشان اور پیسوں کے ہندسہ کے درمیان صفر لکھی ہوگی اور اگر پیسے دس یا دس کا حاصل ضرب ہوں تو پہلے اعشاریہ کا نشان پھر پیسوں کا ہندسہ اکائی میں اور پھر صفر ہوگی۔

خط و کتابت کرتے وقت

چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیں۔ (مینجر)

اپنی جماعت کیلئے بعض نصائح

(بسلسلہ صفحہ اوّل)

اس پر کسی چیز کو مقدم نہ سمجھو کہ تمام راست روی اور راستبازی اسی پر موقوف ہے کسی شخص کی باتیں لوگوں کے دلوں میں اسی حد تک مؤثر ہوتی ہیں جس حد تک اس شخص کی معرفت اور تقوے پر لوگوں کو یقین ہوتا ہے۔

اب دیکھو خدا نے اپنی حجت کو تم پر اس طرح پر پورا کردیا ہے کہ میرے دعوے پر ہزارہا دلائل قائم کرکے تمہیں یہ موقعہ دیا ہے کہ تا تم غور کرو کہ وہ شخص جو تمہیں اس سلسلہ کی طرف بلاتا ہے وہ کس درجہ کی معرفت کا آدمی ہے اور کس قدر دلائل پیش کرتا ہے اور تم کوئی عیب افترا یا جھوٹ یا دغا کا میری پہلی زندگی پر نہیں لگا سکتے۔ تا تم یہ خیال کرو کہ جو شخص پہلے سے جھوٹ اور افترا کا عادی ہے یہ بھی اس نے جھوٹ بولا ہوگا۔ کون تم میں سے ہے۔ جو میری سوانح زندگی میں کوئی نکتہ چینی کرسکتا ہے۔ پس یہ خدا کا فضل ہے کہ جو اس نے ابتدا سے مجھے تقوے پر قائم رکھا اور سوچنے والوں کے لئے یہ ایک دلیل ہے۔

پھر ماسوا اس کے میرے خدا نے عین صدی کے سر پر مجھے مامور فرمایا اور جس قدر دلائل میرے سچا ماننے کے لئے ضروری تھے وہ سب دلائل تمہارے لئے مہیا کردیئے اور آسمان سے لے کر زمین تک میرے لئے نشان ظاہر کئے اور تمام نبیوں نے ابتدا سے آج تک میرے لئے خبریں دی ہیں۔ پس اگر یہ کاروبار انسان کا ہوتا تو اس قدر دلائل اس میں کبھی جمع نہ ہوسکتے۔ علاوہ اس کے خدا تعالےٰ کی تمام کتابیں اس بات پر گواہ ہیں کہ مفتری کو خدا جلد پکڑتا ہے اور نہایت ذلت سے ہلاک کرتا ہے مگر تم دیکھتے ہو کہ میرا دعوے مستجاب اللہ ہونے کا تیئیس برس سے بھی زیادہ کا ہے جیسا کہ براہین احمدیہ کے پہلے حصہ پر نظر ڈال کر تم سمجھ سکتے ہو پس ہر ایک عقلمند سوچ سکتا ہے کہ کیا کبھی خدا کی یہ عادت ہوئی اور جب سے انسان کو اس نے پیدا کیا ہے کبھی اس نے ایسا کام کیا کہ جو شخص ایسا بد طینت اور چالاک اور گستاخ اور مفتری ہے کہ تیئیس برس تک ہر روز نئے دن اور نئی رات میں خدا تعالےٰ پر افترا کرکے ایک نئی وحی اور نیا الہام اپنے دل سے تراشتا ہے اور پھر لوگوں کو یہ کہتا ہے کہ خدا تعالےٰ کی طرف سے یہ وحی نازل ہوتی ہے، اور خدا تعالےٰ بجائے اس کے کہ ایسے شخص کو ہلاک کرے اپنے زبردست نشانوں سے اس کی تائید کرے اس کے دعوے کے ثبوت کے لئے آسمان پر چاند اور سورج کو پیشگوئی کے موافق گرہن میں ڈالے اور اس طرح پر وہ پیشگوئی جو پہلی کتابوں اور قرآن شریف اور حدیثوں میں اور خود اس کی کتاب براہین احمدیہ میں بھی

(باقی بر صفحہ ۱۲ کالم نمبر ۲)

بچوں کا صفحہ

مولانا نفیس خاں صاحب مرحوم

اللہ تعالیٰ کی صفات

(بسلسلہ اشاعت مورخہ ۲۱ دسمبر سنہ ۱۹۶۰ء)

پھر اس کی ایک دوسری صفت یہ ہے کہ وہ:-

(۷) مالک یوم الدین ہے یعنے وہ جزا اور سزا کا مالک ہے جو نیک عمل ہم کرتے ہیں وہ اس پر جزا دیتا ہے - یعنے نیک بدلہ دیتا ہے - لیکن اگر ہم بُرا کام کریں گے - تو وہ ہمیں سزا دینے پر بھی قدرت رکھتا ہے - وہ اس دنیا میں بھی سزا دے سکتا ہے اور مرنے کے بعد بھی جبکہ انسان کے اعمال کا حساب ہوگا - دیکھو بچو! تمہارا استاد اور تمہارے ماں باپ کبھی پسند نہیں کرتے کہ تم بُرے کام کرو - اور جب کبھی تم کرتے ہو تو کبھی وہ تم کو ملامت کرتے ہیں جھڑکتے ہیں - اور کبھی پیٹتے بھی ہیں - اسی طرح اللہ تعالےٰ جو اپنے بندوں پر مہربان ہے وہ نہیں چاہتا کہ تم بُرے کام کرو اور اگر کرو گے تو اس کا بُرا نتیجہ بھگتو گے - پس اے عزیزو اور پیارے طالب علمو! تم کو نصیحت کی جاتی ہے کہ تم بُرے کاموں سے بچو اور اپنے خدا کو ناراض نہ کرو - غرض ہمارا خدا وہ خدا ہے جس نے ہم کو پیدا کیا - وہی ہم کو اور ساری دنیا کو پالتا پوستا ہے - وہ رحمان ہے جو بغیر ہمارے کسی عمل کے ہم پر رحم کرتا ہے - وہ رحیم ہے کہ جو کام ہم کرتے ہیں اس کا پھل دیتا ہے - وہ نیک عمل کا نیک بدلہ دیتا ہے تو بُرے عمل کی سزا بھی دیتا ہے - اور معاف بھی کرتا رہتا ہے - زمین و آسمان میں اس کی بادشاہت اور حکومت ہے - اسی کے حکم ماننے کے قابل ہیں - اسی کے آگے جھکنا چاہیئے - اسی سے مدد مانگنی چاہیئے - اسی کی حمد و ثنا اور اسی کا نام دنیا میں بلند کرنا چاہیئے -

(۸) بچو! دنیا کا ایک بہت بڑا حصہ خدا سے غافل پڑا ہے - اس کی صحیح صفات کا لوگوں کو علم نہیں - اس لئے اس کو چھوڑ کر وہ دوسروں کے آگے سر جھکاتے ہیں - بعض لوگ سورج اور ستاروں کو پوجتے ہیں - بعض درختوں کو - بعض پتھر کے بُتوں کے سامنے سجدہ کرتے ہیں - بعض خدا کے نبیوں کو خدا بنائے بیٹھے ہیں اور ان کی پرستش کرتے ہیں -

بچو! یہ سب گمراہ لوگ ہیں - تمہارا فرض ہے کہ جب تم علم سے فراغت حاصل کرو اور لائق بن جاؤ تو تم ایسے گمراہ لوگوں کو بتاؤ کہ خدا کو چھوڑ کر دوسری چیزوں کے پیچھے لگنا سراسر حماقت ہے - ہمارے بزرگوں کا بھی یہ طریق تھا کہ وہ لوگوں کو نیکی کے رستہ کی نصیحت کیا کرتے تھے - سینکڑوں ہزاروں لوگ ان کی نصیحت سے نیک بن گئے - خدا کے آگے جھکنے لگ گئے اور نیکی کو اپنا شعار بنایا - آؤ اُس خدا کی شان میں کچھ شعر پڑھیں - یہ ایک بزرگ شاعر کا کلام ہے :-

تری شان جلّ جلالہٗ

نہیں خلق ہی میں یہ غلغلہ تری شان جلّ جلالہٗ
سرِ عرش بھی ہے لکھا ہوا تری شان جلّ جلالہٗ

تری ذات مالکِ کُن فکاں تری ذات خالقِ انس و جاں
ترے در کے شاہ بھی ہیں گدا تری شان جلّ جلالہٗ

ترا نامِ پاک دوائے دل ترا ذکرِ پاک غذائے دل
ترا شکر کس سے ہو ادا تری شان جلّ جلالہٗ

ہے کریم تُو ہے رحیم تُو ہے علیم تُو ہے قدیم تُو
ہے محال حصرِ صفات کا تری شان جلّ جلالہٗ

مرے دل کو صبر و قرار دے مرے بگڑے کام سنوار دے
مجھے ہے ترا ہی اِک آسرا تری شان جلّ جلالہٗ

(امیر مینائی رحؒ)

جماعت کے لئے بعض نصائح

(بسلسلہ صفحہ ۱۱)

پوری کر کے دنیا میں دکھا دے اور پچھوں کی طرح عین صدی کے سر پر اسکو مبعوث کرے اور عین صلیبی غلبہ کے وقت جس کے لئے کاسر صلیب مسیح موعود آنا چاہیئے تھا اسکو اس دعوے کے ساتھ کھڑا کر دے اور ہر ایک قدم میں اس کی تائید کرے اور دس لاکھ سے زیادہ اس کی تائید میں نشان دکھا دے اور اس کو دنیا میں عزت دے اور زمین پر اس کی قبولیت پھیلا دے اور صدہا پیشگوئیاں اس کے حق میں پوری کرے اور نبیوں کے مقرر کردہ دنوں میں جو مسیح موعودؑ کے ظہور کے لئے مقرر ہیں اس کو پیدا کرے اور ان کی دعائیں قبول فرما دے اور اس کے بیان میں تاثیر ڈال دے - اور ایسا ہی ہر ایک پہلو سے اس کی تائید کرے حالانکہ جانتا ہے کہ وہ جھوٹا ہے اور ناحق خدا پر افترا کر رہا ہے - کیا بتا سکتے ہو کہ یہ کرم و فضل کا معاملہ پہلے مجھ سے خدا تعالیٰ نے کسی مفتری سے کیا؟

باقی ——— باقی

بچوں کے صفحہ کے لئے:- اگر ہمارے بچے چھوٹی چھوٹی اسلامی کہانیاں اور لطائف و ظرائف لکھکر بھیجیں تو خوشی سے درج کی جائیں گی۔

ہالینڈ میں تبلیغ اسلام

جناب غلام احمد بشیر مبلغ ہالینڈ مشن

جناب الحاج شیخ میاں محمد صاحب لائلپور کی سرکردگی میں ہمارا مشن "احمدیہ مسلم ایسوسی ایشن آف یورپ" کے نام سے ہالینڈ میں باقاعدہ اعلائے کلمۃ الحق والتوحید کے لئے جدوجہد کر رہا ہے۔ نومبر ۱۹۶۰ء کے دوران میں ہالینڈ کے مختلف شہروں میں جلسوں اور انفرادی ملاقاتوں کے ذریعہ تبلیغ اسلام کا سلسلہ جاری رہا۔ بعض انجمنوں کی طرف سے بھی ہمیں تقاریر کے لئے مدعو کیا جاتا رہا۔ اسی جدوجہد کی مختصر روئیداد ہدیہ ناظرین پیغام صلح کی جاتی ہے تاکہ احباب ہمارے مشن کو اپنی دعاؤں میں یاد فرما کر ہماری کامیابی کا موجب ہوں۔

ہیگ میں دو جلسے

(۱) ہیگ۔ اس ماہ کے دوران میں ہم نے دی ہیگ میں دو جلسے کئے۔ ایک جلسہ بین المذاہب کانفرنس کے نام پر کیا گیا۔ اس جلسہ میں ایک عیسائی کالج کے پروفیسر ڈاکٹر ہوئے کاس نے حضرت مسیح اور ان کی تعلیم کے موضوع پر تقریر کی۔ آپ نے بتلایا کہ دوسرے مذاہب اور عیسائی مذہب میں انسان کی نجات کے لئے انسان کو اوپر کی طرف جانے کی طرف جانے کی جد وجہد نہیں کرنا پڑتی بلکہ اس کی نجات خود اوپر سے نازل ہوتی ہے۔ (آپ کا مقصود یہ تھا کہ خدا تعالےٰ (نعوذ باللہ) خود انسانوں کی نجات کے لئے جان دیتا ہے اور اس طرح انسان کی نجات کا موجب بنتا ہے۔ دوسرے مذاہب میں انسان کو خدا تعالےٰ کی طرف سعی کرنا پڑتی ہے تاکہ انسان خدا تعالیٰ میں اپنے وجود کو فنا کر کے زندگی حاصل کرے)

پروفیسر موصوف نے ہمارے مشن کا شکریہ ادا کرتے ہوئے، ہمارے اس قسم کے جلسوں کے انعقاد پر خوشی کا اظہار فرمایا کہ ہم دوسرے مذاہب کے پیرو کاروں کو موقع دیتے ہیں کہ وہ ہمارے جلسہ میں اپنے مذہبی پیشواؤں کے متعلق تقریر کریں جو کہ رواداری کا بہت بڑا ثبوت ہے۔

حضرت بدھ علیہ السلام کے سوانح زندگی پر انجمن بلومسہ نے تقریر کی۔ آپ نے حضرت بدھ کی زندگی پر روشنی ڈالتے ہوئے بتلایا کہ انہوں نے ہر قسم کی تکالیف برداشت کرتے ہوئے اصل مقصد کے حصول میں کسی قسم کی قربانی سے دریغ نہیں فرمایا اور اس طرح خود تکالیف میں پڑ کر دوسرے لوگوں کے لئے مشعل راہ ثابت ہوئے۔

خاکسار نے حضرت نبی اکرم کی زندگی اور آپ کے اسوۂ حسنہ پر تقریر کی۔ پہلے خاکسار نے مختصراً تاریخی واقعات بتلائے اس کے بعد بتلایا کہ حضرت نبی اکرمؐ انسانوں ...... کے لئے ہر امر میں کامل نمونہ ہیں حضور نے جتنی بھی تعلیم دی ہے یا قرآن مجید میں جو کچھ انسانوں کے لئے نازل ہوا ہے اس پر خود عمل کر کے ہمارے لئے ترقیات کا راستہ کھول دیا ہے اور اب ہم حضور کے ...... لائحہ عمل پر چلنے کی پوری پوری کوشش کر سکتے ہیں۔ اگر حضور کی جگہ کوئی ایسا وجود ہوتا جو انسانی ضروریات سے بالا ہوتا تو پھر اُن کا عمل ہمارے لئے مشعل راہ نہیں بن سکتا تھا کیونکہ ہر مرحلہ پر ہم یہ کہہ دیتے ...... کہ انہیں تو انسانی ضروریات لاحق نہیں اس لئے وہ ایسا عمل کرتے ہیں مگر ہم تو انسان ہیں اس لئے ہمارے لئے ان کی پیروی کرنا آسان نہیں۔ اب یہ عذر باقی نہیں ...... ہر انسان حضور کی پیروی کرتے ہیں کسی مرحلہ پر بھی یہ کہنے کی جرأت نہیں کر سکتا کہ ایسا کرنا میرے لئے ناممکن ہے کیونکہ میں انسان ہوں۔

اس کے بعد خاکسار نے بتلایا کہ حضور نے سچ بولنے کی تعلیم دی مگر ساتھ ہی اپنے نمونہ سے بتلایا کہ کس طرح سچ بولتے ہیں۔ حتیٰ کہ دشمن بھی کہہ اٹھے کہ ماجربنا علیک الا صدقا۔ اور آپ کو الامین اور صدیق کا لقب دینے پر اپنے اور پرائے سب مجبور ہو گئے۔

آپ نے خدا تعالےٰ پر ایمان اور توکل کی تعلیم دی اور ساتھ ہی نمونہ بھی پیش کیا کہ باوجود ہر طرف سے دشمنوں کی چیرہ دستی کے آپ نے ... کسی قسم کے خوف و حزن کا اظہار نہ ہونے دیا۔ خدا تعالےٰ پر اتنا بڑا بھروسہ تھا کہ ہجرت کے وقت باوجود اطلاع ہونے کے کہ دشمن آپؐ کو قتل کرنا چاہتے تھے۔ تمام ساتھیوں کو پہلے مدینہ بھیجدیا اور اکیلے پیچھے رہ کر بتلایا کہ آپؐ کا خدا تعالےٰ پر کتنا بڑا یقین تھا اور خدا تعالےٰ کے وعدہ واللہ یعصمک من الناس پر کتنا بڑا بھروسہ تھا۔ جب دشمن نے غار ثور تک آپ کا تعاقب کیا اور انہیں خیال تھا کہ پکڑے جائیں گے تو حضرت ابو بکرؓ کے اضطراب کو دیکھ کر ذرا بھی ڈر کا اظہار نہیں کیا بلکہ فرمایا لا تحزن ان اللہ معنا۔ اللہ ہمارے ساتھ ہے، ڈرنے کی کوئی ضرورت نہیں۔ پھر ایک جگہ جنگ کے موقعہ پر جب سب ساتھی تتر بتر ہو گئے تو آپ اکیلے دشمن کے سامنے صف آرا رہے اور فرمایا انا النبی لا کذب۔ انا ابن عبد المطلب۔ میں خدا کا نبی ہوں اس میں کسی قسم کا شبہ نہیں۔ اور میں ہی محمد بن مطلب ہوں۔ اگر باقی بھاگ گئے ہیں تو اس سے خدا کے نبی پر تو کوئی حرف نہیں آتا۔

اسی طرح دوسری اخلاقی و روحانی تعلیم کے متعلق آنحضرتؐ کے عمل سے آپ کا انسانوں کے لئے اسوۂ کامل ہونا ظاہر کیا۔ اللہ تعالےٰ کے فضل سے یہ جلسہ ہر لحاظ سے کامیاب رہا۔

(۲) ہیگ میں ہم نے پھر ایک جلسہ ۲۷ر نومبر کو منعقد کیا جس میں ایک پادری صاحب کو تقریر کے لئے بلایا ہوا تھا۔ انہوں نے "گناہ اور نجات" کے موضوع پر بہت دلچسپ تقریر کی۔ دلچسپ اس لئے کہ انہوں نے اس تقریر کے دوران میں عام عیسائی عقیدہ پر مطلق بحث نہیں کی بلکہ عہد قدیم سے حوالجات پیش کر کے اس مضمون پر روشنی ڈالی اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ گویا کوئی مسلمان تقریر کر رہا ہے۔ چنانچہ اُن کی تقریر کے بعد خاکسار نے عرض کی کہ پادری صاحب نے جو کچھ بھی ارشاد فرمایا ہے اس سے ہمیں کلی اتفاق ہے۔ اس لئے ہم اس کے مقابلہ میں اسلامی نظریہ کی وضاحت کی ضرورت نہیں سمجھتے۔ بعد میں تبادلہ خیالات بھی ہوا۔ مگر پادری صاحب کفارۂ مسیح کی طرف بالکل نہیں آئے۔ حاضرین نے بھی اسے اچھی طرح محسوس کیا۔ اور پادری صاحب سے اس کے متعلق سوالات بھی کئے مگر وہ اجتناب ہی کرتے رہے۔ الحمد للہ کہ حاضرین پر اس جلسہ کا بہت اچھا اثر رہا۔

ایمسٹرڈم میں جلسہ

۳۔ دو جلسے ایمسٹرڈم میں منعقد کئے۔ دونوں جلسوں میں خاکسار نے تقریر کی۔ ایک جلسہ میں حضرت نبی اکرمؐ کے متعلق بائبل کی پیشگوئیوں کا ذکر کیا۔ دوسرے جلسہ میں ایک سورت پڑھ کر اس کا ڈچ زبان میں ترجمہ سنانے کے بعد اس کی تفسیر بیان کی۔ حاضرین نے میٹنگ کے اختتام پر دوبارہ کچھ آیات کی عربی میں تلاوت سننے کی خواہش ظاہر کی۔ چنانچہ خاکسار نے پھر تلاوت کی اور ان آیات کا ڈچ میں ترجمہ سنایا۔

روٹرڈم میں مذہبی گفتگو

۴۔ ایک جلسہ روٹرڈم میں کیا گیا۔ اس جگہ حاضری زیادہ نہ تھی۔ اس لئے حاضرین کے ساتھ دو گھنٹے تک مختلف مواضع پر گفتگو کی گئی۔ اس دوران میں بہت سے سوالات زیر بحث آئے۔

فری میسن کی انجمن میں تقریر

(۵) ہیگ میں "فری میسن" کی ایک انجمن کی طرف سے تقریر کی دعوت ملی۔ پہلے منتظمین نے کہا کہ جلسہ میں شاید ۲۵ یا تیس افراد ہوں گے۔ میں نے عرض کی کہ کوئی بات نہیں جتنے بھی ہوں اچھا ہے۔ لیکن اس جلسہ کے موقعہ پر میں دیکھ کر حیران ہو گیا کہ سارا ہال سامعین سے بھرا ہوا ہے۔ سیکرٹری صاحب فرمانے لگے کہ ہمیں بھی اتنے افراد کے آنے کی امید نہ تھی۔ خیر خاکسار نے پون گھنٹہ تک اسلام کے متعلق تقریر کی اور اس عرصہ میں اسلام کے معنی اور مطلب بیان کرنے کے بعد اسلامی تعلیم کے مقصد پر بھی بحث کی۔ پھر اسلام کی دوسرے مذاہب سے نسبت پر روشنی ڈالتے ہوئے اسلامی تعلیم کے منبع پر گفتگو کی۔ اس کے بعد اسلام کی عملی اور اعتقادی تعلیم کے مختلف پہلوؤں پر روشنی

ڈالی۔ تقریر کے بعد ڈیڑھ گھنٹہ تک سوالات و جوابات کا سلسلہ جاری رہا۔ سامعین نے اللہ کے فضل سے میری تقریر کو کافی پسند کیا۔ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ اس نے اس طرح تبلیغ اسلام کا موقعہ عطا فرمایا۔

طلبا کی سوسائٹی میں تقریر

(۶) ڈیلنٹ۔ ڈیلنٹ کے طلباء کی ایک سوسائٹی کی طرف سے اُن کے ہاں تقریر کرنے کی دعوت ملی چنانچہ خاکسار نے اُن کے ہاں جاکر تقریر کی۔ اس تقریر کا انتظام ڈیلنٹ کے ایک طالب علم نے کیا تھا جو اکتوبر سے ہمارے زیر تبلیغ ہیں۔

تقریر کے بعد تبادلۂ خیالات کا موقعہ دیا گیا۔ چنانچہ طلباء نے اس میں دل کھول کر حصہ لیا۔ جلسہ کے اختتام پر صاحب صدر نے اپنے صدارتی ریمارکس میں فرمایا کہ مسٹر بشیر کی تقریر کا مقصد ہمیں مسلمان بنانا نہیں تھا بلکہ ہمیں اسلام کے متعلق عام واقفیت بہم پہنچانا تھا اور اس میں انہیں کافی کامیابی ہوئی ہے۔ ان کی تقریر سے ہمیں یقینی طور پر دو باتیں حاصل ہوئی ہیں اور وہ یہ ہیں کہ اب ہمیں ایک طرف یہ علم ہوا ہے کہ ہمیں اسلام کے متعلق بالکل ہی کم واقفیت ہے دوسری طرف یہ بھی پتہ چلا ہے کہ ہم اپنے مذہب کی تعلیم سے بھی کورے ہیں۔ اس کے بعد انہوں نے حاضرین کی طرف سے میرا شکریہ ادا کیا جس کا جواب خاکسار نے شکریہ سے دیا۔ گیارہ بجے شب یہ جلسہ برخواست ہوا۔

اسلامی عبادت پر لیکچر

ZEIST (سائسٹ) یہ جگہ اوترخت کے قریب ہے۔ اسجگہ ایک انجمن ہے جس میں مختلف عیسائی فرقوں کے لوگ شامل ہیں۔ ہر ماہ ایک بار وہ اکٹھے ہو کر دعا وغیرہ پر بات چیت کرتے ہیں اُن کی طرف سے مجھے دعوت ملی کہ میں اُن کے ہاں اسلامی نماز کے موضوع پر تقریر کروں چنانچہ خاکسار نے اُن کی میٹنگ کے موقعہ پر اسلامی نماز اور عبادت پر تقریر کی۔ حاضرین نے میری اس تقریر کو بہت پسند کیا اور کہنے لگے کہ عبادت عیسائیوں کو اسلام سے سیکھنا چاہیئے۔ جلسہ کے ختم ہونے کے بعد انہوں نے اگلے جلسہ میں بھی خاکسار کو مدعو کیا جو کہ اٹھارہ دسمبر کو منعقد ہوگا۔

ماہنامہ الفارق

پرچہ الفارق۔ کچھ عرصہ سے ہم باقاعدہ ماہانہ پرچہ نکال رہے ہیں۔ اس ماہ بھی اللہ تعالےٰ کے فضل سے کامیابی سے پرچہ نکالا گیا۔ اس میں مسٹر کرل نے ایک دوست کے سوالات کے جوابات میں ایک لمبا مضمون لکھا۔ الحمد للہ کہ ہمارا یہ پرچہ آہستہ آہستہ مقبول ہو رہا ہے اب سوالنامہ میں بھی اس کی مانگ بڑھ رہی ہے۔ مسٹر گنی کی مساعی اس بارے میں قابل ذکر ہیں اللہ تعالےٰ انہیں اور بھی توفیق دے تاکہ اُن کی جد و جہد کے نتیجہ میں ہمارا پرچہ سارے سوالنامہ میں مقبول ہو جائے۔ جناب میاں فضل احمد صاحب ہمارے پرچہ کی کامیابی کے لئے بڑی کوشش فرما رہے ہیں۔ اللہ تعالےٰ انہیں اس کی جزائے خیر دے۔ اگر اللہ تعالےٰ کو منظور ہوا تو ہمارا پرچہ عنقریب چھپنا شروع ہو جائے گا۔ اور اس طرح اس کی وسیع تر اشاعت ہو جائے گی۔ انشاء اللہ۔ احباب کرام کامیابی کے لئے دعا فرماتے رہیں۔

نومسلموں کو اسلامی تعلیم

ہمارے نومسلم دوستوں میں سے تین بیالہ باقاعدہ قرآن مجید کے اسباق لیتے رہے ہیں ایک نوجوان اب کسی قدر تلاوت کر سکتے ہیں۔

اپنے نومسلم احباب کو ہم باقاعدہ اپنے ہاں مدعو کرتے رہتے ہیں ان کے علاوہ غیر مسلمین کو بھی انفرادی طور پر اپنے ہاں آنے کی دعوت دی جاتی رہی۔

اللہ تعالےٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں صحیح معنوں میں خدمت اسلام کرنے کی توفیق بخشے۔ اللہ تعالےٰ آپ سب کے ساتھ ہو۔ والسلام۔ غلام احمد بشیر

جلسہ میں گم شدہ سامان

مکرمی معظمی۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ آپ کو جلسہ سالانہ بہت مہنگا پڑا ہے۔ میں نے بازار سے کچھ سامان خرید کیا تھا اور اپنے سب کپڑے تولئے میں لپیٹ کر بستر میں بند کر لئے تھے۔ تاکہ خرید کردہ سامان سوٹ کیس میں ڈال لئے جاویں۔ کل چونکہ ہم نے رخصت ہونا تھا۔ یہ سب کچھ صبح ہی صبح کرکے جلسہ میں چلے گئے جلسہ سے فارغ ہو کر سامان کو سوٹ کیس میں ڈال کر گاڑی پر سوار ہو گیا۔ امانت کو جب گھر آکر بستر کھولا تو اس میں سے تولئے میں لپٹے ہوئے سب کپڑے غائب تھے جن کا بہت بہت صدمہ ہوا۔ یہ مجھ کو پانچ چھ صد کی چپت پڑ گئی۔ ایک گرم سوٹ انگلش کپڑے کا۔ دو قمیص۔ دو سلوار۔ ایک بازو والی سویٹر۔ رومال جرابیں دو جوڑہ نائلون اور ایک بڑا ہاتھ تولیہ۔ میں جہلم جماعت میں ٹھہرا ہوا تھا۔ اگر کسی دوست کو اس سامان کا کوئی علم ہو یا کہیں سے دستیاب ہو تو مہربانی فرما کر ذیل کے پتہ پر اطلاع دیکر ممنون فرمائیں۔

نیازمند شیخ رحمت اللہ ملتان

تبلیغی خط و کتابت

(بسلسلہ صفحہ ۲)

بھارت

خط از محمد سعد اللہ بی۔ اے ٹیچر اینڈ لائبریرین
جل گاؤں ضلع بلڈانہ مہاراشٹر بھارت

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ
آپ کے اخبار پیغام صلح کی ایک کاپی نظر سے گذری۔ آپ کے تبلیغی کاموں پر مبارکباد پیش کرتا ہوں میرے حلقہ احباب میں غیر اقوام کے کئی افراد ہیں اس کے علاوہ لائبریری کے ممبر بھی تقریباً دیگر مذاہب کے پیرو ہیں میں اُن کے سامنے مذہب اسلام کے اصول اور خوبیاں وقتاً فوقتاً پیش کرتا رہتا ہوں۔ ضرورت ہے کہ ان کو اور زیادہ واقفیت کرائی جائے۔ میرے پاس ایسا لٹریچر انگریزی میں نہیں۔ اگر ہو سکے تو اس نیک کام کے لئے مجھے قرآن مجید بزبان انگریزی کی ایک جلد دوسرے لٹریچر کے ساتھ روانہ فرمائیں۔ خدا آپ کو اس کا اجر دے گا یہاں پر کسی کے پاس انگریزی ترجمہ قرآن مجید کا نہیں ہے اگر مع متن ایک جلد مجھے مل جائے تو انشاءاللہ صحیح اسلام ان لوگوں کے سامنے پیش کر سکوں گا۔ اس کے علاوہ بھی وقتاً فوقتاً جو مذہبی لٹریچر آپ تقسیم کیا کریں تو مجھے بھی یاد رکھیں، اور روانہ فرمانے کی زحمت گوارہ فرمائیں۔ جواب کا بے چینی سے انتظار رہے گا میں ایک عرصہ دراز سے اس تلاش میں تھا کہ آپ کا پتہ ملے۔ اب ملا ہے کی یہ خط لکھ رہا ہوں۔ امید ہے کہ آپ ضرور جواب سے سرفراز فرمائیں گے۔ فی الحال مجھے ایک ترجمہ قرآن مجید اور

ایک اچھی سیرت رسول کی سخت ضرورت ہے۔ معاف کیجئے آپ کا مصروف وقت [illegible]

تعلیمی پرنٹنگ پریس سرکلر روڈ لاہور میں باہتمام مولوی دوست محمد صاحب پرنٹر پبلشر چھپ کر دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور سے شائع ہوا

رجسٹرڈ ایل نمبر ۴۳۸ شمارہ ۱

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ہم تو رکھتے ہیں مسلمانوں کا دیں
دل سے خدام ختم المرسلیں

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا خصوصی ترجمان

تم ہمیں دیتے ہو کافر کا خطاب
کیوں نہیں لوگو تمہیں خوفِ عقاب

ہفت روزہ
پیغامِ صلح
لاہور

ہر بدھ کو شائع ہوتا ہے
تار کا پتہ:- "تبلیغ"
فون نمبر:- ۳۷۴۷
مدیر:- دوست محمد
مدیر معاون:- بشیر احمد سوز

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸

فی پرچہ ۲ر (دو آنے)

جلد ۴۹ | یوم چہارشنبہ مؤرخہ ۲۳ رجب المرجب ۱۳۸۰ھ مطابق ۱۱ جنوری ۱۹۶۱ء | نمبر ۲

بحرِ حکمت کے موتی

وعن حذیفة وابی مسعود البدری انهما سمعا رسول الله صلی الله علیه واله وسلم یقول ان رجلا ممن کان قبلکم اتاه الملك لیقبض روحه فقال هل عملت من خیر قال ما اعلم قیل له انظر قال ما اعلم شیئاً غیر انی کنت ابایع الناس فی الدنیا فانظر الموسر واتجاوز عن المعسر فادخله الله الجنة۔۔

(اخرجه الشیخان بحواله تلخیص الصحاح)

ترجمہ:- حذیفہ اور ابو مسعود بدری رضی سے روایت ہے کہ ان دونوں نے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سُنا کہ تم سے قبل گزشتہ زمانہ میں ایک شخص تھا اس کے پاس ملک الموت روح نکالنے کے لئے آئے تو انہوں نے (ملک الموت نے) کہا کہ دیکھو سوچو تب اُس نے کہا کہ مجھے تو بجز اس کے اور کچھ معلوم نہیں ہے کہ میں دنیا میں لوگوں سے خرید و فروخت کیا کرتا تھا تو میں مالدار کو (ادائے قرضہ وغیرہ میں) مہلت دیتا تھا اور تنگدست (غریب) کو معاف کر دیتا تھا۔ پس اللہ تعالےٰ نے اسکو جنت میں داخل کر دیا۔۔ بخاری اور مسلم اس کے راوی ہیں۔

نوٹ:- اس حدیث میں صرف کاروباری لوگوں کے لئے زرّیں ہدایات ہیں بلکہ ہر مسلمان کے لئے اس میں لمحۂ فکریہ ہے صحت مند معاشرہ جو اسلام نے پیش کیا ہے اس کے جواہر پاروں میں سے یہ ایک جوہر تابناک ہے۔

مسیح موعود کا آسمان سے اُترنا محض جھوٹا خیال ہے

اپنی جماعت کے لئے بعض نصائح

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

(بسلسلہ اشاعت گذشتہ)

پس اے بندگان خدا غافل مت ہو اور شیطان تمہیں وساوس میں نہ ڈالے یقیناً سمجھو کہ یہ وہی وعدہ پورا ہوا ہے جو قدیم سے خدا کے پاک نبی کرتے آئے ہیں۔ آج خدا کے مرسل اور شیطان کا آخری جنگ ہے اور یہ وہی وقت اور وہی زمانہ ہے۔ جیسا کہ دانیال نبی نے بھی اس کی طرف اشارہ کیا تھا۔ میں ایک فضل کی طرح اہل حق کے لئے آیا پر مجھ سے ٹھٹھا کیا گیا۔ اور مجھے کافر اور دجال ٹھہرایا گیا اور بے ایمانوں میں سے مجھے سمجھا گیا۔ اور ضرور تھا کہ ایسا ہی ہوتا تا وہ پیشگوئی پوری ہوتی جو آیت غیر المغضوب علیہم کے اندر مخفی ہے۔ کیونکہ خدا نے منعم علیہم کا وعدہ کر کے اس آیت میں بتلا دیا ہے۔ کہ اس امت میں وہ یہودی بھی ہوں گے جو یہود کے علماء سے مشابہ ہوں گے جنہوں نے حضرت عیسےٰ کو سولی دینا چاہا، جنہوں نے عیسےٰ کو کافر اور دجال اور ملحد قرار دیا تھا۔ اب سوچو کہ یہ کس بات کی طرف اشارہ تھا۔ اسی بات کی طرف اشارہ تھا کہ مسیح موعود اس امت میں سے آنے والا ہے۔ اس لئے اس کے زمانہ میں یہود کے رنگ کے لوگ بھی پیدا کئے جاویں گے جو اپنے زعم میں علماء کہلائیں گے۔ سو آج تمہارے ملک میں وہ پیشگوئی پوری ہو گئی۔ اگر یہ علماء موجود نہ ہوتے تو اب تک تمام باشندے اس ملک کے جو مسلمان کہلاتے ہیں مجھے قبول کر لیتے۔ پس تمام منکروں کا گناہ ان لوگوں کی گردن پر ہے۔ یہ لوگ راستبازی کے محل میں نہ آپ داخل ہوتے ہیں نہ کم فہم لوگوں کو داخل ہونے دیتے ہیں کیا کیا مکر ہیں جو کر رہے ہیں اور کیا کیا منصوبے ہیں جو اندر ہی اندر ان کے گھروں میں ہو رہے ہیں۔ مگر کیا وہ خدا پر غالب آجائیں گے اور کیا وہ اس قادر مطلق کے ارادہ کو روک دیں گے جو تمام نبیوں کی.... زبانی ظاہر کیا گیا ہے وہ اس ملک کے شریر امیروں اور بد قسمت دولتمند

(باقی بر صفحہ ۶)

نور فرقاں نہ تافت است چناں
کہ بماند نہاں ز دیدہ دراں
کارساز اتم بعلم و عمل
حجتش اعظم و اثر اکمل

ترجمہ:- تعلیم قرآن کا نور ایسا نہیں چمکا کہ اہل نظر کی آنکھوں سے پوشیدہ رہے وہ علم و عمل میں ہمارے لئے کامل کارساز ہے۔ اس کے دلائل پختہ مکمل اور دائمی اثر رکھنے والے ہیں۔

غلام قادر ڈار

کیپ ٹاؤن (جنوبی افریقہ)

ترجمہ خط از مسٹر طاہر نصیرالدین کیپ ٹاؤن جنوبی افریقہ

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ

میں نے فیصلہ کر لیا ہے کہ میں آپ کی جماعت میں شامل ہو جاؤں مہربانی فرما کر مجھے ممبر شپ سرٹیفکیٹ ارسال فرمادیں۔ علاوہ ازیں مجھے فہرست کتب بھی بھیجدیں۔

میں بلسلسلہ کی کتب اور کتب حدیث خاصکر براہین احمدیہ کا ضرورت مند ہوں۔ مبنول آت حدیث میرے پاس ہے۔

آپ کے نمایندہ مسٹر سیڈو نے میری ہر طرح راہنمائی اور مدد فرمائی ہے۔ یہ میرے پرانے مہربان اور قدیمی دوست ہیں۔ جواب کا منتظر

(انہیں ممبر شپ سرٹیفکیٹ اور لٹریچر اور خط ارسال کئے گئے۔ غلام قادر ڈار)

اوفا (نائجیریا)

ترجمہ خط از مسٹر عبدالرحمٰن محمد بیلو اوفا۔ نائجیریا

آپ کا ارسال کردہ لٹریچر آٹھ نومبر ۱۹۶۰ء کو مل گیا تھا بہت بہت شکریہ

انٹی گاگ اینڈ میگوگ وغیرہ جلد ہی ارسال فرمادیں۔ بہت سے عیسائی ہماری تبلیغی کوششوں سے اس کرسمس کے موقعہ پر حلقہ بگوش اسلام ہو جائیں گے

مجھے بیعت فارم ارسال فرمائیں۔ میں خلوص دل سے آپ کی جماعت میں شامل ہونا چاہتا ہوں۔

اللہ تعالےٰ آپ کی تبلیغی کوششوں کو بار آور فرمائے۔۔

مجھے اپنا قیمتی لٹریچر ارسال کرتے رہیں۔

(انہیں مطلوبہ لٹریچر اور خط بھیجے گئے۔ غلام قادر ڈار)

ڈربن (جنوبی افریقہ)

ترجمہ خط از مسٹر ابراہیم محمد حمید ا وکٹوریہ سٹریٹ ڈربن۔ جنوبی افریقہ

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ

کیا متحرک پکچرز کا اشاعت اسلام کے لئے استعمال جائز ہے؟ اس کے متعلق مجھے اپنی قیمتی معلومات اور رائے سے مطلع فرمائیں۔

گذشتہ ربع صدی سے مصر میں خالد بن ولید صلاح الدین ایوبی۔ اور دیگر مشاہیر جنہوں نے خدمت اسلام میں اپنا تن من دھن خرچ کر دیا ان کی پکچرز دکھلائی جا رہی ہیں۔

حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفاء کی تصویریں فلمانے میں آپ کی کیا رائے ہے۔

جنوبی افریقہ میں دو قسم کے ملاں ہیں۔ ایک گروہ تو ہندوستانی مولویوں کا ہے جو متحرک پکچروں کو قطعی حرام سمجھتے ہیں خواہ وہ تعلیمی نقطہ نظر سے ہو یا کسی اور اغراض سے دکھلائی جائیں۔

اور مولویوں کا دوسرا گروہ جو مشرق وسطےٰ اور بلاد عرب کا تعلیم یافتہ ہے نہ تو ان فلمی پکچروں کے حق میں فتوے دیتے ہیں اور نہ ان کے خلاف گفتگو کرتے ہیں۔

یہ بھی بتائیں کہ احمدی مرزا غلام احمد قادیانی (علیہ) کو نبی مانتے ہیں یا مجدد

میں آپ کا بہت مشکور ہوں گا اگر آپ مجھے بہت جلد جواب سے سرفراز فرمائیں۔

(انہیں فونڈر آف دی احمدیہ موومنٹ۔ قرآن شریف وغیرہ بھیجے جا رہے ہیں انہیں لکھا جا رہا ہے کہ تعلیمی نقطہ نظر سے پکچر دیکھنا منع نہیں۔ بشرطیکہ ان میں فحاشی اور خرافات نہ ہو۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خیالی تصویر بنانا قطعاً ناپسندیدہ فعل ہے۔ غلام قادر)

بیدا (مغربی افریقہ)

ترجمہ خط از مسٹر شعیبو عبدالرحمٰن سیکنڈری اسکول بیدا مغربی افریقہ

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ

میں اکثر آپ کی جماعت کی اسلامی خدمات کے متعلق سنتا رہتا ہوں اور چاہتا تھا کہ آپ سے خط و کتابت کا سلسلہ شروع کروں۔

اطلاعاً عرض ہے کہ میرا نام شعیبو عبدالرحمٰن ہے اور آج کل میں سیکنڈری اسکول بیڈا میں تعلیم حاصل کر رہا ہوں یہاں اکثر مسلم اور عیسائی لڑکے پڑھتے ہیں اور مسلمانوں اور عیسائیوں کے درمیان صداقت اسلام پر بحث رہتی ہے اور اکثر اوقات عیسائی لڑکے ہمیں شکست دے جاتے ہیں۔

میرا اللہ تعالےٰ کی وحدانیت پر مضبوط ایمان ہے اللہ تعالےٰ قادر مطلق ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالےٰ کے عبد ہیں اور اس کے رسول ہیں اور سچا مذہب اسلام ہے۔

مجھے اپنے یقین کی پختگی کے لئے اسلامی کتب کی ضرورت ہے مثلاً اسلامی تاریخی کتابیں جو اوّل سے لے کر آج تک کے کل واقعات پر مشتمل ہوں احادیث رسول اور کلام الٰہی (قرآن مجید) میں عربی پڑھ سکتا ہوں مگر بغیر سمجھے خوشی کی

نہیں طلب کیں کہ میں عیسائی لڑکوں کو شکست دوں بلکہ میں چاہتا ہوں کہ ان کو حلقہ بگوش اسلام کروں۔

الغرض اسلام انشاء اللہ تعالےٰ دنیا میں آباد رہے گا۔ میں بزرگوں سے سنتا ہوں ان الدین عند اللّٰہ الاسلام۔

امید ہے میری درخواست پر ہمدردانہ غور ہوگا۔

(انہیں قرآن شریف اور لٹریچر و خط بھیجے گئے۔ غلام قادر)

انڈونیشیا

ترجمہ خط از عبدالقہار عبداللہ۔ انڈونیشیا۔

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ

مجھے آپ کی شائع کردہ کتب کے مطالعہ سے بہت سرور حاصل ہوا۔

میں سٹوڈنٹ ایسوسی ایشن مغربی جاوا کا پریذیڈنٹ ہوں۔ یہ سب ماڈرن انسٹی ٹیوٹ جاوا میں تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔

میں نے ایک چھوٹی سی لائبریری قائم کر رکھی ہے تا کہ اس سے ایسوسی ایشن کے سب ممبر مستفید ہوں۔ اندریں حالات میں گذارش کرتا ہوں کہ افادہ عام کے لئے اپنا قیمتی لٹریچر خاص طور پر قرآن شریف ارسال فرمائیں۔

میری سوسائٹی کے ممبران کتب سے پورا پورا فائدہ حاصل کریں گے۔ شکریہ۔

(انہیں قرآن شریف مع متن اور دیگر لٹریچر اور خط بھیجے گئے۔ غلام قادر ڈار)

انڈونیشیا

ترجمہ خط از ای مختار قاسمی ماڈرن اسلامک ایجوکیشنل انسٹی ٹیوشن انڈونیشیا۔

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ

مجھے آپ کے شائع کردہ لٹریچر کے متعلق علم حاصل کر کے بہت خوشی حاصل ہوئی میں نے کچھ کتب پڑھی بھی ہیں

اسلام پر آپ کی کتب بیش بہا معلومات سے پُر ہیں جن کا ہر مسلمان طالب علم کو جاننا نہایت ضروری ہے۔

میں نے انہیں بہت مفید پایا ہے۔ میں ایک درخواست کرتا ہوں امید ہے آپ اسے رد نہیں کریں گے۔ وہ یہ ہے کہ مجھے بھی اپنی کتب ارسال فرمائیں کیونکہ ایسی کتب اس ملک میں دستیاب نہیں۔

مجھے صرف آپ لوگ ہی نظر آتے ہیں جو میری مدد کریں گے۔

(باقی بر صفحہ ۲۵)

ووکنگ کی تبلیغ اسلام

بعض لوگوں کو عادت ہوتی ہے کہ اپنی اہمیت جتانے کے لئے کام کرنے والوں پر نکتہ چینی کرتے رہتے ہیں اور انہیں لوگوں کی نظروں سے گرانے کی کوشش کرتے ہیں۔ انہی میں سے ایک مسٹر م۔ الف خواجہ ہیں جو لندن سے لاہور کے ہفت روزہ "ایشیا" میں اپنی حیثیت اسلامی اور دینی کارناموں کا رعب جماتے ہوئے ووکنگ مسلم مشن پر بھی نیش زنی کرتے رہتے ہیں، حال ہی میں ان کا ایک اسی قسم کا مکتوب ۱۳ جنوری کے "ایشیا" میں شائع ہوا ہے جس میں وہ فرماتے ہیں :-

> "ووکنگ مسجد اور اسلامک ریویو کا پھیلا ہوا سب سے بڑا جھوٹ یہ ہے کہ وہ انگلستان میں اشاعت اسلام کا وسیع کام کر رہے ہیں اور اب تک ہزاروں انگریزوں کو مسلمان بنا چکے ہیں"

سنا آپ نے ؟ یہ سب سے بڑا جھوٹ ہے کہ ووکنگ کے ذریعہ ہزاروں انگریز مسلمان ہوئے ہیں، کیوں ؟ اس لئے کہ صاحب موصوف کے بیان کے مطابق

> "عام مسلمان بالخصوص طلباء کی مساعی سے جو غیر مسلم اسلام قبول کرنے پر آمادہ ہو جاتے ہیں انہیں وہ لوگ کلمہ پڑھوانے مساجد لے جاتے ہیں اور ووکنگ والے اسے اپنا کارنامہ مشتہر کرتے ہیں"۔

اور یہی نہیں صاحب موصوف لکھتے ہیں کہ :-

> "انگریز مرد الا ماشاء اللہ اس لئے مسلمان ہوتے ہیں کہ وہ مسلمان ممالک میں رہ چکے ہوتے ہیں (بالعموم برطانوی فوجی سپاہی کی حیثیت سے) اور وہ اسلام سے متاثر ہو چکے ہوتے ہیں انگلستان واپس آنے کے بعد وہ کچھ مطالعہ کرتے ہیں اور شرح صدر حاصل ہو جانے کے بعد مسلمان ہو جاتے ہیں، لڑکیاں الا ماشاء اللہ شادی کی غرض سے مسلمان ہوتی ہیں۔"

مسلمان ہونے والوں کی ان تینوں قسموں کا ذکر کرنے کے بعد صاحب موصوف بڑی مہربانی فرماتے ہوئے رقمطراز ہیں :-

> "میں یہ نہیں کہتا کہ ووکنگ نے ایک بھی شخص اپنی کوششوں سے مسلمان نہیں کیا جب بہت سے غیر مسلم عام مسلمان طلباء سے کتب مانگتے ہیں اور اسلام کے متعلق معلومات چاہتے ہیں، تو یقیناً مساجد کے آئمہ کی طرف بھی رجوع کرتے ہوں گے، ان میں سے بعض مسلمان ہو جاتے ہوں گے، اگر یہ تسلیم کر بھی لیا جائے کہ خود رجوع کرنے والے انگریزوں کے اسلام کا سہرا ووکنگ کے سر ہے، تو بھی یہ بات بلا خوف تردید کہی جا سکتی ہے کہ ووکنگ میں مسلمان ہونے والوں کی عظیم اکثریت کا اسلام خود ووکنگ کی کوششوں کا نتیجہ نہیں ہے"۔

لیجئے خاتمہ ہو گیا، ووکنگ کی کوششوں سے بھی جو مسلمان ہوئے ہوں گے، ان کا اسلام بھی ووکنگ کی کوششوں کا نتیجہ نہیں، کیونکہ وہ تو مسلمان طلباء کے ذریعہ کتب حاصل کرنے یا خود رجوع کرنے والے انگریزوں کا اسلام ہے، انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اب ایسے حاسدوں سے کون پوچھے کہ جب ووکنگ مشن نہ تھا اس کا پیدا کردہ لٹریچر موجود نہ تھا، تو کیا اس وقت بھی مسلمان طلباء کے ذریعہ کوئی انگریز مسلمان ہوتا تھا یا وہ طلباء خود اسلام سے منحرف ہو کر دہریت کا جامہ پہن لیتے تھے ؟ آخر اسلامی ممالک سے آنے والے انگریز پہلے کیوں اپنے اسلام کا اظہار نہیں کرتے تھے ؟ کیا ووکنگ مشن سے پہلے بھی اسلام کے متعلق کوئی کلمہ یورپین فضا میں سننے میں آتا تھا ؟ کیا یہ حقیقت نہیں کہ ووکنگ آج انگلستان میں اسلام کا واحد مرکز ہے جہاں نہ صرف دیگر ذرائع سے اسلام کا علم حاصل کرنے والے لوگوں کو مشرف باسلام ہونے کا موقعہ ملتا ہے وہاں بے شمار ایسے انگریز مرد اور عورتیں ہیں، جو براہ راست ووکنگ کا لٹریچر پڑھ کر، امام ووکنگ کی تقاریر اور گفتگوئیں سن کر اسلامک ریویو کے مطالعہ سے متاثر ہو کر ووکنگ سے شائع ہونے والے انگریزی ترجمۃ القرآن کو پڑھ کر مشرف باسلام ہوئے، ایسے لوگوں کے اعلانات اور تصاویر اسلامک ریویو میں چھپی ہوئی موجود ہیں، ان میں سے ایک کمانڈر ایف۔ ایم فیلوز (انگلستان) کا حالیہ بیان ملاحظہ ہو :-

> "ایک دو سال پیشتر میں نے اسلام کے بارہ میں تحقیق شروع کی میں نے ووکنگ مشن سرے (انگلستان) کو لکھا اور انہوں نے مجھے مسلمان مصنفوں کی... کتب ارسال کیں ان کتب نے اسلام کے بارہ میں مغرب کے غلط تصورات، غلط بیانیاں، اور بے بنیاد باتوں کو بے نقاب کیا اور تصریح کی کہ یہ کیوں اور کس طرح وجود میں آئے ان کتابوں نے یہ ثابت کیا کہ اسلام کی نشاۃ ثانیہ ہو رہی ہے اور چند تعمیری تحریکیں سرگرم عمل ہیں جو اسلام کو اپنی اصل تابناکیوں کے ساتھ موجودہ ارتقاء اور جدید علوم کی روشنی میں جس کے ساتھ اسلامی تعلیم بکلی تطابق رکھتی ہے احیاء کر رہی ہیں"

سنا آپ نے ؟ یہ ہے ووکنگ کی کوششوں کا نتیجہ، جس کو آپ "سب سے بڑا جھوٹ" قرار دے رہے ہیں اس پر سوائے اس کے کیا کہا جائے کہ ؎

بمیر اے حسود تا برہی کیں رنجیست
کہ از عقوبت آں جز بمرگ نتواں رست

آئندہ اشاعت میں ہم بتائیں گے کہ اس "سب سے بڑے جھوٹ" کو یورپین مصنفین کیا سمجھتے ہیں ؟

اخبار احمدیہ

سانحۂ ارتحال

یہ خبر جماعت کے تمام حلقوں میں افسوس کے ساتھ سنی جائے گی کہ ہماری جماعت کے محترم بزرگ خانصاحب قاضی سمیع اللہ خاں صاحب ریٹائرڈ ڈپٹی ڈائریکٹر محکمہ زراعت کی اہلیہ محترمہ ۷۔۸ جنوری کی درمیانی شب کو انتقال فرما گئیں انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحومہ نہایت متقی اور پارسا خاتون تھیں۔ کچھ عرصہ سے علیل چلی آ رہی تھیں، لیکن اس طرح یکایک تو زندگی کی امید نہ تھی۔ ہمیں اس صدمہ میں محترم قاضی صاحب، ان کے فرزندان رشید صاحبزادیوں اور دیگر لواحقین سے دلی ہمدردی ہے دعا ہے اللہ تعالٰے ان سب کو صبر جمیل عطا فرمائے اور مرحومہ کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے، احباب سے جنازہ غائبانہ کی درخواست ہے۔ قاضی صاحب محترم کا پتہ ۲۴ میکلیوڈ هسٹر روڈ کرشن نگر لاہور۔

بیماری اور درخواست دعا

(۱)۔ میاں مولا بخش صاحب دھرم پورہ لاہور کی اہلیہ محترمہ بعارضہ فالج بیمار ہیں۔

(۲) میاں عبدالرحمٰن صاحب بٹ احمدیہ بلڈنگس لاہور دیر سے صاحب فراش چلے آ رہے ہیں۔

اور بھی دوست جو بیمار ہیں یا مشکلات کے چکر میں ہیں ان سب کے لئے احباب سے دعا کی درخواست ہے۔

تبلیغی خط و کتابت

(بسلسلہ صفحہ نمبر ۲)

قرآن شریف کی مجھے تبلیغی سلسلہ میں از حد ضرورت ہے (انہیں قرآن شریف اور لٹریچر بھیجا گیا اور خط لکھا گیا۔ غلام قادر ڈار)

مسیح کی پیدائش اور اسلام

مولانا عبدالحق صاحب ودیارتھی کا لیکچر امریکہ میں

مکرمی سیکرٹری صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

کئی دنوں سے ارادہ کر رہا تھا کہ سالانہ جلسہ کے لئے ایک مضمون لکھ کر بھیجوں مگر دو ہفتے سے زیادہ عرصہ گزرتا ہے کہ میں برف میں گھرا بیٹھا ہوں۔ بازاروں میں اور سڑکوں پر ۵ فٹ اونچی برف کی دیواریں کھڑی ہو گئی ہیں کئی دن ٹرام اور دیگر ذرائع آمد و رفت بند رہے سرکاری آدمی برف اٹھانے پر لگے ہوئے ہیں مگر بعض اوقات جتنی اٹھاتے ہیں اتنی اور برف اور آسمان سے گرجاتی ہے۔ ڈاک خانہ تک جانا یا لیٹر بکس تک پہنچنا نہایت مشکل ہو گیا ہے۔ انہی برفباری کے دنوں میں اخبارات میں اعلان کیا گیا کہ میرا لیکچر کرسمس پر ہوگا۔ خدا ہمت دے ان لوگوں کو جو برف کو توڑتے ہوئے لیکچر سننے آ گئے۔ اتوار ۱۸ دسمبر کو شام کے وقت لیکچر تھا جو کچھ ادھورا سا لکھ سکا کیونکہ وقت تھوڑا ہے کہ آپ تک جلسہ کے دنوں میں وہاں پہنچے بہر حال بھا صاحب کے نام بھیجدیا ہے شاید وقت پر مل سکے۔ خلاصہ یہ ہے کہ :-

دسمبر کے دنوں میں یہاں شجر کرسمس لگایا جاتا ہے جسے دیکھکر قدرتی درخت مسیحی دنیا کی لاعلمی اور جہالت پر تھرتھراتے ہیں۔ یہ لوگ جو آسمان کی خبریں لاتے اور سناتے ہیں۔ مگر جناب مسیح کب پیدا ہوئے، کس دن کونسی تاریخ کس مہینے میں کونسے سال ان کا جنم دن ہوا اس سے قطعاً ناواقف ہیں۔ لاکھوں کروڑوں رسول کے بعد خدا کے ہاں بڑی تمناؤں کے بعد ایک بیٹا پیدا ہوا۔ کوئی نہیں بتا سکتا کب پیدا ہوا۔ شاہ ایران کے ہاں بیٹا پیدا ہوا ساری دنیا نے سنا اور وہاں جشن ابھی تک منائے جا رہے ہیں۔ نئے پریذیڈنٹ امریکہ کے ہاں بیٹا آیا مشرق سے مغرب تک دنیا کو معلوم ہو گیا کہ ہاں کینیڈی کے بیٹا پیدا ہوا ان کے انتخاب میں کامیابی کی یادگار ہے۔ مگر خدا کے ہاں بیٹا پیدا ہوا کسی کو آج تک علم نہیں ہو سکا اور نہ ہو سکتا ہے کہ کب ہوا۔ سائیکلو پیڈیا جیمس ہیسٹنگز سائیکلو پیڈیا برٹانیکا۔ سائیکلو پیڈیا امریکہ۔ سائیکلو پیڈیا چیمبرس۔ اور کتنے علماء ہیں جن کے حوالجات میں نے دیئے کہ کوئی نہیں بتا سکتا مسیح کب پیدا ہوا نہ وقت نہ دن نہ تاریخ نہ مہینہ اور نہ سال کوئی یقین سے نہیں بتا سکتا۔ چاہو مانو تو بھی ہوا مگر اس کی یاد میں کیا ہوتا ہے یا پکے مسیحی اور اس کے سچے پرستار کیا کرتے ہیں۔ سینما میں برہنہ تصویروں کی نمائش۔ شراب خانوں میں شراب کی بے پناہ بارش۔ بجاو اسے جانے دو گرجوں میں معافی گناہوں کی بشارت اور خون مسیح کا دریا جو سب گناہوں کی میل کچیل دھو کر ان فرنگیوں کو صاف ستھرے اور ہلکے پھلکے کر دیتا ہے کیا مسیح دنیا میں اسی لئے مبعوث ہوا تھا کہ عیسائی دنیا کو شراب ناب میں غوطہ دیدے۔ بہر حال یہ قومیں جس نشہ میں مست ہیں وہ ان کو تباہی اور بربادی کی طرف لے جا رہا ہے۔ یہ فرض کر کے کہ مسیح ۲۵ دسمبر کو پیدا ہوا اور اس لئے ہم سب لوگوں کے گناہ اپنی گردن پر لے کر اپنی جان کا کفارہ دے دیا۔

محققین کی متفقہ شہادت یہ ہے کہ مسیح دسمبر میں ہرگز پیدا نہیں ہوا۔ قرآن مجید مسیحی دنیا کی دریافت سے بہت پہلے آج سے چودہ سو برس پیشتر اس امر کا اعلان کر چکا ہے کہ مسیح کی پیدائش کا کوئی علم مسیحی علماء کو نہیں اور نہ اُن کے آباؤ اجداد کو تھا۔ مسیح کب دنیا میں آیا اور کیوں آیا اس کا جواب قرآن مجید کی لسان حیات سے سنو، سورۃ کہف میں فرمایا عیسائی مذہب کی تاریخ کے دو نمایاں زمانے ہیں، ایک زمانہ اُن کا غاروں میں چھپ کر عبادت کا زمانہ اور خدائے واحد کی پرستش کا زمانہ ہے اور دوسرا زمانہ اس کے بعد کا زمانہ ہے جب مسیحیت میں ملوکیت آگئی غاروں کی زندگی ۳۰۰ برس تک رہی یہ وقت ہے جب قسطنطائن نے مسیحی دین قبول کیا یہ ۳۲۵ سنہ کا واقعہ ہے۔ مگر علماء کو یہ تسلیم ہے کہ اس میں چھ سال کی غلطی ہے یعنی اصل تاریخ قسطنطائن کے قبول مسیحیت کی ۳۳۱ سنہ ہے اور آج ۱۹۶۰ سنہ نہیں بلکہ ۱۹۶۶ سنہ ہے۔ سنہ ۱۹۶۰ سال پہلے مسیح نہیں پیدا ہوا اس وقت وہ چھ سال کا لڑکا تھا اور اپنے باپ یوسف کی دکان میں چڑیاں بنانی سیکھتا تھا۔ خلاصہ کلام یہ کہ مسیحی سنہ میں چھ سال کی غلطی ہے۔

اب رہا اس کی پیدائش کا مہینہ سو قرآن مجید مریم کے بارہ میں فرماتا ہے کہ فاجاءها المخاض الی جذع النخلۃ الخ جب وہ پیدا ہوا اس وقت کھجوریں پختہ تھیں گویا اگست کا مہینہ تھا کہ جو ڈیہ میں سردی زیادہ ہوتی ہے کھجوریں بھی ذرا دیر سے پختہ ہوتی ہیں وھزی الیک بجذع النخلۃ تساقط علیک رطبا جنیا۔ کھجور کی شاخ ہلاؤ تو پختہ کھجوریں تجھ پر گریں گی رطبا جنیا کے اعداد ۳۲۵ ہیں اور اس کے حروف آٹھ ہیں آٹھواں مہینہ یعنی اگست کا مہینہ تھا جب یہ واقع ہوا۔ مگر ان الفاظ میں ایک گہری حقیقت ہے اور وہ یہ کہ مریم کا یہ واقعہ تمثیلی ہے۔ مذاہب کی تاریخ میں تین عظیم الشان پیغمبروں کی ماؤں کے وضع حمل کا قصہ اسی طرح مذکور ہے اور موسیٰ علیہ السلام کا بچپن میں شہر دمشق (؟) میں کھجوروں کے سایہ میں کھیلنا بھی مشہور ہے۔ مریم ایک تمثیلی عورت کا نام ہے جس سے مراد مسیحی امت ہے یا وہ عورت جس نے مسیحیت کو جنا اس کے دکھ اس کی امت کے دکھ اور مصائب ہیں جو روحانی ہیں ان کے لئے پناہ کی جگہ کھجور کا درخت یعنی اسلام ہے۔ اسلام کا تمثیلی نام حدیث میں اور مکاشفات یوحنا ۷ : ۹ میں دین اسلام ہے تمثیل یہ ہے کہ تمام دنیا کے درختوں میں سے کھجور کا درخت ایک ایسا درخت ہے جس کی کوئی چیز بیکار نہیں اپنی ہر چیز سے وہ دنیا کی خدمت کرتا ہے۔ اس کا تنا آپ کے چھت کا شہتیر ہے اس کے پتے گرمی میں ٹھنڈی ہوا کا پنکھا ہلاتے ہیں۔ زمین پر ٹھنڈی چٹائی کا کام دیتے ہیں چھال کے رستے چارپائی کا بان۔ رس پینے کے کام آتا ہے۔ کھجوریں کھاؤ اور گٹھلیوں کی کھیر۔ جانوروں کا چارہ گویا ہر چیز مرد مومن سے تشبیہ رکھتی ہے کہ وہ سرتاسر سیدھا قائم پتا جھڑ نہیں جاتا۔ دنیا کے لئے سرتاسر مفید ہے کنتم خیر امۃ اخرجت للناس

مریم کے اس قصہ میں اللہ تعالیٰ نے بتایا ہے کہ مریم کے یا امت مسیحی کے سارے دکھوں کا علاج کھجور کے سایہ تلے اس کی پناہ ہے اور پکی کھجوروں میں جو کمال اسلام کی طرف اشارہ کرتا ہے اس کی ساری بیماریوں کے لئے شفا ہے۔ سو میں اپنے مسیحی دوستوں کو جو مسیح کے جنم دن کے بارہ میں بھٹکتے پھرتے ہیں ان کو دعوت دیتا ہوں قرآن کی کہ جس نے ان کی ساری مشکل کو حل کر دیا کہ مسیح آج سے ۱۹۶۶ برس پیشتر اگست کے مہینہ میں پیدا ہوا اور ان کی مہمانی کے طور پر پکی ہوئی کھجوریں پیش کرتا ہوں جو دین کامل کا مارکہ اور نشان ہے اگر اس درد زہ سے جس میں تم مبتلا ہو چھٹکارا چاہتے ہو تو آؤ کھجوریں یعنی اسلام کے سایہ تلے اور اگر دنیا کی بیماریوں اور آخرت کے روگ کا علاج چاہتے ہو تو پکی کھجوروں سے یعنی تعلیم اسلام سے فائدہ اٹھاؤ

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

اگر یہ میرا خط سالانہ جلسہ کے دنوں میں پہنچ جائے تو سب بھائیوں سے التجا ہے کہ اس مسافر بیکس کے لئے دردِ دل سے دعا کریں۔ میں نے اللہ تعالیٰ کے فضل سے ۱۵۰۰ صفحہ کی کتاب لکھی ہے جس میں وہ علم ہے جو اللہ تعالیٰ نے مجھے غیر مذاہب کی کتب اور زبانوں کا دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ مجھے توفیق دے کہ میں یہ کتاب دنیا میں شائع کر سکوں

آپ کا مخلص دوست، مگر جسمانی لحاظ سے کالے کوسوں دور بیٹھا ہوا۔ عبدالحق

انسانی پیدائش و زندگی اور کائنات پر خدا کا تصرف

خدا تعالیٰ کی محسن و باکمال ہستی کا انکار کیسے؟

... ھو الذی خلق لکم ما فی الارض جمیعا ثم استوی الی السماء فسوٰھن سبع سمٰوات وھو بکل شیٔ علیم (البقرہ آیت ۲۸-۲۹)

انسانی تخلیق اور زندگی کا انعام

ان آیات میں اللہ تعالےٰ نے انسان کی تخلیق کا ذکر کیا ہے، اس نے انسان کو زندگی عطا کی جو بہت بڑا انعام ہے۔ زندگی عطا کرنے کے بعد فرمایا ھو الذی خلق لکم ما فی الارض جمیعا اس نے زندگی کے قیام کے لئے اور تمہاری ربوبیت اور تربیت کے لئے زمین اور جو کچھ اس کے اندر پیدا کیا ہے۔ ما فی الارض جمیعا جو کچھ زمین میں ہے، سارے کا سارا تمہاری خاطر پیدا کیا۔

زندگی بہت بڑا انعام ہے

پہلی آیت میں اس احسان کا بھی ذکر کیا گیا کہ زندگی جیسی قیمتی شے تمہیں عطا کی، ہر شخص جانتا ہے کہ زندگی کتنی قیمتی شے ہے۔ جب کسی کا باپ، یا ماں بیمار ہو جاتے، یا بیوی یا بچہ کی جان کے لالے پڑ جائیں، تو کس طرح تڑپتا ہے اور کہتا ہے کہ ساری دولت کوئی لے جائے لیکن اس کی جان بچ جائے، جتنا زیادہ قریبی رشتہ دار ہوگا اتنا ہی زیادہ تڑپتا ہے معلوم ہوا زندگی بہت بڑا انعام ہے۔

مردہ اجزاء میں زندگی

انعام ہی نہیں ہے فرماتا ہے کنتم امواتا فاحیاکم۔ قرآن کریم میں اس قسم کے محاورات بار بار آتے ہیں۔ ایک جگہ فرماتا ہے مردہ زمین کو زندہ کیا، اس کے معنے یہ ہیں کہ زندگی کے آثار اس میں نہ تھے۔ بارش آتی ہے تو مردہ زمین میں زندگی واپس آجاتی ہے اور زمین زندہ ہو جاتی ہے۔ اسی طرح فرمایا کنتم امواتا تمہارے جسم کے اجزاء زمین میں متفرق پڑے تھے ان میں کیلسیم تھی۔ پوٹاسیم تھی۔ لوہا گندھک، فاسفورس، نائٹروجن، پانی وغیرہ وغیرہ کے اجزاء تھے۔ ان پراگندہ اجزا کو جمع کرکے ہم نے تمہیں بنایا، اندازہ لگاؤ ہماری قدرت کا کیا کیا چیزیں زمین میں رکھی ہیں اور کس طرح ان کو جمع کرکے تمہیں زندگی عطا کی۔

نباتات و انسان کی پیدائش

ایک جگہ فرمایا واللہ انبتکم من الارض نباتا ہم نے تمہیں زمین سے اُگایا ہے جس طرح درخت کو زمین سے اُگایا جاتا ہے۔ درخت کے اجزاء بھی زمین کے اندر ہیں اور انسانی جسم کے اجزاء بھی زمین ہی میں ہیں، یہ تمام اجزاء پراگندہ تھے۔ انہیں جمع کرکے زندگی عطا کی۔

درخت کے پاؤں میں زنجیر ہے۔ ایک جگہ سے دوسری جگہ نہیں جا سکتا۔ انسان میں بھی زندگی ہے اسی طرح درخت میں بھی زندگی ہے، وہ بھی مرتا ہے، انسان اور درخت دونوں میں زندگی ہے، دونوں مرتے ہیں، دونوں کے لئے لفظ انبتکم استعمال کرکے بتایا ہے کہ دونوں کی صورت ایک ہی جیسی ہے۔

انسان کی اعلیٰ ترین پیدائش مٹی سے

ایک جگہ فرمایا الذی احسن کل شیٔ خلقہ۔ خدا وہ ہے جس نے ہر چیز کی نہایت اچھی تخلیق کی، اور خاص طور پر انسان کے متعلق فرمایا و بدأ خلق الانسان من طین انسانی پیدائش کی ابتداء مٹی سے کی۔ اس کے اندر قوت تخیل پیدا کی، قوت ارادی پیدا کی، شعور پیدا کیا بے انتہاء استعدادیں پیدا کیں، ذوق جمال عطا کیا، چھوٹے پیمانے پر اسے موجد بھی بنایا، الذی احسن کل شیٔ خلقہ و بدأ خلق الانسان من طین۔ کس قدر قدرت کی مالک وہ ہستی ہے جس نے ایسی اعلےٰ درجہ کی تخلیق کی، اور مٹی سے انسان کو بنایا۔

مٹی سے کیسے پیدائش ہوئی

مٹی سے کیسے بنایا فرمایا ثم جعل نسلہ من سلالۃ من طین مٹی کے نچوڑ سے ہم نے انسان کو پیدا کیا۔ تو زمین سے بھی انسان کو پیدا کیا اور انسان سے بھی اس کی نسل کو چلایا، یہ کیسی اعلےٰ درجہ کی تخلیق کی، ایک جگہ فرمایا لقد خلقنا الانسان فی احسن تقویم انسان کی ساخت کیسی اعلےٰ اور خوبصورت بنائی اور ایک جگہ فرمایا کہ اس کی پیدائش کو مکمل کرنے کے لئے ہم اسے بتدریج ایک حالت سے دوسری حالت .... میں لے جاتے ہیں۔ انسان کو مٹی کے خلاصہ سے بنایا ثم جعلنہ

نطفۃ فی قرار مکین پھر اسے نطفہ کی صورت میں بدل کر ایک مضبوط جگہ پر رکھ دیا ثم خلقنا النطفۃ علقۃ، پھر نطفہ کو علقہ کی صورت میں بدل دیا فخلقنا العلقۃ مضغۃ۔ پھر ایک اور تبدیلی ہوئی کہ علقہ کو گوشت کا ٹکڑا بنا دیا۔ فخلقنا المضغۃ عظاما۔ گوشت ... کے ٹکڑے ... سے

خالق کائنات کا کمال اور اس کا احسان عظیم

تو دو چیزوں کا ذکر فرمایا ایک یہ کہ انسان کی تخلیق اور اسے زندگی عطا کرنا بہت بڑا انعام ہے اور دوسرے یہ کہ تخلیق قدرت الٰہیہ کا بہت بڑا کمال ہے۔ انسان احسان کے سامنے بھی جھکتا ہے اور کمال کے سامنے بھی۔ پس ایسے خالق کا کس طرح انکار کیا جا سکتا ہے جس کا اتنا بڑا کمال تمہارے سامنے ہے اور ایسا احسان تم پر ہے جس کی نظیر نہیں۔

پھر اپنے کمالات کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا۔ الذی جعل لکم الارض فراشا والسماء بناءً اس زمین کو ہم نے تمہارے لئے فرش بنایا اور اس کے اوپر ایک خیمہ لگا دیا، اور اس مکان کو بنا کر تمام قسم کا فرنیچر تمہارے لئے مہیا کیا، تمام چیزیں جو تمہارے لئے مفید ہیں پیدا کر دیں خشکی اور سمندر پیدا کئے، معدنیات تیل، لوہا، سونا، چاندی اور مختلف قسم کی دھاتوں کے خزانے زمین میں رکھ دیے سواری کے لئے گھوڑا، دودھ کے لئے گائے بھینس، گوشت کے لئے، بھیڑ بکری، مچھلی، پرند پرند اور کیا کیا عجیب و غریب جانور بنائے، خلق لکم ما فی الارض جمیعا یہ سب کچھ تمہارے لئے پیدا کیا۔

انکار کیسے؟

کیف تکفرون باللہ بڑا تعجب ہے کہ ایسے خدا کا انکار ہو۔ کیف تکفرون یہ کس طرح ہو سکتا ہے جو تم خدا کا انکار کر دو۔ کس طرح تم ایسی عظیم الشان، ایسی محسن، ایسی باکمال ہستی کا انکار کرتے ہو۔ اکفرت بالذی خلقک من تراب ثم من نطفۃ ثم سوٰک رجلا اے انسان کیا تو اس ہستی کا انکار کرتا ہے۔ جس نے تجھے مٹی سے پھر نطفہ سے پیدا کیا پھر صحیح سالم انسان بنایا؛ ایسا انسان کہ اس کے اندر ذہانت ہے شعور ہے، علمی کمالات اور فلسفیانہ تخیلات کی استعدادیں ہیں، دوسری مخلوقات پر قدرت اور طاقت بخشی ہے دفتر اور کارخانے چلانے، طرح طرح کی مشین بنانے کی قابلیت دی ہے، کیا ایسی ہستی کا انکار کیا جا سکتا ہے کیف تکفرون باللہ غور کرو کس طرح تم ایسے خدا کا انکار کرتے ہو، ہر انسان کو، ہر مسلمان

کو اس پر غور نا چاہیئے - ہمیں بھی اس پر غور کرنا چاہیئے کہ ہم کس حد تک اللہ تعالےٰ کو مانتے ہیں، کس حد تک قرآن کے احکام کی فرمانبرداری کرتے ہیں، کس حد تک اس کے رسول محبوب کے ارشادات پر کاربند ہیں اور آپؐ کے اسوۂ حسنہ کی پیروی کرتے ہیں -

اکفرت بالذی خلقک...... وہ خدا جس نے تمہیں زندگی عطا کی، یہ شکل وشباہت عطا کی، اور تمام وہ چیزیں عطا کیں جو زندگی کے لئے ضروری ہیں،

ثم استوی الی السماء فسوٰھن سبع سمٰوٰت، پھر آسمانی ستارے اور سیارے بنائے تاکہ زمینی زندگی کے قیام میں مدد دیں۔

<u>کائنات پر صرف خدا کی حکومت ہے</u>

وھو بکل شیءٍ علیم اور اس تمام کارخانہ کائنات کا اسے پورا علم ہے - کیونکہ وہ اس کا خالق اور موجد ہے - تمام کائنات پر، تمام فضائے آسمانی پر اسی کی حکومت ہے، کسی اور بڑی سے بڑی ہستی کی حکومت اس فضا پر نہیں- اگلے دن اخبارات میں لکھا تھا کہ امریکہ میں کرسمس کے دن ۲۳۵ آدمی کثرت اژدھام کی وجہ سے ہلاک ہو گئے- یہ ایک دنیا کی سب سے بڑی مملکت کے انتظام کا حال ہے، دوسری طرف آسمان پر ستارے اور سیارے کروڑ ہا سال سے چکر لگا رہے ہیں لیکن کبھی کسی قسم کا کوئی حادثہ نہیں ہوا۔

<u>سب سے بڑی مملکتوں پر الٰہی تصرفات</u>

دنیا کی سب سے بڑی مملکت کا ایک چھوٹا سا میلہ اتنے بڑے حادثات کا موجب ہوتا ہے اور اس سے ایک دن پہلے ۱۵۲ آدمی مر گئے - اور اسی طرح سے انگلستان میں لوگ سڑک کے حادثات کا شکار ہوتے اور انگلستان میں طوفان آتے ہیں اور انہیں کوئی روک نہیں سکتا - اور روس کے ایک حصہ میں اس قدر طوفان آتے ہیں، اتنی برفباری ہوتی ہے کہ زمینیں بنجر ہو جاتی ہیں اور کوئی سبزی وہاں نہیں ہوتی- اور کوئی آبادی وہاں نہیں -

<u>فضا پر کسی انسان کا تصرف نہیں</u>

پچھلے دنوں ہمارے اخبارات میں لکھا تھا کہ بارش نہ ہونے کی وجہ سے بعض مقامات پر پانی کی اس قدر کمی ہو گئی ہے کہ پینے کو پانی نہیں ملتا مویشی مر رہے ہیں، لوگ نقل مکانی کر رہے ہیں، کیا ساری حکومت اور سارے کے سارے انسان پانی کی اس کمی کو پورا کر سکتے تھے؟ ہرگز نہیں، لوگ حیران تھے حکومت پریشان تھی، آخرکار خدا کے حکم سے بادل آ گئے...... اور ملک میں زندگی کی ایک لہر دوڑ گئی- لیکن اس فضا پر حکومت کسی انسان کی نہیں - اگلے دن ہمارے پریذیڈنٹ صاحب کا ہوائی جہاز کہر کی تاریکی کی وجہ سے راولپنڈی میں اتر نہ سکا، اور انہیں مجبوراً پشاور جا کر اترنا پڑا کہاں ہے تمہاری حکومت فضا پر؟ جب دسمبر میں بارش نہ ہوئی تو فضا کے اثرات لوگوں میں بیماری پھیلا رہے تھے - ڈاکٹر حیران تھے کہ اس بڑھتی ہوئی بیماری کا کس طرح علاج کیا جائے - کیا خدا کے سوا کوئی ہے جس کا تصرف اس فضا پر ہو؟ اکفرت بالذی خلقک تو وہیں تم فراموش کرتے ہو- ہمارا کا زمانہ قدرت تمہیں متنبہ کر رہا ہے کہ تم اس ہستی کو فراموش کر رہے ہو جس نے تمہیں پیدا کیا اور تمام قسم کے سامان تمہارے لئے پیدا کئے-

<u>ان بیانات کی اصل غرض</u>

کس خوبصورتی کے ساتھ قرآن کریم خدا کی ہستی کو منواتا اور اسکے احکام کی تلقین کرتا ہے کیسے دل نشین دلائل سے اس کی ہستی کو منواتا ہے جس سے اسکے اندر خدمت خلق کا جذبہ پیدا ہوتا ہے اور وہ دل سے چاہتا ہے کہ میں کسی کی خدمت کروں، قرآن کریم کی یہی سب سے بڑی غرض ہے ٭

اپنی جماعت کے لئے بعض نصائح

(بسلسلہ صفحہ اوّل)

دنیا داروں پر بھروسہ رکھتے تھے - مگر خدا کی نظر میں وہ کیا ہے صرف ایک مرے ہوئے کیڑے -

اے تمام لوگو سُن رکھو یہ اس کی پیشگوئی ہے جس نے زمین و آسمان بنایا وہ اپنی اس جماعت کو تمام ملکوں میں پھیلا دے گا - اور حجت اور برہان کے رُو سے سب پر ان کو غلبہ بخشے گا وہ دن آتے ہیں بلکہ قریب ہیں کہ دنیا میں صرف یہی ایک مذہب ہو گا جو عزت کے ساتھ یاد کیا جائے گا - خدا اس مذہب اور اس سلسلہ میں نہایت درجہ اور فوق العادت برکت ڈالے گا اور ہر ایک کو جو اس کے معدوم کرنے کا فکر رکھتا ہے نامراد رکھے گا اور یہ غلبہ ہمیشہ رہے گا یہاں تک کہ قیامت آ جائے گی - اگر اب مجھ سے ٹھٹھا کرتے ہیں تو اس ٹھٹھے سے کیا نقصان کیونکہ کوئی نبی نہیں جس سے ٹھٹھا نہیں کیا گیا- پس ضرور تھا کہ مسیح موعود سے بھی ٹھٹھا کیا جاتا جیسا کہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:-

یاحسرۃً علی العباد ما یاتیھم من رسولٍ الا کانوا بہ یستھزءون

پس خدا کی طرف سے یہ نشانی ہے کہ ہر ایک نبی سے ٹھٹھا کیا جاتا ہے مگر ایسا آدمی جو تمام لوگوں کے روبرو آسمان سے اترے محض جھوٹا خیال ہے یاد رکھو کہ کوئی آسمان سے نہیں اترے گا ہمارے سب مخالف جو اب زندہ موجود ہیں وہ تمام مریں گے اور کوئی ان میں سے عیسےٰ بن مریم کو آسمان سے اترتے نہیں دیکھے گا - اور پھر ان کی اولاد جو باقی رہے گی وہ بھی مرے گی اور ان میں سے بھی کوئی آدمی عیسےٰ بن مریم کو آسمان سے اترتے نہیں دیکھے گا - اور پھر اولاد کی اولاد مرے گی اور وہ بھی مریم کے بیٹے کو آسمان سے اترتے نہیں دیکھے گی - تب خدا ان کے دلوں میں گھبراہٹ ڈالے گا کہ زمانہ صلیب کے غلبہ کا بھی گزر گیا اور دنیا دوسرے رنگ میں آ گئی مگر مریم کا بیٹا عیسےٰ اب تک آسمان سے نہ اترا - تب دانشمند ایک دفعہ اس عقیدہ سے بیزار ہو جائیں گے - اور ابھی تیسری صدی آج کے دن سے پوری نہیں ہو گی کہ عیسےٰ کے انتظار کرنے والے کیا مسلمان اور کیا عیسائی سخت نومید اور بدظن ہو کر اس جھوٹے عقیدہ کو چھوڑیں گے اور دنیا میں ایک ہی مذہب ہو گا اور ایک ہی پیشوا- میں تو ایک تخم ریزی کرنے آیا ہوں- سو میرے ہاتھ سے وہ تخم بویا گیا اور اب وہ بڑھے گا اور پھولے گا اور کوئی نہیں جو اس کو روک سکے-

اور یہ خیال مت کرو کہ آریہ یعنے ہندو دیا نندی مذہب والے کچھ چیز ہیں وہ صرف اس زنبور کی طرح ہیں جس میں بجز نیش زنی کے اور کچھ نہیں- وہ نہیں جانتے کہ توحید کیا چیز ہے - اور روحانیت سے سراسر بے نصیب ہیں - عیب چینی کرنا اور خدا کے پاک رسولوں کو گالیاں دینا ان کا کام ہے اور بڑا کمال ان کا یہی ہے کہ شیطانی وساوس سے اعتراضات کے ذخیرے جمع کر رہے ہیں اور تقوےٰ اور طہارت کی روح ان میں نہیں - یاد رکھو کہ روحانیت کے بغیر کوئی مذہب نہیں چل سکتا- اور مذہب بغیر روحانیت کے کچھ بھی چیز نہیں - جس مذہب میں روحانیت نہیں اور جس مذہب میں خدا کے ساتھ مکالمہ کا تعلق نہیں اور صدق وصفا کی روح نہیں اور آسمانی کشش اس کے ساتھ نہیں اور فوق العادت تبدیلی کا نمونہ اس کے پاس نہیں وہ مذہب مردہ ہے اس سے مت ڈرو- ابھی تم میں سے لاکھوں اور کروڑوں انسان زندہ ہوں گے کہ اس مذہب کو نابود ہوتے دیکھ لو گے - کیونکہ یہ مذہب آریہ کا زمین سے ہے نہ آسمان سے اور زمین کی باتیں پیش کرتا ہے نہ آسمان کی پس تم خوش ہو اور خوشی سے اچھلو کہ خدا تمہارے ساتھ ہے - اگر تم صدق اور ایمان پر قائم رہو گے تو فرشتے تمہیں تعلیم دیں گے اور آسمانی سکینت تم پر اترے گی اور روح القدس سے مدد دیئے جاؤ گے اور خدا ہر ایک قدم میں تمہارے ساتھ ہو گا اور کوئی تم پر غالب نہیں ہو سکے گا - خدا کے فضل کی صبر سے انتظار کرو، گالیاں سنو اور چپ رہو، ماریں کھاؤ اور صبر کرو اور حتی المقدور بدی کے مقابلہ سے پرہیز کرو تا آسمان پر تمہاری قبولیت لکھی جاوے یقیناً یاد رکھو کہ جو لوگ خدا سے ڈرتے ہیں اور دل اُن کے خدا کے خوف سے پگھل جاتے ہیں انہیں کے ساتھ خدا ہوتا ہے - اور وہ ان کے دشمنوں کا دشمن ہو جاتا ہے دنیا صادق کو نہیں دیکھتی پر خدا جو علیم وخبیر ہے وہ صادق کو دیکھ لیتا ہے - پس اپنے ہاتھ سے اسکو بچاتا ہے کیا وہ شخص جو سچے دل سے تم سے پیار کرتا ہے اور سچ مچ تمہارے لئے مرنے کو بھی تیار ہوتا ہے اور تمہارے منشاء کے موافق تمہاری اطاعت کرتا ہے اور تمہارے لئے سب کچھ چھوڑتا ہے کیا تم اس سے پیار نہیں کرتے اور کیا تم اسکو سب سے ٭ عزیز نہیں سمجھتے پس جبکہ تم انسان ہو کر پیار کے بدلہ میں پیار کرتے ہو پھر کیونکر خدا نہیں کریگا خدا خوب جانتا ہے کہ واقعی میں کا وفادار دوست کون ہے اور کون غدار اور دنیا کو مقدم رکھنے والا ہے

سچے مسیح اور مہدی کے متعلق مزید علامات

مولانا شیخ عبدالرحمٰن صاحب مصری

مہدی کے بعد بھی نشانات

قبل اس کے کہ بعض علامات ظہور مہدی و مسیح کے متعلق اس قسط میں درج کی جائیں اس بات کا بھی ذکر کر دینا ضروری ہے کہ بعض علامات تو ایسی ہیں جو پوری ہو کر ختم ہو چکی ہیں اور بعض علامات ایسی ہیں جن کا سلسلہ مہدی کی وفات کے بعد بھی جاری رہے گا۔ چنانچہ حجج الکرامۃ صفحہ ۲۵۱ پر صراحت کے ساتھ اس امر کا ذکر موجود ہے۔ نواب صدیق حسن خاں صاحب لکھتے ہیں :۔

وبعد وی فتن دیگر باشد تا فنائے عالم

یعنی مہدی کی وفات کے بعد بھی فتنے پیدا ہوتے رہیں گے فناء عالم تک وجہ اس کی یہ ہے کہ مہدی کا زمانہ قیامت تک پھیلا ہوا ہے۔ اس لئے اگر اس سلسلہ میں مہدی کی وفات کے بعد کی علامات ذکر کی جائیں تو قارئین کرام کو حیرت نہیں ہونی چاہیئے۔ چنانچہ چند علامات حجج الکرامۃ میں ایسی بھی درج کی گئی ہیں جن کا ظہور مہدی کی وفات کے معاً بعد ہونے والا تھا اور وہ اسی طرح پوری ہوئیں جس طرح احادیث میں بیان کی گئی ہیں جیسا کہ حضرت مولانا مولوی نور الدین صاحب رح کا خلیفہ ہونا اور ان کے بعد حضرت مسیح و مہدی کے لڑکے کا جماعت میں تفرقہ کا موجب بننا۔ انشاء اللہ اس موضوع پر مستقل بحث اپنے موقعہ پر کی جائے گی اس سے قبل بھی اس پر میں نے پیغام صلح میں تفصیلی مقالہ شائع کیا تھا جس کا جواب آج تک علماء ربوہ نہیں دے سکے۔

حجاز اور دیگر عربی ممالک کے درمیان تعلقات

قارئین کرام کے ذہن نشین کرانے کے لئے اس بات کو میں پھر دہراتا ہوں کہ جو علامات میں سچے مسیح و مہدی یعنی حضرت مرزا صاحب کے ظہور کے متعلق پیش کر رہا ہوں وہ نہ صرف حضرت مرزا صاحب کی صداقت کو ثابت کر رہی ہیں بلکہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی کشفی نگاہ کی صفائی اور اس کی گہرائی کو بھی پایۂ ثبوت تک پہنچا رہی ہیں اور ان کا پورا ہونا اور ہماری آنکھوں کے سامنے پورا ہونا ہمارے دلوں میں ہمارے آقا حضرت نبی کریم صلعم کے زندہ رسول ہونے پر بصیرت افروز ایمان پیدا کرنے کا موجب بن رہی ہیں۔ کاش ہمارے دیگر مسلمان بھائی بھی اُن سے فائدہ اٹھا کر امام الزمان کے دامن کے ساتھ وابستہ ہو کر سعادت دارین حاصل کریں اے اللہ تو ہی ہمارے بھائیوں کو توفیق عطا فرما تا وہ بھی امام کی جماعت میں داخل ہو کر خدمت اسلام کے فریضہ کو کماحقہ انجام دے سکیں۔ آمین

حجاز اپنی خوراک وغیرہ کے لئے ہمیشہ دیگر اسلامی ممالک کا محتاج رہا ہے۔ مصر، شام، عراق وغیرہ سے اسے ہمیشہ امداد پہنچتی رہی ہے لیکن حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی کشفی نگاہ نے دیکھا کہ ایسا زمانہ آنے والا ہے کہ یہ مدد منقطع ہو جائے گی چنانچہ حجج الکرامۃ کے صفحہ ۳۴۲ پر حضرت ابوہریرہ رضی سے روایت مروی ہے کہ عراق اپنے درہم اور قفیز کو روک دے گا اور شام اپنے مد اور دینار کو روک دے گا اور مصر اپنے اردب کو روک دے گا اور تم ایسے ہی رہ جاؤ گے جیسا کہ ابتدا ہوا۔ ابوہریرہ رضی نے کہا میرا گوشت اور خون اس حدیث کی صداقت پر گواہ ہے۔ چنانچہ وہ زمانہ آ گیا کہ ان ملکوں نے اپنی امداد کو بند کر دیا لیکن اللہ تعالیٰ نے اہل حجاز کی مدد کے لئے قرآنی پیشگوئی اور بعض دیگر احادیث کی پیشگوئی کے مطابق دیگر سامان پیدا کر دیئے اور اب وہ ان ملکوں سے بھی زیادہ مالا مال ہیں۔ قرآن کریم کی پیشگوئی تو یہ ہے واذ قال ابراھیم رب اجعل ھذا بلدا امنا وارزق اھلہ من الثمرات من امن منھم باللہ والیوم الاخر قال ومن کفر فامتعہ قلیلا ثم اضطرہ الی عذاب النار وبئس المصیر۔ یعنی حضرت ابراہیم نے اپنے رب سے دعا کی کہ اے میرے رب اس کو امن والا شہر بنا دے اور اس کے اہل میں سے جو اللہ تعالیٰ پر اور یوم آخر پر ایمان لاتے ہیں ان کو الثمرات سے رزق دے۔ یاد رہے کہ عربی زبان میں الثمرات کا لفظ وسیع معنی پر مشتمل ہے زمین سے جو چیز بھی نکلے ان سب پر الثمرات کا اطلاق ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس دعا کو قبول کرتے ہوئے یہ اضافہ بھی ساتھ ہی کر دیا کہ صرف مومنوں کو ہی نہیں بلکہ کافروں کو بھی رزق دوں گا، ہاں مادی رزق سے تو انہیں بھی متمتع کر دوں گا لیکن اُن کے شرک اور اعمال بد کی سزا کے لئے جو وقت مقرر ہے اس میں انہیں دوزخ میں ڈالوں گا اور وہ برا ٹھکانا ہے۔

زمین کا اپنے خزانے اُگل دینا

وہ حدیث جو اس طرف اشارہ کر رہی ہے کہ اہل حجاز بھی مالا مال ہو جائیں گے مندرجہ ذیل ہے:۔

عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلعم تقیئ الارض افلاذ کبدھا امثال الاسطوانۃ من الذھب والفضۃ رواہ مسلم۔

ابوہریرہ رضی سے روایت ہے کہا فرمایا رسول اکرم صلعم نے کہ زمین اپنے جگر کے ٹکڑوں کو باہر نکال پھینکے گی سونے اور چاندی کے ستونوں کی مانند۔ قرآن کریم نے بھی آیت اذا زلزلت الارض زلزالھا واخرجت الارض اثقالھا میں اسی کی طرف اشارہ کیا ہے یعنی زمین اپنی قیمتی چیزیں باہر نکال دے گی۔ اگرچہ یہ دونوں پیشگوئیاں یعنے قرآن کریم اور حدیث شریف کی عمومیت کا رنگ رکھتی ہیں یعنے دنیا میں عموماً ایسا انقلاب آ جائے گا کہ طبقات الارض کے ماہرین زمین سے ایسی چیزیں نکالیں گے جو دنیا کو مالا مال کر دینے میں ممد ہوں گی یا زمین سے خود بخود ایسے خزانے ظاہر ہوں گے جو کئی ملکوں کی غربت کو امارت سے بدل دیں گے۔ چنانچہ حجاز میں ایسا ہی ہوا حجاز کی زمین سے پٹرول کے چشموں اور سونے کی کانوں کے نکل آنے نے اس ملک کو مالا مال کر دیا ہے اور اب وہ کسی کے محتاج نہیں رہے بلکہ دوسروں سے مدد لینا تو کجا خود دوسروں کی مدد کرنے کے قابل بن گئے ہیں پس حجاز کی موجودہ حالت نے ثابت کر دیا ہے۔

دو عظیم الشان قوموں میں جنگیں

مشکوٰۃ کتاب الملاحم کی فصل اوّل میں مندرجہ ذیل حدیث بھی حضرت نبی کریم صلعم کی کشفی نگاہ کے کمال پر دلالت کرتی ہے :۔

عن ابی ھریرۃ ان رسول اللہ صلعم قال لا تقوم الساعۃ حتی تقتتل فئتان عظیمتان تکون بینھما مقتلۃ عظیمۃ دعواھا واحدۃ۔ ابوہریرہ رضی روایت کرتے ہیں کہ حضرت نبی کریم صلعم نے فرمایا ساعۃ قائم نہیں ہوگی (ساعۃ کی تشریح گذشتہ اقساط میں کر چکا ہوں) جب تک کہ دو عظیم الشان گروہوں میں جنگ نہ ہو ان دونوں کے درمیان بہت بڑی جنگ ہوگی حالانکہ دونوں گروہوں کا دعوے ایک ہی ہوگا۔

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ پیشگوئی نہایت صفائی کے ساتھ یورپ کی اقوام پر پوری ہو رہی ہے یورپ کی اقوام کی باہمی جنگیں تو اکثر ہوتی رہی ہیں لیکن عالمی جنگ اول و دوم تو خصوصیت کے ساتھ اس حدیث کے الفاظ کو پورا کر رہی ہیں۔ ان جنگوں میں یورپ دو متخالف گروہوں میں منقسم ہو گیا جو فئتان عظیمتان کا مصداق بن گئے اور دونوں گروہ ایک دوسرے کے بالمقابل میدان جنگ

(باقی بر صفحہ ۱۰ کالم ۳)

(قسط ۲)

وحی اور الہام میں باہمی تعلق

مولانا شیخ عبدالرحمٰن صاحب مصری

خدا کا بتلایا ہوا راستہ ہی کامیابی کا راستہ ہے

وہ لوگ جو مطلق وحی کے منکر ہیں ان کے اس اعتراض کا کہ وحی عقل کو بیکار کر دیتی ہے قسط اول میں مفصل جواب دیا جا چکا ہے یہ لوگ گو وحی کا انکار کرتے ہیں لیکن ہستی باری تعالیٰ کے مُقِر اور عبادت الٰہی کے قائل ہیں گو طریق عبادت ان کا اپنا ایجاد کردہ ہے اور اسی لئے وہ نتیجہ خیز ثابت نہیں ہوتا اس قسط میں اس امر پر روشنی ڈالی جاتی ہے کہ عبادت الٰہی کا وہی طریق صحیح نتیجہ پیدا کر سکتا ہے جو اللہ تعالیٰ خود بتلاتے۔ دوسرے تمام طریق غرض عبادت کو پورا کرنے میں ناکام رہیں گے اسی لئے قرآن کریم میں فرمایا گیا ہے وعلى الله قصد السبيل ومنها جائر ولوشاء لهدٰكم اجمعين (النحل ع ۱) یعنی سیدھا راستہ جو خدا تک پہنچانے والا ہے اس کی طرف رہنمائی اللہ تعالیٰ نے اپنے ذمہ لی ہوئی ہے باقی تمام راستے اس سیدھے راستے سے ہٹے ہوئے ہیں اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو تم سب کو ہدایت دے دیتا خواہ تم نے کوئی راستہ بھی اختیار کیا ہوا ہوتا۔ لیکن یہ امر واقعہ کے خلاف ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ صرف انہی لوگوں کو اپنے قرب کی راہوں کی طرف رہنمائی کرتا ہے جو اسی کے بتلائے ہوئے راستہ پر گامزن ہوتے ہیں سیدھے راستہ کے ساتھ جو خدا تک پہنچانے کی قید میں نے لگائی ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ قرآن کریم میں سیدھے راستہ کی یہی تعریف کی گئی ہے جیسا کہ فرمایا ان ربی علٰی صراط مستقیم یعنی میرا رب صراط مستقیم پر ہے جو اس پر چلے گا وہ خدا تک پہنچ جائے گا۔ اور سورۃ فاتحہ کی دعا اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم میں بھی یہی بیان کیا گیا ہے کہ سیدھا راستہ ان لوگوں کا راستہ ہے جن پر اللہ تعالیٰ کے انعامات ہوئے اور سب سے بڑا انعام قرب الٰہی ہی ہے۔ پھر سورۃ الانعام ع ۱۹ میں اسی حقیقت پر مزید روشنی ڈالتے ہوئے فرمایا وان ھذا صراطی مستقیما فاتبعوہ ولا تتبعوا السبل فتفرق بکم عن سبیلہ ذالکم وصّٰکم بہ لعلکم تتقون یعنی یہی میرا راستہ ہے جو بالکل سیدھا ہے پس تم اسی کی پیروی کرو اور دیگر تمام راستوں کی پیروی مت کرو ورنہ اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ دیگر تمام راستے خدا کی طرف لے جانے والے راستہ سے تمہیں دور لے جائیں گے اللہ تعالیٰ نے تمہیں اس کی سخت تاکید کرتا ہے تاکہ تم اصلاح یافتہ بن جاؤ اور غلط راہوں پر چلنے کے بد نتائج سے محفوظ ہو جاؤ۔ یاد رہے کہ اتقی وقایہ سے نکلا ہے جس کے معنے اصلاح کرنے اور بچانے کے ہیں۔ اسی لئے میں نے تتقون کے معنے اصلاح یافتہ اور بچنے کے کئے ہیں کس چیز سے بچا جائے اس کو سیاق وسباق متعین کرتا ہے اس آیت میں چونکہ غلط راہوں کا ذکر ہے اس لئے انہی کی پیروی کے غلط نتائج سے بچنا مراد ہو سکتا ہے۔ پھر سورۃ ابراھیم ع ۲ میں تمام رسولوں کی زبان سے یہ کہلوایا وما لنا الا نتوکل علی اللہ وقد ھدانا سبلنا ولنصبرن علٰی ما اذیتمونا کس طرح ہم خدا پر توکل نہ کریں جبکہ اس نے اپنے راستوں کی طرف خود ہماری راہنمائی کی ہے اور ہمیں ایسی بصیرت عطا کی ہے کہ ہم تمہاری ایذا رسانیوں کو صبر سے برداشت کرتے رہیں گے اور اس حق کا دامن ہرگز نہ چھوڑیں گے جس پر اس نے ہمیں اپنے فضل سے قائم کیا ہے اس کے بعد فرمایا وعلی اللہ فلیتوکل المتوکلون یعنے توکل کرنے والوں کو خدا پر ہی توکل کرنا چاہیئے توکل کے معنی ہیں جس طرح خدا جو نعم الوکیل ہے.... کہے اسی طرح کیا جائے جیسا کہ دنیا میں بھی ہم دیکھتے ہیں کہ جس کام میں کسی کو وکیل بنا لیا جاتا ہے ہمیں اسی کی ہدایت کا کاربند ہونا پڑتا ہے پس آیت کا مطلب یہ ہوا کہ صرف اور صرف خدا کو ہی اپنا وکیل بنانا چاہیئے اور اس بناء پر اسی کی مرضی کے مطابق اپنی زندگی کو ڈھالنا چاہیئے جیسا کہ اس نے دوسری آیت میں فرما دیا وما تشاءون الا ان یشاء اللہ یعنی تم اسی امر کو چاہنے والے بنو جو خدا چاہتا ہے یعنی اپنی مرضی کو خدا کی مرضی کے تابع کر دو۔ یہ آیت بھی گویا یہ بتلا رہی ہے کہ صرف خدا کے بتلائے ہوئے راستہ کی ہی ...... اتباع لازمی ہے۔

پھر...... سورۃ العنکبوت ع ۷ میں فرمایا والذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا وان اللہ لمع المحسنین یعنی وہ لوگ جو ہم میں ہو کر یعنی ہماری مرضی کے مطابق اور ہمارے بتلائے ہوئے طریق پر چل کر مجاہدات بجا لاتے ہیں اس کے نتیجہ میں ہم ضرور بالضرور اپنے راستوں کی طرف اُن کی راہنمائی کرتے رہیں گے یقیناً اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کو اپنی معیت کی نعمت سے نوازتا ہے جو ہم میں ہو کر اپنے مجاہدات کو کماحقہٗ سر انجام دیتے ہیں۔ یہ ایسی واضح حقیقت ہے جس کو قرآن کریم میں بار بار دوہرا کر ذہن نشین کرانے کی کوشش کی گئی ہے کیونکہ اس کو نہ سمجھنے اور مدنظر نہ رکھنے کی وجہ سے اکثر لوگ ٹھوکر کھا رہے ہیں اور قرب الٰہی سے محروم ہو رہے ہیں۔ تمام آیات کو درج کرنا تو مشکل ہے اس لئے سردست مندرجہ بالا آیات پر ہی اکتفا کیا جاتا ہے۔ بہرحال عقل انسانی کے لئے اس حقیقت کو سمجھنا کچھ مشکل نہیں۔ کیونکہ مادی دنیا کے متعلق عقل انسانی اس امر کو تسلیم کرتی ہے کہ اس میں جاری قوانین کے خلاف چلنے سے صحیح نتائج برآمد نہیں ہو سکتے بلکہ غلط کوششیں خواہ کتنی ہی محنت اُن پر صرف کی جائے رائیگاں جاتی ہیں۔ اسی طرح عالم روحانی میں بھی کچھ قوانین مقرر ہیں عقل کو ماننا پڑے گا کہ ان کی پابندی سے ہی کوششیں صحیح نتائج سے ہمکنار رہ سکتی ہیں ان کے خلاف ہر قسم کی سعی بے نتیجہ رہے گی۔

انسانی پیدائش کی غرض

اللہ تعالیٰ کا بتلایا ہوا راستہ ہی کیوں کامیابی کا راستہ ہے اسکو سمجھنے کے لئے اس امر پر غور ضروری ہے کہ انسانی پیدائش کی غرض کیا ہے۔ قرآن کریم نے انسانی پیدائش کی غرض سورۃ الذاریات ع ۳ میں یہ بیان کی ہے وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون یعنی میں نے تمام انسانوں کو خواہ وہ بڑوں اور خواص میں شمار کئے جاتے ہوں اور خواہ ان کا شمار عوام اور معمولی لوگوں میں ہوتا ہو اپنی عبادت کے لئے ہی پیدا کیا ہے۔

جن اور انس کے متعلق یاد رکھنا چاہیئے کہ قرآن کریم میں جہاں کہیں بھی یہ دونوں الفاظ ایک دوسرے کے مقابل استعمال ہوئے ہیں وہاں جن سے مراد وہ لوگ لئے گئے ہیں جو قوم میں بڑے یعنی رؤساء شمار ہوتے ہیں۔ خواہ وہ حاکم ہونے کے لحاظ سے بڑے سمجھے جاتے ہوں اور خواہ مال و دولت کے لحاظ سے خواہ علم کے لحاظ سے خواہ کسی اور قسم کی وجاہت کے لحاظ سے سوسائٹی میں بڑے خیال کئے جاتے ہوں، ہندوؤں میں بھی بڑے لوگوں کو مہاجن کے نام سے پکارا جاتا ہے یعنی بڑے جن۔ جن کے مقابل انس کا لفظ قرآن کریم میں استعمال کیا گیا ہے جو عوام کہلاتے اور پہلی قسم کے لوگوں کے محکوم رہتے اور انہی کی پیروی میں زندگی بسر کرتے ہیں اسی لئے قیامت کے روز جب انہیں دوزخ میں داخل کیا جائے گا تو قرآن کریم میں اُن کا یہ قول نقل کیا گیا ہے یقولون یالیتنا اطعنا اللہ و اطعنا الرسول وقالوا ربنا انا اطعنا

سادتنا وکبراءنا فاضلونا السبیل ربنا اٰتھم ضعفین من العذاب والعنھم لعنا کبیراً (الاحزاب ع ۸) یعنی کہیں گے کاش ہم اللہ کی اطاعت کرتے اور اس کے رسول کی اطاعت کرتے اور کہیں گے اے ہمارے ربّ ہم نے اپنے سرداروں اور بڑوں کی اطاعت کی۔ پس انہوں نے ہم کو سیدھے راستہ سے دُور کر دیا ان کو ان کی گمراہی کا بھی اور ہماری گمراہی کا بھی عذاب دو اور چونکہ یہ بڑے تھے اس لئے ان کو دوہری بڑی لعنت کا بنا۔

خلاصہ کلام یہ کہ کائنات کی تمام اشیاء انسان کی خدمت کے لئے پیدا کی گئی ہیں اور انسان چھوٹے ہوں یا بڑے عبادتِ الٰہی کے لئے ہی پیدا کئے گئے ہیں۔

عبادت کا مفہوم

عربی زبان میں طریق مُعَبَّدٌ اس راستہ کو کہتے ہیں جو کثرت استعمال کی وجہ سے ایسا ہموار ہو جائے کہ چلنے والوں کو اس پر چلنے میں کسی قسم کی دقت اور رکاوٹ محسوس نہ ہو پس اس محاورہ کے لحاظ سے عبادت کا مفہوم یہ ہے کہ نفس کو اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری کا ایسا عادی کیا جائے کہ خدا کے احکام کو بجا لانے میں اُسے کسی قسم کی ہچکچاہٹ محسوس نہ ہو بلکہ پورے انشراح صدر سے ان کی تعمیل کرے اور اس تعمیل میں اسے خوشی اور راحت اور لذت محسوس ہو۔ اور یہ بدیہی بات ہے کہ قلب انسانی میں اطاعت الٰہی کی یہ کیفیت پیدا نہیں ہوسکتی جب تک کہ اللہ تعالیٰ کی کامل معرفت حاصل نہ ہو جائے۔ کیونکہ معرفت تامہ ہی ایسی اطاعت پر آمادہ کرسکتی ہے اسی لئے بعض بزرگوں نے اس آیت کے یہی معنے کئے ہیں کہ انسان کو میں نے پیدا ہی اس لئے کیا ہے کہ وہ میری معرفت حاصل کرے اور یہ بات بھی بالکل واضح ہے کہ معرفت الٰہی کے ساتھ مناسبت ہو یعنی انسانی فطرت کے اندر خدا تعالیٰ کی معرفت حاصل کرنے کی صلاحیت رکھی گئی ہو ورنہ اس کو اس کا مکلّف بنانا بے معنی ہوگا جمادات اور کائنات کی دیگر اشیاء میں چونکہ یہ ملکہ نہیں رکھا گیا اس لئے انہیں اس کا مکلّف بھی نہیں کیا گیا اسی لئے سورۃ احزاب کے آخری رکوع میں فرمایا انا عرضنا الامانۃ* ... اشفقن منھا وحملھا الانسان انہ کان ظلوماً جھولاً یعنی ہم نے اس امانت کو یعنی عبادت اور معرفت الٰہی کی امانت کو آسمان اور زمین کی تمام اشیاء پر پیش کیا حتیٰ کہ زمین کی چیزوں میں سے سب سے طاقتور نظر آنے والی چیز یعنی پہاڑوں پر بھی پیش کیا لیکن سب نے اسکو قبول کرنے سے انکار کر دیا اور اس سے ڈر گئیں یعنی درحقیقت اس امانت کا نقشہ کھینچا گیا ہے کہ ان میں اس امانت کے حامل بننے کی صلاحیت ہی نہیں رکھی گئی لیکن انسان نے اس کا حامل ہونا قبول کر لیا کیونکہ اس کے اندر صلاحیت رکھی گئی ہے اسی لئے یہ اس راہ میں اپنے نفس پر مجاہدات کی سختی وارد کرسکتا ہے اور اس راہ میں ماسوا اللہ اور اپنے تمام مفاد اور تمام نفسانی خواہشات کو بھلا کر انہیں پس پشت ڈال سکتا ہے۔

نتیجہ عبادت

فطرت انسانی کے اندر معرفت الٰہی کو حاصل کرنے کی صلاحیت رکھنے کے علاوہ ایک اور چیز بھی ہے جو اس راہ میں ترقی کی منازل طے کرنے کی رغبت دلاتے رہنے میں اور اس کے اشتیاق کو تازہ رکھنے میں ممد ہوسکتی ہے وہ خدا کی اطاعت کے نتائج ہیں اگر اطاعت الٰہی کے نتیجہ میں معرفت الٰہی میں ترقی ہوتی رہے اور انسان واعبد ربک حتّٰی یاتیک الیقین (الحجر ع ۶) کے وعدہ کے مطابق عبادت کے نتیجہ میں یقین کو حاصل کرے اور ان ھٰذہ تذکرۃ فمن شاء اتخذ الٰی ربہ سبیلا (الدھر ع ۲) کے وعدہ کے مطابق قرآن پر عمل کرنے سے خدا تک رسائی حاصل کرنے کی راہ اسے مل جائے۔ اور سورۃ انشقاق کی آیت یا ایھا الانسان انک کادح الٰی ربک کدحا فملاقیہ کی رُو سے قرآن کریم کی بتلائی ہوئی ہدایات کے ماتحت پوری کوشش کرنے سے لقاء اللہ کی نعمت سے متمتع ہو جائے تو اسے یقین ہو جائے گا کہ یہی صحیح راہ ہے جس پر چلنے سے انسان اپنی زندگی کے مقصد کو حاصل کرسکتا ہے اس لئے تادم مرگ وہ اسی پر قائم رہے گا اور ان فیوض سے مستفیض ہوتا رہیگا جن کے عطا کرنے کا اللہ تعالیٰ نے اپنے عابد بندوں کے ساتھ وعدہ کیا ہوا ہے اور اس کے مقابل دوسرے لوگ ان سے محروم رہیں گے۔

فطرت انسانی کی بناوٹ

اب ہم نے یہ دیکھنا ہے کہ کیا فطرت انسانی کو ایسا بنایا گیا ہے جو عبادت الٰہی کے فریضہ کو بجا لانے اور معرفت الٰہی کو حاصل کرنے کے ساتھ مناسبت رکھتی ہو۔ کیونکہ جیسا کہ اُوپر بیان کیا جاچکا ہے اس مناسبت کے بغیر عبادت الٰہی کی غرض ہی پوری نہیں ہوسکتی جس کو منکرین وحی بھی تسلیم کرتے ہیں سو اس کے لئے ذیل کی آیات پر غور کیا جائے سورۃ الاعراف ع ۲۲ میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے واذ اخذ ربک من بنی اٰدم من ظھورھم ... علیٰ انفسھم الست بربکم قالوا بلیٰ شھدنا ان تقولوا یوم القیامۃ انا کنا عن ھٰذا غافلین او تقولوا انما اشرک اٰباؤنا من قبل وکنا ذریۃ من بعدھم افتھلکنا بما فعل المبطلون وکذالک نفصل الاٰیات ولعلھم یرجعون یعنی جب تیرا ربّ انسانی ذریّت کو پیدا کرتا ہے تو ان کو اس بات پر گواہ ٹھیراتا ہے کہ کیا میں ہی تمہارا ربّ نہیں یہ ذریّت انسانی اقرار کرتی ہے کہ بے شک تو ہی ہمارا ربّ ہے، اور ہم اس بات پر گواہ ہیں یہ ہستی باری تعالیٰ اور اس کی وحدانیت کا وہ اقرار ہے جو پیدائش کے وقت ہی ہر انسان کی فطرت میں ودیعت کیا گیا ہے اور اسی حقیقت کو آیت لقد خلقنا الانسان فی احسن تقویم میں احسن تقویم کے نام سے موسوم کیا گیا ہے اور آیت ونفس وما سوّاھا میں اسے تسویۃ کے نام سے پکارا گیا ہے اس آیت سے ظاہر ہے کہ انسانی فطرت میں اپنے ربّ کی شناخت کا ملکہ رکھا گیا ہے یہ ملکہ اسے کیوں عطا کیا گیا ہے اس کی وجہ بھی ساتھ ہی بیان کر دی ہے کہ قیامت کے روز جزاء سزا کے وقت جب تم پر تمہارے شرک اور اعمال بد پر گرفت ہونے لگے تو تم یہ نہ کہہ سکو کہ ہم تو اس سے بالکل بے خبر تھے ہماری فطرت تو دیگر حیوانات کی طرح اس ملکہ سے بالکل عاری تھی جس طرح دیگر حیوانات پر گرفت نہیں ہوسکتی ہم پر بھی نہیں ہونی چاہیئے۔ دوسرا عذر تمہارا قیامت کے روز یہ ہوسکتا تھا کہ بے شک ملکہ تو ہماری فطرت میں رکھا گیا محض دیگر حیوانوں کی طرح ہمیں پیدا نہیں کیا گیا تھا لیکن اس ملکہ کی طرف توجہ دلانے اور اسکو نشوونما دینے کے سامان ہم کو کب عطا کئے گئے کہ ہم اس ملکہ سے کام لے سکتے جو سامان ہمارے سامنے تھے وہ ہمارے آباؤاجداد کا نمونہ تھا اور وہ نمونہ تو ہم کو شرک کی طرف لے جانے والا تھا اور ہم بوجہ اپنی کمزوری کے ان کی تقلید کی رَو میں بہہ گئے جس کے نتیجہ میں ہم بھی شرک میں مبتلا ہو کر دیگر بدیوں کا شکار ہو گئے جو شرک کا لازمی نتیجہ تھیں سو کیا تو ہم کو ان لوگوں کے اعمال کی پیروی کی وجہ سے سزا دے گا جو ہم سے پہلے باطل پرستوں نے کئے اگر ہمیں اس شرک سے نکلنے کا انتظام آپکی طرف سے ہوتا اور ہم اس سے فائدہ نہ اُٹھاتے تو بیشک ہم قابل سزا ہیں سو تمہارے اس عذر کو توڑنے کے لئے بھی اللہ تعالیٰ نے سامان پیدا کر دیئے چنانچہ اسی عذر کو توڑنے کے لئے ہی (وکذالک کے معنی اور اسی بنا پر ہیں) ہم وقتاً فوقتاً اپنی آیات بھیجتے رہے ہیں اور انہیں کھول کھول کر بیان کرتے رہے تا ہر ایک کی سمجھ میں آجائیں (نفصل کے یہ دونوں معنی ہیں) تاکہ انسان اپنے باطل پرست آباؤ اجداد کی تقلید سے رجوع کرسکیں اس کے بعد ایک مثال سے اس حقیقت کو واضح کیا ہے کہ میری نازل کردہ آیات میں یہ ذاتی تاثیر ہوتی ہے کہ وہ ان سے فائدہ اُٹھانے والے کو آسمانی بنا دیتی ہے اور دوسری طرف ان میں یہ ہوتی ہے کہ ان کو ٹھکرانے والا زمینی بن کر رہ جاتا ہے

اور اپنی خواہشات نفسانیہ کا پیرو بن جاتا ہے یہاں تک کہ شیطان اس کے پیچھے لگ جاتا ہے اور اسے اپنا شکار بنا لیتا ہے ایسے لوگوں کے حالات بھی بیان کرتے رہو تا ان کی بدترین حالت کو دیکھ کر ہی لوگ اس پر غور کر کے عبرت حاصل کریں۔

خدا کی نازل کردہ آیات کی قولاً و عملاً تکذیب کرنے والوں کی حالت بُری ہوتی ہے یہ اپنی جانوں پر ظلم کرنے والے ہوتے ہیں، یاد رکھو کہ اللہ تعالیٰ کی نازل کردہ ہدایت سے ہی، انسان صحیح راستہ کی طرف ہدایت پاتا ہے اور اس کو چھوڑنے والے گمراہی میں مبتلا رہتے اور انجام کار ناکامی اور نامرادی سے ہمکنار ہوتے ہیں اور ان کے چھوٹے اور بڑے سب کے سب جہنم میں داخل ہونے کے قابل بن جاتے ہیں کیونکہ قلوب جو اُن کو سمجھنے کے لئے دیئے گئے تھے ان سے بھی کام نہیں لیتے آنکھیں جو آیات کے ذریعہ پیدا شدہ پاکیزہ انقلابات کو دیکھنے کے لئے دی گئی تھیں اُن سے بھی کام نہیں لیتے۔ کان جو پاکیزہ اور معقول باتوں کو سننے کے لئے دیئے گئے تھے اُن سے بھی کام نہیں لیتے، یاد رکھو کہ خدا کی صفات ہی اعلیٰ درجہ کی صفات ہیں انہی صفات کے ذریعہ اسے پکارو تو تمہاری پکار قبولیت کا شرف حاصل کرلے گی ان کو چھوڑ کر اور اُن سے الگ ہو کر اگر تم خدا کو پکارو گے تو قبولیت سے محروم رہو گے، اس اُمت کا حال بھی دیکھ لو جس نے حق کو قبول کیا ہے کہ کس طرح یہ لوگ اپنے آپ کو بھی اس حق کے ذریعہ ہدایت یافتہ بنا رہے ہیں ۔ اس مضمون کو سورۃ الشمس کی آیت

ونفس وما سواها فالهمها فجورها وتقواها وقد افلح من زكها وقد خاب من دسها

میں بھی بیان کیا ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ اس فطرتی ملکہ کے ہوتے ہوئے جو شخص تقویٰ کرنے اور تقویٰ کی راہ پر گامزن ہوتے ہوئے ترقی دے گا وہی اپنے مقصد حیات کو حاصل کرنے میں کامیاب رہے گا اور اس کے خلاف چلنے والا ناکام رہے گا۔ قرآن کریم کو کہیں ذکر اور کہیں ذکریٰ اور کہیں تذکرہ کے نام اسی لئے پکارا گیا ہے کہ یہ کتاب اسی فطرتی عہد کو یاد دلاتی ہے جس کا ذکر مندرجہ بالا آیات میں وارد ہوا ہے۔

میں نے تمام رکوع کی مختصر طور پر تشریح کردی ہے تا فطرت انسانی کی حقیقت واضح ہو جانے کے علاوہ اس امر پر بھی روشنی پڑ جائے کہ فطرتی ملکہ کے نشوونما کے لئے اللہ تعالیٰ نے کیا سامان انسان کو عطا کئے ہیں صرف فطرت میں خدا شناسی کا ملکہ رکھ کر ہی انسان کو اسکی عقل پر نہیں چھوڑ دیا۔ رکوع کی اس تشریح سے یہ بھی واضح ہو جاتا ہے کہ قرآنی آیات میں کیسا زبردست ربط ہے اور مضمون کیسا مسلسل بیان ہوتا ہے۔

دوسری آیات

سورۃ الروم میں بھی فطرت انسانی کی بناوٹ کا مکمل نقشہ کھینچ کر رکھ دیا ہے۔ فرمایا - فاقم وجهك للدين حنيفا فطرة الله التي فطر الناس عليها لا تبديل لخلق الله ذالك الدين القيم ولكن اكثر الناس لا يعلمون منيبين اليه واتقوه واقيموا الصلوة ولا تكونوا من المشركين

تمام باطل معبودوں اور غیر اللہ سے الگ ہو کر خالص اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری میں اپنی توجہ کو لگا دو یہی وہ فطرت ہے جس پر تمام لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا ہے یعنی فطرت انسانی میں خالص توحید کو ودیعت کیا ہوا ہے اللہ تعالیٰ کی اس خلق میں کوئی تبدیلی نہیں ہو سکتی یہی دین ہے جو ہمیشہ رہنے والا ہے لیکن اکثر لوگ اس کو جاننے کی کوشش نہیں کرتے اسی کی طرف جھکتے ہوئے اس کی فرمانبرداری کرو اسی سے اپنی اصلاح کے طالب رہو، نماز کو قائم رکھو اور شرک سے ہمیشہ مجتنب رہو۔ دوسری جگہ فرمایا وما خلقت الجن والانس الا ليعبدون - یہ دونوں آیات بتلا رہی ہیں کہ انسانی فطرت شرک اور گناہ کی گندگی سے ملوث ہو کر دنیا میں نہیں آتی بلکہ نہایت ہی پاک اور توحید الٰہی کے اقرار کو اپنے ساتھ لیکر آتی ہے نقص جو اس میں پیدا ہوتا ہے وہ ماحول کے اثر سے پیدا ہوتا ہے اسی کی طرف مندرجہ ذیل دو حدیثیں بھی اشارہ کر رہی ہیں۔ ما من مولود الا يولد على الفطرة فابواه يهودانه او ينصرانه او يمجسانه۔ یعنی ہر بچہ فطرۃ صحیحہ کو لے کر دنیا میں آتا ہے اس کے والدین اسے یہودی یا عیسائی یا مجوسی بنا دیتے ہیں یعنی ماحول کا اثر اس کی فطرت صحیحہ میں شرک وغیرہ کی گندگی داخل کر دیتا ہے اسی طرح دوسری حدیث میں فرمایا:-

انی خلقت عبادی حنفاء كلهم وانهم اتتهم الشياطين فاجتالتهم عن دينهم وحرمت عليهم ما احللت لهم وامرتهم ان يشركوا بي ما لم انزل به سلطانا

مشکوٰۃ باب الایمان بالقدر الفصل الاوّل - یعنی میں نے تمام بندوں کو ایسی فطرت کے ساتھ پیدا کیا ہے جو انہیں توحید کی طرف لے جانے والی ہے لیکن ان کے پاس شیاطین آتے ہیں اور وہ ان کو اس دین فطرت سے دُور کر دیتے ہیں اور ان پر وہ چیز حرام کر دیتے ہیں جو میں نے ان کے لئے حلال کی ہے اور ان کو حکم دیتے ہیں کہ وہ میرے ساتھ شریک ٹھہرائیں ان چیزوں کو جن کے شریک ہونے کے متعلق میں نے کوئی دلیل غالب نہیں اتاری۔ (باقی وارد)

۲۲ کرتا تھا، اس سلسلہ میں بری فوجوں کی پریڈ، ایک فضائی دستہ کا مظاہرہ، پی ٹی۔ لوک ناچ، گھوڑ سواری، کتوں کے کرتب اور فوجی بینڈوں کا مظاہرہ بھی ہوا۔

سچے مسیح اور مہدی کی مزید علامات

(بسلسلہ صفحہ ۷)

میں یکجا طور پر مسلح ہو کر نکل آئے اور انکے درمیان یہ دونوں جنگیں اس شدت کے ساتھ ہوئیں کہ لوگ ان کو دوزخ کے ساتھ تشبیہ دینے پر مجبور ہو گئے گویا متفقہ علیہ کے الفاظ میں جو نقشہ حدیث نے کھینچا تھا وہ پورا ہو گیا ان دونوں گروہوں کے متعلق تیسری علامت جو حدیث میں یہ بیان کی گئی تھی کہ دعواهما واحدة کہ ان کا دعوےٰ ایک ہی ہوگا یہ علامت بھی پوری صفائی کے ساتھ ان دونوں گروہوں پر چسپاں ہو رہی ہے مذہبی لحاظ سے بھی ان کا دعوےٰ ایک ہی تھا یعنی دونوں عیسائی مذہب کے پیرو تھے اور دونوں مذہبی اعتبار سے جنگ کرنا ناجائز سمجھتے تھے پھر اس لحاظ سے بھی ان کا دعوےٰ ایک ہی تھا کہ دونوں کہتے تھے کہ ہم امن کو قائم کرنے اور ظلم کو روئے زمین سے مٹانے کے لئے جنگ کر رہے ہیں اور جو قوم ظلم پر آمادہ ہے اس کا ہاتھ ظلم سے روکنے کے لئے ہم میدان حرب میں نکلے ہیں۔

(باقی آئندہ)

واقعات عالم (بسلسلہ صفحہ ۱۴)

نے فیصلہ کیا ہے کہ جموں و کشمیر کے ایسے مہاجر جنہوں نے کارپوریشن سے قرضہ حاصل کیا تھا اور تمام حالات میں اس کی واپسی کی استطاعت نہیں رکھتے وہ اپنے قرضوں کی رقوم اپنے تصدیق شدہ دعاوی سے بے باق کرا سکتے ہیں، کارپوریشن نے یہ رعایت بھی دی ہے کہ اگر کوئی مقروض دعویدار نہیں تو وہ اپنے کسی رشتہ دار کا تصدیق شدہ کلیم پیش کر کے اپنے قرض کی رقم بے باق کرا سکتا ہے۔

—— پاکستان کے صدر ایوب ۱۲ جنوری کو یوگوسلاویہ اور مغربی جرمنی کے دورہ پر روانہ ہوں گے، وہ اس دورہ میں یوگوسلاویہ کے صدر ٹیٹو اور مغربی جرمنی کے چانسلر ڈاکٹر کانراڈ ایڈناؤر کے ساتھ مشترک مفاد کے مسئلوں پر اہم بات چیت کریں گے۔

—— لاہور کی ٹریفک پولیس نے فیصلہ کیا ہے کہ آئندہ صوبائی دارالحکومت میں صرف ایسے اشخاص کے نام تانگہ چلانے کا لائسنس جاری کیا جائے گا جو متعلقہ تھانوں سے حاصل کردہ نیک چال چلن کا سرٹیفکیٹ پیش کریں گے،

—— ۴ جنوری کو راولپنڈی میں یوم مسلح افواج منایا گیا۔ اس سلسلہ میں ریس کورس کے میدان میں فوجی سامان کی نمائش کی گئی جس کا افتتاح بری فوجوں کے کمانڈر انچیف جنرل موسیٰ نے کیا۔ نمائش گاہ میں مختلف قسم کے جدید اسلحہ کے کئی سٹال لگائے گئے۔ یوم مسلح افواج کا مقصد عوام کو مسلح افواج کے فرائض اور ان کے کاموں کے مختلف پہلوؤں سے آگاہ

حضرت مجدد وقت کا پیدا کردہ انقلاب

اسلام کی سربلندی اور کامیابی میں عورتوں کا حصہ

لیکچر بیگم صاحبہ چوہدری ظہور احمد صاحب جو جلسہ خواتین احمدیہ میں انہوں نے دیا

(۱) یاایھا الذین امنوا اتقوا اللہ حق تقتہ ولاتموتن الا وانتم مسلمون
اے لوگو جو ایمان لائے اللہ کا تقویٰ کرو جیسا کہ حق ہے تقویٰ کا اور تمہیں موت آئے جبکہ تم فرمانبرداری میں ہو

(۲) واعتصموا بحبل اللہ جمیعًا ولاتفرقوا واذکروا نعمت اللہ علیکم
اللہ کے عہد کو مضبوط پکڑو اور تفرقہ نہ کرو اور اللہ کی نعمت کو یاد کرو جو تم پر کی
اذ کنتم اعداء فالف بین قلوبکم۔ فاصبحتم بنعمتہ اخوانا ج وکنتم
جب تم (باہم) دشمن تھے پس تمہارے دلوں میں الفت پیدا کی پھر تم اللہ کی نعمت سے بھائی بھائی بن گئے اور تم
علی شفا حفرۃ من النار فانقذکم منھا۔ کذالک یبین اللہ لکم ایتہ لعلکم
آگ کے گڑھے کے کنارے پر تھے اس سے تمہیں بچایا۔ اسی طرح اللہ اپنے احکام کو کھول کر بیان کرتا ہے تاکہ تم
تھتدون۔
ہدایت پاؤ۔

(۳) ولتکن منکم امۃ یدعون الی الخیر ویامرون بالمعروف وینھون
اور چاہیئے کہ تم میں سے ایک جماعت ہو جو نیکی کی طرف دعوت دیں اور پسندیدہ کاموں کا حکم دیں اور برائیوں سے
عن المنکر۔ واولئک ھم المفلحون (سورہ آل عمران)
منع کریں۔ اور وہی لوگ فلاح حاصل کرنے والے ہیں۔

پیاری بہنو! یہ اللہ کا کلام ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ نے ہمیں اللہ کے کلام پر چلنے کے لئے پھر سے کھڑا کیا ہے، اور ہمیں سال میں ایک دفعہ اس لئے اکٹھے ہونے کے لئے حکم دیا کہ ہم نیک مشورے کریں نیک باتیں سنیں اور جو سنیں خود سمجھیں اور اس پر عمل کریں۔ بہنو! اگر آپ دوسرے میلوں کی طرح صرف رنگ و رونق دیکھنے کے لئے جمع ہوتی ہیں تو پھر ہمارا یہاں آنا بیکار ہے۔ اگر آپ کچھ غور و فکر کے لئے تشریف لائی ہیں تو میں امید کرتی ہوں کہ جو باتیں میں آپ کی خدمت میں عرض کرنا چاہتی ہوں انہیں آپ توجہ سے سنیں گی۔

حضرت مسیح موعودؑ نے تقویٰ اللہ پیدا کیا

میں نے جو قرآن مجید کی آیات پڑھی ہیں ان میں اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ کہ اے لوگو تقوےٰ اختیار کرو جیسا کہ تقوےٰ کرنے کا حق ہے۔ تقوےٰ کے ظاہری دعوے دار تو بہت ہیں مگر مجدد وقت نے اصل تقوےٰ کا نمونہ دکھا کر اور اصل متقی پیدا کرکے دکھا دیا کہ اصل تقوےٰ کیا چیز ہے۔

پھر اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:- ولاتموتن الا وانتم مسلمون۔ اے بندو! موت تمہیں اس وقت آئے جب کہ تم پورے فرمانبردار ہو۔ یعنی اگلی زندگی کے لئے پورے طور پر تیار ہو کر ہمارے پاس آؤ۔

تفرقہ سے بچنے اور اتحاد کا حکم

پھر فرمایا:- واعتصموا بحبل اللہ جمیعًا ولاتفرقوا۔ اللہ کے عہد کو مضبوطی سے پکڑو اور تفرقہ نہ کرو۔

واذکروا نعمت اللہ علیکم اذ کنتم اعداء فالف بین قلوبکم فاصبحتم بنعمتہ اخوانا۔ تم تفرقہ کرتے ہو، یاد کرو جب اللہ نے تم پر نعمت نازل کی اس وقت جب تم ایک دوسرے کے دشمن تھے تو تمہارے دلوں میں محبت ڈال دی اور تم اس کی نعمت سے بھائی بھائی بن گئے۔

اللہ کے حکم پر غور کرو "اللہ کے عہد کو مضبوط پکڑو اور تفرقہ نہ کرو"

حضرت مسیح موعودؑ نے محبت و ہمدردی کی تعلیم دی

حضرت مجدد وقت نے پھر ایک دفعہ بکھرے ہوئے مسلمانوں کو بھائی بھائی بنا کر رکھ دیا۔ فرماتے ہیں:-

"میں دو ہی مسئلے لیکر آیا ہوں۔ اوّل خدا کی توحید دوسرے آپس کی محبت و ہمدردی۔ تم وہ نمونہ دکھاؤ جو دوسروں کے لئے کرامت ہو"

"تم میں سے ہر ایک ایسا ہونا چاہیئے کہ جو کچھ وہ اپنے لئے پسند کرے وہی اپنے بھائی کے لئے پسند کرتا ہو اگر ایسا نہیں ہے تو وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے"

پھر فرماتے ہیں:-

باہمی عداوت کا سبب کیا ہے؟ بخل ہے رعونت ہے خود پسندی ہے اور اپنے جذبات ہیں"۔ جو باہم محبت و اخوت سے نہیں رہ سکتے وہ چند روزہ جہان ہیں ان کا انجام اچھا نہیں ہے۔ لیکن سن رکھو میں ایسے لوگوں کو جماعت سے الگ کر دوں گا جو اپنے جذبات پر قابو نہیں پا سکتے۔ وہ خشک ٹہنی جو باغبان اسے کاٹے نہ تو اور کیا کرے۔ جو کہ سبز شاخ کا پانی چوستی ہے اور اسے بھی لے بیٹھتی ہے۔

تفرقہ پرداز مسلمانوں میں سے ایک صالح جماعت بنائی

پھر اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:-

"تم آگ کے کنارے پر تھے مگر ہم نے تمہیں بچا لیا"

دشمنیاں ایک آگ ہوتی ہیں جن میں قومیں بھسم ہو جاتی ہیں۔ آج اس زمانے میں بھی جبکہ مجدد وقت تشریف لائے ایک فرقہ دوسرے فرقہ کو کافر بنانے اور بدنام کرنے پر تلا ہوا ہے۔ مجدد وقت نے اللہ تعالیٰ کی سنت کے ماتحت ایک صالح جماعت بنائی اور ان کو ایک دوسرے کا بھائی بھائی بنا دیا۔ اور مل کر رہنے کی سخت تاکید فرمائی۔

امر بالمعروف کرنیوالی جماعت جو مجدد وقت نے پیدا کی۔

اس کے بعد فرمایا:- ولتکن منکم امۃ یدعون الی الخیر ویامرون بالمعروف وینھون عن المنکر واولئک ھم المفلحون۔ کہ ایک گروہ ہونا چاہیئے جو بھلائی کی طرف بلائے اور اچھے کاموں کے لئے حکم دے اور برے کاموں سے روکے۔ یہی ہیں جو کامیاب ہونے والے ہیں۔ اس حکم کے ماتحت حضرت صاحب نے اصل معنوں میں ایک جماعت پیدا کرکے دکھا دی۔ اسلام کے اُلجھے ہوئے مسئلوں کو سلجھا کر کھلے اور صاف دلائل ہمارے ہاتھوں میں دے دیئے۔ تاکہ اس مشعل راہ کو لے کر دنیا کی تاریکی کو دُور کرنے والے بن جائیں۔ بعض شک کرنے والے دل یہ نہ سمجھیں کہ ہمیں اپنی تعریف کرنے کی عادت ہے، میں غیراز جماعت لوگوں کی تحریروں سے یہ ثابت کروں گی کہ واقعی آپ کی تعلیم ہی وہ صحیح مشعل راہ ہے جس کی آج ان لوگوں کو ضرورت ہے جو اندھیرے میں ہیں اور آپ کی ہدایات پر چل کر ہی مسلمان دنیا میں کامیاب ہوں گے۔

قرب قیامت کی علامات کے متعلق ایک سوال

دیکھئے! اور اپنی نظر کو عام مسلمانوں کی مشکلات پر ڈالئے۔ پچھلے دنوں ایک رسالہ میں ذکر تھا کہ قیامت سے پہلے آنے والے زمانے کے متعلق جو پیشگوئیاں اور نشانات حدیثوں وغیرہ میں مذکور ہیں ان کے متعلق بتایا جائے کہ ان کا کیا مطلب ہے۔ یہ مضمون رسالہ عصمت

میں ایک قابل مضمون نگار خاتون کی طرف سے چھپا ہے آپ لکھتی ہیں کہ قیامت سے پہلے حضرت عیسٰے کا فلک چہارم سے آکر امت محمدیہ میں شامل ہونا کانے دجال اور امام مہدی کا ظہور۔ یاجوج ماجوج کے لشکر کی آمد، دابۃ الارض کا نمودار ہونا کیا ہے۔ دابۃ الارض کے متعلق لوگوں میں عجیب باتیں مشہور ہیں وہ لکھتی ہیں کہ میری نانی مرحومہ کے قرآن شریف کی تفسیر میں آثار قیامت کے ذکر میں تھا کہ دابۃ الارض ایک جانور ہوگا۔ اس کا جسم شتر مرغ کا ہوگا پچھلی ٹانگیں اونٹ کی سی اگلے بازو مرغی کی طرح۔ سر بلی اور انسان کی طرح ہوگا۔ اس چوں چوں کے مربے کے ہاتھ میں حضرت سلیمان کی انگوٹھی ہوگی وغیرہ وغیرہ۔ وہ کہتی ہیں کہ آثار قیامت کی باتوں میں سے جن چیزوں کو دل قبول نہیں کرتا اُن سے ایک تو یہی دابۃ الارض ہے، دوسرے یاجوج ماجوج۔ شاید یہ سب ملاؤں کی من گھڑت باتیں ہیں، مضمون کے آخر میں انہوں نے دو مشہور عالموں کے نام لکھکر اُن سے استفسار کیا ہے کہ وہ اس کے متعلق روشنی ڈالیں۔ لیکن جواب مولویانہ نہیں بلکہ جدید سائنس کی روشنی میں ہو۔

ایک عالم دین کا غیر تسلی بخش جواب

اس کے جواب میں مشہور عالم امام اکبر آبادی نے اسی رسالہ میں مضمون لکھا ہے کہ یاجوج ماجوج کے متعلق جو کہانیاں بنی ہوئی ہیں وہ سب غلط ہیں یہ قوم ذوالقرنین کے زمانے میں تھی۔ یہ جواب کوئی تسلی بخش نہیں تھا۔ سوال تو یہ تھا کہ کیا یہ قیامت سے پہلے آخری زمانے میں پیدا ہوں گے۔

دابۃ الارض کے متعلق کوئی خاص بات نہیں لکھی، لکھا ہے کہ دابۃ الارض کا ترجمہ ہے زمین کے جانور۔ ممکن ہے قیامت کا زلزلہ شتر مرغ کی طرح خوفناک و قوی ہوگا۔ وغیرہ وغیرہ۔ اُن کے جواب کوئی تسلی بخش نہیں تھے۔

حضرت مسیح موعودؑ کی بصیرت افروز تشریحات

اور اصل بات یہ ہے کہ اس قسم کے باریک و پوشیدہ مسئلے کی تشریح اولیاء یا ماموریں من اللہ ہی کر سکتے ہیں۔ اور یہ روشنی اور علم اللہ تعالےٰ کی طرف سے ہوتا ہے۔ چنانچہ حضرت مسیح موعودؑ نے ان مسئلوں کی ایک ایک بات کو پیش کر کے، صاف لفظوں میں سمجھا دیا ہے۔ کہ یاجوج ماجوج کا تمام دنیا پر پھیل جانا یہ یورپین اقوام ہیں خدائی تصرف کا دعوےٰ رکھنے والی اقوام ہیں۔

دابۃ الارض کا ذکر تو قرآن مجید میں بھی آیا ہے جس کا مطلب ہے زمین کے جانور۔ حضرت مسیح موعود نے دابۃ الارض سے مراد اُن علماء کو لیا ہے جو زمینی باتوں پر گرے ہوئے ہیں یعنی علماء ظاہر کی حالت بہت خراب ہو جائے گی اور وہ بلند روحی آسمانی خیالات .... چھوڑ دیں گے اور فروعی جھگڑوں میں جو زمینی باتیں ہیں مبتلا ہو جاویں گے۔ یہ وہ دابۃ الارض ہے جو اسی زمانے میں نمودار ہوگا.....۔ مسیح و مہدی کا یاجوج ماجوج و دجال پر فتح پانا اُن دلائل کی فتح سے جو حضرت صاحب نے عیسائیت کے مقابلہ میں پیش کئے ہیں۔

یاجوج ماجوج کے تیر آسمان کی طرف

اُن محترمہ نے یہ بھی لکھا ہے کہ وہ آسمان کی طرف تیر چلائیں گے جو ناکام ہو کر واپس آ جائیں گے۔ میرے خیال میں تو یہ شاید راکٹوں کی طرف اشارہ ہے جو کہ یورپین اقوام آسمان پر پھینک رہی ہیں۔ اور ابھی تک تو چاند تک نہیں پہنچے۔ خلاصہ یہ کہ اب مسلمانوں کے لئے یہی راستہ ہے کہ وہ حضرت مجدد وقت کے صحیح اسلامی دلائل اختیار کریں۔ اور یہ حقیقت ہے کہ روشن خیال مسلمان خود بخود ان دلائل کو صحیح سمجھنے جا رہے ہیں۔ لیکن وہ جاہل علماء جو دابۃ الارض ہیں اور جو مجدد وقت پر کفر کے فتوے لگانے والے ہیں وہ اپنی زبان و قلم سے کبھی تائید نہیں کریں گے۔ باشعور لوگ ان باتوں کو خوب سمجھ رہے ہیں کہ قوم کے ایسے علماء بجائے فائدے کے نقصان پہنچا رہے ہیں۔

تنظیم مساجد اور علماء

ایک مضمون تنظیم مساجد پر ایک قابل بہن کا میری نظر سے گزرا جس میں وہ لکھتی ہیں :-

"تنظیم مساجد اور ان کے ذریعہ تبلیغ دین اور قرآن کی تعلیم کا کام تو ہمارے علماء کا تھا۔ مسلمانوں کے عہد میں قابل علماء کے وعظ ہوتے تھے اور لوگ بتعداد کثیر شریک ہو کر راہِ ہدایت پاتے تھے۔ اللہ کے دین کی اشاعت کے لئے تیرہ سو برس پہلے جو حکم تھا وہ آج تک قائم ہے۔ اب ہمارا یہ فرض ہے کہ ہم انہیں یعنی مسجدوں کو جاہل ملاؤں کے چنگل سے جنہوں نے ان پر قبضہ کر کے ذاتی جاگیریں بنا رکھی ہیں اور صحیح نماز پڑھوانے سے قاصر ہیں اور خطبات میں مشرکانہ کلمات تک کہتے ہیں نکال کر ان کو اُن کے اصلی منصب و مقام پر لائیں"۔

دنیا کا رجحان اب حقیقت کی طرف آ رہا ہے۔ زبانِ خلق کو نقارۂ خدا سمجھو۔ ضرورت ہے کہ حضرت صاحب کے اصولوں کو اور اشاعت اسلام کو دنیا میں پھیلایا جائے۔ اس کے لئے نہ صرف مردوں بلکہ عورتوں کی بھی توجہ اور ہمت کی ضرورت ہے۔

احمدیت ہی حقیقی اسلام ہے

یہ دیکھکر سخت افسوس ہوتا ہے کہ بعض دولتمند گھرانوں کی خواتین فخریہ کہدیتی ہیں کہ ہم نے تو احمدیت کو چھوڑ دیا ہے۔ انہوں نے احمدیت کو جو کہ اسلام سے الگ چیز نہیں، نہیں چھوڑا بلکہ اسلام کی اصل تعلیم کو چھوڑ دیا ہے، اشاعت اسلام کو چھوڑ دیا۔ اگر دنیا کی جھوٹی عزت اور دلچسپیوں کی خاطر خدا تعالیٰ کے مامور کو چھوڑا اور اس کی ہدایات کو فراموش کر دیا تو وہ کسی فائدہ میں نہیں ہیں بقول حضرت مسیح موعود اُن کا انجام اچھا نہیں ہے۔ اور انہوں نے خدا کے عہد کو توڑ دیا۔

خشک ٹہنیاں

اسی طرح جو لوگ اپنے اپنے فائدے کے لئے آپس میں تفرقہ ڈلواتے ہیں اور نیک کام میں روک بنتے ہوئے ہیں اور جو دنیا داری اور تصنع کو پسند کرتے ہیں وہ بقول حضرت مسیح موعودؑ جماعت کے لئے ایک خشک ٹہنی کے مانند ہیں جس کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔ اشاعت اسلام کا کام تو ہمیشہ ہوتا رہا ہے اور ہوتا رہے گا اور اس زمانہ کی ضرورت کے مطابق زور و شور سے ہونا چاہیئے۔ اللہ تعالیٰ سست لوگوں کو چھوڑ کر اپنے نیک و جوش رکھنے والے بندوں کو پیدا کرنے پر قادر ہے۔ ان یشاء یذھبکم ایھا الناس ویأت بآخرین ط اے لوگو اگر اللہ چاہے تو تم کو لے جائے اور اوروں کو لے آئے۔ بد قسمت ہیں جو اس کام میں شامل نہ ہوئے اور خوش قسمت ہیں جنہوں نے اس کاروان کا ساتھ دیا، اللہ تعالےٰ فرماتا ہے جو کوئی دنیا کا ثواب چاہتا ہے تو اللہ کے ہاں دنیا اور آخرت دونوں کا ثواب ہے۔ اللہ کا کام کرنے والے غریب نہیں ہوتے جو عزت آپ کی جماعت کو حاصل ہے وہ کسی جماعت نے حاصل نہیں کی۔

ایک عورت کی ہمت

میری محترم بہنو! آپ کا کام سب سے اہم کام ہے۔ گھر میں دینداری کا چرچا صرف آپ لوگوں کے دم سے ہی رہ سکتا ہے۔ بچوں کے دلوں میں مذہبی رجحان صرف آپ لوگ ہی پیدا کر سکتی ہیں۔ عورتوں نے بہت بڑے کام ہر زمانہ میں کئے ہیں جب مکہ فتح ہو گیا تو ابو جہل کا بیٹا عکرمہ جس نے مسلمانوں پر بہت ظلم کیا تھا ڈر کر کسی اور ملک کو بھاگ رہا تھا اس کی بیوی نبی کریم صلعم سے اجازت لے کر اس کے پیچھے گئی اور سمجھا بجھا کر واپس لے آئی کہ تمہیں معافی مل جائے گی، جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق و احسان اُس نے دیکھے تو مسلمان ہو گیا اور بعد میں اسلامی لڑائیوں میں بہادری سے لڑا یہ صرف ایک عورت کی ہمت تھی۔

حضرت خدیجہ کا عظیم الشان کام

سب سے پہلی مسلمان خاتون حضرت خدیجہ تھی۔ جب نبی کریم صلعم بارِ نبوت کے بوجھ سے گھبرا گئے تو اس وقت بھی یہی خاتون تھیں جو نہ صرف ایمان لائیں بلکہ آپ کے دل کو تسلی دی کہ آپ سچے ہیں، راستباز ہیں، اللہ تعالیٰ آپ کو ضائع نہیں کرے گا اور اس طرح حوصلہ کن

(باقی بر صفحہ [illegible])

بچوں کا صفحہ ——— مولانا مرتضیٰ خان حسن مرحوم

اللہ تعالیٰ کے احسانات بندوں پر

۱- پیارے بچو اور عزیز طالب علمو! جو کچھ تم اوپر پڑھ آئے ہو اس سے تمہیں معلوم ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالےٰ ہم پر کس قدر مہربان ہے اور اس کے ہم پر کس قدر احسانات ہیں۔ ہم کچھ چیز نہ تھے اس نے ہمیں پیدا کیا۔ اس نے ہمیں آنکھیں دیکھنے کو۔ ہاتھ کام کرنے کو اور پاؤں چلنے کو دیئے۔ اس نے ہمیں دماغ سوچنے کو اور زبان چکھنے اور بولنے کو دی۔ جب ہم پیدا ہوئے تو ماں کی گود میں دودھ کا چشمہ موجود تھا۔ بڑے ہوئے تو اس کی دوسری نعمتیں موجود تھیں۔ طرح طرح کے کھانے۔ میٹھے اور سلونے طرح طرح کے پھل خوش ذائقہ اور رسیلے۔ اس نے پانی جیسی نعمت پینے کو۔ ہوا جیسی نعمت سانس لینے کو دی غرضکہ اس کے ہم پر اس قدر احسانات ہیں کہ گن نہیں سکتے۔

۲- یہ دنیا کی نعمتیں تو ہمیں اس نے دی ہیں لیکن ایک اور قسم کی نعمت بھی اس نے ہمیں عنایت کی ہے اور اس کے ایک اور قسم کے احسانات بھی بندوں پر ہیں اور وہ یہ کہ اس نے اپنے بندوں کی ہدایت کا انتظام فرمایا یعنے اس نے بڑی محبت اور شفقت سے اپنے بندوں کو نیکی اور بدی کا رستہ بنایا ہے۔ اور نصیحت کی ہے کہ یہ کام کرو اور یہ نہ کرو۔ ایسا کام کرنے سے تم سُکھ پاؤگے اور ایسا کام کرنے سے دُکھ۔ اس بات کو تمہارے لیئے ہم ذرا کھول کر بیان کرتے ہیں۔

یاد رکھو کہ اللہ تعالےٰ نے سب سے پہلا انسان ہمارے باپ حضرت آدم علیہ السلام کو بنایا۔ پھر ہماری ماں حوا کو پیدا کیا۔ پھر انہیں ہدایت کی کہ اپنی اولاد سمیت اس زمین کی جنت میں رہیں خدا کا دیا ہوا رزق کھائیں اور خوشی خوشی زندگی بسر کریں۔ لیکن اس کے ساتھ یہ حکم بھی دیا کہ وہ اپنے خالق اپنے رازق اور مالک کو نہ بھول جائیں۔ اس کی بندگی کریں۔ اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کریں اور جو وہ حکم دے اسے مانیں اور جس سے روکے اس سے باز رہیں۔

آہستہ آہستہ حضرت آدمؑ کی اولاد دنیا میں پھیل گئی اور دور تک زمین میں آباد ہو گئی۔ ان میں بعض تو ایسے نکلے جو اپنے خالق اور مالک کے آگے جھکتے اور بندگی کا حق ادا کرتے رہے جو اس نے حکم دیئے اُن پر عمل کرتے اور جن باتوں سے روکا تھا اُن سے رکے رہے۔ لیکن اُن میں بعض ایسے بھی تھے جو اپنے خالق کو بھول گئے اس کی بندگی سے منہ موڑ لیا۔ اور بُری خواہشوں کے پیچھے پڑ گئے۔

۳- اللہ تعالےٰ اپنے بندوں پر بڑا مہربان ہے۔ وہ نہیں چاہتا کہ اس کے بندے گمراہ ہوں۔ بُری عادتوں میں پڑ جائیں اور اپنے آپ کو تباہ کریں اس لیئے جب کبھی ایسی صورت پیدا ہوئی یعنے جب کبھی دنیا میں نافرمان بندے بڑھ گئے...... ان کو سیدھے رستہ پر لانے کے لیئے اپنے کسی نیک بندے کو بھیجدیا۔ یہ بندہ آسمان سے نہیں آتا تھا بلکہ انہیں بندوں میں سے خدا کسی نیک انسان کو چن لیتا۔ اس کو نبی یا رسول یا پیغمبر کہتے ہیں۔ اس رسول پر اللہ تعالےٰ فرشتے کے ذریعے اپنی کلام اُتارتا جس میں بندوں کے لیئے ہدایت ہوتی۔ تم پوچھوگے کہ فرشتہ کیا ہوتا ہے؟ یاد رکھو کہ فرشتے ہماری طرح کی مخلوق نہیں ہیں یہ نوری ہستیاں ہیں۔ جو خدا کے حکموں کو زمین پر لانے کا ذریعہ ہیں۔ خدا کا جو کلام فرشتہ نبی پر لے کر آتا ہے وہ اس نبی کی کتاب کہلاتی ہے۔ اسی کو شریعت کہتے ہیں۔

غرض جب دنیا میں نافرمانی بڑھ جاتی اور بدی پھیل جاتی خدا اپنا نبی یا رسول بھیج دیتا۔ انہی میں سے ایک حضرت نوح علیہ السلام تھے اُن کو خدا نے اس وقت بھیجا جب لوگ خدا کو چھوڑ کر بتوں کی پرستش میں لگ گئے۔ سینکڑوں قسم کی بدیوں میں پھنس گئے۔ حضرت نوحؑ نے ان کو سمجھایا مگر افسوس کہ تھوڑے سے لوگوں کے سوائے باقی لوگوں نے اُن کی بات پر کان نہ دھرا۔ آخر خدا کا عذاب سیلاب کی صورت میں آیا۔ نوحؑ کا طوفان ایک مشہور چیز ہے۔ اب بھی جب کبھی بہت بڑا سیلاب آتا ہے تو لوگ کہا کرتے ہیں کہ طوفانِ نوح آ گیا ہے۔ غرض نافرمان لوگ اس طوفان میں غرق ہو گئے مگر نیک لوگوں کو خدا نے بچا لیا۔ بچو! ہمیشہ خدا کے غضب سے ڈرتے رہو اور اس سے امن و عافیت کی دُعا کرتے رہو اور اپنے گناہوں کی معافی مانگتے رہو۔

ثبوت اپنے ایماں کا دینا عمل سے

مولانا مرتضیٰ خان مرحوم

عزیزو ہمیشہ یاد رکھنا نصیحت

کہ ایماں سے بڑھکر نہیں کوئی دولت

خدا پر ہو ایماں نبی پر ہو ایماں

کتاب خدا یعنے قرآں پہ ایماں

اگر چاہتے ہو کہ بن جاؤ اچھے

ثبوت اپنے ایماں کا دینا عمل سے

نمازوں میں غفلت نہ کرنا کبھی تم

بجا لانا احکامِ ربی سبھی تم

ادب کرنا ماں باپ کا جان و دل سے

یہ نیکی بڑی ہے اگر کوئی سمجھے

واقعات عالم

جلسہ سالانہ میں بعض دوستوں نے خواہش ظاہر کی کہ اخبار میں کچھ خبریں بھی ہوا کریں کیونکہ روزانہ اخبارات بعض دیہات میں نہیں پہنچتے، ان کی فرمائش کی تعمیل میں آج سے مختصر خبروں کا سلسلہ شروع کیا جاتا ہے۔ (ایڈیٹر)

—— حکومت پاکستان نے پانچ کروڑ نئے سکے تیار کئے ہیں وزیر خزانہ نے ایک انٹرویو میں کہا ہے جوں جوں لوگ نئے سکوں سے مانوس ہوتے جائیں گے۔ اس بارے میں اُلجھن کم ہوتی جائے گی اور سال رواں کے آخر تک پرانے سکے باقی نہیں رہیں گے۔ کیونکہ بنکوں کے پاس جو پرانے سکے آجائیں گے انہیں پھر واپس نہیں کیا جائے گا۔

—— کراچی میں کھانے کے تیل میں زہریلے تیل کی ملاوٹ کی وجہ سے چالیس افراد ساری زندگی کے لئے فالج میں مبتلا ہو گئے ہیں، اس پر چار تاجروں کے خلاف مارشل لاء کے ماتحت اشیائے خوردنی میں ملاوٹ کی وجہ سے مقدمہ چلایا گیا ہے اس کی زیادہ سے زیادہ سزا چودہ سال قید بامشقت ہے۔

—— حکومت پاکستان نے اس سال عمدہ قسم کا ایک لاکھ ٹن چاول برآمد کرنے کا فیصلہ کیا ہے جس میں باسمتی پرمل اور بیگمی قسم کے چاول شامل ہیں،

—— صوبائی کرائمز برانچ پولیس نے تین ماہ کی مسلسل کوشش اور تفتیش کے بعد گلبرگ سے سرگودھا کی صاحب جائیداد گریجوایٹ لڑکی منیرہ سلطانہ کے اغوا اور قتل کے الزام میں ۹- افراد کا چالان مقامی مجسٹریٹ مسٹر محمد اسلم کھوکھر کی عدالت میں پیش کیا ہے۔ ان ملزموں میں مقتولہ کے چچا میاں مظفر علی، اس کا دیور اکرم اور دیگر رشتہ دار بھی شامل ہیں؛

—— بھارتی حکومت نے روسی سفارت خانہ کے بعض افسروں کے خلاف جنہوں نے مبینہ طور پر جاسوسی کی سرگرمیاں جاری کر رکھی ہیں، احتجاج کیا ہے، چنانچہ سفارت خانہ کے تین افسر ماسکو روانہ ہو گئے ہیں، معلوم ہوا ہے ان افسروں نے اپنے بھارتی ایجنٹوں کے ذریعہ بھارت کو مغربی ملکوں سے ملنے والے اسلحہ، شمالی سرحد پر بھارت کی جنگی تیاریوں، لاؤس اور کانگو کے بارے میں مغربی طاقتوں سے بھارتی حکومت کی خط و کتابت کے بارہ میں خفیہ معلومات حاصل کر لی تھیں۔

—— امریکہ نے ۳-۴ جنوری کی درمیانی شب کو کیوبا سے اپنے سفارتی تعلقات قطع کر لئے اور امریکی دفتر خارجہ نے کیوبا میں رہنے والے تین ساڑھے تین ہزار امریکیوں کو مشورہ دیا ہے کہ وہ واپس آجائیں۔

—— ترکی عدالت عالیہ نے سابق صدر جلال بایار کو ستمبر ۱۹۵۵ء میں یونان کے خلاف فساد کرانے کے الزام سے بری کر دیا ہے، اور نائب وزیر اعظم فواد کپرولو کو بھی اس الزام سے بری کر دیا ہے، سابق وزیر اعظم عدنان مندریز اور سابق وزیر خارجہ زورلو کو مجرم قرار دیا گیا ہے۔

—— نئے اعشاری سکوں کے نام رکھنے کی تجویز حکومت کے سامنے ہے، پچاس پیسہ، پچیس پیسہ، دس پیسہ، کے نئے سکوں کے ناموں کے بارہ میں لوگوں سے تجاویز طلب کی جائیں گی، نئے سکوں کو نئے نام دینے سے روزمرہ کے لین دین میں آسانی ہوگی، اور لوگ پیسے گننے کے بجائے زیادہ مالیت کے سکوں کے حساب سے گنتی کر سکیں گے بعض دوسرے ممالک مثلاً امریکہ میں اسی طرح ہوتا ہے۔

—— راولپنڈی ۵ رجنوری، وزیر داخلہ مسٹر ذاکر حسین نے آج یہاں بتایا کہ بنیادی جمہوری اداروں کو مصالحتی اختیار دینے کے بارے میں عنقریب اعلان کر دیا جائے گا۔

—— وزیر داخلہ مسٹر ذاکر حسین نے بتایا کہ جونہی مرکزی اور صوبائی ایبڈو ٹربیونل اپنا کام مکمل کر لیں گی مرکزی حکومت سیاستدانوں کی بدعنوانیوں کے متعلق وائٹ پیپر شائع کرے گی، انہوں نے بتایا کہ ایبڈو ٹربیونل کے سامنے کوئی نیا مقدمہ پیش نہیں کیا جائے گا۔

—— معاشرتی برائیوں کے تدارک سے متعلقہ کمیشن کی سات روزہ کانفرنس ۱۶ رجنوری سے لائلپور میں شروع ہو رہی ہے اس کانفرنس میں ایک مناسب سوالنامہ تیار کرنے کے علاوہ یہ بھی طے کیا جاوے گا کہ مشرقی اور مغربی پاکستان میں ابتدائی سروے کرنے کی غرض سے کیا لائحہ عمل اختیار کیا جائے۔

—— کشمیری مہاجروں کے لئے قرضوں کی کارپوریشن نے جموں و کشمیر کے مہاجروں کے ۵۶ ہزار روپے کے قرضوں کی منظوری دے دی ہے، کارپوریشن کا اجلاس راولپنڈی ڈویژن کے کمشنر مسٹر غیاث الدین احمد کی صدارت میں ہوا جس میں ۹۴ درخواستوں پر غور کیا گیا۔

—— مہاجرین کی بحالیاتی مالی کارپوریشن کے مرکزی بورڈ

(باقی بر صفحہ ۱)

حضرت مجدد وقت کا پیدا کردہ انقلاب

(بسلسلہ صفحہ ۱۲)

باتوں نے آپ کے دل کو تسکین دی اور آپ کا سہارا بنیں۔

جماعت کی خواتین میں تنظیم پیدا کیجئے

معزز بہنو! آج تو وہ زمانہ ہے کہ عورت ہر کام میں آگے ہے تعلیم میں، نوکریوں میں، تو پھر نیکی کے کاموں میں، اشاعت اسلام میں عورت کیوں پیچھے نظر آتی ہے۔ آپ لوگ اپنی جماعت کی خواتین میں تنظیم پیدا کریں اور کبھی کبھی جمع ہو کر ان نیک تجاویز پر غور کریں کہ بچوں میں مذہبی شوق پیدا کیا جائے۔ لڑکیوں میں شرم و حیا ہونی چاہیئے آپس میں تعلقات کو مضبوط بنایا جائے۔ ہم میں جو غیر از جماعت ہو بیٹیاں ہیں انہیں اپنے قدم میں شامل کیجئے۔ جنہوں نے ملنا چھوڑ دیا ان سے خود جا کر ملیئے اور پھر دیکھئے، کہ جب آپ سچا اور پاکیزہ اسلامی رنگ پیش کریں گی تو آپ کو کس قدر کامیابی ہوگی اپنے نیک طریقوں سے دنیا کو بتا دیجیئے کہ

آؤ لوگو کہ یہیں نورِ خدا پاؤ گے
لو تمہیں طور تسلی کا بتایا ہم نے

پیغام صلح ۱۱ر جنوری ۶۱ئہ رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۰ شمارہ نمبر ۲

ہفت روزہ پیغام صلح

سالانہ چندہ:- پاکستان سے چھ روپے ؛ ہندوستان سے چھ روپے (ہندوستانی سکہ) ممالک غیر سے ایک پونڈ

ہندوستان میں ہمارے نمائندہ کا پتہ { شیخ محمد انعام الحق صاحب۔ مکان نمبر ۸-۱ ملک پیٹھ محلہ اعظم پورہ۔ حیدر آباد دکن (انڈیا)

تعلیمی پریس سرگودھا روڈ ... میں باہتمام مولوی دوست محمد صاحب پرنٹر و پبلشر چھپ کر دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور سے شائع ہوا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ہم تو رکھتے ہیں مسلمانوں کا دیں
دل سے ہیں خدامِ ختم المرسلیں

احمدیہ انجمن اشاعتِ اسلام لاہور کا خصوصی ترجمان

تم ہمیں دیتے ہو کافر کا خطاب
کیوں نہیں لوگو تمہیں خوفِ عقاب

ہفت روزہ پیغامِ صلح لاہور

ہر بدھ کو شائع ہوتا ہے
تار کا پتہ:- "تبلیغ" لاہور
فون نمبر:- ۳۷۳۷
مدیر:- دوست محمد
مدیر معاون:- بشیر احمد سونہ

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸
فی پرچہ ۱۳ پیسے

جلد ۴۹ | یوم چہارشنبہ مورخہ ۳۰ رجب المرجب ۱۳۸۰ھ مطابق ۱۸ جنوری ۱۹۶۱ء | نمبر ۳

بحرِ حکمت کے موتی

عن عمرۃ بنت عبد الرحمٰن قالت، ابتاع رجلٌ ثمرۃ حائطٍ فعالجہٗ وقام فیہ حتّی تبیّن لہُ النقصان فسأل ربّ الحائط ان یضع لہٗ او یقیلہ فحلف ان لّا یفعل فذھبت امّ المشتری الی رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلّم فذکرت ذالک لہٗ فقال تألّی ان لا یفعل خیراً فسمع بذٰلک ربّ الحائط فاتی رسول اللّٰہ صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم فقال یا رسول اللّٰہ ھو لہٗ۔

(اخرجہ مالکؒ بحوالہ تلخیص الصحاح)

ترجمہ:- عمرہ بنت عبدالرحمٰن سے روایت ہے کہ ایک شخص نے ایک باغ کا پھل خرید ا اور اس کی نگہداشت اور محافظت کی، بالآخر اس کو (خریدار کو) اس سودے میں نقصان ظاہر ہوا تو اس نے مالک باغ سے کہا کہ یا تو قیمت میں کچھ حصہ ساقط کر دے یا بیع کو فسخ کر دے۔ اس نے (مالک باغ نے) قسم کھالی کہ اس کو ان دونوں باتوں میں سے کوئی بات منظور نہیں ہے تب خریدار کی ماں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچی اور یہ تمام واقعہ بیان کیا، آپ نے فرمایا کیا اس نے یہ قسم کھائی ہے کہ کوئی اچھا کام نہیں کرے گا اس بات کی مالک باغ کو خبر ہوگئی وہ فوراً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچا اور یہ عرض کیا کہ یا رسول اللہ اس کو (خریدار کو) اختیار ہے یعنی خواہ قیمت کا کوئی حصہ ساقط کر دے یا بیع کو فسخ کر دے۔

وہ ریاضت آئی دست بے اختیار
سربسر شکرانۂ دست کامیار

(باقی بر صفحہ ۱۳ کالم ۳)

اسلامی پردہ کے حدود

حضرت مسیح موعودؑ کے ارشاداتِ عالیہ

قرآن مسلمان مردوں اور عورتوں کو ہدایت کرتا ہے کہ وہ غضِ بصر کریں۔ جب ایک دوسرے کو دیکھیں گے ہی نہیں تو محفوظ رہیں گے۔ یہ نہیں کہ انجیل کی طرح یہ حکم دیدیتا کہ شہوت کی نظر سے نہ دیکھ۔ افسوس کی بات ہے۔ کہ انجیل کے مصنف کو یہ بھی معلوم نہیں ہوا کہ شہوت کی نظر کیا ہے؟ نظر ہی تو ایک ایسی چیز ہے جو شہوت انگیز خیالات کو پیدا کرتی ہے۔ اس تعلیم کا جو نتیجہ ہوا ہے۔ وہ ان لوگوں سے مخفی نہیں ہے جو اخبارات پڑھتے ہیں۔ ان کو معلوم ہوگا کہ لندن کے پارکوں اور پیرس کے ہوٹلوں کے کیسے شرمناک نظارے بیان کئے جاتے ہیں۔

اسلامی پردہ سے یہ ہرگز مراد نہیں ہے کہ عورت جیلخانہ کی طرح بند رکھی جاوے۔ قرآن شریف کا مطلب یہ ہے کہ عورتیں ستر کریں۔ وہ غیر مرد کو نہ دیکھیں۔ جن عورتوں کو باہر جانے کی ضرورت تمدنی امور کیلئے پڑے۔ انکو گھر سے باہر نکلنا منع نہیں ہے۔ وہ بیشک جائیں لیکن نظر کا پردہ ضروری ہے۔ مساوات کیلئے عورتوں سے نیکی کرنے میں کوئی فرق نہیں رکھی گئی ہے۔ اور نہ انکو منع کیا گیا ہے کہ وہ نیکی میں مشابہت نہ کریں۔ اسلام نے یہ کب بتایا ہے کہ زنجیر ڈال کر رکھو۔ اسلام شہوات کی بنا کو کاٹتا ہے۔ یورپ کو دیکھو کیا ہو رہا ہے۔ لوگ کہتے ہیں کہ کتوں اور کتیوں کی طرح زنا ہوتا ہے۔ اور شراب کی اس قدر کثرت ہے کہ تین میل تک شراب کی دوکانیں چلی گئی ہیں۔ یہ کس تعلیم کا نتیجہ ہے؟ کیا پردہ داری کا یا پردہ دری کا؟ اسلام کی باتوں کو بگاڑنا اور اندھا دھند اعتراض کرنا ظلم ہے۔ اسلام تقویٰ سکھلانے کے واسطے دنیا میں آیا ہے۔

مَیں اور احمدی جماعت

اگر میں بانی احمدیت کی تعریف کرتا ہوں تو اس لئے کہ وہ مسلمانوں کو صحیح رستہ پر کھینچ لائے

(علامہ نیاز فتحپوری)

علامہ نیاز فتحپوری اپنے موقر رسالہ "نگار" ماہ دسمبر ۱۹۶۰ء کے باب المراسلہ والمناظرہ میں ایک خط کا جواب دیتے ہوئے رقمطراز ہیں:-

جب سے میں نے احمدی جماعت کے متعلق اظہار خیال شروع کیا ہے اسی وقت سے مجھے یقین ہے کہ دنیا کو سب سے پہلے یہی جستجو ہوگی کہ وہ شخص جو اپنے عقائد کے لحاظ سے دہریہ یا ملحد قسم کا انسان ہے کیوں احمدی جماعت کی موافقت کر رہا ہے اور میرزا غلام احمد صاحب کا کیوں اس قدر معترف ہے اور اسی کے ساتھ میں یہ بھی جانتا تھا کہ اس جستجو میں کتنی بدگمانیاں شامل ہوں گی۔ چنانچہ اس دوران میں جو خطوط ہندوستان و پاکستان کے مختلف گوشوں سے موصول ہوئے ہیں ان سے میرے اس خیال کی تصدیق ہوتی ہے۔ نمونہ کے طور پر ایک خط ملاحظہ ہو۔ یہ خط چمن کے ایک صاحب شیخ عبداللہ کا ہے لکھتے ہیں:-

"اخبار والے ہمیشہ اس تاک میں رہتے ہیں کہ کوئی ایسا مضمون ہاتھ آجائے کہ خریداروں میں زبردست اضافہ ہو جائے اس لئے آپ کی موجودہ قلابازی پر کوئی تعجب نہیں۔ پہلے بعض لوگوں کا خیال تھا کہ آپ دہریہ ہیں۔ اب یہ خیال ہے کہ آپ مرزائی قادیانی ہو گئے ہیں یا ان سے کوئی رشوت عظیم کھائی ہے لہذا آپ کی باتیں کوئی وزن نہیں رکھتیں۔ جب تک آیات قرآنی یا احادیث اس کی تائید میں نہ ہوں۔ آیندہ اگر نگار میں قادیانی حمایت کا ارادہ ہو تو قرآن و حدیث سے لیس ہو کر میدان میں آئیں"

اس سلسلہ میں تین الزام مجھ پر عائد کئے جاتے ہیں ایک یہ کہ اس سے میرا مقصود صرف نگار کی توسیع اشاعت ہے ۔۔۔ دوسرے یہ کہ میں احمدی ہو گیا ہوں، لیکن بدنامی کے اندیشہ سے اسے کھل کر ظاہر نہیں کرتا ۔۔۔ تیسرے یہ کہ تبلیغ احمدیت کے لئے مجھے احمدی جماعت کی طرف سے (انہیں کے الفاظ میں) "کوئی رشوت عظیم" ملی ہے۔

ان میں کوئی خیال ایسا نہیں جو انوکھا ہو کیونکہ دنیائے صحافت و تبلیغ میں ایسی متعدد مثالیں مل جائیں گی کہ محض ذاتی اغراض کی بناء پر لوگوں نے اپنا CREED بدل دیا، اپنا مذہب بدل دیا اپنی وطنیت و قومیت بدل دی ۔۔۔ لیکن جس حد تک نگار اور میری ذات کا تعلق ہے اس سے زیادہ میں کچھ نہیں کہنا چاہتا کہ:-

گفتہ بودی ہمہ زرق اند و فریب اند و فسوں
سعدی آن نیست ولیکن چو تو فرمائی ہست

ساری دنیا کو معلوم ہے کہ نگار کا ایک خاص حلقہ ہے، ان حضرات کا جو ادب سیاست و مذہب ہر چیز میں آزادی فکر و خیال کے حامی ہیں۔ اسی لئے اس وقت بھی جب پورے ہندوستان میں میرے اور نگار کے خلاف الزام دہریت و الحاد کا طوفان برپا تھا، نگار کی اشاعت پر کوئی اثر نہیں پڑا۔ اور ایک اچھی خاصی جماعت میری ہمنوا ہو گئی۔

اس لئے ظاہر ہے کہ اس صورت میں حمایت احمدیت میں میرا کچھ لکھنا نگار کے لئے باعث نقصان ہی ہو سکتا تھا نہ کہ نفع بخش۔ کیونکہ اس طرح لوگوں کو یہ خیال پیدا ہو سکتا تھا کہ میں مذہب کے باب میں رجعت پسند ہو گیا ہوں۔ اور وہ نگار سے منکفل ہو جاتے بنابراں یہ قیاس کرنا کہ یہ سب کچھ میں توسیع اشاعت نگار کے لئے کر رہا ہوں کسی طرح درست نہیں ہو سکتا۔ اب رہا یہ پہلو کہ اس سے مقصود یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اس طرح احمدی جماعت میں نگار کے زیادہ سے زیادہ خریدار پیدا ہو جائیں گے سو یہ بھی نہایت کمزور پہلو ہے۔ کیونکہ اول تو احمدی جماعت کو اس کی چنداں ضرورت ہی نہیں کہ میں یا کوئی اور ان کا پروپیگنڈا کرے، دوسرے یہ کہ احمدی جماعت مشکل ہی سے باور کر سکتی ہے کہ میں کسی وقت احمدی ہو سکتا ہوں، کیونکہ جس حد تک عقاید کا تعلق ہے میرے ان کے درمیان کافی اختلاف ہے۔

رہی تیسری بات "رشوت عظیم" کی۔ سو اس سلسلہ میں سب سے پہلے یہی سوال پیدا ہوتا ہے کہ انہیں رشوت دینے کی ضرورت کیا ہے، جبکہ ان کے سارے کام بغیر رشوت کے اچھی طرح چل رہے ہیں۔ دوسرے یہ کہ حقیقت کے لحاظ سے بھی یہ الزام غلط ہے اور میرا یہ کہنا غلط نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ بصورت دیگر کم از کم احمدی جماعت تو یقیناً سمجھ جاتی کہ میں کس قدر جھوٹا و لغو انسان ہوں کہ باوجود رشوت لینے کے میں اس سے انکار کر رہا ہوں اور میں ان کی نگاہ میں اپنے آپ کو ذلیل کرنا پسند نہ کرتا۔

بہرحال اس قسم کی بدگمانیوں کی پروا کئے بغیر میں ایک بار پھر نہایت صداقت کے ساتھ یہ ظاہر کر دینا چاہتا ہوں کہ میں قرآن کی عملی زندگی کا یقیناً مداح ہوں۔ اور اگر میں بانی احمدیت کی تعریف کرتا ہوں تو اسی لئے کہ وہ مسلمانوں کو صحیح راستہ پر کھینچ لائے اور احساس اجتماعی کا وہ زبردست ولولہ اپنی جماعت میں پیدا کر گئے جس کی نظیر مسلمانوں کی کسی دوسری جماعت میں نہیں ملتی۔

رہا یہ مطالبہ کہ میں قرآن و حدیث کی روشنی میں اس جماعت کے معتقدات پر گفتگو کروں ۔۔۔ سو اس مطالبہ پر مجھے سخت حیرت ہے۔ کیونکہ جب تک پہلے یہ نہ ثابت کر دیا جائے کہ احمدی جماعت قرآن و حدیث کی تعلیمات سے منحرف ہے اس وقت تک قرآن و حدیث سے استدلال کا کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ بلکہ میں تو علی الرغم اس الزام کے یہ دیکھتا ہوں کہ قرآن و حدیث کی تعلیمات پر عمل کرنے کا جو جذبہ ان میں پایا جاتا ہے وہ دوسری مسلم جماعتوں میں نظر ہی نہیں آتا۔

سب سے بڑا الزام جو ان پر قائم کیا جاتا ہے وہ یہ ہے کہ وہ ختم نبوت کے قائل نہیں حالانکہ اس سے زیادہ لغو و غلط بات کوئی اور ہو ہی نہیں سکتی۔ میرزا غلام احمد صاحب نہ صرف یہ کہ رسول اللہ کو خاتم النبیین سمجھتے تھے بلکہ شریعت رسول کو بھی آخری شریعت تسلیم کرتے تھے کتنی حیرت ہے کہ لوگوں کو ان کی طرف سے کیوں یہ غلط خیال قائم ہو گیا اور ان کی تصنیفات کا مطالعہ کئے بغیر محض دوسروں کے کہنے پر یقین کر لیا گیا۔

اس سلسلہ میں ایک بات ضرور بحث طلب ہے کہ مہدی موعود یا مثیل مسیح ہونے کے سلسلہ میں انہوں نے جو کچھ کہا ہے وہ کس حد تک قابل قبول ہے۔ سو میں اس کو زیادہ اہمیت نہیں دیتا کیونکہ اگر میں ان روایات کو درست نہ سمجھوں جو مہدی معہود اور ظہور دجال وغیرہ کے متعلق بیان کی جاتی ہیں تو بھی یہ حقیقت بدستور اپنی جگہ قائم رہتی ہے کہ میرزا صاحب نے اسلام کی بڑی گرانقدر خدمات انجام دی ہیں اور اصل چیز یہی ہے۔

جس حد تک عقائد کا تعلق ہے عامۃ المسلمین اور ان کے درمیان کوئی اختلاف نہیں۔ دونوں خدا کی وحدانیت کے قائل ہیں۔ دونوں رسول اللہ کو خاتم النبیین سمجھتے ہیں، دونوں قرآن کو خدا کا کلام جانتے ہیں، دونوں استناد بالحدیث پر عامل ہیں، دونوں بقائے روح، حیات بعد الموت حشر و نشر، جزا و سزا، بہشت و دوزخ اور معجزہ وغیرہ کے قائل ہیں۔

اس لئے عام مسلمانوں کو تو ان کے خلاف کچھ کہنے کا موقع ہی نہیں ملا۔ رہی یہ بات کہ آپ کیوں یہ مان لیں کہ میرزا صاحب مجدد تھے مہدی موعود تھے۔ مثیل مسیح تھے وغیرہ وغیرہ، سو اول تو مذہب سے اس کا کوئی تعلق نہیں اور اگر ہو بھی تو انکار کے لئے آپ کے پاس کوئی معقول وجہ موجود نہیں، سوا اس کے کہ آپ یہ کہیں کہ ایسا یقین کرنے کو ہمارا جی نہیں چاہتا برخلاف اس کے کہ وہ اپنے دعوے کے ثبوت میں متعدد روایات ایسی ہی پیش کرتے ہیں جن کی صحت سے آپ کو بھی انکار نہیں۔ اور پھر اسکو بھی جانے دیجئے خود میرزا صاحب کی زندگی اور ان کا کردار بجائے خود ان کے دعوٰی کا بڑا زبردست ثبوت ہے۔ مشکل تو میرے لئے ہے کہ میرے نزدیک خدا، رسول، قرآن، معجزہ روح، معاد، وحی و الہام وغیرہ تمام مسائل کا مفہوم کچھ اور ہے۔ جو یقیناً احمدی اور غیر احمدی دونوں جماعتوں سے بالکل علیحدہ ہے۔ لیکن آپ باوجود اس کے کہ میرزا صاحب کو برا کہنے کی کوئی دلیل اپنے پاس نہیں رکھتے۔ ان کے مخالف ہیں اور میں کہ ان کے بہت سے معتقدات کا اصولاً قائل نہیں، ان سے محبت کرتا ہوں، ان کی بڑی عظمت اپنے دل میں پاتا ہوں، میں ان کو بہت بڑا انسان سمجھتا ہوں ایسا کیوں ہے؟ غالباً اس لئے کہ آپ حقیقت کو ڈھونڈتے ہیں، کتابوں میں، میں اس کی جستجو کرتا ہوں دلوں میں اور میرزا غلام احمد صاحب کے دل میں میں نے اسی حقیقت کو جلوہ گر پایا۔ مجھے روایات میں نہ الجھائیے ورنہ پھر میں وہ عقلی ہرزہ کاری کی باتیں شروع کر دوں گا، جو ہم سال کی کوشش کے بعد بھی نہ مجھے انسان بنا سکیں نہ کسی اور کو، حالانکہ میرزا صاحب نے اپنی بہت سی سمجھ میں نہ آنے والی باتوں ہی سے نہ جانے کتنے حیوانوں کو انسان بنا دیا۔

غلط فہمیاں

معاصر "ایشیا" (۱۳ جنوری ۱۹۶۱ء) کا ایک شذرہ:-

"قادیانی جماعت (ربوہ) کا اخبار الفضل راوی ہے کہ اس جماعت کے امیر نے نئے سال کے آغاز پر تحریک وقف جدید کے سالانہ بجٹ کو ۲ لاکھ تک پہونچانے کی نصیحت کی ہے تاکہ،

"اس کے ذریعہ کم سے کم ایک ہزار معلم رکھے جاسکیں جو اسلام اور احمدیت کی تعلیم لوگوں تک پہنچائیں اور ان غلط فہمیوں کو دور کریں جو ہمارے متعلق ان کے دلوں میں پائی جاتی ہیں۔"

اور اس امر پر افسوس کا اظہار کیا ہے کہ وقف جدید کا بجٹ ابھی ستر اسی ہزار کے گرد ہی چکر لگا رہا ہے۔

ہمیں قادیانی جماعت کی تحریک وقف جدید کی ترقی یا تنزل سے کوئی بحث نہیں۔ مگر ہم معلوم کرنا چاہتے ہیں کہ آخر وہ کونسی غلط فہمیاں ہیں جن کو یہ معلّم لوگوں کے پاس جاکر دور کریں گے۔

قادیانی تحریک کے متعلق ہماری معلومات یہ ہیں کہ وہ مرزا غلام احمد قادیانی کو اسی طرح کا ایک نبی و رسول تسلیم کرتی ہے جیسے اللہ تعالیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے مبعوث کرتا آیا ہے اور ان پر جو شخص ایمان نہ لائے اس کے نزدیک وہ کافر ہے خواہ وہ سچے دل سے لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا قائل ہو اور اس تعلیم پر عمل کرتا ہو جو خاتم النبیین حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لے کر آئے اور جو قرآن میں اللہ تعالیٰ نے نازل فرمائی۔

۲۔ قادیانی علماؤں کے پیچھے نماز نہیں پڑھتے۔ ان کے ساتھ شادی بیاہ کے تعلقات نہیں رکھتے۔ اگر رکھتے ہیں تو بس اتنے جتنے مسلمان اہل کتاب کے ساتھ۔ جن کو مسلمان کافر اور خارج از امت تصور کرتے ہیں۔

۳۔ وہ مسلمان بچوں تک کا جنازہ نہیں پڑھتے۔

۴۔ وہ مرزا غلام احمد قادیانی کو مسیح اور مہدی تسلیم کرتے ہیں وغیرہ وغیرہ۔

اور یہ وہ امور ہیں جن کی بناء پر مسلمانوں میں اور قادیانیوں میں ایک خلیج سی حائل ہے۔ سوال یہ ہے کہ کیا وقف جدید کے معلم مسلمانوں سے جاکر یہ کہیں گے کہ قادیانی جماعت کے یہ عقائد نہیں اور مسلمان خواہ مخواہ غلط فہمی کی وجہ سے ان سے بدظن ہیں؟ غلط فہمی دور کرنے کی کوشش اگر لاہور کی جماعت احمدیہ کرے تو اس کی کوشش کی ناکامی سے قطع نظر بہرحال وہ اسکا حق رکھتی ہے لیکن قادیانی جماعت کے عقائد کے بارے میں کونسی غلط فہمی ہے جسے دور کیا جاسکتا ہے۔ "غلط فہمی" تو اسے کہتے ہیں کہ کسی شخص کا دعویٰ اور تعلیم تو کچھ اور ہو اور لوگ اس سے کچھ اور معنی لے رہے ہوں۔"

اس کے جواب میں معاصر "الفضل" (۱۸ جنوری ۱۹۶۱ء) نے "ایشیا" کی بیان کردہ "معلومات" کی تردید کرتے ہوئے لکھا ہے:-

"جماعت احمدیہ حضرت مرزا غلام احمد علیہ السلام کو امت محمدیہ کا ایک فرد سمجھتی ہے اور آپ کی نبوت کو آنحضرت صلعم کی نبوت کا ظل اور فیض مانتی ہے اس طرح آپ کو صرف نبی نہیں بلکہ امتی نبی مانتی ہے۔ جو مقام علمائے حق کے نزدیک ایک جائز مقام ہے اور جماعت احمدیہ آپ کے انکار کرنے والے کلمہ گو کو امت محمدیہ سے خارج نہیں مانتی اور نہ ان کو ایسا کافر مانتی ہے جو اسلام سے ارتداد کر گیا ہو۔ ہم مودودی صاحب اور ملک صاحب (ملک نصر اللہ خاں عزیز مدیر ایشیا) کو بھی مسلمانوں کی امت میں شامل سمجھتے ہیں۔ جماعت نے ہمیشہ مسلمانوں کو مسلمان کہہ کر خطاب کیا ہے کبھی انہیں کافر کہہ کر خطاب نہیں کیا خواہ وہ کسی جماعت سے تعلق رکھتے ہوں۔"

معاصر "الفضل" نے اس بیان میں "ایشیا" کی "معلومات" کی تردید جس رنگ میں کی ہے وہ ایک حد تک قابل ستائش ہے اگرچہ یہ بیان اس قدر واضح نہیں جس قدر وضاحت خلیفہ صاحب ربوہ کے اس بیان سے ہوتی ہے جو انھوں نے ۱۹۵۳ء کے فسادات پنجاب کی تحقیقاتی عدالت میں دیا کہ

"حضرت مسیح موعود کا ماننا جزو ایمان نہیں"

بہتر ہوتا کہ "الفضل" لمبے چوڑے بیان کے بجائے اس ایک فقرہ کو ہی نقل کر دیتا جس سے نبوت مسیح موعود اور مسئلہ کفر کے متعلق جماعت ربوہ کے سابقہ عقیدہ سے پیدا شدہ غلط فہمیاں بہت حد تک دور ہوسکتی ہیں۔ اسی ضمن میں غیر احمدیوں اور ان کے بچوں کے جنازہ کے متعلق خلیفہ صاحب کے بیان کا وہ حصہ بھی نقل کیا جاسکتا ہے جس میں انہوں نے جنازہ کے جواز میں حضرت مسیح موعودؑ کا ایک خط ملنے کا ذکر کیا ہے۔

بہرحال ہمیں خوشی ہے کہ ہمارے بھائی عقائد صحیحہ کے اختیار کرنے میں پوری جرأتمندی کا ثبوت دے رہے ہیں یہاں تک کہ یہ بھی سنا گیا ہے کہ امسال ربوہ کے جلسہ سالانہ میں کپڑوں پر موٹے حروف سے لکھے ہوئے ایسے کتبے آویزاں کئے گئے جن پر

"حضرت مرزا غلام احمد صاحب مجدد صدی چہار دہم"

کے الفاظ لکھے ہوئے تھے۔ ضرورت ہے کہ اس قسم کے اعلانات زیادہ وضاحت کے ساتھ بار بار کئے جائیں۔ تاکہ ان غلط فہمیوں کا باحسن طریق ازالہ ہوسکے۔ جو حضرت مسیح موعودؑ کے دعوئے نبوت کے متعلق پائی جاتی اور اس طرح لا نبقی لك من المخزيات شيئاً کا الہام الٰہی جلد سے جلد پورا ہو اور مامور الٰہی کی صحیح پوزیشن کے سمجھنے میں لوگوں کو کوئی دقت حائل نہ رہے۔

بحر حکمت کے موتی (بسلسلہ صفحہ اوّل)

چوں حقت داد آں بی ریاضت شکر کن ✽ تو نکردی او کشید است زامر کن (رومی)

ترجمہ:- اگر تیری مرضی کے بغیر ریاضت (نیکی) تیرے پیش آجائے تو سجدہ شکر بجالا۔ کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حکم سے تجھے ریاضت کی طرف کھینچا۔

نوٹ:- اس حدیث کو مسلمان عموماً اور کاروباری آدمی خصوصاً مد نظر رکھیں اور اسے اپنے معاشرہ میں داخل کریں۔ غلام قادر ڈاہر

اسلام دی ریلیجن آف ہیومینٹی

مصنفہ حضرت مولانا محمد علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ

کے متعلق

جمال عبدالناصر صدر عرب جمہوریہ

کی رائے

حیدرآباد دکن سے محترم شیخ انعام الحق صاحب لکھتے ہیں:-

بخدمت مکرم معظم عالی جناب جنرل سیکرٹری صاحب۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

میں اپنے سابقہ عریضوں میں متعدد مرتبہ ڈاکٹر ای۔ ایس۔ راؤ کا ذکر کرچکا ہوں۔ انہیں اسلامی لٹریچر سے غیر معمولی دلچسپی ہے اسلامک ریویو انہوں نے پورے چندے سے اپنے نام جاری کرایا ہماری متعدد کتابیں خریدیں۔ بعض اوقات اپنی گرہ سے ہماری کتابیں خرید کر اور ہمارا مفت لٹریچر منگا کر اپنے مسلم و غیر مسلم دوستوں اور دنیا کے بڑے بڑے آدمیوں کو بھیجتے رہتے ہیں۔ اس سلسلہ میں ان کے پاس بعض اوقات ان بڑے آدمیوں کی آراء بھی آجاتی ہیں جن کی نقل وہ مجھے بھیج دیتے ہیں، اور میں مرکز کو ارسال کر دیتا ہوں۔ قبل ازیں حضرت امیر مرحوم و مغفور کی کتاب "نیو ورلڈ آرڈر" کے متعلق صدر جمہوریہ متحدہ عرب اور عراق اکابر کی آراء انہوں نے بھیجی تھیں۔ اب صدر موصوف کی یہ رائے رسالہ "اسلام دی ریلیجن آف ہیومینٹی" کے متعلق ارسال کی ہے۔

متحدہ عرب جمہوریہ

قاہرہ ۵ ستمبر ۱۹۶۰ء

جناب ڈاکٹر ای ایس راؤ

مجھے آپ کا خط جس میں آپ نے "اسلام دی ریلیجن آف ہیومینٹی" کے متعلق اظہار رائے کی درخواست کی ہے، وصول کرکے مسرت حاصل ہوئی، اس میں شک نہیں کہ اسلام کا پیغام تمام اقوام کی طرف ہے، اس میں ترقی کی دعوت ہے عبادت اور کام میں توازن ہے، وہ زندگی کے حقائق سے بکلی علیحدگی کا طالب نہیں، اس کے نزدیک انسانیت کے مفاد کے لئے کام کرنا بھی ایک عبادت ہے۔

اللہ تعالیٰ کے ساتھ انسان کے تعلقات کا ذکر کرتے ہوئے اسلام نے تمدنی طریق زندگی اور آئین شریعت کی ایک ایسی سکیم بنائی ہے جو انسانی قومیت کے نشو و نما کو ترقی دینے کا موجب ہے اس کی تعلیم یہ ہے کہ تمام بنی نوع انسان میں مساوات ہے۔ اور اس طرح وہ نسلی اور آبائی تصورات سے بالاتر ہے وہ تمام اقوام کے لئے تمدنی عدل و انصاف، اقتصادی ضمانت اور آزادی پر زور دیتا ہے۔ آپ کا مخلص۔ جمال عبدالناصر

صدر متحدہ عرب جمہوریہ

اخبار و افکار

تعدد ازدواج کے خلاف مہم

قاہرہ کے اخبار "الیوم" کی یہ خبر انتہائی رنج و اندوہ کے ساتھ پڑھی جائے گی، کہ متحدہ عرب جمہوریہ کی واحد پارٹی نیشنل یونین نے ملک میں ایک سے زاید شادیوں کے خلاف مہم شروع کی ہے مہم کا نعرہ یہ رکھا گیا ہے :-

"شادی شدہ آدمیوں سے شادی کرنے سے انکار کر دو"

اس مہم کا مقصد یہ ہے کہ مسلمانوں کو قرآن کریم نے چار بیویوں تک تعدد ازدواج کی جو اجازت دے رکھی ہے اس کو ختم کر دیا جائے، اس غرض کے لئے غیر شادی شدہ لڑکیوں تک پیغام پہنچانے کے لئے صرف لڑکیوں کے دستے مرتب کئے گئے ہیں، جو دوشیزاؤں پر زور دیں گے کہ وہ صرف کنواروں سے شادی کریں، یہ خبر ان لوگوں کے لئے بڑی خوش آیند ہے جو یورپ کی تقلید میں تعدد ازدواج کو ایک گھناؤنا فعل سمجھتے ہیں لیکن جن لوگوں کی نظریں یورپ کے ایک ہی شادی کے قانون کے قبیح نتائج کو دیکھ رہی ہیں، وہ کبھی اس بات کی حمایت نہیں کر سکتے کہ اسلامی دنیا میں بھی ویسا ہی قانون رائج کیا جائے، اس میں شک نہیں کہ تعدد ازدواج کی اجازت سے بعض لوگوں نے ناجائز فائدہ بھی اٹھایا ہے اور بعض حالتوں میں اس ذریعہ سے عورتوں کو ناحق ظلم و ستم کا شکار بنایا گیا ہے، لیکن کسی چیز کے ناجائز استعمال سے وہ چیز بری نہیں ہو جاتی، دیکھنا چاہیئے کہ تمام اسلامی دنیا میں کتنے لوگ ہیں جو تعدد ازدواج کی اجازت سے فائدہ اٹھاتے اور کتنے ہیں جو اس کے ناجائز استعمال سے عورتوں کو مشق ستم بناتے ہیں اور اس کے بالمقابل ایک بیوی کے قانون سے جو قبیح نتائج پیدا ہو سکتے اور ہوتے ہیں، وہ کتنے بھیانک اور معاشرہ کی عفت و عصمت کو کس قدر تباہ کرنے کا موجب ہیں، اس نقطہ کو پیش نظر رکھتے ہوئے اگر تعدد ازدواج کے مسئلہ پر غور کیا جائے تو اسلامی قانون ازدواج یقیناً باعث رحمت ثابت ہوگا لیکن اسکو کیا کیا جائے کہ پاکستان میں تو تعدد ازدواج کا مسئلہ ابھی زیر غور ہی تھا، متحدہ عرب جمہوریہ نے اس کے خلاف مہم شروع بھی کر دی ہے

؏ چو کفر از کعبہ برخیزد کجا ماند مسلمانی

ایک قابلِ غور تجویز

کچھ دن ہوئے انجمن حمایت اسلام لاہور کے سالانہ جلسہ کے موقعہ پر مولنا غلام مرشد خطیب شاہی مسجد لاہور نے تقریر کرتے ہوئے یہ تجویز پیش کی تھی کہ ان اسلامی کتابوں پر نظر ثانی کی جائے جن میں ایسا مواد پایا جاتا ہے، جو حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اقدس کی توہین کے مترادف ہے اور اس کے مطالعہ سے انگریزی تعلیمیافتہ نوجوانوں کے دلوں میں شکوک و شبہات پیدا ہوتے ہیں اور اس قسم کا مواد غیر مسلموں کے ہاتھ میں اسلام کے خلاف ایک حربہ کا کام دیتا ہے۔

مولانا غلام مرشد کی یہ تجویز جہاں انگریزی تعلیمیافتہ حلقوں میں نظر استحسان دیکھی گئی وہاں علماء کے حلقہ میں اس کو ایک نیا پرویزی فتنہ قرار دیا گیا، اور ان پر طعن و تشنیع کی وہ بوچھاڑ کی گئی کہ اللہ کی پناہ!

ہمیں مولانا کی نیت پر شبہ کرنے کی کوئی وجہ نظر نہیں آتی لیکن حالات کے پیش نظر یہ عرض کئے بغیر نہیں رہ سکتے کہ اسلامی لٹریچر (بالخصوص احادیث، تفاسیر اور سیرت کی کتابوں) کو اس طرح کھنگالنا کہ اس میں سے غیر مناسب باتیں نکل جائیں، جوئے شیر لانے کے مترادف ہے، محدثین کرام نے جہاں ہر قسم کی روایات کو جمع کرنے میں انتہائی محنت و مشقت سے کام لیا ہے، وہاں موضوعات جیسی کتابوں میں غلط اور موضوع روایتوں کو الگ کرنے میں بھی انہوں نے کوشش کا کوئی دقیقہ اٹھا نہیں رکھا تاہم کئی روایات ایسی ہیں جنکی صحت کے بارہ میں ابھی تک شدید اختلاف پایا جاتا ہے ایسی حالت میں یہ تو ناممکن ہے کہ انکو احادیث یا تفاسیر سے خارج کیا جا سکے، لیکن اگر یہ اصول پیش نظر رکھا جائے جو اس زمانہ کے امام اور مجدد وقت حضرت مرزا غلام احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ہمارے سامنے رکھا ہے کہ احادیث کا وہ حصہ جو سنت نبوی کے تحت امت کے تعامل میں آ چکا ہے، اس کو چھوڑ کر اس کی صحت اور معقولیت میں کوئی کلام نہیں ہو سکتا، باقی حصہ روایات میں سے جو بات قرآن کریم کے خلاف نظر آئے اور کسی طرح تاویل کر کے بھی قرآن کے مطابق نہ ہو سکے، اس کو قول رسول نہ سمجھتے ہوئے ترک کر دیا جائے تو مولنا غلام مرشد کی غرض اس سے پوری ہو سکتی ہے۔ ہمارے خیال میں اگر اس اصول پر پورے طور پر عملدرآمد کیا جائے اور تعلیم یافتہ طبقہ کے دماغوں میں اسکو پوری طرح ذہن نشین کر دیا جائے تو اس سے شکوک و شبہات کی کوئی گنجائش نہیں رہ سکتی، اور پرویزی فتنہ کا اثر بھی آسانی سے زائل ہو سکتا ہے۔

شوقِ تکفیر

ایک مقامی ہفت روزہ میں ابو یحییٰ امام خانصاحب نوشہروی کا ایک مضمون "توحید پرستوں کی یاد میں" کے عنوان سے شائع ہوا ہے جس میں حکومت کے اس عزم کی "شہدائے بالاکوٹ (حضرت سید احمد بریلوی و مولنا محمد اسمٰعیل دہلوی رحمۃ اللہ علیہما) کے مزارات پر پختہ عمارتیں بنائی جائیں" ایک سو ایک فیصدی اختلاف کیا گیا ہے۔ ہمیں اس بحث میں حصہ لینے کی ضرورت نہیں، لیکن اس مضمون کے ضمن میں ایک واقعہ قابل توجہ ہے، اور وہ یہ کہ :-

"یہ (یعنے بریلوی فرقہ) تو مولنا محمد اسمٰعیل رح کی تکفیر کے بغیر پانی نہیں پیتا، اس بارے میں انہوں نے یہاں تک ترقی حاصل کر لی ہے کہ گوجرانوالہ کے ایک بریلوی اخبار کا رویہ یہ ہو گیا ہے کہ جب کوئی اجنبی ان کی ملاقات کے لئے حاضر ہوتا ہے تو وہ پہلے یہ دریافت کرتے ہیں کہ اسمٰعیل دہلوی کافر تھا یا مسلمان؟ اگر اجنبی نے مولانا اسمٰعیل کو کافر کہدیا تو صحبت سے فیضیاب ہو گیا اور اگر مسلمان کہدیا تو الٹے پاؤں لوٹا دیا گیا یہی کچھ فرقہ بریلویہ کی کتابوں میں مولانا محمد اسمٰعیل رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق مرقوم ہے"

کس قدر افسوسناک واقعہ ہے، کون بتا سکتا ہے کہ اس شوق تکفیر نے امت کے کس قدر ٹکڑے کر دیئے اور وہ دین جو دشمنوں کو بھائی بھائی بنانے آیا تھا آج اس شوق تکفیر کی وجہ سے اسی دین میں بھائی بھائیوں کے دشمن بن رہے ہیں، یہاں تک کہ مردوں اور خادمان اسلام شہدا کی پگڑی اُچھالنے سے بھی دریغ نہیں کیا جاتا،

ایک اور فتوے

بریلوی فتوے آپ نے سُن لیا، اب دیوبندی فتوے بھی سُن لیجئے، ہفت روزہ "پیغام اسلام" لاہور نے جو دیوبندی مکتب فکر کا ترجمان ہے بقول "تنظیم اہلحدیث" یہ فتوے شائع کیا ہے کہ "غیر مقلدین کی امامت مکروہ تحریمی ہے" یعنے اہلحدیث کے پیچھے نماز پڑھنی منع ہے،

"تنظیم اہل حدیث" اس پر رائے زنی کرتے ہوئے لکھتا ہے :-

"آجکل ان فتووں کا کیا وزن اور کیا پوزیشن ہو اسپر کچھ لکھنے کی ضرورت نہیں ہے، ان مفتیان کرام نے صرف جماعت اہل حدیث پر ہی شفقت نہیں فرمائی بلکہ ان حضرات نے تقلید شخصی کی محبت میں یہاں تک کہدیا تھا کہ

فلعنة ربنا اعداد رمل
على من رد قول ابي حنيفة

(مقدمہ شرح وقایہ صـ۲۲)

یعنے جو شخص حضرت امام ابو حنیفہ رح کا قول رد کرے اس پر ریت کے ذروں کے برابر ہمارے رب کی لعنتیں ہوں،

ایسا کہنے والوں نے نہ اپنا خیال کیا نہ بزرگان دین کا لحاظ رکھا مثلاً امام ابو یوسف رح اور امام محمد رح حضرت امام ابو حنیفہ رح کے اکابر شاگرد ہیں، ان ہر دو بزرگوں نے اپنے استاذ حضرت امام ابو حنیفہ رح کے بیشمار اقوال رد کئے ہیں، غور فرمائے اگر مذکورہ شعر کے فتوے کو صحیح سمجھا جائے تو نتیجہ کیا ہوگا...... ؏

اگر گویم زباں سوزد"

ہم اس پر سوائے اس کے کیا کہیں کہ جن علماء کی یہ حالت ہے کہ ادنے مسائل کے اختلاف پر ایک دوسرے پر فتوے بازی سے دریغ نہیں کرتے ان سے اصلاح امت کی کیا امید؟ کاش، ان لوگوں کو خلق رسول امین کی کچھ تو پاسداری ہوتی کہ لوگ اُن سے کوئی اچھا سبق لے سکتے۔

خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ دیں — (مینیجر)

اسلام دینِ فطرت ہے جو تمام کائنات کا مذہب ہے

خطبہ جمعہ مورخہ ۲۳ فروری ۱۹۶۲ء فرمودہ حضرت امیر مولانا صدر الدین صاحب ایدہ اللہ

بمقام احمدیہ بلڈنگس ۔ لاہور

افغیر دین اللہ یبغون ولہ اسلم من فی السمٰوٰت والارض طوعاً وکرھاً والیہ یرجعون ۔

(آل عمران آیت ۸۲)

قولی اور فعلی کتاب میں تطابق

قرآن شریف اس زمانہ کے لوگوں کی پیاس بجھانے کا بہترین ذریعہ ہے ۔ آج دنیا علم میں ترقی کر چکی ہے اور دنیا کسی مذہب کو قبول کرنے کے لئے تیار نہیں جو عقل کے مطابق نہ ہو اور ان قوانین کے مطابق نہ ہو جو اس کائنات میں کام کر رہے ہیں ۔ یہ کتاب کبھی سچے علمی نظریات کی تردید نہیں کرتی ہے وہی اس کائنات کے اندر عملی طور پر کام کر رہے ہیں ۔ قرآن کریم خدا تعالیٰ کی قولی کتاب ہے اور یہ تمام کائنات اس کی فعلی کتاب ہے ۔ قولی کتاب کا مصنف ہے وہی فعلی کتاب کا موجد و خالق ہے ۔ اس لئے دونوں میں تعارض نہیں ہو سکتا بلکہ اتفاق ہے ۔

اسلام ۔ قوانین الٰہی کی فرمانبرداری

اس آیت نے اس بات کی طرف توجہ دلائی ہے کہ اسلام وہ دین ہے جو اس کائنات کی ہر چیز میں پایا جاتا ہے ۔ اسلام علم و حکمت کے مخالف نہیں ۔ اسلام اور علم و سائنس میں کوئی تخالف نہیں ہو سکتا ۔ چنانچہ لکھا ہے افغیر دین اللہ یبغون ولہ اسلم من فی السمٰوٰت والارض ۔ اس کائنات میں جو دین ہے کیا اس کے علاوہ اور دین تلاش کرتے ہیں ؟ حالانکہ اس کائنات کی جس قدر چیزیں ہیں سب کی سب قوانین الٰہی کی فرمانبرداری کا اظہار کر رہی ہیں ۔ اور یہی اسلام ہے ۔

دینِ فطرت

اسلام فطرتِ انسانی کا دین ہے ۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کو جو فطرت دی ہے قرآن کی تعلیم اس کے عین مطابق ہے ۔ فطرت اللہ التی فطر الناس علیھا فطرت وہ ہے جو اس کائنات کے مطابق ہو ۔ اسلمنا کے معنی ہیں فرمانبرداری اختیار کی ۔ چنانچہ فرمایا ان الدین عند اللہ الاسلام فرمانبرداری کا سبق دینے والا دین جو اللہ تعالیٰ کو پسند ہے وہ اسلام ہے ۔ وہی اس کائنات کا دین ہے ۔ اس دین کے ماننے والوں کو مسلم کہتے ہیں ۔ یعنی فرمانبرداری کرنے والے اور یہ جو فرمایا ولہ اسلم من فی السمٰوٰت والارض اس کی قرآن کریم نے بہت جگہ تصریح کی ہے ۔ ایک جگہ لکھا ہے واوحی فی کل سماء امرھا آسمان کے اندر جس قدر ستارے سیارے اور جس قدر دوسری چیزیں ہیں ان میں سے ہر ایک ہم نے وحی کی ہے یعنی ان کی فطرت کے اندر فرمانبرداری رکھ دی ہے اور وہ اپنے اپنے کام مقررہ قوانین کے ماتحت پوری فرمانبرداری کے ساتھ سرانجام دے رہے ہیں اور فرمایا ثم استوی الی السماء وھی دخان فقال لھا وللارض ائتیا طوعاً او کرھاً قالتا اتینا طائعین ۔ پھر اس نے فرمایا ہم نے آسمان اور زمین کو اطاعت کے لئے بلایا انہوں نے کہا ہم خوشی سے حاضر ہیں ۔ گویا آسمان اور زمین کی ہر چیز حکم الٰہی کے تابع ہے ۔ اور اپنے اپنے مقررہ قوانین کے تحت کام کر رہی ہے ۔

ہر چیز اپنی فطرت کے مطابق کام کرتی ہے

یہ جو فرمایا واوحی فی کل سماء امرھا ہر چیز جس کام کے لئے پیدا کی گئی ہے وہ اس کی فطرت میں رکھ دیا گیا ۔ مثلاً گھوڑا اپنی ایک فطرت رکھتا ہے جس کے مطابق اسے سدھا سکتے ہیں اور اس سے سواری کا کام لے سکتے ہیں ۔ جنگ کے لئے گھوڑوں کا رسالہ بنا سکتے ہیں ۔ لیکن بیل کی فطرت اس سے علیحدہ ہے اس سے سواری کا کام نہیں لیا جا سکتا ۔ نہ اس کا رسالہ بنایا جا سکتا ہے ۔ اسی طرح بھیڑ بکری سے کتے کا کام نہیں لیا جا سکتا ۔ وہ کتے کی طرح شکار نہیں کر سکتی ۔ نہ مکان یا کھیتی کی حفاظت کر سکتی ہے ۔ نہ کتے کی طرح وفادار رہنا اس کی فطرت ہے ۔ ایک کبوتر بلند پرواز تو کر سکتا ہے لیکن وہ شکار نہیں کر سکتا ۔ یہ باز کا کام ہے ۔ باز شکار کے بغیر نہیں رہ سکتا ۔ اس کو کہتے ہیں فطرت ۔ ہر ایک چیز کی فطرت علیحدہ ہے ۔ اور وہ اپنی فطرت کے مطابق ہی کام کرتی ہے ۔ انسان کو بھی ایک فطرت دی گئی ہے ۔ اس کی فطرت کی تربیت کے لئے قرآن کریم آیا ہے ۔

انسانی زندگی کا مقصد

یہاں پر یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ انسان کی زندگی کا مقصد کیا ہے ۔ قرآن کہتا ہے کہ انسانی زندگی کا مقصد اس کی فطرت کی تربیت اور اس کو نشوونما دینا ہے ۔ اور بار آور کرنا ہے ۔ جیسا کہ فرمایا قد افلح المؤمنون ثم ۔ یہ ہے کہ کسان زمین کو زراعت کے لئے درست کرتا ۔ پھر اس میں بیج پھینکتا ہے ۔ اور یہ یقین کرتا ہے کہ جس قسم کا بیج بویا جائے گا اسی قسم کا پھل نکلے گا ۔ جو قوتیں اس میں رکھی گئی ہیں صرف انہی کی تربیت ہو سکتی ہے ۔ اسی طرح انسان میں جو قوی ودیعت کئے گئے ہیں ۔ صرف انہی کی تربیت ہو سکتی ہے ۔ اور یہی زندگی کا مقصد ہے ۔ وہ تعلیم و تربیت جو انسان کی فطرت کے موافق نہیں رد کر دی جاتی ہے ۔ . . . . . . اسلام انسانی زندگی کو بار آور کرتا ہے اس کو چھوڑ کر کوئی اور دین اختیار کرنا اصل کی فطرت اور مقصد زندگی کے خلاف ہے مثلاً کوئی شخص کہے کہ حضرت عیسیٰ نے مصلوب ہو کر ہمارے گناہوں کو بخشوا لیا ۔ بخشوا لیا ہوگا لیکن اس سے انسان کا مقصد زندگی تو پورا نہ ہوا ۔ وہ اپنی فطرت کو تو پروان نہ چڑھا سکا ۔ اسی کی طرف اشارہ ہے من یبتغ غیر الاسلام دینا فلن یقبل منہ

شروع انسانیت سے ایک ہی دین

ایک دفعہ میں لندن کے ایک گرجا میں لیکچر دینے گیا ۔ وہاں ان کے مذہب کے خلاف بات کہی جائے تو برا نہیں مانتے اور بڑے ادب و لحاظ سے دوسروں کے خیالات سنتے ہیں ۔ میں نے وہاں اسلام کے مختلف پہلوؤں پر بحث کی اور بتایا کہ اسلام کے معنی فرمانبرداری کرنا ہے یعنی خدا کی فرمانبرداری ۔ یہ انسان کی فطرت کا دین ہے جو آدمؑ سے لے کر آج تک چلا آیا ہے ۔ دنیا میں جہاں کہیں کوئی انسان ہے اس کا مذہب اسلام ہے ۔ کسی ہندو سے پوچھو وہ بھی نیکی اور احکام الٰہی کی فرمانبرداری کو ضروری قرار دے گا اور یہی اسلام ہے

اسلام کا مفہوم اور اس کا نام

میں نے انہیں بتایا کہ اسلام کے علاوہ کوئی دین نہیں جس کے نام کے اندر اس کا مفہوم پایا جاتا ہو ۔ مثلاً کرسچینیٹی و عیسائیت ہے کیا اس کے نام میں کسی دین کا ذکر پایا جاتا ہے

حضرت عیسیٰؑ کا دین

عیسیٰؑ سے پہلے کرسچینیٹی کہاں تھی ؟ اور خود عیسیٰؑ کس دین کے پیرو تھے ۔ وہ تو کرسچین نہیں ہو سکتے ۔ وہ خدا تعالیٰ کے احکام کی فرمانبرداری کرتے تھے اس لئے وہ مسلم تھے ۔ اور ان کا دین اسلام ہے ۔ حقیقت یہ ہے کہ آدمؑ سے لے کر جتنے نیک لوگ ہوئے ہیں وہ سب احکام الٰہی کے پیرو اور اللہ تعالیٰ کے فرمانبردار بندے تھے ۔ یہی اسلام ہے ۔ جو حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم قرآن کی شکل میں لے کر آئے ۔ مجھے فخر ہے کہ میرا دین وہی ہے جو میرے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کا دین تھا ۔ وہ بھی مسلم تھے اور میں بھی مسلم ہوں ۔ کیا تم بھی فخر سے کہہ سکتے ہو کہ تمہارا دین وہی ہے جو مسیحؑ کا دین تھا ۔ وہ تو یوحنا کے سترھویں باب میں فرماتے ہیں کہ ہمیشہ کی زندگی یہی ہے کہ صرف ایک ہی خدا کو مانو اور مسیحؑ کو اس کا فرستادہ یقین کرو ۔ اور انہوں نے کہا ہے :۔

جب تک خدا کو اپنے سارے دل سے اور ساری جان سے نہ مانے اور اپنے ہمسایہ سے پیار نہ کرے تو ہمیشہ کی زندگی نہیں پا سکتا ۔

رسول کریم صلعم کا دین

یہی مذہب ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے ۔ کسی نے آپؐ سے پوچھا ما الاسلام یا رسول اللہ یا رسول اللہ اسلام کیا ہے ؟ فرمایا التعظیم لامر اللہ والشفقۃ علی خلق اللہ اسلام یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کے احکام کی پوری تعظیم کی جائے ۔ اور اللہ تعالیٰ کی مخلوق سے ہمدردی کا برتاؤ کیا جائے ۔ حضرت عیسیٰؑ نے اگر ہمسایہ سے پیار اور نیکی کو محدود کر دیا تو ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام مخلوق کے ساتھ شفقت کا حکم دے کر اس دائرہ کو وسیع کر دیا ۔ لیکن مذہب دونوں کا ایک ہی ہے ۔ اور یہی اسلام ہے ۔

میری اس تقریر کو سن کر پریذیڈنٹ رہ نہ سکا اور اٹھ کر کہنے لگا ۔

I am also a Moslem

یعنی میں بھی مسلمان ہوں ۔

تو لفظ اسلام یا اسلام ایک بڑا اچھا . . . . Contribution ہے جو قرآن کریم نے مذہبی لٹریچر کو عطا کیا ہے ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا انا اول المسلمین میں سب سے بڑھ چڑھ کر فرمانبردار ہوں ۔ اور حضرتؐ نے یہ جو فرمایا کہ اسلام التعظیم لامر اللہ والشفقۃ علی خلق اللہ کا نام ہے تو یہ بات حضورؐ نے قرآن کریم کی ایک آیت سے لی ہے ۔ جس میں فرمایا ہے ومن احسن دیناً ممن اسلم وجھہ للہ وھو محسن اس سے زیادہ اچھا دین کس کا ہو سکتا ہے ۔ جس نے اپنی ساری توجہ کو اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری میں لگا دیا اور وہ خدا کی مخلوق پر احسان کرنے والا ہے اور ایک اور

تبلیغی خط وکتابت

دیکھو خدا نے سارے جہاں کو جھکا دیا
گمنام پاکے شہرۂ عالم بنا دیا
(مسیح موعودؑ)

محمد فرمایا ومن احسن قولاً ممن دعا الی اللہ وعمل صالحاً و قال اننی من المسلمین اس شخص سے بہتر کس کا قول ہو سکتا ہے جو دعوت الی اللہ دے اور نیک عمل بجا لائے اور کہے کہ میں خدا تعالیٰ کے احکام کی عملاً فرمانبرداری کر کے دکھاتا ہوں۔ اس سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے التعظیم لامر اللہ والشفقۃ علیٰ خلق اللہ کہا ہے۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی وہ شخص ہے جو کہتا ہے کہ میں خدا کے احکام پر چلنے میں سب سے آگے ہوں معلوم ہوا کہ خدا تعالیٰ کی فرمانبرداری ہی اصل دین ہے۔

عمل ہی نجات

آپ نے اپنی بیٹی اپنی پھوپھی اور دیگر رشتہ داروں سے کہہ دیا کہ تم عمل کے ذریعہ ہی نجات پا سکتے ہو۔ لا اغنی عنکم شیئاً اعمال ہی ہیں جو تمہارے کام آئیں گے میں تمہارے کسی کام نہیں آ سکتا۔ لا املک لکم من اللہ شیئاً میں تمہارے لئے کچھ اختیار نہیں رکھتا۔

شفقت علیٰ خلق اللہ صحابہؓ کی زندگیوں میں

اور اپنی قوم کو اس حد تک یہ سبق سکھایا کہ صحابہ رضی اللہ عنہم نے بیان کیا کہ جب ہم سفر پر جاتے تو جہاں ہم قیام کرتے وہاں اگر نماز کا وقت بھی ہوتا تو بھی ہم پہلے سواریوں کی خدمت کرتے لیے کجاوں کو پانی پلاتے۔ ان کے آرام کی فکر کرتے۔ اس کے بعد نماز پڑھتے تھے یہ تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دین۔ اور فرمایا۔ میں نے کشف میں دیکھا کہ ایک مسلمان عورت دوزخ میں جل رہی ہے مجھے بتایا گیا کہ اس عورت نے ایک بلی اپنے گھر میں باندھ رکھی تھی جس کو نہ روٹی دیتی تھی نہ پانی اور اس کو چھوڑتی بھی نہ تھی کہ ہمسائے کے گھر جا کر کھا پی لے۔ اسی طرح اس عورت نے خدا کی مخلوق کو آرام پہنچانے کے بجائے اس کو دکھ دیا اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس رپورٹ ہوئی کہ ایک کتا پیاس کی وجہ سے گیلی مٹی چاٹ رہا تھا ایک عورت نے دیکھا تو اس نے کنوئیں میں سے پانی نکال کر اسے پلایا۔ فرمایا کہ وہ عورت جنتی ہو گئی۔

غیر مسلموں کے ساتھ سلوک

اور حضرتؐ نے جب معاذ بن جبلؓ کو یمن کا گورنر اور ابو موسیٰ اشعریؓ کو قاضی مقرر فرمایا تو اُن کو نصیحت فرمائی یمن میں تمہاری رعایا یہودی ہے کسی پر ظلم نہ کرنا۔ اگر تم نے ان غیر مسلموں پر ظلم کیا تو ان کی آہ خداوند کریم کے پاس پہنچے گی۔ فرمایا اتق دعوۃ المظلوم فانہ لیس بین اللہ وبینہ حجاب مظلوم کی آہ سے بچو کیونکہ مظلوم کی آہ اور اللہ تعالیٰ کے درمیان کوئی پردہ نہیں۔

تمام کامیابیاں فرمانبرداری میں

تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بہت زور اس امر پر دیا کہ اعمال ہی آخرت میں کام آ سکتے ہیں اس لئے مسلمان کی بہت بڑی ذمہ داری ہے کہ وہ لیبل لگا کر اور مسلمان کہلا کر خدا کو راضی نہیں کر سکتا۔ وہ پوری فرمانبرداری کے ذریعہ ہی نجات پا سکتا ہے۔ اسی لئے فرمایا۔ اُدخلوا فی السلم کافۃ یعنی پوری پوری فرمانبرداری کرو تمہیں کرو کیونکہ تمام قسم کی کامیابیاں اور تمام قسم کی برکات اسی سے حاصل ہوتی ہیں۔

نائیجیریا

ترجمہ خط از سلیمان ایف بولون ایشیا نائیجیریا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

میں نے بصد شکریہ قرآن شریف اور تین کتب وصول کر لی ہیں۔ جزاکم اللہ۔

قرآن شریف نے میری ہر وقت مدد فرمائی . . . .

اور عیسائی دوستوں سے کامیاب مباحثہ رہا۔

ان میں سے ایک صاحب جسے اسلام کے متعلق تھوڑا علم تھا۔ اس بات پر اصرار کرتا تھا کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم (نعوذ باللہ) گنہگار رہے اور عیسیٰ علیہ السلام بے گناہ تھے۔ اور ایسے ہی رہے۔ وہ قرآن شریف سورہ ۴۸ کی آیات ایک سے تین تک پیش کرتا تھا۔

جب میں نے قرآن شریف کی ان آیات کا ترجمہ اور تفسیری نوٹ اور کتاب محمد اینڈ کرائسٹ سے چند اقتباسات سنائے تو وہ خاموش ہو گیا۔ اور اس کی تسلی ہو گئی۔

اکثر عیسائیوں سے گول میز کانفرنس مباحثات کے لئے منعقد ہوتی رہتی ہے۔ یہ عیسائی جیہوواز وٹنس گروپ سے تعلق رکھتے ہیں۔

فتح اسلام مصنفہ حضرت مرزا غلام احمد امام العصر کا مطالعہ کیا واقعی آپ کا مشن اور دعویٰ مبنی بر حقیقت ہے۔

یہاں مسلمان لیلۃ القدر بڑے زور شور سے مناتے مگر اس کے مطلب اور معانی سے ناواقف ہیں۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت، اندھیری رات کو اُجالا کرنے والی تھی، دراصل وہ زمانہ انسانیت کے لئے سنگین کا زمانہ تھا۔ قرآن شریف نے عین اس وقت انسانیت کو بچا لیا۔ کیا ایسا زمانہ اس امت پر پھر بھی آئے گا۔

تاریخ اسلام کے انیسویں اور بیسویں صدی کے واقعات کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اگرچہ مسلمانوں میں سے ہر ایک مدعی اسلام تھا۔ مگر حقیقتاً مسلم نہیں تھا۔ عیسائی مبلغین بڑے زوروں پر تھے اور ہیں اور مسلمانوں کے اخلاقی اور روحانی انحطاط دیکھ کر دعویٰ کرتے تھے کہ وہ اسلام کا نام ونشان دنیا سے مٹا دیں گے۔ اسلام کو بھی نصرت کی اس اندھیری رات میں بہت ضرورت تھی۔ لہٰذا عین اس وقت امام العصر کو اللہ تعالیٰ نے کھڑا کر دیا۔ اللہ تعالیٰ کی ان پر برکات نازل ہوں۔ اور عیسائیت کے لئے ایک زلزلہ پیدا ہو گیا۔

میں آپ کے میگزین اور اخبارات کے لئے تبلیغی خط وکتابت کروں گا۔

تمام ممبران جماعت کو میرا السلام علیکم

(انہیں مزید لٹریچر اور خط بھیجے گئے۔ (غلام قادر ڈار))

لنکا

ترجمہ خط از مسٹر عبد اللہ سلیم مدیری کالج کولمبو سیلون

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مجھے آپ کا خط پچھلے مہینہ مل گیا تھا۔ میں جلدی جواب نہ دے سکا۔

مجھے مینول آف حدیث قرآن شریف۔ ٹیچنگز آف اسلام پرومسٹہ مسائل۔ فاؤنڈر آف دی احمدیہ موومنٹ موصول ہو چکی ہیں میں نے اپنے حلقۂ احباب کو آپ کی اسلامی خدمات کے متعلق مطلع کر دیا ہے اور وہ سب آپ کے مشکور ہیں۔

آئندہ مجھے مندرجہ ذیل پتہ پر خط وکتابت کریں۔ مطلب اس کا یہ ہے کہ کالج کے پتہ پر چٹھی نہ لکھی جائے۔ (پتہ)

میں خوشی سے آپ کو اطلاع دیتا ہوں کہ میں اپنے کالج میں اور آپ کے ذریعہ تعلیم اسلام حاصل کرنے میں ترقی کر رہا ہوں۔

(انہیں مزید لٹریچر اور خط بھیجے گئے۔ غلام قادر ڈار)

• • •

افریقہ

ترجمہ خط از مسٹر صلاح الدین سیکرٹری اسلام ایکسٹینڈنگ ینگین اوازے نائیجیریا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

اطلاعاً عرض ہے کہ ہم نے آٹھ ممبروں کی یونین قائم کی ہے انصار الی الاسلام یونین۔ ہم ملک کے اندرونی علاقوں میں تبلیغ کے لئے نکل جاتے ہیں۔ ہم اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کا پیغام لے کر نکل جاتے ہیں۔

آپ یہ سن کر خوش ہوں گے کہ ہم نے پانچ عیسائیوں اور ڈیکینیز کو حلقہ بگوش اسلام کر لیا ہے۔

مزید عیسائی لوگ مصر ہیں کہ ہمیں قرآن شریف دکھایا جائے پیشتر اس کے کہ وہ اسلام کا اعلان کریں اور یہ ہمیں سخت مشکلات یعنی بڑی رکاوٹ ہے۔ اس لئے ہمیں آپ کی مدد کی ضرورت ہے۔

اگر آپ ہمیں ایک جلد قرآن شریف اور سیرت رسولؐ کی ایک کاپی مع لٹریچر بھیج دیں تو عین عنایت ہو گی۔

وہ عیسائی جو حال میں مسلمان ہوئے ہیں وعدہ کرتے ہیں کہ وہ جلد ہی مسلم اسکول کھول دیں گے جس میں غیر مسلم بچوں کو تعلیم اسلام سے روشناس کرا کر اسلام کے لئے ایک خاص تعداد پیدا کریں گے

اپنی یونین کی کارگزاری کی رپورٹ آپ کو دیتے رہیں گے

امید ہے آپ ہمیں جواب سے جلد سرفراز فرمائیں گے۔

(انہیں قرآن شریف مع متن۔ فتح اسلام انگریزی ٹیچنگز آف اسلام وغیرہ اور خط بھیج دئے گئے۔ (غلام قادر ڈار))

(باقی بر صفحہ ۱۰)

سچے مہدی اور مسیح کے ظہور کے متعلق

مزید علامات

(مولانا شیخ عبدالرحمن صاحب مصری)

مزید سیاسی حالات

فاخرج الطبرانی فی الاوسط من طریق سعید بن جبیر لا تقوم الساعۃ حتی یظهر الفحش والبخل ویخون الامین ویؤتمن الخائن ویهلک الوعول ......

وتظهر التحوت قالوا یا رسول اللہ ما التحوت والوعول قال الوعول وجوہ الناس واشرافهم والتحوت الذین کانوا تحت اقدام الناس لیس یعلم بهم (فتح الباری جلد ۱۳ صفحہ ۱۲)

قیام الساعۃ سے قبل (قیام الساعۃ کی تشریح گزشتہ قسط میں گزر چکی ہے) فحش کی کثرت دین کی راہ میں خرچ کرنے سے بخل، خیانت کا زور ان کے متعلق بھی بحث گزشتہ اقساط میں گزر چکی ہے، اس وقت حدیث کے آخری حصہ پر روشنی ڈالنا مقصود ہے جس کا تعلق سیاسی حالات سے ہے۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ کہ وعول ہلاک ہوں گے اور تحوت غالب آجائیں گے۔ عرض کیا گیا کہ وعول اور تحوت سے کیا مراد ہے فرمایا وعول سے مراد شرفاء اور خاندانی لوگ ہیں۔ اور تحوت سے مراد وہ غیر معروف لوگ ہیں جو بڑے لوگوں کے قدموں کے نیچے زندگی بسر کرتے ہیں۔

یورپ کے انقلاب میں یہ پیشگوئی نمایاں طور پر پوری ہو گئی۔ بادشاہوں کا دور ختم ہو گیا اور حکومتیں عوام کے ہاتھ میں آگئیں۔ اس سے بھی نمایاں طور پر اس پیش گوئی کا ظہور روس میں ہوا جہاں شاہی خاندان کے تمام افراد موت کے گھاٹ اُتار دیئے گئے اور جن کو کوئی جانتا بھی نہ تھا انہوں نے ان کو ہلاک کر کے عنان حکومت اپنے ہاتھ میں لے لی۔ اور اب تک وہی برسر اقتدار ہیں، جو اب کمیونسٹ کے نام سے مشہور ہیں۔ ان واقعات کو سامنے رکھو اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی کشفی نگاہ کے کمال کو ملاحظہ کرو کہ کس صفائی اور وضاحت سے واقعات عالم کو اُس نے قریباً ۱۴ سو سال قبل دیکھ لیا۔ وہ لوگ جو باطنی قویٰ کے منکر ہونے کے علاوہ احادیث کی صحت کے بھی منکر ہیں، احادیث کی اس قسم کی پیشگوئیوں پر غور کریں کہ کس طرح اس قسم کی احادیث ان دونوں قسم کے خیالات کی تردید کر رہی ہیں۔

حدیث دوم

وحدیث ابن مسعود لا تقوم الساعۃ حتی یسود کل قبیلۃ منافقوها اخرجہ الطبرانی وفی لفظ وزاد لها وعند الترمذی من حدیث ابی هریرۃ وکان زعیم القوم ارذلهم وساد القبیلۃ فاسقهم وفی حدیث ابی هریرۃ اذا وسد الامر الی غیر اهلہ فانتظر الساعۃ۔ صفحہ

اس حدیث میں جو نقشہ کھینچا گیا ہے وہ سلطانوں کے زوال کا ہے یعنی مسلمانوں کی حکومت کا زوال اس وقت شروع ہوگا۔ جبکہ ان کی حکومت منافقوں اور مذہبی لحاظ سے رذیل اور فاسق لوگوں کے ہاتھ میں آجائے گی۔ واقعات شاہد ہیں کہ زوال کا باعث حکام کی فاسقانہ اور منافقانہ زندگی ہی ہوئی اور ان کے وہ رذیل کام زوال کو لانے کا موجب ہوئے جن میں یہ مبتلا ہو گئے تھے۔ یہ لوگ دراصل حکومت کرنے کے اہل ہی نہ رہے تھے۔

حدیث سوم

ایک حدیث میں ہے یتکلم فیها الرویبضۃ وهو الرجل التافہ یتکلم فی امر العامۃ صفحہ یعنی عوام کے امور کے بارے میں کلام کرنے والے لوگ اخلاقی لحاظ سے گرے ہوئے لوگ ہوں گے۔ جن کو حقیقتاً عوام کے مفاد کی طرف کوئی توجہ نہ ہوگی اپنے ذاتی مفاد ہی ان کے مدنظر رہیں گے۔ یہ حدیث عوام کے نمائندوں کی حقیقی تصویر پیش کرنے کے علاوہ اس بات کی طرف بھی اشارہ کر رہی ہے کہ اس زمانہ میں حکومتیں عوام کے نمائندوں کے ذریعہ چلائی جائیں گی۔

حدیث چہارم

وثم فی حدیث عقبۃ بن عامر عند الحاکم لهذہ القصۃ فما بعدها مقدمۃ قال قال رسول اللہ صلعم تطلع علیکم قبل الساعۃ سحابۃ سوداء من قبل المغرب مثل الترس فما تزال ترتفع حتی تملاء السماء ثم ینادی مناد یا ایها الناس ثلاثا یقول فی الثالثۃ اتی امر اللہ صفحہ یعنی مغرب کی طرف سے سیاہ بادل اٹھیں گے جو پہلے ڈھال کی مانند ہوں گے پھر آہستہ آہستہ بلند ہوتے چلے جائیں گے یہاں تک کہ سارے آسمان کو بھر دیں گے، پھر آسمان سے آواز آئے گی کہ امر اللہ آگیا ہے۔ امر اللہ کے آنے سے مراد مسیح اور مہدی کے ظہور کی پیش گوئی ہے۔ چنانچہ واقعات نے اس پیشگوئی کی تصدیق کر دی ہے۔ پہلے یورپین اقوام مشرق کی طرف تاجروں کی حیثیت سے آئیں اور ڈھال کی طرح ان کی خیرخواہی اور حفاظت کا دم بھرنے لگیں لیکن آہستہ آہستہ مسلمانوں کے سیاسی اقتدار کو ختم کر کے ان کے ممالک پر خود قابض ہو گئیں اور اس کے ساتھ ہی ان کے مذہب کو بھی پامال کرنا شروع کر دیا اس کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ نے حضرت مرزا صاحب کو مسیح اور مہدی بنا کر مبعوث فرمایا۔ جنہوں نے الہام کی بناء پر دعویٰ کر کے مسلمانوں کے ایمانوں میں از سر نو زندگی کی روح پھونک دی اور ان کو بصیرت کی مضبوط چٹان پر کھڑا کر دیا اور اس حدیث کے ماتحت کہ لو کان الایمان معلقا بالثریا لناله رجل من فارس ایمان کو آسمان سے اُتار کر زمین پر اس کی بنیادیں مضبوطی سے قائم کر دیں آسمان سے ندا آنے سے مراد یہی ہے کہ الہام کی بناء پر دعویٰ کیا جائے گا۔

حدیث پنجم

مشکوٰۃ باب العلامات بین یدی الساعۃ وذکر الدجال میں چھ امور کا ذکر ہے امر ششم کے الفاظ یہ ہیں۔ امر العامۃ وخویصۃ احدکم دراه وسلم یعنی مسیح اور مہدی کے ظہور کے وقت اور اس کے زمانہ میں حکومت عوام کے ہاتھ میں ہوگی۔ یعنی ان لوگوں کے ہاتھ میں جو پہلے خدام کہلاتے تھے چنانچہ ایسا ہی وقوع میں آیا عوام نے شاہی خاندانوں کے ہاتھ سے حکومت چھین لی اور اپنے ہاتھ میں لے لی اور اب پارلیمنٹوں کے ذریعہ عوام ہی جو خادم سمجھے جاتے تھے حکومت کر رہے ہیں۔ دوسرے معنی ان الفاظ کے یہ بھی ہو سکتے ہیں کہ عوام اور خواص مل کر حکومت کریں گے جیسا کہ اس زمانہ میں دار العوام اور ہاؤس آف لارڈز قائم ہیں اور ان دونوں کے ذریعہ حکومت کے کام سرانجام پاتے ہیں۔

حدیث ششم

کنز العمال جلد ہفتم صفحہ ۱۸۹ پر ایک طویل حدیث کے ضمن میں ایک علامت بدیں الفاظ بتلائی گئی ہے وفی ذی الحجۃ ینتهب الحاج یعنی حج کے مہینہ میں حاجیوں کو لوٹ لیا جائے گا۔ اس سے واضح ہے کہ حجاز میں اسلامی حکومت کا انتظام اچھا نہیں ہوگا۔ لوگوں کی خصوصاً حاجیوں کی جان و مال محفوظ نہیں ہوں گے رستے پر خطر ہوں گے۔ چنانچہ حضرت مرزا صاحب کے دعویٰ کے وقت وہاں ایسے ہی حالات تھے۔

حدیث ہفتم

اسی صفحہ پر یہ حدیث بھی درج ہے ینزل بامتی فی آخر الزمان بلاء شدید من سلطانهم آخر الزمان سے مراد مسیح کا زمانہ ہے یعنی اس زمانہ میں امت مسلمہ پر مسلمان بادشاہوں کی طرف سے شدید سختیاں عمل میں آرہی ہوں گی چنانچہ یہ پیش گوئی بھی پوری ہو گئی۔ مسلمان بادشاہوں کا سلوک رعایا سے منصفانہ نہیں تھا۔ رعیت مختلف قسم کی سختیوں کے نیچے دبی ہوئی تھی۔

حدیث ہشتم

اسی صفحہ پر یہ حدیث بھی ہے۔

فی امتی سیف وخسف ومسخ وقذف قیل یا رسول اللہ اَنهلک وفینا الصالحون قال نعم اذا کثرت الخبث یعنی میری اُمت پر چار مصائب وارد ہوں گے تلوار ذلت قلوب کا مسخ ہونا اور دیگر سلطنتوں کی طرف سے ان پر گولہ باری کا ہونا۔ واقعات نے اس حدیث کی صداقت کو بھی ثابت کر دیا۔ یورپین اقوام نے ان کے ممالک گولہ بارود اور تلوار کے ذریعہ ہی فتح کیا۔ مسلمانوں کی تباہی کی پیش گوئی کے علاوہ اس میں اس بات کی طرف بھی اشارہ ہے کہ اس زمانہ میں سامان حرب میں نمایاں تبدیلی ہو جائے گی اور ایسی مشینیں ایجاد ہو جائیں گی جو چاروں طرف سے گولے برسائیں گی حدیث میں قذف کا لفظ اسی طرف اشارہ کر رہا ہے، چنانچہ بعد کے الفاظ ظاہر کر رہے ہیں کہ صحابہ کرام نے بھی ان الفاظ سے مسلمانوں کی ہلاکت ہی سمجھی تھی

چنانچہ اُنہوں نے عرض کیا کہ کیا ہم ہلاک ہوں گے اور ہم میں صالح لوگ موجود نہ ہوں گے؟ فرمایا۔ ہاں جبکہ خبیث لوگوں کی کثرت ہو جائے گی اور صالحین کی تعداد ان لوگوں کے مقابلہ میں بہت کم ہو گی۔

حدیث نہم

اسی صفحہ پر ایک پیش گوئی بھی بدیں الفاظ موجود ہے :۔ اذا اتخذ الفئ دولا یعنی جنگ کے بدلے میں جو مال لیا جاتا ہے وہ پہلے تو مسلمان دوسری قوموں پر غالب آنے کی وجہ سے لیا کرتے تھے لیکن اب اُن کے ہاتھ سے نکل کر دوسری قوموں کی طرف یہ مال منتقل ہو جائے گا۔ اس میں بھی مسلمانوں کی شکست اور دوسری قوموں کے غلبہ کی طرف اشارہ ہے۔ چنانچہ ایسا ہی وقوع میں آیا۔

سیاسی انقلابات کے متعلق اور بھی احادیث ہیں۔ ان کا ذکر دجال کی پیش گوئی کی وضاحت کے ضمن میں کیا جائے گا۔

قلم کی اشاعت

کنز العمال جلد سابع صفحہ ۱۷۸ پر ایک طویل حدیث کے ضمن میں زمانہ مسیح موعود کی ایک علامت ظہور القلم وفشو القلم کے الفاظ میں بیان کی گئی ہے یعنی قلم کا غلبہ ہو گا۔ قلم سے کثرت سے کام لیا جائے گا۔ حضرت نبی کریم صلعم کی یہ پیش گوئی جس صفائی سے اس زمانہ میں پوری ہوئی وہ محتاج بیان نہیں قرآن کریم میں سورہ تکویر کے الفاظ اذا الصحف نشرت میں اسی امر کو وضاحت سے بیان کیا گیا ہے۔ یہ دونوں پیش گوئیاں درحقیقت ایک ہی مضمون کو ادا کر رہی ہیں۔ کتب، اخبارات، رسالے جس کثرت کے ساتھ اس زمانہ میں شائع ہو رہے ہیں۔ وہ محتاج تشریح نہیں سب پر عیاں ہی ہے۔ یہ صحف قلم سے ہی لکھے جاتے ہیں۔ قرآن کریم کا لفظ نشرت ضمناً اس طرف بھی اشارہ کر رہا ہے کہ ان صحف کو کثرت سے پھیلانے کے سامان بھی اس زمانہ میں پیدا ہو جائیں گے چنانچہ پریس کی ایجاد نے کتب وغیرہ کی کثرت اشاعت میں بڑی مدد کی ہے۔ اسی طرح ان کو ایک ملک سے دوسرے ملک میں پہنچانے میں ڈاکخانہ جات کا محکم انتظام بھی بڑا ممد ثابت ہوا ہے۔ اسی طرح ریل سے، سمندری جہاز، ہوائی جہاز وغیرہ بھی۔ اس امر میں بڑا حصہ لیا ہے بجلی کی ایجاد نے سونے پر سہاگہ کا کام کیا ہے گویا یہ ایک پیش گوئی ضمناً ان تمام سامانوں کے پیدا ہو جانے کی پیش گوئی پر بھی مشتمل ہے جن کے ذریعہ قلم کی تحریر کردہ کتب وغیرہ کی اشاعت ہوئی تھی اور جن کے ذریعہ انہوں نے لوگوں کے ہاتھوں میں پہنچنا تھا۔

کتب وغیرہ کی تصنیف کے علاوہ قلم و فاتر اور دیگر تمام تجارتی کاروبار کو احسن طریق سے چلانے میں مدد دے رہی وہ بھی کسی سے مخفی نہیں۔

صنعت اور حرفت اور تجارت کی ترقی کی پیشگوئیاں

احادیث نبوی میں مسیح موعود کے زمانہ کی علامات میں سے ایک علامت دخان بھی بیان کی گئی ہے۔ پہلے میں بتلا چکا ہوں کہ جب کسی چیز کو بطور علامت بیان کیا جاتا ہے تو اس سے مراد اس چیز کی کثرت ہوتی ہے دخان یعنی دھواں ویسے تو ہر زمانہ میں ہی نظر آتا رہا ہے لیکن اس کو بطور علامت بیان کرنا بتلاتا ہے کہ حضرت نبی کریمؐ کی کشفی نگاہ نے اسے اس کثرت سے دیکھا ہے کہ اسے بطور علامت بیان کرنے پر مجبور ہو گئے ہیں۔ دخان کی حقیقت شراح سابقین کس طرح پوری طرح سمجھ سکتے تھے اس لئے انہوں نے اس کے مختلف معانی کئے ہیں۔ مگر ہمارے زمانہ میں دھواں اپنی اصلی شکل میں نمودار ہوا ہے اور اس کثرت سے پھیلا ہوا ہے کہ اس نے فضا آسمانی کو اپنے وجود سے بھر دیا ہے۔ تمام بڑے بڑے شہروں میں دھوئیں کی اس قدر کثرت ہوتی ہے کہ بعض اوقات دم گھٹنے لگتا ہے۔ دخان کے متعلق پیش گوئی صرف دھوئیں کی کثرت ہی پر دلالت نہیں کرتی بلکہ اس کے اس کثرت سے پیدا ہونے کے اسباب کی طرف بھی اشارہ کرتی ہے جو مختلف کارخانوں کی شکل میں موجود زمانہ میں ظاہر ہو رہے ہیں۔ گویا یہ پیش گوئی بتلا رہی ہے کہ اس زمانہ میں ایسی چیزیں وجود میں آئیں گی جو کثرت سے دھواں پھینکیں گی چنانچہ واقعات اس کی صداقت کو ثابت کر رہے ہیں۔ کارخانوں کی کثرت دن رات دھواں پھینک رہی ہے۔ ریلوں کے انجن دن رات دھواں پھینک رہے ہیں۔ سمندری جہاز دن رات دھواں نکالنے میں مشغول ہیں۔ یورپ میں تو فضا اس قدر دھوئیں سے لبریز ہوتی ہے کہ چلنے والے لوگوں کے چہروں اور دوسرے اعضاء پر دھواں جم جاتا ہے اور کارخانوں کی کثرت دلالت کرتی ہے کہ صنعت اور حرفت اور تجارت کی ترقی ہو اگر ان کارخانوں کا تیار کردہ مال منڈیوں میں فروخت ہی نہ ہو تو کارخانے چلنے کی بجائے فوراً بند ہو جائیں۔

اس ترقی پر دلالت کرنے والی ایک اور علامت

مشکوٰۃ باب اشراط الساعۃ کی فصل ثانی میں یہ حدیث وارد ہے عن انس، قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا تقوم الساعۃ حتی یتقارب الزمان فتکون السنۃ کالشھر والشھر کالجمعۃ وتکون الجمعۃ کالیوم ویکون الیوم کالساعۃ وتکون الساعۃ کالضرمۃ بالنار (رواہ الترمذی) یعنی زمانہ تدریجاً قریب ہوتا جائے گا۔ سب سے پہلے سال مہینہ کی مانند ہو جائے گا یعنی ایسے ذرائع پیدا ہو جائیں گے کہ جو فاصلہ پہلے ایک سال میں طے ہوتا تھا وہ ایک ماہ میں طے ہونے لگ پڑے گا۔ یا جو کام پہلے سال میں سرانجام پاتا تھا وہ ایک ماہ میں سرانجام پانے لگ پڑے گا۔ پھر ان ذرائع میں اس قدر ترقی ہو جائے گی کہ مہینہ کا کام ہفتہ میں اور ہفتہ کا ایک دن میں اور دن کا ایک گھنٹہ میں اور ایک گھنٹہ کا کام اتنے قلیل وقت میں ہو جایا کرے گا۔ جتنا قلیل وقت کہ دیا سلائی کے جلانے میں لگتا ہے یہ پیشگوئی بھی جس صفائی سے پوری ہوئی ہے۔ وہ بھی محتاج بیان نہیں۔ ریلوں کی ایجاد، سمندری جہازوں کی ایجاد۔ موٹروں کی ایجاد اور سب سے بڑھ کر ہوائی جہازوں کی ایجاد نے فاصلوں کو اس قدر قریب کر دیا ہے کہ اس کو دیکھ کر انسان دریائے حیرت میں غرق ہو جاتا ہے قرآن کریم نے بھی الفاظ واذا العشار عطلت ویخلق ما لا تعلمون میں اسی قسم کی سواریوں کے پیدا ہو جانے کی طرف اشارہ کیا ہے۔ اونٹ کی سواری اسی وقت ہی چھوڑی جا سکتی ہے جبکہ اس کی جگہ اس سے بہتر سواری وجود میں آ جائے۔ اسی طرح گھوڑوں وغیرہ کے ذکر کے بعد فرمایا اور خدا تعالیٰ ایسی سواریاں پیدا کرے گا جو ابھی تمہارے علم میں نہیں اور حدیث میں بھی صراحت سے پیشگوئی موجود ہے لیترکن القلاص فلا یسعی علیھا یعنی اونٹنیاں چھوڑ دی جائیں گی اور ان پر سواری نہیں کی جائے گی۔ اب عرب میں موٹروں کی سواری نے اونٹنیوں کی سواری کی جگہ لے لی ہے۔ جو لوگ حج کو جاتے ہیں، وہ اس نظارہ کے ذریعہ پیش گوئی کو پورا ہوتے دیکھ کر کس قدر حظ اٹھاتے ہوں گے۔ اسی طرح مشینوں کی ایجاد نے جو بجلی کے ذریعہ چل رہی ہیں۔ مال کی تیاری میں جو وقت صرف ہوتا تھا، اسے کس قدر کم کر دیا ہے۔ سال میں جو مال تیار ہوتا تھا۔ اب مہینہ سے کم عرصہ میں تیار ہو جاتا ہے اور دور دراز ملکوں میں سواریوں کے ذریعہ کس آسانی سے پہنچ جاتا ہے ان چیزوں کو دیکھ کر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ حضرت نبی کریم صلعم اس زمانہ میں ان تمام نظاروں کو اپنی آنکھوں سے مشاہدہ فرما رہے ہیں اور جماعتی کے لئے انہیں بطور علامت بیان فرما رہے ہیں وہ بھی کتنی بڑی عظمت کا انسان ہے اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس کی کتنی بڑی شان ہے کہ اُس کے اظہار کے لئے علامتوں پہ علامتیں بیان کی جا رہی ہیں۔ کیسا ہی خوش قسمت ہے وہ انسان جس کو اللہ تعالیٰ اس امام ہمام کی شناخت کی توفیق عطا فرمائے۔ والسلام۔

تجارت کی ترقی کی واضح پیشگوئی

اگرچہ مندرجہ بالا احادیث ضمناً تجارت کی ترقی کی طرف اشارہ کر رہی ہیں۔ لیکن ترقی تجارت پر دلالت کرنے والی صریح احادیث بھی موجود ہیں۔ چنانچہ کنز العمال جلد سابع ص ۳۰ کی مندرجہ ذیل حدیث اس پر دال ہے۔ فرمایا حضرت نبی کریم صلعم نے اذا اقترب الزمان کثر لبس الطیالسۃ وکثرت التجارۃ وکثر المال وعظم رب المال لمالہ یعنی کاموں کی تکمیل میں جب زمانہ میں تدریجاً کمی واقع ہونی شروع ہو جائے گی تو طیلسان کا زیب تن کرنا کثرت سے ہو گا (طیلسان ایک قسم کا لباس ہے جو علماء اور مشائخ خاص طور پر پہنتے ہیں) اور تجارت بھی کثرت سے ہونے لگے گی اور مال بھی کثیر ہو جائے گا (یہ تجارت کا لازمی نتیجہ ہے) اور مال والے کی عزت اس کے مال کی وجہ سے کی جائے گی۔ اس زمانہ میں تجارت نے جس قدر ترقی کی ہے واقعات اس پر شاہد ناطق ہیں۔ پھر ص ۱۷۸ پر مندرج حدیث کے یہ الفاظ ہیں کہ من اشراط الساعۃ ان یفشو المال ویکثر القلم وتفشو التجارۃ ویظھر الجھل یعنی اس زمانہ کی علامات میں سے یہ علامتیں بھی ہیں کہ مال زیادہ ہو جائے گا قلم کے استعمال کی کثرت ہو گی اور تجارت عام طور پر پھیل جائے گی۔ اور جہالت یعنی دینی علوم سے ناواقفیت کا بھی غلبہ ہو گا اس کی وجہ ظاہر ہے کہ لوگ بالعموم دنیوی مشاغل کی طرف مائل ہوں گے۔ پھر ایک حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ تجارت اس قدر عام ہو گی کہ عورتیں بھی اس میں حصہ لینے لگ جائیں گی وہ حدیث یہ ہے کنز العمال جلد سابع ص ۱۸۳ حتی تتجر المرأۃ وزوجھا یعنی عورت اپنے خاوند کے ساتھ شریک ہو کر تجارت کرے گی۔

(باقی آئندہ)

تصحیح

۱۱ر جنوری کے شمارہ کے صفحہ ۸ کی سرخی "وحی اور عقل میں باہمی تعلق" ہے۔ احباب درست کر لیں۔

شیخ عبدالرحمٰن صاحب مصری

وحی اور عقل میں باہمی تعلق

حواس ظاہری و باطنی

حواس باطنی کا وجود

گذشتہ قسط میں فطرت انسانی کی بناوٹ پر روشنی ڈالی گئی تھی اور بتلایا گیا تھا کہ جس طرح ہر شے کی فطرت اس غرض و غایۃ کے مناسب حال بنائی گئی ہے جو اس کی پیدائش میں مدنظر رکھی گئی ہے اور اسی غرض کو پورا کرنے والی استعدادیں اسے بخشی گئی ہیں۔ اسی طرح انسانی فطرت بھی اسی غرض کے مناسب حال بنائی گئی ہے جس غرض کے لئے انسان کو پیدا کیا گیا ہے اور وہ غرض عبادت اور معرفت الٰہی ہے اور اسی غرض کو پورا کرنے والی استعدادیں اسے بھی عطا کی گئی ہیں اور یہ مخصوص فطرت اور مخصوص استعدادیں ہی ہیں جو انسان کو دوسرے حیوانات سے ممیز کرتی ہیں اب اس قسط میں اس امر پر بتوفیق الٰہی روشنی ڈالنے کی کوشش کی جائے گی کہ انسان کو ظاہری حواس کے علاوہ باطنی حواس بھی عطا کئے گئے ہیں اور ان دونوں امور یعنی فطرت انسانی کی بناوٹ اور باطنی حواس کی حقیقت کو سمجھ لینے کے بعد وحی کی ضرورت کو سمجھنے میں کوئی دقت باقی نہیں رہے گی اور وحی اور عقل کے درمیان جو باہمی تعلق ہے وہ بھی واضح ہو جائے گا اور اس بات کا سمجھ لینا بھی آسان ہو جائے گا کہ ان دونوں میں نہ کوئی تضاد ہے اور نہ آپس میں متصادم ہوتی ہیں۔ بلکہ ایک دوسرے کی ممد و معاون ثابت ہوتی ہیں نہ حقیقی اور سچی وحی عقل سلیم کے خلاف کوئی بات کہتی ہے اور نہ عقل سلیم سچی وحی کی مخالفت میں کھڑی ہوتی ہے۔ اور یہ بات بھی اظہر من الشمس ہو جائے گی کہ انسان کی حقیقی ترقی کے لئے ان دونوں کا وجود ضروری ہے وحی کے بغیر عقل بیکار اور عقل کے بغیر وحی بیکار ہے یہ دونوں موجود ہوں تو انسان مادی اور روحانی ترقی کی منازل طے کرسکتا ہے۔

وحی اور عقل کے مابین جس قسم کا تعلق ہے۔ اسی قسم کا تعلق حواس ظاہری اور حواس باطنی کے مابین بھی ہے۔ یہ دونوں قسم کے حواس ایک دوسرے پر اثر انداز ہوتے رہتے ہیں اور دونوں مل کر انسان کی حقیقی ترقی کے ضامن بنتے ہیں خواہ وہ ترقی مادی عالم کے ساتھ تعلق رکھتی ہو خواہ اس کا تعلق روحانی عالم کے ساتھ ہو۔ تمام الہامی کتب اور تمام انبیاء اور اولیاء کے ذاتی تجارب سے یہ امر پایۂ ثبوت کو پہنچ چکا ہے کہ جس طرح حواس ظاہری کا وجود یقینی ہے اسی طرح حواس باطنی کا وجود بھی یقینی ہے۔ جو بات ہزاروں نہیں بلکہ لاکھوں انسانوں کے تجربہ میں آ چکی ہو اس کا انکار وہی کور باطن انسان کر سکتا ہے جو خدا تعالیٰ کی عطا کردہ عقل سلیم کو عدم استعمال کی وجہ سے کھو چکا ہو ورنہ کوئی وجہ نہیں کہ ہم دنیاوی امور میں تو صاحب تجربہ اور صاحب مشاہدہ انسان کی شہادت کو صحیح تسلیم کر لیا کریں اور عالم روحانی کے متعلق صاحب تجربہ اور صاحب مشاہدہ انسان کی شہادت کو رد کر دیں پس حواس باطنی کے وجود پر نہ صرف یہی دلیل ایک کافی نہیں دو کی نہیں بلکہ مختلف ممالک میں پیدا ہونے والے ہزاروں لاکھوں انسانوں کی ذاتی شہادت ہے جو ان کے پاکیزہ نفوس پر انہی حواس باطنی کے ذریعہ وارد ہوتی رہتی ہے اور ہوتی چلی آ رہی ہے کوئی زمانہ بھی ایسے پاک وجودوں سے خالی نہیں رہا۔ حتیٰ کہ ہمارا یہ زمانہ بھی ایسا انسان پیش کرنے سے محروم نہیں رہا جس کا نام نامی حضرت مرزا غلام احمد قادیانی ہے اللہ تعالیٰ اس کی روح پر ہزاروں برکتیں اور رحمتیں نازل کرے آمین۔ ان تمام انبیاء اور اولیاء کا اس امر پر اتفاق ہے کہ حواس باطنی کا مرکز قلب ہے دماغ سے اس کا کوئی تعلق نہیں اور خدا سے تعلق پیدا کرانے والی ہدایات بذریعہ وحی قلب پر ہی نازل ہوتی ہیں۔ ہاں ان کے نزول کے بعد عقل سلیم ان کی صداقت اور من جانب اللہ ہونے کو شناخت کر لیتی ہے۔ اور ان پر ایمان لانے کے لئے انسان کو مجبور کر دیتی ہے مثلاً توحید الٰہی پر ایمان لانے کے فوائد اور شرک کے نقصانات جو اس وحی میں بیان کئے جاتے ہیں ان کو جب قلب پر نازل ہونے والی ہدایات میں بیان کر دیا جاتا ہے تو یہ وحی عقل کو بھی روشنی عطا کرتی ہے اور وہ بھی ان امور کی سچائی کی قائل ہو جاتی ہے ورنہ اس کے ذریعہ نہ اسے حقیقی توحید کا یقینی علم حاصل ہوتا ہے اور نہ ہی شرک کے یقینی نقصانات سے آگاہی ہوتی ہے۔

اس کے علاوہ ان ہدایات کے منجانب اللہ ہونے پر دو مزید زبردست واقعاتی شواہد بھی آموجود ہوتے ہیں۔ جن کا انکار عقل سلیم کی طاقت سے باہر ہوتا ہے۔ پہلا شاہد تو ان ہدایات کا اس غرض کو پورا کر دینا ہے، جس غرض کے لئے وہ نازل ہوتی ہیں یعنی ان کی پیروی کرنے والوں کو ربانی یعنی خدا سے تعلق پیدا کرنے والے بنا دینا۔ اب یہ ناقابل انکار حقیقت ہے، کہ انہی ہدایات کے ذریعہ دنیا میں پاکیزگی اور طہارت پھیلی ہے۔ اور انہی کے ذریعہ ہزاروں۔ لاکھوں انسان خدا رسیدہ بنے ہیں اس کے بالمقابل محض عقل کو کافی سمجھنے والوں میں سے ایک شخص بھی اس مقام تک نہیں پہنچا۔

دوسری شہادت یہ ہے۔ کہ ان پاک وجودوں کے قلب پر جو وحی نازل ہوتی ہے۔ اس میں مورد وحی کو آئندہ کے واقعات کی اطلاع دی جاتی ہے۔ اور یہ اطلاع ایسے امور سے متعلق ہوتی ہے۔ جن تک انسان کے ظاہری علم اور عقل کی رسائی نہیں ہوتی اور یہ اطلاع پوری ہو کر ثابت کر دیتی ہے کہ مورد وحی نے جو کچھ کہا تھا وہ حق تھا اور چونکہ یہ مورد وحی بھی دوسرے انسانوں کی طرح ایک انسان ہی تھا اس لئے اس کا ظاہری علم اور اس کی عقل بھی ان امور تک رسائی حاصل کرنے میں قاصر تھی۔ اس لئے ماننا پڑے گا کہ اس مورد وحی کو اطلاع دینے والی وہی ہستی ہو سکتی ہے جس کا علم تمام اشیاء اور تمام زمانوں پر محیط ہے۔ جس سے ایک ذرۂ عالم بھی مخفی نہیں۔ وہ حقیقی معنوں میں عالم الغیب والشہادۃ ہے۔ اور دوسرے اس مورد وحی کے اس قول کی سچائی پر بھی یقین آ جاتا ہے کہ اس پر نازل شدہ وحی اس کے دماغ پر نہیں بلکہ قلب پر وارد ہوئی ہے۔ اب اس صاحب حال کی شہادت کا رد کیا کس طرح کیا جا سکتا ہے۔

حواس باطنی کے متعلق چند مثالیں

پیشتر اس کے کہ میں حواس باطنی کے ثبوت کے بارے میں قرآنی آیات پیش کروں ان حواس کے متعلق چند مثالیں بھی بطور ثبوت پیش کر دینا چاہتا ہوں۔ یہ مثالیں ایسی ہیں۔ جن کی تصدیق صرف مذہبی کتب ہی نہیں کرتیں بلکہ تاریخی ثبوت بھی اس کی تائید میں موجود ہیں۔

پہلی مثال

حضرت یوسف علیہ السلام بچپن میں اپنے بھائیوں کی بے رحمی اور ان کے ظلم و ستم کا شکار ہوئے۔ جس کے نتیجہ میں انہیں اپنے عزیز والدین اور اپنے بھائی سے جدا ہونا پڑا۔ ان کے والد بزرگوار حضرت یعقوبؑ کو بھائیوں کی طرف سے اطلاع دی جاتی ہے۔ کہ انہیں بھیڑیا کھا گیا ہے اور ہر چند کہ اپنی رپورٹ کے سچے ہونے کا یقین دلانے کے لئے یہ بھائی اپنی اس رپورٹ کو اللہ تعالیٰ کی قسم سے مؤکد کرتے ہیں لیکن حضرت یعقوب علیہ السلام یہی کہتے رہے انی اعلم من اللہ ما لا تعلمون مجھے اللہ کی طرف سے وہ علم دیا گیا ہے جو تمہیں نہیں دیا گیا۔ اس لئے یا بنی اذھبوا فتحسسوا من یوسف واخیہ ولا تایئسوا من روح اللہ انہ لا ییأس من روح اللہ الا القوم الکٰفرون اے میرے بیٹو جاؤ اور یوسف اور اس کے بھائی کو تلاش کر کے لاؤ اور اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہو۔ اللہ کی رحمت سے کافر ہی ناامید ہوا کرتے ہیں۔ پھر جب حضرت یوسف کے بھائیوں کا قافلہ مصر سے یوسف کی زندگی کی خبر لے کر روانہ ہوتا ہے تو حضرت یعقوبؑ کیا فرماتے ہیں۔ اس کو بھی سنئے ولما فصلت العیر قال ابوھم انی لاجد ریح یوسف لولا ان تفندون یعنی جب بھائیوں کا یہ قافلہ مصر سے روانہ ہوا تو ان کے باپ نے گھر میں موجود تمام افراد کو کہا مجھے یوسف کی خوشبو آ رہی ہے۔ اگر تم مجھے حواس باختہ نہ سمجھو۔ قالوا تاللہ انک لفی ضلٰلک القدیم تو انہوں نے اس وقت بھی جواب میں یہی کہا کہ آپ جو کچھ کہہ رہے ہیں۔ وہ اسی محبت کے نتیجہ میں کہہ رہے ہیں۔ جس میں آپ قدیم سے مبتلا ہیں۔ یہ واقعہ دو قسم کے حواس باطنی پر دلالت کر رہا ہے۔ ایک قلب پر جس کے ذریعہ انہوں نے حضرت یوسفؑ کی زندگی کے متعلق اللہ تعالیٰ سے علم حاصل کیا دوسرے باطنی قوت شامہ کے وجود پر جس کے ذریعہ انہوں نے حضرت یوسف کی خوشبو سونگھ لیا اور ان دونوں حواس کے وجود پر بعد کے واقعات نے مہر تصدیق ثبت کر دی۔

دوسری مثال

حضرت عمرؓ کے زمانہ خلافت میں مسلمانوں کو ایک جنگ پیش آئی اس کے لئے جو فوج بھیجی گئی اس کے کمانڈر ساریہ نامی ایک شخص مقرر ہوئے۔ جنگ جاری تھی۔ جمعہ کا دن تھا۔ حضرت عمرؓ منبر پر جمعہ کا خطبہ دے رہے تھے کہ یکدم ان کی زبان پر خطبہ کی بجائے یہ الفاظ جاری ہو گئے۔ یا ساریۃ الجبل یا ساریۃ الجبل یعنی اے ساریہ پہاڑ کی طرف ہو جاؤ۔ اے ساریہ پہاڑ کی طرف ہو جاؤ ان الفاظ کو دہرانے کے بعد آپ نے پھر خطبہ شروع کر دیا۔ نماز کے بعد جب لوگوں نے اس کی وجہ دریافت کی تو انہوں نے فرمایا کہ مجھے میدان جنگ دکھلایا گیا اور میں نے دیکھا کہ لشکر اسلامی دشمن کے نرغہ میں آ رہا ہے تو میں نے ساریہ کو ہدایت کی کہ پہاڑ کی طرف ہو جاؤ۔ کیونکہ اس حرکت سے ہی وہ دشمن کے نرغہ سے محفوظ ہو سکتے تھے۔ جب ساریہ واپس آئے تو لوگوں نے ان سے دریافت کیا کہ کیا انہیں حضرت عمرؓ کی یہ ہدایت سنائی دی تھی؟ تو انہوں نے اس کی تصدیق کی اور کہا کہ اسی ہدایت پر عمل کرنے سے لشکر اسلامی دشمن کے نرغہ میں آنے سے محفوظ ہو گیا۔

اب یہ تو حقیقت ہے کہ ہماری ظاہری آنکھ اتنی دور تک دیکھنے سے بالکل قاصر ہے۔ حضرت عمرؓ کی جس آنکھ نے لشکر اسلامی کی حالت نرغہ کو دیکھا وہ باطنی آنکھ ہی ہو سکتی ہے۔ جس کے لئے زمان و مکان کچھ حقیقت نہیں رکھتے۔ تمام فاصلوں کو وہ عبور کر سکتی ہے۔ پس یہ تاریخی واقعہ ایک طرف باطنی آنکھ کے وجود کو ثابت کر رہا ہے اور دوسری طرف باطنی قوت شنوائی کے وجود کو بھی پایۂ ثبوت تک پہنچا رہا ہے کیونکہ اتنے لمبے فاصلہ کے باوجود جو حضرت عمرؓ اور ساریہؓ کے درمیان تھا۔ ساریہ کا حضرت عمرؓ کی آواز کو سن لینا ظاہری کان کی قوت شنوائی سے تو باہر تھا۔ پس یہ باطنی حس شنوائی ہی تھی۔ جس نے انہیں حضرت عمرؓ کی آواز کو سننے کے قابل بنا دیا۔

تیسری مثال

تیسری مثال ایک ایسے واقعہ کے متعلق ہے۔ جو خود حضرت نبی کریم صلعم کو پیش آیا اور وہ یہ ہے کہ معراج کے واقعات جب حضرت نبی کریم صلعم نے اہلِ مکہ کو بتلائے تو مخالفین نے شورِ تکذیب سے آسمان سر پر اٹھا لیا۔ اور واقعہ بیان کردہ کی سچائی اور کذب کو آزمانے کے لئے بیت المقدس کے متعلق ایسی باتیں دریافت کیں جن کو وہی شخص بتا سکتا تھا۔ جس نے بیت المقدس کو انتہائی گہری نگاہ سے دیکھا ہو۔ اپنے محبوب کو شرمندگی سے بچانے کے لئے اللہ تعالیٰ نے آنحضورؐ کی باطنی آنکھ کو اتنی تیز بینائی عطا فرما دی کہ مکہ میں کھڑے کھڑے آنحضور صلعم نے بیت المقدس کو دیکھ لیا اور کفار کے ہر سوال کا جواب بالکل صحیح صحیح دے کر انہیں حیرت میں ڈال دیا۔ واقعات معراج کے متعلق خود قرآن شریف کی بھی یہی شہادت ہے کہ جو کچھ اس رات کو آنحضورؐ نے دیکھا وہ دل کی آنکھ سے ہی دیکھا۔ قرآن کریم کے الفاظ یہ ہیں۔ ماکذب الفواد ماارای (النجم ع) دل نے جو کچھ دیکھا غلط نہیں دیکھا۔ بلکہ بالکل ٹھیک دیکھا۔ پس یہ آیت بھی حواس باطنی کے وجود پر نصِ صریح ہے اور ساتھ ہی اس امر کی بھی وضاحت کر رہی ہے۔ کہ قرآن کریم میں فؤاد کا لفظ محض علم النفس کی اصطلاح MIND ...... کے ہم معنی استعمال نہیں ہوا۔ جیسا کہ جناب پرویز صاحب کا خیال ہے۔ اس پر مزید روشنی اپنے موقعہ پر ڈالی جائے گی۔

چوتھی مثال

چوتھی مثال ان نظاروں پر مشتمل ہے۔ جو آنحضرت صلعم کی باطنی آنکھ نے قیامت تک دنیا میں پیش آنے والے واقعات کے متعلق مشاہدہ کئے۔ خصوصاً ایسے واقعات جو خود آنحضور صلعم کی اُمت کو پیش آنے والے تھے۔ ان میں بعض ہم نے اپنے مضمون "مسیح مسیح اور مہدی کے ظہور کی علامات" میں بیان کئے ہیں۔ مثلاً عیسائیوں کا کثرت میں ہو جانا۔ مسلمانوں کا عیسائیوں کے ہاتھ سے شکستیں کھانا۔ ان کے ہاتھ سے مسلمانوں کی حکومتوں کا مٹ جانا۔ بعض جنگوں میں مسلمانوں اور عیسائیوں کا مل کر تیسرے دشمن کا مقابلہ کرنا اور کامیاب ہونا۔ جیسا کہ جنگ کریمیا میں ترکوں اور انگریزوں اور اہلِ فرانس نے مل کر روس کو شکست دی۔ اہلِ یورپ کا مصر پر قابض ہو جانا۔ ایسی ایجادوں کا ظہور میں آنا۔ جن کی مدد سے کاموں کو سرانجام دینے میں وقت کا تدریجاً کم ہوتے جانا۔ ایسے کارخانوں کا وجود میں آنا جن سے فضا کا دھوئیں سے بھر جانا۔ مخالفینِ اسلام کا چاروں طرف سے اسلام پر حملہ آور ہونا۔ اسلام کا پھر غربت کی طرف لوٹ جانا۔ جیسا کہ وہ ابتداء میں تھا۔ مسلمانوں کی مذہبی۔ سیاسی۔ اقتصادی۔ اخلاقی اور روحانی حالت کا کمزور ہوتے جانا۔ مسلمانوں میں ارتداد کا رونما ہونا۔ مسلمانوں میں شریعتِ اسلامیہ کو منسوخ قرار دینے والی تحریکوں کا پیدا ہو جانا۔ جیسا کہ بابی اور بہائی تحریک ہے اور ان کے متعلق متعدد علامات بیان کر کے اللہ کو ان کے باطل پر ہونے کا یقین دلانا۔ قلم کے استعمال کا کثرت سے ظہور میں آجانا۔ قرآن کو پس پشت ڈالتے ہوئے مسلمانوں کا دیگر کتب کی طرف متوجہ ہو جانا وغیرہ وغیرہ۔ یہ اور اسی قسم کا دیگر متعدد امور میں جو آنحضور صلعم کے ۱۳۰۰ برس بعد وقوع میں آنے والے تھے۔ مگر آنحضور صلعم کی باطنی آنکھ نے ۱۳۰۰ برس قبل ہی انہیں دیکھ لیا۔ کیونکہ جیسا کہ میں ذکر کر آیا ہوں۔ باطنی آنکھ کے لئے ظاہری آنکھ کی طرح زمان و مکان کی کوئی قید نہیں۔ باطنی آنکھ اس قسم کی قیدوں سے آزاد ہے۔ یہ سب فاصلوں کو خواہ وہ زمانی ہوں یا مکانی آسانی سے طے کر لیتی ہے۔ آج کل کی علمی تحقیقاتیں بھی اندرونی قوٰی کے وجود کی تصدیق کر رہی ہیں۔ یہ قرآن کریم سے حواس باطنی کا ثبوت آئندہ قسط میں انشاء اللہ و بتوفیقہ پیش کیا جائے گا۔

بقیہ تبلیغی خط و کتابت (بسلسلہ صفحہ ۲)

افریقہ

ترجمہ خط مسٹر عبدالغنی الفتولا۔ لیگوس نائیجیریا

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

میں آپ کے خط کا جواب بڑی دیر سے دے رہا ہوں۔ اس تاخیر کے لئے معافی کا خواستگار ہوں۔

دیری کی وجہ یہ ہے کہ میں سالانہ امتحان کے لئے تیاری کر رہا تھا۔

آپ کے مکتوب گرامی، قرآن شریف اور دیگر کتب کے لئے بہت بہت شکریہ۔

براہِ مہربانی میرے لئے دعا فرماتے رہیں کہ اللہ تعالیٰ مجھے اپنی رضا کی راہوں پر چلائے۔

میں آپ سے بہت سے سوالات پوچھوں گا۔ بعض مسائل کے سمجھنے میں مجھے دقت محسوس ہوتی ہے۔

کیا اسلامی تعلیم کے متعلق آپ میرے سوالات کا جواب عنایت فرماتے رہیں گے؟

میں نے آپ کا ارسال کردہ لٹریچر مسلمانوں میں تقسیم کرنا شروع کر دیا ہے۔ بعض حضرات آپ سے خط و کتابت کرنا چاہتے ہیں۔

میں نے اپنے دوستوں کو آپ کا سلام و نیاز پہنچا دیا ہے۔ اگر اور ایسی کتب آپ کے پاس ہیں جن سے خدا تعالیٰ کا قرب نصیب ہو تو میں خریدنے کو تیار ہوں۔ مجھے اسلام سے بہت رغبت ہے۔

اللہ تعالیٰ آپ کی نصرت فرمائے کہ آپ دنیا میں اسلام کی اشاعت کر رہے ہیں۔

(انہیں فتحِ اسلام انگریزی، براہین احمدیہ لٹریچر اور خط بھیجا گیا۔ غلام قادر۔ ڈار)

انگلستان

ترجمہ خط از مسٹر ایچ۔ جی۔ میلر ڈربی شائر انگلینڈ

جنابِ عالی!

مجھے یقین ہے کہ آپ اسلامیات پر کتب شائع کرتے ہیں۔ میں احمدیہ مومنٹ کے بانی کے حالات جاننا چاہتا ہوں۔ نیز مجھے انٹروڈکشن آف ہولی قرآن کی بھی ضرورت ہے۔ نماز کے متعلق احکام اور ہدایات سے بھی واقف ہونا چاہتا ہوں۔

مجھے فہرستِ کتب بھیج کر ممنون فرمائیں۔ یہ سب فہرست انگریزی میں ہو۔ کیونکہ میں انگریزی ہی جانتا ہوں۔

اسلامی نماز کے متعلق مفصل ہدایات کہاں سے مل جائیں گی؟

میں عیسائی ہوں۔ مگر مدت ہوئی کفارہ۔ مسئلہ حلول اور تثلیث کو خیرباد کہہ چکا ہوں۔ میں نے بڑے غور و تعمق سے اس مذہب کا مطالعہ کیا اور میں اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ بہت سے عیسائی کفارہ اور تثلیث کو نہیں مانتے۔

میں نے دوسرے مذاہب کا مطالعہ بھی شروع کیا ہے۔ بدھ مذہب، یہودیت اور اسلام کو میں نے اپنے نقطۂ نظر سے متفق پایا۔ میں نے ان مذاہب کی اکثر کتب کا مطالعہ کیا اور معلوم ہوا کہ حضرت عیسیٰؑ کے متعلق یہودی عقیدہ بالکل غلط ہے۔ اسلامی تعلیم نے بھی مجھے متاثر نہ کیا۔ کیونکہ میں اسلام کے متعلق عیسائیوں کا شائع کردہ لٹریچر پڑھ چکا تھا۔ جب میں نے مرزا غلام احمد کی دو کتب تعلیم الاسلام اور اسلامی معتقدات پڑھے تو مجھے یقین ہو گیا کہ وہ چیز جس کی تلاش مجھے برسوں سے تھی۔ آج مل گئی ہے۔ اور اس وقت سے مجھے یقین ہو گیا کہ اسلام صحیح اور فطرتی مذہب ہے۔ پھر قرآن کریم مؤلفہ مولانا محمد علی پڑھ کر میرے اس یقین میں اور اضافہ ہو گیا۔ اسلام کا دوسرے انبیاء کے متعلق جو اعتقاد ہے۔ اسی کا میں حامی تھا۔

میرے پاس مولانا محمد علی کی تفسیر القرآن ہے۔ اور اب میں وثوق سے کہہ سکتا ہوں کہ اسلام ہی صحیح مذہب ہے۔

دیگر مذاہب کا ابھی مطالعہ جاری ہے۔ یہ فقرہ میں نے صرف آپ کی اطلاع کے لئے لکھا ہے کیونکہ آپ تبلیغی ادارے سے متعلق ہیں۔ میں خیال کرتا ہوں کہ آپ بھی دلچسپی لیں گے۔

(انہیں ٹیچنگز آف اسلام۔ فاؤنڈر آف دی احمدیہ موومنٹ ترجمۃ اسلام انگریزی وغیرہ بھیجے گئے۔ (غلام قادر۔ ڈار)

اخبارِ احمدیہ

حضرت امیر ایدہ اللہ بنصرہ العزیز بفضلہ تعالیٰ بخیر و عافیت ہیں۔

کامیابی اور عطیہ

بہ خوشی سے چوہدری سید احمد صاحب نے اپنی صاحبزادی جسامت خانم کے ایف۔ اے کے امتحان میں کامیاب ہونے کی خوشی میں مبلغ پچیس روپیہ انجمن کو عطا فرمائے ہیں۔ جزاہ اللہ۔ مبارک۔ اللہ تعالیٰ عزیزہ موصوفہ کو بیش از بیش دینی و دنیوی حسنات سے متمتع فرمائے۔

ایک اندوہناک حادثہ

پشاور سے محمد صادق صاحب اطلاع دیتے ہیں کہ میرا بڑا بھائی محمد داؤد جو علاقہ پرجھتہ سابق ریاست امب میں پٹواری تھا۔ مرمنع ہوا کہ میرا ان ڈیوٹی پر گیا۔ جہاں ۵ دسمبر ۱۹۶۰ء کو رات کے بارہ نے گیارہ بجے علاقہ کے چند سفاک اور درندہ لوگوں نے سات فائر کر کے اسے ہمیشہ کے لئے ابدی نیند سلا دیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اس قتل کا پس منظر وہ دیرینہ عداوت ہے جو خوانین طبقہ اور عوام میں لمبے عرصہ سے چلی آرہی تھی۔ سنا گیا ہے کہ اس سے قبل تین سرکاری ملازم۔ دو نائب گارڈ اور ایک کانسٹیبل اسی طرح گولیوں کا نشانہ بنے۔ یہ اس علاقہ کا چوتھا حادثہ ہے۔ محترم خان بہادر غلام ربانی خان صاحب اور محترم خان بہادر ڈاکٹر سعید احمد خان صاحب اور دیگر احباب نے ہمارے ساتھ جس ہمدردی و شفقت کا اظہار کیا۔ اس کا میرے دل پر گہرا اثر ہوا۔ خان بہادر غلام ربانی خان صاحب نے میری درخواست پر محمد داؤد کے کیس کی پیروی کا وعدہ فرمایا ہے۔ جس کا میں تہِ دل سے ممنون ہوں۔

پیغامِ صلح: ہمیں اپنے محترم بھائی اور مرحوم کے دیگر لواحقین سے دلی ہمدردی ہے۔ ہم دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ انہیں صبرِ جمیل عطا فرمائے۔ اور مرحوم کو جنت الفردوس میں جگہ دے۔ احباب سے جنازہ غائبانہ کی درخواست ہے۔

(باقی بر صفحہ ۱۵)

اسلام مغرب میں

پیشتر اس کے کہ ووکنگ مسلم مشن انگلستان کی سرگرمیوں کا مختصر خاکہ پیش کیا جائے۔ بہتر معلوم ہوتا ہے کہ اسلام کے بارہ میں مغربی دنیا کے خیالات کا اجمالی نقشہ پیش کیا جائے اور یہ کہ مغرب کس حد تک اسلامی تصوّرات سے واقف ہو چکا ہے۔

جناب زیڈ۔ اے سہری نمایندہ پاکستان ٹائمز مقیم لندن کے قلم سے حال ہی میں "اسلام اور مغرب" پر ایک مضمون پاکستان ٹائمز میں شائع ہوا ہے جس کے چند پہلو ہمارے لئے قابل غور ہیں اور ضرورت ہے کہ ان پہلوؤں کو مدنظر رکھتے ہوئے مغرب میں اسلامی تعلیمات کی اشاعت کو نئے دھاروں پر چلایا جائے، فاضل مضمون نگار اپنے اس مضمون میں لکھتا ہے:۔

"پچھلے دس بیس سالوں سے یہ خیال پیدا ہو رہا ہے کہ مغرب دنیا سے اسلام سے بہتر واقف ہو رہا ہے اور دلچسپی ظاہر کر رہا ہے۔ کچھ موافق لٹریچر بھی پیدا ہوا ہے۔ جس کی یہ کوشش رہی کہ مغرب میں اسلام اور مسلمانوں کے بارہ میں زیادہ بہتر مفاہمت پیدا کرے"

"لیکن یہ ایک حقیقت ہے کہ مغرب اشتراکیت کے خلاف مخالفت میں اتنا متشدد نہیں بنتا جتنا اس جذبہ کا اظہار اسلام کی ترقی کے خلاف کرتا ہے۔ کیونکہ اشتراکیت کو وہ ایک ایسے سیاسی فلسفہ کی نظر سے دیکھتا ہے جس میں وقت کے ساتھ تبدیلی واقع ہو سکتی ہے۔ لیکن اسلام ان کے نزدیک ایک مستقل خطرہ ہے خاص طور پر اس لئے کہ اس میں دولت و اقتدار کے وسائل نہ ہونے کے باوجود پھیلنے کی صلاحیت موجود ہے۔"

یہ اس مضمون کے اقتباس ہیں جو کہ ٹائمز (لندن) میں شائع شدہ مضامین سے متاثر ہو کر سہری صاحب نے لکھا تھا۔ سرزمین انگلستان کا یہ مستند روزنامہ مغربی ذہن کا ترجمان سمجھا جاتا ہے۔ اس لحاظ سے فاضل مضمون نگار کے رشحات مغرب میں تبلیغ اسلام کی تگ و دو کے لئے نئے نقطۂ نگاہ کے متقاضی ہیں۔

ایک ٹھوس حقیقت

مغرب کا نقطۂ نگاہ کچھ بھی ہو، اسلام مغربی ذہنوں پر ایک ٹھوس حقیقت بن کر ابھر رہا ہے اور یہ کہ اس کے بین الاقوامی تصوّرات و اعتقادات

مغرب میں تبلیغ اسلام

ووکنگ مسلم مشن انگلستان!

جس کی بنیاد حضرت خواجہ کمال الدین مرحوم و مغفور نے ۱۹۱۳ء میں رکھی

ہی قوموں میں باہم رشتۂ مودّت اور معاشرہ میں خوشگوار توازن پیدا کرنے کی اہلیت رکھتے ہیں۔

امریکہ کا مشہور ماہنامہ لائف، اپنے شمارہ میں یوں رقمطراز ہے:۔

"مراکو سے جزیرہ نما سے ملاکو (ملایا) کا ایک منبع ہے کہ مسلمان ایک ہی عقائد رکھتے، ایک ہی نماز پڑھتے اور ایک ہی مقدس گھر کی طرف رُخ کرتے ہیں، یہ وہ حقائق ہیں جو اسلام کے کروڑوں پیروؤں کو متضاد خیالات کے باوجود، زمین پر خدا کی بادشاہت کا علمبردار ٹھہراتے ہیں۔"

ووکنگ کی عیدالاضحیٰ

اسی طرح ووکنگ میں عیدالاضحیٰ کی خبر کو لندن کا بین الاقوامی شہرت رکھنے والا روزنامہ ٹائمز اپنے ۷ر جون کے شمارہ میں اس طرح درج کرتا ہے:۔

"تین ہزار نے مسلمانوں کی تقریب عید میں شرکت کی"

"ساری انسانیت ایک ہے"

تقریباً ۳ ہزار افراد کی شرکت اس ملک میں مسلمانوں کے کسی عام تہوار میں اس سے پہلے نہ ہوئی ہوگی۔ یہ تہوار عیدالاضحیٰ کا ہے۔ جو کہ حضرت ابراہیم کی قربانی کی یادگار میں منایا جاتا ہے اس ملک میں مسلمانوں کی تعداد ایک لاکھ بتائی جاتی ہے اور دو ہزار ان میں سے مسلم سوسائٹی آف گریٹ بریٹن میں شامل ہیں۔ امام صاحب نے فرمایا کہ برطانیہ میں اسلام قبول کرنے والوں کی رفتار ۲-۱ افراد فی ہفتہ ہے امام صاحب کے نزدیک یہ رفتار تسلی بخش نہیں ہے۔

...... اسلام رنگ، نسل اور رتبہ کے امتیازات کو ختم کرنے میں کامیاب ہے اور وہ دنیا کو نہایت ہی ضروری اور اہم سبق سکھا رہا ہے کہ "ساری انسانیت ایک ہے۔ اسی وجہ سے اسلام افریقہ کے لاکھوں لامذہب افراد کے دل و دماغ میں تیزی سے گھر کر رہا ہے ...... نعوذ۔ ابراہیم جیسے محمد صلعم اور دوسرے نامور مذہبی رہنماؤں نے کبھی یہ تعلیم نہیں دی کہ ایک شخص نسل، رنگ اور قومیت کے اعتبار سے دوسرے شخص پر فوقیت رکھتا ہے۔"

اسی قسم کی رپورٹیں ووکنگ ہیرلڈ اور ووکنگ نیوز اینڈ میل نے اپنے پرچوں میں شائع کیں، مغربی ذہنوں کا یہ محسوس تاثر مغرب میں سچائی کے سورج کے طلوع ہونے کے آثار کی غمازی کر رہا ہے۔

حلقہ بگوش اسلام ہونیوالے

ووکنگ سے آمدہ رپورٹوں میں حلقہ بگوش اسلام ہونے والوں کی فہرست آتی رہتی ہے۔ صرف عیدالفطر کے موقعہ پر آٹھ اشخاص نے اسلام قبول کیا۔ مغرب میں اسلامی تعلیمات کی اشاعت کرنے والا عظیم ادارہ ووکنگ مسلم مشن اسلام کی نشأۃ ثانیہ میں اہم ترین کام کر رہا ہے۔ چنانچہ کمانڈر ایف۔ ایم، فیلوز (انگلستان) اپنے اسلام قبول کرنے کی سرگذشت بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

"ایک دو سال پیشتر میں نے اسلام کے بارہ میں تحقیق شروع کی۔ میں نے ووکنگ مسلم مشن سرے انگلستان کو لکھا اور انہوں نے مجھے مسلمان مصنفوں کی کتب ارسال کیں۔ ان کتب نے اسلام کے بارہ میں مغرب کے غلط تصورات، غلط بیانیاں اور بے بنیاد باتوں کو بے نقاب کیا۔ اور تصریح کی کہ یہ کیوں اور کس طرح وجود میں آئے۔ ان کتابوں نے ثابت کیا کہ اسلام کی نشأۃ ثانیہ ہو رہی ہے اور چند تعمیری تحریکیں سرگرم عمل ہیں جو اسلام کو اپنی اصلی تابناکیوں کے ساتھ موجودہ ارتقاء اور جدید علوم کی روشنی میں جس کے ساتھ اسلامی تعلیم مکمل تطابق رکھتی ہے احیاء کر رہی ہیں۔

"اسلام اس دنیا کی زندگی کے تقاضوں کو پورا کرتا ہے۔ یہ سادہ اور واضح دین ایسی تفصیلات سے بالکل پاک ہے جن پر یقین ہی نہیں کیا جا سکتا۔ اس کا طریق عبادت ایمانداری اور اخلاص کا دلکش ہے۔"

مسلمانوں کی رہنمائی کا مرکز

ووکنگ مسلم مشن مغرب میں جہاں اسلام کی اشاعت و دفاع میں کوشاں رہتا ہے وہاں خود مسلمانوں کی رہنمائی کا ایک مرکز بھی ہے جس کی یہ کوشش رہتی ہے کہ مسلمانوں کو فروعی مسائل کی اُلجھنوں سے نکال کر ان کو اسلام کی اخوت و برادری کی لڑی میں پرو دے اور اسلامی تعلیمات کو ان کے ذہنوں میں زیادہ مستحکم کر دے۔ چنانچہ اسی مقصد کو مدنظر رکھ کر شیخ محمد طفیل ایم۔ اے امام شاہجہان مسجد ووکنگ (انگلستان) نے عیدالفطر کے موقعہ پر "فرقہ پرستی مسلمانوں میں سے ختم ہونی چاہیئے اور ہر ایک کلمہ گو مسلمان ہے" کے موضوع پر ۲ ہزار کے بین الاقوامی مجمع سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا:۔

"اسلام میں کوئی فرقہ نہیں۔ یہ مختلف مکاتیب فکر ہیں، تمام مسلمان ایک خدا، ایک کتاب اور ایک رسول پر حقیقی یقین رکھتے ہیں ...... کسی مناسب لفظ کے نہ ہونے کی وجہ سے ان مختلف مکاتیب فکر کو فرقہ کا نام دے دیا گیا ہے ...... فروعی اختلافات جو کہ صحیح معاشرے کے پنپنے کے لئے ضروری ہیں ان کو بعض انتہا پرست عناصر نے زیادہ ہوا دے دیا اور ان کی وجہ سے خود مسلمانوں نے دوسرے مسلمانوں کو کافر ٹھہرا دیا۔ خود صحابہ رضہ میں مختلف مسائل میں اختلاف موجود تھا۔ لیکن انہوں نے کبھی [illegible] بنا پر ایک دوسرے کو کافر نہیں گردانا۔

"ضرورت اس امر کی ہے کہ مسلمانوں کے ان نام نہاد فرقوں یا مکاتیب فکر کے درمیان فروعی اختلافات کو دور کیا جائے اس کے لئے پہلا قدم اٹھانا چاہیئے۔ کہ ایسے مواقع فراہم کئے جائیں۔ جہاں آپس میں تحقیق ہو اور باہم افہام و تفہیم کے خوشگوار [illegible]

اتوار کی رات تھی، "میامی ہیرلڈ" کا پہلا ایڈیشن پریس کو بھیجا جا چکا تھا۔ اس کے ایڈیٹر ٹموتھی سولیوان اپنی میز پر بیٹھے ہوئے مختلف کاغذات کو ترتیب سے رکھنے میں مصروف تھے کہ اُن کی میز کی داہنی کرسی پر رکھے ہوئے ٹیلیفون کے سرخ سگنل نے آنکھ جھپکائی۔ انہوں نے آواز گیر اُٹھا کر کہا "ایڈیٹر"۔

"ایک عورت نے ہلکی اور تھکی ہوئی آواز میں کہا میری مدد کیجئے، میرے خاوند کا اتنا زیادہ خون نکل گیا ہے کہ وہ لب گور ہے۔"

ایڈیٹر کی سیکریٹری میگی ٹرز اُن کے سامنے کی میز پر بیٹھی ہوئی تھیں۔ ایڈیٹر نے آواز گیر ان کو دے دیا۔ میگی نے ٹیلیفون کرنے والی عورت سے پوچھا کیا ہوا تمہارے خاوند کو؟ تھکی ہوئی آواز پھر آئی "وہ بسکین ہسپتال میں ہے، ڈاکٹر کہتے ہیں کہ وہ صبح تک مر جائے گا۔ کیونکہ اس کے جسم میں داخل کرنے کے لئے خون نہیں ملتا۔"

ایڈیٹر صاحب نے میگی سے کہا "بسکین ہسپتال سے فون ملاؤ"۔ اور ادھر انہوں نے عورت سے پوچھا "تمہارے خاوند کا نام کیا ہے؟" اس نے سسکیاں بھرتے ہوئے جواب دیا، "کوارک روڈی کوارک، ہم لوگ ڈیر بارن (میشیگن) کے رہنے والے ہیں، چھٹی لے کر یہاں سیر و تفریح کے لئے آئے تھے، وہ یہاں بیمار پڑ گئے"۔ انہوں نے پھر پوچھا "ڈاکٹر کا کیا نام ہے؟" خوفزدہ عورت نے کہا "دو ڈاکٹر ہیں ڈاکٹر میڈوز اور ڈاکٹر ڈیوڈسن"۔

میگی دوسری لائن پر اسپتال سے فون لیتے ہوئے تھی، ڈاکٹر میڈوز نے اس امر کی تصدیق کی کہ روڈی کوارک کی حالت نازک ہے اور نقل خون کی فوری ضرورت ہے، سولیوان نے خود ٹیلیفون لے کر ڈاکٹر سے پوچھا "کس طبعی ساخت کے خون کی ضرورت ہے اُس کے لئے؟" ڈاکٹر میڈوز نے جواب دیا "AB-RH منفی"۔ لیکن اسپتال میں اس طبعی ساخت کا خون موجود نہیں ہے اور بھی کہیں اس نمونہ کا خون نہیں مل سکا، خدا ہی ہے جو مریض کی جان بچائے"۔ ایڈیٹر سولیوان نے اپنا آواز گیر رکھ دیا۔ اور اپنی کرسی کو گھمایا۔ یہ ایک ایڈیٹر کی زندگی کے وہ لمحے تھے جب وہ یہ سوچنے لگتا ہے کہ لوگ ایڈیٹر کو جن وسیع قوتوں کا حامل سمجھتے ہیں، کاش خدا وہ سب اسے عطا کر دیتا جب وہ سڑکوں پر ادھر سے اُدھر آتا جاتا نظر آتا ہے تو وہ ایک معمولی آدمی ہوتا ہے۔ اسی طرح زندگی کے جھگڑوں میں پھنسا ہوا جس طرح کوئی دوسرا آدمی، مگر جیسے ہی وہ ایڈیٹر کی کرسی پر آکر بیٹھتا ہے، لوگ اسے مافوق الفطرت اوصاف سے متصف سمجھنے لگتے ہیں اور اس کی صلاحیتوں اور اہلیتوں کی وسعت کی کوئی حد نہیں رہتی۔ عام

افسانہ

ایک اجنبی مریض

ذیل میں ہم ایک سچا افسانہ درج کر رہے ہیں، جو بہت سبق آموز ہے۔ اس سے ظاہر ہوگا کہ امریکہ جیسے ملک میں، جہاں غرض مندی اور نفسا نفسی کی فضا چھائی رہتی ہے اکثر درجہ انسانی ہمدردی دل سوزی اور دردمندی کا احساس موجود ہے۔ کیا ہمارا ملک اس واقعہ سے کچھ سبق لے گا؟

طور پر اس سے اس کے نفس کو تسکین ہوتی ہے مگر آج اس ایڈیٹر کی بے بسی کا عجیب عالم تھا، اس کی سمجھ میں نہیں آتا تھا کہ اس مصیبت زدہ عورت کی مدد کیونکر کرے۔

ایڈیٹر سولیوان کا بیان ہے کہ نوزردم کے اس پار ریڈیو نیوز اسٹوڈیو کی تیزی سی گھڑی میں اس وقت شام کے ۸ بجکر ۵۳ منٹ ہو گئے تھے۔ ریڈیو اسٹوڈیو سے مجھے خیال آیا کہ ریڈیو کے ذریعہ سے کیوں نہ اعلان کرا دوں میں نے والٹر وچل سے لائن ملانے کی کوشش کی، معلوم ہوا کہ وہ براڈ کاسٹ کر رہے ہیں اور اس وقت فون پر نہیں آسکتے، میں نے اُن کے اسسٹنٹ کو ایک پیغام نشر کرنے کے لئے لکھوا دیا۔ اس کے بعد میں نے پھر مسز کوارک سے فون ملایا، وہ بدستور سسکیاں بھر رہی تھی، میں نے کئی بار سوچا کہ اس کو تسلی دینے کی کوشش کروں گا اگر تم اس عورت کو کیونکر تسلی دو گے جس کا شوہر بستر مرگ پر ہو۔

ایک دم سرخ سگنل نے آنکھ جھپکائی پھر سفید اور ہرے پھر سے سگنل نے۔ ہر چہار طرف سے فون ہونے لگے۔ سوئچ بورڈ پر ایک لڑکی کیٹی اُس وقت اپنے فرائض انجام دے رہی تھی، اُس نے گھبرا کر کہا "خون پیش کرنے کے پیغامات کا ایک سیلاب آگیا ہے اگسٹا (جارجیا) سے فون آیا ہے کہ وچل نے جس طبعی ساخت کے خون کی ضرورت کا اعلان کیا ہے اس کی نذر پیش کرنے کے لئے ایک صاحب ایک مخصوص ہوائی جہاز کے ذریعہ آرہے ہیں۔ اوماہا سے ایک اور صاحب کہہ رہے ہیں، جس قسم کے خون کی ضرورت ہے وہ موجود ہے"۔ میں نے میگی کو مخاطب کرنا چاہا، مگر اس کے سوئچ بورڈ کا بھی یہی حال تھا۔

میامی علاقہ کے جو لوگ بسکین اسپتال کے فون پر پیغامات کے اژدحام کی وجہ سے بات چیت نہیں کر سکتے تھے، وہ ہیرلڈ کو فون کر رہے تھے۔ پولس ہیڈ کوارٹر کے منتظم ڈیوٹی پولس نے اطلاع دی کہ "جنوبی مشرقی ریاستوں سے سینکڑوں خون پیش کرنے والے آ رہے ہیں کے لئے چل دیئے ہیں اور واشنگٹن اور نیویارک تک سے لوگ آ رہے ہیں"۔

وچل نے صرف میرا یہ پیغام نشر کیا تھا:

"ہم سیبوان اطلاع دیتے ہیں کہ روڈی کوارک عمر ۳۵ سال ڈیر بورن میشگن کا رہنے والا جو کل رات میامی میں پہنچا، اندرونی سیلان خون میں مبتلا ہے، اسے AB-RH منفی خون درکار ہے۔ بلڈ بنک میں یہ خون نہیں ہے۔ ڈاکٹر میڈوز بسکین اسپتال میں، اس کا علاج کر رہے ہیں"۔

انہوں نے صرف دو مرتبہ یہ پیغام نشر کیا اور یہ بھی اعلان کر دیا کہ صرف فلوریڈا کے باشندے اگر یہ خون مہیا کر سکیں، تو بہتر ہے لیکن قریب قریب سارا امریکہ خون مہیا کرنے کے لئے تیار ہو گیا، دو معطی ساوانا (جارجیا) سے اور چار اٹلانٹا سے، تین چارلیسٹن سے ہوائی جہازوں میں روانہ ہو چکے تھے۔ اور اس وقت راستہ میں تھے۔

رات کے دس بجے تک ۲۵۰ سے زیادہ پیغامات ٹیلیفون پر آچکے تھے اور ان میں سے زیادہ تعداد دور و دراز سے آنے والے پیغامات کی تھی اور لوگوں کی بھیڑ اسپتال کے برآمدوں میں جمع ہو گئی تھی۔ اسپتال کے باہر اس قدر موٹریں جمع ہو گئی تھیں کہ راستہ بالکل بند ہو گیا تھا۔

امریکن براڈ کاسٹنگ کمپنی نے وچل سے درخواست کی کہ آپ شب کو گیارہ بجے منتظر پبلک کو یہ بتا دیجئے کہ آپ نے جو پیغام نشر کیا تھا اور ایک خاص طبعی ساخت کا خون ایک اجنبی مریض کے لئے طلب کیا تھا، اس کا نتیجہ کیا ہوا"۔

مسٹر والٹر وچل نے اپنی تقریر میں کہا "میں نے اپنی عمر میں کبھی انسانی ہمدردی کا ایسا حیرتناک مظاہرہ نہیں دیکھا۔ کوارک ایک غریب آدمی تھا اجنبی تھا۔ اس کی مصیبت کا حال سنتے ہی مدد کرنے والوں کا ہجوم اسپتال میں ہو گیا، کسی نے یہ نہیں پوچھا کہ وہ اجنبی کالا ہے، سفید ہے، پیلا ہے، یا اور کسی رنگ کا ہے کسی نے یہ معلوم کرنے کی کوشش نہیں کی کہ وہ یہودی ہے مسلمان ہے، پروٹسٹنٹ ہے، کیتھولک ہے کوئی سوائے اس کے کچھ نہیں بولا "میرا خون اسی طبعی ساخت کا ہے، جس کی ضرورت ہے میں اجنبی کی مدد کرنا چاہتا ہوں"۔

لاکھوں آدمیوں نے وچل کا یہ پیغام رات کے گیارہ بجے والے براڈ کاسٹنگ میں سنا لیکن مسز کوارک کے کان تک اس کی بھنک نہیں پہنچی۔ وہ اپنے خاوند کے پاس بیٹھی ہوئی تھی۔ اس کا خاوند اب ہوش میں تھا اور ہر لمحہ اس کی صحت بہتر ہوتی جا رہی تھی۔

اسی کمرے میں ایک بہت چست اور تندرست آدمی تیلفن ڈیش بھی موجود تھا۔ اتفاق کی بات وہ اسپتال کے پاس والی سڑک سے اپنی موٹر میں گذر رہا تھا۔ وچل کے اعلان کی آواز اس نے اپنے کار ریڈیو سے سنی، اُسے یاد آیا کہ اس کے خون کی طبعی ساخت وہی ہے جو اس مریض کو درکار ہے، اس نے فوراً موٹر لوٹائی اور تین منٹ کے اندر اسپتال میں پہنچ گیا اور بولا "کہاں ہے وہ مریض جس کو AB-RH منفی خون کی ضرورت ہے؟" آن کی آن میں نقل خون کا انتظام ہو گیا اور اجنبی مریض کو ایک اجنبی معطی نے موت کے منہ سے چھڑا لیا۔

کھچا کھچ بھرے ہوئے اسپتال کے برآمدوں میں اس اعلان سے خوشی کی ایک لہر دوڑ گئی کہ کوارک کو جس طبعی ساخت کے خون کی ضرورت تھی وہ اسے مل گیا۔

وہ سینکڑوں خدا کے بندے جو اس اجنبی مریض کی جان بچانے کے لئے اپنا خون دینے کے لئے آئے تھے، اب بلڈ بنک میں پہنچ گئے جو قریب ہی تھا اور اپنا اپنا خون ان لوگوں نے وہاں جمع کرا دیا۔

چند ہفتے بعد ایک ہٹا کٹا ہشاش بشاش جیسے کا آدمی "میامی ہیرلڈ" کے ایڈیٹر ٹموتھی سولیوان کے کمرے میں داخل ہوا اور مسکرا کر کہنے لگا:

"میں روڈی کوارک ہوں، میں آپ کا تہ دل سے شکر گزار ہوں، آپ ہی نے اصل میں میری جان بچائی"۔

سولیوان نے اُٹھ کر اس سے مصافحہ کیا اور صرف یہ جواب دیا:

"مجھے تو آپ کا شکریہ ادا کرنا چاہیئے، آپ نے ہیرلڈ کے اوصاف کی طویل فہرست میں مسیحا نفسی بھی داخل کر دی"

(ماخوذ)

واقعات عالم

— پاکستان کے وزیر معدنیات مسٹر ذوالفقار علی بھٹو نے آج یہ توقع ظاہر کی ہے کہ یوگوسلاویہ اور مغربی جرمنی کے دورے سے صدر ایوب کی واپسی کے بعد زیادہ سے زیادہ تین ماہ کے اندر سوویٹ روس سے پاکستان کا معاہدہ ہو جائے گا۔ اس معاہدے کے تحت روسی ماہر پاکستان میں تیل تلاش کرنے میں مدد دیں گے۔

— وزارت صنعت پاکستان۔ بان۔ کیلے اور اناس کے درختوں اور چھال کے ریشے سے کپڑے بنانے کے امکانات کا جائزہ لے رہی ہے۔ اس سلسلہ میں ریسرچ لیبارٹریز نے جو ابتدائی تجربے کئے ہیں وہ بہت حوصلہ افزا ہیں۔ دریاؤں کے پانی کے بعد شدہ بے طاس سے متعلق پاک ہند معاہدے پر عملدرآمد شروع ہو گیا ہے۔ اس معاہدے پر ۱۹ ستمبر گذشتہ کو بھارتی وزیر اعظم پنڈت جواہر لال نہرو اور صدر پاکستان فیلڈ مارشل محمد ایوب خان نے دستخط کئے تھے۔ اس کے تحت شمال مغربی ہند میں چھ دریاؤں کا پانی دونوں ملکوں میں تقسیم کیا گیا تھا۔ اس معاہدے کے مطابق بھارت سوا آٹھ کروڑ روپے کی پہلی قسط ایک ماہ تک ادا کر دے گا۔

— صدر مملکت فیلڈ مارشل محمد ایوب خان ۱۲ جنوری کو یوگوسلاویہ کے چار دن کے دورے پر بلغراد پہنچے جہاں ان کا نہایت شاندار استقبال کیا گیا۔ اس دورہ میں یوگوسلاویہ کے صدر مارشل ٹیٹو کے ساتھ اہم ملکی معاملات کے متعلق تبادلہ خیال کیا۔ جس کا نتیجہ دونوں ملکوں کے سربراہوں کی طرف سے ایک مشترکہ بیان میں پاکستان اور یوگوسلاویہ کے باہمی تعلقات کی مضبوطی اور ایک دوسرے کی معاونت کا اعلان کیا گیا۔ ۱۶ جنوری کو صدر پاکستان یوگوسلاویہ سے مغربی جرمنی کے آٹھ دن کے دورہ پر تشریف لے گئے جہاں ان کا انتہائی پرجوش خیر مقدم کیا گیا۔

— ممتاز کشمیری رہنما چوہدری غلام عباس نے وزیر امور کشمیر مسٹر اختر حسین کے اس اعلان کا خیر مقدم کیا ہے کہ استصواب کے ذریعہ تصفیہ کشمیر کے موقف سے پاکستان کبھی انحراف نہیں کرے گا۔ چوہدری صاحب نے کہا کہ موجودہ حالات میں استصواب ہی مسئلہ کشمیر کا واحد حقیقت پسندانہ حل ہے۔ اور خطہ متنازعہ جنگ کے بعد دونوں جانب اس کا خیر مقدم کیا جائے گا۔

— اکالی لیڈر ماسٹر تارا سنگھ نے کہا ہے کہ اگر پنڈت نہرو کے ساتھ اکالی لیڈروں کی بات چیت کے فوراً بعد پنجابی صوبہ نہ بنایا گیا۔ تو ہم پھر اپنا مطالبہ منوانے کے لئے ایجی ٹیشن شروع کر دیں گے اور ہماری دوسری تحریک پہلی تحریک کے مقابلہ میں زیادہ سرگرمی سے چلائی جائے گی۔

— انقرہ۔ ترکی کی سیاسی جماعتوں کو سات مہینوں کے بعد آج اپنی تنظیم نو اور سیاسیات میں حصہ لینے کی تیاری کرنے کی اجازت دیدی گئی۔ آج سرکاری طور پر بتایا گیا ہے کہ سیاسی جماعتیں اپنی تنظیم نو کے بعد اپنی مقامی شاخیں قائم کر سکیں گی لیکن انہیں ابھی جماعتی پراپیگنڈا کرنے کی اجازت نہیں ہو گی۔ انہیں ایک ماہ تک اپنے قواعد وضوابط سے حکومت کو آگاہ کرنا ہو گا۔

— قاہرہ کے اخبار "الیوم" کی اطلاع کے مطابق متحدہ عرب جمہوریہ کی واحد پارٹی نیشنل یونین نے ملک میں ایک سے زاید شادی کے متعلق مہم شروع کی ہے۔ مہم کا نعرہ یہ رکھا گیا ہے "شادی شدہ آدمیوں سے شادی کرنے سے انکار کر دو"۔ مہم کا مقصد یہ ہے کہ مسلمانوں کی اس رسم کو ختم کر دیا جائے جس کے تحت ایک آدمی ایک وقت میں چار بیویاں رکھ سکتا ہے۔ پارٹی نے غیر شادی شدہ لڑکیوں تک یہ پیغام پہنچانے کے لئے صرف لڑکیوں کے دستے مرتب کئے ہیں۔ لڑکیوں کے دستے دوشیزاؤں پر زور دیں گے کہ وہ صرف کنواروں

خارجہ مسٹر منظور قادر نے آج پشاور یونیورسٹی کے طلباء سے خطاب کرتے ہوئے یہ توقع ظاہر کی کہ پاکستان اور کمیونسٹ چین کی سرحدوں کا تعین بہت جلد ہو جائے گا۔ آپ نے کہا کہ پاکستان اور کمیونسٹ چین کے

کے تعلقات بڑے خوشگوار ہیں۔

— بلغراد ۱۵ جنوری۔ صدر ایوب نے یوگوسلاویہ کے صدر مارشل ٹیٹو اور مادام ٹیٹو کو پاکستان آنے کی دعوت دی ہے۔ یہ دعوت منظور کر لی گئی ہے۔ ان کے دورہ پاکستان کی تاریخ بعد میں مقرر کی جائیگی۔

— دمشق میں ایک قرارداد کے ذریعے تمام عربوں اور مسلمانوں سے اپیل کی ہے کہ وہ فرانس کو ایک ایسا ملک تصور کریں جس نے عربوں کے خلاف جنگ شروع کر رکھی ہو۔ قرارداد میں کہا گیا ہے کہ الجزائری مسلمان جہاد کر رہے ہیں اور ہر مسلمان کا فرض ہے کہ وہ الجزائریوں کی حمایت کے لئے جانی و مالی اور دوسری کسی قربانی سے دریغ نہ کرے۔ قرارداد میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ فرانس کی طرف سے لڑنے والے مسلمانوں کو دائرہ اسلام سے خارج سمجھا جائے۔ اور تمام عرب اور مسلم ممالک سے مطالبہ کیا گیا ہے کہ ...

— ۲۶ جنوری کو بھارت کے یوم جمہوریت کے موقع پر ناگا لینڈ کی صوبائی خودمختار انتظامیہ قائم کر دی جائے گی۔ بھارت کی مرکزی حکومت اس سلسلہ میں ضروری انتظامات کر رہی ہے۔

بقیہ اخبار احمدیہ - بقیہ صفحہ ۱۰

وفات

مظفرآباد (آزاد کشمیر) سے فاروق احمد صاحب ایڈووکیٹ لکھتے ہیں کہ ان کی والدہ ماجدہ واہلیہ مولوی محمد عبداللہ صاحب کشمیری مرحوم ۲ر جنوری کو اس جہان فانی سے رحلت فرما گئیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحومہ بڑی نیک اور زاہد خاتون تھیں اور اپنے خاوند کے بہائی ہو جانے کے باوجود نہایت صدق و استقامت کے ساتھ اسلام پر قائم رہیں اور اپنی اولاد کے لئے نیک نمونہ کا موجب تھیں۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ انہیں اپنے جوارِ رحمت میں جگہ دے اور ان کے فرزندان رشید اور صاحبزادیوں کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ احباب سے جنازہ غائبانہ کی درخواست ہے۔

مرحومہ کو ان کی وصیت کے مطابق کشمیر کا رستہ کھلنے تک مظفرآباد میں امانتاً دفن کیا گیا۔

درخواست برائے ملازمت

کھاریاں سے محمد اقبال صاحب لکھتے ہیں:

بزرگوں، بھائیوں اور دوستوں سے گذارش ہے کہ میں جس کمپنی میں سٹور کیپر کی حیثیت سے ملازم تھا اس کا کام کھاریاں چھاؤنی میں ختم ہو رہا ہے۔ لہٰذا عرض ہے کہ اگر کسی مہربان کے پاس اس قسم کا کوئی کام ہو یا ملازمت کے سلسلہ میں مدد کر سکیں تو ایک احمدی کنبہ تازیست دست بدعا ہوگا۔

محمد اقبال
معرفت شیخ پان ہاؤس گلیانہ روڈ کھاریاں۔

پیغام صلح ۱۸ جنوری ۱۹۶۱ء رجسٹرڈ ایل ۸۳۸ شمارہ ۳

ہفت روزہ پیغام صلح لاہور

سالانہ چندہ:- پاکستان سے چھ روپے - ہندوستان سے چھ روپے ہندوستانی سکہ - ممالک غیر سے ایک پونڈ

ہندوستان میں ہمارے نمائندہ کا پتہ:- شیخ محمد انعام الحق صاحب مکان نمبر ... ملک پیٹھ محلہ اعظم پورہ حیدرآباد دکن انڈیا

تعلیمی پریس سرکلر روڈ لاہور میں باہتمام مولوی دوست محمد صاحب پرنٹر پبلشر چھپوا کر دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور سے شائع ہوا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ہم تو رکھتے ہیں مسلمانوں کا دیں
دل سے ہیں خدامِ ختمِ المرسلیں

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا خصوصی ترجمان

تم ہمیں دیتے ہو کافر کا خطاب
کیوں نہیں لوگو تمہیں خوفِ عقاب

ہفت روزہ پیغامِ صلح لاہور

ہر بدھ کو شائع ہوتا ہے
تار کا پتہ:- "تبلیغ" لاہور
فون نمبر:- ۲۷۳۷
مدیر: دوست محمد
مدیر معاون:- بشیر احمد سوز

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸ — فی پرچہ ۱۳ پیسے

جلد ۴۹ | یوم چہار شنبہ مورخہ ۷ شعبان ۱۳۸۰ھ مطابق ۲۵ جنوری ۱۹۶۱ء | نمبر ۴

بحرِ حکمت کے موتی

عن سعید بن العاصی رضؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما نحل والدٌ ولداً من نحلٍ افضل من ادبٍ حسنٍ اخرجہ الترمذی وفی اخری لہ عن جابر بن سمرۃ رضؓ یرفعہ لان یؤدب الرجل ولدہ خیرٌ من ان یتصدق بصاع النحل [illegible] والھبۃ (بحوالہ تلخیص الصحاح کتاب [illegible])

ترجمہ:- سعید بن العاصی رضؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ باپ کا کوئی ہبہ اور کوئی عطیہ اپنے بیٹے کے لیے اس ہبہ اور عطیہ سے بڑھکر نہیں ہے کہ اس کی اچھی تعلیم اور تربیت کرے امام ترمذی رحؒ اس کے راوی ہیں اور ترمذی رحؒ کی ہی) دوسری روایت میں جو جابر بن سمرہ رضؓ سے مروی ہے اس طرح مذکور ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی شخص اپنے بیٹے کو اچھے آداب سکھلائے اس سے (بدرجہا) بہتر ہے، کہ ایک صاع خیرات کرے۔

نوٹ:- جس طرح قوم کے بچوں کو اچھی تعلیم و تربیت کرنی ماں باپ کے ذمہ ہے اسی طرح ایسے بچوں کی تعلیم و تربیت قوم کے (قومی سلطنت- قوم کے سرمایہ داروں اور قومی اداروں کے) ذمہ ہے جن کے ماں باپ نہیں ہیں یا وہ ایسے غریب ہیں کہ اپنے بچوں کی کما حقہٗ تعلیم و تربیت نہیں کر سکتے یہ قوم سازی اور قومی سربلندی کے طریقے ہیں بالخصوص یہ دور مسلم قوم سے ایسی باتوں کا مقتضی ہے علم کی پیاس کو تیز تر کر دو۔

تو بہر حالے کہ باشی مے طلب
آب مے جو دائماً اے خشک لب

معرفتِ الٰہی کے حصول کیلئے علم کا پہلا ذریعہ

حضرت مسیح موعودؑ کا عارفانہ کلام

جاننا چاہیئے کہ پہلی قسم کا جو علم ہے یعنی علم الیقین اس کا ذریعہ عقل اور منقولات ہیں۔ اللہ تعالےٰ دوزخیوں سے حکایت کرکے فرماتا ہے قالوا لو کنا نسمع او نعقل ما کنا فی اصحاب السعیر۔ یعنی دوزخی کہیں گے کہ اگر ہم عقلمند ہوتے اور مذہب اور عقیدہ کو معقول طریقوں سے آزماتے۔ یا کامل عقلمندوں اور محققوں کی تحریروں اور تقریروں کو توجہ سے سنتے تو آج دوزخ میں نہ پڑتے یہ آیت اس دوسری آیت کے موافق ہے۔ جہاں اللہ تعالےٰ فرماتا ہے لا یکلف اللہ نفساً الا وسعھا یعنی خدا تعالیٰ انسانی نفوس کو ان کی وسعت علمی سے زیادہ کسی بات کو قبول کرنے کے لئے تکلیف نہیں دیتا اور وہی عقیدے پیش کرتا ہے جن کا سمجھنا انسان کے حد استعداد میں داخل ہے تاکہ اس کے حکم تکلیف ما لا یطاق میں داخل نہ ہوں۔ اور ان آیات کا اس بات کی طرف بھی اشارہ ہے کہ انسان کانوں کے ذریعہ بھی علم الیقین حاصل کرتا ہے۔ مثلاً ہم نے لندن تو نہیں دیکھا صرف دیکھنے والوں سے اس شہر کا وجود سنا ہے مگر کیا ہم شک کر سکتے ہیں کہ شاید ان سب نے جھوٹ بول دیا ہوگا مثلاً ہم نے عالمگیر بادشاہ کا زمانہ نہیں پایا اور نہ عالمگیر کی شکل دیکھی ہے مگر کیا ہمیں اس بات میں کچھ بھی شبہ ہے کہ عالمگیر چغتائی بادشاہوں میں سے ایک بادشاہ تھا پس ایسا یقین کیوں حاصل ہوا۔ اس کا جواب یہی ہے کہ صرف سماع کے تواتر سے پس اس میں کچھ شک نہیں کہ سماع بھی علم الیقین کے مرتبہ تک پہنچاتا ہے۔ نبیوں کی کتابیں اگر سلسلہ سماع میں کچھ خلل نہ رکھتی ہوں وہ بھی ایک سماعی علم کا ذریعہ ہیں۔ لیکن اگر ایک کتاب آسمانی کتاب کہلا کر پھر مثلاً پچاس ساٹھ نسخہ اس کے پائے جائیں اور بعض بعض کے مخالف ہوں تو گو کسی فریق نے یقینی بھی کر لیا کہ ان میں سے صرف دو چار صحیح ہیں اور باقی جعلی اور وضعی۔ لیکن محقق کے لئے ایسا یقین جو کسی کامل تحقیقات پر مبنی نہیں بیہودہ ہوگا۔ اور نتیجہ یہ ہوگا کہ وہ سب کتابیں اپنے تناقض کی وجہ سے ردی اور ناقابلِ اعتبار قرار دی جائیں گی۔ اور ہرگز جائز

(باقی بر صفحہ کالم ۳)

کالب خشکت گواہی مے دہد
کو بآخر بر سر منبع رود (رومیؒ)

ترجمہ:- تو جس حالت میں بھی ہو مانگتا رہ۔ اے خشک لب ہمیشہ پانی (علم) کو ڈھونڈتا رہ (۲) کیونکہ تیرے خشک لب گواہی دیتے ہیں (یعنی طلب علم) کہ وہ آخر کار پانی کے چشمہ پر پہنچ جائیں گے۔ (منبع علم و حکمت تلاش کر لیں گے)

غلام قادر ڈار عفی عنہٗ

تبلیغی خط و کتابت

دیکھو خدا نے سارے جہاں کو جھکا دیا
گمنام پا کے شہرۂ عالم بنا دیا
(مسیح موعودؑ)

یو - ایس - اے

ترجمہ خط از مسز ز چالس رسے پرائس کونسل ہسپتال بکیلے فورنیا یو-ایس-اے -

جناب عالی

مجھے قرآن شریف کی ایک محبوب ترین کاپی اور ٹیچنگز آف اسلام مل گئے ہیں۔ بہت شکریہ۔ میں مدت سے منتظر تھی اور میری خوشی کی کوئی حد نہ رہی جب کہ میں نے یہ کتب وصول کیں۔

میں آپ کی شفقت آمیز مدد کی بہت قدر کرتی ہوں۔

میں یقین کرتی ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے بحفاظت یہ کتب مجھے پہنچادیں جبکہ میں موسمی تعطیلات پر تھی یہ عیسائی دنیا کے بڑے دن تھے جب یہ تحفہ مجھے ملا۔

قرآن شریف میری روح کے لئے پہلا تحفہ ہے جو نہ صرف میرے لئے بلکہ دنیا کے لئے پیغام امن ہے میں اس کے ترجمہ اور تفسیر سے وجد میں آگئی۔

مجھے امید ہے کہ آپ مجھ سے خط و کتابت جاری رکھیں گے۔

اللہ تعالےٰ نے اپنی نہایت مہربانی سے مدت ہوئی مجھے صحیح رستہ پر ڈال دیا تھا اور خود میری نگرانی کرتا رہا اور میری مشکلات کو رفع کرتا رہا ہے اور اس کی مہربانی سے مجھے آپ سے تعارف اور تعلق پیدا ہوگیا تاکہ میری صحیح صحیح رہنمائی ہوتی رہے۔

میں خدا تعالےٰ کی رضا میں ہی زندگی بسر کرنا چاہتی ہوں۔

(انہیں مزید لٹریچر اور خط بھیجے گئے
غلام قادر ڈار)

مغربی افریقہ

ترجمہ خط از رشیدی کریبو ادرو - اوفا مغربی افریقہ -

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کی انجمن کے متعلق علم حاصل کرکے مجھے بہت خوشی حاصل ہوئی۔

میں نے بہت تحقیق و مطالعہ کے بعد کہ کونسا مذہب دنیا میں ایسا ہے جو انسان کو تعلق باللہ کا طریق بتلا دے اسلام قبول کیا ہے۔

مجھے آپ کی انجمن سے گہری دلچسپی ہے اور چاہتا ہوں کہ آپ کی جماعت میں شامل ہو جاؤں۔ اس کے متعلق مجھے ضروری ہدایات ارسال فرمائیں۔

میں نے عربی پڑھنی شروع کر دی ہے (قرآن شریف مع متن - ٹیچنگز آف اسلام

بیعت فارم وغیرہ بھیجے گئے - غلام قادر ڈار)

نائیجیریا

ترجمہ خط از کے - اے سلیمان - الیشا نائیجیریا -

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

میں نے اسکول کا آخری درجہ پاس کر لیا ہے - اس لئے میں دوسرا پتہ برائے خط و کتابت تحریر کر رہا ہوں۔

قرآن شریف مل گیا ہے - بہت بہت شکریہ - مجھے اسلام کے متعلق بہت سی معلومات حاصل ہو گئی ہیں۔ میری تشنگی تعلیم اسلام کے متعلق بہت بڑھ گئی ہے۔

اگر مجھے نیو ورلڈ آرڈر اور پریئر بک ارسال فرمادیں تو بہت مہربانی ہوگی۔

میں آپ کو بہت سے سوالات کے جواب دینے کی تکلیف دیتا رہوں گا۔

میں چاہتا ہوں کہ آپ کی جماعت میں شامل ہو جاؤں۔ اس کے متعلق کیا شرائط ہیں۔

اللہ تعالےٰ آپ لوگوں کی نصرت فرمائے۔

(انہیں بیعت فارم - ہدایات انگریزی اور نیو ورلڈ آرڈر وغیرہ اور خط بھیجے گئے ہیں
غلام قادر ڈار

جنوبی افریقہ

ترجمہ خط از سکرٹری دیوی گنگ ریسرچ سرکل ٹرانسوال جنوبی افریقہ -

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

میں خلوص بھرے دل سے آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ مجھے "جیزز ان ہیون آن ارتھ" اور "ڈیتھ فار گارڈ" وغیرہ مل گئے ہیں۔

ہماری سوسائٹی کے لئے یہ دن ایک بہت بڑی خوشی کا دن تھا کہ آپ کی مہربانی سے ہمیں علمی خزانہ تعلیم اسلام کا مل گیا۔

ہم اس کے بدلے میں اللہ رحیم و کریم کے دربار عالی میں آپ کے لئے دعائیں ہی کر سکتے ہیں، اللہ تعالےٰ احمدیہ موومنٹ پر ہزارہا رحمتوں اور نعمتوں کی بارش برسائے۔ ہمارے پاس آپ لوگوں کا شکریہ ادا کرنے کے لئے الفاظ نہیں۔

میں اپنے سرکل کے تمام ممبروں کی طرف سے مخلصانہ شکریہ ادا کرتا ہوں۔

میں بیمار ہوں مگر اللہ تعالےٰ کے فضل سے آہستہ آہستہ رو بصحت ہو رہا ہوں۔

(انہیں مزید لٹریچر اور خط وغیرہ بھیجے گئے - غلام قادر ڈار)

مغربی افریقہ

ترجمہ خط از ڈبلیو - اے - پیری پرسنل اسسٹنٹ منسٹری آف ایجوکیشن ناردرن نائیجیریا - مغربی افریقہ -

جناب عالی

حسب ہدایت منسٹر آف ایجوکیشن آنریبل الحاج عیسیٰ کیتا - او - بی - ای - ایم - ایچ - اے، میں ان کی طرف سے آپ کی ارسال کردہ کتب کا بہت بہت شکریہ ادا کرتا ہوں

کتب جو آپ نے مہربانی فرما کر انہیں ارسال کی ہیں یہ ہیں:-

(۱) قرآن شریف مع عربی متن
(۲) ریلیجن آف اسلام
(۳) ٹیچنگز آف اسلام

یہ تمام کتب اچھی حالت میں بحفاظت تمام پہنچ گئی ہیں۔

(منسٹر صاحب کو خط اور مینول آف حدیث اور غلبۂ قرآن انگریزی وغیرہ ۔۔۔۔ بھیجے گئے
غلام قادر ڈار)

آسٹریلیا

ترجمہ خط از مسٹر ماجرا حونک زبیر برسبین - کوئنز لینڈ - آسٹریلیا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیا آپ برائے عنایت مفصلہ ذیل اصحاب کو ایک ایک کاپی قرآن مجید اور ایک ایک کاپی مسلم پریئر بک بھیجکر ممنون فرما سکتے ہیں۔

(۱) شمیم عثمان برسبین کوئنز لینڈ آسٹریلیا
(۲) مسٹر لیبرک عمر برسبین " "

یہ دو معزز مسلم خدمت اسلام میں بڑے مستعد ہیں اور انہوں نے مجھ سے اپنی زبردست خواہش ظاہر کی ہے کہ میں اُن کے لئے آپ کو قرآن شریف اور مسلم پریئر بک بھیجنے کی سفارش کروں۔

کیونکہ میں کسی اور شخص کا نام نہیں جانتا لہٰذا میں یہ چٹھی مولانا محمد علی (رح) کے نام بھیج رہا ہوں میں بحیثیت آسٹریلین مسلم جس کے آباؤ اجداد مغربی ممالک سے تعلق رکھتے ہیں اپنی طرف سے اور یہاں کی مسلم قوم اور مسجد کے متولیان کی طرف سے السلام علیکم عرض کرتا ہوں۔

(مذکورہ اصحاب کو ایک ایک کاپی قرآن شریف اور لٹریچر اور خطوط بھیجے گئے۔ صاحب خط کو لٹریچر اور خط بھیجا گیا
غلام قادر ڈار

سیلون

ترجمہ خط از مسٹر عبداللہ سلیم - ایم ظاہیرہ کالج سیلون

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مجھے آپ کا گرامی نامہ پڑھ کر بہت خوشی حاصل ہوئی جس میں آپ نے لکھا ہے کہ مینول آف حدیث اور دیگر لٹریچر روانہ کیا گیا ہے جس میں "فونڈر آف دی احمدیہ موومنٹ" بھی ہے۔

جونہی مجھے یہ پارسل مل گیا میں آپ کو رسید سے مطلع کر دوں گا۔

آپ یہ سن کر خوش ہوں گے کہ میں نے تعلیم اسلام میں مدتہ آپ کی ارسال کردہ کتب کے ذریعہ بہت ترقی کر لی ہے اور امام الزمان کے متعلق بہت کچھ واقفیت حاصل کر لی ہے۔

پہلے میں قرآن شریف کی بغیر معنی سمجھنے کے تلاوت کیا کرتا تھا۔ اب حضرت مرزا غلام احمد کی کتاب ٹیچنگز آف اسلام کی بدولت میں اسلام کی روشنی سے بہت حد تک منور ہو گیا ہوں جیسے جیسے وقت گذرتا جائے گا۔ مطالعہ کتب سے میرے علم میں بھی ترقی ہوتی چلی جائے گی۔ ریلیجن آف اسلام کی یہاں بہت ضرورت محسوس ہو رہی ہے۔

میں پھر آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

(انہیں فی الحال غلبۂ قرآن انگریزی بھیجا گیا۔ خط بھی لکھا گیا ہے - غلام قادر ڈار)

شمالی نائیجیریا

ترجمہ خط از اے جیڈا الورن شمالی نائیجیریا -

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

میں اسکول میں عیسائی لڑکوں کو پڑھاتا ہوں اور تعلیم اسلام سے آشنا کرتا رہتا ہوں، اگر آپ مجھے ایک کاپی قرآن شریف کی بھیجدیں تو میرے تبلیغی کام میں بہت ممد ثابت ہوگی۔

مجھے یہ خط لکھنے کی اس لئے جرأت ہوئی ہے کہ مجھے علم ہے آپ نے تعلیم اسلام سے دنیا کی اقوام کو روشناس کرنے کا تہیہ کر لیا ہے مجھے قرآن شریف اور دیگر مذہبی لٹریچر جو آپ ۔۔۔ روانہ کریں گے بہتوں کی ہدایت کا باعث ہوں گے خاصکر وہ لوگ جو عربی نہیں جانتے وہ اس سے استفادہ کریں گے۔ (انہیں قرآن ۔۔۔

الاعتصام ۔۔۔ ۱۵ جنوری ۱۹۶۰ء

اتحادِ اسلامی اور اشاعتِ اسلام

ہفت روزہ "اقدام" میں م۔ش صاحب نے "لاہور کی ڈائری" کے زیر عنوان ایک مقالہ لکھا ہے جس میں ایک طرف امریکہ میں مسلمانوں کے خلاف یہودیوں کی منظم طاقت کا ذکر کیا ہے، اور دوسری طرف برطانیہ کے لاٹ پادری اور چرچ آف انگلینڈ کے سربراہ ڈاکٹر فشر کی پوپ اور گریک چرچ کے سربراہوں سے ملاقات کا حوالہ دیتے ہوئے بتایا ہے کہ:۔

"اخبارات کی قیاس آرائیوں کے مطابق لاٹ پادری کی یہ خواہش ہے کہ عیسائیوں کو عقائد میں بعض بنیادی اور فروعی اختلافات کے باوجود ایک دوسرے کے قریب تر لایا جا سکے، تاکہ آنے والے دور میں عیسائیت کے خلاف جو چیلنج بھی جس طرف سے پیش ہو اس کا متحدہ طور پر ڈٹ کر مقابلہ کیا جا سکے"

ایسا ہی کمیونسٹوں کی مختلف پارٹیوں کے باہمی اتحاد کا بھی ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے کہ:۔

"تین سال کے بعد جب ترنگے کے نیچے بین الاقوامی اکٹھ ہوگا تو کمیونزم تمام ملکوں میں زیادہ جاندار زیادہ متحرک اور زیادہ کام کرنے والی پارٹیوں میں تبدیل ہو چکی ہوگی"

مغربی اقوام کی ان کوششوں کا ذکر کرنے کے بعد م۔ش صاحب نے مسلمانوں کا ذکر ان الفاظ میں کیا ہے:۔

"ان کے برعکس دنیا کے پینتالیس کروڑ مسلمان ہیں جو ترکیا، عربیا، ہسپانیہ، ایشیا کے نہایت زرخیز علاقوں پر مشتمل ملکوں میں پھیلے ہوئے ہیں، عقیدے کے لحاظ سے یہ تمام مسلمان ایک خدا، ایک قرآن اور ایک رسول کو مانتے ہیں اور ایک ہی کعبے کی طرف جھک کر خدا کے آگے سجدہ ریز ہوتے ہیں۔ ان پینتالیس کروڑ مسلمانوں کے پاس مادی وسائل کے علاوہ توحید، رسالت اور آخرت کے عقیدے کی شکل میں ایک معجزنما طاقت ہے جس کو اپنی عملی زندگی میں طاری کرنے سے افراد اور ملتوں کی یکایک کایا پلٹ سکتی ہے۔ لیکن نہ ناصر کو اور نہ ابن سعود کو نہ ظاہر شاہ کو اور نہ ایوب کو نہ سکارنو کو نہ شاہ محمود کو اس بات کا خیال آتا ہے کہ وہ پینتالیس کروڑ مسلمانوں کو بطور ایک بین الاقوامی طاقت کے فروغ دینے کے لئے کسی جگہ مسلمان ملکوں کے نمائندوں کی

ایک کانفرنس بلا سکیں"

اسلامی ملکوں کے سربراہوں سے اس مایوسی کے اظہار کے بعد م۔ش صاحب پاکستانی مسلمانوں کی طرف توجہ مبذول کرتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

"اس کو تو چھوڑیئے شاید ایسی کانفرنس کے انعقاد میں بعض بین الاقوامی پیچیدگیاں سد راہ ہوں لیکن خود پاکستان کے مسلمانوں کی راہ میں وہ کونسی دقتیں حائل ہیں جن کی بنا پر لاہور یا کراچی یا ڈھاکہ میں قرآن کی تبلیغ و اشاعت کے لئے مستند علماء پر مشتمل ایک ادارے کا قیام عمل میں نہیں لایا جا سکتا جس میں مولانا مودودی، مولانا احتشام الحق، مولانا غلام احمد پرویز اور مولانا احمد علی حتیٰ کہ انجمن احمدیہ اشاعت اسلام لاہور کے امیر یکجا ہو کر قرآن کی تعلیم کو تجارتی حدود سے اوپر رکھتے ہوئے عام کر سکیں۔ سچ مچ لطف ہی آجائے اور اگر کوئی عالم اسلام اس قسم کی مجلس کی کنوینگ کے فرائض انجام دینے کا تہیہ کر لے تو ایسے کام کے لئے میں اپنی خدمات بطور ایک چپڑاسی کے ہر وقت پیش کرنے کو تیار ہوں"

م۔ش صاحب کی یہ تجویز ہر لحاظ سے قابل تحسین ہے ہم اُن کے جذبۂ خلوص کی جو متذکرہ بالا سطور سے واضح ہے۔ تعریف کئے بغیر نہیں رہ سکتے۔ اگرچہ جس قسم کے ادارہ کی انہوں نے تجویز کی ہے، اور جن اصحاب سے اس میں شرکت کی خواہش کی ہے اس کا قیام اور ان لوگوں کی شرکت بظاہر ایک ناممکن امر نظر آتا ہے۔ جہاں تک احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا تعلق ہے وہ پہلے ہی سے تجارتی حدود سے بالاتر ہو کر قرآنی تعلیم کے پھیلانے میں پوری طرح منہمک ہے اور ہر اس ادارہ کے ساتھ جو خالصتہً اشاعت اسلام کی غرض سے قائم کیا جائے تعاون کرنے کے لئے تیار ہو گی لیکن کیا مولانا مودودی، مولانا احتشام الحق، مولانا غلام احمد پرویز اور مولانا احمد علی اس نیک مقصد میں اس کا تعاون قبول کریں گے؟ این خیال است و محال است و جنون۔ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کے ساتھ کسی تبلیغی ادارہ میں شرکت اور اس کا تعاون تو دور کی بات ہے۔ ہمیں تو اس بات میں بھی شبہ ہے کہ جن چار مولوی صاحبان کے نام م۔ش صاحب نے لئے ہیں، وہ بھی باہم مل کر کسی ادارہ میں کام کر سکیں گے یا نہیں، اس میں شک نہیں کہ جہاں تک بنیادی اور اصولی معتقدات کا تعلق ہے تمام مسلمانوں کا ان میں کامل اتحاد اور ایمان ہے۔ تمام مسلمان بقول م۔ش صاحب "ایک خدا۔ ایک قرآن اور ایک رسول کو مانتے ہیں، ایک ہی کعبہ کی طرف جھک کر خدا کے آگے سجدہ ریز ہوتے ہیں"۔ لیکن اس کو کیا کیا جائے کہ بعض فروعی باتوں میں اختلافات کو علماء نے اس حد تک پہنچا دیا ہے کہ ان کو بنیادی عقائد سے بھی بڑھ کر حیثیت دے دی ہے، اور ان کی بناء پر ایک دوسرے کی تکفیر اور بعض حالات میں مار پیٹ اور قتل و غارت سے بھی دریغ نہیں کیا جاتا اس قسم کے متشددانہ خیالات جب تک دلوں سے دور نہ ہوں، جب تک علماء کے اندر باہمی رواداری کا جذبہ پیدا نہ ہو، مختلف فرقوں کے علماء کا ایک دوسرے کے ساتھ مل کر بیٹھنا اور مل کر کام کرنا ناممکن ہے، م۔ش صاحب اگر ادارۂ تبلیغ کی تجویز کے بجائے کوئی ایسی مجلس اتحاد بنانے کی تجویز کر سکیں جس کے ذریعہ علماء کی باہمی منافرت کو زائل کر کے ان میں رواداری کی سپرٹ پیدا کی جا سکے، تو یہ اُمتِ محمدیہ پر بہت بڑا احسان ہوگا۔

اس کے ساتھ ہی ہم یہ بھی عرض کریں گے کہ اگرچہ کسی مشترک ادارہ تبلیغ کا قیام بظاہر ناممکن نظر آتا ہے تاہم اگر مختلف مکاتب فکر رکھنے والے علمائے دین اپنی اپنی جگہ تبلیغ کا کوئی نظام قائم کر سکیں جیسے احمدیہ انجمن اشاعت اسلام نے قائم کر رکھا ہے، اور ایک دوسرے کی مساعی میں مخل انداز ہونے کی بجائے اپنی اپنی جگہ خدمات تبلیغ سرانجام دیں، تو یہ اشاعت اسلام کا ایک موثر ذریعہ ہو سکتا ہے، اگر اس قسم کا جذبہ علمائے اسلام اور عوام مسلمانوں کے اندر پیدا ہو جائے اور وہ ایک دوسرے سے دست و گریبان ہونے کے بجائے خلوص دل کے ساتھ اشاعت اسلام میں لگ جائیں تو اسلام اور مسلمانوں کے دن بہت جلد پھر سکتے ہیں:

اخبار و افکار

فخر کی بات!

نئی دہلی ۲۲ جنوری کی ایک خبر:-

"بھارت کے وزیر اعظم مسٹر نہرو نے کل کہا کہ میں کافر ہوں اور مجھے اس پر فخر ہے مسٹر نہرو سے ایک استقبالیہ دعوت میں جو ملکہ الزبتھ کے ساتھ آنے والے اخباری نمایندوں کے اعزاز میں دفتر خارجہ کی طرف سے دی گئی تھی - سوال کیا گیا کہ آپ ایک ری پبلکن ہوتے ہوئے ملکہ کا استقبال کیونکر کر رہے ہیں، مسٹر نہرو نے اس کے جواب میں کہا، میں ری پبلکن ہوں، لیکن اس سے بھی بڑھکر میں کافر ہوں اور اس پر مجھے فخر ہے، مسٹر نہرو نے کہا میں یہ لفظ اس کے تنگ معنوں میں استعمال نہیں کر رہا ہوں۔"

کتنی قابل فخر بات ہے، مسٹر نہرو کافر تو ہیں ہی لیکن اپنے کافر ہونے پر فخر کا اظہار انہی کا حصہ ہے، غالباً آج تک کسی شخص نے اپنے کافر ہونے کو فخریہ بیان نہ کیا ہوگا -

اسلامی یونیورسٹی

یہ خبر مسرت کے ساتھ سنی جائے گی کہ پیر صاحب دیول شریف نے راولپنڈی کے نزدیک ایک جدید اسلامی یونیورسٹی قائم کرنے کا منصوبہ تیار کیا ہے جو اسی سال قائم کر دی جائے گی، پیر صاحب نے بتایا ہے کہ مجوزہ یونیورسٹی میں دینی تعلیم کے علاوہ طلبہ کو فزکس، کیمسٹری، اکنامکس، اور پولیٹیکل سائنس کی تعلیم بھی دی جائے گی، اور اُستادوں میں پاکستانی علماء کے علاوہ غیر ملکی اساتذہ بھی شامل ہوں گے پیر صاحب کے بیان کے مطابق مجوزہ یونیورسٹی کے لئے سہ سالہ نصاب مرتب کر لیا گیا ہے اور سارے منصوبہ کو عملی جامہ پہنانے کے لئے ایک انتظامی بورڈ قائم کر دیا گیا ہے۔

پیر صاحب دیول شریف کا یہ عزم لائق تحسین ہے بشرطیکہ اس کو اسی رنگ میں عملی جامہ پہنایا جائے جو ایک یونیورسٹی کہلانے والے ادارہ کا حق ہے، پیر صاحب نے اس یونیورسٹی کے لئے اپنی گرہ سے روپیہ خرچ کرنے کے علاوہ چندوں کی بھی اپیل کی ہے، جو امید ہے کامیاب ثابت ہوگی، اگر دوسرے گدی نشین صاحبان جن کے پاس مریدوں سے آنے ہونے نذرانوں کی ریل پیل رہتی ہے، اور عموماً یہ روپیہ عیش و عشرت کے سامانوں پر خرچ ہوتا رہتا ہے، پیر صاحب دیول شریف کے اس منصوبہ کو کامیاب بنانے میں عملی امداد دیں تو مجوزہ یونیورسٹی کے قیام میں چنداں دشواری پیش نہیں آسکتی اور ان کے لئے یہ ثواب کا موجب بھی ہوگا۔

آنحضرت صلعم کی کشفی نظر

محترم شیخ عبدالرحمان صاحب مصری کے مضامین "پیغام صلح" میں شائع ہو رہے ہیں، اگرچہ طوالت کی وجہ سے بعض لوگوں کو گراں گذرتے ہیں، لیکن اگر ان کو غور سے پڑھا جائے تو ان میں علم کا ایک خزانہ بھرا ہوا ہے، ان مضامین میں قرب قیامت کی جو علامات احادیث سے مصری صاحب نے جمع کی ہیں، وہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دُور رس کشفی آنکھ کا پتہ دیتی ہیں، زیر نظر اشاعت میں بعض اور علامات کے علاوہ ایک یہ علامت بھی کنز العمال سے نقل کی گئی ہے:-

من اقتراب الساعۃ ان یری الھلال قبلاً فیقال للیلتین -	یعنے الساعۃ کے قرب کی علامات میں سے یہ علامت بھی ہے کہ ہلال پہلے دیکھ لیا جائیگا کہا جاتا ہو کہ دو رات قبل

یہ علامت آج ہمارے سامنے کس شان سے پوری ہو رہی ہے آج ہوائی جہازوں اور دُور بینوں کے ذریعہ سے ایک دو رات پہلے ہلال کا دیکھ لینا کس قدر آسان ہو گیا ہے، کیا حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت اور آپ کی کشفی نظر کا اس سے بڑھکر کوئی ثبوت درکار ہے؟

مولانا ابوالکلام آزاد کے بھائی قادیان میں
حضرت مسیح موعودؑ سے ملاقات کا اثر

الفضل (۱۸ جنوری) میں میاں بشیر احمد صاحب نے "درِ منثور" کے عنوان سے حضرت مسیح موعودؑ کے اخلاق و شمائل کے چند واقعات لکھے ہیں، جن میں سے ذیل کا واقعہ قارئین پیغام صلح کے افادہ اور دلچسپی کے لئے نقل کیا جاتا ہے:-

"مہمان نوازی کے تعلق میں مولانا ابوالکلام آزاد کے بڑے بھائی مولانا ابوالنصر مرحوم کے قادیان جانے کا ذکر بھی اس جگہ بے موقعہ نہ ہوگا۔ وہ ۱۹۰۵ء میں حضرت مسیح موعودؑ کی ملاقات کے لئے قادیان تشریف لے گئے۔ بہت زیرک اور سمجھدار بزرگ تھے۔ قادیان سے واپس آکر انہوں نے "اخبار وکیل" امرتسر میں ایک مضمون لکھا جس میں مولانا ابوالنصر فرماتے ہیں کہ:-

"میں نے کیا دیکھا؟ قادیان دیکھا۔ مرزا صاحب سے ملاقات کی اور اُن کا مہمان رہا۔ مرزا صاحب کے اخلاق اور توجہ کا مجھے شکریہ ادا کرنا چاہیئے۔ ...... اکرام ضیف کی صفت خاص اشخاص تک محدود نہ تھی۔ چھوٹے سے لے کر بڑے تک ہر ایک نے بھائی کا سا سلوک کیا۔

مرزا صاحب کی صورت نہایت شاندار ہے جس کا اثر بہت قوی ہوتا ہے آنکھوں میں ایک خاص طرح کی چمک اور کیفیت ہے اور باتوں میں ملائمت ہے۔ طبیعت منکسر مگر حکومت خیز - مزاج ٹھنڈا مگر دلوں کو گرما دینے والا - بُرد باری کی شان نے انکساری کیفیت میں اعتدال پیدا کر دیا ہے گفتگو ہمیشہ اس نرمی سے کرتے ہیں کہ معلوم ہوتا ہے کہ گویا متبسم ہیں۔ ......

مرزا صاحب کے مریدوں میں مَیں نے بڑی عقیدت دیکھی اور انہیں بہت خوش اعتقاد پایا۔ ...... مرزا صاحب کی وسیع الاخلاقی کا یہ ادنےٰ نمونہ ہے کہ اثنائے قیام کی متواتر نوازشوں پر بایں الفاظ مجھے مشکور ہونے کا موقعہ دیا کہ ہم آپ کو اس وعدہ پر (واپس جانے کی) اجازت دیتے ہیں کہ آپ پھر آئیں اور کم از کم دو ہفتہ قیام کریں ...... میں جس شوق کو لے کر گیا تھا اسے ساتھ لایا اور شاید وہی شوق مجھے دوبارہ لے جائے۔"

(اخبار وکیل امرتسر بحوالہ "شمائل" مصنفہ حضرت عرفانی صاحب)

حضرت مسیح موعودؑ کا عارفانہ کلام
(بسلسلہ صفحہ اوّل)

نہیں ہوگا کہ ایسے متناقض بیانات کو کسی علم کا ذریعہ ٹھہرایا جائے کیونکہ علم کی یہ تعریف ہے کہ ایک یقینی معرفت عطا کرے اور مجموعہ تناقضات میں یقینی معرفت کا پایا جانا ممکن نہیں - اس جگہ یاد رہے کہ قرآن شریف صرف سماع کی حد تک محدود نہیں ہے کیونکہ اس میں انسانوں کے سمجھانے کے لئے بڑے بڑے معقول دلائل ہیں اور جس قدر عقائد اور اصول اور احکام اس نے پیش کئے ان میں سے کوئی بھی ایسا امر نہیں جس میں زبردستی اور تحکم ہو۔ جیسا کہ اس نے خود فرما دیا ہے کہ یہ سب عقائد وغیرہ انسان کی فطرت میں پہلے سے منقوش ہیں -

ملفوظات

درخواست دعائے صحت

گیا (کھو) دست - ہندوستان سے محترمہ بشریٰ صمد لکھتی ہیں:-

آج صبح ہمارے والد محترم صمد صاحب قبلہ ذیابیطس کا اپریشن کرانے علی گڑھ گاندھی آئی ہسپتال تشریف لے گئے ہیں ان کی صرف ایک ہی آنکھ ہے دوسری بالکل بیکار ہے - قارئین پیغام صلح، بہنوں اور بھائیوں سے التجا کرتی ہوں کہ وہ اپنی پنجگانہ نمازوں میں ہمارے ابا جان کا اپریشن کامیاب ہونے کی دعا کریں اللہ جلشانہ جلد انہیں بینائی واپس لوٹا دے اور وہ کام کرنے کے لائق ہو جائیں اور بچوں کو تعلیم دینے میں سہولت ہو۔ ابا محترم پیغام صلح کے شائق

(باقی برصفحہ کالم ۳)

صرف اللہ تعالیٰ ہی پرستش کے لائق ہے

باقی ہر چیز مخلوق، مربوب اور مملوک ہے اسلئے انکی عبادت جائز نہیں

خطبہ جمعہ مورخہ ۲۰ جنوری ۱۹۶۱ء فرمودہ حضرت امیر مولانا صدر الدین صاحب ایدہ اللہ بمقام احمدیہ بلڈنگس لاہور

الٓمّٓ ۔ اللّٰہ لا الٰہ الا ھو الحی القیوم ۔ نزّل علیک الکتٰب بالحق مصدقا لما بین یدیہ وانزل التوراۃ والانجیل من قبل ھدًی للناس وانزل الفرقان ان الذین کفروا بایٰت اللّٰہ لھم عذاب شدید واللّٰہ عزیز ذوانتقام ۔ ان اللّٰہ لا یخفٰی علیہ شیئٌ فی الارض ولا فی السماء ۔ ھو الذی یصوّرکم فی الارحام کیف یشاء لا الٰہ الا ھو العزیز الحکیم ——— (آل عمران رکوع ۱)

صفاتِ الٰہیہ کا اثر قلب اور روح پر

ان آیات میں اللہ تعالےٰ نے اپنی کچھ صفات بیان کی ہیں، ان صفات کے مطالعہ سے انسان کے قلب و روح کے اندر ایمان مضبوطی سے بیٹھتا ہے، اور یہ عقائد اور صفات قلب کو منوّر کرتی ہیں اور دل اور روح کے منوّر ہونے کی وجہ سے اعضاء میں خوبی پیدا ہوتی ہے جن سے اعمال صادر ہوتے ہیں، جیسے شیا رغلط اعتقاد لوگ اختیار کر لیتے ہیں، ان کا اثر انسان کے دل پر اور پھر اعضاء پر اچھا نہیں ہوتا اسی بات کو مدِنظر رکھتے ہوئے اللہ تعالےٰ نے ان آیات میں اپنی صفات بیان کی ہیں۔

عبادت کے لائق ایک ہی ہستی ہے

ایک تو یہ اعلان کیا ہے کہ اللّٰہ لا الٰہ الا ھو پرستش کے قابل ایک ہی ہستی ہے جس کا نام اللہ ہے، جو خالق کائنات ہے، وہی ایک ہستی ہے جو اس لائق ہے کہ اس کی عبادت کی جائے۔ اس کے بعد فرمایا الحی القیوم زندگی کا سرچشمہ وہی ہے، انسان ہوں یا حیوانات پرندے ہوں یا درندے اور چرندے سب کی زندگی کا سرچشمہ وہی ہے، اور وہ القیوم بھی ہے زندگی کے قیام کے سامان بھی اسی نے پیدا کئے ہیں، کس قدر سامان پیدا کئے، ایک طرف کیڑوں مکوڑوں کو دیکھئے، پھر درندے اور پرندے اور چرندے، دریا کی مچھلیاں اور ہوا کے جانور اور سب کے بعد انسان کو دیکھئے، کس قدر مخلوق ہے جن کا کوئی شمار نہیں، ان سب کی زندگی کے قیام کے لئے کس قدر سامان کئے، کیا کسی مخلوق کے بس کی بات ہے کہ ان سب سامانوں کو پیدا کر دے ایک اکیلے انسان ہی کے لئے کتنے سامان کرنے پڑتے ہیں۔ فرمایا اس کی ضروریات کو میں ہی جانتا ہوں، نباتات کی کتنی قسمیں ہیں جو انسانی خوراک کے کام آتی ہیں، کتنے جانور ہر روز انسان کے کھانے میں آتے ہیں، امام راغب نے ربّ کے معنے یوں لکھے ہیں۔ ترقی کے مراحل میں سے منزل بمنزل گذارتے ہوئے انتہائی کمال تک پہنچانے والا، اس کو انگریزی میں ایوولیوشن کہا جاتا ہے اور ہماری زبان میں ارتقاء۔ تو خدا تعالےٰ وہ ہستی ہے جس نے نہ صرف اتنی کثیر مخلوقات کے اندر زندگی پیدا کی بلکہ زندگی کے قیام کے سامان بھی پیدا کئے اور وہ آہستہ آہستہ ترقی کی مختلف منازل میں سے گذارنا اور ترقی کے سامان بہم پہنچاتا ہے، اسی لئے خدا ہی وہ ہستی ہے جو پرستش کے قابل ہے، جس نے تمام مخلوقات کو زندگی دی اور زندگی کے قائم رکھنے، سردی اور گرمی سے بچانے، سمندروں سے پانی بہم پہنچانے کا سامان پیدا کیا، ہواؤں کے بغیر بھی زندگی قائم نہیں رہ سکتی، سمندروں کے بغیر بھی زندگی کا قیام ممکن نہیں، اس قدر نعمتیں اور اسباب زندگی پیدا کئے کہ کوئی دوسری ہستی ان میں سے ایک چیز بھی پیدا نہیں کر سکتی، تمام جہان کے انسان مل کر پھول کی ایک پنکھڑی نہیں بنا سکتے پس اسکو چھوڑ کر جو تمام کائنات کا خالق اور موجد ہے، اور کون ہستی ہے جو عبادت کے لائق ہو۔

مجھے معبود نہ بنانا — نبی کریم صلعم کی ہدایت

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دیکھ کر کہ انسان اپنے رہنما کو معبود بنا لیتے ہیں اپنے متعلق فرمایا لا تطرونی کما اطرت النصاریٰ عیسٰی قولوا عبدہ و رسولہ کہ میری عبادت نہ کرنا، میرے بعد میری قبر کو بُت نہ بنانا جس طرح نصاریٰ نے عیسٰی کو معبود بنا لیا۔ میں پہلے تو خود اللہ تعالےٰ کا بندہ ہوں، اس کی مخلوق اور اس کا پرستار ہوں، اور پھر اس کا رسول ہوں، اس کی رضا کی راہیں لوگوں پر واضح کرنے کے لئے آیا ہوں، میں معبود نہیں بلکہ عبد ہوں، اللہ تعالیٰ کا بندہ اور اس کا غلام ہوں، لا الٰہ الا ھو اس کائنات میں خدا کے سوائے کوئی چیز نہیں جو پرستش کے قابل ہو، تو پھر کس کی پوجا کرو گے۔

بنی اسرائیل کا مطالبہ اور حضرت موسیٰ کا جواب

جب حضرت موسےٰ علیہ السلام بنی اسرائیل کو مصر سے نکال کر کنعان میں لے گئے اور انہیں جنگلوں میں لا کر بسایا تو کچھ عرصہ کے بعد وہ لوگ بہت گھبرائے، اور انہوں نے کہا کہ شہر میں ایک گہما گہمی تھی، کہ لوگ مندر میں جاتے، چڑھاوے چڑھاتے، بتوں کی پرستش کرتے تھے، گھنٹے اور گھڑیال بجتے تھے، یہاں کوئی ایسی دل لگی کی بات نہیں ہے، کوئی تو ایسی چیز ہو جس سے دل لگا لیں پس ایسا کرو کہ ایک چھوٹا موٹا سا بُت ہمیں بنا دو، تاکہ ہم اس کی عبادت کریں، کوئی رونق تو ہو گی، تو ان کے اس مطالبہ پر حضرت موسےٰ نے اللہ تعالےٰ کے حکم سے فرمایا اغیر اللّٰہ ابغیکم الٰھا وھو فضلکم علی العالمین کیا میں اللہ تعالےٰ کے سوائے کوئی معبود تمہیں بنا کر دوں، حالانکہ اس نے تمام مخلوق کو تمہارا خادم بنا رکھا ہے اور تم کو تمام مخلوقات پر فضیلت دے رکھی ہے، پھر تمہارے خادموں میں سے کسی ایک کو تمہارا مخدوم اور معبود قرار دینا غیر معقول ہوگا

نبی کریم جیسا انسان بھی قابلِ پرستش نہیں

یہ دوسری دلیل ہے لا الٰہ الا اللّٰہ کی کہ تمام کائنات تو اللہ تعالےٰ نے انسان کی خدمت کے لئے پیدا کی ہے پھر اس میں سے کسی چیز کو کس طرح معبود بنایا جا سکتا ہے، حتیٰ کہ اتنا عظیم الشان انسان، جیسا کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، اتنا بڑا انقلاب پیدا کرنے والا عظیم الشان معجزے دکھانے والا وہ بھی اپنے متعلق تعلیم دیتے ہیں قولوا عبدہ و رسولہ ۔ مجھے پہلے خدا کا بندہ اور اس کا پرستار کہو، اس کا بندہ ہو کر پھر رسالت کے منصب پر کھڑا کیا گیا ہوں، اتنا بڑا عظیم الشان نبی بھی اپنے آپ کو اللہ تعالےٰ کا بندہ قرار دیتا ہے، اور قوم کو منع کرتا ہے کہ میری پرستش نہ کی جائے پہلی امتوں نے اپنے نبیوں کو خدا بنا لیا اور ان کی پرستش شروع کر دی، وہ جو خدا کی راہوں کی نشاندہی کرنے کے لئے آئے تھے، خود ان کی پرستش شروع ہو گئی۔

انسانیت کا بلند مقام

اس لئے فرمایا اللّٰہ لا الٰہ الا ھو، پرستش کے قابل ایک ہی ذات ہے جو اللّٰہ ہے، اس کے سوائے کوئی ایسی چیز نہیں، کوئی بڑے سے بڑا انسان نہیں، جو پرستش کے قابل ہو، اسی لئے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ذات کے متعلق فرمایا کہ میری پرستش نہ کی جائے ایسی تعلیم دے کر اللہ تعالےٰ نے انسانیت پر بڑا احسان کیا اور ایسی تعلیم دے کر حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انسان کو انسانیت کے بلند مقام پر کھڑا کر دیا۔

عیسیٰؑ اور مریمؑ کی پرستش

حضرت عیسےٰ علیہ السلام اور ان کی ماں کی لوگ پرستش کرتے ہیں۔ ان کے متعلق بھی قرآن میں لکھا ہے: کانا یاکلان الطعام وہ دونوں اپنی زندگی کے لئے کھانے کے محتاج تھے، پھر جو محتاج ہو وہ کیسے

معبود اور حاجت روا ہو سکتا ہے، لیکن آج اس بیسویں صدی میں یورپ میں ان کی پرستش ہوتی ہے، ہندوستان میں تو بتوں کی پرستش ہوتی ہی ہے، گائے کی، درخت کی، مختلف جانوروں کی، سورج کی، اور خود تراشیدہ بتوں کی پرستش ہوتی ہے، لیکن یورپ میں بھی اس روشنی کے زمانہ میں عیسےٰ اور مریمؑ کی پرستش ہوتی ہے جو خود محتاج تھے، اسی لئے فرمایا کانا یاکلان الطعام، وہ دونوں محتاج تھے، تو اپنی زندگیوں کو بھی کچھ کھائے بغیر قائم نہیں رکھ سکتے تھے، تو دوسروں کی زندگی کے قیام کا باعث وہ کس طرح ہو سکتے ہیں، انجیل میں حضرت عیسےٰ کی انسانیت کا نقشہ کھینچا ہے کہ جب سپاہی انہیں گرفتار کرنے آئے تو ڈر کے مارے جناب الٰہی میں دہائی دیتے تھے کہ یہ ذلت کا پیالہ مجھ سے ٹل جائے، اور اپنے دوستوں کی منت کی کہ تھوڑی دیر تو جاگو لیکن انہوں نے وفا نہ کی تو کیا جو شخص مصیبت کے وقت ڈرتا، دہائی دیتا دعا کرتا ہے، وہ بھی خدا ہو سکتا ہے! وہ تو انجیل میں یہ تعلیم دیتے ہیں کہ صرف خدائے واحد کی پرستش کرو۔ اور ان کے متبعین غلطی سے خود ان کی پرستش کرنے لگ گئے۔

انسان کی جسمانی اور روحانی ربوبیت

آگے لکھا ہے نزل علیک الکتاب بالحق پہلی آیہ کریمہ سے اس کا یہ تعلق ہے کہ جب خدا نے انسان کی جسمانی ربوبیت کے لئے ساری کائنات پیدا کی ہے تو اس نے روحانی تربیت کے لئے بھی کتابیں نازل کی ہیں۔ یہ امر نبوت کی ضرورت پر دلیل ہے۔ روح ہی ایک چیز ہے جس کی وجہ سے انسان کی عزت، اور عظمت ہے، پھر اس کی ربوبیت کا سامان کیوں نہ ہو، اسی لئے یہ کتاب ہم نے نازل کی ہے، کہ انسانی روح کی تربیت کرے، قرآن میں کئی جگہ یہ ذکر آیا ہے کہ جب ہم نے مادی ترقی اور ربوبیت کے سامان پیدا کئے ہیں تو روحانی ترقی اور ربوبیت کے لئے سامان کیوں نہ ہوں، ایک جگہ فرمایا تنزیلاً ممن خلق الارض والسمٰوات العلیٰ، وہ ذات جس نے یہ زمین بنائی اور پھر بلندیوں والے ستاروں اور سیاروں کو پیدا کیا، اس کی طرف سے یہ کتاب نازل ہوئی ہے۔ یعنی السمٰوات والارض کے پیدا کرنے والے نے انسان کی تعلیم و تربیت کے لئے یہ کتاب نازل کی ہے۔ اور بہت سی جگہ فرمایا اللہ الذی خلق السمٰوات والارض وانزل من السماء ماءً خدا وہ ہے جس نے دنیا کو پیدا کیا اور آسمان سے پانی نازل کر کے دنیا کے قیام اور ربوبیت کا سامان پیدا کیا، پھر یہ کس طرح ہو سکتا ہے کہ وہ انسان کی روحانی تربیت کے لئے اپنے کلام کی بارش نازل نہ کرے اور فرمایا من یرسل الریاح ہواؤں کو کون چلاتا ہے، کون بارش نازل کرتا ہے۔ ھو الذی نزل الغیث، ھو الذی نزل الکتاب اگر یہ ٹھیک ہے کہ خدا ہی کی طرف سے ہوائیں اور بارش آتی ہے، تو پھر یہ بھی ٹھیک ہے کہ اس نے روحانی بارش بھی نازل کی ہے،

قرآن تدریجاً کیوں نازل ہوا؟

نزّل کے معنے ہیں اس کو آہستہ آہستہ واقعات اور موقعہ و محل کے مطابق تدریجاً نازل کیا۔ اسی لئے یہ کتاب اور اس کی تعلیم ذہن میں بیٹھ گئی، اگر ایک ہی دن خوبصورت غلافوں کے اندر لپیٹ کر قرآن کو آسمان سے بھیج دیا جاتا تو حالات ایسے تھے کہ اس پر عمل نہ ہو سکتا، تو فرمایا ہم نے اس کتاب کو آہستہ آہستہ نازل کیا تاکہ وہ دلوں کے اندر بیٹھ جائے۔

حق و حکمت کے ساتھ نزول

بالحق، حق و حکمت کے ساتھ اسکو نازل کیا، اس میں اس کی صداقت کے دلائل موجود ہیں مصدقاً لما بین یدیہ پہلی کتابوں کی صحیح تعلیمات۔ . . . . کی تصدیق کرتی ہے، خدا کے سوائے پہلی کتابوں کو کون جانتا ہے، وہ موقعہ بہ موقعہ ضرورت کے مطابق کتاب نازل کرتا رہا، اسلئے محمد رسول اللہ پر بھی جو کتاب اتری وہ حق ہے۔

زمین و آسمان کے اسرار کو خدا کے سوائے کوئی نہیں جانتا

پھر فرمایا ان اللہ لا یخفی علیہ شیءٌ فی الارض ولا فی السماء خدا پر کوئی چیز مخفی نہیں، وہ تمام اسرار سے اور زمین و آسمان کی تاثیرات سے واقف ہے، تم جب کسی چیز کی تاثیروں سے واقف ہو جاتے ہو، تو اس سے کیا کیا کام لیتے ہو، تو خدا نے تو سب چیزوں کو پیدا کیا ہے ھو الذی یصورکم فی الارحام کیف یشاء وہ جس طرح چاہتا ہے رحموں کے اندر تمہاری شکلیں اور صورتیں بنا دیتا ہے، ماں کے پیٹ میں تمہارے ہاتھ پاؤں، چہرہ اور انتڑیاں وغیرہ بنا دیتا ہے، اور پھر دل اور دماغ بھی عطا کرتا ہے، پھر اس میں روح پیدا کرتا ہے اور زندگی عطا کرتا ہے، پھر پیدا کرنے کے بعد زندگی کے قیام کے سامان عطا کرتا ہے۔ کیا کسی بڑی سے بڑی ہستی کی یہ طاقت ہے کہ اس قسم کے سامان کرے بدھ ہو یا کرشن، مسیح ہو یا رامچندر، جن کی آج پوجا ہوتی ہے، انہوں نے کونسے خلاقی سامان پیدا کئے؟ ان سے پہلے بھی مخلوق تھی، وہ کس کی پرستش کرتی تھی، خدا کے سوائے کوئی نہیں جس نے کوئی چیز بنائی ہو، ان کو یہ بھی طاقت نہیں کہ اپنے ہاں اپنی منشا کے مطابق بیٹا پیدا کر لیں، بڑے بڑے پیغمبروں کے ہاں کون بیٹے پیدا ہوئے، ان میں سے ایک کی مثال قرآن میں ہے فالقینا علیٰ کرسیہ جسداً سلیمانؑ کے ہاں جو بیٹا پیدا ہوا وہ جسم ہی جسم تھا، کوئی عقل اور دانائی اس میں نہ تھی، کوئی بادشاہ کوئی پہلوان، کوئی ڈاکٹر ایسا نہیں کر سکتا کہ اس کے ہاں بڑا عقلمند، بڑا خوبصورت بڑا شہزور لڑکا پیدا ہو، ان واقعات کے پیش نظر فرمایا یصورکم فی الارحام۔ اس کے بعد ملتقین فرمایا لا الٰہ الا ھو پھر اسی بات کو دہرایا جس سے شروع کیا تھا کہ خدا کے سوائے کوئی ہستی عبادت کے لائق نہیں۔

غالب اور حکمت والا خدا

العزیز الحکیم۔ وہ تمام کائنات پر غلبہ رکھتا ہے، اس نے جو قوانین بنائے ہیں انہی کے ماتحت چلنا پڑتا ہے، بڑے سے بڑے سائنسدان کو بھی اس کے مقرر کردہ قوانین کے ماتحت ہی چلنا پڑتا ہے، تب ہی وہ کسی چیز کے اندرونی خواص کا علم حاصل کر سکتا ہے اور ان سے کام لے کر کوئی چیز ایجاد کر سکتا ہے الحکیم۔ حکیم کے معنے ہیں فلاسفر، کسی چیز کی حکمت کو جاننے والا، کائنات میں جو فلسفہ ہے، وہ اسی کا پیدا کردہ ہے، اس کے قوانین کے ماتحت چلنا پڑتا ہے اس لئے وہ العزیز ہے اور ہر چیز میں ایک فلسفہ اور حکمت اس نے رکھی ہے اس لئے وہ الحکیم ہے۔

پرستش کے لائق ایک ہی ذات

لا الٰہ الا ھو، بس وہی ایک ذات ہے، جو پرستش اور عبادت کے لائق ہے اور زمین و آسمان کی ہر چیز مربوب ہے اور ہر چیز مملوک ہے، سب چیزوں کا خالق اور مالک وہ ایک ہی ذات ہے اور وہی ذات پرستش کے قابل ہے

لا الٰہ الا ھو الحیّ القیّوم

مہدی اور مسیح کی علامات

(بسلسلہ صفحہ نمبر ۱)

طاقی کرا دیں اس لئے حدیث میں حتّٰی تلقوا ربکم کے الفاظ میں کسی مامور کے آنے کی ہی پیشگوئی کی گئی ہے یعنی یہ حالت اس وقت تک رہیگی جب تک کہ اللہ تعالٰے کسی مامور کے ذریعہ لقاء اللہ کے حصول کے سامان پیدا نہیں کرے گا اور یہ مامور جیسا کہ احادیث سے ثابت ہے مسیح اور مہدی کے لقب سے ملقب ہونے والا ہے ایک دوسری حدیث جس کے الفاظ یہ ہیں:- کیف تھلک امۃ انا اولھا وعیسی بن مریم اٰخرھا وبینھما فیج یا فھج اعوج بھی اسی کی تائید کرتی ہے سو اس پیشگوئی کے مطابق وہ مسیح آ گیا اور اس نے ہزاروں کو لقاء اللہ کے شربت سے سیراب بھی کر دیا، خوش قسمت ہیں وہ انسان جو اس شربت لقاء سے سیراب ہونے کی کوشش کریں۔ والسلام۔ (باقی آئندہ)

تصحیح ۱۸ر جنوری کے شمارہ کے صفحہ ۱ کالم اوّل کی سطر ۳۸ میں "اللہ کو" کی بجائے "اللہ کا" پڑھا جائے۔

درخواست دُعا

(بسلسلہ صفحہ نمبر ۳)

اور احمدیت کے پرانے خادم ہیں جن کا ورثہ مجھے بھی احمدیت ملا ہے۔ میں حضرت امیر ایدہ اللہ سے بھی دعاؤں کی گذارش کرتی ہوں۔ آپ کی دعاؤں کی متمنی۔

سچے مسیح اور مہدی کے متعلق

متفرق علامات

مولانا شیخ عبدالرحمٰن صاحب مصری

پہلی علامت

کنزالعمال جلد سابع صفحہ ۱۸۱ لا تقوم الساعۃ حتّٰی تزول الجبال عن اماکنھا و ترون الامور العظام التی لم تکونوا ترونھا مثلہ۔ حدیث کے یہ الفاظ ہیں:۔

ثم تنسف الجبال و تمد الارض مد الادیم

قیام الساعۃ کی علامت یہ ہے کہ پہاڑ اپنی جگہ سے ہٹ جائیں گے اور تم بڑے بڑے امور دیکھو گے جو تم نے پہلے نہیں دیکھے ہوں گے۔ دوسری حدیث کا ترجمہ یہ ہے کہ پہاڑ اڑا دیئے جائیں گے اور زمین دھوڑی کی طرح پھیلائی جائے گی۔ اب یہ تینوں پیشگوئیاں ہمارے زمانہ میں کیا حیرت انگیز صفائی سے پوری نہیں ہوئیں۔ کیا پہاڑ اپنی جگہوں سے ہٹا نہیں دیئے گئے اور انہیں ڈائنامیٹ وغیرہ سے اڑا نہیں دیا گیا اور کیا ہم نے اپنے اس زمانہ میں اپنی آنکھوں سے حیرت میں ڈالنے والی سائنٹیفک ایجادیں نہیں مشاہدہ کیں جو ہمارے آباؤ اجداد کے خواب میں بھی نہیں آئی تھیں جن کی کسی قدر تفصیل گزشتہ قسط میں گزر چکی ہے اور کیا آئے دن ان میں اضافہ نہیں ہو رہا۔ کیا چاند تک پہنچنے کا عزم اس سے قبل کسی کے وہم میں بھی آ سکتا تھا جو آج قریب الوقوع نظر آ رہا ہے، چاند کا پچھلا حصہ جو آج تک انسانی آنکھ سے مخفی چلا آ رہا تھا، آج انسانی مشاہدہ میں آ گیا ہے، کیا بیل گاڑیوں پر سفر کرنے والوں کے تصور میں بھی یہ آ سکتا تھا کہ ہم ہندوستان سے انگلینڈ تک کا سفر چند گھنٹوں میں طے کر لیا کریں گے کیا انسان کا خیال اس حد تک پرواز کر سکتا تھا کہ موجودہ مشینوں کے ذریعہ تمام کام اس قدر تیزی اور آسانی سے تھوڑے کم وقت میں سرانجام پاتے دیکھ لئے جائیں گے، غرضیکہ کہاں تک ان امورِ عظام کا شمار کیا جائے جن کا ذکر حدیث نبوی میں آیا ہے ان کی تعداد میں تو دن بدن اضافہ ہی ہوتا جاتا ہے، بیشک انسانی تصور ان کے ادراک سے قاصر تھا لیکن حضرت نبی کریم صلعم کی تیز روحانی آنکھ نے ۔۔ ۱۴۰۰ برس قبل ان سب نظاروں کو دیکھا اور اپنی امت کے ایمانوں کو تازہ اور مضبوط کرنے کے لئے اپنی احادیث میں ان کا نقشہ کھینچ دیا تا مادیت کے غلبہ کے زمانہ میں آنحضور صلعم کی ان پیشگوئیوں کو پورا ہوتے دیکھ کر مادیت کے شیدائیوں کے پراپیگنڈا کے دام میں پھنسنے سے مسلمان محفوظ رہیں اور جس مامور کے لئے ان علامات کو بیان کیا جا رہا ہے اس کے دامن سے وابستہ ہو کر روحانی نعماء سے اپنی جھولیاں بھر لیں۔

ان دو حدیثوں میں تیسری پیشگوئی زمین کو پھیلا دینے کی ہے یہ بھی کس صفائی سے پوری ہوئی ہے وہ بھی بیان کرتا ہوں۔ امام الزمان کے زمانہ سے قبل زمین سکڑی ہوئی نظر آ رہی تھی۔ کیونکہ اس کے پھیلاؤ کا علم لوگوں کو نہیں تھا لیکن جوں جوں امام الزمان کی بعثت کا زمانہ قریب آتا گیا زمین کی وسعتوں پر اطلاع بھی وسیع ہوتی چلی گئی یہاں تک کہ زمین کے چپے چپے پر انسان کے علم نے اب احاطہ کر لیا ہے۔ آبادی اس قدر بڑھ گئی ہے کہ اس کے کنٹرول کرنے کی تدابیر پر غور ہونے لگ پڑا ہے۔

قرآن کریم کی پیشگوئی

آخری زمانہ میں پہاڑوں کے اڑا دیئے جانے اور ان کو اپنے اماکن سے ہٹا دینے کی پیشگوئی صرف احادیث میں ہی نہیں بلکہ قرآن کریم میں بھی وضاحت کے ساتھ موجود ہے جہاں امام الزمان کی آمد کا ذکر بھی صراحت سے مذکور ہے۔ اگرچہ مضمون طوالت اختیار کر جائے گا لیکن قرآن کریم کے اس مقام کی مختصر سی تشریح کئے بغیر احادیث کی دیگر علامات کو بیان کرنے کو دل نہیں چاہتا قرآن کریم میں یہ پیشگوئی سورۃ طٰہٰ کے رکوع چھ میں مذکور ہے۔ احباب اس رکوع کو سامنے رکھ کر تشریح کو ملاحظہ فرمائیں "پہاڑوں کے متعلق تجھ سے سوال کرتے ہیں ان کو کہہ دو کہ میرا رب پہاڑوں کو اڑا دے گا اور وہ اس طرح اڑ جائیں گے کہ صاف میدان نظر آئیں گے یعنی اللہ تعالیٰ ایسے سامان پیدا کر دے گا جن سے پہاڑ آسانی سے اڑائے جا سکیں گے قرآن کریم میں بھی نسف کا ہی لفظ ہے اور حدیث میں بھی یہی لفظ مستعمل ہوا ہے یہ اڑانا اس طرز پر وقوع میں آئے گا کہ انہیں صاف میدان بنا دیا جائے گا جن میں کوئی کجی اور کوئی نقص نظر نہیں آئے گا یعنی جس غرض کے لئے انہیں اڑایا جائے گا اس غرض کو یہ اڑانا کما حقہ پورا کر دے گا اب جو کچھ وقوع میں آیا ہے وہ یہی ہے کہ بعض جگہ تو پہاڑ مکمل طور پر اس طرح اڑائے گئے ہیں کہ وہ صاف میدان میں تبدیل ہو گئے ہیں اور بعض جگہ ضرورت کے مطابق ادھوری شکل میں اڑائے گئے ہیں مثلاً سڑکیں بنانے کے لئے یا ریلوں کے گزارنے کے لئے راستہ بنانے کے لئے لیکن اس ادھوری شکل میں بھی ضروری حصہ کو میدان کی شکل میں ہی تبدیل کیا گیا ہے یہاں تک کہ بغیر کسی نقص کے وہ مقصد کو پورا کر دیتے ہیں اس کے بعد فرمایا کہ جس زمانہ میں یہ علامت ظاہر ہو گی اس زمانہ میں خدا کی طرف سے ایک داعی کا بھی ظہور ہو گا اس داعی میں لوگ نقائص نکالنے کی کوشش کریں گے اور اس پر اعتراضات کی بوچھاڑ کریں گے لیکن خدا کی شہادت اس داعی کے متعلق یہی ہے کہ لا عوج لہ یعنی اس داعی میں کسی قسم کا کوئی نقص نہیں ہو گا وہ ہر قسم کی کجی سے پاک ہو گا باوجود مخالفتوں کے اور اس کی طرف نقائص منسوب کرنے کے لوگ اس کے متبع ہوتے جائیں گے مخالفین کی مخالفت اس پر ایمان لانے کے راستہ میں روک نہیں بن سکے گی یاد رہے کہ قرآن کریم کی رو سے ایسے داعی کے متعلق جس قسم کا داعی اس آیت میں مذکور ہے یہی آتا ہے کہ وہ اللہ کی طرف ۔۔۔ بلانے والا ہوتا ہے جیسا کہ فرمایا ومن احسن قولا ممن دعا الی اللہ و عمل صالحا و قال اننی من المسلمین پھر فرمایا قل ھذہ سبیلی ادعوا الی اللہ علی بصیرۃ انا و من اتبعنی۔ یوسف ع ۱۲۔ اس سے معلوم ہوا کہ سورۃ طٰہٰ میں بیان کردہ داعی حضرت نبی کریم صلعم کا ہی کامل متبع ہو گا اور اس کی دعوت بصیرۃ پر مبنی ہو گی اسی لئے وہ اثر بھی کرے گی باوجود مخالفتوں اور ایذا رسانیوں کے لوگوں کو اپنی طرف کھینچ لے گی، اس کے بعد اس داعی کی کامیابی اور اس کی آواز کے سامنے مخالفین کی آواز کے دب جانے کا ذکر ہے فرمایا تمام آوازیں رحمان کی آواز کے سامنے عاجز ثابت ہوں گی، ان آوازوں کی ہلکی سی بھنبھناہٹ ہی سنائی دے گی ان میں کوئی زور نظر نہیں آئے گا۔ اب دیکھ لو کہ اس زمانہ کے مامور یعنی حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام کے بالکل ابتدا میں ہی یہ دو الہام شائع کئے گئے الرحمان علم القرآن اور تبارک من علم و تعلم۔ یعنے اے میرے بندے رحمان نے ہی تجھے قرآن کریم کا علم دیا ہے اور بابرکت ہے حضرت نبی کریم صلعم کی ذات جس نے تجھے آیت یتلوا علیھم ایاتہ و یزکیھم و یعلمھم الکتاب والحکمۃ کے ماتحت علم سکھلایا ہے اور بابرکت ہے تو جس نے آنحضور صلعم سے علم سیکھا ہے اب آیت و خشعت الاصوات للرحمان فلا تسمع الا ھمسا میں مذکورہ پیشگوئی کس صفائی سے پوری ہوئی ہے حضرت مرزا صاحب نے تمام علماء کو قرآن کریم کے کسی مقام کی بالمقابل تفسیر لکھنے کے لئے چیلنج کیا لیکن کسی عالم کو مقابلہ کی جرأت نہ ہوئی، جلسہ مذاہب اعظم میں یہ حقیقت ایسی واضح طور پر سامنے آ گئی کہ کوئی منصف اس کا انکار نہیں کر سکتا کہ قرآن کریم کے علوم پر جس قدر گہری نظر حضرت مرزا صاحب کی تھی اس سے علماء زمانہ بالکل محروم تھے پھر سورۃ ۔۔ فاتحہ کی تفسیر جو اعجاز المسیح کے نام سے آپ نے شائع کی اس کی مثل بنانے کا نہ صرف چیلنج دیا بلکہ اپنے ایک الہام کی بناء پر دو پیشگوئیاں بھی ساتھ ہی کر دیں ایک تو یہ کہ جو کوئی اس کے جواب لکھنے کے لئے اٹھے گا وہ ہلاک ہو گا اور پھر الہام کے دوسرے حصہ میں جواب دینے والے کی ذلت کی پیشگوئی کی اور الہام کے دونوں حصے ۔۔۔ صفائی سے پورے ہو گئے۔ ایک مولوی محمد حسن فیضی ساکن بھیں نے جواب لکھنا شروع کیا تو نوٹ لکھتے لکھتے ہی وہ ایک ہفتہ میں موت کا شکار ہو گیا پیر مہر علی شاہ گولڑوی کے ہاتھ کسی طرح وہ نوٹ آ گئے انہوں نے ان نوٹوں کو من وعن شائع

کرکے انہیں اپنی طرف منسوب کیا اس کی یہ چوری ظاہر ہوگئی جس سے انہیں ذلت کا تماشہ بننا پڑا۔ اس طرح الہام کے دونوں حصّے یعنے موت والا بھی اور ذلت والا بھی پورے ہوگئے۔ علماء نے تفسیر نویسی میں مقابلہ کرنے سے اپنا عجز ثابت کرکے قرآن کریم کی پیشگوئی وخشعت الاصوات للرحمان کو پورا کرکے ایک طرف اپنے اوپر حجت پوری کرلی اور دوسری طرف امام کے ماننے والوں کے ایمان میں مزید پختگی کے سامان پیدا کردیئے اس کے علاوہ جن مسائل میں علماء زمانہ نے حضرت امام الزمان سے شروع میں اختلاف کیا تھا، آہستہ آہستہ ان کو ہی صحیح تسلیم کرنے پر مجبور ہوگئے اور اب حضرت امام الزمان کا پیدا کردہ علم کام ہی دلوں کو اپیل کر رہا ہے۔ اور اسلام کی صداقت کو مخالفین کے سامنے پیش کرنے کے لئے اسی سے کام لیا جاتا ہے اس کے خلاف اگر کوئی آواز سنائی دیتی بھی ہے تو وہ الّا ھمسًا کا ہی مصداق رہ گئی ہے۔ اس داعی کے دعوے کی صداقت پر قرآن کریم نے ایک اور علامت یہ بیان کی ہے کہ اس زمانہ میں شفاعت کسی کو فائدہ نہ دے گی مگر اسی کو جس کے لئے رحمان اجازت دیگا اور جس کے قول کو وہ پسند کرے گا کیونکہ لوگوں کے آگے اور پیچھے کی حالت کو یعنے لوگوں کے تمام حالات کو صرف وہی جانتا ہے اور لوگوں کا علم اس کا احاطہ نہیں کرسکتا۔ قرآن کریم کے ان الفاظ کی صداقت بھی نمایاں طور پر حضرت مرزا صاحب کے ذریعہ دو طرح پوری ہوئی ہے ایک تو عام دعاؤں کی قبولیت کے ذریعہ بڑے بڑے اہم اور ناممکن الوقوع امور میں لوگوں نے آپ سے دعائیں کرائیں اور وہ قبول ہوئیں پھر زمانہ کے علماء اور مشائخ اور دیگر مذاہب کے مذہبی لیڈروں کو دعاؤں میں مقابلہ کے لئے بلایا لیکن اس مقابلہ میں آنے کی بھی کسی کو جرأت نہ ہوئی دوسرے اس طریق سے کہ طاعون کے زمانہ میں امتیازی طور پر حضور کی دعا سے احمدی طاعون سے محفوظ رہے پھر بعض مہلک امراض میں مبتلا بیماروں کی شفاء کے لئے آپ کو اللہ تعالےٰ کی طرف سے شفاعت کی بھی اجازت دی گئی تفصیل ان امور کی طویل ہے اور یہاں اختصار مدنظر ہے اس لئے تفصیل کسی اور مناسب موقعہ پر بیان کی جائے گی۔ خلاصہ کلام یہ کہ تمام وجوہ اس دن حیّ و قیوم کے سامنے جھک جائیں گے یعنے مقابلہ کی تاب نہ لاسکیں گے اس مامور اور امام الزمان کے ساتھ خدا کی نصرتوں اور تائیدوں کو دیکھ کر اپنے فخر کی گردنیں جھکا دیں گے اور جو ظلم انہوں نے امام الزمان پر مخالفت اور ایذا رسانیوں اور فتاویٰ کفر وغیرہ کے ذریعہ کیا ہوا ہوگا اس کے نتیجہ میں ناکامی کا منہ دیکھنے پر مجبور ہو جائیں گے کیا یہ کھلی کھلی ناکامی کی ذلت انہیں نصیب نہیں ہوئی کہ امام الزمان کے بیان کردہ تمام عقائد دنیا میں مسلّم ہوتے چلے جا رہے ہیں٭ اور ان کے بیان کردہ عقائد کو پرکھنے کے برابر بھی وقعت نہیں دی جاتی پھر فرمایا کہ امام الزمان کو جو یہ عزت عطا ہوگی اور

مخالفین کو جو اس ناکامی سے دوچار ہونا پڑے گا اس کی وجہ یہ ہے کہ خدا کا یہ قانون ہے کہ جو شخص اللہ تعالےٰ کی مرضی کے مطابق اعمال بجالاتا ہے اور وہ حقیقی طور پر مومن بھی ہوتا ہے اس کو کسی کا ظلم نقصان نہیں پہنچا سکتا وہ ظالموں کے ظلم کے اثرات سے نڈر ہوتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس کے دل کو مضبوطی عطا کی ہوتی ہے اور یہی اصل اللہ تعالےٰ نے اس خادم کے آقا یعنی محمد رسول اللہ صلعم کی شان میں بدیں الفاظ فرمایا ہے ولولا ان ثبتناك لقد کدت ترکن الیھم شیئا قلیلا بنی اسرائیل ع ۸ یعنی اگر ہم نے تجھے ثبات اور پختگی عطا نہ کی ہوتی تو تو ان کی طرف کسی قدر جھک جاتا۔ پس خادم اور غلام کو بھی اللہ تعالےٰ نے اس ثبات اور پختگی ایمان سے وافر حصہ عطا کیا ہوا تھا اس لئے ظالموں کے ظلم سے وہ نڈر تھا اور اسے یقین تھا کہ ان کی زیادتیاں اس کا کچھ بھی نہ بگاڑ سکیں گی اسکو بشارتوں پر بشارتیں مل رہی تھیں کہ خدا تیرے ساتھ ہے وہی تیری حفاظت کرے گا اور دشمنوں کے تمام منصوبوں کو خاک میں ملا دے گا پھر فرمایا اور اسی بناء پر ہم نے قرآن کریم کو معارف اور حقائق سے بھرا ہوا اتارا ہے اور اس میں اس قسم کے وعید مختلف رنگوں میں بیان کئے ہیں تا ہر زمانہ میں لوگ ان دونوں قسم کی سچائیوں کو دیکھ کر ایمان لائیں ایک تو ان لوگوں کی حالت کو مشاہدہ کریں جن کی تائید میں خدا خود کھڑا ہوتا ہے اور اس کو اپنی کتاب کے علوم سے لایمسّه الا المطھرون کے وعدہ کے مطابق وافر حصہ عطا کرتا ہے اور دوسرے ایسے کامل مومنوں اور ماموروں کے مخالفین کے حق میں جو وعید وارد ہوتی ہے اس کو پورا ہوتے دیکھیں، ان دو قسم کے وعدوں کو پورا ہوتے دیکھ کر مخالفت سے باز آکر تقوےٰ کی راہ اختیار کریں یا یہ مشاہدہ ان کے دلوں میں ذکر کی عظمت پیدا کردے اور وہ ایمان لاکر اس کی برکتوں سے حصہ پائیں۔ یاد رکھیں کہ اللہ تعالےٰ بادشاہ ہے اور حق بادشاہ ہے اس کے قوانین ہمیشہ نافذ ہوکر رہتے ہیں ان کے نفاذ میں کوئی روک نہیں بن سکتا اس لئے ماموروں اور ان کے مخالفین کے بارے میں جو قوانین اس نے اپنی کتاب میں بیان کئے ہیں وہ نافذ ہوکر ہی رہیں گے پھر فرمایا کہ ہمارے نازل کردہ قرآن کے بارے میں اس کی وحی کی حقیقت مکمل طریق سے پیش ہونے سے قبل جو اس داعی کے ذریعہ پیش کی جائے گی۔ جلد بازی سے کام مت لو اور یہ مت خیال کرو کہ جو کچھ تم نے سمجھا ہوا ہے وہی درست ہے بلکہ جن معارف اور حقائق سے وہ داعی پردہ اٹھائے گا ان پر غور کرو اور اس کی تکذیب میں شتاب کاری کو کام میں نہ لاؤ۔ بلکہ خدا کے حضور یہ دعا کرو کہ اے میرے رب میرے علم میں زیادتی عطا فرما، یاد رکھو کہ علم کی زیادتی کے دو ہی طریق ہیں ایک تو براہ راست خدا سے ملنے کا طریق ہے اور ایک ایسے لوگوں کے ذریعہ ملنے کا طریق ہے جن کو خدا اس نعمت سے براہ راست نوازتا ہے یاد رکھو کہ اس سے قبل بھی ہم نے ہمیشہ آدم اور اس کے

مثیلوں کے سپرد ہی یہ کام کئے رکھا ہے کہ وہ دنیا کو روحانی علم کی روشنی سے منور کریں اور اب بھی ہم نے ایسا ہی کیا ہے لیکن افسوس ہے کہ بعض لوگ اس اصل اور اس حقیقت کو بھول جاتے ہیں جس کے نتیجہ میں اس روشنی کو حصول کرنے کے تارک بن جاتے ہیں اور ہم ان کے دلوں میں وہ عزم نہیں پاتے جو ان کی فطرت میں تحقیق حق کے لئے ہم نے ودیعت کیا ہوا ہے۔ اس آدم کے سچا ہونے کی علامت جسے روشنی دیکر بھیجا جاتا ہے یہ ہے کہ ملائکہ اس کی تائید اور خدمت میں لگ جاتے ہیں اور ابلیس اس کے مقابلہ کے لئے کھڑا ہوتا ہے لیکن ذلیل اور رسوا ہوکر منہ کے بل گرتا ہے پس اس داعی کی مخالفت کرنے والو اس بات کو ذہن نشین کرلو کہ ابلیس تمہارا دشمن ہے اس کا مقصد تمہیں جنت میں داخل ہونے سے محروم کرنا ہے اس لئے اس کے داؤ میں آنے سے اپنے آپ کو محفوظ رکھو۔

پہاڑوں کے اڑائے جانے کی پیشگوئیاں سورۃ الکہف اور سورۃ المرسلات اور سورۃ القارعہ میں بھی موجود ہیں، جو علی الترتیب حسب ذیل ہیں:۔

ویوم نسیر الجبال وتری الارض بارزۃ وحشرناھم فلم نغادر منھم احدا۔ ہم پہاڑوں کو چلا دیں گے یعنی ان کو عبور کرنے کے سامان پیدا ہو جائیں گے جیسا کہ آج کل وقوع میں آرہا ہے اور زمین کو تو نمایاں طور پر دیکھ لیگا یعنی زمین کا وہ حصہ جو پہاڑوں کی وجہ سے نظروں سے اوجھل ہوگا وہ ان کے اڑ جانے سے نظر آنے لگ پڑے گا یا اس کا مطلب یہ ہے کہ تمام کی تمام زمین جو پہلے مخفی چلی آتی تھی ظاہر ہو جائے گی۔ اور دنیا اس سے آگاہی حاصل کرلے گی۔ اگلی آیت اس معنی کی زیادہ تائید کرتی ہے اور ہم لوگوں کو جمع کر دیں گے ایک بھی نہیں چھوڑیں گے چنانچہ اب ساری دنیا ایک ملک کے حکم میں ہوگئی ہے اور ایک ملک کے باشندے دوسرے ممالک میں آسانی سے آنے جانے لگ پڑے ہیں یہ خیال نہ گذرے کہ قرآن شریف کے نزول کے وقت اس آیت کا یہ مطلب تو نہیں سمجھا گیا ہوگا کیونکہ قرآن شریعت سارے زمانوں کے لئے ہے اس لئے اس میں ہر اہم زمانہ کی نسبت پیشگوئیاں موجود ہیں جو پوری ہوکر اس زمانہ کے لوگوں پر اتمام حجت کرتی ہیں، تا وہ ایمان لاکر اسلام میں داخل ہوسکیں، جیسے حدیث میں تو یہ پیشگوئی قیام الساعۃ کے لئے بطور علامت بیان بھی کردی گئی ہے۔ قرآن شریف کا طرز بیان یہ بھی ہے کہ دنیا کے کسی واقعہ کا ذکر کرکے قیامت کا ذکر ساتھ ہی کر دیتا ہے تا یہ بظاہر ناممکن الوقوع واقعہ قیامت پر یقین پیدا کرنے کا موجب ہوسکے اسی لئے اس کے بعد امور قیامت کے متعلق ہیں دوسری پیشگوئی یہ ہے:۔ فاذا النجوم طمست واذا السماء فرجت واذا الجبال نسفت واذا الرسل اقتت لای یوم اجلت لیوم الفصل وما ادراك ما یوم الفصل ویل یومئذ للمکذبین الم نھلك الاولین

٭ اور وہی اسلام کی سربلندی کا موجب بن رہے ہیں۔

ثم نتبعهم الآخرين كذالك نفعل بالمجرمين ۔ یعنی جبکہ ستارے مٹائے جائیں گے یعنی روحانی علماء ختم ہو جائیں گے (حدیث صحابی کالنجوم اس معنی کی تائید کرتی ہے) اور جبکہ آسمانی دروازے کھول دیئے جائیں گے یعنی آسمانی علوم خواہ روحانی ہوں خواہ مادی کثرت سے ظاہر ہوتے شروع ہو جائیں گے اور جبکہ پہاڑ اڑائے جائیں گے اور جبکہ اُمت میں تمام فرستادوں کے آنے کا وقت مقرر ہو جائے گا یعنی امت میں تمام فرستادوں یعنی مجددین کے کمالات ایک شخص میں جمع کر کے اسے مبعوث کر دیا جائے گا کس دن کے لئے اس کی بعثت کو پیچھے رکھا ہوا تھا فیصلہ کے دن کے لئے تجھے کیا معلوم کہ فیصلہ کے دن کی کیا حقیقت ہے اس کی حقیقت یہ ہے کہ اس دن مکذبین کے لئے ہلاکت اور ذلت ہوگی چنانچہ حضرت مرزا صاحب کے ذریعہ مکذبین اسلام کو جس ذلت کا سامنا کرنا پڑا وہ بالکل عیاں ہے کیا ہم نے پہلوں کو ہلاک نہیں کیا کہ اس مامور کے زمانہ کے مکذبین کو ہلاکت کا شکار نہیں بنائیں گے، ہمارا قانون یہی ہے کہ ہم مکذب مجرمین کے ساتھ ایسا ہی سلوک کیا کرتے ہیں، اس آیت میں بھی پہاڑوں کے اُڑانے کی علامت کے ساتھ مامور کی آمد کا ذکر ہے جس کی پیشگوئیوں کے ذریعہ دشمنانِ اسلام نے ہلاکت سے دوچار ہونا تھا ۔

تیسری پیشگوئی کے الفاظ یہ ہیں يوم يكون الناس كالفراش المبثوث وتكون الجبال كالعهن المنفوش یعنی لوگ فراش کی طرح دنیا میں پھیل جائیں گے اور پہاڑ دھنی ہوئی اون کی طرح اُڑائے جائیں گے ان دونوں باتوں کا پورا ہونا ایسا واضح ہے کہ کسی تشریح کا محتاج نہیں ٭

دوسری علامت

مشکوٰۃ باب العلامات بين يدي الساعة وذكر الدجال الفصل الاول میں حذیفہ بن اسید الغفاری سے روایت ہے :۔

قال اطلع النبي صلعم علينا ونحن نتذاكر فقال ما تذكرون قالوا نذكر الساعة قال انها لن تقوم حتى تروا قبلها عشر آيات فذكر الدخان والدجال والدابة وطلوع الشمس من مغربها ونزول عيسى بن مريم ويأجوج ومأجوج وثلاثة خسوف خسف بالمشرق وخسف بالمغرب وخسف بجزيرة العرب وآخر ذالك نار تخرج من اليمن تطرد الناس الى محشرهم وفي رواية نار تخرج من قعر عدن تسوق الناس الى المحشر وفي رواية في العاشرة وريح تلقي الناس في البحر۔ رواه مسلم۔ ابوداؤد کتاب المہدی میں بھی اسی مضمون کی حدیث آئی ہے جس کے الفاظ یہ ہیں :۔ تخرج نار من اليمن من قعر عدن تسوق الناس الى المحشر۔ یعنی حذیفہ سے روایت ہے کہ ہم لوگ بیٹھے ہوئے آپس میں کچھ تذکرے کر رہے تھے کہ حضرت نبی کریم صلعم تشریف لائے اور فرمایا کیا ذکر کر رہے ہو، ہم نے عرض کیا کہ ہم الساعۃ کا ذکر کر رہے ہیں۔ آنحضور صلعم نے فرمایا کہ الساعۃ قائم نہیں ہوگی جب تک کہ تم اس سے قبل دس نشان نہ دیکھ لو۔ پھر آنحضور صلعم نے فرمایا کہ وہ یہ ہیں الدخان الدجال الدابۃ ۔ سورج کا مغرب سے نکلنا ۔ نزول عیسے بن مریم ۔ یاجوج و ماجوج تین خسف ایک مشرق ایک۔ مغرب ایک جزیرہ عرب میں اور ایک آگ جو یمن سے نکلے گی اور لوگوں کو ان کے جمع ہونے کی جگہ کی طرف لے جائے گی اور ایک روایت میں ہے کہ آگ جو عدن کے سمندر سے نکلے گی اور لوگوں کو ان کے جمع ہونے کی جگہ کی طرف لے جائے گی اور ایک روایت میں ہے ایک ایسی قوت پیدا ہوگی جو لوگوں کو سمندر میں ڈال دے گی (ریح کے معنے قوت کے بھی ہیں)

باقی علامات پر تو روشنی بعد میں ڈالی جائیگی اس وقت مجھے آخری علامت کے متعلق کچھ عرض کرنا ہے اور وہ علامت ایسی قوت کے پیدا ہونے کے متعلق ہے جو لوگوں کو سمندر میں ڈالنے کا موجب ہوگی اور یہ قوت ہمارے زمانہ میں سمندری جہازوں کی شکل میں ظاہر ہوئی ہے جس نے سمندری سفروں کو آسان کر دیا ہے جس کی وجہ سے لوگ بلا خوف و خطر کثرت سے سمندری سفر اختیار کر رہے ہیں ۔

اس قوت کے متعلق چند علامات بھی احادیث میں بتلائی گئی ہیں جن سے اس کی تعبیر سمندری جہازوں سے کرنی آسان ہوگئی ہے پہلی علامت تو یہ ہے کہ وہ قوت آگ ہے اب یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ سمندری جہاز آگ سے ہی چلتے ہیں اور آگ کے ذریعہ ہی اپنے راستوں کو طے کرتے ہیں

پھر ترمذی کتاب الفتن میں اسی مضمون کی ایک حدیث کے الفاظ یہ ہیں نار تخرج من قعر عدن تسوق الناس او تحشر الناس فتبيت معهم حيث باتوا وتقيل معهم حيث قالوا ۔ اور یہی الفاظ ابن ماجہ کتاب الفتن میں بھی وارد ہوئے ہیں ۔ یعنی وہ ایسی آگ ہوگی جو لوگوں کو چلائے گی بھی اور انہیں جمع بھی کرے گی اور رات وہیں بسر کرے گی جہاں وہ بسر کریں گے اور دوپہر بھی انہیں کیساتھ بسر کرے گی جہاں وہ کریں گے۔

اب یہ دونوں علامتیں ایسی ہیں جو سمندری جہازوں پر پوری وضاحت اور صفائی کے ساتھ چسپاں ہو رہی ہیں یعنی جہاز لوگوں کو ایک جگہ سے دوسری جگہ لے جاتے بھی ہیں اور انہیں سینکڑوں نہیں بلکہ ہزاروں کی تعداد میں اپنے اندر جمع بھی کر لیتے ہیں، پھر چونکہ یہ جہاز رات اور دن بغیر کسی جگہ ٹھہرنے کے چلتے رہتے ہیں اس لئے اس آگ کا جو انہیں چلا رہی ہوتی ہے مسافروں کے ساتھ ہی رات بسر کرنا اور انہی کے ساتھ دوپہر کا کاٹنا بھی واضح ہے ۔

محشر سے مراد

احادیث مندرجہ بالا میں تسوق الناس الى المحشر کے جو الفاظ آئے ہیں اُن میں محشر یعنی ان مسافروں کے جمع ہونے کی جگہ سے کیا مراد ہے اس کی تعیین بھی ایک حدیث ہی کر رہی ہے جو بخاری میں وارد ہوئی ہے، جس کے الفاظ یہ ہیں عن انس قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اول اشراط الساعة نار تحشر الناس من المشرق الى المغرب انس سے روایت ہے کہا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ الساعۃ کی اشراط میں سے اوّل ایک آگ ہے جو لوگوں کو مشرق سے لے جائے گی اور مغرب میں جمع کرے گی گویا محشر لوگوں کا اس زمانہ میں مغرب میں ہوگا اور یہ بدیہی بات ہے کہ کسی جگہ کی طرف سفر اسی وقت اختیار کیا جاتا ہے جب اس جگہ میں کوئی کشش ہو اور لوگوں کو وہاں جانے سے کوئی خاص فوائد حاصل ہونے کی توقع ہو اب یہ ناقابلِ انکار حقیقت ہے کہ ہمارے زمانہ میں مغرب تمام دنیاوی علوم کا مرکز بنا ہوا ہے اور تمام دنیاوی ترقیاں انہی علوم کے حاصل کرنے پر موقوف ہیں اس لئے مشرق کے لوگ دھڑا دھڑ مغرب کی طرف جا رہے ہیں، پھر احادیث میں عدن کا ذکر بھی خصوصیت سے آیا ہے اور یہ حقیقت بھی واضح ہے کہ ہندوستان سے جانے والے تمام جہاز عدن سے ہو کر ہی جاتے رہے ہیں اور اب بھی جاتے ہیں ۔

حضرت نبی کریم صلعم کی یہ پیشگوئی جس صفائی سے پوری ہوئی ہے وہ ہر صاحب بصیرت پر روشن ہے لیکن احادیث مندرجہ بالا سے یہ بھی واضح ہے کہ یہ علامت حضرت مسیح موعودؑ اور مہدی معہود کے زمانہ کے ساتھ تعلق رکھتی ہے اب یہ ہو نہیں سکتا کہ علامت تو پوری ہو جائے لیکن وہ موعود جس کے لئے یہ علامت بیان ہوئی ہے وہ ظاہر ہی نہ ہو وہ تو ظاہر ہو گیا اور اس علامت کے علاوہ دوسری علامتوں یعنی دخان، دجال، یاجوج ماجوج، دابۃ الارض، طلوع الشمس من المغرب خسوف وغیرہ نے بھی ظاہر ہو کر اس کی صداقت کو اظہر من الشمس کر دیا اب ہمارے مسلمان بھائیوں کا اختیار ہے کہ اس موعودؑ کے دامن کے ساتھ وابستہ ہو کر سعادت دارین حاصل کریں یا ان روحانی نعمتوں سے اپنے آپ کو محروم رکھیں جو اس موعود کے ذریعہ ہی مل سکتی ہیں۔

تیسری علامت

کنز العمال جلد سابع صـ ۱۶۷-۱۶۶ کی مندرجہ ذیل حدیث ایک زبردست پیشگوئی پر مشتمل ہے جس کے الفاظ یہ ہیں :۔

من اشراطها ان يعمر خراب الدنيا ويخرب عمرانها ۔ یعنے الساعۃ کی علامات میں سے ایک یہ ہے کہ دنیا کا ویران حصہ تو آباد کر دیا جائیگا اور آباد حصوں کو ویران کر دیا جائے گا۔ حدیث کے الفاظ میں بظاہر تضاد نظر آتا ہے لیکن واقعات پر گہری نظر ڈالنے سے یہ تضاد بالکل دور ہو جاتا ہے حقیقت جو واقعات نے ثابت کی ہے یہ ہے کہ حدیث مندرجہ بالا اصل میں ایک نہیں بلکہ دو پیشگوئیوں پر مشتمل ہے جن کا پورا ہونا ہمارے مشاہدے میں آچکا

ہے اور ممکن ہے کہ آئندہ بھی آئے تفصیل اس کی یہ کہ ایک طرف تو ہم اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں کہ دنیا کے ویران حصّے آباد ہوتے چلے جا رہے ہیں، نہروں کے نکلنے سے ان علاقوں میں ہرے بھرے لہلہاتے کھیت نظر آ رہے ہیں اور ان کے چاروں طرف آبادی ہی آبادی دکھلائی دے رہی ہے جہاں گھاس کا ایک پتہ بھی نظر نہیں آیا کرتا تھا اور جس جگہ انسان تو کجا پرندوں وغیرہ کا نشان بھی نہیں ملتا تھا جوں جوں ایجادوں میں ترقی ہوتی جاتی ہے دنیا کی ویرانی آبادی میں بدلتی جاتی ہے۔ اور دوسری طرف ہم یہ بھی دیکھ رہے ہیں کہ گذشتہ ہولناک جنگوں نے آبادیوں کو کس طرح ویرانہ میں تبدیل کر دیا ہے شہروں کے شہر تباہ ہو گئے ہزاروں نہیں لاکھوں انسان موت کا شکار بنا دیئے گئے ان ہولناک تباہیوں نے حدیث کے الفاظ ویخرب عمرانها کی صداقت کو ہمارے سامنے ایسی صفائی سے پیش کیا ہے کہ کسی کو اس سے انکار کی گنجائش نہیں رہی۔

چوتھی علامت

کنز العمال جلد سابع صفحہ ۱۸۱ پر ایک حدیث درج ہے جو بتلا رہی ہے کہ حضرت نبی کریم صلعم کی کشفی نگاہ نے ہمارے زمانے کے کس قدر باریک سے باریک امور کو مشاہدہ کیا ہے فرماتے ہیں:-

من اقتراب الساعة ان یری الهلال قبلا فیقال للیلتین۔ یعنے الساعۃ کے قرب کی علامات میں سے یہ علامت بھی ہے کہ الہلال پہلے دیکھ لیا جائے گا کہا جاتا ہے کہ دو رات قبل ہمارے اس زمانہ کی ایجادوں نے حضرت نبی کریم صلعم کے اس کشف کی صداقت کو کس صفائی سے پایۂ ثبوت کو پہنچا دیا ہے انسانی آنکھ ہلال کو دیکھنے نہیں پاتی کیونکہ وہ اس کی رسائی سے باہر ہوتا ہے۔۔ کہ موجودہ ایجادیں اسے پہلے ہی دکھلا دیتی ہیں یہ ایسا نظارہ ہے جس کی وجہ سے آج کل یہ بحث چل پڑی ہے کہ رمضان کے روزے اسی رویت کی بناء پر شروع کر دیئے جائیں یا عید اسی رویت کی بناء پر منالی جائے۔ ایک اور حدیث میں جو صفحہ ۱۸۲ پر درج ہے یہ الفاظ بھی آئے ہیں من اقتراب الساعة انتفاخ الاهلة یعنی ہلال بڑا ہو جائیگا دُوربینوں کے ذریعہ دیکھنے سے وہ بڑا ہی نظر آئے گا یا وقت سے پہلے نظر آنے کو اس کے بڑے ہونے کے لفظ سے تعبیر کیا گیا ہے کیونکہ حجم کی ضخامت ہی کسی چیز کو پہلے دکھلا سکتی ہے۔

پانچویں علامت

مشکوٰۃ باب اشراط الساعۃ الفصل الثانی میں یہ حدیث ہے:-

عن ابی سعید الخدری قال قال رسول الله صلعم والذی نفسی بیده لا تقوم الساعة حتی تکلم السباع الانس وحتی تکلم الرجل عذبة سوطه وشراك نعله ويخبره فخذه بما احدث اهله بعده رواه الترمذی۔ یہی حدیث کنز العمال صفحہ ۱۷۷ پر بھی درج ہے ابو سعید خدری سے روایت ہے کہ حضرت نبی کریم صلعم نے فرمایا اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے (تاکید ملاحظہ فرمائیں) کہ ساعۃ قائم نہیں ہوگی (قیام ساعۃ کی تشریح گذر چکی ہے) جب تک ... کہ درندے انسانوں سے کلام نہیں کریں گے اور جب تک کہ انسان کے کوڑے کے اوپر کا حصہ اور اس کی جوتی کا تسمہ اس سے کلام نہیں کرے گا اور اس کی ران اس کو نہیں بتلائے گی ...... جو کچھ کہ اس کے اہل نے اس کے بعد کیا ہوگا۔

اس زمانہ میں درندوں کو اس طریق پر سدھایا جاتا ہے کہ وہ انسانوں کو اپنا مافی الضمیر ظاہر کر دیتے ہیں اور اس کی بات کو سمجھ کر اس کے احکام کی تعمیل کر دیتے ہیں گویا ایک دوسرے کے کلام کو بخوبی سمجھتے ہیں اسی طرح۔

چھٹی علامت

کنز العمال جلد سابع صفحہ ۱۸۴ و صفحہ ۱۸۵ پر مندرجہ ذیل دو حدیثیں ہیں جن کا ذکر ابو داؤد کتاب الفتن میں بھی ہے۔ تكون بينكم وبين بنی الاصفر هدنة فيغدرون فياتونكم تحت ثمانين غاية تحت كل غاية اثنى عشر ... الفا تكون هدنة على دخن قلوب لا تعود على ما كانت عليه۔ تمہارے اور یورپین اقوام کے درمیان صلح ہوگی لیکن یہ لوگ معاہدہ کو توڑ دیں گے اور تم پر ۸۰ غایت کے ساتھ چڑھائی کریں گے ہر غایۃ میں بارہ ہزار فوج ہوگی مطلب یہ کہ ایک بڑے لشکر کے ساتھ چڑھائی کریں گے پھر اس صلح کے متعلق الفاظ ہیں کہ یہ صلح ایسی ہوگی کہ دلوں میں فساد اور بغض و کینہ اور دھوکہ چھپا ہوا ہوگا۔

یورپین اقوام نے ترکوں کے ساتھ صلح کی اور ان کے ساتھ ہو کر روس کے خلاف جنگ بھی کی لیکن دلوں میں قطعاً صفائی نہ تھی اپنی خاص اغراض کے لئے انہوں نے ترکوں کا ساتھ دیا لیکن بعد میں ترکوں کی تباہی کے سبب ساعی رہے اور آخر ان کی حکومت کے ٹکڑے ٹکڑے کر کے ہی دم لیا۔

ساتویں علامت

ابن ماجہ باب ذهاب القرآن والعلم میں ہے:-

قال حذيفة يصبح الرجل يتبايعون ولا يكاد احد يؤدی امانته حتی يقال ان فی بنی فلان امينا وحتی يقال للرجل ما اعقله واجلده واظرفه وما فی قلبه حبة خردل من ايمان۔ یعنی حذیفہ سے روایت ہے لوگوں کی یہ حالت ہو جائے گی کہ آپس میں خرید و فروخت کریں گے لیکن امانت کو ادا کرنے والے شاذ ہی ہوں گے بجائے اس کے کہ امانت کی صفت عام طور پر پائی جائے یہ کہا جایا کرے گا کہ فلاں قبیلہ میں ایک آدمی امین ہے اور پھر یہاں تک کہا جایا کرے گا کہ فلاں آدمی کیسا ہی عقلمند اور کیسا ہی پختہ رائے والا اور کیسا ہی دانشمند ہے حالانکہ اس میں رتی برابر بھی ایمان نہیں ہوگا۔

اب کیا یہ واقعہ نہیں کہ آج کل ایسے ہی لوگوں کی اس قسم کی تعریف کی جاتی ہے جو حد درجہ کے چالاک بد دیانت اور شریر ہوتے ہیں اور اس قسم کے تعریفی کلمات محض ان کے شر سے محفوظ رہنے کے لئے استعمال کئے جاتے ہیں۔

آٹھویں علامت

کنز العمال صفحہ ۱۷۷ ثم تكون الاموال فيكم حتى يعطى الرجل مائة دينار فيظل ساخطا۔

یعنی اموال تو ہوں گے لیکن لوگوں کی حرص کی یہ حالت ہوگی کہ سو دینار بھی اگر کسی کو دیا جائے گا تو وہ بھی خوش نہیں ہوگا بلکہ ناراضگی کا اظہار ہی کرتا رہے گا یہ حالت بھی نمایاں طور پر نظر آ رہی ہے۔ تنخواہوں اور اجرتوں وغیرہ کے خلاف آئے دن STRIKES (سٹرائک) ہوتی رہتی ہیں کوئی ملک ان STRIKES سے خالی نہیں، ویسے بھی ہر شخص اپنی آمدنی کو قلیل سمجھ کر اس پریشانی ہی رہتا ہے۔

نویں علامت

صفحہ ۱۸۱ پر یہ حدیث ہے:-

ومن اشراطها ان تزخرف المحاريب وان تخرب القلوب وان تكثر الشرط۔ یعنی الساعۃ کے قیام کی علامات میں سے ایک علامت یہ بھی ہے کہ مسجدوں کو مزین کیا جائے گا لیکن دل ذکر الٰہی سے ویران ہوں گے اور پولیس کثیر ہوگی۔ یہ تینوں باتیں نمایاں ..... ہیں پولیس کا کثیر ہونا بتلاتا ہے کہ جرائم کی کثرت ہوگی گویا پولیس کی کثرت کی پیشگوئی ضمناً جرائم کی کثرت کی بھی خبر دے رہی ہے۔ یہ پیشگوئی کثرت آبادی پر بھی دال ہے کیونکہ آبادی کی نسبت سے ہی اسکے کنٹرول کیلئے پولیس رکھی۔

دسویں علامت

کنز العمال صفحہ ۱۸۴ ما من عام الا والذی بعده شر منه حتى تلقوا ربكم مشکوٰۃ کتاب الفتن الفصل الاوّل میں بھی اسی مضمون کی حدیث حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ہر زمانہ اپنے پہلے زمانہ سے بدتر ہوگا یہاں تک کہ تم اپنے ربّ کی لقاء حاصل کر لو۔ قرآن کریم کی غرض لقاء الٰہی کو ہی حاصل کروانا ہے اس میں اللہ کی لقاء پر بار بار زور دیا گیا ہے اور دلائل پر دلائل دے کر یہ بتایا گیا ہے کہ یہ دلائل اس لئے دیئے جا رہے ہیں تاتم خدا کی لقاء پر یقین کر لو خدا کے مامور خواہ وہ نبی ہوں یا غیر نبی اسی غرض کے لئے بھیجے جاتے ہیں کہ لوگوں کو خدا سے ......

(بقیہ صفحہ [illegible] پر)

افریقہ میں اسلام کی تاریخ

اسلام کا پہلا تعلق افریقہ سے

میاں ممتاز احمد صاحب فاروقی

حبشہ میں مسلمانوں کی ہجرت

جب قریش مکہ کے ظلم وستم نبی کریم صلعم اور آپ کے صحابہؓ پر حد سے زیادہ بڑھ گئے۔ یہاں تک کہ شہر مکہ کی سرزمین مسلمانوں کے لئے تنگ ہوگئی تو آنحضرتؐ نے مسلمانوں کو اجازت دی کہ افریقہ کے ملک حبش میں (جہاں عیسائی حکومت تھی) چلے جاؤ۔ چنانچہ نبوت کے پانچویں سال میں۔ رجب کے مہینے میں گیارہ مرد اور چار عورتوں نے حبش کے ارادے سے مکہ کو چھوڑا۔ اس قافلہ میں بعض بہت بڑے بڑے صحابیؓ بھی شامل تھے۔ مثلاً حضرت عثمانؓ (اور ان کی بیوی رقیہؓ) حضرت عبداللہ بن مسعودؓ۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ۔ حضرت زبیر بن العوامؓ وغیرہ وغیرہ۔ بعد میں حضرت جعفر بن ابی طالبؓ اور دیگر مسلمان بھی اُن کے ساتھ جا ملے۔ اور مسلمانوں کی تعداد ملک حبش میں ۸۳ تک پہنچ گئی اور بعد میں حبشہ کی دوسری ہجرت کے بعد تعداد ...؟ تک جا پہنچی۔

قریش کا وفد نجاشی شاہ حبشہ کی خدمت میں

قریش کو خطرہ ہوا کہ ایک غیر ملک میں مسلمانوں کی جمعیت اکٹھی ہو رہی ہے۔ اس کا تدارک کرنا چاہیئے۔ چنانچہ دو شخصوں کا وفد نجاشی شاہ حبشہ کے دربار میں بھیجا گیا وہ بہت سے تحائف و ہدایا لے کر گئے۔ اور کہا کہ ہمارے کچھ غلام باغی ہو کر اور اپنا آبائی دین بدل کر آپ کے پاس آ گئے ہیں۔ ان کو واپس کیا جائے۔ نجاشی نے اس پر تحقیق کا حکم دیا۔ اور مسلمانوں کو بلا کر پوچھا کہ وہ کونسا مذہب ہے جو انہوں نے اختیار کیا ہے۔

حضرت جعفرؓ کی تقریر نجاشی کے دربار میں

اس پر حضرت جعفر بن ابی طالبؓ نے حسب ذیل تقریر کی:-

"اے بادشاہ۔ ہم لوگ جاہل تھے۔ بُت پرست تھے۔ مُردہ خوار تھے۔ بدکار تھے قطع رحمی اور پڑوسیوں سے بدمعاملگی کرتے تھے۔ ہم میں جو طاقتور ہوتا تھا وہ کمزور کا حق دبا لیتا تھا یہاں تک کہ خدا تعالےٰ نے ہم میں ایک رسول بھیجا جس کے حسب ونسب اور صدق وامانت سے ہم سب واقف تھے۔ اُس نے ہم کو توحید کی دعوت دی اور بُت پرستی سے روکا۔ راستبازی راست گفتاری امانت اور صلہ رحمی کا حکم دیا ہمسایوں کے ساتھ نیک برتاؤ کی تعلیم دی بدکاری۔ دروغگوئی اور یتیموں کا مال کھانے سے منع کیا۔ قتل و غارت سے باز رکھا، اور عبادت الٰہی کا حکم دیا۔ ہم اس رسول پر ایمان لائے اور اس کی فرمانبرداری کی۔ اس لئے ہماری قوم ہم سے ناراض ہو گئی۔ ہمکو انواع و اقسام کی اذیتیں پہنچائیں۔ یہاں تک کہ ہم مجبور ہو کر اپنے وطن سے ہجرت کر کے نکل آئے اور آپ کے ملک میں پناہ گزین ہوئے ہم کو یقین ہے کہ آپ کے ملک میں ہم کو ستایا نہ جائے گا"۔

نجاشی پر قرآن کریم کا اثر

نجاشی نے قرآن کریم سننے کی خواہش ظاہر کی تو حضرت جعفرؓ نے سورہ مریم کی تلاوت شروع کی۔ اس سے نجاشی پر ایسا اثر ہوا کہ اس نے کہا جو کچھ تم نے حضرت عیسٰی اور ان کی ولایت اور نبوت کے متعلق کہا ہے وہ صحیح ہے۔ اُس نے کفار مکہ کے وفد کو ناکام واپس کر دیا۔

نجاشی کا اسلام

احادیث سے ثابت ہے کہ نجاشی در پردہ مسلمان ہو گیا تھا۔ اور بعد میں مدینہ منورہ میں جب آنحضرت صلعم کو اس کی وفات کی خبر ملی۔ تو آپ نے اس کی نماز جنازہ غائبانہ پڑھی۔

شمالی افریقہ میں مسلمانوں کی فتوحات

مسلمانوں نے ۶۴۰ء میں نبی کریم صلعم کی وفات کے آٹھ برس بعد مصر کو فتح کیا۔ اور ساتویں صدی میں قریباً تمام شمالی افریقہ مسلمانوں نے فتح کر لیا۔ عربوں کی فتوحات شمالی افریقہ اور اس کے ساتھ ساتھ کے علاقوں تک محدود رہیں۔ حبشہ کی طرف مسلمانوں نے آنکھ تک اُٹھا کر نہیں دیکھا۔

عرب تاجر مشرقی افریقہ میں

مشرقی افریقہ میں عرب تاجر، ممباسہ۔ زنجبار میں پھیل گئے۔ اور وہاں سے اُن کے قافلے اندرون ملک میں جاتے تھے۔ مگر عربوں نے یہ علاقے فتح نہیں کئے۔ البتہ تجارت کے سلسلہ میں انہوں نے اسلام پھیلایا مگر Zambezi دریا سے جنوب کی طرف ...... نہیں گئے۔

مغربی افریقہ میں اسلام

مغربی افریقہ میں عرب تاجر صحرائے اعظم کو عبور کر کے Senegal دریا اور اس کے علاقوں میں پھیل گئے اور حبشیوں کو مسلمان کر کے وہاں آباد ہو گئے اور ان میں گھل مل گئے۔ گیارھویں صدی کے آخر میں ان علاقہ جات میں جہاں اب Mauritania, Senegal, Ghana, Gold Coast, Volta اور Niger واقع ہیں مسلمانوں کی کئی ریاستیں قائم ہو گئیں۔

پندرھویں صدی میں عیسائی یورپین قومیں مغربی افریقہ میں تجارت وغیرہ کے لئے آنی شروع ہوئیں اور انگولا اور کانگو میں اُن کے رومن کیتھولک پادری پہلی دفعہ گئے۔ اس کے بعد پندرھویں، سولھویں اور سترھویں صدی میں فرنچ برٹش۔ ڈچ۔ اسپین اور ۱۶۵۲ء میں ڈچ لوگوں نے جنوبی افریقہ میں اپنا قدم رکھا۔

سولھویں صدی سے ۱۸۰۰ء کے اوائل تک عیسائی قومیں مغربی افریقہ میں تجارت بھی کرتی تھیں۔ اور ساتھ کے ساتھ حبشیوں کو غلام بنا کر غرب الہند اور امریکہ اور برازیل میں لے جاتے رہے۔ عرب لوگ حبشیوں کو شمالی اور مشرقی اور وسط افریقہ سے غلام بنا کر مشرق میں عرب۔ عراق شام اور ٹرکی لے جاتے رہے۔

یورپ کی استعماری حکومتیں

اٹھارویں صدی کے شروع سے اندرون ملک میں یورپین لوگ جانے لگے۔ اُن میں Livingston اسٹینلے اور Cecil Rhodes مشہور ہیں۔ ان سیاحوں نے اپنی حکومتوں کو ملک میں آنے اور قبضہ کرنے کی دعوت دی اور عیسائی مشنری بھی آنے شروع ہو گئے۔ ۱۸۰۰ء سے یہ عیسائی حکومتیں قائم ہونی شروع ہوئیں۔ اور ۱۹۱۴ء تک قریباً تمام افریقہ پر قابض ہو گئیں۔ انہوں نے دھوکے۔ فریب سے اور کوڑیوں کے مول یا سودی قرضے دے دیکر زمینوں پر قبضہ کیا۔ ان یورپین عیسائی طاقتوں میں انگریز، فرنچ، بلجیئن، پرتگیزی، اسپین، اٹلی اور جرمن شامل تھے۔

آزادی کی لہر

دوسری عالمگیر جنگ کے بعد سے آزادی کی لہر افریقہ میں پھیل گئی۔ مغربی افریقہ میں۔ گولڈ کوسٹ (ٹوگو لینڈ سمیت، سیرالیونے۔ گمبیا اور نائجیریا میں انگریزی حکومت تھی۔ ان میں سے ۱۹۵۷ء میں گولڈ کوسٹ خود مختار ہو گیا۔ اکتوبر ۱۹۶۰ء سے نائجیریا آزاد ہو گیا۔ سیرالیونے اپریل ۱۹۶۱ء سے خود مختار ہو جائے گا۔

اسی طرح فرانس والوں نے اپنے کئی علاقے مالے گیبا Cameroon سوڈان۔ نائجیریا۔ مالی اور فرنچ کانگو کو آزاد کر دیا۔ بلجیئن کانگو حال ہی میں آزاد ہوا ہے۔ اور وہاں جو بدنظمی پھیلی ہوئی ہے وہ سب کو معلوم ہے۔ اسی طرح مشرقی افریقہ، سالی لینڈ۔ ٹانگانیکا وغیرہ خود مختار ہو گئے۔

(باقی بر صفحہ ۱۵ اشتہار کے نیچے)

جن احباب کا چندہ ختم ہو چکا ہے

خریداران پیغام صلح میں سے جن احباب کا چندہ ختم ہو چکا ہے اُن کے نمبر خریداری اور چندہ جو اُن سے واجب الوصول ہے ذیل میں درج ہے بعض احباب کے ذمہ کچھ بقایا ہے اس لئے اس بقایا کو شامل کر کے ان کے ذمہ کچھ رقم دکھائی گئی ہے ایسے احباب اگر یکمشت رقم نہ دے سکیں تو سالانہ چندہ کے علاوہ سابقہ بقایا اقساط میں جو وہ سہولت سے دے سکیں ادا کر دیں تاکہ آپ کے قومی جریدہ کو نقصان نہ اُٹھانا پڑے بہر صورت تمام معاونین کرام ذیل کی فہرست دیکھ لیں کہ آیا اُن میں آپ کا خریداری نمبر تو شامل نہیں ہے۔ اگر ہے تو مہربانی فرما کر ۵ر فروری ۱۹۶۱ء تک اپنی لکھی ہوئی رقم یا اس کا کچھ حصہ بصورت قسط بذریعہ منی آرڈر بھجوا دیں یا دفتر کو مطلع فرمائیں کہ کب تک وہ رقم ادا کر سکیں گے اگر ۵ر فروری ۱۹۶۱ء تک آپ کی طرف سے کوئی جواب نہ آیا اور نہ کوئی رقم موصول ہوئی تو ۱۰ر فروری ۱۹۶۱ء کو آپ کے نام کا وی پی روانہ کر دیا جائے گا جس کا چھڑانا آپ کا اخلاقی فرض ہوگا۔ ورنہ آپ کے قومی جریدہ کو خواہ مخواہ وی پی کے محصول ڈاک کا بھی نقصان اُٹھانا پڑے گا جو آپ کے چندہ کے حساب میں اضافہ کا موجب ہوگا۔ آسانی کے لئے ہر خریدار کی جن کا نمبر نیچے دیا گیا ہے چٹ پر سرخی سے گول دائرہ بنا دیا گیا ہے۔

(مینیجر پیغام صلح)

نمبر	رقم	نمبر	رقم	نمبر	رقم	نمبر	رقم
۱۵	۶	۳۰۹	۶	۷۶۳	۶	۹۳۷	۱۲
۲۰	۶	۳۱۱	۶	۷۷۶	۱۲	۹۴۳	۴
۴۱	۶	۳۳۲	۶	۷۸۷	۶	۱۰۰۷	۶
۴۷	۶	۳۷۷	۶	۷۹۴	۶	۲۰۰۵	۶
۵۱	۱۲	۴۱۹	۶	۸۰۷	۶	۲۰۴۲	۶
۶۵	۶	۴۴۴	۶	۸۷۰	۶	۶۴۸	۶
۸۲	۱۲	۴۹۴	۶	۲۰۸۱	۶	۶۸۸	۶
۸۵	۶	۵۰۶	۶	۲۰۸۷	۶	۶۹۹	۶
۹۶	۶	۵۲۵	۶	۲۰۵۰	۶	۷۱۰	۶
۱۰۶	۱۲	۵۲۹	۶	۲۰۹۶	۶	۷۱۷	۶
۱۴۲	۱۲	۶۱۵	۶	۲۱۰۲	۶	۷۶۶	۶
۱۵۳	۱۲	۶۱۹	۶	۲۱۱۴	۶	۹۸۷	۱۸
۱۶۱	۱۲	۶۵۳	۶	۲۱۲۷	۶	۹۹۹	۶
۱۷۱	۶	۶۷۸	۶	۲۱۶۲	۶	۱۰۱۱	۶
۱۰۴	۶	۶۸۲	۶	۲۱۶۶	۶	۱۰۱۷	۶
۲۱۰	۶	۷۱۲	۶	۲۱۹۴	۶	۱۰۱۸	۶
۲۳۱	۶	۷۲۶	۶	۵۵۸	۶	۱۰۱۹	۶
				۵۵۹	۶	۱۰۶۵	۶
				۵۷۸	۶	۲۰۰۷	۶
				۵۹۰	۶		

بچوں کا صفحہ ——— مولانا مرتضیٰ خان مرحوم

اللہ تعالیٰ کے احسانات بندوں پر

بسلسلہ اشاعت گذشتہ

اسی طرح حضرت ابراہیم علیہ السلام بھی ایک نبی تھے۔ وہ بھی اس وقت آئے جبکہ دنیا خدا کو چھوڑ کر مٹی کے بت پوجتی تھی۔ اسی طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام بھی ایک نبی تھے۔ یہ مصر میں تھے۔ ...... وہاں کے بادشاہ فرعون نے خود خدائی کا دعویٰ کر رکھا تھا۔ اب بھی جب کبھی ہم کو کسی بڑے یا ظالم اور خود سر شخص کا ذکر کرنا ہو تو ہم کہا کرتے ہیں کہ فلاں تو بڑا فرعون ہے۔

مصر میں اس وقت عام طور پر گائے کو پوجنے کا رواج تھا۔ اور بندے اپنے خالق کو بھول چکے تھے۔ اس کے بعد جب حضرت موسیٰ کی قوم بھی بگڑ گئی تو خدا نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بھیجا۔ جنہوں نے بنی اسرائیل کو نیکی کی تعلیم دی اور خدائے واحد کی عبادت کی تلقین کی اور نرمی اور محبت پر زور دیا، افسوس ہے کہ ان کے بعد ان کی قوم بھی ان سے بگڑ گئی، ان کی تعلیم کو بدل دیا اور ایک خدا کی بجائے انہوں نے تین خدا بنا لئے۔ یعنی حضرت عیسیٰ کو خدا کا بیٹا قرار دیا، اور خدائی صفات کا مالک ٹھہرایا اور روح القدس کو بھی خدائی صفات کا شریک قرار دیا، اور یہ بھی اعتقاد بنا لیا کہ عیسیٰ نے صلیب پر جان دے کر ان کے گناہوں کا کفارہ دے دیا۔ اس اعتقاد کے نتیجہ میں آج عیسائی دنیا میں اباحت اور بدکاری انتہا کو پہنچ چکی ہے۔ بے شک ان میں نیک لوگ بھی ہیں۔ لیکن یورپ میں کثرت سے شراب نوشی اور بدکاری پھیلی ہوئی ہے۔

افسوس ہے خدا تعالیٰ تو اپنے نبیوں کو دنیا کی اصلاح اور ہدایت کے لئے بھیجتا ہے۔ لیکن لوگ ان کی تعلیم کو بدل کر کچھ کا کچھ بنا لیتے ہیں۔

حضرت عیسیٰ کے بعد ہمارے نبی حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے۔ آپ سب سے آخر میں آئے۔ مگر آپ سب نبیوں کے سردار ہیں۔ کیونکہ آپ ساری دنیا کی طرف بھیجے گئے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ پر بندوں کی ہدایت کے لئے قرآن مجید جیسی کتاب اتاری۔

(۴)۔ جب ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے۔ اس وقت ملک عرب میں بڑی بڑی خرابیاں پھیلی ہوئی تھیں۔ بت پوجے جاتے تھے۔ شراب پی جاتی تھی۔ جوا کھیلا جاتا تھا۔ لوگ آپس میں لڑتے جھگڑتے رہتے تھے۔ ایک دوسرے کو قتل کرتے تھے۔ قریب تھا کہ قوم ہلاک ہو جاتی مگر خدا نے حضرت محمد رسول اللہ صلعم کو بھیج کر ان کو بچا لیا۔ صرف عرب ہی نہیں بلکہ ساری دنیا کی حالت خراب تھی۔ چاروں طرف بتوں کی عملداری تھی چاروں طرف برائی کا دور دورہ تھا۔ ہمارے نبی کے آنے سے عرب پاک و صاف ہو گیا۔ لوگ بتوں کو چھوڑ کر ایک خدا کے سامنے جھکنے لگ گئے۔ اور آہستہ آہستہ دنیا کے باقی حصوں میں بھی ہدایت پھیلنی شروع ہو گئی اور بے شمار لوگ سیدھے رستہ پر آ گئے اور نیک کام کرنے لگ گئے۔

پیارے بچو! اب تم خود ہی سمجھ سکتے ہو کہ اللہ تعالیٰ ہم پر کس قدر مہربان ہے۔ اس نے ہمیں صرف کھانے پینے کے لئے ہی نہیں دیا بلکہ اس نے ہمیں ہدایت کا رستہ بھی دکھایا ہے۔ ہمیں نیکی اور بدی کی تمیز بھی سکھائی ہے۔ اس نے ہماری ہدایت کے لئے نبی اور رسول بھیجے اور اپنی کتابیں بھیجیں۔ اگر ہدایت کا یہ سلسلہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے نہ ہوتا تو ہماری حالت جنگل کے حیوانوں سے بھی بدتر ہوتی۔ یہ جس قدر نیکی کے کام آپ دنیا کے اندر دیکھ رہے ہیں۔ یہ سب ان نبیوں کی ہدایت کا نتیجہ ہے۔

(۵)۔ کیا ایسے مہربان خدا ایسے احسان کرنے والے خدا کو ہم بھول سکتے ہیں؟ ہرگز نہیں۔ ہمیں چاہیئے کہ ہمیشہ اسکو یاد رکھیں۔ اس کا شکر ادا کریں۔ اس کے حضور جھکتے رہیں اور اس سے مدد مانگتے رہیں۔

اللہ تعالیٰ کا شکر

مولانا مرتضیٰ خان حسن مرحوم

ادا کس زباں سے ہو شکرِ خدا
نہ تھے ہم ہمیں اس نے پیدا کیا

زمیں آسماں اور تارے تمام
اسی ہی کی قدرت کے ہیں سب یہ کام

ہوا آگ پانی کو پیدا کیا
جو ساماں تھا آرام کا سب دیا

ہدایت کا رستہ دکھایا ہمیں
بُری رہ سے اس نے بچایا ہمیں

نبی اور رسول اس نے بھیجا کئے
ہیں مبعوث اس نے پیمبر کئے

اگر بھیجتا وہ نہ اپنے نبی
تو ہو جاتے گمراہ بندے سبھی

یہ احسان اُس کا ہے کتنا بڑا
دیا ہم کو اُس نے نبی مصطفےٰ

ہمیں دی ہے قرآں سی اس نے کتاب
دکھاتی جو ہے سب کو راہِ ثواب

ہمیں ہے یہ لازم کہ جب تک جئیں
دل و جان سے شکر اسکا کرتے رہیں

واقعاتِ عالم

۔ ۱۷رجنوری۔ آج ویسٹ پاکستان رینجرز کے عملہ نے مغربی پاکستان اور ہندوستانی پنجاب کی سوا تین میل سرحد پر تقریباً پچاسی ہزار ایکڑ رقبہ پر باقاعدہ قبضہ کر لیا، جو جنوری ۱۹۶۰ء کے بین المملکتی سمجھوتہ کے تحت پاکستان کے حوالے کیا گیا ہے۔ ان تقریباً پچاسی ہزار ایکڑ میں سے زیادہ تر رقبہ فیروز پور، امرتسر، گورداسپور کے اضلاع سے لیا گیا ہے۔ پاکستان نے اس سمجھوتہ کے مطابق چونتیس پینتیس ہزار ایکڑ رقبہ ہندوستان کے حوالہ کیا ہے اس میں سے بیشتر علاقہ دریائی ہے۔

۔ بون۔ ۱۷رجنوری۔ جرمنی کی حکومت پاکستان کو ایک ایٹمی ری ایکٹر قائم کرنے کے سلسلہ میں مدد دے گی۔ مغربی جرمنی کے چانسلر نے آج فیلڈ مارشل محمد ایوب خان صدر پاکستان سے وعدہ کیا ہے کہ پاکستان کے دوسرے پنجسالہ منصوبے کے لئے اُن کا ملک ٹھوس امداد دے گا۔

۔ باخبر ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ حیدرآباد کے شہر میں نہ صرف اب شراب پینے والوں کی تعداد میں اضافہ ہو گیا ہے بلکہ اب شہریوں نے زہریلی ٹنکچر بھی کثرت سے پینا شروع کر دیا ہے۔ (انا للہ......)

۔ مولوی محمد علی جالندھری سابق ناظم اعلیٰ تحریک ختم نبوت پاکستان کو زیر دفعہ ۲۱ سیفٹی ایکٹ گرفتار کر لیا گیا ہے آپ پر میانوالی میں ایک تقریر کی بناء پر غالباً مقدمہ چلے گا۔

۔ معلوم ہوا ہے کہ ڈسٹرکٹ کونسل جھنگ نے ضلع جھنگ میں ایک لاکھ روپیہ کے خرچ سے ایک بڑا ٹی بی ہسپتال کھولنے کی سکیم منظور کر لی ہے، جس پر عنقریب ہی عمل درآمد شروع ہو جائے گا۔

۔ پیر صاحب دیول شریف نے راولپنڈی کے نزدیک جدید اسلامی یونیورسٹی قائم کرنے کا منصوبہ تیار کیا ہے جو اسی سال قائم کر دی جائے گی۔ اس یونیورسٹی میں مذہب اور جدید علوم میں اعلیٰ تعلیم کا اہتمام کیا جائے گا۔ پیر صاحب نے افسوس ظاہر کیا کہ مذہبی لیڈروں نے اسلام کو مسجد کی چاردیواری تک ہی محدود کر دیا ہے۔ آپ نے کہا کہ اسلام نے سائنسی تعلیمات کی حوصلہ افزائی کی تھی، اور مسلمانوں پر زور دیا تھا کہ وہ کائنات کے سربستہ رازوں کو معلوم کرنے کی سعی کریں۔ پیر صاحب نے کہا کہ مسلمان تو اس مقصد سے بیگانہ ہو گئے لیکن مغرب کے عیسائیوں نے اس اہم تصور کو اپنا کر سائنس کے میدان میں اہم کامیابیاں حاصل کیں۔ انہوں نے بتایا کہ مجوزہ اسلامی یونیورسٹی میں ایک ریسرچ انسٹی ٹیوٹ بھی قائم کیا جائے گا تاکہ اسلامی تعلیمات میں وسیع پیمانے پر ریسرچ ہو سکے، انہوں نے کہا کہ اب مسلمانوں کو صراط مستقیم پر گامزن کرنے کا واحد طریقہ یہ ہے کہ انہیں اسلام کی حقیقی رُوح سے روشناس کرایا جائے تاکہ وہ جدید تعلیم اور سائنس سے بہرہ ور ہو کر مغربی ملکوں سے مسابقت کر سکیں۔

۔ کراچی ۱۹رجنوری۔ حکومت پاکستان نے اس سال حج کے سفر پر جانے والوں کے لئے زرمبادلہ کے کوٹے کا اعلان کر دیا ہے۔ زرمبادلہ کے کوٹے کی کم سے کم مقدار سات سو روپے رکھی گئی ہے۔ حکومت نے اس فیصلہ کا بھی اعلان کیا ہے کہ دس برس تک کی عمر کی لڑکیوں اور چودہ برس تک عمر کے لڑکوں کو حج کے سفر کی اجازت نہیں دی جائے گی۔

۔ بون ۱۹رجنوری۔ فیلڈ مارشل محمد ایوب خان صدر پاکستان نے آج مغربی جرمنی کے صنعتی مرکز رُدہر میں تین کارخانوں کا معائنہ کیا۔ اس موقعہ پر صنعتی علاقہ میں فولاد کے ڈائرکٹر جنرل نے صدر کا خیر مقدم کرتے ہوئے، پاکستان میں فولاد کا کارخانہ قائم کرنے میں امداد کی پیشکش کی۔ ڈائرکٹر جنرل نے پاکستان کے چار انجنیئروں کو ایک سال تک کے لئے فولاد کے کارخانوں میں تعلیم دینے کی پیشکش کی۔ صدر پاکستان نے اُن پیشکشوں کو قبول کر لیا ہے۔

۔ ۱۹رجنوری۔ عراق کے وزیر اعظم جنرل عبدالکریم قاسم نے اعلان کیا ہے کہ پاکستان اور عراق کے تعلقات اسلامی اخوت کی مضبوط بنیادوں پر قائم ہیں، جنہیں کبھی توڑا نہیں جا سکتا۔ جنرل قاسم نے بغداد کے پاکستانی سفارت خانہ کی ایک تقریب میں شرکت کی جو یوم مسلح افواج کے سلسلہ میں منائی گئی تھی۔ جنرل قاسم نے اس موقعہ پر تقریر کرتے ہوئے کہا کہ عراق پاکستان کی فوجوں کو اپنی فوج سمجھتا ہے اس لئے ہماری دعا ہے کہ پاکستانی افواج اتنی طاقتور اور مضبوط ہو جائیں کہ وہ نہ صرف اپنے ملک بلکہ دنیا کے ہر حصہ کے مسلمانوں کی حفاظت کر سکیں، آپ نے کہا کہ پاکستان اور عراق پہلے بھی دوست رہے ہیں، اور آئندہ بھی ایک دوسرے کے دوست رہیں گے۔

۔ ملکہ الزبتھ اور ان کے شوہر ڈیوک آف ایڈنبرا بھارت، پاکستان، نیپال اور ایران کے چھ ہفتے کے دورے کے سلسلہ میں لندن سے نئی دہلی آتے ہیں وہ فروری کے پہلے ہفتہ میں پاکستان تشریف لائیں گے۔

۔ بون ۲۱رجنوری صدر محمد ایوب خان نے مغربی جرمنی کے صدر ہنرچ لیوبکے اور چانسلر ڈاکٹر ایڈناور کو پاکستان آنے کی دعوت دی جسے جرمن رہنماؤں نے قبول کر لیا ہے۔

اسلام افریقہ میں — (بسلسلہ صفحہ ۱۱)

مسیحیت سے حبشیوں کی بیزاری

ان ممالک میں چونکہ حبشیوں سے یورپین قوموں کا سلوک بہت خراب تھا اس لئے اب آزاد ہو کر حبشی سفید چمڑی والے لوگوں سے بیزار ہیں۔ جو حبشی عیسائی ہو گئے تھے تا کہ ان کو حکومت کا مذہب اختیار کرنے سے کچھ دنیاوی اور مالی فائدہ پہنچے۔ وہ بھی نا امید ہی رہے۔ کچھ نوکریاں وغیرہ تو ان کو مل گئیں مگر یورپین گرجا میں وہ بھی نہیں جا سکتے تھے اور ان سے حقارت آمیز سلوک ہوتا تھا۔ اس لئے پادریوں اور عیسائی مذہب سے ان کو بیزاری ہو گئی۔

اسلام کا بڑھتا ہوا اثر

اس کے برعکس اسلام ان کو اپیل کرتا ہے۔ یہ سیدھا سادہ فطرتی مذہب۔ اور مسلمان ہو کر وہ عربوں یا ایشائی مسلمانوں میں گھل مل سکتے ہیں۔ اور ان سے برادرانہ سلوک ہوتا تھا۔ اس لئے اب جبکہ عیسائی حکومتیں ختم ہو رہی ہیں، اس لئے عیسائی مشنریوں کو فکر ہو چلا ہے کہ عیسائی مذہب کیسے پھیلائیں۔ انہوں نے محسوس کیا ہے کہ ان موجودہ حالات میں اسلام افریقہ میں بڑی سرعت سے پھیل رہا ہے۔ اس کا انہوں نے ایک اور علاج سوچا ہے کہ حبشی عیسائی پادری افریقہ میں رکھے جائیں اور ان کے ذریعہ منادی ہو۔ غرضیکہ ایک بڑی کشمکش جاری ہے۔

خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ دیں۔ (مینیجر)

اَنمول طلسماتی خزانہ آپ کا ہے

کھُل سم سم

ایک لفظ ہے

جو آپ کے منہ سے نکلے

اور دروازہ کھُل جاتا ہے

ایک ایسے خزانہ کیلئے جو نفیس ترین

کاٹن پرنٹس سے لبریز ہے

کاٹن پرنٹس جو کالونی

پبلک کو پیش کر رہی ہے

وضع قطع اور دستکاری کے لحاظ سے
نہایت اعلےٰ
جس کو پہننے کے لئے دنیا بھر کے مرد
عورتیں اور بچے متمنی ہوں گے۔

تفصیلات کیلئے :- کالونی ٹیکسٹائل ملز لمیٹڈ اسمٰعیل آباد ملتان

پیغام صلح ۲۵ جنوری ۱۹۶۱ء رجسٹرڈ ایل ۸۳۸ شمارہ ۷

ہفت روزہ "پیغام صلح" لاہور

سالانہ چندہ :- پاکستان سے چھ روپے ؛ ہندوستان سے چھ روپے (ہندوستانی سکہ) ممالک غیر سے ایک پونڈ

ہندوستان میں ہمارے نمائندے کا پتہ : شیخ محمد انعام الحق صاحب ۔ مکان نمبر ۸ محلہ اعظم پورہ ۔ ملک پیٹھ حیدرآباد دکن (انڈیا)

پنجابی پریس سرکلر روڈ لاہور میں باہتمام مولوی دوست محمد صاحب پرنٹر پبلشر چھپ کر دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس برانڈرتھ روڈ لاہور سے شائع ہوا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ہم تو رکھتے ہیں مسلمانوں کا دیں
دل سے ہیں خدامِ ختم المرسلیں

احمدیہ انجمن اشاعتِ اسلام لاہور کا خصوصی ترجمان

تم ہمیں دیتے ہو کافر کا خطاب
کیوں نہیں لوگو تمہیں خوفِ عقاب

پیغامِ صلح لاہور

ہفت روزہ

سالانہ زرِ مبادلہ
چھ روپے
ممالک غیر سے
ایک پونڈ

ہر بدھ کو شائع ہوتا ہے
تار کا پتہ:- "تبلیغ" لاہور
فون نمبر:- ۳۷۷۳۷
مدیر:- دوست محمد
مدیر معاون:- بشیر احمد تنویر

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸
فی پرچہ ۱۳ پیسے

جلد ۴۹ | یوم چہار شنبہ مورخہ ۱۴ شعبان ۱۳۸۰ھ یکم فروری ۱۹۶۱ء | نمبر ۵

بحرِ حکمت کے موتی

قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
من قعد مقعدا لم یذکر اللہ فیہ کانت علیہ من اللہ ترۃ ومن اضطجع مضطجعا لا یذکر اللہ فیہ کانت علیہ من اللہ ترۃ وما مشی احد ممشیً لا یذکر فیہ الا کانت علیہ من اللہ ترۃ اخرجہ ابوداؤد والترمذی تلخیص الصحاح جلد سوم کتاب الذکر)

ترجمہ:- ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص کہیں بیٹھے اور وہاں خدا تعالیٰ کی یاد نہ کرے تو وہ مجلس اس کے لئے حسرت و ندامت ہو جائے گی اور جو شخص کہیں لیٹے اور وہاں خدا تعالیٰ کی یاد نہ کرے تو وہ مقام اس کے لئے حسرت و ندامت ہو جائے گا اور جو شخص کسی راستہ پر چلے اور چلتا ہوا خدا تعالیٰ کی یاد نہ کرتا چلا جائے تو وہ راستہ اس کے لئے حسرت و ندامت کا باعث بن جائے گا۔

نوٹ:- تہذیبِ نفس کے لئے ذکرِ الٰہی واحد ذریعہ ہے جس معاشرہ اور قوم کا ہر فرد اس طریق کو اختیار کرلے وہ معاشرہ اور قوم مثالی بن جائے گی اور اس قسم کا مثالی معاشرہ اور قوم دنیا کی رہنمائی کر سکتی ہے۔ ایسے معاشرہ میں جرائم کا نام و نشان نہیں رہے گا۔ اسلام اسی قسم کا معاشرہ پیدا کرنا چاہتا ہے جو نہ صرف خود امن میں رہے بلکہ دنیا میں اپنے عملی نمونہ سے امن اور آشتی قائم کردے۔ دراصل انسان اپنی فطرت میں جستجوئے حق لیکر دنیا میں نمودار ہوتا ہے ؎

قرآن میں دلوں کو روشن کرنے کی روحانی خاصیت

حضرت مسیح موعودؑ کا عارفانہ کلام

قرآن شریف کا نام ذکر رکھا ہے جیسا کہ فرماتا ہے۔ ھٰذا ذکرٌ مبارک یہ قرآن بابرکت کوئی نئی چیز نہیں لایا بلکہ جو کچھ انسان کی فطرت اور صحیفہ قدرت میں بھرا پڑا ہے اس کو یاد دلاتا ہے۔ اور پھر ایک جگہ فرماتا ہے لا اکراہ فی الدین یعنی یہ دین کوئی بات جبر سے منوانا نہیں چاہتا۔ بلکہ ہر ایک بات کے دلائل پیش کرتا ہے ماسوا اس کے قرآن میں دلوں کو روشن کرنے کے لئے ایک روحانی خاصیت بھی ہے جیسا کہ وہ فرماتا ہے شفاءٌ لما فی الصدور یعنی قرآن اپنی خاصیت سے تمام بیماریوں کو دور کرتا ہے اس لئے اس کو منقولی کتاب نہیں کہہ سکتے بلکہ وہ اعلیٰ درجہ کے معقول دلائل اپنے ساتھ رکھتا ہے اور ایک چمکتا ہوا نور اس میں پایا جاتا ہے۔ ایسا ہی عقلی دلائل جو صحیح مقدمات سے مترتب ہوتے ہیں وہ بلاشبہ علم الیقین تک پہنچاتے ہیں۔ اسی کی طرف اللہ جلشانہ آیات مندرجہ ذیل میں اشارہ فرماتا ہے جیسا کہ وہ کہتا ہے۔ انّ فی خلق السمٰوات والارض واختلاف اللیل والنہار لاٰیات لاولی الالباب الذین یذکرون اللہ قیاماً وقعوداً وعلیٰ جنوبھم ویتفکرون فی خلق السمٰوات والارض ربنا ما خلقت ھٰذا باطلاً سبحانک فقنا عذاب النار۔ یعنی جب دانشمند اور اہلِ عقل انسان زمین اور آسمان کے اجرام کی بناوٹ میں غور کرتے اور رات دن کی کمی بیشی کے موجبات اور علل کو نظرِ عمیق سے دیکھتے ہیں، انہیں اس نظام پر نظر ڈالنے سے خدا تعالیٰ کے وجود پر دلیل ملتی ہے۔ پس وہ زیادہ انکشاف کے لئے خدا سے مدد چاہتے ہیں۔ اور اس کو کھڑے ہوکر اور بیٹھ کر اور کروٹ پر لیٹ کر یاد کرتے ہیں جس سے ان کی عقلیں بہت صاف ہو جاتی ہیں۔ پس جب وہ ان عقلوں کے ذریعہ سے اجرام فلکی اور زمین کی بناوٹ احسن اور اولیٰ میں فکر کرتے ہیں تو بے اختیار بول اٹھتے ہیں کہ ایسا نظام ابلغ اور محکم ہرگز باطل اور بیہودہ نہیں۔ بلکہ صانع حقیقی کا چہرہ دکھا رہا ہے۔ پس وہ الوہیت صانع عالم کا اقرار کرکے یہ مناجات کرتے ہیں کہ یا الٰہی تو اس سے پاک ہے کہ کوئی تیرے وجود سے انکار کرکے نالائق صفتوں سے تجھے موصوف کرے۔ سو تو دوزخ کی آگ سے بچا یعنی تجھ سے انکار کرنا عین دوزخ ہے۔ اور تمام آرام اور راحت تجھ میں اور تیری شناخت میں ہے جو شخص کہ تیری سچی شناخت سے محروم رہا وہ درحقیقت اسی دنیا میں آگ میں ہے۔

(اسلامی اصول کی فلاسفی (لیکچر جلسہ اعظم مذاہب)

درون سینۂ ما سوز آرزو ز کجاست ؛ سبو ز ماست ولے بادہ در سبو ز کجاست ؛ نگر فتم اینکہ جہاں خاک و ماکف خاکیم ۔ بہ ذرہ ذرہ ما درد جستجو ز کجاست ۔ اقبال (غلام قادر ڈار)

فِي الْمَسِيحِ الْاَقْدَسِ اَنَارَ اللّٰهُ بُرْهَانَہٗ

حضرت مسیح موعودؑ کی شانِ اقدس میں اللہ تعالیٰ ان کے براہین کو روشن رکھے

انشدہٗ شمس الزمان خان انور

اَنْتَ شَمْسٌ اَنْتَ بَدْرٌ اَنْتَ فَخْرُ الْمُسْلِمِیْن

آپ سورج ہیں، آپ چودھویں کے چاند ہیں اور آپ مسلمانوں کے لئے فخر ہیں

اَنْتَ فَضْلٌ اَنْتَ رَحْمٌ مِنْ اِلٰہِ الْعَالَمِیْن

آپ سراپا فضل ہیں اور آپ رب العالمین کی طرف سے سراپا رحمت ہیں

اَنْتَ كَشَّافُ الدُّجٰی مِشْكٰوةُ مِصْبَاحِ الْهُدٰی

آپ جہل اور کفر کی تاریکیوں کو دور کرنے والے اور سراج ہدایت کے لئے چمنی ہیں

اَنْتَ نُوْرُ الْمُصْطَفٰی مِنْ نُوْرِكَ نَارَ الْيَقِيْن

آپ حضرت مصطفےٰ کے نور ہیں اور آپ ہی کے نور سے یقین روشن ہوا

اَنْتَ هَادٍ اَنْتَ مَهْدٍ اَنْتَ فَيْضُ مُحَمَّدٍ

آپ ھادی ہیں، آپ مہدی ہیں اور آپ حضرت محمد صلعم کے فیض ہیں۔

صِرْتَ فَيْضًا يَسْتَفِيْضُ مِنْكَ حِزْبُ الْعَارِفِيْن

آپ حضور اکرمؐ کی سچی متابعت کے باعث سراپا فیض بن گئے حتی کہ عارفین آپ ہی کے فیض سے مستفیض ہوتے ہیں۔

اَنْتَ يَنْبُوْعُ الْعُلُوْمِ عِلْمُكَ عِلْمُ اللَّدُن

آپ تمام علوم کے سرچشمہ ہیں اور آپ کا علم لدنی ہے جو علّمناہ من لدنّا کی درگاہ سے عطا ہوا ہے۔

اَنْتَ مِعْرَاجُ الْمَعَالِيْ وُصْلَةُ الْمُتَوَسِّلِيْن

آپ بلند درجات کے لئے سیڑھی ہیں اور وسیلہ تلاش کرنے والوں کے لئے وسیلہ ہیں۔

اَنْتَ نَاهِ الْمُنْكَرِ دَاعٍ اِلٰی حُسْنِ الْاُمُوْر

آپ برائیوں سے روکنے والے ہیں اور لوگوں کو اچھی باتوں کی طرف بلانے والے ہیں۔

عَاصِمُ الْمُتَوَحِّدِ عَنْ دَجْلَةِ الْمُتَنَصِّرِيْن

آپ وحدت پسند کو نصاریٰ اور تثلیث پسندوں کے دجل و فریب سے اپنی پناہ میں لینے والے ہیں

اَنْتَ مَاحِ الْبِدْعَةِ حَامٍ لِاٰثَارِ النَّبِيّ

آپ شریعت مطہرہ میں خود ساختہ بری رسومات کو مٹانے والے اور آثار نبویؐ کی حمایت کرنے والے ہیں۔

اَنْتَ وَاللّٰهِ الْمَسِيْحُ الْمُنْتَظَرُ فِي الْاٰخِرِيْن

آپ اللہ تعالےٰ کی قسم وہی مسیح ہیں جن کا آخری زمانے میں انتظار کیا جا رہا ہے۔

هَا اَنَا اَدْعُوْ مِنَ اللّٰهِ الْمُجِيْبِ دَائِمًا

اے مسیح! میں دعاؤں کو قبول کرنے والے اللہ سے ہمیشہ یہ دعا کرتا ہوں

اَنْ يُّحَافِظَ حِزْبَكَ عَنْ كُلِّ شَرِّ الْمُفْسِدِيْن

کہ وہ آپ کی اس جماعت (سلسلہ احمدیہ) کو فساد پرور کی شرارت سے اپنی حفاظت میں رکھے۔

نوٹ:- یہ اشعار جلسہ سالانہ منعقدہ ۱۹۴۰ء کے موقع پر پڑھے گئے

ہفت روزہ پیغام صلح ——— لاہور ——— مورخہ یکم فروری ۱۹۶۱ء

مسیحی نظریہ حیات مسیح اور اسلام

مسیحی ماہنامہ اخوت بابت ماہ جنوری ۱۹۶۱ء میں مسٹر اسعر فضل الٰہی پال ایم اے ایل ایل بی کا ایک مضمون اس عنوان سے شائع ہوا ہے :۔

"کیا عیسٰے علیہ السلام آسمان پر زندہ ہیں ؟
یا ——— وفات پاکر کشمیر میں مدفون ہیں؟"

صاحب مضمون نے شروع ہی میں ایک حکایت لکھی ہے کہ :۔

" ایک دفعہ میں لاہور سے لائل پور کی جانب ریل گاڑی میں سفر کر رہا تھا، جس ڈبہ میں میں بیٹھا تھا اس میں زن و مرد سبھی تھے اس میں ایک بڑھیا بھی تھی، جسے لائلپور جانا تھا لیکن اس بیچاری کا دماغ ایسا تھا کہ جب بھی کوئی سٹیشن آتا وہ شور مچانا شروع کر دیتی کہ لائلپور آ گیا ہے مجھے اتار دو لوگ انہیں سمجھاتے کہ اماں جان ابھی لائلپور بہت دور ہے آپ آرام سے بیٹھی رہیں جب آپ کی منزل مقصود آ جائے گی ہم آپ کو بتا دیں گے لیکن وہ متواتر ہر ایک سٹیشن پر چلاتی کہ لائلپور آ گیا ہے مجھے اتار دو اور لوگوں کو گالیاں دیتی کہ خواہ مخواہ اس سے مذاق کرتے ہیں"

اس قصہ کو بیان کرنے کے بعد آپ لکھتے ہیں :۔

" وہ بڑھیا بیچاری کمزور دماغ تھی، اس کا کوئی قصور نہ تھا مذکورہ بالا دماغی حالت بعض اوقات عوام میں بھی پائی جاتی ہے اور بعض اوقات لوگ ایمان کی باتوں میں بھی اپنی غلطی تسلیم نہ کرتے ہوئے دوسروں کی سچی باتوں کو دروغ بتاتے ہیں، ایسی باتوں میں حقائق کی غلطی یا صحت کا سوال نہیں بلکہ ایک غلط تخئیل ؟ غلط سوچ کا سوال ہے جس کے زیر اثر انسان ایک سنگین غلطی کا مرتکب ہوتا ہے، ہمیں افسوس ہے کہ ہمارے احمدی بھائی ابھی تک حضرت عیسٰے علیہ السلام کے متعلق اسی غلطی میں مبتلا ہیں کہ وہ زندہ آسمان پر نہیں چڑھا، بلکہ وفات پاکر کشمیر میں مدفون ہے، اس مضمون میں ہم اسلامی کتب کی روشنی میں یہ ثابت کریں گے، کہ سیدنا حضرت عیسٰے علیہ السلام زندہ آسمان پر ہیں اور وفات پاکر کشمیر میں مدفون نہیں ہوئے "

کس قدر شاندار دعوٰے ہے! آئیے اب ہم ان اسلامی کتب کا مطالعہ کریں، جن کی بناء پر راقم مضمون نے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ حضرت عیسٰے علیہ السلام زندہ آسمان پر ہیں اور وفات پاکر کشمیر میں مدفون نہیں ہوئے۔ اس سلسلہ میں سب سے پہلی بات جو راقم مضمون نے لکھی ہے وہ یہ ہے کہ

" جس طرح اہل اسلام اس بات پر ایمان رکھتے ہیں کہ نبی اکرم محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کا جسد اطہر کے ساتھ لیلۃ المعراج میں جانا اور پھر واپس آنا حق اور معقول ہے ماننا پڑے گا کہ اسی طرح حضرت عیسٰے علیہ السلام کا بجسد عنصری آسمان پر اٹھایا جانا اور [illegible] قرب [illegible] آسمان سے نازل ہونا بھی بالکل [illegible] "

دیکھا آپ نے! دعوٰے یہ تھا کہ اسلامی کتب کی روشنی میں یہ ثابت کیا جائے گا کہ حضرت عیسٰے علیہ السلام آسمان پر زندہ ہیں اور وفات پاکر کشمیر میں مدفون نہیں ہوئے لیکن بجائے اس کے کہ کسی اسلامی کتاب کو اس دعوے کے ثبوت میں پیش کیا جاتا واقعہ معراج کو لیکر کمزور دماغ بڑھیا کی طرح راقم مضمون نے بھی دہائی دینی شروع کر دی کہ اسے لو مسیح کا زندہ آسمان پر جانا ثابت ہو گیا اور اس واقعہ معراج سے اس کا وفات پاکر کشمیر میں مدفون ہونا بھی ثابت ہو گیا، اب ان سے کون کہے کہ حضرت! اول تو واقعہ معراج میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جسد اطہر کے ساتھ آسمان پر جانا اور پھر واپس آنا خود متنازعہ فیہ ہے اور اہل اسلام کا ایک بڑا گروہ جس میں حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ محترمہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا (جن سے واقعہ معراج کے ہے) اور کئی جلیل القدر صحابہ بھی اس بات کے قائل ہیں کہ حضرت کا معراج ایک نہایت اعلٰے درجہ کا روحانی کشف تھا اور آپ جسد اطہر کے ساتھ آسمان پر تشریف نہیں لیگئے، ایسی حالت میں اس کو مسیح کے آسمان پر چڑھنے اور قیامت کے قریب واپس آنے کی دلیل کیونکر قرار دیا جا سکتا ہے اور اس سے ان کا وفات پاکر کشمیر میں مدفون نہ ہونا کس طرح ثابت ہو گیا؟

پھر اگر یہ مان بھی لیا جائے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لیلۃ المعراج کو فی الواقعہ جسد اطہر کے ساتھ آسمان پر تشریف لے گئے تھے، تو اس سے مسیح کا جانا کس طرح ثابت ہو گیا جبکہ وہ بجائے خود ایک الگ متنازعہ فیہ امر ہے اور قرآن کریم اور احادیث سے ان کا طبعی عمر پاکر فوت ہو جانا ثابت ہے یہاں تک کہ ان کی قبر کا کشمیر میں موجود ہونا بھی کھلی ہوئی حقیقت ہے، جس کو مسیحی حضرات آج تک جھٹلا نہیں سکے۔

آگے چلئے! راقم مضمون نے دوسری دلیل یہ پیش کی ہے کہ :۔

" جس طرح حضرت آدم علیہ السلام کا آسمان سے زمین کی طرف آنا ممکن ہے اسی طرح حضرت عیسٰے علیہ السلام کا آسمان سے زمین کی طرف آنا ممکن ہے اِنَّ مَثَلَ عِیْسٰی عِنْدَ اللّٰہِ کَمَثَلِ اٰدَمَ "

لیجئے پھر وہی کمزور دماغ بڑھیا والی بات کہدی، انہیں کیا معلوم کہ اِنَّ مَثَلَ عِیْسٰی عِنْدَ اللّٰہِ کَمَثَلِ اٰدَمَ میں آدم علیہ السلام کے آسمان سے اترنے کا کوئی ذکر نہیں، بلکہ اس میں مسیح کی پیدائش کو آدم سے مشابہت دی ہے کہ جس طرح سے ایک عام آدمی کی پیدائش ہوتی ہے حضرت عیسٰی علیہ السلام بھی اسی طرح پیدا ہوئے انہیں خواہ مخواہ خدا بنا کر آسمان پر چڑھانا صحیح نہیں، کیا راقم مضمون کسی تفسیر کسی حدیث سے یہ ثابت کر سکتے ہیں کہ اس آیہ کریمہ میں حضرت آدم علیہ السلام کے آسمان سے اترنے کا کوئی ذکر ہے؟ اگر نہیں ہے اور قرآن کریم میں یہ آیت پیدائش مسیح کے ذکر میں آئی ہے تو اس کو مسیح کے جسد عنصری کیساتھ زندہ آسمان پر جانے یا قیامت کے قریب اترنے کے ثبوت میں پیش کرنا کہاں کی عقلمندی ہے۔

تیسری دلیل یہ پیش کی گئی ہے کہ حدیث میں یہ ذکر آتا ہے کہ حضرت جعفر جو کسی جنگ میں بازوؤں کے کٹ جانے سے شہید ہو گئے تھے، ان کو ملائکہ کی طرح دو بازو اللہ تعالےٰ نے دیدیئے اور وہ فرشتوں کے ساتھ آسمان میں اڑتے پھرتے ہیں۔

اس حدیث کو پیش کرنا راقم مضمون کا کمزور دماغ بڑھیا کی طرح ایک اور غلطی کا ارتکاب کرنا ہے بھلا اس حدیث میں کہاں بیان کیا گیا ہے کہ حضرت جعفر زندہ آسمان پر چڑھ گئے وہ تو شہادت پاکر اسی زمین میں دفن ہوئے۔ ان کی روح کو اللہ تعالےٰ نے کوئی روحانی بازو اگر دے دیئے جس سے وہ آسمانوں میں اڑتی پھری تو اس سے مسیح کا بجسد العنصری آسمان پر جانا اور قیامت کے قریب اترنا کس طرح ثابت ہو گیا اور یہ کیسے پتہ لگ گیا کہ وہ اسی دنیا میں وفات پاکر کشمیر میں مدفون نہیں ہوئے۔

اسی طرح چوتھی دلیل میں فہیرہ رضی اللہ عنہ کا غزوہ بیئر معونہ میں شہید ہونا اور ان کے جنازے کا آسمان پر اٹھایا جانا پیش کیا گیا ہے، وہی کمزور دماغ بڑھیا والی بات! اس کو مستند روایات میں سے قرار دینا تو راقم مضمون کی اپج ہے لیکن اگر مان بھی لیا جائے تو فہیرہ کا شہید ہونا تو اس سے ثابت ہے ہی، جنازے کے آسمان پر اٹھائے جانے سے بھی مراد ہو سکتی ہے کہ انہیں اللہ تعالیٰ کا قرب نصیب ہوا یا ان کی روح آسمان کی طرف اٹھ گئی، بہر حال اس سے تو ثابت نہ ہوا کہ مسیح علیہ السلام زندہ آسمان پر اٹھائے گئے تھے اور قیامت کے قریب پھر اتریں گے، ان کا تو عمر طبعی حاصل کر کے اسی دنیا میں فوت ہونا قرآن سے بھی ثابت ہے اور حدیث سے بھی۔ اور کشمیر میں ان کی قبر کی موجودگی بھی

مشاورت

۲۷ جنوری ۱۹۶۱ء کو جماعت احمدیہ کی ایک مجلس مشاورت احمدیہ بلڈنگس لاہور میں منعقد ہوئی، جس میں جماعت کی ترقی و بہبود کے اہم مسائل پر غور و بحث کی گئی، اس مجلس میں بیرونجات سے کئی احباب تشریف لائے، جن میں خانبہادر ڈاکٹر سعید احمد خان، خانبہادر غلام ربانی خان قاضی عبدالرشید صاحب ایڈووکیٹ اور حبیب الرحمان صاحب دق صاحب (ہزارہ) ملک ظفر اللہ خان صاحب، ملک عبدالقدوس صاحب (راولپنڈی) چودھری محمد حسن صاحب چیمہ، چودھری فضلداد صاحب، چوہدری فتح محمد عزیز ایڈووکیٹ (گجرات) شیخ محمد عبداللہ صاحب (سیالکوٹ) ڈاکٹر حسن علی صاحب (گوجرانوالہ) حافظ محمد بخش صاحب (اوکاڑہ) کے اسمائے گرامی خصوصیت سے قابل ذکر ہیں، مقامی احباب میں سے حضرت امیر ایدہ اللہ مولانا احمد یار صاحب، مولانا یعقوب خاں صاحب، مولانا شیخ عبدالرحمن صاحب مصری، میاں غلام حیدر صاحب، میاں ممتاز احمد صاحب فاروقی، اور بہت سے دیگر اصحاب شامل اجلاس تھے، ڈاکٹر سعید احمد خاں صاحب اور خانبہادر غلام ربانی خاں صاحب متعدد جماعتوں کا دورہ کرتے ہوئے آئے تھے اس دورہ کے تاثرات بیان کرتے ہوئے انہوں نے بتایا کہ تمام احباب کو اس بات کا شدید احساس ہے ......

.... کہ ہمارا تبلیغی کام جیسا ہونا چاہیئے نہیں ہو رہا اور جماعت کی ترقی و بہبود کی طرف سے بھی غفلت برتی جا رہی ہے اس نقص کو دور کرنے کے لئے مناسب تدابیر اختیار کرنی چاہئیں، محترم ڈاکٹر صاحب نے اس امر پر خصوصیت سے زور دیا کہ ایک دوسرے پر بدظنی، ایک دوسرے کی عیب چینی، اور پارٹی بازی کی جو فضا پیدا ہو گئی ہے، اس کو جس قدر جلد دور کیا جائے ضروری ہے خطاؤں اور غلطیوں سے کوئی پاک نہیں ہمیں دوسروں کی غلطیوں پر نظر رکھنے اور عیب شماری کی بجائے ایک دوسرے کی خوبیوں پر نظر رکھنی چاہیئے، اور جماعتی کاموں میں اتحاد و اتفاق کے ساتھ حصہ لینا چاہیئے، تمام اصحاب نے انکے اس خیال کی تائید کی، اور جلسہ کی عام فضا اس امر کی شاہد تھی کہ پارٹی بازی کا ناپاک عنصر بہت حد تک ختم ہو چکا ہے اور تمام دوست مل کر کام کرنے کے حامی ہیں، الحمد للہ

اس احساس کے ساتھ جماعت کی ترقی و بہبود کی کئی تدابیر کی گئیں، جن میں ایک یہ تھی کہ جماعت کے مقتدر اصحاب وقتاً فوقتاً مل کر جماعتوں کے دورے کیا کریں اور ان کے حالات کو بہتر بنانے کی کوشش کریں، خدمات دینی میں قدم آگے بڑھانے کے لئے یہ تجویز کی گئی کہ ایک ماہوار رسالہ جاری کیا جائے جس کے اعزازی ایڈیٹر مولانا یعقوب خاں صاحب ہوں اور محترم شیخ عبدالرحمن صاحب مصری اور حافظ محمد حسن صاحب چیمہ ان کے معاون ہوں۔

دوسری تجویز افریقہ میں تبلیغی مشن قائم کرنے کے لئے تھی، اس بارہ میں غور و بحث کے بعد یہ فیصلہ ہوا کہ محترم خان بہادر غلام ربانی خان صاحب چند ماہ یا اس سے کم و بیش مغربی افریقہ کا دورہ کر کے وہاں کے حالات کا جائزہ لیں اور مشن کے لئے مناسب مقام تجویز کر کے اطلاع دیں تاکہ کسی قابل مبلغ کو وہاں بھیجا جائے۔

ایک اور تجویز جماعت کے مرکز کو شہر سے باہر کسی کھلے اور صحتمند مقام پر لے جانے کے لئے تھی، اس پر اور بعض دوسری تدابیر پر غور کرنے کے لئے ایک سب کمیٹی بنا دی گئی، جو ایک ماہ کے اندر غور کر کے مناسب تجاویز مجلس منتظمہ میں پیش کرے گی، اسی دوران میں مجلس معتمدین کا بھی انعقاد ہوا جس کا ایجنڈا پہلے سے جاری ہو چکا تھا اس ایجنڈا میں مسلم ہائی سکول نمبر ۲ کو نویں دسویں جماعت کے ساتھ گیارہویں بارہویں جماعتیں ملا کر ایک کالج بنانے کی تجویز تھی، جس پر غور و بحث کے بعد چند اصحاب کی ایک سب کمیٹی بنائی گئی جو ایک ماہ کے اندر اپنی رپورٹ مجلس منتظمہ میں پیش کرے گی، غرض یہ دونوں مجالس نہایت خوشگوار فضا میں دن کے نو بجے سے شروع ہو کر شام کے سات بجے ختم ہوئیں۔

تاریخی جواہر پارے

عورت کی فضیلت

کچھ لوگ امتحان کی غرض سے حضرت رابعہ بصری کی خدمت میں حاضر ہوئے، کہ اللہ تعالےٰ نے تمام فضیلتیں مردوں میں رکھی ہیں، مرد ہی صاحب کرامت ہوتے ہیں مرد ہی پیغمبر بنائے جاتے ہیں عورتوں کے لئے یہ مدارج کہاں؟ آپ نے فرمایا ٹھیک ہے مگر آج تک خدائی کا دعوےٰ کسی عورت نے نہیں کیا، انبیاء کرام بھی آخر عورت کے پیٹ سے ہی خارج ہوتے ہیں، بغیر باپ کے حضرت عیسےٰ علیہ السلام پیدا ہوگئے، مگر ماں کے بغیر نہ رہ سکے، عورت مخنث نہیں ہوا کرتی یہ بات صرف مردوں ہی کے حصہ میں آتی ہے۔ اس لئے عورت کی برتری اپنی جگہ مسلم ہے۔

برداشت کی انتہاء

حضرت مالک دینار رحمۃ اللہ علیہ کا ہمسایہ ایک یہودی تھا اس نے اسلام دشمنی میں آکر آپ کے دروازہ کے متصل پاخانہ بنا لیا اور غلاظت آپ کے دروازہ پر پھینکتا رہا۔ جس سے آپ کو بے حد تکلیف ہوتی، ایک دن یہودی نے ازراہ مذاق پوچھا، اے مالک! کوڑا کرکٹ سے آپ کو تکلیف تو نہیں ہوتی، فرمایا تکلیف تو ضرور ہے، مگر میں نے انتظام کر لیا ہے، کہا وہ کیا؟ فرمایا میں نے ایک جھاڑو اور ٹوکری خرید لی ہے، روزانہ صفائی کر لیا کرتا ہوں۔ نیز ہمارے اسلام نے ہمسایہ سے تابعداری اور حسن سلوک کا حکم دیا ہے، اور فرمایا ہے کہ غصہ پی جایا کرو۔ یہودی یہ ارشاد سن کر بے حد شرمندہ ہوا اور اسی وقت مسلمان ہو گیا

اسلامی عدل

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں ایک یہودی نے آپکی زرہ لے لی خلیفۃ المسلمین حضرت علیؓ اپنے ماتحت مجسٹریٹ شریح کے پاس بطور مدعی حاضر ہوئے اور گواہوں میں اپنے لڑکے حسنؓ اور

مسیحی نظریہ حیاتِ مسیح اور اسلام

(بسلسلہ صفحہ ۲)

حضرات کے اعتقادات کی کھلی تکذیب کر رہی ہے۔

اسی قسم کی دلیل کسی بنی اسرائیلی عابد و زاہد کے جنازہ کے لئے آسمان سے تخت اترنے اور اس کے جسم کو آسمان پر لے جانے کے قصہ سے دی گئی ہے اور ایسا ہی حضرت ہارون علیہ السلام کے جنازہ کے آسمان پر اٹھائے جانے اور حضرت موسےٰ علیہ السلام کی دعا سے نیچے اترنے کا ذکر کیا گیا ہے، ظاہر ہے کہ یہ محض فرضی قصے ہیں جو کسی اسلامی کتاب میں اگر آ بھی گئے ہوں تو اس سے ان کی صحت ثابت نہیں ہو جاتی اور نہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا زندہ آسمان پر اٹھایا جانا ان سے ثابت ہے۔ راقم مضمون کا ایم اے ایل ایل بی ہو کر ایسی باتوں کو پیش کرنا مذکورہ بالا بڑھیا کی طرح اپنی کمزوری دماغ کا ثبوت دینا ہے کسی مستند حدیث یا اسلامی لٹریچر کی کسی بلند پایہ روایت سے یہ ثابت نہیں ہے کہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام زندہ آسمان پر اٹھائے گئے تھے، اور وہ قیامت کے قریب پھر نازل ہوں گے۔

پھر ہم کہتے ہیں کہ اگر یہ قصے جن کا ذکر کیا گیا ہے صحیح ہیں، تو مسیح کی خصوصیت کیا باقی رہ گئی؟ جب اور بھی لوگ آسمان پر اٹھائے گئے تو مسیح کا اٹھایا جانا (اگر یہ صحیح ہوتا) کونسی انوکھی بات ہے اور اس سے ان کا خدائی مرتبہ پر فائز ہونا کس طرح ثابت ہو گیا، اگر اس سے ان کی خدائی ثابت ہے تو کیوں ان لوگوں کو بھی (معاذ اللہ) خدائی میں شریک نہ سمجھا جائے جن کے جنازے آسمان پر اٹھائے گئے اور جو آسمانوں میں ملائکہ کے ساتھ اڑتے پھرتے ہیں؟

آخر میں راقم مضمون لکھتے ہیں:۔

"قرآن کریم کا قطعی فیصلہ ہے وما قتلوہ یقیناً بل رفعہ اللہ الیہ وکان اللہ عزیزاً حکیما"

معلوم نہیں راقم مضمون اس سے کیا ثابت کرنا چاہتے ہیں کیا وہ اس بات کو مانتے ہیں کہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام صلیب پر یقیناً قتل نہیں ہوئے؟ بل رفعہ اللہ الیہ سے تو ان کی رفعت الی اللہ اور بلندی مرتبت ثابت ہے ہی، لیکن مسیحی عقیدہ کے رو سے یہ کس طرح مانا جا سکتا ہے کہ وہ صلیب پر مارے نہیں گئے اور معاذ اللہ ملعون ہو کر ہاویہ میں نہیں گرائے گئے؟ کیا راقم مضمون ما قتلوہ یقیناً بل رفعہ اللہ الیہ کی روشنی میں اپنے عقیدہ کو واضح کرنے کی جرأت کر سکتے ہیں؟

غلام قنبر کو پیش کر دیا، قاضی نے کہا اسلام میں بیٹے کی گواہی باپ کے لئے اور غلام کی آقا کے لئے قابل قبول نہیں ہے اور دعوےٰ خارج کر دیا، یہودی اس اسلامی عدل سے بیحد متاثر ہوا، اور عدالت سے باہر آکر عرض کی، آپکی صداقت میں کوئی شک نہیں ہے، یہ زرہ آپکی ہی ہے- یہ کہکر وہ مسلمان ہو گیا۔

موجودات پر غور و فکر معرفت الٰہی کو بڑھانے کا موجب ہے

حضرت نبی کریم کا ولولۂ عبادت الٰہی — بزرگوں کے خلاف پراپیگنڈا کے بد اثرات

جماعت میں اتحاد و اتفاق پیدا کرو اور ایک دوسرے کی عیب چینی نہ کرو

خطبۂ جمعہ ۲۷ جنوری ۱۹۶۱ء۔ فرمودہ حضرت امیر مولٰنا صدر الدین صاحب ایدہ اللہ۔ بمقام احمدیہ بلڈنگس لاہور

ان فی خلق السموٰت والارض واختلاف اللیل والنھار لاٰیٰت لاولی الالباب ۝ الذین یذکرون اللہ قیاما وقعودا وعلٰی جنوبھم ویتفکرون فی خلق السمٰوٰت والارض ربنا ما خلقت ھٰذا باطلاً سبحٰنک فقنا عذاب النار (آل عمران)

کمال ربوبیت اور کمال عبودیت

قرآن کریم کی ان دو آیات میں اللہ تعالیٰ کی وسیع سلطنت کا ذکر ہے اور اس پر اس کا تصرف اس کی قدرت اور اس کے علم پر دلالت کرتا ہے اور اس سے اس کی عظمت اور کبریائی اور اس کے افضال اور اس کے احسانات کا علم حاصل ہوتا ہے۔ تفکر سے معرفت بڑھتی ہے۔ اور ایمان مضبوط ہوتا جاتا ہے۔ غفلت دور ہو جاتی ہے اور شوق سے عبادت کرنا میسر آتا ہے۔ دل اور جوارح اس کی فرمانبرداری کرنے میں لذت محسوس کرتے ہیں۔ پہلی آیت کریمہ میں کمال ربوبیت کا ذکر ہے۔ اور دوسری میں کمال عبودیت کا۔

آسمانی اور زمینی موجودات کا باہمی ارتباط

کائنات کے مطالعہ سے انسان کو یقین کرنا پڑتا ہے کہ کائنات کی تمام موجودات میں بڑا گہرا تعلق ہے آسمان کے ستاروں اور سیاروں کا انسانی اور حیوانی اور نباتاتی زندگی سے ارتباط ہے۔ اگر آسمان کے یہ ستارے اور سیارے زمین پر اثر انداز نہ ہوں تو زمین پر زندگی کے آثار مٹ جائیں۔ کیا کبھی ممکن ہے کہ کوئی سورج کی گرمی کے بغیر زندہ رہ سکے۔ ہرگز نہیں۔ سورج کی کرنوں اور شعاعوں اور اس کی روشنی اور گرمی کے بغیر زندگی محال ہے۔ جیسا کہ خدا تعالیٰ نے فرمایا:۔ والشمس والقمر بحسبان۔ سورج اور قمر ایک خاص انداز ے کے تحت سرگرم عمل ہیں۔ ایک قانون ہے جس کے ماتحت یہ چل رہے ہیں۔ والنجم والشجر یسجدان۔ ان کا تعلق چھوٹی سے چھوٹی جڑی بوٹی سے لیکر بڑے سے بڑے درخت سے ہے، یعنی سورج اور چاند اور بوٹیوں و درختوں کے مابین ربط ہے۔

ہواؤں اور بارش کا تعلق زندگی سے

سورج اور چاند تو دور کی بات ہے۔ قریب کی مثال لیجئے۔ لکھا ہے ومن یرسل الریاح ہواؤں کو کون چلاتا ہے۔ کون بارش نازل کرتا ہے اللہ الذی یرسل الریاح وہی ایک ذات ہے جو ہواؤں کے چلنے کا باعث ہے۔ ھو الذی ینزل الغیث اور وہی بارش فرماتا اور اسی سے نباتات اور حیوانات کی زندگی کا قیام ہے۔ ہوا کے بغیر بادل نہیں آسکتا۔ یہ ہوائیں سمندر کے کروڑوں من پانی کو اپنے لطیف دامن میں بھر لیتی ہیں اور دور دراز کی پیاسی اور مردہ زمین پر آکر اس کو انڈھیل دیتی ہیں۔ زمین میں زندگی پیدا ہو جاتی ہے۔ نباتات کا ہوا کے ذریعہ سے سمندر سے تعلق، حیوانات کا سمندر سے تعلق اور خود انسان کا سمندر سے تعلق۔ لیکن ہوا کو اس ربط و ضبط اور اس اتحاد و اتفاق کا قطعاً علم نہیں۔ اسے نہیں پتہ کہ میں زندگی کی خدمت کر رہی ہوں یہ بے جان اور بے شعور چیز ہے۔ لیکن وہ کسی کے حکم پر زندگی کے قیام کا عظیم کام سر انجام دے رہی ہے۔ اس کے اندر ارادہ اور اختیار نہیں۔ اسی طرح سورج اور قمر بھی ہیں وہ زندگی کے قیام کا باعث ہیں۔ لیکن ان کو خود اپنی اہمیت اور اپنے کام کا علم نہیں۔ باوجود اس حقیقت کے ان بے جان عوامل میں خداوند قدوس نے ایک ارتباط پیدا کر رکھا ہے۔ سورج کی گرمی، سمندر کے پانی کو بھاپ بناتی ہے یہ بھاپ فضا میں منجمد ہو کر بادل بنتی اور ہوائیں ان بادلوں کو کندھوں پر لاد کر خشک اور پیاسی زمین پر لے آتی ہیں۔ پیاسی اور نیم مردہ زمین کو پانی ملتا ہے، زندگی حرکت کرتی ہے۔ زمین ہری بھری ہو جاتی ہے، کھیتوں میں غلہ جات، باغوں میں پھل پھول پیدا ہو جاتے ہیں۔

حیوانی اور نباتاتی زندگی کا مدار ایک دوسرے کے تنفس پر

ہر شخص جانتا ہے کہ ہوا کے بغیر زندگی ناممکن ہے آگ بھی ہوا کے بغیر نہیں جل سکتی۔ انسانی زندگی کا مدار ہوا پر ہے۔ اور آگ اور ہوا کا تعلق براہ راست ہمارے ساتھ ہے۔ اسی طرح پودوں اور انسانوں کا باہمی تعلق ہے انسان آکسیجن استعمال کرتا رہتا ہے اور اس کو کاربانک گیس میں تبدیل کرتا ہے۔ پودے آکسیجن گیس بناتے رہتے اور ہم اس آکسیجن کو کھاتے رہتے ہیں۔ ہم کاربن ڈائی اکسائڈ (جو زہریلی گیس ہے) اُگلتے رہتے ہیں اور درخت اور پودے اس زہریلی گیس کو نگلتے رہتے ہیں۔ آکسیجن انسانی اور حیوانی خوراک ہے اور کاربن ڈائی اکسائڈ نباتات کی خوراک ہے۔ ان دو گیسوں کا تبادلہ گہرے ارتباط اور اتحاد کا مظہر ہے۔ انسان اور حیوان ہوا کو خراب کرتے رہتے ہیں اور درخت اور پودے وہ قدرتی مشینیں ہیں جو گندی اور زہریلی گیس کو صاف کرتے رہتے ہیں اور اس طرح انسان کی خدمت سر انجام دیتے رہتے ہیں۔

مطالعہ قدرت معرفت الٰہی کا موجب ہے

پس کائنات کے مطالعہ اور مشاہدہ اور اس پر غور و فکر کے بعد خدا تعالیٰ کی عظمت کا علم حاصل ہوتا ہے۔ زمین اور آسمان کو دیکھو۔ دن اور رات کو دیکھو ان کی بدلتی ہوئی کیفیتوں کے اثرات اور نتائج کا جائزہ لو۔ دن کے رات اور رات کے دن ہو جانے سے کیا کیا تغیرات پیدا ہوتے ہیں۔ ان تغیرات اور اثرات میں کمالات خداوندی ہیں۔ دن رات کی بتدریج تبدیلی سے موسم بدل جاتے ہیں۔ لباس بدل جاتا ہے، کھانا بدل جاتا ہے رہائش بدل جاتی، مختلف پھل پھول، غلہ جات میوہ جات موسموں کی تبدیلی کے باعث پیدا ہوتے ہیں رات اور دن کے اندر اتنے کمالات اور عجوبے ہیں۔ جن کا شمار ممکن نہیں۔ ان فی خلق السمٰوٰت والارض واختلاف اللیل والنھار لاٰیٰت لاولی الالباب نظام کائنات کا مطالعہ کرنا دانشمندوں کو معرفت الٰہی عطا کرتا ہے۔ یہ کائنات خدا تعالیٰ کی فعلی کتاب ہے اور قرآن قولی کتاب ہے۔ ان دونوں کتابوں کے بیک وقت مطالعہ و مشاہدہ سے اللہ تعالیٰ کے کمالات اس کی عظمت و جبروت نظر آئے گی اور ساتھ ہی ساتھ اس کے احسانات اور فضائل کا بھی پتہ چلے گا جو اس نے ہم پر نازل فرمائے ہیں۔ الذین یذکرون اللہ قیاما وقعودا وعلٰی جنوبھم ویتفکرون فی خلق السمٰوٰت والارض۔ دانشمند لوگ جب اس کائنات کا مطالعہ کرتے، زمین و آسمان کے باہمی تعلقات پر غور کرتے، رات اور دن کے اختلاف سے جو فوائد وابستہ ہیں ان پر نظر ڈالتے ہیں تو اللہ تعالیٰ کی قدرت اور جبروت کے آگے ان کی گردنیں جھک جاتی ہیں اور دل پکار اٹھتے ہیں کہ خدا تعالیٰ نہایت ہی رحیم و کریم اور صاحب قدرت و عظمت ہے۔

حضرت نبی کریم کا ولولۂ عبادت الٰہی

ان آیات سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کا ایک پہلو ہمارے سامنے آتا ہے۔ ویسے تو نبی کریم صلعم کی تمام زندگی کا نقشہ قرآن کریم میں نظر آتا ہے۔ جیسا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کان خلقہ القراٰن یعنی جن اخلاق عظیمہ اور صفات حسنہ کی تلقین قرآن کرتا ہے وہ تمام کی تمام حضور کی زندگی میں منعکس

تھیں۔ لیکن ان آیات کے ساتھ آپ کی زندگی کا ایک خاص تعلق ہے۔ لکھا ہے ایک دن عبداللہ ابن عمر رضہ حضرت ام المؤمنین عائشہ رضہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یاعائشہ اخبرینی مارایت من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کوئی عجیب ترین بات جو آپ نے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دیکھی ہو مجھے بتائیے۔ فبکت حضرت عائشہ رضہ یہ سن کر رو پڑیں۔ واطالت اور دیر تک روتی رہیں۔ انہیں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم یاد آگئے ثم قالت پھر انہوں نے فرمایا کل امرہٗ عجب تم کیا پوچھتے ہو، ان کی تو ہر بات عجیب تھی، تمہیں کیا کیا سناؤں۔ ایک بات سناتی ہوں، وہ یہ کہ اتانی فی لیلتی۔ ایک رات جب میری باری تھی، آپ میرے ہاں تشریف لائے۔ فدخل لحافی اور میرے لحاف میں داخل ہو گئے حتی الصق جلدہ بجلدی۔ یہاں تک کہ آپ کا جسم میرے جسم سے لگ گیا، اس حالت میں فرمانے لگے یاعائشہ هل لك ان تاذنی لی الیلۃ فی عبادۃ ربی اے عائشہ کیا آپ مجھے اجازت دیں گی کہ میں یہ رات خدا کی عبادت میں گذار دوں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کس قدر بلند پایہ کلچر اور تہذیب سے کام لیا اور اپنی بیوی کو کس احترام اور اکرام کا مستحق قرار دیا۔ کیسے جذبہ اور کیفیت کا عالم ہے اور کیا ولولہ ہے خدا کی عبادت کا۔ اور جس جذبہ اور جس حالت میں اس ولولہ کا اظہار کیا ہے وہ کس قدر مشکل ترین موقعہ ہے۔ فرماتے ہیں هل لك ان تاذنی کیا آپ مجھے اجازت دے سکتی ہیں کہ میں یہ رات عبادت میں گذار لوں۔ حضرات! آپ کے اس کلچر کو دیکھئے، اس عشق الٰہی پر غور کیجئے اور ضبط نفس کا جائزہ لیجئے۔ بیوی سے اجازت مانگتے ہیں عبادت الٰہی کے لئے، اور کس حالت میں؟ جبکہ نفسانی جذبات پورے جوش پر ہوتے ہیں، فقلت یارسول اللہ انی لاحب قربك حضرت عائشہ رضہ فرماتی ہیں کہ میں نے جواب دیا یا رسول اللہ مجھے آپ کا قرب بہت پسند ہے واحب مرادك لیکن اس کے ساتھ ہی آپ کی خواہش بھی ملحوظ خاطر ہے۔ فقد اذنت لك۔ میں آپ کو اجازت دیتی ہوں۔ دنیا کی کتابوں میں تلاش کیجئے کسی بڑے سے بڑے بادشاہ، کسی لیڈر اور کسی رہنما کو پیش کیجئے۔ جس کے کلچر کا نمونہ یہ ہو جس کی گفتگو کا یہ معیار ہو اور جس کو اپنے نفس پر یہ ضبط ہو اور اس نازک حالت میں کہ عشق الٰہی اس حد تک پہنچا ہوا ہو کہ آپ عبادت الٰہی کے لئے بیوی سے اجازت مانگتے ہیں اور ایسی حالت میں بیوی بھی اجازت دینے سے دریغ نہیں کرتی۔

حضرت نبی کریمؐ کی عبادت کا نقشہ

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں۔ فقام الی قربۃ من ماء فی البیت۔ آپ اٹھ کھڑے ہوئے اور پانی کا ایک مشکیزہ جو گھر میں موجود تھا اس کی طرف بڑھے۔ فتوضاء وضو کیا ولم یکثر من صب الماء کچھ زیادہ پانی صرف نہ کیا۔ حضرت عائشہؓ کیا فہیم و دانا عورت ہیں، حدیث بیان کرتی ہیں تو واقعات کی تفصیلات بھی بیان کرتی جاتی ہیں۔ اتنا ہی کافی تھا فتوضاء وضو کیا۔ مگر آگے بیان کرتی ہیں ولم یکثر صب الماء بہت سا پانی نہیں انڈھیلا فقام یصلی۔ پھر آپ نوافل کے لئے کھڑے ہو گئے۔ فقرا من القرآن انّ فی خلق السموٰت والارض الخ قرآن کریم کی یہ آیات پڑھنی شروع کیں۔ فجعل یبکی اور رونے لگے، رقت طاری ہو گئی۔ یہ اس ذمہ داری کا احساس تھا جو آپ پر ڈالی گئی تھی۔ ثم رفع یدہ۔ پھر آپ نے آسمان کی طرف ہاتھ اٹھائے۔ فجعل یبکی پھر رونا شروع کر دیا۔ حتی رایت دموعہ قد بلت الارض۔ میں نے دیکھا کہ آپ کے آنسوؤں سے زمین گیلی ہو گئی ہے۔ اسی طرح آپ نے رات عبادت میں گزاری۔ یہاں تک کہ صبح کے وقت حضرت بلالؓ آپ کو نماز کی اطلاع دینے کے لئے آئے۔ تو انہوں نے یہ دیکھ کر کہ آپ رو رہے ہیں حیرانی ظاہر کی۔ تو آپؐ نے فرمایا افلا اکون عبدا شکورا — ومالی لا ابکی وقد انزل اللہ هذہ اللیلۃ ان فی خلق السموٰات والارض الخ اور فرمایا ویل من قراها ولم یتفکر فیها۔ افسوس ہے ان پر جو قرآن کو طوطے کی طرح رٹ تو لیتے ہیں لیکن دل و دماغ کو حاضر نہیں رکھتے اور اس کی آیات پر غور و تفکر نہیں کرتے۔

حضرت عائشہ رضہ کا علم و فضل

ان واقعات سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ حضور نبی کریمؐ کے گھر کے حالات کیسے تھے اور ازواج مطہرات کے علم و عرفان کا کیا رنگ تھا۔ حضرت عائشہؓ کا ایمان اور علمیت بہت بڑی تھی، لکھا ہے کانت عالمۃ فقیۃ، زاهدۃ۔ وہ بڑی عالم، فقیہ اور زاہدہ عورت تھیں۔ بادشاہ کی بیوی ہیں دنیاوی مال و متاع سے کوئی رغبت نہیں۔ صحابہ کرامؓ ان سے درس لیتے ہیں۔ ابن عمرؓ جیسے عالم فاضل حضرت عائشہ رضہ کے پاس آتے ہیں اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات و کوائف دریافت کرتے ہیں۔ حضورؐ نے اپنے گھر میں اور ساری قوم میں عبادت الٰہی کا ولولہ پیدا کیا تھا۔ کوئی گورنر تھا یا کمانڈر، دوکاندار تھا یا انجنیئر وہ سب کے سب ایک سی پاکیزہ زندگی کا نمونہ تھے۔

ازواج مطہراتؓ کو انتباہ

اور فرمایا ینساء النبی من یات منکن بفاحشۃ مبینۃ یضعف لها العذاب ضعفین اے نبی کی بیبیو جو کوئی تم میں سے کھلی ہوئی بے حیائی کرے اس کے لئے عذاب دوچند ہوگا۔ پھر فرمایا ینساء النبی لستن کاحد من النساء اے نبی کی بیبیو، تم دیگر عورتوں کی طرح نہیں ہو۔ واذکرن ما یتلیٰ فی بیوتکن من ایت اللہ والحکمۃ۔ تمہارے گھروں میں قرآن اترتا ہے، اور حکمت بھری باتیں نازل ہوتی ہیں تم پر بہت سی ذمہ داریاں ہیں۔ تقوے اختیار کرو، وقلن قولاً معروفا اور نیکی کی بات کہو۔ وقرن فی بیوتکن۔ اپنے گھروں میں بیٹھنے کی عادت ڈالو۔ ولاتبرجن تبرج الجاهلیۃ الاولیٰ۔ اور پہلی جاہلیت کی طرح بناؤ سنگار نہ دکھاتی پھرو۔ واقمن الصلوٰۃ، واتین الزکوٰۃ واطعن اللہ ورسولہٗ۔ تمہارے لئے لازم ہے کہ نمازیں قائم کرو، زکوٰۃ دو اور اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو، یہ اس لئے کہ انما یرید اللہ لیذهب عنکم الرجس اهل البیت ویطهرکم تطهیرا اللہ تعالےٰ چاہتا ہے کہ تم سے ہر طرح کی ناپاکی کو دور کردے اور تمہیں بالکل پاک و صاف کردے۔

اہل یورپ کا پراپیگنڈا

یہ ہے بادشاہِ وقت کی بیویوں کا نقشہ۔ اور یہ ہے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنے نفس پر قدرت اور ضبط، اور یہ ہے آپؐ کا خدا کی ذات سے عشق۔ لیکن ستم ظریفی کا ستیاناس ہو اہل یورپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نقشہ بالکل اس کے الٹ بیان کرنا اپنا فرض سمجھ رکھا ہے۔ وہ اس امر کو شہرت دیتے ہیں کہ حضورؐ کو عورتوں سے عشق تھا۔ یہ غلط افواہیں یورپ کے ایک کونے سے دوسرے کونے تک پھیلی ہوئی ہیں۔ لیکن اس مقدس و مطہر انسان کا یہ نقشہ قرآن کریم نے کھینچا ہے، وہ شخص جس نے قوم کی قوم کو مطہر اور پاک و صاف کر دیا اس کے متعلق ایسی باتیں کہنا کس طرح صحیح ہو سکتا ہے۔ آج یورپ اس باصفا انسان کے کردار کی تصویر غلط رنگ میں پیش کر رہا ہے۔

حضرت مرزا صاحبؑ کے خلاف پراپیگنڈا

پراپیگنڈا نہایت ہی خطرناک نتائج پیدا کرتا ہے اسی قسم کا غلط پراپیگنڈا حضرت مرزا صاحب کے خلاف کیا جاتا ہے۔

حضرت مرزا صاحبؑ کی خدمات اسلام

حضرت مرزا صاحب نے عیسائیوں کے مقابلہ پر اسلام کی مدافعت عملی طور پر کی۔ انہوں نے اسلام کے مخالف کو مقابل پر بلایا اور اسلام کی حقیقی تصویر لوگوں کے سامنے پیش کی اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صحیح پوزیشن دنیا کے سامنے رکھی حضرت مرزا صاحب کی وجہ سے یورپ میں اسلامی مشن قائم ہو سکے اور

آپ کے انفاس قدسی کے باعث ایسے ایسے لوگ پیدا ہوئے جنہوں نے اسلام کی بڑی بھاری خدمات سرانجام دیں اور حضرت نبی کریم کی اصلی تصویر دنیا کے سامنے رکھی۔

مسلمان نوجوانوں کا احساس کمتری

لیکن پراپیگنڈا بڑی خطرناک چیز ہے۔ ایک وقت تھا کہ اس غلط پراپیگنڈے کی وجہ سے یورپ میں اس سورج سے روشن تر اور فرشتوں سے زیادہ پاک انسان کا کوئی نام لینا پسند نہیں کرتا تھا۔ مسلمان نوجوان بغرض حصول تعلیم یورپ میں جاتے تو اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہوئے شرم محسوس کرتے وہ جھینپتے تھے۔ ان میں اسلام کے متعلق احساس کمتری تھا۔ لیکن حضرت مرزا صاحب کی تحریک کی وجہ سے یہ نقشہ بدل چکا ہے اب یورپ میں مسلمان فخر سے اپنے آپ کو مسلمان کہتا ہے۔ وہ اپنے غیر مسلم دوستوں کو اسلام کی باتیں سناتا اور ان کو اسلام کی تبلیغ کرتا ہے اور خاص خاص اسلامی تقاریب پر اپنے حلقہ احباب اور پروفیسروں کو شرکت کی دعوت دیتا ہے یہ تبدیلی آپ لوگوں کے مشنوں کی برکت سے ہے۔ ان مشنوں کی وجہ سے اب اسلام کو بابرکت اور معقول دین تصور کیا جا رہا ہے۔

مسلمان طلباء کا جذبۂ تبلیغ

ہمارے مشنوں نے نہ صرف لوگوں کو آنحضور صلعم کا روشن چہرہ دکھلایا اور اسلام کے اعلیٰ و ارفع اصول بتلائے بلکہ مسلمان نوجوانوں کے اندر محبت اسلام پیدا کی۔ اور جرأت و ہمت پیدا کی کہ وہ اسلام کو فخریہ پیش کر سکیں۔ اور اپنے آپ کو مسلمان کہلاتے ہوئے فخر محسوس کریں۔ سر فیروز خان نون اپنی طالب علمی کے زمانہ میں اپنے دوستوں اور ہم جماعتوں کو پکڑ پکڑ کر مسجد ووکنگ میں لاتے اور اسلامی تعلیم سے آگاہ کیا کرتے تھے۔

عیسائیت پر غلبہ

حضرت مرزا صاحب کی وجہ سے درس و تدریس کا سلسلہ شروع ہوا۔ انہی کی وجہ سے تبلیغی کلاسیں کھلیں پہلے بہت کم توجہ مسلمانوں کی اس کام کی طرف تھی۔ بلکہ اس کے خلاف عیسائیت مسلمانوں پر غالب آ رہی تھی، اس کا سیلاب بڑھتا چلا جا رہا تھا۔ اور سیل رواں کی صورت میں دنیا کو سمیٹے جا رہا تھا۔ عیسیٰ علیہ السلام کی خدائی کے مسلمان بھی قائل ہوتے جا رہے تھے۔ حضرت مرزا صاحب ہی تھے۔ جنہوں نے اسلام کے انحطاط کے دور اور غلبہ عیسائیت کے وقت اس غلط عقیدہ کے خلاف آواز اٹھائی، اور اسلام کا روشن چہرہ دکھا کر عیسائیت کو مات کر دیا اور اس کا بڑھتا ہوا سیل رواں رک گیا۔ یہ زمانہ کے امام کی ہی جدوجہد اور کاوش کا نتیجہ ہے کہ عیسائی مشنری عاجز آ گئے۔ وہ حضرت مرزا صاحب کے دلائل کا جواب نہ دے سکے اور ردِ عمل کے طور پر انہوں نے پادریوں کو سرکلر جاری کر دیئے کہ حضرت مرزا صاحب سے بحث مباحثہ کرنا ذلت کو دعوت دیتا ہے۔ ان کے ماننے والوں سے مباحثہ اور مناظرہ بند کر دیا جائے۔ پادریوں کی یہ کھلی شکست ہے۔

انجیل کی تعلیم مسیحیت کے خلاف

اکثر اوقات میرے کمرے میں بڑے بڑے پادری جرمن اور انگریز آتے ہیں، ان کو پتہ ہے کہ ہم کس کے پاس جا رہے ہیں۔ میں ان کو انجیل سکھلاتا ہوں، ان کے عقائد کا ابطال انجیل کے حوالہ جات سے کرتا ہوں مسیح کی خدائی کے خلاف انجیل کی آیات پیش کرتا ہوں، میں ان کو دکھلاتا ہوں کہ مسیح کہتا ہے کہ ایک خدا کی عبادت کرو۔ میں خدا نہیں ہوں .... میں انسان ہوں میں عاجز بندہ ہوں، مجھے حوائج لاحق ہیں۔ لیکن تم مسیح کے اس فرمان کو جھٹلاتے ہو، تمہارا عقیدہ مسیح کے عقیدہ کے یکسر خلاف ہے۔ مسیح اپنے آپ کو خدا کا عاجز بندہ سمجھتا ہے اور تم ہو کہ اس کو خدا اور الوہیت کا درجہ دیتے ہو۔ کتنا تضاد ہے اس مسیح ... اور تم مسیحیوں کے عقیدہ میں ___ ان کو سمجھ آ جاتی ہے کہ جو کچھ کہا جا رہا ہے درست ہے ان کو احساس ہوتا ہے کہ ہم دوسرے مسلم علماء کے پاس جاتے ہیں تو وہ انجیل کی بجائے اپنی کتابوں سے ابطال مسیحیت کے دلائل پیش کرتے ہیں لیکن یہاں ہماری اپنی کتاب انجیل کے حوالہ جات سے ہمارے عقائد کا ابطال کیا جاتا ہے۔

حضرت مرزا صاحب کا مقصد قوم کو متقی بنانا ہے

یہ کس کی برکت ہے، یہ صرف حضرت مرزا صاحب کی ذات گرامی کی وجہ سے ہے۔ آپ کو ان کے احسانات کی قدر کرنا چاہیئے۔ انہوں نے فرمایا کہ میرے آنے کا مقصد یہ ہے کہ ایک متقی قوم پیدا ہو جائے۔ اگر یہ مقصد پورا نہیں ہوتا تو میری ساری کامیابیاں اور ظفر یابیاں ہیچ ہیں۔ چنانچہ اس مقصد میں وہ کامیاب ہوئے۔ قادیان میں انہوں نے ایک قوم پیدا کی، مرد و زن، بچوں بوڑھوں، ہر ایک کے اندر عشق موجزن تھا۔ کہ ہم نے قرآن سیکھنا ہے۔ حدیث پڑھنی ہے۔ وہاں اذانوں اور نمازوں کا شغل تھا تقویٰ اور طہارت کا دور دورہ تھا افسر سے لے کر چپڑاسی تک سب دیانتدار اور دین کے عاشق تھے۔

علامہ اقبال اور احمدیت

علامہ اقبال نے علیگڑھ میں تقریر کی کہ اگر ٹھیٹھ اسلام دیکھنا ہو تو قادیان جا کر دیکھو انہوں نے اپنے بیٹے آفتاب اقبال کو مرزا غلام احمد کے ایک خادم کے [illegible] پاس برائے حصول تعلیم قادیان بھیجا۔ ایک حکیم [illegible] اقبال [illegible] دونوں شریف تھے۔ میرے تعلقات ان سے گھر کے تھے۔ ہم دونوں سیالکوٹ کے رہنے والے [illegible] تھے۔ ان کے والد اور بھائی حضرت مرزا صاحب کے مرید تھے۔ میں نے ان کو چھیڑا۔ میں نے کہا کہ اقبال تمہیں ایک کارگر نسخہ ہاتھ آیا ہے اور وہ نسخہ تم نے عطاء اللہ بخاری سے سیکھا ہے۔ وہ یہ کہ مرزا کی مذمت کرو۔ اس کی تحقیر و تذلیل کرو۔ تمہارا نام روشن ہو جائے گا۔ تمہیں شہرت حاصل ہو جائے گی۔ چنانچہ تم اس پر عمل پیرا ہو۔ میں نے کہا کہ تمہارے والد مرزا صاحب کے مرید ہیں۔ تمہارے بھائی مرید ہیں، اور تم نے بگڑے ہوئے بیٹے کو قادیان بھیجا کہ اس کی اصلاح ہو جائے۔ اس نے کہا کہ میں نے اپنے بیٹے کو قطعی قادیان نہیں بھیجا۔ میں نے تو اپنے دوست صدر الدین کے پاس بھیجا تھا۔ میں نے جواب دیا معلوم ہوا کہ مرزا صاحب کا مرید بھی مسیحائی کر سکتا ہے۔

حضرت مرزا صاحب کی مسیحائی

غرض حضرت مرزا صاحب نے قادیان میں ایک ایسی فضاء اور ماحول پیدا کیا کہ بگڑے ہوئے بچے وہاں بھیجے جاتے تو ان کی اصلاح ہو جاتی۔ اسی طرح وزیر آباد کے ایک امیر کبیر شخص نے اپنا بگڑا ہوا بچہ میرے پاس قادیان بھجوایا۔ وہ بچہ کیا تھا، ایک فتنہ تھا۔ لیکن تھوڑے سے ہی عرصہ کے بعد اس میں خوشگوار تبدیلی پیدا ہو گئی۔ مسیح کی مسیحائی کے اثر سے وہ بچہ سدھر گیا۔ بعد ازاں وہ ریلوے میں بڑا افسر تعلقات ہوا۔ اور عید کے بعد میرے سلام کو آتا ہے۔

پراپیگنڈا کا زہر

حضرت مرزا صاحب کی اسلامی اور دینی خدمات کا احسان اس قوم پر ہے۔ اس مصلح وقت اور مسیح زمان نے اپنی مسیحائی سے اسلام کو زندہ کیا۔ لیکن پراپیگنڈا بڑی خطرناک چیز ہے۔ اس خادم اسلام کا نقشہ برقی نے اپنی کتاب میں کتنا بھیانک کھینچا ہے۔ اس کتاب کو پڑھ کر کوئی شخص حضرت مرزا صاحب کو اچھا نہیں سمجھ سکتا ایک طرف حضرت مرزا صاحب کی دینی خدمات۔ ان کا شاندار لٹریچر، ان کا عظیم الشان کام اور اعلےٰ کارنامے اور دوسری طرف برقی کی کتاب .... پراپیگنڈا کتنا ہی خطرناک ہتھیار ہے۔

مجلس مشاورت اور قومی اتحاد کا نقشہ

آج ہماری جماعت کے احباب ایک مجلس مشاورت کے سلسلہ میں جمع ہوئے۔ میرا دل باغ باغ ہو گیا۔ کیا خیالات کے اندر پاکیزگی تھی۔ کیا تڑپ تھی جماعت کی ترقی کے لئے کیا پُرخلوص تمنائیں تھیں قومی اتحاد و اتفاق کے لئے۔ کیا جوش تھا دین کی اشاعت و ترقی کے لئے۔ المؤمن مرآۃ المؤمن۔ ایک مومن دوسرے مومن بھائی کا آئینہ ہے [illegible] اندر نہیں دیکھ سکتے۔ دوسرا [illegible] دیکھ سکتا [illegible] خوبصورت اجتماع [illegible] پاک ارادوں کو لے کر آئے اور اپنی قوم کی [illegible] کے لئے کیسی کیسی تجاویز سوچی گئیں

خدا کرے اس کی عملی صورت جلد سامنے آ جائے۔

تفرقہ کے ناپاک اثرات

میں چاہتا ہوں کہ اپنی قوم کے اندر ایک دوسرے سے محبت و اُلفت کا رشتہ اور مضبوط ہو جائے۔ اور ایک دوسرے کی خیر خواہی اور بہتری کا جذبہ موجزن ہو۔ غیبت، حسد اور نفرت کو چھوڑ دو۔ یہ انسان کی دشمن ہیں۔ ایک دوسرے پر زیادتی سے باز آ جاؤ۔ تفرقہ سے بہت بڑا نقصان ہوتا ہے۔ مخالفت کی چھوٹی چھوٹی خامیاں بھی بڑے گناہ بن جاتے ہیں۔ نیکیاں بھی بدیوں میں تبدیل ہو جاتی ہیں۔ انسان کی خدمات پر پانی پھر جاتا ہے۔

حضرت ابوبکرؓ کے خلاف پراپیگنڈا

حضرت ابوبکرؓ نے قوم کے لئے کیا کچھ نہیں کیا۔ اسلام کے لئے کیا کچھ نہیں کیا۔ آنحضرت صلعم کی خدمت میں کوئی کسر اُٹھا نہ رکھی، لیکن انہوں نے حضرت فاطمہؓ کی ایک خواہش دربارہ باغ فدک کو ٹھکرا دیا۔ تو ان کی سب خدمات اور سب قربانیاں خاک میں مل گئیں۔ ان سے ایک قوم کو اس قدر نفرت ہے کہ خدا کی پناہ۔ ایک طرف ابوبکرؓ سے نفرت کا یہ عالم اور دوسری طرف ابوبکرؓ کی عظمت کا یہ نقشہ کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا ان امن الناس فی صحبتہ ومالہ ابا بکر ابوبکرؓ وہ ہے جس نے سب سے زیادہ رفاقت اور مال کے ذریعہ مجھ پر سب سے بڑھکر احسان کیا۔ لیکن غلط پراپیگنڈا نے اس سارے احسان اور خدمت اسلام پر پانی پھیر دیا۔ اگر سقیوں کی مجلس میں بھی اس واقعہ کو یہ رنگ دیا جائے کہ فدک کا باغ تو فاطمۃ الزہرا کے پاؤں کی خاک کے برابر نہ تھا جس کے دینے سے حضرت ابوبکرؓ نے انکار کر دیا تو حضرت ابوبکرؓ کے برخلاف نفرت پیدا ہو جاتی ہے اور یہی صورت حضرت عمر فاروقؓ کے متعلق ہے۔ فی الحقیقت، انہوں نے باغ فدک نہ دیکر نبی کریمؐ کے اس فرمان کی تعمیل کی نحن معاشر الانبیاء لا نرث ولا نورث۔ نبی نہ کسی کی وراثت لیتا ہے اور نہ وہ کسی کے لئے ورثہ چھوڑتا ہے۔ جو کچھ وہ چھوڑتا ہے صدقہ ہوتا ہے اس کی وراثت قوم کی وراثت ہوتی ہے۔ حضرت ابوبکرؓ نے اس ارشاد نبوی کو ملحوظ رکھتے ہوئے حضرت فاطمہؓ کی خواہش کو پورا نہ کیا۔

مولانا نورالدینؒ کے خلاف پروپیگنڈا

اسی طرح حضرت مولانا نورالدین رح کی مثال کو سامنے رکھیئے۔ حضرت مرزا صاحبؑ نے فرمایا کہ مجھے نورالدین پر رشک آتا ہے۔ آپ نے اُن کے لئے عبقری کا لفظ استعمال کیا ہے۔ حضرت نبی کریم صلعم نے عبقری کا لفظ حضرت عمرؓ کے بارے میں فرمایا تھا۔ عبقری عربی زبان میں نادر چیز کو کہتے ہیں۔ [illegible] کے برابر کی چیز پیدا نہ ہو سکتی ہو۔ لیکن بُرا ہو پراپیگنڈے کا آج حکیم الامت حضرت مولانا نورالدین کے بارے میں کیا کچھ کہا جاتا ہی کہتے ہیں نورالدین کیا ہے کیا اس نے افریقہ میں کوئی مشن کھولا۔ کیا اس نے امریکہ میں تبلیغ کی۔ تفرقہ جب پیدا ہو جائے تو بڑے بڑے محسن آدمی بھی اس کی زد میں آ جاتے ہیں۔ تفرقہ سے بچو۔ یہ قومی اتحاد کی خطرناک دشمن ہے۔

حضرت عثمانؓ کے خلاف پراپیگنڈا

حضرت نبی کریم صلعم کی جماعت میں جب تفرقہ ہوئی تو بہت بڑا نقصان ہوا۔ اور بڑی بڑی بزرگ ہستیوں کی تذلیل کرنے کی کوشش کی گئی، ایک شخص جو حضرت عثمانؓ کی تذلیل چاہتا تھا اس نے عبداللہ ابن عمرؓ سے حضرت عثمانؓ کے متعلق پوچھا کہ کیا یہ سچ ہے کہ عثمانؓ بدر کی لڑائی میں شریک نہیں ہوئے۔ انہوں نے کہا ہاں۔ تب اس نے پوچھا کہ کیا عثمان بیعت رضوان میں شامل نہ تھے کہا ہاں نہیں تھے۔ اور پوچھا کیا وہ اُحد کی لڑائی میں میدان چھوڑ کر بھاگ نکلے تھے، جواب ملا ہاں یہ سچ ہے۔ حضرت عثمانؓ کے مخالف کو اس سے بڑی خوشی ہوئی۔ اگرچہ یہ سب باتیں سچ ہیں لیکن ان کے اسباب اور وجوہات کا پتہ نہیں لگایا گیا۔ حقیقت یہ تھی کہ حضور صلعم کی صاحبزادی حضرت عثمانؓ کی زوجہ محترمہ بیمار تھیں اس لئے وہ بدر میں شریک نہ ہو سکے۔ حدیبیہ کے وقت عثمان کے سوا اتنا بڑا کوئی آدمی نہ تھا جو مکہ والوں کے مقابلہ میں عثمانؓ جیسی عظمت رکھتا ہو اس لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل مکہ سے گفتگو کرنے اور ان سے عمرہ کی اجازت حاصل کرنے کے لئے حضرت عثمانؓ کو بھیجا، بعد میں خبر مشہور ہوئی کہ اہل مکہ نے حضرت عثمان کو نقصان پہنچایا ہے اس پر حضور نے لوگوں سے بیعت رضوان لی، اور حضرت عثمانؓ کی طرف سے اپنے ایک ہاتھ پر دوسرا ہاتھ رکھ کر بیعت لی، لیکن بعد میں انکے مخالفین نے کچھ کا کچھ بنا لیا، رہا اُحد کا معاملہ۔ اُحد کی لڑائی میں جب یہ خبر مشہور ہو گئی کہ حضورؐ شہید ہو گئے ہیں تو اس ناگہانی صدمہ نے اضطراب پیدا کر دیا اس وجہ سے لشکر بھاگ اُٹھا، ان میں بڑے بڑے اشخاص بھی تھے، اُن میں حضرت عثمانؓ بھی تھے ان سب کے لئے اللہ تعالے نے فرمایا عفا اللہ عنکم خدا نے ان کو معاف کر دیا لیکن تم لوگ انکو معاف کرنے پر آمادہ نہیں ہو، اور حضرت عثمانؓ کی عظمت کو سخت نقصان پہنچاتے ہیں

ان واقعات سے سبق لو

ہماری جماعت کو ان واقعات اور امثال سے سبق لینا چاہیئے، آج ایسے ایسے دوست اس اجتماع میں شریک تھے جن کے علم اور تقوےٰ پر ہمیں فخر ہے، جن کے اخلاق اور اخلاص روشن ہیں۔ لیکن اگر تفرقہ پیدا ہو جائے تو ان سب کا علم اور تقوےٰ [illegible] ہو کر رہ جائے گا اور ان کا اخلاص اور اخلاق خاک میں مل جائے گا۔ تفرقہ سے جماعتیں ختم ہو جاتی ہیں، آپ دوست ہوشیار اور محتاط رہیں۔

. . . .

باہمی اخوت اور جماعت کی ذمہ داری

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اخوت اسلامی پر بہت زور دیا ہے، اور حضرت مرزا صاحبؑ نے اس اخوت کو تازہ کیا ہے، اس اخوت کو قائم رکھو، ایک دوسرے کے خیر خواہ بن جاؤ، ایک دوسرے کی خوشی اور غمی میں شریک ہو، ایک دوسرے کی غلطیوں کو معاف کر دو، ایک دوسرے کی عزت کے محافظ بن جاؤ، بدظنی اور بدگمانی سے کام نہ لو، اور یہ خیال رکھو کہ ہماری وجہ سے حضرت مرزا صاحب بدنام نہ ہوں اور اُن کی رسوائی نہ ہو، اور اس غیرت سے کام لو کہ ہماری وجہ سے کہیں امام الوقت کی قائم کردہ جماعت کو نقصان نہ پہنچے وہ طریق اختیار کرنا چاہیئے جس سے جماعت کو تقویت حاصل ہو۔

حضرت مرزا صاحب نے لکھا ہے کہ اگر میرا دوست شراب پی کر کہیں گرا ہوا ہو اور بدمست ہو تو چونکہ وہ میرا دوست ہے میں اُس کو اُٹھا لاؤں گا۔ وہ تکلف سے بات کرنے والا انسان نہیں تھا، وہ عمل کرنے والا انسان تھا۔ یہ باتیں جماعت کو بلند کرنے والی ہیں ان کو اختیار کرو، اور فرمایا سچے ہو کر جھوٹے بن جاؤ۔ ہمارے سامنے تبلیغ دین کا عظیم الشان کام ہے۔ اشاعت اسلام کی عظیم ترین ذمہ داری ہمارے سپرد کی گئی ہے اور ہم حضرت مرزا صاحب کی عظیم جماعت کہلاتے ہیں۔ اپنے عظیم کام، عظیم ذمہ داری اور عظیم جماعت کے فرائض کو دیکھیئے، اور جماعت کو مضبوط و منظم اور مربوط کرنے کے پاکیزہ جذبات دلوں میں جمع کیجئے۔ یہی چیزیں ہیں جن سے ہماری کامیابی کی راہیں استوار ہو سکتی ہیں۔

عبادت الٰہی کا ذوق پیدا کرو

ان قرآنی آیات میں جو میں نے شروع میں پڑھی ہیں اللہ تعالےٰ کے احسانات اور کمالات کا ذکر ہے ان کو پیش نظر رکھ کر اس کی اطاعت گزاری اور فرمانبرداری اختیار کرو، دیکھو کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم میں عبادت الٰہی کا کیا جذبہ کتنی تڑپ اور شوق تھا۔ جو انہیں سفلی جذبات سے بے نیاز کر دیتا تھا، پھر حضرت مرزا صاحب نے قوم میں عبادت کا جو ذوق و شوق پیدا کیا اس کو سامنے رکھیں اور کوشش کریں کہ اس معیار پر ہم پورے اُتریں۔

وحی اور عقل کا باہمی تعلق

حواسِ باطنی کا ثبوت قرآن کریم سے

مولانا شیخ عبد الرحمن صاحب مصری

منکرین حواس باطنی کا مضحکہ خیز نظریہ

میں گزشتہ اقساط میں وضاحت سے بتلا چکا ہوں کہ واقعات اور تمام انبیاء علیہم السلام اور اولیاء کرام کی شہادت حقہ سے ثابت ہے کہ حواس باطنی کا وجود بھی اسی طرح متحقق ہے جس طرح کہ حواس ظاہری کا، لیکن بدقسمتی سے مسلمانوں میں آج کل ایک ایسا گروہ پیدا ہوا ہے جو نہ صرف حواس باطنی کے وجود سے منکر ہے بلکہ اس کے متعلق ایک نہایت ہی عجیب و غریب اور مضحکہ خیز نظریہ پیش کر رہا ہے اور وہ یہ کہ حضرت نبی کریم صلعم کے ظہور تک تو تمام انبیاء اور اولیاء حواس باطنی رکھتے تھے اور ان کے وجود میں ان حواس کے خواص کا ثبوت ملتا رہتا تھا لیکن حضرت نبی کریم صلعم کے تشریف لانے سے قیامت تک پیدا ہونے والے تمام دیگر انسانوں کو ان حواس سے محروم کر دیا گیا ہے اب کسی انسان سے بھی باطنی حواس کے خواص کا ثبوت نہیں مل سکتا گویا بالفاظ دیگر حضرت نبی کریم صلعم کی آمد کے بعد جو لوگ بھی پیدا ہوں گے وہ نعوذ باللہ بالکل حیوانوں کی طرح پیدا ہوں گے کیونکہ حواس باطنی ہی ایک ایسی چیز ہے جو انسان کو دوسرے حیوانوں سے ممتاز کرتی ہے باقی تمام ظاہری قوتوں میں انسانوں اور حیوانوں میں اشتراک نظر آتا ہے حالانکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور امت محمدیہ میں دیگر ہزارہا صاحب حال اولیاء اپنے ذاتی تجربہ کی بناء پر ان حواس کے موجود ہونے پر شہادت دیتے چلے آ رہے ہیں اور یہ زمانہ بھی ایسے پاک انسانوں کے وجود سے خالی نہیں لیکن یہ گروہ جس کی رہنمائی جناب پرویز صاحب محترم کر رہے ہیں اپنی ضد پر قائم اور اپنے انکار پر مصر ہے اور ان یقینی شہادتوں کو ٹھکراتے ہوئے مطالبہ کر رہا ہے کہ قرآن شریف سے ان حواس کے وجود کا ثبوت پیش کرو حالانکہ یہ فرض اس گروہ کا ہے کہ وہ قرآن شریف سے اس بات کا ثبوت پیش کرے کہ حضرت نبی کریم صلعم کی آمد کے بعد پیدا ہونے والے انسانوں سے انسان کی پیدائش کی اصل غرض و غایت کو حاصل کرانے والے حواس اب چھین لئے گئے ہیں اور ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ان سے ان کو محروم کر دیا گیا ہے گویا اب کوئی انسان قرب الٰہی کو حاصل کر سکتا ہی نہیں کیونکہ یہ گروہ اس امر کو تو تسلیم کرتا ہے کہ ان حواس باطنی کا وجود حضرت نبی کریم صلعم کی آمد سے قبل کے انسانوں میں موجود تھا ان زمانوں میں انبیاء بھی پیدا ہوتے رہے اور اولیاء بھی اور ان دونوں گروہوں سے ان حواس کے وجود کا ثبوت ملتا رہا۔ لیکن اب دریافت طلب بات یہ ہے کہ آپ نئی بات کونسی پیدا ہوئی جس نے یکسر حرف غلط کی طرح ان حواس کے وجود کو مٹا دیا۔ ازمنہ سابقہ کے انبیاء علیہم السلام کی جگہ تو آپ اکیلے حضرت نبی کریم صلعم نے لے لی ہے کیونکہ آنحضور صلعم تمام انبیاء سابقین کے کمالات کے جامع ہیں جب ایک ہی وجود میں تمام انبیاء کے کمالات جمع ہو گئے تو بالطبع متفرق انبیاء کی ضرورت ہی باقی نہیں رہتی اور اسی وجہ سے آنحضور صلعم کو خاتم النبیین کے لقب سے ملقب کیا گیا ہے لیکن اولیاء کے وجود کو مٹا دینے کی کیا وجہ ہے؟ اولیاء تو پہلے بھی انبیاء علیہم السلام کی اتباع کے نتیجہ میں ہوتے تھے، حالانکہ وہ انبیاء تو تمام کمالات کے جامع نہ تھے بلکہ ہر ایک ان میں سے بعض کمالات کا حامل تھا پس جب بعض کمالات کے حاملین کے متعلق یہ تسلیم کیا جاتا ہے کہ ان کی کامل پیروی سے دیگر انسانوں کے حواس باطنی کی نشوونما اس حد تک ہو جاتی تھی کہ وہ قرب الٰہی کو حاصل کر کے ان حواس کے خواص کا ثبوت بہم پہنچاتے رہتے تھے تو تمام کمالات کے جامع نبی یعنی آنحضرت صلعم کی کامل پیروی کیوں ان حواس کی ایسی نشوونما میں ناکام رہے گی بلکہ وہ تو بدرجہ اولیٰ و بدرجہ اتم کامیابی کے ساتھ ہمکنار ہو گی سوائے اس صورت کے کہ انسانوں کے اندر وہ حواس ہی مفقود ہوں اس لئے ان حواس کے منکرین کا یہ فرض ہے کہ وہ قرآن شریف سے ثابت کریں کہ اب انسان کو حواس باطنی سے خالی پیدا کیا جاتا ہے لیکن وہ یاد رکھیں کہ اس موقف کو اختیار کرنے کا لازمی نتیجہ یہ ہو گا کہ نعوذ باللہ حضرت نبی کریم صلعم کی نبوت سے بھی ہاتھ دھونا پڑے گا کیونکہ انبیاء علیہم السلام تو دنیا میں آتے ہی اس لئے ہیں کہ انسانوں کے ان حواس باطنی کے اندر ایسی پاکیزگی اور طہارت پیدا کریں کہ ان کو خدا سے ملاقی کرا دیں اور اس کے نتیجہ میں انہیں ربانی یعنی رب سے تعلق رکھنے والے بنا دیں اور اگر حضرت نبی کریم صلعم کی آمد کا تقاضا نعوذ باللہ یہ ہے کہ انسانوں کو ان حواس سے معرا پیدا کیا جائے تو پھر حضرت نبی صلعم کی بعثت کی غرض ہی کونسی باقی رہ جاتی ہے اس لئے اس گروہ کا حضرت نبی کریم صلعم کو خاتم النبیین لکھنا یا آنحضور صلعم کی نبوت پر ایمان لانے کا دعوے کرنا محض رسمی ایمان تو کہلا سکتا ہے لیکن حقیقت اور بصیرت پر مبنی ایمان نہیں کہلا سکتا۔ لیکن اس کے بالمقابل ہمارے نظریہ کی تائید تو ان ہزارہا اولیاء اللہ کے وجود سے ہوتی ہے جو ۱۳۰۰ برس میں پیدا ہوئے اور جن کے وجود پر تاریخ گواہ ہے اور جن کا اعتراف ہے کہ ان کے حواس باطنی میں پاکیزگی حضرت نبی کریم صلعم کی کامل پیروی سے پیدا ہوئی اور انہوں نے انسانی پیدائش کی غرض کو اس پاکیزگی کے ذریعہ حاصل کیا پس ہماری طرف سے تو یہی دلیل اپنے دعوے کو ثابت کرنے کے لئے کافی ہے مزید کسی دلیل کی ضرورت ہی باقی نہیں رہتی لیکن اتمام حجت کی خاطر میں قرآن شریف سے بھی حواس باطنی کے وجود پر مزید دلائل پیش کرتا ہوں۔

دلیل اوّل

سورۃ زمر ع میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-

اللہ یتوفی الانفس حین موتھا والتی لم تمت فی منامھا فیمسک التی قضی علیھا الموت ویرسل الاخری الی اجل مسمی ان فی ذالک لآیات لقوم یتفکرون۔ یعنے جب انسان پر موت کا وقت آتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے نفس کو قبض کر لیتا ہے یعنی اپنے قبضہ میں لے لیتا ہے اور جن نفسوں کے لئے ابھی موت یعنی جسموں سے جدائی کا وقت نہیں آیا ہوتا ان نفسوں کو نیند کی حالت میں اپنے قبضہ میں لیتا ہے پس ان نفسوں کو تو وہ اپنے قبضہ میں ہی رکھتا ہے جن کے متعلق موت کا یعنی عنصری جسم سے ہمیشہ کے لئے جدائی کا فیصلہ ہوتا ہے اور دوسرے نفسوں کو ایک وقت مقررہ تک کیلئے واپس بھیج دیتا ہے یقیناً اس عمل میں ان لوگوں کے غور کے لئے جو غور کے عادی ہوتے ہیں زبردست دلائل ہیں۔

اسی طرح سورۃ الانعام ع میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

ولو تری اذ الظالمون فی غمرات الموت والملائکۃ باسطوا ایدیھم اخرجوا انفسکم۔ اور اگر تم دیکھ پاؤ .... اس وقت کو جبکہ ظالم لوگ موت کی سختیوں میں ہوں گے اور فرشتے اپنے ہاتھ پھیلاتے ہوئے انہیں کہہ رہے ہوں گے نکالو اپنے نفسوں کو۔

یہ دونوں آیات علی الاعلان بتلا رہی ہیں کہ انسان کے اندر ایک چیز ہے جس کو قرآنی اصطلاح میں نفس کہتے ہیں اور موت کے وقت یہی چیز مستقل طور پر انسانی جسم سے جدا ہو کر اللہ تعالیٰ کے قبضہ میں چلی جاتی ہے اور جسم عنصری انسان کا اسی زمین پر رہ جاتا ہے جو کبھی زمین میں دفن کر دیا جاتا جو ایک عرصہ تک تحلیل ہوتے ہوتے زمین کا ہی جزو بن جاتا ہے اور کبھی آگ کی نذر کر دیا جاتا ہے اور کبھی جانوروں کی خوراک بنا دیا جاتا ہے اور کبھی پانی کی مچھلیوں کی خوراک بنانا یا بنایا جاتا ہے، بہرحال وہ نفس انسانی کے ساتھ نہیں جاتا۔ میرا غالب خیال

یہی ہے کہ جناب پرویز صاحب اس بات پر ....
ضرور ایمان رکھتے ہوں گے کہ انسانی زندگی موت ....
کے ساتھ ہی ختم نہیں ہو جاتی بلکہ وہ دائمی طور پر قائم رہتی
ہے ہاں اس کا قیام دنیا کے جسم عنصری کے ساتھ نہیں
بلکہ کسی اور قسم کے جسم کے ساتھ اس کا قیام ہے جس
کی نوعیت کو تو بیان نہیں کیا جا سکتا لیکن قرآنی آیات
کی بناء پر یہ یقینی طور پر کہا جا سکتا ہے کہ وہ انہی قوٰی
سے تیار ہوتا ہے جو موت کے وقت نفس انسانی کے
ساتھ جاتے ہیں اور انہی کو حواس باطنی سے تعبیر کیا جاتا
ہے اس کا ثبوت قرآنی آیات سے انشاءاللہ عنقریب
پیش کیا جائے گا۔

مندرجہ بالا بیان سے یہ بات اظہر من الشمس ہے
کہ قرآن کریم کی رُو سے انسان دو چیزوں سے مرکب ہے
ایک کا نام جسم عنصری ہے اور دوسری کا نام نفس ہے ظاہری
حواس اور قوٰی کا تعلق جسم عنصری سے ہے اور باطنی حواس اور
قوٰی کا تعلق نفس سے ہے جب تک انسان زندہ
رہتا ہے یہ دونوں قسم کے حواس و قوٰی ایک دوسرے
پر اثر انداز ہوتے رہتے ہیں لیکن موت کے بعد جسم عنصری
سے تعلق رکھنے والے حواس اور قوٰی اپنا کام ختم کر دیتے
ہیں اس لئے ان کا وجود بھی ختم ہو جاتا ہے نہ سمع کام دیتا ہے
نہ ابصار اور نہ افئدہ لیکن نفس کے ساتھ تعلق رکھنے والے تمام
حواس و قوٰی نفس کے ساتھ رہتے ہیں اور اپنا کام باقاعدہ
کرتے رہتے ہیں جیسا کہ قرآن کریم کی آیات سے ابھی ثابت
کیا جائے گا۔

نفس کی حقیقت

اب اس نفس کی حقیقت جو موت کے وقت جسم
سے جدا ہو جاتا ہے سورۃ الشمس میں یوں بیان کی گئی
ہے ونفس وما سوّاها فالهمها فجورها
وتقواها قد افلح من زكّٰها وقد خاب
من دسّٰها كذبت ثمود بطغواها اذ
انبعث اشقاها فقال لهم رسول الله
ناقة الله وسقيٰها فكذّبوه فعقروها
فدمدم عليهم ربهم بذنبهم فسوّاها
ولا يخاف عقباها یعنے نفس اور اس کے تسویۃ
کو ہم بطور ایک زبردست حقیقت کے پیش کرتے
ہیں تسویۃ النفس کے معنی جیسا کہ امام راغب
نے لکھا ہے یہی ہیں کہ اس کے اندر ایسے قوٰی رکھے
گئے ہیں جو اس کی پیدائش کی غرض کو حاصل کرانے میں ممد
ہو سکتے ہیں اور سیاق و سباق کو ملا کر یہ حقیقت واضح ہو
جاتی ہے کہ نفس انسانی ان تمام کمالات کا جامع ہے جو
سورج چاند، دن رات، آسمان زمین میں پائے جاتے
ہیں گویا یہ نفس عالم کبیر کے مقابلہ میں عالم صغیر کا حکم رکھتا ہے
پھر دوسری خاصیت اس کی یہ ہے کہ اس کے اندر دونوں
طرف جانے کی قوت رکھی گئی ہے یعنی فجور کی طرف
بھی جا سکتا ہے اور تقوےٰ کی راہ پر بھی گامزن ہو سکتا
ہے جیسا کہ دوسری جگہ بھی فرمایا اما شاكرا واما
كفورا اور فرمایا من شاء فليؤمن ومن يشاء
فليكفر یا بالفاظ دیگر بلندیوں کو طے کرتے کرتے
اعلیٰ علیین میں جا داخل ہوتا ہے یا گراوٹ میں اس قدر
ترقی کرتا ہے کہ اسفل السافلین میں جا پہنچتا ہے اور
هاوية میں اپنی جگہ بنا لیتا ہے۔ پھر فرمایا
اپنی زندگی کے مقصد کو حاصل کرنے میں کامیاب وہی
ہوگا جو تقوےٰ کی راہ پر اسے چلا کر اس کے قوٰی
کی نشوونما اس رنگ میں کرے گا کہ وہ پاکیزگی اس
کے اندر پیدا کر دے جو پاک خدا کے ساتھ تعلق
پیدا کرنے کے لئے ضروری ہے اور وہ شخص
اپنے مقصد حیات کو حاصل کرنے میں ناکام رہے گا
جو اس کی نشوونما کو ناقص رکھے .... اس میں خرابی
اور بگاڑ پیدا کر دے۔ پس قرآن کریم نے اسی
نفس کی یہ حقیقت بیان کی ہے جس نے موت
کے بعد خدا کے پاس جانا ہے یعنی نفس انسانی یا تو
پاکیزگی کی حالت میں جیسا کہ سورۃ الواقعہ میں فرمایا فاما
ان كان من المقربين فروح وريحان
وجنت نعيم واما ان كان من اصحاب
اليمين فسلام لك من اصحاب اليمين
واما ان كان من المكذبين فنزل
من حميم وتصلية جحيم ان هذا لهو حق
اليقين فسبح باسم ربك العظيم حضرت
صالح نبی علیہ السلام قوم ثمود کی طرف مبعوث ہوئے ہیں اور
یہ ظاہر ہے کہ اپنے زمانہ میں نبی سے بڑھ کر تزکیہ نفس
کس کا ہو سکتا ہے اور یہ میں بتلا چکا ہوں کہ حواس باطنی
جب تزکیہ حاصل کر لیتے ہیں تو بے پناہ قوتوں کے مالک
ہو جاتے ہیں ان کے پیچھے خدائی قوت کام کرنے لگ
جاتی ہے اور جب تک انسان دنیا میں زندہ رہتا ہے
یہ قوتیں ظاہری قوٰی پر بھی اثر انداز ہوتی ہیں چنانچہ اسی
قوت سے کام لے کر حضرت صالح اپنی قوم کو اپنی اونٹنی
کے متعلق فرماتے ہیں هذه ناقة الله لكم اٰية
فذروها تاكل في ارض الله ولا تمسوها
بسوء فياخذكم عذاب اليم الاعراف ع
یہ میری اونٹنی اب اللہ کی اونٹنی ہے یہ تمہارے لئے
بطور نشان کے ہے اونٹنی بھی اللہ کی ہے اور زمین بھی
اللہ کی ہے اس لئے اسے اللہ کی زمین میں چرنے دو
دیکھنا اس کو کوئی تکلیف نہ پہنچانا ورنہ دردناک عذاب
الٰہی کی گرفت میں آ جاؤ گے یہ الفاظ کہ اس کو تکلیف
نہ پہنچانا ورنہ دردناک عذاب الٰہی کی گرفت میں آ جاؤ گے
بظاہر تو جسم عنصری کی زبان سے ہی نکلے ہیں لیکن حواس
باطنی کی قوت گویائی کی طاقت سے متاثر ہو کر نکلے ہیں،
اس لئے اپنا پورا اثر دکھلا گئے یعنی ادھر ان کی قوم
نے اپنی طاقت کے غرور میں اُن کے قول کی پروا نہ
کرتے ہوئے اونٹنی کو ذبح کر دیا ادھر عذاب الٰہی نے
انہیں آ گھیرا اور ساری کی ساری قوم ہلاکت کے گڑھے
میں دھکیل دی گئی اس قسم کی دھمکیاں ہزاروں انسان
ایک دوسرے کو دیتے رہتے ہیں لیکن کیا اس
قسم کا اثر ان کی دھمکیوں میں پیدا ہوتا ہے جانوروں
کو چھوڑ انسانوں کو لوگ قتل کر دیتے ہیں لیکن
قاتلین کے خلاف کوئی کارروائی نہیں ہوتی کیوں اس
لئے کہ دھمکی دینے والے کے پیچھے وہ قوت کارفرما
نہیں ہوتی جو ایک مزکّی نفس کے قول کے پیچھے ہوتی
ہے اسی طرح حضرت نبی کریم صلعم نے جنگ بدر میں
جو ایک مٹھی ریت کی دشمنوں کی طرف پھینکی جو طوفان بن
کر ان پر پڑی اس کے متعلق بھی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے
وما رميت اذ رميت ولكن الله رمى اور
اس کے پیچھے بھی درحقیقت وہی حواس باطنی کی قوت
کام کر رہی تھی جو اعلیٰ درجہ کے تزکیہ نفس کے نتیجہ
میں حاصل ہوئی تھی جس نے ظاہری ہاتھ پر اثر انداز ہو کر
وہ خارق عادت کام کر دکھلایا جو کسی اسلامی تاریخ کے
واقف سے مخفی نہیں۔ احادیث کے منکرین بھی ان کی
تاریخی حیثیت کے تو قائل ہی ہیں اس لئے وہ بھی اس واقعہ
کا انکار نہیں کر سکتے خصوصاً جبکہ اس کا ذکر قرآن کریم میں
بھی موجود ہے۔

پیدائش نفس

قرآن کریم کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ
نفس کے بغیر انسانی پیدائش نامکمل رہتی ہے اس
لئے انسانی پیدائش کے مراحل طے ہو جانے کے بعد
پیدائش نفس کا ذکر سورۃ المؤمنون ع۱ میں
ان الفاظ میں کیا گیا ہے۔ انسان کے تمام ظاہری اعضاء
کی پیدائش کے تمام مراحل سلالة من الطين سے
لے کر ثم كسونا العظام لحما تک کا ذکر
کرکے فرمایا ثم انشأناه خلقا اٰخر فتبارك
الله احسن الخالقين ثم انكم بعد ذالك
لميتون ثم انكم يوم القيامة تبعثون
پھر ہم انسان کی جسمانی پیدائش کی تکمیل کے بعد ایک
دوسری قسم کی چیز کی پیدائش اسے عطا کرتے ہیں وہ
دوسری قسم کی چیز وہی نفس ہے جس کا ذکر اوپر
گذر چکا ہے اس پر قرینہ یہ ہے کہ اس کے بعد
فرمایا کہ پھر تم پر موت وارد ہوتی ہے یہ موت ہر
انسان کے لئے یوم القيامة کا حکم رکھتی ہے
کیونکہ حدیث میں آتا ہے من مات فقد قامت
قيامته اس لئے آیت میں فرمایا گیا کہ پھر تم قیامت
کے دن یعنی موت کے دن اٹھا لئے جاؤ گے اور یہ
ثابت کیا جا چکا ہے کہ موت کے وقت نفس انسانی
ہی اٹھایا جاتا ہے پس اس قرینہ سے ثابت ہوگا کہ
ثم انشأناه خلقا اٰخر میں نفس کی پیدائش
ہی مراد ہے اسی لئے اس کے بعد ایک تو جسمانی
پرورش اور اس کے اعضاء کی نشوونما کے سامانوں
کا ذکر کیا اور اس کے بعد نفس کی پرورش اور اس
کے اعضاء کی نشوونما کے سامان کا ذکر کیا اور بتلایا
کہ اس غرض کے لئے رسول مبعوث کئے جاتے
ہیں چنانچہ حضرت نوحؑ کی بعثت[1] کا ذکر کیا اور بتلایا کہ

---

[1] نوحؑ کے بعد میں آنے والے تمام رسولوں کی بعثت

دو رسولوں کے ذریعہ حواس باطنی کی نشوونما ہوتی رہی ہے پس ایک پیدائش نفس کی تو یہ ہے جو جسمانی اعضاء کے ساتھ ہی ہوتی ہے دوسری پیدائش یا بالفاظ دیگر نفس کے حواس و قوٰی کی مزید نشوونما اس وقت شروع ہوتی ہے جب یہ موت کے وقت اس جسم سے الگ ہو جاتا ہے اس پیدائش کا ذکر سورۃ النجم ع ۳ میں ان الفاظ میں آتا ہے وانہ ھو امات واحیٰ وانہ خلق الزوجین الذکر والانثیٰ من نطفۃ اذا تمنیٰ وان علیہ النشاۃ الاخریٰ یعنی اللہ تعالیٰ موت کے بعد پھر زندگی عطا فرماتا ہے اور یہ دوسری پیدائش بھی اسی کے ذمہ ہے اور یہ ثابت ہو چکا ہے کہ موت کے بعد کی زندگی نفس کو ہی عطا ہوتی ہے، دنیوی زندگی کی پیدائش چونکہ ہماری نظروں کے سامنے ہے اس لئے اس کی تفصیل بیان کر دی۔ اور نفس کے اعضاء کی نشوونما چونکہ ہماری سمجھ سے بالا ہے اس لئے یہ کہکر وان علیہ النشاۃ الاخریٰ اجمالاً اس کا ذکر کر دیا ہے صرف مثالوں سے اس کو سمجھانے کی کوشش کی ہے جیسے سلالۃ من طین سے نطفہ کے تیار ہونے کی ہے اسی طرح بعض دوسری مثالوں سے بھی اسے واضح کیا ہے جیسا کہ آگے چل کر اس کی تفصیل آئے گی۔ ہاں کسی قدر تفصیل اس پیدائش کی سورۃ عبس میں ہو سکے بیان کر دیا جاتا ہے جیسا کہ فرمایا قتل الانسان ما اکفرہ من ای شئی خلقہ من نطفۃ خلقہ فقدرہ ثم السبیل یسرہ ثم اماتہ فاقبرہ ثم اذا شاء انشرہ کلا لما یقض ما امرہ یعنی برا ہوا انسان کا یہ کیسا ہی ناقدردان اور ناشکر گذار ہے یہ اپنی پیدائش پر غور نہیں کرتا کہ کس چیز سے اس کی پیدائش وقوع میں آئی ہے کیا اس کی پیدائش نطفہ سے نہیں ہوئی جو سلالۃ من طین سے تیار ہوتا ہے گویا اس کا بیج طین میں مخفی ہوتا ہے پھر اسکو خاص قدریں عطا کی ہیں ظاہری حواس کے متعلق بھی اور باطنی حواس کے متعلق بھی، پھر ان طاقتوں سے کام لینے کا راستہ بھی اس کے لئے آسان کر دیا ہے یعنی نبیوں کے ذریعہ ان کے استعمال کے متعلق ہدایات نازل کر دیں جیسا کہ دوسری جگہ فرمایا الذی خلق فسوّیٰ والذی قدّر فھدیٰ۔ پھر اس پر موت وارد کر دی پھر اسے اسی طرح ایک خاص مقام میں رکھا جسے روضۃ من ریاض الجنۃ او حفرۃ من حفر النیران کہتے ہیں جس طرح ظاہری نطفہ کو بطور جنین عورت کے رحم میں جو قرار مکین کی حیثیت رکھتا ہے رکھا جاتا ہے پھر جب اس جہان کے ماحول کے مطابق اس کی نشوونما ہو جاتی ہے تو اسے نئی قسم کی حیات عطا کر دی جاتی ہے اور اسی کے متناسب حال اعضاء دے دیئے جاتے ہیں اسی حالت کو نشر کے لفظ سے تعبیر کیا گیا ہے چونکہ یہاں کا ذرّ یعہ انسان کا نقشہ کھینچا گیا ہے اس لئے فرمایا کہ دنیوی زندگی میں اس انسان نے احکام الٰہی کی تعمیل نہیں کی تھی اس لئے اب اس جہان میں اس کے نقائص کی مناسب علاج کے ذریعہ اصلاح کی جائے گی تا غرض پیدائش انسانی پوری ہو۔

موت کے بعد بعث ثانی کا رنگ

موت کے بعد انسان کا دوبارہ بعث تو ایک یقینی اور مسلمہ امر ہے اور یہ بھی واضح ہے کہ موجودہ جسم عنصری موت کے بعد اسی زمین پر ہی رہ جاتا ہے جو جسم موت کے بعد نفس کو ملتا ہے اسے قرآن کریم میں موجودہ جسم کا مثیل قرار دیا گیا ہے جیسا کہ مندرجہ ذیل آیات سے واضح ہوتا ہے سورۃ الواقعہ ع ۲ میں اُخروی زندگی کے منکرین کا قول کہ کیا ہم مرنے کے بعد دوبارہ زندہ کئے جائیں گے نقل کرنے کے بعد فرمایا ہے نحن قدرنا بینکم الموت وما نحن بمسبوقین علیٰ ان نبدل امثالکم وننشئکم فیما لا تعلمون ولقد علمتم النشاۃ الاولیٰ فلولا تذکرون ہم نے تمہارے لئے موت مقدر کی ہوئی ہے جو اپنے وقت مقررہ پر ضرور وارد ہوتی ہے ہمیں اس بات سے کوئی روک نہیں سکتا کہ تمہاری حالت میں تبدیلی پیدا کر کے اس زندگی کی مثل دوسری زندگی تمہیں عطا کر دیں اور یہ بعث ثانی ایسے طریق سے ہوگی جس کو اس وقت تم نہیں جانتے اتنا ہم بتا دیتے ہیں کہ وہ اس کی مثل ہوگی موجودہ پیدائش جیسے تم جانتے ہو کیا اس پر غور کر کے دوسری زندگی کی حقیقت کو تم نہیں سمجھ سکتے پھر سورۃ یٰس ع ۵ میں مزید وضاحت سے فرمایا:— وضرب لنا مثلاً ونسی خلقہ قال من یحی العظام وھی رمیم قل یحییھا الذی انشاھا اول مرۃ وھو بکل خلق علیم الذی جعل لکم من الشجر الاخضر ناراً فاذا انتم منہ توقدون اولیس الذی خلق السمٰوات والارض بقادر علیٰ ان یخلق مثلھم وھو الخلاق العلیم انما امرہ اذا اراد شیئاً ان یقول لہ کن فیکون فسبحان الذی بیدہ ملکوت کل شئی والیہ ترجعون یعنی منکر بعث ثانی اپنی پہلی پیدائش کو بھول جاتا ہے کہ وہ کس طرح وقوع میں آئی ہے اس کو اپنی آنکھوں سے دیکھتے ہوئے یہ کہتا ہے کہ ان ہڈیوں کو کون زندہ کرے گا جو بوسیدہ ہو جائیں گی کہہ دے وہی زندہ کرے گا جس نے پہلی مرتبہ انہیں بنایا وہ ہر قسم کی خلق کو خوب جانتا ہے جس طرح اس نے تمہارے لئے ہرے درخت سے آگ بنا دی ہے پھر تم اسے جلا کر اس سے فائدہ اٹھاتے ہو اسی طرح تم سمجھ لو کہ کوئی مخفی بیج تمہاری دوسری پیدائش کے لئے بھی تمہارے اندر اسی طرح مخفی ہے جس طرح شجر اخضر میں نار مخفی ہے پھر کیا یہ لوگ اتنا بھی نہیں سوچتے کہ کیا وہ ہستی جو آسمانوں اور زمین کو پیدا کر سکتی ہے اس بات پر قدرت نہیں رکھتی کہ موت کے بعد ان کی مثل پیدا کر سکے (اس آیت میں بھی مثل کے پیدا کرنے کا ہی ذکر کیا ہے نہ کہ اس جسم عنصری کو دوبارہ اٹھانے کا ذکر کیا ہے) یہ ہستی تو خلاق اور علیم ہے یعنی ہر قسم کی خلق پر قادر اور ہر قسم کی خلق کا کامل علم رکھتی ہے نہ اس کے خلق کرنے کے طریقے محدود ہیں اور نہ ہی اس کا علم محدود ہے خلق کے لئے ان دونوں صفات کی ضرورت ہے سو اس میں یہ دونوں بدرجہ اتم موجود ہیں وہ جس قسم کی خلق کو وجود میں لانے کے لئے ارادہ کرے اس کے ارادہ کے نفاذ میں کوئی روک نہیں بن سکتا وہ پورا ہو کر ہی رہتا ہے پس یاد رکھو کہ وہ ذات عجز وغیرہ کے نقائص سے پاک ہے ہر چیز کی حکومت اسی کے قبضہ میں ہے اسی لئے ہر چیز پر اُسے تصرف تام حاصل ہے اس لئے اس کی طرف تمہارا دوبارہ جانا کس طرح ناممکن ہو سکتا ہے تم ضرور اس کی طرف لوٹائے جاؤ گے پھر سورۃ المعارج ع ۲ میں فرمایا فلا اقسم برب المشارق والمغارب انا لقادرون علیٰ ان نبدل خیراً منھم وما نحن بمسبوقین یعنی میں مشارق اور مغارب کے رب کی قسم کھاتا ہوں کہ ہم قادر ہیں اس بات پر کہ ان کو بدل دیں اور بہتر حالت میں بدل دیں اور ہمارے اس ارادہ میں کوئی روک نہیں بن سکتا بہتر اس لئے کہا کہ نفس انسانی جس نے دوسرے جہاں میں نمایاں ترقی کرنی ہے اور جو حواس و قوٰی اسے نمایاں طور پر وہاں ملتے ہیں وہ موجودہ جسم عنصری کے حواس و قوٰی سے یقیناً اعلیٰ ہوں گے اور جو روکاوٹیں ان کی ترقی کے راستہ میں حائل ہیں ان سے وہ وہاں آزاد ہوں گے۔ پھر سورۃ الدھر ع ۲ میں فرمایا نحن خلقنٰھم وشددنا اسرھم واذا شئنا بدلنا امثالھم تبدیلا ان ھذہ تذکرۃ فمن شاء اتخذ الیٰ ربہ سبیلا ہم نے ہی انہیں پیدا کیا اور ہم نے ہی تمام ضروری قوتیں انہیں عطا کیں اور جب ہم چاہیں گے تو ان کو ان کی مثل میں بدل دیں گے اور اگر کوئی اچھی تبدیلی کا خواہاں ہے تو یہ قرآن شریف ہم نے بطور تذکرہ نازل کیا ہے اس کی ہدایات پر عمل کر کے اپنے رب کے ساتھ جو چاہتا ہے تعلق پیدا کرے اس آیت میں بھی مثل کا ہی ذکر ہے۔ پھر سورۃ بنی اسرائیل رکوع ۱۱ میں فرمایا اولم یروا ان اللہ الذی خلق السمٰوات والارض قادر علیٰ ان یخلق مثلھم اس آیت میں بھی مثلھم ہی فرمایا ہے۔

باطنی قویٰ کا ذکر

جس قدر جسمانی حواس و قویٰ کا ذکر قرآن کریم میں پایا جاتا ہے اسی قدر نفس کے حواس و قوے کا ذکر قرآن میں

موجود ہے جیسا کہ مندرجہ ذیل آیات سے ثابت ہے۔
ان السمع والبصر والفؤاد کل اولئک کان عنه مسئولا (بنی اسرائیل ع) یعنی کان آنکھ دل ان سب کے متعلق پرسش ہوگی، اب ہمارے جسم عنصری والے کان آنکھ اور دل تو وہاں ہوں گے ہی نہیں کیونکہ یہ جسم ہی وہاں نہیں ہوگا اس لئے یہ کان آنکھ اور دل اسی نفس کے ہی ہو سکتے ہیں جو وہاں موت کے بعد جائے گا۔

پھر اسی سورۃ کے ع میں فرمایا ومن کان فی هذه اعمی فهو فی الاخرة اعمی واضل سبیلا اور جو شخص اس دنیا میں اندھا ہوگا وہ آخرۃ میں بھی اندھا ہی ہوگا بلکہ اس سے بھی بڑھ کر گمراہ ہوگا اب یہ اندھا پن ظاہری آنکھ کا تو مراد ہو نہیں سکتا بلکہ یہ اسی نفس کی بینائی سے متعلق ہے جو وہاں بھی دیدار الٰہی سے محروم ہوگا اسی کی مزید وضاحت سورہ طٰہٰ ع میں کی گئی ہے فرمایا ومن اعرض عن ذکری فان له معیشة ضنکا ونحشره یوم القیامة اعمی قال رب لم حشرتنی اعمی وقد کنت بصیرا قال کذلک اتتک آیاتنا فنسیتها وکذلک الیوم تنسی وکذلک نجزی من اسرف ولم یؤمن بآیات ربه ولعذاب الاخرة اشد وابقی یعنی جو شخص بھی میرے ذکر سے اعراض کرتا ہے اس زندگی میں بھی وہ تلخ زندگی کا شکار بنتا ہے (جیسا کہ آجکل ساری دنیا مختلف قسم کی تلخیوں کا شکار بنی ہوئی ہے) اور اس کا حشر قیامت کے دن اندھا ہونے کی حالت میں ہوگا وہ کہیگا (معلوم ہوا نفس کو وہاں زبان بھی مل جائے گی) اے میرے رب تو نے مجھے اندھا کیوں اٹھایا ہے حالانکہ دنیا میں تو میں بینا تھا (معلوم ہوا کہ جو آنکھ وہاں نابینا ہوگی وہ نفس کی ہی آنکھ ہوگی کیونکہ یہ جسم تو وہاں ہوگا ہی نہیں) اللہ تعالیٰ جواب میں کہیگا میری ہدایات تیرے پاس آئی تھیں (معلوم ہوا نفس کی آنکھ کو بینائی بخشنے والی اللہ کی آیات ہی ہوتی ہیں) تو نے ان کو ترک کر دیا۔ اس لئے اب تجھے بھی چھوڑا جاتا ہے یعنی بینائی سے محروم کیا جاتا ہے اور جو کوئی بھی ہماری آیات سے یہ سلوک کرے گا اور ان پر ایمان نہیں لائیگا اس کو ایسی ہی جزا ملے گی یاد رکھو کہ آخرۃ کا عذاب زیادہ سخت اور زیادہ مدت تک رہنے والا ہے۔

پھر سورۃ زمر ع میں فرمایا ثم تلین جلودهم وقلوبهم الی ذکر الله یعنی مؤمنوں کے جلود اور قلوب اللہ کے ذکر کے لئے نرم ہو جاتے ہیں اب یہاں جلود سے مراد ظاہری قوے ہی ہو سکتے ہیں اور قلوب سے مراد باطنی قوے۔

پھر سورۃ آل عمران ع میں فرمایا ولا تحسبن الذین قتلوا فی سبیل الله امواتا بل احیاء عند ربهم یرزقون فرحین بما اتاهم الله من فضله ویستبشرون بالذین لم یلحقوا بهم من خلفهم الا خوف علیهم ولا هم یحزنون یستبشرون بنعمة من الله وفضل

اس آیت سے مقتولین کا زندہ ہونا رزق الٰہی سے متمتع ہونا خوشی کے جذبات سے بھرپور ہونا دوسروں کے متعلق اچھی خبروں کا پانا وغیرہ نعم الٰہی پر خوشی محسوس کرنا یہ سب امور حواس کو چاہتے ہیں معلوم ہوا کہ نفس جو وہاں جائیگا یہ سب حواس اس کو عطا ہوں گے۔

پھر سورۃ النساء ع میں اہل دوزخ کے متعلق فرمایا:- ان الذین کفروا بآیاتنا سوف نصلیهم نارا کلما نضجت جلودهم بدلناهم جلودا غیرها لیذوقوا العذاب معلوم ہوا کہ نفس کو وہاں جلود بھی ملیں گے خواہ ہئیت ان کی کچھ بھی ہو لیکن ان کے اندر تکلیف محسوس کرنے کی حس ہوگی اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ جبکہ جس دنیا میں بھی جو اعضاء پائے گئے ان میں بھی تبدیلی و تنوع ہی آتی رہے گی تو اس دنیا سے رخصت ہونے کے بعد اس کے اعضاء اور قوے کو اگر دوسرے اعضاء اور قوے میں تبدیل کر دیا جائے تو اس میں کونسا استبعاد ہے یہ فہرست تو لمبی ہے مختصراً ذکر کر دیتا ہوں کہ قرآن کریم سے تمام اعضا کا ثبوت ملتا ہے۔ وجوہ - اقدام - نواصی - السنة - ایدی ارجل - خواہشات جیسا کہ دنیا میں واپسی کی خواہش کا اظہار - بیزاری کا جذبہ جیسا کہ اپنے سرداروں سے بیزاری کے اظہار سے ثابت ہوتا ہے - مکالمہ اور مباحثہ کی قوت - بطون کا وجود جیسا کہ فرمایا فمالئون منها البطون - اشتیاق - ظہور - چکھنے کی قوت کھانے پینے کی قوت جیسا کہ فرمایا کلوا واشربوا هنیئا بما کنتم تعملون غرضیکہ تمام حواس اور قوے نفس کے لئے بھی ثابت ہیں۔ چونکہ اللہ تعالیٰ نے قوے ظاہری کے ساتھ باطنی قوے بھی پیدا کئے ہیں اس لئے دونوں قسم کے گناہوں سے بچنے کی ہدایت ہے جیسا کہ فرمایا وذروا ظاهر الاثم وباطنه (الانعام ع ۱۴) - اسی طرح ع میں فرمایا ولا تقربوا الفواحش ما ظهر منها وما بطن -

نفس کے قویٰ کی نشوونما کے لئے سامان دنیا سے ہی لے جانا ہوتا ہے

اللہ تعالیٰ مومن کو اس دنیوی زندگی میں ہی ایک نور عطا کرتا ہے جو صداقت کی طرف اس کی رہنمائی کرتا رہتا ہے اور غلط راستے سے بچاتا رہتا ہے جیسا کہ فرمایا وجعلنا له نورا یمشی به فی الناس ویخرجهم من الظلمات الی النور اب یہ ظاہر ہے کہ اس نور کا تعلق بھی باطنی آنکھ کے ساتھ ہی ہے لیکن موت کے بعد یہ بات نمایاں طور پر واضح ہو جاتی ہے جیسا کہ مندرجہ ذیل آیات سے ثابت ہے۔ الاعراف ع میں مذکور ہے ونادی اصحاب النار اصحاب الجنة ان افیضوا علینا من الماء او مما رزقکم الله قالوا ان الله حرمهما علی الکفرین۔ اس آیت سے معلوم ہوا کہ مومنوں کو جو نعمتیں جنت میں ملیں گی کفار ان سے درخواست کریں گے کہ ان کو بھی ان میں سے کچھ دیا جائے لیکن جواب ملے گا کہ جن لوگوں نے دنیا میں کفر اختیار کیا وہ یہاں ان نعمتوں کو نہیں پا سکتے گویا دنیا کے اعمال کے نتیجہ میں یہ نعمتیں مل سکتی ہیں اس سے بھی واضح الفاظ میں سورۃ حدید ع ۲ میں فرمایا یوم تری المؤمنین والمؤمنت یسعی نورهم بین ایدیهم وبایمانهم بشرکم الیوم جنت تجری من تحتها الانهر خلدین فیها ذلک هو الفوز العظیم یوم یقول المنفقون والمنفقت للذین امنوا انظرونا نقتبس من نورکم قیل ارجعوا وراءکم فالتمسوا نورا اس آیت سے ظاہر ہے کہ مومنوں کو جو نور اس دنیا میں ملے گا وہ اس جہان میں نمایاں طور پر نظر آئے گا اور ربنا اتمم لنا نورنا کی دعا کے ماتحت اس میں عمل تکمیل جاری رہے گا منافق بھی اس سے حصہ لینے کی خواہش کریں گے مگر ان کو یہی جواب ملے گا کہ دنیا میں واپس جاؤ وہاں اسے حاصل کرو یہاں تو اسی کو ملتا ہے جو دنیا سے ساتھ لاتا ہے۔

تزکیہ نفس کے سامان خدا ہی دے سکتا ہے

اب جبکہ یہ بات پایہ ثبوت کو پہنچ گئی ہے کہ ظاہری قوے کے علاوہ انسان کو باطنی قوے بھی عطا کئے گئے ہیں اور غرض یہی ہے کہ انکو پاک کر کے انسان خدا سے تعلق پیدا کرے اور یہ بھی بدیہی بات ہے کہ انسانی عقل کی ان ذرائع تک قطعاً رسائی نہیں جن ذرائع سے باطنی قویٰ کا تزکیہ ہو سکتا ہے اور ان کی نشوونما میں مدد مل سکتی ہے تو ان حالات میں خود عقل کا بھی یہی فتویٰ ہوگا کہ ان ذرائع کی طرف میری رہنمائی خود اللہ تعالیٰ ہی اپنی وحی کے ذریعہ کرے جس نے ہدایت کا کام ان علینا للهدی کہکر اپنے ذمہ لیا ہوا ہے اس سے صاف ثابت ہے کہ عقل وحی کی محتاج ہے اس لئے وہ اس کی مخالفت میں کس طرح کھڑی ہو سکتی ہے اس لئے دونوں میں تضاد کا سوال ہی پیدا نہیں ہو سکتا اسی لئے اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں ایک طرف تو صاف الفاظ میں یہ فرمایا واتاکم من کل ما سالتموه (ابراہیم ع) جو کچھ تم نے طلب کیا یعنی جو کچھ تمہاری فطرت تقاضا کرتی تھی وہ سب کچھ ہم نے تمہارے لئے مہیا کر دیا اور یہ ہو بھی کس طرح سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ انسانی فطرت میں کچھ تقاضے رکھے لیکن ان کو پورا کرنے کے سامان نہ کرے پھر دوسری طرف فرمایا کہ تم کمزور تھے تو ان ذرائع کو معلوم نہیں کر سکتے تھے ہم نے تمہاری کمزوری کو مدنظر رکھتے ہوئے تو یہ سامان مہیا کر دیئے۔

(النساء ع ۱)

(باقی آئندہ)

افریقہ میں اسلام کی ترقی کے امکانات

میاں ممتاز احمد صاحب فاروقی

گذشتہ شیوع میں محترم مضمون نگار نے افریقہ میں اشاعت اسلام کی تاریخ کا مجملاً جائزہ لیا تھا، ذیل کے مضمون میں موجودہ صورت حال کے پیش نظر افریقہ کے مختلف علاقوں میں اسلام کی ترقی کے امکانات کا جائزہ لیتے ہوئے تبلیغی مشن قائم کرنے کے لئے مناسب مشورے دیئے گئے ہیں :-

اس وقت ہم نے سوچنا ہے کہ ہمارے لئے تبلیغ کا کون سا میدان سب سے زیادہ موزوں ہے۔

مشرقی افریقہ

مشرقی افریقہ کے علاقہ جات ٹانگانیکا، کیمپ یوگنڈا اور ممباسہ اور زنجبار میں ایک لاکھ آغاخانی مسلمان موجود ہیں جو زیادہ تر تجارت کرتے ہیں اور مالدار ہیں۔ ہندوستان اور پاکستان سے سالوں پہلے مسلمان ان علاقہ جات میں آباد ہو گئے تھے۔ وہ تاجر بھی ہیں اور گورنمنٹ کی نوکریاں میں بھی ہیں۔ ان میں قادیانی جماعت کے بہت سے افراد بھی شامل ہیں۔ جنہوں نے وہاں کافی تبلیغ کا سلسلہ شروع کر رکھا ہے۔ مگر چونکہ ان ایشیائی لوگوں نے حبشیوں سے بنا کر نہیں رکھی۔ اور ان سے سوشل میل جول اور ان کے کاموں میں کافی دلچسپی نہیں لی۔ اور ان کی حالت بہتر بنانے میں بہت کم حصہ لیا۔ اس لئے وہاں کی حبشی آبادی ایشیائیوں کے بھی برخلاف ہے۔ وہاں آزادی کی جدوجہد جاری ہے۔ اور لڑائی جھگڑے بھی ہوتے رہتے ہیں۔ اس لئے اس علاقے میں کوئی نیا مشن قائم کرنا فی زمانہ مناسب نہیں۔ البتہ لٹریچر بھیجا جا سکتا ہے۔

جنوبی افریقہ

جنوبی افریقہ میں . . . . سے مشن قائم کرنا فی الحال ممکن نہیں۔ البتہ لٹریچر بھیجا جا سکتا ہے۔ اب بھی ہمارا لٹریچر جنوبی افریقہ کے بعض علاقوں میں ہمارے بیرونی مشنوں کے شعبہ کی طرف سے بھیجا جا رہا ہے اور جیسا کہ وہاں سے آمدہ خطوط سے جو پیغام صلح میں شائع ہوتے ہیں، معلوم ہوتا ہے جنوبی افریقہ کے بعض علاقوں میں ہمارا کافی اثر ہے اور اسلام کی ترقی کے آثار نمایاں ہو رہے ہیں

شمالی افریقہ

مصر، سوڈان، لیبیا، ٹیونس، الجیریا، مراکش سب مسلمانوں کی اکثریت کے علاقے ہیں۔ وہاں کسی اسلامی مشن کی فوری ضرورت نہیں۔ البتہ لٹریچر بھیجا جا سکتا ہے۔

مغربی افریقہ

اب رہ گیا مغربی افریقہ۔ اس میں دو قسم کے علاقہ جات ہیں۔ ایک وہ جہاں فرانسیسی حکومت ہونے کی وجہ سے سرکاری زبان فرانسیسی ہے اس لئے اگر کوئی مشن قائم ہو تو مشنری کو پہلے فرانسیسی زبان سیکھنی پڑے گی۔ اور لٹریچر فرانسیسی زبان میں بھی ہونا ضروری ہے۔ یہ وقت چاہتا ہے البتہ وہ علاقے جہاں پہلے انگریزی حکومت تھی۔ وہاں ہمارے مشنری جو انگریزی اور عربی جانتے ہوں وہ جا سکتے ہیں۔

نائجیریا

اس علاقے میں بہترین ملک نائجیریا ہے نائجیریا کا رقبہ ۳۷۳،۰۰۰ مربع میل ہے اور اس کی آبادی تین کروڑ ۲۰ لاکھ ہے جن میں پچپن فی صدی مسلمان ہیں۔

نائجیریا تین صوبوں میں منقسم ہے:-

شمالی نائجیریا۔ جہاں ½۲ کروڑ آبادی مسلمانوں کی ہے۔ یہ راسخ العقیدہ مسلمان ہیں اور فرقہ مالکی سے تعلق رکھتے ہیں۔ یہاں جو زبان بولی جاتی ہے اس کو HAUSE کہتے ہیں۔ نائجیریا کے وزیر اعظم سر ابوبکر طوافا بلیوا بھی اسی علاقہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ KANO یہاں کا مشہور شہر ہے۔ جہاں مغربی وسط افریقہ کے قافلے جمع ہوتے اور گذرتے ہیں۔

مشرقی نائجیریا یہاں کی آبادی میں بت پرست حبشی بھی ہیں۔ اور مسلمان اور عیسائی بھی قریب قریب برابر تعداد میں ہیں یہاں IBO زبان بولی جاتی ہے۔

مغربی نائجیریا

یہاں عیسائیوں کی تعداد زیادہ ہے۔ کیونکہ یہاں ہی LAGOS نائجیریا کا دار الخلافہ ہے۔ اور . . . . IBADAN میں ملک کی بڑی یونیورسٹی ہے۔ ویسے مسلمان اور بت پرست حبشی بھی کافی تعداد میں ہیں۔ یہاں کی زبان YORUBA کہلاتی ہے۔

مغربی نائجیریا سے ملحق GHANA کا ملک ہے جو پہلے Gold Coast کہلاتا تھا۔ یہاں بھی کافی مسلمان ہیں، یہاں انڈیا والوں نے کافی اثر جمایا ہوا ہے ان کا یہاں سفارتخانہ بھی ہے اور ACCRA کے ریڈیو اسٹیشن سے ہندوستانی گانا بھی براڈکاسٹ ہوتا ہے تجارت غیر ملکی لوگوں۔ یورپین۔ یا لبنان اور شامی باشندوں اور ہندوؤں کے ہاتھوں میں ہے۔ یہاں چیلارام ایک ہندو تاجر ہے جو ان تمام علاقہ جات میں چھایا ہوا ہے اس کی دوکانیں ہر بڑے شہر میں ہیں۔ اس نے ہندوستانی ملازم رکھے ہوئے ہیں اور ہندوستان سے مال منگواتا ہے۔

زراعت

زراعت اس ملک میں بہت ترقی پذیر ہے زمین زرخیز ہے۔ مونگ پھلی۔ روئی، کوکو اور کیلے اور PALAM OIL سال پیدا ہوتا ہے۔ لکڑی اور ربڑ کی بھی تجارت ہے۔

معدنیات

یہاں ٹین اور کوئلے کی کانیں موجود ہیں۔

مواصلات۔ اندرون ملک میں ذرائع آمد و رفت نہروں اور دریاؤں کے ذریعے ہے۔ ویسے بڑے بڑے شہروں کے درمیان ریل بھی جاری ہے۔

معاشرت۔ گاؤں کی زندگی مستقل نہیں بلکہ خانہ بدوشانہ ہے۔

تعلیم۔ کم ہے۔ مگر اب اس کی طرف گورنمنٹ کافی توجہ دے رہی ہے۔ سر ابوبکر جو پاکستان کے بڑے مداح ہیں۔ پاکستان سے استاد اور ٹیچر منگوانے کے حق میں ہیں۔

مشنری امکانات

اخبار پیغام صلح میں آپ پڑھتے ہوں گے کہ اکثر لٹریچر کی مانگ نائجیریا سے آ رہی ہے۔ وہاں کے لوگ ہمارے مشنری کی ہر طرح کی مدد کرنے کو تیار ہیں۔ اور ہمارا لٹریچر وہاں خصوصاً بک سکتا ہے۔ اس وقت قادیانی مشن لیگوس نائیجیریا میں ہے۔ یہ زکوٰۃ اور چندہ اپنے مریدوں سے اکٹھا کرتے ہیں۔ اور پمفلٹ اور کتابیں پاکستان سے منگوا کر بیچتے ہیں۔ اور یہ گذارہ کی بڑی صورت ہے۔ ایک ہفتہ وار اخبار بھی نکالتے ہیں۔ ان کے پرائمری سکول بھی ہیں اور دو سیکنڈری سکول ہیں اور استاد پاکستان سے منگواتے ہیں۔ ان کے مشن انگریزی بولنے والے علاقوں تک محدود ہیں، اگرچہ ان کا عیسائی اور بت پرست حبشیوں کو مسلمان بنانا وہاں پسند کیا جاتا ہے مگر مالکی مذہب کے مسلمانوں کو احمدی بنانا پسند نہیں کیا جاتا۔ اسی طرح قادیانی مشن ایک اور ساتھ کے ملک سیرالیون میں بھی قائم ہے اس ملک کی آبادی ½۲ کروڑ ہے۔ جن میں پچانوے فیصدی مسلمان ہیں۔ رقبہ ۲۸۰۰۰ مربع میل ہے۔ یہاں۔ لوہا، ہیرے اور کروم نکلتا ہے PALAM OIL بھی نکلتا ہے یہاں قادیانی جماعت ایک میڈیکل مشن بھی قائم کر رہی ہے اور ان کے کئی سکول جاری ہیں۔ ہمیں خوشی ہے کہ یہ جماعت کچھ تو کام کر رہی ہے۔ بہر حال ہمیں بھی اس میدان میں اترنا چاہیئے۔

(باقی بر صفحہ ۱۵)

واقعاتِ عالم

—— پشاور ۲۴ جنوری - معلوم ہوا ہے کہ افغانستان نے چترال کے موضع ارانڈو کے قریب بڑی تعداد میں اپنی فوجیں جمع کر دی ہیں، معتبر ذرائع نے بتایا ہے کہ پاکستان کے خلاف افغانستان کے حکمران گروہ کے عزائم پر ریاست چترال کے حکام اور قبائلی باشندوں میں نفرت اور غصہ کی لہر پھیل گئی ہے۔

—— یاسیادہ ۲۴ جنوری - ترکیہ کے اٹارنی جنرل نے آج سابق وزیر اعظم عدنان مندریز اور پارلیمنٹ کے تین سابق ڈیموکریٹک ممبروں کو سزائے موت دینے کا مطالبہ کیا ہے۔

—— گوجرانوالہ ۲۴ جنوری - سید محسن ترمذی ڈسٹرکٹ جج گجرات مقیم گوجرانوالہ نے مغربی پاکستان میں وقف املاک سے متعلق آرڈیننس کو ناجائز اور کالعدم قرار دیا ہے۔ فاضل جج نے اپنے فیصلہ میں لکھا ہے۔ کہ صوبائی گورنر، صدر پاکستان کی منظوری حاصل کئے بغیر ایسا قانون نافذ کرنے کے مجاز نہیں - یہ فیصلہ گجرات میں جنگی سائیں کرم الٰہی کی املاک کو سرکاری تحویل میں لینے کے حکم کے خلاف ایک مقدمہ میں صادر کیا گیا ہے۔ اس فیصلہ کے خلاف صوبائی محکمۂ اوقاف مغربی پاکستان نے ہائیکورٹ میں اپیل دائر کر دی ہے

—— نئی دہلی ۲۴ جنوری - بھارت کے وزیر اعظم پنڈت نہرو نے کہا ہے کہ میں فی الحال یا مستقبل قریب میں سیاسی زندگی سے ریٹائر ہونے کا ارادہ نہیں رکھتا۔

—— ایشیاگو ۲۴ جنوری - (شمالی اٹلی) ہیئت نجوم کی مقامی رصدگاہ میں ماہرین نجوم نے ایک نئے ستارے کا پتہ لگایا ہے جو سورج سے ایک لاکھ گنا زیادہ روشن ہے اس ستارے کی ہیئت کے بارے میں پیر کی صبح تجربہ کیا گیا - یہ ستارہ جسے "سپر نووا" کا نام دیا گیا ہے سب سے پہلے ۱۸ جنوری کو دیکھا گیا تھا۔

—— بیروت ۲۴ جنوری - اقوام متحدہ کے اقتصادی سائنسی اور ثقافتی ادارے (یونیسکو) کے ایک ترجمان نے بتایا ہے کہ یونیسکو کے ماہرین نے مصر کے قدیم معبدوں کو اسوان ڈیم کی تعمیر کے بعد نیل کے پانیوں میں غرق ہونے سے بچانے کے لئے اٹلی کے ایک انجنیئر کے ایک منصوبہ کو منظور کر لیا ہے - اس منصوبہ کے مطابق ڈیم کے قریب واقع اس پہاڑ کے ایک مخصوص حصہ کو مخصوص طریقے سے تراشا جائے گا - جس پر یہ معبد بنے ہوئے ہیں - اور ازاں بعد اسے ڈیم سے ساٹھ میل اوپر ایک جگہ پر منتقل کر دیا جائے گا۔

—— راولپنڈی ۲۵ جنوری - حکومت پاکستان نے نارتھ ویسٹرن ریلوے کا نام بدل کر "پاک ویسٹرن ریلوے" اور ایسٹ بنگال ریلوے کا نام بدل کر پاک ایسٹرن ریلوے رکھنے کا فیصلہ کیا ہے۔

—— لائل پور ۲۵ جنوری - چیف سیٹلمنٹ کمشنر پیر احسن الدین نے کہا ہے کہ یکم جولائی ۱۹۶۱ء کے بعد آبادکاری اور سیٹلمنٹ کا باقی ماندہ کام اضلاع کے ڈپٹی کمشنروں کے سپرد کر دیا جائے گا - اور اس کام کو نپٹانے کے لئے ڈپٹی سیٹلمنٹ افسر ڈپٹی کمشنروں کے اسسٹنٹ کی حیثیت سے کام کریں گے۔

—— ڈھاکہ ۲۵ جنوری - مشرقی پاکستان کی ترقیاتی کونسل نے آج اپنے اجلاس میں فیصلہ کیا کہ صوبہ سے گداگروں کو مکمل طور پر ختم کر دیا جائے - اس فیصلہ سے جن لوگوں پر اثر پڑے گا انہیں مفید کام سکھائے جائیں گے - گورنر مشرقی پاکستان نے کہا کہ ہر شخص کے عزت نفس اور وقار کا خیال رکھنا چاہیئے، لہذا ضروری ہے کہ گداگروں کو اچھی اور باعزت زندگی گزارنے کے لئے مختلف کام سکھلائے جائیں۔

—— انقرہ ۲۵ جنوری - (سٹار) اطلاع ملی ہے کہ ترکی کے مشرقی علاقہ میں امریکہ کی ایک پارٹی کو ایک کشتی ملی ہے جسے پارٹی کے ارکان حضرت نوح کی اصل کشتی کا ڈھانچہ بیان کرتے ہیں، پارٹی کے ماہرین اس کشتی کو معائنہ کرنے اور مزید تحقیقات کے لئے لے گئے ہیں۔

—— مظفر آباد - ۲۵ جنوری - (پ پ ا) یہاں وصول ہونے والی معتبر اطلاعات کے مطابق نوشہرہ (مقبوضہ کشمیر) کے موضع دبچارنگ میں مسلمانوں پر قدرتی چشمے کا پانی بند کر دیا گیا ہے واضح رہے کہ پینے کا پانی صرف اسی چشمہ سے حاصل کیا جاتا ہے - یہ موضع بال روڈ پر واقع ہے - اور یہاں تین چشمے ہیں دو چشمے مندر کے احاطہ میں اور ایک اس سے ہٹ کر واقع ہے، جو مسلمانوں کے زیر استعمال ہے۔

—— برلن ۲۹ جنوری - (سٹار) روسی حکام شادی کو نئی اہمیت دینے لگے ہیں، روس کے لوگوں کی خواہش ہے کہ وہ روایتی طریقے سے شادی رچائیں - روسی حکام نے روایتی شادی کے شیدائیوں میں کلیسا کی اہمیت کم کرنے کے لئے عام تقریبات پر زیادہ توجہ دینا شروع کر دی ہے، چنانچہ شادی کے بیورو کے بجائے اب شادی کے محل تیار کئے جاتے ہیں، جہاں کلیسا کی تقریبات کی تمام چیزیں پیش کی جاتی ہیں، سوائے مذہبی رسوم کے پہلا شادی محل گذشتہ سال لینن گراڈ میں کھولا گیا تھا، اس کی خوب آرائش کی گئی، اب ماسکو میں ایک بڑی عمارت اس مقصد کے لئے حاصل کی گئی ہے جہاں شادی کی تقریبات بڑی شان و شوکت سے انجام دی جایا کریں گی ؛

افریقہ میں اسلام کی ترقی (بسلسلہ صفحہ ۱۱)

سب سے پہلے ہمیں نائجیریا کی طرف توجہ کرنی چاہیئے - اور اس کے لئے موزوں ترین جگہ مگوس مغربی نائجیریا ہے اس کے پاس ہی ملک کی بڑی یونیورسٹی ابادان میں ہے - یہاں عیسائیوں کا زور ہے اس لئے کسر صلیب کا خوب موقعہ ہے جو مشنری جائے وہ انگریزی اور عربی سے خوب واقف ہو - مقامی زبان یوروبا وہ وہاں جا کر سیکھ سکتا ہے - اور لٹریچر بھی فروخت کر سکتا ہے - اگر تجارت کرنا چاہے تو وہ بھی کر سکتا ہے - اس ملک سے مونگ پھلی اور پالم آئل جو صابن وغیرہ میں استعمال ہوتی ہے برآمد کی جاتی ہیں درآمد ہونے والی اشیاء - سوتی کپڑا انگریزی مٹی کا تیل - بیگ بوریاں اور جوٹ کا سامان - نمک اور مچھلی ہے - اگر مشنری ڈاکٹری جانتا ہو تو اور بھی بہتر ہے چاہے ہومیوپیتھک کیوں نہ ہو -

مگر ساتھ کے ساتھ ہمیں ایسے مشنری بھی تیار کرنے ہوں گے جو فرانسیسی زبان جانتے ہوں کیونکہ بہت سے علاقے پڑے ہیں جہاں سرکاری زبان یہی ہے ایسا مشنری اگر (Senegal DAKAR) میں جا بیٹھے تو Senegal Sudan ماریطیا - گمبیا اور گانا سب طرف مار کر سکتا ہے - افریقیوں سے بنا کر رکھو - تجارت میں اور معاشرت میں اُن سے ملو اُن کے سکولوں، ہسپتالوں اور قومی فنڈ میں حصہ لو - مقامی مسلمانوں سے بھائی چارہ بناؤ - ان کو تعلیم دو اور مشنری کام بھی کرو -

تعلیمی پریس سرکلر روڈ لاہور میں باہتمام مولوی دوست محمد صاحب پرنٹر پبلشر چھپ کر دفتر اخبار پیغام صلح لاہور سے شائع ہوا۔

پیغام صلح یکم فروری ۱۹۶۱ء رجسٹرڈ ایل ۸۳۸ شمارہ ۵

ہفت روزہ "پیغام صلح" لاہور

سالانہ چندہ۔ پاکستان سے چھ روپے؛ ہندوستان سے چھ روپے ہندوستانی سکّہ؛ ممالکِ غیر سے ایک پونڈ

ہندوستان میں ہمارے نمایندہ کا پتہ } شیخ محمد انعام الحق صاحب مکان نمبر 1-11/A محلہ اعظم پورہ ملک پیٹھ حیدر آباد دکن (انڈیا)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ہم تو رکھتے ہیں مسلمانوں کا دیں
دل سے ہیں خدامِ ختم المرسلیں

احمدیہ انجمن اشاعتِ اسلام لاہور کا خصوصی ترجمان

تم ہمیں دیتے ہو کافر کا خطاب
کیوں نہیں لوگو تمہیں خوفِ عقاب

ہفت روزہ
پیغامِ صلح لاہور

سالانہ زرِ مبادلہ
چھ روپے
ممالک غیر سے
ایک پونڈ

ہر بدھ کو شائع ہوتا ہے
تار کا پتہ: "تبلیغ" لاہور
فون نمبر: ۳۷۴۷
مدیر: دوست محمد
مدیر معاون: بشیر احمد سوز

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸
فی پرچہ ۱۳ پیسے

جلد ۴۹ | یوم چہارشنبہ مورخہ ۲۱ شعبان ۱۳۸۰ھ مطابق ۸ فروری ۱۹۶۱ء | نمبر ۶

بحرِ حکمت کے موتی

عن ابی موسیٰ رض ان النبیّ صلی اللہ علیہ وسلّم قال مثل البیت الذی یذکر اللہ فیہ والبیت الذی لا یذکر اللہ فیہ مثل الحیّ والمیّت اخرجہ الشیخان وفی روایۃ عن ابی ھریرۃ ان النبیّ صلی اللہ علیہ وسلّم قال یقول اللہ تعالیٰ انا عند ظن عبدی بی وانا معہ ان ذکرنی فی نفسہ ذکرتہ فی نفسی وان ذکرنی فی ملاٍ ذکرتہ فی ملاٍ خیر منھم وان تقرب الیّ شبراً تقربت الیہ ذراعاً وان تقرب الیّ ذراعاً تقربت الیہ باعاً وان اتانی یمشی اتیتہ ھرولۃ (اخرجہ الشیخان والترمذی بحوالہ تلخیص الصحاح ص کتاب الذکر)

ترجمہ:- ابو موسیٰ رض سے روایت ہے کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اُس گھر کی مثال جس میں ذکر الٰہی کیا جاتا ہے اور جس میں نہیں کیا جاتا زندہ اور مردہ کی مثال ہے شیخین اس کے راوی ہیں۔ ایک اور روایت میں جو ابو ہریرہ رض سے مروی ہے مذکور ہے کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں اپنے بندے کے میرے متعلق یقین کے مطابق اس کے نزدیک ہوں اور میں اس کے ساتھ ہوں جب وہ مجھے یاد کرتا ہے اگر وہ اپنے دل میں یاد کرتا ہے تو میں بھی اس کو اپنے دل میں یاد کرتا ہوں اور اگر وہ مجھے جماعت میں یاد کرتا ہے تو میں بھی اس کو ایسی جماعت میں یاد کرتا ہوں جو اس جماعت سے بہتر ہے (فرشتوں کی جماعت) اور اگر وہ بالشت بھر میرے قریب ہوتا ہے تو میں ہاتھ بھر اس کے قریب ہوتا ہوں الخ

(باقی ص۱۵)

الہامِ الٰہی کی نعمت جو اسلام میں خدا کے پاک بندوں کو ملتی ہے

حضرت مسیح موعودؑ کا عارفانہ کلام

اس میں کچھ شک نہیں کہ اگر اس رنگ میں الہام ہو کہ بندہ سوال کرتا ہے اور خدا اس کا جواب دیتا ہے ایک ترتیب کے ساتھ سوال و جواب ہو اور الٰہی شوکت اور نورِ الہام میں پایا جاوے اور علومِ غیب یا معارفِ صحیحہ پر مشتمل ہو تو وہ خدا کا الہام ہے۔ خدا کے الہام میں یہ ضروری ہے کہ جس طرح ایک دوست دوسرے دوست سے مل کر باہم ہمکلام ہوتا ہے اسی طرح رب اور بندہ میں ہمکلامی واقعہ ہو اور جب یہ کسی امر میں سوال کرے اور اس کے جواب میں ایک کلام لذیذ فصیح خدا تعالیٰ کی طرف سے سُنے جس میں اپنے نفس اور فکر اور غور کا کچھ بھی دخل نہ ہو اور وہ مکالمہ مخاطبہ اس کے لئے موہبت ہو جائے تو وہ خدا کا کلام ہے اور ایسا بندہ خدا کی جناب میں عزیز ہے۔ مگر یہ درجہ کہ الہام بطور موہبت ہو اور زندہ اور پاک الہام کا سلسلہ کسی بندہ کو خالص محبت اور صدق و وفا اور پاکیزگی کے ساتھ ہو یہ کسی کو نہیں ملتا مگر ان لوگوں کے جو ایمان اور اخلاص اور اعمالِ صالحہ میں ترقی کریں اور نیز اس چیز میں جس کو ہم بیان نہیں کر سکتے سچا اور پاک الہام الوہیت کے بڑے بڑے کرشمے دکھلاتا ہے بارہا ایک نہایت چمکدار نور پیدا ہوتا ہے اور ساتھ اس کے پُر شوکت اور ایک چمکدار الہام آتا ہے اس سے بڑھکر اور کیا ہوگا کہ ملہم اس ذات سے باتیں کرتا ہے جو زمین و آسمان کا پیدا کرنے والا ہے۔ دنیا میں خدا کا دیدار یہی ہے کہ خدا سے باتیں کرے مگر ہمارے اس بیان میں انسان کی وہ حالت داخل نہیں ہے جو کسی زبان پر بے ٹھکانا کوئی لفظ یا فقرہ یا شعر جاری ہو اور ساتھ اس کے کوئی مکالمہ اور مخاطبہ نہ ہو بلکہ ایسا شخص خدا کے امتحان میں گرفتار ہے کیونکہ خدا اس طریق سے بھی سست اور غافل بندوں کو آزماتا ہے کہ کبھی کوئی فقرہ یا عبارت کسی کے دل پر یا زبان پر جاری کی جاتی ہے اور وہ شخص اندھے کی طرح ہو جاتا ہے نہیں جانتا کہ وہ عبارت کہاں سے آئی خدا سے یا شیطان سے ... ایسے فقرات سے استغفار لازم ہے لیکن اگر ایک صالح اور نیک بندہ کو بے حجاب مکالمہ الٰہی شروع ہو جاتے اور مخاطبہ اور مکالمہ کے طور پر ایک کلام روشن لذیذ پُر معنے پُر حکمت پوری شوکت کے ساتھ اسکو سنائی دے اور کم سے کم بارہا اسکو ایسا اتفاق ہوا ہو کہ خدا میں اور اس میں بیداری میں دس مرتبہ سوال و جواب ہوا ہو، اُس نے سوال کیا اور خدا نے جواب دیا۔ پھر اسی وقت عین بیداری میں اس نے کوئی اور عرض کی۔ خدا نے اس کا بھی جواب دیا۔ پھر گذارش عاجزانہ کی خدا نے اس کا بھی جواب عطا فرمایا۔ ایسا ہی دس مرتبہ تک خدا میں اور اس میں باتیں ہوتی رہیں اور خدا نے بارہا ان مکالمات میں اس کی دعا منظور کی ہو اور عمدہ عمدہ معارف پر اسکو اطلاع دی ہو۔ آنے والے واقعات کی اس کو خبر دی ہو اور اپنے بہت مکالمہ سے باربار کے سوال و جواب میں اسکو مشرف کیا ہو، تو ایسے شخص کو خدا تعالیٰ کا بہت شکر کرنا چاہیئے اور سب سے زیادہ خدا کی راہ میں قربان ہونا چاہیئے۔ کیونکہ خدا نے محض اپنے کرم سے اسکو اپنے تمام بندوں میں سے چُن لیا ہے اور ان صدیقوں کا اسکو وارث بنا دیا ہے جو اس سے پہلے گذر چکے ہیں۔ یہ نعمت نہایت ہی نادر الوقوع اور خوش قسمتی کی بات ہے جس کو ملے اس کے بعد جو کچھ ہے وہ ہیچ ہے۔ اس مرتبہ اور اس مقام کے لوگ اسلام میں ہمیشہ ہوتے رہے ہیں اور ایک اسلام ہی ہے جس میں خدا بندہ سے قریب ہو کر اس سے باتیں کرتا اور اسکے اندر بولتا ہے وہ اس کے دل میں اپنا تخت بناتا اور اسکے اندر سے اسے آسمان کی طرف کھینچتا ہے اور اسکو وہ سب نعمتیں ...

تبلیغی خط و کتابت

دیکھو خدا نے سارے جہاں کو جھکا دیا
گمنام پا کے شہرۂ عالم بنا دیا

گھانا ـــ افریقہ

ترجمہ خط از نافیوا الحاجی احمد ۔ احمدیہ کالج پرائیویٹ ۔ کماسی ۔ گھانا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

آپ کا ارسال کردہ پارسل کتب مل گیا ہے ۔ واقعی مجھے سمجھ نہیں آتی کہ میں کن الفاظ میں آپ کا شکریہ ادا کروں ۔

میرے بہت سے دوست حیران ہو گئے جب انہوں نے ان کتب کو دیکھا ۔ انہوں نے مجھ سے بہت سے سوالات پوچھے ۔

مجھے امید ہے کہ ان میں سے اللہ تعالےٰ کے فضل سے بعض بہت جلد حلقہ بگوش اسلام ہو جائیں گے ۔

اللہ تعالےٰ آپ سب کو اور دیگر ایسے لوگوں کو جو اعلائے کلمۃ اللہ کر رہے ہیں اپنی نصرت فرمائے ۔

(انہیں ٹیچنگز آف اسلام ۔ براہین احمدیہ وغیرہ بھیجے گئے ۔ غلام قادر ڈار)

ترجمہ خط از مسٹر محمد ثانی سلے گورنمنٹ ٹیکنیکل انسٹی ٹیوٹ گھانا ۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

آج بہت مدت کے بعد حاضر خدمت ہوتا ہوں ۔ یہ نہیں کہ میں نے آپ سے بے اعتنائی جان بوجھ کر برتی ہے ۔ بلکہ میں بیمار تھا ۔ اب بفضلہ صحت ہے ۔ میں اب یہاں بدل کر آ گیا ہوں ۔

میں محمد ثانی سلے آج اقرار بیعت کر کے ۔۔۔ سلسلہ عالیہ احمدیہ میں شامل ہوتا ہوں ۔ کوئی ہدایات سلسلہ کے متعلق ہوں تو ممبر شپ سرٹیفکیٹ کے ساتھ ارسال فرمائیں ۔ اس سال کی نئی فہرست کتب بھی بھیج دیں ۔ میں آپ کے انگریزی اخبارات اور رسائل کے سالانہ چندہ بھی جاننا چاہتا ہوں ۔

(انہیں سب مطلوبہ اشیاء معہ مزید لٹریچر اور خط بھیجی گئیں ۔ غلام قادر ڈار)

فلپائن

ترجمہ خط از مسٹر محمد علی اے لم ۔ فلپائن

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

مکتوب گرامی مورخہ ۸ دسمبر ۱۹۶۰ء ملا بہت بہت شکریہ ۔

ریلیجن آف اسلام اور لونگ تھاٹس ہردو کتاب تین جنوری کو بصد شکریہ وصول پائیں ۔۔۔ میں فخر محسوس کرتا ہوں کہ مجھے تحریک احمدیت نے آپ کے ذریعہ بہت سی قیمتی کتب سے نوازا ہے ۔

میں نے آپ سے رابطہ محض اسلام اور مسلمانوں کی بھلائی کے لئے قائم کر رکھا ہے ۔ افسوس مسلمانوں کے دل و دماغ کو جاہل ملاؤں کی غیر اسلامی تعلیم نے تاریک اور پراگندہ کر رکھا ہے ۔

جہاں تک میرا تجربہ ہے ماہ دسمبر عیسائی دنیا کے لئے متبرک مہینہ ہے اس لئے کہ یسوع مسیحؑ نے ان ایام میں جنم لیا تھا ۔ مگر افسوس کا مقام ہے کہ مسلمانوں کی اکثریت بالخصوص نوے فیصدی سولو کی مسلم آبادی کرسمس کی ماہ رمضان سے بھی زیادہ تزک و احتشام سے خوشی مناتی ہے ۔

میں کامل یقین سے کہہ رہا ہوں کہ فلپائن میں بالعموم اور سولو میں بالخصوص ایسے حالات پیدا ہو گئے ہیں کہ سچے مسلمانوں کو بلکہ پاکستان اور دیگر اسلامی ممالک کو اس طرف خاص توجہ مبذول فرمانی چاہیئے ۔

مجھے امید ہے کہ آپ کی مقدس تحریک فلپائن میں بالخصوص سولو میں مبلغین روانہ کرے گی ۔ سولو میں کثرت سے مسلمان آباد ہیں ۔

میں خط بند کرنے سے پہلے پھر آپ سے استدعا کرتا ہوں کہ یہاں کے مسلمانوں کی امداد فرمائیں ، ورنہ یہ مسلمان اپنے اسلامی امتیازات کو کھو بیٹھیں گے ۔

جلد جواب کا منتظر

(انہیں کچھ مزید لٹریچر اور خط بھیجے گئے غلام قادر ڈار)

برما

ترجمہ خط از ڈاکٹر این اے خان صاحب رنگون (برما)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

۱۱ جنوری ۱۹۶۱ء کو حمامۃ البشریٰ کی آٹھ کاپیاں مل گئی ہیں ، بہت بہت شکریہ ۔ حمامۃ البشریٰ کی مزید بارہ کاپیاں ابھی اور درکار ہیں ۔

یہاں کے غیر احمدی لوگ ہمارے موقف سے بالکل ناواقف ہیں اور ہمارے متعلق ان کا راسخ عقیدہ ہے کہ ہمیں اسلام سے قطعاً کوئی تعلق نہیں ۔

اندریں صورت میں چاہتا ہوں کہ حمامۃ البشریٰ کی بیس کاپیاں اچھے خاصے اہل علم علماء کی خدمت میں پیش کر دوں ۔ امید ہے ترسیل کتب سے مشکور فرمائیں گے ۔

شکریہ

(انہیں ۱۲ کاپیاں حمامۃ البشریٰ اور خط بھیجے گئے ۔ غلام قادر ڈار)

نائیجیریا ـــ (افریقہ)

ترجمہ خط از مسٹر اوباسولے عبدالکریم منسٹری آف ورکس ۔ نائیجیریا ۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

مجھے آپ کے ایک دوست سے سن کر بہت خوشی ہوئی کہ آپ کی انجمن منظم طور پر دنیا میں اشاعت اسلام کر رہی ہے اللہ تعالےٰ آپ کی دینی خدمات پر اپنی بہترین برکات نازل فرمائے ۔

اگرچہ میں مسلم ہوں مگر مشنری (عیسائی) ادارہ کا فارغ التحصیل ہوں ۔ جس اسکول میں بائبل پڑھائی جاتی تھی تاہم گھر پر ہم قرآن شریف پڑھتے تھے ۔

میں عربی میں قرآن شریف نہایت عمدہ طریق سے پڑھ لیتا ہوں ، مگر قرآن شریف کے معانی نہیں سمجھ سکتا ۔ برائے کرم مجھے قرآن شریف کی کاپی بھیجکر ممنون احسان فرمائیں تاکہ میں اس سے نور حاصل کر سکوں ۔

(انہیں قرآن شریف معہ ٹیچنگز آف اسلام وغیرہ اور خط بھیجے گئے ۔ غلام قادر ڈار)

کولمبیا

ترجمہ خط از مسٹر آئی ولیم زرٹمان اسسٹنٹ پروفیسر یونیورسٹی آف ساؤتھ کیرولینا کولمبیا ۔

جناب عالی

میں تہ دل سے شکر گذار ہوں کہ آپ کی ارسال کردہ مینول آف حدیث مجھے مل گئی تھی ۔ میں نے بڑے انہماک کے ساتھ اسے پڑھا ہے ۔ اور اس سے اسلامی ثقافت کے بارے میں میرے علم میں بیش بہا اضافہ ہوا ہے ۔ مزید برآں یہ بھی بڑی خوبی اور خوشی کی بات ہے کہ احادیث کا عربی متن بھی انگریزی ترجمہ کے ساتھ ساتھ چلتا ہے ۔

(انہیں مزید لٹریچر اور خط بھیجے گئے ۔ غلام قادر ڈار)

نیدرلینڈ

ترجمہ خط از ڈاکٹر اے ۔ ایل ۔ ایس ہال نیدرلینڈ ۔ یورپ

جناب عالی

مسٹر جی ۔ اے ۔ بشیر کا بہت شکریہ اور شینسل کاپی ایک پمفلٹ کی جو ہیگ احمدیہ انجمن سے شائع ہوا حاصل کی ۔

اس پمفلٹ میں آپ کا پتہ لکھا ہوا ہے اور ہر شائق مذہب کو دعوت دی گئی ہے کہ آپ سے فری لٹریچر حاصل کرے ۔

مجھے بڑی خوشی ہوگی اگر آپ سنہ پمفلٹس یا اشتہارات جو اسلام پر شائع شدہ ہوں میرے نام ارسال فرما دیں ۔

(انہیں ٹیچنگز آف اسلام ۔ براہین احمدیہ غلبۂ قرآن انگریزی اور پمفلٹس اور خطوط بھیجے گئے ۔ غلام قادر ڈار)

لنکا

ترجمہ خط از مسٹر عبداللہ سلیم کولمبو ۔ سیلون

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

میں بڑی خوشی سے آپ کو اطلاع دیتا ہوں کہ مجھے غلبۂ قرآن انگریزی کی ایک کاپی مل گئی ہے میں نے اسے بڑا مفید پایا ہے ۔

میں آپ کا بہت مشکور ہوں کہ اپنے لٹریچر بھیجکر میرے دینی علم میں اضافہ فرمایا ہے اور آپ کی مخلصانہ مدد کا جو آپ فی سبیل اللہ مجھے دیتے رہتے ہیں مجھے بہت فائدہ پہنچا ہے ۔

میرے مذہبی علم کی ترقی آپ کی مرہون منت ہے ۔ میں بڑی عاجزی سے آپ سے دریافت کرتا ہوں کہ کیا آیندہ سوالات کے جوابات کے لئے میں آپ کو تکلیف دیتا رہوں ؟

کچھ عرصہ ہوا میرے عزیزوں نے مجھ سے خطبہ جمعہ کے متعلق سوال کیا مگر جب میں نے اسلامیات کے پروفیسر سے سوال کیا تو انہوں نے فرمایا کہ میں اس کا جواب ووکنگ (انگلینڈ) سے پوچھوں ۔ چنانچہ میرے استفسار پر انہوں نے جواب لکھ بھیجا ۔ بعض سوالات کے جوابات میں نے آپ کے ارسال کردہ قرآن شریف سے دیدیئے ۔

(ان کو لٹریچر بھیجا گیا ۔ اور خط لکھا گیا ۔)

(غلام قادر ڈار عفی عنہ)

ہفت روزہ پیغام صلح ——— اداریہ ——— مورخہ ۸ فروری ۱۹۶۱ء

عُلماء کی تربیّت

گذشتہ ہفتہ مغربی پاکستان کے محکمہ اوقاف کے چیف ایڈمنسٹریٹر مسٹر ایچ اے قریشی کے زیر اہتمام عُلمائے اسلام کی ایک مجلس مذاکرہ لاہور میں منعقد ہوئی، جس کا مقصد یہ تھا کہ ان اسباب و وسائل پر غور کیا جائے، جن سے کام لے کر علماء اور مساجد کے خطیبوں کو اس قابل بنایا جا سکے کہ وہ عہدِ حاضر کے تقاضوں کو ملحوظ رکھتے ہوئے اسلام کو معقول رنگ میں پیش کر سکیں اور مذہب سے برگشتہ ہونے والے نوجوانوں کو اسلامی اصولوں کی معقولیت کا قائل کر سکیں۔

اس مجلس کا انعقاد فی الحقیقت وقت کی اہم ضرورت کا احساس ہے، اور یہ امر اطمینان کا موجب ہے کہ حکومت کو اس بات کا احساس پیدا ہوا ہے کہ علماء کو اس قابل بنایا جائے کہ وہ مذہب کو صحیح اور معقول رنگ میں پیش کر سکیں، فی الحقیقت عُلماء اور خطیبوں کی صحیح تربیّت کی اس زمانہ میں جس قدر ضرورت ہے شاید پہلے کبھی نہ ہوئی ہو، آج مسلمانوں کا پڑھا لکھا طبقہ مساجد سے اسی لئے بیگانہ اور مذہب سے بیزار ہو رہا ہے کہ مذہب کی تلقین کرنے والے علماء اسلامی تعلیمات کو صحیح اور معقول رنگ میں پیش کرنے کی اہلیت نہیں رکھتے، اسی وجہ سے علماء کو علی العموم خفیف نظروں سے دیکھا جاتا اور ان کا اثر و رسوخ عوام کے دلوں سے بہت حد تک زائل ہو چکا ہے۔

اسی بات کا ذکر علامہ علاؤالدین صدیقی نے مجلس مذاکرہ میں نہایت واضح الفاظ میں کیا اور مسجدوں کی ویرانی کا ذمہ دار بعض خطیبوں اور اماموں کو قرار دیتے ہوئے کہا کہ:۔

"انہوں نے اس ہنرمندی کا ثبوت نہ دیا جس سے عصرِ حاضر کے متنوع تقاضوں کو پورا کیا جا سکتا، وہ علومِ جدیدہ سے دُور رہے اور تہذیبی اختلاف رکھنے والوں پر کڑی نکتہ چینی کرتے رہے، اس طرح مسجد کی وہ حیثیت ہمارے معاشرہ میں باقی نہ رہی جو عہد سلف میں ہوا کرتی تھی، یہ فرض آئمہ مساجد پر عائد ہوتا ہے کہ وہ دین کو عوام کے لئے جاذب توجہ بناتے اور ہر محلہ میں مسجد ہی کو اخوّت و محبت پیدا کرنے کا مرکز قرار دیتے۔"

اماموں اور خطیبوں کی ان کمزوریوں اور ان کی ذمہ داریوں کو یاد دلاتے ہوئے علامہ صدیقی نے یہ تجویز کی کہ:۔

"فوج، پولیس، اور سول کے محکموں کی مانند علمائے کرام کی اعلےٰ پیمانے پر تربیت کا اہتمام کیا جائے کہ وہ ہماری اخلاقی اور معاشرتی اُلجھنوں کا حل پیش کر سکیں، ایسے دارالعلوم قائم کئے جائیں، جن میں تربیت پانے والے علماء میں احساس کمتری ظاہر نہ ہو اور وہ دنیا کے دوسرے نظریات کے سامنے پوری صلاحیت اور بے خوفی سے اسلام کا موقف رکھ سکیں، صوبائی تنظیم اوقاف مسجدوں کا انتظام اس طرح کرے کہ ایک سے دوسری مسجد کا زاویہ نظر متصادم نہ ہونے پائے اس کے برعکس مسجدیں اخوّت بڑھانے کا باعث بن جائیں"۔

یہ وہ ضرورت ہے جس کی طرف ہم ہمیشہ ان کالموں میں توجہ دلاتے رہتے ہیں، دو ہی چیزیں ہیں جو آج مسلمانوں کے پڑھے لکھے طبقہ کی مذہب سے برگشتگی کو دور کرنے اور رفقی منافرت کو کم کر کے اتحاد و اتفاق کی ہر جلانے کا موجب ہو سکتی ہیں ایک یہ کہ علماء کے اندر ایسی اہلیت پیدا ہو کہ اسلام کی اس روشن تصویر کو وہ دنیا کے سامنے رکھ سکیں، جو موجودہ زمانہ کی اُلجھنوں کو دور کرنے کی موجب ہو سکتی ہے، اور دوسرے یہ کہ فروعی اختلافات میں ایک دوسرے کے زاویہ نظر کو متصادم نہ ہونے دیا جائے، اور تکفیر کے مرض کا بکلی استیصال کر دیا جائے، اگر یہ دو چیزیں آئمہ مساجد کے اندر پیدا ہو جائیں۔ تو تعلیمیافتہ طبقہ کے دلوں پر ان کا وقار قائم ہو سکتا ہے اور اسلامی اصولوں سے وابستگی پیدا ہو سکتی ہے، اسی غرض سے آئمہ مساجد کے لئے جس قسم کی تربیت گاہیں قائم کرنے کی تجویز علامہ صدیقی نے کی ہے، اور اس کے ساتھ ہی انہیں انگریزی تعلیم حاصل کر کے جدید علوم اور عصر حاضر کے نظریات سے بہرہ ور ہونے کا مشورہ دیا ہے وہ ہر طرح لائق تائید اور قابل تحسین ہے۔

خدا کا شکر ہے کہ حضرت مجدد وقت کی تربیت اور انفاس قدسیہ کی برکت سے جماعت احمدیہ میں نہ صرف علماء کا طبقہ ہی مذہب کی اہمیت و ضرورت اور اسلام کی عظمت و معقولیت پر دلی بصیرت رکھتا اور اسے ہر قسم کے خواندہ و ناخواندہ طبقہ اور مشرق و مغرب کے فضلاء اور فلسفیوں اور سائنسدانوں کے سامنے پیش کرنے اور انہیں قائل کرنے کی پوری اہلیت رکھتا ہے بلکہ اس جماعت کے عوام بھی اسلام کی حقیقت کو پہچانتے اور اس پر دلی ایمان رکھتے ہیں، اسی کا

یہ نتیجہ ہے کہ آج مغرب میں اسلام کی مشعل روشن ہو چکی ہے، اور دن بدن اس کی روشنی بڑھتی جا رہی ہے، اگر دوسرے علماء کی تربیت بھی اسی رنگ میں کی جائے اور حضرت مجدد العصر کے فیض روحانی اور آپ کے پیدا کردہ علم الکلام سے فائدہ اٹھایا جائے تو یہ سونے پر سہاگا کا کام دے گا بلکہ یہ کہنا خلاف حقیقت نہ ہوگا کہ یہی ایک ذریعہ ہے جس سے علماء اور آئمہ مساجد کے اندر روشن خیالی اور اسلام کے متعلق دلی بصیرت پیدا ہو سکتی ہے، کاش بغض و تعصب کو چھوڑ کر حقائق پر غور کیا جائے، اور ان سے فائدہ اٹھانے کی کوشش کی جائے۔

اخبار احمدیہ

سانحۂ ارتحال

—— وزیرآباد سے شیخ نثار احمد صاحب لکھتے ہیں کہ:۔

"نہایت افسوس کے ساتھ اطلاع دی جاتی ہے کہ حضرت شیخ نیاز احمد صاحب مرحوم و مغفور کی ہمشیرہ صاحبہ جو شیخ نذیر احمد صاحب اور شیخ کرامت علی صاحب ڈپٹی ڈائرکٹر کنونمنٹ لینڈ کی والدہ محترمہ تھیں گذشتہ جمعہ اپنے مولٰی کریم سے جا ملیں۔ انا للّٰہ و انا الیہ راجعون"

"پیغامِ صلح":۔ ہمیں اس سانحہ میں مرحومہ کے تمام پسماندگان اور لواحقین سے دلی ہمدردی ہے، دعا ہے اللہ تعالیٰ انہیں صبرِ جمیل عطا فرمائے، اور مرحومہ کو جنت الفردوس میں جگہ دے۔ احباب سے جنازہ غائبانہ کی التماس ہے۔

ایک اور وفات

—— پرنٹنگ گیا سے محترم ڈاکٹر وزیر احمد صاحب قریشی اپنے خط مورخہ ۱۲/۱ ۱۳ میں تحریر فرماتے ہیں کہ:۔

"بڑے رنج سے آپ کو یہ اطلاع دی جاتی ہے کہ ہمارے جنرل سیکرٹری مسٹر اے عزیز صاحب کا نوجوان بچہ عمر ۲۱ سال جو کہ محکمہ نقل و حرکت میں ملازم تھا گذشتہ جمعہ بوقت گیارہ بجے صبح اپنے مولائے حقیقی سے جا ملا۔ انا للّٰہ و انا الیہ راجعون۔"

"پیغامِ صلح":۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ مرحوم کی مغفرت فرمائے اور انہیں اپنے جوارِ رحمت میں جگہ دے۔ مسٹر اے عزیز اور دیگر لواحقین سے اس صدمہ میں دلی ہمدردی ہے۔

درخواستِ دعائے صحت

—— بیگم صاحبہ چوہدری محمد لطیف صاحب سیکرٹری مارکیٹ کمیٹی خانیوال ایک عرصہ سے بیمار چلی آ رہی ہیں۔ احباب سے دُعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں صحت کاملہ عطا فرمائے۔

اخبار و افکار

"قادیانیوں" کے عقائد

معاصر "ایشیا" نے ہمارے اس بیان پر جس میں ہم نے معاصر "الفضل" کے اس اعلان کو کہ

"جماعت احمدیہ آپ (حضرت مسیح موعود) کا انکار کرنے والے کلمہ گو کو امت محمدیہ سے خارج نہیں مانتی"

قابل ستائش قرار دیا تھا، حیرت کا اظہار کرتے ہوئے دریافت کیا ہے کہ :-

"وہ جنگ جو پیغامیوں اور محمودیوں کے مابین مولوی نورالدین صاحب کے انتقال کے بعد سے شروع ہوئی، اور اندر خانے اب بھی جاری ہے اس کی بنیاد کس بات پر ہے کیا وہ سارا دفتر گاؤ خورد ہو گیا ہے، ہم اعتراف کرتے ہیں کہ قادیانیوں کے عقائد سے آگاہ ہونے کے لئے ہم سب سے زیادہ "پیغامیوں" کے ممنون ہیں، اگر مولوی محمد علی صاحب اور خواجہ کمال الدین صاحب اور ان کے ساتھی محنت نہ کرتے تو باہر کے مسلمانوں کو اس بھول بھلیاں کا سراغ کیونکر ملتا جس پر قادیانی عقائد کی عمارت قائم ہے پھر کیا معاصر "پیغام صلح" کے نزدیک صرف اس گول مول جواب سے وہ سارا لٹریچر دریا بُرد ہو جاتا ہے جو قادیانیوں نے پیغامیوں کے جواب میں لکھا تھا"

نہیں صاحب! ابھی اس کے دریا برد ہونے میں ایک مرحلہ باقی ہے، جس کے لئے ہم نے "الفضل" کے بیان کو قابل ستائش قرار دینے کے باوجود یہ بھی لکھا تھا کہ :-

"یہ بیان اتنا واضح نہیں جس قدر وضاحت خلیفہ صاحب ربوہ کے اس بیان سے ہوتی ہے جو انہوں نے ۱۹۵۳ء کے فسادات پنجاب کی تحقیقاتی عدالت میں دیا کہ حضرت مسیح موعودؑ کا ماننا جزو ایمان نہیں۔"

اور یہ بھی لکھا تھا کہ

"اسی ضمن میں غیر احمدیوں اور ان کے بچوں کے جنازہ کے متعلق خلیفہ صاحب کے بیان کا وہ حصہ بھی نقل کیا جا سکتا ہے جس میں انہوں نے جنازہ کے جواز میں حضرت مسیح موعودؑ کا ایک خط ملنے کا ذکر کیا ہے"

سچ پوچھئے تو پیغامیوں کے خلاف "قادیانیوں" کا سارا لٹریچر اسی دن دریا برد ہو گیا تھا جس دن خلیفہ صاحب نے یہ بیان تحقیقاتی عدالت میں دیا تھا لیکن قادیانی جماعت نے تاویلات رکیکہ سے اس لٹریچر کو دوبارہ برآمد کرنا ضروری سمجھا، اگر وہ خلیفہ صاحب کے بیان کو لفظاً و معناً قبول کر لیں، تو اس لٹریچر کے ہمیشہ کے لئے دریا برد ہونے میں کوئی کسر باقی نہیں رہ سکتی، "الفضل" کے بیان کو (اگرچہ وہ واضح نہیں) اسی بنا پر ہم نے قابل ستائش اقدام قرار دیا تھا کہ کچھ تو قدم آگے بڑھتا نظر آتا ہے۔

طعن نہیں حقیقت

معاصر "ایشیا" نے "تیر و نشتر" کے ذیل میں ایک تیر یہ مارا ہے کہ "پیغام صلح" نے "اقدام" کے م۔ش کی ڈائری پر تبصرہ کرتے ہوئے اس حقیقت کی طرف توجہ دلائی کہ مولانا مودودی، مولانا احتشام الحق، غلام احمد پرویز اور مولانا احمد علی اشاعت اسلام کے نیک مقصد میں نہ صرف احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کا تعاون قبول نہ کریں گے بلکہ وہ باہم مل کر بھی کسی تبلیغی ادارہ میں کام نہ کر سکیں گے، تو اس پر "پیغام صلح" نے

"م۔ش کی تجویز کو علماء پر طعن کرنے اور ان کو رواداری کا درس دینے کا ذریعہ بنا لیا"۔

حاشا وکلا ہمارا منشاء ہرگز کسی قسم کا طعن کرنا نہ تھا، بلکہ یہ ایک حقیقت ہے، اور واقعات اس پر شاہد ہیں کہ ان مولوی صاحبان میں سے کوئی بھی دوسرے کے ساتھ مل کر کام کرنے کے لئے تیار نہیں ہو سکتا۔

"ایشیا" نے اس ضمن میں "ربوہ کے خالدین دلیدوں" اور "احمدیہ بلڈنگس کے مجاہدوں" کی باہمی آویزش کا طعن دیتے ہوئے یہ ارشاد فرمایا ہے کہ :-

"پہلے مولوی صدرالدین اور مرزا محمود کو ایک ادارے میں منسلک کر لیجئے اس کے بعد دوسروں پر طعن کیجئے"

لیکن م۔ش۔ کی ڈائری میں تو محض اشاعت اسلام کے کام میں مذکورہ بالا علماء کے ساتھ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کے تعاون کی تحریک کی گئی تھی جس سے انجمن کا انکار نہیں ہو سکتا بشرطیکہ وہ اس کے تعاون کو قبول کرنے کے لئے تیار ہوں، قادیانیوں اور لاہوری جماعت کی آویزش کا اس سے کیا تعلق ہے؟ اور مولانا صدرالدین صاحب اور مرزا محمود احمد کو ایک ادارے میں منسلک کرنے کا سوال ہی کہاں پیدا ہوتا ہے جبکہ دونوں اپنی اپنی جگہ اشاعت اسلام کے کام میں منہمک ہیں، سوال تو اُن مولوی صاحبان کے متعلق تھا جو اس کام کو نظر انداز کئے ہوئے ہیں، اور منفرداً یا باہم مل کر اس کو کرنے کے لئے تیار نہیں، کیا "ایشیا" انہیں ایک ادارے میں منسلک کر سکتا ہے؟

منافرت ختم کرنے کی اپیل

اقوام متحدہ کی اقلیتوں کی تفریق و تحفظ کی سب کمیٹی نے اپنے پچیس روزہ اجلاس کے خاتمہ پر ایک قرارداد منظور کی ہے جس میں ہر قسم کی نسلی یا قومی تفریق اور مذہبی منافرت کی مذمت کرتے ہوئے جنرل اسمبلی سے سفارش کی ہے کہ تمام ممبر ملکوں پر زور دیا جائے کہ وہ ہر قسم کے امتیازی قوانین منسوخ کر دیں اور مختلف گروہوں کے درمیان منافرت کو روکنے کے لئے قانونی اور دوسرے اقدامات کریں یہ نہایت مبارک قرارداد ہے، بشرطیکہ اقلیتوں کی لفظی اشک شوئی کے بجائے اس کو عملی جامہ پہنانے کی کوشش کی جائے۔ نسلی یا قومی و مذہبی منافرت ایک ایسی وبا ہے جس نے اکثر ممالک کو فتنہ و فساد کا مرکز بنا رکھا ہے، جب تک یہ وبا دنیا سے دور نہ ہو، اس وقت تک دنیا کو امن اور چین کی زندگی میسر نہیں آ سکتی۔

اس بارہ میں سب سے بڑی ذمہ داری اقوام متحدہ کے رکن امریکہ پر عائد ہوتی ہے، جہاں کالے رنگ کے حبشیوں کو نہ سکولوں میں جگہ ملتی ہے، نہ ہوٹلوں اور قہوہ خانوں میں انہیں گھسنے دیا جاتا ہے، بلکہ امریکہ کی بعض ریاستوں میں ان بدقسمت انسانوں کو جنہیں قدرت نے سیاہ رنگ عطا کیا ہے طرح طرح کے ظلم و ستم کا تختہ مشق بنایا جاتا ہے، ان کے بچوں اور عورتوں پر لرزہ خیز مظالم کئے جاتے ہیں اور کوئی عدالت اُن کی دادرسی کے لئے تیار نہیں ہوتی۔

ایسا ہی حال جنوبی افریقہ کا ہے، جہاں کالوں اور گوروں کے درمیان طرح طرح کی قانونی روکاوٹیں حائل ہیں، جن کی وجہ سے آئے دن فسادات برپا ہوتے ہیں، اقوام متحدہ کی اقلیتوں کی تفریق و تحفظ کی سب کمیٹی کی قرارداد وقت کی سب سے بڑی ضرورت ہے جس کو پورا کرنا اور اس کا عملی نفاذ جنرل اسمبلی کا سب سے بڑا کارنامہ ہوگا، خدا کرے وہ اس کو عملی جامہ پہنا کر نسلی و قومی منافرت کو دنیا سے ختم کرنے کا سامان بہم پہنچا سکے۔

حضرت رسول کریم صلعم کا احسان

اس جگہ اس احسان عظیم کا تذکرہ کئے بغیر ہم نہیں رہ سکتے جو حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نسل انسانی پر کیا، اور یہ فرمایا کہ کسی عربی کو کسی عجمی پر فضیلت نہیں، کسی گورے کو کالے آدمی پر فضیلت نہیں، فضیلت کا معیار صرف تقوے اللہ ہے، جو شخص اللہ کا تقوے اختیار کرے اور اپنے فرائض کو جو بلا امتیاز تمام مخلوق کے بارہ میں اس پر عائد ہوتے ہیں پورا کرے، وہی اللہ تعالےٰ کے نزدیک دوسروں سے افضل ہے، اسی تعلیم کا نتیجہ ہے کہ آج دنیا سے اسلام میں کسی قسم کا نسلی و قومی یا لونی امتیاز نہیں پایا جاتا۔ کاش وہ سفید اقوام جو تہذیب و اخلاق کی دعویدار ہیں پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم پر عمل پیرا ہو کر اپنی تہذیب و اخلاق کا عملی ثبوت دیں۔

محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات و معتقدات قومی تفرقات کو دور کرنے کا موجب ہیں

اسلام کی معقول تعلیم پھیلانے کے لئے نوجوان آگے بڑھیں

خطبہ جمعہ مورخہ ۳ فروری ۱۹۶۱ء فرمودہ حضرت امیر مولٰنا صدرالدین صاحب ایدہ اللہ۔ بمقام احمدیہ بلڈنگس لاہور

ان اللہ اصطفٰی آدم ونوحًا وآل ابراھیم وآل عمران علی العلمین ۰ وقال اللہ تعالیٰ: شرع لکم من الدین ما وصّٰی بہ نوحًا والذی اوحینا الیک وما وصّینا بہ ابراھیم وموسٰی وعیسٰی ان اقیموا الدین ولا تتفرقوا فیہ

نبی کریمؐ کی تعلیم سے قومی تفرقوں کا انسداد

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قوموں کے تفرقہ کے جس قدر بھی اسباب وعلل تھے۔ ان سب کی طرف توجہ دی اور ان تفرقوں کے اسباب کو دور کیا۔ چنانچہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ان معتقدات کی وجہ سے اور آپ کے انفاس طیبہ کی برکت سے عرب کے مشرکین مسلمان ہوئے عرب کے یہودی اور عیسائی مسلمان ہوئے شام اور ایران کے بعض لوگ اسلام کے اندر داخل ہوئے۔ افریقہ کے لوگ مسلمان ہوئے اور مصر کے جو افریقہ کا ایک حصہ ہے، لوگ اسلام میں داخل ہوئے جس سے یہ ثابت ہوتا ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات اور ارشادات ایسے ہیں کہ اُن کی برکت اور معقولیت سے قومیں ایک جگہ پر جمع ہو سکتی ہیں۔

قوموں کے تفرقات کے اسباب

قوموں کے تفرقہ کے اسباب بہت سے ہیں کبھی زبان کی وجہ سے تفرقہ پیدا ہوتا ہے، اور کبھی رنگ کی وجہ سے۔ رنگ کی وجہ سے تفرقہ کا یہ عالم ہے کہ افریقہ دُہائی دے رہا ہے کہ سفید رنگ کے لوگ وہاں کے بسنے والوں کو انسان نہیں سمجھتے۔ امریکہ میں کالی رنگ کی وجہ سے بڑا اضطراب اور افتراق ہے سفید چمڑی والے کالوں پر ظلم کر رہے ہیں، کالے آدمیوں کو انسانیت کا درجہ نہیں دیا جا رہا۔ پھر بولیوں کی وجہ سے تفرقہ ہے۔ اور کلچر مشرق و مغرب کے سوال پر بڑا خطرناک تفرقہ ہے۔ ان تمام تفرقوں کی وجہ سے مخلوقِ خدا نتر بتر ہو گئی ہے۔ ان تفرقوں کے باعث ایک، ایک کا دشمن ہے۔ ایک دوسرے کی تحقیر و تذلیل کی جاتی ہے۔ بے عزتی کی جاتی ہے اسباب لوٹے جاتے ہیں، قتل و غارت سے دریغ نہیں کیا جاتا۔

اپنے اپنے پیغمبروں اور الہامی کتب پر فخر

ان علل وعوامل کی طرف آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے توجہ دی۔ اور ان کو دُور کرنے کا سامان کیا۔ ایک سبب تفرقہ کا وہ ہے جس کا ذکر ان آیات میں کیا گیا ہے جو میں نے ابھی تلاوت کی ہیں۔ لوگوں نے اپنے اپنے پیغمبر اور اپنی اپنی کتاب پر اس قدر فخر کیا ہے کہ اس کے علاوہ دوسری کتابوں اور دوسرے پیغمبروں کو کوئی حیثیت اور اہمیت نہیں دی اور کہا کہ ہمارے پیغمبر اور کتاب کے علاوہ اور کوئی پیغمبر اور کتاب نجات کا باعث نہیں ہو سکتی صرف ہم ہی نجات یافتہ اور مقرب الٰہی ہیں باقی سب ذلیل اور مقہور ہیں، دوزخ کا ایندھن ہیں۔

یہودیوں کا اعتراض اسلام پر

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں یہودیوں اور مسلمانوں کے درمیان اسی قسم کا تنازعہ ہوا۔ یہودیوں نے کہا کہ جب تم حضرت موسٰے کو پیغمبر خدا مانتے ہو اور تورات کو الہامی کتاب تسلیم کرتے ہو تو پھر قرآن اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ماننے کی کیوں ضرورت ہے جب موسٰے برحق ہیں۔ وہ رسول خدا ہیں تورات خدا کی کتاب ہے۔ تو بعد ازاں کسی اور کتاب اور کسی اور رسول کی کیا ضرورت ہے۔ تورات میں ہے کہ پیغمبر صرف بنی اسرائیل میں آیا کریں گے لہٰذا اس اعتقاد کے ہم خلاف نہیں جا سکتے ہم تورات کے فرمان کے خلاف عرب کے پیغمبر کو نہیں مان سکتے۔

ہندوؤں کا عقیدہ

ہندوستان میں بھی ہندوؤں کا یہی عقیدہ ہے وہ کہتے ہیں۔ کہ ہندو مذہب سب سے پرانا مذہب ہے اور سب سے پرانی اور بڑی الہامی کتاب وید ہے۔ جو کامل کتاب ہے۔ اس کے بعد کسی اور مذہب اور کتاب کو ماننا ضروری نہیں۔ اور نہ کوئی اور کتاب خدا کی طرف سے آ سکتی ہے۔ اس لئے ہندو قوم کے علاوہ کسی اور قوم کو نجات نہیں مل سکتی۔ اور نہ کسی قوم کو قرب الٰہی میسر آ سکتا ہے۔ ہندو ایک برتر قوم ہے اور باقی سب ملیچھ ہیں۔ اس قوم کے علاوہ خدا کی توجہ کسی اور قوم کی طرف نہیں ہو سکتی۔

. . . .

نصرانیوں کا مذہب

نصرانی کہتے ہیں کہ عیسائیوں کے سوا اور کوئی نجات حاصل نہیں کر سکتا۔ حضرت عیسٰےؑ ہی بنی نوع انسان کی نجات کے لئے آئے اور صرف اُن پر ایمان لانے سے ہی نجات حاصل ہو سکتی ہے۔

ساری قوموں کے پیغمبروں سے کلامِ الٰہی

ان باتوں کا قرآن کریم نے بالتفصیل ذکر کیا ہے فرمایا ان اللہ اصطفٰی آدم ونوحًا وآل ابراھیم وآل عمران علی العلمین۔ تم کبھی حضرت موسٰےؑ پر جھگڑتے ہو کبھی حضرت عیسٰےؑ کے متعلق جھگڑتے ہو کبھی کرشن اور رام چندر پر جھگڑتے ہو، کہ خدا تعالٰے نے صرف ان سے ہی مکالمہ مخاطبہ کیا ہے، اور صرف ان کی قوموں کے لئے ہی نجات ہے۔ کسی اور سے اللہ تعالٰے نے کلام نہیں کیا۔ یہ سب غلط ہے۔ ان اللہ اصطفٰی آدم خدا نے ساری قوموں کے باپ حضرت آدمؑ کو اپنا قرب عطا کیا، ان کو برگزیدہ ٹھہرایا۔ حضرت آدمؑ سے ساری قومیں پیدا ہوئی ہیں، حضرت آدمؑ کے بعد حضرت نوحؑ ایک ایسی شخصیت ہے جس کا اللہ تعالےٰ نے اصطفٰی کیا انہیں منتخب فرمایا اور ان کو قرب عطا کیا اور اُن سے ہمکلام ہوا۔ ان پر شریعت نازل کی۔

اور اسی طرح سے وآل ابراھیم وآل عمران علی العلمین ہم نے اولاد ابراہیمؑ اور اولاد عمران کو سب پر فضیلت بخشی ہے، ان کے اندر ساری قومیں آجاتی ہیں۔

دوسری قوموں کو حقیر نہ ٹھہراؤ

قرآن کریم کہتا ہے کہ سب کی سب قومیں خدا کی برگزیدہ ہیں۔ لا یسخر قوم من قوم عسٰی ان یکونوا خیرًا منھم کسی قوم کو فخر نہیں کرنا چاہیئے اور دوسروں کو حقیر نہیں ٹھہرانا چاہیئے۔ اس سے تنازعات اور جھگڑے پیدا ہوتے ہیں، دشمنیاں

اور عناد پیدا کرتے ہیں، جانیں اور مال تلف ہوتے ہیں۔

انبیاءؑ کے بارہ میں تفرقہ نہ کرو

فرمایا شرع لکم من الدین ما وصٰی بہ نوحًا والذی اوحینا الیک وما وصینا بہ ابراھیم وموسٰی وعیسٰی اللہ تعالیٰ نے ہمارے دین کا وہی راستہ مقرر کیا ہے جس کا نوحؑ کو حکم دیا گیا تھا۔ اور جو ابراہیمؑ کو دیا اور جو موسٰےؑ اور عیسٰےؑ کو دیا وہی دین آپؐ کو دیا ہے۔ اس پیغمبرؐ نے وہی تعلیم دی جو پہلے نبیوںؑ نے دی تھی۔ ان اقیموا الدین۔ وہ تعلیم یہ ہے کہ دین کو قائم رکھو، اس کو قائم رکھنے کے بعد ولا تتفرقوا فیہ اس میں تفرقہ نہ ڈالو۔ یہ جس قدر قومیں ہیں ان سب کو اصول دین کی طرف بُلایا ہے۔ ان کو وہی سبق دیا ہے جو پہلے نبیوںؑ نے دیا تھا اپنے بزرگوں کو تنازعہ کا سبب نہ بناؤ۔ خدا نے آدمؑ کو بھی چُنا، ابراہیمؑ کو چُنا، نوحؑ کو بھی چُنا۔ بنی اسمٰعیل اور بنی اسرائیل کو بھی چُنا۔ موسٰےؑ اور عیسٰےؑ کو بھی چُنا، یہ سب کچھ درست ہے۔ یہ کتنا مفید اور معقول دین ہے جو اللہ تعالےٰ نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک کے ذریعہ لوگوں کو تلقین فرمایا۔ یہ دین کس قدر وسعتِ قلب پیدا کرتا ہے!

اسلام کیا ہے؟

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلام کا نچوڑ یوں بیان فرمایا۔ کسی نے پُوچھا ما الاسلام یا رسول اللہ۔ یا رسول اللہ اسلام کیا ہے۔ فرمایا التعظیم لامر اللہ والشفقۃ علیٰ خلق اللہ۔ احکام الٰہی کی عظمت اور اس کی مخلوق سے شفقت کرنا اسلام ہے۔ اللہ تعالےٰ کے احکام پر عمل کرنا مخلوق سے ہمدردی سے پیش آنا اس کی فلاح وبہبود میں اپنا مال صرف کرنا اسلام ہے یہی خدا کا دین ہے۔

انسانیت کا دین

اسلام وہ دین ہے جسے افریقہ، امریکہ، شام ایران، یورپ و ایشیا میں جہاں کہیں بیان کیا جائے۔ لوگوں کے دل مانتے ہیں۔ یہ انسانیت کا دین ہے۔ یہ انسانیت کی وحدت کا باعث ہے۔ یہ تفرقہ کو مٹانے والا دین ہے۔ یہ معقول اور مدلّل دین ہے جو عالمگیر اور ہمہ گیر ہے۔

آنحضرت صلعم کے قریب تر کون ہے؟

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ان اولی الناس بی المتقون میرے قریب ہونا چاہتے ہو اور میرے ساتھ تعلق کے دلدادہ ہو تو تقوےٰ اختیار کرو۔ میرے سب سے قریب تر وہ شخص ہوگا جو متقی ہوگا خواہ یہ شخص کسی قوم کا ہو یا کسی وطن کا ہو۔ من کانوا حیث کانوا۔ خدا خوف انسان ہی میرا قریبی ہے

اور حضرت عمرؓ نے اس کو مدِ نظر رکھتے ہوئے کہا لوگو! خدا کی قسم واللہ ان جاءت الاعاجم بالاعمال ونحن بغیر عمل۔ اگر کوئی عجمی عمل کرتا ہو اور ہم بغیر عمل کے خدا کے سامنے کھڑے ہوں تو خدا کی قسم ھم اولٰی بمحمد یوم القیامۃ وہ قیامت کے دن ہم سے زیادہ محمدؐ کے قریب ہوں گے۔ یہ دین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے۔ جس کی طرف حضرت عمرؓ نے توجہ دلائی ہے۔

قُربِ الٰہی اعمال سے

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا من ابطاء بہ عملہ لم یسرع بہ نسبہ جس کو اس کے عمل نے پیچھے رکھ دیا اس کی ذات پات اس کو آگے نہیں کرسکتی۔ فلا یبطر رجل الی قرابتہ کوئی شخص اپنی نسل کی وجہ سے خدا کا قرب حاصل نہیں کرسکتا۔ جناب الٰہی کے ہاں سب برابر ہیں۔ صرف عمل ہی عمل ہے جس کے ذریعہ ایک شخص قربِ خداوندی حاصل کرسکتا ہے۔

قوموں کو ایک کرنے کا ذریعہ

یہ وہ دین ہے جو قرآن میں بیان کیا گیا ہے اور جس کی تلقین حضور نبی کریمؐ اور صحابہ کرامؓ نے کی۔ یہ وہ دین ہے جو قوموں کو ایک کرسکتا ہے۔ آج قوموں کو ایک کرنے کا سوائے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم اور آپؐ کے معتقدات کے اور کوئی ذریعہ نہیں۔

ہماری ذمّہ داری

ہماری قوم پر بھاری ذمّہ داری ہے اس لئے کہ ہمارے ذمّہ اشاعت اسلام کا عظیم کام ہے ہم اس دین کو جو اللہ اور رسولؐ نے تلقین کیا ہے فخر سے پیش کرسکتے ہیں، ہمیں اس بات کا تجربہ ہے۔ حضرت مرزا صاحب کے ماننے والوں نے اسلام کا جو نقشہ پیش کیا ہے۔ لوگوں نے اس کو معقول اور مدلّل پایا اور اس کو قبول کیا۔

تعلیمیافتہ نوجوان دین کو پھیلانے کے لئے آگے بڑھیں

اس دین کو جس جگہ بھی پیش کیا جائے گا لوگ اس کو قبول کریں گے۔ خدا کرے ہماری جماعت میں پہلے سے زیادہ شوق اور خدمت دین کا جذبہ پیدا ہو اور وہ پہلے سے زیادہ قربانی کرنے کے لئے تیار ہوں۔ تعلیم یافتہ نوجوان آگے بڑھیں اور قوم کی ذمہ داریوں کو اپنے مضبوط کندھوں پر اٹھائیں۔ اور دنیا میں نکل کھڑے ہوں تو ضرور ان کے ذریعہ سے اسلام دنیا میں پھیلے گا بتوفیقہ تعالیٰ۔

آفتاب الدین احمد ہومیوپیتھک دار الشفاء کی مختصر سہ ماہی رپورٹ

عطیہ دینے والے:۔

نام	روپے — پیسے
الحاج شیخ میاں محمد صاحب لائل پور	۱۰۰—۰۰
شیخ میاں مولا بخش صاحب۔ لائل پور	۱۰۰—۰۰
خواجہ محمد اصغر صاحب ٹھیکیدار سیالکوٹ	۵۰—۰۰
محمد نذیر آئرن مرچنٹ گوجرہ	۵۰—۰۰
سعید الٰہی صاحب لائل پور	۴۰—۰۰
بیگم صاحبہ میاں غلام شبیر صاحب ملتان	۳۰—۰۰
بیگم صاحبہ شیخ محمد عبداللہ سیالکوٹ صدر	۲۰—۰۰
شیخ رحمت اللہ سلیم صاحب ملتان	۱۵—۰۰
ڈاکٹر اعظم فاضل۔ ازبیقہ	۱۵—۰۰
شیخ فاروق احمد برد کرز ملتان	۱۲—۰۰
میاں ممتاز احمد فاروقی صاحب لاہور	۱۰—۰۰
مرزا مظفر بیگ ساطع صاحب لائل پور۔	۶—۷۵
خان عبدالعزیز صاحب ملتان	۶—۰۰
مرزا مقبول احمد بیگ صاحب لاہور	۵—۰۰
قاضی محمد رمضان صاحب حافظ آباد	۶—۰۰
بیگم عبدالعزیز گارڈ صاحب خانپور	۵—۰۰
شیخ محمد عبداللہ صاحب جہلم	۵—۰۰
آفتاب عالم خان صاحب، کویت	۵—۰۰
مرزا محمد بیگ صاحب، لاہور	۵—۰۰
عملہ دفاتر	۴—۱۲
منجانب نوری بیگم مرحومہ سامانہ	۴—۰۰
شوکت حمید صاحب ملتان	۴—۰۰
شیخ غلام قادر صاحب لاہور	۴—۰۰
محمد افضل ثنا اللہ صاحب کراچی	۳—۰۰
مریم لودھی صاحبہ گوجرانوالہ	۳—۰۰
چوہدری محمد شریف صاحب لاہور	۳—۰۰
میاں محمد ظفر صاحب ملتان	۳—۰۰
ابن علی صاحب امروہی	۳—۰۰
سید حسن شاہ صاحب گوجرانوالہ	۲—۰۰
منشی محمد فاضل صاحب لاہور	۲—۰۰
ناصر احمد صاحب لاہور	۲—۰۰
شیخ محمد طفیل صاحب ووکنگ	۲—۰۰
محمد فاضل رمضان صاحب لاہور	۲—۰۰
ضیاء الحق صاحب سیالکوٹ	۲—۰۰
مولوی عبدالمجید صاحب اوکاڑہ	۱—۰۰
شیخ عبدالرحمٰن صاحب مصری۔	۱—۵۰
ملک محمود انور صاحب لاہور	۱—۰۰
میزان:۔	۵۳۲—۳۷

نومبر، دسمبر ۱۹۶۰ء اور جنوری ۱۹۶۱ء میں استفادہ کرنے والے مریضوں کی تعداد ۵۸۶۰ ÷ اپنے عطیہ جات مندرجہ ذیل کے پتہ پر ارسال فرمائیے۔ شیخ محمد حسین احمدیہ بلڈنگس لاہور

قادیانی خلافت کی دیوارِ گریہ

سبط نور

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت کا مقصد وحید تھا اسلام کا استیلا اور باطل عقائد کا استیصال۔ حضور کے وصال کے بعد جماعت کو حضرت مولوی نور الدین جیسا عظیم الشان خلیفہ ملا۔ جس کے چھ سالہ عہدِ مسعود میں جماعت کے عروج اور فروغ کے لئے مساعد حالات پیدا ہوئے، دشمنوں نے عناد اور نفاق کا جو الاؤ روشن کر رکھا تھا وہ حضرت ممدوح کی مساعیٔ جمیلہ اور جماعت کے امن پسندانہ رویئے سے ٹھنڈا ہو گیا، احیاءِ دین اور تجدیدِ ملّت کا عصر آفریں ورثہ جو حضرت موصوف کو ملا اور اس کی مقبولیت اور پذیرائی کے آثار ہر طرف سے نمودار ہونے لگے۔ حکیم الامّت شخصی سطوت و صولت سے ہمیشہ مجتنب رہے، اس اجتناب نے انکی شخصیت کو محبوب بنا دیا۔ ان کو امام الزمان کے مقدس مشن سے عشق تھا اسی لئے انہوں نے اپنی ذات کو اس مشن میں ضم کر دیا۔ اپنے علم و عرفان سے تعصب کے خارزار کو ہموار کیا، اور پُر امن اور نتیجہ خیز تبلیغ کی جولانگاہ بنا دیا۔ اُن کی وفات جماعت کے لئے سانحۂ الیمہ بلکہ یوں کہنا چاہیئے کہ خوفناک موڑ ثابت ہوئی۔ کیونکہ اُن کے بعد قادیان میں جو نظام پروان چڑھا اس میں شخصی آمریت کے جراثیم مضمر تھے۔ میاں محمود احمد صاحب اپنی عمر کے لحاظ سے نہایت ناپختہ اور خام فکر تھے۔ حالانکہ سنت اللہ یہ ہے کہ دینی قیادت بڑی ریاضت اور مجاہدے کے بعد تفویض ہوتی ہے خود حضرت مسیح موعود کو امامت کا درجہ ایک طویل تربیت کے بعد خدا نے بخشا۔ سنہ ۱۹۱۴ء میں جماعت کی قیادت ایک ایسے انسان نے غصب کر لی جس کی قابلیت صرف اتنی تھی کہ اس نے COUP کے لئے پہلے سے طیاریاں کر رکھی تھیں۔ وہ اس قیادت کی صحیح اہلیت و استعداد سے بالکل عاری تھا۔ اس فقدان کی تلافی کے لئے اُس نے اپنے آپ کو گوناگوں القاب سے نوازنا شروع کر دیا۔ کبھی "فضل عمر" بن کر حضرت فاروق اعظم سے برتری کا مدعی بن بیٹھا۔ جن لوگوں نے میاں صاحب کو حضرت عمرؓ سے افضل تسلیم کر لیا اور کرتے چلے گئے۔ وہ حضرت عمرؓ کو کیا سمجھتے ہوں گے!! اس پر مستزاد یہ کہ میاں صاحب نے اپنے لئے HIS HOLINESS کا عیسائی لقب بھی منتخب کر لیا۔ عقل و خرد کا یہ حال تھا کہ کسی نے اس کی بے راہی پر لب کشائی تک نہ کی۔ یہ بے قاعدگیاں اور بے عنوانیاں اس واسطے جماعتی عقائد پر حاوی ہو گئیں کہ ایک شخص کی ذات میں "قیادت" اور "ابنیت" جمع ہو گئی تھی۔ ایسا امتزاج ہمیشہ فتنے برپا کیا کرتا ہے۔ تاریخ اس کی شاہد ناطق ہے۔ چنانچہ قادیان میں بھی یہی کچھ ہوا۔ میاں صاحب نے ساری جماعت کو مرکب بنا کر آپ راکب ہو گئے۔ جماعت کو کبھی شعور نہ ہوا کہ اُن کے "خلیفہ صاحب" اپنی رنگین بیانیوں سے عمل کے فقدان کا مداوا کر رہے ہیں۔

چونکہ خلیفہ صاحب پر کوئی ضابطہ نافذ نہ تھا۔ انہوں نے وقتی مصلحتوں کے پیشِ نظر عقائد سے بھی تلعب شروع کر دیا۔ مثلاً غلبہ حاصل کرنے ہی حضرت مسیح موعودؑ پر افتراء باندھا اور ان کی نبوت کی تبلیغ شروع کر دی، اس سے انہوں نے خلافت کا گوسالہ سامری تخلیق کر لیا لیکن مسلمانوں کو کافر کہکر اور اُن سے عمرانی روابط منقطع کر کے حضرت مسیح موعودؑ کے اسلام افروز پیغام کے آگے اپنی تخلیقات کی دیواریں کھڑی کر دیں۔ غیر فطری عقائد کے نفاذ کے لئے انہوں نے ایک آہنی نظام برپا کیا جماعت کے افراد کی، عقول و قلوب پر اپنی تحریرات کے قفل لگا دیئے۔ معمولی انحراف پر شدید سزائیں دیں سینکڑوں بلکہ ہزاروں قادیانی احمدی جماعت سے خارج کر دیئے گئے کہ انہوں نے کسی مسلمان کا جنازہ پڑھا یا کسی غیر احمدی رشتہ دار سے رشتہ ناطہ کیا۔ اس قسم کے مقاطعہ سے اربابِ پیغامِ صلح بھی نہ بچ سکے حالانکہ وہ حضرت مسیح موعودؑ کے حلقہ بگوش اور سربکف خدام تھے۔ ان کے متعلق حضرت مسیح موعودؑ سے دوری کے افسانے تراش کر جماعت کو اُن سے ایسا متنفّر کیا کہ وہ عملاً ان کو غیر احمدیوں سے بھی زیادہ برا سمجھنے لگے۔ اس کی ایک مثال ملاحظہ ہو۔ حضرت مولوی محمد علیؒ صاحب کی وفات کی خبر الفضل کے ایک تاریک گوشے میں نہایت بے رغبتی سے شائع ہوئی۔ لیکن مولوی ظفر علی خاں کی وفات کی خبر کو نمایاں جگہ ملی اور اس وفات پر یہ کہکر ماتم کیا گیا کہ مولوی ظفر علی خاں کی موت سے پنجاب کی علمی، ادبی اور ثقافتی تاریخ کا ایک درخشندہ باب ختم ہو گیا ہے حالانکہ یہ باب حضرت مسیح موعودؑ کے خلاف شدید اور غلیظ دشنام سے لبریز ہے۔

خلیفہ صاحب اپنے مریدوں سے یہ توقع کرتے تھے کہ وہ اُن کی تعلیم پر اپنا تن، من دھن، قربان کر دیں۔ لیکن جب خلیفہ صاحب کے لئے امتحان کا وقت آیا کہ وہ اپنی عنادانگیز تعلیم کے لئے کیا قربانی کرتے ہیں۔ تو وہ سنہ ۱۹۵۴ء میں منیر ٹریبونل کے سامنے اپنی تعلیم کی بنیادی باتوں سے بھی منحرف ہو گئے۔ تکفیر مسلمین سے ارتداد کیا اور اعلان کیا کہ حضرت مسیح موعود کا ماننا جزوِ ایمان نہیں ہے۔ مسلمانوں کے جنازوں میں شرکت کی ممانعت سے بھی منحرف ہو گئے۔ اور ٹریبونل کے سامنے اعلان کیا کہ وہ اس امتناع کی نظرثانی کر رہے ہیں حالانکہ وہ قریباً نصف صدی سے اربابِ پیغامِ صلح کو اس بات پر مطعون کرتے تھے کہ وہ مسلمانوں کو کافر کیوں نہیں کہتے اور ان کے جنازوں میں شرکت کو ممنوع کیوں نہیں سمجھتے۔

...... اپنی واضح اور صریح تحریرات سے میاں صاحب منکر ہو گئے اور اُن کی ذمہ داری دوسروں پر ڈال دی۔ وہ اپنے ساختہ پرداختہ عقائد کے لئے اتنا بھی نہ کر سکے کہ اُن کو تسلیم ہی کریں۔ قادیانیوں نے اپنی آنکھوں سے اپنے مصلح موعود کی "اولوالعزمی" کا تماشا دیکھا۔ حالانکہ یہ لوگ اُن کے حکم کے ماتحت قائد اعظم کے جنازے میں شریک نہ ہوئے تھے اور اپنی عدم شرکت کو اپنی احمدیت کا تقاضا سمجھتے تھے۔ درحقیقت میاں صاحب موصوف نے جو عقائد منیر ٹریبونل کے سامنے تسلیم کئے وہ اربابِ پیغامِ صلح کے عقائد سے بھی فرو تر تھے۔ اب اربابِ بصیرت نے دیکھ لیا کہ حضرت مسیح موعود کی تعلیم کی صحیح حامل دونوں جماعتوں میں سے کونسی جماعت ہے۔

چونکہ میاں صاحب نے ایک خواب کی بنا پر مصلح موعود کا دعویٰ کر رکھا تھا اور اس دعوے میں حضرت مسیح موعود کی قوتِ قدسی پر ایک قسم کا حملہ تھا۔ خدا نے ان کو ڈھیل دی لیکن میاں صاحب نے اس تربص و امہال کو اپنے لئے تائید ایزدی سمجھا۔ چنانچہ خدا تعالےٰ نے اب اُن کو لو تقول علینا بعض الاقاویل کی قرآنی وعید کے ماتحت اپنی گرفت میں لے لیا۔ تین سال سے ہوش و حواس سے عاری ہیں۔ تختے کی مانند سٹیج پر لائے جاتے ہیں کبھی اُلٹی سیدھی باتیں کرتے ہیں اور اکثر رونے لگ جاتے ہیں۔ اس دماغی حالت کا آغاز فالج سے ہوا جس کو حضرت مسیح موعودؑ نے دُکھ مار کہا ہے اور اپنے دشمنوں کے لئے مجنون اور مفلوج ہونے کی بد دعا بھی کی ہے۔ چونکہ قادیانیوں کا عقیدہ ہے کہ خلیفہ معزول نہیں ہو سکتا اس واسطے وہ ایک مریض اور از کار رفتہ انسان کو خلیفہ تسلیم کرتے ہیں۔ حالانکہ خدا نے اپنے ہاتھوں سے اس کو معزول کر دیا ہے، اور اپنی حکمتِ بالغہ کے ماتحت باوجود صدقات اور دعاؤں کی بھرمار کے بیماری کو ممتد کر دیا ہے۔ تاکہ خیط ابیض خیط اسود سے ممیز ہو جائے۔ جس زبان کی بدولت میاں صاحب موصوف نے سلطان البیان ہونے کا دعویٰ کیا تھا وہ آج نطق اور گویائی سے عاجز ہے جس دماغ نے گوناگوں عقائد ایجاد کئے تھے وہ ذہول و نسیان کا بسیرا ہے۔ جو علماء ایمان با لخلافت کی رٹ لگا رہے تھے اور اربابِ پیغامِ صلح پر زبانِ طعن دراز کر رہے تھے، وہ خود ساختہ "مصلح موعود" کی عملی معزولی پر انگشت بدنداں اور سرگریباں ہیں۔ کیونکہ خدا کے فرستادہ لیڈر کبھی مجنون اور مفلوج ہو کر نکمے نہیں ہو جاتے۔

فاعتبروا یا اولی الابصار

اسلام انگلستان میں

ووکنگ مسلم مشن کی تبلیغی سرگرمیاں

لندن کے ایک جونیئر سکول میں امام ووکنگ کا لیکچر

اور بچوں کے سوالات و جوابات

۱۲ دسمبر ۱۹۶۰ء کو سرٹامس ایبی جونیئر مکسڈ سکول بیکفون روڈ لندن این ۱۶ میں امام صاحب شاہجہان ووکنگ نے ۳۰ لڑکے اور لڑکیوں کے جماعتوں کے (۹-۱۰ سالہ) بچوں سے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ اور تعلیمات پر گفتگو کی، اس سلسلہ میں بچوں نے جو سوالات کئے اور جو جوابات امام صاحب نے دیئے قارئین کرام کی دلچسپی کے لئے درج ذیل ہیں۔ سوالات سے لندن کے نو دس سالہ بچوں کی ذہنی کیفیت و قابلیت کا اندازہ ہو سکتا ہے۔

سوال:- کیا مسلمان کرسمس کے موقعہ پر کوئی تقریب منعقد کرتے ہیں:-

جواب:- کرسمس کے موقعہ پر مسیح کی پیدائش کی تقریب منانا کوئی قابل اعتراض بات نہیں، لیکن دنیائے اسلام میں اس قسم کی کوئی تقریب رسماً نہیں منائی جاتی۔ مسلمان تو حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے یوم پیدائش کو منانے کے لئے بھی مجبور نہیں ہیں۔

سوال:- کیا مسلمان جانوروں کی قربانی کرتے ہیں؟

جواب:- عید الاضحیٰ کے تہوار پر ہر کنبہ کی طرف سے ایک بھیڑ ذبح کی جاتی ہے اور اس کا گوشت دوستوں رشتہ داروں اور غرباء میں تقسیم کیا جاتا ہے۔ گوشت کا ایک حصہ اپنے کھانے کے لئے بھی رکھا جاتا ہے، لیکن محض اس قربانی کی وجہ سے خدا خوش نہیں ہوتا، بلکہ اس کی خوشی اس بات پر منحصر ہے کہ انسان اپنے فرائض کو بحسن و خوبی سرانجام دے۔

سوال:- کیا ہمارے سبت کی طرح آپ کے ہاں بھی کوئی خاص دن آرام کے لئے مقرر ہے؟

جواب:- اسلام میں ایسا کوئی دن مقرر نہیں، جمعہ کے دن جامع مسجدوں میں نماز جمعہ ادا کی جاتی ہے، جس میں مسلمانوں کو شمولیت کا حکم ہے اور نماز کے بعد لوگوں کو اپنے کاروبار کرنے کی اجازت ہے۔

سوال:- کیا مسلمانوں کے دینی رہنماؤں کو شادی کرنے کی اجازت ہے۔

جواب:- ہاں، لیکن اسلام میں پادریوں کی قسم کی کوئی جماعت نہیں ہے، ہر مسلمان اپنا پجاری آپ ہے، خدا اور انسان کے مابین کوئی درمیانی واسطہ نہیں، حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خود شادی شدہ تھے، ہر مسلمان سے توقع کی جاتی ہے کہ وہ متاہل زندگی بسر کرے۔

سوال:- کیا نماز کے وقت کوئی خاص لباس پہنا جاتا ہے جیسے ہم اتوار کو عبادت کے وقت پہنتے ہیں؟

جواب:- مسلمان عبادت کے اوقات میں کوئی بھی صاف ستھرا لباس پہن سکتا ہے کوئی خاص لباس مقرر نہیں۔

سوال:- حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی عمر وفات کے وقت کیا تھی؟

جواب:- آپؐ کی وفات ۶۳ سال کی عمر میں ہوئی۔

سوال:- کیا آپ کی مساجد میں کوئی ALTER (عشائے ربانی کی میز یا مائدہ مقدسہ) ہوتا ہے؟

جواب:- نہیں، ہماری مساجد میں نہ کوئی الٹر ہوتا ہے اور نہ PEWS (مخصوص نشستیں) ہوتی ہیں۔

سوال:- کیا آپ کے ہاں غذا کے کوئی خاص قوانین ہیں؟

جواب:- ہمارے غذائی قوانین یہودیوں سے قریباً ملتے جلتے ہیں، ہم خنزیر کا گوشت کسی بھی صورت نہیں کھاتے، اور تمام نشئی مشروبات کی بھی ممانعت ہے۔

سوال:- کیا بڑی بڑی مساجد میں کوئی قبریں بھی ہوتی ہیں؟

جواب:- ہماری مساجد میں قبریں نہیں ہوتیں، مسلمان جہاں عبادت کرتا ہے وہاں کوئی قبر نہیں ہونی چاہیئے۔

سوال:- کیا بین الاقوامی شادیوں کی اجازت ہے؟

جواب:- مسلمان کو یہودی، عیسائی عورت سے شادی کر لینے کی اجازت ہے اور ایسی عورت کو تبدیل مذہب پر مجبور نہیں کیا جاتا، لیکن ایک مسلمان لڑکی کو اپنے مذہب سے باہر شادی کرنے کی اجازت نہیں۔

سوال:- کیا آپ کے ہاں نومولود بچہ کو بپتسمہ دینے کے لئے خاص عبادت کی رسم ہے؟

جواب:- نہیں۔ صرف نومولود بچہ کے کان میں اذان کہی جاتی ہے

سوال:- کیا آپ کھانے سے پہلے کوئی دعا بھی کرتے ہیں؟

جواب:- ہاں، کھانے سے پہلے ہم بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھتے ہیں۔

سوال:- کیا شادی کے موقعہ پر خاص کپڑے پہنے جاتے ہیں؟

جواب:- مسلمان ممالک میں اس موقع کے لئے کسی یونیفارم کی ضرورت نہیں۔

سوال:- کیا اسلام میں دعوت کی اجازت ہے؟

جواب:- ہاں۔ لیکن کوئی بری چیز کھانے یا نشے والی چیز پینے کی اجازت نہیں، صرف حلال اور طیب چیزیں کھانے کی اجازت ہے۔

سوال:- کیا عورتوں کو اس ملک جیسی آزادی حاصل ہے یا ان کو گھروں میں ہی رہنا پڑتا ہے؟

جواب:- اگر آزادی کے معنے آوارگی کے ہیں تو ایسی آزادی کی اجازت مسلمان عورت کو نہیں، ہاں وہ جہاں جانا چاہیں جا سکتی ہیں۔ انہیں اپنی جائیداد رکھنے کی بھی اجازت ہے، شادی کے موقعہ پر ان کی رضامندی پوچھی جاتی ہے۔ لیکن شادی سے پہلے کوئی کورٹ شپ نہیں ہوتی۔

سوال:- کیا آپ کے ہاں کوئی مقدس دریا ہیں جیسے ہندوؤں کے ہاں دریائے گنگا ہے؟

جواب:- نہیں، ہمارے ہاں تمام دریا پاک ہیں۔

سوال:- کیا آپ کو ٹیلی ویژن استعمال کرنے کی اجازت ہے؟

جواب:- ہاں، لیکن یہ اس بات پر منحصر ہے کہ کس قسم کا پروگرام دکھایا جائے گا۔

سوال:- کیا آپ کے ہاں روزانہ کوئی خاص کھانا ہوتا ہے؟

جواب:- ہاں (مسکراتے ہوئے) روٹی اور مکھن

سوال:- کیا آپ کے مذہب میں قبروں پر پتھر لگانے کی اجازت ہے؟

جواب:- ہاں۔ لیکن دس سال کے بعد ایک قبر مٹائی بھی جا سکتی ہے؟

سوال:- کیا شادیاں اسی طرح ہوتی ہیں جیسے اس ملک میں؟

جواب:- بالکل اسی طرح نہیں، والدین شادی کا انتظام کرنے میں مدد دیتے ہیں۔

سوال:- کیا آپ کھیلیں بھی کھیلتے ہیں؟

جواب:- ہاں، ایتھلیٹکس، گھوڑ سواری، اور ایسی ہی دوسری کھیلیں۔

سوال:- لفظ "اسلام" کے کیا معنی ہیں؟

جواب:- اسلام کے معنے ہیں صلح و امن میں داخل ہونا، یہ امن اللہ تعالےٰ کی کامل فرمانبرداری سے حاصل ہوتا ہے۔ (باقی بر ص۱۲)

موت کے بعد یقیناً ایک زندگی ہے

ریڈرز ڈائجسٹ کے ایک مضمون کا ترجمہ جو تنویر احمد صاحب ابن شیخ محمد یوسف صاحب گرنتھی نے پیغام صلح کے لئے کیا ہے۔

ایک واقعہ

جس دن میں نے سنا کہ میری ماں وفات پا گئی ہے میں اپنے گرجا میں گیا اور چبوترے پر بیٹھ گیا۔ مجھے اپنی ماں کی عدم موجودگی کا احساس ہو رہا تھا۔ وہ کہا کرتی تھی کہ جب بھی تم اس چبوترے پر بیٹھو گے مجھے اپنے ساتھ بیٹھے دیکھو گے۔ پھر میں مطالعہ میں مشغول ہو گیا۔ میرے سامنے میز پر ایک پرانی بائبل جو کچھ کچھ پھٹی ہوئی تھی رکھی تھی یہ وہی بائبل تھی جسے میں جہاں جاتا اپنے ساتھ رکھتا تھا اپنا غم غلط کرنے کے لئے میں نے اپنے دونوں ہاتھ اس کتاب پر رکھ دیئے .... کچھ دیر کے بعد میں سامنے والی کھڑکی میں سے باہر دیکھتا ہوا اٹھا میں اسی وقت میں نے اپنے سر پر دو نرم و گداز ہاتھوں کو محسوس کیا جو بڑے محبت اور پیار سے رکھے گئے ہوں۔ میں ایک ناقابل بیان خوشی محسوس کر رہا تھا (کیونکہ یہ میری شفیق ماں کے ہاتھ تھے) ...."

میں ہمیشہ ہر چیز کو سائنس کی نظر سے دیکھنے کا عادی رہا ہوں اور جب بھی میں نے (مذکورہ بالا) واقعہ کا تجزیہ کیا ہے تو میں اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ یہ اچانک غم کی وجہ سے تھا۔ مگر صرف اس بات نے میرے دل کو مطمئن نہ کیا۔

غیر فانی زندگی

اس واقعہ نے آخر کار مجھے اپنی ماں کی روحانی زندگی ماننے پر مجبور کر دیا۔ میں نے جان لیا کہ وہ زندہ ہے اور ہمیشہ زندہ رہے گی۔ مجھے زندگی کو غیر فانی ماننے میں کچھ شبہ نہ رہا۔ مجھے اس بات پر پورا پورا یقین ہے کہ جب ہم مرجاتے ہیں تو اپنے محبان اور عزیزان کو ملتے ہیں اور ان کو پہچانتے ہیں اور پھر ہمیشہ کے لئے اکٹھے رہتے ہیں۔ میرا یقین ہے کہ زیست کے اس عالم لامحدود میں جس میں نہ غم و حزن ہوگا اور نہ طبعی آلام "ہر گذری ہوئی شخصیت کی شناخت ہوتی رہے گی" اور میرا اس پر بھی یقین ہے کہ وہاں ایک قسم کی جد و جہد ہوگی کیونکہ یہ زندگی کی علامت ہے۔ اور یقیناً یقیناً وہاں ایک لافانی نشو و نما ہوتی رہے گی کیونکہ زندگی عروج کا ہی دوسرا نام ہے اور روح کے صعود کے بغیر یہ ایک ناقابل اعتبار اور ناکارہ چیز بن کر رہ جاتی ہے

سائنس دان کا نظریہ

بہت عرصہ گذرا میں نے ایک سائنس دان کے یہ الفاظ پڑھے تھے کہ :-

"موت کے وقت انسان کی زندگی ایسے ختم ہوتی ہے جیسے موم بتی بجھ جاتی ہے"۔

وہ اپنی اس بات میں حق بجانب تھا کیونکہ اس وقت مادہ پرستی کی سائنس عام تھی۔ لیکن آج اس سے اپنی بات کو ثابت کرنے کے لئے سوال کیا جا سکتا ہے کہ اس نے اس بات کو کیسے جانا؟

حقیقت یہ ہے کہ اس کے پاس اس کا کوئی جواب نہیں اور وہ اپنی بات ثابت کرنے میں ناکام ہوگا۔

ہمیں لافانیت پر اس لئے یقین نہیں آتا کہ ہمارے پاس اس قسم کے کچھ ثبوت ہیں جو لافانیت کو بے بنیاد قرار دیتے ہیں۔ مگر ہم یہ ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں کہ لافانیت ایک حقیقت ہے کیونکہ لافانی زندگی ہی زندگی کہلانے کی مستحق ہے۔

حیات جاوداں کی فطری خواہش

حقیقتاً یہ فطرتی احساس کہ زندگی کو جاوداں ہونا چاہیئے ہی سب سے بڑا ثبوت ہے کیونکہ خدائے قدوس کوئی بات جب لوگوں کو پہنچانا چاہتا ہے تو وہ اس خیال کو انسان کی فطرت میں رکھ دیتا ہے۔ حیات جاوداں کی تمنا ایک ایسی عالمگیر خواہش ہے کہ مشکل ہی سے کوئی انسان ایسا ہوگا جس کو اس کی آرزو نہ ہو۔

ہم جہاں تک بھی سوچیں اور جتنی بھی گہری نظر سے کائنات عالم کا مطالعہ کریں ہمیں انسانی زندگی کی بقا پر ہی ایمان لانا پڑے گا۔

دلی آواز

ایسی حقیقتوں پر جیسا کہ "لافانیت حیات" ہے یقین نہیں آ سکتا جب تک کہ ثبوت و شواہد موجود نہ ہوں ہاں مگر مذہب یا باطنی دانش کی دلی آواز سے مان لیتے ہیں (یعنی ایک شخص اس وجہ سے مان لیتا ہے کہ اس کے مذہب میں یہ چیز ہے۔ یا اس کا دل گواہی دیتا ہے کہ ایسا ہونا چاہیئے) کیونکہ سائنس کی دنیا میں کسی چیز کو سچ ماننے کے لئے یہ "دل کی آواز" ایک بڑا اہم جزو ہے۔ برگسن (BERG SON) کے الفاظ ہیں:-

"اکثر ایسا ہوتا ہے کہ سائنسدان ایک چیز کے قابل تصدیق ہونے تک پہنچ جاتے ہیں اور پھر دلی آواز کی ایک جھلک سے اس کی حقانیت کو پا لیتے ہیں"۔

سائنس کی معلومات نے ہمارے ایمان کو اور اس دلی آواز کو کافی مدد اور سہارا دیا ہے۔ دنیا سے لوگوں کا پرانا مادہ پرستی کا عقیدہ غائب ہوتا جا رہا ہے۔

روح ایک حقیقت ہے

سر جیمز جینز (SIR JAMES JEANS) کہتا ہے :-

"کہ تمام دنیا تھرتھراہٹ میں ہے"

اور آئن سٹائن (EIN STEIN) کہتا ہے:-

"مادہ اور قوت دراصل ایک ہی چیز ہے اور ایک دوسرے میں تبدیل ہو سکتا ہے"۔

ان کے علاوہ اب قریباً تمام عالم مانتے ہیں کہ روحانیت کوئی چیز ہے جو زندگی کی اصل ہے۔

میں نے تھامس ایڈیسن (Thomas Edison) سے اس کے خاوند کے "حیات بعد الموت" کے نظریہ کے بارے میں بات کی (معلوم ہوا کہ اس کا خاوند) ایک مشہور موجد تہہ دل سے مانتا ہے کہ روح واقعی ایک حقیقت ہے جو موت کے وقت انسانی جسم کو چھوڑ جاتی ہے۔

حسین نظارہ

جب ایڈیسن (THOMAS EDISON) بالکل مرنے کے قریب تھا تو ڈاکٹر نے دیکھا کہ وہ کوئی بات کہنے کی کوشش کر رہا ہے۔ ڈاکٹر اس پر جھک گیا اور اس نے مرنے والے کے یہ الفاظ صاف صاف سنے :-

"اوہ! وہ کتنا حسین نظارہ ہے"

مردوں اور عورتوں کے عینی تجربات جب وہ اس ... وادی (موت) میں داخل ہوتے ہیں ظاہر کرتے ہیں کہ اس جگہ واقعی ایک زندگی اور حسن ہے۔

اس میں شک نہیں کہ بعض اوقات بیمار کو درد و آلام سے دوچار ہونا پڑتا ہے اور طبعی موت کی طرف انسانی زندگی کا راستہ دشوار گذار ہوتا ہے مگر عین موت کے وقت جیسا کہ ایک مشہور ترین ڈاکٹر کہتا ہے :-

"ایسا معلوم ہوتا ہے کہ سکون و راحت کی ایک لہر چھا رہی ہو"

ایک نرس جس نے بہت سے مریضوں کو مرتے دیکھا کہتی ہے :-

"بہت سے مریض جب وہ مرنے کے قریب ہوتے ہیں ایسے آثار و علامات ظاہر کرتے ہیں جن سے پتہ چلتا ہے کہ انہوں نے کوئی چیز دیکھی ہے اور اکثر وہ ایک روشنی اور میوزک کے متعلق باتیں کرتے ہیں۔ کچھ ایسے بولتے ہیں جیسے کہ وہ کوئی جانے پہچانے چہرے دیکھ رہے ہوں۔ اور اکثر ان کی نگاہیں متعجبہ بن جاتی ہیں جیسے انہیں کسی چیز پر

یقین نہ آ رہا ہو"

میں خود اپنے ایک دوست کے پاس تھا جب وہ مرنے کے قریب تھا - جونہی کہ موت کی لہر اس پر آئی اچانک اس نے اپنے لڑکے کو جو اس کے قریب ہی بیٹھا تھا مخاطب کرتے ہوئے کہا :-

"بیٹا! مجھے بہت خوبصورت عمارات
نظر آ رہی ہیں۔ ان میں سے ایک عمارت
میں روشنی ہے - یہ روشنی میرے لئے
ہے - اور بہت ہی حسین نظارہ میرے
سامنے ہے ......"

بیٹے نے مجھ سے کہا کہ میرا باپ ایک سائنسدان تھا اس نے کبھی کوئی بات ایسی نہیں کہی جو ثابت شدہ حقیقت نہ ہو۔ سالوں کی یہ عادت اب نہیں بدل سکتی وہ جو کچھ کہہ رہا تھا دیکھ کر کہہ رہا تھا -

ڈاکٹر لیزلاسٹے ویدرہیڈ (DR. LESLIE WEATHER HEAD) جو لندن میں سٹی ٹیمپل (CITY TEMPLE) کا وزیر تھا کہتا ہے کہ ایک دفعہ میں ...... ایک مریض کی چارپائی پر بیٹھا جو قریب المرگ تھا اس کا ہاتھ میرے ہاتھ میں تھا - میں نے کچھ مضبوطی سے پکڑنا چاہا مگر مریض کی زبان سے عجیب الفاظ نکلے -
"مجھے مت کھینچو! یہ نظارہ تو عجیب نظارہ ہے!"

ڈاکٹر موصوف نے ایک اور ڈاکٹر ولیم ہنٹر ...... (WILLIAM HUNTER) کا حوالہ دیتے ہوئے کہا کہ جب وہ بستر مرگ پر تھا تو اس نے کہا کہ اگر میری انگلیوں میں قلم پکڑنے کی طاقت ہوتی تو میں لکھتا کہ موت کس قدر آسان اور دلکش ہے"

موت نہیں زندگی

کچھ زیادہ عرصہ نہیں ہوا کہ مجھے اپنی بیوی کے ساتھ یروشلم کے نزدیک ایک گاؤں بیتھنی ...... (BETHANY) میں جانے کا اتفاق ہوا - ہم ایک مقبرہ کے باہر کھڑے ہو گئے - اس جگہ ایک دفعہ لعزر نے بھی آرام کیا تھا - اور یہ وہی جگہ تھی جہاں صدیاں گذریں یسوع مسیح اپنے غمزدہ لوگوں سے مخاطب ہوا تھا کہ :-

"قیامت اور زندگی تو میں ہوں - جو مجھ
پر ایمان لاتا ہے گو وہ مر جائے تو بھی
زندہ رہے گا اور جو کوئی زندہ ہے
اور مجھ پر ایمان لاتا ہے وہ ابد تک کبھی
نہ مرے گا"

(یوحنا ۱۱ : ۲۵-۲۶)

ان حقائق اتم کا احساس جو اس وقت ہوا جبکہ میں مقبرہ کے باہر کھڑا تھا اس قدر شدید تھا کہ اب بھرائی جذبات کی گہرائیوں میں جائے بغیر پیدا ہونا مشکل ہے - مجھے علم تھا کہ یہ الفاظ صرف حقانیت پر مبنی ہیں -
سچ بات یہی ہے کہ خداوند کا "موت" کہنا

مکتوبِ بغداد

سید تصدق حسین صاحب قادری کی تبلیغی ڈائری کے چند اقتباسات

۲۸ دسمبر ۱۹۶۰ء بروز بدھ :-

جناب سیکرٹری صاحب کے نام چار ورق تبلیغی ڈائری معہ خط بنام حضرت شیخ غلام قادر صاحب و بصرہ سے محمد سرفراز خان صاحب کی جانب سے آیا ہوا خط ہوائی ڈاک سے بھجوایا - بحری ڈاک سے پیغام صلح نمبر ۴۲ کا ... چار عدد پر مشتمل ایک پیکٹ بذریعہ رجسٹرڈ ملا - جناب عبدالعزیز صاحب لواء دیوانیہ اور اخویم عبدالصمد صاحب بصرہ کو پیغام صلح نمبر ۴۳ اور جناب پروفیسر ابوبکر شبلی سکھر کو جریدہ "الوطن" مع پمفلٹ "عیسائیت پر ایک خطبہ" اور جناب محمد اکبر صاحب پاکستانی کو پیغام صلح نمبر ۴۳ ڈاک سے بھجوایا - جناب عبدالکریم صاحب سے پیغام صلح نمبر ۴۲ واپس ملا اور انہیں نمبر ۴۳ دستی بھجوایا -

۲۹ دسمبر ۱۹۶۰ء بروز جمعرات :-

حسب معمول صوفی محمد طیب صاحب گھر تشریف لائے ڈیڑھ گھنٹہ بیٹھے - پیغام صلح نمبر ۴۷ سے مقالہ "احادیث نبویہ میں سچے مسیح اور مہدی کے ظہور سے قبل" از مولانا عبدالرحمن صاحب مصری پڑھ کر سنایا، مقالہ معلومات سے پُر اور سلسلہ سے متعلق بہت سی غلط فہمیوں کے دور ہونے کا باعث ہے اللہ تعالیٰ مولانا موصوف کو فی الدارین جزائے خیر دے - صوفی صاحب سے امروز، مدینہ اور ردو پر سے پیغام صلح کے لئے انہیں نمبر ۵ دیا - جناب محمد حسین صاحب خیاط پاکستانی کو پیغام صلح نمبر ۱۸ مع امروز ڈاک سے بھجوایا -

۳۰ دسمبر ۱۹۶۰ء بروز جمعہ :-

جناب محمد افضل خان صاحب برائے استفسار صحت گھر تشریف لائے جزاہ اللہ - جناب فرید جعفری صاحب فرسٹ سیکرٹری پاکستانی ایمبیسی کو لائٹ نمبر ۲۱-۲۲ اور استاد برہان محمد یوسف کو رسالہ "کرائسٹ ازکم" ڈاک سے بھجوایا - اور جناب عبدالحکیم صاحب کو پیغام صلح نمبر ۴۲ دستی بھیجا -

۳۱ دسمبر ۱۹۶۰ء بروز سنیچر :-

جناب علی اکبر شاہ مع قربان علی صاحب برائے استفسار صحت گھر تشریف لائے جزاھم اللہ - جناب محمد صادق بغداد کو پیغام صلح نمبر ۴۳ مع امروز ڈاک سے بھجوایا - اخویم محمد شیر گل صاحب سے لائٹ نمبر ۳۷ ملا جو ڈاک سے ماجد محمد افضل

٭ دراصل زندگی کہتا ہے - بائبل کی تمام تر تعلیم زندگی پر مبنی ہے نہ کہ موت پر - بائبل ہمیں بتلاتی ہے کہ موت کو جیسا ہم سمجھتے ہیں ویسی نہیں ہے - ہمیں صرف "معلوم" ہوتا ہے کہ موت "ایک چیز" ہے لیکن دراصل بات یہ ہے کہ موت کوئی چیز نہیں اور کہ زندگی —— ہمیشہ ہمیشہ زندہ رہے گی ؛

صاحب بصرہ کو بھیجدیا - اور محمد شیر گل صاحب کو پیغام صلح نمبر ۴۲ دستی بھجوایا -

رات مکان پر عزیزم عبدالمجید معہ اہل و عیال تشریف لائے، عزیز موصوف کے ساتھ استاذ عبدالرحمن البغدادی طبیب الاسنان کو اسلامک ریویو مجریہ اگست بھجوایا -

یکم جنوری ۱۹۶۱ء بروز اتوار :-

آج نئے سال کا پہلا دن ہے، خداوند کریم سال رواں تمام نسل انسانی کے لئے عموماً اور فرزندانِ اسلام کے لئے خصوصاً باعث خیر و برکت بناوے اور افراط و تفریط سے بچا کر صراطِ مستقیم پر چلنے کی توفیق بخشے - جناب عبدالصمد صاحب صدر بحرین کو اسلامک ریویو اکتوبر رجسٹرڈ مع پیغام صلح نمبر ۴۰-۴۱ اور جناب ریاض الحسن صاحب سفارت پاکستانیہ کو کتاب "اسلام اینڈ کرسچینٹی" ڈاک سے بھجوایا -

سجوانی صاحب بصرہ کو خط لکھا - اخویم عبدالصمد صاحب برتی بصرہ سے پیغام صلح نمبر ۴۲ تا ۴۴ بعد از مطالعہ واپس ملے عبدالحکیم صاحب سے نمبر ۴۴ واپس ملا اور نمبر ۴۵ انہیں دستی بھجوایا - برادرم محترم محمد اقبال شیدائی اٹالیا کے مکتوب کا جواب بذریعہ ہوائی ڈاک دیا -

۲ جنوری ۱۹۶۱ء بروز پیر :-

اخویم محمد خان بصرہ کو پیغام صلح نمبر ۴۶ و نمبر ۴۷ اور جناب محمد شفیع صاحب ہندی بغداد کو رسالہ "عیسائیت پر ایک خطبہ" معہ اخبار مدینہ ڈاک سے بھجوایا -

۳ جنوری ۱۹۶۱ء بروز منگل :-

آج پورے سات سال ہوئے قلب پر سکتہ کا شدید حملہ ہوا تھا لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے بچا لیا - جناب گل محمد صاحب کو پیغام صلح نمبر ۴۲ معہ اخبار مدینہ اور جناب عبدالغنی صاحب تیا طلبا پاکستانی کو رسالہ "عیسائیت پر ایک خطبہ" مع امروز ڈاک سے بھجوایا - بحری ڈاک سے پیغام صلح نمبر ۴۹ کا ... چار عدد پر مشتمل ایک پیکٹ رجسٹری ملا نیز محترمی شیخ غلام قادر صاحب کی جانب سے مندرجہ ذیل کتابچہ و پمفلٹ کی ایک ایک کاپی ملی، "دی فونڈر آف احمدیہ موومنٹ"، مرزا غلام احمد آف قادیان، کال آف اسلام، پرومسڈ مسیح اینڈ مہدی، اسلام دی ریلیجن آف ہیومینٹی - "ڈیتھ آف جیسس کرائسٹ جیسس سون اینڈ میری"، چارج آف ہیرسی - نیز دفتر سے جلسہ سالانہ کا ایک اشتہار بھی ملا - نیز دفتر انصار احمدیہ کی جانب سے کتاب "تاریخ محمودیت کے چند اہم مگر پوشیدہ اوراق" حصہ اول کا ایک نسخہ بھی ملا - عبدالعزیز صاحب لواء دیوانیہ سے پیغام صلح نمبر ۴۵ نمبر ۴۶ اور عبدالحکیم صاحب سے بھی نمبر ۴۵ ملے اور عبدالحکیم صاحب کو نمبر ۴۶ دستی بھجوایا - ربوہ سے یکے از ربوی دوست کا خط مرقومہ ۲۴ دسمبر ۱۹۶۰ء ہوائی ڈاک سے ملا ؛

حضرت مسیح موعودؑ کے نشانات

از چوہدری فضل الرحمٰن قمر سامانوی

تقریر جو بموقعہ جلسہ سالانہ ۱۹۹۰ء بتاریخ ۲۷ دسمبر کو احمدیہ بلڈنگس لاہور میں کی گئی :

حضرت نبی کریمؐ کے مستقل اور دائمی معجزات

اللہ تعالیٰ نے جو نشانات مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ ظاہر فرمائے ان کے متعلق حضورؑ فرماتے ہیں کہ :-

" قطع نظر اس بات کے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیوں سے قرآن شریف بھرا پڑا ہے اور قیامت تک اور اس کے بعد تک کی پیشگوئیاں اس میں موجود ہیں سب سے بڑھ کر ثبوت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیوں کا یہ ہے کہ ہر زمانہ میں ان پیشگوئیوں کا زندہ ثبوت دینے والا موجود ہوتا ہے چنانچہ اس زمانہ میں اللہ تعالیٰ نے مجھے بطور نشان کھڑا کیا ہے اور پیشگوئیوں کا عظیم الشان نشان مجھے دیا تا میں ان لوگوں کو جو حقائق سے بے بہرہ اور معرفت الٰہی سے بے نصیب ہیں روز روشن کی طرح دکھا دوں کہ ہمارے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات کیسے مستقل اور دائمی ہیں۔

کیا بنی اسرائیل کے بقیہ یہود یا حضرت مسیح علیہ السلام کو خداوند خداوند پکارنے والے عیسائیوں میں کوئی ہے جو ان نشانات میں میرا مقابلہ کرے ؟ میں پکار کر کہتا ہوں کہ کوئی بھی نہیں ایک بھی نہیں پھر یہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداری معجزہ نمائی کی قوت کا ثبوت ہے کیونکہ یہ مسلم مسئلہ ہے کہ نبی متبوع کے معجزات ہی وہ معجزات کہلاتے ہیں جو اس کے کسی متبع کے ہاتھ پر سرزد ہوں۔ پس جو نشانات خوارق عادات مجھے دیئے گئے ہیں جو پیشگوئیوں کا عظیم الشان نشان مجھے عطا ہوا ہے یہ دراصل رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زندہ معجزات ہیں اور کسی دوسرے نبی کے متبع کو یہ آج فخر نہیں ہے کہ وہ اس طرح پر دعوت کرکے ظاہر کرے کہ وہ بھی اپنے اندر اپنے نبی متبوع کی قوت قدسی کی وجہ سے خوارق دکھا سکتا ہے۔ یہ فخر صرف اسلام کو ہے اور اسی سے معلوم ہوتا ہے کہ زندہ رسول ابدالآباد کے لئے صرف محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہو سکتے ہیں جن کے نفوس طیبہ اور قوت قدسیہ کے طفیل سے ہر زمانہ میں ایک مرد خدا خدا نمائی کا ثبوت دنیا پہنچاتا ہے "

(ملفوظات احمدیہ جلد ۱ صفحہ ۲۱۵)

اس حوالہ سے جہاں یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ حضرت اقدس علیہ السلام کے ذریعہ ظاہر ہونے والے نشانات دراصل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قوت قدسیہ کا ثبوت ہیں ، وہاں یہ بات بھی ثابت ہوتی ہے کہ آج دیگر مذاہب کے مقابلہ میں اسلام کی صداقت اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زندہ نبی ہونے کا ناقابل تردید ثبوت وہ نشانات ہیں جو حضرت احمدؐ کے ایک غلام کے ذریعہ اللہ تعالیٰ ظاہر کر رہا ہے۔

حضرت مسیح موعودؑ کی بعثت کا مقصد

اس غلام احمدؐ کی بعثت کا واحد مقصد اس کے اپنے الفاظ میں یہ تھا کہ :-

" خداوند تعالیٰ چاہتا ہے کہ ان تمام روحوں کو جو زمین کی متفرق آبادیوں میں آباد ہیں کیا یورپ اور کیا ایشیا ان سب کو جو نیک فطرت رکھتے ہیں توحید کی طرف کھینچے اور اپنے بندوں کو دین واحد پر جمع کرے یہی خدا تعالیٰ کا مقصد ہے جس کے لئے میں دنیا میں بھیجا گیا ہوں سو تم اس مقصد کی پیروی کرو "

(الوصیت صفحہ ۸)

پھر اللہ تعالیٰ نے آپ کو بذریعہ الہام حکم دیا کہ :-

" سب مسلمانوں کو جو روئے زمین پر ہیں جمع کرو علیٰ دینٍ واحدٍ "

(الحکم ۲۴ نومبر ۱۹۰۵ء)

جب اللہ تعالیٰ کا مقصد آخری زمانہ میں کل دنیا کے لوگوں کو " دین واحد " پر جمع کرنا ہے جس کو پورا کرنے کا واحد ذریعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہیں ، اور یہی مقصد آپ کی بعثت کا ہے تو پھر یہ کیونکر ممکن ہے کہ آپ کے وجود اور آپ کے ذریعے ظاہر ہونے والے نشانات کو پیش کئے بغیر وہ مقصد حاصل ہو سکے جس کے پورا کرنے کے لئے خدا تعالیٰ نے آپ کو مبعوث کیا ؟

وعدۂ الٰہی

اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ساتھ یہ وعدہ فرمایا کہ :-

" میں تجھے زمین کے کناروں تک عزت کے ساتھ شہرت دوں گا اور تیرا ذکر بلند کروں گا اور تیری محبت دلوں میں ڈال دوں گا "

(ازالہ اوہام صفحہ ۶۳۴)

پھر فرماتا ہے :-

" خدا تیرے نام کو اس روز تک جو دنیا منقطع ہو جائے عزت کے ساتھ قائم رکھے گا اور تیری دعوت کو دنیا کے کناروں تک پہنچا دے گا "

(تذکرہ صفحہ ۱۷۵)

ان وعدوں سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ آسمان پر مقدر ہو چکا ہے کہ زمین کے کناروں تک آپ کا نام پہنچے کیونکہ اسلام کو ادیان باطلہ پر غالب کرنے کا ذریعہ آج آپ کا وجود ہے اور اسی لئے اللہ تعالیٰ نے آپ کو مبعوث فرمایا اگر آپ کے بغیر یہ مقصد حاصل ہو سکتا تو آپ کی بعثت سے پہلے مسلمان یہ مقصد پورا کرتے اور اس صورت میں اللہ تعالیٰ آپ کو مبعوث ہی نہ کرتا مگر چونکہ مسلمان اس مقصد کی پیروی چھوڑ چکے تھے اس لئے اللہ تعالیٰ نے اس کی تکمیل یعنی غلبہ اسلام کے لئے حضرت اقدس کو مبعوث فرمایا پس اب اگر کسی کو یہ وہم گذرے کہ آپ کے بغیر یہ مقصد پورا ہو سکتا ہے تو

این خیال است و محال است و جنوں

اشاعت اسلام آج صرف مامور الٰہی سے ہی ممکن ہے

یہ صرف دعویٰ ہی نہیں بلکہ تجربہ ہمارے سامنے ہے جس سے اس دعوے کی پرزور تائید ہوتی ہے۔ دیکھ لیجئے کہ آج دنیا میں پچاس کروڑ کے قریب مسلمان موجود ہیں جن کی اپنی کئی آزاد حکومتیں بھی ہیں بڑے بڑے متمول تاجر بھی ان میں موجود ہیں ، لاکھوں کی تعداد میں علماء و فضلاء موجود ہیں ، فلاسفروں اور ادیبوں کی بھی ان میں کمی نہیں ، مگر ان کو اشاعت قرآن اور خدمت دین اسلام کی توفیق نہیں ملی ان کی طرف توجہ ہی نہیں اگر فرستادۂ خدا کے بغیر یہ کام ہو سکتا تو یہ لوگ ضرور اس طرف متوجہ ہوتے۔ ان کی اس بات سے لاپرواہی اس بات کا ثبوت ہے کہ یہ کام صرف مامور من اللہ کا ہے اسی لئے اللہ تعالیٰ نے اسے مبعوث فرمایا۔ زندہ خدا زندہ نبی زندہ مذہب اور زندہ کتاب کا زندہ اور بولتا چالتا ثبوت صرف مامور من اللہ کا وجود ہے اسی لئے خدا نے فرما دیا کہ

" دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اسے قبول نہ کیا لیکن خدا اسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں سے اس کی سچائی ظاہر کر دے گا "

خشک منطق اور فلسفہ دیگر مذاہب کے پیروؤں کے

پاس بھی موجود ہے اور ظاہری علوم کے ماہران میں مسلمانوں کی نسبت بہت زیادہ ہیں زبانی قیل وقال سے ان کو مغلوب نہیں کیا جاسکتا تھا ان کو نیچا دکھانے کے لیئے ایک صاحب حال انسان کی ضرورت تھی اس لئے اللہ تعالےٰ نے اس شخص کو بھیجا جس نے آکر اعلان کیا کہ ؎

ہم نے اسلام کو خود تجربہ کرکے دیکھا
نور ہے نور اٹھو دیکھو سنایا ہم نے

اس نے سب مذاہب باطلہ کو یہ چیلنج کیا کہ ؎

کرامت گرچہ بے نام ونشاں است
بیا بنگر ز غلمان محمدؐ

پس آج یورپ وامریکہ ایشیا وافریقہ کے ہر اسود واحمر کو توحید اور دین واحد کی طرف کھینچنے کا واحد ذریعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا وجود اور آپ کے ذریعے ظاہر ہونے والے نشانات ہیں اسی لئے آپ فرماتے ہیں :۔

"اب اس وقت بھی اللہ تعالےٰ نے ارادہ فرمایا ہے کہ وہ اسلام کو کل ملتوں پر غالب کرے اس نے مجھے اسی مطلب کے لئے بھیجا ہے اور اسی طرح بھیجا ہے جس طرح پہلے امور آتے رہے ہے"

(ملفوظات احمدیہ صہ ۱۷۶)

پھر فرماتے ہیں :۔

"یہ لوگ جبکہ اس طرح سے اسلام کو ذلیل کرنے پر آمادہ ہوئے ہیں تو اللہ تعالیٰ نے اپنے وعدے کے موافق کہ انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون قرآن شریف کی عظمت کو قائم کرنے کے لئے مجھے بھیجا ہے"

(ایضاً)

پھر فرماتے ہیں :۔

"اسلام پر ذلت کا وقت آچکا ہے مگر اب خدا نے چاہا ہے کہ اس کی نصرت کرے چنانچہ اس نے مجھے بھیجا ہے کہ میں اسلام کو براہین اور حجج ساطعہ کے ساتھ تمام ملتوں اور مذہبوں پر غالب کرکے دکھا دوں اللہ تعالےٰ نے اس مبارک زمانہ میں چاہا ہے کہ اس کا جلال ظاہر ہو اب کوئی نہیں جو اس کو روک سکے۔"

(ایضاً صفحہ ۱۶۴)

نشانات کو باسی نہ ہونے دیں

پھر آپ اس مقصد کو پورا کرنے کے ذرائع بیان کرتے ہوئے جماعت کو ہدایت فرماتے ہیں :۔

"ہماری جماعت کا جس نے مجھے پہچانا ہے فرض ہے کہ وہ اللہ تعالےٰ کے ان نشانات کو باسی نہ ہونے دیں اس سے قوت یقین پیدا ہوتی ہے اس لئے ہماری جماعت کو چاہیئے کہ وہ ان نشانات کو پوشیدہ نہ رکھے اور جس نے دیکھے ہیں وہ ان کو بتلا دے جو غائب ہیں اور خدا پر تازہ ایمان پیدا کریں اور ان نشانات کو عمدہ براہین سے سجا سجا کر پیش کریں"

ہمارا فرض پہنچا دینا ہے

حضرت امام العصر علیہ السلام کے اس حکم کی اتباع میں ہمارا فرض ہے کہ ہم ان نشانات کو متواتر پیش کرتے چلے جائیں منوانا ہمارا کام نہیں ہے ہمارا کام صرف پہنچا دینا اور اتمام حجت کرنا ہے اگر اس کے بعد کوئی نہیں مانتا تو اس کا معاملہ خدا تعالےٰ کے سپرد ہے ایسے لوگوں کے متعلق آپ فرماتے ہیں :۔

"یاد رکھو خدا کے لئے دلائل اور براہین کو جو غور سے نہیں دیکھتے وہ اندھے ہوتے ہیں اور حق کو نہیں دیکھ سکتے اور ان کے سننے کے کان نہیں ہوتے یہ لوگ چارپائے بلکہ ان سے بھی بدتر ہوتے ہیں اور خدا ان کی زندگی کا متکفل نہیں ہوتا خدا تعالےٰ متقی اور مومن کی زندگی کا ذمہ دار ہے، ھو یتولی الصالحین اور وہ لوگ جو اللہ تعالیٰ کی راہ سے دور اور چارپایوں کے مشابہ ہیں ان کی زندگی کا کفیل نہیں بھلا بتلاؤ تو ہی کہ کوئی آدمی جو ذبح ہوتے ہوئے بکروں سے بھی گئے گذرے ہیں ان کی زندگی کی کیا پرواہ ہو سکتی ہے؟"

(ایضاً صہ ۱۳۰)

پس اگر ہم ان نشانات کو بار بار پیش کرتے ہیں اور سننے والے نہیں مانتے تو ہم بری الذمہ ہیں۔ ان سے اللہ تعالےٰ خود بازپرس کرے گا اور اگر ہم خود ہی ان نشانات کو پیش کرنے سے پہلوتہی کریں تو پھر ہماری حالت یقیناً حضرت کے اس ارشاد کے موجب چوپایوں سے بھی گئی گذری ہوگی جن کا تذکرہ حضور نے اس حوالہ میں فرمایا ہے۔

---

۴۵ جملہ احباب مطلع رہیں۔
الراقم۔ عبدالشکور بٹ
احمدیہ بلڈنگس لاہور
(دستخط عبدالشکور بٹ)

خط وکتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ دیں۔
(مینیجر پیغام صلح)

ووکنگ مسلم مشن کی تبلیغی سرگرمیاں

(بسلسلہ صفحہ ۸)

سوال :۔ آپ نے بتایا ہے کہ قرآن کہتا ہے تمام نبی معصوم ہیں، لیکن موسیٰ نے گناہ کیا ؟

جواب :۔ قرآن کریم نے اس کا کوئی ذکر نہیں کیا، اس کا بیان یہی ہے کہ تمام نبی معصوم تھے۔

سوال :۔ کیا آپ کے ہاں کوئی مقدس جانور ہے، جیسے گائے ؟

جواب :۔ نہیں۔

سوال :۔ کیا آپ کے ہاں روزے ہیں ؟

جواب :۔ مسلمان کو رمضان کا تمام مہینہ روزے رکھنے پڑتے ہیں، یہ مہینہ تیس یا انتیس دن کا ہوتا ہے، اس کے لئے ضروری ہے کہ صبح صادق سے لے کر غروب آفتاب تک کھانا پینا اور تمباکو نوشی وغیرہ بالکل ترک کر دیا جائے۔ ان روزوں کا مقصد ایک روحانی تربیت حاصل کرنا ہے یہ افسوس اور ماتم کا نشان نہیں ہیں۔

سوال :۔ کیا اسلام میں کوئی خاص تہوار ہیں ؟

جواب :۔ اسلام میں مستند تہوار دو ہیں :۔

(۱) رمضان کے روزے پورے کرنے کے بعد اگلے ماہ کے پہلے دن ایک خاص تقریب ہوتی ہے۔

(۲) رمضان سے قریباً دو ماہ بعد حضرت اسمٰعیلؑ کی قربانی (حضرت اسحٰق کی نہیں) کی تقریب منائی جاتی ہے۔

حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش کی سالگرہ بھی دنیا کے بعض حصوں میں منائی جاتی ہے۔ لیکن یہ تہوار حال ہی کے زمانہ کی ایجاد ہے۔

ضروری اعلان

میرا پسر صلاح الدین بٹ مسمی عافیت نامی ایک پیشہ ور سکنہ قصور کے ہمراہ عرصہ قریباً تین ماہ سے آوارہ ہو چکا ہے میں نے پسر خود کو اس کی بد اعمالی اور آوارگی کی وجہ سے گھر سے عاق کر دیا ہے۔ میرے رشتہ دار اور احباب میرے پسر صلاح الدین اور اس کے ہمراہی پر ہرگز اعتبار اور اعتماد نہ رکھیں اور اس سے کسی قسم کا لین دین نہ کریں۔ ۴۲

نامہ ہالینڈ ——— غلام احمد صاحب بشیر مبلغ اسلام ہالینڈ

احمدیہ اسلام مشن ہالینڈ کی تبلیغی مساعی

ڈاکٹر دی یونگ کی وفات

امید ہے کہ آپ بالکل بخیریت سے ہوں گے اور جلسہ سالانہ بھی بخیر و خوبی کامیابی کے ساتھ سرانجام ہوا ہوگا۔ گذشتہ ماہ ایک بہت افسوسناک واقعہ ہوا ہے، وہ یہ کہ ڈاکٹر دی یونگ جو ہمارے مشن کی ہر طرح سے مدد کیا کرتے تھے اور ہمارے پرچہ میں باقاعدہ مضامین لکھا کرتے تھے وفات ہو گئے اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن ان کی وفات سے ایک خلاء سا پیدا ہو گیا ہے، اللہ تعالےٰ سے دعا ہے کہ وہ اس کمی کو خود پورا کرے۔ ڈاکٹر دی یونگ کے ساتھ کئی سالوں سے میرے تعلقات تھے اور مضامین وغیرہ کے تیار کرنے میں بہت مدد دیا کرتے تھے۔

ڈاکٹر دی یونگ کی علمیت اور اسلام کیلئے غیرت

وہ اسلام کے ایک قسم کے شیدائی تھے۔ جہاں بھی اسلام کے خلاف کسی نے کچھ کہا اسی وقت مجلس میں کھڑے ہو کر اس کی تردید کر دی۔ ان کی عمر اب ۹۰ سال ہوتے والی تھی مگر جب کسی مجلس میں ہوتے تو نوجوانوں کی طرح اسلام کا دفاع کرنے کے لئے کھڑے ہو جاتے۔ ان کی علمیت سے ہر ایک واقف تھا اس لئے ان کی موجودگی میں کسی غیر مسلم کو زیادہ کہنے کی جرأت نہ ہوتی تھی۔ عیسائیت اور یورپ کی تاریخ پر اُن کو خاص عبور حاصل تھا۔ اس لئے جب کوئی تاریخ سے کسی واقعہ کو پیش کر کے اسلام پر اعتراض کرنے کی جرأت کرتا تو وہ صحیح واقعات بتلا کر سوال کرنے والے کے لئے سوائے شرمندگی کے اور کوئی امکان نہ چھوڑتے۔ بائبل پر بھی ان کو کافی عبور تھا، حتیٰ کہ پادری بھی باوجود رات دن تعلیم و تعلم کے اتنی واقفیت نہ رکھتے تھے۔

اسلام کا عقیدۂ توحید ڈاکٹر دی یونگ کی نظر میں

اسلام کے متعلق انہوں نے کئی لیکچر دیئے ہیں۔ ایک لیکچر "اسلام اور پراسٹنٹ مذہب" کے متعلق تھا۔ اس میں توحید باری تعالیٰ پر بحث فرماتے ہوئے کہنے لگے:-

> "اگر مذہب میں توحید کا عقیدہ مذہب کے اعلےٰ ہونے پر دلالت کرتا ہے تو پھر اسلام تمام مذاہب سے برتر ہے کیونکہ اُس نے جو توحید پیش کی ہے وہ لاثانی ہے اور وہ کسی اور وجود کے لئے یہ امکان نہیں چھوڑتی کہ اسے خدا کے ساتھ شریک قرار دیا جائے"

آپ کو اسلام کی صداقت اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سچائی پر پورا پورا یقین تھا اور موجودہ زمانہ میں اسلام کو مشکلات کا حل قرار دیتے تھے۔

. . . .

انتھک اور بے لوث خادمِ اسلام

اس مادی دنیا میں ان کا وجود یقیناً بے مثال تھا۔ آپ اسلام کی خدمت بغیر کسی نفع کی اُمید کے کرتے تھے۔ گھنٹوں تک کام کرتے رہتے اور جب آپ گھر جانے لگتے تو کہتے "بشیر صاحب میں آپ کا بہت شکر گذار ہوں کہ آپ نے مجھے کام کرنے کا موقعہ دیا ہے"۔ آپ کی بے لوث خدمات سب کے لئے قابلِ تقلید مثال ہیں۔

شکر گذاری کا جذبہ

شکر گذاری کا جذبہ آپ نے ایسا دکھلایا ہے کہ اس کی مثال نہیں مل سکتی۔ جو کھانا بھی آپ کے سامنے آتا آپ اس کی قدر کرتے اور ہر ایک سبزی کی خصوصیات بیان کرنا شروع کر دیتے۔ کھانے کا ضائع کرنا آپ کے نزدیک بہت بڑا گناہ تھا۔ اگر کہیں ایک آلو پڑا ہوا دیکھ لیتے تو اُسے اُٹھا کر لے جاتے۔

اللہ تعالےٰ انہیں ان کی خدمات کا زیادہ سے زیادہ صلہ عطا فرمائے۔ ایسے لوگ بہت کم دنیا میں نظر آتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ انہیں آئندہ آنے والی نسلوں کے لئے مشعل راہ بنائے ان کی قوم ان ہی کی طرح اسلام کے نور سے منور ہو۔ آمین

عیسائی اخبار میں میرا مضمون

الحمد للہ کہ اس ماہ ایک لبرل عیسائی فرقہ کے اخبار میں میرا ایک مضمون عقیدہ تثلیث کی تردید میں شائع ہوا۔ اس مضمون کا کسی وقت ترجمہ کر کے پیغام صلح کے قارئین کی دلچسپی کے لئے ارسال کر دیا جائے گا۔

تبلیغی جلسے

اس ماہ ہم نے ایک جلسہ ایمسٹرڈم۔ ایک ڈیلیفٹ۔ اور دو جلسے ہیگ میں کئے۔ سائیت کے مقام پر ایک جلسہ میں اسلامی دعا اور توحید خداوندی کے متعلق مختصر طور پر بیان دینے کا موقع ملا۔

ماہنامہ "الفارق"

الفارق کا پرچہ نکالا گیا۔ اس میں مسٹر ظفراللہ کانٹ، مسٹر کرل (حبیب اللہ) مسٹر دی مولائن، مس عابدہ ویاسے اور خاکسار کی اہلیہ کے مضامین شائع کئے گئے۔

سورینام سے ہمارے دوست مسٹر لگمن نے اطلاع دی ہے کہ وہاں پر اس پرچہ کو بہت پسند کیا گیا ہے، وہاں کی عورتیں یورپین عورتوں کے لکھے ہوئے مضامین کو خاص طور پر دلچسپی سے پڑھتی ہیں، الحمد للہ کہ خدا تعالےٰ نے ہماری ادنےٰ کوششوں کو پسند فرمایا ہے۔

ملاقاتیں اور درس و تدریس

انفرادی ملاقاتوں کا سلسلہ بھی بدستور جاری رہا۔ تین چار احباب باقاعدہ قرآن مجید اور عربی سیکھنے کے لئے تشریف لاتے ہیں۔

درخواست دُعا

احباب کرام کی خدمت میں التماس ہے کہ از راہ کرم ہماری کامیابیوں کے لئے اپنی دعاؤں میں ہرگز نہ بھولیں، آپ بزرگوں کی دعائیں ہماری پشت پناہ بنتی ہیں، اللہ تعالےٰ آپ تمام احباب کو خیریت سے رکھے۔ اللّٰھم آمین۔ والسلام

ماہوار چندوں کی رقوم

(۱)- بعض بیرونی جماعتیں ماہوار چندوں میں سے کچھ رقوم مقامی ضروریات پر صرف کر دیتی ہیں، یہ صحیح طریق نہیں۔ ماہواری چندے مرکزی انجمن کا حق ہے۔ ان میں سے مقامی ضروریات کے لئے کچھ بھی وضع نہیں کرنا چاہیئے، اگر کوئی ایسی ضرورت پیش آئے تو اس کیلئے مقامی ممبران سے خاص چندہ لیا جا سکتا ہے، امید ہے تمام احباب اور سیکرٹری صاحبان اس کا آئندہ خاص طور پر خیال رکھیں گے۔

(۲) چندوں یا اور کسی قسم کی رقوم مرکز میں بھیجتے وقت اُن کی تفصیل ساتھ آنی چاہیئے، تفصیل نہ آنے سے بعض وقت حساب میں گڑبڑ پیدا ہوتی ہے امید ہے سیکرٹری صاحبان یا دوسرے احباب جو کسی قسم کی رقوم مرکز میں بھیجیں تو اس کا خاص طور پر خیال رکھیں گے۔

(خاکسار - غلام رسول افسر تحصیل)

عربی کی تعلیم
مفت

بفضلہ تعالےٰ آئندہ ماہ کی عربی جماعت ۱۶ر فروری ۱۹۶۱ء کو شروع ہوگی۔ کم از کم میٹرک یا ادیب امتحان کے سند یافتہ اصحاب بلا تفریق مذہب و ملت، نقول اسناد کے ہمراہ داخلہ کے لئے فوراً درخواستیں پیش کر دیں۔ ایک ماہ کی تعلیم ہے۔ اور اس خدمت کا کوئی معاوضہ نہیں لیا جاتا۔ ماہِ رمضان کی وجہ سے اس ماہ تعلیم کا وقت بعد نماز عصر ہے

محمد حسین حاجی
الجامعۃ العربیہ ۲۶ سادات اسٹریٹ میکلوڈ روڈ لاہور

واقعاتِ عالم

—— کراچی ۱ار فروری - برطانیہ کی ملکہ الزبتھ ثانی اپنے شوہر ڈیوک آف ایڈنبرا کے ہمراہ پاکستان کے ۱۶ روزہ دورے پر کراچی پہنچیں۔ سب سے پہلے صدر پاکستان نے آگے بڑھ کر آپ کا خیر مقدم کیا۔ اس موقعہ پر شاہی مہمانوں کو ۲۱ توپوں کی سلامی دی گئی۔ کراچی کے شہریوں نے والہانہ جوش و خروش کے ساتھ ان کا استقبال کیا کہ اگلے پچھلے سارے ریکارڈ مات ہو گئے۔ ہوائی اڈہ سے ایوان صدر تک بارہ میل لمبے سجے ہوئے راستہ پر دس لاکھ شہری مہمانوں کے لئے چشم براہ تھے۔ یوں معلوم ہوتا تھا کہ شہر کی ساری زندگی اور ساری رونق سمٹ کر اسی سڑک پر آ گئی ہے۔ ملکہ صدر محمد ایوب خاں کے ساتھ سفید رنگ کی کھلی کار میں سے پُر اشتیاق ہجوم کے نعروں اور تالیوں پر ہاتھ ہلا کر اظہار خوشنودی کرتی رہیں۔

ملکہ نے شام کو قائد اعظم محمد علی جناح کے مزار پر پھول چڑھائے اور بابائے قوم کو خراج عقیدت پیش کیا۔

—— پشاور - ۴ر فروری - ملکہ الزبتھ اور ڈیوک آف ایڈنبرا آج جب پانچ دن کے دورے پر پشاور پہنچے تو ان کا نہایت گرمجوشی سے استقبال کیا گیا۔ اس سے قبل ملکہ کا پروگرام کوئٹہ جانے کا تھا لیکن برف باری کی وجہ سے پروگرام بدلنا پڑا۔ پشاور پہنچکر جب انہیں معلوم ہوا کہ کوئٹہ کا موسم اچھا ہو گیا ہے تو وہ کوئٹہ روانہ ہو گئے، جہاں شہر اور مضافات کے کثیر التعداد لوگ ان کے استقبال کے لئے چشم براہ تھے۔ کوئٹہ میں ملکہ اور ڈیوک آف ایڈنبرا نے سٹاف کالج کا معائنہ کیا اور دو گھنٹہ کی مصروفیت کے بعد پھر واپس پشاور آ گئے، جہاں انہوں نے وارسک کے بجلی گھر کا عظیم الشان منصوبہ دیکھا اور اس کی تعریف کی۔ دونوں معزز مہمان درہ خیبر کے رستہ پاک افغان سرحد تک تشریف لے گئے جہاں قبائلی ملکوں نے ان کا شاندار استقبال کیا، انہیں سپاسنامہ دیا اور اپنی روایات کے مطابق ایک سجایا ہوا دُنبہ پیش کیا جسے ملکہ معظمہ نے اپنی خوشنودی کا ہاتھ لگا کر چھوڑ دیا۔

—— لندن ۲۹ر جنوری - برطانیہ کے ریٹائرڈ رئیس ارکان حرب فیلڈ مارشل منٹگمری کا مضمون آج "سنڈے ٹائمز" میں شائع ہوا ہے جس میں یہ رائے ظاہر کی گئی ہے کہ ہندوستان کے مستقبل کا دارومدار پنڈت نہرو پر اور آزاد ایشیا کے مستقبل کا انحصار تصفیہ کشمیر پر ہے۔

—— ۳۰ - جنوری - حکومت پاکستان نے سوت اور سوتی کپڑے کی قیمتوں اور تقسیم پر سے کنٹرول اُٹھا لیا ہے۔

—— واشنگٹن ۲۵ر جنوری - امریکی فوج میزائل شکن نائک میزائل کی آزمائش کے ذریعہ یہ معلوم کر رہی ہے کہ دوسرے حملہ آور میزائیلوں کو مار گرانے میں کس قدر مؤثر ہے۔ تازہ ترین تجربہ میں نائک میزائل کو بیرونی خلا کے کناروں سے زمین کی طرف پرواز کرنے کے دوران جھپٹ کر مار گرایا۔

—— نیویارک ۴ر فروری - اقوام متحدہ کی اقلیتوں کی تفریق اور تحفظ سے متعلق سب کمیٹی نے جنرل اسمبلی سے تمام ممبر ملکوں پر اس امر پر زور دینے کی سفارش کی ہے کہ وہ ہر قسم کے امتیازی قوانین منسوخ کر دیں، اور مختلف گروہوں کے درمیان منافرت کو لڑنے کے لئے قانونی اور دوسرے اقدامات کئے جائیں۔

—— لاہور - ۳ر فروری - صوبائی کرائمز برانچ پولیس لاہور نے بیک وقت تین جعلی یتیم خانے چلا کر لوگوں سے سینکڑوں روپے وصول کرنے والے ایک شخص عبدالغنی کو دو ماہ کی مسلسل تحقیقات کے بعد گرفتار کر لیا ہے۔ عبدالغنی نے چھوٹی عمر گھر سے بھاگ کر کسی یتیم خانے کے منتظمین کی ہدایت پر گھوم پھر کر چندہ جمع کرنے کی تربیت حاصل کی۔ بعد ازاں ایک مکان کرایہ پر لے کر تین یتیم خانوں کے بورڈ آویزاں کر کے لوگوں سے امداد حاصل کرتا رہا۔

—— لاہور ۳ر فروری - لاہور میونسپلٹی میں یہ تجویز زیر غور ہے کہ آئندہ مقامی سینما گھروں میں پانچ سال یا اس سے کم عمر کے بچوں کو فلم بینی کی اجازت نہیں دی جائے گی۔ قرار داد میں کہا گیا ہے کہ دنیا کے تمام ترقی یافتہ ملکوں میں کم سن بچوں کو سینما گھروں میں جانے کی اجازت نہیں ہے۔

—— نیویارک - ۳ر فروری - ناگاساکی اور ہیروشیما پر امریکہ نے آج سے ساڑھے پندرہ سال قبل جو ایٹم بم گرائے تھے ان کے قیامت خیز اثرات آج بھی باقی ہیں۔ اور ایٹم بم سے پیدا ہونے والے تابکار اثرات سے جو بیماریاں پھیلی تھیں، ان میں تک ۲ لاکھ ۳۰ ہزار جاپانی ان میں مبتلا ہیں، اُن میں سے ساڑھے چار ہزار جو ابھی اس وقت بھی ہسپتالوں میں زیر علاج ہیں اور بہت سے بیماری زندگی سے تنگ آ کر خودکشی کر چکے ہیں، بہت سے والدین نے یہ شکایت کی ہے کہ اُن کے ہاں خلاف معمول بچے پیدا ہوئے ہیں۔ اس بات کا انکشاف امریکہ کے ایٹم بم کے ساتھ کمیشن مقیم ہیروشیما کی رپورٹ میں کیا گیا ہے۔

—— نئی دہلی - ۳ر فروری - بھارت کے ایٹمی توانائی کمیشن کے چیئرمین مسٹر بھابھا نے کہا ہے کہ بھارت میں اس وقت تین ری ایکٹر کام کر رہے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ بھارت اگر چاہے تو دو سال میں ایٹم بم تیار کر سکتا ہے۔

—— لاہور - ۴ر فروری - ثانوی تعلیم بورڈ کے چیئرمین پروفیسر تاج محمد خیال نے یہ رائے ظاہر کی ہے کہ اخلاقی اور سماجی قدروں کو زمانہ کی ضروریات کے مطابق بدلنا اہل علم کا فرض ہے۔ کیونکہ بعض اندھی تقلید سودمند نہیں ہو سکتی۔
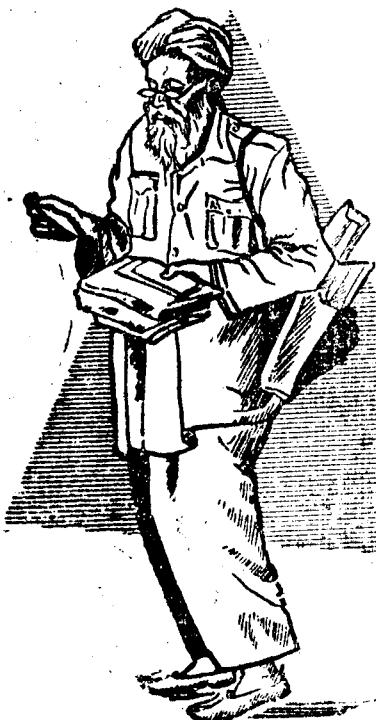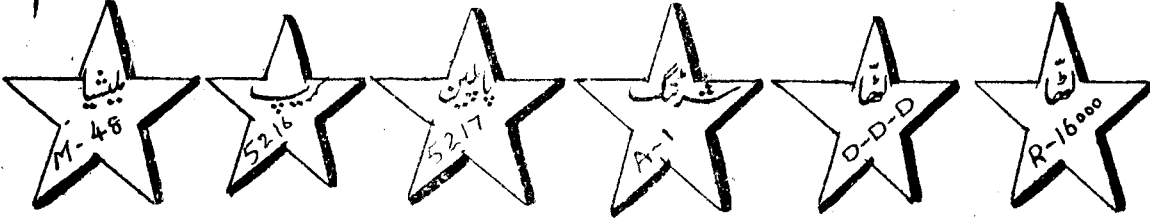
بحرِ حکمت کے موتی

(بسلسلہ صفحہ اوّل)

اگر وہ ہاتھ بھر میرے قریب ہوتا تو میں ایک باع (دونوں ہاتھ کے پھیلاؤ کو باع کہتے ہیں) اس سے نزدیک ہوتا ہوں اور اگر وہ چل کر میرے پاس آتا ہے تو میں دوڑ کر اس کے پاس آتا ہوں۔

(شیخینؒ اور ترمذیؒ اس کے راوی ہیں بحوالہ تلخیص الصحاح) جلد ۳ کتاب الذکر)

نوٹ:۔ سالکین طریقت کے لئے عشق و محبت کی منزلوں کی ان کے حسب استعداد اس حدیث میں نشاندہی کر دی گئی ہے۔ اس کا دوسرا ٹکڑا حدیث قدسی ہے مومن کو چاہیئے کہ تمام منازل طے کرتا ہوا آخری منزل تک پہنچنے کی کوشش کرتا رہے اور اعلائے کلمۃ اللہ میں مشغول رہے ؎

جان از وجود است زیں ہے جویدش
ربنا اللہ ربنا اللہ گویدش

. . . .

گر وجود جاں نبودے ز دعیاں
کے شدے مہرحماش نقشِ جاں (مسیح موعودؑ)

ترجمہ:۔ جان چونکہ اس کی مخلوق ہے اس لئے اُسے ڈھونڈتی ہے۔ ربنا اللہ ربنا اللہ پکارتی ہے۔

(۲) اگر جان کا وجود اس کی طرف سے ظاہر نہ ہوتا۔ تو اس کے حسن کی محبت جان پر کس طرح نقش ہوتی ہے۔

غلام قادر عفی عنہ

خط وکتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ دیں (مینیجر)

تعلیمی پریس مرکز روڈ لاہور میں باہتمام مولوی دوست محمد صاحب پرنٹر پبلشر چھپ کر دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور سے شائع ہوا

پیغام صلح مورخہ ۸ فروری ۱۹۶۱ء رجسٹرڈ ایل ۸۳۵ شمارہ ۶

ہفت روزہ پیغام صلح لاہور

سالانہ چندہ: پاکستان سے چھ روپے ۔ ہندوستان سے چھ روپے (ہندوستانی سکہ) ممالک غیر سے ایک پونڈ

ہندوستان میں ہمارے ایجنٹ کا پتہ: شیخ محمد انعام الحق صاحب۔ مکان نمبر 1/A محلہ اعظم پورہ ۔ ملک پیٹھ ۔ حیدرآباد دکن (انڈیا)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ہم تو رکھتے ہیں مسلمانوں کا دین
دل سے ہیں خدامِ ختم المرسلین

تم ہمیں دیتے ہو کافر کا خطاب
کیوں نہیں لوگو تمہیں خوفِ عقاب

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا خصوصی ترجمان

ہفت روزہ
پیغام صلح لاہور

ہر بدھ کو شائع ہوتا ہے
تار کا پتہ:- تبلیغ لاہور
فون نمبر - ۶۷۴۷
مدیر - دوست محمد
مدیر معاون - بشیر احمد سوز

سالانہ زرِ مبادلہ
چھ روپے
ممالک غیر
ایک پونڈ

رجسٹرڈ ایل ۴۸۰۸
فی پرچہ ۱۲ پیسے

جلد ۴۹ | یوم چہار شنبہ مؤرخہ ۲۸ شعبان ۱۳۸۰ھ مطابق ۱۵ فروری ۱۹۶۱ء | نمبر ۷

مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ کا مرتبہ خدا کی عنایت نے مجھے عنایت فرمایا ہے

یہ مقام بجز قرآن شریف کی پیروی کے ہرگز نہیں مل سکتا

حضرت مسیح موعود کا عارفانہ کلام

افسوس اندھی دنیا نہیں جانتی کہ انسان نزدیک ہوتا ہوتا کہاں تک پہنچ جاتا ہے۔ وہ آپ تو قدم نہیں اٹھاتے اور جو قدم اٹھاتے تو یا تو اس کو کافر ٹھیرایا جاتا ہے اور یا اس کو معبود ٹھیرا کر خدا کی جگہ دی جاتی ہے۔ یہ دونوں ظلم ہیں۔ ایک افراط سے ایک تفریط سے پیدا ہوا۔ مگر عقلمند کو چاہیئے کہ وہ کم ہمت نہ ہو، اور اس مقام اور اس مرتبہ کا انکاری نہ بنے اور نہ صاحب اس مرتبہ کی کسر شان کرے اور نہ اس کی پوجا شروع کرے۔ اس مرتبہ پر خدا تعالیٰ وہ تعلقات اس بندہ پر ظاہر کرتا ہے کہ گویا اپنی الوہیت کی چادر اس پر ڈال دیتا ہے اور ایسا شخص خدا کے دیکھنے کا آئینہ بن جاتا ہے۔ یہی بھید ہے جو ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے مجھے دیکھا اس نے خدا کو دیکھ لیا۔ غرض یہ بندوں کے لئے انتہائی تنزلیہ ہے۔ اور اس پر تمام سلوک ختم ہو جاتے ہیں۔ اور پوری تسلی ملتی ہے یہاں بے جا ظلم کروں گا۔ اگر میں اس موقعہ پر ظاہر نہ کروں کہ وہ مقام جس کی میں نے یہ تعریفیں کی ہیں اور وہ مرتبہ مکالمہ اور مخاطبہ کا جس کی میں نے اس وقت تفصیل بیان کی وہ خدا کی عنایت نے مجھے عنایت فرمایا ہے تا میں اندھوں کو بینائی بخشوں اور ڈھونڈنے والوں کو اس گم گشتہ کا پتہ دوں اور سچائی قبول کرنے والوں کو اس پاک چشمہ کی خوشخبری سناؤں جس کا تذکرہ بہتوں میں ہے اور پانے والے تھوڑے ہیں۔ میں سامعین کو یقین دلاتا ہوں کہ وہ خدا جس کے ملنے میں انسان کی نجات اور دائمی خوشحالی ہے وہ بجز قرآن شریف کی پیروی کے ہرگز نہیں مل سکتا۔ کاش جو میں نے دیکھا ہے لوگ دیکھیں اور جو میں نے سنا ہے وہ سنیں اور قصوں کو چھوڑیں۔ اور حقیقت کی طرف دوڑیں۔ وہ کامل علم کا ذریعہ جس سے خدا نظر آتا ہے وہ میل اتارنے والا پانی جس سے تمام شکوک دور ہو جاتے ہیں۔ وہ آئینہ جس سے اس برتر ہستی کا درشن ہو جاتا ہے خدا کا وہ مکالمہ اور مخاطبہ ہے جس کا میں ابھی ذکر کر چکا ہوں۔ جس کی روح میں سچائی کی طلب ہے وہ اٹھے اور تلاش کرے۔ اور میں سچ کہتا ہوں کہ اگر روحوں میں سچی تلاش اور دلوں میں سچی پیاس لگ جائے تو لوگ اس طریقہ کو ڈھونڈیں اور اس راہ کی تلاش میں لگیں۔ مگر یہ راہ کس طریق سے کھلے گی اور حجاب کس طور سے اٹھے گا۔ میں سب طالبوں کو یقین دلاتا ہوں کہ صرف اسلام ہی ہے جو اس راہ کی خوشخبری دیتا ہے اور دوسری قومیں تو خدا کے الہام پر مدت سے مہر لگا چکی ہیں۔ سو یقیناً سمجھو کہ یہ خدا کی طرف سے مہر نہیں بلکہ محرومی کی وجہ سے انسان ایک حیلہ پیدا کر لیتا ہے اور یقیناً سمجھو کہ جس طرح یہ ممکن نہیں کہ ہم بغیر آنکھوں کے دیکھ سکیں یا بغیر کانوں کے سن سکیں یا بغیر زبان کے بول سکیں اسی طرح یہ بھی ممکن نہیں ہے کہ بغیر قرآن کے اس پیارے محبوب کا منہ دیکھ سکیں۔ میں جوان تھا اب بوڑھا ہوا مگر میں نے کوئی نہ پایا جس نے بغیر اس پاک چشمہ کے اس کھلی کھلی معرفت کا پیالہ پیا ہو۔

(تعلیم اسلام)

بحرِ حکمت کے موتی

عن ابی ھریرۃ وابن عمرؓ قالا قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یکون فی اٰخر الزمان رجال یختلون الدنیا بالدین یلبسون للناس جلود الضان من اللین السنتھم احلی من العسل وقلوبھم قلوب الذئاب یقول اللہ تعالیٰ ابی یغترون ام علی یجترون فبی حلفت لابعثن علی اولئک منھم فتنۃ تذر الحلیم فیھم حیران اخرجہ الترمذی الختل الخدع والاجتراء الجسارۃ علی الشیٔ۔

ترجمہ:- حضرت ابی ہریرہؓ اور ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آخری زمانہ میں کچھ لوگ ایسے ہونگے جو دین کے بھیس میں (بظاہر دیندار بن کر) دنیا حاصل کرینگے دنبوں کی کھالیں لوگوں کو فریب دینے کی غرض سے پہنیں گے نرمی میں ان کی زبانیں شہد سے زیادہ میٹھی ہوں گی اور ان کے دل بھیڑیوں کے سے ہوں گے خدا تعالیٰ فرماتے گا کہ تم لوگ مجھ سے دھوکہ بازی کرتے ہو اور میرے سامنے جرأت کرتے ہو، پس میں اپنی قسم کھاتا ہوں کہ ان پر ایسا عذاب مسلط کروں گا جس میں ان کا عقلمند بھی حیران رہ جائے گا۔ ترمذی اس کے راوی ہیں۔

نوٹ:- یہ اخلاقی اقدار کا بدترین مظاہرہ اور انسانیت کی انتہائی تذلیل ہے۔ مسلمان ایسے فعل سے بدنام کنندۂ اسلام بنے ہے

حافظا میخور و رندی کن و خوش باش ولے
دام تزویر مکن چوں دگراں قرآں را — حافظؒ

(غلام قادر عفی عنہ)

پیغام صلح ——— لاہور ——— مورخہ ۱۵ فروری ۱۹۶۱ء

افریقہ میں اسلام اور مسیحیت کی کشمکش

اسی شمارہ میں دوسری جگہ "مغربی افریقہ میں اسلام کی رفتار ترقی" کے عنوان سے ایک مسیحی مقالہ نگار کے مضمون کا ترجمہ درج ہے، اس مضمون میں مقالہ نگار نے مسیحیت اور اسلام کی کشمکش کا ذکر کرتے ہوئے مغربی افریقہ کو آزادی حاصل کرنے والی اقوام کے رجحان طبع پر جو روشنی ڈالی ہے، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یورپین تسلط میں ان اقوام کو جبراً مسیحیت کا شکار بنایا جاتا تھا، ورنہ کیا وجہ ہے کہ سالہا سال تک مسیحیت کا حلقہ بگوش رہنے کے بعد آزادی ملتے ہی وہ اسلام کا کلمہ پڑھنے لگ گئے، مقالہ نگار نے شروع مضمون میں ہی اس کی یہ وجہ بتائی ہے کہ:۔

"اسلام افریقیوں کو اپیل کرتا ہے کیونکہ وہ اپنے آپ کو "کالے آدمی کا مذہب" کی حیثیت سے پیش کرتا ہے یہ انسانی کمزوریوں کو برداشت کرتا ہے بحالیکہ مسیحیت غیر متحمل اور سخت ہے، اسلام تمام ان لوگوں کو جو اس کے اندر آنا چاہیں، خوش آمدید کہتا ہے اور زیادہ تجسس نہیں کرتا نہ ہی اس میں داخل ہونے کے لئے کسی خاص رسم کی ضرورت ہے۔"

مسٹر سیسل کے اس بیان کو سوائے اس کے کہ کھسیانی بلی کھمبا نوچے اور کیا کہا جا سکتا ہے، اسلام کو کیا ضرورت ہے کہ وہ اپنے آپ کو کالے آدمی کا مذہب قرار دے وہ فطرت انسانی کا مذہب ہے اور کالے اور گورے ہر ایک کی فطرت کو اپیل کرتا ہے، یہی وجہ ہے کہ جہاں افریقہ کی سیاہ اقوام کا رجحان طبع اس کی طرف بڑھتا جا رہا ہے، وہاں یورپ کے سفید لوگ بھی اس کی تعلیمات کو اپنی فطرت کے مطابق پاکر لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے قائل ہو جاتے ہیں، یہ شرف مسیحیت ہی کو حاصل ہے، کہ وہ سفید اقوام کو ہی دوسروں پر برتر اور برگزیدۂ الٰہی سمجھتی اور کالے اور گورے میں تمیز روا رکھتی ہے، کالے اور گورے لوگوں کے الگ الگ گرجے گرجوں میں مختلف رنگ و نسل اور طبقاتی امتیازات کے لحاظ سے الگ الگ مخصوص نشستیں سکولوں میں کالے اور گورے کا امتیاز مسیحیت کی خصوصیات میں سے ہے غالباً یہی وجہ ہے کہ افریقہ کی سیاہ اقوام مسیحیت کے زیر سایہ ہر قسم کی دنیوی سہولتوں سے متمتع ہونے کے باوجود اس سے بیزار ہو کر اسلام کی طرف آ رہی ہیں۔

مسٹر سیسل لکھتے ہیں کہ "اسلام انسانی کمزوریوں کو برداشت کرتا ہے بحالیکہ مسیحیت غیر متحمل اور سخت ہے" ہم تو یہی سنا کرتے تھے، کہ مسیحیت پیغام محبت ہے، اور جو شخص بھی کفارہ مسیح پر ایمان لے آئے، خواہ وہ کتنا ہی گناہوں میں آلودہ ہو، وہ نجات کا مستحق ہو جاتا ہے اس سے بڑھکر نرمی اور سہولت اور کہاں حاصل ہو سکتی ہے، اور کس پہلو سے مسیحیت کو غیر متحمل اور سخت قرار دیا جا سکتا ہے، مسیحیت میں نیک اعمال کو اس قدر اہمیت حاصل نہیں جس قدر کفارہ مسیح پر ایمان لانے کو حاصل ہے، برخلاف اس کے اسلام ایمان باللہ کے ساتھ ساتھ عمل صالح کو بدرجہ غایت ضروری قرار دیتا ہے وہ انسانی کمزوریوں پر انسان نادم ہو کر سچے دل سے توبہ کرے اور عمل صالح بجا لائے، اس میں شک نہیں کہ جو شخص اپنی خوشی اور دلی رغبت سے اسلام کے اندر آنا چاہیئے وہ اسے خوش آمدید کہتا اور اس کے سابقہ اعمال اور کمزوریوں کے متعلق تجسس کئے بغیر اور صرف کلمۂ توحید پڑھا کر اسے اپنے حلقہ میں داخل کر لیتا ہے اور اس کے لئے کسی خاص رسم کی ضرورت نہیں سمجھتا اور یہی فطرت انسانی کا تقاضا ہے جس پر اسلامی تعلیم کی بنیاد ہے اس کے بالمقابل مسیحیت کی یہ تعلیم غیر فطری نرمی پر مبنی نہیں کہ صرف کفارہ مسیح پر ایمان لے آؤ اور تمام کمزوریاں اور گناہ معاف، نجات کے لئے صرف ایمان کی ضرورت ہے نہ کہ عمل کی، ایمان کے ہوتے ہوئے اگر ہزار سے اعمال صادر ہوں اور پادری کے سامنے ان کا اقرار کر لیا جائے تو وہ سب معاف ہو جاتے ہیں، اس قدر نرمی کے ہوتے ہوئے اگر افریقی اقوام مسیحیت کے بجائے اسلام کی طرف راغب ہیں، تو اس کی وجہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ سفید اقوام کے نسلی و قومی اور رنگ و روپ کے امتیازات نے مسیحیت کو ان کے دل و دماغ میں گھسنے نہیں دیا اور صرف اسلام ہی ان کی فطرت کو اپیل کرتا ہے۔

انہی حالات کو دیکھکر مسٹر سیسل اور تمام مسیحی ادارں اور مشنریوں کو مغربی افریقہ میں اسلام کے مقابلہ میں مسیحیت کے زوال کا خطرہ لاحق ہے، ضرورت ہے کہ اس موقعہ سے فائدہ اٹھایا جائے اور مغربی افریقہ میں مضبوط اسلامی مشن قائم کرکے اسلام کے بڑھتے ہوئے قدم کو تیز تر کرنے کی کوشش کی جائے، یہ امر قابل اطمینان ہے کہ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام ۔۔۔۔ ایسا مشن قائم کرنے کا منصوبہ زیر غور لا چکی ہے جو امید ہے جلد عملی صورت اختیار کرکے مغربی افریقہ میں اسلام کی ترقی کا موجب ہوگا انشاء اللہ تعالیٰ۔

درخواست دعا ڈاکٹر ابن اکبر خان رنگون اور سید تصدق حسین صاحب قادری باوجود کمزوری صحت تبلیغ و اشاعت کے کام میں نہایت مستعدی سے منہمک ہیں ان کی صحت کے لئے احباب کی دعاؤں کی ضرورت ہے۔

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کی طرف سے

ملکہ الزبتھ ثانی کو انگریزی ترجمہ قرآن کریم کی پیشکش

لاہور ۱۲ فروری۔ آج احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کی طرف سے ملکہ الزبتھ کی خدمت میں انگریزی ترجمۃ القرآن معہ متن، خان بہادر غلام ربانی خان صاحب کے ہاتھ ارسال کیا گیا۔ خان بہادر ممدوح سیکرٹری صاحب کی طرف سے ملکہ معظمہ کے نام چٹھی لیکر فلیٹی ہوٹل میں ان کی سیکرٹری صاحبہ سے جا کر ملے اور انہیں بتایا کہ میں انجمن کی طرف سے ملکہ معظمہ کی خدمت میں قرآن کریم کا شاندار تحفہ لے کر آیا ہوں، سیکرٹری صاحبہ نے اس پر خوشی کا اظہار کرتے ہوئے نہایت ادب و احترام کے ساتھ اس تحفہ کو لیا اور کہا کہ میں اسی وقت گورنمنٹ ہاؤس میں جا کر اسے ملکہ معظمہ کی خدمت میں پیش کر دوں گی۔

چٹھی جو سیکرٹری صاحب نے انجمن کی طرف سے لکھی اس کا مضمون حسب ذیل ہے:۔

"بخدمت شریف ہر میجسٹی ملکہ الزبتھ ثانی

یور میجسٹی کے لئے یہ خوشی ۔۔۔۔ کا باعث ہو

کہ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام پاکستان کا ایک اسلامی ادارہ ہے جو تمام دنیا میں اشاعت اسلام کے لئے وقف ہے، اس سلسلہ میں یہ ذکر کرنا ضروری ہے کہ اسی انجمن کو یہ سعادت حاصل ہے کہ اس نے شاہجہان مسجد ووکنگ (سرے انگلستان) میں ایک مشن قائم کر رکھا ہے۔

حضور عالیہ کے ورود لاہور (مغربی پاکستان) کی یادگار میں اس انجمن نے خان بہادر غلام ربانی خان صاحب کو حضور کی خدمت میں انگریزی ترجمۃ القرآن مع تفسیر از مولانا محمد علی صاحب مرحوم بانی انجمن (صدر اوّل) معہ عربی متن پیش کرنے کے لئے مقرر کیا ہے۔

میں ہوں یور میجسٹی کا تابعدار"

(دستخط) مولانا احمد یار صاحب سیکرٹری

دُنیا کے سب سے قدیم راز

سواستکا کی نقاب کشائی

مولانا عبدالحق صاحب ودیارتھی ؒ

فلاڈلفیا میں کمرہ کے اندر میں بیٹھا ہوں باہر برف گر رہی ہے، آج ہی نہیں دو ماہ سے اس زاید آسمانی برآمد کا طوفان اس سرزمین پر آرہا ہے۔ درجہ حرارت تو کہاں، درجہ برودت چونتے درجہ پر اُتر آیا ہے۔ باہر نکلو تو سردی کی وہ شدت کہ ناک اور کان شاید بیجان ہوکر گر گئے۔ چہرہ اللہ میاں نے سردی پروف بنایا ہے تاہم چہرہ کا خون چاکلیٹ آئس کریم بنتا معلوم ہوتا ہے یہ سب سچ ہے تب کس میں اپنے کمرے میں آرام سے بیٹھا ہوں، اس لئے کہ مکان ایرکنڈیشنڈ ہے۔ اتنے میں شیخ غلام نادر صاحب سیکرٹری بلاد غیر مشن کا خط ملتا ہے کہ سواستکا پر جو مضمون لکھا ہے وہ اخبار کے لئے بھیجدیں۔ پچاس ساٹھ صفحہ کا مضمون لمبے ترجمہ کروں اور دوبارہ لکھوں تو پورے سو صفحہ کا ہو جائیگا گویا اخبار سال بھر مولانا عبدالرحمٰن صاحب مصری اور میری مصریات کی نذر ہو جاتے۔ اور پھر یہ مضمون مصری کی ڈلی تو ہے نہیں کہ نام لیتے ہی کام و دہن شیریں ہو جائیں، یہ پرانے کھنڈروں کی کھدائی کا کام ہے لمن یستطیع معی صبرا۔ بہت کم لوگ ہوں گے جو تصور و تحقیق کی یہ کہانی سننے کی تاب لاسکیں۔

بہرحال برف گر رہی ہے اور میں کمرے میں بیٹھا مضمون لکھ رہا ہوں۔ باہر بے پناہ سردی ہے یا ناقابل برداشت گرمی کمرہ لاتظلمون فیھا ولا تضحیٰ ہے۔ میری یہ تمہید خارج از موضوع نہیں، یوں سمجھ لو یہی ہے سواستکا کی تمہید۔

سواستکا کا بچپن جوانی اور بڑھاپا

زبان کی دنیا میں ہر لفظ کی تاریخ ہے، یہ لفظ کہاں اور کب پیدا ہوا، زمانہ کے طویل سفر میں اسے کیا کیا حوادث پیش آئے، اس کی شکل و صورت بچپن، جوانی اور بڑھاپے کے تغیرات سے دوچار ہوکر کیسے بگڑتی چلی گئی، وہ معصوم صورت کا سی سی مورت کس کا منہ چومنے کو جی للچاتا ہے زمانہ کی ستم ظریفیوں کے ہاتھوں کیسے ناقابلِ التفات بلکہ قابلِ نفرت ہوگئی۔ سواستکا نے آج سے چھ سات ہزار برس پہلے مصر میں جنم لیا، اس کی پیدائش کتنی شاندار تھی۔ اہرام مصر جو ہفت عجائبات عالم میں سب سے قدیم یادگار سمجھے گئے ہیں، جنہوں نے اپنی زندگی کے سات ہزار سال کھڑے کھڑے گزار دیئے اور حوادث کے زبردست تھپیڑے اور زلازل ان کو گرا اور مٹا نہ سکے، یمحوا اللہ ما یشاء و یثبت

وسعتوں کا اسرار لکنا جب سے اثر رکھے اسے کون سمجھے۔ یہ اہرام مصر اسی سواستکا کی تعبیر ہیں۔ ایک مربع شکل کی عمارت سر پر ایک بلند مثلث چار کونوں پر چار عجیب بُت۔ درمیان میں ہورکس (دیوتا اعظم) ایک طویل مگر سچی۔ آنے والے ایک انقلاب عظیم کی، امید یہ داستان سنا رہے ہیں۔ علماء دنیا حیران ہیں اس مربع کا ہر پہلو انجنیئرنگ کے اصولوں کے لحاظ سے دنیا کی جہات اربعہ کی نشاندہی کر رہا ہے۔ اس مربع کے اوپر جو ایک بلند مثلث ہے انجنیئرنگ سے دیکھکر انگشت بدنداں ہیں کہ اتنی بلندی پر اس قدر وزنی پتھر کیونکر چڑھائے گئے ہوں گے جبکہ جرِ ثقیل کی کوئی مشین یا اس کا تصور بھی اس وقت موجود نہ تھا۔ مگر مصر اپنی شکل [illegible] کے لحاظ سے ایک طرف اگر تلیدِ فخر کا لباس [illegible] ہے تو دوسری طرف اپنے علم، تہذیب اور مصنوعات کے اعتبار سے بھی ابھی تک لاجواب ہے۔ حروف تہجا کے بانی۔ لاشوں کو ممی کرنے کے موجد، ہزار ہا برس تک نہ بگڑنے والی تحریر کے نمونہ کتنی ایجادات ہیں جن کی ابتدا کا سہرا مصریوں کے سر ہے۔

آج سے چھ سات ہزار برس پہلے جبکہ دوسری قومیں ابھی غاروں کے بل بیٹھا تھیں، مصر کا تمدن کیمیا اس کمال کو حاصل کر چکا تھا جو اپنی بعض خصوصیات کے اعتبار سے نئی دنیا کو اب بھی چیلنج کر رہا ہے۔ ان اہرام میں سے سب سے بڑے مقبرہ کی اصل بلندی ۴۸۰ فٹ اور رقبہ جس پر وہ کھڑا ہے ۵ لاکھ اسی ہزار مربع فٹ ہے اور خوفو فرعون کا تعمیر کیا ہوا ہے، جو آج سے چھ ہزار برس پہلے ہوا ہے۔ بات کچھ دُور چلی گئی ہے میں سواستکا کا راز بتانے بیٹھا تھا۔

سواستکا ایک عالمگیر نشان ہے یہ نشان ان تمام خفیہ نشانات سے وسیع ہے جو تاریخی زمانہ سے پیشتر کے علامات کہلاتے ہیں انگریزی اور یونانی میں سواستکا کے کئی نام ہیں۔ گماڈیان۔ [illegible]۔ فلفوٹ۔ کرمیونی۔ بظاہر یہ تین چار آنے ہے تین خطوط کی ایک شکل ہے جو ایک دوسرے کو قائمہ زاویہ پر قطع کرتے ہیں۔ مگر اس کے علاوہ بھی اس کی کئی ایک اشکال ہیں۔ برطانیہ اور آئرلینڈ میں گال اور کیلٹ قوم کے آثار میں برتنوں اور سکوں پر پائی گئی ہے۔ ہندوستان میں بنیوں کے بہی کھاتہ پر برکت کے نشان کے طور پر ہم نے سواستکا دیکھا ہے۔ بنگال کے کھیتوں اور باغوں میں کالی ہنڈیا پر یہ نشان بدنظری کا تعویذ سمجھا گیا ہے۔ چین اور جاپان میں بدھ اور بزرگوں کے قدموں پر یہ برکت کا نشان ہے اور آفات بد کے خلاف یہ خفیہ نقش پاسلم ہے۔ یونان میں اپالو کے سینہ پر یہ موجود ہے میکسیکو۔ وسطِ امریکہ۔ آسٹریلیا سب جگہ سواستکا پایا گیا ہے۔ جرمنی میں ہٹلر کی بدولت اس نے نئی کروٹ لی۔ اسے سامی قوموں کے خلاف آرین قوموں کا نعرہ جہاد قرار دیا گیا۔ فوجیوں کی وردی۔ ٹینک گاڑیں جنگی جہازوں کے علاوہ ڈاک خانہ کے ٹکٹوں سرکاری عمارات، قومی جھنڈے پر سب جگہ سواستکا کا سکہ چلنے لگا۔ اللہ تعالےٰ کے فضل و رحم سے نازی قوم کو شکست ہوگئی، ورنہ سامی نسل کے لئے یہ سرخ نشان پیغام موت تھا۔ سواستکا کی عالمگیر اشاعت کے بعد یہ سوال باقی رہ جاتا ہے کہ آخر یہ کیا علامت ہے جو دنیا میں اس قدر کثرت سے رواج پذیر ہوگئی۔ دو خطوط جو زاویہ قائمہ بناتے ہوئے درمیان میں ایک دوسرے کو قطع کرتے ہیں آخر یہ ہے کیا اس کا مقصد اور مدعا کیا ہے؟ چونکہ اس کی اصل مصر ہے لہٰذا ہمیں بھی اسی جگہ سے اس کی کھوج لگانی چاہیئے، مگر اس سے پیشتر کہ ہم مصریات کی چھان بین کریں قرآن کریم جو تمام مذاہب عالم کا دائرۃ المعارف ہے اس سے کیوں نہ اس کے بارہ میں کچھ روشنی لے لیں۔ سورۃ نوح میں ارشاد ہوتا ہے وقالوا لا تذرن الھتکم ولا تذرن ودا ولا سواعا ولا یغوث ویعوق ونسرا (۷۱ - ۲۳ - ۲۵) اس آیت میں پانچ خداؤں کا ذکر ہے۔ یہی عیسائیوں سے دو زیادہ مفسرین بتاتے ہیں کہ یہ مشرکین عرب کے بُت تھے ود، سواع، یغوث اور یعوق اور نسر۔ ایک انسان کی شکل۔ دوسرا عورت کی تیسرا شیر کی چوتھا گھوڑے کی اور پانچواں عقاب کی۔ یہی شکلیں ہمیں اہرام مصر کے بُتوں میں نظر آتی ہیں، فرق صرف یہ ہے کہ یعوق مصری کتاب کی رو سے گائے ہے اور عرب میں گھوڑا جس کا سمجھنا کچھ مشکل نہیں مصر میں جو عزت گائے کو حاصل ہے عرب میں اس کا حقدار گھوڑا ہے، یہی چار بت اہرام مصر کے چار کونوں پر کھڑے ہیں اور درمیان میں ہوراس (دیوتا اعظم) یا انسان کامل ہے مصری بانسیوں میں ان کے نام (AMSTA) (انسان) حاپی (شیر) طومت (گائے) کابیوت (عقاب) ہیں۔ مجھے فرانسیسی علماء کا یہاں شکریہ ادا کرنا چاہیئے جنہوں نے مجھے اس مضمون کے حل کرنے میں مدد دی ہے، گو ان کی کوششیں عیسائی ہونے کی وجہ سے سیدھی راہ سے بھٹک گئی ہیں البرٹ چرچ ورڈ کے یہ الفاظ قابلِ یادداشت ہیں کہ :-

We contend that the Great Pyramid of Gizeh was built in Egypt as a monument of this early religions on true scientific laws, by Divine

(باقی بر صفحہ ۱۲)

کائنات عالم میں وحدت و یکسانیت توحید الٰہی پر دال ہے

اور کائنات کا مطالعہ معرفت الٰہی پیدا کرتا ہے

خطبہ جمعہ مورخہ ۱۰ فروری ۱۹۶۱ء فرمودہ حضرت امیر مولانا صدر الدین صاحب ایدہ اللہ بمقام احمدیہ بلڈنگس لاہور

وللہ مافی السموٰت ومافی الارض ۔ ولقد وصّینا الذین اوتوا الکتٰب من قبلکم وایاکم ان اتقوا اللہ وان تکفروا فان للہ مافی السموٰت وما فی الارض وکان اللہ غنیاً حمیداً ٥ وللہ مافی السموٰت ومافی الارض ...... ان یشاء یذھبکم ویأت بآخرین ـــ وکان اللہ سمیعاً بصیراً ۔
(سورۃ النسآء)

ایک آیت کا تین دفعہ تکرار اور اس کا مقصد

قرآن حکیم کی ان آیات کریمہ میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے ایک حصۂ آیات کو تین دفعہ دوہرایا ہے وہ حصہ جو تین دفعہ وارد ہوا ہے یہ ہے :۔ للہ مافی السموٰات ومافی الارض پھر فرمایا للہ مافی السموٰات وما فی الارض پھر تیسری دفعہ فرمایا ۔ للہ مافی السموٰات ومافی الارض ۔ ان الفاظ کو بار بار دوہرانے کے کئی ایک مقاصد ہیں ۔ منجملہ ان مقاصد کے ایک بڑا مقصد یہ ہے کہ انسان خداتعالےٰ کی کائنات کو دیکھے اور اس کارخانہ قدرت پر غور وتفکر کرے ۔ نظام کائنات پر غور وتفکر کرنے سے اس کی قدرت نمائی نظر آتی ہے اور اس کا علم اور اس کی حکمت اس میں منعکس ہے ۔

مشاہدۂ قدرت سے معرفت الٰہی کا حصول

اس طرح جب انسان رب العالمین کی قدرت ، علم حکمت ، افضال وبرکات اور انعامات و احسانات کا مشاہدہ اپنی آنکھوں سے کرتا ہے ۔ تو اس کو معرفت حاصل ہوتی ہے ۔ اس کا دل منوّر ہو جاتا ہے ۔ اس کے ایمان و خلوص میں اضافہ ہوتا ہے وہ مستعدی سے خدا کے احکام کی پابندی کرتا ہے ۔ پس تکرار آیات سے ایک تو غرض یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی قدرت ، جبروت ، عظمت و جلال اور اس کی حکمت اور اس کے علم اور انعام و اکرام کا علم حاصل ہو ۔

تمام کائنات میں ایک قسم کے قوانین توحید الٰہی پر دال ہیں

للہ مافی السموٰات ومافی الارض کے الفاظ کا ایک اور مقصد بھی ہے ۔ وہ ہے جہان میں ربط ۔ پہلا ربط یہ ہے ۔ فرمایا کہ اس کارخانہ قدرت پر نظر دوڑاؤ ، تمہیں معلوم ہوگا کہ اس کو بنانے والی ایک ہی ذات ہے ۔ اور سارے کے سارے کاروبار میں وحدت نظر آتی ہے ۔ علم نباتات کے اصول و قواعد پاکستان اور افریقہ میں اسی طریقہ سے کام کر رہے ہیں جس طریق سے ایران اور امریکہ میں ۔ یورپ اور ایشیا میں ایک ہی سے اصول کارفرما ہیں ۔ نباتات جو مختلف ممالک میں پیدا ہوتی ہیں ان کی پیدائش اور افزائش کے قواعد وقوانین ہر جگہ ایک ہی جیسے ہیں ۔ کیڑے مکوڑے تمام ملکوں میں ہوتے ہیں لیکن ان میں علم کا دریا ایک ہی جیسا بہتا نظر آتا ہے ۔

اسی طرح سارے عالم انسانیت کی سائیکالوجی ایک ہی ہے ۔ اگرچہ انسانوں کی بولیاں مختلف ہیں ۔ رنگ مختلف ہیں ، شکلیں مختلف ہیں ، لیکن انسانیت ایک ہی ہے ، زمین اور آسمانوں کے کارخانوں کے اندر وحدت ، یکسانیت اور ہم آہنگی نظر آتی ہے ۔

عالم روحانیت میں وحدت و یکسانیت

اگر عالم مادیات میں وحدت ، یکسانیت اور ہم آہنگی ہے ، تو پھر کیا وجہ ہے کہ عالم روحانیات میں کوئی وحدت و یکسانیت اور ہم آہنگی نہ ہو ، چنانچہ فرمایا للہ مافی السموٰات ومافی الارض جس طرح سے زمین اور آسمانوں کے اندر وحدت نظر آتی ہے اسی طرح روحانیات میں بھی وحدت ہے ۔

تمام اقوام کو خدا خوفی کی تعلیم

چنانچہ فرمایا :۔ ولقد وصّینا الذین اوتوا الکتٰب من قبلکم وایاکم ان اتقوا اللہ ۔ آپ سے پہلے جس قدر قوموں اور مختلف جگہوں پر مختلف نبی و پیغمبر علیہ السلام آئے اور جس قدر کتابیں اور شریعتیں خدا کی طرف سے نازل ہوئیں ۔ ان سب کو اور ان کے ذریعہ ان کی قوموں کو ایک ہی حکم دیا گیا تھا اور بڑے زور سے ہم نے انہیں وصیت کی تھی ۔ کہ ان اتقوا اللہ ۔ خدا خوفی اختیار کرو ، وایاکم اور آپ کو بھی وہی حکم دیتے ہیں کہ تقویٰ اختیار کرو ۔ خدا کے حکموں پر چلو جس چیز سے ہم نے منع فرمایا ہے اس سے رک جاؤ ۔ خدا کی مخلوق سے اچھا سلوک کرو ۔ ان سے ہمدردی اور شفقت سے پیش آؤ ۔ احسان مروّت سے کام لو کسی پر ظلم وتعدی نہ کرو ۔ غرض حضرت آدمؑ سے لے کر حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک یہی ایک ہی تعلیم چلتی ہے ۔ اور ایک ہی حکم چلتا ہے ولن تجد لسنۃ اللہ تبدیلا البتہ عبادت کے طریق میں اختلاف رہا ہے ۔ جیسا کہ فرمایا ولکل جعلنا منکم شرعۃ ومنھاجا لیکن سب کی تعلیمی بنیاد ایک ہی رہی یعنی ان اتقوا اللہ کہ خدا خوفی اختیار کرو ۔ پس جو وحدت اور یکسانیت کارخانہ عالم میں نظر آتی ہے ۔ وہی وحدت اس وحی الٰہی میں ہے ، جو مختلف قوموں ، مختلف زمانوں اور مختلف پیغمبروں پر اترتی رہی ہے ، اور پھر ان کتابوں کی تعلیمات اور احکام کا انتہائی مقصود ایک ہی ہے کہ ان اتقوا اللہ خدا خوفی اختیار کرو ۔

ذات باری انسانی کفران یا عبادت وریاضت سے مستغنی ہے

اس تاکیدی وصیت کے بعد فرمایا :۔ وان تکفروا اگر تم انکار کرو ۔ اور ہمارے انعامات و احسانات اور برکات وفضائل کے مطالعے کے بعد بھی تمہارا سر آستانۂ الٰہی پر نہ جھکے اور انکار پر انکار کرتے چلے جاؤ فان للہ مافی السموٰات ومافی الارض ۔ تو ہمارا اس سے کچھ نہیں بگڑتا تمام زمین و آسمان پر حکومت ہماری ہے ۔ وکان اللہ غنیا حمیدا ۔ ہم غنی ہیں ۔ تمہارے انکار سے ہمارا کچھ نہیں بگڑتا ۔ اور تم ہماری حمد وثنا نہ کرو تو نہ سہی ، ہم تو اپنی ذات میں محمود ہیں ، ہم حمید ہیں ۔ ہماری حمد وثنا پتہ پتہ کر رہا ہے ۔ الذی احسن کل شیئٍ خلقہ ۔ ہم نے جو چیز بھی پیدا کی رکھی ہے ۔ وہ اس خوبی سے پیدا کی گئی ہے کہ منہ بولتی ہے ۔ یسبح للہ مافی السموٰات ومافی الارض ۔ آسمانوں کی کائنات میں کوئی چیز ایسی نہیں جو تسبیح نہ کر رہی ہو ، پس اگر تم سرکشی کرو اور کفران نعمت کرو تو ہم اپنی ذات میں محمود ہیں اور ساری کی ساری کائنات ہماری تسبیح کر رہی ہے ۔

حدیث قدسی

حضور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مضمون کی تلقین ایک حدیث قدسی کے بیان میں فرمائی ہے ۔ حدیث قدسی اس کو کہتے ہیں جس کا بیان کرنے والا خدا ہو اور روایت کرنے والے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ۔ وہ حدیث یہ ہے :۔

یاعبادی انکم لن تبلغوا ضری فتضرونی یعنے اے میرے بندو تم کسی طرح بھی مجھے کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتے اور اسی طرح لن تبلغوا نفعی فتنفعونی تم مجھے کسی طرح کا فائدہ بھی نہیں پہنچا سکتے ۔ یاعبادی لو ان اولکم وآخرکم وانسکم وجنکم کانوا علٰی

(باقی بر صفحہ)

خطبہ جمعہ ـــــ (بسلسلہ صفحہ ۵)

اتقی قلب رجل واحد منکم ما زادنی ملکی شیئاً یعنے تمہارے اولین و آخرین اور جن و انس ایک ایک کرکے اگر نہایت اعلیٰ درجہ کے متقی اور پرہیزگار بن جائیں تو اس سے میری بادشاہت میں ذرہ بھر اضافہ نہیں ہوسکتا۔ یاعبادی لو ان اولکم و اخرکم و انسکم و جنکم کانوا علیٰ افجر قلب رجل واحد منکم ما نقص من ملکی شیئاً یعنے تمہارے اولین و آخرین اور جن و انس کا ایک ایک فرد فاسق و فاجر بن جائے تو میری بادشاہت میں کسی قسم کی کمی واقع نہیں ہوگی۔ الا کما ینقص المخیط اذا ادخل البحر۔ ہاں اتنی کمی ہوگی جتنا پانی ایک سوئی سے لگ جائے جب اس کو سمندر میں ڈبو کر نکالا جائے۔ یاعبادی انما ھی اعمالکم احصیھا ثم اوفیکم ایاھا فمن وجد خیرا فلیحمد اللہ و من وجد غیر ذالک فلا یلومن الا نفسہ یعنے اے میرے بندو یہ تمہارے اعمال ہی ہیں جن کا ہم حساب رکھتے ہیں اور ان کے نتائج کو تمہیں واپس کر دیتے ہیں۔ پس جس کو اچھا پھل مل جائے وہ خدا تعالےٰ کا شکر گذار ہو اور جس کو بُرا پھل ملے اسے صرف اپنے آپ کو ملامت کرنا ہی چاہیئے۔ تو فرمایا وان تکفروا۔ اگر تم انکار کروگے اور ہماری نعمتوں کی ناشکری کروگے اور جھٹلاؤ گے تو للہ مافی السموات ومافی الارض۔ ساری کی ساری کائنات ہماری ہے، وکان اللہ غنیا حمیدا۔ اللہ تعالےٰ غنی اور حمید ہے۔ اسے کسی کی عبادت اور اطاعت کی حاجت نہیں، اس کو کسی کے کفر اور انکار سے نقصان نہیں پہنچتا۔

مشیت الٰہی تباہی کا موجب ہوسکتی ہے

پھر فرمایا وللہ مافی السموات ومافی الارض زمین و آسمان سب میرے لئے ہیں۔ وکفیٰ باللہ وکیلا۔ میں کارساز ہوں۔ اے انسان کے بچو! تم میری عظمت، قدرت، جبروت، اور حکمت کے مطالعہ کے بعد کفران نعمت کروگے ان یشا یذھبکم ایھا الناس ویات باخرین۔ اے لوگو اگر مشیت الٰہی ہو تو وہ تمہیں ختم کردے اور تمہاری بجائے دوسری قوم لے آئے۔ جو ہماری اطاعت و رضا میں زندگی بسر کرنے والی ہو وکان اللہ علیٰ ذالک قدیرا ایسا کرنا کوئی مشکل امر نہیں ہے اللہ تعالےٰ اس پہ قادر ہے۔ جو چاہے ...... وہ کرسکتا ہے۔

اسلام دینی و دنیوی دونوں بھلائیاں چاہتا ہے

ہاں من کان یرید ثواب الدنیا فعند اللہ ثواب الدنیا والاخرۃ۔ جو کوئی دنیا کا ثواب چاہتا ہے تو اللہ تعالےٰ کے ہاں دنیا و آخرت دونوں کا ثواب ہے۔ ہمارے احکام دونوں جہانوں دین اور دنیا کے لئے بھلائی کا موجب ہیں، اسلام دین اور دنیا دونوں کی بھلائیاں حاصل کرنے کا حکم دیتا ہے، اسلام کا یہ تقاضا نہیں ہے کہ دین کے لئے دنیا کو ترک کردو۔ اور تارک الدنیا ہو جاؤ۔ نہیں نہیں ہماری تعلیم تو اس دعا سے ظاہر ہوتی ہے کہ مسلمان دین و دنیا دونوں کی نعمتوں سے مالامال ہو ربنا آتنا فی الدنیا حسنۃ وفی الاخرۃ حسنۃ۔ وکان اللہ سمیعا بصیرا۔ یہ یقین رکھو کہ خدا تمہاری باتیں سنتا ہے اور تمہارے اعمال کو دیکھتا ہے۔

اگر خدا کو یاد رکھوگے اور اس کے احکام کی فرمانبرداری کروگے تو تمہارے دلوں میں طہارت اور پاکیزگی رونما ہو جائے گی۔ اور اعمال کے اندر خلوص و مستعدی پیدا ہو جائے گی اور اللہ تعالےٰ تمہیں دنیا میں عزت عطا کرے گا اور آخرت میں بھی۔

نفس کے خواص پر قرآنی آیات

مولانا شیخ عبدالرحمٰن صاحب مصری

گذشتہ قسط میں یہ ثابت کیا جا چکا ہے کہ انسان دو چیزوں سے مرکب ہے، ایک جسم عنصری سے اور ایک نفس سے۔ دنیاوی زندگی تک تو یہ دونوں حصے کام کرتے اور ایک دوسرے پر اثر انداز ہوتے ہیں لیکن موت کے بعد جسم عنصری کے حواس و قوتے کا کام ختم ہو جاتا ہے صرف نفس کا کام باقی رہ جاتا ہے۔ اس کو بھی اس کے مفوضہ فرائض سرانجام دینے کے لئے اسی طرح کے حواس و قوتے عطا کئے جاتے ہیں یہاں تک کہ ناموں میں بھی ان کا اشتراک پایا جاتا ہے صرف اس فرق کے ساتھ کہ بعض اشیاء اور امور مخفی کو ہمارے جسمانی اعضاء ادراک نہیں کر سکتے، ان کو نفس کے اعضاء ادراک کر لیتے ہیں تیز ان میں جسمانی اعضاء کی نسبت تیزی اور قوت بہت زیادہ ہوتی ہے جیسا کہ آیت فبصرک الیوم حدید سے ظاہر ہے اور جیسا کہ آیت اسمع بھم و ابصر سے واضح ہے، اور جیسا کہ آیت وجوہ یومئذ ناضرۃ الی ربھا ناظرۃ سے نمایاں ہے کیونکہ یہ مسلمہ حقیقت ہے کہ جسمانی آنکھ تو اللہ تعالےٰ کا ادراک نہیں کر سکتی جیسا کہ آیت لا تدرکہ الابصار شہادت دے رہی ہے لیکن نفس کی آنکھ ادراک کر سکتی ہے جیسا کہ الی ربھا ناظرۃ سے ظاہر ہے اور جیسا کہ آیت ما کذب الفؤاد ما رای اس پر نص صریح ہے یعنی دل کی آنکھ نے خدا کو دیکھ لیا اور غلط نہیں دیکھا چونکہ جناب پرویز صاحب محترم اور ان کے ہم خیال دوستوں کا ہر بات کے لئے اصرار ہوتا ہے کہ اسے قرآن کریم کی آیات سے ثابت کیا جائے اس لئے اُن کی تسلی کے لئے نیز اُن دوستوں کی آگاہی کے لئے بھی جو تبلیغ کا شوق رکھتے ہیں ان آیات کو درج کر دینا بھی ضروری سمجھتا ہوں جن میں اس قسم کے حواس کا ذکر صراحت کیساتھ موجود ہے۔

قوتِ گویائی کے ثبوت میں آیات

(۱) النساء ع ۱۴ ان الذین توفٰھم الملائکۃ ظالمی انفسھم قالوا فیم کنتم قالوا کنا مستضعفین فی الارض (ظالم کہیں گے کہ ہم ملک میں کمزور سمجھے جاتے تھے) فرشتوں کی اس بات کے جواب میں جو وہ ان کی قبض نفس کے وقت پوچھیں گے کہ تم کس حالت میں تھے۔

(۲) ویوم نحشرھم جمیعا ثم نقول للذین اشرکوا این شرکاءکم الذین کنتم تزعمون ثم لم تکن فتنتھم الا ان قالوا واللہ ربنا ما کنا مشرکین (حشر کے دن مشرک اس سوال کے جواب میں کہ تمہارے گمان کردہ شرکاء کہاں ہیں آگی باتوں کو ملاحظہ کیجئے کہ کہیں گے ہمیں اللہ اپنے رب کی قسم ہم تو شرک کا ارتکاب نہیں کیا کرتے تھے)

(۳) اسی رکوع میں ان کا یہ قول بھی درج ہے ولو تری اذ وقفوا علی ربھم قال الیس ھٰذا بالحق قالوا بلٰی و ربنا (اگر تو دیکھ پائے اس وقت کو جبکہ یہ اپنے رب کے حضور کھڑے کئے جائیں گے تو اُن سے کہا جائے گا کیا یہ حق نہیں ہے کہیں گے ہاں ہمیں اپنے رب کی قسم یہ حق ہی ہے)

(۴) ویوم یحشرھم جمیعا یا معشر الجن قد استکثرتم من الانس وقال اولیاءھم من الانس ربنا استمتع بعضنا ببعض وبلغنا اجلنا الذی اجلت لنا (حشر کے روز خواص کے دوست اور مددگار عوام کہیں گے اے ہمارے رب ہم نے ایک دوسرے سے فائدہ اُٹھایا اور آج ہم اس وقت کو پہنچ گئے ہیں جو تو نے ہمارے لئے مقرر کیا تھا۔)

(۵) ع ۱۶ میں ہے جب اُن سے پُوچھا جائے گا کیا تمہارے پاس رسول نہیں آتے تھے کہیں گے ہم اپنے نفسوں کے خلاف گواہی دیتے ہیں۔

(۶) ظالمین کے نفس کو قبض کرنے والے فرشتے جب ان سے دریافت کریں گے وہ معبودان باطلہ کہاں ہیں جن کو تم پکارا کرتے تھے کہیں گے وہ تو ہم سے دور ہو گئے پھر بڑے اور چھوٹے ایک دوسرے پر لعنت کریں گے اور ایک دوسرے پر زیادہ عذاب نازل کرنے کی درخواست کریں گے پھر ایک دوسرے کو کہیں گے کہ تمہیں ہم پر کونسی فضیلت ہے کہ تمہیں کم عذاب ملے اور ہمیں زیادہ۔

(۷) المؤمنون ع ۶ میں مذکور ہے الم تکن ایاتی تتلی علیکم فکنتم بھا تکذبون قالوا ربنا غلبت علینا شقوتنا وکنا قوما ضالین ربنا اخرجنا منھا فان عدنا فانا ظالمون (اس الزام کے جواب میں کہ تم ہماری آیات کی تکذیب کیا کرتے تھے کہیں گے اے ہمارے رب ہم پر ہماری بدبختی غالب آگئی اور ہم گمراہ ہو گئے۔ اے ہمارے رب ہمیں اس جہنم سے نکال لے اگر ہم دوبارہ تکذیب کریں گے تو ہم ظالم ہوں گے، اس آیت میں قوتِ گویائی کے علاوہ دوزخ کی سزا کی ناقابل برداشت شدت اور اس سے نکلنے کی خواہش کا بھی ثبوت ملتا ہے۔

(۸) الصافات ع ۱ میں جزاء سزا کے دن کے متعلق ان کا یہ قول درج ہے وقالوا یا ویلنا ھٰذا یوم الدین (کہیں گے ہائے ہماری تباہی یہ تو جزاء سزا کا دن ہے۔

(۹) ع ۲ میں آتا ہے واقبل بعضھم علی بعض یتساءلون قالوا انکم کنتم تاتوننا عن الیمین قالوا بل لم تکونوا مؤمنین وما کان لنا علیکم من سلطان بل کنتم قوما طاغین فحق علینا قول ربنا انا لذائقون فاغوینٰکم انا کنا غاوین. ایک دوسرے سے کہیں گے تم ہمارے پاس اپنی طاقت کے بل بوتے پر آیا کرتے تھے بڑے لوگ جواب دیں گے یہ بات نہیں بلکہ حقیقت یہ ہے کہ تم خود ہی ایمان لانے والے نہ تھے ہمیں تم پر کوئی تصرف اور غلبہ تو حاصل نہ تھا بلکہ تم خود ہی سرکش لوگ تھے جو کچھ اللہ تعالےٰ نے ہم جیسے لوگوں کے متعلق اپنے رسولوں کی معرفت کہا تھا وہ سب ہمارے حق میں سچ ثابت ہوا ہے اس لئے ہمیں اب سزا کا مزہ چکھنا پڑے گا ہم خود گمراہ تھے اس لئے تمہیں بھی ہم نے گمراہ کیا (یہ آیت مکالمہ اور باہمی حجت بازی کا ثبوت بھی بہم پہنچاتی ہے)

(۱۰) حٰم سجدہ ع ۶ ویوم ینادیھم این شرکاءی قالوا اٰذنٰک ما منا من شھید (شرکاء کے متعلق سوال پر کہیں گے ہم اطلاع دیتے ہیں کہ ہم میں سے کوئی ان کے شریک ہونے پر گواہ نہیں دیکھو کہ ہم نے اُن سے کوئی خدائی کام سرزد ہوتے نہیں دیکھا)

(۱۱) الواقعہ ع ۲ واما من اوتی کتابہ بشمالہ فیقول یا لیتنی لم اوت کتابیہ ولم ادر ما حسابیہ یا لیتھا کانت القاضیۃ ما اغنی عنی مالیہ ھلک عنی سلطانیہ (وہ شخص جس کو اس کا اعمالنامہ اس کے بائیں ہاتھ میں دیا جائے گا کہے گا کاش مجھے میرا اعمال نامہ نہ دیا جاتا اور مجھے علم ہی نہ ہوتا کہ میرا حساب کیا ہے کاش وہ گھڑی مجھے ختم کر دینے والی ہوتی میرا مال بھی میرے کام نہ آیا دوسروں پر میرا تسلط وغیرہ بھی میرے کام نہ آیا (اس آیۃ میں قوت گویائی کے علاوہ [illegible]

ثبوت ملتا ہے اور اس سے قبل جنتیوں کے لئے دائیں ہاتھ کا ذکر ہے نوعیت ان کی کچھ بھی ہو لیکن جسم عنصری کے اعضاء کے ناموں میں نفس کے اعضاء کے ناموں کا اشتراک پایا جاتا ہے)

(۱۲) المؤمن ع الذین کذبوا بالکتاب وبما ارسلنا بہ رسلنا فسوف یعلمون اذ الاغلال فی اعناقھم والسلاسل یسحبون فی الحمیم ثم فی النار یسجرون ثم قیل لھم این ما کنتم تشرکون من دون اللہ قالوا ضلوا عنا بل لم نکن ندعوا من قبل شیئا جب اہل دوزخ سے ماسوی اللہ معبودوں کے متعلق پوچھا جائے گا کہ وہ کہاں ہیں تو کہیں گے وہ تو ہم سے گم ہو گئے ہیں پتہ لگا کہ اس سے قبل ہم جن کو پکارا کرتے تھے وہ کچھ بھی نہ تھے (قوت گویائی کے علاوہ اس آیت میں اغلال اعناق سلاسل اور پاؤں وغیرہ کے وجود کا بھی ثبوت ملتا ہے جناب پرویز صاحب وبما ارسلنا بہ رسلنا پر بھی غور فرمائیں۔

(۱۳) زخرف ع ونادوا یا مالک لیقض علینا ربک قال انکم ماکثون۔ اہل جہنم جہنم کے عذاب کی شدت کو ناقابل برداشت پا کر جہنم کے داروغہ مالک کو پکاریں گے اور کہیں گے کہ تیرا رب ہمارا خاتمہ ہی کر دے وہ کہے گا نہیں اس سزا میں وقت مقررہ گزارنی پڑے گی (قوت گویائی کے علاوہ اس آیت سے تکلیف کے احساس کی قوت کا بھی ثبوت ملتا ہے)

(۱۴) المؤمن ع وقال الذین فی النار لخزنۃ جھنم ادعوا ربکم یخفف عنا یوما من العذاب قالوا اولم تک تاتیکم رسلکم بالبینات قالوا بلی قالوا فادعوا وما دعاء الکفرین الا فی ضلال دوزخی جہنم کے داروغوں سے کہیں گے اپنے رب سے عرض کرو کہ ہم سے عذاب کا ایک دن ہی کم کر دے وہ جواب میں کہیں گے کیا تمہارے پاس تمہارے رسول، بینات لے کر نہیں آتے تھے دوزخی کہیں گے ہاں آیا تو کرتے تھے فرشتے کہیں گے پس پھر پکارتے رہو اب تمہاری پکار بے سود ہی ثابت ہوگی (اس آیت سے بھی گویائی کے علاوہ شدت عذاب کے ناقابل برداشت ہونے کا بھی ثبوت ملتا ہے)

(۱۴) الکھف ع اعمال نامہ کو دیکھ کر کہیں گے ویقولون یا ویلتنا ما لھذا الکتاب لا یغادر صغیرۃ ولا کبیرۃ الا احصاھا ووجدوا ما عملوا حاضرا یعنی کہیں گے ہائے ہماری تباہی یہ اعمال نامہ تو ایسا مکمل ہے کہ چھوٹی بڑی کسی چیز کو بھی نہیں چھوڑتا سب کو اس نے محفوظ کیا ہوا ہے جو اعمال بد بھی وہ کرتے رہے ہیں ان سب کو اپنے سامنے موجود پائیں گے

(۱۵) طٰہٰ ع یتخافتون بینھم ان لبثتم الا عشرا یعنی دوزخی آپس میں آہستہ آہستہ باتیں کریں گے کہ ہم صرف دس روز رہے۔ (یہ آیت قوت گویائی کے علاوہ دو مزید باتیں ثابت کرتی ہے ایک گنتی کی قوت دوسرے موقعہ شناسی جس پر یتخافتون کا لفظ دلالت کرتا ہے)

(۱۶) القصص ع وقیل ادعوا شرکاءکم فدعوھم فلم یستجیبوا لھم دوزخیوں کو کہا جائے گا اپنے شریکوں کو پکارو وہ انہیں پکاریں گے لیکن وہ انہیں کچھ جواب نہ دیں گے

(۱۷) المؤمنون ع حتی اذا جاء احدھم الموت قال رب ارجعون لعلی اعمل صالحا فیما ترکت یعنی جب ان میں سے کسی ایک پر موت وارد ہو گی تو کہیگا اے میرے رب مجھے واپس کر دے مجھے واپس کر دنیا میں اس دنیا میں جا کر جسے میں چھوڑ آیا ہوں نیک اعمال بجا لاؤں۔

(۱۸) یٰسٓ ع قالوا یا ویلنا من بعثنا من مرقدنا دوزخی کہیں گے ہمیں کس نے اس خواب گاہ سے بیدار کیا یعنی ہم تو غفلت کی نیند سے بیدار کر دیا ھذا ما وعد الرحمان وصدق المرسلون یعنی یہ وہی بات ہے جس کا وعدہ رحمان نے کیا ہوا تھا اور جس کے متعلق رسولوں نے سچ کہا تھا۔

(۱۹) المدثر ع کل نفس بما کسبت رھینۃ الا اصحاب الیمین فی جنت یتساءلون عن المجرمین ما سلککم فی سقر قالوا لم نک من المصلین ولم نک نطعم المسکین وکنا نخوض مع الخائضین وکنا نکذب بیوم الدین حتی اتانا الیقین یعنی اصحاب الیمین جنت میں ہونگے مجرمین کے متعلق سوال کریں گے تمہیں کونسی چیز دوزخ میں لے گئی دوزخی جواب میں کہیں گے ہم اللہ تعالے کی عبادت کرنے والوں میں نہ تھے اس لئے اس کا لازمی نتیجہ یہ تھا کہ شفقت علی خلق اللہ کا جذبہ بھی ہم میں مفقود ہو گیا پس ہم مسکین کو کھانا بھی نہ کھلاتے تھے بلکہ ہم گپیں ہانکنے والوں سے مل کر گپیں ہانکا کرتے تھے اور ہم جزا سزا کے وقت کی بھی تکذیب کیا کرتے تھے یہاں تک کہ یقین کا دن آ گیا جس نے سب پردے اٹھا دیئے یہ آیت جنتیوں کی قوت گویائی پر بھی دلالت کرتی ہے اور یمین اور شمال کے وجود کو بھی ثابت کرتی ہے اور ساتھ ہی یہ بھی تبادر رہی ہے کہ اہل جنت مجرمین کو شناخت کر لیں گے اور ان کے انجام کو اچھی طرح جانتے ہوئے علی وجہ البصیرۃ ہونے کے لئے ان سے ان کے انجام کے متعلق سوال کریں گے اس آیت سے یہ بھی پتہ لگتا ہے کہ دوزخیوں کو دوزخ کے ہاں جانے کی وجہ بھی فوراً سمجھ میں آ جائے گی جسے وہ وضاحت سے بیان بھی کر دیں گے ایک دوسرے کو پہچان لینے کی قوت کا ثبوت بھی اس آیت سے ملتا ہے۔

(۲۰) النبا ع ویقول الکافر یا لیتنی کنت ترابا۔ اور کافر کہے گا کاش میں مٹی ہو جاتا۔

(۲۱) السبا ع ولو تری اذ الظالمون موقوفون عند ربھم یرجع بعضھم الی بعض القول یقول الذین استضعفوا للذین استکبروا لولا انتم لکنا مؤمنین قال الذین استکبروا للذین استضعفوا انحن صددنکم عن الھدی بعد اذ جاءکم بل کنتم مجرمین وقال الذین استضعفوا للذین استکبروا بل مکر اللیل والنھار اذ تامروننا ان نکفر باللہ ونجعل لہ اندادا واسروا الندامۃ لما راوا العذاب وجعلنا الاغلال فی اعناق الذین کفروا ھل یجزون الا ما کانوا یعملون۔ اگر تو دیکھ پائے اس وقت کو جبکہ یہ ظالم لوگ اپنے رب کے حضور کھڑے ہوئے ایک دوسرے کی بات کی تردید کر رہے ہوں گے وہ لوگ جو کمزور سمجھے جاتے تھے ان لوگوں کو جو اپنے آپ کو بڑے سمجھتے تھے کہہ رہے ہوں گے اگر تم نہ ہوتے تو ہم مومن ہوتے بڑے لوگ ان کمزوروں کو کہیں گے کیا ہم نے تمہیں ہدایت کے قبول کرنے سے روکا تھا جبکہ وہ تمہاری سمجھ میں آ گئی تھی بلکہ تم خود ہی مجرم تھے کمزور بڑوں کو کہیں گے کہ ہم ہدایت سے صرف اس لئے محروم رہے کہ تم دن رات کی تدابیر کے ذریعہ ہمیں اس بات پر آمادہ کر دیا کرتے تھے کہ ہم اللہ تعالے کی ہستی یا اس کی ہدایات کا انکار کر دیں اور اس کے لئے شریک ٹھہرائیں یہ لوگ جب عذاب کو دیکھیں گے تو ندامت کا اظہار کریں گے اور ہم ایسے کافروں کی گردنوں میں اغلال ڈال دیں گے ان کو انہی کاموں کی جزا ملے گی جو وہ کیا کرتے تھے اس آیت میں بھی قوت گویائی کے علاوہ ندامت کے احساس کا ثبوت بھی ملتا ہے ایک دوسرے پر الزام لگانے کا حق بھی موجود ہے تردید کی قوت بھی نظر آ رہی ہے نوعیت کچھ بھی ہو مگر وجود موجود ہے ممکن ہے بعض لوگوں کے دل میں یہ خیال گذرے

کہ اعناق میں اغلال وغیرہ ڈالنا محض محاورہ کے طور پر استعمال ہوا ہے یہ درست ہے لیکن یاد رہے کہ محاورہ بھی تبھی وجود میں آتا ہے جبکہ اصل موجود ہو اگر اغلال اور اعناق وغیرہ کا وجود ہی نہ ہو تو ایسے محاورے وجود میں آ ہی نہیں سکتے۔

(۲۲) ص ع ۴ وان للطاغین لشر مآب جھنم یصلونھا فبئس المھاد ھذا فلیذوقوہ حمیم وغساق و اٰخر من شکلہ ازواج ھذا فوج مقتحم معکم لا مرحبا بھم انھم صالوا النار قالوا بل انتم لا مرحبا بکم انتم قدمتموہ لنا فبئس القرار قالوا ربنا من قدم لنا ھذا فزدہ عذابا ضعفا فی النار وقالوا ما لنا لا نری رجالا کنا نعدھم من الاشرار اتخذناھم سخریا ام زاغت عنھم الابصار ان ذالک لحق تخاصم اھل النار۔ دوزخیوں کا ایک گروہ دوسرے گروہ کے جہنم میں داخل ہونے پر کہے گا یہ فوج بھی تمہارے ساتھ ہی جہنم میں داخل ہو رہی ہے یہ اس قابل نہیں کہ انہیں مرحبا کہا جائے یہ بھی یقیناً دوزخ میں ہی داخل ہونے والے ہیں، دوسرا گروہ کہے گا بلکہ تم اس قابل نہیں کہ تمہیں مرحبا کہا جائے جہنم بہت بری جگہ ہے اور یہ تم نے ہی ہمارے لئے آگے بھیجی ہے یعنی تیار کی ہے۔ یہ کہیں گے اے ہمارے رب جس نے بھی ہمارے لئے یہ دوزخ تیار کی ہے اس کو دوزخ کا دگنا عذاب دو پھر تعجب سے کہیں گے کیا بات ہے ہمیں یہاں وہ لوگ نظر نہیں آتے جن کو ہم دنیا میں شریر سمجھا کرتے تھے، ہم ان پر ہنسی اڑایا کرتے تھے کیا ہماری آنکھیں ہی ان کو دیکھنے سے ٹیڑھی ہو گئیں ہیں یعنی ان کو دیکھنے کے قابل ہی نہیں رہیں، اہل نار کا یہ جھگڑا بالکل صحیح ہے۔

(۲۳) المنافقون ع ۲۔ فیقول رب لولا اخرتنی الی اجل قریب فاصدق واکن من الصالحین۔ دوزخی کہے گا کاش مجھے آپ کسی قدر مزید مہلت دیتے تا میں صدقہ وغیرہ دے کر صالحین میں سے ہو جاتا۔

(۲۴) الفجر + وجایٔ یومئذ بجھنم یومئذ یتذکر الانسان وانی لہ الذکری یقول یالیتنی قدمت لحیاتی۔ اس دن جہنم لایا جائے گا، دوزخی اس دن نصیحت حاصل کرے گا لیکن اس دن نصیحت حاصل کرنا اسے کیا فائدہ دے سکتا ہے، کہے گا کاش میں اپنی اس زندگی کے لئے کچھ آگے بھیج دیتا (اس آیت میں قوت گویائی کے علاوہ دو مزید امور پر بھی روشنی پڑ رہی ہے ایک انسان کی قوت تذکرہ پر اور یہ دوسرے یا بعد کی زندگی پر جو اس زندگی سے مختلف ہو گی۔

اہلِ جنت کی قوت گویائی کا ثبوت

(۱) الزمر ع ۸۔ وسیق الذین اتقوا ربھم الی الجنۃ زمرا حتی اذا جاءوھا وفتحت ابوابھا وقال لھم خزنتھا سلام علیکم طبتم فادخلوھا خالدین وقالوا الحمد للہ الذی صدقنا وعدہ واورثنا الارض نتبوا من الجنۃ حیث نشاء فنعم اجر العاملین یعنی جب وہ لوگ جنہوں نے متقیانہ زندگی بسر کی ہو گی جنت کی طرف جماعتوں کی صورت میں لائے جائیں گے اور جنت کے دروازے کھول دیئے جائیں گے تو اس کے داروغے کہیں گے تم پر سلامتی ہو تم بڑے اچھے لوگ ہو، پس جنت میں داخل ہو جاؤ اہل جنت اس کے جواب میں کہیں گے تمام تعریف اللہ کے لئے ہے جس نے ہمارے ساتھ کئے ہوئے وعدہ کو پورا کیا اور ہمیں اس زمین کا وارث کیا جنت میں جس جگہ ہم چاہتے ہیں چلتے پھرتے ہیں نیک اعمال بجا لانے والوں کے لئے یہ بڑا ہی اچھا اجر ہے۔

(۲) المائدہ ع ۱۵ یوم یجمع اللہ الرسل فیقول ماذا اجبتم قالوا لا علم لنا انک انت علام الغیوب یعنی جس دن اللہ تعالےٰ رسولوں کو جمع کرے گا اور کہے گا تمہاری دعوت کا جواب کیسا دیا گیا وہ جواب میں کہیں گے ہمیں علم نہیں تو ہی غیبوں کو خوب جاننے والا ہے۔

(۳) المائدہ ع ۱۶ اس رکوع میں اللہ تعالےٰ اور حضرت مسیح علیہ السلام کے مابین مکالمہ درج ہے۔ واذ قال اللہ یا عیسی ابن مریم ءانت قلت للناس اتخذونی وامی الھین من دون اللہ۔ اور جب اللہ تعالےٰ نے کہا اے عیسیٰ بن مریم کیا تو نے لوگوں کو کہا تھا کہ اللہ کو چھوڑ کر مجھے اور میری ماں کو معبود بنا لو حضرت مسیح ؑ جو جواب دیں گے وہ یہ ہے قال سبحانک ما یکون لی ان اقول ما لیس لی بحق ان کنت قلتہ فقد علمتہ تعلم ما فی نفسی ولا اعلم ما فی نفسک انک انت علام الغیوب ما قلت لھم الا ما امرتنی بہ ان اعبدوا اللہ ربی وربکم وکنت علیھم شھیدا ما دمت فیھم فلما توفیتنی کنت انت الرقیب علیھم وانت علی کل شیء شھید ان تعذبھم فانھم عبادک وان تغفر لھم فانک انت العزیز الحکیم۔ حضرت مسیح ؑ عرض کریں گے اے اللہ پاک ہے تیری ذات اس بات سے کہ تیرا کوئی شریک ہو سکے میری شان کے شایاں یہ کس طرح ہو سکتا ہے کہ میں وہ بات کہوں جس کے کہنے کا مجھے کوئی حق نہیں اگر میں نے یہ بات کہی ہو گی تو آپ اسے جانتے ہی ہیں کیونکہ جو کچھ بھی میرے نفس میں ہے اسے آپ جانتے ہیں۔ (میرے نفس میں ہے کے الفاظ پر غور کیا جائے اس سے بھی نفس کے وجود کا ثبوت ملتا ہے) اور جو کچھ آپ کی ذات میں ہے اسے میں نہیں جانتا، تو ہی غیبوں کو جاننے والا ہے میں نے تو انہیں وہی کہا تھا جس کے کہنے کا آپ نے مجھے حکم دیا تھا اور وہ یہی بات تھی کہ اللہ کی ہی عبادت کرو جو میرا بھی رب ہے اور تمہارا بھی رب ہے اور جب تک میں ان میں رہا ان کے اعمال کا نگران رہا یعنی میری زندگی میں تو انہوں نے مجھے اور میری والدہ کو معبود نہیں بنایا لیکن جب آپ نے مجھے وفات دے دی تو آپ ہی ان کے اعمال کو دیکھنے والے تھے اور آپ ہر چیز پر شہید ہیں اگر آپ انہیں عذاب دیں تو یہ آپ کے ہی بندے ہیں اور اگر آپ انہیں معاف کر دیں تو آپ عزیز اور حکیم ہیں (یہ کس قدر طویل تقریر ہے جو حضرت مسیح ؑ نے اللہ تعالےٰ کے سامنے کی ہے آخر یہ کس قوت گویائی سے کی گئی ہے اگر ان کے نفس کو یہ قوت عطا نہیں کی گئی)

(۴) التحریم ع ۲۔ یوم لا یخزی اللہ النبی والذین اٰمنوا معہ نورھم یسعی بین ایدیھم وبایمانھم یقولون ربنا اتمم لنا نورنا واغفر لنا انک علی کل شیء قدیر۔ جس دن اللہ تعالےٰ نبی اور اس کے ساتھ ایمان لانے والوں کو ذلیل نہیں کرے گا ان کا نور ان کے آگے اور ان کے دائیں طرف دوڑ رہا ہو گا اور وہ کہہ رہے ہوں گے اے ہمارے رب ہمارے لئے ہمارے نور کو کمال تک پہنچا دیجئے اور ہمیں اپنی حفاظت میں لے کر ہماری ایسی اصلاح کر دیجئے جس سے ہمارا نور کمال تک پہنچ جائے آپ یقیناً ہر امر پر قدرت تام رکھتے ہیں (مغفرت کے معنی حفاظت میں لینا اور اصلاح کرنا دونوں ہیں)۔

(۵) الاعراف ع ۵۔ وقالوا الحمد للہ الذی ھدانا لھذا وما کنا لنھتدی لولا ان ھدانا اللہ۔ جنتی کہیں گے تمام تعریف اس اللہ کی ہے جس نے ہم کو اس طرف رہنمائی کی اگر اللہ تعالےٰ ہمیں خود ہدایت نہ کرتا تو ہم کبھی ہدایت پا ہی نہ سکتے تھے۔ پھر فرمایا ونادی اصحاب الجنۃ اصحاب النار ان قد وجدنا ما وعدنا ربنا حقا فھل وجدتم ما وعد ربکم حقا قالوا نعم۔ یعنی جنتی دوزخیوں کو پکار کر کہیں گے ہمارے لئے ہمارے رب نے جو وعدے ہم سے کئے تھے انہیں ہم نے تو سچا پا لیا ہے کیا تم نے

بھی ان ربانی وعدوں کو سچا پالیا ہے جو تمہارے ... متعلق تمہارے رب نے کئے تھے ۔ دوزخی جواب میں کہیں گے ہاں ۔ (ان دونوں آیتوں ..... سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ ہدایت کے سلسلہ کرنا بھی خدا کے ہاتھ میں ہی ہے ، دوسرے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ جنتی دوزخیوں کو دیکھیں گے بھی اور شناخت بھی کریں گے ۔ وعلى الاعراف رجال يعرفون كلا بسيماهم ونادوا اصحاب الجنة ان سلام عليكم لم يدخلوها وهم يطمعون واذا صرفت ابصارهم تلقاء اصحاب النار قالوا ربنا لا تجعلنا مع القوم الظالمين ونادى اصحاب الاعراف رجالا يعرفونهم بسيماهم قالوا ما اغنى عنكم جمعكم وما كنتم تستكبرون أهؤلاء الذين اقسمتم لا ينالهم الله برحمة ادخلوا الجنة لا خوف عليكم ولا انتم تحزنون ۔ اعراف پر وہ لوگ ہوں گے جو ہر ایک کو اس کی علامات سے شناخت کر رہے ہوں گے ، وہ جنتیوں کو پکار کر کہیں گے کہ تم پر سلامتی ہو وہ ابھی جنت میں داخل نہیں ہوئے ہوں گے لیکن داخل ہونے کی طمع کر رہے ہوں گے اور جب اُن کی آنکھیں دوزخیوں کی طرف منتقل کی جائیں گی تو وہ کہیں گے اے ہمارے رب ہمیں ظالم لوگوں کے ساتھ شریک نہ کیجیو پھر اصحاب الاعراف ان لوگوں کو پکاریں گے جن کو وہ ان کی علامات سے پہچان لیں گے اور کہیں گے نہ تو تمہارا جتھہ تمہارے کام آیا اور نہ ہی تمہارا بڑا ہونا ۔ جنتیوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہیں گے کیا یہی وہ لوگ ہیں جن کے متعلق تم قسمیں کھا کر کہا کرتے تھے اللہ اُن پر اپنی رحمت نازل نہیں کرے گا ۔ پھر وہ ان کو کہیں گے تم تو جنت میں داخل ہو جاؤ تم خوف اور حزن سے آزاد ہو ۔ (اس آیت سے پتہ لگتا ہے کہ اہلِ جنت اور اہلِ دوزخ کے لئے جُدا جُدا علامات ہوں گی اور انہی علامات سے وہ شناخت کئے جائیں گے ۔ ابصار کا وجود بھی اس آیت سے ثابت ہے ۔ یہ بھی اس آیت سے ثابت ہوتا ہے کہ خوف اور حزن کے جذبات بھی وہاں موجود ہوں گے جن سے آزاد رہنے کی بشارت اہلِ جنت کو دی گئی ہے

(٦) یٰس ع٢ قيل ادخل الجنة قال ياليت قومي يعلمون بما غفرلي ربي وجعلني من المكرمين ایک جنتی کو کہا جائے گا جنت میں داخل ہو جا وہ کہے گا کاش میری قوم کو علم ہو جائے اس مغفرت کا جو میرے رب نے مجھے عطا کی ہے اور اس بات کا بھی کہ اس نے مجھے معزز لوگوں میں بنایا ہے

(٧) صافات ع٢ فاقبل بعضهم على بعض يتساءلون قال قائل منهم اني كان لي قرين يقول أئنك لمن المصدقين ء اذا متنا وكنا ترابا وعظاما ءانا لمدينون قال هل انتم مطلعون فاطلع فراٰه في سواء الجحيم قال تالله ان كدت لتردين ولولا نعمة ربي لكنت من المحضرين افما نحن بميتين الا موتتنا الاولى وما نحن بمعذبين ان هذا لهو الفوز العظيم لمثل هذا فليعمل العاملون ۔ جنتیوں میں سے ایک کہے گا میرا ایک ساتھی ہوتا تھا جو کہا کرتا تھا ۔ ۔ ۔ ۔ کیا تو بھی اس امر کی تصدیق کرتا ہے کہ جب ہم مر جائیں گے اور ہم مٹی اور ہڈیاں ہوں جزا سزا کے لئے دوبارہ زندہ کئے جائیں گے اسے کہا جائے گا ذرا جھانکو تو بس وہ جھانکے گا اور جھانکنے پر اس اپنے ساتھی کو جہنم کے درمیان میں دیکھے گا اس کو جہنم میں دیکھ کر کہے گا اللہ کی قسم تُو تو مجھے بھی ہلاک کرنے لگا تھا اگر خدا کا رحم مجھ پر نہ ہوتا تو میں بھی آج عذاب کا نشانہ بنتا پس ہم پر بجز اس پہلی موت کے اور کوئی موت نہیں آئے گی اور اب ہمیں عذاب نہیں دیا جائے گا یہی سب سے بڑی کامیابی ہے اسی کامیابی کے لئے عمل کرنے والوں کو عمل کرنا چاہیئے (یہ آیت قوت گویائی کے علاوہ قوت یاد داشت اور قوتِ رؤیۃ اور جھانکنے کی قوت پر بھی دلالت کرتی ہے جیسا کہ اس جنتی نے اپنے دنیا کے ساتھی کو اور اس کے قول کو یاد کر لیا اسی طرح اس کو جہنم میں دیکھ لینا قوۃ رؤیۃ کا ثبوت بہم پہنچاتی ہے فاطلع جھانکنے کی قوت پر دلالت کرتا ہے ۔

نفس کی قوتِ شنوائی پر قرآنی آیات

(١) الملک ع١ اذا القوا فيها سمعوا لها شهيقا وهي تفور یعنی جب دوزخی دوزخ میں ڈالے جائیں گے تو وہ جہنم کے شور کی آواز سنیں گے جبکہ وہ جوش مار رہا ہو گا۔

(٢) الفرقان ع٢ بل كذبوا بالساعة واعتدنا لمن كذب بالساعة سعيرا اذا راتهم من مكان بعيد سمعوا لها تغيظا وزفيرا بلکہ انہوں نے الساعۃ کی تکذیب کی اور ہم نے مکذبین الساعۃ کے لئے دوزخ تیار کیا ہوا ہے جب دوزخ کو یہ دور سے ہی نظر آئیں گے تو دوزخی اس کے جوش مارنے اور اس کے شور کی آواز سنیں گے ۔

(٣) السجدۃ ع٢ ولو ترى اذ المجرمون ناكسوا رءوسهم عند ربهم ربنا ابصرنا وسمعنا فارجعنا نعمل صالحا انا موقنون ۔ اور اگر تو دیکھ لے اس وقت کو جبکہ مجرم اپنے سروں کو اپنے رب کے حضور شرمندگی کے مارے نیچے کئے ہوئے ہوں گے اور کہہ رہے ہوں گے اے ہمارے رب ہم نے دیکھ لیا اور سُن بھی لیا ہمیں واپس کر دیجئے کہ ہم نیک عمل کریں اب ہمیں یقین آگیا ہے ۔ یہ آیت قوتِ شنوائی کے علاوہ قوتِ بصارت پر بھی دال ہے اور ساتھ ہی اس میں دنیا کی طرف واپسی کی خواہش کا بھی اظہار ہے ۔

(٤) مریم ع٢ ۔ فويل للذين كفروا من مشهد يوم عظيم اسمع بهم وابصر ۔ یعنی اس عظیم دن کو دیکھ کر کفار کی قوتِ شنوائی اور قوتِ بصارت بہت بڑھی ہوئی ہو گی یہ آیت قوتِ بصارت پر بھی دلالت کر رہی ہے ۔

(٥) مریم ع٤ ۔ جنت عدن التي وعد الرحمن عباده بالغيب انه كان وعده ماتيا لا يسمعون فيها لغوا الا سلاما یعنی اہلِ جنت لغو کلام نہیں سنیں گے بلکہ سلامتی کے پیغام ہی سنیں گے ۔ یہی مضمون سورۃ الغاشیۃ میں بھی موجود ہے في جنة عالية لا تسمع فيها لاغية

نفس کی قوۃ رؤیۃ پر قرآنی آیات

قوتِ نفس کی بصارت کے متعلق بعض آیات کا ذکر کیا جا چکا ہے چند مزید آیات بھی ذکر کی جاتی ہیں ۔

(١) الشوریٰ ع٥ ۔ وترى الظالمين لما راوا العذاب يقولون هل الى مرد من سبيل وتراهم يعرضون عليها خاشعين من الذل ينظرون من طرف خفي ۔ اور تو ظالموں کو دیکھے گا جب وہ عذاب کو دیکھیں گے کہیں گے کیا دنیا میں واپس جانے کی کوئی سبیل ہے اور تو دیکھے گا ان کو اس حالت میں جبکہ وہ دوزخ پر پیش کئے جا رہے ہوں گے ، ذلت کی وجہ سے نہایت انکساری کی حالت میں ہوں گے خفیہ خفیہ دیکھ رہے ہوں گے (اس آیت میں چار دفعہ رؤیۃ کا ذکر کیا گیا ہے اس کے علاوہ انکساری ، احساس ذلت دنیا میں واپس بھیجے جانے کی خواہش اور لوگوں سے بچ کر دیکھنے کا احساس ان سب امور کا ذکر بھی موجود ہے) ۔

(٢) النباء ع٢ انا انذرناكم عذابا قريبا يوم ينظر المرء ما قدمت يداه ۔ یعنی انسان عذاب کے دن ان تمام اعمال کو دیکھ لے گا جو اس نے آگے بھیجے ہوں گے

(٣) الصافات ع١ فانما هي زجرة واحدة فاذا هم ينظرون ایک ہی تو بیخی آواز پر اہلِ جہنم کی آنکھیں کھل جائیں گی اور . . . وہ حقائق کو دیکھ لیں گے

(٤) سورۃ القمر میں اہلِ دوزخ کے متعلق خشعا

مغربی افریقہ میں اسلام کی رفتار ترقی

(مسیحی نقطۂ نظر سے)

اسلام مسیحیت سے دس گنا تیزی کے ساتھ آگے بڑھ رہا ہے

(سیسل نارتھ کاٹ کے قلم سے)

سیسل نارتھ کاٹ کا ایک مضمون پورٹ ہارکوٹ (نائیجیریا) سے عنوان بالا کے تحت شائع ہوا ہے جس میں مغربی افریقہ میں اسلام کی رفتار ترقی پر مفصل بحث کی گئی ہے۔ ضروری نہیں کہ تمام باتیں جو اس مضمون میں درج کی گئی ہیں صحیح ہوں، تاہم اس وقت جبکہ مغربی افریقہ میں اسلامی مشن کے قیام کا منصوبہ زیر غور ہے، ایک عیسائی کا نقطۂ نگاہ معلوم کر لینا ضروری ہے، اسی خیال سے مسٹر سیسل کے مضمون کا ترجمہ ذیل میں ہدیۂ قارئین کرام ہے۔

مغربی افریقہ میں اسلام اور مسیحیت

"مغربی افریقی اقوام کی آزادی .... نے ساحل کی طرف اسلام کی رفتار کو تیز تر کر دیا ہے، اسلام افریقیوں کو اپیل کرتا ہے، کیونکہ وہ اپنے آپ کو "کالے آدمی کا مذہب" کی حیثیت سے پیش کرتا ہے، یہ انسانی کمزوریوں کو برداشت کرتا ہے، جبکہ مسیحیت غیر متحمل اور سخت ہے۔ اسلام تمام ان لوگوں کو جو اس کے اندر آنا چاہیں خوش آمدید کہتا ہے اور زیادہ تجسس نہیں کرتا نہ ہی اس میں داخل ہونے کے لئے کسی خاص رسم کی ضرورت ہوتی ہے۔

دو اہم ترین علاقوں میں سے جہاں اسلام بڑھ رہا ہے ایک سیرالیون ہے جو آئندہ اپریل میں برطانوی تسلط سے آزاد ہو جائے گا، اور دوسرے نائیجیریا کے مغربی علاقے ہیں، جہاں مسیحیت کا قدم نہایت مضبوطی سے وہاں پر قائم تھا، سیرالیون مغربی افریقہ میں احمدی مسلمانوں کی منتخب جگہ ہے، جو پاکستان سے زبردست رہنمائی حاصل کر کے اس چھوٹی سی ریاست میں پھیلتے جا رہے ہیں۔

میڈیکل مشن اور سکول

تحریک احمدیت کا دعویٰ ہے کہ وہ اسلام کو عہد حاضر کے تقاضوں کے مطابق پیش کرتی اور مسیحیت کے چیلنج کا جواب دیتی ہے، اب اس کی یہ تجویز ہے، کہ سیرالیون میں ایک میڈیکل مشن قائم کیا جائے اور اس کے سکولوں کی تعداد بڑھتی جا رہی ہے،

نائیجیریا کا شمالی علاقہ

حالیہ مستند جانچ پڑتال کے مطابق اسلام مغربی افریقی ساحل کے ساتھ ساتھ مسیحیت سے دس گنا تیز رفتاری کے ساتھ پھیلتا جا رہا ہے، نائیجیریا کا طاقتور شمالی علاقہ واضح اور عملاً اسلامی ملک ہے، سالہا سال کی مسیحی مشنری کوششوں کے باوجود اس کے اسلام میں کوئی کمزوری پیدا نہیں ہوئی اور وہ جنوب کا قول عمل ہی ہے، اور جنوب کی طرف صحرائی میں جہاں ابھی تک مسیحیت کا غلبہ ہے اپنے سفیروں کو بھیجتا رہتا ہے۔

باہمی آویزش

ان دو بڑے مذاہب کی آویزش کا آزاد نائیجیریا میں غالباً ایسا نظارہ دیکھنے میں آئے گا جو دنیا میں کسی دوسری جگہ نظر نہیں آ سکتا، کیونکہ یہاں دونوں مذاہب یکساں طاقت کے ساتھ ایک دوسرے کے مقابلہ میں صف آرا ہوں گے اور دونوں ہی نائیجیریا کے پیگن (بت پرست) اور کسی مذہب سے تعلق نہ رکھنے والے قبائل کو اپنے اپنے مذہب میں لانے کے لئے زبردست خواہش رکھتے ہونگے اس آویزش کا نتیجہ بتائیگا کہ افریقہ کس راستہ کو اختیار کرے گا۔

نیشنلزم کا دوہرا اثر

افریقہ کے تمام مغربی ساحل پر ڈکار سے لیکر جو سینیگال میں واقع ہے نائیجیریا کے پورٹ ہارکورٹ تک مغربی افریقہ میں نئی اقوام کو آزادی حاصل ہونے سے پرانی قبائلی رسوم و رواجات اور جادو وغیرہ کے طریق ابھرنے شروع ہو گئے ہیں، نیشنلزم نے دوہرا اثر پیدا کیا ہے ایک طرف سفید اقوام کے طور و طریق کو اختیار کرنا جس کے ساتھ رخصت ہونے والے سفید لوگوں کی طاقت و اقتدار بھی شامل ہے اور دوسری طرف آبائی رواجات کی طرف رجوع ہے۔ پریذیڈنٹ کی سلامی اور دیوتاؤں کے چڑھاوے مثال کے طور پر گھانا میں پریذیڈنٹ Kwame Nkrumah کو بحیثیت Osagyefo کے سلامی دی جاتی ہے، یہ Twi زبان کا لفظ ہے جس کا ترجمہ لیڈر یا فاتح جنگ کے الفاظ میں کیا جا سکتا ہے لیکن اس کے معنے نجات دہندہ کے بھی ہو سکتے ہیں، اور مسیحی مذہب میں اس کا Twi زبان کے اس لفظ سے گہرا تعلق ہے جو مسیح کے لئے استعمال کیا جاتا ہے گھانا میں بھی منصب کے اصطلاح میں بہت سے پڑھے لکھے لوگ دیوتاؤں پر شراب چڑھانے کی تقریبات میں شامل ہوتے ہیں اور مسیحی پادری انہیں ان کی حاضری پر علانیہ برا بھلا کہتے اور لعنت ملامت کرتے ہیں۔

آبائی اور تاریخی رسوم

جادو کی رسم بجائے اس کے کہ ابتدائی زمانہ کی ایک بدنام اور مذموم چیز سمجھا جائے نیشنلزم اسے ہمارے باپ دادا کا ورثہ کہکر ترقی دے رہی ہے، کوئی چیز جو آبائی یا تاریخی حیثیت رکھتی ہو، نئی افریقی اقوام کو اپیل کرتی ہے۔ کیونکہ وہ اپنی مقتدرانہ شان کی تائید کے لئے قومیت ماضیہ کو ترقی دینا پسند کرتے ہیں، پرانے طور و طریق کو آزادی کا نیا لباس پہنانے اور مسیحیت سے جو سفید آدمی

(باقی ص ۱۵)

حضرت مسیح موعود کے نشانات

(از چوہدری فضل الرحمن صاحب قمر سامانوی)
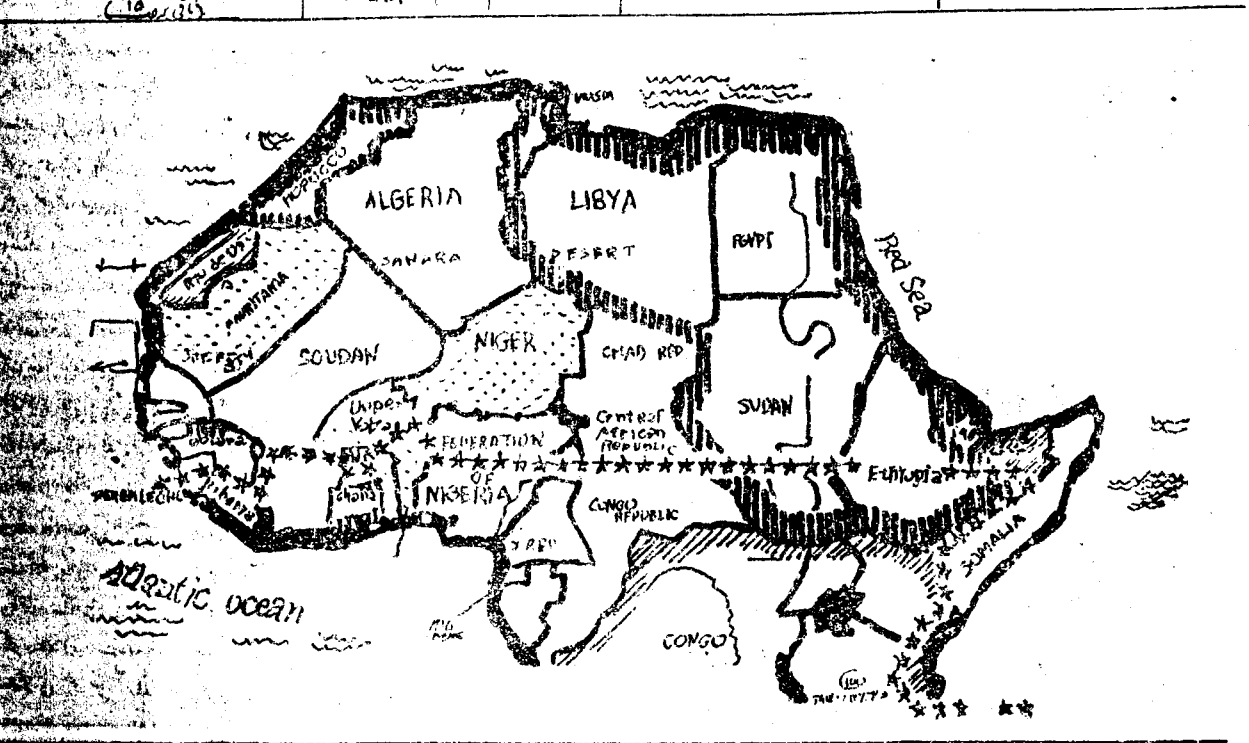
(۲)

حضرت اقدس علیہ السلام کے ذریعہ ظاہر ہونے والے نشانات بے شمار ہیں جن کے متعلق آپ فرماتے ہیں ؎

اس قدر ظاہر ہوئے ہیں فضل حق سے معجزات
جن کا مشکل ہے کہ تا روز قیامت ہو شمار

جس طرح وہ تعداد کے لحاظ سے بے شمار ہیں اسی طرح نوعیت کے لحاظ سے بھی مختلف ہیں یعنی کچھ منذر ہیں، کچھ مبشر کچھ وعدے کے رنگ میں ہیں کچھ وعید کے طور پر ہیں۔ بعض عالمگیر ہیں بعض خاص ممالک کے ساتھ تعلق رکھتے ہیں۔ کچھ مخالف مذاہب کے متعلق ہیں، کچھ ان کے لیڈروں کے متعلق اکثر قبولیت، دعا کے رنگ میں ہیں اور بہت سے مباہلہ کے رنگ میں۔ بیرونی دشمنوں کے بارہ میں بھی اور اندرونی دشمنوں کے متعلق بھی۔ کچھ آپ کی اپنی ذات کے متعلق بھی ہیں اور کچھ آپ کے رشتہ داروں کے متعلق بھی آپ کی جماعت کے متعلق بھی ہیں اور آپ کی اولاد کے متعلق بھی حکومتوں کے متعلق بھی ہیں اور رعایا کے متعلق بھی غرضیکہ وہ نشانات مختلف انواع کے ہیں اگر ہر نشان کا ایک ایک نشان بھی بیان جائے تو اس کے لئے بہت زیادہ وقت کی ضرورت ہے، جو نشانات آپ کی زندگی میں پورے ہوئے اُن کی تفصیل آپ کی متعدد کتب میں موجود ہے ہمارا فرض ہے کہ ہم اُن کتب کا مطالعہ کریں اور ان نشانات کو یاد کر کے بار بار پیش کریں تاکہ ہمارا ایمان بھی تازہ ہوتا رہے اور سعید ارواح کو بھی فائدہ ہو۔

میں اس وقت کچھ ایسے نشانات پیش کروں گا جو آپ کے دعوے کے وقت سے بلکہ آج تک پورے ہوتے چلے جا رہے ہیں اور ہر بڑھنے والا سورج نئی شان سے ان کی صداقت کا ثبوت دیتا ہے اور کچھ نشانات کا تذکرہ کروں گا جو آپ کے دعوے کی اصل حقیقت کو ظاہر کرتے ہیں، یعنی مخالفین اور دوست نما دشمنوں نے جو غلط دعاوی افترا کے طور پر آپ کی طرف منسوب کئے۔ اللہ تعالےٰ نے اپنے وعدہ کے موافق کس طرح آپ کی بریت فرما کر الزام لگانے والوں کو ذلیل و خوار کیا اور کچھ ایسے نشانات پیش کروں گا جن میں اعجازی طور پر اللہ تعالےٰ نے آپ کی جماعت کی حفاظت فرمائی اور کچھ ان نشانات کو بھی بیان کروں گا جو آپ کی جماعت کے ساتھ تعلق رکھتے ہیں، جن سے یہ بات روز روشن کی طرح ثابت ہوتی ہے کہ آپ کی طرف منسوب ہونے والی دو نوں جماعتوں میں سے آسمانی تائید کس کے ساتھ ہے اس کی ضرورت اس لئے ہے کہ ایک گروہ نشانات کا ان نشانات کو توڑ موڑ کر ان پر پردہ ڈال کر ان کو مشتبہ کرنے کے لئے دن رات کوشاں ہے، اس لئے ہمارا فرض ہے کہ ان کی اصل حقیقت کو کھول کر بیان کیا جائے اور بار بار بیان کیا جائے تاکہ کوئی خود غرض کسی قسم کی تلبیس نہ کر سکے۔

حضرت اقدسؑ کی گمنامی کی زندگی اور رجوع خلق

دعوے سے پہلے حضرت صاحبؑ کی زندگی ایک گوشہ تنہائی میں گذرتی تھی بیرونجات کا ذکر کیا خود قادیان میں بہت کم لوگ آپ کو جانتے تھے آپ اپنی حالت کے متعلق خود فرماتے ہیں :-

میں تھا غریب و بیکس و گمنام و بے ہنر
کوئی نہ جانتا تھا کہ ہے قادیان کدھر
لوگوں کی اس طرف کو ذرا بھی نظر نہ تھی
میرے وجود کی بھی کسی کو خبر نہ تھی

اس وقت جبکہ آپ بالکل گمنامی کی زندگی بسر کرتے تھے، ۱۸۸۳ء میں اللہ تعالےٰ نے آپ کو الہام کیا کہ "حان ان تعان وتعرف بین الناس" یعنی وہ وقت آگیا ہے جو تیری مدد کی جائے اور تو لوگوں میں مشہور کیا جائے ایک چھوٹے سے گاؤں کا رہنے والا ایک گوشہ نشین جس کو اس کے اپنے گاؤں کے لوگ بھی نہیں جانتے جس کا روز و شب مسجد کے حجرہ میں گذرتا ہے جس کو اس کا باپ بھی مسیتڑ کے نام سے پکارتا ہے جو اپنی اس زمانہ کی حالت کا ذکر اس طرح کرتا ہے کہ ؎

ابتدا سے گوشۂ خلوت رہا مجھکو پسند
شہرتوں سے مجھکو نفرت تھی ہر اک عظمت سے عار

وہ حجرہ نشین اسی کس مپرسی کی حالت میں یہ کہتا ہے کہ میرے خدا نے مجھے خبر دی ہے کہ میں دنیا میں تجھے عزت کے ساتھ شہرت دوں گا اور تو لوگوں میں متعارف ہو جائے گا اسی پر بس نہ کرتے ہوئے وہ یہ بھی کہتا ہے کہ مجھے میرے خدا نے یہ خبر دی ہے :-

"میں تجھے زمین کے کناروں تک عزت کے ساتھ شہرت دوں گا اور تیرا ذکر بلند کروں گا اور تیری محبت دلوں میں ڈال دوں گا"

ابھی ان الہامات کے پیش کرنے پر کچھ زیادہ عرصہ نہیں گذرا کہ وہی گوشہ نشین دنیا میں مشہور ہو جاتا ہے آج دنیا کا کوئی ملک اور زمین کا کوئی کنارہ ایسا نہیں جہاں اس کے نام کی عزت کے ساتھ شہرت نہ ہوئی ہو، ہر خطہ ہر قوم ہر ملک میں زمین کے کناروں تک اس کا نام پہنچا اور سیاہ و سفید اس کے جھنڈے کے نیچے جمع ہو رہے ہیں آج آپ کا کوئی دشمن دنیا کا کوئی ایسا ملک پیش نہیں کر سکتا جس میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا نام نہ پہنچا ہو، یہ بہت بڑا عظیم الشان نشان ہے جو ہر سال ایک نئے رنگ میں پورا ہوتا ہے۔ آپ کی تین جماعتیں ہی دنیا میں آپ کی شہرت ہو گئی تھی اور لوگوں کا آپ کی طرف رجوع ہونا شروع ہو گیا تھا جس کا تذکرہ آپ یوں فرماتے ہیں ؎

اک قطرہ تھا اس کے فضل نے دریا بنا دیا
میں خاک تھا اسی نے ثریا بنا دیا
دیکھو خدا نے سارے جہاں کو جھکا دیا
گمنام پا کے شہرۂ عالم بنا دیا

(باقی ــ ۱۱ق)

دنیا کے سب سے قدیم راز

(بسلسلہ صفحہ ۸۲)

inspiration" and knowledge of the laws of the universe" (Signs and symbols of primordial man by Albert Churchward Freemason a.r.g. 1860 Page 9)

"یہ امر مسلّم ہے کہ اہرام مصر غزہ میں اس اولین مذہب کی یادگار اور ناقابل تردید کار کے طور پر قوانین قدرت کے عین مطابق الہام الٰہی سے تعبیر کئے گئے تھے"

اس کے ساتھ میں صرف اس قدر اضافہ کرتا ہوں کہ نصف والے آٹھ ہزار برس سے۔ وہ قت کی بلندی سے دنیا کی چاروں سمتوں میں اعلان کر رہے ہیں ایک نیر اعظم کے ظہور کا اور یہ سرزمین جن پر یہ کھڑے ہیں اس پر ایمان لانے والوں کو دے دی جائے گی اور وہ ایک نئی تہذیب کے بانی ہوں گے اور نہ صرف وہ خود مسلمان ہوں گے بلکہ قدیم مبلغین درودز (DRUIDS) کی طرح جنہوں نے چھ ہزار برس پہلے اس خبر کی انگلستان سے لیکر امریکہ اور دنیا کے ہر ملک میں پہنچایا۔ جبکہ ہوائی جہاز ریل اور سڑکیں موجود نہ تھیں اور سفر ہلاکت کا مترادف تھا۔ ان لوگوں نے دنیا بھر میں خود سفر کر کے دنیا کی ساری قوموں کو یہ پیغام مسرت سنایا۔ آئندہ پھر یہی قوم اپنے اسی قدیم عزم کے ساتھ دنیا میں تبلیغ اسلام کرے گی۔

باقی آئندہ

ابن عمرؓ

سے روایت ہے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس مسلمان کے پاس کچھ مال ہو جس کے متعلق وہ وصیت کرنا چاہتا ہو، پھر اس کے مناسب نہیں کہ وہ دو راتیں بھی بغیر وصیت کرنے کے گزار دے ابن عمر رضؓ کہتے ہیں کہ جب سے میں نے یہ بات رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنی۔ اس وقت سے مجھ پر ایک رات بھی ایسی نہیں گزری۔ کہ میرے پاس میری لکھی ہوئی وصیت نہ ہو۔ (مسلم)

بچوں کا صفحہ

مولانا مرتضیٰ خان حسن مرحوم

ہمیں کن باتوں پر ایمان لانا چاہیئے

۱۔ دیکھو بچو! کنواں کھودنے والا کس محنت اور مشقت سے کنواں کھودتا جاتا ہے۔ اس کو یقین ہے کہ آخر پانی نکل آئے گا۔ اسی طرح ہل چلانے والا کس تکلیف سے چلاتا ہے۔ اس کو یقین ہے کہ اس بیج سے سو دانے پیدا ہوں گے۔ اسی طرح ایک طالب علم پڑھائی میں دن رات ایک کر دیتا ہے کیونکہ اس کو یقین ہے کہ ایک دن وہ عالم فاضل بن جائے گا۔ اگر کنواں کھودنے والے کو یقین نہ ہو کہ پانی نکلے گا وہ کبھی کنواں نہ کھودے اگر ہل چلانے والے کو یقین نہ ہو کہ ایک دانے سے کئی دانے پیدا ہوں گے تو کبھی ہل چلانے کی زحمت نہ اٹھائے، اور اگر ایک طالب علم کو یقین نہ ہو کہ وہ محنت کر کے ایک دن عالم فاضل بن جائے گا، وہ کبھی کسی محنت کا نام نہ لے۔ غرض انسان کی کامیابیاں یقین کے ساتھ وابستہ ہیں۔ اگر یقین نہ ہو انسان کی زندگی ناکام ہو جائے۔ اور دنیا کے کاروبار بند ہو جائیں۔

۲۔ بچو! تم جانتے ہو کہ اللہ تعالےٰ ہم کو نیک کام کرنے کا حکم دیتا ہے اور بُرے کاموں سے روکتا ہے اب اگر اللہ تعالےٰ کی ہستی پر ہی ہمیں یقین نہ ہو تو ہم اس کے حکم کو کیونکر مانیں گے؟ اسی طرح نہ ہمیں نیک کام کرنے کی توفیق ہو گی اور نہ ہم بُرے کام سے بچ سکیں گے۔ اور نتیجہ یہ ہو گا کہ ہماری زندگی ناکارہ اور ناکام ہو جائیگی۔ ہمارے اندر نیک و بد کی تمیز ہی نہیں رہے گی۔ پس نیک بننے اور نیک کام کرنے کے لئے جو انسان کی زندگی کا اصل مقصد ہے ہمیں خدا پر یقین ہونا چاہیئے۔ یا یوں کہو کہ خدا پر ایمان ہونا چاہیئے۔ اسی طرح ہمیں فرشتوں پر ایمان ہونا چاہیئے کیونکہ انکے ذریعہ خدا اپنی ہدایت اپنے بندوں پر بھیجتا ہے۔ اسی طرح خدا کی بھیجی ہوئی کتابوں پر ہمارا ایمان ہونا چاہیئے کیونکہ اگر ہم اُن پر ایمان نہیں لائیں گے تو ہم ہدایت کہاں سے پائیں گے، اور اسی طرح خدا کے رسولوں پر ایمان لانا چاہیئے کیونکہ اگر ہم اُن پر ایمان نہ لائیں گے تو ہمیں ہدایت کا رستہ کون بتائے گا۔

۳۔ پھر آخری بات یہ ہے کہ ہمیں اُس دن پر بھی ایمان لانا چاہیئے جب ہمارے مرنے کے بعد خدا ہمارے اعمال کا حساب لے گا۔ اگر ہمارے اعمال اچھے ہوں گے تو خدا ہمیں جنت میں جگہ دے گا جو سکھ کا گھر ہے۔ لیکن اگر ہمارے اعمال اچھے نہیں ہوں گے تو خدا ہمیں دوزخ میں ڈالے گا جو سزا کی جگہ ہے۔ اگر ہم اس دن پر ایمان نہ لائیں گے تو ہم بے خوف ہو کر بُرے کام کرتے چلے جائیں گے۔ لیکن جب ہمیں یقین ہو گا کہ ایک دن ہمیں اپنے کئے کا حساب دینا ہو گا تو ہمارے دل میں خوف رہے گا اور ہم نیک کام کر سکیں گے اور بُرے کاموں سے بچنے کی کوشش کریں گے۔

۴۔ **خلاصہ**

اس بیان کا خلاصہ یہ ہے:۔

(۱) ہمیں ایمان لانا چاہیئے اللہ تعالےٰ پر
(۲) ہمیں ایمان لانا چاہیئے فرشتوں پر۔
(۳) ہمیں ایمان لانا چاہیئے خدا کی کتابوں پر اور قرآن مجید پر جو سب سے آخری کتاب ہے۔
(۴) ہمیں ایمان لانا چاہیئے خدا کے رسولوں پر اور آخری نبی حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر۔
(۵) ہمیں ایمان لانا چاہیئے قیامت یا آخری دن پر۔

پیارے بچو! یہ ہیں ایمان کی پانچ باتیں۔ ان میں تقدیر پر ایمان شامل کر کے ان سب کو

صفاتِ ایمان

کہتے ہیں۔ یہ ہمارے دین یا مذہب کی جڑ ہیں۔ یہی اسلام ہے اسی کے ماننے سے ہم مسلم یا مسلمان کہلاتے ہیں۔

اسلام کے معنے ہیں خدا کے آگے جھکنا۔ اور مسلم کے معنے ہیں خدا کے آگے جھکنے والا۔ خدا کا فرمانبردار خدا کے حکموں کو ماننے والا۔ اس کے معنے تو اس سے بھی زیادہ ہیں مگر وہ ہم تم کو اگلی کتابوں میں بتائیں گے۔

(۵) پیارے بچو! یہ تو بتاؤ کہ اگر کنواں کھودنے والے کو یقین تو ہو کہ زمین کھودنے سے پانی نکل آئے گا لیکن وہ باوجود اس یقین کے زمین نہ کھودے تو کیا پانی نکل آئے گا۔؟ ہرگز نہیں۔ پھر ایک اور چھوٹی سی مثال سنو۔ آپ کو پورا پورا یقین ہے کہ پانی پینے سے پیاس بجھ جاتی ہے۔ فرض کرو کہ آپ کو پیاس لگی ہوئی ہے کیا محض اس یقین سے کہ پانی پیاس بجھا سکتا ہے آپ کی پیاس بجھ جائے گی؟ ہرگز نہیں؟ پیاس تو اس وقت بجھے گی جب آپ پانی پئیں گے۔ اسی طرح خدا اور خدا کے رسول اور خدا کی کتابوں پر آپ ایمان تو لے آئے، آپ نے اسلام تو قبول کر لیا اور آپ مسلم بھی بن گئے مگر محض ایمان لانے سے تو فائدہ نہیں پہنچ سکتا۔ جب تک کہ عمل سے اس کا ثبوت نہ دیا جائے یعنے ایمان کے ساتھ عمل ضروری ہے۔

ثبوت اپنے ایماں کا دینا عمل سے

مولانا مرتضیٰ خان حسن مرحوم

عزیزو مری یاد رکھنا نصیحت
کہ ایماں سے بڑھکر نہیں کوئی دولت
خدا پہ ہو ایماں نبی پہ ہو ایماں
کتابِ خدا یعنے قرآں پہ ایماں
اگر چاہتے ہو کہ بن جاؤ اچھے
ثبوت اپنے ایماں کا دینا عمل سے
نمازوں میں غفلت نہ کرنا کبھی تم
بجا لانا احکامِ ربّی سبھی تم
ادب کرنا ماں باپ کا جان و دل سے
یہ نیکی بڑی ہے اگر کوئی سمجھے

واقعات عالم

—— برطانیہ کی ملکہ الزبتھ اور ان کے شوہر پرنس فلپ ڈیوک آف ایڈنبرا ۱۰ فروری سہ پہر کو صدر پاکستان فیلڈ مارشل محمد ایوب خان کے ہمراہ صوبائی دارالحکومت میں پہنچے۔ کئی لاکھ شہریوں نے ان کا پرتپاک خیر مقدم کیا۔ ملکہ معظمہ اپنے مخصوص انداز میں کھل کر مسکرائیں۔ اور ہاتھ ہلا کر لوگوں کے جذبۂ مہمان نوازی کا اعتراف کیا۔ ملکہ کے چار روزہ قیام کے پروگرام کے مطابق اس شام صوبائی گورنر نے شاہی مہمانوں کے اعزاز میں ایک ڈنر دیا۔ دوسرے دن آپ کیٹل اینڈ ہارس شو میں تشریف لے گئیں، جہاں ان کو فوج نے سلامی دی اور آپ نے ایک چھ گھوڑوں والی بگھی میں نمائش کے احاطہ میں چکر لگایا بیشمار تماشائی اس وقت موجود تھے، جنہوں نے ملکہ کا پرجوش خیر مقدم کیا۔ اگلے دن سہ پہر کو آپ مغلوں کی عظیم الشان یادگار شالامار باغ میں شہریوں کی طرف سے دی گئی ایک دعوت چائے میں سپاسنامہ دیا گیا جس کے ساتھ شالامار باغ کا چاندی کا بنا ہوا ماڈل بھی پیش کیا گیا، سپاسنامہ کا جواب دیتے ہوئے آپ نے برطانیہ اور پاکستان کے درمیان اتحاد اور تعاون کے جذبہ کو بہت مفید قرار دیا اور کہا کہ مجھے اس خیال سے خوشی محسوس ہوتی ہے کہ ہمارے دونوں ملکوں کے درمیان تعاون کا سلسلہ بدستور جاری ہے۔ اور ہم آجکل بھی برطانیہ یا پاکستان میں ڈاکٹروں، سائنسدانوں اور فنی کارکنوں کی تربیت میں اعانت کر رہے ہیں، ملکہ نے سپاسنامہ کا جواب دیتے ہوئے کہا کہ لاہور آکر کسے خوشی نہیں ہوتی لیکن میری مسرت کی خاص وجہ ہے کیونکہ میں نے اپنے شوہر سے آپ کے شہر کے بارے میں بہت کچھ سنا تھا۔ اور اب لاہور بالخصوص اس مشہور اور خوبصورت باغ کو دیکھ کر واقعی مجھے بڑی مسرت ہوئی ہے، میں اس پرتپاک خیر مقدم اور شالامار کی خوبصورت شبیہ کے لئے آپ کا دل سے شکریہ ادا کرتی ہوں، یہ شبیہ مجھے ہمیشہ آپ کی یاد دلائے گی۔ آپ نے کہا کہ گزشتہ سال جب آپ کے صدر ہمارے ہاں تشریف لے گئے تو انہوں نے مجھ سے گھوڑوں اور مویشیوں کی مشہور نمائش کا ذکر کیا۔ اور مجھے اس میں شرکت کی دعوت دی تھی۔ یہ نمائش دیکھ کر میں بے حد متاثر ہوئی ہوں۔ پروگرام کے مطابق ملکہ الزبتھ اور ان کے شوہر پرنس فلپ نے ۱۲ فروری بروز اتوار ۱۱ بجے قبل دوپہر مال روڈ پر کیتھڈرل چرچ جانا تھا۔ یہ دن شاہی مہمانوں کے بے پناہ خیر مقدم کا دن تھا ملکہ ٹھیک گیارہ بجے اپنے شوہر کے ہمراہ سبز رنگ کی موٹر کار میں گذریں اور گرجہ میں تشریف لے گئیں اس موقعہ پر بھی عورتوں اور مردوں کا بے پناہ ہجوم تھا، شاہی مہمان سہ پہر کے تقریباً ساڑھے تین بجے عالمگیری مسجد دیکھنے گئیں۔ اس موقعہ پر بھی عورتوں اور مردوں کا بے پناہ ہجوم تمام سڑکوں کے کناروں پر جمع تھا جنہیں ملکہ الزبتھ ہاتھ ہلا کر خوشنودی کا اظہار کرتی تھیں۔

شاہی مسجد دیکھنے کے بعد آپ قلعہ میں تشریف لے گئیں جہاں مغربی پاکستان کی گرل گائیڈز دیوان عالم کے بالمقابل کھلے میدان میں جمع تھیں، آپ نے ان کو خطاب کرتے ہوئے گائیڈ تحریک کی تعریف کی، اور کہا کہ دنیا بھر کی تقریباً بیس لاکھ گرل گائیڈز ایک ہی نصب العین پر یقین رکھتی ہیں اور ایک ہی عہد کی پابند ہیں۔ مغربی پاکستان کے تمام علاقوں کی چار ہزار گرل گائیڈز سفید شلوار اور سبز دوپٹوں میں ملبوس تھیں، تلاوت قرآن کریم اور برطانیہ و پاکستان کے قومی ترانوں کے بعد اس دلچسپ تقریب کی کاروائی کا آغاز ہوا۔ مختلف دستکاریوں کے نمونے بھی دکھائے گئے گرل گائیڈز ایسوسی ایشن کی طرف سے ملکہ صاحبہ کو چاندی کی ایک صندوقچی اور شہزادی این کے لئے دو گڑیاں اور دیہاتی کپڑے پیش کئے گئے۔

رات کو آپ نے فورٹ ٹریس سٹیڈیم میں ٹیٹو شو دیکھا۔

۱۳ فروری کو ملکہ معظمہ کو گلستان فاطمہ میں لیڈیز کلب اور انٹرنیشنل ویمنز کلب کی طرف سے دعوت دی گئی اس دوران میں ان کے شوہر ڈیوک آف ایڈنبرا فیلڈ مارشل محمد ایوب خان صدر پاکستان کی معیت میں شکار کھیلنے کے لئے بلوکی تشریف لے گئے دوپہر کو واپس آئے، اور پھر ملکہ کے ہمراہ برطانیہ کے ڈپٹی ہائی کمشنر کی رہائش گاہ پر تشریف لے گئے وہاں دوپہر کا کھانا کھایا اور برطانوی باشندوں سے ملاقات کے بعد ریس دیکھنے کے لئے ریس کلب گئیں وہاں سے پروگرام کے مطابق پولو کا میچ دیکھا اس میچ میں ان کے شوہر ڈیوک آف ایڈنبرا بھی شریک ہوئے میچ کے خاتمہ پر آپ نے انعامات تقسیم کئے، آپ ۱۴ فروری کو مشرقی پاکستان کے دورہ پر تشریف لے گئیں۔

—— لائل پور ۱۲ فروری۔ وزیر صنعت مسٹر ابوالقاسم خان نے آج سرکٹ ہاؤس میں مقامی صنعتکاروں سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ حکومت بھی صنعتکاروں کو چھوٹے اور بڑے پیمانے کی صنعتیں قائم کرنے میں ہر قسم کی مدد دے گی لیکن انہوں نے کہا کہ صنعتکاروں کو نئی صنعتیں قائم کرتے وقت منافع خوری کی بجائے قومی خدمت کے جذبہ کا مظاہرہ کرنا چاہیئے۔

—— راولپنڈی ۱۱ فروری۔ اسلام آباد میں گمنام مرنے والوں کی ایک یادگار تعمیر کی جائے گی۔ ان مرنے والوں میں وہ بے شمار مرد اور عورتیں شامل ہیں جنہوں نے پاکستان حاصل کرنے کے لئے اپنی قربانی پیش کی۔ اس یادگار کی تعمیر کے لئے ان مرنے والوں کو خراج تحسین پیش کیا جائے گا یادگار کا ڈیزائن سادہ اور موثر ہوگا۔ اور مرکزی حکومت کا ترقیاتی ادارہ اس ڈیزائن کو تیار کرے گا۔

—— نئی دہلی ۲ فروری۔ جن سنگھ کے سیکرٹری نے کل جموں کے ایک جلسہ عام میں اس بات کا صاف صاف اعتراف کیا کہ مقبوضہ کشمیر کے مسلمانوں نے بھارت سے الحاق کی مخالفت کی۔

مغربی افریقہ میں اسلام کی رفتار (سلسلہ نمبر ۱۱)

کے ساتھ آئی اور مغربی افریقہ کے ساحلی علاقوں کے دلوں میں جاگزیں ہو چکی ہے، مابین کھلی جنگ جاری ہے۔ میں ابھی ابھی Onitsha کے عظیم شہر سے آیا ہوں جو مشرقی نائیجیریا میں واقع ہے، جہاں سو سال ہوئے لندن کی چرچ مشنری سوسائٹی نے مسیحیت کا پودا لگایا تھا، آج وہاں دریائے نائیجیریا پر دو گرجے ایستادہ ہیں۔ ایک اینگلیکن اور دوسرا رومن کیتھولک۔ نائیجیریا کے اس مشرقی علاقہ میں پرائمری اور سیکنڈری سکولوں کی نوے فیصدی سے زیادہ تعداد کلیساؤں کے زیر اہتمام ہے۔ ... مغربی نائیجیریا کے صوبہ میں انگلیکن چرچ کے تحت خود مختار اور اپنی آمد سے ... چل رہے ہیں۔

مغربی افریقہ کا مستقبل

لیکن حالات کا ... بہت ... کر سکتے ہیں کہ مغربی افریقہ میں مسیحیت کا مستقبل خطرہ میں ہے۔ ... زمانہ میں مشن سکول کا تعلیم یافتہ افریقی خود پادری بن جاتا تھا۔ آج گورنمنٹ اور کاروباری حلقوں میں اس قدر پرکشش جگہیں موجود ہیں کہ وہ کوئی انتظامی جگہ حاصل کر لے یا لیڈر بننے کی طمع میں گرجا کے پاس سے گزر جاتا ہے۔ مغربی افریقہ کی نئی اقوام میں ...... کلیسا اور حکومت کے مابین ابھی تک کوئی قابل نزاع امر نہیں لیکن ہو سکتا ہے کہ ... خود مختار حکومتیں ایسی پوزیشن اختیار کر لیں ... اپنے ممبر کی وفاداری سے پہلے حکومت کی وفاداری کا مطالبہ کریں۔ مغربی افریقہ کے ان علاقوں میں جو ایک وقت برطانوی حکومت کے ماتحت تھے، گرجوں کو ہمیشہ امداد ملتی رہی، لیکن ملک کی قومی حکومت کے ماتحت اب انہیں اپنے قدموں پر کھڑے ہونا اور نوآبادیاتی طاقت کی حفاظت کے بغیر ہوا کے رخ کا سامنا کرنا ہوگا۔

تعلیمی پریس سرکلر روڈ لاہور میں باہتمام مولوی دوست محمد صاحب پرنٹر پبلشر چھپ کر دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور سے شائع ہوا۔

پیغام صلح ۱۵ فروری ۱۹۶۱ء رجسٹرڈ ایل ۸۳۰ شمارہ نمبر ۷

ہفت روزہ "پیغام صلح" لاہور

سالانہ چندہ: پاکستان سے چھ روپے۔ ہندوستان سے چھ روپے ہندوستانی سکہ۔ ممالک غیر سے ایک پونڈ

ہندوستان میں ہمارے نمایندہ کا پتہ: شیخ محمد انعام الحق صاحب۔ مکان نمبر ۸ محلہ اعظم پورہ۔ ملک پیٹھ۔ حیدرآباد دکن (انڈیا)

[illegible]

ہم تو رکھتے ہیں مسلمانوں کا دیں
دل سے ہیں خدامِ ختم المرسلیں

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا خصوصی ترجمان

تم ہمیں دیتے ہو کافر کا خطاب
کیوں نہیں لوگو تمہیں خوف عقاب

ہفت روزہ پیغامِ صلح لاہور

ہر بدھ کو شائع ہوتا ہے
تار کا پتہ:۔ "تبلیغ" لاہور
فون نمبر:۔ ۳۷۳۷
مدیر:۔ دوست محمد
مدیر معاون:۔ بشیر احمد سوز

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸

فی پرچہ ۱۳ پیسے

جلد ۴۹ | یوم چہار شنبہ مورخہ ۶ر رمضان المبارک ۱۳۸۰ھ مطابق ۲۲ فروری ۱۹۶۱ء | نمبر ۸

بحرِ حکمت کے موتی

عن علی رض قال ارتحلت الدنیا مدبرۃ وارتحلت الآخرۃ مقبلۃ ولکل واحدۃ منہما بنون فکونوا من ابناء الآخرۃ ولا تکونوا من ابناء الدنیا فان الیوم عمل ولا حساب وغدًا حساب ولا عمل
اخرجہ رزین بحوالہ تلخیص الصحاح کتاب ذم الدنیا)

ترجمہ:۔ حضرت علی رض سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ دنیا ہم سے پیٹھ موڑ کر جانے والی ہے اور آخرت ہمارے سامنے آنے والی ہے اور ان دونوں کے بیٹے (طالبین) ہیں پس تم ابنائے آخرت بن جاؤ ابناء دنیا نہ ہو اس لئے کہ آج (دنیا میں) عمل ہے اور حساب نہیں اور کل (آخرت میں) حساب ہے اور عمل نہیں ہے (پھر نتائج اعمال برآمد ہوں گے)

نوٹ:۔ دنیا اور مافیہا کسی کا سہارا نہیں بنتے لہذا دنیا میں زندگی اس طرح گذارنی چاہیئے کہ خلق خدا کے لئے مفید ہو اور یہی بات عمل سے حاصل ہو سکتی ہے محض قیل و قال سے یہ سعادت نصیب نہیں ہوتی۔ ابناء الدنیا کی زندگی کی تمام دوڑ دھوپ اور تگ و تاز مفاد خویش کے حصول میں ضائع ہو جاتی ہے۔

ایسے معاشرہ میں افراد کی باہمی کشمکش لازمی ہے پھر نتیجۃً بین الاقوامی کشمکش شروع ہو جاتی ہے اور تباہی اور بربادی کا جہنم سامنے آ جاتا ہے جس میں آج ساری دنیا مبتلا ہے۔ آخرۃ (مستقبل) پر نظر رکھنے والے اپنے عمل پیہم سے ایسا معاشرہ تعمیر کرتے ہیں جس میں ہر فرد دوسرے کی ربوبیت (DEVELPMENT) کی فکر میں رہتا ہے اور دوسروں کے مفاد کو ترجیح دیتا ہے۔
یؤثرون علی انفسہم ولو کان بہم خصاصۃ۔

۵۹/۹

"اس عاجز نے کبھی اور کسی وقت حقیقی طور پر نبوت یا رسالت کا دعویٰ نہیں کیا"

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف سے مخالفین کے اعتراض کا جواب

پرچہ [illegible] کے [illegible] میں ایک نامہ نگار صاحب نے اس عاجز کی پیشگوئی آتھم وغیرہ کی نسبت کچھ نکتہ چینی کر کے نیچے اپنا نام انصاف طلب لکھا ہے یہ تو خوشی کی بات ہے کہ کوئی شخص انصاف طلب یا [illegible] کا خواہاں ہو لیکن افسوس تو یہ ہے کہ اکثر لوگ حق پسند اور انصاف طلب کہلا کر پھر جلدی سے [illegible] دیتے ہیں اور قبل اس کے کہ کسی بات کی تہہ تک پہنچیں اور اس کی اصل حقیقت کو دریافت کریں [illegible] کرنے کے لئے تیار ہو جاتے ہیں اور پھر ایسی رائے جو صرف سرسری اور سطحی خیال سے پیدا ہوتی ہے کیونکر غلطی سے محفوظ رہ سکتی ہے۔ ناچار وہ اپنی شتاب کاری کی وجہ سے قابل شرم غلطیوں میں پڑتے ہیں اور پھر اپنی غلطی کی پچ میں ایسا تعصب پیدا ہو جاتا ہے کہ کیا ممکن ہے کہ اس سے رجوع کر سکیں اگرچہ سچائی روز روشن کی طرح کھل جائے۔ بہرحال صاحب انصاف طلب کی خدمت میں ان کے بعض کلمات کا جواب دیا جاتا ہے اور وہ یہ ہے:۔

قولہ۔ مرزا صاحب کے موافقین اور مخالفین نے راہ درجہ کی افراط اور تفریط کی ہے۔ جو شخص یہ کہتا ہو کہ میں قرآن شریف کو مانتا ہوں۔ نماز پڑھتا ہوں۔ روزے رکھتا ہوں اور لوگوں کو اسلام سکھاتا ہوں اس کو کافر کہنا زیبا نہیں۔ مگر ایک عالم کے رتبہ سے بڑھا کر پیغمبری تک پہنچانا بھی صحیح نہیں۔

اقول۔ صاحب انصاف طلب کے بیان میں یعنی ان کے پہلے ہی قول شریف میں تناقض پایا جاتا ہے۔ کیونکہ ایک طرف تو وہ بہت ہی حق پسندی کر کے نہایت مہربانی سے فرماتے ہیں کہ مسلمان کو کافر کہنا زیبا نہیں اور پھر دوسری طرف اسی منہ سے میری نسبت یہ رائے ظاہر کرتے ہیں کہ گویا میری جماعت درحقیقت مجھے رسول اللہ جانتی ہے۔ اور گویا میں نے درحقیقت نبوت کا دعوے کیا ہے۔ اگر راقم صاحب کی پہلی رائے صحیح ہے کہ میں مسلمان ہوں اور قرآن شریف پر ایمان رکھتا ہوں تو پھر یہ دوسری رائے غلط ہے جس میں ظاہر کیا گیا ہے کہ میں خود نبوت کا مدعی ہوں اور اگر دوسری رائے صحیح ہے تو پھر وہ پہلی رائے غلط ہے جس میں ظاہر کیا گیا ہے کہ میں مسلمان ہوں اور قرآن شریف کو مانتا ہوں۔ کیا ایسا بدبخت مفتری جو خود رسالت اور نبوت کا دعوے کرتا ہے قرآن شریف پر ایمان رکھ سکتا ہے۔ اور کیا ایسا وہ شخص جو قرآن شریف پر ایمان رکھتا ہے اور آیت ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین

(باقی بر صفحہ ۱۲)

عقلِ خود بیں غافل از بہبود غیر
سود خود بیند نہ بیند سود غیر
وحیِ حق بینندۂ سود ہمہ (قرآن)
در نگاہش سود و بہبود ہمہ (اقبال)

(غلام قادر۔ ڈار عفی عنہ)

امن است در مکانِ محبت سرائے ما

از زبان حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

(نتیجۂ فکرِ علامہ ملائی)

امن است در مکانِ محبت سرائے ما
صلح و فلاح و رشد بود در ولائے ما

دائم بہ خدمتِ تو کمر بستہ ایم ما
وین رنج می بریم ز امرِ خدائے ما

بشتاب تا ز محنت ایام وارہی
جائے پناہ نیست دگر جز لوائے ما

بدبخت آں کسے کہ نیامد بسوئے ما
محروم ہیچ کس نہ بود از عطائے ما

ما چوں فنا شدیم ز بہرِ لقائے دوست
شد ثبت بر جریدۂ عالم بقائے ما

ما آرزوئے شوکتِ دنیا نہ کردہ ایم
وز بہرِ ملک و مال نہ باشد صلائے ما

مغضوب و ضال ہر دو ز اعداءِ حق بوند
پاپائے روم کے بود او رہنمائے ما

از کوئے دیر تا بہ حرم رہ نمی دہند
جز خاتم الرسل کہ بود پیشوائے ما

رسمِ کلیسا دگر آئینِ ما دگر
مولائے ما و ہادئ ما مصطفائے ما

ما سر بر آستانِ محمد نہادہ ایم
سالارِ ما و رہبرِ ما مقتدائے ما

از سنتِ نبی و ز اصحابِ او گریز
ہرگز نہ بود رائے من و مقتضائے ما

با دوستاں تلطف و رأفت شعارِ ما
با دشمناں ترحم و حلم و دعائے ما

بر یک دگر کشیدہ چنیں خنجرِ زباں
دور است ایں طریق ز مہر و وفائے ما

آگہ مگر نہ اید ز دردم برائے قوم
غافل چرا شدید ز درد و دوائے ما

ہر کس کہ کرد خدمتِ دیں او ز ما بود
جانش بروزِ حشر بود در ردائے ما

فرزندِ ما ہر آنکہ کند کارِ دیں بہ صدق
چیزے دگر نبودہ گہے مدعائے ما

چو نورِ دیں بہ حشمتِ دنیا نظر نہ کرد
شد لاجرم ز اہلِ من و اصدقائے ما

بر بوریا نشست و ز چرخِ بریں گذشت
از دست دادہ منصب و دولت برائے ما

بنگر بسوئے سیدِ خونیں قبا ز خوست
جاں را نثار کردہ ز بہرِ رضائے ما

شد سرخ پوشِ ساحتِ کابل چو ارغواں
چوں خفت زیرِ سنگِ جفا در ہوائے ما

خو کردہ بانعم و نا آزمودہ جنگ
کے گیرد او مصاف دریں کربلائے ما

دریا بود نہنگ بود موجہا بود
تا آیدت بدستِ دُرِ بے بہائے ما

در راہِ عشق ترکِ نسب بایدت، شنو
ایں است کیشِ ما و رہِ اولیائے ما

"تا بردہ رنج گنج میسر نمی شود"
خوش می سرود حافظِ رنگیں نوائے ما

یارانِ ما کہ نصرتِ اسلام کردہ اند
در عسر و یسر و راحت و رنج و بلائے ما

دستِ دعا برائے ہمہ بر ہمی کنیم
پیشِ الٰہ و مالکِ روزِ جزائے ما

ہفت روزہ پیغام صلح ——— لاہور ——— مورخہ ۲۲ فروری ۱۹۶۱ء

روزہ اور اس کی برکات

ماہ رمضان وہ مبارک مہینہ ہے، جس میں قرآن کریم کا نزول ہوا اور دنیا نے ان انوار روحانی کا مشاہدہ کیا، جو انسانیت کی دینی و دنیوی فلاح و بہبود کا موجب ہیں، وہ انوار روحانی اس پاک تعلیم کے اندر جمع ہیں جو قرآن کریم میں دی گئی ہے، انہی انوار روحانی کا نتیجہ تھا کہ عرب جیسی قوم کو انتہائی بداخلاقیوں اور ذلت و نکبت سے نکل کر اوج رفعت پر جا پہنچی - اس پاک تعلیم کی وجہ سے وہ نہ صرف خود حیوانیت سے نکل کر انسانیت کے بلند مرتبہ پر فائز ہوئے بلکہ دوسرے ممالک اور اقوام کو بھی تہذیب و اخلاق کی بلندیوں پر پہنچا دیا اور یہیں تک بس نہیں، اس پاک کتاب کی متابعت سے روحانیت کی بلند ترین منازل پر پہنچکر انہوں نے اللہ تعالےٰ کو اپنی آنکھوں سے دیکھا اور دنیا کو اپنے عمل اور کردار سے دکھا دیا کہ خدا تعالےٰ ہے اور وہ صرف قرآن کریم اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی متابعت سے ہی مل سکتا ہے۔

یہ ہے رمضان المبارک کی سب سے بڑی برکت' اسی برکت سے متمتع ہونے کے لئے ہر سال اس مہینہ کے روزے فرض کئے گئے، تاکہ کم از کم اس ایک مہینہ میں جسمانی پرورش کے لوازمات سے ایک حد تک علیحدگی اختیار کر کے روح کی پرورش کا سامان بہم پہنچایا جائے یہی وجہ ہے کہ اس مہینہ میں تمام اسلامی دنیا میں روزہ کے علاوہ قرآن کریم کے درس و تدریس کا خاص طور پر اہتمام کیا جاتا، تراویح اور تہجد میں قیام اللیل اور قرآن کریم کا دَور کیا جاتا اور صدقہ و خیرات پر زور دیا جاتا ہے۔ احادیث میں ہے کہ رمضان کے مہینہ میں جبرئیل امین حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ قرآن کریم کا دَور کیا کرتے تھے اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جو ہمیشہ سخاوت میں سب سے بڑھے ہوتے تھے اس مہینہ میں اور بھی زیادہ سخی بن جاتے تھے۔

ایک اور سب سے بڑی بات جو اس مہینہ سے بالخصوص تعلق رکھتی ہے دعاؤں کی قبولیت ہے۔ چنانچہ روزہ ہی کے ذکر میں یہ ارشاد فرمایا گیا ہے واذا سألك عبادی عنی فانی قریب اجیب دعوة الداع اذا دعان فلیستجیبوا لی ولیؤمنوا بی لعلھم یرشدون۔ اور جب میرے بندے تجھ سے (اے رسول) میرے متعلق سوال کریں تو میں قریب ہی ہوں، دعا کرنے والے کی دعا کو جب وہ مجھے پکارتا ہے قبول کرتا ہوں، پس چاہیئے کہ میری فرمانبرداری کریں اور چاہیئے کہ مجھ پر ایمان لائیں تاکہ ہدایت پائیں۔

کتنی بڑی خوشخبری ہے جو اس آیت میں دی گئی ہے، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ روزہ سے خدا تعالےٰ کا قرب حاصل ہوتا اور بندہ کی التجائیں اس کے حضور قبول ہوتی ہیں، اس سے بڑھکر اور کونسی نعمت ہے جس کی تمنا کی جاسکتی ہے، خدا تعالیٰ کا قرب جس کو حاصل ہو جائے جس کی دعائیں سُنی جائیں، اس سے بڑھکر اور کون خوش نصیب ہوگا۔

لیکن یہ نعمت یونہی حاصل نہیں ہو جاتی، اس کے لئے بڑے مجاہدہ کی ضرورت ہے، روزہ اسی مجاہدہ کو چاہتا ہے، انبیائے کرام اور صالحین امت نے اسی مجاہدہ کے ذریعہ سے بڑے بڑے کمالات حاصل کئے اس زمانہ کے مامور حضرت مسیح موعودؑ نے بھی اسی مجاہدہ کے ذریعہ سے انوار روحانی کی برکات حاصل کیں، اپنے حالات زندگی لکھتے ہوئے آپ نے اس امر کا خاص طور پر ذکر کیا ہے فرماتے ہیں کہ:-

"ایک مرتبہ ایسا اتفاق ہوا کہ ایک بزرگ معمر پاک صورت مجھ کو خواب میں دکھائی دیا اور اس نے یہ ذکر کر کے کہ کسی قدر روزے انوار سماوی کی پیشوائی کے لئے رکھنا سنت خاندان نبوت ہے اس بات کی طرف اشارہ کیا کہ میں اس سنت اہل بیت رسالت کو بجا لاؤں سو میں نے کچھ مدت تک التزام صوم کو مناسب سمجھا مگر ساتھ ہی یہ خیال آیا کہ اس امر کو بھی مخفی طور پر بجا لانا بہتر ہے پس میں نے یہ طریق اختیار کیا کہ گھر سے مردانہ نشست گاہ میں اپنا کھانا منگواتا اور پھر وہ کھانا پوشیدہ طور پر بعض یتیم بچوں کو جن کو میں نے پہلے سے تجویز کر کے وقت پر حاضری کے لئے تاکید کر دی تھی دے دیتا اور اس طرح تمام دن روزہ میں گذارتا اور بجز خدا تعالےٰ کے ان روزوں کی کسی کو خبر نہ تھی، پھر دو تین ہفتہ کے بعد مجھے معلوم ہوا کہ ایسے روزوں سے جو ایک وقت میں پیٹ بھر کر روٹی کھا لیتا ہوں مجھے کچھ بھی تکلیف نہیں بہتر ہے کہ کسی قدر کھانے کو کم کروں سو میں اس روز سے کھانے کو کم کرتا گیا یہاں تک کہ میں تمام دن رات میں صرف ایک روٹی پر کفایت کرتا تھا اور اسی طرح میں کھانے کو کم کرتا گیا۔ یہاں تک کہ شاید صرف چند تولہ روٹی میں سے آٹھ پہر کے بعد میری غذا تھی۔ غالباً آٹھ یا نو ماہ تک میں نے ایسا ہی کیا اور باوجود اس قدر قلت غذا کے کہ دو تین ماہ کا بچہ بھی اس پر صبر نہیں کر سکتا خدا تعالےٰ نے مجھے ہر ایک بلا اور آفت سے محفوظ رکھا اور اس قسم کے روزہ کے عجائبات میں سے جو میرے تجربہ میں آئے وہ لطیف مکاشفات ہیں جو اس زمانہ میں میرے پر کھلے۔ چنانچہ بعض گذشتہ نبیوں کی ملاقاتیں ہوئیں اور جو اعلےٰ طبقہ کے اولیاء اس امت میں گذر چکے ہیں اُن سے ملاقات ہوئی۔ ایک دفعہ عین بیداری کی حالت میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مع حسنین وعلی رضی اللہ عنہ و فاطمہ رضی اللہ عنہا کے دیکھا۔ اور یہ خواب نہ تھی بلکہ ایک بیداری کی قسم تھی غرض اسی طرح پر کئی مقدس لوگوں کی ملاقاتیں ہوئیں جن کا ذکر کرنا موجب تطویل ہے اور علاوہ اس کے انوار روحانی تمثیلی طور پر برنگ ستون سبز و سُرخ ایسے دلکش و دلستان طور پر نظر آتے تھے جن کا بیان کرنا بالکل طاقت تحریر سے باہر ہے۔ وہ نورانی ستون جو سیدھے آسمان کی طرف گئے ہوئے تھے جن میں سے بعض چمکدار سفید اور بعض سبز اور بعض سُرخ تھے ان کو دل سے ایسا تعلق تھا کہ ان کو دیکھ کر دل کو نہایت سرور پہنچتا تھا اور دنیا میں کوئی بھی ایسی لذت نہیں ہوگی جیسا کہ ان کو دیکھ کر دل اور رُوح کو لذت آتی تھی۔ میرے خیال میں ہے کہ وہ ستون خدا اور بندہ کی محبت کی ترکیب سے ایک تمثیلی صورت میں ظاہر کئے گئے تھے یعنے وہ ایک نور تھا جو دل سے نکلا اور دوسرا وہ نور تھا جو اوپر سے نازل ہوا اور دونوں کے ملنے سے ایک ستون کی صورت پیدا ہو گئی یہ روحانی امور ہیں جو کہ دنیا ان کو نہیں پہچان سکتی کیونکہ وہ دنیا کی آنکھوں سے بہت دور ہیں لیکن دنیا میں ایسے بھی ہیں جن کو ان امور سے خبر ملتی ہے۔"

حضرت مسیح موعودؑ کے اس بیان سے نہ صرف روزہ کی اعلیٰ درجہ کی برکات کا پتہ لگتا ہے، بلکہ خود آپ کی پاکیزہ زندگی اور قرب الٰہی کا حال بھی اس سے عیاں ہے، وہ لوگ جو آپ کے کردار میں عیب نکالنے کی کوشش کرتے ہیں، انہیں غور کرنا چاہیئے کہ کیا ایسا شخص جو جوانی کے عالم میں اس قدر مجاہدہ سے کام لیتا اور انوار و برکات روحانی حاصل کرتا ہے، خدا تعالےٰ پر جھوٹ باندھ سکتا اور کسی بدعملی کا شکار ہو سکتا ہے؟

اسی مجاہدہ کے ذکر میں آپ نے یہ بھی لکھا ہے

"لیکن میں ہر ایک کو صلاح نہیں دے سکتا کہ ایسا کرے اور نہ میں نے اپنی مرضی سے ایسا کیا۔ میں نے کئی جاہل درویش ایسے بھی دیکھے جنہوں نے شدید ریاضتیں اختیار کیں اور آخر یبوست دماغ سے وہ مجنون ہو گئے اور بقیہ عمر اُن کی دیوانہ پن میں گذری یا دوسرے امراض سل اور دق وغیرہ میں مبتلا ہو گئے، انسانوں کے دماغی قوے ایک طرز کے نہیں ہیں پس ایسے اشخاص جن کے فطرتاً قوے ضعیف ہیں ان کو کسی قسم کا مجاہدہ

(باقی پر صفحہ کالم ۳)

اخبار و افکار

صدر ناصر کا عزمِ تبلیغ

"نوائے وقت" کا لندنی نامہ نگار رقمطراز ہے :۔

"برطانوی اخبارات راوی ہیں۔ کہ صدر ناصر افریقہ کے نو آزاد ممالک میں دوست پیدا کرنے کے لئے مذہب یعنی اسلام کو "استعمال" کرنے کا وسیع پروگرام بنا رہے ہیں۔ اسرائیل جس سرعت کے ساتھ اپنا اثر و رسوخ "کالے افریقہ" میں پھیلا رہا ہے۔ صدر ناصر اس سے پریشان ہیں۔ اور اب انہوں نے کالے افریقہ میں مذہب کے نام پر اپیل کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ چنانچہ افریقہ میں ہر متحدہ عرب جمہوریہ سفارت خانہ میں ایک "مذہبی آتاشی" مقرر کیا جا رہا ہے۔ اور اس کا کام تبلیغ اسلام ہوگا۔ مذہبی اتاشیوں کا کام آسان بنانے کے لئے قاہرہ سے ریڈیو "صوت الاسلام" مذہبی پراپیگنڈا نشر کرے گا۔ بالکل اسی طرح جس طرح آجکل ریڈیو "صوت العرب" عربی پراپیگنڈا نشر کرتا ہے، اور قبائلی سرداروں میں مفت ریڈیو سیٹ بھی تقسیم کئے جائیں گے۔

برطانوی اخبار لکھتے ہیں کہ افریقہ کے نوکروڑ مسلمان صدر ناصر کی آواز سننے کے لئے آمادہ ہوں گے۔ اس کے علاوہ صدر ناصر نے قاہرہ یونیورسٹی اور مصر کی قدیم اسلامی یونیورسٹی الازہر میں بھی افریقی طلباء کو فراخدلی کے ساتھ وظائف دینے لگے ہیں۔ یہ طالب علم واپس جاکر کرنل ناصر کے گن گائیں گے۔"

برطانوی اخبارات کا یہ بیان کہاں تک صحیح ہے کچھ کہا نہیں جا سکتا، لیکن اگر فی الواقعہ صدر ناصر نے اس قسم کا فیصلہ کیا ہے تو اس کا محرک خواہ کچھ بھی ہو یہ نہایت مبارک فیصلہ ہے، کاش اسلامی حکومتیں تبلیغ اسلام کو اپنے لائحہ عمل میں شامل کر لیں تو یہ ان کے اثر و رسوخ کو بڑھانے اور قوت و مضبوطی کا بہت بڑا ذریعہ ہو سکتا ہے، حضرت مجددِ زماں نے اسی حقیقت کی طرف بار بار توجہ دلائی اور فرمایا ؎

از رہِ دیں پروری آمد عروج اندر نخست
باز چوں آید بیاید از ہمیں رہ بالیقیں

تبلیغ اسلام ہی ایک ذریعہ ہے جس سے اُمتِ مسلمہ اور اسلامی ممالک کو پہلے بھی عروج حاصل ہوا اور آج بھی وہ اسی ذریعہ سے بامِ ترقی پر پہنچ سکتی ہیں۔ اگر اسلامی حکومتیں اس طرف توجہ کریں تو کالے افریقہ ہی کو نہیں یورپ اور امریکہ کو بھی دائرہ اسلام کے اندر لاکر عظمتِ رفتہ کو حاصل کر سکتی ہیں۔

سیکولر حکومت میں

ہندوستان کے مختلف علاقوں میں آئے دن فرقہ وار فساد ہوتے رہتے ہیں جن میں زیادہ تر مسلمانوں پر دستِ تظلم دراز کیا جاتا اور پھر انہی کو جیلوں میں ٹھونس دیا جاتا ہے، آجکل جبل پور اور بعض دوسرے علاقوں میں اسی قسم کے فسادات میں مسلمانوں کے ساتھ نہایت بہیمانہ برتاؤ کیا جا رہا ہے۔ یہ سب کچھ ہندوستان کی برائے نام سیکولر حکومت میں ہو رہا ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون ؁

سینما کی تباہ کاریاں

ایک تازہ خبر ہے کہ سیالکوٹ کے دو کمسن بچے جن میں سے ایک کی عمر چھ سال ہے اور دوسرے کی سات سال گھر سے بھاگ کر لاہور آ گئے اور فلم ایکٹریس بہار سے ملنے کے لئے بے قرار ہیں تاکہ اس سے ایکٹنگ کا کام سیکھ کر فلمی دنیا میں نام اور شہرت حاصل کریں۔ یہ لڑکے جو سیالکوٹ کے چھریاں چاقو بنانے والے کارخانہ کے متمول مالک میراں بخش کے صاحبزادے ہیں۔ ایک فلم میں فلم ایکٹریس بہار کی اداکاری کو دیکھ کر اس پر دل و جان سے فریفتہ ہو گئے اور چوری چھپے لاہور آ گئے۔ اور ریلوے سٹیشن پر اور دو کر لوگوں سے مذکورہ ایکٹریس کا پتہ پوچھ رہے تھے کسی نے ان کو ادارہ خدمتِ خلق کے سپرد کر دیا۔ جہاں سے ان کے عزیزوں کو اطلاع دی گئی۔ لیکن وہ ان کے پاس واپس جانے کے لئے تیار نہیں اور جس عزم کو لے کر وہ آئے ہیں اس پر پختگی کے ساتھ قائم ہیں۔

یہ پہلی خبر نہیں، اس قسم کی بلکہ اس سے زیادہ ہولناک خبریں آئے دن موصول ہوتی رہتی ہیں، جن میں کسی نہ کسی نوجوان لڑکی کے شوق فلم بینی نے اسکو ایکٹریس بننے پر آمادہ کیا اور وہ اس تگ و دو میں اپنی عزت و آبرو گنوا کر ذلت و رسوائی کا شکار ہو گئی اور بعض نوجوانوں نے فلم بینی سے چوری چکاری اور ڈاکہ زنی کے فن میں مہارت حاصل کر کے اپنی زندگیوں کو تباہ کر لیا۔ چھ اور سات سال کی عمر کے کمسن بچوں کی فلم زدگی اور بھی زیادہ تشویشناک امر ہے کیا سینما کی تباہ کاریوں کا اس سے بڑھکر کوئی اور ثبوت درکار ہے؟ ضرورت ہے کہ حکومت سیناؤں کی اصلاح کے لئے کوئی مناسب تدابیر اختیار کر کے اس قسم کی تباہ کاریوں سے بچوں اور نوجوان لڑکیوں اور لڑکوں کو بچانے کا انتظام کرے، اس کے علاوہ بچوں کی اخلاقی تربیت کا مناسب انتظام ہونا ضروری ہے جس کی ذمہ داری زیادہ تر والدین اور مذہبی اداروں پر عائد ہوتی ہے اگر والدین سینما بینی کو ترک کر دیں اور علماء کی طرف سے اس کی حرمت اور سینما دیکھنے والوں کے بائیکاٹ کا فتوے صادر ہو تو ممکن ہے اس وبا کے پھیلنے میں بہت حد تک کمی واقع ہو جائے، حکومت کی طرف سے سماجی اور معاشرتی بہبود کے لئے جو کمیشن مقرر ہوتی ہے اس کو اس پہلو میں خاص طور پر توجہ منعطف کرنا چاہیئے۔

ضبطِ ولادت

بھارت کے مشہور سماجی لیڈر آچاریہ ونوبھاوے نے ایک گاؤں میں تقریر کرتے ہوئے کہا کہ :۔

"میں ضبط ولادت کا مخالف محض اس کے خلاف اخلاق ہونے کی بناء پر نہیں ہوں بلکہ اس لئے بھی کہ یہ ایک بالکل غیر سائنسی طریقہ ہے، فرانس کو جرمنی سے محض اس لئے شکست اُٹھانی پڑی کہ اس نے ضبط ولادت کو اپنا لیا تھا اور اس کی وجہ سے اس کی قوم میں کمزور بچے پیدا ہو رہے تھے، ناجائز اور غیر صحتمند طریقوں سے جو کوششیں بچوں کی پیدائش کی روک تھام کی ہو رہی ہیں ان کا پُرزور مقابلہ کرنا چاہیئے آبادی میں جو اضافہ جائز اور صحتمند طریقوں سے ہوتا ہے اس سے ہرگز نہ ڈرنا چاہیئے، وطن کی سرزمین پر جو حلالی بچے پیدا ہوتے رہتے ہیں وہ کبھی وطن کے لئے بار نہیں ہو سکتے۔"

حق بات کسی کے بھی منہ سے نکلے اسے لے لینا چاہیئے آچاریہ ونوبھاوے کا بیان اس قابل ہے کہ اس پر سنجیدگی سے غور کیا جائے۔ قرآن کریم نے تو پہلے ہی بڑے زور سے متنبہ کر دیا تھا ... کہ لا تقتلوا اولادکم خشیۃ املاق نحن نرزقھم و ایاکم اس خدائی فرمان کے ہوتے ہوئے ضبط تولید پر زور دینا نہ صرف اللہ تعالیٰ کی نافرمانی ہے بلکہ بقول آچاریہ ونوبھاوے اپنی نسل اور قوم کو کمزور کرنا ہے۔

روزہ اور اس کی برکات

(بسلسلہ صفحہ ۳)

موافق نہیں پڑ سکتا۔ اور جلد تر کسی خطرناک بیماری میں پڑ جاتے ہیں، سو بہتر ہے کہ انسان اپنی تجویز سے اپنے تئیں مجاہدۂ شدیدہ میں نہ ڈالے اور دین العجائز اختیار رکھے، اور اگر خدا تعالےٰ کی طرف سے کوئی الہام ہو، اور شریعت غراء اسلام کے منافی نہ ہو تو اس کو بجالانا ضروری ہے لیکن آج کل کے اکثر نادان فقیر جو مجاہدات سکھلاتے ہیں ان کا انجام اچھا نہیں ہوتا پس ان سے پرہیز کرنا چاہیئے۔"

یہ رمضان کے علاوہ نفلی روزوں کو دیگر مجاہدات کا آپ نے ذکر کیا ہے۔ لیکن رمضان کے روزے اللہ تعالےٰ کی طرف سے فرض کئے گئے ہیں۔ اس لئے ان کا بجالانا ضروری ہے، جو بہر حال ان برکات روحانی کا موجب ہیں۔ جن کا ذکر اوپر کیا جا چکا ہے۔ ضرورت ہے کہ رمضان کے اس مہینہ میں نیم شبانہ دعاؤں کے اندر مسلمانوں کی فلاح و

روزہ ضبط و صبر اور تہذیب و اخلاق سکھاتا ہے

خطبہ جمعہ مؤرخہ ۱۷ فروری ۱۹۶۱ء فرمودہ حضرت امیر ایدہ اللہ صدر الدین صاحب ایدہ اللہ بمقام احمدیہ بلڈنگس لاہور

یا ایھا الذین اٰمنوا کتب علیکم الصیام کما کتب علی الذین من قبلکم لعلکم تتقون ——— (البقرۃ رکوع ۲۲)

روزہ کی فرضیت اور اس کی اغراض

فرمایا اے وہ لوگو جو اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھتے ہو اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت و نبوت کے قائل ہو اور چاہتے ہو کہ تمہارا تعلق اللہ کے ساتھ پیدا ہو جائے، تو سنو! ہم تمہاری بھلائی اور بہتری کے پیش نظر کہتے ہیں کتب علیکم الصیام۔ تم پر روزہ فرض کیا گیا ہے۔ اس فرض کی کماحقہٗ ادائیگی سے جہاں صبر و شکر اور محنت و مشقت کی قوت پیدا ہوتی ہے وہاں اس روزہ کی دوسری غرض ضبط نفس بھی ہے۔

محنت اور صبر و ضبط کامیابی کا ذریعہ

مشقت کے بغیر نہ کوئی فرد کامیاب ہو سکتا ہے اور نہ کوئی قوم ہی ترقی کی منزلیں طے کر سکتی ہے۔ چنانچہ جس فرد یا جس قوم نے صبر و ضبط کا اصول اپنایا، اور جد و جہد و مشقت کو اپنا شعار بنایا کامیابیوں اور کامرانیوں نے ہمیشہ اس کے قدم چومے ہیں۔ وقت اور تاریخ نے ہمیشہ اس کی عزت کی ہے۔ پھر ضبط نفس کے بغیر انسان حیوان ہے۔

آزادی اور پابندی

تعلیمات اسلام انسان کو آزادی بخشتی ہیں اس کی ... طبع آزادی پسند ہے۔ لیکن فیل بے زنجیر اور شتر بے مہار کی سی آزادی، جو انسان کو حیوان صفت بنا دے، کسی بھی طور اچھی نہیں۔ آزادی ——— مذہب ملت اور معاشرہ کی طرف سے عائد کردہ چند حد بندیوں اور پابندیوں کا نام ہے۔ فی الحقیقت وہی شخص آزاد ہے جو ایسی حد بندیوں اور پابندیوں کو ملحوظ رکھتا ہے۔ اسلام انسان کی آزادی قائم رکھتا ہے اور اس کو ہر انسان کا پیدائشی حق سمجھتا ہے ——— لیکن صرف وہی آزادی جو مذہب و معاشرہ کی بندشوں سے آزاد نہ ہو۔

انسان اور حیوان میں فرق

نفس پر قابو پانا مہذب انسان کی علامت ہے ہم جن قوموں کو مہذب کہتے ہیں اگر غور کریں تو معلوم ہوگا کہ ان کی اس تہذیب کا راز ضبط نفس ہے۔ اگر ضبط نفس کو ترک کر دیا جائے تو انسان، انسان نہیں رہتا اس میں درندوں اور حیوانوں کے سے خصائل و شمائل پیدا ہو جاتے ہیں۔ اس میں تعمیر کی بجائے تخریب کا مادہ پیدا ہو جاتا ہے۔ ایک گدھے کو دیکھئے جہاں چاہا منہ مار لیا۔ جس کھیت کا رُخ کیا اُسے اُجاڑنا شروع کر دیا۔ یہ سب کچھ اس لئے کہ وہ حیوان محض ہے۔ اور اسے فہم و شعور عطا نہیں ہوا۔ عقل و دانش اس کے حصہ میں نہیں آئی۔ برخلاف اس کے انسان کو فہم بھی دیا ہے، شعور بھی میسر ہے۔ عقل و دانش کی نعمت بھی عطا کی گئی ہے۔ اس کے ہوتے ہوئے اگر اس میں ضبط نفس نہ ہو تو ایک انسان اور گدھے میں کیا فرق رہ جاتا ہے۔

مسلمان قوم کی تہذیب اور ضبط نفس

روزہ محنت و مشقت سکھاتا اور ضبط نفس کا سبق دیتا ہے۔ اس فریضہ کا حکم جہاد کے احکام میں آیا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قوم کو نماز روزہ کے ذریعہ مہذب بنایا۔ نماز سے تہذیب کا درس دیا اور روزہ سے ضبط نفس سکھلایا — ان احکام کی تعمیل و تکمیل سے قوم کی قوم مہذب بن گئی قوم میں تقوےٰ و طہارت اور ضبط نفس کی نہایت اعلےٰ انسانی صفات پیدا ہو گئیں۔ یہ قوم جہاں کہیں گئی۔ تقوےٰ اور ضبط نفس کا دامن نہ چھوڑا — ملک کے ملک فتح کئے لیکن تعمیر و اصلاح ہمیشہ مدنظر رہی۔ دشمن کے کھیتوں اور باغوں سے گزر ہوا لیکن خرابی کی کوئی صورت پیدا نہ کی۔ غیر ممالک میں گئے لیکن عورتوں پر بدنظر نہ ڈالی۔ مغلوبوں پر ظلم و ستم نہیں ڈھایا۔ یہ تھی مثالی کردار کی قوم۔

نبی کریم صلعم کی کامیابی

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کامیاب ترین انسان ہیں۔ انہوں نے اپنے وعظ و نصیحت اور اپنی تلقین و تدریس کے نتائج خود اپنی آنکھوں سے دیکھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے درندہ صفت اور بدکردار کی اکثر قوم کو مطہر و متقی بنا دیا۔ یہ اس رسول کی تعلیم اور کردار کا اعجاز ہے کہ بدیوں اور بدکرداریوں میں پھنسی ہوئی قوم کو نیک اور فرشتہ صفت بنا دیا۔

امام زماں کی بنائی ہوئی پاکیزہ قوم

اس زمانہ میں ایک امام آیا۔ اس نے بھی ایک اعلیٰ درجہ کی قوم پیدا کی جس نے اپنے رسول مقبول محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات کی سختی سے پابندی کی اس قوم کی دعائیں مقبول ہیں، اس کی نمازیں باحضور ہیں۔ اس کے سجدے باذوق ہیں۔ لوگوں نے اس قوم کو دیکھا۔ اس کے فعل و عمل کو جانچا اور پرکھا اور اس کے قول و قرار کا امتحان لیا۔ اور اس کے اخلاق و کردار کو دیکھکر انہوں نے اعتراف کیا ہے کہ یہ قوم بڑی صالح قوم ہے۔ اس کے فعل و عمل میں دین ہے۔ لین دین اور قول و اقرار کی پختہ ہے۔ اس کے گواہ حق گو اور حق کوش ہیں اور اس کے مجسٹریٹ اور وکیل حق پسند اور حق شناس ہیں اس قوم کا ہر فرد ایماندار اور صداقت شعار ہے۔ یہ امام زماں کی تعلیم کا اثر ہے میں جماعت کے ہر فرد سے مخاطب ہو کر کہتا ہوں کہ پیارے امام کی اسلامی تعلیم کے اس اچھے اثر کو زائل نہ ہونے دو اور کتب علیکم الصیام کی غرض کو پورا کرو۔

روزہ ایک تاریخی چیز ہے

خدا تعالےٰ نے اس کتاب کے اندر آپ سے اپنا تعلق ظاہر کیا ہے۔ فرمایا یا ایھا الذین اٰمنوا اے وہ لوگو جنہوں نے میرے ساتھ تعلق لگایا ہے سنو! کتب علیکم الصیام۔ روزہ رکھنا تم پر فرض کیا گیا ہے۔ کما کتب علی الذین من قبلکم تاریخ کہتی ہے کہ ہر قوم کے بزرگوں نے روزے رکھے اور انہوں نے اس سے فائدہ اُٹھایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے جس قدر نبی یا رسول اور صالحین ہوئے ہیں انہوں نے روزہ سے قرب الٰہی حاصل کیا یہاں ایک جملہ کے اندر بتا دیا کہ روزہ کی ایک تاریخ ہے جو اس بات پر گواہ ہے کہ لوگوں نے روزہ کو مفید پایا اور اس سے ضبط نفس سیکھا۔

روزہ کی غرض اخلاق و اعمال کی درستی ہے

روزہ صرف اسی بات کا نام نہیں کہ ایک خاص وقت کے لئے کھانا پینا ترک کر دیا جائے بلکہ اس کی غرض یہ ہے کہ کسی کا مال بے جا نہ کھاؤ۔ کسی کی حق تلفی نہ کرو۔ حق پرستی سے کام لو۔ اپنی روح اور قلب کو پاک کرو۔ اپنے اخلاق و عادات کو سدھارو۔ تاریخ گواہ ہے کہ عیسائی۔ یہودی۔ ہندو سکھ سب نے روزہ رکھا ہے۔ اگرچہ اس روزہ کے نام مختلف ہوں گے۔ کوئی اس کو برت کہے یا کچھ اور لیکن یہ ایک تاریخی حقیقت ہے کہ لوگوں نے روزہ کو مفید و مؤثر پایا ہے۔

غیر اقوام کی تاریخ

قرآن کریم نے کما کتب علی الذین من قبلکم کہہ کر روزہ کے متعلق غیر قوموں کی تاریخ بیان کر دی ہے اور اس سے مسلمانوں کو سبق دیا کہ روزہ نہایت مفید ہے۔ اسی طرح سورۃ فاتحہ میں بھی دوسری

قوموں کی تاریخ درج ہے لکھا ہے اھدنا الصراط الذین انعمت علیہم ۔ ان لوگوں کے راستہ پر ہمیں چلا جو تیرے انعام و اکرام اور فضائل برکات کی وارث ہوئیں ۔ اور ان "منعم علیہم" لوگوں کا ذکر کرتے ہوئے دوسری جگہ فرمایا الذین انعم اللہ علیہم من النبیین والصدیقین والشہداء والصالحین غیر قوموں میں انبیاء کرام آئے ۔ ان کی متابعت سے صدیق اور شہید بھی ہوئے اور صالحین بھی ۔ چنانچہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی حکم ہوا کہ دعا مانگو کہ ہمیں بھی ان انعامات سے متمتع کیا جائے جو انبیاء پر ہوئے صدیقوں اور شہیدوں پر ہوئے اور صالحین پر ہوئے ۔ غرض سورہ فاتحہ میں غیر قوموں کی تاریخ درج ہے اس سے قلب میں وسعت پیدا ہوتی ہے کہ غیر قوموں میں بھی ایسے لوگ پیدا ہوئے جو نیکی اور طہارت اور رشد و ہدایت کی راہوں پر گامزن رہے انہوں نے ان راہوں پر چل کر قرب الٰہی حاصل کیا ۔ ان راہوں میں سے ایک راہ روزہ بھی ہے ۔

روزہ بدیوں سے بچنے کا ذریعہ ہے

فرمایا کہ روزہ کی تلقین کی اصل غرض یہ ہے لعلکم تتقون کہ تم خدا کے احکام کی خلاف ورزی نہ کرو اور بدی کی راہوں سے بچتے رہو ۔ احکام الٰہی کی پابندی تمہارا مسلک ہو اور فرمان رسول کی متابعت تمہارا شعار ہو ۔ تمہارا کام کاج، اٹھنا، بیٹھنا، چلنا پھرنا اور کھانا پینا سب کچھ رضائے الٰہی کے لئے ہو، خدا تعالےٰ چاہتا ہے کہ تم حق پرست اور حق گو ہو جاؤ ، تمہارا اکل و شرب ، حلال اور طیب ہو ۔ یہی روزہ کی غرض ہے ۔ تمہیں بھوکا پیاسا رکھنا مقصود نہیں ۔ تمہیں فاقہ کش اور فاقہ مست بنانا ہمارا منشاء نہیں اور نہ ہم تمہیں بھوکا مارنا چاہتے ہیں ۔ حدیث میں وارد ہے من لم یدع قول الزور والعمل بہ فلیس للہ حاجۃ ان یدع طعامہ وشرابہ جو شخص روزہ رکھکر جھوٹا کاروبار کرتا ہے اور دین میں راست قدم نہیں مال حرام کی عادت نہیں چھوڑتا، خدا تعالےٰ کو کوئی ضرورت نہیں کہ وہ بھوکا مرے ۔ کھانا پینا چھوڑ کر تم صرف رسم پرستی کرتے ہو اس کا نام روزہ نہیں ہے

رسول کریم صلعم کا قرب تقوےٰ سے

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں ان اولی الناس بی المتقون میرے قرب اور تعلق کے خواہاں ہو تو تقوےٰ اور خدا خوفی اختیار کرو ۔ میرا قریبی وہ ہوگا جو خدا خوفی اور نیک عملی کی زندگی بسر کرتا ہے ۔ من کانوا ۔ وہ شخص کوئی ہو کسی قوم سے تعلق رکھتا ہو، حیث کانوا، کسی بھی وطن کا باشندہ ہو اگر وہ متقی اور خدا خوف ہے تو وہ میرا ساتھی ہے ۔ وہ لوگوں کی بدخواہی نہیں چاہتا ۔ ہر کس و ناکس کی بھلائی اس کے سامنے ہے ۔

بقیہ صفحہ ۹

متقیوں کی الٰہی معیت

قرآن کریم میں بھی اللہ تعالےٰ کا ایسا ہی ارشاد ہے ، ان اللہ مع الذین اتقوا ۔ اللہ تعالےٰ خدا خوفوں اور خدا پرستوں کے ساتھ ہے ۔ ان اللہ مع الصابرین ۔ اللہ تعالےٰ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے ۔ صبر بڑی ضروری صفت ہے ۔ مصیبتیں آجائیں ۔ تکالیف گھیر لیں ۔ آلام امتحان آئیں دکھ درد آجمع ہوں ۔ مگر خدا سے گلہ شکوہ نہ ہو ۔ اس کی رضا پرستی کر کے صابر رہے ۔ چنانچہ روزہ صبر و شکر سکھلاتا ہے بعض مفسرین نے واستعینوا بالصبر والصلوٰۃ میں الصبر کا ترجمہ روزہ کیا ہے کہ نماز اور روزہ کی زندگی اختیار کرو تو خدا تمہارا مددگار بن جائے گا ۔

عمل صالح میں مداومت کی ضرورت

اور دوسری بات جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سکھلائی وہ یہ ہے کہ جس نیک کام کو شروع کیا جائے اس پر استقلال کے ساتھ مداومت اختیار کی جائے ۔ فرمایا ان احب الاعمال عند اللہ ادومہا اللہ تعالےٰ کو وہی عمل سب سے زیادہ محبوب ہے جس کو کبھی ترک نہ کیا جائے اور ہمیشہ انسان اس کو بجالائے اور جس نیکی کے کام کو شروع کرو لگاتار کرتے چلے جاؤ ۔ جو شخص تین چار روز پہلوانی کر کے چھوڑ دیتا ہے وہ پہلوان نہیں بن سکتا ۔ اس کے لئے مسلسل اور متواتر ورزش کی ضرورت ہے

روحانی ورزش کا جیبنہ

اسی طرح روحانیات میں بھی لگاتار عمل درکار ہے، جو شخص لگاتار روحانی غذا کھاتا ہے ، وہ ضرور روحانی طور پر صحت مند ہوگا یہ روحانی ورزش کا جیبنہ ہے اس میں مداومت کے ساتھ ذکر الٰہی کیجئے ، ایک دو روزے رکھنے اور تین چار دن کی تلاوت قرآن کے بعد شوق کو ختم کر دینے سے کچھ فائدہ حاصل نہیں ہوتا ۔

درس قرآن و حدیث

اس مسجد میں یوں تو ہمیشہ ہی نماز فجر کے بعد درس قرآن ہوتا ہے رمضان میں بھی جاری رہے گا ۔ میرا ارادہ ہے کہ نماز عصر کے بعد درس حدیث بھی شروع کیا جائے ، اگر ہوسکے تو آپ لوگ ان دونوں درسوں میں شامل ہو کر اللہ تعالےٰ کے فرمان سے اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاکیزہ ارشادات سے فائدہ اٹھائیں ۔

(خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ دیں (مینیجر))

حضرت امیر مرحوم و مغفور کے حالاتِ زندگی

میں نے کئی سال ہوئے اخبار پیغام صلح کے ذریعہ سے تحریک کی تھی کہ ہماری جماعت اور اس کے بعد انجمن کو چاہیئے کہ اپنے بزرگان سلسلہ کے حالاتِ زندگی کو قلمبند کر کے کتابی صورت میں شائع کر دیں ۔

سُنا ہے کہ جماعت ربوہ نے "اصحاب احمد" کے نام سے کوئی کتاب شائع کی ہے ۔ جس میں ہماری جماعت کے بعض بزرگان کا بھی ذکر کیا ہے ۔ مگر یہ ان کے نقطہ نگاہ سے ہے اور نا کافی ہے ۔

ہمارے سلسلہ کے بزرگ ایک ایک کر کے اُٹھتے چلے جا رہے ہیں ۔ اور ان کے جاننے والے بھی آہستہ آہستہ رخصت ہو رہے ہیں ۔ نتیجہ یہ ہوگا کہ ایک وقت آئے گا کہ ہماری آیندہ نسل اس جماعت کے بانیوں سے بے خبر ہو جائے گی ۔ حال ہی میں ایک خط انگلستان سے آیا ہوا میری نظر سے گذرا جس سے معلوم ہوا کہ روم (اٹلی) میں ایک عیسائی پادری ہے جو کہ مولانا محمد علی صاحب (امیر مرحوم) کے متعلق ایک تھیسس (THESIS) لکھ رہا ہے ۔ اور ان کے حالاتِ زندگی اور ان کی تصانیف اکٹھی کر رہا ہے ۔ جہاں اس شخص کی یہ کوشش قابلِ ستائش ہے ۔ وہاں ہمارے لئے قابلِ شرم ہے کہ جو ہمارا کام تھا وہ دوسرے کر رہے ہیں ۔

میں نے ارادہ کیا ہے کہ بفضلہ میں حضرت مولانا محمد علی (امیر مرحوم) رحمۃ اللہ علیہ کے حالاتِ زندگی کو حتی الامکان اکٹھا کروں ۔ اور احباب کی مدد سے اُسے کتابی صورت میں شائع کروں ۔ وما توفیقی الا باللہ العظیم ۔

اس لئے میری احباب جماعت ۔ اور حضرت مولانا مرحوم کے دوستوں اور عزیزوں سے درخواست ہے کہ اگر ان کے علم میں حضرت مولانا مرحوم کی زندگی کا کوئی واقعہ یا دلچسپ مکالمہ یا اُن کے ہاتھ کی کوئی مستند تحریر یا خط ایسا ہو جو دوسروں کے لئے باعث دلچسپی اور مفید ہو ۔ تو برائے مہربانی لوجہ اللہ اس کو قومی اور دینی خدمت سمجھ کر مجھے مندرجہ ذیل پتہ پر بھجوا دیں :-

ممتاز احمد فاروقی
۲۹ ۔ گلبرگ کالونی ۔ لاہور

یا

سیکرٹری صاحب احمدیہ انجمن اشاعت اسلام ۔ احمدیہ بلڈنگس برانڈرتھ روڈ لاہور ۔ کی معرفت مجھے پہنچا دیں ۔ اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر دے گا ۔

والسلام
خاکسار :- ممتاز احمد فاروقی

نفس کے خواص پر قرآنی آیات

مولانا شیخ عبد الرحمن صاحب مصری

(۲)

نفس کیلئے قلب اور فواد کا ثبوت قرآنی آیات سے

نفس انسانی کے لئے جو موت کے وقت جسم انسانی سے الگ ہو کر اللہ تعالےٰ کے قبضہ میں چلا جاتا ہے، قوتِ گویائی اور قوتِ شنوائی اور قوتِ بصارت قرآنی آیات سے ثابت کرنے کے بعد اب جس عضو کا ثابت کرنا باقی رہ جاتا ہے وہ نفس کے لئے قلب اور فواد کا وجود ہے سو اس کے متعلق سورۃ النجم کی ایک آیت تو میں پہلے پیش کر چکا ہوں جو یہ ہے ما کذب الفواد ما رای اب چار مزید آیتیں پیش کی جاتی ہیں، ایک تو سورۃ السباء ع کی یہ آیت ہے:-

(۱) ولا تنفع الشفاعۃ عندہ الا لمن اذن لہ حتیٰ اذا فزع عن قلوبھم قالوا ماذا قال ربکم قالوا الحق وھو العلی الکبیر۔ یعنی جزاء و سزا کے وقت لوگ سخت گھبراہٹ میں ہونگے اس وقت کسی کو کسی کے لئے سفارش کرنے کی بھی جرأت نہ ہوگی، صرف وہی برگزیدہ شخص اس انسان کے لئے سفارش کر سکے گا جس کے لئے اللہ تعالےٰ کی طرف سے اس کو سفارش کی اجازت دی جائے گی اور جب لوگوں کے قلوب سے گھبراہٹ دُور ہو جائے گی (اب قابل غور یہ بات ہے کہ وہ کونسے قلوب ہیں جن سے گھبراہٹ دُور کی جائے گی انسانوں کے وہ قلوب جو اُن کے اجسام کے اندر ہیں وہ تو موت کے بعد دنیا میں ہی رہ جائیں گے۔ یہ قلوب وہی ہو سکتے ہیں جو موت کے بعد نفسِ انسانی کے ساتھ جائیں گے) اس گھبراہٹ کے دُور ہونے کے بعد لوگ دریافت کریں گے کہ اللہ تعالےٰ نے کیا فیصلہ دیا ہے جواب ملے گا جو فیصلہ اللہ تعالےٰ نے کیا ہے وہ بالکل صحیح اور درست ہے۔ وہ بڑے علو والا اور کبریائی والا ہے۔

(۲) سورۃ نور ع - یخافون یوماً تتقلب فیہ القلوب والابصار یعنے مومن اس دن سے ڈرتے ہیں جس دن قلوب اور ابصار دوسرا رنگ اختیار کریں گے اس سے صاف ظاہر ہے کہ اس دن نفس کا ہی قلب اور بصر کام کریں گے۔

(۳) تیسری آیت سورۃ الھمزہ کی ہے۔ کلا لینبذن فی الحطمۃ وما ادراک ما الحطمۃ نار اللہ الموقدۃ التی تطلع علی الافئدۃ انھا علیھم مؤصدۃ فی عمد ممددۃ ایسے شخص کے متعلق جو یہ گمان کرتا ہے کہ اس کا مال اسے ہمیشہ دنیا میں رکھے گا بالکل بیں لے جائے گا یہ آیت قرآنی بتلاتی ہے کہ ایسے شخص کو یاد رکھنا چاہیئے کہ وہ حطمۃ میں ضرور ڈالا جائے گا۔ حطمۃ دوزخ کا ہی نام ہے جو اس کی ساری طاقت اور سارے گھمنڈ کو توڑ دے گا) تجھے کیا علم ہے کہ الحطمۃ کیا چیز ہے الحطمۃ اللہ تعالےٰ کی جلائی ہوئی آگ ہے جو دوزخیوں کے افئدۃ یعنے دلوں پر اچانک حملہ کرے گی یہ آگ ان دوزخیوں پر وسیع ستونوں میں بند کی ہوئی ہے یعنی ان کے دلوں سے باہر نہیں نکل سکتی جس کے معنی یہ ہوئے کہ یہ آگ ہر وقت ان کے دلوں کو جلاتی رہیگی۔ سورۃ البلد ع میں بھی اسی آگ کے متعلق یہی مضمون ہے والذین کفروا بآیاتنا ھم اصحاب المشئمۃ علیھم نار مؤصدۃ یعنے یہ آگ دوزخیوں پر بند کی ہوئی ہوگی اور سورۃ الھمزہ میں وضاحت کر دی کہ یہ آگ دلوں پر اثر کرنے والی ہے۔

(۴) سورۃ الشعراء ع میں مذکور ہے۔ ولا تخزنی یوم یبعثون یوم لا ینفع مال ولا بنون الا من اتی اللہ بقلب سلیم اسی طرح سورۃ ق ع ... میں مذکور ہے من خشی الرحمان بالغیب وجاء بقلب منیب ادخلوھا بسلام ذالک یوم الخلود۔ اب یہ قلب سلیم اور قلب منیب کونسے قلب ہیں جو عالم ثانی میں جائیں گے۔ فتدبروا۔

اب جناب پرویز صاحب محترم اور ان کے ہم خیال دوست غور فرمائیں کہ کیا قرآن کریم قلب اور فواد کو صرف سائیکالوجی کے MIND کے مفہوم میں ہی استعمال کرتا ہے یا اس کے علاوہ نفس کے قلب اور فواد کے معنی میں بھی استعمال کرتا ہے جو روحانیت کا مرکز ہے یاد رہے کہ نفس انسانی کا قلب ہی وہ قلب ہے جس پر وحی الٰہی کا نزول ہوتا ہے یہ جو قرآن کریم میں آتا ہے کہ جبریل اور روح الامین نے حضرت نبی کریم صلعم کے قلب پر قرآن شریف نازل کیا وہ بھی نفس کا ہی قلب ہے، اسی کو پاکیزہ بنانے اور طہارت سے آراستہ کرنے کا حکم ہے ہاں یہ درست ہے کہ اس نفس کی پاکیزگی اور طہارت تمام جسم انسانی پر نیک اثر پیدا کرتی ہے اور اسی اثر کے نتیجہ میں تمام اعضاء انسانی سے نیک اعمال صادر ہوتے ہیں۔ اگر اللہ تعالےٰ نے توفیق دی تو انشاء اللہ اس موضوع پر بھی مستقل اور مکمل بیرو قلم کروں گا کہ کس طرح ظاہری اور باطنی قوتیں ایک دوسرے پر اثر انداز ہوتے ہیں اور قرآن کریم کی اس بارے میں کیا تعلیم ہے اور دونوں قسم کے قلوب کی اس میں کیا حقیقت بیان کی گئی ہے۔

نفس کے لئے ذرائع علم

جناب پرویز صاحب محترم قرآن کریم کے بعد وحی کے انکار پر اصرار کرتے ہوئے اس بات پر زور دیتے ہیں کہ علم کے قرآن کریم میں تین ہی ذرائع بیان کئے گئے ہیں۔ سمع بصر اور قلب یا فواد ان کی یہ بات درست ہے، لیکن اس پر زور دیتے ہوئے ان کی نظر سے وہ آیات قرآنی اوجھل ہو جاتی ہیں جن میں نفس کے لئے بھی ان تینوں منبعوں کو ثابت کیا گیا ہے جیسا کہ مندرجہ بالا آیات سے ثابت ہو چکا ہے اسکے علاوہ قرآن کریم سے یہ بھی ثابت ہے کہ موت کے بعد بھی نفس کے لئے حصول علم کا دروازہ کھلا ہے اور علم حقیقی یعنی معارفِ الٰہی کی معرفت میں دن بدن ترقی ہوتی رہے گی دیکھیں ربنا اتمم لنا نورنا کی دعا اسی پر دلالت کرتی ہے اسی طرح اہلِ دوزخ کے متعلق بھی حصول علم کا ذکر قرآن کریم میں موجود ہے جیسا کہ سورۃ القصص ع کی مندرجہ ذیل آیت اس پر بطور نص صریح دلالت کر رہی ہے فرمایا گیا ہے۔ ویوم ینادیھم فیقول این شرکاءی الذین کنتم تزعمون ونزعنا من کل امۃ شھیدا فقلنا ھاتوا برھانکم فعلموا ان الحق للہ وضل عنھم ما کانوا یفترون۔ اور جس دن اللہ تعالےٰ مشرکین کو پکار کر کہے گا کہاں ہیں وہ ہستیاں جن کو تم میرے شریک سمجھا کرتے تھے اور ہم ہر ایک امت سے شہید کو الگ کر کے سامنے کریں گے پھر ان مشرکین سے کہا جائے گا کہ یہ شہداء تو توحیدِ الٰہی پر دلیل ہیں تم بھی اپنی کوئی دلیل پیش کرو پس انکو علم حاصل ہو جائے گا کہ حق اللہ کے لئے ہی ہے اور جو وہ افتراء کرتے تھے وہ ان سے دُور ہو جائے گا۔ اب جبکہ موت کے بعد بھی حصول علم کا دروازہ کھلا ہوا ثابت ہو گیا ہے تو ماننا پڑے گا کہ سمع۔ بصر اور قلب یا فواد جو ذرائع علم ہیں نفس کے لئے بھی ثابت ہیں کیونکہ عالم ثانی میں یہ اعضاء جن کا تعلق جسم انسانی سے ہے وہاں نہیں جائیں گے وہاں تو صرف نفس نے جانا ہے اس لئے ذرائع علم یعنے سمع۔ بصر اور قلب یا فواد بھی وہی ہوں گے جن کا تعلق نفس کے ساتھ ہے۔

جسم انسانی اور نفس انسانی کے اعضاء کے ناموں میں اشتراک

بیشتر اس کے کہ میں نفس کے اعضاء کے ناموں کا ذکر کروں اس امر کا پھر اعادہ کر دینا ضروری سمجھتا ہوں کہ اس جگہ تو ثابت کا سوال نہیں تو عینیت کچھ بھی ہو اس کا علم تو ہمیں عالم ثانی میں جا کر ہی حاصل ہوگا لیکن قرآن کریم میں نفس کے اعضاء بھی انہی ناموں سے موسوم کئے گئے ہیں جن ناموں سے جسم کے اعضاء کئے گئے ہیں، جیسا کہ مندرجہ ذیل آیات سے ثابت ہوتا ہے:-

(۱) النمل ع - ومن جاء بالسیئۃ فکبت وجوھھم فی النار یعنے بدیوں کے مرتکبین وجوہ

کے بل دوزخ میں دوزخ گھسیٹے جائیں گے۔ اسی طرح سورۃ القمر ع۳ میں مذکور ہے۔ یوم یسحبون فی النار علیٰ وجوھھم ذوقوا مس سقر۔ ان دونوں آیتوں میں وجوہ کا ذکر ہے۔ اسی طرح الکہف ع۴ میں ہے وان یستغیثوا یغاثوا بماء کالمھل یشوی الوجوہ۔ اسی طرح سورۃ الغاشیہ میں اہل جنت کے متعلق مذکور ہے وجوہ یومئذ ناعمۃ۔

(۲)۔ السجدۃ ع۲۔ ولو تریٰ اذ المجرمون ناکسوا رؤوسھم۔ اس آیت میں رؤوس کا ذکر ہے۔ اسی طرح سورۃ الحج ع۲ میں ہے ھٰذان خصمان اختصموا فی ربھم فالذین کفروا قطعت لھم ثیاب من نار یصب من فوق رؤوسھم الحمیم یصھر بہ ما فی بطونھم والجلود۔ اس آیت میں رؤوس کے ذکر کے علاوہ بطون اور جلود کا ذکر بھی موجود ہے۔

(۳)۔ یوم تشھد علیھم السنتھم وایدیھم وارجلھم بما کانوا یعملون۔ اس آیت میں زبان، ہاتھ، پاؤں مذکور ہیں۔

(۴)۔ فانھم لاٰکلون منھا فمالئون منھا البطون۔ اس آیت میں بھی اہل جہنم کے پیٹوں کا ذکر ہے۔

(۵)۔ سورۃ محمد ع۲۔ وسقوا ماء حمیما فقطع امعاءھم۔ اس آیت میں دوزخیوں کی انتڑیوں کا ذکر کیا گیا ہے۔

(۶)۔ سورۃ الرحمٰن ع۳۔ یعرف المجرمون بسیماھم فیؤخذ بالنواصی والاقدام۔ اس آیت میں پیشانی اور اس کے بالوں اور قدموں کا ذکر کیا گیا ہے۔

(۷) العادیات میں سینوں کا ذکر ہے۔ افلا یعلم اذا بعثر ما فی القبور وحصل ما فی الصدور۔

(۸)۔ سورۃ بنی اسرائیل ع۲ میں اعناق کا ذکر ہے وکل انسان الزمناہ طائرہ فی عنقہ۔

(۹)۔ سورۃ التوبہ ع۵ میں پیشانیوں، پہلوؤں اور پیٹھوں کا ذکر ہے فرمایا یوم یحمیٰ علیھا فی نار جھنم فتکویٰ بھا جباھھم وجنوبھم وظھورھم ھٰذا ما کنزتم لانفسکم فذوقوا ما کنتم تکنزون۔ امور متذکرہ بالا کے متعلق آیات تو بہت ہیں لیکن جس قدر بھی میں نے پیش کیں ہیں امید ہے منکرین کی تسلی کے لئے یہ کافی ہوں گی لیکن اگر مزید تسلی کی ضرورت پڑی تو اور آیات بھی پیش کر دی جائیں گی۔

نفس میں جذبات اور احساسات کے متعلق آیات

نفس انسانی میں مندرجہ بالا اعضاء کے علاوہ جذبات اور احساسات بھی کافی تعداد میں مذکور ہیں۔

اظہار بیزاری

البقرۃ ع۲۰۔ اذ تبرأ الذین اتبعوا من الذین اتبعوا ورأوا العذاب وتقطعت بھم الاسباب۔ وقال الذین اتبعوا لو ان لنا کرۃ فنتبرأ منھم کما تبرؤوا منا کذٰلک یریھم اللہ اعمالھم حسرات علیھم وما ھم بخارجین من النار۔ اس آیت میں پیشواؤں اور مریدوں دونوں کی طرف ایک دوسرے کے خلاف اظہار بیزاری کا ذکر ہے اور ساتھ ہی حسرت کے شکار ہونے کا بھی ذکر موجود ہے۔

اظہار غصہ

ثم یوم القیامۃ یکفر بعضکم ببعض ویلعن بعضکم بعضا۔ ایک دوسرے پر کفر اور لعنتوں کی بوچھاڑ کریں گے۔ اور یہ فعل حالت غصہ پر دلالت کرتا ہے۔

فوق اور تحت کا احساس

الزمر ع۲۔ لھم من فوقھم ظلل من النار ومن تحتھم ظلل یعنی ان کے اوپر بھی آگ کے سائبان ہونگے اور نیچے بھی سائبان ہوں گے۔

چکھنے کی حس۔ الزمر ع۳ وقیل للظالمین ذوقوا ما کنتم تکسبون

حسرۃ کا احساس

الزمر ع۶۔ ان تقول نفس یا حسرتیٰ علیٰ ما فرطت فی جنب اللہ اس وقت اللہ تعالیٰ کے حقوق کی ادائیگی میں کوتاہی کرنے والا حسرت سے حسرت پکار اٹھے گا۔

عذر خواہی

یہ احساس بھی بدکار کے نفس کو ہوگا کہ عذر کر کے سزا سے شاید معافی مل جائے لیکن اللہ تعالیٰ کہتا ہے یوم لا ینفع الظالمین معذرتھم۔

واپسی کی خواہش

وتری الظالمین لما راوا العذاب یقولون ھل الیٰ مرد من سبیل الشوریٰ ع۵ جذبہ خواہش پر دوسری آیت یوم تجد کل نفس ما عملت من خیر محضرا وما عملت من سوء تود لو ان بینھا وبینہ امدا بعیدا۔

خوشی کا جذبہ

سورۃ یٰسٓ ع۴۔ ان اصحاب الجنۃ الیوم فی شغل فاکھون ھم وازواجھم فی ظلال علی الارائک متکئون لھم فیھا فاکھۃ ولھم ما یدعون۔ اصحاب الجنۃ اس دن شغل میں ہوں گے (ان کا شغل حمد الٰہی اور یاد الٰہی کے سوا اور کچھ نہ ہوگا جیسا کہ دوسری آیات سے ثابت ہے) اور اس شغل میں وہ خوش رہیں گے وہ اور ان کے ساتھی سایوں میں یعنی آرام کی زندگی بسر کر رہے ہوں گے تختوں پر ٹیک لگائے ہوئے ہوں گے میوہ جات سے ان کی خاطر و تواضع کی جاتی ہوگی اور اس میں جو کچھ وہ طلب کریں گے وہ انہیں مہیا کر دیا جائے گا۔ المرسلٰت ع۲۔ ان المتقین فی ظلال وعیون وفواکہ مما یشتھون۔ اشتہا کا وجود اس آیت سے ثابت ہوتا ہے۔ اسی طرح الفرقان ع۲ میں متقی کے متعلق ہے لھم فیھا ما یشاءون۔ اسی طرح حٰم سجدۃ ع۴ میں آیا ہے ولکم فیھا ما تشتھی انفسکم۔

فزع کا وجود

النمل ع۷۔ ویوم ینفخ فی الصور ففزع من فی السمٰوٰت ومن فی الارض الا من شاء اللہ لیکن مومن اس فزع سے امن میں ہونگے جیسا کہ اسی رکوع میں فرمایا ومن جاء بالحسنۃ فلہ خیر منھا وھم من فزع یومئذ اٰمنون

رضا کا احساس

الحج ع۸ میں مومنوں کے متعلق آیا ہے لیدخلنھم مدخلا یرضونہ انہیں اس جگہ میں داخل کیا جائیگا جس کو وہ پسند کریں گے۔

احساس مایوسی

الروم ع۲ ویوم تقوم الساعۃ یبلس المجرمون قیامت کے دن مجرموں کو مایوسی کا سامنا ہوگا۔

خوف کا احساس

الکہف ع۷۔ ووضع الکتاب فتری المجرمین مشفقین مما فیہ ویقولون یا ویلتنا اعمالنامہ کو دیکھ کر خوب خوف زدہ ہو جائیں گے اسی طرح ع۷ میں ہے ورای المجرمون النار فظنوا انھم مواقعوھا ولم یجدوا عنھا مصرفا مجرم دوزخ کو دیکھ کر یقین کر لیں گے کہ وہ اس میں پڑنے والے ہیں اور اس سے بچاؤ کی کوئی صورت نہیں۔

احساس غم و ارادہ

الحج ع۲ میں اہل دوزخ کے متعلق ہے کلما ارادوا ان یخرجوا منھا من غم اعیدوا فیھا جب کبھی بھی غم کی وجہ سے دوزخ سے نکلنے کی کوشش کریں گے واپس لوٹا دیئے جائیں گے۔ السجدۃ ع۲ کلما ارادوا ان یخرجوا منھا اعیدوا فیھا۔

قرۃ اعین

السجدۃ ع۲ فلا تعلم نفس ما اخفی لھم من قرۃ اعین کسی نفس کو معلوم نہیں کہ اس کے لئے آنکھوں کی ٹھنڈک کے کیا کیا سامان مخفی رکھے

گئے ہیں۔

احساس نصب و لغوب

اہلِ جنت کا قول الذی احلنا دار المقامۃ من فضلہ لا یمسنا فیہا نصب ولا یمسنا فیہا لغوب فاطر ع۔ اہلِ جنت کا احساس کہ وہ ہر قسم کی مشقت اور تھکان سے محفوظ رہیں گے۔

احساسِ اطمینان

یا ایتہا النفس المطمئنۃ ارجعی الی ربک راضیۃ مرضیۃ فادخلی فی عبادی وادخلی جنتی اے وہ نفس جو اطمینان حاصل کرکے میرے پاس آیا ہے۔ اپنے رب کی طرف واپس آجا اس حالت میں کہ تو اپنے رب پر راضی اور تیرا رب تجھ پر راضی پس میرے بندوں میں داخل ہوجا اور میرے جنت میں داخل ہوجا۔

جذبۂ فرح اور استبشار

آل عمران ع۔ شہداء فی سبیل اللہ کے متعلق آتا ہے فرحین بما آتاھم اللہ من فضلہ یہ شہداء خوش ہیں اس پر جو اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنے فضل سے عطا کیا ہے اسی طرح ان کے متعلق یہ الفاظ بھی آئے ہیں یستبشرون بنعمۃ من اللہ و فضل یعنی وہ اللہ کی نعمت اور فضل کی خوشخبریاں حاصل کر رہے ہوں گے۔ غرضیکہ قرآن کریم میں نفس کیلئے ہر قسم کے FEELINGS AND EMOTIONS کا ذکر موجود ہے۔

نفس کے لئے علیحدہ قلب کے وجود کا مزید ثبوت

سورۂ محمد ع کی آیت مندرجہ ذیل قابلِ غور ہے۔ والذین آمنوا وعملوا الصالحات وآمنوا بما نزل علی محمد وھو الحق من ربھم کفر عنھم سیاٰتھم واصلح بالھم اس آیت میں قرآن کریم پر ایمان لانے والے کے دل کی اصلاح کا وعدہ کیا گیا ہے جو پورا ہوا اور ہر زمانہ میں ہوتا رہتا ہے اب سوال یہ ہے کہ کیا یہ قلب نفس کا قلب ہے یا وہ جو جسم میں ہے، اس سوال کا جواب اسی رکوع کی دوسری آیت میں ملتا ہے جو یہ ہے:۔ والذین قتلوا فی سبیل اللہ فلن یضل اعمالھم سیھدیھم ویصلح بالھم ویدخلھم الجنۃ عرفھا لھم یعنے وہ مومن جو اللہ کی راہ میں شہید ہوتے ہیں اللہ ان کے اعمال کو ہرگز ضائع نہیں کرے گا بلکہ ان کے ساتھ ہدایت یافتہ لوگوں کا معاملہ کرے گا اور ان کے قلب کی اصلاح کردے گا یعنی جنت میں داخل ہونے کے لئے جس قسم کی اصلاح کی ضرورت ہے اس قسم کی اصلاح ان کے قلب کی کردی جائے گی، اسی لئے اس کے بعد فرمایا کہ ان کو جنت میں داخل کردے گا جس کی تعریف اس نے پہلے کی ہوئی ہے۔ اگر نظرِ انصاف سے دیکھا جائے تو یہ آیت نص صریح ہے اس بات پر کہ نفس کے لئے علیحدہ قلب موجود ہے جو شہداء کے نفس کے ساتھ عالمِ ثانی میں گیا تھا۔

نفس کی تین حالتیں اور اسکے علیحدہ وجود کا مزید ثبوت

قرآن کریم نے نفس کی تین مختلف حالتوں کا بالصراحت ذکر کیا ہے ایک حالت کا نام نفس امارہ رکھا ہے دوسری حالت کا نام نفس لوامہ رکھا ہے اور تیسری کا نام نفس مطمئنہ رکھا ہے پہلی حالت کا ذکر سورۂ یوسف ع میں بدیں الفاظ کیا گیا ہے ان النفس لامارۃ بالسوء الا ما رحم ربی ان ربی غفور رحیم یعنے یقیناً نفس بار بار اور بڑی شدت اور زور کے ساتھ بدی کا حکم دینے والا بن جاتا ہے سوائے اس صورت کے کہ اللہ تعالیٰ کا رحم انسان کی دستگیری فرما کر اس کے پنجہ سے اسے سلامتی کے ساتھ نکال لے یقیناً میرا رب ضرور ضرور انسانوں کی حفاظت کرنے والا اور۔۔۔ ان کو اصلاح کی راہ پر چلانے والا۔۔۔ اور اصلاح یافتہ لوگوں کو ان کے اعمال کی صحیح اور پوری پوری جزا دینے والا ہے اس آیت میں ایک دائمی قانون کی طرف اشارہ کیا ہے کہ ایسے زمانے دنیا میں آتے رہتے ہیں اور بار بار آتے رہتے ہیں جبکہ عام طور پر انسانوں کے نفوس گندے لبریز ہوجاتے ہیں اور بدی ہی ان کو خوبصورت نظر آتی ہے اور اس کے ارتکاب پر وہ لوگوں کو آمادہ کرنا شروع کردیتے ہیں یہ وہ وقت ہوتا ہے جبکہ نفس انسانی شیطان سے پوری ہم آہنگی پیدا کرکے اس کا مظہر اتم بن جاتا ہے کیونکہ جو کام آیت مذکورہ بالا میں نفس کا ذکر کیا گیا ہے وہی کام شیطان کا قرآن کریم میں مذکور ہے جیسا کہ البقرہ ع ۲۱ میں آتا ہے ولا تتبعوا خطوات الشیطان انہ لکم عدو مبین انما یامرکم بالسوء والفحشاء وان تقولوا علی اللہ ما لا تعلمون اسی طرح سورۂ نور ع میں آتا ہے یا ایھا الذین آمنوا لا تتبعوا خطوات الشیطان ومن یتبع خطوات الشیطان فانہ یامر بالفحشاء والمنکر ان دونوں مذکورہ بالا آیتوں میں شیطان کا بھی یہی کام بتلایا گیا ہے کہ وہ سوء۔ فحشاء اور منکر کا ہی حکم دیتا ہے جبکہ یہ ثابت ہے کہ شیطان کا کام سوء کی طرف ہی رغبت دلاتا ہے اور ادھر یہ بتلایا گیا ہے کہ ایک زمانہ ایسا آتا ہے جبکہ انسان کا نفس بھی اسی کام میں مصروف ہوجاتا ہے تو نتیجہ صاف ہے کہ ان دونوں کے مقاصد میں کامل ہم آہنگی پیدا ہوجاتی ہے گویا نفس انسانی شیطان کے تسلط کے نیچے اس حد تک آجاتا ہے کہ دوسرے لفظوں میں بوجہ کامل اتحاد کے اس پر بھی مجازی طور پر شیطان ۔۔۔۔۔ کا اطلاق جائز ہوجاتا ہے شیطان کے نفس انسانی پر اسی غلبہ کی طرف آیات ذیل میں اشارہ کیا گیا ہے النحل ع میں فرمایا تاللہ لقد ارسلنا الی امم من قبلک فزین لھم الشیطان اعمالھم فھو ولیھم الیوم ولھم عذاب الیم یعنی یقیناً ہم نے تجھ سے پہلے بھی امتوں کی طرف رسول بھیجے لیکن اب حالت یہ ہے کہ شیطان انکے بد اعمال کو انہیں خوبصورت کرکے دکھلا رہا ہے پس وہی اس وقت ان کا ولی بنا ہوا ہے جس کے پیچھے وہ لگے ہوئے ہیں اور عذاب الیم میں گرفتار ہیں۔ اسی طرح سورۃ المجادلہ ع ۳ میں فرمایا استحوذ علیھم الشیطان فانساھم ذکر اللہ اولئک حزب الشیطان الا ان حزب الشیطان ھم الخاسرون یعنے شیطان اب ان پر غالب آیا ہوا ہے اور اس غلبہ کی وجہ سے اس نے انہیں اللہ کے ذکر سے (جو قلوب کے اندر اطمینان پیدا کرنے کا موجب ہوتا ہے جیسا کہ فرمایا الا بذکر اللہ تطمئن القلوب) اس قدر غافل کردیا ہے کہ وہ ذکر الٰہی کو بھول ہی گئے ہیں نتیجہ یہ ہوا ہے کہ یہ لوگ شیطان ہی کی جماعت بن کر رہ گئے ہیں لیکن یاد رہے کہ شیطان کی جماعت انجام کار نقصان ہی اٹھاتی ہے۔

اب یہ ظاہر ہے کہ شیطان کے اس مکمل غلبہ کا نتیجہ بجز اس کے اور کیا ہوسکتا ہے کہ دنیا میں چاروں طرف فسادی فساد پھیل جائے مادی رنگ میں بھی اور روحانی رنگ میں بھی جب دنیا اس قسم کے فساد کے طوفانوں میں گھر جاتی ہے اور اس سے نکلنے کا کوئی راستہ نہیں نظر نہیں آتا تو یہ وہ وقت ہوتا ہے جبکہ الا ما رحم ربی کے قانون الٰہی کے ماتحت خدا کی رحمت اپنے بندوں کی دستگیری کے لئے جوش مارتی ہے اور شیطانی راستوں سے نکال کر انہیں ہدایت کے راستوں کی طرف لانے کے لئے اپنی مدد کا ہاتھ ان کی طرف پھیلاتی ہے اور یہ مدد کسی مامور من اللہ کے وجود کی شکل میں وقوع میں آتی ہے جیسا کہ البقرۃ ع میں شیطانی تصرف کا ذکر کرکے فرمایا فتلقی آدم من ربہ کلمات فتاب علیہ انہ ھو التواب الرحیم قلنا اھبطوا منھا جمیعا فاما یاتینکم منی ھدی فمن تبع ھدای فلا خوف علیھم ولا ھم یحزنون یعنے جب شیطان انسان کو جنتی زندگی سے محروم کردیتا ہے تو اللہ تعالیٰ کسی آدم صفت انسان کو پیدا کرکے اس کے دل میں کلمات ہدایت نفخ کرتا ہے اور یہ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر رجوع برحمت کرنے والا ہے اور چونکہ بندے بار بار شیطان کے تسلط کے نیچے آتے رہتے ہیں اس لئے وہ بھی بار بار اسی شکل میں رجوع برحمت کرتا رہتا ہے اور اس ہدایت سے فائدہ اٹھانے والوں کو نجات سے ہمکنار کرتا رہتا ہے اور اس مامور من اللہ کے لائے ہوئے کلمات یا ان کی ۔۔۔۔ طرف رہنمائی کرنے والے کلمات ہی شیطانی تسلط سے مخلصی پانے کا واحد ذریعہ ہوتے ہیں اسی طرح سورۃ زخرف ع میں فرمایا افنضرب عنکم

الذکر صفحاً ان کنتم قوماً مسرفین وکم ارسلنا من نبی فی الاولین کیا یہ ہو سکتا ہے کہ ہم تمہیں یاد دہانی کرانے سے پہلو تہی کریں محض اس وجہ سے کہ تم نافرمانیوں اور بدیوں میں حد سے گذر گئے ہو کیا تم دیکھتے نہیں کہ ہماری سنت ہمیشہ سے یہی چلی آتی ہے کہ جب بھی قوموں میں اسراف نے اپنا ڈیرہ جما لیا تو ہم نے ان کی اصلاح کے لئے فوراً نبی بھیجے حقیقی کی ضرورت کے وقت حقیقی اور مجازی اور ظلّی کی ضرورت کے وقت مجازی اور ظلّی یعنی مجدّدین۔ حضرت نبی کریم صلعم نے بھی اپنی امت پر تاریکی کے چھا جانے والے زمانہ کو کشفی نگاہ سے دیکھ کر پیشگوئی فرمائی کہ کیف تھلک امۃ انا فی اولھا وعیسی ابن مریم فی اٰخرھا جس کے معنی یہ ہوتے کہ آخری زمانہ بھی ظھر الفساد فی البر والبحر کا نظارہ پیش کرنے والا ہو گا۔ اور ایک عیسیٰ صفت امتی اس فساد کو دور کرے گا۔

نفس لوامہ

نفس امّارہ کے غلبہ کے وقت جب مامور من اللہ ظاہر ہوتا ہے تو پہلا کام اس کا یہی ہوتا ہے کہ وہ لوگوں کی توجہ کو شیطانی تحریکوں کے نتیجہ میں پیدا ہونے والی بدیوں سے ہٹا کر نیکیوں کی طرف مبذول کر دے بدیوں کی گھناؤنی شکل جب انہیں نظر آنے لگ پڑتی ہے تو وہ ان سے ایک طرف نفرت کرنا اور دوسری طرف اپنے آپ کو اس بات پر کہتے ہوئے ملامت کرنا شروع کر دیتے ہیں کہ کس قدر گندے اور گھناؤنے یہ امور تھے جن میں ہم مبتلا تھے پس رجوع الی اللہ اور نیکیوں کی طرف راغب ہونے کی راہ میں یہ پہلا قدم ہوتا ہے جس کو قرآن شریف نے ان استغفروا ربکم ثم توبوا الیہ کے الفاظ میں ادا کیا ہے یہ نفس کی وہ حالت ہے جس کو سورۃ القیامۃ میں لا اقسم بالنفس اللوامۃ کے الفاظ سے تعبیر کر کے نفس کی اصلاحی حالت کا نام نفس لوامہ رکھا ہے اور یہی اصلاح کا پہلا قدم ہوتا ہے۔

نفس مطمئنہ

دوسرا قدم جو اصلاح کا آخری قدم ہے یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ کی طرف رجوع کراتے کراتے مامور من اللہ نفوس میں آہستہ آہستہ اطمینان کی حالت پیدا کراتا جاتا ہے، یہاں تک کہ خدا کے ساتھ ایسا گہرا اور محکم تعلق پیدا کر دیتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ہستی پر ایمان کے متعلق ان کے دل اطمینان اور بصیرہ سے لبریز ہو کر شکوک سے سلیم یعنی محفوظ اور خدا کی طرف کامل طور پر جھکنے کی وجہ سے منیب کہلانے لگ پڑتے ہیں اور ایسا نفس جب دنیا سے رخصت ہوتا ہے تو اطمینان سے بھرپور خدا کے سامنے حاضر ہوتا ہے جس کا نقشہ سورۃ الفجر کی اس آیت میں کھینچا گیا ہے یا ایتھا النفس المطمئنۃ ارجعی الیٰ ربک راضیۃ مرضیۃ فادخلی فی عبادی وادخلی جنتی۔ یعنی موت کے بعد جب ایسا نفس اللہ تعالےٰ کے قبضہ میں جاتا ہے تو اللہ تعالےٰ اسے مخاطب کرتے ہوئے فرماتا ہے۔ اے اطمینان یافتہ نفس اپنے رب کی طرف واپس آجا تو اس پر راضی اور وہ تجھ پر راضی پس میرے بندوں میں داخل ہو جا اور میرے جنت میں داخل ہو جا پس موت کے بعد جس نفس کو مطمئنہ قرار دیا گیا ہے اور جسے جنت میں داخل کیا گیا ہے کیا یہ وہی نفس نہیں جس کے متعلق فرما چکا ہے اللہ یتوفی الانفس حین موتھا اور جس کے متعلق فرما چکا ہے فیمسک التی قضی علیھا الموت اسی طرح سورہ محمّد میں جن شہداء کے متعلق آیا ہے ویصلح بالھم کیا یہ وہی قلب نہیں جو اسی نفس کے ساتھ جائے گا فتدبر۔

وحی اور عقل میں باہمی تعلق کے متعلق مندرجہ ذیل چار امور قابل ذکر رہ گئے ہیں جو انشاء اللہ آئندہ اقساط میں بیان کئے جائیں گے البتہ مسئلہ کے متعلق کسی قدر

(۱) وحی اصولی ہدایات دیتی ہے کہ تفاصیل کا کام عقل پر چھوڑتی ہے اس کے متعلق مثالیں۔

(۲) اس اعتراض کا جواب کہ وحی کلمات کی شکل میں نازل نہیں ہوتی

(۳) قرآن کریم کی کامل وحی نبوت کے بعد کیا وحی ولایت کی ضرورت باقی رہتی ہے یا نہیں اگر ہے تو کیوں۔

(۴) حضرت مسیح موعودؑ یعنی حضرت مرزا صاحب کی وحی ولایت سے ناقابل تردید مثالیں۔

کیا وحی الٰہی کلمات کی شکل میں نازل نہیں ہوتی

منکرین وحی کے علاوہ بعض لوگ مسلمانوں میں ایسے بھی ہیں جن کا خیال یہ ہے کہ وحی کلمات کی شکل میں نازل نہیں ہوتی بلکہ دل میں معانی ڈالے جاتے ہیں جن کو الفاظ کا جامہ تو ملہم پہناتا ہے ان کے نزدیک تمام الہامی کتابیں جن میں قرآن کریم بھی شامل ہے اللہ تعالیٰ کے کلمات نہیں بلکہ انبیاء کے اپنے کلمات ہیں یہ نظریہ قرآن کریم کے پیش کردہ نظریہ کے خلاف ہونے کے علاوہ خطرناک فساد کا موجب بھی ہے کیونکہ اس کو قبول کرنے کی صورت میں ماموریت کے سچے اور جھوٹے مدعی کے درمیان تمیز کرنے کے لئے کوئی یقینی کسوٹی ہمارے ہاتھ میں نہیں رہتی کون کہہ سکتا ہے کہ فلاں مدعی کے دل میں پیدا شدہ خیالات القاء الٰہی کا نتیجہ ہیں یا اس کے اپنے ہی نفس کا القاء ہیں اسی لئے قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے کسی قول کو دلو یا افتراء خدا کی طرف منسوب کرنے والے کو قابل گرفت قرار دیا ہے جیسا کہ آیت ولو تقول علینا بعض الاقاویل لاخذنا منہ بالیمین ثم لقطعنا منہ الوتین فما منکم من احد عنہ حاجزین اس پر نص صریح ہے دوسروں کے متعلق فیصلہ خود انسانوں کی صوابدید پر چھوڑ دیا ہے اس مختصر سی تمہید کے بعد میں قرآنی آیات سے اس بات کا ثبوت پیش کرتا ہوں کہ وحی الٰہی کلمات کی شکل میں ہی نازل ہوتی ہے آیت فتلقی اٰدم من ربہ کلمات تو میں ابھی نقل کر چکا ہوں۔ اس آیت میں قاعدہ کلیہ کے طور پر بیان کیا گیا ہے کہ گمراہی کے بعد انسانوں کی ہدایت کے لئے کلمات ہی عطا کئے جاتے ہیں جو ان کو انکے رب کی طرف سے ملتے ہیں اس آیت میں بالصراحت وقت کے مامور پر نازل ہونے والی وحی کو کلمات اللہ قرار دیا گیا ہے پھر البقرۃ ع ۳۳ میں فرمایا تلک الرسل فضلنا بعضھم علی بعض منھم من کلم اللہ ورفع بعضھم درجات یہ رسول ہیں جن کو ایک دوسرے پر ہم نے فضیلت دی ہے بعض کے ساتھ ہم نے کلام کیا اور علاوہ کلام دوسروں کے مختلف اعتباروں سے درجات بھی بلند کئے پھر سورۃ النساء ع ۲۳ میں فرمایا وکلم اللہ موسیٰ تکلیما یعنے خدا تعالیٰ نے حضرت موسےٰ سے بار بار کلام کیا۔ پھر الاعراف ع ۱۷ میں حضرت موسےٰ کے متعلق ہی فرمایا ولما جاء موسیٰ لمیقاتنا وکلمہ ربہ پھر فرمایا قال یا موسیٰ انی اصطفیتک علی الناس برسالاتی وبکلامی یعنی جب موسیٰ وقت مقررہ پر آئے اور اس کے رب نے اس سے کلام کیا۔ اے موسیٰ میں نے تجھے لوگوں پر برگزیدہ کیا اپنے پیغاموں کیساتھ اور اپنے کلام کے ساتھ۔ اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ پیغام کے علاوہ دیگر اقسام کے کلام بھی رسول سے ہوتے ہیں۔

حضرت موسیٰؑ کی قوم نے بچھڑے کو معبود بنا لیا تو اللہ تعالےٰ نے اُن پر اتمام حجت یہ کہکر کیا الم یروا انہ لا یکلمھم ولا یھدیھم سبیلا الاعراف ع ۱۸ کیا یہ دیکھتے نہیں کہ یہ بچھڑا تو اُن سے کلام نہیں کرتا اور نہ ان کو سیدھے راستہ کی طرف رہنمائی کرتا ہے گویا کلام ہی رہنمائی کا ذریعہ ہے اگر کلام سے مراد معانی کا دل میں ڈالنا ہے تو پھر تو بچھڑے کی طرف بھی منسوب ہو سکتے تھے اس حجت کو یہ لوگ باسانی توڑ سکتے تھے یہ کہکر کہ ہاں یہ بچھڑا تو ہم سے کلام کرتا ہے معلوم ہوا کہ اللہ تعالےٰ کے نزدیک کلام اسی کو کہتے ہیں جو الفاظ کے ساتھ ہو۔ پھر البقرۃ ع ۹ میں آتا ہے افتطمعون ان یؤمنوا لکم وقد کان فریق منھم یسمعون کلام اللہ ثم یحرفونہ یہاں بھی وحی کو کلام اللہ سے ہی تعبیر کیا ہے۔ پھر الاعراف ع ۱۶ میں فرمایا وتمت کلمۃ ربک الحسنیٰ علیٰ بنی اسرائیل بما صبروا یہاں بھی فرعون کی ہلاکت اور بنی اسرائیل کی نجات کے متعلق پیشگوئی کو رب کا کلمہ قرار دیا ہے پھر النساء ع میں یہود کے متعلق فرمایا من الذین ھادوا یحرفون الکلم عن مواضعہ سورۃ تحریم میں حضرت مریم کے متعلق فرمایا وصدقت بکلمات ربھا یعنی اپنے رب کے کلمات کی مصدقہ تھی پھر سورۃ البقرہ ع ۱۵ میں فرمایا واذ ابتلیٰ ابراھیم ربہ بکلمات فاتمھن کلمات کے ذریعہ حضرت ابراہیمؑ کو آزمایا گیا۔ پھر الصافات ع ۵ میں کلیہ قاعدہ کے طور پر تمام رسولوں کے متعلق فرمایا ولقد سبقت کلمتنا لعبادنا المرسلین انھم لھم المنصورون وان جندنا

دُنیا کے سب سے قدیم راز

سواستکا کی نقاب کشائی

(مولانا عبدالحق صاحب ودیارتھی)

(۲)

۔ شاید یہ امر مبالغہ آمیز سمجھا جائے کہ دردو نے قدیم زمانہ میں کیسے اس پیشگوئی کو سکوں، مقبروں، برتنوں، پتھروں اور عمارتوں پر کندہ کیا۔ میں دنیا کے تمام ممالک کی قوموں اور ان کی زبانوں سے اس کا ثبوت پیش کرتا ہوں اور پھر اس کی قرآنی تعبیر انشاءاللہ تعالےٰ بتاؤں گا۔

مصر میں :۔

(۱) Amasta
(۲) Hupi
(۳) Taamuif
(۴) Kabinuf
(۵) Horuse

عرب میں :۔

(۱) Wud
(۲) Suwa
(۳) Yaghuth
(۴) Yauq
(۵) Alnasar

عبرانی میں :۔

(۱) Adam
(۲) Argik
(۳) Shor
(۴) Neshar

کتاب حزقیل ۱۰-۱-۱۰

میکسیکو میں :۔

(۱) Acatae
(۲) Tecpatl
(۳) Colli
(۴) Tochtle

کلدانی زبان میں :۔

(۱) Sed-Alap
(۲) Lamas or Nirgul
(۳) Ustur
(۴) Nalling

چینی میں :۔

(۱) Tui-Tsong
(۲) Siyon-Foo
(۳) Hu-kuang
(۴) Chenusi

مغربی افریقہ :۔

(۱) Ibara
(۲) Edi
(۳) Oyekun
(۴) [illegible]

ویدوں کی رو سے چونکہ میں تفصیل بحث سواستکا کے زمانہ میں کروں گا اس لئے اس کا ذکر سردست یہاں چھوڑتا ہوں ان تمام حوالجات میں ہو ہی (یعنی پرماتما) اور اس کے چار بیٹوں کا ذکر ہے۔ جن کو خدا یا دیوتا کہا گیا ہے۔

کنایات و اشارات کی تاریخ عجیب و غریب انکشافات سے بھری ہے جب ہم اس کی ورق گردانی کرتے ہوئے کسی ایک اشارہ کی تہ تک پہنچتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے ایک بری رسم کچھ عرصہ کے بعد ایک اچھا مفہوم پیدا کر لیتی ہے اور اس کے برعکس ایک اچھا کنایہ کیونکر برے معنوں میں میں تبدیل ہو جاتا ہے۔ دُور کیوں جایئے شادی کی انگوٹھی کیسے سہانے خواب کی تعبیر ہے، لیکن ابتداءً یہ عورت کی غلامی یا آزادی ختم ہو جانے کا مترادف تھا۔ اَب سے تم میری غلام ہو گویا انگشتری کا حلقہ حلقۂ زنجیر تھا۔ ہنی مون کا خیال آتے ہی دل میں لڈو پھوٹنے لگ جاتے ہیں۔ اصلیت کیا تھی؟ جب ایک منچلا کسی لڑکی کو اس کے والدین کی اطلاع کے بغیر اغوا کر کے کسی گوشۂ تنہائی میں عیش مناتا تھا ہنی مون اس عیش پرستی کی یادگار ہے۔ سواستکا ۷۰۰۰ ہزار برس کا بوڑھا لفظ ہے اپنی اس لمبی عمر میں کتنے حوادث اور انقلابات سے دوچار ہوا ہو گا یہ کوئی تعجب کی بات نہیں لیکن اس لمبی عمر اور دنیا کے تمام ممالک اور اقوام میں اس کا اقتدار، عظمت اور دلی پرستش اس کی اہمیت کو ظاہر کر رہے ہیں بعض لوگوں کو اس مضمون کی پہلی شرط سے شاید شبہ ہوا ہو گا کہ اہرام مصر کے چار بُت اور مشرکین عرب کے قابل نفرت چار

اصنام خیالی ان کو الٰہیات اور حقائق مذہب سے کیا واسطہ؟ یہود و نصاریٰ اور مسلمان حضرت حزقیل کو نبی مانتے ہیں ان کی کتاب مجموعہ بائبل میں شامل ہے۔ وہ اپنی کتاب میں سب سے پہلا رؤیا یوں سناتے ہیں :۔ جب میں بابل میں قید تھا میں نے دیکھا آسمان کھل گیا اور میں نے الٰہی رویاء دیکھے۔ ان میں میں نے چار جانوروں کی تماثیل دیکھیں۔ ان میں سے ایک کی شکل انسان کی دوسرے کی مثل شیر تیسرا بیل سے مشابہ اور چوتھا عقاب کی مانند تھا (حزقیل باب ۱ خلاصہ آیات ۱ تا ۱۰) لیجئے مشرکین کے بت ایک عظیم الشان نبی کا رویاء ہو گئے سات ہزار برس کے بعد ۵۹۵ قبل مسیح اسی کی از سر نو الہام الٰہی نے تصدیق کر دی کیونکہ یہ رؤیا ایک نبی کا رؤیا ہے۔ اس کے بعد جناب مسیح ؑ سے ۱۰۰ سال بعد مکاشفات یوحنا میں پھر اسی کا اعادہ ہوتا ہے لکھا ہے پہلا جانور مثل شیر دوسرا جوان بچھڑے کی صورت تیسرا انسانی چہرہ اور چوتھا اڑتے ہوئے عقاب کی مانند تھا"۔ یوحنا اپنا مکاشفہ اور رؤیا سناتا ہے حزقیل کی نقل نہیں کرتا۔ جیسے حزقیل نے رویاء دیکھا اسی طرح یوحنا نے دیکھا یا اللہ تعالےٰ نے دکھایا۔ یہ واقعہ حضرت مسیح سے ایک سو سال بعد کا ہے، اور یوحنا کے یہ الفاظ مزید توجہ کے قابل ہیں "میں تجھے وہ باتیں دکھاؤں گا جو آیندہ واقعہ ہوں گی (مکاشفات یوحنا باب ۴ آیات ۱ تا ۷) اگر اس میں کوئی پیشگوئی ہے تو اس کا تعلق مسیح سے نہیں کیونکہ یہ مسیح کے بعد کا واقعہ ہے اور آیندہ پورا ہونے والا ہے۔ کس قدر عظیم الشان یہ پیش خبری ہے کہ ایک طرف تو مینار مصر سات ہزار سال سے اس کا اعلان کر رہے ہیں تیسرے یہ کہ بعد کے انبیاء اور بزرگ اس کی لگاتار تصدیق کر رہے ہیں، اور تیسرے یہ کہ دنیا کا کوئی ملک ان نشانات سے خالی نہیں پرانی دنیا ہی نہیں نئی دنیا میں بھی یہ نشان موجود ہیں آپ کو زیادہ انتظار میں رکھنا نہیں چاہتا۔ اہرام مصر، سواستکا، رؤیاء حزقیل اور مکاشفاتِ یوحنا کی تعبیر کیا ہے مصر کی پرانی کتاب الموتیٰ بتاتی ہے ہورس خدائے اعظم ہے گائے، انسان، عقاب اور شیر یہ چار اس کے بیٹے ہیں انہوں نے ساری دنیا بنائی ہے۔ مکاشفات یوحنا میں ہے انہوں نے تختِ خداوندی کو اٹھایا ہوا ہے اس کا سمجھنا کچھ مشکل نہیں رب سے اوّل ہورس اللہ تعالےٰ کی ذات ہے اس کے چار بیٹے اس کی صفاتِ اربعہ ہیں۔ جنہوں نے عرش خداوندی کو اٹھایا ہوا ہے اور وہ خالق کائنات ہیں آپ میرے الفاظ کائنات سے خفا نہ ہوں۔ سر آغا خاں مرحوم سے ان کے ایک انگریز دوست نے پوچھا کہ ہم نے سنا ہے ہندوستان کے لوگ تمہیں خدا مانتے ہیں۔ آغا خاں مرحوم نے جواب دیا کہ وہ تو گائے کے بچھڑے کو بھی خدا مانتے ہیں میں تو انسان ہوں۔ بہرحال میرا یہ مطلب نہیں کہ دنیا کے بہت سے خالق ہیں یہ چار خالق خدائے واحد کے بیٹے یعنی اس کی چار صفات ہیں۔ الہامی نوشتوں مثلاً بائبل میں جگہ جگہ فرشتوں کو خدا کے بیٹے

کہا گیا ہے یہ چار صفات ربّ العٰلمین۔ الرحمٰن۔ الرحیم اور مالک یوم الدین ہیں انہیں تصویری زبان میں گائے۔ عورت۔ عقاب اور شیر کہا گیا ہے۔ گئو ماتا پیدا کرتا پرورش کرتا۔ عورت محبت سے کنایہ ہے۔ عقاب دور اندیشی اور دانائی کا مجسمہ ہے، شیر انصاف اور عدالت سے تعبیر ہے ان چار صفات نے جن کا ذکر قرآن مجید کی پہلی آیات میں موجود ہے الحمد للہ رب العٰلمین الرحمٰن الرحیم مالک یوم الدین۔ ان صفات نے کائنات کو پیدا کیا ہے مصوّر یا شاعر جب کسی واقعہ کی تصویر کھینچتا ہے تو اسی طرح بہار کو دیوی اور علی شیر خدا بنا کر دکھاتا ہے۔ اہرام مصر سواستکا کی تمثیل ہے اور سواستکا اہرام مصر کی تصویر ہے یہ شکل چار سمتوں کو ظاہر کرتی ہے اور اس میں امن اور سلامتی کی خوشخبری دیتی ہے اور اہرام مصر اسی امن و سلامتی کی خوشخبری چاروں سمتوں کی صحیح نشاندہی کرتے ہیں جو انجنیئرنگ کے اصولوں کے ماتحت آج بھی صحیح معلوم ہوتی ہے اس لئے اس کا الہام ربّانی سے تعبیر ہونا کوئی تعجب کی بات نہیں۔ ابھی میں نے آپ کو بتایا کہ سورۃ فاتحہ میں اللہ تعالےٰ اور اس کی صفات اربعہ کا ذکر ہے جو ساری دنیا میں تخلیق کائنات کو رہی ہیں۔ ان چار صفات الٰہی کو سامنے رکھکر قرآن مجید کی ترتیب عمومی پر غور کیجئے ان چار علامات کو سامنے رکھئے گائے، عورت، عقاب اور شیر پہلی سورت فاتحۃ الکتاب کے بعد البقرہ (گائے) اور اس کا تتمہ آل عمران (دونو الٓمّٓ سے شروع ہوتی ہیں) ہے اس کے بعد النسآء (عورت) ہے اور اس کا تتمہ المائدہ ہے اس کے بعد الانعام اور الاعراف اس کا جوڑا ہے عقاب جو بلند مقامات سے تعبیر ہے۔ اس کے بعد انفال اور التوبہ ہے جس کا موضوع جنگ اور انصاف ہے کہ مظلوم کو اجازت دی جائے کہ وہ عدالت کا دروازہ کھٹکھٹائے۔ انفال میں شیر سوتا ہے لیکن توبہ میں غرّاتا ہے۔

سورہ فاتحہ میں چار صفات جو حامل عرش ہیں لیکن اس کے بعد یحمل عرش ربک یومئذٍ ثمانیہ یہ آٹھ سورتیں ترتیب دار محمد رسول اللہ صلعم کے زمانہ میں عرش الٰہی کو اٹھا رہی تھیں اور دین کامل ہو گیا۔ یا اللہ تعالیٰ نے تکمیل دین کے بعد اتمام نعمت بھی کر دیا۔

مضمون بالا کی مختصر سی تفسیر

حروف مقطعات کے متعلق میرے ذہن میں یا علم میں ایک وسیع مضمون ہے مصری اور فینیشین جو ان حروف کے موجد تھے انہوں نے ہر حرف کی ایک تصویر تجویز کی تھی یا زیادہ صحیح یہ کہ حرف ہجا ان تصاویر کے قائم مقام ہیں الف پہلے گائے تھی پھر رہ گیا پھر اس کے دو سینگ رہ گئے انگریزی گریک وغیرہ رسم الخط میں اب بھی گائے کے دو سینگ باقی ہیں عربوں نے مختصر کر کے ایک سینگ رہنے دیا۔ لام عبرانی میں لامد ہے عربی میں یہ لمذ۔ تلمیذ۔ سکھانا تعلیم دینا سدھانا یہ وہ چابک یا چھڑی ہے جس کے ساتھ رسی یا چمڑے کی دُم ہے اس سے گائے بیل ہانکے جاتے ہیں یا مار کر سدھایا جاتا ہے۔ میم۔ مو۔ ما۔ پانی ہے الم گائے جسے سدھایا جاتا ہے کھیت پھاڑنے اور پانی نکالنے کے لئے بقرۃٌ لا ذلول تثیر الارض ولا تسقی الحرث یہ الٓمّٓ کا ترجمہ ہے مگر یہ مفہوم منفی ہے یعنی جس غرض کے لئے گائے بنائی گئی ہے بنی اسرائیل اس سے وہ کام نہیں لیتے اثارۃ الارض اور سقایۃ الحرث اس کا کام ہے بہر حال یہ موقعہ تمام حروف کی تشریح کا نہیں سورۃ البقرہ اور آل عمران کا موضوع کلچر ہے سورۃ کا نام البقرہ اس لئے نہیں کہ اس میں بنی اسرائیل کی ایک گائے کا ذکر ہے بلکہ اس لئے کہ ساری سورت کا موضوع کلچر ہے اور آل عمران۔ عمرام عبری لفظ ہے اس کے معنی پکے ہوئے اناج کا پُولا باندھنا ہے۔ کلچر کا پہلا حصہ زمین کھودنا بیج ڈالنا پانی دینا اور حفاظت کرنا ہے اس کا ماحصل پختہ اناج حاصل کرنا ہے بقرہ اور آل عمران دونوں کا مضمون ایک ہے۔ اس کے ساتھ یہ یاد رکھنا چاہیئے کلچر دو قسم کا ہے، مادی اور روحانی، مادی میں زمین ہے ہل چلانا وغیرہ ہے روحانی میں زمین ہے بیج ایمان ہے اعمال صالحہ کا پانی ہے، اور ماحصل جنّات ہیں اس کے بعد عورت ہے النسآء (محبت) اس میں پھر نسائکم حرث لکم کھیتی ہے اور تمہاری محبت کا بیج اس میں اُگتا ہے کھیتی اچھی ہے پیداوار اچھی ہوگی تم اچھا سلوک کرو گے وہ زیادہ سے زیادہ اچھا پھل دے گی اور مائدہ روحانی دسترخوان ہے جو عورت اور مرد دونوں کے سامنے بچھا ہے اس میں دلوں کی مسادات اور اطمینان قلب ہے نریدان ناکل منہا و تطمئن قلوبنا (۵: ۱۱۳) مگر یہ محبت کی آبیاری الٰہی محبت کی تیاری ہے، دونوں صورتوں کا موضوع محبت خلق اور محبت الٰہی ہے اس کے بعد الانعام اور الاعراف کا جوڑا ہے مائدہ اگر قرآن ہے تو یہ دونوں سورتیں حکمت قرآن ہے۔ انعام سے انسان نے اپنی زبان کا ایک حصہ اور بعض علوم حکمیہ سیکھے ہیں۔ اصحاب اعراف کا بلند مقامات پر ہونا عقاب کے بلند آشیانہ سے تعبیر ہے اس کے بعد انفال اور توبہ عدل و انصاف یا شیر ہے۔

باقی آئندہ انشاء اللہ تعالیٰ

ضرورت کتب

مندرجہ ذیل کتب کی ایک دوست کو ضرورت ہے۔ وہ انہیں خریدنے کے خواہشمند ہیں۔ اگر کسی دوست کے پاس ہوں اور وہ فروخت کرنا چاہتے ہوں تو مجھے قیمت سے مطلع فرما دیں تاکہ قیمت بھیجکر کتب منگوالی جائیں:-

(۱) النبوۃ فی الاسلام مصنفہ حضرت مولانا محمد علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ
(۲) حقیقۃ النبوّۃ (۳) انوار خلافت (۴) برکات خلافت
(۵) القول الفصل یہ چاروں کتب جناب میاں محمود احمد صاحب کی تصنیف شدہ ہیں۔
(۶) دین الحق مصنفہ میر قاسم علی صاحب مرحوم

احمد یار
سیکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور

ارشادات مسیح موعودؑ

(بسلسلہ صفحہ اوّل)

کو خدا کا کلام یقین رکھتا ہے وہ کہہ سکتا ہے کہ میں بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ کے بعد رسول اور نبی ہوں، صاحب انصاف طلب کو یاد رکھنا چاہیئے کہ اس عاجز نے کبھی اور کسی وقت حقیقی طور پر نبوت یا رسالت کا دعوےٰ نہیں کیا اور غیر حقیقی طور پر کسی لفظ کو استعمال کرنا اور لغت کے عام معنوں کے لحاظ سے اسکو بول چال میں لانا مستلزم کفر نہیں، مگر میں اس کو بھی پسند نہیں کرتا کہ اس میں عام مسلمانوں کو دھوکا لگ جانے کا احتمال ہے۔ لیکن وہ مکالمات اور مخاطبات جو اللہ جلشانہ کی طرف سے مجھ کو ملے ہیں۔ جن میں یہ لفظ نبوت اور رسالت بکثرت آیا ہے۔ ان کو میں بوجہ مامور ہونے کے مخفی نہیں رکھ سکتا لیکن بار بار کہتا ہوں کہ ان الہامات میں جو لفظ مُرسل یا رسول یا نبی کا میری نسبت آیا ہے وہ اپنے حقیقی معنوں پر مستعمل نہیں ہے اور اصل حقیقت جس کی میں علیٰ رؤس الاشہاد گواہی دیتا ہوں یہی ہے جو ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء ہیں اور آپ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا نہ کوئی پرانا اور نہ کوئی نیا۔ ومن قال بعد رسولنا وسیدنا انی نبی و رسول علےٰ وجہ الحقیقۃ والافتراء وترک القراٰن واحکام الشریعۃ الغرّاء فھو کافر کذّاب۔ غرض ہمارا مذہب یہی ہے کہ جو شخص حقیقی نبوت کا دعوےٰ کرے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دامن فیوض سے اپنے تئیں الگ کر کے اور اس پاک سرچشمہ سے جدا ہو کر آپ ہی براہ راست نبی اللہ بننا چاہے تو وہ ملحد بے دین ہے اور غالباً ایسا شخص اپنا کوئی نیا کلمہ بنائے گا اور عبادات میں کوئی طرز پیدا کرے گا۔ اور احکام میں کچھ تغیّر و تبدل کر دے گا۔ پس بلاشبہ وہ مسیلمہ کذاب کا بھائی ہے۔ اور اس کے کافر ہونے میں کوئی شک نہیں ایسے خبیث کی نسبت کیونکر کہہ سکتے ہیں کہ وہ قرآن شریف کو مانتا ہے۔

لیکن یاد رکھنا چاہیئے کہ ابھی ہم نے بیان کیا ہے بعض اوقات خدا تعالےٰ کے الہامات میں ایسے الفاظ استعارہ اور مجاز کے طور پر اس کے بعض اولیاء کی نسبت استعمال ہو جاتے ہیں اور وہ حقیقت پر محمول نہیں ہوتے۔ سارا جھگڑا یہ ہے جس کو نادان متعصب اور طرف کھینچکر لے گئے ہیں۔ آنے والے مسیح موعود کا نام جو صحیح مسلم وغیرہ میں زبان مقدس حضرت نبویؐ سے نکلا ہے وہ انہیں مجازی معنوں کی رو سے ہے جو صوفیائے کرام کی کتابوں میں مسلم اور ایک معمولی محاورہ مکالمات الٰہیہ کا ہے ورنہ خاتم الانبیاء کے بعد نبی کیسا۔

(انجام آتھم)

تمباکو کی تباہ کاریاں اور اہلِ بصیرت سے اپیل

صحبت کا اثر

چوھدری فضل داد صاحب پنشنر

کیا آپ نے کبھی یہ خیال کیا ہے۔ کہ جو صفات آپ کے اندر موجود ہیں۔ ان کی شعاعیں دوسروں تک بھی پہنچتی ہیں۔ آپ میں عزم صمیم اور استقلال ہے۔ آپ جوش و مسرت سے مخمور رہیں۔ آپ کے زیر اثر جو لوگ ہیں۔ اُنکے اندر وہی صفات پیدا ہو جائیں گی۔ صحبت میں بڑا اثر ہوتا ہے۔ جو لوگ اکٹھے اُٹھتے بیٹھتے ہیں۔ اُن کے اخلاق اور مذاق بھی یکساں ہو جایا کرتے ہیں۔ اگر کسی خاندان کا سرپرست بھنگی (بھنگ پینے والا) حُقی (حقہ پینے والا) اُجڈ۔ وحشی اور خود غرض ہے۔ تو تمام اہل خانہ اسی رنگ میں رنگے جائیں گے۔

اگر ہم شریف۔ بزرگ۔ اور عظیم شخصیت سے ملیں تو ہم اپنے اندر ایک ایسی تبدیلی محسوس کرتے ہیں۔ جو ہمیں اعلےٰ۔ شریف۔ اور عظیم ہونے کا پیغام دیتی ہے۔

اس تمہید کے بعد میں اپنا مضمون "درباره تمباکو" ... لکھتا ہوں۔ میں نے یہ فرضی قصہ نہیں لکھا۔ بلکہ میں نے اپنے گاؤں موضع ٹبہ ٹوٹے شاہ تحصیل و ضلع گجرات کے اعداد و شمار نہایت احتیاط سے فراہم کئے گئے ہیں۔ اور آپ حضرات کو اس طرف متوجہ کرتا ہوں کہ بذریعہ اخبار تمباکو نوشی کے نقصانات بتائے جائیں۔ اور لوگوں پر واضح کیا جائے۔ کہ اس ناجائز بوجھ سے پرہیز کریں ...... تو کافی حد تک اصلاح ہونے کی امید ہو سکتی ہے۔

برادرانِ اسلام! حقیقت یہ ہے۔ کہ بحیثیت قوم ہم نے آج تک اس بدبخت ناجائز بوجھ کو کبھی ناجائز تصور ہی نہیں کیا۔ اور سب سے بڑی وجہ یہی ہے کہ اس بارہ میں کبھی کسی نے قلم نہیں اُٹھایا۔

بارانی علاقہ کا زمیندار جب چھ ماہ کے بعد معاملہ ادا کرتا ہے۔ تو بیسیوں طریقوں سے اس کی ادائیگی کا بندوبست کرتا ہے۔ اور معمولی سی رقم دیتے وقت روتا ہے۔ لیکن اس میرے زمیندار بھائی نے کبھی یہ خیال بھی کیا ہے کہ اس کے تمباکو کے ایک ماہ کے خرچ کے برابر یہ معاملہ کی رقم ہے۔

مندرجہ ذیل کوائف سے یہ ثابت ہوگا۔ کہ میری یہ بات کہاں تک صحیح ہے:-

(۱)۔ نام موضع جس کا اندازہ لگایا گیا ہے = ٹبہ ٹوٹے شاہ
(۲)۔ گاؤں میں گھروں کی تعداد .. .. = ۹۸
(۳) گاؤں میں مردوں کی تعداد جو حقہ پیتے ہیں = ۱۶۹
(گویا ۲۷ مرد حقہ سے محروم)
(۴) گاؤں میں مستورات کی تعداد .. .. = ۱۲۱
(۵) مستورات جو حقہ پیتی ہیں .. .. = ۲۹
(۶) کل تعداد مرد و زن جو حقہ پیتے ہیں .. .. = ۱۹۸
(۷) تمباکو کا عام نرخ فی سیر چار روپیہ۔ ایک چھٹانک کی قیمت چار آنہ۔
(۸) چوتھائی چھٹانک کی قیمت ایک آنہ۔

فرض کیجئے! ایک حقہ پینے والا ایک دن میں ایک آنہ کا تمباکو پیتا ہے۔ تو ۱۹۸ حقہ پینے والے ایک دن میں ۶ آنے ۱۲ روپے کا تمباکو پئیں گے۔ گویا:-

۱۹۸ آدمیوں کا ایک ماہ کا خرچ ۔۔۔ ۴ ۔۔۔ ۴۹۱ روپے
یا ۱۹۸ آدمیوں کا ایک سال کا خرچ ۔۔۔ ۵۸۹۵
(۹) اس گاؤں کا سالانہ معاملہ بالغ تقریباً ۷۰۰ روپے
(۱۰) موضع مذکور میں ۲۔ انجمن ہائے امداد باہمی کفایت شعاری قرضہ موجود ہیں۔ جن کے مقروض ممبروں کی تعداد ۷۷ ہے۔
(۱۱) کل قرضہ جو ان ممبران کے ذمہ ہے -/-/۷۳۰۸
اوسط قرضہ -/۹۳
(۱۲) سود جو اس قرضہ پر ادا کرنا پڑتا ہے جبکہ شرح سود ½۱۲ فی صدی ہو -/۹۱۲
(۱۳) گویا معاملہ زمین + بنک کا سود = -/۱۶۱۲ روپے ادا کرنا پڑتا ہے۔
(۱۴) ایک ماہ میں -/۱۳۴ روپیہ معاملہ اور سود کی شکل میں ادائیگی کرنی پڑتی ہے۔ اس کے مقابلہ میں تمباکو کا ایک ماہ کا خرچ جب کہ ارفی کس روزانہ خرچ ہو ۴۹۱ روپیہ ہے۔
(۱۵) کل خرچ جو اس گاؤں کو ماہواری معاملہ زمین + بنک کا سود + تمباکو کا خرچ کرنا پڑتا ہے۔ -/۶۲۵ روپے

کس قدر افسوس کا مقام ہے کہ -/۷۵۰۷ روپے اس گاؤں کو بتفصیل ذیل ادا کرنے پڑتے ہیں:-

(۱) گاؤں کا سالانہ معاملہ :- -/۷۰۰
(۲) " " " تمباکو کا خرچ سالانہ :- -/۵۸۹۵
(۳) بنک کا سالانہ سود :- -/۹۱۲

ان اعداد و شمار کی روشنی میں۔ کیا اہل بصیرت کے لئے جائے غور نہیں، کہ وہ اپنی موجودہ روش میں تبدیلی کریں۔ یا کم از کم اس طرف متوجہ ہوں۔

(۱۶) دیگر کوائف:-

(۱) ملازم .. .. = ۴۷
(۲) گریجوایٹ .. = ۷
(۳) کپڑا سینے کی مشینیں = ۱۸

اس گاؤں کی اقتصادی حالت بحیثیت مجموعی تسلی بخش ہے۔

اخبار "غازی گجرات" کا پرچہ مجریہ یکم فروری ۱۹۶۱ء صفحہ ۶ پر بعنوان "غم گھٹانے کا آسان نسخہ" لکھا ہے۔ لکھتے ہیں:

آج ایک عصرانہ کے بعد سفیر سوویٹ روس مقیم دہلی کو ایک سگریٹ پیش کیا گیا۔ تو اس نے اس کو قبول کرنے سے انکار کرتے ہوئے کہا کہ میں سو برس سے زیادہ جینے کی آرزو رکھتا ہوں۔ اور ہمارے ڈاکٹروں کا بیان ہے۔ کہ ہر سگریٹ جو پیا جاتا ہے۔ وہ انسان کی طبعی عمر ۵ منٹ سے ۷ منٹ تک گھٹا دیتا ہے۔" یہ تحقیق کسی ملانے یا واعظ کی نہیں خاص روس کے ڈاکٹروں کی رائے ہے۔

برادرانِ اسلام! آپ خدارا ذرہ ٹھنڈے دل سے ان اعداد و شمار اور حقائق کو بنظر غور دیکھیں۔ کہ کیا تمباکو نوشی اس ہوش ربا گرانی میں نقصان دہ نہیں ہے؟ کیوں علمائے کرام۔ اور مستند انجمنیں اس نامراد لعنت کے خلاف باقاعدہ مضامین نہیں لکھتیں؟ اگر اس لعنت سے چھٹکارہ ہو جائے۔ جو کہ موجودہ حالات کے پیش نظر محال نظر آ رہا ہے۔ تو اس طریقہ سے پس انداز شدہ رقم سے سکول ہسپتال اور بیسیوں رفاہی کام سرانجام پا سکتے ہیں۔

درست طریقہ پر زندگی بسر کرنے کا ایک راز تو یہ ہے۔ کہ جو چیز ہماری قوتوں کو ضائع کرے۔ ہماری آئندہ ترقیوں کے راستے میں رکاوٹ ڈالے اسے یکسر مٹا دینا چاہیئے۔ جو چیز آپ کو آگے بڑھنے سے روکتی ہے اس سے چمٹے رہنے سے فائدہ؟ جس واقعہ کی یاد سے آپ کو رنج ہوتا ہے۔ اسے دوبارہ کیوں یاد کریں۔ رنج و الم کو چھوڑ دیں۔ غم و فکر سے گریز کریں۔ حسد۔ بغض اور کینہ وری ترک کر دیں۔ خود غرضی سے توبہ کریں۔ بیوقوفوں۔ جاہلوں، نکموں۔ اور کام چوروں کی صحبت سے اجتناب کریں۔ جھوٹ۔ ظاہرداری کو طاق میں رکھ دیں۔ اور اس ناک کو جو حقہ نہ پلانے سے کٹتی ہے کاٹ ڈالیں (یہ لوگوں کے سامنے بار بار کٹتی ہے۔ پھر بھی جوں کی توں صحیح سلامت لبوں کے اوپر اور آنکھوں کے نیچے موجود رہتی ہے)

میری احمدی بھائیوں سے یہ عرض ہے کہ وہ دوسروں کے عیوب پر نظر رکھنے کی بجائے اپنے عیوب نگاہ میں رکھیں۔ اور ان کو جتنی جلدی ترک کیا جا سکتا ہے۔ ترک کریں۔

مجلس مشاورت کے فیصلہ کا احترام لازمی اور لابدی ہے۔ ایک بیعت کنندہ حرکت میں آ جائے۔ اور جہاں جہاں وہ خامی دیکھتا ہے۔ اس کو پورا کرے۔ توسیع جماعت و تنظیم جماعت۔ اس وقت تک ناممکن ہے۔ جب تک اپنا عملی نمونہ حضرت صاحب کے ارشاد کے مطابق نہ ہو۔ ہم میں سستی آ گئی ہے اور ہم نے حضرت صاحب کو لوگوں میں پیش نہیں کیا۔ جیسے کہ ہمارا حق تھا۔ خدارا غفلت کو چھوڑ دیجیئے اور ٹھوس کام کر کے دکھا دیجئے۔ وقت نہایت تیزی سے گذر رہا ہے۔ اس کا ایک ایک لمحہ بیش بہا خزانہ ہے۔ اس سے فائدہ اُٹھانا یا نہ اُٹھانا ہمارا کام ہے۔ اللہ تعالےٰ ہم تمام کا حامی و ناصر ہو۔

خاکسار۔ فضل داد پنشنر ممبر یونین کونسل
موضع ٹبہ ضلع گجرات

جن احباب کا چندہ ختم ہو چکا ہے

خریداران پیغام صلح میں سے جن احباب کا چندہ ختم ہو چکا ہے اُن کے نمبر خریداری اور چندہ جو اُن سے واجب الوصول ہے، ذیل میں درج ہے۔ بعض احباب کے ذمہ کچھ بقایا ہے اس لئے اس بقایا کو شامل کر کے ان کے ذمہ کچھ رقم لگائی گئی ہے۔ ایسے احباب اگر یکمشت رقم نہ دے سکیں تو سالانہ چندہ کے علاوہ سابقہ بقایا اقساط سے جو وہ سہولت سے دے سکیں ادا کر دیں تاکہ آپ کے قومی جریدہ کو نقصان نہ اٹھانا پڑے۔ بہرصورت تمام معاونین کرام ذیل کی فہرست کو دیکھ لیں کہ آیا اُن میں آپ کا خریداری نمبر تو شامل نہیں ہے، اگر ہے تو مہربانی فرما کر ۵ر مارچ ۱۹۶۱ء تک اپنی لکھی ہوئی رقم یا اس کا کچھ حصہ بصورت قسط منی آرڈر بھجوا دیں یا دفتر کو مطلع فرمائیں کہ کب تک وہ رقم ادا کر سکیں گے۔ اگر ۵ر مارچ ۱۹۶۱ء تک آپ کی طرف سے کوئی جواب نہ آیا اور نہ کوئی رقم موصول ہوئی تو ۱۰ر مارچ ۱۹۶۱ء کو آپ کے نام کا وی پی پی روانہ کر دیا جاوے گا۔ جس کا چھڑانا آپ کا اخلاقی فرض ہوگا۔ ورنہ آپ کے قومی جریدہ کو خواہ مخواہ وی پی پی کے محصول ڈاک کا بھی نقصان اُٹھانا پڑے گا جو آپ کے چندہ کے حساب میں اضافہ کا موجب ہوگا۔ آسانی کے لئے ہر خریدار کی جن کا نمبر نیچے دیا گیا ہے چٹ پر سرخی سے گول دائرہ بنا دیا گیا ہے۔

(مینیجر پیغام صلح)

نمبر	روپے	نمبر	روپے
۵۱	۶	۴۸۴	۶
۹۹	۶	۴۸۵	۶
۱۰۱	۶	۴۹۲	۶
۱۵۵	۶	۵۲۵	۶
۱۵۳	۶	۵۹۱	۶
۱۷۴	۶	۶۲۲	۱۲
۱۷۵	۶	۶۳۶	۶
۲۱۲	۶	۶۵۰	۶
۲۳۰	۶	۷۳۳	۶
۲۳۱	۶	۷۳۴	۶
۲۸۷	۶	۹۳۷	۶
۳۰۵	۶	۹۵۲	۶
۳۱۹	۶	۹۸۷	۶
۳۲۰	۱۲	۱۰۱۱	۶
۳۹۸	۱۸	۱۰۱۷	۶
۴۰۱	۶	۱۰۲۷	۶
۴۰۴	۶	۱۰۵۳	۱۲
۴۲۶	۱۲	۱۰۶۰	۶
۴۴۴	۶	۱۰۶۳	۶
۴۷۷	۳۶	۱۰۶۵	۶

برلن مسجد میں ماہ رمضان کا پروگرام

مولانا محمد یحییٰ بٹ صاحب امام مسجد برلن لکھتے ہیں:—

"ماہ رمضان یہاں ۱۶ر فروری ۱۹۶۱ء کو شروع ہوا اور ۱۷ر مارچ ۱۹۶۱ء کو ختم ہوگا ۱۸ر مارچ بروز ہفتہ عید الفطر ہوگی۔ اس کا اعلان بذریعہ پالٹ کر دیا گیا ہے۔ چارٹ میں اوقات وغیرہ کا نقشہ دے دیا گیا ہے۔ ۱۶ر مارچ کی شام کو لیلۃ القدر میں قرآن کریم کی تنزیل کی برسی منانے کا بھی اعلان کر دیا گیا ہے۔ اور تمام مسلمانوں کو شام کے وقت افطاری اور پھر قرآن کریم کی تنزیل کی برسی منانے میں بھی حصہ لینے کی دعوت دی گئی ہے۔

پروگرام یوں ہے:—

* افطاری
* تلاوت قرآن کریم
* درود شریف
* اور تقریر

والسلام
محمد یحییٰ بٹ

نمبر	روپے	نمبر	روپے
۲۰۴۷	۶	۲۰۵۹	۶
۲۰۵۸	۶	۲۰۸۵	۶

رعایتی

نمبر	روپے	نمبر	روپے
۸	۳	۱۱	۳

نمبر	روپے	نمبر	روپے
۲۳	۲	۵۵	۱۲
۴۷	۴	۱۷۸	۶
۷۸	۲۴	۱۸۵	۶
۵۱	۳	×	×

اخبارِ احمدیہ

رمضان میں تراویح اور درس

امسال رمضان شریف ۱۷ فروری بروز جمعہ کو شروع ہوا، حسب دستور مسجد احمدیہ بلڈنگس میں قاری محمد بوستان صاحب نماز تراویح پڑھاتے اور قرآن کریم کا روزانہ ایک پارہ سناتے ہیں۔

حضرت امیر ایدہ اللہ نماز فجر کے بعد قرآن کریم کا اور عصر کے بعد حدیث شریف کا درس دیتے ہیں۔

انتخاب عہدیداران

کراچی سے میاں رحیم بخش صاحب اطلاع دیتے ہیں کہ جماعت کراچی کے عہدیداران کا نیا انتخاب عمل میں آیا ہے، جو حسب ذیل ہے:۔

صدر:۔ میاں مقصود احمد کی جگہ جو لاہور چلے گئے ہیں میاں مقبول احمد صدر منتخب ہوئے ہیں۔

سیکرٹری:۔ ڈاکٹر اللہ بخش صاحب کی جگہ جو لاہور چلے گئے ہیں میاں رحیم بخش صاحب سیکرٹری منتخب ہوئے ہیں۔

سب سے بہتر صدقہ

ابوہریرہ رضؓ سے روایت ہے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ صدقہ کرنیوالا ہاتھ بہتر ہے صدقہ لینے والے ہاتھ سے۔ اور اسے خرچ کرنیوالے اسے اپنے اہل وعیال پر خرچ کر۔ اور سب سے بہتر صدقہ وہ ہے جو اپنی ضروریات پوری کر کے دیا جائے اور جو شخص سوال سے بچنا چاہے اللہ تعالیٰ اس کو توفیق عطا فرماویگا۔ اور جو لوگوں سے بے پرواہی اختیار کرنا چاہے اللہ تعالیٰ اسکو بے پرواہ ہونیکی توفیق دیگا (بخاری)

تعلیمی پریس سرکلر روڈ لاہور میں باہتمام مولوی دوست محمد صاحب پرنٹر پبلشر چھپ کر دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور سے شائع ہوا۔

پیغام صلح ۲۲ فروری ۱۹۶۱ء رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳ شمارہ ۸

ہفت روزہ پیغام صلح لاہور

سالانہ چندہ :- پاکستان سے چھ روپے ۔ ہندوستان سے چھ روپے ہندوستانی ۔ غیر ممالک فی پرچہ ایک پونڈ

ہندوستان میں ہمارے نمائندہ کا پتہ { شیخ محمد انعام الحق صاحب مکان ۱/۸ محلہ اعظم پورہ ۔ ملک پیٹھ ۔ حیدرآباد دکن (انڈیا)

هم تو رکھتے ہیں مسلمانوں کا دیں
دل سے ہیں خدام ختم المرسلیں

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا خصوصی ترجمان

ہم ہمیں دیتے ہو کافر کا خطاب
کیوں نہیں لوگو تمہیں خوف عقاب

ہفت روزہ پیغام صلح لاہور

ہر بدھ کو شائع ہوتا ہے
تار کا پتہ:۔ "تبلیغ" لاہور
فون نمبر:۔ ۳۷۳۷۳
مدیر:۔ دوست محمد
مدیر معاون:۔ بشیر احمد سونہ

رجسٹرڈ ایل ۸۳۸ | فی پرچہ ۱۳ پیسے

جلد ۴۹ | یوم چہارشنبہ مؤرخہ ۱۳ رمضان المبارک ۱۳۸۰ھ مطابق یکم مارچ ۱۹۶۱ء | نمبر ۹

خدا تعالےٰ کے نام سے جو رحمٰن اور رحیم ہے

اے تمام وہ لوگو جو زمین پر رہتے ہو اور اے وہ تمام انسانی روحو جو مشرق اور مغرب میں آباد ہو! میں پورے زور کیساتھ آپکو اس طرف دعوت دیتا ہوں کہ اب زمین پر سچا مذہب صرف اسلام ہے اور سچا خدا بھی وہی خدا ہے جو قرآن شریف نے بیان کیا ہے اور ہمیشہ کی روحانی زندگی والا نبی اور جلال اور تقدس کے تخت پر بیٹھنے والا حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جنکی روحانی زندگی اور پاک جلال کا ہمیں یہ ثبوت ملا ہے کہ اسکی پیروی اور محبت سے ہم روح القدس اور خدا کا مکالمہ اور آسمانی نشانوں کے انعام پاتے ہیں۔

حضرت اقدس مرزا غلام احمد علیہ السلام

بحر حکمت کے موتی

عن ابن عمر قال لما مرّ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بالحجر قال لا تدخلوا مساکن الذین ظلموا انفسہم الا ان تکونوا باکین ان یصیبکم ما اصابہم ثم قنّع راسہٗ واسرع السیر حتے اجاز الوادی اخرجہ الشیخان وفی اُخریٰ لہما عنہ قال لما نزل الناس مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علے الحجر ارض ثمود فاستقوا من آبارہا وعجنوا بہ العجین وامرہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان یُّہریقوا ما استقوا ویعلفوا الابل العجین وامرہم ان یستقوا من البئر التی کانت تردہا النّاقۃ۔ تلخیص الصحاح فی ذم اماکن

ترجمہ:۔ حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حجر پر گذر ہوا تو آپ نے فرمایا کہ ایسے لوگوں کے گھروں میں مت جاؤ جنہوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا ہے (اگر جاتے ہو تو) روتے ہوئے جاؤ کہیں ایسا نہ ہو کہ وہی مصیبت تم پر آپڑے جو اُن پر پڑی تھی اس کے بعد آپؐ نے اپنا سر مبارک ڈھانپ لیا اور تیزی سے چلے حتی کہ اُس وادی سے نکل گئے شیخین (بخاری ومسلم) اس کے راوی ہیں اور شیخین کی دوسری روایت میں جو ابن عمر سے مروی ہے مذکور ہے کہ جب لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہی (مقام)

(باقی بر صفحہ ۱۵- اشتہار کے نیچے)

تبلیغی خطوط و کتابت

دیکھو خدا نے سارے جہاں کو جھکا دیا
گمنام پا کے شہرۂ عالم بنا دیا
(مسیح موعودؑ)

فلپائن

ترجمہ خط از مسٹر محمد منیسال زنبو آنگا۔ فلپائن

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

آپ کی ارسال کردہ کتابیں وصول کر کے بہت خوشی حاصل ہوئی۔ شکریہ۔

آپ کے لٹریچر سے دنیائے اسلام کو بہت فائدہ پہنچے گا۔ ہماری اصل غرض آپ کو لکھنے کی یہ ہے کہ آپ ہمیں زیادہ سے زیادہ فری لٹریچر بھیجتے رہیں۔

ہم فلپینی نوجوان آپ کے لٹریچر سے مستفید ہونا چاہتے ہیں ہماری ایک سوسائٹی ہے۔ اور ہم (قرآن کریم) کو باقاعدہ طور پر بڑی دلچسپی سے پڑھ رہے ہیں۔

ہماری مجلس مفصلہ ذیل ارکان پر مشتمل ہے اور سب کے سب آپ سے لٹریچر کے لئے استدعا کر رہے ہیں۔

(ان سب کے لئے صاحب خط کو لٹریچر اور خط بھیجے گئے اور انہیں لکھا گیا ہے کہ ایک لائبریری قائم کریں تاکہ زیادہ سے زیادہ اشخاص اس لٹریچر سے مستفید ہوں۔ غلام قادر)

بھارت

ترجمہ از مسٹر کے کے اسمٰعیل مسلم ہوسٹل کیرالا سٹیٹ بھارت

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

اسلامی لٹریچر جو ایک مہینہ ہوا آپ نے بھیجا تھا مجھے مل گیا ہے۔

میں نے تمام لٹریچر پڑھ لیا ہے اور میں نے ان کتب کو اپنی روحانی ترقی کے لئے نہایت مفید پایا۔ جو تسکین اور راحت مجھے پہنچی اس نے مجھے مجبور کیا کہ یہ چٹھی آپ کی خدمت میں لکھوں۔

اللہ تبارک و تعالیٰ آپ کی انجمن پر اپنی برکات کی بارش نازل فرما دے جس نے نور اسلام سے دنیا کو منور کرنے کا تہیہ کیا ہوا ہے اور اندھیرے میں پڑی ہوئی دنیا کو آپ لوگ روشن کر رہے ہیں۔

میں یقین کے ساتھ کہتا ہوں کہ آپ کا ارسال کردہ لٹریچر مجھ پر اور میرے دیگر مسلم برادران پر مستقل اور پائدار اثر چھوڑے گا۔ ہم آپ کے بہت بہت شکر گذار ہیں۔ دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ آپ کی انجمن کو توفیق بخشے کہ وہ تمام دنیا میں روحانی سورج سے ایک نیا دن چڑھا دے۔

مجھے یقین ہے کہ روحانی اقدار پر جو عمارت بھی بین المسلمین اتحاد و اتفاق کی غرض سے تعمیر ہوگی پائدار ہوگی۔ آپ نے اسلامی لٹریچر بھیج کر مجھ سے ناپختہ کار کے دل میں اسلامی فکر و فکر کی مضبوط بنیاد رکھدی ہے۔

مجھے یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ آپ قرآن شریف بھی ان مستحق لوگوں کو جنہیں اس کتاب مقدس سے تعلق پیدا کرنے کا شوق ہے مفت ارسال فرماتے ہیں۔

لہٰذا میری گذارش ہے کہ ایک کاپی اس مقدس کتاب کی مجھے عنایت فرمائی جائے۔ ان شاء اللہ۔ امید ہے آپ مجھے جلد ہی جواب سے سرفراز فرمائیں گے۔

(انہیں قرآن شریف اور دیگر لٹریچر و خط وغیرہ بھیجے گئے۔ غلام قادر ڈار)

باری کیلدری (جاوا)

ترجمہ خط از مسٹر ایس۔ ڈبلیو۔ برہان العارفین باری کیلدری جاوا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

آپ کا گرامی نامہ جس میں آپ نے بابی موومنٹ کے متعلق روشنی ڈالی ہے اور جس سے میرے علم میں معتدبہ اضافہ ہوا ہے مل گیا بہت بہت شکریہ۔

بابی موومنٹ مؤلفہ مولانا محمد علی رحمہ کے لئے بھی نہایت شکر گذار ہوں۔

کچھ عرصہ سے لائٹ نہیں مل رہا شاید ڈاک وغیرہ کی کوتاہی ہو دلائٹ انہیں باقاعدہ ارسال کیا جا رہا ہے۔ غلام قادر ڈار)

ایک نہایت اہم تجویز پیش کرنے کی اجازت چاہتا ہوں اور وہ تجویز اس ملک کے احمدیہ موومنٹ کی طرف سے ہی بھیجی جائے جو یہ ہے کہ حضرت مرزا غلام احمدؑ کی کتب کا انگریزی اور عربی میں ترجمہ کیا جائے تاکہ تمام دنیا کو احمدیہ مشن کے موقف کا علم ہو جائے۔

احمدیہ موومنٹ کے متعلق ابھی تک دنیا کو صحیح علم نہیں۔ اللہ تعالیٰ ہماری مشنری کاوشوں پر برکات نازل فرمائے۔

(انہیں حضرت صاحب کی چند عربی کتب بھیجی جا رہی ہیں۔ غلام قادر ڈار)

نائیجیریا

ترجمہ از سلیم قادری۔ ٹریننگ کالج۔ نائیجیریا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

آپ کی ۲۰ راگست کی چٹھی مل گئی تھی مگر افسوس ہے کہ میں اپنی جگہ پر نہیں تھا ان دنوں میں رخصتوں پر تھا۔

میں نے چٹھی بڑے غور سے پڑھی اور میری خوشی کی کوئی حد نہ رہی جب میں نے پڑھا کہ آپ میری ہر طرح علمی معاونت کرنے کو تیار ہیں اور یہ کہ آپ از راہ کرم مجھے مذہبی کتب ارسال فرماتے رہیں گے جس سے مجھے اور میرے لوگوں کو دینی و دنیوی کامیابیاں ملتی رہیں گی۔

اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ اپنے کنبہ کی دینی اصلاح کے لئے میری مشکلات ختم ہوتی نظر آ رہی ہیں۔ رخصتوں کا سارا وقت میں نے ان میں گذارا اور نتیجہ یہ ہوا کہ سب کے سب اسلام میں داخل ہو گئے۔

میرا وعظ و کلام ان میں اور حلقہ احباب میں بدستور جاری ہے۔

امید ہے آپ کا ارسال کردہ پارسل مجھے عنقریب مل جائے گا۔ میں دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ آپ کے عزم خدمت اسلام کو بہت بہت کامیابیاں عطا

پاکستان میں عیسائی مشنریوں کی سرگرمیاں

عیسائی مشنریوں کی سرگرمیوں کے متعلق ایک خبر:-

"کراچی ۱۱/۱۲ فروری۔ پاکستان میں عیسائی مشنریوں کی تبلیغی سرگرمیاں تیز ہو گئی ہیں۔ اور گذشتہ دس سال میں عیسائیوں کی تعداد دس گنا بڑھ گئی ہے۔ اس سے پچھلے دس سال کی مدت کے مقابلے میں مسلمانوں کی کثیر تعداد نے مذہب تبدیل کیا ہے۔ عیسائیوں نے دعوے کیا ہے کہ انہوں نے دنیا کے دیگر ممالک کی نسبت پاکستان میں نمایاں کامیابی حاصل کی ہے اور سنہ ۱۹۵۰ء میں عیسائیت قبول کرنے والوں کی تعداد تین لاکھ تک پہنچ گئی ہے۔ اس کا انکشاف پاکستان کے ایک سابق اکاؤنٹنٹ جنرل اور مشہور مبلغ سید محمد جمیل نے جمعیت الفلاح کے رسالہ "وائس آف اسلام" میں کیا ہے۔ اس رسالہ میں سید محمد جمیل نے ایک مقالہ میں تقسیم ملک سے پہلے کے اعداد و شمار کا حوالہ دیتے ہوئے بتایا ہے کہ ۹ اگست (؟) ۱۹۴۷ء تک کسی مسلمان نے عیسائیت قبول نہیں کی تھی لیکن اس کے بعد عیسائیت قبول کرنے والوں کی تعداد میں بتدریج اضافہ ہوتا رہا۔ سید محمد جمیل نے بتایا کہ اس کی وجہ مشنریوں کی سرگرمیاں تھا جن کی روک تھام نہیں کی گئی۔ ان مشنریوں نے گذشتہ دس سال کے دوران میں برصغیر پاک و ہند میں تقریباً دو ارب روپیہ صرف کیا اور اپنی تمام تر کوششوں کے ساتھ عیسائیت کے فروغ میں منہمک رہے۔ مذکورہ رقم سے ایک ارب پچیس کروڑ روپے بھارت میں صرف کئے گئے۔ مشنریوں کی طرف سے عیسائیت قبول کرنے والوں میں کپڑے، دودھ اور ادویات وغیرہ بھی تقسیم کی گئیں۔ سید محمد جمیل نے پاکستان کے ایک عیسائی انتونی ڈی سوزا کا حوالہ دیتے ہوئے کہا کہ ڈی سوزا نے تین سال قبل ایک مضمون شائع کیا تھا، جس میں بتایا گیا تھا کہ پاکستان میں عیسائیت کا مستقبل تابناک ہے۔ ڈی سوزا نے اعداد و شمار کے ذریعہ بتایا کہ اس وقت پاکستان کے ہر گاؤں میں عیسائیت کے پیروکار موجود ہیں۔ اور پاکستان نے عیسائیت کو خوش آمدید کہا ہے اور حکام نے بھی عیسائیت کے فروغ میں کافی مدد دی ہے اس وقت نہ صرف بڑے بڑے شہروں اور قصبات میں عیسائی موجود ہیں بلکہ ملک کے دور افتادہ دیہات میں بھی عیسیٰ کے ماننے والے موجود ہیں۔ سید محمد جمیل نے مزید بتایا کہ پاکستان میں چالیس مشنری تنظیموں نے کام شروع کر رکھا ہے اور انہیں امریکہ، برطانیہ، فرانس، سپین اور سویڈن کی امداد دی جا رہی ہے ان مشنریوں کے زیر انتظام تعلیمی اور تبلیغی ادارے اپنی سرگرمیوں میں مصروف ہیں اور وہ مسلمانوں میں اپنے عقائد کی نشر و اشاعت اسلام کے متعلق شکوک و شبہات اور قرآن اور اس کی تعلیمات کے۔"

یہ خبر اپنی نوعیت کے لحاظ سے جس قدر تشویشناک ہے اس کا اندازہ ہر فرزند اسلام جس کا دل نور اسلام سے منور ہے بخوبی کر سکتا ہے، ہمیں اس بات کا افسوس نہیں کہ عیسائی مشنریوں کو حق تبلیغ کیوں دیا گیا اسلام کسی کا حق تبلیغ چھیننا نہیں چاہتا کیونکہ اس کے اپنے اصول ایسے معقول اور عالمگیر ہیں کہ اسے اس بات کا اندیشہ نہیں ہو سکتا کہ کسی مذہب کی تبلیغ اس کے لئے نقصان دہ ہو سکتی ہے۔ لیکن اگر دوسرے مذاہب کی تبلیغی سرگرمیوں کے مقابلہ میں فرزندان اسلام اپنے حق تبلیغ کو ادا نہ کریں اور خاموشی کے ساتھ بیٹھے ہوئے تماشا دیکھتے رہیں یا زیادہ سے زیادہ مسیحی مشنریوں کی تبلیغی کامیابیوں پر صرف واویلا کرتے رہیں، تو یہ اسلام کے حق میں کسی طرح مفید نہیں ہو سکتا، اس میں شک نہیں کہ مسیحی مشنوں کو جو سہولتیں حاصل ہیں اور ان کے تعلیمی و تبلیغی ادارے بیرونی ملکوں کی امداد سے غریبوں اور محتاجوں میں جس دریا دلی کے ساتھ کپڑے، ادویات اور دودھ وغیرہ تقسیم کرتے ہیں، اور طلباء اور دیگر ضرورتمندوں کو وظائف اور تنخواہوں وغیرہ کے ذریعہ

"تو بیٹے عیسیٰ بول تیرا کیا لگے کا مول"

کا وظیفہ پڑھاتے ہیں، اس کے مقابلہ کی سکت مسلمانوں کے تبلیغی اداروں میں نہیں تاہم جہاں تک مسیحی تعلیمات اور عیسائی اصولوں کی صداقت کا سوال ہے یا اسلامی تعلیمات کے مفروضہ نقائص جو مسیحی مشنوں کے ذریعہ سے لوگوں کے ذہن نشین کئے جاتے ہیں کم از کم ان کا ازالہ تو اسلامی مبلغین اور چھوٹے چھوٹے رسائل اور ہینڈ بلوں کے ذریعہ ہو سکتا ہے۔ مسیحی اداروں کی طرف سے آئے دن مختلف رسائل اور اشتہارات شائع ہوتے رہتے ہیں، جن میں لوگوں کو اسلام سے متنفر کرنے اور مسیحیت کا حلقہ بگوش بنانے کے لئے مختلف پیرایوں میں حق تبلیغ ادا کیا جاتا ہے۔ ظاہر ہے کہ ایک عام مسلمان جو مذہب سے چنداں واقفیت نہیں رکھتا بلکہ عام اسلامی خیالات کے مطابق حضرت عیسیٰ کی حیات کا بھی قائل ہے اور انہیں کلمۃ اللہ اور روح اللہ ہونے کی بنا پر بھی منفرد سمجھتا ہے، وہ ایسے پروپیگنڈے سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا اس لئے سب سے پہلی اور سب سے بڑی ضرورت یہ ہے کہ اس پراپیگنڈے کے اثرات کو واعظین اور لٹریچر کے ذریعہ سے زائل کرنے کا انتظام کیا جائے۔ یہ فرض فی الحقیقت جماعت احمدیہ لاہور پر عائد ہوتا ہے جس کا بانی اور امام کسر صلیب کے لئے مامور کیا گیا۔ وہی کام حضرت امام وقت کے سپرد کئے گئے یکسر الصلیب و یقتل الخنزیر، ان دونوں کاموں کو آپ نے اپنی زندگی میں نہایت خوش اسلوبی سے سرانجام دیا یہاں تک کہ عیسائیت کے سیل رواں کو جو اس وقت بڑے زوروں پر تھا آپ نے دلائل نیرہ کے ساتھ ایسا روکا کہ احمدیت کے مقابلہ میں اسے گریز کی راہ اختیار کئے بغیر چارہ نہ رہا اور مسیحی حلقوں سے ایسے سرکلر جاری ہو گئے جن میں مسیحی مبلغین کو احمدیوں سے گفتگو اور مناظرات سے منع کر دیا گیا۔ اور ساتھ ہی تبلیغ مسیحیت کا رخ بھی ایسا پلٹا کہ ہر قسم کے ساز و سامان کے باوجود کم از کم مسلمانوں پر اس کا اثر باقی نہ رہا ضرورت ہے کہ کسر صلیب کے اس کام کو جس طرح حضرت مجدد وقت نے سرانجام دیا دوبارہ اسی رنگ میں پھر شروع کیا جائے اور حضرت امام کی کتابوں کے اقتباسات اور حضرت مولانا نور الدین رحمۃ اللہ علیہ کی فصل الخطاب اور حضرت مولانا محمد علی صاحب مرحوم و مغفور کی حقیقۃ المسیح وغیرہ کتابیں اور حضرت مولانا صدر الدین صاحب کی تحریرات در بارہ مسیحیت کو تعداد کثیر چھپوا کر کثرت سے لوگوں تک پہنچایا جائے۔ یہی ایک راہ ہے جس سے عیسائیت کے بڑھتے ہوئے سیلاب کو بہت حد تک روکا جا سکتا ہے، کیونکہ جب ان کی باتوں کا جواب لوگوں تک پہنچ جائے گا تو ان کی پھیلائی ہوئی غلط فہمیاں بھی رفع ہو جائیں گی اور اسلام پھر مسلمانوں کی پختگی ایمان کا موجب ہو گا۔ رہا امداد کا سوال جو عیسائی مشنوں کی طرف غرباء اور حاجتمندوں کو ملتی ہے، اور اس ذریعہ سے انہیں مسیحیت کا شکار بنایا جاتا ہے۔ ظاہر ہے کہ کوئی اسلامی مشن اس بارہ میں ان کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ حالانکہ تبلیغ مسیحیت کا یہی سب سے بڑا ذریعہ ہے اس کے متعلق ہم حکومت پاکستان کو توجہ دلانا ضروری سمجھتے ہیں کہ پاکستان کے غرباء اور ضرورتمندوں کی امداد کرنا حکومت کا سب سے بڑا اور اولین فرض ہے۔ مذہبی نقطۂ نظر سے نہ سہی ملکی اقتصادی بدحالی کو دور کرنا بھی تو حکومت کے فرائض میں داخل ہے۔ اس ذریعہ کو اختیار کرنے سے نہ صرف لوگوں کو اس بات کی ضرورت نہ رہے گی کہ اقتصادی بدحالی کی وجہ سے مسیحیت کی طرف رخ کریں، بلکہ حکومت کی وفاداری کا جذبہ بھی ان کے دلوں میں زیادہ سے زیادہ مستحکم ہوتا چلا جائے گا۔ رعایا کو غربت سے نکالنا انہیں اقتصادی بدحالی کا شکار ہونے سے بچانا اور پاکستان کے خوشحال شہری بنانا ویسے بھی حکومت کا سب سے بڑا اور ضروری فرض ہے چہ جائیکہ اسلام اور مسلمانوں کی حفاظت کے لئے ایسا کیا جائے، آج سیکولر حکومتوں میں بھی رعایا کو خوشحال بنانے کے لئے مختلف قسم کے وظائف اور امدادی شعبے قائم ہیں، پاکستان جیسی دینی اور اسلامی حکومت کے لئے کیوں ضروری نہیں کہ وہ اس قسم کے شعبے قائم کر کے رعایا کو خوشحال بنانے کی کوشش کرے، اس سے دونوں کام ہوں گے، لوگ خوشحال بھی ہو جائیں گے اور انہیں اس بات کی بھی ضرورت باقی نہ رہے گی کہ مالی امداد کے لئے مسیحیت

حضرت امیر مولانا صدر الدین صاحب ایدہ اللہ تعالیٰ کا خط

اپنی جماعت کے ایک دوست کے نام

اخویم مکرم چوہدری محمد خاں صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مجھے افسوس ہے میں آپ کے خط کا جواب دیر سے دینے لگا ہوں۔

آپ نے اپنے خط میں جناب خلیفہ صاحب ربوہ کے عدالتی بیان کا ذکر کیا ہے جس میں انہوں نے تسلیم کیا ہے کہ حضرت مجدد الزمان کا ماننا نہ ہی جزو ایمان ہے اور نہ ہی ان کے نہ ماننے والے کافر ہیں۔ انہوں نے اچھا کیا ہے۔ یہ جو بیان انہوں نے عدالت میں دیا ہے اسی کی تبلیغ جماعت لاہور کرتی رہی ہے۔ اور خلیفہ صاحب جماعت لاہور کے ان عقائد کی تردید کرتے رہے۔ خود حضرت مجدد الزمان نے بار بار فرمایا کہ میرا دعویٰ نبوت نہیں ہے۔ اور نہ ہی میرے نہ ماننے والے کافر ہیں۔ مخالف میری طرف دعوے نبوت منسوب کرتے ہیں۔ یہ ان کا افترا ہے وہ اس افترا سے مسلمانوں کو میرے خلاف اشتعال دلاتے ہیں۔ حالانکہ میں بار بار خدا کی قسمیں کھا کر ان کو یقین دلا چکا ہوں کہ میرا دعویٰ نبوت نہیں۔ بلکہ میرا دعویٰ مجددیت ہے جو خدا کے حکم سے کیا گیا ہے۔ اور میرا ابتدا سے یہی مذہب ہے کہ میرے نہ ماننے سے کوئی شخص کافر نہیں ہو جاتا۔ کیونکہ انبیاءؑ کے انکار سے انسان اس لئے کافر ہو جاتا ہے کہ انبیاءؑ کے پاس احکام الٰہی ہوتے ہیں۔ اور میرے پاس احکام الٰہی نہیں ہیں۔ میں ملہم ہوں اور ملہم کی شان کتنی بھی بڑی کیوں نہ ہو اور اس کو شرف مکالمہ و مخاطبہ سے بھی نوازا گیا ہو۔ لیکن اس کے انکار سے کوئی شخص کافر نہیں ٹھہرایا جا سکتا۔ پس اچھا ہوا جو جناب خلیفہ صاحب نے جماعت لاہور کے عقائد کو تسلیم کر لیا ہے اور ایسا کرنے سے خود حضرت صاحب کے بیان کردہ اعتقادات کی طرف عود کر آئے ہیں۔ آپ کی خاطر میں چند سطور مزید لکھتا ہوں۔ حضرت مجدد زمان نے لکھا ہے کہ از روئے قرآن و حدیث نبی اس کو کہتے ہیں جس پر جبرائیل وحی نبوت لیکر اترے۔ اور جبرائیل ہی سے وہ اعتقادات کا علم سیکھے۔ جس شخص میں یہ دو شرطیں پائی جائیں۔ وہ نبی ہوگا۔ اور جس مدعی میں یہ دونوں شرطیں نہ پائی جاتی ہوں۔ وہ نبی نہیں ہوگا ایسے شخص کو نبی سمجھنا معمولی غلطی نہیں ہوتی بلکہ یہ کفر ہوتا ہے۔ ان شرائط کی روشنی میں حضرت مجدد الزمان کو پرکھا جائے تو صاف نظر آ جائے گا کہ ان میں ان دونوں شرطوں میں سے ایک شرط بھی نہیں پائی جاتی، وہ صاف طور پر لکھتے ہیں کہ جبرائیل کا نازل ہونا بہ پیرایہ وحی نبوت ممتنع اور محال ہے باب نبوت بھی مسدود ہے۔ اور جبرائیل کا وحی نبوت لے کر آنا بھی بند کر دیا گیا ہے۔ اب تو صرف الہام جس کو وحی ولایت کہتے ہیں اولیاء کو نصیب ہوتا ہے۔ وہ فرماتے ہیں میرے اوپر وحی ولایت اترتی ہے۔ انہوں نے کبھی یہ نہیں کہا کہ میرے اوپر وحی نبوت اترتی ہے اندریں حالات ان کو نبی کہنا صرف غلطی ہی نہیں ہے بلکہ کفر ہے نبی کے لئے دوسری شرط یہ ہے کہ اس نے اعتقادات کی تعلیم بھی جبرائیل سے پائی ہو حضرت مجدد الزمان نے جس طرح یہ دعوے نہیں کیا کہ میرے اوپر وحی نبوت نازل ہوتی ہے۔ اسی طرح یہ دعوے بھی نہیں کیا کہ میرے معلم جبرائیل ہیں۔ جن سے میں نے معتقدات سیکھے ہیں بلکہ انہوں نے اپنے اساتذہ کے نام لکھ دیئے ہیں۔ غرض حضرت مرزا صاحب نے نہ کبھی دعویٰ نبوت کیا اور نہ ہی ان میں نبوت کی شرائط پائی جاتی ہیں۔ ان حقائق کے پیش نظر ان کو نبی کہنا خود ان کی صریح تعلیمات کا انکار کرنا ہے۔ ایسا کرنے سے ان کی پوزیشن خراب ہو جاتی ہے۔ اور ان کو نبی ماننے سے مسلمانوں کی غیرت مشتعل ہوتی ہے۔ جس کا نتیجہ فساد کے سوا اور کچھ نہیں ہوتا۔

اب رہا آپ کے دوست محمد صادق خاں صاحب کا یہ کہنا کہ حضرت مرزا صاحب پر وحی نبوت تو ضرور اترتی تھی ہاں ان کی وحی شریعت والی وحی نہ تھی۔ میرے اوپر کے بیان کی روشنی میں ان کی غلطی کی اصلاح ہو جانا چاہیئے اور ان کو اعتراف کر لینا چاہیئے۔ کہ حضرت صاحب پر وحی نبوت نازل نہ ہوتی تھی۔

اور آپ کے دوست مذکور کا یہ کہنا اب تو ہمارے اعتقادات اور آپ کے اعتقادات میں کچھ فرق نہیں رہا اس لئے آپ ہماری جماعت میں داخل ہو جاؤ۔ قابل غور ہے۔ ان کا خیال اچھا ہے لیکن ان کے راستے میں دو امور روک بنے بیٹھے ہیں۔

۱۔ اول یہ کہ جناب خلیفہ صاحب کے عدالتی بیان کو ابھی تک ان کی جماعت کے اکثر لوگ صحیح تسلیم نہیں کرتے۔ ان کی جماعت میں وہ لوگ موجود ہیں جو حضرت مجدد زمان کو نبی اللہ اور احمد نبی اللہ یقین کرتے ہیں وہ معذور ہیں، انہوں نے جناب خلیفہ صاحب کو پینتالیس سال کے لمبے عرصہ میں اس بات پر زور دیتے سنا کہ حضرت مرزا صاحب ایسے ہی نبی ہیں جیسے پہلے انبیاء تھے اور ان کے منکر ایسے ہی کافر ہیں۔ جیسے پہلے انبیاء کے منکرین کافر تھے۔ . . . .

. . . .

۔ اور خاندان نبوت کے الفاظ بھی ان کے کانوں میں گونجتے اور دلوں میں کندہ ہیں۔ اسی طرح سے ان کے سامنے یہ امر بھی روز روشن کی طرح موجود ہے کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سنہ ہجری کی طرح اپنی جماعت کے لئے سنہ کی بنیاد ڈالی گئی جس کے مہینوں کے نام بھی تجویز کئے گئے اور وہ اہل ربوہ کے استعمال میں آتے ہیں ان حقائق و شواہد کے پیش نظر جماعت ربوہ کے اکثر لوگوں کے دلوں میں نبوت کے آثار مضبوطی سے منقوش ہیں وہ کس طرح جلدی سے جناب خلیفہ صاحب کے عدالتی بیان کو صحیح تسلیم کر لیں۔

جب جماعت ربوہ کے اعتقادات کا یہ حال ہو تو کس طرح کہا جا سکتا ہے کہ جماعت کے اعتقادات بدل گئے ہیں اور وہی ہو گئے ہیں جو جماعت لاہور کے ہیں۔ دونوں جماعتوں کے ایک ہو جانے کے راستہ میں یہ پہلا پتھر ہے جسے ہٹانا نہایت ضروری ہے۔

۲۔ دوسری روک یہ ہے جس کا انسداد بھی ضروری ہے۔ اور جس کے انسداد کے بغیر لاہور کی جماعت کو دوسری جماعتوں کے ساتھ مل جانے کی دعوت دینا غیر معقول ہوگا۔ وہ روک یہ ہے کہ جناب خلیفہ صاحب لمبے عرصہ تک حضرت مرزا صاحب کو نبی یقین کرتے رہے ہیں اور پچاس ساٹھ کروڑ مسلمانوں کو پینتالیس سال تک بڑے شد و مد سے کافر کہتے رہے ہیں اس سے مسلمانوں کے دل زخمی ہیں مسلمانوں کو حضور نبی کریم علیہ افضل الصلوٰۃ و التحیات کی ذات گرامی سے والہانہ عشق و عقیدت ہے۔ ان کی غیرت یہ برداشت نہیں کر سکتی کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام خاتم النبیین کے بعد کوئی شخص دعوے نبوت کرنے کا گناہ عظیم کرنے کے بعد اس کی ساری امت کو کافر کہہ کر آنحضرتؐ کی چودہ سو سال کی کھیتی کو درانتی سے کاٹ کر رکھ دے۔

جناب خلیفہ صاحب کو اس کا انسداد کرنا چاہیئے اور علی رؤس الاشہاد اپنی غلطی کا اعتراف کر لینا چاہیئے۔ اور جو اذیت وہ مسلمانوں کو پہنچاتے رہے ہیں اس پر اظہار ندامت کرنا چاہیئے۔ اس سے مسلمان خوش ہو جائیں گے اور ایسا کرنے سے حضرت مجدد الزمان کی پوزیشن بھی واضح ہو جائے گی۔

اسی طرح سے جناب خلیفہ صاحب کو جماعت لاہور کے راضی کرنے کے لئے کوئی اعلان کرنا چاہیئے کہ میں غلطی سے اس جماعت کے معتقدات کو باطل قرار دیتا رہا ہوں، حالانکہ ان کے اعتقادات درست ہیں اور جماعت ربوہ کے دلوں میں جماعت لاہور کو طرح طرح کے نام دے کر منافرت کے جذبات بھڑکاتا رہا ہوں اب میں اس پر اظہار ندامت کرتا ہوں اس سے جماعت لاہور راضی ہو جائے گی۔

جب یہ مراحل طے ہو جائیں، تو دونوں جماعتوں کے سرکردہ افراد مل کر ایک ہو جانے کے اہم سوال پر غور کر سکیں گے اور ایک ہو جانے کی راہ نکال سکیں گے۔

ان روکوں کے دور کرنے کے بغیر جماعت ربوہ کے لوگوں کے قرد کا جماعت لاہور کے افراد کو جماعت ربوہ میں جا ملنے کی تلقین کرنا غیر معقول نظر آتا ہے۔ اخویم مکرم

روزہ خواہشات نفس کی ذلّت سے بچانے اور طہارت و نیک نفسی کے بلند مقام پر پہنچانے کا ذریعہ ہے

خطبہ جمعہ مؤرخہ ۲۴ فروری ۱۹۶۱ء فرمودہ حضرت امیر قوم مولانا صدر الدین صاحب ایدہ اللہ

یاایھا الذین امنوا کتب علیکم الصیام کما کتب علی الذین من قبلکم لعلکم تتقون ——— (البقرہ رکوع ۲۲)

روزہ کی فرضیت و برکات

اے ہمارے ماننے والو اور محمد رسول اللہ کا ساتھ دینے والو ہم تمہاری بہتری اور بھلائی کی خاطر ایک بات کہتے ہیں جو ظاہر مشقت طلب ہے لیکن اس کے اندر تمہاری عزو شرف کا راز مضمر ہے، وہ بات یہ ہے کہ تم پر روزہ رکھنا فرض کیا گیا ہے۔ کما کتب علی الذین من قبلکم تمہارے سے پہلے جتنی قومیں ہوئی ہیں اُن سب پر روزہ فرض تھا۔ قرآن کریم نے ان قوموں کی تاریخ بیان کی ہے کہ انہوں نے روزے رکھے اور روزہ کی برکات سے متمتع ہوئے۔ ان میں روزہ کی وجہ سے بڑے بڑے بزرگ پیدا ہوئے، جنہوں نے قرب الٰہی حاصل کیا۔ چنانچہ ہم تمہیں بھی روزہ رکھنے کی تلقین کرتے ہیں وہ اس لئے کہ لعلکم تتقون تم مطہر متقی بن جاؤ اور تمام اُن راہوں سے بچو جو خدا کو ناراض کرنے والی ہیں۔

تقویٰ کیا ہے؟

عربی لغت میں تقویٰ کے معنے یوں کئے گئے ہیں وقایۃ الشئ عما یؤذیہ ویضرہ کسی شئے کی اس چیز سے حفاظت کرنا جو اس کے نقصان دکھ اور آزار کا باعث ہو یہ لغت کے معنی ہیں۔ لیکن شریعت میں "وقایۃ" کے معنی ہیں اپنے آپ کو برائیوں سے بچانا۔ قرآن کریم میں تقویٰ کا لفظ وقایۃ النفس عما یؤذیہ ویضرہ ویؤتیہ یعنی اپنے نفس کی حفاظت کرنا اور ہر اس چیز کے مقابل پر نبرد آزما ہو جانا جو اس کے لئے مضر ہو اور اس کے لئے نقصان کا باعث ہو۔ اس سے بڑھ کر بھی تقویٰ فائدہ پہنچانے کے لئے اختیار کیا جاتا ہے۔ التقویٰ ان تزین باطنک للخالق کما زینت ظاھرک للخلق تقویٰ یہ ہے کہ اپنے باطن کو اپنے خالق کے لئے اسی طرح آراستہ پیراستہ کرو جس طرح تم اپنے ظاہر کو مخلوق کی خاطر (یعنی لوگوں میں عزت پانے کے لئے) آراستہ کرتے ہو جب تمہیں کسی مجلس و محفل میں جانا ہو کسی بڑے آدمی یا بادشاہ کے حضور میں باریاب ہونا ہو تو جس طرح اس وقت آپ کو ظاہرہ طور پر آراستہ پیراستہ کرتے ہو اسی طرح خدا کی خاطر اپنے باطن کو آراستہ پیراستہ کرو، اور اسے بدعنوانیوں سے بچاؤ اس کا نام تقویٰ ہے۔ دوسری جگہ تقویٰ کی تعریف یوں کی گئی ہے التقویٰ ان لایراک مولاک عما نہاک تقویٰ یہ ہے کہ تمہارا مولا تم کو وہاں نہ دیکھے جہاں جانے سے اس نے منع کر رکھا ہے یؤمنون بالغیب اور الذین یخشون ربھم بالغیب متقی کی صفات بیان کی گئی ہیں۔ میں اس جگہ اور اس مکان میں ہوں جہاں مجھے کوئی نہیں دیکھتا۔ کاروباری معاملات انجام دیتے وقت کوئی نہیں جانتا کہ میں کیا کرنے لگا ہوں۔ ایسی حالت میں اگر خدا سامنے ہے۔ خدا کا خوف اور یقین تام ہو کہ وہ مجھے دیکھتا ہے۔ اور میں اس سے ڈر کر کام کرتا ہوں تو اس کو تقویٰ کہتے ہیں۔

جنت خوف خدا سے ملتی ہے

قرآن کریم میں ہے واما من خاف مقام ربہ ونھی النفس عن الھویٰ فان الجنۃ ھی الماویٰ جو شخص یقین کرتا ہے کہ میں اپنے مولا کے سامنے کھڑا ہوں۔ اور دن کی روشنی اور رات کی تاریکی میں اس کا خوف دامنگیر ہے۔ ونھی النفس عن الھویٰ اور وہ اپنے نفس کو ذلیل خواہشات سے روکتا ہے۔ فان الجنۃ ھی الماویٰ وہ شخص جنت میں چلا گیا۔

روزہ میں ضبط نفس

روزہ خواہشات کا مقابلہ کرنا سکھاتا ہے۔ مسلمان جب روزہ رکھتا ہے، تو اس کے سامنے پلاؤ پڑا ہو، بھنا ہوا مرغ رکھا ہو، وہ اسے ہاتھ تک نہیں لگاتا، وہ اپنے آپ پر ایسا ضبط کرتا ہے گویا اسے کوئی خواہش ہی نہیں، ایک چھوٹا بچہ بھی جب روزہ رکھتا ہے اور روزہ کی تکلیف سے بیزار ہوتا ہے تو ماں باپ، اسے پیسے دیتے ہیں کہ جاؤ سیر کر آؤ مطلب یہ ہوتا ہے کہ وہ باہر جا کر کچھ کھا پی لے گا لیکن وہ پیسے کا ویسا چلا آتا ہے۔ پھر جب بھوک پیاس کی شدت سے تڑپنے لگتا ہے تو اسے کہا جاتا ہے کہ روزہ کھول دو تو وہ ہرگز نہیں مانتا اور اپنے وقت پر روزہ کھولتا ہے۔ اسی لئے فرمایا الصوم لی وانا اجزی بہ روزہ میرے لئے ہے اور میں ہی اس کی جزا دیتا ہوں۔

سب سے بڑی ورزش

جس طرح جسمانی ورزش سے انسان کے جسم کو قوت و طاقت پہنچتی ہے اسی طرح سے روحانیات میں بھی روزہ ایک قسم کی ورزش ہے جس سے روحانی جسم کی قوت و طاقت بڑھتی ہے۔ سب سے بڑی ورزش نفس کا مقابلہ ہے جس نے نفس کا مقابلہ کیا وہ کامیاب ہو گیا اور جس نے اس کی باگ ڈور کو آزاد چھوڑ دیا، اس پر خواہشات کا شیطان اور نفس کا بھوت غالب آ گیا۔ تب خواہشات بڑھتی ہی چلی جاتی ہیں جس کی کوئی حد نہیں ہوتی۔ ارایت من اتخذ الٰھہ ھواہ کیا تو اس کو دیکھتا ہے جس نے خواہشات کو اپنا معبود بنا لیا ہے، اس کی کوٹھیاں اس کی موٹریں اس کے باغات اور زر و بنک اس کی حرص و ہوا کو تیز کرتے چلے جاتے ہیں۔ پھر اسکو طرح طرح کے خوف طاری رہتے ہیں کبھی مال کے ضائع ہونے کا خوف، کبھی جان کا فکر۔ روزہ خواہشات کا مقابلہ سکھاتا ہے، روزہ سے ضبط نفس پیدا ہوتا ہے جس نے روزہ کی حقیقت کو سمجھ کر اپنے نفس پر قابو پا لیا وہ قابل ستائش بن گیا، لیکن جو نفس کا بندہ ہوتا ہے وہ گر کر رہ جاتا ہے۔

حرص و ہوا کے بد نتائج

الھویٰ ما یھوی صاحبہ فی الدنیا الی کل اذیۃ وفی الاخرۃ الی الھاویۃ یعنی ہوا وہ چیز ہے جو انسان کو گرا دیتی ہے، اور اس دنیا میں ذلّت و رسوائی میں مبتلا کر دیتی ہے اور آخرت میں جہنم میں گرا دیتی ہے، حرص و ہوا کی وجہ سے بڑے بڑے لوگ ذلیل و رسوا ہو جاتے ہیں۔ کئی ڈپٹی کمشنر مجسٹریٹ۔ جج۔ ٹھیکیدار، تاجر وغیرہ اس نفس پرستی اور حرص و طمع کی باگ ڈور ڈھیلی چھوڑ دینے کی وجہ سے ذلیل و رسوا ہو کر رہ گئے۔ انہوں نے رشوت ستانی اور حرام خوری سے لاکھوں روپیہ تو جمع کر لیا لیکن آخر اُن کے حالات منکشف ہو گئے اور ذلیل و رسوا ہوئے۔ اس ذلّت و رسوائی کی وجہ سے کوئی زہر کھا کر اپنی جان ختم کر لیتا ہے، کوئی قید و بند کی صعوبتوں میں گرفتار ہو جاتا ہے۔ بعض عورتیں دکانوں پر سودا لینے جاتی ہیں اور کوئی نہ کوئی چیز دکاندار کی نظر سے بچا کر اٹھا لیتی ہیں، ایک بر قعہ پوش عورت نے ایسا ہی کیا دکاندار کو معلوم ہو گیا۔ اس نے ہاتھ جوڑ کر کہا کہ بی بی جی آپ بڑی ہیں ہم کچھ نہیں کہتے۔ ہماری چیز واپس کر دو۔ اس کو ذلیل ہونا پڑا۔ یہ حرص و ہوا کا نتیجہ ہے، جس سے بچنے کے لئے روزہ ضبط نفس کا سبق دیتا ہے۔ جب میں ولایت میں تھا تو وہاں چین سے ایک پادری صاحب سات سال کے بعد رخصت پر گھر آئے۔ وہ لندن میں ایک بڑی لمبی چوڑی دکان کے اندر گیا، اور یہ خیال

کرسکے کہ کوئی دیکھنے والا نہیں وہاں سے ایک چمڑے کا خوبصورت اٹیچی کیس اُٹھا لیا - اور پھر آگے جاکر ایک کریب مٹھائی اور اسکے اندر رکھ لی ، وہ باہر نکل کر زینہ دوزدیل پر چڑھنے ہی والا تھا کہ ایک سی - آئی - ڈی لڑکی نے جو دکان میں ملازمہ تھی پیچھے آکر اسے پکڑ لیا اور کہا کہ یہ چیزیں آپ چوری سے اُٹھا کر چل پڑے - پادری صاحب پر پہاڑ ٹوٹ پڑا - اس نے بٹوا نکالا اور کہا کہ جتنے نوٹ چاہو اس میں سے لے لو اور میری عزت بچا لو لیکن اس نے کہا کہ میں تمہاری طرح بے ایمان اور بد دیانت نہیں ہوں ۔ وہ ذلیل و خوار ہو کر رہ گیا -

خواہشات ذلیل و خوار کر دیتی ہیں اور ہر بلا میں گرفتار کر دیتی ہیں - اس دنیا میں بھی ذلت و خواری اور آخرت میں بھی جہنم کا باعث بنتی ہیں - اس لئے از بس ضروری ہے کہ انسان خواہشات پر قابو پائے -

ایک صاحب ہیں ان کے داماد سیشن جج ہو گئے انہوں نے اسے میرے سامنے کہا - تمہارے پاس قتل کے مقدمات آتے ہیں - تمہاری یہ پرہیزگاری کسی کام نہیں آئے گی کہ ان سے فائدہ نہیں اُٹھاتے ہو - بے وقوف نہ ہو - سیشن جج ہو - خوب رشوت لو - اور بچوں کو ولایت بھیجو جب وہاں سے پڑھ کر آ جائیں گے تو توبہ کر لینا - یہ سبق ذلیل کن ہے - رشوت خوری اور رشوت ستانی کی وجہ سے پاکستان میں بڑے بڑے لوگ معزول کئے گئے - ان کے پاس عزت تھی ، شہرت تھی - دولت تھی - نوکر چاکر تھے کیا یہ کافی نہ تھا - لیکن خواہشات نے ان کی عزت و شہرت اور دولت سب کچھ گنوا دی -

جہادِ نفس

خواہشاتِ نفسانی کے متعلق نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جاھدوا اھواءکم کما تجاھدون اعداءکم - اپنی نفسانی خواہشوں کا اسی طرح مقابلہ اور مجاہدہ کرو جس طرح کہ تم دشمن سے جہاد کرتے ہو ، کوئی دشمن تمہاری بیوی بچوں پر حملہ آور ہو تو ان کو بچانے کے لئے جس طرح جان و دل سے مقابلہ کرتے ہو اسی طرح خواہشات نفس کا بھی مقابلہ کرو اور ناجائز خواہشات کو نزدیک نہ آنے دو - ایسا شخص مجاہد کہلاتا ہے المجاھد من جاھد نفسہ مجاہد وہ ہے جس نے نفس کا مقابلہ کیا المھاجر من ھجر ما نھی اللہ عنہ مہاجر وہ ہے کہ جس چیز سے اللہ تعالےٰ نے روکا ہو اسے چھوڑ دے وہ وقت اب کسی کو کہاں میسر آسکتا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ وطن کو چھوڑے اصل ہجرت اب یہی ہے کہ برائیوں اور منہیات کو ترک کر دے - قرآن کریم میں ہے یاداوٗد انا جعلناک خلیفۃ فی الارض فاحکم بین الناس بالعدل ولا تتبع الھوی اے داؤد ہم نے تجھے زمین میں حاکم بنایا ہے - پس تم لوگوں کے درمیان عدل و انصاف سے کام لو اور ہوا و ہوس کی پیروی نہ کرو - فیضلک عن سبیل اللہ یہ ایک پیغمبر کو کہا گیا ہے تو عام لوگ تو بدرجہ اولیٰ اس فرمانِ خداوندی کے مخاطب ہیں - نفس پرستی سے انسان گمراہ ہو جاتا ہے -

خواہشاتِ نفس سے بچنے کیلئے روزہ کا نسخہ

خواہشات نفس بڑی خطرناک مرض ہے - اس وقت دنیا میں سب سے زیادہ خطرناک چیز یہی ہے اس سے بچنے کے لئے قرآن کریم نے روزہ کا نسخہ بتایا ہے - حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق کہا جاتا ہے کہ وہ انسانوں کے گناہوں کا کفارہ مصلوب ہو کر دے گئے - یہ صحیح نہیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے حق پرستی کے لئے اپنی جان دیدی - لیکن خواہشات اپنی جگہ پر قائم ہیں اصل نجات تو خواہشات پر قابو پانے سے حاصل ہوتی ہے - اس لئے قرآن گناہ سے بچنے کا ذریعہ نفس کے ساتھ مجاہدہ کرنا بتاتا ہے اور روزہ اس کے لئے بطور ایک مشق کے ہے پیٹ کو حرام کی روٹی کھانے سے روکنا اور شرمگاہ کی حفاظت کرنا - یہ دو چیزیں ہیں جو انسان کو گناہ سے بچا سکتی ہیں اور روزہ ان دونو چیزوں کی مشق کراتا ہے انسان کو چاہیئے کہ حیا سے کام لے - جھوٹ غیبت ، بغض و حسد نہ کرے - کسی کی تحقیر و تذلیل اور طعن تشنیع سے پرہیز کرے -

غلط اور ناواجب پراپیگنڈا

آج ایک شخص نے میرے پاس ایک چھوٹی سی کتاب بھیجی ہے جس میں لکھا ہے کہ مرزا صاحب ناکام رہے اور ان کے مرید خواجہ صاحب اور مولانا محمد علی بھی ناکام رہے - اس پر سے کیا کہیں مرزا صاحب کی کامیابی تو روز روشن کی طرح نظر آ رہی ہے - مگر تمہارے دل کی آنکھیں بے نور ہیں - حضرت خواجہ کمال الدین اور حضرت مولانا محمد علی رحمۃ اللہ علیہما کی روشن خدمات ستاروں کی طرح چمکتی ہیں ، پروپیگنڈا کرکے ایسے کامیاب انسانوں کے خلاف لوگوں کو بھڑکایا جاتا ہے - پروپیگنڈا بے شک خطرناک چیز ہے لیکن کونسی بڑی سے بڑی مقدس ترین ہستی کے خلاف پروپیگنڈا نہیں کیا گیا - خود محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما جیسے انسانوں کے خلاف پروپیگنڈا کیا گیا - لیکن پروپیگنڈا کرنے والے ذلیل و خوار ہو کر رہ گئے - روزہ سکھاتا ہے اکل الحلال اور حفظ اللسان والفرج - اور کسی کی تذلیل و خواری کے طریقے مت ڈھونڈو - اس سے خدا ناراض ہوتا ہے - حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ راستی اور راستبازی اختیار کرو علیکم بالصدق فان الصدق یھدی الی البر

مسلمانوں کا بلند مقام

حضور نبی کریم علیہ افضل الصلوٰۃ والتحیات انسان کو بلند سے بلند مقام حاصل کرنے کی راہیں بتاتے ہیں - جب کانگرس کی حکومت بنی تو مہاتما گاندھی نے فرمایا کہ حکومت تو ہم کو ملی لیکن ابوبکر و عمر جیسے ہم نہ ہوئے - ہم اس مقام تک نہ پہنچے جس مقام پر وہ لوگ پہنچے تھے - حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسی پاکیزہ قوم پیدا کی جس قوم کے دلوں میں خدا بستا ہے ، اس قوم کے لوگوں نے آپ کے الہامات اور خواب پورے ہوتے دیکھے - خود ہمارے اوپر یہ کیفیتیں وارد ہوتی ہیں -

دلوں کو پاک صاف کرو

جس کا دل نور ایمان اور نور عمل سے منور ہوتا ہے وہ خدا کا گھر ہے - خدا اس میں رہتا ہے - جس طرح کسی بادشاہ اور نواب کی آمد پر صفائی وغیرہ کی جاتی ہے - اسی طرح اپنے دلوں کو صاف کرو - تمہارا دل خدا کا گھر ہے اس کو صاف ستھرا رکھو ، ورنہ خدا اس قلب کے صحن خانہ میں نہیں آتا جس میں شر اس کے ڈھیر لگے ہوئے ہوں -

روزہ — پاکستان کے استحکام اور سربلندی کا ذریعہ

اگر پاکستان روزے کی تعلیم پر عمل درآمد کرلے - اور روزہ کے حقیقی معنوں پر عمل پیرا ہو تو آج پاکستان کی عزت ، قوت اور شان و شوکت بڑھ سکتی ہے ورنہ جن قوموں نے خدا کے احکام کی خلاف ورزی کی وہ تباہ ہو گئیں - تاریخ کہتی ہے کہ مسلمانوں نے سات سو سال تک یورپ کے اندر سپین میں حکومت کی اور بڑی شان و شوکت سے حکومت کی - مسجدیں - قلعے - باغات - نہریں اور عالیشان محلات تعمیر کرائے - ایسی حکومت کسی قوم کو نصیب نہیں ہوئی - لیکن جب اسی قوم نے خدا کے احکام کی خلاف ورزی شروع کی تو وہ قوم تباہ ہو کر رہ گئی - تاریخ کے اس عبرت آموز سبق کو سامنے رکھ کر مسلمانوں پر واجب ہے کہ وہ پاکستان کے استقلال کی خاطر اپنی ..... سیرت اور کیرکٹر کو بلند کریں اور اپنے اعمال میں خلوص نیتی اور افادیت پیدا کریں تا کہ خدا اُن سے راضی ہو اور ان کے ملک کو دوام بخشے ؁

مارشل لاء کا نفاذ اور اسکے متعلق پیشگوئیاں

"ربّ الافواج اس طرف توجہ کریگا" "اِنّی مع الافواج اٰتیك بغتة" "خدا فرماتا ہے میں چھپ کر فوجوں کے ساتھ آؤں گا" (الہامات حضرت مسیح موعودؑ)

اینٹی احمدیہ ایجی ٹیشن ۱۹۵۳ء کے واقعات

(ڈاکٹر اللہ بخش صاحب)

(۱)

پاکستان میں مارشل لاء کا نفاذ دو مرتبہ ہوا ہے ۱۹۵۳ء اور پھر دوبارہ ۱۹۵۸ء میں، ان دونوں دفعہ کے نفاذ کے واقعات کو جماعت احمدیہ سے گہرا تعلق ہے حضرت اقدس مسیح موعودؑ چونکہ خدا تعالےٰ کی جانب سے مامور و مصلح ہو کر آئے تھے اور آپ پر وحیٔ الٰہیت نازل ہوتی تھی اس لئے نہ صرف آپ کی عین حیات میں واقعات عالم کی خبریں قبل از وقت آپ کو دی جاتی تھیں بلکہ آپ کی وفات کے بعد کے واقعات خصوصاً آپ کی جماعت اور دنیا میں اسلام و قرآن کریم کی عظمت احیاء سے متعلق واقعات کی خبریں بھی خدا تعالےٰ نے پیش از وقت آپ کو دی تھیں۔ اسلام میں مجددین کی بعثت کا ایک اہم ترین مقصد یہ ہوا کرتا ہے .... کہ خدا تعالےٰ اُن پر آیندہ زمانہ کے واقعات کے بارہ میں اپنے الہامات سے انکشاف کرتا ہے تاکہ جب ایسے اُمورِ غیبیہ معرضِ وجود میں آجائیں تو وہ بطور ایک الٰہی نشان کے گواہ بن جائیں۔

علمِ غیب صرف خاصۂ خداوندی ہے، انسان اس پر قادر نہیں خصوصاً جبکہ یہ علم غیب کسی شخص کی زندگی کے بعد کے واقعات سے متعلق ہو۔ پس جب الہام الٰہی پیش از وقوع واقعات سے مدتوں قبل اُن کی اطلاع دیدے اور ایسے صاف صاف الفاظ میں بتلا دے کہ اگر الفاظ وحی کو ایک طرف اور واقعات حقہ کو دوسری طرف رکھا جائے تو وہ ایک دوسرے کے ساتھ بالکل مطابقت کھا جائیں تو اس سے خدا تعالےٰ کی نہاں در نہاں ہستی، الہام و وحی کی حقانیت، اور مامور کے صادق مخاطب اللہ ہونے پر دل میں ایسا یقین پیدا ہو جاتا ہے جو کسی حالت میں عقل و منطقی دلائل پیدا کرنے سے بکلی قاصر و عاجز ہیں۔ یہی سب سے بڑی غرض ماموریں خدا کی بعثت کی ہوا کرتی ہے کیونکہ ایسے خارق عادت ایمان کے باعث ہی لوگوں کی زندگیوں نیک عملی کی تبدیلی پیدا ہونا ممکن ہے۔

الہامی تواتر اور مارشل لاء

قبل اس کے کہ میں وحی کے الفاظ ایک طرف اور واقعات سنہ متعلقہ مارشل لاء دوسری طرف رکھ کر قارئین پر چھوڑ دوں کہ وہ خود فیصلہ کر لیں کہ کس طرح ان دونوں میں اشد مطابقت ہے یہ مزید معلوم دینا ہے کہ چیدہ چیدہ مقامات سے نازل شدہ وحی کو نقل کر کے کچھ اس کی تشریح کر دوں۔

کتاب تذکرہ یعنی مجموعہ الہامات حضرت اقدسؑ کے صفحہ ۳۵۹ پر یہ عبارت درج ہے:۔

"اِنّی مع الافواج اٰتیك بغتة، فتحٌ وظفر، اِنّی اموج موج البحر، الفتنة ھٰھنا فاصبر کما صبر اولو العزم، اِنّا ارسلنا الیك شواظ من نارٍ قد ابتلی المومنون، ثم یرد الیك السّلام، وعسیٰ ان تکرھوا شیئًا وھو خیرٌ لکم واللہ یعلم وانتم لا تعلمون"

ترجمہ:۔

"میں اچانک فوجوں کے ساتھ (تمہاری مدد کو) آؤں گا، فتح و کامیابی ہو گی، میں سمندر کی لہروں کی مانند اپنی موج دکھلاتا ہوں، یہاں ایک عظیم فتنہ درپیش ہے پس تو اولوالعزم لوگوں کی مانند صبر دکھلا، ہم نے تیری طرف آگ کا شعلہ بھیجا، جس سے مومنوں پر بھاری ابتلا آیا، پھر اس کے بعد ہم نے تیری طرف امن و سلامتی بھیجی، بہت ممکن ہے تم ایک بات کو دکھ سمجھو حالانکہ اس میں تمہارے لئے بہتری ہو اس لئے کہ خدا علم رکھتا ہے جو تمہیں حاصل نہیں"

الہام اِنّی مع الافواج اٰتیك بغتة کم از کم پندرہ مرتبہ ہوا

اسی کتاب کے صفحہ ۳۸۲ پر تحریر ہے:۔

"تین دن ہوئے مجھے الہام ہوا تھا اِنّی مع الافواج اٰتیك بغتة - میں حیران ہوں مجھے یہ الہام بہت مرتبہ ہوا ....

اور عموماً مقدمات میں ہوا - افواج کے لفظ سے معلوم ہوتا ہے کہ مقابل پر بھی بڑے بڑے منصوبے کئے گئے ہیں اور ایک جماعت ہے - کیونکہ خدا تعالےٰ کا جوش نفسانی نہیں اس کے تو انتقام کے ساتھ بھی رحمانیت کا جوش ہوتا ہے پس جب وہ افواج کے ساتھ آتا ہے تو اس سے صاف پایا جاتا ہے کہ مقابل میں بھی فوجیں ہیں، جب تک مقابل کی طرف سے جوش انتقام کی حد نہ ہو جائے خدا تعالےٰ کی انتقامی قوت جوش میں نہیں آتی"

حضرت اقدس "اِنّی مع الافواج اٰتیك بغتة" کے الہام کے متعدد بار نازل ہونے پر خود متعجب ہیں میں نے تذکرہ میں اس الہام کو مختلف مقامات پر کم از کم پندرہ جگہ لکھا پایا ہے۔

ایک اور مقام سے اس الہام کو معہ دیگر متعلقہ الہامات اور خود حضرت اقدسؑ کی اپنی تشریح سے نقل کیا جاتا ہے:۔

"قل عندی شھادة من اللہ فھل انتم مسلمون - اذا کففت عن بنی اسرائیل ان فرعون وھامان وجنودھما کانوا خاطئین، اِنّی مع الافواج اٰتیك بغتة........ پھر فرمایا کہ میں تیری جماعت کو جو مخلص ہیں اور بیٹوں کا حکم رکھتے ہیں بچاؤں گا۔ اس وحی میں مجھے خدا تعالےٰ نے ... اسرائیل قرار دیا اور مخلص لوگوں کو میرے بیٹے۔ اس طرح پر وہ بنی اسرائیل ٹھہرے اور پھر فرمایا کہ میں آخر کو ظاہر کر دوں گا کہ فرعون یعنی وہ لوگ فرعون کی خصلت پر ہیں، اور ہامان یعنی وہ لوگ جو ہامان کی خصلت پر ہیں اور ان کے ساتھ جان کے لشکر ہیں یہ سب خطا پر تھے اور پھر فرمایا کہ میں اپنی تمام فوجوں کے ساتھ یعنی فرشتوں کے ذریعہ نشانوں کو دکھلانے کے لئے ناگہانی طور پر تیرے پاس آؤں گا یعنی اس وقت جب اکثر لوگ باور نہیں کریں گے اور ٹھٹھے ہنسی میں مشغول ہوں گے"

ایسا ہی صفحہ ۵۰۰ پر لکھا ہے:۔

"خدا فرماتا ہے کہ میں چھپ کر آؤں گا، میں اپنی فوجوں کے ساتھ اس وقت آؤں گا کہ کسی کو گمان بھی نہ ہو گا کہ ایسا حادثہ ہونے والا ہے"

صفحہ ۴۳۵ پر اس طرح الہامات درج ہیں:۔

"سننجیك، سنعلیك، اِنّی معك ومع اھلك، ساکرمك اکرامًا عجیبًا، سمع اللہ دعا، اِنّی مع الافواج اٰتیك بغتة دعائك مستجاب"

ترجمہ:۔ ہم تجھے نجات دیں گے، ہم تجھے غالب کریں گے

میں تیرے اور تیرے اہل کے ساتھ ہوں، میں تجھے ایسی بزرگی عطا کروں گا کہ لوگ حیران ہوں گے، تیری دعائیں جاری گی، میں فوجوں کے ساتھ اچانک آؤں گا، تیری دعا قبول کی جاتی ہے۔"

ربّ الافواج اس طرف توجّہ کرے گا مجھے آگ سے مت ڈراؤ

ایک اور مقام سے چند الہامات نقل کرتا ہوں جہاں بجائے انی مع الافواج کے الفاظ ربّ الافواج اس طرف توجہ کرے گا آتے ہیں:—

"خدا تیرے سب کام درست کر دے گا
اور تیری ساری مرادیں تجھے دے گا"
ربّ الافواج اس طرف توجہ کرے گا
اگر مسیح ناصری کی طرف دیکھا جائے تو معلوم ہوگا کہ اس جگہ اس سے برکات کم نہیں
ہیں اور مجھے آگ سے مت ڈراؤ
کیونکہ آگ ہماری غلام بلکہ ہمارے غلاموں
کی غلام ہے" (صفحہ ۳۷۱)

تکفیر کی مرض مسلمانوں کے اندر ایک بڑی مہلک مرض ہے۔ جو اس کے اتحاد کو برباد کرنے کا باعث ہے۔ ۱۹۵۳ء کے واقعات میں مکفرین کا حشر کیا ہوا؟ چونکہ یہ واقعات بھی ان فسادات سے متعلق ہیں اس لئے اس کا تذکرہ بھی ضروری معلوم دیتا ہے، چنانچہ اس سے متعلق حضرت اقدسؑ کے الہام اور تشریحی عبارات بھی درج کی جاتی ہیں:—

"آج ۲ جون ۱۹۰۰ء کو بروز سہ شنبہ بعد دوپہر دو بجے وقت مجھے تھوڑی سی غنودگی کے ساتھ ایک ورق جو نہایت سفید تھا دکھلایا گیا اس کی آخری سطر میں لکھا تھا

اقبال

میں خیال کرتا ہوں کہ آخر سطر میں یہ لفظ لکھنے سے انجام کی طرف اشارہ تھا یعنے انجام باقبال ہے پھر ساتھ ہی الہام ہوا:—
"قادر کے کاروبار نمودار ہو گئے
کافر جو کہتے تھے وہ گرفتار ہو گئے
اس کے یہ معنی سمجھائے گئے کہ عنقریب کچھ ایسے زبردست نشان ظاہر ہوں گے جس سے کافر کہنے والے جو مجھے کافر کہتے ہیں الزام میں پھنس جائیں گے اور خوب پکڑے جائیں گے اور کوئی گریز کی جگہ انکے لئے باقی نہ رہے گی۔ یہ پیشگوئی ہے ہر پڑھنے والا اس کو یاد رکھے۔"

"اس کے بعد ۳ جون ۱۹۰۰ء کو وقت ساڑھے گیارہ بجے یہ الہام ہوا:—
کافر جو کہتے تھے وہ نگونسار ہو گئے
جتنے تھے سب کے سب ہی گرفتار ہو گئے
یعنی کافر کہنے والوں پر خدا کی حجت پوری ہو گئی کہ ان کے لئے کوئی عذر کی جگہ نہ رہی۔ یہ آئندہ زمانہ کی خبر ہے کہ عنقریب ایسا ہونے والا ہے اور کوئی ایسی چمکتی ہوئی دلیل ظاہر ہوگی کہ فیصلہ کر دے گی" (صفحہ ۳۴۶)

حضرت اقدسؑ کی مندرجہ بالا الہامات و تشریحی عبارات کے اقتباسات سے مندرجہ ذیل نتائج عیاں ہیں کہ کسی آئندہ زمانہ میں آپ کی جماعت پر ایک عظیم ابتلاء آئے گا جب آپ کی جماعت کے برخلاف بڑے بڑے منصوبے کئے جائیں گے جس میں دونوں سیاسی اور مذہبی لیڈر عوام کو ساتھ ملا کر نیست و نابود کرنے کے لئے آگ سے جلا کر ہلاک کرنے کی باہم سازش کریں گے۔ یہ مصیبت و ہلاکت اس قدر بڑھ جائے گی اور انتقام حد سے تجاوز کر جائے گا کہ مخالف گھٹیے ذہنی ... سے خوش ہوں گے اور یقین کر لیں گے کہ اب یہ جماعت ملیامیٹ کر دی جائے گی جیسے کہ حضرت مسیحؑ کے وقت یہ ابتلاء ان کو اور ان کے حواریوں کو ان کے صلیب پر دینے کے وقت پیش آیا تھا۔ یہ مصیبت جب اپنی پوری حد انتہاء کو پہنچ جائے گی تو اس وقت ناگہانی طور پر اچانک خدا تعالیٰ کی مدد افواج کے مسلط کر دینے کی صورت میں آئے گی۔ جس میں تمام مکفرین گرفتار کر لئے جائیں گے اور اس طرح امن و سلامتی پھر واپس لوٹائی جائے گی۔ انجام کار یہ آزمائش جماعت کے مخلص لوگوں کی نجات اور حضرت اقدس کے اصل مقصد کی فتح و اقبال کی صورت پر منتج ہوگی۔ اور یہ ابتلاء خدا تعالےٰ کا ایک زبردست نشان بن جائے گا۔

واقعات ۱۹۵۳ء

منیر تحقیقاتی عدالت کی رپورٹ ۱۹۵۳ء کے پہلے ہی صفحہ پر یہ لکھا ہے:—

"ان فسادات نے ایسا ہولناک رنگ اختیار کیا اور ایسی خطرناک شکل پکڑ لی کہ متعدد مقامات پر ملٹری کو طلب کرنا پڑا اور لاہور میں تو مارشل لاء کا اعلان کئے بغیر چارہ نظر نہ آیا"

یہ بھی واقعات اس رپورٹ میں مندرج ہیں کہ کس طرح بعض سیاسی اور مذہبی لیڈر باہمی گٹھ جوڑ کر کے فتنہ و فساد کی آگ کو لمبے عرصہ تک بھڑکاتے رہے بلکہ یہ عجیب امر ہے کہ ان فسادات میں احمدی گھرانوں کو خاص نشان لگا کر ۶ مارچ کو بعد از نماز جمعہ آگ لگا دینے کا عظیم منصوبہ بنایا گیا تھا جسے بالکل خلاف توقع اچانک مارشل لاء کے نفاذ کے باعث عملی جامہ نہ پہنایا جا سکا۔

جملہ مکفرین کی گرفتاریاں

مرکزی حکومت کو جب الٹی میٹم ملا تو اس نے کراچی میں جملہ مکفرین کی گرفتاریاں کیں اور لاہور میں مارشل لاء کے ذریعہ مکفرین کو گرفتار کیا گیا، اس ملک کی تاریخ میں یہ واقعہ کہ جملہ مکفرین سب کے سب بیک وقت گرفتار کئے جائیں[۱۵] بلکہ نگونسار بھی کئے گئے کیونکہ جب تحقیقاتی عدالت نے مسلمانوں کی تعریف دریافت کی تو کوئی دو علماء باہم اس پر متفق نہ ہو سکے۔ اس پر تحقیقاتی رپورٹ میں یوں تبصرہ موجود ہے:—

"جب صورت حال یہ ہے تو مملکت کو لازماً کوئی ایسا انتظام کرنا ہوگا کہ مسلم اور غیر مسلم کے درمیان فرق معین ہو سکے اور اس کے نتائج پر عمل کیا جا سکے۔ لہٰذا یہ مسئلہ بنیادی طور پر اہم ہے کہ فلاں شخص مسلم ہے یا غیر مسلم اور یہی وجہ ہے کہ ہم نے اکثر ممتاز علماء سے یہ سوال کیا کہ وہ مسلم کی تعریف کریں۔ اس میں نکتہ یہ ہے کہ اگر مختلف فرقوں کے علماء احمدیوں کو کافر سمجھتے ہیں تو ان کے ذہن میں نہ صرف فیصلے کی وجوہ بالکل روشن ہوں گی بلکہ وہ مسلم کی تعریف بھی قطعی طور پر کر سکیں گے کیونکہ اگر کوئی شخص یہ دعوےٰ کرتا ہے کہ فلاں شخص یا جماعت دائرہ اسلام سے خارج ہے تو اس سے لازم آتا ہے کہ دعوے کرنے والے کے ذہن میں اس امر کا واضح تصور موجود ہے کہ مسلم کس کو کہتے ہیں۔ تحقیقات کے اس حصہ کا نتیجہ بالکل اطمینان بخش نہیں نکلا اگر ایسے سادہ معاملہ میں ہمارے علماء کے دماغوں میں اس قدر ژولیدگی موجود ہے تو آسانی سے تصور کیا جا سکتا ہے کہ زیادہ پیچیدہ معاملات کے متعلق ان کے اختلافات کا کیا حال ہوگا۔"
(صفحہ ۲۳۱)

پھر مختلف تعریفوں کو بیان کرنے کے بعد عدالت نے آخر پر لکھا ہے:—

"ان متعدد تعریفوں کو جو علماء نے پیش کیں پیش نظر رکھ کر کیا ہماری طرف سے کسی تبصرہ کی ضرورت ہے؟ بجز اس کے کہ دین کے دو عالم بھی اس بنیادی امر پر متفق نہیں اگر ہم اپنی طرف سے کوئی ایسی تعریف پیش کریں جو ہر عالم دین نے تعریف کی ہے وہ تعریف ان تعریفوں سے مختلف ہو جو دوسروں نے پیش کیں تو ہم کو متفقہ طور پر دائرہ اسلام سے خارج قرار دیا جائیگا اور اگر ہم ان علماء میں سے کسی ایک کی تعریف کو اختیار کر لیں تو ہم اس عالم کے نزدیک تو مسلمان رہیں گے لیکن دوسرے تمام علماء کی رُو سے کافر ہو جائیں گے"

ان واقعات کی روشنی میں پیشگوئی کے یہ دو الہامی شعر کیسے کامل طور پر صحیح صادق آتے ہیں۔

"قادر کے کاروبار نمودار ہو گئے
کافر جو کہتے تھے وہ گرفتار ہو گئے
کافر جو کہتے تھے وہ نگونسار ہو گئے
جتنے تھے سب کے سب ہی گرفتار ہو گئے"

اب میں بطور خلاصہ واقعات کو ایک طرف اور الہام

[۱۵] اپنی نوعیت کے لحاظ سے واحد قسم کا ہے پھر نہ صرف تمام مکذبین گرفتار کئے گئے

کے الفاظ کو دوسری طرف رکھکر قارئین کے انصاف پر فیصلہ چھوڑتا ہوں کہ کہاں تک ان الہامات پر واقعات کی مہر صداقت ثبت ہوتی ہے۔

ان الہامات میں وجہ فسادات بتلادی گئی یعنی علماء کی تکفیر بازی اور سیاست دانوں کا ان سے گٹھ جوڑ ذریعہ بتلایا گیا یعنی آگ لگانا۔ فساد کے فرو کیا جانے اور امن وسلامتی کے لوٹائے جانے کا باعث افواج کے تسلط کا بھی بار بار علم دے دیا گیا۔ بالآخر مکفرین کا انجام کہ وہ گرفتار اور پھر شرمسار کئے جائیں گے بھی بتلادیا گیا۔

الہامی الفاظ اور واقعات ۵۳ء کا باہم تقابل

الہامات وتشریحات حضرت اقدسؑ	واقعات
(۱) آیندہ زمانہ میں ایک فتنہ عظیم کھڑا ہوگا	
"الفتنۃ ھٰھنا فاصبر کما صبر اولوالعزمؑ (الہام) (ترجمہ:۔ اس جگہ ایک فتنہ پیش آنے والا ہے پس تو اولوالعزم اصحاب کی مانند صبر کر)	فسادات ۱۹۵۳ء
مکفرین کی گرفتاری کے متعلق:۔ "یہ آیندہ کی خبر ہے" (تشریح حضرت اقدسؑ) "یہ پیشگوئی ہے ہر پڑھنے والا اس کو یاد رکھے" (تشریح حضرت اقدسؑ)	
(۲) فتنہ عظیم جماعت احمدیہ کے برخلاف ہوگا۔	
"اذ کففت عن بنی اسرائیل" (الہام حضرت مسیح موعودؑ) (ترجمہ:۔ جب بنی اسرائیل کے حق میں کافی ہوا) "یعنی اسرائیل سے مراد میرے مخلص لوگ ہیں جو بیٹوں کا حکم رکھتے ہیں" (تشریح حضرت اقدسؑ)	اینٹی احمدیہ ایجی ٹیشن
"قد ابتلی المؤمنون" (الہام) (ترجمہ مومنوں پر سخت ابتلاء آئے گا)	
(۳) سیاسی و دینی دونوں قسم کے لیڈر عوام کو اپنے ساتھ ملالیں گے۔	
"ان فرعون وھامان وجنودھما کانوا خٰطئین" (الہام) (ترجمہ:۔ فرعون خصلت اور ہامان صفت لوگوں اور ان کے لشکر خطا پر ہونگے) "ونری فرعون وھامان وجنودھما ما کانوا یحذرون" (الہام مسیح موعودؑ) (ترجمہ:۔ فرعون خصلت اور ہامان خصلت بمعہ عوام کے علم تھا کہ ڈر کی کیا بات ہے)	سیاسی و مذہبی لیڈروں کا باہمی گٹھ جوڑ۔ تحقیقاتی عدالتی رپورٹ میں حملہ مخالف جماعتوں کو فسادات کا ذمہ دار قرار دیا لیڈروں کو
نوٹ:۔ جہاں فرعون دنیوی طور پر حاکم تھا وہاں یہ مانا گیا ہے کہ ہامان اپنی قوم کا ایک دینی لیڈر تھا۔	
(۴) گھروں کو آگ لگانے کے منصوبے	
"ارسلنا الیک شواظ من نارٍ" (الہام حضرت مسیح موعودؑ) (ترجمہ:۔ ہم نے تیری طرف آگ کا شعلہ بھیجا) "آگ سے ہمیں مت ڈراؤ۔ آگ ہماری نہیں بلکہ ہمارے غلاموں کی غلام ہے"۔ (الہام حضرت مسیح موعودؑ) جوش انتقام کا حد سے گذر جانا۔ (تشریح حضرت اقدسؑ) "بڑے بڑے منصوبے" (تشریح حضرت اقدسؑ)	تمام احمدی گھرانوں کو نشان لگاکر ۶ مارچ بروز جمعہ بعد از نماز آگ لگانے کے منصوبے
(۵) فتنہ مارشل لاء کے ذریعہ فرو کیا جائیگا۔	
"انی مع الافواج اٰتیک بغتۃً" (ترجمہ:۔ میں اچانک فوجوں کے ساتھ آؤں گا) (یہ الہام پندرہ مرتبہ ہوا) "خدا فرماتا ہے میں فوجوں کے ساتھ چھپ کر آؤں گا کہ کسی کو گمان بھی نہ ہوگا" "رب الافواج اس طرف توجہ کرے گا" (الہام)	۶ مارچ ۱۹۵۳ء کو بعد از نماز جمعہ اچانک مارشل لاء کا اعلان لاہور میں ہونے سے یہ شہر اور پھر تمام صوبہ آگ اور خاک و خون کے کھیل سے بچالیا گیا
(۶) فتنہ کا انجام	
"سننجیک" (ترجمہ:۔ ہم تجھے نجات دیں گے) "خدا تیرے سب کام درست کردیگا"	
"ثم یرد الیک السلام" (ترجمہ:۔ پھر تیری طرف امن اور سلامتی لوٹائی جائے گی)	اور ملک میں امن و سلامتی قائم ہوگئی۔
"قادر کے کاروبار نمودار ہوگئے کافر جو کہتے تھے وہ گرفتار ہوگئے کافر جو کہتے تھے وہ نگونسار ہوگئے جتنے تھے سب کے سب گرفتار ہوگئے" (الہامی اشعار) "یہ آیندہ زمانہ کی خبر ہے" "عنقریب ایسے زبردست نشان ظاہر ہوں گے جس سے کافر کہنے والے جو مجھے کافر کہتے تھے الزام میں پھنس جائیں گے اور خوب پکڑے جائیں گے اور کوئی گریز کی جگہ ان کے لئے باقی نہیں رہیگی یہ پیشگوئی ہے ہر پڑھنے والا اسے یاد رکھے" (تشریح حضرت اقدسؑ) "ایسی چمکتی ہوئی دلیل ظاہر ہوگی کہ فیصلہ کردے گی" (تشریح حضرت اقدسؑ)	وسیع پیمانہ پر کراچی اور لاہور میں مکفرین کی گرفتاریاں۔ تحقیقاتی عدالت میں مسلم کی تعریف پر اختلافات اور عدالت کی طرف سے علماء کے رویہ پر اظہار تعجب و افسوس۔

قارئین کرام نے نوٹ کرلیا ہوگا کہ ان الہامات میں اور بعض دیگر اس قسم کے الہاموں میں ایسے فقرے بھی ہیں جو ۱۹۵۳ء کے فسادات پر منطبق نہیں کئے جاسکتے مثلاً عسیٰ ان تکرھوا شیئًا وھو خیر لکم واللّٰہ یعلم وانتم لا تعلمون۔ فتح وظفر۔ سنعلیک (ہم تجھے غالب کریں گے) انی اموج موج البحر۔ میں تجھے ایسی بزرگی دوں گا کہ لوگ حیران ہونگے۔ "اقبال"۔ ایسا ہی بعض دوسرے الہامات جہاں یہی فقرہ "رب الافواج اس طرف توجہ دے گا" بھی ان فسادات پر صادق نہیں آتے یا جن میں یہ فقرہ انی مع الافواج اٰتیک بغتۃً" آیا ہے مثلاً مفصلہ ذیل الہامات:۔

"چو دور خسروی آغاز کردند
مسلماں را مسلماں باز کردند"

"انی مع الافواج اٰتیک بغتۃً ولنجعلنک سہولۃً فی کل امرٍ، ان ربک فعال لما یرید" (۵۴۳)

"انی مع الافواج اٰتیک بغتۃً حرام علی قریۃٍ اھلکناھا انھم لا یرجعون، وضعنا عنک وزرک انقض ظھرک" (۵۳۵)

"خدا دو مسلمان فریق میں سے ایک کا ہوگا، پس یہ پھوٹ کا ثمرہ ہے۔ انی مع الافواج اٰتیک بغتۃً" (۶۲۲)

"بخرام کہ وقت تو نزدیک رسید و پائے محمدیاں بر منار بلند تر محکم افتاد۔ پاک محمد مصطفٰے نبیوں کا سردار۔ خدا تیرے سب کام درست کردے گا اور تیری ساری مرادیں تجھے دے گا۔ رب الافواج اس طرف توجہ کرے گا۔ اس نشان کا مدعا یہ ہے کہ قرآن خدا کی کتاب اور میرے منہ کی باتیں ہیں۔ الخ" (۱۰۱)

ان تمام فقرات اور الہامات کا تعلق مارشل لاء کے دوسرے دور سے ہے جو ۱۹۵۸ء میں شروع ہوا اور اب تک جاری ہے۔ اس کی کسی قدر تشریح اور واقعات پر منطبق ہونے کے لئے احباب کرام دوسری قسط کا انتظار فرمادیں۔

درخواست دعا

میں یہ خط علیگڑھ آنکھ کے ہسپتال سے لکھ رہا ہوں جہاں میں موتیابند کے اپریشن کے سلسلہ میں ایک ماہ سے زیر علاج رہا۔ اب بفضلہ اچھا ہوں اور ہسپتال چھوڑ رہا ہوں۔ مگر اب بھی ایک ماہ شہر میں قیام رکھنا ہوگا تاکہ مکمل علاج ہوسکے بہت سے مہربان اشخاص نے میرے لئے دعائیں کیں اور بہت اشخاص نے ہمدردی سے بھرے ہوئے خط لکھے اللہ تعالیٰ انہیں جزا خیر دے، میرے لئے فرداً فرداً لکھنا ممکن نہیں ہے اسلئے بذریعہ پیغام صلح شکریہ ادا کرتا ہوں۔ ابھی مجھے احباب کی دعاؤں کی ضرورت ہے وہ اس ماہ صیام میں میرے لئے دعا کریں اللہ تعالیٰ مجھے پوری صحت دیکر تندرست رکھے اور احمدیت و دین کی خدمت کرنے کی توفیق بخشے۔ ناچیز ایم اے محمد۔ ایم اے بی ایل سرشتہ دار ریٹائرڈ دسا[illegible]

قرآن کریم کی وحی کی حقیقت

مولانا شیخ عبدالرحمٰن صاحب مصری

قرآن کریم کی وحی الفاظ الٰہی ہیں

گذشتہ قسط میں انبیاء سابقین کی وحی کے متعلق قرآنی آیات سے یہ ثابت کیا جا چکا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے ہی الفاظ میں نازل ہوئی تھی اب اس قسط میں قرآن کریم کی وحی کے بارے میں بھی قرآنی آیات سے یہ ثابت کیا جائیگا کہ اس کا ایک ایک لفظ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہی نازل شدہ ہے حضرت نبی کریم صلعم کا اپنا ایک لفظ بھی اس میں نہیں ذیل کی آیات اس پر نص صریح ہیں :-

(۱) الکھف ع ۴ اتل ما اوحی الیک من کتاب ربک لا مبدل لکلماتہ یعنی قرآن کریم جو تیری طرف وحی کیا گیا ہے یہ تیرے رب کی کتاب ہے ۔ ۔ ۔ اس اپنے رب کی کتاب کو پڑھ کر لوگوں کو سناؤ، یاد رکھو تیرے رب کے کلمات کو کوئی بدل نہیں سکتا اس آیت میں وضاحت سے بتلا دیا کہ قرآن کریم خدا کی کتاب ہے محمد رسول اللہ صلعم کی کتاب نہیں اسکے کلمات خدا کے کلمات ہیں محمد رسول اللہ صلعم کے کلمات نہیں یہاں انسانی کلمات اور خدائی کلمات کے درمیان فرق کو بھی واضح کر دیا ہے یہ شان خدائی کلمات کی ہی ہو سکتی ہے کہ کسی قسم اور کسی لحاظ سے بھی اس میں تبدیلی راہ نہ پا سکے انسانی کلام کی یہ شان نہیں ہو سکتی پیشگوئیوں کے لحاظ سے دیکھ لو تو تمام وہ پیشگوئیاں جو قرآن کریم نے مسلمانوں کی کامیابیوں اور مخالفین اسلام کی ناکامیوں کے متعلق کی ہیں باوجود مخالف حالات کے کس شان کے ساتھ پوری ہوئی ہیں اسلام کے دنیا میں پھیل جانے کے متعلق جو خبر دی وہ کس صفائی سے وقوع میں آئی جو وعدے اس میں اس پر عمل کرنے والوں کے ساتھ کئے گئے ہیں وہ ۱۴۰۰ برس سے کس آب و تاب کے ساتھ پورے ہوتے چلے آ رہے ہیں لاکھوں خدا رسیدہ انسان اس عرصہ میں اس کی پیروی کی طفیل امت محمدیہ میں پیدا ہوئے یہاں تک کہ یہ تاریک زمانہ بھی اس سے خالی نہ رہا بلکہ اس زمانہ کو وہ شرف حاصل ہوا جو اس سے قبل کسی زمانہ کو بھی حاصل نہیں ہوا یعنی مسیح موعود اور مہدی مسعود جیسے عظیم الشان مجدد نے اپنے ظہور سے اس کو تمام گذشتہ صدیوں پر فضیلت عطا کر دی۔

پھر اس کا یہ دعوےٰ کہ قیامت تک ہر زمانہ میں نئی سے نئی پیدا ہونے والی ضروریات کو پورا کرنے کا ۔ ۔ ۔ یہ مضامین سے کس صفائی سے پایۂ ثبوت کو پہنچا ہے اس کی وجہ یہی ہے کہ اس کے الفاظ اور آیات میں بحیثیت مجموعی اس قدر وسعت اور لچک ہے کہ جس قدر بھی مطالب اس سے نکالتے چلے جاؤ وہ ختم ہونے میں آتے ہی نہیں جیسا کہ اسی سورۃ کے ع ۱۲ میں خود اس کے اپنے الفاظ میں اس کی صراحت موجود ہے قل لو کان البحر مدادا لکلمات ربی لنفد البحر قبل ان تنفد کلمات ربی ولو جئنا بمثلہ مددا قل انما انا بشر مثلکم یوحیٰ الی انما الٰھکم الٰہ واحد فمن کان یرجو لقاء ربہ فلیعمل عملا صالحا ولا یشرک بعبادۃ ربہ احدا اس بات کا اعلان کر دو کہ اگر سمندر سیاہی بن جائے میرے رب کے کلمات کے لئے یعنی ان کے مطالب لامتناہیہ کے لکھنے کے لئے تو سمندر ختم ہو جائے گا بیشتر اس کے کہ میرے رب کے کلمات ختم ہوں (اللہ اللہ کس قدر وسعت ان کلمات کے مطالب میں رکھی گئی ہے) اگرچہ ایسا ہی سمندر بطور مدد کے لایا جائے اس بات کا بھی اعلان کر دو کہ میں تو صرف تمہارے جیسا ایک بشر ہوں (یعنی میرے کلمات میں اتنی وسعت کہاں ہو سکتی ہے) ہاں میری طرف یہی وحی ہو رہی ہے کہ تمہارا معبود ایک ہی معبود ہے یعنی میرا کام صرف ان الفاظ کو انسانوں تک پہنچا دینا ہے جو وہ یگانہ خدا میری طرف وحی کر رہا ہے وہ چونکہ ہر بات میں یگانہ ہے اس نے اپنے کلمات کے مطالب میں بھی اس قدر وسعت رکھنے میں بھی یگانہ ہے ایک وسعت تو اس نے اپنے کلام میں یہی رکھ دی ہے کہ اس کی تاثیریں نہ ختم ہونے والی تاثیریں ہیں ۔ ۔ ۔ ۔

۔ ۔ ۔ جس زمانہ میں بھی جو شخص بھی اس کی اس کتاب کی بتلائی ہوئی ہدایت پر عمل کرے گا اور شرک سے مجتنب رہے گا وہ خدا کی لقاء کو حاصل کرے گا یہ وعدہ کبھی خطا نہیں جائے گا اور نہ اس میں کوئی تبدیلی واقعہ ہوگی چنانچہ اس کی سچائی کا ثبوت ہر زمانہ میں مشاہدہ میں آتا چلا آ رہا ہے ظاہر ہے کہ اس قدر وسعت کا حامل جیسا کہ مذکورہ بالا آیت سے ظاہر ہے صرف اور صرف خدا کا کلام اور اسی کے الفاظ ہو سکتے ہیں بشر ۔ ۔ ۔ خواہ کتنا ہی عظیم الشان کیوں نہ ہو اپنے کلام میں قیامت تک کے زمانوں کی ضروریات کو مدنظر رکھ ہی نہیں سکتا کیونکہ اسے ان کا علم ہی نہیں ہو سکتا ان کا علم صرف خدائے علیم و خبیر کو ہی ہو سکتا ہے جس کا علم تمام زمانوں پر محیط ہے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ اسی مضمون کو لقمان ع ۳ میں بدیں الفاظ بیان کیا ہے ولو ان ما فی الارض من شجرۃ اقلام والبحر یمدہ من بعدہ سبعۃ ابحر ما نفدت کلمات اللہ یعنی روئے زمین کے تمام درخت قلمیں بن جائیں اور سمندر جس کے ساتھ اور سات سمندر مل کر سیاہی بن جائیں تب بھی اللہ کے کلمات ختم نہیں ہو سکتے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ اسی طرح بنی اسرائیل ع ۱۰ میں فرمایا قل لئن اجتمعت الانس والجن علیٰ ان یاتوا بمثل ھذا القرآن لا یاتون بمثلہ ولو کان بعضھم لبعض ظھیرا یعنی یہ بھی اعلان کر دو کہ اگر چھوٹے اور بڑے ہر قسم کے انسان اس بات کی متحد ہو کر کوشش کریں کہ اس قرآن کی مثل لائیں تو وہ اس کی مثل نہیں لا سکیں گے اگرچہ یہ سب ایک دوسرے کے مددگار بن جائیں بعد کی آیات میں ان کے اس عجز کی وجہ بھی بیان کر دی فرمایا ولقد صرفنا للناس فی ھذا القرآن من کل مثل فابیٰ اکثر الناس الا کفورا - یقیناً یقیناً ہم نے قرآن میں ہر اعلیٰ درجہ کی بات تمام زمانوں کے لوگوں کے فائدہ یعنی ان کی ضروریات کو پورا کرنے کے لئے ایسے رنگ میں بیان کی ہے کہ اس کے الفاظ سے ہر زمانہ کی ضرورت کے مطابق نئے معنی نکل آتے ہیں یعنی وہ ہر زمانہ کی ضرورت کو پورا کرنے کے لئے ایک معنے سے دوسرے معنے کی طرف منتقل ہوتے رہتے ہیں اگر ایک زمانہ میں ایک معنی موزوں ہوتے ہیں تو دوسرے زمانہ یا دوسرے حالات میں دوسرے معنے مدد کے لئے پہنچ جاتے ہیں اور یہ سب کچھ اس وجہ سے ہے کہ اس کے الفاظ اور بحیثیت مجموعی آیات کے معانی میں بے انتہا وسعت ہے آیت میں صرفنا کا لفظ اسی مفہوم پر دلالت کرتا ہے لیکن باوجود قرآن کے اس عظیم الشان اعجاز کو دیکھنے کے پھر بھی اکثر لوگ انکار پر مصر رہتے ہیں الناس سے میں نے ہر تمام زمانوں کے لوگ مراد اس لئے لئے ہیں کہ قرآن کریم میں رسول اکرم صلعم کے متعلق آتا ہے - قل یا ایھا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعا الاعراف ع ۲۰ اور قرآن کے متعلق انہ ذکر للعالمین آیا ہے پس انسان سے اس قسم کی اعجاز نمائی کی کس طرح توقع ہو سکتی ہے

الفرقان ع ۳ میں قرآن کریم کے اسی اعجاز کو دوسرے لفظوں میں ادا کیا ہے ولا یاتونک بمثل الا جئناک بالحق واحسن تفسیرا یعنی یہ لوگ جو بھی بات پیش کریں گے جو ان کے نزدیک انکے خیال میں اعلیٰ درجہ کی ہوگی اس کی دو ہی صورتیں ہو سکتی ہیں یا تو وہ باطل ہوگی اس صورت میں ہم اس کے مقابل ایسی بات پیش کر دیں گے جو حق اور سچائی پر مبنی ہوگی اور یا انکی پیش کردہ درست ہوگی اس صورت میں ہم وہی بات بہتر تفسیر کے ساتھ پیش کر دیں گے یہ مقابلہ کسی خاص زمانہ کے ساتھ مخصوص نہیں بلکہ ہر زمانہ میں قرآن کریم کے اس دعویٰ کی سچائی کا ثبوت ملتا رہے گا کیونکہ ہر زمانہ میں نئی سے نئی تفسیر اس کی آیات کی خدا کے پاک بندوں پر کھلتی رہے گی اور اپنا اعجاز دکھلاتی رہے گی اسی لئے اس آیت سے قبل کی آیت میں فرمایا وقال الذین کفروا لولا نزل القرآن جملۃ واحدۃ کذالک لنثبت بہ فؤادک ورتلناہ ترتیلا اسی طرح بنی اسرائیل ع ۱۲ میں فرمایا و قرآنا فرقناہ لتقرأہ علی الناس

علیٰ مکث و نزلنٰہ تنزیلا اسی طرح اسی سورۃ کے ع میں فرمایا۔ و ننزل من القراٰن ماھو شفاء و رحمۃ للمؤمنین و لایزید الظالمین الا خسارا۔ پھر سورۃ القیامۃ میں فرمایا لاتحرک بہ لسانک لتعجل بہ ان علینا جمعہ و قراٰنہ فاذا قراٰنٰہ فاتبع قراٰنہ ثم ان علینا بیانہ یعنی منکرین کہتے ہیں قرآن ایک ہی دفعہ سارا کا سارا کیوں نہیں اتار دیا گیا جملۃ واحدۃ کے الفاظ میں جو اعتراض کفار کی طرف سے نقل کیا گیا ہے وہ دونوں اعتباروں پر مشتمل ہے یعنی لفظی اور معنوی اعتبار پر الفاظ کے لحاظ سے قرآن کریم سارا کا سارا ایک ہی دفعہ نازل نہیں ہوا اور معانی اور مطالب کے لحاظ سے بھی ایک ہی دفعہ سارا کا سارا نازل نہیں ہوا بلکہ ہر زمانہ میں اس کی ضرورت کے مطابق اس کے نئے سے نئے معانی کھلتے رہتے ہیں اور یہی طریق اس کتاب کی شان کے شایاں ہے جس نے سارے زمانوں کے لوگوں کے دلوں کو تسلی اور مضبوطی عطا کرنے کی ذمہ داری لی ہوئی ہے فواٰدک کی ضمیر میں ہر مخاطب مدنظر رکھا گیا و رتلنٰہ ترتیلا اور ہم نے اسکو بہترین طریق پر تالیف کیا ہے اور بہترین طریق یہی ہو سکتا ہے کہ ہر زمانہ کے لوگ اپنی ضرورتوں کو اس میں پورا ہوتا دیکھ کر اور اپنی مشکلات کا حل اس میں موجود پاکر اپنے ایمانوں کو تازہ کرتے رہیں اور اس کی ہدایات پر عمل کرنے کے لئے اپنے قلوب میں رغبت محسوس کریں دوسری آیت میں بھی فرقنٰہ کے لفظ میں اسی مضمون کی طرف اشارہ کیا ہے۔ اور علیٰ مکث میں بھی یہی بتلایا ہے کہ اے رسول وقفہ وقفہ بعد لوگوں کو اس کی تلقین کرو لتقراٰہ میں رسول اکرم صلعم کے ساتھ آنحضور صلعم کے کامل متبعین بھی مخاطب ہیں جیسا کہ آیت واٰخرین منھم لما یلحقوا بھم سے واضح ہے پھر تیسری آیت میں تو اس مضمون کو بالکل ہی واضح کر دیا ہے فرمایا ہم قرآن کریم سے ہی آگاہ کرتے رہیں گے وہ حقائق جو اس پر مومنین کی تمام روحانی امراض کے لئے شفاء کا کام دیں گے اور انہیں اللہ تعالے کی رحمتوں اور فضلوں کا وارث بنا دیں گے نزل کا لفظ صاف بتلا رہا ہے کہ اس کے معارف کا نزول ہر زمانہ میں ہوتا رہے گا اور آیت میں شفا کا لفظ بتلاتا ہے کہ ایسا زمانہ آنے والا ہے کہ مومنین بھی امراض روحانی اور شکوک و شبہات کا شکار ہو جائیں گے اور ضمناً یہ آیت ماموریں کی آمد پر بھی دلالت کر رہی ہے کیونکہ قرآن کے مطالب کا اس قسم کا نزول ماموریں پر ہی ہو سکتا ہے جو مومنین کے لئے شفا اور رحمت ثابت ہوں چنانچہ دیکھ لو کہ اس زمانہ میں حضرت مرزا صاحب کے ظہور سے کس طرح مومنین نے ان کے علم کلام سے فائدہ اٹھایا اور کس طرح ان کی امراض دور ہوئیں اور کس طرح

میں نے ولایزید الظالمین الا خسارا کے ماتحت مخالفین اور معاندین کے منہ بند کر دیئے اور ان کے عجز کو ایسا نمایاں کر دیا کہ خود وہ بھی اپنی کمزوریوں کو محسوس کرنے لگ پڑے یقیناً ہمارے ذمہ ہی ہے اس کا جمع کرنا اور اسکو ترتیب دینا (قرآن کے معنی ترتیب دینے کے بھی ہیں) پس جب ہم اسکو ترتیب دے دیں پس پیروی کرو اس کی اسی ترتیب کی پھر یاد رکھو کہ ہمارے ذمہ ہی ہے اس کا بیان اب اس حقیقت کا کون انکار کر سکتا ہے کہ ہر زمانہ میں اس کے نئے سے نئے بیان کی ضرورت پیش آتی رہی ہے اور خصوصاً اس زمانہ میں تو اس کی نئی تعبیر کی ضرورت کو ہر عقلمند مسلمان محسوس کر رہا ہے لیکن یاد رہے کہ وہی تعبیر اس زمانہ میں فائدہ مند ثابت ہوگی جس کی بنیاد ان اصولوں پر ہوگی جو اس زمانہ کے مجدد اعظم یعنی حضرت مرزا صاحب نے قائم کئے ہیں کیونکہ ثم ان علینا بیانہ کے ماتحت اللہ تعالے اس کا بیان اپنے ایسے مامور پر ہی واضح کرتا ہے جو حضرت نبی کریم صلعم کی محبت اور اطاعت میں فنا ہو چکا ہو جیسا کہ حضرت مرزا صاحب تھے قرآن کریم کی اس شان کے بارے میں کثیر التعداد آیات ہیں ضمناً چونکہ اس کا ذکر آ گیا تھا اس لئے میں نے صرف چند آیات بیان کر دیں ہیں اصل مقصد تو اس بات کا ثابت کرنا تھا۔ کہ قرآن شریف کی وحی کلامت اللہ ہیں حضرت نبی کریم صلعم کے الفاظ نہیں اس لئے اس کی طرف رجوع کرتے ہوئے چند مزید آیات درج کی جاتی ہیں۔

التوبہ ع وان احد من المشرکین استجارک فاجرہ حتی یسمع کلام اللہ ثم ابلغہ مامنہ یعنے اگر مشرکین میں سے کوئی تمہاری پناہ کا طالب ہو تو اسے پناہ دو یہاں تک کہ وہ اللہ کے کلام کو سن لے پھر اسے اس کی جائے امن میں پہنچا دو اب یہاں صاف سے قرآن کو کلام اللہ قرار دیا ہے

الفتح ع۲ منافق جنگ تبوک میں شریک نہیں ہوئے تھے ان کے بارے میں اللہ تعالے نے سورۃ توبہ ع میں یہ فرمایا فان رجعک اللہ الیٰ طائفۃ منھم فاستاذنوک للخروج فقل لن تخرجوا معی ابدا ولن تقاتلوا معی عدوا یعنے اگر اب یہ کسی جنگ میں تمہارے ساتھ جانے کے لئے اجازت طلب کریں تو کہدو کہ تم میرے ساتھ اب ہرگز نہیں نکلو گے اور تم میرے ساتھ شریک ہو کر ہرگز اب کسی دشمن کے مقابلہ میں جنگ نہیں کرو گے ایک وقت آیا کہ بعض جنگوں میں مسلمانوں کا غلبہ منافقوں کو یقینی نظر آ رہا تھا اس لئے انہوں نے مال غنیمت میں حصہ لینے کی خاطر اس میں شریک ہونے کی اجازت طلب کی اس اجازت کے طلب کرنے پر اللہ تعالے نے سورۃ الفتح ع۲ میں فرمایا ہے سیقول المخلفون اذا انطلقتم الیٰ

مغانم لتاخذوھا ذرونا نتبعکم یریدون ان یبدلوا کلام اللہ قل لن تتبعونا کذٰلکم قال اللہ من قبل یعنے جب تم مغانم حاصل کرنے کے لئے جاؤ گے تو یہ پیچھے رہنے والے لوگ کہیں گے ہمیں بھی اجازت دو کہ ہم بھی تمہارے ساتھ چلیں یہ لوگ چاہتے ہیں کہ اللہ تعالے کے اس کلام کو بدل دیں جو اللہ تعالے ان کے بارے میں کہہ چکا ہے۔ سورۃ توبہ والی پیشگوئی کے الفاظ کو اس آیت میں کلام اللہ قرار دیا گیا ہے معلوم ہوا کہ وہ الفاظ اللہ تعالیٰ کے تھے رسول اللہ صلعم کے نہیں تھے۔

التوبہ ع میں فرمایا وجعل کلمۃ الذین کفروا السفلیٰ و کلمۃ اللہ ھی العلیا اللہ تعالے نے کافروں کے کلمہ کو پستی سے دوچار کیا (کافروں کا کلمہ یہ تھا کہ وہ غالب رہیں گے) اور اللہ کا کلمہ ہی بلند رہا (اللہ کا کلمہ یہ تھا سیھزم الجمع و یولون الدبر اور الا ان حزب اللہ ھم الغالبون) یہاں تقابل سے کلمہ کے مفہوم کی وضاحت ہو جاتی ہے دونوں طرف الفاظ ہی مراد ہو سکتے ہیں۔

سورۃ ابراھیم ع میں قرآن کریم کو کلمہ طیبہ قرار دیا ہے الم تر کیف ضرب اللہ مثلا کلمۃ طیبۃ اور کفار کے عقائد کو کلمۃ خبیثۃ قرار دیا ہے اس مثال کے ذکر کے بعد قرآن کریم کے متعلق فرمایا یثبت اللہ الذین اٰمنوا بالقول الثابت فی الحیٰوۃ الدنیا والاٰخرۃ ویضل اللہ الظالمین ویفعل اللہ ما یشاء یعنی اللہ تعالیٰ مضبوط کرتا ہے مومنوں کو اس مضبوط قول کے ذریعہ (یعنی قرآن کریم کے ذریعہ) دنیوی زندگی میں بھی اور آخرت میں بھی یعنی قرآن کے ذریعہ مسلمانوں کی دنیوی زندگی بھی سدھر جائے گی اور آخرت میں بھی فلاح کو حاصل کریں گے اور ان کے مقابل کے لوگ بربادی کا شکار ہوں گے کیونکہ وہ قرآن کو چھوڑنے کی وجہ سے اپنے نفسوں پر ظلم کر رہے ہیں، اب دیکھو کس وضاحت کے ساتھ قرآن کریم کو خدا کا قول قرار دیا گیا ہے جو لوگ انہ لقول رسول کریم سے یہ استدلال کرتے ہیں کہ قرآن کریم رسول کریم صلعم کا قول ہے وہ آیت مندرجہ بالا کی نص صریح پر غور کریں اس آیت کا صحیح مفہوم آگے چل کر بیان کیا جائے گا البقرہ ع وقال الذین لا یعلمون لولا یکلمنا اللہ بے علم لوگ کہتے ہیں اللہ ہم سے کیوں کلام نہیں کرتا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ کفار بھی یہی سمجھتے تھے کہ محمد رسول اللہ صلعم کا دعوٰے یہی ہے کہ خدا ان سے لفظوں میں کلام کرتا ہے۔

الانفال ع واذ یعدکم اللہ احدی

الطائفتین انها لکم و تودون ان غیر ذات الشوکة تکون لکم و یرید الله ان یحق الحق بکلماته و یقطع دابر الکافرین لیحق الحق و یبطل الباطل و لو کره المجرمون جبکہ اللہ تعالیٰ دو گروہوں میں سے ایک کے متعلق تمہارے ساتھ وعدہ کر رہا تھا کہ تمہارا مقابلہ اس سے ہوگا اور تم چاہتے تھے کہ ایسے فریق سے مقابلہ ہو جو زیادہ طاقت کا مالک ہو لیکن اللہ کا منشاء یہ ہے کہ وہ اپنے کلمات کے ذریعہ حق کو حق ثابت کر دے (اس آیت میں بھی تمام ان پیشگوئیوں کو جو دشمنوں کی شکست کے متعلق تھیں کلمات اللہ ہی قرار دیا ہے) اور کافروں کی جڑھ کاٹ دے تاکہ وہ حق کو حق ثابت کرنے اور باطل کو باطل ثابت کر دے اگرچہ مجرم اس کو ناپسند ہی کریں مگر دشمن کو شکست دینے سے یہ مقصد کس طرح پورا ہو سکتا تھا۔

الانعام ع میں ہے ولقد کذبت رسل من قبلک فصبروا علی ما کذبوا و اوذوا حتی اتاهم نصرنا ولا مبدل لکلمات الله ولقد جاءک من نبأ المرسلین تم سے پہلے بھی رسولوں کو جھٹلایا گیا انہوں نے اپنی تکذیب اور ایذاء پر صبر کیا آخر کار ہماری نصرت اُن کے شامل حال ہوئی اور وہ اپنے دشمنوں پر غالب آ گئے ہر رسول کے ساتھ ہماری یہی سنت ہے اور ہر ایک کے ساتھ غلبہ کا ہی وعدہ ہے سو تم بھی رسول ہو دشمن تمہیں بھی ایذا دیں گے اور تکذیب سے کام لیں گے اس لئے گھبرانے کی ضرورت نہیں وعدہ الٰہی جو نصرت کے متعلق دیئے جا چکے ہیں وہ اسی طرح پورے ہونگے جس طرح پہلے رسولوں کے ساتھ کئے ہوئے وعدے پورے ہوئے لا مبدل لکلمات الله اللہ تعالیٰ کے وعدوں کے متعلق جو کلمات ہیں ان کو کوئی بدل نہیں سکتا معلوم ہوا جن الفاظ میں رسولوں کو نصرت الٰہی سے ہمکنار کرنے کے وعدے کئے گئے ہیں وہ اللہ تعالیٰ کے ہی الفاظ ہیں نتیجہ صاف ہے کہ اللہ تعالیٰ الفاظ کے ذریعہ ہی کلام کرتا ہے۔

اسی سورۃ کے ع۱۴ میں فرماتا ہے وتمت کلمة ربک صدقا و عدلا لا مبدل لکلماته وهو السمیع العلیم یعنے خدا کی بات صدق اور عدل دونوں لحاظ سے پوری ہو گئی اور اللہ تعالیٰ کے کلمات کو کوئی بدل نہیں سکتا وہ دونوں فریقوں کی باتوں اور ان کی دعاؤں کو سننے والا اور دونوں کے حالات کو جاننے والا ہے صدق کے لحاظ سے تو اس طرح پوری ہوئی کہ وہ سچی ثابت ہوئی اور عدل کے لحاظ سے اس طرح کہ انصاف کا تقاضا یہی تھا کہ ظالموں اور باطل پرستوں کو پچھاڑ آجائے اور مظلوموں اور حق پرستوں کو کامیاب کیا جائے۔

یونس ع۷ میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے الا ان اولیاء الله لا خوف علیهم ولا هم یحزنون الذین امنوا و کانوا یتقون لهم البشری فی الحیوة الدنیا و فی الاخرة لا تبدیل لکلمات الله ذالک هو الفوز العظیم ولا یحزنک قولهم ان العزة لله جمیعا هو السمیع العلیم۔ کان کھول کر سن لو کہ اللہ کے اولیاء خوف اور حزن سے آزاد ہوتے ہیں وہ جو ایمان لا کر بدیوں اور خدا کی نافرمانیوں سے بچے رہتے ہیں اور اپنے نفوس کی اصلاح میں کوشاں رہتے ہیں ان کے لئے بشارتیں ہیں دنیا کی زندگی میں بھی اور آخرت میں بھی خدا کے ان کلمات کو جن میں بشارتوں کا وعدہ ہے کوئی بدل نہیں سکتا یہی بڑی کامیابی ہے دشمنوں کے اقوال تمہیں غمزدہ نہ کریں عزت اور غلبہ سب خدا کے قبضہ میں ہے اور وہ سمیع اور علیم ہے وہ جانتا ہے کہ اس کے غلبہ کو حاصل کرنے کا کون مستحق ہے اس آیت میں مومنوں کو جن بشارتوں کے دینے کا وعدہ کیا گیا ہے انہیں کلمات اللہ سے ہی تعبیر کیا گیا ہے اس آیت سے یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ قیامت تک مومنوں پر بشارتوں پر مشتمل وحی نازل ہوتی رہے گی اور وہ الفاظ میں ہی نازل ہوگی۔

یونس ع۹ میں ہے ویحق الله الحق بکلماته ولو کره المجرمون۔ خدا حق کو حق اپنے کلمات کے ذریعہ ہی ثابت کرتا ہے مجرم اس کو خواہ ناپسند ہی کریں۔

الشوریٰ ع۳ میں فرمایا۔ ام یقولون افتری علی الله کذبا فان یشاء الله یختم علی قلبک و یمح الله الباطل و یحق الحق بکلماته انه علیم بذات الصدور۔ مخالفین کہتے ہیں کہ محمد رسول اللہ صلعم نے نعوذ باللہ اللہ پر افترا باندھا ہے اگر اللہ چاہے تو تیرے دل پر مہر کر دے (کیونکہ افتراء کرنے والے کا دل سیاہ ہو جاتا ہے) لیکن جو کچھ ہو رہا ہے وہ بالکل اس کے برعکس ہے کہ خدا تو اپنے ان کلمات کے ذریعہ باطل کو مٹا رہا ہے اور حق کو حق ثابت کر رہا ہے۔ حالانکہ اگر یہ افتراء ہوتا تو باطل کو فروغ حاصل ہوتا اللہ تعالیٰ تو انسان کے اندر وہ جو مخفی ارادے اور مقاصد ہیں انکو بھی خوب جانتا ہے اس لئے وہ دھوکہ نہیں کھا سکتا کہ مفتری کو کامیابی سے ہمکنار کرے اور اس کے مخالفین کو جو تمہارے نزدیک اس کے مقابلہ میں حق پر ہیں ان کو مفتری کے مقابلہ میں ذلیل و خوار کرے تاکامی کے گڑھے میں دھکیل دے۔

الاعراف ع۲۰ فامنوا بالله و رسوله النبی الامی الذی یؤمن بالله و کلماته واتبعوه لعلکم تهتدون۔ پس ایمان لاؤ اللہ پر اور اس کے رسول پر جو نبی امی ہے وہ جو خود اللہ پر اور اس کے کلمات پر ایمان لاتا ہے اس کی اتباع کرو تاکہ تم ہدایت یافتہ ہو جاؤ۔ یہ آیت تو نص صریح ہے اس بات پر کہ قرآن کریم کے الفاظ حضرت نبی کریم صلعم کے نہیں ہیں اس میں تو بالصراحت یہ فرمایا گیا ہے کہ خود نبی کریم صلعم بھی خدا کے کلمات پر ایمان لاتے ہیں اگر یہ کلمات آنحضرت صلعم کے ہوتے تو عبارت یوں ہونی چاہیئے تھی کہ خدا کے معانی اور اپنے کلمات پر ایمان لاتے ہیں۔ فتدبر۔

قرآن کریم میں کلمہ وغیرہ کا استعمال

قرآن کریم میں جہاں بھی کلمة کلام یا کلمات کے الفاظ استعمال ہوئے ہیں وہاں الفاظ ہی مراد لئے گئے ہیں ثبوت کے لئے ذیل کی آیات پر غور کریں۔

الکہف ع۱ کبرت کلمة تخرج من افواههم ان یقولون الا کذبا یہ بہت بڑا کلمہ ہے جو ان کے مونہوں سے نکل رہا ہے جو محض جھوٹ ہے۔ آیت میں کلمہ عیسائیوں کے ان الفاظ کو کہا ہے وینذر الذین قالوا اتخذ الله ولدا گویا ان کے قول اتخذ الله ولدا کو کلمہ سے تعبیر کیا گیا ہے جو مجموعہ ہے تین لفظوں کا۔

المؤمنون ع۶ حتی اذا جاء احدهم الموت قال رب ارجعون لعلی اعمل صالحا فیما ترکت کلا انها کلمة هو قائلها یہاں تک کہ جب ان میں سے کسی کے پاس موت آتی ہے تو وہ کہتا ہے اے میرے رب مجھے واپس کر دو مجھے واپس کر دو تا میں دنیا میں جا کر نیک اعمال بجا لاؤں فرمایا ایسا نہیں ہو سکتا یہ کلمہ ہے جو یہ کہہ رہا ہے اس آیت سے بھی کلمہ کے مفہوم کی وضاحت ہو جاتی ہے اور وہ یہی کہ جو کچھ کسی کے منہ سے نکلتا ہے اسی کو کلمہ کہتے ہیں۔ پس اگر قرآن کریم خدا کے کلمات ہیں تو یہ یقیناً خدا کے منہ سے ہی نکلتے ہیں۔ کلمہ کے استعمال کے لئے مزید آیات یوسف ع۔ الشوریٰ ع۔ یونس ع۔ طٰہٰ ع۔ توبہ ع وغیرہ میں دیکھو۔

سب سے مضبوط دلیل اس بات پر کہ خدا کی وحی الفاظ میں نازل ہوتی ہے یہ ہے کہ سب اہل دل جو مورد وحی ہوتے ہیں اس کے الفاظ میں نازل ہونے پر متفق ہیں اور وہ لوگ جو اس نعمت سے محروم ہیں ان کے انکار کی کیا وقعت ہو سکتی ہے، اس کو عقلمند خود ہی سمجھ لیں۔

دو آیتوں کی صحیح تشریح

وہ لوگ جو قرآن کریم کو رسول اللہ صلعم کا قول قرار دیتے ہیں اپنی تائید میں قرآن شریف سے دو آیتیں پیش کرتے

ہیں ایک آیت تو سورۃ تکویر کی ہے اور دوسری سورۃ الحاقہ کی ہر دو آیت کے الفاظ ہیں۔ انه لقول رسول کریم اور یہی الفاظ سورۃ تکویر میں ہیں ان دونوں آیتوں کو پیش کرنے والے دوستوں نے اوّل تو قرآن کریم کی نصوص صریحہ کو پس پشت ڈال دیا ہے جن میں صریح طور پر قرآن کریم کو اللہ تعالےٰ کا قول قرار دیا گیا ہے جیسا کہ بالقول الثابت والی آیت سے میں ثابت کر آیا ہوں مزید چند آیات بھی ملاحظہ ہوں :۔

مریم رکوع ۲ میں آیا ہے قول الحق الذی فیه یمترون یعنے یہ حق خدا کا قول ہے جس میں یہ جھگڑ رہے ہیں۔ پھر سورۃ الانعام رکوع ۹ میں فرمایا وھوالذی خلق السموٰت والارض بالحق ویوم یقول کن فیکون قوله الحق یعنے خدا کا قول حق ہے۔ علاوہ ازیں یہ بعض کفار کا عقیدہ تھا کہ قرآن کریم محمد رسول اللہ صلعم کا قول ہے جیسا کہ سورۃ المدثر میں ان کا یہ قول نقل کیا گیا ہے :۔ فقال ان هذا الا سحر یؤثر ان هذا الا قول البشر یعنے یہ قرآن نہیں ہے مگر بشر کا قول ہے اور ایسے جھوٹ پہلے زمانوں میں ہی نقل ہوتے چلے آرہے ہیں۔ دوسرے ان دوستوں نے ان دونوں آیتوں کے سیاق وسباق پر بھی غور نہیں کیا اور نہ ہی لفظ رسول کی حقیقت کو سمجھنے کی کوشش کی ہے اور نہ ہی لفظ قول کی تہ تک پہنچنے کی زحمت اُٹھائی ہے قول مصدر ہے جس کی اضافت فاعل اور مفعول دونوں کی طرف ہوتی ہے انه لقول رسول کریم کے دو معنے ہو سکتے ہیں ایک تو وہی جو ہمارے دوست پیش کرتے ہیں یعنی قرآن کریم رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا کلام ہے اور دوسرے معنے اس کے یہ ہوں گے کہ قرآن کریم وہ کلام ہے جو رسول اکرم صلعم کی کیا گیا ہے پہلے معنے تو قرآن کریم کی نصوص صریحہ اور اس کی محکم آیات کے خلاف ہیں اور ہمیں حکم یہی ہے کہ محکم کی پیروی کرو اور متشابہ یعنی ایک سے زاید معنے رکھنے والی آیات کو محکم کے تابع کرو اس لیے پہلے معنی یہاں مراد نہیں ہو سکتے اب دوسرے معنے ہی ان آیتوں میں مراد ہو سکتے ہیں اور وہی درست بھی ہیں اور لفظ رسول کے مفہوم کے مطابق بھی ہیں رسول بھی تو کسی کے ایلچی ہی کو کہتے ہیں جو بھیجنے والے کا پیغام لے کر کسی کی طرف جاتا ہے اور جو کچھ وہ اس شخص کے پاس جا کر کہتا ہے جس کی طرف بھیجا جاتا ہے اگرچہ وہ ایلچی کے منہ سے ہی نکل رہا ہوتا ہے اور وہ مرسل الیہ جس کو بھی بتلائے گا کہ فلاں شخص کے ایلچی نے یہ کہا ہے لیکن سب جانتے ہیں کہ ایلچی کا قول درحقیقت اس کا قول ہے جس نے اسے بھیجا ہے۔ پس محمد صلی اللہ علیہ وسلم رسول اللہ ہیں اس لئے جو کچھ وہ دنیا تک پہنچائیں گے اگرچہ وہ ان کی زبان مبارک سے ہی نکل رہا ہو گا لیکن درحقیقت وہ اللہ تعالےٰ کے الفاظ ہوں گے جو اللہ تعالےٰ نے اپنے رسول کو وحی کئے اور دنیا تک انہیں پہنچانے کا حکم دیا پس قول اور رسول کی حقیقت ہی ہمارے ان دوستوں کے استدلال کو باطل ٹھہرا رہی ہے علاوہ ازیں ان آیات کا سیاق وسباق بھی ان دوستوں کے معانی کو غلط ٹھہرا رہا ہے۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ موجودہ زمانہ جو تمہاری نظروں کے سامنے ہے اس کے علوم وغیرہ بھی اور آنے والے زمانوں کے علوم وغیرہ بھی جو تمہاری نظروں کے سامنے نہیں یہی ثابت کریں گے کہ یہ قرآن کریم اس معزز شخص کا کلام ہے جس کو خدا نے اس کلام کے ساتھ بھیجا ہے تا وہ دنیا کو خدا کے کلام سے آگاہ کر دے یہ شاعر کا کلام نہیں، شاعر اور رسول کے کلام میں یہی فرق ہوتا ہے کہ شاعر کا کلام اس کے اپنے تخیلات کا مجموعہ ہوتا ہے جس کو حقیقت سے دُور کا بھی تعلق نہیں ہوتا اس کے بالمقابل رسول کے کلام میں اس کی ھویٰ کا ذرہ بھر بھی دخل نہیں ہوتا نہ اس میں اس کا تخیل کار فرما ہوتا ہے بلکہ وہ وما ینطق عن الھویٰ ان ھو الا وحی یوحیٰ کے ماتحت ..... خالص خدا کے کلام کی طرف لوگوں کو دعوت دیتا ہے۔

کس قدر کم ہے تمہارا ایمان جو ان دونوں کلاموں کے فرق کو نہیں سمجھ سکتے پھر یہ کلام کاہن کا کلام بھی نہیں کاہن کا کلام محض اٹکل پچو کا نتیجہ ہوتا ہے جس کی بنیاد محض اس کے قیاسات پر ہوتی ہے اس لئے اس کی اکثر ... پیشگوئیاں غلط نکلتی ہیں، لیکن قرآن کریم کی ہر ایک پیشگوئی پوری ثابت ہوتی ہے اس کے کلام میں سچائی کا نور چمک رہا ہے یہ قلوب کی اصلاح کرتا ہے ان کے اندر پاکیزگی کی روح پھونکتا ہے جبکہ کاہن کا کلام اس قسم کی تاثیروں سے کوسوں دُور ہوتا ہے اس فرق سے بھی تم فائدہ نہیں اُٹھاتے، بلکہ یہ تو رب العالمین کی طرف سے اتارا گیا ہے۔ ان الفاظ میں وضاحت سے بتلا دیا کہ یہ کلام اس خدا کی طرف سے نازل شدہ ہے جو تمام قوموں کا رب ہے یعنے اس میں تمام قوموں کی اصلاح کی اہلیت ہے اس کے بعد مزید وضاحت کرتے ہوئے فرمایا اگر یہ رسول ایک قول بھی افتراء کے طور پر ہماری طرف منسوب کرتا تو ہم اس افتراء کی وجہ سے پوری طاقت سے اسے پکڑ لیتے پھر اس افتراء کی وجہ سے اس کی رگِ جان کاٹ دیتے اور کوئی شخص بھی تم میں سے اسکو ہماری اس گرفت سے نہ بچا سکتا تھا، اس عصر آیت میں اور بھی صاف کر دیا کہ سارے قرآن میں اس رسول کا اپنا ایک قول بھی نہیں۔ یہ تمام ان لوگوں کے لئے تذکرہ ہے جو بدیوں سے بچنے اور اصلاح نفوس کے لئے کوشاں ہوتے ہیں اس کے بالمقابل اس کے مکذبین کا انجام ایسا بُرا ہو گا کہ انہیں ہر وقت حسرت کا ہی شکار رہنا پڑے گا اور یہ تو یقین کی اعلےٰ ترین قسم پر جسے حق الیقین کہتے ہیں قائم ہے اس لئے اپنے اس رب عظیم کی تسبیح میں لگے رہو جس نے ایسا عظیم الشان کلام تمہیں ایسے عظیم الشان رسول کے ذریعہ عطا کیا ہے کیا آیت زیر بحث کے سیاق وسباق کا ایک ایک لفظ

(باقی بر صفحہ ۱۵ اشتہار دیکھیے)

(بقیہ مقالہ بسلسلہ صفحہ ۳)

ہم یہ صاف لفظوں میں کہنا چاہتے ہیں کہ جہاں پاکستان کی مسیحی اقلیت کے حقوق کی حفاظت کرنا حکومت کا فرض ہے وہاں اسلام اور مسلمانوں کی حفاظت اور مسیحیت کے بڑھتے ہوئے سیلاب سے انہیں بچانا اس کا اوّلین فرض ہے، ہم نہیں کہتے کہ مسیحیت کو اس کے حق تبلیغ سے روکا جائے، لیکن وہ غلط طریق جو وہ دلائل کے میدان سے نکل کر اقتصادیات کو ذریعہ تبلیغ بنانے کا موجب ہے، کسی طرح رَوا نہیں، مذہب کی تبلیغ دلائل سے ہونی چاہیئے لیحیی من حی عن بینة ویھلك من ھلك عن بینة (تا کہ زندہ ہو وہ شخص جو دلیل سے زندہ ہو اور وہی ہلاک ہو جس کی ہلاکت دلیل کے ذریعہ ہو) وہ شاندار اصول ہے جو ہمیشہ اسلام اور مسلمانوں کا طغرائے امتیاز رہا ہے، مسیحیت کا اس میدان کو چھوڑ کر مالی امداد کو ذریعہ تبلیغ بنانا حق وصداقت کی حد العمومیں کسی طرح روا نہیں کہا جا سکتا لیکن چونکہ اس کو روکنا بھی مشکل ہے، اور دوسری طرف مسلمانوں کو مسیحیت کے اس جال سے بھی بچانا ضروری ہے، اس لئے حکومت کا فرض ہے کہ وہ ایسے شعبے قائم کرے جن کے ذریعہ لوگ اقتصادی بدحالی کا شکار ہونے سے بچ جائیں، اور یہ مسیحیت کے ساتھ ہی مخصوص نہیں کمیونزم کا اثر بھی اسی طرح سے دُور ہو سکتا ہے کہ لوگوں کی اقتصادی بدحالی دُور ہو، کیا حکومت پاکستان اس طرف توجہ کر کے اسلام اور مسلمانوں کی حفاظت کا فرض ادا کرے گی ؟ کیا جہاں اس نام نہاد کلچر کی حفاظت کے لئے جو موسیقی اور رقص وسرود کے غیر اسلامی آرٹ سے تعلق رکھتا ہے، حکومت کی طرف سے مختلف رنگوں میں روپیہ خرچ کیا جاتا ہے اسلام کا یہ حق نہیں کہ اس کی حفاظت کے لئے اس سے کئی گنا زیادہ خرچ کیا جائے ؟ یہ وہ شعبہ ہے جس کی طرف حکومت جس قدر جلد توجہ کرے ضروری ہے۔ ورنہ اگر اسی رفتار سے جیسا کہ سیّد محمد جمیل نے بیان کیا ہے، مسلمان مسیحیت کا شکار ہوتے چلے گئے تو یقین سمجھئے کہ وہ دن دُور نہیں جب پاکستان کی مسیحی اقلیت اکثریت میں تبدیل ہو کر اس ملک کو (خاکم بدہن) ایک غیر اسلامی مملکت کا رنگ دیدے گی۔

آخر میں ہم پھر جماعت احمدیہ لاہور کو توجہ دلانا ضروری سمجھتے ہیں کہ جہاں تک دلائل کا تعلق ہے، ان کا فرض ہے کہ اس میدان میں نکل کر کسر صلیب کا حق ادا کریں، یہی حضرت مجدد وقت کی بعثت کا سب سے بڑا مقصد ہے، اس مقصد کو پورا کرنا ہمارا سب سے بڑا اور اوّلین فرض ہے، بیرونی ممالک میں تبلیغ کے علاوہ اپنے گھر کی بھی حفاظت ضروری ہے، اس کے لئے ہر ممکن سامان پیدا کرنا چاہیئے، اور جیسا کہ ہم عرض کر چکے ہیں، ہماری انجمن کو مبلغین کے علاوہ ایسا لٹریچر پیدا کرنا چاہیئے جس میں دلائل کے ساتھ مسیحیت کا رَدّ کیا جائے اور اسلام پر ان کے جارحانہ حملوں کا جواب دیا جائے، اور اس قسم کا لٹریچر اس کثرت کے ساتھ ..... شائع کیا جائے کہ ایک ایک مسیحی اور ایک

دنیا کے سب سے قدیم ترین راز

سواستکا کی نقاب کشائی

(مولانا عبدالحق صاحب ودیارتھی)

(۳)

چینی فلاسفی میں تین لفظ اصول معاشرت اور سیاست کی روح ہیں۔ "این"۔ "ہو" اور "ینگ"۔ "این" کی تصویر ایک انسان اس کے منہ میں چاول۔ "ہو" ایک خیمہ کے اندر عورت اور "ینگ" ہے دلوں کی یکتا اور مساوات جس کی تشریح یہ ہے کہ معاشرت اور سیاست کی خوبی اور بقاء اس میں ہے کہ سب سے پہلے ملک کے انسان کو پیٹ بھر کر کھانا ملے اس کے بعد نہایت اہم امر یہ ہے کہ ہر شخص کو سر چھپانے کے لئے گھر ملے، ایسا گھر جس میں عورت بھی ہو جس ملک میں ہر شخص کو یہ دو چیزیں میسر ہیں سمجھو وہ ملک خوشحال اور حکومت پُرامن ہے۔ مگر بعض اوقات پیٹ بھر کر کھانا اور اچھا گھر بھی تیسری چیز کے بغیر فساد پذیر ہو جاتا ہے۔ کشمیری زبان میں ایک مثل ہے "رَج آون کُداون پیٹ" خوب بھرا ہوا ہو تو اکثر لوگ کھانا ہضم نہیں کر سکتے اس لئے ان کا دل کودنے کو چاہتا ہے یا انہیں خرمستی سوجھتی ہے۔ اس لئے تیسری چیز جو ملک کے باشندوں کے لئے نہایت ضروری چیز ہے وہ "ینگ" یعنی دلوں میں جذبۂ مساوات، یہ چیز مذہب کا اصل اصول ہے جو انسان کے دل میں خالق کائنات کی عظمت اور دوسرے انسانوں سے محبت کی تلقین کرتا ہے۔ قرآن مجید اس فلسفہ سے خالی نہیں اس لئے اس کی پہلی دو سورتیں البقرہ اور آل عمران کلچر پر بسیط لیکچر ہے البقرہ ابتداءِ کلچر ہے اور آل عمران انتہاءِ کلچر ہے عمرام عبرانی کا لفظ ہے جس کے معنے ہیں پکے ہوئے اناج کے پولے باندھنا۔ گائے نے زمین کھودی ہل چلایا کنویں سے پانی نکال کر اسے سینچا کسان نے بیج ڈالا۔ اور کھیت کی رکھوالی کی اب اناج پک گیا اور آل عمرام نے خوشی خوشی اپنی محنت کا پھل پایا اور اناج کے پولے باندھے۔ مگر یہ مادی کلچر روحانی کلچر کی تمثیل ہے اس میں دلوں کی ضمیر زمین ہے ایمان اور وحی الٰہی کے بیج ہیں اور اعمال صالح نہریں پانی ہے اور جنات و باغات پکے ہوئے پھلوں سے لدے ہوئے روحانی کلچر کا ماحصل ہیں۔

سورۃ البقرہ اور آل عمران کے بعد جو دو الٓمٓ سے شروع ہوتی ہیں فنیشین زبان میں ان حروف کے یہی ہیں جو میں نے بتا دیئے۔ اب چینی "این" کے بعد "ہو" یعنی عورت کے مترادف سورۃ النساء ہے یعنی گھر اور گھروالی اس کے بعد المائدہ سب کے لئے ایک دسترخوان مل کر کھانا یا ایک دسترخوان پر کھانا۔ یہ دلوں میں محبت پیدا کرتا ہے بعض اونچی ذات کے برہمنوں کی طرح سفر میں تو ہوں تو دس چولھے بناتا ہے کہ کسی کے چولھے کی آگ نہ بجھ جائے تو دوسرے کے چولھے کی جوٹھی آگ نہ لینی پڑی جس آگ پر کسی کا کھانا پک گیا وہ آگ بھی جوٹھی ہوگئی اس لئے دسویں چولھے کی سچی آگ سے اپنا چولھا گرم کرنا پڑتا ہے یہ طریق معاشرت دلوں میں نفرت اور ایک دوسرے کی تحقیر کا جذبہ پیدا کرتا ہے۔ مائدہ روحانی دلوں میں مساوات پیدا کرنے کے لئے آسمان سے نازل ہوا۔

مصریات میں مضمون بالا کی تصاویر

مصریات یا کتاب الموتیٰ میں چین کے نامکمل فلسفہ کی یوں تکمیل کی گئی ہے وہاں بیل یا گائے ہے عورت ہے، عقاب ہے اور شیر ہے گائے اور عورت کی مختصر تشریح ہو چکی۔ اب رہا عقاب اور شیر عقاب حکمت و دانائی سے تعبیر ہے اور شیر انصاف اور عدل کا مجسمہ ہے اسلام سے پیشتر کا زمانہ کتاب مبین کا زمانہ نہ تھا وہ زمانہ تصویروں میں ما فی الضمیر ظاہر کرنے کا زمانہ تھا۔ اس لئے الٰہی تعلیمات تصویری زبان میں محفوظ کی گئیں لیکن لوگوں نے اپنی کم عقلی سے ان کا مطلب سمجھنے کی بجائے ان کے بت بنا کر پوجنے شروع کر دیئے اور کچھ ایسے عقل پر پتھر پڑے کہ پتھر خدا کا روپ اور اوتار سمجھ لئے گئے۔

محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ تصویری زمانہ نہ تھا وہ فصاحت و بلاغت زبان کا زمانہ تھا۔ اس لئے وہ بیان اور معانی کی لسان حیات سے ربّ العٰلمین الرحمٰن الرحیم مالک یوم الدین جیسے بلیغ الفاظ میں ادا ہوئیں۔ الحمد للہ رب العٰلمین الرحمٰن الرحیم۔ اسم ذات اللہ اور باقی اس کی چار صفات ہیں جنکو مشرکین نے اللہ کے بیٹے بنا کر گائے عورت۔ عقاب۔ اور شیر کا ایک مجموعہ بت بنا کر پوجنے لگے مشرکین کی عقل تو جہالت کی وجہ سے ماری گئی۔ مگر نصاریٰ کی عقل ایک انسان کی محبت نے اندھی کر دی انہوں نے بیل عورت۔ عقاب اور شیر کا مجموعی بت بنا کر ان کو متی۔ مرقس لوقا اور یوحنا کا نام دے کر گرجوں میں پوجنے لگے۔ کیونکہ خوش قسمتی سے مسیح لاولد تھے۔ اس لئے چار انجیل نویس بیل، عورت، عقاب اور شیر یعنی متی انسان ہے مرقس شیر، لوقا بیل اور یوحنا عقاب ہے یہ گروپ انگلینڈ کے بہت سے گرجوں میں موجود ہے مثلاً "ساؤتھ ٹاؤن چرچ ڈیون شائر" وغیرہ وغیرہ میں اور اس کی تشریح کے لئے دیکھو دی فورگاٹن سیلز مصنفہ آر-ایچ فنٹری دی ایبرڈین مطبوعہ نیویارک اس قسم کی باتیں صرف بالوں کو بہلانے کے چٹکلے ہیں بہرحال اس مضمون کی دوسری قسط میں اس پر بحث ہو چکی ہے، کہ گائے۔ عورت۔ عقاب۔ شیر سورۃ البقرہ معہ آل عمران اور النساء معہ مائدہ۔ الانعام معہ الاعراف اور انفال و توبہ۔ ان کا موضوع گائے۔ عورت۔ عقاب (حکمت و دانش) اور شیر ا مالک یوم الدین یا انفال و توبہ کی قلمی تصویریں ہیں یہ الٰہی صفات اربعہ ایک پُرحکمت ترتیب اپنے اندر رکھتی ہیں پیدا کرنا پرورش کرنا۔ محبت۔ حکمت اور انصاف یہ سب ایک دوسرے کی تکمیل کرتی ہیں پرورش بغیر محبت محال ہے اور محبت بغیر حکمت اندھی ہے اور حکمت بغیر انصاف اور عدالت بے نور ہے۔

ہورس کون ہے؟

ہورس سواستکا اور اہرام مصر کا مرکز ہے جیسے کتاب الموتیٰ میں سورج بتایا گیا ہے اس میں شبہ نہیں سب سے مقدم خالق کائنات کی ذات ہے قرآن مجید اسم ذات اللہ ہے جو تمام صفات پر مقدم ہے ہورس سواستکا کا مرکز ہے جہاں چار بازو سواستکا کے ملتے ہیں لیکن اس ذات الٰہی کا پرتو انسانی صفات کی حد تک انسان کامل ہے اس کی جن صفات کا ذکر مثلاً یہ کہ وہ مخلوق ہے وغیرہ وغیرہ وہ ایک انسان ہے جو صبغۃ اللہ کہلانے کا مستحق ہے صبغۃ اللہ ومن احسن من اللہ صبغۃ ونحن لہ عٰبدون اس نے کمال فرمانبرداری اور عبادت سے اللہ کے دین کا رنگ لے کر اپنے آپ کو رنگین کر لیا ہے۔ وہ وہ سورج یا سراجاً منیراً جس کی راہ تمام پیغمبر دیکھ رہے تھے اس کے طلوع سے وِدّ۔ سواع۔ یغوث یعوق اور نسر پتھروں کے بتوں کی بجائے اپنے اصل معنوں میں ربّ رحمان رحیم اور مالک یوم الدین کی صفات میں بیان کر دیئے گئے۔ اہرام مصر کے چار دیوتا پہلے حزقیل نبی کے رؤیا میں جلوہ گر ہوئے۔ پھر مکاشفات یوحنا میں انکشاف حقیقت کر دیا گیا کہ ان کا راز آئندہ ظاہر ہوگا۔ چنانچہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بت پرستوں کی عقل پر جو پردہ پڑ گیا تھا اسے اٹھا دیا۔ (عبدالحق)

درخواست دعا

ملک عبدالغنی صاحب کارکن انجمن کچھ عرصہ سے بیمار چلے آ رہے ہیں ان کی صحت کے لئے احباب کرام سے خاص طور پر دعا کی درخواست ہے۔

بحر حکمت کے موتی (بسلسلہ صـ اوّل)

حجر (قوم) ثمود کی زمین پر اترے تو انہوں نے وہاں کے کنوئیں کا پانی پینے کے لئے لیا اور اسی پانی سے آٹا گوندھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو حکم دیا کہ جو پانی پینے کے لئے لیا ہے اس کو پھینکدیں اور وہ آٹا (گوندھا ہوا) اونٹ کو کھلادیں اور (آپؐ نے) ان کو یہ حکم دیا کہ اس کنوئیں سے پانی پینے کے لئے لیں جہاں (حضرت صالح کی) اونٹنی آتی تھی۔

نوٹ :۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خشیۃ اللہ کا انتہائی مقام اس سے واضح ہوتا ہے اور یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ درسگاہ نبوتؐ سے کس انتہائی درجہ کی تربیت سے اصحاب کرام آراستہ تھے۔ اس میں امت کے لئے بھی ایک درخشاں سبق ہے کہ سفر حیات کی ہر کٹھن منزل بڑے حزم و احتیاط سے طے کرنی چاہیئے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پہلے شخص ہیں جنہوں نے تاریخی حقائق سائنٹیفک طور پیش کئے ہیں ؎ اتباعش سینہ نورانی کند
باخبر از بار رہنمائی کند
منطق او از سعادت پر بود

وحی قرآن کی حقیقت

(بسلسلہ صفحہ ۱۳)
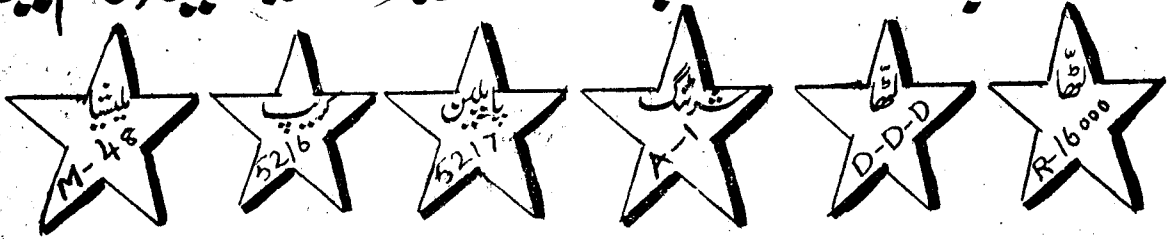
نہیں بتلا رہا کہ قرآن کریم میں انسانی کلام کا قطعاً دخل نہیں انسانی الفاظ سے یہ بکلی پاک ہے۔ سورۃ تکویر میں بھی اس پاک کلام کی یہی تاثیر بتلائی ہے کہ دنیا میں پھیلی ہوئی تاریکی اس کے ذریعہ دور ہو جائے گی، اور ہدایت کی صبح نمودار ہو جائے گی، تمام قومیں اس سے ہدایت پائیں گی جو کچھ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے منہ سے نکل رہا ہے وہ شیطان کے الفاظ نہیں ہیں بلکہ خدا کے الفاظ ہیں۔

پیغام صلح یکم مارچ سنہ ۱۹۶۱ء رجسٹرڈ ایل ۸۳۸ شمارہ ۹

ہفت روزہ پیغام صلح لاہور

سالانہ چندہ: پاکستان سے چھ روپے، ہندوستان سے چھ روپے ہندوستانی سکہ، ممالک غیر سے ایک پونڈ
ہندوستان میں ہمارے نمائندہ کا پتہ: شیخ محمد انعام الحق صاحب مکان نمبر A محلہ اعظم پورہ۔ ملک پیٹھ، حیدرآباد دکن (انڈیا)

تعلیمی پریس سرکلر روڈ لاہور میں باہتمام مولوی دوست محمد صاحب پرنٹر پبلشر چھپ کر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس سے شائع ہوا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ہم تو رکھتے ہیں مسلمانوں کا دیں
دل سے ہیں خدامِ ختم المرسلیں

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا خصوصی ترجمان

تم ہمیں دیتے ہو کافر کا خطاب
کیوں نہیں لوگو تمہیں خوفِ عقاب

ہفت روزہ

پیغام صلح

لاہور

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۶

فی پرچہ ۱۳ پیسہ نئے

ہر بدھ کو شائع ہوتا ہے
تار کا پتہ:۔ "تبلیغ" لاہور
فون نمبر:۔ ۳۷۳۷
مدیر:۔ دوست محمد
مدیر معاون:۔ بشیر احمد سوز

جلد ۴۹ | یوم چہارشنبہ مورخہ ۲۰ رمضان المبارک ۱۳۸۰ھ مطابق ۸ مارچ ۱۹۶۱ء | نمبر ۱۰

بحرِ حکمت کے موتی

عن عائشۃ رض قالت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان الرفق ما کان فی شیئ الا زانہ ولا نزع من شیئ الا شانہ اخرجہ مسلم وابو داؤد وفی روایۃ رکبت بعیراً فیہ صعوبۃ فجعلت اردّدہ فقال صلی اللہ علیہ وسلم علیک بالرفق آلشین العیب وھو ضد الزین -

ترجمہ:۔ حضرت عائشہ رض روایت ہے کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نرمی جس میں ہوتی ہے اسکو خوشنما اور حسین بنا دیتی ہے اور جس کے دل سے نرمی نکال لی جاتی اس کو بدنام اور معیوب کر دیتی ہے اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت عائشہ ؓ ایک اونٹ پر سوار ہوئیں جو منہ زور تھا لئے ادھر ادھر پھرانے لگیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہیں نرمی اختیار کرنی چاہیئے۔

نوٹ:۔ طبیعت کی نرمی اخلاق فاضلہ پیدا کرتی ہے اور اخلاق فاضلہ ہی فی الحقیقت زیورِ انسانیت ہیں۔ جو شخص اخلاق فاضلہ سے مزین ہوتا ہے وہ چشمۂ شیریں بن جاتا ہے اور متلاشیان مکارم اخلاق اس کے گرد جمع ہو جاتے ہیں۔ اخلاق فاضلہ انبیاء اور مامورین کا امتیازی نشان ہیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق قرآن میں ہے:۔

فبما رحمۃ من اللہ لنت لھم ولو کنت فظاً غلیظ القلب لانفضوا من حولک (۳:۱۵۸)

بدخلق آدمی تو اپنے اہل وعیال کے لئے بھی وبالِ جان بن جاتا ہے ؎

اگر حنظل خوری از دست خوشخو
بہ از شیرینی از دست ترش رو
(سعدی رح)

(غلام قادر رفیق خمنہ)

میں احمدی یعنی مرزائی مذہب سے بیزار تھا
مگر آپکی کتاب خصائص القرآن نے میری آنکھیں کھول دی ہیں

شیخ علی محمد صاحب ریٹائرڈ ہیڈ ماسٹر کا خط حضرت امیر ایدہ اللہ کے نام

بخدمت جناب حضرت مولانا صدر الدین صاحب دام اقبالہٗ۔

دعا سلام کے بعد عرض آنکہ۔ آپ کے صفات کاملہ سے پوری طرح سے واقف ہو چکا ہوں۔ ملک دوست محمد صاحب نے مجھ پر ایک اور احسان کیا ہے۔ جس کے لئے میں اُن کا احسان مند ہوں۔

خصائص القرآن کا نسخہ ان کی وساطت سے مجھے ملا ہے۔ مجھے حضرت محمد مصطفٰے صلعم سے بے حد عشق ہے۔ جو ملفوظ خصائص القرآن کا پڑھا حضرت محمد مصطفٰے کی ہی تعریف پائی۔ حالانکہ میں احمدی یعنی مرزائی مذہب سے بیزار رہتا تھا۔ کہ حضرت محمد مصطفٰے کو نہیں مانتے۔ مگر آپ کی کتاب خصائص القرآن نے میری آنکھیں کھول دی ہیں۔ مبارک ہیں آپ لوگ جو رسول کریم کی شان و عظمت اس طرح سے بیان کرتے ہیں۔ اس کتاب کو میں ذی شعور انسانوں کو دوں گا۔ اس کا ثواب ملک دوست محمد صاحب کو ملے گا۔ اگر ہو سکے تو دو ایک کتابیں اور روانہ فرماویں۔ اس کے علاوہ اگر کوئی اور بہترین آپ کی تصنیف ہو تو وہ بھی روانہ فرماویں مشکور رہوں گا۔ والسلام (دستخط شیخ علی محمد) ریٹائرڈ ہیڈ ماسٹر

قرآن مجید کا ترجمہ جاوی زبان میں شائع ہوگیا
انڈونیشی ترجمہ عنقریب تیار ہو جائے گا

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام انڈونیشیا کی سرگرمیوں کی مختصر روئیداد

پروفیسر محمد ارشاد صاحب جو کچھ عرصہ پہلے انڈونیشیا سے مرکز لاہور میں تشریف لائے تھے آپنے تازہ خط میں نہایت خوشی کے ساتھ ذیل کی خبر درج کرتے ہیں:۔ "مجھے یہ اطلاع دیتے ہوئے خوشی محسوس ہو رہی ہے کہ قرآن مجید کا جاوی زبان میں ترجمہ مکمل ہو کر پریس میں چھپ رہا ہے۔ یہ ترجمہ دو جلدوں میں ہے۔ پہلی جلد چھپ کر تیار ہو گئی ہے۔ دوسری جلد چند ماہ تک منظر عام پر آ جائے گی۔ میں جلد ہی پہلی جلد کے چند نسخے مرکز کو ارسال کرنے والا ہوں۔ محترم سودیود و صاحب قرآن مجید کا انڈونیشی زبان میں ترجمہ کر رہے ہیں۔ اس کے مکمل ہوتے ہی اس کو چھپنے کے لئے پریس میں دیدیا جائے گا۔

میری تعلیم قرآن کی جماعتیں بدستور چل رہی ہیں۔ اور خدا کے فضل سے روز بروز ان میں طالب علموں کا اضافہ ہو رہا ہے۔ یہ جماعتیں

(باقی بر صفحہ ۱۱)

تبلیغی خط و کتابت

دیکھو خدا نے سارے جہاں کو جھکا دیا
گمنام پا کے شہرۂ عالم بنا دیا
(مسیح موعودؑ)

فلپائن

ترجمہ خط از مسٹر محمد علی اسے لم فلپائن

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مجھے آپ کا گرامی نامہ مورخہ ۲۵ ملا بہت بہت شکریہ۔ میں اپنے اس مقصد کو جس کے لئے میں نے فلپائن بالخصوص صوبہ سولو کے لئے مبلغ بھیجنے کی درخواست کی تھی ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ مزید وضاحت کرنا چاہتا ہوں:۔

ہم یہ نہیں کہتے کہ مشنری ایک لمبے عرصہ تک یہاں رہے بلکہ احمدیہ موومنٹ کے بانی اور اسلام کے متعلق کچھ عرصہ ٹھہر کر ہمیں ہدایات دیوے اور باقی سلسلہ کی صحیح صحیح نمائندگی کرے۔

میں یہ بات بھی گوش گذار کر دوں کہ یہاں اور لوگ بھی ایسے ہیں جو ہمارے ہمخیال ہیں اور چاہتے ہیں کہ اس مقدس سلسلہ احمدیہ کے مشنری اغراض ومقاصد اور صحیح صحیح تعلیم اسلام سے لوگوں کو واقف کیا جا سکے مگر اس کام کے لئے ہمیں مشنری کی ضرورت ہے۔

ہسپینرڈ (ہسپانوی) کے آنے سے پہلے فلپائن مسلم ملک کہا جاتا تھا مگر نہایت افسوس ہے کہ اب مسلم اقلیت میں ہیں۔

سنہ ۱۹۶۰ کی مردم شماری میں مختلف اقوام کی پوزیشن یہ ہے:۔

(۱) رومن کیتھولک 19,185,000
(۲) اگلیسیا این۔ آئی۔ کرسٹو (مقامی) 3,000,000
(۳) اگلیپیان (تمام فرقے) 2,000,000
(۴) پروٹسٹنٹ (تمام فرقے) 1,700,000
(۵) مسلم ۔ 1,115,000
(۶) پیگنز اور دیگر مذاہب وغیرہ ۔ 300,000
میزان کل : 27,500,000

اندریں صورت مشنری کی یہاں بہت ضرورت ہے تا لوگوں کو شریعت اسلام کے تقاضوں سے واقف کرے۔

دیگر گذارش ہے کہ بندہ کو جلد ہی ایک کاپی مینول آف حدیث کی ارسال فرمائیں۔ امید ہے آپ اشتیاقی توجہ فرمائیں گے۔

(انہیں مینول آف حدیث وغیرہ اور خط بھیجے گئے ۔ غلام قادر ڈار)

امریکہ

ترجمہ خط از مسز مارگریٹ پی ۔ ٹرنیکسلہ ۔ کالج ایڈیٹوریل ڈیپارٹمنٹ شکاگو ۔ یو۔ ایس۔ اے۔

جناب عالی

سرکاٹ فورسمین اینڈ کمپنی تاریخ عالم کی دو جلدیں شائع کر رہی ہے ان میں سے ایک جلد کا نام ۔ دی ڈیولپمنٹ آف سولیزیشن ہے جس کی اشاعت موسم گرما ۱۹۶۱ء میں ہوگی۔

مصنفین کے نام یہ ہیں:۔

(۱) پروفیسر ہیری جے کیول
(۲) ایلسلی ۔ ٹی ۔ ایمبری
(۳) ڈبلیو ۔ کے ۔ میلن
(۴) آرنلڈ ۔ شرائڈ
(۵) الاسٹیر ایم ٹیلر

اس جلد میں مولنا محمد علی (رحمۃ اللہ علیہ) کی تفسیر القرآن کی چوتھی ایڈیشن میں سے مفصلہ ذیل انتخابات شامل کرنا چاہتے ہیں جو کہ قریباً تین ہزار الفاظ پر مشتمل ہوں گے۔

شروع الفاظ :۔ اِن دی نیم آف اللہ ۔ اور آخر الفاظ :۔ آؤ دیبٹ آئی وِد ڈسٹ ۔ صفحات
2-5 ، 239-245 ، 257 ، 268-2..
968-975 ، 1134-1137

کیا انہیں شامل کر کے ورلڈ مارکیٹ میں شائع کرنے کی اجازت ہے۔ مناسب کریڈٹ دیا جائے گا۔

(انہیں اجازت دے دی گئی ہے ۔ لٹریچر اور خط بھی بھیجے گئے ہیں ۔ غلام قادر)

تانگے نیکا

ترجمہ خط از مسٹر آئی شولہ سوالیتا ۔ تانگے نیکا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

میں پیدائشی مسلمان ہوں مگر چونکہ عیسائی اسکول میں پڑھتا رہا ہوں ۔ بایں وجہ اسلام سے قطعاً ناواقف ہوں اور بدقسمتی یہ کہ میں نے قرآن کریم کبھی نہیں پڑھا۔

بسبب اس کے کہ مجھے اپنے مذہب کی واقفیت ہے میرے عیسائی دوست مجھے ترغیب دیتے ہیں کہ میں گرجا جایا کروں ۔ میں مختلف عیسائی سوسائٹیوں سے بائبل کورس بھی پڑھتا رہا ہوں۔

مجھے میرے ایک دوست نے حال ہی میں کہا ہے کہ تعلیم القرآن کلاس میں سکول ٹائم کے بعد داخل ہو جاؤں اور اس نے مجھے یقین دلایا ہے کہ مجھے اسلامی تعلیم سے پوری پوری واقفیت حاصل ہو جائے گی ۔ میں نے فوراً اس پر عملدرآمد کر لیا مگر چند ہفتے کے اندر اندر میں نے تجربہ سے معلوم کر لیا کہ میرا تعلیم القرآن کا ماسٹر خود مغربی علوم سے اور مغربی طرز تعلیم سے ناواقف ہے ۔ حالانکہ میں اسلام کی ریشنل تعلیم کا متمنی ہوں مجھے ایسی کلاس میں حاضر ہونے کا کچھ فائدہ نظر نہ آیا۔

میں آپ کا بہت مشکور ہوں گا اگر آپ میری اس معاملہ میں دستگیری فرمائیں اور ایک کاپی قرآن مجید کی مجھے بھیجکر ممنون فرمائیں تاکہ میں تعلیم القرآن کو تسلی بخش طریق سے حاصل کر سکوں۔

میں چاہتا ہوں کہ اسلام سے کامل واقفیت حاصل کر کے مجھے مسلم سوسائٹی میں عزت کا مقام حاصل ہو علاوہ ازیں مجھے دیگر اسلامی لٹریچر بھی ارسال فرمائیں بہت مشکور ہوں گا۔

اللہ تعالے آپ کا حامی و ناصر ہو۔

میں بہت جلد اپنے جواب کا منتظر ہوں

(انہیں قرآن شریف اور لٹریچر اور خط بھیجے گئے ۔ غلام قادر)

امریکہ

ترجمہ خط از کینتھ ایل پیلن ۔ بوسٹن میساچوٹیس یو ایس اے

جناب عالی

میں اپنی اور چارلس سٹریو نیورسلسٹ میٹنگ ہاؤس کے تمام ممبروں کی طرف سے آپ کا بہت بہت شکریہ ان عجیب و غریب عطیات کے لئے ادا کرتا ہوں جو آپ نے مہربانی فرما کر ہمیں بھیجے ہیں ۔ قرآن شریف اور دیگر کتب نہایت خوبصورت اور دلچسپ ہیں یہ کتب اس تمام مجموعہ کی زینت بن گئی ہیں جو مسلم مذہب کے متعلق ہمارے پاس ہے۔

چند ماہ ہوتے ہمیں مولنا محمد علی کی تالیف شدہ کتاب ریلیجن آف اسلام موصول ہوئی تھی ۔ یہ کتاب آپ کے مذہب کے متعلق صحیح صحیح معلومات حاصل کرنے کے لئے بہت معین و مددگار رہے۔

ہماری لائبریری میں دنیا کے تمام مذاہب کی کتب کا کافی ذخیرہ جمع ہو گیا ہے۔

ہمارے نہایت قیمتی حاصلات میں سے ایک پندرہویں صدی کا قرآن شریف ہے ۔ ابھی تک ہم عربی حروف میں ایسے قرآن شریف کی تلاش میں ہیں جو اصلی عربی نستعلیق میں قلمی لکھا ہوا ہو ۔ مگر افسوس ہے کہ ایسا قرآن شریف دستیاب ہونا بہت مشکل ہے اور اس کی تلاش پر بھی کثیر رقم خرچ ہوتی ہے۔

دوسری کوئی نادر تحریر یا اور اسلامی نادر کتابیں جو آپ کے خیال میں ہمارے مجموعہ (لائبریری) کی زینت میں اضافہ کرے تو ہمیں بتائیں ۔ ہم آپ کی معاونت کو بڑے قدر کی نگاہ سے دیکھیں گے۔

آپ ایسے مجموعہ کی قدر و قیمت سے ہم لوگوں سے زیادہ واقف ہیں۔

میں پھر آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

(کسی دوست کے پاس قلمی نسخہ قرآن کریم ہو تو ہمیں اطلاع دیں ۔ مناسب قیمت دے دی جائے گی ۔ غلام قادر ۔ ڈار عفی عنہ)

ہفت روزہ پیغام صلح ——— لاہور ——— مورخہ ۸ مارچ ۱۹۶۱ء

قائلین حیاتِ مسیح سے ایک سوال

گذشتہ شیوع میں ہم نے پاکستان میں عیسائی مشنریوں کی تبلیغی سرگرمیوں اور کثیر التعداد مسلمانوں کے ارتداد کا ذکر کرتے ہوئے اس امر کی طرف اشارہ کیا تھا کہ

"مسیحی اداروں کی طرف سے آئے دن مختلف رسائل اور اشتہارات شائع ہوتے رہتے ہیں جن میں لوگوں کو اسلام سے متنفر کرنے اور مسیحیت کا حلقہ بگوش بنانے کے لئے مختلف پیرایوں میں حق تبلیغ ادا کیا جاتا ہے، ظاہر ہے کہ ایک عام مسلمان جو مذہب سے چنداں واقفیت نہیں رکھتا بلکہ عام اسلامی خیالات کے مطابق حضرت عیسیٰؑ کی حیات کا بھی قائل ہے اور انہیں کلمۃ اللہ اور روح اللہ ہونے میں بھی ایک منفرد ہستی مانتا ہے وہ ایسے پراپیگنڈے سے متاثر ہوئے بغیر نہیں سکتا"

ہمارا یہ اشارہ اس حقیقت پر مبنی ہے کہ مسیح علیہ السلام کے بارہ میں عام مسلمانوں کے اعتقاد عیسائیت کے کھلے طور پر مؤید ہیں جب ایک عیسائی مشنری مسلمانوں سے یہ سوال کرتا ہے کہ کیا تمہارا یہ اعتقاد ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے دشمنوں کے ہاتھ سے بچا کر مع جسم عنصری زندہ آسمان پر اٹھا لیا جہاں وہ دو ہزار سال سے بغیر کھائے پیئے زندہ بیٹھے ہیں اور اس وقت سے آج تک اُن کے جسم پر کوئی تغیر وارد نہیں ہوا اور وہ آخری زمانہ میں اُمتِ محمدیہ کی اصلاح کے لئے دوبارہ نازل ہوں گے"؟ اور پھر وہ اس امر واقعہ کو بھی ان کے سامنے رکھتا ہے کہ تمہارا امام پیغمبر محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اسی دنیا میں (نعوذ باللہ) دشمنوں سے ماریں کھاتا اور دکھ اٹھاتا رہا، اور آخر کار فوت ہو کر عام انسانوں کی طرح زیر زمین دفن کر دیا گیا۔ تو ان باتوں کا جواب عام مسلمانوں بلکہ ان کے بڑے بڑے علماء کے پاس بھی سوائے ہاں کے اور کچھ نہیں، اور جب ان کے مونہوں سے ہاں نکلتی ہے تو عیسائی مشنریوں کا دوسرا سوال یہ ہوتا ہے کہ "تم خود بتاؤ کہ جو شخص دو ہزار سال سے زندہ موجود ہے اور آسمانوں پر خدا تعالیٰ کے پاس بیٹھا ہے اور نہ وہ کھاتا اور پیتا ہے اور اس کے جسم پر اس لمبی مدت میں کوئی تغیر بھی وارد نہیں ہوا اور تمہارے پیغمبر کی امت کی اصلاح دوبارہ دنیا میں آکر کرے گا وہ بڑا ہے یا وہ جو اسی دنیا میں (معاذ اللہ) دشمنوں کی ماریں کھاتا ہوا مر گیا اور ہمیشہ کے لئے زیر زمین دفن کر دیا گیا؟" اور صرف بڑا ہونے ہی کی بات نہیں، قرآن میں تو رسولوں کے متعلق لکھا ہے وما جعلناهم جسداً لا يأكلون الطعام وما كانوا خالدين۔ ہم نے ان کے جسم ایسے نہیں بنائے کہ وہ کھانا نہ کھائیں اور ان کے جسم پر کوئی تغیر وارد نہ ہو، تو جب مسیح علیہ السلام کھانا بھی نہیں کھاتے اور ان کے جسم پر کوئی تغیر بھی وارد نہیں ہوا اور وہ اتنی لمبی مدت سے الٰہ کما کان خدا تعالیٰ کے داہنے ہاتھ بیٹھے ہیں، تو وہ نبی یا رسول کیسے ہو سکتے ہیں وہ تو الوہیت کے مرتبہ پر فائز ہیں اور خدا کے بیٹے ہونے کی وجہ سے ان میں یہ صفات پائی جاتی ہیں وغیرہ وغیرہ۔ یہ وہ باتیں ہیں جو عیسائی مشنریوں کی طرف سے آئے دن پیش کی جاتی ہیں، جن کا جواب مسلمانوں کے پاس کوئی نہیں اور اس کا یہ نتیجہ ہے کہ پڑھے لکھے مسلمان بھی عیسائی مشنریوں کے اس قسم کے پراپیگنڈے سے متاثر ہو کر صلیبی مذہب کے حلقہ بگوش ہو جاتے ہیں۔

ان واقعات کی روشنی میں ہم قائلین حیات مسیح سے پوچھنا چاہتے ہیں کہ اسلام کو مسیحیت کے حملہ سے بچانے کا کیا ذریعہ ان کے پاس ہے؟ اور کس طرح وہ ان ہزارہا مسلمانوں کو جو مسیحیت کی نذر ہوتے چلے جا رہے ہیں، اسلام پر قائم رکھ سکتے ہیں؟ کیا یہ ایک کھلی ہوئی حقیقت نہیں کہ حیات مسیح کا اعتقاد مسیحیت کی صداقت کا ثبوت اور اس کے فروغ کا موجب ہے کیا یہ حقیقت نہیں کہ پادری عماد الدین۔ احمد مسیح۔ سید احمد شاہ۔ سراج الدین۔ سلطان محمد پال جیسے کئی مسلمان علماء اور پڑھے لکھے سید اور پٹھان اسی اعتقاد کی وجہ سے عیسائیت کی نذر ہو گئے؟

یہ وہ حالات تھے جن میں قادیان سے ایک آواز بلند ہوئی کہ مسیح زندہ نہیں، بلکہ اسی دنیا میں طبعی عمر پا کر فوت ہو چکا ہے، اور زندہ نبی صرف محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جن کے فیض و برکت سے سینکڑوں اولیاء اللہ پیدا ہوئے۔ اور آج بھی آپ ہی کی متابعت سے خدا تعالیٰ ملتا اور اس سے مکالمہ مخاطبہ کا شرف حاصل ہوتا ہے، اس آواز کا اٹھنا تھا کہ کلیسا میں لرزہ آ گیا اور ایک سرکلر جاری ہو گیا کہ کوئی مسیحی ان لوگوں سے بات نہ کرے جو مسیح کی وفات کے قائل ہیں اور اس آواز کے ساتھ ارتداد کی رَو بہت حد تک تھم کر رہ گئی، یہ کون تھا جس کی آواز سے یہ لرزہ پیدا ہو گیا وہی جس کو مسلمان علماء کی بارگاہ سے کافر قرار دیا جاتا ہے حالانکہ یہ حقیقت ہے کہ اسی کا عقیدہ مسیحیت کا خاتمہ اور اسلام کی زندگی کا موجب ہے، وہ جو حدیث میں آنے والے مسیح کا سب سے بڑا کارنامہ کسر صلیب بتایا گیا ہے، وہ اس شخص کے ہاتھوں سر انجام پایا جس کو اسلام کا دشمن قرار دیا جاتا ہے، غور کیجئے کیا ایسے شخص کا وجود اسلام کی دشمنی کا موجب ہو سکتا ہے جس کے اعتقاد سے اسلام کی زندگی وابستہ ہے؟ اس نے کئی بار پکار پکار کر کہا کہ:

"مسیح کو مرنے دو کہ اس میں اسلام کی زندگی ہے"

لیکن مولویوں نے نہ مانا اور اس کا یہ نتیجہ ہے، کہ آج پھر از سر نو اسلام پر مسیحیت کا حملہ شروع ہو گیا ہے۔ ہم ان لوگوں سے جو حیات مسیح کے قائل ہیں یہ پوچھنا چاہتے ہیں کہ ان کے پاس مسیحیت کے اس حملہ اور عیسائی مشنریوں کے سوالات کا کیا جواب ہے؟ کیا وہ مسیح کو آسمان پر زندہ بٹھا کر اسلام کو ان کے حملہ سے بچا سکتے ہیں، کیا ان کا یہ اعتقاد اسلام کے ساتھ کھلی دشمنی اور مسیحیت کی علانیہ تائید نہیں؟ حضرت مرزا صاحب نے کیا ہی سچ فرمایا ہے ؎

ہمہ عیسائیاں را از مقال خود مدد دادند
دلیراں ہا پدید آمد پرستاران میت را

ہم مسلمان علماء اور ان کے ہم نواؤں سے یہ کہنا چاہتے ہیں کہ اگر مسیحیت کے حملہ سے اسلام کو بچانا چاہتے ہو تو آؤ مرزا صاحب کا ساتھ دو، حیات مسیح کے اعتقاد کو چھوڑ دو، اور مسیح کو مرنے دو تاکہ اسلام زندہ ہو، اس کے بغیر کوئی دوسرا چارہ کار نہیں، یہ مامور من اللہ کی آواز ہے۔ اور اسی سے کامیابی وابستہ ہے۔

اخبار احمدیہ

—— محترم ڈاکٹر عطاء اللہ صاحب کے صاحبزادہ شمیم صاحب کچھ دن ہوئے ڈاکٹری کی مزید تعلیم حاصل کرنے کے لئے انگلستان تشریف لے گئے ہیں۔ ان کے وہاں بخیر و عافیت پہنچنے کی اطلاع آ گئی ہے ڈاکٹر صاحب ممدوح کی خواہش ہے کہ احباب کرام اس نوجوان کی صحت عافیت اور کامیابی اور بخیریت واپسی کیلئے دعا فرماویں۔

—— چوہدری محمد لطیف صاحب سیکرٹری مارکیٹ کمیٹی نمانیوال کی اہلیہ محترمہ ایک عرصہ سے بیمار چلی آ رہی ہیں چند یوم سے ان کا بچہ بھی بیمار ہے۔ ان دونوں بیماروں کی صحت کے لئے احباب سے دعا کی درخواست ہے۔

—— ملک عبدالغنی صاحب کارکن انجمن کی طبیعت بہت دنوں سے ناساز ہے، احباب کرام سے دعائے صحت کی درخواست ہے۔

فہرست تقسیم قرآن شریف انگریزی و بیان القرآن

منجانب شیخ میاں فضل الرحمن صاحب آف ملتان

ترجمہ قرآن انگریزی	ملک جہاں بھیجا گیا	تعداد
(۱) " " " "	انڈیا	۲
(۲) " " " "	پاکستان	۳
(۳) " " " "	نائیجیریا	۳
(۴) " " "	آسٹریا	۱
(۵) " " "	آسٹریلیا	۱
(۶) " " " "	انڈونیشیا	۱
میزان		۱۱
(۱) بیان القرآن جلد دوم	لاہور	۱
کل میزان		۱۲

(غلام قادر دار۔ تبلیغ بلا دِ غیر)

اخبار و افکار

خون کی ہولی

بھارت میں حال ہی میں مسلمانوں کے خون سے جو ہولی کھیلی گئی ہے اس کا حال اخبار بین طبقہ سے پوشیدہ نہیں۔ کہا یہ جاتا ہے کہ ایک دو مسلمان غنڈوں نے کسی ہندو لڑکی سے ایسی بدترین مجرمانہ حرکت کی کہ اس نے شرمندگی اور بدنامی کے خوف سے مٹی کا تیل اپنے جسم پر ڈال کر آگ لگا لی اور جل مری۔ ایک اور روایت یہ ہے کہ اس جرم کے مرتکب مسلمان نہیں بلکہ خود ہندو نوجوان تھے، جنہوں نے بعد میں مسلمانوں کا نام لے دیا۔ لیکن مان لیجئے کہ کسی ناپاک طبع مسلمان ہی سے اس جرم کا ارتکاب ہوا ہو، تب بھی ساری مسلمان قوم اس کی سزاوار کس طرح ہو گئی، کہ کئی دنوں تک ان کے خون سے ہولی کھیلی جاتی رہی، ان کی عورتوں کی بےحرمتی کی گئی، ان کو گھروں میں بند کر کے زندہ جلایا گیا، اور ایسے ایسے وحشیانہ مظالم ان پر کئے گئے جن کے پڑھنے اور سننے سے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ حیرت ہے کہ ان سب مظالم کو پولیس اور دفاتر کے محافظ اپنی آنکھوں سے دیکھتے رہے اور مسلمانوں کی حفاظت کا کوئی سامان انہوں نے نہ کیا اور نہ پنڈت نہرو بھی ان واقعات کو ہر گھڑی ٹس سے مس نہ ہوئے اور ان کے سدباب کی کوئی تدبیر انہوں نے نہ کی۔ کیا ان کا فرض نہ تھا کہ اسی وقت مدھیہ پردیش میں خود جا کر جمہ [illegible] اپنے اثر اور رسوخ سے کام لے کر پہلے ہی دن ایسے واقعات کو رکوا دیتے اور آگے بڑھنے نہ دیتے لیکن یہ ہماری توقع نہیں تقسیم ملک کے بعد اس قسم کے پانچ سو سے زیادہ واقعات ہندوستان میں ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ہو چکے ہیں جن میں کسی نہ کسی بہانے فساد برپا کر کے مسلمانوں ہی کو مارا جاتا اور انہی کو قید و بند کی سزائیں دی جاتی ہیں۔ یہ اس لادینی ریاست کا حال ہے جس کا دعویٰ ہے کہ اسے کسی مذہب و ملت سے سروکار نہیں اور تمام رعایا بلا امتیاز مذہب و ملت قانون کی نظر میں یکساں ہے لیکن عملاً وہاں رام راج کا دور دورہ ہے۔ مرحوم لیاقت علی خاں اور پنڈت نہرو کے مابین معاہدہ ہوا تھا کہ پاکستان اور ہندوستان میں اقلیتوں کی پوری پوری حفاظت کی جائے گی خدا کا شکر ہے کہ پاکستان اس عہد پر اب تک پوری طرح قائم ہے اور قیام پاکستان سے لے کر اب تک نہ کسی قسم کا فساد برپا ہوا نہ ہندو یا کسی اور اقلیت کو کسی قسم کا صدمہ پہنچا لیکن ہندوستان میں شاید ہی کوئی سال فسادات اور مسلمان اقلیت پر ظلم و ستم سے خالی گیا ہو، کیا یہی عدل و انصاف ہے، کیا یہی پابندیٔ عہد ہے؟

پاکستان کا فرض

افسوس ہے کہ مدھیہ پردیش کے وحشیانہ مظالم پر پاکستان کی طرف سے کما حقہ احتجاج نہیں کیا گیا۔ طلباء کے جلوس اور نعرہ ہائے مذمت یا ہندوستانی ہائی کمشنر کی قیامگاہ کو نقصان پہنچانا یا صدر پاکستان کا اظہار مذمت کافی نہیں۔ مسلمانوں کا خون کچھ اور چاہتا ہے ومالکم لا تقاتلون فی سبیل اللہ والمستضعفین من الرجال والنساء والولدان الذین یقولون ربنا اخرجنا من ھذہ القریۃ الظالم اھلھا "تمہیں کیا ہو گیا کہ [illegible] ہیں اور ان کمزور لوگوں کے لئے نہیں لڑتے جن کے مرد عورتیں اور بچے جناب الٰہی میں فریاد کر رہے ہیں کہ اے ہمارے رب ہمیں اس ملک سے نکال جس کے رہنے والے اس قدر ظالم واقع ہوئے ہیں۔"

یہ خدائی حکم ہے جس پر عمل کرنا ضروری ہے۔ [illegible] نہیں کہ قتال جس کا اس آیت میں حکم دیا گیا ہے تلوار اور توپ بندوق ہی سے ہو، اس کی اور بھی صورتیں ہیں جنہیں اختیار کرنا پاکستان کا فرض ہے کاش وہ اپنے اس فرض کو پہچانے اور اپنے غریب بھائیوں کی رستگاری اور امن و عافیت کے لئے مناسب تدابیر اختیار کرے۔

شیخ ازہر کا فتوے

قریباً تین برس کی بات ہے مصر کی جامع ازہر کے شیخ الاستاذ محمود شلتوت کا ایک فتوے شائع ہوا تھا جس میں انہوں نے واضح دلائل کے ساتھ ثابت کیا تھا کہ مسیح علیہ السلام فوت ہو چکے ہیں اور ان کا رفع الی السماء [illegible] بلکہ فوت ہو جانے کے بعد روحانی طور پر ہوا۔

یہ فتوے ایک پمفلٹ کی صورت میں احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کی طرف سے [illegible] بعض لوگ اسے ایک انفرادی فتوے قرار دیتے تھے ان کے نزدیک یہ فتوے استاذ محمود شلتوت [illegible] جامع ازہر کا نہیں بلکہ جماعت احمدیہ [illegible]

اب شیخ نور احمد صاحب [illegible] سے یہ معلوم کر کے خوشی ہوئی ہے کہ استاذ محمود شلتوت کے تمام فتاوے کو سرکاری طور پر کتابی شکل میں ازہر یونیورسٹی کے زیر اہتمام شائع کیا گیا ہے اور اس کتاب میں مذکورہ بالا فتوے بھی موجود ہے جس کے آخر میں استاذ محمود نے مناقشہ کے عنوان سے ان تمام اعتراضات کا بھی جواب دیا ہے جو اس فتوے کے سلسلہ میں کئے گئے اور حیات مسیح کے متعلق یہاں تک لکھ دیا ہے کہ:-

"یہ عقلی جمود ہے اور غیرت دینی کا زوال [illegible] ہے"

مولانا آفتاب الدین احمدؒ کی یاد میں

۲۹ جنوری ۱۹۶۱ء، بروز اتوار سہ پہر ساڑھے تین بجے احمدیہ انجمن اشاعت اسلام شاخ مشرقی پاکستان کے زیر اہتمام یوم وصال حضرت مولانا آفتاب الدین احمد مرحوم و مغفور کے موقعہ پر ایک جلسۂ عام منعقد کیا گیا، جس کی صدارت ڈاکٹر ابوالخیرات ایم بی نے فرمائی۔ جلسہ کا آغاز مولوی عبدالستار صاحب نے تلاوت قرآن پاک سے کیا۔ مشرقی پاکستان اسلام مشن کے افسر انچارج جناب مولوی عبدالصمد جمالی صاحب نے اس مبلغ اسلام کی مطہر زندگی اور سرگرمیوں پر روشنی ڈالی اور بتایا کہ مرحوم بنگال کی اعلیٰ سوسائٹی کے پہلے فرد ہیں جنہوں نے احمدیہ تحریک میں شمولیت اختیار کی۔ مسٹر سید امجد حسین، مولوی عطاء الرحمٰن اور عبدالستار صاحب نے امام صاحب مرحوم و مغفور کی زندگی کے شاندار کاموں کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالی۔ مسٹر اے ستار احمد [illegible] اور مولوی اے ایس جمالی نے مولانا مرحوم کے دو مضامین بعنوان "آف ریلیجن" اور "اسلام اور مارکسزم" کے اقتباسات سامعین کو پڑھ کر سنائے، جن سے عالم روحانیات اور علمی و عقلی دنیا میں ایک احمدی مبلغ کی بلند خیالی کا اظہار ہوتا ہے۔ آخر میں صدارتی تقریر کے بعد مولانا مرحوم کے لئے دعائے مغفرت مانگی گئی کہ اللہ تعالیٰ اس مجاہد اسلام کی روح پر فتوح پر اپنے فضائل و برکات کی بارش نازل فرمائے۔

بلائے دمشق اور خلافت اسلامیہ پر صدق جدید کا تبصرہ

بلائے دمشق اور خلافت اسلامیہ

از عبدالوہاب خان صاحب بی ٹی۔ ۱۹۲ صفحات۔ قیمت عہ پتہ:- ہاشم کوارٹر $\frac{364}{A}$ پیپل کالونی لائل پور (پاکستان)

خلیفہ مرزا بشیر الدین محمود کے خلاف ایک مفصل فرد جرم ایک احمدی کے قلم سے اور مسیح موعودؑ کے الہامات کی روشنی میں۔ (صدق جدید مورخہ ۱۲ جنوری ۱۹۶۱ء)

[illegible]:- یہ کتاب اس قابل ہے کہ اسے [illegible] کے ہر فرد کے ہاتھ میں پہنچایا جائے۔

[illegible] پاکستان سے اپیل کرتے ہیں کہ وہ بھی تعصبات کو [illegible] محض للہ اس مسئلہ پر غور کریں اور استاذ [illegible] کو سامنے رکھ کر ان دلائل پر نظر ڈالیں جو [illegible] کی تائید میں دیئے گئے ہیں۔ مرزا صاحب کو ماننا نہ ماننا ایک دوسری بات ہے کم از کم اس بات پر تو غور کریں کہ حیات مسیح کے عقیدہ سے اسلام کو کس قدر نقصان پہنچ رہا ہے جس کی وضاحت آج کے ایڈیٹوریل میں کی گئی ہے اس لئے مسیحیت کے حملہ سے اسلام کو بچانے کے لئے اس پر غور کرو، اور قطع نظر اس بات کے کہ اس سے مرزا صاحب کی تائید ہوتی ہے یا مخالفت، وہ روش اختیار کرو جو اسلام کی تائید اور زندگی کا موجب ہو۔

خط و کتابت کرتے وقت نمبر کا حوالہ دیں (نمبر)

رمضان میں نزولِ قرآن اور اُس کی برکات

خطبہ جمعہ ۳ مارچ ۱۹۶۱ء فرمودہ حضرت امیرِ قوم مولانا صدر الدین صاحب ایدہ اللہ بنصرہ العزیز بمقام احمدیہ بلڈنگس لاہور

شھر رمضان الذی انزل فیہ القرآن ھدی للناس و بینٰت من الھدیٰ والفرقان ــــ اجیب دعوۃ الداع اذا دعان فلیستجیبوا لی ولیؤمنوا بی لعلھم یرشدون (البقرہ ع ۲۲)

رمضان کی اہمیت نزولِ قرآن سے وابستہ ہے

رمضان شریف کا مہینہ بڑی اہمیت کا مہینہ ہے۔ اس کی اہمیت قرآن کریم کے نزول سے وابستہ ہے چنانچہ فرمایا شھر رمضان الذی انزل فیہ القرآن۔ ماہ رمضان کی اہمیت کو مدِنظر رکھو اس مبارک مہینہ میں قرآن کریم نازل ہوا ہے۔

عالمِ رُوحانیت کا آفتاب

جس طرح مادی دنیا کا آفتاب کل دنیا کو اپنی روشنی دیتا ہے۔ اور اُس کا وجود زندگی کی بقاء کے لوازمات میں سے ہے۔ اسی طرح یقین جانئے کہ عالم روحانیات میں یہ قرآن کریم آفتاب کی طرح بہت بلندی پر چمکتا ہے۔ یہ دنیا کے قلوب کو روشن کرتا ہے۔ رضائے الٰہی کے حصول کے لئے صحیح راستہ کی رہنمائی کرتا ہے۔ یہ صرف ایک ہی روحانی آفتاب ہے جو عالم انسانیت کے لئے رُشد و ہدایت اور فلاح بہبود کا پیغام لے کر آیا ہے۔

قرآن کریم کا تدریجی نزول اور اس پر عمل

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان شریف کی اہمیت اور فوائد کو بھی بیان فرمایا ہے اور ساتھ ہی ساتھ اس کی اہمیت کے پیشِ نظر عملی رنگ میں اس سے فائدہ حاصل کیا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم قرآن شریف کے سب سے پہلے حافظ تھے۔ اللہ تبارک و تعالےٰ نے اس کتاب کی حفاظت کے لئے اور قوم کی تربیت کے لئے اس کو تدریجاً تھوڑا تھوڑا کر کے نازل فرمایا، اور یہ تئیس سال کے عرصہ میں موقعہ و محل کے مطابق نازل ہوتا رہا۔ چنانچہ فرمایا۔ شھر رمضان الذی انزل فیہ القرآن۔ قرآن کریم کی تنزیل کا آغاز رمضان میں ہوا تھا اور حسبِ ضرورت حالات کے مطابق اُترتا رہا۔ اس تدریجی نزول کی وجہ سے یہ یاد بھی ہوتا رہا۔ اور اس پر عمل بھی ہوتا چلا گیا۔ سارا کا سارا قرآن آہستہ آہستہ لوگوں کے حافظہ میں بیٹھ گیا، اور لوگوں نے اس کو اپنے سینوں پر لکھ دیا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ماہ رمضان میں اس کا دَور فرمایا کرتے تھے۔

ماہ رمضان میں قرآن کریم کا دَور اور نماز تراویح

حدیث شریف میں ہے کہ حضرت جبرائیلؑ ماہ رمضان میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں آتے اور آپؐ کے ساتھ قرآن کریم کا دَور فرمایا کرتے تھے۔ اس سے ماہ رمضان کی اہمیت اور بھی زیادہ واضح ہو جاتی ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے چند دن تراویح بھی پڑھائی۔ یوں تو آپؐ ہمیشہ تہجد کی نماز پڑھتے تھے لیکن تراویح بھی جو تہجد کے قائم مقام ہے۔ آپؐ نے ماہ رمضان میں چند دن پڑھائی اور پھر چھوڑ دیا۔ تاکہ ایسا نہ ہو کہ اس کو فرض قرار دے دیا جائے۔ اور یہ امت کے لئے بوجھ بن جائے۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس کا اہتمام فرمایا۔ اور عورتوں اور مردوں کے لئے یہ اہتمام کیا کہ نماز تراویح باقاعدہ پڑھی جائے اور اس میں قرآن کریم سنایا جائے جو رمضان شریف کے مہینہ میں ختم ہو، اور سارا سال اس کی تعلیمات کو سامنے رکھتے ہوئے اس پر عمل کیا جائے۔

تمام قوم ایک ہی رنگ میں

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قوم اس وقت تک قوم نہیں کہلا سکتی جب تک سارے کے سارے ایک رنگ اختیار نہ کر لیں۔ اور ہم آہنگی اور یک جہتی ان میں پیدا نہ ہو جائے۔ جیسا کہ قرآن شریف میں فرمایا:۔ یاایھا الذین امنوا ادخلوا فی السلم کافۃ۔ سارے کے سارے مسلمان ایک رنگ میں خدا تعالےٰ کی اطاعت اور فرمانبرداری میں لگ جائیں۔ سب کے سب ایک ہی رنگ اختیار کریں۔ مسلمان قوم نے اس پر پورا عمل کیا۔ چنانچہ آج بھی دنیا بھر کے پچاس کروڑ مسلمان ایک ہی رنگ میں مل کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کے پیشِ نظر اس مبارک مہینہ میں روزہ، تراویح، تلاوتِ قرآن اور خیرات و صدقات کو اپنا شعار بنائے ہوئے ہیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا عظیم الشان معجزہ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ بہت بڑا معجزہ ہے کہ آپ نے بکھری ہوئی قوم کو ایک کر دیا۔ اس کا ایک ہی رنگ اور مسلک ہو گیا۔ ایسی کامیابی اور کسی نبی اور رسول کو نصیب نہیں ہوئی۔ آپ نے اپنی تعلیمات اور مشن کا عملی نمونہ خود اپنی آنکھوں سے دیکھا اور ایک ملک کے ملک سے ان نیکیوں کو پھیلانے کے بعد تمام عرب سے بدیوں اور برائیوں کا وجود مٹا دیا۔ اور اس بگڑی ہوئی قوم کو نیک اور صالح بنا دیا۔

روزہ سے غفرِ ذنوب

آپ نے فرمایا من صام رمضان ایمانا واحتسابا غفرلہ ما تقدم من ذنبہ جس شخص نے اس ایمان اور یقین کے ساتھ روزہ رکھا کہ خدا ہے اور اس کا رسول سچا ہے اور اس کی کتاب برحق ہے۔ واحتسابا۔ احتساب کے معنی لغت اور حدیث میں آتے ہیں۔ طلبا لوجہ اللّٰہ۔ خدا کی رضا حاصل کرنے کے لئے روزہ رکھا۔ غفرلہ ما تقدم من ذنبہ وہ شخص پاک صاف ہو گیا۔ اسی طرح سے جس طرح غسل کرنے سے انسان کا جسم پاک صاف ہو جاتا ہے۔ اس مہینہ سے فائدہ اُٹھاؤ، یہ مہینہ رحمتوں برکتوں اور فضلوں کا مہینہ ہے۔ وہ راستہ جس پر شیطان چلتا ہے۔ وہ خواہشات کا راستہ ہے جو بہت وسیع اور چوڑا ہے۔ خواہشات پر قابو پانے کے لئے ہی روزہ رکھا جاتا ہے جو شخص اور جس قوم نے روزہ رکھ لیا وہ معزز اور کامیاب ہو گیا۔ طلبا لوجہ اللّٰہ روزہ وہی ہے جو خدا کی رضا چاہنے کے لئے رکھا جائے۔

روزہ سے دلوں کی پاکیزگی

نماز روزہ انسان کو مہذب بنانے کے لئے خدا کا قرب حاصل کرنے اور مخلوق سے خوشگوار تعلق پیدا کرنے کے لئے ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک شخص کے مکان کے سامنے دریا بہتا ہو اور وہ پانچ وقت غسل کرے تو کیا اس کے بدن پر میل کچیل رہ جائے گی نہیں بلکہ اس کا بدن پاک و صاف ہو جائے گا۔ یہی حال نماز اور روزہ کا ہے اس سے دلوں کی گندگی صاف ہوتی ہے، جرائم پیشگی اور حرام کاری ختم ہو جاتی ہے۔ انسان اعلیٰ درجہ کی وفا کا مالک ہو جاتا ہے، دیانت اور راستی پیدا ہو جاتی ہے، طہارت اور پاکیزگی دلوں کو گھیر لیتی ہے نماز سے طہارت اور روزہ سے ضبطِ نفس میسر آتا ہے اللہ تعالےٰ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہراتؓ سے فرمایا یرید اللّٰہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت ویطھرکم تطھیرا۔ اے نبی کی بیویو جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر سے تعلق رکھتی ہو ہم تمہاری رجس اور میل کو دور کرنا چاہتے ہیں۔ وہ اس طرح کہ قرآن پڑھو، نماز پڑھو، روزہ رکھو، زکوٰۃ دو، اور اسی بات کی

غیرت دکھو۔ کہ قرآن تمہارے گھروں میں اُترتا ہے ان گھروں کو ہر قسم کی رجس اور میل کچیل سے پاک و صاف ہونا چاہیئے۔ تمہارے گھر مہبط وحی الٰہی ہیں اسکو پاک و صاف رکھنا ضروری ہے، آپ کی ذمہ داری بہت بڑی ہے۔

روزہ سے قرب الٰہی اور قبولیت دُعا

رمضان تزکیہ و طہارت حاصل کرنے کا مہینہ ہے۔ اسی سے انسانوں کو قرب الٰہی میسر آتا ہے جیسے مقربین کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے واذا سالک عبادی عنی۔ جب میرے بندے میرے بارے میں پوچھیں تو کہدو کہ فانی قریب یعنی میں اُن کے قریب ہوں۔ میں ان کی دعاؤں کو سنتا ہوں۔ یہ خدا کا وعدہ ہے، اللہ تعالیٰ صادق الوعد ہے اگر طہارت و تزکیہ اختیار کر لیا جائے، رشد و ہدایت کمردار بن جائے اجیب دعوۃ الداع اذا دعان تو پھر تمہاری مناجات اور دعاؤں کو ہم قبول کریں گے اور تمہاری مرادوں سے جھولیاں بھر دیں گے۔ یہ وعدۂ الٰہی ہے۔

رُشد و ہدایت کی راہ

اگر تم اللہ تعالیٰ کے مقرب بننا چاہتے ہو اور فلاح و بہبود اور کامیابی حاصل کرنے کے خواہشمند ہو تو اس کی ایک ہی صورت ہے فلیستجیبوالی میری فرمانبرداری اختیار کرو۔ ولیؤمنوا بی اور مجھ پر ایمان لے آؤ۔ لعلھم یرشدون یہی تمہاری کامیابی اور رشد و ہدایت کی راہ ہے۔ اسی راہ پر ہم مسلمانوں کو قائم کرنا چاہتے ہیں۔ اسی راہ پر چل کر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کامیاب ہوئے اور نہایت شاندار کامیابیاں اور فتوحات حاصل کیں۔

خدا کی فرمانبرداری اور رسول کریمؐ کے اسوۂ حسنہ کی پیروی کرو

ہم سب کے لئے فخر کی بات ہے کہ ہمارا خدا وہ خدا ہے جو رب العلمین اور تمام دنیا کا خدا ہے۔ اس نے قرآن کریم کے ذریعہ سے ہدایت اور کامیابی کی راہیں بتائیں۔ ہمارا رسول صلی اللہ علیہ وسلم اس عظیم الشان کتاب کو لے کر آیا اور

تنظیم جماعت کے سلسلہ میں ایک ضروری تجویز

مکرمی ایڈیٹر صاحب پیغام صلح۔ لاہور۔ السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ

تنظیم جماعت کے سلسلہ میں میری ایک تجویز ہے اور وہ یہ ہے کہ جہاں جہاں ہماری جماعتیں ہیں۔ اور منظم ہیں۔ ان کے مقامی سکرٹری کا نام و پتہ اخبار پیغام صلح میں چھپنا چاہیئے۔ اور ساتھ ہی اس امر کا بھی اعلان ہو کہ مختلف شہروں میں ہماری جماعت کی نماز جمعہ کس مقام پر ہوتی ہے۔ یہ اس لئے ضروری ہے کہ ہماری جماعت کے لوگ اپنے کاروبار اور سرکاری دوروں کے سلسلہ میں مختلف شہروں میں جاتے ہیں۔ اگر ان کو مقامی سیکرٹری کا نام و پتہ معلوم ہو تو وہ اس سے ملاقات کر سکتے ہیں۔ اگر جماعت کی مسجد ہو تو وہاں نمازوں میں شامل اور جماعت کے دیگر احباب سے ملاقات کر سکتے ہیں۔ اگر نماز جمعہ کے دن وہاں پہنچیں تو نماز جمعہ میں بھی شامل ہو سکتے ہیں۔ اس طرح میل ملاپ سے آپس میں یگانگت اور مؤانست بڑھے گی اور تبادلۂ خیالات سے تقویت ایمان حاصل ہوگی۔

خاکسار۔ ممتاز احمد فاروقی لاہور

عیسائی مشنریوں کے مقابلہ میں

عیسائی مشنریوں کے مقابلہ میں صرف احمدی ہی کامیاب ہو سکتے ہیں۔ کیونکہ ان کا عقیدہ ہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام صلیب پر نہیں فوت ہوئے۔ بلکہ بعد میں اپنی طبعی موت سے فوت ہوئے اور زمین میں دفن ہوئے اور زندہ آسمان پر نہیں اٹھائے گئے۔ اور اُمت محمدیہ کی اصلاح کے لئے وہ نہیں آئیں گے بلکہ ایک مسیح صفت مجدد دین یہ کام کریگا۔ جہاں آپ یہ باتیں پیش کریں گے وہاں پادری مشنری نہیں ٹھہر سکتا۔ اسی طرح مسیح کا روح اللہ اور کلمۃ اللہ اور بن باپ پیدا ہونے کے متعلق بھی احمدی لوگ ہی صحیح جواب دے سکتے ہیں۔ میری تجویز یہ ہے کہ ایک پاکٹ سائز کا پمفلٹ لکھا جائے جس میں مختصراً عقلی اور نقلی دلائل سے عیسائیوں کو مسکت جواب دیا جائے۔ بلکہ لگے ہاتھ آریوں کے عقائد کے بودا پن پر بھی روشنی ڈالی جائے۔ ایسا پمفلٹ کثیر تعداد میں ملک میں پھیلایا جائے۔ اس کی قیمت رکھی جائے اور اس کا ہندی زبان میں۔۔۔۔ سندھی زبان میں اور گجراتی زبان میں بھی ترجمہ کروایا جائے۔ اس پمفلٹ میں احمدیہ جماعت کے صحیح مسلک پر روشنی ڈالی جائے۔ اس کے لئے الگ چندے کی اپیل کی جائے۔ والسلام۔ خاکسار ممتاز احمد فاروقی ورود

حضرت مولانا محمد علی صاحب مرحوم و مغفور کے حالاتِ زندگی

جیسا کہ میں اخبار کے ذریعہ اعلان کر چکا ہوں میں نے بفضلہٖ ارادہ کیا ہے کہ امیر مرحوم کے متعلق جو واقعات اور حالات جمع کر سکوں ان کو کتابی صورت میں چھپوا دوں۔ احباب جماعت نے اس تجویز کو بہت سراہا ہوگا۔ مگر یہ کافی نہیں، میں پھر احباب کی توجہ اس طرف مبذول کرانی چاہتا ہوں کہ وہ مہربانی فرما کر اور تکلیف اٹھا کر مجھے مولانا مرحوم کے متعلق حالات یا واقعات کو جو کہ دلچسپ اور مفید ہوں۔ وہ لکھ کر ارسال فرمائیں۔ بعض احباب مولانا

(۳) محمد احمد صاحب خلف الرشید مولانا مرحوم
(۴) نصیر احمد فاروقی صاحب
(۵) مولانا صدرالدین صاحب
(۶) شیخ میاں محمد صاحب
(۷) مولوی رحیم بخش صاحب
(۸) ڈاکٹر سعید احمد صاحب۔ ڈاڈر
(۹) چوہدری ظہور احمد صاحب
(۱۰) مولانا یعقوب خان صاحب

تنظیم جماعت کے سلسلہ میں ایک ضروری تجویز

غیرت دکھو۔ کہ قرآن تمہارے گھروں میں اُترتا ہے ان گھروں کو ہر قسم کی رجس اور میل کچیل سے پاک و صاف

کا مستحق ہو گیا۔

ایسے شخص کی نسبت یہ کہنا کہ اس نے ایسا دعوےٰ کیا ہے جس کے نہ ماننے کی وجہ سے وہ باقی کلمہ گوؤں کو کافر اور دائرہ اسلام سے خارج قرار دیتا ہے کہاں تک درست ہو سکتا ہے؟ جو شخص اپنے منکر کو بھی مسلمانی کا استحقاق دے رہا ہو صرف اس لئے کہ اگرچہ وہ دل سے تو نہیں مگر عدالت کے خوف سے ہی اپنے فتوے کفر سے رجوع کر رہا ہے تو کیا ایسے شخص کو روئے زمین کے کلمہ گوؤں کو اپنے نہ ماننے کے باعث کافر قرار دینے والا کہا جا سکتا ہے؟

جماعت احمدیہ کے اصل بنیادی نظریات

سچ بات یہ ہے کہ نہ صرف حضرت اقدس نے اپنے نہ ماننے کو کفر قرار نہیں دیا بلکہ اصل حقیقت یہ ہے کہ آپ نے تکفیر کی مرض کے قلع قمع کے لئے پوری طرح جہاد کیا ہے، جس طرح یہ صحیح ہے کہ اس زمانہ میں غلبۂ اسلام کے لئے حضرت اقدسؑ کی تحریک منفرد ہے ایسا ہی یہ بھی سچ ہے کہ مسلمانوں کے باہمی اتحاد کے لئے بھی آپ کی اصل تحریک مختص و منفرد ہے اس لئے یہ کہنا مبالغہ آمیزی سے کلی طور پر مبرا ہے کہ اگر تحریک احمدیہ کا نفوذ اس ملک میں نہ ہوا ہوتا تو پاکستان کا نعرہ نہ کبھی بلند کیا جا سکتا تھا اور نہ ہی کبھی یہ مقصد شرمندۂ تعبیر ہوتا۔ اگر اس امر میں پھر بھی کوئی شبہ و شک رہ جاتے کہ تحریک احمدیہ کا اصل مقصد مدعا کیا ہے تو ڈاکٹر سر محمد اقبال صاحب کے علیگڑھ لیکچر ۱۹۱۳ء کا حوالہ کافی ہونا چاہیئے جہاں موصوف نے فرمایا تھا کہ اس زمانہ میں اگر ٹھیٹھ اسلامی تہذیب کا نمونہ دیکھنا ہو تو وہ آج اس قوم میں نظر آئے گا جو قادیان میں پیدا ہوا ہے۔

پاکستان کا بننا ایک معجزہ رہتی ہے کیونکہ ایسے زمانہ میں جبکہ ہر طرف مادی اقدار پر ایمان ہو، دینی امور پر بنا رشدہ کسی قومیت کے اصول کو تسلیم کرا لینا ایک خارق عادت بات ہے، اگر یہ صحیح ہے کہ پاکستان کی بناء اسلامک آئیڈیالوجی اور جملہ کلمہ گوؤں کی وحدت پر پڑی تو پھر یہ کہنا بھی درست ہے کہ تکفیر اور مقاطعہ کی جو وبا ۱۹۵۳ء میں اٹھی تھی وہ اگر جاری رہتی تو اس مملکت کے خاتمے کے بغیر دوسرا کوئی نتیجہ نہ نکلتا اس لئے اس امر کے ماننے میں تامل نہ ہونا چاہیئے کہ مارشل لاء کے پہلے دور نے اگر مرض تکفیر کا سدّباب کیا تو دوسرے دور میں اسے پھر سے ابھرنے سے روکا۔ اس طرح پاکستان کو دوبارہ اس کی بنیادوں پر قائم کر دیا۔ نہ صرف پاکستان کا استحکام دوبارہ عمل میں آیا بلکہ اس مملکت کے لئے جن اصلاحات کا نفاذ ضروری ہے مارشل لاء کے دوسرے دور میں ان کو بھی بسرعت عملی جامہ پہنایا جا رہا ہے، خصوصاً اوقاف و مساجد اور آئمہ مساجد نیز دوسری معاشرتی و معاشی خرابیوں کے برخلاف جو اصلاحی اقدامات کئے جا رہے ہیں ان تمام کا نتیجہ یہی نکلنے والا ہے کہ مسلمان قوم کے اطوار و عادات میں خاطر خواہ تبدیلی ہو کر اس سلطنت کی بنیادیں مضبوط تر کر دی جائیں، جماعت احمدیہ کی تحریک کے مقاصد میں سے بھی ایک اہم مقصد مسلمان قوم کی اصلاح ہے اور اب اس کے سامان خدا تعالےٰ نے مارشل لاء کے ذریعے پیدا کئے ہیں چنانچہ اسی کی اطلاع خدا نے اپنے اس زمانہ کے مامور و مجدّد کو ان الفاظ میں نصف صدی پہلے سے دے دی تھی:-

> "چو دور خسروی آغاز کردند مسلماں را مسلماں باز کردند۔ انی مع الافواج آتیك بغتۃً۔ ولنجعلك سهولة في كل أمر ان ربك فعال لما يريد" (صفحہ ۳۴۵)
>
> "بخرام کہ وقت تو نزدیک رسید و پائے محمدیاں برمنار بلند تر محکم افتاد۔ پاک محمد مصطفےٰ نبیوں کا سردار۔ خدا تیرے سب کام درست کر دے گا۔ خدا تیری ساری مرادیں تجھے دے گا، ربّ الافواج اس طرف توجہ کرے گا اس نشان کا مدعا یہ ہے کہ قرآن خدا کی کتاب اور میرے منہ کی باتیں ہیں جناب الٰہی کے احسانات کا دروازہ کھلا ہے اور اس کی پاک رحمتیں اس طرف متوجہ ہیں" (صفحہ ۱۰۰)

ربّ الافواج نے قوم کی اصلاح کے سامان پیدا کر دیئے

پہلے پیرا میں صاف صاف بتلا دیا کہ اس ملک میں بادشاہت کا آغاز ہوگا تو اس وقت مسلمان قوم کی اصلاح کے اقدامات کے لئے افواج کو مسلّط کر دیا جائے گا۔

دوسرے پیرے میں بھی پائے محمدیاں برمنار بلند تر محکم افتاد سے مسلمان قوم کی بادشاہت کا قیام اور اس کا استحکام مراد ہے جس کے نتیجے میں حضرت اقدسؑ کے دلی مقاصد یعنی اصلاح قوم اور آنحضرت صلعم کی نبوّت اور قرآن شریعت کی صداقت کا ڈنکا بجنا ظہور میں آئیں گے یہ بھی ربّ الافواج کے اس طرف توجہ کرنے سے ہی ہوگا۔ یہاں لفظ ربّ اس لئے استعمال کیا گیا ہے کہ اس میں بتلانا یہ منظور ہے کہ قومی تربیت و اصلاح کے مقاصد شامل ہیں، جو مارشل لاء کے ذریعہ نافذ کئے جائیں گے۔ یہ بھی ایک عجیب واقعہ اور نادر الوقوع امر ہے کہ افواج کے ذریعہ اصلاح قوم کے مقاصد انجام پائیں کیونکہ ہر طرف، ملکی سلطنتیں بھی ان مقاصد کی حامل نہیں ہوا کرتیں۔ مگر خدا تعالےٰ کو چونکہ اس قوم کی اصلاحی تربیت کرنا منظور ہے اور اس کی صورت بجز تسلّط افواج کے ممکن نہیں کیونکہ اس قوم کا مزاج ہی ایسا واقع ہوا ہے کہ یہ ایمان و اخلاق کی اپیل کی بجائے قوّت اور جبر سے درست ہوتی ہے اس لئے اس کے مزاج کے مطابق اس کی اصلاح کی احسن صورت خدا نے پیدا کر دکھلائی ہے۔

امور غیبیہ کس شان و شوکت سے واقعات میں پورے ہوئے!

جو لوگ صاحب انصاف و عقل ہیں وہ غور کریں کہ غیب کے راز کی وہ باتیں جو آج سے نصف صدی قبل خدا تعالےٰ نے اپنے مامور و مجدّد کے ذریعہ بتلائیں کس قدرت و عظمت سے پوری ہو کر رہیں! کیا کسی انسان کی طاقت میں ہے کہ وہ اپنے نصف صدی بعد آنے والے واقعات کو ایسی صفائی سے دیکھ کر بیان کر دے؟ ان حقائق کو مشاہدہ کرنے کے بعد کیا دل سے بے اختیار یہ آواز نہیں نکلتی کہ ان امور غیبیہ کا مورد واقعی منجانب اللہ صادق مامور الٰہی تھا جس کے قلب صافی پر واقعی وحی ولایت نازل ہوتی، نہ یہ کہ اس کے دل کی اپنی آواز تھی؟ واقعات میں ظاہر ہونے سے قبل اس پر نازل شدہ کلام ربّی بظاہر نہیں معلوم ہوتا تھا مگر جب واقعات کی مہر صداقت اس پر ثبت ہوئی تو وہ کس قدر پُر معنی و پُر مغز ثابت ہوا!

الہامی فقرہ انی مع الافواج آتیك بغتۃً ایک مرتبہ اس تعلق سے بھی آیا ہے خدا دو مسلمان فریق میں سے ایک کا ہوگا پس یہ پھوٹ کا ثمرہ ہے انی مع الافواج آتیك بغتۃً اس جگہ کس قریبے اور تعلق کی وجہ سے فوجوں کے آنے کا ذکر فرمایا گیا ہے۔ اس کی کچھ تشریح آئندہ اشاعت میں کی جائے گی۔

ہائی سکولوں کے طلباء کا تقریری مقابلہ

طلبائے مسلم ہائی سکول ۲ کو دو انعامات

بخدمت ایڈیٹر صاحب اخبار پیغام صلح انجمن اشاعت اسلام لاہور

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ آج ۱۶ فروری ۱۹۶۱ء آڈیٹوریم لاہور میں زیر صدارت جناب قاضی محمد ظریف صاحب انسپکٹر آف سکولز لاہور ڈویژن تقاریر کا مقابلہ منعقد ہوا۔ اس مقابلے میں لاہور کے تمام سرکاری و غیر سرکاری ہائی سکولوں کے چیدہ چیدہ تقریباً ساٹھ طلباء نے حصہ لیا۔ تقریر کا موضوع "اسلام ہی امن عالم کا ضامن ہے" تھا۔ جج کے فرائض کوثر نیازی ایڈیٹر شہاب، شورش کاشمیری ایڈیٹر "چٹان"۔ اور ظہور الحق صاحب فاروقی ڈپٹی انسپکٹر آف سکولز لاہور ڈویژن نے سر انجام دیئے۔

مسلم ہائی سکول ۲ سے بھی دو طلباء محمد کمال اور تنویر احمد نے اس مقابلے میں حصہ لیا۔ خدا کے فضل سے تین انعامات میں سے دو انعامات ہمارے طالبعلموں نے حاصل کئے۔ صاحب صدر اور جج صاحبان اور دیگر حاضرین نے ہمارے بچوں کی تقاریر کو خوب سراہا۔ اس شاندار کامیابی پر میں ہیڈ ماسٹر ... مرزا خلیل الرحمن صاحب کو دلی مبارکباد پیش کرتا ہوں کیونکہ سکول کی یہ کامیابی مرزا صاحب کی

مکتوبِ برلن ——— مولانا محمد یحییٰ صاحب بٹ امام مسجد برلن

جرمن مسلم مشن کی تبلیغی سرگرمیاں

ایک جرمن مصنف کے خیالات اسلام کے متعلق

دسمبر کا مہینہ تھا کہ ایک جرمن خاتون جو ہمارے ہاں اکثر آتی ہے میرے لئے ایک کتاب لائیں۔ اس کتاب کا نام ہے DIE MENSCNEIT BETET ڈی مینشن ہائٹ بے ٹیٹ - (نسل انسانی کا عبادت کرنا) یہ کتاب ایک جرمن میڈیکل ڈاکٹر نے لکھی ہے - اور یہ کتاب تیسری بار شائع ہوئی ہے - اس میں مصنف نے مختلف مذاہب پر معلومات بہم پہنچائی ہیں - ہندو ازم - بدھ ازم - یوگا - عیسائیت میں کیتھولزم - پروٹسٹنٹ وغیرہ کے عقائد اور ان کے طریقہ عبادت وغیرہ پر بحث کی ہے - اسی سلسلہ میں ایک باب اسلام پر بھی اس نے تحریر کیا ہے - یہ باب میرے لئے کشش کا باعث ہوا - میں چاہتا تھا کہ دیکھا جائے کہ جرمن مصنفین جو PRIESTCLASS سے تعلق نہیں رکھتے ان کا اسلام کے بارہ میں کیا نظریہ ہے - چنانچہ میں نے اس باب کو پڑھا - اس کے شروع میں پہلے صفحہ پر لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ گول دائرہ کے اندر لکھا گیا ہے - پھر اس کی ابتدا یوں ہوتی ہے۔

"اسلام کے معنی ہیں خدا کے احکامات کی فرمانبرداری"

اسی صفحہ کے وسط میں اسلام کے نظریۂ رواداری (Tolerance) پر بحث کرتے ہوئے یہ لکھا ہے کہ: "اسلام دیگر مذاہب خصوصاً یہودیت، عیسائیت، بدھ ازم، ہندو ازم اور ہر اس مذہب کا جس کی بنیاد کسی مقدس کتاب پر ہے احترام کرتا ہے..... ... دیگر مذاہب کی نسبت Tolerance کی تعلیم دینے میں اسلام عیسائیت اور یہودیت کی نسبت بہت آگے بڑھا ہوا ہے۔"

اسلام کی ان خصوصیات کو بیان کرتے ہوئے بالآخر ڈاکٹر موصوف لکھتے ہیں :-

"جب ہم تاریخ اسلام کا مطالعہ کرتے ہیں تو ہم اس نتیجہ پر پہنچتے ہیں کہ مسلمانوں نے کبھی بھی اپنے نظریات کو پھیلانے میں تلوار اور دباؤ وغیرہ سے کام نہیں لیا۔ مسلمانوں نے عیسائی، یہودی، بدھ مت، ہندو مت اور زرتشتی مذہب کے ممالک کو فتح کیا لیکن کسی ملک میں بھی لوگوں کو بزور مسلمان نہیں بنایا۔"

ڈاکٹر ممدوح سے ملاقات

ان الفاظ کو پڑھ کر مجھے خوشی ہوئی کہ وہ حقیقت جو ایک لمبے عرصہ سے یورپین اقوام سے پوشیدہ تھی آہستہ آہستہ ان کے مصنفین پر آشکارا ہوتی چلی جارہی ہے - میرا دل چاہا کہ میں ڈاکٹر موصوف سے ملاقات کرکے اُن سے اس سلسلہ میں مزید گفتگو کروں - چنانچہ میں نے اس خاتون سے جنہوں نے یہ کتاب مجھے لاکر دی ڈاکٹر موصوف کے متعلق دریافت کیا اور ان سے ملاقات کی خواہش ظاہر کی - اس پر خاتون موصوفہ نے کہا کہ وہ اس ملاقات کا انتظام اپنے مکان پر کر سکتی ہیں - چنانچہ ایک دن مجھے اور ڈاکٹر موصوف کو معہ اُنکی اہلیہ کے اس خاتون نے اپنے ہاں چائے کی دعوت دی اور یوں مجھے ڈاکٹر صاحب موصوف سے گفتگو کا موقع ملا -

مختلف مسائل پر گفتگو

قریباً تین گھنٹے ہم وہاں ٹھہرے اور کافی دلچسپ گفتگو ہوتی رہی - نجات کا مسئلہ - جنت و دوزخ کا تصوّر - حضرت آدمؑ کا واقعہ، عبادت کی حقیقت وغیرہ امور پر اسلام کی روشنی میں باتیں ہوتی رہیں -

وفاتِ مسیح سے عیسائیت کی موت

حضرت عیسےٰؑ کی زندگی کے حالات اور ان کی تبلیغی مساعی اور ان کی مشکلات اور ان کی تعلیم وغیرہ پر بھی گفتگو ہوئی - میں نے حضرت عیسےٰؑ کی زندگی کے حالات پر گفتگو کرتے ہوئے بتایا کہ .... حضرت عیسےٰ صلیب پر چڑھائے گئے لیکن فوت نہیں ہوئے اور وہاں سے بچ کر کشمیر ہندوستان کی طرف چلے گئے اور وہاں ۱۲۰ برس تک زندہ رہ کر بالآخر فوت ہوئے - اور وہاں محلہ خانیار میں مدفون ہیں - ڈاکٹر موصوف نے کہا کہ وہ حضرت عیسےٰؑ کا صلیب پر مرنا بلکہ اُن کا زندہ آسمان پر چلے جانا نہیں مانتے - اگر تاریخ سے حضرت عیسٰیؑ کا کشمیر کی طرف جانا ثابت ہو تو واقعی دلچسپ امر ہے -

اس پر ڈاکٹر صاحب کی اہلیہ نے کہا کہ اگر حضرت عیسیٰؑ کا زمین میں مدفون ہونا ثابت ہو تو پھر عیسائیت ختم ہے - میں نے کہا دیکھئے عیسائیت کی تمام عمارت ایک قبر پر رکھی گئی ہے - قبر تو تمام عمارت دھڑام سے گر جائے گی - مذہب کی بنیاد تو زندہ خدا کے تصوّر پر ہونی چاہیئے نہ کہ ایک قبر پر -

اسلامی رواداری

ڈاکٹر موصوف نے گفتگو کا سلسلہ جاری رکھتے ہوئے بتایا کہ جو رواداری Tolerance اسلام سکھاتا ہے وہ رواداری عیسائیت میں نہیں ملتی - یہاں ایک چرچ دوسرے چرچ والے کو پکا عیسائی نہیں جانتا انہوں نے کہا کہ اسلام کے نظریہ رواداری کے خلاف پروپیگنڈا عیسائی مشنریوں کی وجہ سے ہے - اسلام کے متعلق جو معلومات یورپ میں پھیلی ہیں وہ سب عیسائی مشنریوں کی وجہ سے ہیں لیکن اب غیر مشنری صاحب علم لوگوں کو خود اسلام کی تعلیمات پڑھنے سننے کا موقع ملا ہے تو وہ اسلام کی حقیقت سے آگاہ ہوتے جا رہے ہیں -

دوزخ کی حقیقت

دوزخ کے تصوّر کو بیان کرتے ہوئے میں نے ہسپتال کی مثال دی اور کہا کہ جب کوئی شخص جسمانی طور پر بیمار ہو جاتا ہے تو ہسپتال میں زیر علاج رہتا ہے علاج کی مدت بیماری کی نوعیت پر ہے - بعض دفعہ مدت بہت لمبی اور بعض دفعہ کم - مقصد بالآخر بیمار انسان کی صحت کو دوبارہ بحال کرنا ہوتا ہے - جونہی بیماری درست ہوتی بیمار ہسپتال سے نکل آتا ہے اور روزمرہ کی تگ و دو میں مشغول ہو جاتا ہے - یہی حال دوزخ کا ہے - جو انسان خدا کے احکامات کے خلاف خداداد استعداد و قوا کو استعمال کرکے روحانی طور پر بیمار ہو جاتے ہیں ان کی بیماری کو دور کرنے کے لئے خدا نے بعض انتظامات کر رکھے ہیں - اور ان بیمار روحوں کا علاج دوزخ کے ذریعے سے ہوگا - بیماری دور ہو جانے پر بالآخر تمام انسان دوزخ (ہسپتال) سے نکل آئیں گے اور زندگی کے اصل مقصد کو حاصل کرنے کی طرف مائل ہو جائیں گے - ڈاکٹر موصوف نے ہسپتال کی مثال کو بہت پسند کیا اور کہا کہ اسلام کا یہ نظریہ بڑا امید افزا ہے -

کتابوں کی پیشکش

میں نے ڈاکٹر موصوف کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا لیکچر "اسلامی اصول کی فلاسفی" اور حضرت امیر مرحوم کی کتاب "نیو ورلڈ آرڈر" کا جرمن ترجمہ تحفۃً دیا جسے میاں بیوی نے بڑی خوش دلی کے ساتھ قبول کیا ! اور میں نے انہیں کہا کہ کتاب "جیسنزان ہیون آدن ارتھ" کا ایک نسخہ انہیں بھیجوں گا - (دفتر ووکنگ کو لکھا ہوا ہے ملنے پر ایک نسخہ بھیج دوں گا) بعد میں وہ مجھے اپنی گاڑی میں بٹھا کر مسجد چھوڑ گئے - اور گھر پہنچکر مجھے اپنی تصنیفات میں سے دو کتب بذریعہ پوسٹ بھیجدیں اور ان پر لکھا کہ

(باقی پر ۱۱)

دنیا کے سب سے قدیم ترین راز

سواستکا کی نقاب کشائی

مولانا عبدالحق صاحب ودیارتھی

(۴)

ودسنگ مجسمے موجود سواع، یغوث، یعوق اور نسر کے نام سے پوجے جاتے تھے قرآن مجید کی وحی آنے کے بعد اپنے اصلی مفہوم میں الحمد للہ رب العلمین الرحمن الرحیم مالک یوم الدین۔ توحید الٰہی اور اس کی صفات الوہیت از سر نو منقلب ہو گئیں۔ سواستکا اہرام مصر اور کتاب الموتیٰ، وید، ژند، بائبل اور کشف یوحنا ایک دفعہ پھر اصلی رنگ میں جلوہ گر ہو گئے۔ اور اللہ تعالیٰ کا تصور یوں قرار پایا اللہ ہے جو بیٹا نہیں جنتا کسی نے اسے نہیں جنا ہے نہ کوئی اس کے برابر ہے اور نہ اللہ ان معنوں میں ایک ہے جو ریاضی میں ایک کہلاتا ہے کیونکہ ½ ⅓ ¼ ⅕ بلکہ لا انتہا حصوں میں قابل تقسیم ہے یا دو تین چار اکائیاں جمع ہو کر عدد خاص بنتی ہیں۔ اللہ احد ہے جو ناقابل تقسیم اور تجزی و تفریق سے پاک ہے۔ اس کے احد ہونے کا مفہوم یہ ہے کہ وہ اپنی ذات میں اپنی تمام صفات میں اور اپنے تمام افعال میں بے مثل ہے۔ کسی سے [illegible] کے عدد ایک سے نہیں وہ [illegible] سے اس کی مثال ایسی [illegible] نہیں دی جا سکتی مسیحی خدا کا تصور ذہن کے بغیر نہیں ہو سکتا لیکن اسلام کا تصور اللہ احد ایک ایسا تصور ہے جو دوسرے کی نفی کرتا ہے اور صرف اللہ کے لئے احد بولا جاتا ہے اثبات استعمال ہوتا ہے دوسروں کے لئے بطور نفی آتا ہے مسیحی خدا کی توحید ایک [illegible] کی توحید ہے جس میں بہت سی باتیں جمع ہیں جس طرح خالص گھی میں ملاوٹ صحت کے لئے خطرناک ہے اسی طرح مسیحیت کی ملی جلی توحید روحانی صحت کے لئے مہلک ہے۔

سواستکا میں سورج پرستی نے اور سورج کو لوگ کام لینے والا، کھیت پکانے والا، اَن داتا، روشنی گرمی اور بارش سے مردوں کو زندہ کرنے والا سمجھ لیا تھا۔ اسلام نے آکر بتایا کہ سورج اللہ کے قانون کا پابند اور تمہارا نوکر ہے۔ مگر اب وہ سارے منتر اور تنتر تنا کے بیٹھے بیکار ہو کر رہ گئے کیونکہ موسموں کا تغیر بارش گرمی سردی اور زندگی کا سامان اناج، سورج بھگوان کی عنایت نہیں ہماری زمین اگر اپنے محور کے گرد چکر لگا کر دن رات بناتی ہے تو سورج کے گرد وہ دورہ کر کے موسموں کو تبدیل کرتی ہے اور اگر سورج دیوتا کی مزید مہربانی حاصل کرنے کے لئے وہ تھوڑی اور نزدیک چلی جائے تو گیس کا ہولناک [illegible] بن کر ایسی آ ڈسے گی کہ کائنات میں اس کا نام و نشان تک نہ ملے گا۔ سورج بھگوان اتنی دوری ہم سے بھلے میں جتنی دور خدا نے اسے رکھا ہے۔

ہورس اور فری میسن

مسیحی مشنری اور فری میسن یہی سمجھتے ہیں کہ سواستکا میں جو ہورس ہے وہ مسیح ہے۔ ایک مسلمان کو جناب مسیح سے کوئی پرخاش نہیں۔ مسلمان انہیں نبی اللہ مانتے، اس کی اور اس کی ماں کی بلکہ حواریوں تک کی عزت کرتا ہے لیکن جو بات مسیح نے خود نہیں کہی یا اللہ تعالیٰ نے اس کے متعلق نہیں فرمائی اسے خواہ مخواہ ماننے کو تیار نہیں۔ مسیح نے کبھی سورج ہونے کا دعویٰ نہیں کیا اور نہ اللہ تعالیٰ نے [illegible] سورج کا [illegible] وہ صبح کا ستارہ ضرور ہے جو افق آسمان پر [illegible] طلوع ہوا کہ وہ سورج کی آمد کی خبر ہے [illegible] (Cruden's Bible Concordance) میں لکھی ہے [illegible] صبح کا ستارہ [illegible] سے پہلے طلوع ہوتا ہے اور وہ انجیل کی روشنی کا دن لانے کا نشان ہے (مکاشفات یوحنا ۲۲:۱۶) اس میں شبہ نہیں دنیا کی بیشتر اقوام میں سورج پرستی موجود رہی ہے [illegible] لوگ [illegible] کے نام سے پوجتے تھے۔ مو آبی شمس کے نام سے فونی مولک کے نام سے اور اسرائیلی ایل کے نام سے اور اجرام فلکی کا بادشاہ ہونے کے اعتبار سے ایلون [illegible] صبح دوپہر اور شام (ترکال سندھیا) اس کی پوجا ہوتی تھی۔ پارسیوں میں آفتاب پرستی کا عام رواج ہے اور مصر میں یہ را دیوتا کہلاتا تھا۔ درحقیقت یہ ایک ایسی خبر کا برا استعمال تھا۔ تمام الہامی نوشتوں میں یہ پیشگوئی موجود تھی کہ ایک روحانی سورج طلوع ہونے والا ہے اس کے متعلق کم از کم ساٹھ علامات یا اس کی صفات کا ذکر کتاب الموتیٰ میں موجود ہے۔ یہ علامات اور صفات کسی دوسرے انسان پر نہیں پائے جاتے سوائے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے۔ مسیحی مشنریوں نے ان کو مسیح پر چسپاں کرنے کی کوشش کی ہے۔ یہ مرتبہ بلند جسے ملنے والا تھا اسے ہی ملا۔ مانگا ہوا دوسرے کا لباس کبھی جسم پر درست نہیں اترتا۔ اس سے پیشتر کہ ہم ویدوں کی بنا پر سواستکا پر بحث کریں پہلے مصریات سے ہمیں نپٹ لینا چاہیئے۔ ان نشانات پر بحث کرنے سے پہلے میں یہ بتا دینا چاہتا ہوں کہ کتاب الموتیٰ کے نشانات کی تعبیر یا ان تصاویر کا مفہوم صحیح ہے یا غلط اس کی ذمہ داری مجھ پر نہیں کیونکہ میں اس مفہوم پر بحث کروں گا جو مصریات نے لیا ہے۔

کتاب الموتیٰ کی تعبیر

یہ ایک ایسی کتاب ہے جو کسی رسم الخط میں نہیں بلکہ رمزی تصاویر میں بنایا گیا ہے۔ جن کا مفہوم سمجھنے میں اختلافات ناگزیر ہیں اس کی مثال ایسی ہے چند ایک لوگ مختلف مذاق اور پیشہ کے [illegible] ایک جگہ جمع تھے کہ جنگل میں تیتر بولا۔ مولوی بولا کیا پیاری آواز ہے تیتر کہتا ہے "سبحان تیری قدرت"۔ پنڈت جی بولے "رام سیتا دشرتھ"۔ پادری صاحب بھلا کب چپ رہتے بولے "متی لوقا مرقس (یوحنا)" فری میسن سے نہ رہا گیا اس نے کہا ارے بھئی وہ کھانے پینے کی بات کرتا ہے "پیاز مولی ادرک"۔ پان فروش نے کہا "یہ تو کہتا ہے پان بیڑی سگرٹ"۔ ایک پٹھان پہلوان سنتا تھا اس نے کہا تم سب غلط وہ ہمارا بات بولتا ہے "کھا گھی اور کر کسرت"۔ بعینہ یہی حال علماء مصریات کا ہے کتاب الموتیٰ ترجمہ THE BOOK OF THE DEAD کا سب سے پہلے بہت سوچ بچار کے بعد بعض علماء نے اس کا نام پڑھا PAR-M-HRU اور ترجمہ کیا پار کے معنی آنے والا، ہرو کے معنی دن اور م کے معنی حرف [illegible] ہے۔ یعنی آنے والا دن سے۔ ڈاکٹر پلیٹے (DR PLEYTE) بتاتے ہیں اس کا ترجمہ ہے GOING FOURTH FROM THE DAY۔ ایک اور عالم مصریات برگش بے (BRUGSCH BEY) کہتے ہیں اس کے معنی ہیں BOOK OF OUT GOING BY DAY۔ ایک اور صاحب لیفے بور (LEFEBURE, MASPRO + RENO) ترجمہ کرتے ہیں (COMING FORTH BY DAY) کس قدر حقیقت سے دور یہ ترجمے ہیں کتاب کا نام وہ ہونا چاہیئے جو کتاب کا موضوع ہے۔ جیمس چرچ وارڈ (JAMES CHURCHWARD) اپنی کتاب LAST CONTINENT OF MU کے صفحہ ۱۶۸ پر ذکر کردہ بالا عنوان میں قم کو م (MU) بتاتے ہیں۔ اب اصل حقیقت کے قریب ہم پہنچ گئے۔ پار کا ترجمہ (COMING) سب کو مسلم ہے "ہرو" ہورس یعنی سورج اور م۔ محمد ہے۔ سیدھا اور صاف ترجمہ ہے "آنے والا سورج محمد"۔ ہم نے ان مضامین کی ابتداء میں یہ ثابت کیا ہے وید، بائبل، کتب بدھ، مارانا تا، ادم مینٹریا، ایمیت میں سب جگہ م سے مراد محمد ہے۔ بعض نے تین میم بتائے ہیں بعض نے دو میم۔ اپنی اپنی زبان کے رسم الخط کے لحاظ سے۔

سواستکا کی قدیم ترین زمانہ کی ایک اور پیشگوئی

ایسا دعویٰ کیا گیا ہے کہ ایک اور پیشگوئی

اس سے زیادہ قدیم زمانہ کی ہے (یعنی ستر ہزار برس قدیم) اس میں سب سے اوپر کا حصہ ڈھال ہے سب کے درمیان حکومت کا نشان ہے اس کے اوپر کا دائرہ معہ آٹھ کرنوں کے سورج ہے۔ خود گول دائرہ دنیا کا گول دائرہ ہے۔ اس سارے نشان کا مطلب یہ پڑھا گیا ہے :۔

The empire of the sun
who has eight rays
fall on all mankind.
(The Lost Continent
of MU Page 123
by,
Churchward 1950
New York)

اب ترتیب وار آپ اس پر ہماری تشریح سنیئے چرچ وارڈ نے ڈھال کا مطلب کچھ نہیں بتایا۔

(۱) ڈھال کا مطلب امن اور سلامتی ہے جو اسلام کا اصل مفہوم ہے۔

(۲) اس کے نیچے سورج اپنی آٹھ کرنوں کے ساتھ نور پھیلا رہا ہے۔

(۳) سورج کی آٹھ کرنیں نام محمدؐ کا آٹھ حروف ہیں (MUHAMMAD) جیسے انگریزی، ہندی، سنسکرت وغیرہ زبانوں میں لکھا جاتا ہے

(۴) اس کے نیچے ساری دُنیا کا دائرہ ہے، یہ نبوت اور حکومت کسی ایک ملک اور قوم کی نبوت نہیں بلکہ اس کی کرنیں جیسا کہ مرکز میں دکھایا گیا ہے کل نسل انسانی اور ساری دنیا کے لئے ہے۔

محمدؐ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی وہ نبی ہے جو سراجاً منیرا ہے اور ساری دنیا اور کل اقوام عالم کی طرف نبی بنا کر بھیجا گیا مندرجہ بالا پیشگوئی ایک ایسے براعظم کی ہے جو کہا جاتا ہے کہ جزائر فیجی کے پاس سمندر میں غرق ہو گیا۔ ڈوبنے والا ڈوب گیا اور مگر اپنی امانت کہ ایک عظیم الشان نبی سراجاً منیراً سرورِ دو عالم جس کے پاک نام کے آٹھ حروف سورج کی کرنوں کی طرح چمک کر کل اقوام عالم کو منور کر دیں گے آنے والا ہے، آنے والا آچکا نہایت ہی کم عقل ہے وہ انسان جو سورج سر پر چمک رہا ہو پھر اس کے وجود کی دلیل پوچھے۔

خط و کتابت کرتے وقت پتہ پورا لکھا کریں
(ایڈیٹر)

جرمن مسلم مشن کی تبلیغی سرگرمیاں

(بسلسلہ صفحہ نمبر ۹)

"ہمارے نئے دوست کے نام" اور نیچے میاں بیوی دونوں کے دستخط ہیں۔

مسجد برلن میں کرسمس کی تقریب

ماہ دسمبر میں ہم نے حضرت عیسیٰؑ کا یوم پیدائش منایا۔ غرض یہ تھی کہ عیسائی احباب پر واضح کیا جائے کہ مسلمان کے دل میں حضرت عیسیٰؑ کی ایسی ہی عزت و توقیر ہے، جیسی سیدنا حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور دیگر انبیاءؑ کے لئے ہے۔ چنانچہ حسب اعلان ۲۵ دسمبر کو مسجد میں اجتماع ہوا اور خدا کے فضل سے خاصی رونق رہی۔ جلسہ کی ابتدا تلاوت قرآن مجید سے کی گئی قرآن کریم سے تلاوت جرمن نومسلم نے کی اور سورۃ مریم کا دوسرا رکوع پڑھا اور اس کا ترجمہ سنایا۔ اور بعد میں دو جرمن لڑکیوں نے حمد باری تعالےٰ گائی۔ ان لڑکیوں کو کئی دن پیشتر مسجد سے ملحقہ مکان میں باہم مل کر گانے کی ٹریننگ دی گئی۔ اس ٹریننگ کا شوق محترمہ ڈاکٹر شلتس نجیب نے اپنے ذمہ لی تھا۔ (یہ خاتون جرمن ہیں اور مصر کے جرنل نجیب کی بیگمات میں سے ہیں) چنانچہ جلسہ کے دن ڈاکٹر موصوفہ نے لڑکیوں کو اشاروں کے ساتھ یکجا گانے میں مدد دی۔ بعد ازاں میں نے آدھ گھنٹہ تقریر کی اور اپنی تقریر میں حضرت عیسیٰؑ کی زندگی کے حالات اور ان کی تعلیم پر روشنی ڈالی۔ اسی ضمن میں قرآن کریم سے حضرت مریم علیہا السلام کا مقام۔ اور پھر ان کو بیٹا دیئے جانے کی بشارت کہ وہ وجیھاً فی الدنیا والاخرۃ ہوگا۔ واضح کیا۔ حضرت عیسیٰؑ کا حصول علم کے لئے ہندوستان کا سفر کرنا۔ اُن کا مقام نبوت پر کھڑا کیا جانا اور یہودی قوم کو حقیقت دین کی طرف توجہ دلانا اور ان کی توجہ کو ظاہری رسومات سے ہٹا کر قلب کی پاکیزگی کی طرف منعطف کرانا سب کچھ بیان کیا۔ نیز یہ بھی واضح کیا کہ حضرت عیسیٰؑ نے بار بار اس امر کو بیان کیا کہ آسمانی بادشاہت میں داخل ہونے کے لئے احکام خداوندی کی پیروی لازمی ہے اور اس کے خلاف تعلیم دینے والے کے لئے انذار ہے۔ متی باب پانچ میں لکھا ہے :۔

"پس جو کوئی بھی ان چھوٹے سے چھوٹے
حکموں میں سے بھی کسی کو توڑے گا اور
یہی لوگوں کو سکھلائے گا وہ آسمان
کی بادشاہت میں سب سے چھوٹا
کہلائے گا۔ لیکن جو اُن پر عمل کرے
گا اور ان کی تعلیم دے گا وہ آسمان
کی بادشاہت میں بڑا کہلائے گا۔"

میں نے یہ بھی کہا کہ قلب کی تطہیر کے لئے حضرت عیسیٰؑ نے جو اصول بتایا وہ یہ ہے :۔

"خداوند اپنے خدا سے اپنے سارے
دل اور اپنی ساری جان اور اپنی ساری
عقل سے محبت رکھ"

خدا سے ایسی محبت جو سارے دل، ساری جان، ساری عقل سے متعلق ہو خدا کے ساتھ کسی اور کو شریک کرنے میں مانع ہے۔ جس قلب میں ایسی کامل محبت ہو وہاں خدا کے سوا کسی کا تصور نہیں آسکتا۔

میں نے کہا حضرت عیسیٰؑ پیغمبر ہونے کی وجہ سے خدا نما ہیں۔ خدا نہیں۔ ہر نبی کا وجود خدا کی ہستی کو ظاہر کرنے کا ذریعہ ہوتا ہے۔ حضرت ابراہیمؑ۔ حضرت موسیٰؑ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم یہ تمام مقدس وجود خدا کی ہستی کو دکھانے کے لئے ایک آئینہ ہیں۔ حضرت عیسیٰؑ کا وجود بھی آئینہ ہے جس سے خدا کی ہستی نظر آتی ہے آخر میں نے پہاڑی وعظ سے حضرت عیسیٰؑ کی تعلیم کو پڑھ کر سنایا اور کہا آج جبکہ ہم حضرت عیسیٰؑ کا یوم ولادت منا رہے ہیں ہمیں چاہیئے کہ اپنی توجہ کو گھروں میں موم بتیاں جلانے تک ہی ... محدود نہ رکھا جائے بلکہ جو پیغام اور جو راہ حضرت عیسیٰؑ ہمارے لئے متعین کر گئے ہیں اس پر عملی طور پر گامزن ہو جائیں۔

اس کے بعد حضرت امام الزمانؑ کی تصنیف سے عربی زبان میں قصیدہ جو حمد باری تعالےٰ پر حضرتؑ نے تحریر فرمایا ہے ایک عرب نوجوان نے پڑھ کر سنایا گیا۔ اور جلسہ بخیر و خوبی ختم ہوا۔ احباب کی تواضع چائے وغیرہ سے کی گئی۔ بعد میں بعض دوست دیر تک میرے پاس بیٹھے رہے اور گفتگو کرتے رہے۔ ہمارے ایک مسلمان بھائی میری تقریر میں یہ سن کر کہ حضرت عیسیٰؑ کے کئی اور بہن بھائی تھے بڑے حیران ہوئے۔ چنانچہ اس ضمن میں گفتگو کرتے ہوئے یہ سوال پیدا ہوا کہ آخر اتنے بہن بھائی بغیر باپ کے کیسے آ گئے۔ حضرت مریمؑ کا کثیر العیال ہونا بتاتا ہے کہ ان کی شادی ہو چکی ہوئی تھی۔

(باقی آئندہ)

قرآن مجید کا جاوی زبان میں ترجمہ

(بسلسلہ صفحہ اوّل)

۔۔۔ تین قسم کی ہیں :۔ (۱) سنڈے مارننگ کلاس۔ یہ کلاس ہر اتوار کی صبح کو ہوتی ہے جس میں یونیورسٹی جگجا کارتا کے طلباء شامل ہوتے ہیں۔ (۲) سنڈے ایوننگ کلاس۔ یہ کلاس پندرہ روز کے بعد منعقد ہوتی ہے جس میں سرکاری افسران اور دیگر تعلیم یافتہ طبقہ شرکت کرتا ہے۔ (۳) فرائیڈے ایوننگ کلاس۔ یہ کلاس ہر جمعہ کی شام کو منعقد ہوتی ہے اس میں جگجا کارتا کے گورنمنٹ ہائی سکولوں کے اساتذہ شامل ہوتے ہیں۔

ان تینوں جماعتوں میں قرآن مجید اور اس کی تفسیر کا درس دیا جاتا ہے۔

آپ کا مخلص
محمد ارشاد

مکتوب ہالینڈ

ایک پروفیسر کی اسلام پر بحث اور اس پر تبصرہ

از:- غلام احمد بشیر مبلغ شیخ میاں محمد ٹرسٹ ہالینڈ

مکرم و محترم جناب ایڈیٹر صاحب پیغام صلح

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

امید ہے کہ آپ اللہ کے فضل سے بالکل خیریت سے ہونگے۔ اللہ تعالیٰ کی مہربانی سے یہاں بھی خیریت ہے۔

کچھ عرصہ ہوا ایمسٹرڈم یونیورسٹی کے ایک پروفیسر نے جن کا نام ڈاکٹر جے سی بلیکر (DR. J. C. BLEEKER) ہے ایک کتاب بعنوان "انسان کیا مانتے ہیں" شائع کی ہے، جس میں ایک باب اسلام کے متعلق بھی وقف کیا ہے۔ پروفیسر موصوف اگرچہ کٹر عیسائی نہیں ہیں پھر بھی عیسائیت کے اثر کے نیچے اسلام کے متعلق دوسرے عیسائیوں کا سا رویہ ہی رکھتے ہیں۔ جس باب میں انہوں نے عیسائیت پر بحث کی ہے اس میں بھی موقعہ ملنے پر اسلام کو نیچا کرنے کی کوشش کی ہے۔ مگر جو باب خاص طور پر اسلام پر بحث کرنے کے لئے ہے اس میں تو آپ نے باوجود ایک ثالث کی حیثیت اختیار کرنے کے سچائی کو معلوم کرنے کی کوشش کی بجائے سچائی کو دبانے کی کوشش کی ہے۔ آپ نے خواہ کسی وجہ سے یہی کوشش کی ہو اسلام کو اسی وجہ سے ضرور نقصان پہنچا ہے۔ یہ کتاب جیبی طرز کی ہے اور دس ہزار کی تعداد میں شائع ہوئی ہے۔ آپ اس سے اندازہ لگا سکتے ہیں کہ اس کتاب کو کتنے لوگوں نے پڑھا ہوگا۔ ہمارے ذرائع بہت محدود ہیں جن کی وجہ سے ہم اسی کتاب کا جواب صحیح رنگ میں پیش نہیں کر سکتے۔ تاہم اپنا فرض ادا کرنے اور خدا تعالیٰ کے حضور سرخرو ہونے کی غرض سے ہم نے اپنے ماہوار رسالہ میں جو ابھی تک محدود تعداد میں شائع ہوتا ہے، اس کا جواب مختصر طور پر دیا ہے۔ ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس میں برکت ڈالے اور بہتوں تک ہماری آواز پہنچ جائے کم از کم کتاب کے مصنف تک تو ہم نے اپنی آواز پہنچا دی ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ کو ہماری یہ حقیر سی کوشش منظور ہوئی تو شاید وہ صاحب خود ہی اپنی تحریر اور تقریروں کے ذریعہ لوگوں تک صحیح باتیں پہنچانا شروع کر دیں۔ ہم نے جو جواب دیا ہے وہ ہم ذیل میں ان کے اعتراضات کے ساتھ قارئین پیغام صلح کے سامنے پیش کرتے ہوئے عرض کرتے ہیں کہ اگر کوئی صاحب ان جوابات میں کچھ زائد کرنا چاہیں تو ہمیں ضرور ضرور لکھیں۔

حضرت رسول کریم صلعم کی ابتدائی زندگی

پروفیسر مذکور رقمطراز ہیں:-

ہمیں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی ابتدائی زندگی کے متعلق بہت ہی کم معلومات حاصل ہیں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ آپ کا تعلق مکہ کے کسی غریب اور غیر معروف قبیلہ سے تھا۔

جواب (۱) تمام انبیاء میں سے حضرت پیغمبر اسلام ہی ایک ایسے نبی ہیں جن کی ساری تاریخ محفوظ ہے۔ آپ کی ابتدائی زندگی کے حالات سے دنیائے اسلام اچھی طرح واقف ہے۔ ہمیں آپ کی تاریخ پیدائش کا بھی علم ہے اور ان حالات کا بھی جن کے اندر آپ کی پرورش ہوئی۔ بہت سے واقعات ایسے محفوظ ہیں جن سے پتہ چلتا ہے کہ آپ اپنے ہم عمر ساتھیوں کے ساتھ کس طرح پیش آتے تھے۔ تاریخ بتلاتی ہے کہ آپ نے اپنی نوعمری میں ہی اپنے اعلیٰ کردار، سچائی اور امانت و دیانت کی وجہ سے صدیق اور امین کے القاب حاصل کئے تھے۔ جب آپ کی عمر ستر ہ سال کے قریب تھی اس وقت آپ نے سرداران قریش کو خون کی ہولی کھیلنے سے بچایا۔

اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ خانہ کعبہ کی دوبارہ تعمیر کے وقت جب حجر اسود کو دیوار میں چسپاں کرنے کا سوال پیدا ہوا تو اس وقت ہر قبیلہ کے سردار کی یہ خواہش تھی کہ یہ عزت انہی کے حصہ میں آئے۔ اس وجہ سے اگر اس کا صحیح حل نہ ہوتا تو لڑائی تک نوبت پہنچ جاتی۔ مگر اس وقت سرداران قریش نے اس بات پر اتفاق کیا کہ اگلے روز جو شخص سب سے پہلے اس مقام پر آتا نظر آئے اس کا فیصلہ سب کو قبول ہوگا۔ چنانچہ جب دوسرے روز خانہ کعبہ کے پاس تمام سردار موجود تھے تو ان کے دیکھتے ہوئے وقت پر بانی اسلام اچانک خانہ کعبہ کی طرف تشریف لے گئے اور جب سرداران قریش نے آپ کو آتے دیکھا تو سب کے سب بول اٹھے کہ ہمیں ان کا فیصلہ منظور ہے کیونکہ وہ صدیق اور امین ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کی ابتدائی زندگی اتنی غیر معروف نہ تھی جتنی پروفیسر صاحب موصوف بتلا رہے ہیں۔

خاندانی وجاہت (۲) نبی اکرمؐ کا تعلق مکہ کے کسی غیر معروف قبیلہ سے نہیں بلکہ سب سے بڑے اور سب سے معزز قبیلہ کے ساتھ تھا یعنی بنو ہاشم جو کہ قریش کے اعلیٰ خاندانوں میں سے تھا۔ یہی وجہ ہے کہ خانہ کعبہ کی نگرانی کا فرض اس قبیلہ پر عائد تھا اگر آپ کا قبیلہ معزز نہ ہوتا تو انہیں خانہ کعبہ کی نگرانی جیسا عظیم المرتبہ کام سپرد نہ کیا جاتا۔

آنحضرت صلعم کے اخلاق

پروفیسر صاحب لکھتے ہیں کہ حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی طبیعت جلد برانگیختہ ہو جانے والی تھی۔

جواب - ہمارے نزدیک یہ بات مندرجہ ذیل وجوہ کی بنا پر صحیح نہیں:-

(۱) نبی اکرم صلعم کی ساری زندگی پروفیسر صاحب کے نظریہ کی تردید کرتی ہے۔ آپ کے ساتھیوں میں سے (خواہ وہ مسلمان ہوں یا غیر مسلم) کسی نے بھی کبھی یہ نہیں کہا کہ حضورؐ جلدی برہم ہو جانے والی طبیعت رکھتے تھے۔

(۲) مشکل سے مشکل گھڑیوں میں بھی آپ کی طبیعت پر سکون طاری ہوتا تھا۔

(۳) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کسی راہب کی طرح خلوت نشین نہ تھے بلکہ آپ ہر وقت انسانوں کے ساتھ رہتے تھے۔ کیونکہ آپ کا کام انسانوں کی راہنمائی کرنا تھا۔ اب اگر آپ کی فطرت میں جلد غصہ آ جانا ہوتا تو پھر آپ کے ساتھ تعلق رکھنے والوں پر اس کا اظہار ضرور ہو جاتا۔ حضرت انس رض فرماتے ہیں کہ میں نے کئی سال تک حضورؐ کی خدمت کی ہے۔ اس عرصہ میں آپ نے مجھے کبھی کسی کام کے کرنے یا نہ کرنے پر باز پرس نہیں کی۔ جلد برانگیختہ ہونے والی طبائع سے ایسی توقع محال ہے۔ ایسی طبائع رکھنے والے خواہ کتنی کوشش ہی کیوں نہ کریں جب اپنے ماحول میں ہوں تو اپنی طبائع پر قابو نہیں پا سکتے۔

امراء پر حسد کا غلط الزام

پروفیسر صاحب پھر لکھتے ہیں:- "محمدؐ کو (نعوذ باللہ) اس بات کا احساس تھا کہ آپ کی قابلیتیں دوسروں سے بہت بڑھ کر ہیں۔ مگر دوسروں کو مال و دولت آپ سے بہت زیادہ ملا ہے۔ اسے آپ نا انصافی سے تعبیر کرتے تھے اور اس وجہ سے آپ اپنے قبیلہ کے امراء کے بہت خلاف تھے"

جواب:- پروفیسر صاحب کا یہ نظریہ بوجوہ ذیل صحیح نہیں:-

(ا) آنحضرت صلعم کو غربت کی شکایت کرنے کی کوئی وجہ نہ تھی۔ آخری وقت میں آپ کو بادشاہت جیسی حیثیت حاصل تھی۔

ب - آپ تو عنفوان شباب میں ایک کامیاب تاجر بن گئے تھے لہذا غربت کی وجہ سے امراء

کے خلاف ہونے کی کوئی وجہ باقی نہیں تھی۔

ج۔ نبی اکرمؐ نے مال جمع کرنے کی کبھی بھی خواہش نہیں کی تھی۔

د۔ جب آپؐ کے لئے امیر بننا ممکن تھا تو اس وقت بھی آپؐ نے ایسا نہیں کیا۔

ہ۔ اگر آپؐ کا ارادہ امیر بننے کا ہوتا تو جس وقت سرداران قریش نے جمع ہو کر آپؐ کو یہ پیش کیا تھا کہ اگر آپؐ تبلیغ کرنا چھوڑ دیں تو جتنا مال آپؐ چاہیں ہم آپؐ کو دینے کے لئے تیار ہیں۔ اس وقت انکار نہ کرتے لیکن آپؐ نے انہیں یہ جواب دیا "اگر آپ سورج میرے دائیں ہاتھ پر اور چاند میرے بائیں ہاتھ پر بھی رکھ دیں تو بھی میں خدائی پیغام کو پہنچانے کا کام نہیں چھوڑوں گا۔"

پروفیسر صاحب کے مندرجہ بالا فقرے لکھنے کی وجہ یہ معلوم ہوتی ہے کہ آپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دعوئے نبوت کا نفسیاتی تجزیہ دنیا کے سامنے پیش کریں۔ مگر جو لوگ حقائق سے پیار رکھتے ہیں وہ پروفیسر صاحب کے اس پھیر میں نہیں آ سکتے۔ ہم نے جو مختصر سا جواب پیش کیا ہے اس پر غور کر کے ہر عقلمند انسان اس نتیجہ پر پہنچ سکتا ہے کہ حضورؐ کا دعوئے نبوت کسی ذاتی مقصد کو حاصل کرنے کے لئے نہیں تھا خدائی حکم کی تعمیل میں آپؐ اس اعلان پر مجبور ہو گئے تھے۔

کیا اسلامی اصول یہود و نصاریٰ سے مستعار تھے؟

پروفیسر صاحب موصوف فرماتے ہیں:۔ "اگر ہم تاریخی حقائق پر نظر ڈالیں تو یہ بات ظاہر ہو سکتی ہے کہ (حضرت) محمدؐ نے اصولی تعلیم جو دنیا کے سامنے پیش کی تھی اس کے ضروری اجزاء یہود و نصاریٰ کے مذہب سے مستعار تھے۔"

جواب:۔ اس قسم کا بڑا دعوئے کرنے والے سے ہر انسان امید رکھتا ہے کہ وہ اپنے دعوے کے اثبات میں قطعی دلائل پیش کرے گا لیکن پروفیسر صاحب نے کسی قسم کی دلیل اور استدلال سے بھی اپنے اس بڑے دعویٰ کو ثابت کرنے کی کوشش نہیں کی۔

ب۔ ایک ہی قسم کی تعلیم کو دنیا کے سامنے پیش کرنے کا مطلب یہ نہیں ہو سکتا کہ آنے والے نبی نے گذشتہ نبی کی تعلیم سے اسے مستعار لیا ہو۔

ج۔ اصولی طور پر تمام مذاہب کی تعلیم یکساں معلوم ہوتی ہے۔ جیسے کہ خدا تعالےٰ کی ہستی اور اخروی زندگی پر ایمان۔ اس تعلیم کا اسلام میں پایا جانا یہ ظاہر نہیں کرتا کہ یہ تعلیم یہود و نصاریٰ سے اخذ کی گئی ہے۔

اور اگر یہ صحیح ہے کہ آپؐ نے ایسی تعلیم ان گذشتہ مذاہب سے مستعار لی تھی تو پھر آپؐ ان مذاہب پر کیسے تنقید کر سکتے تھے۔ علاوہ ازیں اگر اسلامی تعلیم بائبل وغیرہ سے اخذ کی گئی تھی تو پھر قرآن مجید میں اس بات پر کیسے زور دیا جاتا کہ بائبل میں اس کے ماننے والوں نے بہت سا تغیر و تبدل کیا ہے۔

د۔ اگرچہ بظاہر اسلام اور یہود و نصاریٰ کی تعلیم ایک دوسرے کے مشابہ نظر آتی ہے لیکن حقیقت میں ان کی تعلیم میں بڑا فرق ہے۔ خدا تعالیٰ اور اس کی صفات، انسان اور دنیا کی پیدائش وغیرہ کے متعلق دونوں کی تعلیمات میں بڑا اختلاف ہے۔

ان باتوں پر غور کرنے سے پروفیسر صاحب کے دعوئے کا بطلان واضح ہے۔

اسلام میں جبر نہیں

مسٹر پروفیسر صاحب اسلام کو "جابر مذہب" قرار دیتے ہیں جو کہ ظاہری ہتھیاروں کے زور سے لوگوں کو اسلام میں داخل کرنے پر زور دیتا ہے"

جواب:۔ مندرجہ ذیل باتوں پر غور کرنے سے اس دعوئے کا بطلان واضح ہو جاتا ہے:۔

(ا) قرآن مجید میں جلی الفاظ میں مرقوم ہے لا اکراہ فی الدین۔ کہ دین کے معاملے میں جبر جائز نہیں۔

(ب) اسلام تمام گذشتہ انبیاءؑ کی صداقت کو مانتا ہے جو کہ گذشتہ ایام میں وقتاً فوقتاً خدا تعالےٰ کا پیغام لاتے رہے۔

ج۔ اسلام کی رواداری کی تعلیم دوسرے لوگوں کو پوری آزادی دیتی ہے کہ وہ جس طرح چاہیں اپنے مذاہب پر عمل کریں۔

د۔ اگر اسلام ایسا ہی ہوتا جیسا کہ پروفیسر صاحب کا خیال ہے تو پھر اسلامی ممالک میں کسی عیسائی، یہودی یا پارسی اور ہندو کا وجود باقی نہ رہتا جس طرح کہ سپین کے مسلمانوں کا حال ہوا (جب مسلمان) ایک بہت لمبا عرصہ حکومت کرنے کے بعد یک لخت معدوم کر دیئے گئے۔ کن کے ہاتھوں؟ عیسائیوں کے ہاتھوں!

قرآنی سورتوں کی ترتیب

قرآن مجید کی سورتوں کی ترتیب کے متعلق پروفیسر صاحب لکھتے ہیں:۔

"قرآن کی سورتوں کی ترتیب نہ تو زمانی و مکانی ہے اور نہ ہی نفس مضمون کو مدنظر رکھ کر ترتیب دی گئی ہے بلکہ اس ترتیب میں سورتوں کے لمبا یا چھوٹا ہونے کو مدنظر رکھا گیا ہے۔"

جواب:۔ ا۔ قرآن مجید کی سورتوں کو ان کے حجم کے مطابق ترتیب نہیں دیا گیا۔ کیونکہ بعض چھوٹی سورتوں کو بڑی سورتوں سے پہلے رکھا گیا ہے، مثال کے طور پر سورۃ فاتحہ جو بقرہ جیسی لمبی سورت سے پہلے ہے۔

ب۔ سورتوں کی ترتیب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دی ہوئی ہے۔

ج۔ سورتوں کا آپس میں ایک گہرا تعلق ہے جو کہ غور سے مطالعہ کرنے پر آسانی سے واضح ہو سکتا ہے۔

خدا تعالیٰ کا قادر مطلق ہونا اور آزادی عمل

پروفیسر صاحب فرماتے ہیں: "اسلام خدا تعالیٰ کے قادر مطلق ہونے پر اتنا زور دیتا ہے کہ اس کی وجہ سے انسان کے لئے عمل کی آزادی باقی نہیں رہتی۔"

جواب:۔ اسلام کی خدا تعالےٰ کے متعلق تعلیم پر ایک مذہبی پروفیسر کا اعتراض ہمیں بہت عجیب معلوم ہوتا ہے۔ کیا خدا تعالےٰ قادر مطلق نہیں ہے، خواہ کوئی اس امر پر زور دے یا نہ دے قادر مطلق کی قدرت میں کمی بیشی نہیں ہو سکتی۔ خدا تعالیٰ کے مقابلہ میں انسان کی حیثیت نیست کی ہے لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ انسان میں کوئی کام کرنے کی طاقت نہیں۔

اسلام اس پر بہت زور دیتا ہے کہ انسان کو عمل کی آزادی ہے اور یہی آزادی اسے نیکی یا بدی کرنے کی اجازت دیتی ہے۔ اور اسی وجہ سے اس کے اعمال جزا و سزا کا موجب ہوتے ہیں۔ حتیٰ کہ اسلام مذہب کے متعلق بھی انسان کو پوری پوری آزادی دیتا ہے اور کہتا ہے کہ جب تک انسان مذہب پر غور و خوض کر کے اس کی حقانیت پر شاہد نہ ہو جائے تب تک اسے کسی مذہب کو قبول نہیں کرنا چاہیئے اسلام یہ نہیں کہتا کہ خواہ ہم کسی مذہب کی صداقت واضح ہوتی ہو یا نہیں اس پر ایمان لائیں۔ اسلام بعض دوسرے مذاہب کی طرح ایسی تعلیم نہیں رکھتا کہ جس کی تہ تک پہنچنے کی اجازت نہ ہو اور جسے خواہ انسانی عقل قبول کرے یا رد کرے۔ انسان کے لئے ماننا اس کی نجات کے لئے ضروری ٹھہرا دیا گیا ہو۔

اسلام انسانی عقل کی ترقی کے لئے راستہ کھولتا ہے اور وہ ایسی تعلیم نہیں دیتا کہ جسے ایک طرف انسانی عقل رد کرتی ہو اور دوسری طرف اس پر انسانی نجات کا دارومدار ہو۔

اسلامی اور عیسائی تہذیب

پروفیسر صاحب اسلامی تہذیب و تمدن کا عیسائی تہذیب سے مقابلہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

"یہ بات بالکل ثابت ہے کہ اگر ہم یورپین تہذیب کا اسلامی تہذیب یا ہندوستانی تہذیب سے مقابلہ کریں محبت کے پیغام کی قبولیت دور سے ہی نہیں ہوتی۔ جب تک یہ رحم کا پیغام سنایا جائے گا اور اس پر عمل کیا جائے گا، اس وقت تک عیسائیت کا بابرکت اثر دنیا پر ظاہر ہوتا رہے گا۔"

جواب:۔ سب سے پہلے تو ہم پروفیسر صاحب سے یہ دریافت کرنا چاہتے ہیں کہ وہ کیسی عیسائیت

(باقی برصفحہ اشتہار کے پیچھے)

واقعاتِ عالم

—— راولپنڈی ۵ مارچ۔ آزاد کشمیر کے صدر مسٹر ایچ خورشید نے انکشاف کیا ہے کہ کچھ دنوں سے مقبوضہ کشمیر میں مسلمانوں کے ہلاک کرنے۔ انکے مکانات کو نذرِ آتش کرنے اور انہیں ریاست کے مقبوضہ علاقہ سے جبراً باہر نکالنے کے واقعات بڑھ گئے ہیں۔ اس طرح ایک ہزار مسلمانوں کو آزاد کشمیر میں دھکیل دیا گیا ہے۔ اور مسلمان لڑکیوں کی شادیاں جبراً ہندوؤں سے کی جا رہی ہیں۔

—— نئی دہلی ۵ مارچ۔ کل ہولی کے موقعہ پر بھارت کے کئی مقامات پر فرقہ وارانہ فسادات ہو گئے اخبارات کی اطلاع کے مطابق ہر مقام پر حکام نے ہنگاموں کی ذمہ داری مسلمانوں پر عائد کرتے ہوئے گرفتاریاں شروع کر دی ہیں۔ فسادات میں متعدد مسلمان ہلاک اور مجروح ہو گئے۔ گورکھپور اور گیا میں فرقہ وارانہ فسادات میں ایک ہلاک اور دو مجروح ہوئے ہیں۔

—— صدر ایوب سے کراچی کے ایک وفد نے درخواست کی ہے کہ بھارت میں مسلمانوں کے قتلِ عام کا مسئلہ دولتِ مشترکہ کے وزرائے اعظم کی کانفرنس میں اٹھایا جائے۔

—— کراچی۔ وزیر داخلہ مسٹر ذاکر حسین نے حالیہ مردم شماری کے اعداد و شمار کا اعلان کرتے ہوئے بتایا کہ پاکستان کی مجموعی آبادی نو کروڑ ۳۸ لاکھ ۱۲ ہزار ہے۔ ۱۹۵۱ء کی مردم شماری کے مطابق دس برس میں ۲۳.۷ فی صد اضافہ ہوا ہے۔ ملک میں عورتوں کی تعداد مردوں سے پینتالیس لاکھ سترہ ہزار کم ہے۔

—— راولپنڈی۔ صدرِ مملکت نے عائلی آرڈیننس نافذ کیا ہے جس کے تحت مسلمانوں کے شادی بیاہ اور خلع کے مروجہ قوانین میں اصلاحات کر کے انہیں اسلامی اصولوں کے مطابق بنایا گیا ہے۔ اس آرڈیننس کے تحت ایسی تدابیر کی گئی ہیں کہ تعددِ ازدواج کے رواج سے غلط طریقہ پر فائدہ نہ اٹھایا جائے۔ پہلی بیوی کی موجودگی میں دوسری شادی کرنے کے لئے مقررہ ثالثی کونسل سے اجازت لینا پڑے گی۔ خلاف ورزی کرنے پر قید اور جرمانہ کی سزا دی جائے گی۔ پہلی بیوی کا مہر فوراً واپس کرنا پڑیگا لڑکیوں کی شادی کی عمر چودہ سے بڑھا کر سولہ سال کر دی گئی ہے

—— غلام محمد بیراج کی اراضی پر آباد ہونے کے لئے مغربی پاکستان کے مختلف علاقوں سے کاشتکاروں کی آمد شروع ہو گئی ہے۔ فی خاندان ۲۴ ایکڑ قابلِ کاشت زمین دی جا رہی ہے۔

—— کراچی ۴ مارچ۔ پاکستان میں تیل کی تلاش کے لئے روس اور پاکستان کے درمیان آج تین کروڑ ڈالر کے قرضے کے معاہدہ پر دستخط ہو گئے۔ اس کے تحت پاکستان دریافت ہونے والے تیل اور اس کی تلاش کے پورے منصوبہ کا مالک ہوگا۔

—— وزیر محنت اور قائم مقام صدر لیفٹیننٹ جنرل واجد علی برکی نے اخباری نمائندوں سے ملاقات کے دوران میں بتایا کہ حکومت فیکٹری لاء پر نظرثانی کرنے کے سوال پر غور کر رہی ہے۔ تاکہ اُن کارخانہ داروں کو سخت سزائیں دی جا سکیں جو مزدوروں کے حالات بہتر بنانے کے لئے قواعد پر عمل نہیں کرتے۔

—— باوثوق ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ آئمہ مساجد کی معاشرتی توقیر کو بحال کرنے کے لئے ان کے دینی منصب اور فرائض کے شایانِ شان معاوضہ دینے کی مختلف تجاویز پر علمائے دین کی کمیٹی ان دنوں غور کر رہی ہے۔ اس کے سامنے آج کل سب سے اہم فیصلہ طلب موضوع یہ ہے کہ کم وسائل آمدنی کی حامل مختلف مسجدیں اپنے آئمہ اور خطیبوں کے معاوضہ کی کفیل کس حد تک ہو سکتی ہیں۔

علماء کی توقیر کو بحال کرنے میں اس امر پر بھی زور دیا جائے گا کہ قدرے معمر اور سند یافتہ علماء کو امام یا خطیب مقرر کیا جائے اکثر اوقات نوخیز اور اقامتی سہولتوں سے محروم علماء کو مختلف مساجد میں امام یا مدرسہ کی خدمات کے لئے مقرر ہونے سے جو معاشرتی قباحتیں پیدا ہو سکتی ہیں، ان کا بھی علاج تجویز کیا گیا ہے۔

—— لاہور (وقائع نگار خصوصی) معاشرتی علوم کے ماہروں نے عائلی زندگی اور تعدد ازدواج کے آرڈیننس کے بارہ میں اس اندیشہ کا اظہار کیا ہے کہ دوسری شادی کی رکاوٹیں دور کرنے کے لئے طلاق دینے کا رجحان بڑھ جائے گا۔ اس لئے قانون کے نفسیاتی پہلوؤں کو نظرانداز نہ کیا جائے۔

—— لندن ۵ مارچ۔ صدر پاکستان فیلڈ مارشل محمد ایوب خان نے آج یہاں اعلان کیا کہ نسلی امتیاز خودکشی کے مترادف ہے اور اس نے کالے لوگوں کو مصائب و آلام سے دوچار کر دیا ہے۔ آپ نے خیال ظاہر کیا کہ جنوبی افریقہ کی اس پالیسی سے کالوں اور گوروں کے تعلقات مزید خراب ہو جائیں گے، کیونکہ آجکل ایسے اختلافات و تنازعات ایک ہی جگہ تک محدود نہیں رہتے ان کا دور دور تک ردِ عمل ہوتا ہے۔

—— کراچی ۵ مارچ قائم مقام صدر اور معاشرتی بہبود کے وزیر لیفٹیننٹ جنرل واجد علی برکی نے کہا ہے کہ خاندانی منصوبہ بندی کا پروگرام پہلے ہی عوام میں مقبول ہو رہا ہے اور اسے بتدریج توسیع دی جائے گی۔

مکتوب ہالینڈ (بسلسلہ صفحہ ۱۴۰)

کیا اسلام کے ساتھ مقابلہ کرنا چاہتے ہیں ؟

یورپ کی تہذیب کی بنیاد انجیل پر نہیں رکھی گئی - خواہ عیسائی دنیا اسے قبول کرے یا نہ کرے ۔

اسی طرح یورپ کی اقتصادی ترقی بھی عیسائی تعلیم کا نتیجہ نہیں ہے کیونکہ انجیل "مال و دولت" کو پسند کرنے کی بجائے اس سے نفرت کی تعلیم دیتی ہے ۔

پروفیسر صاحب صفحہ ۱۲۶ پر ہماری رائے کی تائید کرتے ہیں جہاں وہ فرماتے ہیں کہ عیسائیت رومی و یونانی تہذیب پر اثر نہیں ڈال سکی ۔

یورپ کی تہذیب میں رومی و یونانی تہذیبوں کا اثر واضح ہے ۔

عیسائیت کا بابرکت اثر کہاں سے ظاہر ہوتا ہے اور محبت کے پیغام کا اثر کس طرح ثابت ہوتا ہے کیا "محبت کے پیغام" کا اثر دو عالمی جنگوں کے باوجود باقی رہتا ہے - کیا اہل یورپ کی جنگی فتوحات اس پر شاہد ہیں یا اہل یورپ کا دوسری اقوام کو صدیوں تک غلامی کی زنجیروں میں جکڑے رکھنے سے اس پر مہر تصدیق ثبت ہوتی ہے ؟ کیا ایٹم بم کی ایجاد کے بعد عیسائی دنیا یہ کہہ سکتی ہے کہ ابھی انجیل کے "پیغام محبت" کا کچھ باقی رہ گیا ہے ۔

ہم نے مختصر طور پر بعض باتوں کا جواب دیا ہے جو ہمارے نزدیک ضروری تھیں - اللہ تعالیٰ اسے بہتوں کی ہدایت کا موجب بنائے - ہم نے پروفیسر صاحب کی

۴ کی خدمت میں بھی ایک کاپی ارسال کی ہے دیکھیں ان کی طرف سے کیا عذر آتا ہے ۔ اللہ تعالیٰ ایسے پروفیسروں کو ہدایت دے تا کہ وہ دوسروں کی ٹھوکر کا باعث نہ بنیں ۔ آمین ثم آمین ۔ غلام احمد بشیر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ہم تو رکھتے ہیں مسلمانوں کا دیں
دل سے ہیں خدامِ ختم المرسلیں

تم ہمیں دیتے ہو کافر کا خطاب
کیوں نہیں لوگو تمہیں خوفِ عقاب

احمدیہ انجمن اشاعتِ اسلام لاہور کا خصوصی ترجمان

ہفت روزہ

پیغامِ صلح

لاہور

ہر بدھ کو شائع ہوتا ہے
تار کا پتہ :- "تبلیغ" لاہور
فون نمبر :- ۷۲۷۳
مدیر :- دوست محمد
مدیر معاون :- بشیر احمد سوز

زرِ چندہ سالانہ
پاکستان و ہندوستان
... روپے
ممالکِ غیر ...
ایک پونڈ

فی پرچہ ۱۳ پیسے (...)

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸۰

جلد ۴۹ یوم چہار شنبہ - مورخہ ۲۷ رمضان المبارک ۱۳۸۰ھ مطابق ۱۵ مارچ ۱۹۶۱ء نمبر ۱۱

بحرِ حکمت کے موتی

عن عبد اللہ بن مغفل قال جاء رجل فقال یا رسول اللہ انی احبک فقال انظر ما تقول قال واللہ انی لاحبک ثلٰث مرات قال ان کنت تحبنی فاعد للفقر تجفافاً فان الفقر اسرع الی من یحبنی من السیل الی منتہاہ اخرجہ الترمذی تلخیص الصحاح کتاب الزہد والفقر وغیرہ -

ترجمہ :- عبد اللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ میں آپ کو دوست رکھتا ہوں آپ نے فرمایا دیکھو تم کیا کہہ رہے ہو، اس نے تین دفعہ یہی کہا کہ قسم اللہ تعالیٰ کی میں آپ سے محبت رکھتا ہوں تو آپ نے فرمایا کہ اگر تم مجھ سے محبت رکھتے ہو تو فقر کے لئے تجفاف (گھوڑے کی جھول) تیار رکھو اس لیے کیونکہ جو مجھے دوست رکھتا ہے فقر اس کی جانب اس سے جلدی پہنچ جاتا ہے جتنے عرصہ میں کہ سیل اپنے انتہائی بہاؤ کی طرف پہنچتا ہے -

نوٹ :- یہاں فقر سے مراد اللہ تعالیٰ کی طرف اپنی حاجات کو لے جانا اور اسے ...... ہی اپنا حاجت روا سمجھنا ہے - فقر سے مراد مفلسی اور مالی غربت کی ذلت مومن کے لئے اس دنیا میں مراد نہیں جیسا کہ عام طور پر سمجھا جاتا ہے بلکہ دنیا ایسے شخص کے قدموں میں ہوتی ہے - جو اللہ تعالیٰ پر کامل توکل اور بھروسا رکھتا ہے - قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ ۳/۳۰

مسائل عید الفطر

(۱) عید الفطر کے دن صبح سویرے اٹھ کر غسل کرنا اور صاف کپڑے پہننا، خوشبو لگانا، عیدگاہ کو جانے سے پہلے قبل ناشتہ کرنا سنت ہے

(۲) عیدگاہ کو جاتے ہوئے تکبیر یا تہلیل یا ذکر الٰہی کرتے جانا افضل ہے -

(۳) عید کی نماز سے قبل صدقہ فطر ادا کر دینا چاہیئے - خواہ غلہ کی شکل میں خواہ نقدی کی صورت میں - جو صدقہ عید کے بعد ادا کیا جائے گا وہ معمولی صدقہ شمار ہوگا - اسے صدقہ عید الفطر نہیں کہا جا سکتا - حدیث شریف میں صدقہ عید الفطر روزوں کے ایام میں بعض کمزوریوں کے سرزد ہونے کی تلافی کے لئے ہے - دوسرا فائدہ یہ ہے کہ غرباء و مساکین کو اناج مل جاتا ہے جس سے وہ بھی اپنی عید منا سکتے ہیں گویا ساری قوم کو عید میں شمولیت کا موقع مل جاتا ہے - مساکین محروم نہیں رہتے صدقہ عید الفطر ہر ایک فرد پر واجب ہے خواہ وہ عید کی صبح کو ہی پیدا ہوا ہے عورتوں اور بچوں کا اور نوکر اور غلام کا صدقہ ان کے شوہروں، والدین اور آقاؤں کے ذمہ ہے جو ان کے رزق کے کفیل ہیں - صدقہ فی کس تقریباً پونے دو سیر گیہوں یا اس کے برابر قیمت نقد ہے - ... کی جماعت نے چودہ آنے (۱۴ یا ۸۷ پیسے) فی کس مقرر کیا ہے -

(۴) عید کی نماز دو رکعت ہوتی ہے اس میں اذان و تکبیر، اقامت کوئی نہیں، پہلی رکعت میں سورۃ فاتحہ سے قبل سات تکبیریں اور دوسری رکعت میں سورۃ فاتحہ سے قبل پانچ تکبیریں ہیں تکبیروں کے درمیان ہاتھ کھلے چھوڑ دینے چاہئیں - قرأت جہری ہوتی ہے -

(۵) نماز کے بعد خطبہ مسنون ہے - چونکہ یہاں کی زبان اردو ہے اسلئے قرآن کریم کی تلاوت کے بعد اردو میں مسائل و مہمات ضروریہ پر تقریر کرنی چاہیئے - کاغذ کا ایک رول لے کر مولوی لوگ جو پرانا لکھا ہوا خطبہ پڑھ دیتے ہیں - نہایت لغو چیز ہے اس لئے لوگ سنتے سناتے خاک نہیں ... آپس میں معانقہ کرتے اور سینے سے سینہ رگڑنے اور عید مبارک کہنے میں مشغول ہو جاتے ہیں - بعض خطیب کے سامنے مٹھائی پھینکتے ہیں، بعض اس کے سر پر پگڑیاں باندھتے ہیں - یہ سب بدعت اور خطبہ کے آداب کے خلاف ہے - خطبہ کو غور سے سننا اور اس سے فائدہ اٹھانا چاہیئے - اگر خطیب کو کچھ دینا ہے تو

(باقی بر صفحہ ...)

صدقہ فطر

چودہ آنے فی کس مقرر ہوا ہے، جو گھر کے ہر متنفس کی طرف سے نماز عید سے پہلے ادا ہونا ضروری ہے -

قارئین کرام کو عید مبارک

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت رکھنے والا تو محبوب خدا بن جاتا ہے اور اسے قربِ الٰہی حاصل ہو جاتا ہے

وادیٔ عشق بسے دور و دراز است ولے
طے شود جادۂ صد سالہ بآہے گاہے

در طلب کوشش و مدہ دامنِ امید ز دست
دولتے ہست کہ یابی سرِ راہے گاہے

(اقبال)

(غلام قادر عفی عنہ)

تبلیغی خط و کتابت

دیکھو خدا نے سارے جہاں کو جھکا دیا
گمنام پا کے شہرہ عالم بنا دیا
(مسیح موعودؑ)

نائیجیریا

ترجمہ خط از مسٹر عبدالرحمٰن اواداموڈیگوس نائیجیریا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

الحمدللہ میں نے عیسائیت ترک کر کے اسلام قبول کر لیا ہے، یہ ایک مسلم دوست کی چند ماہ صحبت کا اثر اور نتیجہ ہے۔

میں نے اسلام بہت غور و خوض اور بدلائل بہتر قبول کیا ہے۔ اگرچہ میرے ماں باپ نے میری سخت مخالفت کی ہے۔ میں نے انہیں بہت واضح طور پر اسلام کی برتری عیسائی مذہب پر ثابت کی مگر وہ ضد اور ہٹ پر قائم ہیں۔

میرے لئے ایک مشکل یہ ہے کہ اسلامیات پر لٹریچر میرے پاس نہیں۔ آپ جانتے ہیں کہ تعلیم اسلام عربی زبان میں ہے جو میرے لئے سمجھنا بہت مشکل ہے۔ مجھے انگریزی میں کافی دسترس ہے۔

گذارش ہے کہ مجھے انگریزی میں اسلام پر لٹریچر بھیج کر ممنون فرمائیں۔ اور نماز پر بھی پمفلٹ بھیجدیں۔

"اسلام اور عیسائیت کے مقابلہ" پر بھی پمفلٹ ارسال فرمائیں۔

مجھے امید ہے چند سالوں کے اندر اندر میرے رشتہ دار اور دوست اسلام قبول کر لیں گے۔

اطلاعاً عرض ہے کہ وہ مسلم دوست جس نے مجھے مسلمان بنایا تھا اب اس قصبہ میں نہیں وہ شمالی نائیجیریا میں تبدیل ہو کر چلا گیا ہے۔ انہی کی مہربانی سے مجھے آپ کا پتہ ملا تھا۔ اور انہوں نے کہا تھا کہ تعلیم اسلام کو اچھی طرح مدلل اور سائنٹیفک طریق پر سمجھنے کے لئے میں آپ سے خط و کتابت کرتا رہوں۔

اُمید ہے آپ مجھے جواب سے جلد سرفراز فرمائیں گے۔ (انہیں قرآن شریف۔ ٹیچنگز آف اسلام وغیرہ اور خط بھیجے گئے۔ غلام قادر ڈار عفی عنہ)

انڈونیشیا

ترجمہ خط از مسٹر محمد امام سجانی پتورروگو جاوا۔ انڈونیشیا۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

بندہ آپ کو انگریزی میں خط لکھ رہا ہے۔ افسوس سے کہتا ہوں کہ میں خوبصورت طریق پر لمبا نہیں لکھ سکتا تا کہ میں اپنا سینہ کھول کر مافی الضمیر پیش کر سکوں۔

میں آپ سے بڑی مہربانیوں اور ہمدردیوں کا متوقع ہوں۔ میں نے احمدیت کے متعلق چند کتب پڑھی ہیں۔ مجھے یہ کتب بڑی دلچسپ معلوم ہوئی ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ ایک طالب علم کو اپنے علم میں اضافہ کرنے کے لئے یہ لٹریچر بہت مفید ہے۔ میں ویسٹ پاکستان کے لوگوں کی تعلیمی ترقی اور تہذیبی ترقی کے متعلق پڑھ کر بہت خوش ہوا ہوں۔ اطلاعاً عرض ہے

کہ اس ملک میں مجھے اسلام پر مشتمل کتب نہیں مل رہیں۔

امید ہے آپ از راہ ہمدردی مجھے اپنا لٹریچر انگریزی میں بھیجکر ممنون فرمائیں گے۔

ایسا لٹریچر میرے لئے اور میرے دیگر بھائیوں کے لئے بڑا مفید ثابت ہو گا۔

(انہیں مطلوبہ لٹریچر اور خط بھیجے گئے اور انہیں لکھا گیا ہے کہ سوالات بھیجیں اور ان کے جوابات ہم سے .... حاصل کریں۔ غلام قادر ڈار)

سیلون

ترجمہ خط از مسٹر عبداللہ سلیم مریزی کولمبیا سیلون

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

مجھے آپ کے خطوط مورخہ ۱۱-۱-۷۱ اور ۱۰-۲-۷۱ مل گئے تھے۔ گیارہ جنوری ۱۹۷۱ء کے خط میں آپ نے مسیح موعود کی بعثت اور دعاوی کے متعلق میرے تاثرات پوچھے تھے اس تعلق کی بناء پر جو میرا آپ سے پیدا ہو گیا ہے اور اس علم کی بناء پر جو مجھے اس تعلق اور واسطہ سے ملا ہے۔ مجھ پر ثابت ہو گیا ہے کہ یہی (احمدیت) حقیقی مشن ہے جس کی آج زمانہ کو اشد ضرورت ہے تاکہ یہ تعلیم مسلمانوں کے قلوب کو منور کرے اور اللہ تعالےٰ کے فضل و کرم سے مسیح موعودؑ کا الٰہی مشن اور تعلیم دنیا میں پھیلتی چلی جائے تا آنکہ دنیا کی تمام قومیں اسلامی جھنڈے تلے جمع ہو جائیں۔

مجھے قرآن شریف کے سمجھنے میں دقت محسوس ہوتی ہے کیونکہ اسے سمجھنے کا میرے پاس کوئی ذریعہ نہیں تفسیر القرآن اگر آپ کے پاس ہو تو عنایت فرمائیں، اور ہسٹری آف پرافٹ بھی بھیجدیں۔ آیندہ تبدیل شدہ پتہ لکھا جا رہا ہے استعمال فرمائیں۔

(انہیں خط اور مطلوبہ کتب روانہ کی گئیں۔ غلام قادر ڈار)

نائیجیریا

ترجمہ خط از مسٹر شعیبو عبدالرحمٰن۔ بیڈا شمالی نائیجیریا۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

مجھے آپ کا ارسال کردہ قرآن شریف اور دیگر لٹریچر مل گیا ہے۔ یہ عظیم الشان تحفہ جو از راہ کرم مجھے آپ نے بھیجا ہے ....

.... وہ سب مجھے بحفاظت پہنچا ہے اس بات کا اللہ تعالےٰ آپ کو اجر عظیم عنایت فرمائے۔

قرآن شریف کا رمضان شریف کے جمعہ مبارک کو پہنچنا میری زندگی کا نہایت خوش بختی کا واقعہ ہے۔ میں اس مبارک ماہ کے مبارک ایام اس مبارک کتاب کو پڑھنے میں صرف کروں گا۔

دیگر پمفلٹس بھی جو قرآن شریف کے ساتھ مجھے ملے ہیں نہایت قیمتی ہیں۔ جو متعصب قسم کے عیسائیوں کے مقابل میرے کام آئیں گے۔

عربی ہماری مذہبی زبان ہے اور میں نے اپنی تعلیم کے سلسلہ میں اسے اختیار کیا ہے۔

اگر میری زندگی رہی تو میں اپنے آپ کو کامل طور پر عربی کا سکولر بناؤں گا۔

ایسے اشخاص کے لئے جو اسلام کی تعلیم سے زیادہ سے زیادہ واقف ہونا چاہتے ہیں، انہیں آپ ایسے بلند پایہ عالموں سے وابستہ رہنا چاہیئے جن سے وہ پورا پورا فیض حاصل کر سکیں لہٰذا اللہ تعالےٰ کا نہایت احسان ہے کہ مجھے آپ سے متعلق اور وابستہ کر دیا۔

چونکہ میں اسلام کے متعلق کامل علم حاصل کرنا چاہتا ہوں لہٰذا درخواست کرتا ہوں کہ آپ میرے ساتھ سلسلہ خط و کتابت جاری رکھیں۔ اب میں ڈبلیو اے۔ ایس سی امتحان کے لئے بیٹھ رہا ہوں پاس کرنے کے بعد میں احمدیہ کالج میں داخل ہو کر دو سال کے لئے عربی کی اعلےٰ تعلیم حاصل کروں گا۔

اسلام کی اللہ تعالےٰ کے ہاں مقبولیت کے میں نے بہت سے نشانات دیکھے ہیں اللہ تعالےٰ اس دین کو دنیا میں سربلند کرے گا اور لوگ جوق در جوق اس میں داخل ہوں گے۔

امید ہے آپ بذریعہ خط و کتابت مجھے مستفید فرماتے رہیں گے۔ آپ کا تعلق میرے لئے اللہ تعالےٰ بابرکت اور پائدار بنائے۔

(انہیں مزید لٹریچر اور خط بھیجے گئے۔ غلام قادر)

ترجمہ خط از معلم عبدالکریم سینیئر لکچرار اَرَد نائیجیریا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

میرے پاس وہ الفاظ نہیں جن میں ان کتب کے لئے آپ کا شکریہ ادا کروں جو آپ نے مجھے ارسال فرمائی ہیں، وہ کتب یہ ہیں:-

لونگ تھاٹس۔ مینول آف حدیث۔ غلبۂ قرآن انگریزی وغیرہ۔

یہ کتب میرے لئے اور میرے دوستوں کے لئے بہت مفید ثابت ہوئی ہیں۔

اس عظیم الشان اسکول کے سٹاف میں جہاں میں پڑھاتا ہوں یہ کتب بڑی مؤثر ثابت ہوئی ہیں۔

غیر مسلموں کو ان کتب سے اسلامی تعلیم سے واقفیت حاصل کرنے کا بہت موقع نصیب ہوا ہے اور یہ کتب پڑھ کر وہ لوگ داخل اسلام ہو رہے ہیں۔

امید ہے آپ مطلوبہ .... کتب بھیجکر مجھے اس قابل بنا دیں گے کہ میں عیسائیوں اور پیگنز کو زیادہ سے زیادہ اسلام میں داخل کر سکوں اور مسلمانوں کو مرتد ہونے سے روکوں۔ آپ کی مہربانی کا بہت مشکور ہوں۔

(انہیں خط اور کچھ مطبوعہ کتب بھیجدی گئیں۔ غلام قادر ڈار)

قادیانیت، علماء کا فتوئے تکفیر، مجدد کی حیثیت

یکم مارچ ۱۹۶۱ء کے پیغام صلح میں حضرت امیر ایدہ اللہ کا ایک خط درج کیا گیا تھا جو انہوں نے جماعت کے ایک دوست کو ان کے ایک سوال کے جواب میں لکھا تھا۔ معاصر "ایشیا" نے اس خط کو "قادیانیت کا حقیقی روپ" کے عنوان سے نقل کر کے اس پر کچھ سوالات کئے ہیں جن کا جواب ذیل میں ہدیہ قارئین کرام ہے :-

قادیانیت اور اسلام

سب سے پہلا سوال یہ ہے :-

"اگر اجرائے نبوت کا عقیدہ کفر ہے تو جو لوگ مرزا صاحب کو نبی مان رہے ہیں ان کے متعلق ... کیا فتوے ہے؟"

اس سوال کا جواب کئی مرتبہ ان کالموں میں دیا جا چکا ہے اور وہ یہ ہے کہ قادیانی اگرچہ حضرت مرزا صاحب کو نبی مان رہے ہیں لیکن اس کے ساتھ ہی یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ وہ کسی نئے کلمہ کے قائل نہیں بلکہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ ہی کے قائل ہیں اور اسی کلمہ کے مطابق ان تمام ارکان اسلام کے پابند ہیں جن کا حکم قرآن کریم اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیا ہے، وہی نماز، وہی روزہ، وہی حج اور زکوٰۃ ہے، جو مسلمانوں میں رائج ہے، اور وہ اپنے آپ کو مسلمان ہی کہتے ہیں۔ اس صورت میں محض ان کے اس عقیدہ کی بنا پر (کہ حضرت مرزا صاحب نبی ہیں) جس کا کوئی اثر ان کے عمل یا دوسرے اسلامی عقائد پر نہیں، انہیں کافر نہیں کہا جا سکتا۔ آپ ان کے اس خاص عقیدہ کو خطرناک گمراہی کہہ لیجئے، لیکن جس صورت میں وہ اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہیں اور کلمہ طیبہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے قائل اور ارکان اسلام کے پابند ہیں انہیں کافر نہیں کہہ سکتے۔

علماء کا فتوئے تکفیر اور حضرت مرزا صاحب

"اگر امت کے اولیاء اور صلحاء اس بنا پر مرزا صاحب یا ان کے متبعین کی تکفیر کرتے ہیں کہ ان کے نزدیک مرزا صاحب نے نبوت کا دعوےٰ کیا تھا اور ان کے قادیانی متبعین ان کو نبی مانتے ہیں تو مرزا صاحب کا یا ان کے متبعین کا ان کی تفسیق کرنا کیونکر روا ہے؟"

دوسرا سوال یہ کیا گیا ہے کہ

اس کے جواب میں ہم یہ عرض کرنا چاہتے ہیں کہ جس حالت میں حضرت مرزا صاحب نے قسمیں کھا کھا کر اس بات کا کئی بار اعلان کیا کہ :-

"میں نہ نبوت کا مدعی ہوں اور نہ معجزات اور ملائکہ اور لیلۃ القدر وغیرہ سے منکر، بلکہ ان تمام امور کا قائل ہوں جو اسلامی عقائد میں داخل ہیں اور جیسا کہ سنت جماعت کا عقیدہ ہے، ان سب باتوں کو مانتا ہوں جو قرآن اور حدیث کی رو سے مسلم الثبوت ہیں اور سیدنا و مولانا حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی دوسرے مدعی نبوت و رسالت کو کاذب اور کافر جانتا ہوں میرا یقین ہے کہ وحی رسالت حضرت آدم صفی اللہ سے شروع ہوئی اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہو گئی، اس میری تحریر پر ہر ایک شخص گواہ رہے اور خداوند علیم وسمیع اول الشاہدین ہے کہ میں ان تمام عقائد کو مانتا ہوں جن کے ماننے کے بعد ایک کافر بھی مسلمان تسلیم کیا جاتا ہے اور جن پر ایمان لانے سے ایک غیر مذہب کا آدمی بھی معاً مسلمان کہلانے لگتا ہے۔"

اور یہ اعلان ایک دفعہ نہیں، کئی مرتبہ بار بار مختلف پیرایوں میں آپ نے کیا یہاں تک کہ دہلی کی جامع مسجد میں حلف اٹھا کر بھی دعوےٰ نبوت سے انکار کیا تو پھر اس کے باوجود امت کے علماء اور صلحاء کا دعوئے نبوت کو بنا قرار دے کر حضرت مرزا صاحب اور ان کے متبعین کی تکفیر کرنا کیونکر روا ہو سکتا ہے؟ اور ایسے لوگوں کو صلحاء کے مقام پر کھڑا کرنا کس طرح جائز ہو سکتا ہے، کیا جو شخص اتنی روشن صراحتوں کے باوجود تکفیر سے باز نہیں آتا وہ فاسق سے کم درجہ پر ہے؟ یہ صحیح ہے کہ حضرت مرزا صاحب کے قادیانی متبعین ان کو نبی مانتے ہیں، لیکن اس کو تکفیر کے لئے دلیل نہیں قرار دیا جا سکتا، کیا حضرت عیسےٰ علیہ السلام کے متبعین انہیں خدا کا بیٹا قرار نہیں دیتے پھر اس بنا پر حضرت عیسیٰ کی تکفیر جائز ہے؟ غور کیجئے کسی متبع کا خود عقیدہ متبوع کے کفر کا موجب کس طرح ہو سکتا ہے، اگر مکفر علماء کے دلوں میں کچھ دیانت اور امانت ہے تو انہیں حضرت مرزا صاحب کے ملفوظات کو پڑھنا چاہیئے اور ان کی بنا پر فتوےٰ صادر کرنا چاہیئے۔ ہم مدیر "ایشیا" ہی کی دیانت پر اس بات کو چھوڑتے ہیں کہ وہ حضرت مرزا صاحب کے مندرجہ بیان کی روشنی میں اس بات کی شہادت دیں کہ اس اعلان کے باوجود انہیں کافر یا مدعی نبوت قرار دینا کہاں تک جائز ہے؟

صلحائے امت کا طریق کار ایشیا کی نظر میں

تیسری بات مدیر ایشیا نے یہ لکھی ہے کہ

"اصل میں ساری خرابی دعوے کی ہے خواہ وہ مجددیت کا ہو، مسیحیت کا ہو یا مہدویت کا۔ اور اپنی ذات کی طرف لوگوں کو بلانے کا۔ صلحائے امت اور مجددین امت کا طریق کار یہ رہا ہے کہ انہوں نے نہ کوئی دعوےٰ کیا اور نہ اپنی ذات کی طرف کسی کو بلایا اور نہ خود کو اعتقاد و عمل کا مدار علیہ قرار دیا، بلکہ اسلام کی دعوت دی اور اسی کو جمگر برپا کرنے کی کوشش کی اور اب بھی امت میں صرف اسی صورت میں وحدت پیدا ہو سکتی ہے کہ افراد کے بجائے اسلام کو قائم کرنے کی دعوت دی جائے یہی صورت ختم نبوت کی حقیقی مؤید ہے، اسی طرح اسلام کے تقاضے پورے ہو سکتے ہیں اسی طرح تکفیر و تفسیق کی بنیادیں منہدم ہو سکتی ہیں اور اسی طرح حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کا جلال قائم ہو سکتا ہے۔"

حضرت مرزا صاحبؑ کی بعثت کی غرض

اس کے جواب میں یہ عرض کرنا بے جا نہ ہوگا کہ ؎

سخن شناس نۂ دلبرا خطا ایں جاست

حضرت مرزا صاحب یا کسی مجدد کے دعوے کے متعلق یہ کہنا کہ وہ اسلام کے بجائے اپنی ذات کی طرف لوگوں کو بلا رہا ہے، ایک صریح غلطی ہے، حضرت مرزا صاحب کی تمام تحریروں کو پڑھ جائیے انہوں نے ایک جگہ بھی نہیں لکھا کہ اسلام اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بجائے میری ذات کو مانو، بلکہ ہمیشہ اپنے آپ کو خادم اسلام کی حیثیت سے پیش کیا اور مسلمانوں کو اسی بات کی دعوت دی کہ اعلائے کلمۃ اللہ کے لئے میرے ساتھ ہو جاؤ۔ ابتدائے دعوےٰ ہی میں آپ نے مسلمانوں کو مخاطب کرتے ہوئے یہ اعلان کیا کہ :-

"تم اس سے تعجب مت کرو کہ خدا تعالےٰ نے اس ضرورت کے وقت میں اور اس گہری تاریکی کے دنوں میں ایک آسمانی روشنی نازل کی اور ایک بندہ کو مصلحت عام کے لئے خاص کر کے بغرض اعلائے کلمۂ اسلام و اشاعت نور حضرت خیر الانام اور تائید مسلمانوں کے لئے اور نیز ان کی اندرونی حالت صاف کرنے کے

ارادہ سے دنیا میں بھیجا"

(فتح اسلام ص۵)

اور یہ ایک جگہ نہیں سینکڑوں مقامات پر حضرت مرزا صاحب نے اپنی بعثت کا مقصد اعلائے کلمۂ اسلام اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت و فضیلت کو دنیا میں قائم کرنا قرار دیا ہے اور اسی غرض سے ایک جماعت بنانے اور مسلمانوں کو اس میں شمولیت کی دعوت دی ہے، شرائط بیعت میں بھی اسلام اور نبی کریم صلعم کی ہی پیروی اتباع پر زور دیا ہے اور اپنے متعلق صرف اسی قدر لکھا ہے کہ :۔

"اس عاجز سے عقد اخوت محض للہ باقرار طاعت در معروف باندھ کر اس پر تا وقت مرگ قائم رہے گا، اور اس عقد اخوت میں ایسا اعلیٰ درجہ کا ہوگا کہ اس کی نظیر دنیوی رشتوں اور تعلقوں اور تمام خادمانہ حالتوں میں نہ پائی جاتی ہو"

کیا اس کو اپنی ذات کی طرف دعوت دینا کہتے ہیں؟ اپنی ذات کا دخل تو صرف اسی قدر ہے کہ ان کے ساتھ ہو کر اعلائے کلمۂ اسلام کیا جائے، اسی غرض سے عقد اخوت باقرار طاعت در معروف باندھا جاتا ہے جو تمام صلحائے امت کا طریق چلا آیا ہے۔

مجددین امت کے دعاوی

آپ کہتے ہیں کہ

"صلحائے امت اور مجددین امت کا طریق کار یہ رہا ہے کہ انہوں نے نہ کوئی دعوےٰ کیا اور نہ اپنی ذات کی طرف کسی کو بلایا"

آیئے ہم آپ کو بتائیں اور اس سے قبل بھی ہم بارہا آپ کو بتا چکے ہیں، کہ مجددین امت میں ایسے لوگ ہو گذرے ہیں جنہوں نے بڑے زور سے دعوےٰ مجددیت کیا اور اپنی اطاعت کو اسلام کی تائید کے لئے ضروری ٹھہرایا یہاں تک کہ اطاعت نہ کرنے والوں کو تائیدات آسمانی سے محروم قرار دیا ان میں سے ایک حضرت شاہ ولی اللہ صاحب ہیں جنہوں نے بڑی صفائی سے یہ دعوےٰ کیا کہ

"قد البسنی اللّٰہ خلعۃ المجددیۃ

حین انتھت بی دورۃ الحکمۃ

یعنے جب حکمت کا دورہ انتہا کو پہنچ گیا تو اللہ تعالےٰ نے مجھے خلعت مجددیت سے سرفراز فرمایا"

اور اس دعوےٰ کی اہمیت اور مجدد کو ماننے کی ضرورت کو ان الفاظ میں واضح کیا ہے :۔

فھمنی ربی جل جلالہ انا

جعلناک امام ھذہ الطریقۃ

واوصلناک ذروۃ سنامھا

وسددنا طرق الوصول الخ

حقیقۃ القرب کلھا الیوم

غیر طریقۃ واحدۃ وھو

محبتک والانقیاد لک فالسماء

لیس علی من عادلک بسماء

ولیست الارض علیہ بارض

فاھل المغرب واھل المشرق

کلھم رعیتک وانت سلطانھم

علموا او لم یعلموا فان علموا

فازوا وان جھلوا خابوا۔ میرے رب نے مجھے مطلع فرمایا ہے کہ ہم نے تجھے اس طریقہ کا امام مقرر کیا ہے۔ اور اس کی اعلیٰ بلندی تک پہنچا دیا ہے۔ اور حقیقت قرب تک پہنچنے کے اور طریقے مسدود کر دیئے ہیں۔ سوائے ایک طریقہ کے کہ وہ تیری محبت اور تیری فرمانبرداری ہے۔ پس جو شخص تجھ سے عداوت کرے نہ آسمانی برکات اس پر نازل ہوں گی۔ اور نہ وہ ارضی برکات کا مورد ہوگا۔ اہل مغرب اور اہل مشرق سب کے سب تیری رعیت ہیں۔ اور تو ان کا بادشاہ ہے۔ خواہ وہ جانیں یا نہ جانیں اگر وہ جان لیں تو کامیاب ہوں گے اور اگر بے خبر رہیں تو خائب و خاسر ہوں گے" (تفہیمات الہٰیہ)

فرمایئے اب بھی آپ کہہ سکتے ہیں کہ صلحائے امت اور مجددین امت میں سے کسی نے دعوےٰ نہیں کیا اور نہ اپنی ذات کی طرف بلایا، ہم نے کئی بار حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کے ان کلمات کی طرف آپ کو توجہ دلائی لیکن آپ ہمیشہ اسے پی گئے، آخر بتایئے تو سہی کہ حضرت شاہ ولی اللہ صاحب کو آپ کیا سمجھتے ہیں کیا وہ صلحائے امت میں سے نہیں، کیا وہ مجددین امت میں سے نہیں؟ پھر ان کے ان کلمات کے ہوتے ہوئے آپ کس طرح کہہ سکتے ہیں کہ "صلحائے امت اور مجددین امت کا طریق کار یہ رہا ہے کہ انہوں نے نہ کوئی دعوےٰ کیا اور نہ اپنی ذات کی طرف بلایا"

اور صرف حضرت شاہ ولی اللہ پر ہی موقوف نہیں حضرت شیخ احمد سرہندیؒ نے تو مجدد الف ثانی ہونے کا دعوےٰ کیا ہے اور فرمایا ہے کہ :۔

"مجدد آنست کہ ہرچند دراں مدت از فیوض باُمتاں برسد بتوسط او برسد اگرچہ اقطاب اوتاد آں وقت بوند و بدلاء و نجباء باشند

(مکتوبات امام ربانی جلد ۲ مکتوب چہارم صفحہ ۱۳-۱۴)

ان کھلے دعاوی اور مجدد کی اس حیثیت کے باوجود کہ اس کے وقت تمام اقوام کو جو فیوض پہنچتے ہیں وہ مجدد ہی کے واسطہ سے پہنچتے ہیں، مرزا صاحب کا اس سے انکار کرنا حقیقت سے تدلیس بذکر بیت نہیں تو اور کیا ہے۔

مسلم ہائی سکول لاہور میں

جناب مرزا مظفر بیگ صاحب ساطع کی تشریف آوری

۹ مارچ کو تیسرے پیریڈ کے دوران جناب ہیڈ ماسٹر صاحب مسلم ہائی سکول نے مائکروفون پر اساتذہ اور طلباء سے کہا۔ کہ میں آپ کو اسلام کے ایک بہادر سپاہی سے متعارف کرانا چاہتا ہوں۔ چنانچہ انہوں نے مرزا مظفر بیگ صاحب ساطع سابق مبلغ اسلام جزائر فیجی کی خدمات پر مختصر سی روشنی ڈالی، اور جناب مرزا صاحب کو بچوں اور اساتذہ سے خطاب کرنے کی دعوت دی۔

چنانچہ معلم و متعلم ہمہ تن گوش ہو گئے۔ مرزا صاحب نے قرآن کریم کی چند آیات تلاوت فرمائیں۔ اور سامعین کو بتایا کہ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں۔ کہ تم میں ایک گروہ ایسا ہونا چاہیئے کہ جو تبلیغ و اشاعت کا کام کرے چنانچہ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کی بنیاد اسی غرض سے رکھی گئی۔

مرزا صاحب نے بتایا کہ تقریباً بائیس سال ہوئے جزائر فیجی میں آریہ سماج اور عیسائیت نے وہاں کے مسلمانوں کا ناک میں دم کر دیا۔ اور وہاں کے نوجوان اسلام سے مرتد ہونے لگے۔ چنانچہ وہاں کے مسلمانوں نے ہندوستان کی کئی اسلامی انجمنوں کو حفاظت اسلام و ناموس رسول اکرم صلعم کے لئے لکھا۔ مگر سب طرف سے مایوس ہو کر احمدیہ انجمن اشاعت اسلام سے درخواست کی۔ انجمن کی نگاہ انتخاب مجھ پر پڑی۔ کیونکہ میں سنسکرت کا علم رکھنے کے باعث ہندو دھرم کے پرچارکوں کا بہتر طریق سے مقابلہ کرنے کی اہلیت رکھتا تھا۔ چنانچہ میں وہاں گیا۔ اور ہندوؤں اور عیسائیوں کو ان کی اپنی مقدس کتابوں سے حضرت رسول کریمؐ کے متعلق پیشگوئیاں دکھا کر ان پر اتمام حجت کیا۔ کہ تمہارے اپنے رشیوں منیوں نے تم کو تلقین کی ہے کہ جب رسول اکرمؐ تشریف لائیں۔ تو ان کے ساتھ مل جاؤ۔ لہٰذا تمہارے لئے اسلام قبول کرنے کے سوا کوئی چارہ نہیں۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ مسلمانوں کے حوصلے بڑھ گئے اور انہوں نے میری خدمات کی قدر کرتے ہوئے مجھے پانچ سونے کے تمغے پیش کئے۔

یہ سب کچھ خدا تعالیٰ کے فضل و نصرت سے ہوا، ورنہ انسان کس قابل ہے۔ مرزا صاحب نے آخر پر اس یقین کا اظہار کیا۔ کہ انشاءاللہ تعالیٰ آپ میں سے کئی نوجوان ملک و ملت کی خدمات کا ولولہ لیکر اٹھیں گے اور پاکستان اور اسلام کی خدمت بڑھ چڑھ کر کرنے والے ثابت ہوں گے۔

تقریر کے بعد مرزا صاحب ہیڈ ماسٹر صاحب کے ساتھ تمام جماعتوں میں گئے اور اساتذہ اور بچوں سے مل کر بہت محظوظ ہوئے۔

برکت علی۔ مسلم ہائی سکول نمبر ۱ لاہور

روزہ کے احکام میں مالِ حرام حاصل کرنے کی ممانعت

خطبہ جمعہ مورخہ ۱۰ مارچ ۱۹۶۱ء فرمودہ حضرت امیر مولانا صدر الدین صاحب ایدہ اللہ بمقام احمدیہ بلڈنگس لاہور

ولاتاکلوا اموالکم بینکم بالباطل وتدلوا بھا الی الحکام لتاکلوا فریقاً من اموال الناس بالاثم وانتم تعلمون ــــــ (البقرہ)

احکام رمضان میں ناجائز اموال کی ممانعت

روزہ کے احکام میں اس رکوع کی یہ آخری آیت ہے۔ اس میں لکھا ہے کہ روزہ کے مہینہ میں جب مسلمانوں نے خدا تعالیٰ کے حکم کے ماتحت روزانہ یہ سبق سیکھا کہ اپنا حلال طیّب کھانا بھی خدا کے حکم کے ماتحت ترک کر دیا جائے تو اس کے سیکھنے اور عمل کرنے کے بعد کس طرح یہ بات جائز ہے کہ دوسرے کا مال ناجائز طور پر ہڑپ کر جائیں، چنانچہ فرمایا۔ لاتاکلوا اموالکم بینکم بالباطل۔ اپنے بھائیوں کے آپس کے معاملات میں ایک دوسرے کا مال ناجائز طور پر نہ کھاؤ نہ کسی کی زمین پر قبضہ کرو۔ نہ دوسرے کا مکان حاصل کرو اور نہ دوسروں کے مکان، زمین اور جائداد وغیرہ حاصل کرنے کے لئے بڑی سے بڑی رقم حکام تک لے جاؤ، نہ تو حرام کا مال کھاؤ اور نہ ہی اپنا مال کسی حاکم تک اس غرض کے لئے لے جاؤ وتدلوا بھا الی الحکام لتاکلوا فریقاً من اموال الناس بالاثم وانتم تعلمون۔ کسی حاکم کے ہاں رسائی ہو جائے تو اس سے ناجائز فائدہ نہ اٹھاؤ۔ اپنی رسائی سے کسی کی حق تلفی نہ کرو۔ اگر کوئی حاکم تمہارے حق میں غلطی سے فیصلہ کر دے کہ یہ زمین یا باغ یا مکان تمہارا ہے تو یہ مت سمجھ بیٹھو کہ ہم حق پر تھے اور ہم ہی صحیح مالک ہیں۔ نہیں یہ کسی بھی طرح جائز نہیں، جب تم جانتے ہو کہ فی الواقعہ یہ تمہارا مال نہیں تو حاکم کا فیصلہ اس کو تمہارے لئے جائز نہیں کر سکتا۔

حضرت نبی کریم صلعم کا ارشاد

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ سنو لوگو! انما انا بشر مثلکم۔ میں تمہاری ہی طرح کا انسان ہوں میں غیب کا علم نہیں رکھتا۔ مجھے غیب دانی کا بھی دعویٰ نہیں ہے۔ وتختصمون الیّ اور تم میرے پاس اپنے مقدمات اور تنازعات لے آتے ہو تاکہ میں ان میں فیصلہ کروں، ورب ما ان یکون بعضکم الحن من بعض۔ بعض اوقات ہوتا یوں ہے کہ فریقین میں سے کوئی ایک اپنے حقوق جتلانے کے لئے بڑی تیز طراری سے اپنے دلائل پیش کرتا ہے اور وہ اپنے معاملے کو اس خوبی سے بیان کرتا ہے کہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ حق پر ہے۔ اور اس طرح وہ اپنے حریف فریق پر اپنی زبان دانی اور چرب لسانی کی وجہ سے غالب آ جاتا ہے فاقضی علی نحو ما اسمع جس طرح میں سنتا ہوں اس ہی طرح فیصلہ دے دیتا ہوں۔ کیوں کہ میں عالم الغیب نہیں ہوں۔ فمن قضیت لہ بحق اخیہ فلا یاخذن فانما اقضی لہ قطعۃ من النار

اس صورت میں اگر میں نے کسی شخص کے حق میں یہ فیصلہ دے دیا کہ وہ اپنے بھائی کا حق لے لے تو وہ اس مال کو نہ لے کیونکہ یہ دوزخ کی آگ کا ٹکڑا ہوگا جو میں نے اس کو دلایا۔ فیصلہ بے شک میرا ہی ہے لیکن یہ اس کیلئے دوزخ کا ٹکڑا ہے، اسے نہیں چاہیئے کہ اس فیصلے سے فائدہ اٹھائے۔

کسی حاکم یا پیر کا غلط فیصلہ قابل قبول نہیں

آج لوگ دوسروں کا مال حاصل کرنے کے لئے اس بات کو کافی سمجھتے ہیں کہ فلاں پیر نے یہ فیصلہ دیا ہے یا فلاں مولوی نے یہ فتوے دیا ہے اس لئے قابل قبول ہے، یا یہ مال مجھے فلاں حاکم کے فیصلہ کے رُو سے مل گیا ہے اس لئے یہ میرا مال ہے۔ نہیں بلکہ قرآن کے خلاف اگر کوئی شخص ناجائز طور پر کسی کے حق میں فیصلہ دے تو وہ خواہ کتنا بھی بڑا انسان ہو اس کا فیصلہ قابل قبول نہیں۔ خود حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جن کے ساتھ خدا کلام کرتا تھا ...... اپنے فیصلہ کو جو کسی فریق کی طلاقت لسانی کی وجہ سے اس کے حق میں غلط طور پر صادر ہو جائے ناطق قرار نہیں دیتے۔ تو پھر کسی اور کا فیصلہ کیا وقعت رکھتا ہے۔

نسلی تفوق کو حضرت نبی کریمؐ نے مٹایا

بہت سے ایسے واقعات ہیں جن میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے قوم کو صحیح رستہ کی تلقین کی ہے اور قومی تفوق کو نظر انداز کرتے ہوئے حدود اللہ کو قائم رکھا ہے، حضرت اسامہ رض حضور کے بہت پیارے تھے، وہ حضرت زیدؓ کے بیٹے تھے۔ فتح مکّہ کے دن آپؐ نے اُن کو اپنے ساتھ اونٹنی پہ بٹھلائے رکھا۔ وہ دن خصوصی اہمیت رکھتا تھا۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اسامہؓ کو اپنے ساتھ اونٹنی پر بٹھانا یہ ظاہر کرتا ہے کہ آپؐ نے ایک غلام زادہ کو بھی اس کے کیرکٹر کی وجہ سے عزت و تکریم کا مستحق قرار دیا، آپؐ نے ایک موقعہ پر اسامہؓ کو لشکر کا سپہ سالار مقرر کیا۔ اور حضرت ابوبکر رضؓ اور حضرت عمر رضؓ جیسے انسانوں کو ان کی ماتحتی اختیار کرنا پڑی۔

ناواجب قومی وقار کی مخالفت

ایک دفعہ ایک قریشی عورت نے چوری کی۔ آج بھی برصغیر پاکستان میں عورتیں چوری کرتی ہیں، دکانوں سے سودا لینے جاتی ہیں تو دکانداروں کی نظر بچا کر کوئی چیز اٹھا لیتی ہیں۔ دکاندار کو اگر پتہ لگ جاتا ہے اور وہ چوری کا مال برقعہ سے نکلوا لیتا ہے تو اس عورت کی عزت کہاں رہ گئی۔ ایسا ہی قریشی عورت نے جب چوری کی تو قوم کو فکر ہوا کہ اگر اس کو سزا مل گئی، تو ساری قوم بدنام ہو جائے گی۔ قوم کی ...... پریسٹیج (وقار) ختم ہو جائیگی اس پریسٹیج کا ذکر قرآن کریم میں ہے۔ آج اس پریسٹیج کی مہلک بیماری ساری دنیا کو لگی ہوئی ہے۔ اس کا ذکر قرآن کریم نے ان الفاظ میں کیا ہے، اخذتہ العزۃ بالاثم اس کی عزت اس سے گناہ سرزد کراتی ہے عزت و وقار اسے پکڑ لیتا ہے اور گناہ کا ارتکاب کراتا ہے، چنانچہ قریش کو عزت و وقار کا خیال دامنگیر ہوا اور انہوں نے خیال کیا کہ اسامہ رض حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا لاڈلہ ہے، چلو اس سے سفارش کروائیں کہ کسی نہ کسی طرح قریشی عورت سزا سے بچ جائے۔

حدود اللہ کے مقابلہ میں قومی وقار کوئی چیز نہیں

چنانچہ اسامہ رض حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہو گئے، حالات سن کر حضورؐ نے ایک طرف اسامہ کو ڈانٹ پلائی کہ اتشفع فی حد من حدود اللہ کیا اللہ تعالےٰ کی مقرر کردہ حدود کو توڑنے کی تم سفارش کرتے ہو۔ خدا کی قسم لو ان فاطمۃ بنت محمد سرقت لقطعت یدھا۔ اگر محمد (صلعم) کی بیٹی فاطمہ رض بھی چوری کرے تو میں اس کا بھی ہاتھ کاٹ دوں گا۔ حضور صلعم کا یہ فعل ایک سبق ہے کہ اگر تمہارا کوئی عزیز اور پیارا بھی حق و انصاف کے خلاف سفارش کرے۔ تو اس کی مت مانو اور اس ڈانٹ کے ساتھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک رولنگ بھی دیا۔ فرمایا ھلک من کان قبلکم اذا سرق فیھم الشریف ترکوہ واذا سرق فیھم الضعیف اقاموا علیہ الحد۔ اس عزت اور وقار نے پہلی قوموں کو تباہ اور برباد کر دیا کہ جب اُن میں سے کوئی بڑا آدمی چوری کرتا تو اس کو چھوڑ دیتے اور جب کوئی غریب اور کمزور آدمی چوری کرتا تو اسے سزا دیتے تھے۔ ایسی عزت اور وقار سے بچنے کی فکر کرو۔ یہ ہلاکت اور بربادی کا باعث ہے جس قوم کے اندر یہ بیماری آگئی وہ تباہ و برباد ہو گئی۔ یہ ہے حضورؐ کا کمال کہ نہ صرف اپنے پیارے کی سفارش کو رد کر دیا بلکہ اس بیماری کو جو قوموں کی ہلاکت کا باعث ہوتی ہے، جڑ سے اکھیڑنے کے لئے ایک ایسا رولنگ دیا جو ہمیشہ یادگار رہے گا۔

ایک اور واقعہ

قومی وقار کی بیماری کے متعلق ایک اور واقعہ سناتا ہوں۔ مدینہ کے لوگوں نے مکّہ والوں کو پناہ دی۔ وہ انصار کہلائے انہوں نے آنحضورؐ صلی اللہ علیہ وسلم پر بہت بڑا احسان کیا تھا اس لئے حضرت کے دل میں ان کی بڑی عزت تھی فرمایا کرتے تھے اگر لوگ ایک راستہ پر چلیں اور انصار دوسرے راستہ پر تو میں انصاریوں کے ساتھ چلوں گا

انہی انصاریوں میں سے ایک شخص طعمہ نے زرہ بکتر چرائی اور کچھ اندیشہ ہوا تو اپنے بچاؤ کے لئے اس کو ایک یہودی کے مکان پر ڈال دیا۔ یہودی پکڑا گیا، تو اس نے چوری سے انکار کیا اور بتایا کہ یہ طعمہ کی کرتوت ہے۔ طعمہ بھی پکڑا گیا تو انصار کو فکر ہوئی کہ اگر طعمہ کو سزا ہوئی تو یہودیوں اور عیسائیوں کے سامنے رسوائی ہوگی اٹھو سارے چلو اور حضورؐ سے عرض کرو کہ طعمہ کو چھوڑ دیا جائے، چنانچہ حضورؐ کی خدمت میں یہ عرض کی گئی کہ یہودی بے ایمان ہے اس کی بات پر اعتبار نہ کیا جائے۔ طعمہ مسلمان ہے۔ ایک یہودی کے مقابل پر مسلمان کو سزا دینا ٹھیک نہ ہوگا۔ اب ایک طرف قومی وقار ہے اور اس کے ساتھ حضور صلعم اس قوم کے احسانمند ہیں، اور دوسری طرف حق و انصاف حضور کی نگاہ کے سامنے یہ دونوں چیزیں ہیں۔ حضور مقدمہ کی تفتیش فرماتے ہیں طعمہ مجرم ثابت ہوتا ہے حضور انصار یا مسلمانوں کے وقار کا خیال کئے بغیر اسے سزا دیتے اور یہودی کو بری کر دیتے ہیں۔

انگریزوں کے عہد میں قومی وقار کا سوال

اس کم بخت قومی وقار کے کئی نظارے انگریزوں کے عہد میں ہم نے دیکھے ہیں۔ انگریز کا مالی میم صاحبہ کی گولی کا نشانہ بن گیا تو ایک انگریز جج نے فیصلہ دیا کہ میم صاحب ایسا کر سکتی ہی نہیں ہے۔ مالی ہی بے وقت تھا جو خود گولی کے سامنے آ گیا۔ یہ اس کی اپنی بیوقوفی ہے میم صاحب کا کوئی قصور نہیں۔ بجلی کے آنے سے پہلے دستی پنکھے قلی چلاتے تھے، اگر قلی کو پنکھا کھینچتے ہوئے اونگھ آ گئی، تو صاحب جھنجھلا کر باہر آئے اور قلی کو اس زور سے ٹھوکر ماری کہ وہ وہیں ڈھیر ہو گیا۔ مقدمہ چلا تو انگریز جج نے فیصلہ دیا کہ قلی پاؤں کی ٹھوکر سے کیسے مر سکتا ہے۔ اس کی تلی بڑھی ہوئی تھی۔ اور وہ مرنے ہی والا تھا۔ غرض قومی وقار کی خاطر ہر قسم کی ناانصافی روا رکھی جاتی تھی، اسلام اس قسم کے وقار کو گناہ قرار دیتا ہے اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو قوموں کی ہلاکت اور بربادی کا موجب قرار دیا ہے۔

روزہ سے تزکیہ نفس

غرض روزہ انسان کا تزکیہ نفس کرتا ہے۔ حرام مال کھانے سے روکتا ہے، حق و انصاف کا سبق دیتا ہے تم لوگ بڑے خوش نصیب ہو، تمہارا خدا تمہارا پیغمبر اور تمہاری کتاب فخر کے قابل ہے، اس نے ہر رنگ میں حرام مال کھانے سے روکا ہے، اور رسول نے اس بات سے منع کیا ہے کہ لین دین میں کسی قسم کی دھوکہ بازی کی جائے۔

خرید و فروخت میں دھوکہ بازی سے ممانعت

ایک دفعہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بازار سے گزر رہے تھے راستہ میں گندم کا ڈھیر فروخت کے لئے پڑا تھا، حضور نے اس گندم کے ڈھیر میں ہاتھ ڈالا۔ تو نیچے سے گیلا گندم نکلا۔ حضور نے پوچھا کہ ایسا کیوں ہے تو مالک نے بتایا کہ بارش کا چھینٹا پڑا تھا گندم گیلی ہو گئی تو میں نے اسے نیچے کر دیا۔ حضور نے فرمایا کہ اگر تم اس کو اوپر ہی رہنے دیتے تو اچھا تھا۔ لینے والے کو اس کی اصل حقیقت معلوم ہو جاتی۔ اس قسم کا طریق اختیار کرنا دھوکہ دینا ہے۔

پاکستان میں دھوکہ بازی اور حرام خوری

جب پاکستان بنا تو لوگوں نے بڑے جوش و خروش کا اظہار کیا کہ اب اسلامی سلطنت بن گئی۔ یہاں اسلام کا دور دورہ ہوگا، امانت و دیانت کا راج ہوگا۔ اور خدا اور اس کے رسول کی حکومت ہوگی لیکن افسوس ہے اسلام کے نام پر یہاں افسروں نے حرام کا مال کھایا اور اپنی عزت، و شہرت کو برباد کر لیا۔ آج ہر چیز میں ملاوٹ ہے، ہر دفتر میں رشوت چلتی ہے اس سے اسلام اور پاکستان کے نام پر دھبہ لگتا ہے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جہاں اور بہت سے کام کئے وہاں آپ نے دکانداروں، تاجروں اور سوداگروں کی بھی اصلاح کی اور فرمایا کہ چیزوں میں ملاوٹ اور بددیانتی نہ کرنا۔ لیکن آج پاکستان میں ہر چیز میں ملاوٹ ہے۔ گھی خالص نہیں، چائے اچھی نہیں، اور دودھ پانی ملا ملتا ہے۔ لوگوں نے موبل آئل ملا کر گھی قوم کو کھلایا، لاکھوں روپے کما لئے، زہریلا تیل دے دیا گیا، ایک بیرونی ملک مراکش میں اس زہریلے تیل کے اثر سے عورتوں، مردوں اور بچوں پر فالج گرا۔ ان خدا کے بندوں نے لاکھوں روپیہ تو کما لیا اور اپنی تجوریاں بھر ڈالیں لیکن قوم پر فالج گرا دیا۔

ناپ تول میں دھوکہ اور چیزوں میں ملاوٹ

قرآن میں ترازو کا ذکر ہے ناپ تول کا ذکر ہے۔ خدا نے ان لوگوں پر لعنت بھیجی ہے جو دوسروں کو کم دیتے ہیں اور خود پوری اور خالص چیز لینے کا تقاضا کرتے ہیں دیتے وقت چیزوں کے اندر ملاوٹ اور کھوٹ ملا دیتے ہیں۔

ایک نیک اور دیانتدار عورت

حضرت عمر رضؓ اپنے عہد خلافت میں قوم کے حالات معلوم کرنے کے لئے راتوں کو پھرا کرتے تھے۔ انہوں نے ایک دفعہ ایک گھر سے باہر کھڑے ہو کر سنا کہ بیٹی اور ماں میں تنازعہ ہو رہا ہے، ماں بیٹی کو کہتی ہے کہ دودھ میں پانی ڈالو، پیسے زیادہ آئیں گے۔ بیٹی کہتی ہے کہ خلیفہ نے منع کیا ہے پانی نہیں ڈالوں گی ماں نے کہا کہ خلیفہ کہاں ہے۔ وہ نہیں دیکھ رہا پانی ڈالو۔ لڑکی نے کہا کہ خدا تو دیکھتا ہے۔ حضرت عمر رضؓ یہ سن کر گھر لوٹ آئے اور اپنے بیٹوں سے کہا کہ تم میں سے جو اس لڑکی سے نکاح کرے گا اس کے ہاں نیک اولاد پیدا ہوگی، آپ کے ایک بیٹے نے اس سے شادی کر لی، اس کے بطن سے عمر بن عبدالعزیز پیدا ہوئے۔

اپنے خاوندوں کو حرام مال سے بچاؤ

اے بیبیو! تم بھی حلال طیب کمائی کھلاتا کہ تم سے صالح اولاد پیدا ہو، جو عورت کسی افسر کے گھر میں ہے وہ خوب جانتی ہے کہ گھی کا ٹین کہاں سے آیا ہے۔ ہزاروں روپے کہاں سے آتے ہیں۔ وہ کیوں اپنے خاوند کو منع نہیں کرتی وہ ڈاکو کی بیوی ہے اسکو فکر کرنا چاہئے کہ اس کا وبال کسی نہ کسی دن اُن کے ذریعہ معاش پر اور اُن کی اولاد پر ضرور آنے والا ہے اس وقت سے اپنے آپ کو بچاؤ۔

قوم کی تطہیر

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے زور دیا ہے کہ اپنے دلوں کے اندر تقویٰ تزکیہ اور طہارت پیدا کرو۔ بددیانتی رشوت اور حرام خوری کے قریب نہ جاؤ اطب مطعمك وكن مستجاب الدعوات تم حلال اور طیب روٹی کھاؤ مستجاب الدعوات ہو جاؤ گے، تمہاری دعائیں قبول ہوں گی۔ حضور نے قوم کی قوم کو پاک بنانا چاہا۔ اور وہ پاک ہو گئی۔ سبحان اللہ ایسی کامیابی کسی انسان کو نصیب نہیں ہوئی کہ سارا ملک برائیوں سے پاک ہو گیا، ہماری موجودہ حکومت بھی تطہیر پر زور دے رہی ہے۔ یہ تطہیر اس وقت میسر آئی ہے جب قوم کے دلوں میں خدا خوفی پیدا ہو۔ خدا خوفی کا سبق ماہ رمضان دیتا ہے لعلكم تتقون۔ تاکہ تم خدا خوف بن کر تمام قسم کی برائیوں سے بچتے رہو۔

مسائل عیدالفطر

(بسلسلہ صفحہ اوّل)

سے قبل دے دینا چاہیئے یا خطبہ کے بعد۔ صدقہ عیدالفطر ہمیشہ نماز سے قبل دے دینا چاہیئے۔

(۶) عید کے خطبہ کے درمیان خطیب کو بیٹھنا نہیں چاہیئے جیسا کہ جمعہ کے خطبہ کے درمیان بیٹھا کرتے ہیں۔

(۷) خطبہ ختم ہونے کے بعد جماعت کی شکل میں چلنا افضل ہے کہ اسلام کی شوکت کا اظہار اس میں ہے، اس لئے جس راستہ سے آئے ہیں اس راستہ کی بجائے کسی دوسرے راستہ سے جانا مستحسن ہے۔

(۸) عید میں آپس میں ملنا جلنا اور ایک دوسرے کو ہدایا تحائف بھیجنا یا طعام میں شریک کرنا تمدن کے لئے مستحسن چیز ہے عیدگاہ سے واپس پر گھر میں گھس کر دن کاٹ دینا یہ قومی مردگی کی علامت ہوتی ہے۔

(۹) چونکہ آجکل اسلام سے بڑھکر کوئی غریب نہیں اس لئے حضرت مسیح موعودؑ کے زمانہ سے احمدی جماعت کے افراد صدقہ عیدالفطر کا کُلی یا اکثر حصہ انجمن کے بیت المال میں بھیجتے ہیں۔ اس لئے احباب کو چاہیئے کہ نماز عید سے قبل محاسب کو صدقہ ادا کر دیں۔

(۱۰) صدقہ عیدالفطر کے علاوہ حضرت صاحب کے حکم سے ایک روپیہ "عید فنڈ" بھی مقرر ہے۔ جو عید کے دن بچوں اور عزیزوں کو عیدی اور تحائف دیتے ہیں۔ اسی طرح اس خوشی کے دن میں اسلام کا بھی کچھ حق ہے لہذا احباب خاص توجہ اس فنڈ کی طرف مبذول فرمائیں اور عید فنڈ کے روپے جمع کر کے انجمن کے بیت المال میں بھیجدیں، یہ حضرت صاحب کا حکم ہے اور ایک مالی جہاد ہے اسے استخفاف کی نظر سے نہ دیکھیں۔

(۱۱) جماعت کے استحکام اور توسیع کے لئے جگہ جگہ مساجد بنانے کی ضرورت ہے، اس غرض سے عید کے موقعہ

"اشاعتِ اسلام" مخالفینِ احمدیت کی نظروں میں

از قلم حافظ محمد حسن صاحب چیمہ وکیل گجرات

اس وقت طلوع اسلام کا پرچہ ماہ اکتوبر ہمارے سامنے ہے اس کے صفحہ ۴۳ پر زیر عنوان "باب المراسلات" مسئلہ اشاعت اسلام زیر بحث لایا گیا ہے۔ کسی صاحب نے کچھ سوالات کئے ہیں اور طلوع اسلام نے ان پر روشنی ڈالی ہے۔ سوالات تو مختصر ہیں۔ مگر اس پر "طلوع اسلام" کی خامہ فرسائی ذرا طویل ہے۔ ہم ناظرین "پیغام صلح" کی ضیافت طبع کے لئے یہ مسئلہ جس طرح طلوع اسلام کے کالموں میں لکھا گیا ہے بعینہٖ نقل کر کے پیش کرتے ہیں تا کہ معلوم ہو کہ قرآن کے یہ (اپنے زعم میں) سب سے بڑے عاشق اشاعت اسلام کے مسئلے کو کس طرح استخفاف کی نظر سے دیکھتے ہیں۔ اور کس طرح اپنی کوتاہیوں پر پردہ ڈالنے کی ناکام کوشش کرتے ہیں۔ وھو ھذا:—

"باب المراسلات"

مسئلہ اشاعتِ اسلام | بہاولپور سے ایک صاحب نے اشاعت اسلام کے سلسلہ میں کچھ سوالات بھیجے ہیں۔ مسئلہ کی اہمیت کے پیشِ نظر ہم ان سوالات اور ان کے جوابات کو درج ذیل کرتے ہیں۔

سوالات حسب ذیل ہیں:—

(۱) کیا غیر مسلم اقوام کے درمیان موجودہ دور میں اسلام کو پھیلانے کا کام منظم طور پر کرنا ایک مستحسن اور ضروری کام سمجھا جا سکتا ہے۔

(۲) کیا مسلمان حکومتوں کی امداد کے بغیر اور مسلمانوں کے موجودہ سیاسی معاشی بلکہ اخلاقی تنزل کے پیشِ نظر نتیجہ خیز ہو سکتا ہے؟

(۳) کیا سبب ہے کہ اسلام میں دوسری اقوام کو جذب کرنے کی صلاحیت باقی نہیں رہی۔ حالانکہ افریقہ۔ امریکہ۔ آسٹریلیا کی بت پرست اقوام آج بھی حلقہ بگوشِ عیسائیت ہو رہی ہیں؟

(۴) کیا اس قسم کی تحریک کا مفید اثر خود مسلمانوں پر پڑ سکتا ہے؟

(۵) کیا مسلمانوں کی آبادی کا مطلق بڑھ جانا اقوام عالم کی کشمکش کے پیشِ نظر مفید ہو سکتا ہے؟

(۶) آپ کے خیال میں ایسی تحریک کے لوازم کیا ہونے چاہئیں تا کہ وہ کامیاب ہو سکے یہ خیال رکھتے ہوئے کہ مسلمان حکومتیں کوئی امداد نہ کریں اور نہ رکاوٹیں ہی ڈالیں۔

طلوعِ اسلام | ضرورت ہے کہ اس اہم مسئلہ پر سطحی جذبات سے الگ ہٹ کر حقائق کی روشنی میں غور و فکر کیا جائے اسلام نام ہے ایک نظامِ زندگی کا جو خدا کی طرف سے عطا کردہ غیر متبدل اصولوں اور مستقل اقدار کی بنیادوں پر استوار ہوتا ہے۔ ان اصولوں کو علی وجہ البصیرت سمجھ کر ان کی صداقت کو دل کی گہرائیوں سے تسلیم کر لینا ایمان کہلاتا ہے۔ کسی کے مسلمان ہونے کے معنی یہ ہیں کہ وہ ان اصول و اقدار کو بلا جبر و اکراہ دل اور دماغ کے پورے اطمینان کے ساتھ صحیح اور سچا تسلیم کرے اب آپ سوچئے کہ کسی کو اس قسم کا یقین اور اطمینان دلانے کی صورت کیا ہو سکتی ہے۔

اس کی پہلی شکل یہ ہے۔ کہ غیر مسلم اہلِ فکر حضرات کو قرآنی تعلیم کی صداقت فکری طور پر سمجھائی جائے۔ اس وقت غیر مسلم اہلِ فکر حضرات کا بیشتر طبقہ مغربی مفکرین اور سائنسدان ہیں۔ اگر عالمِ اسلام میں ایسے ارباب علم و فکر ہیں۔ جو ان مغربی مفکرین (وغیرہ) کو ان کی علمی اور فکری سطح کے مطابق قرآنی تعلیم کی عظمت اور صداقت کا قائل کرا سکتے ہیں تو انہیں ضرور ایسا کرنا چاہئے۔ قوموں کی باگ دوڑ ان کے اہلِ فکر طبقہ کے ہاتھوں میں ہوتی ہے اس لئے اگر مغرب کے اہلِ فکر طبقہ کو اس انداز سے قرآنی تعلیم کی صداقت کا قائل کرا دیا جائے تو اس کا اثر بہت دور رس ہو گا۔ لیکن اس وقت جو لوگ اشاعت اسلام کے کاموں میں نمایاں حصہ لینے کے مدعی ہیں۔ ہمیں ان میں تو کوئی ایسا اہلِ فکر نظر نہیں آتا۔ جو مغربی مفکرین کی علمی اور فکری سطح پر انہیں اسلام کی عظمت کا قائل کرا سکے۔ کسی ایسے بلند پایہ اہلِ علم و فکر کا ہونا تو ایک طرف رہا اس باب میں ہماری تہی دامنی کی یہ کیفیت ہے کہ اس وقت (دنیا کی علمی اور معروف زبانوں میں سے) کسی زبان میں کوئی ایسی کتاب موجود نہیں (ہمارا مطلب انسانی تصنیف سے ہے) جسے ہم یہ کہہ کر غیر مسلموں کے سامنے پیش کر سکیں کہ اس سے تمہیں معلوم ہو جائے گا کہ اسلام کیا ہے۔ اور عالمِ انسانیت میں اس کا مقام کیا؟ غیر مسلم تو ایک طرف خود ہم اپنے نوجوان تعلیم یافتہ طبقہ کو کوئی ایسی کتاب نہیں دے سکتے جس سے وہ صحیح اسلام کو سمجھ کر اس کی عظمت کے قائل ہو جائیں۔

اس وقت دنیا کی بڑی بڑی اقوام (جو دیگر اقوام عالم کی قیادت کر رہی ہیں) اپنے اپنے نظام زندگی سے بری طرح تنگ آ چکی ہیں۔ وہ مغربی جمہوریت اور سرمایہ داری کا نظام ہو یا روس کی اشتراکیت یہ سب کے سب اپنے بنائے ہوئے زندان میں ہیں محبوس۔ اور انہیں ان قید خانوں سے نکلنے کی کوئی راہ دکھائی نہیں دیتی قرآن انہیں اس جہنم سے نجات دلا سکتا ہے اس لئے دنیا کے سامنے قرآنی نظام حیات کے پیش کرنے کا اس سے زیادہ مساعد موقعہ شاید ہی کبھی ملا ہو۔

۲۔ اشاعت اسلام کی دوسری شکل یہ ہے کہ اقوامِ عالم مسلمانوں کی حالت کو دیکھ کر اسلام کی طرف کھنچ کر آ جائیں۔ اس باب میں مسلمانوں کی جو حالت ہے اس کے متعلق یہ کہنا قطعاً مبالغہ آمیز نہیں ہو گا کہ مسلمانوں کی حالت خود اسلام کے راستہ میں روک بن کر حائل ہے۔ جب دنیا کی کسی متمدن قوم کے فرد کے سامنے اسلام کی عظمت اور بلندی کا ذکر کیجئے تو اس کے لبوں پر معنی خیز تبسم بکھر جاتا ہے۔ اور وہ طنز آمیز انداز سے کہہ دیتا ہے کہ اگر اسلام کی تعلیم ایسی ہی ہے تو اس کے ماننے والوں (مسلمانوں) کی حالت ایسی پست کیوں ہے؟ انہیں (مسلمانوں) کو چاہئے کہ پہلے اسلام کا نسخہ اپنے امراض پر استعمال کریں اور جب ان کی حالت سدھر جائے تو پھر اسے باقی دنیا کے سامنے پیش کریں ان کا یہ جواب ہم پر کتنا ہی تلخ کیوں نہ گزرے، ہے حقیقت پر مبنی۔ کوئی مریض کسی سے یہ کہنے کا حق نہیں رکھتا کہ اس کے پاس صحت کا نسخہ مجرب ہے کوئی بھکاری کسی سے یہ نہیں کہہ سکتا کہ وہ دولت کمانے کے بہترین طریق سے واقف ہے اگر وہ ایسا کہیں بھی تو لوگ ان کی باتوں کا مذاق اڑا کر آگے چل دیں گے ذرا سوچئے تو سہی کہ ان اقوام کو، جن کے ہم قدم قدم پر دست نگر ہیں کس منہ سے کہہ سکتے ہیں کہ تمہاری مشکلات کا حل ہمارے پاس ہے! افریقہ امریکہ اور آسٹریلیا کی بت پرست اقوام اگر آج حلقہ بگوشِ عیسائیت ہو رہی ہیں، تو اس لئے نہیں کہ انہیں عیسائیت کی تعلیم میں صداقت نظر آتی ہے وہ اس لئے عیسائی ہو رہی ہیں کہ عیسائیت کی طرف دعوت دینے والی اقوام بڑی ترقی یافتہ ہیں۔ وہ پست اقوام سمجھتی ہیں کہ اگر ہم ان کا مذہب اختیار کر لیں گے تو ہم بھی انہیں جیسے ہو جائیں گے۔

"ان حالات کی روشنی میں ظاہر ہے کہ دنیا کی پست اقوام اسلام کی طرف اسی صورت میں متوجہ ہو سکیں گی جب انہیں دعوت دینے والے مسلمانوں کی حالت ان سے بہتر ہو! لیکن یہ صورت بھی اسی وقت تک قائم رہ سکے گی جب تک ان پست اقوام میں تبلیغ کے لئے کوئی ایسی قوم میدان میں نہیں آئے گی جو معاشرتی اور معاشی طور پر مسلمانوں سے بہتر ہو۔ اس سے بھی آگے ایک اور مشکل ہے۔ اور وہ یہ کہ آپ ان غیر مسلموں کے سامنے کونسا اسلام پیش کریں گے ہماری حالت یہ ہے کہ ہمارے ہاں بیسیوں فرقے ہیں اور ہر فرقہ اپنے اسلام کو سکہ بند اور دوسروں کے اسلام کو کھوٹا سکہ قرار دیتے ہیں۔ ہمیں آج تک وہ جگر پاش واقعہ نہیں بھولتا جب کہ ایک (عیسائی) نومسلم ہمارے پاس آیا اور کہنے لگا کہ وہ فلاں صاحب کے ہاتھ پر [illegible] اسلام لایا تھا اب دوسرے فرقے کے لوگ کہتے ہیں کہ وہ کافر ہے اس نے کہا میں کفر کو چھوڑ کر اسلام لایا تھا لیکن اگر اسلام لانے کے بعد بھی میں کافر ہی رہا تو اس سے

اچھا میرا پہلا اعتراض یہی تھا اس میں ما ازلم پیسے بال، بچوں اور بھائی بندوں سے بڑا تو نہیں ہوا تھا۔

"غیر مسلموں میں اشاعت اسلام سے پہلے کرنے کا کام یہ ہے کہ ہم اپنے گھروں میں یہ فیصلہ کریں کہ اسلام ہے کیا؟ جب ہم اپنے ہاں ایک متفق علیہ اسلام کا فیصلہ کر لیں تو پھر اُسے دوسروں کے سامنے پیش کرنا چاہیئے۔ اس وقت جو غیر مسلم اسلام لاتا ہے۔ وہ سُنّی، شیعہ، مقلّد، غیر مقلّد، احمدی ہوتا ہے مسلمان نہیں ہوتا۔ حالانکہ جب رسول اللہ کسی کو مسلمان کرتے تھے تو وہ مسلمان ہوتا تھا سُنّی، شیعہ، مقلّد، غیر مقلّد، احمدی نہیں ہوتا تھا لہٰذا سب سے پہلے ہمیں یہ فیصلہ کرنا چاہیئے کہ وہ متفق علیہ اسلام کیا ہے جسے تسلیم کرنے سے ایک شخص شیعہ سُنّی وغیرہ نہ ہو بلکہ صرف مسلمان ہو جائے لیکن ہمارے علمائے کرام کی موجودگی میں اس قسم کے متفق علیہ اسلام کے سامنے آجانے کی کوئی صورت ممکن نہیں۔

"اشاعت اسلام کی مؤثر ترین شکل یہ ہے کہ کسی ایک خطۂ زمین میں، قرآنی نظامِ زندگی کو عملاً متشکل کیا جائے جب اس نظام کے درخشندہ نتائج دنیا کے سامنے آئیں گے تو پست اقوام تو ایک طرف امریکہ اور روس تک بھی اس نظام کی صداقت کے سامنے سرِ تسلیم خم کرنے کے لئے مجبور ہو جائیں گے یہی وہ طریق تھا جسے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اختیار فرمایا تھا۔ جب اپنے مخالفین سے کہا تھا یٰقوم اعملوا علیٰ مکانتکم انی عامل فسوف تعلمون من تکون لہ عاقبۃ الدار انہ لا یفلح الظالمون اے قوم! تم اپنی جگہ (اپنے پروگرام کے مطابق) کام کرتے جاؤ میں اپنی جگہ اپنے پروگرام کے مطابق کام کرتا ہوں۔ اس طرح تمہیں جلد معلوم ہو جائے گا کہ اس گھر کا انجام کس کے حق میں جاتا ہے (اس دنیا کی کامیابی کس کے حصے میں آتی ہے)۔ (تم اپنی آنکھوں سے دیکھ لوگے کہ) کہ ظالم کبھی کامیاب نہیں ہو سکتے۔ اس طریق سے جب قرآنی نظامِ حیات کے نتائج سامنے آئے تو وہ اس نظام کی صداقت کا زندہ ثبوت بن گئے اور دنیا نے یدخلون فی دین اللہ افواجا کا عالمتاب نظارہ اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا۔ یہ ہے اشاعت اسلام کا مؤثر ترین طریقہ لیکن یہ طریق اسی خطۂ زمین میں اختیار کیا جا سکے گا جہاں کے ارباب بست و کشاد

(۱) اس حقیقت پر محکم یقین رکھتے ہوں کہ قرآنی نظام میں یہ صلاحیت موجود ہے کہ دنیا کے ہر نظامِ حیات کے مقابلہ میں بلند ترین نتائج پیش کر سکے اور (۲) وہ اس نظام کو متشکل کرنے کی جرأت اپنے اندر رکھتے ہوں۔ اس لئے ہر جاہ پسند سرمایہ دار اور مذہبی قدامت پرست، ہر سہ طبقات کی طرف سے اس کی سخت مخالفت ہوگی۔ اس نظام میں فرعون۔ ہامان۔ قارون تینوں ختم ہو جاتے ہیں اور بلند و بالا انسانیت باقی رہ جاتی ہے"۔

اس پر ہمارا تبصرہ

قارئین کرام نے دیکھ لیا ہوگا۔ کہ مستفسر نے زمانہ کے واقعات۔ دنیا کے حالات۔ اور مغربی ممالک کی عیسائیت سے بیزاری اور مفکرین افرنگ کی کسی نئے دین کی تلاش اور جماعت احمدیہ کے تبلیغی مشنوں کی کامیابیوں سے متاثر ہو کر اشاعت اسلام کے مسئلہ کی طرف طلوع اسلام کے ارباب بست و کشاد کی توجہ مبذول کی ہے اس کا جواب طلوع اسلام نے جو دیا ہے وہ تو صرف گریز اور فرار کی ایک شکل ہے۔ ورنہ اس کا سیدھا سادا جواب تو یہ ہے کہ احمدیوں کی تبلیغی سرگرمیاں واقعی قابل ستائش ہیں لیکن دیگر مسلمانوں کا بھی فرض ہے کہ ان کی تقلید میں اشاعت اسلام کے کام میں لگ جائیں مگر افسوس کہ دیگر تنگ نظر فرقوں کی طرح طلوع اسلام کے لئے بھی یہ مشکل ہے کہ وہ احمدیوں کی مساعی کا کھلے دل اعتراف کرے وہ خود تو ہر وقت مولویوں کو ہدفِ طعن بنانا رہتا ہے۔ مگر کاش! کہ وہ یہ حقیقت بھی پہچان لے کہ اس کی اپنی ذہنیت بھی مولویانہ ہی ہے اسلام کی سب سے بڑی خصوصیت جو اس کی سب سے بڑی خوبی بھی ہے۔ وہ یہ ہے کہ اسلام فطرتاً اشاعت پذیر ہے۔ اس کا پیغام حدود نا آشنا ہے اس کی مخاطب ساری انسانیت ہے وہ مشرق اور مغرب شمال اور جنوب غرضیکہ تمام اطراف واکناف عالم کو دعوتِ حق دیتا ہے۔ دینِ اسلام نہ مقامی ہے نہ زمانی، وہ تمام ازمنہ اور تمام اقوام کے لئے سرمایہ حیات ہے۔ وہ کسی حالت میں بھی کسی خاص علاقے یا کسی خاص زمانے کی حدود میں بند نہیں کیا جا سکتا اسے پھیلنا ہے اور تمام عالم پر چھا جانا ہے۔ جونہی اسکی اشاعت کو روک دیا گیا اور وہ پھولوں کی طرح مرجھانے لگا۔ پھیلنے بڑھنے اور چھا جانے میں اس کی زندگی ہے۔ اسلام کی جس تحریک نے اس کی اشاعت کو اپنا مشن قرار دیا وہی کامیاب و کامگار رہی۔ اور وہی بالآخر تسخیر عالم کی مہم کو چلانے کے قابل ہوئی۔

اس صدی میں اشاعت اسلام کی تحریک کی واحد علمبردار جماعت احمدیہ ہے اور اس کے مبلّغین مشرق و مغرب کو مسخر کرنے میں دن رات مصروف ہیں۔ اور ان کی مساعی محیر العقول بھی ہیں اور سریع الرفتار بھی۔ اگر جماعت احمدیہ کے مبلّغین براعظم افریقہ میں نکل گئے تو مسیحیوں کی افواجِ قاہرہ جن کی پشت پر عظیم الشان سلطنتیں اور طاقتور قومیں۔۔۔۔ پوری طرح مسلح ہو کر معروف جد و جہد رہیں شکست خوردہ ہو کر پسپا ہوتی چلی گئیں۔ مادی رنگ میں مسلمان خستہ حال ہی سہی مگر اس کی روحانی طاقت نے یورپ اور امریکہ کے بڑے بڑے پادریوں سے یہ اعتراف کرا لیا۔ کہ افریقہ کے معرکۂ کارزار میں اسلام فریق غالب کی حیثیت رکھتا ہے اور مسیحیت ہزیمت خوردہ ہو کر میدان چھوڑتی چلی جا رہی ہے۔

اسی طرح جماعت احمدیہ کے مبلّغین دنیا کے نہایت ترقی یافتہ ممالک یعنی براعظم یورپ اور امریکہ کی ریاستوں میں اسلام کا عَلم لے کر داخل ہوئے تو وہاں کے علماء اور فلاسفروں نے ان کی آواز کو پہلے تحیّر اور پھر دلچسپی سے سُنا اور بالآخر وہ اس کی صداقت کا اعتراف کرنے پر مجبور ہو گئے۔ سرزمین انگلستان میں ووکنگ مسجد کا اسلامی مشن تمام دنیا کی نگاہوں کا مرکز بن رہا ہے۔ اور مشن کا جاری کردہ رسالہ "اسلامک ریویو" مادہ پرست دنیا کے لئے آفتاب ہدایت بن کر چمک رہا ہے۔ اور برلن کی عظیم الشان مسجد اپنے بلند مینار سے اللہ اکبر کی صدائیں بلند کر رہی ہے اور جرمنی کی سخت کوش اور ذہین اور ذکی الحس قوم کو روحانیت کے جام پلا رہی ہے۔ ھالینڈ میں احمدیوں کا قائم کردہ اسلامی مشن ولندیزی آبادی کو پیغام حیات دے رہا ہے، اسی طرح براعظم امریکہ میں احمدیوں کے مبلّغین اپنی تقریروں اور تحریروں سے امریکیوں کے نقطۂ نگاہ بدل رہے ہیں۔ یہ ایسے بدیہی امور ہیں جن کا غیر مسلم دشمن کو بھی اعتراف ہے۔ مگر طلوع اسلام کے مدیر کو جہاں احمدیوں کی یہ مسلسل مساعی نظر نہیں آ رہی ہیں وہاں خود اسلام کے اندر بھی اُسے کوئی نور نظر نہیں آتا۔ یہی حالت اسلامی جماعت کی ہے۔

اشاعت اسلام کے متعلق طلوع اسلام نے جن خیالات کا اظہار کیا ہے وہ نہایت ہی افسوسناک ہیں، فرنگستان کی دانش و بینش، علم و لیاقت زیرکی و ذہانت کا اس قدر اس کے قلب پر رعب ہے کہ وہ یہ تصوّر ہی نہیں کر سکتا کہ کوئی ایک شخص بھی تمام عالم اسلام میں ایسا موجود ہے جو قرآن مجید کو ہاتھ میں لے کر نکلے اور یورپ کی موجودہ دجالی تہذیب اور باطل مذہب کو شکست فاش دیدے اس معاملے میں اسے اسلام کے عجز کا اعتراف ہے احمدیوں کے مبلّغین کے متعلق اس کا دیرینہ کینہ اور بغض اور کدورت اس کے قلب کو اس حد تک زنگ آلود کر چکا ہے کہ اب وہ قرآن کی مدلل اور مؤثر تعلیم سے بھی کوئی حسن ظن نہیں رکھتا۔

حالانکہ اگر غور سے دیکھا جائے تو حقیقت یہ ہے کہ اگر انسان یورپ کے فلسفہ سے واقف بھی نہ ہو اور اس کی دجّالی تہذیب کا۔ اسے کوئی علم بھی نہ ہو تو بھی وہ محض قرآن کو پیش کر کے علمائے یورپ سے خراج تحسین حاصل کر سکتا ہے۔ وہ خوب جانتا ہے کہ اس کے ذاتی علم نے اس حق و باطل کے معرکہ میں اسے غالب نہیں کرنا۔ بلکہ اس کا غلبہ تعلیمات قرآنی کا مرہون منت ہوگا۔ اور مخاطب جس قدر زیورِ علم سے آراستہ ہوگا اسی قدر آسانی سے وہ تعلیمات قرآنی سے متاثر

ہو کر آخر اسلام کا قائل ہو جائے گا۔

طلوع اسلام حضرت ڈیاکس کے عالم میں کہتا ہے کہ عالم اسلام میں کوئی ایسا فلاسفر نہیں ہے جو اپنے علم او فراست پر بھروسہ کرکے علمائے یورپ کو مخاطب کر سکے مگر قرآن کو پڑھنے والا احمدی فلسفۂ یورپ سے بغیر مرعوب رہ کر اہل یورپ کے سامنے بے دھڑک قرآن پاک پیش کرتا ہے اور یقین کرتا ہے کہ جس قدر کوئی بڑا عالم ہو گا اسی قدر وہ آسانی سے قرآن کریم کی روحانی تلوار کا کشتہ ہو جائے گا، وہ نہایت شوق اور ذوق سے پُر ترنم آواز سے قرآن کریم کی یہ آیت شریفہ پڑھتا ہے۔ اور اس سے لطف اندوز ہوتا ہے:۔

ویری الذین اوتوا العلم الذی انزل الیک من ربک ھو الحق ویھدی الی صراط العزیز الحمید ٥

ترجمہ:۔ اور وہ جنہیں علم دیا گیا ہے جانتے ہیں کہ وہ جو تیری طرف تیرے رب کی طرف سے اتارا گیا ہے وہی سچ ہے۔ اور وہ غالب اور تعریف کئے گئے اللہ کے رستے کی طرف ہدایت دیتا ہے۔

یعنی اہل علم قرآنی تعلیمات سے خود بخود یہ تاثر لیتے ہیں کہ قرآن صرف حق و صداقت کا منادی ہے اور اس کو بھیجنے والا بڑی قوتوں، طاقتوں، صلاحیتوں اور غلبوں کا مالک ہے۔ اس کا ہر قول اور فعل تعریف کے قابل ہے انسانی علوم اس کے علم کے مقابلہ پر ہیچ ہیں۔ اسی لئے قرآن کریم نے اپنے رسول مقبول کو اور رسول کی وساطت سے تمام مبلغین اسلام کو صاف اور صریح حکم دیا ہے کہ وہ تبلیغ اسلام کے کام کو پوری طرح سر انجام دیں اور نہ لوگوں سے ڈریں قرآن کی مادی اور علمی قوتوں سے مرعوب ہوں وہ اپنے دشمنوں کے گزند سے ہمیشہ محفوظ رہیں گے۔ اور غلبہ ان کے ہاتھوں میں رہے گا۔

ارشاد الٰہی ہے:۔

یایھا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک۔ وان لم تفعل فما بلغت رسلتہ۔ واللہ یعصمک من الناس ان اللہ لا یھدی القوم الکافرین۔

ترجمہ:۔ اے رسول۔ جو کچھ تیرے رب سے تیری طرف اتارا گیا (عوام کو) پہنچا دے اور اگر تو ایسا نہ کرے تو تو نے اس کے پیغام کو نہیں پہنچایا۔ اور اللہ تجھے لوگوں سے محفوظ رکھے گا۔ کیونکہ اللہ کافر لوگوں کو ہدایت نہیں کرتا۔“ (المائدہ ۶۷)

یہاں رسول اور اس کے مبلغین کے لئے یہ کوئی شرط نہیں رکھی کہ وہ پہلے سائنسدان اور فلاسفر بنیں اور پھر سائنسدانوں اور فلاسفروں کو تبلیغ کریں۔ تبلیغ ہر حالت میں کرنی ہے اور خود قرآن میں دوسروں کو قائل کرنے کے ... مکمل سامان موجود ہیں۔

اس آیت شریفہ میں حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وساطت سے امت خیر الامم کو مخاطب کرکے فرمایا گیا ہے۔ کہ انسانی زندگی کو کامیاب بنانے کے لئے جو کچھ اس آخری وحی میں آخری نبی پر نازل کئے گئے وہ تمام انسانیت تک پہنچا دیں۔ اگر وہ ایسا نہیں کریں گے تو اپنے فرائض کی ادائیگی میں کوتاہی کے مرتکب ہوں گے۔ انہیں کسی قسم کی مخالفت یا مخاصمت سے ڈرنا نہیں چاہئے ان سے الٰہی وعدہ ہے کہ اللہ تعالےٰ انہیں ہر میدان میں کامیاب کرے گا اور اُن کے دشمنوں کے منصوبوں کو خاک میں ملا دے گا۔ منکرین اپنے عقائد کے لحاظ سے اس قابل نہیں کہ انہیں کامیابی ہو۔ جس انسان کے دل میں ایسی تڑپ اور درد ہو کہ وہ دور دراز ممالک میں بسنے والے انسانوں کی اصلاح کا بیڑا اُٹھائے۔ حالانکہ ان سے کسی قسم کا اس کا ذاتی رشتہ و تعلق نہ ہو۔ زبان کے لحاظ سے تمدن و تہذیب کے لحاظ سے، رنگ و نسل کے لحاظ سے بھی وہ اس مصلح سے مختلف ہوں۔ بایں ہمہ وہ ان کی روحانی امراض کا معالج بن کر انتہائی قربانیاں ادا کرکے ان تک جا پہنچے اور ان کو حق و راستی، صدق و صفا، تقویٰ و پاکیزگی کے اصول تلقین کرنے لگ جائے، تو ایسا شخص بلا شبہ ان اصولوں پر خود محکم یقین رکھتا ہے۔ اس کا دل دولت ایمان سے مالا مال ہے جس کا اظہار اس صادر شدہ اعمال صالحہ سے ..... ہوتا رہتا ہے۔ اس کا پتا اسوۂ حسنہ دوسروں کے لئے بہترین معلم ہوتا ہے۔ وہ نہایت ہی بے باک اور نڈر ہو کر تبلیغ کا حق ادا کرتا ہے اور اللہ تعالےٰ کے وعدے کے مطابق وہ یقیناً محفوظ و مصئون رہتا ہے۔

اس عظیم الشان نبی پر جب یہ وحی نازل ہوئی تو وہ ایک کی قلت میں تھا اور مخالفین کروڑوں کی اکثریت میں تھے لیکن حق بات کہنے میں وہ نہ کبھی ڈرا نہ جھجکا نہ کبھی ایک ساعت کے لئے اس پر کسی کا رعب پڑا۔ وہ مخالفین کو ان کی بد اعمالیوں کی پاداش میں جہنم کا انذار سناتا رہا۔ ان کے گھناؤنے اعمال کے نتائج کو کھول کھول کر سناتا رہا اور ان کو معروف کی تلقین کرتا رہا اور منہیات سے روکتا رہا۔ اور اپنے معزز ہو کر غالب آجانے اور ان کے رسوا ہو کر مغلوب ہو جانے کے متعلق ایسی حالت میں پیشگوئیاں کرتا رہا جبکہ اس کے پاس نہ جتھا تھا، نہ فوج نہ کوئی ساز و سامان اور نہ دولت و شوکت، نہ کوئی وجاہت تھی نہ وقار، وہ انتہائی بے بسی اور بے کسی کی حالت میں قیصر و کسریٰ کی سلطنتوں کو ملیامیٹ کر دینے کی سنسنی خیز خبریں سناتا رہا۔ اور مخالفین کے گروہ اور انبوہ سلاطین جابرہ اور افواج قاہرہ اس کا بال تک بیکا نہ کرسکیں۔ گویا وہ اپنی وحی کی صداقت کا خود گواہ بن کر تاریخ عالم پر مورخین عالم کے لئے حیرت اور تعجب کے سمرادی نقوش ثبت کر گیا۔

اس عظیم الشان نبی کا ایک مظہر اس زمانے میں اپنے نبی متبوع کی پیروی میں تبلیغ کے میدان میں ایک پہلوان بن کر نکلا۔ وہ اکیلا ہو کر ایک چوتھائی صدی تک چو مکھی لڑائی لڑتا رہا۔ آریوں سے مخاطب ہوا تو بادل بن کر گرجا اور رعد ہو کر چمکا یہاں تک کہ آریہ سماج کی بنیادیں متزلزل ہو کر گر گئیں۔ اور اس کی پیشگوئی کے مطابق ان کی تحریک اپنی موت آپ مر گئی، عیسائیوں کے دجالی فتنوں کو ایسا الم نشرح اور بے نقاب کیا کہ تاریخ عالم میں اس کی مثال نہیں ملتی۔ اور برہمو سماج والوں کو وحی اور الہام کی حقیقت پر مناظرہ کے لئے للکارتا رہا اور بالآخر ان کے عقائد کی دھجیاں فضائے آسمانی میں بکھیرتا رہا۔ اور خود علمائے سو سے کبھی نرمی کا برتاؤ نہ کیا۔ اور حق بات کہنے میں کبھی متامل نہ ہوا، باایں ہمہ مخالفتوں کے طوفان اور عداوتوں کی آندھیاں اسے کوئی نقصان نہ پہنچا سکیں۔

خود ہمارے اس زمانے میں ہی دنیا نے دیکھ لیا کہ اس کی قائم کردہ جو جماعت تبلیغ اسلام کی علمبردار بن کر میدان عمل میں نکلی تو اسکو رسوا اور ذلیل کرنے والے متعدد بار خود رسوا اور ذلیل ہوئے، اس جماعت کے مخالفین کی مختلف جماعتیں متحد اور متفق ہو کر اس پر حملہ آور ہوئیں مگر خدا کی فراہم کردہ طاقت نے انہیں ”ھباءً منثورا“ کر دیا۔ حالت اب یہ ہے کہ بعض حضرات جب کبھی حسد کی آگ سے جل اُٹھتے ہیں اور غیظ و غضب کے شعلے اُن کے دل سے اُٹھنے لگتے ہیں تو صرف یہ کہکر تسکین حاصل کرتے ہیں کہ:۔

”ولایت میں عورتیں اسلام کی کشش
کے باعث مسلمان نہیں ہوتیں بلکہ
شادی کی ترغیب سے انہیں مسلمان
کیا جاتا ہے“

اسلام کے یہ نادان دوست حسد اور عناد کی وجہ سے اسلام کو بدنام کرنے میں بھی کوئی جھجک محسوس نہیں کرتے۔ اور اس قسم کے جھوٹے پراپیگنڈے میں مصروف ہیں ..... کہ ووکنگ مشن کی وجہ سے انگریز مسلمان نہیں ہو رہے۔ کاش! یہ لوگ اس حقیقت کو سمجھنے کی کوشش کرتے کہ ووکنگ مشن ”اپنی“ اناؤں کی اشاعت نہیں کرتا، بلکہ صرف اسلام کی عظمت اور پیغمبر اسلام کے وقار کو قائم کر رہا ہے اور ان دونوں میں اتنی زبردست کشش ہے کہ لوگ اصل حقیقت جب معلوم کر لیتے ہیں تو بے ساختہ حلقہ بگوش اسلام ہو جاتے ہیں۔

احمدی اگر نالائق ہیں تو اُن کا اسلام تو نالائق نہیں وہ جو کچھ بھی ہیں اپنی کوششوں سے اسلام کا بول بالا کر رہے ہیں، اسلام کے اصول خود ایک مقناطیس ہیں جو انسانوں کو کھینچ کھینچ کر انہیں دائرہ اسلام میں لے آتے ہیں۔

اگر ہمارے لائق معترضین اور معاندین خود میدان میں نکل آئیں، اور ووکنگ مشن ایسا ایک اور مشن قائم کر دیں تو ہمیں اس سے بڑھکر اور کوئی خوشی نہ ہوگی، کاش یہ لوگ تخریب کی بجائے تعمیری کام کریں، اور بغض کا مظاہرہ کرنے کی بجائے اسلام کی محبت اور عشق قرآن کا کوئی ثبوت دیں۔ اگر یہ لوگ صرف نکتہ چینیوں، بہتان طرازیوں اور کذب بیانیوں میں لگا رہنا چاہتے ہیں تو وہ اپنا یہ شوق پورا کرتے رہیں۔ مبلغین اسلام اور علمبرداران اشاعت اسلام کو پہلے سے زیادہ اپنی تبلیغی جہات کو تیز کر دینا چاہیئے، اور ان ناکارہ مخالفین

کو موتو اتمیں ان تموتوا کہکر عالم انسانیت کو زندگی بخش اور حیات افزا پیغام قرآنی سنانا چاہیئے ۔

یہ کہنا بھی غلط ہے کہ اسلام کے متعلق غیر مسلموں کو قائل کرنے کے لئے کوئی کتب موجود نہیں ۔ قرآن کریم کی اردو اور انگریزی تفسیریں ۔۔ جو مولانا محمد علی صاحب مرحوم کے رشحات قلم کا نتیجہ ہیں ، تمام نسل انسانی کی ہدایت کا موجب ہو رہی ہیں ۔ خود حضرت مرزا صاحب مجدد صدی چہاردہم نے تقریباً ایک صد کتب اپنے قلم سے لکھ کر نوع انسان کی روحانی پیاس کو بجھانے کی بڑی کامیاب کوشش کی ہے ۔ اور جس چشمہ سے وہ سیراب ہوئے ہیں اسی سر چشمہ سے سیراب ہو کر ان کے متبعین نے لاکھوں صفحات پر مشتمل اس قدر عظیم الشان لٹریچر غیر مسلموں کو اسلام سے آشنا کرنے کے لئے پیدا کیا ہے کہ صرف ایک کور چشم حاسد ہی اس کا انکار کر سکتا ہے ۔ ہاں انہوں نے یورپ کے گذشتہ اور موجودہ فلاسفروں کی خوشہ چینی کرتے ہوئے ان کی دور از کار اور حقائق سے بعید تصانیف کے اقتباسات جمع کرنے میں عمر ضائع نہیں کی ، اور "انسان نے کیا سوچا" ایسی کتاب میں فرنگی فلاسفروں کی بڑیں جمع کر کے یہ دنیا کو باور کرانے کی سعی ..... نہیں کی کہ سوچنے والے صرف یورپ ہی میں پیدا ہوئے ہیں ۔ نہ یونان میں کوئی فلاسفر پیدا ہوا ، نہ ہندوستان میں کبھی کوئی تہذیب و تمدن کا گہوارہ رہا ہے اور نہ ہی چین کبھی علوم و فنون کا منبع بنا ۔ حالانکہ انسان تو ہر ملک اور ہر دیار میں پیدا ہوتے رہے اور ان کے دماغ یورپ کے انسانوں سے زیادہ مجلیٰ اور زیادہ چمک دمک سے فروزاں رہے ہیں اور ان کی سوچ بچار اس قابل تھی کہ اسے بھی جمع کر لیا جاتا ۔ بلکہ ظہور اسلام کے مابعد خود مسلمانوں میں نادر الوجود اور بے مثال فیلسوف پیدا ہوئے جن کی سوچ بچار کو خود یورپ نے اپنایا اور ان کے بتائے ہوئے اصولوں پر اپنے فلسفہ کی بنیاد رکھی ۔ حقیقت یہ ہے کہ اسلام کے متعلق لٹریچر کا اتنا کافی ذخیرہ احمدیت نے جمع کر دیا ہے کہ تمام غیر مسلم دنیا کو اسلام کی صداقت کا قائل کیا جا سکتا ہے ۔ یہ ہمارے ناقدین آتش حسد سے جل کر جو منہ میں آجاتا ہے کہہ دیتے ہیں ۔ اوائل میں ہمارے مخالفین اسلام کے قلوب میں بھی کچھ اسی قسم کی کیفیت تھی ۔ اور مومنین کی تسکین کے لئے اللہ تعالیٰ نے ان کے مجروح دلوں پر یوں ٹھنڈک اور آرام پہنچانے والا کلمہ رکھا :۔

فلا یحزنک قولھم ۔ انا نعلم ما یسرون وما یعلنون ۔

ترجمہ :۔ سو ان کی بات تجھے غمگین نہ کرے ہم جانتے ہیں جو یہ چھپاتے ہیں اور جو ظاہر کرتے ہیں ۔

یہ صرف اپنی کوتاہیوں اور نالائقیوں پر پردہ ڈالنے کی مذموم مساعی ہیں ۔ ورنہ اشاعت اسلام کا کام جس نہج پر احمدی لوگ کر رہے ہیں اگر دوسرے مسلمان بھی ان سے تعاون کریں تو آج دنیا کی دنیا حلقہ بگوش اسلام ہو سکتی ہے ۔

یہ اعتراض کہ مسلمانوں میں فرقہ بندی موجود ہے جب تک یہ فرقہ بندی ہے اسلام کی تبلیغ نہیں ہو سکتی عدم تدبر کا نتیجہ ہے ۔ مسلمانوں کی کوئی فرقہ بندی اشاعت اسلام میں حارج نہیں ہو سکی ۔ احمدیت تو اشاعت اسلام کی ایک منظم تحریک ہے ۔ وہ ان معنوں میں فرقہ ہے ہی نہیں جن معنوں میں اسلام کے اندر دوسرے فرقے موجود ہیں ۔ اصل میں اسلام کے مختلف مکاتب فکر فقہی اختلافات کی وجہ سے پیدا ہوئے ہیں ۔ اسلام کے اصول سب فرقوں میں مسلم ہیں ۔ قرآن شریف کو جو درجہ اور مرتبہ حاصل ہے وہ کسی اور کتاب کو حاصل نہیں تمام جماعتیں قرآن کریم کو منزل من اللہ ..... تسلیم کرتی ہیں اور موجودہ زمانہ میں اشاعت اسلام کے معنی ہی اشاعت علوم قرآنیہ ہیں ۔ احمدیت میں فقہی مسائل پر بھی کوئی اختلاف نہیں ۔ ہر احمدی مجاز ہے کہ جس امام کی چاہے تقلید کرے یا خود تحقیق کر کے قرآن اور سنت کی روشنی میں اپنا مسلک وضع کرے ۔ احمدیت صرف یہ کہتی ہے کہ انسانی مسائل کے حل میں قرآن کریم آخری سند ہے ۔ قرآن کی تفہیم میں حدیث صحیحہ سے رہنمائی حاصل کی جا سکتی ہے ۔ مگر قرآن زیادہ تر خود ہی اپنی تفسیر بیان کرتا ہے ۔ جہاں قرآن کی نص موجود ہے وہاں کسی دیگر چیز کی ضرورت نہیں ۔ جو حدیث قرآن کی صراحت کی مخالفت کرے قابل قبول نہیں ۔ جس حدیث سے قرآن کے مضامین پر روشنی پڑتی ہو اور وہ حدیث بالصراحت دلائل متواترہ و رواۃ مسلسل سے صحیح ثابت ہو وہ تشریح طلب امور میں ایک ہادی اور رہبر کا کام دے سکتی ہے ۔ اس طرح قرآن اور سنت کی روشنی میں مستنبط شدہ مسائل جن کا سر چشمہ کوئی بھی امام ہو ہمارے لئے قابل قبول ہو سکتے ہیں اس شرط کے ساتھ کہ حالات کے تغیر سے احتیاط کا نقطہ نکالا جا سکتا ہے ۔ پس احمدیت نہ کسی کو سنی بناتی ہے نہ شیعہ ، صرف دائرہ اسلام کے اندر داخل کرتی ہے اور نومسلم کو آزاد چھوڑ دیتی ہے کہ فروعات میں جو مسلک چاہے اختیار کرے ۔ ہاں اشاعت اسلام کی تحریک میں اسے ضرور داخل کرنے کی دعوت دیتی ہے تاکہ اشاعت کا کام زیادہ تیزی اور زیادہ مؤثر طریق سے ہوتا رہے ۔ یہ اشاعت اسلام کی توسیع کی مزید بھرتی ہے ، تاکہ اشاعت کا ذریعہ زیادہ پائیداری سے سرانجام دیا جا سکے ۔

یہ خیال کہ پہلے ایک مثالی سلطنت قائم ہو تب اسلام اغیار پر پھیل سکتا ہے بالبداہت غلط ہے اسلام نے بغیر کسی سلطنت اور حکمرانی کے ابوبکر جیسے انسان کو پہلے فتح کیا تھا اور ابوبکر کے اسلام نے بعد میں اسے حکومت دی تھی ۔ حکومت کے رعب سے ابوبکر مسلمان نہیں ہوا تھا ۔ بلکہ ابوبکر کی مسلمانی سے مسلمانوں کو حکومت حاصل ہوئی تھی ۔ اسی طرح بے کسی کی حالت میں اسلام کے اصولوں سے عمر نے ایسا جابر انسان مسخر کر لیا تھا اور اس تسخیر کے بعد عمر کے کردار نے اسے حکومت بخشی تھی ۔ حکومت ہمیشہ اسلام کی چاکر رہی ہے اور اسلام کی خوبیوں نے ..... مسلمانوں کو یہ نعمت دلائی ہے نہ کہ حکومت کی وجہ سے اسلام کو فروغ ہوا ہے ۔ آج یورپ اسلام کے اصولوں کے سامنے جھک جائے تو تمام انسانی حکومتیں اور سلطنتیں خود بخود اسلام کے پاؤں پر آگریں گی ۔ پس اشاعت اسلام کی تحریک اس وجہ کر معرض التوا میں نہیں ڈالی جا سکتی کہ ابھی غلام احمد صاحب ..... پرویز مسند آرائے سلطنت نہیں ہوئے ۔

پس یہ صرف اسی تحریک کو سعادت حاصل ہے کہ تمام عالم اسلامی میں وہ واحد تحریک ہے جو اشاعت اسلام کو اپنا مطمح نظر اور منزل مقصود سمجھے ہوئے ہے اور اسی تحریک کے ساتھ آسمانی برکات بھی وابستہ ہیں اور اسی کو بالآخر اللہ تعالیٰ کامیاب و کامگار کرے گا ، یہ تحریک بحمد اللہ بانی تحریک کی صریح ہدایات کے ماتحت سیاسیات میں نہیں الجھتی ۔ سیاسی تحریکیں بدلتی رہتی ہیں ۔ مگر اسلامی اقدار مستقل ہیں ۔ یہ احمدیت مستقل اقدار کی مبلغ ہے ۔ اور جو لوگ عارضی مسائل کی دلدل میں پھنسے ہوئے ہیں ، اس تحریک سے کوئی دلچسپی نہیں رکھتے ۔ بلکہ مخالفت کرتے ہیں ۔ اللہ تعالیٰ ان سب پر رحم فرمائے ۔

علاقہ نارووال کے ایک ریٹائرڈ ڈی ایس پی سلسلہ احمدیہ میں

چند دن ہوئے علاقہ نارووال کے ایک ریٹائرڈ ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ پولیس چوہدری سلطان محمود خان حضرت امیر ایدہ اللہ کے ہاتھ پر بیعت کر کے سلسلہ احمدیہ میں داخل ہوئے ہیں یہ صاحب بڑے فہیم اور نکتہ رس بزرگ ہیں ، اور اس سے قبل متعدد بار مرکز میں آکر حضرت مسیح موعود کی صداقت اور سلسلہ حقہ کی اہمیت کا مطالعہ کر چکے ہیں ، اور دلی بصیرت کے ساتھ جماعت میں شامل ہوئے ہیں ۔

نارووال کے علاقہ میں ان کا کافی اثر ہے اور سارے علاقہ میں "ڈپٹی صاحب" کے نام سے مشہور ہیں ، اس لئے ان کا وجود امید ہے اس علاقہ میں اشاعت ہدایت اور سلسلہ کے اثر کو پھیلانے کا موجب ہوگا ۔

بیعت کے وقت میاں محمد دین صاحب جو اس علاقہ کے مبلغ ہیں موجود تھے ۔ حضرت امیر ایدہ اللہ نے دونوں کو اپنے علاقہ میں مشن قائم کرنے کی ہدایت کی ۔ اس پر ڈپٹی صاحب نے کہا ہم مل کر مستعدی سے یہ کام کریں گے ۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ان کی مساعی میں برکت ڈالے ۔

خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ دیں (منیجر)

مکتوب برلن ——— مولانا محمد یحییٰ بٹ صاحب امام مسجد برلن

جرمن مسلم مشن کی تبلیغی سرگرمیاں

(۲)

مسئلہ ولادت مسیحؑ

حضرت عیسٰےؑ کا باباپ یا بے باپ .. پیدا ہونا اسلام کے لئے تو کوئی بڑا مسئلہ نہیں اور نہ ہی اسلام کے لئے اس کی کوئی اہمیت ہے، البتہ عیسائی دنیا پر اس کا ضرور اثر پڑتا ہے، حضرت عیسٰےؑ خدا کا بیٹا ہیں۔ یہ عقیدہ عیسائی مذہب کا ستون ہے۔ اس عقیدہ کے بطلان پر قرآن کریم نے بسط سے بحث کی ہے اور دلائل سے اس کا ردّ پیش کیا ہے۔ اُن دلائل میں سے ایک یہ دلیل بھی ہے کہ حضرت عیسٰیؑ قانون قدرت کے تحت پیدا ہوئے۔ سو اس ضمن میں اگر عیسائی دنیا کے سامنے پیش کیا جائے کہ حضرت عیسٰےؑ یوسف نجار کے بیٹے تھے تو عیسائیت پر کاری ضرب ہے۔ لیکن اس خیال سے کہ حضرت عیسٰیؑ باباپ تھے یا بے باپ اسلام کا کچھ نہیں بگڑتا۔ نہ معلوم ہمارے بعض مسلمان بھائی کیوں اس پر زور دیتے ہیں کہ حضرت عیسٰےؑ کا بے باپ ہونا مانا جائے۔ بر نہی اُن کا باباپ ہونا سنتے ہیں تو بعض حیران ہو جاتے ہیں اور بعض جوش میں آجاتے ہیں۔

ایک مصری مسلمان سے ولادت مسیحؑ پر گفتگو

گذشتہ جہلبوں مسجد میں ہونے والے اجتماعات میں عیسائی دوستوں سے گفتگو کرتے ہوئے میں نے بعض دفعہ...... اس سوال کو بھی پیش کیا۔ اس سے ہمارے بعض مسلم بھائی بگڑ گئے۔ اور کہا کہ یہ نیا خیال ہے۔ میں نے کہا آپ جیسا چاہیں سمجھیں مجھے آپ کو مجبور نہیں کرتا کیونکہ اسلام کے بنیادی اصولوں سے اس خیال کا کوئی تعلق نہیں۔ بعض بات کو سمجھ گئے اور انہوں نے کوئی زیادہ اہمیت نہ دی لیکن ایک صاحب تو ذرا زیادہ بگڑ گئے۔ چنانچہ ایک دن ہمارے ایک مسلمان بھائی جو مصر سے آئے ہیں برلن کی سیر کو آگئے۔ یہ بگڑے ہوئے صاحب اُن سے ملے اور اپنے سے اس خطرہ کو جو کوئی شاید اُن کے ذہن میں ہوگا اُن سے کہا یہ صاحب میرے ہاں آئے۔ کئی دن آتے رہے اور آخر ایک دن اُس کا ذکر کر دیا کہ فلاں صاحب بگڑے ہوئے ہیں اور مجھ سے پوچھا کہ حضرت عیسٰےؑ کے بارے میں کیا خیال ہے۔ میں نے دوہرا دیا کہ یہ کوئی اہم مسئلہ نہیں۔ اس پر وقت ضائع نہیں کرنا چاہیئے۔ اسلام ہمیں زندگی کے مسائل سکھانے کی طرف رہنمائی کرتا ہے اور ہمیں آج ایسے امور پر زیادہ زور دینا چاہیئے انہوں نے مجبور ہو کیا تو میں نے کہا میں حضرت عیسٰیؑ کو انسان اور خدا کا برگزیدہ نبی سمجھتا ہوں اور اُن کی پیدائش اور موت وغیرہ کو دیگر انسانوں کی طرح سمجھتا ہوں۔ اس پر انہوں نے سورہ مریم کا دوسرا رکوع نکالا اور میرا خیال پوچھا۔ میں نے اس رکوع کا حضرت مریمؑ اور حضرت عیسٰےؑ ایسی برگزیدہ ہستیوں کی شان کو مدِ نظر رکھتے ہوئے ترجمہ کر دیا۔ یہ اچھے معقول آدمی تھے وہ بھی جوش میں آگئے اور کہا یوں نہیں۔ میں نے کہا پھر آپ اس کا ترجمہ کر دیں۔ جوش میں تھے ہی کہا میں اہل زبان ہوں۔ میں خطیب ہوں۔ میں شاعر ہوں مجھ سے سنئے۔ پھر ترجمہ یوں کیا:- خدا کی رُوح حضرت مریم علیہ السلام پر آئی۔ اور وہ رُوح اُن کے پیٹ میں داخل ہو گئی۔ فحملتہ (چٹکی مار کر) اور اپنے ہاتھ سے پیٹ کی طرف اشارہ کر کے کہا) وہ حاملہ ہو گئیں۔ فاجاءہا المخاض۔ دوسری چٹکی ماری اور کہا وضع حمل کا وقت آگیا۔ فنادھا من تحتھا پھر تیسری چٹکی ماری اور کہا کہ حضرت عیسٰیؑ پیدا ہو گئے۔ اس تفسیر کو سُن کر میں نے کہا، آپ سب کچھ سہی اہل زبان ہیں۔ خطیب ہیں اور شاعر ہیں لیکن آپ مفسر قرآن نہیں۔

جرمن نومسلمین کی نماز خوانی

یہ صاحب کافی دنوں تک برلن میں رہے۔ میرے ہاں اکثر آتے رہے۔ ایک دفعہ ہفتہ کی شام کو آگئے اور اپنے ساتھ دو اور مصری احباب کو لائے۔ ان میں سے ایک صاحب سابق وزیر تھے اور دوسرے صاحب موجودہ گورنمنٹ میں ذمہ دار عہدہ پر فائز۔ ہفتہ کی شام حسب پروگرام میٹنگ شروع ہونے سے پیشتر نومسلمین کا اجتماع تھا۔ میں انہیں عربی زبان میں نماز با ترجمہ پڑھا رہا تھا میں نے اس سبق کو چھوڑ کر ان احباب سے اسلام کے ہمہ گیر تصوّرات پر گفتگو شروع کر دی اور بتایا کہ آج مسلمان کو ایک جان ہو کر رہنے کی ضرورت ہے۔ اور اس ضمن میں قرآن کریم کی تلقین کو دہرایا۔ اس کے بعد میں نے کہا میرے آنے کے بعد یہاں پر بعض جرمن لوگ مسلمان ہوئے ہیں۔ اور اُن میں سے بعض یہاں ہیں اور ان کو میں عربی میں نماز سکھاتا ہوں۔ چنانچہ ایک نومسلمہ سے میں نے کہا کہ نماز سُنایئے اس خاتون نے تکبیر سے لے کر آخر تک تمام نماز عربی زبان میں پڑھ دی۔ اسے سن کر وہ سب بڑے خوش ہوئے اور سابق وزیر صاحب کرسی سے اُچھل پڑے۔ اور کئی منٹ تک مشن کی کارکردگی کو سراہتے رہے۔ میں نے کہا کیا ایک مسلمان کا دل باغ باغ نہیں ہو جاتا جب وہ ایک یورپین نومسلم کی زبان سے "اللھم صل علیٰ محمد" کی صدا سنتا ہے۔ میں نے کہا میرے لئے یہی کافی ہے کہ میں اللھم صل علیٰ محمد کی آواز نومسلمین کی زبان سے سُنوں۔

مصری احباب سے گفتگو حضرت مسیح موعودؑ کے دعاوی پر

حضرت مسیح موعودؑ کے دعاوی پر بھی گفتگو شروع ہو گئی۔ میں نے بتایا کہ حضرت مرزا صاحبؒ سیدنا حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین مانتے ہیں اور ان کے بعد کسی نئے یا پرانے نبی کے آنے کے قائل نہیں۔ میں نے کہا حضرت مرزا صاحبؒ نے لکھا ہے کہ نبی وہ ہوتا ہے جو مطاع ہوتا ہے کسی کا مطیع نہیں ہوتا اور نبی وہ ہوتا ہے جس پر حضرت جبرائیلؑ بہ پیرایہ وحی نبوت نازل ہوں اور جو نیا دین لائے۔ میں نے کہا کہ نبی کی اس تعریف کے پیش نظر مرزا صاحب پر کوئی ایک شق صادق نہیں آتی۔ پھر وہ نبی کیسے ہو سکتے ہیں۔ نبی کی اس تعریف سے انہوں نے اتفاق کیا اور بڑے خوش رخصت ہوئے۔ مجھے ایک جرمن دوست نومسلم نے بتایا کہ جب وہ مسجد سے باہر گئے تو وہی بگڑے ہوئے صاحب اُن سے مخاطب ہو کر کہنے لگے کہ مرزا صاحبؒ کے متعلق جو بتایا گیا ہے غلط ہے۔ حقیقت اور ہے۔ اس پر انہوں نے کہا ہمیں جو امام صاحبؒ نے بتایا ہے ہم اُس سے اتفاق کرتے ہیں۔

چند دنوں کے بعد ہمارے مسلم بھائی جن کی زبانی آپ حضرت عیسٰیؑ کی پیدائش کی تفسیر سُن چکے ہیں میرے ہاں آئے اور حضرت مرزا صاحبؒ کے دعاوی پر پھر سے سلسلہ گفتگو شروع کر دیا۔ میں نے حضرت مسیح موعودؑ کی عربی تصانیف (حمامۃ البشریٰ۔ حقیقۃ الوحی اور انجام آتھم کا عربی حصّہ) سے اُن کے دعاوی اور خاتم النبیین کی تفسیر دکھائی اسے پڑھ کر وہ خاموش ہو گئے۔ میں نے کہا حضرت مرزا صاحبؒ مجدّد زمان ہیں، اور وہ دین اسلام کی خدمت کے لئے مبعوث کئے گئے ہیں۔

ضروری تصحیح

یکم مارچ ۱۹۶۱ء کے پیغام صلح کے صفحہ ۱۱ کالم ۱ کی سطر ۲۵ میں الفاظ "اس پر" زائد ہیں انہیں حذف شدہ سمجھا جائے اسی طرح سطر ۲۷ میں نزل کی بجائے نُنَزِّلُ پڑھا جائے۔ اسی طرح کالم ۳ سطر ۲۲ میں کیف ضرب کی بجائے کیف ضرب اللہ پڑھا جائے۔ اسی کالم کی آخری سطر میں اذ یعد کم اللہ پڑھا جائے۔ اسی طرح صفحہ ۱۳ کالم ۱ کی سطر ۳ میں اکرم صلعم کی طرف نازل کیا گیا ہے پڑھا جائے۔

ایک اہم قومی اجلاس

ایڈیٹر صاحب پیغام صلح۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

قبل ازیں ۲۷؍ جنوری ۱۹۶۱ء کے جلسۂ مشاورت کی روئداد میں یہ بتایا جا چکا ہے کہ بعض اہم قومی امور پر جو مذکورہ جلسۂ مشاورت میں زیر غور آئے مزید غور و فکر کے لئے چودہ اصحاب کی ایک سب کمیٹی بنائی۔

اس سب کمیٹی کا اجلاس ۲۴؍ فروری کو بعد از نماز جمعہ جناب الحاج شیخ میاں محمد صاحب کی کوٹھی واقعہ پنجاب ویجی ٹیبل گھی ملز میں منعقد ہوا جس میں حضرت امیر ایدہ اللہ، شیخ میاں محمد صاحب کے علاوہ محترم خانبہادر ڈاکٹر سعید احمد صاحب، محترم خانبہادر غلام ربانی خان صاحب، حبیب الرحمان صادق صاحب، شیخ میاں فاروق احمد صاحب، چوہدری فتح صاحب عزیز، شیخ نثار احمد صاحب ملک ظفر اللہ صاحب، محترم ڈاکٹر عطاء اللہ صاحب، محترم میاں ممتاز احمد صاحب فاروقی، محترم ڈاکٹر اللہ بخش صاحب اور جماعت کے بعض سرکردہ اصحاب بھی شریک ہوئے اس اجلاس میں انجمن کے سکول اور کالج کی گیارہویں اور بارھویں جماعتیں شروع کرنے، مغربی افریقہ میں مشن قائم کرنے کے لئے خانبہادر غلام ربانی خان صاحب کو سروے کی غرض سے بھیجنے، انجمن کی اراضی نزد مسلم ٹاؤن میں آبادی کی غرض سے مکانات بنانے وغیرہ امور کا فیصلہ ہوا، اور یہ بھی قرار پایا کہ حضرت امیر ایدہ اللہ اور الحاج شیخ میاں محمد صاحب مل کر جماعتوں کا دورہ کریں۔ اور سب دوستوں کو باہم مل کر تبلیغی سرگرمیوں میں حصہ لینے اور مقامی جلسوں اور دیگر ذرائع سے سلسلہ کو لوگوں میں متعارف کرانے کی تلقین کریں، اور استحکام جماعت کی غرض سے ایسا انتظام کیا جائے کہ تمام شہروں میں ایک ہی جگہ جمعہ کی نماز پڑھی جایا کرے۔ ہر دو صاحبان نے اس تجویز سے اتفاق کرتے ہوئے عنقریب دورہ کرنے پر آمادگی ظاہر کی۔ یہ اجلاس اڑھائی بجے بعد دوپہر شروع ہو کر نماز مغرب تک جاری رہا، محترم شیخ میاں محمد صاحب نے سب دوستوں کو افطاری اور پھر شام کا کھانا دیا جس کے بعد یہ مجلس برخواست ہوئی۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔ والسلام

احمد یار
سیکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور

تعمیر مہمانخانہ احمدیہ مسجد پشاور

پیغام صلح کے ۲۱؍ دسمبر ۱۹۶۰ء کے شمارہ میں پشاور کے مہمانخانہ کی تعمیر کے لئے چندہ کی اپیل کی گئی تھی۔ جن احباب کی طرف سے چندہ موصول ہوا تھا اُن کے نام بھی درج کر دیئے گئے تھے۔ اس کے بعد جو عطیہ جات ہمیں موصول ہوئے ہیں ان کی تفصیل درج ذیل ہے۔ ہر ایک دوست اپنا اسم گرامی اور رقم چندہ ملاحظہ فرما کر رسیدگی سے اطلاع پالیں۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء

نمبر شمار	اسمائے معطی حضرات	رقم چندہ
(۱)	جناب محمد اسحاق صاحب ریٹائرڈ ہیڈ ماسٹر زروبی ضلع مردان	4/-
(۲)	جناب میاں محمد زمان صاحب چارسدہ	200/-
(۳)	جناب شیخ اللہ بخش ایڈووکیٹ پشاور	50/-
(۴)	جناب ڈاکٹر عبدالعزیز صاحب ریٹائرڈ سول سرجن پشاور	200/-
(۵)	جناب پروفیسر محمد فاضل صاحب پشاور	50/-
(۶)	جناب پروفیسر عبداللطیف صاحب شیخ محمدی	10/-
(۷)	جناب الحاج شیخ میاں محمد صاحب لائل پور	1000/-
	کل میزان	1514/-

وہ احباب جنہوں نے اس کار خیر میں شرکت نہیں کی اور جنہوں نے وعدے کئے ہوئے ہیں آپکی خدمت میں بذریعہ اخبار التماس ہے کہ وہ اپنی پہلی فرصت میں اپنے گرانقدر عطیہ جات سے ہماری مدد فرماویں۔

دُنیا کے سب سے قدیم ترین راز

سواستکا کی نقاب کشائی

مولانا عبدالحق صاحب ودیارتھی

(۵)

مصری راز درون پردہ کی بات یہاں تک پہنچ چکی تھی کہ ان تصاویر کے معانی میں اختلاف ہے۔ ہر شخص اسے اپنے نقطۂ نگاہ سے دیکھنا چاہتا ہے یا دیکھتا ہے۔ "ہورس" (سورج) جو کتاب الموتیٰ اور سواستکا کا نقطۂ مرکز ہے اس کی ساٹھ صفات یا علامات تصویری زبان میں بتائی گئی ہیں، ان پر ایک مختصر سا تبصرہ سپرد قلم ہے، ان علامات کے لفظی ترجمہ کی ذمہ داری مجھ پر نہیں ان علمائے مصریات نے جو کچھ پڑھا یا سمجھا ہے میرا تبصرہ اسی پر ہے۔

۱۔ ہورس کا بچپن

کتاب الموتیٰ باب ۸۵ میں ہورس ختنہ شدہ اور خون کے قطرے اس سے ٹپکتے دکھائے گئے ہیں۔ ختنہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا عہد ہے اور کون نہیں جانتا کہ حضرت ابراہیمؑ توحیدِ الٰہی پر حد درجے غیور اور شرک و بُت پرستی سے بے حد نفور انسان تھے۔ عہد یہ ہے کہ اس ختنہ کو اپنی اولاد میں سُنت بنا دو تو خداوند تمہیں اپنی دنیوی اور دینی نعمتوں سے مالا مال رکھے گا اور جو اس عہد کو توڑ دے گی، وہ ان برکات سے محروم رہے گی۔ بنی اسرائیل میں یہ اس قدر اہم فریضہ تھا کہ حضرت موسےٰؑ نے اپنی بیماری کے عذر سے اسے ملتوی کر دیا یعنے اپنے بیٹے کا چندے ختنہ نہ کیا تو خداوند اس قدر غضبناک ہوا کہ موسیٰؑ کو جان سے مار دینے کی ٹھان لی۔ یہ دیکھ کر بی بی صفورہ (اہلیہ موسےٰؑ) نے فوراً تیز پتھر سے بیٹے کا غلفہ کاٹ ڈالا اور اسے موسٰےؑ کے قدموں میں پھینک دیا تا کہ اسی کی طرف سے یہ ختنہ سمجھا جائے۔ اس سے موسٰےؑ کی بیماری میں افاقہ ہو گیا اور وہ بہت جلد صحت یاب ہو گئے۔ خروج باب ۴ آیات ۲۴ تا ۲۶۔ موسٰےؑ کے بعد آپ کا سپہ سالار یوشع تھا جس کی سرکردگی میں کنعان کی سرزمین بنی اسرائیل کو ملنے والی تھی۔ مگر اس قوم میں کچھ لوگ ایسے تھے جو جنگل کی پیدائش تھے ان کا ختنہ نہ ہوا تھا گویا عہدِ خداوندی کو پس پشت ڈال بیٹھے تھے اس کی سزا میں کنعان کے اندر بنی اسرائیل کا داخلہ روک دیا گیا حالانکہ خداوند کا عہد تھا کہ یہ سرزمین تمہیں ملے گی۔ بالآخر یوشع نے خداوند کا غصّہ دور کرنے کے لئے جو ختنون تھے یا نہیں تھے سب کا دوبارہ ختنہ کیا تو جا کر کہیں خدا کا غصّہ دھیما ہوا کہ بنی اسرائیل ارضِ موعود میں داخل ہوئے۔ آخر یہ ختنہ ہے کیا؟ کہ اس پر خداوند کا غصّہ بھڑک اُٹھتا ہے کہ کیوں نہ ہوا؟ یہ ایک عہد ہے استعارہ اور علامت ہے کہ ہم خدا کو ایک مانیں گے۔ اور اسی ایک کی عبادت کریں گے۔ شرک کو بائبل میں زناکاری کہا گیا ہے۔ ختنہ اور خالص توحید محمد رسول اللہ صلعم کے دین کا خصوصی امتیاز ہے۔ جو ایک طرف اگر کتاب الموتےٰ میں دکھایا گیا ہے تو دوسری طرف ختنہ کا نشان ہندو کتب مقدسہ بھوشیہ پران میں محمدؐ کا نام لے کر بتایا گیا ہے۔ دیکھو کتب مقدسہ میں بشاراتِ احمدیہ جو اسی کتاب کا حصّہ ہے اور تیسری طرف یہود کی کتاب ملاکی نبی میں ہے:۔

> خبردار میں اپنا رسول بھیجوں گا اور وہ عہد کا رسول (ختنہ کا عہد) ہوگا۔
>
> (ملاکی ۳۔۱۰۳)

۲۔ ہورس ام القریٰ (مکہ معظمہ) میں ہوگا

بہت سے پستانوں یا چھاتیوں والی ماں، ہورس کی ماں کو بہت سے پستانوں یا چھاتیوں والی ماں دکھایا گیا ہے اور اس کا نام آئسس (.SIS) ہے۔ مکہ عربی زبان میں ماں کی دودھ بھری چھاتی کا نام ہے۔ یہ ہمارے رسول اللہ صلعم کی ماں اور قرآن مجید کے الفاظ ام القریٰ (۶: ۹۳) ہے جس سے دنیا کی کل قوموں کو دودھ پلایا جائے گا۔ ام القریٰ کو تصویری زبان میں اسی طرح دکھایا جا سکتا ہے۔ کہ وہ ساری دنیا کی حقیقی ماں ہے جہاں سے توحید خالص کا دودھ ساری دنیا کو پلایا گیا۔ (اصل حوالہ کے لئے دیکھو پرائم اور ڈیل میں ص ۱۲۳)

۳۔ ہورس کی دو مائیں

ہورس کی دو ماؤں کا ذکر آتا ہے ایک وہ ماں جس نے اسے جنم دیا اور دوسری وہ جس نے اسے دودھ پلایا ظاہر ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دو مائیں تھیں۔ آمنہ جس نے آپ کو جنم دیا اور حلیمہ جس نے آپ کو دودھ پلایا۔ مگر ایک ماں کو کنواری بھی کہا گیا ہے۔ کنواری کتب مقدسہ کے محاورہ میں معصوم محصنہ اور پاک دامن کا نام ہے۔ وید میں بھی آپ کو کنواری کا بیٹا لکھا ہے۔ مگر اس کے ساتھ اس کی دوسری صفات کا بھی ذکر ہے اس لئے کہ مسیحی مشنری اس سے مریم صدیقہ نہ سمجھ لیں مستقل بحث کے لئے دیکھو "وید میں سواستکا" آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دو مائیں آمنہ اور حلیمہ بھی استعارۃً آپؐ کی صفات کی طرف اشارہ کرتی ہیں آمنہ کے معنی معصوم، پاک دامن اور محصنہ ہیں تو حلیمہ نے آپؐ کو حلم اور محبت و رحمت کے دودھ سے پرورش کی، اس لئے آپ کو رحمۃ اللعالمین کا خطاب ملا۔ شاید بعض لوگ اسے میری نکتہ نوازی ہی سمجھیں لیکن یہ امر سائنٹیفک تحقیقات سے ثابت ہے کہ انسان ایک چلتا پھرتا شہر ہے اور اس میں ۲۱۲ خصائص ہیں پیدائش کے پہلے ۲۴ کروموسوم ماں کی طرف سے اور ۲۴ باپ کی طرف سے بطور ورثہ بچہ کو ملتے ہیں جن سے بچہ کے ان خصائص کی بنیاد پڑتی ہے جو موروثی خصائص کہلاتے ہیں کون نہیں جانتا کہ بعض لڑکوں اور لڑکیوں اور بچوں کو دیکھتے ہی ہم پہچان لیتے ہیں کہ یہ فلاں شخص کا بیٹا معلوم ہوتا ہے یا اس کی شکل اس کی ماں سے ہو بہو ملتی ہے یہ قانون Hereditary law کہلاتا ہے۔ انجیل لکھنے والوں کو یہ سمجھ نہ تھی انہوں نے فخر یہ لکھدیا کہ جناب مسیح کی بعض نانیاں اور دادیاں روت اور راحاب وغیرہ معاذ اللہ اچھے کیرکٹر کی نہ تھیں۔ دوسری طرف رسول اللہ صلعم کی حدیث ہے جو وحی خفی پر مبنی ہے کہ وہ آدمؑ سے لیکر ہمیشہ نیک پشتوں میں سے ہو کر پیدا ہوئے ہیں۔ رسول اللہ صلعم کی دو ماؤں کی تیسری تعبیر یہ ہے کہ آپؐ کی وحی دو حصوں پر مشتمل ہے ایک حصہ مکی وحی کہلاتا ہے اور دوسرا مدنی وحی۔ ان دونوں نے رسول اللہ صلعم کی روحانی تربیت کی ہے اس خصوصیت کے ساتھ دنیا کا کوئی نبی مبعوث نہیں ہوا۔

۴۔ ہورس اپنی ماں کیساتھ ۱۲ برس تک رہا

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پہلی ماں مکہ ہے، اور بعثت کے بعد آپؐ کا اس میں ۱۲ برس تک رہنا ایک تاریخی واقعہ ہے جو تمام تواریخ نویسوں کے نزدیک خواہ عیسائی ہوں یا مسلمان مسلم ہے۔

ہورس کی پیدائش پر ایک زور آور بچھو نے کاٹا

ہر نبی کی دو پیدائشیں ہوتی ہیں، ایک ماں کے پیٹ سے اور دوسری روح القدس سے جب وہ مقام نبوت پر کھڑا ہوتا ہے، دوسری پیدائش پر مخالف بچھو اپنے ڈنک لئے پر تولے بیٹھا تھا اور اس نے ... آپ کو بری طرح ڈنک مارا اور یہ حالت بارہ برس تک رہی۔

۶۔ ہورس کے آنسو

میکسیکو (امریکہ) کی تصاویر میں اسے روتا دکھایا گیا ہے۔ دنیا میں ہر انسان کبھی نہ کبھی روتا ضرور ہے۔ مگر ہورس کے یہ آنسو نہایت قیمتی آنسو ہیں ورنہ ان کا ذکر کرنے کی ضرورت نہ تھی کیونکہ وہ اپنے لئے یا کسی ذاتی غرض رشتہ دار وغیرہ کے لئے نہ روتا تھا اس کا رونا اور اس کے آنسو ساری دنیا کی گمراہی اور خدا سے دور ہو جانے

(باقی بر صفحہ ۱۵ اشتہار کے نیچے)

واقعات عالم

ڈھاکہ ۱۱ مارچ۔ مشرقی پاکستان کے گورنر نے اساتذہ سے کہا ہے کہ اپنے تعلیمی اداروں میں ایسا ماحول پیدا کریں جس میں طلباء خدا، قوم اور ملک میں یقین رکھنے کی خصوصیات پیدا کر سکیں۔

لاہور ۱۱ مارچ۔ ٹاؤن ہال کے سامنے ایک مرکز اطلاعات کھولا جا رہا ہے جو لاہور کے سرکاری دفاتر کا پتہ بتانے میں عوام کی رہنمائی کرے گا۔

صدر فیلڈ مارشل محمد ایوب خان نے لندن میں ۲۳ ملکوں کے اخباری نمائندوں کی فارن پریس ایسوسی ایشن میں سوالات کا جواب دیتے ہوئے فرمایا کہ اسلام کو حالات کے تقاضوں کے مطابق ڈھالنے کی ضرورت ہے اور یہ کوئی مشکل کام نہیں کیونکہ اسلام میں بہت لچک ہے اور وہ وقت کے ساتھ چلنے کے قابل ہے۔ ایک سوال کے جواب میں صدر نے یہ اعتراف کیا کہ کشمیر کا مسئلہ دولت مشترکہ کانفرنس میں باقاعدہ پیش ہو رہا ہے آپ نے کہا کہ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ ہم مسائل عالم پر غور کریں الجزائر، لاؤس، کانگو، فلسطین، اور مغربی برلن ایسے مسائل زیر بحث آئیں لیکن کشمیر کا ذکر نہ ہو۔ کشمیر بھی ان کی طرح ایک خطرناک مسئلہ ہے، اور اس پر کسی نہ کسی طرح غور ہوگا۔ آپ نے کہا کہ یہ ایک انسانی مسئلہ ہے، ہماری مفاہمت اور معیشت کا مسئلہ ہے۔

روس کے ساتھ تیل کی تلاش کا جو معاہدہ پاکستان نے کیا ہے، لندن میں اسکا یہ مطلب لیا جا رہا ہے کہ پاکستان نے حامی مغربی پالیسی سے کنارہ کشی کی ابتداء کر دی ہے اور غیر جانبداری کی طرف جھک رہا ہے۔ اس تاثر کے بارے میں ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے صدر ایوب نے کہا کہ ہماری خارجہ پالیسی میں کوئی تبدیلی نہیں ہوئی ہے نہ ہوگی۔

لاہور ۱۰ مارچ۔ صوبائی ہائیکورٹ کے چیف جسٹس مسٹر ایم۔ آر کیانی نے آج اپنی اس رائے کا پر زور الفاظ میں اعادہ کیا ہے کہ پاکستان میں آزاد و مضبوط عدلیہ کا وجود اشد ضروری ہے، تاکہ انتظامیہ اور قانون ساز ادارے اپنی مقررہ حدود سے تجاوز نہ کر سکیں۔

لاہور ۱۰ مارچ۔ رائل کالج آف انگلینڈ نے پاکستان میں پرائمری ایف۔ آر۔ سی۔ ایس امتحان منعقد کرنے کی اجازت دے دی ہے۔

لاہور۔ منصوبہ بندی کمیشن کی ترقیاتی ورکنگ پارٹی نے آج یہاں اپنے اجلاس میں آبادکاری اور مکانوں کی تعمیر کے بارے میں پانچ سکیموں کی منظوری دے دی ہے۔ ان پر اندازاً تین کروڑ پچیس لاکھ روپے خرچ ہوں گے۔

امریکہ کے بین الاقوامی ادارہ تعاون نے پاکستان میں دو زرعی یونیورسٹیاں قائم کرنے کے لئے کافی امداد دینے پر رضامندی ظاہر کر دی ہے

آئندہ چند ماہ تک پاکستان انٹرنیشنل ایرلائنز کی سروسز میں سیالکوٹ تک توسیع کر دی جائے گی۔

لندن ۱۱ مارچ۔ معلوم ہوا ہے کہ حکومت پاکستان نے شمالی علاقہ میں پاکستان اور چین کے درمیان سرحد کی حد بندی کے بارے میں بات چیت شروع کر دی ہے

ہنوئی ریڈیو کی اطلاع کے مطابق لاؤس کی کمیونسٹ فوجوں نے موجودہ حکومت کے صدر مقام سے شاہی دارالحکومت جانے والی سڑکوں پر زبردست حملہ کر کے سرکاری فوجوں کو پسپا ہونے پر مجبور کر دیا ہے۔

وزیر صنعت مسٹر ابوالقاسم نے آج یہاں بتایا کہ حکومت چھوٹی گھریلو صنعتوں کے قیام کی منظوری دینے کا اختیار علاقائی افسروں کو منتقل کر دے گی۔ آپ نے یقین ظاہر کیا کہ پاکستان آئندہ دو برس میں اپنی ہر قسم کی ضروریات کے لئے خود کفیل ہو جائے گا۔

مرکزی حکومت پاسپورٹوں، ویزوں، قومیت اور شہریت سے متعلق معاملات کے انتظام کے لئے ایک ڈائرکٹریٹ قائم کرنے کی تجویز پر غور کر رہی ہے

کلکتہ ۱۲ مارچ۔ سوتنترا پارٹی کے لیڈر مسٹر کے ایم منشی نے بہار کی سوتنترا پارٹی کے کنونشن کی صدارت کرتے ہوئے بھارت کے عوام کو تلقین کی ہے کہ وہ کانگریس کی حکومت ختم کرنے کے لئے تیار ہو جائیں۔ انہوں نے کہا کہ کانگریس کا ہر عمل قوم کے مفاد کے منافی ہے بجائے یہ کہ کانگریسی لیڈر مذہبی، نسلی، لسانی اور صوبائی تعصب کو ہوا دے رہے ہیں۔

نئی دہلی - ۱۲ مارچ۔ برما کے ملحقہ آسام کے علاقہ میں ناگاؤں نے وسیع پیمانے پر دہشت پسندانہ سرگرمیاں شروع کر دی ہیں۔ سرکاری ملازموں پر چھاپے مارنا، لوٹنا اور آگ لگانے کی وارداتیں معمول بن گئی ہیں۔

قاہرہ ۱۲ مارچ۔ قاہرہ ریڈیو نے دعوٰے کیا ہے کہ متحدہ عرب جمہوریہ کے شامی علاقے کے خلاف دمشق میں ایک سازش پکڑی گئی ہے جو دراصل صدر ناصر کو قتل کرنے کی سازش تھی۔

تہران ۱۲ مارچ ایران کے وزیر اعظم جعفر امامی نے پندرہ ارکان کی ایک نئی کابینہ تشکیل کر لی ہے۔

نئی دہلی ۱۲ مارچ۔ معلوم ہوا ہے کہ حکومت پاکستان نے جبل پور، مدھیہ پردیش کے دوسرے علاقوں میں حالیہ فرقہ وارانہ فسادات کے خلاف احتجاج کیا ہے۔ حکومت پاکستان نے احتجاجی مراسلہ میں بھارت میں فرقہ وارانہ فسادات دوبارہ شروع ہونیکا خاص طور سے

دنیا کے قدیم راز ــــــ (بسلسلہ صفحہ ۱۳)

پر آنسو تھے کل نسل انسانی کی ہدایت کیلئے آنسو تھے اسلئے نعوذ کے ساتھ یہ الفاظ پڑھے گئے ہیں "تم میرے آنسو ہو جن کو میری آنکھوں نے بہایا ہے یہ لوگوں کی خاطر بہائے گئے ہیں"

Ye are tears made by my eye in your name of man (Primordial man Page 105)

یہ وہ آنسو تھے جن کے متعلق کہا گیا ہے کہ کون روتا ہے کہ آسمان بھی رو پڑا۔

(۷) یونس کو صاحب حوت کہا گیا ہے یعنے (FISH MAN)
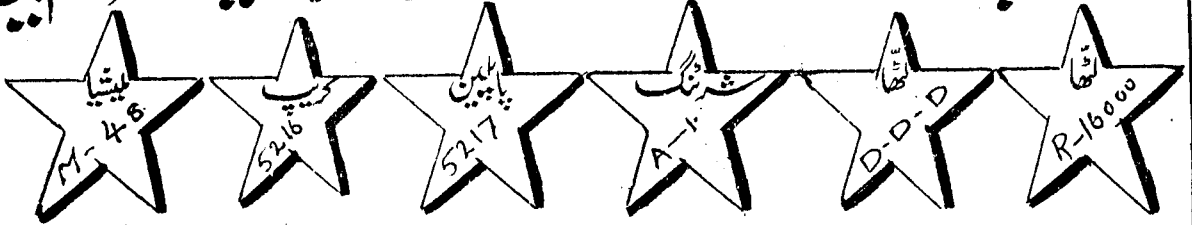
انبیاءؑ کی تاریخ میں ہمیں ایک صاحب حوت یونسؑ نظر آتے ہیں جن کا قصہ مشہور ہے اسی کی طرف اشارہ کر کے جناب مسیحؑ فرماتے ہیں اس بدکار زناکار نسل کو کوئی نشان نہ دکھایا جائے گا سوا یونس نبیؑ کے نشان متی ۱۲، ۲۹، اس کے بعد متی صاحب اپنا ایک حاشیہ لگاتے ہیں کیونکہ یونسؑ تین روز اور تین رات وھیل کے پیٹ میں رہے، اسی طرح آدمؑ کا بیٹا تین دن اور تین رات زمین کے پیٹ میں رہے گا، جو مسیحؑ کے حق میں کبھی ... پورا نہ ہوا کیونکہ اول تو یہ نشان ہر کسی نے دیکھا ہی نہیں دوسرے تین دن اور تین رات کی تصدیق ابھی تک نہیں ہوئی صرف ایک دن قبر میں یا غار میں رہنا ثابت ہے۔ اگر یہودی اس نشان کو دیکھ کر بھی سمجھتے کہ جو مسیح پر ایمان لے آتے کبھی مارے ڈر کے منکر ہو گئے۔ یونسؑ کی قوم نے توبہ کر لی اور وہ سب ایمان لے آئے۔ پس یہ واقعہ یونس نبی کے نشان کا رسول اللہ صلعم کے حق میں پورا ہوا۔ آپؐ غار میں تین دن رات تک رہے اور بعد میں آپؐ کی ہی قوم تھی جو توبہ کر کے آپؐ پر ایمان لے آئی۔ یہ نشان تھا جو دنیا نے دیکھا اور تاریخ کے اندر سنہری حروف میں لکھا گیا سچ ہے قرص خورشید در سیاہی شد یونسؑ اندر دہان ماہی شد۔ وہ سورج بھی غار ثور کے اندر چھپ گیا تھا اور یہودیوں نے سمجھا کہ ہمیشہ کے لئے۔

گیلانی الیکٹرک پریس ہسپتال روڈ میں باہتمام مولوی دوست محمد صاحب پرنٹر پبلشر چھپ کر دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور سے شائع ہوا۔

پیغام صلح ۱۵ مارچ ۱۹۶۱ء رجسٹرڈ ایل ۸۳۸ ؛ شمارہ نمبر ۱۱

ہفت روزہ پیغام صلح لاہور
چندہ سالانہ:- پاکستان سے چھ روپے - ہندوستان سے چھ روپے ہندوستانی سکہ: ممالک غیر سے ایک پونڈ
ہندوستان میں ہمارے نمائندہ کا پتہ:- شیخ محمد انعام الحق صاحب مکان نمبر ۸ محلہ اعظم پورہ ملک پیٹھ۔ حیدر آباد دکن (انڈیا)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ہم تو رکھتے ہیں مسلمانوں کا دیں
دل سے ہیں خدامِ ختم المرسلیں

احمدیہ انجمن اشاعتِ اسلام لاہور کا خصوصی ترجمان

تم ہمیں دیتے ہو کافر کا خطاب
کیوں نہیں لوگو تمہیں خوفِ عقاب

ہفت روزہ
پیغامِ صلح
لاہور

ہر بدھ کو شائع ہوتا ہے
تار کا پتہ :- "تبلیغ" لاہور
فون نمبر :- ۳۷۳۷
مدیر :- دوست محمد
مدیر معاون :- بشیر احمد سوز

زرِ مبادلہ
پاکستان و ہندوستان سالانہ
چھ روپے
ممالک غیر سے
ایک پونڈ

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸
فی پرچہ ۱۳ پیسے (نئے)

جلد ۴۹ | یوم چہارشنبہ مؤرخہ ۵ شوال المکرم ۱۳۸۰ھ مطابق ۲۲ مارچ ۱۹۶۱ء | نمبر ۱۲

بحرِ حکمت کے موتی

عن ابن عمرو العاص رض قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الرّاحمون یرحمھم اللہ تعالیٰ ارحموا من فی الارض یرحمکم من فی السماء الرحم شجنۃ من الرحمٰن فمن وصلھا وصلہ اللہ تعالیٰ ومن قطعھا قطعہ اللہ تعالیٰ اخرجہ ابوداؤد الیٰ قولہ من فی السماء والترمذی بتمامہ

(تلخیص الصحاح کتاب الرحمۃ)

ترجمہ :- عبداللہ بن عمرو بن عاص رض سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ رحم کرنیوالوں پر رحمٰن رحم کرتا ہے۔ زمین والوں پر رحم کرو تم پر وہ رحم کرے گا جو آسمان پر ہے (یعنی اللہ تعالیٰ) رحم رحمان سے وابستہ ہے پس جو شخص اس کو جوڑیگا خدا تعالیٰ اس سے رشتہ جوڑے گا اور جو شخص اس سے قطع کرے گا اللہ تعالیٰ اس سے قطع تعلق کر لے گا۔ ابوداؤد نے من فی السماء تک اور ترمذی نے پوری حدیث تک روایت کی ہے۔

نوٹ :- یہ حدیث اس بات کو کہ انسان کا رشتہ خدا تعالیٰ کے ساتھ (۲) انسان کا رشتہ انسان کے ساتھ (۳) اور انسان کا رشتہ دیگر مخلوق کے ساتھ کیسا ہونا چاہیئے کھول کر مختصر الفاظ میں بیان کرتی ہے جس کا ماحصل تعظیم لامر اللہ وشفقت علیٰ خلق اللہ ہے۔ بنا بریں اسلام ہی ایک ایسا دین اور ایسا ضابطۂ حیات ہے جو بحیثیت عالمی دین کے دنیا میں جاری ہونے کے قابل ہے وما ارسلنٰک الا کافۃ للناس بشیرًا ونذیرًا ولکن اکثر الناس لا یعلمون (۳۴ : ۲۸)

جب تک واقعی طور پر انسان پر بہت سی موتیں نہ آجائیں وہ متقی نہیں بنتا

تم الہامات اور رؤیا کے پیچھے نہ پڑو بلکہ حصولِ تقویٰ کے پیچھے لگو

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کلماتِ طیبات

اہلِ تقویٰ پر خدا کی تجلی

فرمایا۔ تقویٰ والے پر خدا کی تجلی ہوتی ہے وہ خدا کے سایہ میں ہوتا ہے۔ مگر چاہیئے تقویٰ خالص ہو اور اس میں شیطان کا کچھ حصہ نہ ہو ورنہ شرک خدا کو پسند نہیں اور اگر کچھ حصہ شیطان کا ہو تو خدا تعالیٰ کہتا ہے کہ سب شیطان کا ہے۔

خدا کے پیاروں پر تکالیف کیوں آتی ہیں

خدا کے پیاروں کو جو دکھ آتا ہے وہ مصلحت الٰہی سے آتا ہے ورنہ ساری دنیا اکٹھی ہو جائے تو اُن کو ذرہ بھر تکلیف نہیں دے سکتی چونکہ وہ دنیا میں نمونہ قائم کرنے کے واسطے آتے ہیں اس واسطے ضروری ہوتا ہے کہ خدا کی راہ میں تکلیف اٹھانے کا نمونہ بھی وہ لوگوں کو دکھائیں ورنہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ کہ مجھے کسی بات میں اس سے بڑھ کر تردد نہیں ہوتا کہ اپنے ولی کی قبض روح کروں۔ خدا تعالیٰ نہیں چاہتا کہ اس کے ولی کو تکلیف آوے۔ مگر ضرورت اور مصلحت کے واسطے وہ دکھ دیئے جاتے ہیں اور اس میں خود اُن کے لئے نیکی ہے۔ کیونکہ اُن کے اخلاق ظاہر ہوتے ہیں۔ انبیاء اور اولیاء اللہ کے لئے تکلیف اس قسم کی نہیں ہوتی جیسی کہ یہود کو لعنت اور ذلت ہو رہی ہے جس میں اللہ تعالیٰ کے عذاب اور اس کی ناراضگی کا اظہار ہوتا ہے۔ بلکہ انبیاء شجاعت کا ایک نمونہ قائم کرتے ہیں خدا تعالیٰ کو اسلام کے ساتھ کوئی دشمنی نہ تھی۔ مگر دیکھو جنگ اُحد میں حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اکیلے رہ گئے اس میں یہی بھید تھا کہ آنحضرت کی شجاعت ظاہر ہو جبکہ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم دس ہزار کے مقابلہ میں اکیلے کھڑے ہو گئے کہ میں اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں۔ ایسا نمونہ دکھانے کا کسی نبی کو موقعہ نہیں ملا۔

صرف نماز روزہ پر مغرور نہ ہو۔ جماعت کو نصیحت

اپنی جماعت کو کہتے ہیں کہ صرف اتنے پر مغرور نہ ہو جائے کہ ہم نماز روزہ ادا کرتے ہیں۔ یا موٹے موٹے جرائم مثلاً زنا، چوری وغیرہ نہیں کرتے۔ ان خوبیوں میں تو اکثر غیر فرقے کے لوگ مشرک وغیرہ تمہارے ساتھ شامل ہیں۔ تقویٰ کا مضمون باریک ہے اس کو حاصل کرو۔ خدا کی عظمت دل میں بٹھاؤ۔ جس کے اعمال میں کچھ بھی ریاکاری ہو خدا اس کے عمل کو واپس اُلٹا کر اس کے منہ پر مارتا ہے۔ متقی ہونا مشکل ہے۔ مثلاً اگر کوئی تجھے کہے کہ تو نے قلم چرایا ہے تو تو کیوں غصہ کرتا ہے۔ تیرا پرہیز تو محض خدا کے لئے ہے۔ یہ طیش اس واسطے ہوا کہ رُو بحق نہ تھا جب

(باقی بر صفحہ ...)

۵ یہ نبی بھی اقوامِ عالم کی طرف ہیں، اور جو کتاب لائے وہ بھی شفاءٌ و رحمۃٌ للمؤمنین ہے (۱۷ : ۸۲)

وحی فرقاں مردگاں را جاں دہد ٭ صد خبر از کوچۂ عرفاں دہد (ذبیح موعود)

(غلام قادر فصیح)

خط و کتابت تبلیغی

دیکھو خدا نے سالے جہاں کو جھکا دیا
گمنام پا کے شہرۂ عالم بنا دیا
مسیح موعودؑ

فلپائن

ترجمہ خط از مسٹر اتھل تند و سیاسی سولو فلپائن

السٹریس براور۔ السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

آپ کے جواب سے میرے اندر ایک خوشی اور مسرت کی لہر دوڑ گئی کیونکہ اس میں یہ میرے لئے مژدہ تھا کہ مجھے دنیا بھر کی عالی مقام انجمن کا ممبر بنا لیا گیا ہے۔ اب تکمیل انسانیت کے حصول کے لئے میرے واسطے وسیع راستہ کھل گیا ہے اور میں خیال کر رہا ہوں کہ میں ایک روحانی ہوئی جہاز پر سفر کرنے لگ گیا ہوں، یہ خوبی مجھے آپ کی انجمن کے ذریعہ حاصل ہو جائے گی اور احمدیت میں داخل کو میں اپنا نیا جنم سمجھتا ہوں۔

کیا میں آپ کو ایک تلخ اطلاع دوں کہ احمدیہ موومنٹ یہاں بہت ناپسندیدہ طریقہ پر لوگوں کے سامنے پیش کی جا رہی ہے۔ اور قریباً قریباً ہر شخص اسے شک کی نظر سے دیکھتا ہے۔ اگرچہ مجھے یہ بات بڑی مشکل نظر آ رہی ہے کہ میں لوگوں کا زاویہ نگاہ بدل دوں تاہم میں نے قسم کھالی ہے کہ میں لوگوں کے سامنے احمدیہ موومنٹ کا اصلی پروگرام پیش کرتا چلا جاؤں گا اور یہ ہے کہ دنیا میں صداقت اسلام کا غلبہ ہو۔

اللہ تعالیٰ مجھے میری کوششوں میں ضرور کامیاب کرے گا کیونکہ مجھے اللہ تعالیٰ کے فضل اور آپ کی معاونت کا کامل اعتماد ہے۔ آپ مجھے تقسیم کے لئے کافی لٹریچر بھیجتے رہیں۔۔۔ تاکہ اسلام کے متعلق مجھے بھی کافی علم حاصل ہو، میں اسلامک ریویو کا چندہ کہاں اور کتنا بھیجوں۔

میں نے لمبی چٹھی لکھکر آپ کا بہت سا وقت لے لیا ہے۔ مگر میں بھی مجبور ہوں کیونکہ گھٹا ٹوپ اندھیرے کے بعد مجھے روشنی نصیب ہوئی ہے۔ قدرتی طور پر میرے سامنے کئی مسائل آ گئے ہیں جنہیں حل کرنا ہے۔

(انہیں خط اور لٹریچر و قرآن کریم بھیجے جا رہے ہیں۔ غلام قادر ڈار)

لبنان

ترجمہ خط از مسز فاطمہ فاطر رجی۔ بیروت لبنان

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

قرآن شریف کی کاپی جو آپ نے مجھے ارسال فرمائی بھیجی مل گئی تھی بہت بہت شکریہ۔ قرآن شریف میری غیر حاضری میں بیروت پہنچا تھا جبکہ میں چار ماہ کے لئے اپنے چھوٹے لڑکے کے ساتھ نذرلینڈ میں تھی۔ یہ کاروباری دورہ بھی تھا اور میں اپنے ماں باپ کے ساتھ چند عرصہ گذارنے کی غرض بھی تھی۔ میرے ماں باپ بچے سے مل کر خوب لطف اندوز ہوتے رہے۔ اس ننھے میاں کے دادا اور دادی اور پردادا اور پردادی اس کی ننھی ننھی باتوں سے بہت محظوظ ہوتے ہیں اور اس سے بہت محبت کرتے ہیں۔

لبنان واپس پہنچی تو جواب دینے کے لئے خطوط کے ڈھیر لگے ہوئے تھے۔

نیا سال اپنی خصوصی۔۔ ہماہمی کے ساتھ آ رہا ہے بہرحال میں نے فرصت کی گھڑیوں میں اسلامی لٹریچر کا خوب مطالعہ کیا ہے۔

میں اس بات کا اعتراف کرتی ہوں کہ مذکورہ قرآن اب میرے پاس نہیں بلکہ امریکہ میں ہے میں نے ایک ایسے شخص کو تحفۃً دے دیا ہے جو اس کا زیادہ مستحق تھا۔ کرسمس سے پہلے پروٹسٹنٹ عیسائی مشنری اسکول "ڈیف میوٹس" کے پرنسپل جو امریکہ کے سٹڈی ٹرپ سے واپس آئے تھے اور جن کی سٹڈی کی غرض فالج زدہ بچوں کے علاج سے متعلق تھی۔ ان کے قریباً قریباً تمام طلباء مسلم ہیں۔ چونکہ وہ خود بھی ایک اعلیٰ پوزیشن رکھتے ہیں اور علم دوست آدمی ہیں اسلامی لٹریچر پڑھنے کا بیحد شوق رکھتے ہیں مجھے ملے تو میں نے اپنا لٹریچر جو میں دے سکتی تھی انہیں دے دیا۔

امریکہ کی ایک یونیورسٹی کے بہت پروفیسر جو کہ ورلڈ فیڈریشن آف فیتھ کے لیڈروں میں سے ہے انہوں نے بڑے جوش سے اپنی خواہش ظاہر فرمائی ہے کہ انہیں اسلامی لٹریچر اور قرآن شریف مکمل مع عربی متن کی بہت ضرورت ہے۔

ریورنڈ اے جے انڈروگ نے ان سے وعدہ کیا ہے کہ وہ انہیں قرآن شریف مہیا کر دیں گے۔ چنانچہ وہ مجھ سے مل کر میرا قرآن لے گئے اس طرح میرا قرآن شریف امریکہ میں ہے۔

ریورنڈ اے جے اینڈروگ کا پتہ یہ ہے:-

. . . .

میں آپ کی بہت بہت شکرگذار ہوں کہ آپ مجھے بہت سی اسلامی تعلیم کی کتابیں کثرت سے ارسال فرماتے رہتے ہیں۔ فی الحال لٹریچر میں ایسے عیسائیوں میں تقسیم کر دیتی ہوں جو اسلام کے متعلق علم حاصل کرنا چاہتے ہیں ان میں سے جیمز واٹ سلوڈنٹس۔ اور مال بردار جہازوں کے کپتان بھی جو بیروت کی بندرگاہ پر آ کر ٹھیرتے ہیں۔

قرآن شریف مع متن کی قیمت اور ڈاک خرچ کے متعلق اطلاع دیں کہ بیروت تک کیا خرچ آئے گا۔

آپ کی اطلاع کے لئے اسلامک کانگرس کا پتہ یہ ہے . . . .

ہر سال اس کانگرس کا اجلاس یروشلم میں ہوتا ہے اور علماء نئے شائع شدہ علمی لٹریچر پر تبصرہ کرتے ہیں

(انہیں خط لکھا گیا اور لٹریچر بھیجا گیا۔ غلام قادر)

بھارت

ترجمہ خط از مسٹر عبدالرحمن ارناکلم۔ بھارت

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

میں نے سنا ہے کہ آپ تحفہ کے طور پر انگریزی قرآن شریف ایسے خاص خاص لوگوں کو بھیجتے ہیں جو تعلیم قرآن سے خود بھی مستفید ہونا چاہتے ہیں اور دوسروں کو بھی فائدہ پہنچانے کے لئے تیار ہیں۔

میں مہاراجہ کالج کا بی۔ اے (اقتصادیات) کا سٹوڈنٹ ہوں۔ اگرچہ میں مسلمان ہوں مگر تعلیم قرآن سے نابلد ہوں۔ میں عربی متن تو اچھی طرح پڑھ سکتا ہوں مگر نہیں جانتا کہ میں نے پڑھا کیا ہے۔

ابھی ابھی مجھے آپ کی انجمن کے متعلق اطلاع ملی ہے کہ تعلیم قرآن کی نشر و اشاعت فرما رہے ہیں۔ میری کیرالہ سٹیٹ (انڈیا) میں بہت سے تراجم قرآن مختلف زبانوں میں ملتے ہیں۔ مگر مجھے ان کے معانی اور سپرٹ کی سمجھ نہیں آتی۔ لہذا مجھے آپ انگریزی لٹریچر اور قرآن شریف انگریزی بھیجکر ممنون فرمائیں۔ میری مالی حالت اچھی نہیں ورنہ میں قیمتاً خرید لیتا۔ امید ہے آپ میری درخواست سے بے اعتنائی نہیں برتیں گے۔ شکریہ

(انہیں قرآن شریف بغیر متن ٹیچنگز آف اسلام وغیرہ اور خط بھیجے گئے۔ غلام قادر)

نائیجیریا

ترجمہ خط از سیکرٹری صاحب اسلامک پریچنگ سوسائٹی نائیجیریا۔

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

آپ کا ۱۲/۳ کا گرامی نامہ مل گیا تھا اور کتب بھی موصول ہو گئی ہیں بہت بہت شکریہ۔

جواب خط میں دیر ہو گئی معافی کا خواستگار ہوں۔ دیر اس لئے ہوئی کہ ہم اپنی سوسائٹی کی تنظیم نو میں مشغول تھے۔

ہماری سوسائٹی کی مجلس منتظمہ نے ہمیں اس بات کا اختیار دیا ہے کہ ہم آپ سے درخواست کریں کہ آپ اپنے پریذیڈنٹ صاحب اور دیگر ممبران انجمن کو ہمارا مخلصانہ شکریہ پہنچا دیں۔

ہم دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو سیدھے راستہ پر چلاتے رکھے اور ہماری نصرت فرمائے اور اسلام کی وہ مشعل جو اس زمانہ میں حضرت مرزا غلام احمد صاحب نے دوبارہ جلائی ہے تمام دنیا پر چھا جائے اور تاریک دنیا کو منور کر دے۔

آپ نے اپنی چٹھی کے آخری پیرا میں لکھا ہے کہ آپ حضرت مرزا غلام احمد کی بعثت اور مشن پر آئندہ روشنی ڈالیں گے لہذا ہم سب درخواست کرتے ہیں کہ جتنی جلدی ہو سکے اور جہاں تک آپ کے احاطہ علم اور طاقت میں ہو ایسا ضرور فرمائیں تاکہ لوگوں کے دلوں سے مرزا صاحب کے متعلق شکوک رفع

ہفت روزہ پیغام صلح ——— لاہور ——— مورخہ ۲۲ مارچ ۱۹۶۱ء

نسلی امتیاز اور اسلام

دولتِ مشترکہ کے وزرائے اعظم کی کانفرنس میں جو حال ہی میں لندن میں منعقد ہوئی، جنوبی افریقہ کی دولتِ مشترکہ میں شمولیت کے سوال پر اس کی نسلی امتیاز کی پالیسی پر شدید نکتہ چینی کی گئی، اور باستثنا ے چند تمام وزرائے اعظم نے اس بات پر زور دیا کہ جنوبی افریقہ کی حکومت جب تک نسلی امتیاز کی پالیسی ترک نہ کرے اسے دولت مشترکہ میں شامل نہ کیا جائے، اخبارات کی خبروں سے معلوم ہوتا ہے کہ اس موقعہ پر پاکستان کے صدر فیلڈ مارشل محمد ایوب خان نے جو تقریر کی، اس میں نسلی امتیاز کی پالیسی پر شدید نکتہ چینی کی، اور ہونا بھی چاہیئے تھا کیونکہ جس دین کے وہ پیرو ہیں اور جس نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کا انہیں شرف حاصل ہے ان کے نزدیک انسانی برادری میں رنگ و نسل کا اختلاف کوئی حقیقت نہیں رکھتا، دنیا کے تمام ادیان میں صرف اسلام ہی ایک ایسا مذہب ہے جس نے اس بات پر زور دیا ہے کہ نسلوں اور قوموں کا اختلاف مساواتِ انسانی کی راہ میں حائل نہیں ہو سکتا، ہندو مذہب میں آج تک برہمن، چھتری، ویش اور شودر کا امتیاز موجود ہے، اور شودر کو جو ذلیل حیثیت دی گئی ہے جنوبی افریقہ کا نسلی امتیاز اس کے سامنے کوئی حقیقت نہیں رکھتا، عیسائیت میں بھی گرجوں کے اندر رنگ و نسل کا امتیاز ابھی تک موجود ہے اور یہودی تو اپنی قوم کے سوا تمام دنیا کو راندۂ درگاہِ الٰہی سمجھتے ہیں، صرف اسلام ہی ایک مذہب ہے جس نے اس مسئلہ کو نہایت خوبی کے ساتھ حل کیا ہے، قرآن کریم کا کھلا ارشاد ہے:-

> "اے لوگو! ہم نے تمہیں مرد اور عورت سے پیدا کیا اور تمہاری شاخیں اور قبیلے بنائے تاکہ تم ایک دوسرے کو پہچانو، تم میں سے اللہ کے نزدیک سب سے معزز وہ ہے جو سب سے بڑھکر متقی ہے۔"

اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع کے خطبہ میں نہایت کھلے لفظوں میں یہ ارشاد فرمایا:-

> "اے لوگو! تمہارا رب ایک ہے پس کسی عربی کو عجمی پر اور عجمی کو عربی پر کوئی فضیلت نہیں اور نہ کالے کو گورے پر اور نہ گورے کو کالے پر کوئی فضیلت ہے، سوائے تقویٰ کے، تم میں سے وہی سب سے بڑھکر عزت والا ہے جو سب سے بڑھکر متقی ہے۔"

قرآن کریم اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ ارشادات ان لوگوں کے لئے جو اسلام کو ایک پسماندہ مذہب سمجھتے ہیں مشعلِ ہدایت کا کام دے سکتے ہیں، اس سے ظاہر ہے کہ اسلام وہ ترقی یافتہ مذہب ہے، جس نے آج سے چودہ سو سال پہلے نسلی امتیاز کی اس پالیسی کا قلع قمع کر دیا جو آج اس تہذیب یافتہ دنیا میں افتراق و انشقاق کا موجب بنی ہوئی ہے، صرف جنوبی افریقہ ہی نہیں امریکہ جیسے ترقی یافتہ ملک میں بھی جس کو آج تمام دنیا کی سربراہی کا فخر ہے، رنگ و نسل کا امتیاز اس قدر شدت اختیار کر چکا ہے، کہ وہاں کی گوری نسل کے لوگ اپنے سیاہ رنگ کے ہموطنوں کو نہ اپنے ہوٹلوں میں داخل ہونے دیتے ہیں، نہ سکولوں میں ان کا داخلہ ممکن ہے، اور عیسائی ہونے کے باوجود گوری نسل کے گرجوں میں بھی ان کی رسائی نہیں، اس سے بھی بڑھکر بعض امریکی ریاستوں میں ان پر طرح طرح کے مظالم بھی برپا کئے جاتے ہیں، جنوبی افریقہ کی حالت اس سے بھی بدتر ہے اور وہاں کے حبشی باشندوں ہی کو نہیں، دوسرے لوگوں کو بھی جو گوری نسل سے نہیں ہیں اور زیادہ تر ہندو پاکستان سے وہاں جا کر پشتہا پشت سے آباد ہو چکے ہیں اور ان کی تجارتیں ہیں، ان کے کاروبار ہیں، ہر قسم کے شہری اور وطنی حقوق سے محروم کر دیا گیا ہے۔

ایسے حالات میں ضروری ہے کہ نسلی امتیاز کی اس پالیسی کے خلاف پر زور آواز بلند کی جائے اور صدر پاکستان نے دولت مشترکہ کی کانفرنس میں اس پالیسی کی مذمت میں آواز بلند کر کے فی الحقیقت ...... اسلام کی نمائندگی کی ہے۔ اس کانفرنس سے واپسی پر صدر ممدوح نے اخبار نویسوں کو مخاطب کرتے ہوئے یہ بتایا کہ

> "جنوبی افریقہ کے اخراج کے بعد دولت مشترکہ اصل معنوں میں مختلف فیصلوں کی تنظیم بن گئی ہے، ہم نے اس بات کی انتہائی کوشش کی کہ جنوبی افریقہ اپنا موقف تبدیل کرے لیکن جب اس نے اس پر کان نہ دھرے تو ہمارے لئے اس کے سوائے کوئی چارہ کار نہ تھا کہ وہ اس تنظیم سے علیحدگی اختیار کرے"۔

اس کے ساتھ ہی صدر ممدوح نے یہ بھی فرمایا:-

> "دولت مشترکہ سے جنوبی افریقہ کی علیحدگی سے یہ مسئلہ حل نہیں ہو جاتا، سب سے بڑا مسئلہ یہ ہے کہ وہاں کے لوگوں کی تکالیف ختم ہو جائیں، ہمیں امید رکھنی چاہیئے کہ یہ مسئلہ حل ہو جائے گا"۔

صدر ممدوح کے ان الفاظ سے ہمیں کلی اتفاق ہے، نرا جنوبی افریقہ کی دولت مشترکہ سے علیحدگی ہی پر قانع نہیں ہو جانا چاہیئے بلکہ فی الحقیقت اس مسئلہ کا حل نہیں، اس بارہ میں مسلسل آواز بلند کرنا اور وہاں کے لوگوں کی تکالیف رفع کرنے کا اقدام اختیار کرنا ضروری ہے، اور ہمیں امید ہے کہ حکومت پاکستان اپنے محترم صدر کی سربراہی میں اس مسئلہ کو حل کرنے کے لئے جو بھی قدم اٹھانا مناسب ہو اس سے دریغ نہ کرے گی کہ یہ انسانیت کا وہ فریضہ ہے جو اسلام نے ان پر عائد کیا ہے۔

اخبارِ احمدیہ

لاہور میں عید

عید لاہور میں ۱۸ مارچ کو بروز جمعہ منائی گئی، مسجد احمدیہ میں عید کی نماز حضرت امیر ایدہ اللہ نے پڑھائی، نماز میں شامل ہونے والوں کی تعداد غیر معمولی طور پر بہت زیادہ تھی، خطبہ عید میں حضرت امیر نے دوسری اقوام کے میلوں کے مقابلہ میں عید کی اہمیت کو واضح کیا اور بتایا کہ فطرانہ کو ایک نظام کے ماتحت جمع کرنے سے کس قدر قومی و ملی فوائد حاصل ہو سکتے ہیں، یہ خطبہ آئندہ اشاعت میں ہدیۂ قارئین ہو گا۔

خواتین کا عید میلہ

امسال مسلم ٹاؤن کی احمدی خواتین نے نہایت اعلیٰ پیمانہ پر عید میلہ ...... منعقد کیا جس میں بہت سی غیر از جماعت معزز خواتین بھی شامل ہوئیں، یہ میلہ نیو ایونیو کے قریب محترم میاں عطاء اللہ صاحب مرحوم کی کوٹھی کے سامنے کھلے میدان میں منعقد ہوا جہاں .... خواتین کی کھانے پینے کی مختلف [illegible] بھی لگائی گئیں، پردہ کا پورا انتظام تھا، میلہ کا افتتاح قرآن خوانی سے ہوا، حافظ قاری محمد یوستان صاحب نے نہایت خوش الحانی سے قرآن کریم کی دوبارہ تلاوت کی جس سے خواتین بہت محظوظ ہوئیں، اس قسم کے میلے جو لغویات سے پاک ہوں بہت مفید ہو سکتے ہیں۔

مشرقی پاکستان سے عید مبارک

ڈھاکہ (مشرقی پاکستان) محترم میاں [illegible] لکھتے ہیں:-

"مشرقی پاکستان کے احمدیوں کی طرف سے عید مبارک"

جزاکم اللہ۔

درخواست دعا

سید عمر صاحب مدراس لکھتے ہیں:

"میری اہلیہ بعارضہ بخار کی وجہ سے سخت بیمار ہیں صحت یابی کے لئے دعا فرماویں۔ حضرت امیر صاحب کی خدمت میں دعا کے لئے معروض ہے کہ خدا تعالیٰ بندہ کو تکلیف سے نجات دے۔"

شمولیت سلسلہ

مراد علی صاحب ڈسپنسر لینا ٹینڈ ٹیکسٹائل مل ضلع [illegible] نے حضرت امیر ایدہ اللہ کے ہاتھ پر بیعت کر کے سلسلہ عالیہ احمدیہ میں شامل ہونے کی سعادت حاصل کی، اللہ تعالیٰ استقامت بخشے اور خادم دین بنائے۔

(باقی برصفحہ [illegible])

اخبار و افکار

عید پر اختلافات

امسال عید کا چاند مطلع کے ابر آلود ہونے کی وجہ سے نظر نہیں آیا لیکن محکمہ موسمیات کے اس اعلان کی بناء پر کہ ۱۷ مارچ کی شام کو ہلال نظر آنا ضروری تھا ۱۸ مارچ کو روز ہفتہ ملک کے اکثر حصوں میں عید کر لی گئی، لیکن بعض لوگوں نے موسمیات کے اس بیان پر یقین نہیں آیا اور انہوں نے ۱۹ مارچ کو عید منائی۔

اب کراچی میں بعض مولویوں نے اس مسئلہ کو معرض بحث بنایا ہے کہ محکمہ موسمیات کا بیان صحیح نہ تھا اور ... کو عید منانے کا فتوے دیا، محکمہ موسمیات نے ... کے جواب میں بتایا ہے کہ:—

"اس سال ۱۷ مارچ کو طلوع آفتاب کے وقت عید کے چاند کی عمر مشرقی اور مغربی پاکستان میں صفر تھی، ایسے حالات میں اُسے مشرقی پاکستان میں چھ بجکر انتیس منٹ اور مغربی پاکستان میں سات بجکر تیس منٹ تک افق سے بالا رہنا تھا ہمارے مشاہدات کے مطابق سات بجکر ۵۲ منٹ تک چاند دیکھنے کا اچھا موقعہ تھا بالخصوص مغربی پاکستان میں اس وقت تک دیکھا جا سکتا تھا۔"

لیکن مولوی صاحبان محکمہ موسمیات کے اس بیان کو درخور اعتنا نہیں سمجھتے اور مولانا احتشام الحق نے کراچی کے جلسہ عید میں تقریر کرتے ہوئے صاف کہا کہ "ہم محکمہ موسمیات کے ایک افسر کے فیصلے کو تسلیم کرنے کے لئے تیار نہیں"۔ انہوں نے صدر ایوب سے یہ درخواست کی کہ "وہ ایسے سرپھرے حکام کے خلاف کارروائی کریں" اسی پر بس نہیں کر انہوں نے یہاں تک کہدیا کہ:—

"میں کسی ایسے شخص کے سامنے گھٹنے ٹیکنے کے بجائے خون کا آخری قطرہ بہا دوں گا جو ہمیں احکام خداوندی اور روایات رسولؐ سے انحراف کرنے کو کہے گا۔"

ہم نہیں سمجھتے کہ مولانا صاحب کا جوش و خروش کہاں تک حق بجانب ہے، کاش وہ خون کا آخری قطرہ ان دشمنان دین کے خلاف بہانے کے لئے تیار ہوتے جو اسلام پر حملے کرتے اور مسلمانوں کے قتل و خون سے ہاتھ رنگتے ہیں، اس فحاشی اور رقص و سرود کے خلاف جو پاکستان میں کلچر کے نام سے رائج ہے کبھی صدائے احتجاج ہی بلند کرتے خون کا ایک قطرہ بہانا تو دور کی بات ہے۔ ... رویت ہلال کے بارہ میں مسلمان افراد کی دیانتدارانہ رائے سے ... خواہ وہ مولوی صاحب کے نزدیک ... خون کا آخری قطرہ تک بہانے کے لئے تیار ہو جانا کونسا شعبہ ایمان ہے؟

اور یہ ستم ظریفی دیکھئے کہ عید منانے والوں کو ...

صاحبان کی بارگاہ سے یہ حکم دیا گیا ہے کہ "وہ کفارہ کے طور پر ساٹھ آدمیوں کو کھانا کھلائیں، نیز ہر کوئی ایک روزہ رکھیں" نہ معلوم یہ حکم کس شریعت کی بناء پر دیا گیا ہے، ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلانا تو صرف ایسی حالت میں ہے کہ کوئی شخص عمداً روزہ توڑ دے۔ رویت ہلال کی غلط فہمی پر (اگر یہ غلط فہمی ہو) روزہ نہ رکھنے والے ہزارہا لوگوں کو ساٹھ ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلانے کا حکم دینا مولوی صاحبان کی ستم ظریفی نہیں تو اور کیا ہے۔ع

بریں مولویت بباید گریست

گاندھی جی اور خلفائے راشدینؓ

معاصر "صدق جدید" نے گاندھی جی آنجہانی کے وہ الفاظ نقل کئے ہیں جو انہوں نے ۱۹۳۷ء میں کانگریسی وزارتوں کے قائم ہونے پر اپنے اخبار ہریجن میں لکھے تھے اور اپنے وزراء کو حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عمرؓ کے نقش قدم پر سادہ زندگی گذارنے کی تلقین کی تھی، وہ الفاظ یہ ہیں:—

Simplicity is not the monopoly of Congressites. I am not going to mention the names of Rama Krishna because they were not historic personalities. I am compelled to mention the names of Abu Bakar and Umar though they were masters of a vast empire yet they lived the life of faqueers.

(Hari Jan — dated 27.7.37)

ترجمہ:—

"سادگی کانگریسیوں ہی کا اجارہ نہیں، میں رامچند اور کرشن کا ذکر نہیں کرتا کیونکہ وہ تاریخی شخصیتیں نہ تھیں میں ابو بکرؓ اور عمرؓ کا ذکر کرنے پر مجبور ہوں، اگرچہ وہ بڑی وسیع مملکتوں کے مالک تھے تاہم انہوں نے فقیروں کی زندگی بسر کی"

(ہریجن مورخہ ۲۷ جولائی ۱۹۳۷ء)

یہ اس شخص کی رائے ہے جو مذہباً کٹر ہندو تھا، کاش پاکستان کے مسلمان حکام کی نظر دل میں بھی اپنے پیشرووں کی اس فقیرانہ زندگی کی کچھ قدر و قیمت ہوتی تو ناجائز طلب زر وہ افسوسناک واقعات پیش نہ آتے جو موجودہ عیاشانہ زندگیوں کا نتیجہ ہیں۔

کلمات طیبات (بسلسلہ صفحہ اوّل)

تک واقعی طور پر انسان پر بہت سی موتیں نہ آجاویں وہ متقی نہیں بنتا۔

الہامات کے پیچھے نہ پڑو

معجزات اور الہامات بھی تقوے کی فرع ہیں۔ اصل تقوے ہے، اس لئے تم الہامات اور رؤیا کے پیچھے نہ پڑو، بلکہ حصول تقوے کے پیچھے لگو۔ جو متقی ہے اسی کے الہامات بھی صحیح ہیں۔ اور اگر تقوے نہیں تو الہامات بھی قابل اعتبار نہیں۔ ان میں شیطان کا حصہ ہو سکتا ہے کسی کے تقوے کو اس کے ملہم ہونے سے نہ پہچانو بلکہ اس کے الہاموں کو اس کی حالت تقوے سے جانچو اور اندازہ کرو۔ سب طرف سے آنکھیں بند کر کے پہلے تقوے کے منازل کو طے کرو انبیاء کے نمونہ کو قائم رکھو۔ جتنے نبی آئے سب کا مدعا یہی تھا کہ تقوے کی راہ سکھلائیں ان اولیاءہ الا المتقون۔

کمالات نبوّت اور ختم نبوّت

مگر قرآن شریف نے تقوے کی باریک راہوں کو سکھلایا ہے۔ چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین تھے اس لئے آنحضرت صلعم پر کمالات نبوت ختم ہوئے کمالات نبوت ختم ہونے کے ساتھ ہی ختم نبوت ہوا۔ جو خدا تعالیٰ کو راضی کرنا چاہے، اور معجزہ دیکھنا چاہے اور خارق عادت دیکھنا منظور ہو تو اس کو چاہیئے کہ وہ اپنی زندگی بھی خارق عادت بنا لے۔ دیکھو امتحان دینے والے محنتیں کرتے کرتے مدقوق کی طرح بیمار اور کمزور ہو جاتے ہیں۔

تقوے کا امتحان

پس تقوے کے امتحان میں پاس ہونے کے لئے ہر ایک تکلیف اٹھانے کے لئے تیار ہو جاؤ۔ جب انسان اس راہ پر قدم اٹھاتا ہے تو شیطان اس پر بڑے بڑے حملے کرتا ہے۔ لیکن ایک حد پر پہنچکر آخر شیطان ٹھہر جاتا ہے۔ یہ وہ وقت ہوتا ہے جب انسان کی سفلی زندگی پر موت آکر وہ خدا کے زیر سایہ ہو جاتا ہے، وہ مظہر الٰہی اور خلیفۃ اللہ ہوتا ہے۔ مختصر خلاصہ ہماری تعلیم کا یہی ہے کہ انسان اپنی تمام طاقتوں کو خدا کی طرف لگا دے۔

اظہار تشکر

گیا (بھارت) سے ایم اے صمد صاحب سب جج (ریٹائرڈ) لکھتے ہیں کہ:—

بفضل ایزدی آنکھ کا کامیاب اپریشن ہو گیا ... احباب کرام کی دعاؤں کا شکریہ فرداً فرداً ادا کرنے سے معذور ہوں۔ بذریعہ اخبار ہذا سب کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ سب کو اجر خیر عطا فرمائے۔ آمین۔

رمضان کی سب سے بڑی غرض خواہشات نفس پر قابو پانا اور تقوےٰ وطہارت کی زندگی پیدا کرنا ہے

خطبۂ جمعہ مورخہ ۱۷ مارچ ۱۹۶۱ء فرمودہ حضرت امیر مولانا صدرالدین صاحب ایدہ اللہ بمقام احمدیہ بلڈنگس لاہور

یاایھا الذین امنوا کتب علیکم الصیام کما کتب علی الذین من قبلکم لعلکم تتقون

(البقرہ)

رمضان کا آخری جمعہ اور احتساب نفس

یہ رمضان کے مہینے کا آخری جمعہ ہے اس جمعہ میں ہمارے بزرگوں نے اپنے نفس کا مطالعہ کیا، محاسبہ کیا یا موٹے لفظوں میں یوں کہیئے کہ پڑتال کی۔ آج تمام جگہوں میں لوگ اپنے نفس کا محاسبہ اور پڑتال کر رہے ہیں، کوئی اپنے روزوں کا حساب لگاتا ہے، کوئی اپنی نمازوں کا محاسبہ کرتا ہے اور قضا عمری پڑھتا ہے۔ بہرحال آج کا دن مسلمانوں کو توجہ دلاتا ہے کہ وہ اپنے اعمال کا محاسبہ اور پڑتال کریں۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے بل الانسان علےٰ نفسہ بصیرۃ۔ انسان کو اپنے آپ کا اور اپنے نفس کا ضرور علم ہے اور خوب علم ہے۔ ولو القیٰ معاذیرۃ اگرچہ وہ عذر کرتا ہے کہ میں نے فلاں فلاں معذوریوں کی وجہ سے خدا کے اس حکم کو پورا نہیں کیا۔ فلاں مشکلات کی وجہ سے اس حکم کو پورا نہ کرسکا۔ غرض طرح طرح کے بہانے تراشتا ہے اور طرح طرح کے عذر لنگ گھڑتا ہے۔ بل الانسان علےٰ نفسہ بصیرۃ۔ لیکن وہ اپنے آپ کو خوب جانتا ہے، وہ نہ تو اپنے آپ کو دھوکا دے سکتا ہے ہاں باقی دنیا کو دھوکہ دے سکتا ہے، غرض آج کا دن نفس کی پڑتال، اس کے محاسبہ کا دن ہے اور حدیث شریف میں بھی محاسبہ کا لفظ آیا ہے۔ چنانچہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا من حاسب نفسہ فی الدنیا لحاسبہ اللہ فی الاخرۃ۔

روزوں کی سب سے بڑی غرض

غور کرنا چاہیئے کہ کیا روزوں کے ذریعہ سے ہم نے اس مقصد کو پورا کیا، جو خدا تعالےٰ اور رسول اللہ صلعم نے بتایا ہے روزہ کی ایک بڑی غرض خدا تعالےٰ نے یہ بیان فرمائی ہے کہ لعلکم تتقون کہ انسان اس قابل ہو جائے کہ وہ اپنے نفس کی خواہشات پر قابو پالے۔ اور برائیوں اور بدکرداریوں۔ بدعملیوں وغیرہ کو ترک کر دے اور ان قبیح حرکات سے باز آجائے جن میں پہلے مبتلا تھا۔

گناہ اور بدعملیوں کا نتیجہ

ہماری بدعملیوں اور بدفعلیوں سے اللہ تعالیٰ کی ذات کو کوئی نقصان نہیں پہنچتا۔ ان سے بچنے کی تلقین صرف ہمارے فائدہ کے لیے ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس طرح آگ جسم کو جلا کر راکھ کر دیتی ہے۔ بالکل اسی طرح سے ہماری بدعملیاں ہمارے روحانی جسم کو تباہ برباد کر دیتی ہیں ۔ عرب میں بادسموم چلتی ہے، اس کی تپش حدت اور تھپیڑے جان لیوا ہوتے ہیں۔ اس سے جانیں تلف ہو جاتی ہیں۔ گناہ بھی بادسموم کی طرح ہے، جو روحانی زندگی کو اپنا لقمہ بنا لیتی ہے، گناہ یا ثواب سے دوزخ ملے گا یا بہشت یہ تو اگلی دنیا کی باتیں ہیں۔ اسی چلتی پھرتی دنیا میں بھی گناہ کی زندگی دوزخ پیدا کر دیتی ہے۔ میں ایک شخص کو جانتا ہوں۔ اس کا میں نام نہیں لیتا۔ وہ بہت بڑا آدمی تھا۔ ٹھیکیدار تھا۔ اس نے بہت دولت کمائی اور جائداد بنائی۔ اس کا بیٹا ایسا تھا جیسے نواب، وہ نہایت خوبصورت اور شریف انسان تھا، بڑے امیرانہ ٹھاٹھ اور سواریوں پر نکلتا تھا۔ یار لوگوں نے اسے کہا تم بھی عجیب آدمی ہو۔ یہ جوانی اور خوبصورتی اور یہ مال و دولت کس کام آئیگی اگر اس کا لطف نہ اٹھایا۔ چلو ایک جگہ لے چلیں۔ جینے کا مزا آجائے گا۔ وہ اُن کے ساتھ ہو لیا۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ جوانی اور حسن ختم ہو گیا۔ مال و دولت عزت و وقار سب جاتا رہا۔ جائدادیں بک گئیں اور صحت برباد ہو گئی۔ یہ ہے گناہ کی زندگی کا نتیجہ ـــ !! اسی دنیا میں ہی دوزخ پیدا ہو جاتا ہے۔

عزت کی زندگی نیک اعمال میں ہے

اسی لئے اللہ تعالےٰ فرماتا ہے للہ العزۃ ولرسولہ وللمومنین۔ عزت اللہ تعالےٰ کے لئے ہے اس کے رسولؐ کے لئے ہے اور مومنوں کے لئے ہے۔ اچھے اخلاق سے اور اچھے اعمال سے عزت پیدا ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کو مطلوب ہے کہ مسلمان قوم مہذب اور بلند کردار بن جائے۔ میل کچیل سے پاک وصاف ہو جائے، بددیانتی، بدکرداری حسد و بغض، غیبت وغرور وغیرہ تمام قبیح حرکات اور عادات و افعال سے کنارہ کش ہو جائے۔ روزہ کی غرض لعلکم تتقون بتائی ہے۔

دل کو پاکیزہ بناؤ

اگر تم نے کسی حاکم کے سامنے یا کسی مجلس میں جانا ہو تو اپنے جسم اور چہرہ کو صاف ستھرا کرتے اور عمدہ لباس پہن کر جاتے ہو ایسے ہی اگر خدا کے سامنے جانا ہو تو جسم کیا اور دل کی پاکیزگی بکار ہے۔ دل سب سے زیادہ قیمتی چیز ہے۔ فرمایا وجاء بقلب سلیم۔ ایسا دل لائے جس میں کوئی بیماری نہیں۔ دل کی بیماریاں بڑی خطرناک ہوتی ہیں دل کی بیماریوں کا علاج روزہ سے کیا اور فرمایا لعلکم تتقون تاکہ تم پاک وصاف ہو جاؤ۔ خدا خوف اور خداترس بن جاؤ۔

نبی کریم صلعم کا اصلاحی کارنامہ

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی قوم کو اور اپنے ملک کے ملک کو گندگی اور پراگندگی سے یکسر پاک صاف کر دیا اور اس قوم کو جو کہ ہر قسم کی برائیوں میں مبتلا تھی، قبیح حرکات اور بدعادات سے پاک کر دیا۔ فرمایا کہ روزہ کی غرض تقوےٰ ہے، روزہ میں جب انسان حلال طیب روٹی کھانا پسند نہیں کرتا تو حرام کی روٹی کھانا کیسے پسند کر سکتا ہے۔ ہمارے بزرگوں کی یہ مثال تھی کہ ایک دفعہ حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی بیوی آپ کے پاس ایک بوتل لے کر آئیں اور کہا کہ دیکھئے میں نے فلاں گورنر کی بیوی کو اس بوتل میں عطر بھجوایا تھا اس نے وہی بوتل جواہرات سے بھر کر مجھے بطور تحفہ بھیجی ہے۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ تمہاری کیا حقیقت ہے کہ تمہیں یہ تحفہ آتا یہ تو خلیفہ کی بیوی ہونے کی وجہ سے ہے۔ یہ جواہرات شاید کہ وہ اپنی کسی غرض کو پورا کرنا چاہتے ہیں۔ انہیں آپ سے کسی فائدہ کی توقع ہے۔ یہ بیش قیمت جواہرات تمہارے عطر کا معاوضہ نہیں۔ لاؤ ادھر یہ بیت المال کا حق ہے۔ چنانچہ انہوں نے چھین کر انہیں بیت المال میں داخل کر دیا۔ دیکھا آپ نے۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قوم کو کس مقام پر پہنچا دیا۔

بددیانتی کی معافی نہیں ہو سکتی

ایک قریشی عورت نے چوری کی، پکڑی گئی۔ قوم کو اپنی عزت و وقار کی فکر ہوئی۔ اور خیال کیا کہ اگر اس کو سزا ہوئی تو قوم بدنام ہو جائے گی۔ چاہیئے کہ اس کی عزت کی بریت کی تدبیر کی جائے آج تو مسلمان لا تثریب علیکم الیوم موقعہ بے موقعہ بے سوچے پڑھ دیتے ہیں۔ یہ ٹھیک نہیں۔ دیکھ لیجئے۔ اس قریشی عورت کے بارہ میں اسامہؓ سے جو حضرتؐ کا لاڈلا تھا سفارش کرائی گئی۔ حضورؐ نے فرمایا اتشفع فی حد من حدود اللہ۔ کیا تو اللہ تعالےٰ کے احکام میں دخل دیتا ہے۔ اور فرمایا تم میں سے پہلی قومیں اسی لئے ہلاک ہو گئیں کہ امیر چوری کرتا تو اسے چھوڑ دیتے اور غریب کرتا تو اسے سزا دیتے۔ یہ وہ طریق ہے جس سے قوم بنتی ہے، فتح کے موقعہ پر دشمن کو معاف کر دینا اور بات ہے لیکن ایسے مجرم جو قوم سے تعلق رکھتے ہوں معاف نہیں ہو سکتے، عام کو معاف کیا جا سکتا ہے دشمنوں کو لا تثریب علیکم الیوم

کہہ کر درگذر کیا جاسکتا ہے لیکن بد دیانتی جیسے جرائم کو استخفاف کی نظر سے دیکھنا نقصان دہ ہے۔

کلمہ گو کو قتل کرنا ناجائز ہے

خالد رضؓ نے جنگ میں کچھ لوگوں کو قتل کر دیا۔ حالانکہ انہوں نے تبدیل مذہب کا اعلان کر دیا تھا، رسول کریم صلعم کے پاس رپورٹ پہنچی تو آپ نے ہاتھ آسمان کی طرف اُٹھائے اور کہا میرے مولا! میں خالد کی اس بیجا حرکت سے بری الذمہ ہوں۔ خالدؓ نے عرض کی حضورؐ وہ مسلمان نہیں تھے۔ اُنہوں نے ڈر کے مارے کہہ دیا صبانا ہم نے مذہب تبدیل کر لیا۔ مسلمان ہونے کا اقرار نہیں کیا۔ حضرتؐ نے فرمایا صبانا سے مراد یہی ہے کہ ہم نے اسلام قبول کر لیا۔ تم قیامت کے دن کیا کرو گے جب کلمہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ تمہاری شکایت کرے گا۔

انسانیت میں مساوات

رحمت للعالمین کا رسولؐ ہے۔ ساری کی ساری انسانیت کے لئے رسول ہے۔ آپؐ کے نزدیک سب لوگ برابر ہیں۔ جبلہ مسلمان ہوا وہ شام کی طرف سے حج کے لئے آیا۔ اس نے بڑا لمبا پیرہن پہن رکھا تھا۔ جو زمین کے ساتھ گھستا چلا جا رہا تھا۔ اتفاق سے اس کے پیرہن پہ کسی بدو کا قدم آ گیا تو اس نے پلٹ کر بدو کو چپت ماری، حضرت عمر رضؓ نے کہا کہ جبلہ نے اپنی امارت کے رعب اور غرور میں چپت ماری ہے۔ اب یہ بدو جبلہ کو چپت مارے گا۔ جبلہ یہ سُن کر کسی نہ کسی طرح بچ کر نکل گیا۔ یہ تھا انصاف اور یہ تھا وقار! فرمایا هلك من كان قبلكم۔ وہ قومیں جو عدل و انصاف سے دامن بچاتی تھیں ہلاک ہو گئیں، تباہ و برباد ہو گئیں۔

اسلام کا مقصد پاکیزہ عملی زندگی پیدا کرنا ہے

روزہ کا مقصد تو یہ ہے کہ تم متقی اور پرہیزگار بن جاؤ، تمام قسم کی بے حیائیوں، بدکاریوں اور بدعملیوں سے بچ جاؤ۔ صرف نام لے لینے اور اپنے اُوپر مسلمان کا لیبل لگا لینے کا کوئی فائدہ نہیں، ہمارا خدا، ہمارا رسول اور قرآن پسند نہیں کرتا۔ اسلام رسم و رواج کا مذہب نہیں بلکہ حقائق اور صداقتوں کا مذہب ہے جو عملی زندگی سے تعلق رکھتی ہیں۔ ليس البر ان تولوا وجوهكم قبل المشرق والمغرب ولكن البر من امن بالله والملئكة والكتب والنبين الخ مشرق اور مغرب کی طرف منہ کر لینا کوئی نیکی نہیں، دین کا اصل مقصد تو یہ ہے کہ خدا پر ایمان ہو اور اس کی مخلوق کے ساتھ اچھا برتاؤ کیا جائے۔

ایمان و احتساب کا روزہ

حضرت نبی کریمؐ نے فرمایا من صام ایمانًا حسب کے حکم ایمان سے روزہ رکھا کہ یہ خدا اور قرآن کا حکم ہے، واحتسابًا۔ احتساب کے معنے ہیں طلبًا لوجه الله اللہ تعالےٰ کی رضا جاننے کے لئے تو فرمایا جس نے خدا پر ایمان رکھتے ہوئے اس کی رضا چاہنے کے لئے روزہ رکھا غفر له ما تقدم من ذنبه اس کے تمام پہلے گناہ معاف کر دیئے گئے۔ یہ بہت بڑی بشارت ہے اس سے ظاہر ہے کہ روزہ سبق سکھاتا ہے نیکی اور تقوےٰ و طہارت کا۔

اپنے نفسوں کا محاسبہ کرو

تو یہ محاسبہ کا دن ہے اس دن اپنا محاسبہ کرو۔ کہ ہم کس پانی میں ہیں۔ ہم حقوق اللہ اور حقوق العباد کو کس حد تک پورا کر رہے ہیں۔ ہمارے اعمال و افعال کس نوعیت کے ہیں۔ ہمارا کردار اور اخلاق کیا ہے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا من حاسب نفسه فی الدنیا لم یحاسب الله فی الاخرة جس نے اپنا محاسبہ اسی دنیا میں خود کر لیا اور ارادہ کر لیا کہ میں نے اپنے دل کو اخلاقی غلاظتوں اور گندگیوں سے دھو ڈالنا ہے تو ایسے شخص سے اللہ تعالےٰ آخرت میں محاسبہ نہیں کرے گا۔

بصیرۃ کے معنے

اسی لئے فرمایا بل الانسان علی نفسه بصیرة۔ انسان اپنے نفس سے خوب واقف ہے بصیرۃ کے آگے "ۃ" کیوں آئی ہے ۃ تو مونث کے لئے آتی ہے ۃ لگانے سے ترجمہ کے اندر قوت مضبوطی اور گہرائی پیدا ہو جاتی ہے، جیسے عالم کو علامۃ کہدیں تو اس کے معنے ہوں گے ایسا عالم جو بڑا عمیق علم رکھتا ہو اسی طرح بصیرۃ سے یہاں یہ مراد ہے کہ انسان اپنے نفس سے خوب اچھی طرح واقف ہے۔

کسی کام کے کرنے میں دل سے فتویٰ لو

انسان کا نفس اسے بتا دیتا ہے کہ جو کام وہ کرنے لگا ہے وہ کہاں تک جائز یا ناجائز ہے اسی لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب کوئی کام کرنا ہو استفت قلبك اپنے نفس سے فتوےٰ طلب کرو۔ ولو افتاك المفتون اگر سارے جہان کے مفتی ایک کام کو جائز قرار دیں اور تمہارا دل اس کو اچھا نہ سمجھے تو اپنے قلبی فتوےٰ کو ترجیح دو اور اسی پر عمل کرو۔ دل کا فتوےٰ حرام خوری اور جرائم کاری سے روکتا ہے۔

نیکی اور عفت و عصمت کی تعلیم

ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ تعلیم ہے یامر بالصلوٰة والزکوٰة۔ آپؐ نماز اور زکوٰۃ کی تعلیم دیتے تھے۔ یعنے ایک طرف خدا کے ساتھ تعلق ہو اور دوسری طرف اس کی مخلوق کے ساتھ نیکی اور احسان کا برتاؤ کرو۔ والصدق والعفاف راستبازی اور اپنے پیٹ کو حرام خوری اور شرمگاہ کو حرام کاری سے بچاؤ۔ عفت و عصمت اختیار کرو۔ یہ ہمارے پیغمبرؐ کی تعلیم ہے اور اس قوم کی جو اس رسولؐ کے زیر تعلیم و تربیت رہی ہے۔ غیروں نے تعریف کی دشمنوں نے ان کے اخلاق کو دیکھ کر سر جھکا دیئے۔ ہمارا مذہب رسم و رواج کا مذہب نہیں ہے بلکہ عملی حقائق کا مذہب ہے اپنے اندر حقیقت و صداقت پیدا کرو۔ تاکہ حقیقی انسانیت کا رنگ تمہارے اندر پیدا ہو۔

جمعہ میں باقاعدہ آنے کی تاکید

بہت سے لوگ مختلف عوارض اور دیگر پریشانیوں میں مبتلا ہیں۔ آج کے دن اُن کے لئے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ان کا حامی و ناصر ہو۔ دوسری بات یہ ہے کہ یہ جمعہ خصوصیت رکھتا ہے اس لئے یہاں جماعت کے قریبًا سبھی لوگ حاضر ہیں۔ میں آپ سے کہتا ہوں کہ آپ لوگ آج کی طرح سب کے سب جمعہ میں آیا کریں۔ مل بیٹھنے میں بہت سے فوائد ہیں۔ نماز جمعہ کو اللہ تعالےٰ نے فرض قرار دیا ہے لوگ جمعہ پڑھنے کے لئے دیہاتوں سے شہروں میں آتے ہیں۔ آپ تو ایک ہی شہر میں رہتے ہیں۔ مل کر خدا کی عبادت کرنے میں بہت فوائد ہیں۔ آپ لوگ جمعہ میں باقاعدگی سے آیا کریں۔ میں یقین کرتا ہوں کہ اس میں آپ لوگوں کا بڑا فائدہ ہے۔

عید کا اعلان اور فطرانہ

اخباروں سے پتہ چلتا ہے کہ کل عید ہے کل صبح آٹھ بجے نماز عید ادا ہوگی وقت کی پابندی ملحوظ خاطر رکھیں۔ اور فطرانہ ۱۲ آنہ فی کس لیتے آویں۔ فطرانہ ہر فرد پر واجب ہے حتیٰ کہ نجی ملازم پر بھی اور اس بچہ پر بھی جو ماں کے پیٹ میں ہو۔

(بسلسلہ ص۳) اخبار احمدیہ

جھنگ میں نماز عید

مولوی محمد حسین صاحب مبلغ جھنگ لکھتے ہیں :-

امروزہ ۱۹ ۳/۶۱ کو نماز عید الفطر پونے ۹ بجے دن کے مسجد خان بہادر میاں غلام رسول صاحب میں پڑھائی گئی۔ قبل از نماز فطرانہ و عید فنڈ وصول کیا گیا۔ جماعت کے دوستوں کے علاوہ دیگر دوست بھی نماز عید میں شامل ہوئے۔ خطبہ عید میں روزوں کی غرض اور رمضان کی برکات پر توجہ دلائی۔ مکمل تین صفیں نمازیوں کی تھیں بعد نماز سب دوستوں نے باہمی ملاقات کی۔

درخواست دعا:۔ شیخ عبدالرحمٰن صاحب جو شیخ عبداللطیف صاحب کے نوجوان فرزند ہیں عرصہ دو ماہ سے بیمار چلے آ رہے ہیں۔ ان کے لئے احباب سے دعا ئے صحت کی درخواست ہے۔

قرآن کریم کے بعد بھی وحی ولایت کا دروازہ کھلا ہے

مولانا شیخ عبدالرحمٰن صاحب مصری

وحی کے متعلق مسلمانوں کا غلط نظریہ

وحی کے متعلق عام طور پر مسلمانوں کا یہ نظریہ ہے کہ وحی صرف انبیاء علیہم السلام پر نازل ہوتی ہے غیر نبی پر وحی کا نزول نہیں ہوتا۔ جناب محترم غلام احمد پرویز صاحب اور اُن کے ہمنوا بھی عام مسلمانوں کے اس خیال میں شریک ہیں ان دوستوں کا عقیدہ یہ ہے کہ آخری وحی حضرت... نبی کریم صلعم پر ہوئی اور اس کے بعد وحی کا دروازہ ہمیشہ کے لئے بند ہو گیا جناب پرویز صاحب اور دوسرے مسلمانوں کے خیالات میں یہ فرق ہے کہ دوسرے مسلمان اولیاء اللہ... کے ساتھ مکالمہ الٰہی کے قائل ہیں، لیکن اس کلام کو وہ الہام کے نام سے پکارتے ہیں وحی کے نام نامزد نہیں کرتے لیکن جناب پرویز صاحب محترم کا خیال یہ ہے کہ وحی کا نام الہام یا کشف رکھ دینے سے حقیقت نہیں بدل جاتی۔ گویا جناب پرویز صاحب قرآن کریم کے بعد کسی کامل امتی کا مطلق مکالمہ الٰہیہ سے مشرف ہونا بھی محال سمجھتے ہیں قرآن کریم میں سمع، بصر اور قلب یا فؤاد کا جو ذکر آیا ہے سمع اور بصر سے مراد وہ حواس لیتے ہیں اور قلب یا فؤاد سے مراد وہ قوت عقلیہ اور فکریہ لیتے ہیں اُن کا مذہب یہ ہے کہ قرآن کے نزول کے بعد علم کا ذریعہ صرف ایک ہی رہ گیا ہے یعنی عقلی اور فکری ذریعہ کیونکہ وحی کا نزول اب ہمیشہ کے لئے بند ہو گیا ہے اس لئے قرآن کریم کو بھی اب ہم تدبر و تفکر کے ذریعہ ہی سمجھ سکتے ہیں اس کے سمجھنے کے لئے وحی الٰہی یا الہام الٰہی یا کشف و تعبیر کی قطعاً ضرورت نہیں بلکہ اُن کے نزدیک مؤخر الذکر ذرائع غیر قرآنی تصورات ہیں اور امت کی تباہی کے اسباب میں سے ایک بڑا سبب یہ ذرائع بھی ہیں جناب پرویز صاحب ان ذرائع سے علم حاصل کرنے کے عقیدہ کو قرآن کریم کی تعلیم کا نقیض اور ختم نبوت کو توڑ دینے کے لئے سب سے بڑا حربہ قرار دیتے ہیں ان کے نزدیک نہ قرآن کریم علم خداوندی کا واحد اور آخری ضابطہ رہتا ہے اور نہ ہی نبی کریم وحی کے آخری مہبط چونکہ اس عقیدہ کو پھیلانے میں جناب پرویز صاحب ہی ایڑی چوٹی کا زور لگا رہے ہیں اس لئے انہی کے پیش کردہ دلائل پر ہی اس آرٹیکل میں بحث کی جائے گی اور چونکہ وہ صرف قرآن شریعت سے ہی دلیل طلب کرتے ہیں اس لئے قرآن کریم کی رُو سے ہی ان پر اتمام حجت کیا جائے گا وما توفیقی الا باللہ العلی العظیم۔

تدبر و تفکر کے دو مختلف نتائج

جناب پرویز صاحب محترم سے یہ حقیقت مخفی نہیں رہ سکتی کہ قرآن کریم پر تدبر و تفکر کے نتائج صرف مختلف ہی نہیں بلکہ متضاد بھی رہے ہیں اور اب تک ہیں اس سے بڑھ کر یہ مختلف اور متضاد نتائج باہمی تکفیر کا باعث بن کر امت کی تباہی کا موجب بنتے رہے ہیں اسلامی حکومتوں کے زوال میں ...اس تکفیر بازی کا بڑا دخل رہا ہے عقائد میں اختلافات کی جس قدر وسیع خلیج مسلمانوں میں پھیلی آ رہی ہے جس کے پاٹنے کی کوئی صورت نظر نہیں آتی کیا وہ مختلف علماء کے تدبر و تفکر کا ہی نتیجہ نہیں یہ صورت اس قدر بھیانک ہے کہ جناب پرویز صاحب اس کو اپنی اصلی صورت پر لانے سے بالکل مایوس نظر آتے ہیں، اس حقیقت کی موجودگی میں آپ تدبر و تفکر کو علم کا کس طرح واحد یقینی اور حتمی ذریعہ قرار دے سکتے ہیں گذشتہ اختلافات کو تو جانے دیں جناب پرویز صاحب اپنے تدبر اور جناب محترم علامہ اقبال صاحب کے تدبر کے نتائج میں جو زمین آسمان کا فرق ہے اس پر ہی غور فرمالیں جس آیت سے جناب پرویز صاحب الہام الٰہی کے بند ہونے پر استدلال کرتے ہیں اسی آیت سے جناب محترم علامہ اقبال صاحب الہام الٰہی کے جاری ہونے پر استدلال کرتے ہیں جس پر جناب پرویز صاحب حیران و ششدر ہیں۔ آیت مذکورہ بالا میں جناب پرویز صاحب قلب یا فؤاد سے انسان کی عقلی اور فکری صلاحیت مراد لے رہے ہیں لیکن جناب محترم علامہ صاحب قلب یا فؤاد سے جو کچھ مراد لیتے ہیں وہ اُن کے ذیل کے الفاظ سے واضح ہے:-

> "یہی وجہ ہے کہ حقیقت مطلقہ کے تمام کمال کی ادراک بالحواس کے ساتھ ساتھ اُن چیزوں کے مدرکات کا اضافہ بھی ضروری ہے جسے قرآن نے فؤاد یا قلب سے تعبیر کیا ہے۔ قلب گویا ایک طرح کا وجدان یا اندرونی بصیرت ہے جس کی پرورش مولانا روم کے دلکش الفاظ میں نورِ آفتاب سے ہوتی ہے اور جس کی بدولت ہم حقیقت مطلقہ کے پہلوؤں سے اتصال پیدا کر لیتے ہیں جو ادراک بالحواس سے ماوراء ہیں قرآن مجید کے نزدیک قلب کو قوت دید حاصل ہے اور اس کی اطلاعات بشرطیکہ ان کی تعبیر صحت کے ساتھ کی جائے کبھی غلط نہیں ہوتیں"

جناب پرویز صاحب علامہ صاحب کے تدبر کے نتیجہ کو غلط قرار دیتے ہیں بلکہ اُن کے استدلال پر حیرت کا اظہار بھی کرتے ہیں حالانکہ علامہ صاحب جس نتیجہ پر پہنچے ہیں وہی درست اور قرآن کریم کے مطابق ہے۔ قرآنی آیت ما کذب الفؤاد ما رأی، علامہ صاحب کے الفاظ قرآن مجید کے نزدیک قلب کو قوت دید حاصل ہے اور اس کی اطلاعات بشرطیکہ ان کی تعبیر صحت کے ساتھ کی جائے کبھی غلط نہیں ہو سکتی کی تائید کر رہی ہے صحابہ کرام رضہ کا بھی یہی عقیدہ تھا کہ قلب کی آنکھ سے خدا کو دیکھا جا سکتا ہے اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا۔ کیا یہ تعجب کا مقام نہیں کہ جناب پرویز صاحب قرآن کریم سے استدلال کرتے ہوئے جس امر کو امت کی تباہی کا موجب قرار دے رہے ہیں اور امت کو زندقہ اور الحاد کی طرف لے جانے والا گردانتے ہوں اسی کو جناب علامہ صاحب قرآن کریم کے اسی لفظ سے استدلال کرتے ہوئے خدا سے تعلق پیدا کرنے اور اسکی دید کا ذریعہ بتلا رہے ہوں جبکہ یہ حال ہے جناب پرویز صاحب کی عقلی اور فکری صلاحیتوں کا تو یقینی علم کے ذریعہ کا وجود تو عنقاء کی مانند رہ جائے گا، اس سے زیادہ اس کی کوئی حقیقت نہیں ہو سکتی۔

اختلافات میں فیصلہ کا ذریعہ صرف الہام الٰہی ہے

۱۳۰۰ برس میں مسلمانوں میں شدید اختلافات پیدا ہوئے اور یہ سب نتیجہ تھے خالی انسانی تدبر و تفکر کا اور ان اختلافات نے مسلمانوں میں جو آفت مچائی اور ان پر ادبار کی جن آندھیوں کو لانے کا موجب بنے اور ان کے اتحاد کو جس طرح پارہ پارہ کیا اور ان کی یکجہتی پر جس قدر کاری ضرب لگائی وہ سب پر عیاں ہے تفصیل میں جانے کی ضرورت نہیں نہ ان کا دین ہی محفوظ رہا اور نہ ہی دنیاوی ترقی ہی کی حالت پر قائم رہی، عقائد کی خرابی کا نتیجہ اعمال میں صرف سستی کی شکل میں ہی نہیں بلکہ بد اعمالی کی شکل میں بھی نمودار ہوا اور ان دونوں کی خرابی کے نتیجہ میں خدا سے تعلق کٹ گیا اور خدا سے دُوری نے جو رنگ دکھلائے وہ بھی کسی عقلمند پر مخفی نہیں اگر اس تباہی کا صحیح نقشہ آنکھوں کے سامنے لانا ہو تو حالی جیسے درد رکھنے والے بزرگ کا مرثیہ پڑھ لینا کافی ہوگا خالی تدبر اور تفکر کو کافی سمجھنے والے دوست اپنی حالتوں پر ہی غور کر کے دیکھ لیں کہ کتنا خدا سے تعلق ان کے قلوب میں پیدا ہوا ہے اور کہاں تک خدا کے دربار میں انکو رسائی حاصل ہے اور سلوک کی کتنی راہیں انہوں نے طے کی ہیں کیا اُن کی نظریں صرف مادی ترقی کو دیکھنے کی ہی متمنی نہیں کیا اس کے ماوراء کبھی روحانی ترقی کیطرف بھی انکی نگاہیں اُٹھی ہیں کیا یہ لوگ قرآن کریم کی اس آیت کے پورے پورے مصداق نہیں بنے ہوئے ولا تعد عيناك عنهم تريد زينة الحيوة الدنيا ولا تطع من اغفلنا قلبه عن ذكرنا واتبع هواه وكان امره فرطا اور کیا یہ لوگ حکم قرآنی واصبر نفسك مع الذين يدعون ربهم بالغداة والعشي يريدون وجهه پر عمل کرنے سے گریز کی راہ اختیار نہیں کر رہے۔ ایسے تمام دوست اس امر پر بھی غور فرمائیں کہ آخر اختلافات

کے اس انبار کے نیچے دبے ہوئے مسلمانوں کے لئے صحیح سالم نکلنے کی کوئی راہ ہے بھی یا نہیں یا ان کے نیچے ہی دم توڑ دیں گے خالی تدبر و تفکر تو اس مہلک بیماری کا صحیح علاج ثابت نہیں ہوا کیونکہ ایک عالم کا تدبر و تفکر دوسرے عالم کے تدبر و تفکر کو جھٹلا رہا ہے اور اس بناء پر دونوں ایک دوسرے کو کافر کا خطاب دے رہے ہیں بس چلے تو قتل کرنے پر بھی آمادہ نظر آتے ہیں۔ اب یہ تو ہو نہیں سکتا کہ خدا جس نے اسلام کی حفاظت کا ذمہ لیا ہوا ہے اپنے حبیب کی اُمت کو ان تباہ کن حالات میں بے یار و مددگار چھوڑ دیتا اس نے قرآن کریم کی بھی متعدد آیات میں ایسے حالات پیدا ہونے پر حضرت نبی کریم صلعم کے ایک کامل پیرو کو بھیجکر ان اختلافات کو دور کرنے اور مسلمانوں کے ایمان کی مستحکم چٹان پر کھڑا کر دینے اور صحیح عقائد اور صحیح اعمال سے روشناس کرا دینے کا وعدہ کیا ہوا تھا جیسا کہ سورہ نور کی آیت استخلاف اور سورۃ الجمعہ اور سورۃ تحریم میں اس کی وضاحت موجود ہے اور انہی آیات کے صحیح مفہوم کو واضح کرنے کے لئے حضرت نبی کریم صلعم پر کشفاً انکشاف ہوا کہ اس امت میں ایک شخص پیدا ہوگا جو مہدی اور مسیح کے لقب سے ملقب کیا جائے گا۔

آنحضرت صلعم کے الفاظ یہ ہیں کیف انتم اذا نزل فیکم ابن مریم و امامکم منکم جس کا مطلب یہ ہے کہ اے مسلمانو! جب تمہاری بدحالی انتہا کو پہنچ جائے گی تو تم میں سے ہی ایک شخص ابن مریم سے مشابہت تامہ رکھنے والا پیدا ہوگا اس وقت وہ تمہارا امام ہوگا جدھر تمہیں چلائے گا ادھر ہی تمہیں چلنا ہوگا کیونکہ اسی کی اتباع سے تم ان تمام بدحالیوں سے نجات پاؤ گے دوسری حدیث میں اس امام کو حَکَم و عدل کا خطاب دیا گیا ہے یاد رہے کہ حکم عدل خدا کی صفات ہیں یہ الفاظ بتلا رہے ہیں کہ وہ امام خدا کی ان دونوں صفات کا مظہر ہوگا یعنی جس طرح خدا ہمیشہ سے اختلافات کے وقت اپنا صحیح فیصلہ جو بالکل عدل پر مبنی ہوتا ہے اپنے کسی مامور کے ذریعہ ہی نازل کرتا رہا ہے اسی طرح اس امام ہمام کے ذریعہ بھی ان اختلافات کے متعلق اپنا صحیح اور مبنی بر عدل فیصلہ جاری کرے گا۔

وفات اور حیات مسیح کے مسئلہ کو ہی دیکھ لو۔ ۱۳۰۰ برس سے مسلمان کس بری طرح اس معمولی سے مسئلہ میں اُلجھے ہوئے تھے قرآن کریم ان کے سامنے تھا مگر کسی صحیح نتیجہ پر پہنچنے کی راہ انہیں نظر نہ آتی تھی معتزلہ قرآن کریم کی روشنی میں گو ان کی وفات کے قائل تھے لیکن تمام صحیح احادیث کا انکار کر رہے تھے جو ان کی آمد کی پیشگوئیوں پر مشتمل تھیں قرآن کریم اور ان احادیث میں تطبیق دینے سے عاجز تھے دوسرے تمام مسلمان ان کو زندہ آسمان پر مان رہے تھے لیکن اس میں بھی ان کے مابین شدید اختلافات تھے کوئی ان کو سات گھنٹے اور کوئی تین گھنٹے کی وفات کے بعد زندہ آسمان پر اٹھائے جانے کا معتقد تھا لیکن جب یہ مسئلہ عیسائیت کو تقویت پہنچانے اور اسلام کو شدید نقصان پہنچانے کا موجب بننے لگا

تو خدا تعالیٰ نے اپنے وعدہ کے مطابق اپنا مامور مبعوث کیا اور اس کو الہاماً بتلایا کہ مسیح ابن مریم فوت ہو چکا ہے اور آنے والے مسیح کی پیشگوئی کا مصداق تم خود ہو تو قرآنی آیات ایک لشکر کی طرح اس نظریہ کی تائید میں سامنے آگئیں اور قرآن کریم اور احادیث میں تطبیق بھی آسان ہو گئی اور ہزاروں مسلمانوں نے جو مسیح کو آسمان پر زندہ یقین کئے بیٹھے تھے خدا کے مامور کے اس الہام کے سامنے گردنیں جھکا دیں اسی طرح دیگر متعدد اختلافی مسائل بھی الہامات کی بناء پر نہایت آسانی سے حل ہو گئے ان کی تفصیل کا یہ موقعہ نہیں انشاء اللہ مناسب وقت پر ان پر بالتفصیل روشنی ڈالی جائے گی ایسے الہامات کی صحت پر یقین کرنے اور ان کے منجانب اللہ ہونے پر ایمان لانے کے لئے صرف ایک ہی شرط ہے کہ ان الہامات کے پانے والے کی صداقت پختہ دلائل اور واضح نشانات اور خدا تعالیٰ کی کھلی کھلی تائیدات سے پایہ ثبوت کو پہنچ جائے اس کے بعد اختلافی مسائل میں اس کے فیصلہ کو صحیح تسلیم کرنے میں کوئی رکاوٹ باقی نہیں رہتی اس کے بعد ہر عالم کا فرض ہے کہ اس کے فیصلے کے سامنے اپنے اجتہاد اور قیاس کو ترک کر دے اور ہر خدا ترس عالم ایسا ہی کرے گا جیسا کہ بہت سے علماء نے حضرت مرزا صاحبؑ کے فیصلہ کے سامنے اپنی گردنیں جھکا دیں ورنہ علماء کے اجتہاد کے سامنے کس طرح گردنیں جھکا سکتے تھے۔

اُمم سابقہ میں غیر انبیاء پر نزول وحی کا ثبوت

تمام مسلمان اس بات پر متفق ہیں کہ اُمم سابقہ میں ایسے بزرگ موجود تھے جن سے خدا کلام کرتا تھا حتیٰ کہ جناب پرویز صاحب بھی اس کا انکار نہیں کر سکتے اور نہ انکار کریں بھی کس طرح جبکہ قرآن کریم میں ان کا ذکر موجود ہے گو پرویز صاحب حدیث کے قائل نہیں لیکن دوسرے مسلمانوں پر تو حدیث بھی حجت ہے اور حدیث صحیح میں صراحت کے ساتھ یہ الفاظ موجود ہیں لقد کان فیمن قبلکم من الامم رجال یکلمون من غیر ان یکونوا انبیاء یعنے اُمم سابقہ میں ایسے لوگ پائے جاتے تھے جن کے ساتھ خدا ہمکلام ہوتا تھا لیکن وہ نبی نہ تھے گو مسلمان غلطی سے اس ہمکلامی کو وحی کے نام سے ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ نہیں پکارتے جناب پرویز صاحب اس قسم کی ہم کلامی اور وحی کے درمیان حقیقت کے لحاظ سے کوئی فرق نہیں سمجھتے۔

چار غلط فہمیوں کا ازالہ

پیشتر اس کے کہ میں قرآن کریم سے اجراء وحی ولایت کا ثبوت پیش کروں چار غلط فہمیوں کا ازالہ کر دینا ضروری سمجھتا ہوں۔ پہلی غلط فہمی اس بات کے متعلق ہے کہ وحی صرف انبیاء پر ہی نازل ہوتی ہے۔ دوسری غلط فہمی اس بارے میں ہے کہ اگر وحی یا الہام ۔۔۔

دروازہ کا قرآن کریم کے بعد بھی کھلا رہنا تسلیم کیا جائے تو نہ قرآن کریم آخری کتاب ربی رہتی ہے اور نہ حضرت نبی کریم صلعم خاتم النبیین رہتے ہیں، تیسری غلط فہمی خدا تعالےٰ کی ہمکلامی کا نام وحی رکھنے کے متعلق ہے چوتھی غلط فہمی اس امر میں ہے کہ غیر نبی کا الہام دوسروں پر تو کیا خود ملہم پر بھی حجت نہیں۔

پہلی دو غلط فہمیاں تو جناب پرویز صاحب کی خود پیدا کردہ ہیں اور آخری دو عام مسلمانوں میں پائی جاتی ہیں:۔

جناب پرویز صاحب سے مطالبہ

سو پہلے میں جناب پرویز صاحب کی پیش کردہ غلط فہمیوں کو لیتا ہوں جناب پرویز صاحب دوسروں سے ہمیشہ یہی مطالبہ کرتے ہیں کہ جو کچھ تم کہتے ہو اس کا ثبوت قرآن کریم سے دو لیکن مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ اپنے خیالات اور قیاسات کو پیش کرتے وقت جناب پرویز صاحب اس اصل کو بھول جاتے ہیں یا عمداً نظر انداز کر جاتے ہیں ان کا یہ دعوےٰ کہ وحی کا نزول صرف انبیاء پر ہی ہوتا ہے دوسروں پر نہیں اپنے اس اصل کی تائید میں انہوں نے کونسی قرآنی آیت پیش کی ہے اگر ان کے پاس اپنے اس خیال کی تائید میں کوئی قرآنی آیت ہے تو اسے پیش فرمائیں تا اس پر غور کیا جائے لیکن میں یقین سے کہتا ہوں کہ انشاء اللہ ایسی ایک آیت بھی آپ پیش نہیں کر سکیں گے جو اس بارے میں نص صریح کا کام دے سکتی ہو اس کے برعکس قرآن کریم میں غیر انبیاء کے ساتھ صرف ہمکلامی کا ہی ذکر موجود نہیں بلکہ اس ہمکلامی کو وحی کے نام سے پکارا بھی گیا ہے جیسا کہ حضرت موسےٰ کی والدہ محترمہ کے ساتھ جو کلام اللہ تعالےٰ نے کیا اس کو قرآن کریم نے وحی کا ہی نام دیا ہے اسی طرح حضرت عیسیٰ کے حواریوں کے ساتھ جو کلام ہوا اسکو بھی قرآن کریم میں وحی کے لفظ سے ہی پکارا گیا ہے۔ جناب پرویز صاحب کے دل میں یہ آیت کھٹک رہی ہے اسی لئے وہ ایک جگہ لکھتے ہیں:۔

"اگر حضرات انبیاء کرام کی طرف سے علم منزل من اللہ کے لئے وحی کا لفظ استعمال کیا جائے تو اس میں اور نحل کی طرف اور ام موسےٰ (وغیرہ) کی طرف وحی میں التباس نہ پیدا کیا جائے۔"

نحل کا تو یہاں کوئی تذکرہ نہیں یہاں تو انسانوں کے ساتھ ہم کلامی کا سوال ہے، زیر بحث امر صرف اتنا ہے کہ انسانوں کے ساتھ جو خدا کی طرف سے ہم کلامی وقوع میں آتی ہے خواہ وہ انسان نبی ہوں یا غیر نبی ان دونوں قسم کے انسانوں کے ساتھ ہم کلامی پر از روئے قرآن کریم لفظ وحی کا اطلاق جائز ہے یا نہیں کیا وجہ ہے کہ جب قرآن کریم حضرت موسےٰ اور حواریوں کے ساتھ ہمکلامی کا نام وحی رکھتا ہے تو آپ قرآن کریم کی صریح مخالفت

کیسے ہوئے کس طرح اس بات کا ادعا کر سکتے ہیں کہ وحی صرف انبیاء پر ہی نازل ہوتی ہے غیر نبی پر اس کا نزول نہیں ہوتا باقی رہا التباس کا سوال تو ہماری طرف سے تو التباس کا ارتکاب نہیں ہوتا ہم تو دونوں قسم کی وحی میں نمایاں فرق سمجھتے ہیں اسی لئے ہم ایک کا نام وحی نبوت رکھتے ہیں اور دوسری کا نام وحی ولایت، اور یہ فرق ہم قرآن کریم سے ثابت کر سکتے ہیں نبی پر وحی نبوت بغیر کسی انسان کی پیروی کے نتیجہ میں براہ راست خدا کی طرف سے نازل ہوتی ہے اس وحی کے مہبط کا تعلق خدا سے براہ راست بغیر کسی دوسرے انسان کے واسطہ کے قائم ہوتا ہے، اس کی وحی مستقل حیثیت رکھتی ہے اور پہلے کسی نبی کی وحی میں تغیر تبدل اور کمی بیشی کر سکتی ہے، لیکن صاحب وحی ولایت اپنے نبی کی پیروی اور اس کی کامل اتباع کے نتیجہ میں اور اس کے واسطہ سے وحی کو خدا تعالے کی طرف سے پاتا ہے بغیر اس واسطہ کے وہ خدا سے اس قسم کا تعلق پیدا کر ہی نہیں سکتا کہ خدا تعالے اس کو اپنے مکالمہ سے مشرف کرے اس لئے صاحب وحی ولایت کی وحی کے لئے ضروری ہے کہ وہ صاحب وحی نبوت کی وحی کے بالکل مطابق ہو اس میں کمی بیشی یا تغیر و تبدل کا اسے مطلقاً اختیار نہیں ہوتا بلکہ اس کا پابند رہنا اس پر فرض ہوتا ہے اس کی وحی میں اگر نبی کی وحی کے خلاف ایک نقطہ بھی ہوگا تو وہ وحی قبول کرنے کے نہیں بلکہ رد کرنے کے قابل ہوگی اور اسے رحمانی وحی کا نام دینے کی بجائے شیطانی یا نفسانی وحی کا نام دیا جائے گا ایسا مدعی قرب الٰہی حاصل کرنے کی بجائے درگاہ خداوندی سے راندہ جائے گا اور لعنتوں کے ساتھ وہاں سے نکال باہر پھینکا جائے گا۔ اس اصل کو اگر جناب پرویز صاحب مدنظر رکھیں گے تو ان کی تمام مشکلات دور ہو جائیں گی۔

وحی کے متعلق ایک اور غلط فہمی کا ازالہ

بعض لوگوں کا خیال ہے کہ وحی محض دل میں کسی چیز کے ڈال دینے کا نام ہے شاید جناب پرویز صاحب کا بھی یہی خیال ہو اور اسی بناء پر آپ ام موسےٰ کی طرف وحی میں التباس سے بچنے کی ہدایت کرتے ہوں اس غلط فہمی کی تردید میں اس وحی کو نقل کر دینا ہی کافی ہے جو ام موسےٰ کی طرف قرآن کریم کی سورۃ القصص ع ۱ اور سورۃ طٰہٰ ع ۲ میں موجود ہے۔

پہلی آیت کے الفاظ یہ ہیں واوحینا الی ام موسیٰ ان ارضعیہ فاذا خفت علیہ فالقیہ فی الیم ولا تخافی ولا تحزنی انا رادوہ الیک وجاعلوہ من المرسلین ...... فاصبح فؤاد ام موسیٰ فارغا ان کادت لتبدی بہ لولا ان ربطنا علےٰ قلبھا لتکون من المؤمنین ...... فرددناہ الی امہ کی تقر عینھا ولا تحزن ولتعلم ان وعد اللہ حق ولٰکن اکثرھم لا یعلمون اور ہم نے ام موسیٰ کو وحی کی کہ اس بچے کو دودھ پلاتی رہو (معلوم ہوا یہ وحی حضرت موسےٰ کی پیدائش کے بعد شروع ہوئی تھی) جب اس بچے کی جان خطرہ میں محسوس کرو تو اس کو دریا میں ڈال دینا کسی قسم کا خوف مت کرنا اور نہ حزن میں مبتلا ہونا ہم اس بچے کو تیری طرف واپس لے آئیں گے اور اسے رسول بنائیں گے۔ اسی وحی کے نتیجہ میں ام موسیٰ کا دل ہر قسم کے خطرہ سے خالی ہو گیا اور اسے اپنے بچے کی حفاظت کے متعلق الٰہی وعدہ پر اس قدر کامل یقین تھا کہ قریب تھا کہ وہ اس خوشخبری سے دوسروں کو بھی اطلاع دیدے لیکن چونکہ یہ ایک الٰہی راز تھا جس کا اظہار مناسب نہ تھا، اس لئے ہم نے اس کے دل کو مضبوط رکھا تا وہ اس راز کا افشا نہ کر دے، اس زبردست پیشگوئی پر مشتمل وحی اس کی طرف اس لئے بھی کی تا وہ مومنوں میں سے ہو یا مومنوں میں رہے۔ پھر ہم نے اپنے وعدہ کے مطابق موسیٰ کو ان کی والدہ کی طرف لوٹا دیا تا اس کی آنکھ ٹھنڈی ہو اور حزن سے آزاد ہو اور جان لے کہ اللہ کے وعدے سچے ہوتے ہیں غلط نہیں جاتے لیکن اکثر لوگ حقائق سے ناواقف ہیں۔ پھر سورۃ طٰہٰ میں جو تفصیل ہے وہ بھی قابل غور ہے۔ الفاظ اس کے یہ ہیں ولقد مننا علیک مرۃ اخریٰ اذ اوحینا الی امک ما یوحیٰ ان اقذفیہ فی التابوت فاقذفیہ فی الیم فلیلقہ الیم بالساحل یاخذہ عدو لی و عدو لہ یعنے اے موسےٰ ہم نے تجھ پر ایک اور احسان کیا تھا جبکہ ہم نے تیری والدہ کی طرف وہ عظیم الشان وحی کی جو ایسے مواقع پر کی جاتی ہے اس وحی میں تمہاری والدہ کو یہ ہدایت کی گئی تھی کہ بچے کو صندوق میں رکھو اور اس صندوق کو سمندر میں ڈال دو سمندر اس کو بہا کر کنارے پر لے جائے گا وہاں اس بچے کو وہ شخص اٹھا لے گا جو میرا بھی دشمن ہے اور اس کا بھی دشمن ہے۔

اب اس وحی اور اس کی تفصیل پر غور کرو کیا یہ محض دل میں پڑنے والے خیالات کہلا سکتی ہے کیا ایسے خیالات اس قدر پختہ یقین دل میں پیدا کر سکتے ہیں جو حضرت موسیٰ کی والدہ کے دل میں پیدا ہوا کہ اپنے بچے کو سمندر کی لہروں کے سپرد کرنے کے لئے تیار ہو گئی اس وثوق کے ساتھ کہ سمندر کی لہریں اس کا کچھ نہیں بگاڑ سکتیں اس کو سلامتی کے ساتھ اس کنارے پر پہنچا دیں گی جہاں سے خدا کا دشمن اور اس بچے کا دشمن اسکو اٹھا کر لے جائے گا اور اس کی پرورش کا ذریعہ بن جائے گا اور یہ میرا بچہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے رسالت کے مقام پر کھڑا کیا جائے گا ان آیات میں لتکون من المؤمنین کے الفاظ بھی قابل غور ہیں کہ خدا تعالےٰ کی طرف سے اس قسم کی وحی جو اس قسم کی پیشگوئیوں پر مشتمل ہو ایمان کے پیدا کرنے کا ذریعہ بنتی ہے یا ایمان والوں کے لئے ازدیاد ایمان کا موجب ہوتی ہے ایسی وحی خواہ نبی کو ہو یا غیر نبی کو یہ مندرجہ بالا نتیجہ پیدا کرنے میں یکساں حیثیت کی حامل ہوتی ہے۔ اسی طرح الفاظ ولتعلم ان وعد اللہ حق بھی اس بات پر صاف دلالت کر رہے ہیں کہ خدا کے عظیم الشان وعدے غیر نبیوں کو بھی دیئے جاتے ہیں اور وہ پورے ہو کر ایمانوں کی مضبوطی کا باعث بنتے ہیں۔ آیت کے الفاظ یاخذہ عدو لی وعدو لہ یہ بھی بتلا رہے ہیں کہ حضرت موسیٰ کی والدہ روحانی امور کو سمجھنے میں کمال رکھتی تھیں فرعون کے اعمال سے ان پر عیاں تھا کہ یہ شخص جن افعال کا مرتکب ہو رہا ہے وہ خدا کے ساتھ دشمنی رکھنے کے مترادف ہے معلوم ہوتا ہے کہ یہ حقیقت ان پر واضح تھی کہ خدا کی مخلوق پر ظلم کرنے والا اپنے آپ کو خدا کے دشمنوں کی صف میں لا کھڑا کرتا ہے اس حقیقت پر اطلاع عام انسانوں کو نہیں ہو سکتی وہی انسان اس حقیقت تک پہنچ سکتا ہے جس کو روحانی امور میں کامل دسترس حاصل ہو۔

اسی طرح حواریوں کی طرف جو وحی ہوئی اس کے مندرجہ ذیل الفاظ بھی قابل غور ہیں واذ اوحیت الی الحواریین ان اٰمنوا بی وبرسولی قالوا اٰمنا واشھد باننا مسلمون اور جب میں نے حواریوں کی طرف وحی کی جس کا مضمون یہ تھا کہ مجھ پر ایمان لاؤ اور میرے رسول پر ایمان لاؤ انہوں نے کہا ہم ایمان لائے اور گواہ رہو کہ ہم فرمانبردار ہیں۔ ان الفاظ سے صاف معلوم ہو رہا ہے کہ ایمان لانے سے قبل انہیں وحی ہو رہی ہے کیونکہ انہیں اس وحی میں ایمان لانے کی ہی ہدایت کی گئی ہے اور یہ بھی ان الفاظ سے پتہ لگتا ہے کہ ان کو ان الفاظ کے منجانب اللہ ہونے پر یقین کامل حاصل ہو گیا تھا چنانچہ اس کے نتیجہ میں وہ فوراً ایمان لے آئے اور ایمان بھی معمولی نہیں بلکہ ایسا ایمان جو کامل اطاعت اور کامل فرمانبرداری پر آمادہ کرنے والا ایمان تھا اب اس قسم کا ایمان محض خیال کا نتیجہ نہیں ہو سکتا خصوصاً ایسے شخص کی رسالت پر جو چاروں طرف سے قوم کی شدید مخالفت کا نشانہ بن رہا ہو اور جس کا ساتھ دینا ساری قوم کی دشمنی مول لینے کے برابر تھا یہ یاد رہے کہ خدا کے ماموروں کی آمد پر اس قسم کے الہامات بالعموم لوگوں کو ہوتے رہتے ہیں پس ایسا ہی الہام حواریوں کو ہوا اور ایسے ہی الہام کا نام اللہ تعالےٰ نے اپنے پاک کلام میں وحی رکھا ہے۔ ان دونوں حوالوں سے ثابت ہے کہ وحی کا نزول غیر انبیاء پر بھی ہوتا ہے بلکہ ان غیر انبیاء پر بھی جو مامور بھی نہیں ہوتے نہ حواری مامور من اللہ تھے اور نہ ہی ام موسیٰ ماموریت کے مقام پر فائز تھیں باقی حضرت مریم صدیقہ اور حضرت ابراہیمؑ کی زوجہ محترمہ کے ساتھ فرشتوں کا کلام کرنا واضح الفاظ میں مذکور ہے وہاں نزول میں خیال ڈالنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا اور مومنوں کے ساتھ بھی یہ وعدہ ہے کہ فرشتوں کا نزول ان پر ہوا کرے گا اور وہ ان سے کلام بھی کریں گے۔

حضرت ابراہیمؑ کی زوجہ محترمہ کے ساتھ جو کلام ہوا وہ لڑکے کی پیدائش کی بشارت تک ہی محدود ہے اور خدا کی قدرت کا اس میں اظہار ہے لیکن حضرت مریم کے ساتھ جو کلام ہوا اس میں اگر ایک طرف ان کے اصطفاء اور تطہیر کا ذکر ہے تو دوسری طرف

اُنہیں الفاظ یا مریم اقنتی لربک واسجدی وارکعی مع الراکعین اپنے رب کی فرمانبردار ہو جا اور سجدہ کر اور رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع کر میں بظاہر ایک شرعی حکم بھی دیا گیا ہے وہ لوگ جو کسی غیر نبی کی وحی میں کسی حکم کو دیکھ کر فوراً جلد بازی سے یہ فتوے صادر کر دیتے ہیں کہ یہ شخص شرعی نبی ہونے کا دعوے کر رہا ہے آیت کے مندرجہ بالا الفاظ پر غور کریں۔

پھر فرشتے حضرت مریم کو ایک لڑکے کی پیدائش کی بشارت دیتے ہیں جو وجیہ فی الدنیا والآخرۃ ہوگا اور خدا کے مقربین اور صالحین میں سے ہوگا اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے اسے کتاب کا علم عطا کیا جائے گا اور بالآخر بنی اسرائیل کی طرف بحیثیت رسول مبعوث کیا جائے گا۔

یہ کلام جس قدر عظمت کا حامل ہے وہ ہر عقلمند پر عیاں ہے ایسا پُرعظمت اور پُرشوکت کلام کیا محض خیال کے نتیجہ میں پیدا ہو سکتا ہے کچھ تو غور سے کام لیا جائے۔

ایک شبہ کا ازالہ

جناب پرویز صاحب کی طرف سے قرآن کریم کی وحی کے بعد کلام الٰہی کے دروازہ کے بند ہو جانے پر ایک دلیل پیش کی جاتی ہے کہ امم سابقہ میں جو کلام غیر انبیاء کے ساتھ ہوا اس کی سچائی کہ تو ہم اس لئے قائل ہیں کہ قرآن شریف نے اس کی تصدیق کر دی ہے لیکن قرآن کے بعد کسی کتاب کا نزول ممکن نہیں اس لئے قرآن کے بعد ملہمین کے الہامات کی سچائی کی تصدیق کون کرے گا۔ اس بات کو دلیل کا نام دینا تو کسی طرح جائز نہیں ہاں ایک شبہ ہے جس کا ازالہ کر دینا ضروری ہے۔ جناب پرویز صاحب نے اس دلیل کو پیش کرتے وقت اس امر پر غور نہیں فرمایا کہ قرآن کریم تو بنی اسرائیل کے رجال یکلمون من غیر ان یکونوا انبیاء کے مصداقین کے صدیوں بعد نازل ہوا۔ شدہ کلام کی سچائی ثابت ہوئی یا نہیں یا حضرت موسےٰ کی والدہ پر نازل شدہ کلام کی سچائی ان کے زمانہ کے لوگوں نے مشاہدہ کی یا نہیں جناب پرویز صاحب کو معلوم ہونا چاہیئے کہ پیشگوئیوں پر مشتمل کلام الٰہی کی سچائی تو خود پیشگوئیوں کے پورا ہو جانے سے واضح ہو جاتی ہے اس کی سچائی کے لئے کسی مزید تصدیق کی ضرورت نہیں ہوتی قرآن کریم میں اس قسم کے کلام کا جو ذکر آیا ہے محض اس لئے آیا ہے کہ امت کو بتلایا جائے کہ تم میں سے بھی جو کامل اطاعت کا نمونہ دکھلائیں گے وہ بھی اسی طرح مکالمات الٰہیہ کے وارث ہوں گے جس طرح پہلی امتوں کے ملہمین وارث ہوتے تھے۔ خالی تصدیق کرنا اس سے مقصود نہیں۔

جناب پرویز صاحب کی دوسری غلط فہمی کا ازالہ

جناب پرویز صاحب کی پہلی غلط فہمی کو دور کرنے کے بعد اب میں ان کی دوسری غلط فہمی کا ازالہ کرنا چاہتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ وحی یا الہام کا دروازہ کھلا تسلیم کرنے سے قرآن شریف نہ تو آخری کتاب رہتی ہے اور نہ نبی کریم صلعم آخری نبی اس غلط نظریہ کی بنیاد درحقیقت پہلے نظریہ پر ہی ہے کہ وحی صرف انبیاء کو ہوتی ہے جب یہ ثابت ہو گیا کہ وحی کا نزول غیر انبیاء پر بھی ہوتا ہے تو اس نظریہ کی عمارت خود بخود گر جاتی ہے دوسرے جناب پرویز صاحب نے ابھی تک اس کی تائید میں تو کوئی قرآنی آیت بھی پیش نہیں کی۔ اس کی تفصیلی بحث انشاء اللہ اس موقعہ پر کی جائے گی جب قرآن کریم سے اس بات کا ثبوت پیش کیا جائے گا کہ نزول قرآن شریف کے بعد بھی وحی کا نزول صرف ممکن ہی نہیں بلکہ ضروری ہے اور اسی سے قرآن کریم کا آخری کتاب ہونا اور حضرت نبی کریم صلعم کا آخری نبی ہونا ثابت ہوتا ہے اور اس بات کو ثابت کرنے کے لئے یہی قوی تر دلیل ہے علاوہ ازیں واقعات بھی اس کی تائید کر رہے ہیں۔

آخری شبہ کا ازالہ

آخری شبہ یہ پیش کیا جاتا ہے کہ غیر نبی کا الہام حجت نہیں۔ یہ شبہ بھی قرآن کریم پر کافی تدبر نہ کرنے کے نتیجہ میں پیدا ہوا ہے یہ درست ہے کہ عام آدمیوں کے الہامات حجت نہیں ہوتے لیکن جو غیر نبی خصوصاً مامور من اللہ ہوتا ہے اس کے الہامات تو یقیناً حجت ہوتے ہیں اس کے الہامات یقینی اور قطعی ہوتے ہیں شکوک اور شبہات کو ان میں راہ پانے کی گنجائش نہیں ہوتی وہ لاریب فیہ کے مصداق ہوتے ہیں۔ نیز شیطانی اور نفسانی دخل سے وہ بالکل پاک ہوتے ہیں قرآن کریم کی مکمل تائید ان کو حاصل ہوتی ہے ان میں مندرجہ پیشگوئیاں قرآنی اصولوں کے ماتحت صفائی سے پوری ہوتی ہیں ایک پیشگوئی بھی خطا نہیں جاتی جیسا کہ محترم علامہ اقبال صاحب نے فرمایا ہے "کہ ان کی اطلاعات بشرطیکہ ان کی تعبیر صحت کے ساتھ کی جائے کبھی غلط نہیں ہوتیں" نفس الہام میں غلطی کا قطعاً کوئی امکان نہیں ہوتا ملہم کی تعبیر میں بعض اوقات غلطی ہو جاتی ہے ایسی تعبیر کا پورا ہونا ضروری نہیں لیکن نفس الہام کا پورا ہونا ضروری ہے اور وہ ضرور پورا ہوتا ہے جیسا کہ عمرہ کے متعلق حضرت نبی کریم صلعم کا خواب تو بالآخر پورا ہو گیا لیکن آنحضور صلعم کی تعبیر پوری نہ ہوئی جیسا کہ آنحضور صلعم نے سمجھا تھا اسی سال عمرہ نہ ہو سکا بعد میں خواب کے مطابق ہو گیا۔ جن لوگوں کے دلوں میں کجی ہوتی ہے وہ بعض اوقات ملہم کی تاویل کے پیچھے لگ کر شور مچاتے ہیں کہ پیشگوئی پوری نہیں ہوئی حالانکہ الہام کے الفاظ کی رُو سے پیشگوئی پوری ہو چکی ہوتی ہے لیکن ایسے لوگ اس کی طرف توجہ نہیں کرتے اور کبھی اپنی من گھڑت تاویل کی بنا پر تکذیب کرنے لگ جاتے ہیں ابتغاء تاویلہ دونوں معنوں پر مشتمل ہے اور الفاظ وما یعلم تاویلہ الا اللّٰہ کہ اپنے نازل کردہ الفاظ کی اصل حقیقت اور ان کے اصل مفہوم سے وہ خود ہی واقف ہوتا ہے ضروری نہیں کہ ملہم کو بھی اس کا علم ہو ہاں اگر وہ مُلہم کو ان کے اصل مفہوم سے آگاہ کر دے تو اور بات ہے

غیر نبی کے الہام کے حجت ہونے پر قرآنی آیت

اب میں وہ آیت پیش کرتا ہوں جو غیر نبی کے الہام کے حجت ہونے پر یقینی دلیل کا کام دیتی ہے اور وہ آیت سورۃ البقرہ ع ۳۲ کی ہے حضرت موسیٰ کے بعد بنی اسرائیل کے سرداروں نے اپنے وقت کے نبی سے درخواست کی کہ ان کے لئے کسی شخص کو بادشاہ مقرر کر دیں تا وہ اس کے ماتحت خدا کی راہ میں جنگ کریں اس کا جواب جو اس نبی نے دیا اس کے الفاظ اسی رکوع میں یہ ہیں قال لھم نبیھم ان اللّٰہ قد بعث لکم طالوت ملکا ان کے نبی نے انہیں کہا کہ اللہ تعالیٰ نے طالوت کو بادشاہ مقرر کیا ہے طالوت غیر نبی ہیں لیکن اللہ تعالیٰ کی طرف سے بادشاہ مقرر کئے گئے ہیں گویا وہ مامور بادشاہ ہیں خود ان کو مامور ہونے کا الہام نہیں ہوا بلکہ وقت کے نبی کے الہام کی وساطت سے ماموریت کے مقام پر کھڑے کئے گئے ہیں۔ یہ غیر نبی لیکن مامور بادشاہ فوج لیکر دشمن کے مقابلہ کے لئے نکلتا ہے راستہ میں ایک دریا آتا ہے وہ فوج کو ایک حکم کے ذریعہ آزماتا ہے آزمائش کے الفاظ یہ ہیں فلما فصل طالوت بالجنود قال ان اللّٰہ مبتلیکم بنھر فمن شرب منه فلیس منی ومن لم یطعمه فانه منی الا من اغترف غرفة بیده فشربوا منه الا قلیلا منھم فلما جاوزہ ھو والذین اٰمنوا معه یعنی جب طالوت لشکروں کو لیکر روانہ ہوا تو انہوں نے فوج کو کہا یقیناً اللہ تعالیٰ دریا کے ذریعہ تمہاری آزمائش کرنا چاہتا ہے (یہ الفاظ بتلا رہے ہیں کہ یہ آزمائش ان کی اپنی طرف سے نہ تھی بلکہ خدا کی طرف سے تھی اور خدا کی طرف سے آزمائش الہام کے ذریعہ ہی ہو سکتی ہے جو اس غیر نبی مامور کو ہوا اس سے صاف معلوم ہو گیا کہ غیر نبی کو ایسا الہام بھی ہوتا ہے جس میں قوم کے نام ایسا تاکیدی حکم بھی ہوتا ہے جس کی پیروی ساری قوم پر لازمی ہوتی ہے اطاعت نہ کرنے والا مستوجب سزا ہوتا ہے جیسا کہ بعد کے الفاظ سے ظاہر ہے) اس کے بعد وہ قوم کو مخاطب کرتے ہوئے کہتے ہیں جو کوئی تم میں سے اس دریا سے پانی پیئے گا اس کا میرے ساتھ کوئی تعلق نہیں وہ مجھ سے الگ کر دیا جائے گا جو اس پانی کو نہیں چکھے گا وہ میرے ساتھ رہے گا اکثروں نے پی لیا تھوڑوں نے نہیں پیا۔ پینے والے الگ کر دیئے گئے اور تھوڑوں کو قرآن کریم والذین اٰمنوا معه کے الفاظ سے یاد کرتا ہے گویا اس غیر نبی مامور کی وحی کو ماننے والے اور اس پر عمل کرنے والے ہی خدا کے نزدیک مومن کہلانے کے مستحق تھے دوسرے درگاہِ الٰہی سے راندے گئے۔ اب وہ لوگ جو ہر غیر نبی کے الہامات کو حجت نہیں سمجھتے وہ اس واقعہ پر نظر غائر ڈالیں کہ کس وضاحت سے اس میں غیر نبی کے الہام کو قوم

باقی بر صفحہ ۱۵ (اشتہار کے نیچے)

مکتوب برلن ——— مولانا محمد یحییٰ بٹ صاحب امام مسجد برلن

جرمن مسلم مشن کی تبلیغی سرگرمیاں

(۳)

جرمن نومسلم کی تنظیم

جرمن نومسلمین کو منظم کرنے کی ضرورت ہے۔ چنانچہ اسی ضرورت کے پیش نظر میں نے ایک خاص دعوت ماہ نومبر میں صرف جرمن نومسلمین کو دی۔ بعض نے میرے دعوت نامہ پہنچنے پر اپنی مصروفیت کے باعث شریک نہ ہونے کی معذرت کی۔ اور بعض حسب اعلان اتوار کے دن مسجد میں جمع ہوئے۔ تمام اجتماع تیس مرد و زن پر مشتمل تھا۔ میں نے احباب کو خطاب کیا اور باہمی سوشل تعلقات بڑھانے کی اہمیت پر روشنی ڈالی۔ میں نے کہا کہ خدا کے فضل سے برلن میں ہماری اسلامی سوسائٹی میں ہر ماہ ...... ایک نئے فرد کا اضافہ ہو رہا ہے۔ اس کے پیش نظر ضروری ہے کہ ہم اپنے نومسلم بہن بھائیوں سے جان پہچان پیدا کریں اور ان سے اسطرح رکھیں۔ سوشل تعلقات پر مزید روشنی ڈالتے ہوئے میں نے کہا مذہب اسلام نام ہے زندگی کے ہر شعبہ کو خدا کی رضا چاہتے ہوئے چلانے کا۔ نسل انسانی کی خدمت کرنا۔ اپنے عزیز و اقارب دوست وغیرہ کی دیکھ بھال اور اس کی مدد کرنا ہمارے مذہب کی بڑی غرض ہے۔ اسلام تقاضا کرتا ہے کہ یہ تمام خدمات بے نفسی کے جذبہ سے ہوں۔ کوئی نفسانی غرض اس کے پیچھے پنہاں نہ ہو، بلکہ محض خدا کی خاطر نسل انسانی کی خدمت کی جائے یہ وہ اعلیٰ مقام ہے جس سے آج دنیا میں بھی امن قائم ہو سکتا ہے۔ اس کے بعد احباب کو موقع دیا گیا کہ وہ اس باہمی تعلقات کو مضبوط بنانے کے لئے تجاویز کریں۔ چنانچہ احباب نے بڑے خلوص اور جذبہ سے اس بحث میں حصہ لیا اور مفید تجاویز کیں۔ احباب کی تواضع چائے کیک وغیرہ سے کی گئی اور قریباً ڈھائی گھنٹہ تک ہمارے اجلاس کی کارروائی جاری رہی۔

بین المذاہب مفاہمت کی کوشش

ماہ اکتوبر میں برلن میں متحدہ عیسائی چرچز کی کمیٹی کے زیر اہتمام ایک اجتماع ہوا اور اس اجتماع میں جرمنی سے علاوہ دیگر یورپین ممالک۔ ہالینڈ فرانس، سوئٹزرلینڈ انگلینڈ وغیرہ سے بھی چرچز اور عیسائی جماعتوں کے نمائندے شریک ہوئے۔ یہ اجتماع قریباً ایک ہفتہ تک رہا۔ اس کی غرض مختلف چرچز میں بالخصوص اتحاد پیدا کرنا اور دیگر مذاہب مثلاً یہودیت کے پیروؤں سے بالعموم مفاہمت پیدا کرنا تھی۔ اس غرض کے پیش نظر پروگرام میں یہودی مرکز اور ہماری مسجد اور بعض عیسائی گرجاؤں میں جانا رکھا گیا۔ کہا گیا کہ ان مراکز کے سربراہ حاضرین کو خطاب بھی کریں گے۔ چنانچہ حسب پروگرام عیسائی ممالک کے نمائندگان ہماری مسجد میں آئے۔ اور قریباً دو گھنٹے ہمارے ہاں ٹھہرے۔ میں نے اجتماع کو مسجد میں استقبال کیا۔ اور انہیں خطاب کیا۔ (اس خطاب کی ایک کاپی میں نے مرکز میں بھیجی ہے شائد اخبار میں شائع ہو جائے[1]) اس خطاب میں میں نے جملہ مذاہب پر گفتگو کرتے ہوئے بتایا ہے کہ قرآن کریم تمام مذاہب کو اصلاً منجانب اللہ مانتا ہے ——— یہودی ہو یا حضرت عیسیٰؑ کا تعلیم کردہ مذہب ہر دو مذاہب خدا کی طرف سے ہیں اور ایک منبع سے ہونے کی وجہ سے اُن میں اتحاد ہو سکتا ہے۔ اس ضمن میں میں نے قرآن کریم کے اس اعلان کو سنایا جس میں لکھا ہے یا اھل الکتاب تعالوا الی کلمۃ واحدۃ .... میں نے بتایا کہ مختلف مذاہب میں مفاہمت صرف اسی ایک اصل سے پیدا ہو سکتی ہے جب کہ ہم ہر مذہب کا منبع ایک قرار دیں۔ اور سب کو منجانب اللہ تسلیم کر لیں۔ اس کے بعد سوال و جواب کا سلسلہ رہا۔ اور ازاں بعد احباب کی تواضع چائے وغیرہ سے کی گئی۔ اجتماع کے اختتام پر کمیٹی کے سیکرٹری نے شکریہ کا خط لکھا اور بعض احباب نے ہالینڈ پہنچکر شکریہ کے الفاظ تحریر کئے۔

زائرین مسجد سے گفتگو

زائرین کی آمد کا سلسلہ لمبا رہا۔ مغربی جرمنی سے سکول۔ یونی ورسٹیز سے سٹوڈنٹس مع اساتذہ آئے۔ برلن میں ہونے والے عیسائی اجتماعات سے بعض لوگ مسجد میں آئے، اسلام کے متعلق اُن سے گفتگو ہوتی رہی۔ میں نے دیکھا کہ جب عیسائی اصحاب کو یہ بتایا جاتا ہے کہ ایک مسلمان تمام انبیاء پر ایمان لاتا ہے۔ اور انکو بحیثیت نبی معصوم اور خدا کا محبوب یقین کرتا ہے۔ خواہ حضرت عیسیٰؑ ہو یا حضرت موسےٰؑ حضرت ابراہیمؑ یا حضرت داؤدؑ تو اس نظریہ کو سن کر ہمارے عیسائی دوست اکثر حضرت عیسیٰؑ کے بیٹے ہوتے اور صرف انہیں کے معصوم ہونے کے نظریہ کو پیش کرتے ہیں۔

گناہ اور کفارہ پر ایک خاتون سے گفتگو

ایک دفعہ ایک خاتون میرے ہاں آئیں۔ یہ خاتون مغربی جرمنی سے برلن میں ایک عیسائی اجتماع میں شریک تھیں اجتماع کے بعد میرے پاس آگئیں۔ اجتماعات میں اکثر ہوتا ہے کہ معتقد اصحاب میں ایک جوش پیدا ہو جاتا ہے اور وہ اس جوش میں اک کھر لو پیغام کو دوسروں تک پہنچانے کی سعی کرتے ہیں۔ چنانچہ یہ خاتون میرے ہاں آئیں، اور انہوں نے حضرت عیسیٰؑ کے ابن اللہ ہونے اور اُن کے معصوم ہونے اور اُن کا ہماری خاطر صلیب پر جان دے دینے کے نظریات پر گفتگو شروع کر دی۔ میں نے اس خاتون کو اپنے نظریات سے آگاہ کیا۔ اور حضرت عیسیٰؑ کے مقام کو بحیثیت ایک نبی کے پیش کیا۔ اور بتایا کہ نجات کے لئے حضرت عیسیٰؑ بار بار اس امر کو پیش کرتے ہیں کہ نجات احکام خداوندی کی پیروی میں ہے نہ کہ [illegible] یسوع مسیح کے الفاظ دہرانے میں۔ اب جب نجات احکام خداوندی کی پیروی میں ہے تو اس صورت میں حضرت عیسیٰؑ کا صلیب پر مرنا کسی طور سے مفید نہیں۔ حضرت عیسیٰؑ کے بے گناہ ہونے اور دیگر نسل انسانی کے گنہگار ہونے پر بالآخر اس خاتون کا تمام زور رہا۔ میں نے کہا آخر گناہ کی تعریف تو کریں گناہ ہے کیا۔ اس پر ایک لمبی چوڑی تفصیل اس خاتون نے بتائی اور کہا یہ بھی گناہ ہے کہ اگر کسی شخص کے پاس دو جوڑے کپڑے یا دو جوڑے جوتے کے ہوں اور ایک اور شخص ضرورت مند ہو اور اس کے پاس آئے اور پہلا شخص اپنے دو جوڑوں میں سے ایک جوڑا دوسرے ضرورت مند شخص کو نہ دے تو یہ بھی گناہ ہے ——— میں نے کہا اگر گناہ کی یہ تعریف مان لی جائے تو آپ کے یسوع مسیح بھی گنہگار ٹھہرتے ہیں اور وہ قطعاً بے گناہ نہیں۔ اس پر یہ خاتون چونکی اور کہا یہ کیسے۔ میں نے کہا سنئے۔ انجیل میں لکھا ہے۔ ایک عورت ایک دفعہ یسوع مسیح کے پاس عطر لائی اور یہ عطر بہت قیمتی تھا یسوع کے حواریوں میں سے کسی نے کہا استاد یہ عطر بہتر ہو دنیا میں بیچکر غریبوں کو کیوں نہ دیا جائے۔ تجویز بڑی مفید تھی یسوع کو خود خیال آنا چاہیئے تھا اور وہ خود عطر بیچ کر غرباء پر خرچ کرتے۔ لیکن اگر خود خیال نہ آیا تو شاگرد کے کہنے پر ہی عمل کرتے لیکن یسوع نے ایسا ہرگز نہ کیا بلکہ کہا تو یہ کہا یہ عطر میرے دفن کے دن کے لئے رہنے دے کیونکہ غریب غرباء تو ہمیشہ تمہارے پاس ہیں لیکن میں ہمیشہ تمہارے پاس نہ رہوں گا۔

یہ سن کر وہ حیران ہوئیں اور کہا کہ کہاں لکھا ہے۔ میں نے کہا انجیل میں۔ خود پڑھ لیجئے یوحنا باب ۱۲۔ آیت پانچ تا آٹھ،

میں نے کہا اس کے بالمقابل حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کو دیکھئے تمہاری اس گناہ کی تعریف کی روشنی میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم بے گناہ ہیں کہ جو مال گھر میں آیا سب خدا کی راہ میں خرچ کر دیا اور وفات پر کہدیا لا نورث ما ترکنا صدقۃ۔

یونیورسٹی طلباء اور انکے معلم سے گفتگو

اسی سلسلہ میں یونیورسٹی طلباء کا ایک گروہ بھی قابل ذکر ہے۔ ان کے ساتھ ان کے اساتذہ بھی تھے مسجد میں قریباً ایک گھنٹہ تک گفتگو ہوتی رہی۔ اور میں نے اسلام کے نظریات پر روشنی ڈالی۔ بعض طلباء نے سوالات کئے جوابات کے دوران میں طلباء کے معلم نے تمام طلباء کی [illegible]

---

[1] انشاءاللہ شائع ہوگی

کے لئے یا اسلام کے نظریات کی اہمیت کو گرانے کے لئے یہ کہدیا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے پہلے ادیان سے سب کچھ لیا ہے۔ میں نے اس ریمارک کو سنا اور معلم صاحب سے مخاطب ہو کر کہا ہمیں آپ کے ریمارک کو ماننے میں کوئی انکار نہیں ہو سکتا بشرطیکہ آپ اپنے نظریہ کے ثبوت میں کوئی دلیل دیں۔ میں نے کہا آیئے ذرا اس کا تجزیہ کریں اور دیکھیں اس میں کہاں تک سچائی ہے۔ میں نے کہا اول دیکھیں عیسائیت سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا لیا ہے۔ میں نے کہا موجودہ عیسائیت کی بنیاد اس نظریہ پر ہے کہ ہر نسل انسانی گنہگار ہے۔ اور ہر انسانی بچہ ورثہ میں گناہ لیتا ہے۔ لیکن اس کے بالمقابل محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اعلان کیا ہے کہ ہر انسانی بچہ خواہ وہ یہودی یا عیسائی یا ایک دہریہ کے ہاں پیدا ہو وہ بے گناہ پیدا ہوتا ہے۔ اور وہ ورثہ میں قطعاً گناہ نہیں لیتا۔ پھر موجودہ عیسائیت کی تعلیم ہے کہ اس گناہ سے بچانے کے لئے خدا نے اپنا بیٹا جنا اور اسے ہماری نجات کے لئے بھیجا۔ اس کے بالمقابل محمد صلی اللہ علیہ وسلم اعلان کرتے ہیں۔ خدا ایک ہے اس کا کوئی بیٹا نہیں۔ نہ وہ جنا گیا ہے اور نہ وہ جنتا ہے۔ تیسرے موجودہ عیسائیت کا یہ بنیادی ستون ہے کہ یسوع ہمارے گناہوں کی خاطر صلیب پر مارا گیا۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اعلان کرتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ صلیب پر نہیں مرے بلکہ زندہ اتار لئے گئے۔ اور وہ دنیا میں ۱۲۰ برس تک زندہ رہے۔

موجودہ عیسائیت مانتی ہے کہ آسمانی روشنی صرف یسوع میں ہے۔ لیکن محمد صلی اللہ علیہ وسلم اعلان کرتے ہیں۔ آسمانی روشنی ہر زمانہ میں ہر قوم کو خدا نے دی کبھی حضرت ابراہیم کبھی حضرت موسیٰ اور کبھی حضرت داؤد اور کبھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ذریعہ۔ میں نے ہر بار ان کو پوچھا بتایئے محمد عیسائیت سے کیا لے رہے ہیں، یا ان کے عقائد کی جو دلائل پر مبنی نہیں ان کی اصلاح کر رہے ہیں۔ میں نے کہا کسی دوسرے مذہب سے لینے کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا جب کہ مذہب کی بنیاد خدا کے الفاظ پر ہے۔ وہی خدا جو حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ سے ہم کلام ہوا وہی خدا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے ہم کلام ہوا۔ اس کے بعد معلم صاحب نہ بولے۔

مسیح کا فرمان کہ "میرا بوجھ اٹھاؤ"

طلباء میں سے ایک نے حضرت عیسیٰ کے صلیب پر مرنے کو درست ہونے کہا کہ حضرت عیسیٰ نے ہمارے گناہوں کو اپنے پر اٹھا کر موت قبول کی تا ہمیں نجات دلائیں۔ بعض نے اس سلسلہ میں اپنے خیالات کا اظہار کیا اور آخر کہا کہ حضرت عیسیٰ کا ہمارے گناہوں کے بدلہ مرنے کا عقیدہ حضرت عیسیٰ کی وفات کے بعد کا ہے۔ میں نے کہا کہ حضرت عیسیٰ نے کبھی نہیں کہا کہ میں تمہارے گناہوں کا بوجھ اٹھانے آیا ہوں بلکہ کہا تو یہ کہا ہے کہ تم میرا بوجھ اٹھاؤ تا تمہیں نجات ملے۔ عیسائی دنیا کہتی ہے حضرت عیسیٰ ہمارے بوجھ اٹھانے کے لئے آئے

لیکن انجیل سے اس کے الٹ ثابت ہوتا ہے جبکہ ....
حضرت عیسیٰ نے کہا ہے کہ تم سب میرا بوجھ اٹھاؤ۔ میرا بوجھ اٹھانے سے تمہیں نجات ہوگی۔ طلباء اپنے معلم صاحب کی خاموشی کو دیکھ چکے تھے اب ہوش سے کہنے لگے ہم نے انجیل میں نہیں پڑھا۔ میں نے کہا آپ نے شاید نہ پڑھا ہو۔ لیکن میں تمہیں انجیل سے دکھا سکتا ہوں۔ سب نے حوالہ کا مطالعہ کیا۔ میں نے کہا مسجد سے ملحقہ مکان پر اپنے ڈرائنگ روم میں آپ کو حوالہ دکھاتا ہوں۔ مسجد سے مکان تک آتے ہوئے چند منٹ کا فاصلہ ہے۔ اس وقفہ میں طلباء پوچھنے لگے کونسی انجیل سے حوالہ دکھائیں گے۔ یہاں اکثریت چونکہ پروٹسٹنٹ کی ہے۔ میں نے کہا مارٹن لوتھر کی ترجمہ کی ہوئی انجیل ہے۔ اس پر وہ خاموش ہو گئے۔

وقت چونکہ کافی گذر چکا تھا اور یہ گروپ واپس جانے کو تھا۔ میں نے مکان سے باہر کھڑے متی باب گیارہ کے آخری آیت پڑھکر سنائی۔ حوالہ کو کئی ایک طلباء نے پڑھا آخر یہ میرا ایڈریس لے گئے اور وعدہ کیا کہ وہ اپنے پادری سے گفتگو کر کے مجھے لکھیں۔ لیکن آج تک کوئی تحریر ان سے موصول نہیں ہوئی۔

ایک اور موقعہ پر ایک گروپ کے سامنے یہی حوالہ کو پیش کیا تو ان میں سے ایک صاحب بولے یہاں بوجھ سے مراد محبت ہے۔ یعنی مطلب یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ سے محبت رکھیں تا نجات حاصل ہو۔ اس صاحب کے خیال میں حضرت عیسیٰ سے محبت رکھنا ان کے اس عقیدہ کے کہ وہ ہمارے گناہ کا بوجھ اٹھا کر مارے گئے خلاف نہیں۔ میں نے کہا حضرت عیسیٰ نے تمام زور احکام کے مطابق زندگی گزارنے پر دیا ہے۔ کبھی بھی یہ عقیدہ نہیں سکھایا کہ بس میرے خون پر ایمان لے آتا تو تمہاری نجات ہوگی۔ میں نے کہا اگر اس حوالہ میں یہاں صاف لکھا ہے کہ تم میرا بوجھ اٹھاؤ تا نجات پاؤ۔ اگر بوجھ سے مراد محبت ہے تو پھر بھی حضرت عیسیٰ کا ہمارے گناہوں کا بوجھ اٹھانا اور ان گناہوں کے بدلہ مارے جانے کا عقیدہ ثابت نہیں ہوتا۔ میں نے کہا لفظ محبت پر غور کریں۔ آخر یسوع سے محبت کے کیا معنی ہیں۔ اس کی حقیقت بھی حضرت عیسیٰ کی زبانی سننی چاہیئے میں نے کہا حضرت عیسیٰ نے خود اپنے سے محبت کرنے کے مفہوم کو واضح کیا ہے۔ اور وہ یوں ہے۔ اگر تم مجھ سے محبت رکھتے ہو تو میرے حکموں پر عمل کرو۔ حوالہ یوحنا باب ۱۴، ۱۵ آیت یوحنا کے اسی باب میں آیت ۲۱ میں حضرت مسیح فرماتے ہیں جس کے پاس میرے حکم ہیں اور وہ ان پر عمل کرتا ہے وہی مجھ سے محبت رکھتا ہے۔ غرضیکہ میں نے کہا حضرت مسیح بار بار نجات کے لئے اس اصول کی طرف توجہ دلا رہے ہیں کہ نجات صرف احکامِ خداوندی کے مطابق زندگی گزارنے سے وابستہ ہے۔ حضرت مسیح نے آکر ان احکام کی طرف توجہ دلائی ہے۔ یہی ان کے آنے کی غرض ہے۔ اب جو ان احکام پر عمل کرے گا وہ نجات پائے گا۔

. . . .

مختلف ممالک کے افسران مسجد میں

جمعہ کے اجتماعات خدا کے فضل سے بدستور ہوتے رہے۔ STUDY TOUR کے سلسلہ میں پاکستان، افغانستان، مصر و شام سے آئے ہوئے بعض افسران برلن میں اپنے قیام کے دوران میں جمعہ کے دن آتے رہے۔ بعض گروپ جو مختلف ممالک سے آئے ہوئے افسران پر مشتمل تھے، مسجد میں جب آئے تو ان کی تصاویر بھی مقامی اسٹرینڈ میں چھپیں ایک تصویر بھیجتا ہوں۔

ہفتہ کے اجتماعات

ہفتہ کے اجتماعات بھی خدا کے فضل سے بدستور رہے۔ ہمارے عیسائی دوست مرد و زن کافی تعداد میں آتے رہے اور سوال و جواب میں دلچسپی لیتے رہے بسا اوقات یہ اجتماعات رات بارہ بجے تک رہے عشاء کی نماز باجماعت ہوتی رہی۔

شادی کی تقریبات

کئی ایک شادی کی تقریبات مسجد میں ہوئیں۔ بعض کی تصاویر یہاں اخبارات میں چھپیں۔ ایک شادی کی تصویر بھیجتا ہوں۔ اس تصویر میں سوائے دلہن اور ان کی ایک بہن کے باقی سب مسلمان ہیں۔ تمام مجمع تصویر میں شامل نہ ہو سکا۔

ایک پرانے نو مسلم کی وفات

مسٹر احمد ٹینگس یہاں برلن میں پرانے نو مسلمین میں سے تھے۔ ماہ نومبر میں فوت ہو گئے۔ ان کے جنازہ کے لئے گیا یہاں احباب کو ان کی وفات اور نماز جنازہ کی اطلاع دفتر سے بھیجی۔ نماز جنازہ کے بعد نماز جنازہ کا ترجمہ حاضرین کو سنایا اور ان کی فیملی سے اظہار افسوس کیا۔ ان کی اہلیہ مسلمان ہیں۔ معمر خاتون ہیں۔ اپنے خاوند کے ساتھ مسجد میں آتی رہیں۔ ان کی وفات کے بعد بھی آتی ہیں۔

مغربی جرمنی سے خطوط

مغربی جرمنی سے بعض خطوط اسلام کے بارہ میں علم حاصل کرنے سے متعلق موصول ہوئے۔ ان کے جوابات تحریر کئے گئے۔ جرمن زبان میں جو لٹریچر ہمارے ہاں ہے انہیں بھجوایا گیا۔ حضرت امیر مرحوم کی کتاب New World Order کا ترجمہ بھجوایا گیا۔ ان میں سے دو خواتین نے اپنے اسلام قبول کرنے کا اعلان بھی کر دیا ہے۔

اخباری نمائندوں سے انٹرویو

دو اخباری نمائندوں نے انٹرویو لیا۔ اور مشن کی کارروائی سے متعلق پوچھا ایک نمائندہ امریکن تھا۔ اس انٹرویو میں میں نے مشن کی کارروائی بتاتے ہوئے حضرت امام زمانؑ کے دعوے مسیح موعود کا بھی ذکر کیا اور بتایا کہ یہ مشن انہیں کی پیدا کردہ تحریک کا ہے۔

مکتوب ہالینڈ ——— غلام احمد بشیر صاحب مبلغ ہالینڈ

ہالینڈ میں تبلیغ اسلام

گذشتہ سال جولائی اور اگست کے مہینوں میں ہر جمعہ کی شام کو ساڑھے سات بجے شام سے گیارہ بجے شب تک سائیست (ZEIST) کے مقام پر ایک پارک میں ہائیڈ پارک لندن کی طرح ہر ایک کو اپنے خیالات کی ترجمانی کی پوری آزادی دی گئی ہے۔ اس سے فائدہ اٹھانے والوں میں ہمارا مشن بھی تھا۔ ہم نے اللہ تعالےٰ کے فضل سے اس موقع سے پورا پورا فائدہ اٹھانے کی کوشش کی تھی۔ چنانچہ خاکسار ہر جمعہ کی شام کو وہاں پر پہنچکر اسلام کے متعلق تقریر کرتا۔ لیکن ہر موقعہ پر حاضرین کی طرف سے ایسے سوالات ہوتے کہ جن کے جوابات کے سلسلہ میں عام طور پر بحث اسلام اور عیسائیت کے اختلافی مسائل پر ہی ختم ہوتی۔ مسئلہ الوہیت مسیحؑ اور کفارہ وغیرہ پر مبسوط تبادلۂ خیالات ہوتا۔ حاضرین عام طور پر نہایت سنجیدگی اور متانت کے ساتھ اس گفتگو میں حصہ لیتے۔ سامعین میں سے اکثریت عیسائی کہلانے والوں کی ہوتی تھی۔ اور اگر کوئی متعصب عیسائی آکر جلسہ کو خراب کرنے کی کوشش کرتا تو حاضرین میں سے کوئی ایک اسے منہ توڑ جواب دیکر شرمندہ سا کر دیتے۔ بعض اوقات مختلف فرقوں سے تعلق رکھنے والے پادری لوگ بھی میری تقریر کو سنتے اور تبادلۂ خیالات میں حصہ لیتے تھے۔

سامعین کے اس طرح میری طرفداری کرنے کو دیکھ کر یہ لوگ حیران رہ جاتے کہ ایک مسلمان مبلغ کی طرف لوگ کیوں اس طرح مائل ہیں۔ میری پہلے دن کی تقریر اور بحث و مباحثہ کے متعلق بعض اخباروں نے یہاں تک لکھ دیا کہ ایک مسلمان مبلغ کی باتوں کا کسی عیسائی نے اچھی طرح جواب نہیں دیا۔ اس قسم کے بیانات سے متاثر ہو کر بعض لوگوں نے اپنے علماء اور پروفیسروں کی طرف رجوع کیا اور انہیں صورت حالات سے متنبہ کرنے کے لئے خطوط وغیرہ لکھے جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ بعض پروفیسروں نے اخبارات میں مقالہ جات بھی تحریر کئے۔ اسی دوران میں ہم نے چھ سات مختلف قسم کے مضامین پر مشتمل اشتہارات بھی حاضرین میں تقسیم کئے تاکہ زبانی کہی ہوئی باتیں دوبارہ ذہن نشین ہو جائیں۔

ایک پروفیسر صاحب نے جب ہماری تبلیغی مساعی کا چرچا اخبار میں پڑھا تو انہوں نے ایک اخبار میں چھوٹا سا بیان لکھا جس پر انہیں بہت سے افراد کی طرف سے خطوط لکھے گئے جن میں لوگوں نے اس پروفیسر صاحب کو ہماری بڑھتی ہوئی مساعی سے مطلع کیا اور اس بات پر خوف کا اظہار کیا کہ اگر عیسائیت کی طرف سے صحیح جواب نہ دیا گیا تو اسلام کا اثر بڑھ جائے گا۔ ان خطوط وغیرہ سے متاثر ہو کر پروفیسر برک ہاور (BERK HOUWER) نے کٹر عیسائی فرقہ کے روزانہ اخبار تراؤ TROUW میں ایک مقالہ تحریر کیا جس کا موضوع باندھا :—

"ایک لمحہ فکریہ!"

اس موضوع کے تحت جو مقالہ درج کیا گیا ہے اس کے بعض حصوں کا ترجمہ درج ذیل کیا جاتا ہے :—

چنانچہ مضمون نگار لکھتے ہیں :—

"کچھ عرصہ ہوا میں نے ایک مقالہ "یورپ کی نجات" کے عنوان کے تحت سپرد قلم کیا تھا جس میں "اسلامک ایسوسی ایشن آف یورپ" کی طرف سے اسلام کی اشاعت کے سلسلہ میں کی جانے والی مساعی کا ذکر کیا گیا تھا (افسوس ہے کہ ہم باوجود کوشش کے یہ مقالہ حاصل نہیں کر سکے۔) اس کے شائع ہونے کے بعد مجھے اس پراپیگنڈے کے متعلق بہت سے خطوط موصول ہوئے ہیں۔ علاوہ ازیں اس سلسلہ میں شائع کئے جانے والے اشتہارات بھی ملے ہیں۔

ان باتوں سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ اس مشن کا پراپیگنڈا اس سے بڑی شکل اختیار کر چکا ہے جتنا کہ مجھے پہلے بتلایا گیا تھا۔

اسجگہ میں اس پراپیگنڈا کے متعلق کچھ کہنا نہیں چاہتا جو اس مشن کی طرف سے کسی مقام پر (اس سے مراد سائیست ہے) عیسائیت پر تنقید کے رنگ میں کیا جاتا رہا ہے بلکہ میں اس مہدردی کے متعلق کچھ کہنا چاہتا ہوں جو یہ پراپیگنڈا لوگوں کے دلوں میں اپنے متعلق پیدا کر چکا ہے

مجھے ایک خط ملا ہے جس میں انہوں نے لکھا ہے کہ:

"جب میں نے اس (اسلامی) پراپیگنڈے کو سنا تو میں لرز اٹھا۔ یہ اثر مجھ پر ان باتوں کی وجہ سے نہیں ہوا تھا جو کہ مبلغ اسلام بیان کر رہے تھے بلکہ یہ محسوس کرنے سے ہوا تھا کہ سامعین کی طرف سے ان کی باتوں کا ردِ عمل ہمدردی کے سوا کچھ نہ تھا۔ اس سے میں اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ عیسائیت سے دشمنی کا نتیجہ آخر کار اسلام کے لئے ایک زرخیز زمین پیدا کرنے کا موجب ہوگا۔"

میرے لئے قابل تعجب بات تو یہ ہے کہ خط لکھنے والے نے یہ بھی لکھا ہے کہ اس پراپیگنڈے کا جواب عیسائیوں کے پاس بالکل ہی نہیں تھا۔ کیا یہ ہمارے لئے ایک "لمحہ فکریہ" نہیں ہے"؟

میرے لئے ذرہ بھر اس بات کا [illegible] کرنا کہ آیا یہ بات صحیح ہے جو کہ خط لکھنے والے نے کہی ہے یا نہیں ممکن نہیں اور نہ ہی میں ایسا کرنا چاہتا ہوں جب تک میں خود اس کا تجزیہ نہ کر لوں۔

بعض مخصوص حالات کی بناء پر ممکن ہے کہ سامعین کی طرف سے کسی مقرر پر زیادہ تنقید نہ کی جائے لیکن اس سے یہ نتیجہ نکالنا کسی صورت میں بھی درست نہیں ہو سکتا کہ دراصل ان باتوں کا جواب لوگوں کے پاس نہیں تھا اور اسی لئے موقعہ پر کوئی بھی جواب دینے کے لئے تیار نہیں تھا۔

ہاں بعض اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ کم علمی یا شرم کی وجہ سے اکثر لوگ جواب دینے کی جرأت نہیں کرتے لیکن چونکہ اس کا تعلق عام عیسائیت سے ہے اس لئے میں اس کی کچھ وضاحت کرنا چاہتا ہوں۔

مختلف قسم کی تحریکات کی طرف سے جو لوگ اپنے خیالات کی ترجمانی کے لئے نکلتے ہیں [illegible] وہ عام طور پر اچھا علم رکھتے ہیں یہ طبعی امر ہے کہ دینی تحریکات ہر کس و ناکس کو باہر نہیں بھیجتی۔ جن لوگوں کو مختلف فرقوں کے نمائندگان سے بات کرنے کا اتفاق ہوا ہو وہ بھی اس بات کی شہادت دیں گے کہ ان لوگوں کی [illegible] بہت اچھی تھی اور وہ آسانی سے قابو میں نہیں آسکتے تھے ایسے فرقوں کے لوگ بائیبل سے اچھی واقفیت رکھتے ہیں۔ میں اس جگہ یہ نہیں کہتا کہ ان لوگوں کا علم [illegible] ہوتا لیکن چونکہ وہ بائیبل کے مختلف حوالہ جات پیش کرتے ہیں اور اگر ایک حوالہ کا جواب دیں تو وہ [illegible] دوسرا پیش کر دیتے ہیں اس لئے ان لوگوں سے تبادلۂ خیالات مشکل ہوتا ہے (اسجگہ مضمون نگار کی مراد مختلف عیسائی فرقوں سے ہے) لیکن اس پراپیگنڈے کا پورا جواب نہ دینا کہ عیسائیت پر حملہ کی صورت میں ہوا [illegible] سکتا ہے۔

(۱) ہو سکتا ہے کہ جواب نہ دینے والوں کا اپنا علم پختہ نہ ہو۔

(۲) دوسرے یہ کہ انسان کو ابتدائی علمی باتوں کا بھی علم نہ ہو جو جواب کے لئے ضروری ہیں۔

لیکن اس جگہ ایک بہت بڑا معمہ پیش آتا ہے اگر علم کا نام لیں تو جھٹ کہہ دیتے ہیں کہ [illegible] کو عقل کے ماتحت لایا جائے گا جو کہ درست نہیں [illegible] یہی کہا تھا کہ :—

"میری باتیں عقلمندوں پر پوشیدہ اور [illegible] پر ظاہر کی جاتی ہیں"

لیکن اس فقرہ سے لوگ ناجائز فائدہ اٹھا کر [illegible] علم کو حقارت کی نظر سے دیکھنا شروع کر دیتے ہیں اور پھر پولوس کے قول سے کہ :—

"علم متکبر بناتا ہے"

سند پکڑنے کی کوشش کرتے ہیں۔

(باقی [illegible])

واقعاتِ عالم

نئی دہلی۔ ۱۸ مارچ عیدالفطر کے موقع پر یو۔پی کے مشہور شہر مراد آباد میں فرقہ وارانہ فساد ہو گیا۔ چھ افراد کو برسر عام چھرا گھونپ کر ہلاک کر دیا گیا۔ اور شہر کے مختلف محلوں میں اقلیتی فرقے پر حملے کر کے پچاس سے زائد افراد کو مجروح کر دیا گیا۔ اور ان کی عبادتگاہوں کی توہین کی گئی۔ تقسیم سے قبل مسلمانوں کی آبادی کا تناسب پچاس فیصد سے کچھ کم نہ تھا آزادی کے بعد سے وہاں دو تین مرتبہ فرقہ وارانہ فساد ہوا۔ لیکن اس دفعہ منظم طریقہ سے فساد برپا کیا گیا ہے اور اقلیتی فرقہ کی جان و مال سخت خطرہ میں ہے۔

کراچی ۱۹ مارچ۔ صدر فیلڈ مارشل محمد ایوب نے بتایا کہ دولت مشترکہ کی کانفرنس کے موقعہ پر پنڈت نہرو نے کشمیر کے متعلق میری بات بڑے غور سے سنی لیکن انہوں نے کوئی جواب نہیں دیا۔ انہوں نے کہا کہ میں نے پنڈت نہرو سے دریائے گنگا کے پانی کی تقسیم کے سوال پر بھی بات چیت کی لیکن میں نے پنڈت نہرو کو بتایا کہ پاکستان اور بھارت کے درمیان اصل اور سب سے بڑا حل طلب مسئلہ کشمیر ہے۔ جس کی وجہ سے برصغیر کے استحکام کو زک پہنچ رہی ہے۔

لاہور۔ ۱۹ مارچ۔ "عید ہفتہ کو تھی یا اتوار کو" یہ مسئلہ دو روز ہوئے لاہور اور کراچی کے شہریوں کو درپیش رہا اور حتمی طور پر یہ نہیں کہا جا سکتا کہ کون سچا ہے اور کون جھوٹا جمعہ کے روز آسمان پر بادل چھائے ہوئے تھے۔ اگلے روز بھی آسمان پر بادل چھائے رہے۔ جس کی وجہ سے ہلال عید کے نظر آنے پر اختلاف رہا۔ نتیجۃً دو دن دو عیدوں کی خوشیاں ہوتی رہیں۔ عید کی تقریب مناسنے کے سلسلہ میں جو فکری انتشار پیدا ہو گیا تھا۔ گورنر مغربی پاکستان ملک امیر محمد خان نے اسے افسوسناک قرار دیتے ہوئے کہا کہ اس وقت جبکہ لوگ چاند تک پہنچنے کی کوششیں کر رہے ہیں، ہمارے ملک میں بعض لوگوں نے صرف اس وجہ سے عید نہیں منائی کہ وہ بادلوں کے پیچھے چھپا ہوا چاند نہیں دیکھ سکے۔ گورنر نے کہا کہ سائنس اب اتنی ترقی کر چکی ہے کہ اس بات کی بھی پیشگوئی کی جا سکتی ہے کہ چاند کس روز اور کتنے وقت پر نظر آئے گا۔

کراچی ۱۹ مارچ۔ آج پاکستان بھی ایٹمی اور خلائی دور میں شامل ہو گیا ہے۔ پاکستان نے یہ اعزاز اپنی اور امریکہ کی متحدہ کوششوں سے حاصل کیا ہے۔ ایٹمی کمیشن کے ممبر مسٹر سٹون نے کہا کہ اسلام آباد دنیا کا پہلا شہر ہو گا جس کی تعمیر سے پہلے ایٹمی انسٹی ٹیوٹ کی عمارت قائم کی جائے گی۔

پشاور۔ معلوم ہوا ہے مہمند ایجنسی کے قریب افغانستانی افواج جمع ہو رہی ہیں۔ اس پر پاکستانی قبائل افغانستان کے ہر حملہ کا منہ توڑ جواب دینے کے لئے تیار ہیں اور مہمند ایجنسی کے قریب افغان فوج کے اجتماع پر سخت برہم ہو چکے ہیں۔ انہوں نے تازہ گڑبڑ پیدا کرنے کے لئے افغانستان کی فوجوں کے اجتماع پر زبردست غم و غصہ کا اظہار کیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ افغان لشکر نے پاکستان کے خلاف کسی غلطی کا ارتکاب کیا تو صورت حالات مختلف ہو گی، کیونکہ اب پاکستانی قبائل متحد ہو چکے ہیں۔

لندن ۱۹ مارچ۔ صدر پاکستان فیلڈ مارشل محمد ایوب خان نے دولت مشترکہ کے وزرائے اعظم کی دسویں کانفرنس میں اقوام متحدہ کی تنظیم نو کے متعلق جو تجویز پیش کی، اس کی بڑی حمایت کی گئی ہے اور اس کے ساتھ ہی حفاظتی کونسل میں بھارت کو مستقل نشست ملنے کے امکانات ختم ہو گئے ہیں۔

کراچی ۱۹ مارچ۔ امریکہ کے گشتی سفیر ایورل ہیری مین صدر پاکستان کے لئے صدر امریکہ کا ایک ذاتی پیغام لے کر آج شام نئی دلی سے کراچی پہنچے۔ آپ نے اخباری نمائندوں کو بتایا کہ امریکی حکومت پاکستان اور ہندوستان کے دوسرے تنازعات سلجھانے میں مدد دینے کے لئے تیار ہے۔

لاہور ہفتہ کے روز مولانا غلام مرشد خطیب شاہی مسجد نے خطبۂ عید دیتے ہوئے کہا کہ مذہبی تعلیم کی کمی اور محبت رسول کے جذبہ کی عدم موجودگی میں پاکستان میں اسلام سے انحراف اور دوسرے مذاہب کو اختیار کرنے کا رجحان بڑھ رہا ہے، انہوں نے کہا کہ گذشتہ ایک برس میں آٹھ ہزار فرزندانِ توحید نے اپنے مذہب کو چھوڑ کر عیسائیت قبول کی ہے۔ اگر ان آٹھ ہزار افراد کو محمد رسول اللہ صلعم کی غلامی کے شرف کا صحیح اندازہ ہوتا تو وہ کسی صلیب کو اپنی گردن کی زینت نہ بناتے۔

مشرقی پنجاب (انڈیا) میں خودکشی کا رجحان تشویشناک حد تک پہنچ چکا ہے۔ اس سنگین جرم کا ارتکاب زیادہ تر نوجوان لڑکے لڑکیاں کر رہی ہیں۔ اعداد و شمار کے مطابق مشرقی پنجاب میں روزانہ ایک خودکشی کی واردات ہوتی ہے اور پھر ستم یہ کہ "آتم گھات" کرنے والی سب کی سب پڑھی لکھی لڑکیاں ہیں۔ ان خودکشیوں کا پس منظر محبت میں ناکامی، ازدواجی تنازعات اور افلاس کے سوا کچھ نہیں۔

لندن ۱۷ مارچ۔ صدر ایوب نے کہا ہے کہ پاکستان میں امیروں اور غریبوں میں موجودہ تفاوت دور کرنا اشتراکیت کو دعوت دینے کے مترادف ہو گا۔ آپ نے اعلان کیا کہ پاکستان جمہوریت کی راہ پر گامزن ہے۔ اور میری حکومت نے جمہوریت کو تباہی سے بچانے کی انتہائی کوشش کی ہے اور ہم پاکستان میں سماجی، سیاسی اور اقتصادی کمزوریوں کو ختم کرنے کی کوششوں میں مصروف ہیں۔ صدر ایوب نے اس الزام کی تردید کی کہ پاکستان میں آمرانہ نظام حکومت قائم ہے۔ آپ نے

قرآن کریم کے بعد بھی وحی ولایت کا دروازہ کھلا ہے

(سلسلہ صفحہ ۱۰)

پر حجت قرار دیا گیا ہے اور اس کی اطاعت کرنے کو لازمی گردانا گیا ہے اور نہ ماننے والوں کو ایمان سے خارج ٹھہرایا گیا ہے حالانکہ یہ امر بھی اس واقعہ سے واضح ہے کہ یہ حکم کوئی شرعی حکم نہ تھا لیکن اسکو اہمیت کتنی بڑی دی گئی ہے اس سے پتہ لگا کہ مامور من اللہ خواہ غیر نبی ہی کیوں نہ ہوں بعض امور میں اس کی بتلائی ہوئی ہدایت پر عمل کرنا ایسا ہی ضروری ہوتا ہے جیسا کہ شرعی احکام پر عمل کرنا ضروری ہوتا ہے اس کی نافرمانی ویسی ہی مورد غضب الٰہی بنا دیتی ہے جیسی کہ شرعی احکام کی نافرمانی۔

آیندہ قسط میں انشاءاللہ قرآن کریم کے بعد وحی ولایت کی ضرورت اور اس کی اہمیت پر سیر کن بحث کی جائے گی

وما توفیقی الا باللہ العلی العظیم ؁

عطیہ زکوٰۃ فنڈ

بیگم صاحبہ حاجی محمد عظیم مرحوم سکنہ نواب شاہ سندھ نے بذریعہ مرزا غلام ربانی صاحب آف کوٹ حبیب اللہ خاں معرفت جماعت راولپنڈی مبلغ -/۱۵۰ روپے زکوٰۃ فنڈ میں انجمن کو دیئے ہیں۔

جزاک اللہ احسن الجزا

(دفتر محاسب)

خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ دیں۔

الیکٹرک پریس ہسپتال روڈ لاہور میں باہتمام مولوی دوست محمد صاحب پرنٹر پبلشر چھپ کر دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور سے شائع ہوا

پیغام صلح ۲۲ مارچ سنہ ۱۹۶۱ء رجسٹرڈ ایل ۸۳۸ شمارہ ۱۲

ہفت روزہ پیغام صلح لاہور

چندہ:۔ پاکستان سے چھ روپے۔ ہندوستان سے چھ روپے ہندوستانی سکہ ÷ بیرونی ممالک سے ایک پونڈ
ہندوستان میں ہمارے نمائندہ کا پتہ:۔ جناب محمد انعام الحق صاحب، مکان نمبر ۱ محلہ اعظم پورہ ملک پیٹھ۔ حیدرآباد دکن (انڈیا)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ہم تو رکھتے ہیں مسلمانوں کا دیں
دل سے ہیں خدامِ ختم المرسلیں

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا خصوصی ترجمان

ہمیں دیتے ہو کافر کا خطاب
کیوں نہیں لوگو تمہیں خوف عقاب

ہفت روزہ

پیغام صلح لاہور

ہر بدھ کو شائع ہوتا ہے
تار کا پتہ:- "تبلیغ لاہور"
فون نمبر:- ۷۳۷۳
مدیر:- دوست محمد
مدیر معاون:- بشیر احمد تنویر

زرِ مبادلہ
پاکستان و ہندوستان
آٹھ روپے
ممالک غیر سے
ایک پونڈ

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸
فی پرچہ ۱۳ / پیسے

جلد ۴۹ | یوم چہار شنبہ مؤرخہ ۱۲ / شوال المکرم ۱۳۸۰ھ مطابق ۲۹ / مارچ ۱۹۶۱ء | نمبر ۱۳

بحرِ حکمت کے موتی

وعن انسؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حب الدنیا رأس کل خطیئۃ وحبک الشئی یعمی ویصم (اخرجہ رزین) قلت اخرجہ ابو داؤد واللہ اعلم بحوالہ تلخیص الصحاح کتاب باب ذم الدنیا)

ترجمہ:- حضرت انس رضؓ سے روایت ہے کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دنیا کی محبت ہر گناہ کی جڑ ہے اور کسی شئے کی محبت انسان کو اندھا اور بہرا کر دیتی ہے۔

نوٹ:- انسان اپنی فطرت میں محبت کے پاک جذبات لیکر نمودار ہوتا ہے محبت شرفِ انسانیت کا مرکزی نقطہ ہے۔ انبیاء علیہم السلام کی سب سے بڑی کرامت انتہائی جذبۂ محبت ہے جس کی کشش سے سلیم الفطرت لوگ ان کی طرف کشاں کشاں چلے آتے ہیں۔ انسانیت کا شرف اس بات پر منحصر ہے کہ پاک جذبات کو مزبلۂ دنیا میں نہ پھینک دیا جائے اس پاک جذبہ کا رضائے الٰہی کے ماتحت استعمال کرنے میں ہی فلاح و بہبود ہے۔ حضرت مسیح موعود کے چند پُر معارف اشعار ہدیہ قارئین ہیں:-

اے محبت عجب آثار نمایاں کر دی
زخم و مرہم برہ یار تو یکساں کر دی
ذرہ را تو بیک جلوہ کنی چوں خورشید
اے بسا خاک کہ تو چوں مہ تاباں کر دی
جان خود کس ندہد بہر کس از صدق و وفا
راست این است کہ این جنبش تو ازاں کر دی

(غلام قادر عفی عنہ)

مسجد ووکنگ میں وزیر اعظم ملایا کی تقریر

عید الفطر پر چار ہزار نفوس کا عظیم الشان اجتماع

مادی نظریہ حیات۔ نسلی امتیاز اور شراب تہذیب حاضرہ کی تین لعنتیں شیخ محمد طفیل صاحب کے خطبہ عید کا موضوع

پیغام صلح کے خصوصی نامہ نگار کے قلم سے

انگلستان میں اس بار عید اتوار ۱۹ / مارچ ۱۹۶۱ء کو منائی گئی۔ ایک ہفتہ قبل موسم نہایت خوشگوار تھا لیکن عید کے قریب یک لخت خنکی شروع ہو گئی۔ مشرقی لندن میں باہر سے اطلاعات آنے پر ہفتہ کے روز عید منائی گئی لیکن اسلامک کلچر سنٹر اور ہٹنی مسجد میں اتوار کو عید کی نماز ہوئی۔

وزیر اعظم ملایا کی تقریر

جب عید کے دعوت نامے ارسال کئے گئے تو ملایا کے سفارت خانہ سے اطلاع ملی کہ الحاج تنکو عبد الرحمان وزیر اعظم ملایا عید ووکنگ کرنا چاہتے ہیں۔ شیخ محمد طفیل صاحب امام مسجد ووکنگ نے انہیں دعوت نامہ کے ساتھ خطبہ عید کے بعد حاضرین سے مختصر خطاب کی بھی دعوت دی۔ جسے انہوں نے بخوشی منظور کر لیا۔ لیکن وقت اس قدر کم تھا کہ اس اطلاع کو عام نہ کیا جا سکا۔

اتوار کی وجہ سے خیال تھا کہ لوگ کچھ زیادہ ہی آئیں گے اس لئے ہم نے قریباً تین ہزار اشخاص کے طعام کا انتظام ضروری سمجھا۔ لیکن عید کا دن طلوع ہوا تو ہماری توقع کے خلاف

چار ہزار نفوس کا عظیم الشان اجتماع

مسجد کے باغ میں موجود تھا۔ خیمہ کے اندر اور باہر ایک ہی حالت تھی۔ کھوے سے کھوا چھلتا تھا۔ کاروں کی لمبی لمبی قطاریں سٹیشن سے لے کر مسجد تک اور مختلف سڑکوں پر دور دور تک چلی گئی تھیں، درجن بھر کے قریب بسیں بھی موجود تھیں۔ اس ہجوم کو دیکھ کر اگر طبیعت ایک طرف خوش ہوتی تھی تو دوسری طرف یہ گھبراہٹ بھی پیدا ہوتی تھی کہ آخر ان کے طعام کا تسلی بخش انتظام کیسے ہو سکے گا۔

سڑک پر کاروں کا جو ہجوم تھا اس نے قریباً ٹریفک کو روک دیا۔ جس کے لئے سپیشل پولیس کو آنا پڑا۔ بہت سے لوگ قریبی گرجا گھروں میں وقت پر نہ پہنچ سکے۔

۱۱½ بجے نماز کا وقت ہو گیا لیکن لوگ چلے آ رہے تھے۔ وزیر اعظم ملایا تنکو عبد الرحمن اور انڈونیشین سفارت خانہ کے سفیر ڈاکٹر سوبیریو (SONARIO) ساتھ ساتھ تشریف لائے۔ عجیب تماشا تھا لوگ ان کی تصاویر لے رہے تھے اور وہ اپنے اپنے کیمرے سے

کے مناظر کو فلما رہے تھے۔

شیخ محمد نفیس صاحب، وزیراعظم اور ان کے ہمراہیوں [illegible] کے اندر لے گئے۔ ہندوستان، مصر، ترکی، یردن، پاکستان، ماریشس، برٹش گیانا، غرض باری باری بہت سے لوگوں نے قرآن مجید کی تلاوت کی۔ ضروری اعلانات کرنے کے بعد اقبال احمد صاحب نے جو مائیکروفون پر تنظیم کے فرائض انجام دے رہے تھے نماز عید کا اعلان کیا اور خود امام مسجد کے لئے جگہ خالی کر دی۔

شیخ محمد نفیس صاحب نے حاضرین کو السلام علیکم کہا اور درخواست کی کہ جہاں جہاں جگہ ملے نماز میں شریک ہو جائیں۔ اگرچہ کھڑا ہونے کی جگہ ہی ملے اور سجدہ کی نوبت نہ آئے تو بھی نماز میں شریک رہیں۔ اندر اور باہر تقریباً نصف لوگوں نے کھڑے ہو کر نماز عید ادا کی۔ اگر ایک اور خیمہ اتنا بڑا لگایا جاتا تو پھر بھی یہ مشکل پیش آتی۔

اللہ اکبر اللہ اکبر

شیخ محمد نفیس صاحب نے نماز کی امامت کرائی اور پھر خطبہ کے لئے کھڑے ہوئے حاضرین نے بلند آواز سے ان کے ساتھ ساتھ تین دفعہ ذیل کے الفاظ دہرائے:

اللہ اکبر اللہ اکبر لا الٰہ الا اللہ

واللہ اکبر اللہ اکبر وللہ الحمد

تھوڑی دیر تک تمام خیمہ ان الفاظ سے گونجتا رہا اور پھر خاموشی چھا گئی۔ شیخ صاحب نے قریباً بیس منٹ تک لا الٰہ الا اللہ کی اہمیت پر تقریر کی اور انسانی زندگی کے ساتھ اس کے گہرے تعلق پر روشنی ڈالی۔ دوران خطبہ انہوں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کے بعض واقعات بھی بیان کئے۔ اور انہوں نے عصر حاضر کی تین بڑی لعنتوں کی طرف توجہ مبذول کرائی۔ انہوں نے کہا کہ مادی نظریہ حیات، جنسی اختلاط اور شراب یہ تین بڑی لعنتیں ہیں جو افراد و اقوام عالم کو گھن کی طرح کھائے جا رہی ہیں۔ جہاں جہاں بھی مغربی تہذیب گئی ہے ان لعنتوں کو اپنے ساتھ لے گئی ہے۔ مغربی تہذیب کے دنیا پر سائنسی رنگ میں بہت سے احسانات بھی ہیں جن کا انکار نہیں کیا جا سکتا۔ لیکن اپنے ورثہ میں جو یہ چیزیں چھوڑ رہی ہے۔ وہ دنیا کو تباہی کے گڑھے کی طرف لے جا رہی ہیں۔ اور مسلم . . . .

ممالک ان دنوں بدقسمتی سے سیاسیات میں مغرب کی تقلید کر رہے ہیں۔ مسلمانوں کو جو امور اُن کی اسلامی روایات کے خلاف ہیں ہرگز قبول نہیں کرنا چاہیئے۔

[illegible] کے خطبہ کا مکمل ترجمہ عنقریب پیغام صلح کے لئے [illegible] کیا جائے گا۔

وزیراعظم ملایا کا خطاب

الحاج تنکو عبدالرحمٰن پہلی مرتبہ ووکنگ تشریف نہیں لائے تھے۔ باتوں باتوں میں انہوں نے ذکر کیا کہ جب وہ انگلستان میں تعلیم حاصل کرتے تھے ان دنوں ہر اتوار کو وہ ووکنگ آیا کرتے تھے۔ ان ایام میں الحاج خواجہ کمال الدین مسجد کے امام تھے۔ وہ خوشگوار دن انہیں اب تک یاد ہیں۔ انہوں نے ایک بار پھر ووکنگ آ کر بہت خوشنودی کا اظہار کیا۔

ان کی تقریر قریباً پندرہ منٹ کی تھی۔ پہلے روزوں کی غرض و غایت اور اہمیت کی طرف توجہ دلائی۔ اور پھر اُن کا روئے سخن جنوبی افریقہ کی طرف مڑ گیا۔ انہوں نے کہا کہ اس ملک کے کامن ویلتھ میں سے نکل جانے سے کامن ویلتھ (دولت مشترکہ) کمزور ہونے کی بجائے زیادہ مضبوط ہو گئی ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ ان کی خواہش ہے کہ مسلم ممالک کی بھی اسی طرح ایک کامن ویلتھ قائم کی جائے۔ جس میں ہم سب لوگ آپس میں مل بیٹھ کر اپنے مسائل پر غور کریں۔ اور وہ دن دور نہیں جب مسلمان اس خواب کو شرمندہ تعبیر کر سکیں گے۔

وزیراعظم کی تقریر پر لوگوں نے بار بار تالیاں بجا کر خوشنودی کا اظہار کیا۔ لندن کے اخبارات ٹائمز، ڈیلی ہیرلڈ، ڈیلی ٹیلیگراف میں ان کی تقریر کے اقتباسات شائع ہوئے۔ ووکنگ کے اخبارات اور رسالوں نے عید کی خاص رپورٹیں تفصیل سے شائع کیں۔ جن کے ضروری حصوں کا ترجمہ وقت ملنے پر پیغام صلح میں شائع کیا جائے گا۔

بی۔بی۔سی۔ افریقہ سیکشن

برٹش براڈکاسٹنگ کارپوریشن کے افریقہ سیکشن کے نمائندے اپنے ٹیپ ریکارڈر لے کر آئے ہوئے تھے انہوں نے نماز و خطبہ کے بعد وزیراعظم ملایا اور امام مسجد سے سوالات پوچھے اور اُن کے جوابات ریکارڈ کر لئے گئے جسے اسی دن انہوں نے اپنے ممالک کے لئے نشر کرنا تھا۔ خطبہ و تقریر کے بعد والنٹیئرز نے میزیں بچھائیں۔ لوگ کھانا کھانے کے لئے قطاریں باندھ کر کھڑے ہو گئے۔ اس وقت تھوڑی سی برف باری شروع ہوئی پھر رُک گئی۔ عید پر بڑے چھوٹے سب قطاروں میں کھڑے ہو کر کھانا کھاتے ہیں۔ لوگوں کا ہجوم دیکھ کر امام صاحب وزیراعظم ملایا کو ساتھ کے ایک کاروان میں لے گئے (کاروان ایک چلتا پھرتا گھر ہوتا ہے جو موٹر کے پیچھے باندھ کر ایک جگہ سے دوسری جگہ لے جاتے ہیں آج کل مسجد میں ایک صاحب مع اپنی اہلیہ کے اس کاروان میں ٹھہرے ہوئے ہیں) وہاں ان کو چائے پلائی اور تھوڑی دیر ان سے گفتگو ہوتی رہی۔

افسوس دیگیں ابھی تک نہیں پہنچیں۔ ورنہ چاول پکانے میں آسانی ہو جاتی۔ باورچی خانہ بھی تنگ ہے نیز اکثر دوبارہ مرمت کرانے کی ضرورت ہے۔ اس کے لئے مولوی عبدالمجید صاحب نے کچھ رقم اکٹھی کی ہے۔ چار پانچ سو پونڈ اور مل جائیں تو یہ کام بھی شروع ہو جائے۔ ورنہ اس دفعہ باورچیوں نے دھمکی دی ہے کہ آئندہ وہ ان حالات میں کام نہیں کریں گے (خدا رحم کرے اور ان کی یہ دھمکی محض ڈراوا ہی ہو) ان میں سے ایک غلام محمد تو پچیس سال سے مفت عید کا کھانا پکا رہے ہیں۔ جاتے وقت کہنے لگے کہ میں نے کہہ دیا ہے [illegible]

جب مہمان بیٹھ کے چلے جائیں تو پھر میرا دل کھانے کو نہیں کرتا (انہوں نے باورچی خانہ کے لئے ۲۰۰ پونڈ چندہ بھی دیا ہے) سچ یہ ہے کہ بہت سے لوگ کھانے سے محروم رہ گئے۔ اور بہت سے لوگ حالات کے تیور دیکھتے ہی کہ اتنی دھکم پیل میں ان کی شنوائی کہاں ہو گی جلد ہی رخصت ہو گئے۔

عید ختم ہو گئی لیکن عید کا کام ختم نہیں ہوا۔ مسجد کے باغ کا کونہ کونہ کاغذوں، پلیٹوں اور پیالیوں سے بھرا پڑا ہے۔

جو لوگ باہر سے آتے ہیں ان کو تعجب ہوتا ہے کہ اتنے لوگوں کو کیسے بھگتا لیتے ہیں۔ سچ یہ ہے کہ کارکن کم اور کام بے انتہا ہے۔ یہ محض خدا کا فضل ہے۔ اس موقعہ پر ذیل کے افراد کا خاص طور پر شکریہ ادا کیا جاتا ہے:۔

سیجر فاروق فادمر۔ غلام محمد اور ان کے ساتھی۔ اقبال احمد۔ مسٹر عبداللہ۔ مسز طفیل۔ عینی اور روحی اور ان کی سہیلیاں۔ حمید چودھری۔ رفیع میاں۔ مسٹر اور مسز ایف حسین۔ خالد۔ طارق اور فاروق۔ اور بہت سے ایسے والنٹیئرز جنہوں نے عین وقت پر آ کر رضاکارانہ خدمات انجام دیں۔ ان کے ناموں کی فہرست بہت طویل ہو گی اور سب کے سب نام معلوم بھی نہیں، لیکن اللہ تعالیٰ کے ہاں ان سب کا اجر ہے جزاہم اللہ احسن الجزاء

عید کے مناظر کو ہمارے دو دوستوں نے فلمایا ہے۔ اگر ان کی کوششیں کامیاب ہوئیں تو شاید احباب جلسہ سالانہ پر اس منظر کو دیکھ سکیں۔

لندن میں تین مقامات پر عیدیں ہوئی ہیں، لیکن ووکنگ کی عید کی کشش ایسی ہے کہ جو ایک دفعہ یہاں آتا ہے وہ اس لطف کو نہیں بھولتا۔

مارننگ نیوز کراچی نے یہاں کی مفصل رپورٹ شائع کی تھی شاید احباب کی نظر سے گذری ہو۔ مزید تفصیلات بھی اس پرچہ میں شائع ہوں گی۔

خط و کتابت تبلیغی

دیکھو خدا نے سارے جہاں کو جھکا دیا
گمنام پا کے شہرۂ عالم بنا دیا
(مسیح موعودؑ)

نائجیریا

ترجمہ خط از مسٹر بابا ٹونڈے صلاح الدین سیکرٹری اسلام ایکسٹنڈنگ یونین نائجیریا۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

آپ کا گرامی نامہ مؤرخہ ۲۰/۱/۶۱ ملا بہت بہت شکریہ۔ یونین آپکی بہت مشکور ہے کہ آپ نے ہمیں نہایت قیمتی کتب سے نوازا۔ تمام ممبران کی طرف سے اپنی انجمن کے سربراہوں کو شکریہ پہنچا دیں کتب یہ ہیں۔ قرآن شریف مع متن۔ ٹیچنگز آف اسلام اور فتح اسلام مصنفہ حضرت مرزا غلام احمدؐ مجدد عصر حاضر۔ مسیح موعودؑ اور مہدی۔ یہ کتب غیر مسلمانوں کے لئے اسلام کی طرف سے ایک روشنی کا مینار کا کام دیں گی۔

دُعا ہے اشاعت اسلام کے لئے آپ کی مساعی کو اللہ تعالیٰ کامیاب فرمائے اور ممبران انجمن کو اللہ تعالیٰ ارضی و سماوی نعماء سے نوازے۔

ہماری یونین گذشتہ ہفتہ دو غیر مسلموں کو اسلام میں داخل کرنے میں کامیاب ہوگئی ہے ان کے نئے نام عبدالرحیم اور تاج الدین ہیں ہمیں امید ہے کہ بہت جلد کافی تعداد میں غیر مسلم اصحاب کو ہم اسلام میں داخل کرلیں گے۔

افسوس ہے کہ ہم اس بت پرست (اس کا فوٹو ڈیلی ٹائمز اخبار میں شائع ہوا ہے جس کا کٹنگ خط کے ساتھ یونین نے ہمیں بھیجا ہے۔ ڈائر) سادھو کو مسلمان نہیں بنا سکے یہ چیف سو لار سک گنلیک ہے ہم نے بہت کوشش کی کہ اپنے دیوی کو پھینک دے مگر یہ نہیں مانتا البتہ اس نے اپنے لڑکوں میں سے دو بیٹوں کو اسلام قبول کرنے کی اجازت دے دی ہے۔ تاہم ہم روز اس کے پاس جاکر وعظ و نصیحت کرتے رہتے ہیں اگر یہ مسلمان ہوگیا تو ہمیں امید ہے کہ اس کے مریدوں کا اکثر حصہ مسلمان ہوجائے گا۔

ہماری رہنمائی فرمائیں کہ ہم کس طرح اس سادھو چیف کو مسلمان بنائیں اور اس کا دل اسلام کی طرف مائل ہوجائے۔

یونین آپکے جواب کی منتظر ہے

(انہیں چیف سادھو کے لئے قرآن ٹیچنگز آف اسلام اور خط بھیجے جاتے ہیں۔ انہیں لکھا گیا ہے کہ وہ دعا کریں ہم بھی دعا کریں۔ غلام قادر۔ ڈائر)

ترجمہ خط از ایم۔ عمری بینا چیف امام بیڈا۔ نائجیریا

اسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

مجھے یہ سُن کر کہ آپ تمام دنیا میں بڑی تندہی سے اشاعت اسلام فرما رہے ہیں ۔ ۔ ۔ ۔ بہت خوشی حاصل ہوئی ہے۔ بدقسمتی سے مجھے آپ کا صحیح پتہ نہ مل سکا تھا کہ

کالج میں ایک سو چار مسلم طلباء ہیں جنہیں میں نماز پڑھاتا ہوں کل تعداد طلباء کی ایک صد پچاس افراد پر مشتمل ہے۔

میں آپ کا بہت مشکور ہوں گا اگر آپ مجھے ایک نسخہ قرآن شریف مع دیگر اسلامی لٹریچر ارسال فرمادیں۔

امید ہے میں ان کی مدد سے اپنے مقتدیوں اور دیگر اشخاص کے دلوں میں اسلام کی صداقت اور عظمت قائم کرسکوں گا۔

میں ایک دفعہ پھر آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

(انہیں خط اور قرآن شریف مع متن و دیگر لٹریچر بھیجے گئے۔ غلام قادر)

ترجمہ خط از معلّم ڈبلیو۔ اے جینیا لیگوس نائجیریا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

میں نوجوان مسلم امام احمد تجانی کا بیٹا ہوں میری پرورش اسلامی ماحول میں ہوئی ہے اور مجھے اسلامی تعلیمات پر پورا ایمان ہے۔ اسکول میں میں نے قرآن شریف تو پڑھ لیا ہے مگر اس کے ترجمہ اور تفسیر سے کورا اور نابلد ہوں۔

ہزارہا نائجیرین لوگ اسی طرز کا قرآن شریف پڑھتے ہیں اور مطالب سے بے بہرہ رہتے ہیں نائجیریا میں بچوں اور نوجوانوں کو اسلامی تعلیم سے بہرہ اندوز ہونے کا کوئی موقع نہیں حالانکہ نائجیریا میں ½ سے زیادہ مسلم آبادی ہے اور یہ ملک اسلامی ملک کہلاتا ہے لیکن دیگر مسلمان ممالک مثلاً پاکستان۔ مصر۔ متحدہ عرب، عراق وغیرہ کے مقابل کوئی شے نہیں۔ یہاں کے مسلمانوں کی تعلیمی پستی اور تباہ کاری کے متعلق کہا یہ جاتا ہے کہ ان حالات کے ذمہ دار مغربی ایجوکیشنل اور علیدگی پسند ہیں جنہوں نے صدیوں سے نائجیریا کو محکوم رکھا اور اس بات کو محسوس کرکے کہ اسلام جلد جلد یہاں پھیل رہا ہے مسلمانوں کو اپنے غم و غصہ اور تعصب کا شکار بنا لیا گیا۔

آج کل بہت سے نائجیرین مسلم نوجوانوں نے ینگ مین ایسوسی ایشن نائجیریا قائم کردی ہے جس کے اغراض و مقاصد یہ ہیں کہ مسلمان نوجوانوں کی اسلامی تعلیم مغربی لائنوں پر جو آج کل اس ملک میں رائج ہے حاصل کرنے کے لئے بیدار کیا جائے۔

یہ ایسوسی ایشن ان کوششوں کو استحسان کی نظر سے دیکھتی ہے جو مسلم کونسل آف نائجیریا مسلمانوں کی بہتری کے لئے کررہی ہے۔ اور ممبران ایسوسی ایشن کی خواہش ہے کہ وہ مذکورہ کونسل سے مل کر کام کریں۔

کونسل مذکورہ نے تمام غیر مسلم نوجوانان نائجیریا سے اپیل کی ہے کہ وہ اسلام کو اپنائیں کیونکہ ۔ ۔ ۔ دنیا کے تختہ پر سوائے اسلام کے اور کوئی مذہب اپنانے کے قابل نہیں اور انہیں شودرہ

دیا ہے کہ اسلام کے متعلق صحیح صحیح معلومات حاصل کرنیکے لئے دوسرے مسلمان ممالک مثلاً پاکستان اور ہندوستان وغیرہ کی طرف رجوع کریں تاکہ وہ اسلامیات کی مکمل تعلیم حاصل کرسکیں۔

میں بذات خود اس اپیل پر لبیک کہتے ہوئے آپ کی موومنٹ کی طرف مخلصانہ رجوع کرتا ہوں تاکہ اسلام کے متعلق آپ میری رہنمائی فرمادیں۔

شاید آپ میری صحیح تعلیم و تربیت کرنے میں میرے معیار تعلیم کے متعلق تفصیلاً جاننا چاہیں تو گذارش ہے کہ میں نے الگبوبی کالج مغربی نائجیریا میں چار سال سیکنڈری گرامر اسکول میں تعلیم حاصل کی ہے۔

۱۹۵۳ء میں نے تعلیمی کورس ختم کرلیا تھا آج کل یونائیٹڈ کنگڈم پوسٹل ٹیوشن جنرل سرٹیفکیٹ حاصل کرنے کی کوشش میں مصروف ہوں۔

ان تمام وجوہات کی روشنی میں اور میری مذہبی تعلیم کے حصول کے لئے زبردست خواہش کو مدنظر رکھتے ہوئے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے میری حتی المقدور مدد فرمایئے تاکہ میں اپنے مقصد کو پالوں۔ نہ صرف میری بہبود کو مدنظر رکھیں بلکہ تمام نائجیرین باشندوں کی سود و بہبود کو مدنظر رکھ کر ہم لوگوں کی راہنمائی فرمایئے۔

بہت بہت شکریہ۔ جواب کا منتظر۔

(انہیں خط، قرآن شریف اور دیگر اسلامی لٹریچر بھیجے گئے۔ غلام قادر ڈائر)

ترجمہ خط از مسٹر ایامی۔ بی۔ الوٹا لیگوس نائجیریا

السّلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

مجھے لونگ تھاٹس۔ اور دیباچہ احمدیہ وغیرہ موصول ہوئیں، بہت بہت شکریہ۔

اطلاعاً عرض کرتا ہوں کہ اگرچہ میں تھوڑا تھوڑا پڑھتا ہوں مگر مجھے بذریعہ اپنی اصلاح کا اس لٹریچر سے حاصل ہو رہا ہے۔

میں ایک پختہ مگر برائے نام مسلم تھا۔ آپ کے تعلق سے میں صحیح مسلمان بن گیا ہوں۔

لونگ تھاٹس کے متعلق میرے تاثرات یہ ہیں:-

باب (۱)۔ میں نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بہت سی مشکلات کے متعلق علم حاصل کیا۔ تعدد ازدواج کا مسئلہ خوب روشن ہوا اور دوران بحث و مباحثہ بھی بڑے کام آیا۔ کیونکہ مسلمانوں کو دیگر لوگ طعن و تشنیع کرتے تھے کہ تعدد ازدواج کو ہم نے ہوس رانی کا ذریعہ بنایا ہوا ہے، چونکہ حضور صلعم نے ہمیشہ کفار کو تبلیغ اسلام فرمائی لہذا میں نے بھی اپنے فالتو وقت میں تبلیغی مساعی شروع کردی ہیں۔

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنی ازواج مطہرات کی تربیت کرنا۔ اپنے کپڑوں کو پیوند لگانا۔ اپنا جوتا خود مرمت کرنا اور دیگر گھریلو کاموں کی سرانجام دہی خود کرنا یہ قابل تقلید باتیں ہیں جن سے میں بہت متاثر ہوا ہوں۔

باب (۲)۔ خدا تعالیٰ کی وحدانیت پر ایمان

یہ مسئلہ سب سے اہم ہے اگرچہ اس پر میرا تبصرہ بہت مختصر ہے تاہم میں نے اس کتاب کے ہر قیمتی باب سے بہت

(باقی بر صفحہ ۱۵ اشتہار کے نیچے)

مادی اور سائنسی ترقیات سکون قلب کا موجب نہیں

سائنسدانوں میں سکونِ قلب حاصل کرنے کے لئے خدا تعالیٰ کی تلاش

اللہ تعالیٰ اور اسکے کمالات کا نظارہ کائنات میں

خطبہ جمعہ مؤرخہ ۲۴ مارچ سنہ ۱۹۶۱ء فرمودہ حضرت امیر مولانا صدرالدین صاحب ایدہ اللہ بمقام احمدیہ بلڈنگس لاہور

هو الذی خلق السمٰوات والارض بالحق ـــ واللہ علیم بذات الصدور

کائنات کی تخلیق کا ذکر قرآن میں

ان آیات میں اللہ تعالیٰ کا ذکر ہے اور اس کے ساتھ ساتھ اس کائنات کا ذکر ہے جو ہمارے سامنے ہے اور اس کائنات کی بعض دوسری چیزوں کا ذکر ہے ان میں سب سے بڑی اہمیت کا مالک "انسان" کی شخصیت ہے اسکا ذکر بھی اس میں آیا ہے اور انسان کی تخلیق اور اسکو عطا کردہ استعدادوں اور قوتوں کا بھی ذکر ہے۔

مادی ترقی سکون قلب کا موجب نہیں

انسان کے دو بڑے حصے ہیں۔ ایک جسم اور دوسرا رُوح یا قلب۔ جسم کی آسائش اور قوت کتنی ہی بڑھتی چلی جائے لیکن اس کے باوجود قلب اور روح کو اطمینان اور سکون میسر نہیں آسکتا۔ جب تک اس کا خدا سے تعلق نہ ہو۔ چنانچہ یورپ میں ایک تحریک چل پڑی ہے کہ مادیات میں ہم نے انتہائی ترقی کی منزلوں کو پا لیا ہے اور جسم کی آسائش و آرام کے لئے انتہا درجہ کے ساز و سامان پیدا کر لئے ہیں۔ لیکن باوجود اس ترقی و ارتقاء کے ہمارے دلوں میں سکون نہیں۔ ہم مضطرب ہیں۔ سائنس کی ترقیات سے بجائے اس کے کہ اطمینانِ قلب نصیب ہو۔ اور رُوح کو آرام و چین ملے اضطراب اور بے چینی بڑھتی چلی جارہی ہے۔ اس وقت دو ہی ملک ہیں۔ جو سائنس کی ترقی کے میدان میں ایک دوسرے سے سبقت لے جانے کی فکر میں ہیں۔ وہ ہیں امریکہ اور روس۔ دوسرے ممالک کو اس قسم کی دولت، فراخی اور سامان میسر نہیں کہ وہ اس میدان میں ان کا مقابلہ کر سکیں یہ دونوں ملک ـــ امریکہ اور روس ہی سائنس کے میدان میں سینہ سپر ہیں اور سائنس کی عجیب عجیب ایجادات میں پیش پیش ہیں۔ اور ایک دوسرے سے سبقت لے جانے کی بھی کوشش کر رہے ہیں، لیکن ایک دوسرے سے خائف بھی ہیں۔ یہ دونوں سمجھتے ہیں کہ کسی ایک کو موقعہ مل گیا۔ تو وہ دوسرے کو تباہ و برباد کر دے گا۔

تمام دنیا میں خوف واضطراب کی لہر

ان کا یہ خوف متعدی ہے۔ جو وباء کی صورت پھیلتا جارہا ہے۔ سارا یورپ خائف ہے سارا ایشیا ڈر رہا ہے، افریقہ میں اضطراب طاری ہے افریشیائی اقوام و ممالک پریشان خاطر ہیں، ساری کی ساری دنیا ڈرتی ہے کہ اگر ایک دفعہ جنگ کی آگ بھڑکی تو اس کے شعلے چہار اطراف پھیل جائیں گے اور سب کے سب اس کا شکار ہو جائیں گے۔

دلی اطمینان تعلق باللہ سے

اس سائنس نے انسان کو مادی جنت کا مالک تو بنا دیا ہے اور آرام و آسائش کے تمام سامان مہیا کر دیئے ہیں۔ لیکن اس کے باوجود اطمینان قلب اور دلی سکون حاصل نہیں ہوا۔ معلوم ہوا سائنس کی اعلےٰ ترین ترقیات اور محیر کن ایجادات انسان کے دل کو چین و قرار نہیں دے سکتیں۔ دل کا چین اور روح کا سکون اگر مل سکتا ہے تو خدا کے ساتھ تعلق لگانے سے ہی مل سکتا ہے الا بذکر اللہ تطمئن القلوب۔ خدا کے ساتھ جب تک تعلق نہ ہو اس وقت تک انسان کی زندگی ـــ اضطراب اور خوف و ہراس کی زندگی ہے۔ آج کا سائنسدان اپنی نت نئی ایجادوں سے چین و قرار نہ پا سکا۔ اگرچہ وہ اپنی کامیابیوں اور کارناموں پر خوش ہے لیکن اس کا دل روتا ہے کہ اس کو اطمینان قلب نصیب نہیں۔ چنانچہ وہ آج خدا کی تلاش میں ہے وہ سوچتا ہے کہ خدا ہونا چاہیئے جس کے ساتھ انسان کا تعلق اطمینان و سکون کا موجب ہو سکتا ہے۔

قرآن کریم میں خدا تعالیٰ کی ذات و صفات پر بحث

اسی لئے میں نے قرآن کریم کی یہ آیات پڑھی ہیں ان میں خدا تعالےٰ کی ذات پر بحث کی ہے، اس کی صفات پر بحث ہے۔ اور اس کی قدرت، کمالات اور احسانات کی نشان دہی ہے قرآن الٰہیات کی کتاب ہے۔ الٰہیات کی کتاب وہی ہو سکتی ہے جو خدا کی ذات پر بحث کرے اس کی صفات اور کمالات پر بحث کرے اور اس کی برکات، فضائل اور حکمت و قدرت کا نقشہ کھینچے۔ کیونکہ جب تک اللہ تبارک و تعالےٰ کی ذات عالی اور صفاتِ جلیلہ کی تفصیلات اور ان کے دلائل وغیرہ پیش نہ ہوں اس وقت تک آج کا پڑھا لکھا انسان کیسے مان سکتا ہے کہ خدا ہے۔ چنانچہ دلوں میں اطمینان قلب ایقان کی شمع روشن کرنے کے لئے اس قرآن کریم نے خدا تعالےٰ کی ذات اقدس اور صفات پر بحث کی ہے۔

طاقت و کمالات کی تحسین انسانی فطرت میں

فرمایا خلق السمٰوات والارض بالحق سنو لوگو! تمہاری فطرت اور طبیعت میں ہے کہ تم ہر کمال کی تعریف کرتے ہو۔ ہر بڑا کارنامہ تمہاری داد و تحسین کا سزاوار ہوتا ہے۔ کسی دیوہیکل مضبوط پہلوان کو تم رستم زماں کا خطاب دیتے ہو۔ ایک حکیم کی حکمت اور علم کو دیکھ کر تم یکتا زماں کا نام اسے دیتے ہو۔ خوبصورت تعمیر کو دیکھ کر خراج تحسین ادا کرتے ہو کسی حسین و جمیل منظر کو دیکھ کر تم کھو جاتے ہو۔ تاج محل کی صنعت کاری اور شان کا مشاہدہ کرنے کے لئے دنیا کے لوگ وہاں کھنچے چلے آتے ہیں۔ لال قلعہ کسی بادشاہ کی عظمت و سطوت کا آئینہ دار ہے، بادشاہی مسجد کسی کی ذہانت اور علمی ظرف کی مظہر ہے۔ سپین میں مسلمانوں نے محلات اور یادگاریں بنوائیں جن کے فن تعمیر کو یورپ کے بڑے بڑے انجنیئروں کا دماغ آج تک نہیں پہنچ سکا۔ اگر پہنچ سکتا تو ان جیسے یا اس سے زیادہ عالی شان محلات یورپ کے دوسرے ملکوں میں بھی بن جاتے۔ سپین کے اسلامی محلات و اور یادگاروں کی یورپ میں نقلیں کی گئی ہیں۔ مجھے بھی ان کے دیکھنے کا موقعہ ملا ہے۔ وہ نقلیں انگلستان میں اور دوسرے ممالک میں استوار کی گئی ہیں۔

صانع کائنات کے کمالات

فرمایا کہ تم انسان کے کمال فن اور دستکاروں کو دیکھ کر رطب اللسان ہو جاتے ہو، ہم نے بھی تمہارے لئے ایک بلند و بالا عالیشان مکان بنایا ہے خلق السمٰوات والارض بالحق۔ اس کائنات کے صانع ہم ہیں اور تمہارے خالق بھی ہم ہیں۔ خلقکم تم لوگوں کو بھی ہم نے ہی بنایا ہے وصورکم اور تمہیں حسین و جمیل شکل و صورت دی ہے۔ اور کتنے کمالات اس گوشت پوست کے ڈھانچے میں رکھے ہیں۔ جن کی تخلیق کسی بھی بڑے سے بڑے سائنسدان کے حیطۂ اقتدار سے باہر ہے۔ اسی طرح تمہیں قلب و نظر کے قوٰے بخشے ہیں۔ اس قلب و نظر کو بے انجام استعدادوں اور بے شمار قابلیتوں کا مخزن بنایا ہے۔ اسی مضمون کو ذیل کی آیات میں دوہرایا گیا ہے۔ یایها الناس اعبدوا ربکم الذی خلقکم والذین من قبلکم لعلکم تتقون الذی جعل لکم الارض فراشا والسماء بناء۔ ہم نے تمہیں پیدا کیا ہے اور انہیں بھی جو تم سے پہلے گذر گئے ہیں۔ ہم نے زمین تمہارے لئے فرش ہے اور آسمان چھت ہے چلتے پھرتے بادل۔ یہ ہوائیں یہ سب تمہارے لئے

ہیں۔ ان کا تعلق تمہاری زندگی سے ہے اور یہ عناصر ہمہ آن تمہاری خدمت پر مامور ہیں۔ أنزل من السماء ماءً ہم تمہیں آسمان سے زندگی بخش پانی اُتارتے ہیں۔ اس پانی پر تمہاری معاشت کا مدار ہے۔ اس سے تمہارے اناج۔ غلہ جات، میوہ جات، پیدا ہوتے ہیں۔ پہاڑوں کی چوٹیوں سے چشمے پھوٹ رہے ہیں۔ بلندیوں سے آبشاریں گر رہی ہیں، وادیوں میں ندیاں بہہ رہی ہیں، میدانوں میں دریا چل رہے ہیں، یہ تر و تازہ کھیت، یہ سبزہ زار یہ باغات، ان سے تم اپنی زندگی کے لوازمات حاصل کرتے ہو، یہ تمہارا فرنیچر ہے۔ اس زمین کے پیٹ میں تمہارے لئے ہم نے بہت کچھ جمع کر رکھا ہے۔ ان دفینوں سے تم آگاہ ہو بھی اور نہیں بھی، ان کے اندر تیل ہے، کوئلہ ہے، نمک ہے، لوہا ہے، سونا ہے گیس ہے اور دوسری دھاتیں ہیں۔ اس مٹی میں ہم نے بڑے بڑے قوتیں رکھے ہیں۔ اس مٹی سے تم پیدا ہوئے ہو، تمہاری خوراک اور دوسرے سامان معیشت پیدا ہوتے ہیں۔ اس قوت تعمیر کے آگے تمہارے یہ تاج محل، تمہارے یہ شیش محل، یہ اہرام اور یہ شالیمار سب ہیچ ہیں۔ اس کائنات کی وسعت کے مقابلہ میں ان کی حقیقت ایک نقطہ کے برابر بھی نہیں، زمین کی وسعتوں، آسمان کی بلندیوں اور سمندر کی گہرائیوں اور فضا کی پہنائیوں میں اس صانع حقیقی کی کاریگری پر نظر ڈالو۔ ان میں خدا تعالےٰ کی قدرت کے کمالات اور اس کی رحمانیت کے احسانات نظر آتے ہیں

پانی سے زندگی

فرمایا وجعلنا من الماء کل شئ حیّ ہم نے پانی سے ہر چیز کو زندہ کیا۔ انسان حیوانات۔ پرند۔ چرند۔ کیڑے مکوڑے اور تمام قسم کی نباتات پانی کی مرہون منت ہے۔

پانی مہیا کرنے کا نظام

پانی کے مہیا کرنے کے لئے ایک نظام قائم کیا گیا ہے۔ وھو الذی یرسل الریاح بشرا بین یدی رحمتہ۔ خدا ہی ہے جو حکم دیتا ہے اور ہوائیں چلتی ہیں۔ وہ نوں بوجھ اپنے لطیف کندھوں پر اٹھا کر میلوں فاصلہ طے کر کے ہمارے پاس آتی ہیں۔ دہقان ان سفید سفید بگولوں کو دیکھتا ہے اس کی اُمید بر آتی ہیں۔ شدت کی گرمی میں اسے دیکھ کر جان میں جان آجاتی ہے۔ پھر فرمایا وانزلنا من السماء طھوراً۔ ہم پاک پانی برساتے ہیں لنحیی بہ بلدۃ میتا۔ اس سے مردہ شہر زندہ ہو جاتے ہیں۔ اور یہ سب کچھ کون کرتا ہے۔ ہواؤں کو کون حکم دیتا ہے کہ وہ بادلوں کو اُٹھا کر لے جائیں۔۔۔ ھو الذی یرسل الریاح۔ وہ ذات حق ہی ہے جو اس کا انتظام و انصرام کرتی ہے فتثیر سحاباً۔ یہ ہوا بادل کو اٹھا لیتی ہے۔ پھر

فیبسطہ فی السماء کیف یشاء۔ اور ان بادلوں کو لے کر چل پڑتی ہے۔ ویجعلہ کسفاً فتری الودق یخرج من خلالہ۔ پھر اس کے اندر سے مینہ برستا ہے، خدا کا نظام کیسا ہے کہ ایک ٹکڑا پانی کا یک لخت نہیں گرتا جو مفید ہے اگر یک دم عذاب کر گرتا تو آبادی کی جگہ تباہی پیدا کر دیتا۔

پانی ہوا اور سورج کا عمل

پانی کو زندگی کی بنیاد بھی قرار دیا ہے۔ اور اس کو طھوراً کہہ کر یہ بتلایا کہ تمہارے گلی کوچوں کو یہی بارش دھو ڈالتی ہے۔ مکانات اور درختوں کو دھو ڈالتی ہے اور عام طور پر صفائی کا کام اسی سے حاصل ہوتا ہے۔ خدا سارے جہان کا خالق ہے۔ اس نے ساری مخلوق کو پانی دیا ہے اور ساری مخلوق کے لئے سورج کی روشنی اور حدت پیدا کی اور پانی اور سورج مل کر دنیا بھر کی صحت صفائی کی فکر کرتے نظر آتے ہیں۔ نزلنا من السماء ماء مبارکاً۔ اس پانی کے اندر برکت ہیں۔ پانی بھی ہوا اور سورج کی طرح ہی ہے۔ یہ کبھی حیات کا لازمہ ہے۔ ایک ہی وقت میں سورج، ہوا اور پانی عمل کرتے ہیں، اور کبھی کبھی تیز آندھی چلتی ہے، وہ وبا کے جراثیم کو اڑا لے جاتی ہے مختلف امراض کے گندے وبائی اور زہریلے جراثیم اور ان کے اثرات ختم ہو جاتے ہیں۔

کائنات کا پورا علم خدا تعالیٰ ہی کو ہے

یعلم ما فی السموات والارض۔ یہ سورج، ہوا، پانی اور مٹی سبھی کچھ اس خالق نے پیدا کئے ہیں، اس لئے اس کی ماہیت کا اسے پورا علم ہے ویعلم ما تسرون وما تعلنون واللہ علیم بذات الصدور۔ وہ یہ بھی جانتا ہے کہ تم کیا کچھ چھپاتے ہو، اور کیا کچھ ظاہر کرتے ہو۔ اور وہ تمہارے سینوں کے اندر کی باتوں اور رازوں سے اچھی طرح واقف ہے۔

آسمان و زمین میں ارتباط

زمین آسمان کی تمام چیزوں کے اندر ارتباط اور اتحاد اور ہم آہنگی ہے، وہ سب مل کر مجموعی عمل سے انسان کی خدمت کر رہے ہیں۔ والشمس والقمر بحسبان۔ سورج اور قمر وقت کی پابندی اور ایک حساب سے چلتے ہیں۔ سورج اپنے وقت مقررہ پر سرگرم سفر ہے، حسب مقررہ تاریخوں میں اپنی منزلیں طے کرتا ہے۔ مجال کیا کہ ایک منٹ تاخیر یا تعجیل ہو جائے والنجم والشجر یسجدان۔ چھوٹی بوٹی سے لے کر بڑے بڑے درختوں تک سب کے سب سورج و قمر کی تاثیرات سے متاثر ہوتے ہیں، اس سے آسمان و زمین میں ارتباط نظر آتا ہے۔

عناصر کا عمل خدا تعالیٰ کے علم کے ماتحت ہے

یہ اتحاد کار کس کے حکم کا مرہون ہے۔ کیا اس

سورج کو اپنی ذات کی خبر ہے، اس عمل کی خبر ہے جو وہ کر رہا ہے یا اُن فوائد کی خبر ہے جو وہ اپنے عمل سے مرتب کر رہا ہے۔ قطعی نہیں، وہ ارادے اور اختیار سے کچھ نہیں کر رہا۔ اس میں ارادے وغیرہ کے قوتے ہی نہیں ہیں۔ کوئی شعور اسکو حاصل نہیں ہے۔ کوئی فہم اور سوجھ بوجھ اسے نہیں ملی۔ محض ایک اعلیٰ ہستی کے اشارے پر چلتا ہے۔ زمین و آسمان میں خدا تعالےٰ کی ذات و صفات منعکس ہیں۔

ماوراء الحسیات اشیاء

وہ کونسی چیز ہے جو خدا تعالےٰ کی مظہر نہیں۔ گلاب کی پنکھڑی کے اندر بعض ایسے خواص و تاثیرات پنہاں ہیں، جن کو آنکھ نہیں دیکھ سکتی اور نہ ہی ہاتھ ان کو ٹٹول سکتا ہے جو شخص یہ کہے کہ ان کی یہ خاصیتیں مجھے دکھلاؤ اور جب تک گلاب کی یہ تاثیر نظر نہ آجائے کہ وہ دل و دماغ کو فرحت بخشتی ہے اس وقت تک میں اس کا قائل نہیں ہونگا اس کو ہم جاہل کہیں گے، اسی طرح اور چیزیں ہیں جو ماوراء الحسیات ہیں انہیں آنکھ نہیں دیکھ سکتی۔ ہاتھ چھو نہیں سکتے۔ ان کا نقشہ کھینچا نہیں جا سکتا۔ مثلاً یہ بجلی ہے اس کی روشنی کو ہم دیکھ سکتے ہیں۔ یہ ہمارا چولہا گرم کر دیتی ہے یا مکان گرم کر دیتی ہے، یہ سب کچھ مشاہدہ میں آتا لیکن خود بجلی کی شکل سامنے نہیں آتی۔

کائنات میں اللہ تعالیٰ کے کمالات

اسی طرح خدا اور اس کے کمالات اس کائنات میں نظر آتے ہیں۔ اس لئے قرآن کریم بار بار خدا تعالےٰ کی صفت پیش کر کے اس کی ہستی اور صفات کاملہ کے دلائل بیان کرتا ہے، دلائل سے ہی ایمان مضبوط ہوتا ہے اور ایمان کی مضبوطی سے اعمال پیدا ہوتے ہیں۔

فہرست چندہ اخبار (بسلسلہ صفحہ ۳)

		سرخانیتی	
۷۱۰	۱۲		
نمبر ۷۴۳	۶	۱۸	۴
۷۴۹	۱۲	۲۴	۸
۹۲۹	۹	۳۰	۸
۹۴۲	۴	۲۵	۱۲
۹۵۶	۶	۳۶	۴
۹۵۷	۱۲	۳۹	۲
۹۸۷	۱۸	۵۲	۱۸
۹۹۹	۶	۵۵	۱۲
۱۰۱۱	۶	۵۶	۴
۱۰۵۰	۶	۵۷	۳
....		۶۱	۶
۲۰۵۸	۶	۶۷	۳
۲۰۵۹	۶	۷۳	۱۵
۲۰۷۹	۸	۷۹	۶
		۸۲	۱۲

(باقی صفحہ ۔ کالم ۳)

م کا ایک اعجازی طرز کلام ہے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام متعلق قرآن کریم میں لکھا ہے وما کفر سلیمان بقرہ آیت ۱۰۲۔ سلیمان نے کفر نہیں کیا۔ یہ فقرہ دوسرے رسول اور نبی حتی کہ حضرت مسیح علیہ السلام کے بھی قرآن کریم کے لئے نہیں آیا تو کیا حضرت سلیمان معاذ دیگر انبیاء اور رسولوں اور حضرت مسیح نے کفر کیا ؟ معاذ اللہ ایسا ہرگز نہیں۔ اُمّی نبی پر نازل ہونے والے قرآن کریم کا یہ اعجاز ہے کہ اس بائبل کی ایک بہت بڑی غلطی کی اصلاح کی ہے۔ چنانچہ لکھا ہے۔

" پر سلیمان بہت سی اجنبی عورتوں کو فرعون کی بیٹی کے سوا چاہتا تھا۔ موابی اور عمونی اور ادومی اور صیدانی اور حتی عورتوں کو۔ ان قوموں کی بابت خداوند نے بنی اسرائیل کو حکم کیا تم ان کے پاس اندر نہ جاؤ اور وہ تمہارے پاس اندر نہ آئیں کہ وہ یقیناً تمہارے دلوں کو اپنے معبودوں کی طرف مائل کرائیں گی۔ سلیمان انہیں سے عاشق ہو کے لپٹا اس کی سات سو زوال بیگمات تھیں اور تین سو حرمیں اور اس کی جوروؤں نے اس کے دل کو پھیرا کیونکہ ایسا ہوا کہ جب سلیمان بڈھا ہوا تو اسکی جوروؤں نے اس کے دل کو غیر معبودوں کی طرف مائل کیا .... اور سلیمان نے خداوند کی نظر میں بدی کی اور اس نے خداوند کی پوری پیروی اپنے باپ داؤد کی طرح نہ کی ......

ازبسکہ اس کا دل خداوند اسرائیل کے خدا سے جو اُسے دوبار دکھائی دیا برگشتہ ہوا، اس لئے خداوند سلیمان پر غضبناک ہوا کہ اس نے اُسے حکم کیا تھا کہ اجنبی معبودوں کی پیروی نہ کرے پر اس نے خداوند کے حکم کو یاد نہ رکھا " دیکھو ۱ سلاطین $\frac{11}{1 \text{ تا } 11}$

کہ اس بیان میں حضرت سلیمان علیہ السلام پر کفر اور شرک کا الزام قائم کیا گیا ہے۔ مگر قرآن کریم نے " وما کفر سلیمان " فرما کر حضرت سلیمان سے اس الزام کو دور کیا اور ان کی بریت فرمائی۔ اُمّی نبی صلعم کو معلوم تھا کہ بائبل میں حضرت سلیمان کے خلاف ایک جھوٹا گھڑا گیا ہے خدا سے علم پاکر آنحضرت صلعم نے سلیمان کی بریت کی اور حضرت سلیمان کو کفر و شرک سے بری قرار دیا۔ ٹھیک اسی طرح چونکہ یہودیوں کی طرف سے مسیح کو ناجائز ولادت کا الزام دے کر ایک ناپاک ثابت کرنے کی ایک پیہم کوشش کی جا رہی تھی چنانچہ لکھا ہے کہ۔

" حرامی بچہ خداوند کی جماعت میں داخل نہ ہو۔ اس کی دسویں پشت تک وہ خداوند کی جماعت میں شامل نہ ہو " (دیکھو استثنا $\frac{۲۳}{۲}$)

کریم کا احسان ہے کہ اس نے حضرت مسیح علیہ السلام ... (عزت والا) فرما کر ان کی عزت کو بلند کیا اور ان کی صفائی ... مسیح عیسائی دنیا میں بالعموم اور امریکہ میں بالخصوص یہ بحث چل رہی ہے کہ مسیح کی شخصیت تاریخ سے ثابت نہیں ہوتی۔ یہ ایک افسانوی شخصیت ہے تاریخی شخصیت نہیں کس قدر احسان ہے قرآن کریم اور حضرت محمد مصطفےٰ صلعم کا کہ نہ صرف حضرت مسیح کی شخصیت کو تسلیم کیا اور کرایا بلکہ ان پر گند اچھالنے والوں کو منہ توڑ جواب دیا مگر کس قدر احسان فراموشی اور محسن کشی ہے یہ عیسائی قوم کہ آئے دن اپنے محسن حضرت محمد رسول اللہ کے خلاف دریدہ دہنی سے کام لیتے ہیں اسے کوئی شرم محسوس نہیں ہوتی۔

کسی زمانہ میں عیسائی پادری شد و مد سے وجیہا فی الدنیا والاخرۃ " سے اگلا فقرہ " ومن المقربین " پیش کیا کرتے تھے کہ دیکھو قرآن نے مسیح کو خدا کا مقرب کہا ہے۔ لیکن جب احمدی پہلوانوں نے انہیں بتایا کہ مقربین جمع کا صیغہ ہے کئی اور مقربین بھی ہیں جن میں سے ایک حضرت مسیح بھی ہیں، حضرت مسیح کو کوئی خصوصیت نہیں اور پھر انہیں بتلایا کہ قرآن کریم میں لکھا ہے کہ والسابقون السابقون اولئك المقربون (الواقعہ آیت ۱۰، ۱۱) حضرت محمد مصطفےٰ پر سب سے پہلے ایمان لانے والے خدا کے مقرب ہیں، اگر حضرت مسیح مقرب ہیں تو قرآن کریم حضرت ابوبکرؓ حضرت عمرؓ حضرت عثمانؓ حضرت علی رضی اللہ عنہم وغیرہم صحابہ کو بھی مقرب قرار دیتا ہے۔ مقرب ہونے کا مقام تو گویا حضرت محمد رسول اللہ صلعم کے غلاموں کو بھی نصیب ہے اس میں حضرت مسیح کو کوئی فضیلت نہیں۔ اس جواب کے بعد عیسائی مناظروں اور مناظروں نے کبھی حضرت مسیح کے مقرب ہونے کے مقام کو پیش نہیں کیا۔ سطر بسطر قرآن کریم کا مطالعہ کرنے والے مسٹر برہان الدین بھی اسکو نظر انداز کر گئے۔

(۳) مسٹر برہان الدین لکھتے ہیں کہ قرآن میں مسیح کے بارے میں جب یہ لکھا دیکھا انہوں نے اندھوں کو ٹھیک کیا اور مردوں کو زندہ کیا تو انہیں خیال پیدا ہوا کہ جو شخص مردوں کو زندہ کر سکتا ہے وہ بقول عیسائی حضرات خود کیوں صلیب پر مر گیا ؟ کیا موت پر غالب آنے والا خود کیوں موت سے مغلوب ہو گیا ؟ مسٹر برہان الدین اس مشکل کو اس طرح حل کرنے کی ناکام کوشش کرتے ہیں کہ قرآن میں لکھا ہے کہ مسیح نے کہا :- والسلام علیّ یوم ولدت و یوم اموت و یوم ابعث حیا۔ مریم آیت ۳۳ - اور سلام ہے مجھ پر جس دن میں پیدا ہوا اور جس دن میں مروں اور جس دن میں زندہ ہو کر کھڑا ہوں۔ اور پھر ہاروں گھٹنا اور پھوڑوں آنکھ کی طرح دور کی کوڑی لاتے ہیں کہ اس سے ثابت ہوا کہ مسیح کو ضرور مرنا چاہیئے تھا کہ مردوں میں سے پھر جی اٹھیں۔

سطر بسطر قرآن کریم کا مطالعہ کرنے والے مسٹر برہان الدین نے اس مقام سے چند سطریں پہلے جو پڑھا اس کو عمداً کیوں نظر انداز کر گئے ؟ حضرت مسیح سے پہلے یہی چیز حضرت یحیٰی (یوحنا) کے لئے قرآن کریم میں درج ہے یہاں یحیٰیؑ کے بارے میں خود خدا فرماتا ہے سلام علیہ یوم ولد و یوم یموت و یوم یبعث حیا (مریم آیت ۱۵) سلام ہو یحیٰی پر جس دن وہ پیدا ہوا اور جس دن وہ مرے اور جس دن وہ زندہ ہو کر کھڑا ہو۔ دونوں رسولوں کے لئے ایک جیسے ہی الفاظ درج ہیں، پھر ایک کے لئے تو یہ عقیدہ گھڑ لیا جائے کہ وہ اسی دنیا میں مردوں میں سے جی اٹھے گا مگر دوسرے کے لئے یہ عقیدہ نہ رکھا جائے، اگر غور کیا جائے تو یہاں حضرت مسیح پر حضرت یحیٰی کو برتری نصیب ہوتی ہے اور وہ اس طرح کہ اپنے آپ پر اور اپنی پیدائش، موت اور جینے کے دن پر مسیح نے تو خود سلام بھیجا اور یہ فطری چیز ہے ہر شخص اپنے لئے نیک خواہشات کے پورا ہونے کی تمنا رکھتا ہے خواہ وہ پوری ہوں خواہ نہ ہوں مگر حضرت یحیٰی (یوحنا) کو فضیلت اس میں ہے کہ ان پر ان کی پیدائش - موت اور زندہ ہونے کے دن پر خود خدا نے سلام بھیجا اور خدا کا سلام یقیناً پورا ہو کر رہتا ہے۔ دوبارہ زندہ ہونے سے مراد قیامت کو زندہ ہونا ہے جبکہ نہ صرف حضرت یحیٰی اور حضرت مسیح ہی زندہ ہوں گے بلکہ سب مردے زندہ ہو کر خدا کے حضور حاضر ہوں گے۔

اگر مسٹر برہان الدین بائبل مقدس اور قرآن کریم کے اسلوب بیان اور محکمات پر غور کرتے تو انہیں ہرگز حیرت نہ ہوتی کہ مردوں کو زندہ کرنے والا خود کیوں موت کا شکار ہو گیا - مردوں سے مراد قبروں والے مردے نہیں بلکہ روحانی مردے ہیں۔ تمام انبیاء ان روحانی مردوں کو زندہ کرنے کے لئے تشریف لاتے ہیں۔ قبر کے مردوں کے لئے تو بائبل میں لکھا ہے " جو گور میں اترا پھر اوپر نہ آئے گا " ایوب $\frac{۷}{۹}$ - پھر لکھا ہے " جب آدمی مرے تو کیا پھر جیئے گا " ایوب $\frac{۱۴}{۱۴}$ - اسی طرح قرآن کریم میں لکھا ہے وحرام على قرية اهلكناها انهم لا يرجعون الانبیاء آیت ۹۵ - اور حرام ہے اس بستی پر جسے ہم ہلاک کر دیتے ہیں پھر وہ لوٹ کر نہیں آ سکتے۔ ان حوالہ جات سے ثابت ہے کہ قبر کے مردے زندہ نہیں ہو سکتے دوسرے مردے تو کیا خود مسیح بھی مر کر اگر گور میں داخل ہوں تو وہ بھی اوپر نہیں آ سکتے اور زندہ نہیں ہو سکتے۔ (باقی دارد)

فہرست چندہ اخبار (سلسلہ ...)

۱۰۱	۳	۱۸۵	۱۲
۱۱۳	۶	۱۹۹	۲۴
۱۲۵	۱۶	۲۰۳	۱۹
۱۲۸	۴	۲۵۱	۲۰
۱۳۸	۱۷	۲۵۴	۹
۱۵۷	۱۶	۳۱۵	۲۰
۱۶۳	۸	۳۲۹ ۴۰۷	۹

وحی ولایت کی اہمیت اور اس کی ضرورت

مولانا شیخ عبدالرحمٰن صاحب مصری

وجہ تسمیہ رسول اور نبی

وہ دوست جو حضرت نبی کریم صلعم کے بعد وحی کا دروازہ بند یقین کرتے ہیں وہ رسول اور نبی کی حقیقت سے ناواقفیت کی وجہ سے ایسا سمجھتے ہیں ورنہ ان دونوں الفاظ کی حقیقت پر مطلع ہونے کے بعد ایسا خیال کرنا کسی صورت میں بھی درست نہیں ہو سکتا۔ بعض لوگوں نے رسول اور نبی کے درمیان عموم خصوص مطلق کی نسبت قائم کی ہے اس طرح کہ نبی کو عام قرار دیا ہے اور رسول کو خاص یعنی ان کے نزدیک ہر رسول کے لئے نبی ہونا تو ضروری ہے لیکن ہر نبی کے لئے رسول ہونا لازمی نہیں، اس صورت میں رسول اور نبی کو دو الگ الگ شخصیتیں تسلیم کرنا پڑتا ہے جو درست نہیں صحیح بات یہ ہے کہ ایک ہی شخصیت میں رسالت اور نبوت کی حقیقتوں کا پایا جانا ضروری ہے کیونکہ جو شخص رسالت کے مقام پر کھڑا کیا جائے گا اس کے لئے نبی ہونا لابدی ہے ورنہ نہ اس کی رسالت ثابت ہو سکے گی اور نہ اس پر ایمان لانے کے لئے کوئی محرک رہے گا وجہ اس کی یہ ہے کہ بحیثیت رسول ہونے کے وہ خدا کی طرف سے دنیا کے لئے ایک پیغام لاتا ہے جو ان ہدایتوں اور ضابطہ حیات پر مشتمل ہوتا ہے جسے قبول کرنا اور اُن کے مطابق اپنی زندگیوں کو ڈھالنا اہلِ دنیا پر فرض ہوتا ہے اور جن پر عمل کئے بغیر وہ نہ دنیا میں نجات حاصل کر سکتے ہیں اور نہ اُخروی نجات سے ہمکنار ہو سکتے ہیں یہی ہدایتیں درحقیقت ضامن ہوتی ہیں انسان کو دکھوں سے بہتر زندگی عطا کرنے اور دکھوں کی دلدل سے صحیح و سالم نکالنے کی انہی کے ذریعہ خدا سے مستحکم تعلق پیدا کیا جا سکتا ہے

انہی کے ذریعہ آپس کے تعلقات کو خوشگوار بنایا جا سکتا ہے غرضیکہ دنیوی اور اُخروی زندگی اگر پُر کیف بن سکتی ہے تو انہی ہدایات کے ذریعہ بن سکتی ہے جو رسولوں پر اللہ تعالےٰ کی طرف سے نازل کی جاتی ہیں پس جو شخص ان ہدایات کو لیکر دنیا میں آتا ہے وہ چونکہ اللہ تعالےٰ کی طرف سے ان ہدایات کو لاتا ہے اس لئے وہ اللہ کا رسول کہلاتا ہے اب یہ شخص بحیثیت رسول اللہ ہونے کے جب اہلِ دنیا کو اللہ کا پیغام پہنچاتا ہے تو اہلِ دنیا کا اس کو اللہ کا پیغام یقین کرنا کوئی آسان امر نہیں ہوتا اوّل تو اس لئے کہ وہ پیغام ان تمام روایات اور معتقدات کے خلاف ہوتا ہے جو آباء و اجداد سے ان تک نقل ہوتے چلے آ رہے ہوتے ہیں اور جن پر وہ پختگی سے قائم ہو چکے ہوتے ہیں اور جو اُن کے رگ و ریشہ میں سرایت کر چکے ہوتے ہیں اور جن کو چھوڑنا ان کے نزدیک ایک نہایت ہی عزیز اور قیمتی چیز سے جدا ہونے کے مترادف ہوتا ہے۔

دوسرے اس لئے بھی کہ مدعی رسالت ان جیسا ہی بشر ہوتا ہے اور خدا جس کی طرف وہ اس پیغام کو منسوب کرتا ہے وراء الوراء ہستی ہے جو انہیں نظر آتی ہے اور نہ ہی اسے وہ کلام کرتے ہوئے سنتے ہیں اور نہ ہی اس بات کے باور کرنے کے لئے کہ اللہ تعالےٰ اس مدعی رسالت سے کلام کرتا ہے ان کے پاس کوئی مزید یقینی ثبوت ہوتا ہے پس وہ اس مدعی کی بات پر یقین کریں تو کس طرح کریں محض اس کے کہنے پر وہ کس طرح اپنے قدیم معتقدات کو ترک کر سکتے ہیں جو ان کے ذہنوں پر چھائے ہوئے اور ان کے قلوب پر مسلط ہوتے ہیں۔ قوم کے اذہان اور ان کے قلوب پر قدیم رسوم اور پرانے معتقدات کا کہاں تک اثر ہوتا ہے اس کے لئے حضرت موسےٰ کی قوم کے حالات میں اس کا بیّن ثبوت ملتا ہے، قوم حضرت موسےٰ پر ایمان لا چکی ہے ان کی صداقت پر زبردست نشانات اور الٰہی تائیدات کا مشاہدہ کر چکی ہے لیکن چونکہ گوسالہ پرستی میں مبتلا تھی اسی لئے ایک معمولی آدمی کے بہکانے سے فوراً بچھڑے کی پرستش شروع کر دی۔ اسی طرح راستہ میں بت پرست قوم کو دیکھ کر حضرت موسےٰ سے درخواست کرنی شروع کر دی کہ انہیں بھی ایسے ہی بت بنا دیئے جائیں۔ اسی طرح ایک گائے کو ذبح کرنے کے متعلق جب حضرت موسےٰ نے انہیں اللہ کا حکم سنایا تو انہیں یقین نہ آیا کہ یہ خدا کا حکم ہے فوراً بول اُٹھے اتتخذنا ھزوا "کیا تو ہم سے تمسخر کرتا ہے" لیکن جب حضرت موسےٰ نے اس بات پر زور دیا کہ یہ خدا کا ہی حکم ہے تب بھی انہیں یقین نہ آیا آخر اپنی تسلی کے لئے مختلف سوال کرنے شروع کر دیئے اور وہ سوالات ایسے امور کے متعلق تھے جن کے بارے میں انہیں یقین تھا کہ حضرت موسےٰ ان سے بالکل ناواقف ہیں اس لئے وہ ان امور کا صحیح جواب نہیں دے سکتے اللہ تعالےٰ کے بتلانے پر ہی صحیح جواب دے سکیں گے چنانچہ جب انہیں ایک امر کے متعلق صحیح جواب مل جاتا تو پھر مزید تسلی کے لئے دوسرا سوال پیش کر دیتے۔ آخر جب انہیں ہر سوال کا صحیح جواب مل گیا تو آخری سوال پر انہوں نے کہا قالوا ادع لنا ربك يبين لنا ما هي ان البقر تشابه علينا وانا ان شاء الله لمهتدون معلوم ہوا کہ وہ اس گائے کے معاملہ میں راہِ ہدایت کو چھوڑ بیٹھے تھے۔ اس آخری سوال کے جواب پر انہیں کہنا پڑا قالوا الآن جئت بالحق فذبحوها وما كادوا يفعلون انہوں نے کہا اب تو حق لایا ہے اس پر گائے کو ذبح کر دیا ورنہ وہ ذبح کرنے کے لئے تیار نہ تھے یہ واقعہ صاف بتلا رہا ہے کہ جب تک کوئی

زبردست یقینی ثبوت نہ مل جائے قوم اپنی رسوم کے مقابل نبی کی بات ماننے کے لئے تیار نہیں ہوتی اس قوم کے الفاظ لن نؤمن لك حتى نرى الله جهرة بھی قابلِ غور ہیں۔ پس اللہ تعالےٰ جو اپنی ہدایتوں کو دنیا سے منوانا چاہتا ہے اس کے لئے ضروری ہے کہ وہ اپنے رسول کی صداقت کو اہلِ دنیا پر ایسی طرز سے واضح کرے کہ ان کے لئے انکار کی گنجائش باقی نہ رہے سوائے بے جا ہٹ دھرمی اور ناواجب ضد کے وہ ثبوت جو اللہ تعالےٰ کی طرف سے اس غرض کے لئے پیش کئے جاتے ہیں قرآن کریم کی اصطلاح میں فرقان کہلاتے ہیں یعنے ایسے نشانات اور معجزات جو حق اور باطل کے درمیان فرق کر دیں اور دیکھنے والے کو یقین دلا دیں کہ ان کے پیچھے اللہ تعالےٰ کا ہاتھ ہے۔ بشر کی طاقت سے باہر ہے کہ وہ اس قسم کے نشان دکھلا سکے چونکہ اس قسم کے تمام نشانات غیب الغیب خدا کی قدرت کاملہ اور اس کے علم کامل اور اس کی تمام ..... دیگر صفات کا اظہار کر رہے ہوتے ہیں جو تمام دیگر انسانوں کے ادراک سے مخفی در مخفی ہوتی ہیں اس لئے ان کے پانے والے کو نبی کے نام سے پکارا جاتا ہے اور یہ رسالت کے مقام پر کھڑا ہونے والے انسان کی دوسری حیثیت ہے۔ پہلی حیثیت یعنی پیغام خداوندی لانے کی حیثیت سے وہ رسول کہلاتا ہے اور اپنے رسول ہونے کو ثابت کرنے کے لئے غیوب کو ظاہر کرنے کی حیثیت سے وہ نبی کہلاتا ہے شخص ایک ہی ہے لیکن دو مختلف حیثیتوں کے اعتبار سے دو مختلف ناموں سے پکارا جاتا ہے ہاں یہ درست ہے کہ عام استعمال میں کبھی اسکو محض رسول کے نام سے پکارا جاتا ہے اور کبھی محض نبی کے نام سے نامزد کیا جاتا ہے ورنہ رسول کے لئے نبی ہونا اور نبی کے لئے رسول ہونا لازمی ہے جیسا کہ سورۃ الجن ع۲ کی مندرجہ ذیل آیت سے واضح ہے:۔ عالم الغيب فلا يظهر على غيبه احدا الا من ارتضى من رسول "غیب کا جاننے والا خدا ہی ہے پس وہ اپنے غیب پر کسی کو مطلع نہیں کرتا مگر اسی کو جسے وہ بطور اپنے فرستادہ کے چن لیتا ہے" آیت میں رسول کا لفظ عام ہے جو ہر قسم کے فرستادوں پر بولا گیا ہے جن میں مجددین بھی شامل ہیں، یہ آیت صاف بتلا رہی ہے کہ ہر رسول غیب سے مطلع کیا جاتا ہے اور جسے غیب پر مطلع کیا جائے اسے عربی زبان میں نبی ہی کہہ سکتے ہیں اس لئے ہر رسول کا نبی ہونا ضروری ہے اور جو نبی ہوگا وہ رسول بھی ضرور ہوگا کیونکہ اظہار علی الغیب بغیر رسولوں کے اور کسی پر نہیں ہوتا، اسی مضمون کو آل عمران ع۱۸ کی مندرجہ ذیل آیت میں بھی واضح کیا گیا ہے ما كان الله ليذر المؤمنين على ما انتم عليه حتى يميز الخبيث من الطيب وما كان الله ليطلعكم على الغيب ولكن الله يجتبي من رسله من يشاء فآمنوا بالله ورسله وان تؤمنوا وتتقوا فلكم اجر عظيم یعنے اللہ تعالےٰ کی یہ شان نہیں کہ ایمانداروں

کہ اس حالت پر رہنے دے جس پر اے مسلمانو! اب تم ہو یہاں تک کہ وہ خبیث اور طیب میں فرق کر کے دکھلا دے اور اللہ تعالےٰ کی یہ بھی شان نہیں کہ وہ تم کو براہِ راست غیب پر مطلع کرے لیکن اس کام کے لئے اللہ تعالےٰ اپنے رسولوں میں سے جسے چاہتا ہے چن لیتا ہے پس اگر تم اس نعمت کو حاصل کرنا چاہتے ہو تو اللہ اور اس کے رسولوں پر ایمان لاؤ اگر تم ایمان لے آؤ گے اور اس کے ساتھ ہی تقوےٰ سے بھی کام لوگے تو تمہارے لئے اجرِ عظیم ہے۔

اس آیت سے مندرجہ ذیل امور کا پتہ چلتا ہے:۔

(۱) مومنوں کی حالت جب ایسی ہو جائے گی جس سے خبیث اور طیب میں فرق کرنا مشکل ہو جائے گا تو ان میں تمیز کرنے کے سامان اللہ تعالےٰ کی طرف سے پیدا کر دیئے جائیں گے۔ سورۃ ابراھیم ع ۴ میں اللہ تعالےٰ نے اسلام کو شجرۂ طیبہ اور اس کی مخالف تعلیموں کو شجرۂ خبیثہ سے تشبیہ دی ہے فرمایا الم تر کیف ضرب اللہ مثلاً کلمۃ طیبۃ کشجرۃ طیبۃ اصلھا ثابت و فرعھا فی السماء تؤتی اکلھا کل حین باذن ربھا و یضرب اللہ الامثال للناس لعلھم یتذکرون ومثل کلمۃ خبیثۃ کشجرۃ خبیثۃ اجتثت من فوق الارض مالھا من قرار یثبت اللہ الذین امنوا بالقول الثابت فی الحیوۃ الدنیا وفی الاخرۃ و یضل اللہ الظالمین و یفعل اللہ ما یشاء۔ کیا تو دیکھتا نہیں کہ کس طرح اللہ تعالےٰ نے کلمۂ طیبہ (یعنی قرآن شریف) کو پاکیزہ درخت سے تشبیہ دی ہے جس کی جڑھ ہمیشہ کے لئے مضبوط رہے گی اور اس کی شاخیں آسمان میں یعنی آسمانی تائیدات سے ہمیشہ ہری بھری رہیں گی خشک ہونے کا نام تک نہیں لیں گی یعنے ایسے انسان اسلام میں پیدا ہوتے رہیں گے جو اس درخت کو ہر وقت صحیح عقائد اور صحیح اعمال کا پانی دیتے رہیں گے جو اس کی دائمی ہریاولی کا باعث ثابت ہوتے رہیں گے اسی لئے اس کے معًا بعد فرمایا قرآن کریم کا یہ پاکیزہ درخت ہر وقت اپنے پھل دیتا رہے گا اپنے رب کے اذن سے اس قسم کی مثالیں اللہ تعالےٰ لوگوں کے فائدہ کے لئے بیان کرتا ہے کہ وہ ان سے نصیحت اور فائدہ حاصل کریں یعنے ایسے پاک وجودوں کے ظہور سے منتفع ہوں اس کے بالمقابل جو تعلیمیں ہیں ان کی مثال خبیث درخت کی مثال ہے جو زمین سے اکھاڑ پھینکا جاتا ہے اس کے قرار کے لئے قطعًا کوئی گنجائش نہیں وہ اس پاکیزہ درخت کے مقابل میں ٹھہر ہی نہیں سکتا کیونکہ اللہ تعالےٰ مومنوں کو مضبوطی اور ثبات عطا کرتا رہتا ہے اس مضبوط اور مستحکم قول کے ذریعہ دنیاوی زندگی میں بھی اور آخروی زندگی میں بھی یعنے اس طریق سے مسلمانوں کی دنیاوی زندگی کو درست اور کامیاب رکھنے کے بھی سامان پیدا کر دیتا ہے اور اس کے بالمقابل ظالموں کو ناکام کرتا رہتا ہے یعنے اسلام کو مٹانے کے لئے جو لوگ ساعی ہوتے ہیں انہیں ناکامی کا منہ دیکھنا پڑتا ہے اور اللہ تعالےٰ جس کام کو کرنا چاہتا ہے اسے کر گزرتا ہے کوئی اس کے ارادہ کے راستہ میں روک نہیں بن سکتا۔ دوسری بات اس آیت سے یہ ظاہر ہوتی ہے کہ اس تمیز کا ذریعہ اظہار علی الغیب ہے جو صرف رسولوں کو ہی ملتا ہے اب جبکہ سورۃ ابراھیم کی آیت سے ظاہر ہے کہ قرآن کریم کے شجرۂ طیبہ کو ہر زمانہ میں پھل لگتا رہے گا تو واضح ہو گیا کہ آیت میں رسولوں میں مجدد دین بھی داخل ہیں کیونکہ ہر زمانہ اور ہر ضرورت کے وقت انہی کا ظہور ہوتا رہے گا اور وہی بحیثیت رسول اکرم صلعم کے بروز ہونے کے وہی کام کریں گے جو رسول اکرم صلعم نے کرنا تھا۔

(۳) تیسری بات اس آیت سے یہ واضح ہے کہ اظہار علی الغیب براہ راست رسول پر ہوتا ہے اور رسول اکرم صلعم پر کامل ایمان لانے کے نتیجہ میں امتیوں کو مل سکتا ہے جس پر الفاظ فامنوا باللہ ورسلہ وان تؤمنوا وتتقوا فلکم اجر عظیم دلالت کر رہے ہیں اور یہی کامل امتی بطور مجدد مبعوث ہوتے رہیں گے اور مکالمہ الٰہی سے مشرف ہو کر ایمانوں میں تازگی اور زندگی پیدا کرنے کا موجب بنتے رہیں گے آیت میں اجر عظیم کے وعدہ میں مکالمہ الٰہی کا شرف لازمًا شامل ہے۔ کیونکہ سب سے بڑی نعمت یہی ہے جو خدا کی طرف سے انسان کو مل سکتی ہے۔

فرقان کی اہمیت اور ان کا موجب ہدایت ہونا

ہم نے بتلایا ہے کہ ایسے تمام نشانوں اور معجزات کو جو رسول کی صداقت کو ثابت کرتے ہیں قرآن کریم میں فرقان کے نام سے پکارا گیا ہے جیسا کہ سورۃ البقرہ ع ۲۳ کی مندرجہ ذیل آیت سے واضح ہے:۔ شھر رمضان الذی انزل فیہ القرآن ھدی للناس و بینٰت من الھدی والفرقان۔ یعنے رمضان کا مہینہ جس میں قرآن اتارا گیا ہے اس قرآن کی تین خصوصیات ہیں (۱) تمام لوگوں کے لئے اس میں ہدایت کے سامان موجود ہیں (۲) اس ہدایت کا ہدایت ہونا ایسے واضح دلائل سے ثابت کیا گیا ہے جو یہ قرآن خود ہی پیش کرتا ہے (۳) ان کے علاوہ یہ ان بینات کو بھی پیش کرتا ہے جو حق اور باطل کے درمیان کھلا کھلا فرق کر دینے کی وجہ سے فرقان کہلا سکتی ہیں۔

کتاب اللہ کے ساتھ فرقان بھی ذریعہ ہدایت ہے اس کا ثبوت البقرہ ع ۶ کی اس آیت سے ملتا ہے واذ اتینا موسی الکتاب والفرقان لعلکم تھتدون یعنے جب ہم نے موسےٰ کو کتاب اور فرقان عطا کیا تاکہ تم ہدایت پاؤ گویا ہدایت پانے کا ذریعہ کتاب اور فرقان دونوں ہیں کیونکہ کتاب کو کتاب اللہ ماننے اور اس پر عمل کرنے میں فرقان کا بڑا دخل ہے چنانچہ اس سے قبل فرقان کی ایک مثال بھی پیش کی ہے فرمایا:۔ واذ فرقنا بکم البحر فانجینٰکم و اغرقنا ال فرعون وانتم تنظرون یعنی جب ہم نے تمہیں سمندر سے پار گزار دیا اور اس طرح تمہارے دشمن فرعون کے پنجہ سے تمہیں نجات دلا دی جو تمہارا پیچھا کر رہا تھا اور تمہیں یقین تھا کہ وہ تمہیں گرفتار کر لے گا جس کا اظہار بھی تم نے الفاظ انا لمدرکون سے کیا تھا اور اس کے بالمقابل فرعون اور اس کے تمام لشکر کو اسی سمندر میں غرق کر دیا تھا اور ان کے غرق ہونے کو تم اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے تھے اس عظیم الشان نشان کو ہی فرقان قرار دے کر بنی اسرائیل کو توجہ دلائی کہ کیا یہ نشان جس نے تم میں اور فرعونیوں میں کھلا کھلا فیصلہ کر دیا تمہاری ہدایت کے لئے کافی نہ تھا۔

انبیاء علیہم السلام کی وحی کے دو حصے

اب جبکہ یہ ثابت ہو گیا کہ رسولوں کی دو مختلف حیثیتیں ہوتی ہیں ایک رسول ہونے کی اور ایک نبی ہونے کی تو ان کی وحی کا بھی دو مختلف حصوں پر مشتمل ہونا لازمی ہے ایک حصہ تو ان کی وحی کا ہو گا جو احکام شریعت اور قابل عمل ہدایات پر مشتمل ہو گا اور ایک حصہ ایسا ہو گا جو ان کی رسالت کے منجانب اللہ ہونے کا ثبوت بہم پہنچانے والا ہو گا، اس کا احکام شریعت سے کوئی تعلق نہ ہو گا یہی حصہ ان نشانات پر مشتمل ہوتا ہے جو فرقان کے نام سے پکارے جاتے ہیں تمام انبیاء علیہم السلام کی وحی میں یہ دونوں حصے نمایاں طور پر نظر آتے ہیں، دوسرے حصہ میں بعض نشانات مومنوں کے لئے ازدیاد ایمان کے موجب بنتے ہیں اور بعض مخالفین کو مومنوں کی جماعت میں داخل کرانے کا باعث ہوتے ہیں۔

نشانات کی مختلف شکلیں

یہ نشانات مختلف شکلوں میں ظاہر ہوتے رہتے ہیں مثلاً کبھی تو مختلف امور کے متعلق بشارتوں کے رنگ میں ظاہر ہوتے ہیں مثلاً کبھی اولاد کی پیدائش کی خبروں پر مشتمل ہوتی ہیں جیسا کہ حضرت ابراھیمؑ کو بشارت ملی ونبئھم عن ضیف ابراھیم اذ دخلوا علیہ فقالوا سلاما قال انا منکم وجلون قالوا لا توجل انا نبشرک بغلام علیم الحجر ع ۴ یعنے فرشتوں نے کہا خوف مت کر ہم تجھے ایک ایسے لڑکے کی پیدائش کی بشارت دیتے ہیں جو علم والا ہو گا۔ اسی طرح الذاریات ع ۲ میں ہے:۔ فاوجس منھم خیفۃ قالوا لا تخف وبشروہ بغلام علیم۔ پھر الصافات ع ۳ میں ہے وبشرناہ باسحاق نبیا من الصالحین۔ پھر الانبیاء ع ۵ میں ہے ووھبنا لہ اسحاق ویعقوب نافلۃ وکلا جعلنا صالحین۔

اب جب حضرت اسمٰعیل اور حضرت اسحٰق ان بشارتوں کے ماتحت پیدا ہوئے تو پہلے تو مجردان کی

پیدائش کی بات لوگوں کے ایمان میں زیادتی کا موجب ہوئی ہوگی جنہوں نے ان پیشگوئیوں کو سنا ہوگا اور پھر پیدا ہو کر جب وہ صاحب علم ثابت ہوئے اور نبی بنے تو یہ بشارت اُن کے ایمان میں مزید ترقی کا موجب ہوئی ہوگی۔

اسی طرح حضرت زکریا کو بھی ایسی ہی بشارت ملی جس کے الفاظ یہ ہیں فنادتہ الملائکۃ وھو قائم یصلی فی المحراب ان اللہ یبشرک بیحیی مصدقا بکلمۃ من اللہ و سیدا و حصورا و نبیا من الصالحین آل عمران ع ۴ اسی طرح سورہ مریم ع ۱ میں ہے یا زکریا انا نبشرک بغلام اسمہ یحیی لم نجعل لہ من قبل سمیا۔ جن حالات میں حضرت یحییٰؑ کی پیدائش بشارت کے ماتحت وقوع میں آئی کیا وہ ایمانوں کو تازہ اور پختہ کرنے اور بے ایمانوں کو ایماندار بنانے کے لئے زبردست محرک کا کام نہیں دینے والی تھی۔

کبھی یہ فرقان کہلانے والی آیات قبولیت دعا کے رنگ میں ظاہر ہوتی ہیں پھر یہ دعائیں مختلف امور کے متعلق ہوتی ہیں کبھی اولاد کے لئے جیسا کہ حضرت زکریاؑ کی دعا آل عمران ع ۴ و مریم ع ۱ میں مذکور ہے ھنالک دعا زکریا ربہ قال رب ھب لی من لدنک ذریۃ طیبۃ انک سمیع الدعا۔ ذکر رحمت ربک عبدہ زکریا اذ نادی ربہ نداء خفیا قال رب انی وھن العظم منی واشتعل الرأس شیبا ولم اکن بدعائک رب شقیا وانی خفت الموالی من ورائی وکانت امرأتی عاقرا فھب لی من لدنک ولیا یرثنی ویرث من آل یعقوب واجعلہ رب رضیا یا زکریا انا نبشرک بغلام اسمہ یحیی لم نجعل لہ من قبل سمیا

اس دعا کے نتیجہ میں یحییٰؑ کی پیدائش کی بشارت ملی اور اس نے پیدا ہو کر لوگوں کے ایمان کو بڑھایا۔

اور کبھی یہ بشارت نیل سے لاعلاج بیماریوں سے شفا کی شکل میں ظاہر ہوتی ہیں جیسا کہ حضرت زکریا اپنے حد سے بڑھے ہوئے بڑھاپے اور اپنی بیوی کے بانجھ ہونے کو پیش کر کے خدا سے ایک پاک لڑکا مانگتے ہیں گویا وہ اقرار کر رہے ہیں کہ نہ خود ان میں اولاد پیدا کرنے کی اہلیت ہے اور نہ ہی اُن کی بیوی بچہ پیدا کرنے کے قابل ہے جیسا کہ اُن کے الفاظ قرآن میں منقول ہیں:۔ قال رب انی یکون لی غلام وکانت امرأتی عاقرا وقد بلغت من الکبر عتیا اللہ تعالےٰ بھی اُن کے قول کی تصدیق کرتے ہوئے فرماتا ہے:۔ قال کذالک قال ربک ھو علی ھین وقد خلقتک من قبل ولم تک شیئا۔ باوجود اس کے وہ خدا کی قدرتوں سے مایوس نہیں اللہ تعالےٰ دونوں میاں بیوی کے اندر ان کی دعا کے نتیجہ میں تولید اولاد کی قوتیں پیدا کر دیتا ہے جیسا کہ الانبیاء ع ۶ میں فرمایا:۔ وزکریا اذ نادی ربہ رب لا تذرنی فردا وانت خیر الوارثین فاستجبنا لہ ووھبنا لہ یحیی واصلحنا لہ زوجہ۔ اسی طرح حضرت ابراہیمؑ اور ان کی زوجہ محترمہ کا حال تھا جیسا کہ ہود ع ۷ میں اللہ تعالےٰ فرماتا ہے وامرأتہ قائمۃ فضحکت فبشرناھا باسحاق ومن وراء اسحاق یعقوب قالت یا ویلتی االد وانا عجوز وھذا بعلی شیخا ان ھذا لشیء عجیب قالوا اتعجبین من امر اللہ رحمۃ اللہ وبرکاتہ علیکم اھل البیت انہ حمید مجید۔ اسی طرح الحجر ع ۴ میں ہے ونبئھم عن ضیف ابراھیم اذ دخلوا علیہ فقالوا سلاما قال انا منکم وجلون قالوا لا توجل انا نبشرک بغلام علیم قال ابشرتمونی علی ان مسنی الکبر فبم تبشرون قالوا بشرناک بالحق فلا تکن من القانطین قال ومن یقنط من رحمۃ ربہ الا الضالون

اسی طرح حضرت ایوب کی دعا کو قبولیت کا شرف بخشتے ہوئے انہیں بیماری سے شفا عطا کی جیسا کہ فرمایا:۔ وایوب اذ نادی ربہ انی مسنی الضر وانت ارحم الراحمین فاستجبنا لہ فکشفنا ما بہ من ضر۔ الانبیاء ع ۶۔ اسی طرح ص ع ۴ میں مذکور ہے واذکر عبدنا ایوب اذ نادی ربہ انی مسنی الشیطان بنصب وعذاب ارکض برجلک ھذا مغتسل بارد وشراب گویا ذریعہ شفا سے بھی مطلع کر دیا۔ مذکورہ بالا آیات میں اپنی اور اپنے عزیزوں کی بیماریوں سے شفا پانے کی مثال حضرت عیسےٰ کے حالات میں مذکور ہے جیسا کہ آل عمران ع ۵ میں مذکور ہے فرمایا:۔ وابرئ الاکمہ والابرص واحی الموتی باذن اللہ اسی طرح المائدہ ع ۱۵ میں فرمایا وتبرئ الاکمہ والابرص باذنی۔

دشمنوں کی تباہی اور مومنین کی کامیابی کے متعلق وحی

مذکورہ بالا امور کے متعلق وحی جو انبیاء علیہم السلام پر نازل ہوئی ہے اس سے ظاہر ہے کہ اس میں ایک بھی شرعی حکم نہیں نہ لڑکوں کی پیدائش کے بارے میں وحی شرعی وحی کہلا سکتی ہے اور نہ ہی بیماریوں سے شفا کے متعلق وحی شرعی وحی کہلا سکتی ہے اسی طرح وہ وحی بھی جو دشمنوں کی تباہی اور مومنین کی کامیابی کے متعلق ہوئی شرعی نہیں کہلا سکتی یہ کل کی کل وحی غیر شرعی وحی کے نام سے ہی نامزد کی جا سکتی ہے۔

اب ذیل میں دشمنوں کی تباہی کے متعلق وحی بطور مثال درج کی جاتی ہے خواہ یہ تباہی دعا کے نتیجہ میں آئی ہو یا خود اللہ تعالےٰ کی طرف سے بطور انذار نازل ہوئی ہو چنانچہ سورۃ ابراہیم ع ۳ میں آتا ہے وقال الذین کفروا لرسلھم لنخرجنکم من ارضنا او لتعودن فی ملتنا فاوحی الیھم ربھم لنھلکن الظالمین ولنسکننکم الارض من بعدھم ذالک لمن خاف مقامی وخاف وعید۔ اس وحی میں ظالموں کے ہلاک کرنے اور مومنوں کو ملک میں بسانے کی پیشگوئی کی گئی ہے۔

پھر یونس ع ۱ میں فرمایا۔ اکان للناس عجبا ان اوحینا الی رجل منھم ان انذر الناس وبشر الذین امنوا ان لھم قدم صدق عند ربھم اس وحی میں کفار کو عذاب سے ڈرایا گیا ہے اور مومنوں کو قرب الٰہی اور کامیابیوں کی بشارت دی گئی ہے۔ سورۃ یونس ع ۹ میں فرعونیوں کے خلاف حضرت موسےٰ کی بد دعا اور اس کی قبولیت کا تذکرہ موجود ہے جو انہوں نے فرعون اور اس کے سرداروں کی ایذا رسانیوں سے تنگ آ کر کی تھی جس کے الفاظ یہ ہیں:۔ وقال موسی ربنا انک اتیت فرعون وملأہ زینۃ واموالا فی الحیوۃ الدنیا ربنا لیضلوا عن سبیلک ربنا اطمس علی اموالھم واشدد علی قلوبھم فلا یؤمنوا حتی یروا العذاب الالیم قال قد اجیبت دعوتکما۔ چنانچہ اس دعا کی قبولیت کے نتیجہ میں فرعون اور اس کا لشکر سمندر میں غرق ہوا اور اس نشان کو دیکھ کر فرعون نے خدا کے سامنے اپنے ایمان کا اقرار کیا اور خدا نے اس کی لاش کو بطور نشان محفوظ رکھوا دیا۔ حضرت موسےٰ کی طرف یہ وحی بھی غیر شرعی وحی ہے۔

اسی طرح سورۃ ھود ع ۷ میں حضرت لوطؑ کو قوم کی ہلاکت کے متعلق وحی ہوتی ہے جو غیر شرعی وحی ہے قالوا یا لوط انا رسل ربک لن یصلوا الیک فاسر باھلک بقطع من اللیل ولا یلتفت منکم احد الا امرأتک انہ مصیبھا ما اصابھم ان موعدھم الصبح الیس الصبح بقریب۔ پس وحی میں اگر ایک طرف قوم کی تباہی کی اطلاع دی گئی ہے تو دوسری طرف حضرت لوط کو اپنے آپ کو اور اپنے ماننے والوں کو بھی اس تباہی سے بچانے کے لئے راہ بتلائی گئی ہے اور وہ یہ کہ رات کی تاریکی میں اس بستی سے نکل جاؤ اسی طرح حضرت رسول اکرم صلعم کو بھی راتوں رات نکل جانے کا حکم ہوا تھا۔ قوم لوط کی تباہی کے متعلق حضرت ابراہیمؑ کو بھی وحی ہوتی ہے جو خالصتاً غیر شرعی وحی ہے فلما ذھب عن ابراھیم الروع وجاءتہ البشری یجادلنا فی قوم لوط ان ابراھیم لحلیم اواہ منیب یا ابراھیم اعرض عن ھذا انہ قد جاء امر ربک وانھم اتیھم عذاب غیر مردود۔ اس وحی میں اگر ایک طرف یہ بتلایا گیا ہے کہ حضرت لوط کی قوم سے عذاب ٹل نہیں سکتا تو دوسری طرف اس امر پر بھی روشنی ڈالی گئی ہے کہ بعض اوقات انبیاء علیہم السلام خدا سے ایسی چیز مانگتے ہیں جو مصلحت الٰہی دینا نہیں چاہتی اس لئے ایسی دعا سے ان کو روک دیا جاتا ہے جیسا کہ حضرت ابراہیمؑ کو لوطؑ کی قوم

کو ہلاکت سے بچانے کا مطالبہ رد کرتے ہوئے اس مطالبہ سے احتراز کا ارشاد فرمایا گیا۔

اسی طرح حضرت نوحؑ نے بھی قوم کی ایذاء رسانیوں سے تنگ آکر ان کے خلاف یہ بددعا کی ربّ لا تذر علی الارض من الکٰفرین دیارا۔ خدا نے اس دعا کو قبول کیا اور ان تمام معاندین کو غرق کر دیا قبولیت دعا کو یہ شکل دی جا رہی تھی کہ بارش کی کثرت سے طوفان پیدا کر کے اس قوم کو غرق کر دیا جائے لیکن حضرت نوحؑ اور مومنین کو محفوظ رکھنے کا انتظام بھی ضروری تھا اس لئے حضرت نوحؑ کو بذریعہ وحی کشتی بنانے کا حکم دیا اور بذریعہ وحی اس میں سوار ہونے کا ارشاد کیا چنانچہ جب یہ انتظامات مکمل ہو گئے تو موسلا دھار بارش نے سکر ساری قوم کو غرق کر دیا اس سے معلوم ہوا کہ اگر کسی نوع کے عذاب سے قوم کو خدا ہلاک کرنا چاہتا ہے تو اس عذاب سے اپنے مامور کو بچانے کے لئے اس مامور پر ان ذرائع کا بھی انکشاف کر دیتا ہے جن سے اس عذاب سے بچایا جا سکتا ہے اور یہ نہ اس کی سنت کے خلاف ہے اور نہ ہی مامور کی شان کے منافی ہے۔

نبی کا اپنی قوم کے خلاف بد دعا کرنا

حضرت موسےٰ سے اللہ تعالےٰ نے یہ وعدہ کیا کہ وہ ان کی قوم کو ارض مقدسہ عطا کرے گا اس وعدہ کے مطابق حضرت موسےٰ نے اپنی قوم کو ارض مقدسہ میں داخل ہونے کا ارشاد فرمایا اور ساتھ ہی یہ بھی فرمایا کہ اگر تم عمالقہ کو فتح کرو تو تم غالب و ناصر رہو گے۔ قوم نے اس حکم کی پروا نہ کی اور داخل ہونے سے صاف انکار کر دیا ان کو بہت سمجھایا گیا کہ ان عمالقہ پر خواہ کتنی ہی طاقتور قوم کا قبضہ کیوں نہ ہو تمہاری طاقت کا مقابلہ نہیں کر سکتی تم داخل ہونے کے لئے تیار رہو تو خدا تمہاری مدد کرے گا اور تمہیں فتح عطا کرے گا ان کی قوم نے انکار پر ہی اصرار کیا اور بڑے زور سے گستاخانہ لہجہ میں کہا قالوا یٰموسیٰ انا لن ندخلھا ابدا ما داموا فیھا فاذھب انت وربک فقاتلا انا ھٰھنا قاعدون اس گستاخانہ جواب کو سن کر حضرت موسےٰ نے خدا سے مندرجہ ذیل الفاظ میں دعا کی قال ربّ انی لا املک الا نفسی واخی فافرق بیننا وبین القوم الفاسقین اللہ تعالےٰ نے دعا کو قبول کرتے ہوئے فرمایا قال فانھا محرمۃ علیھم اربعین سنۃ یتیھون فی الارض فلا تاس علی القوم الفاسقین یہ قوم چالیس سال تک اس سرزمین سے محروم کر دی گئی، حضرت موسےٰ کی طرف یہ وحی بھی یقیناً غیر شرعی ہے۔

غموں اور دکھوں سے نجات کے متعلق وحی

الانبیاء ع ۶ میں ہے ونوحا اذ نادیٰ من قبل فاستجبنا لہ فنجینٰہ واھلہ من الکرب العظیم حضرت نوحؑ کو دعا کے نتیجہ میں کرب عظیم سے نجات دی وذا النون اذ ذھب مغاضبا فظن ان لن نقدر علیہ فنادیٰ فی الظلمات ان لا الٰہ الا انت سبحانک انی کنت من الظالمین فاستجبنا لہ ونجینٰہ من الغم وکذٰلک ننجی المؤمنین۔ ذوالنون کو ہی صرف غم سے نجات نہیں دی بلکہ بشرط کمال مومنین کو غموں سے نجات دینے کا وعدہ بھی کیا ہے۔

حضرت ابراہیمؑ کو جب قوم نے آگ میں ڈالا تو اللہ تعالےٰ نے آگ کو حکم دیا قلنا یٰنار کونی بردا وسلاما علیٰ ابراھیم وارادوا بہ کیدا فجعلنٰھم الاخسرین کتنا زبردست نشان ہے افسوس پھر بھی قوم کی آنکھیں نہ کھلیں۔

مصیبت سے بچا کر درخشاں مستقبل کی بشارت

حضرت یوسفؑ کو ان کے بھائیوں نے ایک ایسے کنوئیں میں پھینک دیا جس سے جانبر ہونا بظاہر محال تھا اور اللہ تعالےٰ نے انہیں اس گہرے کنوئیں میں ان الفاظ میں بشارت دی لتنبئنھم بامرھم ھٰذا وھم لا یشعرون یہ وحی بھی یقیناً غیر شرعی وحی ہے اس سے قبل انہیں خواب میں دکھلایا گیا تھا کہ سورج چاند اور گیارہ ستارے انہیں سجدہ کر رہے ہیں یہ خواب بھی ان کے شاندار مستقبل پر دلالت کر رہا تھا اسی لئے ان کے والد حضرت یعقوب علیہ السلام نے انہیں اپنے بھائیوں کے پاس اس خواب کو بیان کرنے سے منع کیا تھا اگرچہ حضرت یوسفؑ اس خواب کے وقت بالفعل نبی نہ تھے لیکن بالقوہ نبی ضرور تھے نبی بننے والے انسان کو پہلے سچی خوابوں ہی سے نوازا جاتا ہے اسی طرح مندرجہ بالا الہام کے وقت بھی وہ بالقوہ ہی نبی تھے۔

حضرت یعقوب کی غیر شرعی وحی

حضرت یوسفؑ کو کنوئیں میں پھینک کر ان کے بھائیوں نے اپنے والد حضرت یعقوب کو یہ اطلاع دی کہ یوسف کو بھیڑیا کھا گیا ہے لیکن اللہ تعالےٰ نے انہیں یہ اطلاع دی کہ یوسف زندہ ہے اور وہ وقت آئے گا کہ ان کے مابین ملاقات ہوگی جس کا ثبوت مندرجہ ذیل آیات سے ملتا ہے اللہ تعالےٰ فرماتا ہے انہ لذو علم لما علمنٰہ ہم نے چونکہ انہیں علم دے دیا تھا کہ یوسف زندہ ہے اس لئے ان کی زندگی کے متعلق انہیں پورا علم تھا چنانچہ حضرت یعقوبؑ بیٹوں کو مخاطب کرتے ہوئے فرماتے ہیں واعلم من اللہ ما لا تعلمون پھر وہ اپنے بیٹوں کو حکم دیتے ہیں یٰبنی اذھبوا فتحسسوا من یوسف واخیہ ولا تایئسوا من روح اللہ انہ لا ییئس من روح اللہ الا القوم الکٰفرون پھر فرماتے ہیں قال الم اقل لکم انی اعلم من اللہ ما لا تعلمون پھر فرماتے ہیں قال ابوھم انی لاجد ریح یوسف لولا ان تفندون

قومی مشکلات کے وقت بذریعہ وحی الٰہی مدد

حضرت موسےٰ کی قوم کو راستہ میں پانی کی قلت کی وجہ سے پیاس کی تکلیف کا سامنا کرنا پڑا اور وہ اس قدر تنگ ہوئے اختیار کر گئی کہ انہوں نے حضرت موسیٰ کو طعن و تشنیع کا نشانہ بنانا شروع کر دیا۔ حضرت موسےٰ کو وحی ہوتی ہے اوحینا الیٰ موسیٰ ان اضرب بعصاک الحجر اس وحی پر عمل کرنے سے بارہ چشمے پھوٹ پڑتے ہیں اور پانی کی بہتات ہو جاتی ہے یہ وحی بھی غیر شرعی ہے، خوراک کے لئے من اور سلویٰ اتارا جاتا ہے، غرضیکہ بھوک اور پیاس دونوں کا خاطر خواہ سامان کر دیا جاتا ہے۔

فرعون کے مظالم سے تنگ آکر حضرت موسےٰ کو بھی ان الفاظ میں ہجرت کا حکم ہوتا ہے ولقد اوحینا الیٰ موسیٰ ان اسر بعبادی ہم نے وحی کی کہ راتوں رات میرے بندوں کو لے کر نکل جاؤ ساتھ ہی فرمایا انکم متبعون یعنی تمہارا تعاقب بھی کیا جائے گا پھر تسلی دی فاضرب لھم طریقا فی البحر یبسا یعنی گھبرانا نہیں سمندر کا راستہ تمہارے لئے خشک کر دیا جائے گا۔ پھر مزید تسلی دی لا تخاف درکا ولا تخشیٰ فرعون کی گرفت کا بھی خوف نہ کرنا اور نہ کسی اور چیز سے ڈرنا یہ سب کی سب وحی غیر شرعی ہے اس نے پورا ہو کر کس قدر ایمان کو تقویت پہنچائی ہوگی ہر شخص خود ہی قیاس کر سکتا ہے۔

پھر قوم کو ایک خاص غرض کے لئے تیار کرنے کے لئے حضرت موسےٰ اور ہارون کو وحی ہوتی ہے واوحینا الیٰ موسیٰ واخیہ ان تبوّءا لقومکما بمصر بیوتا واجعلوا بیوتکم قبلۃ مصر میں گھر بناؤ اور وہ اس طرز کے ہوں کہ ایک دوسرے کے سامنے ہوں۔ یہ حکم بھی غیر شرعی ہے۔

انبیاء کی وحی میں دور دراز زمانہ کی خبریں بھی ہوتی ہیں

دور دراز زمانہ کی خبروں پر مشتمل وحی کی مثال حضرت موسیٰ کی قوم یہود میں پائی جاتی ہے ان کے متعلق مندرجہ ذیل الفاظ میں وحی ہوتی ہے۔ الاعراف ع ۲۱۔ واذ تاذن ربک لیبعثن علیھم الیٰ یوم القیامۃ من یسومھم سوء العذاب ان ربک لسریع العقاب وانہ لغفور رحیم اس قوم کو سزا دینے والے قیامت تک پیدا ہوتے رہیں گے یہ تو خدا کی سریع العقاب صفت کے ماتحت ہوگا لیکن خدا کی صفت غفور رحیم بھی ہے اس کے ماتحت اس سزا سے نکلنے کے لئے ہم دو طریق پیش کرتے ہیں الا بحبل من اللہ وحبل من الناس یعنی اگر یہ اللہ کی رسی کو پکڑ لیں گے یعنی مسلمان ہو جائیں گے تب بھی یہ اس سزا سے نکل جائیں گے یا اگر یہ انسانوں کی رسی کو پکڑ لیں گے تب بھی اس سزا سے نکل جائیں گے چنانچہ اس قوم کا جو حصہ مسلمان ہو گیا جیسا کہ افغان قوم ہے اس کو بھی بادشاہت مل گئی اور اب اس قوم کے جس حصہ نے امریکہ برطانیہ وغیرہ سے تعلق پیدا کر کے ان سے مدد لی انہیں بھی فلسطین میں حکومت مل گئی اور قرآن کریم کی دونوں پیشگوئیاں پوری ہو گئیں۔ سورۃ بنی اسرائیل کے آخری

رکوع میں ان کے متعلق یہ پیشگوئی بھی موجود ہے فاذا جاء وعد الآخرۃ جئنا بکم لفیفا۔ اس آیت کی تفسیر میں فتح البیان میں یہ لکھا ہے کہ بعض علماء کے نزدیک وعد الآخرۃ سے اسجگہ مسیح موعود کا نزول مراد ہے۔ اور بیضاوی میں لفیفا کے معنی الجماعات من قبائل شتّی لکھے ہیں اب حضرت مرزا صاحب کا دعوئے مسیحیت بھی موجود ہے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

۔ ۔ ۔ ۔ ۔ انہی کے زمانہ مسیحیت میں اس قوم کو فلسطین میں حکومت ملی اور مختلف ممالک کے بسنے والے یہود بھی یہاں آکر آباد ہو گئے۔

دشمن کے دھوکہ اور فریب سے قوم کو بچانے کے متعلق وحی

حضرت موسٰےؑ نے جب فرعون اور اس کے درباریوں کے سامنے عصا کو سانپ بنانے اور ید بیضاء کا معجزہ دکھلایا تو انہوں نے ملک کے ساحر جمع کر کے مقابلہ کروایا ساحروں نے اپنی رسیوں اور اپنی چھڑیوں کو اپنے جادو کے زور سے ایسا بنا دیا کہ وہ دوڑتی ہوئی نظر آتی تھیں حضرت موسٰےؑ گھبرائے لیکن خدا نے وحی کی قلنا لاتخف انک انت الاعلٰے والق ما فی یمینک تلقف ما صنعوا انما صنعوا کید ساحر ولا یفلح الساحر حیث اتٰی ہم نے کہا خوف مت کرو جو کچھ تمہارے دائیں ہاتھ میں ہے اسے ڈالو جو کچھ جادوگروں نے اپنے جادو کے زور سے دکھلایا ہے تمہارا عصا اس تمام کارروائی کو بیکار کر دے گا ساحر نبی کے مقابلہ میں کبھی کامیاب نہیں ہو سکتے چنانچہ ایسا ہی ہوا اور جادوگر ایسے متاثر ہوئے کہ اسی وقت اپنے ایمان کا اعلان کر دیا اور اس طرح جادوگروں کے دھوکہ اور فریب سے حضرت موسٰےؑ کی قوم الٰہی مدد کی بدولت محفوظ ہو گئی اور ان کے ایمان ضائع ہونے سے بچ گئے ۔ اب یہ وحی بھی یقیناً غیر شرعی ہے۔

گذشتہ واقعات کے متعلق وحی

بعض اوقات انبیاء علیہم السلام کو بعض ایسے گذشتہ واقعات بھی بذریعہ وحی بتائے جاتے ہیں جن کا علم اس قوم کو نہیں ہوتا اس کی دو غرضیں ہوتی ہیں ایک تو یہ کہ جب کبھی آئندہ تاریخی طور پر وہ واقعات منظر عام پر آئیں تو اس ملہم کا منجانب اللہ اس زمانہ کے لوگوں کے لئے بھی ثابت ہو جائے دوسرے ان واقعات میں یہ پیشگوئی مضمر ہوتی ہے کہ انہی کے مشابہ واقعات اس نبی یا اس کی امت کو پیش آنے والے ہیں چنانچہ آل عمران ع ۵ میں حضرت مریم کے بعض واقعات کو بیان کرنے کے بعد حضرت نبی کریم صلعم کو فرمایا تلک من انباء الغیب نوحیہ الیک اسی طرح یوسف ع ۱۱ میں حضرت یوسفؑ کے بعض واقعات بیان کرنے کے بعد فرمایا ذالک من انباء الغیب نوحیھا الیک، اسی طرح سورۃ ھود ع ۴ میں حضرت نوحؑ کے بعض واقعات ذکر کرنے کے بعد فرمایا تلک من انباء الغیب نوحیھا الیک ما کنت تعلمھا انت ولا قومک من قبل ھذا ۔

نبی کی غلط فہمی کا دُور کرنا

بعض اوقات نبی بھی وحی کے بعض الفاظ کے وہ معنی نہیں سمجھتا جو خدا کے نزدیک اس لفظ کے ہوتے ہیں جس کی وجہ سے وہ کسی غلط فہمی میں مبتلا ہو جاتا ہے سو اس غلط فہمی کو دُور کرنے کے لئے بھی خدا کی وحی نازل ہوتی ہے جس کا شریعت کے ساتھ تعلق نہیں ہوتا مثال کے طور پر حضرت نوحؑ کے مندرجہ ذیل واقعہ کو بطور ثبوت پیش کیا جا سکتا ہے حضرت نوحؑ کو بذریعہ وحی بشارت ملتی ہے کہ انہیں اور ان کے اہل کو طوفان سے بچایا جائے گا طوفان آتا ہے اور ان کا بیٹا اس میں کفار کے ساتھ غرق ہو جاتا ہے۔ حضرت نوحؑ کو اس پر حیرت ہوتی ہے اور وہ اسے وعدۂ الٰہی کے خلاف سمجھتے ہیں۔ طوفان کے ختم جانے کے بعد وہ اللہ تعالٰے سے یوں مخاطب ہوتے ہیں ونادی نوح ربہ فقال رب ان ابنی من اھلی وان وعدک الحق وانت احکم الحاکمین اور نوح نے اپنے رب کو پکارا اور عرض کیا اے میرے رب یقیناً میرا بیٹا میرے اہل میں سے ہے اور تیرا وعدہ بھی یقیناً سچا ہے اور تو احکم الحاکمین بھی ہے یعنی تیرا فیصلہ جو تو نے میرے بیٹے کو غرق کرنے کے متعلق کیا ہے وہ بھی غلط نہیں ہو سکتا ان الفاظ سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ حضرت نوحؑ اہل سے جسمانی رشتہ ہی سمجھ رہے تھے اور خدا کے نزدیک اہل سے مراد روحانی رشتہ تھا اور حضرت نوحؑ خدا کی مراد سے آگاہ نہ ہو سکے اس لئے ان کے لئے وعدہ الٰہی اور بیٹے کے غرق ہونے کے درمیان تطبیق دینی مشکل ہو گئی پس خدا نے انہیں جواب دیکر ان کی مشکل کو حل کر دیا فرمایا قال یا نوح انہ لیس من اھلک انہ عمل غیر صالح فلا تسئلن ما لیس لک بہ علم انی اعظک ان تکون من الجاھلین۔ ھود ع ۴ ۔ اے نوح تیرا بیٹا تیرے اہل میں سے نہیں تھا کیونکہ وہ تو مجسم بدعملی تھا (معلوم ہوا کہ اللہ تعالٰے نے روحانی رشتہ دار مراد لئے ہوئے تھے) ایسی بات کا مطالبہ مت کرو جس کا تمہیں علم نہیں میں نصیحت کرتا ہوں کہ نا واقفوں میں سے مت ہو۔

وحی کے ذریعہ بعض رازوں کا معلوم کر لینا

حضرت نبی کریم صلعم نے ایک بات اپنی ایک بیوی کو بتلائی اور اسے مخفی رکھنے کی ہدایت کی لیکن اس بیوی نے وہ بات کسی اور کو بتلا دی حضرت نبی کریم صلعم کو بذریعہ وحی اللہ تعالٰے نے اس سے مطلع کر دیا قرآن شریف کے الفاظ اس کے متعلق یہ ہیں واذ اسر النبی الی بعض ازواجہ حدیثا فلما نبأت بہ واظھرہ اللہ علیہ عرف بعضہ واعرض عن بعض فلما نبأھا بہ قالت من انبأک ھذا قال نبأنی العلیم الخبیر یعنی جب آنحضور صلعم نے اس بیوی کو بتلایا کہ تم نے وہ بات کسی دوسرے کو بتلا دی ہے تو اس نے کہا کہ آپ کو کس نے اطلاع دی ہے۔ حضورؐ نے فرمایا مجھے اللہ علیم وخبیر نے اطلاع دی ہے۔ ظاہر ہے کہ یہ وحی جو آنحضور صلعم پر نازل ہوئی شرعی وحی سے تعلق نہیں رکھتی اسی طرح منافقوں نے ایک مسجد ضرار بنائی اور حضرت نبی کریم صلعم سے چاہا کہ آنحضور صلعم وہاں جا کر ایک دفعہ نماز ادا کر دیں، لیکن اللہ تعالٰے نے ان کے مخفی شر انگیز ارادوں سے آنحضور صلعم کو بذریعہ وحی مطلع کر دیا اور آنحضور صلعم وہاں نماز ادا کرنے سے رُک گئے اسی طرح بعض منافقوں کے دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ خدا ان کے افعال پر انہیں گرفت کیوں نہیں کرتا حضرت نبی کریم صلعم کو بذریعہ وحی ان کے اس خیال کی اطلاع مل گئی۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

۔ ۔ ۔ اسی طرح یہود نے یہ سازش کی کہ دن کے ایک حصہ میں ایمان لے آئیں اور دوسرے حصہ میں تارک ایمان بن جائیں تا مسلمان متاثر ہو کر مرتد ہو جائیں اسی طرح یہود نے ۔ ۔ ۔ ۔ آنحضور صلعم پر ایک وزنی پتھر پھینک کر آنحضور کو نعوذ باللہ قتل کرنے کی سازش کی۔ ان دونوں سازشوں کا علم بذریعہ وحی آنحضور صلعم کو دے دیا گیا اور یہ سب کچھ وحی غیر شرعی سے ہوا۔

واقعات عالم کے متعلق وحی

سلطنت روم کو اہل فارس کے ہاتھوں ۔ ۔ ایسی شکست فاش ہوئی جس کے بعد ظاہری اسباب کو مدنظر رکھتے ہوئے ان کے غلبہ کی کوئی صورت نظر نہ آتی تھی لیکن اللہ تعالیٰ کی وحی نے بتلایا غلبت الروم فی ادنی الارض وھم من بعد غلبھم سیغلبون فی بضع سنین چنانچہ اس پیشگوئی کے ماتحت چند سالوں میں ہی رومی سلطنت غالب آگئی اسی طرح بالکل ناساعد حالات میں کفار مکہ کی شکست اور مسلمانوں کے غلبہ کی پیشگوئی پوری ہوئی انہدام کسریٰ اور قیصر کے علاقوں اور مصر وغیرہ پر مسلمانوں کے قبضہ کی پیشگوئی کی گئی جنہوں نے پورا ہو کر ثابت کر دیا کہ وہ وحی الٰہی کے ذریعہ ہی کی گئی تھیں یہ سب وحی غیر شرعی ہی تھی ۔

وحی غیر شرعی کا جاری رہنا ضروری ہے

وحی غیر شرعی کی مثالیں اور بھی کافی ہیں سر دست انہیں پر اکتفا کیا جاتا ہے یہ حصہ وحی چونکہ رسالت کو ثابت کرنے کے لئے ہوتا ہے اس لئے اس کا رسول کی زندگی تک محدود رہنا ضروری نہیں بلکہ جب تک کسی رسول کی رسالت نے جاری رہنا ہے اس زمانہ تک اس حصہ وحی کا جاری رہنا بھی ضروری ہے تا ہر زمانہ کے لوگوں کے لئے رسالت کا ثبوت ملتا رہے حضرت نبی کریم صلعم کی رسالت کا دامن چونکہ قیامت تک وسیع ہے اس لئے قیامت تک کے تمام زمانوں میں اس کی ضرورت باقی رہے گی کیونکہ ہر زمانہ کے لوگ گذشتہ زمانوں کے نشانات کو قصے کے رنگ میں دیکھنے لگ جاتے ہیں مسلمان اپنے ایمانوں کو تازہ کرنے اور دوسرے لوگ اسلام کو قبول کرنے کے لئے نئے نشانات کے محتاج ہوتے ۔

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام راولپنڈی کا سالانہ جلسہ

حسب معمول ۸ و ۹ اپریل ۱۹۶۱ء کو نہایت اعلیٰ پیمانہ پر جناح گرلز ہائی سکول ریلوے روڈ صدر میں منعقد ہو رہا ہے۔ جماعت کے تمام معتقدا اور صاحب ذوق حضرات سے استدعا ہے کہ اس جلسہ میں شمولیت فرما کر مستفید اور مستفیض ہوں، گذشتہ سال چونکہ بیلی باہتی ہو سکتا ہے کہ کسی دوست کو کوئی تکلیف محسوس ہوئی ہو امسال تائید ایزدی سے نہایت احتیاط برتی جائیگی۔

جو احباب تشریف لانا چاہیں تین چار دن قبل مندرجہ ذیل پتہ پر اطلاع دیں، موسم کے لحاظ سے بستر ساتھ لائیں اور جناح گرلز ہائی سکول میں ہر قسم طعام و قیام کا بندوبست ہوگا پروگرام درج ذیل ہے۔

اطلاع کے لئے پتہ:- ظفر اللہ خاں سیکرٹری
معرفت حکیم شاہ نواز - کالج چوک - شہر راولپنڈی

پروگرام جلسہ سالانہ ۱۹۶۱ء احمدیہ انجمن اشاعت اسلام راولپنڈی (رجسٹرڈ) منعقدہ ۸ و ۹ اپریل ۱۹۶۱ء واقع جناح گرلز ہائی سکول ریلوے روڈ صدر راولپنڈی۔

پہلا اجلاس:- ۸ اپریل ۱۹۶۱ء

زیر صدارت جناب شیخ میاں فاروق احمد صاحب ملز اونر ملتان۔

۲ - ۰۰ بجے بعد دوپہر سے ۴ بجے تک

حافظ شیر محمد صاحب خوشابی — "تلاوت قرآن مجید" ... — ۵ منٹ

شاہ اسداللہ - نعت ... — ۵ منٹ

جناب بشیر احمد صاحب منو مبلغ امریکہ — "امام وقت کا علم الکلام" — ۲ - ۱۰ بجے سے ۳ - ۳۰ بجے تک

میرزا معصوم بیگ صاحب بی اے سابق ایڈیٹر لائٹ — "کیا خداوند یسوع مسیح صلیب پر قتل ہوئے" — ۳ - ۳۰ بجے سے ۴ - ۱۰ بجے تک

شیخ عبدالرحمٰن صاحب مصری — "بہائیت اور اسلام" — ۴ - ۱۰ بجے سے ۴ - ۵۰ بجے تک

قاضی عبدالرشید صاحب ایڈووکیٹ ایبٹ آباد — "کمیونزم اور اسلام" — ۴ - ۵۰ بجے سے ۵ - ۳۰ بجے تک

حافظ شیر محمد صاحب خوشابی — "حیات مجدد" — ۵ - ۳۰ بجے سے ۶ بجے تک۔

دوسرا اجلاس - ۹ اپریل ۱۹۶۱ء

زیر صدارت حضرت جناب مولانا مولوی صدرالدین صاحب امیر قوم۔

صبح ۹ بجے سے ۱۲ - ۴۵ بجے تک

حافظ شیر محمد صاحب خوشابی — "تلاوت قرآن مجید" — ۵ منٹ

عبدالعلی صاحب ڈاڈر سینئی ٹویم — "کلام امام" (نعت) — ۵ منٹ

حضرت امیر قوم مولانا صدرالدین صاحب ایدہ اللہ — تقریر — ۹ - ۰۰ بجے سے ۹ - ۴۰ بجے تک

جناب عبدالمنان عمر صاحب ایم اے خلف الرشید حضرت نورالدین اعظم — "تقریر" — ۹ - ۴۰ بجے سے ۱۰ - ۲۵ بجے تک

خانبہادر غلام ربانی خاں صاحب ایڈووکیٹ امام مسجد ووکنگ (لندن) — "تبلیغ بلادِ غیر" ... — ۱۰ - ۲۵ بجے سے ۱۱ - ۱۵ بجے تک

مولانا فضل الرحمان صاحب قمر ساہانوی — "ہمارے عقائد" ... — ۱۱ - ۱۵ بجے سے ۱۲ - ۰۰ بجے تک

الحاج شیخ میاں محمد صاحب ملز اونر لائل پور — "تقریر" ... — ۱۲ - ۰۰ بجے سے ۱۲ - ۴۵ بجے تک

سیکرٹری جماعت احمدیہ راولپنڈی — "سالانہ رپورٹ" ... — ۱۲ - ۴۵ بجے سے ۱ - ۰۰ بجے تک

تیسرا اجلاس - ۹ اپریل ۱۹۶۱ء

زیر صدارت:-
الحاج شیخ میاں محمد صاحب ملز اونر لائل پور بانی مسلم مشن ہالینڈ — ۲ - ۰۰ بجے بعد دوپہر سے ۶ بجے شام تک:-

الحاج خانبہادر ڈاکٹر سعید احمد صاحب — "تلاوت قرآن مجید" ... — ۵ منٹ

عبدالعلی صاحب ڈاڈر سینئی ٹویم — "نعت" ... — ۵ منٹ

ملک ظفر اللہ خاں صاحب سیکرٹری جماعت راولپنڈی — "مقام نبوی" ... — ۲ - ۳۰ بجے سے ۳ - ۰۰ بجے تک

حافظ محمد حسن صاحب چیمہ ایڈووکیٹ گجرات — "کی وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں" تقریر — ۳ - ۰۰ بجے سے ۴ - ۰۰ بجے تک

مولانا یعقوب خاں صاحب ایڈیٹر لائٹ امام مسجد ووکنگ (لندن) — "تقریر" ... — ۴ - ۰۰ بجے سے ۵ - ۰۰ بجے تک

حضرت مولانا مولوی صدرالدین صاحب امیر قوم — "سیرت النبیؐ" — ۵ - ۰۰ بجے سے ۶ - ۰۰ بجے تک

نوٹ:- امید ہے کہ بہ حیثیت ملت کے صاحبان جلسہ میں شمولیت فرما کر عالمانہ لیکچروں سے مستفید و مستفیض ہونگے۔ خواتین کیلئے پردہ کا خاص انتظام ہوگا۔ المشتہر:- ملک ظفر اللہ خاں سیکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام راولپنڈی۔

تبلیغی خط و کتابت

(بسلسلہ صفحہ ۲)

بڑے سبق حاصل کئے ہیں اور ان پر عمل کرنا شروع کر دیا ہے مجھے اللہ تعالے کے حضور دعا پر بڑا ایمان ہے۔

باب ۳ دعا:- میں نے کبھی رات کی نماز نہیں پڑھی تھی مگر اب اس کتاب کی برکت سے میں نے یہ نماز اور وِرد باقاعدہ شروع کر دی ہے۔

انسانیت کی خدمت:- مجھے صدقات کی برکات پڑھ کر بہت خوشی حاصل ہوئی۔ اس میں بیوہ عورتوں۔ یتامی اور مساکین یہاں تک کہ چارپایوں کی دیکھ بھال اور خدمت کی بہت تاکید کی ہے۔ لہذا میں چارپایوں کی حفاظت کی سوسائٹی میں منسلک ہو گیا ہوں۔

خیرات:- میں نے سست کاہل اور بیکار لوگوں کو جھڑکنا اور ان سے ناراضگی ظاہر کرنا بند کر دیا ہے۔ اور میں نے اپنے اخراجات پر اسلامی طریق معتدل کر لیا ہے۔

تحویل اخلاق: اسپر تو اس کے سونے اور [illegible] میں ذکر [illegible]

بری عادتوں ...... کو ترک کرنے کا تہیہ کر لیا ہے۔

گھریلو زندگی:- یہ باب ہمیشہ زیر نظر رہنا چاہیئے عورت کا صحیح مقام گھر ہے اور گھر میں بیٹھ کر تربیت اولاد ہے اور یہی اسکی خوبصورتی ہے شادی و طلاق پر بھی روشنی جو ڈالی گئی ہے اسپر یہاں [illegible]

الغرض میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ آپکی ارسال کردہ کتب کا [illegible] بہت [illegible] استعمال ہو رہا ہے۔

مجھے کچھ اور کتب ارسال فرما دیں نہایت نوازش ہوگی۔

([illegible] اور [illegible] کتب [illegible])

[illegible] غلام [illegible]

گیلانی الیکٹرک پریس ہسپتال روڈ لاہور میں باہتمام مولوی دوست محمد صاحب پرنٹر پبلشر چھپ کر دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور سے شائع ہوا۔

پیغام صلح ۲۹ مارچ ۱۹۶۱ء رجسٹرڈ ایل ۸۳۸ شمارہ ۱۳

هفت روزه پیغام صلح

سالانہ چندہ:- پاکستان سے چھ روپے۔ ہندوستان سے چھ روپے ہندوستانی سکہ۔ بیرونی ممالک سے ایک پونڈ
ہندوستان میں ہمارے نمائندہ کا پتہ:- شیخ محمد انعام الحق صاحب مکان نمبر ۸ محلہ اعظم پورہ ملک پیٹھ۔ حیدرآباد دکن (انڈیا)

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸ — بسم اللہ الرحمٰن الرحیم — رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸

ہم تو رکھتے ہیں مسلمانوں کا دیں
دل سے ہیں خدامِ ختم المرسلیں

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا خصوصی ترجمان

تم ہمیں دیتے ہو کافر کا خطاب
کیوں نہیں لوگو تمہیں خوفِ عقاب

ہفت روزہ
پیغامِ صلح
لاہور

زرِ مبادلہ
چھ روپے
ممالک غیر
ایک پونڈ

ہر بدھ کو شائع ہوتا ہے
تار کا پتہ :- "تبلیغ" لاہور
فون نمبر :- ۷۲۳۷۳
مدیر :- دوست محمد
مدیر معاون :- بشیر احمد سونہ

فی پرچہ ۱۳ پیسے

جلد ۴۹ | یوم چہار شنبہ مورخہ ۱۹ شوال المکرم ۱۳۸۰ھ مطابق ۵ اپریل ۱۹۶۱ء | نمبر ۱۴

بحرِ حکمت کے موتی

عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یحل لامرأۃ تؤمن باللہ والیوم الآخر تسافر مسیرۃ یوم ولیلۃ الا ومعھا محرم لھا اخرجہ السنۃ الا النسائی

(بحوالہ تلخیص الصحاح فی اعانۃ الرفیق)

ترجمہ :- ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کسی ایسی عورت کے لئے جو اللہ تعالے اور قیامت پر ایمان رکھتی ہے یہ جائز نہیں ہے کہ وہ ایک دن رات کی مسافت کا سفر کرے البتہ اس وقت جائز ہے جبکہ اس کے ساتھ اس کا کوئی محرم ہو یعنی شوہر۔ بیٹا۔ باپ۔ بھائی وغیرہ۔

نوٹ - الرجال قوامون علی النساء بما فضل اللہ بعضھم علی بعض وبما انفقوا من اموالھم۔

(النساء ع ۶)

مرد کو عورت کا اللہ تعالے نے نگہبان مقرر فرمایا ہے کیونکہ بدنی قوت میں مرد کو فضیلت بخشی گئی ہے۔ اور یہی وجہ ہے کہ عورت نبوت کے کٹھن بارگراں کے اٹھانے کے قابل نہیں۔ ہاں دیگر مقامات عالیہ کے حصول میں وہ مرد کے برابر کی حقدار ہے۔ کما قال اللہ تعالیٰ :- ان المسلمین والمسلمات والمؤمنین والمؤمنات الایہ - آج بھی مستورات کے ساتھ لمبے سفر میں مرد کی اعانت کی ضرورت ہے۔ (غلام قادر - ڈار - عفی عنہ)

کیا خدا تعالےٰ کے لئے جائز نہیں کہ وہ کسی کا نام عیسیٰ یا ابنِ مریم رکھ دے

حضرت مسیح موعودؑ کا ارشادِ گرامی

قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ نے مومن کی دو مثالیں بیان فرمائی ہیں۔ ایک مثال فرعون کی عورت سے دی ہے۔ جو کہ اس قسم کے خاوند سے خدا کی پناہ چاہتی ہے۔ یہ ان مومنوں کی مثال ہے جو نفسانی جذبات کے آگے گر جاتے ہیں۔ اور غلطیاں کر بیٹھتے ہیں۔ پھر پچھتاتے ہیں۔ توبہ کرتے ہیں۔ اور خدا سے پناہ مانگتے ہیں۔ اُن کا نفس فرعون جیسے خاوند کی طرح ان کو تنگ کرتا رہتا ہے، وہ لوگ نفس لوامہ رکھتے ہیں۔ بدی سے بچنے کے لئے ہر وقت کوشاں رہتے ہیں۔ دوسرے مومن وہ ہیں جو اس سے اعلےٰ درجہ رکھتے ہیں۔ وہ صرف بدیوں ہی سے نہیں بچتے بلکہ نیکیوں کو حاصل کرتے ہیں۔ ان کی مثال اللہ تعالیٰ نے حضرت مریم سے دی ہے احصنت فرجھا فنفخنا فیہ من روحنا (سورہ تحریم) ہر ایک مومن جو تقوےٰ و طہارت میں کمال پیدا کرے وہ بروزی طور پر مریم ہوتا ہے اور خدا تعالےٰ اس میں اپنی رُوح پھونک دیتا ہے جو کہ ابنِ مریم بن جاتی ہے۔ زمخشری نے بھی اس کے یہی معنے کئے ہیں۔ کہ یہ آیت عام ہے اور اگر یہ معنے نہ کئے جاویں تو حدیث شریف میں آیا ہے کہ مریم اور ابنِ مریم کے سوا مس شیطان سے کوئی محفوظ نہیں۔ اس سے لازم آتا ہے کہ نعوذ باللہ تمام انبیاء پر شیطان کا دخل تھا۔ پس دراصل اس آیت میں بھی اشارہ ہے کہ ہر ایک مومن جو اپنے تئیں اس کمال کو پہنچائے خدا تعالےٰ کی رُوح اس میں پھونکی جاتی ہے اور وہ ابنِ مریم بن جاتا ہے اور اس میں ایک پیشگوئی ہے کہ اس امت میں ابنِ مریم پیدا ہوگا۔ تعجب ہے کہ لوگ اپنے بیٹوں کا نام محمد اور عیسیٰ اور موسیٰ اور یعقوب اور اسحاقؑ اور ابراہیمؑ رکھ لیتے ہیں اور اس کو جائز جانتے ہیں۔ پر خدا تعالےٰ کے لئے جائز نہیں جانتے کہ وہ کسی کا نام عیسیٰ یا ابنِ مریم رکھ دے۔

(الحکم جلد ۵ نمبر ۲۸)

گرم بستر ساتھ لائیں

تمام احباب سے جو جماعت راولپنڈی کے سالانہ جلسہ پر تشریف لائیں استدعا ہے کہ اپنے بستر موسم کے لحاظ سے ساتھ لادیں۔ راولپنڈی کا موسم کافی سرد ہے، رات کو لحاف استعمال کرنا پڑتا ہے، ہوسکتا ہے کہ بعض احباب ایسی جگہ سے تشریف لائیں جہاں کا موسم گرم ہو، اور وہاں کے موسم سے یہاں کے موسم کا اندازہ لگا کر بستر لائیں۔ ایسی صورت میں تکلیف ہوگی۔ نیز جو صاحب آئیں سیدھے جناح گرلز ہائی سکول ریلوے روڈ صدر تشریف لائیں۔

نیاز مند - ظفر اللہ خاں سیکرٹری جماعت راولپنڈی۔ کالج چوک۔

تبلیغی خط و کتابت

دیکھو خدا نے سارے جہاں کو جھکا دیا
گمنام پا کے شہرۂ عالم بنا دیا
(مسیح موعود)

نائیجیریا

ترجمہ خط از جیمو ، علاؤ ۔ ایلورن نائیجیریا ۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ'

مجھے کل ایک دوست نے آپ کی طرف رہنمائی کی ہے ۔ مجھے قرآن شریف انگریزی میں ترجمہ شدہ درکار ہے اور چند دیگر اسلامی کتب کی ضرورت ہے ۔ میں پیدائشی پیگن ہوں اور باقی سارا کنبہ بھی پیگن ہے ۔

مجھے والد صاحب کے چچا محترم اپنے گاؤں میں لے گئے تھے ۔ وہاں مجھے این اے سکول میں داخل کر دیا جہاں میں نے قرآن شریف پڑھنا سیکھا اور اسی سکول کے زیر اثر میں مسلمان ہو گیا تھا ۔

جب وہ انتقال کر گئے تو میں پھر اپنے آبا قبلہ کے پاس ہی آگیا ۔ میں نے والدین کو بت پرستی کرتے دیکھا تو میں نے مشورہ دیا کہ وہ اسلام قبول کریں اور میں نے ان کو اسلامی تعلیم کے فوائد بتلائے مگر وہ نہیں مانتے البتہ میرا بھائی مسلمان ہو گیا ہے ۔ اس نے مجھ سے اسلام کے متعلق بہت سی باتیں سیکھ لی ہیں ۔

مجھے قرآن شریف ضرور عنایت فرمائیں تا کہ میں اپنے والدین کو پڑھ کر سناؤں ۔ عربی تو پڑھ سکتا ہوں ، ترجمہ نہیں جانتا ۔ میں نے ان سے قرآن شریف خریدنے کے لئے روپے مانگے تھے مگر انہوں نے نہیں دیئے ۔

مجھے جب آپ کے متعلق علم ہوا تو مجھے بے حد خوشی محسوس ہوئی اور فوراً میں نے یہ خط آپ کی خدمت میں لکھا ہے ۔ والسلام

(انہیں قرآن شریف اور دیگر لٹریچر اور خط وغیرہ بھیجے گئے ہیں ۔ غلام قادر ۔ ڈار)

بھارت

ترجمہ خط از مسٹر محمد اشرف جنرل سیکرٹری مہاراجہ کالج یونین ارناکولام ۔ بھارت

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کا ارسال کردہ رجسٹرڈ پارسل مل گیا ہے ۔ میں بہت انبساط سے آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں ۔

میں نے مقدمہ اور چند سورتیں قرآن شریف کی پڑھ لی ہیں ۔ میں اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ آپ کا لٹریچر اخلاقی اور علمی افادیت میں بیش بہا قیمت کا مالک ہے دراصل مجھے ... گرامایہ تفسیر القرآن کی تلاش تھی جس میں عربی ٹیکسٹ ہو ۔ میرے اپنے پاس بغیر عربی متن کے ہے ۔

میں نے تمہیدی نوٹس ختم کر لئے ہیں اب میرے دل میں ایک گونہ تڑپ ہے کہ میں تفسیری نوٹس کا مطالعہ کروں ۔

میں نے آپ کے رسالے کالجوں میں اور حلقۂ احباب تقسیم کر دیئے ہیں جن میں ہر دو مسلم اور غیر مسلم اصحاب شامل ہیں ۔ ان لوگوں کی نظر میں آپ کے لٹریچر کی بڑی قدر و قیمت ہے ۔

اگر آپ حسب معمول اپنا لٹریچر بھیجتے رہیں تو بندہ اور دیگر اصحاب اس سے بہت مستفید ہوں گے ۔

بناء بریں میں گذارش کرتا ہوں کہ ایک کاپی قرآن شریف (تفسیر) مولفہ مولانا محمد علی (رح) معہ عربی متن و تفسیر ارسال فرما کر ممنون فرمائیں ۔ اس سے بہت سے لوگ مستفید ہوں گے ۔ والسلام

(انہیں قرآن شریف معہ متن اور لٹریچر اور خط بھیجے گئے ۔ غلام قادر ۔ ڈار)

تانزانیہ

ترجمہ خط از مسٹر اڈیارا محمد اوفا ۔ تانزانیہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مجھے آپ کا ارسال کردہ قرآن شریف مل گیا ہے بہت بہت شکریہ ۔ مجھے افسوس ہے کہ جواب میں تاخیر ہو گئی ۔ وجہ یہ ہے کہ ہم رخصتوں پر تھے ۔ جب ہم رخصتوں سے واپس آئے تو ہمارے پرنسپل صاحب نے آپ کی چٹھی مجھے دی ۔

قرآن شریف کی تفسیر بہت عمدہ اور مفید ہے ۔ ہم نے یہاں مسلم سٹوڈنٹ سوسائٹی قائم کر رکھی ہے ۔ تا کہ لڑکے اور لڑکیاں اپنے اپنے حقوق سے واقف ہوں ۔

ہم آپ کی موومنٹ کی مالی معاونت کے لئے سوچ رہے ہیں ۔

ہماری سوسائٹی کے ممبران کی خواہش ہے کہ انہیں اسلامک ریویو ملتا رہے ۔ براہ عنایت بتائیں کہ ہم اس کے لئے کیسے لکھیں ۔

ہم مزید روشنی حاصل کرنے کے لئے آپ کو سوالات لکھ کر عنقریب بھیجیں گے ۔ ہمیں ہمیشہ آپ کی مدد کی ضرورت رہے گی ۔ زیادہ خلوص ۔

(انہیں خط اور لٹریچر بھجوا دیئے گئے ۔ غلام قادر ڈار)

جنوبی افریقہ

ترجمہ خط از مسٹر ابراہیم محمد بھیدا ۔ ڈربن ۔ جنوبی افریقہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ'

ہم جنوبی افریقہ کے مسلمانوں کے سامنے چند چھوٹے چھوٹے معاملات درپیش ہیں ۔

ایک تو یہ کہ تبلیغ اسلام کس طرح کی جائے اور کون کونسے طریق اختیار کئے جائیں جس سے یہ بات آسان اور ممکن العمل ہو جائے ۔ امید ہے آپ ہر دو مسائل پر روشنی ڈالیں گے ۔

اشاعت اسلام کے لئے ہمارے ہاں ایک مسلم آرگنائزیشن ہے جو اسلامک سنٹر آف ساؤتھ افریقہ کے نام سے موسوم ہے ۔ انہوں نے لیکچروں کا باقاعدہ سلسلہ کیا ہوا ہے جن میں وہ تبلیغ اسلام یعنی تعلیم اسلام تو پیش نہیں کرتے ہاں عیسائیت کا کھنڈن کرتے رہتے ہیں اور بائبل کی چند آیات سے کہ ان پر اعتراض کرتے رہتے ہیں ۔

وہ باب استثناء (۱۸:۱۸) سے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں بائبل سے ان کی بعثت کے متعلق پیشگوئی نکالتے ہیں ۔ اور اس بات کی تردید کرتے ہیں کہ حضرت مسیح نے " زمین کے پیٹ میں تین دن اور تین رات رہنے کا وعدہ پورا نہیں کیا ۔

دوسری بات یہ ہے کہ وہ سیمنری تعمیر کر رہے ہیں جس میں وہ نو مسلموں کو ٹریننگ دے کر مشنری تیار کریں گے یہ سیمنری ڈربن سے ۶۵ میل دور واقع ہے اور ٹریفک راستوں سے الگ تھلگ ہے ۔

اسلامک سنٹر کے گذشتہ سالانہ جلسہ پر ان کے ایک ممبر نے بتایا کہ ہم انہی لائنوں پر تبلیغ اسلام کرتے ہیں جن لائنوں پر احمدیہ موومنٹ کے ممبر تبلیغ کرتے ہیں اس بات کی تائید ان کے پریذیڈنٹ مسٹر ڈیڈات نے بھی کر دی ہے ۔

کیا آپ اس بات پر روشنی ڈالیں گے کہ کیا آپ بھی عیسائیت کا کھنڈن کرتے ہیں اور اسلام کی خوبصورت تعلیم ان کے سامنے پیش کرتے ہیں ؟

کیا آپ بھی ٹریننگ سنٹرز شہروں میں آباد کرتے ہیں یا جنگلوں میں ؟

علاوہ ازیں اگر آپ کو ہم ہندوستانی مسلمانوں کی حالت کا جس میں سے ہم گذر رہے ہیں صحیح علم ہو تو آپ دکھ محسوس کئے بغیر نہیں رہ سکتے ۔ حالانکہ دیگر ممالک میں ہندوستانی ممالک کی یہ حالت نہیں ۔ مثال کے طور پر مسلمانوں کی آبادی بمشکل ایک ملین ہے جبکہ افریقی نژاد لوگ ۱۴ ملین ہیں اور سب عیسائی ہیں ۔

دوسری عجیب بات یہ ہے کہ ہندوستانی اور ملایا کے لوگ نہ افریقی عورتوں سے شادی کرتے ہیں اور نہ ہی افریقی عورتیں انہیں پسند کرتی ہیں ۔

افریقہ کے مسلمان دہو کہ عرب اور مشرقی افریقہ کے رہنے والے ہیں ادنے ملازم سمجھے جاتے ہیں ۔ ملازم اور مالک کے جو تعلقات قرآن شریف میں بیان ہوئے ہیں انہیں ملحوظ نہیں رکھا جاتا ۔

اکثر مسجدوں میں موذن مشرقی افریقہ کے رہنے والے ہیں جو کہ بارہ پونڈ ماہوار کماتے ہیں جبکہ ہندوستان اور ملایا کے ملا لوگ ۴۰ تا ۵۰ پونڈ ماہوار لے رہے ہیں ۔

ہمیں بتایا جائے کہ ان حالات میں افریقن لوگوں کو کیسے مسلمان بنایا جائے گا جبکہ ہم ان سے نئے مسلمان لوگوں سے

(باقی بر صفحہ ۱۵)

لفظ نبی کا استعمال

جہلم سے ایک خط :-

" بخدمت جناب ایڈیٹر صاحب پیغام صلح لاہور

السلام علیکم ۔ پیغام صلح کے ۱۵ رمارچ کے پرچہ میں جو آپ نے ایڈیٹوریل "قادیانیت" - علماء کا فتوٰئے تکفیر - مجدّد کی حیثیت" پر لکھا ہے پڑھا ۔ جیسا کہ آپ کو معلوم ہے حضرت اقدسؑ نے اپنی تحریرات میں اپنے دعوٰے کے سلسلہ میں چند اصطلاحات استعمال فرمائی ہیں جس کی وجہ سے غیر احمدی احباب کو مغالطہ لگ جاتا ہے انہی اصطلاحات سے ہمارے قادیانی بھائی حجت پکڑتے ہیں ۔

مثلاً لفظ نبی کا نام :- اُمتی نبی - ظلّی نبی - مجازی نبی - غیر تشریعی نبی وغیرہ وغیرہ ۔

جن کی تشریحات حضرت اقدس نے نہایت صفائی سے اپنی کتب میں بیان فرمائی ہیں ضرورت اس بات کی ہے کہ ان الفاظ کی تشریحات وغیرہ حضور نے جو بیان فرمائی ہیں ان کو زیادہ سے زیادہ اخبار میں شائع فرما کر غیر احمدی یا قادیانی حضرات کا تذبذب وضاحت کے ساتھ دُور کیا جائے ۔ تاکہ لوگوں کو معلوم ہو سکے کہ یہ الفاظ جو استعمال ہوئے ہیں یہ دعوٰئے نبوّت نہیں بلکہ نفی نبوّت ہیں اور ایک معمولی محاورہ کے طور پر استعمال ہوتے ہیں ، جیسا کہ صوفیائے کرام کی کتابوں سے بھی ثابت ہیں ۔

جب تک آپ ان الفاظ کے معنی اور تشریح نہیں فرما دیں گے جیسا کہ حضرت اقدسؑ نے خود فرمائی ہے تب تک معاملہ صاف نہیں ہوگا ۔

مثلاً آپ نے حضرت اقدس کا دعوٰئے نبوّت سے انکار کا بیان تو شائع فرما دیا ۔ اب اگر دوبارہ کوئی لکھے کہ حضرت نے غلطی کے ازالہ میں تسلیم فرمایا ہے کہ محض انکار کے الفاظ میں جواب صحیح نہیں بلکہ حقیقت یہ ہے کہ لفظ نبی یا نبی کا نام حضور کی کتابوں میں موجود ہے ، پھر لفظ نبی کی تشریح جو حضور نے خود کی ہے لکھ کر آپ حضرت صاحب کی وہ تحریرات شائع فرماتے کہ نہ میں نبوّت کا مدعی ہوں نہ لیلۃ القدر وغیرہ کا منکر تو خوب صفائی سے بات ہو جاتی ۔

وزیر آباد کے ایک دوست نے فرمایا ہے کہ اگر پیغام صلح یہ اعلان کر دے کہ ہم حضرت اقدس کو امتی نبی مانتے ہیں تو میں ۵۰۰/- روپیہ انعام دینے کو تیار ہوں ، حالانکہ ہم حضرت صاحب کو امتی نبی بھی مانتے ہیں اور حضور نے جو معنے اُمتی نبی کے لئے ہیں ان کو بھی مانتے ہیں ۔ والسلام

محمد عبداللہ

اس خط کو پڑھ کر ہمیں حیرانی ہوئی کہ وہ مسئلہ جس کی وضاحت کرتے ہوئے ہمیں قریباً نصف صدی کا عرصہ گذر گیا ، بیشمار کتب ، رسالے اور اشتہارات اس مسئلہ کی وضاحت میں شائع کئے گئے - پیغام صلح کے صفحات میں ۱۹۱۴ء سے لیکر آج تک بیشمار مقالات اس موضوع پر لکھے گئے ، جن میں اس حقیقت کو اچھی طرح کھول کر واضح کیا گیا کہ حضرت مسیح موعودؑ کی تحریرات میں آپ کے متعلق نبی کا لفظ بیشک آیا ہے لیکن وہ حقیقت پر محمول نہیں ، نہ آپ کا دعوٰے نبی ہونے کا تھا ، بلکہ حدیث اور آپ کے الہام میں استعارہ اور مجاز کے رنگ میں آپ کو نبی کا نام دیا گیا ، جیسا کہ آپ نے اپنی آخری کتاب حقیقۃ الوحی کے آخری صفحات میں یہ تحریر فرمایا ہے کہ سمیت نبیاً من اللہ علٰی طریق المجاز لا علٰی وجہ الحقیقۃ اللہ تعالٰے کی طرف سے مجاز کے طور پر میرا نام نبی رکھا گیا حقیقت کے طور پر نہیں ، اسی کو آپ نے ..... ظلّی نبوّت قرار دیا اور لکھا کہ :-

" ظلّی نبوّت جس کے معنے ہیں محض فیض محمدی سے وحی پانا وہ قیامت تک باقی رہے گی تاکہ انسانوں کی تکمیل کا دروازہ بند نہ ہو اور تا یہ نشان دنیا سے مٹ نہ جائے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوّت نے قیامت تک یہی چاہا ہے کہ مکالمات اور مخاطبات الٰہیہ کے دروازے کھلے رہیں اور معرفت الٰہیہ جو مدار نجات ہے مفقود نہ ہو جائے "

(حقیقۃ الوحی ص۲۸)

اسی حقیقۃ الوحی میں امتی اور نبی اور ظلّی کی تشریح ، ان الفاظ میں کی ہے :-

" خدا تعالٰے کی مصلحت اور حکمت نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے افاضہ روحانیہ کا کمال ثابت کرنے کے لئے یہ مرتبہ بخشا ہے کہ آپ کے فیض کی برکت سے مجھے نبوّت کے مقام تک پہنچایا اس لئے میں صرف نبی نہیں کہلا سکتا بلکہ ایک پہلو سے نبی اور ایک پہلو سے امتی اور میری نبوّت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ظلّ ہے نہ کہ اصلی نبوّت ، اسی وجہ سے حدیث اور میرے الہام میں جیسا کہ میرا نام نبی رکھا گیا ایسا ہی میرا نام امتی بھی رکھا ہے ، تا معلوم ہو کہ ہر ایک کمال مجھ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع اور آپ کے ذریعہ سے ملا ہے " (حقیقۃ الوحی ص۱۵۰ حاشیہ)

ایسا ہی الوصیت میں امتی اور نبی کے مفہوم کو واضح کرتے ہوئے فرماتے ہیں :-

" اس (آنحضرت صلعم) کا کامل پیرو صرف نبی نہیں کہلا سکتا کیونکہ نبوّت تامہ کاملہ محمدیہ کی اس میں ہتک ہے ہاں امتی اور نبی دونوں لفظ اجتماعی حالت میں اس پر صادق آ سکتے ہیں کیونکہ اس میں نبوّت تامہ کاملہ محمدیہ کی ہتک نہیں "

اور آگے چل کر یہ بھی فرمایا :-

" اگر یہ کمال کسی فرد امت کو براہِ راست بغیر پیروی نورِ نبوّت محمدیہ کے مل سکتا تو ختم نبوّت کے معنے باطل ہوتے تھے پس ان دونوں خرابیوں سے محفوظ رکھنے کے لئے خدا تعالٰے نے مکالمہ مخاطبہ کاملہ تامہ مطہرہ مقدسہ کا شرف ایسے بعض افراد کو عطا کیا جو فنافی الرسول کی حالت تک اتم درجہ تک پہنچ گئے اور کوئی حجاب درمیان نہ رہا اور اُمتی ہونے کا مفہوم اور پیروی کے معنے اتم اور اکمل درجہ پر ان میں پائے گئے ایسے طور پر کہ ان کا وجود اپنا وجود نہ رہا بلکہ ان کی محویت کے آئینہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا وجود منعکس ہو گیا دوسری طرف اتم اور اکمل طور پر مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ نبیوں کی طرح ان کو نصیب ہوا پس اس طرح پر بعض افراد نے باوجود امتی ہونے کے نبی کا خطاب پایا " (الوصیت ص۱۰)

ان عبارات سے صاف ظاہر ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ نے نبوّت کا دعوٰے ہرگز نہیں کیا ۔ حدیث اور آپ کے الہام میں نبی کا لفظ جو آپ پر بولا گیا وہ محض مجاز اور استعارہ کے طور پر استعمال ہوا ہے ، حقیقت اس میں نہیں پائی جاتی - صرف اس بات کے اظہار کے لئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کامل اتباع سے کثرت مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ کا شرف آپ کو نصیب ہوا استعارۃً یہ لفظ آپ پر بولا گیا ، اسی وجہ سے آپ نے صاف لکھا کہ :-

" میری نبوّت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ظلّ ہے نہ کہ اصلی نبوّت "

اور صرف نبی کہلانا نبوّت تامہ کاملہ محمدیہ کی ہتک کا موجب قرار دیا اور اس کے بجائے امتی اور نبی کے اجتماعی الفاظ کا اپنے آپ کو مصداق قرار دیا اور اسکو فنافی الرسول کا درجہ قرار دیا ۔

اس قدر واضح بیانات کے بعد بھی جو لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ ظلّی اور بروزی اور امتی نبی نبیوں کی کوئی قسم ہے ان کو کیا کہا جائے ، فنافی الرسول کے الفاظ بتا رہے ہیں کہ یہ نبوّت کی قسم نہیں ، بلکہ ولایت و محدثیت کا اعلیٰ ترین مقام ہے ، جیسا کہ ازالہ اوہام میں حضرت مسیح موعودؑ نے لکھا ہے :

" سو یہ بات کہ اسکو امتی بھی کہا اور نبی بھی

اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ دونوں شانیں محدثیت اور نبوت کی اس میں پائی جائیں گی جیسا کہ محدث میں ان دونوں شانوں کا پایا جانا ضروری ہے لیکن صاحب نبوت تامہ تو صرف ایک شانِ نبوت رکھتا ہے غرض محدثیت دونوں رنگوں سے رنگین ہوتی ہے، اسی لئے خدا تعالیٰ نے براہین احمدیہ میں بھی اس عاجز کا نام امتی بھی رکھا اور نبی بھی"

اس قدر وضاحت کے بعد جس کو بیان کرتے ہوئے پچاس سال کا لمبا عرصہ گذر چکا ہے۔ پھر بھی یہ کہنا کہ پیغامِ صلح میں محض انکار دعوئے نبوت کے الفاظ نقل کئے گئے ہیں اور نبی یا ظلی، بروزی اور امتی نبی کے الفاظ درج نہیں کئے گئے صحیح نہیں۔ .... ہر بات کے لئے ایک موقعہ اور محل ہوتا ہے، جس حالت میں حضرت مسیح موعودؑ نے کھلے طور پر جماعت کو یہ ہدایت کی ہے کہ:۔

"چونکہ ایسے لفظوں سے جو محض استعارہ کے رنگ میں ہیں، اسلام میں فتنہ پڑتا ہے اور اس کا نتیجہ سخت بد نکلتا ہے اس لئے اپنی جماعت کی معمولی بول چال اور دن رات کے محاورات میں یہ لفظ نہیں آنے چاہئیں اور دلی ایمان سے سمجھنا چاہیئے کہ نبوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہو گئی ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین، اس آیت کا انکار کرنا یا استخفاف کی نظر سے دیکھنا درحقیقت اسلام سے علیحدہ ہونا ہے"

(مکتوب مندرجہ الحکم ۱۷ اگست ۱۸۹۹ء)

اور آپ دیکھ رہے ہیں کہ ان الفاظ کے آزادانہ استعمال سے ایک خطرناک فتنہ پیدا ہو گیا یعنی ظلی اور بروزی نبوت کو بھی اصلی اور حقیقی نبوت سمجھ لیا گیا اور باوجودیکہ اس عقیدہ کے موجد میاں محمود احمد صاحب کے اس عدالتی بیان کے باوجود کہ حضرت مسیح موعودؑ کا ماننا جزو ایمان نہیں جس کا یہ مطلب ہے کہ آپ فی الحقیقت نبی نہیں، ان کی جماعت ابھی تک "نبوت" "نبوت" کی رٹ لگا رہی ہے تو پھر ہر موقعہ پر بجا و بیجا ان الفاظ کو استعمال کرنا غلط فہمی کو بڑھانا اور اس فتنہ کو اور زیادہ ترقی دینا ہے۔ ہمیں کسی قادیانی سے پانچ صد روپیہ یا اس سے بھی بڑھ کر کسی انعام کے حاصل کرنے کی کوئی خواہش نہیں، نہ اس کی پرواہ ہے کہ ہمارے انکار دعوئے نبوت مسیح موعودؑ کو وہ کیا خیال کرتے ہیں۔ ہم دلی بصیرت سے یہ یقین رکھتے ہیں کہ حضرت مسیح موعودؑ کا دعوئے نبوت کا نہیں، بلکہ مجددیت و محدثیت کا دعوے ہے امتی کا لفظ جیسا کہ آپ کی تحریرات سے ظاہر ہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور آنحضرت صلعم کے افاضہ کمال کو ظاہر کرنے کے لئے مجازاً آپ پر بولا گیا اور ظلی اور بروزی یا امتی اور نبی کے اجتماعی الفاظ اصلیت و حقیقت کی نفی اور ولایت اور فنا فی الرسول یا محدثیت کے اثبات کے لئے استعمال کئے گئے۔ نہ کہ منصب نبوت کو ظاہر کرنے کے لئے، اس لئے ضروری نہیں کہ ان الفاظ کو جو عام لوگوں کے فہم سے بالاتر ہیں اور ایک بہت بڑی جماعت سے ٹھوکر کھا چکی ہے بجا و بیجا استعمال کر کے اس فتنہ کو زیادہ فروغ دیا جائے جو قادیانی جماعت کی غلط فہمی نے پیدا کر رکھا ہے۔

اخبار و افکار

مسیحیت کی تبلیغی سرگرمیاں

اس وقت ۔۔۔ مسیحیت کا جال جس وسعت کے ساتھ پاکستان کے طول و عرض میں پھیلا ہوا ہے، اور امریکہ، اور برطانیہ، اٹلی اور آسٹریلیا کے ہزاروں پادری بے شمار ساز و سامان کے ساتھ پاکستانیوں کو صلیبی مذہب کا حلقہ بگوش بنانے میں جس سرگرمی کا اظہار کر رہے ہیں اور جو کامیابیاں انہیں حاصل ہو رہی ہیں، ان پر یہ خبر مستزاد ہے کہ ڈاکٹر فشر آرچ بشپ آف کنٹربری نے کلیسائے انگلستان کو یہ ہدایت کی ہے کہ وہ پاکستان، ہند اور لنکا میں اپنی تبلیغی سرگرمیوں کو دوگنا کر دیں۔ اس سے ان کامیابیوں کا اندازہ کر لیجئے جو پاکستان وغیرہ میں صلیبی مذہب کو حاصل ہو رہی ہیں، اور اس کا بھی اندازہ کر لیجئے کہ ڈاکٹر فشر کی ہدایت کے مطابق مسیحیت کی تبلیغی سرگرمیوں میں دوگنا اضافہ سے کیا کچھ اندھیر اس ملک میں آ جائے گا۔

سوال یہ ہے کہ پاکستان کے باحیثیت مسلمانوں کی طرف سے اس کی مدافعت کا کیا سامان کیا گیا ہے؟ بعض اخبارات کا یہ کہنا کہ حکومت پاکستان مسیحیت کی ان سرگرمیوں کو حکماً روک دے۔ اسلام کی سپرٹ کے خلاف ہے اور اس سے مسلمانوں کی کمزوری ثابت ہوتی ہے کہ وہ دلائل سے مسیحیت کی تکذیب نہیں کر سکتے اسی لئے جبر سے کام لینا چاہتے ہیں، فی الحقیقت یہ لوگ مسیح کو زندہ آسمان پر بٹھائے ہوئے ہیں، اور ان کی فوق البشر خصوصیتوں کے قائل ہیں وہ اس کے سوائے اور کر بھی کیا سکتے ہیں، مسیحیت کے حملہ کا دفاع فی الوقت احمدی جماعت کا کام ہے، جس کا امام کسر صلیب کے لئے مبعوث ہوا، امید ہے کہ وہ صلیبی مذہب کے اس حملہ کو رد کرنے کے لئے جلد مناسب قدم اٹھائے گی۔

اس کے ساتھ ہی ہم حکومت پاکستان سے پھر ایک دفعہ باادب گذارش کرنا چاہتے ہیں کہ وہ ایک ایسا شعبہ قائم کرے جہاں سے غرباء اور پسماندہ لوگوں کی مالی امداد اور اعانت کی جائے تاکہ وہ اقتصادی بدحالی سے بچ جائیں یہی لوگ علی العموم مسیحیت کا شکار ہو سکتے ہیں، کیونکہ مسیحی منادوں کی طرف سے انہیں خوشحال زندگی کے دلربا مناظر دکھائے جاتے ہیں۔

مسیحیت کی بنا فرضی افسانوں پر

کلیسائے انگلستان اور امریکی کلیسا سے وقتاً فوقتاً ایسی آوازیں پیدا ہوتی رہتی ہیں جن میں مسیحی معتقدات کو حقیقت سے دور اور فرضی افسانوں پر مبنی قرار دیا جاتا ہے، ایک اسی قسم کی آواز حال ہی میں سان فرانسسکو کے بشپ جیمز اے پائیک (BISHOP JAME A. PIKE) کے منہ سے نکل کر مسیحی اخبار کرسچین سنچری میں شائع ہوئی ہے، جس میں انہوں نے کھلے طور پر یہ اعلان کیا ہے، کہ کنواری کا بچہ جننا، مسیح کا آسمان پر جانا، اور تثلیث کے عقائد فرضی افسانے ہیں، جو بعض روحانی صداقتوں کو ظاہر کرنے کے لئے واقعات کے رنگ میں بیان کئے گئے۔

اخبار ٹائم نیویارک امریکہ ۲۴ فروری ۱۹۶۱ء ...... Myth in The Bible (بائبل میں فرضی افسانے) کے عنوان سے اس پر رائے زنی کرتے ہوئے لکھتا ہے:۔

"یہ نظریہ کہ بائبل کا اکثر حصہ فرضی افسانوں سے پر ہے بہت مدت سے پراٹسٹنٹ علمائے دین کے مونہوں سے سننے میں آ رہا ہے۔ ان علمائے دین میں امریکہ کے پال ٹیلیچ اور جرمنی کے روڈولف بلٹ مین شامل ہیں لیکن پراٹسٹنٹ ایپسکوپل چرچ کے کسی بشپ کے منہ سے اس قسم کے کلمات صفائی کے ساتھ شاید ہی سننے میں آئے ہوں گے۔ بشپ پائیک کے ایسے بیان کی وجہ سے ان کے ساتھی ایپسکوپل چرچ سے تعلق رکھنے والوں نے ان پر ملحد ہونے کا فتویٰ لگا دیا ہے۔ بشپ پائیک جو ایک سابق وکیل اور رومن کیتھولک کلیسا سے نکل کر آئے ہوئے ہیں جہاں ان مسائل پر بحث مباحثہ کی اعلیٰ قابلیت رکھتے ہیں وہاں یہ امر قابل ذکر ہے کہ زیر بحث مسائل نہایت گہرے مسائل ہیں۔ پائیک نے پہلے ان مسائل کو کرسچین سنچری میں شروع کیا اور جاری رہا اور دوسرے مقامات کے پندرہ ایپسکوپل پادریوں نے ان کے بیان پر تنقیدی حملے کئے جن کا جواب پائیک نے ایک پادریانہ خط میں دیا۔ بشپ پائیک نے اس خط میں لکھا کہ انجیل کی تعلیمات زیادہ تر کہانیوں کے رنگ میں بیان کی گئی ہیں، غیر حقیقی نقشے اس سے مراد نہیں بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ ایک پیچیدہ اور مشکل صداقت کے اظہار کے لئے تمثیل اختیار کی گئی ...... پائیک لکھتا ہے کہ کلیسائے انگلستان کا ایک بھی ممبر مجھے معلوم نہیں جو خواہ بشپ ہو یا پریسبیٹر ڈیکن یا عام عیسائی ہو جو اس کہانی کو لفظی معنوں میں صحیح سمجھتا ہو" ([illegible])

خدا پر ایمان کے سات وجوہ
ایک سائنسدان کا عرفانِ الٰہی

قرآن کریم نے زمین و آسمان کی تخلیق اور دن رات کے اختلاف پر غور و تفکر کو عرفانِ الٰہی کا ایک بڑا ذریعہ قرار دیا ہے ان فی خلق السمٰوات والارض واختلاف الیل والنھار لاٰیٰت لاولی الالباب
ذیل کا مضمون جو ایک سائنسدان (اے کریسی موریسن سابق صدر نیویارک اکیڈیمی آف سائنس) کے غور و فکر کا نتیجہ ہے، قرآن کریم کے اس ارشاد کی عملی شہادت ہے۔

ہم لوگ جس سائنسی عہد میں ہیں، اس کا ابھی صرف تڑکا ہی ہوا ہے۔ مگر جوں جوں روشنی بڑھتی جاتی ہے۔ اس عظیم و برتر خالقِ کائنات کی صناعیاں روشن تر ہوتی جاتی ہیں۔ ڈارون کے بعد سے پچھلے نوے سال میں ہم نے بہت سے عظیم الشان انکشافات کئے ہیں۔ اس طرح سائنس کی غیر متکبر روح اور خالص علمی بنیادوں پر استوار عقیدے کے ساتھ ہم عرفانِ الٰہی سے روز بروز قریب تر ہوتے جاتے ہیں —— جہاں تک میری ذات کا تعلق ہے میں خدا پر ایمان رکھنے کے سات وجوہ پاتا ہوں۔

اول:- ایک ناقابلِ شکست حسابی قاعدے سے یہ ثابت کیا جا سکتا ہے کہ یہ کائنات ایک بہت ہی عظیم المرتبت ذہن کی صناعی ہے جس نے پہلے اس کا مکمل ذہنی نقشہ قائم کیا اور پھر اسی نقشے کے مطابق اسے بنا کر تیار کر دیا۔

فرض کیجئے کہ آپ نے دس پیسے لئے اور ان پر ایک سے دس تک نمبر لگا دیئے۔ اس کے بعد سب کو اپنی جیب میں ڈال کر خوب اچھی طرح ملا دیا۔ اچھا اب ان کو ایک ایک کر کے سلسلہ وار نکالنے کی کوشش کیجئے۔ اس طرح کہ ہر بار نکالے ہوئے پیسے کو پھر سے جیب میں ڈالتے جائیے۔ علم الحساب ہمیں بتاتا ہے۔ کہ پہلی بار نمبر ایک کے نکالنے کا امکان $\frac{1}{10}$ ہے اور پہلی بار نمبر ایک۔ دوسری بار نمبر دو نکلنے کا امکان $\frac{1}{100}$ ہے۔ اسی طرح پہلی بار نمبر ایک۔ دوسری بار نمبر دو۔ اور تیسری بار نمبر تین کے سلسلہ وار نکلنے کا امکان $\frac{1}{1000}$ ہے۔ اسی طرح نکالتے جائیے۔ یہاں تک کہ ایک سے دس تک اتفاق سے سارے پیسے نمبر وار نکل آئیں

مگر آپ کو یقین نہ آئے گا کہ ایک سے دس تک سلسلہ وار نکل آنے کا امکان دس ہزار میلین یعنی دس ارب میں ایک ہے

ٹھیک اسی حساب سے [illegible] زمین پر نمود حیات کے لئے پیدا ہونے [illegible] اتنے [illegible] سے ہوا ہیں انکا وجود بھی اتنے صحیح تناسب کے ساتھ محض اتفاقی طور پر کبھی نہیں ہو سکتا۔ زمین اپنے محور پر ایک ہزار میل فی ساعت کی رفتار سے حرکت کر رہی ہے۔

اگر یہ زمین سو میل فی ساعت کی رفتار سے حرکت کرنے لگے تو کیا ہو؟ ہمارے دن دس دنوں کے برابر اور راتیں دس راتوں کے برابر ہو جائیں گی!

اور نتیجہ ظاہر ہے۔ دن میں آفتاب کی حرارت زمین پر روئیدگی کے نام و نشان کو جلا کر خاک کر دے گی اور رات کی سردی ہر اس شئے کو جس میں بالیدگی ہو جما کر برف بنا دے گی۔

آفتاب ہماری حیات کا سرچشمہ ہے۔ اس کی سطح بارہ ہزار فارن ہیٹ کے برابر گرم ہے۔ اور زمین اس سے ٹھیک اتنے ہی فاصلے پر ہے کہ آگ کا یہ گولہ ہماری ضرورت کے مطابق ہمیں گرمی دیتا رہے۔

اگر کبھی ایسا ہو۔ کہ آفتاب ہمیں جتنی شعاعیں اب دیتا ہے۔ اس کی آدھی مقدار دینے لگے تو ہم سب برف کی طرح جم کر رہ جائیں۔

اور اگر موجودہ شعاعوں سے آدھی مقدار بھی فاضل کسی دن زمین پر پھینک دے۔ تو ہم سب بھن کر کباب ہو جائیں۔

زمین کا ڈھلان ۲۳ درجہ جھکا ہوا ہے اور اسی جھکاؤ کی وجہ سے بدلتے ہوئے موسم ہمیں ملتے ہیں۔ فرض کیجئے یہ جھکاؤ نہ ہوتا تو کیا ہو، سمندر کے اندر جو عمل بخیر ہوتا رہتا ہے وہ قطب شمالی اور قطب جنوبی پر سے برف کے پورے پورے براعظم لا کر ڈھیر کر دے گا۔

اسی طرح فرض کیجئے کہ چاند زمین سے جتنے فاصلے پر اب ہے۔ اس سے صرف پچاس ہزار میل اور دور ہو جائے تو سمندر کا مدوجزر اس قدر عظیم ہو کہ ہماری دنیا کے تمام براعظم روزانہ دو بار غرقاب ہو جایا کریں حتیٰ کہ بڑے بڑے پہاڑ بھی سیلاب کی رفتار سے گھس پٹ کر اور پانی کی تیز دھاروں سے کٹ کٹ کر گم ہو جائیں۔

زمین کی تہہ دبیز ہے اگر صرف دس فٹ اور موٹی ہوتی۔ تو آکسیجن ناپید ہو جاتا۔

وہ آکسیجن جس کے بغیر زندگی ممکن نہیں۔ سمندر اگر [illegible] فٹ اور زیادہ گہرا ہوتا [illegible] کاربن ڈائی آکسائیڈ اور آکسیجن سارے کا سارا جذب ہو جاتا، اور زمین پر روئیدگی و بالیدگی کا نام و نشان باقی نہ رہتا۔ اسی طرح اگر ہماری فضا موجودہ صورتِ حال سے تھوڑی سی اور رقیق ہوتی، تو وہ کروڑوں اجسام فلکی جو ہر روز فضا میں جل جل کر ختم ہوتے رہتے ہیں۔ ہماری زمین کے ہر حصے پر گر گر کر آگ بھڑکاتے رہتے۔

اور اسی طرح کی لاکھوں مثالیں ہیں جن سے ظاہر ہوتا ہے کہ زمین پر نمود حیات کے اتفاقی حادثہ ہونے کا امکان کروڑوں میں ایک بھی نہیں ہے۔

دوم:- زندگی کا اپنے مقصد کی تکمیل کے لئے تمام تر ساز و سامان سے اس طرح آراستہ ہونا بذات خود ایک ہمہ گیر ذہن کی بین دلیل ہے۔!

زندگی حقیقتاً کیا چیز ہے۔ کوئی شخص بھی اس کی گہرائیوں میں ڈوب کر اس کی حقیقت کو معلوم کرنے پر قادر نہیں ہو سکا ہے۔ نہ کسی نے اسکو ناپا ہے نہ تولا ہے۔ اس کا نہ کوئی وزن ہے نہ جہت ہے!

لیکن اتنا علم ضرور ہے کہ یہ ایک صاحبِ قوت شئے ہے۔ ایک بڑھتی ہوئی نباتاتی جڑ سنگ خارا کی چٹان کو پھاڑ کے رکھ دیتی ہے۔

زندگی نے پانی خشکی اور ہوا کو زیر نگین کر لیا ہے۔ یہ زندگی ہی کی قوت ہے۔ جو عنصر بسیط کو تحلیل ہونے اور اپنے مزاج کو بدلنے پر مجبور کر دیتی ہے۔

ذرا غور تو کیجئے کہ پروٹو پلازم (مادہ) کی ننھی سی صاف شفاف شبنم کی سی لطیف و دقیق چیز ایک نظر نہ آنے والی "بوندکی" اپنے اندر حرکت کرنے کی صلاحیت رکھتی ہے۔ اور سورج سے توانائی اخذ کرتی ہے۔ یہی خلیہ یہی صاف شفاف کہر کی ننھی ننھی بوند کیوں جیسی ایک "بوندکی" اپنے اندر جرثومۂ حیات کو لئے رہتی ہے۔ اور چھوٹی بڑی ہر حیاتیاتی شے میں زندگی تقسیم کرنے کی قوت رکھتی ہے اس ننھی سی بوندکی میں تمام نباتات، تمام حیوانات اور تمام بنی نوع انسان سے بھی زیادہ بڑی قوت ہوتی ہے۔ کیونکہ نمودِ حیات اسی سے مستفاد ہے۔ فطرت نے زندگی کو پیدا نہیں کیا ہے۔ بڑی بڑی سوختہ چٹانیں اور بے نمک سمندر بھی ضروری احتیاجات کی تکمیل ہرگز نہیں کر سکتے

سوال یہ ہے کہ اس ننھی منھی سی ایک "بوندکی" کے اندر یہ خزانۂ حیات آخر کس نے رکھ دیا ہے؟

سوم:- جانوروں کے اندر فہم کا وجود بھی ایک ناقابلِ تردید اعلان ہے۔ کہ کوئی بہترین خالق ضرور موجود ہے جس نے ان ننھے ننھے بے یار و مددگار جانوروں میں خاص قسم کے جبلی جذبے رکھ دیئے ہیں!

سالمن (مچھلی) سالہا سال سمندر میں رہتی ہے۔ پھر [illegible] ندی میں واپس آ جاتی ہے۔ اور ٹھیک اس دریا میں پہنچتی ہے جس ندی کی وہ رہنے والی ہے۔ جہاں وہ پیدا ہوئی تھی۔ کونسی طاقت ہے جو اسکو ٹھیک اس راہ پر لگا دیتی ہے۔ آپ اسے کسی دوسرے دھارے پر لگا دیں تو وہ فوراً سمجھ جائے گی کہ یہ غلط راستہ ہے۔ اور تڑپ کر دھارے پر آ جائے گی اور وہاں سے ٹھیک راستے پر اپنا سفر شروع کر دے گی —— اس سے بھی زیادہ حیرت انگیز معاملہ "بام مچھلی" کا ہے اور یہ ایک ایسا راز سربستہ ہے جو کسی

طرح حل نہیں ہوتا۔ یہ عجیب مچھلی جیسے ہی حدِ بلوغ کو پہنچتی ہے اپنے تالابوں اور دریاؤں سے لمبے لمبے سفر پر نکل کر روانہ ہو جاتی ہے حتیٰ کہ یورپ سے ہزاروں میل دُور کی راہ سمندر میں طے کر کے وہ جزائر برمودا کے قریب تک کی اتھاہ گہرائی میں جا پہنچتی ہے وہیں اس کے بچے ہوتے ہیں اور وہیں مر جاتی ہے۔

مگر اس کے ننھے ننھے بچے جن کے پاس
بظاہر علم کا کوئی ذریعہ بحر پانی کی وسعت
کے اور نہیں ہے۔ پھر بھی وہ اس مقام
سے واپس ہوتے ہیں۔ اور نہ صرف یہ کہ
وہ اس ساحل تک آپہنچتے ہیں جو ان کے
ماں باپ کا وطن تھا۔

بلکہ وہاں سے بھی چل کر دریاؤں، جھیلوں یا چھوٹے تالابوں میں پہنچ جاتے ہیں۔ یہی سبب ہے کہ آپ چھوٹی چھوٹی ندیوں، تالابوں اور جھیلوں میں ان کی اتنی کثرت پاتے ہیں۔

ایک بھڑ کسی ٹڈے کو پکڑتی ہے زمین میں سوراخ بناتی ہے۔ ٹڈے کو سوراخ میں نہایت احتیاط سے اس طرح گاڑتی ہے کہ مرنے نہ پائے، صرف بے ہوش رہے اور محفوظ گوشت کا کام دے سکے۔ اس کے بعد انڈے دیتی ہے۔ اس انڈے سے بچے پیدا ہوتے ہیں۔ اور

یہ بچے اسی زندہ مگر بے ہوش ٹڈے کو
نوچ نوچ کر کھاتے ہیں۔ مردار اُن کے
لئے زہر قاتل ہے، وہ اگر مردار گوشت
...کھالیں تو مر جائیں۔ ان بچوں کی ماں
اُڑ جاتی ہے اور اپنے بچوں کو دیکھنا
اسے کبھی نصیب نہیں ہوتا۔

اس پُراسرار طرزِ عمل کو کسی طرح سیکھی ہوئی عادت اور اکتسابی عمل سے تعبیر نہیں کیا جا سکتا۔ یہ بہرحال کسی کا فیضان ہے۔

چہارم:- انسان کے اندر جانوروں کی جبلت سے فاضل بھی ایک قوت ہے — یعنی انسان کی قوتِ استدلال۔ یہ تجربہ اب تک نہیں ہوا ہے، کہ کوئی جانور دس تک گن سکنے کی صلاحیت بھی رکھتا ہو یا کم از کم دس کا مطلب ہی سمجھتا ہو۔ جبلت کی مثال بانسری کی ایک حسین مگر محدود لَے کی سی ہے۔ مگر انسانی دماغ کے اندر تنہا ایک بانسری ہی کی نہیں بلکہ آرکسٹرا کے تمام تر ساز و سامان کی گویا گُون آوازیں، دُھنیں اور لہریں ایک ساتھ موجود ہیں، اس پر مزید نکتے پر زیادہ دماغ سوزی کی ضرورت نہیں ہے۔ یہ انسانی قوتِ استدلال ہی کا فیض ہے کہ ہم اس بات پر غور و فکر کر سکتے ہیں کہ ہم وہ کچھ ہیں جو ہیں۔ اور یہ بھی صرف اس لئے ممکن ہوا کہ ہم کو عالمگیر ذہن —(UNIVERSAL INTELLIGENCE) کی ایک ذرا سی کرن مل گئی ہے۔

پنجم:- ہر ذی حیات کے لئے سامانِ حیات
ان خلیوں کے اندر پوشیدہ ہے۔ جن کی
خبر آج ہم کو تو ہے۔ مگر ڈارون کو نہیں تھی
مثلاً جین (GENE) کے حیرتناک
مظاہر۔

اس قدر ناقابلِ بیان حد تک ننھے ننھے جین اگر وہ تمام جین جو دنیا کے سارے ہی زندہ انسانوں کی بنیاد ہیں کہیں ایک جگہ جمع کئے جا سکیں تو ان کی مجموعی مقدار ایک انگشتانہ بھی نہ بھر سکے گا۔ یہ خوردبین تک کی گرفت میں نہ آنے والے ننھے جین ہیں، جو اپنے ساتھ کروموسوم (کروموسوم) کے ساتھ ہر زندہ خلیے میں جاگزیں ہیں، اور تمام انسانوں، جانوروں، اور نباتات کے خصائص و خواص کا مرکز و منبع ہیں۔

آخر یہ ننھے جین کس طرح ان گنت
اسلاف کی خاص روایتیں اور ہر ایک کی
پوری نفسی کیفیات، اصل ہی ناقابلِ تشخیص
اور ناقابلِ تصور جگہ میں محفوظ رکھتے ہیں؟

ارتقاء و حیات بھی اسی جگہ سے شروع ہوتا ہے

اس خلئے میں وہ امتیازی خصوصیات پیدا ہو جاتی ہیں، جس میں جین رہتا ہے۔ یہ حقیقت کہ ذرا ایٹم جو خوردبین کی گرفت میں بھی نہ آنے والے جین سے کروڑوں ہیں بند ہیں۔ کرۂ ارضی کی تمام حیات پر کیسی مطلق العنان حکمرانی کرتے ہیں۔ یہ خود اپنی جگہ پر ایک واضح ثبوت ہے۔ کہ یہ سب کچھ ایک تخلیقی ذہن ہی سے ممکن ہے۔ کوئی اور مفہوم اس کا ہو ہی نہیں سکتا۔

ششم:- فطرت کے نظامِ معیشت کو دیکھ کر
ہم اس حقیقت کے تسلیم کرنے پر مجبور
ہیں۔ کہ فطرت کی پیش بندی تو ایک محدود
عقل و دانش ہی کے ذریعہ ممکن ہے۔
اور اس قدر دانشمندانہ نظام کی پرورش بھی وہی
کر سکتی ہے۔

کئی سال ہوئے کہ آسٹریلیا میں ناگ پھنی کی ایک قسم حفاظتی باڑھ کے طور پر لگائی گئی تھی چونکہ کوئی کیڑا اس کا دشمن وہاں نہ تھا۔ ناگ پھنی حیرت انگیز حد تک بڑھی اور اس کے کانٹے نے خطرناک صورت اختیار کر لی۔ اتنے بڑے رقبے کو اس نے گھیر لیا جو اپنی وسعت میں انگلستان کے برابر تھا، قصبوں اور دیہاتوں میں لوگ اس کانٹے سے محصور ہو گئے۔ ان کی کھیتیاں تباہ و برباد ہونے لگیں۔

اس بلا سے نجات پانے کے لئے
ماہرین حشرات نے ساری دنیا کا
چکر لگایا۔ بالآخر ایک ایسے کیڑے
کا پتہ لگا جو صرف ناگ پھنی ہی کھا کر
زندہ رہتا تھا وہ اس کے سوا کچھ اور
نہیں کھاتا۔

یہ کیڑا بڑی تیزی سے پھیلتا ہے اور آسٹریلیا میں اس کا کوئی دشمن بھی نہ تھا۔ چنانچہ اس کیڑے نے اس ناگ پھنی کو زیر کر لیا اور ناگ پھنی کی بلا دلپسپائی سے بدل گئی۔ اب اس کا بڑا حصہ ختم ہو چکا ہے اور اسی تناسب سے کیڑے بھی باقی ہیں، جو اس بلا کو قابو میں رکھتے ہیں۔

اس طرح کے توازن اور روک تھام کا نظم ساری کائنات میں قائم ہے۔ جن کیڑوں کی نسل اتنی تیزی سے بڑھتی اور پھیلتی ہے وہ ساری زمین پر چھا کیوں نہیں جاتے؟ اس لئے کہ کیڑوں کے پھیپھڑے نہیں ہوتے وہ ایک نلکی کے ذریعہ سانس لیتے ہیں۔

کیڑوں کی جسامت اگر بڑھتی بھی ہے
تو سانس کی نلکی اسی تناسب سے
نہیں بڑھتی اور کیڑے دم گھٹ کر مر
جاتے ہیں

یہی سبب ہے کہ کیڑے بہت بڑی جسامت کے نہیں ہوا کرتے۔ اگر یہ روک تھام اور طبعی تحدید ان پر قائم نہ ہوتی تو شاید انسان اس زمین پر کبھی زندہ نہ رہ سکتا تھا۔ ذرا کسی ایسی بھڑ کا تصور تو کیجئے جو اپنی جسامت میں شیر کے برابر ہو۔

ھفتم:- یہ حقیقت کہ انسان خدا کا تصور کرتا ہے بذاتِ خود وجودِ خداوندی کا ایک لاجواب ثبوت ہے۔

تخیل کا تصور انسان کے اندر ایک لاہوتی استعداد سے پیدا ہوتا ہے۔ یہ لاہوتی استعداد صرف انسان ہی میں پائی جاتی ہے۔ یہ وہ استعداد ہے جسے ہم قوتِ تخیل سے تعبیر کرتے ہیں۔ اسی استعداد کے ذریعہ انسان اور صرف انسان ہی — اَن دیکھی چیزوں کا ثبوت حاصل کرتا ہے۔ یہ قوت جو منظر کھولتی ہے۔ وہ لامحدود ہوتا ہے۔

یہ واقعہ ہے کہ انسانی تخیل جب درست ہو کر درجۂ کمال کو پہنچتی ہے۔ تو روحانی حقیقت بن جاتی ہے۔ آدمی سلسلۂ تعلیل میں امتیاز کرنے لگتا ہے، اور بالآخر اس عظیم الشان صداقت پر پہنچ جاتا ہے کہ عالمِ قدس کس جگہ اور کیسا ہے؟ اور خدا ہر جگہ اور ہر شئے میں جلوہ گر ہے جس کی قریب ترین جلوہ گاہ ہمارے قلوب ہیں۔

بحقیقت از روئے سائنس بھی اتنی ہی درست ہے جتنی از روئے تخیل سچ ہے۔ پامسٹ (PSALMIST) کے الفاظ میں

عالمِ قدس خدا کی عظمت و کبریائی
کی شہادت ہے!
اور آسمان اس کی صنعت گری کا مظاہرہ کرتا ہے

(ترجمہ)
(بشکریہ معاصر "الہدیٰ")

انڈونیشیا کے ایک عیسائی کے اعتراضات کا جواب

قرآن کریم اور بائبل کی روشنی میں

مرزا مظفر بیگ صاحب ساطع مسلم مشنری لائلپور مغربی پاکستان

(۲)

حضرت مسیحؑ نے خود اپنے منکرین کو مُردے کہا ہے جیسا کہ لکھا ہے:۔

"ایک شاگرد نے اس سے کہا اے خداوند مجھے اجازت دے کہ پہلے جا کر اپنے باپ کو دفن کروں۔ یسوع نے اس سے کہا تو میرے پیچھے چل اور مُردوں کو اپنے مُردے دفن کرنے دے" (متی ۸/۲۱-۲۲)

پس صاف ظاہر ہے کہ مسیح اپنے منکرین کو رُوحانی مُردے سمجھتے تھے اور انہی مردوں کو زندہ کرنے آئے تھے۔ ایک اور مقام سے معلوم ہوتا ہے کہ مسیح پر ایمان لانا نہ صرف یہ کہ مُردے کا زندہ ہونا ہوتا تھا بلکہ نئے سرے سے پیدا ہونا ہوتا تھا۔ حوالہ کے لئے دیکھیں یوحنا ۳/۳ - الہامی کتب میں اس قسم کے استعارات موجود ہیں ایک مسیح پر ہی کیا منحصر ہے بائبل میں لکھا ہے کہ حزقیل نبی نے ہزاروں مُردے زندہ کئے۔ دیکھیں حزقیل ۳۷/۱-۱۲ - ایلیاہ نبی نے مُردہ زندہ کیا۔ دیکھیں ۱۔سلاطین ۱۷/۲۲ پھر لکھا ہے الیسع کی ہڈیوں نے مُردہ زندہ کر دیا ملاحظہ ہو ۲۔سلاطین ۱۳/۲۱

رُوحانی مُردوں کی طرح رُوحانی اندھوں۔ بہروں کا بھی ذکر صراحت سے موجود ہے۔ چنانچہ لکھا ہے:۔

"تم کانوں سے سنو گے اور ہرگز نہ سمجھو گے اور آنکھوں سے دیکھو گے اور ہرگز معلوم نہ کرو گے۔ کیونکہ اس امت کے دل پر چربی چھا گئی ہے اور وہ کانوں سے اونچا سنتے ہیں اور انہوں نے اپنی آنکھیں بند کر لی ہیں، کہیں ایسا نہ ہو کہ آنکھوں سے معلوم کریں اور کانوں سے سنیں اور دل سے سمجھیں اور رجوع لائیں اور میں انہیں شفا بخشوں" (متی ۱۳/۱۴-۱۵)

غرض حضرت مسیحؑ نے جس طرح رُوحانی مُردوں کو زندہ کیا اسی طرح رُوحانی اندھوں، بہروں کو شفا بخشی۔ پھر لکھا ہے یسوع نے کہا میں دنیا میں عدالت کے لئے آیا ہوں تاکہ جو نہیں دیکھتے وہ دیکھیں اور جو دیکھتے ہیں وہ اندھے ہو جائیں ملاحظہ ہو یوحنا ۹/۳۹ - گویا حضرت مسیحؑ اچھے بھلے بینا لوگوں کو اندھے بھی کر دیتے تھے۔ دراصل یہ سب استعارات ہیں اور روحانی کیفیات کا ذکر ہے۔ جس قدر روحانی مُردے حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر زندہ ہوئے حضرت مسیحؑ تو کیا تمام انبیاء کا سارا ریکارڈ نکال کر دیکھا جائے تو کوئی نسبت ہی نہیں ملتی۔ قرآن کریم میں ارشاد ہوا:۔

یا ایھا الذین امنوا استجیبوا للہ وللرسول اذا دعاکم لما یحییکم (الانفال آیت ۲۴)

"اے لوگو! جو ایمان لائے ہو۔ اللہ اور اس کا رسول جب تم کو پکارے تو اس پکار کو قبول کرو تاکہ تم کو زندہ کیا جائے۔"

غرض بے شمار لوگ حضرت محمد مصطفےٰ صلعم کے ذریعہ زندہ ہو گئے اور بے شمار اندھے دیکھنے اور بہرے سننے لگ گئے۔

لیکن اگر مسٹر برہان الدین کو اصرار ہو کہ مُردوں سے مراد قبروں والے مُردے ہی ہیں اور اندھوں اور بہروں سے مراد بھی ظاہری آنکھوں کانوں والے اندھے اور بہرے ہیں تو ہم انہیں انجیل مقدس کے اس فیصلہ کی طرف توجہ دلاتے ہیں جہاں لکھا ہے:۔

"اور ایمان لانے والوں کے درمیان یہ معجزے ہوں گے وہ میرے نام سے بدرُوحوں کو نکالیں گے۔ نئی نئی زبانیں بولیں گے سانپوں کو اٹھا لیں گے۔ اور اگر کوئی ہلاک کرنے والی چیز پئیں گے انہیں کچھ ضرر نہ پہنچے گا۔ وہ بیماروں پر ہاتھ رکھیں گے تو اچھے ہو جائیں گے" (مرقس ۱۶/۱۷-۱۸)

کہئے مسٹر برہان الدین آپ اسلام کو چھوڑ کر حضرت مسیح پر ایمان لائے۔ کیا آپ ان معجزات کے مالک بن گئے؟ ہرگز نہیں پھر آپ کو اس ایمان نے کیا فائدہ دیا؟ ایک عجیب چیز غور طلب ہے کہ مندرجہ بالا حوالہ میں تو نئی نئی زبانیں بولنا ایمانداروں کا کام بتلایا گیا ہے مگر دوسری جگہ نئی نئی زبانیں بولنا بے ایمانوں کا کام بتلایا گیا ہے۔ چنانچہ لکھا ہے:۔

"پس بیگانہ زبانیں ایمانداروں کے لئے نہیں بلکہ بے ایمانوں کے لئے نشان ہے" (ملاحظہ ہو ۱۔کرنتھیوں ۱۴/۲۲)

اگر مسٹر برہان کو خیال ہو کہ وہ ابھی نو عیسائی ہیں پختہ نہیں ہوئے اس لئے مندرجہ بالا معجزات کے مالک ابھی نہیں بن سکتے تو پھر ان کا فرض ہے کہ کسی پختہ ایمان والے پادری سے ہی ان معجزات کا صدور دکھا دیں مگر وہ ایسا ہرگز نہیں کر سکیں گے۔ انجیل میں تو یہاں تک لکھا ہے:۔

"میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ اگر تم میں رائی کے دانے کے برابر بھی ایمان ہوگا تو اس پہاڑ سے کہہ سکو گے کہ یہاں سے سرک کر وہاں چلا جا اور وہ چلا جائے گا اور کوئی بات تمہارے لئے ناممکن نہ ہوگی" (متی ۱۷/۲۰)

پھر کیا مسٹر برہان الدین میں رائی کے دانے برابر بھی ایمان پیدا نہیں ہوا؟ اگر نہیں تو پھر اسلام جیسے زندگی بخش مذہب کو چھوڑ کر انہیں عیسائیت میں جا کر سوائے انجیل پڑھانے کی نوکری کے اور کیا حاصل ہوا؟

(۳) مسٹر برہان الدین نے قرآن کریم کے یہ الفاظ نقل کئے ہیں:۔

"اذ قال اللہ یعیسیٰ انی متوفیک ورافعک الی ومطھرک من الذین کفروا" آل عمران آیت ۵۵

"اور جب اللہ نے فرمایا۔ اے عیسیٰ یقیناً میں تجھے وفات دینے والا ہوں اور تجھے اپنی طرف اُٹھانے والا ہوں، اور تجھے کافروں سے پاک کرنے والا ہوں"

اور پھر فرمایا:۔

بل رفعہ اللہ الیہ وکان اللہ عزیزاً حکیما (النساء آیت ۱۵۸)

بلکہ اللہ نے مسیحؑ کو اپنی طرف اُٹھایا اور اللہ غالب حکمت والا ہے۔

مسٹر برہان الدین نے ان الفاظ سے یہ نتیجہ نکالا ہے کہ مسیح کو ضرور مرنا چاہیئے تھا تاکہ وہ زندہ ہو کر اپنے پیروؤں کو فائدہ پہنچائیں وغیرہ

قرآن کریم کے ان الفاظ میں کہ اے عیسیٰ میں تجھے وفات دینے والا ہوں اور تجھے اپنی طرف اُٹھانے والا ہوں ایک بہت بڑی حقیقت کا ذکر فرمایا گیا ہے۔ چنانچہ بائبل میں لکھا ہے:۔

"وہ جو پھانسی دیا جاتا ہے خدا کا ملعون ہے" (دیکھیں استثناء ۲۱/۲۳)

یہودیوں کی کوشش تھی کہ حضرت مسیحؑ کو گرفتار کر کے صلیب پر چڑھا کر مار ڈالیں اور یوں ان کو از روئے بائبل خدا کا ملعون ثابت کر دیں۔ حضرت مسیح کو سخت قلق تھا کہ اگر یہودی اپنے منصوبے میں کامیاب ہو گئے تو ان کی موت ایک لعنتی موت ہوگی۔ لعنتی کا رفع شیطان کی طرف ہوتا ہے اور طبعی موت سے مرنے والے کا رفع رحمان کی طرف ہوتا ہے۔ خدا نے اپنے برگزیدہ رسول کو تسلی دی کہ اے عیسیٰ یہ یہودی تجھے نہیں مار سکتے بلکہ میں تجھے طبعی موت دے کر اپنی طرف اٹھاؤں گا مگر عجیب ہے عیسائی حضرات کی عقل پر کہ وہ یہودیوں کی ہاں میں ہاں ملاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ مسیح صلیب پر مر کر لعنتی بنے (العیاذ باللہ) چنانچہ لکھا ہے:۔

"مسیح جو ہمارے لئے لعنتی بنا اس نے ہمیں مول لے کر شریعت کی لعنت سے چھڑایا۔"

صلیب پر مرتے تھے یا یہ کہ خدا نے اپنے وعدے کے مطابق انہیں صلیبی موت سے بچا لیا تھا۔ یہودی اور عیسائی دونوں اس امر پر متفق ہیں کہ حضرت مسیح صلیب پر مارے گئے مگر قرآن کریم اس کی تردید فرماتا ہے۔ ہم قرآن کریم کی تائید میں انجیل متی میں سے مواد پیش کرتے ہیں۔ حضرت مسیح نے فرمایا کہ:۔

" اس زمانے کے برے اور زنا کار لوگ نشان طلب کرتے ہیں مگر یونس نبی کے نشان کے سوا کوئی اور نشان ان کو نہ دیا جائے گا کیونکہ جیسے یونس تین رات دن مچھلی کے پیٹ میں رہا ویسے ہی ابن آدم (یعنی مسیح ناقل) تین رات دن زمین کے اندر رہے گا"

(متی ۱۲ / ۳۹-۴۰)

اس مقام سے صاف ظاہر ہے کہ جس طرح یونس نبی زندہ تین رات دن مچھلی کے پیٹ میں رہے۔ مسیح بھی قبر میں تین رات دن زندہ رہیں گے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ مسیح کو جمعہ کے دن پچھلے پہر صلیب پر چڑھایا گیا اور رات پڑنے سے پہلے صلیب پر سے اتار لیا گیا۔ یہ رات سبت کی رات تھی اور سبت کی رات کو کسی کا پھانسی پر لٹکے رہنا یہودیوں کے عقیدہ کے خلاف تھا۔ دو پاؤں اور دو ہاتھوں میں کیلیں ٹھونکی گئی تھیں مگر معمولی زخموں کی وجہ سے اتنی جلدی موت واقعہ نہیں ہو سکتی۔ چنانچہ لکھا ہے:۔

" آرمتیہ کا رہنے والا یوسف آیا...... ...... اور جرأت سے پلاطوس کے پاس جا کر یسوع کی لاش مانگی اور پلاطوس نے تعجب کیا کہ وہ ایسا جلد مر گیا"

(مرقس ۱۵: ۴۳-۴۴)

حضرت مسیح کے ساتھ دو ڈاکوؤں کو بھی صلیب پر چڑھایا گیا تھا اور انہیں بھی سبت کی رات پڑنے سے پہلے اتار لیا گیا تھا۔ لیکن کے معمولی زخموں سے ان کی موت بھی نہیں ہو سکتی تھی۔ اس لئے انہیں مار ڈالنے کے لئے ان کی ٹانگوں کی ہڈیاں توڑ دی گئیں۔ مگر مسیح سے ایسا سلوک نہیں کیا گیا۔ انہیں اسی بے ہوشی کے عالم میں ایک فراخ اور کھلی قبر میں رکھا گیا۔ یہ قبر اتنی بڑی تھی کہ لکھا ہے کہ اس میں تین عورتیں اور مرد سما گئے۔ دیکھو مرقس ۱۶ / ۴ اور پھر اس قبر کو بند بھی نہیں کیا گیا بلکہ اس کے منہ پر ایک پتھر لڑھکا دیا گیا تھا تاکہ ہوا اندر داخل ہو سکے۔ ہوا زندہ کے لئے ہوتی ہے نہ کہ مردے کے لئے۔

حضرت مسیح لعنتی موت مرنے سے بہت زیادہ ..... گھبرائے ہوئے تھے اور رو رو کر دعائیں کرتے تھے کہ کسی طرح موت کا پیالہ ان سے ٹل جائے۔ آخر انہیں لعنتی موت سے بچا لیا گیا۔ چنانچہ لکھا ہے:۔

" اس نے (مسیح نے۔ ناقل) اپنی بشریت ..... خدا ترسی کے سبب اس کی سنی گئی"

(عبرانیوں ۵ / ۷)

حضرت مسیح نے صلیبی موت سے بچنے کے لئے کس قدر تڑپ تڑپ کر اور رو رو کر دعائیں کیں اس کا نقشہ متی ۲۶ / ۳۹-۴۴ و مرقس ۱۴ / ۳۲-۳۹ و لوقا ۲۲ / ۴۱-۴۴ میں دیکھا جا سکتا ہے۔

دعا سے فارغ ہوتے تو دیکھتے کہ ان کے شاگرد سوئے پڑے ہیں انہیں غیرت دلاتے کہ دیکھو میری جان پر بنی ہوئی ہے اور تم پڑے سو رہے ہو مگر وہ پھر سو جاتے۔ یہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے شاگردوں کو ہی شرف حاصل تھا کہ شب زندہ دار تھے۔ نوافل اور تہجدوں میں ان کی راتوں کا اکثر و بیشتر حصہ گذر جاتا تھا۔ یسوع مسیح کے شاگرد صرف ایک رات جاگ کر بھی اپنے خداوند کے ساتھ دعا میں شریک نہ ہو سکے انہیں نیند پیاری تھی، یسوع پیارے نہ تھے آخر خدا نے ترس فرما کر مسیح کی دعاؤں کو سنا اور ان کو لعنتی موت سے بچا لیا۔

ان تمام حوالوں سے قرآن کریم کی تصدیق ہوتی ہے کہ مسیح کو صلیبی موت سے بچایا گیا۔ یہودیوں اور عیسائیوں کی کھلی تردید ہوتی ہے کہ حضرت مسیح صلیب پر لعنتی موت مرے۔

(۵) مسٹر برہان الدین نے ایک حدیث کا حوالہ دیا ہے کہ عیسیٰ ابن مریم پھر نازل ہوں گے کسی نبی اور رسول کا دوبارہ آنا یا اس کا نازل ہونا ایک ایسا مسئلہ ہے جو حضرت مسیح کے سامنے پیش کیا گیا تھا۔ اور حضرت نے اس کا بہت خوبصورت جواب دیا تھا۔ چنانچہ انجیل میں لکھا ہے کہ یہودیوں نے حضرت مسیح سے سوال کیا کہ ہم تین نبیوں کے منتظر ہیں۔ پہلے ایلیاہ کے جو آسمان پر گیا ہوا ہے دوبارہ نازل ہوگا۔ اس کے بعد مسیح آئے گا اور پھر وہ نبی آئے گا۔ ایلیاہ کے لئے لکھا ہے

" اور ایسا ہوا کہ جونہی وہ دونوں (ایلیا اور الیسع۔ ناقل) بڑھتے اور باتیں کرتے ہوئے چلے جاتے تھے تو دیکھو کہ ایک آتشی رتھ اور آتشی گھوڑوں نے درمیان آ کر دونوں کو جدا کر دیا اور ایلیاہ بگولے میں ہو کر آسمان پر جاتا رہا"

(۲- سلاطین ۲ / ۱۱-۱۲)

کتاب مقدس کے اس مقام سے صاف ظاہر ہے کہ ایلیاہ اس جسد عنصری کے ساتھ آسمان پر اٹھایا گیا۔ اور پھر لکھا ہے:۔

" دیکھو خداوند کے بزرگ اور ہولناک دن کے آنے سے پیشتر میں ایلیاہ نبی کو تمہارے پاس بھیجوں گا"

(ملاکی ۴ / ۵)

کیا کہ جب تک ایلیاہ آسمان سے نازل نہ ہو لے ہم آپ کو نہیں مان سکتے اس پر حضرت مسیح نے فیصلہ دیا کہ یوحنا بپتسمہ دینے والا ہی ایلیاہ ہے اور یوحنا کا آنا ہی گویا ایلیاہ کا آسمان سے نازل ہونا ہے۔ حضرت مسیح کے اس فیصلے کے لئے ملاحظہ ہو متی ۱۱ / ۱۳-۱۴ جہاں ارشاد ہے:۔

" کیونکہ سب نبیوں اور توریت نے یوحنا تک نبوت کی اور چاہو تو مانو ایلیاہ جو آنے والا تھا یہی ہے۔ جس کے سننے کے کان ہوں وہ سن لے"

پھر فرمایا:۔

" لیکن میں تم سے کہتا ہوں کہ ایلیاہ تو آ چکا اور انہوں نے اس کو نہیں پہچانا"

(متی ۱۷ / ۱۲)

پھر لکھا ہے:۔

" پھر انہوں نے اس سے (مسیح سے۔ ناقل) یہ پوچھا کہ فقیہہ کیونکر کہتے ہیں کہ ایلیاہ کا پہلے آنا ضروری ہے۔ اس نے ان سے کہا ایلیاہ البتہ پہلے آ کر سب کچھ بحال کرے گا .... لیکن میں تم سے کہتا ہوں کہ ایلیاہ تو آ چکا" (مرقس ۹ / ۱۱ تا ۱۳)

پھر لکھا ہے کہ:۔

" یوحنا اپنی ماں کے پیٹ سے روح القدس سے بھر جائے گا اور ایلیاہ کی روح اور قوت میں مسیح کے آگے آگے چلے گا"

(لوقا ۱: ۱۵-۱۷)

انجیل مقدس کے ان تمام حوالہ جات سے روز روشن کی طرح ثابت ہے کہ حضرت مسیح نے یوحنا کو مثیل ایلیاہ قرار دے کر اس کا آنا گویا ایلیاہ کا آسمان سے نازل ہونا فرمایا ہے مگر کس قدر تعجب ہے عیسائی قوم پر کہ جس غلطی سے حضرت مسیح نے یہودیوں کو نکالنے کی کوشش کی اسی غلطی میں عیسائی قوم خود مبتلا ہو گئی اور یہودیوں کی طرح انتظار میں لگے ہیں کہ مسیح آسمان سے نازل ہوں گے خدا کے بیٹے کے یہ پجاری اپنے پوجا ری ہیں کہ اس کے فیصلے کو نہیں مانتے۔

عیسائی دنیا بے شک حضرت مسیح کے نزول کا انتظار کرے مگر ہم انہیں یقین دلاتے ہیں کہ نہ ایلیاہ نبی آسمان سے نازل ہوگا اور نہ حضرت مسیح۔ دونوں کے مثیلوں نے ان کی روح اور قوت سے بھر کر آنا تھا سو وہ اپنے اپنے وقت پر آ گئے۔ حضرت ایلیاہ کے مثیل حضرت یحییٰ (یوحنا) تھے اور حضرت مسیح کے مثیل حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی ہیں۔ بقول حضرت مسیح:۔ " جس کے سننے کے کان ہوں وہ سن لے"

باقی آئندہ

غیر انبیا پر بھی قطعی اور یقینی وحی کا نزول

مولانا شیخ عبد الرحمٰن صاحب مصری

سابقہ قسط کا خلاصہ

گزشتہ قسط میں یہ ثابت کیا جا چکا ہے کہ رسول کی رسالت کو ثابت کرنے کے لئے نبوت کا وجود لازمی ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ رسول کے لئے ضروری ہے کہ وہ اللہ تعالےٰ کی طرف سے غیوب سے مطلع ہو کر لوگوں تک انہیں پہنچائے تا وہ وقوع میں آکر رسول کا منجانب اللہ ہونا ثابت کر دیں اور لوگوں کے دل اس رسول کو قبول کرنے کے لئے تیار ہو جائیں اسی لئے رسولوں کی طرف نازل شدہ وحی کا ایک حصہ تو شریعت کے ساتھ تعلق رکھتا ہے اور ایک حصہ اس کلام پر مشتمل ہوتا ہے جو فرقان کا کام دیتا ہے جیساکہ ذیل کی آیت سے ظاہر ہے قال یاموسیٰ انی اصطفیتک علی الناس برسالاتی وبکلامی الاعراف ع ۱۷- اس آیت میں رسالات اور دوسرے کلام کو الگ الگ بیان کر کے اس حقیقت کو واضح کر دیا ہے کہ رسول پر علاوہ رسالت کے عام کلام بھی نازل ہوتا ہے - اس فرقان کی مختلف اقسام گزشتہ قسط میں بیان کی گئی ہیں اور یہ بھی بتلایا گیا ہے کہ جب تک کسی رسول کی رسالت نے ہماری رہنما ہونا ہے اس وقت تک اس رسول کی امت میں ایسے کامل انسان پیدا ہوتے رہتے ہیں جو اس حصہ وحی کے وارث ہوتے ہیں اور اسی کے ذریعہ وہ اپنے زمانہ کے لوگوں پر اپنے متبوع رسول کی رسالت کے متعلق اتمام حجت کرتے رہتے ہیں چنانچہ انبیاء سابقین کی امتوں میں ایسے کامل انسانوں کا وجود مسلم ہے اور ان پر وحی کے نزول کا انکار بھی نہیں کیا جا سکتا اور یہ وحی ظنی نہیں بلکہ اس کا قطعی اور یقینی ہونا ثابت ہے - حضرت موسےٰ کی والدہ محترمہ پر جو وحی نازل ہوئی وہ وحی بھی قطعی اور یقینی تھی - حضرت مریمؑ پر نازل شدہ وحی بھی قطعی اور یقینی تھی حواریوں کی وحی بھی قطعی اور یقینی تھی حضرت ابراہیمؑ کی زوجہ محترمہ کے ساتھ فرشتوں کا مکالمہ بھی قطعی اور یقینی تھا - بنی اسرائیل کے نبی کے ذریعہ جو شخص بطور بادشاہ مامور کیا گیا تھا اس کا الہام بھی قطعی اور یقینی تھا - علاوہ ازیں قوم پر حجت بھی تھا ورنہ اس پر عمل نہ کرنے والے مستوجب قہر الٰہی نہ ہوتے -

حضرت یوسفؑ کے زمانہ کے بادشاہ کا خواب بھی یقینی علم پر مشتمل تھا گو وہ روحانی اعتبار سے کامل انسانوں میں شمار نہیں ہو سکتا لیکن اس میں بھی شک نہیں کہ وہ بھی آخر کسی نہ کسی نبی کو ماننے والوں میں سے ہی تھا

اسی طرح حضرت یوسفؑ کے ساتھ جو دو قیدی تھے اُن کی خوابیں بھی قطعی سچائی پر مشتمل تھیں، پھر حضرت موسےٰؑ جس عبد کی تلاش میں نکلے اور جسے عام طور پر خضرؑ کے نام سے یاد کیا جاتا ہے اس کے متعلق قرآن کریم کے مندرجہ ذیل الفاظ قابل غور ہیں:-

فوجدا عبداً من عبادنا اٰتیناہ رحمۃ من عندنا وعلمناہ من لدنا علما قال لہ موسیٰ ھل اتبعک علیٰ ان تعلمن مما علمت رشدا یعنی حضرت موسےٰ اور اُن کے ساتھی نے ہمارے بندوں میں سے ایک بندہ کو پایا جس کو ہم نے اپنی جناب سے رحمت عطا کی ہوئی تھی اور جس کو ہم نے اپنی جناب سے یقینی علم سے نوازا ہوا تھا اسکو حضرت موسےٰ نے کہا کیا میں آپ کی اتباع کروں اس شرط پر کہ آپ مجھے اس رشد کی راہ سکھلائیں جو آپ کو سکھلائی گئی ہے اس آیت سے صاف معلوم ہو رہا ہے کہ اس عبد کو اللہ تعالےٰ نے اپنے فضل و کرم سے رشد سے بھی وافر حصہ عطا کیا تھا اور علم لدنی کی بارش بھی اس پر کی ہوئی تھی یہاں تک کہ حضرت موسےٰ جیسا نبی بھی اس علم سے ناواقف تھے اور رشد کی ان راہوں سے بھی بے خبر تھے جن پر اس عبد کو مطلع کیا گیا تھا پھر راستہ میں ایسے واقعات پیش آئے جن کی کنہ تک حضرت موسےٰ نہیں پہنچ سکے اور جن کی ... آخر اس عبد نے ہی روشنی ڈالی چنانچہ ان واقعات کی حقیقت کو واضح کرنے کے بعد وہ عبد کہتا ہے وما فعلتہ عن امری ذالک تاویل مالم تسطع علیہ صبرا یعنی جو افعال مجھ سے وقوع میں آئے اور جن کو تو سمجھ نہیں سکا وہ میری اپنی طرف سے نہ تھے بلکہ وہ خدا تعالےٰ کے حکم سے تھے اور ان افعال کی یہ حقیقت ہے جس تک تیرے ذہن کو رسائی حاصل نہیں ہو سکی -

عبد مذکور نبی نہ تھا

اس عبد کے متعلق محققین کا بھی عام طور پر یہی عقیدہ ہے کہ یہ نبی نہ تھا اور قرآن نے بھی اسے نبی نہیں قرار دیا - اگر نبی نہیں تھا تو لازماً حضرت موسےٰ کے علاوہ کسی اور عظیم الشان نبی کا امتی ہوگا اور امتی بھی ایسا کامل امتی جس پر رشد کی وہ راہیں کھول گئیں جو موسےٰ جیسے نبی پر نہیں کھولی گئی تھیں اور روحانی علوم کے وہ دروازے اس پر وا کئے گئے جو موسےٰ پر بھی بند رہے تھے اب یہ ظاہر ہے کہ حضرت موسےٰ بھی اکابر انبیاء میں سے ہیں لیکن اس عبد کے مقابلہ میں جو نبی بھی نہیں ان علوم اور رشد کی ان راہوں سے بے خبر ہیں جن سے وہ عبد واقف تھا حتیٰ کہ اس کے بعض افعال کی کنہ تک پہنچنے سے بھی قاصر رہے اور جب تک اس عبد نے ان افعال کی حقیقت سے پردہ نہیں اُٹھایا وہ ان کی حقیقت کو نہیں سمجھ سکے بلکہ انہیں خلاف شریعت ہی سمجھتے رہے حالانکہ ان افعال میں جو روح کام کر رہی تھی وہ بالکل شریعت کے مطابق تھی -

ایک مفید سبق

اس واقعہ سے ہمیں ایک اور مفید سبق حاصل ہوتا ہے اور ایک اور شرعی امر پر روشنی پڑتی ہے جس سے اکثر لوگ ناواقف ہیں اور وہ یہ کہ اگر کوئی نبی کسی دوسرے نبی سے افضل ہو اور روحانی امور اور رشد کی راہوں کا زیادہ علم رکھتا ہو اور اللہ تعالےٰ کے نزدیک اس نبی کا مقام دوسرے نبی کے مقابلہ میں بلند تر ہو تو اس افضل اور بلند تر مقام رکھنے والے نبی کا کامل امتی اس دوسرے نبی سے روحانی امور میں بڑھ سکتا ہے جو پہلے نبی کے مقابلہ میں کم بلند مقام رکھتا ہے جیساکہ قرآن کریم میں مذکور عبد کے مقابلہ میں حضرت موسےٰ جیسے بلند شان رکھنے والے نبی کے متعلق ثابت ہے کہ ان کا علم کم تھا اور وہ اس عبد سے علم حاصل کرنے اور رشد کی راہیں معلوم کرنے کے محتاج تھے اس سے صاف عیاں ہے کہ وہ عبد حضرت موسےٰ کا تو امتی قطعاً نہ تھا ضرور کسی ایسے نبی کا ہی امتی ہوگا جس کی شان حضرت موسےٰ کی شان سے بلند تر تھی اور جس کے روحانی علوم ... حاصل تھی ورنہ اس کا امتی حضرت موسےٰ سے کس طرح بڑھ سکتا تھا - اور یہ تو قرآن سے ثابت ہے کہ بغیر نبی کی کامل اتباع کے کوئی شخص اللہ تعالےٰ کے ہاں اتنا قرب حاصل نہیں کر سکتا کہ اس قدر روحانی افضال کی بارش اس پر ہو سکے -

حضرت مرزا صاحب کے قول کی تصدیق

وہ لوگ جو حضرت مرزا صاحب کے اس قول پر کہ خدا نے انہیں حضرت مسیح ناصری پر جزوی فضیلت دیتے ہوئے انہیں افضل قرار دیا ہے حیرت کا اظہار کرتے ہیں - وہ حضرت موسےٰ اور اس عبد کے واقعہ پر غور کریں - حضرت مرزا صاحب نے بھی اس افضلیت کی وجہ وہی بیان کی ہے جو حضرت موسےٰ کے مقابل عبد کی بیان کی گئی ہے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس جگہ حضرت مرزا صاحب کے اصل الفاظ نقل کر دیئے جائیں ...

"اور میں یہ بھی دیکھتا ہوں کہ مسیح ابن مریم آخری خلیفہ موسےٰ علیہ السلام کا ہے

اور میں آخری خلیفہ اس نبی کا ہوں جو خیر الرسل ہے اس لئے خدا نے چاہا کہ مجھے اس سے کم نہ رکھے .... اسجگہ یہ بھی یاد رہے کہ جبکہ مجھ کو تمام دنیا کی اصلاح کے لئے ایک خدمت سپرد کی گئی ہے اس وجہ سے کہ ہمارا آقا اور مخدوم تمام دنیا کے لئے آیا تھا تو اس عظیم الشان خدمت کے لحاظ سے مجھے وہ قوتیں اور طاقتیں بھی دی گئی ہیں جو اس بوجھ کے اٹھانے کے لئے ضروری تھیں اور وہ معارف اور نشان بھی دیئے گئے ہیں جن کا دیا جانا اتمام حجت کے لئے مناسب وقت تھا مگر ضروری نہ تھا کہ حضرت عیسےٰ کو وہ معارف اور نشان دیئے جاتے کیونکہ اس وقت اس کی ضرورت نہ تھی اس لئے حضرت عیسےٰ کی سرشت کو صرف وہ قوتیں اور طاقتیں دی گئیں جو یہودیوں کے ایک چھوٹے سے فرقہ کی اصلاح کے لئے ضروری تھیں اور ہم قرآن شریف کے وارث ہیں جس کی تعلیم جامع تمام کمالات ہے اور تمام دنیا کے لئے ہے مگر حضرت عیسےٰ صرف توریت کے وارث تھے جس کی تعلیم ناقص اور مختص القوم ہے اسی وجہ سے انجیل میں ان کو وہ باتیں تاکید کے ساتھ بیان کرنی پڑیں جو توراۃ میں مخفی اور مستور تھیں لیکن قرآن شریف سے ہم کوئی زیادہ بیان نہیں کر سکتے کیونکہ اس کی تعلیم اتم اور اکمل ہے اور وہ توراۃ کی طرح انجیل کا محتاج نہیں پھر جس حالت میں یہ بات ظاہر اور بدیہی ہے کہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام کو اسی قدر روحانی قوتیں اور طاقتیں دی گئی تھیں جو فرقہ یہود کی اصلاح کے لئے کافی تھیں تو بلاشبہ ان کے کمالات بھی اسی پیمانہ کے لحاظ سے ہوں گے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَاِنْ مِّنْ شَیْءٍ اِلَّا عِنْدَنَا خَزَآئِنُہٗ وَمَا نُنَزِّلُہٗٓ اِلَّا بِقَدَرٍ مَّعْلُوْمٍ یعنے ہر ایک چیز کے ہمارے پاس خزانے ہیں مگر ہم قدر ضرورت سے زیادہ ان کو نازل نہیں کرتے پس یہ حکمت الٰہیہ کے برخلاف ہے کہ ایک نبی کو امت کی اصلاح کے لئے وہ علوم دیئے جائیں جن سے وہ امت مناسبت نہیں رکھتی ......

انسانی سرشت بہت سی شاخوں پر مشتمل ہے اور کئی مختلف قوتیں خدا نے اس میں رکھی ہیں لیکن انجیل نے صرف ایک ہی قوت عفو اور درگذر پر زور دیا ہے گویا انسانی درخت کی صدہا شاخوں میں سے صرف ایک شاخ انجیل کے ہاتھ میں ہے پس اس سے حضرت عیسےٰ کی معرفت کی حقیقت معلوم ہوتی ہے کہ وہ کہاں تک ہے لیکن ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی معرفت انسانی فطرت کے انتہا تک پہنچی ہوئی ہے اسی لئے قرآن شریف کامل نازل ہوا اور یہ کچھ برا ماننے کی بات نہیں اللہ تعالےٰ خود فرماتا ہے کہ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ یعنے بعض نبیوں کو ہم نے بعض نبیوں پر فضیلت دی ہے اور ہمیں حکم ہے کہ تمام احکام اخلاق میں عبادات میں آنحضرت صلعم کی پیروی کریں پس اگر ہماری فطرت کو وہ قوتیں نہ دی جاتیں جو آنحضرت صلعم کے تمام کمالات کو ظلی طور پر حاصل کر سکتیں تو یہ حکم ہمیں ہرگز نہ ہوتا کہ اس بزرگ نبی کی پیروی کرو کیونکہ خدا تعالےٰ فوق الطاقت کوئی تکلیف نہیں دیتا جیسا کہ وہ خود فرماتا ہے لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا اور چونکہ وہ جانتا تھا کہ آنحضرت صلعم جامع کمالات تمام انبیاء کے ہیں اس لئے اس نے ہماری پنجوقتہ نماز میں یہ دعا پڑھنے کا حکم دیا کہ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ یعنے اے ہمارے خدا ہم سے پہلے جس قدر نبی اور رسول اور صدیق اور شہید گذر چکے ہیں ان سب کے کمالات ہم میں جمع کر پس اس امت مرحومہ کی فطرت عالیہ کا اس سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ اسکو حکم ہوا ہے کہ تمام گذشتہ متفرق کمالات کو اپنے اندر جمع کر دیں تو عام طور پر حکم ہے اور تمام اس کے مدارج متفاصر اسی سے معلوم ہو سکتے ہیں اسی وجہ سے اس امت کے باکمال صوفی اس پوشیدہ حقیقت تک پہنچ گئے ہیں کہ انسانی فطرتوں کے کمال کا دائرہ اسی امت نے پورا کیا ہے بات یہ ہے کہ جس طرح ایک چھوٹا سا تخم زمین میں بویا جاتا ہے اور آہستہ آہستہ وہ اپنے کمال کو پہنچ کر ایک بڑا درخت بن جاتا ہے اسی طرح انسانی سلسلہ نشو و نما پاتا گیا اور انسانی قوتیں اپنے کمال میں بڑھتی گئیں یہاں تک کہ ہمارے نبی صلعم کے وقت میں وہ اپنے کمال تک پہنچ گئیں۔

خلاصہ کلام یہ کہ چونکہ میں ایک ایسے نبی کا تابع ہوں جو انسانیت کے تمام کمالات کا جامع تھا اور اس کی شریعت اکمل اور اتم تھی اور تمام دنیا کی اصلاح کے لئے تھی اس لئے مجھے وہ قوتیں عنایت کی گئیں جو تمام دنیا کی اصلاح کے لئے ضروری تھیں تو پھر اس امر میں کیا شک ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام کو وہ فطرتی طاقتیں نہیں دی گئیں جو مجھے دی گئیں کیونکہ وہ ایک خاص قوم کے لئے آئے تھے ....

.... یہودیوں کا یہ عقیدہ ہے کہ دو مسیح ظاہر ہوں گے اور آخری مسیح (جس سے اس زمانہ کا مسیح مراد ہے) پہلے مسیح سے افضل ہوگا اور عیسائی ایک ہی مسیح کے قائل ہیں مگر کہتے ہیں کہ وہی مسیح ابن مریم جو پہلے ظاہر ہوا آمد ثانی میں بڑی قوت اور جلال کے ساتھ ظاہر ہوگا اور دنیا کے فرقوں کا فیصلہ کرے گا اور کہتے ہیں کہ اس قدر جلال کے ساتھ ظاہر ہوگا کہ آمد اوّل کو اس سے کچھ نسبت نہیں۔

بہرحال یہ دونوں فرقے قائل ہیں کہ آنے والا مسیح جو آخری زمانہ میں آئے گا اپنے جلال اور قوی نشانوں کے لحاظ سے پہلے مسیح یا پہلی آمد سے افضل ہے اور اسلام نے بھی آخری مسیح کا نام حکم رکھا ہے اور تمام دنیا کے مذاہب کا فیصلہ کرنیوالا اور محض اپنے دم سے کفار کو مارنے والا قرار دیا ہے جس کے یہ معنی ہیں کہ خدا اس کے ساتھ ہوگا اور اس کی توجہ اور دعا بجلی کا کام کرے گی اور ایسی اتمام حجت کرے گا کہ گویا ہلاک کر دے گا غرض نہ اہل کتاب نہ اہل اسلام اس بات کے قائل ہیں کہ پہلا مسیح آنے والے مسیح سے افضل ہے۔ یہود تو دو مسیح قرار دے کر آخری مسیح کو نہایت افضل سمجھتے ہیں اور جو لوگ اپنی غلط فہمی سے صرف ایک ہی مسیح مانتے ہیں وہ بھی دوسری آمد کو نہایت جلالی آمد قرار دیتے ہیں اور پہلی آمد کو اس کے مقابل پر کچھ بھی چیز نہیں سمجھتے پھر جبکہ خدا نے اور اس کے رسول نے اور تمام نبیوں نے آخری زمانہ کے مسیح کو اس کے کارناموں کی وجہ سے افضل قرار دیا ہے تو پھر یہ شیطانی وسوسہ ہے کہ یہ کہا جائے کہ کیوں تم مسیح ابن مریم سے اپنے تئیں افضل قرار دیتے ہو"

(حقیقۃ الوحی از صفحہ ۱۵۱ تا صفحہ ۱۵۵)

میں تمام ان لوگوں سے التماس کرتا ہوں جنہوں نے حضرت مرزا صاحب کو قبول نہیں کیا کہ وہ ان کے مندرجہ بالا بیان

کہ قرآن کریم کی ان آیات کی روشنی میں پڑھیں جو حضرت موسےٰ اور اس خاص عبد کے واقعہ کے ساتھ تعلق رکھتی ہیں جس کی تلاش کے لئے حضرت موسےٰ نکلے تھے۔ علاوہ ازیں میں ایسے تمام دوستوں کی توجہ ایک حدیث کی طرف بھی مبذول کرانا چاہتا ہوں جس میں مہدی کے متعلق یہ الفاظ آئے ہیں یقتلهم عیسے ابن مریم یہ الفاظ صاف بتلا رہے ہیں کہ مہدی معہود عیسیٰ بن مریم سے بڑھ کر یعنے افضل ہوگا اور یہ الفاظ تین دفعہ وارد ہوئے ہیں۔ اس حدیث میں یہ الفاظ عیسیٰ بن مریم سے مراد مسیح ناصری ہی ہیں اور انہی پر مہدی کی فضیلت بیان کی گئی ہے اور چونکہ آنے والے مسیح اور مہدی کو احادیث میں ایک ہی قرار دیا گیا ہے اس لئے صاف طور پر واضح ہو گیا کہ آنے والے مسیح کو پہلے مسیح سے احادیث میں افضل قرار دیا گیا ہے۔

پہلے بیان کی طرف رجوع

پھر میں پہلے بیان کی طرف رجوع کرتے ہوئے عرض کرتا ہوں کہ وہ دوست جو غیر نبی پر یقینی اور قطعی کلام نازل ہونے کے منکر ہیں قرآن کریم میں ذوالقرنین کے قصہ کی طرف بھی بنظر غائر رجوع کریں اس کے متعلق قرآن میں صریح الفاظ وارد ہیں "قلنا یا ذا القرنین" جس سے صاف پتہ لگا کہ وہ خدا تعالیٰ کے مکالمہ سے مشرف تھا اور مکالمہ بھی قطعی اور یقینی وحی پر مشتمل تھا اس مکالمہ میں اسے ایک قوم کو سزا دینے یا اس کے ساتھ حسن سلوک کا اختیار دیا گیا ہے جیسا کہ الفاظ اما ان تعذب واما ان تتخذ فیهم حسنا سے ظاہر ہے اس کے بعد ذوالقرنین کے وہ الفاظ نقل کئے گئے ہیں جو خدا تعالیٰ کی اس وحی کے جواب میں اس نے کہے قال اما من ظلم فسوف نعذبه ثم یرد الی ربه فیعذبه عذابا نکرا واما من آمن وعمل صالحا فله جزاء ن الحسنى وسنقول له من امرنا یسرا اس سے حضرت مرزا صاحب کے اس بیان کی تصدیق ہوتی ہے جس میں حضور نے فرمایا کہ خدا تعالیٰ کے مکالمہ میں بعض اوقات سلسلہ سوال و جواب کا شروع ہو جاتا ہے

ذوالقرنین کی وحی میں ایک اور [illegible] غیب کی خبر بھی دی گئی ہے جو ہمارے زمانہ میں آکر پوری ہوئی ہے تفصیل اس کی یہ ہے کہ جب اس نے یاجوج ماجوج کے حملہ سے محفوظ رہنے کے لئے ایک دیوار کی تعمیر کی جس کے متعلق قرآن کریم میں یہ الفاظ آئے ہیں فما اسطاعوا ان یظهروه وما استطاعوا له نقبا یعنے یاجوج ماجوج نہ اس دیوار پر چڑھ سکتے تھے اور نہ ہی اس میں سوراخ کر سکتے تھے اس کے بعد اس کے یہ الفاظ منقول ہیں قال هذا رحمة من ربی فاذا جاء وعد ربی جعله دکا وکان وعد ربی حقا یعنے اس دیوار کے متعلق ذوالقرنین نے کہا ایسی دیوار کا میرے ذریعہ سے تعمیر ہو جانا میرے رب کی رحمت سے ہے پس جب میرے رب کا وعدہ آئے گا وہ اسے ریزہ ریزہ کر دے گا اور میرے رب کا وعدہ پورا ہو کر رہے گا۔ خط کشیدہ الفاظ صاف بتلا رہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اس غیب کا اس پر اظہار کیا تھا کہ ایک وقت آئے گا جبکہ یہ دیوار گو اس وقت اپنے مقصد کو پورا کر رہی ہے ریزہ ریزہ ہو جائے گی اور حفاظت کا ذریعہ نہیں رہے گی اور یہ وعدہ ایسا پختہ ہے کہ اس کے پورا ہونے میں کوئی شک و شبہ نہیں — ذوالقرنین کو اس اپنی وحی کے یقینی اور قطعی ہونے پر جس قدر وثوق تھا اس کا پتہ اس کے الفاظ وکان وعد ربی حقا سے لگتا ہے۔ ان الفاظ سے یہ بھی پتہ لگتا ہے کہ ایسا زمانہ آنے والا ہے کہ فصیلوں کے توڑنے کے لئے ایسے ایسے سامان پیدا ہو جائیں گے کہ ان کے سامنے فصیلیں حفاظت کا ذریعہ نہیں رہ سکیں گی۔

تمام مندرجہ بالا مثالوں سے یہ بات یقینی طور پر پایۂ ثبوت کو پہنچ جاتی ہے کہ صرف انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام یقینی اور قطعی وحی سے مشرف نہیں کئے جاتے بلکہ ان کے کامل امتیوں کو بھی یہ نعمت [illegible] وافر حصہ ملتا رہا ہے۔ اب یہ سوال [illegible] انبیاء سابقین کے کامل امتی تو [illegible] کے وارث ہو سکتے ہیں کیا حضرت نبی کریم صلعم کی امت کے کاملین کو بھی اس نعمت سے نوازا جائے گا یا نہیں، ہر شخص کی عقل سلیم اس سوال کا جواب اثبات میں ہی دے گی کیونکہ جب تمام [illegible] نے امتیوں کو قرب الٰہی کے اس [illegible] سکتی ہے جس مقام پر پہنچ کر وہ [illegible] ہو جاتے تھے تو کیا وجہ ہے کہ آنحضرت [illegible] افضل الرسل اور [illegible] اپنے کامل امتی کو اس مقام [illegible] دلیل کے [illegible] کی شہادت [illegible] اس حقیقت پر دلیل قاطع کا کام [illegible] اور یہ بھی غور کرنا چاہیئے کہ حضرت نبی کریم صلعم دیگر انبیاء کی طرح مختص القوم اور مختص الزمان نہیں [illegible] کی رسالت کا دامن قیامت تک [illegible] لئے ہر زمانہ میں [illegible] کی رسالت کو ثابت کرتے رہیں، ورنہ ان نشانوں کا بند ہونا قرآن کریم کی آیۃ لئلا یکون للناس علیکم حجۃ کے ماتحت مختلف زمانوں کے لوگوں کا رسالت محمدیہ کے انکار پر حق بجانب ہونا ثابت کرے گا لیکن چونکہ ہمارے مخاطب اس وقت وہ لوگ ہیں جو نہ عقلی دلیل کو تسلیم کرنے کے لئے تیار ہیں اور نہ ہی واقعات کی شہادت کو قبول کرنے پر آمادہ ہیں ان کا تو ایک ہی مطالبہ ہے کہ قرآن کریم سے ثابت کرو کہ حضرت نبی کریم صلعم کے بعد بھی مکالمہ الٰہیہ کا دروازہ کھلا ہے میری مراد جناب پرویز صاحب اور ان کے ہم خیال دوستوں سے ہے۔ سو ان کی تسلی کے لئے آیندہ قسط میں انشاء اللہ قرآن کریم سے وہ آیات پیش کی جائیں گی۔ جو مکالمہ الٰہیہ کے دروازہ کو کھلا ثابت کر رہی ہیں ٭

ہالینڈ میں تبلیغ اسلام

غلام احمد بشیر صاحب مبلغ ہالینڈ

(در سلسلہ اشاعت مورخہ ۲۲ مارچ ۱۹۶۱ء)

(۳) نیز یہ بھی ممکن ہے کہ انسان نے محض چند باتیں سن کر ان پر اپنے مذہب کی بنیاد ڈال ہو اور مزید تحقیق کرنے کی ضرورت محسوس نہ کی ہو، لیکن ان وجوہ کی بناء پر جب ان کا کسی مخالف عالم سے واسطہ پڑے تو وہ جلدی اپنی شکست یا ان کو خاموشی اختیار کر لیتے ہیں اگرچہ اس کم مائیگی کے احساس کا ان کی اپنی زندگی پر زیادہ اثر نہ پڑے تاہم جو لوگ باہر کھڑے ہو کر اس تماشہ کو دیکھ رہے ہوں ان پر بہت اثر پڑتا ہے۔

میرے نزدیک اس قسم کا زیادہ حیثیت کو اختیار کرنا انجیل کی تعلیم کے بھی خلاف ہے۔ یہ صحیح ہے کہ بائبل کی رو سے ہم ایمان کو دلائل سے ثابت نہیں کر سکتے لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ ہم یہ کہکر خاموش ہو جائیں کہ ہم ایمان لا سکتے ہیں"

شاید اس زمانہ میں ہم لوگ بحث و مباحثہ میں پڑنے کی ضرورت محسوس نہیں کرتے جیسا کہ پہلے کیا جاتا تھا لیکن ہو سکتا ہے کہ ہم ان خیالات کے پیچھے اپنی کمزوری علم اور [illegible] ناواقفیت کو چھپا رہے ہوں اور اس طرح ہم اپنے عمل سے یہ ثابت کر رہے ہوں کہ ہم نے اپنے مذہب پر [illegible] کیا اس لئے ہم [illegible] کے متعلق کچھ نہیں کہہ سکتے [illegible] سے مراد یہ نہیں کہ ہم [illegible] کا مقابلہ کرنے کے لئے چند حوالہ جات یاد کر لیں بلکہ ہر قسم پر بات کو سمجھیں اور اس کی تہہ تک پہنچنے کی کوشش کریں......

اس جگہ میں "اسلام" کے متعلق بات نہیں کر رہا بلکہ میرا تعلق اس امر سے ہے کہ ہم عیسائی مذہب سے جدا نہیں کر سکتے۔ ہم یہ کہکر کہ علم کی کوئی حیثیت نہیں غلط [illegible] کو دور نہیں کر سکتے۔ پولوس نے کہا ہے کہ خوب غور سے دیکھ کر چلو۔ بیوقوفوں کی طرح نہیں بلکہ عقلمندوں کی طرح (افسیون ۵/۱۵)

مندرجہ بالا بیان سے ظاہر ہے کہ پروفیسر موصوف نے ہماری باتوں کے متعلق کچھ نہیں لکھا صرف عیسائیوں کو اس بات پر آمادہ کیا ہے کہ وہ علم کو حقارت کی نظر سے نہ دیکھیں بلکہ اسے سیکھیں اور دلائل کا جواب دلائل سے دیں اور یہ کہکر کہ "ایمانیات میں عقل کو دخل نہیں" اصل مسئلہ سے انحراف نہ کریں۔ پروفیسر موصوف کا یہ مقالہ پڑھکر ہمیں خوشی محسوس ہوئی ہے کہ ان کے تعلیم یافتہ لوگ میدان دلائل میں آنے کے لئے لوگوں کو تیار کر رہے ہیں اس سے اسلام کی تبلیغ اللہ تعالیٰ کے فضل سے اور بھی مؤثر ثابت ہوگی کیونکہ جب تک ان باتوں پر عام لوگ

جماعتِ احمدیہ کیلئے لمحۂ فکریہ

اخبار کوہستان میں چند دن ہوئے پاکستان میں عیسائیوں کی کامیابیوں کا تذکرہ تھا - ابھی رسالہ نقاد میں ان کی تبلیغی کارروائیوں کی اور کامیابیوں کی رپورٹ درج ہوئی ہے۔ باوجود اس کے ہمارے غیر احمدی مسلمان اور ان کے علماء عیسائیوں کے امڈ آتے ہوئے روز افزوں حملوں کے خلاف تبلیغی مہم شروع کرنے کے لئے تیار نہیں ہوتے۔ جس کی اصل وجہ تو ایک احمدی ہی سمجھ سکتا ہے۔ وہ یہ کہ ان کے پاس دلائل کا اسلحہ موجود نہیں ہے۔ بلکہ ان کے علم کلام میں عیسائی مبلغین کے دلائل کی تائید موجود ہے۔ لہٰذا وہ اس میدان میں بالکل ہتھیار ڈال چکے ہیں۔ بالمقابل امام زمان کے ماننے والوں نے خدا کے ساتھ امام مذکور کے ہاتھ پر میثاق باندھا ہوا ہے۔ یعنی انہوں نے امام موصوف کے ہاتھ پر بیعت کر کے خدا کے اس حکم "جو ... دین" کو انہوں نے تسلیم کیا ہوا ہے۔

اور خود امام مذکور کا ایک مقصد بعثت کسر صلیب ہے۔ لہٰذا عیسائی مبلغین کی موجودہ کامیابی احمدی کہلانے والے مسلمانوں کے ایمان اور میثاق کے لئے ایک زبردست چیلنج ہے۔ اگر اس واضح چیلنج کے مقابلہ میں احمدی کہلانے والی دونوں جماعتیں کمر ہمت باندھ کر اور باہمی اختلافات کو کم از کم عارضی طور پر ہی ملتوی رکھ کر میدان تبلیغ میں عیسائی مبلغین کے مقابلہ میں نہیں اترتیں تو اس میں نہ صرف عیسائیت کی فتح اور اسلام کی شکست کا اقرار ہے۔ بلکہ خدا اور رسول اور امام وقت کے آگے ہم میں سے ہر ایک جوابدہ ہے۔ لہٰذا اگر ہم میں ایمان اور عمل کی کچھ رمق موجود ہے۔ تو اولاً ہمیں اپنی اپنی جگہ موجودہ ملکی حالات کے پیش نظر سوچنا چاہیئے۔ کہ ہمیں اس خطرناک تبلیغی چیلنج کا کس طرح مقابلہ کرنا چاہیئے۔ عیسائی مبلغین علاوہ تبلیغ کے تالیف قلوب کے ہتھیار سے بھی سادہ اور کمزور مسلمانوں کو گمراہ کر رہے ہیں۔ اس لئے ہمیں لٹریچر اور زر کثیر کی امداد پر بھی سوچ بچار کرکے کوئی لائحہ عمل اختیار کرنا چاہیئے۔ افریقہ میں عیسائیوں کے مقابلہ کے لئے مبلغین کو بھیجتے وقت ہمیں اپنے گھر یعنی پاکستان کو بھی فراموش نہیں کرنا چاہیئے۔ ورنہ ہم اس الزام سے نہیں بچ سکتے، کہ ہماری بیرون از ملک تبلیغی مساعی ایک گونہ ڈھونگ ہے۔ ورنہ کوئی وجہ نہیں کہ جب عیسائی مبلغین افریقہ کے باشندوں پر تبلیغی یورش کریں۔ تو ہم مالی قربانیاں کرکے مبلغین کو وہاں بھیجیں، مگر جب ہمارے اپنے گھر پر حملہ ہو تو ہم بالکل خاموش بیٹھ جائیں۔ والسلام

قاضی عبدالرشید
ایڈووکیٹ ایبٹ آباد

ہفت روزہ پیغامِ صلح لاہور

کے جن خریداروں کے چندے ختم ہو گئے ہیں اور ان کی ... فہرست گذشتہ اشاعت میں شائع ہو چکی ہے۔ ان تمام دوستوں کے نام ۱۰ اپریل کو وی پی ارسال کئے جا رہے ہیں۔ ہم ان تمام دوستوں سے جن کو وی پی پہنچیں التماس کرتے ہیں کہ انہیں وصول فرما کر ممنون فرمائیں۔ عموماً ہمارے دوستوں کی طرف عدم توجہی سے وی پی واپس آجاتے ہیں اور دفتر ہذا کے نقصان کا موجب ہوتے ہیں۔

خاکسار - مینیجر پیغام صلح

اخبار احمدیہ

— حضرت امیر ایدہ اللہ گزشتہ بدھ (۲۹ر مارچ) فال پور تشریف لے گئے۔ جہاں محترم جناب شیخ میاں محمد صاحب کے ساتھ مل کر جماعت کے اجتماع میں جماعتی تنظیم اور باہمی محبت و اتحاد بڑھانے کیلئے ضروری تدابیر کو زیر غور لایا گیا، یکم اپریل کو ... حضرت ممدوح سیالکوٹ تشریف لے گئے آج واپس تشریف لے آئے ہیں۔

حج کو روانگی

میاں اللہ رکھا اور دیش چند دن ہوئے حج کے لئے لاہور سے روانہ ہوئے۔ کراچی سے ان کا جہاز ۷ر اپریل کو روانہ ہونے والا ہے، ان کی درخواست ہے کہ احباب اس مبارک عزم میں ان کی کامیابی اور بخیریت واپسی کے لئے دعا فرمائیں۔

اعزاز

یہ امر موجب مسرت ہے کہ ۲۳ر مارچ کو یوم پاکستان کی تقریب پر حکومت پاکستان کی طرف سے جو اعزازی خطابات اور تمغہ جات دیئے گئے، ان میں ہماری جماعت کے بعض معزز ارکان کے اسمائے گرامی بھی شامل ہیں:۔

(۱) محترم جناب ڈاکٹر سعید احمد خان صاحب انچارج ڈاڈر سینی ٹوریم کو "ستارۂ خدمت" کا خطاب ملا۔

(۲) محترم الحاج شیخ میاں محمد صاحب کے فرزند ارجمند میاں فضل محمد صاحب کو "تمغہ پاکستان" سے نوازا گیا۔

(۳) محترم ڈاکٹر حسن علی صاحب کے فرزند رشید ڈاکٹر فضل احمد خان صاحب کو بھی اعزازی خطاب دیا گیا۔

ہم ان ہر سہ اصحاب کو ان اعزازات پر دلی مبارکباد عرض کرتے ہیں۔

خواتین میں درس قرآن

کچھ دنوں سے مسلم ٹاؤن کی خواتین نے ہفتہ وار درس قرآن کا سلسلہ شروع کر رکھا ہے جس کے لئے محترم شیخ غلام نادر صاحب ڈار ہر اتوار کو وہاں جا کر درس دیتے ہیں، کچھ دنوں تک یہ درس مسلم ٹاؤن کی مسجد میں ہفتہ اتوار کو ہوتا رہا۔ اب فیصلہ ہوا ہے کہ محترم شیخ عطاء اللہ صاحب مرحوم کی کوٹھی واقعہ نون روڈ پر ہر اتوار کو درس ہوا کرے۔ خواتین کی یہ بیداری اور قرآن کے ساتھ شغف قابل تقلید ہے۔

درخواست دعا

۱۲ر اپریل سے میٹرک کا امتحان شروع ہے، جماعت کے بہت سے نوجوان اس امتحان میں شامل ہو رہے ہیں ان سب کی کامیابی کے لئے درد دل سے دعا فرمائی جائے۔

درج ذیل احباب صحت کی درخواست ہے:

(۱) ڈونگہ میں شیخ عبدالرحمن صاحب ... شیخ ... صاحب ... علیل ہیں۔

(۲) ... صاحب ... ماسٹر ... صاحب ... علیل ہیں۔

(۳) ... ملک ... صاحب رکن انجمن بھی ... سے علیل ہیں۔

مضمون کا معاوضہ

اشاعت اسلام کی نذر

محترم و مکرم جناب مدیر صاحب پیغام صلح

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

چند دنوں کا ذکر ہے۔ کہ میں نے ایک مضمون بعنوان:۔

"تمباکو کی تباہ کاریاں اور اہل بصیرت سے اپیل"

لکھا تھا۔ اور برائے اشاعت مندرجہ ذیل ہفت روزہ میں بھیجا تھا:۔

۱ - پیغام صلح لاہور
۲ - پاک جمہوریت لاہور
۳ - غازی گجرات

ہر سہ محترم مدیران نے مضمون بالا کو اپنے اپنے اخبار میں شائع فرمایا۔ جس کے لئے میں اُن احباب کرام کا ممنون ہوں۔

آج مورخہ ۲۴ر ماہ مارچ کو جناب منیجر صاحب پاک جمہوریت مبلغ دس روپیہ منی آرڈر موصول ہوا۔ کوپن پر یہ عبارت درج ہے:۔

آپ کے مضمون "کیا آپ تمباکو پیتے ہیں" کا معاوضہ ارسال ہے
رسید بھیج کر ممنون فرمائیں

میرے وہم و گمان میں بھی یہ بات نہ تھی۔ کہ مجھے کوئی معاوضہ ملے گا۔ منی آرڈر کی وصولی کے بعد پندرہ بیس منٹ تک میرے دل میں مختلف قسم کے خیالات آئے۔ کہ اس غیر متوقع رقم کو کس طرح مصرف میں لاؤں۔ معاً قرآن مجید کی ذیل کی آیت شریفہ پر فیصلہ کیا گیا۔

"لن تنالوا البر حتی تنفقوا مما تحبون"

نیکی کا مرتبہ تم کو نہیں مل سکتا۔ جب تک کہ تم وہ سب چیزیں خدا کے لئے قربان نہ کرو جو تم کو عزیز ہیں۔

اس لئے میں ... دس روپے کی حقیر رقم اشاعت اسلام کی اشاعت کے لئے منی آرڈر کر رہا ہوں اور بارگاہ ایزدی میں سجدہ ریز ہو کر دعا کرتا ہوں کہ وہ اس رقم کو منظور و قبول فرمائے۔

زیں مال و دولت کیے مفلس نمے گردد
خدا خود میشود ناصر اگر ہمت شود پیدا
(مسیح موعود)

اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق دے کہ ہمارے دلوں سے بخل دور ہو۔ اور اشاعت اسلام میں شرح صدر سے چندہ دیں۔

وما الحیوۃ الدنیا الا متاع

اخبار و افکار

(بسلسلہ صفحہ ۔۔)

دوسرا افسانہ جو مسیحی عقائد میں شامل ہے وہ مسیح کا آسمان کا چڑھ جانا ہے، بشپ پائیک اس پر سوال کرتا ہے کہ کس آسمان پر؟ ہم کسی تین طبقاتی کائنات کے قائل نہیں ہیں، یعنی ایک سطح زمین اس کے نیچے دوزخ اور اوپر جنت اور اس فقرہ کے متعلق کہ وہ باپ کے داہنے ہاتھ بیٹھا ہے میں صرف یہ کہنا چاہتا ہوں کہ کلیسا کے بعض مشرقی حصوں میں اس کو باپ کے بائیں ہاتھ قرار دیا گیا ہے کیونکہ ان کے کلچر میں بایاں ہاتھ عزت کی جگہ ہے۔"

پائیک کا خیال ہے کہ کنواری کا بچہ جننا ایک افسانہ ہے جو یسوع کی انسانیت اور الوہیت کے یکجائی اظہار کے لئے وضع کیا گیا ہے، ایسے ہی سوال تثلیث کے اُلجھے ہوئے ذہنی عقیدہ کا۔

بشپ پائیک کے یہ خیالات اس قابل ہیں کہ ان لوگوں کے کانوں تک پہنچائے جائیں جو پاکستان میں مسیحی مناروں کے زیر تبلیغ ہیں جس مذہب کی بنیاد اس قسم کے فرضی قصوں اور کہانیوں پر ہو اور کنواری کے بچہ جننے، مسیح کے آسمان پر جانے اور تثلیث جیسے بنیادی عقائد کی فسانہ ہائے انسانوں سے بڑھ کر کوئی حقیقت نہ ہو، اس پر ایمان لانا گویا سراب کی طرف دوڑنا ہے۔

الغرور
ترجمہ: — دنیا کی زندگی تو دھوکے کا سامان ہے۔

ہمیں اپنے نفس کی حالت پر تبصرہ کرتے رہنا چاہیئے۔ جیسے قرآن پاک میں آیا ہے وفی انفسکم افلا تبصرون

احمدی بھائیو! اس مادی زمانہ اور مو شربا گرانی میں وہی احمدی زندگی میں سرخرو ہوں گے جو عدل و انصاف۔ دیانت و امانت۔ مساوات و اخوت۔ حق گوئی۔ ایک دوسرے کا حق دبانے سے کلی طور پر پرہیز کریں گے۔ کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے:

گندم از گندم بروید جو ز جو
از مکافات عمل غافل مشو

مولا کریم ہماری فرو گذاشتوں۔ کوتاہیوں اور نافرمانیوں پر تقاضا بشریت کی چادر لپیٹ دے۔ کیونکہ وہی بخشنے والا ہے۔

خاکسار۔ فضل داد پنشنر
ممبر یونین کونسل موضع ...
تحصیل و ضلع گجرات

گھر بیٹھے تبلیغ

مس کے۔ ف۔ حمید۔
"حمید ہاؤس" گیا۔ بہار۔ (انڈیا)
مورخہ ۱۷ فروری ۱۹۶۱ء

مکرمی ایڈیٹر صاحب۔ سلام مسنون

میں بڑی خوشی کے ساتھ اس بات کی اطلاع دیتی ہوں۔ کہ ہمارے ہاں دو جاہل گنوار نوکرانیاں آئیں جو کہ نام کی مسلمان تھیں۔ لیکن کلمہ اور نماز سے قطعی ناواقف تھیں۔ میں نے انہیں نماز پڑھنے کا طریقہ بتایا اور نماز پڑھائی۔ میں زبانی بولتی گئی اور وہ پڑھتی گئی۔ ایک ڈیڑھ ماہ قبل بھی ایک عورت کو جو روزہ رکھتا تو تھی مگر نماز پڑھنا بالکل نہیں جانتی تھی۔ میں قریب بیس دن تک بڑی پابندی کے ساتھ پانچوں وقت نماز پڑھاتی رہی۔ میں بولتی جاتی تھی اور وہ پڑھتی جاتی تھی۔ اسی طرح اسے نماز کا طریقہ معلوم ہو گیا۔ میں نے رات کو بیٹھ کر اسے سورۃ فاتحہ یاد کرائی۔ اس کے علاوہ دو چھوٹی چھوٹی سورتیں بھی یاد کرا دیں۔ بقیہ چیزیں بھی اس نے یاد کر لی تھیں۔ اب وہ بڑی پابندی سے پانچوں وقت نماز پڑھتی ہے۔ کل ظہر کی نماز پڑھنے کے بعد ایک گیارہ سال کی لڑکی کو جسے نماز پڑھنے کا بے حد شوق تھا، نماز پڑھنے کا طریقہ بتانے کے بعد اسے نماز پڑھائی۔
اسی طرح میں گھر بیٹھے تبلیغ کر لیا کرتی ہوں۔

فقط نیاز کیش خورشید حمید
گیا۔ (بھارت)

صحت اغلاط

پیغام صلح مورخہ ۲۹ مارچ میں مرزا مظفر بیگ صاحب کے مضمون "انڈونیشیا کے ایک عیسائی کے اعتراضات کے جوابات" میں چند اغلاط رہ گئیں مثلاً :—
Sign کو Sigm لکھا گیا ہے۔ اور found کو faund لکھ دیا گیا۔ اسی طرح قرآن کریم کی آیت وحرام علی قریۃ الخ میں اَنَّھُمْ کو اَنْتُمْ لکھ دیا گیا۔ ان غلطیوں کو درست پڑھا جائے۔

قادری صاحب کا خط

محترم سید تصدق حسین صاحب قادری اپنے تازہ خط میں لکھتے ہیں :—
"پچھلے دنوں میری صحت اچھی رہی تھی، لیکن اب پانچ چھ روز سے پھر تکلیف بڑھی ہوئی ہے"
قادری صاحب کا وجود بڑا قیمتی ہے، بیماری کی حالت میں بھی، تبلیغ اسلام خواہ زبانی ہو یا بذریعہ خطوط و ارسال لٹریچر، برابر جاری رہتا ہے۔ ایسے نافع الناس وجود کی صحت کیلئے احباب کی خاص دعاؤں کی ضرورت ہے۔

مرکزیہ احمدیہ لائبریری

علم دوست حضرات کو معلوم ہونا چاہیئے کہ احمدیہ لائبریری واقعہ احمدیہ بلڈنگس لاہور میں علمی اضافہ اور استفادہ کے لئے ایک لمبے عرصہ سے مطالعہ کتب کا انتظام ہے۔ اس لائبریری میں تفاسیر۔ احادیث۔ فقہ۔ تاریخ اور دیگر علوم و فنون پر نادر اور نایاب کتابیں موجود ہیں۔ عیسائیت ہندومت اور دیگر غیر مذاہب کی تائید اور تردید میں بھی کتابوں کا ایک خاصہ ذخیرہ ہے۔ آئے دن نئی طبع شدہ نامور مصنفین کی کتابوں کا اضافہ ہوتا رہتا ہے۔ چنانچہ لنڈن سے انسائیکلو پیڈیا آف اسلام کے بائیس حصص (انگلش) پہنچ چکے ہیں۔ اسی طرح المعجم المفہرس لالفاظ الحدیث النبوی (عربی) جو احادیث نبوی کی کتابوں سے کسی مطلوبہ حدیث کو تلاش کرنے میں کلید کا کام دیتی ہے لنڈن سے منگوانے کا انتظام کیا گیا ہے۔ پنجاب یونیورسٹی نے دائرہ معارف اسلامیہ (انسائیکلوپیڈیا آف اسلام) کے جواب تک دس جزیں شائع کی ہیں، وہ بھی لائبریری میں پہنچ چکی ہیں۔ ازیں قسم اور بھی بہت سی مفید اور علمی کتابیں ہیں جن سے فائدہ حاصل کیا جا سکتا ہے۔ اس کے علاوہ لائبریری میں علمی، ادبی اور مذہبی رسالہ جات انگریزی اور اردو اخبارات باقاعدہ جاری ہیں۔ لہذا علمی ذوق رکھنے والے اصحاب کو ایسے موقعہ سے فائدہ اٹھانے کی طرف توجہ دلائی جاتی ہے۔

احمد گل۔ لائبریرین۔ احمدیہ بلڈنگس لاہور ۲۵ ۳/۶۱

احباب کی توجہ کے قابل

بعض احباب اپنا چندہ امداد ارسال فرماتے ہوئے یہ اطلاع نہیں دیتے کہ کس مہینے کا چندہ بھیج رہے ہیں، اس وجہ سے کھاتہ میں صحیح اندراج نہیں ہو سکتا۔ اسی طرح بعض محصلین اور جماعتوں کے سیکرٹری صاحبان رقوم ارسال کرتے وقت تفصیل نہیں بھیجتے۔ اور بعض مثنیٰ رسیدات روک رکھتے ہیں۔ اس لئے ان کی توجہ اس طرف مبذول کرائی جاتی ہے کہ انکے پوری تفصیلات نہ بھیجنے سے دفتر ہذا کے حسابات میں سخت دقت پیش آ رہی ہے جس کا اثر سالانہ حسابات پر بہت برا پڑتا ہے۔ براہ نوازش رقوم ارسال کرتے ہوئے مندرجہ بالا امور کو مد نظر رکھا جاوے۔

(غلام رسول افسر تحصیل)

تبلیغی خط و کتابت

(بسلسلہ صفحہ نمبر (۲))

حقوق اللہ اور حقوق العباد پورے نہیں کر سکیں گے۔

دوسرا مسئلہ طلاق کا ہے۔ چند روز ہوئے ایک مسلم نوجوان نے لوکل اخبار میں شائع کیا تھا کہ طلاق تب اسلامی شریعت کے مطابق مکمل ہوتا ہے جبکہ تین مختلف زمانوں میں اس کا اعلان کیا جائے نہ کہ ایک ہی وقت میں طلاق کا تین دفعہ اعلان کر دینے سے طلاق ہو جاتی ہے۔

ملا لوگوں نے تمام ملک کے ہر چہار طرف سے اس کے خلاف شور مچا رکھا ہے اور کہتے ہیں ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ایک وقت تین طلاقوں کا اعلان طلاق کو مکمل کر دیتا ہے۔

کیا آپ بتا سکتے ہیں کہ کونسا طریقہ اسلامی شریعت کے مطابق ہے۔

امید ہے آپ جلد جواب سے سرفراز فرما کر ہماری رہنمائی فرمائیں گے۔

(انہیں ریلیجن آف اسلام کے باب طلاق ہی سے مختصر طور پر لکھا گیا ہے اور لٹریچر بھی بھیجا گیا ہے۔ غلام قادر ڈار)

خطوط و کتابت تبلیغی

دیکھو خدا نے سارے جہاں کو جھکا دیا
گمنام پا کے شہرۂ عالم بنا دیا
(مسیح موعودؑ)

مغربی افریقہ

ترجمہ خط از مسٹر یعقوبو۔ بی اینڈ ٹی۔ گھانا۔ مغربی افریقہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

مجھے آپ کی ارسال کردہ کتب مع غلیظ قرآن وغیرہ مل گئے ہیں بہت بہت شکریہ۔

دعا ہے آپ اور مشن کے تمام احباب کرام پر اللہ تعالےٰ بڑی بڑی رحمتیں نازل فرمائے۔

اگر آپ مجھے رمضان شریف کے احکام کے متعلق مکمل ہدایات پر مشتمل کوئی کتاب بھجوا سکیں تو بہت ممنون ہونگا (یہاں چند سوالات مسیح کی حیات و وفات وغیرہ کے متعلق ہیں۔ ڈار)

ہم گھانا میں چند احباب مل کر قرآن شریف کا مطالعہ کر رہے ہیں اور آپ کی کتب نے ہم سب کو دین اسلام کے مطالعہ کا شوق و ذوق پیدا کر دیا ہے۔

(خط میں روزوں پر چند احادیث لکھدی ہیں) اور جوابات بھی لکھ دیئے ہیں: غلام قادر ڈار)

جاوا

ترجمہ خط از مسٹر تمیران الاحمدی گوٹہ پنارو گا۔ مشرقی جاوا۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

دسمبر ۱۹۶۰ء میں مجھے آپ کے ارسال کردہ لٹریچر کا پارسل مل گیا تھا، میں آپ کا بہت شکر گذار ہوں۔

مجھے انگریزی قرآن شریف مع متن ارسال فرما کر ممنون فرمائیں۔ یہ تفسیر قرآن عصر حاضرہ کے ایک بہت بڑے مستند عالم مولنا محمد علی ایم اے ایل ایل بی کی علمی کاوشوں کا نتیجہ ہے۔

دیگر پمفلٹس بھی ارسال فرمائیں۔ والسلام

(مزید لٹریچر اور خط بھیجے گئے۔ غلام قادر ڈار)

مغربی افریقہ

ترجمہ خط از مسٹر ایم۔ ڈی۔ اکوتا ٹل آئی۔ ایل۔ ای۔ اورو مغربی افریقہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

میں اپنے شہر کے مسلم سکول اوروؔ میں عربی استاد ہوں۔ میرے شاگرد مذہبی تعلیم کے حصول میں نمایاں ترقی کر رہے ہیں۔

مہربانی فرما کر مجھے قرآن شریف اور اسلامی تاریخ کی کوئی کتاب ارسال فرما کر ممنون فرمائیں۔ امید ہے میں آپ کے لٹریچر کی مدد سے بہت سے عیسائیوں کو حلقہ بگوش اسلام کر لوں گا۔

مجھے اشاعت اسلام کے لئے آپ کی باقاعدہ اور متواتر مدد کی ضرورت ہے۔ والسلام۔

(انہیں قرآن شریف اور تحفہ کی پرائس اور خط بھیجے گئے۔ غلام قادر ڈار)

تانگے نیکا

ترجمہ خط از مسٹر والی۔ اسے۔ ایس۔ ادیو۔ تانگے نیکا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

مجھے آپ کی گذشتہ چٹھی اور دو کاپیاں قرآن شریف (بغیر ٹیکسٹ) میرے عیسائی دوستوں کے لئے موصول ہوئیں بہت بہت شکریہ۔

آپ یقین جانئے کہ جب مجھے کتابیں موصول ہوئیں تو میں نے اپنے آپ کو دنیا میں سب سے بڑھ کر خوش قسمت انسان پایا۔

ورنہ عیسائی دوست بار بار مجھے کہتے تھے کہ دور دراز سمندر پار سے آپ کو کون کتابیں بھیجے گا۔

انہیں خیال تھا کہ مسلمان لوگ متعصب ہیں، وہ عیسائیوں کے ساتھ کب روادارانہ سلوک کرنے لگے۔

آپ کے میرے ساتھ برادرانہ مراسم اور تعاون نے اس بات کا ثبوت بہم پہنچا دیا کہ مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں۔ وہ (عیسائی) کہہ رہے ہیں کہ اگر عیسائیوں کے ساتھ عام مسلمان محبت کا اس طرح مظاہرہ کریں تو یہ دین (اسلام) دنیا میں کامیاب سوسائٹی قائم کر دیں۔

مجھے اس بات کا یقین ہے کہ اسلامی دنیا آپ کی انجمن کی تبلیغی مساعی کو بنظر استحسان دیکھے گی۔

اللہ تعالےٰ آپ کی مساعی کو بابرکت بنائے

(انہیں مزید لٹریچر اور خط بھیجے گئے۔ غلام قادر)

انڈونیشیا

ترجمہ خط از مسعود موتھر جاوا۔ انڈونیشیا۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

اللہ تعالےٰ کی حمد وثنا اور تشکر و امتنان کے بعد ہم آپ کے لئے اور دیگر ممبران کے لئے تقریب سعید عید الفطر بابرکت اور مبارک چاہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اعلاء کلمۃ اللہ کی مساعی پر برکات نازل فرمائے۔

آپ کے نہایت حوصلہ افزا خط کی بہت بہت شکریہ کے ساتھ رسید دیتی ہوں۔ مجھے آپ کی ارسال کردہ کتب کا پارسل بحفاظت مل گیا ہے۔

برادرم برہان العارفین ماہ رمضان میں تبلیغی دورہ پر نہیں جا سکے اب وہ اچھی حالت میں ہیں اور لیکچروں کا سلسلہ پھر شروع کر دیا ہے اور جگہ جگہ دورہ کر رہے ہیں۔

حضرت مولانا محمد علی کے انگریزی ترجمۃ القرآن کے جاوانی زبان میں ترجمہ سے انہیں بہت مدد مل رہی ہے اور بذریعہ ان کے بہت سے ارادتمند پیدا ہو گئے ہیں پچاس کاپیوں کی مانگ آئی تھی باوجود اس بات کے کہ ان کی قیمت تین سو روپے ہیں (یہ پہلا حصہ ہے) ڈیمانگ برادرم برہان الدین نے پوری کر دی ہے۔

میں درخواست کرتی ہوں کہ آپ اپنی پنجگانہ نمازوں میں ان کے لئے دعا کرتے رہیں، انہوں نے بھاری ذمہ داری (تبلیغ اسلام) کا بوجھ اٹھایا ہوا ہے یہاں کہ انہیں مخالفین اور منافقین کے ہاتھوں بڑی تکلیف ہے

اسلام میں میرے چھ سالہ تجربہ سے میں نے اطمینان قلب کی بہت سی منازل طے کر لی ہیں۔ مجھے اللہ تعالےٰ کی برکات کا تجربہ اور مشاہدہ اس قدر اس بڑھاپے میں ہوا ہے کہ ایسا لطف مجھے جوانی (جو عیسائیت میں گذری) میں بھی نہیں آیا۔ دراصل میں ایک خوشگوار اور بابرکت بڑھاپے کی زندگی سے لطف اندوز ہو رہی ہوں۔

تمام صفات اور حمد اللہ تعالےٰ کے لئے ہیں جس پر ہمارا توکل اور کامل بھروسہ ہے۔

والسلام

(انہیں خط اور لٹریچر بھیجا گیا۔ غلام قادر۔ ڈار)

اپنے اندر صحابہ کا رنگ پیدا کرو

کرتا۔ کہ اس قسم کے گند سے بھرے ہوئے اشتہار اور گالیوں کے خطوط جو بھیجے جاتے ہیں سنا کرے۔ مگر میں سچ کہتا ہوں کہ یہ میرے اختیار کی بات نہیں ہے۔ خدا ہی چاہتا ہے کرتا ہے۔ چونکہ اس نے خود ہی اس سلسلہ کی بنیاد رکھی ہے، اس نے ہی وہ قوت قلب کو عطا کی ہے کہ یہ ساری مصیبتیں اور مشکلات میرے سامنے کچھ بھی حقیقت نہیں رکھتی ہیں، اور مجھے تو معلوم بھی نہیں ہوتا کہ مصیبت کس کو کہتے ہیں، پس تم خود ہی سوچ کر دیکھو کہ یہ شوکت یہ قوت یہ استقلال مفتری کو مل سکتا ہے؟ میں تو کبھی یقین نہیں کرتا کہ مفتری ہو اور ایسی قوت پاوے۔

(ملفوظات احمدیہ جلد اوّل)

ضرورت

صدر دفتر احمدیہ کے شعبۂ تبلیغ بلاد غیر میں ایک ایسے معاون کی ضرورت ہے جو خدمت دین کا ذوق اور شوق رکھتا ہو اور سلسلہ سے وابستہ ہو، قرآن اور حدیث سے واقف اور کتب سلسلہ پر پورا پورا عبور ہو، انگریزی خط و کتابت اور اردو سے انگریزی اور انگریزی سے اردو میں ترجمہ بخوبی کر سکتا ہو۔ گریجویٹ کو ترجیح دی جائے گی۔

احمد یار سیکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام احمدیہ بلڈنگس لاہور

"دورِ جدید" کی گمراہ کن غلط بیانی

رنگون سے محترم ڈاکٹر ... خانصاحب نے دہلی کے روزنامہ "دورِ جدید" کے چند تراشے بھیجے ہیں اور یہ فرمائش کی ہے، کہ اخبار مذکور کے پیش کردہ اعتراضات کا مفصل جواب دیا جائے، اگر محترم ڈاکٹر خانصاحب کا ارشاد نہ ہوتا تو ہم ایسے اعتراضات کو جن کے جوابات بارہا مرتبہ تفصیل سے دیئے جا چکے ہیں اور جن سے معترضین کی جہالت اور کوتاہ فہمی کے علاوہ انتہائی بغض و تعصب کا ثبوت ملتا ہے درخورِ اعتنا نہ سمجھتے ہم اس بات کو بارہا دوہرا چکے ہیں کہ ظلّی، بروزی یا مجازی نبوت فی الحقیقت نبوت کی کوئی قسم نہیں، بلکہ ... ولایت و محدثیت کا دوسرا نام ہے، جو کثرت مکالمہ و مخاطبہ اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے افاضۂ روحانیہ کے اظہار کے لئے اختیار کیا گیا ظلّ، بروز اور مجاز کے الفاظ خود بتا رہے ہیں کہ یہ اصل نبوت نہیں بلکہ نبوت کا سایہ اور اس کا عکس ہے یا بعض صفات نبوت پائے جانے کی وجہ سے مجازاً یہ لفظ بولا گیا ہے، کیا کبھی کسی جاہل سے جاہل شخص نے بھی کسی چیز کے سایہ کو اصل قرار دیا ہے یا کسی چیز کے عکس کو جو پانی یا شیشہ میں نظر آئے حقیقی چیز خیال کیا ہے؟ کیا کبھی بہادر انسان کو مجازاً شیر کہا جائے، یا رستم زماں کے نام سے پکارا جائے تو اس سے حقیقی شیر یا مشہور رستم ایرانی مراد ہوتا ہے؟ کیا ظلّ اللہ کی اصطلاح بادشاہوں کے لئے استعمال نہیں کی جاتی؟ پھر کیا انہیں حقیقی طور پر خدا سمجھا جاتا ہے؟ اگر نہیں اور ہرگز کوئی شخص ظلّ کو اصل نہیں سمجھتا، اور نہ بادشاہ کو ظلّ اللہ کہنے سے اس کی مراد اسے حقیقی طور پر خدا بنانا ہے اور نہ مجاز کو کبھی کسی نے حقیقت قرار دیا ہے تو حیرت ہے کہ ظلّی اور بروزی، یا مجازی نبوت کو اصل نبوت کہہ کر حضرت مرزا صاحب یا جماعت احمدیہ لاہور کو مورد طعن و تشنیع کیوں قرار دیا جاتا ہے؟ ... حضرت مرزا صاحبؑ خود لکھ چکے ہیں کہ :-

"میری نبوت ... آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ظلّ ہے نہ کہ اصل نبوت" (حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۵۰ حاشیہ)

اور اسی کتاب کے آخری صفحات میں اعلان فرما چکے ہیں :-

"سمیت نبیاً من اللّٰہ علی طریق المجاز لا علی وجہ الحقیقۃ" (الاستفتاء ضمیمہ حقیقۃ الوحی صفحہ ۶۴)

باوجود ان تصریحات کے جن کو بارہا مرتبہ ہم کھول کھول کر بیان کر چکے ہیں "دورِ جدید" کا بیان کس قدر گمراہ کن اور بغض و تعصب سے بھرا ہوا ہے کہ لاہوری جماعت یہ اعلان کرکے کہ

"ہم رسول اللہ کے ختم نبوت پر ایمان لاتے ہیں، ہم میں اور عام مسلمانوں میں صرف یہ فرق ہے کہ ہم مرزا غلام احمد کو مجدد، مسیح موعودؑ، مہدی معہود، امام زمان تسلیم کرتے ہیں اور پھر دبی زبان سے یہ بھی کہہ دیتے ہیں کہ ہم مرزا صاحب کو ظلّی بروزی اور جزوی نبی تسلیم کرتے ہیں اس طرح نبوت کا سراغ دیانت سے جا ملتے ہیں"

ابھی صاحب! دبی زبان سے نہیں ہم علی الاعلان اس حقیقت کو تسلیم کرتے ہیں کہ حضرت مرزا صاحب ظلّی، بروزی اور جزوی نبی ہیں لیکن ویسے ہی جیسے کہ بادشاہ کو آپ ظلّ اللہ کہہ دیتے ہیں، کسی بہادر انسان کو شیر یا رستم زمان کا خطاب یا کسی حکیم کو مسیح الزمان کا لقب دیتے ہیں ... حاذق طبیب پاتے ہیں تم سے بھی تو بعض لوگوں کو ... دیا

لیکن اس کے ساتھ ہی ہم یہ بھی کہیں گے کہ ظلّی و بروزی نبی ہونا حضرت مرزا صاحب کا اصل دعویٰ نہیں، یہ استعارۃً نام یا خطابات ہیں جنہیں اصل دعوے سے کوئی تعلق نہیں، آپ کا اصل دعویٰ مجددیت کا ہے ... کا نام آپ کو ان کی نوعیت کی وجہ سے دیا گیا جو تجدید دین کے ضمن میں آپ کے سپرد کیا گیا اور وہ کسرِ صلیب یا تجدید کی ... کا کام ہے جیسا کہ خود فرماتے ہیں ؎ چوں مرا نورے پئے قومِ مسیحی دادہ اند ٭ مصلحت را ابن مریم نام من بنہادہ اند

اور یہ بھی تحریر فرمایا کہ :-

"اس جگہ یہ نکتہ بھی یاد رکھنے کے لائق ہے کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی روحانیت نے بھی اسلام کے اندرونی مفاسد کے غلبہ کے وقت ہمیشہ ظہور فرمانی رہتی ہے اور حقیقت محمدیہ کا حلول ہمیشہ کسی کامل متبع میں ہو کر جلوہ گر ہوتا رہتا ہے اور جو احادیث میں آیا ہے کہ مہدی پیدا ہوگا اور اس کا نام میرا ہی نام ہوگا اور اس کا خلق میرا ہی خلق ہوگا اگر یہ حدیثیں صحیح ہیں تو یہ اسی نزول روحانیت کی طرف اشارہ ہے لیکن وہ نزول کسی خاص فرد میں محدود نہیں صدہا ایسے بزرگ گذرے ہیں کہ جن میں حقیقت محمدیہ متحقق تھی اور عنداللہ ظلی طور پر ان کا نام محمد یا احمد تھا" (آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۳۴۶)

ایسا ہی الوصیت میں یہ ارشاد فرماتے ہیں :-

"خدا تعالیٰ نے مکالمہ مخاطبہ کا ملہ تامہ مطہرہ مقدسہ ایسے بعض افراد کو عطا کیا جو فنا فی الرسول کی حالت تک اتم درجہ تک پہنچ گئے، اور کوئی حجاب درمیان نہ رہا اور امتی ہونے کا مفہوم اور پیروی کے معنے اتم اور اکمل درجہ پر ان میں پائے گئے، ایسے طور پر کہ ان کا وجود اپنا وجود نہ رہا بلکہ ان کی محویت کے آئینہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا وجود منعکس ہو گیا۔ دوسری طرف اتم اور اکمل طور پر مکالمہ اور مخاطبہ الٰہیہ نبیوں کی طرح ان کو نصیب ہوا۔ پس

اس طرح بعض افراد نے باوجود امتی ہونے کے نبی ہونے کا خطاب پایا"

کیوں جناب! اب بھی ظلّی بروزی کے معنے سمجھ آسکے یا ابھی کوئی کسر باقی ہے؟ ان عبارات سے صاف ظاہر ہے کہ حضرت مرزا صاحب صرف اپنے آپ ہی کو ظلّی بروزی نبی یا احمد و محمد قرار نہیں دیتے بلکہ امتِ محمدیہ کے صدہا بزرگوں میں اس حقیقت کو متحقق یقین کرتے ہیں، اور اسی کو آپ نے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی روحانیت کا ظہور، آنحضرت صلعم کے وجود کا انعکاس اور فنا فی الرسول کا مقام قرار دیا ہے۔

تعجب ہے اس قدر وضاحت کے باوجود ظلّی اور بروزی نبوت کو اصلی اور حقیقی نبوت قرار دیا جاتا ہے تاکہ حضرت مرزا صاحبؑ کو مدعی نبوت ثابت کیا جا سکے، اس سے بڑھ کر جہالت کیا ہوگی کہ ظلّ کو اصل، مجاز کو حقیقت اور ... کو انعکاس کی بجائے اصل وجود سمجھ لیا جائے۔

معاصر "دورِ جدید" کو یاد رکھنا چاہیئے کہ لاہوری جماعت آنحضرت صلعم کو اصلی اور حقیقی معنوں میں خاتم النبیین مانتی ہے اور آپ کے بعد ہر قسم کی نبوت کا دروازہ بند یقین کرتی ہے، اس کا یہ کہنا کہ ہم ختم نبوت کے ساتھ دبی زبان سے حضرت مرزا صاحب کو ظلّی اور بروزی نبی بھی مانتے ہیں، سراسر جہالت پر مبنی ہے، ہمارے نزدیک جیسا کہ ہم اوپر واضح کر چکے ہیں، ظلّی اور بروزی نبوت، نبوت نہیں بلکہ فنا فی الرسول کا مقام ہے، جو ہمیشہ اولیاء اللہ کو ملتا رہا، اور حضرت مرزا صاحب کو بدرجہ اتم حاصل ہوا، اس سے بڑھ کر ہماری طرف یہ اعتقاد منسوب کرنا کہ ہم حضرت مرزا صاحب کو نبی مانتے ہیں سراسر افترا ہے ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی نئے یا پرانے نبی کے آنے کے قائل نہیں، لیکن ہمارے نئی ہم مخالف ختم نبوت کے بعد ایک پرانے نبی (حضرت عیسیٰؑ) کے دوبارہ امت محمدیہ کی اصلاح کے لئے آنے کے قائل ہیں اور اس طرح نہ صرف ختم نبوت کی مہر کو توڑتے ہیں بلکہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قوت قدسیہ کو بھی نافع یقین کرتے ہیں، کیونکہ مسیح کا دوبارہ امت محمدیہ کی اصلاح کے لئے آنا ثابت کرتا ہے کہ آنحضرت صلعم کا فیض ختم ہو گیا اور آپ کی قوت قدسی اب آپ کی امت میں کسی کامل انسان کو پیدا نہیں کر سکتی، جیسا کہ گذشتہ تیرہ سال میں پیدا ہوتے رہے ہیں اسی لئے اللہ تعالیٰ کو باہر سے ایک بنی اسرائیلی نبی کو لانے کی ضرورت پیش آئی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ کیا "دورِ جدید" اور اس کے ہمنوا اس اعتقاد کے ہوتے ہوئے حضرت مرزا صاحب اور ان کے متبعین پر جو ختم نبوت مانتے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فیض روحانیت کے قیامت تک ممتد ہونے کے قائل ہیں، اجرائے نبوت کا الزام لگا سکتے ہیں؟

{خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر حوالہ دینا ... }

مولانا عبدالحق صاحب ودیارتھی ڈچ گائنا میں!

سرینام (ڈچ گائنا) سے مولانا عبدالحق صاحب ودیارتھی کا حسب ذیل مکتوب شیخ غلام قادر صاحب کو موصول ہوا ہے:-

مکرمی شیخ صاحب۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

میں فلاڈلفیا سے کیونکہ وہاں طبیعت کچھ خراب تھی عید کے بعد ڈچ گائنا چلا آیا۔ کرایہ تو ۱/۵ ۳۵ ڈالر یعنی ۱۵۰۰ روپیہ خرچ ہو گیا۔ مگر یہاں پہنچکر دل کو سکون حاصل ہوا۔ رستہ میں ہوائی جہاز پر بھی اچھا تبلیغ کا موقع ملا۔ کئی لوگوں سے جگہ جگہ ملاقاتیں ہوئی، ایک نوجوان نے تو اسلام کے متعلق بہت دلچسپی لی۔ ہوائی جہاز کی WAITRESS اور دوسرے لوگ شوق سے باتیں سنتے رہے۔ جب میں ایک موقعہ پر ایک ہوائی جہاز سے دوسرے ہوائی جہاز پر جانے لگا تو ان لوگوں نے دعائیں دے کر مجھے رخصت کیا ڈچ گائنا میں ہوائی اڈہ شہر سے ۳۰ میل کے فاصلہ پر ہے میں نے رستہ سے پہنچنے کا تار دے دیا تھا۔ مگر وقت تنگ تھا تو بھی پانچ سو مرد و عورت ہوائی اڈے پر پہنچ چکے تھے جہاز سے اترتے ہی باری باری سب سے ملاقات ہوئی اور وہ ہو کا سے جذبات میں گھٹی گھٹی سی عید ہوئی تھی کیونکہ ان لوگوں میں اسلام کی وہ محبت نہیں جو ہونی چاہیئے۔ گو عید نماز پڑھائی اور خطبہ میں نے دیا، فوٹو بھی لئے گئے اور دن کچھ چہل پہل رہی مگر جس طرح دل اپنے وطن میں دوستوں سے مل کر خوش ہوتا ہے وہ ایک نرالی عید ہوتی ہے جو فلاڈلفیا میں میسر نہ ہوئی۔ بہرحال دل کی گرہ کھولنے کے لئے میں نے دو دن بعد ڈچ گائنا کی راہ لی۔ یہاں پہنچتے ہی ساری کوفت دور ہو گئی۔ کس قدر محبت ہے ان لوگوں کے دلوں میں کہ میرا تار ملتے ہی ریڈیو پر فوراً اعلان کر دیا گیا کہ میں کس وقت ہوائی اڈے پر پہنچتا ہوں۔ اور کس شوق سے لوگ دوسرے دن قطار در قطار ہوائی اڈہ کے باہر آ کھڑے ہو گئے۔ میرا سامان بغیر کھول کر دیکھنے کے دے دیا گیا۔ سورینام میں میرا ایم پر تھا ورد و تھا۔ مگر لوگوں کا شوق زیادہ سے زیادہ بڑھتا چلا گیا۔ باہر نکلتے ہی باری باری سب سے ملا۔ اور بیسیوں فوٹو لئے گئے۔ اور پھر سارا مجمع ایک جلوس کی شکل میں موٹروں پر شہر روانہ ہوا شہر میں انجمن کو آراستہ کیا گیا تھا۔ سکول کے لڑکوں نے خوش آمدید پر نظمیں پڑھیں اور پھولوں سے مجھے لاد دیا۔ اب تقاضا یہ ہونے لگا کہ آپ تقریر کریں۔ سفر کی تکان کے باوجود لوگوں کی خواہش پوری کی گئی۔ اب رات دن لوگوں کا تانتا لگا ہو لیے۔ ہر دانگ تقریر کی دعوت دے رہے ہیں۔ مسلمانوں کے نکاح میں لگرد۔ اور کون کون سی تقاریب ہیں کہ جن میں مجھ سے تقاضا ہو رہا ہے۔ کہ یہ کام آپ انجام کرایئے۔ دعوتوں سے میں نے معافی مانگ لی ہے کیونکہ اس میں وقت اور صحت دونوں کا خطرہ ہے۔ گو اس سے کچھ لوگ ناراض ہو جاتے اور بگڑتے ضرور رہیں مگر میں بھی مجبور رہوں کس کس کی دعوت قبول کروں۔ تقاریر کا ایک پروگرام مرتب ہو رہا ہے مگر جو شخص آتا ہے یہ ضرور پوچھتا ہے آپ کتنی دیر یہاں ٹھہریں گے کیونکہ اخبار میں تو اعلان ہوا ہے کہ میں ایک ماہ یہاں قیام کروں گا۔ ابھی مہینہ شروع ہوا ہے مگر لوگ افسوس کر رہے ہیں کہ صرف ایک ماہ۔ ڈچ گورنمنٹ کی طرف سے ایک محکمہ ہے جو باہر سے آنے والے مقررین سے بات چیت کرتا اور ہالینڈ رپورٹ بھیجتا ہے اس کا نمائندہ تمام مذاہب کی جزئیات تک سے واقف ہے وہ کچھ لوگوں کے ساتھ آیا اس کے ساتھ دیر تک اسلام اور غیر مذاہب پر گفتگو ہوتی رہی۔ بہت خوش ہوا اور اس نے ہنسکر کہا کہ جو معلومات آج مجھے حاصل ہوئیں وہ کبھی حاصل نہیں ہوئی تھیں۔ حضرت صاحب کی تقریر Teachings of Islam اسے تحفہ دیا گیا۔ وعدہ کر گیا کہ میں آپ کی تقاریر سننا چاہتا ہوں۔ یہاں تبلیغ کا ایک بہت بڑا میدان ہے ڈچ گائنا میں ملایا اور جاوا کے لوگ بکثرت آباد ہیں اور ان میں اسلام کی ایک مدھم سی روشنی ہے ان میں مشنری سکولوں اور یتیم خانوں کے ذریعہ بہت کام کر رہے ہیں۔ اگر جاوا سے کوئی بھائی یہاں آ کر ان میں ایک دو ماہ لگا سکے تو کامیابی کی بہت امید ہے۔ یہاں کی جماعت اللہ تعالےٰ کے فضل سے بہت بھاری جماعت ہے۔ مگر ان کی زیادہ توجہ تعلیم۔ مساجد اور یتیم خانہ کی طرف ہے۔ تبلیغ کا کوئی مؤثر اور باقاعدہ نظام نہیں۔ اور بڑی جماعتوں میں پارٹی بازی کی بیماری بھی ہوتی ہے۔ اس سے یہ جگہ بھی خالی نہیں ہے، اس سے بہت بچتا ہوں۔ مگر یہ لوگ مجھے بھی اس میں گھسیٹنا چاہتے ہیں۔ اور جس کی ہاں میں ہاں نہ ملاؤ وہی بگڑ بیٹھتا ہے۔ یہ ایک معمولی بات ہے کہ مجھے کسی نہ کسی جگہ ٹھہرنا ہے۔ مگر اس میں ایک سوا باقی سب ناراض ہو جاتے ہیں۔ یہاں عام مسلمانوں اور احمدی ممبروں میں مذہبی جذبہ کافی تیز ہے مگر علم۔۔۔ نہیں ہے اس لئے بیچارے کبھی ادھر کبھی ادھر ہو جاتے ہیں۔ باہر سے بھی تقاضا ہو رہا ہے کہ میں کیب ٹیکری اور برٹش گائنا آتا ہوں۔

---

۲۴ ٹیلیگراف اطلاع دیتے ہیں کہ میرا تبادلہ بہاولنگر ہیڈ آفس ہو گیا ہے مجھے ایک جگہ جم کر رہنے نہیں دیتے۔ میں نے مظفر گڑھ ڈویژن میں تبادلہ کی درخواست دے رکھی ہے۔ احباب سے دعا کی درخواست ہے۔

(باقی بر صفحہ ۱۲ کالم ۲)

اخبار احمدیہ

جلسہ راولپنڈی

سابقہ اعلان کے مطابق ۸، ۹ اپریل کو احمدیہ انجمن اشاعت اسلام شاخ راولپنڈی کا سالانہ جلسہ جناح گرلز ہائی سکول میں منعقد ہوا۔ جلسہ میں شمولیت کے لئے حضرت امیرایدہ اللہ، محترم شیخ میاں محمد صاحب، مولنا یعقوب خان صاحب اور بعض دیگر اصحاب تشریف لے گئے، پشاور اور بعض دیگر مقامات سے بھی بہت سے دوست جلسہ میں شامل ہوئے۔ یہ معلوم کرنا موجب مسرت ہے کہ جلسہ نہایت کامیاب رہا۔ مفصل رپورٹ آیندہ درج کی جائیگی۔

حضرت امیرایدہ اللہ شمولیت جلسہ کے بعد ۱۱ اپریل ۶۱ء کو واپس لاہور تشریف لے آئے۔

مصری صاحب بیمار ہیں

محترم شیخ عبدالرحمن صاحب مصری چند دنوں سے بعارضہ بخار بیمار ہیں، اسی وجہ سے وہ راولپنڈی کے جلسہ میں شامل نہ ہو سکے اور پیغام صلح کا یہ پرچہ بھی ان کے قیمتی افادات سے محروم رہا۔ احباب سے درخواست ہے کہ ان کی صحت کے لئے درد دل سے دعا فرمادیں۔

وفات

چوہدری فضل الرحمن صاحب قمر ساماتوی لکھتے ہیں کہ ان کی صاحبزادی بشریٰ ۷، ۸ اپریل کی درمیانی شب کو وفات پاگئی انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحومہ دو خوردسال لڑکیاں اور ایک تین ماہ کا بچہ اپنی یادگار چھوڑ گئیں۔ ہمیں اس صدمہ میں چوہدری صاحب ممدوح اور دیگر لواحقین سے دلی ہمدردی ہے، دعا ہے اللہ تعالےٰ انہیں صبر جمیل عطا فرمائے، اور مرحومہ کو جنت الفردوس میں جگہ دے۔ احباب سے جنازہ غائبانہ کی درخواست ہے۔

امریکہ سے واپسی

احباب کرام کو معلوم ہے کہ محترم مرزا مسعود بیگ صاحب ڈپٹی انسپکٹر آف سکولز محکمانہ ٹریننگ کے لئے امریکہ تشریف لے گئے تھے۔ وہاں سے دس ماہ کی ٹریننگ کے بعد آپ جاپان وغیرہ سے ہوتے ہوئے ۱۳ مارچ کو واپس تشریف لے آئے، رستہ میں چند گھنٹوں کے لئے رنگون اور ڈھاکہ میں بھی ٹھہرنے کا موقعہ ملا، رنگون میں محترم ڈاکٹر امین اللہ خان صاحب اور شیخ غلام ربانی تھرڈ سیکرٹری سفارت خانہ حکومت پاکستان سے بھی ملاقات ہوئی اور ڈھاکہ میں عبدالصمد صاحب میانی عبدالستار صاحب اور دیگر احباب سے ملاقات کا موقعہ ملا۔ لاہور میں مورخہ ۷ اپریل کو بعد نماز جمعہ احباب کی درخواست پر آپ نے اپنے سفر کے بعض دلچسپ حالات سنائے۔

کرنل بشیر حسین صاحب کی علالت وصحت

روزانہ اخبارات کے قارئین کو معلوم ہو چکا ہو گا کہ محترم کرنل سید بشیر حسین صاحب ڈائرکٹر صحت مغربی پاکستان کو چند دن ہوئے اپنڈے سائیٹس کا اپریشن کرانا پڑا۔ خدا کا شکر ہے کہ اپریشن کامیاب رہا اور حمد اللہ اب صحتیاب ہو کر ہسپتال سے واپس گھر پر آ گئے ہیں۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔

تبادلہ

بہاولنگر سے محمد اقبال خان چغتائی ملازم پوسٹل "

کائنات کی ہر چیز کا اندازہ اور باہمی توازن کی برکات

مادیات کے ساتھ روحانیات کی ترقی کے سامان اور اسلامی حکومت کی برکات

خطبہ جمعہ مؤرخہ ۳۱ مارچ ۱۹۶۱ء فرمودہ حضرت امیر مولانا صدرالدین صاحب ایدہ اللہ۔ بمقام احمدیہ بلڈنگس لاہور

تبارك الذی نزل الفرقان علی عبدہ لیکون للعلمین نذیرا - الذی له ملك السموات والارض ولم یتخذ ولدا ولم یکن له شریك فی الملك وخلق کل شیٔ فقدرہ تقدیرا ——— (الفرقان رکوع اوّل)

مادی و روحانی برکات

جس خدا کے ہاتھ میں زمین و آسمان کی بادشاہت ہے اسی نے قرآن کریم نازل کیا ہے جس طرح کائنات کی حکومت خیر و برکت کا موجب ہے اسی طرح قرآن کریم کی تعلیمات خیر و برکت کا موجب ثابت ہوں گی۔ جو برکات ہم اس جہان میں دیکھ رہے ہیں، وہ مادی برکات ہیں۔ جو ہمارے مادی قیام اور مادی ترقیات کا باعث بنتی ہیں۔ اسی طرح سے روحانی برکات بھی اس پاک ذات نے فراہم کی ہیں۔ جس شخص کو خدا تعالے نے اپنی نشان دہی کے لئے قرآن دے کر بھیجا ہے وہ اس کا عبد ہے یعنی پورا پورا فرمانبردار ہے۔ یہ اہم کام سب سے زیادہ فرمانبردار شخص کے سپرد کیا گیا ہے وہ خدا تعالے کے احکام کی بجاآوری میں مخلوق خدا کے لئے نمونہ ہے۔

مادیات کے ساتھ روحانیات کی ترقی کے سامان

خدا تعالے نے اس کائنات میں مادیات کے ساتھ ساتھ روحانیات کی ترقی کے سامان بھی مہیا کر دیئے ہیں چنانچہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیوی سلطنت کے چلانے میں بھی لاجواب کامیابی حاصل کی اور دینی حکومت کے چلانے میں بھی بے نظیر کامیابی حاصل کی۔ دوسری حکومتیں مادی لحاظ سے کم و بیش کچھ برکات کا موجب ہوتی ہیں۔ لیکن محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حکومت مادی اور روحانی دونوں قسم کی برکات و فضائل کا موجب ثابت ہوئی ان کی حکومت ملک گیر بھی ہے اور اس کے ساتھ لوگوں کی روح اور دل و دماغ کی تربیت کا ذریعہ بھی ہے۔ روحانی تربیت کے بغیر دنیوی حکومت ادھوری ہوتی ہے۔

اسلامی حکومت میں غیر مسلموں کے حقوق

حضور صلعم نے غیر مسلموں پر حکومت کر کے دکھائی اور ان کے نقش قدم پر چل کر صحابہ کرام نے بھی غیر مسلموں کی جان و مال و عزت و آبرو و معابد کی حفاظت کی۔ انکی حکومت بیت المقدس کے یہودیوں کے لئے اور مصر کے عیسائیوں کے لئے ایسی معلوم ہوتی تھی جیسے آسمان کی بادشاہت زمین پر اتر آئی ہے انہوں نے مشاہدہ کر لیا کہ غیر مسلموں کے بالکل وہی حقوق ہیں جو مسلمانوں کو حاصل ہیں اور مسلمانوں کو کسی قسم کے امتیازی حقوق حاصل نہیں ہیں۔

کائنات کی ہر چیز اندازہ سے پیدا کی گئی ہے

دو آیتیں جو میں نے ابھی تلاوت کی ہیں ان کا ایک حصہ ہے خلق کل شیٔ فقدرہ تقدیرا یعنے اس کائنات کی ہر چیز اللہ تعالے کی تخلیق کی مرہونِ منت ہے اور موجودات کی ہر چیز کے لئے ایک اندازہ مقرر کیا گیا ہے۔ خشکی کو ایک اندازے سے پیدا کیا اور سمندر بھی ایک اندازہ سے پیدا کیا گیا آسمان کے سیارے اور ان کے درمیان کے فاصلے اندازے سے پیدا کئے گئے ہیں ان کے حجم اور ان کے وزن اور ان کے درمیانی فاصلے اندازے سے پیدا کئے گئے ...... اور اس کی وجہ سے ان میں توازن پیدا ہوا اور وہ اس توازن کی برکت سے فضا میں معلق کئے گئے ہیں

سورج اور زمین کا فاصلہ موجب برکت ہے

سائنسدان کہتے ہیں سورج کا فاصلہ زمین سے نو کروڑ پچاس لاکھ میل دور ہے۔ سورج کو اتنے فاصلہ پر رکھنا اللہ تعالے کی حکمت پر دلالت کرتا ہے اگر اس فاصلہ کو کم کر دیا جائے تو یہ زمین ساری کی ساری جل کر خاکستر ہو جائے۔ لیکن موجودہ فاصلہ موجب برکت ہے اس کی وجہ سے سورج کی گرمی اور روشنی نباتات و حیوانات کے لئے زندگی کا باعث ہے۔

سمندر اور ہواؤں کی برکات

اسی طرح سے سمندر کا موجودہ رقبہ براعظموں کے لئے موجب صد برکات ہے۔ اس کا رقبہ کم کر دینے سے دنیا کی رونق جو پانی کی بہم رسانی کی وجہ سے ہے تباہ و برباد ہو جائے۔ ہوا کو بھی اللہ تعالے نے ایک اندازے سے پیدا کیا اس کی بلندی ایک سو میل ہے یہ بہت موٹے لحاف کا کام دیتی ہے۔ سورج کی موجودہ گرمی و روشنی اسی لئے قائم ہے کہ اس کے فاصلہ کی وجہ سے بھی ہے اور ہوا کے لحاف کی وجہ سے بھی ہے۔ اس لحاف کی اونچائی کو کم کر دینے کی وجہ سے ساری نباتات اور حیوانات ختم ہو جائیں۔

ہوا کا کام

ہوا میں ایک اور مفید خاصیت رکھی گئی ہے، ہوا ایک خاص مقدار میں نمی کو جذب کر رکھتی ہے۔ اس نمی کی برکت سے انسان اور حیوان کا چمڑا نرم رہتا ہے ورنہ انسان کا چمڑا بدنما ہو جائے اور اس کی جلد سخت ہو جائے اور یہی حال درختوں کی چھال کا ہو اور حیوانات کی کھال کا ہو۔ ہوا کے بغیر حیوانات کی زندگی کا قیام ممکن نہیں ہے۔ اور نہ ہی نباتات کی زندگی قائم رہ سکتی ہے۔ انسان اور حیوان ہوا کی آکسیجن گیس سے زندہ رہتے ہیں۔ لیکن جب وہ اس گیس کو باہر نکالتے ہیں تو یہ ایک زہریلی ہوا بن چکی ہوتی ہے اس زہریلی ہوا کو Carbon dioxide کہتے ہیں۔ اگر ہوا کی وسعت اور بلندی موجودہ اندازے سے کم ہوتی تو ایک وقت ایسا آتا کہ تمام کی تمام ہوا زہریلی ہو جاتی اور جاندار نابود ہو جاتے اس کے علاوہ بھی ایک اور سامان ہوا کے صاف رکھنے کا اللہ تعالے نے فرمایا ہوا ہے۔ وہ یہ کہ زہریلی ہوا نباتات کی خوراک ہے۔ وہ اس کو اپنے اندر لے لیتے ہیں اور اس کی کاربن کو جذب کر کے آکسیجن گیس کو جو حیوانات کے لئے ضروری ہے باہر نکال دیتے ہیں ذالك تقدیر العزیز العلیم۔

پانی کا عمل

اسی قسم کا اندازہ پانی کو عطا کیا گیا ہے۔ وہ بھاپ بن کر ہوا سے بھی زیادہ لطیف تر ہو جاتا ہے اور برف بن کر پتھر کی طرح سخت ہو جاتا ہے اور یہ شکل اختیار کر کے پہاڑوں کی چوٹیوں پر قرار پاتا ہے۔ اور گرمی کے موسم میں آہستہ آہستہ پگھل کر میدانوں کو سیراب کرتا ہے۔

پانی ہوا اور سورج کا اثر صحت و صفائی پر

پانی اور ہوا اور سورج مل کر بہت بڑے پیمانے پر کار دیوریشن کا کام لیا جاتا ہے۔ سورج کی روشنی اور گرمی جراثیم کے لئے سم قاتل ہے جس طرح سے نباتات و حیوانات کے لئے آب حیات ہے۔ ہوا بھی طرح طرح سے تعفن کو دور کرتی ہے۔ بالخصوص جب آندھی کی شکل اختیار کر لیتی ہے اور پانی جس کو اللہ تعالے نے ماءً طہوراً کہا ہے مکانات اور گلیوں اور سڑکوں کو دھو ڈالتا ہے، اور درختوں اور پودوں کے منہ دھو ڈالتا ہے یہ خدا تعالے کے احسانات ہیں جو اس نے اشیاء کو خاصیتیں عطا کر کے اور اشیاء کے اندازے مقرر کر کے اپنی مخلوق کو ممنون و شکور ہونے کا موقعہ دیا ہے اور اپنی ذات و صفات سے متعارف کرایا ہے۔

راولپنڈی میں ہماری عید اور جناب فاروقی صاحب کا خطبہ

جمعۃ الوداع کے مبارک دن تمام جماعت کی طرف سے جناب میاں نصیر احمد صاحب فاروقی کی خدمت میں استدعا کی گئی کہ سال گذشتہ کی طرح عید کے دن بصیرت افروز خطبہ ارشاد فرما کر احباب جماعت کو مستفید فرماویں۔ سو جناب میاں صاحب نے استدعا قبول فرمالی۔

مورخہ ۱۸ مارچ کو عید کا دن تھا۔ جناح گرلز ہائی سکول کے وسیع میدان کی آراستگی و پیراستگی جناب ملک عبدالقدوس صاحب نائب صدر مقامی جماعت کی تنظیمی استعداد وں کی غماز تھی، لوگ جوق در جوق تشریف لا رہے تھے، چہروں پر ایک روحانی بشارت تھی وقت مقررہ تک مومنوں کے ہجوم کا ایک غیر معمولی اجتماع ہو گیا جو راولپنڈی کی تاریخ میں اپنی مثال آپ تھا۔ سب دوستوں نے فطرانہ۔ عید فنڈ اور مسجد فنڈ بروقت ادا کر دئے۔ ۹ بجنے نو منٹ پر جناب میاں نصیر احمد صاحب سے نماز و خطبہ کی استدعا کی گئی۔ آپ تشریف لائے۔ نماز کے بعد قرآن مجید کی سورۃ الحجر کی مندرجہ ذیل آیات تلاوت فرما کر خطبہ کا آغاز فرمایا :-

ان المتقین فی جنت و عیون ٥ اُدخلوھا بسلٰم امنین ٥ ونزعنا ما فی صدورھم ... منھا بمخرجین ٥ نبیٔ عبادی انی انا الغفور الرحیم ٥ وان عذابی ھو العذاب الالیم ٥

میاں صاحب نے فرمایا۔ کہ میرے ایک عزیز یہاں تشریف فرما ہیں جو ان ہی دنوں ولایت سے واپس تشریف لائے ہیں خاص طور پر اُن کے لئے اور ہمارے وہ نوجوان جو مغربی تعلیم سے متاثر ہیں اُن کی خاطر تقویٰ کے معنی بیان کرتا ہوں، یہ اس لئے کہ یہ جوان تقوےٰ کا تصور ایک ہوّا کے معنوں میں لیتے ہیں اور ڈرا جاتے وہ کیا سمجھتے ہیں کہ اس میں کیا مصیبت ہے، جیسا کہ تقویٰ کے معنی سے ناآشنا مولوی یہ دیکھتا پھرتا ہے کہ پائجامہ کیسا ہے آیا ٹخنوں سے اوپر ہے یا نہیں، ڈاڑھی کتنی لمبی ہے اس کی تراش خراش کیسی ہے مونچھیں کس ڈھب کی ہیں وغیرہ وغیرہ تو مولوی کا یہ معیار ان کو اس نتیجہ پر پہنچا دیتا ہے کہ تقوےٰ گویا مولویانہ پن کی کوئی حرکت ہے۔

آپ نے فرمایا کہ تقوےٰ کے معنی جعل النفس فی وقایۃ مما یخاف ہیں یعنی اپنے آپ کو اس چیز سے بچانا جس کا خوف کیا جاتا ہے۔ یعنی ضرر رساں چیز سے اپنے آپ کو بچانا۔ اور یہ حقیقت ہے کہ انسان کسی بُری چیز کو جس سے نقصان کا احتمال ہو پسند نہیں کرتا، جذبات انسان اور حیوان میں یکساں ہیں، ان کے برانگیختہ ہونے پر انسان نیک و بد کی تمیز کر سکتا ہے تو پھر ایسے وقت میں انسان کو جو ضرر رساں بات ہو اس سے بچنے کے لئے جذبات پر قابو پانا سکھایا گیا ہے۔ تقوےٰ اچھی پوشاک پہننے پاک اور طیب خوراک کھانے عمدہ طریق سے رہنے سہنے سے منع نہیں کرتا بلکہ ان باتوں کو مہیا کرنے کے لئے ناجائز ذرائع کو اختیار کرنے سے منع کرتا ہے، اور اُن سے محترز رہنا سکھاتا ہے۔

پھر فرمایا کہ :- اس آیت میں اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ متقی جنت اور عیون میں رہیں گے اور انہیں ان میں کوئی تکلیف نہیں چھوئے گی اور نہ وہ اس سے نکالے جائیں گے جنت کے معنی ہیں۔ وہ چیز جو ظاہری حواس سے مخفی ہو اور نیز اس جگہ کو کہتے ہیں۔ جہاں اس قدر گھنے درخت ہوں کہ اس جگہ کی زمین نظر نہ آئے۔

فرمایا :- کہ میں اپنے وسیع مطالعہ، تجربہ اور غور و خوض کے بعد اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ متقیوں کو جنت ضرور ملے گی اور جنتیں دو ہیں :-

ولمن خاف مقام ربہ جنتٰن ٥

ایک اس دنیا کے اندر اور ایک آخرت میں اس دنیا کی جنت سے اُس دنیا کی جنت کو ایک مماثلت ہے جنت کو نیک اعمال کے مقابلہ میں رکھا ہے۔

آپ نے پھر فرمایا کہ مجھے متقی لوگوں کی صحبت میں بیٹھنے کا شرف حاصل ہے۔ متقی نہایت ٹھنڈے دل کے لوگ ہوتے ہیں۔ آپ نے حضرت امیر مرحوم مولانا مولوی محمد علی صاحب کا ایک واقعہ بیان فرمایا۔ ایک جاہل شخص اُن کے پاس آیا اور ایک معاملہ بیان کر کے اُن سے غلط فیصلہ چاہا اور بہت اصرار کیا لیکن حضرت ممدوح نے انکار کر دیا تو اس نے باہر نکل کر کہا کہ یہ عالم بےعمل ہے کسی نے آپ کے کان تک یہ بات پہنچا دی۔ فرمانے لگے کم از کم عالم تو کہتا ہے۔ اور اس کی اس حماقت پر کسی قسم کا غصہ کا اظہار نہ فرمایا۔ اس لئے کہ دل بہت ٹھنڈا تھا۔ پھر فرمایا تقوےٰ کوئی ہوّا نہیں ہے۔ متقی کو اللہ تعالےٰ اطمینان قلب عطا فرماتا ہے اور یہ طمانیت قلب ہی دل کی ٹھنڈک ہے جس کو جنت کہتے ہیں، اور غلط کار لوگوں کو یہ حاصل نہیں ہو سکتی اور وہ اپنے دل میں ایک بے چینی اور بیقراری کی آگ محسوس کرتے ہیں اور یہی ان کے لئے دوزخ ہے۔ دوسرے تقوےٰ کا فائدہ ہے عیون پانی زندگی پیدا کرنے والی چیز ہے اگر پانی نہ ہو تو کوئی چیز زندہ نہیں رہ سکتی تو گویا متقی کے اندر سے فیض خداوندی کی نہریں بہتی ہیں اور چشمے پھوٹتے ہیں جو روحانیت کو تر و تازہ رکھتے ہیں اور زندگی بخش ہوتے ہیں۔

صحبتِ اہل صفا نور و حضور و سرور
سر خوش و پر سوز ہے لالہ لب آبجو

تو یہ فیض خداوندی ان کو کسی بات سے مضمحل، بیقرار اور پریشان نہیں ہونے دیتا ایسے انسان جو اتقاء کے اس مقام پر پہنچ جاتے ہیں اُن پر اگر مصائب کے پہاڑ بھی گر پڑیں تو اُن میں کسی قسم کی گھبراہٹ پیدا نہیں ہوتی اور ان کی استقامت میں ذرّہ بھر فرق نہیں پڑتا۔ ان کا ہر قول و فعل ان کا اطمینان قلب جو بہشت سے مشابہت رکھتا ہے لوگوں کے لئے ایک نمونہ ہوتا ہے گویا اس اتقاء سے جنت اور عیون کا اظہار متقی کے لئے اس دنیا کے اندر ہی ہو جاتا ہے۔

آپ نے فرمایا یہ کوئی قصہ نہیں ہے متقیوں کی صحبت میں بیٹھ کر آزما لیں۔ یہ حقیقت حال ہے۔ پھر اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ اُدخلوھا بسلٰم امنین ٥ ان میں سلامتی سے امن میں ہو کر داخل ہو جاؤ۔ امن کے معنی ہیں دل کا اطمینان پا جانا جیسا کہ میں نے کہا ہے کہ متقی کے اُوپر اگر مصائب کا پہاڑ بھی گر پڑے تو اُس کی طمانیت قلب میں ذرہ بھر فرق نہیں آتا۔

جناب میاں صاحب نے حضرت مرزا غلام احمد صاحب مسیح موعود و مہدی معہود پر ایک فوجداری مقدمہ کا ذکر کرتے ہوئے بتایا کہ اس سلسلہ میں خواجہ کمال الدین صاحب گورداسپور سے قادیان آتے اور حضرت اقدس کی خدمت میں حکام کے مخالفانہ رویہ اور لوگوں کی شرارت کا ذکر کر کے جب کچھ مایوسی کا اظہار کرتے اور کہتے کہ اس مقدمہ میں بظاہر بچنے کی کوئی صورت نظر نہیں آتی تو حضرت اقدس کی طمانیت قلب میں ذرا فرق نہ آتا اور ہنس کر فرماتے کہ خواجہ صاحب کوئی خاتہ خدا کے لئے بھی چھوڑ دو اگر سب اسباب ہمارے موافق ہوں تو لوگ کہہ سکتے ہیں کہ اسباب موافق تھے اور اُن کے مرید بڑے قانون دان تھے اس لئے مقدمہ فتح ہو گیا لطف تو جب ہی ہے کہ اسباب سب خلاف ہوں اور خدا اپنی جناب سے فضل کرے تو وہ امر ازدیاد ایمان کا باعث ہوتا ہے سو خواجہ صاحب روتے ہوئے آتے اور ہنستے ہوئے جاتے۔

آپ نے بتایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ کہ متقیوں کے دلوں میں اگر کوئی رنجش یا کدورت ہوگی ہم اسے نکال دیں گے۔ وہ بھائی بھائی بن کر تختوں پر آمنے سامنے ہوں گے۔ تو گویا انسان کے اپنے نفس کے لئے ہر قسم کے عیوب سے سلامتی ہے اور ہر قسم کے خطرات سے امن ہے۔ پھر دوسروں سے بھی تعلقات میں اور وہ تعلقات اس اعلےٰ درجہ کی محبت کے ہیں جو اخوت کے نام سے موسوم ہے، مگر اخوت بھی ایسی جس میں رنج و حسد کوئی نہیں جیسا کہ دنیا کی محبتیں اور اخوتیں عموماً آلودہ رہتی ہیں وہاں اپنے بھائیوں کی ترقیات کو دیکھ کر خوشی ہوگی۔ پھر سب سے بڑھ کر یہ کہ ان نعمتوں کا دوام ہے یعنی ان سے کبھی کوئی نکالا نہیں جائے گا، جو بلا یہاں دُنیا کی نعمتوں سے لگی ہوئی ہے کہ آج ایک شخص کو ملتی ہے تو کل ان سے محروم ہو

(باقی بر صفحہ ...)

عید الفطر برلن میں

جرمن نومسلمین اور اسلامی ممالک کے طلبہ اور معززین کا بینظیر اجتماع

جرمن میئر اور عیسائی اور بُدھ نمائندوں کی شمولیت
ایک جرمن خاتون کا قبول اسلام

مولانا محمد یحییٰ امام برلن مسلم مشن

عید الفطر کی خصوصیات

عید الفطر کا تہوار کئی وجوہ سے مسلمانوں کے لئے باعث فرحت ہے۔ اوّل تو اس لئے کہ اس تہوار کو مذہبی حیثیت حاصل ہے۔ اور دوسرے یہ کہ اس میں تمام مسلمان قوم کے لئے خوشی کا پیغام ہے۔ اور سال میں ایک دفعہ یوں ہوتا ہے کہ دنیا بھر کے مسلمان ایک ساتھ خوشی کے دن کو مناتے ہیں۔ اور سب سے بڑھکر یہ کہ رمضان کے مبارک مہینہ پر پھیلے ہوئے روحانی مجاہدہ کے اختتام پر۔ اس تہوار کا آنا اپنے اندر بڑی کشش رکھتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ چھوٹے بڑے بوڑھے جوان، مرد و زن خاص و عام سب کے سب اس تہوار کو مناتے ہیں۔ اور اپنے اس خوشی بھرے دن کی ابتدا خدا کے حضور سربسجود ہوکر کرتے ہیں۔ اس دن معمول سے کہیں زیادہ خانۂ خدا میں رونق ہوتی اور سینکڑوں ہزاروں عباد اللہ شانہ بشانہ کھڑے ہوکر خدا کی تحمید اور تمجید کرتے ہیں۔

یورپ میں عید کا تعین

دنیا بھر کے ممالک میں جہاں مسلمان تعداد میں بہت زیادہ ہیں۔ وہاں شاید عید کے اجتماعات کے لئے دعوتی کارڈ بھجوانے کی چنداں ضرورت محسوس نہیں کی جاتی۔ ایک رات قبل چاند دکھائی دیا۔ شہروں بستیوں اور محلوں میں جہاں مسلمان کثرت سے آباد ہیں دوسرے دن عید کی دھوم مچ گئی۔ چاند دیکھتے ہی گھر گھر خوشی کی لہر دوڑ گئی لیکن یورپ میں جہاں ابھی مسلمانوں کی کثرت نہیں ہوئی۔ اور جہاں ایک ہی شہر میں مسلمان اکا دکا مختلف حصوں میں پھیلے ہوئے ہوتے ہیں۔ مساجد سے، جو کہ مغرب میں مسلمانوں کی مذہبی مساعی کے مراکز ہیں۔ باقاعدگی سے دعوت نامے بھجوائے جاتے ہیں۔ تا تمام برادران اسلام کو اپنے مذہبی تہوار کے منانے کے دن وغیرہ سے اطلاع ہو جائے۔ ان دعوت ناموں کے چھپوانے اور بھجوانے کا کام عید سے دو ہفتہ قبل ہی شروع کرنا پڑتا ہے۔ اس صورت میں عید کے دن کا تعین یا چاند نظر آنے تک ہی نہیں چھوڑا جاتا۔ بلکہ پیشتر ہی سے سائنٹیفک علم کی بناء پر اس کا تعین کر لیا جاتا ہے۔

تعین ہلال کا طریق۔ یہاں برلن یونیورسٹی میں ایک ادارہ فلکیات کا ہے اس ادارہ سے سورج اور چاند کے غروب ہونے کے اوقات طلب کئے جاتے ہیں۔ چنانچہ میں نے اس ادارہ کی بہم پہنچائی ہوئی معلومات پر نئے چاند کی رویت متعین کی۔ اور وہ یوں ہے کہ دیکھا جائے کہ چاند اور سورج کس وقت غروب ہوتے ہیں۔ اگر چاند، سورج غروب ہونے سے پیشتر ہی غروب ہو جائے تو عیاں ہے کہ چاند نظر نہیں آئیگا اس لئے کہ سورج کی روشنی چاند کے دیکھنے میں مانع ہے دوسری صورت یہ ہے کہ چاند سورج کے غروب ہونے کے چند منٹ بعد غروب ہوتا ہے۔ اس صورت میں بھی چاند نظر نہیں آسکتا۔ اس لئے سورج کے غروب کے بعد کی روشنی بھی چاند دیکھنے میں روک بن جاتی۔ تیسری صورت یہ ہے کہ چاند سورج کے غروب ہونے کے کافی دیر بعد غروب ہوتا ہے اور سورج کے غروب ہونے کے بعد کی روشنی اندھیرے میں بدل جانے کے بعد بھی چاند غروب نہیں ہوتا تو اس صورت میں تیز آنکھ دیکھنے والے احباب کو چاند ضرور نظر آجائے گا۔ اگر اسلامی ممالک میں حکومت اپنے ادارۂ فلکیات سے ایسی رپورٹ طلب کر کے یوں عید کے دن کا تعین کر لیا کرے تو ایک ہی ملک میں اس مذہبی تہوار کو منانے کی وحدت کو قائم رکھا جا سکتا ہے۔

مولانا محمد یحییٰ بٹ ولمس ڈارف برلن کے میئر سے مصروف گفتگو ہیں۔

عید کے دعوت نامے

برلن یونیورسٹی کے ادارۂ فلکیات کی بہم کی ہوئی رپورٹ کی بناء پر میں نے مسجد برلن میں ۱۸ / مارچ بروز ہفتہ عید الفطر منانے کا اعلان کیا اور مسجد میں اس اجتماع کے لئے مسلمان احباب اور عیسائی دوستوں کو قریباً دس روز پیشتر ہی دعوتی کارڈ بھجوا دیئے۔ اس کے علاوہ اس خبر کو بعض مقامی اخبارات میں بھی شائع کرا دیا۔

بارونق اجتماع

خدا کے فضل سے اس دن مسجد میں خاصی رونق رہی سورج بھی اس دن غیر معمولی طور پر چمکا اور سورج کی اس چمک نے عید کے اجتماع میں نیا رنگ پیدا کر دیا۔ عام

مسجد برلن کے شمال مغربی حصہ میں اجتماع کا ایک منظر

طور پر یہاں آسمان ابر آلود رہتا ہے۔ ساتھ ساتھ بعض دفعہ مینہ بھی برستا ہے۔ اور بعض اوقات ہوا کا تیز چلنا بھی ہے۔ ایسے موسم میں عید ایسے اجتماع پر سورج کا پوری تاب سے چمکنا ایک خوشی اور تازگی اپنے ساتھ لاتا ہے۔ غرضیکہ عید کے دن سورج کی چمک نے ہمارے اجتماع کو بارونق بنا دیا۔ چنانچہ خدا کے فضل سے تین سو سے زاید احباب و دوست جمع ہوئے انڈونیشیا اور ملایا سے آئے ہوئے طلبا اور انڈین کونسل جنرل۔ ایران سے آئے ہوئے طلبا اور ایران کے ڈیلیگیٹ متعینہ برلن افغانستان سے آئے ہوئے طلبا۔ اور سوڈان اور افغانستان کے برلن میں سابق سفیر، مصر و شام، عراق اور یرڈن اور ترکی سے آئے ہوئے طلبا، نائجیریا اور افریقہ سے آئے ہوئے افسران کا ایک گروپ سب کے سب ہماری مسجد میں جمع ہوئے اس کے علاوہ شہر کے معززین میں سے یونیورسٹی کے پروفیسر اور سکول کے اساتذہ و ڈاکٹرز اور وکلاء اور مسجد کے علاقہ ولمرس ڈارف کے میئر، عیسائی اور بدھ سوسائٹی کے نمائندے اور متحدہ عیسائی چرچ آرگنائزیشن کے سیکرٹری اور پریس نمائندوں نے شرکت کی۔

نماز عید سے پیشتر

میں مسجد کے دروازہ پر کھڑا ہر آنے والے بھائی اور دوست کا استقبال کرتا رہا۔ مسجد میں احباب کے جمع ہونے سے ذکر الٰہی کی صدا گونجنی شروع ہوئی۔ اور وقفہ وقفہ پر ایک عرب نوجوان خوش الحانی اور بلند آواز سے قرآن کریم کی تلاوت بھی کرتا رہا۔

فطرانہ کی فراہمی اور نماز عید

نماز کا وقت اب قریب آرہا تھا۔ چنانچہ نماز شروع ہونے سے چند منٹ قبل میں محراب میں آپہنچا اور صدقۃ الفطر کی طرف احباب کو توجہ دلائی۔ صدقہ فطر کی فراہمی کے بعد میں نے عید کی نماز کی پہلی رکعت میں سات اور دوسری میں پانچ تکبیروں کا اعلان کیا۔ ان اعلانات کے بعد ٹھیک ساڑھے دس بجے حسب پروگرام عید کی نماز ادا کی گئی۔

خطبہ عید

نماز کے اختتام پر میں خطبہ کے لئے کھڑا ہوا اور آدھ گھنٹہ کے قریب حاضرین کو خطاب کیا۔ خطبہ میں میں نے رمضان کے مجاہدہ کا فلسفہ بتاتے ہوئے کہا کہ رمضان کا مجاہدہ ایک مسلمان کو اخلاقی اور روحانی ترقیات کی اصل ذہن نشین کرانے کے لئے سکھلایا گیا ہے۔ خواہشات کو قابو میں رکھنے اور ان کی غلامی کے بجائے ان پر حکومت کرنے کی مشق اور اس تصور کی تربیت کہ خدا ہر حالت میں ہمیں دیکھتا ہے، یہ وہ روحانی سبق ہیں جن سے انسان کی اخلاقی اور روحانی حالتوں کی ترقی وابستہ ہے اور جن پر عمل پیرا ہو کر انسان کامیاب زندگی بسر کر سکتا ہے۔ اس کے بعد اس امر پر بحث کی کہ روزمرہ کی عملی زندگی میں انسان کو برے خیالات کا آجانا اس کے فطری طور پر گناہگار ہونے پر دلالت نہیں کرتا بلکہ یہ وساوس انسان کے اندر ایک کشمکش کو پیدا کر کے اس کی نیکی کی قوت کو ترقی دینے کے لئے ہیں۔ برے خیالات کا مقابلہ

نماز عید کے بعد مولانا محمد یحییٰ ایک جرمن خاتون کو کلمہ پڑھا کر مسلمان کر رہے ہیں۔ حاضرین کی پہلی صف میں افغانستان کے سابق سفیر متعینہ برلن ٹوپی پہنے ہوئے تشریف فرما ہیں۔

کرنا اور اپنے جذبات کو قابو میں رکھتے ہوئے صراط مستقیم پر قائم رہنا نیکی کی قوت کو بڑھانے کا موجب ہے۔ جوں جوں انسان اس کشمکش میں غالب آتا جاتا ہے توں توں نیکی کی قوتیں قوی ہوتی چلی جاتی ہیں حتیٰ کہ ایسا انسان خدا کا دوست بن جاتا ہے .... میں نے حضرت عیسیٰؑ کا واقعہ کہ وہ بھی شیطان سے آزمائے گئے بیان کیا۔ اور کہا کہ حضرت عیسیٰؑ کا شیطان سے آزمایا جانا، اُن کے فطری طور پر گناہگار ہونے پر دلالت نہیں کرتا۔ حضرت عیسیٰؑ بے گناہ، معصوم، خدا کے محبوب تھے۔ معصوم اس لئے نہیں کہ شیطان سے آزمائے نہیں گئے تھے۔ بلکہ معصوم اس لئے کہ شیطان سے آزمائے جانے پر حضرت عیسیٰؑ نے شیطان کا مقابلہ کیا اور اس کی کسی بات پر عمل نہیں کیا۔ اسی نقطہ کو مزید بیان کرتے ہوئے میں نے کہا کہ قرآن کریم نے خوشخبری دی ہے کہ انسان بے گناہ پیدا ہوا ہے اور یہ کہ وہ شیطان کا مقابلہ کر کے اس پر غالب آسکتا ہے یہ وہ اعلانات ہیں جو ماننے والے کے قلب کو مضبوط کرتے ہیں اور اسے شیطان کے ساتھ جنگ کر کے اس پر غالب آنے کا مژدہ سناتے ہیں۔ میں نے اسی سلسلہ میں اسلام میں جنت کے تصور کو واضح کرتے ہوئے بیان کیا کہ اسلام میں جنت کا مفہوم ہے انسان کا اپنے باطنی قویٰ کی نشوونما کر دینا۔ نیکی کی قوتوں کو قوی کر کے اپنی خواہشات کو قابو میں لے آنا اور خدا کے تصور کو اپنے قلب میں نشوونما دینا جنت کو حاصل کرنے کے مترادف ہے، جنت کوئی ایسی جگہ کا نام نہیں جہاں کسی مذہبی لیبل اور ٹکٹ کی ضرورت ہو۔ جنت خدا کے احکامات کی تعمیل کرتے ہوئے اپنے باطنی قویٰ کو نشوونما دینے کا دوسرا نام ہے۔ بلیٰ من اسلم وجھہ للہ وھو محسن فلہ اجرہ عند ربہ ولا خوف علیھم ولا ھم یحزنون۔ انبیاء علیہم السلام کا نام لے کر میں نے کہا کہ وہ سب ہماری طرح انسان تھے اور وہ ہمیشہ شیطانی وساوس پر غالب آتے رہے۔ ان کی کامیابی کا راز خدا پر قوی ایمان اور ان کے حضور عاجزی اختیار کرنے میں ہے۔ مشکلات میں وہ خدا کے حضور جھکتے رہے اور وہاں سے روشنی حاصل کر کے شیطانی ذہنوں کا مقابلہ کرتے رہے۔ انبیاء علیہم السلام کی زندگی ہمارے لئے نمونہ ہے۔

آخر پر میں نے کہا کہ افراد کی تربیت کے ساتھ اسلام اجتماعی زندگی پر زور دیتا ہے تا افراد کے اندر ترقی یافتہ نیکی کا جذبہ اجتماعی زندگی میں خیر و برکت کا موجب ہو۔ انسانیت کی خدمت کرنا مذہب اسلام کی بنیادی تعلیم ہے۔ اسلام میں ایک خدا پر ایمان کا تصور ایک قوت کا موجب ہے جس سے تمام نسل انسانی اخوت کے سلسلہ میں منسلک ہو جاتی ہے اور جس سے نسل انسانی کی بے لوث خدمت کا جذبہ افراد اور قوموں میں موجزن ہو جاتا ہے۔ میں نے کہا خدا پر ایمان کا یہ وہ عملی پہلو ہے جو آج قوموں میں امن پیدا کر سکتا ہے۔

ایک جرمن خاتون کا قبول اسلام

خطبہ کے بعد احباب کو عید مبارک کہی گئی۔ اور اعلان کیا گیا کہ ایک جرمن خاتون جو میڈیکل سٹوڈنٹ ہے اپنے مسلمان ہونے کا اعلان کرنا چاہتی ہے۔ چنانچہ وہ خاتون مجمع کے سامنے کھڑی ہوئی اور میں نے اس سے اشھد ان لا الٰہ الا اللہ واشھد ان محمداً عبدہ ورسولہ کا اقرار لیا اور اس طرح وہ حلقہ بگوش اسلام ہوئی۔ اس کی ایک تصویر منسلک ہے۔ اجتماع کی بعض اور تصاویر بھی اتاری گئیں۔

حاضرین کی تواضع

احباب و دوستوں کی تواضع کے لئے چائے اور سینڈوچ کا انتظام کر رکھا تھا۔ چنانچہ مسجد میں آنے والی بعض خواتین اور اصحاب نے مل کر تمام مجمع کی بڑے اخلاق اور اخلاص سے چائے اور سینڈوچ سے تواضع کی۔ اتنے بڑے مجمع کے لئے سینڈوچ بنانے کے لئے پانچ خواتین صبح ساڑھے آٹھ بجے کے قریب ہمارے ہاں آگئیں اور خطبہ کے اختتام تک سینڈوچ بنانے اور اس کے متعلقہ انتظام کو مکمل کرنے میں مشغول رہیں اور بعد میں دیر تک مہمانوں کی تواضع میں

(باقی بر صفحہ ۱۵)

انڈونیشیا کے ایک عیسائی کے اعتراضات کا جواب

قرآن کریم اور بائبل کی روشنی میں

مرزا مظفر بیگ صاحب ساطع مسلم مشنری کالائلپو مغربی پاکستان

(۳)

اب ہم عیسائی حضرات کو بالعموم اور مسٹر برہان الدین کو بالخصوص اس امر پر غور کرنے کے لئے دعوت دیتے ہیں کہ مسیح کی آمد ثانی سے پہلے مسیح کی پہلی آمد کیسے ہوئی۔ بقول عیسائی حضرات خدا کے عدل نے گناہگاروں کو سزا دلوانا چاہا مگر خدا کے رحم نے گناہگاروں کو معافی دلانا چاہا اب یہ دونوں تقاضے کس طرح پورے ہوں، آخر خدا نے آسمان سے اپنا بیٹا نازل فرما کر عدل و رحم کے تقاضوں کو پورا کرنے کے لئے لوگوں کے گناہوں کے بدلے میں اُسے صلیب پر مار ڈالا۔ عدل نے بدلا پا لیا اور رحم لوگوں پر ہوا کہ انہیں معاف کر دیا گیا، عدل اور رحم کے تقاضوں کو پورا کرنے کا یہ پیچیدہ حل عیسائی حضرات کو تسلی دیتا ہو تو یہ الگ بات ہے مگر معقولیت اس کو دھکے دیتی ہے اور ثابت کرتی ہے کہ مسیح کا خون رائیگاں گیا نہ عدل کا تقاضا پورا ہوا نہ رحم کا اور وہ اس طرح کہ عدل تو یہ تھا کہ جو گناہ کرے سزا اسی کو دی جائے۔ یہ کہاں کا عدل ہے کہ کوئی جج کسی قاتل کو چھوڑنے کے لئے اپنے بیٹے کو پھانسی کی سزا دیدے۔ اور یہ کہاں کا رحم ہے کہ ایک بے گناہ کو صلیب پر مار دیا جائے۔ مسئلہ کفارہ سے نہ صفت عدل کا تقاضا پورا ہوا نہ صفت رحم کا اور یوں جناب یسوعؑ کا خون رائیگاں گیا۔

عدل اور رحم کے تقاضوں کی بھول بھلیوں سے نکلنے کے لئے ہم عیسائی حضرات کو ایک حوالہ پیش کرتے ہیں، لکھا ہے:۔

"جس نے رحم نہیں کیا اس کا انصاف بغیر رحم کے ہوگا۔ رحم انصاف پر غالب آتا ہے" (ملاحظہ ہو یعقوب ۲/۱۳)

خدا کا رحم جب انصاف پر غالب آ سکتا تھا تو پھر کیا ضرورت تھی کہ ایک بے قصور کو صلیب دیا گیا؟ عیسائی کہتے ہیں کہ گناہگاروں کے گناہ مسیح پر لاد دیے گئے لیکن ہم انہیں توجہ دلاتے ہیں کہ وہ مسیح پر گناہ نہ لادیں کیونکہ لکھا ہے:۔

"گناہ سے لدے ہوئے آدمی کی راہ ٹیڑھی ہے" (دیکھو امثال ۲۱/۸)

اب اس امر پر غور کریں کہ گناہگاروں کو بچانے کے لئے حضرت مسیح خدا کے بیٹے کی حیثیت سے جب پہلی بار آسمان سے نازل ہوئے تو کیا وہ اس طرح نازل ہوئے جس طرح آسمان سے فرشتے نازل ہوتے ہیں یا یہ کہ اسی زمین پر ایک عورت مریم کے پیٹ سے پیدا ہوئے

ٹھیک اسی طرح یقین جانئے کہ حضرت مسیح کی آمد ثانی بھی زمین سے ہوگی اور ایلیاہ کے مثیل کی طرح ان کا بھی کوئی مثیل کسی عورت کے ہاں جنم لے گا اور ایسا ہی ہوا لیکن اگر عیسائی حضرات اصل مسیح کو ہی آسمان سے اتارنے پر مصر ہیں تو پھر پہلے انہیں یہ ثبوت ایلیاہ نبی کو دینا ہوگا کہ اصل ایلیاہ نبی بھی آسمان سے نازل ہوں اندریں حالات حضرت مسیح کی صداقت خطرے میں پڑ جاتی ہے کہ ان سے پیشتر آنے والا ابھی آسمان سے نہیں آیا اور یوں عیسائیوں کے پلے کچھ بھی تو نہیں رہ جاتا۔ فتدبروا۔

حضرت مسیح کے زمانہ کے یہودی علماء تین نبیوں کے انتظار میں تھے:۔

(۱) ایلیاہ نبی

(۲) مسیح

(۳) وہ نبی

ایلیاہ تو بصورت یوحنا (یحییٰ) آیا پھر مسیح آیا مگر وہ نبی جو تیسرے نمبر پر آنا تھا کہاں ہے؟ یہ ایک ایسا سوال ہے جس نے صدیوں سے عیسائی دنیا کو لاجواب کر رکھا ہے۔ تھک ہار کر آخر وہ کہتے ہیں کہ وہ نبی سے مراد بھی حضرت مسیح ہی ہیں۔ چلو چھٹی ہوئی۔ مگر اس جواب سے خود ان کے اپنے ضمیر مطمئن نہیں۔ بائبل میں ایک پیشگوئی درج ہے۔ چنانچہ لکھا ہے:۔

"میں اُن کے لئے (بنی اسرائیلیوں کے لئے۔ ناقل) ان کے بھائیوں (بنی اسمٰعیلیوں ناقل) میں سے (موسیٰ جیسا۔ ناقل) ایک نبی برپا کروں گا اور اپنا کلام اس کے منہ میں ڈالوں گا اور جو کچھ میں اسے فرماؤں گا وہ سب اُن سے کہے گا اور ایسا ہوگا کہ جو کوئی میری باتوں کو جنہیں وہ میرا نام لے کر (بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھ کر۔ ناقل) کہے گا نہ سنے گا تو میں اس کا حساب لوں گا" ۱۸/۱۸-۱۹

اس پیشگوئی کو کتاب "انمار شیریں" کے عیسائی مصنف نے حضرت مسیحؑ پر چسپاں کرنے کی ناکام کوشش کی ہے۔

اس پیشگوئی میں ایک ایسے نبی کے آنے کا ذکر ہے جو مثیل موسےٰ ہے۔ حضرت مسیحؑ ہرگز مثیل موسےٰ نہ تھے، اور نہ ہی انہوں نے ایسا کوئی دعوےٰ کیا۔ حضرت محمد مصطفیٰؐ کے لئے قرآن کریم میں صاف لکھا ہے کہ وہ مثیل موسےٰ ہیں۔ چنانچہ فرمایا ہے:۔

انا ارسلنا الیکم رسولا شاھدا علیکم کما ارسلنا الیٰ فرعون رسولا۔

(مزمل آیت ۱۵)

"یقیناً ہم نے تمہاری طرف ایک ایسا رسول بھیجا جیسا رسول فرعون کی طرف (موسیٰ کو) بھیجا تھا۔"

خود حضرت محمد مصطفیٰؐ نے فرمایا کہ جس طرح موسےٰ کا ایک فرعون تھا اسی طرح میرا بھی ایک فرعون ہے اور وہ ابو جہل ہے۔ گویا اپنے آپ کو مثیل موسےٰ قرار دیا۔ علاوہ ازیں حضرت مسیح ایک جمالی تعلیم لیکر آئے۔ مگر حضرت موسیٰ اور حضرت محمد صلعم کی شریعتیں جلالی ہیں۔ حضرت موسیٰ اور حضرت محمد صلعم اپنے اپنے دشمنوں پر غالب آئے مگر حضرت مسیح کو یہ مقام نصیب نہ ہوا حضرت موسےٰ اور حضرت محمد صلعم دونوں کو پہاڑ پر رسول ہونے کا آسمانی پیغام ملا مگر حضرت مسیحؑ کو یہ حالات پیش نہیں آئے۔ حضرت موسیٰ نے مدائن کی طرف ہجرت کی۔ حضرت محمدؐ نے مدینہ کی طرف ہجرت کی۔ مدائن اور مدینہ دونوں ملتے جلتے لفظ ہیں مگر حضرت مسیحؑ کو یہ چیز حاصل نہیں۔ حضرت موسےٰ کا تعاقب فرعون نے کیا اور خود مارا گیا۔ حضرت محمد صلعم کا تعاقب ابوجہل نے کیا اور خود مارا گیا۔ مگر حضرت مسیح کے دشمن انہیں گرفتار کرنے میں کامیاب ہو گئے اور انہوں نے بقول عیسائی حضرات مسیح کو مار ڈالا۔ پھر اسی طرح حضرت موسےٰ صاحب شریعت نبی تھے۔ مگر جناب یسوع ایسے نہ تھے عیسائی حضرات شریعت کو لعنت قرار دیتے ہیں، چنانچہ لکھا ہے:۔

"مسیح جو ہمارے لئے لعنتی بنا اس نے ہمیں مول لے کر شریعت کی لعنت سے چھڑایا" گلتیوں ۳/۱۳

پھر حضرت موسےٰ کی پیشگوئی میں آنے والے نبی کے متعلق لکھا ہے کہ وہ بنی اسرائیلیوں کے بھائیوں بنی اسمٰعیلیوں میں سے ہوگا۔ حضرت مسیح بنی اسرائیلیوں میں سے تھے مگر حضرت محمد مصطفیٰؐ بنی اسمٰعیلیوں میں سے ہیں وغیرہ وغیرہ۔

اب ہم ایک ایسا حوالہ پیش کرتے ہیں جس سے دو اور دو چار کی طرح ثابت ہو جائے گا کہ اس پیشگوئی کے مصداق حضرت مسیح ہرگز نہیں۔ چنانچہ لکھا ہے:۔

"پس توبہ کرو اور رجوع لاؤ تا کہ تمہارے گناہ مٹائے جائیں (توبہ اور رجوع تو لفظوں کی صفائی ہیں۔ ناقل) اور اس طرح خداوند کے حضور تازگی کے دن آئیں اور مسیح کو جو تمہارے واسطے مقرر ہوا ہے یعنی یسوعؑ کو بھیجے، ضرور ہے کہ وہ آسمان میں اُسی وقت تک رکا رہے جب تک وہ سب چیزیں بحال نہ کی جائیں جن کا ذکر خدا نے اپنے پاک نبیوں کی زبانی کیا ہے جو دنیا کے شروع سے ہوتے چلے آئے ہیں۔ چنانچہ موسےٰ نے کہا خداوند خدا

تمہارے بھائیوں میں سے مجھ سا ایک نبی
پیدا کرے گا جو کچھ وہ تم سے کہے گا اس
کی سننا اور یہ ہوگا جو شخص اس نبی کی نہ سنے
گا وہ امت میں سے نیست و نابود کر دیا
جائے گا۔" (اعمال ۳ / ۱۹-۲۳)

اس حوالہ سے اظہر من الشمس ہے کہ جب تک موسےٰ کا مثیل نبی نہ آ جائے حضرت مسیح آسمان سے اتر نہیں سکتے اور یہ کہ اس پیشگوئی کے مصداق حضرت مسیح نہیں بلکہ کوئی اور مقدس ہستی ہے اور یہ وہی پاک نبی ہے جس کا نام محمد لیکر حضرت سلیمان نے گیت گائے ہیں ہے۔ حوالہ کے لئے ملاحظہ ہو غزل الغزلات ۵ / ۱۵ تا ۱۶

آخری آیت میں عبرانی متن میں "محمدیم" کا لفظ آیا ہے۔ جس کے معنے حضرت محمدؐ یا جناب محمدؐ کے ہیں۔ ی۔ م۔ ادب کے لئے آتا ہے۔ مگر ترجموں میں "محمدیم" کی جگہ "سراپا عشق انگیز" لکھ دیا گیا ہے۔ "محمدیم" کا لفظ چونکہ حضرت محمدؐ کی طرف توجہ کو کھینچتا تھا اس لئے اس کا ترجمہ کر کے اصل چیز کو گم کر دینے کی ناپاک کوشش کی گئی۔ یوں محمدؐ سراپا عشق انگیز بھی ہے۔ یہی وہ جسمانی پہلوان ہے جس نے خدا کے عشق کو دنیا نے پھر قائم کیا ہے۔

پھر بائبل میں حضرت محمد کی ہجرت کا ذکر اس طرح آتا ہے:-

"عرب کی بابت الہامی کلام۔ عرب کے
صحرا میں تم رات کاٹو گے اے ددانیوں
کے قافلو پانی کے لئے پیاسے کا استقبال
کرنے آؤ۔ اے تیما کی سرزمین کے
باشندو روٹی لے کے بھاگنے والے
کے ملنے کو نکلو کیونکہ وہ تلواروں کے سامنے
سے ننگی تلوار سے اور کھینچی ہوئی کمان سے
اور جنگ کی شدت سے بھاگے ہیں"

(یسعیاہ ۲۱ / ۱۳-۱۵)

یہ مکہ سے مدینہ کی طرف حضرت محمد مصطفےٰ کی ہجرت کا ذکر تھا۔ اب مدینہ سے دس ہزار صحابہ کے ساتھ واپس آ کر مکہ میں داخل ہونے کا ذکر آتا ہے۔ چنانچہ لکھا ہے:

"اور یہ وہ برکت ہے جو موسےٰ مرد خدا
نے اپنے مرنے سے آگے بنی اسرائیل
کو بخشی اور اس نے کہا کہ خدا وند سینا سے
آیا اور شعیر سے ان پر طلوع ہوا فاران
(مکہ کی پہاڑیاں ۔ ناقل) ہی کے پہاڑ
سے جلوہ گر ہوا"۔

(ملاحظہ ہو۔ استثناء ۳۳ / شروع)

پھر حضرت محمد مصطفےٰ پر اتری ہوئی کتاب قرآن کریم کی پہلی اور مشہور سورت فاتحہ کا ذکر اس طرح آتا ہے:-

"پھر میں نے ایک اور زور آور فرشتے کو
بادل اوڑھے ہوئے آسمان سے اترتے
دیکھا اس کے سر پر دھنک تھی اور اس کا چہرہ
آفتاب کی مانند اور اس کے پاؤں آگ کے
ستون کے مانند اور اس کے ہاتھ میں
ایک چھوٹی سی کھلی ہوئی کتاب تھی اس نے
اپنا داہنا پاؤں تو سمندر پر رکھا اور بایاں
خشکی پر اور ایسی بڑی آواز سے چلایا
جیسے ببر دھاڑتا ہے اور وہ چلایا تو
سات آوازیں سنائی دیں اور جب گرج کی
ساتوں آوازیں سنائی دے چکیں تو میں
نے لکھنے کا ارادہ کیا اور آسمان پر سے
یہ آواز سنی کہ جو باتیں گرج کی ان سات
آوازوں سے سنی ہیں ان کو پوشیدہ
رکھ اور تحریر نہ کر"

(ملاحظہ ہو مکاشفہ ۱۰ / ۱ تا ۴)

یوحنا عارف کے اس مکاشفہ میں فرشتے کے ہاتھ میں جس چھوٹی سی کتاب کا ذکر ہے اس کے متعلق اصل عبرانی متن میں "فَتُوحَہ" کا لفظ آیا ہے مگر یہاں "فتوحہ" کا ترجمہ "کھلی ہوئی" کر کے اصل چیز کو گم کرنے کی مجرمانہ حرکت کی گئی ہے۔ لفظ "فتوحہ" قرآن مجید کی مشہور سورۃ فاتحہ کی طرف توجہ مبذول کراتا ہے۔ اس لئے نہایت چالاکی سے فتوحہ کا ترجمہ "کھلی ہوئی" کر کے حقیقت پر پردہ ڈال دیا گیا مگر عیسائی مترجمین کی یہ خیانت عبرانی متن سے بے نقاب ہو جاتی ہے۔ سورت فاتحہ سات آیتوں پر مشتمل ہے اور مندرجہ بالا حوالہ میں اسی چیز کو گرج کی سات آواز کہا گیا ہے۔

سورۃ فاتحہ اور اس کی سات آیتوں کا ذکر دوسری جگہ اس طرح آتا ہے:-

"اور وہ تخت پر بیٹھا تھا۔ میں نے اس
کے داہنے ہاتھ میں ایک کتاب دیکھی
جو اندر اور باہر سے لکھی ہوئی تھی، اور
اسے سات مہریں لگا کر بند کیا گیا تھا"

(مکاشفہ ۔ ۵ ۔ شروع)

یہ سات مہریں بھی دراصل سورت فاتحہ کی سات آیتوں کا ذکر ہے۔ سورۃ فاتحہ کا ایک نام "اُم الکتاب" بھی ہے اور یہی کتاب فرشتے کے داہنے ہاتھ میں دیکھی گئی۔ داہنا ہاتھ اس لئے کہ عربی کا رسم الخط دائیں سے بائیں کو چلتا ہے۔ پھر یہ جو فرمایا کہ وہ کتاب اندر اور باہر سے لکھی ہوئی تھی، دراصل اس حقیقت کا ذکر ہے کہ سات آوازیں یا سات مہریں تو اس کے اندر کا کلام ہے جو سات آیتوں پر مشتمل ہے۔ باقی تیس پارے قرآن اس کے باہر کا کلام ہے جو سورت فاتحہ ہی کی تفسیر ہے۔ خود قرآن کریم نے سورۃ فاتحہ کو "سبعاً من المثانی" فرمایا کہ سات آیتیں جو قرآن میں بار بار دہرائی گئیں۔ اور پھر قرآن کریم میں لکھا ہے وانّہ فی امّ الکتاب لدینا لعلیٌّ حکیم (زخرف آیت ۴)

اور یقیناً قرآن ام الکتاب (سورۃ فاتحہ)
میں ہے۔ ہمارے نزدیک بلند مرتبے
والا حکمت بھرا ہے۔

گویا جس طرح فاتحہ سارے قرآن میں پھیلی ہوئی ہے اسی طرح سارا قرآن فاتحہ میں موجود ہے اور یوں کہئے کہ قرآن فاتحہ کی تفسیر ہے اور فاتحہ قرآن کا خلاصہ ہے۔

پھر اسی طرح حضرت مسیح نے حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق بشارت دی۔ چنانچہ لکھا ہے:-

"لیکن میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ میرا
جانا تمہارے لئے فائدہ مند ہے کیونکہ
اگر میں نہ جاؤں تو وہ مددگار تمہارے پاس
نہ آئے گا .... مجھے تم سے
اور بھی بہت سی باتیں کہنی ہیں مگر اب تم
ان کی برداشت نہیں کر سکتے لیکن جب
وہ یعنی روح حق آئے گا تو تم کو تمام
سچائی کی راہ دکھائے گا۔ اس لئے کہ وہ
اپنی طرف سے نہ کہے گا لیکن جو کچھ سنے گا
وہی کہے گا اور تمہیں آئندہ کی خبریں دیگا۔"

(یوحنا ۱۶ / ۷ تا ۱۲)

قرآن کریم میں ارشاد ہوا:-

" قل جاء الحق وزھق الباطل
ان الباطل کان زھوقاً۔
(بنی اسرائیل آیت ۸۱)

کہہ دے حق آگیا اور باطل بھاگ کھڑا ہوا
یقیناً باطل بھاگنے والا ہی تھا۔

حضرت محمد رسول اللہ صلعم کا آنا حق کا آنا ہے۔ حضرت مسیح اپنے کام کو ادھورا چھوڑ کر چلے گئے تھے کہ ان کے مرید گردوں میں ان تمام باتوں کے سننے (یا عمل کرنے) کی برداشت اور قوت نہ تھی۔ روح حق۔ حضرت محمد رسول اللہ نے تمام سچائی کی راہ دکھائی۔ اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے شاگردوں میں سننے اور عمل کرنے کی قوت تھی۔ چنانچہ قرآن کریم میں لکھا ہے

"الیوم اکملت لکم دینکم و
اتممت علیکم نعمتی ورضیت
لکم الاسلام دیناً"۔
(المائدہ آیت ۳)

آج کے دن میں نے (خدا نے ۔ ناقل) تمہارے
لئے تمہارے دین کو مکمل کر دیا اور تمہارے
لئے دین اسلام کو پسند فرمایا اور تم پر
اپنی نعمت پوری کر دی۔

یعنی جس کام کو حضرت مسیح ادھورا چھوڑ گئے تھے اس کو روح حق حضرت محمد صلعم نے آ کر پورا کیا اور تمام سچائی کی راہ دکھلائی۔ اور یہ جو حضرت مسیح نے فرمایا کہ وہ (روح حق) اپنی طرف سے کچھ نہ کہے گا جو کچھ (وحی کے ذریعہ ۔ ناقل) سنے گا وہی کہے گا۔ ٹھیک اسی کے مطابق قرآن کریم نے فرمایا:-

"وما ینطق عن الھویٰ ان ھو الا
وحیٌ یوحیٰ۔ (النجم آیت ۳-۴)

حضرت محمد رسول اللہ صلعم اپنی طرف سے کچھ
نہیں کہتے وہ وحی کے ذریعہ جو سنتے ہیں وہی
کہتے ہیں"

حضرت مسیح نے فرمایا کہ وہ تمہیں آئندہ کی خبریں دے گا۔

حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کثرت سے آئندہ کی خبریں دیں کہ امت مسلمہ میں حضرت کا ایک نام مخبر صادق بھی پڑ گیا۔ قیامت تک کے ہونے والے واقعات حضرت نے بیان کر دیئے اور حضرت صلعم کی عظیم الشان پیشگوئیاں۔ مکہ۔ طائف۔ شام۔ روم۔ ایران سے متعلق کچھ تو حضور کی زندگی میں پوری ہو گئیں اور کچھ وصال کے بعد پوری ہوئیں۔ حضرت مسیح کو روح اللہ کہنے والے ایک غلط فہمی میں مبتلا ہیں۔ قرآن کریم نے ہرگز ہرگز انہیں روح اللہ نہیں فرمایا صرف رُوحٌ مِّنْهُ فرمایا ہے کہ خدا کی طرف سے ایک رُوح۔ خدا کی رُوح ہونا اور شئے ہے اور خدا کی طرف سے ایک روح ہونا اور شئے ہے مگر حضرت مسیح نے انجیل کے مندرجہ حوالہ (یوحنا $\frac{16}{11 \text{ تا } 12}$) میں حضرت محمد مصطفیٰ صلعم کے متعلق "روح حق" فرمایا ہے۔ حق خدا کا نام ہے۔ یعنی خدا کی روح پس رُوح اللہ تو حضرت محمد رسول اللہ کا نام ہے نہ کہ حضرت مسیح کا۔

(۵) مسٹر برہان الدین نے لکھا ہے کہ قرآن سبت کے روز (ہفتہ کے روز) آرام کرنے کا قائل ہے۔ جیسا کہ لکھا ہے خدا نے چھ دن میں زمین و آسمان کو بنایا اور ساتویں روز آرام کیا۔ قرآن پاک کے اصل الفاظ یہ ہیں:-

ان ربکم اللہ الذی خلق
السمٰوات والارض فی ستة
ایام ثم استویٰ علی العرش
(الاعراف آیت ۵۴)

یقیناً تمہارا رب وہ ذات ہے جس نے
آسمانوں اور زمینوں کو چھ وقتوں میں
بنایا اور حکومت کا نفاذ فرمایا۔

مسٹر برہان الدین کو استویٰ علی العرش سے دھوکا لگا ہے اور کسی غیر مستند ترجمہ کا سہارا لے کر نتیجہ نکال لیا کہ چھ دن کے بعد ساتویں دن خدا نے آرام کیا۔ استویٰ علی العرش کو دوسرے مقام پر خود قرآن کریم نے حل کیا ہے۔ چنانچہ فرمایا:-

ثم استویٰ علی العرش یدبر
الامر۔ (یونس آیت ۳)

پھر خدا نے حکومت کا نفاذ فرمایا یعنی ہر
امر کی تدبیر کی۔

پس استویٰ علی العرش کے معنے ہوئے امور کی تدبیر یا حکومت کا نفاذ۔ اس کا ترجمہ آرام کرنا کسی طرح درست نہیں اس لئے کہ آرام وہ کرتا ہے جو کام کرتے کرتے تھک گیا ہو مگر ہم پورے وثوق سے مسٹر برہان الدین کو یقین دلاتے ہیں کہ اسلام کے خدا کو آرام کرنے کی قطعاً ضرورت نہیں۔ چنانچہ قرآن کریم فرماتا ہے:-

اولم یروا ان اللہ الذی خلق
السمٰوات والارض ولم یعی
بخلقھن (الاحقاف آیت ۳۳)

کیا انہوں نے نہ دیکھا کہ اللہ وہ ذات
ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا
کیا اور ان کے بنانے میں اس کو
کوئی تکان نہیں ہوئی۔

پھر فرمایا:-

ولقد خلقنا السمٰوات
والارض وما بینھما فی ستة
ایام وما مسنا من لغوب
(سورۃ ق آیت ۳۸)

اور البتہ ہم نے آسمانوں اور زمین کو
اور ان کے درمیان جو کچھ ہے چھ وقتوں
میں پیدا کیا اور ہم کو تکان نے نہ چھوا۔

پس جس کو تکان اور ماندگی نہ ہو اس کو آرام کی کیا ضرورت ہے۔ قرآن کریم میں تو خدا کے متعلق یہاں تک لکھا ہے کہ کل یوم ھو فی شان۔ سورۃ الرحمٰن آیت ۲۹۔ خدا ہر روز (ہر وقت) کام کرتا کسی روز سبت نہیں مناتا اور نہ آرام کرتا ہے۔ وہ ہر روز نئی نئی زمینیں اور نئے نئے آسمان بناتا رہتا ہے۔ نہ اس کو کسی سبت کی محتاجی ہے نہ وہ شریکوں اور مددگاروں اور بیٹوں کا محتاج ہے۔ وہ اپنے سارے کام خود بے تکان کرتا ہے اور کر رہا ہے یہی تعلیم فطرت کے عین مطابق ہے اور اسی فطری چیز کو قرآن کریم نے پیش کیا۔ مقدس بائبل اور عیسائی حضرات اس کو سمجھ نہ سکے اور تکان سے چور اور درماندہ اور بیٹوں کے محتاج خدا کا تصور پیش کیا ہے۔ خدا کو فطرت اور عقل سلیم قبول کرنے کے لئے مطلق تیار نہیں۔

اب ہم مسٹر برہان الدین کو چند ضروری چیزوں کی طرف توجہ دلانا اپنا فرض سمجھتے ہیں غور کرنا ان کا فرض ہے۔ ہماری دعا ہے کہ خدا انہیں مذہب اسلام کو دوبارہ قبول کرنے کی توفیق دے۔ آمین۔

عیسائی حضرات اپنے خداوند یسوع کی اس تعلیم کو بڑے فخر سے پیش کرتے ہیں۔ لکھا ہوا ہے:-

"لیکن میں تم سے یہ کہتا ہوں کہ شریر
کا مقابلہ نہ کرنا بلکہ جو کوئی تیرے داہنے
گال پر طمانچہ مارے دوسرا بھی اس
کی طرف پھیر دے۔" متی $\frac{5}{39}$

خوبصورت تعلیم دے دینا آسان ہے مگر اس پر خود عمل کر کے دکھانا بہت مشکل ہے۔ چنانچہ لکھا ہے:-

"پھر سردار کاہن نے یسوع سے اس کے
شاگردوں اور اس کی تعلیم کی بابت پوچھا
یسوع نے اسے جواب دیا کہ میں نے دنیا
سے علانیہ باتیں کی ہیں، میں نے ہمیشہ عبادتخانوں
اور ہیکل میں جہاں یہودی جمع ہوتے ہیں تعلیم
دی اور پوشیدہ کچھ نہیں کہا۔ تو مجھ سے
کون پوچھتا ہے سننے والوں سے پوچھ
میں نے ان سے کیا کہا دیکھ ان کو معلوم ہے
کہ میں نے کیا کہا۔ جب اس نے یہ کہا تو
پیادوں میں سے ایک شخص نے جو پاس
کھڑا تھا یسوع کے طمانچہ مار کے کہا تو سردار
کاہن کو ایسا جواب دیتا ہے یسوع نے
اسے جواب دیا کہ اگر میں نے برا کیا تو برائی
پر گواہی دے اور اگر اچھا کیا تو مجھے مارتا
کیوں ہے؟ (یوحنا $\frac{8}{19 \text{ تا } 23}$)

اپنی پُرفخر تعلیم کے مطابق یسوع کو اپنا دوسرا گال بھی اس ظالم پیادے کی طرف پھیرنا چاہیئے تھا مگر عین وقت پر آ کر یسوع خود اپنی تعلیم پر عمل سے فیل ہو گئے اور دوسرا گال پیش کرنے کے بجائے اُلٹا احتجاج کرنے لگے کہ تو مجھے مارتا کیوں ہے۔ اپنے اس فعل سے گویا یسوع نے اس امر پر مہر لگائی کہ یہ تعلیم غیر فطری ہے۔ پھر لکھا ہے:-

"پولوس نے صدر عدالت والوں کو غور سے
دیکھ کر کہا اے بھائیو میں نے آج تک
کمال نیک نیتی سے خدا کے واسطے عمر گذاری
سردار کاہن حننیاہ نے ان کو جو اس کے پاس
کھڑے تھے حکم دیا کہ اس کے منہ پر طمانچہ
مارو۔ پولوس نے اس سے کہا اے سفیدی
پھری ہوئی دیوار خدا تجھے مارے گا تو
شریعت کے موافق میرا انصاف کرنے کو
بیٹھا ہے اور شریعت کے برخلاف مجھے
مارنے کا حکم دیتا ہے۔"
(اعمال $\frac{23}{1 \text{ تا } 3}$)

گویا پولوس رسول نے بھی گال پر طمانچہ کھانے والی تعلیم کو غیر فطری قرار دے کر احتجاج کیا حالانکہ انہیں اپنے خداوند یسوع کی تعلیم پر عمل کر کے دونوں گالوں پر طمانچے کھانا چاہیئے تھا۔ مگر اس معاملہ میں استاد و شاگرد دونوں فیل ہو گئے۔ فتدبروا

پھر لکھا ہے:-

"جو عورت سے پیدا ہوا کیونکر صادق
ٹھہرے۔" (ایوب $\frac{15}{19}$)

جناب یسوع ایک عورت حضرت مریم کے پیٹ سے پیدا ہوئے۔ قرآن کریم نے حضرت مسیح کو جگہ جگہ ابن مریم ابن مریم۔ ابن مریم۔ فرمایا ہے یعنی عورت کا بیٹا۔ عورت کا بیٹا۔ عورت کا بیٹا۔ پس بقول بائبل حضرت مسیح جو عورت سے پیدا ہوئے الوہیت و ابنیت کے منسوبہ دعاوی میں کیونکر صادق ٹھہر سکتے ہیں۔ فتدبروا

پھر لکھا ہے:-

شریر صادقوں اور دغا باز راستبازوں کے
بدلہ فدیہ دیئے جائیں گے۔
(امثال $\frac{21}{18}$)

مگر عیسائی حضرات اُلٹا یہ مانتے ہیں کہ حضرت مسیح جیسے صادقوں اور راستبازوں کو خطاکاروں اور شریروں کے بدلے فدیہ دیا گیا۔ فتدبروا۔

مقدس بائبل میں لکھا ہے کہ

"تو نے گناہ کیا اس کو یہ سزا دی گئی کہ درد زہ سے بچے جنے اور آدم نے گناہ کیا تو اسکو

یہ سزا دی گئی کہ وہ اپنے منہ کے پسینے
کی روٹی کھائے۔
(دیکھو پیدائش ۳ باب ۱۴-۱۹)

اب اگر یسوع مسیح نے صلیب پر چڑھ کر گنہگاروں کو معافی دلا دی تو کیا وجہ ہے کہ عورتیں اب بھی اسی طرح دردِ زہ سے بچہ جنتی ہیں اور مرد اب بھی مشقت سے روٹی کماتے ہیں، ان دونوں سزاؤں کا بحال رہنا مسئلہ کفارہ کی کھلے بندوں تردید کرتا ہے اور ثابت کرتا ہے کہ یسوع مسیح کا خون رائیگاں گیا۔ جیل میں اگر کوئی شخص عمر بھر کی قید کاٹ رہا ہو۔ چکی پیستا اور کولھو چلاتا اس کی سزا ہو اور کوئی شخص اسکو یہ خوشخبری دے کہ تمہاری سزا معاف کر دی گئی ہے اور تمہاری رہائی کا حکم ہو چکا ہے مگر نہ اسکو جیل سے نکالا جائے اور نہ چکی اور کولھو کا چلانا روکا جائے تو کیا وہ قیدی اس خوشخبری دینے والے کو صادق سمجھے گا؟ ہرگز نہیں۔

بیچارے مسٹر برہان الدین اس انتظار میں بیٹھے ہیں کہ یسوع دوبارہ آکر ان کے مرے پڑے بچوں کو قبر سے نکالیں گے۔ مسٹر برہان الدین کے بچوں کو اگر زندہ کیا جائے گا تو پھر کیا وجہ ہے کہ دوسرے عیسائی بچوں کو بھی زندہ نہ کیا جائے۔ ان کے والدین بھی اسی چیز کے خواہشمند ہوں گے۔ یسوع بیچارے کہاں کہاں اس کام کے لئے دوڑتے پھریں گے ساری دنیا میں عیسائی بچوں کی قبریں پھیلی ہوئی ہیں۔ مسٹر برہان الدین کے بچوں کا دوبارہ زندہ ہونا ایک خوش فہمی سے زیادہ کچھ نہیں لگتا ہے:۔

"جو گور میں اترا وہ پھر اوپر نہ آئے گا"
"اگر آدمی مر جائے تو کیا وہ پھر جیئے گا"
(حوالہ جات اوپر گذر چکے ہیں)

بائبل کے ان اٹل فیصلوں کی خلاف ورزی نہیں ہو سکتی مسٹر برہان الدین کی طرح سینٹ پال بھی اسی خوش فہمی میں مبتلا تھے، چنانچہ فرماتے ہیں:۔

"کیونکہ خداوند خود آسمان سے اُتر آئیگا
اس وقت للکار اور مقرب فرشتے کی آواز
سنائی دیگی اور خدا کا نرسنگا پھونکا جائیگا
تو پہلے تو مسیح میں موئے ہوئے جی اُٹھیں گے
پھر ہم جو زندہ باقی ہوں گے اُن کے ساتھ
بادلوں پر اُٹھائے جائیں گے تاکہ ہوا میں
خداوند کا استقبال کریں اور اس طرح ہمیشہ
خداوند کے ساتھ رہیں گے"۔
(۱۔ تھسلنیکیوں ۴ باب ۱۶-۱۸)

پولس (سینٹ پال) ساری عمر آسمان کی طرف دیکھتا رہا مگر یسوع نے نہ آنا تھا نہ آیا اور پولس اس بیچارے کی بادلوں میں جا کر یسوع کے استقبال کرنے کی امیدوں پر اوس پڑ گئی۔ نہ مسیح آسمان سے آیا نہ مسیح میں مرے ہوئے جی اُٹھے بلکہ خود پولس مر کر قبر میں داخل ہو گیا۔ اس کے بعد کئی صدیاں گذر گئیں، عیسائی حضرات کی آنکھیں پتھرا گئیں مگر آسمان سے کوئی اترتا نظر نہ آیا۔ اب مسٹر برہان الدین نئے نئے عیسائی بنتے ہیں، اور اپنی خوش فہمی سے پولس کی طرح انتظار میں لگ گئے ہیں، کہ یسوع آسمان سے آکر ان کے بچوں کو زندہ کرے گا۔ یسوع کا آسمان سے آنا قطعاً ناممکن ہے۔ مگر مسٹر برہان الدین کا عیسائیت سے لوٹ کر اسلام میں پھر آ جانا بالکل آسان ہے خدا آکی رہنمائی فرمائے اور انکا ابدی محرومی سے بچا لے۔ آمین ثم آمین۔

راولپنڈی میں ہماری عید

(بسلسلہ صفحہ ۶)

جاتا ہے۔ پھر ایک چیز کی مداومت سے انسان تھک جاتا ہے اس لئے فرمایا کہ یہ مداومت ایسی ہو گی جس میں تکان جو بہ کمال راحت کا نقشہ ہے جس سے بڑھکر راحت کے لئے اور الفاظ تجویز نہیں ہو سکتے۔ اس دنیا میں انسان کسی حالت میں بھی مطمئن نہیں رہتا ہر قسم کا عیش حاصل ہو طبیعت اکتا جاتی ہے۔ ہر وقت ایک بے چینی اور اضطراب، پریشان رکھتا ہے۔ پھر بعض لوگ سکون قلبی کو شراب پینے کے اندر تلاش کرتے ہیں۔ جب شراب پیتے پیتے سکون نہیں ملتا تو پھر دوسری قسم کی شراب کی طلب محسوس کرتے ہیں۔ اسی طرح سکون نہ ملنے پر دیگر لوازمات کو مہیا کرتے ہیں، لیکن پھر بھی سکون قلب نہیں ملتا تو اس کا نتیجہ بیقراری صحت کی خرابی اور بربادی کے سوا کچھ نہیں نکلتا۔ مگر متقی اس دنیا کے اندر ہی طمانیت قلب حاصل کر لیتا ہے۔ اور اس دنیا کے اندر صحیح معنوں میں یہی جنت ہے۔ جس میں عیون اور دیگر لوازمات میسر آ جاتے ہیں۔ گویا متقی کو جو اس دنیا میں بھی جنت ملتی ہے اس میں بھی یہ سب کیفیات ایک نہ ایک رنگ میں موجود ہوتی ہیں۔ ولمن خاف مقام ربہ جنتٰن۔ جب متقی اس دنیا میں ہی جنت حاصل کر لیتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

یٰایتھا النفس المطمئنۃ ارجعی الیٰ ربک راضیۃ مرضیۃ ۚ فادخلی فی عبٰدی ۙ وادخلی جنتی ۝

اے اطمینان پانے والی جان اپنے رب کی طرف لوٹ آ تو اس سے راضی وہ تجھ سے راضی ہو میرے بندوں میں داخل ہو جا اور میری جنت میں داخل ہو جا۔

پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

نبیٔ عبادی انی انا الغفور الرحیم ۙ وان عذابی ھو العذاب الالیم

میرے بندوں کو خبر دے دو کہ میں بخشنے والا رحم کرنے والا ہوں اور کہ میرا عذاب دردناک عذاب ہے۔

آخر میں جناب میاں صاحب نے فرمایا۔ کہ اللہ تعالیٰ کا ایک خاص فضل ہے کہ اس عظیم الشان کام کے لئے ہمیں منتخب کیا۔ یہ کام نبیوں کا ہے اور نبوت ختم ہو گئی اس لئے اس کام کے کرنے کا ہمیں موقع مل گیا۔ گویا کہ ختم نبوت ہماری خوش قسمتی کا باعث بن گئی اور واٰخرین منھم لما یلحقوا بھم کے گروہ میں شمولیت کا ہمیں شرف حاصل ہو گیا۔ فرمانے لگے کہ میں ایک دفعہ کراچی میں عید کا خطبہ پڑھ رہا تھا حضرت امیر مرحوم آرام کرسی پر بیٹھے ہوئے تھے کیونکہ ان دنوں بیمار تھے۔ بڑی مشکل سے اُٹھے۔ اور جماعت کے سامنے آکر کہا کہ اللہ تعالیٰ نے تمام دنیا کی اصلاح کے لئے ہمیں کھڑا کیا ہے۔ اس لئے ہمیں چاہیئے کہ پہلے اپنے نفس کی اصلاح کریں اور پھر اپنے کام کو کریں۔

آخر میں فاروقی صاحب نے فرمایا کہ سب دوست درد دل سے دعا کریں کہ جس کام کے لئے اللہ تعالیٰ نے ہمیں انتخاب کیا ہے اس کو ایسے طریق سے سرانجام دیں کہ آخرت میں سرخرو ہو سکیں۔ آمین ثم آمین۔

نوٹ:۔ یہ خطبہ میں نے اپنی کاوش فکر سے اجمالی طور پر مرتب کیا ہے۔ اس میں جناب نصیر احمد صاحب فاروقی کے جامع خطبہ کی پوری ترجمانی نہیں۔ نہ ہی جناب میاں صاحب کی مصروفیات کی وجہ سے یہ رپورٹ و خطبہ انہیں دکھایا جا سکا ہے۔ لہذا امید ہے کہ جناب میاں صاحب میری بیچمدانی کو مدنظر رکھتے ہوئے میری خامیوں کو نظر انداز فرما دیں گے۔

الراقم۔ ظفر اللہ خان
سیکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام راولپنڈی

اخبار احمدیہ

(بسلسلہ صفحہ ۴)

درخواست دعا

محترم خواجہ عبدالغنی صاحب کراچی سے لکھتے ہیں کہ:۔

"ایک ابتلا میں پھنس گیا ہوں، احباب سے درخواست ہے، کہ درد دل سے دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ اس سے نجات دے"

بھدر واہ کے ایک مخلص احمدی بزرگ کی وفات

جماعت کے تمام حلقوں میں یہ خبر نہایت رنج و اندوہ سے سُنی جائے گی کہ جماعت بھدرواہ (مقبوضہ کشمیر) کے ایک مخلص بزرگ چوہدری عبدالرزاق صاحب نائب صدر احمدیہ انجمن اشاعت اسلام بھدرواہ ایک لمبی بیماری کے بعد ۲۸/۲۹ مارچ کی درمیانی شب کو پونے دو بجے ستر سال کی عمر میں وفات پا گئے انا للہ و انا الیہ راجعون۔ مرحوم نہایت عابد و زاہد اور پُرجوش مبلغ تھے۔ ہمیں اس صدمہ میں تمام جماعت بھدرواہ کے ساتھ بالعموم اور مرحوم کے فرزندان چوہدری محمد ابراہیم صاحب، غلام محمد صاحب، عبداللطیف صاحب، عبدالحمید صاحب، عبدالرؤف صاحب اور دیگر پسماندگان سے دلی ہمدردی ہے۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ انہیں صبر جمیل عطا فرمائے اور مرحوم چوہدری صاحب کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے۔ ان کے مفصل حالات ماسٹر عبدالکریم صاحب سیکرٹری جماعت بھدرواہ نے لکھ کر بھیجے ہیں جو آئندہ اشاعت میں درج ہوں گے تمام

(بسلسلہ اشاعت مورخہ ۱۵ مارچ ۱۹۷۱ء)

دُنیا کے سب سے قدیم ترین راز

سواستکا کی نقاب کُشائی

(مولانا عبد الحق صاحب ودیارتھی)

(۶)

(۸) ہوروس یا آنے والے موعود کو بہت بڑا ہتھوڑا کہا گیا ہے۔ ہتھوڑا یا کدال فریمیسنوں کا نشان اور علامت ہے اس کا کام اونچی نیچی سطح کو برابر یا ہموار کر دینا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سوانح میں اسے بہت بڑا درجہ حاصل ہے آپ نے وہ ہتھوڑا چلایا ہے جو کسی دوسرے انسان سے نہیں چل سکا۔ اول تو خندق کی کھدائی میں جب ایک پتھر حائل ہو گیا جو کسی دوسرے سے نہ ٹوٹ سکا آپ نے اسے تین ضرب سے توڑ کر دکھا دیا۔ مگر وہ پتھر کیا تھا ایک امر کا نشان تھا کیونکہ جب اس پر ضرب پڑی اس میں سے شعلہ نکلا دوسری ضرب سے پھر وہی کیفیت پیدا ہوئی اور تیسری مرتبہ پھر، ان تین ضربوں میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اسلام کی کامیابی کے نشانات نظر آئے اور وہ بڑے بڑے پہاڑ جو اسلام کی ترقی کی راہ میں حائل تھے ریزہ ریزہ ہوتے نظر آئے کیا ہتھوڑا اور کدال تھا وہ اور کیا بے مثال اس کا چلانے والا تھا جس نے ایران کے کسریٰ اور قیصر کے ایوانوں میں زلزلہ ڈال دیا اور دنیا اور دنیا کی زبردست رکاوٹوں کو ہموار کر دیا اور اسلام کا جھنڈا اور اللہ اکبر کے نعرے ان آتشکدوں اور تثلیث کے قلعوں میں گونجتے نظر آئے۔ یہ وہ بے نظیر ہتھوڑا اور کدال ہے جو اگرچہ ایک خندق کے سخت پتھر کو توڑ رہا ہے مگر اس کی آگ کے اندر رؤیا صادقہ اور ایک زبردست مکاشفہ ہے جو بہت دن نہ گذرنے پائے تھے کہ پورا ہو گیا۔ وہ جو ایک پیشگوئی بائبل میں موجود تھی کہ ایک راستہ ہموار کرنے والا آئے گا اور انجیل نویسوں نے یوحنا قرار دے کر پیشگوئی کا تیا پانچا کر دیا یعنی سڑک بنانے اور ڈھا اٹھانے کے لئے یوحنا آیا اور یسوع اسی سڑک پر دوڑنے کے لئے مسیح آیا مگر وہ بھی نہ ہو سکا۔ فریمیسنوں کی اصطلاح میں یہ ہتھوڑا دمنہ کا ہے جسے کدال کہتے ہیں (دیکھو پرائم ڈیول مین مصنفہ البرٹ چرچ وارڈ ص ۳۲ اور کتاب الموتے فصل ۱۷ اور میکسیکو کے آثار قدیمہ)

۹۔ ایک بے نظیر طاقت اور عظمت کا مالک

یہ اس سے ظاہر ہے کہ آپ تن تنہا ساٹھ ہزار دشمنوں کے مقابل کھڑے ہو گئے۔ یہ جنگ درحقیقت دو حکومتوں یا دو فوجوں کی جنگ نہ تھی بلکہ ایک فرد واحد اور ۶۰۰۰۰ دشمنوں کی جنگ تھی قریباً ۲۲ برس تک جاری رہی۔ ۱۲ برس تک بے یار و مددگار اور تنہا اس کے صرف زبان اور دلائل کے ساتھ وہ بہادر لڑتا رہا اس کے دلائل اور براہین سے تنگ آ کر دشمن نے اس کا جواب لوہے کی تلوار سے دینا چاہا تاکہ اسے اور اس کے ماننے والے بیکس مردوں اور عورتوں کو تلوار کی دھار سے ہمیشہ کے لئے چپ کرا دیا جائے دشمن کی تلوار تھی جو اس کے بالمقابل کند ہو کر رہ گئی، وہ تلوار کا دھنی دس برس تک صف اول میں ہزاروں دشمنوں کے بالمقابل لڑتا رہا مگر کوئی تلوار اسے قتل نہ کر سکی اور اس کی اپنی تلوار کسی انسان کے خون سے رنگین نہ ہوئی۔ جنگ میں وہ جو ایک وقت تنہا تھا اور اس کے بالمقابل ۶۰۰۰۰ اس کے دشمن تھے (اتھروید میں یہی تعداد لکھی ہے) وہ کامیاب ہوا۔ اس کا قبضہ دس ہزار مربع میل زمین پر ہو گیا اور ۶۰۰۰۰ اس کے دشمن اس کے جان نثار دوست بن گئے۔ اس طاقت سے ملی ہوئی عظمت کا کمال یہ تھا کہ اس نے یہ ثابت کر دیا کہ اس کے دل میں انسانی خون کی کتنی عظمت اور حرمت ہے کہ دس برس کی جنگ میں صرف ۱۲۰ مسلمان شہید اور دشمن کے صرف ۱۵۰ قتل ہوئے۔ کیا دنیا کی تاریخ کوئی ایسا واقعہ بتا سکتی ہے کہ دس برس تک جنگ ہو اور دس ہزار مربع میل ملک فتح ہو جائے اور صرف ۱۵۰ آدمی اس میں مخالف فوج کے قتل ہوں۔ مہابھارت کی جنگ میں جو کرشن جی کی قیادت میں لڑی گئی مہابھارت سے ہی پوچھو کہ کتنے سو کنوئیں مقتولوں کے صرف بالوں سے ہی بھر گئے تھے۔ ہمارے زمانہ میں جو دو جنگیں ہوئیں اس میں کتنے لاکھ انسان ہلاک ہوئے اور عورتیں بیوہ اور بچے یتیم ہو گئے۔ طاقت کی عظمت اسی میں ہے کہ وہ بغیر تباہی اور ہلاکت کے کامیاب ہو جائے۔

۱۰۔ اسے کچھ نظر نہ آتا تھا

اصل تصویر میں ہوروس کی آنکھ کے اوپر ایک ننھی سی جھاڑی دکھائی گئی ہے His that on him eye is a bush اس کا مطلب مستشرقوں نے کچھ نہیں بتایا مگر اس کا مفہوم قرآن کی زبان سے سنو الم یجدک یتیماً فاٰوٰی و وجدک ضالاً فھدیٰ۔ اس سے پیشتر کہ آپ پر وحی نازل ہو دین اور مذہب کی دنیا بالکل تاریک تھی مگر آپ کے دل میں ساری دنیا کی ہدایت کے لئے تڑپ تھی آپ کا آدھی رات کو سنسان غار میں جا کر رونا کوئی اپنے لئے نہ تھا مگر اس اندھکار میں کوئی روشنی نظر نہ آتی تھی اسی حالت کو اس تصویر میں دکھایا گیا ہے کہ مخلوق خدا کی ہدایت کے لئے راستہ نظر نہ آتا تھا جن لوگوں کی خیر خواہی اور اصلاح کا وہ دل سے متمنی تھا وہی اس کے دشمن ہوتے نظر آتے تھے۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے اس ننھی سی جھاڑی کو آپ کی آنکھ کے سامنے سے دور کر دیا اور اپنی وحی ہدایت کا چراغ اسے دے دیا۔ اسی کو ویدوں کے اندر گھنگھور گھٹاؤں میں سورج کا گھر جانا بتایا گیا ہے جو بالآخر بادلوں کو پھاڑ کر باہر نکل آتا ہے۔

۱۱۔ ہوروس چمکتا ہوا ہیرا ہے جو گناہ کو کاٹ دیتا ہے

ہیرا اصل میں وہ ہے جو جہالت کی تاریکیوں میں زیادہ چمکتا ہے۔ کمزور دل کا انسان مصیبت اور آزمائش کے وقت قبلی ہو جاتا ہے اور گناہ پر آمادہ ہو جاتا ہے لیکن دل کا مضبوط دکھ اور مصیبت کے اندر اپنے اخلاق کی روشنی میں زیادہ چمکتا ہے۔ اخلاق کی لغت میں ہیرا اعلیٰ درجہ کے اخلاق اور سیرت حسنہ کا نام ہے۔ ۱۳ برس تک مکہ میں دشمن سے مار کھانا صبر کرنا، اور بد دعا نہ دینا۔ دس برس تک دشمن کی تلوار کا مقابلہ کرنا کتنے بڑے دل اور گردہ کا کام ہے۔ پس دکھوں اور مصائب میں زیادہ سے زیادہ روشن ہو جانا یہ اصلی ہیرے کا خاصہ ہے۔

۱۲۔ دل کا مالک

تصویری زبان میں دل اور اس کے اوپر تاج دکھایا گیا ہے۔ یعنی اس کا دل دلوں کا بادشاہ ہے۔ دنیا میں بادشاہ بے شمار ہوئے ہیں اور شاید آئندہ بھی ہوتے رہیں۔ لیکن وہ بادشاہ جس کی حکومت صرف ظاہری جسم پر نہ تھی بلکہ وہ دلوں کا بادشاہ تھا وہ صرف محمد رسول اللہ تھا۔ اس کی حکومت دلوں پر تھی۔ اس کے منہ سے حکم نکلتا تھا، اور لوگوں کے دل اس پر عمل کرنے کے لئے بے چین ہو جاتے تھے۔ اللہ کے رسول سے آ کر پوچھتے تھے یا رسول اللہ کوئی نیا حکم آپ پر نازل ہوا کہ ہم اس پر عمل کریں۔ وہ کون نہیں جانتا جب یہ آیت قرآن مجید کی نازل ہوئی یا ایھا الذین امنوا لا تدخلوا بیوتاً۔ الیٰ — واللہ بما تعملون علیم (النور ۲۷-۲۸) مومنو اپنے گھروں کے سوا دوسرے گھروں میں داخل نہ ہو یہاں تک کہ اجازت لے لو اور ان کے رہنے والوں پر سلام کہو یہ تمہارے لئے بہتر ہے تا تم نصیحت حاصل کرو۔ پھر اگر ان میں کسی کو نہ پاؤ تو ان میں داخل نہ ہو یہاں تک کہ تمہیں اجازت دی جائے۔ اور اگر تمہیں کہا جائے کہ لوٹ جاؤ تو لوٹ جایا کرو وہ تمہارے لئے زیادہ پاکیزہ ہے اور جو تم کرتے ہو اللہ اسے جانتا ہے استأنس اصل میں اپنے آپ کو معرف کرانا ہے اور یہ سلام پر مقدم ہے۔ استئذان تین مرتبہ سنت ہے پہلی آواز دو سنے، دوسری پر تیاری کرے، تیسری پر اجازت دے یا نہ دے اگر جواب نہ ملے تو واپس جائے۔ اس حکم کے نازل ہوتے پر صحابہ بعض لوگوں کے گھروں پر دستک دیتے کاش کسی گھر سے ارجعوا واپس جاؤ کی آواز آئے اور قرآن کی اس آیت پر عمل ہو جائے۔ دل کا مالک یا دل کے اوپر تاج ہو ہے کہ اس کے تین روشنی کی لہریں ہیں (کتاب الموتیٰ باب ۱۵) (باقی بر صفحہ ۱۵ انتہا رکے صفحہ)

واقعاتِ عالم

—— لائل پور۔ ۴؍اپریل۔ (نامہ نگار) صدر محمد ایوب خان نے کہا ہے کہ سیاسی پارٹیوں سے پابندیاں نہیں ہٹائی جائیں گی، کیونکہ موجودہ حکومت ملک کو لاقانونیت کی اس لعنت میں دوبارہ مبتلا نہیں کرنا چاہتی جس میں مارشل لاء کے نفاذ سے قبل ملک گرفتار تھا۔ صدر نے کہا کہ بہرحال ہمیں نئی پارلیمنٹ کے قیام کا انتظار کرنا چاہیئے۔ رسالے والا کے ہوائی اڈے پر آج یہاں پہنچنے پر دو منٹ صدر ایوب اخبار نویسوں سے بات چیت کر رہے تھے۔ انہوں نے کہا کہ مسئلہ کشمیر پاکستان اور بھارت کی حکومتوں کا مسئلہ نہیں بلکہ درحقیقت یہ کشمیری عوام کا مسئلہ ہے اس لئے اس کے حل کا پورا حق بھی انہیں ملنا چاہیئے۔

—— لائلپور۔ ۴؍اپریل۔ (نامہ نگار) صدر ایوب نے یقین دلایا ہے کہ گوجرہ والا کے دلبر خان اور انور کو شدید مجروح کرنے والوں کو قرار واقعی سزا دی جائے گی۔ آج آپ ڈسٹرکٹ کونسل ہال میں بنیادی جمہوریتوں کے ارکان اور معززین ضلع کے سوالوں کا جواب دے رہے تھے۔ آپ کی توجہ دلبر خان اور انور پر ایک مقامی صنعت کار اور اس کے ساتھیوں کے بہیمانہ حملہ کی طرف توجہ دلائی گئی تھی۔ صدر ایوب نے کہا کہ ملک کے تمام شہری جن میں صدر مملکت بھی شامل ہے قانون کی نظر میں برابر ہیں۔ اور اگر کسی شخص پر زیادتی کی گئی تو اس کے ساتھ انصاف کیا جائے گا۔ آپ نے کہا ملک میں امن وامان قائم رکھنا اور مظلوم کو مطمئن کرنا حکومت کا فرض ہے۔

—— راولپنڈی۔ ۴؍اپریل۔ (ا۔پ۔پ) چھوٹی صنعتوں کی کارپوریشن کے ڈائرکٹر میجر جنرل شاہد حامد نے چھوٹے صنعت کاروں سے کہا ہے کہ وہ اپنی تیار شدہ مصنوعات پر "ساختہ پاکستان" ضرور لکھا کریں۔ انہوں نے ایک بیان میں کہا ہے کہ غیر ملکی باشندے جب پاکستان آتے ہیں تو بازار سے پاکستانی اشیاء خرید کر ساتھ لے جاتے ہیں یا بذریعہ پارسل اپنے عزیزوں کو بھیجتے ہیں۔ اکثر دیکھا گیا ہے کہ ان مصنوعات پر "ساختہ پاکستان" نہیں لکھا ہوتا۔ یہ فاش غلطی ہے۔ انہوں نے صنعت کاروں کو ہدایت کی کہ آئندہ یہ غلطی نہ کریں اور اپنی مصنوعات پر "ساختہ پاکستان" ضرور لکھا کریں۔

—— اقوام متحدہ (نیویارک) ۴؍اپریل۔ (رائٹر) کل رات اقوام متحدہ کی خاص سیاسی کمیٹی میں جنوبی افریقہ کی نسلی امتیاز کی پالیسی پر دوبارہ بحث شروع ہوئی تو پاکستانی مندوب مسٹر آغا شاہی نے کہا کہ اقوام متحدہ کے ممبروں کو ہدایت کی جائے کہ وہ انفرادی اور اجتماعی طور پر ایسے اقدامات کریں جن کے ذریعہ جنوبی افریقہ کو نسلی امتیاز کی پالیسی ترک کرنے پر مجبور کیا جا سکے۔

—— لاہور۔ ۴؍اپریل۔ (مٹاؤنٹ ایڈیٹر) ٹاؤن روڈ پولیس نے سمن آباد سے ایک ماہر چور کو گرفتار کیا ہے جو چوری کرتے وقت اپنے پاس کلوروفارم رکھتا اور ضرورت پڑنے پر افراد خانہ کو سنگھا کر بیہوش کر دیتا اور سامان چوری کر کے فرار ہو جاتا تھا۔ گرفتار شدہ ملزم نے اپنے آپ کو واپڈا کا ملازم ظاہر کیا ہے۔ اس نے پہلے بھی شہر کے مختلف علاقوں میں متعدد وارداتوں نے بجلی کے میٹر چیک کرنے کے بہانے لوگوں سے سینکڑوں روپے ہتیا لئے۔ تفصیلات کے مطابق آج دوپہر کے وقت سمن آباد میں ۲۷۰۔ این بلاک کے مکین کسی رشتہ دار کے ہاں گئے ہوئے تھے۔ ان کی غیر حاضری میں بیشہ ور محمد امین چپکے سے کوٹھی میں جا گھسا۔ وہ سامان باندھ کر فرار ہونے کی کوشش میں مصروف تھا کہ پڑوسیوں نے اسے دیکھ کر پکڑ لیا اور پولیس کے حوالے کر دیا۔ اس کے قبضہ سے کلوروفارم اور ایک چاقو برآمد ہوا ہے۔

—— لندن ۴؍اپریل برطانیہ کے مشہور اخبار گارڈین نے لکھا ہے کہ پختونستان کا وجود صرف افغانستان کے پراپیگنڈے کی حد تک ہی ہے۔ اور حقیقت یہ ہے کہ دنیا میں اس قسم کا کوئی خطہ موجود نہیں ہے۔ افغانستان کے اس پراپیگنڈے کا ذکر کرتے ہوئے کہ پاکستان نے افغانستان کی سرحد میں اپنی فوجیں جمع کر رکھی ہیں۔ اخبار نے لکھا ہے کہ اگر پاکستان کی فوجیں واقعی باجوڑ کے علاقہ میں جمع ہیں تو اس صورت میں بھی وہ اپنے ملک کی حدود میں ہیں۔ اخبار نے لکھا ہے کہ پختونستان کے متعلق افغانستان کا دعویٰ انتہائی کمزور ہے۔

—— راولپنڈی ۵؍اپریل۔ پاکستان میں ایران کے سفیر آقائے نوری اسفندیاری نے آج یہاں کہا کہ ایران اپنے ہمسایہ ملک پاکستان کے ساتھ موجودہ ثقافتی اور تجارتی تعلقات کو مزید ترقی دینے کا خواہشمند ہے۔

—— پشاور ۵؍اپریل۔ کشمیر کی آزاد حکومت کے صدر مسٹر کے ایچ خورشید نے کہا ہے کہ ریاست جموں وکشمیر کے بھارتی مقبوضہ علاقہ کی سالمیت کو برقرار رکھنے میں بھارت اپنی ذمہ داریاں پوری کرنے میں ناکام رہا ہے۔ اس لئے اب یہ حفاظتی کونسل کا فرض ہے کہ وہ مقبوضہ کشمیر کی سلامتی کا کام خود سنبھال لے۔

—— کراچی ۶؍اپریل۔ باعتماد ذرائع کے مطابق بھارتی کرنل بھٹ آچاریہ نے ایک تحریری بیان میں تسلیم کیا ہے کہ وہ منگل کے روز مشرقی پاکستان میں جاسوسی کی غرض سے داخل ہوا تھا۔ اس بھارتی افسر کو پاکستانی پولیس نے پاکستان کے علاقہ سے گرفتار کیا تھا۔

—— پیرس ۶؍اپریل۔ الجزائری دہشت پسندوں نے کل پیرس کے ایک ہسپتال پر دھاوا بول دیا۔ انہوں نے پیرس کے ایک سارجنٹ کو ہلاک اور دوسرے کو زخمی کر دیا۔ کہا جاتا ہے کہ یہ دہشت پسند دراصل ہسپتال میں ایک مسلمان مریض کو ہلاک کرنے کے لئے آئے تھے۔

برلن میں عید الفطر

(بسلسلہ صفحہ)

مستعدی سے کام کرتی ہیں۔

محفل عید

قریباً ڈھائی بجے تک احباب و دوست ہمارے ہاں ٹھہرے، ایک دوسرے سے ملتے رہے۔ گفتگو کرتے رہے اور خوشی سے چمکتے ہوئے چہروں اور محبت بھرے

جذبات سے عید کے اجتماع کو پُر رونق بناتے رہے۔ الحمد للہ علیٰ ذالک۔

دوسرے دن مقامی اخبارات میں اس اجتماع کی رپورٹ شائع ہوئی ؟

دنیا کے سب سے قدیم ترین لہر

(بسلسلہ صفحہ نمبر ۱۳)

لہریں طاقت دانشمندی اور محبت کی لہریں ہیں۔ فی الحقیقت طاقت بغیر حکمت اور محبت کے کوئی قابل قدر چیز نہیں۔ یہی روشن لہریں تھیں جن کی اعانت سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے مشن اور منصب میں کامیاب ہوئے۔

قبولِ اسلام:- اس ہفتہ میں دو کس ایک مرد اور ایک عورت نے اسلام قبول کیا۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ان کو استقامت بخشے اور خدمت اسلام کی توفیق دے۔ دونوں اچھے معزز طبقہ کے آدمی ہیں۔

عبدالحق

گیلانی الیکٹرک پریس ہسپتال روڈ لاہور میں باہتمام مولوی دوست محمد صاحب پرنٹر پبلشر چھپکر دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور سے شائع ہوا۔

پیغام صلح ۱۱ اپریل ۱۹۶۱ء رجسٹرڈ نمبر ایل ۸۳۸ شمارہ ۱۵

ہفت روزہ پیغام صلح لاہور

سالانہ چندہ:- پاکستان سے پندرہ روپے۔ ہندوستان سے چھ روپے ہندوستانی سکہ۔ بیرونی ممالک سے ایک پونڈ

ہندوستان میں ہمارے نمائندہ کا پتہ:- شیخ محمد انعام الحق صاحب۔ مکان نمبر ۸ محلہ اعظم پورہ ملک پیٹھ۔ حیدرآباد دکن (انڈیا)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ہم تو رکھتے ہیں مسلمانوں کا دیں
دل سے ہیں خدامِ ختم المرسلیں

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا خصوصی ترجمان

تم ہمیں دیتے ہو کافر کا خطاب
کیوں نہیں لوگو تمہیں خوفِ عقاب

ہفت روزہ

پیغامِ صلح لاہور

ہر بدھ کو شائع ہوتا ہے
تار کا پتہ:- "تبلیغ" لاہور
فون نمبر:- ۳۷۴۳۷
مدیر:- دوست محمد
مدیر معاون:- بشیر احمد سوز

زرِ مبادلہ
چھ روپے
ممالک غیر سے
ایک پونڈ

فی پرچہ ۱۳ پیسے

جلد ۴۹ | یوم چہار شنبہ مؤرخہ ۳ ذیقعد ۱۳۸۰ھ مطابق ۱۹ اپریل ۱۹۶۱ء | نمبر ۱۶

بحرِ حکمت کے موتی

عن زیاد بن الحارث الصدائی رضؓ قال اتیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فبایعتہ فاتاہ رجل فقال اعطنی من الصدقۃ فقال ان اللہ تعالیٰ لم یرض بحکم نبیٍ و لا غیرہ فی الصدقات حتی حکم فیھا بنفسہ فجزأھا ثمانیۃ اجزاء فان کنت منھم اعطیتک اخرجہ ابوداؤد بحوالہ تلخیص الصحاح۔

ترجمہ:- زیاد بن الحارث صدائیؓ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر آپ سے بیعت کی تھی میں ایک شخص آپ کے پاس آیا اور عرض کیا یا رسول اللہ مجھے صدقہ میں سے کچھ دیجئے تو آپؐ نے فرمایا کہ خدا تعالیٰ کسی نبی اور غیر نبی کے حکم پر (راضی نہیں ہوا بلکہ خدا تعالیٰ نے بذات خود اس بارہ میں حکم صادر فرمایا اور آٹھ قسم کے اشخاص پر صدقات کی تقسیم کا حکم دیا پس اگر تم (آٹھ قسم) میں داخل ہو تو میں تمہیں دوں گا۔

نوٹ:- وہ آٹھ قسم یہ ہیں:-

انما الصدقٰت للفقرآء[1] والمسٰکین[2] والعٰملین علیھا[3] والمؤلفۃ قلوبھم[4] وفی الرقاب[5] والغارمین[6] وفی سبیل اللہ[7] وابن السبیل[8] فریضۃ من اللہ و اللہ علیم حکیم ۝ (۹:۶۰)

اس طرح گداگری کے ذلیل ترین پیشہ سے معاشرہ کو پاک و صاف کر دیا گیا ہے۔ ۲۴ ص

حضرت امام زمان کے ارشادات

جہاد } جہاد کے ذکر پر حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا:- "نادان مولوی ذرا ذرا سی بات پر جہاد کا فتوے دیتے ہیں۔ حالانکہ جہاد تو آخر الحیل تھا۔ یہ اس کو اول الحیل بناتے ہیں۔ اگر کوئی بد ذات مخالف کسی طرح بھی حملہ کرنے سے باز نہ آوے تب حکم تھا۔ کہ تلوار کا مقابلہ تلوار سے کرو اور یہ صاف بات ہے کہ جب تمام مسائل سمجھائے جائیں روشن دلائل دیئے جائیں۔ اس پر بھی اللہ تعالیٰ کا ترک حرام۔ اس کے نشانات کا ترک حرام باز نہ آوے، اور دین میں سدِ راہ بنے تو ایسے شخص کے لئے بجز اس کے کیا ہے جا نہیں، حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود تلوار ہرگز نہیں اٹھائی، بلکہ صرف مدافعت کے لئے آپ کو تلوار اٹھانی پڑی اور یہ بالکل سچ ہے کہ دشمنانِ اسلام نے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر پہلے تلوار اٹھائی۔ اور آخر وہ تلوار خود انہی پر پڑی"۔

مسیح کس راہ سے آسمان پر گئے } "اس دنیا سے اس جہان میں جانے کے لئے مُردوں کے واسطے تو ایک راہ بنا ہوا ہے اور مُردے ہمیشہ اسی راہ جایا کرتے ہیں لیکن اس کے سوا اور کوئی دوسری سڑک نہیں معلوم ہوتا ہے کہ حضرت مسیح بھی اسی مُردوں والی سڑک کی راہ گئے اور مُردوں میں جا بیٹھے ورنہ حضرت یحییٰ کے پاس کیونکر بیٹھ گئے"۔

احتیاطی نماز } ایک شخص نے حضرت مسیح موعودؑ سے دریافت کیا کہ احتیاطی نماز کے لئے کیا حکم ہے حضرت مسیح موعودؑ نے "احتیاطی نماز کیا ہوتی ہے۔ جمعہ کے تو دو ہی فرض ہیں۔ احتیاطی فرض کچھ چیز نہیں۔ لدھیانہ میں ایک بار میاں شہاب الدین بڑے پکے موحد نے جمعہ کے بعد احتیاطی نماز پڑھی میں نے ناراض ہو کر کہا کہ یہ تم نے کیا کیا۔ تم تو بڑے پکے موحد تھے اس نے کہا کہ میں نے جمعہ کی احتیاطی نہیں پڑھی۔ بلکہ میں نے مار کھانے کی احتیاطی پڑھی ہے"۔

تقویٰ کا اثر } "تقویٰ کا اثر اسی دنیا میں متقی پر شروع ہو جاتا ہے۔ یہ ادھار نہیں بلکہ نقد ہے جس طرح زہر کا اثر اور تریاق کا اثر فوراً

بادِ خشم و بادِ شہوت بادِ آز
بُرد اُو را کہ نبود اہلِ نیاز
باد کبر و باد عجب و باد علم
بُرد اُو را کہ نبود از اہلِ علم (رومیؒ)

ترجمہ:- غصّہ کی ہوا شہوت کی ہوا اور حرص کی ہوا۔ اس شخص کو اڑا لیجاتی ہے جو اہلِ نیاز نہ ہو۔

(۲) تکبر کی ہوا غرور کی ہوا اور ریخ کی ہوا۔ ایسے آدمی کو لے جاتی ہے جو اہلِ علم نہ ہو۔

یعنے اللہ تعالےٰ کی صفات بے نیازی اور علم سے حصہ پانے والے ہر قسم کی اخلاقی برائیوں سے محفوظ رہتے ہیں۔

(غلام قادر)

خط و کتابت تبلیغی

دیکھو خدا نے سارے جہاں کو جھکا دیا
گمنام پا کے شہرۂ عالم بنا دیا
(مسیح موعودؑ)

شمالی نائیجیریا

ترجمہ خط از مسٹر ڈبلیو سے بیری۔ پرسنل اسسٹنٹ وزیر تعلیم۔ شمالی نائیجیریا۔

مکرمی۔ تسلیم۔

میں بہت خوشی سے آپ کو اطلاع عرض کرتا ہوں کہ مجھے آپ کی ارسال کردہ کتب جو آپ نے آنریبل الحاج عیسیٰ کیٹو۔ او۔ بی۔ ای۔ ایم۔ ایچ۔ اے۔ کے لئے بھیجی ہیں بحفاظت مل گئی ہیں۔ یہ کتب مینول آف حدیث۔ ٹرائی ایمپھ آف اسلام، اور لونگ تھاٹس آف پرافٹ محمدؐ ہیں۔

منسٹر صاحب جب لیگوس سے اگلے ہفتہ واپس آئیں گے تو میں انہیں دے دوں گا۔ مجھے معلوم ہے کہ وہ آپ کو شکریہ ادا کرنے کے لئے فرمائیں گے لہذا پیشتر شکریہ ادا کر رہا ہوں۔

(خط اور مزید لٹریچر بھیجے گئے۔ غلام قادر ڈار)

یو۔ ایس۔ اے

ترجمہ خط از دے بلر ٹیکسا۔ یو۔ ایس۔ اے

جناب عالی۔ سلام

دو تین ہفتہ ہو گئے ہیں مجھے آپ کا ارسال کردہ کتب کا پارسل موصول ہو گیا ہے۔ تمام کتب نہایت عمدہ حالت میں پہنچ گئی ہیں بہت بہت شکریہ۔

آپ کے تمام رسالے بڑے مفید اور علمی معلومات پر مشتمل ہیں۔ خاصکر قرآن شریف کے پڑھنے سے ذوگونہ راحت اور اطمینان قلب حاصل ہوتا ہے۔

آپ کا مزید شکریہ

(انہیں خط اور مزید لٹریچر بھیجے گئے۔ غلام قادر ڈار)

فلپائن

ترجمہ خط از مسٹر منجر سا ملڈ منیلا۔ فلپائن

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کا ارسال کردہ پارسل مل گیا ہے۔ اس پارسل میں غلبۂ قرآن انگریزی مصنفہ مولانا صدر الدین صاحب بھی شامل ہے اور کچھ دیگر لٹریچر بھی اس کے ساتھ شامل ہے۔ بہت بہت شکریہ

ٹیچنگز آف اسلام جو اس سے پہلے مجھے مل چکی ہے۔ اس کے متعلق میرے تاثرات یہ ہیں کہ یہ ایک بیش بہا بے مثال کتاب ہے۔ یہ کتاب باوجود قلیل الحجم ہونے کے علم و حکمت کا وسیع خزانہ ہے اور اسلام کے متعلق ہر ضروری امر جو کہ اوسط درجہ کے مسلمان کو جاننا ضروری ہے موجود ہے اور ان پر قرآن شریف کی روشنی میں ایسے عمدہ طریق پر بحث کی گئی ہے، کہ وہ لوگ جو اس کتاب کو بغیر قرآن کے پڑھتے ہیں صحیح کہتے ہیں۔

یہ امر قابل ذکر ہے کہ پرانے خیال کے مسلمانوں نے (اگر واقعی کوئی اختلاف خیال موجود ہے) بھی احمدیہ موومنٹ کے اس خصوصی مسئلہ یعنی وفات مسیح کی اہمیت کو محسوس کرنا شروع کر دیا ہے۔

حال ہی ہمارے ایک بہت بڑے چوٹی کے عالم نے خطبہ جمعہ میں وفات مسیح کے متعلق گفتگو کرتے ہوئے فرمایا کہ اسی بات کو مان لینا بہتر ہے۔ کیونکہ عیسائیت کے مقابل یہ بہترین ہتھیار ہے۔ انہوں نے فرمایا اگرچہ اس مسئلہ پر علماء دو گروہوں میں بٹے ہوئے ہیں لیکن حقیقت یہی ہے کہ مسیح فوت ہو چکے ہیں اور یہی نظریہ بہتر ہے۔

ٹرائی ایمپھ آف دی ہولی قرآن کے متعلق عرض ہے کہ اس کے دلائل بہت پختہ اور ناقابل تسخیر ہیں۔ آج مسلمانوں بالخصوص ان مسلم طلباء کے لئے جو عیسائی ملکوں میں رہتے اور پڑھتے ہیں، یہ نہایت ہی مفید کتاب ہے۔

(انہیں خط اور مزید لٹریچر بھیجا گیا ہے۔ غلام قادر)

نائیجیریا

ترجمہ خط از مسٹر اگبولا۔ اوئی۔ ٹی۔ ایس۔ ایم کالج نائیجیریا۔

جناب عالی تسلیم

چند دنوں کی بات ہے کہ میرے ایک دوست نے دوران مباحثہ میں مجھے اطلاع دی کہ اسلام کے متعلق مزید معلومات حاصل کرنے کے لئے میں آپ کی طرف رجوع کروں اور یہ کہ آپ اس معاملہ میں میری مدد فرمائیں گے۔

میں عیسائی ہوں مجھے اسلام کے متعلق اس وقت علم ہوا جبکہ میں سیکنڈری ایجوکیشن کے لئے احمدیہ کالج لیگوس میں پڑھتا تھا۔

جب سے میں نے کالج چھوڑا ہے مجھے ایسا کوئی مسلم دوست نہیں ملا جو آزادانہ طور پر مذہب کے متعلق مجھ سے تبادلۂ خیالات کرتا۔

آجکل میں ٹیچر ٹریننگ کالج اوفا میں ٹیوٹر ہوں اور مذاہب عالم کے کورس کا مطالعہ کر رہا ہوں۔ میں آپ کا احسان مند ہوں گا اگر آپ مجھے ایک کاپی قرآن شریف ارسال فرما دیں اور ساتھ ہی اسلام پر دیگر کتب بھی جو میرے توسیع علم کا موجب ہوں گی۔

علاوہ ازیں میں آپ سے سلسلہ خط و کتابت جاری رکھوں گا اور ان کتب کے متعلق میں آپ کو اپنے تاثرات لکھتا رہوں گا۔

(انہیں خط۔ قرآن شریف اور دیگر لٹریچر بھیجا گیا۔ غلام قادر ڈار)

لیگوس

ترجمہ خط از مسٹر اسمٰعیل اولا ٹینجی عجاٹیا لیگوس نائیجیریا۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کا گرامی نامہ مؤرخہ ۱۲/۱ ۸ مل گیا تھا۔ ایک کاپی قرآن شریف اور ایک کاپی ٹیچنگز آف اسلام بھی مل گئے۔ شکریہ۔

میں مسٹر سلیمان سلوا درسے مل کر ان سے تعاون کروں گا اور کوشش کروں گا کہ آپ کے مشن کو لیگوس میں فروغ حاصل ہو، بلکہ تمام نائیجیریا بھر میں آپ کے مشن کو پھیلنے کی اللہ تعالیٰ توفیق بخشے۔ میں چاہتا ہوں کہ دنیا بھر میں اللہ تعالیٰ کی حکومت قائم ہو۔

میں بہت مشکور ہوں گا اگر آپ مجھے اپنا ہر نیا شائع شدہ لٹریچر بھجوا دیا کریں۔

دعا ہے اسلامی برادری کا رشتہ جو ہمارے درمیان قائم ہوا ہے پائیدار بنا رہے۔

(مزید لٹریچر اور خط بھیجے گئے۔ غلام قادر ڈار)

نائیجیریا

ترجمہ خط از معلم ابینو اولا سلادل۔ اوکا نائیجیریا۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

میں معلم ہوں اور میری کوشش یہ ہے کہ اپنے گاؤں کے لوگوں کو اسلام میں داخل کروں۔ عیسائی پادری ہمیشہ میرے مقابل پر آجاتے ہیں۔ افسوس ہے کہ میرے پاس وہ کتب نہیں جن سے میں انہیں قائل کر سکوں اور اپنی بات منوا سکوں۔

جب میں نے اپنی مشکلات کا ذکر لیگوس کے ایک معلم سے کیا تو انہوں نے میری مدد فرمائی اور مزید روشنی بخشی علاوہ ازیں انہوں نے مجھے آپ کی طرف رجوع کرنے کے لئے لکھا۔ لہذا میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلعم کا واسطہ دیکر عرض کرتا ہوں کہ میری مدد فرمائیں اور ایسا لٹریچر بھیجدیں جس کی مدد سے میں اشاعت اسلام آسانی سے اور مدلل طور پر کر سکوں۔

میرے گاؤں میں صرف معدودے چند مسلمان ہیں اور پیگن اور عیسائی بکثرت ہیں۔

عربی سکول جسے میں چلا رہا ہوں ابھی ابتدائی مراحل سے گذر رہا ہے۔ اور میں کوشش کر رہا ہوں کہ مسلم بچوں کی اچھی طرح تعلیم و تربیت کروں تاکہ وہ اچھے خاصے مسلمان بن سکیں۔ (باقی بر صفحہ ۱۵ اشتہار کے نیچے)

کائنات کی ہر چیز اور انسان کی پیدائش و موت ہستی باریتعالیٰ کا نشان ہے

خطبہ جمعہ مؤرخہ ۱۴ اپریل ۱۹۶۱ء فرمودہ حضرت امیر مولانا صدرالدین صاحب ایدہ اللہ بمقام احمدیہ بلڈنگس لاہور

نحن خلقنٰکم فلولا تصدّقون ——— فسبح باسم ربك العظيم (الواقعہ)

کائنات میں خدا کی ہستی کے نشانات

قرآن شریف میں لکھا ہے کہ ہم اپنی ذات اور صفات لوگوں پر ظاہر کرتے ہیں وہ اس طرح کہ آفاق اور کائنات میں ہماری قدرت و طاقت کے نشانات پائے جاتے ہیں۔ اور خود انسان کی تخلیق سے بھی واضح ہوتا ہے کہ خدا ہے سنریھم ایاتنا فی الآفاق وفی انفسھم۔ اس کائنات کے اندر خدا نظر آتا ہے اور انسان کے اندر بھی، جو بذاتِ خود ایک چھوٹی سی کائنات ہے، خدا کی ہستی کے نشانات نظر آتے ہیں۔

انسانی تخلیق میں قدرتِ الٰہی کا ظہور

کائنات کے متعلق خدا تعالےٰ نے قرآن کے اندر بڑا تذکرہ فرمایا ہے۔ اور اسی طرح انسانی تخلیق کا بھی تذکرہ پایا جاتا ہے کہ انسان کو ہم نے پیدا کیا ہے۔ غور کرو کہ مٹی سے انسان کو پیدا کیا جاتا ہے اور اس بے جان مٹی سے پیدا کر کے اس کے اندر قوتِ ارادی، قوتِ متصوّرہ، فہم و دانشمندی پیدا کی جاتی ہے۔ مزید برآں عقل و فراست کے ساتھ نفسِ لوامہ پیدا کیا تاکہ دونوں مل کر انسان کو صحیح راستہ پر چلنے میں مدد دیں۔ غرض انسان کی کائنات میں سب کچھ موجود ہے۔ تو فرمایا نحن خلقنٰکم فلولا تصدقون۔ ہم نے تمہیں پیدا کیا ہے۔ پھر تم مانتے کیوں نہیں۔

نسلِ انسانی کی تخلیق میں انسان کی عاجزی

نہ تو تم نے خود اپنے تئیں پیدا کیا ہے اور نہ ہی اپنی خواہش کے مطابق اولاد پیدا کر سکنے پر قادر ہو۔ ایک باپ چاہتا ہے کہ میرا بچہ افلاطون کی طرح لائق فائق اور فہم و فراست کا مالک ہو۔ اور خوبصورتی میں یوسف ہو۔ لیکن بعض اوقات راجوں، مہاراجوں اور نوابوں کے ہاں بھی کودن مزاج بچے پیدا ہوتے ہیں، اور نوا اور پیغمبروں کے ہاں کودن، غبی بچے پیدا ہوتے ہیں۔ القینا علیٰ کرسیہ جسداً سلیمان پیغمبر کی کرسی پر اس کا جو بیٹا بیٹھا وہ محض جسد تھا عقل و دانش و نیکی اس میں نہ تھی۔ کسی انسان کی طاقت نہیں اور کسی پیغمبر کی طاقت نہیں کہ جس طرح کی چاہیں، اولاد پیدا کریں۔ پہلوانوں کے ہاں بھی بعض وقت چوہے ایسا بچہ پیدا ہوتا ہے۔ بادشاہ اعلیٰ درجہ کی خوراکیں اور یاقوتیاں کھاتے ہیں۔ لیکن اُن کے ہاں بھی بعض وقت کودن مزاج بچے پیدا ہوتے ہیں۔ انسان چاہتا ہے میرے ایسا بچہ پیدا ہو جس کا مکھڑا چاند ہو۔ لیکن کالا کلوٹا بچہ پیدا ہوتا ہے۔ اور باپ اپنی تمنا کو پورا کرنے کے لئے اس کالے کلوٹے بچے کا نام یوسف ہی رکھ دیتا ہے۔ غرض انسان کو نہ رنگ، نہ ذہانت، نہ صحت و تندرستی کی مالک اولاد پیدا کر لینے کے لئے قدرت حاصل ہے۔ اس لئے فرمایا اپنی تخلیق پر غور کرو ہم نے تمہیں پیدا کیا ہے۔ تمہیں کوئی اختیار اپنی پیدائش پر نہیں۔ افرئیتم ما تمنون۔ بتاؤ تو کس طرح تم اپنی مرضی سے لڑکا یا لڑکی پیدا کر سکتے ہو۔ ایک طبیب تھے جن میں کبھی انہوں نے اشتہار دے رکھا تھا کہ میری دوائی کھانے سے لڑکے پیدا ہوں گے۔ اس کے اپنے ہاں یکے بعد دیگرے لڑکیاں پیدا ہوئیں۔ ایک شخص امیر کبیر ہے۔ مال و دولت کی کمی نہیں اس کے ہاں اولاد ہی نہیں ہوتی۔ وہ دعائیں مانگتا ہے کہ میرے ہاں کوئی کھلونا پیدا ہو جائے، کوئی گھر کا چراغ آ جائے ءانتم تخلقونہٗ ام نحن الخالقون۔ کیا تم انہیں پیدا کرتے ہو یا ہم۔ پیدا کرنا تمہارے اختیار میں نہیں۔ اگرچہ تمہیں اور چیزوں میں بہت بڑے اختیار حاصل ہیں۔ تمہیں کھانے پینے اور کاروبار وغیرہ میں آزادی حاصل ہے۔ لیکن تخلیق کے معاملہ میں تمہیں کوئی اختیار نہیں۔ تمہاری خواہشات کا نچوڑ یہ ہے کہ باکمال بچہ پیدا ہو۔ لیکن ایسا بچہ تم پیدا نہیں کر سکتے۔ یہ تمہارے اختیار اور طاقت و قدرت سے باہر ہے۔ ھو القاھر فوق عبادہ ہماری حکومت تم سب پر ہے۔

موت پر بھی انسان کی قدرت نہیں

پھر فرمایا نحن قدرنا بینکم الموت وما نحن بمسبوقین۔ نہ تو تم پیدائش کے بارے میں با اختیار ہو، اور نہ پیدائش کے بعد اولاد کو موت سے بچا لینے پر قادر ہو۔ کسی کا بچہ پیدا ہوتے ہی مر جاتا ہے کسی کا چند ماہ جی کر مر جاتا ہے۔ کسی کا عالم شباب میں مر جاتا ہے، اور کسی کا شادی ہوتے ہی مر جاتا ہے۔ تمام دنیا کے ڈاکٹر اور طبیب مل جائیں۔ کوئی موت کو نہیں ٹال سکتا۔

خوراک بھی خدا ہی پیدا کرتا ہے

افرئیتم ما تحرثون۔ پیدائش کے بعد تمہیں خوراک کی ضرورت پیش آتی ہے اس کے لئے فصل جو تم پیدا کرتے ہو اس کو دیکھو۔ ءانتم تزرعونہٗ۔ کیا تم اس کو اُگا سکتے ہو کیا تم ہوا پیدا کر سکتے ہو۔ کیا تم پانی پیدا کر سکتے ہو جس سے تمہاری زندگی ہے اور جو زندگی کا موجب ہے۔ پھر تمہیں کیا معلوم ہے کہ اس بیج کے اندر جو تم بوتے ہو، پھوٹنے اور پھلنے پھولنے کی استعداد ہے یا نہیں۔ کیا اس استعداد کو تم پیدا کر سکتے ہو، کیا تمہاری طاقت ہے کہ تم اسے درخت بنا سکو؟ کبھی کہتے ہو کہ زمین موافق نہیں، کبھی کہتے ہو کہ ہوا موافق نہیں، کبھی بارش موافق نہیں آتی یہ تمہاری قدرت سے باہر ہے کہ جو تم چاہو اپنی زمین میں پیدا کر سکو۔ پنجاب کی زمین میں کشمیر اور افغانستان کے میوہ جات تم پیدا نہیں کر سکتے اور نہ سرد ملکوں میں آم اور خربوزہ اور تربوز پیدا کیا جا سکتا ہے۔ آب و ہوا اور پانی کی تاثیریں انسان کے اختیار سے باہر ہیں۔ لاہور میں پاکستان کے سارے ماہرین زراعت مل کر قندھاری انار پیدا نہیں کر سکتے۔ یہاں لنڈن کی سٹرابری STRAWBERY پیدا نہیں ہو سکتی سری نگر کا بگو گوشہ پیدا نہیں کیا جا سکتا۔ زعفران مسالحہ جات پاکستان میں پیدا نہیں کئے جا سکتے ءانتم تزرعونہٗ ام نحن الزارعون بتاؤ تو کیا تم ان اشیاء کو پیدا کرتے ہو یا ہم۔ پانی پر تمہارا اختیار نہیں، ہوا پر تمہارا اختیار نہیں۔ سورج اور بادل پر تمہارا اختیار نہیں۔ سورج کی گرمی اور روشنی اور کیا کچھ مل کر فصل کو پیدا کرتے ہیں۔ اور یہ سب کچھ خدا کے اختیار میں ہے۔ پھر فصلات پیدا ہو جانے کے بعد ہم چاہیں تو ان کو خاکستر بنا دیں۔ چاہیں تو کھڑی فصلوں پر اولے پڑ جائیں۔ سخت آندھی چل پڑے شدت کی گرمی ہو جائے۔ کوئی کہتا ہے کہ بارش نہیں ہوئی۔ ابر نہیں ہے پودے خراب ہو جاتے ہیں۔ جس طرح اپنے آپ کو اور اپنی اولاد کو مر جانے سے نہیں بچا سکتے اسی طرح سے تم اپنی مایحتاج کو تباہ ہونے سے نہیں بچا سکتے۔

پانی کا مہیا کرنا بھی خدا ہی کا کام

افرئیتم الماء الذی تشربون۔ پانی تم پیتے ہو۔ اس کے بغیر تمہاری زندگی نہیں۔ مویشی بھی پانی پیتے ہیں۔ اور پانی کے بغیر زمین پر بھی سبزی ا...

(باقی بر صفحہ ۔ کالم ۳)

ہالینڈ میں تبلیغ اسلام

(غلام احمد صاحب بشیر)

مکرمی ایڈیٹر صاحب پیغام صلح - السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

امید ہے آپ اللہ تعالیٰ کے فضل سے بالکل خیریت سے ہوں گے۔ بفضل تعالیٰ تبلیغ کا کام باقاعدہ جاری ہے۔ ماہ مارچ کے دوران میں مختلف مواقع پر اجتماعات کئے جاتے رہے مختصراً ان جلسوں وغیرہ کی کارروائی کی رپورٹ برائے اشاعت درج ذیل ہے۔

رمضان میں درس قرآن

(۱)۔ ماہ رمضان کے دوران میں ہر جمعہ کی شام کو درس قرآن کا انتظام کیا گیا تھا جس میں احباب باقاعدہ حصہ لیتے تھے۔ مسلم احباب کے علاوہ بعض زیادہ دلچسپی لینے والے دوستوں کو بھی اس موقعہ پر مدعو کیا جاتا رہا۔ قرآن مجید کے چند رکوع پہلے عربی میں پڑھے جاتے اس کے بعد ان کا ڈچ زبان میں ترجمہ پڑھکر سنایا جاتا۔ اس کے بعد موقعہ کے مطابق بعض آیات کی تشریح کی جاتی۔ جس پر حاضرین بعد میں اپنے خیالات کا اظہار بھی کرتے اور بعض سوالات پوچھتے۔

نزول قرآن کی یاد میں جلسہ

(۲) ۱۴ مارچ کو ہم نے اپنے مکان پر ایک پبلک جلسہ کا انتظام کیا جس کے لئے بہت سے دوستوں کو دعوت نامے بھیجے گئے۔ جلسہ کی غرض قرآن مجید کے نزول کی یاد منانا تھی۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس موقعہ پر کافی تعداد میں احباب تشریف لائے۔ بعض دوست ایمسٹرڈم اور روٹرڈم سے بھی اس جلسہ میں شریک ہوئے۔ مسٹر عبداللہ خان اوئمک، مسٹر میلمہ اور خاکسار نے تقاریر کیں۔ ان تقاریر میں بتلایا گیا کہ قریباً تیرہ سو اکانوے سال کا عرصہ ہوا جب قرآن مجید کی پہلی آیت کا نزول آنحضرتؐ پر ہوا۔ اس وقت کوئی بھی نہیں کہہ سکتا تھا کہ وہ پیغام جو ان آیات میں مضمر تھا وہ دنیا کی اس طرح کایا پلٹ دے گا کہ جس سے روحانی اور جسمانی طور پر دنیا کا نقشہ ہی بدل جائیگا۔ کون کہہ سکتا تھا کہ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی قوت قدسیہ اتنا اثر دکھلائے گی کہ جس سے عرب کے لوگ اپنے آباؤ اجداد کے طریق کو چھوڑ کر اس نئے مذہب کے اس طرح دلدادہ ہو کر دنیا کیلئے مشعل راہ کا کام دیں گے۔ لیکن ایسا ہی ہوا اور یہ امر قرآن مجید کے منجانب اللہ ہونے پر بہت بڑی شہادت ہے اگر ایسا نہ ہوتا تو ایک انسان اتنا بڑا تغیر دنیا میں پیدا نہ کر سکتا۔ تینوں مقررین کا تال ایک ہی تھا۔ حاضرین نے ان تقاریر کو بڑی دلچسپی سے سنا۔ بعد میں قریباً دو گھنٹہ تک تبادلۂ خیالات ہوتا رہا۔

فری میسن سوسائٹی میں تقریر

(۳)۔ پندرہ مارچ کو ہیگ فری میسن سوسائٹی کی عورتوں کی شاخ کی طرف سے خاکسار کو اسلام کے متعلق تقریر کرنے کی دعوت دی گئی تھی۔ چنانچہ اس موقعہ پر خاکسار نے ایک گھنٹہ تک اسلام کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالی۔ تقریر کے بعد ایک گھنٹہ تک خواتین کی طرف سے سوالات [illegible] رہے جن کے جوابات موقعہ کے مطابق دیئے گئے۔ جلسہ کی پریذیڈنٹ صاحبہ نے بعد میں میری تقریر کو بہت سراہا اور پھر دوسرے موقعہ پر دوبارہ مدعو کرنے کی خواہش کا اظہار کیا۔ اس جلسہ کی خبر پڑھکر فری میسن کی دو اور سوسائٹیوں کی طرف سے تقریر کی دعوت ملی ہے فالحمد للہ علیٰ ذالک۔

عید الفطر کی تقریب

ہم نے یہاں پر ۱۸ مارچ کو ہفتہ کے روز عید الفطر منائی تھی کیونکہ ہم نے یہاں پر ایک دن پہلے روزہ رکھا تھا۔ عید کی اطلاع ہم نے احباب کو دعوت ناموں کے ذریعہ کی تھی۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس عید پر گذشتہ سالوں کی نسبت زیادہ احباب شامل ہوئے۔ گیارہ بجے اکثر احباب تشریف لے آئے تھے۔ خاکسار نے نماز عید پڑھائی اور پھر مختصر سا خطبہ دیا اس میں روزہ کی فلاسفی پر بحث کرتے ہوئے عام اسلامی احکام کی فلاسفی پر بھی روشنی ڈالی اور بتایا کہ دراصل تمام عبادات کا مقصد انسان کو خدا تعالیٰ کے ساتھ ملانا ہے۔ اور احکام شریعت کو بوجھ خیال نہیں کرنا چاہیئے جیسا کہ پولوس نے بیان کیا ہے۔ احکام شریعت انسانی زندگی کے جہاز کے لئے اسی طرح روشنی کا کام دیتے ہیں جیسے کہ سمندر میں جہازوں کو صحیح رستہ دکھلانے کے لئے مختلف جگہوں پر روشنی کی جاتی ہے جس کی وجہ سے جہاز محفوظ طور پر بندرگاہ میں پہنچ جاتے ہیں۔ اس کے بعد روحانی ترقی کے چار منازل بیان کئے اور بتلایا کہ ہر منزل پر اس کی روحانی ترقی پر اس کے اپنے اعمال ہی گواہی دیتے ہیں، اگر ایسا نہ ہو تو پھر انسان کو اپنی روحانیت کا فکر کرنا چاہیئے۔ بعد میں بہت سے غیر مسلم دوستوں نے اسلام کی تعلیم کے متعلق بہت اچھے خیالات کا اظہار کیا۔

عید کے خطبہ کے بعد حاضرین کی کافی اور کیک وغیرہ سے تواضع کی گئی۔ ایک بجے کے قریب بہت سے دوست واپس تشریف لے گئے۔ مگر جو احباب باہر سے آئے ہوئے تھے وہ بیٹھے رہے۔ دو بجے کے قریب انہیں لنچ دیا گیا تین بجے مسٹر میلمہ نے پاکستان کے مختلف مناظر اور بڑی بڑی عمارات دکھلائیں۔ آپ حال ہی میں پاکستان سے واپس تشریف لائے ہیں اور وہاں سے بہت سی رنگین تصاویر کھینچکر لائے۔

دعوت عید

شام کو ہم نے قریباً ساٹھ احباب کو کھانے پر مدعو کیا ہوا تھا چنانچہ اس کے لئے چاول اور حلوہ تیار کیا گیا۔ دوستوں نے ہمارے پاکستانی طرز کے کھانے کو بہت پسند کیا۔ ایک اخبار کے نمائندہ بھی وہاں موجود تھے انہوں نے اپنے اخبار میں ایک بہت دلچسپ مقالہ تحریر کیا۔

شام کو [illegible] بجے کے قریب تمام احباب کھانے سے فارغ ہو چکے تھے اور کچھ دوست تشریف لے جا چکے تھے۔ اس موقعہ پر بعض دوستوں نے اسلام کے متعلق کچھ [illegible] کا اظہار کیا۔ چنانچہ مسٹر عبداللہ خان اوئمک نے مختصر طور پر اسلامی تعلیم کی خوبیوں کو وضاحت کے ساتھ پیش کیا۔ سامعین نے آپ کی تقریر کو بہت پسند کیا اور دیر تک آپ کے ساتھ تبادلۂ خیالات کرتے رہے ـــــ رات کے بارہ بجے ہماری عید کی تقریب ختم ہوئی۔ اور ہم ایک بجے رات کے بعد سوئے۔

خطبہ جمعہ ـــــ بسلسلہ صـ۳

تروتازگی نظر نہیں آسکتی۔ ءَ انتم انزلتموہ من المزن ام نحن المنزلون۔ کیا یہ پانی آسمان سے نازل کرنا تمہارے اختیار میں ہے یا ہمارے۔ جب خشک سالی آتی ہے تو دعائیں مانگتے ہو اور اگر پانی کھارا ہو جائے تو میٹھا بنا لینا تمہارے اختیار سے باہر ہے۔

آگ کا پیدا کرنا بھی اللہ تعالیٰ ہی کے اختیار میں ہے

افرئیتم النار التی تورون۔ یہ آگ جو تم جلاتے ہو اس کو دیکھو۔ ءَ انتم انشاتم شجرتھا۔ کیا آگ کے درخت کو تم نے پیدا کیا ہے۔ درختوں کے اندر آگ ہے۔ درخت سورج سے انرجی ENERGY جذب کرتے ہیں۔ یہ درخت جس کے سایہ میں ٹھنڈک اور جس کے پھل سے راحت میسر آتی ہے۔ اس کے اندر آگ جمع ہو رہی ہے۔ پھر یہ خشک لکڑی اور کوئلہ بن جاتی ہے جو تم جلاتے ہو یہ کس کا انتظام ہے؟ تمام دنیا آگ، درخت اور کوئلہ کی محتاج ہے۔ اسے کتنے بڑے پیمانے پر پیدا کیا ہے۔ کیا تم اس ... درخت کو پیدا کر سکتے ہو، ام نحن المنشئون یا ہم پیدا کرتے ہیں۔

کائنات کی ہر چیز اللہ تعالیٰ کی یاد تازہ کرتی ہے

نحن جعلنٰھا تذکرۃ۔ ہم کو یہ آگ خدا تعالیٰ کی یاد دلاتی ہے۔ یہ ہوا اور یہ پانی خدا کی یاد دلاتا ہے فلینظر الانسان الیٰ طعامہٖ۔ انسان اپنے طعام اور کھانے پینے کی چیزوں پر غور کرے۔ یہ سب کچھ کس نے پیدا کیا ہے۔ فسبح باسم ربک العظیم۔ ان چیزوں کا مطالعہ کرو۔ اور خدا کی ذات پر یقین رکھو کہ وہ ہے۔ اس پر ایمان لاؤ۔ اس کو دلوں میں بٹھاؤ۔ اس کی یاد سے دلوں کو منور کرو، اور اپنے اعضاء خدا کی فرمانبرداری میں لگا دو۔

درخواست دعا

ملک عبدالغنی صاحب کارکن انجمن کئی دنوں سے صاحب فراش ہیں، ان کی صحت کاملہ کے لئے احباب سے خاص دعا کی درخواست ہے۔

حضرت مسیح موعودؑ کے نشانات

(از۔ قمر سامانوی)

(۴)

دورانِ تحقیقات بہت سے مسائل عدالت عالیہ کے سامنے آئے جن پر علماء سے استفسارات کئے گئے ان کے جوابات کو عدالت نے کس نظر سے دیکھا اس کی تفصیل رپورٹ کے پڑھنے سے معلوم ہو سکتی ہے فاضل ججان نے ان میں سے کئی ایک کے جوابات کو "ذہنی ژولیدگی" کے نام سے یاد فرمایا ہے۔ بعض "مولانا" ایک مشہور الہامی کتاب کی تعریف بتانے سے بھی قاصر رہے جو ان کے علمی فقدان کا ثبوت تھا ایسے متعدد امور انی مھین من اراد اھانتک کی زندہ تصویر پیش کر رہے تھے مگر ایک بات جس میں سب مشترک تھے یہ تھی کہ کوئی دو علماء لفظ "مسلم" کی تعریف پر متفق نہیں ہو سکے حالانکہ یہی وہ اصل چیز تھی جو اس تمام فساد کی بنیاد تھی۔ احمدیوں کو "غیر مسلم اقلیت" قرار دیئے جانے کا مطالبہ تبھی متحدہ سمجھا جا سکتا تھا جبکہ مختلف الخیال علماء لفظ "مسلم" کی کسی ایک تعریف پر متحد ہوتے مگر سب کا متحد ہونا تو دُور کی بات ہے کوئی دو علماء بھی ایک تعریف پر متحد نہ ہو سکے جب "مسلم" کی تعریف پر ہی اتفاق نہ ہو سکا تو مطالبہ کیسا؟ یہ عجیب بات ہے کہ جسے قوم کا متحدہ مطالبہ کہا جا رہا تھا اس پر دو عالم بھی متفق نہ ہو سکے، کسی مدعی علم و فضل کی یہ حالت اس کے علمی فقدان کا ثبوت ہے جو یقیناً اس کی ذلت اور رسوائی کا موجب ہے۔ یہ بے علمی بر وہ دری بھی اسی نشان کا ایک نئے رنگ میں ظہور تھا جس کے متعلق عدالت عالیہ نے اپنی رپورٹ میں لکھا ہے:۔

"ان متعدد تعریفوں کو جو علماء نے پیش کی ہیں پیشِ نظر رکھ کر کیا ہماری طرف سے کسی تبصرے کی ضرورت ہے؟ بجز اس کے کہ دین کے کوئی دو عالم بھی اس بنیادی امر پر متفق نہیں ہیں اگر ہم اپنی طرف سے "مسلم" کی کوئی تعریف کر دیں جیسے ہر عالم دین نے کی ہے اور وہ تعریف ان تعریفوں سے مختلف ہو جو دوسروں نے پیش کی ہیں تو ہم کو متفقہ طور پر دائرہ اسلام سے خارج قرار دیا جائیگا اور اگر ہم علماء میں سے کسی ایک کی تعریف کو اختیار کر لیں تو ہم اس عالم کے نزدیک تو مسلمان رہیں گے لیکن دوسرے تمام علماء کی تعریف کی رُو سے کافر ہو جائیں گے"

(صفحہ ۲۳۵-۲۳۶)

یہ ریمارکس خود اس پیشگوئی کے پورا ہونے کا ناقابلِ تردید ثبوت ہیں کہ:۔

انی مھین من اراد اھانتک

افواج کی اچانک آمد کا دوسرا دور اور نشان کا نئے رنگ میں ظہور

تحقیقاتی عدالت نے اپنی رپورٹ میں لکھا ہے کہ:۔

"خواجہ ناظم الدین نے اپنی شہادت میں ایک نہایت موزوں تشبیہ استعمال کی ہے اور شکایت کی ہے کہ مسٹر دولتانہ چاہتے تھے کہ میں "ننھے کو لئے رہوں" اگر مطالبات کو ایک ننھے بچے سے تشبیہ دی جائے تو ذمہ داری کے پورے موضوع کو ایک فقرے میں استعمال کیا جا سکتا ہے مثلاً احرار نے ایک بچہ بنا جسے انہوں نے متبنّیٰ بنانے کے لئے علماء کی خدمت میں پیش کیا علماء نے اس کا باپ بننا منظور کر لیا لیکن مسٹر دولتانہ نے سمجھ لیا کہ یہ بچہ بڑا ہو کر پنجاب میں شرارت کرے گا لہذا اس کو انہوں نے ایک نہر میں بہا دیا جو میر نور احمد کی مدد سے کھودی گئی تھی اور جس کو پانی اخبارات نے اور خود مسٹر دولتانہ نے مہیا کیا جب یہ بچہ حضرت موسیٰؑ کی طرح بہتا ہوا خواجہ ناظم الدین تک پہنچا تو انہوں نے دیکھا کہ بچہ خوبصورت تو ہے لیکن اس کے چہرہ پر ایک چین جبیں اور ایک غیر معلوم سی ناگواری نظر آتی ہے چنانچہ اسکو انہوں نے گود میں لینے سے انکار کر دیا اور پرے پھینک دیا اس پر بچے نے ایڑیاں رگڑنا اور شور مچانا شروع کر دیا اس شور نے اس کی پیدائش کے صوبے کو اپنی لپیٹ میں لے لیا اور خواجہ ناظم الدین اور مسٹر دولتانہ دونوں کو موقوف کرا دیا یہ بچہ ابھی زندہ ہے اور راہ دیکھ رہا ہے کہ کوئی آوے اور اسے اٹھا کر گود میں لے لے۔

اس مملکت خداداد پاکستان میں سیاسی ڈاکوؤں، طالع آزماؤں اور گمنام و بے حیثیت آدمیوں، غرض سب کے لئے کوئی نہ کوئی روزگار موجود ہے۔ ہمارے سامنے صرف دو ایسے آدمی ہیں جنہوں نے اس قسم کا روزگار قبول کرنے سے انکار کیا ہے یعنی سردار بہادر خان وزیر مواصلات اور مسٹر حمید نظامی ایڈیٹر "نوائے وقت" انہوں نے اس بچے کو اور اس کے تمام نتائج کو قبول کرنے سے انکار کر دیا"

(رپورٹ صفحہ ۲۰)

۱۹۵۷ء میں اسمبلی کے الیکشن کی تیاری ہوئی اور سیاسی ڈاکوؤں اور "طالع آزماؤں" نے اس بچہ کو جو ابھی تک زندہ تھا اٹھا کر اپنی چھاتی سے لگا لیا اور اس کی ناز برداری شروع کر دی۔ کسی نے "جماعت اسلامی" سے گٹھ جوڑ کو اپنی کامیابی کو ذریعہ سمجھا اور کسی نے "احرار" کے ساتھ پیکٹ کو اپنی فتح کا ذریعہ سمجھا اور ادھر بلی بھاگوں چھینکا ٹوٹ گیا اور بچہ پھر کھل کھیلنے لگا۔ اس کی چاروں طرف سے پھر ناز برداری ہونے لگی پھر "تحفظ ختم نبوت" کا ڈھونگ رچایا جانے لگا۔ پھر "مرزائیت مردہ باد" اور "مرزائیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دو" کے نعرے بلند ہونے لگے پھر مساجد اللہ کو سیاسی جنگ کے لئے "اکھاڑہ" بنایا جانے لگا۔ اس بچہ کے جنم داتا پھولے نہ سماتے تھے کہ اب یہ بچہ پھر پروان چڑھے گا۔ ادھر "سیاسی ڈاکو" خوش تھے کہ اس بچہ کی بدولت ہمارے پانچوں گھی میں ہو جائیں گے۔ جلسے ہونے لگے۔ جلوس نکلنے لگے۔ دھواں دھار تقریریں ہونے لگیں اور فلک شگاف نعرے لگنے لگے اور یہ افسوسناک بات تھی کہ نہ ہی حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کبھی سیاست میں کوئی حصہ نہ لیا اور نہ ہی کبھی جماعت کو حصہ لینے کی تلقین فرمائی۔ بلکہ جماعت کو ہمیشہ سیاسیات سے الگ رہنے کی تاکید فرماتے رہے اس کے باوجود آپ کے نام کو سیاسی سٹنٹ کے طور پر استعمال کیا جانے لگا اور ہر گندی سے گندی گالی آپ کو دی گئی اور اب سمجھا گیا ہر ناپاک سے ناپاک الزام آپ پر لگایا گیا ہر بُری سے بُری چیز کے ساتھ آپ کو تشبیہ دی گئی اور سب خلاف شریعت بلکہ ننگِ انسانیت حرکات کو عین اسلام سمجھ کر تحریر کیا گیا اللہ تعالیٰ نے آپ کو سن ۱۹۰۱ء میں الہام کیا تھا جو آپ کی کتاب اربعین نمبر ۴ کے صفحہ نمبر ۲۱ کے حاشیہ میں شائع شدہ موجود ہے کہ:۔

بر مقام فلک شدہ یا رب
گر امید سے وہم مدار عجب
بعد ۱۱ انشاء اللہ تعالیٰ

اس کی تشریح میں آپ فرماتے ہیں کہ:۔

"تیری دہائی اب آسمان پر پہنچ گئی ہے اب اگر میں تجھے کوئی امید اور بشارت دوں تو تعجب مت کر میری سنت اور ضبط کے خلاف نہیں بعد گیارہ انشاء اللہ تعالیٰ فرمایا:۔ اس کی تفہیم نہیں ہوئی کہ گیارہ سے کیا مراد ہے گیارہ دن یا گیارہ ہفتے یا کیا یہی ہندسہ گیارہ کا دکھایا گیا ہے"

اس الہام کی ایک تشریح حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اور بعض تشریحات دوسرے لوگوں نے بھی کی ہیں مگر الہامی پیشگوئیاں ذوالوجوہ ہوتی ہیں اور ان کے صحیح معنی اپنے وقت پر کھلتے ہیں اس لئے اس پیشگوئی

کی حقیقت بھی اپنے وقت پر کھل ہو سکتا ہے کہ یہ اور کسی رنگ میں بھی پوری ہو مگر میرے نزدیک اس کا مطلب یہی تھا کہ مملکت خداداد حاصل ہونے کے بعد گیارہ سال متواتر لوگ اس آزادی سے ناجائز فائدہ اٹھائیں گے اور اس عرصے میں حکومت میں زیادہ دخل سیاسی ڈاکوؤں، اور طالع آزماؤں اور خودغرض لوگوں کا ہوگا شریف النفس اور نیک نیت جو ہوں گے اقلیت میں ہونے کی وجہ سے وہ کچھ نہ کر سکیں گے۔ پارٹی بازی اور خویش پروری کر کے اسلامی جمہوریت کو بدنام کیا جائے گا۔ مذہب کے نام پر ہر قسم کے فتنہ کو ہوا دی جائے گی فرستادۂ خدا کو جسے اللہ تعالےٰ نے اس صدی کے مسلمانوں کی اصلاح اور تجدید و اشاعت اسلام اور خدمت قرآن کے لئے بھیجا تھا کافر! یا جا کر اسلام میں فتنہ ڈالنے والا قرار دیا جائے گا اور اس کی انتہائی تکذیب اور تذلیل کی جائے گی اس کے نام لیواؤں پر عرصۂ حیات تنگ کیا جائے گا اس وقت مامور من اللہ کی شخصیت مظلوم ترین شخصیت ہوگی جس پر سخت افتراء کئے جائیں گے اور غلط عقائد اس کی طرف منسوب کر کے بدنام کیا جائے گا تب اس کی مقدس رُوح اپنے بھیجنے والے کے حضور میں فریاد کرے گی۔

ڈوبنے کو ہے یہ کشتی آمرے اے ناخدا
آگیا اس قوم پر وقتِ خزاں اندر بہار
اے خدا ابن تیرے ہو یہ آبپاشی کس طرح
جل گیا ہے باغِ تقویٰ دیں کی ہے اب اک مزار
تیرے ہاتھوں سے مرے پیارے اگر کچھ ہو تو ہو
ورنہ فتنہ کا قدم بڑھتا ہے ہر دم سیل وار
اک نشاں دکھلا کہ اب دیں ہو گیا ہے بے نشاں
اک نظر کر اس طرف تا کچھ نظر آوے بہار

اس فریاد کے جواب میں اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ:-

جو مقام فلک شدہ یا رب

نہیں رہے گا مگر مٹی رہے گی۔"

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ لاہور کے پاک ممبروں کے خلاف جو وسوسہ پیدا کر کے پروپیگنڈا کیا جاتا ہے گا وہ بھی اسی گیارہ سال کے بعد دُور ہونا شروع ہو جائے گا یا اگر اس سے کوئی اندرونی وسوسہ بھی سمجھا جائے تو بھی اس میں یہی بشارت ہے کہ وہ گیارہ سال کے بعد دُور ہو جائے گا۔ چنانچہ دونوں طریق پر اللہ تعالیٰ نے جماعت احمدیہ لاہور کو بشارت دی کہ وہ وسوسہ خواہ اندرونی ہو یا بیرونی بہرحال گیارہ سال بعد دُور ہوگا۔ اس کے بعد الہام ہوتا ہے:-

"سب مولوی ننگے ہو جائیں گے"

اس کی تفصیل بیان کرنے کی ضرورت نہیں واقعات سب کے سامنے ہیں پھر الہام ہوتا ہے کہ:-

انا اللہ ذو المنن - انی
مع الرسول اقوم

میں اللہ بہت احسان کرنے والا ہوں میں یقیناً اپنے فرستادہ کی مدد کے لئے کھڑا ہوں گا۔

یہ سب الہامات حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کا روشن نشان ہیں اور مارشل لاء کا نفاذ اور ملک میں افواج کی آمد عصرِ حاضر کے مجدد اعظم کی صداقت کا عظیم الشان ثبوت ہیں جس کے بعد

پلٹے مُلّایاں پر بنا رہلند تر محکم اقتاد

کا نشان بھی پورا ہوا اور مملکت خداداد پاکستان نہایت مضبوط اور مستحکم ہو گئی۔

"سیاسی ڈاکو" گوشہ نشین ہو گئے جن لوگوں نے اپنے اقتدار کو مضبوط کرنے کے لئے "تحریک ختم نبوت" چلانے والوں کی پشت گری کی تھی وہ سیاست سے محروم کر دیئے گئے۔ پاکستان کی جڑوں کو کھوکھلا کرنے کے لئے جو بچے پیدا ہوا تھا اور جس کو خودغرض ہوس

وعدہ الٰہی کے موجب اچانک افواج آئیں اور ملک میں ہر طرح امن و امان ہو گیا اور پاکستان کے اس تصور نے عملی صورت اختیار کر لی جو بانیٔ پاکستان حضرت قائداعظم نے دستور ساز اسمبلی میں بیان فرمایا تھا:-

"آج کے بعد صرف ایک پاکستانی قوم ہوگی جس میں مسلم اور غیر مسلم شامل ہونگے ان سب کو مساوی شہری حقوق حاصل ہوں گے۔ نسل، مذہب اور مسلک کا کوئی امتیاز نہ ہوگا اور مذہب محض فرد کا نجی معاملہ سمجھا جائے گا"

دوسری طرف اس صدی کے مجدد اعظمؒ نے تکفیر بین المسلمین کی لعنت کو دُور کرنے کے لئے جو زریں اصول پیش فرما کر تجدید کی بہت بڑی خدمت انجام دی تھی اچانک افواج کی آمد کے بعد اس اصول کو عملی جامہ پہنانے کے لئے قدم اٹھایا گیا جو یہ تھا:-

"ایک مسلمان اور موحد اہل قبلہ کو کافر کہدینا نہایت نازک امر ہے بالخصوص جبکہ وہ مسلمان اپنی تحریرات اور تقریرات میں ظاہر کرے کہ میں مسلمان ہوں اور اللہ اور رسول اور اللہ جلشانہ کے ۔۔۔ ملائکہ اور اس کی کتابوں اور اس کے رسولوں اور بعث بعد الموت پر اسی طرح ایمان لاتا ہے جیسا کہ اللہ جلشانہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی تعلیم میں ظاہر فرمایا اور نہ صرف یہی بلکہ ان تمام احکام کا پابند بھی ہو جو اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمائے ہیں تو ایسے مسلمان کو کافر قرار دینا اور اس کا نام الکفر اور دجال رکھنا گیا یہ ان لوگوں کا کام ہے جن کا شعار تقویٰ اور خدا ترسی

پیغامِ صلح — ۶ — ۱۹ اپریل سنہ ۱۹۶۱ء
کی حقیقت بھی اپنے وقت پر کھل ہو سکتا ہے کہ یہ اور کسی
نہیں رہے گا مگر مٹی رہے گی۔"
وعدہ الٰہی کے موجب اچانک افواج آئیں اور ملک میں

مسیحیت اور اسلام

عبدالرؤف لودھی گوجرانوالہ

"حقائق قرآن"[1] نامی ایک پمفلٹ کرسچین لٹریچر سوسائٹی فار انڈیا کی جانب سے قبل از قیام پاکستان شائع ہوا تھا جیسے تو اس میں بظاہر "قرآنی دلائل" کا نام لیکر حضرت عیسے علیہ السلام کی فضیلت بیان کی گئی ہے۔ لیکن حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو (نعوذ باللہ) نہایت کم درجہ کا انسان ثابت کرنے پر بھی ایڑی چوٹی کا زور لگایا گیا۔ اکثر اعتراضات قرآنی حوالوں سے دُور کا بھی واسطہ نہیں رکھتے۔ اور طرّہ یہ کہ ان اعتراضات کو "قرآنی دلائل" کا نام دیا ہے۔ اگرچہ اس پمفلٹ میں چودہ اعتراضات ہیں لیکن ہم ان میں سے چند ایک کے جواب دیں گے کیونکہ باقی انہی میں سے لیکر خواہ مخواہ بڑھا چڑھا کے ہوئے ہیں۔

سوال و جواب درج کرنے سے پیشتر یہ بتانا مناسب ہوگا کہ پمفلٹ مذکورہ کی ابتداء ان الفاظ سے ہوتی ہے

> "اگر غیر معتبر روایات کو چھوڑ کر فقط قرآنی بیانات کو دیکھیں تو مسیح ابنِ مریم .... حضرت محمدؐ سے افضل ہیں۔ اس دعوے پر دلائل حسب ذیل ہیں"

اور پھر اس کا خاتمہ ان الفاظ سے کیا گیا ہے :۔

> "دلائل مندرجہ بالا سے نہایت صفائی اور صراحت کے ساتھ عیاں ہے کہ مسیح محمدؐ صاحب سے بہر صورت ہزار درجہ افضل و برتر ہے۔ لیکن اب بھی اگر کوئی اس صاف اور صریح حقیقت کو تسلیم نہ کرے تو محض خوش فہمی اور ہٹ دھرمی ہے۔ خداوند کریم برادرانِ اسلام کو تعصب کے موذی مرض سے شفا بخشے اور ان کی آنکھیں نورِ حق سے منوّر کرے"

چونکہ اس پمفلٹ میں اہلِ اسلام کو خوش فہم اور ہٹ دھرم بتانے کی کوشش کی گئی ہے اس لئے ہم دیکھتے ہیں کہ ان خطابات کے اصل حقدار کون ہیں ــــ کاش مسلمان علماء حضرت مسیح موعودؑ کا ساتھ دیتے ــــ تو جیسا کہ اکثر اوقات پادری صاحبان کو احمدیوں کے پھندے سے اپنے گلے چھڑاتے ہم نے بھی دیکھا ہے کوئی وجہ نہ تھی کہ آج پھر انہیں سر اٹھانے کی جرأت ہوتی !! ؟

سوالات کا جواب دینے سے پہلے یہ امر بھی قابل ذکر ہے کہ مسیحی حضرات کا یہ کہنا کہ قرآن میں حضرت عیسیٰؑ کے متعلق جو تعریفی کلمات آئے ہیں وہ حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے بارے میں کیوں نہیں آئے ایسا ہی ہے جیسا کوئی کہے کہ فلاں اہلکار کو جو عدالت نے یہ کہکر رشوت ستانی کے الزام سے بری کر دیا کہ وہ بیباک اور بھلا مانس آدمی ہے تو یہ الفاظ دوسرے اہلکاروں کے متعلق کیوں نہیں کہے گئے ظاہر ہے کہ دوسروں پر کوئی الزام ہی نہ تھا تو ان کے متعلق خواہ مخواہ ایسے الفاظ کیوں کہے جاتے ؟ یہی حال حضرت عیسے علیہ السلام کا ہے ان کے متعلق قرآن میں جو تعریفی کلمات آئے ہیں۔ ان کی وجہ یہ ہے کہ ان کی اپنی ہی بدبخت اور ہٹ دھرم قوم نے ان کی پوزیشن کو اس قدر کمزور اور خلط ملط کر کے رکھ دیا اور ایسے ناپاک الزام ان پر لگائے کہ اللہ تعالےٰ کو حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) کی مبارک وساطت سے وہ تمام کمزوریاں اور غلط فہمیاں اور الزامات قرآن میں ان کے متعلق خصوصیت سے تعریفی کلمات استعمال کر کے دُور کرنے پڑے۔ یہ بہت بڑا احسان ہے اسلام کا مسیحی حضرات پر ــــ ! یہ اور بات ہے کہ وہ اب بھی احسان فراموشی کا ثبوت دیتے رہیں۔

ذیل میں عیسائی پمفلٹ کے اعتراضات کو طوالت مضمون کے خوف سے من وعن الفاظ میں پیش کرنے سے ہم پرہیز کر رہے ہیں۔ البتہ اختصاراً قریب قریب انہی کے الفاظ میں درج کرتے ہیں :۔

اعتراض :۔ بروئے قرآن مسیح کی پیدائش معجزہ تھی۔ حضرت مریم کو حضرت جبرئیل کے ذریعے بشارت ملی۔ برعکس اس کے حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا ذکر تک بھی قرآن میں نہیں (کوئی قرآنی حوالہ پیش نہیں کیا۔ ناقل)

الجواب :۔ کوئی قرآنی حوالہ نہ ہونے کے باعث ہمارے لئے یہ جاننا مشکل ہو رہا ہے کہ معترض نے حضرت عیسے علیہ السلام کی پیدائش کو معجزہ اور حضرت جبرائیل کے ذریعہ حضرت مریم کو بشارت ملنے کا استدلال کہاں سے کیا گیا ہے۔ خیال پڑتا ہے کہ سورۃ مریم کی آیت ۱۷ سے بجائز پیدا کیا گیا ہوگا۔ تو اس کا ترجمہ یہ ہے :۔

> "پس اس (مریم) نے ان سے پردہ کر لیا سو ہم نے اپنی رُوح کو اس کی طرف بھیجا تو اسے ایک صحیح سالم انسان کی شکل نظر آئی"

اعتراض سے معلوم ہوتا ہے کہ گویا حضرت جبرئیل کے ذریعہ بشارت ملنے کو حضرت مسیح علیہ السلام کی پیدائش کا معجزہ تصوّر کر لیا گیا ہے۔ لیکن یہاں تو صرف رُوح کا ذکر ہے اور یہاں رُوح سے مراد اس کے سوا اور کچھ نہیں کہ اللہ تعالےٰ نے اپنا کلام یا الہام حضرت مریم کی طرف بھیجا اور آیت میں تمثّل لھا کے ضمیر اپنے اوپر کچھی جائے گی جیسے ایک متمثّل ہو کے والا بشر کی صورت میں متمثّل ہوا یا کشفی نگاہ میں اسے ایک بشر نظر آیا۔

اور یہ بھی ممکن ہے کہ معترض کی قرآنی الفاظ کا یا آیۃً سے معجزانہ پیدائش مراد ہو۔ لیکن اللہ تعالےٰ فرماتا ہے :۔

> "قل لو کان البحر مدادا لکلمات ربی لنفد البحر قبل ان تنفد کلمات ربی" (سورۃ الکہف آیت ۱۰۹)
>
> "یعنی کہو اگر میرے رب کے .... کلمات کے لئے سمندر بھی سیاہی بن جائیں تو میرے رب کے کلمات اس قدر لاتعداد ہیں کہ سمندر ختم ہو جائیں۔ مگر وہ کلمات ختم نہ ہوں"

رہا معاملہ "آیۃً" کا ــــ تو عرض ہے کہ سورۃ مریم کی آیت ۲۱ میں اللہ تعالےٰ نے حضرت عیسیٰؑ کو آیۃ للناس بتایا ہے خیال رہے اللہ تعالےٰ سورۃ بنی اسرائیل آیت ۱۲ میں فرماتا ہے :۔

> "اور ہم نے دن اور رات کو دو آیات (نشانیاں) بنایا ہے"

حالانکہ دن اور رات عمومی طور پر آتے اور جاتے رہتے ہیں۔ اسی طرح خدا کی طرف بلانے والے یا کسی ایسے کا وجود بھی ایک آیت ہی ہوتا ہے۔ کیونکہ ہر چیز جو بطور دلیل یا نشان کے ہو آیت کہلاتی ہے۔ اگر آیۃً للناس سے صرف معجزانہ پیدائش ہی مراد ہو تو صرف مومنوں کیلئے معجزہ نشان ہوتے نہ کہ عام طور پر ہر انسان کے لئے۔

علاوہ ازیں یہ بھی سوچنا چاہیئے کہ یہ معجزہ کس کا تھا ــــ حضرت مریم کا یا حضرت مسیح کا ــــ ؟ معجزہ مسلّم تبھی ہو سکتا ہے جبکہ اس کی کوئی شہادت ہو۔ کیا مسیحی حضرات کے پاس اس پیدائش کے کوئی شواہد ہیں جو خارق عادت ہو۔ مزید برآں بروئے اناجیل جو بچہ پورے نو ماہ ماں کے پیٹ میں عام ..... بچوں کی طرح رہا ہو اور پرورش پائی ہو اور پیدا بھی ہوا ہو تو ایسی کس مپرسی کے عالم میں کہ اسے جلنے کے لئے سر اسنے کے : یہ جگہ میسر نہ ہو جہاں کوئی دایہ ہو نہ کوئی دوسرا مددگار ــــ اور بروئے قرآن ماں دردِ زہ سے اس قدر بے تاب ہو کہ "کاش میں بھول بسری ہوتی" کیا ایسے بچے کی پیدائش کو خارق عادت معجزہ کہنا واجب ہوگا ؟ ایک بات اور بھی قابل ذکر ہے کہ بن باپ پیدائش کے معجزہ سے بڑھکر معجزہ تو یہ ہوتا کہ سرے سے بن ماں باپ ہی پیدا ہو جاتے۔ جیسا کہ بائبل میں ایک شخص ملک صدق کے متعلق لکھا ہے کہ وہ بغیر ماں باپ کے پیدا ہوا، فرمایئے اس کی پیدائش مسیح سے بڑھ معجزانہ نہ تھی ؟

---

[1] یہ پمفلٹ غالباً ۱۹۱۷ء میں مسیحی حضرات کی طرف سے شائع ہوا تھا جس کا مفصل جواب حضرت مولینا محمد علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے حقیقۃ المسیح نامی پمفلٹ میں انہی دنوں لکھ کر شائع کر دیا تھا۔ ادارہ پیغام صلح نے بھی کئی اقساط میں اس کا جواب لکھا ہے افسوس کہ عیسائیوں کا پمفلٹ تو ابھی تک تقسیم ہو کر عوام میں غلط فہمیاں پھیلا رہا ہے لیکن اس کے جواب کی دوبارہ اشاعت کی نوبت نہ آئی۔

(۲) اعتراض

مسیح علیہ السلام کی والدہ کی فضیلت علیٰ نساء العالمین کی رُو سے ثابت ہے۔ انہیں صدیقہ کہا گیا۔ حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی والدہ کا نام تک قرآن میں نہیں اور بعض مسلمان تو ان کے ایماندار ہونے کے بھی قائل نہیں۔

الجواب:۔ "علیٰ نساء العالمین" میں .... تو قرآنی تفہیمات کی رُو سے عالمین پر فضیلت سے مراد جہاں اسی زمانہ کی عورتوں پر فضیلت ہے نہ کہ پہلی اور بعد میں پیدا ہونے والی عورتوں پر بھی۔ رہا یہ کہ حضرت عیسیٰ کی والدہ کی فضیلت یوں بھی ہے کہ وہ صدیقہ کہلائیں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ حضرت مریم کو قرآن میں صدیقہ کا لقب دراصل اس لئے دیا گیا کہ یہودیوں نے اُن پر ایک ناپاک الزام لگایا تھا جس کا ذکر قرآن کریم نے علیٰ مریم بهتاناً عظیماً کے الفاظ میں کیا ہے اور یہودیوں کے یہ الفاظ نقل کئے ہیں یا اخت هرون ما كان ابوك امرا سوءٍ وما كانت امك بغيا قرآن نے اس بہتان سے ان کی بریت صدیقہ کے لفظ سے کی جس کا مطلب یہ ہے کہ وہ ایک پاکباز عورت تھی، یہ بھی یقیناً مسیحی قوم پر ایک بڑا احسان ہے قرآن الحکیم کا ..... لیکن یہ احسان فراموش اور ناشکر گذار قوم.... اپنے محسن اعظم رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم پر بھی زبان طعن دراز کرنے سے باز نہیں آتی۔ اور حضرت آمنہ کے ایماندار ہونے یا نہ ہونے یا قرآن میں ان کا ذکر نہ آنے کے بارے میں عرض ہے کہ اُن پر کوئی ایسا الزام ہی نہ تھا تو اس کے ذکر کی ضرورت ہی کیا تھی۔

(۳) اعتراض

مسیح کی پیدائش کے وقت خارق عادت امور مثلاً نخل خشک کے ہرا بھرا ہو جانے، چشمہ جاری ہونے اور تسکین کے لئے فرشتے کا نزول وقوع میں آئے۔ لیکن حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی پیدائش کے وقت کوئی ایسا امر وقوع میں نہیں آیا۔

الجواب:۔ ویسے تو اس کا کچھ جواب نمبر ا میں آچکا ہے لیکن سوال یہ ہے کہ جن باتوں کا ذکر معترض نے کیا ہے قرآن میں وہ کہاں ہیں؟ سورۃ مریم کی آیات ۲۴-۲۵ سے صاف پتہ چلتا ہے کہ ایک ندا آئی "اے مریم غم نہ کر" اور بتایا کہ "تیرے رب نے تیرے نیچے ایک چشمہ (بہا) رکھا ہے" ٹھیک ہے ہم پہلے بھی بیان کر آئے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے حضرت مریم کو بشارات ملتی تھیں۔ قرآنی الفاظ سے تو یہی عیاں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے پانی کے چشمہ کا پتہ انہیں بتا دیا تاکہ وہ اس سے اور تازہ کھجور کے ذریعہ سے اس کیفیت کو رفع کر سکے جو بچہ کی پیدائش کے وقت ہوئی۔ یہ واقعہ تو قرآن میں اس لئے آیا ہے [illegible] حضرات کو معلوم ہو کہ مسیح کی پیدائش کے وقت حضرت مریم کو بھی وہی تکلیف لاحق ہوئی جو دوسری عورتوں کو ایسے وقت میں پیش آتی ہے جیسا کہ اس سے پہلی آیت میں ہے:۔

"پھر دردِ زہ اسے کھجور کے تنے کی طرف لے آیا (مریم) کہنے لگی اے کاش میں اس سے پہلے مر جاتی یا بھولی بسری ہوتی"

اس سے ظاہر ہے کہ انہیں کس قدر تکلیف لاحق ہوئی تھی مسیحی حضرات کو عبرت حاصل کرنی چاہیئے جن کا عقیدہ ہے کہ آدم کے گناہ کی وجہ سے عورت کو یہ سزا ملی تھی کہ:۔

"درد سے تو لڑکے جنے گی"

(پیدائش ۳: ۱۶)

غور کرنا چاہیئے کہ جسے عیسائی لوگ اپنا خدا مانتے ہیں۔ اور جس نے آدم کے گناہ کا کفارہ دینا تھا وہ بھی جب پیدا ہوتا ہے تو اس کی ماں اسے دردِ زہ سے ہی جنتی ہے اور درد کی شدت کا یہ عالم ہوتا ہے کہ وہ چلا اٹھتی ہے "یا لیتنی مت قبل هذا وکنت نسیاً منسیاً" فطرتی بات ہے حضرت مریم بالآخر انسان تھیں اور پھر یہ بچہ بھی پہلوٹھی کا تھا پہلے وضع حمل میں عورت کو ہمیشہ ناقابل برداشت تکلیف ہوتی ہے علاوہ ازیں وہ سفر میں تھیں خیال رہے اس کا ذکر قرآن شریف میں اس لئے بھی ہے کہ جسے اہل یسوع خدا بناتے چلے آرہے ہیں وہ خود کیسی بے کسی کے عالم میں پیدا ہوا اور جسے خدا کی ماں کہا جاتا ہے اسے کس مصیبت اور مشقت کے ساتھ بچہ کو جنم دینا پڑا۔ (باقی دارد)

حضرت مسیح موعودؑ کے نشانات

(بسلسلہ صفحہ ۷)

میں بڑے بڑے اختلافات تھے اور اُن میں کوئی بھی اختلاف سے بچ نہیں سکا نہ صدیقؓ نہ فاروقؓ نہ دوسرا کوئی صحابی بلکہ مروی ہے کہ حضرت ابن عباسؓ باوجود اپنی جلالت و شان کے جو علماء میں سے دینی امور میں تمام صحابہ سے پچاس مسئلہ میں مخالف تھے اور یہ مخالفت اس کمال تک پہنچ گئی تھی کہ بعض ایسے امور کو وہ حلال مانتے تھے جن کو دوسرے صحابہ حرام قطعی بلکہ صریح فسق سمجھتے تھے اور حضرت عائشہ صدیقہ اور حضرت معاویہؓ رضی اللہ عنہما اور ان کے گروہ کے لوگ معراج اور رویت باری کے بارے میں دوسرے صحابہ سے کلی مخالف تھے مگر کوئی.... کسی کو کافر نہیں کہتا تھا مگر یہ زمانہ ایک ایسا زمانہ آیا کہ مولویوں نے اپنے بھائی مسلمان کو کافر کہدینا ایک ایسی سہل الحصول بات سمجھ لی کہ جیسے کوئی پانی کا گھونٹ پی لے"

(ایضاً صفحہ ۵۱۲)

پھر آپ نے "مکفرین المسلمین" کے حامی علماء کو مخاطب کر کے لکھا:۔

"خدا سے شرماؤ اور یہ نمونہ اپنی مولویت اور تفقہ کا مت دکھلاؤ۔ مسلمان تو آگے ہی تھوڑے سے ہیں تم ان تھوڑوں کو اور نہ گھٹاؤ اور کافروں کی تعداد نہ بڑھاؤ اگر ہمارے کہنے کا کچھ اثر نہیں تو اپنی ہی تحریرات مطبوعہ کو شرم سے دیکھو اور فتنہ انگیز تقریروں سے باز آؤ"

(ازالہ اوہام صفحہ ۵۹۷)

پھر فرمایا:۔

"آج کل یہ کوشش ہو رہی ہے کہ مسلمانوں کو جہاں تک ممکن ہو کم کر دیا جائے اور بدسرشت مولویوں کے حکم و فتوے سے دین اسلام سے خارج کر دیئے جائیں اور اگر سزاوار اہل اسلام کی ہو تو اس سے چشم پوشی کر کے ایک بے ہودہ وجہ نکال کر اس کو کافر ٹھہرایا جائے"

غرضیکہ آپ اس زمانہ میں فرد واحد تھے جنہوں نے "کفر بازی" کے خلاف زندگی بھر قلمی جہاد کیا اور یہ کوشش فرمائی کہ جزوی اختلافات کی وجہ سے مسلمان ایک دوسرے کو کافر کہنا چھوڑ دیں مگر ایک طرف مخالف مولویوں نے اس کو ہوا دی اور دوسری طرف احمدی کہلانے والوں نے چونکہ یہ مسلمانوں کے لئے بہت بڑی لعنت تھی جس کو دور کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے مجدد وقت کو مبعوث کیا تھا مگر لوگوں نے اس کی مخالفت کی اور اس اصول پر عمل نہ کیا ادھر اللہ تعالیٰ کا وعدہ تھا کہ میں تیری بعثت کے تمام مقاصد کو پورا کروں گا جس کے موجب اس نے افواج کو بھیجا جنہوں نے نظم و نسق اپنے ہاتھ میں لے کر اس لعنت کا بھی قلع قمع کر دیا۔ اور اس طرح وہ پیشگوئی پوری ہوئی جو اللہ تعالیٰ نے اپنے مامور کے ذریعہ فرمائی تھی اب ہر شخص کو مذہبی آزادی حاصل ہے اسے یہ حق حاصل ہے کہ اپنے معتقدات کی خوبیاں بیان کرے مگر دوسرے کو کافر کہنے یا اس کے خلاف بدزبانی اور دشنام دہی کرنے والوں کے لئے قانونی تعزیر موجود ہے یہی وجہ ہے کہ اب "کفر باز" عزلت کے دریچے میں دبک گئے۔ جس طرح فوجوں کی آمد حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کی صداقت کا چمکتا ہوا نشان ہے اسی طرح جماعت احمدیہ لاہور کے مسلک کی صداقت بھی اس سے عیاں ہوتی ہے کیونکہ دنیائے اسلام میں یہ ایک ہی جماعت ہے جس نے اپنے امام کی اتباع میں "تکفیر بین المسلمین" کے خلاف پینتالیس سال سے جدوجہد جاری رکھی ہوئی ہے، ہم اس کامیابی پر جس قدر بھی خدا کی حمد کریں کم ہے

(باقی ــــ باقی)

تبلیغ کا اہم کام اور اس کی مشکلات

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا خطرناک مصائب میں صبر و استقلال

خطبہ جمعہ مورخہ ۷ اپریل ۱۹۶۱ء فرمودہ حضرت امیر مولانا صدر الدین صاحب ایدہ اللہ بمقام احمدیہ بلڈنگس لاہور

انا نحن نزلنا علیک القرآن تنزیلا ۔۔۔ واذا شئنا بدلنا امثالھم تبدیلا
(الدھر)

حضرت نبی کریم صلعم کی مشکلات اور صبر کی تعلیم

اللہ تعالیٰ نے ان آیات میں حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مشکلات کا ذکر فرمایا ہے۔ ان مشکلات کے حل کرنے کے لئے چند باتیں بیان فرمائی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے حضور نبی کریمؐ کے سپرد ایک نہایت اہم کام کیا۔ اور وہ اہم کام یہ تھا انا نحن نزلنا علیک القرآن تنزیلا۔ ہم نے آپ پر قرآن کو تھوڑا تھوڑا کر کے اتارا ہے۔ اور موقع و محل کے مطابق اتارا ہے۔ یہ اس لئے کہ لوگوں کے ذہن میں قرآن کریم کی تعلیم بیٹھ جائے۔ فرمایا کہ کام ہمارا ہے لیکن مصیبت آپ پر آئے گی۔

اس کام کے لئے بہت بڑے استقلال اور بہت بڑی ہمت کی ضرورت ہے۔ فاصبر کے لفظ کے اندر اشارہ ہے کہ بہت بڑی مشکلات پیش آئیں گی، جن میں بڑے صبر و استقلال کی ضرورت ہے اگرچہ آپؐ کا جگر گردہ پہاڑوں سے زیادہ مضبوط تھا۔ پھر بھی آپ کو صبر کرنے کا سبق دیا جا رہا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ بہت سخت مشکلات کا سامنا ہوگا۔

تبلیغ کا مشکل کام

اسی لئے فرمایا فاصبر کما صبر اولوالعزم من الرسل۔ تبلیغ کا کام بڑا مشکل کام ہے۔ اس کام میں مشکلات کا پیش آنا ضروری ہے۔ اس کے لئے تمام پیغمبروں اور رسولوں نے استقلال اور صبر دکھلایا۔ آپ بھی ان کی طرح صبر و استقلال سے کام لیں۔ اس جملہ میں تبلیغ کی تاریخ بیان کر دی ہے کہ تبلیغ کا کام آسان نہیں ہے۔ اس کے راستہ میں بڑی بڑی دقتیں پیش آتی ہیں۔

قوم کے حالات اور نبی کریم صلعم کا اندیشہ

چنانچہ جب یہ کام آپ کے سپرد ہوا تو آپؐ نے حضرت خدیجہ رضؓ سے کہا کہ خشیت علی نفسی میرا کیا حال ہوگا۔ مجھے یہ اہم کام سپرد ہوا ہے۔ اس قوم کی اصلاح کا کام جس کے اندر کینہ ہے۔ حسد ہے فساد ہے۔ اور دھاڑ ہے۔ ان کا کوئی بزرگ آدمی مرتا ہے تو وصیت کر جاتا ہے کہ میرا بدلہ لینا ہے۔ بتوں سے انہیں عشق ہے۔ ان پر جان دیتے ہیں۔ وہم پرستی ہے ڈاکہ زنی ہے۔ مال کی محبت ہے، مال کے لئے ڈاکہ زنی کرتے ہیں۔ شراب پیتے ہیں، یہ تمام چیزیں میرے سامنے ہیں اس لئے مجھے بہت اندیشہ ہو رہا ہے کہ اس قوم کی اصلاح کیسے ہو سکے گی۔ خشیت علی نفسی یہ بڑا جان جوکھوں کا کام ہے مجھ سے کیسے ہو سکیگا؟

قوم کی طرف سے ایذا رسانی اور ظلم و ستم

چنانچہ آپ کو اور آپؐ کے ساتھیوں کو تیرہ سال تک بے انتہا تکلیفیں پہنچائی گئیں۔ مردوں کے علاوہ عورتوں کو بھی پرلے درجہ کی اذیت پہنچائی گئی۔ مردوں اور عورتوں میں جس کو پہلے شہادتؓ کا درجہ حاصل ہوا وہ ایک عورت تھیں جن کا نام سمیہ تھا۔ اسی طرح ایک اور عورت کو جو ابوجہل کی لونڈی تھی اسکے مسلمان ہو جانے کی وجہ سے اس قدر پیٹا گیا کہ اس کی ایک آنکھ ضائع ہو گئی۔ لیکن ظالموں نے بس نہ کیا۔ اور اس کی دوسری آنکھ بھی ضائع ہو گئی۔ اس نے کہا یہ آنکھیں ضائع ہو گئیں تو کیا ہوا، میرے دل کی آنکھیں روشن ہو گئی ہیں، میں کسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتھ نہیں چھوڑ سکتی۔

پھر مردوں میں حضرت بلالؓ اور خبیبؓ ہیں۔ ان کو کیا کچھ تکلیفیں نہیں پہنچائی گئیں۔ تپتی ریت پر حضرت بلال رضؓ کو لٹایا گیا۔ لیکن ان کے منہ سے "احدٌ احدٌ" کی ہی آواز بلند ہوئی۔ اور حضرت خبیبؓ کو پھانسی دے دی گئی۔ لیکن کلمۂ حق کو انہوں نے نہ چھوڑا۔

طائف میں حضرت نبی کریم صلعم سے بیرحمانہ سلوک

خود حضور صلعم کو انتہا درجے کی تکلیف پہنچائی گئی یہاں تک کہ اہل مکہ سے تنگ آ کر حضور طائفؓ تشریف لے لئے۔ طائف کے لوگوں نے اس عظیم الشان شخص کا بڑی بے دردی سے استقبال کیا۔ پتھر مار مار کر لہو لہان کر دیا آپ بستی سے باہر نکل کر ایک درخت کی ٹہنی کو پکڑ کر کھڑے ہو گئے۔ اور دعا کی۔ اے مولا میں کمزور ہوں۔ میں تیرے پاس اپنی بے بسی عاجزی اور کمزوری کا شکوہ کرتا ہوں۔ لیکن اگر اس مصیبت سے تو راضی ہے تو مجھے کوئی شکایت نہیں۔ تیری رضا اگر یوں ہی میسر آ جائے تو مجھے کوئی گلہ نہیں۔

حضرت نبی کریم صلعم کا استقلال

فاصبر کا حکم دیکھئے اور ساتھ ہی ساتھ حضور کے صبر و استقلال کی شان دیکھئے۔ لکھا ہے کہ ایک فرشتہ جسے جبال کا فرشتہ کہتے ہیں حاضر ہوا۔ اور کہا کہ اگر آپؐ کہیں تو ان دونوں پہاڑوں کو اس بستی پر گرا دوں لیکن حضور فرماتے ہیں نہیں اس کی ضرورت نہیں ارجو ان یخرج اللہ من اصلابھم من یعبد اللہ وحدہ ولا یشرک بہ شیئا یہ تو میری امید کی کھیتی ہے۔ ان کی پشتوں سے وہ لوگ پیدا ہوں گے جو خدائے واحد کی عبادت کریں گے اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرائیں گے۔ میں اس امید کی کھیتی کو تباہ ہوتے ہوئے نہیں دیکھ سکتا۔

اندازہ لگائیے کیا ہمت اور کیا صبر ہے۔ اور ایسے ظالم لوگوں کے ظلم و ستم کے باوجود ان کی تباہی منظور نہیں۔ اور ان کی اولادوں میں سے نیک لوگ پیدا ہونے کی امید رکھتے ہیں۔

غلبہ پا کر دشمن کو معافی

انجیل میں لکھا ہے کہ دشمن سے محبت کرو۔ لیکن عملی طور پر حضرت عیسیٰؑ کو دشمن سے محبت کرنے کا کبھی موقع نہیں ملا، اور نہ صبر کرنے اور نہ معاف کرنے کا موقع ملا ہے۔ حضور نبی کریمؐ نے انتہا درجہ کی تکلیفیں قوم کے ہاتھوں اٹھائیں۔ لیکن ہمیشہ آپ نے معاف کیا۔ کبھی ان کے دل میں انتقام کا جذبہ پیدا نہ ہوا۔

مدینہ کی ہجرت اور یہودیوں کی طعنہ زنی

لوگوں نے اس قدر تکلیفیں آپ کو اور آپؐ کے صحابہ کو دیں کہ صحابہؓ تنگ آ کر اذیت چلے گئے۔ آپ کو خود مدینہ کی طرف ہجرت کرنا پڑی۔ اپنا مکان چھوڑنا پڑا گلی کوچے جہاں بچپن میں پرورش پائی تھی وہ سب کو چھوڑ کر مدینہ جانا پڑا۔ جہاں اتفاق سے بیماری پڑی حضرت عائشہؓ بھی بیمار ہو گئیں۔ یہودیوں نے کہا یہ کیا پیغمبر ہے وہ بیماری ساتھ لے آیا ہے اور اس کی قوم بھی تباہ حال ہے پیغمبر ہو کر اتنی بھی طاقت نہیں کہ ان تکالیف سے بچ جائے یہ جملے کتنے خطرناک اذیت پہنچانے والے تھے پھر انہوں نے یہ بھی کہا کہ جب تم یہ کہتے ہو کہ موسیٰؑ بھی نبی تھے اور رسول اور پیغمبر تھے۔ اور یہ کہ تورات الہامی کتاب تو پھر موسیٰؑ اور تورات کے بعد محمد (رسول اللہ صلعم) کو ماننے کی کیا ضرورت ہے۔ یہودی قوم بڑی مالدار اور اہل علم قوم ہے۔ اس مالدار اور اہل علم قوم کا مقابلہ آنحضرت صلعم کی قوم کو درپیش ہے۔

اہل مکہ کی چڑھائی اور نبی کریم صلعم کی دعائیں

ادھر مدینہ میں بھی مکہ والوں نے پیچھا نہ چھوڑا

اور بار بار حملہ آور ہوتے ۔ ایسے حالات میں فرمایا فاصبر لحکم ربک ۔ ایسا رجل عظیم دنیا میں کبھی پیدا نہیں ہوا جس پر چہار طرف سے مصائب کے پہاڑ ٹوٹ رہے ہوں ۔ مکہ والے چڑھائی کر کے آ گئے ۔ جنگ بدر میں بظاہر کامیابی کی کوئی امید نہ تھی، اس اضطراری حالت میں آپ دعائیں مانگتے ہیں کہ اے میرے رب میرا دین اور میری جماعت ختم ہونے والی ہے اے مولا! اگر یہ جماعت ختم ہو گئی تو دنیا میں تیرا نام لینے والا کوئی نہ رہے گا۔

ایک عورت کا صبر و استقلال

خنساء ایک شاعرہ عورت تھی جو بڑے نرم دل کی مالک تھی ۔ جب اس کا بھائی صخر مارا گیا ۔ تو اسکو بھائی کے مرنے پر بڑا غم لاحق ہو گیا ۔ اس غم میں اس نے مرثیہ کہا اس کا ایک شعر یہ ہے ؎

یذکرنی طلوع الشمس صخراً
واذکرہ لکل غروب الشمس

دن چڑھتا ہے تو میرا بھائی صخر مجھے یاد آتا ہے اور رات پڑتی ہے تو اس کی یاد تازہ ہو جاتی ہے ۔

لیکن جب ایسی عورت نے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتھ دیا تو اس کے تین بچے جنگ میں شہید ہوئے ۔ اس وقت وہ غم نہیں کرتی ۔ بلکہ صبر و استقلال دکھاتی ہے اور رسول صلعم کی تعلیم پر ثابت قدمی کا اظہار کرتی ہے اور کہتی ہے الحمد للہ الذی اکرمنی بشھادتھم ۔ خدا کا بڑا احسان ہے کہ اس نے میرے بچوں کی شہادت سے میری عزت افزائی کی ہے ۔

صاحبزادی کو صبر کی تلقین

ایک دفعہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی نے کہلا بھیجا میرا بچہ مر رہا ہے آپ تشریف لائیں ۔ آپ نے پیغام دیا مصیبت کے اندر صبر کرو، رضا الٰہی چاہو، شکایت نہ کرو ۔ آپ تشریف لے گئے ۔ دریافت کیا کہ بچے کا کیا حال ہے ۔ بچے کو گود میں لیا ۔ آنسو نکل آئے اور فرمایا للہ ما اخذ وللہ ما اعطی جو خدا نے دیا تھا ۔ اسی کا تھا اور جو اس نے واپس لیا وہ بھی اسی کا ہے ایسے وقت رونا اچھا نہیں ۔ مصیبت کے اندر رضا الٰہی چاہو اور صبر و شکر کرو ۔

ایک عورت کی رضا بالقضا

ایسا ہی صبر ابوطلحہ رضی کی بیوی نے دکھایا تھا ۔ ابوطلحہ سفر میں تھے جب وہ سفر سے واپس آئے ۔ ان کی آمد سے کچھ دیر پیشتر ان کا بچہ فوت ہو چکا تھا ۔ بیوی نے سوچا کہ گھر میں آتے ہی ان کو بچہ کی وفات کی افسوسناک خبر فوراً نہیں سنانا چاہیئے ۔ انہوں نے پوچھا کہ بچہ کہاں ہے ۔ اور اس کا کیا حال ہے ۔ جواب دیا استراحت کرتا ہے ۔

صبح ہوئی تو شوہر سے پوچھا اگر کسی پڑوسی سے کوئی چیز عاریتاً لی ہو اور وہ اسے واپس طلب کرے تو کیا اس پر بُرا منانا چاہیئے ۔ خاوند نے جواب دیا اس میں بُرا منانے کی کوئی وجہ نہیں ۔ تو کہنے لگی بیٹا ہمیں خدا نے دیا تھا ۔ اسی نے واپس لے لیا ہے ۔

دشمنوں کا طعن اور دوستوں کی عقیدت

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مرد و زن کو راضی بقضا بنا دیا ۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنا بیٹا فوت ہو گیا ۔ لوگوں نے کہا کہ محمد رسول اللہ (نعوذ باللہ) اب ختم ہو گیا ہے ۔ اس کے کوئی نرینہ اولاد نہیں اس کی نسل ختم ہو گئی ۔ ایک طرف دشمن کا یہ پروپیگنڈا اور دوسری طرف اس دن سورج کو گہن لگ گیا ۔ اپنے دوستوں نے کہا کہ یہ حضرت کے بیٹے کے مرنے کی وجہ سے ہے لیکن حضور نے دشمن کے پروپیگنڈا کی کوئی پرواہ نہ کی اور نہ دوستوں کی غلط عقیدت مندی پر خوش ہوئے ۔ فرمایا کہ کسی کی وفات اور حیات پر سورج اور چاند کو گرہن نہیں لگتا ۔ ایسا خیال محض توہم پرستی ہے ۔ اور اللہ تعالےٰ نے دشمنوں کے حق میں یہ بات نازل فرمائی ۔ انا اعطینٰک الکوثر ہم نے تمہیں ایک بیٹا کیا ایک بہت بڑی امت، دینی سلطنت اور بڑے اموال دیئے ہیں ۔ ان شانئک ھو الابتر ۔ دشمن ہی ابتر ہو کر رہے گا ۔

مصائب و مشکلات کا علاج رات کے قیام اور تسبیح میں

فرمایا ان ھٰؤلاء یحبون العاجلۃ و یذرون ماورآءھم یوماً ثقیلا ۔ ان پر خطرناک دن آنے والا ہے ۔ جب دشمنوں میں سے باقی کوئی نہ رہے گا اس لئے صبر کرو ۔ انا نحن نزلنا علیک القرآن تنزیلا ۔ ہم آپ کی مصائب کے ذمہ دار ہیں کیونکہ ہم نے قرآن اُتارا ہے ۔ ان مصائب کا ایک علاج تو یہ ہے کہ فاصبر لحکم ربک ۔ ..... دوسرا علاج یہ ہے واذکر اسم ربک بکرۃ و اصیلا ۔ صبح و شام اللہ تعالےٰ کو یاد کرتے رہو ۔ اور ومن اللیل فاسجد لہ ۔ رات کے کچھ حصہ میں اس کی عبادت کرتے رہو ۔ و سبحہ لیلاً طویلا ۔ اور راتوں کو دیر تک تسبیح کیا کرو اگر تم نے یہ طریق اختیار کیا تو دشمن کی طاقت ختم ہو جائے گی ۔ نحن خلقنٰھم وہ جو اپنے اُوپر فخر کرتے ہیں وہ ہمارے پیدا کردہ ہیں ۔ ہم نے ان کو پیدا کیا ہے و شددنا اسرھم ۔ اور ہم نے اُن کی بناوٹ کو مضبوط بنایا ہے واذا شئنا بدلنا امثالھم تبدیلا ۔ اور جب ہم چاہیں ہم ان کو ختم کر دیں گے ۔ اور ان کے بجائے دوسری قوم لے آئیں گے ۔ پس اپنے کام کو صبر و ہمت کے ساتھ جاری رکھو ۔ اور اپنے رب کو صبح و شام اور رات کی گھڑیوں میں یاد رکھو ۔

استقلال اور محنت و صبر کے بغیر کامیابی نہیں ہوتی

یہ تعلیم حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالےٰ نے دی ۔ اور آپ کے ذریعہ سے امت کو دی ۔ جو لوگ دنیا کے کاموں میں مصروف ہیں وہ جانتے ہیں کہ بغیر استقلال کے کسی کام میں کامیابی نصیب نہیں ہوتی ۔ اور جتنا بڑا کام ہو گا ۔ اتنی زیادہ محنت و ہمت اور صبر و استقلال کی ضرورت ہے ۔ یہ دنیا دکھوں اور غموں کا گھر ہے ۔ راجے، نواب اور بادشاہ، غریب و گدا، سب کے سب یہاں غم و الم میں گرفتار ہیں ۔ کسی کا باپ مرتا ہے کسی کا خاوند، کسی کا ماموں، کسی کا چچا مر جاتا ہے ۔ اور کئی قسم کے نقصانات پہنچتے رہتے ہیں، ڈاکٹر اور طبیب پر بھی ... مصائب آتے ہیں، وہ بھی مرتے ہیں ۔ پیغمبروں اور رسولوں پر بھی مشکلات آتی ہیں ۔ ماموروں اور اولیاء اللہ پر بھی تکلیفیں آتی ہیں ۔ اسی لئے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :-

ما اعطی احد عطاء
خیرا واوسع من الصبر

صبر سے بڑھکر کوئی عطیہ نہیں ۔ صَبر اور صِبر ایک ہی لفظ ہے ۔ صبر کے معنے ایلوا یعنی مصبر ہیں ۔ صبر کرنا کڑوا ہے ۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے امت کو جو سبق صبر و استقلال کا دیا ہے وہ نہایت قیمتی ہے اور ساری عمر کام آتا ہے ۔ یہ سبق ہر حالت میں کام آتا ہے، کسی کا مقدمہ ہے، کسی کا عزیز بزرگ مر گیا ہے، کسی کا دوست مصیبت میں ہے کسی کا محسن مالی مشکلات میں ہے، کسی کے باغ کا پھل ضائع ... ہو جاتا ہے کسی کی کھیتی پر نہیں آتی ۔ ان لوگوں کے لئے آرام و اطمینان کا سامان ایک ہی ہے کہ ہر حالت میں صبر و شکر اور ہمت و استقلال سے کام لیں اور خدا کی رضا پر راضی ہو جائیں ۔ ان اللہ مع الصابرین ۔

امتحان کتب سلسلہ

انجمن کے فیصلہ مؤرخہ ۴؍فروری ۱۹۶۱ء کے مطابق کتب سلسلہ عالیہ احمدیہ کے امتحانات کا سلسلہ از سر نو شروع کیا جا رہا ہے کتب سلسلہ سے دلچسپی لینے والے اصحاب اپنے نام و پتہ جات دفتر میں جلد از جلد روانہ فرمائیں تاکہ امتحانات کے لئے نصاب مقرر کر کے یہ سلسلہ زیر نگرانی شیخ غلام قادر صاحب فوراً شروع کر دیا جائے ۔

احمد یار سیکرٹری
احمدیہ انجمن اشاعت اسلام احمدیہ بلڈنگس لاہور

چوہدری عبدالرزاق صاحب گنائی کی وفات پر عقیدت کے پھول

بھدرواہ (مقبوضہ کشمیر) کے مخلص احمدی بزرگ چوہدری عبدالرزاق صاحب گنائی کی وفات کی خبر گذشتہ اشاعت میں درج ہو چکی ہے، چوہدری صاحب مرحوم ومغفور کے فضائل واخلاق اور خدمات دینیہ کے متعلق دو ضروری مضامین موصول ہوئے ہیں جو ذیل میں ہدیہ قارئین کرام ہیں:—

كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْت

آہ! حضرت چوہدری عبدالرزاق صاحب مجاہد احمدیت بھدرواہ

از ماسٹر عبدالکریم صاحب سیکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام جماعت بھدرواہ

حضرت چوہدری عبدالرزاق صاحب کی روحانی شخصیت دینداری اور طہارت محتاج تعارف نہیں ہے۔ احمدی جماعت خصوصاً اور دیگر مذہبی حلقوں میں عموماً چوہدری صاحب موصوف بڑی عزت کی نظروں سے دیکھے جاتے تھے۔ آپ نہایت مخلص، عابد، تہجد گذار، صوم وصلوٰۃ کے پابند، اپنوں اور بیگانوں سے حسن سلوک کرنے والے اور احمدیہ انجمن بھدرواہ کے سرپرست تھے۔ ان کی سخاوت اور تبلیغ دین کا جوش اپنی مثال آپ تھا۔ جوانی سے لے کر بڑھاپے تک ان کو دین سے عشق رہا۔ ریاست کشمیر میں یہ احمدیت کے ایک ستون تھے۔ اور تبلیغ احمدیت ان کا سب سے بڑا مشغلہ تھا۔ ان کا صبح گھر سے اخبار پیغام صلح کے پرچے اور ٹریکٹ لے کر نکلنا صداقت اسلام کی لوگوں کو دعوت دینا ایک عجیب کارنامہ تھا۔ اپنی دکان پر بیٹھ کر لوگوں کی خاطر مدارات اور ان تک پیغام اسلام واحمدیت پہنچانا بھی ان کا روزانہ مشغلہ تھا جو اب ایک قصہ بن کر رہ گیا ہے۔ حضرت چوہدری صاحب کی زندگی کا مختصر سا حال ان سطور میں شائع کرنا یقیناً نوجوانوں کے لئے ازدیاد ایمان کا موجب ہوگا۔ چوہدری صاحب کے والد حاجی نعیم اللہ صاحب آخری عمر میں حج بیت اللہ کی خاطر حجاز تشریف لے گئے۔ حضرت چوہدری صاحب کی عمر اس وقت بمشکل بیس سال ہوگی۔ اس وقت سے ہی صاحب موصوف نماز وعبادت کے عادی تھے۔

در جوانی توبہ کردن شیوۂ پیغمبری ست ✻ وقت پیری گرگ ظالم مے شود پرہیزگار

حضرت چوہدری صاحب کے والد مرحوم اہل حدیث تھے۔ ان کی زیر تربیت ہی انہوں نے دین سیکھا تھا۔ اور بچپن سے ہی توحید کے قائل اور عامل تھے، کسی وجہ سے لاہور احمدیہ انجمن کے درخشندہ کارکن حضرت مولانا عصمت اللہ صاحب مرحوم ومغفور آج سے تقریباً ۳۵ سال قبل بھدرواہ تشریف لائے تھے اور مولانا صاحب موصوف نے چوہدری صاحب کی میزبانی قبول فرمائی تھی۔ چنانچہ بھدرواہ میں سب سے پہلے حضرت چوہدری صاحب کے خاندان کے جمیع افراد نے بیعت احمدیت کی اور پھر بھدرواہ کے اکثر ذی اثر اور تعلیم یافتہ طبقہ کو شرکت کی توفیق ملی۔ بعض غیر از جماعت مولویوں نے اس دور میں .... یہاں احمدیت اور بانی احمدیت کے خلاف ایک طوفان بے تمیزی برپا کیا۔ حتیٰ کہ چوہدری صاحب مرحوم ان کے خاندان اور احمدی بزرگوں کا جن میں حضرت چوہدری عبدالکریم صاحب مرحوم۔ خواجہ عبدالکبیر صاحب۔ خواجہ عبدالخالق صاحب، خصوصی طور پر قابل ذکر ہیں مقاطعہ (بائیکاٹ) کیا گیا۔ حضرت چوہدری عبدالکریم صاحب مرحوم اور چوہدری حضرت عبدالرزاق صاحب مرحوم کے ایک بھائی جو عمر کے لحاظ سے ان سے بڑے تھے یعنی چوہدری غلام احمد صاحب گنائی۔ خدا تعالیٰ ان کو بھی غریق رحمت کرے ان کے خلاف بھی مخالفین سوسائٹی میں ایک طوفان بے تمیزی بپا ہوا۔ اور ان سب بزرگوں کے ساتھ سلام کلام۔ طعام وقیام۔ لین دین۔ راہ ورسم بند کر دیا گیا اور کوئی حربہ نہیں جو ان کو تباہ کرنے کے لئے استعمال نہ کیا گیا ہو۔ اس قسم کے تمام مصائب اور مشکلات کا حضرت چوہدری صاحب اور ان کے ساتھی خندہ پیشانی سے خیر مقدم اور مقابلہ کرتے رہے۔ حتیٰ کہ ان کو آبائی کاروبار تجارت میں بشدید نقصان بھی ہوا۔ جس پر انہیں مجبوراً دین کی بقا کی خاطر کاروبار آبائی چھوڑنا پڑا اور انہوں

(باقی بر صفحہ ۱۲)

آہ! چوہدری عبدالرزاق صاحب

(از خواجہ عنایت اللہ صاحب اختر)

اخبار پیغام صلح کے گذشتہ شمارہ میں یہ اندوہناک خبر سن کر میں ششدر رہ گیا کہ جماعت احمدیہ کے ایک نیک اور متقی بزرگ چوہدری عبدالرزاق صاحب بھدرواہی جماعت احمدیہ کو ہمیشہ کے لئے داغ مفارقت دے گئے ہیں انا للہ وانا الیہ راجعون۔ چوہدری صاحب کی وفات یقیناً ان تمام حضرات کے لئے رنج ومحن کا باعث ہوگی جو کہ آپ کی ذات گرامی سے واقف ہیں اور اس وقت پاکستان کے مختلف شہروں میں بکھرے ہوئے ہیں۔ یوں تو ہماری جماعت میں بفضل خدا بہت سے حضرات اپنے زہد وتقویٰ کی وجہ سے جماعت میں اعلیٰ مقام اور شہرت حاصل کر چکے ہیں۔ مگر بعض ایسی نیک طبائع ہیں جو بالکل گمنامی اور خاموشی سے جماعت کے کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے ہیں اور نام ونمود سے کوسوں دور بھاگتے ہیں۔ ایسے ہی لوگوں کے زمرہ میں چوہدری صاحب مرحوم ومغفور بھی تھے۔ مجھے اس گمنام اور مجاہد احمدی بزرگ کو بہت قریب سے دیکھنے کا کافی موقع ملا ہے اگرچہ یہ میرا طالب علمی کا زمانہ تھا۔ مگر ان کی نیکی اور پرہیزگاری کے بعض ایسے واقعات مجھے ازبر یاد ہیں بلکہ میرے دل پر گہرے نقوش چھوڑ گئے ہیں جو مٹانے سے مٹ نہیں سکتے لہٰذا میں چند سطور اپنے دوسرے احمدی بھائیوں کی اطلاع کے لئے لکھ رہا ہوں۔ شاید ہم میں سے کوئی شخص ان کی زندگی سے کچھ سبق حاصل کر سکے۔

یوں تو بھدرواہ کا ذکر اخبارات احمدیہ میں اکثر آتا رہتا ہے۔ مگر اس علاقہ کا ذکر تفصیلاً کرنا بے جا نہ ہوگا۔ بھدرواہ ایک خوبصورت چھوٹا سا شہر ہے۔ جو کہ کوہ ہمالیہ کے سلسلہ کوہ ہندوکش کی تلہٹی میں واقع ہے یہ چاروں طرف اونچے اونچے پہاڑوں سے گھرا ہوا ہے۔ ندی نالے اور چشمے بافراط ہیں ہر قسم کے پھل بہتات سے پائے جاتے ہیں۔ اپنے قدرتی مناظر کی وجہ سے یہ چھوٹا کشمیر کہلاتا ہے۔ نوے فیصدی آبادی مسلمانوں کی ہے۔ ان میں ایک خاندان گنائیوں کے نام سے مشہور ہے۔ یہ خاندان تین بھائیوں پر مشتمل تھا۔ سب سے بڑے چوہدری غلام احمد صاحب مرحوم تھے۔ ان سے چھوٹے چوہدری عبدالرزاق صاحب مرحوم اور چوہدری عبدالکریم صاحب ہیں۔ سب سے بڑے بھائی چوہدری غلام احمد صاحب بڑے متمول ٹھیکیدار تھے۔ اور سیاسیات میں شد ومد سے حصہ لیتے رہے۔ وہ کشمیر ایجی ٹیشن کے بانیوں میں شمار ہوتے تھے اور کئی بار ڈوگرہ استبداد کے شکار ہو گئے۔ اپنے ٹھیکے منسوخ کروا لئے اور ان ٹھیکوں کی زر ضمانت تک ضبط ہو گئی۔ قوم کا درد اس قدر تھا کہ ان دنیاوی اور مادی ذرائع کی مطلقاً پرواہ نہ کی۔ اور زندگی کا کافی حصہ جیل خانوں میں گذارا۔ ان سے چھوٹے چوہدری عبدالرزاق صاحب مرحوم تھے ان کا بہت وسیع کاروبار تھا۔ کئی دکانیں تھیں۔ غرضیکہ خاندان بہت ہی آسودہ حال اور زر ورسوخ کا مالک تھا۔ چنانچہ اس خاندان کے وجود سے ہی احمدیت بھدرواہ میں پروان چڑھی اور جماعت نے بہت ترقی کی۔ احمدیت کے لئے لوگوں نے اپنے کاروبار میں بہت خسارے برداشت کئے مگر ان کے پائے استقلال میں ذرہ بھر لغزش نہ آئی۔ مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ ایک دفعہ عید کے موقع پر جبکہ کاروباری لوگ خوب کماتے ہیں۔ ان کی تمام دکانوں کی پکٹنگ محض اس وجہ سے ہوئی کہ یہ احمدی دوکاندار ہیں اور شہر بھر میں منادی کروائی گئی کہ ان سے سودا سلف نہ خریدا جائے۔ ان کی ایک دکان کی تھی۔ عید کے دن چند شرپسند لوگوں نے گوشت .... مجھے کچھ کچھ یاد ہے

(باقی بر صفحہ ۱۲)

آہ! چوہدری عبدالرزاق صاحب مرحوم

(بسلسلہ صلا کالم ——— اوّل)

نے ایک بزازی کی دوکان کھولی ۔ مخالفین کو کب گوارا تھا کہ چوہدری صاحب اور فدایانِ احمدیت باقی رہیں ۔ دوسری تیسری مرتبہ پھر بھدرواہ میں سوشل بائیکاٹ ہوا ، اور یہ بائیکاٹ متواتر چند سال تک جاری رہا ۔ جوں جوں مخالفین احمدیت ان کو تنگ کرتے رہے ۔ یہ اپنے ایمان و ایقان میں اور بھی بڑھتے ہی گئے ۔ حتیٰ کہ انہوں نے تبلیغ دین کے لئے زندگی کے بیشتر اوقات صرف کئے اور تبلیغ دین کی خاطر جو جانی و مالی قربانی کی اور جو خدمات انہوں نے سرانجام دیں وہ آج یہاں زبان زدِ عوام و خواص ہیں ۔ نمازِ تہجد ۔ جمعہ ۔ عیدین وغیرہ کا بڑے التزام سے اہتمام فرماتے تھے ۔ اور اور اس کام میں ہی اُن کو جو حظ حاصل ہوتا اُس کے آثار ان کے منوّر چہرے سے عیاں تھے ۔ اسی تقوےٰ اور دینداری کی وجہ سے کبھی بھی اُن کے دروازہ سے کوئی سائل خواہ وہ مسلمان تھا یا ہندو خالی ہاتھ اور نا امید نہیں گیا ۔ ان کا مبلغ و مساعی شغل اور یہی خواہش تھی کہ احمدیت ملک کے ہر گوشہ میں پھیل جائے ، سلسلہ کے لٹریچر پیغام صلح تفسیر بیان القرآن کے ساتھ جوش اور عشق ان کو تھا وہ حد درجہ قابلِ ستائش ہے ۔ جماعت بھدرواہ کے مرد و زن و بچگان کی تربیت اور تبلیغی وسائل کے حصول میں مرآن مصروف و مشغول رہا کرتے تھے ۔ مذھبی دنیا میں ان کو ہندو مسلم ۔ وغیرہم سب کا اعتماد حاصل تھا ۔ ان کا منوّر چہرہ ۔ تہجد کی نماز میں آہ و بکا ۔۔ دین کی ترقی کے لئے دعائیں کرنا ۔ اور حمد و تسبیح کی گنگناہٹ جب یاد آتا ہے تو دل و جگر پاش پاش ہو جاتا ہے ۔ اور ان کی قابلِ رشک زندگی کا تصور دل پر ایک گہرا اثر پیدا کرتا ہے ۔ اس مجاہدِ احمدیت میں سینکڑوں خوبیاں تھیں جو گنائی نہیں جا سکتیں ، جماعت بھدرواہ کا یہ مربی اور سرپرست دو سال قبل اعصابی کمزوری کی وجہ سے بیمار رہا ۔ ہزار جتن کئے ۔ ہزاروں روپیہ خرچ کیا مگر بیماری بڑھتی چلی گئی جس سے ان کا دل کمزور ہوگیا ۔ بیماری بڑھ جانے کی وجہ سے کئی ماہ جموں ہسپتال میں زیرِ علاج رہے کسی کسی وقت معمولی افاقہ ہوتا رہا ۔ ماہ دسمبر ۱۹۶۰ء میں اُن کے دل پر شدید حملہ ہوا اور احباب کے مشورہ سے اُن کو صدر ہسپتال جموں لے جایا گیا مگر تقدیر کے نوشتہ کو کون مٹا سکتا ہے ۔ ان کا ارادہ تھا کہ ماہ مئی تک صدر ہسپتال جموں میں ہی رہیں گے ۔ مگر ۱۵ مارچ ۱۹۶۱ء کی دوپہر کو تھوڑی غنودگی کے بعد ان پر یہ بھید کھل گیا کہ اُن کی واپسی کا وقت قریب ہے ۔ چنانچہ انہوں نے ڈاکٹر صاحبان اور لواحقین سے بھدرواہ اپنے گھر جانے کی خواہش کی مگر سب لوگ ان کی اس تعجیل سے حیران تھے آخر انہوں نے کھلے لفظوں میں فرمایا کہ میں اپنے مزار بھدرواہ میں ہی دفن ہونا چاہتا ہوں چنانچہ حضرت چوہدری صاحب کو ۲۱ مارچ ۱۹۶۱ء کو جموں سے اپنے گھر بھدرواہ پہنچایا گیا ۔ ۲۱ مارچ سے ۲۸ مارچ ۱۹۶۱ء تک حضرت چوہدری صاحب اپنے معاصرین اور لواحقین کو بلا بلا کر ملتے

رہے اور ہر کس و ناکس سے یہی کہتے رہے کہ گویا ان کی واپسی کا وقت آگیا ہے ۔ چنانچہ ۲۸ مارچ ۱۹۶۱ء صبح کے وقت ۹ بجے حضرت چوہدری صاحب نے گھر والوں سے فرمائش کی کہ وہ آج باہر دھوپ میں بیٹھنا چاہتے ہیں ۔ حکم کی تعمیل میں اُن کی خاطر بستر اور دری وغیرہ بچھائی گئی ۔ وہاں بیٹھ کر ہی انہوں نے دوپہر کا کھانا کھایا ۔ اور آرام کی خاطر لیٹ گئے ۔ نیند میں انہیں اپنی موت قریب آنے کا علم ہوگیا ۔ نیند سے اُٹھ کر انہوں نے سخت اضطراب ظاہر کیا ۔ اور اپنے فرزند عبداللطیف اور دیگر لواحقین کو بلا کر اپنے گرد جمع کیا ۔ اور وصیت کرنے لگے فرمایا یہ مکانات اور جائدادیں ہرگز اپنی نہ سمجھو ۔ یہ سب فانی چیزیں ہیں ۔ یہ مکانات مسافر خانے ہیں ۔ آخری گھر عقبیٰ ہے اس کو سنوارو دین اور احمدیت پر کاربند رہو نماز اور شرعی احکامات کی بجا آوری کرو ۔ ہر امر میں مقصود بالذات اللہ تعالےٰ کی ذات کو ہی جانو ۔ اس قسم کی بہت سی نصائح کرتے ہوئے چوہدری صاحب اُٹھ کر دو افراد کے سہارے سے اپنے کمرے میں جا کر چارپائی پر بیٹھ گئے ۔ وہاں انہوں نے اپنے بچپن کے دوست ملک غلام رسول صاحب بھدرواہی کو بلایا اور ان کی تواضع چائے سے کرنے کے بعد کہا کہ میری اور آپ کی آخری ملاقات ہے ۔ میں امید رکھتا ہوں کہ آج کی رات زندہ رہ سکوں ۔ اسی دوران میں حضرت چوہدری صاحب نے اپنی اہلیہ محترمہ کی طرف اشارہ کرکے اور کچھ نقدی رقم دے کر فرمایا کہ اس روپیہ سے گندم اور گھی منگوایا جائے ۔ کل آپ کے ہاں دور نزدیک سے مہمان آئیں گے اُن کی اچھی تواضع و مدارات کرنی چاہیئے ۔ سامعین اور اہلِ خانہ ان کی اس قسم کی باتوں کو سنتے ہوئے سخت حیرت میں تھے ، کسی کو یقین نہ آتا تھا کہ واقعی ان پر اپنی موت کا بھید کھل گیا ہے اور اب یہ صرف چند گھنٹوں کے مہمان ہیں ۔ اسی دوران میں حضرت چوہدری صاحب نے اپنے فرزند عبداللطیف صاحب اور اہلیہ صاحبہ کو مخاطب کرکے فرمایا کہ کل تم لوگوں نے رونا ہے ۔ تقوےٰ کو ہاتھ سے نہ جانے دینا ۔ تقویٰ ہی اصل زادِ راہ ہے ۔ الغرض جناب چوہدری صاحب نے رات کے وقت سب لواحقین کو یاد کیا کہ کون کہاں کہاں ہے ۔

عاجز اس دن سے قریباً ایک ہفتہ پہلے بھدرواہ سے جموں چلا گیا تھا ۔ میں اسی روز شام کو جموں سے گھر آگیا ۔ السلام علیکم کی ۔ وعلیکم السلام کہہ کر حضرت چوہدری صاحب نے فرمایا کہ تم آگئے ۔ اچھا کیا ۔ میں نے حال پوچھا کہ آپ کی طبیعت کیسی ہے ۔ فرمانے لگے کہ تم کیسی باتیں کر رہے ہو ، میں تو قبر کے کنارے پر پہنچ چکا ہوں ۔ ابھی بھی تم لوگوں کو یقین نہیں آ رہا ۔ بہرکیف میں بھی وہاں سے ½ ۱۰ بجے شب اپنے گھر چلا گیا ۔ رات کو اُن کی طبیعت خلافِ معمول اچھی تھی ۔ مگر رات کے ہونے دو بجے صرف ایک ہچکی نے ان کو جامِ اجل پلایا اور اللہ اکبر اللہ اکبر کا ورد کرتے ہوئے اپنے

مالکِ حقیقی سے جا ملے ۔ پھر کیا تھا اُسی وقت اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ گھرانہ اور لواحقین آ حاضر ہوئے ۔ حضرت چوہدری صاحب گہری نیند سوئے ہوئے تھے ، رات یونہی بسر ہوئی ، صبح ہوتے ہی تجہیز و تکفین کا انتظام ہوا ۔ بستی کے عام لوگ بلا لحاظ مذہب و ملت یہ خبر سن کر آ حاضر ہوئے ۔ قصبہ بھدرواہ میں ایک سراسیمگی پھیل گئی ۔ اور ہر دل افسردہ اور مایوس نظر آ رہا تھا ۔

حضرت چوہدری صاحب مرحوم نے کئی مرتبہ وصیت فرمائی تھی کہ اُن کی نمازِ جنازہ کی امامت چوہدری غلام مصطفےٰ صاحب احمدی اسسٹنٹ ڈپٹی رجسٹرار کوآپریٹو سوسائٹیز فرماویں ۔ چنانچہ مطابق وصیت جناب چوہدری غلام مصطفےٰ صاحب موصوف کو ایکسپریس تار کے ذریعہ سے ڈوڈہ سے بلایا گیا ۔ چوہدری صاحب پونے دو بجے بھدرواہ پہنچے نمازِ ظہر کے بعد بھدرواہ کے وسیع عیدگاہ کے میدان میں سینکڑوں مسلمانوں نے چوہدری غلام مصطفےٰ صاحب احمدی کی اقتداء میں نمازِ جنازہ پڑھی ۔ اور مرحوم کے حق میں دعائے مغفرت کی ۔ حضرت چوہدری صاحب کی موت ایک زندہ ثبوت اس امر کا تھا کہ تقوےٰ و طہارت انسان کو مقبولِ الٰہی بناتا ہے اور اس کا گہرا اثر مخالف اور موافق کے دل پر یکساں ہوتا ہے ۔ مقامی علماء اور مولوی صاحبان نے بھی نمازِ جنازہ کی امامت کی مخلصانہ خواہش ظاہر کی تھی ۔ بعد نمازِ جنازہ حضرت چوہدری صاحب کو اُن کے برادران مرحوم و مغفور چوہدری غلام احمد صاحب و چوہدری عبدالکریم صاحب کے قبرستان میں پورے تین بجے سپردِ خاک کیا گیا ۔ وہاں پر سینکڑوں مسلمانوں کا مجمع تھا ۔ چنانچہ جناب چوہدری غلام مصطفےٰ صاحب نے اسلام اور موت کے عنوان پر ایک بصیرت افروز تقریر کی اور مسلمانوں کو تقوےٰ و طہارت ، دینداری ارکانِ اسلامی کی پابندی کی تلقین فرمائی ۔

جناب حضرت چوہدری عبدالرزاق صاحب مرحوم مغفور اپنے پیچھے پانچ فرزند اور چار لڑکیاں اور ایک بیوہ چھوڑ گئے ہیں ۔ خدا کے فضل و کرم سے ان کے پوتے بھتیجے ۔ نواسے وغیرہ ڈھائی صد سے بھی زیادہ ہیں ۔ ان سب کو سخت رنج پہنچا ہے ۔ اللہ تعالےٰ ان سب کو صبر کی توفیق عطا فرمائے اور مرحوم و مغفور کو جنت الفردوس میں جگہ دے ۔

اب بھدرواہ کی احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کی سرپرستی کا بوجھ جناب چوہدری عبدالغنی صاحب گنائی ۔ چوہدری محمد رجب صاحب ، و چوہدری عبدالرحمٰن صاحب کے کاندھوں پر آپڑا ہے ۔ بزرگان سلسلہ دعا فرماویں کہ اللہ تعالیٰ ان بزرگوں کو بھی چوہدری صاحب مرحوم کی تقلید کی توفیق عطا فرمائے ۔ اور یہ لوگ بھی اسی طرح بلکہ اس سے بھی بڑھ کر اپنی اس ذمہ داری کو پورا کریں ۔

سلسلہ عالیہ کے بزرگوں ، علماء کرام ، مبلغین ، خصوصاً حضرت امیر ایدہ اللہ تعالےٰ سے گذارش ہے کہ چوہدری صاحب مرحوم کا غائبانہ جنازہ پڑھا جاوے اور دعائے مغفرت کی جاوے ۔

(باقی صفحہ ۱۲ پر)

مسئلہ حیات النبیؐ

از:۔ مولانا عبد اللہ جان صاحب پشاوری

عنوان مندرجہ صدر کے تحت الاعتصام لاہور کے فاضل مدیر صاحب نے اپنے پرچہ مؤرخہ ۷ ار مارچ ۱۹۶۱ء میں ایک پُرمعرفت مضمون سپردِ قلم کیا ہے جس کا ایک حصہ یہ ہے:۔

"ما محمد الا رسول قد خلت من قبله الرسل افائن مات او قتل انقلبتم علی اعقابکم......... الخ

محمدؐ اس کے سوا کیا ہیں کہ اللہ کے رسول ہیں اور ان کے پہلے بھی رسول گذر چکے ہیں (جو اپنے وقتوں میں ظاہر ہوئے اور راہِ حق کی دعوت دے کر دنیا سے چلے گئے) پھر اگر ایسا ہو کہ وہ وفات پائیں (اور بہر حال انہیں ایک دن وفات پانا ہے) یا فرض کرو ایسا ہو کہ لڑائی میں قتل ہو جاویں تو کیا تم اُلٹے پاؤں پھر جاؤ گے۔ (اور ان کے وفات پانے کے ساتھ ہی تمہاری حق پرستی بھی ختم ہو جائے گی) اور جو کوئی راہِ حق سے پھر جائے گا تو وہ (اپنا ہی نقصان کرے گا) خدا کا کچھ نہیں بگاڑ سکتا۔ جو لوگ شکر گذار ہیں (یعنی نعمت حق کی قدر سمجھنے والے ہیں) وہ وقت دُور نہیں کہ خدا انہیں ان کا اجر عطا فرمائے مؤرخین لکھتے ہیں کہ لسانِ صدیقی سے یہ رعد آسا الفاظ نکلے تو حضرت عمر رضؓ زمین پر گر پڑے۔ اُن کے پاؤں انہیں سنبھال نہ سکے گویا یہ آیت انہوں نے پہلے کبھی سُنی نہ تھی۔ ایک بے ہوشی کی سی کیفیت ان پر طاری ہو گئی۔ حضرت صدیق اکبر نے یہ الفاظ ایک عظیم مجمع کے سامنے کہے تھے اور ایسے وقت فرمائے تھے جس وقت صحابہ رضؓ سینکڑوں نہیں ہزاروں کی تعداد میں اور جمیع اہل بیت موجود تھے۔ اُن میں سے کسی ایک نے بھی حضرت صدیق رضؓ کو نہ ٹوکا نہ اس کی مخالفت کی نہ اُن سے موت کے معنوں کی وضاحت کی ضرورت ہی سمجھی نبی کی موت سے وہی موت مراد ہے جو ہر فرد بشر پر طاری ہوتی ہے یا کوئی مخصوص موت ہے۔ کیونکہ موت کا مفہوم سب کے نزدیک ایک ہی تھا۔ دوسرا نقطہ یہ بھی نہیں کیا جا سکتا کسی نے یہ نہ کہا کہ رسول اکرمؐ کا جسد مبارک تمہارے ان جھگڑوں کو سُن رہا ہے۔ خدا کے لئے ہوش کرو کیوں گستاخی میں بڑھے چلے جاتے ہو۔

حضرت فاروق اعظم رضؓ جیسا بے باک حق گو انسان بھی جو نبی اکرمؐ کے حضور جبکہ آپ بسترِ مرگ پر تھے کفانا کتاب اللہ کہنے سے نہیں چُوکتا وہ بھی حضرت صدیق اکبر رضؓ کے اس اعلان حق و صداقت کے سامنے ساکت و صامت کھڑا ہے اور بجز امنا و صدقنا کے کچھ نہیں کہتا پھر کس کی جرأت ہو سکتی ہے کہ وہ حضرت صدیق اکبر رضؓ کے خلاف زبان کھولتا۔"

اس اولین اجماع صحابہ و اہلِ بیت سے جس کے بعد ۱۴۰۰ سال میں آج تک پھر ایسا عظیم الشان اجماع نہیں ہوا اور نہ ہونا ممکن ہے کیا یہ صاف ثابت نہیں ہوتا کہ وہ کسی نبی کی زندگی کے قائل نہ تھے۔ اگر ہوتے تو کیا حضرت عمر رضؓ جیسا بے باک حق گو یہ کہہ نہیں سکتا تھا کہ حضرت عیسٰےؑ زندہ ہیں، ہمارے رسولؐ کیسے مر گئے۔ اور اگر خدا نے ان کو آسمان پر اُٹھایا ہے تو ہمارے رسول کو کیوں نہیں اُٹھایا۔ اگر وہ زندہ ہیں تو ہمارے رسولؐ بھی زندہ ہیں۔

افسوس ہے جس رنگ میں رسول اکرمؐ زندہ اور تا قیامت زندہ ہیں اس سے عام طور پر ہمارے مسلمان بھائی عملاً منکر ہیں انہوں نے رسول اکرم صلعم کو خاتم النبیین مانتے ہوئے دو متضاد باتوں کو بطور عقیدہ اپنایا ہے:۔

(۱) رسول اکرمؐ کے بعد خدا تعالےٰ کا کسی سے ہمکلام ہونا بند ہو گیا گویا ان کے آنے سے خدا تعالےٰ کی رحمت کا دروازہ بند ہو گیا۔

(۲) دوم ان کے بعد کوئی نبی نہیں آ سکتا لیکن ساتھ ہی یہ بھی عقیدہ ہے کہ حضرت مسیح ناصری دو ہزار سال سے زندہ آسمان پر موجود ہیں اور آسمان سے اُتریں گے۔ اور اس طرح گویا قرآن کریم کی آیت یاتی من بعدی اسمہ احمد کو منسوخ کریں گے نہ کسی دوسری آیت قرآنی سے بلکہ صرف اپنی آمد سے اور ان کا نزول بھی بحالت نبوت ہو گا کیونکہ نبی معزول نہیں ہو سکتا اور اگر کوئی یہ کہے کہ وہ نبی نہیں ہوں گے تو وہ قرآن اور حدیث یا تاریخ سے ثابت کریں کہ کوئی نبی معزول ہو سکتا ہے اگر ہو سکتا تو حضرت یونسؑ ہوتے لیکن ایسی صورت میں خدا کے علم اور انتخاب پر حرف آتا ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ رسول اکرمؐ کی کامل پیروی کرنے والوں پر خدا تعالےٰ اپنے آپ کو ظاہر فرماتا ہے اور رسول کریمؐ اور صرف رسول کریمؐ کے فیض سے اُن کا کامل پیرو خلعت مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ سے سرفراز ہوتا ہے، اور آپؐ کا یہ فیضان قیامت تک جاری ہے اسی لئے اولیاء اللہ کے وجود سے سارے ادیان عقیم ہیں اور رسول اکرمؐ کے فیضانِ روحانی اور اُن کے نقشِ قدم پر چلنے والے اس درجہ کو پاتے ہیں۔ اور اس لئے زندہ نبی صرف رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اسی لئے خدا تعالےٰ نے فرمایا ہے انا اعطینٰک الکوثر ۝ ان شانئک ھو الابتر۔ یعنے رسول اکرمؐ کے روحانی فرزند قیامت تک مبعوث ہوتے رہیں گے۔ اور باقی سب ادیان جو رسول اکرمؐ کے منکر ہیں اس نعمت سے محروم رہیں گے۔ اور یہی حقیقت ہے جس کی گواہ ۱۴۰۰ سال کی تاریخ ہے۔

مدحِ رسول اکرمؐ

(از حضرت مسیح موعودؑ)

وانّ رسول اللّٰہ شمسٌ منیرۃٌ
یقیناً رسول اللہ روشن سورج ہیں

وبعد رسول اللّٰہ بدرٌ وکوکبٌ
اور آپؐ کے بعد باقی سب چاند اور ستارے ہیں

ذکاءٌ منیرٌ قد انار قلوبنا
آپؐ وہ چمکنے والے آفتاب ہیں جنہوں نے ہمارے دلوں کو روشن کر دیا

ولہ الی یوم النشور معقبٌ
اور پھر آپؐ کے جانشین قیامت تک آتے رہیں گے

وفی اللیل بعد الشمس قمرٌ منورٌ
غروبِ آفتاب کے بعد بدرِ منیر روشنی دیتا ہے

کما فی الزمان تشاھد وتجربٗ
اور جیسا کہ اس دنیا میں تجربہ اور مشاہدہ ہے

وللّٰہ الطافٌ علٰی من احبہٗ
ہر وہ شخص جو رسول کریمؐ سے محبت کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس پر الطاف

فوابلہ فی کل قرنٍ لیسکبٗ
نازل کرتا ہے اور پھر اسکے فضل کی بارش ہر زمانہ میں برستی ہے

ولیس التقی فی الدین الّا اتباعہٗ
دین میں اصل تقویٰ اب آپکی ہی اتباع میں ہے

وکل بعیدٍ من ھداہ یقربٗ
اور ہر ایک دور آپکی ہدایت کے ذریعہ قریب ہوتا

ولو کان ماءٌ مثل عسلٍ بطعمہ
اور اگر پانی اپنے مزہ میں شہد کی مانند ہوتا

فواللّٰہ بحر المصطفٰے منہ اعذبٗ
تو خدا کی قسم محمد مصطفٰےؐ کا سمندر اس سے زیادہ میٹھا ہے

(عبد اللہ جان عفی عنہ)

(بسلسلہ صفحہ ۱۲)

ہندوستان اور پاکستان کی جماعتوں سے بھی التماس ہے کہ وہ بھی مرحوم کا غائبانہ جنازہ پڑھکر ان کی روح کو ثواب پہنچائیں۔

جماعت بھدرواہ میں حضرت چوہدری صاحب کی وفات سے ایک خلا پیدا ہو گیا ہے جس کی تلافی ظاہری اسباب سے ناممکن ہے۔ جماعت بھدرواہ پہلے ہی تقسیم ملک کی وجہ سے اپنے دائمی مرکز سے کٹ کر افسردگی کے ایام گزار رہی ہے کہ حضرت چوہدری صاحب کی وفات نے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ اس جماعت کو یتیم بنا دیا بزرگان سلسلہ خصوصاً حضرت امیر قوم ایدہ اللہ کی خدمت میں گزارش ہے کہ وہ جماعت بھدرواہ کی ترقی اور اسلام کی فتح کے لئے اپنی نیم شبی دعاؤں میں خصوصی دعائیں فرمادیں۔ اس جماعت پر جب کبھی مخالفت کا کوئی طوفان اُمڈ آیا۔ حضرت چوہدری صاحب نے سینہ تان کر اس کا مقابلہ کیا اور اب وہ اپنی مجاہدانہ زندگی کا قابل رشک نمونہ ہمارے لئے چھوڑ کر اس دنیا سے چلے گئے مرحوم کی عمر ۶۵ و ۷۰ سال کے درمیان تھی۔ ان کی پچاس سالہ تبلیغ اور دین کے لئے جدوجہد ایک مثالی کارنامہ ہے۔ اللہ تعالےٰ تمام پسماندگان، فرزندان اور افراد جماعت کو ان کے نقش قدم پر چلنے اور دین کی خدمات کا زیادہ کام کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اور مرحوم کو جنت الفردوس میں جگہ دے۔ آمین۔ والسلام

خاکسار۔ عبدالکریم
احمدیہ انجمن اشاعت اسلام بھدرواہ
ضلع ڈوڈہ۔ ریاست کشمیر (بھارت)

آہ! چوہدری عبدالرزاق مرحوم

(بسلسلہ صفحہ ۱۱ کالم ۲)

ان کے سامنے کتوں کو جمع کیا اور پکٹنگ کی۔ مگر یہ سب کچھ ہوتے ہوئے انہوں نے صبر کو ہاتھ سے نہ جانے دیا۔ بلکہ اور زیادہ زور و شور سے علی الاعلان احمدیت کی تبلیغ کی اور بہت سے افراد کو اپنے ساتھ ملا لیا۔ اتنا ہی نہیں بلکہ اُن کے خلاف کئی جھوٹے مقدمات گھڑ لئے گئے۔ مگر جسے اللہ عزت دے اسے کون رُسوا کر سکتا ہے۔ یہ لوگ باعزت اُن مقدموں میں بری ہو گئے۔

غالباً ۱۹۳۶ء کی بات ہے۔ جب بھدرواہ میں مشہور اور فیصلہ کن مناظرہ مولوی لال حسین اختر اور مولوی محمد شفیع سنکھتروی نے ہمارے مبلغ سیّد اختر حسین شاہ صاحب گیلانی کے ساتھ کیا تھا۔ یہ وہی مناظرہ ہے جس میں مخالفین دلائل اور براہین سے احمدی مجاہد کو مغلوب کرنے میں ناکام رہے تو اوچھے ہتھیاروں پر اُتر آئے اور انہوں نے ایک جم غفیر کی معیت میں شاہ صاحب پر حملہ کر کے اُن کو زخمی کر دیا تھا۔ اس کے بعد حکومت نے شرارتی لوگوں کے خلاف فوجداری مقدمہ دائر کیا جس میں مجرمین کو قرار واقعی سزا مل گئی۔ اس کا یہ نتیجہ ہوا کہ مخالفین مفتی بھر جماعت احمدیہ کی جان کے درپے ہو گئے اور ان کو بھدرواہ میں رہنا محال ہو گیا۔

چوہدری عبدالرزاق صاحب مرحوم اور ان کے رفقاء یہ سب کچھ خندہ پیشانی سے برداشت کرتے رہے۔ اتنا ہی نہیں بلکہ اپنے مخالفین سے جو کہ کسی نہ کسی طرح ان کے محتاج تھے اچھا سلوک کر کے ان کو اپنا گرویدہ بنا لیا۔ اس طرح اس خاندان کو احمدیت کی وجہ سے کافی مالی نقصان اُٹھانا پڑا۔ مگر انہوں نے کبھی پرواہ نہ کی۔

چوہدری صاحب مرحوم کی مساعی جمیلہ کا ہی نتیجہ تھا کہ ان کے مکانوں کے عین وسط میں ایک چھوٹی سی مگر نہ بصورت مسجد احمدیہ جماعت کے لئے بن گئی جس میں مَیں نے خود دیکھا ہے کہ سردیوں کے موسم میں چوہدری صاحب مرحوم خود نمازیوں کے لئے آگ جلاتے اور پانی گرم کرتے تھے۔

مختصر یہ کہ مرحوم بہت سی خوبیوں کے مالک تھے دعا ہے اللہ تعالےٰ ان کی اولاد کو بھی اپنے نیک باپ کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے تاکہ احمدیت کا جو سرسبز شجر وہ اپنے خوبصورت شہر میں لگا گئے ہیں اس کی وہ آبیاری کرتے رہیں۔

خاکسار۔ خواجہ ثناء اللہ اختر
۱۷۶۔ ڈی رحمانپورہ کالونی۔ لاہور

ضرورت

صدر دفتر احمدیہ کے شعبہ تبلیغ بلاد غیر میں ایک ایسے معاون کی ضرورت ہے جو خدمت دین کا ذوق اور شوق رکھتا ہو۔ اور سلسلہ سے وابستہ ہو، قرآن اور حدیث سے واقف اور کتب سلسلہ پر اسے پورا پورا عبور ہو۔ انگریزی خط و کتابت اور اُردو سے انگریزی، اور انگریزی سے اُردو میں ترجمہ بخوبی کر سکتا ہو۔ گریجویٹ کو ترجیح دیجائیگی۔ تنخواہ حسب لیاقت دی جائیگی۔

احمدیہ بلڈنگز (جنرل سیکرٹری۔ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور)

تبلیغی خط و کتابت

(بسلسلہ صفحہ ۲)

میں پھر درخواست کرتا ہوں، کہ آپ میری دستگیری فرمائیں۔ تاکہ میں مدلل طور پر کھلے بندوں تبلیغ اسلام اور تعلیم و تربیت کر سکوں۔

امید ہے آپ مجھے جواب سے جلد سرفراز فرمائیں گے۔

(قرآن شریف معہ متن ٹیپنگر آمت اسلام اور خط جس میں حضرت مسیح موعودؑ کی بعثت کی غرض وغیرہ لکھی گئی۔ بھیجے گئے۔ غلام قادر)

فلپائن

ترجمہ خط از مسٹر امداد کاہل۔ زمبو آنگا فلپائن۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مجھے اسلام کے متعلق لٹریچر بھیجکر ممنون فرمائیں مجھے اسلام کے متعلق علم نہیں ہے اور میں چاہتا ہوں کہ میں اس سے محروم نہ رہوں۔

(انہیں خط اور لٹریچر وغیرہ بھیجے گئے۔ غلام قادر)

اپریشن کامیاب

کچھ ماہ ہوئے قارئین پیغام صلح سے دعا کی درخواست کی گئی تھی۔ ہمارے ابا محترم گاندھی آئی ہوسپیٹل علی گڑھ آنکھ کا اپریشن کرانے گئے ہوئے تھے خدا کا شکر ہے آپ سب کی دعاؤں سے اپریشن کامیاب رہا۔ کچھ ماہ [illegible] گذارنے کے بعد ابا حضور قادیان تشریف لیجا رہے ہیں وہاں حضرت مرزا صاحب کے مزار شریف پر فاتحہ پڑھنے کے بعد [illegible]

گیلانی الیکٹرک پریس ہسپتال روڈ لاہور میں باہتمام مولوی دوست محمد صاحب پرنٹر پبلشر چھپ کر دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور سے شائع ہوا۔

ہفت روزہ پیغام صلح لاہور

سالانہ چندہ:۔ پاکستان سے چھ روپے ۔ ہندوستان سے چھ روپے ہندوستانی سکہ ۔ بیرونی ممالک سے ایک پونڈ

ہندوستان میں ہمارے نمائندہ کا پتہ:۔ شیخ محمد انعام الحق مکان نمبر A محلہ اعظم پورہ ملک پیٹھ ۔ حیدرآباد دکن (انڈیا)

ہم تو رکھتے ہیں مسلمانوں کا دیں
دل سے ہیں خدّامِ ختم المرسلیں

ہم میں ہے یہ ہو کافر کا خطاب
کیوں نہیں لوگو تمہیں خوفِ عقاب

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا خصوصی ترجمان

ہفت روزہ پیغامِ صلح لاہور

فی پرچہ ۱۳ پیسے

زرِ مبادلہ
پاکستان سے چھ روپے
ہندوستان سے چھ روپے
بیرونی ممالک ایک پونڈ

ہر بدھ کو شائع ہوتا ہے
تار کا پتہ:- تبلیغ لاہور
فون نمبر:- ۱۳۷۳۷
مدیر:- دوست محمد
مدیر معاون:- بشیر احمد سوز

جلد ۴۹ | یوم چہار شنبہ مؤرخہ ۱۰ ذیقعد سنہ ۱۳۸۰ھ مطابق ۲۶ اپریل سنہ ۱۹۶۱ء | نمبر ۱۷

بحرِ حکمت کے موتی

عن ابی ھریرۃ رضہ قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم تعوذوا باللّٰہ من جُبّ الحزن فقالوا یارسول اللّٰہ وما جُبّ الحزن قال وادٍ فی جھنم تتعوذ منہ جھنم کل یوم مائۃ مرۃ قیل یارسول اللّٰہ ومن یدخلہ قال القراء المراؤون باعمالھم اخرجہ الترمذی بحوالہ تلخیص الصحاح کتاب الریا

ترجمہ:- حضرت ابوہریرہ رضہ سے روایت ہے کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ سے (ہمیشہ) جب الحزن سے پناہ مانگو صحابہ رضہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ جب الحزن کیا چیز ہے آپ نے فرمایا کہ دوزخ میں ایک وادی ہے جس سے دوزخ دن میں سو دفعہ پناہ مانگتی ہے، عرض کیا گیا یا رسول اللہ اس میں کون لوگ جائیں گے آپ نے فرمایا قرآن پڑھنے والے جو ریا اور نمائش کی نیت سے اعمال کرتے ہیں۔

نوٹ:- جہنم کے قرآن شریف میں معنے روک لینے کے ہیں وجعلنا جھنم للکٰفرین حصیرا ۝ جب کوئی قوم ترقی کے راستہ میں رک جاتی ہے یا دوسرے لفظوں میں وہ پروگریسو (PROGRESSIVE) نہیں رہتی اور اس پر جمود طاری ہو جاتا ہے تو وہ دراصل اس دنیا میں جہنمی زندگی بسر کر رہی ہوتی ہے اور اپنی زبوں حالی پر رنج و غصہ میں آنسو بہاتی رہتی ہے۔ پھر وہ قوم جس کے پاس قرآن کریم جیسی ایک مکمل اور اکمل کتاب ہو جو زندگی کے ہر پہلو پر ہر مکان اور ہر زمان میں اثرانداز ہونیوالی ہو تو ایسی قوم پر تو ویل ہے اور اس کے افراد کی زندگی بے کیف اور بے نتیجہ ہے۔

ایمان و اعمال کے نتائج عالمِ آخرت میں

از حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

جاننا چاہیئے کہ عالم آخرت درحقیقت دنیوی عالم کا ایک عکس ہے اور جو کچھ دنیا میں روحانی طور پر ایمان اور ایمان کے نتائج اور کفر اور کفر کے نتائج ظاہر ہوتے ہیں وہ عالم آخرت میں جسمانی طور پر ظاہر ہو جائیں گے۔ اللہ جلّشانہ فرماتا ہے من کان فی ھٰذہٖ اعمٰی فھو فی الاٰخرۃ اعمٰی یعنی جو اس جہان میں اندھا ہے وہ اس جہان میں بھی اندھا ہی ہوگا۔ ہمیں اس تمثلی وجود سے کچھ تعجب نہیں کرنا چاہیئے اور ذرا سوچنا چاہیئے کہ کیونکر روحانی امور عالم رؤیا میں متمثل ہو کر نظر آ جاتے ہیں اور عالم کشف کو اس سے بھی عجیب تر ہے کہ باوجود عدم غیبت حس اور بیداری کے روحانی امور طرح طرح کے جسمانی اشکال میں انہی آنکھوں سے دکھائی دیتے ہیں جیسا کہ بسااوقات عین بیداری میں ان روحوں سے ملاقات ہوتی ہے جو اس دنیا سے گذر چکے ہیں اور وہ اسی دنیوی زندگی کے طور پر اپنے اصلی جسم میں اسی دنیا کے کپڑوں میں سے ایک پوشاک پہنے ہوئے نظر آتے ہیں اور باتیں کرتے ہیں اور بسااوقات ان میں سے مقدس لوگ باذنہٖ تعالیٰ آئندہ کی خبریں دیتے ہیں اور وہ خبریں مطابق واقعہ نکلتی ہیں، بسااوقات عین بیداری میں ایک شربت یا کسی قسم کا میوہ عالم کشف سے ہاتھ میں آتا ہے اور وہ کھانے میں لذیذ ہوتا ہے۔ اور ان سب امور میں یہ عاجز خود صاحب تجربہ ہے کشف کی اعلیٰ قسموں میں سے یہ ایک قسم ہے کہ بالکل بیداری میں واقع ہوتی ہے اور یہاں تک اپنے ذاتی تجربہ سے دیکھا گیا ہے کہ ایک شیریں طعام یا کسی قسم کا میوہ یا شربت غیب سے نظر کے سامنے آ گیا اور وہ ایک غیبی ہاتھ سے منہ میں پڑ جاتا ہے اور زبان کی قوت ذائقہ اس کے لذیذ طعم سے لذت اٹھاتی جاتی ہے اور دوسرے لوگوں سے باتیں کا سلسلہ بھی جاری رہتا ہے اور حواس ظاہری بخوبی اپنا اپنا کام دے رہے ہیں اور یہ شربت یا میوہ بھی کھایا جا رہا ہے اور اس کی لذت اور حلاوت بھی ایسی ہی کھلے طور پر معلوم ہوتی ہے بلکہ وہ لذت اس لذت سے نہایت الطف ہوتی ہے اور یہ ہرگز نہیں کہ وہ وہم ہوتا ہے یا صرف بے بنیاد تخیلات ہوتے ہیں بلکہ واقعی طور پر وہ خدا جس کی شان بکلی نرالی (؟) ہے علیم ہے ایک قسم کے خلق کا تماشا دکھا دیتا ہے۔ جبکہ اس قسم کے خلق اور پیدائش کا دنیا میں ہی نمونہ دکھائی دیتا ہے اور ہر یک زمانے کے عارف اس کے بارے میں گواہی دیتے چلے آئے ہیں تو پھر وہ تمثیلی خلق اور پیدائش جو آخرت میں ہوگی اور میزانِ اعمال نظر آئے گی اور پل صراط نظر آئے گا اور ایسا ہی بہت سے امور روحانی جسمانی تشکل کے ساتھ نظر آئیں گے اس سے کیوں عقلمند تعجب کرے کیا جس نے یہ سلسلہ تمثلی خلق اور پیدائش کا دنیا میں ہی عارفوں کو دکھا دیا ہے اس کی قدرت سے یہ بعید ہے کہ وہ آخرت میں بھی دکھا دے بلکہ ان تمثلات کو عالم آخرت سے نہایت مناسبت ہے کیونکہ جس حالت میں اس عالم میں باوجود کمال انقطاع کے یہ تمثلی پیدائش تزکیہ یافتہ لوگوں پر ظاہر ہوتی ہے

تبلیغی خط و کتابت

دیکھو خدا نے سارے جہاں کو جھکا دیا
گمنام پا کے شہرۂ عالم بنا دیا (حضرت مسیح موعودؑ)

نائیجیریا

ترجمہ خط از مس لے ٹوینا ۔ اوقادر نائیجیریا ۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

میں آپ کی گرانقدر خدمات کی جو آپ اسلام کی کر رہے ہیں بہت مشکور ہوں ۔

میں نے بہت سی کتب جو پاکستان میں عربی سے انگریزی میں شائع ہوئی ہیں پڑھی ہیں ۔

میں آپ کی بہت مشکور ہوں گی اگر آپ مجھے ایک نسخہ قرآن شریف اور دیگر کتب عنایت فرمائیں ۔

میں تعلیم یافتہ لڑکی ہوں، انگریزی ۔ عربی سے واقف ہوں میں چاہتی ہوں کہ خدمت اسلام کے سلسلہ میں کوئی نمایاں کام کر دکھاؤں ۔

میرے قصبہ کی عورتیں دنیوی امور میں اور دنیا کے بدترین اخلاقی اعمال میں مبتلا ہیں ۔

مجھے امید ہے کہ قرآن شریف کی مدد سے میں ان لوگوں کے قلب و نگاہ کو بدل دوں گی ۔

خدا تعالیٰ کے لئے میری درخواست پر ہمدردی سے غور فرمائیں اور بلا جلدی ہی تعاون فرمایا جائے ۔

(انہیں خط اور قرآن شریف ولٹریچر بھیجے گئے)

آگر آپ لوگ مجھے تعلیم اسلام سے آراستہ فرمائیں گے تو گویا آپ نے میری سب قوم کو تعلیم سے مزین فرما دیا جیسا کہ قرآن شریف فرماتا ہے :۔

"جو کچھ تم اللہ تعالیٰ کے راستہ میں خرچ کرو گے تمہیں واپس دیا جائے گا تم خسارہ میں نہیں رہو گے"

مجھے امید ہے کہ حسب دستور برادرانہ شفقت سے میری مدد فرماتے رہیں گے تاکہ میں اس قابل ہو جاؤں کہ اپنے ملک میں اپنی قوم کی خدمت کر سکوں ۔

(انہیں خط لکھ دیا گیا ہے ۔ اور مزید لٹریچر بھیجا گیا ہے ۔ اکثر ایسے طلباء مختلف ممالک سے ہمارے پاس آکر تعلیم حاصل کرنے کے لئے لکھتے رہتے ہیں ۔ غلام قادر)

سیلون

ترجمہ خط از مسٹر عبداللہ سلیم مدیزی کولمبو سیلون

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

جیسا کہ پچھلے سال میں نے آپ کو لکھا تھا کہ مجھے افریقین مسلم ..... ایسوسی ایشن نے کولمبو کالج میں تعلیم حاصل کرنے کے لئے بھیجا تھا تاکہ میں یہاں سے تعلیم حاصل کر کے جب واپس اپنے ملک میں جاؤں تو اس قوم کو بھی تعلیم اسلام سے منور کر دوں ۔ آپ خوب جانتے ہیں کہ ہماری قوم تعلیم اسلام سے کس قدر بیگانہ ہے پچھلے ایک سال سے سیرۃ النبی پڑھ رہا ہوں مگر دین اسلام کے متعلق انہوں نے مجھے کچھ نہیں بتایا کیونکہ یہ لوگ خود اس مقدس علم سے بے بہرہ ہیں ۔

میں آپ کا بہت شکر گذار رہوں گا اگر آپ مہربانی اور ہمدردانہ غور سے مجھے اپنے کالج میں داخلہ دے سکیں تاکہ مجھے باقاعدہ طور پر تعلیم اسلام حاصل ہو جائے ۔ آپ کی یہ عنایت صرف مجھ تک محدود نہ ہو گی بلکہ میری قوم کے علم سے بے بہرہ افراد بھی تحصیل علم کے بعد میری واپسی کے منتظر ہیں بہت مستفید ہونگے انشاء اللہ تعالیٰ ۔

فلپائن

ترجمہ خط از مسٹر محمد علی ۔ اے ۔ رلم ۔ فلپائن

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مفصلہ ذیل عبارت میں آپ کے سوالات کے جوابات تحریر ہیں ۔

(۱) مجھے یہ معلوم نہیں ہے کہ ہماری گورنمنٹ آپ کے ملک سے کسی مبلغ اسلام کو داخلہ کی اجازت دیتی ہے یا نہیں ۔ مگر میں وثوق سے کہہ سکتا ہوں کہ امریکہ سے اگر کوئی مبلغ آئے تو اسے کوئی رکاوٹ نہیں ہو گی ۔ مزید اطلاع فلپائن ایمبیسی مقیم پاکستان سے حاصل فرمائیں ۔

(۲) ایک سال کے لئے ایک مشنری کے خرچ کے متعلق اندازہ لگانا مشکل ہے، سادہ گذارہ سے لمبا چوڑا خرچ نہیں پڑتا ۔

(۳) یہاں کے کچھ مسلمان متعصب واقع ہوئے ہیں، آپ کے مبلغ کا خرچ برداشت کرنے پر آمادہ نہیں ہوں گے ۔ ہاں جب تک میرے پاس وہ رہیں گے ان کا گذارہ میرے ذمہ ہو گا ۔ میں بھی کوئی بڑا امیر آدمی نہیں ہوں ۔

میں ایک جزیرہ سے دوسرے جزیرہ اسی طرح جزیرہ بہ جزیرہ اشاعت اسلام اور احمدیت کے لئے چکر کاٹتا رہتا ہوں ۔

میں نے اپنی چٹھی مرقومہ ماہ فروری میں آپ سے مینول آف حدیث مانگی تھی تاکہ وہ تبلیغی دوروں کے سلسلہ میں کام آئے براہ عنایت مذکورہ کتاب معہ دیگر لٹریچر کے جلد ہی ارسال فرمائیں مشکور رہوں گا ۔

(انہیں حوصلہ افزا خط اور دیگر مطلوبہ کتب بھیجدی گئیں ۔ غلام قادر)

نائیجیریا

ترجمہ خط از مسٹر عبدالکریم اولانری داجو کا نو ۔ نائیجیریا ۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

میں اس عربی اسکول میں جو کہ اب سر احمدو بیلو یونیورسٹی میں تبدیل ہو رہا ہے پڑھ رہا ہوں ۔

میں جبکہ رخصتوں میں آبادان تھا تو میں نے ایک کتابچہ کا مطالعہ ..... کیا جس پر آپ کا پتہ درج ہے چند اوراق پڑھ کر مجھے شوق پیدا ہوا کہ میں آپ سے خط و کتابت شروع کروں ۔

اس کالج میں ملک کے مختلف حصوں کے مسلم طلباء تعلیم حاصل کر رہے ہیں ۔ دیگر مغربی علوم کے ساتھ ساتھ عربی جی ۔ سی ۔ ای جو کہ منتہی کے لئے ضروری ہے کورس دیا جاتا ہے اور فقہ امام مالک یہاں رائج ہے اور پڑھائی جاتی ہے ۔

کچھ عرصہ سے مسلم طلباء نے ایک سوسائٹی قائم کی ہے جو کہ عیسائی مشنریوں کے اسلام کے خلاف اعتراضات کا جواب دے جو وہ منتظم طور پر اسلام کو بدنام کرنے کے لئے کر رہے ہیں اور مسلمانوں میں انگریزی لٹریچر تقسیم کر رہے ہیں ۔ بعض مسلم طلباء جو مغربی طرز تعلیم سے آراستہ ہیں اور عربی سے واقفیت نہیں رکھتے ان علماء کی باتوں کو جو وہ اس سائنس کے زمانہ میں اسلام کے متعلق کرتے ہیں نہیں سمجھ سکتے کیونکہ وہ غیر معقول ہوتی ہیں ۔ بنا دریں اس سوسائٹی کی سیکرٹری شپ میرے حصہ میں آئی ہے اس کی پبلشنگ کمیٹی کا انتظام بھی میرے ذمہ ہے ۔ اندریں صورت مجھے آپ کی مدد کی بہت ضرورت ہے مجھے انگریزی لٹریچر بھیج کر ممنون فرمائیں ۔ جو مفصلہ ذیل مضامین پر مشتمل ہو :۔

(۱) اسلام کے ضروری مسائل

(۲) بانئے سلسلہ احمدیہ کا دعویٰ اور تعلیم

(۳) رفع مسیح الی السماء

(۴) دجال

(۵) اور مختصر حالات ..... ان تبلیغی مساعی کے جو کہ آپ کی انجمن سرانجام دے رہی ہے ۔

ایسا معقول اور صلاحیت بخش لٹریچر نہ صرف ہماری معاونت کرے گا بلکہ اسلام کے متعلق ہمارے علم میں بہت اضافہ کا باعث ہو گا جو کہ ہمیں جان سے زیادہ عزیز ہے ۔

اشاعت اسلام کے متعلق آپ کی ہدایات ہمارے لئے بہت مفید رہیں گی ۔

یظھر اللہ دین الاسلام علی الدین کلہ فی حیاتنا ولو کرہ المشرکون والصلوٰۃ علی النبی الکریم

آپ کا مخلص عبدالکریم

(انہیں خط اور لٹریچر اور قرآن شریف مع متن بھیجے گئے ۔ غلام قادر)

ووکنگ مسلم مشن اور احمدیت

کچھ دن ہوئے ووکنگ مسلم مشن کا ایک وفد جس میں شاہجہان مسجد کے ایک ٹرسٹی بھی شامل تھے، مشن اور اسلامک ریویو کے لئے امداد حاصل کرنے کی غرض سے مختلف ممالک کا دورہ کرتے ہوئے رنگون پہنچے، اس جگہ سے "دورِ جدید" نامی ایک سہ روزہ اخبار شائع ہوتا ہے جو احمدیت کا سخت معاند اور ہمیشہ سے اس کی مخالفت پر ادھار کھائے بیٹھا ہے، مذکورہ بالا وفد کا پہنچنا تھا کہ اس اخبار نے اس کے خلاف پروپیگنڈا شروع کر دیا۔ اور اس کی بنا یہ رکھی ...... کہ ووکنگ مسلم مشن احمدیوں کی لاہوری جماعت کا مشن ہے اور یہ جماعت بھی قادیانیوں کی طرح مرزا صاحب کو نبی مانتی ہے گو اس کا اظہار کھلے طور پر نہیں کرتی، اور مسلمانوں جیسے عقائد ظاہر کر کے لوگوں کو پھانستی اور آہستہ آہستہ انہیں ظلی و بروزی نبی منواتی ہے، اس لئے ووکنگ مشن، یا اسلامک ریویو کی امداد کسی طرح مناسب نہیں۔

جہاں تک ظلی و بروزی نبوت یا حضرت مرزا صاحب کو نبی ماننے ...... کا سوال ہے، ہم اس کا مفصل جواب ۱۱ اپریل ۱۹۶۱ء کے پیغام صلح میں دے چکے ہیں، رہا ووکنگ مشن کا معاملہ، اس بارہ میں مسجد کے ٹرسٹی مسٹر ایس۔ ایم جان نے "دورِ جدید" کے جواب میں ایک مراسلہ لکھا، جس میں ووکنگ مسلم مشن کی تاسیس اور اس کی سرگزشت زندگی بیان کرتے ہوئے بتایا کہ ووکنگ مسلم مشن کا لاہوریت یا قادیانیت سے کوئی تعلق نہیں اور اس کے ساتھ ہی اس سوال کا کہ اس کی کیا وجہ ہے کہ ووکنگ مشن کے کارکن بالعموم لاہور ہی سے لئے جاتے ہیں، یہ جواب دیا ہے کہ:-

"اس کے متعلق اس قدر کہنا ہے کہ اس کی وجہ یہ ہے کہ بالعموم ہمیں صحیح قسم کے کام کرنے والے جو انگریزی اور عربی سے واقفیت رکھتے ہوں اور اس کے علاوہ مشنری جوش بھی رکھتے ہوں اور اسلام کو مغربی دنیا میں پیش کرنے کی قابلیت بھی رکھتے ہوں مشکل سے ملتے ہیں"۔

اس کے ساتھ ہی مسٹر جان نے اس بات کو بھی واضح کیا کہ:-

"جو بھی ووکنگ کے تبلیغی ادارے میں کام کرتا ہے اس کا فرض ہوتا ہے کہ تبلیغی جدوجہد میں اسلام کو پیش کرے۔ قرآن کی بنیادی تعلیم کو مدنظر رکھتے ہوئے توحید، رسالت، ختم نبوت اور قرآن کی تعلیم سے ایک قدم بھی آگے نہ بڑھے"۔

بجائے اس کے کہ اس صاف اور واضح جواب پر خاموشی اختیار کی جاتی "دورِ جدید" نے مخالفت کا سلسلہ جاری رکھا اور یہ کہنا شروع کر دیا کہ:-

"کسی مسجد کے امام کی وہی حیثیت ہوتی ہے جو حیثیت کسی ٹرین میں انجن کی ہوتی ہے۔ انجن جس سمت کو چلیگا اس کے تمام ڈبے بھی اسی جانب سفر کریں گے، جب کسی مسجد کا امام قادیانی لاہوری ہوگا تو لازمی طور پر وہ اپنی یہ روح اپنے مقتدیوں اور اس کے پاس آنے والوں میں بھی ضرور پیدا کرے گا ......
بلکہ لاہوری قادیانی تو اور زیادہ اس لئے خطرناک ہے کہ وہ سب سے پہلے مسلمانوں جیسے عقائد پیش کرے گا اور جب لوگ یہ سمجھنے لگیں گے کہ یہ تو اسلام کی دعوت دیتا ہے تو پھر وہ عادت کے مطابق مرزا غلام احمد قادیانی کی ظلی بروزی اور رجزوی نبوت کی تعلیم دے گا"۔

اور اس کے ساتھ ہی یہاں تک بغض و تعصب کا اظہار کیا ہے کہ:-

"اس کے علاوہ یہ سوال بجائے خود نہایت اہم ہے کہ آپ کی نمازیں لاہوری قادیانی امام کے پیچھے صحیح بھی ہیں یا نہیں تمام علمائے اسلام کا فتویٰ ہے کہ لاہوری قادیانی امام کے پیچھے نماز نہیں ہوتی"۔

ہمیں یہاں لاہوری احمدیہ جماعت یا کارکنان ووکنگ مسلم مشن کی صفائی پیش کرنا مقصود نہیں، ظلی بروزی نبوت کے متعلق ہم "دورِ جدید" کی جہالت کو قبل ازیں واضح کر چکے ہیں، اور بتا چکے ہیں کہ یہ کوئی نبوت کی قسم نہیں بلکہ حضرت نبی کریم محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کے [illegible] اور عکس کو جو اولیاء اللہ کے قلوب صافی پر پڑتا ہے اور حضرت مرزا صاحب کے آئینۂ قلب پر سب سے زیادہ نمایاں طور پر پڑا، ظلی و بروزی اور جزوی نبوت کا نام دیا گیا ہے، جس کو دوسرے لفظوں میں ولایت و محدثیت کا اعلیٰ ترین مقام کہا جا سکتا ہے۔

رہا لاہوری احمدی جماعت یا کارکنان ووکنگ مسلم مشن کے طرزِ تبلیغ کا سوال، اس بارہ میں ووکنگ مسلم مشن کی نصف صدی کی روداد ان لوگوں کے سامنے ہے جو مشن کی سرگرمیوں کا مطالعہ کرتے رہتے ہیں باوجود اس کے "دورِ جدید" کو ادعا ہے کہ ووکنگ کے امام اپنے مقتدیوں کو لازمی طور پر مرزا غلام احمد قادیانی کی ظلی بروزی نبوت کی تعلیم دے گا" اور "لازمی طور پر وہ اپنی یہ روح اپنے مقتدیوں اور اس کے پاس آنے والوں میں بھی ضرور پیدا کرے گا" لیکن واقعات اس کی کھلے طور پر تردید کر رہے ہیں۔

اور ووکنگ مسلم مشن کی نصف صدی کی تاریخ اس امر پر شاہد ہے، کہ ووکنگ کے کسی بھی امام نے نہ کبھی احمدیت کی تبلیغ کی اور نہ کسی کو احمدی بنایا، بلکہ جماعت احمدیہ کو بھی تو اس کی شکایت ...... ہے کہ ووکنگ میں احمدیت کی تبلیغ نہیں ہوتی اور حضرت مرزا صاحب کا نام ہی نہیں لیا جاتا ...... یہ فی الحقیقت اس معاہدہ کی وجہ سے ہے جو ووکنگ مسجد کے ٹرسٹیوں کے ساتھ کیا گیا کہ وہاں فرقہ وارانہ تبلیغ نہ ہوگی، لیکن اس کے ساتھ ہی ہم اس اعتراف سے گریز نہیں کر سکتے کہ ووکنگ میں اسلام کی جو روشن تصویر پیش کی جاتی ہے، اور جس کو دیکھ کر سینکڑوں اعلیٰ تعلیم یافتہ انگریز کلمۂ توحید پڑھ کر حلقہ بگوشِ اسلام ہو گئے اور ہوتے چلے جا رہے ہیں وہ وہی تصویر ہے جو حضرت امام وقت نے ہمیں دی، اسی تصویر کو دیکھ کر لارڈ ہیڈلے سر آرچیبالڈ ہملٹن، [illegible] ڈڈلے رائٹ، مارماڈیوک پکتھال اور دوسرے کئی انگریز امراء و فضلا اسلام کے گرویدہ ہو گئے۔ اگر اس کا نام احمدیت ہے، (اور فی الحقیقت احمدیت اسی کا نام ہے) تو اس بات کے اعتراف سے ہمیں گریز نہیں کہ اس احمدیت کی (جو حقیقتاً اسلام ہی کا دوسرا نام ہے) تبلیغ وہاں ضرور ہوتی ہے، اور یہی وہ تبلیغ ہے جو انگلستان میں موثر ہو سکتی ہے، جو لوگ اس کو پسند نہیں کرتے وہ اپنے طرز پر تبلیغ کر کے دیکھ لیں، انہیں یقیناً ناکامی ہوگی، "دورِ جدید" کا مشورہ ہے کہ مصر اور شام سے عربی اور انگریزی جاننے والے امام مل سکتے ہیں ان سے فائدہ اٹھایا جائے، بسم اللہ تجربہ کر کے دیکھ لیجئے، عربی اور انگریزی جاننے والے آپ کو بہت مل جائیں گے۔ لیکن بقول مسٹر ایس ایم جان صحیح طور پر کام کرنے والے جو تبلیغ کا صحیح جذبہ رکھتے ہوں، ملنے مشکل ہیں یہ امام وقت کے انفاس قدسیہ ہی کا نتیجہ ہے کہ خواجہ کمال الدین کو اللہ تعالیٰ نے یہ توفیق دی کہ انہوں نے جذبۂ تبلیغ سے سرشار ہو کر ووکنگ مسلم مشن کی بنا ڈالی اور ووکنگ کی امامت کا کام سنبھالا اور ان کے بعد آج تک اسی جماعت کے افراد کو اس خدمت کی سرانجام دہی کا شرف حاصل ہوا، کسی مصری یا شامی یا ہندی و پاکستانی کو یہ توفیق نہ ہوئی کہ وہ اس خارزار میدان میں قدم فرسائی کرے، بقول مولانا شبلی مرحوم ؎

کامل اس فرقۂ زہاد سے اٹھا نہ کوئی
کچھ ہوئے تو یہی رندانِ قدح خوار ہوئے

مولانا شبلی نے یہ شعر خواجہ کمال الدین مرحوم کے تبلیغی کارنامے کو سراہتے ہوئے لکھا تھا، اور "دورِ جدید" جیسے معترضین کی شان میں یہ قطعہ ارشاد فرمایا تھا ؎

اک مولوی صاحب سے کہا میں نے کہ کیا آپ
کچھ حالت یورپ سے خبردار نہیں ہیں

(باقی پر صفحہ ۴ کالم ۳)

نامۂ ووکنگ

شیخ محمد طفیل صاحب امام شاہجہان مسجد ووکنگ (انگلستان)

انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا کا مضمون

مکرم ایڈیٹر صاحب پیغام صلح۔
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ'

انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق جو مضمون شائع ہوا ہے وہ کوئی نیا نہیں۔ یہ مضمون مشہور دشمنِ اسلام مارگولیتھ کا لکھا ہوا ہے۔ اس سے قبل بھی یہ مضمون انسائیکلوپیڈیا میں شائع ہو چکا ہے۔ جہاں تک اس کے جواب کا تعلق ہے، ہمارے لٹریچر میں اسکا شافی جواب موجود ہے، ضرورت ہے کہ اسے زیادہ سے زیادہ لوگوں تک پہنچایا جائے۔

اسلام کی حمایت اور مخالفت میں ہر ہفتہ کوئی نہ کوئی کتاب مغربی دنیا سے شائع ہوتی رہتی ہے۔

اسلام پر موافق اور مخالف کتابیں

پروفیسر ہٹی کی کتابیں "کلاسکس" کا درجہ رکھتی ہیں حال میں اُن کی تصنیف (THE NEAR EAST IN HISTORY) منظر عام پر آئی ہے حقیقت یہ ہے کہ ایسی کتابیں روز روز نہیں لکھی جاتیں۔ اس کے تبصرہ کے لئے تو ایک مستقل مضمون چاہیئے۔ یہاں اس کے نام کا تعارف کرا دینا ہی کافی۔

ایک دوسری کتاب جو S-P-C-K. والوں نے چھاپی ہے اس کا عنوان ہے MUSLIM DAVOTIONS جس کی مصنفہ مس پیڈوک (CONSTANCE E. PADWICK) ہیں اس سے قبل اتنی جامع کتاب انگریزی میں اسلامی دعاؤں ومناجات، عبادات کے متعلق میری نظر سے گذری۔ اس میں شیعہ سنی دعائیں ہر موقعہ کے لئے جمع کر دی گئی ہیں۔ انداز تحریر ہمدردانہ ہے۔ اور یورپین لوگوں میں یہ جو عام تصوّر پایا جاتا ہے کہ اسلامی عبادت میں عیسائیوں والا سوز وگداز نہیں اس کتاب کے پڑھنے سے اس کی تردید ہوتی ہے۔

ڈاکٹر جیافری پرنڈر GEOFFREY PARRINDER کی کتاب WORSHIP IN THE WORLD'S RELIGIONS "عبادت ۔۔۔ دنیا کے مذاہب میں) میں بھی اسلام پہ جو باب ہے بڑی محنت سے لکھا گیا ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اسلام اور عیسائیت کی کشمکش میں عیسائیت نے اب اسلام سے اپنے طرزِ عمل کو بدل لیا ہے۔

لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ معاندانہ لٹریچر چھپنا بند ہو گیا ہے۔ آج صبح کی ڈاک سے ۔۔۔ ایک کتاب "HOLY SWORD" مقدس تلوار" مصنفہ رابرٹ پین ROBERT PAYNE کی لکھی ہوئی موصول ہوئی ہے۔ یہ حضرت بڑے بلند قسم کے صحافی واقع ہوئے ہیں۔ کوئی پچاس کے قریب کتابیں ان کی قلم سے نکل چکی ہیں۔ ابھی وقت نہیں ملا کہ اس کتاب کو بنظر غور دیکھتا۔ اگر پاکستانی علماء کو علم ہو جائے تو اس کتاب کے داخلہ پر پابندی لگانے کے لئے ایجی ٹیشن شروع کر دیں گے۔

رابرٹ پین نے اس کتاب میں آغاز اسلام سے لیکر عہدِ حاضر تک اسلام کی تاریخ بیان کرنے کی کوشش کی ہے۔ نام سے ظاہر ہے کس قسم کی کتاب ہو گی۔ ایک جگہ لکھا ہے کہ رسول کریم رأفت وکرم کا برتاؤ ضرور کرتے تھے لیکن عام طور پر خوبصورت عورتوں سے (صفحہ ۵) پہلے لکھ چکے تھے کہ صرف اپنے قریبی دوستوں سے تلطف سے پیش آتے تھے (صفحہ ۶۱)

چونکہ "مقدس تلوار" (یہ ایک باب کا عنوان بھی ہے جس میں نبی کریمؐ کی جنگوں کا ذکر ہے) ایک خاص مفروضہ کے مدنظر لکھی گئی ہے اس لئے مصنف نے ان واقعات کو حذف کرنے سے احتراز نہیں کیا جو اس مفروضہ کے خلاف جاتے ہیں۔ فتح مکہ کے وقت رسول کریمؐ نے اپنے مخالفین سے جو عدل کا سلوک کیا تھا اور سبکو معاف کر دیا تھا کہ لاتثریب علیکم الیوم اس کا اس باب میں ذکر نہیں کیا۔ صحافی کی بد دیانتی کی اس سے بڑھ کر اور کیا مثال ہو سکتی ہے۔ یہ کہنا کہ مصنف کو اس کا علم نہیں ہو گا درست نہیں۔ اشاریہ میں مولنا محمد علی صاحب مرحوم۔ پروفیسر آربری۔ اور دیگر مستشرقین کی بہت سی کتابوں کے نام درج ہیں۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ اتنی موٹی سی بات انہیں نظر نہ آئی ہو۔ مصنف کو جہاں اپنے مطلب کی بات تاریخ اسلام میں نہیں ملی۔ ان کے دماغ کی اختراع نے اس کمی کو پورا کر دیا ہے۔ اس کی مثالیں قریباً ہر صفحہ پر مل سکتی ہیں۔ یہ کتاب بہرحال اسلام کے متعلق غلط فہمیوں کو مزید تقویت پہنچانے کا باعث ہو گی۔ ہماری جماعت کے دوستوں کو چاہیئے کہ اس کا بغور مطالعہ کریں۔

بائبل کا نیا ترجمہ

آج کل نئے عہد نامہ کا نیا ترجمہ شائع ہوا ہے جس پر مختلف عیسائی علماء نے ۱۳ سال محنت کی ہے۔ امید ہے کہ اب یہی ترجمہ مستند سمجھا جائے گا۔ اس کے متعلق ایک تعارفی مضمون انشاء اللہ چھپ ۔۔۔ لکھوں گا۔ تنقیدی نظر سے اس کا مطالعہ ہی کر سکتا ۔۔۔

انگریزی کے علاوہ عبرانی اور یونانی میں بھی دسترس ہو (؟) بعض مقامات پر بڑی معنی خیز تبدیلیاں کی گئی ہیں جن کا مطالعہ دلچسپی سے خالی نہیں ہو گا یہ امر ہماری جماعت کے علماء کی خاص توجہ کے قابل ہے۔

(باقی ۔ آیندہ)

ووکنگ مسلم مشن اور احمدیت

(بسلسلہ صفحہ ۳)

آمادۂ اسلام ہیں لندن میں ہزار دل
ہر چند ابھی مائل اظہار نہیں ہیں
جو نام سے اسلام کے ہو جاتے تھے برہم
ان میں بھی تعصب کے اب آثار نہیں ہیں
افسوس مگر یہ ہے کہ واعظ نہیں پیدا
یا ہیں تو یقیناً آپ کے دیندار نہیں ہیں
کیا آپ کے ذمرہ میں کسی کو نہیں یہ درد
کیا آپ بھی اس کے لئے تیار نہیں ہیں
جھلا کے کہا یہ کہ یہ کیا سوئے ادب ہے
کہتے ہو وہ باتیں جو سزاوار نہیں ہیں
کرتے ہیں شب وروز مسلمانوں کی تکفیر
بیٹھے ہوئے ہم بھی تو بیکار نہیں ہیں

کیا "دورِ جدید" کے مقالات اسی "شغلِ تکفیر" کا نتیجہ نہیں، جو بقول مولانا شبلیؒ ملک مولویوں کا محبوب مشغلہ ہے؟

حضرت امیر اور بزرگانِ جماعت کا دورۂ ملتان

جماعتی تنظیم کے سلسلہ میں حضرت امیر قوم محترم الحاج شیخ میاں محمد صاحب رحمانی اور علامہ ربانی خانصاحب

۲۷ اپریل کو ملتان پہنچ رہے ہیں، ۲۸ کو جمعہ ملتان میں ادا کیا جائے گا

احباب جماعت ملتان اور نواح کے احباب سے درخواست ہے، کہ وہ ۲۸ کو ملتان میں جمع ہو کر بزرگانِ قوم کے مواعظ حسنہ سے مستفیض ہوں۔

احمد یار
سیکرٹری

یہ بھی دعویٰ کیا ہے کہ اس سے اللہ تعالیٰ ہم کلام ہوتا ہے اور اپنی مشہور تصنیف حقیقۃ الوحی میں اس نے اپنی صداقت کے ۲۰۸ نشان بیان کئے ہیں اور یہ ان الہامات اور کشوف پر مبنی ہیں جو ان کو وقتاً فوقتاً خدا کی طرف سے ہوتے رہے اور اس کی تائید میں انہوں نے اپنے سخت ترین مخالفوں کی شہادتیں بھی پیش کی ہیں۔ ایسے مکالمات و مکاشفات کو خدا کی ہستی پر قطعی ثبوت کے طور پر پیش کیا گیا ہے اور بتایا گیا ہے کہ خدا ہے۔ اور وہ اپنے بندوں سے براہ راست تعلق رکھتا ہے اور ان پر اپنا کلام نازل کرتا ہے۔ اور انہیں غیب کا علم دیتا ہے اور مستقبل کے متعلق پہلے سے انہیں آگاہ کر دیتا ہے اور یہ نعمت صرف اس امت کے نیک افراد کو میسر آتی ہے باقی کل ادیان اس سے محروم ہیں۔ صوفیائے کرام کے سارے گروہ و سنت والجماعت کی اکثریت ایسے مکاشفات کے وجود کی قائل ہے۔

(۸)

احمدیت نے تبلیغ اور اشاعت اسلام کو اپنا مختص پروگرام بنالیا اور وہ مسلسل ۷۰ برس سے اس پروگرام پر عمل پیرا ہیں۔ ان کی مساعی سے اہل یورپ کا نقطۂ نگاہ بدل گیا ہے اور اسلام اب فضلائے فرنگ کے دلوں میں گھر کر رہا ہے۔ مسلمانوں کی دیگر جماعتیں اس تمام عرصہ میں احمدیوں کو کوستی رہیں۔ اور ان کے خلاف فتاوے کفر لگاتی رہیں اور مسلمانوں کو گمراہ کرتی رہیں تا آنکہ آج ہر طرف سے یہ محسوس کیا جانے لگا کہ سوائے تبلیغ و اشاعت کے مسلمانوں کی نجات کا اور کوئی راستہ نہیں۔ تبلیغ تبلیغ کی آوازیں تو ہر طرف سے آ رہی ہیں۔ مگر ابھی تک عملی قدم کسی جماعت نے نہیں اٹھایا۔ موجودہ فضا خود بخود احمدیت کی تائید کرتی ہوئی اس کی صداقت کی ایک دلیل بن گئی ہے۔

(۹)

اور احمدیت نے تلقین کی کہ کلمہ گویوں کی تکفیر ایک ایسا گناہ ہے جو ملت اسلامیہ کو پارہ پارہ کرنے والا ہے اور یہ جرم قتل اور غارت گری سے بھی زیادہ سنگین ہے۔ اس وقت علماء نے ان کی ایک نہ سنی اب چاروں طرف سے اتحاد بین المسلمین کی آوازیں بھی آنے لگی ہیں اور احمدیت کا نظریہ کہ کلمہ گو کی تکفیر ایک خطرناک گناہ ہے امت کے مسلمات کا ایک جزو بننے والا ہے۔

(۱۰)

مہدی اور مسیح کے مناصب ایک ہی فرد کی دو حیثیتوں اور دوگونہ فرائض کے مظاہر ہیں۔ وہ مہدی ہو کر امت محمدیہ کی ہدایت کا موجب ہوگا اور مسیح کی حیثیت سے وہ عیسائی اقوام کو دائرہ اسلام میں داخل کرے گا اور یہی دو مذاہب ہیں جو بالآخر اسلام کی شکل میں مجتمع ہو کر انسانیت کا آئندہ دین قرار پائیں گے۔ اور اسی میں انسانیت کی نجات ہوگی۔ یہ حقیقت بھی اب آہستہ آہستہ اذہان پر غالب آ رہی ہے۔ اور لوگ دین اسلام کے مختلف گروہوں اور فرقوں میں پہلے اتحاد پیدا کریں گے۔ اور پھر عالمی سطح پر تمام ادیان اسلام میں ضم ہو کر قرآن کریم کے جھنڈے کے نیچے آ جمع ہوں گے اور یہ وہ وقت ہوگا جب یہ زمین خدا کے نور سے جگمگا اٹھے گی اور اشرقت الارض بنور ربہا کا نظارہ دنیا میں دیکھے گی۔

لہٰذا احمدیت کا یہ نظریہ بھی اب مقبول ہوتا جا رہا ہے۔

استاد۔ آپ نے تو گویا تلک عشرۃ کاملۃ فرما کر احمدیت کا خلاصہ اور نچوڑ نہایت خوبصورتی سے بیان کر دیا ہے اور آج آپ کی تقریر دلپذیر سے بہت سے حقائق مجھ پر ایسے منکشف ہوئے ہیں۔ کہ میں نے اس سے قبل ان کی طرف توجہ ہی نہیں دی تھی۔ آپ نے استدلال کا کچھ ایسا طریق اختیار کیا ہے کہ بہت سی الجھنیں دفعتاً آسان ہو گئی ہیں۔ کاش کہ میں اپنے اندر اس قدر اخلاقی جرأت پاتا کہ علی الاعلان اس دور کے ایک بہت بڑے محسن کی خدمات اسلامی کا اعتراف کر سکتا اور اس کی تیار کی ہوئی روحانی فوج میں داخل ہو جاتا اور کسی مخالفت کی پرواہ نہ کرتے ہوئے اشاعت اسلام کی تحریک میں عملی حصہ لے کر اپنی آخرت کے لئے اچھا سامان پیدا کر سکتا۔ و نطمع ان یدخلنا ربنا مع القوم الصالحین ○ (اور آرزو رکھتے ہیں ہم کہ ہمارا رب ہم کو صالح لوگوں کے ساتھ داخل کرے)

ہم بیٹھے تھے احمدیت پر اعتراض کرنے اور اس وقت کیفیت یہ ہے کہ میں خود کو ایک صداقت کا ایک نخچیر تصور کرنے لگ گیا ہوں۔ میرے قلب میں ایک ہیجان پیدا ہو گیا ہے اور ایک خوفناک روحانی کشمکش شروع ہو گئی ہے میں مضطرب ہوں بے چین ہوں، ماحول سے آزاد ہونا چاہتا ہوں، میں کثافت کی پستی سے نکل کر طہارت کی بلندیوں کی طرف اڑ جانا چاہتا ہوں میرا ذہنی توازن ڈگمگا رہا ہے۔ میرا ضمیر مجھے جھنجھوڑ رہا ہے۔ ذہن کچھ کہتا ہے دل کوئی اور راگ الاپ رہا ہے۔ اے اللہ مجھ پر رحم فرما اور مجھے اس اضطراب، اس کشمکش، اس بے چینی، سے نجات دے آمین۔

مجید میرے عزیز! ذرا خاموش رہنا۔ مجھے اجازت دے کہ میں خدا کے حضور دو نوافل ادا کر کے رکوع اور سجود میں سکون حاصل کر سکوں (یہ کہہ کر مولانا نور الحق صاحب وضو کرنے لگ جاتے ہیں اور سید المجید مولانا کے کتب خانہ میں داخل ہو جاتا ہے) مولانا نے نہایت خضوع و خشوع سے بارگاہ ایزدی میں سجدہ ریز ہو کر دو رکعت نماز ایسے انداز میں ادا کی کہ اس سے قبل انہیں یہ کیفیت کبھی حاصل نہ ہوئی تھی جس کے متعلق حضور انور نبی کریمؐ نے فرمایا تھا زمانہ مہدی میں ایک سجدہ دنیا و مافیہا کی تمام نعمائے سے بہتر ہوگا۔ مولانا کے رخسار اور ریش مبارک پر آنسوؤں کے قطرے موتی بن کر چمک رہے تھے۔ ان کا شاگرد رشید لائبریری میں داخل ہوتا ہے اور اتفاق سے کتاب "مجدد اعظم" مصنفہ ڈاکٹر بشارت احمد صاحب اسے مل جاتی ہے اور وہ بجائے اس کے کہ شروع کے صفحات پر نظر ڈالے اس کے دو آخری صفحوں کو پڑھتا ہے اور وہیں بیٹھے بیٹھے قلم دوات لیکر ایک عبارت لکھتا ہے اور اس کے نیچے دستخط کر دیتا ہے۔

ادھر مولانا صاحب نماز سے فارغ ہوتے ہیں نوجوان شاگرد اپنے اخلاص، محبت اور جوش سے لکھی ہوئی عبارت کو مولانا کے سامنے رکھ دیتا ہے۔ مولانا اسے پڑھتے ہیں۔ نماز ہی میں ان کا قلب گداز ہو چکا تھا مجید کی لکھی ہوئی عبارت کو پڑھ کر ان پر رقت طاری ہو جاتی ہے اور وہ زار زار رونے لگ جاتے ہیں۔ اور بالآخر مجید کو حکم دیتے ہیں کہ اس کاغذ پر جہاں لفظ "میں" لکھا ہے اسے کاٹ کر لفظ "ہم" لکھ دو اور اس کاغذ کے آخر میں مجید کے دستخطوں کے ساتھ اپنے دستخط بھی ثبت کر دیتے ہیں۔ اور وہ دونوں اس کاغذ کو لے کر سیدھے احمدیہ بلڈنگس کی طرف روانہ ہو جاتے ہیں مگر جانے سے پیشتر ہمیں کاغذ پر لکھی ہوئی عبارت کو نقل کرنے کی اجازت دے دیتے ہیں، وہ دونوں ادھر روانہ ہو جاتے ہیں اور ہم سیدھے احمدیہ بلڈنگس میں جا کر اس مکالمہ کو ایڈیٹر پیغام صلح کے حوالہ کر آتے ہیں۔ کہ اس کو اخبار میں شائع کرنے کے علاوہ... اس کی ایک ہزار کاپی طبع کرا دی جائے تاکہ ہم ملک کے اہل علم کے سامنے یہ ہنگامہ پرور اور انقلاب آمیز مکالمہ پیش کر سکیں۔ اور علماء کو دعوت دیں کہ اس پر وہ جو چاہیں لکھیں مگر انصاف اور دیانت کو ہاتھ سے نہ جانے دیں۔

محولہ بالا عبارت جو کاغذ پر مجید صاحب کے ہاتھ سے رقم ہوئی ہے وہ درحقیقت شرائط بیعت ہیں جو جماعت احمدیہ میں شامل ہونے کے لئے ہر سالک کو تسلیم کرنی ہوتی ہیں۔ شرائط بیعت سے پہلے حضرت مرزا صاحب کے چند اشعار بھی مجید صاحب نے لکھ دیئے تھے وہ بھی نیچے نقل کر دیئے گئے ہیں:۔

بیکسے شد دینِ احمد ہیچ خویش و یار نیست
ہر کسے در کارِ خود با دینِ احمد کار نیست
ہر کسے غمخوارِ اہل و اقارب میشود
اے دریغ ایں بیکسے را ہیچکس غمخوار نیست
خونِ دیں بینم رواں چوں کشتگانِ کربلا
اے عجب ایں مردماں را ہیچ آں آزار نیست
اندریں وقتِ مصیبت چارۂ ما بیکساں
جز دعائے بامداد و گریۂ اسحار نیست
اے خدا ہرگز مکن شاد آں دلِ تاریک را
آنکہ او را فکرِ دینِ احمدِ مختار نیست

ہم ذیل کی شرائط بطیب خاطر بشرح صدر قبول کرتے ہیں:۔

مسیحیت اور اسلام

(عبدالرؤف لودھی گوجرانوالہ)

(۲)

کہ آئندہ اس وقت تک کہ قبر میں داخل ہوں شرک سے مجتنب رہیں گے۔

(۲)۔ یہ کہ جھوٹ اور زنا اور بدنظری اور ہر ایک فسق و فجور اور ظلم اور خیانت اور فساد اور بغاوت کے طریقوں سے بچتے رہیں گے اور نفسانی جوشوں کے وقت ان کے مغلوب نہیں ہونگے

(۳)۔ یہ کہ بلاناغہ پنج وقت نماز موافق حکم خدا اور رسول صلعم کے ادا کرتے رہیں گے اور حتی الوسع نماز تہجد کے پڑھنے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنے اور اپنے گناہوں کی معافی مانگنے، اور استغفار کرنے میں مداومت اختیار کریں گے اور دلی محبت سے اللہ تعالیٰ کے احسانوں کو یاد کرکے اس کی حمد اور تعریف کو ہر روزہ اپنا ورد بنائیں گے۔

(۴)۔ یہ کہ عام خلق اللہ کو عموماً اور مسلمانوں کو خصوصاً اپنے نفسانی جوشوں سے کسی نوع کی ناجائز تکلیف نہیں دیں گے زبان سے نہ ہاتھ سے نہ کسی اور طرح سے۔

(۵)۔ یہ کہ ہر حال رنج اور راحت اور عسر اور یسر اور نعمت اور بلا میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ وفاداری کریں گے اور بہرحال راضی بقضا ہوں گے اور ہر ایک ذلت اور دکھ کے قبول کرنے کرنے کے لئے اس کی راہ میں تیار رہیں گے اور کسی مصیبت کے وارد ہونے پر اس سے منہ نہیں پھیریں گے۔ بلکہ قدم آگے ہی بڑھائیں گے۔

(۶)۔ یہ کہ اتباع رسم اور متابعت ہوا و ہوس سے باز آجائیں گے اور قرآن شریف کو بکلی اپنے پر قبول کریں گے اور قال اللہ و قال الرسول کو اپنی ہر ایک راہ میں دستورالعمل قرار دیں گے۔

(۷)۔ یہ کہ تکبر بکلی چھوڑ دیں گے اور فروتنی اور عاجزی اور خوش خلقی اور حلیمی اور مسکینی سے زندگی بسر کریں گے

(۸)۔ یہ کہ دین اور دین کی عزت اور ہمدردی اسلام کو اپنی جان اور اپنے مال اور اپنی عزت اور اپنی اولاد اور اپنے ہر ایک عزیز سے زیادہ عزیز سمجھیں گے۔

(۹)۔ یہ کہ عام خلق اللہ کی ہمدردی میں محض للہ مشغول رہیں گے اور جہاں تک بس چل سکتا ہے اپنی خداداد طاقتوں اور نعمتوں سے بنی نوع کو فائدہ پہنچائیں گے۔

(۱۰) اس عاجز (یعنی حضرت مرزا غلام احمد صاحب) سے عقد اخوت محض للہ باقرار طاعت در معروف باندھ کر اس پر تا وقت مرگ قائم رہیں گے اور اس عقد اخوت میں ایسے اعلیٰ درجہ کے ہونگے کہ اس کی نظیر دنیوی رشتوں اور تعلقوں اور تمام خادمانہ حالتوں میں پائی نہ جاتی ہو۔" م

(۴) اعتراض

مسیح کا "تکلم فی المھد" اور "ایتاء کتاب و نبوت" بزمان شیرخوارگی تمام انبیاء پر ان کی فضیلت کے ثبوت ہیں۔ محمد صاحب (صلی اللہ علیہ وسلم) نے دعوے نبوت پیرانہ سالی میں کیا جبکہ دنیا وی تجربہ کاری میں کوئی کسر باقی نہ تھی۔

الجواب:۔ بزمان شیرخوارگی حضرت مسیح علیہ السلام کے نہ ہی تو تکلم فی المھد اور نہ نبوت کا کوئی ثبوت قرآن میں ہے۔ مزے کی بات ہے تو یہ کہ اناجیل بھی زمانہ شیرخوارگی کی نبوت کا پتہ نہیں دیتیں۔ قرآن میں تو صرف اس قدر ہے:۔

"اور وہ لوگوں سے جھولے میں
اور ادھیڑ عمر میں باتیں کرے گا۔
اور نیکوں میں سے ہوگا"

یہاں تین باتیں اللہ جل شانہ نے بتائی ہیں، اول تکلم فی المھد دوم تکلم بعمر کہولت اور سوم ان کی صالحیت۔ اول سب بچے عموماً جھولے میں ہی باتیں کرنا سیکھتے ہیں کیونکہ دو سال کی عمر تک جھولے میں رہتے ہیں۔ مہد اور کہولت کے ذکر سے اللہ تعالیٰ کی ایک غرض یہ بھی دکھائی پڑتی ہے کہ خدا پر یہ تغیرات نہیں آ سکتے لہٰذا حضرت مسیح کی الوہیت کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

(۵) اعتراض

مسیح کو دشمنوں نے پکڑنا چاہا تو آسمان سے فرشتے نازل ہوئے اور اسے بجسد عنصری اٹھا کر آسمان پر لے گئے (کوئی قرآنی حوالہ پیش نہیں کیا گیا۔ ناقل) لیکن محمد صاحب (صلی اللہ علیہ وسلم) کو محاصرہ کے وقت نہ کوئی فرشتہ بچانے آیا اور نہ وہ آسمان پر پہنچائے گئے۔ عام لوگوں کی طرح غار میں چھپے۔ پھر بھاگ کر انصار کی پناہ لی۔ یہ سوال ان مسلمان علماء کے غور کے قابل ہے جو مسیح علیہ السلام کو دو ہزار سال سے بجسم عنصری آسمان پر بٹھائے ہوئے ہیں، کیا ان کے پاس کوئی جواب ہے؟ ہرگز نہیں۔

اللھم انصر من نصر دین محمد صلی اللہ علیہ وسلم واجعلنا منھم اللھم اخذل من خذل دین محمد صلی اللہ علیہ وسلم ولا تجعلنا منھم و اٰخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ سیدنا محمد المصطفیٰ خاتم النبیین ۔

الجواب:۔ حضرت مرزا صاحب علیہ الرحمۃ کےمان کا زمانہ پر نظر دوڑائیں جنہوں نے قرآن سے مسیح کی وفات ثابت کر کے مسیحی حضرات کے گھروں میں صف ماتم بچھادی۔ خیر آمدم برسر مطلب!

نہ جانے مسیحی حضرات نے یہ بات کہاں سے اچک لی کہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام کے لئے آسمان سے فرشتے نازل ہوئے اور بجسم عنصری اٹھا کر آسمان پر لے گئے۔ قرآن میں تو اس کا کہیں ذکر نہیں۔ معترضین نے شاید سورۃ آل عمران کی آیت ۵۴ سے یہ استدلال کیا ہے۔ جہاں اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔

"یا عیسیٰ انی متوفیک ورافعک الیّ و مطھرک من الذین کفروا"

الفاظ "رافعک الیّ" سے ہی اگر یہ استدلال بفرض محال مان بھی لیا جائے تو ایک بڑی مشکل یہ آن پڑتی ہے کہ ایسے صاحب الوہیت نبی کو بڑھ دے اجیل اس وقت کیا ہوا تھا جب وہ بے بسی کے عالم میں پکار پکار کر کہہ رہا تھا کہ "ایلی ایلی لما سبقتانی" یعنے اے خدا اے خدا تو نے مجھے کیوں چھوڑ دیا۔ اور بقول عیسائی حضرات وہ دو چوروں کی معیت میں صلیب پر لٹکایا گیا اور وہیں مر کر تین دن دوزخ میں رہا۔ استغفر اللہ ربی اور پھر اعتراض اس کمل والے پر جس کا واسطہ نہ ہوتا تو حضرت عیسےٰ کی پوزیشن تا قیامت اہل یہود کے طعنوں سے نہ بچ سکتی جبکہ خود ان کے پیرو بھی انہیں یہودی الزامات کا مصداق قرار دے رہے ہیں۔

آیت مندرجہ بالا کا لفظی ترجمہ یوں ہے۔

" اے عیسیٰ میں تجھے وفات دینے والا
ہوں اور رفع کرنے والا ہوں اپنی طرف
اور تجھے پاک کرنیوالا ہوں کافر لوگوں سے"

یہاں ترتیب الفاظ ہی بتلا رہی ہے کہ حضرت عیسیٰؑ کی پہلے وفات ہو، پھر ان کا رفع ہوا اور وہ بھی اللہ کی طرف۔ خیال رہے ترتیب یوں نہیں کہ پہلے رفع ہو اور پھر وفات ہو۔ نہ جانے ہمارے غیر احمدی مسلم ملا لوگ اتنی سیدھی سی بات کو کیوں پل پھیر دیکر بیان کرتے ہیں۔ اور یہود کی عقائد کے ہمنوا ہو جاتے ہیں۔ یہاں رفع کے اصل مفہوم کو غتر بود کر کے بجسد عنصری آسمان پر لے جانے کی کوئی تک سمجھ میں نہیں آتی۔ اور پھر رفع بھی اللہ کی جانب۔ حالانکہ ال یسوع جیسے دشمنان اسلام کو بھی ماننا پڑے گا کہ خدا کی ہستی کو اسلامی مفہوم میں مجسم ہرگز ہرگز نہیں سمجھا جاتا۔ تو کوئی بتلائے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام خدا کی کونسی جانب کو اٹھائے گئے۔؟ یہاں نہ تو فرشتوں

ایک مکالمہ

(احمد پرویز چیمہ۔ گجرات)

شعبۂ اسلامیات کے ایک طالب علم اور اس کے معلم میں بڑی شد و مد سے گفتگو ہو رہی تھی کہ ہم بھی اُن کے کمرہ میں داخل ہو کر ایک کرسی پر بیٹھ گئے، ہماری اچانک مداخلت کے باوجود ان کی گفتگو اسی جوش و خروش سے جاری رہی جسے ہم سنتے بھی رہے اور ساتھ ساتھ قلمبند بھی کرتے گئے۔

سوال:۔ عبدالمجید (طالب علم) پھر یہ کیوں ہے کہ تیرھویں صدی میں ہم اپنے علمائے کرام کی تحریروں اور تقریروں میں بار ہا یہ دیکھتے ہیں کہ گویا انہیں مستقبل قریب میں کسی آنے والے کا انتظار ہے اور وہ مسیح اور مہدی کی متوقع آمد کا بار بار ذکر کرتے ہیں۔ اور ان کے خیال میں ہے کہ چودھویں صدی ہی وہ زمانہ ہے جبکہ مسیح موعود اور مہدی مسعود دنیا میں تشریف لائیں گے۔ مگر اب یہ حالت منتظرہ یکسر ختم ہو گئی ہے اور اب علماء کے وعظوں اور تصنیفوں میں یہ ذکر نہیں آتا کہ مسیح کی آمد ثانی کا زمانہ قریب تر ہو رہا ہے۔

جواب:۔ مولانا نورالحق (انچارج جماعت اسلامیات) اصل میں بات یہ ہے کہ ایک جماعت نے مسیح موعود کے متعلق اس قدر خطرناک پروپیگنڈا کیا ہوا ہے۔ اور مدعی مسیحیت کے حق میں دلائل کے اس قدر انبار لگا دیئے ہیں۔ کہ علماء کو فرصت ہی نہیں ملتی کہ وہ آئندہ کا سوچیں ان کا تمام وقت ان دلائل کی تردید میں کھو جاتا ہے۔ اور اس جماعت کے پراپیگنڈے کا عوام کے اذہان پر اس قدر گہرا اثر ہے کہ لوگ ان اصل پیشگوئیوں کو تو بھول گئے ہیں اور ان پیشگوئیوں کی جو تعبیریں اور تاویلیں یہ جماعت کرتی رہتی ہے انہی میں اُلجھے رہتے ہیں جس کا نتیجہ یہ ہوا ہے کہ اب وہ کیفیت منتظرہ قائم نہیں رہی۔

(عبدالمجید) آثار میں آیا ہے کہ مسیح موعود کے زمانے میں کسوف و خسوف ماہ رمضان میں ہو گا ابتدا سے آفرینش سے لے کر اب تک ایسا واقعہ کبھی ظہور پذیر..... نہیں ہوا۔ جس حدیث میں یہ پیشگوئی درج ہے اس کے الفاظ تو آپ کو یاد ہوں گے۔ میں آپ کی یاد دہانی کے لئے وہ الفاظ پڑھ دیتا ہوں۔ جیسا کہ دار قطنی میں حضرت امام باقر علیہ السلام سے روایت ہے:۔

"ان لمھدینا آیتین لم تکونا منذ خلق السموات والارض ینکسف القمر لاول لیلۃ من رمضان وتنکسف الشمس فی النصف منہ۔

کہ بیشک ہمارے مہدی کے لئے دو نشان ہیں جو کبھی کسی دوسرے کے لئے نہیں ہوئے جب سے کہ آسمان زمین پیدا کیا گیا ہے اور وہ یہ ہے کہ رمضان میں چاند گرہن اس کی پہلی رات میں ہو گا اور اسی مہینہ میں سورج گرہن اس کے درمیان کے دن میں ہو گا"۔

یعنے جب سے کہ دنیا پیدا ہوئی ہے کسی اور مدعی کے لئے یہ نشان ظاہر نہیں ہوا کہ رمضان کے مہینہ کے اندر ان تاریخوں میں کسوف و خسوف ہوا ہو۔ چنانچہ یہ واقعہ ۱۸۹۴ء ماہ مارچ و اپریل کے مہینہ میں ہوا جو رمضان کا مہینہ تھا۔ یہ یاد رہے کہ چاند گرہن ہمیشہ چاند کی تیرہ، چودہ، پندرہ میں سے کسی تاریخ کو ہوتا ہے اور سورج گرہن ہمیشہ چاند کی ستائیس، اٹھائیس، انتیس کی کسی تاریخ کو ہوتا ہے۔ چنانچہ ۱۸۹۴ء رمضان کی تیرہ تاریخ کو ہوا اور اسی چاند کی اٹھائیس تاریخ کو سورج گرہن ہوا یہ نظارہ تمام مشرقی ممالک میں دیکھا گیا۔ اور اخباروں میں اس کا عام چرچا ہوا یہ نشان نصف دنیا نے دیکھا اور اگلے سال ۱۸۹۵ء میں رمضان کی انہی تاریخوں میں امریکہ والوں نے یہ تعجب خیز نظارہ دیکھا گویا پرانی اور نئی دنیا دونوں نے اس حدیث پاک کی اس پیشگوئی کو پورا ہوتا اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا اور اس زمانے کے مدعی مہدویت نے اس نشان کو اپنی تائید میں بڑے زور و شور سے پیش کیا اور ان کے پیرو اب تک اس آسمانی نشان کو حجت قاطع کے طور پر پیش کر رہے ہیں۔

حضرت! میں تو اس نشان کے تصور ہی سے لرزہ براندام ہو جاتا ہوں۔ اور مناظرہ میں میری تمام منطق ختم ہو جاتی ہے۔ اب اس کو اگر اتفاقی واقعہ قرار دیا جائے تو کیا آپ توقع رکھتے ہیں۔ کہ آسمان آپ کے متوقع مہدی کے ظہور کے لئے پھر اس نظارہ کو دہرائے گا۔ اگر پہلے نظارہ نے آپ کو..... مطمئن نہیں کیا تو دوسرا آپ کو کس طرح مطمئن کر سکے گا۔ اور یہ مہدی برحق کی صداقت کا کیسے ثبوت بن سکے گا!

جواب:۔ بھائی یہ ایک نازک معاملہ ہے اسکو اُچھالنا نہیں چاہیئے بعض علماء کرام البتہ اس کا یہ جواب دیتے ہیں کہ چاند گرہن رمضان کی پہلی تاریخ کو ہونا چاہیئے مگر پیشگوئی میں لفظ "قمر" ہے ہلال نہیں اس لئے میں علماء کے اس جواب سے متفق نہیں ہوں پہلی تاریخ کے چاند کو ہلال کہیں گے۔ قمر نہیں کہیں گے۔ البتہ یہ جواب ہو سکتا ہے کہ یہ محض اتفاق کی بات ہے کہ مدعی

...... مدعی مہدویت کے وقت میں یہ نشان ظاہر ہو گیا۔ حالانکہ اسے اصل مہدی کی آمد پر ظاہر ہونا چاہیئے تھا۔ میں نے ایک بہت بڑے عالم سے اپنے اطمینان قلب کے لئے پوچھا کہ اس کا ہم کیا جواب دیں گے تو انہوں نے فرمایا بہتر یہی ہے کہ ان بحثوں میں نہ اُلجھا جائے۔

سوال:۔ غور فرماویں کہ مذہب اسلام کا سب سے بڑا دعوےٰ یہ ہے کہ وہ خاتم الادیان ہے اور اس کی کتاب یعنی قرآن کریم خاتم الکتب ہے اور اس کا پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء ہیں۔ اسلام کے بعد کوئی دین نہیں آسکتا قرآن کے بعد اور کوئی شریعت نازل نہیں ہو سکتی اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آسکتا اب فرمائیے کہ نبی کریم کے بعد اب حضرت عیسےٰ علیہ السلام کیسے آئیں گے۔ قرآن کریم میں ان کی آمد ثانی کا ذکر نہیں۔ تو کیا حدیث نے آیۃ شریفہ خاتم النبیین کو منسوخ کر دیا ہے۔ اور کیا آپ ایمان رکھتے ہیں کہ ہماری آنکھوں کے سامنے مسیح علیہ السلام فضائے آسمانی سے اُڑتے ہوئے زمین پر فی الواقع آ اُتریں گے۔ کیا آج تک جب سے انسان دنیا میں پیدا ہوا ہے۔ کوئی فرد بشر آسمان پر گیا اور وہاں سکونت پذیر ہو کر زمین پر لوٹا۔ اگر ایسا نہیں ہے تو حضرت مسیح بیچارے کو اتنے طویل عرصہ تک اکیلے اور تنہا خلیہ میں رکھنے سے کس اخلاقی اور روحانی قانون کے غلبہ کا اظہار مقصود ہے۔ کیا عصر حاضر کا روشن خیال انسان ایسے لغو اور نامعقول نظریہ کو تسلیم کر سکتا ہے۔

جواب:۔ مجھے تسلیم ہے کہ علماء کا روشن خیال طبقہ مسیح کی حیات پر مصر نہیں۔ یہاں تک کہ جامع ازہر کے علماء تک مسیح کی وفات کے قائل ہو چکے ہیں۔ میں نے اس زمانے کے سب سے زیادہ روشن خیال اور قدامت پسند علماء کے سب سے بڑے وکیل مولانا مودودی صاحب کا تمام لٹریچر بڑے غور اور خوض سے پڑھا ہے مگر مجھے یہ کہیں نہیں ملا کہ مولانا نے یہ لکھا ہو کہ حضرت مسیح علیہ السلام کسی آسمان پر بلا ان کما کان زندہ ہیں انہوں نے اپنی تفسیر تفہیم القرآن میں مسیح کا آسمان پر جانا اور وہاں زندہ رہنا نہیں بیان کیا۔ میں آپ کو یہ مشورہ دوں گا کہ اب یہ موضوع اس قدر پامال ہو چکا ہے کہ آپ اب اس پر مزید گفتگو کو عبث اور باعث تضیع اوقات سمجھیں۔ یہ مسئلہ ہماری ایمانیات میں داخل نہیں۔ مسیح کی زندگی سے نہ ہمیں نقصان پہنچتا ہے اور نہ ہی فائدہ۔ اسی طرح مسیح کی وفات بھی ایک غیر متعلق نظریہ ہے۔ میں پھر آپ کو یہ کہوں گا کہ آپ اس مسئلہ پر کبھی مناظرہ نہ کریں۔ اس مسئلہ پر احمدیوں کا موقف دن بدن مقبول ہو رہا ہے اور حیات مسیح کے ماننے والے اب خال خال ہی نظر آتے ہیں۔

سوال:۔ حضرت آپ غضب کرتے ہیں دنیا میں عیسائیت اور اسلام کی باہم آویزش ابتدا تھی

نقطۂ عروج کو پہنچ چکا ہے۔ یہ دونوں مذاہب افریقہ میں باہم متصادم ہیں۔ ایشیا میں بھی تغلب و تفوق کیلئے ان دونوں مذاہب کی جدوجہد جاری ہے اور ان کے مبلغین تمام اقوام کو دعوت تبلیغ دے رہے ہیں۔ اور اب امریکہ میں بھی دو مذاہب کی لڑائی بڑی شدومد سے جاری ہے۔ اور تاریخ کے اس دور میں یہ دو ہی مذاہب ہیں جو اپنے اپنے غلبہ کیلئے ایک دوسرے سے برسر پیکار ہیں۔ عیسائیوں کی تو بڑی دلیل ہی یہ ہے کہ جب دنیا کے تمام انبیاء انسان کو نجات دلانے میں ناکام ثابت ہوئے تو خدا کا اکلوتا بیٹا انسان کی شکل میں آیا اور شہیدوں کی طرح صلیب پر جان دے کر انسانوں کے لئے گناہوں کا کفارہ بن گیا۔ چنانچہ وہ دوبارہ زندہ ہو گیا اور اس وقت سے لے کر اب تک باپ کے داہنے ہاتھ تخت پر بیٹھا ہوا ہے۔ اور پھر دوبارہ دنیا میں آکر انسانیت کو نجات دیگا۔ ان حالات میں یہ مسئلہ غیر متعلق کیسے ہوا۔ مسیح کی حیات میں تو اسلام کی موت پنہاں ہے اور مسیح کی وفات عیسائیت کے لئے پیغام اجل ہے۔

جواب:۔ بھائی تمہیں عیسائیوں کی کیوں فکر لگی ہوئی ہے۔ احمدی لوگ ان سے اچھی طرح نپٹ لیتے ہیں۔ عام مسلمانوں کو کیا ضرورت ہے کہ اس میں دخل دیں اگر عیسائیوں کو شکست ہوئی تو پھر بھی ہماری فتح ہے اگر احمدی مار کھا گئے تو بھی ہم علماء شادماں ہیں۔ ایسے سوال اٹھا کر کیوں خود بھی پریشان ہوتے ہو اور دوسروں کو بھی پریشان کرتے ہو۔

سوال:۔ مولانا اگر فی الواقعہ مسیح فوت ہو چکے ہیں اور مسیح کی آمد ثانی کے متعلق احادیث بھی صحیح ہیں تو موجودہ زمانے کے مدعی مسیحیت کی یہ توجیہہ بڑی معقول ہے کہ مسیح اسرائیلی اور ہے اور مسیح محمدی اور۔ اور یہ کہ مسیح موعود مسیح اسرائیلی کی خو بو میں آئے گا۔ اور اس کا ان احادیث کو پیش کرنا جن میں جانے والے کا حلیہ اور ہے اور آنے والے مسیح کا حلیہ اور واقعی قابل غور ہے۔

جواب:۔ اس توجیہہ کو قبول کرنے میں کوئی حرج نہیں۔ مگر اس کو قبول کرنے سے یہ کیسے ثابت ہو گیا کہ موجودہ مدعی مسیحیت فی الواقع خدا کی طرف سے ہے۔ اس کی توجیہہ کا مصداق کوئی اور بھی ہو سکتا ہے۔

سوال:۔ یہ عجیب بات ہے کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ساری امت میں سے چودہ سو برس میں اللہ تعالے صرف ایک شخص کو منتخب کرتا ہے اور اسے یہ نقطۂ دانش سمجھا دیتا ہے۔ اور وہی شخص آپ کے خیال عالی میں افتراء علی اللہ کا مرتکب ہونے لگ گیا یہ تو محض فضل ربی ہے جس سے یہ شخص اس اہم نقطہ پر مطلع ہو گیا۔ ذرا اس مشکل کو بھی تو حل فرمایئے۔

جواب:۔ بھائی میں ان لوگوں میں سے نہیں ہوں کہ جو مرزا صاحب پر کفر کا فتوے لگاتے ہوں۔ ان کی اسلامی خدمات کا میں معترف ہوں۔ عیسائیوں کو جو انہوں نے دندان شکن جوابات دیئے ہیں وہ ہمیں اور کسی جماعت کے لٹریچر میں نہیں ملتے۔ اسی طرح آریوں کو تو ان کے دلائل شمشیر خارا شگاف نے ختم ہی کر دیا۔ برہمو سماج بھی ان کے روشن دلائل کے سامنے لاجواب ہو گئے اور دہریت کے خلاف انہوں نے بہت کچھ لکھا اور بہت اچھا لکھا بلکہ انہوں نے اپنے ذاتی مشاہدات کو بھی خدا کی ہستی منوانے کے لئے بڑے دھڑلے سے پیش کیا۔ اور اب ان کی جماعت ہی کو خدا نے یہ توفیق بخشی ہے کہ وہ مشرق اور مغرب بلکہ تمام اکناف عالم میں اسلام کے علمبردار ہو کر دنیا کو قرآنی تعلیمات سے شناسا کریں۔ پس میں اب یہ کہتا ہوں کہ مسلمانوں کو چاہیئے کہ انہیں اپنا کام کرنے دیں اور انہیں پریشان نہ کریں وہ درحقیقت آپ ہی کی لڑائی لڑ رہے ہیں اور جو قوم اپنے سپاہی کی حوصلہ افزائی نہیں کرتی، وہ میدان جنگ میں کامیاب نہیں ہو سکتی۔

سوال:۔ اچھا مولانا یہ بتلایئے یہ کیوں ہوا کہ قرآن کریم کی تفاسیر مغربی زبانوں میں مسلمانوں میں سے سب سے اول احمدیوں نے شائع کیں اور اب تک وہی اس کام میں مصروف ہیں مسلمانوں کے ہاں علماء کی کمی نہیں ان کے ہاں اہل علم و فضل بکثرت موجود ہیں، ادیبوں کی ایک فوج ظفر موج ہزاروں اور لاکھوں صفحات آئے دن سیاہ کرتی رہی ہے۔ سیاست میں بھی ان کو بڑا چسکا ہے۔ اسلامی ممالک میں سیاسی انقلابات بھی ہوتے رہتے ہیں ایک اچھا خاصا ذی شعور طبقہ پڑھا لکھا بھی موجود ہے۔ صوفیائے کرام اور مرشدانِ طریقت کی بھی فراوانی ہے امراء بھی ہیں اور سلاطین بھی۔ کالجوں میں پروفیسر بھی ہیں اور سائنسدان بھی متکلمین اور فلاسفروں کا بھی انبوہ کثیر ہر ملک میں نظر آتا ہے۔ مگر یہ درخشندہ ستارے اپنے اپنے محدود حلقوں میں اپنی اپنی چمک دکھا کر غروب ہو جاتے ہیں، لیکن احمدیت کا آفتاب عالمتاب جب سے چمکنا شروع ہوا ہے اس کی درخشندگی میں کوئی کمی واقع نہیں ہوئی اس کی روشن شعاعیں ایک طرف افریقہ کو منور کر رہی ہیں، اور دوسری طرف اس کی روشنی سے یورپ اور امریکہ جگمگا اٹھے ہیں۔ ایشیا تو خیر ہے ہی اس کا منبع اور سرچشمہ۔ ؎

اہلِ دانش۔ اہل ہوش آئے نہ فرزانے اٹھے
جب بھی اٹھے آپ کے کوچے کو دیوانے اٹھے
محفلیں تو بہت اٹھے تھے شمع انجمن
جان چھڑکنے کو مگر صرف پروانے اٹھے

جواب:۔ اس کا جواب ایک اور صرف ایک ہے:۔

والذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا ط وان اللہ لمع المحسنین

ترجمہ:۔ جو ہمارے راستہ میں یعنی اشاعت تعلیمات قرآنی میں کوشاں رہتے ہیں، اللہ تعالے ان کے لئے آسانیاں پیدا کر دیتا ہے

اللہ تعالے تو نیکوں کا اور پاکبازوں کا ہمیشہ ساتھی رہا ہے"

سوال:۔ مولانا مجھے ایک بات اور یاد آگئی اور دل میں کھٹکتی رہتی ہے۔ وہ یہ کہ اس صدی کے مدعی مسیحیت نے بلاشبہ اپنے دعاوی کے ثبوت میں بڑے زبردست دلائل دیئے ہیں۔ مگر یہ کہکر کہ ختم نبوت کے ساتھ اللہ تعالے سے مکالمہ مخاطبہ ختم نہیں ہوا۔ دین میں ایک فتنہ پیدا کر دیا ہے میں سمجھتا ہوں کہ قرآن کریم کی وحی کے بعد ہر قسم کی وحی پر مہر لگ گئی ہے اب کسی انسان سے مکالمات الہیہ نہیں ہو سکتے۔ آپ اس کے متعلق کیا فرماتے ہیں؟

جواب:۔ عزیز من! میں تو یہ سمجھتا ہوں کہ احمدیت نے مرزا صاحب کے دعاوی کے ثبوت میں جس قدر دلائل دیئے ہیں۔ ان کو کسی نہ کسی طریق سے رد کیا جا سکتا ہے۔ حتیٰ کہ بل رفعہ اللہ الیہ کی آڑ لیکر مسیح کو آسمان پر بھی بٹھایا جا سکتا ہے۔ مگر مرزا صاحب کا تحدی کے ساتھ یہ بیان کرنا کہ اللہ تعالے ان سے ہمکلام ہوتا ہے اور یہ کہ اس امت میں نبوت کے بعد مکالمات الہیہ بند نہیں ہوئے اور قرآن کریم کا یہ اعلان لھم البشریٰ فی الحیوۃ الدنیا اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد لم یبق من النبوۃ الا المبشرات اور سینکڑوں برگزیدگان الٰہی کی اپنی ذاتی شہادتیں کہ خدا ان سے ہمکلام ہوتا ہے۔ ایسے قطعی الثبوت اور بدیہی الدلالت امور ہیں۔ جن کے میرے پاس کوئی جواب نہیں۔ یہ تو اس امت کا طغرائے امتیاز ہے کہ اس کے افراد قرآن کی پیروی سے خدا کی ہمکلامی کا شرف حاصل کر لیتے ہیں۔ میری آنکھوں کے سامنے آئینہ کمالات اسلام (مصنفہ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی) کے صفحوں پر پنڈت لیکھرام کا ذکر اور ایک اشارہ کنندہ کی داہنے ہاتھ تصویر ہیبتہ جلال اور ہیبت کا نظارہ پیدا کر دیتے ہیں کس جوش سے لیکھرام کے انجام کے متعلق پیشگوئی فرماتے ہیں۔

چہ ہیبت ہا بدادند ایں جوان را
کہ ناید کس بمیدان محمد
الا اے دشمن نادان و بے راہ
بترس از تیغ بران محمد
رہ مولیٰ کہ گم کردند مردم
بجو در آل و اعوان محمد
الا اے منکر از شان محمد
ہم از نور نمایان محمد
کرامت گرچہ بے نام و نشان است
بیا بنگر ز غلمان محمد

اسی طرح آپکی ایک اور کتاب برکات الدعا کے ٹائیٹل پیج کے آخری صفحے پر

"لیکھرام پشاوری کی نسبت ایک اور خبر"

کے عنوان سے آپ اپنے ایک کشف کو شائع فرماتے ہوئے لکھتے ہیں :-

"آج ۲ اپریل ۱۸۹۳ء مطابق ۱۴ ماہ رمضان ۱۳۱۰ھ ہجری صبح کے وقت تھوڑی سی غنودگی کی حالت میں میں نے دیکھا کہ میں ایک وسیع مکان میں بیٹھا ہوا ہوں اور چند دوست بھی میرے پاس موجود ہیں استنے میں ایک شخص قوی ہیکل مہیب شکل گویا اس کے چہرہ سے خون ٹپکتا ہے میرے سامنے آکر کھڑا ہو گیا میں نے نظر اٹھا کر دیکھا تو مجھے معلوم ہوا کہ وہ ایک نئی خلقت اور شمائل کا شخص ہے گویا انسان نہیں ملائک شداد غلاظ میں سے ہے اور اس کی ہیبت دلوں پر طاری تھی اور میں اس کو دیکھتا ہی تھا کہ اس نے مجھ سے پوچھا کہ لیکھرام کہاں ہے؟"

اسی طرح لیکھرام کے متعلق آپ نے تیسری پیشگوئی کرامات الصادقین کے صفحہ ۵۴ پر ۲۴ اگست ۱۸۹۳ء کو شائع فرمائی جو کہ عربی میں یوں ہے :-

" وبشرنی ربی وقال مبشراً - ستعرف یوم العید والعید اقرب ومنها ما وعدنی ربی واستجاب دعائی فی رجل مفسد عدو الله ورسوله المسمی لیکھرام الفشاوری واخبرنی ربی انه من الهالکین انه کان یسب نبی الله ویتکلم فی شانه بکلمات خبیثة فدعوت علیه فبشرنی ربی بموته فی ستة سنة ان فی ذالک لاٰیة للطالبین ۔"

ترجمہ :- اور مجھے خدا نے ایک نشان کی خوشخبری دے کر کہا کہ تو عید کا دن قریب پہچان لے گا۔ یعنی وہ خوشی کا دن جس میں وہ نشان ظاہر ہوگا (اور اس دن کی نشانی یہ بتائی کہ) اس دن سے اسلامی عید اقرب یعنی بہت ہی نزدیک ہوگی اور خدا نے مجھے وعدہ دیا کہ اس نے خدا اور رسول کے ایک دشمن اور مفسد کے بارے میں جو لیکھرام پشاوری ہے میری دعا سنی اور مجھے خبر دی کہ وہ ہلاک ہوگا وہ شخص رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دیا کرتا تھا ۔ اور پلید باتیں آپ کی شان میں بکتا تھا پس میں نے اس پر بد دعا کی سو خدا نے میری دعا قبول کر کے مجھے خبر دی کہ وہ چھ برس کے عرصہ کے اندر مر جائے گا اور اس میں طالبانِ حق کے لئے ایک نشان ہوگا"

چنانچہ اس پیشگوئی کے مطابق لیکھرام ۶ مارچ ۱۸۹۷ء عید الفطر کے ساتھ کے دن بروز سنیچر قتل کر دیا گیا وہ یوا یوں کہ لیکھرام نے شدھی کی تحریک جاری کی اور مسلمانوں کو شدھ کرنے کے لئے ۷ مارچ ۱۸۹۷ء کا دن مقرر کیا مگر ۶ مارچ سنیچر کے دن لیکھرام جی مہاراج بالائی منزل پر براجمان ہو کر سندھیا بوجا کر رہے تھے سندھیا سے فارغ ہو کر انہوں نے انگڑائی لی جس سے اس کا پیٹ آگے نکل آیا ایک شدھ ہونے والا مسلمان پاس ہی کمبل اوڑھے بیٹھا تھا اس نے ایک ہاتھ لیکھرام کی توند پر ایسا چلایا کہ اس کی انتڑیاں باہر آگئیں پھر یوں ہوا کہ قاتل کا پتہ آج تک نہ لگ سکا پیشگوئی کرنے والے نے اسی وقت اشتہار دے کر اعلان کر دیا کہ اللہ تعالیٰ نے میری پیشگوئی کو پورا کر دیا ۔ اور یہ وہ ... زمانہ تھا کہ مرزا صاحب کے چاروں طرف دشمن تھے ۔ ہندوؤں اور عیسائیوں کے علاوہ خود مسلمان بھی دشمن تھے اور اس زمانے میں ہندوؤں کا بڑا زور تھا ، اور پولیس نے انتہائی سرگرمی سے تفتیش کی لیکن اس قاتل کا پتہ نہ لگ سکا جس کو مقتول کی والدہ اور بیوی نے سیڑھیوں سے اترتے دیکھا وہ آخر کہاں غائب ہو گیا اسے زمین کھا گئی یا آسمان نگل گیا - یہ معمہ آج تک نہ کھل سکا ۔

اگر مرزا صاحب اس قماش کے ہوتے کہ وہ اپنے جان نثاروں کو اس طرح استعمال کرتے کہ ان کے دشمنوں کو قتل کر دیں تو مرزا صاحب کے دشمن تو بہت تھے مگر سوائے لیکھرام کے جس کے متعلق واضح پیشگوئیاں موجود تھیں کوئی قتل نہ ہوا ۔ اور ان کے کسی متبع سے آج تک تشدد کی کوئی حرکت سرزد نہیں ہوئی ۔

عزیز من ! میرے قلب پر اگر مرزا صاحب کا کچھ اثر ہے تو اس وجہ سے ہے کہ انہیں مکالمہ مکاشفہ الہیہ حاصل تھا عوام علماء کے اثر کے ماتحت ان کے سخت مخالف ہیں ۔ مگر میں دوسرے علماء کی طرح قبول عام حاصل کرنے کے لئے مرزا صاحب کے خلاف کبھی گستاخانہ لہجہ اختیار نہیں کرتا ۔ اس معاملہ میں ہمیں بڑی احتیاط کرنی چاہیئے اور یہ امر ایسا ہے کہ اسے خدا کے سپرد ہی کر دینا چاہیئے ۔ ان کی شان میں کوئی گستاخی اور بے باکی نہیں کرنی چاہیئے بلکہ ایک وقت آئے گا کہ دوسرے اولیاء اللہ کی طرح وہ بھی مقبول خلائق ہوں گے جیسا کہ وہ خود فرما گئے ہیں ؎

امروز قوم من نشناسد مقام من
روزے بگریہ یاد کنند آں وقت خوشترم

شاگرد:- آپ نے تو میرے قلب کو تشبیہ اللہ سے بھر دیا ہے سابقہ ہم میں تو مستورات تک ہے جو زمرۂ انبیاء میں داخل ہو ہی نہیں سکتیں ۔ اللہ تعالیٰ سے ہمکلام ہونا تھا ۔ تو یہ خیر الامم کیوں اس نعمت سے محروم ہوتے ہی ۔ آپ یقیناً حق پر ہیں ۔ فی الواقع اللہ تعالیٰ کی یہ نعمت اس امت میں زیادہ فراوانی سے مہیا ہے ہمارے ہاں ہزاروں اولیاء اور اتقیاء ایسے پیدا ہوئے ہیں ، جن کے مشاہدات و مکاشفات و باطنی واردات سے انکار نہیں کیا جا سکتا ۔ آپ کی تقریر سے مجھے انشراح صدر ہو گیا ہے ۔ اور میں سوءِ ظن کے جہنم سے نکل کر حسن ظن کے بہشت میں آگیا ہوں ۔ میں نے تو احمدیت کے نظریات پر بڑا غور کیا ہے اور مجھے اس میں ایک بھی ایسی بات نظر نہیں آتی جسے امت کے کسی نہ کسی نیک اور ممتاز طبقہ نے قبول نہ کیا ہو ۔ مثلاً احمدیت نے اعلان کیا ہے ۔ کہ

—(۱)—

دنیا کے ہر خطہ اور ہر قوم میں اللہ تعالیٰ کے انبیاء علیہم السلام وقتاً فوقتاً آتے رہے ہیں ۔ حتیٰ کہ ہندوستان اور چین میں بھی ایسے روحانی معلمین لازماً تشریف لائے ہیں ۔ ابتداء میں علماء کی طرف سے اس نظریہ کی بھی مخالفت ہوتی رہی ۔ مگر اب اسے ایک عالمگیر سچائی کا جزو سمجھ لیا گیا ہے ۔ اور کتنے ذی شعور اور ذی علم افراد اس وقت موجود ہیں ۔ جو اس نظریہ کے ماتحت کرشن جی مہاراج اور رام چندر جی کے مامورین الہٰی ہونے کا یقین کرتے ہیں ۔ اور اگر اس کی عام اشاعت کی جائے تو ہندو قوم اسلام کے بہت قریب آ جائیگی ۔

—(۲)—

احمدیت نے اعلان کیا تھا کہ قرآن کی کوئی آیت منسوخ نہیں ہے ۔ الحمد سے لیکر والناس تک سارے کا سارا قرآن واجب العمل اور نافذ الوقت ہے قرآن کریم نے سابقہ شرائع کو منسوخ کیا ہے ۔ نہ کہ خود قرآن کریم کا کوئی حصہ قرآن کریم کے دیگر حصہ سے منسوخ ہے اب روشن خیال علماء کا تمام طبقہ اس نظریہ کا قائل ہے حتیٰ کہ مولانا مودودی صاحب بھی اس نظریہ سے ہمنوا ہیں ۔

—(۳)—

احمدیت نے علماء کے تمام طبقوں کے علی الرغم یہ اعلان کیا تھا ۔ کہ اس زمانہ میں غلبۂ اسلام جہاد بالسیف سے حاصل نہیں ہوگا ۔ بلکہ قرآن کریم کی تعلیمات اس کے اخلاق کے ضوابط اور اس کے روحانی اصول اپنے پیچھے دلائل اور پرزور صداقتوں سے دنیا کے تمام مذاہب اور ادیان پر غالب آئیں گے ۔ اس اعلان نے علماء کرام کو بہت مشتعل کیا ۔ اور احمدیت کے خلاف طوفان برپا کیا گیا ۔ مگر جب گذشتہ جنگ میں ناگاساکی اور ہیروشیما پر ایٹم بم گرے اور لاکھوں جانوں کا اتلاف ہوا تو دنیائے اسلام کی آنکھیں کھل گئیں ۔ کہ واقعی اب فرنگی اقوام کا مقابلہ مادی ہتھیاروں سے ناممکن ہو گیا ہے عالم اسلامی اب آتشیں جنگوں میں یورپی اقوام کا مقابلہ نہیں کر سکتا ۔ اب جہاد پر نہ کوئی تقریر ہوتی ہے اور نہ ہی علماء قوم کو اس پر آمادہ کرتے ہیں ۔ آپ سب جانتے ہیں ۔ کہ اس قسم کے جہاد کا زمانہ بیت چکا ہے ۔ اور اب دلائل و براہین سے دنیا کو قائل کیا جا سکتا ہے ۔ اور اس روحانی جہاد میں صرف

جماعت احمدیہ ہی مصروف نظر آتی ہے۔ اور حقیقت میں یہی جہاد کبیر ہے جس کے متعلق ارشاد ربانی ہوا تھا کہ

جاھدھم بہ جھادًا کبیرًا

مرزا صاحب کے ظہور کے زمانہ سے لے کر اب تک ایک بھی مذہبی جنگ مسلمانوں کی طرف سے نہیں لڑا گیا اور نہ ہی ایسے کسی جنگ کی مستقبل قریب میں امید کی جا سکتی ہے۔

(۴)

احمدیت کے بانی نے اعلان کیا تھا کہ ؎

چوں مرا نورے پئے قوم مسیحی دادہ اند
مصلحت را ابن مریم نام من بنہادہ اند

تو چاروں طرف سے ایک شور برپا ہو گیا کہ مسیح کا دعوے مرزا صاحب نے کیوں کر دیا؟ مگر اب اخباروں کے صفحوں کے صفحے مسیحیت اور اسلام کی باہمی آویزش سے پُر ہیں۔ خود پاکستان میں مسیحیت کی یورش ہے۔ اور ضرورت ہے کہ عیسائیت کے بڑھتے ہوئے فتنہ کو روکنے کے لئے کوئی مسیحائے زماں اٹھ کھڑا ہو جب تک اس ملک میں احمدیت آزادی سے تبلیغ کر سکتی تھی عیسائیت کا فتنہ سر نہ اٹھا سکتا تھا ہر مقام پر احمدیت نے پادریوں کو لاجواب کر رکھا تھا مگر آزادی کے بعد احمدیت پر بڑے مظالم ڈھائے گئے اور لوگوں کو اس کے خلاف سخت مشتعل کیا گیا۔ تا آنکہ احمدی لوگ نہ تو آزادی سے کوئی جلسہ کرنے کے قابل رہے اور نہ ہی عوام کو مسیحیت سے خبردار کرنے کے پروگرام پر عمل کر سکے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ عیسائی پادری ملک کے اندر گھس گئے اور ہزاروں مسلمانوں کو مرتد کرنے میں کامیاب ہو گئے ہمارے مسلمانوں کے علماء نے تو کبھی عیسائیوں کا مقابلہ کیا ہی نہ تھا اور احمدیوں کو بے انہوں نے بے بس کر دیا تھا۔ اب روتے ہیں کہ فتنہ ارتداد نے بڑی گھناؤنی شکل اختیار کر لی ہے۔ اس فتنہ کو صرف احمدیت ہی مٹا سکتی ہے۔ دیگر علماء بھی اگر احمدیت کے وضع کردہ ہتھیاروں کو استعمال کرنے لگ جائیں تو یہ فتنہ اب بھی رک سکتا ہے۔ اب ضرورت ہے کہ مسلمانوں کو بتلایا جائے کہ مسیح ایک عاجز انسان تھا جو عاجز انسانوں کی طرح ماں کے بطن سے پیدا ہوا ظالموں کے درمیان عاجزوں کی طرح رہا اور اس دنیا سے مظلومی کی حالت میں گزر گیا۔ مسیح کی وفات پر زور دیا جائے۔ اور اس کی کشمیر میں قبر کی نشاندہی کی جائے تاکہ مسیحیت تو دیکھو دفن ہو جائے۔ یاد رہے کہ گذشتہ ایک سال میں کئی ہزار کلمہ گو عیسائیت کی گود میں جا چکے ہیں۔

اب میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ کیا ان حالات میں ہمارے علماء کرام کے لئے یہ مناسب نہیں کہ گذشتہ کوتاہیوں کی تلافی کے لئے اب وہ متفقہ طور پر ملک بھر کے رسائل اور جرائد میں اپنے وعظوں تقریروں اور خطبوں میں بہ بانگ دہل یہ اعلان کریں کہ حضرت مسیح .... فی الواقع وفات پا چکے ہیں اور کہ اب وہ بہ نفس نفیس اس دنیا میں واپس نہیں آ سکتے اور

صحیح احادیث میں جو مخبر صادق علیہ السلام کی زبانی مسیح کی آمد ثانی کی خبر دی گئی ہے تو اس سے مراد اسی امت میں سے کسی مجدد یا محدث یا ولی کا آنا مقصود ہے عیسائیت اور اسلام کی موجودہ کشمکش میں ایسا اعلان نہایت ضروری نہایت بر وقت اور نہایت موثر اور نہایت پر عمل ہو گا۔ اس اعلان سے مسلمانوں کی آنکھیں کھل جائیں گی اور آئندہ اُن کا آغوش عیسائیت میں پناہ ڈھونڈنا خود ان کی آنکھوں میں اُن کے لئے جہنم کی آگ میں کودنے کے مترادف ہو جائے گا۔

(۵)

احمدیت نے بڑے زور سے تلقین کی کہ وقت آ رہا ہے کہ اب دنیا میں اسلام کا غلبہ ہو اور قرآن کریم اور احادیث میں جو غلبہ اسلام کی پیشگوئیاں ملتی ہیں وہ حرف بہ حرف پوری ہوں۔

(بخرام کہ وقتِ تو نزدیک رسید
و پائے محمدیاں بر منار بلند تر
محکم افتاد)

اس کے ساتھ ہی تو یورپ میں عیسائیت کا زوال شروع ہو گیا.......... اور علمائے فرنگ مسیحیت کے معتقدات سے بیزار ہونے شروع ہو گئے اور دہریت اور الحاد کی ایک نئی رَو چلنے لگی۔ جو یورپ سے اٹھی اور تمام دنیا کو اپنی لپیٹ میں لے آئی دنیا سے معرکہ دو کیمپوں میں تقسیم ہو گئی اور عیسائیت کی عمارت میں ایک رخنہ پڑ گیا امریکہ کی قیادت میں جمہوریت اور سرمایہ دار گروہ نے منظم ہونا شروع کر دیا۔ اور روس کی رہنمائی میں اشترا کی ممالک مجتمع ہو کر ایک زبردست جتھہ تیار کرنے لگ گئے، دونوں گروہوں کی قوت و شوکت، جاہ و جلال اور ہیبت نے تمام اقوام عالم کو دہشت زدہ کر دیا جو دونوں کیمپ ایسی طاقتور ہو کر ایک دوسرے کے مقابل آ گئے کہ اس صدی کے مجدد اور مدعی مسیحیت نے لوگوں کو خبردار کر دیا کہ قرآن کریم نے جو یاجوج اور ماجوج کی پیشگوئیاں اور غارت گریوں کا ذکر فرمایا ہے، اور جس کو حضرت نبی کریم کی زبان سے دجال کے نام سے ظاہر کیا گیا ہے وہ یہی مغربی قومیں ہیں۔ جو اس زمانہ میں اپنے ہلاکت آفرین کارناموں سے دنیا کو زیر و زبر کر دیں گی اور اپنی دجالی چالوں سے دنیا کی بساط سیاست کو اُلٹ کر رکھ دیں گی، علماء نے احمدیت کی اس تاویل پر دل کھول کر تمسخر کیا۔ مگر جلد ہی اُن میں ایسے ارباب دانش بھی پیدا ہو گئے جو احمدیت کے اس نظریہ سے متفق ہو کر قوم مسلم کو آگاہ کرنے لگے کہ احمدیت کی یہ توجیہیں بالکل صحیح ہیں اور واقعات کے عین مطابق ہیں اور ان کے متنبہ عالم شاعر نے تو یوں لکھ کر اس پر مہر تصدیق ثبت کر دی ؎

کھل گئے یاجوج اور ماجوج کے لشکر تمام
چشم مسلم دیکھ لے تفسیرِ حرفِ ینسلون

یہ اشارہ قرآن کریم کی اس آیت شریفہ کی طرف ہے:-

حتّی اذا فتحت یاجوج وماجوج

وھم من کل حدب ینسلون

ترجمہ:- یہاں تک کہ یاجوج ماجوج کھول دیئے جاویں گے اور وہ ہر بلندی سے تیزی سے نکل پڑیں گے۔

اور ... دہلی کے خواجہ حسن نظامی صاحب مرحوم نے تو اس پر ... سے سلسلہ مضامین سپرد قلم کئے اور ثابت کیا کہ یہ یورپین قومیں ہی یاجوج اور ماجوج ہیں، اور ان کی تہذیب کا فتنہ ہی وہ دجالی فتنہ ہے جس سے تمام انبیاء علیہم السلام اور حضرت نبی کریم نے بنی نوع انسان کو ڈرایا تھا۔ مولانا عبدالماجد صاحب دریابادی مدیر "صدق" تو اب بھی کبھی کبھی دجال کی سواری اور اس کے صورت الجمیر پر نوٹ لکھ دیا کرتے ہیں۔ غرضیکہ احمدیت کا یہ نظریہ بھی تسلیم کر لیا گیا۔

(۶)

احمدیت کے بانی نے ایک نہایت ہی زریں اصول وضع کیا تھا کہ مسلمانوں کے تمام مسائل اور عقائد کی اصل کلید قرآن کریم ہے اور وہی آخری سند اور اتھارٹی ہے اس کی وضاحت اور تشریح تو حدیث شریف یا تواتر عمل رسول سے ہوتی ہے۔ مگر حدیث اگر قرآن کریم کے خلاف ہو وہ قابل قبول نہیں۔ احادیث کے بعد آئمہ کا اجتہاد ہے۔ زعمائے امت کو آنے والے واقعات کے متعلق قرآن اور حدیث کی روشنی میں اجتہاد کا حق حاصل ہے اس نظریہ کی بھی پہلے سخت مخالفت ہوئی۔ اہل حدیث علماء کو اصرار تھا۔ کہ حدیث قرآن پر قاضی ہے اور اس کی آیات کی ناسخ ہے۔ مگر اب علماء کا جدید طبقہ احمدیوں کا ہم خیال ہو چکا ہے جو قرآن اور حدیث کے ان مدارج کو بالکل اسی طرح تسلیم کر رہا ہے جس طرح بانیٔ احمدیت نے تلقین کیا تھا۔

(۷)

حدیث مجدد کو احمدیوں کی طرف سے بار بار پیش کیا جاتا ہے کہ ہر صدی کے سر پر ایک مجدد کا آنا خدا کی طرف سے مقدر ہے گذشتہ صدیوں کے عظیم الشان مجددین کی نشاندہی بھی کر دی گئی ہے۔ یہ صدی اب قریب الاختتام ہے مگر سوائے حضرت مرزا غلام احمد صاحب کے کوئی دوسرا مدعی مجددیت پیدا نہیں ہوا۔ مرزا صاحب اس دعوے میں بھی منفرد ہیں۔ اور ان کی تائید میں زمین آسمان کی شہادتیں موجود ہیں۔ ظاہری مخالفت بھی شدید ہے مگر اندر سے دل کھولے بھی ہو رہے ہیں۔ کیا وقت نہیں آ گیا کہ حق پرست علماء کونوا مع الصادقین کے زمرہ میں داخل ہو کر اور تعاونوا علی البر والتقویٰ کے ارشادات الٰہی کی تعمیل میں جرأت سے کام لیکر امام وقت کی شناخت کر لیں، احمدیوں کا یہ عقیدہ بھی کچھ نیا نہیں۔ مقبول عوام متقدمین بزرگوں سے مجدد ہونے کے دعوے کئے ہیں جو تسلیم کئے جا چکے ہیں۔ اور حدیث مجدد کی صحت کا بھی علماء کرام کو اعتراف ہے۔

اس صدی کے مجدد اور مدعی مسیحیت اور مہدویت نے

زمین و آسمان اور انسان کی تخلیق میں

ہستی باری تعالےٰ کے نشانات

صرف خدا کی یاد ہی اطمینانِ قلب کا موجب ہو سکتی ہے

خطبہ جمعہ مورخہ ۲۱ اپریل ۱۹۶۱ء فرمودہ حضرت امیر مولانا صدر الدین صاحب ایدہ اللہ بمقام احمدیہ بلڈنگس لاہور

امن خلق السمٰوات والارض وانزل لکم من السماء ماء فانبتنا بہ حدائق ذات بھجۃ ما کان لکم ان تنبتوا شجرھا ءالٰہ مع اللہ بل ھم قوم یعدلون ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ومن یرزقکم من السماء والارض ءالٰہ مع اللہ قل ھاتوا برھانکم ان کنتم صادقین ۔ (سورۃ النمل آیات ۶۰ تا ۶۴)

کائنات اور انسانی فطرت میں فکر و تدبر کی ہدایت

ان آیات میں اللہ تعالےٰ نے کائنات کی طرف توجہ دلائی ہے کہ کائنات کا مطالعہ کرو اور اس کے ساتھ انسان کی اپنی فطرت کی طرف متوجہ کیا ہے کہ فطرتِ انسانی میں خدا کی ہستی کا ثبوت ہے ۔ کائنات کو تو انسان اپنی عقل و فہم کی مدد سے دیکھتا اور اس پر غور کرتا ہے لیکن اس کے علاوہ انسان کی فطرت کے اندر جہاں خدا کی تلاش رکھی ہے وہاں اس بات کی گواہی بھی ملتی ہے کہ خدا ہے ، اس کائنات کو جو ہمارے سامنے ہے عالمِ کبیر کہا جاتا ہے اور انسان کا اپنا وجود عالمِ صغیر ہے ان دونوں کے متعلق اللہ تعالےٰ نے فرمایا کہ تدبر اور تفکر سے کام لو ، اور ان کے اندر خدا کی ذات کو دیکھو ۔ کبھی فرمایا افلا یتدبرون ۔ کبھی ارشاد ہوا افلا تعقلون اس طرح اللہ تعالےٰ نے انسان کی عقل اور تدبر اور فہم کو اپیل کی ہے ۔

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان اول شئی خلق اللہ العقل ۔ سب سے پہلے جو چیز اللہ تعالےٰ نے پیدا کی وہ عقل ہے ، یہ بھی لکھا ہے کہ اللہ تعالےٰ نے انسان کو اپنی شکل پر پیدا کیا ، خدا کا تو کوئی جسم نہیں ، پھر اپنی شکل پر کیسے پیدا کیا ۔ فی الحقیقت وہ صفاتِ الٰہیہ ہیں جن پر انسان کو پیدا کیا ہے ۔ اور ان میں سب سے بڑی چیز عقل ہے ۔

اجرامِ ارضی و سماوی کی تخلیق اور انکی تاثیرات

یہاں ان آیات میں سوال کیا ہے کہ امن خلق السمٰوات والارض ۔ وہ کون ہے جس نے زمین آسمان کو پیدا کیا ؟ سوال کرنے سے انسان غور کرنے لگتا ہے اور اپنی عقل و فہم سے اس سوال کا جواب سوچتا ہے اس لئے سوال کیا سوچو تو سہی کہ سورج کو کس نے پیدا کیا ہے ۔ قمر کو پیدا کرنے والا کون ہے ، دوسرے ستاروں اور سیاروں کو جو آسمان میں نظر آتے ہیں کس نے پیدا کیا ہے ؟ اس فضا کو کس نے پیدا کیا ؟ فرمایا آسمان و زمین کی تخلیق پر غور کرو ، اور دور نہ جاؤ اپنے قریب ہی کی چیز کو دیکھو وانزل لکم من السماء ماء تم دیکھتے ہو کہ آسمان سے پانی اُترتا ہے ، اور زمین اور آسمان میں ایک تعاون ہے ۔ آسمان سے بارش اُترتی ہے اور پھر زمین اور آسمان مل کر اس سے پھل اور پھول اور طرح طرح کے غلہ جات پیدا کرتے ہیں فانبتنا بہ حدائق ذات بھجۃ بڑی رونق کے باغات ، طرح طرح کے پھل اور پھول اور غلہ جات اس پانی سے ہم اُگاتے ہیں ۔ یہاں ماء کے ساتھ ایک بات رکھ دی ہے لکم تمہاری خاطر آسمان سے پانی اترتا ہے ، تمہارے فائدے کے لئے اترتا ہے ، زمین و آسمان کی ساری قوتیں مل کر اس سے تمہارے لئے باغات اُگاتیں اور غلہ جات پیدا کرتی ہیں ۔ اندازہ لگائیے کہ مختلف درخت جو پیدا ہوتے اور اُن پر قسما قسم کے پھل لگتے ہیں ، ان کے رنگوں اور تاثیرات میں جو اختلاف پایا جاتا ہے اس کا کچھ شمار ہو سکتا ہے ؟ سورج ایک ہے ، ہوا ایک ہے پانی ایک ہے ، زمین ایک ہے ۔ لیکن حکم ہے کہ ہر پھل اور ہر بیج اپنے اجزاء کو ان سے حاصل کرے ، جس کا نتیجہ ہے کہ حدائق ذات بھجۃ طرح طرح کے خوشنما باغات ۔ قسما قسم کے پھل اور پھول ایک ہی زمین اور ایک ہی پانی سے پیدا ہوتے ہیں ، جن سے سب لوگوں کی ضروریات پوری ہوتی ہیں ، آج کل کہتے ہیں وٹامن سی کی انسان کو بڑی ضرورت ہے اس لئے خدا نے کھٹے جیسی چیز پیدا کر دی ، جو گویا بغیر قیمت کے میسر آ جاتا ہے اور غربا بھی اسے آسانی سے حاصل کر سکتے ہیں ۔ ایسا ہی ڈاکٹر کہتے ہیں کہ سیب خون پیدا کرتی ہے ، اور پالک کے اندر لوہے کے اجزا ہیں اور مختلف پھلوں میں مختلف تاثیرات پائی جاتی ہیں ۔ جو مختلف انسانی ضروریات کے کام آتی ہیں اسی لئے فرمایا انزل لکم تمہاری خاطر ہم اتارتے ہیں ۔

مختلف زمینوں کی مختلف تاثیرات

لیکن ایک ہی زمین اور ایک ہی پانی اور ہوا اور سورج کے باوجود سب قسم کے پھل اور غلہ جات ہر جگہ پیدا نہیں ہو سکتے ۔ اس لاہور میں افسرانِ زراعت اپنے تمام علوم کو کام میں لا کر کوئٹہ کا انگور یہاں پیدا نہیں کر سکتے قندھار کا انار یہاں نہیں پیدا ہو سکتا ، کشمیر کا بگوگوشہ نہیں پیدا کیا جا سکتا ۔ بیج کے اندر اجزا وہی ہیں لیکن زمین کے اندر اگر تاثیر ایسی ہو جو ان اجزائی پرورش کر سکے ، تو کیا کر سکتے ہیں ۔

درختوں اور پودوں کی پیدائش صرف خدا کے ہاتھ میں

ما کان لکم ان تنبتوا شجرھا

پودوں و درختوں کو پیدا کرنے میں بظاہر تم مدد کرتے نظر آتے ہو لیکن حقیقت یہ ہے کہ تم ان کے پیدا کرنے پر قدرت نہیں رکھتے نہ ہی دنیا کی کوئی اور مخلوق اس کی قدرت رکھتی ہے ءالٰہ مع اللہ کیا اس قسم کی قدرت رکھنے والا خدا کے سوا کوئی اور ہے ؟ غور کرو ، موازنہ کر کے دیکھو کبھی تم سورج کی پرستش کرتے ہو ، کبھی درختوں کی پوجا کرتے ہو ، کبھی بتوں کو پوجتے ہو ، کبھی انسانوں کو خدا بناتے ہو کیا ان میں سے کسی کو یہ قدرت حاصل ہے کہ ایسے پھل اور پھول وغیرہ پیدا کر سکے ؟ بل ھم قوم یعدلون ۔ غور کرو کس طاقتور ہستی کو اور کس نفع رساں محسن کو یہ لوگ چھوڑتے ہیں اور کس عاجز مخلوق کو خدا بناتے ہیں ۔ جس میں نہ قدرت کا کمال ہے نہ نفع رسانی کی صفت ہے ۔

زمین اور پہاڑ وغیرہ پر قدرتِ خداوندی کے اثرات

پھر فرمایا امن جعل الارض قرارا

آسمان کو چھوڑ دو ، زمین کو دیکھو وہ کون ہے جس نے اس زمین کو تمہارے لئے ٹھہرنے کی جگہ بنایا ، وجعل خلٰلھا انھٰرا پھر اس کے دریا ، نہریں اور چشمے پیدا کئے ۔ وجعل لھا رواسی ۔ اور اس کے لئے پہاڑ پیدا کئے وجعل بین البحرین حاجزا اور سمندروں کے درمیان پردہ حائل کر دیا کیا یہ پہاڑ اور چشمے اور دریا تم نے پیدا کئے ہیں ۔ کیا تمہیں یا تمہارے کسی معبود کو خدا کے سوا یہ قدرت حاصل ہے کہ ان چیزوں کو پیدا کر سکیں ءالٰہ مع اللہ کیا اس قدرت کا وجود خدا کے سوا کسی اور میں ہے ؟ کس کی طاقت میں ہے کہ سمندر کے کڑوے پانی میں سے میٹھا پانی نکال کر بادلوں کی شکل میں سطح آسمان اور وہ زمین کی میل کچیل کو لے کر پھر سمندر کے اندر بہا لے جائے ءالٰہ مع اللہ کیا خدا کے سوا کسی کی طاقت میں ہے کہ اتنا بڑا کارخانہ چلائے بل اکثرھم لا یعلمون ، انسانوں کی اکثریت

عقل سے کام نہیں لیتا اور اس ہستی کو جو فیوض کا سرچشمہ ہے کو چھوڑ کر عاجز اور بے کس مخلوق کو خدا بنائے پھرتے ہیں

انسانی دماغ کے کرشمے

امن یجیب المضطر اذا دعاہ ویکشف السوء کائنات کبریٰ کو چھوڑ کر .... کائنات صغریٰ پر غور کرو جو خود تمہارا وجود ہے اس کے اندر کیا کیا عجائبات ہیں، ایک انسان کی کھوپڑی ہی کو لے لو، اس پر ڈاکٹروں نے کتابوں کے انبار لکھے ہیں، اس چھوٹی سی کھوپڑی کے اندر کیا کیا علوم بھرے ہیں، جن سے زمین اور آسمان کے حقائق اور کنہ کو معلوم کر لیتے ہیں، کس قدر زبردست قوت متصورہ ہے، کیا قوت ارادی ہے کہ اس کی مدد سے انسان پہاڑوں کو ریزہ ریزہ کر دیتا، سمندروں کو عبور کر جاتا اور زمین کی تہ تک پہنچ جاتا ہے۔

مصیبت زدہ کی پکار کو سننے والی ہستی

امن یجیب المضطر اذا دعاہ

کیا وجہ ہے کہ مصیبت کے وقت خدا کی طرف توجہ ہوتی ہے۔ دنیا کے تمام انسان مصیبت کے وقت بیقرار ہو کر خدائے واحد کے آگے جھک جاتے ہیں، کسی کا بیٹا بیمار ہو جائے تو جہاں وہ اس کے لئے بے دریغ روپیہ خرچ کرتا، طرح طرح کی دوائیاں دیتا، خیرات کرتا ہے، وہاں بیقرار ہو کر خدا کی جناب میں دہائی دیتا ہے کہ اس کو شفا مل جائے اور جن کو کبھی سمندر کا سفر پیش آیا ہو، وہ گواہ ہیں کہ وہاں کس قدر خدا یاد آتا ہے، چاروں طرف پانی ہی پانی دکھائی دیتا ہے۔ اُوپر نیلا آسمان ہے، نہیں جانتا خشکی پر قدم رکھنا نصیب ہوگا یا نہیں، سمندر میں طوفان آ جائے، جہاز ٹوٹ جائے تو جان بچا کر کہاں جا سکتا ہے مجھے جنگ کے زمانہ میں سفر کرنے کا اتفاق ہوا، ہمیں اور صاحب اور ان کے بچے ہر وقت لائف بوٹ پہنے رکھتے تھے، کہ نہ معلوم کس وقت خطرہ پیش آ جائے اور سمندر میں کودنا پڑے، اس وقت خدا کے سوا اور کوئی بچانے والا نظر نہیں آتا اور بے اختیار اس کے آگے دل جھکتے ہیں۔ امن یجیب المضطر اذا دعاہ ویکشف السوء زلزلہ آ جائے، وبا پھوٹ پڑے، کسی پر سنگین مقدمہ بن جائے، پھر کس کو پکارتا ہے اور کون اس کی مصیبت کو دور کرتا ہے۔

خدا کو چھوڑ کر مخلوق کی پرستش بیوقوفی ہے

ویجعلکم خلفاء الارض۔ وہ خدا مصیبت ہی کو دور نہیں کرتا تم کو زمین کا مالک بنا دیتا ہے ءالٰہ مع اللہ کیا کوئی ہے جو ایسی قدرت رکھتا اور تدبر امر کرتا ہو؟ قلیلا ما تذکرون ایسے خدا کو چھوڑ کر کسی پیر، دیوتا، کسی بُت یا شجر و حجر کی پرستش کرنا پرلے درجہ کی نالائقی ہے لیکن تھوڑے ہیں جو خدا کو یاد رکھتے ہیں،

خشکی و تری میں رہبری کا سامان کرنے والا

پھر فرمایا امن یھدیکم فی ظلمت البر والبحر۔ ہم نے خشکی اور سمندر میں تمہاری رہبری کے لئے کچھ انتظام کر رکھا ہے۔ سمندر ہو یا خشکی رات کے گھٹا ٹوپ اندھیروں میں تم ستاروں کے ذریعہ اپنا رستہ معلوم کر لیتے ہو، یہ ستاروں کو پیدا کرنے والا اور اُن کے ذریعہ سے تمہیں رستہ دکھانے والا کون ہے کیا خدا کے سوائے اور کوئی بھی ایسا ہے جو اس قسم کی رہبری کر سکے،

رُوحانی پرورش کا سامان بھی خدا نے کیا ہے

پھر بھلا جس خدا نے تمہاری جسمانی پرورش کے لئے اور جسمانی راہنمائی کے لئے سامان پیدا کئے کیا وہ تمہاری روحانی پرورش کا سامان نہیں کر سکتا، قولہ الحق اس کی بات سچی ہے اور اسی نے تمہاری جسمانی اور رُوحانی پرورش کا بہترین سامان کر رکھا ہے۔

ہَوا اور اسکی تاثیرات کو خدا کے سوا کس نے پیدا کیا

من یرسل الریح بشرا بین یدی رحمتہ ہوا کے بغیر انسان زندہ نہیں رہ سکتا، نباتات سرسبز نہیں ہو سکتی۔ آگ ہَوا کے بغیر نہیں جل سکتی، ہوا سے اس کو خوراک ملتی ہے اور ہوا لگنے سے وہ شعلہ زن ہوتی ہے۔ سمندر سے لاکھوں من پانی ہَوا اُٹھا کر لاتی اور ہماری پرورش کا سامان کرتی ہے ءالٰہ مع اللہ اس قدر قدرت رکھنے والا اگر کوئی دیوی یا دیوتا یا کوئی انسان ہو تو بے شک اسکی پوجا کرو، لیکن موازنہ کر کے دیکھ لو، کون اتنی بڑی طاقت اور قدرت کا مالک ہو سکتا ہے یہ سوال اللہ تعالےٰ نے کیا ہے، سوال سے غور کا موقعہ ملتا ہے تعالی اللہ عما یشرکون، اللہ اس سے بہت بلند ہے جو یہ شرک کرتے ہیں۔ اتنی بڑی قدرت و طاقت کے مالک کو چھوڑ کر عیسےٰؑ کو خدا بنانا بیوقوفی ہے۔ رامچندر کو خدا بنانا بیوقوفی ہے۔ خدا کی مخلوق کی انتہا نہیں، یہ سب مخلوق ہیں، جو عدم سے وجود میں آئے اور پھر عدم کو چلے گئے، یہ کس طرح خدا ہو سکتے ہیں۔

مؤثر طریق تعلیم

ان آیات میں بار بار الفاظ امن خلق آئے ہیں یعنے کس نے ان چیزوں کو پیدا کیا۔ اور بار بار ءالٰہ مع اللہ کے الفاظ ہیں۔ یہ نہایت مؤثر طریق تعلیم ہے جو اللہ تعالےٰ نے اختیار کیا ہے۔

تخلیق کی ابتدا اور اعادہ

پھر ایک اور سوال کرتا ہے۔ امن یبدؤا الخلق ثم یعیدہ، انسان اور حیوان اور تمام مخلوق کو پہلے کس نے پیدا کیا، پھر انسانوں پر موت آتی ہے، نباتات پیدا ہوتی ہے اور پھر مرجھا جاتی ہے، کیڑے مکوڑے پیدا ہوتے ہیں اور پھر مر جاتے ہیں، یہ غور طلب ہے، ایک چھوٹے سے بیج کے اندر کس طرح مکمل انسان بلکہ اس کے آبا و اجداد آ جاتے ہیں، باپ یا ماں کی پوری شکل و صورت دادا اور نانا کے عادات و اطوار نسلوں میں چلتے ہیں، یہاں لاہور میں ایک نوجوان مر گیا اس کے متعلق اخبارات میں لکھا گیا کہ اس کے نانا اور دادا کے خصائل و اطوار اس کے اندر تھے، تو ابتداءً جس کو پیدا کیا ثم یعیدہ کا اس کا اعادہ کرتے ہیں ہر درخت اور حیوان اور انسان نے جو اپنی اپنی جگہ پر کوئی ترقی کی ہے وہ وراثت کے طور پر اس کے بیج میں مرکوز کر دی جاتی ہے وہ انہی صفات کو لے کر دوسری بار پیدا ہوتا ہے۔ یعیدہ کے الفاظ خدا تعالےٰ کی قدرت کو ظاہر کرتے ہیں۔ جو صفات کسی چیز کی ابتدائی پیدائش میں رکھی تھیں وہ برابر چلتی ہیں۔ درختوں اور حیوانوں میں بھی ان کے خصائص کو وہ دہراتا ہے مختلف خاندانوں کی الگ الگ سیرت ہے نسلی گھوڑا اپنے خاندانی خصائل کو نہیں چھوڑتا، یہ کس کا کمال ہے؟ اور خدا کے سوا کس کی قدرت میں ہے کہ ایسے خصائل پیدا کر دے۔

زمین و آسمان کا رزق کس کے ہاتھ میں ہے

ومن یرزقکم من السماء والارض

تمہارا کھانا .... تمہارا لباس، تمہارا گھر بار، فرنیچر اور ساز و سامان کس نے مہیا کیا، کس کی قدرت سے ان سب چیزوں کا بندوبست ہوا؟ قل ھاتوا برھانکم ان کنتم صادقین، اگر خدا کے سوائے دوسروں کی پرستش کرتے میں سچے ہو، تو دلائل پیش کرو، بغیر دلائل کے مخلوق کو خدا بنانا اور کائنات کے رگ و ریشہ میں خدا کی علامات دیکھ کر اس سے انکار کرنا کہاں کی عقلمندی ہے

اطمینان قلب محض خدا کی یاد میں

آج دنیا مادی ترقی میں بہت بہت بڑھ گئی ہے لیکن خدا کو چھوڑ کر کوئی اطمینان اس سے حاصل نہیں ہوا کوئی مال و دولت، کوئی بڑی سے بڑی سلطنت کوئی علم و سائنس باعث اطمینان نہیں، صرف خدا کی یاد سے ہی اطمینان قلب حاصل ہوتا ہے اور مصائب ہلکے ہوتے ہیں الا بذکر اللہ تطمئن القلوب خدا نے اپنی ذات کا علم کائنات کے اور قرآن کے ہر صفحہ پر دیا ہے، اس سے لو لگاؤ اس کے بغیر اطمینان میسر نہیں آ سکتا، یہی ایک کتاب ہے جس میں الٰہیات کا علم فراہم کیا گیا ہے اور فی الحقیقت اصل الٰہیات کی کتاب قرآن کریم ہی ہے اس سے فائدہ اُٹھاؤ تاکہ اطمینان قلب حاصل ہو،

ایک امریکن نومسلم سے ملاقات

امریکہ اور مشرق وسطیٰ میں اسلام اور عیسائیت کی سرگرمیاں

مورخہ ۱۹ مارچ سنہ ۱۹۶۱ء یعنی گذشتہ اتوار کو امریکہ کے ایک نومسلم مسٹر ہمفریل ڈیمین جرج کا اسلامی نام مسٹر مراد ہے یہاں تشریف لائے تھے۔ اور جناب بشیر احمد صاحب منٹو کی وساطت سے احمدیہ انجمن اشاعت اسلام راولپنڈی شہر کی جماعت نے ایک مجلس منعقد کی جس میں غیر احمدی احباب بھی شامل ہوئے۔

مسٹر مراد نے اپنے چالیس منٹ کے بیان میں بہت دلچسپ اور پتہ کی باتیں کیں۔ انہوں نے بتایا کہ امریکہ اور مڈل ایسٹ جس میں افریقہ بھی شامل ہے میں عیسائی کیا کر رہے ہیں عرب لوگ اسلام کو کیسے پیش کرتے ہیں اور احمدی کس طرح دعوت دیتے ہیں۔ صحیح اسلام وہی ہے جس کو بحیثیت مذہب، بحیثیت اشاعت اور بحیثیت عمل پیش کیا جاتا ہے۔ اور یہی کارگر ہے۔ انہوں نے ذکر کیا کہ اسلام کے لئے کتنا بڑا میدان موجود ہے اور کیونکر اسلامی مشنوں کی حرکت کی ضرورت ہے۔

بعد ازیں سب حاضرین نے جو تعداد میں ۲۵ تھے پرتکلف چائے نوش فرمائی۔ اس محفل کی خاص بات یہ تھی کہ جو غیر احمدی اصحاب تشریف لائے تھے انہوں نے مذکورہ بیان سے احمدیوں کی اسلامی خدمات کے متعلق اچھا تاثر لیا۔ اور جو نفرت کے جذبات رکھتے تھے ان میں تبدیلی آئی۔

فقط خیر اندیش۔ ایم۔ اے رشید۔ راولپنڈی

کالونی کی اعلےٰ سوتی کپڑے کی مصنوعات
جو ہر لحاظ سے معیاری ہیں
پاپلین
پی نمبر ۹۹ پی نمبر ۱۳۰ پی نمبر ۳۳۰
پی نمبر ۹۷۰ پی نمبر ۵۲۸
پی نمبر ۵۳۱ پی نمبر ۸۶۰
لٹھا (شرٹنگ)
نمبر ۱۵۰۰۰
نمبر ۵۰۰۰۰
نمبر ۱۱۰۰۰
نمبر ۶۱۰۰۰
پرنٹس
نمبر ۱۱۳۶
نمبر ۱۵۳۶
ململ
نمبر ۷۵۰۰
نمبر ۷۵۳۶
نمبر ۶۰۷۰
لان
نہایت نفیس کپڑا
از قسم وائل
وائل
نمبر ۷۰۷۰ نمبر ۷۰۳۶
نمبر ۳۰۳۶ نمبر ۴۰۴۰
نمبر ۵۰۴۰
کارڈورائے
بی۔سی۔ نمبر ۹۰
سوتی دھاگہ
نمبر ۱۰S نمبر ۲۰S
نمبر ۳۰S نمبر ۴۰S
نمبر ۹۰S
سلے سلائے ملبوسات بش شرٹ پتلون۔ رومال۔ سلیپنگ سوٹ تمام سائز کے مل سکتے ہیں
کالونی ٹیکسٹائل ملز لمیٹڈ اسمٰعیل آباد ملتان
کالونی (نقل) ٹیکسٹائل ملز لمیٹڈ اسمٰعیل پور (بھکر)

ہر بدھ کو شائع ہوتا ہے
تار کا پتہ:۔ تبلیغ لاہور
فون نمبر:۔ ۳۷۳۷
مدیر:۔ دوست محمد
مدیر معاون:۔ بشیر احمد سوزہ

زرِ مبادلہ
پاکستان سے چھ روپے
ہندوستان سے چھ روپے
بیرونی ممالک سے ایک پونڈ

جلد ۴۹ | یوم چہارشنبہ مورخہ ۱۷ ذیقعد سنہ ۱۳۸۰ھ مطابق ۳ مئی سنہ ۱۹۶۱ء | نمبر ۱۸

بحرِ حکمت کے موتی

عن ابی سعید قال جلست فی عصابۃ من ضعفاء المھاجرین وانّ بعضھم لیستتر ببعضٍ من العری وقاریٔ یقرءُ علینا نستمعُ کتاب ربنا فقال الحمد للّٰہ الذی جعل فی اُمتی من اُمرتُ ان اصبر نفسی معھم وجلس وسطنا لیعدل بنفسہ بنا ثمّ قال بیدہٖ ھٰکذا فتحلّقوا وبرزت وجوھھم قال فما رایتُ رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم عرفَ منھم احداً غیری ثم قال ابشروا یا صعالیک المھاجرین بالنور التام یوم القیٰمۃ تدخلون الجنۃ قبل اغنیاءِ الناسِ بنصفِ یومٍ وذالک خمسمائۃِ سنۃ اخرجہ ابو داؤد والترمذی بحوالہ تلخیص الصحاح کتاب الزھد والفقر۔

ترجمہ:۔ ابو سعیدؓ سے روایت ہے کہ میں غریب مہاجرین کی جماعت میں بیٹھا اور برہنگی کی وجہ سے ہر ایک دوسرے شخص سے اپنے (یعنی شرمگاہ وغیرہ کو چھپاتا تھا اور ایک شخص ہم کو قرآن پڑھکر سنا رہا تھا (درس القرآن میں مشغول تھا) اتنے میں حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور ہمارے پاس کھڑے ہو گئے تو قرآن پڑھنے والا شخص چپ ہو گیا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم کیا کر رہے ہو۔ ہم نے عرض کیا

(باقی بر صفحہ ۱۵ اشتہار کے نیچے)

کلمہ طیبہ پر ایمان گناہوں کو دور کرنے کا موجب ہے

ایک عیسائی کے جواب میں حضرت مسیح موعودؑ کا ارشاد

اور آپ کا یہ کہنا کہ حضرت مقدس نبوی کی یہ تعلیم ہے کہ لا الٰہ الا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ کہنے سے گناہ دور ہو جاتے ہیں یہ بالکل سچ ہے اور یہی واقعی حقیقت ہے کہ جو شخص خدا کو واحد لاشریک جانتا ہے اور ایمان لاتا ہے کہ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو اسی قادر یکتا نے بھیجا ہے تو بے شک اگر اس پر اس کا خاتمہ ہو تو نجات پا جائے گا۔ آسمانوں کے نیچے کسی کی خودکشی سے نجات نہیں ہرگز نہیں اور اس سے زیادہ کون پاگل ہوگا کہ ایسا خیال بھی کرے گا مگر خدا کو واحدہٗ لاشریک سمجھنا اور ایسا ہی یہ خیال کرنا کہ اس نے نہایت رحم کر کے دنیا کو ضلالت سے چھڑانے کے لئے اپنا رسول بھیجا جس کا نام محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے یہ ایک ایسا اعتقاد ہے کہ اس پر یقین کرنے سے روح کی تاریکی دور ہوتی ہے اور نفسانیت دور ہو کر اس کی جگہ توحید لے لیتی ہے آخر توحید کا زبردست جوش تمام دل پر محیط ہو کر اسی جہان میں بہشتی زندگی شروع ہو جاتی ہے جیسا تم دیکھتے ہو کہ نور کے آنے سے ظلمت قائم نہیں رہ سکتی ایسا ہی جب لا الٰہ الا اللّٰہ کا نورانی پرتو دل پر پڑتا ہے تو نفسانی ظلمت کے جذبات کالمعدوم ہو جاتے ہیں۔ گناہ کی حقیقت بجز اس کے اور کچھ نہیں کہ سرکشی کی ملونی سے نفسانی جذبات کا شور و غوغا ہو جس کی متابعت کی حالت میں ایک شخص کا نام گنہگار رکھا جاتا ہے اور لا الٰہ الا اللّٰہ کے معنے جو لغت عرب کے توارد استعمال سے معلوم ہوتے ہیں وہ یہ ہیں کہ لا مطلوب لی ولا محبوب لی ولا معبود لی ولا مطاع لی الا اللّٰہ یعنے بجز اللہ کے اور کوئی میرا مطلوب نہیں اور محبوب نہیں اور معبود نہیں اور مطاع نہیں۔ اب ظاہر ہے کہ یہ معنی گناہ کی حقیقت اور گناہ کے اصل منبع سے بالکل مخالف پڑے ہیں پس جو شخص ان معنے کو خلوص دل کے ساتھ اپنی جان میں جگہ دے گا تو بالضرور مفہوم مخالف اس کے دل سے نکل جائے گا کیونکہ دو ضدیں ایک جگہ جمع نہیں ہو سکتیں۔ پس جب نفسانی جذبات نکل گئے تو یہی وہ حالت ہے جس کو سچی پاکیزگی اور حقیقی راستبازی کہتے ہیں اور خدا کے بھیجے پر ایمان لانا جو دوسرے جزو کلمہ کا مفہوم ہے اس کی ضرورت یہ ہے کہ تا خدا کے کلام پر بھی ایمان حاصل ہو جائے کیونکہ جو شخص یہ اقرار کرتا ہے کہ میں خدا کا فرمانبردار بننا چاہتا ہوں اس کے لئے ضروری ہے کہ اس کے فرمانوں پر ایمان بھی لاوے اور فرمان پر ایمان لانا بجز اس کے ممکن نہیں کہ اس پر ایمان لاوے جس کے ذریعہ سے دنیا میں فرمان آیا۔ پس یہ حقیقت کلمہ کی ہے۔ اور آپ کے یسوع صاحب نے بھی اسی طرف اشارہ کیا ہے اور یہی مدار نجات ٹھہرایا ہے کہ خدا پر اور اس کے بھیجے ہوئے یسوع پر ایمان لایا جائے مگر چونکہ آپ لوگ اندھے ہیں اس لئے جوشِ تعصب سے انجیل کی باتیں بھی آپ کو نظر نہیں آتیں۔

راولپنڈی کے جلسہ سالانہ کی مختصر روئداد

۱۷ مارچ ۱۹۶۱ء کو جمعہ کے مبارک دن سالانہ جلسہ کے انعقاد کے متعلق تحریک کی گئی احباب جماعت نے بالاتفاق رضامندی کا اظہار کیا۔ پروگرام جلسہ مرتب کیا گیا اور حضرت امیر ایدہ اللہ کی خدمت میں ارسال کیا گیا، جس کو برائے غور انجمن میں پیش کیا گیا۔ منظوری ہو جانے پر پروگرام اخبار پیغام صلح میں مشتہر کر دیا گیا۔ جلسہ کی تیاری شروع کر دی گئی۔ مجلس عاملہ کا اجلاس منعقد ہوا۔ ملک عبدالقدوس صاحب کو مہتمم جلسہ مقرر کیا گیا ملک صاحب جیسا کہ پہلے بھی کئی بار ذکر کیا گیا ہے تنظیمی امور میں ایک خاص ملکہ رکھتے ہیں۔ اس کے علاوہ جو مختلف خصوصیات ملک صاحب رکھتے ہیں انہیں اپنے والد بزرگوار ملک فضل کریم صاحب مرحوم سے ورثہ میں ملی ہیں بلکہ ملک صاحب کے خاندان کا ہر فرد ان خصوصیات سے بہرہ ور ہے۔ دیگر جماعت کے دوستوں کو بطور رضاکار اپنے آپ کو پیش کرنے کی تحریک کی گئی اس پر بہت سے دوستوں نے اپنی خدمات پیش کیں۔ جن میں سے خاص طور پر مندرجہ ذیل دوست قابل ذکر ہیں۔ جن کی خدمات کا ہر ایک مہمان اور دیگر حضرات نے اعتراف کیا۔

(۱) خواجہ نصیر اللہ صاحب
(۲) ایم حسن دین صاحب
(۳) عبدالسلام صاحب سیکنڈ ماسٹر گورنمنٹ سکول داتہ
(۴) خواجہ عبدالسلام صاحب لائبریرین
(۵) فضل حق صاحب
(۶) لیاقت حسین صاحب محاسب
(۷) مرزا فیاض الدین صاحب چغتائی
(۸) استاد اسد اللہ صاحب
(۹) (ایک کمسن بچہ) بشیر اللہ

انہوں نے بہ احسن طریق اپنی اپنی ذمہ داریوں کو سرانجام دیا۔

۳۰۰۰ ہزار پروگرام طبع کروایا گیا۔ ۵۰۰ عدد دیدہ زیبا دعوتی کارڈ تیار کروائے گئے، جو صاحب ذوق حضرات میں تقسیم کئے گئے۔ ریڈیو اسٹیشن کی لوکل خبروں کے لئے اور مقامی اخبارات میں جلسہ کے انعقاد کی اطلاعات بروقت ارسال کی گئیں۔ اپنی جماعت کے تمام سیکرٹریز کی خدمت میں پروگرام ارسال کر دیئے گئے اور بعض احباب کو خاص طور پر بھی دعوت دی گئی۔

جمعہ ۷ اپریل ۱۹۶۱ء سے جماعت کے صاحب ذوق حضرات کے تشریف لانا شروع ہو گئے۔ تقریباً ۱۰۰ کے قریب مہمان آ گئے۔ طعام و قیام کا خاطر خواہ بندوبست تھا۔ مہمانوں کو کسی قسم کی شکایت کا موقعہ نہ ملا۔

ملک صاحب نے سکول کے وسیع صحن کو کچھ اس طرح آراستہ کیا کہ ہراتی وضع کے شاہی درباروں کی یاد تازہ ہو رہی تھی۔ ان کی آراستگی کے اندر ایک خاص جاذبیت کشش تھی۔

آخر کار ۸ اپریل ۱۹۶۱ء سوا دس بجنے کو آئے سیکرٹری جماعت نے لاؤڈ سپیکر سے جلسہ کے آغاز کا اعلان کیا اور جناب مولانا مولوی صدر الدین صاحب امیر قوم نے صدارت کی مسند عالی کی۔ آپ تشریف لے آئے اور جلسہ کی کارروائی باقاعدگی سے شروع ہو گئی۔

جناب حافظ شیر محمد صاحب خوشابی نے نہایت خوش الحانی سے تلاوت قرآن مجید فرما کر حاضرین کو بہت محظوظ کیا۔ پھر شاہ اسد اللہ نے حضرت مسیح موعود کا منظوم کلام ترنم سے پڑھا۔ اس کے بعد جناب حافظ محمد حسن صاحب چیمہ ایڈووکیٹ نے

"کی وفا تو نے محمدؐ سے تو ہم تیرے ہیں"

کے موضوع پر اپنے مخصوص انداز میں تقریر شروع کی اور بتایا کہ یہ مصرع قرآن کی آیت قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ۔ کا ترجمہ ہے۔ پھر آپ نے تقریر کو جاری رکھتے ہوئے نہایت ٹھوس دلائل اور واقعات سے ثابت کیا کہ کوئی انسان محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کے بغیر گوہر مقصود نہیں پا سکتا ؎

ہر کہ بے او زد قدم در بحر دیں
گردد در اول قدم گم معبرے

اس کے بعد جناب بشارت احمد صاحب بقا نے "حضرت مسیح موعود کا عشق قرآن" کے موضوع پر نہایت مدلل تقریر کی اور حضرت کے عشق قرآن کی تصدیق میں آپ کی عملی خدمات کا ذکر کرتے ہوئے بعض بعض موقعوں پر آپ کے اشعار پیش کئے جو آپ کے احساسات و جذبات کی ترجمانی کر رہے تھے جیسے ؎

یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزد ما کفر است و خسران و تباب
جمال و حسن قرآں نور جان ہر مسلماں ہے
قمر ہے چاند اوروں کا ہمارا چاند قرآں ہے

اس کے بعد جناب مولوی عبدالاحد صاحب نے "امام وقت کا علم الکلام" کے موضوع پر نہایت جامع تقریر فرمائی اور ثابت کر دیا کہ اس چودھویں صدی میں امام الوقت نے علم الکلام کی شمع سے اسلام کے ٹمٹماتے ہوئے چراغ کو اجالا دیا اور اس موجودہ دہریت کے زمانہ میں سوائے اس کے اسلام کی حفاظت ناممکن ہے۔

اس کے بعد مسٹر لوئیس نو مسلم امریکن انگریز جن کا اسلامی نام احمد مراد ہے نے اسلام پر انگریزی میں نہایت مختصر مگر جامع تقریر فرمائی جس کے بعد ... جناب خان بہادر غلام ربانی خان صاحب نے اردو میں ترجمہ کر کے لوگوں کو ان کے خیالات سے آگہی دی۔

اس کے بعد جناب قاضی عبدالرشید صاحب ایڈووکیٹ ایبٹ آباد نے "صداقت مسیح موعود" پر نہایت عالمانہ تقریر فرمائی جس کا ہر ایک لفظ آپ کی صداقت پر روشن دلیل تھا آخر میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وہ دعا جو حضور نے ایک وقت مباہلہ کے رنگ میں کی تھی، آپ کے چند اشعار پیش کئے ؎

اے قدیر و خالق ارض و سما
اے رحیم و مہربان و رہنما
اے کہ میداری تو بر دلہا نظر
اے کہ از تو نیست چیزے مستتر
گر تو مے بینی مرا پر فسق و شر
گر تو دیدستی کہ ہستم بد گہر
پارہ پارہ کن من بدکار را
شاد کن ایں زمرۂ اغیار را
بر دل شاں ابر رحمت ہا ببار
ہر مراد شاں بفضل خود برار
آتش افشاں بر در و دیوار من
دشمنم باش و تبہ کن کار من

اس کے بعد جناب حافظ شیر محمد صاحب خوشابی نے "حدیث مجدد" کے موضوع پر ایسی جامع تقریر فرمائی کہ اس کا کوئی پہلو تشنہ نہ رہا، قبلاً جماعت علماء اور آئمہ دین کی حدیث مجدد سے متعلق وضاحت و تشریح اور اس کی روشنی میں مجدد کا ماننا اور مجدد کا مبعوث ہونا از روئے قرآن و حدیث و اقوال آئمہ کرام پیش کر کے سامعین پر اتمام حجت کر دیا اور سامعین سے تحسین و داد حاصل کی۔ حضرت امیر ایدہ اللہ نے بھی تعریف کی اور داد دی۔

یہاں پہلا اجلاس اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے بخیر و خوبی ختم ہوا۔

۹ اپریل ۱۹۶۱ء کو اتوار کا دن تھا۔ وقت بھی بیقرار تھا کہ کب نو بجیں اور مجاہدان اسلام کا جلسہ شروع ہو۔ آخر کار نو بجنے کو آئے۔ حضرت امیر قوم ایدہ اللہ صدارت کے لئے تشریف لے آئے۔ حافظ شیر محمد صاحب نے تلاوت قرآن مجید فرمائی۔ اس کے بعد جناب عبدالعلی صاحب آف ڈاڈر نے حضرت مسیح موعود کا منظوم کلام نہایت ترنم سے پڑھ کر حاضرین کو محظوظ کیا۔

اس کے بعد حضرت امیر قوم نے سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم پر نہایت جامع اور مؤثر تقریر فرمائی، اور آپکی زندگی کے مختلف عملی پہلوؤں پر روشنی ڈالتے ہوئے موجودہ زمانہ کی خرابیوں اور بیماریوں کا حل پیش کیا، اور لوگوں کو یقین دلایا کہ اس کے سوا اور کوئی چارہ کار نہیں۔ آپ نے تقریباً ڈیڑھ گھنٹہ تک تقریر فرمائی۔

اس کے بعد خان بہادر غلام ربانی خان صاحب نے تبلیغ بلاد غیر پر بصیرت افروز تقریر فرمائی اور سامعین

(باقی بر صفحہ ۱۳)

پاکستان میں عیسائیت کی رفتار ترقی

ایک خط :ـــــ

"حضرت مدیر صاحب! السلام علیکم - براہ کرم مضمون ہذا درج اخبار فرما کر مشکور فرمائیں -

کینیڈا کے ایک اخبار پراسپکٹر میں دنیا بھر کے عیسائیوں کے حالات اور عیسائی مبلغوں کے کارنامے شائع ہوا کرتے ہیں - اس مرتبہ اس اخبار نے "پاکستان میں عیسائیت کی کامیابی" کے عنوان سے اعداد و شمار شائع کئے ہیں - اس نے لکھا ہے - پاکستان قائم ہونے پر یہاں ۸۰ ہزار عیسائی تھے لیکن اب اُن کی تعداد دو لاکھ اٹھاسی ہزار تین سو ساٹھ تک جا پہنچی ہے -

انقلاب سے پہلے ایک مسلمان کے مرتد ہونے پر ہندو پاک کے اخبارات میں تہلکہ مچ جایا کرتا تھا - لیکن اب نہ علمائے کرام کے کان پر جوں تک رینگی نہ حکومت پاکستان متوجہ ہوئی اور نہ ہی جماعت احمدیہ کو خیال آیا - کہ اب تک کروڑہا روپیہ خرچ ہونے پر بھی تمام دنیا میں صرف ایک دو ہزار عیسائی مسلمان ہوئے ہوں گے - مگر ان کے اپنے وطن میں لاکھوں مسلمان مرتد ہو گئے - مفصل مضمون ماہ مارچ کے رسالہ نقاد کراچی میں دیکھیں -

ابو المحمود ہدایت اللہ - سوہدرہ ضلع گوجرانوالہ "

ہم نہایت افسوس کے ساتھ مراسلہ نگار کے اس بیان سے اتفاق کرتے ہوئے یہ کہتے ہیں کہ پاکستان میں عیسائیت کی روز افزوں رفتار ترقی اور کثیر التعداد مسلمانوں کے ارتداد کی خبریں آئے دن اخبارات میں شائع ہوتی رہتی ہیں، لیکن اس کے انسداد کی کوئی مؤثر تدبیر ابھی تک کسی اسلامی ادارہ یا حکومت کی طرف سے نہیں کی گئی - ایک زمانہ تھا کہ قیام پاکستان سے بہت پہلے غالباً ۲۴-۱۹۲۳ء میں جب ہندوستان کے بعض علاقوں میں آریہ سماج کی طرف سے مسلمانوں کو مرتد بنانے کا منصوبہ بنایا گیا تو تمام اسلامی ہند میں ایک شور قیامت برپا ہو گیا اور چاروں طرف سے اسلامی انجمنوں کے وفود یوپی کے ان علاقوں میں پھیل گئے جہاں ارتداد کی آگ مشتعل ہو گئی تھی، اور اس فتنہ کو تھوڑے دنوں میں بہت حد تک دبا دیا گیا جس کی وجہ سے آریہ سماج کو بُری طرح ناکامی کا منہ دیکھنا پڑا -

لیکن آج یہ زمانہ ہے کہ فتنۂ صلیب کے پھیلنے اور ہزارہا مسلمانوں کے مرتد ہونے کی خبریں روزانہ اخبارات میں شائع ہوتی ہیں، مگر کسی بھی مسلمان کی غیرتِ اسلامی نے یہ تقاضا نہیں کیا، کہ اس فتنہ کے انسداد کی کوئی تدبیر سوچی جائے، آہ! کبھی ایک مسلمان کا ارتداد عالم اسلامی کو بے چین کر دیتا تھا، اور آج ہزارہا مسلمان عیسائیت کی آغوش میں جا رہے ہیں اور کوئی خبر لینے والا نہیں - اس بارہ میں احمدی جماعت پر سب سے بڑھ کر فرض عائد ہوتا ہے، کیونکہ جس امام وقت سے وابستگی کا شرف انہیں حاصل ہے وہ کسر صلیب ہی کے لئے مامور ہوئے تھے، اور انہوں نے کسر صلیب کے لئے جو ہتھیار ہمیں دیئے وہی سب سے زیادہ کارگر ہیں - اور یہ کہنا مبالغہ نہیں کہ مسیحیت کا تریاق اگر ہے تو احمدیہ جماعت ہی کے پاس ہے، کیونکہ وہ عقیدۂ حیات مسیح کو جس پر عیسائیت کی بنیاد ہے دلائل قاطعہ سے باطل ثابت کر چکی ہے - اس لئے اس بات کی سخت ضرورت ہے کہ ان علاقوں میں جہاں یہ فتنہ زور پکڑ رہا ہے اس جماعت کے مبلغین پہنچیں اور مسلمانوں کو اس سے بچانے کی کوشش کریں -

اس کے ساتھ ہی یہ بھی تحقیق طلب ہے کہ ارتداد کی یہ رَو کن اسباب کی بناء پر زور پکڑ رہی ہے، جہاں تک ہمارا خیال ہے علمی رنگ میں عیسائیت کی صداقت کا قائل ہونا تو دور کی بات ہے، زیادہ تر مسلمانوں کی مفلسی اور نادار ی اور مسیحی مبلغین کی طرف سے ہر قسم کی امداد و اعانت ارتداد کی رَو کو تیز تر کر رہی ہے، اس کا علاج زیادہ تر حکومت کے ہاتھ میں ہے، ضرورت ہے کہ حکومت پاکستان ایک ایسا شعبہ قائم کرے جہاں سے اس قسم کے نادار مسلمانوں کو بطور مؤلفۃ القلوب امداد دی جائے، اور اُن کے لئے کاروبار مہیا کرنے اور دوسروں کی محتاجی سے انہیں بچانے کی سعی کی جائے اس سلسلہ میں ملک کے متمول اصحاب سے بھی مالی امداد لی جا سکتی ہے بلکہ مسلمانوں کے کھاتے پیتے گھرانوں کا یہ فرض ہے کہ وہ اپنے غریب بھائیوں کی امداد کرنے اور انہیں مسیحیت کے چنگل سے بچانے کے لئے پوری کوشش کریں -

یہ تو ایک پہلو ہے - دوسرا پہلو جس کا ذکر پہلے آ چکا ہے یہ ہے کہ اسلام کے متعلق عیسائیوں کی پھیلائی ہوئی غلط بیانیوں کا ازالہ اور مسیحی عقائد کا ابطال علمی رنگ میں ہونا چاہیئے جس کو چھوٹے چھوٹے ٹریکٹوں اور رسائل کی صورت میں کثرت کے ساتھ شائع کیا جائے - امید ہے جماعت کے ارباب حل وعقد اس طرف فوری توجہ فرما کر عنداللہ ماجور ہوں گے، اور دوسرے احباب بھی اس بات کو نگاہ رکھیں گے کہ جہاں کہیں ان کے قریب کسی شہر یا گاؤں میں اس فتنہ کی خبر انہیں ملے، وہ اس کے انسداد کے لئے مناسب تدابیر عمل میں لائیں، اور اس بارہ میں مرکز کو اطلاعات بھیج کر خبردار کریں ؏

"الفرقان" کی غلط بیانی

ربوہ کے رسالہ "الفرقان" (ماہ اپریل سنہ ۱۹۶۱ء) میں جو مولوی ابو العطا جالندھری کی ادارت میں شائع ہوتا ہے حضرت امیر ایدہ اللہ کے اس خط پر جو قادیانی عقائد کے بارہ میں یکم مارچ سنہ ۱۹۶۱ء کے "پیغام صلح" میں شائع ہوا تھا، یہ جرح کی گئی ہے کہ

"جناب مولوی صدر الدین صاحب امیر غیر مبائعین نے اپنے مکتوب مطبوعہ پیغام صلح یکم مارچ سنہ ۱۹۶۱ء میں استدلال فرمایا ہے کہ چونکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے اساتذہ کے نام لکھ دیئے ہیں یعنی آپ لکھنا پڑھنا جانتے تھے اس لئے آپ نبی نہیں ہو سکتے کیونکہ نبی وہ ہوتا ہے جو اَن پڑھ ہو"

اور اس کے ساتھ ہی حضرت مسیح موعودؑ کی ایک تحریر اور علامہ سید رشید رضا مصری کا بیان نقل کر کے یہ ثابت کیا ہے کہ اُمّی ہونا صرف حضرت نبی کریم محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کا خاصہ تھا، اور کوئی نبی اس میں شریک نہیں مولوی ابو العطا صاحب کے اس مضمون کو دیکھ کر ہم حیران رہ گئے کہ انہوں نے حضرت امیر ایدہ اللہ کی طرف یہ کس طرح منسوب کر دیا کہ ان کے نزدیک چونکہ حضرت مسیح موعود لکھنا پڑھنا جانتے تھے اس لئے وہ نبی نہیں ہو سکتے - حضرت امیر نے جو کچھ اپنے مکتوب میں لکھا تھا، وہ صرف اس قدر ہے کہ :-

"نبی کے لئے دوسری شرط یہ ہے کہ اس نے اعتقادات کی تعلیم بھی جبرائیل سے پائی ہو، حضرت مجدد زماں نے جس طرح یہ دعویٰ نہیں کیا کہ میرے اوپر وحی نازل ہوتی ہے اسی طرح یہ دعویٰ بھی نہیں کیا کہ میرے معلم جبرائیل ہیں جن سے میں نے معتقدات سیکھے ہیں بلکہ انہوں نے اپنے اساتذہ کے نام لکھ دیئے ہیں"

بتلایئے اس میں کہاں لکھا ہے کہ چونکہ حضرت مسیح موعود لکھنا پڑھنا جانتے تھے اس لئے وہ نبی نہیں ہو سکتے، یہاں تو صرف معتقدات کی تعلیم جبرئیل سے نہ پانے کا ذکر ہے اور یہ وہی بات ہے جو حضرت مسیح موعودؑ نے خود لکھی ہے کہ :-

"حسب تصریح قرآن کریم رسول اسی کو کہتے ہیں جس نے احکام وعقائد دین جبرئیل کے ذریعہ حاصل کئے ہوں لیکن وحی نبوت پر تیرہ سو برس سے مہر لگ گئی ہے"

فرمایئے حضرت مسیح موعودؑ کے اس ارشاد اور حضرت امیر کے بیان میں کونسا تضاد ہے؟ اور مولوی ابو العطا صاحب نے حضرت امیر ایدہ اللہ کی طرف جو بات منسوب کی ہے وہ کتنی بڑی غلط بیانی ہے - کیا مولوی صاحب حضرت مسیح موعود کے ارشاد کی روشنی میں اس غلط بیانی کو واپس لیں گے ؟ ؏

(سلسلہ اشاعت گزشتہ)

نامۂ ووکنگ

شیخ محمد طفیل صاحب امام شاہجہان مسجد ووکنگ (انگلستان)

(۲)

لفبرو LOUGHBOROUGH میں عرصہ سے اسلامک سوسائٹی قائم ہے جہاں اس سے قبل بھی ووکنگ مسجد کے امام اور اسسٹنٹ امام کو تقاریر کے لئے بلایا جاتا رہا ہے اس دفعہ ۲۷ر فروری جمعہ کی شام کو انہوں نے مجلس کا اعلان کیا تھا۔ تقریر کا عنوان تھا "اسلام کا پیغام عصر حاضر کے انسان کے نام" ساڑھے سات بجے جلسہ کی کاروائی شروع ہوئی، مسٹر حصام ایک عراقی طالب علم نے قرآن کی تلاوت سے آغاز کیا۔ اس کے بعد سنگاپور کے متعلق ایک فلم دکھائی گئی آٹھ بجے کے قریب مجھے تقریر کرنے کے لئے کہا گیا۔ تقریر کے بعد حسب معمول سوال و جواب کا سلسلہ شروع ہوا سوال کچھ اس قسم کے تھے:۔

سوال:۔ مصنوعی اولاد۔ تلکیوں کے ذریعہ پیدائش کے متعلق آپ کا کیا خیال ہے؟

مختصراً جواب:۔ اس قسم کے بچے بہرحال حلقۂ ازدواجیت سے باہر OUT SIDE THE WEDLOCK پیدا ہو سکتے ہیں۔ ان کی وہی پوزیشن ہوگی جو شوہر سے علاوہ پیدا شدہ بچوں کی ہوگی۔ میاں بیوی کی رضامندی سے بھی اگر ایسا فعل واقع ہو تو اس سے ایک ناجائز امر جائز نہیں ہو جاتا۔ ورنہ اور بہت سی قباحتوں کے دروازے کھل جائیں گے یہ درست ہے کہ مصنوعی اولاد کے حصول کے حق میں بھی بعض دلائل دیئے جا سکتے ہیں۔ لیکن اگر اس سے خواتین کے اخلاق پر کسی قسم کی زد پڑے تو اسلام اسے روا نہیں رکھے گا۔

سوال:۔ مغربی طرز کے رقص کے متعلق اسلام کا کیا رویہ ہے؟

مختصراً جواب:۔ اسلام اس کی اجازت نہیں دیتا انگریزی میں رقص کی تعریف میں کہا گیا ہے کہ اس طرح سے ہاتھ کو چھونے کی، نظر کو جی بھر کر دیکھ لینے کی، اور منہ کو سرگوشیاں کرنے کی اجازت مل جاتی ہے۔ ایک اور انگریزی محاورہ ہے کہ تمام رقص انسان کو نواسیب گاہوں کی طرف لے جاتے ہیں")

اس جواب پر حاضرین میں ایک ہل چل پیدا ہو گئی۔ ایک صاحب کہنے لگے:۔

سوال:۔ آپ اس ماحول میں مسلم طلباء سے کیسے توقع رکھ سکتے ہیں کہ وہ یہاں کے تفریحی مشاغل سے اپنے آپ کو علیحدہ رکھ سکیں۔

جواب:۔ مجھے آپ کی مشکلات کا احساس ہے لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ آپ ناخوب کو خوب سمجھ لیں۔ میں جانتا ہوں بہت سے مسلمان شراب پیتے اور جوا کھیلتے ہیں۔ لیکن اگر انہیں اس امر کا احساس ہے کہ یہ کچھ انفرادی خامیاں ہیں تو ان کی اصلاح کی جا سکتی ہے اگر وہ ایسے امور کا جواز قرآن میں تلاش کرنا شروع کر دیں اور ان کا ضمیر انہیں اس پر ملامت نہ کرے تو اس کا یہ مطلب ہوا کہ ان کا روحانی ضمیر مر چکا ہے۔

سوال:۔ اسلام میں کس قسم کی تفریح کی اجازت ہے

جواب:۔ ہر ایسی تفریح جو لغویات سے پاک ہو اور آپ یہ سوال خود اپنے آپ سے پوچھیں کہ ایسی تفریحات کے بعد آپ کے دل و دماغ میں کس قسم کے خیالات و جذبات پیدا ہوتے ہیں۔

سوال:۔ اگر اچھے خیالات ہی پیدا ہوں۔

جواب:۔ قانون استثنائی حالات کو دیکھ کر نہیں بنایا جا سکتا۔

سوال:۔ اسلام اور اشتراکیت کے موضوع پر کچھ کہیں:۔

صدر نے اُٹھ کر اعلان کیا کہ یہ آخری سوال ہوگا اس کے بعد دو فلمیں اور دکھائی جائیں گی لیکن حاضرین میں سے بعض نے شور مچانا شروع کر دیا کہ ہمیں فلمیں دیکھنے کی خواہش نہیں۔ سوال و جواب کا سلسلہ جاری رہے کچھ دیر تک صدر اور طلباء میں یہ تنازعہ جاری رہا فلموں کے پروگرام کا چونکہ اعلان ہو چکا تھا اس لئے اسے تبدیل کرنا مشکل ہو رہا تھا۔ منتظمین کا اصرار تھا کہ فلمیں دکھائی جائیں۔ حاضرین بحث کو جاری رکھنا چاہتے تھے۔ آخر اس پر آ کر سمجھوتہ ہو گیا کہ پانچ منٹ مزید سوال و جواب کے بعد چائے کے لئے وقفہ دیا جائے اور پھر جو لوگ فلم دیکھنا چاہتے ہیں وہ واپس ہال میں جائیں باقی لوگ کالج کے ریستوران میں بیٹھے رہیں، وہاں ایک مختصر سا گروہ بیٹھا رات کے گیارہ بجے تک اسلام اور عیسائیت اور دیگر مسائل پر گفتگو کرتا رہا۔

دوسرے دن صبح اسلامک سوسائٹی کے سیکرٹری مجھے اپنے کالج کی عمارات دکھاتے رہے گیارہ بجے کی ٹرین سے روانہ ہو کر ایک بجے کے قریب لندن پہنچ گیا۔ اسی دن شام کو وکٹوریا میں جلسہ تھا۔

دفتر لندن میں اجلاس

ڈاکٹر داؤد بیگ صاحب برلاس نے ۲۸ر فروری کو اسلامک ریویو کے دفتر واقع لندن میں مولانا جلال الدین رومی کے متعلق تقریر فرمائی۔ تقریر کے بعد کچھ عرصہ تک سوال و جواب ہوتے رہے۔

مسجد اور مکان میں بجلی

آج کل مسجد میں بجلی کے نئے لیمپ لگوائے گئے ہیں مسجد سے گھر تک بھی روشنی کا معقول انتظام کیا گیا ہے ورنہ رات کے وقت اگر کسی کو مسجد جانا ہوتا تو مسجد تک راستہ میں تاریکی ہی تاریکی ہوتی۔ گھر کی بجلی کی وائرنگ بھی نئی کرائی گئی ہے۔ بجلی کی پرانی تاریں بہت بوسیدہ ہو چکی تھیں اور کسی وقت بھی ان کے جل جانے کا خطرہ تھا۔

مولانا عبد المجید دورہ پر

اب مولانا عبد المجید صاحب۔ پاکستان، ہندوستان برما کے دورہ پر ہیں۔ اسلامک ریویو مارچ کا پرچہ عید سے قبل نکل آئے گا انشاءاللہ اس طریق سے اس کی اشاعت میں عرصہ سے جو تعویق چلی آتی ہے وہ اگلے ماہ پوری ہو جائے گی۔

قارئین پیغام صلح کو عید مبارک ہو

والسلام

مخلص۔ محمد طفیل

اخبار احمدیہ

دورۂ ملتان

حضرت امیر ایدہ اللہ، جناب الحاج شیخ میاں محمد صاحب، خان بہادر غلام ربانی خاں صاحب اور خان بہادر ڈاکٹر سعید احمد خاں صاحب، ۲۸ر اپریل کو جماعتوں کے تنظیمی دورہ کے سلسلہ میں ملتان تشریف لے گئے ۲۸ر اپریل کو جمعہ کی نماز محترم شیخ میاں فاروق احمد صاحب کی کوٹھی پر حضرت امیر ایدہ اللہ نے پڑھائی۔ جس کے بعد دوسرے بزرگوں نے بھی تقاریر کیں، اس موقعہ پر ملتان شہر و چھاؤنی، اسمٰعیل آباد اور دیگر مقامات سے بہت سے دوست تشریف لائے ہوئے تھے، جن پر حضرت امیر ایدہ اللہ کے خطبہ اور دیگر تقاریر کا خاص اثر ہوا۔ محترم میاں فاروق احمد صاحب نے سوڈا واٹر اور آئس کریم سے حاضرین کی تواضع کی۔ تیسرے پہر محترم شیخ میاں فضل الرحمٰن صاحب نے اپنی فضل آباد ٹیکسٹائل ملز میں حاضرین کو چائے کی دعوت دی۔ ۲۹ر اپریل کو حضرت امیر معہ رفقائے کرام لاہور تشریف لے آئے۔

جنرل کونسل کا اجلاس

۳۰ر اپریل کو مرکز میں انجمن کی جنرل کونسل کا اجلاس زیر صدارت حضرت امیر ایدہ اللہ ہوا جس میں مقامی ممبران کے علاوہ بیرونجات سے بھی کئی اصحاب شامل ہوئے اس اجلاس میں کئی ایک اہم معاملات زیر بحث لائے گئے

(باقی صفحہ ۱۳)

کمیونزم اور دنیائے عرب

از اقبال احمد صاحب بی کام ۔ (انگلستان)

اقبال احمد صاحب مولانا آفتاب الدین احمد صاحب مرحوم کے فرزند ارجمند ہیں ۔ یہ ۱۹۵۴ء میں بی کام کرنے کے بعد مزید تعلیم کے لئے انگلستان گئے تھے اور وہاں تعلیم کے ساتھ ووکنگ مسلم مشن (انگلستان) کی سرگرمیوں میں مختلف طریق پر حصہ لیتے رہے ۔ اسی دوران میں کراچی کے ایک مخیر تاجر نے یہ خواہش ظاہر کی کہ اب تک جتنے اصحاب حلقہ بگوش اسلام ہو چکے ہیں انہوں نے اسلام کے متعلق جن تاثرات کا اظہار کیا ہے ان کو یکجا طور پر کتابی شکل میں چھاپا جائے اور اس غرض کے لئے انہوں نے کچھ عطیہ بھی دیا تھا ۔ چنانچہ اقبال احمد صاحب نے بڑی محنت سے برٹش میوزیم میں جا کر اسلامک ریویو کی پرانی فائلوں کی مدد سے اس کتاب کو مرتب کیا لیکن چند نامساعد حالات کی وجہ سے اور پھر ۱۹۵۷ء میں ڈاکٹر محمد عبداللہ مرحوم کی ناگہانی وفات کے باعث اس کی طباعت میں تاخیر ہو گئی ۔ معطی نے اس کتاب کا کچھ حصہ چارمز آف اسلام (CHARMS OF ISLAM) کے نام سے شائع کیا ۔ لیکن اب یہی کتاب دیگر کئی اضافوں کے ساتھ ڈاکٹر کے اے خلوصی (عراق) کے نام سے شائع کی جا رہی ہے ۔ اس کتاب کا نام اسلام آور چائس ISLAM OUR CHOICE ہے ۔

۱۹۵۶ء میں مولانا آفتاب الدین احمد صاحب مرحوم کی وفات پر اقبال احمد صاحب اپنا سارا وقت مشن کے کاموں پر صرف کرنے لگے پھر ڈاکٹر عبداللہ مرحوم کی وفات پر تمام بوجھ ان پر آن پڑا ۔ اسی دوران میں انہوں نے ورلڈ کانگریس آف فیتھس کے سالانہ اجلاس میں شرکت کی ۔ دراصل اس میں شرکت کے لئے ڈاکٹر عبداللہ مرحوم کو دعوت آئی تھی ۔ ۱۹۵۹ء تک اقبال احمد صاحب اسلامک ریویو کی ادارت کے کام میں ہمہ تن مشغول رہے اور گاہے گاہے مشن کی طرف سے مختلف مجالس میں اسلام کی نمائندگی کرتے رہے ۔ ۱۹۵۹ء کے اواخر میں ان کو چند ناگزیر حالات کی وجہ سے اسلامک ریویو اور مشن کی ملازمت سے علیحدہ ہونا پڑا ۔ لیکن اب بھی وہ اپنے فارغ اوقات میں مختلف مجالس میں اسلام اور ممالک اسلامیہ سے متعلقہ مضامین پر تقاریر کرتے رہتے ہیں ۔ اسی سلسلہ میں ۱۲ جنوری ۱۹۷۱ء کو انہوں نے کمیونزم اور دنیائے عرب کے موضوع پر کنگسٹن پبلک لائبریری لندن میں ایک تقریر کی ۔ اس انگریزی تقریر کا اردو ترجمہ قارئین پیغام صلح کی دلچسپی کے لئے ذیل میں پیش کیا جاتا ہے ۔

موازنہ

اس وقت کمیونزم مغربی دنیا کے لئے ایک ہوا بنا ہوا ہے ۔ لفظ کمیونزم بذات خود یہ ایک بے ضرر اور معصوم لفظ ہے ۔ یہ عام تاثر کہ یہ لفظ انیسویں صدی کی فلسفیانہ سوچ بچار نے پیدا کیا ہے صحیح نہیں فی الحقیقت یہ اس سے بہت پہلے کا لفظ ہے ۔ اس لفظ سے مراد معاشرتی تنظیم کا وہ طریق ہے جس کی بنیاد اجتماعی جائیداد اور مال و دولت پر ہے ۔ ماضی میں اور اب تک بھی متعدد ایسی چھوٹی چھوٹی جماعتیں موجود ہیں ۔ اور جو اپنے تئیں کمیونزم پر عامل ہیں ، لیکن ان کے طریق کار کے محرک مذہبی معتقدات ہیں ۔

۱۸۴۸ء میں کمیونزم کے لفظ نے ایک نیا مفہوم اختیار کر لیا ۔ کارل مارکس اور ایف اینجلز نے اپنے مشہور مینیفسٹو (یعنی کمیونزم کے دستور العمل) میں ایک جدید معاشی اور معاشرتی نظام کی تشکیل کے لئے جو سوشلزم یا اشتمالیت سے مشابہ ہے اس لفظ کو استعمال کیا ۔

اس مشہور دستور العمل کے مصنفوں نے یہ پیشگوئی کی تھی کہ کمیونزم کا بھوت یورپ کے دل دماغ کو ہراساں کر دے گا ۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ وہ پیشگوئی اب پوری ہوتی نظر آ رہی ہے ۔ کمیونزم آج محض ایک بھوت ہی نہیں بلکہ ایک زندہ حقیقت ہے جس سے نہ صرف براعظم یورپ کو ہی بلکہ بہت سے دوسرے ممالک کو بھی ...... خطرہ لاحق ہے ۔

کمیونزم پیٹ کے بھوکوں اور انتشار سے نڈھال ذہنوں پر اسی شدت سے اثر انداز ہے جس طرح ایک دیا سلائی تیل کے ایک بڑے ذخیرہ پر شعلہ زن ہوتی ہے ۔ میں نے ارادتاً تیل کا لفظ استعمال کیا ہے تاکہ آپ کا ذہن عرب ممالک کی طرف منتقل ہو جائے ۔ آج کی دنیا میں صنعت و حرفت کی تمام کی تمام فیکٹریاں اس بات کی محتاج ہیں کہ انہیں تیل باقاعدہ پہنچتا رہے ۔ دنیا کے تیل کے ذخیرے کا تقریباً دو تہائی حصہ عرب ممالک کی سرزمین کے نیچے مدفون ہے ۔ ریاستہائے متحدہ امریکہ دنیا میں سب سے زیادہ تیل پیدا کرنے والا ملک ہے لیکن وہ اس میں سے کچھ بھی کسی دوسرے ملک کو نہیں دے سکتا بلکہ وہ مزید تیل دوسرے ممالک سے درآمد کرتا ہے ۔ عرب ممالک تیل پیدا کرنے والے ملکوں میں دنیا میں دوسرے درجہ پر ہیں ، برطانیہ عظمیٰ عرب ممالک کے دو تہائی تیل کا خریدار ہے ۔ ماہرین کی یہ حتمی رائے ہے کہ اگر تیل کی یہ رسد رک جائے تو برطانیہ عظمیٰ اس مقدار کا صرف دسواں حصہ دوسرے ذرائع سے مہیا کر سکتا ہے ۔

پس کمیونزم اور دنیائے عرب جو میری آج کی تقریر کے دو مرکزی نقطے ہیں نہ صرف متنازعہ فیہ موضوعات میں سے ہیں بلکہ نہایت ہی نازک مسائل کی حیثیت رکھتے ہیں ۔ اگر ان پر احتیاط سے سوچ بچار نہ کی گئی اور انہیں کسی ڈھب پر نہ لایا گیا تو یہ ایک تباہ کن آتشگیر مادہ ثابت ہوں گے اور اس کا خاص طور پر براہ راست اثر برطانیہ پر پڑے گا جیسا کہ ۱۹۵۶ء کے حالات نے اس کو ثابت کر دیا ۔

کمیونزم کا اجمالی مطالعہ

سب سے پہلے میں کمیونزم کے متعلق کہنا چاہتا ہوں ۔ انیسویں صدی تک تاریخ محض واقعات و حادثات کا مجموعہ سمجھی جاتی تھی ۔ انیسویں صدی کے مفکرین نے ان بنیادی قوانین کی تلاش شروع کی جو انسانی تاریخ کی راہ معین کرتے ہیں ان مفکرین میں سے ایک چارلس ڈارون تھا جس نے ۱۸۵۹ء میں اپنی کتاب "دی اوریجن آف سپیشیز" (The Origin of Species) میں مسئلہ ارتقاء پیش کیا ۔ ۱۸۶۷ء میں کارل مارکس نے اپنی مشہور کتاب "ڈاس کیپیٹل" (Das Kapital) شائع کی ، جو دنیا کی دوسری تمام کتب سے بڑھ کر انسانی اذہان پر اثر انداز ہے ۔

کارل مارکس نے یہ خیال پیش کیا کہ انسانی تاریخ برسر پیکار جماعتوں کی کشمکش کا باعث ہے اور یہ کشمکش انسانی سوسائٹی کے ارتقاء کے لئے ایک متحرک طاقت ہے ۔ مثال کے طور پر مارکسیوں کا کہنا ہے کہ جنگیں مذہبی نظریات اور اولیور کرامویل کی سازشیں یہ سب باتیں اتنی اہمیت نہیں رکھتیں بلکہ کرامویل کے اس مقام کا مطالعہ اصل چیز ہے جو اسے برطانوی پیداوار اور اس کی تعلیم کی ترقی میں حاصل ہے اور اس بات کا مطالعہ کہ کیوں اس دور میں اور خاص طور پر برطانیہ میں جاگیردارانہ بادشاہت کے خلاف کشمکش نے ترقی

پائی۔ اور ان الزامات کی تحقیق ہوئی اس دور میں اس نظام کے خلاف لگائے گئے۔

اگر کمیونزم ایک فلسفہ کی حد تک محدود رہتا جس کا مقصد قربانی اور خدمت کے ذریعہ تمام دنیا کے لوگوں کی زندگیوں کو سدھارنا ہوتا تو میرے خیال میں کمیونزم کے خلاف دشمنی پیدا ہونے کی کوئی وجہ نہ تھی۔ ترقی کرنا انسانی فطرت کا تقاضہ ہے اگر کمیونزم نے کوئی بہتر طریق پیش کیا ہوتا تو اس کو کیوں نہ تسلیم کیا جاتا؟ کوئی سنجیدہ انسان اینجلز کے حسب ذیل الفاظ کو محل اعتراض نہیں ٹھہرا سکتا:۔

"ہمارا سب سے پہلا کام ان کی انفرادی پیداوار اور انفرادی ملکیت کو اجتماعی ملکیت میں منتقل کرنا ہے جبراً نہیں بلکہ نمونہ پیش کرکے اور اس مقصد کے لئے سماجی امداد دیکر"

اگر کمیونزم اسی طریق پر کام کرتی تو ہمیں ان تمام مصائب کا سامنا نہ کرنا پڑتا جو آج ہمیں درپیش ہیں۔

ہمیں شاید اس کا احساس نہ ہو، لیکن یہ ایک حقیقت ہے کہ برطانیہ میں معاشرتی اصلاح کا طریق بہت حد تک کمیونزم کے فلسفہ سے ملتا جلتا ہے برطانیہ کے حالات پر نظر ڈالنے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اونچے درجہ کی معاشی اجتماعیت اور ریاستہائے متحدہ امریکہ کی وافر سرمایہ داری دونوں اس دنیا میں ایک ساتھ چل سکتے ہیں۔ اس مشاہدہ سے یہ بھی مترشح ہوتا ہے کہ امریکی اور کمیونسٹ معاشی نظام دنیا کو کسی اسلحہ کے دیوانہ پن یا اس سے بڑھکر جنگ کے برپا کرنے کی دیوانگی کی طرف نہیں دھکیل دینگے بلکہ یہ یقین ممکن ہے کہ اگر مناسب حالات بہم پہنچائے جائیں تو یہ دونوں نظام ایک دوسرے پر اثر انداز ہو جائیں اور انسانیت ان دونوں نظاموں کے باہمی امتزاج سے بہت زیادہ فائدہ اٹھا سکے گی۔

بدقسمتی سے آج کمیونزم کو حکومت روس کی طاقت اور دبدبہ کے اعتبار سے پرکھا جاتا ہے سوویٹ یونین اور کمیونسٹ چین کی طاقت حاصل کرنے کی مسلسل اور دارادی کوشش خطرناک اور خوف و ہراس پیدا کرنے کا باعث ہے میری رائے میں سٹالن کے طرز فکر اور کارکردگی نے کمیونزم کو نقصان پہنچایا ہے۔

دوسرا امر جو کمیونزم کے متعلق خوف و ہراس پیدا کرنے کا موجب ہوا وہ طریق ہے جس کے ذریعہ متعدد کمیونسٹ حکومتیں قائم کی گئی ہیں۔ چیدہ لوگوں کی ایک چھوٹی سی جماعت اقتدار حاصل کرکے تمام مخالفتوں کو بری طرح کچل دیتی ہے اور سارے ملک پر اپنا تسلط جما لیتی ہے یہی وہ طریق ہے جس کے ذریعہ خود روس میں کمیونزم نے اقتدار حاصل کیا۔

کمیونزم کی ابتداء ارتقاء اور مقاصد کے مطالعہ کے بعد کمیونزم کی یہ کوشش یا خواہش بے معنی ہوکر رہ جاتا ہے کہ وہ مغربی لوگوں کے مستقبل کو سنوارنا چاہتا ہے بالخصوص جب ایک شخص یہ خیال کرتا ہے کہ کمیونزم نے لندن کے قلب و جگر میں جنم لیا اور ابتداء صرف مغرب کے صنعتی ممالک کے لئے کھڑا تھا، لیکن باوجود اس کے مغربی لوگوں میں بطور عقیدہ یا آئیڈیالوجی کے قبولیت حاصل کرنے میں اسے ناکامی حاصل ہوئی۔

کمیونزم اور سرمایہ داری ایک دوسرے پر اثر انداز ہو رہے ہیں

اگرچہ مغرب کمیونزم کا مخالف نظر آتا ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ انفرادی آزادی کا خیال، جو کہ مغربی دنیا کا کمیونزم ... کے خلاف ایک نعرہ تھا، آج اپنی حقیقت کھو چکا ہے۔ تمام ممالک میں ان کی سیاسی اشکال سے قطع نظر عوام بے روزگاری کے خلاف حکومت کی پشت پناہی، مالی امداد اور دوسرے ذرائع سے زیادہ سے زیادہ حفاظت کا مطالبہ کرتے ہیں۔ وہ صحت بیمہ اور بڑھاپے کی پنشن کی طرح کی سماجی خدمات کا بھی مطالبہ کرتے ہیں وہ ٹیکسوں کے ذریعہ سے مال و دولت کے تفاوت میں تخفیف اور تعلیمات عامہ کا بھی مطالبہ کرتے ہیں، اور حالات یہاں تک پہنچ گئے ہیں: لوگ اس خیال سے اتفاق کریں یا نہ کریں۔ کہ ایک مزدور کو کسی نہ کسی یونین کا ممبر ضرور بننا پڑتا ہے۔ ورنہ خدشہ ہوتا ہے کہ وہ اپنی ملازمت برقرار نہ رکھ سکے گا۔ اور اس طریق پر کمیونزم کا اثر ہے یہ خیال کرنا درست نہ ہوگا کہ صرف کمیونزم سرمایہ داری نظام پر اثر انداز ہوا ہے اور سرمایہ داری کا کوئی اثر کمیونزم پر نہیں پڑا چند دن ہوئے ہیں ایک روسی رسالہ پڑھ رہا تھا جس میں یہ لکھا تھا کہ دنیا بھر میں روس ہی ایک ایسا ملک ہے جہاں مزدوروں کو سب سے تھوڑا وقت کام کرنا پڑتا ہے۔ اس کا دعویٰ ہے کہ روسی مزدور کو ہفتہ میں ۲۰ء۴۱ گھنٹے کام کرنا پڑتا ہے۔ اور اس کے مقابل امریکہ میں ایک مزدور کو ۲۰ء۵ گھنٹے کام کرنا پڑتا ہے۔ ہم نے بارہا نیکیتا خروشچیف کو اس بات کا اظہار کرتے سنا ہے کہ انہیں اپنے عوام کا معیار زندگی بلند کرنے کی فکر ہر وقت دامنگیر رہتی ہے۔ اسی طرح کئی دوسرے ایسے امور ہیں جن سے پتہ لگتا ہے کہ مغربی سرمایہ دارانہ خیالات .... کمیونزم پر اثر انداز ہو رہے ہیں۔

عرب دنیا

یہ نہایت مشکل امر ہے کہ دنیائے عرب کی کوئی تعریف یا تعیین کی جائے۔ ان میں عرب بھی ہیں، اور عرب ممالک کی لیگ بھی ہے۔ تاہم کوئی ایک عرب حکومت ایسی نہیں جس کے تمام شہری عرب قومیت رکھتے ہوں۔ موجودہ زمانہ کے عربوں کے پاسپورٹ پر انکی قومیت شامی لکھی جاتی ہے یا لبنانی یا اردنی یا مصری یا عراقی یا سعودی عرب وغیرہ۔ ہارورڈ یونیورسٹی کے ... پروفیسر گب نے عربوں کی یہ تعریف کی ہے:۔

"تمام وہ لوگ جن کے لئے تاریخی اعتبار سے محمدؐ کی تحریک اور عرب سلطنت کی یاد ایک مرکزی حقیقت رکھتی ہے اور جو مزید برآں عربی زبان اور اس کی تمدنی روایات کو اپنی مشترک متاع عزیز جانتے ہیں، عرب ہیں"

اگر میں اپنی آج کی تقریر کے لئے اس تعریف کو قبول کرلوں، تو مجھے بحر اوقیانوس سے بحر الکاہل تک پھیلے ہوئے ممالک کے تمام سلسلہ کو مدنظر رکھتے ہوئے گفتگو کرنی ہوگی۔ افسوس ہے میرے پاس وقت کم ہے اس لئے آج کی تقریر میں عرب دنیا سے میری مراد مشرق وسطیٰ کے ممالک مثلاً۔ سعودی عرب، اردن، متحدہ عرب جمہوریہ، عراق اور کویت وغیرہ ہیں،

عرب دنیا کی اہمیت

امریکہ میں دو سو سال پرانی عمارت قدیم سمجھی جاتی ہے انگلستان میں صرف ہزار سالہ پرانی چیز کے ٹکڑے دیکھنے میں آتے ہیں۔ لیکن مصر میں آپ کو پانچ ہزار سالہ پرانے مقبرے ملیں گے۔ ان مقبروں کی دیواریں ایسی تصاویر اور تحریرات سے بھری ہوئی ہیں جو نہایت خوبصورتی کے ساتھ پتھروں پر کندہ ہیں ان تصاویر میں صرف دیوتاؤں اور بادشاہوں .... کی شکلیں ہی نہیں بنائی گئیں بلکہ ان میں مچھیرے مچھلیوں سے بھرے ہوئے جالوں کو کھینچتے ہوئے یا مگرمچھوں کو نیزے مارتے ہوئے دکھائی دیتے ہیں۔ نیز گدھوں کے جھنڈ، چارپائے بطخیں .... اور دوسرے جانوروں کی تصویریں بھی ہیں حتیٰ کہ روزمرہ زندگی کے دلکش نظارے مثلاً مثلاً کھانا پکانا، غلہ کی فصل کی کٹائی اور کانچ کے برتن بنانے کی بھی تصاویر ہیں۔ رامیسس اول (فرعون) کے بت کو جو ایک مدت سے اُلٹا پڑا تھا۔ اب سے قاہرہ کے بڑے ریلوے سٹیشن کے سامنے نصب کر دیا گیا ہے تاکہ دیکھنے والوں کے لئے اس ملک کی عظیم تاریخ کی یاد تازہ ہو اہرام مصر پر بہت بڑی روشنی کے انتظامات بھی کئے گئے ہیں تاکہ ...... کلیپ ہام جنکشن کے ہوائی اڈہ پر آنے جانے والے ہوائی جہازوں کے مسافران کا نظارہ کرسکیں۔ شام میں بھی ایسے ہی قدیم اور خوبصورت خزانے موجود ہیں۔ عراق تو مسلمہ طور پر ایک عظیم تہذیب تمدن کا گہوارہ رہ چکا ہے۔ دریائے نیل جو دنیا کا سب سے لمبا دریا ہے وہ مصر کی ریڑھ کی ہڈی ہے۔ دریائے دجلہ و فرات جن کا ذکر بائبل کی اکثر روایات میں آتا ہے وہ بھی عرب دنیا کے جن حصص سے ہوکر گذرتے ہیں وہ کچھ کم اہمیت نہیں رکھتے۔ دمشق میں دنیا کا سب سے دلکش عجائب گھر ہے دنیا کے سات عجائبات میں سے تین عرب دنیا میں ہیں یعنی: اہرام مصر، بغداد سے ساٹھ میل کے فاصلہ پر بابل کے ہوائی باغات اور سکندریہ کے فراعنہ، اسکندریہ کی بندرگاہ میں جزیرۂ فراعنہ پر سنگ مرمر کا گھنٹہ گھر اور روشنی کا مینار حضرت ابراہیمؑ۔ حضرت موسیٰؑ، حضرت عیسیٰؑ اور حضرت محمد علیہم الصلوٰۃ والسلام یا دنیا کی بہت سی ممتاز مذہبی ہستیاں اسی خطہ ارضی میں پیدا ہوئیں۔ سعودی عرب

....

عرب میں کعبہ شریف بھی واقعہ ہے جو نہ صرف دنیائے انسانیت کے ایک حصہ کا روحانی مرکز ہے بلکہ یہ وہ معبد ہے جس کے متعلق یقین کیا جاتا ہے کہ اس کو حضرت ابراہیمؑ نے تعمیر کیا تھا۔ دنیائے عرب عالم اسلام کے

"درآنحالیکہ پرانے مذہب کے نشانات ہر جگہ دیکھنے میں آتے ہیں — ان میں سے یونانی رومی مذہب بھی ہے جس نے اپنا اثر لبنان اور اردن میں عظیم الشان ستونوں کی قطار کی صورت میں چھوڑا ہے یہ بھی صحیح ہے کہ دنیا کے عظیم زندہ مذاہب کا دو ہزار سال تک اس خطہ پر پورا تسلط رہا ہے۔ اور یہی وہ مقام ہے جہاں عیسائیت کو تاریخ کے ایک بہت بڑے سانحہ سے دوچار ہونا پڑا۔ یہ سرزمین جہاں عیسائیت نے جنم لیا اور جہاں اسے اوائل میں بہت سی فتوحات حاصل ہوئیں۔ آج وہ ماضی کی عیسائی سرزمین ہے مشرق قریب اور مشرق وسطی میں اور مشرقی افریقہ کے ساحل کے ساتھ ساتھ ابتدائی صدیوں میں جس قدر بارونق مسیحی گرجے تھے وہ اب معدوم ہو چکے ہیں اور نہایت ندامت کے ساتھ یہ اعتراف کرنا پڑتا ہے کہ ان میں سے کئی جماعتوں نے مسلمانوں کو ظلم و تعدی سے نجات دہندہ سمجھتے ہوئے حقیقتاً خود ان کا استقبال کیا۔ اس افسوسناک حقیقت کو ماننا پڑتا ہے کہ گذشتہ صدی یا اس سے زیادہ عرصہ میں بہت سی عیسائی تنظیموں کی مخلصانہ تبلیغی کوششوں کے باوجود شاید ہی کوئی ایسا مسلمان ہوگا جو مسیحیت کا حلقہ بگوش ہوا ہو۔"

(دی مڈل ایسٹ — اے برج اور اسٹے بیرر ص ۱۹۷۸ء)

عرب ممالک کو جنگی لحاظ سے ایک خاص اہمیت حاصل ہے۔ ہم سب اس اہمیت سے آگاہ ہیں جو نہر سویز... کو بین الاقوامی تجارت میں حاصل ہے۔ دنیائے عرب کمیونسٹ بلاک اور افریقہ کے درمیان اور ایشیا اور یورپ کے درمیان واقع ہے۔ اس کی مذہبی اہمیت کو تمول تو سمجھنا چاہیئے۔ متحدہ عرب جمہوریہ کے صدر جمال عبدالناصر نے اپنی کتاب فلاسفی آف دی ریوولیوشن (فلسفۂ انقلاب) کے ص ۷۲ پر اسی حقیقت کو واضح کرتے ہوئے لکھا ہے:-

"مکہ مکرمہ کو ایک بڑی سیاسی طاقت کا باعث ہونا چاہیئے اور اس کو اہمیت دینا چاہیئے جہاں مسلمان ممالک کے قائدین، قومی کارکن، مصنفین ان کے بڑے بڑے صنعت کار

تاجر اور نوجوان اس عالمگیر پارلیمنٹ میں آئندہ اجتماع تک اپنے ممالک کے لئے پالیسی کی بڑی بڑی باتوں کو طے کرتے اور باہمی تعاون کا فیصلہ کرتے

نظریاتی کشمکش

نظریات خالی جگہوں میں ایک دوسرے سے نہیں لڑتے بلکہ ان کی لڑائی منظم جماعتوں کے ذریعہ ہوتی ہے۔ آج کمیونزم کی کامیابی لینن کی اس قابلیت کی وجہ سے ہے جس کے ذریعہ اس نے اپنے گرد قابل اور راسخ العزم رہنماؤں کو اکٹھا کیا۔ کمیونزم کا وقار سویٹ یونین کی زبردست طاقت کی وجہ سے ہے ان نظریاتی طاقتوں میں سے جن کا گہرا اور دیرپا اثر مرتب ہوا ہے تین ایسی ہیں جن کو بہت بڑی اہمیت حاصل ہے پہلا غیر طبقاتی سوشلسٹ یا اشتمالی سماج کا خیال۔ دوسرا قرونِ حاضرہ کی آزاد پالیسی اور روشن خیال ہمدردی انسانیت ہے جو عیسائیت کی حلیم المزاج اور نرم دلی کی تعلیمات سے پیدا ہوئی ہے۔ اور تیسری طاقت اسلام کا نظریہ ہے۔

بہت سے بین الاقوامی تنازعات میں سیاسی اقتدار اور نظریاتی عناصر کا امتزاج پایا جاتا ہے۔ مشرق وسطی پر بھی یہی بات صادق آتی ہے۔ دنیا کے اس خطہ میں ان تینوں نظریات کی کشمکش دوسری جگہوں کی نسبت زیادہ واضح نظر آتی ہے۔ ماضی میں اسی خطہ میں صلیبی جنگیں، اسلامی جنگیں اور مذہبی جستجو کی جنگیں ہوئیں۔ اس وقت ہماری موجودہ نسل کو جو فوری مسئلہ درپیش ہے اور ہماری اولین فکر کا مستحق ہے وہ کمیونزم کا عقیدہ ہے جو اس امر پر بھی یقین رکھتا ہے کہ جب تک سرمایہ داری اور اشتمالیت کے درمیان کوئی آخری فیصلہ نہ ہو جائے اس وقت تک غیر طبقاتی سماج کا قیام بالکل ناممکن ہے۔ وہ اس پر بھی یقین رکھتا ہے کہ پرولتاری (نادار نئے طبقہ کی) آمریت کے لئے زبردست انقلابات پیدا کرنا ضروری ہے۔ اس نظریاتی جنگ کے لئے مشرق وسطی ایک سازگار میدان ہے۔ فی الحقیقت مشرق وسطی میں تیل کا خزانہ صرف ایک معاشی مسئلہ ہی نہیں بلکہ ایک سیاسی مسئلہ کی صورت اختیار کرتا جا رہا ہے اور اس طرح یہ جلتی پر تیل کا کام دے رہا ہے۔

عرب قومیت

بدقسمتی سے مغرب نے عرب قومیت کا صحیح اندازہ نہیں لگایا۔... اس کے ساتھ ہی یہ کہنا بھی ضروری ہے کہ روس نے اسی جذبۂ قومیت کو اپنے مفاد کے لئے استعمال کرنے کی غرض سے اس کی حدود کا اندازہ ضرورت سے زیادہ کر لیا ہے۔ انگریزوں کی

ہوائیترا ہے کہ چونکہ انہوں نے عربوں کو ترکوں سے آزادی دلائی اس لئے وہ انہیں اپنا سب سے بڑا محسن سمجھیں لیکن بہت سی وجوہات کی بنا پر جن کا میں بعد میں ذکر کروں گا اور کوئی مشغلہ نہیں کہ تمام دن کلبر وہ ایسی کتابیں پڑھتے رہتے ہیں جن سے یہ معلوم ہو سکے کہ کس طرح دھوکا دیا جائے آہستہ آہستہ اور بتدریج عرب متحد ہوتے جا رہے ہیں۔ بغداد میں عرب لیگ کا حالیہ اجلاس عرب اتحاد کے مثبت بند آثار کی غمازی کر رہا ہے۔

عرب قومیت کی ایک طویل تاریخ ہے۔ اس کی ابتداء مصر پر انگریزوں کے قبضہ سے پہلے ہوئی۔ اس کی جڑیں مذہب کے اندر ہیں۔ یہ ایک عرب تحریک تھی جس کا مقصد نشاۃ ثانیہ اور اس کی حفاظت کرنا تھا۔ اور اس کا تعلق دنیا کی سب سے پرانی یونیورسٹی الازہر سے تھا۔ اس تحریک کے بانی جمال الدین افغانی نام ایک غیر معمولی شخصیت کا مالک اور غریب الوطن انسان تھا جن کا شمار اسلامی تہذیب کی جدت پسند شخصیتوں میں کیا جاتا ہے۔ یہ جائے تعجب ہے کہ مغرب میں اس کے متعلق ذرا بھی شوق تجسس نہیں۔ یہ ایک مذہبی جذبہ سے سرشار اور قومیت پر مبنی خالص سیاسی تحریک تھی جو مغربی قومیت پرستی کی ایک شاخ کے طور پر شروع ہوئی۔

ان غلط فہمیوں کی وجہ سے جو مغرب میں عرب مسائل کے متعلق پائی جاتی ہیں صدر ناصر کو عرب قومیت کا علمبردار سمجھنے کی بجائے جو کہ اس کا اصل مقصد ہے اس کو کمیونسٹ سمجھ لیا گیا ہے۔ یہ حیرانی کی بات ہے کہ کس طرح سیدھے سادے حقائق کو نظر انداز کیا جا سکتا ہے۔ جب صدر عبدالناصر ماسکو تشریف لے گئے تو بلکہ خروشیف نے اپنے ایک بیان میں جس کی خوب تشہیر کی گئی یہ کہا تھا کہ

ناصر کمیونسٹ نہیں اور یہ کہ میں ناصر کو اچھی طرح جانتا ہوں اور ناصر مجھے اچھی طرح جانتے ہیں۔

صدر ناصر کے یوگوسلاویہ کے ساتھ بھی دوستانہ تعلقات ہیں جس سے روس کبھی خوش نہیں رہا۔ حرب عالمی کے تجربات کے بعد سیاسی لحاظ سے بھولے بھالے نہیں رہے وہ اچھی طرح جانتے ہیں کہ روسی امداد خواہ غیر مشروط ہی سہی لیکن اس کا غیر مشروط ہونا ایسا ہی ہے جیسے بلی کا پنجہ۔

مشرق وسطے کے اس مسئلہ کا ماحصل یہ ہے کہ عرب اپنی فراوانیٔ دولت کے اہم ذرائع کے ہوتے ہوئے اب شتربان یا ریگستان کے بدو نہیں رہنا چاہتے۔ ان میں ترقی کرنے کی بڑی زبردست خواہش ہے۔ لیکن اس ترقی کے لئے انہیں امداد کی ضرورت ہے۔ اگر مغرب ان کو امداد نہ دے گا تو کسی اور جگہ سے انہیں امداد حاصل کرنی پڑے گی۔ ایک عرب نوجوان نے چند سال قبل برٹش پارلیمنٹ کے

ایک ممبر سے جو مشرق وسطیٰ کے دورے پر گئے ہوئے تھے بڑے سخت الفاظ میں یہ شکایت کی کہ مغرب ہمیں مدد دینے کی بجائے اس بات کو ترجیح دیتا ہے کہ ہم روس کی طرف چلے جائیں۔ اسوان بند کی تعمیر کے لئے مغربی قرضہ کی تجویز کے مسترد ہونے کا یہ نتیجہ ہوا کہ نہر سویز قومی ملکیت بن گئی اور اس کے بعد دوسرے واقعات رونما ہوئے۔

اس میں کوئی شک و شبہ نہیں کہ عرب قومیت کو بہت سی مشکلات درپیش ہیں اہمیت رکھنے والی بات یہ ہے کہ اس کے زیر اثر عوام کے جذبات سدھر رہے ہیں یہ ایک نمایاں چیز ہے جو یاد رکھنے کے قابل ہے۔ عرب قومیت کے زیر اثر مصر نے آرائش و زیبائش اور تعلیم میں قابل ستائش ترقی کی ہے۔ صنعت میں ترقی کی تیز رو پیدا ہو چکی ہے۔ کتب کی طباعت و اشاعت میں اضافہ ہو رہا ہے عربوں کا یہ فخریہ دعویٰ ہے کہ لٹریچر کی اشاعت میں وہ اس قدر مستعد ہیں کہ ... روس کے مصنف بورس پاسٹرنیک کے ناول "ڈاکٹر ژیواگو" کا عربی ترجمہ شائع کر چکے ہیں۔ الازہر کی اہمیت دن بدن بڑھ رہی ہے۔ اس تاریخی ادارہ کا ہزار سالہ یوم تاسیس طلباء کے لئے مسجد کے شمال میں رہائشی مکانات کے میل بھر لمبے سلسلہ کی تعمیر کی صورت میں منایا جائے گا۔

کمیونزم اور ممالک عرب

سٹالن نے دنیا کو دو حصوں میں تقسیم کر رکھا تھا۔ اس لئے سنہ ۱۹۵۰ء تک سوویٹ یونین مشرق وسطیٰ سے کنارہ کش رہا۔ مشرق وسطیٰ میں کمیونسٹ جماعتیں بھی خاموش رہیں کروشیف دوسرے خیالات کا مالک ہے۔ اس نے بھانپ لیا کہ دو کی جگہ تین حلقہ اثر بن سکتے ہیں۔ چنانچہ سنہ ۱۹۵۵ء میں بلگانن اور کروشیف نے بھارت، برما اور افغانستان کا دورہ کیا اور شیپلوف نے مشرق وسطیٰ کا دورہ کیا۔ کرملین کا یہ فیصلہ ایک خاص تاریخی اہمیت کا حامل ہے۔

جغرافیائی پوزیشن لوگوں کے طرز فکر میں بہت بڑے اختلاف کا موجب ہوتی ہے، مغرب کے نزدیک عرب دنیا مشرق میں ہے اسی لئے وہ اس کو مشرق وسطیٰ یا مشرق قریب کے نام سے پکارتے ہیں۔ لیکن سوویٹ یونین کے لئے مشرق وسطیٰ اس کے جنوب میں واقع ہے اور جنوب ہی میں سوویٹ یونین کی بہت بڑی آبادی ازبکستان اور تاجکستان کے علاقے ہیں، جن کے جذباتی اور ثقافتی تعلقات عرب دنیا سے وابستہ ہیں۔ وقتاً فوقتاً جب کبھی سوویٹ یونین یہ سمجھتا ہے کہ اس ذریعہ سے وہ مغرب کے خلاف پراپیگنڈا میں مدد لے سکتا ہے تو وہ ان علاقوں کے مسلمانوں کو مکہ کو حج کے لئے جانے کی اجازت دے دیتا ہے۔ لیکن ان کو اس بات کا خوب احساس ہے کہ ان کی یہ سرحد زیادہ مضبوط نہیں۔ اسی سرحد پر ترکی اور ایران واقع ہیں جو سوویٹ یونین کی لمبی سرحد کو کمزور اور غیر محفوظ بنانے والے مقامات ہیں۔ مشرق وسطیٰ میں روس کے اولین مفاد یہ ہیں کہ پہلے وہ اپنی سرحد کو مستحکم کرے اور دوسرے یہ کہ مغربی تجارت و صنعت کے کسی نہایت اہم حصہ پر قابض ہو جائے تاکہ اس کے ذریعہ مغرب کو زیادہ سے زیادہ تکلیف اور پریشانی میں مبتلا کر سکے ایک سب سے خطرناک روسی پروپیگنڈا مغرب کے اس اصرار کو کہ مشرق وسطیٰ کی روس کے حملہ کے مقابلہ میں حفاظت کو ناگزیر ہے منافقت قرار دیتا رہا۔ اکتوبر سنہ ۱۹۵۶ء میں خود مغرب نے مشرق وسطیٰ پر حملہ کر دیا۔ پھر مغرب نے یہ مبالغہ آمیز اطلاعات شائع کیں کہ مصر اور شام میں روسی ہتھیار بنائے جاتے ہیں اور روسی افسر وہاں بھیجے جا رہے ہیں۔ اس کا الٹا اثر ہوا۔ اس وقت ایسا معلوم ہوتا تھا کہ روس نہ صرف مغرب بلکہ اسرائیل کے خلاف بھی جنگ کرنے کو تیار ہے۔

پس مغرب کی یہ محض غلطیاں ہی تھیں جنہوں نے سوویٹ یونین کو یہ سنہری موقعہ دیا کہ وہ مشرق وسطیٰ کے حالات سے اپنے مقاصد کے لئے ناجائز فائدہ اٹھا سکے۔ سب سے زیادہ نازک امر جس کی وجہ سے مشرق وسطیٰ میں حالات کسی طرح سدھرنے میں نہیں آ رہے یہ ہے کہ برطانیہ اور امریکہ کے خیالات میں بہت بڑا تضاد پایا جاتا ہے۔ برطانیہ کا خیال ہے کہ مشرق وسطیٰ کی تمام مشکلات کا موجب صدر ناصر ہیں اور بعض کا خیال ہے کہ اس کا اصل باعث اسرائیل ہے، ان دونوں صورتوں میں برطانیہ کا یہ خیال ہے کہ یہ مقامی قومیت کی امنگیں ہیں جو معلوم ہوتا ہے کہ مشرق وسطیٰ کی صورت حالات کو نہایت درجہ خطرناک بنا رہی ہیں۔ امریکہ کے نزدیک اصل خطرہ کا موجب کمیونسٹوں کے جذبات ہیں۔ شاید یہ خیال کرنا درست ہو گا کہ یہ دونوں عنصر بیک وقت مشرق وسطیٰ کے ہر قسم کے مسائل کے بارہ میں تحقیق کرنے کے وسیع اور منظم ذرائع موجود ہیں اور مشرق وسطیٰ کے ممالک میں ان کاموں کی سر انجام دہی کے لئے اس کے پاس تربیت یافتہ اور تجربہ کار افسران کی ایک کثیر تعداد موجود ہے۔ اس برتری کی وجہ سے سوویٹ یونین مغرب کی نسبت زیادہ مؤثر طریق پر اپنا نقطہ نگاہ عرب ممالک میں پہنچانے کے قابل ہے۔

لیکن روس کو اس خطہ میں طاقت حاصل کرنے کی جدوجہد میں ایک سخت رکاوٹ کا سامنا ہے۔ جنوب مغربی زبان اور تمدن، اس کا بینکنگ اور بیمہ کا پھیلا ہوا وسیع جال مشرق وسطیٰ کے ممالک میں اپنی جڑیں مضبوط کئے ہوئے ہے اس لئے مشرق وسطیٰ میں معاشی اور تمدنی اعتبار سے اپنا خاص مقام پیدا کرنے کے لئے روس کو بہت سی مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔

اس وقت ممالک عرب میں عرب قومیت کا جذبہ ایک نہایت ہی مضبوط عنصر ہے اس قدر مضبوط کہ خود کمیونسٹ جماعتیں بھی عرب قومیت کی راہوں پر گامزن ہیں۔ عراق میں بالخصوص کمیونزم نے اپنے قدم جمانے کی کوشش کی لیکن دین اسلام کے لئے زبردست جذبات اور عرب قومیت کی مضبوط رو کو لوگوں کے دلوں سے مٹانے میں ناکام رہی۔

کچھ اور بھی ایسے عناصر ہیں جو مشرق وسطیٰ کے ممالک کو روسی حلقہ اثر کا شکار نہیں بننے دیں گے۔ مشرق وسطیٰ میں آج تیل کی منڈی کا انحصار بیچنے والوں پر نہیں بلکہ خریدنے والوں پر ہے۔ سوویٹ یونین بھی اب میں اتنا ... [illegible]

منڈی میں آ گیا ہے۔ لیکن عرب ممالک اس بات کو اچھی طرح جانتے ہیں کہ انہیں اس سلسلہ میں ماسکو سے کوئی مدد نہیں ملے گی۔ اسی لئے عراق نے ڈاکٹر مصدق کی تقلید نہیں کی۔

پس اس وقت حالت یہ ہے کہ ... مغرب تیل کی فراہمی کے لئے عرب ممالک پر انحصار کئے ہوئے ہے۔ ... عرب ممالک بھی اپنے اس بہت بڑے ذریعہ آمد کے لئے مغرب ہی پر انحصار رکھتے ہیں اور اس باہمی مفاد کے سلسلہ نے مغرب اور عرب ممالک کو متحد کر رکھا ہے۔

یورپ کی نسبت مسلمان ممالک میں کمیونزم کی رفتار ترقی بہت کم ہے۔ دوسری جنگ عظیم کے آخر تک فرانسیسی شمالی افریقہ، شام، لبنان اور مصر، اور ایران میں چھوٹی چھوٹی سرگرم کمیونسٹ جماعتیں موجود تھیں۔ مشرق وسطیٰ میں کمیونزم کیلئے مذہبیت بڑی روک ثابت ہوئی ہے۔ اس کے علاوہ عوام کے بااثر طبقات یعنی اعلیٰ اور درمیانی طبقہ کے لوگ بہت زیادہ قوم پرست ہیں۔ ترکی کی مضبوط قوم پرست حکومت نے عملی طور پر کمیونسٹ تنظیموں کو اس ملک سے ختم کر دیا ہے کمیونسٹ تحریک کی اس کامیابی کے باوجود جو سنہ ۱۹۴۲ء سے ۴۶ء میں ایران پر روس کے قبضہ ہونے کی وجہ سے حاصل ہوئی اب نسبتاً بہت کم کمیونسٹ وہاں ہیں۔ شام اور مصر میں کمیونسٹ جماعتوں کو غیر قانونی قرار دے دیا گیا ہے۔ اگرچہ بعض اوقات عرب ممالک کی حکومتیں کمیونزم کی خوشامد کرتی رہی ہیں۔ تاہم عرب ممالک میں کمیونزم کی ترقی نہ ہونے کے برابر ہے مسلمان ممالک کو بحیثیت مجموعی دیکھتے ہوئے سب سے زیادہ آباد اسلامی سلطنتیں پاکستان اور انڈونیشیا ہیں جہاں ابتک کوئی کمیونسٹ ایجی ٹیشن برپا نہیں ہوئی۔ پاکستان کے متعلق تو یہ بات خاص طور پر قابل ذکر ہے کہ وہاں کمیونزم کا کوئی وجود کھلے طور پر نظر نہیں آتا۔

ہر ایک مسلمان کے لئے جو مشرق وسطیٰ میں دلچسپی رکھتا ہے والٹر زیڈ۔ لاکر کے حسب ذیل الفاظ جو اس نے اپنی نہایت ہی دلچسپ کتاب "دی سوویٹ یونین اینڈ دی مڈل ایسٹ" کے صفحہ ۲۴۵ پر لکھے ہیں قابل یادداشت ہیں:۔

"کمیونزم لازمی طور پر ایک نہایت مؤثر تحریک ہے وہ جمود کی حامی نہیں اور نہ ہی یہ اس کی سکت رکھتی ہے کہ کس حد تک کہ اسے مغرب کے خلاف بطور ہتھیار استعمال کیا جائے وہ عربوں کی تحریک اتحاد کی ممد ہو جائیگی لیکن زیادہ دیر تک نہیں اس لئے بالآخر اس میں تصادم ہونا لازمی نظر آتا ہے"

اسرائیل کا وجود عرب دنیا کے قلب میں ایک خنجر کی حیثیت رکھتا ہے

اس اجلاس میں آنے سے پہلے مجھے اس بات کا احساس تھا کہ عرب دنیا کے متعلق گفتگو کرتے ہوئے مجھے ایک یا دو بڑے ہی نازک اور جذباتی مسائل پر روشنی

ذاتی ہو گی بالخصوص جب مجھے اسرائیل کے مسئلہ پر اپنے خیالات کا اظہار کرنا ہوگا۔ اس لیے مشرق وسطیٰ کے اس سب سے زیادہ متنازعہ فیہ مسئلہ پر میں اپنی کوئی رائے دینے کی بجائے اس بات کو ترجیح دیتا ہوں کہ دوسرے لوگوں کی آراء کو آپ کے سامنے پیش کردوں گا۔ سب سے پہلے میں آپ کو یہ بتاؤں گا کہ اس مسئلہ کے متعلق عربوں کے احساسات کیا ہیں :۔

" اسرائیل ایک بہت ہی بڑا خطرہ ہے جس سے عرب دنیا صلیبی جنگوں کے بعد دوچار ہوئی ہے سرکاری اور خفیہ ہر دو قسم کی بیرونی امداد سے اسرائیل کا قیام عرب کی آبائی سرزمین کے دل میں ایک نیزہ گھونپنے کے مترادف ہے اسرائیل اپنی پیدائش کے وقت سے ہی اس کوشش میں ہے کہ تمام یہودیوں کو فلسطین میں لایا جائے صیہونیت کے علمبرداروں کا آخری نصب العین بارہا یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ اسرائیل کو دریائے فرات بلکہ دریائے نیل تک وسیع کر دیا جائے اسرائیل ہی دراصل وہ تیز دھار آلہ ہے جس نے عرب دنیا کو دو حصوں میں بانٹ کر رکھ دیا ہے جس کی وجہ سے 'ہلال' کی زرخیز زمین کو مصر کے افریقی عربوں ...... اور اس سے پرلے حصہ کے لوگوں کو علیحدہ کر دیا ہے۔ اپنی برتر فوقیت تکنیکی مہارت اور بیرونی امداد کی وجہ سے اسرائیل کا یہ گمان ہے کہ وہ نوخیز عرب صنعتوں کا گلا گھونٹ دے گا اور اس طرح اپنے لئے وسیع منڈیاں پیدا کر لے گا "

" اسرائیل کا حشر تقریباً وہی ہو گا جو بارہویں صدی عیسوی میں فلسطین کی رومی سلطنت کا ہوا تھا۔ جوں جوں بیرونی امداد اور سہارے کم ہوتے جائیں گے اور عربوں کا اتحاد اور ان کی طاقت بڑھتی جائے گی اسرائیل کی ہلاکت کی گھڑی قریب آتی جائیگی اور آخرکار اسکی قسمت کا آخری فیصلہ ہو جائے گا اور یہ کہانی مقدس سرزمین کی طویل تاریخ کا ایک اور باب بن جائے گی "

یہ عبارت ایک کتاب موسومہ "دی کریسنٹ ان کرائسس" کے صفحہ ۱۴۵ پر درج ہے۔ اس کتاب کے مصنف ایک فلسطینی عرب نابیح امین فارس اور ایک عراقی عرب محمد توفیق حسین ہیں۔ جو الفاظ انہوں نے لکھے ہیں ان سے ایسے شدید احساسات کا اظہار ہوتا ہے جن کے متعلق کم سے کم یہی کہا جا سکتا ہے کہ وہ بہت تلخ الفاظ ہیں۔ اور میرا یہ کہنا غلط نہ ہوگا کہ یہ الفاظ موجودہ زمانہ کے ہر ایک عرب کے جذبات کی نمائندگی کرتے ہیں۔

یہاں ایک ضروری سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اسرائیل کے قیام سے ایسے سخت اور تلخ ترین جذبات کیوں پیدا ہو گئے۔ اس سارے مضمون کو جیمس موریس نے نہایت فصاحت اور قابلیت سے اپنی کتاب (THE HASHEMITE KINGS) "ہاشمی سلاطین" میں یوں بیان کیا ہے :۔

" جب بالشوکس روس میں برسر اقتدار آئے تو انہیں زار کے سرکاری محافظ خانوں میں سے کچھ پوشیدہ کاغذات ہاتھ لگے جن کی وجہ سے برطانیہ اور عرب کی شراکت کو سخت دھکا لگا اور ایک مستقل ضرب پہنچی۔ ان ہنگامہ خیز کاغذات نے یہ ظاہر کیا کہ انگریزوں نے حسین کے ساتھ معاہدہ کرنے کے چند ماہ بعد اپنے دو اتحادیوں کے ساتھ در پردہ یہ طے کر لیا تھا کہ جنگ کے بعد مشرق وسطیٰ کو آپس میں مختلف حلقہ ہائے اثر میں تقسیم کر لیا جائے۔ اس وقت سے یہ بات بالکل ظاہر ہو گئی کہ انگریزوں کا بالکل یہ ارادہ نہ تھا کہ عربوں کو مکمل آزادی دی جائے ......

...... بولشوکس نے مغربی طاقتوں کو ہراساں کرنے کی غرض سے اور پرانی روسی حکومت کی سیاسی نامعقولیت کو واضح کرنے کے لئے ان دستاویزات کو شائع کر دیا اور اس طرح ایک غیر معمولی کھچاؤ اور بدمزگی پیدا کرنے والے راز کو افشا کر دیا گیا۔"

(صفحہ ۵۷)

"بالفور کے اعلان کا آخری نتیجہ اسرائیل کی جمہوریہ کا قیام اور مغربی دنیا سے عرب لوگوں کے تعلقات میں تناؤ کا پیدا ہوتا تھا ....

ڈاکٹر ویزمین نے جن کا شمار صیہونیت کے ممتاز رہنماؤں میں ہوتا ہے نہایت واضح الفاظ میں یہ بیان کیا ..... کہ تحریک صیہونیت فلسطین کو ویسی ہی یہودی سرزمین بنانا چاہتی ہے جیسے انگلستان انگریزی سرزمین ہے۔ اس طرح غریب حسین ترکی بندھنوں سے آزادی حاصل کرنے کے بعد اس سے بھی زیادہ سخت جال میں جکڑا گیا"۔ صفحہ ۶۰

اس کے بعد جیمس موریس نے اس وقت کی مختلف طاقتوں سے متضاد معاہدات کی ایک واضح تصویر کھینچی ہے اور پھر اپنی کتاب کے صفحہ ۶۲-۶۳ پر یہ تحریر فرماتے ہیں :۔

" لیکن اگر مختلف معاہدوں کے الفاظ میں قرور وقت کا لحاظ رکھتے ہوئے کوئی تطابقت پیدا کر بھی جائے۔ تب بھی ان کی سپرٹ میں متخالف اور متصادم اثرات باقی رہ جاتے ہیں خواہ آپ اس کی حمایت میں کتنے ہی دلائل کیوں نہ دیں حقیقت یہی ہوتی ہے کہ انگریزوں نے ہاشمیوں اور ان کے ذریعہ عرب قوم پرستوں پر یہی ظاہر کیا کہ جنگ کے بعد وہ عرب مشرق وسطیٰ کو تمام آزادی دلا دیں گے۔ اور اسی وقت فرانس کے ساتھ یہ فیصلہ کر لیا گیا کہ یہ آزادی ان کو ہرگز نہیں دی جائے گی۔ اور اس طرح پر عربوں کو اس آزادی کے دینے سے انکار کر دیا گیا جس کی اگر انہیں ترغیب نہیں دی گئی تو دعوت ضرور دی گئی تھی یہ سب کچھ بہت غضب ..... یقینی طور پر بدترین سیاست تھی ....

چرچل کے نزدیک یہ اصولوں کا ایک الجھاؤ تھا، عرب مؤرخ جارج انٹونیس کے نزدیک یہ لالچ کا نتیجہ تھا جو شکوک و شبہات پیدا کرنے اور اس طرح احمقانہ طریق عمل کی طرف لے جانے کا موجب تھا

ایسا ہی لارنس کے الفاظ میں :۔

" یہ ایک قابل نفرت دھوکا تھا "

میں اب پنگوئن سیریز کی ایک کتاب " دی مڈل ایسٹ کرائسس " میں سے ایک حوالہ درج کرتا ہوں۔ اس کے مصنف جارج کرک ہیں جو دس سال سے زیادہ عرصہ انگلستان کے مشہور روزنامہ مانچسٹر گارڈین کے اداریہ نویس رہے ہیں :۔

" مشرق وسطیٰ میں برطانوی پالیسی نے جو فحش غلطی کی وہ عرب قومیت کی طاقت کا غلط اندازہ اور اس کے اصل جذبہ پر قابو پانے میں ناکامی تھی جس میں مکمل خود مختار حکومت اور مساوات کے لئے ایک پر زور مطالبہ پنہاں تھا ..... ایک اور عنصر بھی تھا جو سب سے زیادہ خطرناک ہے اور وہ اسرائیل کا قیام ہے " (صفحہ ۲۱-۲۲)

میں نے حتی الوسع یہ کوشش کی ہے کہ میں برٹش پریس کے غیر جانبدار مبصرین کی آراء آپ کے سامنے پیش کر دوں اور مجھے امید ہے کہ اب اسرائیل کا مسئلہ آپ کے سامنے اپنی صحیح شکل میں آگیا ہے۔

"تجدید اسلام کی طاقت کا احیاء"

میں اب سر انتھونی نٹنگ کی جو سر انتھونی ایڈن کی بدقسمت کابینہ کے منسٹر تھے ایک کتاب "آئی ساٹ فار مائی سیلف" کے ایک حوالہ پر اس مضمون کو ختم کرتا ہوں۔ ایک دفعہ سر ونسٹن چرچل نے انتھونی نٹنگ کو یہ مشورہ دیا کہ وہ ساری عرب دنیا کا دورہ کریں اور حالات کا خود یقینی جائزہ لیں۔ پس یہ کتاب سب سے بڑے انگریز کے مشورہ کا نتیجہ ہے جو ابھی بقید حیات موجود ہے۔ یہ کتاب ذیل کے الفاظ پر ختم ہوتی ہے :۔

" روس تقسیم، ناجائز فائدہ اور دراندازی کرنے کے عام طریق کو اختیار کئے ہوئے ہے اور اپنے مقاصد کے لئے ناصر اور قوم پرستی کا ساتھ دے رہا ہے۔ لیکن اسلامی دنیا ان سوچے سمجھے ہتھکنڈوں کے عواقب سے باخبر ہونا شروع ہو گئی ہے اگر مغرب اور خاص طور پر برطانیہ اپنے وعدوں کا اعادہ کرے اور اسلامی دنیا میں دوبارہ اتحاد اور باہمی ملاطفت پیدا کرنے میں ان کی مدد کرے تو یہ نہ صرف کمیونزم کے خلاف کا سیلاب بلکہ کراچی تک ایک مسلسل روک قائم کر سکیں گے بلکہ آج کی سیاسی دنیا کی عظیم طاقتوں میں ایک بہت بڑی طاقت کی دوستی اور رفاقت کو ...

کیا جناب یسوع مسیح صلیب پر قتل ہوئے؟

تقریر مرزا معصوم بیگ صاحب بموقعہ جلسہ سالانہ جماعت راولپنڈی

(وقولھم انا قتلنا المسیح ابن مریم رسول اللہ ۔ وما قتلوہ وما صلبوہ ولکن شبہ لھم ـــــــــــــ)

حضرات میری تقریر کا موضوع ہے:۔ کیا "خداوند یسوع مسیح صلیب پر قتل ہوئے؟ - یہ کوئی معمولی سوال، صرف ACADEMIC INTEREST کا سوال نہیں بلکہ اس سوال کی اہمیت اس بات سے ظاہر ہوتی ہے کہ اس عقیدہ کی بنا پر کہ "خداوند یسوع مسیح نسلِ انسانی کے گناہوں کے عوض صلیب پر لعنتی موت سے قتل ہوئے" موجودہ عیسائیت کی ساری عمارت کھڑی کی گئی ہے۔ کیا "خداوند یسوع مسیح صلیب پر قتل ہوئے؟ جب ہم یہودی سے یہ سوال پوچھتے ہیں تو وہ چھاتی پر ہاتھ مار کر بڑی دلیری سے جواب دیتا ہے کہ ہاں ہم نے یسوع ابنِ مریم کو صلیب پر لعنتی موت سے قتل کر کے ثابت کر دیا کہ وہ جھوٹا تھا۔ مکار تھا۔ فریبی تھا۔ نعوذ باللہ۔ اور جب ہم عیسائی سے یہ سوال پوچھتے ہیں تو وہ بھی بڑے فخر سے کہتا ہے کہ ۔ ہاں خدا کا اکلوتا بیٹا۔ یسوع مسیح ہمارے گناہوں کے عوض میں صلیب پر لعنتی موت سے قتل ہوا اور تین دن تک دوزخ میں رہا۔ پولوس رسول کہتا ہے :۔

> "مسیح جو ہمارے لئے لعنتی بنا اس نے ہمیں مول لیکر شریعت کی لعنت سے چھڑایا۔ کیونکہ لکھا ہے جو لکڑی پر لٹکایا گیا وہ لعنتی ہے"
>
> (گلتیوں ۳ : ۱۳)

معاذ اللہ معاذ اللہ ۔ خدا تعالےٰ کے ایک سچے اور برگزیدہ نبی کی یہ کتنی بڑی توہین ہے۔ یہودی بغض اور کینہ کی آگ میں جل کر اور عیسائی فرطِ محبت اور غلو کے نشے میں سرشار ہو کر خدا تعالےٰ کے ایک برگزیدہ نبی کے گلے میں لعنت کا طوق ڈال رہے ہیں۔ اور اگر قرآن کریم کا نزول نہ ہوتا جس نے حضرت مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام اور ان کی والدہ محترمہ کے دامن کو ان تمام گندے الزامات سے بکلی پاک و صاف کیا جو یہودی ان مقدس ہستیوں پر برابر .. سال سے لگاتے چلے آرہے ہیں تو یہ لعنت کا طوق حضرت عیسیٰ مسیح ابن مریم کے گلے میں ہمیشہ کے لئے پڑا رہتا۔ کتنا بڑا احسان کیا ہے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے۔ لیکن عیسائیوں کی قوم بھی ایسی احسان فراموش قوم ہے کہ انہوں نے اس محسنِ اعظم حضرت نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کو اتنی گندی گالیاں دیں اور آپؐ کے خلاف اتنی کتابیں لکھیں کہ اگر انہیں ایک جگہ اکٹھا کیا جائے تو ایک پہاڑ بن جائے۔ شیکسپیئر نے کیا خوب کہا ہے :۔

Blow, blow thou winter wind
Thou art not so unkind
As man's ingratitude.

- - - - - - - - - - - - - - - -

مسیح کی تکذیب

جب یسوع ابن مریم نے اپنی قوم بنی اسرائیل کے سامنے یہ دعوےٰ کیا کہ میں ہی وہ مسیح ہوں جس کے آنے کی خبر قدیم نوشتوں میں دی گئی تھی تو یہودیوں نے بایں وجہ مخالفت کی کہ قدیم نوشتہ میں یہ بھی لکھا ہے کہ پہلے ایلیاہ نبی آسمان سے نازل ہوگا اور اس کے بعد مسیح کا ظہور ہوگا۔ ایلیاہ تو ابھی تک آسمان سے اترا نہیں۔ ہم تجھے مسیح کیونکر مان لیں۔ ایلیاہ کا قصہ یوں ہے کہ ایلیاہ نبی رتھ میں بیٹھ کر جا رہا تھا کہ یکایک ہوا کا بگولہ آیا اور ایلیاہ نبی کو رتھ سمیت اڑا کر آسمان پر لے گیا۔ ملاکی نبی کی کتاب میں لکھا ہے کہ مسیح کے ظہور سے پہلے یہی ایلیاہ نبی آسمان سے واپس آئے گا۔ چنانچہ یہودیوں نے یہی اعتراض کیا۔ مسیح نے اپنا پورا زور لگا کر یہودیوں کو سمجھایا کہ آسمان سے کوئی نہیں آیا کرتا بلکہ جن کے دوبارہ آنے کا وعدہ دیا گیا ہو اُس کی خو بو میں۔ اُس کی POWER اور SPIRIT میں اسی زمین پر کوئی شخص پیدا کیا جاتا ہے اور فرمایا کہ یوحنا بپتسمہ دینے والا ہی ایلیاہ نبی ہے کیونکہ وہ ایلیاہ کی خو بو میں پیدا کیا گیا ہے۔ مگر لفظ پرست یہودی نہ مانے اور وہ خداوند یسوع مسیح کی تکذیب میں حد سے بڑھتے چلے گئے۔

قتل کی سازش

آخر کار نوبت یہاں تک پہنچی کہ یہودیوں نے مسیح کے قتل کی سازش کی۔ اور یہ طے پایا کہ یسوع ابن مریم کو صلیب پر لٹکا کر لعنتی موت سے مارا جائے تاکہ دنیا پر یہ بات روشن ہو جائے کہ یہ شخص جو لعنتی موت سے مرا خدا کا مقرب بھی نہیں ہو سکتا ہے۔ چہ جائیکہ اُسے مسیح تسلیم کیا جائے۔ کیونکہ ان کی شریعت میں لکھا تھا:۔

> "اگر کسی نے کوئی ایسا گناہ کیا ہو جس سے اُس کا قتل واجب ہو اور تو اسے مار کر درخت پر ٹانگ دے۔ تو اس کی لاش رات بھر درخت پر لٹکی نہ رہے بلکہ تو اُسی دن اسے دفن کر دینا کیونکہ جسے پھانسی ملتی ہے وہ خدا کی طرف سے ملعون ہے۔"
>
> (استثناء ۲۱ : ۲۳)

جب حضرت مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام کو یہودیوں کی اس سازش کا علم ہوا تو اُن کے دل میں گھبراہٹ پیدا ہوئی۔ یہاں اس بات کو اچھی طرح سمجھ لینا چاہیئے کہ خداوند یسوع مسیح موت سے نہیں ڈرتے تھے۔ ایک سچا مومن خدا تعالےٰ کے راستہ میں جان دینے سے کبھی دریغ نہیں کرتا ہے۔ لیکن وہ اس طریقۂ موت سے ضرور گھبرائے جو یہودیوں نے اُن کے لئے تجویز کیا تھا یعنی صلیب کی لعنتی موت۔ حضرت مجدد الوقت نے لعنت کے مفہوم کو بایں الفاظ بیان فرمایا ہے۔ لکھتے ہیں :۔

> "لعنت کا مفہوم لغت کی رُو سے اس بات کو چاہتا ہے کہ شخص ملعون درحقیقت خدا سے مرتد ہو گیا ہے۔ کیونکہ لعنت ایک خدا کا فعل ہے اور یہ فعل انسان کے اس فعل کے بعد ظہور میں آتا ہے کہ انسان عمداً بے ایمان ہو کر خدا تعالےٰ سے تمام تعلقات توڑ دے اور خدا سے بیزار ہو جائے اور خدا اُس سے بیزار ہو جائے اور اس کو اپنی درگاہ سے رد کر دے اور اس کو دشمن پکڑے تو اس صورت میں اس مردود کا نام ملعون ہوتا ہے اور یہ امر ضروری ہوتا ہے کہ یہ شخص ملعون خدا سے بیزار ہو اور خدا تعالےٰ اس سے بیزار ہو اور شخص ملعون خدا تعالےٰ کا دشمن ہو جائے اور خدا تعالےٰ اس کا دشمن ہو جائے اور شخص ملعون خدا تعالےٰ کی معرفت سے بکلی بے نصیب ہو جائے اور اندھا اور گمراہ ہو جائے اور ذرہ خدا کی محبت اُس کے دل میں نہ رہے۔ اسی لئے لغت کے رُو سے لعین شیطان کا نام ہے۔"
>
> (کتاب البریہ صفحہ ۱۹۸)

"خداوند یسوع مسیح کی دُعا

یہی وہ بات جس نے خداوند یسوع مسیح کے دل میں خوف و گھبراہٹ پیدا کر دی تھی۔ چنانچہ وہ اپنے شاگردوں کو لے کر رات کے وقت گتسمنی کے باغ میں چلے گئے اور اپنے سر کو زمین پر رکھ کر رو رو کر اللہ تعالےٰ سے یوں دعا کی :۔

> "اے میرے باپ۔ اگر ہو سکے تو یہ پیالہ مجھ سے ٹل جائے۔"

وہ پیالہ یہی لعنتی موت کا پیالہ تھا۔ لوقا کی انجیل میں لکھا ہے

کہ :۔

"وہ سخت پریشانی میں مبتلا ہو کر اور بھی دلسوزی سے دُعا کرنے لگا اور اس کا پسینہ گویا خون کی بڑی بڑی بوندیں ہو کر زمین پر ٹپکتا تھا"

(لوقا ۲۲:۴۴)

تیسری بار جب مسیح نے نہایت اضطراب کی حالت میں پھر دعا کی کہ :۔

"اے باپ۔ اگر تو چاہے تو یہ پیالہ مجھ سے ہٹالے۔ تو بھی میری مرضی نہیں بلکہ تیری مرضی پوری ہو"

اس وقت آسمان سے ایک فرشتہ نازل ہوا اور اس نے مسیح کو حوصلہ دیا اور کہا کہ تیری دُعا قبول ہوئی۔ اسی قبولیت دُعا کا ذکر کرتے ہوئے پولس رسول عبرانیوں کے خط میں لکھتا ہے :۔

"اُس نے (یعنی مسیح نے) بشریت کے دنوں میں زور زور سے پکار کر اور آنسو بہا بہا کر اسی سے دعائیں اور التجائیں کیں جو اس کو موت سے بچا سکتا تھا اور خدا ترسی کے سبب سے اس کی سُنی گئی"

(۵:۷)

مسیح کی دُعا قبول ہوئی اور اب آپ دیکھیں گے کہ اللہ تعالےٰ نے کس طرح سے اپنے رسول کو صلیب کی لعنتی موت سے بچا لیا۔

ایک دفعہ دوران گفتگو میں نے ایک پادری صاحب پر سوال کیا کہ بقول آپ کے یسوع مسیح خدا باپ کا اکلوتا بیٹا۔ ایک سوچی سمجھی ہوئی خدائی اسکیم کے ماتحت آسمان سے اس دنیا میں اس لئے تشریف لایا کہ نسل انسانی کے گناہوں کے عوض میں صلیب پر لعنتی موت مرے تو پھر جب صلیب سامنے آئی تو پھر کیوں چیخنے اور چلانے لگا کہ اے باپ۔ یہ صلیبی موت کا پیالہ مجھ سے ہٹالے۔ اسے تو خوش ہونا چاہیئے تھا کہ جس مقصد کے لئے خدا باپ نے مجھے بھیجا ہے اُس کے پورا ہونے کا وقت آگیا ہے۔ اس عالم دین نے جواب دیا۔ اور اس جواب کو سُن کر میری حیرت کی کوئی انتہا نہ رہی کہ مسیح اس لئے روتا تھا کہ مجھے صلیب پر چڑھنے سے پہلے ہی کچھ نہ ہو جائے۔ میں نے کہا کہ مسیح کو آدھی رات کے قریب گرفتار کیا گیا تھا اور اگلے دن صلیب پر چڑھانا تھا۔ ان چند درمیانی گھنٹوں میں اسے کیا ہو سکتا تھا جس کے لئے وہ روتا تھا۔ کیا اسے یہ ڈر تھا کہ صلیب پر چڑھنے سے پہلے ہی ہارٹ فیل نہ ہو جائے۔ یا یہ خوف تھا کہ کوئی دشمن اغوا کر کے نہ لے جائے۔ میں نے کہا۔ پادری صاحب مسیح کو صلیب پر چڑھکر تو خوش ہونا چاہیئے تھا کہ خدا باپ کا مقصد پورا ہو گیا۔ لیکن وہاں بھی وہ چیخ چیخ کر پکارتا ہے کہ :۔

"اے باپ۔ اے باپ۔ تو نے مجھے کیوں چھوڑ دیا"۔

اور مرقس کی انجیل کا ایک بہت پرانا نسخہ دستیاب ہوا ہے۔ اس میں اس فقرہ کے ساتھ یہ بھی لکھا ہوا ہے :۔

WHY HAST PUT ME TO SHAME

کہ تو نے مجھے ان دشمنوں کے سامنے کیوں ذلیل کیا ہے۔ پادری صاحب کی زبان پر مہر لگ گئی۔ میں نے کہا۔ پادری صاحب۔ آپ نے دنیا کو ایک بہت لمبے عرصہ تک دھوکا میں رکھا لیکن اب آپ کا دھوکا چل نہیں سکتا کیونکہ کسر صلیب ہو چکی ہے۔

خداوند یسوع مسیح کی گرفتاری

تھوڑی دیر گزرنے کے بعد یہودی سپاہیوں کو لے کر وہاں گتسمنی کے باغ میں آن پہنچے اور خداوند یسوع مسیح کو گرفتار کر لیا۔ پطرس کے سوا باقی شاگرد خوف زدہ ہو کر بھاگ گئے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو دشمنوں کے ہاتھ سے بچانے کے لئے لوگوں نے بڑے بڑے عجیب افسانے گھڑے ہیں مثلاً یہ کہ اللہ تعالےٰ نے کسی اور شخص کو مسیح کا ہمشکل بنا دیا اور یہودی اسے پکڑ کر لے گئے۔ نہ وہ چیخا۔ نہ وہ چلایا کہ میں یسوع نہیں ہوں مجھے کیوں پکڑتے ہو۔ اور آسمان سے فرشتے آئے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو یہودیوں کے ہاتھ سے بچا کر اسی جسم عنصری کے ساتھ اوپر لے گئے۔ گویا آسمان کے سوا اور کوئی جگہ ان کے پوشیدہ کرنے کے لئے اللہ تعالےٰ کو زمین پر نہ ملتی تھی۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دشمنوں کے ہاتھ سے محفوظ رکھنے کے لئے تو ایک وحشتناک اور سانپوں سے بھری ہوئی غار کفایت ہو گئی۔ مگر مسیح کے دشمن زمین پر اسکو نہیں چھوڑ سکتے خواہ اللہ تعالےٰ ان کو بچانے کے لئے زمین پر کیسی ہی تدبیر کرتا۔ اس لئے مجبوراً یہودیوں سے عاجز آ کر اللہ تعالےٰ نے ان کے لئے آسمان تجویز کیا۔

جب دن چڑھا تو خداوند یسوع مسیح کو پیلاطوس حاکم کی عدالت میں پیش کیا گیا۔ اب دیکھئے کہ اللہ تعالیٰ اپنے رسول کو بچانے کے لئے کس طرح دلوں میں تحریک پیدا کرتا ہے۔ پیلاطوس تخت عدالت پر بیٹھا ہی تھا کہ اس کی بیوی کی طرف سے پیغام آیا جس کو اس نے باہر جا کر علیحدگی میں سُنا۔ پیغام یہ تھا کہ آج میں ساری رات سوئی نہیں اور فرشتے مجھے بار بار آ کر کہتے تھے کہ یہ شخص بے گناہ ہے اسے سزا نہ دینا (متی ۲۷:۱۹) پیلاطوس نے تحقیقات کی اور مسیح کو بے قصور قرار دیا۔ لوقا کی انجیل میں لکھا ہے کہ :۔

"پیلاطوس نے سردار کاہنوں اور عام لوگوں سے کہا میں اس شخص میں قصور نہیں پاتا" (۲۳:۴)

مگر یہودیوں نے ایک شور برپا کیا کہ ہم قیصر روم کے پاس جائیں گے کہ ایک شخص جو حکومت کا باغی تھا اور بادشاہت کا دعوے کرتا تھا پیلاطوس نے اسے چھوڑ دیا ہے جس کے معنے یہ ہیں کہ پیلاطوس بھی باغی ہے۔ یہ سُن کر پیلاطوس ڈر گیا۔ اور اس نے پانی منگوایا اور سب کے سامنے اپنے ہاتھ دھو کر کہا کہ میں اس بے گناہ انسان کے خون سے بری ہوں۔

(متی ۲۷:۲۴)

واقعہ صلیب

جمعہ کا دن تھا اور اس وقت چھٹا گھنٹہ آگیا تھا یعنی ہمارے حساب کے مطابق بعد از دوپہر تین اور چار بجے کے درمیان کا وقت تھا اور مغرب کے وقت سے یہودیوں کا سبت شروع ہو جاتا تھا جبکہ کوئی لاش صلیب پر نہ رہ سکتی تھی۔ یہودیوں کا یہ ایمان تھا کہ سبت کے دن اگر کوئی صلیب پر لٹکا رہے تو اللہ تعالیٰ کا غضب نازل ہوتا ہے۔ پیلاطوس نے سوچا کہ اگر یسوع کو ابھی صلیب پر لٹکایا جائے تو زیادہ سے زیادہ تین گھنٹوں کے بعد اسے اُتارنا پڑے گا کیونکہ مغرب سے تو سبت شروع ہو جاتا تھا۔ اور اس قدر قلیل وقت میں صلیب پر موت واقعہ نہیں ہو سکتی ہے۔ صلیب پر تو بعض لوگ سات سات دن تک بھی زندہ رہتے تھے۔ اس دن دو اور چور تھے جن کو پھانسی پر لٹکایا جانا تھا۔ پس پیلاطوس نے کمال ہوشیاری سے کام لیتے ہوئے حکم دیا کہ یسوع ابن مریم اور دونوں چوروں کو صلیب پر لٹکا دو۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔ ادھر اللہ تعالےٰ نے یکدم ایک زور دار آندھی چلا دی جس سے چاروں طرف تاریکی چھا گئی (مرقس ۱۵:۳۳) یہودی ڈر گئے کہ ایسا نہ ہو کہ یہ صلیب پر ہی لٹکے رہیں اور سبت شروع ہو جائے۔ چنانچہ انہوں نے ان تینوں کو صلیب پر سے اُتار لیا۔ دونوں چور ابھی زندہ تھے اور زخموں کی درد کی وجہ سے تڑپتے تھے۔ اس لئے ان کی ہڈیاں توڑی گئیں تاکہ وہ مر جائیں لیکن مسیح کی ہڈیاں نہیں توڑی گئیں۔ اُن پر ایسی کامل بے ہوشی طاری تھی کہ معلوم ہوتا تھا کہ گویا مر چکے ہیں۔ ایک عیسائی عالم دین شیر اپنی کتاب LIFE OF CHRIST کے صفحہ ۱۲۲ پر لکھتا ہے :۔

"HE MIGHT BE ONLY IN A SYNCOPE"

یعنے جس وقت مسیح کو صلیب سے اُتارا گیا وہ سخت بے ہوشی کی حالت میں تھا۔ ایک رومن سپاہی آگے بڑھا اور اس نے حضرت مسیح کی پسلی میں آہستہ سے نیزہ مارا تو اس میں سے خون اور پانی بہ نکلا۔

(یوحنا ۱۹:۳۴)

جس سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ زندہ تھے۔ جوزف آرمیتا جو رومن گورنمنٹ کا ایک وزیر تھا اور خفیہ طور پر مسیح پر ایمان لا چکا تھا پیلاطوس کے پاس گیا اور کہا کہ مسیح کی لاش میرے حوالہ کی جائے۔ پیلاطوس نے تعجب کیا اور کہا کہ کیا وہ اتنی جلدی مر گیا (مرقس ۱۵:۴۴)

اور پھر حکم دے دیا کہ لاش یوزف آرمیتیا کو دے دی جائے۔ یوزف آرمیتیا نے مسیح کو ایک قبر میں جا کر رکھ دیا۔ مگر وہ قبر ہماری قبروں جیسی نہیں تھی۔ وہ قبر ایک کھلی کوٹھڑی تھی جو چٹان میں کھدی ہوئی تھی۔ (متی ۶۰،۲۷) مسیح کو اسی بے ہوشی کی حالت میں اس کوٹھڑی میں لیجا کر رکھ دیا اور سامنے دروازہ پہ ایک پتھر لڑھکا دیا تاکہ لوگوں کو شبہ بھی نہ ہو اور ہوا کی آمد و رفت بھی جاری رہے۔

مرہم پٹی اور علاج

کیمبرج یونیورسٹی کے پروفیسر ریورنڈ ڈملو نے ۴۲ بڑے بڑے علمائے دین کی مدد سے بائبل... کی تفسیر لکھی ہے۔ اس میں لکھا ہے (ص ۸۰۸) کہ خداوند یسوع مسیح کو قبر میں رکھنے کے بعد اس کے زخموں کی مرہم پٹی کی گئی اور منہ اور گردن کو کھلا چھوڑ کر باقی جسم پہ مُر اور عود کا پاؤڈر لگا کر باریک سوتی کپڑے سے..... BANDAGE کیا۔ اور ڈین فیرر بھی یہی لکھتا ہے۔ ص ۶۲۹۔

"THEY ROLLED THE
FINE LINEN ROUND AND
ROUND THE WOUNED
LIMBS"

حقیقت یہ ہے کہ یوزف آرمیتیا اور نکودیمس۔ اور دیگر رازداروں کو اس بات کا یقین تھا کہ مسیح مرا نہیں بلکہ سخت بے ہوشی کی حالت میں ہے ورنہ مُردے کی مرہم پٹی کرنے کے کیا معنے۔ یوحنا کی انجیل میں لکھا ہے کہ:-

"نکودیمس رات کے وقت پچاس سیر
کے قریب مُر اور عود ملا ہوا لایا اور مسیح
کو ہوش میں لانے کے لئے یہ دوا
اس کے جسم کے اردگرد پھیلا دی گئی۔"
(یوحنا ۲۹:۱۹)

یسوع مسیح چند گھنٹے گزرنے کے بعد ہوش میں آ گئے۔ اور جیسا کہ انجیل میں لکھا ہے باغبان کا بھیس بدل کر وہاں سے نکلے اور روپوش ہو گئے کیونکہ قانون حکومت کے مطابق اگر وہ پکڑے جاتے تو دوبارہ صلیب پر لٹکا دیئے جاتے۔ وہ غالباً یوزف آرمیتیا کے مکان میں ہی پوشیدہ طور پہ رہتے تھے۔ کیونکہ لکھا ہے کہ وہ یکدم اپنے حواریوں میں ظاہر ہو جاتے اور پھر تھوڑی دیر کے بعد ہی ادھر اُدھر کہیں غائب ہو جاتے۔ انہوں نے اپنے حواریوں کو بھی نہیں بتایا تھا کہ وہ کہاں رہتے ہیں۔ ہمارے عیسائی دوست کہتے ہیں کہ مسیح مر کر مُردوں میں سے جی اُٹھا تھا۔ اگر یہ بات صحیح ہوتی تو پھر مسیح کو لوگوں کا کوئی ڈر اور خوف نہیں ہو سکتا تھا۔ .... SUPERNATURAL RISING کی صورت میں دنیا کی کوئی طاقت اُن کا ایک بال بھی بیکا نہیں کر سکتی تھی لیکن انجیل ہمیں بتلاتی ہے کہ واقعہ صلیب کے بعد خداوند یسوع مسیح چھپ چھپ کر پھرا کرتے تھے اور اپنے ساتھیوں سے بھی کہا کرتے تھے کہ کسی کو نہ بتانا کہ میں زندہ ہوں۔

خداوند یسوع مسیح کی ہجرت

چالیس دن تک مسیح خفیہ طور پر شاگردوں سے ملتا رہا۔ لیکن اس کے لئے رومن گورنمنٹ کی حدود میں ٹھہرنا خالی از خطرہ نہ تھا کیونکہ جس وقت بھی وہ پکڑا جاتا دوبارہ صلیب پہ لٹکایا جاتا۔ اس لئے مسیح یروشلم سے بھیس بدل کر نکل گیا اور اپنے شاگردوں کے لئے پیغام چھوڑا کہ وہ اسے گلیل کے پہاڑ پہ آ کر ملیں۔ "خداوند یسوع مسیح کی اپنے شاگردوں کے ساتھ یہ آخری ملاقات تھی۔ گلیل یروشلم سے ۹۵ میل کے فاصلہ پر تھا۔ وہاں مسیح نے اپنے گیارہ شاگردوں کو کچھ ہدایات کیں اور پھر بنی اسرائیل کی گمشدہ بھیڑوں کی تلاش میں مشرقی ممالک کی طرف ہجرت کر گیا۔ یہ گمشدہ بھیڑیں یعنی بنی اسرائیل کے دس کھوئے ہوئے فرقے دور دراز مشرقی ممالک میں افغانستان اور کشمیر تک پھیل چکے تھے۔ مسیح نے خود ارشاد فرمایا تھا کہ میں بنی اسرائیل کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کے لئے آیا ہوں۔ مجھے انہیں ڈھونڈنا ضروری ہے اور وہ میری آواز سنیں گی (متی ۱۵: ۲۴- یوحنا ۱۰: ۱۶) چنانچہ خداوند یسوع مسیح ایران اور افغانستان میں سے سفر کرتے ہوئے بالآخر کشمیر میں پہنچے۔ اور خدا کا پیغام انہیں سنایا اور ۱۲۰ برس کی عمر پا کر فوت ہوئے اور محلہ خان یار میں اب تک ان کی قبر موجود ہے۔ ایک بائبل سکالر اپنی کتاب "EARLY HISTORY OF THE CHRISTAN CHURCH" میں لکھتا ہے:-

"ACCORDING TO THE
TALES CURRENT IN
THE DAYS OF PAPIAS
THE LORD LIVED TO
A GREAT AGE"

ترجمہ:- دوسری صدی عیسوی کے کلیسائی بزرگ پاپیاس کے زمانہ میں ایسی روایات مشہور تھیں کہ مسیح نے لمبی عمر پائی۔ یہ پاپیاس یوحنا رسول کے شاگرد تھے۔

سائنس کا فتویٰ

بائبل کے ریکارڈ کے مطابق مسیح کی عمر ۳۳ سال تھی جب انہیں صلیب پر لٹکایا گیا تھا۔ لیکن جیسا کہ میں کسی قدر تفصیل کے ساتھ بیان کر چکا ہوں صلیب پہ اُن کی موت واقع نہیں ہوئی تھی۔ اور جب وہ صلیب سے اتارے گئے تو زندہ تھے اور سخت بے ہوشی کی حالت میں تھے۔ وہ کفن جس میں ان کو لپیٹا گیا تھا آج تک محفوظ چلا آتا ہے۔ ۱۹۳۱ء میں چند جرمن سائنسدانوں نے ریسرچ کرنے کے لئے یہ کفن اٹالین گورنمنٹ سے حاصل کیا۔ اور جو ریسرچ رپورٹ انہوں نے POPE PIOUS IX کے سامنے پیش کی اس میں صاف اور واضح الفاظ میں لکھا کہ جب خداوند یسوع مسیح کو صلیب سے اتارا گیا تھا تو اُن کے قلب کی حرکت بند نہیں ہوئی تھی (.....) لہذا وہ زندہ تھے۔ سائنس بڑی تحقیق کے بعد اس نتیجہ پر پہنچی ہے لیکن قرآن کریم نے اس راز کو ڈیڑھ ہزار سال پیشتر افشا کر دیا تھا۔

وقولهم انا قتلنا المسيح عيسى
ابن مريم رسول الله - وما
قتلوه وما صلبوه ولكن شبه
لهم - وان الذين اختلفوا
فيه لفي شك منه - ما لهم به
من علم الا اتباع الظن - وما
قتلوه يقينًا - بل رفعه الله
اليه - وكان الله عزيزًا حكيمًا

ترجمہ:- اور یہودیوں کا یہ کہنا کہ ہم نے عیسےٰ ابن مریم کو قتل کر دیا ہے۔ اور انہوں نے نہ اُسے قتل کیا اور نہ اُسے صلیب پر مارا مگر وہ اُن کے لئے اس جیسا بنا دیا گیا۔ اور بے شک وہ لوگ جنہوں نے اس کے متعلق اختلاف کیا اس بارہ میں شک میں ہیں۔ ان کو اس کا کوئی علم نہیں صرف گمان کے پیچھے چلتے ہیں۔ اور انہوں نے اس کو یقینی طور پر قتل نہیں کیا۔ بلکہ اللہ نے اسے اپنا قرب عطا فرمایا۔ اور اللہ غالب حکمت والا ہے ؀

مسیح ناصری را تا قیامت زندہ مے فہمند
مگر مدفونِ یثرب را ندادند ایں فضیلت را
زِ روئے نافہ عرفاں چو محرومِ ازل بودند
پسندیدند در شانِ شہِ خلق ایں مذلت را
ہمہ دُر ہائے قرآں چو خاشاکے بیفگندند
ز علمِ ناتمامِ شاں بہا گم گشت ملت را
ہمہ عیسائیاں را از مقالِ خود مدد دادند
دلیری ہا پدید آمد پرستارانِ میت را
دریں ہنگامِ پر آشوب خواب خوش چساں خسپم
زماں فریاد می دارد کہ بشتابید نصرت را
(مسیح موعود علیہ السلام)

جشن فرید

ان دنوں ملتان میں جشن فرید نہایت ہی تزک و احتشام سے منایا گیا۔ جسے حکومت کی سرپرستی حاصل تھی۔ اس کا افتتاح جناب وزیر اطلاعات و تعمیر نو مسٹر اختر حسین نے کیا اور رات کے اجلاس کی صدارت جناب قدرت اللہ صاحب شہاب نے کی۔ کئی مقالہ نگار، شعراء و موسیقار دور دور سے تشریف لائے تھے جنہوں نے خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے کلام کو پڑھکر سامعین کو بہت محظوظ کیا۔ کئی مقالات خواجہ صاحب موصوف کی تعریف میں پڑھے گئے۔ پنڈال نہایت ہی خوبصورت تھا جو ہزارہا سامعین سے پُر تھا۔ ملتان میں آج تک اس قدر بارونق اجلاس جس میں پاکستان بھر کے افسران بالا، روسائے عظام اور اراکین ملت نے شرکت کی دیکھنے میں نہیں آیا جس قدر عزت و منزلت ان کی اس جشن میں کی گئی کہ وہ ان کے شایان شان تھی مگر لوگوں کی نظروں سے اوجھل تھی خداوند تعالےٰ نے محض اپنی مہربانی سے ان کی شان کو چار چاند لگا دیئے اجلاس میں سردار عبد الجبار خان صدر بزم ثقافت ملتان نے ایک پیغام جناب صدر پاکستان کا پڑھ کر سنایا جس میں انہوں نے جشن فرید کی کامیابی کے لئے دعا کی اور مبلغ -/۵۰۰۰ روپیہ کا عطیہ دیا۔

دوسرا پیغام جناب امیر بہاولپور کی طرف سے بھی اسی مضمون کا تھا انہوں نے بھی مبلغ -/۵۰۰۰ کا عطیہ دیا۔ جناب وزیر اطلاعات مسٹر اختر حسین صاحب نے مبلغ ایک ہزار کا عطیہ دیا۔ گورنمنٹ کی طرف سے مبلغ دس ہزار روپیہ کا اعلان پہلے ہی سے ہو چکا تھا۔ علاوہ ازیں مریدان باصفا نے عطیہ جات دیئے اور اپنی شمولیت سے جلسہ کو رونق بخشی یہ تقریب دور دور کی مضافات سے مہمان اس قدر آئے ہوئے تھے کہ ملتان کے تمام ہوٹل بھر گئے تھے۔

کیا کوئی بتلا سکتا ہے

کہ اس نامور مگر پوشیدہ ہستی کو خدا تعالیٰ نے محض اپنی مہربانی سے کیونکر اس قدر عزت بخشی کیا ملتان کی سرزمین اور اس کے مضافات میں حضرت غوث بہاء الحق صاحب ذکریا ملتانی۔ حضرت شاہ رکن عالم صاحب، حضرت موسےٰ پاک شہید۔ حضرت شمس تبریز۔ حضرت شاہ گردیز ڈیرہ غازی خان میں حضرت خواجہ تونسوی صاحب حضرت سخی سرور صاحب بہاولپور میں حضرت محکم دین صاحب سیرانی و بہار شریف۔ پاک پتن میں حضرت بابا فرید صاحب جیسی بزرگ ہستیاں نہیں تھیں پھر کیا پاکستان اور اس کے مضافات میں کئی مقبول عام سجادہ نشین مثلاً پیر گولڑہ شریف۔ پیر جماعت علی شاہ۔ حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری جن کے لاکھوں مرید ملک کے مختلف گوشوں میں موجود ہیں۔۔۔ ان کی تعداد خواجہ صاحب موصوف کے مریدوں سے کئی گنا زیادہ ہے ان کا جشن اس شان سے حکومت اور پبلک کی طرف سے نہیں منایا گیا آپ اس کو خواہ حسن عقیدت سمجھیں یا کچھ اور۔ میں تو یہی کہوں گا کہ ملک بھر میں صرف یہی واحد بزرگ ہستی تھی جنہوں حضرت مجدد زمان کی مخالفت نہیں کی۔ بلکہ اپنے ایک عربی خط میں تحریر فرماتے ہیں کہ وموقنٌ انّک من عباد اللہ الصالحین۔ یعنی میرا یقین ہے کہ آپ خدا تعالےٰ کے نیک بندوں میں سے ہیں۔ اس قسم کے کئی الفاظ حضرت کی تعریف میں تحریر کئے حالانکہ ملک بھر کے سجادہ نشینوں فقراء علماء وغیرہ نے کفر کے فتوے دیئے۔ حضرت مجدد زمان کا ایک الہام ہے انّی مھینٌ من اراد اھانتک یعنی اس کی اہانت کروں گا جو تیری اہانت کرے گا۔ آپ خود اندازہ لگائیں کہ یہ الہام کس قدر صداقت اپنے اندر رکھتا ہے۔

حضرت مسیح موعود کے چند اشعار حضرت خواجہ صاحب کے بارے میں ملاحظہ فرماویں:۔

اے فرید وقت در صدق و صفا
با تو باد آں رو کہ نامِ او خدا
بر تو بارد رحمت یارِ ازل
در تو تابد نورِ دلدارِ ازل
از تو جانِ من خوش است اے خوشخصال
دیدمت مردے دریں قحط الرجال
اے برادر اے محبت کیش تو
بوئے انس آمد مرا از بوئے تو
ما مسلمانیم از فضل خدا
مصطفےٰ ما را امام و پیشوا
آں کتاب حق کہ قرآن نام اوست
بادۂ عرفانِ ما از جام اوست
آں رسولے کش محمدؐ ہست نام
دامن پاکش بدست ما مدام
ہمچنیں عشقم بروئے مصطفےٰ
دل پرد چوں مرغ سوئے مصطفےٰ

خاکسار، عبد العزیز خان
مالک عزیز ہوٹل۔ ملتان

مصری صاحب کی صحت

محترم مولانا شیخ عبد الرحمٰن صاحب مصری تاحال صاحب فراش ہیں ان کی صحت کے لئے خاص طور پر دعاؤں کی ضرورت ہے

صحتیابی ۔ ملک عبد الغنی صاحب کارکن انجمن خدا کے فضل سے صحتیاب ہو کر اپنے کام پر حاضر ہو گئے ہیں۔ تاہم ابھی کمزور ہیں پوری صحت کیلئے احباب سے دعاؤں کی درخواست ہے۔

اخبار احمدیہ

(بسلسلہ صفحہ نمبر ۴)

اور نہایت خوش اسلوبی اور اتحاد و اتفاق کی فضا میں فیصلے کئے گئے۔ محترم ڈاکٹر سعید احمد خانصاحب، خان بہادر غلام ربانی خانصاحب، الحاج شیخ میاں محمد صاحب اور کرم اللہ بخش صاحب اس مجلس کے روح رواں تھے۔

شادی

ایک احمدی دوست راولپنڈی سے لکھتے ہیں:۔

(۱)۔ یہ امر احباب کے لئے باعث مسرت ہوگا کہ ... ہمارے محترم و مکرم دوست مرزا مظفر بیگ ... صاحب ساطع کے صاحبزادہ مرزا اورنگزیب کا نکاح عصمت آرا بنت مرزا اعظم بیگ مرحوم کے ساتھ بعوض پانچہزار روپیہ حق مہر ۲۸ اپریل ۱۹۶۶ء کو قبل از نماز جمعہ جناب بشیر احمد صاحب متولی نے مرزا اعظم بیگ صاحب کے مکان واقعہ کمیٹی محلہ راولپنڈی میں پڑھایا۔ اس تقریب سعید پر شہر و صدر کے مقامی احباب کے علاوہ لائلپور کے بعض احباب نے بھی شرکت کی"۔

زیر امتحان طلباء کے لئے درخواست دعا

(۲) "لاہور، راولپنڈی اور بعض دوسرے مقامات کے بہت سے طلباء اور طالبات اسی سال بی اے، بی ایس سی، ایف اے، ایف ایس سی اور دیگر امتحانات میں شامل ہو رہے ہیں۔ ان کے لئے اور دوسرے طلبہ و طالبات کے لئے خاص طور پر کامیابی کی دعا کی درخواست ہے"۔

ایک اور شادی

محترم محمد صادق صاحب سکرٹری جماعت پشاور لکھتے ہیں:۔

"مورخہ ۱۵ [illegible] کو جناب شیخ عبد الغنی صاحب ریڈیو انجینئر خلف جناب شیخ فضل کریم صاحب مرحوم کی برات پشاور سے [illegible] گئی رسم نکاح وہاں ہی ادا ہوئی اور بخیریت واپس پشاور پہنچ گئے۔

اس موقعہ پر جناب شیخ عبد الغنی صاحب انجینئر نے مبلغ پچاس روپے انجمن کو بطور عطیہ اشاعت اسلام مرحمت فرمائے جملہ احباب پشاور جناب ڈاکٹر کرم الٰہی [illegible] ہمشیرگان شیخ عبد الغنی صاحب اور جناب شیخ [illegible] صاحب سپرنٹنڈنٹ کی خدمت میں مبارکباد عرض کرتے ہیں۔ دعا ہے کہ اللہ تعالےٰ یہ رشتہ جانبین کے لئے موجب مسرت اور باعث برکت فرمائے۔

آمین

رُوئداد جلسہ سالانہ راولپنڈی

(بسلسلہ صفحہ نمبر ۲)

کو اس کی ضرورت کا احساس دلاکر اپنی جماعت کے ساتھ تعاون کرنے کی دعوت دی اور اپنے تاثرات معرب کو ایسے رنگ میں پیش کیا کہ سامعین نہایت محظوظ ہوئے۔

اس کے بعد پھر حضرت امیر ایدہ اللہ تعالےٰ نے سیرت النبی کے بعض پہلوؤں پر اپنے مخصوص انداز میں ایک عالمانہ تقریر فرماکر سامعین کو محظوظ کیا۔

اس کے بعد سیکرٹری صاحب جماعت احمدیہ راولپنڈی نے قرآن مجید کے اس ارشاد کی طرف :-

یا ایہا الذین امنوا کونوا انصار اللہ کما قال عیسی ابن مریم للحواریین من انصاری الی اللہ

سامعین کی توجہ دلائی اور کہا کہ کچھ عرصہ پہلے جو علماء تلوار کے جہاد کے قائل تھے اب وہ بھی اشاعت اسلام کے اس طریق کار کے حق میں ہیں۔ اس کے بعد مختصر رپورٹ اپنی کارکردگی کی پیش کی۔

یہاں دوسرا اجلاس اللہ تعالےٰ کے فضل و کرم سے بخیر و خوبی اختتام پذیر ہوا۔

پھر تیسرا اجلاس زیر صدارت جناب الحاج شیخ میاں محمد صاحب دو بجکر بیس منٹ پر شروع ہوا۔ سب سے پہلے جناب مولوی عبدالرحمٰن صاحب امام مسجد مری نے نہایت خوش الحانی سے تلاوت قرآن مجید فرمائی۔ پھر جناب عبدالعلی صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا منظوم کلام پڑھ کر حاضرین کو محظوظ کیا۔ اس کے بعد ملک ظفر اللہ خان صاحب نے "مقام تقوےٰ" پر جامع تقریر کی اور بتایا کہ مقام تقوےٰ لقاء اللہ ہے۔

اس کے بعد جناب مرزا معصوم بیگ صاحب نے "کیا جناب یسوع مسیح صلیب پر قتل ہوئے؟" کے موضوع پر ایک جامع تقریر فرمائی اور اناجیل اربعہ اور دیگر پادری علماء اور جرمن سائنسدانوں کی تحقیقات سے ثابت کیا کہ جناب یسوع مسیح صلیب پر قتل نہیں ہوئے۔

اس کے بعد جناب مولانا یعقوب خان صاحب ایڈیٹر لائٹ نے قرآن مجید کی اس آیت :-

ھو الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ و دین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ وکفیٰ باللہ شھیدا ٥

پر ایک ٹھوس اور جامع تقریر فرمائی اور اس کے معانی بیان فرماکر اس پیشگوئی کی صداقت پر روشن دلائل دے کر حاضرین کو محظوظ کیا۔

اس کے بعد جناب الحاج خانبہادر ڈاکٹر سعید احمد صاحب "ستارہ خدمت" نے نہایت موثر الفاظ میں امام الوقت کی خدمات اور قرآن مجید کی وہ پیشگوئیاں جن کا انکشاف حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے وابستہ تھا اور آپ کے زمانہ اور وجود مسعود سے متعلق تھیں اُن کی وضاحت فرمائی اور اس جماعت کی خدمات پیش کرکے سامعین کو اس کے ساتھ وابستگی کی دعوت دی۔ مندرجہ ذیل دو پیشگوئیوں کی خاص طور پر وضاحت کی :-

(۱) واٰخرین منھم لما یلحقوبھم

(۲) حتیٰ اذا فتحت یاجوج و ماجوج وھم من کل حدب ینسلون -

اس کے بعد جناب حضرت امیر ایدہ اللہ نے سیرت النبی کے مختلف پہلوؤں پر ایک اچھوتے انداز میں تقریر کرتے ہوئے مسیحیت کے ان عقائد کی طرف توجہ دلائی جن کے ساتھ عام طور پر غلطی خوردہ مسلمان اتفاق کرتے ہیں۔ اور پھر یہی عقائد مسلمانوں کو صلیب پرستی پر مجبور کرتے ہیں، جس کا یہ نتیجہ ہے کہ جب سے پاکستان وجود میں آیا ہے تین لاکھ فرزندان توحید تثلیث پرست ہو چکے ہیں، آپ نے ان عقائد باطلہ پر سیر حاصل بحث کرکے مسلمانوں کی توجہ جماعت احمدیہ کے عقائد کی طرف مبذول کرائی جو حقیقی اسلام ہے۔

اس کے بعد جلسہ بخیر و خوبی اختتام پذیر ہوگیا۔ ہر دوست نے جلسہ کی کامیابی پر مبارکباد پیش کی۔

جن دوستوں اور بزرگوں نے لن تنالوا البر حتیٰ تنفقوا مما تحبون پر عمل کرکے ہماری حوصلہ افزائی فرمائی ان کے اسمائے گرامی حسب ذیل ہیں :-

(۱) الحاج شیخ میاں محمد صاحب ۲۰۰/- روپے

(۲) خانبہادر غلام ربانی خانصاحب ۵۰/- " "

(۳) خانبہادر ڈاکٹر سعید احمد صاحب ۵۰/- " "

اللہ تعالےٰ ان کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ سب احباب جماعت ان کا شکریہ ادا کرتے ہیں۔ نیز جن بزرگوں، دوستوں نے جلسہ میں شرکت فرماکر ہماری حوصلہ افزائی کرتے ہوئے جلسہ کو کامیاب فرمایا ہے، ہم سب اُن کے بھی ممنون احسان ہیں۔

والسلام

نیازمند۔ ظفر اللہ خان

سیکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام راولپنڈی

بحرِ حکمت کے موتی

(بسلسلہ صفحہ اوّل)

کہ ایک قاری قرآن پڑھ رہا تھا اور ہم اپنی پروردگار کی کتاب سُن رہے تھے تو آپ نے فرمایا شکر ہے اللہ تعالےٰ کا جس نے میری امت میں ایسے اشخاص پیدا کر دیئے جن کے ساتھ مجھے صبر کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ اور آپ ہمارے بیچ میں بیٹھ گئے تاکہ آپ بھی ہمارے ساتھ اپنے کو برابر کر دیں۔ اس کے

بعد آپؐ نے اپنے ہاتھ سے اس طرح اشارہ فرمایا کہ حلقہ باندھ کر بیٹھ جاؤ۔ تو سب کے سب حلقہ باندھ کر بیٹھ گئے اور سب کے چہرے نمایاں ہو گئے تو وہ کہتے ہیں کہ میں نے نہیں دیکھا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سوا میرے کسی اور کو پہچانا ہو اس کے بعد آپؐ نے فرمایا اے غریب مہاجرین تمہیں قیامت کے دن کامل نور کی خوشخبری ہو تم لوگ امیروں سے نصف دن پہلے جنت میں جاؤ گے جو نصف روز پانچ سو برس کا ہو گا۔

ملہ واصبر نفسک مع الذین یدعون ربھم بالغداوۃ والعشی یریدون وجھہ (سورہ کہف رکوع ۴)۔

ملہ نورھم یسعی بین ایدیھم و بایمانھم یقولون ربنا اتمم لنا نورنا واغفرلنا انک علی کل شئ قدیر۔ (التحریم رکوع ۲)

نوٹ:- ان غریب مہاجرین نے قرآن سے محبت کی صحبتِ رسولؐ کا شرف حاصل کیا۔ ان کے دل و دماغ نورِ قرآن سے روشن ہو گئے پھر آگے چل کر دنیا کے رہنما

(باقی بر صفحہ ۱۶ اشتہار کے نیچے)

پیغام صلح ۳ مئی ۱۹۶۱ء ۔ رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸ شمارہ نمبر ۱۸

بحر حکمت کے موتی (بسلسلہ عدد ۱۵)
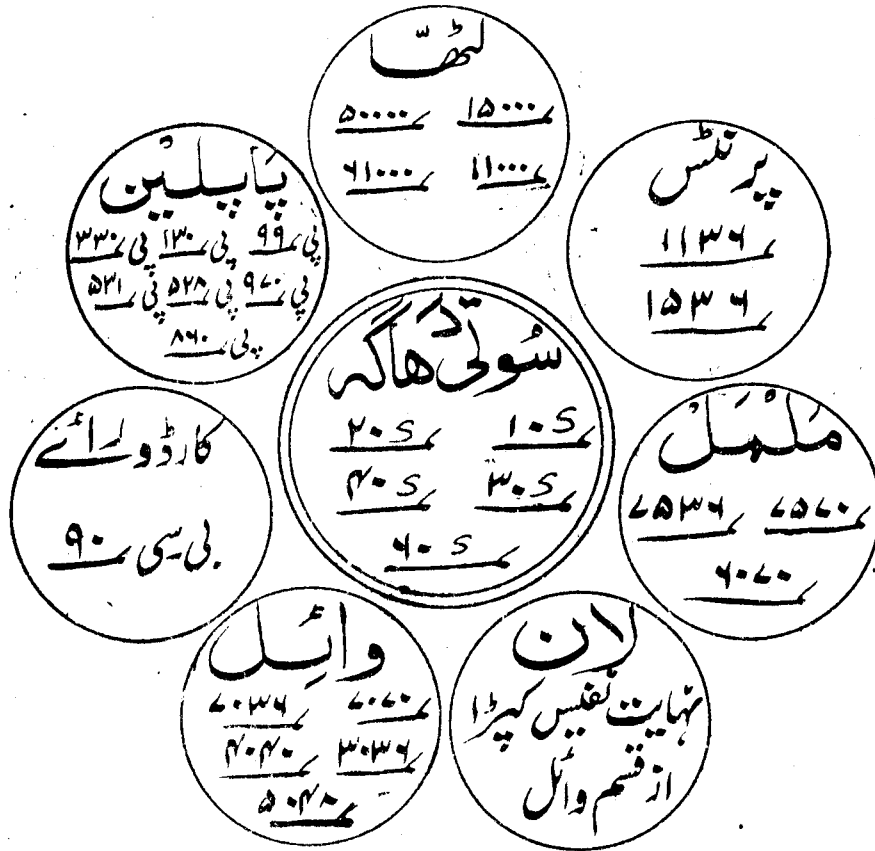
گئے یہی لوگ ہیں جن کے متعلق حضور علیہ التحیۃ والسلام نے فرمایا ہے أصحابی کالنجوم فبأیهم اقتدیتم اهتدیتم - قرآن سے محبت کرو خدا تعالیٰ آپ سے محبت کرے گا آج دنیا آپ کی رہنمائی کی محتاج ہے

ہست فرقاں روز روشن از خدا
تا دہندت روشنئے دیدہ ہا
وحی فرقاں مردگاں را جاں دہد
صد خبر از کوچۂ عرفاں دہد
(مسیح موعود)

(غلام قادر عفی عنہ)

(ذ الاکا پریس سرکلر روڈ لاہور میں باہتمام مولوی دوست محمد صاحب پرنٹر پبلشر چھپ کر دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور سے شائع ہوا)

ہم تو رکھتے ہیں مسلمانوں کا دین
دل سے ہیں خدامِ ختم المرسلین

احمدیہ انجمن اشاعتِ اسلام لاہور کا خصوصی ترجمان

تم ہمیں دیتے ہو کافر کا خطاب
کیوں نہیں لوگو تمہیں خوفِ عقاب

ہفت روزہ
پیغامِ صلح لاہور
فی پرچہ ۱۳ پیسے

ہر بدھ کو شائع ہوتا ہے
تار کا پتہ:۔ "تبلیغ" لاہور
فون نمبر:۔ ۲۷۳۷
مدیر:۔ دوست محمد
مدیر معاون:۔ بشیر احمد سوز

زرِ مبادلہ
پاکستان سے چھ روپے
ہندوستان سے چھ روپے
ممالک غیر سے ایک پونڈ

جلد ۴۹ | یوم چہارشنبہ مورخہ ۲۴ ذیقعد ۱۳۸۰ھ مطابق ۱۰ مئی ۱۹۶۱ء | نمبر ۱۹

قومی ترقی کے تین ضروری اقدام

احمدیہ ہال کیلئے میاں فاروق احمد صاحب کی جانب سے ایک لاکھ روپے کا عطیہ

۱۔ احباب کرام کو معلوم ہے کہ ہماری جماعت کے تین بزرگ محترم الحاج شیخ میاں محمد صاحب، محترم خانبہادر ڈاکٹر سعید احمد خانصاحب اور محترم خانبہادر غلام ربانی خانصاحب، حضرت امیر ایدہ اللہ کی معیت میں لائل پور، راولپنڈی اور ملتان کی جماعتوں کا دورہ کر چکے ہیں، جس سے نہایت خوشگوار نتائج پیدا ہوئے اور جماعت میں محبت و یگانگت کی ایک لہر دوڑ گئی ہے جو جماعتی اور تبلیغی کاموں کی ترقی و استحکام کی موجب ہوگی۔

۲۔ اسی دورہ کے سلسلہ میں حضرت امیر ایدہ اللہ نے ملتان میں یہ تحریک کی کہ احمدیہ بلڈنگس لاہور کے جس مکان میں حضرت مسیح موعودؑ کا وصال ہوا اس پر حضرت صاحب کی یاد میں احمدیہ ہال تعمیر کیا جائے اور مرحوم ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب کے مکان کو اور زنانہ منزل کو مارکیٹ کی شکل میں تبدیل کیا جائے۔ اس مارکیٹ کی دکانوں سے کم و بیش دس ہزار روپے ماہوار کی آمدنی ہوگی۔ اس رقم سے سارے پاکستان میں احمدیہ مشن کھولے جائیں گے بتوفیقہ تعالیٰ۔ حضرت امیر ایدہ اللہ نے اسکے لئے چندہ کی اپیل کی اور حضرت امیر کی اس اپیل پر محترم شیخ میاں فاروق احمد صاحب نے ایک لاکھ روپیہ کی پیشکش کی جو انکے دینی جذبہ پر شاہد ہے۔ جزاہ اللہ احسن الجزا۔

امید ہے یہ اہم کام عنقریب شروع کیا جائے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ

۳۔ تیسرا اہم منصوبہ ایک احمدیہ کالج کے قیام سے تعلق رکھتا ہے جس کیلئے مسلم ہائی سکول نمبر ۲ کی عمارات کے ایک حصہ کو الگ کر کے کالج کیلئے مخصوص کر دیا گیا ہے اور اس کیلئے نہایت قابل سٹاف مہیا کیا گیا ہے۔ یہ کالج جس میں دنیوی تعلیم کیساتھ ساتھ دینی تعلیم کا بھی انتظام کیا گیا ہے۔ یکم جون ۱۹۶۱ء سے کھل جائیگا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

بحرِ حکمت کے موتی

عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابغونی فی ضعفائکم فانما تنصرون وترزقون بضعفائکم۔ اخرجہ اصحاب السنن ومعنی ابغونی اطلبونی۔ بحوالہ تلخیص الصحاح کتاب الزھد والفقر۔

ترجمہ:۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے تم غریباء (یعنی مزدور و کسان) میں تلاش کرو۔ اس لئے کہ غریبوں ہی کی برکت سے تمہاری مدد کی جاتی ہے اور انہی کی برکت سے تمہیں روزی دی جاتی ہے۔

نوٹ:۔ آج مزدور اور کسان کے نام پر نئی نئی تحریکات وجود میں آ رہی ہیں۔ کمیونزم کے پودے نے بھی اسی سرزمین سے سر نکالا۔ پھلا اور پھولا۔

دراصل اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ حکومت وسیع پیمانہ پر اور قومی ادارے اپنی وسعت کے مطابق ایسا مثالی سوشل نظام پیدا کریں جس میں قوم کے ہر طبقہ کا فرد ایک مفید عضو بن جائے۔ کامل متقیانہ زندگی اپنا لے اور سفرِ زندگی عزت و وقار سے طے کرے۔

ہیبت حق است ایں از خلق نیست
ہیبت آں مرد صاحب دلق نیست
ہر کہ ترسید از حق و تقویٰ گزید
ترسد ازوے جن و انس و ہر کہ دید (رومیؒ)

ترجمہ:۔ یہ (مرد مومن کی) ہیبت خدا تعالیٰ کی ہیبت ہے کسی آدمی کی نہیں یہ ہیبت اس دلق پوش و سادگی سے زندگی بسر کرنے والے کی نہیں جو شخص اللہ تعالیٰ سے ڈر کر تقویٰ اختیار کرتا ہے جن و انس میں سے جو کوئی اسے دیکھے ڈر جاتا ہے۔ (غلام قادر عفی عنہ)

تبلیغی خط و کتابت

دیکھو خدا نے سارے یہ جہاں کو جھکا دیا
گمنام پا کے شہرہ عالم بنا دیا

جنوبی افریقہ

ترجمہ خط از مسٹر آئی ۔ اے منجرا آنریری سیکرٹری اسلامک سنٹر جنوبی افریقہ ۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ'

آپ کے ۸ نومبر کے خط کی وصولی کی اطلاع دیر سے دے رہا ہوں امید ہے آپ معاف فرمائیں گے۔ اطلاعاً عرض ہے کہ ہمیں ایک کاپی قرآن شریف مع دی پرافٹ ۔ ٹیچنگز آف اسلام اور براہین احمدیہ اچھی حالت میں وصول ہوگئی ہیں ۔ ہم آپ کے تہ دل سے شکرگذار ہیں ۔

مسلمانوں کی موجودہ زبوں حالی سے نہیں اٹھانا عظیم الشان امور مہمہ میں سے ہے ۔ یہ کام تمام مسلمانوں کی پیہم اور متفقہ کوششوں سے ہو سکتا ہے اور باہم تعاون سے ہم کامیابی کا منہ دیکھ سکتے ہیں ۔

اسلام جیسا کہ ہم لوگ خوب جانتے ہیں انسانیت کی تمام اخلاقی ۔ روحانی اور عملی بیماریوں کے لئے تریاق کی نشاندہی کر سکتے ہیں اور اس کی طرف دعوت دے سکتے ہیں جبکہ ہم خود جو کہ حامل قرآن ہیں ان بیماریوں میں مبتلا ہیں ۔

ہم اپنی بیماریوں کا علاج کلام اللہ اور اسوۂ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی ہی سے کر سکتے ہیں ۔

ہم جنوبی افریقہ میں جس سب سے اہم مسئلہ سے دوچار ہیں وہ ہے ہمارے بچوں کی اسلامی تعلیم کا اہم سوال ہم آپ کے بہت ہی ممنون احسان ہوں گے اگر مکمل نصاب کا سیٹ چھوٹی سے چھوٹی جماعت سے لے کر بڑی سے بڑی جماعت تک ہمیں مہیا فرمایا جائے ایسا نصاب ہو جو آپ کے ہاں اسلامی مدارس میں پڑھایا جاتا ہے ۔

اور اگر عربی زبان سیکھنے کے لئے آپ نے کوئی سہل ترین کورس شائع کئے ہوں تو وہ بھی عنایت فرمائیں یہ کورس انگریزی زبان میں ہونا چاہیئے ۔

(انہیں خط لکھا جا رہا ہے ۔ اور کچھ مزید لٹریچر بھیجا جا رہا ہے ۔ غلام قادر)

جاوا

ترجمہ خط از مسٹر اے صلاح الدین تھاویلی انڈونیشین مسلم سٹوڈنٹ یونین جاوا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

ہم اس خوشی کو بیان نہیں کر سکتے جو ہمیں آپ کے متعلق یہ سن کر ...... ہوئی کہ آپ مسلم طلباء اور سوسائٹیوں کی

لٹریچر سے مدد کرتے رہتے ہیں ۔

ہمیں آپ کے اسلامی لٹریچر کی بہت ضرورت ہے کیونکہ اس میں طلباء کے لئے بہت بڑا ذخیرہ ہے جسے حاصل کر کے ہم بہت ترقی کر سکتے ہیں ۔ یہ چھٹی اسی غرض کو مدنظر رکھ کر آپ کی خدمت میں بھیجی جا رہی ہے امید ہے آپ ہماری عرضداشت پر ہمدردی سے غور فرمائیں گے ۔

ایسی کتب جو آپ شائع فرما رہے ہیں ہمارے ملک اور کالج کی لائبریریوں میں مفقود ہیں ۔

ہمیں آپ کے سوا کوئی دوسرا ادارہ نظر نہیں آتا جو اس معاملہ میں ہماری مدد کر سکے ۔

ہمیں خاص طور پر قرآن شریف اور دیگر کتب درکار ہیں ۔ امید ہے آپ خط کے جواب سے جلدی سرفراز فرمائیں گے ۔

(انہیں قرآن شریف اور دیگر لٹریچر اور خط بھیجے گئے ۔ غلام قادر)

نائیجیریا

ترجمہ خط از مسٹر ادریسو ایکس ایبرز کمپونڈ الورن نائیجیریا ۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مجھے قرآن شریف اور چند دیگر کتب مل گئی ہیں ۔ بہت بہت شکریہ امید ہے آپ آئندہ بھی میری مدد فرماتے رہیں گے ۔

میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ آپ کی ارسال کردہ کتب کا جائز فائدہ اٹھایا جائے گا ۔ ان کتب سے یہاں کے لوگوں کو بھی مستفید کیا جائے گا ۔

میں دعا کرتا ہوں ...... کہ ہمیں اشاعت اسلام کی اللہ تعالے بیش از بیش توفیق بخشے ۔

(انہیں مزید لٹریچر اور خط بھیجے گئے ۔ غلام قادر ڈار)

بینٹن (انڈونیشیا)

ترجمہ خط از مسٹر محمدی العمر سیرانگ بینٹن انڈونیشیا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ'

میں اس خط میں دلیرانہ طور پر اعلان کرتا ہوں کہ میں سلسلہ احمدیہ میں آپ کی انجمن کے توسط سے داخل ہوتا ہوں ۔

مجھے اسلامی تعلیم پر مدلل طور پر آگاہی حاصل کرنے کے لئے آپ کے لٹریچر کی ضرورت ہے جو عربی اور انگریزی میں ہو ۔ میں آپ کا بہت شکرگذار ہوں گا

(انہیں ٹیچنگز آف اسلام وغیرہ اور خط بھیجے گئے ۔ غلام قادر ۔ ڈار)

نائیجیریا

ترجمہ خط از مسٹر عثمان اولوا توگن این ۔ اے پولیس ۔ نائیجیریا ۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ'

بندہ آپ کو خط لکھنے میں گونہ خوشی محسوس کرتا ہے ۔

میں این اے پولیس ہوں اور میں اپنی بارکوں میں پولیس مینوں کو اسلام کے متعلق تعلیم دے رہا ہوں ۔

بنابریں میں درخواست کرتا ہوں کہ مجھے ایک کاپی قرآن شریف اور اسلام پر چند کتب بھیجکر ممنون فرمائیں ۔ مہربانی فرما کر میری درخواست کو قبول فرمائیے ۔ بہت بہت شکریہ ۔

(انہیں قرآن شریف اور دیگر لٹریچر بھیجا گیا اور خط لکھا گیا کہ اسلام کے متعلق ان کے سوالات کا جواب دیا جائے گا ۔ غلام قادر ۔ ڈار)

بریلی (انڈیا)

ترجمہ خط از سی پی سنگھ بریلی انڈیا

جناب عالی

میں آپ کی چٹھی مورخہ ۱۵ مارچ ۱۹۶۰ء اور پارسل کتب جس میں ایک کاپی قرآن شریف کی بھی ملا بہت بہت شکریہ ادا کرتا ہوں ۔

مجھے خاص طور پر قرآن شریف حاصل کر کے اتنی خوشی ہوئی کہ میں بیان نہیں کر سکتا ۔ میں نے فوراً اس مقدس کتاب کا مطالعہ شروع کر دیا تھا ۔

اس کتاب کو پڑھ کر میرے جو تاثرات ہوں گے اُن سے میں آپ کو اطلاعاً عرض کروں گا ۔ میں نے آپ کی ہندوستان میں مقیم جماعت سے بھی تعارف حاصل کیا تھا جو میرے لئے مفید ہوگا ۔

مگر آپ سے براہ راست تعلق میرے علم میں بہت اضافہ کا باعث ہوگا اور مذہب کے متعلق سے حقائق مجھے مل جائیں گے ۔

میں بڑے ادب و عزت سے خط ختم کرتا ہوں

(انہیں خط اور مزید لٹریچر بھیجے گئے)

اوشیگو (نائیجیریا)

مسٹر میجے ۔ اے ۔ آئی سولا ٹریننگ کالج اوشیگو نائیجیریا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ'

مہربانی فرما کر مجھے اسلام کے متعلق لٹریچر ارسال فرمائیں تاکہ مجھے تعلیم اسلام سے آگاہی ہو اور میں آپ کا لٹریچر ہاتھ میں لیکر اشاعت اسلام کر سکوں ۔

میں پیدائشی مسلمان ہوں اور چالیس ......

"اُمتی نبی" کی اصطلاح

فسادات پنجاب کی تحقیقاتی عدالت میں میاں محمود احمد صاحب کے اس بیان کو سُن کر کہ حضرت مسیح موعودؑ کا ماننا جزوِ ایمان نہیں، ہمیں خوشی ہوئی تھی کہ نبوت اور کفر و اسلام کا مسئلہ جو قریباً نصف صدی سے قادیانی یا ربوائی جماعت اور ہمارے درمیان مابہ النزاع چلا آتا تھا حل ہو گیا، کیونکہ جب میاں صاحب نے یہ تسلیم کر لیا کہ حضرت مسیح موعودؑ کا ماننا جزوِ ایمان نہیں تو دوسرے لفظوں میں انہوں نے یہ بھی مان لیا کہ حضرت ممدوح منصب نبوت پر فائز نہیں ورنہ میاں صاحب کے سابقہ عقیدہ کے مطابق اگر آپ نبی ہیں تو آپ کا ماننا جزوِ ایمان کیوں نہ ہو۔

میاں صاحب کے اس جرأتمندانہ بیان کو ہم نے بنظر استحسان دیکھا اور یہ اُمید ظاہر کی کہ وہ اور ان کی جماعت آئندہ حضرت مسیح موعودؑ کو نبی قرار دینے اور نہ ماننے والوں کو دائرہ اسلام سے خارج کرنے سے پرہیز کریں گے۔ لیکن ہمیں نہایت افسوس کیساتھ پیران نے پرند رو مریداں مے پرانند کے مقولہ کا قائل ہونا پڑتا ہے، میاں صاحب تو اس کے بعد نہیں بولے اور نہ ان ... کو ہوش ہے کہ اپنی جماعت کے خیالات و معتقدات کا جائزہ لے سکیں، لیکن "الفضل" میں آئے دن اس قسم کے بیانات شائع ہوتے رہتے ہیں، جن میں کسی نہ کسی رنگ میں حضرت مسیح موعودؑ کو مدعی نبوت قرار دیا جاتا ہے، اسی قسم کا ایک مضمون مدیر الفضل نے ۲۵ مارچ کی اشاعت میں "اُمتی نبی" کے عنوان سے بطور مقالہ افتتاحیہ لکھا ہے جس کے شروع میں حقیقۃ الوحی صفحہ ۹۶-۹۷ کی حسب ذیل عبارت نقل کی ہے:-

"آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرنے والا اس درجہ کو پہنچا کہ ایک پہلو سے وہ اُمتی ہے اور ایک پہلو سے نبی کیونکہ اللہ جلّشانہٗ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو صاحبِ خاتم بنایا یعنی آپ کو افاضۂ کمال کے لئے مہر دی جو کسی اور نبی کو ہرگز نہیں دی گئی۔ اسی وجہ سے آپ کا نام خاتم النبیین ٹھہرا یعنی آپ کی پیروی کمالاتِ نبوت بخشتی ہے اور آپ کی توجہ روحانی نبی تراش ہے اور یہ قوتِ قدسیہ کسی اور نبی کو نہیں ملی یہی معنی اس حدیث کے ہیں کہ علماء اُمتی کانبیاء بنی اسرائیل یعنی میری اُمت کے علماء بنی اسرائیل کے نبیوں کی طرح ہوں گے اور بنی اسرائیل میں اگرچہ بہت نبی آئے مگر اُن کی نبوت موسیٰ کی پیروی کا نتیجہ نہ تھا بلکہ وہ نبوتیں براہ راست خدا کی ایک موہبت تھیں حضرت موسیٰ کی پیروی کا ایک ذرہ کچھ دخل نہ تھا اسی وجہ سے میری طرح ان کا یہ نام نہ ہوا کہ ایک پہلو سے نبی اور ایک پہلو سے اُمتی۔ بلکہ وہ انبیاء مستقل نبی کہلائے اور براہِ راست ان کو منصبِ نبوت ملا۔"

اس عبارت کا یہ فقرہ کہ "یہی معنے اس حدیث کے ہیں کہ علماء اُمتی کانبیاء بنی اسرائیل یعنے میری اُمت کے علماء بنی اسرائیلی نبیوں کی طرح ہوں گے"

"اُمتی نبی" کے مفہوم کو بخوبی واضح کرتا ہے، اس فقرہ سے صاف ظاہر ہے کہ اُمت محمدیہ کے علمائے ربانی نبی نہیں ہو سکتے بلکہ نبی اسرائیلی نبیوں کی طرح ہیں، اور خود "الفضل" نے بھی اس بات کو تسلیم کیا ہے کہ

"اُمتی نبوت صرف اُمتِ محمدیہ کے ساتھ خاص ہے یہ نبوت دراصل سیدنا حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی عظیم الشان اور مکمل نبوت کا ہی پرتو ہے۔"

لیکن آگے چل کر ...... آیہ کریمہ من یطع اللہ والرسول فاولئک مع الذین انعم اللہ علیہم من النبیین والصدیقین والشہداء والصالحین وحسن اولئک رفیقاً۔ پر اس کی بنا قرار دیتے ہوئے فرماتے ہیں:-

"اگر یہ کہا جائے کہ اب کسی قسم کا نبی نہیں آسکتا تو مع کے معنی اگر ساتھ کئے جائیں گے تو یہ ماننا پڑیگا کہ اُمتِ محمدیہ میں صدیق شہید، صالح بھی نہیں پیدا ہوں گے اللہ تعالیٰ اور رسول کی اطاعت کرنے والوں کو صرف رفاقت ہی نعوذ باللہ نصیب ہوگی ورنہ کوئی یہ درجہ حاصل نہیں کر سکے گا"

یہ نبیوں، صدیقوں، شہیدوں اور صالحین کی "رفاقت" پر نعوذ باللہ پڑھنے کے کیا معنے ہیں، کیا الفضل کو ان مقدسین کی رفاقت بُری معلوم ہوتی ہے؟ اس آیت میں تو مع کا لفظ رفاقت ہی کا اعلان کر رہا ہے لیکن اس کے یہ معنی نہیں کہ صدیق شہید اور صالحین اس اُمت میں پیدا ہی نہیں ہوں گے، ایک اور آیت میں یہ بتایا گیا ہے کہ صدیق اور شہید اس اُمت میں ضرور پیدا ہوں گے لیکن وہاں نبیوں کا ذکر نہیں جس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ نبیوں کی صرف رفاقت ہی نصیب ہوگی منصبِ نبوت حاصل نہیں ہوگا۔ وہ آیت یہ ہے:- والذین اٰمنوا باللہ ورسلہٖ اولٰئک ہم الصدیقون والشہداء عند ربہم۔ لیکن "الفضل" کو اس پر اطمینان نہیں، ایک طرف تو وہ "اُمتی نبوت" کو رسول کریم صلعم کی نبوت کا "پرتو" قرار دیتا ہے اور دوسری طرف اسے اصرار ہے، کہ آیت خاتم النبیین میں ہر قسم کی نبوت ہمیشہ کے لئے ختم نہیں ہوئی اور اس آیت میں خاتم النبیین کے معنے نبیوں کی مہر کے ہیں جو کسی چیز کو بند کرنے کے لئے نہیں بلکہ تصدیق کے لئے لگائی جاتی ہے، ہم نہیں سمجھتے کہ "اُمتی نبوت" کو آنحضرت صلعم کی نبوت کا پرتو ماننے کے باوجود اسے خاتم النبیین کے معنوں کی ان بھول بھلیوں میں پڑنے کی کیا ضرورت پیش آئی جو صرف قادیانی جماعت اور اس کے خلیفہ ہی کی ایجاد ہیں ورنہ خود رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انا خاتم النبیین لا نبی بعدی فرما کر خاتم النبیین کے معنوں کو واضح کر دیا کہ یہ مہر سلسلہ رسالت کو بند کرنے کے لئے ہے نہ کہ تصدیق کے لئے، اور خود مسیح موعودؑ نے بھی اسی معنی کو صحیح قرار دیا جہاں فرمایا وان رسولنا صلعم خاتم النبیین وعلیہ انقطعت سلسلۃ المرسلین۔ اس جگہ حضرت عائشہ یا آئمہ دین کے اقوال پیش کرنا بے محل ہے خود رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت مسیح موعودؑ کے ارشادات کے ہوتے ہوئے کسی دوسرے کا قول کس طرح حجت ہو سکتا ہے لیکن یہ بھی صحیح نہیں کہ حضرت عائشہ یا آئمہ دین میں سے کسی بزرگ نے لا نبی بعدی کی تردید کی ہے یا اُمت محمدیہ میں کسی قسم کی نبوت کا اجرا تسلیم کیا ہے حضرت عائشہ نے کے اس ارشاد کا کہ قولوا انہ خاتم النبیین ولا تقولوا لا نبی بعدہ صرف یہ منشا مقصود ہے کہ خاتم النبیین ایک جامع لفظ ہے جس میں لا نبی بعدہ کا مفہوم پایا جاتا ہے اس لئے خاتم النبیین کہتے ہوئے لا نبی بعدہ اس کے ساتھ ملانے کی ضرورت نہیں، دوسرے یہ کہ لا نبی بعدہ میں تو صرف انقطاع نبوت کا مفہوم ہے اور خاتم النبیین کے لفظ میں انقطاع نبوت بھی ہے اور یہ بھی کہ آنحضرت صلعم کا زمانہ قیامت تک ممتد ہوگا اور آپ کا فیض ہمیشہ کے لئے جاری رہے گا، حضرت عائشہ کی طرح حضرت مغیرہ کا بھی ایک قول ہے جس میں انہوں نے ایک شخص کو اس کے قول ... "محمد صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء ولا نبی بعدہ" پر منع کیا حسبک اذا قلت خاتم الانبیاء یعنی جب تم نے خاتم الانبیاء کہدیا تو یہ کافی ہے اس کے ساتھ لا نبی بعدہ کہنے کی کیا ضرورت ہے، یہ مفہوم تو اس کے اندر موجود ہے، الفضل نے شیخ محی الدین ابن عربی اور دیگر آئمہ کے اقوال کی طرف بھی اشارہ کیا ہے، افسوس ہے، قلت گنجائش اجازت نہیں دیتی کہ ان بزرگوں کے اقوال نقل کر کے بتایا جائے کہ انہوں نے جو کچھ لکھا، اس میں کسی نبوت کے اجراء کا ہرگز ذکر نہیں بلکہ صاف لکھا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبی کا نام زائل ہو گیا

"کذالک اسم النبی زال بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم"

اور صرف وحی ولایت اور اولیاء اللہ کے ظہور کو تسلیم کیا ہے ان کے یہ اقوال جو پہلے بھی پیغام صلح میں نقل ہو چکے ہیں کسی دوسری فرصت میں نقل کئے جائیں گے انشاء اللہ تعالیٰ۔

آخر میں ہم "الفضل" کو "اُمتی نبی" کے ان معنوں کی طرف توجہ دلانا چاہتے ہیں، جو حضرت مسیح موعودؑ نے خود کئے ہیں فرماتے ہیں:-

"سو یہ بات کہ اس کو (مسیح موعودؑ کو) اُمتی بھی کہا اور نبی بھی اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ دونوں شانیں اُمتیت اور نبوت کی اس میں پائی جائیں گی، جیسا کہ محدث میں ان دونوں شانوں کا پایا جانا ضروری ہے لیکن صاحب نبوت تامہ تو صرف ایک شان نبوت ہی رکھتا ہے غرض محدثیت دونوں رنگوں سے رنگین ہوتی ہے" (ازالہ اوہام صفحہ ۵۳۳)

سُن لیا آپ نے؟ اس کے بعد بھی آپ اُمتی نبوت کو کوئی قسم نبوت قرار دیں تو آپ کی مرضی۔ حضرت مسیح موعودؑ کے نزدیک یہ محدثیت ہی کا دوسرا نام ہے اور کیا آپ نہیں جانتا کہ محدث کو نبوت کا مقام حاصل نہیں ہوتا صرف رنگ نبوت سے رنگین ہوتا اور مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ سے ...

بدوملہی میں قمر ساہانوی صاحب کا دورہ

مکرمی جناب ایڈیٹر صاحب اخبار "پیغام صلح"۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ مندرجہ ذیل سطور اپنے اخبار کی قریبی اشاعت میں شائع فرما کر مشکور فرمائیں:۔

چوہدری فضل الرحمان صاحب قمر ۲۷ر مارچ ۱۹۶۱ء دو بجے کی گاڑی سیالکوٹ کی طرف سے بدوملہی تشریف فرما ہوئے۔ چونکہ جناب ممدوح کی تشریف آوری سے تقریباً ڈیڑھ ہفتہ پہلے آپ کے پروگرام بدوملہی کا بذریعہ پوسٹ کارڈ پتہ ہو چکا تھا۔ اس لئے علاوہ احباب سلسلہ کے بکثرت اہل قصبہ بڑے شوق سے آپ کا انتظار کر رہے تھے۔ چنانچہ شام چار بجے جناب ماسٹر عبدالغنی صاحب کے دولت خانہ پر پہنچے جہاں احباب جماعت اور دیگر احباب قصبہ ہذا سے ملاقات کا سلسلہ جاری رہا۔ بعد ازاں تقاریر کا پروگرام مرتب کیا گیا۔ چنانچہ ۲۸ر مارچ ۱۹۶۱ء کو پہلی تقریر احمدیہ مسجد کوٹ والی میں بوقت ۸ بجے بعد از نماز عشا مقرر ہوئی جس کا اعلان اگلے روز بذریعہ منادی قصبہ ہذا میں اعلان کیا گیا۔ تقریر کا موضوع ہمارے عقائد تجویز ہوا تھا۔ نماز مغرب کے قریب ایک پولیس کانسٹیبل صاحب خاکسار کے مکان پر آئے اور مجھ کو بلا کر دریافت کیا کہ آپ کے ہاں کوئی مولوی صاحب آئے ہیں۔ میں نے کہا جی ہاں اس پر صاحب مذکور نے کہا کہ آپ کو اور مولوی صاحب کو جناب تھانیدار صاحب نے بلایا ہے۔ میں نے کہا کہ مولوی صاحب تو بغرض نماز مغرب مسجد نور باغاں میں تشریف لے گئے ہیں اگر ان کا آنا ضروری ہے تو میں ہمراہ لے کر آ جاتا ہوں۔ کانسٹیبل صاحب نے کہا کہ خیر پھر آپ خود ہی ہو آئیں۔ چونکہ نماز مغرب کا وقت ہو چکا تھا۔ میں نے کہا کہ میں نماز مغرب ادا کر کے آتا ہوں۔ چنانچہ میں نماز سے فارغ ہو کر جناب تھانیدار صاحب کے حکم کی تعمیل کے لئے چل پڑا۔ راستے میں کئی قسم کے خیالات کہ شاید کسی کو رباطن نے کوئی شکایت کی ہوگی وغیرہ دل میں آتے رہے۔ خیر انہی خیالات میں منہمک تھانیدار صاحب کی خدمت میں پہنچکر سلام مسنون کا فریضہ ادا کیا۔ جس پر صاحب ممدوح نے نہایت فراخدلی اور نہایت بااخلاق پیرایہ میں وعلیکم السلام فرمانے کے بعد مصافحہ کرتے ہوئے خاکسار کے لئے کرسی منگوا کر بیٹھنے کے لئے ارشاد فرمایا۔ بعد ازاں فرمانے لگے۔ کہ آپ کے ہاں جو مولوی صاحب تشریف لائے ہیں اُن کا کیا نام و پتہ ہے۔ خاکسار نے مفصل پتہ بتایا جو آپ نے نوٹ فرما لیا۔ اور فرمانے لگے کہ آج آپ نے مولوی صاحب کی کسی تقریر کا اہتمام کیا ہے۔ میں نے کہا جی ہاں۔ فلاں مسجد میں تقریر ہوگی۔ صاحب موصوف نے موضوع دریافت کیا۔ میں نے کہا ہمارے عقائد موضوع ہے۔ اور ہمارا مشن تبلیغ اسلام ہے۔ اس کے علاوہ ہمارا سیاسیات اور کسی دیگر مذاہب پر نکتہ چینی کرنا شیوہ نہیں اور نہ ہی کسی کی دلآزاری ہماری غرض ہے اور اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم کے ماتحت ہم اپنی پاسبان حکومت کے ہر دم خیر خواہ اور ثناخواں ہیں۔ اس قسم گفتگو کے بعد واجب الاحترام صاحب موصوف نے چند نصائح کے بعد مجھ کو واپسی کی اجازت مرحمت فرمائی۔ میں یہ بات نہایت فخر سے تحریر کرتا ہوں کہ جس ادب اور اخلاق اور فراخدلی اور شیریں کلامی کا مظاہرہ صاحب ممدوح کی طرف سے ظہور میں آیا۔ وہ قابل تعریف ہی نہیں بلکہ مجلسوں کے لئے قابل عمل ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم تمام باشندگان پاکستان کو عموماً اور افسران حکومت کو خصوصاً بیش از بیش اخلاق نبوی پر گامزن ہونے کی توفیق مرحمت فرمائے آمین۔ غرض حسب پروگرام ۸ بجے کارروائی جلسہ شروع ہوئی جناب عبدالحفیظ صاحب ہیڈ ماسٹر مسلم ہائی سکول نے نہایت خوش الحانی سے قرآن کریم کی تلاوت فرمائی چند بچوں نے نعت خوانی کی۔ ازاں بعد جناب قمر صاحب سٹیج پر تشریف لائے اور موضوع مقررہ ہمارے عقائد کے تحت حضرت مسیح ناصری علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وفات پر چند نصوص قرآنیہ سے نہایت عجیب پیرایہ میں استدلال فرما کر سامعین سے خراج تحسین حاصل کیا۔ بعد ازاں مسئلہ نبوت کو بالوضاحت ثابت کرنے کے بعد آنحضرت صلعم کا حضرت مسیح موعود کی تحریرات سے خاتم النبیین ہونا۔ اور اُمت محمدیہ میں سلسلہ مجددین و محدثین کا قائم ہو کر عملی وجود میں ہر صدی پر ظاہر ہونا براہین و دلائل سے ثابت کیا۔ جس کا سامعین پر بڑا اثر ہوا۔ سامعین میں غیر از جماعت بکثرت موجود تھے۔ اور کافی تعداد میں ربوائی دوست بھی تشریف فرما تھے۔ غرضیکہ نہایت خوش اسلوبی سے ایک گھنٹہ تقریر کے بعد یہ جلسہ بخیر و خوبی دعا پر ختم ہوا۔ اور دوسرے روز کی تقریر کے پروگرام کا اعلان کیا گیا۔ چنانچہ اگلے روز حسب اعلان شائقین جوق در جوق مسجد احمدیہ نور باغاں میں آنا شروع ہو گئے اور بہت جلد جائے تنگ و مردماں بسیار کا مقولہ نظروں میں سما گیا۔ مستورات نے بھی کافی تعداد میں شرکت فرمائی جن کا مسجد ہذا میں انتظام موجود تھا۔ آخر وقت مقررہ پر کارروائی جلسہ شروع ہوئی۔ محترمی جناب بٹ صاحب ہیڈ ماسٹر مسلم سکول بدوملہی نے خوش الحانی سے تلاوت قرآن کریم فرمائی۔ بچوں کی نعت خوانی کے بعد فاضل مقرر صاحب نے آیت قرآنی واذ ابتلی ابراهيم ربه بكلمت فاتمهن الخ سے تقریر کا افتتاح فرما کر ایسا اچھوتا استدلال سامعین کے سامنے پیش کیا جو حیات مسیح ناصری علیہ السلام اور اجرائے نبوت کے شائقین احباب کے لئے حجت کاملہ کا کام دے رہا تھا ہمارے کرم فرما چند ربوائی دوست بھی تشریف فرما تھے۔ غرض ہر طرح سے یہ جلسہ نہایت کامیابی سے بخیر و خوبی دعا پر ختم ہوا۔

اگلے روز کی تقریر کا اعلان کیا گیا۔ چنانچہ حسب اعلان ۳۰ر مارچ ۱۹۶۱ء کو وقت مقررہ پر احباب مسجد احمدیہ معروف کوٹ والی میں جمع ہونے شروع ہو گئے۔ اور ادائیگی نماز عشاء کے بعد تلاوت قرآن کریم سے کارروائی جلسہ شروع ہوئی۔ فاضل مقرر قمر صاحب نے اپنی سابقہ تقریر کے کچھ حصے پر مزید تبصرہ فرمانے کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تشریف آوری کی غرض اور پھر آپ کے الہامات پر روح افزا اور مدلل تقریر فرمائی، اور آپ کے الہامات میں سے متعدد الہامات پیش فرما کر ہماری حاکم حکومت کو ایک رحمت کا نشان ثابت کیا جس کی اس زمانہ کے مامور و مجدد صدی چہاردہم نے خداوند تعالیٰ سے خبر پا کر تقریباً نصف صدی پہلے خبر دی تھی۔ یعنے

انی مع الافواج اتيك بغتة۔ جو آج ہماری آنکھوں کے سامنے لفظ بلفظ پوری ہو کر ازدیاد ایمان کا موجب ہو رہی ہیں۔ فاضل مقرر نے بتایا کہ ان الہامات کی صداقت کا ظہور پہلی بار ۱۹۵۳ء میں ایسی حالت میں ہوا جبکہ شیدائیان اسلام و خادمان مسیح موعود کی ایک مٹھی بھر جماعت کو کچلنے اور صفحہ ہستی سے نیست و نابود کرنے کے لئے اپنی کثرت پر ناز کرنے والوں نے تمام ذرائع مکمل کر لئے تھے۔ عین اس وقت جبکہ دل ہلا دینے والے منظر آنکھوں کے سامنے تھے اور کلیجہ منہ کو آ رہا تھا۔ چند بیکس و بے بس نفوس جن کا ایمان خدا کے فرستادہ کے ان الہامات پر حق الیقین کے درجہ پر پہنچا ہوا تھا۔ اور جن کو درگاہ خداوندی سے اس کے پیارے فرستادہ کی زبانی "لاہور میں ہمارے پاک ممبر و پاک محب موجود ہیں" کا سرٹیفکیٹ مرحمت ہو چکا ہوا تھا۔ ایسی پرخطر حالت میں للہ تبارک الحمدیہ بلڈنگس کی مسجد میں جمع ہو کر آستانہ ایزدی پر سربسجود ہو کر متیٰ نصر اللہ کی آواز بلند کر رہے تھے۔ اس وقت اُن خدا کے پاک ممبروں کی آہ و بکا سے خدا کی انتقامی غیرت جوش میں آئی اور آن واحد میں ان بشارات کو جو نصف صدی پہلے اپنے فرستادہ مامور کی زبان مبارک پر جاری فرمائی تھیں بلفظہٖ دنیا کے سامنے سچا ثابت کر کے اپنے صادق الوعد ہونے کا پورا پورا ثبوت دے دیا۔ چنانچہ منجملہ اور الہامات کے ایک الہام یہ ہے:۔

"قل عندی شهادة من الله الخ پھر فرمایا کہ میں تیری جماعت کو جو مخلص ہیں اور بیٹوں کا حکم رکھتے ہیں بچاؤں گا۔ اسی وحی میں مجھے خدا تعالیٰ نے اسرائیل قرار دیا اور مخلص لوگوں کو میرے بیٹے ...... پھر فرمایا کہ میں اپنی تمام فوجوں کے ساتھ فرشتوں کو لیکر نشانوں کو دکھلانے کے لئے ناگہانی طور پر تیرے پاس آؤں گا۔ یعنے اس وقت جبکہ اکثر لوگ باور نہیں کریں گے اور ٹھٹھے ہنسی میں مشغول ہوں گے۔"

(باقی بر صفحہ ۱۴)

قرآن کریم اور سنّت نبوی کی حفاظت کا اہتمام اللہ تعالیٰ کی طرف سے

حضرت نبی کریم صلعم کی مخلوقات کے ساتھ ہمدردی کی تعلیم

قومی ترقی کے تین ضروری اقدام

خطبہ جمعہ مؤرخہ ۵ مئی ۱۹۶۱ء فرمودہ حضرت امیر مولانا صدر الدین صاحب ایدہ اللہ ۔ بمقام احمدیہ بلڈنگس لاہور

وما کان المؤمنون لینفروا کافۃ فلولا نفر من کل فرقۃ منھم طائفۃ لیتفقھوا فی الدین ولینذروا قومھم اذا رجعوا الیھم لعلھم یحذرون۔
(التوبۃ آیت ۱۲۲)

سنّت نبوی کی حفاظت کا اہتمام

اس آیت میں ایک اہتمام کا ذکر ہے جو اللہ تعالیٰ نے کیا، کس چیز کا اہتمام؟ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنّت کو برقرار رکھنے اور اس کی حفاظت کا اہتمام، فرمایا یہ تو ہو نہیں سکتا کہ عرب کے تمام اطراف اور گوشوں سے سب لوگ نکل آئیں اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں میں آکر بیٹھیں، اور دین کو سیکھیں، لیکن اگر تمام لوگ نہیں نکل سکتے تو یہ تو ہو سکتا ہے کہ ہر بستی سے کچھ کچھ آدمی نکل آئیں، فلولا نفر من کل فرقۃ طائفۃ کیوں نہ ہر قبیلہ سے کچھ لوگ نکل آئیں کس غرض کے لئے نکل آئیں لیتفقھوا فی الدین دین سیکھنے کے لئے، حضرت کے قدموں میں بیٹھ کر دین کا علم حاصل کرنے کے لئے، یہ پہلی غرض ہے، دوسری غرض یہ بتائی، ولینذروا قومھم اذا رجعوا الیھم دین سیکھنے کے بعد جب اپنی اپنی قوم کی طرف واپس جائیں، تو ان کو بھی حضرت کے خصائل و شمائل اور آپ کے اسوہ سے آگاہ کریں، اور ان کو بدی سے بچنے کی تلقین کریں۔ یہ وہ اہتمام ہے جو خدا تعالیٰ نے اپنے ذمہ لیا ہے۔ مہاجرین تو مکہ چھوڑ کر آ ہی گئے تھے، ان کی بڑی تعداد حضرت کی خدمت میں رہتی تھی، انصار نے ان کو اپنی زمینیں اور مکانات بھی دے دیئے اور وہ خود بھی حضرت صلعم کی خدمت اقدس میں بیٹھ کر دین کا علم حاصل کرتے تھے، ان کے علاوہ اصحاب صفہ کی ایک بڑی جماعت تھی جو دن رات مسجد نبوی کے ایک حصہ میں رہتی اور آپ کے ارشادات سے مستفید ہوتی اور آپ کی سنّت پر عمل پیرا ہوتی تھی، ان سب کے علاوہ اللہ تعالیٰ نے یہ بھی حکم دیا کہ عرب کی ساری بستیوں میں سے کچھ کچھ لوگ حضرت کی خدمت میں آکر بیٹھیں، اور دین کو سیکھ کر جب واپس جائیں تو اپنی قوم کو بھی سکھائیں۔

حضرت نبی کریم صلعم کی عزّت و عظمت

ان لوگوں کو جو حضرت کی صحبت میں بیٹھے تھے، آپ سے جو عشق تھا، اس کا اندازہ نہیں ہو سکتا کسی بادشاہ کو وہ عزّت و عظمت نصیب نہیں ہوئی جو ان لوگوں کے دلوں میں حضرت کے لئے تھی، کبھی کوئی شام کا آدمی آکر اس عزّت و عظمت کو دیکھتا تو وہ واپس جا کر اپنے بادشاہ اور درباریوں کو اس سے آگاہ کرتا، کبھی ایران کا کوئی آدمی آتا تو وہ واپس جا کر بتاتا کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر لوگ کس طرح فدا ہیں، ایرانیوں کے پاس بھی ان کے سفیروں نے ذکر کیا اور شام کے لوگ بھی یہی خبر لیکر جاتے اور اپنے لوگوں کو بتاتے تھے کہ مسلمان حضور کے ارشادات کی تعمیل کے لئے سرگرم عمل نظر آتے ہیں۔ جب اذان ہوتی ہے تو ساری قوم جمع ہو جاتی ہے، اور جب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وضو کرتے ہیں تو لوگ اس پانی کو ہاتھوں پر لے کر اپنے جسموں پر ملتے ہیں۔

نبی کریم صلعم کے ارشادات کو صحابہ یاد کر لیتے تھے

ان لوگوں کو عشق تھا کہ جو بھی لفظ رسول اللہ صلعم کے منہ سے نکلتا تھا، اس کو حافظہ میں محفوظ کر لیتے تھے۔ آپ کے کلمات طیبات کو انہوں نے یاد کر لیا، حتیٰ کہ جو خطوط آپ نے بادشاہوں کو لکھے، ان کو بھی زبانی یاد کر لیا، حدیثوں میں ان خطوط کا ذکر آتا ہے اور ان کے الفاظ لکھے ہیں، ان میں سے ایک خط مصر کے بادشاہ مقوقس کو بھی لکھا تھا جو اب تک محفوظ چلا آتا ہے، اور اس کے الفاظ بعینہٖ وہی ہیں جو حدیثوں میں لکھے ہیں ...... اس خط کا عکس ہمارے اخباروں میں شائع ہوا ہے، وہ بالکل حرف بحرف وہی ہے جو حدیثوں میں بیان ہوا ہے، اس سے پتہ چلتا ہے کہ ان لوگوں کا حافظہ کس قدر زبردست تھا، ان کے حافظہ کا تو یہ حال تھا کہ وہ اپنی قوم کے حسب نسب کو زبانی یاد رکھتے تھے، اور دوسرے قبائل کے حسب نسب کو بھی جانتے تھے۔ عرب میں جو میلے لگتے تھے۔ ان میں اپنے اپنے قبیلہ کے حسب نسب اور ان کے کارناموں کو فخریہ دہرایا جاتا تھا اور اپنے اپنے قبیلہ کی مدح میں اشعار پڑھے جاتے تھے۔ اس بلا کے حافظہ والی قوم میں جب قرآن کریم کا نزول ہوا تو انہوں نے پہلے حفظ کیا پھر اسے لکھ لیا، حضرت کی حدیثوں کو بھی لکھ لیا، کیونکہ خدا تعالیٰ کا حکم ہے کہ اردگرد کے لوگ آکر حضرت کی صحبت میں بیٹھیں اور دین کا علم حاصل کریں۔

قرآن کریم کی حفاظت کا اہتمام

یہ کیوں کیا؟ نہ حضرت ابراہیم کی حدیث کسی نے محفوظ کی نہ موسیٰ کی حدیثوں کی حفاظت ہوئی بلکہ ان کی تو کتابیں بھی موجود نہیں۔ قرآن کریم کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون اس میں بھی یہ امر مضمر ہے کہ پہلی کتابوں کی حفاظت نہیں ہوئی، صرف قرآن کریم ہی کو یہ شرف حاصل ہے کہ اس کی حفاظت کا وعدہ اللہ تعالیٰ نے کیا اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی حفاظت کا اہتمام کیا۔ آپ نے بھی اس کو حفظ کیا اور آپ کے صحابہ نے بھی اس کو حفظ کیا اور سینوں پر لکھ لیا، صحابہ کی بہت بڑی تعداد قرآن کریم کی حافظ تھی۔ یہاں تک کہ ستر قاری بئر معونہ پر کفار کے ہاتھوں شہید ہو گئے۔ حضرت صلعم کو اس کا بڑا صدمہ ہوا، اور اس شدت حزن کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ روایت آپ کو پہنچی کہ ان شہداء نے یہ پیغام دیا ہے بلغوا قومنا انا لقینا ربنا رضی عنا ورضینا عنہ ہماری قوم کو یہ پیغام پہنچا دیجئے کہ ہمیں اپنے رب کی ملاقات کا شرف حاصل ہوا ہے، وہ ہم سے راضی ہو گیا اور ہم اس سے راضی ہو گئے، یہ اللہ تعالیٰ کی روایت ہے، اسکو حدیث قدسی کہتے ہیں کیونکہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خدا تعالیٰ سے اسے روایت کرتے ہیں جس سے حضور صلعم کا غم بھی دور ہوا اور صحابہ کرام کا بھی۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن کریم کی حفاظت کے لئے بڑا اہتمام کیا۔ ہڈیوں پر، چمڑوں پر، اور کاغذ کے ٹکڑوں پر قرآن کریم کی آیات لکھی گئیں، اور سب سے بڑھکر یہ کہ سینوں پر اسے لکھ لیا گیا۔

سنّت نبوی کی حفاظت اللہ تعالیٰ کی طرف سے

اللہ تعالیٰ نے چاہا کہ رسول اللہ نے ہمارے کلام کی، ہم انکی سنّت کی حفاظت کریں گے اور فرمایا وما کان المؤمنون لینفروا کافۃ یہ نہیں ہو سکتا کہ سب کے سب مسلمان اپنے شہروں اور گاؤں سے نکل کر آئیں فلولا نفر من کل فرقۃ منھم طائفۃ لیتفقھوا فی الدین لیکن یہ کیوں نہیں ہو سکتا کہ ہر قبیلہ میں سے کچھ لوگ نکل آئیں اور حضرت سے آکر دین سیکھیں، ولینذروا قومھم اذا رجعوا الیھم اور پھر اپنی قوم میں جا کر دین سکھائیں، چنانچہ ایسا ہی ہوا اور یہاں تک کہ سارے عرب میں حضرت کی سنّت کا چرچا ہو گیا

ہر عرب سے نکل کر شام اور مصر اور شمالی افریقہ کے دوسرے حصص میں چلے گئے، اور وہاں دین کو پھیلایا ال تک کہ ان کی بولی بھی عربی ہو گئی اور حضرت کی سنت ن میں رائج ہو گئی۔

ا، رسول، لیڈروں اور عوام سے اخلاص و ہمدردی کی تعلیم

وہ باتیں جو حضرت سکھاتے تھے، ان کا کچھ نمونہ ں آپ کو سنانا چاہتا ہوں، ایک حدیث ہے۔۔ ا بعنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علے تصیم ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعیت کی اس ت پر کہ ہم لوگوں کی ہمدردی اور خیر خواہی کریں گے، کسی کی ن، مال، عزت و آبرو پر حملہ نہیں کریں گے۔ بلکہ ان کی فاظت اور ہمدردی کریں گے، یہ تھا حضرت کا مشن، خلوق خدا کی ہمدردی اور خیر خواہی، حضور صلی اللہ علیہ وسلم رمایا الدین النصیحۃ، دین کا بڑا حصہ نصیحت ہے، صحابہ نے دریافت کیا، کس کے لئے نصیحت ہے؛ فرمایا النصیحۃ للہ ولکتابہ ولرسولہ لائمۃ ولعامتہم۔ خلوص سے اللہ تعالیٰ پر ایمان ہو، خلوص سے اس کی کتاب اور اس کے رسول کے احکام پر عمل ہو، قوم کے اماموں اور لیڈروں کی اطاعت خلوص سے ہو۔ اور عامۃ الناس کی ہمدردی کا جذبہ دل ں ہو، یہ ارشاد نبوی اپنے اندر جامعیت رکھتا ہے یسا کہ حضور نے فرمایا اعطیت جوامع الکلم۔ ں پر حضرت صلعم بیعت لیتے تھے، اگر اب بھی کوئی خص حضرت کی بیعت کرنا چاہے، اور اس چیز کو اپنے ندر پیدا کر لے، تو کس قدر اس کا کلیجہ ٹھنڈا ہوتا ہے۔ ی کے ساتھ بیر نہیں، دشمنی نہیں، دلوں میں اخلاص ہو، دا کو اخلاص کے ساتھ مانے، اس کے رسول سے خلصانہ محبت ہو، لیڈروں سے اخلاص ہو، عام مسلمانوں سے مخلصانہ ہمدردی اور خیر خواہی رکھتا ہو، یہ قوم سازی طریق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھکر لوگوں نے سیکھا، کسی سے کوئی دغا، فریب نہیں، بے حیائی یلن دنوای نہیں، گھر میں سب بڑوں کی عزت اور چھوٹوں سے شفقت کا برتاؤ ہو، محلہ میں اس کو سب اپنا ہمدرد اور خیر خواہ سمجھتے ہوں۔

،انات سے ہمدردانہ برتاؤ کی تلقین

صرف انسانوں کے ساتھ ہی اخلاص اور ہمدردی یلیں، حیوانات کے ساتھ بھی خیر خواہی کرنا سکھلایا۔ لکھا ہے حضرت ایک باغ کے اندر گئے۔ وہاں ایک اونٹ تھا، وہ حضرت کے پاس چل کر آیا، ایسا معلوم ہوتا تھا کہ اس کو کوئی تکلیف ہے اور وہ شکایت لے کر آیا ہے۔ حضرت نے اس کے کان اور کانوں کے نیچے تھپکی دی جس سے اس کو سکون حاصل ہوا، حضرت نے پوچھا کہ یہ اونٹ کس کا ہے، ایک شخص نے کہا کہ میں اس کا مالک ہوں، فرمایا اللہ نے تمہیں اس کا مالک بنایا لیکن تمہیں اس کے معاملہ میں خدا کا خوف نہیں، اسکو شکایت ہے کہ تم اسکو بھوکا رکھتے ہو، اور اس سے کام زیادہ لیتے رہتے ہو، یاد رکھو مسلمان کو حکم ہے کہ خدا کی ہر مخلوق کے ساتھ ہمدردانہ سلوک کرے، ان پر سواری کرو، تو اس حالت میں کہ وہ تندرست ہوں، ان کو ذبح کرو تو اس حالت میں کہ ان کی صحت اچھی ہو۔ آپ نے سنا ہوگا کہ ایک عورت نے اپنی اوڑھنی کے ذریعہ کنوئیں سے پانی نکال کر پیاسے کتے کو پلایا تو حضرت نے فرمایا کہ اس کا مکان جنت میں ہوگا، اور ایک مسلمان عورت کو آپ نے دوزخ میں دیکھا، دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ اس نے ایک بلی کو باندھ رکھا تھا۔ اس کو نہ خود کھانے کو دیتی تھی، نہ چھوڑتی تھی کہ دوسری جگہ سے پیٹ بھر سکے۔

صحابہ کا عملی رنگ

اور سناؤں کہ صحابہ کا کیا رنگ تھا، وہ کہتے ہیں کہ ہم جب سفر میں ہوتے اور کسی جگہ پڑاؤ کرتے تو اگر نماز کا وقت ہوتا، تو باوجودیکہ ہمیں نماز کے ساتھ بڑا عشق ہے...... لیکن لانقس مہا حتے حط الرحال واراحتہا الدواب یعنے نماز ادا کرنے سے پہلے مویشیوں کے پالان اتارتے اور ان کو آرام پہنچانے کا اہتمام کیا کرتے تھے۔

ساتھیوں سے حُسن سلوک

ایک اور بات سنئے خیر کم خیر کم لصاحبہ تم میں سے اچھا دوست وہ ہے جو اپنے ساتھی کے ساتھ اچھا برتاؤ کرے، سفر میں ہو یا دفتر میں، سکول میں ہو یا بورڈنگ میں، یا کسی اور جگہ، جو بھی اس کا ساتھی ہو اس کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آئے۔ یہ ہے مسلمان کی تعریف، اگر سفر میں کوئی شخص ہو یا کسی مکان میں تو دوسرا شخص پہچان جائے گا کہ یہ شخص با خدا ہے یا کیسا ہے۔ اگلے دن میں راولپنڈی گیا تو ایک پٹھان کو دیکھا جو میرا ہمسفر تھا، اس کے چہرہ پر نور برستا تھا۔ میں نے اس سے کہا کہ آپ ہمارے پاس چل کر تھوڑی دیر ٹھہریں، انہوں نے عذر کیا اور شکایت کی، کہ یہ دیکھئے مسلمانوں کا کیا حال ہے، ایک شخص جو گاڑی پر سوار ہو جاتا ہے، دروازہ پر کھڑا ہو جاتا ہے، اور جو کبھی مسافر آتا ہے اس کو گھسنے نہیں دیتا اور کہتا ہے آگے جاؤ یہ اسلامی اخلاق نہیں، سفر کے معنے ہیں ننگا ہو جانا۔ سفر میں انسان کے عیب نظر آجاتے ہیں۔ اسکی کنجوسی بداخلاقی، بے پرواہی کا پتہ لگ جاتا ہے، سفر میں معلوم ہو جاتا ہے کہ کس اخلاق کا شخص ہے۔

ماں باپ اور ہمسایہ سے نیک برتاؤ

اسی طرح سے فرمایا خیر الجیران عند اللہ خیرھم لجارہٖ۔ سب سے اچھا ہمسایہ وہ ہے جو اپنے ہمسایہ کے ساتھ اچھا سلوک کرے، اور فرمایا اپنے ماں باپ، عزیزوں اور رشتہ داروں کے ساتھ اچھا سلوک کرو، قرآن کریم کا ارشاد ہے ووصینا الانسان ان اعبدوا اللہ وبالوالدین احسانا اللہ تعالےٰ کی عبادت کے بعد والدین سے حسن سلوک کا حکم دیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی نے پوچھا سب سے زیادہ اچھا کام کیا ہے فرمایا نماز وقت پر پڑھنا۔ اس سے پابندی وقت کی عادت پیدا ہوتی ہے اور اللہ تعالےٰ سے لگاؤ پیدا ہوتا ہے، سوال کیا گیا کہ اس کے بعد کونسا اچھا کام ہے، فرمایا ماں باپ کی فرمانبرداری، پوچھا گیا اس کے بعد؟ فرمایا جہاد فی سبیل اللہ، ایک شخص نے جہاد میں جانے کے لئے اجازت طلب کی۔ آپ نے دریافت فرمایا کیا تمہاری والدہ زندہ ہے؟ کہا ہاں، فرمایا اس کی خدمت کرو، یہی جہاد ہے، کسی نے پوچھا میں کیا نیک عمل کروں۔ فرمایا اپنی ماں کے ساتھ اچھا سلوک کرو، اس نے پھر پوچھا کیا کروں، فرمایا ماں کے ساتھ اچھا سلوک کرو پھر پوچھا اور کیا کروں فرمایا ماں کیساتھ اچھا سلوک کرو۔

صحابہ کے جذبات اور مالی قربانیاں

حضور کے ایک دو ارشاد اور بھی ملاحظہ ہوں۔ قرآن میں آیت نازل ہوئی لن تنالوا البر حتیٰ تنفقوا مما تحبون۔ اس آیت کو سن کر ابوطلحہؓ آئے اور عرض کیا یہ آیت اتری ہے میرا فلاں باغ مجھے سب سے پیارا ہے، اس کو خدا کی راہ میں دیتا ہوں۔ فتح مکہ کے بعد سعد بن ابی وقاص بیمار ہو گئے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کی عیادت کو گئے، انہوں نے کہا کہ میرے پاس بہت سا مال ہے اور ایک ہی لڑکی ہے میں سارا مال خدا کے رستہ میں دینا چاہتا ہوں، فرمایا نہیں، انہوں نے عرض کیا نصف دے دوں؟ فرمایا نہیں، آخر ایک تہائی آپ نے قبول کر لیا، سعد نے کہا کہ دوسری بات مجھے جو پریشان کر رہی ہے یہ ہے کہ میں یہاں مکہ میں آکر بیمار ہو گیا، اگر یہیں مر گیا تو میری ہجرت اکارت گئی، کہا جائے گا کہ گھر کی محبت غالب آگئی اور آخر مکہ ہی میں جا کر مرا۔ آج تو لوگ مکہ میں مرنا سعادت سمجھتے ہیں۔ لیکن وہ چونکہ مہاجر تھے، اس لئے انہیں خدشہ تھا کہ اگر مکہ میں فوت ہوئے تو ہجرت پر حرف آئے گا اس لئے عرض کیا کہ میرے لئے دعا کی جائے کہ مکہ میں میری موت نہ ہو۔ حضرت عمرؓ نے کہا کہ خیبر میں جو زمین مجھے ملی ہے وہ بڑی اچھی زمین ہے میں خدا کی راہ میں دیتا ہوں، صحابہ کی غیرت اور بلندیٔ اخلاق اور ان کی قربانی مسلمانوں کے لئے مشعل راہ ہے

وصیت کے لئے امام زمان کا فرمان

ہمارے امام زمان نے بھی حکم دیا کہ چندوں کے علاوہ وصیت بھی کیا کرو، اس کے اندر قوم کی زندگی کا راز ہے۔ اس جماعت کے ہر فرد پر لازم ہے کہ وہ حضرت مسیح موعودؑ کی اس وصیت پر عمل کرے تاکہ اس قربانی سے قوم میں زندگی . . . . پیدا ہو۔

(باقی بر صفحہ ۱۴ کالم ۳)

حضرت مسیح موعود کی سوانح عمری

شیخ الجامعہ رنگون کے قلم سے

شیخ الجامعہ رنگون کی کتاب "دوتبی" کے جواب میں مولانا مرتضیٰ خان مرحوم کے جو مضامین پیغام صلح میں گذشتہ دو سالوں میں شائع ہوتے رہے ان کے علاوہ کچھ غیر مطبوعہ اقساط ان کے مسودات میں سے ملی ہیں جو اس قابل ہیں، کہ قارئین کرام کے مطالعہ میں لائی جائیں، ذیل میں ان میں سے ایک قسط کا مضمون درج کیا جاتا ہے:۔

کہتے ہیں کسی شخص نے شیر کی تصویر بنائی۔ پورے قد قامت کا ہیبتناک شیر۔ جس کی دہشت سے انسان کا پتہ پانی پانی ہو جائے۔ اور عجیب یہ کہ اس کی پیٹھ پر ایک آدمی اس طرح سوار کیا گیا کہ گویا وہ اس پر پوری طرح قابض اور مسلط ہے۔ دیکھنے والے نے حیران ہو کر شیر سے پوچھا کہ اے جنگل کے بادشاہ! آپ تو ماشاء اللہ سب حیوانوں اور درندوں کے سردار ہیں۔ آپ کی بہادری اور شہ زوری مسلم ہے۔ کون ہے جو آپ کی شجاعت کا مقابلہ کر سکے اور کس کی طاقت ہے کہ آپ کی پشت پر سوار ہو اور آپ کو اپنا مطیع بنائے۔ مگر دیکھنے میں تو یہ آ رہا ہے کہ آپ کی پیٹھ پر ایک آدم زاد سوار ہے آپ اور یہ بے بسی؟ شیر نے آہ بھر کر جواب دیا کہ یہ بالکل صحیح ہے کہ میں تمام حیوانات کا سردار اور بادشاہ ہوں، جنگل کی مملکت بلا دخل غیرے میری ہے۔ خدا نے میرے جیسی شجاعت اور بہادری کسی کو نہیں دی۔ کوئی حیوان، کوئی انسان میرا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ چہ جائیکہ وہ میرے اوپر سوار ہو اور مجھے اپنا غلام بنائے۔ شعر

ولیکن قلم در کفِ دشمن است

مگر دشمن کے ہاتھ میں قلم ہے۔ اس نے جو چاہا بنا دیا۔ اس میں میرا کیا اختیار ہے۔

یہی نقشہ ہم یہاں دیکھتے ہیں۔ وہ جو اس زمانہ میں مملکت روحانیت کا بادشاہ ہے، وہ جس کو خدائے ذوالجلال نے مجددیت اور مسیحیت کے تاج سے سرفراز فرمایا جس کے اسم گرامی پر فتح اسلام کا سکہ مضروب ہوا اور کسر صلیب کا خطبہ پڑھا گیا۔ جس کے دم قدم سے اسلام کے اجڑے باغ میں پھر بہار آگئی ؎

چو غنچہ بود بہا سے خموش و سر بستہ

من آدم بقدومیکہ از صبا باشد

اسی رجل عظیم اور بطل جلیل کی سوانح عمری قلمبند کرتے ہوئے رنگون کے شیخ الجامعہ نے اپنی کتاب کے اڑھائی صفحوں پر حضور کی ایسی مکروہ اور گھنونی تصویر کھینچی ہے کہ جسے دیکھ کر دل خون ہو گیا! شعر

ولیکن قلم در کفِ دشمن است

اُن کے ہاتھ میں قلم ہے۔ ان کو اختیار ہے جو چاہیں لکھ دیں ؎

خرد کا نام جنوں رکھ دیا جنوں کا خرد

جو چاہے آپکا حسنِ کرشمہ ساز کرے

اس دنیا میں جہاں اللہ تعالے کے بڑے بڑے صالح بندے آباد ہیں ایسے بھی بہت ہیں جو اپنی بساط کو تو پہچانتے نہیں۔ گستاخی کی آبرو دریزی میں پیش پیش ہیں افسوس ؎

اُچھل کے بینڈکی ہاتھی کے لات مارے ہے

کلاہِ شمس کو کوا کھڑا اُتارے ہے

لیکن خاک ڈالنے سے چاند چھپ نہیں سکتا۔ اور خدا نے جو چراغ اپنے ہاتھوں سے روشن کیا ہے وہ بد اندیشوں کی پھونکوں سے بجھ نہیں سکتا۔ وہ روشن ہی رہیگا اور خود خدا کا ہاتھ اس کا محافظ ہے ؎

من در حریم قدس چراغِ صداقتم

دستش محافظ ست ز صرباد صرصرم

مکرم دوست! حضرت مرزا صاحب کی تو وہ ذات گرامی ہے کہ جس سے تاریخ عالم میں ایک نیا باب کھلا جس نے اسلام کی نشاۃ ثانیہ کی طرح ڈالی۔ بنا ڈا ایسے زمانہ میں جبکہ بقول علامہ شبلی پرانا علم کلام لغو ہو کر بیکار ہو چکا تھا اور اسلام کے لئے ایک جدید علم کلام کی شدت سے ضرورت محسوس کی جا رہی تھی اور علماء زمانہ پر ایک بے بسی اور بے کسی کا عالم چھا رہا تھا اور وہ ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر بیٹھے تھے۔ اور نہیں جانتے تھے کہ کیا کریں ؎

تدابیر ساری ہیں بیکار اُن کی

نہیں چلتی توپوں میں تلوار اُن کی

ایسی حالت میں آپ نے اپنے علم کلام سے تقدیر ملت کو پلٹ کر رکھ دیا اور فلسفہ ضالہ جدیدہ کی دھجیاں بکھیر دیں؟ بتاؤ کس نے اسلام کو ادیانِ باطلہ پر غالب کر دکھایا؟ اور بتاؤ کفر و شرک کی مملکت میں کس نے علم توحید بلند کیا کس نے ایسے تاریک زمانہ میں یہ کشف دیکھا کہ اس نے لندن میں فصیح و بلیغ انگریزی میں تقریر کی ہے اور سفید پرندوں کو پکڑا ہے کس نے شاہان عظام کو پیغام اسلام دیا اور کس نے دشمنان اسلام کی زہریلی کچلیوں کو توڑ کر رکھدیا؟ اگر آپ حضرت مرزا صاحب جیسے فقیر المثال انسان کی سوانح عمری لکھنے بیٹھے تھے تو کچھ انصاف سے کام لیا ہوتا۔ حضرت مرزا صاحب تو وہ بزرگ ہیں کہ وہ لوگ جنہوں نے حضور کو دیکھا وہ آپ کے زہد و عبادت آپ کے عشق قرآن، آپ کے انقطاع الی اللہ، آپ کے اخلاق فاضلہ آپ کی خدمات عالیہ کے معترف ہو گئے

یہ لوگ مرزا صاحب کے دعاوی کے ماننے والے تھے مگر حق بات کا کہنا انہوں نے اپنا اخلاقی فرض ... لے شیخ الجامعہ حضرت مرزا صاحب کے ان اوصاف کو بیان کرتے وقت آپ کے ہاتھ کیوں شل ... اور آپ کا قلم کیوں ٹوٹ گیا؟ آپ کو مخالفت کس نے روکا تھا۔ آپ بڑی خوشی سے حضرت کے ... کی مخالفت کرتے مگر جہاں تک وقائع نگاری کا ... آپ کو اس میں تو خیانت سے کام نہیں لینا چاہیئے ... دشنام طرازی میں تو ماشاء اللہ آپ بہت پیش پیش ... لیکن معلوم ہوتا ہے وقائع نگاری کے کوچہ میں آپ ... کبھی گذر نہیں ہوا۔ آپ نے حق پوشی کی وہ مثال ... کہ یہود بھی شرمندہ ہو جائیں۔ سیالکوٹ میں حضرت ... ملازمت پر تو خوب طنز کئے ہیں مگر ان ... کے وہاں کے بزرگوں نے چشم دید گواہیاں دی ہیں اور ... اتقاء اور زہد و عبادت کا ذکر کیا ہے وہ آپ ... کیوں چھوڑ دیا؟ اگر آپ ایسے تاریخ نویس ... ہو جائیں تو فنِ تاریخ کی فاتحہ خوانی کرنی پڑے ...

کتاب براہین کے متعلق آپ نے یہ ... اس کے بہانے مرزا صاحب نے لوگوں سے ... وصول کیا مگر یہ امر کہ کس طرح یہ کتاب کفاریہ ... اور کس طرح اس نے مسلمانوں کے حوصلے بلند ... دیئے؟ اس کا کچھ ذکر ہی نہیں پھر آپ کے ... ملک کی مختلف اخبارات نے جو ریویو کئے ... آپ کو نظر نہ آسکے۔ کسی بڑے آدمی کی سوانح ... لکھنے سے پہلے انسان کو چاہیئے کہ وہ تعصب ... دشمنی سے اپنا دل صاف کر لے ؎

عیزہ اول خویشتن پاک کن و ...

نکتہ چیں را چشم می باید نخست

متعصب سے متعصب عیسائی بھی حضرت ... کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات لکھتے ... اگرچہ انہوں نے بھی بہت کچھ زہر چکانی کی ... میں کمی بیشی انہوں نے نہیں کی۔ لیکن شیخ الجامعہ کو ... لکھنے سے تو غرض نہیں صرف گالیاں دینا ہی آپ ... تاریخ نویسی کا اصل مقصد سمجھا ہے۔

یہ بھی کوئی وقائع نگاری ہے کہ اصل ... پر پردہ ڈال دیا اور اِدھر اُدھر کی ... مجاھیل سے رونق محفل بنا رکھی ہیں ... میں نے شروع میں ہی عرض کیا تھا ... کتاب اہل علم طبقہ میں ایک کوڑی کی حیثیت ... اور اگر ہمیں خیال نہ ہوتا کہ اس سے عوام ... پڑے گا تو ہم اس کی طرف کبھی نظر بھی اُٹھا کر ... مولانا صاحب! جن لوگوں نے حضرت کی ... کیئے وہ آپ کے ہی بھائی تھے۔ یعنی حضرت ... دعاوی کے مخالف بھی تھے لیکن پھر بھی ان ... دیانت و امانت سے بہرہ اندوز کیا تھا ... انصاف کا خون نہ کرنا چاہا اور قطع نظر ... دعاوی کے جو خوبیاں حضور میں ...

سنے میں بخل سے کام نہ لیا۔ ان میں سے ہی ایک اس زمانہ کے مشہور و معروف عالم اور صحافی مولانا عبداللہ عمادی تھے جنہوں نے اخبار وکیل میں موت عالم کے عنوان سے حضرت مرزا صاحب کے متعلق ایک مقالہ لکھا دیکھئے کیا فرماتے ہیں:۔

"وہ شخص بہت بڑا شخص جس کا قلم سحر تھا اور زبان جادو۔ وہ شخص جو دماغی عجائبات کا مجسمہ تھا جس کی نظر فتنہ اور آواز حشر تھی جس کی انگلیوں سے انقلاب کے تار اُلجھے ہوئے تھے۔ جس کی دو مٹھیاں بجلی کی دو بیٹریاں تھیں، وہ شخص جو مذہبی دنیا کے لئے تیس برس تک زلزلہ اور طوفان رہا۔ جو شور قیامت ہو کر خفتگان ہستی کو بیدار کرتا رہا خالی ہاتھ دنیا سے اُٹھ گیا۔ یہ تلخ پیالہ یہ زہر کا پیالہ موت جس نے مرنے والے کی ہستی تہ خاک پنہاں کر دی ہزاروں لاکھوں زبانوں پر تلخ کامیاں بن کر رہے گی اور قضا کے حملہ نے ایک جیتی جان کے ساتھ جن آرزوؤں اور تمناؤں کا قتل عام کیا ہے صدائے ماتم مدتوں تک اس کی یادگار تازہ رکھے گی۔ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کی رحلت اس قابل نہیں کہ اس سے سبق حاصل نہ کیا جائے اور مٹانے کے لئے امتداد زمانہ کے حوالے کر کے صبر کر لیا جائے۔ ایسے لوگ جن سے مذہبی یا عقلی دنیا میں انقلاب پیدا ہو ہمیشہ دنیا میں نہیں آتے۔ یہ نازش فرزندان تاریخ بہت کم منظر عالم پر آتے ہیں۔ اور جب آتے ہیں تو دنیا میں انقلاب پیدا کر کے دکھا جاتے ہیں مرزا صاحب کی اس رحلت نے ان کے بعض دعاوی اور بعض معتقدات سے شدید اختلاف کے باوجود ہمیشہ کی مفارقت پر مسلمانوں کو ان تعلیم یافتہ اور روشن خیال مسلمانوں کو محسوس کرا دیا کہ ایک بڑا شخص ان سے جدا ہو گیا۔ اور اس کے ساتھ مخالفین اسلام کے مقابلہ پر اسلام کی شاندار مدافعت کا جو اس کی ذات سے وابستہ تھی خاتمہ ہو گیا۔ ان کی یہ خصوصیت کہ وہ اسلام کے مخالفین کے برخلاف ایک فتح نصیب جرنیل کا فرض ادا کرتے رہے ہمیں مجبور کرتی ہے کہ اس احساس کا کھلم کھلا اعتراف کیا جائے تاکہ وہ مہتم بالشان تحریک جس نے ہمارے دشمنوں کو عرصہ تک پست اور پامال بنائے رکھا آئندہ بھی جاری رہے۔ ...... مرزا صاحب کا لٹریچر جو مسیحیوں اور آریوں کے مقابلہ پر ان سے ظہور میں آیا قبول عام کی سند حاصل کر چکا ہے۔ اور اس خصوصیت میں وہ کسی تعارف کے محتاج نہیں، اس لٹریچر کی قدر و عظمت آج جبکہ وہ اپنا کام پورا کر چکا ہے ہمیں دل سے تسلیم کرنی پڑتی ہے۔ اس لئے کہ وہ وقت ہرگز لوح قلب سے نسیاً منسیاً نہیں ہو سکتا جبکہ اسلام مخالفین کی یورشوں میں گھر چکا تھا اور مسلمان جو حافظ حقیقی کی طرف سے عالم اسباب و وسائط میں حفاظت کا واسطہ ہو کر اس کی حفاظت پر مامور تھے اپنے قصوروں کی پاداش میں پڑے سسک رہے تھے، اور اسلام کے لئے کچھ نہ کرتے تھے یا نہ کر سکتے تھے ایک طرف حملوں کے امتداد کی یہ حالت تھی کہ ساری مسیحی دنیا اسلام کی شمع عرفان حقیقی کو سر راہ منزل مزاحمت سمجھ کر مٹا دینا چاہتی تھی اور عقل و دولت کی زبردست طاقتیں اس حملہ آور کی پشت گری کے لئے ٹوٹی پڑتی تھیں۔ اور دوسری طرف ضعف مدافعت کا یہ عالم تھا کہ توپوں کے مقابلہ پر تیر بھی نہ تھے اور حملہ اور مدافعت دونوں کا قطعی وجود ہی نہ تھا۔"

مسلمانوں کی اس عدم مدافعت پر بحث کرتے ہوئے آگے چل کر مولانا عمادی صاحب حضرت مرزا صاحب کی طرف سے جو مدافعت کی گئی...... اس کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

"اس مدافعت نے نہ صرف عیسائیت کے اس ابتدائی اثر کے پرخچے اڑا دئے، جو سلطنت کے سایہ میں ہونے کی وجہ سے حقیقت میں اس کی جان تھا۔ اور ہزاروں لاکھوں مسلمان اس کے اس زیادہ خطرناک اور مستحق کامیابی حملہ کی زد سے بچ گئے بلکہ خود عیسائیت کا طلسم دھواں ہو کر اڑنے لگا...... انہوں نے مدافعت کا پہلو بدل کر مغلوب کو غالب بنا کر دکھا دیا ہے۔ اگر ہم آج اپنے نئے اور پرانے اختلافات سے قطع نظر کر کے محض اسلام کی خدمت غایت المقصود قرار دے لیں۔ تو یقیناً اس جوشیلے اور اسلام کی خداداد طاقت سے چشم پوشی کرنے والے لاٹ پادری (بشپ) کی زندگی میں ہی جس نے ایک مسیحی مشن کی پچاس سالہ جوبلی کے موقعہ پر تقریر کرتے ہوئے، دوسری جوبلی کے لئے دہلی کی...... مسجد شلی کے کھنڈر بنائے جانے کا ارادہ نادر اظاہر کیا تھا وہ وقت آ جائے کہ اسلام کی روحانی فتوحات سینٹ پال کے گرجے کو مریم و مسیح کی پرستش کی بجائے ایک خدا کی عبادتگاہ بنا دیں اور ناقوس کلیسا کے بدلہ اشھد ان لا الٰہ الا اللہ و اشھد ان محمد رسول اللہ کا زمزمہ قدسی فضا میں گونجنے لگے۔ ...... غرض مرزا صاحب کی یہ خدمت آنے والی نسلوں کو گرانبار احسان رکھے گی کہ انہوں نے قلمی جہاد کرنے والوں کی پہلی صف میں شامل ہو کر اسلام کی طرف سے فرض مدافعت ادا کیا اور ایسا لٹریچر یادگار چھوڑا جو اس وقت تک کہ مسلمانوں کی رگوں میں زندہ خون رہے اور حمایت اسلام کا جذبہ ان کے شعار قومی کا عنوان نظر آئے قائم رہے گا۔

اس کے علاوہ آریہ سماج کی زہریلی کچلیاں توڑنے میں مرزا صاحب نے بہت خاص خدمت سرانجام دی ہے ...... ان کی آریہ سماج کے مقابلہ کی تحریروں سے اس دعوے پر نہایت صاف روشنی پڑتی ہے کہ آئندہ ہماری مدافعت کا سلسلہ خواہ کسی درجہ تک وسیع ہو جائے ناممکن ہے کہ یہ تحریریں نظر انداز کی جا سکیں۔

اپنے مذاہب غیر پر ان کی نظر نہایت وسیع تھی۔ اور اپنی ان معلومات کا نہایت سلیقہ سے استعمال کر سکتے تھے۔ تبلیغ و تلقین کا یہ ملکہ اُن میں پیدا ہو گیا تھا کہ مخاطب کسی قابلیت یا کسی مشرب و ملت کا ہو وہ ان کے برجستہ جواب سے ایک دفعہ ضرور گہرے فکر میں پڑ جاتا تھا ہندوستان آج کل مذاہب کا عجائب خانہ ہے اور جس کثرت سے چھوٹے موٹے مذہب یہاں موجود ہیں اور باہمی کشمکش سے اپنی موجودگی کا اعلان کرتے رہتے ہیں اس کی نظیر غالباً دنیا میں کسی جگہ سے نہیں مل سکتی۔ مرزا صاحب کا دعویٰ تھا کہ میں ان سب کے لئے حکم و عدل ہوں اس میں کلام نہیں کہ ان مختلف مذاہب کے مقابلہ پر اسلام کو نمایاں کر دینے کی ان میں مخصوص قابلیت تھی آئندہ امید نہیں کہ ہندوستان کی مذہبی دنیا میں اس شان کا شخص پیدا ہو جو اپنی اعلیٰ خواہش محض مذاہب کے مطالعہ میں صرف کر دے۔" فقط

کیپٹن شیخ اعجاز احمد صاحب! آپ نے اپنے بزرگوں کے بیانات کو ملاحظہ فرمایا۔ ان بیانات سے تو یہ واضح ہوتا ہے کہ حضرت مرزا صاحب اس زمانہ میں ایک

بے مثل و بے نظیر انسان تھے۔ تقویٰ و طہارت میں علم و فضل میں، خدماتِ اسلام و حفاظتِ دین میں آپ کو وہ پایہ حاصل ہے کہ کسی دوسرے کو اس کے مقابل مجالِ دم زدن نہیں۔ اب آپ ان ...... بیانات کو بھی پڑھیں اور پھر اپنا بیان بھی پڑھیں۔ آپ کو معلوم ہو جائے گا کہ آپ کا بیان سرتاسر خلافِ حقیقت اور گمراہ کن ہے، اس میں کوئی صداقت نہیں کوئی سچائی نہیں البتہ افتراء اور تہمتیں ضرور ہیں۔ اب ہم آپ کے بیان کو لیتے ہیں اور اس پر کسی قدر نظرِ تنقید ڈالتے ہیں۔ آپ لکھتے ہیں:۔

"پنجاب کے ضلع گورداسپور کے ایک چھوٹے سے قصبے "کادیان" کے بسنے والے حکیم مرزا غلام مرتضیٰ کے گھر میں مرزا پیدا ہوئے۔ پنجابی زبان میں کادیان کبوتر کو کہتے ہیں۔ چونکہ اس قصبہ کے اکثر لوگ کبوتر فروخت کرتے تھے اس لئے قصبے کا نام کادیان پڑ گیا۔ مرزا غلام احمد نے بہت کثیر رقم خرچ کر کے کادیان کا نام قادیان مخفف قاضیان بنوایا تا کہ لوگ انکو قاضی خاندان کے سمجھیں۔ (دیکھو النجم)

مکرم بندہ! ذرا یہ تو فرمائیے کہ یہ النجم جس کا آپ نے حوالہ دیا ہے کس تاریخ کی کونسی کتاب ہے؟ کس کی تصنیف ہے؟ کب چھپی؟ کہاں چھپی؟ اور اس کے کونسے صفحے پر وہ عبارت درج ہے جو آپ نے نقل کی ہے۔ بہتر تو یہ تھا کہ آپ اس سرکاری گزٹ کی نقل بھی دے دیتے جس میں یہ اعلان کیا گیا ہو کہ کادیان کو قادیان میں تبدیل کیا جاتا ہے کہ آئندہ یہی نام سرکاری اور غیر سرکاری کاغذات میں درج ہونا چاہیئے۔ مگر آپ نے ایسا نہیں کیا۔ آپ نے تو لکھا تھا کہ جس قدر حوالے دیئے جائیں، وہ مرزا صاحب یا ان کے مریدوں کی کتابوں سے دیئے جائیں گے۔ مگر النجم نہ تو حضرت مرزا صاحب کی کوئی کتاب ہے اور نہ آپ کے کسی مرید کی کس قدر افسوس کا مقام ہے کہ آپ کہتے کچھ اور ہیں اور کرتے کچھ اور ہیں لِمَ تَقُولُونَ مَا لَا تَفْعَلُونَ كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللّٰهِ أَنْ تَقُولُوا مَا لَا تَفْعَلُونَ۔

مکرم دوست! یہ واقعہ ہی غلط ہے۔ نہ ہی حضرت مرزا صاحب نے کادیان کو قاضیان یا قادیان بنانے کے لئے عدالت کا دروازہ کھٹکھٹایا اور نہ اس کے لئے اخراجاتِ کثیرہ آپ نے برداشت کئے۔ اور نہ آپ کو اس کی ضرورت تھی۔

معلوم ہوتا ہے کہ یہ النجم آپ کے ہی کسی معتقد کی تصنیف ہے جنہیں خلافِ واقعہ باتیں بنانے میں مہارتِ تامہ حاصل ہے اور افسوس آپ پر ہے کہ آپ نے بغیر سوچے سمجھے النجم کا حوالہ دے کر ایک غلط بات لکھ ماری۔ یہی وہ بات ہے جو میں نے تمہید میں عرض کی تھی کہ آپ خود تحقیقات نہیں کرتے جو کچھ دوسروں نے لکھا ہے آپ اس کو کالوحی من السماء سمجھ کر نقل کر دیتے ہیں آپ مکھی پہ مکھی مارنا جانتے ہیں جو ایک کی شان سے بعید ہے۔ اب یہ کس قدر شرم کی بات ہے کہ آپ ایک غلط بیانی کے الزام میں پکڑے گئے۔ ایسے نادان دوستوں سے خدا بچائے جو اپنے ہی دوستوں کی ذلت اور رسوائی کا باعث ہوں، شیخ الجامعہ! دروغ گو را تا بخانہ اش باید رسانید آپ النجم والے بزرگ سے اگر وہ زندہ ہوں پوچھیں کہ جو کچھ آپ نے قادیان کے متعلق لکھا ہے اس کا ماخذ کیا ہے ...... بلکہ اس کو سرزنش کریں کہ یہ کیا خلافِ واقعہ تم نے لکھ دیا، جس کی وجہ سے "مرزائیوں" کے سامنے شرمندہ ہونا پڑا۔ ندامت کے مارے اُن کے سامنے ہم سر نہیں اُٹھا سکتے۔

دیکھئے شیخ الجامعہ! خدا کی شان آپ نکلے تو تھے حضرت مرزا صاحب کی کذب ثابت کرنے کے لئے مگر ماشاءاللہ خود ہی کذب کے مرتکب ثابت ہو گئے اور یہ سزا ہے حضرت مرزا صاحب جیسے صادق انسان کو کذاب اور دجال کہنے کی کہ قدم قدم پر آپ لوگوں کا کذب اور دجل ثابت ہو رہا ہے آئیے ہم آپ کو قادیان کے متعلق صحیح صحیح اطلاع بہم پہنچائیں۔ سنئے خود ہمارے حضرت نے تحریر فرمایا ہے:۔

"میرے بزرگوں کے پرانے کاغذات سے ..... جواب تک محفوظ ہیں معلوم ہوتا ہے کہ وہ اس ملک میں سمرقند سے آئے تھے اور ان کے ساتھ قریباً دو سو آدمی ان کے توابع اور خدام اور اہل و عیال میں سے تھے اور ایک معزز رئیس کی حیثیت سے اس ملک میں داخل ہوئے اور اس قصبہ کی جگہ میں جو اس وقت ایک جنگل پڑا ہوا تھا جو لاہور سے تقریباً بفاصلہ پچاس کوس بگوشہ شمال مشرق واقعہ ہے فروکش ہو گئے جس کو انہوں نے آباد کر کے اس کا نام اسلام پور رکھا جو پیچھے سے اسلام پور قاضی ماجھی کے نام سے مشہور ہوا اور رفتہ رفتہ اسلام پور کا لفظ لوگوں کو بھول گیا اور قاضی ماجھی کی جگہ قاضی رہا۔ اور پھر آخرکار قادی بنا اور پھر اس سے بگڑ کر قادیان بن گیا۔ اور قاضی ماجھی کی وجہ تسمیہ یہ بیان کی گئی ہے کہ یہ علاقہ ان دنوں سب کا سب ماجھ کہلاتا تھا ...... اور چونکہ ہمارے بزرگوں کو علاوہ دیہات کی جاگیرداری کے اس علاقہ کی حکومت بھی ملی تھی اس لئے قاضی ماجھی کے نام سے مشہور ہوئے"

یہ ہے جناب شیخ الجامعہ صاحب اصل بات جس کو آپ نے کچھ کا کچھ رنگ دے دیا اور خلاف بیانی کے مرتکب بن گئے۔

اس کے بعد شیخ الجامعہ تحریر فرماتے ہیں:۔
"مرزا نے ابتدائی عمر میں فارسی اور کچھ عربی کی درسی کتابیں پڑھیں، کتب درسیہ پوری نہیں ہوئی تھیں کہ فکرِ معاش کی وجہ سے تعلیم کو خیرباد کہنا پڑا۔ نہایت ہی تنگدستی سے گذارا ہوتا تھا۔ مرزا نے نہایت تفصیل سے اپنی تنگدستی کے واقعات اور اس تنگدستی میں باپ دادوں کے مرنے کے واقعات کتاب استفتاء میں لکھے ہیں"
(صفحہ ۸۷)

شیخ الجامعہ صاحب یہاں پھر آپ نے غلط بیانی سے کام لیا ہے۔ کتاب استفتاء بے شک حضرت مرزا صاحب کی تصنیف ہے مگر اس میں تو کہیں حضور نے اپنی تنگدستی یا باپ دادوں کے مرنے کا ذکر نہیں کیا۔ اس میں تو تمام تر لیکھرام والی پیشگوئی کا ذکر ہے، اور لوگوں نے اس پیشگوئی کے پورا ہونے کے متعلق استفتاء کیا ہے۔ اور نہ کوئی مضمون ہی اس میں نہیں۔ یہ آپ نے کہاں سے سمجھ لیا کہ کتاب استفتاء میں مرزا صاحب نے اپنی تنگدستی اور باپ دادوں کے مرنے کا ذکر کیا ہے۔ کیا آپ کے ہوش و حواس درست ہیں۔ آپ تو مرزا صاحب کو مخبوط الحواس بتاتے ہیں حالانکہ آپ کے اپنے ہی حواس ٹھکانے نہیں۔ یاد رکھیں حضرت مرزا صاحب پر کوئی ایسا زمانہ نہیں آیا کہ تنگدستی کی وجہ سے آپ نے تعلیم کو خیرباد کہا ہو۔

آپ ایک رئیس خاندان کے چشم و چراغ تھے۔ اور خدا نے آپ پر بافراطِ رزق کے دروازے کھولے ہوئے تھے۔ آپ کے والد بزرگوار نے آپ کو گھر پر استاد رکھ کر تعلیم دلوائی۔ کیا جو تنگدستی میں مبتلا ہو وہ استادوں کو ملازم رکھ کر بھی تعلیم دلوا سکتا ہے۔ خدا جانے آپ کس بسم اللہ کے گنبد پر اچکے لگا رہے ہیں۔ پھر عرض ہے کہ کیا تنگدستی کا ہونا کوئی عیب کی بات ہے؟ کہ اس کو بڑھا چڑھا کر آپ پیش کر رہے ہیں مفلسی غریبی، تنگدستی ایسی چیزیں نہیں ہیں کہ جن کی وجہ سے انسان کو مطعون قرار دیا جائے یا مضحکہ اڑایا جائے۔ اگر ایسا ہی ہو تو اس کو کیا کہو گے جس نے فرمایا اَلْفَقْرُ فَخْرِی۔ مرزا صاحب اگر تنگدست تھے اور مشکل سے گذارہ کرتے تھے تو کوئی عیب نہیں۔ اس سے آپ کی ذات پر کوئی الزام عائد نہیں ہو سکتا۔ کیا حضور کے صحابہ کا فقر اور ان کی مالی تنگی آپ کو معلوم نہیں کہ آپ حضرت مرزا صاحب پر زبان طعن کھول لیتے ہیں کیا حضور صلعم اور صحابہ کرام کا پیٹ پر پتھر باندھنا آپ نے کتب تاریخ میں نہیں پڑھا۔ اور آپ نے جو حضرت کی تعلیم کے متعلق لکھا ہے کہ درسی کتابیں ابھی پوری طور سے نہیں پڑھی تھیں تو یہ تو حضور کی صداقت کی دلیل ہے کہ باوجود دنیوی تعلیم حاصل کرنے کے آپ کو خدا نے وہ علم عطا فرمایا کہ آپ جیسے جید علماء اس کے عشر عشیر کو بھی نہیں پہنچ سکتے۔ حضور نے فصیح بلیغ عربی میں کتب تصنیف کیں اور ان کو بطور اعجاز کے پیش کیا اور علماء کو چیلنج دیا کہ ان کے جواب

میں لکھیں مگر وہ عاجز رہے بقول آپ کے حضور کی تعلیم تو زیادہ نہیں تھی یہ علوم کے دریا آپ نے کس طرح بہا دیئے؟ یہ خدا کا دیا ہوا علم تھا خود فرماتے ہیں ؎

دگر استاد سے را نامے ندانم
کہ خواندم در دبستانِ محمدؐ

آپ حضرت محمد رسول اللہ صلعم کے مدرسہ کے تعلیمیافتہ تھے ۔ آپ علوم لدنی کے مالک تھے ۔ باوجود امی ہونے کے آپ نے ایسی نادر کتب تصنیف کیں کہ خود عرب کے لوگ انگشت بدنداں رہ گئے اور فی الواقعہ یہ آپ کی صداقت اور آپ کے منجانب اللہ ہونے کی دلیل ہے ؎

اُمّی و در علم و حکمت بے نظیر
زیں چہ باشد حجّتے روشن ترے

شیخ الجامعہ ۔ آپ تو خدا کے فضل سے منتہی ہیں آپکی تعلیم بڑی اعلےٰ ہے ۔ بڑے بڑے علماء آپ کے رفیق کار ہیں آپ سے اس قدر گذارش ہے کہ مرزا صاحب کی متعدد عربی کتابوں میں سے ایک کتاب کرامات الصادقین ہے اس میں چار قصیدے حضرت رسول کریمؐ کی مدح میں ہیں اور باقی نثر میں سورۂ فاتحہ کی تفسیر ہے ۔ آپ بھی ایسی ہی ایک کتاب جس میں چار قصیدے حضرت نبی کریمؐ کی نعت میں ہوں اور نثر میں سورہ فاتحہ کی تفسیر ہو تصنیف فرمائیں تاکہ دنیا آپ کے علم و فضل کا لوہا مان لے اور مرزا صاحب کا جو دعوےٰ عربی نویسی کا ہے باطل ہو جائے ۔

آپ کی اس تحریر سے کہ مرزا صاحب نے درسی کتب بھی پوری طرح نہیں پڑھی تھیں ایک ناواقف کو یہی دھوکہ لگ سکتا ہے کہ حضرت مرزا صاحب ایک ان پڑھ انسان تھے ان کو کیا معلوم کہ باوجود ان پڑھ یا امی ہونے کے وہ ایسے فاضل اجل اور عالم بے بدل تھے کہ دنیا کا کوئی عالم ان کے علم و فضل کا مقابلہ نہیں کر سکتا تھا ۔ اور انصاف کا تقاضا تو یہ تھا کہ آپ یوں لکھتے کہ اگرچہ تعلیم کم تھی مگر انہوں نے فصیح و بلیغ عربی میں کتب تصنیف کیں لیکن آپ کو انصاف سے کیا غرض ؟ آپ کی عربی کتب اب بھی موجود ہیں ۔ نظم بھی اور نثر بھی ۔ ان کو پڑھیئے تاکہ آپ کو معلوم ہو کہ جس مرزا کے متعلق آپ نے لکھا ہے کہ درسی کتب پوری نہیں پڑھی تھیں وہ علم و حکمت کا بحر بیکراں ہے ۔ بڑے بڑے علماء کی گردنیں اس کے سامنے خم ہو گئیں اور بڑے بڑے اہل علم نے اعتراف کیا کہ ہم اس کے مقابلہ میں ہیچ ہیں ۔

پھر آپ نے ایسے شاگرد پیدا کئے جو علوم اسلامیہ دینیہ میں نظیر نہیں رکھتے ۔ وہ قلم میں بھی بےنظیر ثابت ہوئے اور خدمات میں بھی ، آج محمد علی جیسا مصنف آپ کو کہیں نہیں ملے گا ۔ کمال الدین اور صدرالدین جیسے مبلغ اسلام آپ کو کہیں ملیں گے ۔ یہ تو مشتے نمونہ از خروارے ہے ۔ ورنہ آپ کے شاگرد بفضلہ تعالیٰ زمانہ کے مفسر ، محدث اور فقیہہ ہیں جو قوم و ملت کے مایۂ صد افتخار ہیں ۔

اس کے بعد شیخ الجامعہ تحریر فرماتے ہیں :

"تلاش معاش میں دربدر ٹھوکریں کھانے کے بعد آخر سیالکوٹ کے نصاریٰ کی عدالت میں پندرہ روپے ماہانہ کی نوکری ملی ۔ اتنی رقم سے اطمینان کی زندگی بسر نہیں ہوتی تھی ۔ اس وجہ سے مختاری کا امتحان دے کر مختاری کا پیشہ شروع کرنا چاہا ۔ بڑی مشکل سے قانونِ انگریزی یاد کر کے امتحان میں شامل ہوا ۔ یہاں بھی بدنصیبی آڑے آئی ۔ امتحان میں فیل ہو گئے ۔" (صفحہ ۸۸)

افسوس ہے کہ شیخ الجامعہ کو اپنی غلط بیانیوں کی وجہ سے بار بار شرمندہ ہونا پڑتا ہے ۔ مگر خود کردہ را علاجے چیست ۔ نہ وہ ایسی غلط بیانیاں کرتے اور نہ شرمندہ ہوتے ۔ آپ تحریر فرماتے ہیں کہ تلاش معاش میں مرزا صاحب نے دربدر ٹھوکریں کھائیں ۔ معلوم ہوتا ہے کہ حضرت مرزا صاحب کی زندگی کا پورا پورا ریکارڈ شیخ الجامعہ کے پاس ہے ۔ ذرا تشریح کر کے تو بتائیں کہ ملازمت کے سلسلہ کس کس جگہ آپ نے ٹھوکریں کھائیں ۔ کس کس کو اور کہاں کہاں آپ نے ملازمت کے لئے درخواستیں دیں ۔ کس کس کو سفارشی ڈلوایا ۔ کس کس کے دروازے پر جا کر آپ نے حاضری دی ۔ اور کس کس کی آپ نے منت سماجت کی ۔ حسب عادت یہ بھی شیخ الجامعہ نے ایک گپ ہانک دی ۔ سنو ! مرزا غلام احمدؐ کو تو تم نے دیکھا نہیں ۔ اس کو تم نے پہچانا نہیں ۔ جو کچھ تم لکھتے ہو اس سے اس کی شان بہت بلند ہے ۔ مرزا غلام احمدؐ اور دنیا کی ملازمت کے لئے دربدر پھریں ! استغفراللہ ! شیخ الجامعہ وہ اور لوگ ہوتے ہیں جنہیں پیسے دے کر جو فتوی چاہو لے لو ۔ حضرت مرزا صاحب وہ انسان نہ تھے انہیں ملازمتوں اور نوکریوں کی کچھ پرواہ نہ تھی اور نہ وہ کرنا چاہتے تھے ۔ پھر اس کی تلاش کے کیا معنے ؟ اور دربدر ٹھوکریں کھانے کا کیا مطلب ؟ آپ کو خدا نے دنیاوی کاموں کے لئے بنایا ہی نہ تھا آپ بلند مقاصد لے کر آئے تھے ۔ مگر ہاں آپ ایک سعید بیٹے تھے ۔ اور ماں باپ کا حکم ماننا بھی آپ اپنا فرض سمجھتے تھے ۔ آپ نے جو تھوڑے عرصہ کے لئے ملازمت کی وہ محض اپنے والد صاحب کی خوشنودی کے لئے کی ۔ آپ کے والد چاہتے تھے کہ آپ کا بیٹا دنیاوی کاموں میں دلچسپی لینا سیکھے ۔ اور معمولی ملازمت ماں باپ نے اس لئے قبول کر لی کہ بوجہ رئیس زادہ ہونے کے آپ کے لئے ترقی کا میدان وسیع تھا ۔ پہلے گورنمنٹ سروس میں آجانا ضروری تھا تاکہ حق پیدا ہو جائے ۔ چنانچہ مرزا صاحب کا بڑا لڑکا مرزا سلطان احمد صاحب پٹواری سے ترقی کر کے ڈپٹی کمشنری کے عہدہ سے ریٹائر ہوئے مگر یہ حقیقت ہے کہ آپ ملازمت کرنا نہیں چاہتے تھے ۔ چنانچہ سیالکوٹ کی ملازمت ترک کرنے کے بعد ریاست کپورتھلہ سے اور پھر ریاست کشمیر سے آپ کو بڑی اعلےٰ اسامیاں پیش کی گئیں ۔ مگر آپ انکار کرتے رہے ۔ سیالکوٹ کی ملازمت کے متعلق آپ نے اپنی خود نوشتہ سوانح میں بھی ذکر فرمایا ہے ۔ چنانچہ لکھتے ہیں :۔

" میرے والد صاحب اپنے آبا و اجداد کے دیہات کو دوبارہ لینے کے لئے انگریزی عدالتوں میں مقدمات کر رہے تھے ۔ انہوں نے انہی مقدمات میں مجھے بھی لگایا اور ایک زمانہ دراز تک میں ان کاموں میں مشغول رہا ۔ مجھے افسوس ہے کہ بہت سا وقت عزیز میرا ان بیہودہ جھگڑوں میں ضائع ہو گیا اور اس کے ساتھ ہی والد صاحب موصوف نے زمینداری امور کی نگرانی میں مجھے لگا دیا ...... اور وہ چاہتے تھے کہ میں دنیوی امور میں ہر دم غرق رہوں جو مجھ سے نہیں ہو سکتا تھا ۔ مگر تاہم میں خیال کرتا ہوں کہ میں نے نیک نیتی سے نہ دنیا کے لئے بلکہ محض ثواب اطاعت حاصل کرنے کے لئے اپنے والد صاحب کی خدمت میں اپنے تئیں محو کر دیا ۔ اور ان کے لئے دعا میں بھی مشغول رہا ۔ اور وہ مجھے دلی یقین سے بّرا بالوالدین جانتے تھے ۔ اور بسا اوقات کہا کرتے تھے کہ میں صرف ترحم کے طور پر اپنے اس بیٹے کو دنیا کے امور کی طرف توجہ دلاتا ہوں ورنہ میں جانتا ہوں کہ جس کی طرف اسکی توجہ ہے یعنے دین کی طرف ۔ یہی صحیح اور سچ بات یہی ہے ہم تو اپنی عمر ضائع کر رہے ہیں ۔ ایسا ہی ان کے زیر سایہ ہونے کے ایام میں چند سال تک میری عمر کراہت طبع کے ساتھ انگریزی ملازمت میں بسر ہوئی ۔ آخر میرا جدا رہنا میرے والد صاحب پر بہت گراں تھا اس لئے اُن کے حکم سے جو عین میری منشاء کے مطابق تھا میں نے استعفا دے کر اپنے تئیں اس نوکری سے جو میری طبیعت کے مخالف تھی سبکدوش کر دیا اور پھر والد صاحب کی خدمت میں حاضر ہو گیا ۔"

سبحان اللہ کیا سعید بیٹا ہے گو دل نہیں چاہتا کہ دنیا کے کام کاج میں دلچسپی لے مگر پھر بھی اپنے والد صاحب کا اس قدر احترام ہے کہ جو حکم دیتے ہیں بجا لاتے ہیں ۔

باقی ——— باقی

مُدیرِ شہاب کے نام ایک عیسائی کے مکتوب کا جواب

مولانا عبداللہ جان صاحب پشاور

اس عنوان کے تحت ہفت وار شہاب مورخہ ۸ مارچ سنہ ۱۹۶۱ء میں ایک پاکستانی عیسائی کا خط شائع ہوا ہے جس میں راقم خط نے اس آواز کا جواب دیا ہے جو پاکستانی پریس نے لاکھوں مسلمانوں کے عیسائی ہونے پر اٹھائی ہے۔ اس خط میں کئی باتیں لکھی ہیں جن میں سے اکثر الزامی جواب ہیں، ایک دو فقرے درج ذیل ہیں :-

(۱) "کھلم کھلا اسلام اور پیغمبر اسلام پر گستاخانہ حملے ہوتے دیکھ کر بھی جو لوگ عیسائیت قبول کر لیتے ہیں آخر وہ عیسائیت میں کوئی تو خوبی پاتے ہی ہوں گے۔ یقیناً وہ اسی وقت مسیحیت قبول کرتے ہیں جب ان کا دل گواہی دیتا ہے کہ مسیحیت حق ہے اور وہ دین جس پر وہ پہلے قائم تھے غلط ہے"۔

(۲)۔ "میں صرف یہ کہوں گا کہ آثار بتا رہے ہیں کہ ہر حساس ایماندار مسلمان ایک دن مسیحیت قبول کر ہی لے گا"۔

(۳) "افریقہ کے لوگ اسلام کو سمجھتے نہیں ہیں اور پاکستان کے لوگ اسلام کو اچھی طرح سمجھ چکے ہیں۔ اس لئے افریقہ کے لوگ اسلام کو اختیار کر رہے ہیں اور پاکستان کے لوگ اس کو چھوڑ رہے ہیں جب افریقیوں کو بھی اسلام کا تجربہ ہو جائیگا تو وہ بھی اسکو چھوڑ دیں گے۔ اور اس کے علاوہ یہ بھی بتا دوں کہ افریقہ کے لوگ جس اسلام کو قبول کر رہے ہیں وہ وہ اسلام نہیں ہے جسکو آپ کے نبی محمدؐ صاحب لے کر آئے تھے"۔

(۴)۔ "دوسروں کا غلط فعل (یعنی بھارت کا مشنری تبلیغ کو بند کرنا) آپ کے لئے جائز ثابت نہیں ہو جاتا ویسے میں جانتا ہوں کہ آپ کا مذہب تو سکھاتا ہی زبردستی ہے۔ آپ تو ہر بات تلوار سے منوانا چاہتے ہیں آپ کے یہاں تو مرتد کو قتل کرنے کا حکم ہے"۔

(۵) "میں دیکھتا ہوں کہ آج پاکستان ہی نہیں بلکہ ساری دنیا کے مسلمان شعوری اور غیر شعوری طور پر کسی نہ کسی حد تک عیسائیت اختیار کر چکے ہیں"۔

(۶)۔ "خوراک کا مسئلہ آیا تو برتھ کنٹرول کو اسلام کے مطابق ثابت کرنے بیٹھ گئے۔ حالانکہ ہمارے لئے کسی مذہبی پیشوا نے آج تک یہ نہیں کہا کہ برتھ کنٹرول اخلاقاً و مذہباً جائز ہے۔ حالانکہ میں جانتا ہوں کہ اسلام میں برتھ کنٹرول قتل کی طرح گناہ ہے"۔

ایک عیسائی مورخہ ۱۵/۲/۶۱

کوثر صاحب مدیر اعلیٰ نے اپنے ہفت روزہ شہاب مورخہ ۱۲ مارچ سنہ ۱۹۶۱ء میں بہت معقول جواب دیا ہے لیکن جیسے پادری صاحب کا مضمون جارحانہ اور الزامی تھا کوثر صاحب نے بھی الزامی جواب دیا ہے۔ جو پادری صاحب کو خاموش کرنے کو تو کافی ہے لیکن اعتراضات کا حقیقی جواب نہیں۔ مثلاً پادری صاحب لکھتے ہیں :-

" آپ تو ہر بات تلوار سے منوانا چاہتے ہیں آپ کے یہاں تو مرتد کو قتل کرنے کا حکم ہے لیکن آپ کی حکومت دنیا کے ڈر سے ایسا نہیں کر سکتی"

چاہیئے تھا کہ کوثر صاحب پادری صاحب سے مطالبہ کرتے کہ قرآن کریم میں قتل مرتد کی سزا کہاں ہے۔ کوئی نہیں اور یقیناً کوئی نہیں۔ بلکہ اس کے خلاف صاف اور واضح آیات ہیں :-

(۱)۔ ان الذین امنوا ثم کفروا لم یکن اللہ لیغفر لھم ولا لیھدیھم سبیلا

(پارہ (۵) رکوع سترہ۔ سورۃ النساء)

(۲)۔ ومن یرتدد منکم عن دینہ فیمت وھو کافر فاولئک حبطت اعمالھم فی الدنیا والاخرۃ۔

(پارہ ۲ رکوع ۱۱ سورۃ البقرہ)

(۳)۔ یایھا الذین امنوا من یرتد منکم عن دینہ فسوف یاتی اللہ بقوم یحبھم و یحبونہ .... لا یخافون لومۃ لائم۔ (پارہ ۶ رکوع ۱۲۔ سورۃ المائدہ)

(۴) قل الحق من ربکم فمن شاء فلیومن ومن شاء فلیکفر۔

(پارہ ۱۵ رکوع ۱۶ سورۃ الکہف)

(۵)۔ کیف یھدی اللہ قوما کفروا بعد ایمانھم....... الا الذین تابوا من بعد ذالک فان اللہ غفور رحیم۔

(.........) ان آیات میں کوئی سزا کا حکم نہیں پارہ ۳ رکوع ۱۷ سورۃ آل عمران۔ اگر ایمان نہ لاویں تو بھی کوئی سزا اس دنیا میں نہیں۔ چنانچہ آگے آتا ہے۔ ان الذین کفروا بعد ایمانھم ثم ازدادوا کفرا لن تقبل توبتھم واولئک ھم الضالون۔

(۶) قل یایھا الناس قد جاءکم الحق من ربکم فمن اھتدی فانما یھتدی لنفسہ ومن ضل فانما یضل علیھا وما انا علیکم بوکیل۔

(پارہ ۱۱ رکوع ۱۶ سورۃ یونس)

(۷) سورۃ المنافقون پارہ ۲۸ رکوع ۱۳ میں منافقین کے متعلق خدا تعالیٰ شہادت دیتا ہے کہ واللہ یشھد ان المنافقین لکاذبون۔ آگے خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ ذالک بانھم امنوا ثم کفروا فطبع علی قلوبھم۔ خدا کی شہادت کے باوجود قتل کا کوئی حکم نہیں۔

چنانچہ رئیس المنافقین عبداللہ بن ابی سے یہاں تک کہا کہ لئن رجعنا الی المدینۃ لیخرجن الاعز منھا الاذل۔ اس پر عبداللہ بن ابی کا بیٹا رسول اللہ کے پاس آیا اور کہا کہ اگر میرے باپ کے قتل کا حکم ہو تو میں قتل کروں گا اور کوئی قتل نہ کرے کہ میرے دل میں بدلہ لینے کا جذبہ رہے گا۔ رسول اکرم صلعم نے فرمایا کہ نہیں ان کے لئے قتل کا کوئی حکم نہیں۔

(۸) - بخاری کتاب العلم میں انس سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلعم نے فرمایا کہ دین میں آسانی کرو اور سختی نہ کرو اور لوگوں کو خوشخبری سناؤ اور ڈرا ڈرا کر متنفر نہ کرو۔

(۹)۔ بنی نضیر کے لئے جب مدینہ سے اخراج کا حکم ہوا تو ایک جھگڑا کھڑا ہوا وہ یہ تھا کہ عربوں میں رواج تھا کہ کسی کا بچہ نہ بچتا تو اس کی ماں نذر مانتی کہ اگر میرا بچہ بچ گیا تو اس کو یہودی بناؤں گی۔ چنانچہ بنی نضیر کے اخراج پر بعض انصار کے ایسے بچے تھے جو یہودی تھے۔ انصار نے ان کو بنی نضیر کے ساتھ بھیجنے سے انکار کر دیا تو یہ آیت اتری لا اکراہ فی الدین، اور رسول اکرم صلعم نے اپنے انصار کے خلاف فیصلہ دیا کہ جو بچے جانا چاہیں جا سکتے ہیں۔

(۱۰)۔ قبیلہ اوس کے مرتد ہونے پر حضرت نے ان سے جنگ کیا نہ کوئی سزا دی بلکہ دعا کی کہ اے خدا ان کو دائرۂ اسلام میں لے آ۔ (تجرید بخاری جلد ۲)

زمانہ نبوتؐ میں ایک واقعہ ایسا ہوا کہ بعض مرتد ناحق مسلمان چرواہوں کو قتل کر کے اونٹوں کا ایک گلہ لے کر بھاگ گئے تھے۔ ان کو سزا دی گئی نہ اس لئے کہ مرتد ہو گئے تھے بلکہ اس لئے کہ مسلمانوں کو ناحق قتل کر کے اونٹ لے گئے تھے۔

قرآن کریم اور حدیث شریف سے یہ چند آیات اور واقعات اس بات کو سمجھنے کے لئے کافی ہیں کہ اسلام میں مرتد کے لئے کوئی سزا نہیں۔ یعنی اس امر کی کوئی سزا نہیں کہ کوئی شخص مرتد ہو گیا۔ ہاں البتہ جنگ کی حالت میں کوئی دشمن سے جا ملے تو دنیا کی سب سلطنتیں اور قومیں اسکو واجب القتل قرار دیتی ہیں لیکن قرآن کریم اور حدیث شریف میں محض ارتداد پر قتل کی کوئی سزا نہیں۔ دین سے ارتداد کی سزا ہو نہیں سکتی لا اکراہ فی الدین اس آیت کی شان نزول بھی بتلا رہی ہے کہ دین کے معاملہ میں ہر ایک کو

(باقی بر صفحہ ۱۵ اشتہار کے پیچھے)

ایک مسیحی کی کھلی چٹھی کا جواب

فضل الرحمن صاحب

ایڈیٹر صاحب پیغام صلح! السلام علیکم - ماسٹر برکت اے خاں نے ایک کھلی چٹھی بنام مولنا صدرالدین صاحب شائع کی ہے - اس کے جواب میں مَیں نے ذیل کی چٹھی انہیں لکھکر بھیجی ہے :-

محترم ماسٹر برکت اے خان صاحب - کھلی چٹھی بنام مولنا صدرالدین صاحب میری نظر سے گذری یہ چٹھی ہر ایک مسلمان کے لئے دعوت کا درجہ رکھتی ہے کہ وہ اس کا جواب دے - سو مَیں نے آپ کے پیش کئے ہوئے حوالجات کی وضاحت پر ہی اکتفا کیا ہے -

۱۔ آپ نے سورۃ المائدہ آیت ۸۲ کا حوالہ اہل اسلام کے ساتھ مسیحیوں کی دوستی کے ثبوت میں پیش کیا ہے اس آیت میں اللہ تعالٰے نے نصاریٰ کو یہود کی نسبت اسلام کے قریب تر بتلایا ہے - اور اصل غرض یہ تھی کہ عیسائی قوم میں ایسے عالم اور راہب موجود تھے جن کو "وہ نبی" والی پیشگوئی کے پورا ہونے کا علم ہو چکا تھا اور وہ اس بات کے منتظر رہ چکے تھے اور کسی حد تک انجیل کی اصل تعلیمات پر کاربند تھے جو آج کے زمانہ میں معدوم ہو چکی ہے - تاریخ شاہد ہے کہ شاہ نجاشی نے اسلامی تعلیمات کو سُن کر فوراً اسلام قبول کر لیا - ہرقل نے نبوّت کے دعوے کو سچا قرار دیا مگر اہل دربار کے ڈر سے اسلام قبول کرنے سے باز رہا - مصر کے بادشاہ مقوقس نے خط کے جواب کے ہمراہ تحائف روانہ کئے - بالمقابل اس کے یہود نے فتنہ و فساد بپا کیا کفار مکہ کے ساتھ مل کر اسلام کو مٹا ڈالنے کے منصوبے بناتے - یہاں دوست دشمن کا سوال نہیں بلکہ دونوں قوموں کی قوّت ایمانی کی مناسبت بیان کی گئی ہے -

۲۔ سورۃ مائدہ آیت ۴۷ میں انجیل کے پیروکاروں کے لئے حکم ہے کہ وہ ایسے مسئلہ کے بارہ میں جس کے متعلق وہ خود فیصلہ نہ دے سکیں انجیل سے فیصلہ لیں اور اگر وہ اس کے فیصلہ کو ٹھکرا دیں گے تو کافر ٹھیریں گے -

مگر افسوس کا مقام ہے کہ عیسائیوں نے "وہ نبی" والی پیشگوئی کا فیصلہ انجیل سے نہیں لیا - کیا پیشگوئیوں میں یہ صاف صاف نہیں تبلایا گیا کہ وہ نبی آتشی شریعت کے ساتھ فاران کی چوٹیوں سے ظاہر ہوگا اور دس ہزار قدوسی اس کے ہمراہ ہوں گے - کیا یہ پیشگوئی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر صادق نہیں آتی -

انجیل یوحنا آیت ۱۹ تا ۲۶ میں یہودی یوحنا نبی سے سوال کرتے ہیں :-

"کیا تو ایلیاہ ہے - مسیح ہے یا وہ نبی
ہے اگر تو ان تینوں میں سے نہیں تو
پھر کون ہے"-

اس سے صاف ظاہر ہے کہ مسیح کے بعد "وہ نبی" کے آنے کا بھی یہود کو انتظار تھا اور اس پیشگوئی کے بابت مسیحی بھی ہیں، اب دیکھنا یہ ہے کہ مسیح کے بعد دو ہزار سال گذرنے لگے ہیں مگر ابھی تک "وہ نبی" نہیں آیا؟

کیا فاران مکہ کا پہاڑ نہیں کیا اسلامی شریعت آتشی شریعت نہیں کیا فتح مکہ کے وقت حضور کے ہمراہ دس ہزار قدوسی نہ تھے؟

مجھے افسوس ہے کہ آپ نے سورہ آل عمران ۱۸۷ کا حوالہ دیتے وقت پہلی اور پچھلی آیات پر غور نہیں کیا - یا پھر آپ اپنی فطرت سے مجبور ہو کر حق کو چھپا گئے - آیت ۱۸۵ - ۱۸۶ کے مطابق آپ نے حق کو چھپا کر اس پیشگوئی کو سچ کر دکھایا کہ ولتسمعن من الذین اوتوا الکتٰب من قبلکم ومن الذین اشرکوا اذًی کثیرًا اور ضرور ہے کہ تم کو ان لوگوں سے جن کو تم سے پہلے کتاب دی گئی اور ان سے جو مشرک ہوئے بہت سی دکھ دینے والی باتیں سننی پڑیں گی - پس صاف ظاہر ہے کہ مسلمانوں سے قبل عیسائی قوم کو ہی کتاب دی گئی تھی اور اسی قوم نے خدائے واحد کو تین خدا بنا کر شرک کیا - اس قوم نے حضرت مسیح پر خدا کا بیٹا ہونے کا بہتان باندھا حالانکہ انجیل میں بار بار حضرت اپنے لئے ابن آدم کا لفظ استعمال کرتے ہیں اور آسمانی باپ کے لفظ کا استعمال سب انسانوں کے لئے ہے - پس ثابت ہوا کہ آپ نے ان آیات کو پیش کر کے خود ہی اپنی قوم کو گمراہ اور مشرک ثابت کر دیا اور اپنے لئے ایک تیسری صفت بھی ثابت کی وہ دھوکہ دہی اور فریب دہی ہے جو دجالی صفات ہیں -

۳۔ آپ نے سورۃ مائدہ آیت ۸۹ - ۹۵ - سورۃ رعد آیت ۱۸ - کا حوالہ دے کر یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ حضرت عیسٰی کا کفارہ عین تعلیمات قرآنی کے مطابق ہے - یہ سراسر غلط بیانی ہے - قرآن ہرگز ہرگز ایسے کفارہ کا قائل نہیں - آپ نے سخت غلطی کھائی ہے - قرآنی کفارہ صرف اسی شخص پر عائد ہوتا جس نے قصور کیا ہو اور کفارہ میں دیئے جانے والا مال یا مویشی بھی قصوروار شخص کی ملکیت ...... ہوتے ہیں نہ کہ فیصلہ دینے والا اپنے پاس سے کسی مجرم کا کفارہ ادا کر کے اُسے فساد پھیلانے کے لئے کھلا چھوڑ دے - برعکس اس کے عیسائیت جس کفارہ کی قائل ہے وہ یہ ہے کہ گناہ اور قصور تو انسان کرے اور کفارہ خدا اپنے بیٹے کو صلیب دے کر ادا کرے سبحان اللہ کیا خوب انصاف ہے کیا میں پوچھ سکتا ہوں کہ آج تک جتنی عیسائی حکومتیں یا عدالتیں قائم ہوئیں یا قائم ہیں کسی ایک عدالت نے اس تعلیم پر عمل کیا ہو کیا کسی جج نے فیصلہ دیتے وقت کسی قاتل کے کفارہ میں اپنا بیٹا پھانسی دلوایا ہے - اوّل تو اس کی بھی ضرورت نہیں کیونکہ جب کفارہ تمام گنہگاروں کے لئے دے دیا گیا، تو گناہ تو معاف ہو گئے - پس جب کوئی قاتل مسیح کے کفارہ پر ایمان لے آوے اس وقت اس کو رہا کر دینا چاہیئے - اگر ایسا نہیں کیا جاتا تو آپ لوگ مسیح کے کفارہ پر عملاً ایمان نہیں رکھتے زبانی .... اس کفارہ کا ڈھنڈورا پیٹتے رہتے ہیں -

۴۔ جس انجیل کی آپ لوگ تبلیغ کرتے ہیں وہ اصل انجیل نہیں ہے جو حضرت عیسٰی پر اتاری گئی تھی - آپ ایک پڑھے لکھے انسان ہیں کیا آپ نے کبھی ٹھنڈے دل سے انجیل کی تحریر پر غور کیا ہے یہ تحریر بالکل ایک تاریخ کی کتاب کا درجہ رکھتی ہے اس میں سوائے ان آیات کے جو پہلی کتابوں سے بطور ثبوت پیش کی گئی ہیں سب کی سب تحریر حضرت عیسٰی کی زندگی کے چند سالہ حالات پر مشتمل ہے - کسی ایک جگہ بھی تو خدا بولتا دکھلائی نہیں دیتا - مگر قرآن میں خدا اپنے نبی اور دیگر مخلوق کو جگہ جگہ مخاطب کر کے ہدایات دیتا اور احکام الٰہی سے روشناس کرتا ہے -

آپ نے یقیناً قرآن کو پڑھتے وقت محسوس کیا ہوگا کہ یہ کلام آپ کے دل پر اثر انداز ہوتا ہے اور آپ کا ضمیر پکار اٹھتا ہوگا کہ اس کی دعوت قبول کر لے مگر آپ اس دیوار کو جو تعصب اور دنیاوی زندگی نے حائل کر رکھی ہے پھاند نہیں سکتے -

۵۔ آپ نے جو پمفلٹ شامل کیا ہوا ہے بہ عنوان "خدا محبت ہے" کیا آپ نے کبھی اس عنوان پر غور کیا ہے کیا اس کے معنے آپ کی سمجھ میں آچکے ہیں کیا آپ محبت کی اقسام بیان کر سکتے ہیں کیا اس کی کیفیات سے آپ واقف ہیں یقیناً نہیں - دنیا میں جو کچھ بھی اس نظام میں قائم و موجود ہے اس کی دو حالتیں ہوتی ہیں ایک منفی اور دوسری مثبت دنیا کی کوئی چیز - کوئی جاندار ان دو حالتوں سے باہر نہیں اور اسی اساس پر نیکی بدی کا انحصار ہے اور جزا و سزا بھی انہی دو چیزوں سے وابستہ ہیں مگر آپ کی محبت ہے کہ اس کی نرالی شان ہے حالانکہ اسی محبت کی بدولت دنیا میں اللہ بنتے ہیں ....

...... کاش آپ کفارہ اور محبت کے فلسفہ کو سمجھنے کی کوشش عقل سلیم سے کریں - آمین

والسلام

فضل الرحمن اکونٹنٹ دفتر احمدیہ انجمن اشاعت اسلام

جہاد کی حقیقت

پروفیسر محمد عثمان

جہاد کا لفظ جہد سے نکلا ہے اور لغت میں اس کے معنی محنت اور کوشش کے ہیں۔ اس اعتبار سے جہاد فی سبیل اللہ کے معنے راہ حق میں جد و جہد اور سعی بلیغ کرنے کے ہیں اور قرآن و سنت سے اس کی کم از کم چار قسمیں ثابت ہیں :-

(۱) نفس کی سرکش قوتوں کے خلاف جہاد جسے رسول اکرمؐ نے جہاد اکبر سے تعبیر فرمایا ہے۔

(۲) علم کے ساتھ جہاد جسے اصطلاح مذہبی میں جہاد بالقرآن کہتے ہیں اور قرآن نے اسے جہاد کبیر بتایا ہے۔

(۳) مال کے ساتھ جہاد جس کا مطلب راہ حق میں زر و مال خرچ کرنا ہے اور قرآن حکیم میں اس پر بجا زور دیا گیا ہے۔

(۴)۔ جان کے ساتھ جہاد یعنی حق کی راہ میں جسمانی تکلیفیں اٹھانا اور جان کی پیشکش کرنا۔ قرآن اسے قتال فی سبیل اللہ کی خاطر لڑنا اور جنگ کرنا کہتا ہے۔

اس تصریح سے واضح ہے کہ راہ حق میں لڑنا جہاد کی فقط ایک صورت ہے مگر صدیوں سے ایسی جنگ کے لئے جہاد کا وسیع تر اور جامع لفظ کچھ اس طرح سے مقبول اور رائج ہے، کہ اب اس کا استعمال ناگزیر معلوم ہوتا ہے، چنانچہ زیر نظر مضمون میں اگرچہ بحث مطلق جہاد سے نہیں بلکہ محض قتال سے ہے مگر قارئین کی آسانی کے لئے لفظ ہر جگہ جہاد کا استعمال کیا گیا ہے۔

جہاد کی فرضیت اور جہاد کا قرآنی تصور اسلامی تعلیمات کا ایک ایسا روشن پہلو ہے کہ اس کے جاننے اور اس پر عمل پیرا ہونے میں کم سے کم دقت پیش آنی چاہیئے تھی مگر اس راہ میں اپنوں اور غیروں نے اس قدر ٹھوکریں کھائی ہیں کہ اسے تاریخ اسلام کا ایک المیہ قرار دیا جا سکتا ہے۔ دانستہ ٹھوکریں کھانے والوں سے قطع نظر جو لوگ خلوص نیت کے باوجود اس مسئلے کی حقیقت تک پہنچنے سے قاصر رہے ہیں، ان کی لغزش فہم کے دو اسباب تشخیص ہو سکتے ہیں۔ اوّل یہ کہ علمائے سلف نے اپنے مخصوص حالات کے پیش نظر اس باب میں جو اجتہاد کیا اور مسلمان کشورکشاؤں نے ملک گیری اور اشاعت توحید کے ملے جلے جذبات کے تحت جو راہِ عمل اختیار کی، بعد میں آنے والی نسلوں نے اپنی کوتاہ نظری کے باعث اسکو اسلام کا جزو لاینفک سمجھ لیا۔ دوم یہ کہ اس اہم مگر نازک مسئلہ کے متعلق قرآنی آیات کا مفہوم متعین کرتے وقت ان کا تاریخی پس منظر یکسر نظر انداز کر دیا گیا۔ حالانکہ پس منظر سامنے رکھے بغیر ان آیات کا صحت کے ساتھ سمجھنا سمجھانا ایک امر محال ہے۔ لہٰذا میں سب سے پہلے اس پس منظر اور ماحول کو بیان کرتا ہوں جس میں ہم پر جہاد فرض کیا گیا۔

جہاد کی فرضیت کا پس منظر

رسول اکرمؐ نے جب مکہ کے لوگوں کو ایک خدا کی طرف بلایا اور انہیں بت پرستی سے منع کیا تو یہ دعوت ان کو بڑی ناگوار گذری۔ اوّل تو یہی بات ان کی سمجھ میں نہ آتی تھی کہ جس طریق زندگی کو ان کے باپ دادا سے برتا تھا اسے وہ کیونکر چھوڑ دیں۔ ایسا کرنا گویا اس امر کا اعتراف کرنا تھا کہ ان کے بزرگ گمراہ اور حقیقت سے بے بہرہ تھے، اور یہ صورت انہیں کسی طرح گوارہ نہ تھی۔ دوسرے ان کے ہاں خاندانی اور قبائلی رقابتوں کا سلسلہ بڑی دور تک چلتا تھا اور ایک خاندان یا قبیلے کے لئے کسی دوسرے خاندان یا قبیلے کی سرداری قبول کر لینا ان کی فطرت کے سراسر خلاف تھا۔ اور رسول اکرمؐ کی دعوت میں انہیں آل ہاشم کی برتری کا خدشہ نظر آتا تھا۔ ان کی مخالفت کے بعض معاشی اور عمرانی اسباب بھی تھے مثلاً رسول اکرمؐ کی تعلیم خدا کی وحدت اور انسانوں کی مساوات کا سبق دیتی تھی، انسان ہونے کی حیثیت سے امیر اور غریب، آقا اور غلام، قریش اور غیر قریش، مکی اور مدنی میں کوئی امتیاز نہ تھا۔ اس سے مکہ کے متمول اور معزز گھرانوں کے احساس برتری کو ٹھیس لگتی رہتی تھی۔ اور ان کی خاندانی وجاہت کو صدمہ پہنچتا تھا اور سب سے بڑھکر یہ کہ قریش کے سرداروں کو اس دعوت کی اوٹ معاشی بدحالی جھانکتی دکھائی دیتی تھی۔ کعبہ ملک کا سب سے بڑا بت کدہ تھا اور حج کے دنوں میں ہر سال زائرین ہزاروں کی تعداد میں مکہ کے کھلے میدانوں میں جمع ہوتے اور سال بھر کا اندوختہ ساتھ لاتے تھے۔ اس میں ایک حصہ تو خداؤں کی نظر ہو جاتا اور باقی سے وہ خرید و فروخت کرتے اور خوب داد عیش دیتے تھے۔ خداؤں کے متولی بھی قریش تھے۔ اور بازاروں اور منڈیوں کے مالک بھی قریش۔ اس طرح بتان کعبہ کی بدولت ملک بھر کی دولت ہر سال ان کی جھولیوں میں پڑتی تھی۔ رسول اکرم صلعم نے جب بت پرستی کے خلاف آواز اٹھائی تو دور اندیش قریش نے ایسا محسوس کیا جیسے ان کی عمارت تمول میں زلزلہ آ گیا ہو۔

ان چند در چند وجوہ کی بنا پر مکہ کے سرداروں نے شروع ہی سے رسول اکرمؐ کی دعوت سے اپنی بیزاری کا اظہار کر دیا تھا۔ مگر جب آپ نے ان کی ناراضگی کے باوجود حکمت و استقلال سے کام لے کر کچھ لوگوں کو اپنا ہم خیال بنا لیا تو مخالفین کی سرگرمیاں بھی تیز ہو گئیں۔ اب جوں جوں اسلام کا قدم آگے بڑھتا گیا طرزان قریش کی مخالفت سخت سے سخت تر ہوگئی۔ پہلے صرف زبان سے کام لیا جاتا تھا۔ اب ہاتھ اٹھنے لگے غریب اور کمزور مسلمانوں کو طرح طرح سے تنگ کیا جانے لگا مسلمان غلاموں کو اُن کے کافر آقا گرم ریت پر لٹا دیتے اور بہانے بہانے سے اُن پر کوڑے برساتے تھے۔ اس تشدد کے باوجود مسلمانوں کی تعداد بڑھتی گئی۔ کفار کے غم و غصہ میں اور اضافہ ہوگیا۔ اب اُٹھے ہوئے ہاتھوں میں تلوار کھنچ آئی۔ اور کچھ مسلمانوں کو جن میں ایک خاتون بھی شامل تھی شہید کر دیا گیا۔ اس سے غرض عوام میں خوف و ہراس پھیلانا تھا تاکہ وہ انجام سے ڈر کر نئے دین میں داخل نہ ہوں۔ مگر رسول اکرمؐ اور آپؐ کے ساتھی ان مہیب مصائب کے درمیان کوہِ وقار اور پیکر عزم و استقلال بنے اپنی منزل کی طرف بڑھتے گئے۔ وہ بڑے سے بڑے دشمن کی بات بھی توجہ اور بردباری سے سنتے اور اپنی بات محبت اور نرمی سے اس کے دل میں اتارنے کی کوشش کرتے تھے۔ آنحضرتؐ کی دلی خواہش یہ تھی کہ مکہ کا ماحول ایسا ہو جائے کہ اس میں ہر شخص کو خیال اور عقیدے کی آزادی حاصل ہو۔ جو بت پرست رہنا چاہے وہ بت پرست رہے مگر جو خدا پرست بننا چاہے اسکو بھی ایسا کرنے کا حق حاصل ہو۔ مخالفین مسلمانوں کا یہ حق تسلیم کرنے کو تیار نہ تھے۔ وہ ہر شخص کو فقط بت پرست دیکھنا چاہتے تھے۔

ایک امن پسندانہ مگر انقلابی اقدام

توحید پرستوں پر مشق ستم جاری رہی۔ رسول اکرم صلعم نے آبرومندانہ زندگی کی کوئی راہ نہ دیکھ کر ایک انقلابی مگر نہایت امن پسندانہ قدم اٹھایا۔ آپؐ نے کچھ مسلمانوں کو وطن چھوڑ کر حبشہ چلے جانے اور وہاں بس جانے کا مشورہ دیا۔ اس تدبیر پر اس طرح عمل کیا گیا کہ کفار کو کانوں کان خبر نہ ہوئی۔ مگر جب مسلمان یہ قدم اٹھا چکے۔ آزادئ عقیدہ و عبادت کے بنیادی انسانی حق کی خاطر پردیس کی زندگی اختیار کر چکے تو کفار نے وہاں سے بھی ان کو نکلوانے اور انہیں اپنی قید میں لینے کی ناپاک کوشش کی۔ اس کے بعد آنحضرتؐ اور آپؐ کے خاندان والوں کو ایک گھاٹی میں محصور ہونے پر مجبور کر دیا گیا۔ اور سرداران قریش نے انکے سامانِ خورد و نوش پر پہرے بٹھا دیئے۔ یہ عہد لرزہ خیز اور دلدوز واقعات سے پر ہے۔ مگر اڑھائی سال کے بعد جب یہ محاصرہ ختم ہوا تو بھی ماحول کی ناسازگاری اور سفاکی میں ذرہ بھر فرق نہ آیا۔

اب ایک طرف جور و ستم اور دوسری طرف صبر و رضا کی حد ہو چکی تھی، رسول اکرمؐ نے بالآخر وطن چھوڑنے کا فیصلہ کر لیا۔ یہ کوئی معمولی فیصلہ نہ تھا۔ سینکڑوں مسلمانوں کو جن میں بوڑھے، جوان، بچے اور عورتیں سب شامل تھے اپنا گھر بار چھوڑ کر پردیس کی زندگی اختیار کرنا پڑی۔ لیکن وہ ایسا کرنے پر مجبور تھے۔ کفار نے اُن پر باعزت زندگی کی تمام راہیں بند کر دی تھیں اور یہ سب کچھ اس لئے تھا کہ وہ کہتے تھے "خدا ایک واحد ہمارا رب ہے" ...

(باقی بر صفحہ ۱۴ کالم ۲)

(بسلسلہ صفحہ ۱۰)

یہ تقریر اتنی پُر لطف تھی کہ لوگ محوِ حیرت اور ہمہ تن گوش تھے۔ چونکہ ٹائم کافی ہو چکا تھا۔ اس لئے یہ جلسہ نہایت کامیابی سے دعا پر ختم ہوا۔

مالدیوہ ہو گئے تے آپ تبھی جلدی اسی مسجد میں نماز جمعہ ہوا کرے۔ جو انشاء اللہ تعالےٰ نہایت بابرکت و خیر و خوبی کا باعث ہو گا۔ وما توفیقنا الا باللہ۔

بعد ازاں جناب ہیڈ ماسٹر عبدالحفیظ صاحب نے بڑی پُر تکلف چائے پارٹی کا اہتمام کیا۔ جس سے فارغ ہونے کے بعد جناب قمر صاحب ساڑھے پانچ بجے کی گاڑی سے عازم لاہور ہو گئے۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔

جناب چودھری فضل الرحمٰن صاحب قمر کا یہ تبلیغی دورہ ہر لحاظ سے کامیاب و بامراد رہا۔ یہ ذکر کرنا بھی موجب مسرت ہوگا کہ ہر سہ تقاریر میں ہمارے مکرم و محترم

جناب چودھری محمد شفیع صاحب ملھی نے فرائض صدارت کو نہایت احسن طریق پر انجام دیا۔ اور جناب مکرم محترم چودھری عبدالحق صاحب نے باوجود اپنی مصروفیات تمام ایّام۔ فقط

خاکسار راقم الحروف حکیم خلیفہ محمد اسلم علوی
بدو ملہی ۱۶ اپریل ۱۹۶۱ء

جہاد کی حقیقت

(بسلسلہ صفحہ ۱۳)

اس کی عبادت کرتے ہیں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہراتے۔ ہم بت پرستی سے تائب و کنارہ کش ہیں"۔ لیکن مسلمانوں سے ان کا گھر بار چھڑوا کر بھی کفارِ مکّہ کا کلیجہ ٹھنڈا نہ ہوا۔ جب آنحضرتؐ مدینہ تشریف لائے اور وہاں آپؐ کا پُر جوش خیر مقدم کیا گیا

خطبہ جمعہ مورخہ ۵ جون ۱۹۶۱ء

(بسلسلہ صفحہ ۶)

اُٹھے اور جماعتوں میں نکل گئے، انہوں نے کہا کہ آٹھ سال تک جو انتشار قوم میں رہا اس کو ہم نے دور کرنا ہے اور قوم میں محبت و یگانگت پیدا کر کے قومی کاموں کو استوار کرنا ہے۔ ان بزرگوں میں شیخ میاں محمد صاحب، خانبہادر ڈاکٹر سید احمد خان صاحب، اور خان بہادر غلام ربانی خان صاحب ہیں، میاں صاحب تو تندرست نہیں ہیں ان کی صحت اچھی نہیں لیکن پھر بھی وہ تکلیف اُٹھا کر جماعتوں میں گئے اور خانبہادر صاحبان بھی اپنی کمائی کے ذرائع کو بند کر کے چلے آتے۔ لائل پور، راولپنڈی ملتان کے دورے انہوں نے کئے۔ لائل پور میں بڑی اچھی مجلس ہوئی، اور ملتان میں بھی بڑا اچھا مجمع ہوا۔ ملتان کے دوستوں کے علاوہ اور دوسرے بھی لوگ آ گئے تھے

(۲)۔ جمعہ میں میں نے تحریک کی کہ حضرت مسیح اور ایک مارکیٹ بنائی جائے۔ مارکیٹ کے متعلق اندازہ ہے کہ اس سے کم و بیش دس ہزار روپے ماہوار کرایہ آیا کرے گا۔ اس رقم سے آپ پاکستان کے طول و عرض میں مشن کھول سکتے ہیں۔ ان مشنوں کی برکت سے آپ کی جماعت میں معتدبہ اضافہ ہوگا۔ اور مسلمانوں میں کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر عملدرآمد کرنے کا شوق پیدا ہوگا اور یہی مقصد تھا مجدد زمان کی بعثت کا۔

لوگ تو جانتے ہیں کہ حضرت مرزا صاحب نے خدا جانے کیا کیا دعوے کئے ہیں۔ لیکن اگر ہم لوگوں کو اطلاع نہ دیں کہ آپ کے کیا عقائد تھے اور کیا دعوے تھا تو لوگوں کا کیا قصور۔

غرض میں نے ملتان میں تحریک کی کہ احمدیہ ہال کے ... فاروق صاحب نے ایک لاکھ روپیہ دینے کا وعدہ کیا۔

(۳)۔ تیسری چیز جو قومی ترقی کے سلسلہ میں شروع کی گئی ہے وہ ایک، احمدیہ کالج کا قیام ہے، جس کے لئے تمام انتظامات ہو چکے ہیں۔ یہ تینوں اقدامات ایسے ہیں جو قوم کو مبارکباد کا مستحق ٹھہراتے ہیں۔ فالحمد للہ ربّ العالمین ؛

۳۵ لیا تو سرداران مکّہ کے دلوں میں حسد اور عداوت کی نئی آگ بھڑک اُٹھی اور انہوں نے مدینہ پر حملہ کی تیاریاں شروع کر دیں۔ (ثقافت لاہور) (باقی دارد)

خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ دیں۔ (مینیجر)

مدیر شہاب کے نام ایک عیسائی کے مکتوب کا جواب

(بسلسلہ صفحہ نمبر ۱۱)

کپی آزادی ہے خواہ ایمان لا دے خواہ نہ لا دے ۔ اگر جبر کسی رنگ میں بھی اسلام میں جائز ہوتا تو یہودی دشمنوں کے دین سے اخراج کرتے ۔ وقت رسول کریم اپنے انصار کے خلاف کیسے اجازت دیتے کہ جو انصار کے لڑکے یہودی ہو گئے ہیں وہ اگر یہودیوں کے ساتھ بوجہ دین میں یگانگت

کے جانا چاہیں وہ جا سکتے ہیں ان کو روکا نہ جاوے ۔ قرآن کا حکم موجود ہے اور تو اور قرآن کے نزول کے ساتھ یعنی اولین وحی قرآن کے ساتھ دین میں جبر کے اصول کو جڑھ سے اکھاڑ کر پھینک دیا گیا ۔ چنانچہ فرمایا اقراء باسم ربک الذی خلق ۔ خلق الانسان من علق اقراء وربک الاکرم الذی علم بالقلم علم الانسان ما لم یعلم اس وحی کے نزول سے قبل دنیا میں دین کے لئے جبر کا اصول جاری تھا ۔ اگر پادری صاحب بائبل پر ایک نظر

دوڑائیں تو ان کو اپنے دین کی تواریخ پر نظر دوڑانے سے سر شرم کے مارے جھکانا پڑے گا ۔ وما علینا الا البلاغ ۔

عبداللہ حسان عفی عنہ
عبد من عباد اللہ الصمد

خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ دیں ۔ (منیجر)

پیغام صلح ۱۰ مئی ۱۹۶۱ء رجسٹرڈ ایل ۵۳۵ شمارہ ۱۹

گیلانی الیکٹرک پریس ہسپتال روڈ لاہور میں باہتمام مولوی دوست محمد صاحب پرنٹر پبلشر چھپ کر دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور سے شائع ہوا۔

ہفت روزہ پیغام صلح لاہور

اسلامی چندہ: - پاکستان سے چھ روپے ؛ ہندوستان سے چھ روپے ہندوستانی سکہ ؛ بیرونی ممالک سے ایک پونڈ
ہندوستان میں ہمارے نمائندہ کا پتہ: - شیخ محمد انعام الحق صاحب مکان نمبر ۱ ملک پیٹھ محلہ اعظم پورہ حیدرآباد دکن (انڈیا)

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸ بسم اللہ الرحمن الرحیم رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸

ہم تو رکھتے ہیں مسلمانوں کا دیں
دل سے ہیں خدامِ ختم المرسلیں

تم ہمیں دیتے ہو کافر کا خطاب
کیوں نہیں لوگو تمہیں خوفِ عقاب

احمدیہ انجمن اشاعتِ اسلام لاہور کا خصوصی ترجمان

ہفت روزہ

پیغامِ صلح لاہور

فی پرچہ ۱۳ پیسے

ہر بدھ کو شائع ہوتا ہے
تار کا پتہ:۔ "تبلیغ" لاہور
فون نمبر:۔ ۳۷۳۷
مدیر:۔ دوست محمد
مدیر معاون:۔ بشیر احمد سوز

زرِ مبادلہ
پاکستان سے سات روپے
ہندوستان سے چھ روپے
بیرونی ممالک سے ایک پونڈ

جلد ۴۹ | یوم چہار شنبہ مؤرخہ یکم ذی الحجہ ۱۳۸۰ھ مطابق ۱۷ مئی ۱۹۶۱ء | نمبر ۲۰

بحرِ حکمت کے موتی

عن ابی ذرؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لیست الزہادۃ فی الدنیا بتحریم الحلال ولا اضاعۃ المال ولکن الزہادۃ ان تکون بما فی ید اللہ تعالیٰ اوثق منک بما فی یدک وان تکون فی ثواب المصیبۃ اذا اصبت بھا ارغب منک فیھا لو انھا بقیت لک اخرجہ الترمذی وزاد رزین لان اللہ تعالیٰ یقول لکیلا تاسوا علی ما فاتکم ولا تفرحوا بما اٰتکم (بحوالہ تلخیص الصحاح کتاب الزھد)

ترجمہ:۔ حضرت ابو ذرؓ سے روایت ہے کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دنیا میں زاہد ہونے کے یہ معنے نہیں ہیں کہ حلال شئے کو حرام کیا جائے اور مال کو ضائع کیا جائے بلکہ زاہد ہونے کے معنے ہیں کہ جو چیز خدا تعالےٰ کے ہاتھ (اختیار) میں ہو اس پر اس چیز سے بڑھکر بھروسا ہو جو اپنے ہاتھ میں ہے اور جب تم مصیبت میں مبتلا ہو تو مصیبت کا ثواب تم کو اتنا مرغوب ہو کہ تم اس کی خواہش کرو کہ کاش یہ مصیبت ہمیشہ رہے ترمذی اس کے راوی ہیں، اور رزین نے اتنا زیادہ بیان کیا ہے اس لئے کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے لکیلا تاسوا علی ما فاتکم ولا تفرحوا بما اٰتکم (۵۷:۲۳)

ایں کمال آمد با فرزند و زن
از ہمہ فرزند و زن یکسو شدن

میں خدا تعالیٰ کے وعدہ کے موافق مسیح موعود ہو کر آیا ہوں

حضرت مسیح موعودؑ کا ارشادِ گرامی

غیر المغضوب علیھم کا فقرہ مسلمانوں کے ایک گروہ کی اس حالت کا پتہ دیتا ہے جو وہ مسیح موعود کے مقابل مخالفت اختیار کرے گا۔ اور ایسا ہی الضالین سے مسیح موعود کے زمانہ کا پتہ لگتا ہے کہ اس وقت صلیبی فتنہ کا زور اپنے انتہائی نقطہ پر پہنچ جائے گا۔ اس وقت خدا تعالیٰ کی طرف سے جو سلسلہ قائم کیا جائے گا۔ وہ مسیح موعود ہی کا سلسلہ ہوگا۔ اور اسی لئے احادیث میں مسیح موعود کا نام خدا تعالےٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی معرفت کاسر الصلیب رکھا ہے کیونکہ یہ سچی بات ہے کہ ہر ایک مجدد فتن موجودہ کی اصلاح کے لئے آتا ہے۔ اب اس وقت خدا کے لئے سوچو تو کیا معلوم نہ ہوگا کہ صلیبی نجات کی تائید میں قلم اور زبان سے وہ کام لیا گیا ہے کہ اگر صفحات رقم کو جوڑا جائے تو باطل پرستی کی تائید میں یہ سرگرمی اور زمانہ میں ثابت نہ ہوگی۔ اور جبکہ صلیبی فتنہ کے حامیوں کی تحریریں اپنے انتہائی نقطہ پر پہنچ چکی ہیں، اور توحید حقیقی اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عفت، عزت اور حقانیت اور کتاب اللہ کے منجانب اللہ ہونے پر ظلم اور زور کی راہ سے حملے کئے گئے ہیں تو کیا خدا تعالیٰ کی غیرت کا تقاضا نہیں ہونا چاہیئے کہ اس کاسر الصلیب کو نازل کرے؟؟؟ کیا خدا تعالےٰ اپنے وعدہ انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون کو بھول گیا؟ یقیناً یاد رکھو کہ خدا تعالےٰ کے وعدے سچے ہیں اس نے اپنے وعدہ کے موافق

" دنیا میں ایک نذیر بھیجا ہے۔ دنیا نے اسے قبول نہ کیا مگر خدا تعالیٰ
اس کو ضرور قبول کرے گا۔ اور بڑے زور آور حملوں سے اس
کی سچائی کو ظاہر کرے گا۔ میں تمہیں سچ سچ کہتا ہوں کہ

میں خدا تعالےٰ کے وعدہ کے موافق مسیح موعود ہو کر آیا ہوں۔ چاہو قبول کرو، چاہو تو رد کرو۔

مگر تمہارے رد کرنے سے کچھ نہ ہوگا۔ خدا تعالےٰ نے جو ارادہ فرمایا ہے وہ ہو کر رہیگا کیونکہ خدا تعالےٰ نے پہلے سے براہین میں فرما دیا ہے:۔

صدق اللہ ورسولہ وکان وعداً مفعولاً

در جہان و باز بیروں از جہاں
بس ہمیں آمد نشان کاملاں

ہر بلا کیں قوم را حق دادہ است
زیر آں گنج کرم بنہادہ است
(غلام قادیانی)

تبلیغی خط و کتابت

دیکھو خدا نے سارے جہاں کو جھکا دیا
گمنام پا کے شہرۂ عالم بنا دیا (مسیح موعودؑ)

جاوا (انڈونیشیا)

ترجمہ خط از عبدالغفار عمر جاوا (انڈونیشیا)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،

اکثر لائٹ کے مطالعہ سے خط لکھتا ہوں جو میں اپنے کسی دوست سے لے کر پڑھتا ہوں ہم سب طلباء اس کے فاضلانہ مضامین سے بہت مستفید ہوتے ہیں۔ اور ہم چاہتے ہیں کہ اسلام کے متعلق اسی سائنٹیفک طریق سے مزید علم حاصل کرتے رہیں

اگر آپ باقاعدہ طور پر ہمیں پرچہ لائٹ بھیجتے رہیں تو عین عنایت ہوگی۔

نیز ہم درخواست کرتے ہیں کہ اپنی دیگر تصانیف بھی جو کہ آپ رسالوں کی صورت میں شائع فرماتے ہیں ہمیں بھیجتے رہیں۔

ہم سب طلباء جو کہ اسلامی یونیورسٹی میں تحصیل علم کر رہے ہیں بورڈنگ ہاؤس میں رہتے ہیں۔

اور ہم سب مل کر قرآن شریف کے ترجمہ اور تفسیر کے مطالعہ میں مشغول رہتے ہیں اور اس کے متعلق آپس میں تبادلۂ خیالات بھی کرتے رہتے ہیں۔ مگر ہمارے پاس مولانا محمد علیؒ اور پکتھال کا قرآن نہیں۔ اگر ہو سکے تو دونوں کتب بھیج کر ممنون فرمائیں۔

اللہ تعالےٰ آپ کی احمدیہ موومنٹ کی نصرت فرمائے اور اپنی برکات نازل کرے۔

(انہیں قرآن شریف مع متن وغیرہ اور خط اور پرچہ لائٹ بھیجے گئے۔ (غلام قادر ڈار)

بیڈا (نائیجیریا)

ترجمہ خط از مسٹر رزاق۔ اے اینلا۔ بیڈا (نائیجیریا)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

بندہ یہ خط بغرض استمداد آپ کی خدمت میں بھیج رہا ہے۔ اللہ تعالےٰ اسلام کی روشنی کو دنیا میں پھیلا دے آمین۔

میں اٹھارہ سال کا بچہ ہوں اور میرے ماں باپ فوت ہو چکے ہیں، میری والدہ مجھے آٹھ ماہ کا بچہ چھوڑ کر فوت ہو گئی تھی اور میرے باپ جب فوت ہوئے اس وقت میری عمر چھ سال تھی۔

میں عیسائی بزرگ کی زیر سرپرستی پلنے لگا جو کہ میرے والد کا چچا تھا۔ میرے والد مسلمان تھے اور وہ اسی حالت میں فوت ہو گئے۔ مرتے وقت مجھے کہہ گئے کہ جس خدا کی چاہوں پرستش کروں۔

میرے گاؤں میں تین مذاہب ... اسلام عیسائیت اور بت پرستی ہیں۔

میں اسلام کو بہت پسند کرتا ہوں۔ کیونکہ جب میں مسلمان کو قرآن پڑھتے سنتا ہوں تو میرے دل و دماغ متاثر ہو جاتے ہیں۔ لہٰذا قرآن شریف پڑھنے کے لئے ایک امام کے پاس جاتا ہوں جو کہ ہمارے قریب رہتے ہیں۔ بارہ سال کی عمر تک میں نے قرآن شریف پڑھ لیا تھا۔ امام صاحب نے میرا نام رزاق آئی اینلا رکھا ہے (میرے غریب ماں باپ کا نام آئی اینلا تھا جس کے معنے یوروبی زبان میں کوئک ورج کا باپ ہے)

اب جب میں قرآن شریف پڑھتا ہوں تو میرے ارد گرد اور محلہ کے لوگ سننے کے لئے آ جاتے ہیں جب میں ختم کرتا ہوں تو پوچھتے ہیں "تمہارے خدا نے تمہیں کیا کہا ہے" اور بدقسمتی سے جب میں ترجمہ نہیں کر سکتا تو مجھ پر ہنسی ٹھٹھا کرتے ہیں۔

میں ہزار بار عاجزانہ عرض کر دوں گا کہ مجھے مکمل قرآن شریف عنایت فرمایا جائے۔

اللہ تعالےٰ چاہے تو اس ماحول اور محلہ کے سب لوگ اسلام قبول کر لیں گے۔

(انہیں خط اور قرآن شریف بھیجے گئے)

علیگڈھ (بھارت)

ترجمہ خط از مسٹر وی پی نارائن۔ علیگڈھ

جناب عالی

میں عیسائی ہوں اور اس یونیورسٹی میں انگلش ایم اے فائنل کر رہا ہوں۔

بعض واقعات کی بناء پر مجھے اسلام سے بہت دلچسپی پیدا ہو گئی ہے۔ اسلامک کلچر کے مطالعہ کا بہت شوق ہے۔ امید ہے آپ میری ضرور مدد فرمائیں گے۔

کیا مجھے آپ ایک کاپی قرآن شریف اور دیگر کتب جو اصول اسلام پر مشتمل ہوں بھیج کر ممنون فرمائیں گے؟

(قرآن شریف۔ ٹیچنگز آف اسلام وغیرہ اور خط بھیجے گئے۔ غلام قادر ڈار)

ابیوکوٹا (نائیجیریا)

ترجمہ خط از مسٹر آر۔ او۔ انگبوگی۔ ابیوکوٹا نائیجیریا۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

مجھے ایک کاپی قرآن شریف درکار ہے وجہ یہ ہے کہ میرا باپ تو عیسائی ہے اور والدہ مسلمان ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ اپنی والدہ صاحبہ کے مذہب یعنے اسلام کی پیروی کروں۔

میرے پاس قرآن شریف پڑھنے کے لئے نہیں لہٰذا اگر قرآن شریف عنایت فرمائیں تو بہت مہربانی ہوگی اور تبلیغ و اشاعت کے کام بھی آئیگا۔

(انہیں قرآن شریف اور لٹریچر اور خط بھیجے گئے۔ غلام قادر ڈار)

اوڈم اورو (نائیجیریا)

ترجمہ خط از مسٹر نصیر اللہ لیمڈ۔ اوڈم اورو۔ نائیجیریا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

میں قرآن شریف کی وصولی کی نہایت شکرگزاری کے ساتھ اطلاع دیتا ہوں۔

میں نے پہلے خط میں آپ کو اطلاع دی تھی کہ میں کٹر عیسائی تھا اور آپ یہ سن کر خوش ہوں گے کہ میں اب نومسلم ہوں۔ میں بڑے ذوق و شوق کے ساتھ قرآن شریف کا مطالعہ کر رہا ہوں ٹیچنگز آف اسلام اور دوسرے رسالہ جات بھی دیکھے ہیں آپ نے یہ کتب بھیج کر میری رہنمائی فرمائی ہے شکریہ

امید ہے علاوہ ان کتب کے دیگر لٹریچر سے بھی آپ مجھے نوازتے رہیں گے میں نے اپنا نام لونی سے بدل کر نصیر اللہ لیمڈ رکھ لیا ہے۔

(انہیں غلطیۂ قرآن انگریزی وغیرہ اور خط بھیجے گئے۔ غلام قادر ڈار)

نائیجیریا

ترجمہ خط از مسٹر بابا ٹونڈ اصلاح الدین سیکرٹری اسلام ایکسٹنڈنگ یونین نائیجیریا۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

مجھے آپ کی ارسال کردہ کتب مل گئی ہیں بہت بہت شکریہ۔ آپ نے تبلیغ اسلام کے سلسلہ میں دنیا میں بہت کام کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ آپ کو اپنے فضل سے دین اور دنیا کی برکتیں عطا فرمائے۔ خط کا اس لئے دیر ہوئی کہ میں بیمار تھا۔

عیسائیوں کی بڑی سخت مخالفت کے باوجود اللہ تعالیٰ نے ہمیں بہت کامیابیاں عنایت فرمائی ہیں۔ چنانچہ چار عیسائیوں کو ہم مسلمان بنانے میں کامیاب ہو گئے ہیں (یعنے ایک مرد۔ اس کی بیوی۔ اور دو بچے)۔

میں آپکو اپنی کارکردگیوں سے مطلع کرتا رہوں گا بہت سی کامیابیاں عنقریب متوقع ہیں۔ ہمیں آپ کی ارسال کردہ کتب سے بہت فائدہ پہنچا ہے (خط اور

اقبال کے نادان دوست

۲۱ اپریل کو ہر سال یوم اقبال منایا جاتا ہے، اور حق یہ ہے کہ اس عظیم قومی مفکر کی یاد کو جس انداز میں منایا جاتا ہے وہ اس کا بجا حقدار ہے، قطع نظر اس بات کے کہ اس کے نظریات میں بہت حد تک یورپی فلسفہ کی جھلک پائی جاتی ہے،.... جہاں تک نوجوانوں میں بیداری کی روح پیدا کرنے کا تعلق ہے اور جس حد تک پاکستان کے تخیل کا تعلق ہے یہ کہنا حق بجانب ہے کہ اقبال کا نام برصغیر کی تاریخ میں یادگار رہے گا۔

لیکن ہمیں افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے، کہ اقبال کے ان مداحوں میں جو ان کی خوبیوں اور محاسن کو بیان کر کے ان کی عظمت و فضیلت کا سکہ دلوں پر بٹھانا چاہتے ہیں، بعض ایسے نادان دوست بھی ہیں جو ان کے اچھے خیالات و نظریات کو پیش کرنے کے بجائے ایسے بیانات کو جو مرحوم کی کوتاہیوں اور غلطیوں پر مشتمل ہیں اہم قرار دے کر ان کو بار بار پیش کرتے اور ان کی روح کو صدمہ پہنچاتے ہیں۔

ان نادان دوستوں میں سے ایک لائل پور کے ہفت روزہ "المنبر" کے مدیر شہیر ہیں، جنہوں نے ایک طرف تو اکابر کی پیدائش اور وفات کے دن منانا شریعت اسلامی کے خلاف اور اقوام غیر کی نقل" قرار دیا ہے اور دوسری طرف اس بات پر خوشی کا بھی اظہار کیا ہے کہ "علامہ اقبال علیہ الرحمۃ کا دن قوم نے بڑے اہتمام سے منایا ہے" اور اس کے ساتھ ہی اس بات کی شکایت بھی کی ہے کہ علامہ کا وہ بیان جو انہوں نے "قادیانیت" سے متعلق اپنے آخری ایام زندگی میں دیا "یا تو نظروں سے اوجھل ہو گیا اور یا پھر اس کی اہمیت کو کما حقہٗ محسوس نہیں کیا گیا" اور اس فروگذاشت کی تلافی کرتے ہوئے" اس نے اس مقالہ کو من وعن نقل کر دیا ہے۔

ہم حیران ہیں کہ "المنبر" کو اس مقالہ میں کونسی ایسی بات نظر آئی کہ اسکو علامہ کی یاد میں نقل کرنا اس نے ضروری سمجھا، اگر غور کر کے دیکھا جائے تو اس بیان کا ایک ایک فقرہ غلطیوں سے لبریز ہے اور اس میں نام نہاد "قادیانیت" کو بدنام کرنے کے لئے دانستہ یا غیر دانستہ ایسی باتیں لکھ دی گئی ہیں جو قرآن و حدیث کے صریح خلاف ہیں اور اس لئے مرحوم کی نیک نامی کے بجائے انکے وقار اور اصابت رائے کو صدمہ پہنچانے کا موجب ہیں۔ مثلاً یہ کہ کسی مصلح کی انتظار کو علامہ مرحوم نے موبدانہ تمدن کا نتیجہ اور زرتشتی، یہودی، نصرانی اور صابی مذاہب کے تخیلات کا اثر قرار دیا ہے۔ حالانکہ کون نہیں جانتا کہ انبیائے کرام اور مصلحین کی پیشگوئیوں کے مطابق ہر زمانہ میں کسی نہ کسی نبی یا مصلح کی انتظار ہمیشہ رہی ہے خود حضرت نبی کریم محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے ..... ظہور کے لئے آپ سے ہزار ہا سال پہلے حضرت ابراھیم علیہ السلام نے جناب باری میں دعا کی ربنا وابعث فیھم رسولاً منھم یتلوا علیھم اٰیٰتک ویعلمھم الکتاب والحکمۃ و یزکیھم انک انت العزیز الحکیم ... یہ دعا ایک طرح کی پیشگوئی تھی جو انبیاء کی زبانوں پر مختلف رنگوں میں دہرائی جاتی رہی اور ہزار ہا سال دنیا کو اس عظیم الشان رسول کی انتظار رہی جس کا ذکر کبھی موسیٰ کی زبان پر

"میں ان کے لئے ان کے بھائیوں میں سے
تجھ سا ایک نبی برپا کروں گا"

کے الفاظ میں کیا گیا اور آج تک بنی اسرائیل میں آپ کو "وہ نبی" کے نام سے پکارا جاتا ہے اور انہیں ہمیشہ اس کی انتظار لگی رہی ہے کبھی حضرت عیسیٰ نے فارقلیط نام سے آپ کے ظہور کی پیشگوئی کی اور قرآن کریم نے ان پیشگوئیوں کی تصدیق کرتے ہوئے حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کا مصداق قرار دیا گیا ان سب پیشگوئیوں اور اس انتظار کو جو قوموں کو اس عظیم الشان نبی کے متعلق رہا موبدانہ تمدن کا اثر قرار دیا جائے گا جس کے نتیجہ میں بقول اقبال:-

"پرانی جماعتیں ختم ہوئیں اور ان کی جگہ
مذہبی عیار نئی جماعتیں لا کھڑی کرتے
ہیں"

غور کیجئے اس کی زد کہاں پہنچتی ہے اور مذہبی عیار کی ذیل میں کون آتا ہے معاذ اللہ من ذالک پھر خود حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے امت میں بعثت مجددین کی پیشگوئی کی اور ہر صدی میں ایک نہ ایک مجدد کے آنے کی انتظار دلائی اور تیرہ صدیوں میں ایسے لوگ پیدا ہوتے رہے جنہوں نے اس حدیث کے ماتحت مجدد ہونے کے دعوے کئے کیا وہ سب موبدانہ تمدن اور زرتشتی اثر کا نتیجہ تھے اور وہ لوگ معاذ اللہ مذہبی عیار تھے، جو پرانی جماعتوں کو ختم کر کے نئی جماعتیں لا کھڑی کرتے تھے؟ اقبال کا بیان ہے کہ قادیانیت

"اسلام کی چند اہم صورتوں کو ظاہر طور پر قائم
رکھتی ہے لیکن باطنی طور پر اسلام کی روح
اور مقاصد کے لئے مہلک ہے اس کا حاسد
خدا کا تصور کہ جس کے پاس دشمنوں"

(باقی بر صفحہ کالم ۳)

اخبار احمدیہ

حضرت امیر ایدہ اللہ بفضلہ تعالیٰ بخیر و عافیت ہیں اور خدمات دینیہ میں ہمہ تن مصروف۔

احمدیہ کالج

احمدیہ کالج کے متعلق گذشتہ اشاعت میں اعلان ہو چکا ہے اس کے متعلق ضروری ساز و سامان اور عمارت وغیرہ انتظام ہو گیا ہے، سٹاف میں بفضلہ تعالےٰ نہایت قابل اور تجربہ کار پروفیسروں کا تقرر عمل میں آیا ہے جو سب کے سب احمدی ہیں امید ہے کہ کالج یکم جون ۱۹۶۱ء سے کھل جائے گا جس میں مروجہ تعلیم کے علاوہ دینی تعلیم و تربیت کا بھی انتظام کیا گیا ہے، جو نوجوان میٹرک کے بعد کالج کی تعلیم سے بہرہ ور ہونا چاہتے ہوں اس کالج میں داخل ہو کر سعادت دارین حاصل کریں۔

شادی

گذشتہ سے گذشتہ اتوار محترم جناب ڈاکٹر غلام محمد صاحب مرحوم و مغفور کے صاحبزادے رشید احمد صاحب کی شادی محترم ڈاکٹر نذیر احمد صاحب کی صاحبزادی کے ساتھ ہوئی، دعا ہے اللہ تعالیٰ اس تعلق کو جانبین کے لئے موجب خیر و برکت بنائے۔

ایک اور شادی کی تقریب

محترم شیخ غلام قادر صاحب ڈار کے فرزند ارجمند شیخ عبدالعزیز صاحب ڈار کی شادی محمودہ اختر بنت محمد عبداللہ صاحب سیالکوٹ کے ساتھ عمل میں آئی، مولانا احمد یار صاحب نے نکاح بعوض دو ہزار روپیہ حق مہر پڑھایا، اس خوشی میں شیخ غلام قادر صاحب نے مبلغ دس روپیہ بطور عطیہ اشاعت اسلام انجمن کو دیا فجزاہ اللہ، اللہ تعالےٰ مبارک کرے اور اس تعلق کو جانبین کے باعث خیر و برکت فرمائے۔

تبدیلی

پشاور سے محمد الرحمٰن صاحب ڈپٹی جیلر اطلاع دیتے ہیں کہ میری تبدیلی ڈیرہ اسمٰعیل خاں سے سنٹرل جیل پشاور میں ہو گئی ہے۔

حضرت امیر مرحوم مولانا محمد علی صاحب کے حالات زندگی

میں پہلے بھی اخبار پیغام صلح کے ذریعہ دو دفعہ احباب جماعت سے اپیل کر چکا ہوں، کہ اگر کسی دوست کے پاس مولانا مرحوم کی غیر مطبوعہ تحریر ہو۔ یا ان کو خاص واقعات اور حالات اور باتوں کا علم ہو جو کہ عام لوگوں کے سامنے نہیں آئیں۔ اگر وہ مفید اور دلچسپ ہوں تو مہربانی فرما کر مجھے ان سے مطلع فرما کر عنداللہ ماجور ہوں۔

خاکسار ممتاز احمد فاروقی
۲۹۔ گلبرگ کالونی۔ لاہور

اخبار و افکار

مشرقی پاکستان میں طوفان اور باد

شاید چھ ماہ سے کچھ ہی زیادہ دن ہوئے ہونگے کہ مشرقی پاکستان میں ۹ مئی کو دوسری بار ایک اور طوفان آیا، جس نے پہلے کی طرح تضییع جان و مال کے وہ ہلاکت آفرین منظر دکھائے کہ الامان، اگرچہ حکومت نے لوگوں کو پہلے سے خبردار کرنے کا پورا پورا انتظام کر دیا تھا، اور تعلیمی عمارتوں کے دروازے بھی ان کے لئے کھول دیئے تھے تاکہ وہ طوفان کی ہلاکت انگیزیوں سے بچنے کے لئے وہاں پناہ لے سکیں، تاہم بہت سی جانیں اور مال اس قیامت خیز طوفان کی نذر ہو گیا۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ گزشتہ طوفان کی ہلاکت خیزیوں کا مداوا ابھی پورے طور پر نہیں ہو سکا کہ ایک اور قیامت قوم کے سر پر آ کھڑی ہوئی۔ اللہ تعالےٰ کی طرف سے جب کسی پر عذاب آتا ہے تو لاکھ تدابیر کی جائیں، اس سے بچنا مشکل ہوتا ہے۔ مشرقی پاکستان پر پے در پے ان ہلاکت خیز طوفانوں کا آنا اور حکومت کی طرف سے اس سے بچاؤ کے لئے ہر قسم کے وسائل اختیار کئے جانے کے باوجود جان و مال کا اتلاف بتلا رہا ہے، کہ یہ کوئی اتفاقی امر نہیں بلکہ خالق کائنات کی طرف سے اس غیظ و غضب کا اظہار ہے جو کبھی کبھی ہم گنہگار بندوں کی تنبیہہ اور اصلاح کے لئے نازل ہوتا ہے، اور جب آتا ہے، تو فاسق و فاجر کے ساتھ ناکردہ گناہ بھی لپیٹ لئے جاتے ہیں، چنانچہ ارشاد الٰہی ہے واتقوا فتنۃ لا تصیبن الذین ظلموا منکم خاصۃ۔ اس فتنہ سے ڈرو، جو صرف ظالموں ہی کو اپنی لپیٹ میں نہیں لیتا بلکہ بعض وقت نیکوکار بھی اس کی لپیٹ میں آ جاتے ہیں۔

اللہ تعالےٰ رحم فرمائے، مشرقی پاکستان کا طوفان ایک ایسا ہی عذاب الٰہی ہے کہ جس کے ہولناک اثرات اور آئندہ خطرات سے بچنے کے لئے توبہ و استغفار کی اشد ضرورت ہے، حضرت مسیح موعودؑ نے اس قسم کے عذابوں کی خبر آج سے پچاس ساٹھ سال پہلے دیدی تھی، اور واضح کر دیا تھا کہ دنیا کا فسق و فجور اور نیکیوں کی توہین و تضحیک میں حد سے بڑھ جانا ان عذابوں کا اصل موجب ہے، لیکن دنیا نے اس کی پرواہ نہ کی، اور خدا پرستی اور نیکوکاری کی جگہ مادہ پرستی اور فسق و فجور نے لے لی، ضرورت ہے کہ اب بھی اللہ تعالےٰ کی طرف رجوع کیا جائے اور اس سے اپنے گناہوں اور کوتاہیوں کے لئے معافی طلب کی جائے تاکہ آئندہ اس قسم کے عذابوں سے اللہ تعالےٰ بچا لے۔

اس کے ساتھ ہی جہاں حکومت طوفان سے متاثرہ لوگوں کی امداد و اعانت کا انتظام کر رہی ہے، ضرورت ہے کہ قوم کا متمول اور سرمایہ دار طبقہ بھی اپنے اموال حکومت کا ہاتھ بٹا کر ثواب دارین حاصل کرے کہ یہ بھی عذاب سے بچنے کا ایک اہم ذریعہ ہے۔ بقول حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم الصدقۃ ترد البلاء۔ صدقہ سے بلائیں دور ہوتی ہیں۔

رائی کا پہاڑ

معاصر صدق جدید سے بلا تبصرہ:-

"مشہور سوشلسٹ لیڈر ڈاکٹر رام منوہر لوہیا کی زبان سے اخباری نمایندوں کے جلسے میں:-

"مجھے جو اطلاعات ملی ہیں، ان سے پتا چلتا ہے کہ جبلپور میں جس لڑکی نے خودکشی کی اس کی پرانی دوستی اس لڑکے کیساتھ تھی جو سامنے لایا گیا ہے۔ مجھے یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ اس سلسلے میں لڑکی پر اسکول میں جرمانہ بھی ہو چکا تھا۔ اور جب لڑکی کے بچہ پیدا ہونے والا تھا۔ اس وقت اس نے سماج کے ڈر سے خودکشی کر لی۔ دونوں کے دوستانہ کا چرچا جبلپور میں ۲، ۲½ سال سے چل رہا تھا۔"

اللہ اللہ! اسی کو کہتے ہیں رائی کا پہاڑ بنا لینا! جس روایت کا سہارا لیکر بے گناہوں کے سر پر ایک قیامت لائی گئی تھی، اور جان، مال، آبرو، سب پر یکلخت ہلہ بول دیا گیا تھا۔ وہ بالفرض سو فیصدی بھی صحیح ثابت ہو جاتی۔ جب بھی آخر کیا تھی۔ یہی نہ کہ فلاں کنواری کی آبرو ریزی؟ تو ہر مذہب و ملت کی بیشمار کنواریوں کی آبرو ریزی ملک کے کس حصہ میں اور کب نہیں ہوتی؟ یہ کسی حال میں بھی فرد کے جرم کا انتقام خاندان، کنبہ، قبیلہ یا قوم سے لے لینا عقلاً نقلاً عرفاً درست ہو سکتا ہے؟ — اور چہ جائیکہ جب اس شر انگیز روایت کی بنیاد ہی ریت پر نکلے! ظالموں، سفاکوں کے لئے اگر ان میں ذرا بھی احساس شرافت باقی رہ گیا ہو، ڈوب مرنے کا مقام ہے!"

اقبال کے نادان دوست

(بسلسلہ صفحہ ۳ کالم ۲)

کے لئے لاتعداد زلزلے اور بیماریاں ہوں، اس کا نبی کے متعلق نجومی کا تخیل اور اس کا روح مسیح کے تسلسل کا عقیدہ وغیرہ یہ تمام چیزیں اپنے اندر یہودیت کے اتنے عناصر رکھتی ہیں گویا یہ تحریک ہی یہودیت کی طرف رجوع ہے"

غور کیجئے زلزلوں اور بیماریوں کی پیشگوئیاں اگر "حاسد خدا" کا پتہ دیتی ہیں، تو اس کو کیا کہا جائے گا کہ قرآن کریم نے بار بار اس بات کا ذکر کیا ہے کہ انبیاء کی معرفت ان کی قوموں کو زلزلوں اور بیماریوں کی خبریں دی گئیں جو آخر کار وقوع میں آ کر مخالفین کی ہلاکت کا موجب ہوئیں یہاں تک کہ ایک قاعدہ کلیہ کے طور پر قرآن کریم نے فرمایا ہے وما ارسلنا فی قریۃ من نبی الا اخذنا اھلھا بالباساء والضراء لعلھم یضرعون، اور ہم نے کسی بستی میں کوئی نبی نہیں بھیجا مگر اس کے رہنے والوں کو سختی اور دکھ میں پکڑا تاکہ وہ عاجزی اختیار کریں۔

فرمایئے کیا اسکو "حاسد خدا کا تصور" قرار دیا جائے گا، اور کیا ان پیشگوئیوں کو جو انبیاء نے پہلے سے کیں "نجومی کا تخیل" سمجھا جائے گا۔

رہا "روح مسیح کے تسلسل کا عقیدہ"، اس کو اگر اس وجہ سے یہودیت کا عنصر قرار دیا جاتا ہے کہ مسیح یہود میں پیدا ہوئے اور ان سے پہلے ایک نبی (ایلیا) کی دوبارہ آمد کا انتظار پایا جاتا تھا جس کی تعبیر جناب مسیح نے یحیٰی نبی کے وجود میں ایلیا کی روحانی بعثت کے رنگ میں کی، تو بے شک اسکو یہودی عنصر کہہ لیجئے، لیکن یہ وہ یہودی عنصر ہے جس پر جناب مسیح کی صداقت کا انحصار ہے کیونکہ مسیح کی بعثت ایلیا کی دوبارہ آمد پر منحصر تھی اور پھر "روح مسیح کے تسلسل کے عقیدہ" کی بنا ان احادیث پر ہے جن میں مسیح کی دوبارہ آمد کا ذکر کیا گیا ہے کیف انتم اذا نزل ابن مریم فیکم و امامکم منکم اور اسی قسم کی دوسری احادیث "روح مسیح کے تسلسل" ہی کو بیان کرتی ہیں، احمدیت کو جھٹلانے کے لئے ان احادیث کا انکار کر دینا الگ بات ہے لیکن حقیقت ہے کہ دجال اور یاجوج ماجوج کا خروج جس کا ذکر قرآن میں بھی ہے، احادیث میں اسکو آمد مسیح سے وابستہ قرار دیا گیا ہے اور اقبال نے اس شعر میں کہ؎

کھل گئے یاجوج اور ماجوج کے لشکر تمام
چشم مسلم دیکھ لے تفسیر حرف ینسلون

نہ صرف یاجوج اور ماجوج کے خروج بلکہ روح مسیح کے تسلسل کو بھی تسلیم کر لیا، وہ تمام علامات جو دجال اور یاجوج ماجوج کے متعلق احادیث میں پائی جاتی ہیں، آج ہماری آنکھوں کے سامنے پوری ہو چکی ہیں، پھر یہ کیسے کہا جا سکتا ہے کہ مسیح کی جس کو انہی احادیث میں دجال اور یاجوج ماجوج کا مد مقابل قرار دیا گیا ہے آمد کا عقیدہ یہودیت کی طرف رجوع اور روح اسلام کی روح اور مقاصد کے لئے مہلک ہے، بجائیکہ اسی عقیدہ نے آج مسیح موعودؑ کی بعثت اور اس کے شاندار کارناموں کے ذریعہ سے اسلام کے مردہ جسم میں ایک نئی روح پیدا کر دی اور مسلمانوں کی افسردگی کو "رجائیت"، ایمان اور خوش امیدی سے بدل دیا ہے۔

غرض اقبال کا محولہ بالا بیان اس قابل نہیں کہ اسکو بار بار پیش کر کے اس کی روح کو افسردہ کیا جائے، یہ ایک بہت بڑی غلطی تھی جو علامہ ممدوح سے سرزد ہوئی اور وہ لوگ اقبال کے نادان دوست ہیں جو اس مقالہ کی اشاعت سے اس کی روح کو بار بار صدمہ پہنچاتے ہیں، دعا کرنی چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ ان کی غلطی کو معاف کرے اور اس مقالہ کی بار بار اشاعت سے ان کی روح تڑپتی ہو گی، اور رحمت الٰہی میں دہائی دیتی ہو گی کہ:-

اے خدا مجھے ان نادان دوستوں سے بچا۔

(مولانا مرتضیٰ خان حسن مرحوم)

حضرت مسیح موعودؑ کی سوانح عمری

شیخ الجامعہ ربوہ کے قلم سے

(۲)

باقی رہا شیخ الجامعہ صاحب کا طعن کہ انہوں نے انگریز کی عدالت میں ملازمت کی۔ تو کیا مسلمانوں کے لئے حکم ہے کہ وہ غیر مذہب والے کی ملازمت نہ کریں۔ اگر ایسا حکم قرآن یا حدیث میں ہو تو براہ مہربانی ہمیں بھی دکھائیں۔ اجی حضرت کسی غیر مسلم حکومت کی ملازمت کرنا کوئی قابل اعتراض امر نہیں ہے صحابہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بلکہ خود اصحاب صُفّہ مارکیٹ میں چلے جاتے جس کسی سے مزدوری مل جاتی کر لیتے۔ غرض ملازمت کے معاملہ میں مسلم غیر مسلم کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ پھر آپ نے مختاری کے امتحان میں فیل ہونے کا ذکر کیا ہے۔ اور اس پر طعن دیا ہے۔ مگر یہ بھی آپ کی غلطی ہے کیا مختاری کا امتحان حضرت مرزا صاحب کے تقدس کا معیار تھا اور اس میں فیل ہو جانے سے حضور کے تقدس میں فرق آ گیا۔ ہرگز نہیں۔ پھر اعتراض کیسا؟ اور اس پر مضحکہ کے کیا معنے؟ کسی دوست کے کہنے پر آپ نے مختاری کے امتحان کا ارادہ کیا مگر اس کی تیاری کون کرتا، دن رات تو خدا کی عبادت میں لگے رہتے۔ قرآن مجید اور مطالعہ کتب دینیات آپ کا مشغلہ تھا۔ کتب قانون آپ کب اور کس وقت پڑھتے۔ جو کچھ ہوا وہ اللہ تعالےٰ کی رضا کے ماتحت ہوا اور اللہ تعالےٰ نے ثابت کر دیا کہ حضور دنیوی ملازمتوں اور دنیوی عہدوں کے لئے نہیں بنتے تھے بلکہ آپ ان عظیم الشان مقاصد کے لئے بنے تھے جو بڑے بڑے مصلح بنکر آتے رہے ہیں مرزا صاحب کو کیا معلوم تھا کہ خدا نے آپکو مختاری میں پاس نہ ہونے دیا کیونکہ آپ اس کے لئے پیدا نہیں ہوئے تھے۔ آپ دنیا کے ہادی بننے والے تھے۔ ایک بہت بڑی جماعت کے پیشوا بننے والے تھے۔ دنیا میں ایک تاریخی شہزادہ بننے والے تھے، ہزاروں لاکھوں انسان آپ کی راہ میں آنکھیں بچھانے والے تھے اور اس قدر مقبولیت آپکو حاصل ہونے والی تھی کہ لوگ آپ پر جانیں قربان کر دیں گے ؎

مقدر است مرا از خدا حکومت عالم
ہزار ہا دل و جاں در رہم فدا باشد

اس کے بعد جناب شیخ الجامعہ صاحب فرماتے ہیں:-

"مرزا غلام احمد فطرتاً چالاک آدمی تھے امتحان میں فیل ہونے کے بعد مبلغ اسلام بن کر اشتہار بازی تصنیف و تالیف سے شہرت حاصل کرنی چاہی۔ ابتداً آریوں کے مقابلے میں اشتہار بازی شروع کی۔ اور اور براہین احمدیہ چھپوانے کے بہانے سے پراپیگنڈا شروع کیا۔ مسلمانوں سے چندہ ہزاروں روپے وصول کیا۔ اب رات دن زندگی آرام سے گذر رہی تھی۔ اسی اثنا میں مرزا کی ملاقات سر سید احمد خان صاحب بانیٔ علیگڈھ یونیورسٹی اور نیچریوں کے مجتہد سے ہو گئی۔ کہتے ہیں جب دولت کی ریل پیل ہونے لگ گئی تو انسان نفس امارہ کے ہاتھوں کھیلنے لگتا ہے اسی قاعدہ کے مطابق مرزا نے جو پہلے ایک مبلغ اسلام تھا اب مجدد اور پھر مثیل مسیح اور مسیح موعود ہونے کا دعوےٰ کیا۔"

آپ کے اس بیان پر سوائے انا للہ وانا الیہ راجعون کے اور کیا کہیں؟ آپ نے تحریر فرمایا ہے کہ مرزا صاحب ایک چالاک آدمی تھے، اور اس کا ثبوت یہ دیا ہے کہ آپ نے اشتہار بازی اور تصنیف و تالیف سے شہرت حاصل کرنی چاہی پہلے آریوں کے خلاف اشتہار بازی شروع کی۔ پھر براہین احمدیہ کے بہانے سے لوگوں سے ہزاروں روپے وصول کئے۔ جس سے دولت کی ریل پیل ہو گئی۔ گویا آپ دنیا کے طالب اور بندۂ نفس تھے۔ یہ کسقدر ظلم ہے جو ایسے شخص پر روا رکھا گیا ہے جس کے دل کے کسی گوشہ میں دنیا اور مال دنیا کی محبت نہ تھی وہ لوگ جو سالہا سال آنجناب کی خدمت میں رہے وہ قسمیں کھا کھا کر کہتے ہیں کہ حضور درویشوں کی طرح زندگی بسر کرتے تھے۔ دنیا یا مال دنیا کی ذرہ بھر محبت حضور کے دل میں نہ تھی۔ جو کچھ روکھا پھیکا آپ کے سامنے رکھا گیا کھا لیا اور جو کچھ کسی نے دے دیا پہن لیا۔ نہ اعلےٰ کھانوں کی طرف رغبت ہے اور نہ پُر تکلف لباس کا شوق۔ اگر ملازمت بھی کی تو باپ کے حکم کی تعمیل میں ورنہ دل نہ چاہتا تھا۔ آخر اس سے بھی منہ موڑا اور باپ کو لکھا کہ اب بقیہ عمر یاد الٰہی میں بسر کرنا چاہتا ہوں ؎

عمر بگذشت و تماندست جز ایامے چند
بہ کہ در یاد کسے صبح کنم شامے چند

آپ نے عرض کیا کہ دن رات میں دو روٹی اور سال بھر میں دو جوڑے کپڑے چاہتا ہوں اور بس اب انصاف کیجئے صاحبان عقل و ہوش! اسی شخص کے متعلق کہا جاتا ہے کہ وہ دنیا کا طالب اور بندۂ نفس تھا۔ اگر یہ شخص بندۂ نفس اور دنیا کا طالب ہے تو بتلایئے وہ لوگ کون ہوتے ہیں جو دنیا پر لات مارتے اور نفس کو محبوب حقیقی کے رستے میں پامال کر دیتے ہیں۔ تم کہتے ہو وہ اشتہار بازی سے شہرت حاصل کرنا چاہتا تھا۔ اُسے کس قدر ناپاک خیال ہے۔ سنئے وہ کہتا ہے ؎

کام کیا عزت سے ہم کو شہرتوں سے کیا غرض
وہ جو گر ذلت سے راضی اس پہ سو عزت نثار

اسے دنیا کی شہرت سے کچھ غرض نہ تھی البتہ اس کا سینہ دشمنان دین کے حملوں سے چھلنی ہو گیا تھا۔ وہ دین حنیف کے غم میں مُرغ بسمل کی طرح تڑپ رہا تھا۔ وہ برداشت نہ کر سکا کہ محمد رسول اللہ صلعم پر حملے ہوں اور وہ خاموش بیٹھا رہے۔ اس کی غیرت نے قبول نہ کیا کہ سید المطہرین کی ذات والا صفات پر دشمن تیر چلائے اور وہ عزت کے حجرہ میں بیٹھا رہے وہ ایک پُر جوش دل لے کر اٹھا اور دشمنوں پر بجلی کی طرح گرا۔ کیا آریہ اور کیا عیسائی اس نے ان پر ایسے تابڑ توڑ حملے کئے کہ ان کو چھٹی کا دودھ یاد آ گیا۔ ان کو ہوش آ گئی کہ بفضلہٖ اسلام میں ابھی ایسے پہلوان موجود ہیں جو انکو میدان مبارزت میں ایسا پچھاڑیں گے پھر اٹھنے کی تاب نہ رہے گی۔ آریوں نے تو اسلام کے جگر پر ہاتھ ڈال لیا تھا۔ مرزا غلام احمد تھا جس نے اُن کے سر پر ایسی کاری ضرب لگائی کہ اُن کے ہوش و حواس خطا ہو گئے۔ شیخ الجامعہ آپ فرماتے ہیں کہ مرزا صاحب نے آریوں کے خلاف اشتہار بازی سے شہرت حاصل کرنی چاہی۔ اجی حضرت! مرزا صاحب نے تو اسلام کی ڈوبتی ہوئی کشتی کو بچا لیا اور آپ اسکو اشتہار بازی کہہ رہے ہیں۔ سنئے آپ کے ایک ہی بھائی مولانا عبداللہ العمادی کیا فرماتے ہیں:-

"مرزا صاحب کا لٹریچر جو مسیحیوں اور آریوں کے مقابلہ پر ظہور میں آیا قبول عام کی سند حاصل کر چکا ہے ...... اس لٹریچر کی قدر و منزلت آج جبکہ وہ اپنا کام پورا کر چکا ہے ہمیں دل سے تسلیم کرنی پڑتی ہے اس لئے کہ وہ وقت ہرگز لوح قلب سے نسیاً منسیاً نہیں ہو سکتا جبکہ اسلام مخالفین کی یورشوں میں گھر چکا تھا اور مسلمان جو حافظ حقیقی کی طرف سے عالم اسباب و وسائط میں حفاظت کا واسطہ ہو کر اس کی حفاظت میں مامور تھے اپنے قصوروں کی پاداش

میں پڑے سسک رہے تھے اور اسلام کے لئے کچھ نہ کرتے تھے یا نہ کرسکتے تھے"

پھر اس سے آگے فرماتے ہیں:۔

"آریہ سماج کی زہریلی کچلیاں توڑنے میں مرزا صاحب نے اسلام کی خاص خدمت سرانجام دی ہے ...... ان کی آریہ سماج کے مقابلہ کی تحریروں سے اس دعوے پر نہایت صاف روشنی پڑتی ہے کہ آئندہ ہماری مدافعت کا سلسلہ خواہ کسی درجہ تک وسیع ہو جائے ناممکن ہے کہ یہ تحریریں نظر انداز کی جاسکیں"

سنیئے پھر ایک دوسرے عالم فرماتے ہیں:۔

"ہم اسے بے چین پاتے ہیں اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کسی کھوئی ہوئی چیز کی تلاش میں ہے ...... اسلام اپنے گہرے رنگ میں اس پر چھایا ہوا ہے کبھی وہ آریوں سے مباحثہ کرتا ہے کبھی حمایت و حقیقت اسلام میں بسیط کتابیں لکھتا ہے ۱۸۸۶ء میں مقام ہوشیارپور جو مباحثات انہوں نے کئے اُن کا لطف اب تک دلوں سے محو نہیں ہوا۔ غیر مذاہب کی تردید میں اور اسلام کی حمایت میں جو نادر کتابیں انہوں نے تصنیف کی ہیں اُن کے مطالعہ سے جو وجد پیدا ہوا وہ آج تک نہیں اترا۔"

(وکیل ۳۰ رمئی ۱۹۰۸ء)

یہ دونوں بیانات کسی احمدی کے نہیں ہیں بلکہ ایسے لوگوں کے ہیں جو جماعت سے کچھ تعلق ہی نہ رکھتے تھے آزادانہ رائے کے مالک تھے۔ دل رکھتے تھے دماغ رکھتے تھے۔ شیخ الجامعہ صاحب مکرم! کیا کہیں خدا نے آپ کو نہ دل دیا ہے نہ دماغ۔ آپ سے سوائے دشنام کے اور کیا توقع ہوسکتی ہے۔ حضرت مرزا صاحب نے مدافعت اسلام میں وہ کمال کر دکھایا کہ دشمن نے بھی آپ کا لوہا مان لیا مگر آپ کے نزدیک وہ محض اشتہار بازی ہے۔ دیکھئے آپ کے بزرگ کہہ گئے ہیں کہ مرزا صاحب نے قوم و ملت کی اس وقت دستگیری کی جبکہ مسلمان پڑے سسک رہے تھے اور دشمنان اسلام کے خلاف کچھ نہ کرتے تھے یا کچھ نہ کرسکتے تھے۔ یہ تو مرزا صاحب کا بہت بڑا احسان ہے اسلام پر کہ ان مصائب کے وقت اس کی نصرت و تائید کے لئے آپ مردانہ وار کھڑے ہوگئے اور دشمنوں کے چھکے چھڑا دیئے۔ مگر زنگون کے شیخ الجامعہ حضرت مرزا صاحب کی زرّیں خدمات کو پائے حقارت سے ٹھکرا دیتا ہے۔ اور خیال نہیں کرتا کہ جھوٹ بولنا کس قدر بُرا اور گندہ گناہ ہے۔

براہین احمدیہ کے متعلق لکھا ہے کہ گویا یہ چندہ بٹورنے کا بہانہ تھا۔ مگر براہین وہ کتاب ہے جس نے ہندوستان کی دنیا میں ایک انقلاب پیدا کر دیا اور شیخ الجامعہ کا اس کے متعلق یہ فیصلہ! دیکھئے آپ کے بزرگ اس کے متعلق کیا فرما گئے ہیں:۔

"ان کی کتاب براہین احمدیہ نے غیر مسلموں کو مرعوب کر دیا اور اسلامیوں کے دل بڑھا دیئے۔ اور مذہب کی پیاری تصویر ان آلائشوں اور گرد و غبار سے صاف کرکے دنیا کے سامنے پیش کیا جو جاہل کی توہم پرستیوں اور فطری کمزوریوں نے چڑھا دیئے تھے۔ غرضیکہ اس تصنیف نے کم از کم ہندوستان کی حد میں دنیا میں ایک گونج پیدا کر دی جس کی صدائے بازگشت ہمارے کانوں میں اب تک آرہی ہے"

(وکیل ۳۰ رمئی ۱۹۰۸ء)

دیکھا جناب عالی! کیا براہین پر آپ معترض ہو رہے ہیں کہ اس کے بہانے سے مرزا صاحب نے ہزاروں روپیہ حاصل کیا۔ میں کہتا ہوں کہ ہزاروں کیا چیز ہیں براہین احمدیہ تو وہ چیز تھی کہ اس نے غیر مسلمانوں کو مرعوب کر دیا اور اسلامیوں کے دل بڑھا دیئے۔ ایسی قیمتی چیز کے لئے اگر لاکھوں روپیہ بھی حضرت مرزا صاحب کے قدموں پر نثار کیا جاتا تو بھی تھوڑا تھا۔ اسلام کی خاطر تو انسان جان بھی دے دیتا ہے روپیہ کیا چیز ہے۔ لیکن شیخ الجامعہ صاحب! یہ تو بتایئے کہ آپ نے جو لکھا ہے کہ مرزا صاحب کے پاس ہزاروں روپیہ آیا کیا آپ کے پاس اس کا کوئی حساب کتاب ہے؟ یا یونہی حسب عادت ایک گپ ہانک دی ہے جس کا سر ہے نہ پیر۔ آج ستر سال کے بعد آپ کے کان میں کس نے پھونکا کہ ہزاروں روپیہ آتا تھا۔ آپ نے محض فرض کر لیا کہ آپ کے پاس اس قدر روپیہ آیا کہ دولت کی ریل پیل ہوگئی۔ دولت آئی چھپی نہیں رہتی۔ اگر مرزا صاحب کے پاس دولت کی ریل پیل ہوگئی تھی تو وہ کسی نہ کسی صورت میں ظاہر ہو جاتی۔ کیا اس دولت سے مرزا صاحب نے کوئی عالیشان مکان بنوا لیا؟ کیا آپ نے کوئی زمین خرید لی؟ یا کوئی تجارت کا سلسلہ قائم کر لیا؟ یا آپ کے لباس یا کھانے میں کوئی غیر معمولی تغیر واقع ہوگیا۔ نہ آپ نے کوئی مکان بنوایا، نہ کوئی زمین خریدی اور نہ آپ نے کوئی تجارت کا سلسلہ شروع کیا۔ نہ آپ کے لباس میں کوئی تغیر آیا نہ آپ کے کھانے میں کوئی تبدیلی ہوئی۔ یہ محض افسانے ہیں جو مفتری لوگوں نے بنا رکھے ہیں کہ براہین کے ذریعہ مرزا صاحب کے پاس خدا جانے کتنے ہزار روپیہ آیا جس سے دولت کی ریل پیل ہوگئی۔ روپیہ آیا تھا۔ حقیقت یہ ہے کہ جو چندہ پیسے آئے وہ براہین پر ہی صرف ہوگئے۔ اس سے آپ کا مقصد کوئی ذاتی منفعت نہ تھا۔ آپ کا مقصد تو یہ تھا کہ دین اسلام جو پاؤں تلے روندا جا رہا ہے اس کا بول بالا ہو۔ محمد رسول اللہ کا نام بلند ہو۔

براہین احمدیہ کے چندے کا ذکر تو ہمارے مخالفین کرتے ہیں مگر حضور کے اس ایثار کا ذکر نہیں کرتے کہ کس جسارت سے آپ نے اپنی دس ہزار کی جائداد اسلام کے نام پر وقف کر دی اور دنیا میں اعلان کیا کہ جو شخص آپ کے دلائل کو توڑ کر دکھائے گا اس کو میں اپنی دس ہزار کی جائداد پر حقیقی دخل دیدوں گا۔ اور بھی مولوی مُلا موجود تھے کسی اور کو تو یہ ہمت نہ پڑی کہ اس طرح سے اپنی جائداد کی بازی لگا دے۔ بایں ہمہ مرزا بھونا، اسلام کا دشمن، اور آپ لوگ سچے اور اسلام کے دوست۔ پھر شیخ الجامعہ نے ایک نہایت ناپاک فقرہ لکھا ہے:۔

"جب دولت کی ریل پیل ہونے لگی تو انسان نفس امارہ کے ہاتھوں کھیلنے لگتا ہے اسی قاعدہ کے مطابق مرزا صاحب جو پہلے ایک مبلغ اسلام تھا اب مجدّد ہونے کا پھر مثیل مسیح اور پھر مسیح موعود ہونے کا دعوے کیا"۔

(صفحہ ۸۵)

اگر یہی قاعدہ کلیہ ہے تو دولت صحابہ کرامؓ کے پاس بھی آئی اور اس قدر دولت کہ جھولیاں بھر کے لے جاتے تھے اور اُٹھا نہیں سکتے تھے۔ کیا وہ بھی نعوذ باللہ نفس امارہ کے ہاتھوں کھیلنے لگ گئے تھے؟ ہرگز نہیں۔ ان کو خدا نے نفس مطمئنہ دیا تھا۔ اول تو یہ بات ہی غلط ہے کہ مرزا صاحب کے پاس دولت کی ریل پیل ہوگئی۔ اگر ہو بھی گئی ہو تو یاد رکھنا چاہیئے کہ آپ صحابہ کرامؓ کا نفس رکھتے تھے۔ آپ کو خدا نے نفس مطمئنہ دیا تھا۔ نفس امارہ کا کیا ذکر؟ معلوم ہوتا ہے کہ شیخ الجامعہ نے اپنے نفس پر قیاس کرکے یہ قاعدہ وضع کیا ہے، پھر آپ فرماتے ہیں کہ:۔

"اسی قاعدہ کے مطابق مرزا صاحب نے مجدّد اور مثیل مسیح اور مسیح موعود ہونے کا دعوے کیا"

مگر آپ کا قاعدہ بھی غلط ہے پھر اس کے مطابق مرزا صاحب کے دعاوی کرنے کا کیا مطلب! بتایئے فاسد علی الفاسد اسی کو کہتے ہیں۔ بقول آپ کے حضرت مرزا صاحب کے پاس دولت کی تو ریل پیل ہوگئی تھی اصل مقصد تو حاصل ہوچکا تھا، پھر آپ نے مسیح اور مجدّد ہونے کے دعاوی کیوں کئے؟ کیا اس خیال سے کہ دولت کی مزید ریل پیل ہو؟ مگر مکرم شیخ الجامعہ! آپ نے تو لکھا ہے کہ نعوذ باللہ مرزا صاحب فطرتاً چالاک آدمی تھے کیا وہ اس قدر بھی سمجھ نہیں سکتے تھے کہ مسیح موعود کا دعوے کرکے وہ دنیا کو اپنا مخالف بنا لیں گے۔ دنیائے اسلام عام طور پر حضرت عیسے علیہ السلام کو آسمان پر زندہ مانتی ہے، اگر یہ ظاہر کیا گیا کہ وہ فوت ہوچکے ہیں اور ان کی جگہ میں آیا ہوں تو لازماً

(باقی برصفحہ)

الفضل کے مصلح موعود نمبر پر ایک سرسری نظر

(از قمر سامانوی)

الفضل ۱۹۶۱ء کا مصلح موعود نمبر شائع ہونے کے بعد متعدد احباب کی طرف سے یہ تقاضا کیا جا رہا ہے کہ میں اس کے متعلق اپنے تاثرات کا اظہار کروں یہاں تک کہ دو محترم احباب نے تو وہ پرچے بھی بھیجے مگر میں سمجھتا ہوں کہ کسی بات کے سمجھنے کے لئے اللہ تعالیٰ کی فعلی شہادت سے زیادہ اور کوئی ثبوت نہیں ہو سکتا جو اس سے بھی سبق حاصل نہ کرے اس کے لئے کوئی اور ثبوت سودمند نہیں ہو سکتا۔ مثال کے طور پر دیکھ لیجئے گا کہ جماعت احمدیہ کے دو فریقوں کے درمیان چالیس سال تک متواتر جو عقائد کی بحث جاری رہی اس کا فیصلہ ایک بہت بڑی عدالت کے سامنے ہوا۔ جس میں ایک فریق نے اپنے حلفیہ بیانوں میں اپنے سابقہ سب عقائد کے خلاف وہ بیان دئیے جن میں دوسرے فریق کے عقائد کی پوری پوری تائید ہوتی تھی اگر خدا کا خوف ہوتا تو یہ بحث چھیڑی ہی نہ جاتی اور اور اگر یہ سلسلہ اختلاف شروع ہو گیا تھا تو پھر تحقیقاتی کمیشن کے روبرو جو اقبال کیا جا چکا تھا اس پر قائم رہنا لازم تھا مگر بعد کے واقعات نے ثابت کر دیا کہ تو اختلاف کی ابتدا خدا کے لئے کی گئی تھی اور نہ عدالت میں تبدیلی عقیدہ اس سے ڈر کر ہوئی شروع اختلاف خود ساختہ گدی کو مضبوط کرنے کے لئے تھا اور تبدیلی عقیدہ عدالت کے خوف سے کی گئی۔ کچھ بھی ہو یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ عدالت میں تبدیلی عقیدہ ہوئی اور بڑے غور و توض کے بعد ہوئی اور حلفیہ بیانوں کے ساتھ ہوئی جس کی تفصیلات پہلے شائع ہو چکی ہیں اس عدالت میں فیصلہ ہونے والے عقائد کے علاوہ دو بڑے اختلافی مسائل اس لئے زیر بحث نہ آ سکے کہ ان کا تعلق عامۃ المسلمین کے ساتھ نہ تھا بلکہ وہ صرف جماعت احمدیہ سے متعلق تھے اور در اصل اختلاف باہمی کی بنیاد بھی دو مسائل تھے یعنی ایک "عزل خلیفہ" اور دوسرا "مصلح موعود" شاید یہ مسائل اس لئے بھی اس وقت زیر بحث نہ آسکے کہ کسی انسان کو اپنا خلیفہ بنانا یا کسی کو اصلاح خلق کے لئے مصلح بنا کر بھیجنا اس نے ابتدائے آفرینش سے اپنے اختیار میں رکھا ہے اگر اس وقت یہ مسائل زیر بحث آجاتے تو شاید ان کے لئے بھی وہی رویہ اختیار کیا جاتا جو پیش آمدہ عقائد کے متعلق کیا گیا اس لئے یہ امر مشتبہ رہ جاتا اس لئے اللہ تعالیٰ کی خاص حکمت کے تحت یہ دونوں مسائل رہ گئے اور تبدیلی عقیدہ کرنے والے گروہ کو اللہ تعالیٰ نے مہلت دی کہ اس پر اور اس کے فرستادہ پر افتراء کرنے سے باز آتا ہے یا نہیں؟ جب زبان سے حلفیہ بیان میں اقرار کرنے کے بعد پھر اس کی تاویلیں کی جانے لگیں تو زندہ اور قادر خدا نے براہ راست گرفت کر کے یہ ثابت کر دیا کہ اگر میرے حکم اور فرستادہ کی وصیت کو اس طرح "شیعہ والا قرطاس" بنا کر پاؤں کے نیچے روندنے سے باز نہیں آتے اور میرے منشاء کے خلاف ایک شخص کو خود خلیفہ بنا کر بضد ہو کہ خلیفہ معزول نہیں ہو سکتا تو تم لکیر پیٹتے رہو میں اسے عملاً معزول کر دیتا ہوں چنانچہ اس نے خود اپنی فعلی شہادت سے یہ ثابت کر دیا کہ خود ساختہ خلیفہ کو اگر ساری دنیا بھی معزول نہ کرنا چاہے تو بھی اللہ تعالیٰ آن واحد میں اسے معزول کر سکتا ہے جیسا کہ اس نے کر دکھایا اس عملی عزل کے ساتھ ہی مسئلہ مصلح موعود کا بھی فیصلہ ہو گیا کیونکہ ہم بھی یہی کہتے تھے کہ مصلحین ربانی کا انتخاب مرید نہیں کیا کرتے بلکہ اللہ تعالیٰ کرتا ہے اور یہ کام اس نے اپنے ہاتھ میں رکھا ہے اس کی سنت اور قانون سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ جس شخص کے سپرد وہ اصلاح خلق کا کام کرتا ہے اس کا انتخاب بھی وہ خود ہی فرماتا ہے اور اس وقت اس کا کوئی مرید نہیں ہوتا بلکہ تنہا ہوتا ہے کوئی جتھا کوئی طاقت اس کے ساتھ نہیں ہوتی اور دنیاوی کوئی حکومت اس کی پشت پر نہیں ہوتی، جب اللہ تعالیٰ اسے کھڑا کرتا ہے مگر دوسرا فریق ہمیشہ اس بات پر مصر رہا کہ چونکہ "علمائے احمدیت" "تمہید احمدی" اور "مخلص احباب" نے حضور کے کارناموں کو دیکھ کر مصلح موعود بنایا ہے اس لئے ان کا یہ انتخاب صحیح ہے اسی بحث تمحیث میں بعض مریدوں نے یہ کہنا شروع کر دیا اگر آپ کو خدا نے مصلح موعود نہیں بنایا تو ہم نے مرزا غلام محمد صاحب کو کیوں نہ اس پیشگوئی کا مصداق مان لیں چونکہ یہ خطرہ کا لازم تھا اس لئے تیرا اسی میں سمجھی کہ اس انتخاب کو اللہ تعالیٰ کی طرف ہی منسوب کر دیا جائے تاکہ مخلصین کے ایمان میں کوئی تزلزل نہ ہو آخر بڑے غور و توض کے بعد یہ اعلان کر دیا گیا کہ:۔

"خدا نے مجھے یہ خبر دیدی ہے کہ مصلح موعود کی پیشگوئی کا میں ہی مصداق ہوں"

مگر متردد لوگوں کا اطمینان نہ ہو سکتا تھا تاوقتیکہ وہ الفاظ نہ بیان کئے جائیں جن میں خدا نے یہ خبر دی ہے اس لئے ان کے تردد کو دور کرنے کے لئے یہ الفاظ خدا تعالیٰ کے کلام کے طور پر پیش کئے گئے کہ

انا المسیح الموعود ومثیلہ وخلیفتہ

کہ میں مسیح موعود اور اس کا مثیل اور اس کا خلیفہ ہوں۔ یہ الفاظ ہیں جن کو اللہ تعالیٰ کے کلام کے طور پر پیش کیا گیا ہے کوئی "تمہید احمدی" خدا کا کلام نہیں کہہ سکتا کیونکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایسی خوابوں کے متعلق یہ رقم فرمایا ہے کہ:۔

"پہلی قسم وحی یا خواب کی محض علم الیقین تک پہنچاتی ہے جیسا کہ ایک شخص اندھیری رات میں ایک دھواں دیکھتا ہے اور اس سے ظنی طور پر استدلال کرتا ہے کہ اس جگہ آگ ہوگی اور وہ استدلال ہرگز یقین نہیں ہوتا کیونکہ ممکن ہے کہ وہ دھواں نہ ہو بلکہ ایسی غبار ہو جو دھوئیں سے مشابہ ہو یا دھواں تو ہو مگر وہ ایسی زمین سے نکلتا ہو جس میں کوئی مادہ آتشی موجود ہو پس یہ علم ایک عقلمند کو اس کے ظنون سے رہائی نہیں بخش سکتا اور اس کو کوئی ترقی نہیں دے سکتا بلکہ صرف ایک خیال ہے جو اپنے ہی دماغ میں پیدا ہوتا ہے پس اس علم کی حد تک ان لوگوں کی خوابیں اور الہام ہیں جو محض دماغی بناوٹ کی وجہ سے ان لوگوں کو آتی ہیں کوئی عملی حالت ان میں موجود نہیں ہوتی یہ تو علم الیقین کی مثال ہے اور جس شخص کی خواب یا الہام کا بھی درجہ ہے اس کے دل پر اکثر شیطان کا تسلط رہتا ہے اور اس کو گمراہ کرنے کے لئے وہ شیطان بعض اوقات ایسی خوابیں یا الہام پیش کر دیتا ہے جس کی وجہ سے وہ اپنے تئیں قوم کا پیشوا اور رسول کہتا ہے اور ہلاک ہو جاتا ہے" (حقیقۃ الوحی ص۲۴)

اس کے بالمقابل جو خواب یا الہام منجانب اللہ ہوتا ہے اس کے متعلق فرماتے ہیں:۔

"وحی کے اقسام ثلاثہ میں سے اکمل و اتم وہ وحی ہے جو علم کی تیسری قسم میں داخل ہے جس کا پانے والا انوار سبحانی میں سراپا غرق ہوتا ہے اور وہ تیسری قسم حق الیقین کے نام سے موسوم کی جاتی ہے" (ایضاً)

یہ معلوم کرنے کے لئے کہ جناب "المصلح الموعود" صاحب کی بیان کردہ خوابیں کونسا درجہ رکھتی ہیں ان کا اپنا بیان ملاحظہ کیجئے:۔

"آج میں ایک ایسی بات کہنا چاہتا ہوں جس کا بیان کرنا میری طبیعت کے لحاظ سے مجھ پر گراں گذرتا ہے...... اس لئے میں اس کے بیان کرنے سے باوجود اپنی طبیعت کے انقباض کے رک بھی نہیں سکتا...... جیسا کہ میں نے بارہا بیان کیا ہے غیر مامورین کا اپنے

کسی رؤیا کو بیان کرنا ضروری نہیں ہوتا
اور میں خود تو ...... بہت کم ہی اپنے
رؤیا بیان کرتا ہوں (اللہ تعالےٰ بہتر
جانتا ہے یہ طریق درست ہے یا نہیں)
بلکہ میں اپنے رؤیا کشوف الہامات
لکھتا بھی نہیں اس طرح وہ خود بھی کچھ عرصے
کے بعد میری نظروں سے اوجھل ہو جاتے
ہیں ...... میری یہ عادت نہیں کہ میں
رؤیا وکشوف بیان کروں"
(الفضل یکم فروری ۱۹۴۴ء)

اس حالت میں تذبذب اور تردد کو "حق الیقین" کسی صورت میں نہیں کہا جاسکتا زیادہ اسے وہی مقام دیا جاسکتا ہے جسے علم الیقین کہا جاسکتا ہے اور جس کی تشریح حضرت اقدس علیہ السلام نے وہ بیان کی ہے جو اوپر درج کی جاچکی ہے اور یہ ظاہر ہے کہ جس خواب کا بیان کرنا خواب بین پر گراں گذرے اور طبیعت میں انقباض ہو وہ خواب تو یقیناً اسی بیان فرمودہ تعریف میں آتی ہے پھر اندازہ کیجئے کہ ایسی ظنی اور "ظنی خواب" کو "دماغ میں پیدا ہونے والے ایسے خیالات کا نتیجہ" کے سوا اور کیا کہا جاسکتا ہے؟ خصوصاً اس صورت میں جبکہ ہوش سنبھالنے سے بڑھاپے میں قدم رکھنے تک خواب بین کے دماغ پر ہر وقت یہی خیال مسلط رہا ہو کسی ایسی خواب کا آنا یقیناً دماغی خیالات اور نفسانی خواہشات پر مبنی تھا مگر یہ سب کچھ سمجھنے اور طبیعت میں "انقباض" ہونے اور اس پر "گراں گذرنے کے" باوجود ایسی موہوم اور ظنی خواب کو "خدا تعالےٰ کے کلام کے طور پر" پیش کر کے اتنے بڑے دعوے کی بنیاد رکھنا انتہائی جسارت تھی اور عجیب بات یہ ہے کہ خواب بین تو تیس سال پہلے سے یہی کہتا چلا آ رہا تھا کہ اس پیشگوئی کا مصداق ہونے کی وجہ سے مسیح موعود کا نظیر اور مثیل اور خلیفہ ہوں پھر اس الہام میں اس نے خود ہی یہ کہا کہ مسیح موعود اور اس کا مثیل اور خلیفہ ہوں جس زبان سے وہ پہلے یہ کہا کرتا تھا اسی زبان سے وہی الفاظ خواب میں بھی کہہ دیئے یہ تو یقیناً ان دماغی خیالات کا اثر تھا جو خواب میں زبان پر جاری ہوا ایسے میں یہ خدا کا کلام کس طرح ہو سکتا تھا اور یہ اتنی موٹی بات تھی جس کو ہر شخص سمجھ سکتا تھا مگر آفرین ہے ان علماء کو جو یہ سب کچھ جانتے کے باوجود اتنی بات پر سبز عمامے پہن کر بیگمات کو سبز پوشاکیں پہنا کر سبز رنگ کی مٹھائیاں اڑانے لگ گئے۔ اور اس کے نتائج پر کبھی غور نہ کیا۔ جلوس نکالے گئے اور ایک دوسرے کو مبارکباد دی یہاں تک کہ اسی سلسلہ میں لاہور ایک جلسہ ہوا جس میں خواب بین مدعی نے ایک جلالی تقریر کی

مؤکد بعذاب قسم اور اسکا نتیجہ

اس تقریر میں مدعی نے اپنے دعوے کی بنیاد اللہ تعالیٰ کی طرف سے خبر دیئے پر رکھتے ہوئے ایک مؤکد بعذاب قسم کھائی۔ جس طرح دعوے نہایت محتاط الفاظ میں کیا گیا تھا اسی طرح قسم بھی بڑے محتاط الفاظ میں کھائی مگر اس کے باوجود خدائی قانون حرکت میں تھا۔ تلایہ قسم پھر متعدد مرتبہ بطور دلیل صداقت دعویٰ الفضل میں جلی حروف میں شائع کی۔ اور حیرانی یہ ہے کہ اس حلف کے نتائج ... دیکھنے کے بعد بھی اس قسم کو ... صداقت کے ثبوت کے طور پر شائع کیا جا رہا ہے چنانچہ اخبار زیر نظر کے ٹائیٹل پیج پر بھی جلی حروف میں یہ قسم شائع کی گئی ہے حلف کے نتائج مشاہدہ کرنے کے بعد اس کو شائع کرنے کا مطلب یہ ہو سکتا ہے کہ یا تو اس کے ناشرین نے عقل و فکر کو بالکل ہی خیر باد کہہ دیا ہے اور پھر انکو قسم کھانے والے سے کوئی اندھی عقیدت ہے جس کی وجہ سے وہ چاہتے ہیں کہ ہر شخص قسم کے مضمون اور پھر بعد میں قسم کھانے والے کی حالت کو دیکھ کر اصل اور صحیح نتیجہ پر پہنچ جائے ورنہ کوئی وجہ نہیں کہ جو قسم ۱۹۴۴ء میں کھائی اور جس کے نتائج ۱۹۴۷ء میں "ارض حرم" اور "خدا کے رسول کی تخت گاہ" اور جماعت کے "مرکز" سے خارج کئے جانے کی صورت میں، اور ۱۹۵۳ء میں عدالت کے سامنے اپنے سابقہ عقیدہ سے رجوع کی "ذلت" اور نگونساری کی صورت میں اور ۱۹۵۵ء سے آج تک اللہ تعالےٰ کی فعلی شہادت کے طور پر اظہر من الشمس ہوئے یہ سب کچھ مشاہدہ کرنے کے بعد بھی اسکو مدعی صداقت کے طور پر شائع کیا جاتا ہے حالانکہ اگر دیکھا جائے تو یہ قسم مدعی کے دعوے کے منجانب اللہ نہ ہونے کا ایک ناقابل تردید ثبوت ہے۔ جس کی تائید کے لئے مدعی کا اپنا بیان کافی ہے۔ چنانچہ قسم سے پہلے فرماتے ہیں:۔

"جماعت ہمیشہ مجھے یہ کہا کرتی تھی کہ مصلح موعود آپ ہی ہیں مگر میں نے اس امر کو تسلیم کرنے سے انکار کیا اور میں نے کہا کہ جب تک خدا مجھے آپ اطلاع نہ دے کہ میں اس پیشگوئی کا مصداق ہوں اس وقت تک میرا اپنے آپ کو اس پیشگوئی کا مصداق قرار دے کر دعوے کرنا درست نہیں ہو سکتا یہی حالت ایک لمبے عرصے تک رہی یہاں تک کہ اس سال ۱۹۴۴ء کے شروع میں ۱۵، اور ۱۶ جنوری کی درمیانی رات کو اللہ تعالےٰ نے اپنے الہام کے ذریعہ بتا دیا کہ میں ہی وہ مصلح موعود ہوں جس کا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئی میں ذکر کیا گیا تھا"

اس بیان سے ثابت ہوتا ہے کہ جنوری ۱۹۴۴ء سے قبل جماعت ہمیشہ آپ کو مصلح موعود بتاتی رہی اور آپ ہمیشہ اس سے انکار کرتے رہے اگر ان کے اپنے پہلے بیانات سے یہ ثابت ہو جائے کہ وہ اس سے پہلے ہمیشہ اس پیشگوئی کا مصداق ہونے کا دعوے کرتے رہے ہیں تو ان کا بیان مندرجہ بالا خود بخود غلط ثابت ہو جائے گا چنانچہ وہ ۱۴ مارچ ۱۹۱۴ء کو خلیفہ ہوتے ہیں اور ۲۱ مارچ کو یہ اعلان فرماتے ہیں کہ:۔

"کیا تمہیں مسیح موعودؑ کی پیشگوئیوں پر اعتبار نہیں اگر نہیں تو تم احمدی کس بات کے ہو؟ کیا تمہیں معلوم نہیں کہ حضرت مسیح موعودؑ نے سبز اشتہار میں ایک بیٹے کی پیشگوئی کی تھی کہ اس کا ایک نام محمود ہوگا اور دوسرا فضل عمر ہوگا ..... پس اگر مرزا غلام احمد خدا کی طرف سے تھا تو تمہیں اس شخص کے ماننے میں کیا عذر ہے جس کا نام اس کی پیدائش سے پہلے عمر رکھا گیا"
(کون ہے جو خدا کے کام کو روک سکے ص۹)

دیکھ لیجئے گا کہ یہاں صاف طور پر اس پیشگوئی کے مصداق ہونے کا دعویٰ بھی موجود ہے اور اقرار بھی اگر کوئی یہ کہے کہ وہ شروع خلافت کا زمانہ تھا اس لئے اسے مضبوط کرنے کے لئے یہ اقرار اور دعویٰ ضروری تھا اس کے بعد ہمیشہ انکار کیا تو اس کے لئے ملاحظہ ہو:۔

"بعض دشمنوں کی طرف سے یہ کہا جاتا ہے کہ سبز اشتہار والی پیشگوئی میرے متعلق نہیں اور کہ میں خود اس کے اپنے متعلق ہونے سے انکار کرتا ہوں ...... یہ بات قطعاً غلط ہے کہ میں اس کے اپنے متعلق ہونے سے انکار کرتا ہوں"
(الفضل ۱۲ جنوری ۱۹۳۵ء)

اب ایک طرف اُن الفاظ کو دیکھئے جو قسم کھانے کے وقت کہے کہ جب کبھی جماعت نے مجھے اس پیشگوئی کا مصداق بنایا تو جواباً ہمیشہ میں نے اس امر کو تسلیم کرنے سے انکار کیا اور دوسری طرف مندرجہ بالا خط کشیدہ عبارت کو ملاحظہ کیجئے جس میں اس بات کو قطعاً غلط قرار دیا ہے کہ

"میں اس (پیشگوئی) کے اپنے متعلق ہونے سے انکار کرتا رہا ہوں"

یعنی جو شخص یہ کہتا ہے کہ میں اس پیشگوئی کے اپنے متعلق ہونے سے انکار کرتا ہوں وہ "قطعاً غلط" کہتا ہے اور یہ کہنے والے خیر سے آپ خود ہی ہیں جو ہمیشہ جماعت کے کہنے پر کہ آپ مصلح موعود ہیں اسکو تسلیم کرنے سے انکار کرتے رہے جس سے ثابت ہوا کہ یہ انکار کرنے والی بات "قطعاً غلط" ہے اب جو شخص اپنی قسم مؤکد بعذاب میں یہ کہتا ہے کہ ۱۹۴۴ء سے قبل میں مصلح موعود کی پیشگوئی کا مصداق ہونے سے ہمیشہ انکار کرتا رہا۔ اور دوسری طرف انکار کی بجائے یقین دعا اقرار ثابت ہو پھر اس کی قسم کا کیا اعتبار؟

دیکھ لیجئے کہ یہ تینوں بیانات ایک دوسرے کے صریح مخالف ہیں جن کے دینے والا کوئی معمولی انسان نہیں بلکہ فرزند دلبند گرامی ارجمند مظہر الاول والآخر مظہر الحق والعلا کان اللہ نزل من السماء کا مصداق اور بروز مسیح موعود مثیل مسیح و مثیل یوسف ہونے کا دعویدار ہے۔ یہ وہ شخص ہے جس کو بقول اس کے حواریوں کے اللہ تعالیٰ نے اپنے "عطر سے ممسوح کیا ہے" اس لئے اس کی زبان سے نکلنے والا ہر جھوٹ سچ ہوتا ہے اور جو ان کے جھوٹ کو جھوٹ کہے "اس کو خدا پکڑے گا" اور "لعنت ہوگی" اور جب اولین و آخرین کا مظہر جھوٹ بولتا ہے تو اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ جن کا یہ مظہر ہے وہ سب بھی ایسا ہی کیا کرتے تھے کیونکہ مورد بروز صاحب بروز کی من و عن تصویر ہوتا ہے اور چونکہ "مورد بروز حکم وجود نفی کا رکھتا ہے" اس لئے اس کے افعال و کردار سب بروز کی طرف ہی منسوب ہوتے ہیں نہ کہ مورد بروز کی طرف اس لئے اس منطق کی رُو سے ثابت ہوا کہ "مظہر اتم" سے جو کچھ سرزد ہوتا آج اس کی ذمہ داری اس پر نہیں بلکہ ان اولین و آخرین پر ہے جن کا یہ مظہر بن کر آیا (ونعوذ باللہ من ھٰذہ الخرافات)

دعویٰ غلط ہونے کا ثبوت

اسی قسم میں فرماتے ہیں کہ:۔

"میں نے کہا کہ جب تک خدا مجھے آپ یہ اطلاع نہ دے کہ میں اس پیشگوئی کا مصداق ہوں اس وقت تک میرا اپنے آپ کو اس پیشگوئی کا مصداق قرار دیکر دعوےٰ کرنا درست نہیں ہو سکتا"

یعنی ۱۸ر جنوری ۱۹۴۴ء سے پہلے جب کبھی بھی خود کو اس پیشگوئی کا مصداق قرار دیا تو وہ "درست نہیں تھا" اور جو بات درست نہ ہو وہ ان کی اپنی اصطلاح میں "قطعاً غلط" ہوتی ہے لہٰذا ثابت ہوا کہ تیس سال تک جو اس پیشگوئی کا مصداق بننے کا اعلان کیا جاتا رہا وہ "درست" نہیں تھا بلکہ "قطعاً غلط" تھا۔ اگر کوئی شخص یہ اعتراض کرے کہ تیس سال متواتر جو غلط دعویٰ کیا جاتا رہا وہ اس کے بعد بھی مجاب اللہ نہیں ہو سکتا تو اس کا جواب مندرجہ بالا منطق کی رُو سے یہ ہوگا کہ جب صاحب بروز پندرہ سال تک غلط دعوےٰ کرتے رہے تو مورد بروز کے لئے اس سے دوگنی میعاد تک غلط دعوےٰ کرنا تو اس بات کا ثبوت ہے کہ یہ مدعی واقعی حسن و احسان میں اس کا نظیر ہے جو پندرہ سال تک اپنے دعوےٰ کو نہ سمجھ سکا۔ جب اصل اپنے دعوےٰ کو پندرہ سال نہ سمجھ سکے تو اس کے مقابل میں ظل کے لئے تیس سال تک اپنے دعوےٰ کو نہ سمجھنا کوئی قابل اعتراض نہیں ہو سکتا بلکہ ترقی کی طرف قدم اٹھانا تو قابل تعریف ہے۔ مگر یہ سب کچھ صحیح فرض کر لینے کے بعد بھی یہ مشکل پیش آتی ہے کہ مسیح موعودؑ کے یہی نظیر فرماتے ہیں کہ:۔

"میرے نزدیک مصلح موعود کی پیشگوئی ...... ان پیشگوئیوں میں داخل ہی نہیں جن میں کسی دعوےٰ کی ضرورت ہو"

(الفضل ۲ اگست ۱۹۳۹ء)

پھر فرماتے ہیں:۔

"میں جس بات کا انکار کرتا ہوں وہ یہ ہے کہ یہ کہا جائے کہ جس کے متعلق یہ ہے اسے الہاماً دعوےٰ کرنا لازمی ہے"

(الفضل ۱۱ر جنوری ۱۹۳۵ء)

ان بیانات سے ثابت ہے کہ پندرہ جنوری ۱۹۴۴ء کی شام تک یہ پیشگوئی نہ تو ان پیشگوئیوں میں شامل تھی جن کے مصداق کو دعوےٰ کی ضرورت ہو اور نہ ہی اس کے مصداق کے لئے الہاماً دعوےٰ کرنا لازمی تھا وہ بغیر کسی الہام اور دعوے کے لئے اس کا مصداق ہوگا اسی وجہ سے پورے تیس سال تک بغیر کسی الہام کے مصلح موعود بنتے رہے مگر ۱۵ اور ۱۶ کی درمیانی رات کو یہ پیشگوئی پہلی فہرست سے نکل کر ان پیشگوئیوں کی فہرست میں جا داخل ہوئی جن کے مصداق کے لئے الہاماً دعوےٰ کرنا لازمی ہو گیا۔ اس فوری تغیر پر اگر کوئی سچا اعتراض کرنے کی جرأت کرے تو اس کے لئے پہلے سے ایک خواب کی بناء پر جو بمنزلہ اللہ تعالیٰ کے کلام کے ہے یہ تعزیر موجود ہے کہ:۔

"اگر تم سچے اعتراض تلاش کر کے بھی میری ذات پر کرو گے تو خدا کی تم پر لعنت ہوگی اور تم تباہ ہو جاؤ گے"

(الفضل ۹ر مئی ۱۹۲۶ء)

اس صورت میں کون یہ پوچھے کہ حضور والا! جب اس پیشگوئی کے مصداق کے لئے الہاماً دعوےٰ کرنا لازمی نہ تھا اور نہ دعوے کی کوئی ضرورت تھی تو حضور نے یہ بے ضرورت دعوےٰ کرنے کی تکلیف کیوں اٹھائی اور اللہ تعالیٰ کی طرف خواہ مخواہ ایک بناوٹی الہام منسوب کر کے کیوں یہ زحمت مول لی جس سے اب چھٹکارا ہونے میں نہیں آتا؟ کوئی یہ سوال کرے یا نہ کرے ہمارا مقصد صرف یہ ثابت کرنا ہے کہ اس قسم کا کوئی حصہ بھی صداقت پر مبنی نہیں جو مندرجہ بالا بیانات سے بخوبی ثابت ہے مزید یہ کہ اسی قسم میں فرماتے ہیں:۔

"جب خدا نے مجھے یہ خبر دیدی میں نے دنیا میں اس کا اعلان کرنا شروع کر دیا"

حالانکہ یہ ناقابل تردید حقیقت ہے کہ یہ خدا کی خبر دینے کا قصہ بننے سے پہلے ہمیشہ اس کا اعلان کیا جاتا رہا جس کا مختصر ثبوت مدعی کے بیانات سے اوپر پیش کیا جا چکا ہے جس قسم کے جھوٹی ہونے کے اس قدر نقلی ثبوت موجود ہوں اس قسم کو کسی صورت میں بھی مدعی کی صداقت کا ثبوت نہیں تسلیم کیا سکتا۔

واقعاتی ثبوت

عقلی اور نقلی ثبوتوں کے علاوہ اگر واقعاتی ثبوت کو دیکھا جائے تو اس سے کسی طرح انکار نہیں ہو سکتا۔ اگرچہ یہ بالکل صحیح ہے کہ دعوےٰ کی طرح قسم کے الفاظ بھی بہت محتاط ہیں مگر چونکہ اس میں اللہ تعالیٰ کی طرف وہ بات منسوب کی گئی جو اس نے نہیں فرمائی اس لئے اس سمیع و علیم اور زندہ خدا نے اپنی فعلی شہادت سے یہ ثابت کر دیا کہ ہماری طرف غلط بات منسوب کرنے والا شخص خواہ کتنا بڑا آدمی یا کسی بہت مقدس انسان کا بیٹا ہی کیوں نہ ہو کسی صورت میں سزا سے نہیں بچ سکتا اگرچہ اس سزا سے بچنے کے لئے کتنے بھی محتاط الفاظ استعمال کرے

باقی ــــ باقی

ربوہ وقادت کا نگران بورڈ؟

جماعت احمدیہ ربوہ نے اپنے خلیفہ مرزا محمود احمد صاحب کو جو ان دنوں مفلوج ہیں معزول کر کے ایک نگران بورڈ کے تحت تینوں انجمنوں کی باگ ڈور سپرد کر دی ہے اس بورڈ کے سات ممبران ہیں ان میں سے پانچ تو خلیفہ صاحب کے اپنے خاندان کے ہی افراد ہیں اور بقیہ دو میں سے مرزا عبدالحق صاحب ایڈووکیٹ ہیں جن کے ساتھ خلیفہ صاحب کے خاص الخاص مراسم و روابط ہیں۔ گویا نگران بورڈ بھی جو کہ خلیفہ صاحب کو معزول کر کے جماعت کی قیادت کے لئے ترتیب دیا گیا ہے اس میں بھی اکثریت اس خاندان کے ہی افراد کی ہے اور صدر اس بورڈ کے میاں بشیر احمد صاحب ہیں۔ جو میاں ناصر احمد صاحب پسر میاں محمود احمد صاحب کے بالمقابل خلافت کے لئے دم مارتے ہیں۔ خلافت تو انکے گھر کی باندی ہو کر رہ گئی ہے۔ یہ جماعت کہا کرتی تھی کہ میاں صاحب خدا کے بنائے ہوئے خلیفہ ہیں اور وہ معزول نہیں ہو سکتے۔ لیکن اب وہ عملاً معزول ہیں۔ اور سانس لینے والی بے عملی کی بے معنی زندگی بسر کر رہے ہیں۔ نگران بورڈ ان کو معزول کر کے قائم کیا جا چکا ہے مگر اپنے مریدوں کو بیوقوف بنانے اور حکومت کی آنکھوں میں دھول جھونکنے کی غرض سے محض اوقاف ایکٹ سے بچنے کی خاطر قائم شدہ بورڈ کے بارے میں کہا یہ جا رہا ہے کہ حضور کی منظوری سے ایسا کیا گیا ہے۔ حالانکہ جو کچھ بھی اب ربوہ میں ہو رہا ہے۔ اور انجمنیں جو کچھ کر رہی ہیں خلیفہ کی بیماری کی حالت میں اس کا قطعاً خلیفہ صاحب کو کوئی علم نہیں ہو سکتا۔ میں حکومت سے پُرزور التماس کرتا ہوں کہ وہ خلیفہ صاحب کی دماغی حالت کا جائزہ لینے کے لئے اُن کی خدمت میں کسی بڑے افسر کو بھجوائے اور یہ دیکھے کہ جو منظوریاں میاں صاحب کی طرف منسوب کی جا رہی ہیں ان میں کہاں تک صداقت ہے۔ کیا یہ واقعہ

(باقی بر صـــ کالم ـــ)

بھڑک جائیں گے۔ اور بنا بنایا کھیل بگڑ جائے گا۔ اموال دنیا کا تو ذکر ہی کیا لوگ قتل کے درپے ہو جائیں گے۔ اور ایسا ہی ہوا۔ مکرم شیخ الجامعہ! اگر مرزا صاحب کو دنیا مطلوب ہوتی تو وہ مسیح موعود ہونے کا دعوےٰ ہی نہ کرتے۔ جو لوگ دنیا کمانا چاہتے ہیں وہ دنیا کے لوگوں کو ناراض نہیں کیا کرتے۔ وہ دنیا کے لوگوں کو خوش کرنا چاہتے ہیں۔ دعوےٰ کر کے تو مرزا صاحب نے اپنے آپ پر مصائب کا دروازہ کھول لیا۔ اپنے بیگانے سب دشمن ہو گئے۔ کیا دولت کمانے کے یہی ڈھنگ ہوتے ہیں؟ کیا لوگوں سے اموال حاصل کرنے کا یہی طریق ہے کہ لوگوں کو اپنے طریق عمل سے متنفر کر دیا جائے۔ سنو! جو لوگ لوگوں کا مال کھانا چاہتے ہیں وہ ان کی خوشامد کرنے میں وہ ان کی ہاں میں ہاں ملاتے ہیں، وہ ان کی مدح سرائی کرتے ہیں مگر یہاں تو معاملہ ہی جُدا ہے، آپ نے تو دعوےٰ کر کے دنیا کو دشمن بنا لیا مگر شیخ الجامعہ فرماتے ہیں کہ آپ نے دولت کمانے کے لئے یہ ڈھونگ بنایا تھا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ شیخ الجامعہ خدا نے آپ کو غور کرنے والا دماغ نہیں دیا۔ اچھا اگر دولت حاصل کرنے کے لئے دعوےٰ کیا تھا تو بتاؤ آپ کے حالات میں کوئی تغیر واقع ہوا؟ ہرگز نہیں۔ نہ ایک انچ بھر زمین خریدی، نہ انچ بھر جائداد بنائی، نہ ایک پیسہ بنک میں جمع کیا۔ فوت ہوئے تو ۵۰۰ روپے سر پر قرض تھا جو آپ کی کتب کی فروخت سے ادا ہوا۔ نہ کھانے میں کوئی تکلف نہ پہننے میں کوئی تبدیلی۔ جو ملا کھا لیا اور جو ملا پہن لیا۔ آپ دہلی تشریف لے گئے۔ وہاں کی جماعت کے آپ مہمان تھے۔ مہمان کی خاطر تواضع کی جاتی ہے۔ پلاؤ کی رکابی آپ کے سامنے آئی فرمایا کیا یہ میرے لئے ہی آپ نے تیار کیا ہے؟ یا دوسرے مہمانوں کے لئے بھی؟ عرض کیا کہ صرف آپ کے لئے ہی۔ فرمایا ایسا نہ کیا کرو، جو دوسرے مہمانوں کو دیتے ہو وہی مجھے دو۔ اور جو چیز مجھے مرغوب ہے وہ گوشت کے شوربے کی تھمٹ یا نصف روٹی تنور کی دوپہر کو اور نصف روٹی شام کو تناول فرماتے تھے۔ سنو! مرزا غلام احمد نفس کا بندہ نہ تھا۔ تم نے اس کے متعلق غلط اندازہ لگایا ہے۔ اس کو دنیا سے دنیا کے مال و دولت سے کوئی لگاؤ نہ تھا۔ حالات بتا رہے ہیں۔ واقعات سے ثابت ہے کہ وہ ایک پاک اور بے غرض انسان تھا۔ اور بقول آپ کے ہی ایک بزرگ کے:۔

"کیرکٹر کے لحاظ سے مرزا صاحب کے دامن پر ایک چھوٹا سا دھبہ بھی نظر نہیں آتا وہ ایک پاکباز جینا جیا۔ اور اس نے ایک متقی زندگی بسر کی۔ غرضیکہ مرزا صاحب کی ابتدائی زندگی کے پچاس سالوں نے بلحاظ اخلاق وعادات اور پسندیدہ اطوار اور کیا بلحاظ خدمات اور حمایت دین مسلمانان ہند نے ان کو ممتاز برگزیدہ اور قابل رشک مرتبہ پر پہنچا دیا"

((وکیل ۳۰ رمئی ۱۹۰۸ء))

شیخ الجامعہ صاحب نے حضرت اقدس کے حالت مریمی سے حالت عیسوی کی طرف انتقال کے نکتۂ حکمت پر مذاق اڑایا ہے۔ جو ایک الگ موضوع ہے۔ اس لئے ہم علیحدہ اس پر بحث کریں گے اور انشاء اللہ ثابت کریں گے کہ اس پر مضحکہ اڑانا تو دیر شیخ الجامعہ کے علوم قرآنیہ وکتب دینیہ اسلامیہ سے بے بہرہ ہونے کا نتیجہ ہے۔

(باقی — دارد)

خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ دیں۔ (منیجر)

ہالینڈ میں تبلیغ اسلام

(غلام احمد صاحب بشیر)

درس قرآن مجید

گذشتہ مارچ اور اپریل کے دوران میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے تبلیغ اسلام کا کام بدستور جاری رہا - ماہ رمضان میں ہر ہفتہ قرآن مجید کا درس دیا جاتا رہا جس میں نومسلمین احباب کے علاوہ بعض دیگر زیر تبلیغ افراد بھی شامل ہوتے رہے - قرآن مجید کی عربی میں تلاوت کے بعد ڈچ زبان میں ترجمہ پڑھ کر سنانے کے بعد ضروری مقامات کی تفسیر کی جاتی ہے - اللہ تعالےٰ کے فضل سے حاضرین اس میں بہت دلچسپی لیتے رہے -

ہیگ کی نسوانی فری میسن سوسائٹی میں تقریر

۱۵ مارچ کو خاکسار کو ہیگ کی فری میسن سوسائٹی کی عورتوں کی انجمن سے اسلام کے متعلق تقریر کرنے کی دعوت ملی ہوئی تھی چنانچہ خاکسار نے ان کے ہاں "اسلام کا پیغام" کے موضوع پر تقریر کی۔ اس تقریر میں سب سے پہلے اس موضوع پر روشنی ڈالی گئی کہ اسلام کوئی نیا مذہب نہیں ہے بلکہ گذشتہ مذہب کا اجرا ہے - تمام انبیاءؑ ایک ہی مذہب لے کر دنیا میں تشریف لاتے رہے مگر ان کے ماننے والوں نے ان کی تعلیمات کو بھلا دیا تو اللہ تعالےٰ نے ان اصولوں کو دوبارہ قائم کرنے کے لئے آخری نبی اکرم صلعم کو مبعوث فرمایا۔ اس کے بعد نقطہ اسلام کی تشریح کرتے ہوئے اس امر پر روشنی ڈالی کہ اسلام کی تعلیم کا مقصد یہ ہے کہ وہ ایک طرف انسان کو انسانوں کے ساتھ اور دوسری طرف خدا تعالےٰ کے ساتھ ملا کر اسے حقیقی اطمینان قلب عطا کرے

اس کے بعد قرآن مجید کے منجانب اللہ ہونے پر روشنی ڈالتے ہوئے قرآن مجید کی تعلیم مختصر طور پر پیش کی اور مساوات انسانی پر خاص طور پر روشنی ڈالی - خواتین نے میری اس تقریر کو بڑی دلچسپی سے سنا اور تقریر کے بعد اسلام اور عیسائیت کے درمیان جو اختلافی امور ہیں ان کے متعلق بہت سے سوالات کئے جن کے جوابات حسب موقعہ دیئے گئے - ایک سوال یہ بھی تھا کہ کیا میں ان کے جلسہ میں دوبارہ تقریر کرنے کے لئے تیار ہوں - خاکسار نے جواب دیا کہ اگر آپ مجھے دعوت دیں تو میں خوشی سے اسے قبول کروں گا - چنانچہ انہوں نے اگلے موسم میں تقریر کے لئے دعوت نامہ بھیجنے کا وعدہ کیا ہے -

روٹرڈم میں تقریر

اس سوسائٹی میں تقریر کی خبر سن کر روٹرڈم سے بھی اس سوسائٹی کی ایک شاخ کی طرف سے تقریر کے لئے دعوت آئی - اور ہیگ کی ایک اور سوسائٹی کی طرف سے بھی تقریر کے لئے دعوت نامہ ملا ہے

پانچ اپریل کو روٹرڈم میں فری میسن کی خواتین کی انجمن کے ہاں تقریر کی گئی - خاکسار نے سب سے پہلے بتلایا کہ یورپ میں عام طور پر ہمیں محمڈن اور اسلام کو محمڈنازم کے نام سے پکارا جاتا ہے لیکن ہمارا صحیح نام مسلمان ہے اور ہمارے مذہب کا نام اسلام -

اسلامی تعلیم کا خلاصہ

اس کے بعد اسلامی تعلیم کا خلاصہ پیش کیا گیا اور بتلایا گیا کہ ہم خدا تعالےٰ واحد پر ایمان لاتے ہیں جو مرنے اور دکھ اٹھانے سے پاک ہے جس کا نہ کوئی بیٹا ہے اور نہ باپ - وہ تمام انسانوں کے ساتھ یکساں سلوک کرتا ہے - تمام انسان اس کی نظروں میں مساوی ہیں -

(۲) ہم تمام انبیاءؑ پر ایمان لاتے ہیں - ہمارے نزدیک تمام مذاہب اصولی طور پر خدا تعالےٰ کی طرف سے نازل شدہ ہیں لیکن موجودہ صورت میں چونکہ ان کی الہامی کتب محرف و مبدّل ہو چکی ہیں اس لئے ہم ان مذاہب کو کلی طور پر خدا تعالےٰ کی طرف سے تصور نہیں کرتے۔

(۳) اسلام یہ تعلیم دیتا ہے کہ تمام انسان مساوی حیثیت رکھتے ہیں - کوئی انسان دوسرے انسان پر محض اپنی پیدائش کے لحاظ سے فوقیت نہیں رکھتا - ہاں ایک انسان دوسرے سے اپنی خوبیوں کی وجہ سے افضل ہو سکتا ہے -

(۴) ہم یہ نہیں مانتے کہ انسان ورثہ میں گناہ لیتا ہے - اور نہ ہم یہ مانتے ہیں کہ کوئی انسان دوسرے کے گناہ اپنے اوپر لے سکتا ہے - گناہوں کی معافی کے لئے انسان کو خدا تعالےٰ کے حضور سربسجود ہو کر دعا مانگنا چاہیئے - کسی اور کی قربانی سے ہمارے گناہ معاف نہیں ہو سکتے - خدا تعالےٰ نے معافی کا دروازہ ہر ایک کے لئے کھلا چھوڑا ہوا ہے -

(۵) انسان صرف ایک ہی دفعہ اس دنیا میں آتا ہے - اسلام مسئلہ تناسخ کے خلاف ہے -

(۶) جنت و دوزخ انسان کے روحانی احوال کا نتیجہ ہیں - دوزخ لامتناہی نہیں ہے - ایک وقت آئے گا کہ تمام انسان خدا تعالےٰ کی رحیمیت کے نتیجہ میں جنت میں داخل ہو جائیں گے -

(۷) مذہب اور عقل دو متضاد چیزیں ہیں - اسلام اس امر پر زور دیتا ہے کہ انسان کو سوچ سمجھ کر مذہب قبول کرنا چاہیئے - عقل انسان کی راہنما ہے - اندھا دھند تقلید کرنا صحیح نہیں -

سوالات و جوابات

تقریر کے بعد پون گھنٹہ تک تبادلہ خیالات کا سلسلہ جاری رہا - اس دوران میں عورت کی حیثیت کے متعلق بھی سوالات ہوئے - جن کے مختصراً جواب دیئے گئے - ایک خاتون کہنے لگیں کہ آپ نے جس طرح اسلام کے متعلق باتیں بیان کی ہیں وہ سب یقیناً قابل قبول ہیں مگر اس سے تاریخی واقعات کا انعدام نہیں ہو سکتے - اسلام آپ کے بیان کے مطابق امن اور صلح کا مذہب ہے لیکن تاریخ اس بات کی شہادت دے رہی ہے کہ مسلمانوں نے مذہب پھیلانے کی خاطر بہت سی جنگیں لڑیں نیز عورتوں کو اسلامی ممالک میں وہ حیثیت حاصل نہیں جو کہ عیسائی ممالک میں عیسائی عورت کو حاصل ہے -

اسلام اور جنگ

ان کے جواب میں خاکسار نے بتایا کہ قرآن مجید میں کسی جگہ بھی مرقوم نہیں کہ مسلمانوں کو اسلام پھیلانے کی خاطر تلوار سے کام لینا چاہیئے - بلکہ قرآن مجید واضح الفاظ میں فرماتا ہے لا اکراہ فی الدین دین کے معاملہ میں جبر و اکراہ سے کام نہ لیا جائے نبی اکرمؐ کو ارشاد ہوتا ہے - وما علیک الا البلاغ المبین - تمہارا کام صرف پیغام پہنچانا ہے وما انت علیہم بمسیطر - آپ کو داروغہ مقرر نہیں کیا گیا - ہر انسان کو آزادی ہونی چاہیئے کہ وہ اپنی عقل و فہم کے مطابق مذہب قبول کرے - علاوہ ازیں مسلمانوں نے کبھی بھی اسلام کو قبول کروانے کے لئے جنگیں نہیں لڑیں - یہی وجہ ہے کہ جب مسلمان کسی ملک پر قبضہ کر لیتے تو اس کے باشندوں کو پوری پوری آزادی دے دیتے اور اعلان کروا دیتے کہ مذہب میں کوئی جبر نہیں - جس کی وجہ سے مختلف مذاہب کے پیروکار اپنے اپنے مذہب کے مطابق امن سے زندگی بسر کرتے اور جن لوگوں پر اسلام کی صداقت واضح ہو جاتی وہ اسلام قبول کر لیتے -

اسلام میں عورت کے حقوق

عورتوں کے حقوق کے متعلق بتلایا گیا کہ اسلام ہی پہلا مذہب ہے جو عورت کو اس کا صحیح درجہ دیتا ہے - یورپ کی عورتوں نے جو حقوق حاصل کئے وہ ان حقوق سے ابھی تک کم درجہ رکھتے ہیں جو اسلام نے آج سے کئی سال قبل عطا کئے تھے - اگر مسلمان ممالک میں عورتوں کا درجہ ادنےٰ نظر آتا ہے تو اس کی وجہ اسلام نہیں بلکہ اسلامی تعلیم سے انحراف ہے - اگر خواتین اسلام کے بتلائے ہوئے

(باقی بر صفحہ ۱۴)

تاثرات قادیان

(از ایم - اے صمد - ایم - اے - بی - ایل، ریٹائرڈ سب جج - گیا - بھارت)

ہم قادیان اس خیال سے گئے تھے کہ مسیح موعودؑ کے مزار کی زیارت کریں اور وہاں رہ کر یہ پتہ لگائیں کہ آیا اس کا موقعہ ہے یا نہیں کہ ہندوستان میں قادیان کو مرکز بنا کر ہماری جماعت تبلیغ اسلام کرے - چنانچہ ہم نے قادیانی انجمن کے سیکرٹری کو مطلع کر دیا تھا کہ ہم ان کی جماعت سے تعلق نہیں رکھتے ہیں لیکن قادیان میں زیارت کے خیال سے آنا چاہتے ہیں -

وہاں جانے پر ہماری چند احباب سے ملاقات ہو گئی جو ہمیں پہلے سے جانتے تھے - ان لوگوں سے غالباً یہ بات ظاہر ہو گئی کہ ہم لاہور کی جماعت سے تعلق رکھتے ہیں - یہ ہماری بدقسمتی تھی کہ لوگوں کو معلوم ہو گیا کہ ہم احمدی ہیں نتیجہ یہ ہوا کہ ہم پر ڈورے ڈالنے شروع کر دیئے گئے اور تبلیغ کی بھرمار کر دی گئی - تبلیغ کس بات کی ؟ اس بات کی جب تم احمدی ہو تو مسیح موعودؑ کی رسالت اور نبوت پر ایمان لانا ضروری ہے - صرف یہی نہیں بلکہ یہ بھی کہ مصلح موعود پر بھی یعنی مرزا بشیر الدین محمود احمد کے مصلح موعود ہونے پر بھی ایمان لانا لازمی ہے -

اس سلسلہ میں مسیح موعودؑ کے چند اقوال اور حوالہ جات کے ساتھ ایک غلطی کا ازالہ کا حوالہ بار بار دیا گیا پہلے تو ہم نے جواب دینا شروع کر دیا مگر جب ہم نے دیکھا کہ بحث بلا وجہ طویل ہوتی جا رہی ہے تو خاموشی سے تبلیغ کرنے والوں کی ہر بات کو سننا چاہا اور جواب دینے سے گریز کیا - مگر بدقسمتی سے اس پر بھی چھٹکارا نہیں ہوا - ان لوگوں نے سمجھا کہ ہم پر ان کی تبلیغ کا اثر ہوتا جا رہا ہے اس لئے ہر تھوڑی دیر بعد ہم سے پوچھا جانے لگا کہ کیا آپ کی تشفی ہو گئی ؟ اب میرے لئے دقت یہ ہوئی کہ اگر ہم کہتے ہیں کہ تشفی نہیں ہوئی تو تبلیغ کی بھرمار سے ہم اور بھی پریشان کئے جاتے ہیں اور اگر جان چھڑانے کے لئے تقیہ کر کے کہہ دیتے ہیں کہ جی ہاں تشفی ہو گئی تو حضرت مسیح موعودؑ کی نبوت پر اور اس سے بڑھ کر جناب میاں محمود احمد صاحب کی مصلح موعودیت پر ایمان لانے کا اقرار کرنا پڑتا اور بیعت کا فارم پیش کیا جاتا - عاجز آ کر ہم نے اپنا خیال ظاہر کیا کہ جس طرح آپ لوگ اپنے عقل و سمجھ کو اپنے خلیفہ کے ہاتھ میں دیئے ہوئے ہیں اور اس سے وہ کام نہیں لیتے اسی طرح ہم بھی اپنی عقل و فکر کو احمدیہ بلڈنگس میں چھوڑ آئے ہیں، اس لئے اب آپ کی باتوں کے متعلق ہم لاہور سے دریافت کرنے کے بعد ہی کچھ فیصلہ کر سکیں گے - مگر اس پر بھی چین نصیب نہ ہو سکا - ہم سے کہا گیا کہ لاہوری جو ہیں وہ مسیح موعودؑ کے کلام کی تاویل کر دیتے ہیں اور اس کے مفہوم کو اپنے طریقہ پر پیش کر دیتے ہیں - لاہوریوں کے نزدیک مسیح موعودؑ کے کلام میں تناقض نہیں ہے حالانکہ مسیح موعودؑ نے متفرق اوقات میں متفرق باتیں کہی ہیں..... نبوت و رسالت کے بارے میں کہی ہیں جو ایک دوسرے سے متضاد ہیں، اس سلسلہ میں ہم سے پوچھا گیا کہ لاہوریوں کے پاس اس کا کیا جواب ہے کہ مسیح موعودؑ نے اپنے کو نبی و رسول کہا اور ظلی نبی میں اور اصلی نبی میں کوئی فرق نہیں - ہم نے جواب دیا کہ اگر آپ لاہوریوں کا جواب سننا چاہتے ہیں تو وہ یہ کہیں گے کہ خود مسیح موعود نے اپنے نبی ہونے کے معنی محض محدث بتائے ہیں - فرمانے لگے کہ ہاں ہم جانتے ہیں کہ مسیح موعود نے یہ بھی کہا ہے کہ نبی کے لفظ کو کٹا ہوا سمجھو مگر مرزا صاحب نے متفرق وقت میں متفرق باتیں کہی ہیں - اس لئے اُن کی آخری بات جو اپنی نبوت کے بارے میں کہی ہے اس کا ماننا ضروری ہے [1]

ہم پر اثر ڈالنے کے لئے اکابرین جماعت لاہور کی (جن میں سے اکثر و بیشتر وفات پا چکے ہیں) سخت مذمت کی گئی اور کہا گیا کہ ان حضرات سے حضرت مولانا نورالدینؓ ناراض تھے اور ایسا ہونا بھی آیا جب حضرت مولوی نورالدین انکو جماعت سے نکال دینے کو تھے ہم سے یہ بھی کہا گیا کہ لوگ مسیح موعود کے بعض کاموں پر معترض تھے - ایک اپنے بزرگ کے متعلق جن کے ذریعہ مسیح موعود کا وہ الہام کہ وہ سفید پرندے پکڑ رہے ہیں پورا ہوا - کہا گیا کہ وہ شخص مرتد ہو گیا کیونکہ اس نے اپنے مشن کو غیر احمدیوں کے حوالہ کر دیا [2]

اکابرین لاہور پر الزام لگایا گیا کہ وہ مسیح موعودؑ کے وقت ہی سے انجمن کے کارکن تھے اس لئے وہ چاہتے تھے کہ انہیں کا قبضہ رہے - ساتھ ہی ساتھ فخر یہ ہم سے یہ بھی کہا گیا کہ اُن کے موجودہ خلیفہ نے خود مولانا محمد علی سے کہا تھا کہ وہ مولانا محمد علی کے ہاتھ پر بیعت کرنے کے لئے تیار ہیں مگر اس پر بھی مولانا محمد علی تیار نہ ہوئے - ہم نے کہا اس سے تو ظاہر ہے کہ مولانا محمد علی کو کوئی حرص و ہوس نہ تھی -

ہم گئے تو اس خیال سے تھے جیسا کہ اکثر اس خیال کو ہم نے ظاہر کیا ہے کہ قادیان کو مرکز بنا کر ہر احمدی ایک پلیٹ فارم پر آ کر تبلیغ اسلام کرے اور ہم اس کے لئے زمین ہموار کریں - اگرچہ زبانی طور پر اس خیال کو پسند کیا گیا بلکہ یہ بھی کہا گیا کہ الوصیت کی رُو سے ہیڈ کوارٹر قادیان میں ہی رہنا چاہیئے تھا - مگر مولانا محمد علی وغیرہ اس کو چھوڑ کر چلے گئے (اب ان کو کون سمجھائے کہ مولانا محمد علی وغیرہ برائے شوق و خوشی نہیں گئے بلکہ حالات نے مجبور کیا تھا کہ خود ان کے خلیفہ مصلح موعود صاحب چلے گئے) قادیان جا کر ہم نے محسوس کیا کہ وہ لوگ مسیح موعود کو اتنی اہمیت نہیں دیتے جتنی کہ اپنے مصلح موعود کو - چنانچہ دوران گفتگو میں مسیح موعود کو وہ لوگ اکثر بے تکلف مرزا صاحب کہتے رہے مگر جب مصلح موعود کا ذکر آیا تو حضور کا لفظ برابر استعمال کیا - انکے نزدیک مصلح موعود کا پاکستان بھاگ جانا ایک معجزہ ہے، اور قادیان میں تقریباً چار سو آدمیوں کا رہ جانا (جس کو مصلحتاً صرف تین سو تیرہ درویش کہا گیا) مصلح موعود کا ایک بہت بڑا کارنامہ ہے -

ہمیں جب سکول کی عمارت دکھائی گئی تو ایک نوجوان نے طنزاً ہم سے کہا کہ مولانا محمد علی نے اس جگہ کو چھوڑتے وقت کہا تھا کہ اب اس پر عیسائیوں کا قبضہ ہوگا جو آج تک نہیں پورا ہوا - (ہم نے اخلاقاً ان کو بتلانا ضروری نہ سمجھا کہ اول تو مولانا محمد علی نے ایسا نہیں کہا ہے اور کہا بھی ہو تو تم دیکھ لو کہ مولانا محمد علی نے کم ہی کہا کیونکہ عیسائی اہل کتاب ہیں - آج ہم دیکھ رہے کہ اس پر سکھوں کا قبضہ ہے جس کا تم خود اقرار کرتے ہو) میرے خیال میں قادیان میں کسی مسلمان کے لئے عموماً اور احمدی کے لئے (جو مصلح موعود پر ایمان نہ رکھتا ہو) خصوصاً مرکز قائم کرنے کی ہرگز ہرگز گنجائش نہیں - کیونکہ ہم نے محسوس کیا کہ جس طرح شیعہ حضرات عام مسلمانوں کو حُب رسول کا واسطہ دے کر شیعہ بنانا چاہتے ہیں مگر کسی غیر مسلم کو مسلمان بنانے کی ضرورت نہیں سمجھتے اسی طرح ہمارے قادیانی بھائی ایک احمدی کو خصوصاً مسیح موعودؑ کی نبوت منوانے کا جوش تو رکھتے ہیں مگر کسی غیر مسلم کو مسلمان بنانے کی پرواہ نہیں کرتے - چنانچہ آپ تعجب سے سنیں گے کہ میر محمد اسحاق صاحب نے کئی عیسائی مہتروں کو مسلمان بنایا تھا جو ان کے زمانے میں فوت سے پھر عیسائی ہو گئے - مگر اب ان کو پھر مسلمان بنانے کا کسی کو خیال تک نہیں ہوتا حالانکہ ان میں سے بعض انجمن کے ملازم بھی ہیں اور معمولی سی کوشش سے احمدی بنائے جا سکتے ہیں ہماری ملاقات ایک مہتر سے ہوئی جس نے اپنا نام محمد احمد

(باقی برصفحہ ۱۵)

[1] مسیح موعودؑ کا دعویٰ آخر میں بھی وہی تھا جو ابتدا میں تھا۔ ابتدا میں بھی یہی کہا کہ اسکو ایک مجازی نبوت قرار دیا جائے یا ایک شعبۂ قویہ نبوت کا ٹھہرایا جائے تو کیا اس سے نبوت کا دعویٰ لازم آ گیا ؟ (ازالہ اوہام صفحہ ۴۲۲)

اور آخر میں بھی یہی کہا سمیت نبیاً من اللّٰہ علیٰ طریق المجاز لا علیٰ وجہ الحقیقت (حقیقۃ الوحی الاستفتاء صفحہ ۶۵) اس لئے یہ بالکل غلط ہے کہ مسیح موعود کے کلام میں تضاد ہے (پیغام صلح)

[2] یہ سب افتراء ہیں جن پر سوائے لعنۃ اللّٰہ علی الکاذبین کے اور کیا کہا جائے (پیغام صلح)

جہاد کی حقیقت

پروفیسر محمد عثمان

(۲)

یہ تھا وہ پس منظر جس میں مسلمانوں کو پہلی بار لڑائی کی اجازت دی گئی اور ارشادِ خداوندی ہوا۔

اذن للذین یقتلون بانھم ظلموا وان اللہ علی نصرھم لقدیر۔ الذین اخرجوا من دیارھم بغیر حق الا ان یقولوا ربنا اللہ ۔ (الحج ۳۹)

"جن (مسلمانوں) سے لڑائی کی جاتی ہے ان کو بھی لڑنے کی اجازت ہے کیونکہ ان پر ظلم ہوا ہے اور اللہ ان کی مدد پر قادر ہے۔ یہ وہ لوگ ہیں جو اپنے گھروں سے نکالے گئے۔ ان کا قصور اس کے سوا کچھ نہیں کہ وہ کہتے ہیں کہ ہمارا پروردگار اللہ ہے۔"

آپ نے دیکھا کہ اس آیت شریفہ میں وہ واقعات جو میں نے اوپر قدرے تفصیل سے بیان کئے ہیں مجمل طور پر درج ہیں۔ مسلمانوں کو لڑائی کی اجازت اس لئے دی جا رہی ہے کہ اُن سے لڑائی کی جاتی ہے۔ اور اُن پر ظلم ہو چکا ہے انہیں محض اس لئے جلا وطن کیا گیا ہے کہ انہوں نے بتوں کے آگے جھکنے سے انکار کر دیا تھا۔ اور وہ خدائے واحد کو اپنا پروردگار مانتے ہیں۔

اس اجازت اور اذن کی مزید وضاحت ہمیں مندرجہ ذیل آیات میں ملتی ہے، ارشاد ہوتا ہے:-

"اور اللہ کی راہ میں ان لوگوں سے لڑو جو تم سے لڑتے ہیں۔ اور زیادتی مت کرو۔ اللہ زیادتی کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔ اور ان کو جہاں پاؤ قتل کرو۔ اور جہاں سے تم کو نکالا ہے وہاں سے تم ان کو نکال دو۔ اور دین کے لئے دکھ دینا قتل سے زیادہ سخت ہے اور جب تک کافر تم سے مسجد حرام کے پاس نہ لڑیں تم بھی اُن سے اس جگہ مت لڑو اور اگر تم سے لڑیں تو تم بھی ان کو قتل کرو۔ کافر اسی کے سزاوار ہیں۔ پھر اگر وہ باز آ جائیں تو اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔ تم اُن سے لڑائی جاری رکھو یہاں تک کہ فتنہ باقی نہ رہے اور دین صرف اللہ کے لئے ہو۔ ہاں اگر وہ جنگ سے رُک جائیں تو ظلم کرنے والوں کے سوائے کسی پر سختی نہ ہونی چاہیئے۔ حرمت والے مہینے کا عوض حرمت والا مہینہ ہے اور تمام حرمتوں کے بدلے ہیں۔ پس جو تم پر زیادتی کرے اس پر تم بھی اتنی ہی زیادتی کرو اور اللہ سے ڈرو، اور یاد رکھو کہ اللہ انہی کا ساتھی ہے جو اس سے ڈرتے رہتے ہیں۔" (البقرہ: ۲۴)

یہاں بھی وہی پس منظر ہے۔ مسلمانوں کو ان لوگوں سے جنگ کرنے کا حکم دیا گیا ہے جو ان سے جنگ کرتے ہیں اور ان کے ساتھ وہی سلوک کرنے کی ہدایت ہے جو وہ مسلمانوں کے ساتھ روا رکھتے ہیں۔ حکم ہوتا ہے ان کو ان گھروں سے نکال دیا جائے جہاں سے انہوں نے مسلمانوں کو نکالا تھا۔ اور اگر وہ حرمت کے مہینوں میں بھی لڑیں تو اُن سے لڑائی جاری رکھی جائے۔ لیکن اس کے ساتھ یہ انتباہ بھی ہے۔ کہ زیادتی مت کرو، اللہ زیادتی کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا لہذا اگر وہ لڑائی سے باز آ جائیں تو مسلمانوں کو بھی جنگ بند کر دینی چاہیئے۔ اور جنگ کا مقصد یہ ہے کہ فتنہ پردازی باقی نہ رہے اور ملک میں امن و انصاف کی ایسی فضا قائم ہو جائے کہ جو شخص جو دین اختیار کرنا چاہے، اسے بے کھٹکے اختیار کر سکے۔ اکثر مفسرین نے یہاں فتنہ کے معنی دین سے برگشتہ کرنے کے لئے تشدد برتنا، اور اللہ کے لئے دین کے معنی مذہبی آزادی کے بیان کئے ہیں۔

کفارِ مکہ کے علاوہ رسولِ اکرمؐ کو مدینہ کے یہود اور عرب کے بعض دوسرے قبائل کے خلاف بھی جنگ کرنا پڑی، مگر ان جنگوں کی نوعیت بدر اور اُحد سے کچھ بھی مختلف نہ تھی۔ رسولِ اکرمؐ نے مدینہ پہنچتے ہی وہاں کے یہود سے اور آس پاس کے چند ممتاز عرب قبائل سے جو ہنوز دائرہ اسلام سے باہر تھے دوستی کے معاہدے کئے۔ یہودیوں سے یہ طے پایا کہ اگر کوئی طاقت مدینہ پر حملہ آور ہو، تو وہ رسولِ اکرمؐ کی قیادت میں شہر کی حفاظت کریں گے اور دشمن کی مدد نہ کریں گے۔ اسی طرح بعض قبائل سے جنگ کی صورت میں ایک دوسرے کی امداد کا معاہدہ کیا گیا۔ لیکن ہوا یہ کہ جہاں مسلمانوں نے ان معاہدوں کا سختی کے ساتھ احترام کیا وہاں مدینہ کے یہود اور بعض مشرک قبائل نے ان کی بار بار خلاف ورزی کی اور عین جنگ کے موقعوں پر مسلمانوں کا ساتھ چھوڑ کر دشمنوں کی اعانت کے مرتکب ہوئے۔ دشمن کے حلیف و مددگار کو دشمن قرار دینا ایک فطری امر ہے چنانچہ جیسے جیسے یہ عہد شکنی اور دغا بازی معرضِ عمل میں آتی گئی مسلمانوں کو ان بدعہدوں اور فریب کاروں کے خلاف بھی جنگ کرنے کا حکم دیا گیا۔ دراصل یہ لوگ اسلام دشمنی اور فتنہ انگیزی میں قریشِ مکہ سے کچھ کم نہ تھے۔ اور ہر اس جنگ میں شریک ہونے کے لئے ہمہ وقت تیار رہتے تھے جس کی غرض اسلام کو نیست و نابود کرنا اور مسلمانوں کی ہستی کو فنا کرنا ہوتا تھا۔ اس بنا پر اُن کے خلاف جہاد کی نوعیت قریب قریب ہی تھی جو کفارِ مکہ کے خلاف جہاد کی تھی یعنی شر و فساد اور جنگی سرگرمیوں کا آغاز اُن کی طرف سے ہوا اور مسلمانوں کی طرف سے جہاد اس کے جواب میں کیا گیا۔ یہی حال غزوۂ خیبر اور غزوہ تبوک کا تھا۔ جب اس امر کی تصدیق ہو چکی کہ کوئی طاقت مدینہ پر حملہ کی تیاریاں کر رہی ہے تو اس کے شر سے بچنے کے لئے آپ نے فوج کشی کا حکم دیا۔

جہاد ابدی اعلانِ جنگ نہیں ہے

کیا جہاد کا حکم کفار اور مشرکین کے خلاف ابدی اعلانِ جنگ نہیں ہے؟ اس سوال کا جواب قرآن حکیم نے خود بڑے اہتمام سے دیا ہے اور واشگاف لفظوں میں بتایا ہے کہ جنگ و قتال کا حکم مطلق اور ہمیشہ کے لئے نہیں ہے بلکہ محض اور فقط اُن لوگوں کے خلاف ہے جو مذہبی آزادی سلب کرنے کی کوشش کریں اور اختلافِ عقیدہ کی بنا پر مسلمانوں کے خلاف جارحانہ عزائم رکھتے ہوں مگر جو لوگ ایسا نہیں کرتے مسلمانوں کی زندگی میں مخل نہیں ہوتے اور اُن کی آزادی کے لئے خطرے کا موجب نہیں بنتے ان کے ساتھ بلا امتیازِ عقیدہ و مسلک حسنِ سلوک کرنے اور پُر امن طریق سے رہنے کی ہدایت فرمائی گئی ہے۔ ارشاد ہوتا ہے:-

"اللہ تم کو ان کفار و مشرکین کے ساتھ مروت و احسان کرنے سے منع نہیں کرتا جو دین کے معاملے میں تم سے لڑے نہیں اور انہوں نے تم کو تمہارے گھروں سے نہیں نکالا ہے۔ بیشک اللہ انصاف پسند لوگوں کو دوست رکھتا ہے۔" (۸:۶۰)

باقی ــ باقی

پیغامِ صلح :- یہ ایک غیر از جماعت روشن خیال مسلمان کے خیالات ہیں جو انہوں نے ادارہ ثقافتِ اسلامیہ لاہور کے مجلہ "ثقافت" میں لکھے ہیں۔ وہ لوگ جو حضرت مسیح موعودؑ مرزا غلام احمد علیہ الرحمۃ کے التوائے جہاد بالسیف کے فتویٰ کو مخالفت قرآن قرار دے کر آپ کے کفر پر مہر ثبت کرتے ہیں انہیں پروفیسر محمد عثمان کے اس مضمون کو غور سے پڑھنا چاہیئے۔

ہالینڈ میں تبلیغ اسلام

(بسلسلہ صفحہ ۱۱)

اصولوں کی کاربند رہتیں تو آج ان کا درجہ اہل مغرب کی عورتوں سے کہیں بڑھ کر ہوتا۔ عیسائیت کی رو سے عورت کی پیدائش کا مقصد مرد کی خدمت کرنا ہے اور عورتوں کی پیدائش بھی مرد کے وجود سے اور اس کی ضروریات کے پیش نظر ہی ہوئی ہے جیسے کہ پولوس کھلے الفاظ میں بیان کرتے ہیں کہ عورت مرد کے لئے پیدا ہوئی ہے اور مرد خدا کے لئے۔" لیکن اس کے خلاف قرآن مجید فرماتا ہے کہ مرد اور عورتوں کی پیدائش کا منبع ایک ہی ہے اور وہ منبع خدا تعالےٰ کی ذات والاصفات ہی ہے۔ دونوں کی پیدائش کا مقصد بھی ایک ہی ہے یعنے خدا تعالےٰ کی عبادت کرنا اور اپنے آپ کو خدا تعالےٰ کے وجود میں فنا کر دینا۔ باقی دنیاوی امور میں مرد و عورت کسی طرح بھی برابر نہیں ہو سکتے۔ آنحضرت صلعم نے عورت کو کلیسا کی مجلس میں خاموش رہنے کی تعلیم نہیں دی جیسے کہ پولوس فرماتے ہیں کہ :۔

"عورت کلیسا کی مجلس میں نہ بولے"

بلکہ حضور علیہ السلام نے یہاں تک فرما دیا کہ :۔

"عائشہ سے نصف دین سیکھو"

میرے اس جواب پر خواتین نے بہت تعجب کا اظہار کیا کہ انہیں جو معلومات دی جاتی ہیں وہ بالکل ہی اور قسم کی ہیں۔ اسلام کی یہ تعلیم تو بہت اچھی ہے۔

نزول قرآن کی یاد میں جلسہ

ایک پبلک جلسہ ہم نے رمضان شریف کی ستائیسویں تاریخ کو قرآن مجید کے نزول کی یاد منانے کی خاطر ہیگ میں منعقد کیا۔ اس جلسہ میں مسٹر عبید اللہ فان اوئنک نے۔ مسٹر میلمہ اور خاکسار نے تقاریر کیں۔ ان تقاریر کا مدعا قرآن مجید کے منجانب اللہ ہونے کا اثبات کرنا تھا۔ اسی سلسلہ میں حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی، آپ کے دعوے، تعلیم اور اس کے اثر پر روشنی ڈالی گئی۔ تقاریر کے بعد قریباً ڈیڑھ دو گھنٹہ تک تبادلہ خیالات کا سلسلہ جاری رہا۔

واقعہ صلیب مسیح کی یاد میں جلسہ

ایک جلسہ ہم نے "واقعہ صلیب مسیح" کی مناسبت میں یوم صلیب سے ایک دن پہلے منعقد کیا اور اس موقعہ پر مسٹر عبد اللہ فان اوئنک اور خاکسار نے تقاریر کیں اور بتلایا کہ ہم مسلمان بھی حضرت مسیح کو اپنا نبی مانتے ہیں۔ اور ہمارے نزدیک واقعہ صلیب اور اس سے حضرت مسیح کا نجات پانا ایک بہت بڑا خدائی نشان ہے۔ ہم مسیح کو ابن اللہ تصور نہیں کرتے کیونکہ حضرت مسیح نے کبھی بھی خدائی کا دعوےٰ نہیں کیا۔ مسیح کا صلیب پر لٹکایا جانا کسی گناہ کی معافی کی خاطر نہ تھا جیسا کہ عیسائیوں کا عام طور پر عقیدہ ہے۔ بلکہ اس کی وجہ یہود کی دشمنی تھی۔ ہمارے نزدیک ہر انسان اپنی پیدائش کے لحاظ سے معصوم ہے۔ گناہ انسان ورثہ میں حاصل نہیں کرتا بلکہ گناہ انسان کے ذاتی اعمال کا نتیجہ ہوتا ہے۔

اگر ہم یہ تسلیم کریں کہ خدا تعالےٰ انسانوں کو گناہ ورثہ میں دیتا ہے اور پھر انہیں اس کی وجہ سے سزا بھی دیتا ہے تو پھر ایسا خدا کسی صورت میں بھی رحمدل نہیں ہو سکتا اور نہ ہی ہم اسے عادل کہہ سکتے ہیں حاضرین نے ہماری تقاریر کو بڑی دلچسپی کے ساتھ سُنا اور بعد میں ان مسائل پر دیر تک تبادلۂ خیالات کرتے رہے

وقف ربوہ کا نگران بورڈ؟

(بسلسلہ صفحہ ۹)

نہیں کہ میاں صاحب کو ان تمام منظوریوں اور فیصلہ جات کا قطعاً کوئی علم نہیں جو ان کی طرف منسوب کی جا رہی ہیں، اور ایسا محض اسلئے کیا جا رہا ہے تا لوگ یہ سمجھیں کہ سب کچھ خلیفہ صاحب ہی کر رہے ہیں۔ اور اس کے برعکس علم ہو جانے کی صورت میں لوگ چندے دینے نہ بند کر دیں۔ ان انجمنوں کی اصل غرض وغایت اشاعت اسلام تھی جو مفقود ہے بلکہ ان کا اکثر روپیہ اشاعت اسلام کے علاوہ دوسرے کاموں پر خرچ ہو جاتا ہے۔ اب یہ ایک گدی بن چکی ہے اس بورڈ کے سات افراد میں سے پانچ افراد اس خاندان کے ہی افراد ہیں جس سے اس خاندان کی کنبہ پروری ایک دفعہ پھر ثابت ہے۔ اگر یہ مان لیا جائے کہ نگران بورڈ خلیفہ صاحب کی ہی منظوری سے بنایا گیا ہے۔ تو یہ بورڈ صرف دکھاوے کی ٹٹی ہے پس میں حکومت سے التماس کرتا ہوں کہ اس جماعت پر بھی اوقاف ایکٹ کے تحت قبضہ کر کے زیادہ نہیں تو کم از کم اس جماعت کے غیر جانبدار افراد کا چودہ ممبروں پر مشتمل ایک بورڈ قائم کر دیا جائے۔ تاکہ غریب اور بھولے بھالے عوام کا روپیہ جائز کاموں پر استعمال ہو کر اشاعت احمدیت کا نہیں بلکہ اشاعت اسلام کا کام جس کی غرض سے حضرت مرزا غلام احمد صاحب نے یہ انجمن قائم کی تھی، پورا ہو جائے۔

ملک عزیز الرحمن

جنرل سیکرٹری حقیقت پسند پارٹی

تاثراتِ قادیان (بسلسلہ صفحہ ۱۲)

بتایا اور وہ ہم کو سلام علیکم کہا کرتا تھا۔

کاش جتنا وقت ہم پر بیکار ضائع کیا گیا اگر اسکا دسواں حصہ بھی سکھوں میں محمد رسول اللہ صلعم کی رسالت کا پرچار کرنے میں صرف کیا جاتا تو خاطر خواہ نتائج نکل سکتے تھے کیونکہ مسیح موعود نے کافی مواد سکھوں میں تبلیغ کرنے کے لئے چھوڑا ہے اور میرے خیال میں ایک مسلمان کو احمدی بنانے کی کوشش کرنے سے کہیں زیادہ بہتر ہے کہ غیر مسلم کو مسلم بنایا جائے۔

قادیانی حضرات بظاہر مسیح موعودؑ کی محبت میں مسیح موعود کے متعلق وہی بات کہتے ہیں جو مسیح موعودؑ کے بدترین دشمن ان پر الزاماً عاید کرتے ہیں کہ مرزا صاحب نے نبی و رسول ہونے کا دعوےٰ کیا اور اپنے آپ کو نہ صرف نبیوں کے زمرہ میں رکھا بلکہ بعض جلیل القدر نبیوں سے افضل قرار دیا۔ قادیان میں ہمیں بتایا گیا کہ اسمہ احمد سے مراد حضرت مرزا صاحب ہیں۔ ہم نے دریافت کیا کہ کیا مرزا صاحب خود بھی احمدی تھے۔ جواب ملا کہ وہ خود بھی احمدی تھے۔ اب ہماری سمجھ میں نہیں آتا ہے کہ مسیح موعودؑ نے خود اپنے آپکو احمدی کیسے کہا جبکہ بقول قادیانیوں کے انکا اصلی نام احمد تھا میرے خیال میں ایک غیر احمد اپنی نسبت احمد سے لگا کر اپنے آپ کو احمدی کہہ سکتا ہے جیسا کہ بعض لوگ اپنے کو محمدی، حنفی، حنبلی، مالکی وغیرہ کہتے ہیں۔ خود حضرت محمد، ابو حنیفہؒ، امام مالکؒ، امام حنبلؒ وغیرہ نے اپنے آپ کو محمدی، حنفی، مالکی وغیرہ نہیں کہا۔

آخر میں ہم اپنے قادیانی مہربانوں کا شکریہ ادا

(باقی برصفحہ ۱۲ اشتہار کے نیچے)

پیغام صلح ۱۷ مئی ۱۹۶۱ء رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۲۸ شمارہ نمبر ۲۰

تاثرات قادیان (بسلسلہ صفحہ ۱۵)

کرتے ہیں اور امید کرتے ہیں کہ وہ ہمارے مندرجہ بالا خیالات پر ٹھنڈے دل سے غور کریں گے اور غیر مسلمانوں میں عموماً اور سکھوں میں خصوصاً حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کی تبلیغ کریں گے اور مسیح موعودؑ کے متعلق کوئی ایسی بات نہیں کہیں جس سے مسیح موعود کے دشمنوں کو مسیح موعود کے خلاف زہر اگلنے کا مواد ملے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ہم تو رکھتے ہیں مسلمانوں کا دیں
دل سے غلام ختم المرسلیں

تم ہمیں دیتے ہو کافر کا خطاب
کیوں نہیں لوگو تمہیں خوفِ عقاب

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا خصوصی ترجمان

ہفت روزہ

پیغامِ صلح لاہور

فی پرچہ ۱۳ پیسے

زرِ مبادلہ
پاکستان سے چھ روپے
ہندوستان سے چھ روپے
بیرونی ممالک سے
ایک پونڈ

ہر بدھ کو شائع ہوتا ہے
تار کا پتہ:- "تبلیغ" لاہور
فون نمبر: ۷۴۳۷۲
مدیر :- دوست محمد
مدیر معاون:- بشیر احمد سوترہ

جلد ۴۹ | یوم چہار شنبہ مورخہ ۸ ذی الحجہ ۱۳۸۰ھ مطابق ۲۴ مئی ۱۹۶۱ء | نمبر ۲۱

بحرِ حکمت کے موتی

عن سلیمان بن یسار رضی قال کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یبعث ابن رواحۃ الی خیبر فیخرص بینہ وبین یہود فجعلوا لہ حلیًا من حلی نسائھم فقالوا ھٰذا لک وخفف عنا وتجاوز فی القسم فقال عبد اللہ یا معشر الیہود انکم لمن ابغض خلق اللہ الیّ وما ذاک بحاملی علیٰ ان احیف علیکم واما ما عرضتم علیّ من الرشوۃ فانھا سحت وانا لا ناکلھا فقالوا بھٰذا قامت السمٰوات والارض اخرجہ مالک الحیف الظلم الرشوۃ البرطیل والسحت الحرام (تلخیص الصحاح فی زکوٰۃ)

ترجمہ:- سلیمان بن یسار رضی سے روایت ہے کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ابن رواحہ کو خیبر بھیجا کرتے تھے وہ جا کر آپؐ کے اور یہود خیبر کے درمیان (درختوں کے پھلوں کا) اندازہ کیا کرتے تھے تو یہود نے ابن رواحہ کے سامنے اپنی عورتوں کے زیوروں میں سے کوئی زیور پیش کیا اور کہا کہ یہ تمہارا ہے اور ہم سے تخفیف کر دو اور تقسیم میں درگذر کرو تو عبد اللہ نے کہا کہ اے جماعت یہود باوجودیکہ تم لوگ میرے نزدیک مبغوض ترین مخلوقات الٰہی سے ہو تاہم میرا یہ خیال مجھ کو اس امر کی اجازت نہیں دیتا کہ میں تم پر ظلم کروں اور یہ جو تم نے رشوت پیش کی یہ تو حرام ہے جس کو ہم نہیں کھاتے۔ یہود کہنے لگے کہ اسی (ایمانداری) کے سبب سے آسمان و زمین قائم ہے۔

نوٹ:- اول۔ یہود خیبر اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

(باقی بر صفحہ ۱۳ کالم ۳)

پیغامِ صلح کا مسیح موعود نمبر

۳۱ مئی ۱۹۶۱ء کو شائع ہوگا

حضرت مسیح موعودؑ کے یوم وصال کی تقریب پر "پیغام صلح" کا ایک خاص نمبر ۳۱ مئی ۱۹۶۱ء کو شائع ہوگا جس میں حضور کی صداقت اور اخلاق و اعمال اور سلسلہ عالیہ احمدیہ کی خدمات اسلام پر کئی ایک فاضل اہل قلم اصحاب کے مقالے درج ہوں گے، جن اصحاب کو زیادہ پرچے مطلوب ہوں وہ پہلے سے چار آنہ فی پرچہ کے حساب سے قیمت بھیج دیں تاکہ اُن کی مطلوبہ تعداد کے مطابق پرچہ چھپوایا جائے۔ (مینیجر پیغام صلح)

حضرت مسیح موعودؑ کے یوم وصال کی تقریب پر جلسہ

اور دعوت چائے

۲۶ مئی ۱۹۶۱ء کو حضرت مسیح موعودؑ کا یوم وصال ہے لیکن اس دن عید کی وجہ سے اس خاص تقریب کے لئے جلسہ کا انعقاد مشکل ہے۔ اس لئے حضرت امیر ایدہ اللہ کے مشورہ سے ۲۸ مئی ۱۹۶۱ء کو بروز اتوار بوقت ساڑھے چار بجے شام ایک خاص جلسہ کا انعقاد قرار پایا ہے، جس میں حسب ذیل اصحاب تقاریر فرمائیں گے:-

(۱) حضرت امیر ایدہ اللہ۔ (۲) مولٰنا یعقوب خان صاحب۔ (۳) مولٰنا شیخ عبد الرحمٰن صاحب مصری۔

تقاریر کے بعد احباب کی تواضع چائے وغیرہ سے کی جائے گی۔

لاہور اور مضافات کے تمام احمدی احباب اور دیگر متلاشیانِ حق سے گذارش ہے کہ اس جلسہ میں شرکت فرما کر حضرت امام الوقت کے افاداتِ عالیہ سے مستفید ہوں۔ جلسہ مسجد احمدیہ بلڈنگس لاہور میں منعقد ہوگا۔

خاکسار:- احمد یار۔ سیکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور

تبلیغی خط و کتابت

دیکھو خدا نے سارے جہاں کو جھکا دیا
گمنام پا کے شہرۂ عالم بنا دیا
(مسیح موعود)

جاوا

ترجمہ خط از مسٹر عبدالغفار عمر۔ جاوا۔
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ
مجھے آپ کا گرامی نامہ مورخہ ۳/۳/۶۱ مل گیا ہے۔ آپ کا بہت بہت شکریہ۔

آپ کی برادرانہ شفقت اور محبت نے مجھ پر بہت گہرا اثر چھوڑا ہے۔ آپ پہلے پاکستانی مسلمان ہیں جن سے مجھے رابطہ پڑا ہے۔ آپ کی قدر و منزلت میرے دل کی گہرائیوں میں پیدا ہو چکی ہے۔ آپ کے رابطہ سے پتہ چلتا ہے کہ دو مسلمانوں کے درمیان باوجود مسافت کی دوری کے برادری میں فرق نہیں پڑتا۔

مجھے علاوہ خط کے قرآن شریف اور ٹیچنگز آف اسلام وغیرہ اچھی حالت میں موصول ہوئے ہیں۔

میں علی الاعلان کہتا ہوں کہ ٹیچنگز آف اسلام ایک ایسی کتاب ہے جس سے جتنی بار بھی پڑھا جائے اس سے تازہ بتازہ شیریں پھل ملتے ہیں یہ کتاب متلاشیان حق کے لئے اسلام کا صحیح تصور پیش کرتی ہے اور احمدیہ موومنٹ کی قدر و قیمت ذہن نشین کراتی ہے۔

ہمارے بھائی اور بہنیں یہاں آپ کے ہفتہ وار لائٹ سے فائدہ اٹھا رہے ہیں۔ کیا ہمیں چند کاپیاں لائٹ اور دیگر رسائل بھجوا کر مشکور فرمائیں گے؟

میں ایک دفعہ پھر آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں اللہ تعالیٰ بزرگ و برتر آپ پر اور احمدیہ موومنٹ پر رحمتیں نازل فرمائے۔ ہمارا سلام تمام پاکستانی اور اسلامی دنیا کے تمام بھائی بہنوں کو پہنچا دیں۔

(انہیں مزید لٹریچر اور خط بھیجے گئے) غلام قادر۔ ڈار

سیلون

ترجمہ خط از مسٹر عبداللہ سلیم مدیزی کولمبو۔ سیلون
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ
مجھے آپ کا ۱/۴ ۱۹ کا شفقت نامہ مل گیا ہے بہت بہت شکریہ۔

مسلم ایسوسی ایشن نئی نئی وجود میں آئی ہے تاکہ یہاں کے مسلمانوں کو متحد کیا جائے۔ اس ایسوسی ایشن کے ممبران میں روز بروز اضافہ ہو رہا ہے۔

جب کولمبو کالج کے پرنسپل ۱۹۵۵ء میں کینیا تشریف لائے تو تعلیمی لحاظ سے مسلمانوں کو بہت بری حالت میں پایا۔ اور انہوں نے وعدہ کیا کہ وہ اس ملک کے ہونہار نوجوان کو وظیفہ دیکر پڑھائیں گے ۱۹۵۹ء

میں مجھے امریکہ سے وظیفہ کی پیشکش اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے کے لئے ہوئی۔ انہی دنوں سیلون سے بھی وظیفہ کی پیشکش آ گئی۔ ایسوسی ایشن نے میرا انتخاب کیا تاکہ میں سیلون کالج میں داخل مروجہ تعلیم کے ساتھ ساتھ مذہبی تعلیم بھی حاصل کر لوں۔

چونکہ میری بھی خواہش تھی کہ میں مذہبی تعلیم حاصل کرکے اپنی قوم کی خدمت کروں لہٰذا میں نے امریکہ کا وظیفہ رد کر دیا اور مسلم انسٹی ٹیوشن سیلون کو ترجیح دی تاکہ میں اسلامی تعلیم حاصل کرکے اپنی قوم کو تعلیم دوں وہ غرض یہاں پوری ہوتی نظر نہیں آتی جیسا کہ پہلے خط میں لکھا گیا ہے۔

میں غریب خاندان سے متعلق ہوں۔ افریقن مسلم ایسوسی ایشن بھی اس قابل نہیں کہ مجھے مدد دے لہٰذا میں احمدیہ انجمن اشاعت اسلام اور آنجناب کا بہت مشکور ہوں گا اگر آپ مجھے سیلون سے جہاں میرا رہنا تعلیمی نکتہ نظر سے مفید نہیں اپنے ہاں بلا کر۔ جیسا کہ میں پہلے عرض کر چکا ہوں۔ اپنے کالج میں داخلہ دے دیں۔ تاکہ آپ کے پاس لاہور میں میں اپنے ارادوں میں کامیاب ہو جاؤں اور اپنے ملک و قوم کی خدمت بجا لاؤں۔

امید ہے میری عاجزانہ درخواست پر از راہ ہمدردی غور کیا جائے گا۔

(خط لکھا گیا۔ سیکرٹری صاحب کو یہ درخواست برائے غور دیدی گئی۔ غلام قادر ڈار)

انڈونیشیا

ترجمہ خط از مسٹر احمد فتحونی کیڈو۔ انڈونیشیا۔
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ
میں نے بڑے تعجب اور خوشی سے یہ بات کسی دوست سے سنی ہے کہ آپ غیر مسلم اور مسلمانوں کو لٹریچر بھیجکر راہنمائی فرماتے رہتے ہیں۔

مجھے بھی انگریزی اور عربی میں اپنا لٹریچر بھیجکر ممنون فرمائیں۔ تکلیف کے لئے معافی چاہتا ہوں مجھے تو آپ کے لٹریچر کی اشد ضرورت ہے۔

میری درخواست کی قبولیت میرے لئے بڑے فخر کا موجب ہو گی۔

(انہیں ٹیچنگز آف اسلام وغیرہ اور خط بھیجے گئے۔ غلام قادر)

مغربی افریقہ

ترجمہ خط از مسٹر الیس راجی۔ اکرا گھانا

مغربی افریقہ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ
میں بہت بہت شکریہ کے ساتھ آپ کو مطلع کرتا ہوں کہ مجھے قرآن شریف اور ممبر شپ سرٹیفکیٹ بحفاظت مل گئے ہیں۔

آپ نے مجھے اپنی جماعت میں داخل کرکے بیحد ممنون فرمایا ہے شکریہ۔

میں سرٹیفکیٹ اور قرآن شریف حاصل کرنے میں فخر محسوس کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ آپ سب پر مہربانی فرمائے۔

امید ہے آپ گاہے گاہے میری راہنمائی فرماتے رہیں گے۔

(مزید لٹریچر اور خط بھیجے گئے)

جنوبی افریقہ

خط از محمد حسین۔ ۲۱۔ چرچ سٹریٹ کیپ ٹاؤن
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ
اس خط کے ہمراہ دس شلنگ پیغام صلح کے لئے برائے چندہ ارسال ہیں۔ آپ سے پوری توقع ہے کہ رسالے ارسال کرتے وقت پتہ لکھنے کے لئے جو کاغذ استعمال ہوگا اسے پوری مضبوطی سے چسپاں کرو گے۔ تاکہ اس دور دراز کے سفر میں اصلی رسالہ گم نہ ہو جائے۔ حال ہی میں ایک شخص نے یہاں پر مجھے جسے اردو پڑھنا لکھنا نہیں آتا۔ ایک چھوٹی سی کتاب دی۔ جو آپ کی طبع کی ہوئی ہے جس کا نام "نماز اور ترقی کی تین راہیں" محمد علی صاحب کی لکھی ہوئی ہے۔ جب اس چھوٹی سی کتاب کا مطالعہ کیا تو حیرت کی انتہا نہ رہی۔ قرآن کی اصل تعلیم کیا ہے۔ اس سے پوری واضح ہوئی۔ اس سے پہلے ہم نے نماز کو صرف گناہوں سے پاک رہنے کا ذریعہ قرار دیا ہوا تھا لیکن مولانا صاحب کی کتاب کے مطالعہ نے دماغ کو وہ روشنی بخشی کہ اس کی وجہ سے اسلام کی حقیقت اور اس کی غرض کی اصلیت کا راز مل گیا۔ اس سے پہلے میں خود نماز کی اصلیت سے یکسر ناواقف رہا۔ اس کتاب سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ مولانا کی قابلیت اس قدر بلند ہے جو اس چھوٹی سی سورت کو جو کوثر کہلاتی ہے ایک ایسے پیرایہ میں سچائی کے ساتھ بیان کیا کہ اسے پڑھنے کو بار بار جی چاہتا ہے۔ گویا مولانا نے خود اسی کوثر یا خیر کثیر کو حاصل کرتے ہوئے روزہ کو ساتھ لے لیا اور یہ خوب روشن کر دیا کہ انسان کی فلاح و بہبود کی یہ خبر کیونکر ہے۔ حقیقتاً قرآن کریم کے معنی اس انتہا پر پہنچ کر سمجھنا ان کی ذاتی فہم کی بڑی دلیل ہے۔ بس اس چھوٹی سی کتاب نے اب میرے لئے دنیوی شغف کے دروازے کھول دیئے۔ نہ صرف وہ بلکہ اب میری نماز بھی حقیقت کے رنگ کو لئے ہوئے ہوتی ہے۔ جیسے میں نے اسی کتاب کے پڑھنے کے بعد ہی معلوم کیا ہے اب چونکہ میری دلچسپی بڑھی ہوئی ہے۔ اس لئے آپ سے التجا کروں گا۔ کہ مجھے مولانا کی تصنیفات سے آگاہی

(باقی بر صفحہ ۱۵ بعد اشتہار کے نیچے)

ہر چہ گیرد علّتی علّت شود

کسی چیز کی علت انسان کو لگ جائے تو ہر چند اس کے مضرات اور خرابیاں اس پر واضح کی جائیں اور وہ خود بھی مانتا ہو کہ اس میں نقصان ہے، لیکن اس کو چھوڑنے کے لئے وہ تیار نہیں ہوتا۔ اور اُلٹا دوسروں ہی پر طعن کرتا ہے کہ تم اس کی حقیقت کو کیا جانو، تم اس سے ڈرتے کیوں ہو، یہ کوئی ہوّا تو نہیں کہ کھا جائے گی۔

بعینہٖ یہی حال ہمارے قادیانی دوستوں کا ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ کو "نبی" "نبی" پکارنے کی علت جو انہیں لگ چکی ہے باوجودیکہ خود مانتے ہیں کہ اس لفظ کا استعمال پسندیدہ نہیں اور اس سے مغالطہ لگ جانے کا اندیشہ ہے، لیکن پھر بھی اسی پر زور دیئے جاتے ہیں اور آرٹیکل پر آرٹیکل لکھے جارہے ہیں کہ حضرت مسیح موعودؑ کو نبی یا اُمتی نبی ماننے میں لاہوری جماعت کو چِڑ کیوں ہے اور وہ اس سے خوفزدہ کیوں ہیں؟

یہ خلاصہ ہے ایک طویل مضمون کا جو معاصر "الفضل" نے اپنی ۲۰ مئی کی اشاعت میں لکھا ہے اور اس سے پیشتر متعدد اشاعتوں میں اسی قسم کے کئی مضامین لکھے جا چکے ہیں۔

ہم حیران ہیں، کہ کب ہم نے کہا تھا کہ ہم حضرت مسیح موعود کو اُمتی نبی نہیں مانتے، ہم تو اُمتی نبی، ظلّی نبی، مجازی نبی، جزوی نبی اور بروزی نبی سب ہی کچھ مانتے ہیں، لیکن ان اصطلاحات کے وہ معنے جو "الفضل" اور اس کے ہمنوا کرتے ہیں ان کو ہم صحیح نہیں سمجھتے، ہمارے نزدیک اور خود حضرت مسیح موعودؑ کے نزدیک یہ اصطلاحات نبوت کی کوئی اقسام نہیں بلکہ محدثیت و ولایت ہی کے مختلف نام ہیں، لیکن الفضل کا ارشاد ہے:۔

"پھر اُمتی نبی کے الفاظ خود مسیح موعود علیہ السلام نے استعمال کئے ہیں بے شک ازالہ اوہام میں بیشک حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے محدثیت کی یہی تعریف کی ہے کہ اس میں اُمتیت اور نبوت دونوں شانیں پائی جاتی ہیں مگر اس سے آپ کو کوئی فائدہ نہیں پہنچتا بلکہ آپ نے تسلیم کر لیا کہ اگر آپ کو محدث بھی کہا جائے گا تو اس طرح آپ کی شانِ نبوت کو بھی لازماً ماننا پڑے گا کیونکہ محدثیت میں نبوت لازمی جزو ہے پھر آپ یہ کس طرح کہہ سکتے ہیں کہ اُمتی نبی کے معنے غیر نبی کے ہیں یا اُمتی نبی نہیں ہو سکتا۔"

آخری فقرہ سے ظاہر ہے کہ ہمارا معاصر "اُمتی نبی" کو محدث مانتے ہوئے بھی نبی ہی کے منصب پر سمجھتا ہے، حالانکہ حضرت مسیح موعودؑ نے صاف لکھا ہے:۔

"نبوت کا دعوےٰ نہیں بلکہ محدثیت کا دعوےٰ ہے" (ازالہ اوہام صفحہ ۴۲۱)

اگر محدث غیر نبی نہیں بلکہ نبی ہی ہے تو اس فقرہ کے معنے سوائے اس کے کیا ہوں گے کہ:۔

"نبوت کا دعوےٰ نہیں بلکہ نبوت کا دعوےٰ ہے"

کیا یہ کسی سمجھدار ذی فہم انسان کا کلام ہو سکتا ہے؟ حضرت مسیح موعودؑ تو نبوت کی نفی اور محدثیت کا اقرار کر رہے ہیں جس کا صاف مطلب ہے، کہ محدثیت نبوت نہیں، لیکن ہمارے ذی فہم ایڈیٹر "الفضل" اس کو نبوت ہی کا مقام سمجھتے ہیں، العجب! ثم العجب، ہم مانتے ہیں کہ محدثیت میں ایک شانِ نبوت پائی جاتی ہے لیکن اس کو نبوتِ تامہ نہیں کہہ سکتے جیسا کہ خود حضرت مسیح موعودؑ کا ارشاد ہے:۔

"دونوں شانیں اُمتیت اور نبوت کی اس میں پائی جائیں گی جیسا کہ محدثیت میں ان دونوں شانوں کا پایا جانا ضروری ہے لیکن صاحب نبوت تامہ صرف ایک شانِ نبوت ہی رکھتا ہے غرض محدثیت دونوں رنگوں سے رنگین ہوتی ہے"

سو صاحب من! یہ کہنا کہ محدث یا اُمتی نبی فی الحقیقت نبی ...... ہے اپنی عقل و فہم کا ماتم کرنا ہے، کیونکہ حضرت مسیح موعودؑ کے مندرجہ بالا ارشادات اس کے صریح خلاف ہیں۔

ہمیں تعجب آتا ہے، کہ ایک طرف تو "الفضل" نے اسی مضمون میں حضرت مسیح موعودؑ کے یہ الفاظ نقل کئے ہیں کہ:

"یاد رکھنا چاہیئے کہ اس عاجز نے کبھی اور کسی وقت حقیقی طور پر نبوت یا رسالت کا دعوےٰ نہیں کیا اور غیر حقیقی طور پر کسی لفظ کو استعمال کرنا اور لغت کے عام معنوں کے لحاظ سے اس کو بول چال میں لانا مستلزم کفر نہیں مگر میں اس کو بھی پسند نہیں کرتا کہ اس میں عام مسلمانوں کو دھوکا

(باقی بر صفحہ ۴)

اخبار احمدیہ

جلسہ یوم وصال حضرت مسیح موعود علیہ السلام

ـــــ ینگ مینز احمدیہ ایسوسی ایشن کی طرف سے ۲۸ مئی ۱۹۶۱ء بروز اتوار پانچ بجے شام ایک اجلاس بتقریب یوم وصال حضرت مسیح موعودؑ زیر صدارت جناب مرزا مسعود بیگ صاحب ایم۔اے۔ احمدیہ بلڈنگس میں منعقد ہوگا ...... قوم کے نوجوانوں اور احباب ملت سے التماس ہے کہ وقت مقررہ پر تشریف لا کر ...... حضورؑ کی تعلیمات عالیہ اور خدمات دینیہ پر تقاریر سے مستفید و مستفیض ہوں۔ اور حضرتؑ کی روح پر فتوح کو ثواب پہنچا کر سعادت دارین حاصل کریں۔

جلسہ کے بعد حاضرین کی چائے سے تواضع کی جائے گی۔ المشتہر:۔ سیکرٹری امور تشہیر۔ بشیر احمد سوزؔ

ینگ مینز احمدیہ ایسوسی ایشن۔ لاہور

ـــــ اتوار ۱۴ مئی ۱۹۶۱ء۔ ینگ مینز احمدیہ ایسوسی ایشن کا ایک عام اجلاس زیر صدارت جناب ڈاکٹر اللہ بخش صاحب منعقد ہوا۔ جس میں مجلس منتظمہ کے مندرجہ ذیل گیارہ افراد کا انتخاب عمل میں آیا:۔

ناصر احمد صاحب۔ محبوب اشرف صاحب، عبدالغفور ثاقب صاحب، رشید احمد صاحب، محمد فاضل رمضان صاحب، بشیر احمد سوز صاحب، ریاض احمد صاحب، انیس احمد صاحب۔ ممتاز احمد صاحب، اعجاز حسین شاہ صاحب، سعید احمد صاحب۔

مجلس منتظمہ نے اپنے اجلاس منعقدہ بروز اتوار ۲۱ مئی ۱۹۶۱ء میں مستقل پیٹرن کے علاوہ دو اور پیٹرن کے اسمائے گرامی تجویز کئے اور منظوری کے لئے متعلقہ صاحبان کو تحریری گذارش بھیجدی گئی ہے۔ علاوہ ازیں ایسوسی ایشن کے مختلف شعبہ جات کے لئے عہدہ داران کا انتخاب کیا گیا۔ اور گذشتہ سال کے اکاؤنٹ، سالِ رواں کے بجٹ، لائحہ عمل، پروگرام اور تنظیمی امور وغیرہم کے مختلف پہلوؤں پر غور و خوض کیا گیا۔ اس اجلاس میں یہ بھی تجویز ہوا کہ ممبران ایسوسی ایشن، اور نوجوانانِ قوم کے پتہ جات بذریعہ خط و کتابت نئے سرے سے حاصل کئے جائیں۔ لہٰذا التماس ہے کہ ممبران و نوجوانان ملت اپنے مستقل پتہ جات کی ترسیل میں تعاون اور تعجیل سے کام لیں، تاکہ متعلقہ امور کی تعمیل اور تکمیل میں تاخیر نہ ہو۔

سیکرٹری امور تشہیر۔ بشیر احمد سوزؔ احمدیہ بلڈنگس لاہور

شیخ احمد علی صاحب کا انتقال

ـــــ قاضی احمد (سندھ) سے یہ افسوسناک اطلاع موصول ہوئی ہے کہ جماعت احمدیہ کے ایک مخلص ممبر اور حضرت مسیح موعودؑ کے دیرینہ مرید اور ساتھی شیخ احمد علی صاحب وفات پا گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم بڑے نیک اور پارسا انسان تھے، دعا ہے اللہ تعالیٰ انہیں جوارِ رحمت میں جگہ دے اور انکے پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ گذشتہ جمعہ کو لاہور میں ان کا جنازہ غائبانہ پڑھا گیا۔ بیرونی جماعتوں ...

ہرچہ گیرد علتی علت شود

(بسلسلہ صفحہ ۳)

لگ جانے کا احتمال ہے"

(انجام آتھم حاشیہ ص ۲۷ مطبوعہ ۱۸۹۷ء)

اور اس کے ساتھ ہی خود خلیفہ صاحب ربوہ کے بھی یہ الفاظ نقل کئے ہیں کہ:۔

" مصلحت وقت مجبور کرتی ہے کہ آپ
(مسیح موعودؑ) کے اصل درجہ سے جماعت
کو آگاہ کیا جائے ورنہ اس طرح سے لفظ
نبی کے استعمال کو میں تو کبھی پسند نہیں کرتا"۔

اور اسی تحریر میں جو ۱۹۱۴ء کی لکھی ہوئی ہے خلیفہ صاحب نے اس "مصلحت وقت" کو "چند روزہ" بات قرار دیا ہے جو لازماً چالیس پچاس سال پر تو حاوی نہیں ہو سکتی۔

تو پھر جس لفظ کے استعمال کو نہ حضرت مسیح موعودؑ پسند کرتے ہیں اور نہ خلیفہ صاحب ربوہ، اس پر زور دینے اور بار بار استعمال کرنے میں الفضل کو کیا مزہ آتا ہے سوائے اس کے کہ یہ ایک علت ہے جو اسے لگ گئی ہے اور وہ اس سے کسی طرح رُک نہیں سکتا . . .

. . . .

"الفضل کا خیال ہے کہ ہم غلط فہمی کا شکار ہیں" اور صرف لفظ نبی سے خوف زدہ ہیں"، ہم اسے بتانا چاہتے ہیں کہ غلط فہمی ہمیں کوئی نہیں، ہم تو حضرت مسیح موعودؑ کے مندرجہ بالا ارشاد کے مطابق غیر حقیقی طور پر لفظ نبی کو استعمال کرنا اور لغت کے عام معنوں کے لحاظ سے اس کو بول چال میں لانا مستلزم کفر نہیں سمجھتے لیکن خود حضرت ہی کے فرمان کے مطابق ہم اس کو بھی پسند نہیں کرتے کہ "اس میں عام مسلمانوں کو دھوکہ لگ جانے کا احتمال ہے" اس غیر پسندیدگی کو اگر آپ "خوف زدہ" ہونا قرار دیتے ہیں، تو اس "خوف زدگی" میں حضرت مسیح موعودؑ بھی ہمارے ساتھ ہیں اور خلیفہ صاحب ربوہ بھی، آپ کو کیوں اس بات پر اصرار ہے کہ لفظ نبی یا امتی نبی کو خواہ مخواہ بار بار استعمال کرنا ضروری سمجھتے ہیں کیا اس لئے کہ مسلمانوں کو ضرور دھوکا لگ جانا چاہئیے جس سے حضرت مسیح موعودؑ بچنا چاہتے تھے؟ اور آپ دیکھ رہے ہیں کہ اس سے بہت بڑا دھوکہ مسلمانوں کو لگ چکا ہے اور حضرت مسیح موعودؑ کی پوزیشن آپ کے اس غلط استعمال کی وجہ سے اس قدر مخدوش ہو چکی ہے کہ جس کی انتہا نہیں، آپ غور کیجئے یہ کہاں تک پسندیدہ امر ہے، اور اس سے آپ کو کتنے نفلوں کا ثواب پہنچتا ہے؟

آخر میں ہم محترم معاصر کو پھر ایک دفعہ خلیفہ صاحب ربوہ کے اس بیان کی طرف توجہ دلانا چاہتے ہیں، جو انہوں نے فسادات پنجاب کی تحقیقاتی عدالت میں دیتے ہوئے یہ اعتراف کیا کہ حضرت مسیح موعودؑ کا ماننا جزو ایمان نہیں، حالانکہ ان کے سابقہ عقیدہ کے مطابق ان کا یہ ارشاد بھی چھپا ہوا موجود ہے کہ:۔

" احمق ہے جو یہ کہتا ہے کہ مسیح موعودؑ
کا ماننا جزو ایمان نہیں کس کا دل گردہ
ہے جو یہ کہے کہ مسیح موعودؑ کا ماننا
جزو ایمان نہیں"

(الفضل ۶ / مئی و ۲۰ / مئی ۱۴ء)

ہمیں خوشی ہے کہ خلیفہ صاحب نے اپنے اس عقیدہ سے آخر کار رجوع کر لیا، الفضل کو بھی چاہیئے کہ اپنے مرشد و امام کی متابعت کرتے ہوئے یہ اعلان کرے کہ حضرت مسیح موعودؑ ان نبیوں میں سے نہیں جن کا ماننا جزو ایمان ہوتا ہے اور جب آپ کا ماننا جزو ایمان نہیں تو آپ نبوت کے مقام یا منصب پر بھی فائز نہیں، شان نبوت بے شک آپ میں پائی جائے، حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے رنگ نبوت سے بے شک رنگین ہوں لیکن نبی نہیں ہو سکتے، ولایت، مجددیت، محدثیت، کے مقام عالی پر آپ فائز ہیں اور محض لغوی اور مجازی طور پر نبی کا نام آپ کو دیا گیا۔ ان حقائق سے قطع نظر کر کے محض "نبی" "نبی" پکارتے رہنا یا "امتی نبی" کہکر نبوت کے مقام پر کھڑا کرنا سوائے اس کے کہ ایک علت ہے جو ہمارے قادیانی دوستوں کو لگی ہوئی ہے اور کیا کہا جا سکتا ہے اور کسی نے سچ کہا ہے

ہرچہ گیرد علتی علت شود

خطبہ جمعہ

(بسلسلہ صفحہ ۶)

کی طرف سے کوئی ہوا چلی کہ ان کو اڑا کر لے گئی۔ جن مقتدر لوگوں نے ہم کو تباہ کرنا چاہا وہ خود ختم ہو گئے۔ ان کا نشان باقی نہیں، وہ علماء اور لیڈر مٹ گئے۔ جنہوں نے ہماری تباہی و بربادی چاہی تھی۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ لیجزی اللہ الصادقین بصدقہم۔

امام وقتؑ کی تعلیم اور کام

خدا تو صدق و وفا کا گاہک ہے، اپنے اندر صدق و وفا پیدا کرو، یہی مقصد ہے خدا کا اور خدا تعالےٰ کے رسولؐ کا۔ اسی مقصد کو لے کر امام وقت آئے ان کی اصل غرض یہی تھی۔ انہوں نے نہ کبھی دعویٰ نبوت کا کیا نہ کبھی مسلمان کو کافر کہا، اور نہ قرآن و حدیث کے علاوہ کوئی اور تعلیم پیش کی۔ انہوں نے فرمایا کہ ہر وہ تعلیم جو قرآن سے باہر ہے مردود ہے حدیث قرآن کے اندر ہے۔ کیونکہ وہ قرآن کی تفسیر ہے۔ وہ تعلیم جو قرآن اور حدیث کے خلاف ہے وہ مردود ہے۔ انہوں نے دین میں کوئی تبدیلی نہیں کی ہاں! پادریوں، عیسائیوں، آریوں کے اور سکھوں کو ختم کر دیا۔ علاوہ ازیں فتح اسلام کے جھنڈے یورپ میں گاڑ دیئے اور یہی کام ایک مجدد کا ہوتا ہے۔

اب ان حقائق کے ہوتے ہوئے لوگ حضرت مرزا صاحب کی مخالفت کرتے رہتے ہیں۔ اگر وہ غور و فکر سے کام لیں اور حقیقت کو صدق و اخلاص سے تلاش کریں تو وہ اس جماعت کے دشمن نہیں رہ سکتے۔ اس جماعت کے ساتھ تعاون کرنے سے انسان خدمت دین کی سعادت حاصل کر سکتا ہے ٭

آفتاب الدین احمد ہومیوپیتھک دار الشفا

کی مختصر سہ ماہی رپورٹ

عطیہ دینے والے:۔

نام	روپے پیسے
ایور گرین پریس لاہور	83.00
چوہدری محمد لطیف خانیوال	21.00
مرزا مظفر بیگ صاحب ساکن اٹل پور	8.25
رحمت اللہ سلیم ملتان	15.00
میاں عبدالقادر وزیر آباد	8.00
بابو غلام قادر لاہور	6.00
چوہدری عبدالحمید لاہور	5.00
میاں عبدالرحمان لاہور	5.00
میاں عبدالقدوس لاہور	5.00
ڈاکٹر اصغر حمید لاہور	5.00
میاں فضل کریم لاہور	5.00
بیگم سعید لاہور	5.00
زمرد بیگم وزیر آباد	5.00
پروفیسر عبدالسلام لاہور	5.00
خان عبدالعزیز ملتان	4.00
میاں محمد ظفر ملتان	3.00
شوکت حمید ملتان	3.00
محمد شریف لاہور	3.00
محمد فاضل رمضان لاہور	3.00
شوکت حمید ملتان	2.00
منظور احمد قریشی لاہور	2.00
محمد افضل خان کراچی	2.00
محمود انور	2.00
منجانب انوری بیگم لاہور	2.00
سید فیاض حسن	1.00
شیخ غلام رسول لاہور	1.00
ممتاز حسن	1.00
عملہ دفاتر	9.19
میزان	222.44

فروری، مارچ اور اپریل ۱۹۶۱ء میں استفادہ کرنے والے

جنگِ احزاب میں مسلمانوں کی حالت اور تائیدِ الٰہی

پاکستانی احزاب کا حملہ جماعت احمدیہ پر اور حملہ آوروں کی ناکامی

خطبہ جمعہ مورخہ ۱۹ مئی ۱۹۷۶ء فرمودہ حضرت امیر مولانا صدر الدین صاحب ایدہ اللہ بمقام احمدیہ بلڈنگس لاہور

یا ایھا الذین امنوا اذکروا نعمۃ اللہ علیکم اذ جاءتکم جنود لم تروھا و کان اللہ بما تعملون بصیرا ـــــ لیجزی اللہ الصدقین بصدقھم ویعذب المنافقین ان شاء او یتوب علیھم ان اللہ کان غفورا رحیما ـــــ (الاحزاب رکوع ۲-۳)

قبائلِ عرب کا حملہ مدینہ طیبہ پر

یہ آیات سورۃ الاحزاب کی ہیں۔ احزاب جمع ہے حزب کی۔ حزب کے معنی ہیں گروہ۔ جماعت اور قبیلہ۔ وہ جماعت جس کے اندر شدت پائی جائے اسی کو حزب کہتے ہیں۔ احزاب کے معنی ہیں بہت سے گروہ یا قبائل۔ واقعہ یہ ہے کہ عرب کی جس قدر جماعتیں اور قبائل تھے۔ وہ سب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دین اور آپ کی جماعت کو بیخ و بن سے اکھاڑ دینا چاہتے تھے، چنانچہ وہ سب کے سب مسلمانوں کی تباہی اور بربادی کے لئے آ جمع ہوئے۔ اس نقشے کو دکھلانے کے لئے اس صورت کا نام الاحزاب رکھا گیا جس کا مطلب یہ ہے کہ تمام کا تمام عرب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تباہی کے لئے امنڈ آیا اور مدینہ پر چڑھائی کر دی۔

یہود مشرکین کے ساتھ

بارہ پندرہ ہزار کا لشکر یہ تھا اور مدینہ طیبہ کے اندر بہت بڑی جمعیت یہودیوں کی تھی وہ بھی اس لشکر کے ساتھ مل گئی۔ اہل یہود ایک زبردست اور دولتمند گروہ تھا۔ ان کے حبر اور پادری جس قدر تھے وہ سب کے سب مشرکین کے ساتھ مل گئے۔ یہ سب لوگ اس ارادے سے مدینہ طیبہ پر حملہ آور ہوئے کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے دین کو صفحہ ہستی سے مٹا دیں۔ چنانچہ یہ لوگ مدینہ طیبہ کے پاس آ پہنچے۔

بدر اور احزاب میں مسلمانوں کی حالت

آپ اندازہ لگائیے کہ اس وقت مسلمانوں کا کیا حال ہوگا۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تو بدر کی لڑائی میں دیکھ لیا تھا کہ موت سامنے ہے مسلمانوں کی جماعت چھوٹی سی ہے بالمقابل بڑا بھاری لشکر دشمنوں کا کھڑا ہے بچنے کی کوئی امید نظر نہیں آتی۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خدا تعالیٰ کی جناب میں بڑی گریہ و زاری کی کہ اے اللہ! اگر تیری یہ چھوٹی سی جماعت بھی مٹ گئی تو تیرا نام لینے والا کوئی اس دنیا میں نہ ہوگا۔ احزاب کی مصیبت بھی اسی طرح کی تھی۔ بارہ پندرہ ہزار کا لشکر سر پر آن پہنچا۔ جس طرح بدر کی جنگ کا نقشہ کھینچا گیا ہے اسی طرح جنگ احزاب کا بھی نقشہ قرآن کریم میں درج ہے۔ لکھا ہے

اذ جاءوکم من فوقکم ومن اسفل منکم

اس وقت چاروں طرف سے دشمن آ گئے تھے، بہت بڑی طاقت کے ساتھ سارے قبائل جمع ہو کر دین اسلام کو ختم کرنے پر آمادہ تھے۔ واذ زاغت الابصار بلغت القلوب الحناجر اتنے بڑے لاؤ لشکر کو دیکھ کر مسلمانوں کی آنکھوں کے سامنے اندھیرا چھا گیا۔ اور دہشت وہراس کی وجہ سے کلیجے منہ کو آنے لگے۔ دم گھٹنے لگا کہ ہم ختم ہو گئے۔

جماعت احمدیہ پر پاکستانی احزاب کی چڑھائی

خوف وہراس کا یہی نقشہ ہماری جماعت نے بھی دیکھا ہے۔ پشاور سے لیکر کراچی تک تمام کا تمام ملک شدت کے ساتھ اس بات پر تل گیا کہ ہم نے جماعت احمدیہ کو مٹا دینا ہے۔ اور ایک بہت بڑے آدمی نے سمجھا کہ اس جماعت کو مٹا دینے سے میں اور بھی بڑا آدمی بن جاؤں گا۔ یہ وقت احمدیوں کے لئے اضطراب کا وقت تھا۔

گورنر چندریگر سے باتیں

ان دنوں چندریگر مغربی پاکستان کے گورنر تھے کسی نے کہا کہ میں ان سے ملاقات کروں۔ چنانچہ میں انہیں ملنے گیا۔ میں نے ان سے ذکر کیا کہ اس وقت فضا کے اندر بہت ہی خوفناک تباہی موجود ہے۔ ہم نے تو آخر مرنا ہی ہے لیکن تباہی کے سامان ملک و ملت کو بھی تباہ کر دیں گے۔ اس نے کہا کہ آپ درست کہتے ہیں۔ لیکن اس کے ساتھ ہی اس نے مجھ پر بھی حملہ کیا۔ پہلا حملہ یہ تھا کہ اس نے کہا کہ ہم جانتے ہیں کہ آپ مرزا صاحب کو مجدد مانتے ہیں لیکن اگر ایک بہت بڑی جماعت ان کو نبی مانتی تو آپ کا مرزا صاحب کو مجدد ماننا غیر معقول بات ہے۔ میں نے کہا کیا آپ حضرت عیسیٰ کو پیغمبر مانتے ہیں۔ اس نے کہا ہاں! میں نے کہا آج دنیا کا ایک بہت بڑا حصہ حضرت عیسیٰ کو خدا کا بیٹا اور خدا مانتا ہے اس لئے آپ کو چاہیئے کہ حضرت عیسیٰ کی نبوت سے انکار کر دیں۔ یہ سن کر وہ خاموش ہو گئے۔

جہاد کا مسئلہ

پھر کہا کہ مرزا صاحب نے جہاد کو منسوخ کر دیا ہے، یہ اس کا دوسرا وار تھا۔ میں نے کہا کہ جہاد کو کوئی منسوخ نہیں کر سکتا یہ قرآن کا حکم ہے، خدا اور رسول کا حکم ہے۔ بقول آپ کے اگر مرزا صاحب نے جہاد ختم کیا تھا تو آپ تو جہاد کے قائل تھے۔ آپ کو چاہیئے تھا کہ اپنے ساتھیوں سمیت انگریز کے مقابل پر جہاد کرتے۔ اس وقت آپ کہاں تھے اب آپ گورنر ہیں۔ آپ کو چاہیئے کہ جہاد کریں تاکہ کوئی کافر نظر نہ آئے۔ کیونکہ آپ کے نزدیک یہی خدا کا حکم ہے۔ چاہیئے کہ یہاں کے رہنے والے سب انگریز۔ پارسی۔ ہندو۔ سکھ۔ عیسائی۔ وغیرہ تہ تیغ کر دیئے جائیں آپ کو شہرت حاصل ہوگی کہ آپ نے جہاد کرنے کا فرض ادا کر دیا۔ اس پر حیران رہ گئے۔ تو اس نے کہا کہ اگر یہی معنے جہاد کے ہیں تو مجھے یقیناً یہی کچھ کرنا چاہیئے تھا لیکن یہ صحیح نہیں، میں نے کہا کہ نماز اور جہاد دونوں ایک طرح کے حکم نہیں ہیں۔ جہاد بالسیف کا حکم ایسی حالت میں ہے جب دشمن ہم کو تباہ کرنے کے لئے ٹھان لیں۔ اور جو ایسا نہیں کرتے ان کے متعلق حکم ہے ان تبروھم وتقسطوا الیھم۔ اس کے ساتھ نیکی اور انصاف کا برتاؤ کرو۔

۱۹۵۳ء کے حملے کی کیفیت

مختصر یہ کہ اس جماعت کو مٹانے کے لئے تمام ملک چڑھ آیا۔ دیہات میں ہمارے دوستوں پر شدید حملے ہوئے۔ ان کو کہا گیا کہ حضرت مرزا صاحب کو چھوڑ دو۔ اس چھوٹی سی بستی احمدیہ بلڈنگس میں ہماری بجلی کاٹ دی گئی۔ ٹیلیفون وغیرہ رسائی کے ذرائع منقطع کر دیئے گئے۔ لوگ حملہ کر کے آئے ایک رات تو مردوں، عورتوں، اور بچوں نے اپنے اپنے کوٹھے پر گذاری۔ میرے بعض رشتہ داروں اور عزیز دوستوں نے فون کئے اور جواب نہ پا کر پریشان رہے۔ ایک شخص دوسری صبح دوڑتا ہوا میرے پاس آیا، اور کہا مولوی صاحب! ہم تو سمجھے تھے کہ آپ مارے گئے۔ شکر ہے آپ زندہ ہیں۔ پھر اسی وقت میرا ایک رشتہ دار ایک موٹر کار میں دو سپاہی لے کر پہنچا اور کہا چلئے یہاں سے بچ نکلنا مناسب ہے میں نے ان کو مایوس کر دیا کیونکہ میں احمدیہ بلڈنگس سے بھاگ نکلنا ناجائز سمجھتا تھا۔ یہ واقعات جنگ احزاب

کی طرح ہماری جماعت پر گذر رہے ہیں۔ جس طرح سارے عرب کے یہودیوں اور مشرکوں نے مل کر مسلمانوں اور ان کے دین کو تباہ کرنے کا ارادہ کر لیا تھا اسی طرح پاکستان کے لوگوں نے بھی ہمیں ختم کرنے کا منصوبہ بنا رکھا تھا۔

احزاب کی شکست طوفانی ہوا سے

فرمایا یاایھا الذین اٰمنوا اذکروا نعمۃ اللہ علیکم اذ جاءتکم جنود ان آیات کو پڑھکر ایمانداروں کا ایمان تازہ ہوتا ہے تو ایسی مصیبت کی حالت میں خدا ان کا ساتھ دیتا ہے۔ فرمایا فارسلنا علیھم ریحًا۔ ہم نے ہوا بھیجی جس سے لشکر تتر بتر ہو گئے۔ شدت کی سرد رات تھی۔ اور ہوائیں بھی سخت سردی اور تندی کی تھی۔ یہ ہوا کنکر اُٹھا اٹھا کر دشمنوں کے منہ پر مارتی تھی۔ شدت کی سردی اور اس گولہ باری کی دشمن تاب نہ لا سکا مزید برآں ان کے چولہوں کی آگ بجھ گئی۔ وہم پرست قوموں کے لئے آگ کا بجھ جانا شکست کا نشان ہے۔ ان کی دیگیں اُلٹ گئیں خیمے گر پڑے۔ ابوسفیان اونٹ پر سوار ہو کر بھاگنے لگا تو وہ بدحواس اور پاگل ہو گیا۔ اونٹ کو مارتا ہے لیکن وہ نہیں چلتا۔ اتنی ہوش نہ رہی کہ اونٹ کا پاؤں بندھا ہوا ہے۔ تو اللہ تعالے نے فرمایا کہ تم پر احزاب چڑھکر آئے تو ہم نے ہوا سے توپ و تفنگ کا کام لیا۔ ایمان تازہ کرنے کے لئے یہ بہت بڑا نشان ہے۔

دشمن کے حملہ کی شدت اور منافقین کی حالت

غور کیجئے حق پرستی کو مٹانے کے لئے قومیں جمع ہو گئیں۔ اُوپر اور نیچے سے لشکر چڑھ آئے اذ زاغت الابصار۔ ان کی قوت اور لاؤ لشکر کو دیکھکر آنکھیں ٹیڑھی ہو گئیں وبلغت القلوب الحناجر۔ کلیجے منہ کو آ گئے۔ ھنالک ابتلی المؤمنون۔ مؤمنوں کی آزمائش کا یہ وقت تھا وزلزلوا زلزالاً شدیداً ان کی ہڈیاں ہلا دی گئیں۔ ایسی حالت میں جو لوگ منافق تھے انہوں نے کہا ما وعدنا اللہ ورسولہ الا غرورًا اللہ اور رسول نے ہمارے ساتھ بہت ہی دھوکا کیا ہے کہ ہم کو موت کے منہ میں دھکیل دیا ہے۔ نیز انہوں نے کہا یا اھل یثرب لا مقام لکم اے مدینہ والو تم دشمن کا مقابلہ نہیں کر سکتے فارجعوا۔ لہٰذا واپس چلے چلو۔ اسی میں تمہاری بھلائی ہے۔ بعض لوگ ایسے بھی تھے جنہوں نے واپس جانے کے لئے طرح طرح کے عذر پیش کئے انہوں نے کہا ان بیوتنا عورۃ ہمارے گھر کھلے پڑے ہیں ان کی حفاظت معرض خطر میں ہے وما ھی بعورۃ حالانکہ یہ بات غلط تھی۔ ان یریدون الا فرارًا۔ وہ لوگ تو ان حیلوں بہانوں سے بھاگ جانا چاہتے تھے۔

مسلمانوں کی تازگیٔ ایمان

اس کے ساتھ ہی ایک اور قوم کا ذکر ہے جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھی یہ لوگ مصیبت و ابتلاء کے وقت ہمت و استقلال کے پہاڑ نظر آتے تھے۔ نبی کریم خود صبر و استقلال اور ہمت و شجاعت کے نمونہ تھے۔ آپ نے حفاظت کے لئے خود خندق کھودی۔ ایک چٹان تھی وہ کسی سے نہ ٹوٹتی تھی، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس چٹان کو خود توڑا۔ پہلی ضرب لگائی تو فرمایا مجھے شام کے محل دکھائے گئے ہیں۔ میری امت اس پر قابض ہو گی۔ دوسری لگائی تو فرمایا کہ مجھے ایران کے محل دکھائے گئے ہیں۔ لوگوں نے اس پر ہنسی اڑائی۔ کہ کیا خوب! خندق کے اس پار تو قدم نہیں رکھ سکتے اور خواب دیکھتے ہیں محلوں اور سلطنتوں کے۔ لیکن آپ کے ساتھیوں کا ایمان بڑھتا تھا۔ ولما را المؤمنون الاحزاب جب مومنوں نے دشمن کی بھاری جمعیت اور لاؤ لشکر کو دیکھا۔ قالوا ھذا ما وعدنا اللہ ورسولہ انہوں نے کہا کہ یہ وہی ہے جس کا وعدہ خدا اور اس کے رسول نے دیا تھا وصدق اللہ ورسولہ اللہ اور اس کے رسول نے سچ کہا تھا وما زادھم الا ایمانًا وتسلیمًا ایسی سخت مصیبت کو دیکھ کر اُن کا ایمان بڑھ گیا۔ اور فرمانبرداری میں وہ آگے نکل گئے۔

مسلمانوں کی جوانمردی اور قربانیاں

من المؤمنون رجالٌ۔ مومنوں کے اندر رجال تھے۔ بڑے جوانمرد۔ صدقوا ما عاھدوا اللہ علیہ۔ انہوں نے اس شدید امتحان و آزمائش کے وقت ثابت قدمی و ہمت و استقلال کا زبردست نمونہ دکھلایا اور انہوں نے اپنے وعدہ کے مطابق اپنی جان و مال قربان کر دی اور دشمن کا ہر طرح سے مقابلہ کیا فمنھم من قضی نحبہٗ۔ چنانچہ اُن میں سے بعضوں نے اپنی نذر کو پورا کر دیا۔ انہوں نے اپنی جانوں کو اللہ کی راہ میں دینا نذر مانی ہوئی تھی ومنھم ینتظر اور ان میں سے بعض اس انتظار میں تھے کہ کب وہ وقت آئے کہ ہم بھی جام شہادت پئیں۔ وما بدلوا تبدیلاً۔ ان کے ان ارادوں میں ذرہ بھی کمی واقع نہ ہوئی۔ اگرچہ انہوں نے اپنے سامنے جان و مال تلف ہوتے دیکھے لیکن وہ ہر حالت میں ثابت قدم رہے۔ ان کی اس صدق و صفا کی اور صبر و استقلال کی خدا نے قدر کی۔ لیجزی اللہ الصادقین بصدقھم۔ اللہ نے صادقوں کو ان کے صدق کا بدلہ دیا۔ ویعذب المنافقین اور منافقوں کو عذاب کا مزہ چکھایا۔

زمین پر چلتا پھرتا شہید

امام طبریؒ نے اس آیت کے نیچے لکھا ہے کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب طلحہؓ مسجد میں آئے فرمایا من سرہ ان ینظر الی شھید یمشی علی وجہ الارض فلینظر طلحۃ جس کو اس بات کا شوق ہو کہ وہ کسی شہید کو چلتا پھرتا زمین پر دیکھے تو وہ طلحہ کو دیکھ لے۔ اس نے کیا کمال کر دکھلایا ہے۔ اُحد کی لڑائی میں انہوں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دائیں بائیں اور آگے پیچھے سے حفاظت کی۔ جس طرف سے دشمن کا تیر آتا اسی طرف اپنا سینہ کر دیتے کہ کوئی تیر حضرت کی چھاتی پر نہ پڑے۔ اسی طرح انسؓ کے چچا تھے انہوں نے کہا یا سعد اجد ریح الجنۃ من دون احد۔

صحابہؓ کی جوانمردی

میں اُحد کی جانب سے بہشت کی خوشبو پاتا ہوں۔ وہ کفار کے لشکر میں گھس گئے گھمسان کی لڑائی میں ستر سے زیادہ زخم ان کے جسم پر آئے۔ کوئی تیر کا کوئی نیزے اور کوئی تلوار کا۔ وہ کہتے ہیں کہ ہم سمجھتے ہیں کہ یہ آیات اُس کے حق میں اتری ہیں، تو فرمایا من المؤمنین رجال صدقوا ما عاھدوا اللہ علیہ۔ انہوں نے جو وعدہ خدا کے ساتھ کیا سچ کر دکھلایا۔ ان میں سے بعض نے اللہ کی راہ میں جان دے دی۔ اور جو ابھی زندہ تھے۔ وہ بھی موت کے نظاروں کو دیکھکر بدل نہیں گئے تھے۔ اور وہ انتظار میں تھے کہ انہیں بھی اللہ تعالے موقعہ دے کہ وہ اپنی جانیں خدا کی راہ میں دے دیں۔ اور اپنے وعدے پورے کرنے کے لئے جام شہادت پئیں۔ انہوں نے مصیبتیں دیکھیں، لوگ مرتے ہوئے دیکھے وما بدلوا تبدیلاً لیکن اُن کے ارادوں میں کسی قسم کی کمزوری پیدا نہ ہوئی۔

پاکستانی حملہ آوروں کی شکست

ہمارے لئے اس کے اندر بہت بڑا سبق ہے۔ جب تک دنیا قائم ہے۔ اور قرآن موجود ہے یہ آیات لوگوں کو عہد و وفا کا سبق دیتی رہیں گی ہمیں بھی تقریباً اسی قسم کے مشکل واقعات سے گزرنے کا موقعہ ملا ہے۔ ہم پر بھی اسی قسم کے احزاب چڑھ آئے لیکن اللہ تعالے نے ایک ایسی ہوا چلا دی کہ یہ احزاب نیست و نابود ہو کر رہ گئے۔ وہ مٹ گئے۔ ہم نے کوئی تلوار نہیں چلائی، اللہ تعالے ہی

(باقی بر صفحہ کالم دوم)

ایک عیسائی کے اعتراضات کے جوابات

(مولانا عبداللہ جان صاحب پشاوری)

مدیر شہاب کے نام ایک عیسائی کا مکتوب کے عنوان سے ایک پادری صاحب نے مغربی پاکستان کے پریس کے احتجاج پر کہ پاکستان میں عیسائی جس رنگ میں تبلیغ کر رہے ہیں وہ قابلِ اعتراض اور نفرت پھیلانے والا ہے ایک مضمون برائے اشاعت بھیجا جسے شہاب کے فاضل مدیر صاحب نے من وعن اپنے پرچہ مؤرخہ ۵ مارچ ۱۹۶۱ء میں شائع کیا ہے۔ پادری صاحب کے اعتراضات کا جواب فاضل مدیر نے دیا لیکن زیادہ تر الزامی۔ الزامی جواب کے ساتھ جب تک تحقیقی جواب نہ ہو مفید ثابت نہیں ہوتا۔ اس لئے کہ صرف الزامی جواب سے اکثر معترض کو اطمینان نہیں ہوتا۔ چنانچہ پادری صاحب کا جواب الجواب شہاب مؤرخہ ۱۶ مارچ ۱۹۶۱ء میں فاضل مدیر صاحب نے شائع کر کے جوابات بھی دیئے لیکن اس خیال سے کہ جواب پادری صاحب کے تسلی قلب کو امید نہیں کہ دفع کریں اس لئے پادری صاحب کے اطمینان قلب کے لئے ان اعتراضات کا جواب قرآن مجید اور انجیل سے دیتا ہوں ممکن ہے اس سے ان کے شبہات دفع ہوں۔ واللہ اعلم بالصواب۔

فضیلت مسیح

اعتراض:۔ حضرت مسیحؑ زندہ آسمان پر موجود ہیں اور رسول کریمؐ زیر زمین مدفون ہیں۔ جس سے حضرت مسیحؑ کی فضیلت ثابت ہوتی ہے اس لئے کہ (بالفاظ پادری صاحب) اس کے نزول کے ساتھ امت محمدیہ کی اصلاح کو لازم ٹھہرایا گیا ہے۔

جواب:۔

فاضل مدیر شہاب نے تو اس کے ایک پہلو کا جواب دے دیا ہے کہ آسمان پر تو فرشتے بھی موجود ہیں اس وقت سے کہ مسیح پیدا بھی نہیں ہوئے تھے اور اس وقت بھی کہ وہ زمین پر تبلیغ رسالت کر رہے تھے تو کیا فرشتے حضرت مسیحؑ سے افضل ہوئے لیکن امید نہیں کہ پادری صاحب کو تسلی ہو، اولاً قطع نظر اس امر کے فرشتے اور انسان ایک جنس کے نہیں، دوئم پادری صاحب وجہ فضیلت یہ بتاتے ہیں کہ ان کا نزول امت محمدیہ کی اصلاح کے لئے لازم ٹھہرایا گیا۔ یہ دونوں باتیں درست نہیں ہیں۔ اگر صرف آسمان پر جانے سے فضیلت حاصل ہوتی ہے تو ایلیاؑ مسیحؑ سے افضل ہوئے لیکن عیسائی تو مسیح کو موسیٰؑ، سلیمانؑ، یونسؑ اور جملہ انبیاءؑ سے افضل سمجھتے ہیں اور خود انہوں نے بپتسمہ دینا آنا ایلیاؑ کے مثیل حضرت یحییٰؑ سے جن کے وہ مرید تھے۔

قرآن کریم میں تو نہ حضرت مسیحؑ کے آسمان کو جانے کا ذکر ہے اور نہ نزول کا اگر پادری صاحب کو کہیں نظر آتا ہے تو بتا دیں۔ ہاں سورۃ المائدہ کے آخری رکوع میں یہ ذکر ہے کہ وہ دوبارہ نہیں آسکتے اور ان کے دوبارہ اُترنے کا قصہ بے بنیاد ہے۔ البتہ یہودیوں سے بچانے کے لئے آسمان نہیں بلکہ زمین پر ایسی جگہ ان کو خدا تعالیٰ نے پناہ دی جس کی شناخت کی نشانی یہ ہے۔ الی ربوۃ ذات قرار ومعین ربوہ زمین کے اونچے طبقہ کو کہتے ہیں نہ کہ آسمان کو۔

بفرض محال اگر ان کا نزول مان لیا جاوے تو امت محمدیہ کی اصلاح کے لئے نہیں بلکہ اپنی بھیڑوں کی اصلاح کے لئے ہوگا۔ قرآن کریم میں تو اس سوال کی جواب طلبی کا ذکر ہے جو مسیحؑ سے قیامت کے دن کیا جائے گا یہ کہ عیسائیوں کو انہوں نے تعلیم دی کہ ان کو اور ان کی والدہ کو میرے (خدا) کے سوائے معبود بنا دیں (المائدہ ۷/۱۶) جیسے عیسائیوں کا عقیدہ ہے۔ تو حضرت مسیحؑ جواب دیں گے کہ میں نے تو ان کو یہ تعلیم نہیں دی تھی اور نہ مجھے اس امر کی اطلاع ہے کہ انہوں نے مجھے اور میری والدہ کو یہ رتبہ دیا ہے میں جب تک اُن میں تھا میں نے ان کو وہی تعلیم دی جس کا مجھے آپ نے حکم دیا تھا یہ کہ ان اللہ ربی وربکم اور جب آپ نے مجھے وفات دی تو آپ ہی نگران تھے۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ

(۱) موجودہ عیسائیت مسیحؑ کی تعلیم کے خلاف ہے (۲) یہ کہ حضرت مسیحؑ فوت ہو گئے ہیں اور اس آیت سے ان کی وفات اظہر من الشمس ہے (۳) ان کا نزول نہیں ہو سکتا ہے اور نہیں ہوگا کیونکہ وہ اگر اُتر آویں اور دیکھیں کہ موجودہ عیسائیت کی کیا تعلیم ہے (تین ایک اور ایک تین) تو قیامت کے دن وہ اللہ تعالیٰ کے حضور غلط بیانی نہیں کر سکتے البتہ اس سے یہ صاف ظاہر ہے کہ وہ عیسائیوں کے موجودہ عقیدہ سے لاعلم ہوں گے۔ اور لاعلم تب ہی ہو سکتے ہیں کہ ان کا نزول نہ ہو کیونکہ یہ مکالمہ قیامت کے دن کا ہے

پادری صاحب! مسلمان تو حضرت مسیحؑ کو خدا کا شریک اور معبود نہیں مانتے بلکہ وہ تو ان کو اور ان کی والدہ کو یہودیوں کے سارے الزامات سے پاک کرنے والے رحمۃ للعالمین کے سکھائے ہوئے دین کی پیروی کر رہے ہیں اس کا خلاصہ ہے ان اللہ ربی وربکم اور یہی مسیح موعودؑ کی بھی تعلیم تھی (تو خداوند اپنے خدا کو سجدہ اور صرف اس کی عبادت کر) (متی باب ۴ لوقا باب ۴) عیسائیوں نے تو سجدہ بھی اپنی عبادت سے اڑا دیا ہے۔ پادری صاحب یہ تو ہوا قرآن کریم کی طرف سے جواب۔ جب آپ نے قرآن کریم سے مسیحؑ کے صعود الی السماء اور نزول ثابت کیا تو پھر اس پر مزید لکھیں گے۔

اب آپ لیں انجیل۔ حضرت مسیحؑ نے یہودیوں سے سوال کیا کہ آپ مسیح ہیں آپ مسیح کیسے ہو سکتے ہیں جبکہ ایلیا ابھی نہیں آیا ہے تو مسیحؑ نے ان کو جواب دیا کہ ایلیا آگیا ہے وہ یحییٰ ہے۔ حضرت مسیحؑ کے ظہور کی عہد عتیق میں یہ نشانی تھی کہ اُن سے پہلے ایلیا آئیں گے۔ جن کے متعلق یہودیوں اور عیسائیوں کا اعتقاد تھا کہ وہ زندہ آسمان پر گئے ہیں) تو اُن کے بعد مسیح کا ظہور ہوگا۔ (ملاکی ۴/۵)

چونکہ یہودیوں نے عیسائیوں کی طرح مجاز کو حقیقت میں بدل دیا تھا اور ان کا اعتقاد تھا کہ وہ یعنی ایلیاؑ دوبارہ زندہ اُتریں گے (جیسے آجکل عیسائی حضرت مسیحؑ کے متعلق بھی آس باندھے بیٹھے ہیں) حضرت مسیحؑ پر یہ اعتراض کیا تھا کہ وہ مسیح کیسے ہو سکتے ہیں جبکہ ایلیا ابھی نہیں اُترے تو حضرت مسیحؑ نے جن کی صداقت کا انحصار ایلیاؑ کے دوبارہ نزول پر تھا، یہ جواب دیا کہ حضرت یحییٰ ایلیا ہیں (متی ۱۱/۱۳-۱۴) لیکن یہودیوں نے جو ایلیاؑ کے بجسد عنصری اُترنے کے معتقد تھے انکے اس فیصلہ کو نہ مانا اور آج تک نہ صرف مسیحؑ کے ماننے سے محروم رہ گئے بلکہ ان کا اکثر حصہ رسول کریمؐ کے ماننے سے بھی محروم رہ گئے اس وجہ سے کہ ایلیا جب تک آسمان سے نہیں اُترے نہ مسیحؑ آسکتا ہے اور وہ نبی (نبی کریمؐ) جن کے وہ منتظر تھے حضرت عیسےٰ تب ہی سچے ثابت ہو سکتے ہیں جبکہ ان کا یہ فیصلہ مانا جائے کہ ایلیاؑ کی جگہ یحییٰؑ آئے اور اس سے دو امور ثابت ہوتے ہیں۔

(۱) یہودیوں نے مسیحؑ کے اس فیصلہ کو ٹھکرا دیا اور عیسائیوں نے حضرت مسیحؑ کے اس گفتہ پر ایمان لا کر کہ ایلیا خود بجسد عنصری نہیں آسکتے ہیں اور یہ کہ ان کی جگہ حضرت یحییٰؑ آئے مسیحؑ کو مان لیا۔

(۲) جب مسیحؑ کے اس فیصلہ کو مان لیا تو اس کا یہ مطلب ہوا کہ جو آسمان پر جاتا ہے خواہ مر کر خواہ زندہ وہ واپس دنیا میں نہیں آسکتا ہے اگر آسکتا ہو اور مسیح آجاویں تو یہود کہیں گے آپ نے تو اپنی پہلی آمد پر فرمایا تھا کہ ایلیاؑ نہیں آسکتا ہے ان کی جگہ اُن کے مثیل یحییٰؑ آچکے ہیں تو آپ خود کس طرح آگئے۔ اور چونکہ آپ اس امر کے قائل تھے کہ آپ کے ظہور سے قبل حضرت ایلیاؑ نے آنا تھا اس لئے آپ مسیح نہیں ہو سکتے جب تک آپ سے پہلے ایلیا آپ کی طرح بجسد عنصری نہ اُترے۔ اگر ایلیاؑ کی جگہ ان کے مثیل نے آنا تھا اور جو جاتا ہے واپس نہیں آتا تو آپ کا پہلا فیصلہ تب ہی سچا ہو سکتا ہے کہ آپ کا بھی مثیل آوے اور اگر آپ نے خود دوبارہ بجسد عنصری آنا تھا تو ایلیا نے

بھی بجسد عنصری دوبارہ آنا تھا جیسے کہ ہمارے یہودیوں کا اب تک اعتقاد ہے۔ ایلیا اور مسیح جب دونوں زندہ آسمان پر گئے اور دونوں کے دوبارہ نزول کے متعلق پیشگوئی تھی تو دونوں کے لئے ایک قانون ہوگا نہ کہ دو۔ ایک کا مثیل آوے اور دوسرا خود اترے تلک اذاً قسمۃ ضیزیٰ

رہا فضیلت کا معاملہ۔ پادری صاحب نے آسمان پر جانے کو وجہ فضیلت خیال کیا ہے۔ اولاً تو یہ بات اصلاً غلط ہے اور بفرض محال اگر اس پر اس غلط خیال کو درست مان بھی لیا جاوے تو حضرت ایلیاؑ حضرت مسیحؑ سے افضل ٹھہرے بدیں وجہ (۱) کہ وہ مسیح سے پہلے آسمان پر گئے اور فرشتوں کے رتھ پر سوار۔ (۲) وہ خدا کو اس قدر پیارے ہیں کہ ان کو دوبارہ نہ بھیجا اور ان کو جدا کرنا پسند نہ کیا ورنہ یحییٰؑ کی جگہ ان کو بھیجتے۔ (۳) جبکہ حضرت مسیح نے خود بتایا کہ یحییٰ مثیل ایلیاؑ ہیں تو ایلیا بموجب پادری صاحب کے فارمولا کے مسیح سے افضل ٹھہرے وہ حضرت مسیح کے ظہور سے اول بھی آسمان پر زندہ گئے اور اب تک زندہ ہیں اور چونکہ انہوں نے آنا نہیں تو ان کے لئے موت بھی نہیں اور حضرت مسیح پر بموجب اعتقاد عیسائیاں موت بھی وارد ہوئی اور نعوذ باللہ جہنم میں بھی رہے۔

(۴) رہا مسیحؑ کی رسول اکرمؐ سے فضیلت۔ پادری صاحب کا فارمولا کہ حضرت مسیحؑ آسمان پر زندہ بجسد خاکی موجود ہیں اور رسول اکرمؐ مدینہ میں مدفون ہیں۔ اس لئے مسیحؑ حضرت رسول اکرمؐ سے افضل ٹھہرے۔ یہ تو ہوا پادری صاحب کا خیال نہ کہ اصول۔ ایک خیال یہ ہے کہ مسیحؑ رسول اکرمؐ کے متعلق کیا فرماتے ہیں۔ اگر ان کے قول سے رسول اکرمؐ کی فضیلت ثابت ہوتی ہو تو لازماً پادری صاحب کا فارمولا زمین پر آگرے گا۔ اور خاک میں خاک ہو جائے گا کیونکہ اگر مسیح کو رسول اکرمؐ پر فضیلت کا دعوے نہیں تو اور کسی کو کیا حق حاصل ہے کہ یہ دعویٰ کریں۔ حضرت مسیح کے اقوال در بارہ ظہور رسول اکرمؐ۔

(۱) مجھے تم سے اور بھی باتیں کہنی ہیں مگر اب تم اس کو برداشت نہیں کر سکتے لیکن جب وہ حق کی روح آئے گی تو تم کو تمام حق کی راہ دکھائے گی اس لئے کہ وہ اپنی طرف سے نہیں کہے گی لیکن جو کچھ سنے گی وہی کہے گی اور تمہیں آئندہ کی خبریں دے گی۔ وہ میرا جلال ظاہر کرے گی۔ (یوحنا $\frac{16}{13}$)

(۲) جب وہ وکیل آئے گا حق کی روح جو باپ کی طرف سے نکلتی ہے تو وہ میری گواہی دے گی۔ (یوحنا $\frac{15}{26-27}$)

(۳) میں تو تمہیں توبہ کے لئے پانی سے بپتسمہ دیتا ہوں لیکن جو میرے بعد آتا ہے وہ مجھ سے زور آور ہے میں اس کی جوتیاں بھی اٹھانے کے لائق نہیں وہ تمہیں روح القدس اور آگ سے بپتسمہ دے گا۔ (متی $\frac{3}{11-12}$)

(۴) میں تم سے سچ سچ کہتا ہوں کہ میرا جانا تمہارے لئے فائدہ مند ہے کیونکہ اگر میں نہ جاؤں تو وہ وکیل تمہارے پاس نہ آئے گا۔ لیکن اگر جاؤں گا اسے تمہارے پاس بھیج دوں گا۔ اور وہ آکر دنیا کو گناہ راستبازی اور عدالت کے بارے قصور وار ٹھہرائے گا۔ (یوحنا $\frac{16}{7}$)

(۵) میں باپ سے درخواست کروں گا تو وہ تمہیں دوسرا وکیل بخشے گا (ایک وکیل تو مسیح تھے) جو ابد تک تمہارے ساتھ رہے (خاتم النبیین) اب میں نے تم سے اس کے ہونے سے پہلے کہہ دیا تاکہ جب ہو جاوے تو تم یقین کرو اس کے بعد میں تم سے بہت سی باتیں نہیں کروں گا کیونکہ دنیا کا سردار آتا ہے۔ (یوحنا $\frac{14}{30-15}$)

(۶) لیکن وکیل یعنی روح القدس (یہ مسیح کے الفاظ نہیں اور بعد کی ایزادی ہے (دیکھو فقرہ ۵ مندرجہ صدر) جسے باپ میرے نام سے بھیجے گا وہ تمہیں سب باتیں سکھائے گا اور جو کچھ میں نے تم سے کہا وہ سب تمہیں یاد دلائے گا۔ (یوحنا $\frac{14}{26-27}$)

(۷) رسول اکرم صلعم کی آمد کو اپنے یعنی بیٹے کے بعد باغ کے مالک کا آنا بیان کیا۔ آخر اس نے اپنے بیٹے کو ان کے پاس یہ کہہ کر بھیجا کہ وہ میرے بیٹے کا تو لحاظ کریں گے ...... جب مالک خود آئے گا تو ان باغبانوں کے ساتھ کیا کرے گا ...... خدا کی بادشاہت لے لی جائے گی (خدا کی بادشاہت تو نہ تھی ورنہ یہودی تو روم کی رعیت تھے اور ان کی کوئی بادشاہی تو تھی بھی نہیں) اور اس قوم کو جو اس کے پھل لاوے دے دی جاوے گی اور جو اس پتھر پر گرے گا اس کے ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیں گے۔ (متی $\frac{21}{36-47}$ مرقس $\frac{12}{1-12}$ لوقا $\frac{20}{9-18}$)

حضرت مسیح کا جلال کس نے ظاہر کیا۔ آئندہ کی خبریں دے گا۔ میری گواہی ظاہر کرے گا۔ دنیا کا سردار آتا ہے آگ سے بپتسمہ دے گا۔ ابد تک تمہارے ساتھ رہے گا۔ حضرت مسیح کو تو یہودی اور عیسائی دونوں لعنتی خیال کرتے ہیں (نعوذ باللہ) ان سب الزاموں سے مسیح کو اور ان کی والدہ کو کس نے نجات دی سوائے رسول کریم صلعم کے جس کے متعلق مسیح نے کہا اب مالک خود آئے گا جس کی جوتیاں بھی اٹھانے کے لائق میں نہیں خیالی فارمولا اور شئے ہے اور واقعات اور چیز۔ واقعات جھٹلائے نہیں جا سکتے۔ حضرت مسیح کے سچے پیرو وہ ہیں جو ان کو تمام الزامات سے پاک خیال کرتے ہیں اور جن کے ساتھ ابد تک وہی وکیل (خاتم النبیین) رہے گا۔ . . . .

- - - - - - - - - - - - - - -

کلمۃ اللہ اور روح اللہ

اعتراض:- پادری صاحب کا اعتراض کہ حضرت مسیحؑ کو کلمۃ اللہ اور روح اللہ کہا گیا ہے کیا تمہارے نبی کو اس نام سے یاد کیا گیا ہے۔

پادری صاحب فرضی تخیلات کے میدان میں سرگرداں پھر رہے ہیں۔ بات ایسی کرتے ہیں جیسے ان کا قرآن کریم پر کامل عبور ہو بات یہ نہیں انہوں نے تحقیق نہیں کی سنی سنائی باتیں کہہ دیں پادری صاحب آپ سے پھر مطالبہ ہے کہ قرآن کریم سے حضرت مسیح کے لئے کلمۃ اللہ اور روح اللہ مخصوص استعمال ہوئے ہوں تو حوالہ پیش کریں، یہ آپ نہیں کر سکیں گے اور ہرگز نہیں کر سکیں گے .... لیکن آپ کی تسلی کے لئے کلمہ اور روح کے متعلق قرآن کریم کی اصطلاح واضح کر دوں گا۔

کلمۃ کے معنے

سورۃ نساء پارہ ۶ رکوع ۲۳ آتا ہے انا اوحینا الیک کما اوحینا الی نوح والنبیین من بعدہ واوحینا الی ابراھیم و اسمٰعیل واسحاق ویعقوب والاسباط وعیسٰی وایوب ویونس وھارون وسلیمان واتینا داؤد زبورا .... کلم اللہ موسٰی تکلیما۔ اس رکوع کے آخر میں آتا ہے۔ یا یھا الکتب لا تغلوا فی دینکم ولا تقولوا علی اللہ الا الحق انما المسیح عیسی ابن مریم رسول اللہ وکلمتہ القاھا الی مریم وروح منہ .... سبحانہ ان یکون لہ ولد .... وکفی باللہ وکیلا۔ اس رکوع میں مسیحؑ کے لئے یہ الفاظ استعمال ہوئے۔ رسول اللہ وکلمتہ القٰھا الی مریم وروح منہ ان الفاظ میں تو یہودیوں کے عیسائیوں کے الزامات کا جواب ہے۔ ان الفاظ کو آپ مسیح کی خاص فضیلت کے لئے خیال کرتے ہوں گے خدا تعالےٰ کو علم تھا کہ عیسائی ایسا کریں گے۔ رکوع شروع اس سے ہوتا ہے ان اوحینا الیک کما اوحینا الی نوح اور انؑ کے بعد دیگر انبیاء پر وحی کی ان میں حضرت عیسٰیؑ کا بھی نام ہے۔ آخر میں ہے وکلم اللہ موسٰی تکلیما۔ موسٰیؑ کو اس جگہ اوروں سے علیحدہ اس لئے کیا کہ وہ بنی اسرائیل کے لئے صاحب شریعت نبی تھا۔ مسیح کا زمرۂ انبیاء میں ذکر کرکے آخر میں حضرت مسیح کا ذکر ہے ان کے متعلق یہ فقرہ آتا ہے یا اھل الکتاب لا تغلوا فی دینکم ولا تقولوا علی اللہ الا الحق انما المسیح عیسی ابن مریم ..... فامنوا باللہ ورسلہ ولا تقولوا ثلثۃ ...... سبحانہ ان یکون لہ ولد۔ لہ ما فی السموات

والارض۔

پادری صاحب اس آیت میں تو غور سے انکے لئے جو مسیحؑ کو ولد اللہ کا مقام دیتے ہیں اگر کلمتہ القیٰہا الیٰ مریم و روح منہ سے حضرت مسیح کا امتیاز اوروں سے مطلوب ہوتا تو اس آیت میں زیر نہ ہوتا اس میں مطلب صرف اتنا ہے کہ کہ وہ ایک کلمہ ہے اور ایک روح تم نے اسکو ولد اللہ کیوں بنا دیا۔ صرف اللہ ہی معبود ہے۔ جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے خدا کی ملکیت اور مخلوق ہے۔ مسیح بھی ایک مخلوق ہے کلمتہ سے مطلب صرف یہ ہے کہ مریم کو ان کی بشارت دی گئی تھی۔ ایک بات کی خبر تم نے مریم کو دی تھی اور روح منہ ہے دوسرے انسانوں کی طرح خدا نے اس میں روح پھونکی وہ بھی ایک روح تھا۔ روح منہ کے معنی ہیں روحوں میں سے ایک روح۔ یہ مطلب نہیں کہ خدا کی روح یا روح القدس کی روح مسیح میں آگئی تھی جس کی وجہ سے تم ان کو ولد اللہ کا مقام دیتے ہو۔ وہ تو مریم کا بیٹا تھا کلمتہ کی قرآن کریم سے اور مثالیں من لیں۔ اور پھر حضرت مسیح کے متعلق سوچ لیں۔ سورۃ الکہف کے آخری رکوع میں جس سورت میں عیسائیوں کے عروج اور زوال کا ذکر ہے۔ اور ان کے اعتقادات کا ذکر یہاں سے شروع ہوتا ہے افحسب الذین کفروا ان یتخذوا عبادی من دونی اولیاء کیا کافروں نے یہ خیال کر لیا کہ میرے سوا میرے بندوں کو کارساز بنا دیں (اس لئے کہ مسیح کے متعلق کلمتہ آیا ہے) قل لو کان البحر مدادا لکلمات ربی لنفد البحر قبل ان تنفد کلمات ربی ولو جئنا بمثلہ مددا۔ اگر سمندر سیاہی بن جاویں اور میرے رب کے کلمات لکھے جاویں تو سیاہی ختم ہو جاوے گی۔ پیشتر اس کے کہ میرے رب کے کلمات ختم ہوں۔ پادری صاحب اب سوچیں حضرت مسیح کلمات سے ایک کلمہ ہوئے بلکہ عیسائیوں کے اعتقادات مخترعات کے ابطال کے لئے ارد واضح کر کے اس رکوع کو یہاں ختم کیا گیا ہے۔ قل انما انا بشر مثلکم یوحی الی انما الٰہکم الٰہ واحد۔ معبود ایک ہی ہے یعنی اللہ تعالےٰ جسے اسکو ملنے کی آرزو ہو وہ نیک عمل کرے اور اپنے پروردگار کی عبادت میں کسی کو شریک نہ کرے۔

(۲) قرآن کریم کے متعلق آیا ہے کلمتہ طیبۃ کشجرۃ طیبۃ اصلہا ثابت وفرعہا فی السما۔

(۳) لا مبدل لکلماتہ۔ اس کی باتیں کبھی غلط اور بدلتی نہیں۔

(۴) یرید اللہ ان یحق الحق بکلماتہ پیشگوئی کے مطابق حق کو سچ کر کے دکھائے ۹/۱۰

۱۱/۱۴ ۲۵/۱۴۔

(۵) اذا ابتلی ابراہیم ربہ بکلمات جب ابراہیم کو اس کے رب نے چند باتوں سے آزمایا ۱/۱۵

(۶) لئن سألتہم من خلق السماوات والارض لیقولن اللہ ... للہ ما فی السموات والارض ولو ان ما فی الارض من شجرۃ اقلام والبحر یمدہ من بعدہ سبعۃ ابحر ما نفدت کلمات اللہ ۲/۲۱ زمین اور آسمانوں کو مع ان سب جانداروں وغیر جانداروں کے جو ان میں ہیں خدا نے پیدا کیا۔ اگر دنیا بھر کے درختوں کی قلمیں بنائی جائیں اور سمندر سیاہی اور ایک نہیں ساتوں سمندر اور خدا کے کلمات لکھے جاویں تو خدا کے کلمات لکھے نہ جا سکیں گے پادری صاحب ایک کلمہ کی یہاں کیا حیثیت ہے۔

یہ خدا کا کلام ہے جو نظام کائنات کی طرف ہماری توجہ مبذول کر کے ایک حقیقت کو منکشف کرتا ہے یہ یوحنا کا لایعنی کلام نہیں جو کہتا ہے۔ "ابتداء میں کلام تھا۔ کلام خدا کے ساتھ تھا، اور کلام خدا تھا۔ اس لایعنی کلام کے معنی عیسائی ہی سمجھتے ہوں گے۔ اس باطل کلام کا ابطال مندرجہ بالا آیتوں میں کیا گیا ہے۔

روح کا مطلب

قرآن کریم میں روح کا لفظ ان معنوں میں استعمال ہوا ہے۔ انسانی روح۔ وحی الٰہی۔ قرآن کریم تائید الٰہی۔ خدا کے جملہ احکام کا خلاصہ۔

(۱) روح انسانی:۔

ثم سواہ ونفخ فیہ من روحہ۔ ہر انسان خدا کی طرف سے نفخ روح سے پیدا ہوتا ہے۔ ۲/۱۴

(۲) روح منہ:۔

حضرت مسیحؑ کے متعلق فرمایا (۲/۴) یعنی انسانی روحوں میں سے ایک روح تھی روح منہ کا ترجمہ خدا کی روح نہیں ہو سکتی ہے بلکہ اس کا ترجمہ ہوگا خدا کی طرف سے روحوں میں سے ایک روح۔ جیسے ہر انسان میں خدا کی طرف سے روح جب پھونکی جاتی ہے تو زندہ ہوتا ہے۔

(۳) تائید الٰہی:۔

اولئک کتب فی قلوبہم الایمان وایدہم بروح منہ۔ ۲/۳۔ مسلمانوں کے متعلق فرمایا ہم نے اپنی طرف سے روح کے ساتھ ان کی مدد کی۔ ۲۲/۳ ۱۱/۴

(۴) وحی الٰہی:۔

ینزل الملائکۃ بالروح من امرہ علی من یشاء من عبادہ۔ ۱۴/۴ (۲) وکذالک

اوحینا الیک روحا من امرنا۔ ہم نے آپ پر اپنا کلام اتارا جو ہمارے امر سے ہے ۲۵/۹

(۵) قرآن کریم:۔

قل الروح من امر ربی۔ ترجمہ اوپر کر دیا ہے۔ قل لئن اجتمعت الانس والجن علیٰ ان یاتوا بمثل ہذا القرآن لا یاتون بمثلہ۔ یہ عیسائیوں کو خاص کر اور ساری دنیا کو چیلنج ہے کہ یہ وہ وحی ہے اور احکام الٰہی کا خلاصہ ہے۔ جس کی مثل نہ اب تک اتری ہے اور نہ آئندہ اترے گی۔ اگر تم اس کو خدا کا کلام خیال نہیں کرتے تو اس جیسی کتاب لکھ کر پیش تو کرو۔ پادری صاحب آپ کے اہل مذہب تو آج تک اس کا مثل نہ لا سکے اور کلاسک عربی کے لئے عیسائی یونیورسٹی بیروت میں قرآن کریم ہی پڑھا جاتا ہے۔

معجزات کی حقیقت

پادری صاحب معجزات پر بحث چنداں مفید نہیں کیونکہ معجزات کے لئے شہادت کی ضرورت ہوتی ہے اور جو معجزات گذشتہ انبیاءؑ کے وقت ظاہر ہو گئے یا ان کی امتوں نے اپنی طرف سے بنا لئے ان کی شہادت موجود نہیں۔ مثلاً حضرت مسیحؑ کا آسمان پر چڑھ جانا۔ چار انجیلوں میں دو متی اور یوحنا میں مسیحؑ کے آسمان جانے کا ذکر تک نہیں۔ لوقا اور مرقس نے جو کچھ لکھا ہے ایک دوسرے کے بیان سے اختلاف ہے۔ ایسی شہادتوں سے اس واقعہ کی صداقت کیسے ثابت ہو سکتی ہے یعنی اعمال میں ہے کہ بدلی نے ان کی نظروں سے چھپا لیا) اس کا ذکر چاروں اناجیل میں نہیں۔ وہ کس طرح پر سے جا رہے تھے۔ آگ کے گھوڑوں اور رتھ پر۔ بجلی کے رتھ پر فرشتوں کے سہارے۔ کچھ ذکر نہیں۔

معجزات اس زمانہ کے لوگوں کے لئے ازدیاد ایمان کا باعث ہوتا ہے۔ لیکن بعد کے لوگوں کے لئے باعث اطمینان نہیں ہوتا اور ان کو ان کی صداقت پر بھی شک ہوتا ہے۔

لیکن رسول کریمؐ جو خاتم النبیین تھے اور ساری دنیا کے لئے پہلے اور آخری نبی تھے ان کو خدا تعالےٰ نے ایسا معجزہ عطا فرمایا جو قیامت تک کے لئے زندہ معجزہ ہے اور قیامت تک ان کی صداقت کا زندہ گواہ ہے۔ اور ہر زمانہ کے لوگ اس معجزہ کے گواہ ہیں اور ہم بھی ہیں اور پادری صاحب آپ بھی ہیں وہ معجزہ قرآن کریم ہے اور عیسائیوں کے لئے چیلنج اور مستقل چیلنج ہے۔

باتیں بنانی آسان لیکن حقیقت اور صداقت کے سامنے سب ہیچ۔ قرآن کریم نے جملہ صداقتوں کے علاوہ قیامت تک کے زمانوں کے متعلق پیشگوئیاں بھی کی ہیں جس کے متعلق مسیح نے گواہی دی ہے کہ تم کو تمام حق کی راہ دکھائیگی اور تمہیں آئندہ کی خبریں دیگی (یوحنا)

مصلح موعود نمبر پر ایک سرسری نظر

(از:- قمر سامانوی)

(۲)

جن الفاظ میں قسم کھائی وہ حسب ذیل ہیں :-

" آج میں اس جلسہ میں اسی واحد اور قہار خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس کی جھوٹی قسم کھانا لعنتیوں کا کام ہے اور جس پر افترا کرنے والا اس کے عذاب سے کبھی نہیں بچ سکتا کہ خدا نے مجھے اسی شہر لاہور میں .... یہ خبر دی کہ میں ہی مصلح موعود کی پیشگوئی کا مصداق ہوں"

اگر تو قسم کھانے کے بعد مدعی کا خدا کے عذاب سے بچنا ثابت ہو جائے پھر تو اس کا دعوے بھی صحیح اور قسم بھی سچی اور اس صورت میں جو شخص اس کی خواب کو افترا قرار دے وہ خود بہت بڑا ظالم ہوگا اور اگر مشاہدہ اور تجربہ یہ ثابت کر دے کہ قسم کھانے والے پر اللہ تعالےٰ کی گرفت ہو چکی ہے جس میں کوئی کمی نہیں آ رہی تو پھر اس بات میں کوئی شبہ نہیں رہتا کہ مدعی کے پیش کردہ الفاظ الہام الٰہی نہ تھا اور نہ خدا نے اسے کوئی خبر دی تھی اس لئے اس واحد اور قہار خدا نے اپنی غیر متغیر سنت کو اپنی فعلی شہادت سے سچا ثابت کر دکھایا۔ اگر کوئی فالج کا نام "اعصابی بے چینی" اور جنون اور حواس باختگی کا نام "نسیان" رکھکر اصل حقیقت کو چھپا کر انبیاء کرام علیہم السلام خصوصاً حضرت سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات ستودہ صفات کی نسبت یہ کہے کہ وہ بھی نعوذ باللہ امراض خبیثہ میں سے کسی مرض میں مبتلا ہو سکتے تو اس سے سوائے اللہ تعالےٰ کی ناراضگی کے مرض کی نوعیت میں کچھ فرق نہیں پڑتا۔ چنانچہ اس قسم کی ڈاکٹری رپورٹوں سے کہ :-

"حضور کو اعصابی بے چینی کی شکایت رہی کچھ نسیان بھی رہا اور نیند بھی کم آتی رہی"

لوگوں میں کچھ اضطراب پیدا ہوا جس کی پیشبندی کے طور پر "حضرت قمر الانبیاء" نے لکھا کہ :-

" انبیاء بھی بشر ہونے کے لحاظ سے دوسرے انسانوں کی طرح ہوتے ہیں اور مختلف بیماریوں میں مبتلا ہو سکتے ہیں"

(الفضل ۱۸ جولائی ۱۹۵۶ء)

اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق لکھا کہ

"آپ کچھ عرصہ کے لئے مرض نسیان میں مبتلا ہو گئے جو ایک لازمہ بشری ہے جس سے خدا کے نبی تک مستثنےٰ نہیں"

دراصل ان مضامین سے یہ پیش بندی کرنا مقصود تھی کہ "المصلح الموعود" صاحب کے خطرناک امراض فالج یا جنون وغیرہ میں مبتلا ہونے سے جماعت کے لوگوں میں جو اضطراب روز افزوں ہے جب اس کا اظہار علانیہ ..... ہونا شروع ہو تو اس وقت اس وقت ان کا ذہن اس طرف منتقل کر دیا جائے کہ یہ کوئی عذاب نہیں کیونکہ اس میں تو اللہ تعالےٰ کے انبیاء بلکہ ان کے سردار صلی اللہ علیہ وسلم تک بھی مبتلا ہوئے (نعوذ باللہ من ذالک)

ہم اس وقت اس بات کو زیر بحث لانے کی بجائے حضرت حکم و عدل کی تحریرات کے چند اقتباسات پیش کرتے ہیں چنانچہ حضور اپنے متعلق فرماتے ہیں :-

" ایسا ہی خدا تعالےٰ یہ بھی جانتا تھا کہ اگر کوئی خبیث مرض دامنگیر ہو جائے جیسا کہ جذام۔ اور جنون اور اندھا ہونا تو اس سے یہ لوگ یہ نتیجہ نکالیں گے کہ اس پر غضب الٰہی ہو گیا اس لئے پہلے سے مجھے براہین احمدیہ میں بشارت دی گئی کہ ہر ایک خبیث عارضہ سے تجھے محفوظ رکھوں گا۔

(حاشیہ اربعین نمبر ۳ صفحہ ۲۷)

پھر حضور کا ایک الہام ہے کہ :-

" اے عبد الحکیم خدا تعالےٰ نے تجھے ہر ایک ضرر سے بچا وے۔ اندھا ہونے اور مفلوج ہونے اور مجذوم ہونے سے"

اس کی تشریح میں فرماتے ہیں :-

" خلاصہ مطلب یہ ہے کہ خدا تعالےٰ کی حکمت اور مصلحت نہیں چاہتی کہ ان بیماریوں میں سے کوئی بیماری میرے لاحق حال ہو کیونکہ اس میں شماتت اعداء ہے" (تذکرہ صفحہ ۶۷۱)

ان اقتباسات سے ثابت ہے کہ امراض مذکورہ کو آپ نے امراض خبیثہ قرار دیا ہے اور اللہ تعالےٰ نے ان سے محفوظ رہنے کے لئے آپ سے اس لئے وعدہ فرمایا کہ اگر آپ ان میں سے کسی مرض میں مبتلا ہو جائیں تو لوگ اسے غضب الٰہی قرار دیں گے اور شماتت اعدا ہوگی۔ یہ سب باتیں ہر نبی خصوصاً آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے بھی ہو سکتی ہیں اگر کسی نبی کو بھی امراض خبیثہ سے کوئی مرض لاحق ہونا مان لیا جائے تو لازمی طور پر اس میں شماتت اعدا کو بھی تسلیم کرنا پڑے گا، اور دشمن بھی نتیجہ نکالنے میں حق بجانب سمجھا جائے گا کہ ان پر غضب الٰہی ہوا (نعوذ باللہ من ذالک) پھر بقول مضمون نگار صاحب کے "جب خادم کا یہ مقام ہے تو آقا کے متعلق یہ خیال کرنا"، کہ وہ نعوذ باللہ کسی خبیث مرض میں مبتلا ہو گئے تھے کسطرح قبول کیا جا سکتا ہے"

اس کے علاوہ حضور نے جو بد دعا مباہلہ انجام آتھم میں شائع فرمائی ہے اس میں مخالفین کے متعلق لکھا تھا کہ :-

" تو ان مخالفوں کو جو اس وقت حاضر ہیں ایک سال تک نہایت دکھ کی مار میں مبتلا کر۔ کسی کو اندھا کر دے کسی کو مجذوم، کسی کو مفلوج اور کسی کو مجنون" صفحہ ۶۱

یہاں آپ نے انہی امراض خبیثہ میں مبتلا ہونے کو "سخت دکھ کی مار" قرار دیا ہے ایسی صورت میں انبیاء کرام پر ایمان رکھنے والا کوئی انسان کس طرح یہ تصور کر سکتا ہے کہ اس کے فرستادہ بھی نعوذ باللہ کبھی دکھ کی مار میں مبتلا ہو سکتے ہیں ؟

دوسرے طریق پر اس بات کو یوں سمجھ لیجئے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ میں ایک شخص نے نبی اور حضرت ایلیا کا مثیل ہونے کا دعوےٰ جس کی بنیاد الہی پر رکھتے ہوئے یہ کہا کہ :-

" مجھے الہام ہو چکا ہے کہ پچیس برس تک یسوع مسیح آسمان سے اتریگا"

اس افترا علی اللہ کے بعد اس کی جو حالت ہوئی اسکو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یوں بیان فرمایا ہے کہ :-

"اس پر فالج گرا۔ اور ایک تختہ کی طرح چند آدمی اس کو اٹھا کر لے جاتے تھے اور بہت غموں کے باعث پاگل ہو گیا اور حواس بجا نہ رہے"

(تتمہ حقیقۃ الوحی صفحہ ۔)

اس شخص کے متعلق مضمون نگار بزرگ اور ان کے سب ہم خیال یہ تسلیم کرتے ہیں کہ اس کی اس حالت کا ہونا اس کے مفتری اور کذاب ہونے کا ثبوت اور دعا مباہلہ کا نتیجہ ہے اگر اللہ تعالےٰ کی طرف کوئی الہام منسوب کرنے اور اس کی صداقت پر قسم مؤکد بعذاب کھانے کے بعد کسی اور شخص کی بعینہ یہی حالت ہو جائے تو وہ اس کے مفتری ہونے کے ثبوت کی بجائے اس کے دعوے کی صداقت کا ثبوت کیونکر بن سکتا ہے؟ اور اگر مؤخر الذکر کا ایک الہام خدا کی طرف منسوب کرتے اور اس کی صداقت پر قسم کھانے کے بعد اس حالت کا ہونا اس کے صدق کی دلیل کے طور پر پیش کیا جا سکتا ہے تو پھر اول الذکر کے مفتری اور کاذب ہونے کا کیا ثبوت ہے ؟

مفتری اور مکذب کے متعلق سنت اللہ

اللہ تعالیٰ نے دو شخصوں کو سب سے بڑا ظالم قرار دیا ہے، ایک وہ جو اللہ پر افتراء کرے اور دوسرا وہ جو آیات اللہ کا انکار کرے، اور دونوں کے متعلق اس کا قانون یہی ہے کہ ان کو اسی دنیا میں خطرناک قسم کے عذاب میں مبتلا کر کے ان کا انجام نہایت عبرتناک کرتا ہے۔ ان میں مفتری علی اللہ چونکہ اپنے دعوے کی بنیاد اللہ تعالیٰ کے الہام اور کلام پر رکھتا ہے اس لئے اس دعوے سے سادہ لوح مخلوق خدا کو سخت دھوکا لگنے کا احتمال ہوتا ہے۔ جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:—

"یہ دعوےٰ کہ خدا مجھ سے مکالمہ اور مخاطبہ کرتا ہے کچھ چھوٹا دعوےٰ نہیں اگر مدعی اس دعوےٰ کا خدا تعالیٰ کی طرف سے نہ ہو تو ایک دنیا ہلاک ہو سکتی ہے" (حقیقۃ الوحی ص ۱۲۲)

اس لئے ایسے شخص کے متعلق شروع سے اس کا یہی قانون ہے کہ:—

"مفتری بہت جلد تباہ ہو جاتا ہے اور جو شخص کہے کہ میں خدا کی طرف سے ہوں اور اس کے الہام اور کلام سے مشرف ہوں حالانکہ وہ نہ خدا تعالیٰ کی طرف سے ہے نہ اس کے الہام اور کلام سے مشرف ہے وہ بہت بری موت مرتا ہے اور اس کا انجام بہت ہی بد اور قابلِ عبرت ہوتا ہے" (ملفوظات احمدیہ ص [illegible])

پس اگر کسی شخص کے دعوےٰ وحی و الہام کرنے کے بعد اس پر کوئی ایسا عذاب مسلط ہو جائے جس میں انسانی ہاتھوں کا کوئی دخل نہ ہو تو اس کے جھوٹا ہونے میں کوئی شک باقی نہیں رہتا۔ حضرت اقدس علیہ السلام نے اپنی کتب میں اس کے متعلق تفصیل سے لکھا ہے چنانچہ ایک جگہ آپ آیت کریمہ ومن اظلم ممن افترٰی علی اللہ کذبا باٰیتہ سے استدلال کرتے ہوئے لکھتے ہیں:—

"اس سے ظالم تر کون ہے جو خدا پر افتراء کرتا ہے یا خدا کی آیتوں کی تکذیب کرتا ہے۔ اب ظاہر ہے کہ جن لوگوں نے نبیوں کے ظاہر ہونے کے وقت خدا کی کلام کی تکذیب کی خدا نے ان کو زندہ نہیں چھوڑا اور بڑے عذابوں سے ہلاک کر دیا۔ دیکھو نوح کی قوم عاد اور ثمود اور لوط کی قوم اور فرعون اور ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمن مکہ والے ان کا کیا انجام ہوا؟ پس جبکہ تکذیب کرنے والے اسی دنیا میں سزا پا چکے تو پھر جو شخص خدا پر افتراء کرتا ہے جس کا نام اس آیت میں پہلے نمبر پر ذکر کیا گیا ہے وہ کیونکر بچ سکتا ہے؟ کیا خدا کا مفسدوں اور کاذبوں سے معاملہ ایک سا ہو سکتا ہے؟ اور کیا افترا کرنے والوں کے لئے اس دنیا میں کوئی سزا نہیں۔ ما لکم کیف تحکمون۔ پھر ایک اور جگہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے ان یک کاذبًا فعلیہ کاذبہ وان یک صادقًا یصبکم بعض الذی یعدکم ان اللہ لا یہدی من ھو مسرف کذاب۔ یعنی اگر یہ نبی جھوٹا ہے تو اپنے جھوٹ سے ہلاک ہو جائے گا اور اگر سچا ہے تو ضرور ہے کہ کچھ عذاب تم بھی چکھو کیونکہ زیادتی کرنے والے خواہ افتراء کریں خواہ تکذیب کریں خدا سے مدد نہیں پائیں گے۔ اب دیکھو اس سے زیادہ کیا تصریح ہوتی ہے کہ خدا تعالیٰ قرآن شریف میں بار بار فرماتا ہے کہ مفتری اسی دنیا میں ہلاک ہوگا۔" (اربعین صفحہ [illegible])

پھر اسی کتاب کے ص [illegible] پر فرماتے ہیں کہ:—

"قرآن شریف میں صدہا جگہ اس بات کو پاؤ گے کہ خدا تعالیٰ مفتری علی اللہ کو ہرگز سلامت نہیں چھوڑتا اور اسی دنیا میں اسکو سزا دیتا ہے اور ہلاک کرتا ہے" (اربعین صفحہ [illegible])

ان حوالجات سے ثابت ہو گیا ہے کہ خدا تعالیٰ کا قانون یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ مفتری پر اسی دنیا میں عذاب نازل کرتا ہے خصوصًا اس صورت میں جبکہ کوئی شخص خدا کی طرف کوئی کلام منسوب کر کے حلف مؤکد بعذاب کے ساتھ اس پر اصرار کرتا اور یہ کہتا ہے کہ اگر میں یہ جھوٹی قسم کھا رہا ہوں تو خدا تعالیٰ واحد و قہار مجھ پر عذاب نازل کرے اس کے بعد امراض خبیثہ میں سے نہ صرف ایک بلکہ کئی میں سالہا سال کے لئے مبتلا ہوئے پھر بھی اگر اس کی قسم کو اس کے دعوےٰ کی صداقت کے طور پر پیش کیا جا سکتا ہے تو پھر کسی مفتری کے جھوٹا ہونے کا اور کیا ثبوت ہو سکتا ہے؟

اللہ تعالیٰ کی عجیب شان ہے کہ جن دنوں ایک مدعی پر بیماری کا حملہ ہوا قریبًا انہی دنوں ایک مکذب مسیح موعود پر بھی اسی بیماری کا حملہ ہوا جو اول الذکر سے خفیف تھا آج سے چند ماہ قبل مدعی کے مریدوں نے مؤخر الذکر کی بیماری کو حضرت امام العصر علیہ السلام کی صداقت کے نشان کے طور پر پیش کیا جس پر لاہور کے ایک ہفت روزہ میں ایک جوابی مضمون شائع ہوا جس کا جواب الجواب اب تک ہماری نظر سے نہیں گذرا پس اگر ایک مامور من اللہ کے سخت دشمن کے مفلوج ہونے کو مریض کے جھوٹا ہونے کے طور پر پیش کیا جا سکتا ہے تو ایک مصلح ربانی بننے کے دعویدار اس سے زیادہ بیمار ہونا کیوں اس دعوےٰ کے جھوٹا ہونے کا ثبوت نہیں ہو سکتا؟ اگر جناب "قمر الانبیاء" کے نظریہ کے موجب ایک صادق مدعی من اللہ بھی معاذ اللہ ایسی مرض کا مریض ہو سکتا ہے تو پھر کیا اگر کسی مکذب کی ایسی ہی بیماری کو اس کے ہم خیال یہ کہیں کہ یہ مریض بھی دوسرے انسانوں کی طرح کا ایک انسان ہے۔ جس طرح دوسرے لوگ جن میں کئی نیک بھی ایسی امراض میں مبتلا ہوتے ہیں اسی طرح یہ بھی ہو گئے ان کی بیماری ان کے جھوٹا ہونے کی وجہ سے بطور سزا نہیں بلکہ عام بشری لوازمہ کے تحت ہے تو پھر اس کا کیا جواب دیا جائے گا۔

ایک اعتراض کا جواب

مندرجہ بالا استدلال پر یہ کہا جاتا ہے کہ یہ قانون خدائی ان لوگوں کے لئے ہے جو مامور ہونے کا دعوےٰ کریں جو شخص مامور ہونے سے ہمیشہ انکار کرتا رہا اس پر اس کا اطلاق نہیں ہو سکتا اس کے مفلوج یا مجنون ہونے کو بشری تقاضا پر ہی محمول کیا جائے گا نہ کہ سزا اور عذاب۔ اس کا جواب یہ ہے کہ اس میں کوئی شک نہیں کہ مدعی نے ظاہری الفاظ میں ہمیشہ مامور ہونے سے نہایت پیچیدہ طریق سے انکار کیا اور مریدوں نے بھی اسی کی تقلید کی۔ مگر اس میں بھی قطعًا کوئی شبہ نہیں کہ مدعی نے دعاوی اور تحدیاں ماموروں کے برابر بلکہ بعض ان سے بھی بڑھ کر کئے ہیں اور مریدوں کو بھی منہاج نبوت کے جو معیار مفید مطلب نظر آتے ہیں ان کی رو سے بڑے زور شور سے صداقت کا ثبوت پیش کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور عجیب بات یہ ہے کہ مامور ہونے سے جس خطرہ سے بچنے کے لئے انکار کیا جا رہا تھا آخر وہی سامنے آ گیا کیونکہ یہ ایک حقیقت ہے کہ ماموریت سے انکار صرف اس وجہ سے کیا جا رہا تھا کہ شاید لفظ مامور سے انکار کرنا اس قانون کی زد سے بچا دے گا جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس پر افتراء کرنے والے کے لئے مقرر کیا گیا ہے مگر الفاظ کے ہیر پھیر سے دنیا کو اور عدالت کو دھوکا دیا جا سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کو دھوکا دینا قطعًا ناممکن ہے۔ اگر کوئی شخص [illegible] یہ کہتا رہے کہ میں مامور ہوں اور اس کے لئے کوئی الہام بنا کر پیش نہ کرے اور نہ لوگوں کو اپنے ماننے کی دعوت دے تو صرف اس کے مامور کہنے پر اللہ تعالیٰ دنیا میں کوئی گرفت نہ کرے گا اور نہ ہی یہ

اس کے قانون کا منشا ہے۔ ایسے شخص کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"وہ اس نجاست کے کیڑے کی طرح
ہے جو نجاست میں ہی پیدا ہوتا ہے
اور نجاست میں ہی مر جاتا ہے ایسا
خبیث اس لائق نہیں کہ خدا اسکو
یہ عزت دے کہ اگر تو نے میرے پر
افترا کیا تو میں تجھے ہلاک کر دوں گا بلکہ
وہ اپنی نہایت درجہ کی ذلت کے قابل
التفات نہیں۔ کوئی شخص اس کی
پیروی نہیں کرتا کوئی اسکو نبی یا رسول
یا مامور من اللہ نہیں سمجھتا"

(اربعین ۳ صفحہ ۲۴)

یہ قانون ایسے لوگوں کے لئے ہے جو اللہ تعالےٰ کی طرف سے مصلح بن کر آنے کے مدعی ہوں اور اس دعوے کا اعلان لوگوں میں کر کے اُس کے ماننے کی طرف ان کو دعوت دیں۔ اور اس دعوے کو اللہ تعالےٰ کی طرف منسوب کریں کہ اُس نے مجھے الہام سے کھڑا کیا ہے اور وہ الہام بصورت الفاظ دنیا کے سامنے پیش کریں۔ چنانچہ اکبر اور روشن دین جالندھری ایسے لوگوں کے نام پیش کرنے پر حضرت اقدس علیہ السلام نے یہ جواب دیا تھا:۔

"پہلے تو ان لوگوں کی خاص تحریرات سے
ان کا دعوے ثابت کرنا چاہیئے اور وہ
الہام پیش کرنا چاہیئے جو الہام خدا
کے نام پر لوگوں کو سنایا یعنی یہ کہا کہ
ان لفظوں کے ساتھ میرے پر وحی نازل
ہوئی ہے کہ میں خدا کا رسول ہوں۔ اصل
لفظ اُن کی وحی کے کامل ثبوت کیساتھ
پیش کرنے چاہئیں کیونکہ ہماری تمام
بحث وحی نبوت میں ہے جس کی نسبت
یہ ضروری ہے کہ بعض کلمات پیش
کر کے یہ کہا جائے کہ یہ خدا کا کلام ہے
جو ہمارے پر نازل ہوا"

(ضمیمہ اربعین ۳ و ۴ ص ۱۱)

پس جہاں دعوے بھی ہو اور اس دعوے کی طرف لوگوں کو دعوت دینا بھی ثابت ہو پھر اس دعوے کی بنیاد بھی اس الہام پر رکھی گئی ہو جو زندہ اور قادر اور قہار خدا کی طرف الفاظ کی صورت میں منسوب کر کے پیش کیا گیا ہو اس کے باوجود اگر وہ یہ کہتا ہے کہ میں مامور نہیں تو یہ کہنا اس کو افترا کے جرم سے بری نہیں کر سکتا۔ اگر کوئی شخص یہ کہتا ہے کہ میں خدا کا نمائندہ ہوں مظهر الاول والآخر مظهر الحق والعلا کان اللہ نزل من السماء کا مصداق ہوں۔ میں آسمان سے اترا ہوں۔ اللہ تعالےٰ نے روح حق کی برکات مجھ میں پھونکی ہیں اور اس نے اپنی رضامندی کے عطر سے مجھے ممسوح کیا ہے اور اس نے مجھے کھڑا کیا ہے۔ میں حکمۃ اللہ ہوں، اور خدا کی رحمت اور غیوری نے مجھے اپنے کلمۂ تمجید سے بھیجا ہے۔ میں نور اللہ ہوں میرا نزول بہت مبارک اور جلال الٰہی کے نزول کا موجب ہے۔ میں مردوں کو زندہ کرنے اور قبروں میں دبے ہوؤں کو باہر نکالنے کے لئے آیا ہوں۔ اللہ تعالےٰ نے مجھے اپنے قرب اور وحی سے مخصوص کیا ہے میں مسیح موعود کی برکات کا دوبارہ ظاہر کرنے کے لئے اللہ تعالےٰ کی طرف سے کھڑا کیا گیا ہوں اس لئے میں انکا نظیر اور بروز اور ان کے مشابہ اور ان کے نمونہ پر ہوں۔ میں مسیح ناصری کا مثیل اور یوسف ثانی ہوں۔ اور میں سینکڑوں محدثین سے بڑھکر ہوں۔ ان سب دعاوی کے باوجود اگر وہ کہتا ہے کہ میں مامور نہیں تو صرف اس سزا سے بچنے کا ایک بہانہ بناتا ہے جو ایسے مدعی کے لئے اللہ تعالےٰ نے مقرر کی ہے۔

سینکڑوں محدثین سے بڑھکر ہونیکا دعویٰ

اور اگر وہ غیر مبہم الفاظ میں یہ دعوے کرتا ہے کہ:۔

"جس قسم کا سلوک خدا تعالےٰ نے
مجھ سے کیا اور جو مرتبہ اللہ تعالےٰ
نے مجھے دیا جس قدر غیب کی خبریں
مجھے بتائیں وہ سینکڑوں محدثین سے
بھی زیادہ ہیں اور ان کی نسبت بہت
بڑا کام خدا تعالےٰ نے میرے سپرد
کیا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام
نے فرمایا ہے کہ "خدا تعالےٰ نے
اس بات کو ثابت کرنے کے لئے
کہ میں اس کی طرف سے ہوں اس قدر
نشان دکھلائے کہ اگر وہ ہزار نبی پر
بھی تقسیم کئے جائیں تو اُن کی بھی اس
سے نبوت ثابت ہو سکتی ہے" اسی
طرح میں کہتا ہوں کہ خدا تعالےٰ نے
مجھ پر جو کلام نازل کیا اور جس قدر مجھ سے
باتیں کیں وہ سینکڑوں محدثوں کی باتوں
سے زیادہ ہیں اور جو کام میرے
سپرد کیا وہ اُن کے کام کی نسبت بہت
بڑا ہے۔"

(فرقان جولائی ۱۹۴۲ء)

پھر اس اتنے بڑے دعوے کے باوجود یہ کہنا کہ میں مامور نہیں تو وہ یقیناً حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تکذیب اور سلسلہ نبوت کو مشتبہ کرتا ہے کیونکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"محدث اسی طرح سے ہمکلام ہوتے
ہیں جس طرح نبی ہمکلام ہوتے ہیں محدث
اسی طرح بھیجے جاتے ہیں جس طرح
رسول بھیجے جاتے ہیں اور محدث
اسی سرچشمہ سے پیتے ہیں جس سے
نبی پیتے ہیں اور کچھ شک نہیں اگر نبوت
کا دروازہ بند نہ ہوتا تو وہ نبی ہوتا"

(حمامۃ البشریٰ ص ۸۲)

پھر فرماتے ہیں:۔

"مرسل ہوتے ہیں نبی اور محدث ایک
ہی منصب رکھتے ہیں اور جیسا کہ
خدا تعالےٰ نے نبیوں کا نام مرسل
رکھا ایسا ہی محدثین کا نام بھی مرسل
رکھا" (شہادت القرآن ص ۲۷)

اگر والد بزرگوار کی یہ تحریرات صداقت پر مبنی ہیں تو پھر "فرزند ارجمند" سینکڑوں محدثوں سے بڑھکر ہونے کی وجہ سے یقیناً ماموریت کے مدعی ہیں اور اگر اتنے بڑے دعوے کے باوجود بھی وہ مامور نہیں تو پھر اباجان کی یہ تحریرات نعوذ باللہ بالکل غلط ہیں کہ:۔

محدث اسی طرح بھیجے جاتے ہیں
جس طرح نبی بھیجے جاتے ہیں،
مرسل ہوتے ہیں نبی اور محدث
ایک ہی منصب رکھتے ہیں۔

کوئی مانے یا نہ مگر اس میں کوئی شبہ نہیں کہ حضرت اقدس علیہ السلام کی تحریرات حق اور صداقت پر مبنی ہیں جس کا لازمی نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ وہ مدعی سچا نہیں جو سینکڑوں محدثوں سے بڑھکر ہونے کا دعوے کر کے بھی یہ کہتا ہے کہ میں مامور نہیں۔

(باقی ــــ باقی)

بحرِ حکمت کے موتی

(بسلسلہ صفحہ اوّل)

کے درمیان شرکت تھی۔ دوم۔ یعنی رشوت لو اور کم اندازہ کرو تاکہ ہمیں کم دینا پڑے۔ سوم۔ یہ حدیث صحابہ کرام کی دیانت و امانت اور بلند اخلاق کی مظہر ہے اور امت کے لئے اسوۂ حسنہ کا نمونہ پیش کرتی ہے یہود جیسی دشمن اور حاسد قوم بھی اس پاک نمونہ کی معترف ہے۔ ایماندار قوم پر آسمان بھی باران رحمت برساتا ہے اور زمین بھی اس کے لئے اپنے خزائن اگل دیتی ہے۔ یہ فیض دل کی پاکیزگی سے حاصل ہوتا ہے ؎

دل نباشد غیر آں دریائے نور
دل نظرگاہ خدا وانگاہ کور
نے دل اندر صد ہزاران خاص و عام
در یکے باشد کدام است آں کدام

(رومی رح)

ترجمہ:۔ دل اللہ تعالیٰ کی نظرگاہ ہے اس لئے اندھا نہیں ہو سکتا۔ دل لاکھوں آدمیوں میں کسی ایک کے سینہ میں ہوتا ہے۔ وہ آدمی کہاں ہے کہاں ہے۔

(غلام قادر عفی عنہ)

جن احباب کا چندہ ختم ہو چکا ہے

خریداران پیغام صلح میں سے جن احباب کا چندہ ختم ہو چکا ہے اُن کے نمبر خریداری اور چندہ جو اُن سے واجب الوصول ہے ذیل میں درج ہے۔ بعض احباب کے ذمہ کچھ بقایا ہے اس لئے اس بقایا کو شامل کر کے اُن کے ذمہ کچھ رقم لگائی گئی ہے ایسے احباب اگر یکمشت رقم نہ دے سکیں تو سالانہ چندہ کے علاوہ سابقہ بقایا اقساط سے جو وہ سہولت سے دے سکیں ادا کر دیں تاکہ آپ کے قومی جریدہ کو نقصان نہ اُٹھانا پڑے بہرصورت تمام معاونین کرام ذیل کی فہرست کو دیکھ لیں کہ آیا ان میں آپ کا خریداری نمبر تو شامل نہیں ہے، اگر ہے تو مہربانی فرما کر ۵ رجون ۱۹۶۱ء تک اپنی لکھی ہوئی رقم یا اس کا کچھ حصہ بصورت قسط منی آرڈر بھجوا دیں یا دفتر کو مطلع فرمائیں کہ کب تک وہ رقم ادا کر سکیں گے۔ اگر ۵ رجون ۱۹۶۱ء تک آپ کی طرف سے کوئی جواب نہ آیا اور نہ کوئی رقم موصول ہوئی تو ۸ رجون ۱۹۶۱ء کو آپ کے نام کا وی پی پی روانہ کر دیا جائے گا۔ جس کا چھڑانا آپ کا اخلاقی فرض ہوگا۔ ورنہ آپ کے قومی جریدہ کو خواہ مخواہ وی پی پی کے محصول ڈاک کا بھی نقصان اُٹھانا پڑے گا جو آپ کے چندہ کے حساب میں اضافہ کا موجب ہوگا۔ آسانی کے لئے ہر خریدار کی جن کا نمبر نیچے دیا گیا ہے چٹ پر سرخی سے گول دائرہ بنا دیا گیا ہے۔

(مینجر پیغام صلح)

نمبر	رقم
۱۱	۶
۲۷	۶
۳۱	۶
۵۱	۶
۸۷	۱۲
۸۵	۶
۹۵	۶
۱۰۶	۱۲
۱۰۸	۱۸
۱۴۰	۶
۱۵۳	۶
۱۶۸	۶
۱۷۱	۶
۱۷۴	۶
۱۷۵	۶
۱۹۷	۶
۲۰۱	۶
۲۰۳	۶
۲۰۶	۶
۲۲۰	۶
۲۴۲	۶
۲۴۳	۶
۵۵۵	۶
۶۲۴	۶
۶۳۰	۶
۶۳۳	۱۲
۶۳۶	۶
۶۴۹	۶
۶۸۸	۶
۷۰۴	۶
۷۱۰	۱۲
۷۲۲	۶
۷۴۴	۶
۷۴۵	۶
۷۴۷	۶
۹۵۲	۶
۹۵۶	۶
۹۶۴	۶
۹۹۵	۶
۹۹۹	۶
۱۰۱۱	۶
۱۰۲۷	۶
۱۰۵۰	۶
۱۰۶۰	۶
۲۴۴	۶
۲۶۲	۶
۲۵۴	۶
۲۹۲	۶
۲۹۴	۱۲
۳۰۶	۲۴
۳۰۹	۶
۳۱۹	۶
۳۲۰	۶
۳۴۲	۶
۳۵۳	۶
۳۶۵	۶
۳۷۵	۶
۳۹۹	۶
۴۰۴	۶
۴۱۵	۶
۴۲۶	۱۲
۴۴۲	۶
۴۶۱	۶
۴۷۷	۳۶
۱۰۶۵	۶
۱۰۸۱	۶
۱۰۸۲	۶
۲۰۰۵	۶
۲۰۰۷	۶
۲۰۴۷	۶
۲۰۵۸	۶
۲۰۵۹	۶
۲۰۸۲	۶
۲۱۰۲	۶
۴۷۹	۶
۴۹۱	۶

قربانی کی کھالیں

اشاعت اسلام کا حق ہے، اپنی جماعت کے سیکرٹری کے ذریعہ یا براہ راست کھالوں کی قیمت اور جنرل فنانشل سیکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کو بھجوائیں۔

خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ دیں۔ (مینجر)

تبلیغی خط و کتابت (بسلسلہ صفحہ ۲)

دیجئے۔ مولنا کا کوئی اردو قرآن اگر ہے۔ تو اسکی قیمت سے آگاہ کرنا۔ اس کے علاوہ یہ بھی معلوم کرانا کہ بیان القرآن کیا ہے۔ اور اس کی قیمت کیا ہے۔ کیا اس کی ایک ہی جلد ہے۔ اگر آپ کے پاس کوئی کتاب متعلق سود ہو۔ تو آگاہ کرنا جس سے پتہ چلیگا۔ کہ موجودہ سود حرام ہے یا حلال۔

اس کے علاوہ جناب سر سید احمد کی تصنیفات اور علامہ شبلی نعمانی اور نیز سید سلیمان ندوی کی تصنیفات کہاں سے حاصل ہو سکتی ہیں۔ پتہ لکھئے۔

آپ کے پاس کوئی چھوٹی چھوٹی کتابیں ہیں۔ جیسی سورۃ کوثر ہے۔ اگر ہوں تو مجھے ارسال کر دینا۔ خصوصاً سورۃ عصر کی تفسیر بھی تو شکر گذاری کا موقع عطا کر دیگے

میں پھر آپ کو یہ لکھتے ہوئے اپنی خوش قسمتی سمجھتا ہوں کہ یہ ذوق مجھے سورۃ کوثر مولنا محمد علی کی ہی سے۔ پڑھنے کے بعد حاصل ہوا۔ اس چھوٹی سی کتاب نے حقیقتاً مجھے وہ روشنی عطا کی ہے۔ کہ اب قرآن کریم کو سمجھنے کے لئے مطالعہ کا اعلےٰ فہم عطا ہوا ہے۔ جب کبھی کتاب کو پڑھتا ہوں اسے اور پڑھنے کا شوق بار بار ہوتا ہے جس طرح خیر کثیر کی انتہا نہیں ہے اسی طرح یہ صفحات میرے لئے کوثر کے دروازے ہیں۔ میں نے چند اشخاص کی خدمت میں اس کا ترجمہ انگریزی میں کیا اور پڑھکر سنایا۔ پس اس کتاب کا اثر ان پر اسی طرح ہوا جیسے مجھ پر۔ اور کیا لکھوں۔ سلام شوق۔ خط کا جواب جلد دو گے۔ ایسی امید ہے

فقط والسلام

(انہیں ٹیچنگز آف اسلام۔ خلیفہ قرآن انگریزی اور خط لکھے گئے) +

پنجاب پریس سرکلر روڈ لاہور میں باہتمام مولوی دوست محمد صاحب پرنٹر پبلشر چھپ کر دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور سے شائع ہوا۔

پیغام صلح ۲۴ مئی ۱۹۶۱ء۔ رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸۔ شمارہ نمبر ۲۱

ہفت روزہ پیغام صلح لاہور

سالانہ چندہ:۔ پاکستان سے چھ روپے۔ ہندوستان سے چھ روپے ہندوستانی سکہ۔ ممالک غیر سے ایک پونڈ
ہندوستان میں ہمارے نمائندہ کا پتہ:۔ شیخ محمد انعام الحق صاحب۔ مکان نمبر ملک پیٹھ محلہ اعظم پورہ۔ حیدرآباد دکن۔

حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مجدد
صد چہار دہم مسیح موعود و مہدی معہود
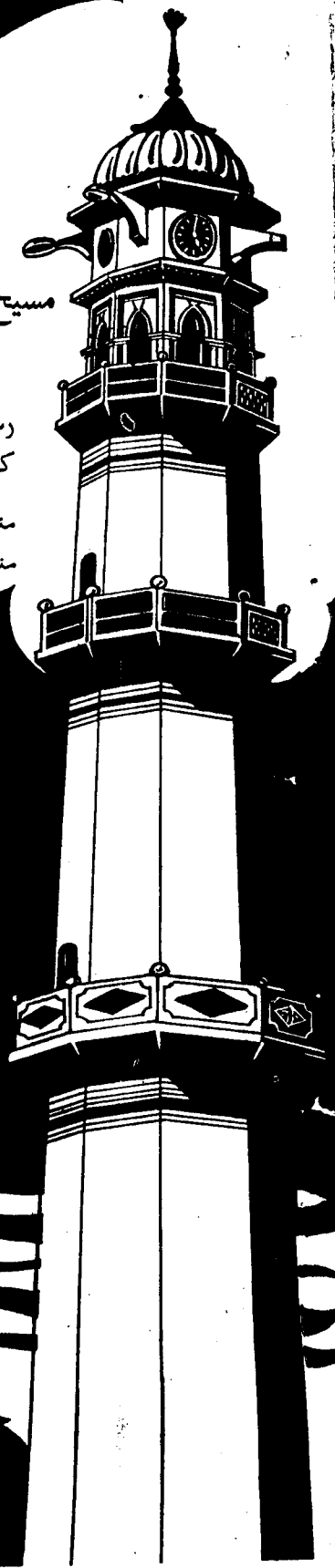
الرَّجُلُ الْعَظِیْم

فی حضرت المسیح المعہود نار برھانہ الی یوم الموعود

از شمس الزمان خان انور

هَبَا ظِلَّ النَّبِیِّ إِمَامَ دَهْرٍ
اے ظلِ نبی اور زمانے کے امام

أَفِیْهِمْ مِثْلُكَ الرَّجُلُ الْعَظِیْمُ
کیا ان مخالفین میں آپ جیسے کوئی رجلِ عظیم بھی ہے؟

جَعَلْتَ الدَّهْرَ سَافِلَهُ عَلِیًّا
آپ نے تو ایک زمانے کو بدل ڈالا اسکے سافل کو عالی اور عالی کو سافل بنا دیا

تَحَیَّرَ مِنْهُ ذُوْ فَهْمٍ عَلِیْمٌ
جس سے سلجھے ہوئے سمجھدار عالم حیرت میں پڑ گیا

وَمَنْ حَسِبُوْهُ حَیًّا فِی السَّمَاءِ
اور جس کو ان مخالفین نے آسمان پر زندہ جاوید خیال کیا

تُرِیْنَا رَمْسَهُ وَهْوَ الرَّمِیْمُ
آپ نے اس کی بوسیدہ ہڈی ہمیں لاکر دکھا دیں

إِمَامِیْ! مَا فَعَلْتَ وَمَا نَطَقْتَ
اے میرے پیشوا اور امام! جو کچھ آپ نے کیا اور فرمایا

إِلَیْهِ یَصْتَغِیْ قَلْبٌ سَلِیْمٌ
اس کی طرف قلب سلیم کو لاجرم متوجہ ہونا پڑتا ہے

أَلَمْ یُخْلَقْ كَأَبِیْهِ مِنْ تُرَابٍ
کیا وہ اپنے باپ آدم کی طرح مٹی سے پیدا نہیں ہوا تھا (اگر وہ مادی تھا)

فَكَیْفَ تَصَیَّرَ مَلَكٌ كَرِیْمٌ
تو پھر وہ کیسے فرشتہ بنکر بلندیوں کی طرف پرواز کر گیا

وَرَبِّ الْكَعْبَةِ لَوْلَاكَ لَوْلَا
اور کعبہ کے پروردگار کی قسم اگر آپ نہ ہوتے

لَصَارَ كَلَالَةً دِیْنٌ قَوِیْمٌ
تو حضور اکرمؐ کا یہ پیش کردہ دین لاوارث بن کر رہ جاتا۔

فَمَنْ یَأْتِیْكَ مِنْ خَوْفٍ وَطَمْعٍ
پس جو تو وہی طمع اور خوف خدا سے آپ کے پاس آئے

سَیَرْضٰی عَنْهُ ذُو الْعَرْشِ الْحَكِیْمُ
تو اس سے عرش والے حکیم راضی ہو جائے گا

وَمَنْ یَهْوِ إِلٰی مَا لَا تُحِبُّ
اور جو ایسی راہ کی طرف جھک گیا جس کو آپ پسند نہیں کرتے

فَمَرْتَعُ عَیْشِهِ ضَنْكٌ وَخِیْمٌ
تو اس کی زندگی کی چراگاہ تنگ اور بدکیف رہے گی

سَلَامُ اللّٰهِ أَعْدَادَ الرِّمَالِ
اے فضلِ عمیم! آپ پر ریت کی

عَلَیْكُمْ أَیُّهَا الْفَضْلُ الْعَمِیْمُ
گنتی کے بقدر سلام ہو

مشائخ و صوفیا اور حضرت مسیح موعودؑ

حضرت مسیح موعود پر جہاں علمائے ظواہر نے کفر کے فتوے صادر کر کے اپنی کور باطنی اور حق ناشناسی کا ثبوت دیا وہاں مشائخ و صوفیا میں سے بعض ایسے صاحب حال بزرگ بھی ہوئے ہیں جنہوں نے آپ کے حال سے باخبر ہو کر کھلے طور پر آپ کی تصدیق کی۔

ان میں سے ایک پیر صاحب العلم ہیں جو بلاد سندھ کے مشاہیر مشائخ میں سے تھے، اور ایک لاکھ سے زیادہ ان کے مرید تھے، انہوں نے حضرت مسیح موعود کی خدمت میں ایک خط لکھا جس میں وہ فرماتے ہیں:۔

"انی رایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واستفسرته فی امرك وقلت بین لی یارسول اللہ اھو کاذب مفتری او صادق۔ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ "انه صادق ومن عند اللہ"۔ فعرفت انك علی حق مبین۔ وبعد ذالك لا نشك فی امرك ولا نرتاب فی شانك و نعمل کما تامر فان امرتنا ان اذهبوا الی بلاد امریکہ فانذهب الیها وما نکون لنا خیرة فی امرنا وستجدنا انشاء اللہ من المطاوعین"

یعنی میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو عالم کشف میں دیکھا اور میں نے عرض کی کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ شخص مسیح موعود ہونے کا دعوے کرتا ہے کیا یہ جھوٹا اور مفتری ہے یا صادق ہے۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ صادق ہے اور خدا تعالےٰ کی طرف سے ہے پس میں نے سمجھ لیا کہ آپ حق پر ہیں۔ اب بعد اس کے ہم آپ کے امر میں شک نہیں کریں گے اور آپ کی شان میں ہمیں کچھ شبہ نہیں ہوگا۔ اور جو کچھ آپ فرمائیں گے ہم وہی کریں گے پس اگر آپ یہ کہیں کہ ہم امریکہ میں چلے جائیں تو ہم وہیں جائیں گے اور ہم نے اپنی تئیں آپ کے حوالہ کر دیا ہے اور انشاء اللہ ہمیں فرمانبردار پاؤ گے۔

ایک اور بہت بڑے صاحب طریقت بزرگ حضرت خواجہ غلام فرید صاحب سکنہ چاچڑاں ریاست بہاولپور ہیں جو نواب صاحب بہاولپور کے پیر تھے، اور حال ہی میں ملتان میں جشن فریدی کے نام سے ان کا بہت بڑا جشن منایا گیا جس میں صدر پاکستان فیلڈ مارشل محمد ایوب خاں صاحب اور نواب صاحب بہاولپور نے پانچ پانچ ہزار روپیہ کے عطیات مرحمت فرمائے اور اخبارات میں اُن کے حالات و کوائف شائع کئے گئے، ان کے متعلق یہ بات قابل ذکر ہے کہ وہ ہمیشہ اپنی مجالس میں حضرت مسیح موعود کی پارسائی اور صداقت کا ذکر نہایت پاکیزہ الفاظ میں کرتے رہتے اور وہ مخالفت کرنے والوں کی زجر و توبیخ میں .... کوئی کسر اٹھا نہ رکھتے تھے ان کے ارشادات "اشارات فریدی" نامی کتاب میں درج ہیں جو ان کے ایک مرید رکن الدین نے مرتب کر کے سنہ ۱۳۲۰ھ میں شائع کی، اس کتاب میں سے حضرت خواجہ صاحبؒ کی ایک مجلس کا حال اور حضرت مسیح موعود کے متعلق آپ کے خیالات قارئین کے افادہ کے لئے ہم نقل کرنا ضروری سمجھتے ہیں لکھا ہے:۔

"بعد از نماز ظہر روز سہ شنبہ بتاریخ بست و ہفتم از ماہ رمضان شریف المبارک سال سیزدہ صد و چہار دہم ہجری المقدس دولت پابوس و زیارت حضرت اقدس کہ نہاد سنے و سعادت بہتر ازیں نیست میسر گردید اندریں اثنا حافظ گموں سکنہ مدو دگھڑی اختیار خان بہ نسبت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی سخن و ناسزا گفتن آغاز کرد وہمیکہ چہرۂ انور حضور خواجہ ابقاہ اللہ تعالےٰ بدیں سخن متغیر گردید و برآن حافظ بانگ زدند و زجرکردند و سے عرض کرد کہ قبلہ چوں علامات و صفات حضرت عیسےٰ بن مریم علیہ السلام و اوصاف مہدی موعود در مرزا صاحب یافتہ نمیشود چگونہ اعتقاد کنیم کہ او ست عیسےٰ و مہدی حضور خواجہ ابقاہ اللہ تعالےٰ فرمودند کہ اوصاف مہدی پوشیدہ و پنہاں ہستند آں چناں نیستند کہ در دلہا مردم نشستہ است چہ عجب کہ ہمیں مرزا صاحب غلام احمد قادیانی مہدی باشد بیں در حدیث شریف آمدہ کہ دوازدہ دجال اند پس چنداں مہدی اند و در حدیثی وارد شدہ است کہ عیسےٰ و مہدی یکے است بعد ازاں فرمودند کہ شرط نیست کہ ہمہ علامات مہدی موافق خیال و فہم مردم کہ در دلہائے خود پنداشتہ اند ظاہر شوند بلکہ حافظا امر دیگر گوں است اگر چنیں بودی کہ مردم خیال میکنند پس اورا ہمہ خلق مہدی برحق دانستہ باو ایمان آوردی چنانکہ پیغمبران کہ امت ہر نبی چند گروہ شدے بر بعضے کساں کہ حال آں پیغمبر مکشوف شدے پس آنہا ایمان مے آوردند و بر بعضے کساں حال آں پیغمبر مشتبہ مے شد و بر بعضے کساں ہرگز حال آں پیغمبر مکشوف نمے گشت ازیں سبب ہمیں گروہ انکار آوردہ کافر شدند اگر بر تمام امت ہر پیغمبر حال آں پیغمبر مکشوف شدے ہمہ مسلمانان بودندے۔ چنانچہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کہ اوصاف و علامات آنحضرت صلعم در کتب سماویہ مکتوب و مرقوم بودند۔ چوں آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ظاہر شدند و مبعوث گردیدند بعض علامات را مطابق پندار و فہم و وہم خود ہا نیافتند پس بہ آں کساں کہ امر آں حضرت مکشوف شد اوشاں ایمان آوردند و بر آں گروہ کہ مکشوف نشد انکار کردند ہم چنیں است حال مہدی پس اگر مرزا صاحب مہدی باشد کدام امر مانع است"

(اشارات فریدی جلد سوم صفحہ $\frac{123}{124}$ مقبوس بیجاہ و ہشتم)

ترجمہ:۔ نماز ظہر کے بعد بروز سہ شنبہ (منگل) بتاریخ ۲۷ ماہ رمضان شریف المبارک سنہ ۱۳۱۴ھ ہجری المقدس حضرت اقدس (خواجہ صاحبؒ) کی پابوسی و زیارت کی دولت میسر آئی کہ اس سے بہتر عبادت اور سعادت اور کوئی نہیں، اس اثنا حافظ گموں سکنہ گڑھی اختیار خان نے مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے متعلق سخت اور ناروا کلمات استعمال کرنا شروع کئے اسی وقت حضور خواجہ صاحب ابقاہ اللہ تعالےٰ بقائہ کا چہرہ انور متغیر ہوگیا اور اس حافظ پر آواز بلند کی اور اسے زجر کی، اس نے عرض کی کہ قبلہ جب مرزا صاحب میں حضرت عیسےٰ بن مریم علیہ السلام کے حالات و صفات اور مہدی موعود کے اوصاف نہیں پائے جاتے تو کس طرح مان لیا جائے کہ وہی عیسےٰ اور مہدی ہیں، حضور خواجہ ابقاہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا کہ مہدی کے اوصاف بہت پوشیدہ اور پنہاں ہیں ویسے نہیں جیسے لوگوں کے دلوں میں بیٹھے ہوئے ہیں، کیا عجب ہے کہ یہی مرزا غلام احمد قادیانی مہدی ہو جس طرح حدیث میں یہ آتا ہے کہ بارہ دجال ہیں، پس اتنے ہی مہدی ہیں ایک حدیث میں یہ بھی ہے کہ عیسیٰ اور مہدی ایک ہی ہے، اس کے بعد فرمایا کہ یہ ضروری نہیں کہ مہدی کی تمام علامات لوگوں کے خیال و فہم کے مطابق ہو جو انہوں نے اپنے دلوں میں سمجھ رکھے ہیں ظاہر ہوں، بلکہ حافظ اِ! بات

ہی ہے اگر اسی طرح ہوتا جیسے لوگ خیال کرتے ہیں تو تمام خلقت انہیں سچا سمجھ کر ایمان لے آتی، جس طرح پیغمبروں کا حال ہوا ہے کہ ہر نبی کی قوم کے تین گروہ ہو گئے، ان میں سے بعض پر اس پیغمبر کا حال کھل گیا اور وہ ایمان لے آئے اور بعض پر اس پیغمبر کا حال مشتبہ رہا اور بعض لوگوں پر اس پیغمبر کا حال نہ کھل سکا اس وجہ سے اس گروہ نے انکار کر دیا اور کافر ہو گئے، اگر ہر پیغمبر کی قوم پر اس پیغمبر کا حال کھل جاتا تو وہ تمام کے تمام مسلمان ہو جاتے۔ یہی حال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے، آنحضرت صلعم کے اوصاف و علامات کتب سماویہ میں لکھے ہوئے موجود تھے اور جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ظاہر اور مبعوث ہوئے تو لوگوں نے بعض علامات کو اپنی عقل و فہم کے مطابق نہ پایا، پس وہ لوگ جن پر آں حضرتؐ کا معاملہ کھل گیا وہ ایمان لے آئے اور جن پر معاملہ نہ کھلا انہوں نے انکار کر دیا، ایسا ہی مہدی کا حال ہے، پس اگر مرزا صاحب ہی مہدی ہوں تو کونسا امر مانع ہے۔"

کس قدر صفائی سے حضرت خواجہ صاحب نے حضرت مرزا صاحب کے مسیح اور مہدی ہونے کے متعلق اپنے پاکیزہ خیالات کا اظہار فرمایا ہے لیکن آج یہ کہا جاتا ہے کہ یہ سب کچھ "اشارات فریدی" کے مصنف کا افتراء ہے، جو حضرت خواجہ صاحب کی زندگی کے بعد مرزا صاحب کا مرید ہو گیا تھا، اور "اشارات فریدی" بھی اس نے ان کے مرنے کے بعد شائع کی۔ یہ بات ایک حد تک قابل قبول ہو سکتی تھی اگر خود حضرت خواجہ غلام فرید رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت مرزا صاحب کی خدمت میں ایک خط لکھ کر آپ کے دعوے کی تصدیق نہ کی ہوتی اور یہ خط آپ کی زندگی میں شائع نہ ہو جاتا۔ اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ حضرت مرزا صاحب نے کئی علماء و مشائخ کو ایک دعوت مباہلہ نام بنام بھیجی، جس میں حضرت خواجہ صاحب مرحوم کا اسم گرامی بھی تھا، آپ کی دعوت کے جواب میں حضرت خواجہ صاحب نے عربی زبان میں ایک خط حضرت مرزا صاحب کی خدمت میں لکھا، جو حضور نے ان کی زندگی میں اپنی کتاب انجام آتھم میں شائع کر دیا، جس پر بعض مخالف مولوی بہت سیخ پا ہوئے، اور ان کو لکھا کہ اس خط کی تردید کر دیں۔ یہاں تک کہ مولوی غلام دستگیر قصوری خود فتوے کفر لے کر آپ کی خدمت میں پہنچا، اور اس خط کی اشاعت کو علماء کی توہین قرار دیتے ہوئے درخواست کی کہ مرزا صاحب کے کفر پر مہر لگا دیں لیکن حضرت خواجہ صاحب نے اس سے انکار کر دیا، حضرت خواجہ صاحب کا وہ خط حسب ذیل ہے:-

" من فقیر باب اللہ غلام فرید سجادہ نشین الیٰ جناب میرزا غلام احمد صاحب قادیانی۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ رب الارباب۔ والصلوٰۃ علیٰ رسولہ الشفیع بیوم الحساب۔ وعلیٰ الہ والاصحاب والسلام علیکم وعلیٰ من اجتهد واصاب۔ اما بعد قد ارسلت الیّ الکتاب وبہ دعوت الی المباھلۃ وطالبت بالجواب۔ وانی وان کنت عدیم الفرصۃ ولکن رایت جزءً من حسن الخطاب۔ وسوق العتاب اعلم یا اعز الاحباب انی من بدو حالک واقف علیٰ مقام تعظیمک لنیل الثواب۔ وما جرت علیٰ لسانی کلمۃ فی حقک الا بالتبجیل ورعایۃ الآداب وانی اطلع لک بانی معترف بصلاح حالک بلا ارتیاب۔ وموقن بانک من عباد اللہ الصالحین وفی سعیک المشکور مثاب۔ وقد اوتیت الفضل من الملک الوھاب۔ والک ان تسئل من اللہ تعالیٰ خیر عاقبتی وادعو لکم حسن مآب۔ ولولا خوف الاطناب۔ لازددت فی الخطاب۔ والسلام علیٰ من سلک سبیل الصواب فقط ۲۷ رجب سنہ ۱۳۱۴ھ مقام چاچڑاں۔

(مہر)

ترجمہ:- تمام تعریفیں اس خدا کے لئے ہیں جو رب الارباب ہے۔ اور درود اس رسول مقبول پر جو یوم الحساب کا شفیع ہے اور نیز اس کی آل اور اصحاب پر۔ اور تم پر سلام اور ہر ایک پر جو راہ صواب میں کوشش کرنے والا ہو۔ اس کے بعد واضح ہو کہ مجھے آپ کی وہ کتاب پہنچی جس میں مباہلہ کے لئے جواب طلب کیا گیا ہے۔ اور اگرچہ میں عدیم الفرصت تھا تاہم میں نے اس کتاب کے ایک جزو کو جو حسن خطاب اور طریق عتاب پر مشتمل تھی پڑھا ہے۔ سو اے ہر یک حبیب سے عزیز تجھے معلوم ہو کہ میں ابتدا سے تیرے لئے تعظیم کرنے کے مقام پر کھڑا ہوں تا مجھے ثواب حاصل ہو، اور کبھی میری زبان پر بجز تعظیم اور تکریم اور رعایت آداب کے تیرے حق میں کوئی کلمہ جاری نہیں ہوا اور اب میں مطلع کرتا ہوں کہ میں بلاشبہ تیرے نیک حال کا معترف ہوں۔ اور میں یقین رکھتا ہوں کہ تو خدا کے صالح بندوں میں سے ہے اور تیری سعی عند اللہ قابل شکر ہے۔ جس کا اجر ملے گا۔ اور خدائے بخشندہ بادشاہ کا تیرے پر فضل ہے۔ میرے لئے عاقبت بالخیر کی دعا کر۔ اور میں آپ کے لئے انجام خیر و خوبی کی دعا کرتا ہوں۔ اگر مجھے طول کا اندیشہ نہ ہوتا تو میں زیادہ لکھتا۔ والسلام علیٰ من سلک سبیل الصواب۔ من مقام چاچڑاں۔"

اس خط کا ایک ایک لفظ ان لوگوں کے غور کے قابل ہے جو آج "اشارات فریدی" کو اس وجہ سے مستند نہیں سمجھتے کہ وہ حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کے بعد شائع ہوئی اور اس کے مرتب کنندہ حضرت مرزا صاحب کی مریدی میں آ گئے تھے، اگر یہ خط حضرت خواجہ صاحب کی زندگی میں شائع نہ ہوتا تو اسکو بھی ہمارے مخالف جعلی قرار دے دیتے لیکن اس کا کیا جواب ہے، کہ خود حضرت خواجہ صاحب کی زندگی میں یہ خط شائع ہو گیا۔ جس کے جواب میں حضرت مرزا صاحب نے بھی ایک طویل خط انہیں لکھا اور ایک نظم میں ع "اے فرید وقت در صدق و صفا" کے پاکیزہ الفاظ سے انہیں مخاطب کیا۔

اس خط کی نقل "اشارات فریدی" میں بھی درج ہے اور حضرت مرزا صاحب کی پوری نظم اور حضرت خواجہ صاحب کا حضرت مرزا صاحب کے نام ایک اور فارسی خط بھی درج ہے لیکن ان سب سے قطع نظر کرتے ہوئے ہم ان لوگوں سے جو "اشارات فریدی" کے بیانات کو غلط قرار دیتے ہوئے حضرت خواجہ صاحب کی طرف یہ بیان منسوب کر رہے ہیں کہ "یہ ایک گمراہ فرقہ ہے" یہ دریافت کرنا چاہتے ہیں کہ مندرجہ بالا خط کے متعلق ان کی کیا رائے ہے اور اس خط کے ہوتے ہوئے اگر اس بیان کو بھی صحیح سمجھا جائے جو آج انکی طرف منسوب کیا جا رہا ہے تو ان کی کیا عظمت باقی رہ جاتی ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ حضرت خواجہ صاحب ایک نیک منش اہل حال صوفی بزرگ تھے اور حق بات کہنے میں کسی سے نہ ڈرتے تھے۔ انہوں نے علمائے ظواہر کے فتاویٰ کفر کی پرواہ نہ کرتے ہوئے نہایت جرأت اور دلیری کے ساتھ حضرت مرزا صاحب کے دعاوی کی تصدیق کی، اور آپ کی پاک باطنی کا اعتراف موقعہ بموقعہ مختلف مجالس میں کرتے رہے یہاں تک کہ ایک مجلس میں نواب صاحب بہاولپور کو بھی کسی مخالفانہ ذکر پر سختی سے ڈانٹ دیا۔ ان کے اسی اعتراف حق اور پاک باطنی اور حضرت مسیح موعودؑ کی دعاؤں کا یہ اثر ہے کہ ان کے نام کو اس قدر عظمت اللہ تعالیٰ نے بخشندی ہے کہ آج ان کا جشن اس تزک و احتشام سے منایا گیا۔ اللہ تعالیٰ آپ پر ہزار ہا برکتیں نازل فرمائے اور اس امام وقت پر بھی جس کی حمایت و تصدیق میں انہوں نے کسی بڑی سے بڑی مخالفت کی پرواہ نہ کی، کاش حضرت خواجہ صاحب کے مریدین اور ان کا جشن منانے والے ان کے اسوہ سے فائدہ اٹھا کر راہ حق کو اختیار کریں اور مخالفت سے باز آ جائیں۔

حضرت مسیح موعودؑ کی پاک و مطہر زندگی اور خدمات دینیہ

جلسہ یوم وصال کے موقعہ پر حضرت امیر ایدہ اللہ کی تقریر دلپذیر

سورۃ فاتحہ پڑھکر فرمایا:-

جس طرح اللہ تعالےٰ پر ایمان لانا ضروری ہے اسی طرح حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانا ضروری ہے۔ اور ان کی ہدایت کو ماننا فرض ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس اُمت کی بہتری اور بھلائی کے لئے خدا تعالیٰ میرے بعد مجدد بھیجا کرے گا جو اُمت کو بیدار کرتا رہے گا۔ چنانچہ حضور صلعم کے فرمان کے مطابق موجودہ صدی کے لئے ایک مجدد مبعوث ہوا آپ کے لئے اس مجدد کے کچھ اخلاق اور صفات اور خدمات دینیہ کا ذکر کرتا ہوں۔

حضرت کی پاک زندگی کے متعلق اہل قادیان کی شہادت

تین جگہ ایسی ہیں جو آپ کے حق میں شہادت پیش کرتی ہیں۔ ایک تو آپ کے گاؤں قادیان کے رہنے والوں کی شہادت ہے۔ قادیان کے ہندو، سکھ حضرت امام وقت کو بڑا پارسا، بزرگ اور بھگت مانتے تھے۔ حالانکہ انہوں نے سکھوں، ہندوؤں اور آریوں اور عیسائیوں کے خلاف بڑی کتابیں لکھی ہیں اور اُن کے مذہب پر تنقید کی ہے۔ اس کے باوجود قادیان کے رہنے والے یقین کرتے تھے کہ حضرت مرزا صاحب بھگت ہیں اور بڑی کریم الاخلاق شخصیت ہیں۔ بچپن سے جوانی تک وہ آپ کی پاکیزگی کے قائل تھے۔ گھر والے کسی شخص کے متعلق خوب جانتے ہیں کہ وہ کس قسم کے اخلاق و عادات کا مالک ہے۔ کوئی شخص کسی بستی میں رہتا ہو اور سب کے سب اس کے متعلق کہیں کہ پیدائش سے لیکر دوت تک وہ نیک اور پارسا رہا تو اس سے بڑھکر اور کیا گواہی ہو سکتی ہے۔

اہل لاہور کی شہادت۔ بشپ لیفرائے سے مقابلہ

دوسری شہادت اس شہر لاہور کی ہے جہاں حضرت امام وقت کی صداقت کے کئی نشان لوگوں نے دیکھے۔ یہاں لارڈ بشپ لیفرائے آیا۔ وہ بڑا قابل اور عالم فاضل شخص تھا۔ عربی، فارسی، اور اردو خوب جانتا تھا۔ لہجہ بہت عمدہ تھا۔ بڑا فصیح اور قادر الکلام تھا۔ خوش وجیہہ اور خوش شکل بھی تھا۔ میری اس سے ایک دفعہ ملاقات ہوئی تھی۔ اس کے بات کرنے کا طریق بہت عمدہ اور مؤثر تھا۔ اس شخص نے لاہور میں تقریر کی اور چیلنج دیا کہ میرے مقابلہ میں کوئی مولوی مسلمان نہیں آ سکتا۔ اور اعلان کیا کہ میں "زندہ اور معصوم نبی" پر تقریر کروں گا اور بتاؤں گا کہ زندہ اور معصوم نبی حضرت عیسیٰؑ ہیں۔ ان کے علاوہ اور کوئی نہیں۔ اس نے مسلمانوں کو اپنے مقابل پر آنے کی دعوت دی مسلمانوں کے لئے یہ بہت بڑا چیلنج تھا۔ اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر بہت بڑا حملہ تھا حضرت مرزا صاحب نے اس ہونے والے لیکچر کا جواب لکھ کر بھیجدیا۔ آپ نے لیکچر نہیں سُنا۔ لیکن قادیان میں بیٹھے ہوئے جواب لکھ دیا۔ چنانچہ پادری صاحب کے لیکچر کے بعد جب مرزا صاحب کا جواب پڑھ کر سنایا گیا تو اس کا رنگ زرد ہو گیا۔ اس میں لارڈ بشپ کے ہر ایک سوال اور ہر ایک اعتراض کا جواب تھا۔ اہل لاہور پر بہت بڑا انکشاف ہوا اور وہ کہہ اُٹھے کہ آج اس شخص کی وجہ سے اسلام کی عزت برقرار ہوئی مسلمانوں کو بڑا فخر ہوا اس دن عیسائیوں کو بہت بڑی شکست ہوئی اور اسلام کو بہت بڑی فتح حاصل ہوئی۔ عیسائیوں نے چالاکی سے یہ کہا کہ یہ شخص مرزائی ہے اور مسلمانوں کا نمایندہ نہیں۔ لیکن سب لوگوں نے کہا کہ وہ مسلمان ہے اور مسلمانوں کا نمایندہ ہے۔ پھر حضرت مرزا صاحب نے ایک اشتہار دیا کہ لیفرائے صاحب نے جو چیلنج دیا ہوا ہے کہ میں "زندہ اور معصوم نبی" پر تقریر کروں گا۔ اس مقابلہ پر کوئی آکر مجھ سے بحث کرلے۔ میں اس چیلنج کو قبول کرتا ہوں اور لارڈ بشپ کو لکھا کہ مناظرہ کا دن اور وقت مقرر کریں۔ بشپ لیفرائے نے اس کا جواب دینے سے انکار کر دیا۔ لاہور کے لوگ اس کے گھر پر چل کر گئے کہ آپ کو یہ چیلنج منظور کرنا پڑے گا لیکن اس نے نہ مانا اور مناظرہ کی جرأت نہ کی۔ اس نے بہانے تراشے کہ میں لارڈ بشپ ہوں اور میری مصروفیات بہت زیادہ ہیں۔ میں شملے جانے والا ہوں۔ لوگوں نے کہا کہ اس کام سے ضروری اور کونسی مصروفیت ہو سکتی ہے۔ لیکن وہ بھاگ کر شملے چلا گیا اور شملہ سے بحرین جا پہنچا۔ یہ اہل لاہور کا مشاہدہ ہے اور ان پر ایک بہت بڑی حجت ہے کہ مرزا صاحب اسلام کے جانباز سپاہی ہیں۔

جلسہ مذاہب میں اسلام پر معرکتہ الآرا مضمون

لاہور میں جلسہ اعظم مذاہب ہوا۔ جس میں مسلمانوں ہندوؤں، سکھوں، عیسائیوں، یہودیوں، برہمو سماجیوں آریوں وغیرہ تمام مذاہب کے نمایندوں نے شرکت کی۔ حضرت مرزا صاحب نے بھی مقررہ سوالات پر ایک مضمون لکھا۔ جو اس موقعہ پر پڑھکر سنایا گیا۔ حضرت مرزا صاحب کو یہ الہام ہوا کہ یہ مضمون بالا رہے گا۔ آپ نے قبل از وقت اعلان کر دیا کہ میرا مضمون بالا رہیگا۔ یہ کسی انسان کا کام نہیں کہ کہہ دے کہ میرا مضمون بالا رہے گا جب تک خدا اس سے نہ کہے۔ اس جلسہ میں تمام مذاہب کے بڑے بڑے عالم و فاضل موجود تھے۔ اگر یہ خدائی الہام نہ ہوتا اور اپنا من گھڑت ہوتا تو آپ ہرگز اس کو شائع کرنے کی جرأت نہ کرتے کہ شاید کل کو یہ غلط ثابت ہو جائے۔ لیکن امام وقت کو یقین ہے کہ یہ الہام خدا کی طرف سے ہے۔ اس لئے قبل از وقت اس کا اعلان کر دیا اور مضمون جب پڑھا گیا تو سب کے سب پکار اُٹھے کہ یہ مضمون سب سے اعلیٰ اور بلند پایہ ہے اور جو بورڈ فیصلہ کے لئے مقرر تھا۔ اس نے بھی یہی فیصلہ دیا۔ کہ حضرت مرزا صاحب کا مضمون بالا رہا۔

حضرت نبی کریمؐ کے متعلق غیرت اور لیکھرام کا قتل

آپ کو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بے انتہا محبت اور عشق تھا۔ نبی کریم کی ذات کے خلاف جو کوئی کچھ کہتا اس کے مقابلہ کے لئے کمربستہ ہو جاتے۔ لیکھرام نامی آریوں کا ایک بہت بڑا لیڈر تھا۔ وہ حضورؐ کو بڑی گالیاں دیا کرتا تھا۔ حضرت مرزا صاحب نے اس کے اس چیلنج پر کہ کوئی نشان میرے متعلق دکھلاؤ، دعا کی کہ اے اللہ یہ شخص تیرے حبیبؐ کو گالیاں دیتا ہے اور آپ کی تکذیب کرتا ہے تو کوئی ایسا نشان دکھلا کہ نبی کریم صلعم کی صداقت دنیا پر روشن ہو جائے۔ آپ کو الہاماً بتایا گیا کہ لیکھرام عید کے بعد مارا جائے گا۔ جمعہ کے دن عید تھی۔ دوسرے دن لیکھرام شاہ عالمی دروازہ کے اندر وچھووالی کی ایک گلی میں جہاں تمام ہندو رہتے تھے کسی نامعلوم شخص کے ہاتھوں مارا گیا۔ وہ اپنے بیوی بچوں کے ساتھ ایک چوبارہ میں ٹھہرا ہوا تھا۔ یہ ہندوؤں کی گلی تھی۔ لیکن قاتل کا کسی کو پتہ نہ چلا کہ کہاں گیا۔ سارے پنجاب میں کہرام مچ گیا۔ ہندوؤں کے انتقام کا جذبہ بھڑک گیا۔ انگریز کی سلطنت تھی۔ آریہ قوم بڑی زبردست قوم تھی۔ تمام سرکاری محکموں میں آریوں اور ہندوؤں کا اثر و رسوخ تھا۔ دونوں قومیں اور عیسائی اور خود مسلمان بھی مرزا صاحب کے جانی دشمن تھے۔ آریوں نے کہا کہ لیکھرام کو مرزا صاحب

نے اپنے مرید کے ہاتھوں قتل کروا دیا ہے اور قاتل کو افشائے راز کے ڈر سے خود قتل کر کے اپنے مکان کے صحن میں دفن کر دیا ہے۔ اس پر آپ کے مکان کی بھی تلاشی کی گئی۔ صحن کھودا گیا۔ لیکن کچھ نہ نکلا۔

حضرت مرزا صاحب کو اپنے مریدوں کی طرف سے تادیں مبارکباد کی آئی ہوئی تھیں ان کو بھی دیکھا گیا اور خطوط کو بھی دیکھا گیا۔ آپ سے کہا گیا کہ آپ کو اس قتل سے خوشی ہوئی ہے؟ آپ نے کہا ہاں خدا کا نشان پورا ہوا ہے اس لئے مجھے خوشی ہوئی ہے۔ لیکن لیکھرام کی موت کا مجھے افسوس ہے۔

اہل یورپ کا مشاہدہ

یہ تو قادیان اور لاہور کے لوگوں کا مشاہدہ ہے۔ ایک مشاہدہ یورپ کا بھی ہے یورپ میں فتح اسلام کے جھنڈے گاڑے گئے ہیں اہل یورپ مسلمان ہو رہے ہیں۔ وہ اہل یورپ جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بدنام کرنے میں مشاق تھے وہ اب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بلند ترین شخصیت یقین کرنے لگے ہیں یہ ایک حقیقت ہے جس کا انکار کرنا محال ہے یہ ایک ایسا خوش کن معجزہ ہے جس کا اثر دشمنوں اور دوستوں سب پر ہے۔ اسلامی ممالک میں ان مشنوں کی وجہ سے ایک لہر پیدا ہو گئی ہے وہ سب ان مشنوں کے گیت گاتے ہیں۔ اس نمایاں کامیابی کا سہرا حضرت مرزا صاحب کے سر ہے۔

ایک عرب ادیب کی شہادت

شکیب ارسلان ایک بہت بڑے آدمی ہیں۔ وہ عربی کتابوں کے مصنف ہیں۔ ان کا مقام محمد عبدہ کے مقام کے برابر ہے۔ میں جرمنی جاتے ہوئے راستہ میں لوزان کانفرنس میں اُن سے ملا۔ انہوں نے میرے اعزاز میں پارٹی دی اس کے بعد میں جرمنی چلا گیا۔ جب وہ برلن میں گئے تو میں اُن سے ملنے گیا۔ وہ اوپر کی منزل میں تھے۔ میں نے وہاں جا کر ان کو السلام علیکم کہا۔ انہوں نے آنکھ اُٹھا کر بھی نہ دیکھا اور سلام کا جواب دیا۔ دو تین سیکنڈ انتظار کر کے میں وہاں سے چلا آیا اور ان کے مکان کی لکڑی کی سیڑھیوں سے جلد جلد نیچے اُتر آیا۔ سیڑھی کی آواز نے اُن پر میری خفگی کا اظہار کر دیا اور وہ میرے پیچھے آ گئے۔ اور کہا یا مولانا آ بیٹھے اور مجھے دوبارہ لے گئے اور کہا کہ ہم عرب جو ہمارے دل میں ہوتا ہے وہی ہماری زبان پر ہوتا ہے میں نے آپ کے متعلق ایسی ایسی باتیں سنی ہیں کہ میں آپ کی شکل نہیں دیکھنا چاہتا۔ میں نے انہیں حضور نبی کریم کی حدیث سنائی کہ حضور صلعم نے فرمایا ہے کہ جب تم کسی کے خلاف کوئی بات سنو تو اس کو اس وقت تک سچ نہ مانو۔ جب تک تم خود تحقیق نہ کر لو۔ آپ عالم ہیں فاضل ہیں۔ مفسر اور مصنف ہیں۔ آپ نے کس طرح بغیر تحقیق سنی سنائی باتوں کو قبول کر لیا۔ وہ سن کر نادم ہو گئے۔ انہوں نے کہا بتائیے آپ مرزا صاحب کو کیا مانتے ہیں۔ میں نے کہا مجدد۔ کہنے لگے کیا کہا؟ میں نے کہا مجدد۔ یہ سن کر اس نے کہا کہ مجدد تو آتے رہتے ہیں یہ کونسی خلاف اسلام بات ہے۔ پھر کہا کہ کیا آپ ان کی کوئی کتاب دکھلا سکتے ہیں جن میں یہ بات لکھی ہو؟ میں نے کہا ہاں میں دکھلا سکتا ہوں۔ چلئے میرے مکان پر وہ میرے ساتھ میرے مکان پر آ گئے۔ میں نے آئینہ کمالات اسلام کا عربی حصہ ان کے سامنے رکھا جہاں لکھا ہے ولست بنبی میں نبی نہیں ہوں۔ انہوں نے پڑھ کر کہا۔ بس کافی ہے۔ میں نے کہا نہیں آگے دیکھیں ومن ادعی النبوت فقد کفر جو دعوے نبوت کرتا ہے وہ کافر ہے۔ انہوں نے کہا بس ٹھیک ہے میں نے کہا نہیں اور آگے دیکھئے آگے لکھا تھا و بعثت علی راس مائۃ سنۃ لاجدد الدین۔ یہ پڑھ کر کہا کہ اب تو بات بالکل واضح ہو گئی۔ میں بھی انہیں مجدد مانتا ہوں۔ اور یہ کامیابی جس کا میں نے جرمنی میں مشاہدہ کیا ہے یہ سب حضرت مرزا صاحب کی برکت کی وجہ سے ہے اور اس سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ وہ مامور من اللہ اور مؤید من اللہ تھے۔ چنانچہ انہوں نے اخباروں میں مضامین لکھے اور ایک عربی کتاب یہاں بھیجی جس کے دیباچے میں یہ سب کچھ لکھا ہوا تھا۔ تو جس طرح قادیان اور لاہور والوں نے حضرت کی نیکی اور دینی خدمات کا اعتراف کیا۔ یورپ میں بھی یقین کیا جاتا ہے کہ یہ شخص مامور ہے۔

عربی تصانیف کی بے نظیر فصاحت و بلاغت کا دعویٰ

ایک اور بات ہے۔ پنجاب کے ایک گاؤں کا رہنے والا یہ دعوے نہیں کر سکتا کہ میں عربی زبان ایسی فصاحت اور بلاغت سے لکھوں گا جس کے لکھنے پر کوئی دوسرا قادر نہ ہو سکے لیکن مرزا صاحب اعلان کرتے ہیں کہ خدا نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں عربی زبان میں کتاب لکھوں جو فصاحت و بلاغت کے اعتبار سے بے نظیر ہو گی۔ اور کوئی عربی یا عجمی اس کتاب کی فصاحت و بلاغت، اور حقائق و معارف میں میرا مقابلہ نہیں کر سکے گا۔

چنانچہ آپ نے عربی میں بڑی فصیح و بلیغ کتابیں لکھیں اور ان میں معارف و حقائق بیان کئے۔ لوگوں نے اعتراف کیا کہ بے شک یہ کتاب بے نظیر ہے اور اس میں جو حقائق و معارف بیان کئے گئے ہیں۔ وہ مرزا صاحب کا ہی حصہ ہے۔

اشاعت اسلام کرنیوالی جماعت بنائی

ان کاموں کے علاوہ جو بڑا کام آپ نے کیا اور جو سب سے زیادہ اہم ہے وہ ہے ایک جماعت کا قیام۔ آپ نے ایک ایسی جماعت بنائی جو احکام شریعت کی پابند ہے۔ جس کے دل کے اندر اشاعت اسلام کے لئے قربانی کا بے پناہ جذبہ موجزن ہے۔ یہ کام سب کاموں سے زیادہ مشکل ہے۔ اس جماعت کے اندر اللہ اور اس کے رسول کی محبت پیدا ہوئی جنہوں نے اللہ اور رسول کا نام بلند کرنے کے لئے ہر قسم کی بڑی بڑی قربانیاں دی ہیں۔

جماعت احمدیہ میں شمولیت ضروری ہے

اس جماعت کے اندر آنا اور اللہ اور اس کے رسول کی راہ میں کچھ خرچ کرنا اپنی عاقبت کو سنوارنا ہے اگر لوگ غور کریں تو ضرور ہے کہ وہ اس جماعت کا ساتھ دیں۔

چند غلط فہمیوں کا ازالہ (بسلسلہ صفحہ ۲۶)

نتیجہ پر پہنچیں گے۔ کہ اگر سب مسلمان دامن مجدد کے وابستہ ہو کر ایک متفقہ کوشش کرتے تو آج دنیا میں اسلام کے لئے کتنا بڑا انقلاب ہو گیا ہوتا۔ ہزاروں نہیں لاکھوں کی تعداد میں اس وقت یورپ میں کروڑوں کی تعداد میں بندگان بلکہ محمد رسول اللہ صلعم کی غلامی کا دم بھرنے والے ہوتے۔ اب غور کیجئے کہ ان کے نہ آنے کا گناہ کس پر ہے، کیا انہی لوگوں پر نہیں؟ جو ایک خدمت اسلام کے کام کو اسلام اور مسلمانوں کے فائدہ کے کام کو ہوتا اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں مگر پھر بھی اُٹھ کر ساتھ نہیں دیتے کہ اس کام کو قوت دیں۔ کیا یہ غفلت یہ بے تعلقی جہاں تک خدمت اسلام اور اشاعت اسلام کا سوال ہے مجرمانہ نہیں؟

افسوس کہ اسلام کا پودا پانی کا محتاج ہے۔ اسکی ٹہنیاں اور پتے خشک ہو کر گر رہے ہیں۔ مگر آہ ہماری غفلت اور لاپروائی کہ اپنی آنکھوں سے یہ نظارہ دیکھ رہے ہیں اور ہم میں حرکت پیدا نہیں ہوتی کہ اس جماعت کیساتھ مل کر کوئی مفید کام کر سکیں یا اپنی جگہ ہی کوئی تبلیغی مشن یورپ میں قائم کر لیں۔ تاکہ ہماری کوششیں اسلام کے لئے کوئی مفید کام کر سکیں۔ اگر حضرت مرزا صاحب اس چودھویں صدی کے مجدد نہیں تو پھر کسی مجدد کا نام لو جس نے اس صدی میں دعویٰ کیا ہو، اب تو صدی کے تقریباً بیس سال باقی رہ گئے ہیں۔ اب میں ہر مسلمان بھائی سے دردِ دل سے استدعا کروں گا کہ وہ اس بات پر غور کریں گے کہ تبلیغ اسلام کا اتنا بڑا کام اور اس کے لئے اتنے وسیع لٹریچر کی تیاری یہ کام نصرت الٰہی کے بغیر ہو سکتا ہے

ہم اپنا فرض دوستو اب کر چکے ادا
اب بھی اگر نہ سمجھو تو سمجھائے گا خدا

احمدیہ تحریک کی کامیابی کا آخری دارومدار

غرض ز آمدن درسِ اتقا باشد

مولانا یعقوب خان صاحب ایڈیٹر لائٹ

مذہبی تحریکات کے متعلق ایک تلخ تجربہ

مذاہب اور مذہبی تحریکات کے متعلق ایک نہایت تلخ تجربہ یہ ہے کہ جو لوگ تو انہیں مٹانے کے درپے رہتے ہیں وہ اسے تقویت اور ترقی دینے کا موجب بن جاتے ہیں مگر جو اُن کے حلقۂ قیادت میں شامل ہوتے ہیں انہی کے ہاتھوں میں وہ بتدریج زوال پذیر ہو کر بالآخر یہ حد پہنچ جاتی ہے کہ نام اور لیبل تو رہ جاتا ہے مگر ان کے نیچے جنس کچھ اور ہی ہو جاتی ہے۔

مسیحیت کا روزِ بد

مسیحیت کی تاریخ میں سب سے بدترین روزِ بد وہ تھا جب مسیحی حلقوں میں شہنشاہ قسطنطین کے عیسائی ہونے پر خوشیاں منائی جا رہی تھیں۔ اسی دن سے حضرت مسیح اور آپ کی پاکیزہ تعلیم کی قلب ماہیت شروع ہوئی اور توحید کی جگہ تثلیث نے لے لی۔ آپ کے دشمنوں نے آپ کو صلیب پر لٹکایا مگر... اس سے مسیحیت مری نہیں بلکہ اس میں ایک نئی جان پڑ گئی۔ مگر روما میں اپنوں کے ہاتھوں اس پر وہ تباہی آئی کہ اس کا نام و نشان بھی باقی نہ رہا اور مسیح کے مقدس نام پر اپنے قدیم خود ساختہ دیوتاؤں کی پرستش کی بنیاد ڈالی۔ عملی طور پر نتیجہ یہ ہوا کہ روما نے مسیحیت کو قبول نہیں کیا بلکہ مسیحیت رومائیت کے رنگ میں رنگین ہوئی۔

اس عالمگیر المیہ کو فراموش نہ کریں

آج جب ہم مقدس بانیٔ تحریک احمدیت کے یوم وصال کی تقریب منا رہے ہیں۔ ہمیں تاریخ کا یہ عالمگیر المیہ فراموش نہیں کرنا چاہیئے۔ بلکہ اسے اپنے لیئے درسِ عبرت بنانا چاہیئے اور ہر وقت چوکس رہنا چاہیئے اور یہ جائزہ لینا چاہیئے کہ ہم بھی تو وہ نادان دوست نہیں بن رہے جن کے ہاتھوں مذہبی تحریکات کمزور ہو جاتی ہیں؟

ہماری جماعتی جدوجہد کا مرکزی نقطہ

بانیٔ تحریک کا کیا مقام تھا۔ نبی تھے یا غیر نبی تھے ظلّی اور بروزی اور لغوی اور مجازی نبوت کیا ہوتی ہے مجدد، محدث۔ مسیح موعود۔ مہدی کے القاب کی کیا حقیقت ہے۔ ان بحثوں کے ایک نہ ختم ہونے والے چکر میں تو ہم تقریباً نصف صدی ضائع کر چکے ہیں۔ مگر ہمیں اتنی سی سیدھی بات کیوں نہ سمجھ آئی کہ آخر ناموں میں کیا رکھا ہے۔ جو چیز ہر وقت ہمارے سامنے ہونی چاہیئے اور ہمارے جماعتی نظام میں اور تمام جدوجہد اور قربانیوں کا مرکزی نقطہ ہونا چاہیئے وہ تو صرف اس قدر ہے کہ ہماری زندگیوں میں کہاں تک ایک نیک انقلاب پیدا ہوا جو درحقیقت ہر ایک نبی اور مامور کے پیغام کا واحد مشن ہوتا ہے۔

جماعت بندی کا بُت

جن غلطیوں میں پڑنے سے ہمیں بچنا چاہیئے اُن میں سے ایک بڑی غلطی یہ ہے کہ جماعت بندی کو ہم مقصود بالذات نہ بنائیں۔ یہ ایک عام کمزوری ہے کہ جب سچائی اور نیکی کی بنیاد پر گروہ بندی قائم ہو جاتی ہے۔ تو نیک و بد کے معیار کی جگہ یہ میلان پیدا ہو جاتا ہے کہ جماعت کو کس بات سے تقویت پہنچتی ہے۔ جماعت بندی ایک نیا بُت ہے جسے لوگ پوجنے لگ جاتے ہیں جماعت کے استحکام اور ترقی کے نام پر ہم ناجائز کو جائز اور بدی کو نیکی میں تبدیل کر لیتے ہیں۔

قانونِ الٰہی میں نیک و بد کا عالمگیر معیار

خدا کے ساتھ یہ دھوکہ نہیں چل سکتا اور ایسے ہی رجحانات ہوتے ہیں جو بالآخر قوموں اور جماعتوں کی کمزوری اور زوال پذیری کا موجب بن جاتے ہیں۔ خدا کا قانون شخصیتوں کو نہیں دیکھتا۔ اور نہ یہ دیکھتا ہے کہ ہم کس جماعت سے تعلق رکھتے ہیں۔ اس کا قانون تو ہر ایک کو نیک و بد کے ایک عالمگیر معیار پر تولتا ہے۔ اور بدی کے لئے بالآخر یہی مقدر ہے کہ وہ حرفِ غلط کی طرح مٹ جائے۔ اس لئے اس خود فریبی میں نہیں رہنا چاہیئے کہ چونکہ ہم مسیح موعود کا نام لیتے ہیں اور اشاعت اسلام کرتے ہیں ہمارے ساتھ کوئی خاص رعایت ہو گی۔

موجودہ تہذیب کی ایک اور غلطی

ایک اور غلطی جس سے ہمیں بچنا چاہیئے وہ یہ عام میلان ہے جو موجودہ تہذیب کی پیداوار ہے۔ یہ ایک ہی انسانی زندگی کو دو حصوں میں تقسیم کرتی ہے ایک پبلک اور دوسری پرائیویٹ۔ اس جدید معیار کے رُو سے ایک شخص کی پرائیویٹ زندگی کیسی ہے اس کے ساتھ معاشرہ کو کوئی تعلق نہیں ہونا چاہیئے جب تک اس کے اعمال اس کی ذات تک محدود ہیں۔ اسلام ایسی تقسیم کا قائل نہیں۔ بلکہ اسلام کے نزدیک اصل معیار وہ تنہائی کی زندگی ہے جسے موجودہ تہذیب نے پرائیویٹ کا نام دے کر محاسبہ سے مستثنٰی کر دیا ہے۔ نبی کریمؐ نے اپنی ساری پرائیویٹ زندگی کو ہی کفارِ مکہ کے سامنے بطور حجت پیش کیا تھا۔

امامِ وقت کے مشن کا نظریاتی پہلو

جہاں تک حضرت امامِ وقت کے مشن کے نظریاتی پہلو کا تعلق ہے اس کی صداقت پر تو اب واقعاتِ عالم نے مہرِ تصدیق ثبت کر دی ہے۔ ایک ایک وہ نظریہ جو آپ نے پیش کیا اور جس کی اس وقت سخت مخالفت ہوئی۔ قبولِ عام کا درجہ حاصل کرتا جاتا ہے، اور واقعاتِ عالم پکار پکار کر کہہ رہے ہیں کہ اس وقت انسانیت کو انہی چیز کی ضرورت ہے۔ جو خدا کا یہ مامور آسمان سے روشنی پا کر لایا آپ کی تمام تصانیف، تمام دعاوی، تمام پیشگوئیوں تمام مناظروں، تمام مباہلوں تمام شبانہ روز جدوجہد کا واحد مقصد صرف اس قدر تھا کہ کسی طرح اس بے نشان ہستی کی نشاندہی ہو جو اس کائنات کا خالق اور رب ہے اور جس شان و شوکت سے آپ نے خدا کی ہستی کا زندہ (نہ کہ کتابی، یا منطقی) ثبوت پیش کیا اس کی کیفیت یہ تھی کہ گویا قادیان کے در و دیوار پر اللہ تعالےٰ کا جلوہ پرتو فگن نظر آتا تھا۔ ظاہر ہے زندہ خدا کا زندہ ثبوت صرف ذاتی تجربہ سے ہو سکتا ہے نہ کہ کسی استدلال سے۔ ظاہر ہے کہ اگر دہریت کی جڑیں بکلی کٹ سکتی ہیں جس نے ساری دنیا کو اپنی لپیٹ میں لے لیا ہے تو صرف ذاتی شہادت سے کٹ سکتی ہیں اور یہی وہ چیز ہے جس کی شہادت امامِ وقت نے ساری دنیا کو للکار کر دی ؎

ہم نے اسلام کو خود تجربہ کر کے دیکھا
نور ہے نور اٹھو دیکھو سنایا ہم نے

مقصدِ زندگی کی تلاش

ایک ممتاز انگریز سائنسدان جو ساری عمر یونیورسٹی میں فزکس کے پروفیسر رہے ہیں ایک معرکۃ الآرا کتاب شائع کی ہے۔ جس کا موضوع یہی ہے کہ آیا ہماری زندگی کی کوئی اطمینان بخش تشریح بھی ہے۔ یا ہم یونہی ایک برساتی کیڑے مکوڑے کی طرح عالمِ وجود میں لائے اور اسی طرح نذرِ فنا ہو جائیں گے۔ نہ آنے میں کوئی غرض و غایت، نہ اس جہان سے کوچ کر جانے کا کوئی مقصد۔ وہ کہتا ہے یہ ایک نہایت غیر اطمینان بخش صورت ہے جس سے یہ ساری زندگی لغو اور بے معنی اور

بے کیف ہو جاتی ہے۔ اور جہاں تک میری ذات کا تعلق ہے (وہ لکھتا ہے) اگر میرے سامنے ایک طرف جزائر غرب الہند کی ساری دولت رکھی جائے اور دوسری طرف اس ایک سوال کا اطمینان بخش جواب تو میں یقیناً اس دولت کو ٹھکرا دوں گا اور اس تسلی بخش جواب کو لے لوں گا جس سے میری زندگی کا یہ گورکھ دھندا حل ہو کر ساری زندگی ایک بامقصد چیز ہو جائے اور جو تاریکی اس وقت چھائی ہوئی ہے وہ دُور ہو کر زندگی کی تمام شاہراہیں اور پگ ڈنڈیاں ایک آسمانی روشنی سے معمور ہو جائیں۔

امام وقت کا تسلی بخش جواب

یہ وہ جستجو ہے جو اس وقت روحِ انسانیت کو بیقرار کئے ہوئے ہے۔ جس نے انسان سے کہ اطمینانِ قلب کو باوجود اس ترقی اور فراوانی کے جو سائنس کی بدولت پیدا ہوئی ہے انسانوں سے چھین لیا ہے لیکن اگر اس زمانہ میں کوئی ایک واحد آواز ساری دنیا میں ایسی اُٹھی ہے جو اس جستجو کا جواب ہے اور تشفی بخش جواب ہے، تو ماننا پڑے گا کہ وہ صرف قادیان سے اُٹھی ہوئی وہ آواز ہے جس نے دنیا کو جھنجھوڑ جھنجھوڑ کر کہا کہ اٹھو دیکھو خدا کوئی قصہ و افسانہ نہیں۔ وہ زندہ اور موجود ہے اور میں اس کا ذاتی تجربہ رکھتا ہوں اس لئے کہ خدا مجھ سے ہم کلام ہوتا ہے۔ ہو سکتا تھا کہ ہم کلامی کا دعوے بھی تو دفریبی ہو۔ مگر صدہا واقعات کی شہادت نے کوئی شک و شبہ کی گنجائش باقی نہیں رہنے دی کہ جس مکالمہ کا دعویٰ امام وقت نے کیا اس کا سرچشمہ یقیناً اللہ تعالےٰ ہی کی ذات تھی۔

امام وقت کا پیش کردہ مقبول مذہبی تصوّر

الغرض جہاں تک آپ کے مشن کے اس پہلو کا تعلق تھا وہ تو ایسا کامیاب ہوا جیسے آفتاب عالمتاب ——— مذہب کا کوئی نقد زرا گر ساری دنیا میں اس وقت... مرغوب اور مقبول ہے تو وہی امام وقت نے قرآن و سنت کے سرچشمہ سے سیراب ہو کر دنیا کے سامنے پیش کیا۔ جیسا آپ نے خود فرمایا ؎

این چشمہ رواں کہ بخلق خدا دہم
یک قطرہ زآب زلال محمدؐ است

سبحان اللہ! حضرت نبی کریمؐ کی کیا شان ہو گی جس کے ایک قطرہ کی یہ حالت ہے کہ ساری دنیا کی روحانی پیاس کو بجھانے کے لئے کافی ہے جو امام وقت نے دنیا کو دیا۔ امام وقت نے کیا خوب کہا ہے

برتر گمان و وہم سے احمدؐ کی شان ہے
جس کا غلام دیکھو مسیح زمان ہے

امام وقت کے مشن کا دوسرا پہلو

میرا مقصد یہ ہے کہ جہاں تک تعلیمات کا تعلق

جو دین کو ثریا سے لایا تمہیں تو ہو

مولانا مرتضیٰ خان حسن صاحب

مُردہ دلوں کو جس نے جِلایا تمہیں تو ہو ⁂ جو دین کو ثریا سے لایا تمہیں تو ہو
ہے جس کی ذات ہدیۂ انوارِ ایزدی ⁂ ہے جس کی شان ارفع و اعلیٰ تمہیں تو ہو
نوکِ قلم سے دجل کا سر کر دیا قلم ⁂ پُشت و پناہ ملّتِ بیضا تمہیں تو ہو
حافظ خدا کے دین کے ملّت کے پاسباں ⁂ اسلامیوں کے ملجا و ماویٰ تمہیں تو ہو
کہتی ہے ایک دنیا کہ جس نے بصد کمال ⁂ نورِ خدا کا جلوہ دکھایا تمہیں تو ہو

کعبہ میں جس کو دیکھا رسولِ امین نے
وہ مردِ باوقار مسیحا تمہیں تو ہو

ہے حضرت امام وقت نے ہر باطل عقیدہ کو توڑ کر رکھ دیا اور مذہب کی ایسی دلکش تصویر پیش کی جس سے روحِ انسان کو تر و تازگی ملتی ہے، اور تاریکی مبدل بہ نور ہو جاتی ہے اور ایک بے مقصد زندگی ایسے مقصد کی حامل ہو جاتی ہے جو اسی زندگی میں انسان کو جنت کا وارث بنا دیتی ہے۔ مگر آپ کے مشن کا یہ دوسرا پہلو کہ کہاں تک ہم لوگوں کی روزانہ زندگی میں ایک نیک انقلاب پیدا ہوا ہے جو امام وقت کی جماعت کہلاتے ہیں سب سے بڑی کسوٹی ہے جس پر آپ کا مشن پرکھا جائے گا۔

اگر ہم صحیح معنوں میں حضرت مسیح موعودؑ کے نام کو روشن کرنا چاہتے ہیں تو بحثوں اور مباحثوں اور قال اقول کے چکر سے نکل کر آپ کے مشن کے مقصد حقیقی کو سامنے رکھنا چاہیئے اور وہ مقصد جیسے آپ نے خود کہا صرف اس قدر تھا ؎

غرض ما زآمدن درس اتقاء باشد

نیکی اور تقویٰ کی تخم ریزی کرنے والی ہستی

گذشتہ صدی میں اسلامی دنیا سے وابستہ کئی ایک جلیل القدر ہستیاں پیدا ہوئیں جن کے دلوں میں اسلام اور مسلمانوں کا درد تھا وہ اپنے اپنے دائرہ میں اس وقت کے افق پر ستارے بن کر چمکے جمال الدین افغانی سرسید۔ شبلی۔ حالی۔ ابوالکلام۔ اقبال یہ سب آسمان فکر کے ستارے تھے۔ جنہوں نے مسلمانوں کو جگانے اور اٹھانے کے لئے اپنی اپنی استعداد کے مطابق بہت کچھ کیا لیکن جس نے نیکی اور تقوے کی اس دور میں تخم ریزی کی وہ فقط وہی ایک ہی ہستی تھی جو خدا کی طرف سے اس زمانے کا امام بن کر آیا اور مجدد اور مسیح موعود وغیرہ مختلف خطابات سے اس کے مشن کی اہمیت کا احساس دلایا گیا۔ اور واقعات کی شہادت یہی ہے کہ امام وقت کے انفاس قدسی کی زیر تربیت جو جماعت عرض وجود میں آئی۔ وہ بحیثیت جماعت نیکی اور تقوے میں ایک ممتاز جماعت تھی یہاں تک کہ احمدی اور راستبازی اور دیانت داری مترادف الفاظ بن گئے۔

احمدی جماعت کا سب سے بڑا ورثہ

احمدیہ جماعت کا سب سے بڑا ورثہ وفات و حیات مسیح کا مسئلہ نہیں ہے نہ کوئی اور چیز از قسم مسئلہ مسائل ہے۔ احمدیہ تحریک کا سب سے بڑا ورثہ جس کی نہایت شد و مد سے پاسبانی کی ضرورت ہے وہ نیکی اور تقوے ہے۔ آج جب ہم اس عظیم الشان امام کی یاد کو تازہ کر رہے ہیں تو ہمیں یاد رکھنا چاہیئے کہ احمدیت کی کامیابی .... کا دارومدار صرف اس پر ہے کہ ہماری زندگیوں میں جو احمدی کہلاتے ہیں کہاں تک نیکی اور تقویٰ کو دخل حاصل ہوا ہے۔

عالمگیر روحانی انقلاب کا نقیب

اصلاحِ قوم کے بارہ میں مسیحائے وقت کے نادر نسخے

حضرت مسیح موعودؑ کے نظریات اور لائحہ عمل کی روز افزوں مقبولیت

ڈاکٹر اللہ بخش صاحب

(مادی تسخیر کے باعث انسان نے مادی اقدار کو بے جا اہمیت دے رکھی ہے - چاند ستاروں پر کمندیں ڈالنے والے عالمِ روحانی سے نہ صرف غافل بلکہ منکر ہو رہے ہیں - اس زمانہ میں صرف ایک انسان ایسا اُٹھا ہے جو باوجود غلبۂ مادی ماحول کے خدا تک جا پہنچا جس پر خدا تعالیٰ کی وحی ولایت بارش کی مانند نازل ہوئی اور جس کی گواہی سورج و چاند نے آسمان پر دی اور جس کی تائید کی خاطر زمین میں بھی زبردست زلازل، بیماریاں، سیلاب، جنگیں ہوئیں۔

وہ نبی نہ تھا مگر نبوت کے رنگ میں ضرور رنگین اور بموجب فرمودۂ رسول علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل رسولؐ کا حقیقی نائب ہو کر آیا - وہ دنیا کی سچی نجات کا داعی اور عالمگیر انقلاب کا نقیب بن کر کھڑا ہوا اس کے دامن سے وابستگی خدا تک پہنچاتی اور خدائی نصرت کا وارث بناتی ہے۔

اگرچہ اب تک دنیا نے اس کی طرف توجہ نہیں کی مگر اس کے لائحہ عمل کی صداقت و مقبولیت دن بدن ترقی پذیر ہے - آیئے! آپ بھی دیکھئے!! کیونکر خدا تعالےٰ کے زبردست حملے اس کے طریق کار کو دنیا سے منوانے چلے جا رہے ہیں۔)

کسی انسان کی صداقت کے جانچنے کا بہترین طریق یہ ہے کہ اس امر کا موازنہ کیا جائے کہ اس کے لائحہ عمل کی مقبولیت کیسی ہوئی؟ اسی مسلّمہ معیار پر ہم حضرت مسیح موعودؑ کی صداقت کا آج کے حالات میں موازنہ کر کے دیکھتے ہیں کہ آپ کا لائحہ عمل کہاں تک کامیاب ثابت ہوا۔

عالمی حالات کی رفتار

(۱) اسی برس قبل مادی اقدار کے غلبہ پر دنیا کا حتمی ایمان پیدا ہو چکا تھا، یہ یقین محکم تھا کہ انسانی نجات، خوشحالی و امن اسی راہ سے ہے - یہاں تک کہ خود مسلمان قوم کے بہی خواہ بھی اپنی قوم کی سچی ترقی کو اپنی قوم کے مادی فروغ سے ہی محدود کرتے تھے - لیکن آج یہ فضا یکسر تبدیل ہو چکی ہے، حتیٰ کہ خود سائنسدان اور سیاستدان بھی اس اصول کو مان گئے ہیں کہ انسان کی نجات اس کی خوش حالی اور امن پذیری اخلاقی و روحانی اقدار کو مقدم کرنے میں مضمر ہے - ورنہ مادی طاقتیں، اور سائنسی ایجادات نے نسل انسانی کو اور زیادہ تباہی و بربادی کے کنارے لاکھڑا کیا ہے اگر دنیا کے نظریئے میں گذشتہ صدی کے دوران یہ انقلاب رونما ہوا ہے تو جاؤ مطالعہ کرو اور بتلاؤ کہ اس زمانہ میں سب سے پہلے کس انسان نے اخلاقی و روحانی اقدار کے غلبہ کی طرف بلایا؟ اور کس نے یہ خوشخبری بھی دی کہ اب ایسا انقلاب رونما ہونے کو ہے؟

(۲) اسی طرح اسّی برس قبل حُبِّ وطن و قوم سے بڑھ کر اعلےٰ اور کوئی جذبہ دنیا کو معلوم نہ تھا، بین الاقوامی تعلقات تو درکنار، یہ لفظ بھی کوئی جانتا نہ تھا مگر آج جملہ مفکر و مورخ مان چکے ہیں کہ نسل و قومیت کے تنگ نظرانہ تصورات کی بجائے عالمگیر بین الاقوامی نظریہ ہی دنیا میں انصاف و امن کا ضامن ہو سکتا ہے۔ اسلام کے بین الاقوامی عالمگیر نظریات کو کہ خدا رب العالمین ہے اور ہر ملک و قوم اس کی نگاہ میں مساوی و یکساں حیثیت رکھتے ہیں حتیٰ کہ جملہ اقوام کی ہدایت کے لئے خدا تعالےٰ نے بلا تخصیص رعایت ہر قوم کی روحانی تربیت کے سامان کئے، اس زمانہ میں کہاں سے نشر و اشاعت کئے گئے؟ جاؤ! چھان بین کر کے بتلاؤ کہ اسلام کے عالمگیر نظریات و اصولوں کو اس زمانہ میں کہاں سے احیاء ہوئی؟

اصولِ اسلام کے غلبہ کا یقین

(۳) اسی برس قبل نہ صرف غیر دنیا میں بلکہ خود عالمِ اسلام میں اصولِ اسلام پر سے یقین اُٹھ چکا تھا، مایوسی و ناامیدی کی گھٹائیں ہر سو چھا رہی تھیں قرآن شریف کی جانب کوئی توجہ نہ تھی - پھر اس گھٹا ٹوپ اندھیرے میں کہاں سے یقین و ایمان کی کرن پیدا ہوئی؟ کہاں سے قرآنی علوم کی ترویج کے سامان پیدا ہوئے؟ کیسا انقلاب بپا ہوا کہ مایوسی و یاس، یقین و غلبہ سے بدل گئے! نہ صرف مسلمان بلکہ غیر دنیا کو اب اقرار ہے کہ عالمگیر سطح پر علاوہ دو قسم کے مادی نظریات کے ایک تیسری سلک آئیڈیالوجی بھی غالب آنے کی کشمکش کر رہی ہے۔

(۴) مادی طاقتوں کی کمزوری و مغلوبیت اور روحانی طاقتوں کی فتح و غلبہ کا اس سے بڑھ کر اور کیا ثبوت مہیا کیا جا سکتا تھا کہ محکوم و مغلوب قوم کا دین پر ایمان لا کر حلقہ بگوش اسلام ہونے لگ پڑیں! کیا دنیا نے یہ معجزہ اس زمانہ میں نہیں ... دیکھا؟ نہ صرف غلبہ کا یقین پیدا کیا بلکہ اس غلبہ کا اعلےٰ نمونہ قائم کر کے دکھلا بھی دیا، اس سے بڑھ کر اور کیا ثبوت بکار ہے کہ روحانی طاقتیں مادی قوتوں پر غالب و فاتح ہیں؟ اس سے بڑھ کر خرقِ عادت کا نمونہ اور کونسا ہوگا؟

عیسائیت یا دجالیت پر موت

(۵) حضرت مسیح علیہ السلام کی اصل تعلیم کا خلاصہ بھی روحانی فتح کی بشارت تھی جو اپنے کامل رنگ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جلوہ نمائی سے پوری ہوئی - مگر حضرت مسیحؑ کی تعلیم کو نہ صرف بگاڑا گیا بلکہ عین اس کے برعکس کلیسا نے کفر کے باطل اعتقادات کو فروغ دیا مثلاً یہی کہ جہاں حضرت مسیح کا سارا زور اخلاقی و روحانی اقدار کو تقدیم دینے کا تھا وہاں مسیح الدجال کا تمام تر انحصار مادی اقدار پر آ رہا۔ مزید یہ کہ کلیسائی معتقدات کو پھیلانے کے لئے اسلام اور اس کے پیغمبر کے برخلاف ہر قسم کے افتراء و جَل کے حربے استعمال کئے گئے۔ چنانچہ مثیلِ مسیحؑ نے جہاں ان کے باطل عقیدوں اور افتراؤں کی قلعی کھولی وہاں حضرت مسیح کی وفات اور ان کے معجزات کی روحانی اصلیت کو ثابت کر کے کلیسا پر یقینی موت وارد کر دی - یہاں تک کہ کوئی پادری کسی احمدی سے بات کرنے کی جرأت نہ کرتا بلکہ پادری صاحبان کو خفیہ یہ ہدایات دی گئیں کہ ہرگز کسی احمدی سے گفتگو نہ کرنا۔

وفاتِ مسیح کے بارہ میں ایک لطیفہ

عرصہ کوئی بیس برس کا ہوا جب میرے ایک عالم دوست نے مجھ سے طنزاً کہا کہ تم تو ایک گذرے دور کے انسان معلوم دیتے ہو اور تمہارے نزدیک آج اس وقت بھی شاید وفاتِ مسیح کو ثابت کر دکھلانا ہی اسلامی فتح کا معراجِ کمال ہے - اس وقت تو میں خاموش رہا کیونکہ بیس برس قبل عیسائیت کی حالت شکست خوردگی اور پائمالی کی تھی لیکن کیا ہی عجیب بات ہے کہ جونہی احمدیہ جماعتوں نے عالمِ اسلام میں وفاتِ مسیح اور معجزاتِ مسیح کے بارہ میں اپنی وہ پہلی جارحانہ یلغار نرم کر دی تو پھر کلیسائی تبلیغ کو پھر سے فروغ نصیب ہونا شروع ہو گیا ہے - جس سے مجھے یہ عبرت حاصل ہوئی کہ حضرت مسیح موعودؑ نے جن جن امور کو تکرار سے بیان کیا اور جن کے منوانے پر اصرار کیا ہے وہ تمام کے تمام ایسے ہی ہیں جن کی زمانہ کو اشد حاجت و پیش ہے

اور جن سے ہی اسلام کی فتح مکدّر ہو چکی ہے۔

اگر مسلمانوں نے عام طور پر وفاتِ مسیح کو مان لیا ہوتا اور اگر معجزاتِ مسیح کی بابت ان کا وہی عقیدہ ہو گیا ہوتا جو احمدیوں کا ہے تو کیا کبھی یہ ممکن تھا کہ آج پھر سے کلیسائی حضرات کو اسلامی حکومت میں مسلمانوں کو عیسائی بنانے کی جرأت ہو سکتی؟ کیا اس ایک مثال سے عیاں نہیں ہو گیا کہ جن مسائل کو مسلمانوں سے منوانے پر حضرت مسیح موعودؑ نے زور دیا ان تمام کی تہ میں یہی حقیقت کارفرما تھی کہ انہیں سے شوکت و عظمتِ اسلام وابستہ ہے۔

غلبۂ روحانیت کی عملی صورت

(۶) جبکہ صدق دل سے حضرت مسیح موعودؑ کا ایمان روحانی و اخلاقی اقدار کی برتری و فتح پر تھا تو یہ کیونکر ممکن تھا کہ آپ اسے عملی زندگی پر منطبق کر کے نہ دکھلاتے۔ اس اصول کے ماتحت آپ نے یہ تعلیم دی کہ فتحِ اسلام کے لئے اس زمانہ میں حکومت کی حاجت لازم نہیں پڑی بلکہ اگر مسلمان قوم کا روشن و حتمی ایمان اصولِ اسلام کی صداقت پر موجود ہو اور ان کا عملی نمونہ بھی اس سے موافقت رکھتا ہو تو وہ محکومی کی حالت میں بھی دینی غلبہ حاصل کر سکتے ہیں۔ چنانچہ اسی کے مطابق آپ کے پیروؤں نے غیر اقوام و ادیان میں اسلام کے جھنڈے نصب کر دکھلائے۔ مگر دوسری طرف جب مسلمان قوم کے کثیر حصہ نے آپ کی اس بات کو تسلیم نہ کیا تو نتیجہ کیا نکلا؟ حکومت و اقتدار کے ہوتے ہوئے بھی مسلمان آج عیسائیت کا شکار ہو رہے ہیں۔ جب مسلمان قوم نے اپنے مصلحِ وقت کی ندا کو نہ مانا تو خدا نے انہیں باوجود حکومت عطا کرنے کے پھر دینی رنگ میں مغلوبیت کا شکار ہوتے دکھلا کر ثابت کر دیا کہ آج دینی فوقیت و فتح صحیح علمی ہتھیاروں اور اخلاقی و روحانی قوتوں پر منحصر ہے نہ کہ مادی ذرائع اور اقتداری تفوق پر۔ کیا اب بھی مصلحِ وقت کی بات پر کان نہ دھرا جائیگا؟

پاکستان کا حصول کیونکر ممکن ہوا؟

(۷) اس امر کو تو اب بچہ بچہ جانتا ہے کہ پاکستان کا قیام دو باتوں پر ہوا، اسلامک آئیڈیالوجی یا غلبۂ اسلام پر ایمان اور کلمہ طیبہ پر مسلمانوں کی وحدت۔ اگر اپنے دین کے اصولوں کی صداقت پر ایمان اور کلمہ طیبہ پر وحدت کے اصول کو نہ اپنایا گیا ہوتا تو ظاہر ہے کہ پاکستان کبھی قائم نہ ہو سکتا تھا۔ جائے غور ہے کہ اس زمانہ میں جبکہ باقی تمام مسلمان ممالک میں قومیت کا مغربی تصور تسلیم ہو چکا تھا۔۔۔ ملکِ ہند میں الگ الگ اور دور دراز صوبوں میں رہنے والے مسلمانوں میں کیونکر باہم اتحاد و یکجہتی اور واحد قومیت کا خیال پیدا ہو گیا؟ ایسی الگ دینی قومیت اور اس پر بناء علیحدہ سلطنت کے نظریے کیا اصولِ اسلام کی صداقت پر ایمان کا ہی نتیجہ نہیں؟ پھر چودھویں صدی میں دینِ اسلام کی صداقت و افضلیت کے غلغلے کہاں سے بلند کئے گئے؟ نظریۂ پاکستان سب سے اوّل علامہ اقبال نے پیش کیا اور حضرت قائد اعظمؒ نے اسے عملی جامہ پہنایا کیونکہ مسلمان قوم نے ان کی قیادت کو قبول کر لیا، لیکن کیا یہ حقائق نہیں کہ اس ملک میں دینِ اسلام کے غلبہ اور مسلمانوں کی علیحدہ قومیت کے نظریئے جماعتِ احمدیہ کے اثر و نفوذ کے مرہونِ منت ہیں؟ خود علامہ اقبال نے کیا احمدیہ تحریک سے زبردست تاثرات نہیں لئے؟ جبکہ ۱۹۱۳ء میں آپ نے علیگڈھ میں یہ ارشاد فرمایا:-

"اگر آپ نے اس زمانہ میں ٹھیٹھ
اسلامی تہذیب کا نمونہ دیکھنا ہو
تو وہ آج ہمیں اس فرقہ میں ملے
گا جو قادیان میں پیدا ہوا ہے۔"

یہ امر بالکل قطعی و یقینی ہے کہ اگر احمدیہ تحریک نہ ہوتی تو غلبۂ اسلام پر ایمان پیدا نہ ہوتا اور نہ ہی اس پر بناء اسلامک آئیڈیالوجی اور وحدت کلمہ گویاں کے اصول مانے جاتے جن پر پاکستان کا قیام ممکن ہوا۔ قیامِ پاکستان کا معجزہ بھی درحقیقت حضرت مسیح موعودؑ کے احیاء کردہ اصول کی واضح روشن مثال ہے کہ مسلمان قوم کا تمام تر عروج و اقبال اس قوم کے دینی اصولوں کی طرف رجوع سے ہی وابستہ ہے کیونکہ جونہی ملکِ ہند کے مسلمانوں نے اسلامک آئیڈیالوجی اور وحدتِ کلمہ گویاں کے اصولوں کو اپنایا تو نہی خدا تعالیٰ نے ان کے دنیاوی مطالبہ کو بھی قبولیت کا شرف بخش دیا۔

قوم کی اندرونی ایمانی و عملی حالت

(۸) یہ تو صحیح ہے کہ جب اس ملک کے مسلمانوں نے اسلامک آئیڈیالوجی اور وحدتِ قوم پر اپنے ایمان کا اظہار کیا تو اس رجوع دین کے باعث انہیں سلطنت دے دی گئی، مگر یہ امر بھی بجائے خود ایک حقیقت الامری ہے کہ قوم کی اندرونی حالت اصلاح یافتہ نہ ہوئی، عملی زندگی کے میدان میں مسلمان نہ صرف تعلیمِ اسلام سے کوئی نسبت نہیں رکھتے بلکہ اخلاق و ایثار میں باقی اقوام سے بھی ادنےٰ مقام پر ہیں۔ یہاں خدا تعالیٰ نے اپنے مامور کی صداقت کے لئے یہ نمونہ دکھلایا کہ دین کے اصولوں کی طرف رجوع کی برکت سے سلطنت عطا کر دی وہاں مامورِ وقت کی صداقت اس طرح پر بھی مبرہن کر دکھلائی کہ مسلم قوم کی اندرونی حالت تبدیل نہ ہونے کے باعث عطا کردہ سلطنت بھی خطرہ میں پڑ گئی۔ ان قومی تجربات کے بعد کیا ابھی بھی کسی اور دلیل یا تجربہ کی ضرورت باقی ہے کہ حضرت مجدد وقت کے احیا کردہ اصول صحیح و راست ہیں؟ کیا ابھی ان مشاہدات کو قبول کرنے سے انکار ہی جاری رہے گا کہ اصل منبعِ قوت ایمانی اخلاقی و روحانی طاقتیں ہی ہیں انہی قوتوں کو بیدار کرنے کے عوض ہی مسلمان قوم کی دنیوی ترقی بھی ممکن العمل ہے، نیز انہی کے ذریعہ دین کا غلبہ بھی مقدر ہے اور جب ان ایمانی و عملی طاقتوں سے روگردانی ہو گی تو موجودہ مادی طاقتیں بھی سلب کر لی جائیں گی، اس ملک میں گذشتہ تیس سالہ تاریخ نے کیا انہی ابدی حقیقتوں کو بے نقاب کر کے نہیں دکھلا دیا؟

مسلم معاشرہ کی اندرونی اصلاح

(۹) مصلحِ وقت نے ندا دی کہ اے قوم! تمہاری ہر قسم کی ترقی کا سرچشمہ دین کے اصولوں پر حتمی ایمان اور اپنی زندگی میں ان پر عمل پیرائی میں ہی مضمر ہے، پس تم مجدد وقت کے دامن سے وابستہ ہو کر پھر سے حقیقی ایمان سے سرشار اور اس کی تیار کردہ جماعت میں شمولیت اختیار کر کے اسلامی زندگی کے سانچہ میں ڈھل جاؤ۔ مگر مسلمان قوم نے اپنے سچے بہی خواہ کی آواز پر کان نہ دھرا الا ما شاء اللہ بلکہ اس امر پر اصرار کیا کہ مادی طاقتوں اور حکومتی اقتدار کا حصول اندرونی اصلاح سے مقدم پڑا ہے۔ جیسے کہ اوپر بیان ہوا، اسلامک آئیڈیالوجی پر ایمان اور کلمہ گوؤں کی وحدت کا اقرار جب کچھ عرصہ کے لئے ظاہر ہوا تو صرف اسی سچے رجوع کے بدلے خدا تعالیٰ نے سلطنت دے دی۔ لیکن چونکہ اندرونی اصلاح عمل میں نہ آئی تھی ابدی قانونِ الٰہی کے موجب سلطنت کے چھن جانے کے آثار ہویدا ہو گئے تو پھر خدا تعالیٰ کی رحمت نے اس قوم پر اپنے مامورِ وقت کی پیشگوئی کے عین مطابق افواج کو مسلط کر دیا اور معاشرہ کی اصلاح کی طرف جو توجہ اب تک نہ ہوئی تھی اسے بھی افواج کے ذریعہ کرنا چاہا ہے۔

"ربّ الافواج اس طرف
توجہ کرے گا"

پیشگوئی کے یہ الفاظ جو فقرہ

"بخرام کہ وقتِ تو نزدیک رسید
و پائے محمدیاں برمنار بلند تر محکم
افتاد"

سے آگے آتے ہیں کس قدر معنی خیز اور پیارے ہیں، ربّ کا لفظ استعمال کر کے بتلا دیا کہ اس فوجی انقلاب کا مقصد قوم کی اصلاحی تربیت ہے۔ سو یہ کیسی عظیم پیشگوئی ہے جو کی گئی تھی اسی برس پیشتر از وقوع یہ امر صاف صاف بتلا دیا گیا کہ معاشرہ کی مصلح

جب ماٴمور وقت کی ندا پر توجہ نہ دی گئی بلکہ سلطنت عطا کر دیئے جانے پر بھی بجا نہ لائی جا سکی تو اسی مقصد کے حصول کے لئے خدا تعالیٰ افواج کو مسلط کر کے اس کی تربیت کے سامان کرے گا۔ یہ ہے اصل مفہوم جو اس جملہ "رب الافواج اس طرف توجہ کرے گا" میں بتلانا مقصود ہے۔ شاید تاریخ میں یہ پہلا واقعہ ہو کہ کسی قوم پر فوجوں کے تسلط سے اصل مقصد معاشرہ کی اصلاح ہو جیسے کہ پاکستان میں مارشل لاء کے دوسرے دور سے یہی غرض و غایت مطلوب ہے۔

تکفیر کی مہلک مرض

۱۰۔ قومی وحدت ایک عظیم طاقت ہے اور تفرقہ و انتشار ایک بڑی لعنت ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ نے اس اسلامی اصول کا اجراء کیا کہ اگر کسی شخص میں ننانوے وجوہ کفر کے مگر صرف ایک وجہ اسلام کی ہو تو اسے بھی مسلمان ہی سمجھنا چاہیئے

کلمہ گویاں را مبرا کافر نہی نام اے اخی
گر تو داری خوفِ حق رو بہ بیچ کفر خود براں
گر کنی تکفیر قوم خود چہ کار کردہ
رو اگر مرد یہودی را باسلام اندر را

"مسلم معاشرہ کی اصلاح کیلئے کارگر کاری نسخہ

۱۱۔ نہ صرف حضرت اقدسؑ نے تکفیر کی برباد افگن مرض سے منع فرمایا بلکہ اس کا حتمی علاج بھی تجویز فرمایا ہے یہ کہ جب تک کوئی مکفر اپنے فعل سے توبہ نہ کرے تب تک معاشرہ میں اسے عزت و امامت کا رتبہ نہ دیا جائے۔ یہ ایک ایسا عمدہ و عجیب نسخۂ شفا ہے کہ اگر قوم کا فہمیدہ طبقہ اس پر عمل پیرا ہو جائے تو مسلمان قوم کو جملہ امراض سے نجات مل سکتی ہے معاشرہ میں جب خوفِ خدا رہے نہ خوفِ احتساب اس وقت برائی کو پھیلنے سے روکنے کا صرف ایک ہی طریق کار باقی رہ جاتا ہے یعنی یہ کہ جو لوگ اسے برا جانتے ہوں وہ علانیہ اس سے بیزاری کا اظہار کریں اور اس کے مرتکب کو عزت عظمت کے مقام سے ہٹا دیں یہی وجہ ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ نے ایسے فتنہ پرداز عنصر کے خلاف جو قوم میں تفرقہ و انتشار ڈالنے والا ہو پبلک اعلان کرنا ضروری سمجھا، جب تک مفسد طبقہ کو پوری طاقت و ہمت سے عوام میں مقبول بننے سے روکا نہ جائے تب تک برائی پھیلتی جائے گی۔ کاش قوم نے اس کاری نسخۂ شفا کو اپنے معاشرہ کی اصلاح کے لئے استعمال کیا ہوتا تو آج یہ بدروز دیکھنے نصیب نہ ہوتے کہ ایک اسلامی سلطنت میں اخلاقی و معاشرتی بیماریاں ترقی پذیر نظر آتیں جب تک رشوت ستانی، چور بازاری، منافع خوری، اغوا، بداخلاقی غداری وغیرہ برائیوں کے مرتکبوں سے بیزاری اور معاشرہ میں

ان کی رسوائی کا کوئی ذریعہ اختیار نہ کیا جائے تب تک محض برائی کو برائی سمجھ لینا یا اس کی مذمت کرنا نتیجہ خیز نہیں ہو سکتا، فہمیدہ طبقہ کو اپنی ساری قوت ہمت سے برائی کے مظہر کے برخلاف کمربستہ ہو جانا ضروری ہے۔

اصلاح یافتہ سیاست سے الگ جماعت کی تشکیل و تنظیم کی اشد حاجت

جب قائداعظمؒ کی قیادت میں عملاً اس وحدت قومی کے اصول کو اپنایا گیا تو اس عظیم طاقت کے سامنے دیگر تمام طاقتیں سرنگوں ہو کر رہ گئیں۔ مگر جب بعد میں اہل غرض لوگوں نے تکفیر کی مرض کو ہوا دی تو ایسا زلزلہ قومی حیات پر آیا کہ گویا یہ شیرازہ بکھرتا دکھائی دیا مگر افواج کے تسلط کے پہلے دور میں مرض تکفیر کی کماحقہ سرکوبی کی گئی جس کے ذریعہ پھر اس قوم کی ساکھ قائم ہوئی۔ ایسا ہی سیاست و اقتدار کی ہوس جب غالب تھی تو اس اسلامی سلطنت میں تعمیر و اصلاح کا کوئی خیال پیدا ہو سکتا ہی نہ تھا مگر جب اس سیاست بازی اور ہوس اقتدار کا خاتمہ مارشل لاء نے کر دیا تو اس وقت جملہ فہمیدہ و سنجیدہ طبقہ سوچنے لگ پڑا ہے کہ اسلامی ملت کی نجات کا اگر کوئی واحد راستہ موجود ہے تو وہ یہی کہ ہر قسم کی سیاست سے الگ ہو کر خالصتاً ایمان باللہ اور اعلیٰ کردار کے اصولوں پر ایک اصلاح یافتہ جماعت کی تشکیل و تنظیم کی جائے۔ غور کرو حضرت مسیح موعودؑ نے تکفیر کے برخلاف جہاد کر کے کیا یہی علاج تجویز بلکہ جاری و رائج کر کے نہ بتلایا تھا؟ یعنی کیا ایک اصلاح یافتہ جماعت، ایک ایمان باللہ و عالی کردار جماعت، ایک اخلاقی و روحانی جماعت کی تعمیر و ترقی کا کامیاب نسخہ قوم کو نہیں دیا تھا؟ خدا تعالیٰ کی عمیق حکمت کن کن راہوں سے اپنے مامور وقت کی صداقت کا قائل کرتی چلی جا رہی ہے کہ ابھی تھوڑا ہی عرصہ ہوا جب کسی جماعت یا اس کی تعمیر و ترقی کا نام لینا ہی گناہ سمجھا جاتا اور اس بات کو تفرقہ بازی کے مترادف یقین کیا جاتا تھا مگر اب یہ کیسا انقلاب بپا ہو رہا ہے کہ ہر طرف سے یہی پکار سنائی دیتی ہے کہ مسلمان قوم کی نجات کا واحد رستہ ایک ایسی جماعت کی تشکیل ہے جو ایمان باللہ و کردار کی بنیادوں پر قائم ہو۔ کیا عین یہی امر جماعت احمدیہ کی تنظیم میں مضمر نہیں ہے؟ آہ! جس بات کو تم سب سے زیادہ قابل اعتراض قرار دیتے رہے وہی آج قوم کی امراض کا نسخۂ شفا تم پر ثابت ہوئی! اس سے بڑھ کر کسی انسان کے منجانب اللہ ہونے کا اور کونسا ثبوت درکار ہے کہ اس کے طریق کار کو قابل اعتراض سمجھا جاتے مگر واقعات سے مجبور ہو کر تم اسی میں نجات کا راستہ دکھلائی دینے لگ پڑے۔ یہ یاد رہے کہ ایمان باللہ و اصلاح یافتہ کردار جماعت کی تشکیل و تعمیر

اخبار احمدیہ

جلسہ یوم وصال

۲۸ مئی ۱۹۶۱ء کو بروز اتوار حضرت مسیح موعودؑ کے یوم وصال کی تقریب میں مسجد احمدیہ بلڈنگس لاہور میں ایک جلسہ منعقد ہوا جس میں مندرجہ ذیل اصحاب نے حضرت مسیح موعودؑ کی صداقت اخلاق اور خدمات دینیہ پر تقاریر فرمائیں:۔

۱۔ حضرت امیر ایدہ اللہ
۲۔ مولانا یعقوب خان صاحب
۳۔ ڈاکٹر اللہ بخش صاحب

حضرت امیر کی تقریر اسی [illegible] میں دوسری جگہ درج ہے، باقی اصحاب کی تقاریر بسبب قلت گنجائش درج نہیں ہو سکیں۔

جلسہ کے اختتام پر احباب کی تواضع چائے وغیرہ سے کی گئی۔

ودیارتھی صاحب کا خط

مولانا عبدالحق صاحب ودیارتھی سورینام (ڈچ گیانا) سے لکھتے ہیں:۔

"میرا ارادہ یہاں زیادہ قیام کا نہ تھا مگر یہ لوگ مجھے چھوڑتے نہیں۔ جب سے آیا ہوں تقاریر کا سلسلہ شروع ہے اور تمام تقاریر اور خطبات ٹیپ ریکارڈ ہو رہے ہیں۔ اور پھر اس کی نقل در نقل ہو کر لوگوں کے گھروں میں پہنچ جاتی ہیں۔ جب سے آیا ہوں چار تو خطبات نکاح دے چکا ہوں۔ اب ہر شخص کو یہ ضد ہے کہ میں ہی شہر بھر میں نکاح کا خطبہ دوں۔

ہر جمعہ میں ۲۰۰ کے قریب اجتماع ہوتا ہے اور لوگوں میں کافی جوش ہے۔ میں انشاء اللہ تعالیٰ عید الاضحی تک یہاں رہونگا۔

جماعت بھلدواہ کا انتخاب

بھلدواہ سے ماسٹر عبدالکریم صاحب لکھتے ہیں کہ:۔ مورخہ ۵ مئی بعد نماز جمعہ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام بھلدواہ کا حسب ذیل چناؤ الیکشن ہوا۔

(۱) سرپرست انجمن ۔ چوہدری عبدالغنی صاحب گنائی بھلدواہ
(۲) پریذیڈنٹ ۔ چوہدری محمد رجب صاحب گنائی 〃 〃
(۳) نائب صدر ۔ چوہدری عبدالصمد 〃 〃 〃
(۴) جنرل سیکرٹری ۔ ماسٹر عبدالکریم صاحب 〃 〃
(۵) سیکرٹری مال ۔ چوہدری عبدالحمید 〃 〃 〃
(۶) پبلسٹی سیکرٹری ۔ چوہدری عبدالرحمٰن 〃 〃 〃
(۷) نائب سیکرٹری مال ۔ چوہدری عبداللطیف 〃 〃 〃
(۸) نائب سیکرٹری اشاعت ۔ چوہدری غلام قادر صاحب 〃 〃
(۹) سیکرٹری امور عامہ ۔ چوہدری عبدالحق صاحب 〃 〃
(۱۰) نگران اطفال ۔ چوہدری [illegible] حسن صاحب 〃 〃

ہمارے حضرت صاحبؑ

از قلم احمد پرویز صاحب چیمہ چیمہ منزل گجرات

عاشق قرآن تھے

تحریک طلوع اسلامؑ کا داعی اس وقت نشر فکر قرآن کا سب سے بڑا امتاد ہے ۔ لیکن دنیا اگر انصاف سے کام لے تو اسے معلوم ہوگا کہ اس تحریک کا سرچشمہ درحقیقت حضرت مرزا غلام احمد مجدد صد چہار دہم ہیں ۔ حضرت اقدس مرزا صاحب فی الواقع قرآن کے عاشق تھے ۔ قرآن ہی ان کا اوڑھنا بچھونا تھا ۔ وہ قرآن ہی کے مضامین پر غور کرتے رہتے تھے ۔ وہ قرآن کے الفاظ ہمیشہ دہراتے رہتے تھے معانی پر نگاہ تھی اگر ایک مضمون لکھنا ہوتا تو ایک دفعہ سارے قرآن کو پڑھ جاتے اور مفید مطلب آیات پر نشان لگا دیتے ۔ وہ تمام مسائل کو قرآن کی آنکھ سے دیکھتے اور انہیں قرآنی تعلیمات کی روشنی میں حل فرماتے ۔

بقول مرزا سلطان احمد صاحب ، مرحوم حضرت صاحب نے کم از کم ہزار بار قرآن مجید کو ضرور پڑھا ہوگا صوفیائے کرام کے ہاں تو تزکیۂ نفس کے لئے چلہ کشی وظائف اور اوراد ہیں مگر اس صدی کے مجدد کا وظیفہ ہر وقت قرآن ہی تھا اس کا مجاہدہ قرآن تھا ان کی ریاضت قرآن تھی وہ قرآن کا مطالعہ بھی کرتے تھے ۔ اور پھر دل اس کے مطالب پہ غور و خوض بھی کیا کرتے تھے ۔

اس صوفی اعظم کا سارا مشن قرآن کریم ہی کی اشاعت کے لئے وقف تھا ۔ انہوں نے قرآن کریم کی تعریف میں قصیدے لکھے اور وہ جب دیگر مذاہب سے مباحثے کرتے تو اپنے سارے دلائل قرآن سے دیتے اور دوسروں کو مجبور کرتے کہ وہ بھی اپنی الہامی کتابوں سے دلائل پیش کریں اس چیلنج میں مرزا صاحب کا پلہ ہمیشہ غالب رہا ۔ اور انہوں نے ہمیشہ اپنے حریفوں کو چاروں شانے چت گرا دیا ۔ سنئے وہ کس طرح عشق کی لے میں قرآن کی حمد میں ترانہ گاتے ہیں :-

(الف)

جمال و حسن قرآں نور جان ہر مسلماں ہے
قمر ہے چاند اوروں کا ہمارا چاند قرآں ہے
بہار جاوداں پیدا ہے اس کی ہر عبارات میں
نہ یہ خوبی چمن میں ہے نہ اس سا کوئی بستاں ہے
ملائک جس کی حضرت میں کریں اقرار لاعلمی
سخن میں اس کی ہمتائی کہاں مقدور انساں ہے
خدا کے قول سے قول بشر کیونکر برابر ہو
وہاں قدرت یہاں درماندگی فرق نمایاں ہے

(ب)

نور فرقاں ہے جو سب نوروں سے اجلا نکلا
پاک وہ جس سے یہ انوار کا دریا نکلا
حق کی توحید کا مرجھا ہی چلا تھا پودا
ناگہاں غیب سے یہ چشمۂ اصفیٰ نکلا
یا الٰہی تیرا فرقاں ہے کہ اک عالم ہے
جو ضروری تھا وہ سب اس میں مہیا نکلا
سب جہاں چھان چکے ساری دکانیں دیکھیں
مئے عرفاں کا یہی ایک ہی شیشہ نکلا
پہلے سمجھے تھے کہ موسیٰ کا عصا ہے فرقاں
پھر جو سوچا تو ہر اک لفظ مسیحا نکلا

(ج)

اے عزیزو سنو کہ بے قرآں
حق کو ملتا نہیں کبھی انساں
جن کو اس نور کی خبر ہی نہیں
ان پہ اس یار کی نظر ہی نہیں
ہے یہ فرقاں میں اک عجیب اثر
کہ بناتا ہے عاشق دلبر
جس کا نام ہے قادر اکبر
اس کی ہستی سے دی پختہ خبر
دل میں ہر وقت نور بھرتا ہے
سینہ کو خوب صاف کرتا ہے
اس کے اوصاف کیا کروں میں بیاں
وہ تو دیتا ہے جاں کو اک جاں
بحر حکمت ہے وہ کلام تمام
عشق حق کا پلا رہا ہے جام
دردمندوں کی ہے دوا وہی ایک
ہم نے دیکھا ہے دلربا وہی ایک
اس کے منکر جو بات کہتے ہیں
یونہی اک واہیات بکتے ہیں
بات جب ہے کہ میرے پاس آویں
میرے منہ پر وہ بات کہہ جاویں
مجھ سے اس دلستاں کا حال سنیں
مجھ سے وہ صورت جمال سنیں
آنکھ پھوٹی تو خیر کان سہی
نہ سہی یوں ہی امتحان سہی

اور کبھی فارسی زبان میں عشق قرآن میں ڈوبی ہوئی نظمیں بے ساختہ نوک قلم سے ٹپک پڑتی ہیں ۔ سنئے کیسا وجد آور اور کیف پرور انداز ہے ۔ فرماتے ہیں :-

از نور پاک فرقاں صبح صفا دمیدہ
بر غنچہ ہائے دلہا باد صبا دمیدہ
ایں روشنی و لمعاں شمس الضحیٰ ندارد
ویں دلبری و خوبی کس در قمر ندیدہ
یوسف بقعر چاہے محبوس ماند تنہا
ویں یوسفے کہ تنہا از چاہ برکشیدہ
از مشرق معانی صدہا دقائق آورد
قد ہلال نازک زاں ناز کی خمیدہ
کیفیت علومش دانی چہ شان دارد
شہدیست آسمانی از وحی حق چکیدہ
آں نیر صداقت چوں رو بعالم آورد
ہر بوم شب پرستے در کنج خود خزیدہ
آنکس کہ عالمش شد شد مخزن معارف
واں بے خبر ز عالم کیں عالمے ندیدہ
اے کان دلربائی دانم کہ از کجائی
تو نور آں خدائی کیں خلق آفریدہ
میلم نماند باکس محبوب من توئی بس
زیرا کہ زاں فغاں رس نورت بما رسیدہ

حضرت مرزا صاحب نے تحدی کے طور پر اپنے مخالفوں سے تین مطالبے کئے جو بالفاظ حضرت ڈاکٹر بشارت احمد صاحب مرحوم و مغفور حسب ذیل میں ملاحظہ ہو صفحہ ۱۳۸۷ مجدد اعظم جلد اوّل :-

اوّل یہ کہ قرآن کریم تمام مذہبی صداقتوں کا جامع ہے اور کوئی مذہبی صداقت ایسی نہیں پیش کی جاسکتی جو کسی مذہبی کتاب نے پیش کی ہو ۔ یا آج کسی ذہن میں آسکے اور وہ قرآن کریم میں موجود نہ ہو ۔ اور جو مذہبی صداقت بھی اس میں ہے وہ اپنی کامل اور مکمل شکل میں ہے ۔

(۲) قرآن کریم نے تمام عقائد باطلہ کی جو دنیا کی کسی قوم میں پائے جاتے ہوں تردید کی ہے ۔

(۳) قرآن کریم نہ صرف ہر اک دعوے کو پیش کرتا ہے بلکہ اس کے دلائل بھی خود دیتا ہے"

یہ لکھ کر ڈاکٹر صاحب حضرت مرزا صاحب کے مخالفین کو مخاطب کرتے ہیں اور بڑے درد دل سے مخاطب کرتے ہیں :-

" اب میں ہر اک قلب سلیم رکھنے والے بزرگ سے دریافت کرتا ہوں کہ جو شخص قرآن کریم کی اس عظمت کو ظاہر کرتا ہے نہ صرف ظاہر کرتا ہے بلکہ دلائل سے پایۂ ثبوت کو پہنچا دیتا ہے کیا اس شخص کو دشمن اسلام قرار دینا ظلم عظیم نہیں ؟ حضرت اقدس مرزا صاحب وہ شخص ہیں ۔ جنہوں نے اس کتاب الٰہی کو جسے اس زمانہ میں مسلمانوں نے محض تعظیم کے لئے گھروں میں رکھا

ہوا تھا یا زیادہ سے زیادہ تلاوت کے ثواب کے لئے سمجھا ہوا تھا جنگ مذاہب میں دنیا کا زبردست ترین حربہ ثابت کیا۔ مگر اس ناشکری کا کیا علاج کہ اسی عظیم الشان محسن کو ہمارے مکفر علما نے دشمن اسلام ثابت کرنے کی کوشش کی۔"

حضرت مرزا صاحب نے اس زمانہ کے لئے جہاد بالسیف کی بجائے جہاد بالقرآن کو فروغ دیا۔ انہوں نے بے شمار کتابوں اور رسالوں اور ٹریکٹوں کے ذریعے فکر قرآنی کو عام کیا چنانچہ جماعت احمدیہ نے ہر شہر ہر قریہ میں درس قرآن شروع کر دیئے جو اب تک جاری ہیں۔ اور اس زمانہ سے شروع کئے جبکہ قرآن شریف صرف ناظرہ پڑھایا جاتا تھا اور ہمارے دینی مدارس میں قرآن کریم کے صرف اڑھائی سیپارے بطور نصاب اس غرض سے لئے مقرر کئے تھے تاکہ علم ادب سے طالب علم واقف ہو سکیں۔ ورنہ قرآنی تعلیمات کو عوام تک پہنچانا ان کا کبھی مقصد نہیں ہوا۔ ایک زمانہ اس امت پر ایسا بھی آیا کہ علماء نے قرآن کا دوسری زبانوں میں ترجمہ کرنا ناجائز قرار دیا تھا۔

عاشق رسول تھے

طلوع اسلام والے یہاں قرآن کریم کو فروغ دینا چاہتے ہیں۔ وہاں حدیث کی تنقیص بھی اپنے فرائض میں داخل سمجھتے ہیں اور اسے صفحہ ہستی سے مٹا دینے کے لئے ایک زبردست اور منظم تحریک چلا رہے ہیں۔ اس کے بالمقابل اہل حدیث حضرات کی ایک الگ جماعت ہے جو قرآن پر حدیث کو بمنزلہ قاضی ٹھہراتی ہے۔ حضرت مرزا صاحب کے زمانہ میں بھی ایسی دو جماعتیں موجود تھیں جو احادیث کے متعلق افراط و تفریط میں مبتلا تھیں چنانچہ اس زمانہ یعنی ۱۹۰۲ء میں مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی سالار جماعت اہل حدیث کے بالمقابل مولوی عبداللہ صاحب چکڑالوی تھے۔ جو کہ منکر حدیث تھے۔ دونوں میں ایک زبردست مباحثہ ہوا۔ اس مباحثہ پر حضرت مرزا صاحب نے حدیث کے متعلق اپنا زاویہ نگاہ بیان فرمایا اور ایک معرکۃ الآرا محاکمہ لکھ کر شائع کر دیا۔ چونکہ طلوع اسلام نے یہ مسئلہ پھر زندہ کر دیا ہے۔ اور اس پر آئے دن بحثیں اخباروں میں ہوتی رہتی ہیں۔ اس لئے ہم مناسب سمجھتے ہیں کہ اس محاکمہ کے ضروری اجزا پبلک کے سامنے پیش کریں۔

"فریقین کی تحریرات سے معلوم ہوا کہ مباحثہ مندرجہ عنوان کے پیش آنے کی وجہ یہ تھی کہ مولوی عبداللہ صاحب احادیث نبویہ کو محض ردی کی طرح خیال کرتے ہیں اور ایسے الفاظ منہ پر لاتے ہیں جن کا ذکر کرنا بھی سوء ادب میں داخل ہے اور مولوی محمد حسین صاحب نے ان کے مقابل پر یہ حجت پیش کی تھی کہ اگر احادیث ایسی ہی ردی اور لغو اور نا قابل اعتبار ہیں تو اس سے اکثر حصے عبادات اور مسائل فقہ کے باطل ہو جائیں گے کیونکہ احکام قرآنی کی تفاصیل کا پتہ حدیث کے ذریعہ سے ہی ملتا ہے ورنہ صرف اگر قرآن ہی کافی سمجھا جائے تو پھر محض قرآن کے رو سے اس پر کیا دلیل ہے کہ فریضہ صبح کی دو رکعت اور مغرب کی تین رکعت اور باقی تین نمازیں چار چار رکعت ہیں۔ یہ اعتراض ایک زبردست پیرایہ میں ہے گو اپنے اندر ایک غلطی رکھتا ہے۔ یہی وجہ تھی کہ اس اعتراض کا مولوی عبداللہ صاحب نے کوئی شافی جواب نہیں دیا۔ محض فضول باتیں ہیں جو لکھنے کے بھی لائق نہیں۔ ہاں اس اعتراض کا نتیجہ آخر کار یہ ہوا کہ مولوی عبداللہ صاحب کو ایک ہی نماز بنانی پڑی جس کا جمیع اسلام کے فرقوں میں نام و نشان نہیں پایا جاتا۔ انہوں نے التحیات اور درود اور دیگر تمام ادعیہ ماثورہ جو نماز میں پڑھی جاتی ہیں، درمیان سے اڑا دیں اور ان کی جگہ صرف قرآنی آیتیں رکھ دیں۔ ایسا ہی اور بہت کچھ نماز میں تبدیلی کی ہوگی۔ لیکن کیا یہ سچ ہے کہ حدیثیں ایسی ہی ردی اور لغو ہیں جیسا کہ مولوی عبداللہ نے سمجھا ہے معاذاللہ ہرگز نہیں۔

اصل بات یہ ہے کہ ان ہر دو فریق میں سے ایک فریق نے افراط کی راہ اختیار کر رکھی ہے اور دوسرے نے تفریط کی فریق اول یعنی مولوی محمد حسین صاحب اگرچہ اس بات میں سچ پر ہیں کہ احادیث نبویہ مرفوعہ متصلہ ایسی چیز نہیں ہیں کہ ان کو ردی اور لغو سمجھا جائے۔ لیکن وہ حفظ مراتب کے قاعدہ کو فراموش کر کے احادیث کے مرتبہ کو اس بلند مینار پر چڑھاتے ہیں جس سے قرآن شریف کی ہتک لازم آتی ہے اور انکار کرنا پڑتا ہے اور کتاب اللہ کی مخالفت اور معارضت، کی وہ کچھ بھی پروا نہیں کرتے اور حدیث کے قصہ کو ان قصوں پر ترجیح دیتے ہیں جو کتاب اللہ میں بتصریح موجود ہیں اور حدیث کے بیان کو کلام اللہ کے بیان پر ہر ایک حالت میں مقدم سمجھتے ہیں اور یہ صریح غلطی ہے اور جادۂ انصاف سے تجاوز ہے۔ اللہ جل شانہ قرآن شریف میں فرماتا ہے فبای حدیث بعد اللہ وآیاتہ یؤمنون۔ یعنی خدا اور اس کی آیتوں کے بعد کس حدیث پر ایمان لائیں گے۔ اس جگہ حدیث کے لفظ کی تنکیر جو فائدہ عموم کا دیتی ہے صاف بتلا رہی ہے کہ جو حدیث قرآن کے معارض اور مخالف پڑے اور کوئی راہ تطبیق کی پیدا نہ ہو اس کو رد کر دو۔ اور اس لفظ حدیث میں ایک پیشگوئی بھی ہے جو بطور اشارۃ النص اس آیت سے مترشح ہے اور وہ یہ کہ خدا تعالےٰ آیت ممدوحہ میں اس بات کی طرف اشارہ فرماتا ہے کہ ایک ایسا زمانہ بھی اس امت پر آنے والا ہے کہ جب بعض افراد اس امت کے قرآن شریف کو چھوڑ کر ایسی حدیثوں پر بھی عمل کریں گے جن کے بیان کردہ قصے قرآن شریف کے بیانات سے مخالف اور معارض ہوں گے۔ غرض یہ فرقہ اہل حدیث اس بات میں افراط کی راہ پر قدم مار رہا ہے کہ قرآنی شہادت پر حدیث کے بیان کو مقدم سمجھتے ہیں اور اگر وہ انصاف اور خدا ترسی سے کام لیتے تو ایسی حدیثوں کی تطبیق قرآن شریف سے کر سکتے تھے۔ مگر وہ اس بات پر راضی ہو گئے کہ خدا کے قطعی اور یقینی کلام کو بطور متروک اور مہجور کے قرار دیدیں اور اس بات پر راضی نہ ہوئے کہ ایسی حدیثوں کو جن کے قصے کتاب اللہ سے مخالف ہیں یا تو چھوڑ دیں اور یا اُن کی کتاب اللہ سے تطبیق کریں پس یہ وہ افراط کی راہ ہے جو مولوی محمد حسین نے اختیار کر رکھی ہے اور ان کے مخالف مولوی عبداللہ صاحب نے تفریط کی راہ پر قدم مارا ہے جو سرے سے احادیث سے انکار کر دیا ہے۔ اور احادیث سے انکار ایک طور سے قرآن شریف کا بھی انکار ہے کیونکہ اللہ تعالےٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ۔ پس جبکہ خدا تعالےٰ کی محبت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع سے وابستہ ہے اور آنجناب کے عملی نمونوں کی دریافت کے لئے جن پر اتباع موقوف ہے حدیث بھی ایک ذریعہ ہے۔ پس جو شخص حدیث کو چھوڑتا ہے وہ طریق اتباع کو بھی چھوڑتا ہے اور مولوی عبداللہ صاحب کا یہ قول کہ تمام حدیثیں محض شکوک اور ظنون کا ذخیرہ ہیں یہ قلت تدبر کی وجہ

سے یہ خیال پیدا ہوا ہے اور اس خیال کی اصل جڑ محدثین کی ایک غلط اور نامکمل تقسیم ہے جس سے بہت سے لوگوں کو دھوکہ دیا ہے کیونکہ وہ یوں تقسیم کرتے ہیں کہ ہمارے ہاتھ میں ایک تو کتاب اللہ ہے اور دوسری حدیث۔ اور حدیث کتاب اللہ پر قاضی ہے۔ گویا احادیث ایک قاضی یا جج کی طرح سے کرسی پر بیٹھی ہیں اور قرآن اُن کے سامنے ایک مستغیث کی طرح کھڑا ہے اور حدیث کے حکم کے تابع ہے۔ ایسی تقریر سے بیشک ہر ایک کو دھوکا لگے گا کہ جبکہ حدیثیں قریباً ڈیڑھ سو برس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جمع کی گئی ہیں اور انسانی ہاتھوں کے مس سے وہ خالی نہیں ہیں اور بایں ہمہ وہ احاد کا ذخیرہ اور ظنی ہیں اور ان میں قسم متواترات شاذ و نادر ہیں جو حکم معدوم کا رکھتی ہیں اور پھر وہی قرآن شریف پر قاضی بھی ہیں تو اس سے لازم آتا ہے کہ تمام دین اسلام ظنیات کا ایک تودہ اور انبار ہے اور ظاہر ہے کہ ظن کوئی چیز نہیں ہے اور جو شخص محض ظن کو پنجہ مارتا ہے وہ مقام بلند حق سے بہت نیچے گرا ہوا ہے اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ان الظن لا یغنی من الحق شیئاً یعنی ظن حق الیقین کے مقابلہ پر کچھ چیز نہیں پس قرآن شریف تو یوں ہاتھ سے گیا کہ وہ بغیر قاضی صاحب کے فتوؤں کے واجب التعمیل نہیں اور متروک اور مہجور ہے اور قاضی صاحب یعنی احادیث صرف ظن کے میلے کچیلے کپڑے زیب تن رکھتے ہیں جن سے احتمال کذب کسی طرح مرتفع نہیں کیونکہ ظن کی تعریف یہی ہے کہ وہ دروغ کے احتمال سے خالی نہیں ہوتا۔ پس اس صورت میں نہ تو قرآن ہمارے ہاتھ میں رہا اور نہ حدیث اس لائق کہ اس پر بھروسہ ہو سکے گویا دونوں ہاتھ سے گئے یہ غلطی ہے جس نے اکثر لوگوں کو ہلاک کیا۔

اور صراط مستقیم جس کو ظاہر کرنے کے لئے میں نے اس مضمون کو لکھا ہے یہ ہے کہ مسلمانوں کے ہاتھ میں اسلامی ہدایتوں پر قائم ہونے کے لئے تین چیزیں ہیں (۱) قرآن شریف جو کتاب اللہ ہے جس سے بڑھکر ہمارے ہاتھ میں کوئی کلام قطعی اور یقینی نہیں۔ وہ خدا کا کلام ہے وہ شک اور ظن کی آلائشوں سے پاک ہے (۲) دوسری سنت۔ اور اس جگہ ہم اہل حدیث کی اصطلاحات سے الگ ہو کر بات کرتے ہیں۔ یعنی ہم حدیث اور سنت کو ایک چیز قرار نہیں دیتے جیسا کہ رسمی محدثین کا طریق ہے بلکہ حدیث الگ چیز ہے۔ اور سنت الگ چیز۔ سنت سے مراد ہماری صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی فعلی روش ہے جو اپنے اندر تواتر رکھتی ہے اور ابتداء سے قرآن کے ساتھ ہی ظاہر ہوئی، اور ہمیشہ ساتھ ہی رہے گی۔ یا بہ تبدیل الفاظ یوں کہہ سکتے ہیں کہ قرآن شریف خدا تعالیٰ کا قول ہے اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فعل۔ اور قدیم سے عادۃ اللہ یہی ہے کہ جب انبیاء علیہم السلام خدا کا قول لوگوں کی ہدایت کے لئے لاتے ہیں تو اپنے فعل سے یعنی عملی طور پر اس قول کی تفسیر کر دیتے ہیں تا اس قول کا سمجھنا لوگوں پر مشتبہ نہ رہے اور اس قول پر آپ بھی عمل کرتے اور دوسروں سے بھی عمل کراتے ہیں (۳) تیسرا ذریعہ ہدایت کا حدیث ہے۔ اور حدیث سے مراد ہماری وہ آثار ہیں کہ جو قصوں کے رنگ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے قریباً ڈیڑھ سو برس بعد مختلف راویوں کے ذریعوں سے جمع کئے گئے ہیں۔ پس سنت اور حدیث میں مابہ الامتیاز یہ ہے کہ سنت ایک عملی طریق ہے جو اپنے ساتھ تواتر رکھتا ہے جس کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ سے جاری کیا اور وہ یقینی مراتب میں قرآن شریف سے دوسرے درجہ پر ہے۔ اور جس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم قرآن شریف کی اشاعت کے لئے مامور تھے ایسا ہی سنت کی اقامت کے لئے بھی مامور تھے۔ پس جیسا کہ قرآن شریف یقینی ہے ایسا ہی سنت معمولہ متواترہ بھی یقینی ہے یہ دونوں خدمات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ سے بجا لائے اور دونوں کو اپنا فرض سمجھا۔ مثلاً جب نماز کے لئے حکم ہوا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خدا تعالیٰ کے اس قول کو اپنے فعل سے کھول کر دکھلا دیا۔ اور عملی رنگ میں ظاہر کر دیا کہ فجر کی نماز کی یہ رکعات ہیں اور مغرب کی یہ اور باقی نمازوں کے لئے یہ رکعات ہیں ایسا ہی حج کر کے دکھلایا۔ اور پھر اپنے ہاتھ سے ہزار ہا صحابہ کو اس فعل کا پابند کر کے سلسلہ تعامل بڑے زور سے قائم کر دیا پس عملی نمونہ جو اب تک امت میں تعامل کے رنگ میں مشہود و محسوس ہے اسی کا نام سنت ہے۔ لیکن حدیث کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے روبرو نہیں لکھوایا اور نہ اس کے جمع کرنے کے لئے کوئی اہتمام کیا کچھ حدیثیں حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جمع کی تھیں۔ لیکن پھر تقویٰ کے خیال سے انہوں نے وہ سب حدیثیں جلا دیں کہ میرا سماع بلا واسطہ نہیں ہے خدا جانے اصل حقیقت کیا ہے۔ پھر جب وہ دور صحابہ رضی اللہ عنہم کا گذر گیا تو بعض تبع تابعین کی طبیعت کو خدا نے اس طرف پھیر دیا کہ حدیثوں کو بھی جمع کر لینا چاہیئے۔ تب حدیثیں جمع ہوئیں۔ اس میں شک نہیں ہو سکتا کہ اکثر حدیثوں کے جمع کرنے والے بڑے متقی اور پرہیزگار تھے انہوں نے جہاں تک ان کی طاقت میں تھا حدیثوں کی تنقید کی اور ایسی حدیثوں سے بچنا چاہا جو ان کی رائے میں موضوعات میں سے تھیں اور ہر ایک مشتبہ الحال راوی کی حدیث نہیں لی۔ بہت محنت کی مگر تاہم چونکہ وہ ساری کارروائی بعد از وقت تھی اس لئے وہ سب ظن کے مرتبہ پر رہی۔ بایں ہمہ سخت ناانصافی ہوگی کہ یہ کہا جائے کہ وہ سب حدیثیں لغو اور نکمی اور بے فائدہ اور جھوٹی ہیں۔ بلکہ ان حدیثوں کے لکھنے میں اس قدر احتیاط سے کام لیا گیا ہے اور اس قدر تحقیق اور تنقید کی گئی ہے جو اس کی نظیر دوسرے .... مذاہب میں نہیں پائی جاتی یہودیوں میں بھی حدیثیں ہیں، اور حضرت مسیح کے مقابل پر بھی وہی فرقہ یہودیوں کا تھا جو عامل بالحدیث کہلاتا تھا لیکن ثابت نہیں کیا گیا کہ یہودیوں کے محدثین نے ایسی احتیاط سے وہ حدیثیں جمع کی تھیں جیسا کہ اسلام کے محدثین نے، تاہم غلطی ہے کہ ایسا خیال کیا جائے کہ جب تک حدیثیں جمع نہیں ہوئی تھیں اس وقت تک لوگ نمازوں کی رکعات سے بے خبر تھے یا حج کرنے کے طریق سے ناآشنا تھے کیونکہ سلسلہ تعامل نے جو سنت کے ذریعہ سے ان میں پیدا ہو گیا تھا تمام حدود اور فرائض اسلام ان کو سکھلا دیئے تھے اس لئے یہ بات بالکل صحیح ہے کہ ان حدیثوں

کا دنیا میں اگر وجود بھی نہ ہوتا جو مدّت دراز کے بعد جمع کی گئیں تو اسلام کی اصلی تعلیم کا کچھ بھی حرج نہ تھا کیونکہ قرآن اور سلسلہ تعامل نے ان ضرورتوں کو پورا کر دیا تھا۔ تاہم حدیثوں نے اس نور کو اور زیادہ کیا۔ گویا اسلام نورٌ علیٰ نور ہو گیا اور حدیثیں قرآن اور سنت کے لئے گواہ کی طرح کھڑی ہو گئیں اور اسلام کے بہت سے فرقے جو بعد میں پیدا ہو گئے اُن میں سے سچے فرقہ کو احادیث صحیحہ سے بہت فائدہ پہنچا۔ پس مذہب اسلم یہی ہے کہ نہ تو اس زمانہ کے اہل حدیث کی طرح حدیثوں کی نسبت یہ اعتقاد رکھا جائے کہ قرآن پر وہ مقدم ہیں اور نیز اگر ان کے قصے صریح قرآن کے بیانات سے مخالف پڑیں تو ایسا نہ کریں کہ حدیثوں کے قصوں کو قرآن پر ترجیح دی جائے اور قرآن کو چھوڑ دیا جائے، اور نہ حدیثوں کو مولوی عبداللہ چکڑالوی کے عقیدہ کی طرح محض لغو اور باطل ٹھہرایا جائے بلکہ چاہیئے کہ قرآن اور سنت کو حدیثوں پر قاضی سمجھا جائے اور جو حدیث قرآن اور سنت کے مخالف نہ ہو اس کو بسرو چشم قبول کیا جائے یہی صراط مستقیم ہے۔ مبارک وہ جو اس کے پابند ہوتے ہیں۔ نہایت بد قسمت اور نادان وہ شخص ہے جو بغیر لحاظ اس قاعدہ کے حدیثوں کا انکار کرتا ہے۔

ہماری جماعت کا یہ فرض ہونا چاہیئے کہ اگر کوئی حدیث معارض اور مخالف قرآن اور سنت نہ ہو تو خواہ کیسی ہی ادنےٰ درجہ کی حدیث ہو اس پر وہ عمل کریں اور انسان کی بنائی ہوئی فقہ پر اس کو ترجیح دیں۔ اور اگر حدیث میں کوئی مسئلہ نہ ملے اور نہ سنت میں اور نہ قرآن میں مل سکے تو اس صورت میں فقہ حنفی پر عمل کریں کیونکہ اس فرقہ کی کثرت خدا کے ارادہ پر دلالت کرتی ہے اگر بعض موجودہ تغیرات کی وجہ سے فقہ حنفی کوئی صحیح فتویٰ نہ دے سکے تو اس صورت میں علماء اس سلسلہ کے اپنے خداداد اجتہاد سے کام لیں۔ لیکن کو مولوی عبداللہ چکڑالوی کی طرح بے وجہ احادیث سے انکار کریں۔ ہاں جہاں قرآن اور سنت سے کسی حدیث کو معارض پا دیں تو اس حدیث کو چھوڑ دیں یاد رکھیں کہ ہماری جماعت بہ نسبت عبداللہ کے اہل حدیث سے اقرب ہے۔ اور عبداللہ چکڑالوی کے بے ہودہ خیالات سے ہمیں کچھ بھی مناسبت نہیں۔ ہر ایک جو ہماری جماعت میں ہے اسے یہی چاہیئے کہ وہ عبداللہ چکڑالوی کے عقیدوں سے جو حدیثوں کی نسبت وہ رکھتا ہے بدل متنفر اور بیزار ہو اور ایسے لوگوں کی صحبت سے حتی الوسع نفرت رکھیں کہ یہ دوسرے مخالفوں کی نسبت زیادہ برباد شدہ فرقہ ہے اور چاہیئے کہ نہ وہ مولوی محمد حسین کے گروہ کی طرح حدیث کے بارے میں افراط کی طرف جھکیں اور نہ عبداللہ کی طرح تفریط کی طرف مائل ہوں بلکہ اس بارے میں وسط کا طریق اپنا مذہب سمجھ لیں۔ یعنی نہ تو ایسے طور سے بکلی حدیثوں کو اپنا قبلہ و کعبہ قرار دیدیں جن سے قرآن متروک اور مہجور کی طرح ہو جائے۔ اور نہ ایسے طور سے ان حدیثوں کو معطل اور لغو قرار دیدیں جن سے احادیث نبویہ بکلی ضائع ہو جائیں۔ ایسا ہی چاہیئے کہ ختم نبوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا انکار نہ کریں اور نہ ختم نبوت کے یہ معنے سمجھ لیں جس سے اُمت پر مکالمات الٰہیہ کا دروازہ بند ہو جائے۔" الخ

(۳) عاشق خدا تھے

کسی زمانہ میں خدا سے تعلق براہ راست قائم کرنے والے بزرگ صوفیائے عظام کہلاتے تھے۔ صوفیا کے ہاں مشاہدات باطنی و واردات قلبی بالفاظ دیگر مخاطبات مکالمات الٰہی مستند حقائق سمجھے جاتے تھے ہمارے اکابر محنت اور ریاضت تقوے اور رجوع الی اللہ سے ایسے روحانی تجربے کیا کرتے تھے کہ ان کے قلوب صافی پر تجلیات الٰہی جلوہ گر ہونے لگتی تھیں مگر امتداد زمانہ نے تحریک تصوف کو کثیف کرنا شروع کر دیا حتیٰ کہ یہ روحانی تحریک اس قدر زوال پذیر اور انحطاط گیر ہو گئی کہ تصوف کے نام پر ملک بھر میں جا بجا مکر و فریب اور فحاشی اور بدمعاشی کے اڈے قائم ہونے لگے۔ مشہور گدیوں میں جہاں کثرت سے اللہ کا نام لیا جاتا تھا۔ مئے نوشی، بھنگ، چرس اور گنجہ کا استعمال ہونے لگا اور عوام اس قماش کے ملنگوں کو اپنا پیر و مرشد سمجھنے لگے۔ ان لوگوں کا کہنا تھا کہ یہ مرشدان طریقت سلوک کی تمام منازل طے کر چکے ہوئے ہیں۔ لہٰذا اب انہیں ظاہری شریعت کی پابندی کی ضرورت نہیں۔ ان کا کہنا تھا کہ ؎

مئے سے غرض نشاط ہے کس روسیاہ کو
اک گونہ بیخودی مجھے دن رات چاہیئے

یہ لوگ اس کے جواز میں اپنا یہ عقیدہ بیان کرتے تھے۔ کہ محض ایک کیفیت ہے جو خودی پیدا کرنے کے لئے وہ منشیات ممنوعہ کو استعمال کرتے ہیں۔ اس کے نتیجہ میں ان کی عقل یا زبان حدود فراموش ہو جاتی تھیں۔ اور وہ کون سی قباحت ہے جس کا یہ لوگ ارتکاب نہ کرتے تھے۔ ایسے حالات میں امام وقت نے اعلان فرمایا۔ کہ جب افضل الرسل ختم الرسل کے لئے شریعت کی پابندی لازمی ہے تو اور کون ہے جو اس سے آزاد ہونے کا مدعی ہو خلاف شریعت تمام افعال بد قابل مواخذہ ہیں۔ خواہ وہ کسی پیر سے سرزد ہوں یا مرشدان طریقت سے۔ حضرت صاحب نے وہ راستے بتائے اور وہ اصول بیان کئے جن پر چل کر انسان خدا تک پہنچ سکتا ہے۔ چنانچہ اس معاملہ میں وہ نئے علم کلام کے موجد ہوئے اور انہوں نے ایک عظیم الشان کتاب "حقیقۃ الوحی" شائع کی جس میں صحیح نظریات کے علاوہ اپنے ذاتی تجارب بھی بیان کئے۔ وہ علم غیب جو اللہ تعالےٰ نے اس زمانہ میں حجت کے طور پر آپ پر ظاہر کیا تھا دو اور دو چار کی طرح انہوں نے ان لوگوں کی شہادتیں پیش کر کے ثابت کر دیا جو آپ کی تعلیمات اور آپ کے نظریات کے بھی سخت مخالف تھے جس طرح یورپ کے مفکرین مادی حقائق کو سائنس کی تجربہ گاہوں میں ثابت کر کے دکھا دیتے ہیں۔ اسی طرح روحانی حقائق کو حضرت مرزا صاحب نے اپنی جاری کردہ "تجربہ" میں روز روشن کی طرح عیاں کر کے دکھا دیا۔ جوں جوں لوگوں کی توجہ روحانیات کی طرف منعطف ہوتی جائے گی حقیقۃ الوحی کا احترام بڑھتا جائے گا اور دنیا اسے مختلف زبانوں میں ترجمہ کر کے شائع کرے گی۔

مرزا صاحب کا دعوےٰ تھا کہ میرا خدا زندہ خدا ہے جس کتاب پر میں ایمان لایا ہوں وہ زندہ کتاب ہے جس رسول کی میں اطاعت کرتا ہوں وہ زندہ رسول ہے اور ان زندہ طاقتوں کے فیوض سے میں خود زندہ ہوں اور مردوں کو زندہ کر سکتا ہوں میرا خدا مجھ سے پیار کرتا ہے مجھ سے ہمکلام ہوتا ہے مجھے غیب کی خبریں دیتا ہے میں دنیا کو خدا سے علم پا کر بڑی بڑی خبریں بھی دیتا ہوں اور بشارتیں بھی سناتا ہوں۔ یہ غیبی بین الاقوامی امور سے بھی متعلق تھیں ملکی سیاست اور لوگوں کے انفرادی معاملات پر بھی روشنی ڈالتی تھیں آنے والے واقعات کا ایک لامتناہی سلسلہ تھا جس کا علم بہت قبل اس مرد مومن کو دیا جاتا ہے جسے وہ علی الاعلان شائع کر دیا کرتا تھا ان تمام امور کو حضرت صاحب نے نہایت مدلل اور مؤثر طریقہ سے اپنی کتاب (حقیقۃ الوحی) اور بہت سی دیگر کتابوں میں بیان کر دیا ہے جو رہ نما چاہے وہ دیکھ لے۔

جس طرح ظہور اسلام کے بعد تمام ادیان عالم منسوخ کر دیئے گئے اور قرآن کریم کے آفتاب عالم تاب کے طلوع ہونے سے تمام کتب الہامیہ کے ستارے ماند پڑ گئے اور خاتم الانبیاء کے آنے سے نبوتوں کے سلسلے ختم ہو گئے اسی طرح محمد مصطفےٰ کے اس عظیم الشان بروز کے بعد تمام سلسلوں اور فرقوں پر قلم نسخ کھینچ

دیاگیا اور ایک ایسی نئی زندگی بخش تحریک شروع کر دی گئی جس میں اسلام اپنے پورے جلال اور جمال کے ساتھ دنیا کے سامنے پیش کیا جانے لگا۔ اب نہ کسی مودودی کا کاروبار چل سکتا ہے۔ ورنہ کسی مودودی کا اہل حدیث کنویں کے مینڈک بن کر رہ گئے۔ اور باقی تمام سلسلے اور فرقے اصل حقیقت سے دور جا پڑے اور بدعات کو اصل اسلام سمجھ کر سونے کی بجائے ملمع کو فروغ دینے لگ گئے۔ اسلام کا مغز۔ اس تحریک احمدیت نے اپنے وجود میں خوب جذب کر لیا ہے۔ اور چھلکا ان مردہ لوگوں کی طرف پھینک دیا ہے ؎

من ز قرآن مغز را برداشتم
استخواں پیش سگاں انداختم

حضرت مرزا صاحب نے مسلمانوں کو کامیابی کا یہ نسخہ بتایا تھا۔ کہ وہ دنیا میں تعلیمات قرآنی کو شائع کریں۔ اور اشاعت اسلام کے فریضہ میں جسے وہ اب تک نظرانداز کئے ہوئے ہیں پوری تن دہی سے لگ جائیں۔

مگر ان کی زندگی میں سخت مخالفتیں کی گئیں ان پر جور و ستم کے تیر برسائے گئے۔ اور ظلم کی کوئی ایسی مشق نہ تھی جو ان پر روا نہ رکھی گئی ہو تضحیک و استہزاء سے کام لیا گیا۔ فحش سے فحش گالیاں دی گئیں مقدمات میں پھنسایا گیا۔ جلسوں میں پتھراؤ کیا گیا۔ غرض ہر طرح کوشش کی گئی کہ ان کا مشن ناکام ہو۔

مگر آج ستر برس کے بعد تمام عالم اسلامی سے یہ آواز اٹھ رہی ہے۔ کہ اگر اس وقت دنیا کے انسانوں کو بچانا ہے تو اسلام کی اشاعت کی جائے اور ملحدین عالم کو قرآن کے چشمہ سے دلائل کا آب شیریں پلا کر خدا کے آستانہ پر گرایا جائے اس وقت بجز قرآن کوئی ایسی کتاب موجود نہیں جو تشنگان صداقت کو سیراب کر سکے کوئی دین بجز اسلام ایسا نہیں جو متشککین عالم کے اعتراضات اور شک کو رفع کر سکے۔

یہودیت ایک جامد اور فرسودہ مذہب ہو چکا ہے اس کے اندر اب کوئی زندگی یا حرکت نہیں۔ اسی طرح بدھ مت مجموعہ اوہام ہو چکا ہے۔ اور اب تو عیسائیت بھی سائنس کی روز افزوں ترقی کے سامنے اپنا اثر کھو چکی ہے اور اہل دانش اس کو الوداع کہہ رہے ہیں۔ اسلام اب بھی ایک زندہ قوت ہے اور اس کی زندگی بخش تعلیم سے ایک زندہ تحریک پیدا ہوئی ہے جو انسانیت کے عروق مردہ میں زندگی کی لہر دوڑا سکتی ہے اور دنیا نے اسلام اپنی آنکھوں سے دیکھ رہی ہے۔ کہ کس طرح احمدی مبلغین ایک طرف یورپ اور امریکہ کو متاثر کر رہے ہیں اور دوسری طرف ایشیا اور افریقہ کے تپتے صحراؤں کی باطل نواز قوتوں کو پاش پاش کرنے میں لگے ہوئے ہیں۔

یہ وقت ہے کہ مسلمان اپنے چھوٹے چھوٹے جھگڑوں کو بھول جائیں فروعات سے کنارہ کش ہو جائیں

اور مستعد اور متفق ہو کر اعلائے کلمۃ اللہ کی عالمگیر تحریک میں شامل ہو کر جہاد کبیر کا ثواب حاصل کریں تا دنیا سے الحاد و زندیقی ظلم و تعدی فسق و فجور اور جنگ و جدال نیست و نابود ہو جائے اور خدا کی بادشاہت خدا کی زمین پر نزول کر آئے اور خدا کا تخت اس کرۂ ارض پہ بچھا دیا جائے تا شیطان یہاں سے بھاگ جائے اور قدوسیوں سے زمین بھر جائے اور چاروں طرف سے کانوں میں یہ آوازیں آنے لگیں کہ :-

واشرقت الارض بنور ربھا
واخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین ؏

آیاتِ صداقت

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

میاں بشیر احمد صاحب منٹو

دنیا میں جتنے پیغمبر آئے اُن میں سے ہر ایک نے اللہ کی ہستی اور اس کی توحید پر ایمان لانے کی لوگوں کو دعوت دی۔ وحی محمدی کا سب سے پہلا دعویٰ یہ ہے کہ اس صانع کائنات اور پروردگار عالم کی ہستی کا اعتراف انسان کی فطرت میں داخل ہے اس لئے خدا پرستی کی کوئی سچی بات انسان کے لئے انوکھی بات نہیں ہو سکتی، یہ اس کی عقل حیوانی کا خاصہ ہے کہ وہ ہدایت کا طالب ہو اور گمراہی سے گریز کرے، قرآن مجید نے قدرت خداوندی کے عجائبات کو جو آسمان سے زمین تک پھیلے ہیں ایک ایک کر کے پیش کیا ہے اور سوچنے والوں کے لئے انہیں اپنی نشانیاں اور دلیلیں قرار دیا ہے۔

وجود انسانی کرۂ ارضی کے سلسلۂ خلقت کی آخری اور اعلیٰ کڑی ہے۔ سوال یہ ہے کہ جس وجود کی زندگی کو برقرار رکھنے کی خاطر فطرت نے آفتاب کو طلوع کیا، سمندروں کو پانی سے لبالب بھر دیا، ہوائیں چلائیں بادلوں سے پانی برسایا، سبزیاں اُگائیں اور درختوں کو قسم قسم کے پھلوں سے لد دیا، کیا یہ سب کچھ اس لئے تھا کہ وہ پیدا ہو، کھائے پیئے اور فنا ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہمیں عبث پیدا نہیں کیا گیا بلکہ جس طرح دنیا کی ساری چیزوں کو بلاواسطہ یا بالواسطہ ہماری خدمت کے لئے وقف کر دیا گیا اسی طرح ہماری تخلیق اس لئے ہوئی کہ ہم اللہ کی عبادت کریں۔

خالق کائنات نے انسان کے دل میں اپنی اور اپنی صفات جمال کی محبت کا ایک نہایت ہی شدید اور طاقتور جذبہ رکھ دیا ہے اور اطمینان قلب اس وقت تک حاصل ہو ہی نہیں سکتا جب تک اس فطری جذبہ کا صحیح اور کامل اظہار نہ ہو، محبت کا یہ جذبہ ایسا نہیں کہ اسے روکا جا سکے لیکن انسانوں میں سے بہت سے انسان ایسے ہیں جو دوسری ہستیوں کو اللہ کا ہم پلہ بنا لیتے ہیں، وہ انہیں اس طرح چاہنے لگتے ہیں جس طرح اللہ کو چاہنا ہوتا ہے اور اس طرح غلط معبودوں کی کثرت کی وجہ سے نوع انسانی میں افتراق پیدا ہوتا ہے اور دنیا میں جنگ و جدال کی آگ بھڑکتی رہتی ہے۔ جس طرح رب العالمین نے ہمارے جسموں کی نشو و نما کے لئے تمام چیزیں پیدا کر دیں اسی طرح ہماری روحوں کی نشو و نما کا بھی انتظام فرما دیا اور ہمارے فطری جذبہ محبت کو بہک جانے سے بچانے کی خاطر اس کی رہنمائی اپنے ذمہ لے لی۔

ظاہر بات ہے کہ ہمارے اعمال کی درستگی اور انضباط کے لئے عقل کافی نہیں۔ عقل کی رہنمائی اگر کافی ہوتی تو نسل اور رنگ کے جھگڑے برپا نہ ہوتے اور نہ ہی کروڑوں انسانوں کو غلام بنایا جاتا اور نہ ہی طرح طرح کی اذیتیں دے دے کر بے اندازہ لوگوں کو خاک و خون میں ملا دیا جاتا تو ضروری ہوا کہ نوع انسانی کی ہدایت اور عدل و صداقت کے قیام کے لئے وحی الٰہی کی روشنی نمودار ہو اور رسولوں کی دعوت تبلیغ کا سلسلہ قائم ہو گیا، خدا کے یہ نیک بندے ہمیں اللہ کی محبت کی عملی راہ دکھاتے ہیں، وہ بتلاتے ہیں کہ جو خدا سے محبت کرنا چاہے وہ پہلے اس کے بندوں سے پیار کرنا سیکھے کیونکہ خدا کی محبت کی راہ اس کے بندوں میں سے ہو کر گذرتی ہے۔ وہ مخلوق کی خدمت خالق کی منشاء کے مطابق بجا لاتے ہیں اور صرف مخلوق کو مخلوق ہی سے نہیں بلکہ مخلوق کو خالق سے جوڑتے ہیں اور ان کے مدنظر انسان کی اس دنیا میں ہی بھلائی نہیں ہوتی بلکہ اس کا بھی لحاظ رکھتے ہیں کہ اس کا اثر اس کی دوسری دائمی اور پائدار زندگی پر پڑے۔

اصل یہ ہے کہ قرآن مجید نے خدا پرستی کی بنیاد ہی اس جذبہ پر رکھی ہے کہ انسان خدا کی صفتوں کا پرتو اپنے اندر پیدا کرے اور اس میں زیادہ سے زیادہ صفات الٰہی سے تخلق و تشبہ پیدا ہو جائے۔ خدا کا جسے قرب حاصل ہو جاتا ہے وہ علم و معرفت اور یقین کی بنا پر لوگوں کو خدا پرستی کی دعوت دیتا ہے اور اس کی زندگی اللہ کی ہستی پر ایک زندہ اور سب سے بڑی دلیل بن جاتی ہے۔ اس دنیا کی کوئی منزل اس کی منزل مقصود نہیں ہوتی بلکہ حق کی راہ میں چلتے رہنا ہی اس کی زندگی کا نصب العین ہوتا ہے، مایوسی اس کے پاس نہیں پھٹکتی اور شکست سے بالکل ناآشنا ہوتا ہے، حالات کیسے ہی ناموافق ہوں اور مخالفوں کی عناد کتنا ہی سخت کیوں نہ ہو اس کے پائے ثبات میں کبھی لغزش نہیں آتی، وہ لوگوں کی تحسین و مرحبا کا متمنی نہیں ہوتا بلکہ ان کی دی ہوئی عزت و آبرو کو اللہ کی رضا جوئی کی خاطر بغیر کسی تامل کے قربان کرنے پر آمادہ رہتا ہے۔ اس کا عمل ہی اس کی مزدوری ہوتا ہے اور اس کی محنت کسی اعتراف کی محتاج نہیں ہوتی وہ نہ ہی کسی انعام کا طالب ہوتا ہے اور نہ کسی کا شکریہ چاہتا ہے۔ وہ تو سورج کی طرح ہر روز روشنی اور حرارت پھیلاتا ہے اس روشنی کی یہی مزدوری اسے اکتفا کرتی ہے کہ دنیا اس کے نور سے منور ہو جائے اور اس کی حرارت اس سے زیادہ کسی اور انعام کی خواہشمند نہیں ہوتی کہ درختوں میں پھول اور پھل لگیں، اور کھیتیاں لہلہانے لگیں۔

ہماری اس صدی میں ایک ایسے آدمی موجود تھے جو ہم میں مسیحا بن کر آئے۔ انہوں نے مردہ اجسام کو جنبش دے کر ان میں حیات تازہ کی لہر دوڑا دی جن مصیبتوں سے انہیں سابقہ پڑا انہیں برداشت کرنے میں ایسی بے نظیر استقامت دکھائی کہ معلوم ہوتا تھا کہ ان کی راہ میں جو کانٹے آئے وہ کانٹے نہیں تھے بلکہ پھول تھے۔ بہت سے ایسے لوگ جنہیں ان کی ذات گرامی سے محبت کے دعوے تھے اور جو ان کی مدح سرائی کرنے میں کبھی تھکتے نہ تھے ان کے دشمن بن گئے۔ ان کے ترکش میں طعن و تشنیع کے جتنے تیر تھے وہ سب اُن پر چلائے اور جتنی تکلیفیں اُن کے بس میں تھیں پہنچائیں لیکن اُن کی جبین پر کبھی شکن نہ آئی۔ کانٹے خوف کے ہوں یا غم کے ان کی چبھن سے وہ ہمیشہ محفوظ رہے اور پورے اطمینان قلب کے ساتھ دین کی سربلندی میں کوشاں رہے۔

ان کی پیدائش ہندوستان کے صوبہ پنجاب کے ایک چھوٹے سے گاؤں قادیان میں ہوئی، والد ماجد نے نام غلام احمد رکھا۔ قدرت خداوندی کا کرشمہ کہنا چاہیئے کہ نام بھی وہی رکھا گیا جس کے وہ مستحق تھے حضرت احمد مجتبےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی کا حق جیسا ان سے ادا ہوا شاید ہی کسی اور نے کیا ہو۔ تیرھویں صدی کا نصف گذر چکا تھا، مسلمانوں پر نکبت و ادبار کے بادل منڈلا رہے تھے، سیاسی طاقت ان کی برباد ہو چکی تھی اور مالی، علمی اور اخلاقی طور پر بھی وہ بالکل تباہ حال تھے۔ پنجاب میں سکھوں کا غلبہ تھا ان کی تعدیاں حد سے بڑھ گئیں تھیں۔ اذان بند تھی، ذبیحہ گاؤ ممنوع تھا، مساجد کی بے حرمتی ہو رہی تھی اور جان و مال اور آبرو کی حرمت مٹ چکی تھی، مسیحی پادری شمع اسلام کو بجھا دینے کے لئے تلے ہوئے تھے اور دہلی کی جامع مسجد کو کیتھیڈرل بنائے جانے کے خواب دیکھ رہے تھے۔ مخالفین کا وہ تمام لٹریچر جو انہوں نے اسلام کے خلاف لکھا تھا اگر اکٹھا کیا جاوے تو بلا مبالغہ یہ کہا جا سکتا ہے کہ ایک پورا ہمالہ کھڑا ہو جائے گا، یہ ماحول تھا جس میں حضرت مرزا غلام احمد رضی اللہ عنہ نے آنکھیں کھولیں لیکن بجائے اس کے کہ وہ ماحول سے ہراساں اور مرعوب ہو جاتے وہ اسلام کی مدافعت پر کمربستہ ہو گئے اور ایک ایسی آگ جلائی کہ مخالفت کا یہ ہمالہ پہاڑ خاکستر ہو کے رہ گیا۔ یہ یقیناً اللہ تعالیٰ کی قدرت کا اظہار تھا ورنہ یہ کیسے ممکن ہو سکتا تھا کہ ایک عاجز و ناتوان آدمی تن تنہا

قوج در فوج دشمنوں کا مقابلہ کرسکتا اور انہیں ایسی شکست دیتا کہ وہ اپنے قدموں پر کھڑا ہونے کے قابل نہ ہوسکیں، جاء الحق وزھق الباطل کا یہ نظارہ قابل دید تھا اور اب بھی اس کا تصور روح کو وجد میں لے آتا ہے۔

چاہیئے تو یہ تھا کہ مسلمانوں کے علماء اسلام کی مدافعت میں اُن سے تعاون کرتے مگر ہوا یہ کہ وہ ناحق کی دشمنی پر تل بیٹھے اور تعصب کی وجہ سے غیرت دینی کو بھی کھو دیا، ان مولویوں نے عیسائیوں کا ساتھ دیا اور اس کی کوشش میں لگے رہے کہ حضرت مرزا صاحب کو نیچا دکھائیں، حقیقت یہ ہے کہ وہ علماء حق نہیں بلکہ علماء سُو تھے۔ ان کے خطبے، تقریریں اور تحریریں حضرت اقدس کے متعلق نہایت ہی گندی گالیوں اور ..... افترا پردازیوں سے بھرپور تھیں اور حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زبان مبارک سے جو اُن کی کیفیت بیان کی تھی ہوبہو اسی کے مطابق ان کی حالت تھی، ان کی مثال بندروں اور سوٴروں جیسی تھی اور آسمان کی چھت کے نیچے بدترین خلائق یہی تھے۔ یہ سب کچھ تھا مگر جس سے اللہ خوشنود ہوتا ہے اور جو اللہ تعالےٰ کی رضا کو اپنی رضا سمجھتا ہے اس کی حق پرستی دنیا کے ہر طرح کے تاثرات سے یکقلم منزہ ہوتی ہے اور وہ سارے جہان کی دشمنیاں اور ہر طرح کی مصیبتیں اپنے سر لے لیتا ہے اور صرف یہی نہیں کہ وہ ہر قسم کے کڑوے گھونٹ بغیر کسی جھجک کے پی لیتا ہے بلکہ راہ محبت کی تمام کلفتیں اور مصیبتیں اس کے لئے ازدیاد محبت کا باعث بن جاتی ہیں۔ مولویوں کی ہرزہ سرائیاں اور دشمنیاں حضرت مرزا صاحب کو دعوت حق سے باز نہ رکھ سکیں اور وہ پورے اطمینان اور سکون کے ساتھ اپنے فرض کے سرانجام دینے میں منہمک رہے۔

اس میں کوئی شبہ نہیں کہ مسلمانوں کی آبادیوں میں علماء سُو کی کثرت تھی مگر جس طرح خاردار جھاڑیوں میں بھی پھول نمودار ہو جاتے ہیں اور رات کی تاریکی کے باوجود ستارے اپنی ضیا پاشی میں مصروف رہتے ہیں اسی طرح بہت سی سعید روحیں اس داعی حق کی آواز پر لبیک کہنے کے لئے آگے بڑھیں اور اپنا سب کچھ نثار کرنے کے لئے تیار ہو گئیں۔

ان میں مولانا نورالدین رضی اللہ تعالےٰ عنہ تھے آپ ایک متبحر عالم اور فاضل بے بدل تھے اور جموں و کشمیر کی ریاست میں شاہی طبیب تھے۔ عطار کی دوکان سے آپ نے ایک دفعہ دوائی منگوائی جس کاغذ میں وہ بندھی ہوئی تھی وہ براہین احمدیہ کا اشتہار نکلا۔ پڑھا تو معلوم ہوا کہ اس تحریر کا مصنف مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ کا دعوےٰ کرتا ہے اور اسے صداقت اسلام کی تائید میں پیش کرتا ہے۔ اس اشتہار کے پڑھنے کے بعد براہین احمدیہ کا مطالعہ کیا تو مصنف اور کتاب، دونوں کے عاشق ہو گئے، شاہی ملازمت اور شاہی دربار سے کنارہ کش ہو کر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قدموں میں آکر بیٹھ گئے۔ اور **ان ہی کی رفاقت** اپنے لئے باعث عزت و فخر سمجھنے لگے مولوی غلام نبی صاحب خوشابی حضرت مرزا صاحب کے مخالفوں میں سے تھے۔ ایک دفعہ لدھیانہ کے اسی محلہ میں جہاں ان دنوں حضرت صاحب فروکش تھے مولوی خوشابی صاحب کا وعظ تھا، عام لوگوں کے علاوہ بڑے بڑے مولوی بیرونجات سے وہاں جمع تھے اور ان پر تحسین و آفرین کے پھول برسا رہے تھے۔ جلسہ کے اختتام پر ایک جم غفیر لوگوں کا اُن کے ساتھ تھا اور مولوی صاحبان بھی جلو میں تھے۔ اتفاق سے حضرت صاحب سے مڈبھیڑ ہو گئی۔ حضرت صاحب نے السلام علیکم کہہ کر مولوی خوشابی سے مصافحہ کیا اور وہ دونوں اسی طرح ہاتھ میں ہاتھ دیئے اس مکان میں داخل ہو گئے جس میں حضرت صاحب قیام فرما تھے۔ مولوی خوشابی صاحب حضرت صاحب کی باتوں سے اتنے متاثر ہوئے کہ رو پڑے۔ اپنی گستاخیوں کی معافی مانگی اور باہر لوگوں میں اعلان کروا دیا کہ حضرت مرزا صاحب امام برحق ہیں اور تم بھی اگر بچا ہو تو میری طرح تائب ہو کر ان کے دامن سے وابستہ ہو جاؤ اور خدا کے آگے سرخروئی حاصل کرو، یہ واقعہ دلچسپ ہونے کے علاوہ ازدیاد ایمان کا باعث ہے جہاں اس سے مولوی غلام نبی صاحب خوشابی رحمۃ اللہ علیہ کی سلیم فطرت کا پتہ چلتا ہے کہ کس طرح حق کے قبول کرنے میں کوئی تامل نہ کیا اور لوگوں کی تحسین آفرین کی بجائے ان کی گالیاں کھانے پر راضی ہو گئے وہاں حضرت صاحب کی بے پناہ روحانی قوت کا بھی پتہ چلتا ہے جو ایک عظیم انقلاب برپا کر دیتی تھیں۔

صاحبزادہ عبداللطیف صاحب کے ایمان لانے کا واقعہ بے حد دردناک ہے۔ وہ افغانستان میں اس وقت کے سب سے بڑے عالم تھے، امیر کابل کی تاجپوشی کے وقت برکت کے لئے ان ہی سے تاج سر پر رکھوایا گیا۔ حضرت صاحب کی کتب کے مطالعہ کے بعد جب اُن پر حق بکلی روشن ہو گیا تو وہ قادیان پہنچے اور بیعت سے سرفراز ہوئے یہ بیعت معمولی بیعت نہ تھی بلکہ امیر کابل کے عتاب کا مورد ہونا تھا مگر بقول حضرت مسیح موعودؑ علیہ الصلوٰۃ والسلام وہ ان راستبازوں میں سے تھے جو خدا سے ڈر کر اپنے تقوےٰ اور اطاعت الٰہی کو انتہا تک پہنچاتے ہیں اور خدا کے خوش کرنے اور اس کی رضا حاصل کرنے کے لئے اپنی جان اور عزت اور مال کو ایک ناکارہ خس و خاشاک کی طرح اپنے ہاتھ سے چھوڑ دینے کو تیار ہو جاتے ہیں، اللہ تعالےٰ کا یہ برگزیدہ بندہ جس وقت قادیان سے واپس کابل پہنچا تو اسے قلعہ میں قید کر دیا گیا۔ ہاتھوں میں ہتھکڑیاں اور پاؤں میں بے حد وزنی بیڑیاں ڈال دی گئیں۔ چار مہینے متواتر امیر کابل انہیں فہمائش کرتا رہا کہ وہ تائب ہو جائیں اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیعت فسخ کر دیں مگر صاحبزادہ صاحب یہی جواب دیتے کہ یہ تو غیر ممکن ہے کہ میں سچائی سے توبہ کر دوں۔ آخر امیر جب مایوس ہو گیا اور اسے یقینی طور پر معلوم ہو گیا کہ وہ باطل سے دبنے والے نہیں تو اس نے حکم دیا کہ اس کی ناک میں چھید کر کے اس میں رسی ڈال دی جائے اور انہیں کھینچتے ہوئے مقتل تک پہنچایا جائے اور صاحبزادہ صاحب کو مقتل میں پہنچا کر انہیں ایک گڑھے میں کمر تک گاڑ دیا گیا۔ سب سے پہلا پتھر اس قاضی نے پھینکا جس نے اُن پر کفر کا فتوےٰ لگایا تھا، اس کے بعد امیر کابل نے پھینکا اور اس کے بعد ہزاروں پتھر چلائے گئے اور صاحبزادہ صاحب کو شہید کر دیا گیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت کے لئے سینکڑوں نشانات ظہور میں آئے۔ ان بزرگان اصحاب کی زندگیوں کو اللہ تعالےٰ نے آیات کے طور پر پیش کر دیا ہے، اہل بصیرت کے لئے اتنا ہی بس ہے کیونکہ ایک دیکھتا سلمان فارسیؓ کا تھا جو دیکھتے ہی پکار اٹھا واللہ ما ھذا بوجہ کذاب اور ایک ابوجہل کا تھا کہ ما ھذا الرسول یاکل الطعام و یمشی فی الاسواق۔

حضرت مرزا صاحب نے تبلیغ و تذکیر کا وہ کام جس کے لئے وہ مبعوث ہوئے تھے کما حقہٗ سرانجام دے دیا اور ان کے اصحاب نے ان کی معاونت میں اپنی اپنی ہمت اور حوصلہ کے مطابق کوئی کمی نہیں کی، ان کی قربانیاں اور جان نثاریاں تاریخ کے صفحوں میں یادگار رہیں گی اور ان مجاہدوں کے لئے جو دین کی محبت سے سرشار ہیں اور اس کے قیام کا جوش رکھتے ہیں مشعل راہ کا کام دیں گی حضرت مسیح موعود اور ان کے ان اصحاب پر جو ہم سے جدا ہو گئے ہیں صلوٰۃ وسلام ہو اور اللہ تعالیٰ ہمیں ان کا صدق، عزم اور استقامت عطا فرماوے۔

کلامِ مسیحِ موعودؑ

تم تو کہتے تھے کہ یہ نابود ہو جائیگا جلد
یہ ہمارے ہاتھ کے نیچے ہے اک ادنیٰ شکار
بات پھر یہ کیا ہوئی کس نے مری تائید کی
خائب و خاسر رہے تم ہو گیا میں کامگار

فتح اسلام

فخر الدین احمد راولپنڈی

بخرام کہ وقتِ تو نزدیک رسید و پائے محمدیاں بر منارِ بلند تر محکم افتاد

(الہام حضرت امام الوقت)

انیسویں صدی عیسوی مسلمانانِ عالم کے لئے سخت ابتلاء و آزمائش کا دور تھا۔ ان کی سیاسی حالت انتہائی تنزل تک پہنچ گئی تھی، اسلامی سلطنتیں یکے بعد دیگرے اغیار کے تسلط میں جا رہی تھیں۔ برصغیر ہند و پاک میں سلطنتِ مغلیہ کا خاتمہ ہو چکا تھا۔ مصر اور سوڈان پر انگریزوں کا تسلط ہو چکا تھا۔ افریقہ کے شمال میں واقع اسلامی ممالک کے فرانس سپین، اور اٹلی نے حصے بخرے کر لئے تھے۔ جزیرہ عرب کی اسلامی حکومت بے جان تھی خلافتِ اسلامیہ کا مرکز "ترکی" یورپ کا مرد بیمار بنا ہوا تھا۔ ذہنی حالت بھی انتہائی مایوس کن تھی سیاسی تنزل و ادبار اور دینی لحاظ سے یاس انگیزی کی وجہ سے مسلمان مرعوب ہو رہے تھے۔ ان کی اخلاقی اور معاشرتی حالت بھی اصلاح طلب تھی۔ شاعر اسلام خواجہ الطاف حسین حالی نے کن دردبھرے الفاظ میں اس حسرت و یاس، نکبت و ادبار کی تصویر کشی کی ہے:۔

وہ مسلمانوں کی میربازی میں سبقت کیا ہوئی
وہ حجازی غیرت وہ مکی حمیت کیا ہوئی
ہم مسلمانوں سے ہے اے بندِ ننگ اسلام کو
تھا لقب خیرالامم جس کا وہ امت کیا ہوئی
دین و دولت علم و دانش ہم میں کچھ باقی نہیں
حق نے پوری کی تھی جو ہم پر وہ نعمت کیا ہوئی
ملک و مال و سلطنت اک آنی جانی چیز تھی
جو ہمیشہ رہنے والی تھی وہ دولت کیا ہوئی

اے خاصۂ خاصانِ رسل وقت دعا ہے
امت پہ تری وقت عجب آکے پڑا ہے
جو دین بڑی شان سے نکلا تھا وطن سے
پردیس میں وہ آج غریب الغربا ہے
جس دین کی حجت سے سب ادیان تھے مغلوب
اب معترض اس دین پہ ہر ہرزہ سرا ہے
فریاد ہے اے کشتیٔ امت کے نگہباں
بیڑا یہ تباہی کے قریب آن لگا ہے
تدبیر سنبھلنے کی ہمارے نہیں کوئی
ہاں ایک دعا تیری کہ مقبول خدا ہے

ڈاکٹر اقبال مرحوم بھی تڑپ اٹھے:۔

اے بادِ صبا! کملی والے سے جا کہیو پیغام میرا
قبضے سے امت بیچاری کے دیں بھی گیا دنیا بھی گئی

یہ شعراء کی خیال آرائیاں ہی نہیں بلکہ ایک اٹل حقیقت ہے۔ حضرت مرزا غلام احمدؒ جو اس زمانے کے لئے امام ہو کر آئے تھے اس پرفتن دور کے متعلق فرماتے ہیں:۔

"اے بھائیو۔ اس زمانہ میں وہ زہرناک ہوا اندرونی اور بیرونی طور پر پھیلی ہوئی ہے جس کا استیصال انسان کے اختیار میں نہیں بلکہ اس خدائے حی و قیوم قادر مطلق کے اختیار میں ہے جو موسموں کو بدلتا اور وقتوں کو پھیرتا اور خشک سالی کے بعد بارانِ رحمت نازل کرتا ہے۔ ...... زمانہ کی حالت کو دیکھو اور آپ ہی اپنا گواہی دو۔ کیا یہ وقت وہی وقت نہیں جس میں الٰہی مددوں کی دین اسلام کو ضرورت ہے۔ اس زمانے میں جو کچھ دین اسلام اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کی گئی ہے اور جس قدر شریعت ربانی پر حملے ہوئے اور جس طور سے ارتداد اور الحاد کا دروازہ کھلا۔ کیا اس کی نظیر کسی دوسرے زمانے میں بھی مل سکتی ہے کیا یہ سچ نہیں کہ اس ملکِ ہند میں ایک لاکھ کے قریب لوگوں نے عیسائی مذہب اختیار کر لیا۔ اور چھ کروڑ اور کسی قدر زیادہ اسلام کے مخالف کتابیں تالیف ہوئیں .... پس کیا ابھی اس آخری مصیبت کا وقت نہیں آیا جو اسلام کے لئے دنیا کے آخری دنوں مقدر تھا۔ کیا کوئی ثابت کر سکتا ہے کہ اس سے بڑھ کر کوئی اور زمانہ بھی آنے والا ہے جو قرآن کریم اور حدیث کی رو سے ان موجودہ فتنوں سے کچھ زیادہ فتنے رکھتا ہوگا۔ سو بھائیو تم اپنے نفسوں پر ظلم مت کرو اور خوب سوچ لو کہ وقت آگیا اور بیرونی اور اندرونی فتنے انتہا کو پہنچ گئے"[1]

دن چڑھا ہے دشمنانِ دیں کا ہم پر رات ہے
اے مرے سورج دکھا اس دیں کے چمکانے کے دن
ڈوبنے کو ہے یہ کشتی آ مرے اے ناخدا
آ گئے اس باغ پر اے یار مرجھانے کے دن

تاریخ ہمیں بتاتی ہے کہ سنت اللہ یہی چلی آتی ہے کہ جب کسی قوم پر دورِ انحطاط آتا ہے تو اس وقت کوئی مصلح مبعوث ہوتا ہے۔ جو خدا سے علم پا کر ایک لائحہ عمل قوم کے لئے تجویز کرتا ہے کہ اصلاحی جدوجہد کی دشوار گزار گھاٹیوں سے قوم کو سلامتی کی منزل پر لے جائے۔ ایسے مصلح کی آمد کی خبر واقعات و آثارِ زمانہ سے ملتی ہے۔ اکثر اوقات ان بزرگوں کی آمد کی بشارتیں کتبِ سماویہ میں یا باخدا رہنماؤں کے اقوال میں آنے والوں کے لئے باقی رہتی ہیں۔ چنانچہ اس پرفتن زمانے میں آنے والے امام کی آمد کی پیشگوئیاں توریت۔ انجیل قرآن مجید۔ احادیث نبوی میں موجود تھیں۔ جو اپنے وقت پر پوری ہوئیں۔ قوم کی حالت پکار پکار کر آنے والے مامور کی نشان دہی کر رہی تھی جیسا کہ گرمی کی شدت برسنے والی بارش کا پتہ دیتی ہے۔

آسمان بارد نشان الوقت می گوید زمیں
ایں دو شاہد از پئے من نعرہ زن چوں بیقرار
شد ظہور وعدہ ہائے انبیاء و مرسلیں

چنانچہ جب اہل اسلام عالم یاس میں بیٹھے تھے تو خدا کے مامور نے بآہنگ بلند اعلان کیا:۔

"اے مسلمانو سنو! اور غور سے سنو! کہ اسلام کی پاک تاثیروں کو روکنے کے لئے جس قدر پیچیدہ افتراءاس عیسائی قوم میں استعمال کئے گئے اور پرمکر حیلے کام میں لائے گئے اور ان کے پھیلانے میں جان توڑ کر اور مال کو پانی کی طرح بہا کر کوششیں کی گئیں یہاں تک کہ نہایت شرمناک ذریعے بھی جن کی تشریح سے اس مضمون کو منزہ رکھنا بہتر ہے اسی راہ میں ختم کئے گئے۔ یہ کرسچن قوم اور تثلیث کے حامیوں کی جانب سے وہ ساحرانہ کارروائیاں ہیں کہ جب تک ان کے مقابل پر خدا تعالیٰ وہ پرزور ہاتھ نہ دکھا دے جو ..... معجزہ کی قدرت اپنے اندر رکھتا ہو اور اس معجزہ سے اس طلسم سحر کو پاش پاش نہ کرے۔ تب تک اس جادوئے فرنگ سے سادہ لوح دلوں

---

[1] آئینہ کمالات اسلام صفحہ

کو مخلصی حاصل ہونا بالکل قیاس اور گمان سے باہر ہے سو خدا تعالےٰ نے اس جادو کے باطل کرنے کے لئے اس زمانہ کے سچے مسلمانوں کو یہ معجزہ دیا کہ اپنے اس بندہ کو الہام اور کلام اپنی برکات خاصہ سے مشرف کر کے اور اپنی راہ کے باریک علوم سے بہرہ کامل بخش کر مخالفین پر بھیجا۔ اور بہت سے آسمانی تحائف اور علوی عجائبات اور روحانی معارف و دقائق ساتھ دیئے تاکہ اس آسمانی پتھر کے ذریعے سے وہ موم کا بت توڑ دیا جائے جو سحر فرنگ نے تیار کیا ہے سو اے مسلمانو! اس عاجز کا ظہور ساحرانہ تاریکیوں کے اٹھانے کے لئے خدا تعالیٰ کی طرف سے ایک معجزہ ہے۔ ...... اے دانشمند و! تم اس سے تعجب مت کرو کہ خدا تعالےٰ نے اس ضرورت کے وقت میں اور اس گہری تاریکی کے دنوں میں ایک آسمانی روشنی نازل کی۔ اور ایک بندہ کو مصلحت عام کے لئے خاص کر کے بغرض اعلائے کلمۂ اسلام و اشاعت نور حضرت خیر الانام اور تائید مسلمانان کے لئے اور نیز ان کی اندرونی حالت کے صاف کرنے کے ارادہ سے دنیا میں بھیجا“ [1]

مسیحی مشنری اور دوسرے دشمن

یوں تو ہندوستان میں مسیحی مشنریوں کی آمد کا پتہ اٹھارویں صدی عیسوی کے اواخر سے چلتا ہے۔ مگر ان دنوں برصغیر میں کہیں کہیں اسلامی حکومت موجود تھی۔ دہلی میں مغلیہ شہنشاہ ابھی برقرار تھے اس لئے ان مشنریوں کو کھل کر تبلیغ کرنے کا موقع نہ ملا۔ مگر انیسویں

اور ہسپتال کھول کر دام تزویر بڑھاتے چلے گئے تبلیغ اگر یہ تہذیب کے اندر رہ کر کرتے تو مضائقہ نہ تھا مگر انہوں نے آنحضرت صلعم کی شان میں گستاخی بدزبانی اور دشنام دہی سے کبھی دریغ نہیں کیا۔ ان کے دجل و تلبیس کا تارو پود بکھیرنا عام انسان کے بس کی بات نہ تھی۔ اگرچہ اس زمانہ میں ہمیں خال خال ایسے بزرگ ملتے ہیں جنہوں نے واقعانہ رنگ میں مسیحی مشنریوں کا مقابلہ ضرور کیا ہے۔ مثلاً مولوی چراغ علی صاحب جو صوبجات متحدہ میں سرکاری ملازم تھے۔ مولوی کرامت علی جو حضرت سید احمد بریلوی کے مرید تھے اور بنگالہ میں تبلیغ کا کام کرتے تھے۔ مولانا رحمت اللہ۔ سرسید مرحوم نے بھی مسیحی مشنریوں کے پھیلائے ہوئے چند غلط خیالات کے ازالہ میں کتابیں لکھیں مگر سحر فرنگ کو توڑنے کے لئے خدا تعالےٰ کے پر زور ہاتھ کے بغیر کوئی صورت نہ تھی۔ چنانچہ حضرت امام زمان نے جو اسی دجل کو توڑنے کے لئے مامور ہو کر آئے تھے فرمایا ہے:۔

چوں مرا نورے پئے قوم مسیحی دادہ اند
مصلحت را ابن مریم نام من بنہادہ اند

بیا مدم کہ رہ صدق را درخشانم
بدلستاں برم آنرا کہ پارسا باشد
بیا مدم کہ در علم و رشد بکشائیم
بخاک تیز نمائم کہ در سما باشد

بقول شیخ محمد اکرام اللہ صاحب سی۔ ایس۔ پی۔ حال ممبر ریونیو بورڈ مغربی پاکستان انیسویں صدی عیسوی میں اسلام کو تین خطرے درپیش تھے:۔

”پہلا خطرہ تو مشنریوں کی طرف سے تھا جو اس امید میں تھے کہ سیاسی زوال کے ساتھ مسلمانوں کا مذہبی انحطاط بھی شروع ہو جائے گا تو حید کے پیرو تثلیث کو قبول کر لیں گے۔“

تھا تو مسلمانوں کے دلوں میں طرح طرح کے شکوک و شبہات کا پیدا ہونا تھا جن لوگوں کی نظروں سے مشنریوں اور دوسرے عیسائی مصنفوں کی کتابیں گزرتیں وہ اسلام کے بعض مسائل کو جو عام علماء بیان کرتے تھے خلاف عقل سمجھنے لگے تھے اور یہ ڈر تھا کہ اگرچہ وہ اسلام چھوڑ کر عیسائیت اختیار نہیں کریں گے لیکن مذہب سے ضرور بیگانہ ہو جائیں گے۔ سرسید خود لکھتے ہیں :۔

”اگر خدا مجھ کو ہدایت نہ کرتا۔ اور تقلید کی گمراہی سے نہ نکالتا اور میں خود تحقیقات پر نہ متوجہ ہوتا تو یقینی مذہب کو چھوڑ دیتا“ [1]

یہاں اس امر کا ذکر کر دینا بے محل نہ ہو گا کہ حضرت امامؑ کی کتاب ”برکات الدعاءؑ“ میں سرسید ہی مخاطب ہیں۔ اس کتاب میں نیچری عقائد اور مادیت کی رد ہے اور وحی۔ الہام اور دعا کی فضیلت ثابت کی گئی ہے سرسید اس کتاب کے شائع ہونے کے کافی عرصہ بعد تک زندہ رہے مگر اس کتاب کا جواب نہ دیا ممکن ہے جس ہدایت کا انہوں نے اعتراف کیا ہے وہ حضرت امامؑ کی تعلیمات اور دلائل ہوں۔

ان تین خطرات کے علاوہ جو جناب شیخ محمد اکرام صاحب نے بیان کئے ہیں چوتھا خطرہ آریہ سماج کی سرگرمیاں تھیں۔ یہ تحریک ۱۸۷۵ء میں شروع ہوئی۔ ابتدا میں اگرچہ برہمو سماج کی طرح یہ ہندومت کی ایک اصلاحی تحریک تھی مگر بہت جلد ایک سیاسی جماعت بن گئی۔ مسیحی مشنریوں کی طرح انہوں نے بھی تعلیمی ادارے اور خیراتی ادارے کھولے۔ اور ویدک دھرم کے پرچار کا منصوبہ تیار کیا۔ مسیحیوں کی طرح آریہ سماجی بھی بانیٔ اسلام کی شان میں گستاخی کرتے تھے اور دین اسلام پر

پیغام صلح　　۱۳ رمئی

کو مخلصی حاصل ہونا بالکل قیاس اور گمان　　اور ہسپتال کھول کر دام تزویر بڑھاتے چلے گئے　　تھا تو مسلمانوں کے دلوں میں طرح طرح

خال کو مسیحی اور آریہ پرچارکوں نے بگاڑ کر پیش کیا تھا کیا شان میں یہ نعرۂ محبت سنئے :—

وہ پیشوا ہمارا جس سے ہے نور سارا
نام اس کا ہے محمدؐ دلبر مرا یہی ہے
پہلوں سے خوب تر ہے خوبی میں اک قمر ہے
اس پر ہر اک نظر ہے بدر الدجیٰ یہی ہے
وہ آج شاہِ دیں ہے وہ تاجِ مرسلیں ہے
وہ طیّب و امیں ہے اس کی ثنا یہی ہے
وہ دلبر یگانہ علموں کا ہے خزانہ
باقی ہے سب فسانہ سچ بے خطا یہی ہے

یہ اشعار محض جذبات ہی نہیں بلکہ مایوس مسلمانوں کی ہمت بندھاتے ہیں۔ حضرت امام الزمان کے میدان میں اترتے ہی حق و باطل میں سخت مقابلہ شروع ہو گیا اپنی بعثت کے ابتدائی ایام میں ہی حضرت امام نے بشارت دی :—

" اس زمانہ میں جو مذہب اور علم کی نہایت سرگرمی سے لڑائی ہو رہی ہے اس کو دیکھ کر اور علم کے مذہب پر حملے مشاہدہ کر کے بے دل نہیں ہونا چاہیئے کہ اب کیا کریں۔ یقیناً سمجھو اس لڑائی میں اسلام کو مغلوب اور عاجز دشمن کی طرح صلح جوئی کی حاجت نہیں بلکہ اب زمانہ اسلام کی روحانی تلوار کا ہے۔ جیسا کہ وہ پہلے کسی وقت اپنی ظاہری طاقت دکھلا چکا ہے یہ پیشگوئی یاد رکھو کہ عنقریب اس لڑائی میں بھی دشمن ذلت کے ساتھ پسپا ہوگا اور اسلام فتح پائے گا۔ حال کے علوم جدیدہ کیسے ہی زور آور حملے کریں کیسے ہی نئے نئے ہتھیاروں کے ساتھ چڑھ چڑھ کر آویں مگر انجام کار اُن کے لئے ہزیمت ہے میں شکر نعمت کے طور پر کہتا ہوں کہ اسلام کی اعلےٰ طاقتوں کا مجھ کو علم دیا گیا ہے جس علم کی رُو سے میں کہہ سکتا ہوں کہ اسلام نہ صرف فلسفہ جدیدہ کے حملہ سے اپنے تئیں بچائے گا بلکہ حال کے علوم مخالفہ کی جہالتیں ثابت کر دے گا۔ اسلام کی سلطنت کو ان چڑھائیوں سے کچھ بھی اندیشہ نہیں ہے جو فلسفہ اور طبعی کی طرف سے ہو رہی ہیں۔ اس کے اقبال کے دن نزدیک ہیں اور میں دیکھتا ہوں کہ آسمان پر اس کی فتح کے دن نمودار ہیں۔ یہ اقبال روحانی ہے اور فتح بھی روحانی تا باطل علم کی مخالفانہ طاقتوں کو اس کی الٰہی طاقت ایسا ضعیف کرے کہ کالعدم کر دیوے۔" [1]

دوستو اس یار نے دیں کی مصیبت دیکھ لی
آئیں گے اس باغ کے اب جلد لہلانے کے دن
اک بڑی مدت سے دیں کو کفر تھا کھاتا رہا
اب یقیں سمجھو کہ آئے کفر کو کھانے کے دن
دیں کی نصرت کیلئے اک آسماں پر شور ہے
اب گیا وقتِ خزاں آئے ہیں پھل لانے کے دن

نصرت دین

حضرت امام وقت جو اس زمانہ کے لئے مامور اور مسیح موعود ہو کر تشریف لائے ہیں اپنی بعثت کی غرض یوں بیان کرتے ہیں :—

" سچ تو یہ ہے کہ مسیح کا آنا اس لئے خدا تعالےٰ کی طرف سے مقرر کیا گیا ہے کہ تمام قوموں پر دین اسلام کی سچائی کی حجت پوری کرے تا دنیا کی ساری قوموں پر خدائے تعالےٰ کا الزام وارد ہو جائے اس کی طرف اشارہ ہے کہ جو کہا گیا ہے کہ مسیح کے دم سے کافر مریں گے یعنی دلائل بیّنہ اور براہین قاطعہ کی رُو سے وہ ہلاک ہو جائیں گے۔

دوسرا[2] کام مسیح کا یہ ہے کہ اسلام کی غلطیوں اور الحاقات بیجا سے منزہ کر کے وہ تعلیم جو روح اور راستی سے بھری ہوئی ہے خلق اللہ کے سامنے رکھے۔

تیسرا[3] کام مسیح کا یہ ہے کہ ایمانی نور کو دنیا کی تمام قوموں کے مستعد دلوں کو بخشے اور منافقوں کو مخلصوں سے الگ کر دیوے۔ سو یہ تینوں کام خدا تعالےٰ نے اس عاجز کے سپرد کئے ہیں اور حقیقت میں ابتدا سے یہی مقرر ہے کہ مسیح اپنے وقت کا مجدّد ہوگا اور اعلےٰ درجہ کی تجدید کی خدمت خدا تعالےٰ اس سے لے گا اور یہ تینوں امور وہ ہیں جو خدائے تعالےٰ نے ارادہ فرمایا ہے جو اس عاجز کے ذریعہ سے ظہور میں آویں سو وہ اپنے ارادہ کو پورا کرے گا اور اپنے بندہ کا مددگار ہوگا۔" [1]

عبارات مندرجہ بالا حضرت امام الزمانؑ کے دعاوی ہیں جو آپ نے خلعت ماموریت سے سرفراز ہونے کے دنوں میں کئے۔ اب اگر یہ دعاوی محض عبارت آرائی تک محدود رہیں تو آپ کی صداقت کا کوئی ثبوت نہیں مل سکتا کیونکہ حضرت نے خود فرمایا ہے :—

زیرک لوگ اسکو خوب جانتے ہیں کہ ایسے مامور من اللہ کی صداقت کا اس سے بڑھکر اور کوئی ثبوت ممکن نہیں کہ جس کی خدمت کے لئے اس کا دعوےٰ ہے کہ اُس کے بجالانے کے لئے میں بھیجا گیا ہوں اگر وہ اس خدمت کو ایسی طرز پسندیدہ اور طریق برگزیدہ سے ادا کر دیوے جو دوسرے اس کے شریک نہ ہو سکیں تو یقیناً سمجھا جائے گا کہ وہ اپنے دعوےٰ میں سچا تھا کیونکہ ہر چیز اپنی علّت غائی سے شناخت کی جاتی ہے۔"

اب عیسائیت۔ الحاد۔ آریہ سماج کے رَدّ میں نیز خدمت اشاعت اسلام کے سلسلے میں حضرت امام کے کارنامے مجملاً بیان کئے جاتے ہیں۔

۱۸۹۶ء کی سردیوں میں لاہور کے فہمیدہ طبقہ کے چند لوگوں نے یہ تجویز کیا کہ ایک مذہبی کانفرنس بلائی جائے جس میں تمام مذاہب کے نمائندوں کو دعوت دی جائے کہ وہ اپنے اپنے مذہب کی خوبیاں بیان کریں گے مگر ایسا کرتے وقت وہ دوسرے مذاہب پر حملہ نہ کریں۔ ذیل کے پانچ مضامین بھی مقرر کر دیئے گئے جن پر روشنی ڈالنے کی استدعا کی گئی تھی

(۱) انسان کی جسمانی۔ اخلاقی اور روحانی حالتیں۔
(۲) انسان کی زندگی کے بعد کے حالات
(۳) دنیا میں انسان کی ہستی کی اصل غرض کیا ہے۔ اور وہ کس طرح پوری ہو سکتی ہے۔
(۴) علم یعنی گیان و معرفت کے ذرائع کیا کیا ہیں

۲۶-۲۷-۲۸- دسمبر ۱۸۹۶ء اس کانفرنس کی تاریخیں مقرر کی گئیں جس میں عیسائی۔ ہندو سناتن دھرم۔ آریہ سماج۔ برہمو سماج۔ دیو سماج۔ سکھ۔ یہود مسلمان ہر ایک کو دعوت دی گئی۔ چنانچہ ہر مذہب کے عالم و فاضل نمائندوں نے ان پانچ موضوعات پر اپنے اپنے مذہب کے نقطۂ نظر سے مضامین پڑھے مسلمانوں کی طرف سے چند دوسرے علماء کرام بھی آئے اور حضرت امام الزمان بھی۔ باقی نمائندوں نے اپنے مضامین میں جن خیالات کا اظہار کیا وہ بیشتر ان کی اپنی دماغی کاوش کا نتیجہ تھا۔ انہوں نے اپنی الہامی کتابوں سے بہت کم تائید پیش کی۔ ہاں مگر حضرت امام کے مضمون میں جو کچھ پیش کیا گیا تھا سب کچھ قرآن مجید سے ثابت کیا گیا تھا۔ حضرت امام کے مضمون کے لئے ۲۸ر دسمبر کا دن مقرر کیا گیا تھا مگر اس دن مضمون مکمل نہ ہونے کی وجہ سے پبلک کے بے حد اصرار پر منتظمین جلسہ کو ایک دن اور بڑھانا پڑا اور جب ۲۹ر دسمبر کو یہ مضمون ختم ہوا تو مسلمان سامعین کے چہروں پر خوشی اور مسرت کی لہریں دوڑ

[1] ازالہ اوہام صفحہ ۵۸-۵۹ طبع اوّل

[1] [illegible]

رہی تھیں۔
اگلے دن اینگلو انڈین اخبار سول ملٹری گزٹ نے لکھا:۔

"اس جلسہ میں سامعین کی دلی اور خاصی دلچسپی مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے لیکچر کے ساتھ تھی جو اسلام کی حفاظت اور حمایت کے کامل ماسٹر ہیں۔ اس لیکچر کے سننے کے واسطے دور و نزدیک سے لوگوں کا ایک جم غفیر جمع ہو رہا تھا ...... یہ لیکچر ان کے ایک لائق شاگرد مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹی نے پڑھکر سنایا ...... عوام الناس نے نہایت خوشی اور توجہ سے اس کو سنا"

ایک دوسرے انگریزی اخبار "آبزرور" نے بھی ایسے ہی الفاظ لکھے اور خواہش ظاہر کی کہ اس کا ترجمہ کر کے مغربی ممالک میں پہنچایا جائے۔

الغرض اس کانفرنس میں اسلام کو دیگر مذاہب عالم پر نمایاں فتح حاصل ہوئی۔

مسیحیت۔ جو اسلام کی سب سے بڑی دشمن تھی۔ کی بنیاد صلیب کی دو لکڑیوں پر تھی یعنی مسیح کی خدائی اور کفارہ۔ اس مضمون میں ان دلائل و براہین کو بیان نہیں کیا جاسکتا جو حضرت امام نے مسیحیت کے ان بنیادی مسائل کی تردید میں دیئے یہ دلائل و براہین سینکڑوں صفحات پر مشتمل ہیں۔ مختصر طور پر اتنا کہدینا کافی ہے کہ حضرت مرزا صاحب نے کسر صلیب کا شاندار کارنامہ سرانجام دیا۔ الوہیت مسیح کے مقابلے میں آپ نے اناجیل اور عیسائیوں کے مسلمات سے جناب مسیح کی زندگی پر تنقید کی اور بتلایا کہ جس عاجز انسان کو الوہیت کی کرسی پر زبردستی تم بٹھاتے ہو وہ تمہارے اقوال اور مسلمات کی رُو سے ایک کامل انسان بھی ثابت نہیں ہوتا۔ تم تو اسے لعنت کی موت مرنے والا بیان کرتے ہو اور ہم خدا کے برگزیدہ بندے عیسیٰ کو خدا کا مقرب مانتے ہیں۔ پھر آپ نے قرآن کریم کی رُو سے حضرت مسیح کا اپنی طبعی موت سے مرنا ثابت کیا۔ کفارے کے ردّ میں آپ نے ایک تو انجیل کے تاریخی واقعات سے اور دیگر تاریخی کتابوں سے ثابت کر کے دکھا دیا کہ مسیح صلیب پر نہیں مرے بلکہ زندہ اتار لئے گئے تھے۔ پھر عقلی دلائل دیئے کہ دوسرے گنہگاروں کی خاطر ان کے گناہوں کے بدلے ایک بے گناہ کو تختۂ دار پر کھینچنا عدل، عقل اور انصاف کا خون ہے۔ اور اگر یہ تسلیم کر لیا جائے کہ اس بیگناہ پر ایمان لانے سے گنہگار نجات پا جاتا ہے تو اس عقیدہ سے دنیا میں گناہ بڑھنے کا اندیشہ ہے نہ کہ بدی کے مٹنے کا۔ غرض حضرت مرزا صاحب نے نور الحق۔ انجام آتھم جنگ مقدس وغیرہ وغیرہ میں مسیحی دجل و تلبیس کا جو تار و پود بکھیرا ہے اس کی نظیر ملنی مشکل ہے، آپ کے مریدوں نے بھی قریباً ہر شہر اور ہر قصبے میں ان دلائل کی مدد سے مسیحی مشنریوں سے مقابلہ کیا اور انہیں ہرا دیا۔ معرفت اور عرفان کے ان ہتھیاروں کے آگے مسیحی مشنری بے بس ہو گئے اور انہوں نے عہد کر لیا کہ اب کسی احمدی سے مناظرہ نہیں کریں گے۔

اسی پر بس نہیں کی۔ جب ہندوستان میں عیسائی واعظین پسپا ہونے شروع ہوئے تو حضرت امام کے سپاہیوں نے یورپ اور امریکہ تک ان کا تعاقب کیا۔ لندن امریکہ۔ برلن میں اسلامی مشن کھولے اور عیسائی حملہ آوروں کو دندان شکن جواب دیئے۔

آریہ سماج

آریہ سماج جو ساری دنیا کو شدھی (آریہ بنانے) کا عزم لیکر اٹھا تھا جب حضرت امام کے جیوش سے متصادم ہوا تو اسے تاب مقابلہ نہ رہی حضرت نے آریہ سماج کو دو معیاروں یعنی کسی دین کی بنیادوں پر پرکھ کر اس کی جڑیں کاٹ دیں وہ بنیادیں کیا تھیں حق اللہ اور حق العباد۔ حق اللہ کے سلسلے میں آپ نے خدا کی خالص توحید اور صفات کے صحیح علم پر بحث کی اور تناسخ مادہ اور روح کے ازلی ابدی ہونے کے سماجی عقیدے کی دھجیاں اڑا دیں۔ اور جب حق العباد پر بحث کرتے ہوئے آپ نے ذات پات کے امتیاز اور عائلی نظریات پر تنقید کی کہ ایسے گھنیا اور گندے ماحول میں بنی نوع انسان کیونکر اشرف المخلوقات کی خلعت فاخرہ اوڑھ سکتی ہے تو آریہ سماج کی قامت درازی کا سارا بھرم کھل گیا۔

آریہ سماجی بھی مسیحی مشنریوں کی طرح بدزبانی اور گستاخی سے پیش آتے تھے۔ جب بھی ان کی مقدس کتابوں پر تنقید کی گئی تو انہوں نے بھی راہ فرار اختیار کی۔ آریہ سماج پر حضرت کے بھرپور وار دل سے اسی تحریک نے بھی سسک سسک کر دم توڑ دیا اور آپ کی پیشگوئی کے مطابق پچاس سال کی مقررہ کردہ میعاد کے اندر ختم ہو گئی بلکہ اپنی جنم بھومی سے باہر بھی جہاں یہ پہنچی تھی (مثلاً جزائر فیجی) وہاں بھی ان کے سماج کے بند و بانی یہ نعرے لگاتے پھرتے تھے۔ دم مست قلندر دے رگڑا

مٹ گیا دیانندی جھگڑا

ان معرکوں کی داستانیں نہ صرف تاریخ نے امانت کے طور پر محفوظ رکھی ہیں بلکہ ابھی اسلام کے وہ نامی پہلوان جنہوں نے امام الوقت کے علم الکلام کی مدد سے اس تحریک کو مار گرایا مولانا عبدالحق ودیارتھی اور میرزا مظفر بیگ ساطع کے قالب میں بفضلہ تعالیٰ زندہ موجود ہیں۔

دہریت

مسیحی مشنریوں اور آریہ سماجیوں کے علاوہ تیسرا بڑا حملہ دہریت کی طرف سے ہو رہا تھا۔ دہریت اور مادہ پرستی کے خلاف منطقی دلائل تو قریباً قریباً متکلمین اسلام دیتے چلے آئے ہیں۔ مگر خیالات چونکہ زمانہ کے ساتھ ساتھ بدلتے رہتے ہیں اس لئے علم کلام بھی بدلتا رہتا ہے۔ اس لئے فلسفیانہ سے خدا پرستی پھیلنے کی مثال شاذ ہی ملتی ہے۔ یہ کام اہل حال اور اہل تجربہ کرتے ہیں جو اپنے مشاہدہ اور تجربہ کی ناقابل تردید شہادت رکھتے ہیں یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالےٰ نے مذہب اور خدا پرستی پھیلانے کے لئے ہمیشہ انبیاء اور اولیا جیسے صاحب حال لوگوں کو چُنا۔ جنہوں نے اپنے تجربہ اور مشاہدہ سے دنیا کے آگے گواہی دی ہے کہ نہ صرف خدا ہونا چاہیئے بلکہ وہ زندہ موجود ہے۔ وہ ہم سے کلام کرتا ہے اور ہماری تائید میں خوارق عادت امر ظاہر کرتا ہے۔ حضرت امام نے بھی فرمایا ہے:۔

"کیا بدبخت وہ انسان ہے جس کو اب تک پتہ نہیں کہ اس کا مالک خدا ہے جو ہر ایک چیز پر قادر ہے۔ ہمارا بہشت ہمارا خدا ہے ہماری اعلےٰ لذّات ہمارے خدا میں ہیں کیونکہ ہم نے اس کو دیکھا ہے اور ہر ایک خوبصورتی اس میں پائی یہ دولت لینے کے لائق ہے اگرچہ جان دینے سے ملے اور یہ لعل خریدنے کے لائق ہے اگرچہ تمام وجود کھونے سے ملے۔ اے محرومو اس چشمہ کی طرف دوڑو کہ وہ تمہیں سیراب کرے گا یہ زندگی کا چشمہ ہے جو تمہیں بچائیگا۔"[1]

"میری ہمدردی کے جوش کا اصل محرک یہ ہے کہ میں نے ایک سونے کی کان نکالی ہے اور مجھے جواہرات کے معدن پر اطلاع ہوئی ہے اور مجھے خوش قسمتی سے ایک چمکتا ہوا اور بے بہا ہیرا اس کان سے ملا ہے اور اس کی قدر و قیمت ہے کہ میں اپنے تمام بنی نوع بھائیوں میں وہ تقسیم کر دوں تو سب کے سب اس شخص سے دولتمند ہو جائیں گے جس کے پاس آج سب سے بڑھکر سونا اور چاندی ہے۔ وہ ہیرا کیا ہے؟ سچا خدا۔ اور اس کو حاصل کرنا یہ ہے کہ اس کو پہچانتا اور سچا ایمان اس پر لاتا اور سچی محبت

[1] کشتی نوح

ان کے لئے تو بس ہے خدا کا یہی نشان
یعنی وہ فضل اس کے جو مجھ پر ہیں ہر زمان
دیکھو خدا نے ایک جہاں کو جھکا دیا
گمنام پا کے شہرۂ عالم بنا دیا
جو کچھ مری مراد تھی سب کچھ دکھا دیا
میں اک غریب تھا مجھے بے انتہا دیا

جماعت احمدیہ

۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کو بمقام لاہور حضرت امامؑ کا وصال ہوا۔ مگر جو اشاعتِ اسلام، خدمت اسلام اور حمایت اسلام کا جو جہاد اکبر آپ نے شروع کیا تھا وہ آپ کے بعد بھی زور شور سے جاری رہا حضرت اقدس جانتے تھے کہ

از رہ دیں پروری آمد عروج اندر نخست
باز چو آید ہم از ایں رہ بالیقیں

اس لئے آپ نے مسلمانوں کے سامنے دین پروری کا لائحہ عمل رکھا تا کہ وہ پھر عروج کو پہنچیں ۔تبلیغ اسلام، خدمت و حمایت میں آپ کے جان نثار مریدوں نے بے مثال کارنامے سرانجام دیئے ہیں۔ اختلافات سلسلہ سے کچھ عرصہ پہلے جب ایک ہی جماعت تھی شاعر مشرق ڈاکٹر اقبال نے "ملتِ بیضا پر عمرانی نظر" کے عنوان سے علیگڑھ میں تقریر کرتے ہوئے طلباء مسلم یونیورسٹی اور عامۃ المسلمین کے جلسہ کو یقین دلایا کہ ٹھیٹھ اسلامی سیرت کا نمونہ آج بھی جماعت احمدیہ میں نظر آتا ہے۔ اس جماعت کی سرگرمیوں کے متعلق بطور نمونہ چند اور اقوال درج ذیل ہیں:۔

علامہ عبداللہ یوسف علی۔ ایم۔ اے۔ ایل۔ ایل۔ بی۔ جو قرآن کریم (انگریزی) کے مترجم اور مفسر تھے احمدیہ تحریک کے بارے میں لکھتے ہیں:۔

"مسلمانوں کی مذہبی تحریکوں میں سب سے اہم تحریک وہ تھی جو قادیان ضلع گورداسپور (پنجاب) نے شروع کی۔ ایک پہلو سے یہ آریہ سماج کے مقابلے میں جس نے سرگرمی کے ساتھ دوسرے مذاہب کے آدمیوں کو آریہ بنانے کا پروپاگنڈا جاری کر رکھا تھا مدافعانہ تحریک تھی لیکن اس کا دائرۂ عمل زیادہ وسیع تھا۔ عقائد کے معاملے میں احمدیہ تحریک عام مسلمانوں سے بہت کم باتوں میں اختلاف کرتی ہے .... اس تحریک کے بانی مرزا غلام احمد صاحب مذہبی عقائد کے ایک زبردست شارح تھے ...

...... احمدیہ جماعت تعلیم اور اصلاح معاشرت کا بہت کچھ کام کر رہی ہے اور اس نے دور دراز کے مقامات میں اپنے مشن قائم کر رکھے ہیں" ۱؎

۱؎ انگریزی عہد میں ہندوستان کے تمدن کی تاریخ ص ۴۲۱

اخبار زمیندار نے بھی جماعت احمدیہ کی خدمات اسلامی کا اعتراف کیا ہے:۔

"مسلمانانِ جماعت احمدیہ اسلام کی انمول خدمت کر رہے ہیں۔ جو ایثار۔ کمربستگی نیک نیتی اور توکل علی اللہ ان کی جانب سے ظہور میں آیا ہے وہ اگر ہندوستان کے موجودہ زمانہ میں بے مثال نہیں تو بے اندازہ عزت اور قدر دانی کے قابل ضرور ہے۔ جہاں ہمارے مشہور پیر اور سجادہ نشین حضرات بے حس و حرکت پڑے ہیں اس اولوالعزم جماعت نے عظیم الشان خدمت اسلام کر کے دکھا دی ہے" ۱؎

"احمدی بھائیوں نے جس خلوص۔ جس ایثار۔ جس جوش اور جس ہمدردی سے اس کام (انسداد شدھی و ارتداد) میں حصہ لیا وہ اس قابل ہے کہ ہر مسلمان اس پر فخر کرے" ۲؎

"اس جماعت (جماعت لاہور) کی تعداد بہت تھوڑی ہے .... لیکن اس کے باوجود اس میں قابل اور مخلص حضرات کی افراط ہے اور اتنی مختصر تعداد میں بھی اس جماعت نے عملی کام بہت ہی کیا ہے ایک اہم کام جو یہ جماعت کر رہی ہے قرآن مجید کی اشاعت ہے .... مولانا محمد علیؒ امیر جماعت احمدیہ کا ترجمہ و تفسیر انگریزی زبان میں پہلا ترجمہ تھا جو کسی مسلمان کے ہاتھوں سرانجام پایا .... آج کل کلام مجید کے متعدد انگریزی ترجمے شائع ہو رہے ہیں لیکن سبقت اولیت مولانا محمد علیؒ ہی کو ہے اور گذشتہ ربع صدی میں انگریزی خواں طبقہ کو قرآن سے جو دلچسپی پیدا ہوئی ہے اس کا ایک بڑا سبب مولانا محمد علیؒ کا ترجمۃ القرآن ہے .... مولانا ابوالکلام آزاد نے مطالب قرآنی کو واضح کرنے کے لئے جو طریقہ اختیار کیا ہے اس کا نمونہ مولوی محمد علیؒ نے اب سے پچیس سال پہلے پیش کر دیا تھا" ۳؎

"یہ صحیح ہے کہ قرآن مجید کی اشاعت اور عام مذہبی خدمت کے علاوہ اہم ترین کام جو لاہوری جماعت احمدیہ نے انجام دیا ہے وہ ہندوستان کے باہر اشاعت اسلام ہے۔ ان کے کام کی اہمیت کا اندازہ کرنے کے لئے اس زمانے کو پیش نظر رکھنا چاہیئے جب یہ کام شروع کیا گیا تھا۔ پھر اس عالمگیر سنسنی کا تصور کیجئے جو لارڈ ہیڈلے کے قبول اسلام سے ساری عیسائی دنیا میں پھیل گئی تھی" ۱؎

۱؎ اخبار زمیندار لاہور ۲۴ جون ۱۹۲۳ء
۲؎ " " " ۱۸ اپریل ۱۹۲۳ء
۳؎ موج کوثر ص ۱۰۵

ووکنگ مشن جو خواجہ کمال الدین صاحب مرحوم نے جاری کیا تھا کا ذکر کرتے ہوئے مصنف موج کوثر لکھتے ہیں:۔

"مشن کی کامیابی کی بڑی وجہ خواجہ صاحب کی وجیہہ شخصیت۔ علمی قابلیت۔ مذہبی جوش اور اخلاقی جرأت تھی۔ تاہم مشن کا کام خواجہ صاحب کے وضع کئے ہوئے اصولوں پر چل رہا ہے اور اس میں شک نہیں کہ ووکنگ مشن ایک اہم اسلامی ضرورت کو پورا کرتا ہے لارڈ ہیڈلے مرحوم۔ سر آرچیبالڈ ہیملٹن سر ہیوبرٹ رینکن۔ مسٹر ولیم بشیر پکرڈ (بی۔ اے کنٹب) مسٹر سعید نیکلس ویلائی مسٹر حبیب اللہ لوگرو وغیرہ جن لوگوں نے مشن کی تبلیغ سے متاثر ہو کر اسلام قبول کیا ہے ممتاز اور قابل قدر ہستیاں ہیں اور اسلام یہ دعویٰ کر سکتا ہے کہ اگر مشنریوں نے غریب یا ان پڑھ مسلمانوں میں سے دو چار کو بپتسمہ دے لیا ہے تو اس کے مقابلے میں کئی معزز تعلیم یافتہ اور قابل عیسائیوں نے اسلام قبول کیا ہے" ۲؎

"لیکن مشن کے کام کا اندازہ فقط ان افراد کے اعداد و شمار سے نہیں ہو سکتا جنہوں نے اسلام قبول کیا ہے۔ مشن کا ایک اہم کام اسلام اور مسلمانوں کے متعلق غلط فہمیاں دور کرنا ہے اس کے علاوہ انگلستان میں ایک مذہبی اور روحانی مرکز قائم کر کے مشن نے ان سینکڑوں مسلمان طالب علموں کو جو حصول تعلیم کے لئے انگلستان جاتے ہیں مسیحی اثرات سے متاثر ہونے سے بچا لیا ہے" ۳؎

دین اسلام کی اس کامیابی کی بدولت مسلمانوں کی سیاسی حالت بھی بہتر ہونی شروع ہوئی۔ نیم مردہ اور نیم جان اسلامی حکومتوں میں نشاۃ ثانیہ کے آثار نمودار ہوئے جس کی طرف شاعر مشرق ڈاکٹر اقبال مرحوم نے اشارہ کیا ہے ؎

۱؎ موج کوثر صفحہ ۱۰۷
۲؎ " " " ۱۱۱
۳؎ " " " ۱۱۱

نکل کے صحرا سے جس نے روما کی سلطنت کو اُلٹ دیا تھا
سُنا ہے یہ قدسیوں سے میں نے وہ شیر پھر ہوشیار ہوگا

ترکی عرب، مصر، سوڈان۔ انڈونیشیا۔ پاکستان۔ ملایا سعودی عرب، ایران اور افریقہ کی آزاد شدہ اسلامی آبادی اب نئے تقاضوں کو پورا کر رہی ہیں۔ مقام شکر ہے کہ ان جدید حکومتوں کو اس بات کا احساس ہوچلا ہے کہ دین پروری ہی ترقی کا زینہ اور کامیابی کی کنجی ہے چنانچہ متحدہ عرب جمہوریہ تبلیغ اسلام اور اشاعت اسلام کے لئے قابل قدر خدمات سرانجام دے رہی ہے جامع ازہر کے فارغ التحصیل گریجویٹ افریقہ کے دوسرے ممالک میں بطور مشنری کام کر رہے ہیں۔ حضرت امام الزمان کے بتائے ہوئے نسخہ۔

از رہ دیں پروری آمد عروج اندر نخست
باز چوں آید بیائید ہم ازیں رہ بالیقین

آج ہماری مملکت پاکستان کے ارباب حل وعقد کو بھی یاد آگیا ہے جیسا کہ حسب ذیل اقتباسات سے عیاں ہے:۔

"پاکستان کو اسلام کی تبلیغ کا مرکز بنانے کے لئے حاصل کیا گیا ہے۔ لیکن گزشتہ چودہ سالوں میں ہم اپنی منزل سے بھٹکے رہے اب فیلڈ مارشل محمد ایوب خان اور ان کے رفقائے کار نے ساری دنیا میں اشاعت اسلام کا عظیم پروگرام مرتب کرنا شروع کیا ہے۔" [1]

"۹ مئی کو راولپنڈی میں تعلیمی ماہروں کے ایک اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے صدر ایوب نے کہا کہ وہ سکولوں اور کالجوں اور یونیورسٹیوں میں مذہبی تعلیم کو فروغ دینے کی کوشش کریں۔ آپ نے کلام پاک کی تعلیم کے لئے ہفتہ وار اجتماعات کی ضرورت پر زور دیا تاکہ لوگ عام زندگی میں قرآن کے اصولوں پر عمل کر سکیں۔ صدر نے کہا کہ جب تک ہم مذہبی تعلیم کو فروغ نہیں دیتے اس وقت تک مذہب اور زندگی کے درمیان موجودہ تفاوت کو دُور نہیں کیا جاسکتا۔" [2]

مذہب سے دلچسپی پیدا کرنے میں حضرت امام الزمان کی کوششوں کو جو دخل ہے وہ واضح اور بین ہے مگر اسلامی حکومتوں کے دین کی اشاعت اور تبلیغ میں حصہ لینے کے عزم سے ہمیں سُست نہیں ہوجانا چاہیئے۔ یہ کام حضرت امام الزمان کا ہے یا [3]

[1] انجمن اصلاح المسلمین پنڈی بھٹیاں ضلع گوجرانوالہ کے سالانہ اجلاس (منعقدہ اپریل ۱۹۶۱ء) میں مسٹر حبیب الرحمان وزیر محکمہ تعمیر نو واطلاعات کی تقریر

[2] پاک جمہوریت۔ (ہفت روزہ) ۱۴ مئی ۱۹۶۱ء

یہ تاجِ مسیحائی فقط تیرے لئے ہے

بشیر احمد سوز

صنعت گرِ فطرت کا ازل سے ہی یہ دستور ⁂ بیدار ہوں نمرود تو آجاتا ہے مامور
تا دیدہ و دل حق و صداقت سے ہوں معمور ⁂ قائم ہو زمانے میں خداوند کا منشور

اس دور میں خالق کی نظر تجھ پہ پڑی ہے
دستارِ مسیحائی ترے سر پہ سجی ہے

تم خالقِ اکبر کی نیابت کا نشاں ہو ⁂ تم احمدِ مرسل کی صداقت کا نشاں ہو
محبوبِ مسلماں ہو کہ جاں بخشِ جہاں ہو ⁂ تم مہدئ دوراں ہو مسیحائے زماں ہو

یہ تاجِ مسیحائی فقط تیرے لئے ہے
یہ دورِ شہنشاہی فقط تیرے لئے ہے

قائم تھا سدا قوم کا سینے میں ترے غم ⁂ دنیا پہ کیا دین کو ہر آن مقدم
بیدار ہوا "قُم" کی صدا سے تیری عالم ⁂ اونچا ہوا اسلام کے اقبال کا پرچم

احمد کے جو خادم ہو تو اسلام کے فرزند
باطل کے مقابل پہ سدا صورتِ الوند

جب عام تھا تثلیث پرستی کا ترانہ ⁂ بے دینی و الحاد کا تو گرم تھا زمانہ
مدفون تھا توحید کا مدت سے خزانہ ⁂ ابلیس کا اس دور میں عالم تھا نشانہ

تو نے رخِ اسلام سے اک نور دکھایا
یورپ میں کلیسا کے چراغوں کو بجھایا

جنت کیلئے آج ہو تم باعثِ تزئین ⁂ بھولیں گے نہیں ہم ترے پیغام و فرامین
عظمت کا تری گرچہ ہو منکر کوئی کم بین ⁂ زائل نہیں ہو سکتی تری عزت و تمکین

لاریب تری شان زمانے میں نہیں کم
ہاں سوز بھی بھرتا ہے محبت کا تری دم

---

۲ ان کی جماعت کا۔ اسلئے جب تک ہم اس جماعت سے وابستہ ہیں ہمیں اس فرض کو فراموش نہ کر دینا چاہیئے آج اپنے پیارے امام کے یوم وصال پر ہم پھر اس عہد کی تجدید کریں کہ ہم

دین کو دنیا پر مقدم رکھیں گے

اور دامے۔ درمے۔ سخنے۔ قدمے جماعت

احمدیہ کی امداد سے دریغ نہ کریں۔ یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ اسلام کا غلبہ مقدر ہے۔ آسمان اور زمین ٹل جائیں مگر خدا کا یہ وعدہ نہ ٹلے گا۔ ہمیں تو مفت میں نصرت دین کا اجر مل رہا ہے اگر ہم اس سے محروم رہتے ہیں تو ہم ... سے زیادہ بدنصیب کوئی نہیں۔

چند غلط فہمیوں کا ازالہ

(از چوھدری فضلداد صاحب)

برادران اسلام : السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

(۱) حضرت مرزا صاحب کی آمد سے پہلے مسلمانوں میں بہت فرقے تھے ۔ حضرت صاحب نے اس اصول کو زندہ کیا کہ جس شخص میں ۹۹۹ وجہ کفر کی ہوں اور ایک وجہ اسلام کی ہو، اس کو مسلمان سمجھا جائے ۔

(۲) بعض لوگ فرقہ بندی اور اختلاف رائے میں فرق نہ سمجھنے کی وجہ سے ہر ایک اختلاف رائے کو فرقہ بندی سمجھ لیتے ہیں ۔

(۳) فرقہ بندی ایک لعنت ہے اور اختلاف رائے ایک رحمت ہے ۔

(۴) اسلام میں کوئی فرقہ نہیں ۔

فرقہ بندی کیا چیز ہے

یہ خوارج کے وجود سے پیدا ہوئی ۔ انہوں نے مسلمانوں کی جمعیت کو توڑا ۔ حضرت علیؓ اور حضرت معاویہؓ کی جنگ تھی اور خوارج اصل میں حضرت علیؓ کے طرفدار تھے ۔ ان کا مطالبہ تھا کہ حضرت علیؓ حضرت معاویہ اور ان کے ساتھیوں کو کافر اور خارج از اسلام قرار دیں ۔ حضرت علیؓ نے انکار کیا اور فرمایا کہ وہ بھی ہمارے بھائی ہیں ۔ ہم ان کو کافر اور فاسق قرار نہیں دیتے ۔ اصل دین چند مسائل کو سمجھ لیا گیا جس میں ایک گروہ کا دوسرے سے اختلاف ہے اور اصول دین کی کوئی پرواہ نہ کی گئی ۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ساری بحث ان چند فروعی مسائل پر صرف ہوتی رہی فرقہ بندی کی بنیاد تکفیر مسلمین پر ہے ۔ قرآن کریم نے تمام مسلمانوں کو بھائی بھائی کہا ۔ اور عین اس وقت بھی فرمایا "ان طائفتین من المومنین اقتتلو" اگر دو مومنوں کے دو گروہوں کا یہاں تک بھی اختلاف ہو کہ ایک دوسرے سے جنگ کرنے لگیں ۔ اور باوجود ایک دوسرے کے خلاف جنگ کرنے کے دونوں کو مومن بھی فرمایا ۔ یہی وہ سبق ہے جس کو مسلمانوں نے بھلا دیا ۔ ہمیں اختلاف رائے کو برداشت کرنا چاہیئے ۔ اس کے خیالات کی عزت کرنا سیکھیں ۔ ہماری موجودہ حالت یہ ہے ۔ کہ جب ذرہ بھر اپنی رائے سے اختلاف ہوا ۔ کافر ۔ بے ایمان قرار دے کر ہر قسم کا دکھ پہنچانا اور تکلیف دینا ثواب کا کام سمجھ لیا گیا یہ بڑی بھاری مصیبت ہے کہ مسلمانوں میں اختلاف رائے کو برداشت نہیں کیا جاتا ۔ کیا صحابہؓ میں اختلاف نہ تھا ؟ ضرور تھا لیکن ان میں قوت برداشت تھی ۔ یاد رکھیئے ! جب تک تکفیر کی لعنت دور نہ ہوگی یہ فرقہ بندی قائم و دائم رہے گی ۔

فروعی مباحث

حضرت مرزا صاحب نے حضرت عیسیٰؑ کی وفات پر ایک مفصل و مدلل بحث کی ۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ بہت سے مسلمان اسی عقیدہ کی آڑ لیکر عیسائی ہوتے اور چونکہ یہ عقیدہ قرآن مجید کی تعلیم کے خلاف تھا ۔ اس لئے ان کا اولین فرض تھا کہ اس مسئلہ کی اہمیت لوگوں پر واضح کرتے اس لئے نہایت ضروری ہوا کہ حضرت مرزا صاحب مسلمانوں کے دلوں سے ایک ایسے عقیدہ کو نکالیں جو اعلائے اسلام کی قوت اور مسلمانوں کی کمزوری کا موجب ہو رہا تھا ۔ امام مہدی تلوار کے زور سے لوگوں کو مسلمان بنائیں گے ۔ اعلائے اسلام کے لئے قوت کا موجب ثابت ہو رہا تھا ۔ کیونکہ غیر مذاہب کا یہ اعتراض تھا کہ اسلام تلوار کے ذریعہ پھیلا ہے ۔

دعاوی مسیحیت و مہدویت کے فوائد

اگر ذرہ بھی تدبر اور غور سے اس طرف خیال کیا جائے ۔ کہ آیا حضرت مرزا صاحب نے یہ دعوے کر کے اسلام کو نقصان پہنچایا ہے ۔ یا فائدہ پہنچایا ہے ۔ یہ دو باتیں کہ حضرت عیسےٰ آکر اسلام کو زندہ کریں گے اور اسلام تلوار سے پھیلا ہے مسلمانوں میں راسخ ہو چکی تھیں ۔ اب جب تک اللہ تعالےٰ کوئی ایسا آدمی ۔ نبی کریم صلعم کی امت میں سے نہ بھیجتا ۔ جو یہ کہتا کہ دونوں باتوں کا اسلام میں نام نشان تک نہیں ہے ۔ ختم ہونا مشکل تھا ۔ اسی لئے حضرت کو اللہ تعالےٰ نے علم قرآن دے کر بھیجا کہ جاؤ جا کر لوگوں کو دین اسلام کے اصولات یاد کراؤ ۔ جو کہ بھول چکے تھے ۔ کہ مردہ واپس نہیں آیا کرتا ۔ اور اسلام تلوار کا محتاج نہیں ہے ۔

تحریک احمدیت کا منفعت بخش پہلو

اس بات سے کسی کو انکار نہیں ہو سکتا کہ حضرت مرزا صاحب نہ آئے ہوتے تو آج :-

(۱) اسلامی لٹریچر دنیا میں نہ ہوتا

(۲) مسلمانوں کا انگریزی میں ترجمہ قرآن نہ ہوتا ۔

(۳) ووکنگ ۔ برلن ۔ میں مسجدیں نہ ہوتیں ۔ اور کفرستانوں میں اللہ اکبر کی آوازیں بلند نہ ہوتیں ۔

(۴) سینکڑوں کی تعداد میں عیسائی مسلمان نہ ہوتے

(۵) ہندوستان میں آریہ سماج کے مقابلہ کے لئے کوئی مبلغ نہ ہوتا ۔

(۶) اسلام کی پاکیزہ صورت جو غائب ہو چکی تھی ظاہر نہ ہوتی ۔

اب ہر شخص علیحدگی کی گھڑی میں بیٹھ کر غور کرے کہ آیا وہ ان چیزوں کے عدم وجود کو اس کے وجود پر ترجیح دیتا ہے آیا یہ باتیں نہ ہوتیں تو اسلام اور مسلمانوں کا فائدہ تھا یا ان کے ہونے میں اسلام اور مسلمانوں کا فائدہ ہے ۔ یا یہ جذبہ نفرت واقعات پر مبنی ہے ؟ کس قدر افسوس کا مقام ہے ۔ کہ جس چیز میں مسلمانوں اور اسلام کا نفع ہے ۔ جس تحریک نے مسلمانوں میں ایک منظم اشاعت اسلام کے لئے مالی و جانی قربانیاں کرنے والی جماعت پیدا کر دی ۔ اس سے نفرت کی جاتی ہے ۔ اسکو مٹانے کی کوشش کی جاتی ہے ۔ مگر خوب یاد رکھیئے ! جو چیز لوگوں کو نفع پہنچاتی ہے ۔ وہ برباد نہیں ہوتی بلکہ جو اس کو مٹانا چاہتے ہیں تو نیست و نابود ہو جاتے ہیں اس تحریک احمدیت کو جس جس نے مٹانا چاہا ۔ تو وہی مٹ گیا ۔ ماضی پر دھیان دیکر دیکھ لو ۔ آپ کی ضمیر گواہی دے گی کہ یہ صحیح ہے ۔ واقعات کو جھٹلایا نہیں جا سکتا ۔ بھلایا جا سکتا ہے ۔ خدا کے قانون کے خلاف زور نہ لگاؤ ۔ بلکہ واقعات کو سامنے رکھ کر ان پر غور و فکر کر کے نفرت کے جذبہ کو دل سے نکال دو ۔ اور اس کی جگہ اس تحریک سے محبت پیدا کرو ۔ تمہاری نفرت اس وقت حضرت مرزا صاحب سے نہیں وہ فوت ہو چکے ۔ یہ خدمت اسلام کے اس کام سے نفرت ہے جس کو آج یہ دنیا دیکھ رہی ہے اور اگر تم اس تحریک سے محبت کرو گے تو وہ محبت بھی خدمت اسلام ہوگی ۔

اشاعت اسلام کا جذبہ قوم میں احمدیت ہی نے پیدا کیا ہے ۔ بحیثیت جماعت کوئی انتظام اشاعت اسلام کا نہ تھا یہ مجدد وقت کی جلائی ہوئی آگ تھی جس نے یورپ میں روشنی کی ۔ ہندوستان میں بھی آریوں کا جواب دیا ۔ جو بدزبانی میں اسلام کے خلاف آریوں کے استاد تھے ۔

حضرت مرزا صاحب کا اس جذبہ کو دلوں میں اس طرح بلند کر دینا ہی ایک عظیم الشان خدمت اسلام تھی ۔ جس کے سامنے ہر کلمہ گو ان کا مرہون منت ہونا چاہیئے تھا ۔ کیونکہ ان کی بنائی ہوئی ایک چھوٹی سی جماعت نے اس قدر عظیم الشان کام کر دکھایا جو مسلمانوں میں اتنی بھی نہیں جیسے آٹے میں نمک ۔

تقوےٰ یہی ہے یارو کہ نخوت کو چھوڑ دو
کبر و غرور و بخل کی عادت کو چھوڑ دو

اسلام چیز کیا ہے خدا کے لئے فناہ
ترک رضائے خویش پئے مرضی خدا

مسلمان بھائیو ! آپ خدا کے لئے تعصب کی عینک اُتار کر واقعات پر ٹھنڈے دل سے غور کریں تو مرزا اس

(باقی بر صفحہ ۔ کالم ۳)

حضرت مسیح موعود پر الوہیت اور ابنیت کے مدعی ہونے کا ناپاک الزام

مولانا مرتضیٰ خان مرحوم کا ایک غیر مطبوعہ مضمون

حضرت نبی کریم صلعم پر بت پرستی کا الزام

ازمنہ وسطیٰ میں یورپ نے جہاں اور بہت سی باتیں اسلام و بانیٔ اسلام علیہ التحیۃ والسلام کے خلاف افترا کیں اُن میں ایک بات یہ بھی تھی کہ گویا حضور صلی اللہ علیہ وسلم بت پرستی کی تعلیم دیتے تھے۔ نعوذ باللہ من ذالک۔ جہالت اور کذب بیانی کی مثال اس سے بڑھکر کہیں نہیں مل سکے گی۔ وہ شخص وہ فقید المثال شخص جو سطح ارضی پر توحید باری تعالےٰ کا سب سے بڑا علمبردار تھا۔ جس نے تمام دنیا میں توحید پھیلائی جس نے عرب و عجم سے اصنام پرستی کا قلع قمع کیا۔ جس نے تمام قسم عناصر پرستیوں اور شرک کی تمام نجاستوں سے ربع مسکوں کے ایک کثیر حصہ کو پاک و صاف کیا۔ اُس کے متعلق ایسا قابل نفرت اور ناپاک افترا۔ استغفر اللہ استغفر اللہ!

حضرت مسیح موعود پر دعویٰ ابنیت و الوہیت کا افترا

لیکن افسوس تو یہ ہے کہ اس روشنی کے زمانہ میں بھی اسی کے لگ بھگ کچھ کیفیت نظر آ رہی ہے اور افسوس پر افسوس اس بات کا ہے کہ وہ کیفیت خود ہمارے اندر پائی جاتی ہے۔ غیر کا کیا گلہ اور دوسروں کا رونا کیا روئیں خود ہمارے ہادیان مذہب اور ہمارے علمائے کرام ہی اس افسوسناک کیفیت کے بانی نظر آتے ہیں۔ حسرتا واحسرتا! آج ہمارے کانوں میں یہ آواز آ رہی ہے کہ مرزا صاحب نے خدا یا خدا کا بیٹا ہونے کا دعوےٰ کیا تھا ؎

مدار روزگار ہر سفلہ پرور را تماشہ کن

وہ شخص وہ عظیم الشان شخص جو کسر صلیب کے لئے مامور ہو کر آیا جو الوہیت و ابنیت مسیح کے عقائد باطلہ فاسدہ کی تردید و تغلیط اور تثلیث کی بجائے توحید قائم کرنے کے لئے مبعوث ہوا۔ اسی کے متعلق کہا جاتا ہے کہ وہ خود خدا اور خدا کا بیٹا ہونے کا مدعی تھا ؎

بسوخت عقل ز حیرت کہ ایں چہ بوالعجبی ست

کیا ابنیت مسیح کی تردید کرنیوالا خود اسکا مدعی ہو سکتا ہے؟

ایھا الناظرین! ذرا چشم بصیرت کھولیئے اور انصاف کیجئے کہ کیا وہ شخص جس کی بعثت کا مقصد وحید اور جس کا مشن اور منصب ہی الوہیت و ابنیت مسیح کا تار و پود بکھیرنا اور خدائے واحد و یگانہ کی توحید اور اس کا جلال اور اس کی عظمت قائم کرنا ہے اور جس نے اپنے عمل سے ایسا کر کے دکھا بھی دیا اور دنیائے مذہب میں ایک انقلاب عظیم پیدا کیا۔ کیا اس کے لئے ممکن ہو سکتا ہے کہ وہ خود خدا یا خدا کا بیٹا ہونے کا دعوےٰ کرے؟ ایک طرف کسر صلیب کا دعوےٰ اور دوسری طرف خود خدا اور خدا کا بیٹا ہونے کا ادعا کیا کبھی ضدین جمع ہو سکتی ہیں! اور کیا کبھی دو تلواریں ایک میان میں سما سکتی ہیں ہرگز نہیں اور وہ شخص نہایت احمق ہے جو ایسا خیال کرے۔ لیکن دنیا میں احمقوں اور مخبوط الحواسوں کی کمی نہیں۔

غلام کی نسبت آقا سے

اگر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جیسے عظیم المرتبت انسان کے لئے ایسی ایسی دور از قیاس اور ناممکن باتیں تصنیف کی جا سکتی ہیں تو حضرت مرزا صاحب بیچارے کس شمار میں ہیں۔ آپ تو حضور صلعم کے ایک خادم اور غلام ہی ہیں ایک سچے خادم اور سچے غلام کو اپنے آقا سے کچھ نہ کچھ نسبت تو ضرور ہونی چاہئے۔ دنیا خدا کے ماموروں اور برگزیدوں کے ساتھ ایسا ہی سلوک کرتی آئی ہے لیکن اس قسم کے الزامات اور اتہامات اور ظلم و ستم سے ان بزرگوں کی شان میں کچھ کمی واقع نہیں ہو جاتی، بلکہ جوں جوں ان پر سختیاں کی جاتی ہیں ان کے صبر کرنے پر خدا کے ہاں ان کے مدارج بلند ہوتے ہیں و نعم ما قال المسیح الموعود ؎

کس بچشم یار صدیقے نشد
تا بچشم غیر زندیقے نشد

حضرت مرزا صاحب کی کتابوں سے ثابت کرو

دوستو! حضرت مرزا صاحب کی کتابیں اور آپ کی تعلیم دنیا سے ناپید نہیں ہو گئی۔ وہ بفضل خدا حرف بحرف محفوظ و مامون ہے۔ اُن میں سے ایک لفظ ہی ایسا دکھا دو جس سے ظاہر ہوتا ہو کہ آپ نے خدا یا خدا کا بیٹا ہونے کا دعوےٰ کیا تھا۔ مسیح مرزا غلام احمد کو بدنام کرنے والو آؤ! ایک اسی بات پر ہمارا اور تمہارا فیصلہ ہو جائے۔ بتاؤ کس جگہ اور کونسی کتاب، کس تقریر یا تحریر میں آپ نے خدا یا خدا کا بیٹا ہونے کا دعوےٰ کیا ہے؟ دوسری کتابوں کو چھوڑ کر صرف کشتی نوح کو ہی لے لو جس میں آپ کی تعلیم موجود ہے یا کم از کم دس شرائط بیعت کو لے لو، سچے ہو تو بتاؤ کہاں آپ نے لکھا ہے کہ آپ خدا یا خدا کا بیٹا ہیں۔ اور کہاں آپ نے یہ تعلیم دی ہے کہ مجھے خدا یا خدا کا بیٹا مانو۔ نعوذ باللہ من ذالک آپ موحدین امت کے سرتاج اور اس زمانہ میں توحید کے سب سے بڑے علمبردار تھے۔ شرائط بیعت کی سب سے پہلی اور چوٹی کی شرط ہی یہ ہے کہ بیعت کرنے والا آخری دم تک ہر قسم کے شرک سے اجتناب کرے گا اور قال اللہ و قال الرسول کو اپنا دستور العمل بنائے گا۔

توحید الٰہی کا عشق و ولولہ

جس للہیت۔ خلوص اور سوز و گداز سے آپ نے توحید الٰہی کا ذکر کیا ہے اسے دیکھ کر بڑے بڑے اہل اللہ اور صوفی دم بخود رہ جاتے ہیں۔ عشاق بارگاہ ربی وجد میں آ جاتے ہیں جب آپ عشق و محبت الٰہیہ کی باتیں کرتے ہیں تو پڑھنے والوں کے گریبان آنسوؤں سے تر ہو جاتے ہیں ایک صوفی نے خود مجھ سے بیان کیا کہ وہ مخالف تھا لیکن جب اس نے آئینہ کمالات اسلام کے ابتدائی اوراق جو بیان توحید سے مزین ہیں پڑھے تو وہ زمین پر ماہی بے آب کی طرح تڑپتا تھا۔ یہ تو ایک مسلمان کا حال ہے ایک غیر مسلم لارڈ ہیڈلے جیسا شخص جب آپ کا فلسفہ اسلام پڑھتا ہے تو وہ تصویر حیرت بن جاتا ہے اور اسی عالم میں بول اُٹھتا ہے۔ "اخاہ! آج مجھے معلوم ہوا کہ اسلام سچا ہے۔"

"زندہ خدا" کی اصطلاح حضرت مرزا صاحب نے قائم کی

مرزا غلام احمد وہ پہلا شخص ہے جس نے "زندہ خدا" کی اصطلاح قائم کر کے دنیا کو اس خدا سے روشناس کرایا جو مختلف زمانوں میں بڑے بڑے نبیوں اور رسولوں پر ظاہر ہوتا رہا اور جو اپنی ازلی ابدی صفات میں بے مثل اور بے عدیل ہے۔

کشتی نوح کا ایک فقرہ

اللہ تعالیٰ کی تحمید و تقدیس اس کے عظمت و جلال اور توحید پر آپ نے جو کچھ لکھا وہ ہزاروں صفحات پر ممتد ہوتا ہے۔ یہاں حسب ضرورت صرف ایک فقرہ آپ کی کتاب کشتی نوح سے نقل کرتا ہوں۔ طالبان حق کو مخاطب ہو کر کہتے ہیں:۔

"پیروی کرنے کے لائق یہ باتیں ہیں کہ وہ یقین کریں کہ ان کا ایک خادر اور قیوم اور خالق کل خدا ہے، جو اپنی صفات میں ازلی ابدی اور غیر متغیر ہے۔

نہ وہ کسی کا بیٹا ہے اور نہ اس کا کوئی بیٹا" (کشتی نوح صفحہ ۱)

اب بتائیے صاحبان! کیا ایسا عقیدہ رکھنے والا اور کیا ایسی تعلیم دینے والا خود خدائی یا خدا کا بیٹا ہونے کا دعوے کر سکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔

مخبوط الحواس کون ہے؟

عقل و فہم کے مدعیو! تم بڑے مزے لے لے کر مرزا کو کبھی کذاب اور کبھی مخبوط الحواس لکھتے ہو۔ کیا تمہیں اپنی کذب بیانی اور مخبوط الحواسی کا بھی کچھ علم ہے؟ تم تو کہتے ہو کہ ہم نے مرزا کی ساری کتابیں پڑھی ہیں۔ کیا ان کتابوں میں اور آپ کی تعلیمات میں تم کو یہ چھوٹا سا فقرہ کہیں نظر نہیں آیا؟ اگر تمہارے ہوش و حواس درست ہوتے یا تمہاری آنکھیں ہوتیں تم عقل سے کام لیتے تو ضرور نظر آجاتا۔ لیکن بدحواسی کے عالم میں نہ تم عقل سے کام لیتے ہو اور نہ آنکھوں سے۔ جو شخص آفتاب نصف النہار کا انکار کر دے وہ لاعقل اور اندھا نہیں تو اور کیا ہے؟

توحید الٰہی کو دوبارہ قائم کرنیوالا شخص

سنو! اسلام کے اس انحطاط کے زمانہ میں جب ایمان ثریا پر اُٹھ گیا تھا اور کفر و شرک انتہا کو پہنچ چکا تھا اور ایک دنیا الوہیت و ابنیت مسیح کے عمیق شرک میں غرق ہو چکی تھی ایسے زمانہ میں جس شخص نے علم توحید بلند کیا وہ مرزا غلام احمد ہی ہے۔ جس شخص نے خدائے واحد و قہار کی عظمت اور اس کے جلال کی دنیا میں منادی کی اور نشانات ارضی و سماوی سے اللہ تعالیٰ کی ہستی اور اس کی توحید کو ثابت کیا۔ جس نے محض عوام کو ہی نہیں بلکہ تثلیث کے بڑے بڑے علمبرداروں اور بادشاہوں کو توحید کی دعوت دی اور جس کے نام لیوا اب تک کفر و شرک کے بڑے بڑے مراکز میں مشرک اقوام کو کلمہ توحید پڑھا رہے ہیں۔ وہ مرزا غلام احمد ہی ہے علیہ الصلوٰۃ والسلام۔ کیا ایسے شخص کے متعلق تم کہتے ہو کہ اس نے خود خدائی کا دعوے کیا تھا یا وہ خدا کا بیٹا بنتا تھا۔ نعوذ باللہ من ذالک۔

عیسائیوں سے بحث و مناظرہ

حضرت مرزا صاحب کی ساری عمر تو عیسائیوں سے لڑتے جھگڑتے گذری جس کا ہمارے مخالفین کو بھی اعتراف ہے۔ چنانچہ رنگون کے شیخ الجامعہ ایک جگہ اپنی فحش کلامی کو انتہا پر پہنچانے کے بعد فرماتے ہیں:-

"...... ہوش و حواس کھو کر کبھی عیسائیوں سے مرزا لڑتے تھے اور کبھی مسلمانوں سے" (صفحہ ۹۸)

ماشاء اللہ! شیخ الجامعہ کے نزدیک حضرت مرزا صاحب کا عیسائیوں سے لڑنا جھگڑنا یا بحث و مناظرہ کرنا ہوش و حواس کے کھوئے جانے کا نتیجہ تھا۔ اب شاید اسی وجہ سے شیخ الجامعہ صاحب عیسائیوں کی طرف رجوع نہیں فرماتے اور ان کا سارا زور قلم مرزائیوں کے خلاف ہی صرف ہوتا ہے۔ مناظرے تو تقریباً سب انبیاء اپنے اپنے مخالفین سے کرتے رہے ہیں جن کا ذکر قرآن مجید میں موجود ہے۔ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عیسائیوں سے مناظرہ کیا۔ اور امت کے اندر بھی بڑے بڑے علماء اور متکلمین مناظرہ کرتے رہے۔ مثلاً قریب کے زمانہ میں مولانا رحمت اللہ مکی اور سید آل حسن کا نام لیا جا سکتا ہے کیا ان علمائے کرام کا عیسائیوں سے مناظرہ کرنا ان کے ہوش و حواس گم ہو جانے کا نتیجہ تھا؟ خیر یہاں اس سے بحث نہیں۔ جہاں تک عیسائیوں سے لڑنے جھگڑنے یا بحث و مباحثہ کا سوال ہے وہ شیخ الجامعہ کو بھی مسلم ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ اگر حضرت مرزا صاحب عیسائیوں سے لڑتے جھگڑتے تھے۔ تو کیا اُن سے جائداد کا جھگڑا تھا یا کوئی اور ذاتی تنازعہ تھا کیا ان سے اپنی الوہیت یا ابنیت منوانا چاہتے تھے۔ ایک نادان سے نادان بھی سمجھ سکتا ہے کہ عیسائیوں سے آپ کا جھگڑا محض الوہیت و ابنیت مسیح پر تھا۔

عیسائی حضرات حضرت مسیح علیہ السلام کو خدا اور خدا کا بیٹا مانتے ہیں۔ حضرت مرزا صاحب دلائل بینہ اور براہین نیرہ قرآنیہ سے ان کے عقائد باطلہ فاسدہ کی تردید کرتے تھے اور اُن پر واضح کرتے تھے کہ مسیح محض انسان تھا اور کوئی عاجز انسان خدا یا خدا کا بیٹا نہیں ہو سکتا۔ خدا ایک ہے اور وہ بیٹے بیٹوں سے پاک ہے۔ وہ واحد لاشریک ہے کوئی اس کا ہمسر یا ہم پایہ نہیں ہو سکتا۔

عیسائیوں نے کبھی ایسا الزام نہ لگایا

غور کرو اگر حضرت مرزا صاحب کا اپنا دعوے خدا یا خدا کا بیٹا ہونے کا ہوتا تو وہ عیسائیوں سے کس طرح نبرد آزما ہو سکتے تھے۔ عیسائی تو فوراً بول اُٹھتے کہ اجی جناب! آپ ہمیں کیا کہتے ہیں آپ کا اپنا دعوے خدائی کا اور خدا کے بیٹا ہونے کا ہے اگر خدا یا خدا کا بیٹا ہو گیا تو کیا جائے تعجب ہے لیکن عیسائیوں نے کبھی ایسا نہ کہا اور وہ ایسا کیونکر کہہ سکتے تھے جب وہ جانتے تھے کہ مرزا صاحب کا کوئی ایسا دعوے ہی نہیں۔ عیسائی تو اس حقیقت کو سمجھتے تھے مگر ہمارے علمائے کرام پر یہ حقیقت واضح نہ ہوئی اور نہایت دیدہ دلیری سے وہ بات کہدی جس کو صداقت سے دور کا بھی واسطہ نہیں ؎

کافر شناساتر از مولوی ست
زیں مولویت بباید گریست

دوسری کتابوں کو چھوڑ کر ایک جنگ مقدس کو ہی لو جس میں عیسائیوں کے ساتھ حضرت مرزا صاحب کے مناظرہ کی کیفیت درج ہے۔ کیا اس میں حضرت مرزا صاحب نے اپنے دعوے الوہیت و ابنیت کو پیش کیا ہے یا مسیح کی الوہیت اور ابنیت کا قلع قمع کیا ہے۔

حضرت مرزا صاحب کے پیدا کردہ ایمان کے ثمرات

ایسے حقائق کی موجودگی میں یہ کہنا کہ حضرت مرزا صاحب نے خود خدا ہونے کا دعوے کیا ہے کس قدر حق سے بعد اور خلاف واقعہ بات ہے جو شخص مدت العمر کفار اور مشرکین کو توحید کے چشمہ کی طرف بلاتا رہا جس نے اپنے مریدوں کے دلوں میں خدا کا ایسا یقین اور ایسا ایمان پیدا کر دیا کہ وہ اس کے عاشق زار بن گئے۔ وہ توحید کے منادی بن گئے انہوں نے خدائے واحد کی عبادت کے لیے کفرستانوں میں مسجدیں بنوائیں اور نہ صرف مردوں نے ہی بلکہ انکی مستورات نے زیورات بیچ بیچ کر خانہ خدا تعمیر کرائے۔ اور سینکڑوں ایسے تھے جو ولایت کے درجہ تک پہنچ گئے۔ کیا ایسے ہی شخص کے متعلق کہا جاتا ہے کہ وہ خود خدائی کا دعویدار تھا؟

تفو بر تو اے چرخ گرداں تفو

حضرت مسیح اور آنحضرت صلعم کے متعلق مفتریات

لیکن اگر غور کیا جائے تو اس قسم کی مفتریات کوئی نئی بات نہیں۔ دنیا کے لوگ خدا کے مامورین اور برگزیدوں سے ایسا ہی سلوک کرتے آئے ہیں۔ یہود نے حضرت مسیح علیہ السلام کے متعلق کہا کہ:-

"تو آدم زاد ہو کر ابن اللہ ہونے کا جھوٹا دعوے کرتا ہے"

اور خود ذات مقدس حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق نہ صرف یہ افتراء کیا گیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نعوذ باللہ من ذالک بت پرستی کی تعلیم دیتے تھے بلکہ آیات ید اللہ فوق ایدیھم۔ وما رمیت اذ رمیت ولٰکن اللہ رمٰی سے غلط استدلال کرتے ہوئے یہ افترا بھی کیا کہ نعوذ باللہ آپ خود خدا ہونے کا دعوے کرتے تھے۔ سارا قرآن مجید تو توحید توحید پکار رہا ہے اور ایک خدائے واحد و قہار اور ایک خالق ذوالجلال کی تعلیم سے بھرا ہوا ہے مگر ظاہر پرستوں نے ایک آدھ متشابہ آیت لے کر محض حماقت سے آپ کو خدائی کا دعویدار قرار دیدیا۔ یہی حال ہم یہاں دیکھتے ہیں۔ حضرت مرزا صاحب کی ساری کتابیں توحید کی تعلیم سے بھری پڑی ہیں۔ محض ایک الہام یا خواب کی بناء پر جو قابل تعبیر ہے آپ کو خدائی کا مدعی قرار دیدیا۔ فیا للعجب!!

حضرت مرزا صاحب کا ایک کشف اور شیخ الجامعہ کی فحش گوئی

شیخ الجامعہ صاحب اپنی کتاب کے صفحہ ۹۷ و ۹۸

پر لکھتے ہیں :-

"اس کے بعد مرزا نے خدا ہونے کا دعوےٰ کیا چنانچہ لکھتے ہیں رائیتنی فی المنام عین اللہ و تیقنت انی ھو وخلقت السمٰوات والارض وقلت انا زینا السماء الدنیا بمصابیح۔

ترجمہ :- مجھے خواب میں دکھایا گیا کہ میں بعینہٖ اللہ ہوں اور یقین کیا میں وہی ہوں۔ پھر میں نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا اور میں نے کہا کہ ہم نے آسمان دنیا کو چراغوں سے زینت دی"

(آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۵۶۳)

پھر اس سے آگے اس فحش گوئی سے کام لیتے ہوئے بھان کی نمایاں خصوصیت سے لکھتے ہیں :-

"خلاصہ یہ ہے کہ ۴۸ سال کی عمر میں ..... [1] ..... کی فرقت اور رقیب کی خوش عیشی کی وجہ سے ہوش و حواس کھو کر کبھی عیسائیوں سے مرزا صاحب بھڑتے تھے اور کبھی مسلمانوں سے لڑتے تھے۔ اسی بدحواسی میں کبھی مریم بنے۔ حاملہ بنے عیسیٰ بنے۔ خدا کا بیٹا بنے۔ تو خدا بن بیٹھے بھلا ایسا مخبوط الحواس شخص پیغمبر بن سکتا ہے"

وغیرہ وغیرہ من الھفوات (ص ۹۸)

ہم اس فحش گوئی کا جواب سوائے .....

فلعنۃ اللہ علی الکافرین کے اور کیا عرض کریں اذا لم تستحی فافعل ما شئت ؎

دشنام اگر دہد سفیہے
چارہ نبود بجز شنیدن
گر پائے کسے سگے گزیند
نتواں پائے سگے گزیدن

سابق مکذبین کی پیروی

"جھوٹے الزام ..... اور جھوٹے اتہام لگانے والو! سن رکھو، قسم ہے رب العزت کی کہ مرزا غلام احمد کو سوائے خدا اور خدا کے رسول کے اور کسی کا عشق نہ تھا ؎

بعد از خدا بعشقِ محمدؐ مخمرم
گر کفر ایں بود بخدا سخت کافرم

اگر آپ کے نزدیک حضرت مرزا صاحب مخبوط الحواس ہیں تو اس کا کچھ افسوس نہیں آپ سے پہلے بھی خدا کے راستبازوں اور برگزیدوں کو لوگ دیوانہ اور جنونی کہتے آئے ہیں۔ تشابھت قلوبھم

[1] نقاط ہمارے ہیں (ناقل)

اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لتتبعن سنن من قبلکم تم بھی پہلے لوگوں کے طریقوں کی پیروی کرو گے۔ باقی رہا مریم اور حاملہ ہونے کا سوال سو اس کے متعلق ہم قرآن مجید اور کلام آئمہ دین سے ایسا دندان شکن جواب دے چکے ہیں جس کی تردید جناب شیخ الجامعہ مع اپنے رفقاء کے الیٰ یوم القیامۃ نہیں دے سکتے۔ قطع نظر ان سب باتوں کے یہاں سوال حضرت مرزا صاحب کے دعویٰ خدائی کا ہے۔

خواب کا بیان دعویٰ نہیں ہو سکتا

شیخ الجامعہ نے حضرت مرزا صاحب کے دعویٰ خدائی کی بنیاد جس پر رکھی ہے وہ ایک رؤیا ہے۔ ایک خواب ہے۔ حضرت نے خواب میں دیکھا کہ آپ خدا ہیں۔ حالانکہ خواب انسان کے اپنے اختیار میں نہیں ہوتا کیا خواب میں خدا بن جانے سے آپ خدا ہو گئے۔ دیکھنا تو یہ ہے کہ کیا اس خواب کی بناء پر آپ نے خدا ہونے کا دعوےٰ کیا، اور لوگوں سے اپنی خدائی منوائی؟ براہ مہربانی آپ وہ دعوےٰ کہیں دکھائیں کہ مرزا صاحب کا وہ دعوےٰ کہاں ہے؟ اور کہاں لکھا ہے کہ "میں خدا ہوں اور مجھے خدا مانو" سوال تو دعوےٰ کا ہے نہ کہ خواب کا۔ شیخ الجامعہ فرماتے ہیں کہ مرزا صاحب نے خدا ہونے کا دعویٰ کیا وہ دعوےٰ کہاں ہے؟ اور اس کے کیا الفاظ ہیں۔ محض خواب بیان کر دینے سے تو دعویٰ ثابت نہیں ہو سکتا۔ جب تک کہ مدعی صاف صاف لفظوں میں اعلان نہ کرے۔ براہ مہربانی وہ اعلان آپ دکھلائیں۔ وہ کہاں ہے؟ کس جگہ ہے؟ کس کتاب میں ہے؟ خوب یاد رکھیئے کہ ایسا دعویٰ اور ایسا اعلان آپ الیٰ یوم القیامۃ نہیں دکھا سکتے۔ اور محض ایک خواب کی بناء پر آپ حضرت مرزا صاحب کو خدائی کا مدعی نہیں گردان سکتے۔

حضرت یوسفؑ کا خواب

اگر خواب کی بناء پر انسان مدعی گردانا جا سکتا ہے تو کیا کہیں گے آپ حضرت یوسف علیہ السلام کے متعلق جنہوں نے خواب میں دیکھا تھا کہ گیارہ ستارے اور سورج اور چاند آپ کو سجدہ کر رہے ہیں اور انہوں نے اپنی خواب اپنے والد سے بیان کی۔ اگر ان کا باپ شیخ الجامعہ جیسا ہوتا تو انہیں ڈانٹ بتا دیتا کہ جاؤ تم خدا ہونے کا دعوےٰ کرتے ہو، سجدہ تو خدا کے لئے ہے۔ تم خدا بنتے ہو لیکن ان کا باپ نعوذ باللہ کوئی کج فہم اور مخبوط الحواس شخص نہ تھا بلکہ خدا کا ایک برگزیدہ انسان تھا وہ خوب جانتا تھا کہ یہ ایک خواب ہے اور خواب قابل تعبیر ہوتا ہے۔

خدا بننے کے خواب کی تعبیر

اسی طرح حضرت مرزا صاحب کی ایک خواب ہے اور تعبیر طلب ہے۔ اب ذرا کتب تعبیر کو آپ اٹھا کر دیکھیں ان میں کیا لکھا ہے۔ سب سے معتبر کتاب تعطیر الانام فی تعبیر المنام ہے اس میں مرقوم ہے :-

"من رای فی المنام انہ صار سبحانہ تعالیٰ فسوف یھدی الی صراط المستقیم"

یعنی جو شخص خواب میں یہ دیکھے کہ وہ خدا بن گیا ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ خدا اسے ہدایت کی منزل مقصود پر پہنچا دے گا۔

یہ ہے حضرت مرزا صاحب کے خواب کی تعبیر نہ کہ وہ جو آپ بوجہ عناد سمجھ بیٹھے ہیں۔

خواب تعبیر طلب ہوتی ہے

اس سے معلوم ہوا کہ انسان ایسی خواب دیکھ سکتا ہے اور اس سے مراد قرب خداوندی ہے نہ یہ کہ انسان خود خدا بن جاتا ہے یا ایسا خواب دیکھنے والے کو خدائی کا دعویدار قرار دیا جا سکتا ہے۔ فرمائیے شیخ الجامعہ صاحب آپ کا ادعا کیا ہوا۔ جو خواب حضرت مرزا صاحب کی آپ نے بیان کی ہے اس سے تو خدائی کا دعوےٰ نہیں نکلتا اس سے کچھ اور مطلب نکلتا ہے۔ آپ نے کس بناء پر مرزا صاحب پر خدائی کے دعوےٰ کا الزام لگا دیا۔ آپ کو معلوم ہونا چاہیئے کہ خواب میں انسان کو کچھ اختیار نہیں ہوتا۔ قدرت جو چاہے نظارہ دکھا دے۔ بظاہر ایک خواب کا نظارہ کچھ اور ہوتا ہے اور اس کی تعبیر کچھ اور۔ دیکھئے خلیفہ ہارون الرشید کی ملکہ زبیدہ نے خواب دیکھا کہ انسان اور چرند اور پرند اس سے مباشرت کر رہے ہیں تو کیا اس کا مطلب یہ تھا کہ فی الواقعہ ایسا ہوا۔ ہرگز نہیں۔ بلکہ اس کی تعبیر نہر زبیدہ تھی جو انہوں نے کھدوائی اور جس سے انسان چرند و پرند سب فیضیاب ہو رہے ہیں۔

اور سنئے۔ امام ابن سیرینؒ کی منتخب الکلام فی تفسیر الاحلام میں ہے :-

وحکی ان رجلاً رایٰ فی منامہ کانہ بال فی المحراب فسال معبراً فقال یولد لک غلاماً یصیر اماماً یقتدیٰ بہ۔ حکایت ہے کہ ایک شخص نے خواب میں دیکھا کہ وہ محراب میں پیشاب کر رہا ہے ایک معبر سے اس نے پوچھا اس نے کہا کہ تیرے ہاں ایک لڑکا پیدا ہو گا جو امام ہو گا اور اس کی اقتدا کی جائے

نَ نَ۔ (منتخب الکلام فی تعبیر الاحلام بر
حاشیہ تعطیر الانام فی تعبیر الانام صلے)
(آئینۂ احمدیت صـ۲۳ـ)

شیخ الجامعہ جیسے بزرگ سے اس خواب کی تعبیر
ہی جاتی تو وہ عصا لے کر مارنے کو دوڑتے
رے احمق! ایسی گستاخی محراب میں پیشاب کرتے
۔ مگر خواب کی تعبیر دینے والا صاحب علم و عقل انسان
ا کوئی مخبوط الحواس یا کج فہم نہ تھا۔ اس لئے اس
ہ وہی تعبیر کی، جو صحیح تھی۔

شیخ الجامعہ صاحب! جس طرح ہم نے پہلے چند
ب مطالبات آپ سے کئے ہیں یہ بھی ہمارا مطالبہ
ے کہ آپ حضرت مرزا صاحب کا وہ اعلان دکھائیں
آپ نے رؤیا کی بناء پر کیا کہ وہ خدا ہیں۔ مگر یاد
ہیں کہ آپ الیٰ یوم القیامۃ ایسا اعلان نہیں دکھا
تے۔

ـرت مرزا صاحب کی بیان کردہ تعبیر

آیئے اب آپ کو وہ تشریح سنائیں
ـس خواب کے دیکھنے والے نے خود کی ہے
لکھتے ہیں:۔

"وما نعنی بھٰذہ الواقعۃ
کما یعنی فی کتاب اصحاب
وحدۃ الوجود وما نعنی
بذالک ما ھو مذھب الحلولیین
بل ھٰذہ الواقعۃ توافق حدیث
النبی صلعم اعنی بذالک الحدیث
البخاری فی بیان مرتبۃ
قرب النوافل لعباد اللہ
الصالحین۔

(آئینہ کمالات اسلام صـ۵۶۶ـ)

یعنے میں اس خواب کے وہ معنے نہیں
لیتا جو وحدت وجود کی کتب میں پائے
جاتے ہیں اور نہ ہی وہ معنے لیتا ہوں
جو حلولیوں کے مذہب میں کئے جاتے
ہیں بلکہ اس واقعہ کا وہی مطلب ہے
جو حدیث نبوی صلعم کا ہے یعنے بخاری
کی اس حدیث کا جو صالح بندوں کے
نوافل کے ذریعے قرب حاصل کرنے
کے متعلق بیان کی گئی ہے اور اس
میں یہ بتایا گیا ہے کہ جب کوئی صالح
بندہ نوافل کے ذریعہ میرا قرب حاصل
کرتا ہے تو میں اس کی آنکھیں بن جاتا
ہوں جن سے وہ دیکھتا ہے میں اس
کے کان بن جاتا ہوں جن سے وہ سنتا
ہے اور میں اس کے دوسرے اعضاء
اور جوارح بن جاتا ہوں جن سے
وہ نقل و حرکت اور چلتا پھرتا ہے"۔

دیکھا جناب! یہ ہے مطلب اس خواب کا۔ اور
دیکھا آپ نے توحید کے کس بلند مقام پر حضرت
مرزا صاحب کھڑے ہیں۔ فرماتے ہیں کہ اس
خواب کا وہ مطلب نہیں ہے جو وحدت وجود والے
لیتے ہیں یا جو حلول کے قائل لیتے ہیں، جن کا عقیدہ
ہے کہ خدا بندے میں حلول کر جاتا ہے بلکہ
فرماتے ہیں کہ اس کا وہی مطلب ہے جو قرب
نوافل والی حدیث کا ہے۔ غور فرمایا آپ نے؟
حضرت مرزا صاحب کتاب و سنت سے سر مو
انحراف نہیں کرتے اور قرآن و حدیث سے ایک
انچ بھر ادھر ادھر نہیں جاتے۔ اپنی خواب کو
حدیث کے ماتحت اور تابع کیا ہے۔ یہ ہے
اتباع محمدی صلی اللہ علیہ وسلم۔ پھر زمین و آسمان
بنانے کے متعلق فرماتے ہیں:۔

"ان ھٰذا الخلق الذی رایتہ
اشارۃ الی تائیدات سماویۃ
وارضیۃ۔ یعنے یہ زمین و آسمان
کو پیدا کرنا جو میں نے دیکھا اس سے
تائیدات سماوی و ارضی کی طرف
اشارہ ہے"۔

اسی طرح آپ اپنی کتاب چشمۂ مسیحی کے صفحہ ۳۵
کے حاشیہ میں تحریر فرماتے ہیں:۔

ایک دفعہ کشفی رنگ میں میں نے نئی
زمین و آسمان پیدا کیا اور پھر
میں نے کہا کہ آؤ اب انسان پیدا
کریں .... اس کشف کا مطلب
یہ تھا کہ خدا میرے ہاتھ پر وہ تبدیلی
پیدا کرے گا کہ گویا آسمان اور زمین نئے
ہو جائیں گے اور حقیقی انسان پیدا
ہوں گے"

ایک جگہ عیسائیوں کو الزامی جواب دیتے ہوئے
لکھتے ہیں:۔

"اگر کسی کی خدائی ایسے الہامات
اور کلمات سے نکل سکتی ہے
تو ان میرے الہامات سے نعوذ باللہ
میری خدائی یسوع کی نسبت بدرجہ
اولیٰ ثابت ہو سکتی ہے اور سب
سے بڑھ کر ہمارے سید و مولیٰ
حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم کی خدائی ثابت ہو سکتی ہے
کیونکہ آپ کی وحی صرف یہی نہیں
کہ جس نے تجھ سے بیعت کی
اس نے خدا سے بیعت کی اور
نہ صرف یہ کہ اللہ تعالےٰ نے آپ
کے ہاتھ کو اپنا ہاتھ قرار دیا، بلکہ
آپ کے ہر فعل کو اپنا فعل قرار دیا"
(کتاب البریہ صـ۹ـ)

اب غور فرمائیں صاحبان علم و عقل! حضرت مسیح موعود
فرماتے ہیں:۔
"نعوذ باللہ میری خدائی"
گویا آپ دعوے خدائی سے خدا کی پناہ مانگ
رہے ہیں۔ دعوے خدائی پر لعنت اور تبرا بھیج
رہے ہیں، غرض آپ نے اپنی خواب کی خود تشریح
کردی اور فرمایا کہ خدا بننے کا وہی مطلب ہے
جو قرب نوافل والی حدیث کا ہے۔ اور زمین و آسمان
پیدا کرنے کا مطلب ارضی و سماوی تائیدات ہے
نعوذ باللہ کے الفاظ فرما کر خدائی کے دعوے سے
کھلے طور پر بریت ظاہر کی۔

اب آپ کیا فرماتے ہیں شیخ الجامعہ صاحب!
جو عمارت آپ نے حضرت مرزا صاحب کو بدنام
کرنے کے لئے کھڑی کی تھی وہ تو خود حضرت مرزا
صاحب کے بیانات کے سامنے زمین بوس
ہوگئی۔ آپ نے کس بل بوتے پر کہدیا تھا کہ مرزا
صاحب نے خدا بننے کا دعوےٰ کیا ہے۔ تعجب
ہے کہ آپ لوگوں کو حضرت مرزا صاحب کی صاف و
صریح عبارات کیوں نظر نہیں آتیں۔ بات یہ ہے کہ
جو کچھ بعض جہلا اور غیر ذمہ دار لوگوں نے لکھا ہے
اس کو ہمارے علماء اٹھا کر لکھ مارتے ہیں۔ نیت
اچھی نہیں اس لئے دانستہ لوگوں کو بہکاتے ہیں
اور پھر خواہ کتنی ہی بات غلط ہو اس پر اڑ جاتے
ہیں۔ آپ ان کو لاکھ سمجھائیں ہرگز نہیں سمجھیں گے۔

منصور کا نعرۂ اناالحق

حاصل کلام حضرت مرزا صاحب نے تو خدائی
کا دعوےٰ نہیں کیا۔ آیئے آپ کو بتائیں کہ خدائی
کا دعوےٰ کرنے والے کون بزرگ ہیں۔ کیا ان
پر بھی آپ کذاب اور کافر ہونے کا فتویٰ لگائیں
گے؟ سنئے جناب منصور سب سے بڑے
بزرگ ہیں جن کا نعرہ اناالحق زبان زد خلائق ہے
اور بچہ بچہ ان کو جانتا ہے۔ انہوں نے صاف لفظوں
میں انا الحق کا نعرہ بلند کیا اس وقت کے
شیخ الجامعہ نے تو انہیں سولی پر لٹکوا دیا تھا لیکن
آج شیخ الجامعہ انہیں ایک بہت بڑا ولی یقین کرتا ہے
یہ انقلاب کس طرح واقعہ ہو گیا۔ کیا اس زمانہ میں
اناالحق کے کچھ اور معنے تھے اور اب کچھ
اور معنے ہوگئے ہیں؟ لفظ وہی ہیں تو معنی کس طرح
بدل گئے؟ آج کہا جاتا ہے کہ منصور جس نے خدائی
کا دعوےٰ کیا سچا تھا۔ مفتیوں کی غلطی تھی جنہوں نے
اسے کافر ٹھہرا کر شہید کرا دیا۔

حضرت مرزا صاحب نے ایسا نعرہ نہیں لگایا

لیکن حضرت مرزا صاحب تو اپنے متعلق
کبھی ایسا لفظ زبان پر نہیں لائے۔ آپ انکو خدائی
کا مدعی قرار دے کر کس طرح کافر و کذاب کا خطاب

رہے ہیں۔ یہ تعجب ہے کہ جو شخص صاف لفظوں میں اپنے متعلق انا الحق کہتا ہے، وہ تو ولی بن گیا اور جو ایک بھی ایسا لفظ زبان پر نہیں لاتا بلکہ ایسے لفظ سے "نعوذ باللہ" کہہ کر اپنی بریت ظاہر کرتا ہے اسکو خدائی کا مدعی کہا جاتا اور کافر اور کذاب ٹھہرایا جاتا ہے ع

ببیں تفاوت راہ از کجاست تا بکجا

بایزید بسطامیؒ کا نعرہ

اُمت محمدیہ میں صرف منصور ہی نے انا الحق کا نعرہ نہیں لگایا اور بھی بزرگ ایسے ہیں، جنہوں نے یہی نعرہ لگایا ہے اس قسم کے الفاظ اپنے متعلق استعمال کئے جو خدائی پر دلالت کرتے تھے۔ اس کے لئے تذکرۃ الاولیاء کا مطالعہ کرنا چاہیئے۔ حضرت بایزید بسطامی ایک مسلم ولی اللہ گذرے ہیں وہ فرماتے ہیں :۔

"میرا نشان محمد علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نشان سے بہت اونچا ہے۔ سبحانی ما اعظم شانی (تذکرۃ الاولیاء فارسی صفحہ ۱۲۷)

پھر تحریر فرماتے ہیں :۔

"میری صفتیں غیب در غیب ہیں پس جو ایسا ہو وہ کیونکر کوئی شخص ہو سکتا ہے بلکہ وہ زبان حق ہی ہے، اور بولنے والا تو دحق ہوتا ہے بے نطق و بے سمع و بے بصر اسی واسطے خدا بایزید کی زبان پر گفتگو کرتا ہے"۔

مجدد الف ثانی کا کلام

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کا بھی ایک آدھ فقرہ سُن لیجئے، فرماتے ہیں :۔

"میرا ہاتھ اللہ تعالےٰ کے ہاتھ کا قائم مقام ہے۔ سبحانہٗ پس میں محمد رسول اللہ کا مرید بھی ہوں اور ان کا پیر بھائی بھی۔"

(مکتوبات مجدد الف ثانی جلد سوم مکتوب ۸۷)

حضرت پیران پیرؒ کا ایک شعر

حضرت پیران پیر سید عبد القادر جیلانیؒ کا ایک آدھ شعر بھی سُن لیجئے، فرماتے ہیں :۔

"انا الواحد الفرد الکبیر بذاتہٖ
انا الواصف الموصوف علم طریقی

میں ہی وہ واحد اور فرد کبیر بذات خود ہوں میں ہی واصف اور میں ہی موصوف اور اپنے طریقے کا نشان ہوں۔

ملکت بلاد اللہ شرقاً و مغرباً
وان شئت لافنیت الانام بلحظی

خدا کے مشرقی اور مغربی ممالک کا میں مالک ہوں اور اگر میں چاہوں تو تمام لوگوں کو ایک لحظہ میں فنا کر دوں۔

حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ کا دعویٰ انا الحق

اب ہندوستان کے سب سے بڑے ولی حضرت خواجہ معین الدین چشتی علیہ الرحمۃ کا دعویٰ انا الحق بھی سُن لیجئے۔ فرماتے ہیں :۔

من نمیگویم انا الحق یار میگوید بگو
چوں نہ گویم چوں مرا دلدار میگوید بگو
آنچہ نتواں گفت اندر صومعہ با زاہداں
بے تحاشا بر سر بازار میگوید بگو
گفتمش رازے کہ دارم با کہ گویم در جہاں
نیست محرم با در و دیوار میگوید بگو
آتش عشق از درخت جان من بر زد علم
ہر چہ با موسےٰ بگفت آں یار میگوید بگو
اے صبا گر پرسدت کز ما چہ میگوید معین
ایں دوئی را از میاں بردار میگوید بگو

کیا ان اشعار میں حضرت معین الدین چشتی نے صاف لفظوں میں انا الحق کا نعرہ نہیں لگایا بلکہ لکھا ہے کہ خدا نے مجھے کہا ہے کہ میں انا الحق کا نعرہ لگاؤں۔

ان بزرگوں کو کیا کہیں

اب کیا فرماتے ہیں ہمارے بزرگ بیچ الجامعہ بزرگان سلف کے آپ نے دعاوی انا الحق ہوتے دیکھ لئے اور فرمائیے کہ کیا یہ سچے تھے یا جھوٹے؟ اگر سچے تھے تو پھر آپ کو دوسروں پر زبان طعن کھولنے کا کیا حق ہے؟ ؏

این گنا ہیست کہ در شہر شما نیز کنند

پہلے آپ اپنے گھر کی خبر لیں۔ دوسروں کی آنکھ کا تنکا آپ کو نظر آجاتا ہے اور اپنی آنکھ کا شہتیر بھی نظر نہیں آتا؟ مرزا صاحب نے تو کہیں انا الحق کا نعرہ نہیں لگایا۔ مرزا صاحب نے تو محض ایک خواب ہی دیکھی تھی اور اس خواب کی تعبیر بھی بتا دی کہ اس کا مطلب وہی ہے جو حدیث قرب نوافل کا۔ اس طرح سے اپنی خواب کو شریعت کے ماتحت کر دیا۔ لیکن ان بزرگوں نے تو اپنے کلمات کی کوئی تعبیر نہ کی، باوجود اس کے وہ سب آپ کے اور ہمارے مسلم بزرگ اور اولیاء اللہ ہیں۔ سوال یہ ہے کہ اگر ان بزرگوں کے نعرے حقیقت پر مبنی ہیں تو کیا آپ ان کو خدا ماننے پر تیار ہیں؟ اور اگر صحیح نہیں تو بسم اللہ ان پر فتوے دیں جو ایسے مدعیوں کے متعلق دیا جا سکتا ہے۔ مرزا صاحب نے تو باوجود اس کے کہ انہوں نے ایسا کوئی دعوےٰ نہیں کیا تھا اور انا الحق کا کبھی نام تک بھی نہ لیا تھا ان کو آپ نے خدائی کا مدعی قرار دے دیا۔ اور جو لوگ صریح الفاظ میں انا الحق انا الحق پکار رہے ہیں انکو آپ ولی اور خدا رسیدہ مانتے ہیں۔ تلک اذا قسمۃ ضیزیٰ۔

کن فیکون کے اختیارات کا الزام

آپ نے الہام انما امرک اذا اردت شیئًا ان یقول لہ کن فیکون۔ پر اعتراض کیا ہے کہ اس میں مرزا نے خدا کی شان کن فیکون کا اپنے اندر پائے جانے کا دعوےٰ کیا ہے اور اس کا ترجمہ کیا ہے اے خدا تیری یہ شان ہے کہ تو جس چیز کو کہدے کہ ہو وہ ہو جاتی ہے الہام میں تو اے مرزا کے الفاظ کہیں نہیں۔ مگر آپ نے اپنے پاس سے ہی یہ الفاظ لگا دیئے ہیں تاکہ تعریف کا حق ادا ہو جائے۔ اجی حضرت! یہ خدا کا کلام بندے کی طرف سے ہے۔ جیسا کہ ایاک نعبد وایاک نستعین یا بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ہے۔ اس سے پہلے قل کا لفظ محذوف سمجھا جاتا ہے۔ اسی طرح یہاں بھی قل کو محذوف سمجھ لیجئے۔ بس اب کوئی اعتراض وارد نہیں ہو سکتا اور اس کا مطلب یہ ہوگا کہ کہو انما امرک اذا الخ۔ حضرت مرزا صاحب نے بھی ایسا دعوےٰ نہیں کیا کہ انہیں کن فیکون کے اختیارات حاصل ہیں

انت منی بمنزلۃ ولدی کا الہام

پھر دعوےٰ ابنیت کے ثبوت میں آپ نے حضرت صاحب کا یہ الہام لکھا ہے انت منی بمنزلۃ ولدی۔ یہ بھی آپ کی صریح غلط فہمی ہے۔ کیونکہ جہاں حضرت نے یہ الہام لکھے ہیں وہاں یہ تصریح بھی کر دی ہے کہ خدا بیٹے اور بیٹیوں سے پاک ہے۔ یہ کلام متشابہ ہے اور قابل تاویل یعنی اس سے مقصد محض اللہ تعالےٰ کا قرب اور اس کا پیار ہے ولا غیر۔ یہ کلام بطور مجاز ہے۔ حقیقی معنے اس میں نہیں پائے جاتے۔ شیخ الجامعہ صاحب مکرم! آپ کو معلوم ہونا چاہیئے کہ بطور مجاز یا استعارہ خدا کا کسی کو بیٹا کہنا ناجائز نہیں ہے بلکہ فصیح استعارہ ہے انہی مجازی معنوں میں حضرت عیسےٰ علیہ السلام نے اپنے آپ کو ابن اللہ کہا تھا اور یہود نے خیال کیا کہ یہ آدم زاد ہو کر ابن اللہ ہونے کا جھوٹا دعویٰ کرتا ہے۔ اور عیسائی حضرات نے اس کو حقیقت پر محمول کر کے حضرت عیسےٰ کو خدا کا بیٹا قرار دے دیا۔

قرآن میں ابن اللہ کا مجازی استعمال

اسی طرح آج ہمارے علمائے کرام حضرت مرزا صاحب کے اس الہام کو جو بطور مجاز ہے حقیقی معنے دے کر آپ کو ابنیت کا مدعی قرار دے

سے ہے ہیں حالانکہ اور تو اور خود قرآن مجید میں یہ لفظ بطور مجاز خدا کے مقرب بندوں کے لئے استعمال ہوا ہے۔ چنانچہ سورۃ مائدہ میں ہے: وقالت الیھود والنصاریٰ نحن ابناء اللّٰہ واحباؤہ یعنے یہود اور نصاریٰ نے کہا کہ ہم خدا کے بیٹے اور اس کے پیارے ہیں۔ اب ذرا تفاسیر کو اٹھا کر دیکھئے۔ ان میں کیا لکھا ہے۔ بیضاوی میں ہے او المقربون عندہ قرب الاولاد من والدھم یعنے ابناء اللّٰہ کے یہ معنے ہیں کہ ہم اللہ کے حضور میں ایسے مقرب ہیں جیسے اولاد کی قربت اُن کے والد سے ہوتی ہے اور تفسیر کبیر میں اس کی مزید تشریح اس طرح سے ہے:۔

" ان لفظ الابن کما یطلق (- - - -) علی ابن الصلب فقد یطلق علی من یتخذ ابناء واتخاذہ ابنا بمعنی تخصیصہ بمزید الشفقۃ والمحبۃ فالقوم ادعوا عنایت اللّٰہ بھم اشد واکمل عنایتہ بکل ما سواھم لاجرم عبداللّٰہ تعالیٰ عن دعوتھم انھم ابناء اللّٰہ۔ یعنے اس لفظ کا اطلاق جس طرح صلبی بیٹے پر ہوتا ہے اسی طرح اس پر بھی ہوتا ہے جو بیٹا بنایا جائے اور کسی کو بیٹا اس طرح بنایا جاتا ہے کہ اسکو زیادہ شفقت اور محبت سے مخصوص کیا جاتا ہے۔ پس یہود و نصاریٰ نے جب دعوےٰ کیا کہ اللہ تعالیٰ کا فضل اور عنایت اُن کے ساتھ اوروں کی نسبت زیادہ اور کامل ہے تو اللہ تعالیٰ نے اُن کے دعوےٰ کو ان الفاظ سے تعبیر کیا کہ وہ ابناء اللہ ہیں"

میرے مکرم دوست! کیا آپ سمجھے کہ ابن اللہ کے کیا معنے ہوتے ہیں۔ اگر اعتراض کرنے سے پہلے ذرا آپ تفاسیر پر نظر ڈال لیتے تو کیا اچھا ہوتا۔ لوگ کیا کہیں گے کہ آپ کو ابن اللہ کے معنے بھی نہیں آتے۔ اور آپ کو یہ بھی معلوم نہیں کہ ابن اللہ کا لفظ کلام الٰہی میں بطور مجاز بھی استعمال ہوتا ہے۔ تفسیر کبیر میں صاف لکھا ہے کہ یہود و نصاریٰ خود تو ابناء اللہ ہونے کا دعوےٰ نہ کرتے تھے وہ محض یہ کہتے تھے کہ وہ اللہ کی عنایات اور اس کی شفقت اور محبت سے مخصوص ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے اس دعوے شفقت و محبت کو ابناء اللہ کے الفاظ سے تعبیر فرمایا۔ پس جب خود اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے لئے ابناء اللہ یا ابن کا لفظ استعمال کرتا ہے تو کون ہے جو اسکو ناجائز قرار دے؟ اور جس صورت میں خود صاحب الہام نے لکھ دیا ہے کہ یہ لفظ بطور مجاز استعمال ہوا ہے تو پھر کسی معترض کا کیا حق ہے کہ وہ اسکو ناجائز کہے اور اس سے حقیقی ابنیت کا مفہوم نکالے

ع سخن شناس نہ دلبرا خطا اینجاست

صوفیا میں خدا کا بیٹا ہونے کا دعوےٰ

غرض حضرت مرزا صاحب نے تو خدا کا بیٹا ہونے کا دعوےٰ نہیں کیا البتہ حضرات صوفیا اور اولیائے کرام کو خدا کے بیٹے ہونے کا دعوےٰ ضرور ہے۔ مثنوی میں حضرت مولانا رومؒ فرماتے ہیں ؎

گفت اطفال حق اند ایں اولیاء
در غریبی فرد از کار و گیاہ
اولیاء اطفال حق اند اے پسر
غائبی و حاضری بس باخبر
برتر اند از عرش و کرسی و خلا
ساکنانِ مقصد صدق و صفا
اولیاء را ہست قدرت از اللہ
تیر جستہ باز گرداند ز راہ
تو ہمیدانی یجوز و لایجوز
خود نمیدانی کہ حوری یا عجوز

کہئے صاحب ملاحظہ فرمایا جناب نے کیسے صاف الفاظ ہیں، اولیاء اللہ کو خدا کے بیٹے قرار دیا گیا ہے۔ اور حاضر و غائب میں باخبر اور عرش و کرسی سے برتر اور اعلےٰ ظاہر کیا گیا ہے اور ان کے لئے اس قدر قدرت کو تسلیم کیا ہے کہ وہ کمان سے نکلے ہوئے تیر کو بھی واپس لے آتے ہیں۔ اور آخر میں ان باتوں پر معترض ہونے والوں کو زجر و توبیخ کی ہے کہ تم اگر اس گروہ پر اعتراض کرتے ہو اور تمہیں اتنا علم نہیں ہے کہ تم خود کیا ہو، حور ہو یا کوئی بوڑھی عورت؟ یعنے خود تمہارے اندر کوئی خوبی بھی ہے، یا نقص ہی نقص ہیں۔

ان لوگوں پر کیا فتوےٰ ہے؟

اب ہمارا شیخ الجامعہ صاحب سے سوال ہے کہ وہ حضرت مولانا رومؒ جیسے ولی اللہ کے ارشاد کے مطابق کیا اولیاء اللہ کو خدا کے بیٹے ماننے پر تیار رہیں؟ کیا ان کو فی الواقعہ خدا کا بیٹا مانتے ہیں؟ اگر مانتے ہیں تو پھر ان کو دوسروں پر اعتراض کا کوئی حق حاصل نہیں اور اگر نہیں مانتے تو پھر ان کے نزدیک ایسے دعوےٰ کرنے والوں کے متعلق ان کا کیا فتویٰ ہے۔ کیا وہی فتوےٰ جو وہ حضرت مرزا صاحب پر لگاتے ہیں؟ اگر ایسا ہی ہے تو بسم اللہ ذرا ہمت کریں اور اپنے قلم سے ایسا فتوےٰ تحریر کر کے مشتہر کریں۔ یہ تو کوئی انصاف نہیں کہ زید ایک بات کہے تو وہ گردن زدنی قرار پائے اور اگر بکر وہی بات کہے تو اسے حق و صداقت پر مبنی تسلیم کیا جائے۔ شیخ الجامعہ! آپ حضرت مرزا صاحب پر کوئی اعتراض کریں اس کی زد حضرت مرزا صاحب پر نہیں بلکہ بڑے بڑے برگزیدگانِ خدا پر پڑے گی۔ آپ اپنے ہاتھوں سے ذلت اور رسوائی کا سامان مہیا کرتے ہیں ؎

گر گئی تف سوئے روئے خود کنی
ور زنی بر آئینہ بر خود کنی
ور ببینی روئے زشت آں ہم توئی
ور ببینی عیسیٰ و مریم توئی

مِیرزا کا مقام

چوہدری سید احمد صاحب عابد اربد ملتی

تھا غلام احمد محمدؐ کا غلام
فیض آقا سے لیا اُس نے تمام
وہ محدث مہدیٔ موعود تھا
ہیں مجدد کے یہ اصلی سارے نام
کفر کی باتوں سے نفرت تھی اسے
کام اس کا خدمتِ دیں صبح شام
اپنے بیگانے مخالف ہو گئے
تھا جو حق کہتا رہا وہ شاد کام
اک ذخیرہ نور کا ہے یادگار
مکتبِ اسلام کا علم الکلام
کل نفسٍ ذائقۃ الموت ہے
جا ملا آقا سے کر کے انتظام
اسکے رتبہ کو کہاں جانیں عوام
جس کو بھیجا ہو محمدؐ نے سلام
اس جماعت پر خدایا رحم کر
خدمت اسلام کی دُھن ہو مدام
اہلِ ایمان کو خدا توفیق دے
جان لیں تا میرزا کا وہ مقام

حضرت ابراہیمؑ اور حضرت ہاجرہؑ کی قربانیوں کی یادگار

قربانی کی اصل غرض و غایت تقویٰ اللہ پیدا کرنا ہے

کعبۃ اللہ بین الاقوامی اتحاد و یک جہتی کا ذریعہ

خطبہ عید الاضحی مورخہ ۲۶ مئی ۱۹۶۱ء فرمودہ حضرت امیر مولانا صدر الدین صاحب ایدہ اللہ بمقام احمدیہ بلڈنگس لاہور

قالوا ابنوا له بنيانا فالقوه في الجحيم ———— (الصّٰفّٰت)

حضرت ابراہیمؑ کی مخالفت اور قوم کی تباہی

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنی قوم کو تلقین فرمائی کہ بت پرستی چھوڑ دو۔ ایک خدا پر ایمان لاؤ صرف اسی کی پرستش کرو۔ اور اس کے ساتھ کسی اور کو شریک نہ ٹھہراؤ۔ قوم نے ابراہیمؑ کی بڑی شدّ و مد کے ساتھ مخالفت کی قوم نے کہا کہ یہ ہمارے مذہب کا دشمن ہے ہمارے بتوں کو بُرا سمجھتا ہے لہٰذا اسے جان سے مار دو۔ ابنوا له بنيانا۔ اس کے لئے ایک چِتا تیار کرو۔ فالقوه في الجحيم۔ اور اس کو نذر آتش کر دو۔ فارادوا به كيدا۔ چنانچہ انہوں نے بڑے اہتمام سے حضرت ابراہیمؑ کو ختم کر دینے کی تدبیر کی فجعلناهم الاسفلين۔ لیکن ہم نے ان کی تمام تدبیریں خاک میں ملا دیں۔ غور کرو کہ ایک قوم خدا کے مقرب بندے کی مخالفت کر کے کس طرح خود ہی برباد ہو گئی۔

حضرت ابراہیمؑ کی ہجرت اور بیٹے کی بشارت

جب قوم نے ہر طرح سے حضرت ابراہیمؑ کے خلاف اقدام کئے۔ ان کو مشکلات اور مصائب میں ڈالا تو حضرت ابراہیمؑ نے کہا انی ذاهب الى ربي سيهدين۔ میں اس وطن کو چھوڑ دیتا ہوں۔ اور خدا کے پاس چلا جاتا ہوں۔ لیکن خدا کہاں ہے۔ مطلب یہ ہے کہ جہاں خدا کا حکم ہو گا، میں اس کی رضا کے لئے چلا جاؤں گا۔ مگر اکیلا ہوں، بوڑھا ہوں، ساتھی نہیں اس لئے خدا سے دعا مانگتے ہیں کہ رب هب لي من الصالحين اے میرے رب میں اکیلا رہ گیا ہوں۔ قوم میرا ساتھ نہیں دیتی۔ ایک بیٹا مجھے عطا کر جو صالحین میں سے ہو۔ خدا نے یہ دعا قبول فرمائی فبشرناه بغلام حليم۔ اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو ایک قابل اور بردبار بچے کی بشارت دی۔

حضرت ابراہیمؑ کا خواب اور استصواب رائے

چنانچہ بچہ پیدا ہوا پرورش پائی۔ فلما بلغ معه السعي اور جب اس عمر کو پہنچا کہ بوڑھے باپ کے ساتھ کاروبار میں شریک ہو سکے تو باپ نے بیٹے سے کہا يا بني انی اریٰ في المنام انی اذبحك اے میرے پیارے بیٹے میں نے ایک خواب دیکھا ہے کہ میں تمہیں ذبح کر رہا ہوں۔ فانظر ماذا ترىٰ بیٹے آپ کی اس بارے میں کیا رائے ہے۔

غور کیجئے۔ قوم نے ایک شخص کو نکال دیا ہے گھر سے وطن کر دیا۔ تن تنہا تھا بڑھاپے کی عمر تھی۔ کوئی معاون و مددگار خدا کے سوا اور نہیں تھا۔ دعاؤں کے طفیل بچہ پیدا ہوتا ہے جو بڑھاپے کا سہارا ہے۔ ماں باپ کی آنکھوں کا نور ہے۔ لیکن جب نوجوانی کی عمر کو پہنچتا ہے تو ابا جان کہتے ہیں، اے میرے لختِ جگر مجھے خواب آئی ہے کہ میں تمہیں ذبح کر رہا ہوں کہئے آپ کی کیا رائے ہے۔

والدین کے لئے اکرام اولاد کا سبق

ان آیتوں میں والدین کے لئے سبق ہے کہ نوجوان بچوں کو کس طرح مخاطب کرنا چاہئے اولاد سے گفتگو کے آداب کا ایک انداز قرآن نے یہاں بیان کیا ہے۔ حضرت ابراہیمؑ نے اپنے بیٹے اسمٰعیلؑ سے کہا يا بني اے میرے پیارے بیٹے۔ اولاد کا اکرام کیا۔ فانظر ماذا ترىٰ کہئے آپ کی مرضی کیا ہے۔ یہ نہیں کہ میں حکم دیتا ہوں کہ میں تمہیں ذبح کروں۔

بیٹے کا جواب

اور بیٹے کا جواب بھی سُن لیجئے۔ قال يا ابت افعل ما تؤمر کہتے ہیں ابا جان جو کچھ آپ کو حکم ہوا ہے اسکو بجا لائیں۔ میری مرضی وہی ہے جو خدا کی ہے۔ ستجدني ان شاء الله من الصابرين۔ آپ مجھے ذبح کریں۔ میں کوئی دم نہیں ماروں گا۔ خدا نے چاہا تو مجھے آپ صابر پائیں گے۔

دونوں نے عملاً مسلمان ہونا ثابت کر دکھایا

فلما اسلما۔ باپ بیٹے کو ذبح کرنے کو تیار ہے اور بیٹا ذبح ہونے کو تیار ہے دونوں نے عملاً خدا کے حکم کی فرمانبرداری کی اور عملاً اپنا مسلمان ہونا ثابت کر دکھایا۔ دونوں نے اس زبردست امتحان میں ثابت قدمی دکھلائی۔

حضرت ابراہیمؑ کی زبردست آزمائش

واذ ابتلىٰ ابراهيم ربه بكلمات اللہ تعالیٰ نے ابراہیمؑ کا چند امور میں امتحان لیا فاتمهن۔ وہ ان سب میں پورے اترے وہ کیا امور تھے ایک یہ کہ قوم نے ان کو جلانے کا فیصلہ کیا وہ ڈرے نہیں اور رضائے الٰہی کے ماتحت جل مرنے کو تیار ہو گئے۔ دوسرے یہ کہ اللہ تعالیٰ سے اشارہ پا کر اپنے اکلوتے اور پیارے بیٹے کو ذبح کرنے کے لئے تیار ہو گئے اور بیٹے نے بھی باپ کے کہنے پر رضائے الٰہی کے سامنے سر جھکا دیا۔ ان دونوں امور میں وہ پورے اترے۔

وتله للجبين۔ باپ نے اپنے بیٹے کو ذبح کرنے کے لئے اوندھے منہ لٹا دیا تاکہ اس کا چہرہ نظر نہ آئے اور آنکھیں دوچار ہونے کی وجہ سے رحم نہ آ جائے اور کہیں ایسا نہ ہو کہ اولاد کی محبت خدا کی محبت پر غالب آ جائے۔

اللہ تعالیٰ کی طرف سے اجر عظیم

چھری پھیرنے کو ہی تھی کہ ناديناه ان يا ابراهيم۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے آواز آئی ابراہیم ٹھہرو! رُک جاؤ۔ بس اتنا ہی کافی ہے۔ قد صدقت الرؤيا آپ نے خواب کو سچا کر دکھایا ہے۔ اب تمہاری آزمائش ہو چکی ہے انا كذلك نجزي المحسنين۔ ہم اس کی فرمانبرداری کرنے والوں کے لئے بہت بڑا اجر رکھتے ہیں ان هذا لهو البلاء المبين یقیناً یہ بہت بڑا امتحان تھا اور تمہاری فرمانبرداری کی پہلی آزمائش تھی۔ وفديناه بذبح عظيم ہم نے اس فرمانبرداری کا تمہیں یہ اجر دیا ہے کہ تمہاری فرمانبرداری کی یادگار قائم رکھنے کے لئے ہم نے جانوروں کی قربانی دینا مقرر کر دیا ہے۔ وتركنا عليه في الآخرين اس یادگار کو ہم نے پچھلی قوموں میں قائم کر دیا ہے۔ آنے والی قومیں اس یادگار کو قائم رکھیں گی

رہیں گی۔ یہ سب اجر! حضرت ابراہیمؑ کی فرمانبرداری اور تسلیم و رضا کا۔ سلام علیٰ ابراہیم - ابراہیمؑ پر سلامتی ہو -

دو عظیم الشان ہستیاں

دو ہستیاں ایسی ہیں جن کو خدا نے بلند مقام عطا کیا ہے۔ اور ان کے افعال کو رہتی دنیا تک بطور یادگار قائم رکھا ہے۔ ایک حضرت ابراہیمؑ ہیں، اور دوسری ہیں حضرت ہاجرہؓ۔ دونوں کا مقام بہت بلند ہے۔ اس لئے کہ انہوں نے خدا کی راہ میں بڑی بڑی مشکلوں کا سامنا کیا۔ اور بڑی بڑی آزمائشوں میں پورے اُترے -

کعبۃ اللہ کی تعمیر اور مرجع خلائق ہونا

حضرت ابراہیمؑ کے متعلق فرمایا ہے واذ جعلنا البیت ۔ ابراہیمؑ کے تعمیر کردہ مکان کو ہم نے یادگار بنا دیا ہے۔ اس مکان کی زیارت کے لئے بار بار لوگ آئیں گے۔ وہ مکان کہاں واقع ہے۔ وہ وادی غیر ذی زرع ہے جہاں کسی سبزی کا نشان نظر نہیں آتا۔ بالکل ریگستان ہے بے آب و گیاہ ہے، دریا نہیں چلتے، چشمے نہیں بہتے۔ سبزی تری وہاں نہیں ہوتی۔ خشک اور چٹیل میدان ہیں، اس وادی غیر ذی زرع میں ابراہیمؑ اللہ کا گھر بناتے ہیں۔ خدا ان کے خلوص اور نیت کی قدر کرتا ہے۔ اور اس عمارت کو مثابۃ للناس بنا دیتا ہے اور وہ مرجع خلائق ہو جاتی ہے۔ وہاں لوگ بار بار آتے ہیں چنانچہ آج کی رپورٹوں کے مطابق کل آٹھ لاکھ انسانوں نے کعبۃ اللہ میں حج ادا کیا -

کعبہ کو قبلہ بنانے میں نبی کریم صلعم کا ایثار

واتخذوا من مقام ابراھیم مصلّٰی
یہ ابراہیم کا مقام ہے۔ اس کو قبلۂ نماز بناؤ۔ اس طرح خدا نے قوموں کے باپ حضرت ابراہیمؑ کو بڑا بلند مقام عطا کیا ہے۔ اور ان کے بیٹے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مقام کی بلندی کو قائم رکھا۔ حضورؐ نے اپنی مسجد نبویؐ تعمیر کی لیکن یہ کبھی نہیں کہا کہ ابراہیمؑ کے مقام کو چھوڑ کر میری مسجد کو قبلہ بناؤ۔ اور اس کی طرف منہ کر کے نماز ادا کرو۔ بلکہ حضورؐ نے قوموں کے باپ ابراہیمؑ کے مقام کو قبلہ بنایا جو بین الاقوامی اتحاد کا ذریعہ ہو سکتا ہے۔ خدا تعالیٰ نے حضورؐ کے اس ایثار کی قدر کی فرمایا ورفعنا لک ذکرک ہم نے تیرے ذکر کو بڑی رفعت اور بلندی عطا کی ہے لہٰذا تیری یاد قیامت تک لوگوں کے دلوں میں تازہ رہے گی۔

. . . .

. . . .

حضرت ہاجرہؓ کے افعال کی یادگار

اسی طرح حضرت ہاجرہؓ کی قربانی کی وجہ سے ان کے افعال کو یادگار بنا دیا ہے۔ حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ حضرت ہاجرہؓ اپنے پیاسے بیٹے کی پیاس بجھانے کے لئے پانی تلاش کرتی ہوئی کبھی ایک پہاڑی پر چڑھتی تھیں۔ کہ وہاں سے کسی جگہ پانی نظر آجائے۔ لیکن کہیں دکھلائی نہ دیتا۔ پھر دوسری پہاڑی پر جا چڑھتیں کہ شاید وہاں سے پانی کا پتہ مل جائے۔ لیکن کوئی پتہ نہ لگتا۔ اس طرح وہ سات مرتبہ صفا اور مروہ کی پہاڑیوں پر چڑھیں اور اتریں آخر کار اللہ تعالیٰ نے اپنا ایک فرشتہ بھیجا اور اس نے وہیں سے پانی کا چشمہ نکال دیا جو آب زمزم کہلاتا ہے۔ حضرت ہاجرہؓ کے اس فعل کو بھی اللہ تعالیٰ نے پچھلی قوموں کیلئے یادگار بنا دیا ہے۔ جب لوگ حج یا عمرہ کرنے جاتے ہیں تو ہاجرہؓ کی طرح دونوں پہاڑیوں کے درمیان سعی بھی کرتے ہیں حضرت ابن عباسؓ روایت کرتے ہیں کہ حضور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا فلذالک سعی الناس بینھما یعنی اسی لئے لوگ ان دونوں پہاڑیوں کے درمیان سعی کرتے ہیں یہ یادگار اس قربانی کی وجہ سے ہے جو حضرت ہاجرہؓ نے کی۔

حضرت ہاجرہؓ کی قربانی اور ایمان باللہ

لکھا ہے جب حضرت ابراہیمؑ ان ماں بیٹے کو اس ویران اور غیر ذی زرع علاقہ میں چھوڑ کر جانے لگے۔ تو حضرت ہاجرہؓ نے کہا این تذھب کہاں جاتے ہیں آپ؟ ءاللہ امرک بھذا کیا اللہ تعالیٰ نے آپ کو حکم دیا ہے کہ ہمیں یہاں چھوڑ کر چلے جاؤ لیس فیہ انیس ولا شئی یہ ایسی جگہ ہے جہاں نہ کوئی انسان ہے اور نہ کوئی اور چیز یہاں ملتا ہے۔ حضرت ابراہیمؑ نے جواب دیا ہاں خدا کے حکم کے تحت میں ایسا کرتا ہوں۔ تو حضرت ہاجرہؓ نے کہا اذا لا یضیعنا تو پھر جائیے ہم کو خدا ضائع نہیں کرے گا۔ ابراہیمؑ چلے گئے اور وہ اکیلی رہ گئیں -

مکہ کی آبادی

بچے کو پیاس لگی تو پانی کی تلاش میں سات دفعہ دوڑیں۔ آخر پانی نمودار ہوا اور پرندے آنے شروع ہو گئے۔ جہاں پانی ہوتا ہے وہاں پرندے آنے شروع ہو جاتے ہیں۔ پرندوں کو دیکھ کر قافلے سمجھ لیتے ہیں کہ وہاں پانی ہوگا۔ چنانچہ جرہم کا قبیلہ پانی ہی کی تلاش میں وہاں آیا اور وہاں آباد ہو گیا۔ اس قبیلہ کی لڑکی حضرت اسمٰعیلؑ کے نکاح میں آئی۔ یہ چیز اس ویران جگہ کی آبادی کا باعث ہوگئی۔ اور یہ حضرت ہاجرہؓ کی اس قربانی

اور سعی کی یادگار میں حج کے موقعہ پر صفا اور مروہ کی سعی کی جاتی ہے۔ یہ وہ مقام ہے جو اللہ تعالیٰ نے ایک مرد اور ایک عورت کو عطا کیا خدا کی نگاہ میں مرد اور عورت دونوں برابر ہیں۔ ابراہیمؑ اور ہاجرہؓ کی ان قربانیوں کی تہ میں اصل چیز جو کام کرتی ہے وہ رضائے الٰہی کے حصول کی خاطر جان و مال کی قربانی کر دینا ہے اسی لئے قربانی ان کی یادگار میں قائم کی گئی ہے اس کے متعلق فرمایا لن ینال اللہ لحومھا ولا دماؤھا ولکن ینالہ التقویٰ منکم جو تم ذبح کرتے ہو۔ اور اونٹ، بکری، دُنبہ اور گائے وغیرہ کی جو قربانی دیتے ہو لن ینال اللہ لحومھا۔ ان کا گوشت خدا کو نہیں پہنچتا ولا دماؤھا اور نہ اس کے خون کی خدا کو ضرورت ہے -

بُت پرستوں کی قربانی

یہ تو بت پرست قوموں کے اندر رسم تھی کہ قربانی کا گوشت بتوں کے منہ کو لگا دیتے اور خون کو بتوں پر اور دیواروں پر چھڑکتے تھے۔ حتیٰ کہ خانہ کعبہ کی دیواروں پر بھی خون چھڑکا جاتا تھا کشمیر کے پہاڑی میں نے دیکھا کہ جانور ذبح کیا اور گوشت بُت کے منہ کو لگا دیا۔ اور خون چھڑک دیا اسی رسم کو دُور کرنے کے لئے -

قربانی کی اصل غرض تقویٰ اللہ ہے

فرمایا لن ینال اللہ لحومھا ولا دماؤھا۔ خدا کو تمہاری قربانی کا گوشت اور خون نہیں پہنچتا ولکن ینالہ التقویٰ منکم۔ قربانی کی اصل غرض و غایت تقویٰ ہے۔ وہی خدا کو پہنچتا ہے وہ فرمانبرداری اور تقویٰ ہے جو ابراہیمؑ اور ہاجرہؓ کی قربانی کی روح ہے اسی کو پیدا کرنا اصل مقصود ہے۔ اگر قربانی سے ایسی فرمانبرداری اور تقویٰ پیدا نہیں ہوتا تو نری رسم سے کوئی فائدہ نہیں۔ قربانی کے پس پشت اصل روح یہ ہے کہ رضائے الٰہی کے لئے جس وقت ضرورت ہو اپنی جان اور مال خدا کی راہ میں قربان کر دیا جائے۔ اگر آپ میں ایسا جذبہ اور ایسی رُوح پیدا نہیں ہوتی تو سمجھ لینا چاہیئے کہ محض جانوروں کا خون بہانے سے کوئی فائدہ نہیں قربانی کی اصل غرض تسلیم و رضا ہے اور خدا تعالیٰ کے احکام کی پوری پوری فرمانبرداری ہے -

تقویٰ اللہ کے معنے

امام فخر الدین رازیؒ نے اس آیت کے تحت تقویٰ کے معنے ان الفاظ میں کئے ہیں انما المراد ان یحتھد العبد بامتثال اوامرہ یعنی اللہ تعالیٰ کے احکام

(باقی بر صفحہ ۳۲)

ابنِ مریم

از:- ظفر اللہ خان - راولپنڈی

منم مسیح بیانگ بلند مے گویم
منم خلیفۂ شاہے کہ بر سما باشد

حدثنا عبد اللہ حدثنی ابی ثنا محمد بن جعفر قال ثنا هشام بن حسان عن محمد عن ابی هريرة عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال یوشك من عاش منكم ان تلقى عيسى ابن مريم اماما مهديا وحكما عدلا فيكسر الصليب ويقتل الخنزير ويضع الجزية وتضع الحرب اوزارها رواہ احمد +

امام احمد بن حنبل رح نے روایت بیان کی کہ اُن کے . . . . پاس عبد اللہ نے اُن کے پاس اُن کے باپ نے اُن کے پاس محمد بن جعفر نے اُن کے پاس ہشام بن حسان نے اُن کے پاس محمدؐ نے اُن کے پاس ابوہریرہ رضؓ نے کہ رسول اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قریب ہے کہ جو شخص تم میں سے زندہ رہا عیسٰی ابن مریم سے ملاقات کریگا جو امام زمانہ ہوگا اور وہی مہدی ہوگا اور حکم و عادل ہوگا، صلیب کو توڑے گا اور خنزیر کو قتل کرے گا اور چندہ لیا کرے گا اور اس کے وقت میں جہاد یا اوزار بند ہو جائے گا۔ دیکھو مسند امام احمد بن حنبل جلد ۲ صفحہ ۴۱۱ -

حل طلب معمہ اور قابلِ غور بات اس جگہ ابن مریم کا لفظ ہے۔ جس سے مسلمانوں کو ٹھوکر لگی ہے۔ حالانکہ تھوڑے سے تدبر سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ جس مسیح موعود کے متعلق یہ حدیث بطور پیشگوئی بیان ہوئی یہ نام اسکو بطور استعارہ دیا گیا ہے۔ لیکن کم فہمی کی بنا پر اسکو حقیقت پر مبنی کہا گیا جس کی وجہ سے ایک غلط عقیدہ قائم ہوگیا۔ کہ حضرت عیسٰی ابن مریم جو کہ اسرائیلی نبی تھے مصلوب ہونے کے وقت اللہ تعالےٰ نے انہیں بجسم عنصری آسمان پر اُٹھا لیا اور وہی دوبارہ دنیا میں تشریف لاکر کسرِ صلیب کریں گے - حالانکہ قرآن مجید کی تیس آیات سے اُن کا وفات پا جانا ثابت ہوتا ہے ؎

ابن مریم مر گیا حق کی قسم
داخلِ جنت ہوا وہ محترم

اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیسے پتہ چلے کہ مذکورہ حدیث شریف میں ابن مریم کا نام استعارہ کے طور پر استعمال ہوا ہے۔ سو اس کی وضاحت کے لئے جناب حضرت مرزا غلام احمد صاحب مجدد صد چہاردہم مسیح موعود مہدی معہودؑ کی موقعہ بموقعہ تحریرات پیش کروں گا - آپ نزول المسیح صفحہ ۴ کے حاشیہ میں تحریر فرماتے ہیں :-

خدائے حکیم و علیم نے وضع دنیا دوری رکھی ہے یعنی بعض نفوس بعض کے مشابہ ہوتے ہیں نیک نیکوں کے مشابہ اور بد بدوں کے مشابہ مگر بایں ہمہ یہ امر مخفی ہوتا ہے اور زور و شور سے ظاہر نہیں ہوتا لیکن آخری زمانہ کے لئے خدا نے مقرر کیا ہوا تھا کہ وہ ایک عام رجعت کا زمانہ ہوگا تا یہ اُمت مرحومہ دوسری اُمتوں سے کسی بات میں کم نہ ہو پس اُس نے مجھے پیدا کرکے ہر ایک گذشتہ نبی سے مجھے اُس نے تشبیہہ دی کہ وہی میرا نام رکھ دیا - چنانچہ آدم - ابراہیم - نوح - موسیٰ داؤد - سلیمان - یوسف - یحیٰی - عیسٰی - وغیرہ یہ تمام نام براہین احمدیہ میں میرے رکھے گئے اور اس صورت میں گویا تمام انبیاء گذشتہ اس امت میں دوبارہ پیدا ہو گئے ؎

انبیا گرچہ بودہ اند بسے
من بہ عرفاں نہ کمترم ز کسے
آنکہ ہر نبی را داد است جام
داد آں جام را مرا بہ تمام

قرآن مجید کی پیشگوئی "واذ الرسل اُقتت" قابل غور ہے -

اور جب رسول وقت مقررہ پر لائے جائیں گے - یہ اشارہ درحقیقت مسیح موعود کے آنے کی طرف ہے اور اس بات کا بیان مقصود ہے کہ وہ عین وقت پر آئے گا اور یاد رہے کہ کلام اللہ میں رُسل کا لفظ واحد پر بھی اطلاق پاتا ہے - اور غیر رسول پر بھی اطلاق پاتا ہے - اور میں کئی دفعہ بیان کر چکا ہوں کہ اکثر قرآن کریم کی آیات کئی وجوہ کی جامع ہیں جیسا کہ یہ احادیث سے ثابت ہے کہ قرآن شریف کے لئے ظہر بھی ہے اور بطن بھی پس اگر رسول قیامت کے میدان میں بھی شہادت کے لئے جمع ہوں تو امنا و صدقنا لیکن اس مقام میں جو آخری زمانہ کی اور علامات بیان فرما کر پھر اخیر پر یہ بھی فرمایا کہ اس وقت رسول وقت مقرر پر لائے جائیں گے۔ تو قرائن بینہ صاف طور پر شہادت دے رہی ہیں کہ اس ظلمت کے کمال بعد خدا تعالیٰ کسی اپنے مرسل کو بھیجے گا تا مختلف قوموں کا فیصلہ ہو اور چونکہ قرآن شریعت سے ثابت ہو چکا ہے کہ وہ ظلمت عیسائیوں کی طرف سے ہوگی تو ایسا مامور من اللہ بلاشبہ انہیں کی دعوت کے لئے اور انہیں کے فیصلہ کے لئے آئے گا۔ پس اسی مناسبت سے اس کا نام عیسٰی رکھا گیا کیونکہ وہ عیسائیوں کے لئے ایسا ہی بھیجا گیا جیسا کہ حضرت عیسٰی علیہ السلام اُن کے لئے بھیجے گئے تھے اور آیت واذ الرسل اُقتت میں الف لام عہد خارجی پر دلالت کرتا ہے وہ مجدد جس کا بھیجنا بزبان رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم معہود ہو چکا ہے وہ اس عیسائی تاریکی کے وقت بھیجا جائے گا۔

ہاں اوپر ذکر ہو رہا تھا - چنانچہ آدم - ابراہیم نوح - موسیٰ - داؤد - سلیمان - یوسف - یحیٰی - عیسٰی وغیرہ یہ تمام نام براہین احمدیہ میں میرے رکھے گئے اور اس صورت میں گویا تمام انبیاء گذشتہ اس امت میں دوبارہ پیدا ہو گئے یہاں تک کہ سب کے آخر مسیح پیدا ہو گیا اور جو میرے مخالف تھے ان کا نام عیسائی اور یہودی اور مشرک رکھا گیا - چنانچہ قرآن شریف بھی اسی کی طرف اشارہ کرتا ہے اور فرماتا ہے :-

اهدنا الصراط المستقيم صراط الذين انعمت عليهم غير المغضوب عليهم والضالين ○

پس یہ آیت صاف کہہ رہی ہے کہ اس اُمت کے بعض افراد کو گذشتہ نبیوں کا کمال دیا جائے گا اور نیز یہ کہ گذشتہ کفار کی عادات بھی بعض منکروں کو دی جائیں گی اور بڑی شدید آئندہ نسلوں کی گذشتہ لوگوں سے مشابہتیں ظاہر ہو جائیں گی - چنانچہ بعینہ یہودیوں کی طرح یہودی پیدا ہو جائیں گے اور ایسا ہی نبیوں کا کامل نمونہ بھی ظاہر ہو گا اسی کی طرف سورۃ الانبیاء جزو ۱۷ میں اشارہ ہے جیسا کہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے :-

وحرام على قرية اهلكناها انهم لا يرجعون حتى اذا فتحت ياجوج وماجوج وهم من كل حدب ينسلون

ان آیات کا یہ منشا ہے کہ جو لوگ ہلاک کئے گئے اور دنیا سے اُٹھائے گئے اُن پر حرام ہے کہ پھر دنیا میں آویں بلکہ جو گئے ہو گئے ہاں یاجوج ماجوج کے وقت میں ایک طور سے رجعت ہوگی یعنی گذشتہ لوگ جو مر چکے ہیں اُن کے ساتھ اس زمانہ کے لوگ ایسی اتم و اکمل مشابہت پیدا کریں گے کہ گویا وہ آ گئے - اسی بناء پر اس زمانہ کے علماء کا نام یہود رکھا گیا اور محمدی مسیح کا نام ابن مریم رکھا گیا - جیسا کہ اسی خاتم الخلفاء کا نام باعتبار ظہور رُوحانی صفات محمدی کے محمد اور احمد رکھا گیا اور مستعار طور پر رسول اور نبی رکھا گیا اور اسی کو آدم سے لیکر اخیر تک تمام انبیاء کے نام دیئے گئے تا وعدۂ رجعت پورا ہو جائے یہ ایک باریک دقیقہ معرفت ہے ؎

نظر نہیں تو مرے حلقۂ سخن میں نہ بیٹھ
کہ نکتہ ہائے خودی ہیں مثال تیغ اصیل" اقبال

ر امام وقت حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں :-
جیسا کہ اُوپر لکھا جاچکا ہے کہ سورہ فاتحہ
سے بھی التزامی طور پر یہ بات نکلتی ہے کہ مسلمانوں
ں سے منہم علیہم بھی انبیاء گذشتہ کی طرح ہونگے
نیز مغضوب علیہم بھی یعنی یہودی ہوں گے غرض
م نبیوں کے نزدیک زمانہ یاجوج ماجوج زمان رجعت
لاتا ہے یعنی بروزی کہ رجعت حقیقی۔ اگر رجعت
بھی ہو تو پھر سب میں حقیقی چاہیئے نہ صرف حضرت
ئیں کیا وجہ کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی
ت تو بروزی طور پر مہدی کے لباس میں ہو اور
ی کی رجعت واقعی طور پر۔ شیعہ کو یہ دھوکا لگا ہے
نہوں نے اس زمانہ کو رجعت حقیقی کا زمانہ
ل کر لیا۔ مگر یہ اُن کی غلطی ہے۔ حدیثوں سے صاف
ر پر یہ بات نکلتی ہے کہ آخری زمانہ میں حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم بھی دنیا میں ظاہر ہوں گے اور
رت مسیح بھی مگر دونوں بروزی طور پر آئیں گے نہ حقیقی
ر یہ بھی لکھا ہے۔ کہ مسیح کے مقابل پر یہودی بھی
شس و خروش کریں گے مگر یہودی بھی بروزی ہیں نہ
قی قدیم سے حدیثوں میں یہ تشریح ہے کہ انہی مولویو
ام اس وقت یہودی رکھا جائے گا اور درحقیقت
ۃ فاتحہ نے بکمال صفائی یہ پیشگوئی کر دی ہے۔
لہ سورۃ فاتحہ میں یہ دعا سکھلائی گئی ہے کہ ایسا نہ ہو
وہ یہودی بن جائیں جو عیسٰی علیہ السلام کے دشمن
۔ پس مسلمان لوگ ایسے یہودی کیونکر بن سکتے
جب تک اُن میں بروزی طور پر مسیح موعود پیدا
ا اور اس کی مخالفت نہ کریں۔
تو اب ثابت ہو گیا کہ سورہ فاتحہ میں صرف دو
ں سے بچنے کے لئے دُعا سکھلائی گئی ہے
(۱) اوّل یہ فتنہ کہ اسلام کے مسیح موعود کو
ر قرار دینا۔ اس کی توہین کرنا۔ اس کی ذاتیات
نقص نکالنے کی کوشش کرنا۔ اس کے قتل
فتوے دینا۔ جیسا کہ آیت غیر المغضوب
یھم میں انہی باتوں کی طرف اشارہ ہے۔
(۲) دوسرے نصاریٰ کے فتنے سے
کے لئے دُعا سکھلائی گئی اور سورۃ فاتحہ کو اسی
ذکر پر ختم کر کے اشارہ کیا گیا ہے۔ کہ فتنہ
ازی ایک سیل عظیم کی طرح ہوگا اس سے بڑھکر
ی فتنہ نہیں غرض اس تحقیق سے ظاہر ہے کہ
ا عاجز کی نسبت قرآن شریف نے اپنی پہلی
بت میں ہی گواہی دے دی ورنہ ثابت کرنا چاہیئے
، مغضوب علیھم سے اس صورت
ڈرایا گیا ہے۔ کیا یہ سچ نہیں کہ حدیث اور قرآن
یف میں آخری زمانہ کے بعض علماء کو یہود سے
ت دی ہے۔ کیا یہ سچ نہیں کہ مغضوب
یھم سے مراد وہ یہود ہیں جنہوں نے حضرت
ی علیہ السلام کو جو سلسلہ موسویہ کے آخری خلیفہ
مسیح موعود تھے کافر ٹھہرایا تھا اور ان کی سخت

توہین کی تھی اور ان کے پرائیویٹ امور میں افترائی طور پر نقص ظاہر کئے تھے پس جبکہ یہی لفظ مغضوب علیہم کا ان یہودیوں کے مثیلوں پر بولا گیا جن کا نام بوجہ تکفیر و توہین حضرت مسیح مغضوب علیھم رکھا گیا تھا۔ پس اس جگہ مغضوب علیہم کے پورے مفہوم کو پیش نظر رکھکر جب سوچا جائے تو معلوم ہوگا کہ یہ آنے والے مسیح موعود کی نسبت صاف اور صریح پیشگوئی ہے کہ وہ مسلمانوں کے ہاتھ سے پہلے مسیح کی طرح ایذا اُٹھائے گا اور یہ دعا کہ یا الہٰی ہمیں مغضوب علیہم ہونے سے بچا اس کے قطعی یقینی یہی معنی ہیں کہ ہمیں اس سے بچا کہ ہم تیرے مسیح موعود کو جو پہلے مسیح کا مثیل ہے ایذا دیں اس کو کافر ٹھہرائیں۔ ان معنوں کے لئے یہ قرینہ کافی ہے کہ مغضوب علیہم صرف ان یہودیوں کا نام ہے جنہوں نے حضرت مسیح کو ایذا دی تھی اور حدیثوں میں آخری زمانہ کے علماء کا نام یہودی رکھا گیا ہے۔ وہ جنہوں نے حضرت عیسٰی علیہ السلام کی تکفیر و توہین کی تھی اور اس دعا میں ہے کہ یا الہٰی ہمیں وہ فرقہ مت بنا جن کا نام مغضوب علیہم ہے پس دعا کے رنگ کی یہ ایک پیشگوئی ہے جو دو خبروں پر مشتمل ہیں۔ ایک یہ کہ اس امت میں بھی ایک مسیح موعود پیدا ہوگا اور دوسری یہ پیشگوئی ہے کہ بعض لوگ اس امت میں سے اس کی بھی تکفیر اور توہین کریں گے اور وہ لوگ مورد غضب الہٰی ہوں گے۔

پھر ایک اور مخصوص اور قطعی دلیل کہ اسلام کا مسیح موعود اسی امت میں سے آنا چاہیئے جیسا کہ حدیث شریف میں آیا ہے امامکم منکم آیت استخلاف وعد اللہ الذین امنوا منکم وعملوا الصالحات لیستخلفنھم فی الارض کما استخلف الذین من قبلھم سے ملتی ہے۔ کیونکہ جب کہ نص قطعی قرآنی یعنی کما کے لفظ سے ثابت ہو گیا کہ سلسلہ استخلاف محمدی کا سلسلہ استخلاف موسوی سے مماثلت رکھتا ہے۔ جیسا کہ اسی کما کے لفظ سے ان دو نبیوں یعنے حضرت موسےٰ اور حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی مماثلت ثابت ہے جو آیت کما ارسلنا الی فرعون رسولا سے سمجھی جاتی ہے تو یہ مماثلت اسی حالت میں قائم رہ سکتی ہے جبکہ محمدی سلسلہ کے آنیوالے خلیفے گذشتہ خلیفوں کا عین نہ ہوں بلکہ غیر ہوں وجہ یہ کہ مشابہت اور مماثلت میں من وجہ مغائرت ضروری ہے اور کوئی چیز اپنے نفس کے مشابہ نہیں کہلا سکتی۔ پس اگر فرض کر لیں کہ آخری خلیفہ سلسلہ محمدیہ کا جو تقابل کے لحاظ سے حضرت عیسٰی علیہ السلام کے مقابل پر واقع ہے جس کی نسبت یہ ماننا ضروری ہے کہ وہ اس اُمت کا خاتم الاولیا ہے جیسا کہ سلسلہ موسویہ کے خلیفوں میں حضرت عیسٰی خاتم الانبیاء ہے اگر درحقیقت

وہی عیسٰی علیہ السلام ہے جو دوبارہ آنے والا ہے تو اس سے قرآن شریف کی تکذیب لازم آتی ہے کیونکہ قرآن جیسا کہ کما کے لفظ سے مستنبط ہوتا ہے دونوں سلسلوں کے تمام خلیفوں کو من وجہ مغایر قرار دیتا ہے اور یہ ایک نص قطعی ہے کہ اگر ایک دنیا اس کے مخالف اکٹھی ہو جائے تب بھی وہ اس نص واضح کو رد نہیں کر سکتے کیونکہ جب پہلے سلسلہ کا عین ہی نازل ہو گیا تو وہ مغائرت فوت ہو گئی اور لفظ کما کا مفہوم باطل ہو گیا۔ پس اس صورت میں تکذیب قرآن شریف لازم ہوئی وھذا باطل وکلما یستلزم الباطل فھو باطل۔ یاد رہے کہ قرآن شریف نے آیت استخلاف میں وہی کما استعمال کیا ہے۔ جو آیت کما ارسلنا الی فرعون رسولا میں ہے۔ اب ظاہر ہے کہ اگر کوئی شخص یہ دعوےٰ کرے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ دعوےٰ صحیح نہیں ہے کہ توریت کی اس پیشگوئی کا میں مصداق ہوں بلکہ اس پیشگوئی کے معنی یہ ہیں کہ خود موسےٰ ہی آجائے گا جو بنی اسرائیل کے بھائیوں میں سے ہے تو کیا اس فضول دعوے کا یہ جواب نہیں دیا جائے گا کہ قرآن شریف میں ہرگز بیان نہیں فرمایا کہ خود موسےٰ آئے گا بلکہ کما کے لفظ سے مثیل موسےٰ کی طرف اشارہ فرمایا ہے۔ پس یہی جواب یہاں ہے۔ کہ اس جگہ بھی سلسلہ خلفاء محمدی کے لئے کما کا لفظ موجود ہے اور یہ نص قطعی کلام الہٰی کے آفتاب کی طرح چمک کر ہمیں بتلا رہی ہے کہ سلسلہ خلافت محمدی کے تمام خلیفے خلفاء موسوی کے مثیل ہیں۔ اسی طرح آخری خلیفہ جو خاتم ولایت محمدیہ ہے جو مسیح موعود کے نام سے موسوم ہے وہ حضرت عیسٰی سے جو خاتم سلسلہ نبوت موسویہ ہے مماثلت اور مشابہت رکھتا ہے۔ اور پھر آیت استخلاف صاف بتلا رہی ہے کہ ایک مجدد حضرت مسیح کے نام پر چودھویں صدی میں آنا ضروری ہے کیونکہ امر استخلاف محمدی امر استخلاف موسوی سے اس حالت میں اکمل اور اتم مشابہت رکھتے ہوں اور آخری زمانہ کی مشابہت دو باتوں میں تھی ایک اُمت کا حال ابتر ہونا اور دنیا کے اقبال میں ضعف آجانا اور دینی دیانت اور ایمانداری اور تقوےٰ میں فرق آجانا دوسرے ایسے زمانہ میں ایک مجدد کا پیدا ہونا جو مسیح موعود کے نام پر آوے اور ایمانی حالت کو پھر بحال کرے۔ اس لئے خدا نے چودھویں صدی کے سر پر اپنے وعدہ کے موافق جو انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون ہے۔ اس فتنہ کی اصلاح کے لئے ایک مجدد بھیجا مگر چونکہ ہر مجدد کا خدا تعالےٰ کے نزدیک ایک خاص نام ہے اور جیسا کہ ایک شخص جب ایک کتاب تالیف کرتا ہے تو اس کے مضامین کے مناسب حال اس کتاب کا نام رکھ دیتا ہے۔ اسی طرح خدا[*]

[*] نے اس مجدد کا نام خدمات مفوضہ کے مناسب حال مسیح رکھا کیونکہ یہ بات مقرر ہو چکی تھی کہ آخر الزمان کے صلیبی فتنوں کی بیخ اصلاح کرے گا۔ پس جس شخص کو یہ اصلاح سپرد ہوئی ضرور تھا کہ اس کا

حُبِّ رسول صلی اللہ علیہ وسلم یا منصبِ تجدید کا سب سے بڑا وصف

بعض واقعات متعلقہ حضرت مسیح موعودؑ

ڈاکٹر اللہ بخش صاحب

بانیٔ سلسلہ احمدیہ کے بارہ میں ایک عظیم غلط فہمی یہ ہے کہ نعوذ باللہ آپ کا مقصد ایک ایسی تحریک کو فروغ دینا تھا جس کو بجائے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے رشتۂ محبت و اطاعت کے خود بانیٔ سلسلہ کے ساتھ وابستگی ہو، دوسرے لفظوں میں اس کے یہ معنی بھی بیان کئے جا سکتے ہیں کہ بانیٔ سلسلہ اپنے آپ کو حضرت خاتم الانبیاء کے مقام پر فائز کرنا چاہتے ہیں۔ چونکہ مسلمانوں کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وجود اقدس سے والہانہ محبت و عقیدت ہے اس لئے بعض خود غرض اصحاب کے لئے عوام کو اس باعث مشتعل کر دینا نہایت آسان بن گیا ہے۔ حالانکہ حقیقت صرف اس قدر ہے کہ جہاں کہیں بانیٔ سلسلہ نے اپنے دعاوی کو بلند آہنگی سے پیش کر کے ان کے تسلیم کرنے پر زور دیا ہے اس کا مطلب اس امر کے بجز اور کوئی نہیں کہ اس زمانہ میں مقاصد عظیمہ کی اصلاح کا تقاضا یہی تھا کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی حقیقی نائب کھڑا ہوتا جس نے آپ کی کامل اتباع میں اپنے وجود کو فنا کر کے فنا فی الرسول کا مقام حاصل کر لیا ہو، اس لئے بوجہ اتم فنائیت کے اس کی اپنی کوئی علیحدہ و الگ حیثیت نہ رہی ہو۔ جو کچھ اس نے پایا وہ اپنے مرشد و استاد صلی اللہ علیہ وسلم سے ہی حاصل کیا ہے، اور جس طرف وہ بلاتا ہے اس کا مدعا و ماحصل بھی بجز اپنے نبی متبوع کی شان و عظمت اور صداقت قائم کرنے کے اور کچھ نہیں۔

فنا فی الرسول کے حقیقی مقام پر

جو کچھ خلاصہ اوپر بیان کیا گیا ہے بانیٔ سلسلہ احمدیہ کی بے شمار تحریروں سے یہ امر روشن و اظہر من الشمس ہے۔ اس فرصت میں مجھے صرف چند واقعات ایسے بتلانے مقصود ہیں جن سے کوئی ادنیٰ شبہ بھی باقی رہ نہیں جاتا کہ بانیٔ سلسلہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مقدس کے مقابل پر اپنے آپ کو بالکل ہیچ اور لاشئے قرار دیتے تھے، ورنہ نثر اور نظم میں جو آنحضرت صلعم کی مدح مبارک میں بے مثل تعریفیں اور محامد حضرت مسیح موعودؑ نے بیان فرمائی ہیں۔

لیکھرام کے سلام کا واقعہ

لاہور اسٹیشن کا یہ واقعہ ہے کہ اتفاق ایسا ہوا کہ حضرت مسیح موعودؑ پلیٹ فارم پر گاڑی کے منتظر کھڑے تھے کہ پنڈت لیکھرام بھی اتفاقاً اس وقت وہاں آ گیا اور یہ سننے پر کہ حضرت مرزا صاحب بھی اس وقت موجود ہیں آپ کے روبرو آ کر سلام کا خواہاں ہوا۔ مگر آپ نے اپنا رُخ دوسری طرف پھیر لیا، وہ یہ سمجھا کہ شاید آپ کو یہ علم نہیں ہوا کہ اس نے سلام کیا ہے، تو لیکھرام نے دوسری جانب جا کر پھر سلام عرض کیا مگر آپ نے پھر ادھر سے بھی منہ پھیر کر پوری طرح بے رُخی کا اظہار فرمایا۔ کسی دوست نے اس پر آپ کی خدمت میں عرض کیا کہ آپ نے شاید پہچانا نہیں، لیکھرام سلام کہنے آیا ہے، اس پر آپ کا چہرہ سُرخ ہو گیا اور فرمایا کہ:-

"ہمیں سلام کہنے آیا ہے اور
ہمارے آقا و مولیٰ کو گالیاں
دیتا ہے! ہم ایسے شخص کے
سلام کو کیونکر قبول کر سکتے ہیں!!"

اب یہ ایک ایسا واقعہ ہے کہ اس میں کسی بناوٹ یا تکلف کو دخل نہیں، کیونکہ ایک شخص جو بڑا مخالف ہو اچانک سامنے آ کر خود سلام کا خواہاں ہوتا ہے اگر حضرت اقدس کے دل کے کسی گوشہ میں اپنے حقیقی محبوب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابل کوئی بھی خودی یا غیریت کا شائبہ ہوتا تو آپ فوراً اس کے سلام کو قبول کرتے، ویسے بھی دنیا کی ادنیٰ تہذیب بھی یہی ہے کہ اگر کوئی شخص خواہ کیسا ہی مخالف و دشمن ہو جب خود آ کر سلام کا متمنی ہو تو رسماً ہی سہی اس کا سلام قبول کر لیا جاوے اور یہ غنیمت سمجھا جائے کہ اس نے کسی قدر رجوع کا اظہار کیا ہے۔ مگر کس قدر قلب صافی اور روشن آئینہ ہے کہ فوراً بلا کسی تامل سوچ کے دل کے سچے جذبات کا اظہار برملا کر دیا۔ سے وہ لوگ غور کریں جو اس شدید غلط فہمی کا شکار ہیں کہ حضرت مسیح موعودؑ کا مقصد اپنے آپ کو رسول صلعم کی گدی پر بٹھانا تھا۔

ڈاکٹر عبدالحکیم کا واقعہ

صادق قلبی جذبات کا یہ بے پناہ اظہار صرف معاند و مخالفوں سے مختص نہیں بلکہ دوستوں اور مریدوں کے ساتھ بھی یہی سلوک تھا، جب ڈاکٹر عبدالحکیم نے یہ لکھا کہ محض توحید پر ایمان لانے سے ہی کوئی شخص نجات یافتہ ہو سکتا ہے اور خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت پر ایمان لانا ضروری نہیں تو آپ نے فوراً اس غلط و گمراہ کن عقیدہ کی تردید کی اور تنبیہ کی کہ عبدالحکیم کو اس سے توبہ کرنا چاہیئے مگر جب اس نے اپنے غلط عقیدہ پر اصرار کیا تو آپ کی طرف سے برداشت جواب دی گئی اور آپ نے اُسے جماعت سے خارج کر دیا حالانکہ یہ بھی تو ممکن تھا کہ آپ اخراج کے بجائے اُسے سمجھاتے رہتے یا صحیح اصول کو بیان کر کے اُسے اس کی اپنی حالت پر ہی چھوڑ دیتے، مدتوں میں اس بات کو سوچتا رہا کہ ایک شخص جو مریدی کا دم بھرتا اور باقاعدہ جماعت میں شمولیت رکھتا تھا حتیٰ کہ بڑھ چڑھ کر چندہ دیتا ہے، نوجوان اور ہونہار ہے اُسے کیوں اس کی لغزش پر خود جماعت سے خارج کر دیا؟ آخر یہ بات کھلی کہ اگر آپ کو اپنی جماعت ہی بڑھانا مد نظر ہوتی اور اپنا تقدس جما کر اپنے حلقۂ ارادت میں اضافہ کرنا مقصود خاطر ہوتا تو یقیناً آپ ایسا نہ کرتے مگر وہاں تو سوال اپنے آقا و مرشد کی صحیح عظمت و شان کو روشن کرنا ..... تھا تو آپ کیسے یہ گوارا کرتے کہ کوئی شخص مرید ہو کر پھر آپ کے محبوب حقیقی کے اصل مقام کو شناخت نہ کر کے آنحضرت صلعم کی شان میں گستاخی کرنے کا مرتکب ہو اگرچہ اس کا مطلب و مدعا بھی یہ نہ ہو مگر تاہم اس کے خود ساختہ وضع کردہ اصول سے یہ بات پائی جاتی ہو۔

اگر دنیا میں انصاف کوئی شئے ہے اور مذہب اسلام ہر قسم کے تعصبات سے بالا تر ہو کر انصاف کی گواہی دینے کی ہدایت کرتا ہے تو منصف لوگ آئیں اور بتلائیں کہ اس واقعہ حقہ سے کیا امر ثابت ہوتا ہے؟ یہ بات کہ حضرت مسیح موعودؑ اپنی عظمت و شان کو بمقابل آنحضرت صلعم کے قائم کرنے کے متمنی تھے؟ یا یہ کہ جہاں آپ کے آقا و مرشد کی عزت و شان اور مقام کا سوال ہو وہاں آپ کسی اور بات کی قطعاً کوئی پرواہ کرنے کو تیار نہ تھے؟ حتیٰ کہ خود اپنی عزت و اقتدار کو بھی مٹی میں ملانے کے لئے ہمہ تن تیار رہتے یہاں تک کہ ایک مخلص و تابع فرمان مرید کو بھی نہ صرف خارج از جماعت کر دیتے ہیں بلکہ اُسے جانی دشمن بنا دینے سے دریغ نہیں کرتے۔

حضرت مولانا نور الدین علیہ الرحمۃ کا واقعہ

جیسا کہ میں نے عرض کیا ہے عشقِ رسول صلعم کا جذبہ اس قدر زبردست طور پر دل میں موجزن رہتا تھا کہ اس کے مقابل کسی دوسری بات کی پرواہ نہ تھی آریہ سماج لاہور نے ایک موقعہ پر اپنے سالانہ جلسہ میں جماعت احمدیہ کو شمولیت کی دعوت دی، حضرت ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب مرحوم نے یہ دعوت حضرت اقدس کی خدمت میں قادیان میں پہنچائی آپ آریہ سماج کی بدزبانی کے پیش نظر اس دعوت کو قبول کرتے

پریمئیر کی مصنوعات کا امتیازی نشان
سٹار برانڈ
پریمئیر کی مصنوعات
جو عمدگی اور پائداری کی وجہ سے پاکستانی اور غیر ملکی منڈیوں میں مقبولِ عام ہیں
لٹھا R-1600
لٹھا D-D-D
شرٹنگ A-1
پاپلین 5217
ٹریپ 5216
ملیشیا M-48
پریمئیر کلاتھ ملز لمیٹڈ لائل پور
فون نمبر ۲۱۲۶-۲۱۰۲
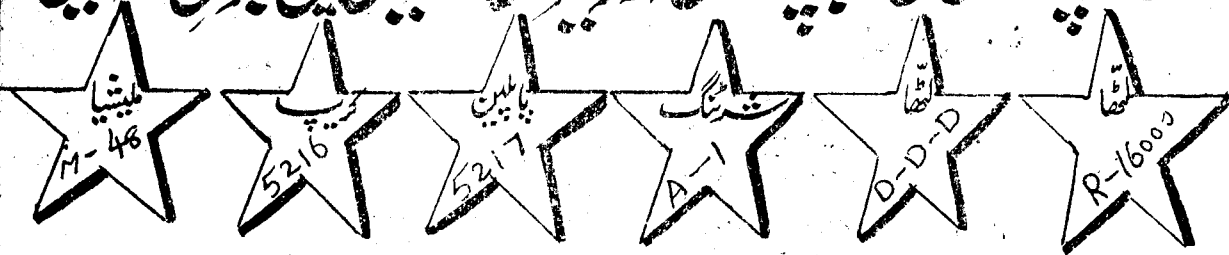
پنجاب پریس سرکلر روڈ لاہور میں باہتمام مولوی دوست محمد صاحب پرنٹر پبلشر چھپ کر دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور سے شائع ہوا۔

پیغام صلح مورخہ ۳۱ مئی سنہ ۱۹۶۱ء رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۲۸ شمارہ نمبر ۲۲

ہفت روزہ پیغام صلح

سالانہ چندہ: ۔ پاکستان سے چھ روپے ۔ ہندوستان سے چھ روپے ہندوستانی سکہ ۔ بیرونی ممالک سے ایک پونڈ
ہندوستان میں ہمارے نمائندہ کا پتہ: ۔ شیخ محمد انعام الحق صاحب مکان نمبر 8-1 محلہ اعظم پورہ ملک پیٹ حیدر آباد دکن (انڈیا)

ہم نذر کھتے ہیں مسلمانوں کا دیں
دل سے ہیں خدامِ ختم المرسلیں

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا خصوصی ترجمان

تم ہمیں دیتے ہو کافر کا خطاب
کیوں نہیں لوگو تمہیں خوفِ عقاب

ہفت روزہ پیغامِ صلح لاہور

ہر بدھ کو شائع ہوتا ہے
تار کا پتہ۔ "تبلیغ" لاہور
فون نمبر:۔ ۳۷۴۳۷
مدیر:۔ دوست محمد
مدیر معاون:۔ بشیر احمد سوز

زرِ مبادلہ
پاکستان سے چھ روپے
ہندوستان سے چھ روپے
بیرونی ممالک سے
ایک پونڈ

جلد ۴۹ | یوم چہار شنبہ مؤرخہ ۲۲ ذی الحجہ ۱۳۸۰ھ مطابق ۷ جون ۱۹۶۱ء | نمبر ۲۳

اسلامی پردہ اور اس کے فوائد

حضرت مسیح موعود کے ارشادات عالیہ

قرآن مسلمان مردوں اور عورتوں کو ہدایت کرتا ہے کہ وہ غضِ بصر کریں جب ایک دوسرے کو دیکھیں گے ہی نہیں تو محفوظ رہیں گی۔ یہ نہیں کہ انجیل کی طرح یہ حکم دیدیتا کہ شہوت کی نظر سے نہ دیکھ۔ افسوس کی بات ہے کہ انجیل کے مصنف کو یہ بھی معلوم نہیں ہوا۔ کہ شہوت کی نظر کیا ہے؟ نظر ہی تو ایک ایسی چیز ہے جو شہوت انگیز خیالات کو پیدا کرتی ہے۔ اور اس تعلیم کا جو نتیجہ ہوا ہے وہ ان لوگوں سے مخفی نہیں جو اخبارات پڑھتے ہیں۔ انکو معلوم ہوگا کہ لندن کے پارکوں اور پیرس کے ہوٹلوں کے کیسے شرمناک نظارے بیان کئے جاتے ہیں۔

اسلامی پردہ سے یہ ہرگز مراد نہیں کہ عورت جیلخانہ کی طرح بند رکھی جاوے۔ قرآن شریف کا مطلب یہ ہے کہ عورتیں ستر کریں۔ وہ غیر مرد کو نہ دیکھیں۔ جن عورتوں کو باہر جانیکی ضرورت تمدنی امور کیلئے پڑے۔ انکو گھر سے نکلنا منع نہیں ہے۔ وہ بیشک جائیں لیکن نظر کا پردہ ضروری ہے۔

مساوات کے لئے عورتوں کے نیکی کرنے میں کوئی تفریق نہیں رکھی گئی ہے۔ اور نہ ان کو منع کیا گیا ہے کہ وہ نیکی میں مشابہت نہ کریں۔ اسلام نے یہ کب بتایا ہے کہ زنجیر ڈال کر رکھو۔ اسلام شہوات کی بناء کو کاٹتا ہے۔ یورپ کو دیکھو کیا ہو رہا ہے۔ لوگ کہتے ہیں کہ کتوں اور کتیوں کی طرح زنا ہوتا ہے۔ اور شراب کی اس قدر کثرت ہے کہ تین میل تک شراب کی دکانیں ہی چلی گئی ہیں۔ یہ کس تعلیم کا نتیجہ ہے؟ کیا پردہ داری کا یا پردہ دری کا؟

اسلام کی بات کو بگاڑنا اور اندھا دھند اعتراض کرنا ظلم ہے۔ اسلام تقویٰ سکھلانے کے واسطے دنیا میں آیا ہے :۔

بحرِ حکمت کے موتی

عن ابن مسیب انہ کان یقول
ان اللہ تعالیٰ طیب یحب الطیب
نظیف یحب النظافۃ کریم یحب الکرم
جواد یحب الجواد فنظفوا افنیتکم ولا تشبھوا
بالیھود۔ اخرجہ الترمذی۔
(بحوالہ تلخیص الصحاح الباب الخامس)

ترجمہ:۔ ابن مسیبؓ سے روایت ہے کہ آپؐ (حضرت نبی کریمؐ) فرماتے تھے کہ خدا تعالیٰ امن دینے والا اور پاک ہے۔ پاکی اور امن دینے والے کو پسند کرتا ہے اور پاکیزہ ہے پاکیزگی کو پسند کرتا ہے بخشش والا ہے بزرگی اور عزت والا ہے بزرگی اور عزت کو پسند کرتا ہے بخشش کو پسند کرتا ہے پس تم لوگ اپنے اپنے (مکان کے) صحن کو پاک وصاف رکھو اور یہود کے ساتھ مشابہت مت کرو۔

نوٹ:۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے انسان کی فطرت میں صفات ربانی کو حاصل کرنے کی صلاحیت رکھی گئی ہے ؎

عاشقانِ جلالِ روئے خدا
طالبانِ زلالِ جوئے خدا
پُر ز عشق و تہی ز ہر آزے
کشت و زایشاں نخاست آوازے

ترجمہ:۔ وہ خدا تعالیٰ کے جلال کے عاشق ہیں اور اللہ تعالیٰ کی جوئے شیریں کے طالب (۲) وہ عشق سے بھر گئے اور ہر لالچ سے خالی ہو گئے عشق (الٰہی) نے انہیں قتل کر کے رکھدیا اور انکی آواز تک نہ نکلی۔ (مسیح موعودؑ)

(غلام قادر عفی عنہ)

تبلیغی خط و کتابت

دیکھو خدا نے سارے جہاں کو جھکا دیا
گمنام پا کے شہرۂ عالم بنا دیا
(مسیح موعودؑ)

نائیجیریا

ترجمہ خط از مسٹر عمر این۔ ایم سالے چیف امام نائیجیریا

اسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مجھے متفصلہ ذیل کتب مل گئی ہیں بہت بہت شکریہ (۱) قرآن شریف (۲) ٹیچنگز آف اسلام اور غلبۂ قرآن (انگریزی)

میں نے تینوں کتب کا مطالعہ شروع کر دیا ہے بعض اوقات میں اپنے مریدوں کو بلا کر ان کے سامنے پڑھتا ہوں اور انہیں ضروری نکات سمجھاتا رہتا ہوں۔ خاص کر ٹیچنگز آف اسلام درس میں رہتی ہے، وہ تمام لوگ بہت خوش اور بڑے متاثر ہوتے ہیں جب میں انہیں مذکورہ کتب کے معانی اور تفسیر اچھے پیرائے میں سمجھاتا ہوں۔

میں اپنے کالج کے پرنسپل صاحب کو بھی یہ کتب مطالعہ کے لئے دیتا ہوں۔ وہ میری اس طرح کالج میں تعلیم اسلام کی اشاعت کو بہت پسند فرماتے ہیں۔

مجھے آپ کے خط کی انتظار رہتی ہے۔ میں اللہ تعالیٰ سے اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجکر آپ کے لئے برکات کی دعا مانگتا رہتا ہوں کہ وہ آپ کو دنیا کے تمام گوشوں میں اشاعت اسلام کی توفیق بخشے آمین!

(انہیں خط اور مزید لٹریچر بھیجے گئے)

چیسٹر فیلڈ انگلینڈ

ترجمہ خط از ایچ۔ جی۔ میلر۔ چیسٹر فیلڈ۔ انگلینڈ

جناب عالی

آپ کا بیس جنوری ۱۹۶۱ء کا خط مل گیا تھا اور آپ کا ارسال کردہ لٹریچر بھی مل گیا ہے بہت بہت شکریہ۔

میں اب خدا کے فضل سے مسلمان ہوں۔ میں نے اسلام چار نومبر ۱۹۶۰ء کو قبول کر لیا تھا۔ مگر میرے ماں باپ تمام احباب ایسے مذاہب کے مخالف ہیں جو نہ تو مغربی ہے اور نہ مسیحی ہے۔ لہذا مجھے بھی اپنا مذہب چھپانا پڑا جب تک میں ۲۱ سال کا ہو جاؤں۔ ان کی مخالفت کی وجہ سے میں نے روزے نہیں رکھے۔ اگرچہ ماہ رمضان گذر گیا۔

میں کمپریٹو ریلیجز اور دوسری مذہبی کتب کا مطالعہ کر رہا ہوں۔ باوجود اس امر کے کہ میرے پاس بباعث میری دوسری اہم مصروفیات کے کم وقت ہے۔ ایک دو سال تک میں یونیورسٹی میں چلا جاؤں گا۔

اسلام کے متعلق میں اپنی کتب دوستوں کو مستعار دے دیتا ہوں، وہ جانتے ہیں کہ میں مسلمان ہوں اگرچہ یہ تغیر منظر عام پر نہیں آئی۔ مذہبی معاملات میں میرا اکثر بحث مباحثہ دوستوں کے ساتھ رہتا ہے مجھے جتنا علم اسلام کے متعلق ہے وہ میں بیان کرتا رہتا ہوں۔ میرے دل میں احمدیہ موومنٹ اور اس کے مقدس بانی کی بہت عزت ہے کیونکہ اسی موومنٹ کی بدولت میں نے صداقت اسلام کو پا لیا ہے مجھے اس کا علم ہے کہ احمدیہ موومنٹ اسلام کی کیا اہم خدمات بجا لا رہی ہے یہ علم مجھے آپ کے واسطہ سے۔ آپ کی ارسال کردہ کتب اور مسٹر ایس۔ ایم۔ طفیل امام مسجد ووکنگ کے ذریعہ سے حاصل ہوا ہے۔ نیز ان مضامین کے پڑھنے سے بھی جو اس موضوع پر وقتاً فوقتاً یورپ اور افریقہ کے مغربی اہل قلم سپرد قلم کرتے رہتے ہیں۔

آپ کی موومنٹ کی بدولت جس نے ووکنگ مشن کی بنیاد رکھی ہے میں اپنی تعلیم کو جاری رکھنے کے قابل ہوا ہوں۔

مرسلہ کتب میں سے میں نے مولینا محمد علی صاحبؒ کی تفسیر القرآن کو بہت پسند کیا ہے۔ میں نے اس بات کی اہمیت کا اندازہ لگا لیا ہے کہ آپ لوگ کیوں قرآن شریف کے تراجم پر زور دیتے ہیں۔ واقعی بغیر مولنا صاحب کی تفسیر کے بعض اہم مسائل ایسے لوگوں کو سمجھ نہیں آ سکتے۔ جو پیغمبر اسلام کی سوانح حیات اور احادیث نبوی سے ناواقف ہیں۔ میں نے تو قرآن شریف کا مطالعہ شروع کرتے وقت اس بات کو مد نظر رکھا تھا۔

احمدیہ موومنٹ کے متعلق میں وثوق سے علی الاعلان کہہ سکتا ہوں کہ میں اس تحریک کے ممبران کو بڑی عزت کی نگاہ سے دیکھتا ہوں اور ان کی کوششوں کے متعلق جو آپ تبلیغی سلسلہ میں کر رہے ہیں بہت تشکر اور امتنان کے جذبات رکھتا ہوں۔

اس تحریک سے اگر میں ناآشنا رہتا تو آج میں عیسائی ہوتا یا دہریہ۔

مرزا غلام احمدؑ کی ٹیچنگز آف اسلام نے اڑھائی سال ہوئے مجھ پر بہت اثر فرمایا تھا اور اسی کے ذریعہ میں نے احمدیہ تحریک کے مقدس بانی کی قدر و قیمت اور اسلام کی خوبیوں کو سمجھا۔

میں اسلام اور مسلم پریئر مصنفہ مولنا محمد علی کے لئے شکر گزار ہوں۔ دوسری کتاب اس کو صحیح جو آپ نے بھیجی ہے جس میں نماز کے ارکان بذریعہ تصاویر دکھلائے گئے ہیں بہت عمدہ اور مفید ہے اس کتاب نے نماز باجماعت کے متعلق میری الجھنیں دور کر دی ہیں اور آپ کا شکریہ ادا کرنے کے لئے میرے پاس الفاظ نہیں۔ مسٹر طفیل میرے بڑے مشفق مہربان ہیں۔

آپ کے مشنری (طفیل صاحب) کی قربانیاں اور قیاسیاں مجھ پر اتنی ہیں کہ میں اس کا بدلہ ادا نہیں کر سکتا۔

ان صاحبان (یعنی محمدؐ طفیل صاحب) نے مجھے لٹریچر مہیا فرمایا اور ان لائبریریوں کو بھی جن میں میں جا کر پڑھا کرتا ہوں لٹریچر دیا۔ میں ان کا بہت بڑا احسانمند ہوں۔ بوجہ طالب علم ہونے کے میں ابھی اتنا مالدار نہیں کہ کتب خرید سکوں۔

میں صرف ایک طریقہ جانتا ہوں جس سے میں احمدیہ موومنٹ کے احسانات کا بدلہ دے سکتا ہوں اور وہ اس طرح کہ اپنے ماحول میں تبلیغ اسلام کروں اور اپنے حلقۂ احباب میں لٹریچر تقسیم کرتا رہوں میں جانتا ہوں کہ آپ بھی اسی مقصد کو لے کر اٹھے ہوئے ہیں ـــ یہ خدمت ہے جو میں کر سکتا ہوں۔

میں نے کال آف اسلام رسالہ میں پڑھا ہے کہ آپ لائبریریوں کو کتب کا سیٹ بھیجتے ہیں۔ ہماری سب کی گذارش ہے کہ شیفیلڈ لائبریری کو ایک سیٹ بھیجدیں (یہ جگہ چیسٹر فیلڈ سے بہت تھوڑے فاصلہ پر ہے) یہ اچھا خاصہ قصبہ بلکہ شہر ہے۔

میں آپکی مہربانیوں کا پھر شکریہ ادا کرتا ہوں۔

(انہیں خط اور مزید لٹریچر بھیجا گیا)

فلپائن

ترجمہ خط از بنگلونا وان رانیال پبلک سکول ٹیچر فلپائن۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

میں ایک بار پھر آپ کی خدمت میں مدت کے بعد حاضر ہونے کی سعادت حاصل کرتا ہوں۔ آپ کی چٹھی اور پمفلٹس مل چکے ہیں۔ ان کتابچوں کو پڑھ کر مجھ پر بہت گہرا اثر ہوا اور میں نے ایک سچے مسلمان کی زندگی بسر کرنی شروع کر دی میں چاہتا ہوں کہ اللہ تعالےٰ اور اس کے رسول کے نام کو بلند کرتا چلا جاؤں اور اسی راہ میں اپنی جان عزیز قربان کر دوں۔

پمفلٹ موسومہ براہین احمدیہ از مرزا غلام احمد علیہ السلام جسے معصوم بیگ صاحب نے انگریزی میں ترجمہ کر کے پیش کیا ہے یہ اسلام کے تعلق عجیب روشنی ڈالتا ہے دوسرے پمفلٹس مثلاً پروفسٹ مسیحا اینڈ مہدی۔ اور دیگر پمفلٹس جو ایک روحانی لیڈر مولنا محمد علی رہ کی قلم سے نکلے ہیں روحانی بیماریوں کا حتمی علاج ہے۔

احمدیہ موومنٹ کے ہزاروں ہزار احسان ہیں کہ

(باقی بر صفحہ ۱۴ اشتہار کے نیچے)

معاصر "الفضل" نے ۲۵ ؍ مئی کی اشاعت میں ایک مقالہ افتتاحیہ میں اس بات کی شکایت کی ہے کہ
"پیغام صلح نے پھر جھگڑے شروع کر دیئے"
وہ جھگڑے کیا ہیں؟ قارئین کرام کو خوب معلوم ہے کہ ہم نے "الفضل" کے ان مضامین پر جن میں حضرت مسیح موعودؑ کی نبوت پر بار بار زور دیا جاتا ہے، جرح کرتے ہوئے اسے اس بات کی طرف توجہ دلائی تھی کہ جس حالت میں خلیفہ صاحب ربوہ عدالت میں یہ بیان دے چکے ہیں کہ حضرت مسیح موعودؑ کا ماننا جزوِ ایمان نہیں تو اس کا صاف مطلب یہ ہے، کہ وہ اب انہیں منصب نبوت پر فائز نہیں سمجھتے اور وہ "چند روزہ مصلحت وقت" جس کے لئے انہوں نے یہ عقیدہ ایجاد کیا تھا، کہ حضرت مسیح موعودؑ ظلی و بروزی و مجازی اور امتی نبی ہونے کے باوجود حقیقی معنوں میں نبی ہیں، اب ختم ہو چکی ہے، اور خلیفہ صاحب کو اگر اللہ تعالیٰ نے قائمی ہوش و حواس کی توفیق مرحمت فرمائی تو وہ اس "چند روزہ مصلحت" کا اعادہ ہرگز پسند نہ فرمائیں گے، کیونکہ جب ۱۹۱۴ء میں اس "مصلحت وقت" کا اعلان انہوں نے کیا تھا، تو ساتھ ہی بقول "الفضل" یہ بھی لکھ دیا تھا کہ
"اس طرح سے لفظ نبی کے استعمال کو
میں خود بھی پسند نہیں کرتا"
ایسا ہی خود حضرت مسیح موعودؑ نے بھی بار بار لکھا تھا کہ:-
"میں اس کو بھی دیکھتے لغت کے عام معنوں کے لحاظ سے بھی لفظ نبی کے استعمال کو) پسند نہیں کرتا کہ اس میں عام مسلمانوں کو دھوکا لگ جانے کا احتمال ہے"
اور ایک خط میں یہ بھی ارشاد فرمایا کہ:-
"چونکہ ایسے لفظوں سے جو محض استعارہ کے رنگ میں ہیں اسلام میں فتنہ پڑتا ہے اور اس کا نتیجہ سخت بد نکلتا ہے اس لئے اپنی جماعت کی معمولی بول چال اور دن رات کے محاورات میں یہ لفظ نہیں آنے چاہئیں" (خط بنام نواب محمد علی صاحب مندرجہ الحکم مورخہ ۷ ؍ اگست ۱۸۹۹ء)
اور اس سے بھی بڑھکر ایک مباحثہ کے دوران میں حضرت مسیح موعودؑ نے یہ بھی لکھدیا کہ میری تحریروں سے لفظ نبی کٹا ہوا سمجھا جائے اور اس کی جگہ محدث سمجھا جائے۔
ان حقائق کا ذکر کرتے ہوئے ہم نے معاصر "الفضل" سے یہ عرض کیا تھا، کہ جس حالت میں نہ حضرت مسیح موعودؑ لفظ نبی کے استعمال کو پسند کرتے ہیں اور نہ خلیفہ صاحب ہی کو اس لفظ کا استعمال پسند ہے اور پھر حضرت مسیح موعودؑ نے اس لفظ کے استعمال سے مسلمانوں کو دھوکا لگ جانے اور اسلام میں فتنہ پڑنے اور سخت بد نتیجہ نکلنے کا جو احتمال ظاہر کیا تھا، واقعات نے اسکو بھی سچا ثابت کر دیا، تو معاصر "الفضل" کو اس پر ضد نہیں کرنی چاہیئے کہ اس لفظ کا استعمال ضرور کیا جائے، اور اسے جرأت کیسا تھ یہ اعلان کرنا چاہیئے کہ حضرت مسیح موعودؑ منصب نبوت پر فائز نہیں بلکہ آپ صرف محدث اور مجدد ہیں اگرچہ اپنی شان اور کمال کے لحاظ سے آپکا مقام مجددین و محدثین امت میں سب سے بلند ہے۔
بجائے اس کے کہ ہمارے اس سیدھے سادے مطالبہ کا جواب دیا جاتا "الفضل" نے طعن و تشنیع سے کام لینا شروع کر دیا ہے۔ جس کا جواب دینا ہم ضروری نہیں سمجھتے، یہ اس کی پرانی عادت ہے کہ جب کسی بات کا جواب بن نہ آسکے اور یہ خدشہ پیدا ہو جائے کہ جماعت ان باتوں سے متاثر ہوگی، تو آہ و فغاں شروع کر دیتا ہے کہ دیکھو جی "پیغام صلح نے پھر جھگڑے شروع کر دیئے" اور اس ضمن میں کئی بے سروپا باتیں لکھکر قادیانی جماعت کے ان نیک دل افراد کے دلوں میں نفرت پیدا کرنی چاہتا ہے جو حقائق سے ناواقف ہونے کی وجہ سے محض "نظام" کی خاطر اہل ربوہ سے وابستہ ہیں، وہ ہمارے پیش کردہ حقائق کو "مصنوعی تنازعات" قرار دیتے ہوئے اس بات پر خوشی سے پھولا نہیں سماتا کہ:-
"جماعت احمدیہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے دن دگنی رات چوگنی ترقی کرتی چلی گئی ہے اور احمدیہ بلڈنگس کے جلسہ سالانہ پر بھی اتنے لوگ جمع نہیں ہوتے جتنے سیالکوٹ کی جامع احمدیہ میں ہر جمعہ کے روز جمع ہو جاتے ہیں اور اس کے باوجود جلسہ سالانہ کی آمد پر باہم صلح و صفائی کی مہم چلائی جاتی ہے"
بجا ارشاد فرمایا، فی الحقیقت ہمارے جلسہ سالانہ پر وہ جم غفیر نہیں ہوتا جو پیر پرستی کی رو میں بہہ کر عقل و فکر سے عاری ہو چکا ہو، نہ ایسے لوگ اس جلسہ میں شامل ہوتے ہیں جو قادیانی نظام سے مجبور ہو کر اس کا ساتھ دے رہے ہیں۔ یہاں خدا کے فضل سے ایسے ہوشمند صائب الرائے لوگ جمع ہوتے ہیں جو محض عقیدت سے نہیں بلکہ علم و عقل کی روشنی میں حضرت امام وقت سے وابستگی اختیار کئے ہوئے ہیں۔ ان کی تعداد اگرچہ تھوڑی ہے لیکن ان کی قربانیوں نے تبلیغ و اشاعت دین کے وہ شاندار کارنامے سرانجام دیئے ہیں جو حضرت امام وقت کے مشن کا قابل ... صورت میں پیدا ہونے ... ہو لے لیکن یاد رکھے کہ یہی وہ صحیح جمہوریت ہے جو حضرت مسیح موعودؑ نے ہمیں سکھائی۔ ہمارے ہاں وہ جابرانہ نظام نہیں، جو ربوہ کی آمریت کی پیداوار ہے اور جس سے سوائے اس کے کہ منافقانہ جذبات کی پرورش ہوتی ہے یا وہ لوگ اس سے پیدا ہوتے جنہوں نے اس سے تنگ آکر نہ صرف اس کی اندرونی خرابیوں کو الم نشرح کیا بلکہ خود خلیفہ صاحب پر بھی ناپاک الزامات لگانے سے دریغ نہ کیا، اور کیا نتیجہ برآمد ہوا ہے، کیا تحسبھم جمیعاً وقلوبھم شتّٰی کی اس سے واضح مثال اور کوئی مل سکتی ہے؟
لیکن ہمیں ان باتوں میں پڑنے کی ضرورت ... ہمیں افسوس کے ساتھ یہ کہنا پڑتا ہے کہ "الفضل" اپنی عادت کے مطابق اس قسم کی باتوں کو چھیڑ کر اصل بحث سے ... کی توجہ کو ہٹانا چاہتا ہے، ہم اسے پھر اس امر کی طرف توجہ دلانا چاہتے ہیں، کہ جس حالت میں حضرت مسیح موعودؑ نے نبی کا لفظ استعمال کرنے سے بار بار روکا ہے اور خود خلیفہ صاحب بھی "چند روزہ مصلحت" کے سوائے جس کی اب ضرورت باقی نہیں رہی، نبی کے لفظ کے استعمال کو پسند نہیں کرتے تو آپ کیوں لوگوں کو غلط فہمی اور دھوکا میں ڈالنے کی کوشش کرتے ہیں؟ آپ فرماتے ہیں:-
"حضرت مسیح موعودؑ کا دعوےٰ ہے کہ وہ ایک پہلو سے امتی اور ایک پہلو سے نبی ہیں خواہ آپ اس کو محدثیت ہی کہہ لیں مگر پھر بھی نبوت سے آپ کو مفر نہیں کیونکہ آپ کی مسلمہ تعریف کے مطابق بھی محدث ایک پہلو سے امتی اور ایک پہلو سے نبی ہوتا ہے اس طرح بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے نبوت کے پہلو سے انکار نہیں ہو سکتا کیونکہ جس طرح آپ کو صرف نبی نہیں کہا جا سکتا اسی طرح آپ کو صرف "امتی" نہیں کہا جا سکتا اعتدال کی راہ یہی ہے کہ آپ "امتی نبی" ہیں اس پر جمع ہو جائیے"
ہم نہیں جانتے اس کو "الفضل" کی مغالطہ دہی کہیں کی غلط فہمی سمجھیں، یہ کہنا کہ حضرت مسیح موعود کو صرف نبی نہیں کہا جا سکتا اسی طرح صرف "امتی" نہیں کہا جا سکتا، صریحاً ایک مغالطہ ہے، حقیقت یہ ...

واخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین

کہ محدثیت میں جو شان نبوت پائی جاتی ہے، وہ نبوت ناقصہ ہوتی ہے نہ کہ نبوت تامہ، لیکن اس کا امتیت کا پہلو ناقص نہیں ہوتا بلکہ وہ کامل طور پر امتی ہوتا ہے اس لئے اسے صرف "امتی" تو کہا جا سکتا ہے لیکن صرف نبی نہیں کہا جا سکتا۔

پھر جس صورت میں آپ مانتے ہیں کہ محدثیت میں بھی نبوت کا پہلو ہے اور امتی نبی سے مراد محدثیت ہی ہے، تو کیوں نہیں آپ "امتی نبی" کے بجائے محدث کا لفظ استعمال کرتے جو ہر قسم کی غلط فہمیوں سے مبرا اور حضرت مسیح موعودؑ کا پسندیدہ لفظ ہے کیا یہ اعتدال کی راہ نہیں؟

ہم آپ سے کوئی جھگڑا نہیں کرتے صرف اتنی ہی التماس کرتے ہیں کہ نبوت کے مسئلہ پر بہت بحثیں ہو چکیں اب اس علت کو چھوڑ دیجئے اور لوگوں کو غلط فہمی اور دھوکا سے نکالنے کے لئے یہ اعلان کیجئے کہ

(۱)۔ حضرت مسیح موعودؑ کا دعوے محدثیت کا تھا نہ کہ نبوت کا اور کہ ظلی، بروزی، مجازی اور امتی نبی کا مقام محدثیت ہی کا دوسرا نام ہے۔

(۲) خلیفہ صاحب ربوہ کے بیان کے مطابق حضرت مسیح موعودؑ کا ماننا جزو ایمان نہیں؛ کیا وہ ان دو باتوں کا اعلان کر کے اس بحث کو ہمیشہ

احمدیہ ینگ مینز ایسوسی ایشن لاہور کا
جلسۂ یومِ وصال

۴ رجون ۱۹۶۱ء کو مسجد احمدیہ بلڈنگس لاہور میں ینگ مینز ایسوسی ایشن کی طرف سے حضرت مسیح موعودؑ کے یوم وصال کی تقریب پر ایک شاندار جلسہ منعقد ہوا۔ ممبران ایسوسی ایشن کی ہمت اور خلوص عقیدت قابل داد ہے کہ انہوں نے نہ صرف کئی روز کی لگاتار کوشش سے دعوت ناموں اور ذاتی ملاقاتوں کے ذریعہ نوجوانان جماعت اور عمر رسیدہ اصحاب کی ایک کثیر تعداد اس جلسہ میں جمع کر لی، بلکہ جلسہ گاہ کو سنہری طغراؤں وغیرہ سے اس خوبی سے سجایا کہ تمام دیکھنے والے ان کے خلوص و عقیدت کی داد دیئے بغیر نہ رہ سکے۔

جلسہ کی صدارت میاں ناصر احمد صاحب نے کی جو ایسوسی ایشن کے صدر ہیں۔ تلاوت قرآن مجید کے بعد جو حافظ دوستان صاحب نے کی سب سے پہلے عبد الغفور صاحب ثاقب نے جو ایسوسی ایشن کے سیکرٹری بھی ہیں، ایک مختصر سی تمہیدی تقریر میں حضرت مسیح موعودؑ کی مجددیت، اور خدمات اسلام پر روشنی ڈالی، بعد ازاں ممتاز احمد صاحب آفت بدوملھی نے اسی موضوع پر ایک مقالہ پڑھا اور پھر اس جلسہ کے مقرر خاص مرزا مسعود بیگ صاحب کو تقریر کی دعوت دی گئی، جنہوں نے حضرت مسیح موعودؑ کی زندگی کے بیشمار واقعات میں سے ڈاکٹر ہنری مارٹن کلارک کی طرف سے حضرت مسیح موعودؑ پر مقدمہ اقدام قتل کو اپنی تقریر کا موضوع بنایا اور اس ضمن میں نہ صرف اس مقدمہ کے تفصیلی حالات بیان کئے، بلکہ حضرت مسیح موعودؑ کی سیرت و اخلاق اور زنا بشارات سماوی کے ایمان افروز واقعات پر بھی جو اس دوران میں دیکھنے میں آئے آپ نے تفصیل کیساتھ روشنی ڈالی۔ مرزا صاحب کا یہ لیکچر نہایت مؤثر اور جذب و کشش کا موجب تھا، آپ نے دوران لیکچر میں ان نوجوانوں کا بھی تذکرہ کیا جنہوں نے حضرت مسیح موعودؑ کے زمانہ میں آپ کا ساتھ دیا اور اپنی دنیوی مصروفیتوں کے باوجود دین کو مقدم کرتے ہوئے ایسی عظیم الشان دینی خدمات بجا لائے جو آج اس جماعت کے لئے باعث فخر ہیں یہ نوجوان حضرت مولانا محمد علی صاحب، حضرت خواجہ کمال الدین صاحب، حضرت ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب، حضرت مرزا یعقوب بیگ صاحب، حضرت شیخ رحمت اللہ صاحب اور حضرت مولانا صدر الدین صاحب ہیں، آپ نے نوجوانوں کو نصیحت کی کہ وہ بھی ان بزرگوں کے نمونوں کو سامنے رکھ کر سلسلہ کی خدمات بجا لائیں اور دین کو دنیا پر مقدم رکھتے ہوئے دنیوی مصروفیتوں میں بھی دین کو نہ بھولیں۔ جناب محمد اعظم علوی صاحب نے حضرت مسیح موعودؑ کی شان

جلسہ کے اختتام پر صاحب صدر نے حاضرین کا شکریہ ادا کیا اور حضرت امیر ایدہ اللہ نے دعا فرمائی جس کے بعد حاضرین کی تواضع کوکا کولا اور خمانیوں وغیرہ سے کی گئی۔ مرزا صاحب کی تقریر کسی آئندہ اشاعت میں ہدیہ قارئین کی جائیگی انشاءاللہ

قرآن کریم کی بلند پایہ تعلیم عزت و توقیر پیدا کرنے کی موجب ہے

خطبہ جمعہ مورخہ ۲ جون ۱۹۶۱ء فرمودہ حضرت امیر مولانا صدر الدین صاحب ایدہ اللہ بمقام احمدیہ بلڈنگس لاہور

طٰہٰ - ما انزلنا علیک القرآن لتشقیٰ - الا تذکرۃ لمن یخشیٰ - تنزیلا ممن خلق الارض والسموات العلیٰ ——— اللہ لا الٰہ الا ھو لہ الاسماء الحسنیٰ ——— (سورہ طٰہٰ) ———

حضرت نبی کریمؐ کی مشکلات

اللہ تعالےٰ نے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تسلی کے لئے یہ آیات نازل فرمائیں - حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی و تشفی کی ضرورت کیوں پڑی؟ وہ تو خدا کے محبوب اور رسول ہیں۔ ان کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے وعدے ہیں کہ آپ کامیاب رہیں گے - علاوہ ازیں حضور نبی کریم صلعم خود شجاعت کے پیکر ہیں آپ کا جگر گردہ بڑا مضبوط ہے، آپ بڑی ہمت اور استقلال کے مالک ہیں - اور مشکلات اور مصائب میں آپ نے صبر و ضبط اور ہمت و استقلال کا وہ نمونہ دکھلایا جس کی نظیر نہیں ملتی - ان امور کے ہوتے ہوئے خدا تعالےٰ کا حضور اکرمؐ کو تسلی دینا یہ بتلاتا ہے کہ آپؐ کو وہ مشکلات درپیش تھیں جن کی حد و نہایت نہ تھی - اس لئے خدا تعالیٰ کو بار بار تسلی دینا پڑی۔

معاندین کا غیظ و غضب

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابل پر جو لوگ تھے وہ نہایت خطرناک تھے، انکی قوت ان کی شدت، ان کا غیظ و غضب، ان کا جتھا، ان کی دولت اور ان کی تدابیر صرف اسی ایک بات پر مرکوز تھیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ناکام کردیں اور آپؐ کے مشن کو ختم کردیں - ابوجہل اور ولید بن مغیرہ وغیرہ نے کہا اس شخص نے گھر گھر میں فساد ڈال رکھا ہے لوگوں کو اپنے آبائی مذہب سے اکھاڑ دیا ہے - ہمارے بتوں کے خلاف وعظ کہتا ہے - یہ بت اس شخص کے خلاف ہیں - ان بتوں کی اس پر مار پڑے گی - جو بھی شخص خاندان کی روایات اور رسومات کو ختم کر دینا چاہتا ہے ہم اس کو ختم کردیں گے -

اللہ تعالیٰ کی طرف سے تسلی

اللہ تعالےٰ نے حضرت نبی کریم صلعم کو تسلی دی ہے - فرمایا ہے طٰہٰ اے مرد کامل اور اے رجل عظیم - اے ہمت اور استقلال والے انسان ما انزلنا علیک القرآن لتشقیٰ ہم نے یہ قرآن تم پر اس لئے نہیں اتارا کہ تو ناکام رہے نہیں بلکہ اس کی وجہ سے آپ کی تعظیم و تکریم ہوگی اور ہم اس کی وجہ سے آپکو بلند مقام عطا کریں گے ھذا ذکر مبارک انزلنٰہ یہ وہ تعلیم ہے جس پر چل کر آپ خدا تعالےٰ کی برکات و افضال اور بڑی بڑی نعمتوں کے مالک بنیں گے۔

قرآن پر عمل موجب برکات ہے

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یقین کامل ہے کہ یہ وعدے سچے ہیں - آپؐ نے خود فرمایا ان اللہ یرفع بھذا الکتاب اقواما کہ اللہ تعالےٰ ر...... یہ ان اقوام کو جو اس پر عمل پیرا ہونگی عزت بخشے گا - ویضع بہ اٰخرین اور وہ قومیں جو اس کی پرواہ نہ کریں گی ان کو ذلیل و خوار کر دے گا -

قرآن فطری صلاحیتوں کی نشوونما کرتا ہے

فرمایا کہ یہ کتاب محض اس لئے نہیں کہ اس میں تسلی و تشفی ہے اور کامیابیوں کے وعدے ہیں - بلکہ تذکرۃ لمن یخشیٰ - یہ تو تذکرہ ہے اس شخص کے لئے یاد دہانی ہے جو خدا خوف ہو وہ باطنی قوتے جو انسان میں موجود ہیں یہ کتاب ان قوتے کی یاد دہانی کرتی ہے اور جو صلاحیتیں فطرت انسانی میں رکھی گئی ہیں یہ کتاب ان کی نشوونما کے لئے سامان مہیا کرتی ہے -

زمین و آسمان کی وسعت اور اللہ تعالیٰ کی حکومت

تنزیلا ممن خلق الارض والسموات العلیٰ - وہ بادشاہ جس کی طرف سے یہ احکام آئے وہ بہت بڑی سلطنت کا مالک ہے - یہ زمین اور یہ بلند و بالا آسمان، ان سب کو اسی خالق نے پیدا کیا ہے، وہی ان کا مالک ہے - اور اسی کا حکم ان پر چلتا ہے - یہ آسمان جن کی اس قدر بلندیاں ہیں ان کا پتا نہیں جا سکتا اور پھر یہ زمین جس کی وسعتوں کا علم انسان کو پورا پورا حاصل نہیں اس ساری کائنات کی وسعت اور اسرار کو وہی ایک بادشاہ جانتا ہے جس نے اس کو بنایا ہے -

قرآن کی تعلیم اور کائنات کے قوانین میں اختلاف نہیں

یہ تعلیم انسانی فطرت کے مطابق ہے - جس طرح اس نے کائنات میں انسانی جسم کی نشو و نما کے لئے لاتعداد چیزیں پیدا کر دی ہیں اسی طرح باطنی قوتے کی پرورش کے لئے یہ روحانی غذا نازل فرمائی - قرآن کریم پہلی کتاب ہے جو اس امر کی طرف توجہ دلاتی ہے کہ اس کتاب کے قوانین اور کائنات کے قوانین کے اندر کوئی اختلاف نہیں، دوسرے لفظوں میں سائنس کے اکتشافات خدا تعالےٰ کی قولی کتاب کے خلاف نہیں ہو سکتے - سائنس کیا ہے کائنات کے مطالعہ اور مشاہدہ سے جو جو نتائج حاصل ہوتے ہیں ان کو سائنس کہتے ہیں - جس خدا نے وہ قوانین بنائے ہیں، جو اس کائنات کے اندر جاری و ساری ہیں اسی خدا کی طرف سے یہ کتاب نازل کی گئی ہے -

اللہ تعالیٰ کی رحمانیت تمام دنیا پر حاوی ہے

یہاں ایک اور بات بھی بیان فرمائی ہے الرحمٰن علی العرش استویٰ سلطنت اور اقتدار اسی کو سجتا ہے جو رحمٰن ہو اور رحمانی صفت اس کے اندر پائی جاتی ہو، خدا تعالےٰ کی سلطنت اور اقتدار کے اندر صفت رحمانیت کام کرتی ہے - یہ رحمانیت تمام مخلوق کے لئے عام ہے - خدا کے نہ ماننے والے بھی اس کے فضلوں سے مستفیض ہوتے ہیں - یہ سورج یہ ہوا، یہ پانی یہ پھل پھول، یہ سبزی یہ سب کچھ جہاں خدا کو ماننے والوں کو حاصل ہیں - وہاں ان لوگوں کو بھی میسر ہیں جو خدا کو نہیں مانتے - اور اس کو گالیاں دیتے ہیں - جو اس کے دین اور رسولؐ کے دشمن ہیں، وہ بھی خدا کی پیدا کردہ چیزوں سے فائدہ اٹھاتے ہیں - خدا رحمٰن ہے اسکو حاجت نہیں کہ کوئی اس کی عبادت کرے - وہ غنی ہے کسی کے انکار سے اس کی صفات و کمال میں کمی نہیں ہوتی - اس زمین پر جتنی قومیں بستی ہیں - بڑی ہیں یا چھوٹی، اچھی ہیں یا بری - وہ سب کے لئے رحمٰن ہے - سب پر اپنی رحمت کی بارش کرتا ہے - اور سب کی ضروریات کے سامان مہیا کرتا ہے - وہ صرف عربوں اور مسلمانوں پر ہی مہربان نہیں بلکہ امریکہ اور روس پر بھی مہربان ہے - کوئی ہندو ہو یا سکھ، عیسائی ہو یا یہودی کوئی بھی ہو ہر ملک کی ہر قوم کے لئے اور ہر شخص کے لئے خواہ وہ کسی مذہب کا پیرو ہے یا نہیں، خدا کی حمد کرتا ہے یا اسے گالیاں دیتا ہے - وہ سب کے لئے

رحمٰن ہے الرحمٰن علی العرش استوٰی ایسی حکومت جو ہر ایک کے لئے رحمت ہی رحمت ہو اس خدا کو ہی سجتی ہے۔

زمین و آسمان کی ہر چیز پر خدا کی حکومت

لہ ما فی السمٰوات وما فی الارض

زمین آسمان پر اس کا تصرف ہے۔ یہ زمین و آسمان، یہ سورج، یہ چاند یہ ستارے، یہ سمندر اور اس کی مچھلیاں، خشکی تری، نباتات، جمادات، حیوانات اور کیڑے مکوڑے سب پر خدا کی حکومت ہے۔

فضاء پر اللہ تعالیٰ کی حکومت

یہاں ایک لفظ لکھا ہے جو قابل غور ہے وہ ہے وما بینھما یہ لفظ صرف قرآن میں بار بار آیا ہے کہ زمین و آسمان کے مابین جو فضا ہے اس فضا پر اسی کی حکومت ہے۔ اس فضا کی کیفیات پیدا کرنے والا وہی ایک خدا ہے۔ مثلاً فضا میں ہوا ہے بارش ہے اور دونوں میں زندگی ہے۔ لیکن کبھی اس ہوا میں زہریلے مواد پیدا ہو جاتے ہیں جو ہلاکت خیز ہوتے ہیں۔ اسی طرح کبھی بارش اور سیلاب تباہی کا موجب بن جاتے ہیں۔ سرد ملکوں میں بھی اس فضا سے برفباری کے باعث تباہی آتی ہے اس کو کوئی روک نہیں سکتا۔ یہ فضا خدا کے حکم کے ماتحت ہے۔ اس کا اب حکم ہو جائے تو بارش برسنے لگے اور اس کی مرضی ہو تو بارش نہ کرے۔ کھیتیاں کمزور پڑ جائیں۔ مویشیوں کا چارہ میسر نہ آئے۔ انسان بھوکوں مرنے لگیں۔ آسمان سے بارش آ جائے تو مویشیوں اور انسانوں کے لئے چارہ اور غلہ بافراط پیدا ہو جاتا ہے۔ یہاں سوائے خدا کے اور کسی کی حکومت نہیں۔ پچھلی سردیوں میں کینیڈا اور امریکہ میں برفباری کی وجہ سے کتنے آدمی مر گئے ایک شہر سے دوسرے شہر میں جانا مشکل ہو گیا ریل گاڑیاں بند ہو گئیں۔ خط و کتابت کا سلسلہ منقطع ہو گیا۔ روس اپنے آپ کو بہت بڑا سمجھتا ہے۔ اور وہ آسمان پر خدا کو ڈھونڈنے جاتا ہے۔ اس کے اپنے ملک کا شمالی حصہ چھ ماہ کے لئے یخ بستہ ہو جاتا ہے جس کا تدارک کرنا روس کے بس کا روگ نہیں ہے۔ وہ آسمان کے عجائبات معلوم کرنے کے خواب دیکھ رہا ہے۔ آسمان پر جانے کی کیا ضرورت ہے۔ وہ اپنے ملک کے شمالی حصے پر ہی آبادی پیدا کر کے دکھائے۔ جو برف اور سردی کی وجہ سے زمہریر بنا ہوا ہوتا ہے۔ فضا میں پرواز کرنے کے لئے تم ہوا کے محتاج ہو، موسم خراب ہے تو ہوائی جہاز بجائے راولپنڈی کے پشاور جا کر اتارنا پڑتا ہے کراچی اترنا ہو تو عرب کی کسی زمین پر جا اترتا ہے فضا انسان کے اختیار میں نہیں، موسم انسان کے اختیار میں نہیں، آندھیوں، طوفانوں اور سیلابوں پر انسان کو قدرت حاصل نہیں۔

زمین کے اندر خدائی خزانے

پھر فرمایا وما تحت الثریٰ زمین کے اندر جو کچھ بھی معدنیات ہیں ان سب کا مالک وہی رحمٰن خدا ہے۔ وہی ان کو جانتا ہے۔ اسی کی ان پر حکومت ہے۔ ان خزانوں کے دفینے بے شمار ہیں جو کبھی ختم ہونے میں نہیں آتے۔ لوہے کے کارخانوں اور ریل گاڑیوں کو دیکھو۔ ریل کی پٹڑیاں، گارڈر، مشینریاں، پل۔ ہیڈ ورکس وغیرہ سب کے لئے دنیا میں کتنی تعداد میں لوہا تیار ہو رہا ہے لیکن لوہے کے خزانے ہیں کہ ختم ہونے میں ہی نہیں آتے کتنے بڑے پیمانے اور اندازے سے خدا نے لوہے کو پیدا کیا ہے۔ اسی طرح زمین کے بطن میں تیل کے خزانے ہیں۔ عرب کے ریگستانوں سے ہر سال لاکھوں ٹن تیل برآمد ہوتا ہے، اور حجاز کے تیل سے لاکھوں روپے ماہوار کی آمدنی ہے لیکن تیل کے یہ چشمے اب کیوں پھوٹ رہے ہیں۔ یہ چشمے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں کیوں نہیں ابل پڑے۔ اس وقت تو لوگ درختوں کے پتے کھا کر گزارہ کرتے تھے۔ اس وقت تیل کے چشموں نے اپنے منہ کیوں نہ کھول دیئے اس لئے کہ اس وقت ضرورت ہی نہ تھی۔ اس وقت ابال آتا تو بہہ بہہ کر ضائع ہو جاتے۔ اس سے کوئی فائدہ نہ اٹھایا جا سکتا۔ اس وقت نہ موٹریں تھیں، نہ ہوائی جہاز نہ ریلیں وغیرہ پھر تیل اس وقت کس کام آ سکتا تھا۔ آج اس تیل کی وجہ سے عرب کے خزانے بھر رہے ہیں۔ یہ خدائی تصرفات ہیں کہ زمین کے اندر سے خزانے نکال دیئے۔ فرمایا کہ وما تحت الثریٰ۔ زمین کے اندر جو کچھ ہے اس پر بھی حکومت خدا کی ہے۔

اللہ تعالیٰ ہر بھید سے واقف ہے

اس کے بعد ایک اور قیمتی بات کہی ہے آپ کے غور کے لئے۔ پہلے اپنی حکومت اس کائنات پر جتلائی اور اس کی خصوصیات بیان کرنے کے بعد فرمایا وان تجھر بالقول فانہ یعلم السر واخفیٰ۔ خدا تعالیٰ کو مخفی در مخفی چیزوں اور رازوں کا علم ہے۔ تم کوئی بات چھپاؤ یا ظاہر کرو۔ وہ اس سے اچھی طرح واقف ہے، اگر انسان کی کھوپڑی کے نچلے حصہ میں بھی کوئی بات پوشیدہ ہو اس کو بھی اللہ تعالیٰ جانتا ہے۔

صرف خدا ہی عبادت کے لائق ہے

اس ایمان سے تزکیہ میسر آتا ہے اور قرآن کریم کے سامنے یہ بہت بڑی غرض ہے کہ انسان مطہر و مزکی ہو جائے۔ اللہ لا الٰہ الا ھو۔ لہ الاسماء الحسنیٰ۔ اس کے بعد تم خود ہی اندازہ لگاؤ کہ حقیقی پرستش کے قابل کون ہے۔ معلوم ہوا کہ صرف ایک ہی خالق و مالک اور قادر و مقتدر ہستی ہے اور وہی خدا ہے۔ اس خدا کے آگے جھکو جو کائنات کا مالک ہے، جو مخفی در مخفی باتوں کا علم رکھتا ہے۔ جس نے ہماری جسمانی تربیت کے لئے لامحدود خزانے کائنات میں رکھ چھوڑے ہیں۔ اور جس نے روحانی تربیت کے لئے قرآن جیسی بلند پایہ کتاب اتاری ہے۔ اس خدا پر ایمان رکھنے کے بعد کوئی باطل طاقت مقابلہ میں نہیں ٹھہر سکتی اور کوئی ناپاک منصوبہ کامیاب نہیں ہو سکتا۔ ایسی خواہشیں جو قلب و نظر میں نور کی بجائے تاریکی پیدا کرتی ہوں۔ ان کو ایمان کی روشنی ہی دور کر سکتی ہے۔

گناہ کے بُرے نتائج

گناہ تاریکی پیدا کرنے کا موجب ہے اور نیکی نور پیدا کرتی ہے۔ تاریکی اور نور ایک جگہ جمع نہیں ہو سکتے۔ انسان خواہشات کا بندہ ہو کر ذلیل ہو جاتا ہے جن کو پورا کرنے کے لئے وہ جائز و ناجائز وسائل سے کام لیتا ہے۔ وہ برائیاں اور بدفعلیاں کرتا ہے ذلیل حرکات پر اتر آتا ہے اس کی وجہ سے اس کی ذلت اور رسوائی ہوتی ہے۔ اور بے عزت ہو جاتا ہے۔ واللہ مخرج ما کنتم تکتمون۔ خدا اس کو ظاہر کر دے گا۔ اور یہ چالاکی اور ہوشیاری دھری کی دھری رہ جائے گی۔ فانہ یعلم السر واخفیٰ۔ اس لئے کہ وہ انسان کے رازوں، بھیدوں اور مخفی باتوں کو اچھی طرح جانتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کی صفات حسنیٰ سے تعلق پیدا کرو

خدا کے ساتھ تعلق لگانے کے لئے اس اللہ لا الٰہ الا ھو کو اپنے دل میں بٹھا لینا چاہیئے لہ الاسماء الحسنیٰ وہی صفات حسنیٰ کا مالک ہے طٰہٰ خدا کو مان کر پھر اس مرد کامل اور رجل عظیم کی پیروی کرو اس پاک کتاب کی پیروی کرو جو وہ لیکر آیا۔ رسالت اور نبوت کے بغیر خدا کا پتہ نہیں چل سکتا۔

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر خیر یورپ میں

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر خیر ہمیشہ ہر ملک ہر قوم میں نہایت عزت سے کیا جاتا ہے۔ آج یورپ میں بھی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت و توقیر کی جا رہی ہے۔ ایک زمانہ تھا کہ وہاں عیسیٰؑ کی خدائی کا سکہ چلتا تھا لیکن آج لوگ ان کی خدائی کے منکر ہو رہے ہیں۔ ان ممالک سے توحید الٰہی اور محمد رسول اللہ صلعم کی بڑائی کی آوازیں آنے لگی ہیں۔

قرآن کریم کی وجہ سے نبی کریمؐ اور آپ کے پیروؤں کی عزت

طٰہٰ اے رجل کامل۔ ما انزلنا علیک القرآن لتشقیٰ یہ کتاب آپ کو ناکام نہیں کرے گی اس کتاب کی وجہ سے آپ مکرم و معظم ہوں گے اور وہ لوگ بھی معزز ہوں گے جو آپ کا

مصلح موعود نمبر پر ایک سرسری نظر

(از قمر رسا مانوی)

(۳)

اظہار علی الغیب صرف مامور کا کام ہے

اس کے علاوہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :-

" قرآن شریف میں ہے فلا یظہر علی غیبہ احدا الا من ارتضی من رسول یعنی کامل طور پر غیب کا بیان کرنا صرف رسول کا کام ہے دوسرے کو یہ مرتبہ عطا نہیں ہوتا رسول سے مراد وہ لوگ ہیں جو خدا کی طرف سے بھیجے جاتے ہیں خواہ نبی ہوں یا رسول یا مجدّد یا محدث "

(ایام الصلح حاشیہ صلہ)

اس عبارت سے ثابت ہے کہ غیب کا بیان کرنا صرف مامور من اللہ کا کام ہے دوسرے کو یہ مرتبہ ملتا ہی نہیں اس کی روشنی میں جب فرزند رشید کے دعوے کو دیکھا جائے تو وہ فرماتے ہیں :-

" خدا تعالیٰ نے مجھ پر جو کلام نازل کیا اور جس قدر مجھ سے باتیں کیں وہ سینکڑوں محدثوں کی کتابوں سے زیادہ ہیں "

" جس قدر غیب کی خبریں مجھے بتائیں وہ سینکڑوں محدثین سے بھی زیادہ ہیں "

اگر والد بزرگوار کی مندرجہ بالا تحریر صحیح اور سنت اللہ او کلام اللہ کے مطابق ہے تو پھر وہ فرزند سعادت اطوار یقیناً ماموریت کے مدعی ہیں جو کہتے ہیں کہ سینکڑوں محدثوں سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ مجھے غیب کی خبریں دیتا ہے اور اگر اس دعویٰ کے باوجود وہ مامور نہیں تو پھر نہ اللہ تعالیٰ کا کلام اور سنت صحیح ٹھہرتی ہے اور نہ حضرت اقدس کی تحریر۔

خلاصہ کلام یہ کہ مدعی کے دعاوی سے یہ بات ثابت ہے کہ وہ کسی صورت میں بھی ماموروں سے کم نہیں کیونکہ جس طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جو فریقین کے نزدیک مامور تھے یہ دعوے کیا کہ :-

" خدا تعالیٰ نے اس بات کو ثابت کرنے کے لئے کہ میں اس کی طرف سے ہوں اس قدر نشانات دکھلائے کہ اگر وہ ہزار نبی پر بھی تقسیم کئے جائیں تو ان کی بھی اس سے نبوت ثابت ہو سکتی ہے " (چشمۂ معرفت)

وہ مدعی بھی جسے غیر مامور کہا جاتا ہے یہ دعوے کرتا کہ جس طرح

" حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے ..... اسی طرح میں بھی کہتا ہوں "

پھر یہ کس طرح ہو سکتا ہے کہ دو مدعی ایک قسم کے الفاظ میں دعوے کریں مگر ان میں سے ایک مامور ہو اور دوسرا غیر مامور ہو ؟ اور پھر جس طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یہ دعویٰ کیا کہ

" جس قدر مجھ سے پہلے اولیاء اور ابدال اور اقطاب اس امت میں گذر چکے ہیں ان کو یہ حصہ کثیر اس نعمت (اظہار علی الغیب) کا نہیں دیا گیا " (حقیقۃ الوحی صلہ ۳۹۱)

اسی طرح یہ حسن و احسان میں آپ کا نظیر ہونے کے دعویدار صاحب بھی بانگ دہل کہتے ہیں کہ :-

" خدا تعالیٰ نے مجھ پر جو کلام نازل کیا اور جس قدر مجھ سے باتیں کیں وہ سینکڑوں محدثوں سے بڑھ کر ہیں ..... جس قدر غیب کی خبریں مجھے بتائیں وہ سینکڑوں محدثین سے بھی زیادہ ہیں "

ابا جان نے تو صرف اولیاء ، ابدال اور اقطاب سے بھی زیادہ اظہار علی الغیب کا دعوے کیا تھا مگر فرزند دلبند گرامی ارجمند نے محدثین گذشتہ کی تعداد میں بھی سینکڑوں گنا مبالغہ کر کے ان سب سے بڑھ کر ہونے کا دعوے کیا اور اس ضرب المثل کو صادق کر دکھایا کہ پدر نتواند پسر تمام کند مگر ایں چہ بوالعجبی است کہ والد صاحب محترم تو ایسا دعویٰ کر کے " نبی " بن گئے اور پسر مکرم اس سے بہت بڑا دعوے کر کے بھی غیر مامور رہے یعنی یوں تو آپ ماشاء اللہ امت محمدیہ کے سب ماموروں سے بڑھ کر ہیں مگر خود پھر غیر مامور ہیں - پھر اس سے بھی زیادہ تعجب کی بات یہ ہے کہ مقدس باپ تو کہتا ہے کہ

" غرض اس حصہ کثیر وحی الٰہی اور امور غیبیہ میں اس امت میں سے میں ہی فرد مخصوص ہوں "

مگر اس کے نمونہ پر ہونے والا پارسا بیٹا کہتا ہے کہ ابا جان نے نعوذ باللہ یہ غلط کہا ہے اس صورت میں اور کوئی ان کے شامل ہو یا نہ مگر ہم ضرور شامل ہیں بلکہ ہمیں یہ خصوصیت ان سے بھی زیادہ حاصل ہے فرق صرف یہ معمولی سا ہے کہ وہ اس خصوصیت کی وجہ سے نبی بن گئے اور ہم مامور بھی نہ ہو سکے اور اگر چاہتے تو مامور ہو جاتے مگر چونکہ پہلے یہ بیان دے چکے تھے کہ

" میرے نزدیک مصلح موعود کی پیشگوئی مامور کے لئے نہیں بلکہ غیر مامور کے لئے ہے "

اس لئے اپنی بات کو نبھانے کے لئے ضروری ہے کہ مامور ہونے سے انکار کیا جائے۔ اگر کوئی سوال کر دے کہ حضور نے تو اپنے خطبات میں یہ بھی فرمایا ہے کہ :-

" میرے نزدیک مصلح موعود کی پیشگوئی ان پیشگوئیوں میں شامل نہیں جن کے مصداق کو کسی دعوے کی ضرورت ہو - اور نہ اس کے لئے الہاماً دعویٰ کرنا لازمی ہے "

تو پھر " حضور " نے اس کے خلاف دعوے کیوں کیا اور اس کی بنیاد الہام الٰہی پر رکھ کر قسم مؤکد بعذاب کیوں کھائی ؟ تو اس کا کوئی جواب نہ " حضور " دے سکتے ہیں اور نہ ہی انیس سو سال سے حضور کا انتظار کرنے والی کنواریاں۔

نبوت کا دعویٰ

اگر دیکھا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ دعوے تو نبوت کا کیا جاتا ہے کیونکہ محدثیت وہ مقام ہے جس سے اوپر نبوت کا مقام ہے اور محدث جزوی اور ظلی نبی ہوتا ہے جیسا کہ حضرت اقدس علیہ السلام فرماتے ہیں کہ محدث :-

" اللہ جل شانہ سے ہمکلام ہوتے ہیں اور نبوت تامہ کے بعض صفات اپنے اندر رکھتے ہیں اور بلحاظ بعض وجوہ شان نبوت کے رنگ سے رنگین کئے جاتے ہیں " (نشان آسمانی)

" غرض محدثیت دونوں رنگوں (امتی اور نبی) سے رنگین ہوتی ہے "

(ازالہ اوہام صلہ ۲۶۷)

" اگر باب نبوت مسدود نہ ہوتا تو ہر ایک محدث اپنے وجود میں نبوت اور استعداد نبی ہونے کی رکھتا تھا "

(آئینہ کمالات اسلام صلہ ۲۳۸)

جب یہ حقیقت ہے کہ محدث امتی جزوی اور ظلی نبی ہوتا ہے تو پھر جو شخص دو چار یا دس بیس سے نہیں بلکہ سینکڑوں محدثین سے بڑھ کر ہونے کا دعوے کرتا ہے اور یہ دعوے فضیلت بھی کسی ایک بات میں نہیں بلکہ - کلام - مرتبہ اور رسلوک ہر لحاظ سے ہے پھر اس بات میں کیا شک ہے کہ وہ محدثیت سے اوپر کسی اعلیٰ منصب کا دعویدار ہے اور اس کے باوجود اگر وہ کہتا ہے کہ میں مامور نہیں تو غلط بیانی اور دھوکا دہی سے کام لیتا ہے - پھر یہ امر مسلمہ ہے کہ اظہار علی الغیب صرف رسول کا کام ہے تو جو شخص سینکڑوں محدثین سے بڑھ کر اس کا مدعی ہو کر پھر یہ کہتا ہے کہ میں مامور

ہیں وہ یقیناً فریب دہی سے کام لیتا ہے۔ علاوہ ازیں یہ مدعی ایک طرف تو یہ کہتا ہے:۔

"جیسا کہ میں نے بار بار بیان کیا ہے غیر ماموروں کا اپنے کسی حصہ رؤیا کو بیان کرنا ضروری نہیں ہوتا"

(الفضل یکم فروری ۱۹۴۴ء)

اگر وہ غیر مامور ہوتے یا اپنے آپ کو غیر مامور سمجھتے تو اپنی خوابوں کو ہرگز شائع نہ کراتے مگر آپ تو فرماتے ہیں کہ:۔

"مجھ سے خدا تعالیٰ وقتاً فوقتاً جو باتیں کرتا ہے وہ خدا تعالیٰ کے کلام کے طور پر بیسیوں دفعہ شائع ہو چکی ہیں" (فرقان)

ثابت ہوا کہ یہ خوابیں معمولی خوابوں کی حیثیت نہیں رکھتیں بلکہ خدا تعالیٰ کا کلام ہے جو اس کے ایک بندہ پر نازل ہوتا ہے وہ مامور ہوتا ہے یہاں وہ نازل شدہ کلام ایک دو دفعہ نہیں بلکہ بیسیوں دفعہ خدا تعالیٰ کے کلام کے طور پر شائع کرا چکا ہے، جس سے ثابت ہوا کہ انکو شائع کرانے والا شخص اپنے آپ کو غیر مامور نہیں بلکہ مامور سمجھتا ہے اس وجہ سے اپنی خوابوں کو بیسیوں دفعہ خدا تعالیٰ کے کلام کے طور پر شائع کرا چکا ہے۔ پس اس بات سے بھی ثابت ہے مدعی کا دعویٰ کوئی معمولی دعوے نہیں بلکہ سینکڑوں ملہموں سے بڑھکر ہونے کی وجہ اگر حقیقی نہیں تو ظلی نبوت کا ضرور دعوے ہے اور مدعی کے نزدیک ظلی و بروزی وغیرہ نبوت کی قسمیں نہیں بلکہ وہ کہتے ہیں کہ:۔

"میں نبوت کی ایک ہی قسم سمجھتا ہوں یعنی نبیوں کی نبوت"

(حقیقۃ النبوۃ ص ۲۳۹)

اسلئے آپ اپنی بیان کردہ تعریف کے مطابق نبوت کے دعویدار ہیں اس کے علاوہ آپ نبوت کی یہ تعریف کرتے ہیں کہ:۔

"پانچویں دلیل حضرت مسیح موعود کے نبی ہونے کی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے نبیوں کی جو تعریف قرآن کریم میں بیان فرمائی ہے وہ آپ پر صادق آتی ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتے ہیں فلا یظهر علی غیبه احدا الا من ارتضی من رسول اللہ تعالیٰ نہیں غالب کرتا اپنے غیب پر مگر اپنے پسندیدہ بندوں یعنی رسولوں کو یعنی کثرت سے امور غیبیہ کا اظہار رسول پر ہی کرتا ہے"

(حقیقۃ النبوۃ ص ۱۰۲)

...فت سے متصف ہونے کی وجہ سے حضرت ... خود نبی بن گئے وہی صفت بدرجہ اولیٰ آپ اپنے ... کا دعوے کرتے ہیں:۔

"جس قدر غیب کی خبریں مجھے بتائیں وہ سینکڑوں محدثین سے بھی زیادہ ہیں"

یہ دعوے اس بات کا ثبوت ہے کہ اس کے کرنے والا نبوت کا مدعی ہے اگر وہ پھر بھی یہ کہتا ہے کہ میں مامور نہیں تو صرف افتراء علی اللہ کی سزا سے بچنے کے لئے ایک آڑ لیتا ہے۔

افتراء کا مزید ثبوت

ایک طرف تو یہ مدعی صاحب دعوے کرتے ہیں کہ:۔

"مجھ سے خدا تعالیٰ وقتاً فوقتاً جو باتیں کرتا ہے وہ خدا تعالیٰ کے کلام کے طور پر بیسیوں دفعہ شائع ہو چکی ہیں"

اور دوسری طرف یہ کہتے ہیں کہ:۔

"میں تو اپنے رؤیا کشوف، الہامات لکھتا بھی نہیں اور اس طرح وہ خود کچھ عرصہ کے بعد میری آنکھوں سے اوجھل ہو جاتے ہیں" (الفضل یکم فروری ۱۹۴۴ء)

ثابت ہوا کہ جب رؤیا کشوف اور الہامات نہ لکھنے کی وجہ سے آپ کی اپنی آنکھوں سے اوجھل ہو جاتے ہیں تو جو رؤیا خدا تعالیٰ کے کلام کے طور پر شائع کرائے گئے وہ سب بناوٹی ہیں کیونکہ وہ تو لکھتے نہیں اور جو شائع کرائے جاتے ہیں وہ ہوتے نہیں۔ بلکہ بنائے جاتے ہیں اور اسی کا نام افتراء ہے پھر اگر یہ صحیح ہے کہ آپ اپنے رؤیا کشوف، اور الہامات لکھتے ہی نہیں تو پھر یہ دعوے یقیناً افتراء پر مبنی ہے کہ:۔

"جس قدر غیب کی خبریں مجھے بتائیں وہ سینکڑوں محدثین سے بھی زیادہ ہیں اور وہ خدا تعالیٰ کے کلام کے طور پر بیسیوں دفعہ شائع ہو چکی ہیں۔"

اگر یہ دعاوی صداقت پر مبنی فرض کر لئے جائیں تو پھر دوسری بات کے کذب صریح ہونے میں کوئی شبہ نہیں رہتا بہرحال دونوں میں ایک بات ضرور جھوٹ پر مبنی ہے جو اس بات کا کھلا ثبوت ہے کہ مدعی اس قسم کی جھوٹی باتیں بنانے کا عادی ہے۔ پھر آپ لکھتے ہیں کہ:۔

"کوئی دوسرا شخص کسی غیر مامور کے کشف یا الہام کو ماننے کا مکلف نہیں"

اگر یہ بات صحیح ہے تو پھر اپنے رؤیا کو خدا تعالیٰ کے کلام کے طور پر شائع کرانے کا کیا مطلب ہو سکتا ہے؟ اور ایسی خواب کی بناء پر اتنے بڑے دعوے کی بنیاد کیوں رکھی گئی؟ اس پر ایک یہ سوال بھی پیدا ہوتا ہے کہ اگر یہ سچی بات ہے تو پھر یہ کیوں اعلان کیا گیا کہ میں خدا کا نمائندہ ہوں اور "وہ شخص جو خدا کے نمائندہ کی آواز پر کان نہیں دھرے گا اس کا ایمان کھویا جائے گا" (الفضل ۹ فروری ۱۹۴۴ء)

یہ ثابت شدہ حقیقت ہے کہ آج تک "خدا کا نمائندہ" کوئی بھی غیر مامور نہیں ہوا اور نہ ہی کسی غیر مامور نے یہ کہا کہ مجھے نہ ماننے والوں کا ایمان کھویا جائے گا کیونکہ ایمان کے کھویا جانے کا تعلق مامور من اللہ کے انکار سے ہے البتہ اور وہی یہ دعوے بھی کر سکتا ہے جو اپنے آپ کو مامور سمجھے پس جو شخص ایک طرف کہتا ہے کہ میں غیر مامور ہوں اور میرے ماننے کے لئے دوسرے لوگ مکلف نہیں اور دوسری طرف یہ بھی اعلان کرتا ہے کہ میری بات نہ ماننے والوں کا ایمان کھویا جائے گا تو وہ دونوں میں ایک قول کے جھوٹا ہونے کی وجہ سے یقیناً جھوٹا سمجھا جائے گا۔ پس ان تمام حالات پر غور کرنے کے بعد یہ سوال خود بخود حل ہو جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے یہ سزا اس شخص کے لئے رکھی ہے جو ماموریت کا دعوے کرے چونکہ "مضمون" نے یہ دعوے نہیں کیا اس لئے ان کی موجودہ حالت کو افتراء کی سزا کے طور پر پیش نہیں کیا جا سکتا کیونکہ مندرجہ بالا دعاوی کسی طرح بھی مامور ہونے سے کم نہیں بلکہ بہت زیادہ ہیں۔ چونکہ ایک طرف ماموروں سے بڑھکر دعاوی کرنا اور دوسری طرف یہ کہنا کہ میں مامور نہیں کتاب اللہ کے ساتھ ٹھٹھا اور سنت اللہ کے ساتھ تمسخر تھا اور اس سے منہاج نبوت بالکل مشتبہ ہو سکتے کے علاوہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تکذیب لازم آتی تھی۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے اس پر افتراء اور افتراء پر اصرار کرنے کی وجہ سے اپنا قانون جاری کر کے اپنی فعلی شہادت سے اس کی تصدیق کر دی کیا کوئی ہے جو اس سے سبق حاصل کرے؟ چونکہ اس دعوے کی ساری بنیاد ایک خواب پر رکھی گئی ہے اس لئے اس ضمن میں سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ایک معرکۃ الآراء کتاب حقیقۃ الوحی سے چند اقتباسات درج کئے جاتے ہیں تا کوئی سعید روح فائدہ اٹھائے۔ آپ فرماتے ہیں:۔

(۱) "اکثر لوگ ایسے ہیں کہ ابھی شیطان کے پنجہ میں گرفتار ہیں مگر پھر بھی اپنی خوابوں اور الہاموں پر بھروسہ کر کے اپنے نادرست اعتقادوں اور ناپاک دعووں کو فروغ دینا چاہتے ہیں بلکہ بطور شہادت ایسی خوابوں کو پیش کرتے ہیں"

(ایضاً ص ۱)

(۲) "اور بعض ایسے بھی ہیں کہ چند خوابیں یا الہام جو اُن کے نزدیک سچے ہو گئے ہیں ان کی بناء پر وہ اپنے تئیں اماموں یا پیشواؤں اور رسولوں کے رنگ میں پیش کرتے ہیں یہ وہ خرابیاں ہیں جو اس ملک میں بہت بڑھ گئی ہیں ایسے لوگوں میں بجائے دینداری اور راستبازی کے بے جا تکبر اور غرور پیدا ہو گیا ہے"

(باقی بر صفحہ ۱۵ اشتہار کے نیچے (ص ۲))

افریقہ میں تبلیغ اسلام

قبر سے ایک آواز

اخبار پیغام صلح کی پرانی جلدوں کی ورق گردانی کر رہا تھا کہ ۲۳؍اکتوبر ۱۹۳۵ء کے پرچہ میں حضرت ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب مرحوم و مغفور کی ڈائری جو انہوں نے حضرت مولانا نورالدین صاحب مرحوم و مغفور کی زندگی کے آخری ایام میں لکھی تھی۔ کے مطبوعہ شدہ اقتباسات پر نظر پڑی:-

"۸؍فروری ۱۹۱۴ء میں نے صبح کے وقت خواجہ صاحب کے خط کا ذکر کیا۔ فرمایا (مولوی نورالدین صاحب نے) پانچ لاکھ عیسائی اللہ نے وعدہ کیا ہے مغربی افریقہ میں مسلمان ہوں گے نہ تعلیم یافتہ ہوں گے۔ کوئی چھوٹی بات تو نہیں۔ مولوی محمد علی صاحب کو فرمایا۔ میرے سرہانے خواجہ صاحب کا خط ہوگا۔ اس کو ذرا پڑھ لو۔ جب آپ نے پڑھا تو مفصلہ ذیل جواب لکھایا:-

"اس بیماری میں مجھے بتلایا گیا کہ پانچ لاکھ آدمی افریقہ میں مسلمان ہوگا۔ گھبرانے کی بات نہیں ہے۔ بہار کے دن ہیں بہار کے"

میں تو پڑھ کر حیران ہوگیا۔ شیخ غلام قادر صاحب جو اس وقت دارالمطالعہ (لائبریری)۔ احمدیہ بلڈنگس میں تشریف لائے تو ان کو بھی بتلایا۔ انہوں نے بھی یہی مشورہ دیا کہ اسے اخبار میں چھپوا دیا جائے۔

خیال فرمایئے جس امر کی طرف اس پچھلے جلسہ سالانہ میں ہماری جماعت کی توجہ منعطف کرائی گئی۔ اور گویا حالات زمانہ نے ہمیں مجبور کیا کہ ہم بھی کچھ ہاتھ پاؤں ہلائیں۔ اور آثار ظاہر ہوگئے ہیں کہ مغربی افریقہ میں عموماً حبشی لوگ اسلام کو قبول کرنے کے لئے تیار ہیں۔ اور ہماری جماعت کا لٹریچر خدا کے فضل سے ان ممالک میں اور نائیجیریا (مغربی افریقہ) میں بہت مقبول ہو رہا ہے اور اس کی مانگ بڑھ رہی ہے۔ اس کے لئے ہمیں خاص کوشش کرنی چاہیئے۔ پھر چیدہ چیدہ کتابوں کے فرانسیسی زبان میں بھی ترجمہ کروا کر ان اطراف مخصوصاً ملک سینیگال اور آس پاس کے ممالک میں بھیجنا چاہیئے کیونکہ وہاں انگریزی کی بجائے فرانسیسی زبان بولی جاتی ہے۔ انجمن کو اس معاملہ کی طرف خصوصاً توجہ دینی چاہیئے۔ اور میں تو اپنی جماعت کے اہل دل حضرات سے اپیل کرتا ہوں کہ اس "قبر کی آواز" کو سنو۔ جو کہ آج سے سینتالیس سال قبل مولانا نورالدین صاحب مرحوم و مغفور نے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو بتلا دی تھی۔ ان ممالک میں اپنا اسلامی مشن قائم کرنے کی طرف فوری قدم اٹھاؤ۔ اور عیسائی مشنوں سے وہاں جا کر دو دو ہاتھ کرو۔ کہ "فتح نمایاں" آپ کے ہاتھوں ہی مقدر ہے۔

والسلام

خاکسار ممتاز احمد فاروقی۔ لاہور

ہالینڈ میں عید الفطر کی تقریب

(غلام احمد بشیر صاحب)

اس دفعہ عید کے موقعہ پر اللہ تعالیٰ کے فضل سے حاضری توقعات سے زیادہ تھی۔ نماز عید اور خطبہ خاکسار نے پڑھا۔ خطبہ میں روزوں کی فلاسفی پر مختصر بحث کرتے ہوئے بتلایا کہ دراصل تمام اسلامی احکام کا مقصد ایک ہی ہے اور وہ یہ کہ انسان ان پر عمل کر کے اپنے حقیقی مقصد کو پالے اس کے بعد بتلایا کہ احکام شریعت کے متعلق پہلے ایسا معلوم دیتا ہے کہ انسان پر ٹھونسے جا رہے ہیں مگر جب انسان غور کرے تو اسے معلوم ہو جاتا ہے کہ احکام شریعت اس کی فطرت کی آواز ہیں اور وہ ان کے بغیر روحانی طور پر زندہ ہی نہیں رہ سکتا۔ اس کے بعد انسان ترقی کرتے کرتے اس مقام پر پہنچ جاتا ہے کہ اس کی مرضی خدا تعالیٰ کی مرضی کے آگے کالعدم ہو جاتی ہے اور وہ انسان خدائی صفات کا مظہر بن جاتا ہے۔ اس مقام کا انسان تمام بنی نوع انسان کے ساتھ یکساں سلوک کرتا ہے۔ قومی۔ نسلی۔ ملکی۔ جماعتی اور لونی امتیازات سے بالاتر ہو کر وہ ہر انسان کی مدد کے لئے تیار ہوتا ہے۔ خواہ اسے انسانوں کی طرف سے تکالیف ہی کیوں نہ پہنچیں وہ ان کی تکلیف کو گوارہ نہیں کر سکتا۔ وہ جہاں بھی اور جب بھی کسی کو مشکل میں دیکھے تو اس وقت تک آرام نہیں لیتا جب تک کہ وہ اپنے اس بھائی کی تکلیف کو دور نہ کر لے۔

خطبہ کے بعد مکرر دعا کی گئی۔ اور پھر مہمانوں کی کافی وغیرہ سے تواضع کی گئی۔ دوسرے شہروں سے آنے والے مہمان سارا دن ہی ہمارے پاس مقیم رہے۔ ظہر کے کھانے کے بعد مسٹر میلمہ نے پاکستان کے متعلق سلائڈز دکھلائے اور ساتھ ساتھ کچھ معلومات بہم پہنچاتے رہے۔ شام کو ہم نے بہت سے دوستوں کو کھانے پر مدعو کیا ہوا تھا چنانچہ ستر کے قریب افراد نے ہمارے ساتھ کھانا کھایا۔ کھانے کے بعد بعض غیر مسلم احباب کی خواہش کے مطابق مسٹر عبداللہ فان اولک نے پون گھنٹہ تک اسلام کے موضوع پر تقریر کی۔ اور بتلایا کہ اسلام اس امر پر زور دیتا ہے کہ انسان کو مذہب کے معاملہ میں عقل سے کام لینا چاہیئے۔ آپ نے اس سلسلہ میں عیسائیت کی تعلیم کے ساتھ اسلام کی تعلیم کا مقابلہ بھی کیا اور بتلایا کہ اسلامی تعلیم کا منبع قرآن مجید ہے جو کہ آج اسی طرح محفوظ ہے جیسے کہ وہ اپنے نزول کے وقت تھا لیکن اس کے مقابلہ میں عیسائی تعلیم کا منبع اناجیل ہیں مگر ان کے متعلق کوئی بھی دعویٰ نہیں کر سکتا کہ وہ اسی طرح محفوظ ہیں جیسے کہ وہ لکھنے کے وقت تھیں۔

پھر آپ نے بتلایا کہ ہمارے نزدیک مسیح خدا کے نبی تھے۔ خدا تعالیٰ ہر لحاظ سے ایک ہے۔ ہم تثلیث کا عقیدہ صحیح خیال نہیں کرتے کیونکہ اوّل تو یہ عقیدہ حضرت مسیح نے کبھی بھی نہیں سکھلایا دوم یہ عقیدہ عقل کے بھی خلاف ہے۔ تین کامل وجودوں کا ہونا ممتنع ہے کیونکہ ایک ہی ہو سکتا ہے۔

تقریر کے بعد ایک گھنٹہ تک تبادلہ خیالات ہوتا رہا۔ حاضرین نے ان کی تقریر کو بہت سراہا۔ رات کے بارہ بجے کے قریب ہماری عید کی تقریب ختم ہوئی والحمد علیٰ ذالک۔

انفرادی طور پر تبلیغ کا سلسلہ جاری رہا۔ ہر روز کوئی نہ کوئی دوست تشریف لاتے رہے۔ ہمارے نومسلم بھائیوں میں سے دو تین باقاعدہ قرآن مجید سیکھنے کے لئے آتے رہے۔

مارچ میں الفاروق بھی شائع کیا گیا۔ اپریل کا پرچہ تیار کر کے پریس میں دیا گیا۔ اب سے ہمارا رسالہ چھپ کر شائع ہوا کرے گا۔ انشاءاللہ۔ ہمارا رسالہ سورینام میں بھی کافی تعداد میں جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اسے بہتوں کی ہدایت کا موجب بنائے۔ "الفاروق" کے نئے ایڈیشن کے متعلق اگلی رپورٹ میں تفصیل سے عرض کی جائے گی۔ احباب کرام اپنی دعاؤں میں ضرور یاد فرماتے رہیں۔

شہسوارِ اسلام

قمر سامانوی

جن پاکباز لوگوں کو اللہ تعالےٰ اصلاح خلق کے لئے مبعوث فرماتا ہے ان کی شناخت کے لئے بہت سے معیار قرآن کریم میں بیان فرمائے ہیں جن میں سے ایک یہ معیار بار بار بیان فرمایا ہے کہ صادق اپنے مقصد میں کامیاب ہوتا ہے اور کاذب ناکام و نامراد رہتا ہے۔ صادق کی مخالفت حد سے زیادہ ہوتی ہے متکبر اور سرکش لوگ اپنی چودھراہٹ خطرہ میں دیکھکر عوام کی پیٹھ ٹھونکتے اور حتی الامکان پھر مخالفت کرتے ہیں بڑے بڑے جبہ پوش اپنے علم کے گھمنڈ پر اپنے مریدوں کی اکثریت پر اور سرمایہ دار اپنے سرمایہ پر نازکر کے فرستادہ خدا کو نیست و نابود کرنے پر تیار ہو جاتے ہیں، غرضیکہ ابنائے زمانہ ہر مامور الٰہی کی مخالفت کرتے ہیں جیسا کہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے وکذالک جعلنا لکل نبیٍّ عدوًّا شیٰطین الانس والجن یوحی بعضھم الی بعض زخرف القول غرورا۔ یعنی انسانوں اور جنوں میں سے ہر نبی کے لئے ہم نے اسی طرح دشمن بنائے وہ دھوکا دینے کے لئے ایک دوسرے کے دل میں ملمع سازی کی باتیں ڈالتے ہیں پھر فرمایا وکذالک جعلنا لکل نبیٍّ عدوًّا من المجرمین وکفی بربک ھادیا و نصیرا۔ یعنے ہم نے مجرموں سے ہر نبی کے دشمن بنائے تاکہ یہ ثابت کیا جائے کہ اپنے فرستادہ کی نصرت اور رہنمائی کے لئے اللہ تعالےٰ کافی ہے۔ ایک اور جگہ فرمایا:۔ وکذالک جعلنا فی کل قریۃٍ اکابر مجرمیھا لیمکروا فیھا وما یمکرون الا بانفسھم وما یشعرون۔ یعنے ہر بستی کے ان لوگوں کو جو اپنے آپ کو بہت بڑا سمجھتے ہیں ہم مجرم بنا کر اپنے فرستادہ کے بالمقابل کھڑا کر دیا کرتے ہیں اور وہ مامور کے مقابلہ میں اسکو ناکام کرنے کے لئے ہر ممکن منصوبہ بازی سے کام لیتے ہیں مگر ان کی وہ سب منصوبہ بندیاں اور مکر لوٹ کر انہیں پر پڑتے رہتے ہیں اپنے منصوبوں میں ناکامی پر ناکامی دیکھنے کے باوجود وہ سمجھتے نہیں چنانچہ تجربہ یہی بتلا رہا ہے ہر مصلح ربانی کے سامنے ماقبل مصلح کے مخالفین کی ناکامیوں کے تفصیلی حالات موجود ہوتے ہیں اور خود بھی وہ اپنے ہر منصوبہ میں ناکام اور نامراد رہتے ہیں مگر اس سے کوئی سبق حاصل نہیں کرتے حالانکہ اگر وہ غور و تدبر سے کام لیں تو یہی ایک بات صادق مصلح کی صداقت ثابت کرنے کے لئے کافی ہوتی ہے کہ اللہ تعالےٰ کا مامور تنہا ہوتا ہے۔ ظاہری شان و شوکت اس کے پاس کوئی نہیں ہوتی اس کی ابتدائی حالت نہایت بیکسی کی ہوتی ہے، زمانہ اور اس کے فرزند اس کے دشمن ہوتے ہیں، مگر اس کے باوجود وہ اپنے مقاصد میں کامیاب ہوتا چلا جاتا ہے اور اس کے دشمن ناکام و نامراد ہوتے ہیں۔

مصلحین ربانی کی آمد کا مقصد اور انکی شناخت کا معیار

یہ مقدس لوگ اللہ تعالےٰ کی طرف سے اصلاح خلق کے لئے بھیجے جاتے ہیں ان کا مقصد اولیٰ زندہ اور قادر خدا کی ہستی کا ثبوت دینا ہوتا ہے یہی وجہ ہے کہ ایسے وجودوں کی ابتداء ہمیشہ غربت اور بے کسی سے ہوتی ہے کیونکہ اگر وہ ظاہری شان و شوکت کے ساتھ مبعوث ہوں تو پھر اُن کے مخالفین کو یہ کہنے کا موقعہ مل سکتا ہے کہ اس کی کامیابی اللہ تعالےٰ کی ہستی کا ثبوت نہیں بلکہ یہ اپنی طاقت کے بل بوتے پر کامیاب ہوا ہے اس لئے ان لوگوں پر حجت ملزمہ قائم کرنے کے لئے اپنے فرستادوں کو بالکل بے سرو سامانی کی حالت میں کھڑا کرتا ہے تاکہ چشم بصیرت رکھنے والے دیکھیں کہ یہ کمزور انسان مخالفین کی سرتوڑ کوششوں کے باوجود کامیاب ہو رہا ہے تو ضرور ہے کہ اس کے ساتھ کوئی ایسی طاقت و ہستی ہے جو ہر میدان میں اس کی مدد کرتی چلی آ رہی ہے۔ حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ نے اسی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ ؎

قدرت سے اپنی ذات کا دیتا ہے حق ثبوت
اس بے نشاں کی چہرہ نمائی یہی تو ہے

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے ونرید ان نمن علی الذین استضعفوا فی الارض ونجعلھم ائمۃ ونجعلھم الوارثین یعنی جو لوگ زمین میں کمزور سمجھے جاتے ہیں ہم اُن پر یہ احسان کیا کرتے ہیں کہ بالآخر ان کو ہی امام اور وارث بنا دیا کرتے ہیں ونمکن لھم فی الارض انہی کمزور اور ذلیل سمجھا جانے والے لوگوں کو بالآخر متکبر اور سرکش لوگوں کا وارث بنایا جاتا ہے اور اس وراثت میں ان کو اتنا مضبوط اور طاقتور بنا دیا جاتا ہے کہ مخالفت کرنے والے پھر ان کا مقابلہ کرنے کی طاقت نہیں رکھتے پس یہ غرض ہوتی ہے جو ماموران الٰہی کی ابتداء غربت سے کی جاتی ہے اگر ابتداء میں ہی ان کو اقتدار دے دیا جائے یا کسی شاہی گھرانے میں پیدا کر دیا جائے تو پھر اللہ تعالےٰ کی ہستی کا ایسا نمایاں ثبوت نہیں ہوتا جیسا کہ منبع اور بے کسی سے طاقتور بنائے جانے کی صورت میں ہوتا ہے کیونکہ ایک بڑی طاقت کا دوسری بڑی طاقت سے ٹکرا کر اکثر کامیاب ہو جانا اکثر ممکنات سے ہوتا ہے مگر اکیلے اور بے کس اور بے سرو سامان انسان کا بڑی بڑی حکومتوں پر غالب آ جانا اس بات کا یقینی ثبوت ہوتا ہے کہ اس کی مؤید کوئی غالب ہستی ہے جو اس کو ہر روز کامیاب کرتی چلی جاتی ہے۔ اور اس کے دشمنوں کو نامراد رکھتی ہے چونکہ مصلح صادق کو بھیجنے والا اللہ تعالےٰ ہوتا ہے اس لئے وہ ان کو ہر وقت لا تخافوا ولا تحزنوا فرماتا ہے اور ان کے غالب ہونے کی بشارت دیتا ہے اس لئے وہ کمزور ہونے کے باوجود بڑے سے بڑے مخالف سے نہیں ڈرتا بلکہ ببانگ دہل اپنے دشمن کو یہ سنا دیتا ہے کہ ؎

تیرے مکروں سے اے جاہل مرا نقصان نہیں ہرگز
کہ یہ جاں آگ میں پڑ کر سلامت آنے والی ہے
اگر تیرا بھی کچھ دیں ہے بدل دے جو میں کہتا ہوں
کہ عزت مجھ کو اور تجھ پر ملامت آنے والی ہے
خدا رسوا کرے گا تم کو میں اعزاز پاؤں گا
سنو اے منکرو اب یہ کرامت آنے والی ہے
خدا کے پاک بندے دوسروں پر ہوتے ہیں غالب
مری خاطر خدا سے یہ علامت آنے والی ہے

اللہ تعالےٰ کا اٹل قانون یہی ہے کہ کتب اللہ لاغلبن انا و رسلی کہ اللہ تعالےٰ نے یہ لکھ دیا ہے کہ وہ اور اس کے فرستادہ ہی ہمیشہ غالب رہیں گے۔ پھر فرمایا الا ان حزب اللہ ھم الغالبون۔ خبردار ہو کہ اللہ والوں کا گروہ ہمیشہ غالب رہے گا ان آیات کریمہ سے ثابت ہوا کہ صادق مصلح کی شناخت کا یہ ایک معیار ہے کہ وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہوتا ہے اس کے مقابلہ پر آنے والے ہمیشہ ناکام اور نامراد ہوتے ہیں جو مدعی اللہ تعالےٰ کی طرف بلائے اور پھر شدید مخالفت کے باوجود اپنے مقصد میں کامیاب ہو جائے اور اس کے مخالف بہت طاقتور ہونے کے باوجود ناکام و نامراد ہو جائیں وہ داعی الی اللہ یقیناً حق پر ہوتا ہے۔ اس کا ضعیف اور کمزور ہونے کے باوجود غالب آ جانا اس کے منجانب اللہ ہونے کا ناقابل تردید ثبوت ہوتا ہے۔ چنانچہ یہی وجہ ہے کہ حضرت بانیٔ سلسلہ نے بار بار یہ چیلنج کیا ہے کہ ؎

ہے کوئی کاذب جہاں میں لاؤ لوگو کچھ نظیر
جس کی تائیدیں ہوئی ہوں میری طرح بار بار
اس قدر نصرت کہاں ہوتی ہے اک کذاب کی
کیا تمہیں کچھ ڈر نہیں ہے کرتے ہو بڑھ بڑھ کے وار

مسیح موعودؑ کی بعثت کا مقصد

یہ ثابت ہو جانے کے بعد کہ کسی مدعی کا شدید مخالفت کے باوجود کامیاب ہونا اس کی صداقت کی دلیل ہوتا ہے یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ مسیح موعود کی بعثت کا مقصد کیا تھا؟ اس کی آمد کی پیشگوئی کیوں کی گئی تھی، اس کا جواب

یہ ہے کہ مسیح موعود امت محمدیہ کا ایک فرد ہے اس کا اصل کام وہی ہے، جو حدیث مجدد میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمایا ہے چونکہ مسیح موعود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بروز اور مظہر ہونا تھا جیسا کہ سورۃ جمعہ کی آیت وآخرین منھم لما یلحقو بھم سے ظاہر ہے۔ اس لئے اس کا کام بھی اللہ تعالےٰ نے قرآن کریم میں اشارۃ النص کے طور پر کئی جگہ بیان فرمایا جن میں سے ایک آیت یہ بھی ہے کہ ھو الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ ودین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ۔ یہ آیت قرآن کریم میں کئی جگہ تکرار کے ساتھ آتی ہے چونکہ ہدایت اور دین حق کی تکمیل سیدنا حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے وجود باجود کے ساتھ ہو چکی تھی اب حضور پر نور کے بعد ہدایت میں سے کوئی چیز باقی نہیں رہی تھی اور دین کا اکمال اور نعمت کا اتمام ہو چکا تھا صرف اسی ہدایت اور دین الحق کی اشاعت کا کام باقی تھا جس کی تکمیل کے لئے امت میں مجددین کا سلسلہ رکھا گیا اور اس اشاعت ہدایت کی تکمیل مسیح موعود کے لئے مقدر تھی چنانچہ قرآن کریم میں جہاں یہ آیت آئی ہے ہر جگہ علمائے سلف نے یہی لکھا ہے کہ اسلام کا آخری غلبہ حضرت مسیح کی بعثت ثانی یا دوبارہ نزول کے وقت ہو گا حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کا دعوےٰ یہی تھا کہ میں وہی چودھویں صدی کا مجدد اور وہی مسیح موعود ہوں جس کا وعدہ اللہ تعالےٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ فرمایا۔ اس دعوےٰ کو سن کر بغض وغضب میں آنے کی ضرورت نہیں بلکہ مدعی کے دعوےٰ پر ٹھنڈے دل سے غور کرنا چاہیئے کہ جس منصب کا یہ دعوےٰ کرتا ہے کتب سابقہ میں اس کا کیا کام بیان کیا گیا ہے اور اس کی آمد کا جو مقصد بیان کیا گیا ہے مدعی نے اگر اسے پورا کر دیا اور وہ زمانہ کی مخالفت کے باوجود اپنے مقصد میں کامیاب ہو گیا تو اس کی صداقت اور اس کے منجانب اللہ ہونے میں شبہ کرنا انصاف سے بعید اور اس کی مخالفت کرنا بہت بڑا ظلم ہے۔ آپ کے دعوے کرنے سے پہلے اسلام اور مسلمانوں کی یہ حالت تھی کہ اسلام پر دہریوں، پادریوں اور آریوں کی طرف سے اعتراضات کی بوچھاڑ ہو رہی تھی اور سیدنا و مولانا حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی نعوذ باللہ سیاہ سے سیاہ تصویر پیش کی جا رہی تھی اور بقول جناب مولانا حالی مرحوم اسلام اور مسلمانوں کی یہ حالت تھی کہ:

"وہ وقت ہرگز لوح قلم سے نسیاً منسیاً نہیں ہو سکتا جبکہ اسلام مخالفین کی یورشوں میں گھر چکا تھا اور مسلمان جو محافظ حقیقی کی طرف سے عالم اسباب و وسائط میں حفاظت کا واسطہ ہو کر اس کی حفاظت پر مامور تھے اپنے قصوروں کی پاداش میں پڑے سسک رہے تھے اور اسلام کے لئے کچھ نہ کرتے تھے یا نہ کر سکتے تھے ایک طرف حملوں کے امتداد کی یہ حالت تھی کہ ساری مسیحی دنیا اسلام کی شمع عرفان حقیقی کو سرراہ منزل مزاحمت سمجھ کر مٹا دینا چاہتی تھی اور عقل و دولت کی زبردست طاقتیں اس حملہ آور کی پشت گرمی کے لئے ٹوٹی پڑتی تھیں اور دوسری طرف ضعف مدافعت کا یہ عالم تھا کہ توپوں کے مقابلہ پر تیر بھی نہ تھے اور حملہ اور مدافعت دونوں کا قطعی وجود ہی نہ تھا" (وکیل امرتسر)

اور تعلیمیافتہ مسلمان ان اعتراضات سے متاثر ہو کر اندر ہی اندر اسلام سے برگشتہ ہو رہے تھے اس وقت اس پہلوان رب جلیل نے آکر اسلام کی طرف سے وہ عظیم الشان مدافعت شروع فرمائی جس سے

رہا ڈر نہ بیڑے کو موج بلا کا
ادھر سے ادھر ہو گیا رخ ہوا کا

اس نے دشمنان اسلام کی طرف سے اٹھائے ہوئے اعتراضات کے بادلوں کو اڑا کر اسلام کے خوبصورت چہرہ کو ہر ایک داغ سے صاف کر کے دنیا کے سامنے نمایاں کر دیا۔ اس نے اسلام کے مخالف سب مذاہب کے پیرووں کو روحانی مقابلہ کے لئے للکارا کہ تمہارے مذہب میں اگر صداقت اور زندگی باقی ہے تو میرے مقابل پر آؤ اور اپنے مذہب کی سچائی اور زندگی کو ثابت کرو۔ میں نے اسلام کو خود تجربہ کر کے دیکھا اور اس کی صداقت کو مشاہدہ اور تجربہ سے پرکھ کر ایک زندہ مذہب پایا یہاں تک کہ اس کی اتباع سے زندہ خدا مجھے مل گیا آج وہ مجھ سے ہمکلام ہوتا اور میری دعاؤں کو سنتا اور میرے ہاتھ پر آسمانی نشانات ظاہر کرتا ہے تم میں سے اگر کوئی اپنے مذہب کی پیروی کر کے اس مقام کو حاصل کر چکا ہے تو وہ میرے مقابل پر آئے تا دعا اور مباہلہ سے ہم ایک دوسرے کی صداقت کو آشکارا کریں اور اللہ تعالےٰ سے یہ فیصلہ چاہیں کہ ہم میں سے جو جھوٹ بولتا اور تعلق باللہ کا جھوٹا دعویٰ کرتا ہے اسے سچے کی زندگی میں خدا ذلیل وخوار کر کے ہلاک کرے تا سچے مذہب پر وہ ایک نشان ہو اس چیلنج کو سن کر سب دشمنان اسلام پر لرزہ طاری ہو گیا اور کسی کو مقابل پر آنے کی جرأت نہ ہوئی اگر کوئی قسمت کا مارا اکا دکا یہ حوصلہ کر بیٹھا تو وہ اپنی ہلاکت سے اسلام کی صداقت کا نشان بن گیا۔ اس خدا کے فرستادہ نے یہ ثابت کر دکھایا کہ اسلام ایک زندہ مذہب ہے اور دیگر مذاہب میں سے کسی مذہب کا پیرو اپنے مذہب کی پیروی کر کے تعلق باللہ کے مقام کو حاصل نہیں کر سکتا کیونکہ وہ سب مردہ ہیں اگر اس بندۂ خدا کا ظہور نہ ہوتا تو اسلام کے موجودالوقت نمایندہ بھی اسلام کی زندگی پر مشاہدہ اور تجربہ کے طور پر اس قسم کا زندہ ثبوت دینے سے قاصر تھے دیگر مذاہب کے پیرووں کی طرح .... نہ کسی عالم کو یہ دعو[یٰ] تھا اور نہ کسی پیر طریقت کو سب لے دے کے ہاتھ میں تسبیح مشغلے کے سوا کچھ نہ تھا۔ سچ تو یہ ہے کہ اس مادہ پرستی کے عروج کے زمانہ میں بڑے سے بڑے عالم کہلانے والے بھی مادی فلسفہ کے چکر سے باہر نہ نکل سکے ایسے زمانہ میں اس مرد اللہ کا روحانیت کا چیلنج اور تعلق باللہ کا دعوےٰ صداقت اور غلبۂ اسلام کا ایسا عظیم الشان کام ہے کہ جس کو دیکھ کر ہر انصاف پسند اور خدا ترس مسلمان کا دل اس مرد مجاہد کی عظمت اور صداقت کے سامنے جھک جائے گا۔

حضرت مسیح موعودؑ اپنے مقصد میں کامیاب ہوئے

غرضیکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ان اغراض و مقاصد کو کما حقہ پورا کیا جو ایک مجدد کامل اور مثیل مسیح کے بیان کئے گئے تھے آپ نے حجج قاطعہ و براہین بینہ کے علاوہ مشاہدہ اور تجربہ کی رو سے بھی اسلام کو زندہ مذہب ثابت کر کے اور دیگر مذاہب پر حجت قائم کر کے ہر طرح اسلام کو غالب کر دکھایا۔ یہ دعوےٰ ہی نہیں بلکہ حقیقت ہے جس کے ثبوت کے لئے اس زمانہ کے مسلم اور غیر مسلم اکابرین کی چند آراء بطور مشتے نمونہ از خروارے ہدیہ ناظرین ہیں۔

ایک عارف باللہ صوفی کی رائے

حضرت حاجی احمد جان صاحب لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ اس زمانہ کے مردان باصفا میں سے ایسے بزرگ تھے جن کے عقیدتمند ملک کے ہر حصے میں پائے جاتے تھے جب حضرت اقدس علیہ السلام نے براہین احمدیہ شائع فرمائی تو انہوں نے لکھا کہ:

"عالیجناب فیض رسان عالم معدن جود و کرم حجۃ الاسلام برگزیدۂ خاص و عام حضرت میرزا غلام احمد صاحب دام برکاتہم رئیس اعظم قادیاں ضلع گورداسپور پنجاب نے ایک کتاب براہین احمدیہ سلیس اردو زبان میں جس کی ضخامت تین سو جزو کے ہے چار دفتر جو کہ ۲۵ جز ہیں نہایت خوشخط چھپ بھی گئے ہیں اور باقی وقتاً فوقتاً چھپتے جائیں گے اور خریداروں کے پاس پہنچتے رہیں گے یہ کتاب دین اسلام اور نبوت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن شریف کی حقانیت کو تین سو مضبوط دلائل عقلی ونقلی سے ثابت کرتی ہے اور عیسائی۔ آریہ۔ نیچریہ۔ ہنود اور برہمو سماج وغیرہ جمیع مذاہب مخالفت اسلام

کو از روئے تحقیق رد کرتی ہے۔ حضرت مصنف نے دس ہزار روپیہ کا اشتہار دیا ہے کہ اگر کوئی مخالف یا مکذب اسلام تمام دلائل یا نصف یا خمس تک بھی رد کر دے تو مصنف صاحب اپنی جائداد دس ہزار روپیہ کی اس کے نام منتقل کر دیں گے ......

اس چودھویں صدی کے زمانہ میں کہ ہر ایک مذہب و ملت میں ایک طوفان بے تمیزی برپا ہے بقول شخصے کافر بنتے ہیں مسلمان نئے نئے ایک ایسی کتاب اور ایک ایسے مجدد کی بیشک ضرورت تھی جیسی کہ کتاب براہین احمدیہ اور اس کے مصنف جناب مخدومنا مولانا مرزا غلام احمد صاحب دام فیوضہٗ ہیں جو ہر طرح سے دعوئے اسلام کو مخالفین پر ثابت فرمانے کے لئے موجود ہیں ....

سن شریف حضرت کا چالیس یا پینتالیس سال کا ہوگا اصل وطن اجداد کا قدیم ملک فارس معلوم ہوتا ہے۔ نہایت خلیق صاحب مروت و حیا۔ جوان رعنا چہرہ سے محبت الٰہی ٹپکتی ہے۔ اے ناظرین میں سچی نیت اور کمال جوش صداقت سے التماس کرتا ہوں کہ بے شک و شبہ جناب میرزا صاحب موصوف مجدد وقت اور طالبانِ صداقت کے لئے آفتاب اور گمراہوں کے لئے خضر اور منکرین اسلام کے واسطے سیف قاطع اور حاسدوں کے واسطے حجت بالغہ ہیں۔ یقین جانو کہ پھر ایسا وقت ہاتھ نہ آئے گا آگاہ ہو کہ امتحان کا وقت آ گیا ہے اور حجت الٰہی قائم ہو چکی ہے اور آفتاب عالمتاب کی طرح بدلائل قطعیہ ایک ایسا ہادی کامل بھیج دیا گیا ہے کہ سچوں کو نور بخشے اور ظلمات و ضلالت سے نکالے، اور جھوٹوں پر حجت قائم کرے۔"

(تاثرات قادیان۔ مرتبہ جناب ملک فضل حسین صاحب)

ایک بلند پایہ اخبار کی رائے

اس زمانہ میں اخبار "وکیل امرتسر" اسلامی اخباروں میں سب سے زیادہ بلند پایہ اخبار تھا اس نے ۳۰ مئی ۱۹۰۸ء کی اشاعت میں یہ اقبال کیا کہ:-

"غیر مذاہب کی تردید اور اسلام کی حمایت میں جو نادر کتابیں انہوں نے تصنیف کی تھیں ان کے مطالعہ سے جو وجد پیدا ہوا وہ اب تک نہیں اترا ہے ان کی کتاب براہین احمدیہ نے غیر مسلموں کو مرعوب کر دیا اور اسلامیوں کے دل بڑھا دیئے اور مذہب کی پیاری تصویر کو ان آلائشوں اور گرد و غبار سے صاف کر کے دنیا کے سامنے پیش کیا جو جاہل کی توہم پرستیوں اور قدرتی کمزوریوں نے چڑھا دیئے تھے غرضیکہ اس تصنیف نے کم از کم ہندوستان کی حد میں ایک گونج پیدا کر دی جس کی صدائے بازگشت اب تک ہمارے کانوں میں ...... آ رہی تھی"

دکن کے ایک اخبار کی رائے

"منشور محمدی" بنگلور سے ایک اخبار زیر ادارت مولانا محمد شریف صاحب شائع ہوتا تھا اس اخبار کی ۲۵ رجب سنہ ۱۳۰۰ھ کی اشاعت میں براہین احمدیہ کی اشاعت پر جاء الحق و زھق الباطل ان الباطل کان زھوقا کے عنوان سے لکھا کہ

"مدت سے ہماری آرزو تھی کہ علمائے اسلام میں سے کوئی حضرت جن کو خدا نے دین کی تائید اور حمایت کی توفیق دی ہے کوئی کتاب ایسی تصنیف یا تالیف کریں جو زمانہ موجودہ کی حالت کے موافق ہو جس میں دلائل عقلیہ اور براہین نقلیہ قرآن کریم کے کلام اللہ ہونے پر اور آنحضرت صلی اللہ علیہ (وسلم) کے ثبوت نبوت پر قائم ہوں خدا کا شکر ہے کہ یہ آرزو بھی بر آئی"

پھر ۵ جمادی الآخر سنہ ۱۳۰۱ھ کے پرچہ میں لکھا کہ:-

"اس کتاب کی زیادہ تعریف کرنی حد امکان سے باہر ہے اور حقیقت یہ ہے کہ جس تحقیق اور تدقیق سے اس کتاب میں مخالفین اسلام پر حجت اسلام قائم کی گئی ہے وہ کسی تعریف و توصیف کی محتاج نہیں ہے

حاجت مشاطہ نیست روئے دلآرام را

مگر اتنا تو کہنے سے ہم بھی نہیں رک سکتے کہ بلاشبہ کتاب لاجواب ہے اور جس زور و شور سے دلائل حقہ بیان کئے گئے ہیں اور مصنف مدظلہ نے اپنے مکشوفات اور الہامات کو بھی مخالفین اسلام پر ظاہر کر دیا ہے اس میں اگر کسی کو شک ہو تو مرکا شفات الٰہی اور انوار نامتناہی جو عطیہ الٰہی ہیں ان سب کو فیض صحبت مصنف سے مستفیض ہو کر پاوے اور عین الیقین حاصل کرے اثبات اسلام و حقیقت نبوت قرآن میں یہ لاجواب کتاب اپنا نظیر نہیں رکھتی .... یہ وہ عالی مضامین اور قاطع دلائل ہیں جن کے جواب کے لئے مخالفین کو دس ہزار کی تحریص دلائی گئی ہے اور اشتہار دیئے ہوئے عرصہ ہو چکا مگر کسی کو قلم اٹھانے کی اب تک طاقت نہیں ہوئی"

ایک سب سے بڑے مخالف کی رائے

مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی اول المکفرین تھے مگر اللہ تعالیٰ نے خاص تصرف کے ماتحت ان سے بھی براہین احمدیہ پر ایک ریویو لکھوا دیا جس کو انہوں نے اپنے رسالہ اشاعت السنہ جلد ۷ نمبر ۶ میں شائع کیا اور لکھا کہ:-

"ہماری رائے میں اس زمانہ میں یہ کتاب بہ وجوہ حالات کی نظر سے ایسی کتاب ہے جس کی نظیر آج تک اسلام میں تالیف نہیں ہوئی اور آئندہ کی خبر نہیں لعل اللّٰہ یحدث بعد ذالک امرا۔ اور اس کا مؤلف بھی اسلام کی مالی و جانی و قلمی و لسانی، حالی و قالی نصرت میں ایسا ثابت قدم نکلا ہے جس کی نظیر پہلے مسلمانوں میں بہت ہی کم پائی گئی ہے ہمارے ان الفاظ کو کوئی ایشیائی مبالغہ سمجھے تو ہم کو کم سے کم ایک ایسی کتاب بتا دے جس میں جملہ فرقہائے مخالفین اسلام خصوصاً آریہ اور برہمو سماج سے اس زور و شور سے مقابلہ پایا جاتا ہو اور دو چار ایسے انصار اسلام کی نشاندہی کرے جنہوں نے اسلام کی نصرت مالی و جانی و قلمی و لسانی کے علاوہ حالی نصرت کا بھی بیڑہ اٹھا لیا ہو اور مخالفین اسلام و منکرین الہام کے مقابلہ میں تحدی کے ساتھ یہ دعوے کیا ہو کہ جس کو وجود الہام میں شک ہو وہ ہمارے پاس آ کر تجربہ و مشاہدہ کر لے اور اس تجربہ و مشاہدہ کا اقوام غیر کو مزہ بھی چکھا دیا ہو"

مذاہب عالم کے دنگل میں اسلام کا غلبہ

یوں تو حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کی زندگی کا ایک ایک لمحہ اسلام کی مدافعت اور مخالفت پر جارحانہ حملوں میں صرف ہوتا تھا اور آپ ہر وقت اپنے نصب العین کو پورا کرنے میں لگے رہتے تھے مگر آپ کی زندگی میں ایک موقعہ ایسا آیا جس میں سب مذاہب کے وکلاء نے جمع ہو کر اپنے اپنے مذہب کے کمالات اپنی اپنی الہامی کتب سے پیش کرنے تھے یہ دنگل "جلسہ مذاہب عالم" کے نام سے ۲۶-۲۷-۲۸ دسمبر ۱۸۹۶ء کو اسلامیہ ہائی سکول لاہور میں منعقد ہوا۔ منتظمین جلسہ نے تقریروں کے لئے مندرجہ

ذیل پانچ سوالات تجویز کئے :-

(۱) انسان کی جسمانی - اخلاقی اور روحانی حالتیں -
(۲) انسان کی دنیوی زندگی کے بعد کی حالت
(۳) دنیا میں انسان کی غرض کیا ہے - اور وہ غرض کس طرح پوری ہو سکتی ہے -
(۴) کرم یعنی اعمال کا اثر دنیا اور عاقبت میں کیا ہوتا ہے
(۵) علم یعنی گیان و معرفت کے ذرائع کیا ہیں -

اس جلسہ کے مجوز سوامی شوگن چندر جب حضرت اقدسؑ کی خدمت میں پہنچے تو آپ نے بڑی خوشی کے ساتھ مضمون تحریر کرنے پر آمادگی کا اظہار فرمایا مسلمانوں میں آپ کے علاوہ مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری اور مولوی ابو یوسف محمد مبارک علی صاحب سیالکوٹی بھی مدعو تھے - اور دیگر مذاہب میں عیسائی، یہودی سناتن دھرم - آریہ سماج سکھ برہمو سماج - دیو سماج - تھیاسوفیکل سوسائٹی فری تھنکر وغیرہ مدعو تھے - آپ نے جلسہ سے پانچ چھ روز قبل ایک اشتہار شائع کیا جس میں اپنے مضمون کے متعلق فرمایا کہ :-

"مجھے خدائے علیم نے الہام سے مطلع فرمایا ہے کہ یہ وہ مضمون ہے جو سب پر غالب رہے گا اور اس میں سچائی اور حکمت اور معرفت کا وہ نور ہے جو دوسری قومیں بشرطیکہ حاضر ہوں اور اس کو اول سے آخر تک سنیں شرمندہ ہو جائیں گی اور ہرگز قادر نہیں ہوں گی کہ اپنی کتابوں کے یہ کمال دکھا سکیں خواہ وہ عیسائی ہوں خواہ آریہ خواہ سناتن دھرم والے یا کوئی اور کیونکہ خدا تعالےٰ نے ارادہ فرمایا ہے کہ اس روز اس پاک کتاب کا جلوہ ظاہر ہو"

جیسا کہ قبل از وقت پیشگوئی کی گئی تھی تقریر کے ختم ہونے کے بعد ہندو صدر جلسہ کی زبان سے بے اختیار نکلا کہ "یہ مضمون تمام مضمونوں سے بالا رہا" اس جلسہ کی تفصیلی روئداد اس مختصر مضمون میں پیش نہیں کی جا سکتی اس مضمون کی قدر و قیمت کا صحیح اندازہ تو اس رپورٹ کے پڑھنے سے ہی ہو سکتا ہے جو جلسہ کے منتظمین کی طرف سے شائع ہوئی ہے جس میں جملہ مذاہب کے نمائندگان کی تقریریں درج کی گئی ہیں - حضرت اقدس کے مضمون کے متعلق اغیار کی چند آراء درج کی جاتی ہیں جن سے یہ اندازہ ہو سکتا ہے کہ آپ نے قبل از وقت جو پیشگوئی فرمائی تھی وہ کمال صفائی سے پوری ہوئی اور یہ بھی ثابت ہو جائے گا کہ اس جلسہ میں آپ نے اسلام کو تمام دیگر مذاہب پر غالب کر کے دکھا دیا جو آپ کے دعویٰ کی صداقت کا ناقابل تردید ثبوت ہے :-

ہندو منتظمین جلسہ کی رائے

"پنڈت گوردھن داس کی تقریر کے بعد نصف گھنٹہ کا وقفہ تھا لیکن چونکہ بعد از وقفہ ایک نامی وکیل کی طرف سے تقریر کا پیش ہونا تھا اس لئے اکثر شائقین نے اپنی اپنی جگہ کو نہ چھوڑا ڈیڑھ بجنے میں ابھی بہت سا وقت رہتا تھا کہ اسلامیہ کالج کا وسیع مکان جلد جلد بھرنے لگا اور چند ہی منٹوں میں تمام مکان پُر ہو گیا اس وقت کوئی سات ہزار کے قریب مجمع تھا مختلف مذاہب و ملل اور مختلف سوسائٹیوں کے معتدبہ اور ذی علم آدمی موجود تھے - اگرچہ کرسیاں اور میزیں اور فرش نہایت وسعت کے ساتھ مہیا کیا گیا لیکن صدہا آدمیوں کو کھڑا ہونے کے سوا اور کچھ نہ بن پڑا اور ان کھڑے ہونے والے شائقینوں میں بڑے بڑے رؤسا، عمائد پنجاب علماء اور فضلاء، بیرسٹر، وکیل، پروفیسر - ایکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر، ڈاکٹر غرضیکہ اعلیٰ طبقہ کی مختلف برانچوں کے ہر قسم کے آدمی موجود تھے - انہیں نہایت صبر و تحمل کے ساتھ برابر چار پانچ گھنٹے اس وقت گویا ایک ٹانگ پر کھڑا رہنا پڑا - اس مضمون کے لئے . . . . اگرچہ کمیٹی کی طرف سے صرف دو ہی گھنٹے مقرر تھے لیکن حاضرین جلسہ کو اس سے کچھ ایسی دلچسپی پیدا ہو گئی کہ ماڈریٹر صاحبان نے نہایت جوش اور خوشی کے ساتھ اجازت دی کہ جب تک یہ مضمون ختم نہ ہو تب تک کارروائی جلسہ کو ختم نہ کیا جائے - ان کا ایسا فرمانا عین اہلِ جلسہ و حاضرین جلسہ کی منشاء کے مطابق تھا کیونکہ جب وقت کے گذرنے پر مولوی ابو یوسف مبارک علی صاحب نے اپنا وقت بھی اس مضمون کے ختم ہونے کے لئے دیدیا تو حاضرین اور ماڈریٹر صاحبان نے ایک نعرہ خوشی سے مولوی صاحب کا شکریہ ادا کیا یہ مضمون شروع سے آخر تک یکساں دلچسپی و مقبولیت اپنے ساتھ رکھتا تھا"

(رپورٹ جلسہ اعظم مذاہب ص ۷۹، ۸۰)

انگریزی اخبار سول اینڈ ملٹری گزٹ کی رائے

"جلسہ اعظم مذاہب لاہور جو ۲۶-۲۷-۲۸، دسمبر ۱۸۹۶ء کو اسلامیہ کالج لاہور کے ہال میں منعقد ہوا اس میں مختلف مذاہب کے نمائندوں نے مندرجہ ذیل پانچ سوالوں کا جواب دیا (آگے پانچ سوال لکھے ہیں) لیکن سب مضمونوں سے زیادہ توجہ اور زیادہ دلچسپی سے مرزا غلام احمد قادیانی کا مضمون سُنا گیا جو اسلام کے بڑے بھاری مؤید اور عالم ہیں اس لیکچر کو سننے کے لئے ہر مذہب و ملت کے لوگ کثرت کے ساتھ جمع تھے چونکہ مرزا صاحب خود جلسہ میں شامل نہیں ہو سکے اس لئے مضمون ان کے ایک قابل اور فصیح شاگرد مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹی نے پڑھا ۲۷ تاریخ والا مضمون قریباً ساڑھے تین گھنٹہ پڑھا گیا اور گویا ابھی پہلا سوال ہی ختم نہ ہوا تھا لوگوں نے اس مضمون کو ایک وجد اور محویت کے عالم میں سُنا اور پھر کمیٹی نے اس کے لئے جلسہ کی تاریخ میں ۲۹ دسمبر کی زیادتی کر دی"۔

ایک مسلم اخبار کی رائے

اس تقریر کے متعلق اخبار چودھویں صدی راولپنڈی نے مندرجہ ذیل تبصرہ کیا :-

"ان لیکچروں میں سب سے عمدہ لیکچر جو جلسہ کی روح رواں تھا مرزا غلام احمد قادیانی کا لیکچر تھا جس کو مشہور فصیح البیان مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹی نے نہایت خوش اسلوبی سے پڑھا - یہ لیکچر دو دن میں تمام ہوا ۲۷ دسمبر قریباً چار گھنٹے اور ۲۹ دسمبر کو دو گھنٹے تک ہوتا رہا کل چھ گھنٹے میں یہ لیکچر تمام ہوا - حجم میں ۱۰۰ صفحہ کلاں تک ہو گا، غرضیکہ مولوی . . . . . عبدالکریم صاحب نے یہ لیکچر شروع کیا اور کیسا شروع کیا کہ تمام سامعین لٹو ہو گئے - فقرہ فقرہ پر صدائے آفرین و تحسین بلند تھی اور بسا اوقات ایک فقرہ کو دوبارہ پڑھنے کے لئے حاضرین کی طرف سے فرمائش کی جاتی تھی، عمر بھر میں ہمارے کانوں نے ایسا خوش آئند لیکچر نہیں سُنا دیگر مذاہب میں سے جتنے لوگوں نے لیکچر دیئے سچ تو یہ ہے کہ وہ جلسے کے مستفسرہ سوالوں کے جواب بھی نہیں تھے عموماً سپیکر صرف چوتھے سوال پر ہی رہے اور باقی سوالوں کو انہوں نے بہت ہی کم پیش کیا اور زیادہ تر اصحاب تو ایسے بھی تھے جو بولتے تو بہت تھے مگر اس میں جاندار بات کوئی نہیں تھی بجز مرزا صاحب کے لیکچر کے جو ان سوالات کا علیحدہ علیحدہ . . . . . اور مفصل و مکمل جواب تھا اور جس کو حاضرین جلسہ نے نہایت ہی توجہ اور دلچسپی سے سُنا

اور بڑا ہی بیش قیمت اور عالی قدر خیال سال کیا۔ ہم مرزا صاحب کے مرید نہیں اور نہ اُن سے ہم کو کوئی تعلق ہے لیکن انصاف کا خون ہم کبھی نہیں کر سکتے اور نہ کوئی سلیم الفطرت اور صحیح کانشنس اسکو روا رکھ سکتا ہے۔ مرزا صاحب نے کل سوالوں کے جواب (جیسا کہ مناسب تھا) قرآن شریف سے دیئے اور تمام بڑے بڑے اصول اور فروعات اسلام کو دلائل عقلیہ سے اور براہین فلسفہ کے ساتھ مبرہن و مزین کیا۔ پہلے عقلی دلائل سے الہیات کے مسئلہ کو ثابت کیا اور اس کے بعد کلام الٰہی کو بطور حوالہ پڑھنا ایک عجیب شان دکھاتا تھا۔ مرزا صاحب نے نہ صرف مسائل قرآن کی فلاسفی بیان کی بلکہ الفاظ قرآن کی فلالوجی اور فلاسفی بھی ساتھ ساتھ بیان کر دی۔ غرضکہ مرزا صاحب کا لیکچر بحیثیت مجموعی ایک مکمل اور حاوی لیکچر تھا جس میں بیشمار معارف و حقائق و حکم و اسرار کے موتی چمک رہے تھے۔ اور فلسفہ الٰہیہ کو ایسے ڈھنگ سے بیان کیا گیا تھا کہ تمام اہل مذاہب ششدر ہو گئے تھے۔ کسی شخص کے لیکچر کے وقت اتنے آدمی جمع نہیں تھے جتنے کہ مرزا صاحب کے لیکچر کے وقت، تمام ہال اُوپر نیچے سے بھر رہا تھا اور سامعین ہمہ تن گوش ہو رہے تھے۔ مرزا صاحب کے لیکچر کے وقت اور دیگر سپیکروں کے لیکچروں کے امتیاز کے لئے اس قدر کہنا کافی ہے کہ مرزا صاحب کے لیکچر کے وقت خلقت اس طرح آ آکر گری جیسے شہد پر مکھیاں مگر دوسرے لیکچروں کے وقت بوجہ بے لطفی بہت سے لوگ اُٹھ اُٹھ کر چلے جاتے تھے مولوی محمد حسین صاحب کا لیکچر بہت معمولی تھا وہی مُلّائی خیالات ... تھے جن کو ہم لوگ ہر روز سنتے ہیں اس میں کوئی عجیب و غریب بات نہ تھی اور مولوی صاحب موصوف کے دوسرے لیکچر کے وقت کئی اشخاص اُٹھ کر چلے گئے مولوی صاحب ممدوح کو اپنا لیکچر پورا کرنے کے لئے چند منٹ زائد کی اجازت بھی نہیں دی گئی"

(اخبار چودھویں صدی راولپنڈی یکم فروری ۱۸۹۷ء)

الفضل ما شهدت به الاعداء کے موجب اغیار کی مندرجہ بالا شہادتیں اس بات کا ثبوت ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام اور لشکر اسلام کے سپہ سالار مجدد صد چہاردہم نے اپنی بعثت کے مقصد کو احسن طور سے پورا کر کے اسلام کو تمام ادیان باطلہ پر عملی شکل میں غالب کر دیا نیز اس امر کا ثبوت ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے مسیح موعود کے منصب پر مامور ہو کر آیا تھا اسی لئے اللہ تعالیٰ نے اسکو ہر میدان میں کامیاب کیا اس نے دیگر مذاہب کی دھجیاں اڑا کر انکو ہمیشہ کے لئے سرنگوں کر دیا اس شہسوار اسلام نے اسلام کو تمام مذاہب پر ایسے رنگ میں غالب کر دکھایا جس کا اعتراف آپ کے مخالفین نے بھی جس طرح کیا وہ مندرجہ بالا اقتباسات سے عیاں ہے اس زمانہ کے مدبر اور مفکر اعتراف کرنے پر مجبور ہو گئے کہ

"انہوں نے مدافعت کا پہلو بدل کے
مغلوب کو غالب بنا کے دکھا دیا"

یہی مسیح موعودؑ کی بعثت کی علت غائی تھی کہ اس وقت اسلام جو دشمن کے نرغہ میں گھرا ہوا تھا اس کو غالب کر دے۔ اس نے یہ کیا یا نہیں؟ اس کا اندازہ مولانا آزاد مرحوم کی مندرجہ بالا شہادت سے ہو سکتا ہے جنہوں نے اس کے علاوہ مزید لکھا کہ:-

"ہندوستان آج مذاہب کا عجائب خانہ ہے اور جس کثرت سے چھوٹے بڑے مذاہب یہاں موجود ہیں اور باہمی کشمکش سے اپنی موجودگی کا اعلان کرتے رہتے ہیں ان کی نظیر غالباً دنیا میں کسی جگہ سے نہیں مل سکتی۔ مرزا صاحب کا دعوےٰ تھا کہ میں ان سب کے لئے حکم و عدل ہوں۔ اس میں کلام نہیں کہ ان مختلف مذاہب کے مقابل پر اسلام کو نمایاں کر دینے کی ان کی مخصوص قابلیت تھی ...... آیندہ امید نہیں کہ ہندوستان کی مذہبی دنیا میں اس شان کا شخص پیدا ہو" (اخبار وکیل امرتسر)

اگر ہمارے مخالفین کے لئے ہماری بات قابل قبول نہیں تو وہ اپنے عمائدین کی آراء پر غور کریں اور بتلائیں کہ اس شہسوار اسلام نے اسلام کو دیگر ادیان پر غالب کیا یا نہیں؟ اگر غالب کیا تو پھر اس کی فوج میں شمولیت کر کے خود بھی اس سعادت سے حصہ لیجئے کیونکہ ؎

اب اسی گلشن میں لوگو راحت و آرام ہے
وقت ہے جلد آؤ اے آوارگانِ دشت خوار
اک زماں کے بعد اب آئی ہے یہ ٹھنڈی ہوا

مصلح موعود نمبر پر سرسری نظر (از صفحہ ۸)

(ص۳) "خاصکر ایسے لوگوں کے لئے یہ ایک زہر قاتل ہے جو خود مدعی الہام ہیں اور اپنے تئیں منجانب اللہ اور ملہم خیال کرتے ہیں اور دراصل خدا تعالٰے سے ان کا کوئی تعلق نہیں اور وہ اس دھوکے سے جو کوئی خواب ان کی سچی ہو جاتی ہے اپنے تئیں کچھ چیز سمجھتے ہیں اور اس طرح پر وہ سچائی کے طلب کرنے سے محروم

رہ جاتے ہیں بلکہ سچائی کو تحقیر اور توہین کی نظر سے دیکھتے ہیں" (ص۲)

ص۵ "افسوس کا مقام ہے کہ اکثر لوگ ہر ایک بات کو جو غنودگی کی حالت میں ان کی زبان پر جاری ہوتی ہے خدا کا کلام قرار دیتے ہیں اور اس طرح پر آیت کریمہ لا تقف ما لیس لک بہ علم کے نیچے اپنے تئیں داخل کر دیتے ہیں (تتمہ ص۹۸)

ان اقتباسات کو پڑھنے کے بعد خواب اور الہام کی حقیقت بالکل منکشف ہو جاتی ہے جس پر اس دعوے کی بنیاد رکھی گئی ہے اور جب دعوے کے بعد نتائج پر غور کیا جاتا ہے تو پھر اس میں کوئی شبہ باقی نہیں رہتا کہ موجودہ مدعی کی خواب اس سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتی جس کا تذکرہ حضرت اقدس علیہ السلام کی مندرجہ صدر تحریرات میں کیا گیا ہے۔ کیا کوئی سعید ہے جو اس سے عبرت حاصل کرے؟

(باقی ـــــ باقی)

خط و کتابت ۔۔۔ (بسلسلہ صفحہ ۲)

...کے لوگ اسلام کی تعلیمات سے فیض یاب ہو رہے ہیں ... قرآن شریف مع عربی متن اور تفسیر بھجوا سکیں گے ... اپنے وطن کے علماء سے دوران بحث اس کے ... سے حجت پوری کروں ۔ ہمارے لوکل علماء نہ

انگلش جانتے ہیں نہ مغربی تعلیم سے واقف ہیں ۔ انہوں نے صرف لوکل مدرسوں میں عربی پڑھی ہوئی ہے ۔ امید ہے آپ مجھے مطلوبہ قرآن بھیجکر مجھ پر بہت مہربانی فرمائیں گے ۔ اللہ تعالیٰ آپ لوگوں کو کامیابی بخشے۔

(انہیں خط ، قرآن شریف اور لٹریچر بھیجے گئے ۔
(غلام قادر ۔ ڈار)

آنور رکھتے ہیں مسلمانوں کا دیں
دل سے ہیں خدام ختم المرسلیں

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا خصوصی ترجمان

تم ہمیں دیتے ہو کافر کا خطاب
کیوں نہیں لوگو تمہیں خوفِ عقاب

ہفت روزہ پیغامِ صلح لاہور

ہر بدھ کو شائع ہوتا ہے
تار کا پتہ:۔ تبلیغ لاہور
فون نمبر:۔ ۳۷۳۷
مدیر:۔ دوست محمد
مدیر معاون:۔ بشیر احمد سونہ

زرِ مبادلہ
پاکستان سے چھ روپے
ہندوستان سے چھ روپے
بیرونی ممالک سے
ایک پونڈ

فی پرچہ ۱۳ پیسے

جلد ۴۹ | یوم چہار شنبہ مؤرخہ ۲۹ ذی الحجہ ۱۳۸۰ھ مطابق ۱۴ جون ۱۹۶۱ء | نمبر ۲۴

قرآن کریم کی تاثیر

۳ جون ۱۹۰۱ء۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف کی تعریف میں یوں فرمایا ہے۔ لو انزلنا ھذا القران علیٰ جبل لرایتہ خاشعاً متصدعاً من خشیۃ اللہ۔ اس آیت کی تفسیر میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ:۔

ایک تو اس کے یہ معنے ہیں کہ قرآن شریف کی ایسی تاثیر ہے۔ کہ اگر پہاڑ پر وہ اترتا تو پہاڑ خوفِ خدا سے ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتا اور زمین کے ساتھ مل جاتا۔ جب جمادات پر اس کی ایسی تاثیر ہے تو بڑے ہی بیوقوف وہ لوگ ہیں جو اس کی تاثیر سے فائدہ نہیں اُٹھاتے اور دوسرے اس کے معنے یہ ہیں کہ کوئی شخص محبت الٰہی اور رضائے الٰہی کو حاصل نہیں کر سکتا جب تک دو صفتیں اُس میں پیدا نہ ہو جائیں۔ اوّل تکبر کو توڑنا جس طرح کہ کھڑا ہوا پہاڑ جس نے سر اونچا کیا ہوا ہوتا ہے گر کر زمین سے ہموار ہو جاتے۔ اسی طرح انسان کو چاہیئے کہ تمام تکبر اور بڑائی کے خیالات کو دُور کرے۔ عاجزی اور خاکساری کو اختیار کرے۔ اور دوسرا یہ ہے کہ پہلے تمام تعلقات اس کے ٹوٹ جائیں جیسا کہ پہاڑ گر کر متصدعاً ہو جاتا ہے۔ اینٹ سے اینٹ جُدا ہو جاتی ہے۔ ایسا ہی اُس کے پہلے تعلقات جو موجب گندگی اور الٰہی ناراضمندی کے تھے وہ سب تعلقات ٹوٹ جائیں۔ اور اب اس کی ملاقاتیں اور دوستیاں اور محبتیں اور عداوتیں صرف اللہ تعالیٰ کے لئے رہ جائیں۔

ملفوظات احمدیہ جلد اوّل صفحہ ۲۲۲-۲۲۳

بحرِ حکمت کے موتی

انسؓ رایت ذات الیلۃ فیما یری النائم کان فی دار عقبۃ بن رافع فاتینا برطب ابن طاب فاولت الرفعۃ لنا فی الدنیا والعاقبۃ فی الاخرۃ وان دیننا قد طاب۔

(مسلم بحوالہ مشارق الانوار ۱۰۰۱)

ترجمہ:۔ حضرت انس رضؓ سے روایت ہے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے ایک رات کو دیکھا جس حالت میں سوتا آدمی دیکھتا ہے جیسے کہ ہم عقبہ بن رافع کے گھر میں ہیں پس ہمارے سامنے تر و تازہ چھوہارے لائے گئے اس قسم کے جس قسم کا ابن طاب نام ہے تو میں نے اس کی تعبیر کی کہ رفعت یعنی ہم کو بلندی ہے دنیا میں اور نیک انجام ہے آخرت میں اور البتہ ہمارا دین بہتر اور عمدہ ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ تعبیر لفظوں سے نکالی اور رفعت رافع سے اور عاقبت عقبہ سے اور بہتری طاب سے معلوم ہوا کہ تعبیر کا یہ بھی ایک طریقہ ہے کہ صرف لفظوں سے بطور فال کے مطلب سمجھے۔

ابو موسیٰ رضؓ سے روایت کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مثال اس شخص کی جو اللہ کا ذکر کرتا ہے، اور اس شخص کی جو اللہ کا ذکر نہیں کرتا۔ زندہ اور مردہ شخص کی مثال ہے

(بخاری)

تبلیغی خطوط و کتابت

دیکھو خدا نے سارے جہاں کو جھکا دیا
گمنام پا کے شہرۂ عالم بنا دیا (مسیح موعودؑ)

اوفا

ترجمہ خط از معلم ایل۔ اد امام اوفا۔ نائیجیریا۔
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ
مجھے قرآن شریف، تحفہ گرآف اسلام اور براہین احمدیہ مل گئے ہیں آپ کا بہت شکرگذار ہوں اللہ تعالیٰ آپ پر اور آپ کی انجمن پر اپنی برکات نازل فرمائے۔
میں قرآن شریف کی رسید کی بہت پہلے اطلاع دیتا مگر افسوس ہے مجھے فرصت نہیں ملی میں اپنے حلقۂ اثر میں تبلیغی سلسلہ میں مصروف رہا دوسرے قصبات میں بھی تبلیغی دورے کرتا رہا۔
آپ یہ سنکر بہت خوش ہوں گے کہ ہمارے ملک کے لوگ تعلیم اسلام کی خوبیاں سمجھکر جلد جلد اسلام کی طرف قدم اُٹھا رہے ہیں۔
میں دوسری چھٹی کے ساتھ اپنا فوٹو بھیجوں گا مجھے دیگر کتب بھی ارسال فرمائیں۔
(مزید لٹریچر اور خط بھیجا گیا ۔۔ غلام قادر ڈار)

بھارت

نقل از اردو خط منجانب محمد سعد اللہ صاحب بی۔ اے لائبریرین۔ بھارت
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ
جناب کی روانہ کردہ جلد اوّل تفسیر بیان القرآن از مولانا محمد علی مرحوم مل گئی۔ بشکریہ
میں تمام ناظرین دارالمطالعہ کی جانب سے آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں ابھی تک ہم لوگوں کی نظر سے موضح القرآن۔ تفسیر حقانی وغیرہ قسم کی پرانی ٹائپ کی تفاسیر گذری ہیں۔
مگر اس جدید تفسیر کو پڑھکر ہمیں جو مسرت حاصل ہوئی جو اضافہ ہماری معلومات میں ہوا اور نئے نئے انکشافات سے ہم روشناس ہوئے ان کا بیان نہیں ہو سکتا۔
اب آپ جلد اس بات سے مطلع فرمائیں کہ اس تفسیر کی بقیہ دو جلدیں کس طرح دستیاب ہو سکتی ہیں اس ایک جلد کو پڑھکر ہماری تھوڑی پیاس بجھی مگر شوق اور بھڑک گیا۔
آپ ضرور اس بات سے مطلع فرمائیں۔ ہمیں دو جلدوں کی نہایت سخت ضرورت ہے۔ یہ اپیل تمام مسلم بھائیوں اور خصوصاً لائبریری کے اُردو خوان ممبروں کی طرف سے۔ آپ کی مہربانیوں کے ہم حد درجہ شکرگزار ہیں اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر دے اور آپ کے مقاصد دینی اور دنیوی میں آپ کو کامیاب کرے
(انہیں خط اور بقایا دو جلد بیان القرآن بھیجی جا رہی ہیں ۔۔ غلام قادر ڈار)

الیشا

ترجمہ خط از مسٹر سلیمان بالوگن الیشا نائیجیریا۔
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔
مجھے آپ کی ارسال کردہ تین کاپیاں لائٹ کی جو کہ ایک روح افزا اخبار ہے مل گئی ہیں بہت بہت شکریہ مضامین کی نوعیت اور اسلوب بیان کے لحاظ سے یہ واقعی اپنے نام لائٹ یعنی "انوارالدین" کی نمائندگی کرتا ہے۔
وہ مضمون "انوارالدین" جو زیر عنوان بائبل از نائٹ انقالبیس وغیرہ کے ماتحت شائع ہوا ہے جس کے لکھنے والے ایک معزز مذہبی عالم فاضل اور سائنٹسٹ بھی ہیں بڑا دلچسپ ہے۔ صداقت کو خواہ کتنا چھپایا جائے وہ کبھی دبی اور چھپی نہیں رہتی۔
آج بھی مسلمان اس بات پر ایمان رکھتے ہیں کہ عیسائیت ایک پاکیزہ چشمہ سے نکلا ہوا ہے مگر آگے چل کر مرور زمانہ سے یہ عیسائیت کی جو شے شیریں گدلا کر دی گئی ہے یہاں تک کہ آج بھی نئی قدروں پر تعمیر کی ہوئی عیسائیت کی بنیاد مکمل تفریبیئے پر رکھی گئی ہے اور یہی وجہ ہے کہ اسلام کی بعثت کی ضرورت اللہ تعالیٰ کو محسوس ہوئی تاکہ گزشتہ کوتاہیوں کی تصحیح کرے اور انسان کو حصول نجات کے لئے سیدھے راستہ پر ڈال دے۔
عیسائی اس بات سے انکار کرتے ہیں۔ اور اسلام اور بانئے اسلام جن کے پائے کا انسان آج تک دنیا نے نہ دیکھا ہے کو بدنام کرنے کے لئے آپ کی طرف غلط باتیں منسوب کر کے پھیلاتے ہیں اور مسلمانوں کی ان کوششوں کو جو وہ انسانیت کو جہالت تنگدلی۔ اور توہمات سے رہائی دلانے کے لئے کر رہے ہیں روکنے کی کوشش کرتے ہیں۔
مگر باوجود عیسائیوں کے ان سلسلہ گند سے جو یہ کہ جو وہ اسلام کے خلاف استعمال کر رہے ہیں اسلام غالب آتا چلا جا رہا ہے۔ اور یہ ایسا ہی ہوتا رہے گا جب تک کہ دنیا کا خاتمہ نہ ہو جائے۔
اللہ تعالیٰ آپ کو کامیابیاں عطا فرمائے۔ لائٹ کے تازہ شمارے میں قرآنی پیشگوئی کے انکشافات کے متعلق جو ایڈیٹوریل نکلا ہے قابل ستائش ہے۔
اللہ تعالیٰ آپ لوگوں کے کام میں برکت ڈالے۔ میں نے آخری شمارے میں امام اعظم حضرت مرزا غلام احمدؐ بانئے سلسلہ احمدیہ کے متعلق پڑھا ہے اگرچہ بعض لوگ انہیں کافر کہتے ہیں مگر میرے نزدیک وہ ہرگز کافر نہیں۔
اگر ان کی زندگی کا کشادہ دلی سے مطالعہ کیا جائے تو بغیر کسی شک و شبہ کے صاف طور پر نظر آتا ہے کہ خدمت اسلام میں آج ان کا سب سے بڑا حصہ ہے بعض لوگوں کا ایمان ہے کہ مہدی دشمنان اسلام کے ساتھ توپی جہاد کرے گا جو کہ ذہنی اور علمی جہاد سے جس طرح جماعت احمدیہ کر رہی ہے بہتر ہے۔
میں کامل یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ مرزا غلام احمدؐ آج اس دنیا کی نجات کے لئے الٰہی پیغام لائے تھے اگرچہ یہ ضروری نہیں کہ سب کے سب مان لیں۔ ان کی غرض لوگوں کو ان کے فرائض کی طرف توجہ دلانا تھی جو ہر انسان پر بحیثیت انسان خدا تعالیٰ کی طرف سے عائد ہیں انہیں بہتر مسلمان بنانا تھی۔
(انہیں مزید خط اور مزید لٹریچر بھیجا گیا۔ غلام قادر ڈار)

نائیجیریا

ترجمہ خط از مسٹر رزاق آکلوون نائیجیریا
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ
میں آپ کو اپنا اسلامی بھائی سمجھ کر اس چھٹی لکھنے میں بہت خوشی محسوس کر رہا ہوں۔
پچھلے ہفتہ ہم ہندوستان کے جغرافیہ کا مطالعہ کر رہے تھے اور ہمارے استاد مکرم ہمیں پڑھا رہے تھے کہنے لگے کہ پاکستان ہندوستان کا ایک حصہ ہے (ہمارے سفارت خانے کیوں علمی اور عام حلقوں کو نہیں بتاتے کہ پاکستان ہندوستان سے بالکل ایک علیحدہ ملک ہے۔ ڈار) اور پاکستان کا غالب اور بااثر مذہب اسلام ہے۔
میں ان کی یہ بات سُن کر بہت متاثر ہوا کہ ہندوستان میں دیگر تمام ممالک سے بڑھکر مسلمان آباد ہیں۔
نائیجیریا میں اسلام وسیع پیمانہ پر پھیل رہا ہے دیہاتی آبادیوں میں عیسائیوں نے بہت سے اسکول کھول رکھے ہیں۔ اور تمام بچے جو ان اسکولوں میں پڑھتے ہیں عیسائیت کے رنگ میں رنگین ہو جاتے ہیں شاید یہ بچے جوانی کو پہنچکر پھر مسلمان ہو جائیں یہی باتیں ہندوستان میں بھی پائی جاتی ہیں۔
بحیثیت نوجوان مسلم میں چاہتا ہوں کہ اسلامک مشنریز سارے ملک میں اسلام کو پھیلا دیں
آجکل میں ٹیچر سٹوڈنٹ ہوں اور جب دسمبر ۱۹۶۱ء میں یہاں سے روانہ ہو جاؤں گا تو میں کسی مسلم اسکول میں بحیثیت ٹیچر کام کروں گا۔
میں نے اور میرے دوست نے فیصلہ کیا ہے کہ رخصتوں کے دوران میں ہم گاؤں بہ گاؤں تبلیغی دورہ

(باقی بر صفحہ ۱۵ اشتہار کے نیچے)

عائلی قوانین اور اسلام

جس دن سے حکومت پاکستان کی طرف سے عائلی قوانین کے آرڈیننس کے نفاذ کا اعلان ہوا ہے، علماء کے ایک طبقہ میں ہیجان پیدا ہو گیا ہے اور ان کی طرف سے یہ شور برپا کیا جا رہا ہے کہ اس آرڈیننس کے ذریعہ حکومت نے اسلام میں بیجا مداخلت کی ہے، جس سے طرح طرح کے مفاسد پیدا ہونے کا احتمال ہے، جہاں تک اس آرڈیننس کی دفعات کا تعلق ہے، ان سے قطعاً یہ معلوم نہیں ہوتا کہ اس میں اسلام کے کسی حکم یا کسی بنیادی اصول کی کسی طرح خلاف ورزی کی گئی ہے، جو لٹریچر اس بارہ میں علماء کی طرف سے شائع کیا گیا ہے، اس پر اگر ایک طائرانہ نظر ڈالی جائے تو صاف نظر آتا ہے کہ چند فرضی اور وہمی خطرات کے پیش نظر یا بعض مروجہ فقہی مسائل کی بنا پر اس آرڈیننس کا براہ راست (اثر پڑتا) ہے، بنا بریں یہ شور اٹھایا گیا ہے، کہ اس آرڈیننس کا نفاذ اسلام میں بیجا مداخلت ہے۔ حالانکہ اگر غور کر کے دیکھا جائے تو اسلام کے کسی بنیادی مسئلہ کی مخالفت مذکورہ آرڈیننس سے نہیں ہوتی، ہاں بعض ایسی رسوم و رواجات کی جو معاشرہ میں ابتری پیدا کرنے کا موجب ہو رہی ہیں، اصلاح کی غرض سے ایسے قوانین بنائے گئے ہیں جن میں نکاح، طلاق وغیرہ امور سے پیدا ہونے والی خرابیوں کے سدباب کا انتظام کرنا مقصود ہے، اس جگہ اس آرڈیننس پر علماء کے تنقیدی تفصیلی نظر ڈالنا ہمارا مقصود نہیں کہ اس کے لئے ایک مبسوط کتاب کی ضرورت ہے، ہم یہاں صدر پاکستان فیلڈ مارشل محمد ایوب خان کے نقطہ نظر کو پیش کرنا چاہتے ہیں، جس کا اظہار انہوں نے مفتی محمد شفیع کے ایک خط کے جواب میں ابھی حال ہی میں کیا ہے، اور اس میں ان مظالم کی طرف اشارہ کرتے ہوئے جو تعدد ازدواج کے پردے میں عورتوں پر کئے جاتے ہیں، یہ بتایا ہے کہ ازدواجی رسوم سے پیدا ہونے والے مظالم کے قلع قمع کا ایک ہی طریقہ ہے وہ یہ کہ اللہ تعالیٰ کی عائد کردہ حدود کے اندر رہ کر ایسے ضابطے بنائے جائیں جو تعدد ازدواج کی بے راہ رویوں پر قابو پا سکیں، صدر پاکستان نے بجا طور پر یہ لکھا ہے کہ:-

"اس اصلاح کا فرض تو معاشرے کے ذمہ تھا لیکن صدیوں کے جمود کی وجہ سے ہمارا معاشرہ فی الحال اتنا بیدار نہیں ہوا کہ اپنی اصلاح پر آپ آمادہ ہو جائے، اس لئے موجودہ حالت میں ایسے کام حکومت کے سر ہی پڑتے ہیں۔"

آپ نے اس حقیقت کا بھی اظہار کیا ہے کہ:-

"جہاں تک میری اپنی ذات کا تعلق ہے میں وقتی مصلحتوں کو بنیادی اصلاحات پر مقدم نہیں سمجھتا نہ ہی میں سستی شہرت اور ہر دلعزیزی کی خاطر ضروری اصلاحات کے مفاد کو معرض التوا میں ڈالنا شرافت اور ایمانداری کی دلیل سمجھتا ہوں، چنانچہ ملاحظہ فرمایا ہو گا کہ پچھلے اڑھائی سال میں جتنی اصلاحات نافذ ہوئی ہیں وہ عارضی ہر دلعزیزی حاصل کرنے کے ان طریقوں سے بہت مختلف ہیں جو عام طور پر ارباب حکومت اختیار کرنے کے عادی ہیں، ہر اصلاح سے کسی طاقتور عنصر یا طبقہ پر ضرور ضرب پڑتی ہے لیکن اس وجہ سے اچھے اقدام کو پس پشت ڈالنا میرے ضمیر کے منافی ہے۔"

صدر پاکستان کا یہ بیان ان واقعات کے عین مطابق ہے جو پچھلے اڑھائی سال میں رونما ہوئے، دنیا جانتی ہے کہ محترم صدر مملکت نے نہایت جرأت و دلیری کے ساتھ اس تھوڑی سی مدت میں ایسی شاندار اصلاحات نافذ کیں، جن سے ملک کو بیش بہا فوائد حاصل ہوئے اور کئی ایک سماجی برائیوں کا سدباب ہو گیا، اس سلسلہ میں کسی وقتی مصلحت کی پرواہ نہ کی گئی نہ سستی شہرت اور ہر دلعزیزی کو ملحوظ رکھا گیا، بڑے بڑے زمینداروں سے ہزاروں ایکڑ اراضی چھین کر ان لوگوں کو دی گئی جن کے پاس گذر اوقات کے لئے کوئی زمین نہ تھی، کوئی چھوٹا سا کام نہ تھا، ایسا ہی اوقاف کو جو مدتوں سے طرح طرح کی سماجی خرابیوں کا موجب ہو رہے تھے، سرکاری تحویل میں لے کر ان کا مناسب انتظام کرنا کئی دشواریوں کا موجب تھا، اور کئی مخالفتوں کا باعث ہوا لیکن اس بارہ میں بھی کسی وقتی مصلحت کی پرواہ نہ کی گئی، اور نہایت کامیابی کے ساتھ اس کام پر قابو پا لیا گیا، عائلی قوانین کا آرڈیننس بھی انہی اصلاحی تجاویز میں سے ایک ہے، جس کے نفاذ میں سابقہ حکومتوں نے وقتی مصلحت کی بنا پر احتراز کیا، لیکن صدر محمد ایوب کی انقلابی حکومت نے اسی مصلحت کو یکسر نظر انداز کر کے محض قومی مفاد کے پیش نظر اس کو نافذ کرنے کا اعلان کر دیا صدر محترم کا یہ بیان صحیح ہے کہ:-

"جہاں تک میں سمجھ سکا ہوں اس قانون کا قرآن شریف کے احکام یا حدیث کی تشریح کے ساتھ کسی قسم کا تصادم نہیں ہوتا، یہ قانون اصولوں سے نہیں بلکہ مسلمہ اصولوں پر عمل کے طریقوں کا اسے تعلق رکھتا ہے۔"

آپ نے علماء کو ان کا فرض یاد دلاتے ہوئے لکھا ہے کہ:-

"اصولوں سے انحراف تو قطعی ناممکن ہے لیکن ان پر عمل کے طریق کار کو تقاضاء وقت کے ساتھ ساتھ وضع کرنا حکومت کا ہی نہیں بلکہ علماء کرام کا بھی فرض ہے، اس بات کو تو میں "فرض" اس لئے کہتا ہوں کہ یہی ایک طریقہ ہے جس سے ہم حال اور مستقبل کے دور میں زندگی کو لادینی کے فتنہ سے بچا سکتے ہیں"

اس بات کی وضاحت کرتے ہوئے آپ نے اس امر کی طرف بھی توجہ دلائی ہے کہ:-

"ایک سیدھے سادے مسلمان کی حیثیت سے میرا خیال ہے کہ سنت، حدیث اور فقہ کی روشنی میں ہمیں عمل کے ایسے طریق ہائے کار وضع کرنے پڑیں گے جو آج کل کی دنیا میں قابل عمل اور موجودہ اذہان کے لئے قابل قبول ہوں۔ اگر ہم نے اس میں کوتاہی کی، تو ہم خود زندگی اور مذہب کے درمیان خلیج حائل کرنے کے مجرم ہوں گے یہ قاعدہ ہے کہ جب کسی مروجہ روش سے ہٹ کر چلنے کی کوشش کی جاتی ہے تو یہ بات اُن طبیعتوں پر بہت گراں گزرتی ہے جو اس کے عادی ہو چکے ہوتے ہیں، یا جن کے لئے وہ روش کسی قسم کی ذاتی یا جماعتی منفعت یا وقار کا باعث تھی لیکن سچے جذبۂ خدمت کا یہی تقاضا ہے کہ ایسے ذہنی یا نفسیاتی رکاوٹوں کو ترقی کی راہ کا روڑا نہ بننے دیا جائے۔"

صدر مملکت کے اس ارشاد کی بدل تائید کرتے ہوئے ہم یہ عرض کریں گے کہ صرف سنت، حدیث اور فقہ ہی کی روشنی میں نہیں بلکہ سب سے بڑھ کر قرآن کریم کی روشنی میں ہمیں کام کرنے کی ضرورت ہے، قرآن سب چیزوں پر مقدم ہے، سنت، حدیث اور فقہ کا درجہ اس کے بعد ہے، قرآن اور سنت وہ چیزیں ہیں، جو ہمارے دین کی اصل بنیاد ہیں، اول الذکر احکام الٰہی پر مشتمل ہے اور مؤخر الذکر اس عملی زندگی کا نام ہے جو ان احکام کے مطابق پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے ظہور میں آئی، حدیث اور فقہ کا درجہ ان دونوں کے بعد ہے اور اسی حد تک قابل عمل ہے، جہاں تک قرآن اور سنت اس کے مؤید ہوں، اس لئے ہمیں ہر حالت میں اصل روشنی ان دونوں چیزوں سے لینی چاہیئے، حدیث اور فقہ کی کوئی بات اگر ان کے خلاف نظر آئے تو اس سے اجتناب کیا جا سکتا ہے، یہ وہ اصول ہے، جو حضرت امام وقت نے ہمیں سکھایا، اور اسی اصول کو پیش نظر رکھنے کی وجہ سے ہمارے علماء وقتی حالات و ضروریات کو نظر انداز کر کے فقہی مسائل کو مقدم کرتے اور ہر اصلاحی قدم کی جو قرآن و سنت کی روشنی میں اٹھایا جائے مخالفت کرنا ضروری سمجھتے ہیں۔

آخر میں صدر مملکت نے اس بات پر پھر زور دیا ہے کہ:-

(باقی بر صفحہ کالم ۳ پر)

اخبار و افکار

فضول خرچی کا انسداد

سماجی برائیوں کے انسداد کے کمیشن کے چیئرمین مولوی غلام محی الدین قصوری نے عوام سے اپیل کی ہے کہ وہ بچے کی پیدائش، شادی بیاہ اور میت پر فضول خرچی ختم کرانے میں کمیشن کے ساتھ تعاون کریں، آپ نے اخبارات کے نام ایک بیان جاری کرتے ہوئے یہ لکھا ہے کہ سماجی کارکن، اور تعلیمیافتہ خواتین اس سلسلہ میں بہت کچھ کرسکتی ہیں کیونکہ فضول خرچی کی رسموں کا باعث زیادہ تر عورتیں ہی ہوتی ہیں، اس طرح سے جو رقم پس انداز ہوگی اس سے تعلیمی، طبی اور قومی تعمیر کی ضروریات پوری ہوسکتی ہیں۔ مولوی غلام محی الدین خان نے کہا کہ یہ امر ناقابل تردید ہے کہ ہمارے ملک کے دونوں صوبوں میں بچے کی پیدائش اور شادی بیاہ کی تقریبوں، اور میت کی رسموں پر بہت زیادہ روپے خرچ کئے جاتے ہیں، یہ فضول خرچی مذہبی اور اخلاقی طور پر بھی غلط ہے اسلام سیدھا سادا مذہب ہے اور اپنے پیروؤں کو سیدھی سادی زندگی گذارنے کی تلقین کرتا ہے۔ آپ نے یہ بھی فرمایا کہ ہمارے ملک کی اوسط آمدنی اس قدر کم ہے کہ وہ ان فضول تقریبوں میں رقم صرف نہیں کرسکتا۔

مولوی غلام محی الدین خان صاحب کا یہ بیان ہر طرح قابل ستائش ہے، ضروری ہے کہ اسکو موثر بنانے اور ایسے فضول اخراجات سے عوام کو بچانے کے لئے کوئی عملی کارروائی کی جائے اور ایسے سماجی کارکن اور تعلیم یافتہ خواتین بھرتی کی جائیں جو گھر گھر پھر کر ان فضول رسموں کے سدِباب کی کوشش کریں۔ صرف پیدائش اور بیاہ شادی ہی نہیں آجکل تعلیم یافتہ طبقہ میں بچے کی سالگرہ پر بھی دعوتوں اور تحائف کی صورت میں سینکڑوں اور ہزاروں روپیہ صرف کرنے سے دریغ نہیں کیا جاتا اور شادی بیاہ کے اخراجات کے علاوہ جہیز کے اخراجات دن بدن بڑھ رہے ہیں جو ایک اوسط آمدنی والے شخص کی کمر توڑنے کے لئے کافی ہیں۔ ضرورت ہے کہ ان سب چیزوں کے لئے پوری ہمت و کوشش سے کام لیا جائے، جو قوم کو غربت و افلاس کے اتھاہ غار کی طرف لے جا رہی ہیں۔

جرمن نو مسلم عادل الشیمین

حال ہی میں اوڈلف ایشیمین نامی ایک جرمن نو مسلم کے مقدمہ کا حال اخبارات میں آ رہا ہے، جو اس پر اسرائیل کی ایک عدالت میں چلایا گیا، اس شخص پر الزام یہ ہے کہ اس نے دوسری عالمگیر جنگ میں جرمنی میں ساٹھ لاکھ یہودیوں کو تہ تیغ کر دیا تھا۔ یہ الزام کہاں تک صحیح ہے، ترکی کے شعبۂ صحافت و تعلقات عامہ کے جاری کردہ بلیٹن نمبر ۸ سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ ایک فرضی افسانہ ہے جو ایک یہودی ڈاکٹر لاشنسکی کی ایک رپورٹ کی رُو سے جس میں ۱۹۰۲ء میں تمام دنیا کی یہودی آبادی کے اعداد و شمار درج ہیں سراسر غلط ثابت ہوتا ہے۔ اس حقیقت سے قطع نظر کرتے ہوئے ہم مذکورہ بالا بلیٹن کے اس حصہ کو قارئین کرام کے مطالعہ میں لانا چاہتے ہیں جس میں یہ بتایا گیا ہے کہ ایشیمین ۱۹۴۴ء میں جرمنی کے مسلمان افسروں اور کارکنوں کے اثر سے مسلمان ہو گیا اور اس کا نام عادل ایشیمین رکھا گیا تھا۔ یہ مسلمان افسر دوسری عالمگیر جنگ میں روس کی سرخ فوج سے نکل نکل کر جرمن فوج میں آ ملے تھے۔

اسی ضمن میں یہ بھی بتایا گیا ہے کہ اسرائیل کے ایک اخبار یدیعوت ہدے شاٹ (Yedaaut) ناحوشہ (Haadashot) نے عادل ایشیمین کا مذاق اڑاتے ہوئے لکھا ہے کہ:

> "جب جیل کے حکام نے عادل ایشیمین سے پوچھا کوئی آرزو ہو تو بتاؤ اس نے جواب دیا مجھے قرآن مجید کا ایک نسخہ لا دو جیل کے حکام نے کہا تم عربی سے نابلد ہو پھر قرآن کو کیا کرو گے، ایشیمین نے بگڑ کر جواب دیا، قرآن کی موجودگی سے مجھے سکون قلب اور امید کی دولت ملتی ہے۔ اب ہم دیکھنا چاہتے ہیں کہ قرآن کے بخشے ہوئے سکون قلب اور امید و یقین کے ذریعہ ایشیمین کس طرح رہائی حاصل کرتا ہے"

یہ حالات جہاں ایشیمین کی اس دلی عقیدت کو ظاہر کرتے ہیں جو اسے اسلام اور قرآن کریم کے ساتھ ہے وہیں اسرائیل کی بربریت اور وحشیانہ پن پر شاہد ہیں۔ ایشیمین مسلمان نہ بھی ہو تب بھی ایک غیر ملک (ارجنٹائن) سے اسے زبردستی اغوا کر کے اسرائیلی عدالت میں لانا اور جیسا کہ بیان کیا جاتا ہے اس پر طرح طرح کے مظالم برپا کرنا اور پھر قرآن کریم کے طلب کرنے پر اس پر مذاق اُڑانا کہاں کی ایمانداری اور عدل و انصاف ہے جس کو موجودہ مہذب دنیا اپنی آنکھوں سے دیکھتی ہے اور ٹس سے مس نہیں ہوتی، عادل ایشیمین کے مقدمہ کا جو نتیجہ ہوگا دیکھا جائے گا لیکن یہ یقینی امر ہے کہ قرآن کے بخشے ہوئے سکون قلب اور امید و یقین پر جو مذاق اڑایا گیا ہے وہ کسی نہ کسی وقت اسرائیل کی رسوائی اور تباہی کا موجب ہو کر رہے گا۔

عیسائیت کی بڑھتی ہوئی رو

ایک اخباری نامہ نگار کا بیان ہے کہ عیسائیت کی تبلیغی رو یہاں تک پھیل چکی ہے کہ معزز مسلمان گھرانوں کے اندرون خانہ اس کا اثر و نفوذ ہو رہا ہے، اس کی مثال لاہور کے ایک ممتاز خاندان کی ایک نوجوان خاتون بیگم ریاض کے قبول عیسائیت سے ملتی ہے کہا جاتا ہے کہ خاتون موصوفہ کو ان دنوں جب ملکۂ انگلستان پاکستان آئی تھیں ایک گرجا گھر میں مشنریوں کی تازہ فتوحات کے ایک زندہ اور جیتے جاگتے ثبوت کی حیثیت میں ملکہ کے سامنے پیش کیا گیا، اور اب خاتون موصوفہ اپنے خاوند کو لیکر انگلستان چلی گئی ہیں اور اندیشہ ظاہر کیا جا رہا ہے کہ وہ اپنے خاوند کو بھی عیسائی بنا لیں گی۔

ہم نہیں کہہ سکتے کہ بیگم ریاض کے حلقہ بگوش عیسائیت ہونے کی وجوہ کیا ہیں اور آیا عیسائیت کا یہ اثر صرف انہی کے خاندان تک محدود ہے یا دوسرے مسلمان گھرانوں میں بھی یہ اثر پہنچ رہا ہے، لیکن اس حقیقت سے انکار نہیں کیا جاسکتا کہ عیسائیت جس زور شور سے ملک کے طول و عرض میں اپنے پاؤں پھیلا رہی ہے مسلمانوں کا اپنی دینی جہالت اور مفلسی کی وجہ سے اس سے متاثر ہونا یقینی ہے، ضرورت ہے کہ اس کے مقابلہ میں ایک ایسا تبلیغی مشن قائم کیا جائے جو مسلمانوں کو کم از کم اپنے دین سے واقف کر کے عیسائیت کے غیر معقول ہتھکنڈوں سے بچانے کی کوشش کرے۔

عائلی قوانین اور اسلام

(بسلسلہ صفحہ ۳)

"وہ لوگ جن کو اللہ تعالےٰ نے دینی فہم و بصیرت عطا کی ہے ان پر ایک بھاری فرض عائد ہوتا ہے وہ فرض یہ ہے کہ مذہب کو غلط روایات اور تعصبات سے آزاد کر کے اس سائنسی دور میں ہر بڑھتی ہوئی ترقی کے ساتھ ہمقدم رکھا جائے۔ میرا ایمان ہے کہ اسلام ہی ایسا مذہب ہے جس میں ہر زمانے اور ہر ماحول کا ساتھ دینے اور ان پر اثر انداز ہونے کی صلاحیت موجود ہے اگر آج زندگی اور مذہب ایک دوسرے سے ہم آہنگ نہیں ہیں تو اس میں کوتاہی ہماری اپنی ہے مذہب یا زندگی کا قصور نہیں"

صدر مملکت کے یہ ارشادات آب زر سے لکھنے کے قابل ہیں، ہمیں امید ہے کہ مفتی محمد شفیع جن کے خط کا یہ جواب دیا گیا ہے اور دوسرے علماء جنہوں

(بقیہ کالم اول [illegible])

(بسلسلہ کالم ۳)

نے عائلی قوانین کی مخالفت محض ان رسوم و رواجات اور فقہی مسائل کی بناء پر کی ہے، جو عام طور پر مروج ہیں، اور جو طرح طرح کی خرابیوں کا موجب ہو رہے ہیں۔ صدر مملکت کے ان ارشادات پر ٹھنڈے دل سے غور کر کے اپنے زاویہ نگاہ کو بدلنے کی کوشش کریں گے۔

احکام الٰہی کی پیروی اور تبلیغ میں صبر و استقامت کا حکم

اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا نمونہ

حضرت امام الزمان کی تعلیم اور آپکے کلام میں شریعت کی پابندی

خطبہ جمعہ ۹ جون ۱۹۶۱ء فرمودہ حضرت امیر مولانا صدر الدین صاحب ایدہ اللہ [illegible]

فاستقم کما امرت ومن تاب معك ولا تطغوا انه بما تعملون بصیر —
واصبر فان اللہ لا یضیع اجر المحسنین —— (سورۃ ہود رکوع [illegible]) —

احکام الٰہی کی پابندی میں استقامت کا حکم

ان آیات میں اللہ تعالےٰ نے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو نہایت اہم حکم فرمایا فاستقم کما امرت مضبوطی کے ساتھ خدا تعالےٰ کی تعلیمات پر قائم ہو جاؤ اور مضبوطی کے ساتھ ان پر عمل درآمد کرو - یہ بڑا جامع حکم ہے - اس میں عقائد و نظریات کی تعلیم بھی شامل ہے، اور خدا کی وحی کو لوگوں تک پہنچانے کی تلقین بھی ہے اور اس بات کی بھی تاکید ہے کہ اس راستہ میں تکلیفیں اور مصیبتیں درپیش آئیں گی، ان کو صبر، ہمت، جرأت، استقلال اور استقامت، اور اولوالعزمی سے دور کرو - یہ تمام باتیں فاستقم کے اندر آجاتی ہیں - الاستقامة فوق الکرامة - بہت سے لوگ مصائب میں استقلال اور استقامت نہیں دکھاتے - وہ مشکلات کو دیکھ کر ہمت ہار دیتے ہیں -

خطرناک مخالفت میں استقامت کا حکم

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اذیت پہنچانے کے لئے ۱۳ سال تک عرب کے فرعون ڈٹے رہے طرح طرح کی اذیتیں آپ کو پہنچاتے رہے - آپ کے ساتھیوں کو اذیتوں کا نشانہ بناتے رہے - ان کی بےحرمتی کرتے رہے - کئی مسلمان مرد اور عورتوں کو مار مار کر شہید کر دیا - ان حالات میں لیڈر پریشان ہو جاتا ہے - اور جماعت کا دل کمزور پڑ جاتا ہے کہ لیڈر ہمارے لئے کچھ نہیں کر سکتا ہم شکست خوردہ ہیں - فرمایا فاستقم ان تمام مشکلات پر قابو پانے کے لئے استقلال، ہمت و صبر سے کام لیں اور اپنے طریق سے ہر مو ادھر ادھر نہ ہوں

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی استقامت

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لوگوں نے دولت اور سلطنت پیش کی اور کہا کہ آپ اپنے عزائم اور مقاصد کو چھوڑ دیں لیکن آپ کا قدم ڈگمگایا نہیں نہ ہی آپ اذیت سے گھبرائے - اور نہ ہی سلطنت اور دولت کے لالچ کے سامنے گرے ودوا لو تدھن فیدھنون - مخالفین نے یہ بھی کہا کہ ہمارے بتوں کی توہین نہ کرو تو ہم بھی اس سلوک کو ترک کر دیں گے - لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مضبوطی استقلال اور استقامت کا بے نظیر نمونہ دکھایا - ان عظم البلاء مع عظم الجزاء - جس قدر شدت کی تکلیف آئے اتنا ہی مقام بلند ہوتا ہے - اگر یوں ہوتا کہ اللہ تعالےٰ کے فرشتے اترتے اور تمام لوگوں کے کانوں میں پھونک دیتے کہ تم سب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتھ دو تو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم اہل دنیا کو مصائب و آلام میں استقلال اور صبر دکھانے کی تلقین نہ کر سکتے اور نہ ہی اپنا نمونہ پیش کر سکتے -

آپکے ساتھیوں کو صبر و استقامت کا حکم

ومن تاب معك جو آپ کا حکم ہے وہی سب کچھ آپ کے ساتھیوں کو بھی حکم ہے کہ — فاستقم کما امرت جس طرح آپ کو صبر و استقامت کا حکم دیا گیا ہے اسی طرح آپ کے ساتھی بھی استقلال اور استقامت سے کام لیں غرض جماعت کی جماعت پیکر صبر و استقلال ہو - ولا تطغوا اور خدا تعالےٰ کی حدود سے تجاوز نہیں کرنا انه بما تعملون بصیر جو کچھ تم کرتے ہو خدا تعالےٰ اسکو دیکھتا ہے - اس سے کوئی چیز چھپ نہیں سکتی - ولا ترکنوا الی الذین ظلموا فتمسکم النار - جو لوگ آپ کو دکھ پہنچا رہے ہیں اور مقابلہ پر ڈٹے ہوئے ہیں، ان کی طرف میلان نہیں کرنا ان کے رعب میں آکر ان کی طرف جھکنا نہیں - فاستقم اپنے اندر مضبوطی اور استقامت پیدا کرو - وما لکم من دون اللہ من اولیاء ثم لا تنصرون - یاد رکھو خدا تعالےٰ کی ذات کے سوا تمہارا کوئی مددگار نہیں ہوگا - اور نہ ہی کوئی تمہاری نصرت کر سکتا ہے -

مشکل ترین حکم

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بھائی عبداللہ بن عباس رضی فرماتے ہیں کہ استقامت دکھانا بہت مشکل امر ہے خدا کے احکام کو مضبوطی سے اختیار کرنا اور ان کی تبلیغ و تلقین کرنا اور پھر اپنے ساتھیوں کو ان احکام پر چلانا یہ بڑا مشکل حکم ہے - ابن عباس رضی کہتے ہیں ما نزلت آية فی جمیع القرآن اشد و اشق علیه - یعنے سارے قرآن کریم کی کوئی آیت نہیں جو اس سے بڑھ کر سخت ہوا اور آپ پر شاق گذری ہو اور سرکار والا تبار فرماتے ہیں شیبتنی ھود - سورۃ ہود نے مجھے بوڑھا کر دیا ہے - امام فخر الدین رازی رح لکھتے ہیں کہ ایک صحابی رض کا بیان ہے کہ انی رایت رسول اللہ فی المنام فقلت یا رسول اللہ روی عنك قلت شیبتنی ھود - قال نعم فقلت له بای آية فقال بقوله تعالیٰ فاستقم کما امرت - یعنے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا اور آپ سے عرض کی کہ یا رسول اللہ آپ سے روایت کی گئی ہے کہ آپ نے فرمایا سورۃ ہود نے مجھے بوڑھا کر دیا ہے - فرمایا ہاں ٹھیک ہے میں نے عرض کی کہ وہ کونسی آیت ہے جس نے آپ کو بوڑھا کر دیا - فرمایا اللہ تعالےٰ کا یہ قول فاستقم کما امرت -

آنحضرت صلعم کا احساس فرض منصبی

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو کس قدر احساس فرض منصبی ہے اور یہ احساس ایک اور آیت کریمہ کے متعلق بھی تھا - وہ آیت یہ ہے - کیف اذا جئنا من کل امة بشھید وجئنا بك علی ھؤلاء شھیدا - اس وقت کیا حال ہوگا جب ہر امت میں سے ایک گواہ لایا جائے گا - اور ہم آپ کو ان پر گواہ ٹھہرائیں گے اس آیت کے متعلق لکھا ہے کہ قال رسول اللہ صلعم لابن مسعود - اقرا علی القرآن آنحضرت نے ابن مسعود رض سے کہا کہ مجھے قرآن پڑھ کر سناؤ - حضرت ابن مسعود نے عرض کیا اقرا علیك وعلیك انزل کیا حضور کو قرآن سناؤں جبکہ حضور پر قرآن اترا ہے فرمایا انی احب ان اسمعه من غیری اس پر حضرت ابن مسعود رض نے سورۃ النساء پڑھنی شروع کی - جب وہ اس آیت پر پہنچے کیف اذا جئنا من کل امة بشھید الخ تو حضور نے فرمایا حسبك الآن بس کرو - ابن مسعود رض کہتے ہیں کہ جب میں نے آپ کی طرف دیکھا تو آپ کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے - یہ آپ کی فرض شناسی تھی -

ہماری ذمہ داری

ایک ہم ہیں کہ قرآن اور حدیث کو پڑھتے ہی نہیں اور احساس فرض شناسی کا سبق نہیں سیکھتے۔ ہم نے امام الزمان کے ہاتھ پر بیعت کر رکھی ہے کہ اسلام پر عمل ہوگا۔ قرآن اور حدیث پر عمل ہوگا۔ یہ بڑی ذمہ داری ہے۔ جب تک احساس قوم کے اندر پیدا نہ ہو قوم میں تبدیلی نہیں ہوسکتی۔ قرآن کریم ذہنی تبدیلی پیدا کرتا ہے۔ اعمال کے اندر صدق و صفا پیدا کرنا اور اس قوم کو ممیز کرنا اور .... حقوق اللہ اور حقوق العباد پورا کرنا یہ تمام چیزیں قرآن کریم کے مدنظر ہیں۔

حضرت امام الزمان کی پابندی شریعت

انہی باتوں کی طرف امام الزمان نے توجہ دلائی۔ حضرت امام وقت نے قرآن کریم کی تعلیمات کی انتہاء درجہ کی پابندی کی۔ آپ جانتے ہیں حضرت مولانا نورالدین علیہ الرحمۃ مکہ معظمہ میں آٹھ سال رہے اور کئی حج کئے۔ آپ خود ولی اللہ تھے۔ لیکن یہ عظیم المرتبت شخص یقین کرتا تھا کہ حضرت مرزا صاحب صاحب علم و صاحب عمل شخصیت ہیں۔ حضرت مرزا صاحب کو خدا کے کلام کا اور شریعت محمدیہ کا بہت بڑا پاس تھا۔ اس کے متعلق ایک واقعہ پیش نظر ہے۔

انہوں نے اور اہل قادیان نے ۲۹ رمضان کو چاند نہ دیکھا اس لئے ۳۰ رمضان کا روزہ رکھ لیا۔ اس دن حضرت مرزا صاحب کو الہام ہوا کہ آج عید ہے لیکن آپ نے افطاری کی اجازت نہ دی۔ فرمایا شریعت میں لکھا ہے جب تک دو اشخاص چاند دیکھنے کی گواہی نہ دیں اس وقت تک افطاری جائز نہیں، شریعت میں یہ نہیں لکھا کہ کسی شخص کے الہام کی بناء پر افطاری کی جاسکتی ہے۔

قوم میں تبدیلی کی ضرورت

جب تک شدت کے ساتھ انسان خدا اور اس کے رسول کے احکام کا پابند نہ ہو جائے اس وقت تک یہ بار کی عمل پیدا نہیں ہوسکتی ساری کی ساری قوم میں یہ تبدیلی اور پابندی ہونی چاہیئے۔

کنتم خیر امۃ اخرجت للناس

تم سب سے بہترین امت ہو جو لوگوں کی بھلائی کے لئے پیدا کئے گئے ہو۔ حضرت مرزا صاحب نے کہا کہ میرے ساتھ جو تعلق لگانا چاہتا ہے، وہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کی پابندی کرے۔ اور کامل نمونہ بن جائے۔ یہ غیرت ہے ان کی خدا کے لئے، محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے، اور قرآن کے لئے۔

ایک مولوی صاحب کی کٹھ حجتی

ان آیات پر غور کریں اور دیکھیں کہ اسلام، قرآن اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ سے کیا چاہتے ہیں۔ کل کی بات ہے کہ ایک مولوی صاحب میرے پاس آئے۔ میں نے انہیں کہا کہ حضرت عیسےٰ اس لئے دوبارہ نہیں آسکتے کہ قرآن میں لکھا ہے ورسولا الی بنی اسرائیل وہ بنی اسرائیل کے لئے رسول کر کے بھیجے گئے تھے نہ کہ امت محمدیہ کے لئے اس نے کہا قرآن میں ٹھیک لکھا ہے لیکن ہمارا عقیدہ ہے کہ وہ آسکتے ہیں۔

میں نے انہیں بتایا کہ لاہور کے ڈپٹی کمشنر کو یہ اختیار نہیں کہ وہ گوجرانوالہ کی حدود میں جا کر کوئی حکم نافذ کرے۔ اسی طرح گوجرانوالہ کے ڈپٹی کمشنر کو یہ اختیار نہیں کہ لاہور کے حدود میں کوئی حکم جاری کرے۔ اسی طرح پیغمبروں کے متعلق حضرت نبی کریم نے خود فرمایا ہے کان النبی یبعث الی قومہ خاصۃ وبعثت الی الناس عامۃ۔ پہلے انبیاء خاص خاص اقوام کی طرف آتے رہے ہیں لیکن میں تمام لوگوں کی طرف آیا ہوں وہ مولوی صاحب کہنے لگے ہاں ٹھیک ہے لیکن حضرت عیسےٰ تو آئیں گے۔ یہ ہو ان لوگوں کا قرآن کریم کا احترام اور یہ ہے حدیث شریف کا ادب۔

حضرت عمرؓ کا عمل بالقرآن

حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے متعلق یہ واقعہ بیان کیا گیا کہ انکے دربار میں ایک شخص آیا اور کہنے لگا لاتعطینا الجزل ولاتحکم بالعدل۔ نہ آپ ہمیں روپیہ پیسہ دیتے ہیں اور نہ آپ عدل سے کام لیتے ہیں۔ یہ سن کر حضرت عمرؓ کا چہرہ غصہ سے سرخ ہوگیا، ایک شخص جوان کے پاس بیٹھے تھے انہوں نے کہا خذ العفو وامر بالمعروف واعرض عن الجاھلین یہ سن کر حضرت عمر وہیں ٹھہر گئے۔ فما ...... تجاوز عمر وکان وقافا عند کتاب اللہ۔ حضرت عمرؓ نے کوئی تجاوز نہ کیا کیونکہ آپ قرآن کریم کا حکم سن کر وہیں رک جاتے تھے۔

حضرت امام الزمان کا کام

یہ تعلیم ہے خدا اور رسول کی، حضرت امام الزمان نے اسی پر زور دیا ہے کہ قرآن و حدیث کی پابندی اختیار کرو۔ مجدد مجاز نہیں کہ اسلام کی تعلیم کو چھوڑ کر کسی اور تعلیم کی تبلیغ کرے۔ وہ تو تجدید کے لئے مبعوث کئے جاتے ہیں روح المعانی میں لکھا ہے فان الالقاء لم یزل من لدن ادم علیہ السلام الی انتھاء زمان نبینا صلی اللہ علیہ وسلم وھو فی حکم المتصل الی قیام الساعۃ باقامۃ من یقوم بالدعوۃ علی ما روی ابوداؤد عن ابی ھریرۃ عن النبی علیہ الصلوٰۃ والسلام انہ قال ان اللہ یبعث لھذہ الامۃ علےٰ راس کل مائۃ سنۃ من یجدد لھا دینھا ای باحیاء ما اندرس من العمل بالکتاب والسنۃ۔ اس سے ظاہر ہے کہ مجدد کا کام یہ ہے کہ قرآن اور حدیث پر جو عمل مٹ چکا ہو اس کی تجدید کرے مجدد نئے معتقدات نہیں سکھاتے وہ صرف قرآن اور حدیث کا پرچار کرتے ہیں اور اپنے نمونہ سے دکھلاتے ہیں کہ وہ قرآن اور حدیث کے پابند ہیں۔

ہماری جماعت سورینام کے ایک رکن عظیم اللہ میاں کو پیارے ہوگئے

ڈچ گیانا سے مولانا عبدالحق صاحب ودیارتھی نے اپنے خط میں یہ افسوسناک خبر ارسال کی ہے:۔

شیخ محمد جمال الدین صاحب یہاں کی جماعت کے سالہا سال تک صدر رہے۔ نہایت بےنفس، شریف اور درد دل رکھنے والے دوست تھے۔ پہلی مرتبہ میری آمد اس دور دراز گوشہ ملک میں انہی کی کوشش کا نتیجہ تھا۔ ملک بھر میں انکے حسن انتظام سے تقاریر ہوئیں۔ اور پہلی مرتبہ یہاں کے مسلمانوں کو یہ معلوم ہوا کہ آدلیل اور مخالفین اسلام سے کس طرح گفتگو کرنی چاہیئے۔ شیخ محمد جمال الدین نہایت سادہ مگر نہایت ذہین اور عقلمند انسان تھے یہاں وہ کئی ایک سرکاری اور غیر سرکاری مجالس کے رکن اور میونسپل ممبر تھے۔ اس شہر میں جہاں میں مقیم ہوں مسلمانوں کی اچھی خاصی آبادی ہے، لوگوں کے اندر مذہبی جوش بھی ہے لیکن وہ بےنفسی اور دل کی لگن اور نہایت عقلمندی سے بات کو سمجھ لینا اور سب کے ساتھ دوستی اور محبت کا سلوک اور معاملہ فہمی جو شیخ محمد جمال الدین کو ملی ہوئی تھی اس کی مثال نظر نہیں آتی۔

اس مرتبہ جب میں یہاں پہنچا ہوں تو میں نے خواب دیکھا کہ ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب کی صحت نہایت خطرہ میں ہے مجھے کچھ دنوں بہت گھبراہٹ رہی کہ اللہ تعالیٰ اپنا رحم کرے دین کے خادموں کی دن بدن مفارقت سوہان روح بنی ہوئی ہے جب مجھے معلوم ہوا کہ شیخ صاحب بیمار ہیں تو میں نے ان کے لئے بہت دعا کی مگر اللہ تعالیٰ اس پاک نفس انسان سے بہت جلد ملنا چاہتا تھا اس نے میری مرضی نہیں اپنی مرضی پر عمل کیا انا للہ وانا الیہ راجعون۔ ہفتہ ۲۲ اپریل کا دن تھا کہ مجھے یہ ناگوار خبر سننا پڑی کہ شیخ محمد جمال الدین اللہ میاں کو پیارے ہوگئے شیخ محمد جمال الدین عاشق اسلام، مسلمانوں، ہندوؤں اور کل باشندگان سورینام کا ہمدرد اور دوست تھا اس کے جنازہ پر چھ سات سو مسلمانوں اور ہندوؤں کا اجتماع تھا۔ اور سب لوگ بلا لحاظ مذہب و ملت اس پر آنسو بہا رہے تھے۔ اس کی نماز جنازہ مجھے پڑھانی پڑی کہ ہمدل اور آنکھوں کے آنسوؤں کی بارش میں ادا ہوئی جماعت کے دوستوں سے التماس ہے کہ وہ اس مرد خدا کا جنازہ غائبانہ پڑھیں اور دعا کریں کہ اس کی اولاد کو اس کے نیک نمونہ پر چلنے۔

تلخ حقیقت

فطرت افراد سے اغماض تو کر لیتی ہے ٭ کرتی نہیں کبھی ملت کے گناہوں کو معاف

ابھی حال میں "الفضل" نے ایک اظہارِ حقیقت پر یہ شکوہ کیا ہے کہ "پیغام صلح" نے پھر جھگڑا اچھیڑ دیا ہے ایسا معلوم ہوتا ہے "الفضل" کے مدیر ذہول و نسیان کا شکار ہو گئے ہیں اور اپنے جوید سے کی جنگجویانہ تاریخ بھول گئے ہیں۔ ان کو یہ یاد نہیں رہا کہ "الفضل" کو اپنی کج بحثی اور دشنام طرازی میں الخصام کا درجہ حاصل ہو چکا ہے۔ ان کی یاد تازہ کرنے کے لئے ان کی خدمت میں چند حقائق پیش کرنا ناگزیر ہو گیا ہے۔

"الفضل" نے حضرت مولانا نورالدین رضی اللہ عنہ کی ...خلافت کے دَورِ مسعود میں ہی داخلی انتشار کی بنیاد رکھی اس کے موسس نے اپنی بیوی کے زیور بیچکر اس جریدے کا آغاز کیا۔ گویا قلمی حرب و ضرب ان کو ہر متاع عزیز سے زیادہ عزیز تھی۔ اس کے اوراق پر حضرت مسیح موعودؑ کے دعاوی کو محرّف کر کے پیش کیا گیا۔ مسلمانوں کے سوادِ اعظم کو کفر کے فتوے سے نوازا گیا۔ اپنی عربدہ جوئی سے ایک مقدس تحریک کو ایک انسان کا تابع مہمل بنا دیا۔ وہ قبولیت و پذیرائی جو حضرت مامور کی قوت قدسی سے پیدا ہوئی تھی وہ "الفضل" کی بحث و جدال سے اور اس کے مرشد کے جارحانہ طرز عمل سے ختم ہو گئی۔

لیکن جو شدت اور حدت اربابِ پیغام کے خلاف "الفضل" کے مقالوں میں جلوہ گر ہوئی اس کی مثال ڈھونڈے سے نہیں مل سکتی۔ یہ لوگ حضرت مامور من اللہ کے قرنِ سے تھے انہوں نے

"آسمان بارد نشان الوقت میگوید زمیں"

کا روح پرور اور ایمان افروز نظارہ اپنی آنکھوں سے دیکھا تھا۔ انہوں نے اپنی عبادت و ریاضت سے احمدیت کی مقدس تحریک کو پروان چڑھایا۔ وہ اس کے فروغ اور عروج کے متمنی تھے۔ وہ نہیں چاہتے تھے کہ امام الزمان کے دعاوی کو غالیانہ طور پر پیش کر کے اس کے پاک مشن کی توہین کی جائے، نہ ہی وہ یہ چاہتے تھے کہ حضرت مامور کی تختگاہ ایک آمر کی جلوہ گاہِ ناز بن کر رہ جائے۔ ان کو کیونکر گوارا ہو سکتا تھا کہ حضرت مولوی نورالدین رضی اللہ عنہ جیسے فلک پیما قائد کے بعد وہ ایک نوجوان کی قیادت تسلیم کریں جس کا حال یہ تھا کہ

"نہ ہاتھ باگ پر ہے نہ پا ہے رکاب میں"

اس جرم کی پاداش میں محمودی خلافت کے اس ناقوس خصوصی نے ان بزرگوں کے خلاف ایسی مہم چلائی کہ ان کو قادیان چھوڑنا پڑا۔ ان کی اس ہجرت کو ایک کار خانہ قرار دیا گیا۔ حالانکہ ان کے اٹھ آنے سے جماعت کے وجود سے روح نکل گئی اور وہ لوگ رہ گئے جنکو علاقتی فتراک کا نخچیر بن کر رہنا گوارا تھا۔

وہ لوگ تم نے ایک شرارت میں کھو دیئے
ڈھونڈھا تھا آسمان نے جن کو خاک چھان کر

ان کواریوں کی ہجرت سے سلسلۂ دشنام ختم نہ ہوا بلکہ اس وقت تک ممتد رہا جب تک کہ اس قائم رہے۔

اس دشنام طرازی کی بھینٹ کا ریہ پڑی کہ زبان بے عنان اور قلم بے لگام ہو گئی، خدا کی طرف سے جو مہلت ملی اس نے خود بیں، خود سر اور خود آرا بنا دیا۔ "خلیفہ صاحب" کی طرف سے اربابِ پیغام کو ہی "الفضل" کے صفحات پر ہدفِ مطاعن نہ بنایا گیا، بلکہ حضرت مولانا نورالدین صاحب رضی اللہ عنہ کو جو حقیقی خلیفۃ المسیح تھے جن جن پیرایوں میں یاد کیا گیا اور جس سکوت اور سکون سے جماعت قادیان نے اس استخفاف، استحقار کو دیکھا اور سنا۔ اس نے ایک ملی معصیت کی صورت اختیار کر لی۔ ایسا معلوم ہوتا کہ تمام بزرگانِ تحریک کو "خلیفہ صاحب" نے فارغ خطی دے دی ہے۔ اور ان کی جماعت اس پر رضامند ہو گئی ہے۔ یہ سارے تجاوزات اور جارحانہ حملے اسی کے اوراق کے پیراہن میں دنیا کے سامنے آتے۔

بزرگوں کی توہین کی انتہا یہ پڑی کہ شعائر اللہ بھی جارحیت کا شکار ہونے لگے۔ خلیفہ صاحب کی لن ترانیوں کا یہ حال ہو گیا۔ کہ انہوں نے محراب و منبر کے سیاق و سباق میں یہ کہدیا کہ حضرت رسولِ اکرمؐ سے بڑا انسان آ سکتا ہے۔ جب اطراف ملک سے احتجاج کا طوفان اٹھا تو بطور تصحیح کے یہ فرمایا کہ میں نے کہا تھا کہ ایک چھوٹا محمد آسکتا ہے۔ (توبہ نعوذ باللہ) ان کا یہ وطیرہ بن چکا تھا کہ جب ان کی سنگین غلوتیں اجالوں میں آتیں تو یہ کوئی نہ کوئی لرزہ خیز دعوے فرما دیتے۔ مثلاً ایک دفعہ جمعہ کے خطبہ میں اعلان کیا کہ سورۃ نور ان کی پاک دامنی کے اثبات اور ان کے معترضین کے جواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی تھی۔ وہ یہ کہنے سے بھی نہ چوکتے تھے کہ:۔

"اگر میں مٹ گیا تو رسول اللہ مٹ جائیں گے۔
خدا کی انگلی ہل رہی ہے۔ آسمان میری
تائید پر مامور کر دیا گیا ہے"

ہوش کی زندگی میں عجز و انکسار کا کوئی معمولی کلمہ کبھی بھولے بھی زبان سے نہ نکلا۔ حالانکہ قربِ الٰہی کی پہلی علامت یہ ہوتی ہے کہ انسان کے قلب پر خشیتِ الٰہی مستولی ہو

"خلیفہ صاحب" اور ان کے ناقوس خصوصی "الفضل" کو دیرینہ شکایت ہے کہ جماعت لاہور حضرت مسیح موعود کی اولاد کو ذریت مبشرہ تسلیم نہیں کرتی۔ یہ ٹھیک ہے صلبی اولاد کے سلبی کارناموں کو دیکھتے ہوئے آن پر حضرت مسیح موعودؑ کے الہام کو چسپاں کر کے امام الزمان کے الہامات کی توہین کیوں کریں۔ خود "خلیفہ صاحب" نے اپنے علاوہ دوسری اولاد کو ذریت طیبہ کب تسلیم کیا ہے؟ اگر وہ ان کو الہاموں کا مصداق تسلیم کرتے تو ان کے ساتھ اور ان کے بچوں کے ساتھ وہ سلوک نہ کرتے جس کا ذکر خود "الفضل" میں ہوتا رہا ہے۔ طلاق اور مقاطعہ جیسی تعزیروں سے بھائیوں کی اولاد کو "خلیفہ صاحب" نوازتے رہے۔ اور اپنی اولاد کو اپنے جماعتی نظام میں اپنے بھائیوں سے فائق اور افضل رکھا۔ جو بھائی "حضرت قمرالانبیاء" کے لقب سے اب متعارف ہو رہے ہیں ان کے ساتھ جو کچھ ہوا وہ "الفضل" کے مدیر پر خوب روشن ہے۔ اس لئے "خلیفہ صاحب" کے سلوک سے جماعت لاہور کے عقیدے کی تصدیق ہو جاتی ہے کہ صلبی اولاد ذریت مبشرہ ہرگز ہرگز نہیں ہے۔

تقریباً چالیس سال تک "خلیفہ صاحب" نے اپنے متعلق۔ خدا کے متعلق اور رسالت مآب کے متعلق وہ کچھ کہا اور اس انداز سے کہا کہ اس کا اعادہ بھی ذہن پر بار ہوتا ہے۔ خدا کی تقدیر دیکھئے کہ "خلیفہ صاحب" نے اپنی ہر بات سے ارتداد کیا، قادیان چھوڑا حالانکہ وہ اعلان کر چکے تھے کہ حضرت مسیح موعودؑ کی تدفین کے وقت وہ خدا سے عہد کر چکے ہیں کہ وہ کبھی قادیان نہیں چھوڑیں گے۔ تقسیم کے وقت جب لوگوں نے چھوڑنے کا مشورہ دیا تو اس میثاق کا حوالہ دے کر مشورے کو رد کر دیا۔ لیکن جب حالات نے ابتلاء کی صورت اختیار کر لی تو عزیمت ہزیمت اور قرار فرار میں بدل گیا۔ محض فرار ہی قلبی کیفیت کی غمازی کے لئے کافی تھا۔ جس بھیس میں پاکستان تشریف لائے وہ ان کے دعاوی پر ایک عبرتناک طنز ہے۔ میں "الفضل" کے مدیر سے پوچھتا ہوں کیا وہ "مصلح موعودؑ" کی صورت میں قادیان سے لاہور پہنچے تھے؟

جب ان کی دسیسہ کاریوں اور ریشہ دوانیوں سے مرحوم پنجاب میں ہنگامہ کا بازار گرم ہوا تو اسی "مصلح موعود" نے احمدیت کی تبلیغ سے دستبرداری کا اعلان کیا۔ جب اقلیت قرار دیئے جانے کا اندیشہ لاحق ہوا تو فوراً احمدیت کی اصطلاح کی تنسیخ کے لئے آمادہ ہو گئے۔ یہ اُن بہتانوں کی پاداش تھی جو جماعت لاہور پر لگا کر جماعت احمدیہ کو بدظن کیا تھا۔

جب منیر ٹریبونل قائم ہوا۔ تو اپنی تقریروں اور تحریروں سے انحراف کا اعلان کیا۔ اور ان کی ذمہ داری

اپنے خاص خاص اعلانات جن میں اپنی پالیسی بیان کی گئی تھی ان سے بھی ٹریبونل کے سامنے انکار کیا گیا۔ اس وقت سے دل پر ایسا خوف طاری ہوا ہے کہ صاحب فراش ہوتے تک تمام خطبے اور اعلانات اس طرح شائع ہوتے رہے ہیں کہ ان پر تمہید کے طور پر یہ لکھا ہوتا ہے کہ یہ شعبہ زود نویسی کی ...... ذمہ داری پر شائع ہو رہے ہیں۔ اس تدبیر میں جتنی اولوالعزمی ہے وہ سب پر عیاں ہے۔ گویا "مصلح موعود" اپنے "کلماتِ طیبہ" کی اشاعت کی ذمہ داری لینے پر تیار نہیں ہیں!

۱۹۱۴ء سے "خلیفہ صاحب" جماعت لاہور کو مطعون کر رہے ہیں کہ وہ حضرت مسیح موعود کے مشن کو چھپاتے ہیں اور مسلمانوں سے مفاہمت استوار کرنے کے آرزومند ہیں، جب منیر ٹریبونل کے سامنے خلافتی عقائد پر احتساب ہوا۔ تو فوراً کہدیا کہ حضرت مسیح موعود کا ماننا جزو ایمان نہیں، مفہوم اور معنی کے لحاظ سے اس اعلان میں اور مولوی ثناء اللہ کی تحریروں میں کیا فرق ہے؟ مدیر "الفضل" واضح فرمائیں! جب مسلمانوں کے جنازے کا سوال آیا تو اس کے متعلق بھی بلا تامل فرما دیا کہ اس پر نظر ثانی کی جا رہی ہے کیونکہ دفعتہً ان کو حضرت بانی سلسلہ کی تحریر مل گئی ہے۔ حالانکہ یہ تحریر ۱۹۱۴ء سے زیر بحث تھی۔ اور اس طویل عرصہ میں ہزاروں قادیانی احمدی محض کسی قریبی مسلمان رشتہ دار کے جنازے میں شرکت کے جرم پر جماعت سے خارج ہو چکے تھے۔ یہ کتنا عبث نہ ہوگا کہ ٹریبونل میں پیش ہونے سے پہلے خلیفہ صاحب نے مشاورت کی اور ان کو غالب اکثریت نے مشورہ دیا کہ جس موقف پر "حضور" چالیس سال سے قائم ہیں اور جس سے معمولی انحراف پر غیر معمولی سزائیں دی گئی ہیں، اسی موقف کا اعلان ٹریبونل کے سامنے ہونا چاہیئے تاکہ لوگوں پر منکشف ہو جائے کہ قادیانی جماعت خلوص سے اپنی تعلیم پر کاربند ہے۔ مگر تعلیاں مارنے والے "لیڈر" میں جرأت کہاں!

اس نے انحراف اور ارتداد میں بہتریت سمجھی۔ اور جماعت جو صُمٌّ، بُکْمٌ، عُمْیٌ ہو چکی تھی۔ وہ اس ارتداد سے بھی کوئی سبق حاصل نہ کر سکی۔ یہ خدا کی طرف سے ایک قسم کی تعزیر ہے کہ قادیانی جماعت نے جماعت لاہور کے خلاف جو جو الزام لگائے تھے وہ ایک ایک کرکے ان کے "خلیفہ صاحب" کے ہاتھوں ان کے خلاف ثابت ہو رہے ہیں۔ اس کے باوصف بقول شاعر :-

پھر بھی ہم سے گلہ ہے کہ وفادار نہیں

۱۹۱۴ء کے بعد جماعت لاہور کے خلاف ایک بڑا الزام تراشا گیا کہ انہوں نے ایک بہشتی مقبرہ قائم کیا ہے خدا کا کرنا ایسا ہوا کہ ان لوگوں نے خود ربوہ میں خود ساختہ "بہشتی مقبرہ" قائم کر لیا۔ یہ بھی معتبر ذرائع سے خبر نکلی تھی کہ حضرت مسیح موعود کا "روضہ" بھی بنایا گیا تاکہ "خلیفہ صاحب" کے ذہنی عارضے سے فائدہ اٹھا کر انکو مصنوعی روضے سے تسلی دی جا سکے۔ جب بڑھتے بڑھتے بیٹھنے میں اضطراب رونما ہوا تو "مصنوعی تربیت" کو ہموار کر دیا گیا۔ جن لوگوں کی روحانی تربیت میاں محمود احمد صاحب نے کی تھی انہوں نے پہلے پیدا کئے ہوئے ابتلاء کے وقت یہی کچھ کرنا تھا جو کچھ وہ کر رہے ہیں۔

بحر بحر نہ ہوتا تو بیاباں ہوتا

جس خلیفہ کے نہ ماننے پر "الفضل" ارباب پیغام کے خلاف شب و شتم کے انبار لگاتا رہا ہے اور مسلمانوں کے انکار کو کفر قرار دیتا رہا ہے اس نے تقسیم ملک سے پہلے اپنے احمدیہ رضاکاروں کے ذریعہ پنڈت جواہر لعل نہرو کو لاہور میں پھولوں سے سلامی دی۔ سنہ ۱۹۴۵ء کے انتخابات میں سیالکوٹ میں ایک نشست کی خاطر جماعت احرار سے میثاق کیا۔ اس سے اس جماعت اور اس کے "خلیفہ" کی غیرت دینی کا پتہ چلتا ہے۔ حضرت مسیح موعود کو گالیاں دینے والے ان کے نزدیک ان لوگوں سے بہتر ہیں جو حضرت مسیح موعود کی ماموریت کے حلقہ بگوش ہیں۔

خدا کی طرف سے انتباہ اور تنبیہہ کا سلسلہ جاری رہا۔ لیکن جو لوگ زبان حال سے یہ کہہ رہے تھے۔ قلوبنا فی اکنۃ مما تدعونا الیہ وفی آذاننا وقر۔ اور جو عاجل فائدے کے لئے عاقبت الامور سے غافل تھے اور اس آیت کا مصداق تھے۔ ان هؤلاء یحبون العاجلۃ ویذرون وراءهم یوما ثقیلا۔ وہ لوگ بطش شدید کے منتظر اور مستوجب تھے۔ چنانچہ وہ یوماً ثقیلا اس وقت سے شروع ہے جب سے "خلیفہ صاحب" اس حالت میں ہیں کہ صرف جسم ساکت ہے بلکہ نطق بھی ساقط ہو چکی ہے اور اس ذہنی ابتلاء پر الفاظ کے ریشمی پردے ڈالے جا رہے ہیں تاکہ مریدوں کو مرشد کی اصلی حالت کی خبر نہ ہو۔ لیکن جس مرض سے یوم تبلی السرائر لانا مقدر ہے وہ انسان کے چھپائے کیسے چھپ سکتی ہے۔ خدا نے اس فالج اور جنون سے یہ ثابت کرنا ہے کہ ان امراض کا شکار اس کے مشن کا صحیح سربراہ نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ حضرت مسیح موعود کی حیاتِ طیبہ سے ثابت ہے کہ "وہ زرد چادریں" نہ ان کے جسم اطہر کو نہ ذہن پاک کو متاثر کر سکیں۔ خدا کے پیام جاں نواز "رددنا الیک انوار الشباب" کی برکت سے وہ آخری دم تک سرگرم کار رہے۔ خدا اپنے کام کرنے والوں کو کبھی معذور و مجبور نہیں ہونے دیتا۔ جو معذور اور نکما ہو جاتا ہے وہ خدا کے کام کرنے والوں میں سے نہیں ہوتا۔

جب ذہول و نسیان نے جنون کی صورت اختیار کر لی۔ اور اس کے مظاہر لوگوں کے سامنے آ گئے۔ تو قادیانیوں کے "حضرت قمر الانبیاء" نے ۱۹ جون ۱۹۵۹ء کو الفضل میں ایک مضمون داغ دیا جس میں یہ ثابت کرنے کی ناکام کوشش کی گئی کہ نسیان نبوت کے منافی نہیں۔ اور اس نے اس قسم کے آریہ اور عیسائی مصنفین کے انداز میں رطب و یابس کو جمع کرکے اپنے ہتک آمیز نظریئے کو صحیح ثابت کرنے کی شرمناک سعی کی گئی۔ اس سے مقصود یہ تھا کہ مصلح موعود کا جنون عقیدت کی دیواروں کو مسمار کر دے۔ اس سے عیاں ہو گیا کہ وہ پیر پرستی میں کہاں تک چلے گئے ہیں۔ جس واقعہ کو قرآن کریم نے فتح مبین قرار دیا۔ "حضرت قمر الانبیاء" نے اس کو رسول اکرم صلعم کے لئے ہوشربا سانحہ ثابت کرنا چاہا تاکہ وہ رحمۃ للعالمین کی طرف نسیان منسوب کر سکیں۔ یہ صاحب وہی ہیں جنہوں نے سیرت مہدی مرتب کی اور اس کی پہلی ایڈیشن میں حضرت اماں جان مرحومہ مغفورہ کی طرف منسوب کرکے حضرت مسیح موعود کی خلوتی زندگی کے متعلق ایک ایسی روایت شائع کر دی جس سے سمعنا و اطعنا کہنے والی جماعت بھی مضطرب ہو گئی اس بزرگ کے اخلاق عالیہ کا ایک نادر نمونہ "الفضل" کے توسط سے روشناس خلق ہوا۔ انہوں نے از خود جماعت لاہور کے ایک معزز رکن سے در پردہ خط و کتابت شروع کی اور خود ہی بغیر اطلاع کے "الفضل" میں شائع کر دی۔ یہ ہیں وہ لوگ جو اپنے آپ کو ابنائے فارس کہتے ہیں۔ یہ سب مساعی اس لئے ہو رہی تھیں کہ جماعت اس نام نہاد "مبشر اولاد" کی عملی زندگی کے اضطراب انگیز نمونوں سے ہلاک نہ ہو جائے۔ بلکہ ایسی مانوس ہو جائے کہ ان کی بے عنوانیوں سے مایوس نہ ہو۔

"حضرت قمر الانبیاء" اور ان کے ہمنوا الدیم پرواز دل میں جانتے ہیں کہ ان کے "مصلح موعود" کیفر کردار کو پہنچ کر عبرت آموز نمونہ بنے ہوئے ہیں لیکن وہ اس حقیقت پر نظر فریب پردے چڑھا رہے ہیں۔ ان کی اسی قلبی کیفیت کا قرآن کریم نے یہ کہکر خوب نقشہ کھینچا ہے بل الانسان علی نفسه بصیرة ولو القی معاذیره۔ بیماری اور صحت کی خبروں سے ان کی بیچارگی ٹپکتی ہے۔

جب خدائی تقدیر پردہ دری پر آمادہ ہوتی ہے تو ان لوگوں کی پردہ داری کیا کام آ سکتی ہے۔ چنانچہ خدائی تعزیر کا ایک تازہ کرشمہ ظاہر ہوا ہے۔ ارباب ربوہ نے اپنے "حضرت قمر الانبیاء" کی قیادت میں ایک نگران کمیٹی مقرر کی ہے۔ اور اپنی دیرینہ عیاری کے ساتھ یہ اعلان کر دیا ہے کہ یہ نگران کمیٹی "حضور" کی منظوری سے بنائی گئی۔ اگر "حضور" مشقت کا کام نہیں کر سکتے۔ ان سے مؤدبانہ عرض ہے کہ انہوں نے مشقت کا کام کیا کب؟ ان کی موجودہ حالت میں سب سے بہتر حالت وہ ہوتی ہے۔ جب ان کو تختہ کی مانند برسرعام لایا جاتا ہے۔ اس صحت کی حالت میں جو حرکات ان سے صادر ہوتی ہیں اور جو کلمات ان کے "دہن مبارک" سے نکلتے ہیں ان سے ان کی ذہنی کیفیت عریاں ہو جاتی ہے۔ اب تو مریدان باصفا ان کو مل بھی نہیں سکتے۔ کیا ملاقات میں بھی کوئی مشقت ہے۔ قادیانی صاحبان ربوہ جاتے ہیں تاکہ "حضور" کی خدمت میں حاضر ہوں۔ لیکن وہاں یہ کیفیت ہے :-

نہ مژدۂ وصال نہ نظارۂ جمال

چونکہ یہ فالج اور جنون اس انسان کا ہے جس نے اپنے

(باقی بر صفحہ ...)

مولانا عبدالحق صاحب ودیارتھی کا ایک خط

ڈچ گیانا سے

ذیل کا خط مولانا عبدالحق صاحب ودیارتھی نے سورینام (ڈچ گیانا) سے ۲۸ مئی کو محترم شیخ غلام قادر صاحب کے نام ارسال کیا ہے:۔

مکرم شیخ صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بہت دن ہوئے آپ کا کوئی خط نہیں ملا۔ یہاں آئے ہوئے مجھے دو ماہ ہو گئے ہیں۔ مگر یہاں کے دوست نہیں چھوڑتے۔ کوئی نہ کوئی پروگرام بنا کر روک لیتے ہیں۔ یہاں عید کی نماز ۱۵ مئی کو پڑھی گئی۔ مسجد میں حاضری چھ سو اشخاص سے کچھ کم نہ تھی۔ خطبہ حسب معمول سرکاری طور پر براڈ کاسٹ کیا گیا۔ اور یہی خطبہ بہت سی مسجدوں میں نماز کے بعد سن لیا گیا۔ ایران اور فلپائن سے دعوت آئی ہے۔ کہ وہاں کا دورہ کیا جائے۔ مگر ابھی وہاں جانے کا وقت نہیں نکال سکا۔۔

ایک پاکستانی سکاؤٹ کا افسوسناک رویہ

کچھ دنوں سے خبر تھی۔ کہ یہاں ایک پاکستانی سکاؤٹ جو عرصہ سے دنیا کے دورہ پر ہے۔ آنے والا ہے۔ کوئی دو ہفتے گذرتے ہیں۔ کہ وہ یہاں آ گیا ہے۔ میں ارادہ کر ہی رہا تھا۔ کہ اس سے ملا جائے۔ کہ وہ خود ملنے کے لئے آ گیا کوئی آدھ گھنٹہ تک اُن سے گفتگو ہوتی رہی جو دنیا کے عام حالات کے متعلق تھا۔ اس کے چند روز بعد ایک احمدی بھائی سے اس کی ملاقات ہوئی اور اس نے حضرت مسیح موعودؑ کے خلاف اس پر اعتراضات شروع کر دیئے، اور ایک لیکچر بھی احمدیوں کے خلاف دے دیا۔ کہ پاکستان میں تو کوئی ان کو جانتا بھی نہیں۔ اور نہ ان کی کوئی گنتی ہے۔ یہ لوگ ایسے اور ویسے ہیں۔ دو تین اعتراضات جو اُس نے احمدی بھائی پر کئے تھے ان کا جواب لکھ کر ان کو بھیجدیا تھا۔ اس کے جواب میں اس نے حضرت مسیح موعودؑ پر گالیوں سے بھرا خط مجھ کو لکھکر بھیجدیا۔ جسے پڑھکر نہایت افسوس ہوا۔ کیونکہ اس نے اپنا مذہب انسانیت بتاتے ہوئے تمام مذاہب کو مُردہ لکھا ہے۔ اور میرے السلام علیکم کا جواب وعلیکم السلام نہیں دیا۔ اس پر اسے ایک دوسرا خط لکھنا پڑا۔ اس سکاؤٹ کا نام محسن ہے۔ جس خط کی نقل درج ذیل ہے:۔

"پیارے محسن۔ السلام علیکم۔ آپ کا خط پڑھکر اس بات سے خوشی ہوئی۔ کہ آپ کا مذہب انسانیت ہے اور یہ زمانہ کتابوں اور عقیدوں کا نہیں۔ اس میں سخت ضرورت ہے۔ کہ انسان کو انسانیت کی طرف رجوع کیا جائے نیکی اور راہِ راست پر لانے کی کوشش کی جائے۔ مذاہب اور عقیدے اپنا مذہب کھو چکے ہیں۔ اور مُردہ ہیں۔ ہاں آپ یہ بھی تو لکھتے ہیں:۔

"میں تو صرف مسلمانوں میں تفرقہ اور فساد سے ہی بیزار نہیں ہوں بلکہ دنیا کے تمام باسیوں کے اتحاد کے خواب دیکھتا ہوں وہ زمانہ دُور نہیں کہ انسان ان تمام چنگلوں سے آزاد ہو جائے گا۔ کیونکہ آجکل نہ تو مسلمان ہی مسلمان [illegible] نہ ہی ہندو اپنے مذہب کے ہی [illegible] پیرو کار۔ عیسائی حضرت عیسیٰؑ کے گُن گاتے ہیں۔ مگر کرتے اپنی من مانی ہیں یہی حال تمام مذاہب کا ہے؟

محسن بھائی میں آپ کے اس مذہب کے بنیادی اصول معلوم کرنا چاہتا ہوں۔ جسے آپ نے انسانیت کا نام دیا ہے۔ یہ کس نبی اور رسول کا لایا ہوا مذہب ہے یا یار لوگوں کا تصنیف کردہ مذہب ہے۔ اس کی کتاب اس کا کلمہ کیسے ہوا کیونکہ آپ کے خیال میں مذاہب تو سب مقصد کھو چکے ہیں۔ اور مردہ ہیں"۔ آپ نے اس مذہب کی کتب بہت پڑھی ہونگی اور دنیا کے دورہ میں جو آپ کر رہے ہیں اس مذہب کے پیروکاروں سے [illegible] ہوئی ہوگی۔ یہ مذہب کہاں سے شروع ہوا اور سب سے زیادہ اس کے ہم نوا کہاں ہیں؟

آپ کے خط سے اس کا ایک بنیادی اصول یہ معلوم ہوا۔ کہ اس میں سب فرقوں اور مذاہب کو شیطان کہنا اور ماننا ضروری ہے۔ کیونکہ آپ کے خیال میں فرقہ بازی کرنا شیطانی کام ہے۔ تو بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد شیعہ سُنی اور خوارج تین فرقے ہو گئے پھر چار امام سُنیوں میں امام ابو حنیفہ امام شافعی، امام احمد حنبل اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہم اجمعین نے الگ فرقے بنائے۔ اور شیعوں میں اثنا عشریہ تفضیلی وغیرہ وغیرہ بیسیوں فرقے ہو گئے تو محسن بھائی جلدی بتایئے۔ کہ ان فرقوں میں سے کس کس بزرگ کو آپ کے مذہب انسانیت میں معاذاللہ شیطان ماننا اور کہنا ضروری ہے۔ کیونکہ اس سب کی عزت کرنا تو مرزا صاحب کا مذہب ہے۔

محسن بھائی آپ بھول گئے۔ جو خواب آپ دیکھ رہے ہیں۔ وہ حضرت مرزا صاحب کا مذہب اور اسلام ہے جو کسی کلمہ گو کو نہ کافر کہتا ہے اور نہ شیطان کہتا ہے۔ بلکہ ہندو بزرگوں اور دنیا کے تمام مذاہب کے بزرگوں کی عزت سکھاتا ہے۔ اور کرشن جی مہاراج اور سب رشیوں اور منیوں کو سچا قرار دیتا ہے میرے خیال میں تو آپ در پردہ یہی مانتے ہیں۔ اور یہی مذہب انسانیت ہے۔ وہ سب لوگوں کو گالی دینا شیطان کہنا یہ مذہب انسانیت نہیں۔

آپ کا خواب اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا رؤیا لفظاً مختلف ہیں۔ آپ نے یہ دیکھا سب مذاہب بٹ کر ایک فرقی مذہب دنیا میں پھیل گیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا رؤیا ہے، کہ اسلام دنیا میں پھیل گیا کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اتحاد مذاہب کی چٹان ہیں جس پر تمام مذاہب اکٹھے ہوں گے اور یہی حضرت مرزا صاحب نے دیکھا ہے آپ کے مذہب انسانیت کا دوسرا اصول یہ معلوم ہوا کہ آپ لکھتے ہیں "کسی کو ڈرا دھمکا کر اپنا ہم نوا بنانا کوئی انسانیت نہیں ہے درندگی ہے" محسن بھائی مجھے بہت مشکل پڑ گئی کیونکہ قرآن مجید میں ہے

وانذر عشیرتک الاقربین اپنے قریبی رشتہ داروں کو ڈراؤ۔ کہ وہ سیدھا رستہ اختیار کریں۔ اور مسلمان علماء اگر ہندو اور عیسائیوں کو ڈراتے ہیں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ مانوگے تو جہنم کی آگ میں جلو گے۔ تو کیا یہ درندگی ہے؟ آپ کے مذہب انسانیت کا تیسرا اصول یہ معلوم ہوا۔ کہ کسی کے کلام یا شعر کے اگر دو معنے ہوں تو ضرور اس کے بُرے معنے مراد لے کر اسے سزا دینی چاہیئے۔ بھائی کا فرض انگریزوں اور امریکنوں کا تعلیم تو یہ ہے کہ ملزم کو شک کا فائدہ دے کر بری کر دیا جائے۔ مگر محسن کا مذہب انسانیت یہ ہے کہ تمہیں اچھے معنے چھوڑ کر بُرے معنے لیکر سزا دینی چاہیئے۔ یہ ہے وہ مذہب جس کی کامیابی کا آپ خواب دیکھ رہے ہیں۔ محسن بھائی پاکستان کا مذہب اسلام ہے اب آپ سوچیئے۔ آپ کیسے پاکستانی ہیں۔

آپ کا خیر خواہ

دستخط۔ مولوی عبدالحق ودیارتھی

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام راولپنڈی کا
جلسۂ وصالِ مسیح موعودؑ

جماعت راولپنڈی جو کبھی روحانی طور پر عمل اور علمی رنگ میں اپنی مثال آپ اور زندگی کی ایک متحرک تصویر تھی، جس کی فضائیں، بزرگانِ قوم حضرت مولانا محمد علی صاحب مرحوم، سید میر ورتر شاہ صاحب مرحوم، مولوی عصمت اللہ صاحب مرحوم، ان کے علاوہ دیگر بزرگانِ دین کے روح پرور لیکچروں سے تاحال معمور، نیز حکیم شاہ نواز صاحب مرحوم، ڈاکٹر بشارت احمد صاحب مرحوم و مغفور، ڈاکٹر عصمت اللہ صاحب مرحوم کے درس قرآن کے رنگ سے رنگین ہیں جن کو حواس ابنیا رکھنے والے روحانی لوگ تاحال مشاہدہ کر رہے ہیں۔

> کو فلسفی کہ منکر حنانہ است
> از حواس انبیاء بیگانہ است

پھر جناب مولانا مولوی صدرالدین صاحب امیر جماعت مولانا مولوی عبدالحق صاحب فاضل سنسکرت و عبرانی، مرزا مظفر بیگ صاحب ساطع، محمد یوسف صاحب گرنتی و دیگر مبلغینِ اسلام کے بصیرت افروز لیکچروں اور مناظروں سے معمور فضائیں اور آشنا کان، پھر ان کی آمد آمد کے منتظر اور یہاں کے محو دید نوجوان۔

> کہ کل کون تھے آج کیا ہو گئے تم
> ابھی جاگتے تھے ابھی سو گئے تم (حالی)

چند درد دل رکھنے والے احباب نے اپنی ذمہ داری کو محسوس کرتے ہوئے اس سکوت اور جمود کو توڑنے کے لئے ماہ مئی سنہ ۱۹۵۸ء میں وصال مسیح موعود منانے کا پروگرام بنایا اور جماعت میں اعلان کیا گویا کہ یہ پروگرام اور احساس، بیداری جمود کو ختم کرنے کی طرف پہلا قدم تھا۔

اگرچہ وقت مقررہ پر صرف تین آدمی حاضر ہوئے اور یہ حاضری جیسا کہ ظاہر ہے۔ نہایت حوصلہ شکن اور حیران کن تھی جو جماعت کی بے حسی اور جمود کی پوری طرح پر آئینہ دار تھی نیز یہ حالت جمود توڑنے والے مجاہدوں کے لئے بھی مایوس کن تھی۔ وہاں ان کے احساس بیداری میں مزید بیداری پیدا کرنے کا باعث ہوئے۔ لہٰذا ان کے حوصلے پست نہ ہوئے کیونکہ با ایمان لوگ جو بے غرض اور خلوص سے مملو ہوتے ہیں، وہ جب کوئی کام کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ کے ساتھ رشتۂ محبت استوار کرنے کی خاطر کرتے ہیں، اور قرآن مجید کے اس ارشاد کو قل ان کنتم تحبون اللّٰہ فاتبعونی کو مدنظر رکھتے ہیں اور آپؐ کی نکی زندگی کے نمونہ کو اپنانے کی سعی کرتے ہیں۔ بہرحال ان مجاہدوں نے ہمت نہ ہاری اور آئندہ سال ماہ مئی سنہ ۱۹۵۹ء میں پھر جلسۂ وصال مسیح موعود منعقد کرنے کا پروگرام بنایا اس دفعہ حاضری پندرہ افراد تک تھی جو گزشتہ افراد کی نسبت حوصلہ افزا تھی۔ اگرچہ یہ حاضری صرف اپنی ہی جماعت کے احباب تک محدود تھی اس اجلاس میں جناب شیخ محمد طفیل صاحب ایم اے بھی شریک تھے انہی کی صدارت میں جلسہ کیا گیا تین چار تقاریر کی گئیں جو مؤثر تھیں اور جناب شیخ محمد طفیل صاحب نے ہماری کوششوں کو سراہا، اس کے بعد مئی سنہ ۱۹۶۰ء کو پھر جلسہ وصال مسیح موعود منعقد کرنے کا پروگرام مرتب کیا گیا۔ ان دنوں جناب میجر سعید احمد صاحب بی۔ اے خلف الرشید جناب ڈاکٹر غلام محمد صاحب مرحوم جماعت کے صدر تھے جو اسم بامسمٰے ہونے کے ساتھ ساتھ احمدیت کی عملی تصویر ہیں اور خدمت اسلام کا جذبہ ان کے ہر رگ و پے میں سمایا ہوا ہے۔ جناب میجر صاحب کا راولپنڈی کی جماعت کے اندر بیداری پیدا کرنے کا ایک معتدبہ حصہ ہے بہرحال جلسہ کو کامیاب بنانے کے لئے مختلف تجاویز سوچی گئیں۔ دیدہ زیب دعوتی کارڈ چھپوائے گئے اور دوستوں کو دعوت دی کہ آپ خود بھی تشریف لاویں اور ہر ایک دوست کم از کم ایک غیر از جماعت دوست کو بھی ساتھ لا دے۔ بہرحال جلسہ ہوا۔ غیر از جماعت احباب بھی تشریف لائے جلسہ کی حاضری تسلی بخش اور تقاریر موثر ہوئیں۔ اس جلسہ کی صدارت جناب مرزا غلام ربانی صاحب نے فرمائی۔ جلسہ صحیح معنوں میں کامیاب ہوا گویا کہ خلوص نے اپنا رنگ دکھایا اس کے کچھ عرصہ کے بعد جناب میجر سعید احمد ملازمت کے سلسلہ میں کراچی تشریف لے گئے اور اپنے پیچھے ایک خلا پیدا کر گئے جس کا آج تک ہر فرد کو احساس ہے۔ آپ کے بعد جماعت نے جناب مرزا معصوم بیگ صاحب خاموش مجاہد کو اپنا صدر منتخب کیا آپ نے محسوس کیا کہ جماعت جس دور سے گذر رہی ہے اس لحاظ سے مجھ پر ایک بہت بڑی ذمہ داری ڈالی گئی ہے۔ آپ نے میجر سعید احمد صاحب کا پیدا کردہ خلاء محسوس کرتے ہوئے جماعت کے اندر ہر فرد کی ذمہ داری کے احساس کو بروئے کار لانے کے لئے جان توڑ جدوجہد شروع کر دی اور کام کرنے کا جذبہ رکھنے والے دیگر دوستوں میں اپنے عملی نمونہ سے ایک نئی قسم کا جذبہ ابھارا اور حقیقی طور پر جماعت کے اندر بیداری پیدا کر دی دفتر کے کام کی ذمہ داری کے علاوہ دوسرے احباب کے مضامین اور ٹریکٹوں کا انگریزی ترجمہ مسیحیت کے خلاف خود ٹریکٹوں کا لکھنا یہاں کے جلسوں میں تقاریر کا کرنا اور پھر مختلف خیال کے افراد سے تبادلۂ خیالات اور مناظرات کے لئے ہر وقت مستعد رہنا اور جماعت کے افراد کے اندر تبلیغ کا جذبہ پیدا کرنے کے لئے علاوہ علم الکلام سے ان کو ایک نئے انداز سے لیس کرنا کچھ انہی کا کام ہے۔

سو حسب معمول امسال ۲۸ مئی سنہ ۱۹۶۱ء کو جلسہ وصال مسیح موعود منانے کا پروگرام بنایا گیا جماعت کے بیدار دل افراد۔

> آ رہی ہے اب تو خوشبو میرے یوسف کی مجھے
> گو کہو دیوانہ میں کرتا ہوں اس کا انتظار
> (مسیح موعودؑ)

کے نظارہ سے حوصلہ مند تھے اور اپنے ارادوں میں ایک خارق عادت طاقت کا احساس پاتے تھے ان کے اس جذبۂ حوصلہ افزا نے جمود پسند طبائع کو بھی زندگی کا احساس دلایا۔ جس کا نظارہ سالانہ جلسہ پر سب بزرگوں اور دوستوں نے ملاحظہ کر لیا۔ اور اب تک مبارک مبارک کے خطوط موصول ہو رہے ہیں۔ اور یہ سب کچھ بقول کسے

> جو کچھ کہ ہوا ہوا کرم سے تیرے
> جو کچھ کہ ہوگا تیرے کرم سے ہوگا

اور بقول جناب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام تھوڑے سے ردّ و بدل کے ساتھ

> کرم خاکی ہیں میرے پیارے نہ آدم زاد ہیں
> ہیں بشر کی جائے نفرت اور انسانوں کی عار
> یہ سراسر فضل و احسان ہے کہ ہم آئے پسند
> ورنہ درگہ میں تیری کچھ کم نہ تھے خدمتگزار

بہرحال جلسہ کی تیاری ہفتہ عشرہ قبل شروع کر دی گئی ایک ہزار اشتہار چھپوائے گئے یکصد دیدہ زیب دعوتی کارڈ تیار کروائے گئے اور ان کو باموقع اور برمحل تقسیم کر دیا گیا۔

خواجہ نصیر اللہ خان صاحب۔ مرزا فیاض الدین چغتائی صاحب، جناب خواجہ عبدالسلام شاہ اسد اللہ شاہ صاحب مرزا لیافت علی صاحب نے نہایت سرگرمی سے حصہ لیا۔ دو جید عالموں جناب فضل الرحمٰن صاحب قمر سالانوی اور حافظ شیر محمد صاحب خوشابی کو جلسہ کو کامیاب بنانے اور بابرکت بنانے کی غرض سے بلا لیا گیا۔

۲۸ مئی سنہ ۱۹۶۱ء کو جناب ملک عبدالقدوس صاحب نائب صدر و مہتمم و منتظم جلسہ نے اپنی خداداد صلاحیتوں کو بروئے کار لاتے ہوئے پنڈال کو تین بجے تک آراستہ کر دیا تھا۔ اس کے علاوہ لاؤڈ سپیکر کا انتظام اور جناب مولانا مولوی فضل الرحمٰن صاحب قمر کی تقریر کو ریکارڈ کرنے کے انتظام میں ٹیپ ریکارڈ مشین تیار کر لی تھی ابھی پانچ بجنے میں کافی وقت تھا۔ جناب ملک عبدالقدوس صاحب نے میاں نصیر احمد صاحب فاروقی کا وہ خطبہ جو جناب نے عیدالضحٰی کے دن فرمایا تھا ریکارڈ کر لیا تھا۔ اسکو لگا دیا جو افراد اور غیر از جماعت احباب فرداً فرداً اور جوق در جوق تشریف لا رہے تھے حیران ہوتے کہ یہ آواز کہاں سے آ رہی ہے۔ یہ معلوم کر کے سب

سب لوگ خطبہ سننے کے لئے ہمہ تن گوش ہو جاتے آخر پانچ بجنے کو آ گئے، مرزا معصوم صاحب کو صدارت جلسہ کی استدعا کی گئی آپ تشریف لے آئے اور جلسہ کی کارروائی باقاعدگی سے شروع ہوئی۔

سب سے پہلے جناب حافظ شیر محمد صاحب نے نہایت خوش الحانی سے تلاوت قرآن مجید فرما کر سامعین کو محظوظ کیا، اسکے بعد مسٹر شاہ اسداللہ خلیف الرشید ملک ظفراللہ خان نے امام الوقت کا منظوم کلام ترنم سے پڑھکر حاضرین کو مسحور کیا۔ اس کے بعد جناب ملک ظفراللہ خان صاحب نے "مسیح موعود اور حفاظت قرآن" کے موضوع پر نہایت جامع اور موثر تقریر فرمائی، ملک صاحب نے اللہ تبارک و تعالیٰ کے وعدہ جو اس پاک کتاب میں ہے۔

انا نحن نزلنا الذکر
وانا لہ لحافظون

کی طرف توجہ دلاتے ہوئے کہا کہ جیسا کہ عام لوگ اس وعدہ کا مفہوم قرآن مجید کا حفظ کر لینا ہی سمجھتے ہیں۔ درست نہیں ہے۔ بلکہ اسلام اور قرآن مجید کی حفاظت اللہ تعالےٰ نے چار طور پر کی ہے۔ اور اسکی تفصیل بتائی۔ پھر بتایا کہ اس چودھویں صدی میں جبکہ مسلمانوں کی حالت ناگفتہ بہ تھی اور دشمنان اسلام نے ہر پہلو سے حملہ کر رکھا تھا اللہ تعالےٰ نے اپنی سنت کے مطابق اور وعدہ کے مطابق اسلام اور قرآن کی حفاظت کے لیئے جناب حضرت مرزا غلام احمد صاحب مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مبعوث فرمایا اور آپ نے علمی اور عملی رنگ میں کماحقہٗ اتمام نور کر کے دکھلا دیا۔ اس کے بعد جناب حافظ شیر محمد صاحب نے "صداقت مسیح موعودؑ" کے موضوع پر ایک جامع اور عالمانہ تقریر فرمائی جس میں احادیث الرسول صلی اللہ علیہ وسلم مجدد دین اور الی یوم الدین کی پیشگوئیاں دربارہ مسیح موعود و مہدی معہود پیش کیں اور اُن کا مہدی کے متعلق وقت کا تعین بیان کرنا واضح کیا پھر بتایا کہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب نے آ کر اعلان کیا کہ ان پیشگوئیوں کا مصداق میں ہوں اور جو حلیہ احادیث میں بیان کیا گیا ہے اُن کا مجھ میں مشاہدہ کر لیا جائے اگر کوئی دوسرا شخص اس بات کا مدعی ہو تو میرے مقابل پر آ کر فیصلہ کر لے بہر حال حافظ صاحب نے نہایت ٹھوس دلائل کے ساتھ تقریر فرما کر آپ کی صداقت پر مہر ثبت کر دی۔

اس کے بعد جناب فضل الرحمٰن صاحب قرسانوی نے مصلح موعود کے موضوع پر نہایت جامع تقریر فرمائی جس کا کوئی پہلو بھی تشنہ نہ رہا۔ آپ نے بتایا کہ یہ زمانہ اور صدی حضرت مرزا غلام احمد صاحب مسیح موعود مصلح موعود اور مہدی معہود کا ہے۔ اس زمانہ میں کوئی دوسرا آدمی مصلح موعود کا دعوےٰ نہیں کر سکتا۔ اور اگر کوئی دوسرا آدمی اس صدی میں مامور ہونے کا دعوےٰ کر دے تو پھر معاملہ التباس میں پڑ جاتا ہے۔ کہ دو ماموروں میں سے کون سچا اور کون جھوٹا ہے۔ پھر فرمایا کہ جو بھی اللہ تعالےٰ کی طرف سے مامور ہو کر آتا ہے۔ منہاج نبوت

فقد لبثت فیکم عمراً
من قبلہ افلا
تعقلون

کے ماتحت اپنا کریکٹر پیش کرتا ہے۔ اسی طرح جناب حکیم مولانا مولوی نورالدین اعظم جو تھے اگرچہ وہ مامور نہیں تھے اپنے نائب خلیفہ ہونے کے لئے منہاج نبوت پر بھی یہی معیار پیش کیا۔ اس کے بعد مسئلہ خلافت کو بھی نہایت احسن طریق سے پیش کیا۔ ان کی تقریر ریکارڈ کر لی گئی ہوئی ہے عنقریب برائے اشاعت ارسال کی جائے گی۔

اس کے بعد مرزا معصوم بیگ صاحب نے "کسر صلیب اور مسیح موعودؑ" پر نہایت جامع، تحقیقی اور عالمانہ تقریر فرمائی اور سامعین کو کسر صلیب کا حقیقی مفہوم سمجھایا اور بتلایا کہ کسر صلیب کا یہ مطلب نہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام تشریف لائیں گے تو وہ تلوار کو لے کر سیڑھی لگاتے ہوئے گرجوں کے اوپر چڑھکر اس لکڑی کی صلیب کو توڑتے پھریں گے جو ان گرجوں کے اُوپر لگی ہوئی ہو گی۔ اگر یہ کام بہت بھاری اور ثواب کا ہے۔ تو پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ہی جبکہ مسلمانوں کو ہر قسم کا اقتدار حاصل ہو چکا تھا۔ اس کار ثواب کو بھی پایۂ تکمیل تک پہنچایا جاتا۔ پھر بتایا کہ جو قرآن مجید اور احادیث میں صلیبی فتنے اور دجالیت کے غلبے کا ذکر ہے اس کو قرآنی دلائل سے ختم کرنے کو کسر صلیب سے موسوم کیا گیا ہے۔ سو وہ جناب حضرت مرزا صاحبؑ نے آ کر کسر صلیب کر دیا۔ مرزا صاحب کا مضمون برائے اشاعت پیغام صلح ارسال کر دیا گیا ہے۔ جلسہ ساڑھے سات بجے کے قریب نہایت خیر و خوبی سے اختتام پذیر ہوا۔ حاضری غیر معمولی تھی۔ ہر مکتب خیال کے لوگ تشریف لاتے ہوئے تھے جلسہ نہایت کامیاب رہا۔

آخر میں دعا ہے کہ اللہ تعالےٰ ہر احمدی دوست کو دین کو دنیا پر مقدم کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین۔ والسلام

نیازمند ظفراللہ خاں سیکرٹری۔ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام راولپنڈی۔ کوچہ حکیم شاہ نواز۔ کالج چوک راولپنڈی۔

کیا یسوع مسیح صلیب پہ قتل ہوئے؟

اس موضوع پر جو تقریر جناب مرزا معصوم بیگ صاحب نے راولپنڈی کے سالانہ جلسہ پر کی تھی، ٹریکٹ کی صورت میں چھپ کر تیار ہو گئی ہے اس کا عموماً مسلمانوں اور خصوصاً اہل تثلیث میں تقسیم کرنا نہایت ضروری ہے۔ لہٰذا جماعتوں کے سیکرٹری صاحبان اپنی اپنی ضرورت کے مطابق ذیل کے پتہ سے طلب کریں۔

ظفراللہ خاں سیکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام۔ کوچہ حکیم شاہ نواز کالج چوک۔ راولپنڈی نمبر

اخبار احمدیہ

نیو مسلم کالج

—— اس نام سے ایک کالج ہماری جماعت کی طرف سے عنقریب کھلنے والا ہے جس کے سٹاف میں قابل ترین پرنسپل اور پروفیسر رکھے جا چکے ہیں۔ پروفیسر محمد شفیع بھٹی جو ایف سی کالج کے نامور پروفیسروں میں سے تھے اس کالج کے پرنسپل مقرر ہوئے ہیں۔ مزید تفصیلات عنقریب پراسپکٹس کی صورت میں شائع ہوں گی۔

گرنھی صاحب سینی ٹوریم میں

—— محترم شیخ محمد یوسف صاحب گرنھی دیر سے بیمار چلے آ رہے ہیں حال ہی میں انہیں ڈاڈر سینی ٹوریم میں برائے علاج داخل کیا گیا ہے، احباب سے درخواست ہے کہ اس مخلص دینی کارکن کی صحت کے لئے دردِ دل سے دعا فرمائیں۔

انتقال پُرملال

—— راولپنڈی سے یہ افسوسناک خبر موصول ہوئی ہے کہ ڈاکٹر عصمت اللہ صاحب مرحوم کی اہلیہ جو حکیم شاہ نواز صاحب مرحوم کی صاحبزادی تھیں ۵ رجون کو اس دار فانی سے رخصت ہو کر اپنے مالک حقیقی کے پاس پہنچ گئیں انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اس صدمہ میں ہمیں ان کے فرزندان خلیل اللہ خان اور سلیم اللہ خان، اور مرحومہ کے بھائیوں اور دیگر لواحقین سے دلی ہمدردی ہے، اللہ تعالےٰ انہیں صبر جمیل عطا فرمائے اور مرحومہ کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے۔ گذشتہ جمعہ کو مرحومہ کا جنازہ غائبانہ مسجد احمدیہ بلڈنگس لاہور میں پڑھا گیا بیرونی احباب سے بھی جنازہ غائبانہ کی درخواست ہے۔

نکاح

—— ۲۷ رمئی ۱۹۶۱ء کو ڈاکٹر نصرت علی ایم بی بی ایس کا نکاح نفیسہ پروین بی اے کے ساتھ بعوض ۲۱ ہزار روپیہ حق مہر جناب مولانا یعقوب خان صاحب نے ثمن آباد لاہور میں پڑھایا۔ اس خوشی میں ڈاکٹر صاحب نے دس روپے برائے اشاعت اسلام دیئے ہیں۔ مولانا یعقوب خان صاحب نے ایک بصیرت افروز خطبہ سے ازدواجی زندگی اور تقویٰ کی اہمیت کو واضح کیا۔

قادری صاحب کی صحت

—— محترم سید تصدق حسین صاحب قادری اپنے ایک والا نامہ میں لکھتے ہیں کہ خاکسار کی صحت اچھی نہیں، تمام حضرات مجھے دعاؤں میں یاد رکھیں، امید ہے احباب کرام اس مجاہد بزرگ کے لئے دردِ دل سے دعا فرمائیں گے۔

نتیجہ امتحان

ہیڈ ماسٹر صاحب مسلم ہائی سکول بدوملہی لکھتے ہیں:۔

اطلاعاً تحریر ہے کہ مسلم ہائی سکول بدوملہی کے مڈل کا نتیجہ ۱۰۰ فیصد ہے فالحمد للہ

مصلح موعود کی پیشگوئی پر ایک سرسری نظر

از قمر سامانوی

(۴)

اللہ تعالیٰ کی سنتِ قدیمہ

اسی اخبار بدر میں ۵ جولائی ۱۹۶۱ء کی ایک غیر مطبوعہ تقریر شائع ہوئی ہے جس میں اس سوال کا جواب دیا گیا ہے کہ الوصیت میں مندرجہ ... حالانکہ پہلے آپ ماموروں کے متعلق بتایا کرتے تھے اور اب اپنے پر چسپاں کرتے ہیں۔ اس کے جواب میں فرماتے ہیں:-

"جب کوئی مامور دنیا میں آتا ہے تو وہ اپنے بعد میں آنے والے کسی مامور کی خبر ضرور دیتا ہے اور یہ سلسلہ اسی طرح چلتا چلا آیا ہے اور چلتا چلا جائے گا۔ یہاں تک کہ حقیقی قیامت آجائے"

(الفضل مصلح موعود نمبر ۱۹۶۱ء)

پہلے آنے والے مامور نے اس قدیم سلسلہ کے موجب اللہ تعالیٰ سے خبر پاکر مندرجہ ذیل الہامات اور پیشگوئیاں شائع کیں:-

(۱) "میں تجھے ایک رحمت کا نشان دیتا ہوں۔"
(۲) ایک وجیہ اور پاک لڑکا تجھے دیا جائے گا۔
(۳) ایک زکی غلام تجھے ملے گا"

(اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء)

(۴) "اللہ تعالیٰ اس کو ایک فرزند صالح عطا کرے گا جو اس کے باپ کے مشابہ ہوگا اور خدا کے معزز بندوں میں سے ہوگا۔"

(آئینہ کمالاتِ اسلام صفحہ ۵۸۸)

(۵) "اللہ تعالیٰ اسکو ایک لڑکا پارسا دے گا جو اس کے نمونہ پر ہوگا۔"

(نشانِ آسمانی صفحہ ۱۳)

(۶) "تیری برکات کا دوبارہ نور ظاہر کرنے کے لئے ایک شخص کھڑا کیا جائے گا جس میں روح القدس کی برکات پھونکوں گا۔"

(تحفہ گولڑویہ صفحہ ۵۶)

(۷) "ایک کو ان میں مردِ خدا مسیح صفت بیان کیا گیا ہے۔" (تریاق القلوب صفحہ ۱۴۱)

(۸) "تیری ہی ذریت سے ایک شخص پیدا ہوگا جس کو کئی باتوں میں مسیح سے مشابہت ہوگی۔ وہ آسمان سے اترے گا اور زمین والوں کی راہ سیدھی کر دے گا۔"

(ازالہ اوہام صفحہ ۱۵۶)

(۹) "اس مسیح کو بھی یاد رکھو جو اس عاجز کی ذریت میں سے ہے" (ایضاً صفحہ ۴۱۸)

(۱۰) "اب اس کے بعد قیامت تک کوئی مسیح نہیں آئے گا ...... سوائے اس مسیح کے جس کے متعلق اللہ تعالیٰ کی طرف سے میری ذریت میں سے ہونے کا وعدہ گذر چکا ہے"

(انجام آتھم صفحہ ۱۰۲)

(۱۱) "بشارت دی کہ اک بیٹا ہے تیرا جو ہوگا اک دن محبوب میرا

(درثمین)

(۱۲) زود گر ہے خدا مرا سے بصد اعزاز سے آید
مبارک باد تت اے مریم کہ عیسیٰ باز مے آید

(تذکرہ صفحہ ۸۰۱)

(۱۳) "فرزند دلبند گرامی ارجمند مظہر الاول والآخر مظہر الحق والعلاء کان اللہ نزل من السماء۔"

(اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء و ازالہ اوہام)

(۱۴) میں تیری جماعت کے لئے تیری ہی ذریت سے ایک شخص کو قائم کروں گا اور اس کو اپنے قرب اور وحی سے مخصوص کروں گا۔"

(الوصیت صفحہ ۷)

(۱۵) "خدا اس کی نسل میں سے ایک ایسے شخص کو پیدا کرے گا جو اس کا جانشین ہوگا اور دین اسلام کی حمایت کرے گا۔"

(حقیقۃ الوحی صفحہ ۳۱۲)

(۱۶) "انا نبشرک بغلام حلیم" (تذکرہ صفحہ ۴۳۲)

(۱۷) "ساھب لک غلاماً زکیا"

(تذکرہ صفحہ ۴۳۸)

(۱۸) "رب ھب لی ذریۃ طیبۃ"

(تذکرہ صفحہ ۴۳۸)

(۱۹) انا نبشرک بغلام اسمہ یحییٰ"

(تذکرہ صفحہ ۴۳۸)

(۲۰) "ایک لڑکا ہدایت میں کمال پائے گا۔"

"آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۳۰۵)

ان سب پیشگوئیوں میں حضرت اقدس علیہ السلام نے اپنے بعد آنے والے ایک شخص کی پیشگوئی فرمائی ہے جس کا مصداق اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی خبر کی بناء پر موجودہ مدعی خود بنتا ہے اور ان سب پیشگوئیوں کا مصداق بننے کے باوجود وہ یہ اعلان کرتا ہے کہ میں مامور نہیں۔ دوسری طرف یہ قاعدہ کلیہ بھی وہی مدعی صاحب خود بیان کرتے ہیں کہ

"جب کوئی مامور دنیا میں آتا ہے تو وہ اپنے بعد آنے والے ایک مامور کی خبر ضرور دیتا ہے۔"

اگر یہ قاعدہ صحیح اور یہ سنت درست ہے تو پھر کیا وجہ ہوئی کہ حضرت اقدس نے اپنے بعد جس کے آنے کی خبر دی تھی وہ مامور نہ ہوا؟ دعویٰ کرنے کے وقت بلکہ اس سے پہلے بھی آپ یہ جانتے تھے کہ حضرت مسیح موعودؑ نے اپنے بعد آنے والے کی پیشگوئی فرمائی ہے اس کے لئے الہام الٰہی کی بناء پر ہر جگہ "ایک" کی قید لگائی ہے۔ اور دوسری طرف یہ بھی جانتے تھے کہ کوئی مامور اپنے بعد جس کے آنے کی پیشگوئی کرتا ہے وہ بعد میں آنے والا مامور ہوتا ہے اور یہ بات آپ خوب جانتے تھے کہ مامور نہ ہونے کی وجہ سے میں اس پیشگوئی کا مصداق کسی صورت میں نہیں ہو سکتا اور ادھر اس کا مصداق ہونے کا دعویٰ کرنا بھی ضروری تھا اس لئے سوچ سمجھ کر دعویٰ کے ساتھ ہی حسب عادت یہ اعلان کیا کہ

"میں یہ نہیں کہتا کہ میں موعود ہوں اور کوئی موعود قیامت تک نہیں آئے گا آنے والے آئیں گے اور خدا تعالیٰ کے وعدے کے موافق اپنے اپنے وقت پر آئیں گے"

دعویٰ کے ساتھ یہ الفاظ کہکر آپ نے خلفائے احمدیت کا ذہن اس طرف منتقل کر دیا کہ حضرت صاحب نے اپنے بعد آنے والے صرف ایک "موعود" کی خبر نہیں دی بلکہ کئی موعودوں کی دی ہے۔ اور ادھر ان میں سے بھی کوئی یہ نہیں پوچھتا کہ حضور! حضرت صاحب نے تو اپنے بعد میں آنے والے کے لئے صرف "ایک" موعود کی خبر دی ہے۔ آپ نے یہ بہت سے موعود کہاں سے نکال لئے؟ اس میں آپ نے نہایت ہوشیاری سے کام لیتے ہوئے یہاں مجرد لفظ "موعود" استعمال کیا ہے۔ مصلح موعود کا لفظ استعمال نہیں کیا اور اس میں کیا شک ہے کہ "مجرد موعود" صرف آپ اکیلے ہی نہیں بلکہ اور بھی ہیں اور اس میں بھی کوئی شبہ نہیں کہ مجرد موعود کا مامور ہونا یا نہ ہونا زیر بحث ہی نہیں آسکتا کیونکہ حضرت اقدس نے یہ فرمایا ہے کہ:-

"مجرد موعود کی پیشگوئیاں اس جگہ بطور دلیل کے کام نہیں آسکتیں کیونکہ ہر ایک لڑکا جو میرے گھر میں اس بیوی سے پیدا ہوا ہے وہ موعود ہے" (تریاق القلوب)

اس طرح آپ بھی "موعود" کہکر مصلح موعود کی پیشگوئی کے دعویدار ہو گئے اور دوسرے موعودوں کا تذکرہ کر کے مامور ہونے سے بھی بچ گئے، یہ ساری ایچا پیچی صرف سزا سے بچنے کے لئے تھی کیونکہ آپ "موعود" تو یقیناً تھے اور صرف موعود کا مامور ہونا منہاج نبوت میں داخل ہی نہیں مگر اس کے باوجود یہ سوال بدستور قائم رہا کہ حضرت اقدس نے اپنے بعد آنے والے جس شخص کی پیشگوئی فرمائی ہے اس کو ہر جگہ لفظ "ایک" سے مقید کر دیا ہے اور قاعدہ یہ ہے کہ جب ایک شخص کے اپنے بعد آنے کی کوئی مامور خبر دیتا ہے تو وہ آنے والا مامور ہوتا ہے اگر آپ وہی ہیں تو پھر مامور کیوں نہیں؟ اور اگر یہ فرض بھی کر لیا جائے کہ حضرت صاحب نے

نعوذ باللہ اس مذکورہ بالاسنت اللہ کے خلاف اپنے بعد آنے والے بہت سے ماموروں کے لئے پیشگوئی فرمائی تو پہلے اس بات کو ثابت کرنا چاہیئے کہ وہ پیشگوئیاں کہاں ہیں؟ اور پھر یہ بتانا ضروری ہے کہ وہ بعد میں آنے والے سب موعود مامور ہوں گے یا غیر مامور؟ اگر مامور ہوں گے تو اس کا کیا ثبوت ہے اور اگر غیر مامور ہوں گے تو پھر ان کی پیشگوئیاں کرنے سے کیا مدعا حاصل ہو سکتا ہے؟ اور پھر یہ "ایک" کی شرط جو ہر جگہ لگائی ہے اسکو صحیح سمجھا جائے گا یا غلط؟ اگر صحیح ہے تو پھر زیادہ آنے والے کس طرح صادق ہو سکتے ہیں اور اگر نعوذ باللہ یہ "ایک" کی شرط غلط ہے تو پھر ان پیشگوئیوں کی صداقت کا کیا ثبوت ہے جن میں صرف "ایک" کے آنے کی خبر دی گئی ہے؟

پیش آمدہ مشکلات کا حل

نہایت غور وخوض کے بعد ان مشکلات کا حل یوں کیا گیا کہ بہت سے موعودوں کو چھوڑ کر یہ پیشگوئی صرف دو کے لئے مخصوص کر دی ایک تو بعد میں آنے والے مامور موعود کے لئے اور ایک اپنے لئے۔ تاکہ جب یہ اعتراض ہو کہ جب قاعدہ یہ ہے کہ ہر مامور اپنے بعد آنے والے جس شخص کی خبر دیتا ہے تو پھر آپ مامور کیوں نہیں تو اس کا جواب یہ دے دیا جائے کہ وہ اور ہو گا اور جب یہ پوچھا جائے کہ حضرت صاحب نے اپنے بعد آنے والے جس "ایک" موعود کی خبر دی ہے اس کا مصداق کون ہے تو اس فی البدیہہ جواب یہ ہے کہ "ہم رہے ہم" گویا دو برابر ایک اور ایک برابر دو کے ہو گئے۔ اس لئے اس ۵ر جولائی سنہ ۱۹۴۷ء کی تقریر سے قبل یا دعوے کرنے سے پہلے الوصیت کے حوالہ کے متعلق یہ کہا جاتا تھا کہ اس کا مصداق مامور ہو گا یہ میرے متعلق نہیں، پھر اس کو یہ کہکر منسوخ کر دیا کہ:—

"پہلے پہل جب یہ (الوصیت کا) حوالہ میرے سامنے آتا تو میں سمجھتا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی یہ پیشگوئی آپ کے بعد آنے والے کسی مامور کے متعلق ہے۔ کیونکہ میں سمجھتا تھا کہ جو بعد میں آنے والا ہو گا اس کے لئے بھی کوئی پیشگوئی ہونی چاہیئے۔ چنانچہ اسی لئے میں اس پیشگوئی کو آپ کے بعد آنے والے کسی مامور پر چسپاں کیا کرتا تھا مگر بعد میں جب میں نے غور کیا تو مجھے معلوم ہوا کہ بعد میں آنے والے مامور کے لئے اور بھی بہت سی پیشگوئیاں آپکی وحی میں موجود ہیں"

اس حوالہ سے معلوم ہوتا ہے کہ کسی پیشگوئی کو کسی پر چسپاں کرنا یا کسی کو اس کا مصداق بنانا یا نہ بنانا اللہ تعالیٰ کے اختیار میں نہیں بلکہ یہ کلی اختیارات آپ کے ہاتھ میں ہیں جب تک منشاء مبارک ہو کسی پیشگوئی کو کسی بعد آنے والے کی حالت پر رحم کر کے اس کے لئے چھوڑ دیں اور جب چاہیں اسی پیشگوئی کو اپنی ذات گرامی پر چسپاں کر لیں۔ بہر ان اختیارات خصوصیہ کے متعلق تو ہم لب کشائی نہیں کر سکتے۔ مگر خدا کے لئے یہ سمجھا دیا جائے کہ جب "حضور عالی" نے دعوے کیا تھا تو فرمایا تھا کہ

"آج (یکم فروری سنہ ۱۹۴۴ء کو) میں نے پہلی دفعہ وہ تمام پیشگوئیاں منگوا کر اس نیت سے دیکھیں کہ میں ان پیشگوئیوں کی حقیقت کو سمجھوں اور دیکھوں کہ اللہ تعالیٰ نے ان میں کیا کچھ بیان فرمایا ہے"

خطبہ جمعہ میں کئے ہوئے اس اعلان سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ یکم فروری سنہ ۱۹۴۴ء سے پہلے نہ آپ نے ان پیشگوئیوں کو پڑھا اور نہ ہی اُن کی حقیقت کو سمجھا تھا تو اس صورت میں یہ سوال حل طلب ہے کہ ۱۲ر مارچ سنہ ۱۹۱۴ء سے ۱۵ر جنوری سنہ ۱۹۴۴ء تک جو ان پیشگوئیوں کا مصداق ہونے کا اعلان کرتے رہے وہ پیشگوئیوں کو پڑھنے اور حقیقت کو سمجھنے کے بعد کئے گئے تھے تو یکم فروری سنہ ۱۹۴۴ء کو خطبہ میں یہ اعلان کرنا کہ آج میں نے پہلی دفعہ وہ تمام پیشگوئیاں منگوا کر اُن کی حقیقت سمجھنے کے لئے پڑھی ہیں کیونکر صداقت پر مبنی سمجھا جا سکتا ہے؟ اور اگر یہ بیان صحیح فرض کر لیا جائے تو پھر ۱۲ر اگست سنہ ۱۹۳۹ء کے الفضل میں مندرجہ خطبہ میں کیوں یہ اعلان کیا تھا کہ:—

"میرے نزدیک مصلح موعود کی پیشگوئی چونکہ مامور کے متعلق نہیں بلکہ غیر مامور کے متعلق ہے اس لئے وہ ان پیشگوئیوں میں داخل ہی نہیں جن میں کسی دعوے کی ضرورت ہو میرا یہ مطلب نہیں کہ پیشگوئی مجھ پر چسپاں نہیں ہوتی"

اس سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ ان پیشگوئیوں کو پڑھنے اور بغور مطالعہ کرنے کے بعد یہ فیصلہ کیا گیا تھا اس کے قریباً پانچ سال بعد جا کر یہ کہنا کہ میں نے آج پہلی دفعہ یہ پیشگوئیاں پڑھی ہیں صریح جھوٹ نہیں تو اور کیا ہے؟ پھر اس سے بھی دو سال قبل مباحثہ راولپنڈی کے وقت جناب مولانا اللہ دتہ صاحب کو اپنے دست مبارک سے ایک تحریر لکھ کر دی جس میں لکھا کہ

"میرے نزدیک جس حد تک میں نے اس پیشگوئی کا مطالعہ کیا ہے اس کی نوے فیصدی باتیں میرے زمانہ خلافت کے متعلق ہیں"

اور اس سے بڑھ کر حیرانی کی یہ بات ہے کہ اس بیان سے تیس سال پہلے خلیفہ بننے کے صرف ایک مہینہ بعد یہ اعلان کیا تھا کہ

"کیا تمہیں مسیح موعودؑ کی پیشگوئیوں پر اعتبار نہیں اگر نہیں تو تم احمدی کس بات سے کیا تمہیں معلوم نہیں کہ حضرت مسیح موعودؑ نے سبز اشتہار میں ایک بیٹے کی پیشگوئی کی تھی کہ اس کا ایک نام محمود ہو گا اور دوسرا فضل عمر ہو گا ...... پس اگر مرزا غلام احمد خدا کی طرف سے تھا تو تمہیں اس شخص کے ماننے میں کیا عذر ہے جس کا نام اس کی پیدائش سے پہلے عمر رکھا گیا"

(کون ہے جو خدا کے کام کو روک سکے ملخص)

پھر اسی مضمون میں قسم کھا کر فرماتے ہیں:—

"میں تمہیں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ حضرت خلیفۃ المسیح کی زندگی میں مجھے اس پیشگوئی کا کوئی علم نہ تھا بلکہ بعد میں ہوا"

(ایضاً)

اب یہ ظاہر بات ہے کہ یہ علم سماعی تو ہو نہیں سکتا بہر حال پیشگوئی کو پڑھنے کے بعد ہی ہوا ہو گا اور اسی لئے وہ دعوے کیا جو اوپر درج کیا جا چکا ہے، نیز اس بات کا تذکرہ بھی ضروری معلوم ہوتا ہے کہ تشحیذ الاذہان ۷ر اکتوبر سنہ ۱۹۰۸ء صفحہ ۲۷ پر حضرت اقدس علیہ السلام کا ایک مکتوب بنام حضرت مولانا نورالدین صاحب رضی اللہ عنہ شائع ہوا ہے، جس کا مضمون اس پیشگوئی کے متعلق ہے جو یہ ہے:—

"ایک الہام میں اس دوسرے فرزند کا نام بھی بشیر رکھا ہے چنانچہ فرمایا کہ ایک دوسرا بشیر تمہیں دیا جائے گا۔ یہ وہی بشیر ہے جس کا دوسرا نام محمود ہے جسکی نسبت فرمایا کہ وہ اولوالعزم ہو گا اور حسن و احسان میں تیرا نظیر ہو گا یخلق ما یشاء یہی حقیقت حال ہے جو میں نے آپ کو لکھی"

اس رسالہ کے ایڈیٹر اس وقت یہی قسم کھانے والے "اولوالعزم" تھے جو خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر یہ کہتے ہیں کہ

"حضرت خلیفۃ المسیح رضی اللہ عنہ کی زندگی میں مجھے اس پیشگوئی کا کوئی علم نہ تھا۔"

اب یہ بات غور طلب ہے کہ خط مذکورہ کے شائع ہونے پر "کچھ علم" تو ہو گیا ...... بلکہ یکم فروری سنہ ۱۹۴۴ء کے جس خطبہ میں یہ فرماتے ہیں آج میں نے پہلی دفعہ وہ پیشگوئیاں منگوا کر پڑھی ہیں اسی میں اس خط کا تذکرہ اس طرح کرتے ہیں:—

"حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ نے ایک دفعہ مجھے ایک خط دیا اور فرمایا کہ میاں یہ خط ہے جو تمہاری پیدائش کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مجھے لکھا تھا اس خط کو تشحیذ الاذہان میں چھاپ دو...... میں نے اس وقت بھی اس خط کو غور سے

نہیں پڑھا صرف سرسری طور پر پڑھا اور
اشاعت کے لئے دے دیا"

اب ایک طرف اس قسم کو رکھئے اور کہ:۔

"میں خدا تعالےٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ حضرت
خلیفۃ المسیح کی زندگی میں مجھے اس پیشگوئی
کا کوئی علم نہ تھا بلکہ (آپ کی وفات کے)
بعد میں ہوا"

اور دوسری طرف اس قسم کھانے والے کے اس
بیان کو پڑھئے کہ

"حضرت خلیفۃ المسیح رض کی زندگی میں میں نے اس
پیشگوئی کے متعلقہ خط کو غور سے نہیں
پڑھا صرف سرسری طور پر پڑھا اور اشاعت
کے لئے دے دیا"

ان دونوں بیانوں کو پڑھکر یہ فیصلہ کرنے میں آسانی ہو جائے گی کہ یہ قسم سچی ہے یا جھوٹی اور یہ سمجھنے میں بھی کوئی دقت محسوس نہ ہوگی کہ جو شخص ایسی قسمیں کھانے کا عادی ہو اس کی اور کوئی قسم سچی ہوگی یا جھوٹی؟ ان سب سے بڑھکر اس پیشگوئی کو حضرت خلیفۃ المسیح رض کی زندگی میں "سنجیدگی" اور غور سے پڑھنے کا ہے کہ حضرت اقدس کی وفات پر مخالفین نے اعتراض کیا کہ ایک مظہر الحق والعلاء کان اللہ نزل من السماء کے مصداق بیٹے کی پیشگوئی کی گئی تھی وہ پوری نہیں ہوئی تو اس کے جواب میں اس قسم کھانے والے اولوالعزم کی طرف سے اس رسالہ تشحیذ الاذہان میں ایک طویل مضمون شائع ہوا جس میں آپ نے اس پیشگوئی کے مصداق کے متعلق بڑے زور شور سے یہ ثابت کیا کہ وہ بیٹا کسی آئندہ زمانہ میں آئے گا اگرچہ اس کے اقتباسات ہماری طرف سے پہلے بھی شائع ہو چکے ہیں مگر مضمون کے تعلق کے لحاظ سے ایک دو حوالجات کا اتنگہ درج کرنا بھی ضروری معلوم ہوتا ہے چنانچہ اس میں آپ نے لکھا تھا کہ:۔

"جب نبیوں سے ایسا ہوتا چلا آیا ہے
اور انہوں نے آئندہ زمانہ کی خبریں
بھی دی ہیں تو اگر حضرت مسیح موعود نے
بھی آئندہ زمانہ کی خبریں دی ہیں اور
بتایا کہ میری نسل میں سے ایک ایسا لڑکا
ہوگا جس کی ہیبت اس قدر ہوگی کہ گویا خدا
آسمان سے اس کی مدد کے لئے اتر آیا تو
کیا ہوا۔ اس سے تو آپ کی اور بھی سچائی
ثابت ہوگی"

"یہ بیٹے کی پیشگوئی تو کسی ایسے لڑکے کی
نسبت ہے جو آپ کی نسل سے ہوگا اور
بڑی شان کا آدمی ہوگا اور خدا کی نصرت
اس کے ساتھ ہوگی"

اس مضمون سے یہ بات اظہر من الشمس ہو جاتی ہے کہ حضرت مسیح موعود و مہدی اسلام کی وفات کے بعد اس پیشگوئی کو سنجیدگی اور غور کے ساتھ پڑھنے کے بعد مخالفین کو جواب دیا تھا یہ تو ہو نہیں سکتا کہ پڑھے بغیر ہی دو نشانات

بیان کر دیئے جائیں جو اس کے مصداق کے بیان ہوئے ہیں۔ اس کے علاوہ پیشگوئیوں کے پڑھنے کا ایک ثبوت یہ بھی ہے کہ آپ نے سن بلوغ کو پہنچنے کے بعد حضرت اقدس کی تحریرات ضرور مطالعہ کی ہوں گی جن میں اکثر پیشگوئی کا تذکرہ آیا ہے اگر یہ سچ ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح رض کی وفات سے پہلے آپ کو اس پیشگوئی کا کوئی علم نہ تھا تو اس کا مطلب یہ ہے کہ اس وقت تک آپ نے حضرت اقدس کی کتب کا مطلقاً مطالعہ ہی نہیں کیا تھا اور اگر مطالعہ کیا تھا تو پھر یہ قسم غلط ہے جو کہ اوپر درج کی گئی ہے اور وہ بیان بھی صریح جھوٹ ہے، جو دعوےٰ کرنے کے دن دیا کہ

"یہ پیشگوئیاں میں نے آج پہلی
دفعہ پڑھی ہیں۔"

جو شخص بات بات میں اس قدر جھوٹ بولنے حتیٰ کہ جھوٹی قسمیں تک کھانے کا عادی ہو، اور جس کے اپنے بیانات ایک دوسرے کے مخالف ہوں وہ اگر قسم کھا کر یہ کہے کہ مجھے خدا نے یہ خبر دی ہے اور پھر اس کے بدنتائج میں کئی مبتلا ہو جائے۔ پھر اس کی

قسم اگر اس کے دعوے کے ثبوت کے طور پر پیش کیا جائے تو ہم تم بتا دیکھئے ایسی قسم کھانے والے کو صادق کس طرح مان سکتے ہیں۔ اگر اس کا انکار کرنے والے غلطی پر ہیں تو مخلص احباب کا فرض ہے کہ وہ مندرجہ بالا بیانات اور قسموں کی صداقت کا ثبوت پیش کریں۔

(باقی ــــ باقی)

جلسہ یوم وصال

گیا (بھارت) ۲۷ مئی ۱۹۶۱ء - ۲۶ مئی ۱۹۶۱ء کو عید قربان تھی۔ اس سال اسی روز مسیح موعود کی وفات کی بھی تاریخ آپڑی چنانچہ صدر انلی ہاؤس گیا (بھارت) میں ایک جلسہ بعد مغرب ہوا۔ باوجود تہوار ہونے کے لوگوں کی تعداد کافی تھی۔ کارروائی فاتحہ خوانی سے شروع ہوئی۔ جناب ایم اے صمد صاحب ایم اے نے ایک تقریر کی جس میں حضرت مسیح موعود کے اقوال کو پیش کر کے انکے مذہب اور ان کی ماموریت پر روشنی ڈالی۔ اس کے بعد سوال و جواب کا موقعہ دیا گیا سوالات عام طور پر حضرت مسیح موعود پر دعویٰ نبوت کے الزام میں اور قادیانی اور لاہوری جماعتوں کے معتقدات اور عام مسلمانوں کے معتقدات میں فرق کے متعلق تھے، تمام سوالات کے تسلی بخش
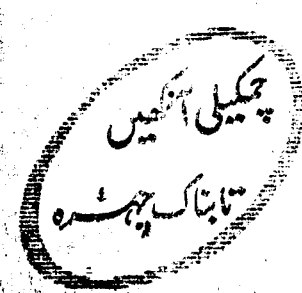
تبلیغی خط و کتابت (بسلسلہ صفحہ ۲)

لگائیں گے۔

جناب عالی ہمیں آپ کی مدد کی ضرورت ہے ہمیں انگریزی کا تو کافی علم ہے مگر عربی علوم سے بے بہرہ ہیں۔ ہمارا مقصد یہ ہے کہ ہمارے پیچھے پیچھے جو ہماری قوم کے بچے آ رہے ہیں انہیں تعلیم اسلام سے آشنا کراتے رہیں۔

لہذا گذارش ہے کہ تعلیم اسلام پر ہمیں ......

لٹریچر بھیجا کریں اگر کتب کی فہرست ہے تو وہ بھی بھیج دیں تاکہ ہم کسی وقت آپ کو کتب کا آرڈر ارسال کر دیں۔

(انہیں خط اور قرآن شریف۔ ٹیچنگز آف اسلام اور مزید لٹریچر بھیجا گیا)

لیگوس

ترجمہ خط از مسٹر ڈبلیو۔ اے آقولابی لیگوس نائیجیریا۔
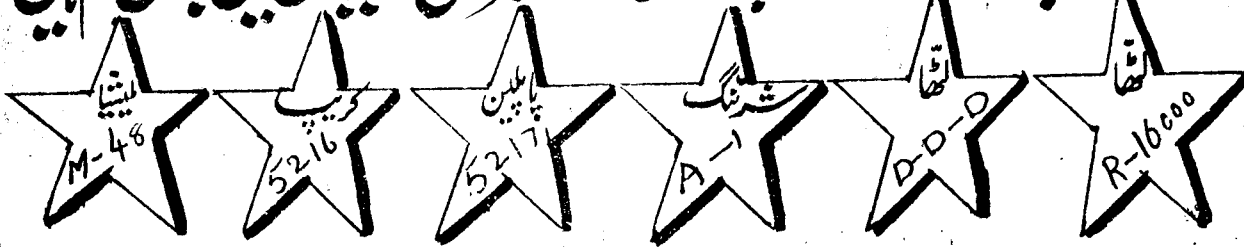
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

یہ چند سطور جو میں آپ کی خدمت میں تحریر کر رہا ہوں محض میری خوشی کے جذبات کا اظہار ہے۔ مجھے آپ کے متعلق میرے دوست کے ذریعہ علم ہوا میں اسکول میں عربی ٹیچر ہوں۔ ہماری موسمی تعطیلات شروع ہیں۔ رخصتوں میں ہم لیگوس آکر تبلیغی مساعی میں لگ جاتے ہیں۔ گذارش ہے کہ مجھے ایک نسخہ قرآن شریف مع عربی ٹیکسٹ بھیجدیں عین عنایت ہوگی۔ والسلام

(خط اور قرآن شریف اور لٹریچر روانہ کیا گیا)

پنجاب پریس سرکلر روڈ لاہور میں باہتمام مولوی دوست محمد صاحب پرنٹر پبلشر چھپ کر دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور سے شائع ہوا۔

پیغام صلح ۱۴ جون ۱۹۶۱ء رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۲۸ شمارہ ۲۴

ہفت روزہ پیغام صلح لاہور

سالانہ چندہ:- پاکستان سے چھ روپے - ہندوستان سے چھ روپے - بیرونی ممالک سے ایک پونڈ

ہندوستان میں ہمارے نمائندہ کا پتہ } شیخ محمد انعام الحق صاحب مکان نمبر ۱۰۰ محلہ اعظم پورہ ملک پیٹھ - حیدرآباد دکن (انڈیا)

رہبر واں نمنت بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلی

ہم تو رکھتے ہیں مسلمانوں کا دیں
دل سے ہیں خدامِ ختم المرسلیں

تم ہمیں دیتے ہو کافر کا خطاب
کیوں نہیں لوگو تمہیں خوفِ عقاب

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا خصوصی ترجمان

ہفت روزہ

پیغامِ صلح لاہور

فی پرچہ ۳ پیسے

ہر بدھ کو شائع ہوتا ہے
تار کا پتہ۔ "پیغامِ صلح" لاہور
فون نمبر: ۳۷۳
مدیر۔ دوست محمد
مدیر معاون۔ بشیر احمد سوز

زرِ مبادلہ
پاکستان سے چھ روپے
ہندوستان سے چھ روپے
بیرونی ممالک سے
ایک پونڈ

جلد ۴۹ | یوم چہارشنبہ مورخہ ۷ محرم الحرام ۱۳۸۱ھ مطابق ۲۱ جون ۱۹۶۱ء | نمبر ۲۵

بحرِ حکمت کے موتی

عن انسؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لقد اُخفت فی اللہ ما لم یُخف احدٌ و اوذیتُ فی اللہ ما لم یوذ احدٌ ولقد اتی علی ثلثون من بین یوم ولیلۃ ومالی ولبلال من الطعام الا شئی یواریہ ابط بلال اخرجہ الترمذی وصححہٗ وقال ذالک حین خرج صلی اللہ علیہ وسلم ھاربًا من مکۃ ومعہٗ بلالؓ۔

(تلخیص الصحاح کتاب الزھد)

ترجمہ:۔ انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں اللہ تعالیٰ کے بارہ اتنا ڈرایا گیا ہوں کہ کوئی میرے برابر ایذا نہیں دیا گیا اور مجھ پر (ایسی سخت) تین دن اور تین راتیں گذری ہیں کہ میرے اور بلال کے لئے کچھ کھانا نہ تھا بجز اس (قلیل مقدار) کے جو بلال کی بغل میں چھپ جاتا تھا ترمذی اس کے راوی ہیں اور اسکو صحیح تسلیم کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ وہ زمانہ ہے جب آپ مکہ سے (طائف) چلے گئے تھے اور آپ کے ہمراہ حضرت بلال تھے۔

نوٹ:۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کا دعوےٰ کرنیوالوں کے لئے اس میں لمحہ فکریہ ہے حضور نے خشیۃ اللہ اور صبر و شکر اور مکارم اخلاق کے بلند ترین مقامات حاصل کئے اور ان ہتھیاروں سے دنیا کے دلوں کو مسخر کر لیا یہ مصائب اور مشکلات آپ نے کیوں اٹھائیں ۔۔ ۴۲۵

کامیابی کے لئے تقویٰ اور اعمالِ صالحہ کی ضرورت

ارشادات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

میں اپنی جماعت کو مخاطب کر کے کہتا ہوں کہ ضرورت ہے اعمال صالحہ کی۔ خدا تعالیٰ کے حضور اگر کوئی چیز جا سکتی ہے تو وہ یہی اعمالِ صالحہ ہیں یصعد علیہ کلمۃ الطیب خود خدا تعالیٰ فرماتا ہے اس وقت ہماری قلم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تلواروں کی برابر ہیں لیکن فتح اور نصرت اسی کو ملتی ہے جو متقی ہو، خدا تعالیٰ نے یہ وعدہ فرمایا ہے کان حقًا علینا نصر المؤمنین مومنوں کی نصرت ہمارے ذمہ ہے اور لن یجعل اللہ للکافرین علی المؤمنین سبیلا اللہ مومنوں پر کافروں کو راہ نہیں دیتا اس لئے یاد رکھو کہ تمہاری فتح تقویٰ سے ہے، ورنہ عرب تو زرے بکھرا اور غیب اور شاعر ہی تھے، انہوں نے تقویٰ اختیار کیا، خدا تعالیٰ نے اپنے فرشتے ان کی امداد کے لئے نازل کئے تاریخ کو اگر انسان پڑھے تو اسے نظر آجائے گا۔ کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے جس قدر فتوحات حاصل کیں وہ انسانی طاقت اور سعی کا نتیجہ نہیں ہو سکتا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ تک بیس سال کے اندر ہی اندر اسلامی سلطنت عالمگیر ہو گئی۔ اب ہم کو کوئی بتا دے کہ کیا انسان ایسا کر سکتا ہے، اسی لئے اللہ تعالیٰ بار بار فرماتا ہے ان اللہ مع الذین اتقوا والذین ھم محسنون متقی کے معنے ہیں ڈرنے والا۔ ایک ترک شر ہوتا ہے، اور ایک افاضۂ خیر متقی ترک شر کا مفہوم اپنے اندر رکھتا ہے، اور محسن افاضۂ خیر کو چاہتا ہے، میں نے اس کے متعلق ایک حکایت پڑھی ہے، کہ ایک بزرگ نے کسی کی دعوت کی، اور اپنی طرف سے مہمان نوازی کا پورا پورا اہتمام کیا اور حق ادا کیا۔ جب وہ کھانا کھا چکے تو بزرگ نے بڑے انکسار سے کہا کہ میں آپ کے لائق خدمت نہیں کر سکا، مہمان نے کہا کہ آپ نے مجھ پر کوئی احسان نہیں کیا، بلکہ میں نے احسان کیا ہے، کیونکہ جس وقت تم مصروف تھے میں تمہاری املاک کو آگ لگا دیتا تو کیا ہوتا۔ غرض متقی کا کام یہ ہے کہ برائیوں سے باز آوے۔ اس سے آگے دوسرا درجہ افاضۂ خیر کا ہے جس کو یہاں محسنون کے لفظ سے یاد کیا گیا ہے کہ نیکیاں بھی کرے، پورا راستباز انسان تب ہوتا ہے جب بدیوں سے پرہیز کر کے یہ مطالعہ کرے کہ نیکی کونسی ہے؟

۴۲
سر است زیرِ تبر صادقان مخلص را
تا دہد سرے تو سے کہ در بلا باشد
(مسیح موعود)
جو شخص سچا مسلمان دوسروں کے لئے جیتا ہے اس کی زندگی دنیا

میں نظامِ ربوبیت کو جاری کرنے میں خرچ ہو جاتی ہے
قل انّ صلاتی ونسکی ومحیای ومماتی للہ ربّ العٰلمین لاشریک لہٗ وبذالک امرت وانا اوّل المسلمین (الانعام آیات ۱۶۳-۱۶۲)
(غلام قادر۔ ڈام)

ہفت روزہ پیغام صلح ـــــ لاہور ـــــ مورخہ ۲۱ جون ۱۹۶۱ء

خدا محبت ہے

ماسٹر برکت اللہ خان (ایک مسیحی مناد) کے دو پمفلٹ ہمارے سامنے ہیں، جن میں اس بات پر زور دیا گیا ہے، کہ "خدا محبت ہے" اور اس نے اپنی محبت کے تقاضا سے بنی نوع انسان کو گناہوں سے نجات دینے کے لئے "اپنے بے عیب برّہ مسیح کو صلیب پر قربان اور نثار کر دیا"، اور یہ بھی لکھا ہے کہ:-

"درحقیقت انسان کی فطرت ایک ایسی عجیب اور بے نظیر قربانی چاہتی ہے جس کے خون کے بغیر گناہ سے نجات اور خدا سے محبت اور رفاقت کی صورت پیدا نہیں ہو سکتی۔ چنانچہ بنی نوع انسان کے ساتھ محبت، قربانی اور جاں نثاری کے ثبوت میں خدا نے جس مقدس پاک اور بے عیب برّہ کا خون بہایا، خدا کا وہ برّہ مسیح یسوع ہے وہ آپ ہمارے گناہوں کو اپنے بدن پر لئے ہوئے (پطرس ۲: ۲۴) خدا کے عدل اور انصاف کے تقاضے کے مطابق (رومیوں ۳: ۲۶) صلیب پر چڑھ گیا۔ تاکہ بنی نوع انسان کے گناہوں کا کفارہ ہو اور خدا اور انسان کے درمیان سے جُدائی کے پردے اُٹھ جائیں اور خدا کے ساتھ ملاپ ہو"

خدا کا اپنی مخلوق کے ساتھ محبت کرنا تو ایک ایسی حقیقت ہے جس سے انکار کرنا گویا اس کی خدائی سے انکار ہے۔ قرآن کریم خدا تعالےٰ کی محبت کے تذکروں سے بھرا پڑا ہے، اس کی پہلی ہی آیت میں رب العٰلمین اور الرّحمٰن الرّحیم کے الفاظ اس بے پایاں محبت کو ظاہر کر رہے ہیں جو اسے اپنی تمام مخلوق کے ساتھ ہے، بار بار اور جگہ جگہ اس نے اپنے آپ کو غفور الرحیم کہکر اپنی محبت کا پیغام دنیا کو دیا ہے، ایک جگہ ان ظالموں کا ذکر کرتے ہوئے جنہوں نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس اور آپ کے ساتھیوں کو سخت ترین اذیتوں کا نشانہ بنایا خود رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کرتے ہوئے فرماتا ہے لیس لک من الامر شیٔ او یتوب علیھم او یعذبھم فانھم ظٰلمون یعنی وہ ظالم تو ہیں [illegible]، لیکن ان کے معاملہ میں تیرا (اے نبی) کوئی اختیار نہیں، یہ خدا تعالےٰ کا کام ہے کہ خواہ ان پر رجوع برحمت فرمائے یا انہیں عذاب دے۔ گویا ایسے شدید ترین ظالموں پر بھی اس کی محبت کے دائرہ میں رجوع برحمت فرمانے کا امکان موجود ہے۔ اس سے بھی بڑھ کر گناہگاروں کو مخاطب کرکے فرماتا ہے:- قل یٰعبادی الذین اسرفوا علیٰ انفسھم لا تقنطوا من رحمۃ اللہ ان اللہ یغفر الذنوب جمیعًا۔ اے میرے بندو جنہوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا اللہ کی رحمت سے ناامید مت ہو اللہ تعالےٰ تمہارے تمام گناہوں کو بخش دے گا۔ و انیبوا الیٰ ربکم واسلموا لہ۔ ہاں اپنے رب کی طرف رجوع کرو، اور اس کی فرمانبرداری کرو۔ پھر اپنی ذات کے متعلق فرمایا کتب علیٰ نفسہ الرحمۃ۔ رحمت کرنا خدا تعالےٰ نے اپنے آپ پر فرض کر لیا ہے۔ اور ایمانداروں کا یہ نشان قرار دیا کہ یحبھم و یحبونہ۔ خدا تعالےٰ ان سے محبت کرتا ہے اور وہ خدا سے محبت کرتے ہیں۔

غرض جہاں تک خدا تعالےٰ کے محبت ہونے کا تعلق ہے قرآن کریم کا صفحہ صفحہ اور سطر سطر اسکی محبت کے تذکرے سے معمور ہے، لیکن یہ وہ محبت نہیں جو اس قسم کے نام نہاد عدل و انصاف کی متقاضی ہو کہ ایک بے گناہ کی پیٹھ پر تمام بنی نوع انسان کے گناہوں کا بوجھ لاد کر اسے صلیب پر چڑھا دیا جائے، یہ کہاں کی محبت اور کونسا عدل اور انصاف ہے، دنیا کی کونسی عدالت ہے جو [illegible] کہ [illegible] کی بادشاہ [illegible] چڑھا کر [illegible] کہ [illegible] محبت کی کہ عدل کے تقاضا سے اسکے گناہ کے بدلے ایک بیگناہ کو سزا دے دی، یا کوئی شخص اس کو باور کرے گا کہ فی الواقع محبت اور عدل کا تقاضا ہے بے گناہ کو قتل کرنے اور گناہگار کو چھوڑ دینے سے پورا ہو جاتا ہے؟ کیا ایسا خدا محبت ہے یا ظلم و ستم کا پتلا، جو ایک بے گناہ کو پکڑ کر صلیب پر چڑھا دیتا ہے اور کیا یہ عدل ہے یا سکھاشاہی کہ گناہگاروں کا بدلہ بے گناہ سے لیا جائے،

ماسٹر برکت اللہ خان لکھتے ہیں:-

"وہ (مسیح) آپ ہمارے گناہوں کو اپنے بدن پر لئے ہوئے خدا کے عدل و انصاف کے تقاضا کے مطابق صلیب پر چڑھ گیا"۔

لیکن انجیل کے بیانات سے یہ صحیح ثابت نہیں ہوتا۔ کیونکہ وہاں لکھا ہے، کہ جناب مسیح تمام رات رو رو کر خدا تعالےٰ سے دعا کرتے رہے کہ اے خدا جس طرح بھی ہو یہ پیالہ مجھ سے ٹال دے۔ وہ اپنے ساتھیوں سے التجائیں کرتے رہے کہ خدا کے لئے اٹھو، اور خدا کے آگے گڑگڑاؤ تاکہ یہ مصیبت ٹل جائے، اور پھر جب انہیں صلیب پر چڑھایا گیا تو نہایت مایوسی کے عالم میں ان کے منہ سے یہ کلمہ نکلا ایلی ایلی لما سبقتنی اے میرے خدا تو نے مجھے کیوں چھوڑ دیا، کیا اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ... مسیح آپ ہمارے گناہوں کو اپنے بدن پر لاد کر صلیب پر چڑھ گئے یا اس سے یہ نظر آتا ہے کہ صلیب کی اذیت وہ تکلیف اُٹھانے کیلئے وہ ہرگز تیار نہ تھے؟

پس جہاں تک واقعہ صلیب اور کفارہ مسیح کا تعلق ہے اس سے قطعًا یہ ثابت نہیں ہوتا کہ خدا محبت ہے، اس سے تو خدا تعالےٰ معاذ اللہ ایک ظالم اور وحشی انسان سے بھی گیا گذرا نظر آتا ہے لیکن اس سے بھی قطع نظر کرکے ہم یہ تسلیم کر لیتے کہ فی الواقعہ کفارہ مسیح سے خدا کے محبت ہونے کا ثبوت ملتا ہے اگر اس کے نتیجہ میں اور نہیں تو کم از کم مسیحی دنیا سے گناہ اُٹھ جاتا، اور سب کے سب کفارہ مسیح پر ایمان لانے سے پاک اور بے عیب برّے بن جاتے لیکن حیرت ہے کہ آج جس قدر گناہ مسیحی دنیا میں پھیلا ہوا ہے دوسری کسی قوم میں گناہ کی اتنی فراوانی نہیں اور تعجب یہ ہے کہ اگر کفارہ پر ایمان لانے سے گناہ زائل نہیں ہوا تو گناہوں کی سزا ابھی زائل نہیں ہوئی کم از کم یہی ہوتا تو سمجھ لیا جاتا کہ خیر خدا کی محبت نے گناہوں کی سزا سے تو مخلوق کو بچا لیا، لیکن خود مسیحی دنیا میں چور اور ڈاکو اور ہر قسم کا مجرم سزا پاتا ہے، اور کسی قانون میں ایسا نہیں کہ کفارہ مسیح پر ایمان لانے والوں کو جرائم کی سزا نہ دی جائے، فرمائیے ایسی حالت میں خدا کی اس قسم کی محبت اور یہ عدل و انصاف کہ گنہگاروں کا بوجھ بے گناہ پر لاد کر اسے صلیب پر چڑھا دیا کس کام آیا؟ اور اب جو لوگ کفارہ پر ایمان لانے کے باوجود گناہ کرتے ہیں اور گناہوں کی سزا پاتے ہیں ان کے بارہ میں خدا کی محبت اور عدل و انصاف کا تقاضا کیا ہے؟

فی الحقیقت خدا کا محبت ہونا ایسا نہیں جس کا نقشہ مسیحیت میں کھینچا گیا ہے۔ بلکہ اس کی محبت یہ ہے کہ اپنے بندوں کو نیکی اور راستبازی کی راہ دکھائے اور بُرے افعال سے منع کرے، جیسا کہ وہ ہمیشہ انبیاء کے ذریعہ کرتا رہا ہے، اور خود جناب مسیح نے بھی یہی تعلیم اپنے ماننے والوں کو دی جیسا کہ متی ۱۸/۳ میں لکھا ہے:-

"میں تم سے سچ سچ کہتا ہوں اگر تم تبدیلی نہ کرو اور بچوں کی مانند نہ ہو تو آسمان کی بادشاہت میں ہرگز داخل نہیں ہو سکتے"

(باقی برصفحہ ۸ کالم ۳)

اخبار و افکار

حضرت مرزا صاحب کا طرۂ امتیاز

علامہ نیاز فتحپوری اپنے موقر رسالہ "نگار" بابت ماہ جون [illegible] کے باب الانتقاد میں "حضرت مسیح کشمیر میں" نامی ایک جدید تالیف پر ریویو کرتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

"مرزا صاحب کی تحقیق کا یہ طرۂ امتیاز ان سے کوئی چھین نہیں سکتا کہ انہوں نے نہ صرف مذہبی بلکہ تاریخی حیثیت سے بھی ثابت کر دیا کہ مسیح ہجرت کر کے آخیر میں سرینگر پہنچے اور اُن کی قبر فلاں مقام پر اب بھی موجود ہے۔

یہ ایسا غیر معمولی انکشاف تھا، کہ اس کو سن کر دنیا چونک پڑی، بہتوں نے اس کی ہنسی اُڑائی اور بعض نے اس پر غور کرنا شروع کیا، یہاں تک کہ یہ بات ملکوں ملکوں پہنچی اور آخر کار سب کو مان لینا پڑا کہ حضرت عیسےٰ واقعی کشمیر آئے یہاں انہوں نے عیسوی مذہب کی تبلیغ کی اور یہیں جان دے دی"

علامہ نیاز کا یہ بیان ان لوگوں کے لئے قابلِ غور ہے جو حضرت مرزا صاحب کے ساتھ بغض و تعصب کی وجہ سے ان کی پیشکردہ ہر حق بات کو جھٹلانے اور مخالفت کرنے کے عادی ہیں، انہیں غور کرنا چاہیئے کہ حضرت مسیح کی وفات اور ان کی قبر کی دریافت محض ایک علمی یا تاریخی مسئلہ نہیں، جس کا صحیح یا غلط ہونا اسلام کے لئے افادیت یا نقصان کا موجب نہ ہو، فی الحقیقت مسیح کی زندگی پر موجودہ عیسائیت کا دار ومدار ہے جو انہیں دو ہزار سال سے زندہ بجسدہ العنصری تختِ الوہیت پر بٹھائے ہوئے ہے، اور مسلمانوں کا عقیدہ حیاتِ مسیح اس کا مؤید اور ہزاروں کلمہ گوؤں کے ارتداد کا موجب ہے، اس لئے یہ کہنا خلافِ حقیقت نہیں کہ مسیح کی وفات عیسائیت کی ناکامی اور اسلام کی زندگی کا موجب ہے کاش قائلین حیاتِ مسیح اس پر غور کریں اور علامہ نیاز کی طرح حضرت مرزا صاحب کی تحقیقِ حق کا اعتراف کر کے اسلام کے لئے تقویت کا موجب ہوں۔

عالمگیر اتحاد کا پیغام

مکہ سے یہ مسرت انگیز خبر موصول ہوئی ہے کہ امسال حج کے موقعہ پر شاہ حجاز نے لاکھوں حاجیوں سے خطاب کرتے ہوئے تمام عالم اسلامی سے یہ اپیل کی ہے کہ وہ اسلامی مفاد اور عالمی امن کے تحفظ کے لئے اسلامی تنظیم کے دائرہ میں متحد ہو جائیں۔

آپ نے بتایا کہ اس مقصد کے لئے مدینہ منورہ میں ایک اسلامی یونیورسٹی قائم کی گئی ہے، جس میں عالم اسلامی بالخصوص افریقہ اور ایشیا کے مسلمان مفکرین کو شرکت کی دعوت دی جائے گی، جو یہاں سے فارغ التحصیل ہونے کے بعد اپنے وطن واپس جا کر تبلیغ اسلام کریں گے، تاکہ تبلیغ کے ذریعہ سے ایک ہمہ گیر اسلامی اتحاد پیدا ہو اور اسلام کا پیغام دنیا کے گوشہ گوشہ میں پہنچ سکے۔

نہایت مبارک ارادہ اور پاکیزہ مقصد ہے، اگر مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ سے اتحادِ اسلامی اور تبلیغ کی لہر چل نکلے تو اس سے بڑھکر نیکی کا کام اور کیا ہو سکتا ہے، فی الحقیقت یہی چیز آج مسلمانوں کی طاقت و توسع اور اسلام کی زندگی کا موجب ہو سکتی ہے بشرطیکہ یہ تری ہمتہ کی ہانکیں نہ ہوں، اور عملاً کچھ کر کے دکھایا جائے۔

مسیحیت کا سیلاب

یہ سننا ایک حد تک موجب طمانیت ہے کہ لاہور کے سرکردہ علماء نے ایک اجلاس میں اس امر پر تشویش کا اظہار کیا ہے کہ پاکستان میں عیسائی مشنوں کی تبلیغی سرگرمیاں بڑی وسعت اختیار کرتی جا رہی ہیں۔۔۔۔

۔۔۔ انہوں نے اس اجلاس میں یہ فیصلہ بھی کیا ہے کہ علماء کی ایک کمیٹی مقرر کی جائے جو مسیحیت کے ان اثرات کو زائل کرنے اور دین کی اشاعت کے لئے اپنی سفارشات پیش کرے، ہم علمائے کرام کی اس تشویش کو قدر کی نگاہوں سے دیکھتے ہوئے یہ امید کرتے ہیں کہ جو کمیٹی انہوں نے مقرر کی ہے وہ جلد از جلد اپنی سفارشات پیش کر دیگی تاکہ مسیحیت کے بڑھتے ہوئے سیلاب کے سدباب کا مناسب بندوبست ہو سکے،

اس موقعہ پر ہم بھی ایک تجویز پیش کرنا چاہتے ہیں، جو امید ہے کہ مجوزہ کمیٹی کی سفارشات میں شامل کر لی جائے گی، وہ یہ ہے کہ علماء کی طرف سے یہ اعلان کر دیا جائے کہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام وفات پا چکے ہیں اور وہ دوبارہ دنیا میں نہیں آ سکتے، یہ اعلان عیسائیت کے سیلاب کو روکنے کے لئے ایک نہایت مؤثر ذریعہ ثابت ہو گا اور بے شمار مسلمان جو عقیدہ حیاتِ مسیح کو عیسائیت کا مؤید پا کر عقیدہ تثلیث کے قائل ہوتے جا رہے ہیں ارتداد سے بچ جائیں گے۔ ہم علماء سے اپیل کرتے ہیں کہ وہ اس مسئلہ پر ان دلائل کی روشنی میں غور کریں جو اس زمانہ کے امام حضرت مرزا غلام احمد صاحب نے قرآن و حدیث سے پیش کئے ہیں، اور جن کی وجہ سے مسیحی مناد جماعت احمدیہ کے سامنے آنے سے گریز کرتے ہیں، یہ ایک آزمودہ نسخہ ہے جو پہلے بھی تیر بہدف ثابت ہوا اور آج بھی اگر علماء اس سے کام لیں تو اسلام کی فتح اور مسیحیت کی ناکامی کا موجب ہو گا۔

علماء کی ذمہ داری

علماء کی اسی مجلس کا ذکر کرتے ہوئے جس میں مسیحیت کی تبلیغی سرگرمیوں پر اظہار تشویش کیا گیا ہے معاصر "کوہستان" رقمطراز ہے:۔

"سوال یہ ہے کہ اس صورت حال کا ذمہ دار کون ہے؟ اگر ہماری اس بات کو گستاخی پر محمول نہ کیا جائے تو ہم عرض کریں گے کہ اس صورت حال کی ذمہ داری علمائے کرام پر بھی عائد ہوتی ہے، جن کی غالب اکثریت کے نزدیک تبلیغ نام تھا چند جزوی اختلافات پر اپنی ہی ملت کے افراد کو اسلام سے خارج کرنے اور انہیں بے دین اور کافر قرار دینے کی سعی و جہد کا، ظاہر ہے کہ جن لوگوں کی سرگرمیاں مختلف گروہوں کو کافر و مشرک قرار دینے پر مرکوز رہی ہوں وہ اسلام کی اشاعت کی طرف کس طرح متوجہ ہو سکتے تھے"

اسی ضمن میں معاصر ممدوح نے ان لوگوں کو عیسائی مشنوں کی طاقت و قوت میں اضافہ کا موجب قرار دیا ہے جو عیسائی تعلیمی اداروں میں اپنے بچوں کو تعلیم دلاتے اور بھاری بھاری فیسیں ادا کر کے انہیں تبلیغ کے لئے فنڈ فراہم کرتے ہیں، اس کے علاوہ جن لوگوں کے بچے ان سکولوں میں پڑھتے ہیں وہ ان اداروں کی بعض دوسرے ذرائع سے بھی امداد کرتے ہیں۔

معاصر "کوہستان" کے اس بیان پر ہم کسی تبصرہ کی ضرورت نہیں سمجھتے، یہ وہ حقائق ہیں، جن کی وجہ سے اسلام کو اس زمانہ میں بہت بڑا نقصان اُٹھانا پڑا، کاش ہمارے علماء اور دیگر اصحاب اس نقصان دہ روش کو ترک کر کے اپنے دین متین کی تقویت و استحکام کا موجب ہوں۔

نئے رجحان کی نشاندہی

مذہب کے بارہ میں یورپی نوجوانوں کے نئے رجحانات کے متعلق مشہور ناول نگار ولیم گولڈنگ نے بی بی سی ریڈیو پر بیان دیا ہے کہ:۔

"میں اس بارہ میں نئے رجحان کی نشاندہی کے لئے اپنے گھر میں پیش آمدہ تجربہ سامنے رکھتا ہوں، وہ یہ کہ آج میرے لئے اور میری بیوی کے لئے جنسیات سے متعلق بچوں کے سوالات و استفسارات کا جواب

انتہائی آسان ہو چکا ہے اور بچے جواب پا کر مطمئن ہو جاتے ہیں لیکن مذہب کے بارہ میں ہم ان کی تسلی نہیں کر سکتے۔ ان کے سوالات کا تسلی بخش جواب مہیا کرنا ہمارے بس کا روگ نہیں رہا ہے؟

یہ بیان جہاں یورپی نوجوانوں اور ان کے والدین کی اس انتہائی گری ہوئی ذہنیت کا پتہ دیتا ہے کہ ان کے گھروں میں جنسیات جیسے مسائل سے متعلق سوالات بچوں کی طرف سے کئے جاتے اور والدین کی طرف سے تسلی بخش جواب دیئے جاتے ہیں، اور والدین اور بچوں کو اس بارہ میں سوال و جواب سے کوئی شرم و حیا مانع نہیں ہوتا، وہاں یہ بیان مذہب کے بارہ میں ان کی کم علمی اور جہالت کا بھی مظہر ہے، فی الحقیقت مذہب وہی نقشہ ان کے سامنے ہوتا ہے جو بائبل اور مسیحی معتقدات کی شکل میں موجود ہے اور ظاہر ہے کہ یہ نقشہ عقل عامہ کے سراسر خلاف اور بالکل غیر تسلی بخش ہے، اگر ان کے سامنے مذہب کا وہ نقشہ پیش کیا جائے جو اسلام کے عالمگیر معتقدات اور ہمہ گیر نظریات پر مشتمل ہے، تو غیر ممکن ہے کہ ان کی تسلی نہ ہو۔

بھارتی مسلمانوں میں زندگی کی علامات

بھارت میں مسلمانوں پر عرصہ حیات تنگ کرنے اور ان کی اسلامیت کو مٹانے کے لئے مختلف رنگوں میں ان پر مظالم برپا ہوتے رہے ہیں، لیکن ... ... انتہائی جبر و تشدد کے باوجود وہ اب تک اپنے دین و مذہب کو پوری ہمت و استقلال سے قائم رکھے ہوئے ہیں۔ حال ہی میں ان میں زندگی کی ایک نئی روح پیدا ہوئی ہے چنانچہ ایک کنونشن کے ذریعہ انہوں نے غلامانہ زندگی سے اس راہ اور اپنے جائز حقوق کے حصول کی زبردست کوششیں شروع کر دی ہیں کنونشن کا انعقاد حال ہی میں ہوا جس پر بعض بھارتی حکام نے سختی سے نکتہ چینی کرتے ہوئے ان کی شکایات کو غیر ملکی پروپیگنڈا کا آلۂ کار قرار دیا ہے اور بھارت میں انہیں غلامانہ زندگی بسر کرنے کی دھمکی دی ہے مسلم لیڈر مولانا حفظ الرحمٰن نے سختی کے ساتھ اس کا جواب دیتے ہوئے بھارتی لیڈروں کو متنبہ کیا ہے کہ اس قسم کے آوازے کسنا ہمارے زخموں پر نمک چھڑکنا ہے۔

اسی ضمن میں مولانا سید ابوالحسن علی ندوی نے یو پی کی دینی کونسل کے اجلاس میں یہ اعلان کیا ہے کہ بھارت میں مسلمانوں کے مذہبی عقائد کو بدلنے کی جو کوششیں کی جا رہی ہیں وہ برداشت نہیں کی جائیں گی، آپ نے کہا کہ یہ نہیں سمجھ لینا چاہیئے کہ مسلمان اقلیت قوم ہے، ان کا کنبہ ساری اسلامی دنیا میں پھیلا ہوا ہے آپ نے کہا آج بھارت میں مسلمان بچوں کو سرکاری نصاب کے ذریعہ مشرکانہ تعلیم دی جا رہی ہے مسلمان اس ناانصافی کو ختم کرنے کا تہیہ کر چکے ہیں۔

بھارتی مسلمانوں کا یہ عزم و ہمت ہر طرح لائق تحسین ہے، دعا ہے اللہ تعالےٰ انہیں ان عزائم میں کامیاب و بامراد فرمائے اور بھارتی حکومت کو توفیق دے کہ وہ اقلیت کے جائز حقوق انہیں دے کر عدل و انصاف کی علامت سے سرخرو ہونے کی کوشش کرے۔

رہبانیت

مسیحیت میں رہبانیت کی دل خراش اور تلخ توہین زندگی ایک خاص مقام رکھتی ہے، اس زندگی کا ایک ہولناک منظر ایک فرانسیسی نن بلنڈائن کے اس انکشاف میں نظر آتا ہے:-

"کارمیلائٹ فرقہ میں نوواردن کو جب عہد کرنا ہوتا ہے اس وقت سے تابوت میں لیٹنا ہوتا ہے جانوروں کے بالوں سے بنے ہوئے کپڑے پہنے ہوتے ہیں، اپنے سینے پر چربی سے اس طرح مالش کرنا ہوتی ہے کہ سینے کے ابھار ختم ہو جائیں۔

برطانیہ میں کارمیلائٹ فرقہ کی ننوں کے ساتھ ایسا نہیں کیا جاتا۔ یہاں گندھی ہوئی سخت رسیوں میں خود کو باندھنا ہوتا ہے کہ جسمانی تکلیف کے احساس کو کند کیا جائے، نظم و ضبط کی پابندی کی خاطر ساری ننوں کو صبح کی رات ساڑھے دس بجے اکٹھا ہو کر جسمانی اذیت کا کورس کرنا ہوتا ہے۔ کورس یوں تھا کہ جب ہم اکٹھی ہو جاتیں تو اندھیرا کر دیا جاتا، ہمیں مختلف گروپوں میں تقسیم کیا جاتا، سربراہ نن ہمیں رسیوں کے چابک دے دیتیں جو اندھیرے میں پندرہ منٹ تک ہم اپنے آپ کو مارتیں۔ اس عمل کے دوران یہ جملے دہرائے جاتے "ازلی گناہگاروں کے لئے۔ وہ جو مر گئے اور وہ جو عبادت نہیں کرتے۔"

یہ ہے وہ رہبانیت جو عیسائیوں کے نزدیک قرب الٰہی کا موجب ہو سکتی ہے، حالانکہ اس میں جو مشقتیں اٹھانی پڑتی ہیں، اور جو ناخوشگوار نتائج اس سے پیدا ہوتے ہیں وہ قرب الٰہی تو ایک طرف ایک راہب یا راہبہ کو شیطان کے پنجہ میں جکڑ دیتے ہیں، قرآن کریم نے اسی لئے اس کو جائز نہیں رکھا اور صاف فرمایا:-

ورھبانیۃ ابتدعوھا ما کتبنٰھا علیھم الا ابتغاء رضوان اللہ فما رعوھا حق رعایتھا فاٰتینا الذین اٰمنوا منھم اجرھم وکثیر منھم فاسقون۔ یعنی رہبانیت انہوں نے خود نکالی، ہم نے ان پر لازم نہیں کیا ہاں اللہ کی رضا حاصل کرنے کے لئے نکالی پر اس کی وہ نگہداشت نہ کر سکے جو نگہداشت کا حق تھا، سو ہم نے ان میں سے ان

ص۳

خدا محبت ہے

(بسلسلہ صفحہ ۳)

اور فرمایا راستباز ہمیشہ کی زندگی پائیں گے۔

ایسا ہی قرآن کریم نے خدا کا محبت ہونا اس بات کو قرار دیا کہ وہ اپنے بندوں کو جو صدق دل سے اس کی تلاش کرتے ہیں، اپنی راہیں دکھاتا ہے، الذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا، اور فرمایا قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ۔ لوگوں سے کہہ دو کہ اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو میری اتباع کرو، اللہ تم سے محبت کرے گا۔ یعنی نیکی اور راستبازی کی جو راہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بتائی اور جو پاک نمونہ آپ کی زندگی میں ملتا ہے اس کی اتباع کرنے سے خدا محبت کرتا ہے۔ ہاں اس کا عفو و کرم انسان کی معمولی خطاؤں اور لغزشوں کی پردہ پوشی بھی فرماتا ہے لیکن اس کے لئے کفارہ کی ضرورت نہیں ہوتی، اور نہ اسکو عفو کہا جا سکتا ہے کہ کسی نہ کسی رنگ میں بدلہ لے کر معافی کا اعلان کر دیا جائے، قرآن کا خدا بلا اسباب ولا عفو و رحم فرماتا ہے، اور ایسے خدا کو حقیقی معنوں میں محبت کہا جا سکتا ہے۔

لوگوں کو جو ایمان لائے ان کا اجر دیا اور بہت سے ان میں فاسق ہیں، اس سے ظاہر ہے کہ ابتداءً کچھ لوگوں نے رضائے الٰہی کے لئے دنیوی لذات سے کنارہ کشی کی تھی لیکن اس کا حق رعایت ملحوظ نہ رکھ سکے۔ اور ناواجب مشقتیں اپنے اوپر ڈال لیں، جو فسق و فجور کا موجب ہوئیں، اسی لئے اسلام نے ایسی کسی رہبانیت کی اجازت نہیں دی، اور روزوں، اعتکاف اور حج وغیرہ کی صورت میں ایسی پابندیاں عائد کیں جو انسانی برداشت سے باہر نہیں، لا یکلف اللہ نفسا الا وسعھا، دنیا میں رہ کر دنیا کی لذات میں غرق نہ ہو جانا اور ہر حال میں خدا کو یاد رکھنا یہ وہ رہبانیت ہے جو اسلام نے سکھائی ہے اور یہی رضائے الٰہی کا موجب ہے۔

مرکزی احمدیہ لائبریری

(۱)۔ مرکزی احمدیہ لائبریری کے لئے ہر سال نئی کتابیں خریدنے کا اہتمام کیا جاتا ہے اس کے متعلق صاحب ذوق اور علم دوست احباب سے گذارش ہے کہ جو کتاب انہیں لائبریری کے لئے مفید نظر آئے اس کی اطلاع لائبریرین کو دی جائے تاکہ کتابوں کے انتخاب کے وقت اس کا خیال رکھا جائے۔

(۲)۔ اخبار پیغام صلح۔ اخبار لائٹ، رسالہ ریویو آف ریلیجنز۔ بدر اور الحکم کے پرانے فائل اگر کوئی دوست لائبریری کو بطور عطیہ دینا چاہیں تو انہیں شکریہ کے ساتھ قبول کیا جائے گا۔

(۳)۔ ایسی نایاب کتابیں جو اب طباعت میں نہیں آ رہیں، لائبریری سے باہر کسی حالت میں جاری نہیں کی جا سکتیں۔

احمد گل۔ لائبریرین۔ مرکزی لائبریری۔ احمدیہ بلڈنگس لاہور

قومی امور میں سب کے سب مل کر ایک ساتھ قدم اُٹھائیں

قوم سازی کے متعلق رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات اور آپ کا عمل

خطبہ جمعہ مؤرخہ ۱۶ ؍جون ۱۹۶۱ء فرمودہ حضرت امیر مولانا صدر الدین صاحب ایدہ اللہ بمقام احمدیہ بلڈنگس لاہور

ومن الناس من یعجبک قولہ فی الحیٰوۃ الدنیا ویشھد اللہ علیٰ ما فی قلبہ وھو الد الخصام ۔۔۔ یا ایھا الذین اٰمنوا ادخلوا فی السلم کافۃ ۔۔۔۔ فان زللتم من بعد ما جاءتکم البینٰت فاعلموا ان اللہ عزیز حکیم

(البقرۃ آیات ۲۰۴ تا ۲۰۹)

دنیاداروں کا نقشہ

ان آیات میں دو قسم کے لوگوں کا ذکر کیا گیا ہے ایک وہ جو صرف دنیا ہی پرستے ہوتے ہیں اور دن رات دنیا کی ادھیڑ بن میں غرق ہیں، سوائے دنیا کے نفع نقصان کے اور کوئی بات انہیں سوجھتی ہی نہیں فرمایا ومن الناس من یعجبک قولہ فی الحیٰوۃ الدنیا ۔ وہ لوگ بھی ہیں جو دنیا کی زندگی کے بارہ میں بڑی لاف وگزاف مارتے ہیں اور ان کی باتوں سے تعجب ہوتا ہے لیکن ان کے دل کے اندر کوئی حقیقت نہیں وھو الد الخصام اور وہ بڑے جھگڑالو بھی ہیں ۔ واذا تولّٰی سعٰی فی الارض لیفسد فیھا ویھلک الحرث والنسل اور جب ایسے شخص کو حکومت ملتی ہے تو زمین میں فساد برپا کر دیتے ہیں ۔ کہیں لوگوں کے مال وجائداد پر حملہ ہے کہیں اُن کی کھیتیاں برباد کرتے اور ان کے بچوں کو غلام بنا کر اُن کی زندگیوں کو تباہ کرتے ہیں واذا قیل لہ اتق اللہ اخذتہ العزۃ بالاثم اور جب ان کو کہا جاتا ہے کہ خدا کا خوف کرو، نیکی اور تقوےٰ اختیار کرو، تو پرسٹیج ۔۔۔۔ (Prestige) کا بھوت ان پر سوار ہو جاتا ہے اور وہ اور زیادہ ظلم پر اُتر آتے ہیں ۔

حضرت نبی کریم صلعم کے ساتھیوں کا نقشہ

ان کے مقابل پر فرمایا ومن الناس من یشری نفسہ ابتغاء مرضات اللہ ۔۔ وہ لوگ بھی ہیں جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھنے والے ہیں انہوں نے اللہ تعالےٰ کی رضا کے لئے اپنے آپ کو خدا کی راہ میں بیچ دیا ہے ۔ یہ مقابلہ ہے ان لوگوں سے جو دنیا ہی میں مستغرق رہتے ہیں ۔ ان کے سامنے دنیا ہی سب کچھ ہے ، لیکن جو لوگ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں بیٹھے ، ان کی ذہنیتیں ہی بدل گئیں ۔ اور خدا کے سوا ان کے سامنے کچھ بھی نہ رہا ۔ ایک شخص نے سوال کیا کہ حضورؐ! ایک شخص مال حاصل کرنے کی غرض سے جہاد کرتا ہے دوسرا شجاعت کے جوہر دکھانے کے لئے لڑتا ہے ، تیسرا کسی قتل کا انتقام لینے کے لئے جنگ کرتا ہے ، ان میں سے کونسی بات صحیح ہے فرمایا من قاتل لتکون کلمۃ اللہ ھی العلیا جو شخص خدا کی بات اونچی کرنے کے لئے لڑتا ہے اس کی لڑائی اصل جہاد ہے ۔ حضرت صلعم نے اپنی قوم کو ذاتی اغراض سے بھی پاک کر دیا ، آپ کا کوئی ساتھی ذاتی اغراض سامنے رکھ کر میدان میں نہیں جاتا تھا جان بیچنے اور کلمۃ اللہ کو بلند کرنے کے لئے جاتا تھا ۔

قومی امور میں سب مل کر قدم اُٹھائیں

اور آگے ایک اور بات فرمائی یا ایھا الذین اٰمنوا ادخلوا فی السلم کافۃ مولانا یعقوب خان صاحب نے کراچی پہنچکر دعا کے لئے لکھا ہے ان کے خط سے متاثر ہو کر میں نے اُن کے لئے دُعا کی اور آیندہ بھی کروں گا اور جماعت سے بھی استدعا کرتا ہوں کہ ان کی سلامتی اور کامیابی کے لئے دعائیں کریں ۔ ان کے اسی خط کی بناء پر میں نے یہ آیت پڑھی ہے ، یا ایھا الذین اٰمنوا ادخلوا فی السلم کافۃ ۔ اے ایماندارو فرمانبرداری میں داخل ہو جاؤ سارے کے سارے ، جس کام کے متعلق فیصلہ ہو جائے ، قوم کو چاہیئے کہ سب کے سب مل کر فرمانبرداری کے ساتھ اس کو قبول کریں ، جب تک یہ جذبہ قوم کے سامنے نہ ہو قوم نہیں کہلا سکتی ، قوم وہ ہے جو سب مل کر قدم اُٹھائیں ، بوڑھے ، جوان ، چھوٹے بڑے ، مرد ، عورت ، سب کے سب فرمانبرداری اختیار کریں ۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ید اللہ علی الجماعۃ قوم پر خدا کا ہاتھ ہوتا ہے پس چاہیئے کہ جس کام کیلئے قوم ایک فیصلہ کرے ساری قوم مل کر ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ اس پر عامل ہو ۔

کامیابی کا راز

یہ سبق کہ ساری کی ساری قوم پوری پوری فرمانبرداری کے ساتھ مل کر کام کرے ، توریت میں نہیں ، انجیل میں نہیں ، یہ سبق رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہی نے دیا ہے ، یہ راز ہے طاقت حاصل کرنے کا ۔ کامیابی اسی میں مضمر ہے انسان کا کام ہے کہ جس قدر اسباب اسے میسّر آئیں ان سے فائدہ اُٹھائے ۔ اس کے ساتھ جناب الٰہی میں کامیابی کے لئے دُعا کی جائے ۔ کیونکہ کامیابی اسباب میں نہیں ، کامیابی خدا تعالےٰ کے ہاتھ میں ہے اس لئے فرمایا ادخلوا فی السلم کافۃ سب کے سب فرمانبرداری کے ساتھ کام میں لگ جاؤ ۔ ولا تتبعوا خطوٰت الشیطٰن ۔ دیکھو شیطان وسوسے پیدا کرتا ہے ، اس کی وسوسہ اندازی سے بچنا چاہیئے ۔

رسول کریم صلعم کا طریق عمل

حضرت مسیح موعود نے بھی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نقش قدم پر چل کر جماعت بنائی ہے ۔ اگر جماعت نہ ہو تو کوئی کام نہیں چل سکتا ، اختلاف رائے طبعی بات ہے ، اختلاف رائے برکت کا باعث ہوتا ہے ، مختلف رائیں جب سامنے آتی ہیں ، تو انکو دیکھ کر انسان کسی فیصلہ پر پہنچ جاتا ہے ، لیکن جب فیصلہ ہو جائے تو پھر سب کو مل کر اس فیصلہ پر عمل کرنا چاہیئے ۔ ایک دفعہ اُحد کی جنگ کے موقعہ پر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ سے مشورہ کیا کہ آیا مدینہ کے اندر رہ کر اپنا دفاع کرنا چاہیئے یا باہر نکل کر جنگ کرنا چاہیئے ۔ اس مشورہ میں آپ نے اپنا خواب بھی بیان فرمایا جس سے معلوم ہوتا تھا کہ باہر نکلنے میں نقصان زیادہ ہوگا ، لیکن صحابہؓ کی اکثریت اندر رہ کر لڑنے کے خلاف تھی ، اس لئے آپ نے اپنی رائے چھوڑ کر اکثریت کی رائے پر عمل کیا ، آپ کا مشورہ یونہی نہ تھا کہ اگر اپنی رائے کے خلاف ہو تو اس کی پرواہ نہ کی جائے ، آپ کو حکم ہے وشاورھم فی الامر اس پر آپ نے پورا عمل کیا ۔ اور جب دیکھا کہ اکثریت کی رائے یہ ہے کہ باہر جا کر لڑنا ہے تو اپنی رائے کو چھوڑ دیا ۔

صلح حدیبیہ کا واقعہ

صلح حدیبیہ کے موقعہ پر آپ نے بعض کمزور شرائط پر دشمن سے صلح کر لی ، جو اکثر صحابہ کو ناگوار گذری ، اور حضرت عمرؓ نے آپ کی خدمت میں عرض کی کہ یا رسول اللہ کیا ہم حق پر نہیں ؟ اور کیا دشمن باطل پر نہیں فرمایا درست ہے ۔ اس پر عرض کیا پھر یہ ذلت کی صلح کیونکر برداشت کی جائے ۔ رسول کریم صلعم خوب جانتے تھے کہ سمجھوتہ کرنا ہو تو اصول کو کبھی ترک نہیں کیا جا سکتا لیکن جہاں اصول پر زد نہ پڑتی ہو وہاں نقصان اٹھا کر بھی

بچھو گر لینے میں) حرج نہیں ہوتا، اسی لئے حضور نے کڑی شرائط پر سمجھوتہ کر لیا۔ سمجھوتہ ہو جانے کے بعد قربانیاں کرنی تھیں، حضرت نے خیال کیا کہ لوگ مشتعل ہیں، اگر ان سے کہوں کہ قربانی کر دو تو کہیں گے کہ قربانی تو مکہ میں ہونی چاہیئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم بڑے دانشمند انسان تھے، ایسا حکم کبھی نہیں دیتے تھے جس کی تعمیل نہ ہو، حضرت ام سلمہ (آپ کی زوجہ محترمہ) ساتھ تھیں، ان سے جا کر مشورہ کیا کہ کیا کروں، حضرت ام سلمہ رض سے جب حضور صلعم نے مشورہ کیا تو انہوں نے کہا یہ تو سہل امر ہے، صحابہ رض کو قربانی کے لئے کہنے آپ خود اپنا اونٹ میدان میں لے جا کر سب کے سامنے نیزہ ماریں، جب وہ آپ کو قربانی دیتے ہوئے دیکھیں گے تو پروانہ وار میدان میں قربانی کرنے کے لئے جمع ہو جائیں گے چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

رسول کریم صلعم کی قوم

یہ تمام چیزیں قوم بنانے کے لئے ہیں، وہ قوم جو ایک وقت میں مل کر کام نہیں کرتی، قوم نہیں کہلا سکتی۔ ایک دفعہ مکہ کے ایک قبیلہ کے سردار نے ایک مجلس میں حضرت کو طعنہ دیا کہ آپ کے ساتھی کیا ہیں، کوئی کسی قبیلہ سے تعلق رکھتا ہے، کوئی کسی قبیلہ سے، ایک کھچڑی سی ہے، جو کئی قبائل کے متفرق افراد سے مل کر بنی ہے، وقت آنے پر یہ اپنے اپنے قبیلہ کا ساتھ دیں گے، آپ کے ساتھ کوئی نہ رہے گا، یہ سن کر حضرت ابوبکر رض کھڑے ہوتے، اور انہوں نے کہا خدا کی قسم، جو محبت اور اتحاد ہم لوگوں کے اندر ہے وہ تمہارے کسی قبیلہ میں نہیں اور ہم میں سے کوئی کسی حالت میں بھی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتھ چھوڑنے کے لئے تیار نہیں، تو قوم وہ ہے جس کا ذکر حضرت ابوبکر رض نے کیا ہے اور قوم وہ ہے جس کا ذکر قرآن کریم نے کیا ہے کامیابی اس قوم کی رکاب پکڑتی ہے جو مل کر کام کرتی ہے یا ایھا الذین اٰمنوا ادخلوا فی السلم کافۃ سب کے سب بلا استثنا پوری فرمانبرداری کیساتھ مل کر کام کرو، یہی کامیابی کا راز ہے۔ ولا تتبعوا خطوات الشیطٰن شیطان کے پیچھے نہ لگو، شیطان وسوسہ اندازی کرتا ہے، جو شخص شیطان کے پیچھے لگ گیا اور وسوسہ اندازی کا شکار ہوا وہ کامیاب نہیں ہو سکتا، سو میں نے مولانا یعقوب خان صاحب کے خطاب کی بنا پر یہ آیت پڑھی ہے کہ آپ ایک قوم ہو آپ کے لئے یہ ارشاد الٰہی ہے۔

قوم سازی کے متعلق نبی کریم صلعم کے قیمتی ارشادات

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قوم سازی کے متعلق بعض نہایت قیمتی باتیں ارشاد فرمائی ہیں، فرمایا تواضعوا ایک دوسرے کے ساتھ تواضع و انکساری سے پیش آنا سیکھو ولا یبغی احد علی احد۔ اور تم میں سے کوئی دوسرے پر زیادتی نہ کرے اور اپنے بھائی کی غیر حاضری میں اس کے لئے دعا کرو فرشتے تمہارے لئے دعا کریں گے، صحابہ رض کا بیان ہے بایعنا رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم علی النصح۔ ہم نے بنی نوع کی خیرخواہی کرنے کے لئے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت کی، آپ نے حکم دیا کہ باہم ایک دوسرے کی خیرخواہی کرنا ہے، یہ باتیں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں سکھائی ہیں، وہ ایک ہی پیغمبر ہیں جو اپنی تعلیمات کے لحاظ سے آج ساری دنیا کے پیغمبر ثابت ہو سکتے ہیں۔

عالمگیر تعلیم دینے والا ایک ہی پیغمبر

آج دنیا ایک محلہ کی طرح ہو گئی ہے۔ ہم چند گھنٹوں میں یہاں سے اڑ کر لندن جا پہنچتے ہیں۔ اور وہاں سے اسی وقت میں جاپان، چین وغیرہ سے ہوتے ہوئے واپس گھر آ پہنچتے ہیں، اس طرح آج دنیا ایک محلہ ہو گئی ہے، ہندو اور یہودی اور عیسائی خدا کو صرف اپنی ہی قوم کا خدا یقین کرتا ہے اور جو لوگ اس کی قوم کے دائرے سے باہر ہیں انکو راندۂ درگاہ الٰہی یقین کرتا ہے لیکن حضور نے فرمایا خدا تو سارے ساری قوموں کا سرتاب ہے۔ چنانچہ اس نے ساری قوموں میں پیغمبر بھیجے ہیں۔ یہ وہ عالمگیر تعلیم ہے جو حضور نے تلقین فرمائی۔ آج صرف یہی تعلیم ہے جو انسانیت کو ایک کر سکتی ہے اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی ایک بلند مینار پر کھڑے ہو کر ساری دنیا کو ایک خدا اور ایک انسانیت کی دعوت دے سکتے ہیں اس لئے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی اس زمانہ کے رہبر ہیں۔

جن احباب کا چندہ ختم ہو چکا ہے

خریداران پیغام صلح میں سے جن احباب کا چندہ ختم ہو چکا ہے ان کے نمبر خریداری اور چندہ جو ان سے واجب الوصول ہے ذیل میں درج ہے۔ بعض احباب کے ذمہ کچھ بقایا ہے، اس لئے اس بقایا کو شامل کر کے ان کے ذمہ کچھ رقم لگائی گئی ہے۔ بعض احباب اگر یکمشت رقم نہ دے سکیں تو سالانہ چندہ کے علاوہ سابقہ بقایا اقساط میں جو وہ سہولت سے دے سکیں ادا کر دیں تاکہ آپ کے قومی جریدہ کو نقصان نہ اٹھانا پڑے بہر صورت تمام معاونین کرام ذیل کی فہرست کو دیکھیں کہ آیا ان میں آپ کا خریداری نمبر تو شامل نہیں ہے اگر ہے تو مہربانی فرما کر ۵ جولائی ۱۹۶۱ء تک اپنی کمی ہوئی رقم یا اس کا کچھ حصہ بصورت منی آرڈر بھجوا دیں یا دفتر کو مطلع فرمائیں کہ کب تک وہ رقم ادا کر سکیں گے۔ اگر ۵ جولائی ۱۹۶۱ء تک آپ کی طرف سے کوئی جواب نہ آیا اور نہ کوئی رقم موصول ہوئی تو ۸ جولائی ۱۹۶۱ء کو آپ کے نام ۱۱ وی پی پی ارسال کر دیا جاوے گا جس کا چھڑانا آپ کا اخلاقی فرض ہوگا ورنہ آپ کے قومی جریدہ کو خواہ مخواہ وی پی پی کے محصول ڈاک کا بھی نقصان اٹھانا پڑے گا جو آپ کے چندہ کے حساب میں اضافہ کا موجب ہوگا۔ آسانی کے لئے ہر خریدار کی جن کا نمبر نیچے دیا گیا ہے چٹ پر سرخی سے گول دائرہ بنا دیا گیا ہے۔ (منیجر پیغام صلح)

نمبر	رقم	نمبر	رقم
۱۱ —۰—۰	6	۴۶۱ —۰—۰	6
۱۹ —۰—۰	6	۴۷۷ —۰—۰	36
۲۲ —۰—۰	6	۴۷۹ —۰—۰	6
۲۷ —۰—۰	6	۴۹۱ —۰—۰	6
۳۱ —۰—۰	6	۴۹۴ —۰—۰	6
۵۱ —۰—۰	12	۵۵۵ —۰—۰	6
۸۲ —۰—۰	12	۵۸۳ —۰—۰	6
۸۵ —۰—۰	6	۵۹۱ —۰—۰	6
۹۵ —۰—۰	6	۵۲۴ —۰—۰	6
۱۰۶ —۰—۰	12	۶۳۰ —۰—۰	6
۱۰۸ —۰—۰	18	۶۳۶ —۰—۰	6
۱۴۰ —۰—۰	6	۶۳۳ —۰—۰	12
۱۵۳ —۰—۰	6	۶۴۹ —۰—۰	6
۱۶۸ —۰—۰	6	۶۸۶ —۰—۰	12
۱۷۱ —۰—۰	6	۷۰۴ —۰—۰	6
۱۷۳ —۰—۰	6	۷۱۰ —۰—۰	6
۱۷۴ —۰—۰	6	۷۲۲ —۰—۰	6
۱۷۵ —۰—۰	6	۷۳۱ —۰—۰	30
۱۹۶ —۰—۰	6	۷۴۳ —۰—۰	6
۲۰۱ —۰—۰	6	۷۴۴ —۰—۰	6
۲۰۳ —۰—۰	6	۷۴۵ —۰—۰	6
۲۰۶ —۰—۰	6	۷۴۷ —۰—۰	6
۲۲۰ —۰—۰	6	۷۴۹ —۰—۰	12
۲۴۲ —۰—۰	6	۹۳۲ —۰—۰	6
۲۴۳ —۰—۰	6	۹۳۳ —۰—۰	6
۲۴۴ —۰—۰	6	۹۵۲ —۰—۰	6
۲۵۳ —۰—۰	6	۹۵۶ —۰—۰	6
۲۹۲ —۰—۰	6	۹۶۴ —۰—۰	6
۲۹۴ —۰—۰	6	۹۸۷ —۰—۰	18
۳۰۶ —۰—۰	24	۹۹۵ —۰—۰	6
۳۰۹ —۰—۰	6	۹۹۹ —۰—۰	6
۳۱۹ —۰—۰	6	۱۰۱۱ —۰—۰	6
۳۲۰ —۰—۰	6	۱۰۲۷ —۰—۰	6
۳۴۴ —۰—۰	6	۱۰۵۰ —۰—۰	6
۳۵۳ —۰—۰	6	۱۰۶۰ —۰—۰	6
۳۶۵ —۰—۰	6	۱۰۶۵ —۰—۰	6
۳۷۵ —۰—۰	6	۱۰۸۱ —۰—۰	6
۳۹۹ —۰—۰	6	۱۰۸۳ —۰—۰	6
۴۰۴ —۰—۰	6	۱۰۹۴ —۰—۰	6
۴۱۵ —۰—۰	6	۱۰۹۵ —۰—۰	3
۴۲۶ —۰—۰	12	۲۰۰۵ —۰—۰	6
۴۴۲ —۰—۰	12	۲۰۴۷ —۰—۰	6

مصلح موعود نمبر پر ایک سرسری نظر

از:- قمر ساما نوی

(۵)

اگر اس طرح کے متضاد بیانات کو جمع کیا جائے تو ایک ضخیم کتاب تیار ہو سکتی ہے، اس وقت یہ چند اختلافات صرف دعوے اور قسم دونوں کی حقیقت آشکارا کرنے کے لئے پیش کئے گئے ہیں۔ اس قسم کا ایک اور حوالہ اسی ۵ رجولائی ۱۹۴۷ء کی تقریر میں ملاحظہ کیجئے جیسا کہ پہلے عرض کیا ہے اس تقریر میں ایک طرف تو یہ فرمایا ہے کہ :-

"جب کوئی مامور دنیا میں آتا ہے تو وہ اپنے بعد آنے والے کسی مامور کی خبر ضرور دیتا ہے"

جس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ کوئی مامور اپنے بعد آنے والے جس صادق مصلح کے آنے کا وعدہ کرتا ہے وہ مامور ہوتا ہے غیر مامور کو اصلاح خلق کے لئے بھیجنا خدا کی سنت ہے اور نہ ہی اپنے کسی مامور کو ایسے لوگوں کی اطلاع دیتا ہے کیونکہ ہر مامور کے بعد بیسیوں اولیاء اس کے متبعین میں ہوتے رہے اور ہوتے رہیں گے۔ اور ان میں کئی خاص طور سے دینی خدمات سرانجام دیتے ہیں مگر نہ وہ مامور ہوتے ہیں اور نہ ہی پیشگوئیوں میں منفرداً ان کا وعدہ دیا جاتا ہے اور جن کا وعدہ دیا جاتا ہے وہ یقیناً مامور ہوتے ہیں وہ موعود خواہ ایک ہو یا دو یا زیادہ۔ اگر ہم یہ تسلیم کر لیں کہ حضرت اقدسؑ نے اپنے بعد آنے والے بہت سے موعودوں کی پیشگوئیاں فرمائی ہیں جیسا کہ موجودہ مدعی نے دعوے کرنے کے وقت کہا تھا کہ :-

"میں یہ نہیں کہتا کہ میں ہی موعود ہوں اور کوئی موعود قیامت تک نہیں آئیگا آنے والے آئیں گے اور خدا تعالےٰ کے وعدہ کے موافق اپنے اپنے وقت پر آئیں گے"

اگر وہ آپ کی طرح کے موعود ہوں گے تو آتے رہیں ان سے کسی کو کیا واسطہ کیونکہ ان کے ماننے کا کوئی دوسرا شخص مکلف ہی نہیں۔ اور اگر اللہ تعالےٰ نے ان کو اصلاح خلق کے لئے بھیجنے کا وعدہ کیا ہے تو پھر وہ آپ کے بیان کردہ قاعدہ کے بموجب یقیناً مامور ہوں گے۔ زیر بحث صرف یہ بات ہے کہ حضرت صاحب نے اپنے بعد آنیوالے جس موعود کو "ایک" کی شرط سے مشروط کیا ہے وہ واقعی ایک ہے یا زیادہ؟ اور وہ مامور ہوگا یا غیر مامور؟ اس میں آنے والے کے لئے جو قاعدہ بیان کیا گیا ہے وہ یہ ہے کہ پہلے آنے والا بعد میں آنے والے کسی مامور کی خبر دیتا ہے غیر مامور کی خبر دینا سنت اللہ میں داخل نہیں۔ پس اگر تو اس نے بعد میں آنے والے غیر مامور موعودوں کی خبر دی تو اس سے اس کے قانون میں تبدیلی لازم آئے گی جو کسی طرح ہو نہیں سکتی اور اگر سنت قدیمہ کے موجب مامور کی خبر دی ہے تو کسی غیر مامور کا دعوے زیر بحث ہی نہیں آسکتا۔ پھر ایک طرف تو بہت سے موعودوں کے آنے کا امکان نہیں بلکہ وعدہ بتایا جاتا ہے، اور دوسری طرف تقریر مذکورہ الصدر میں یہ کہتے ہیں کہ حضرت اقدسؑ نے اپنے بعد آنے والے دو موعودوں کی خبر دی ہے جن میں مامور صرف ایک ہوگا مگر ستم ظریفی یہ کہ آنے والے مامور کے لئے جس قدر پیشگوئیاں تھیں وہ سب اپنی ذات پر چسپاں کرنے کا اولین فخر علمائے احمدیت نے ہی حاصل کیا تھا اور آپ نے ان قابل فخر مریدوں کی تقلید کی تھی اس لئے جب تک وہ علماء یہ کہتے رہے

"میں الوصیت کے موعود کا ذکر نہیں کر رہا میرے نزدیک وہ آخری زمانہ کا موعود ہے جو مامور ہوگا۔"
(مباحثہ راولپنڈی)

جب ایک گول مول خواب کی بناء پر انہوں نے یہ کہہ دیا کہ حضورؓ اس خواب کے ذریعے خدا کے قرب اور وحی سے مخصوص ہو چکے ہیں تو آپ نے بعد میں آنے والے کا یہ حق بھی چھین لیا اور حکم دیا کہ :-

"میں نہیں سمجھتا کہ اس حوالہ کو اب کسی مامور پر چسپاں کرنے کی ضرورت ہو" (الفضل ۱۸ر فروری ۱۹۶۱ء)

معلوم ہوا کہ کسی حوالہ کو اپنی یا کسی کی ذات پر چسپاں کرنا یا نہ کرنا اب نعوذ باللہ اللہ تعالےٰ کے اختیار میں نہیں رہا بلکہ یہ کلی اختیارات اب آپ کو حاصل ہو گئے ہیں جس پیشگوئی کو جب چاہیں اپنی ذات پر چسپاں کر لیں اور جب تک چاہیں اسے بعد میں آنے والے مامور کے لئے چھوڑ رکھیں۔ اس تبدیلی کی وجہ آپ نے یہ بیان کی ہے کہ پہلے جب میں یہ پیشگوئی مامور پر چسپاں کیا کرتا تھا تو اس کی وجہ یہ تھی کہ اس وقت تک میں مامور کے متعلق اور پیشگوئیاں نہ ملی تھیں اس لئے میں آنے والے کی حالت پر رحم کر کے یہ سمجھتا تھا کہ جو بعد میں آنے والا ہوگا اس کے لئے بھی کوئی پیشگوئی ہونی چاہیئے اس لئے میں اس پیشگوئی کو آنے والے کسی مامور پر چسپاں کیا کرتا تھا مگر بعد میں جب میں نے غور کیا تو مجھے معلوم ہوا کہ آئندہ آنے والے مامور کے بارہ میں اور بھی بہت سی پیشگوئیاں آپ کی وحی میں موجود ہیں ...... تو اس کے بعد یہ ضرورت نہیں رہی کہ اس پیشگوئی کو بھی ضرور کسی مامور پر چسپاں کیا جائے"

آج تک تو یہی قاعدہ چلا آیا تھا کہ کسی موعود مصلح کو کسی سابقہ پیشگوئی کا مصداق اللہ تعالےٰ بتا کر اسے الہام کے ذریعہ خبر دیتا۔۔۔ تھا کہ تو فلاں پیشگوئی کا مصداق ہے اور پھر اس حکم کی تعمیل کرتے ہوئے وہ موعود اس کے مصداق ہونے کا دعوے کرتا تھا مگر اب ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ قاعدہ پرانا ہونے کی وجہ سے تبدیل ہو گیا بہرحال اس تبدیلی کی جو وجہ بیان کی گئی ہے وہ تشریح طلب ہے کیونکہ اگر تو وجہ یہ بیان کی جاتی کہ اس پیشگوئی کے مصداق کی دو نشانیاں ایسی تھیں جو مجھ میں نہ پائی جاتی تھیں ایک تو اللہ تعالےٰ کا اس کو بغیر انسانی واسطہ کے خود "قمر" کہکر کھڑا کرنا اور دوسری اپنے قرب اور وحی سے مخصوص کرنا جب تک یہ دونوں مجھ میں پائی جاتی رہیں اس وقت تک اسے بعد میں آنے والے مامور کی نسبت سمجھتا رہا مگر جب ایک مہمل خواب مجھے آگئی جس میں پہلے تو نعوذ باللہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو میری زبان سے یہ کہنے کی توفیق ملی کہ انا محمد عبدہٗ ورسولہٗ، اور پھر میری ہی زبان سے مسیح موعود کو یہ کہنے کی توفیق ملی کہ انا المسیح الموعود مثیلہ وخلیفتہٗ اگرچہ یہ کہنے والے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام تھے مگر چونکہ ان دونوں کو میری زبان سے یہ بولنے کی توفیق دی گئی تھی اس لئے میں نے یہ سمجھا کہ خدا نے مجھے کھڑا کر دیا اور اپنے قرب اور وحی سے مخصوص کر لیا اس لئے میں نے اعلان کر دیا کہ الوصیت کے حوالہ کا مصداق میں ہوں بعد میں آنے والا موعود نہیں پھر تو بظاہر کچھ کام بن جاتا اور بظاہر ایک معقول وجہ نظر آتی مگر اب جو بات بنائی گئی وہ تو کسی طرح نہیں بنتی۔

سب پیشگوئیاں مامور کے لئے ہیں

کیونکہ کوئی مامور جب کسی غیر مامور کی پیدائش کی خبر دیتا ہے تو اس سے صرف یہ ثابت کرنا مقصود ہوتا ہے کہ یہ خبر دینے والے کا اللہ تعالےٰ سے تعلق ہے اور وہ اسکو غیب سے اطلاع دیتا ہے۔ اس سے صرف اللہ تعالےٰ کی ہستی اور پیشگوئی کرنے والے مامور کی صداقت ثابت کرنا مقصود ہوتا ہے نہ کہ پیدا ہونے والے کا تقدس اور قرب۔ اس لحاظ سے جماعت احمدیہ میں

کئی لڑکے لڑکیاں ایسے ہیں جو پیشگوئیوں کے بموجب پیدا ہوئے جن میں حضرت اقدسؑ کے دوسرے حرم محترم سے پیدا ہونے والی ساری اولاد اور حضرت مولانا نورالدین صاحب کی اولاد خاص طور پر قابل ذکر ہے اور اگر کوئی مامور مجرد مولود کی بجائے دنیا کی اصلاح کرنے والے کسی مصلح کی پیشگوئی کرتا ہے تو ایسا شخص مصلح موعود کہلاتا ہے جو ہمیشہ مامور ہوتا ہے۔ اور مجرد موعود نہ ہی مصلح ربانی ہوا اور نہ اس کی پیشگوئی اس غرض سے کی گئی کہ لوگ اس کو امام اور پیشوا مانیں اگر یہ قاعدہ کلیہ ہو تو پھر ایسے سب لڑکے اس اعزاز کے مستحق ہیں جو پیشگوئیوں کے بموجب پیدا ہوئے ایسے دس میں سے ایک کی کوئی خصوصیت نہیں ہو سکتی ایسے سب لڑکے اور لڑکیاں مجرد موعود ہیں موجودہ مدعی کے "موعود" ہونے سے ہم نے کبھی انکار نہیں کیا اور امر زیر بحث صرف اس قدر ہے کہ حضرت اقدسؑ نے اپنے بعد جس مصلح کے آنے کی پیشگوئی کی وہ کون ہے اور وہ مامور ہوگا یا غیر مامور؟ سب الہامی کتب خصوصاً قرآن کریم اور سنت اللہ اور سلسلۂ نبوت کے مطالعہ سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ اللہ تعالےٰ جب کسی مامور کو اس کے بعد میں آنے والے کسی مصلح کا وعدہ دیتا ہے تو وہ ہمیشہ مامور ہوتا ہے ہمارے دوست کہتے ہیں کہ ایسا مصلح غیر مامور بھی ہوتا ہے ہم کہتے ہیں کہ ہرگز نہیں ہو سکتا اب یہ اُن کا فرض ہے کہ وہ ثابت کریں کہ ایسا مصلح غیر مامور ہو سکتا ہے جو مصلح بھی ہو اور موعود بھی اگر وہ ابتدائے آفرینش سے ایک مثال ایسی پیش کر دیں کہ کوئی موعود غیر مامور ہوا ہے تو کوئی جھگڑا باقی نہیں رہتا اسی لئے یہ کہا جاتا ہے کہ ایسے مصلح موعود کے لئے جس قدر پیشگوئیاں ہیں اُن سب سے اس کا غیر مامور ہونا ثابت ہوتا ہے اور اسی لئے سب پیشگوئیوں کا ایک غیر مامور مصداق بن کر کھڑا ہو گیا اور ایک الوصیت میں مندرجہ پیشگوئی تیس سال تک مامور کے لئے سمجھی جاتی رہی یہاں تک کہ تاریخی مباحثہ راولپنڈی میں جماعتی طور پر اس بات کو تسلیم کیا گیا کہ الوصیت کی پیشگوئی مامور کے متعلق ہے مگر دعوے کرنے کے بعد اسکو بھی اپنے پر چسپاں کر لیا حالانکہ یہ حقیقت ہے کہ کوئی مامور اس وقت کسی پیشگوئی کا مصداق ہونے کا دعوے کرتا ہے جب اللہ تعالےٰ اسے الہاماً بتاتا ہے کہ تو اس کا مصداق ہے پھر کسی غیر مامور کو یہ حق کسی صورت میں بھی نہیں پہنچ سکتا کہ وہ اللہ تعالےٰ کی طرف سے خبر دیئے بغیر کسی پیشگوئی کا مصداق ہونے کا اعلان کرے یا یہ کہے کہ یہ پیشگوئی فلاں کے متعلق نہیں۔ اللہ تعالےٰ جسے کسی پیشگوئی کا مصداق بناتا ہے اسے غیر مبہم الفاظ میں کہتا ہے کہ:

"مسیح ابن مریم رسول اللہ فوت ہو گیا ہے اور اس کے رنگ میں ہو کر وعدہ کے موافق تو آیا ہے"

جعلناك المسيح ابن مريم

"ہم نے تجھ کو مسیح ابن مریم بنایا"

(تذکرہ صفحہ ۱۹۰-۱۹۱)

اور یہاں حالت یہ ہے کہ محض ظنیات اور قیاسات پر ساری عمارت کھڑی کی جا رہی ہے جو بات کہتے ہیں اس پر خود یقین محکم نہیں بلکہ تذبذب ہے چنانچہ فرماتے ہیں کہ:-

"قرین قیاس یہی ہے کہ یہ پیشگوئی مصلح موعود کے متعلق ہی ہے" (مامور کے لئے نہیں)

(تقریر تذکرہ صفحہ ...)

"قرین قیاس" کے الفاظ مدعی کی اندرونی حالت کے آئینہ دار ہیں اور یہاں تک تو ہم کبھی ظن کے طور پر نہیں بلکہ حق الیقین سے کہتے ہیں کہ ایک نہیں سب ہی قسم پیشگوئیاں مصلح موعود کے لئے ہیں آپ کے لئے صرف سبز اشتہار میں اور ۱۰ جولائی ۱۸۸۸ء میں اسی طرح پیدائش کی پیشگوئی ہے جس طرح دوسرے بیٹوں کے لئے پیشگوئیاں موجود ہیں ثابت تو یہ کرنا تھا کہ یہ پیشگوئی غیر مامور کے متعلق ہے مامور کے لئے نہیں ہم کہتے ہیں کہ یہ پیشگوئی مامور کے لئے ہے جس کا ناقابل تردید ثبوت یہ ہے کہ تیس سال متواتر آپ اور آپ کی جماعت یہ مانتی رہی کہ یہ پیشگوئی مامور کے متعلق ہے۔ دوسرا ثبوت اس پیشگوئی کے الفاظ ہیں جو ثابت کرتے ہیں کہ یہ مامور کے لئے مخصوص ہیں غیر مامور ان کا مصداق کسی طرح نہیں ہو سکتا پیشگوئی یہ ہے:-

"خدا نے مجھے یہ خبر دی ہے کہ میں تیری جماعت کے لئے تیری ہی ذریت سے ایک شخص کو قائم کروں گا اور اسکو اپنے قرب اور وحی سے مخصوص کروں گا"

مامور کو غیر مامور سے ممتاز کرنے والی یہی دو علامات ہیں ایک خدا تعالےٰ کا براہ راست بندوں کی انتخاب کے بغیر کسی کو کھڑا کرنا دوسری اپنے قرب اور وحی سے مخصوص کرنا ان کے علاوہ اور کوئی علامت نہیں اگر غیر مامور بھی ان دونوں صفات سے متصف ہو سکتا ہے تو پھر وہ تیسری علامت بتائی جائے جو مامور اور غیر مامور میں فرق ثابت کرتی ہو؟

اگر مریدوں کے بنانے سے ایک شخص کسی پیشگوئی کا مصداق بن سکتا ہے تو اس طرح دوسرا بھی بن سکتا ہے۔ پیشگوئی میں مذکور ناموں سے کسی نام سے موسوم ہونا کسی پیشگوئی کے مصداق ہونے کا ثبوت نہیں ہو سکتا لمبی تقریریں کرنا یا نصف صدی میں ادھوری تفسیر لکھنا یا بیرونجات میں چند مولوی بھیجنا یا چند مساجد تعمیر کروانا پسندیدہ کام ہیں مگر یہ کسی کو مامور من اللہ ثابت نہیں کرتے مامور من اللہ تو وہی ہو سکتا ہے جسکو اللہ تعالےٰ اپنے انتخاب سے قائم کرے اور اس کو اپنے قرب اور وحی سے مخصوص کرے جس شخص میں یہ دو علامتیں نہ پائی جائیں وہ اس پیشگوئی کا مصداق کسی صورت میں نہیں ہو سکتا چونکہ اس بات پر مدعی اور مرید دونوں متفق ہیں کہ "علمائے احمدیت" اور "مخلص احباب" نے ۱۹۱۴ء میں ہی "کارنامے" دیکھ کر مصلح موعود بنا دیا تھا اور پھر آج تک وہ وحی و الہام سے بھی مخصوص نہیں ہو سکے پھر اس پیشگوئی کے مصداق کس طرح ہو سکتے ہیں؟ ان دونوں علامتوں سے خالی ہونے کی وجہ سے ہی تیس سال تک تمام جماعت اور خود مدعی اس حوالہ کو مامور کے متعلق سمجھتے رہے۔ اور آخر ایک خواب میں جب خود یہ زبان سے کہہ دیا کہ میں مسیح موعود اور اس کا مثیل اور خلیفہ ہوں تو یہ غلط فہمی ہو گئی کہ میں وحی و الہام سے مخصوص ہو گیا ہوں اس وجہ سے اس پیشگوئی کو اپنے پر چسپاں کر لیا جس کا نتیجہ آج ظاہر ہو کر رہا۔ چونکہ مصلح موعود کے متعلق سب پیشگوئیاں اسی قسم کی ہیں جن سے یہ ثابت ہے کہ وہ ان دونوں صفات سے متصف ہوگا اس لئے یہ ثابت ہو گیا کہ مدعی پر کوئی پیشگوئی بھی چسپاں نہیں ہوتی بلکہ سب کی سب مامور کے لئے ہیں اور یہ بات خود مدعی نے اسی تقریر میں تسلیم کی ہے جیسا کہ وہ کہتے ہیں:-

"یہ پیشگوئی مصلح موعود کے بارہ میں جو پیشگوئیاں پائی جاتی ہیں ان کے ساتھ ملتی جلتی ہے اور جو الفاظ ان پیشگوئیوں میں استعمال ہوئے ہیں قریباً اسی مفہوم کے الفاظ اس کے اندر موجود ہیں.... اس کے الفاظ اور مصلح موعود والی پیشگوئی کے الفاظ آپس میں ملتے جلتے ہیں"

اس بیان میں یہ بات تسلیم کی گئی ہے کہ مصلح موعود کے متعلق جس قدر پیشگوئیاں ہیں وہ سب الفاظ اور مفہوم کے لحاظ سے الوصیت کے حوالہ سے ملتی جلتی ہیں یعنی جس مفہوم کے الفاظ الوصیت کے حوالہ میں درج ہیں اسی مفہوم سے ملتے جلتے الفاظ دیگر حوالجات میں پائے جاتے ہیں مثلاً الوصیت میں فرمایا کہ:-

"میں تیری ذریت سے ایک شخص کو قائم کروں گا"

تحفہ گولڑویہ میں فرمایا کہ:-

"تیری ذریت اور نسل میں سے ایک شخص کو کھڑا کیا جائے گا"

اور ازالہ اوہام میں فرمایا کہ:-

"تیری ذریت سے ایک شخص پیدا ہوگا جس کو کئی باتوں میں مسیح سے مشابہت ہوگی وہ آسمان سے اترے گا اور زمین والوں کی راہ سیدھی کرے گا"

اور نشان آسمانی میں فرمایا کہ:-

تبلیغی خط و کتابت

دیکھو خدا نے سارے جہاں کو جھکا دیا
گمنام پا کے شہرۂ عالم بنا دیا (مسیح موعودؑ)

ہندوستان

ترجمہ خط از مسٹر حسین محمد اسمعیل۔ بیلی۔ جنوبی ہندوستان۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کی چھٹی اور لٹریچر مل گئے ہیں ہم آپ کا بہت بہت شکریہ ادا کرتے ہیں۔

ہم نے کتابچے جو آپ نے بھیجے تھے پڑھ لئے ہیں۔ اسلام و احمدیت ہمیں سمجھ آگئی ہے۔ احمدیت کے خلاف ہمیں کوئی اعتراض نہیں کیونکہ بانیٔ سلسلہ اپنے آپ کو بطور مجدد پیش کرتے ہیں۔ مجدد کی بعثت ختم نبوت کے منافی نہیں۔

ہاں ہمیں سمجھ آگئی ہے کہ کوئی پرانا یا نیا نبی نہیں آ سکتا۔ ہمارا ایمان اسلام کے متعلق متزلزل تھا۔ مگر آپ کا لٹریچر پڑھنے سے ہمارا ایمان مضبوط ہو گیا ہے اور ہم نے دیکھا کہ ہمارے گھر میں نئی روشنی پیدا ہوئی ہے۔ ہم دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ آپ کی جماعت کو کامیابی بخشے اور آپ کے مشنریوں کو جو دنیا میں اشاعت اسلام کر رہے ہیں اللہ تعالےٰ بڑے بڑے انعام عنایت فرمائے اور صحت سے رکھے۔

ہم نے پہلے بھی عرض کیا تھا اور اب پھر گذارش کرتے ہیں کہ ہمیں تفسیر القرآن ارسال فرمائیں۔ آپ کی عین عنایت ہوگی۔ اس سے ہمارے علم اور ایمان میں اضافہ ہوگا۔

(انہیں بیان القرآن جلد اول بھیجی گئی اور خط لکھا گیا)

غانا

ترجمہ خط از مسٹر الیس راجی اکرا غانا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

میں آپ کا بہت بہت شکریہ ادا کرتا ہوں مجھے پانچ کتب جن میں فتح اسلام انگریزی اور رغلیہ قرآن انگریزی بھی شامل ہیں مل گئی ہیں۔ میں ان تمام کتب سے مستفید ہو رہا ہوں جو آپ نے مجھے پہلے ارسال فرمائی ہیں۔ مجھے ان کتب سے نور اور دلائل مل گئے ہیں۔ جن سے میں عیسائیوں کا مقابلہ کر رہا ہوں۔

امید ہے چند روز تک بہت سے عیسائی مسلمان ہو جائیں گے جن کی اطلاع میں آپ کو دوں گا۔ امید ہے آپ مجھے ہمیشہ کتب بھیجتے رہیں گے تاکہ میں اپنی تبلیغی مساعی جاری رکھ سکوں۔

میرے پاس وہ الفاظ نہیں جن میں میں آپ کا شکریہ ادا کر سکوں۔

(انہیں مزید لٹریچر اور خط بھیجے گئے یہ صاحب جماعت میں داخل ہو گئے ہیں)

نائیجیریا

ترجمہ خط از مسٹر جیکب۔ اے۔ بنکولی نائیجیریا۔

جناب عالی

میں جناب کو اپنا خود تعارف کراتا ہوں۔

میں عیسائی مذہب سے تعلق رکھتا ہوں مجھے اپنے ایک نہایت اچھے دوست کی وساطت سے معلوم ہے کہ آپ تعلیم قرآن اور دیگر اعلیٰ اسلامی کتب کی مفت اشاعت کر کے دنیا کو خوشخبری پہنچاتے رہتے ہیں۔

میں مدت سے ایسے ادارے کی تلاش میں تھا جیسے آپ کا ادارہ ہے۔

میں آپ کا ممنون احسان ہوں گا اگر آپ مجھے ایک کاپی قرآن شریف مع دیگر کتب کے روانہ فرمائیں گے۔

(خط۔ قرآن شریف اور لٹریچر بھیجا گیا)

انڈونیشیا

ترجمہ خط از مسٹر مسعودی رفیق انڈونیشیا۔

ایک طاقت محرکہ مجھے مجبور کر رہی ہے کہ میں آپ کی خدمت میں یہ چٹھی ارسال کروں امید ہے اس کا مطالعہ آپ پر گراں نہیں گذرے گا کیونکہ اتنا وقت بھی آپ کے قیمتی وقت سے لینا بڑی گستاخی خیال کرتا ہوں۔

مجھے آپ کا ارسال کردہ قرآن شریف مع لٹریچر مل گیا اور میں نے اس میں سے کچھ حصہ پڑھا ہے۔ بہت بہت شکریہ۔ مجھے ان کے مطالعہ سے اسلام اور تحریک احمدیت کے متعلق بہت روشنی ملی ہے۔

میں اس لٹریچر کو بار بار پڑھوں گا۔ کیونکہ ان میں ... دلکش انداز تعلیم ہے اور پھر اعلیٰ پیمانہ پہ ترجمہ ہے۔

اسلام اور احمدیت کے متعلق حصول علم میں یہ میرے واسطے بہت مفید اور مد و معاون ہیں۔

میں امید کرتا ہوں کہ آپ مجھے صحیح البخاری مصنفہ مولینا آفتاب الدین (مرحوم و مغفور) بھیجکر مشکور فرمائیں گے (خط اور لٹریچر بھیجے گئے)

امریکہ

ترجمہ خط از مسٹر کرسٹوفر۔ الیس کوسنے لیکسنگٹن کینٹکی یو۔ ایس۔ اے

جناب عالی!

آپ کا گرانقدر مراسلہ وصول ہوا۔ بہت بہت شکریہ۔ یہ بات بھی بڑی قابل قدر ہے کہ آپ نے اپنے قیمتی لمحات میں سے میرے لئے وقت نکالا ہے۔

مجھے آپ کے مذہب اور ملک سے بڑی دلچسپی ہے ایسے وقت میں کہ جب زمین باوجود اپنے وسیع و عریض احاطہ کے موجودہ ہوائی سروس کی تیز رفتاری کے باعث جس کی وجہ سے کرۂ ارض کے گرد بہت تھوڑے وقت میں چکر لگایا جا سکتا ہے بہت محدود الوسعت ہو کر رہ گئی ہے۔ اقوام عالم کے متعلق یعنی ان کے معاشی تمدنی اور مذہبی نظام کے متعلق علم حاصل کرنا بہت ضروری ہے۔

یہی وجہ ہے کہ مولنا عبدالحق ودیارتھی سے مل کر مذکورہ بالا امور پر گفتگو کی گئی تھی۔ اور بدیں وجہ میں آپ کی بروقت مدد کا بہت شکر گذار ہوں۔

(انہیں خط اور مزید لٹریچر بھیجا گیا)

نائیجیریا

ترجمہ خط از مسٹر اے مصطفےٰ ادنی باگی آئی لورن نائیجیریا۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مجھے بہت خوشی محسوس ہوگی اگر آپ میرے اس خط کو بہت توجہ سے پڑھیں گے اور جو میرا مطلب ہے اسے آپ سمجھ جائیں گے۔

میں ایک مسلم طالب علم ہوں اور عربی ٹیچر بھی ہوں، میں اپنے قصبہ میں گذشتہ بیس سال سے بچوں کو عربی پڑھا رہا ہوں۔

میں اپنے ماحول میں اس کوشش میں رہتا ہوں کہ اکثر لوگ اسلام قبول کریں۔

میرے مکتب میں لڑکے اور لڑکیاں عربی کی تعلیم حاصل کر رہی ہیں میں انہیں اسلامک ہسٹری اور کچھ حدیث بھی پڑھاتا ہوں

میں اکثر قاہرہ (مصر) اور دیگر اسلامی ممالک سے بھی اس موضوع پر خط و کتابت کرتا رہتا ہوں۔ وہ عموماً مجھے مختلف مضامین پر کتب اور قرآن شریف بھجدیتے ہیں۔

مجھے آپ کی مدد کی بہت سخت ضرورت ہے۔

جتنی جلدی ہو سکے عربی اور انگریزی کتب بالخصوص قرآن شریف بھیجکر ممنون فرمائیں۔

اگر آپ میری کتب سے مدد فرماتے رہیں گے تو انشاءاللہ تعالےٰ یہاں تمام مشرکین اسلام قبول کر لیں گے۔

جواب جلد عنایت فرمائیں

(انہیں قرآن شریف۔ عربی لٹریچر اور خط بھیجے گئے)

(غلام قادر ڈار)

اختلافاتِ اُمّت اور بعثتِ مجدّدین

اللہ دتہ شاکر صاحب ایجوکیشن انسپکٹر ضلع جہلم

تمام فرقہائے اسلام میں (ما سوائے شیعہ فرقہ کے) اصول دین میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔ اور اصول کا سب امنت باللہ وملائکتہٖ وکتبہٖ ورسلہٖ والیوم الآخرۃ والبعث بعد الموت پر ایمان رکھتے ہیں۔

اہلِ تشیع کے اصولِ دین میں اقرارِ امامت زائد ہے۔ جس پر اس مضمون میں تبصرہ و تنقید کی گنجائش نہیں ہے۔ اصول دین پر ایمان لانے والے تمام فرقے مسلمان ہیں۔ فرقہائے اسلام میں جو اختلافات ہے، وہ لفظی اور فروعی ہے۔ لیکن ہر ایک فرقہ نے اس لفظی اور فروعی اختلاف میں اس قدر غلو کیا ہے کہ سب نے ایک دوسرے کے خلاف کفر کے فتوے دے دیئے ہیں۔ تاریخ گواہ ہے کہ جب کبھی اسلام میں ایسے غلط اعتقادات پیدا ہوئے ہیں تو ان کی اصلاح کے لئے اللہ تعالیٰ نے اپنی سنت کے مطابق اُمّتِ خیرالبشرؐ میں سے ہی کوئی نہ کوئی مجدّد بھیجدیا۔

ان مامورین و مجدّدین کا کام توحید۔ رسالت اور اعمال کی سزا، جزا وغیرہ پر محکم ایمان اور اعمال کے نتائج پر کامل یقین دلانا ہوتا ہے اور وہ فروعی اختلافات اور غلط اعتقادات کو قال اللہ وقال الرسول کے مطابق درست کرتے ہیں۔ اور مفسرین قرآن کے اختلافات لائے گرد و غبار کو ہٹا کر اسلام کا منور چہرہ دکھا دیتے ہیں۔

منزل من اللہ دین کی مکمل اصلاح صرف ملہم اور مورد وحی سے ہی ہوسکتی ہے۔ ایسا شخص راسخ فی العقیدہ ہوتا ہے۔ اسلامی اصطلاح میں راسخ فی العلم اشخاص ہی کو حسب مراتب محدث۔ مجدّد۔ امام اور علماء ربّانی کہا گیا ہے۔ اور ان ہی کی معیت یعنی ان کے ساتھ اعتقاداً اور عملاً ہونے کا حکم قرآن مجید میں ہے۔ احادیث میں بھی اس امر کی تاکید ہے۔ گذشتہ مصلحین مجددین اور ائمہ دین انبیاء بنی اسرائیل کے مشابہ منہاج نبوت پر اصلاح دین کرتے رہے ہیں۔

ظاہر پرست علماء نفس پرستی اور اپنے خیالی وقار کی خاطر ہر زمانہ میں مصلحین امت خیرالبشرؐ کے تکذیب اور منکر چلے آتے ہیں اس لئے کہ وہ اپنے آپ ہی کو اسلام کے ٹھیکیدار سمجھتے ہیں۔ یہ لکیر کے فقیر نہ صرف خود بلکہ عوام کو بھی جو علم دین سے لاعلم رکھتے ہیں، اپنے افتراؤں اور طرح طرح کے حیلوں سے اپنے ساتھ ملا کر مامور مصلحین کی مخالفت اور ان کے انکار پر آمادہ کر لیتے ہیں۔ یہ امر تاریخ اسلام جاننے والوں سے پوشیدہ نہیں ہے کہ حق اور باطل کا اختلاف شروع سے ہی چلا آ رہا ہے۔ اگر باطل نہ ہوتا۔ تو حق کی کوئی قدر نہ ہوتی۔ اور اگر ظلمت نہ ہوتی۔ تو نور کی قدر نہ ہوتی۔ سلسلہ علیٰ ہٰذا القیاس سنت جاری ہے کہ ابتدا سے یہ مخالفت کی جنگ ہے نیز یہ کائنات میں ان اختلافات سے

موجودہ صدی کے مفاسد

موجودہ صدی کے مفاسد اور حالات پر غور کریں۔ آپ دیکھیں گے کہ ہر وہ برائی اور فساد جو ابتدائے اسلام کے وقت تھا، وہ سب کچھ اب بھی موجود ہے۔ امراء میں سے اکثر حصول دنیا اور اپنی عیش و عشرت میں سرگرداں ہیں، حرص جاہ و مال نے انہیں ایسا غافل کر دیا ہے۔ کہ دین اسلام اور اس پر عمل کا احساس ہی نہیں۔ اکثر عوام علم دین سے بے بہرہ ہیں۔ اس لئے ان کی عملی زندگی بھی اسلام کے مطابق نہیں ہے علماء کی حالت جو لکھی جا چکی ہے وہی بدستور ہے۔ سجادہ نشین جن کے آباؤ اجداد پابند اسلام اور صاحب تقویٰ تھے۔ ان کی اکثر اولادیں دین اسلام پر عمل اور تقویٰ سے خالی اپنے نفسوں کی غلام ہیں۔ بہت کم مسلمان ہیں جو اپنی عاقبت کی فکر رکھتے ہیں۔

مجدّدِ وقت کی بعثت

فرمایئے کیا ان حالات کی موجودگی میں دین اسلام کے تحفظ اور اصلاح کی ضرورت نہیں ہے؟ کیا اللہ تعالیٰ نے سرور کائنات کی امت کی اصلاح ترک کر دی ہے؟ اس علیم و حکیم نے تو موجودہ صدی کے فتنہ ہائے یاجوج و ماجوج اور ان کے اقتدار اور آثار کا انکشاف سرکار دو عالم پر کیا ہے جس کا قرآن مجید میں بھی ذکر ہے۔ اور آپ نے اپنی امت کی آگاہی کے لئے اسے واضح فرما کر اس کی اصلاح کرنے والے مسیح موعود کی شناخت کی نشاندہی بھی فرمائی ہے۔ جو کتب احادیث میں موجود ہے۔

چنانچہ اس عظیم الشان مامور مسیح موعود کو عین ضرورت کے وقت حضور سرور کائنات کی اتباع کے طفیل سے اللہ تعالیٰ نے مرتبہ مجدّدیت عطا کیا ہے یہ عاشق قرآن سرکار دو عالم کا حقیقی غلام حضرت مرزا غلام احمد ہے جنہوں نے اس صدی میں اصلاح دین کا دعوےٰ علی الاعلان کیا ہے۔ جس کے کان ہیں وہ سن لے۔ جس کی آنکھیں ہیں، وہ اس امام وقت کے کارہائے نمایاں اور خدمت اسلام کو دیکھ لے۔ علماء کے اقرار پر نہ جایئے۔ یہ لوگ تو ہر زمانہ میں ایسے خاصانِ خدا کی تکذیب اور انکار کرتے چلے آئے ہیں۔ اس مدعی اصلاح دینِ احمدؐ کے دعوے کا ثبوت اس کی اپنی تصانیف اور واقعاتِ حاضرہ سے بین طور پر ملتا ہے۔

امام موعود کو ماننے کا نتیجہ

یہ وہ امام موعود ہے جس کا انتظار تمام مسلمان فرقے اپنے اپنے نظریات کے مطابق کر رہے تھے۔ اور اکثر صلحاء امت اس کا انتظار کرتے ہوئے وفات پا گئے۔ اور اس امام زمانہ کو نہ پا سکے۔ موجودہ وقت کے مسلمانوں میں جو اہل علم اور متلاشئ حق تھے۔ انہوں نے اس مسیح موعود کو پاکر توحید رسالت اور قرآن مجید کے احکام پر ایمان۔ اعمال کی سزا و جزا وغیرہ پر محکم یقین حاصل کیا اور دین اسلام کے مطابق عملی زندگی اختیار کر لی ہے اور جن کے لئے یہ سعادت نہ تھی وہ اس سے محروم رہ کر اکثر اس عملی زندگی سے لاپرواہ ہیں جس پر انحصار نجات ہے۔

مسیح موعودؑ سے پہلے اسلام کی حالت

مسیح موعود کے دعوے سے پہلے تیرھویں صدی کے ربع میں اسلام کی جو حالت تھی ذرا اس پر بھی غور کریں۔ جب منکرین اسلام، آریہ، نصاریٰ، دہریہ وغیرہ علوم مروجہ اور اقتدار دولت و حکومت کے نشہ میں مسلمانوں کی زبوں حالت کو دیکھ کر جو اقتدار دنیا اور علوم دین سے محروم ہو چکے تھے۔ اسلام کی بیخکنی پر کمربستہ ہو کر ہر طرف اور ہر طریقہ سے اسلام پر حملہ آور اور سرکار دو جہان کی توہین کرتے تھے۔ علماء اسلام اپنے غلط اعتقادات کی وجہ سے منکرین اسلام کو جواب نہیں دے سکتے تھے وہ نصاریٰ کے اعتقاد کی تائید پر مجبور رہتے۔ ان حالات کو دیکھ کر اکثر مسلمان اسلام سے برگشتہ ہو کر عیسائیت کے آغوش میں چلے جا رہے تھے۔ جو کوئی حامئ دین تھا وہ اسلام کی اس بیکسی اور کس مپرسی کو دیکھکر پریشان تھا۔ اسلام کے اہل درد بارگاہ قادر و کریم میں دعائیں کرتے تھے۔ کہ اے قادر و کریم تو نے ہی اس دین کو نازل فرمایا ہے۔ اور تو ہی اس کی حفاظت پر قدرت رکھتا ہے۔ اپنے دین کی حفاظت اور اپنے حبیب کی امت پر رحم فرما۔ سوا تیرے کرم کے اب اس کے زندہ ہونے کا بظاہر کوئی چارہ نظر نہیں آتا۔

مجدّدِ وقت کا اصلاحی کام

ان حالات میں اس عظیم الشان مسیح موعود کی خدمات دینی لائق تحسین ہیں انہوں نے قرآن کی روشنی سے سب غلط اعتقادات اور فروعی اختلافات کی اصلاح کی ہے وہ منکرین اسلام نصاریٰ آریہ۔ وغیرہ جو اسلام کو مٹانا چاہتے تھے اب وہ خود مٹتے جا رہے ہیں۔

علماءِ مصر، عراق، شام وغیرہ اور وہ محققین

جو حیات مسیح کے غلط اعتقاد کی بنا پر نصاریٰ کے غلام ہو رہے تھے، انہوں نے اب حضرت عیسیٰ کو دوسرے انبیاء علیہم السلام کی طرح وفات یافتہ تسلیم کر لیا ہے اور اب اس مسئلہ پر کوئی مسلمان اور نصاریٰ سے لب کشائی کی جرأت نہیں کر سکتا۔

آریہ اور ہندو دھرم کے بنیادی اعتقاد کی جو روح اور مادہ کو پرمیشر کی طرح انادی اور ازلی مانتے ہیں اور مسئلہ آواگون کی ایسی دھجیاں اڑائی ہیں، کہ اب سوائے بدگوئی کے ان کے پاس کوئی معقول دلیل نہیں ہے۔ دہریہ جو خدا کے منکر ہیں، انہیں للکارا گیا، کہ اگر خدا کو دیکھنا چاہتے ہو۔ تو آؤ میں تمہیں زندہ خدا اور اس کی قدرت پر یقین دلاتا ہوں۔

یاجوج ماجوج اور دجّال کی تعیین

یاجوج ماجوج اور اس کے اقتدار کے فتنہ کے زمانہ کے متعلق جس کا ذکر قرآن مجید میں ہے جس کا انکشاف اجمالی رنگ میں حضور سرور کائنات صلعم پر ہوا تھا اور آپ نے اس کا ذکر احادیث میں کیا ہے اس کا صحیح مصداق حضرت مسیح موعود کے وقت تک نہ ہو سکا تھا۔ کیونکہ ہر ایک پیشگوئی کی تصدیق اس کے ظہور کے وقت پر ہوا کرتی ہے۔ دراصل اس صدی میں ہی قوم یاجوج ماجوج کا اقتدار اور عروج مقدر تھا۔ جن کے فتنہ و فریب سے اس کا صفاتی نام دجّال رکھا گیا ہے۔ اس کے موجودہ اعجاز اقتدار اس وقت کے آثار کے مطابق حضور سرور کائنات کی پیشگوئی جو دجّال کے فتنہ ہائے عظیم کے متعلق تھی۔ اس کا انکشاف بھی اسی صدی کے عظیم انسان امام پر ہونا مقدر تھا جس نے یورپی اقوام کو ہی یاجوج و ماجوج متعین کیا ہے اور ان اقوام کے تاریخی حالات سے روز روشن کی طرح ثابت کر دیا ہے کہ یہی یورپی اقوام یاجوج اور ماجوج کی نسل سے ہیں۔ حضرت مسیح موعود کے اس انکشاف کے بعد ڈاکٹر اقبال مرحوم اور مولانا ابوالکلام آزاد جیسے مفکرین زمانہ نے بھی اپنی تصانیف میں اس کی تصدیق کر دی۔

مسلمان کی تکفیر نہیں ہو سکتی

علماء کے جذبۂ تکفیر نے تو جمعیت اسلام کو پراگندہ کر کے کمزور کر دیا تھا۔ حضرت مسیح موعود نے قرآن مجید اور احادیث صحیحہ سے ایسی خوبصورتی سے اس کی تردید کی ہے اور ثابت کر دیا ہے کہ کسی فرقہ کا کوئی مسلمان جب تک وہ ...... دین کے کسی اصول کا منکر نہ ہو اس پر کفر کا فتویٰ دینے والا حدیث رسول کے رو سے خود کافر ہو جاتا ہے۔

فروعی اختلافات کی اصلاح

قرآن مجید میں ناسخ اور منسوخ آیات کا غلط عقیدہ اور عصمت انبیاء پر اتہام جو مفسرین کے عدم تدبر قرآن سے ان برگزیدگان پر لگائے گئے ہیں قرآن مجید کے رو سے اس کا ازالہ کر کے انبیاء کی عصمت کو ان سے مبرّا کیا گیا۔ علیٰ ہذا القیاس ہر ایک (منطقی) اور فروعی اختلاف کا سدباب حضرت مسیح موعود نے بڑی خوبصورتی سے قال اللہ اور قال الرسول کے مطابق کر دیا، جس کی تفصیل آپ کی تصانیف میں موجود ہے۔ جب مسلمانوں کا خدا، رسول، قرآن مجید اور اس میں اوامر و نواہی اور اصول دین ایک ہے، تو اس پر ایمان لانے والے مسلمانوں کا اختلاف موجب کفر کیونکر ہو سکتا ہے؟ اس فرقہ بندی کی وجہ سے ہر ایک فرقہ نے قرآن مجید کو چھوڑ کر اکثر وضعی احادیث اور تاریخی واقعات کو اپنے اپنے خیالات کی برتری کی خاطر قرآن مجید پر ترجیح دے رکھی ہے حالانکہ احادیث اور تاریخ غلطی سے مبرّا نہیں ہیں۔

حدیث کے متعلق افراط و تفریط

اہل حدیث احادیث کو قرآن پر ترجیح دیتے ہیں اہل قرآن صحیح احادیث سے بھی انکاری ہیں۔ ہر دو فرقے افراط و تفریط کے گڑھے میں ہیں احادیث صحیحہ سے انکار (جن سے قرآن مجید کے احکام کی تشریح ہوتی ہے) قرآن کا انکار ہے۔ اور وضعی احادیث کی قرآن پر فوقیت سراسر غلط ہے۔ حضرت مسیح موعود نے فرمایا ہے۔ کہ حضور سرور کائنات کا کوئی قول جسے حدیث کہا گیا ہے۔ قرآن مجید کے خلاف تو ہرگز نہیں ہو سکتا۔ لہٰذا جو حدیث قرآن کے خلاف ہے۔ وہ حضور کا ارشاد نہیں ہو سکتا اس کا ترک لازم ہے۔ اسی طرح جو احادیث صحیح ہیں ان پر عمل لازم ہے۔

قتل مرتد اور جہاد بالسیف

اسلام میں جبر ممنوع ہے۔ موجودہ علماء نے مرتد کی سزا حکم خدا کے خلاف موت مقرر کر رکھی ہے۔ جو قرآن مجید کے امر لا اکراہ فی الدین کے سراسر خلاف ہے۔ علماء نے حضرت مسیح موعود پر یہ افتراء کیا ہے۔ کہ آپ نے جہاد کے حکم کو منسوخ کیا ہے ... جہاد بالسیف کی ضرورت جن حالات میں پیش آتی ہے وہ اس وقت موجود نہیں اسی وجہ سے اس کا التوا لازمی ہے۔

حکم تو یہ ہے کہ جب دشمن اسلام تلوار سے اسلام پر حملہ آور ہو کر اسے مٹانا چاہیں جیسا کہ ابتدا اسلام میں ہوتا رہا۔ تو اس وقت اگر دشمن کے مقابلہ کی طاقت ہو تو تلوار سے ہی اس کا مقابلہ کیا جائے لیکن اس وقت دشمنان دین کا تلوار سے تو اسلام پر کوئی حملہ نہ تھا اس لئے فی الحال تلوار کا جہاد بھی جائز نہ تھا۔ یہ زمانہ علمی جہاد کا ہے اس زمانہ میں مکفرین اسلام نے علمی دلائل سے اسلام پر حملے کئے ہیں جن کا جواب علمی صورت میں حضرت امام وقت نے ایسے دلائل اور براہین سے دیا ہے۔ جس کی نظیر قرون اولیٰ کے بعد اسلام میں اب تک نہیں ملتی۔

(باقی باقی)

اخبار احمدیہ

کالج کا نام

— گذشتہ اشاعت میں ایک سنی سنائی خبر کی بنا پر اس کالج کا نام جو احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کی طرف سے کھلنے والا ہے غلطی سے نیا مسلم کالج لکھ دیا گیا جس کا ہمیں افسوس ہے۔ صحیح نام کا بعد میں اعلان کیا جائے گا۔

روانگی انگلستان

— مولانا یعقوب خان صاحب ۱۱ر جون کو خیبر میل سے بعزم انگلستان کراچی روانہ ہوئے، اسٹیشن پر آپ کو الوداع کہنے کے لئے حضرت امیر ایدہ اللہ اور جماعت کے اکثر احباب موجود تھے۔ آپ ووکنگ مسلم مشن میں کام کرنے کے لئے تشریف لے گئے ہیں، کراچی سے آپ بحری جہاز میں روانہ ہو گئے، دعا ہے اللہ تعالیٰ آپ کو بخیر و عافیت منزل مقصود پر پہنچائے اور کامیاب و بامراد واپس لائے۔

ٹائپسٹ کی ضرورت

— انجمن کو اپنے دفتری کاموں کے لئے ایک مشاق ٹائپسٹ کی ضرورت ہے۔ درخواستیں سکرٹری صاحب احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کے نام ارسال کی جائیں۔

شکریہ احباب۔ بھدرواہ سے خط:—

— والدم حضرت چوہدری عبدالرزاق صاحب کی وفات پر ہندوستان اور پاکستان کی جماعتوں سے بیشتر بزرگوں اور دوستوں نے ماتم پرسی کے خطوط بھیج کر میرے ساتھ اپنی شفقت، ہمدردی کا اظہار فرمایا ہے، میں فرداً فرداً ہر ایک کو الگ الگ جواب اور شکریہ کا پیغام نہ بھیج سکا۔ بذریعہ اخبار ہذا ان تمام بزرگوں اور دوستوں کا شکریہ ادا کرتے ہوئے امید کرتا ہوں کہ بزرگان سلسلہ اور احباب بدستور اپنی دعاؤں میں مجھے یاد رکھیں گے۔ میں تمام ان حضرات کا شکر گذار ہوں جنہوں نے اس سلسلہ میں میرے ساتھ ہمدردی کا اظہار فرمایا ہے۔ کیونکہ والدم کی بے وقت وفات ہمارے خاندان کے لئے عموماً اور میرے لئے خصوصاً ایک ناقابل تلافی نقصان ہے۔ والسلام

خاکسار عبداللطیف گنائی۔ بھدرواہ کشمیر

فہرست تفہیم قرآن از عطیہ جات مختلف حضرات بابت ماہ مئی سنہ ۱۹۶۱ء

بیان القرآن جلد اول .. .. .. پشاور .. .. ایک جلد
" " " سوم .. .. .. " "
" " " .. .. انڈیا " "
ترجمۃ القرآن انگریزی بار دوم لاہور دو جلد
" " " مانسہرہ ایک "
" " " امریکہ ایک "
" " " آسٹریلیا ایک جلد
" " " فلپائن ایک جلد

اخلاقی انحطاط ——— ہمارا سب سے بڑا مسئلہ

پانچ بنیادی اصولوں کو ملحوظ رکھنے کی ضرورت

نذیر احمد چیمہ (گجرات)

"نوائے وقت" میں معاشرتی امور و مسائل کے متعلق اکثر اظہار خیال کیا جاتا ہے۔ میرے خیال میں یہ ایک بڑی مفید اور اہم تحریک ہے اس سلسلہ مقالات میں مجھے ۲۸ اپریل کے اداریہ "اخلاقی انحطاط ——— ہمارا سب سے بڑا مسئلہ" نے بالخصوص متاثر کیا ہے۔ کیونکہ اس میں قوم کی نبض پر ہاتھ رکھکر اصل مرض کو معلوم کر لیا گیا ہے۔ نوائے وقت نے بالکل درست لکھا ہے کہ "....... کوئی مسئلہ قانون بنانے سے حل نہیں ہوتا دل میں قانون کا احترام موجود نہ ہو اور کوئی اندرونی طاقت انسان کو بدی کے راستے سے نہ روکے تو انتہائی سخت قوانین کی خلاف ورزی کے لئے بھی چور دروازے تلاش کر لئے جاتے ہیں .... معاشرہ اسی وقت صحت مند بن سکتا ہے جب اس کی بنیادیں اخلاق پر ہوں خوش قسمتی سے ان اخلاقی قدروں کے لئے ہمیں دور جانے یا کسی کے سامنے ہاتھ پھیلانے کی کوئی ضرورت نہیں ہمارے پاس اسلامی اصولوں کی روشنی موجود ہے ہم اُن سے ہر وقت استفادہ کر سکتے ہیں۔

اس مضمون میں ان اصولوں کی نشاندہی کرنے کی کوشش کی جائے گی۔ قرآن حکیم کی ابدی روشنی ہر وقت ہمیں میسر ہے اس لئے ہمیں ہدایت و نور کے اسی سرچشمہ سے وہ اصول تلاش کرنے چاہئیں جن سے ہمیں صحیح اخلاقی اقدار کا علم حاصل ہو جائے اور ان پر عمل پیرا ہو کر ہماری قوم کامیابی کی منازل سرعت سے طے کر سکے۔

سورۃ المومنون میں اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے :-

(ترجمہ) "مومن یقیناً کامیاب ہیں جو اپنی نماز میں عاجزی کرنے والے ہیں اور جو لغو سے منہ پھیرنے والے ہیں اور جو پاکیزگی سے کام کرتے ہیں۔ اور جو اپنی شرمگاہ کی حفاظت کرنے والے ہیں مگر اپنی بیبیوں سے یا ان سے جن کے داہنے ہاتھ مالک ہوئے تو وہ ملامت کئے گئے نہیں لیکن جو اس سے آگے نکلنا چاہیں وہ حد سے بڑھنے والے ہیں، اور جو اپنی امانتوں اور اپنے عہد کو نگاہ رکھنے والے ہیں اور جو اپنی نمازوں کی محافظت کرتے ہیں یہی وارث ہیں جو فردوس کو ورثہ میں لیتے ہیں وہ اسی میں رہیں گے"

اس ارشاد ربانی میں اسلامی نظریات پر ایمان لا کر ایک قوم کی شکل میں منظم انسانوں کو ہدایت کی جا رہی ہے کہ وہ مجتمع ہو کر خدا کے حضور اس طرح سے صلوٰۃ ادا کریں کہ خشیتہ الٰہی، عاجزی اور فروتنی سے دل گداز ہو جائیں اور خدا کی کبریائی اور جلال کا ایسا رعب اور غلبہ قلوب پر چھا جائے کہ انسان اپنی ہستی کو بھول جائے اور محبت الٰہی میں مستغرق ہو جائے۔

پہلا اصول ——— نماز

آپ خیال کریں کہ اگر ہمارے ملک میں چشم فلک اس قسم کے نظارے دیکھنے لگ جائے کہ ضلعوں کے صدر مقاموں میں جب مجسٹریٹ اور جج صاحبان اپنی عدالتوں میں مقدمات کی سماعت کر رہے ہوں، دفتروں میں کلرک اور منشی اپنے اپنے کاموں میں منہمک ہوں اچانک مؤذن کی آواز حی علی الصلوٰۃ و حی علی الفلاح کی کانوں میں پڑنے لگے تو اسی وقت تمام افسر اور ماتحت مسجد کی طرف چل پڑیں اور ضلع کے حاکم اعلیٰ کی امامت کی اقتدا کرتے ہوئے اللہ تعالےٰ کے حضور ہاتھ باندھ کر کھڑے ہو جائیں کبھی فرط محبت سے جھک جائیں کبھی شان کبریائی اور ہیبت اور جبروت الٰہی کے تصور میں ڈوب کر سجدہ ریز ہوں کبھی ادب سے دو زانو ہو کر ذکر الٰہی میں مصروف ہو جائیں اور گزشتہ گناہوں سے توبہ کرنے لگ جائیں اور آئندہ گناہوں سے بچنے کی اللہ تعالےٰ سے .... حفاظت چاہیں اگر یہ روحانی مشق روزانہ ہوتی رہے تو یقین جانیئے کہ اتنا بڑا روحانی انقلاب پیدا ہو جائے گا جس کا تجربہ چودہ سو برس پہلے بھی دنیا کر چکی ہے۔ جب حاکم و محکوم اسٹیلا و ادنے اعلیٰ عدالتوں کے حکام و اہل مقدمات وکلاء و عوام شانہ بشانہ کھڑے ہو کر مساوات انسانی کا عملی نمونہ پیش کریں تو دلوں کی دنیا کے اندر ایسا عظیم الشان تغیر پیدا ہو سکتا ہے جو ہزاروں وعظوں اور سینکڑوں تصنیفوں سے پیدا نہیں ہو سکتا مگر شرط یہ ہے کہ نمازوں کی ادائیگی محض ٹیکنیکل نہ ہو۔ جب ہاتھ کانوں پر رکھے جائیں تو ایسا تصور پیدا ہو [illegible] رہے ہوں۔ جب جسم رکوع کی حالت میں ہوں تو قلوب میں فروتنی اور عاجزی کی کیفیت پیدا ہو جائے جب سجدہ ریز ہوں تو روح پگھل کر بہنے لگ جائے اگر ہر ضلع کے صدر مقام کے ساتھ دوسرے مراکز حکومت میں ایسی کیفیت دیکھنے میں آنے لگے تو ہماری بہت سی قومی بیماریاں خود بخود دفع ہونے لگ جائیں گی۔ اس روحانی پیداوار کی بدولت وطن عزیز میں مومنین خاشعین کی ایسی جانباز جماعت پیدا ہو جائے گی جس کے عزم کے سامنے پہاڑ رک ہو [illegible] راہ سے

آج بھی ہو جو براہیم کا ایماں پیدا
آگ کر سکتی ہے انداز گلستاں پیدا

دوسرا اصول ——— لغویات سے اعراض

دوسری بڑی بیماری جو معاشرہ کو تباہ کر دینے والی ہے وہ اس کا لغویات میں منہمک ہونا ہے۔ یہ بیماری مغرب سے آئی ہے وہاں کے متمول لوگ جب کرنے کا کوئی کام نہیں پاتے تو بے ہودہ لہو و لعب میں مشغول ہو جاتے ہیں مگر ان کی فعال جماعتیں لغویات سے محترز و مجتنب رہتی ہیں اور صرف ایسے مشغول میں حصہ لیتی ہیں جو صحت مند بھی ہوتے ہیں اور روح افزا بھی۔ مگر ہمارے ہاں صحت مند مشاغل تو توجہ کا مرکز نہیں ہے البتہ لغویات میں وقت اور سرمایہ برباد کیا جاتا ہے اور اب رہی سہی کسر ثقافتی سرگرمیوں نے نکالنی شروع کر دی ہے۔

قرآن حکیم سے اس بارے میں ہمیں یہ ہدایت ملتی ہے کہ "(مومن) لغو اشتغال سے پرہیز کرتے ہیں" اور جب لغویات کے قریب سے ان کا گذر ہوتا ہے تو وہ بے پروائی کے انداز میں وہاں سے گذر جاتے ہیں" آہ! وہ قوم جس کے متعلق دربار خداوندی سے یہ ارشاد ہوا تھا۔ کہ "یہ وہ پاک لوگ ہیں جو اپنی راتیں اس حال میں بسر کرتے ہیں کہ اپنے رب کے حضور سجدے میں گر گر جاتے ہیں یا مؤدب کھڑے اس کی تسبیح میں مصروف ہوتے ہیں" وہ اب فحاشی اور لہو و لعب میں زندگی بسر کرنا فیشن میں داخل سمجھتی ہے۔ اور سب سے بڑی بدقسمتی یہ ہے کہ اب کلچر کے نام پر ایسی محفلیں برپا ہونے لگی ہیں جن کے متعلق نوائے وقت ہی بار بار یہ حقیقت واضح کر چکا ہے کہ ان کا مقصد آہستہ آہستہ اثر کرنیوالے زہر کے ٹیکے لگا کر عوام کو اسلامی اخلاق کے معاملہ میں بے حس اور غیر جانبدار بنانا ہے۔ ان گذارشات کا مقصد یہ بات واضح کرنا ہے کہ اخلاقی انحطاط روکنے کے لئے فضول لہو و لعب کا روکنا بہت ضروری ہے۔

تیسرا اصول ——— تزکیہ

کامیابی کے لئے قرآن نے نہ صرف تو سنے کو لغو امور میں ضائع نہ کرنے کی ہدایت دی ہے بلکہ مثبت طور پر یہ بتایا ہے کہ ایسے کاموں میں مصروف و مشغول ہوا جائے جن سے دلوں میں سچی طہارت اور پاکیزگی پیدا ہوتی رہے۔ روح کو نشوونما دینے کے لئے ضروری ہے کہ انسان دوسروں کے لئے قربانی کرتا رہے اپنے علم اپنی قوت اور اپنے مال سے دوسروں کو فائدہ پہنچائے احسان کے طور پر نہیں بلکہ فرض کی ادائیگی سمجھ کر سرانجام دے کیونکہ نفسانیت کی نشوونما تو اس طرح ہوتی ہے کہ انسان دوسروں کے حقوق کو پامال کرے اور اس میں لوٹ کھسوٹ، فریب و دغابازی، مکر و حیلہ میں کوئی عار نہ سمجھے حالانکہ انسانی ذات کی نشوونما اس وقت ہوتی ہے جب وہ اپنی نیک کمائی اور اپنی تمام دلی اور صلاحیتوں سے نوع انسان کی خدمت کرنے لگ جائے ایثار اور قربانی

سے ہی انسان کے اندر اعلیٰ قسم کی طہارت اور پاکیزگی پیدا ہوتی ہے۔ جس قوم کے افراد مذہباً اس بات پر یقین رکھیں کہ جس قدر وہ دوسروں کی خدمت کریں گے اسی قدر ان کے مدارج بلند ہوتے جائیں گے۔ وہی قوم اپنے ہر مقصد میں کامیاب اور اپنی ہر مراد میں کامران ہوتی ہے اس کی بزم میں نوع انسان کی ترقی و بہبود کے لئے منصوبے تیار ہوتے رہتے ہیں۔ تعلیمات قرآن سے فیض یاب قوم جہاں دوسرے کے حقوق کو غصب نہیں کرتی وہاں وہ اپنے حقوق کی حفاظت کرنا بھی جانتی ہے، بزدلی، بے غیرتی اور بے حمیتی ایسے رذیل اوصاف تزکیہ نفس کے منافی ہیں، پاکیزہ طبع انسان ہی مرد جری ہوتا ہے۔ اس کی آنکھ کسی غیر کے مال پر نہیں پڑتی مگر جو آنکھ اس کے مال کو للچائی ہوئی نظروں سے دیکھے تو وہ اسے بے نور کر کے رکھ دیتا ہے۔

چوتھا اصول ——— تحفظ عصمت و عفت

اسلامی تعلیمات سے بہرہ ور اور تربیت یافتہ قوم اخلاقی بے راہ روی کا شکار نہیں ہوتی۔ اسلام جہاں رہبانیت کے تعفن میں بھی بند نہیں کرتا۔ وہاں وہ شادی کے معتدل رشتہ سے مسلم معاشرہ کو مسرت انگیز اور نشاط آمیز زندگی بسر کرنے کا موقع دیتا ہے۔ ان تعلیمات کے مطابق زندگی بسر کرنے سے مسلمانوں کے گھر جنت کا نمونہ بن جاتے ہیں۔ مسلمان اپنی بیویوں سے عاشروھن بالمعروف کے تحت اعلیٰ سلوک کرتے ہیں اور غیر محرموں کی طرف نظر اٹھا کر بھی نہیں دیکھتے۔ ان کی بیویاں سراپا عفت و عصمت ہوتی ہیں۔ حیا ان کے کردار کا طغرۂ امتیاز ہوتا ہے۔ اس سلسلہ میں قرآن حکیم کی ہدایت یہ ہے:-

"اس پاکیزہ قوم کے لوگ اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرتے ہیں اور اپنی منکوحہ زوج کے سوا کسی غیر سے جنسی تعلق قائم نہیں کرتے۔"

پانچواں اصول ——— پابندی عہد

اسلامی تعلیمات سے بہرہ ور تربیت یافتہ قوم کو جب دوسری اقوام سے پالا پڑتا ہے تو وہ ان سے تعلقات مدن نہایت خیر و خوبی سے قائم کرتی ہے۔ جب باہمی لین دین اور تجارت کی راہیں کھلتی ہیں تو مندرجہ بالا اوصاف والی قوم کی یقیناً فوقیت حاصل ہو گی۔ بہت سی اقوام اس کی زیر دست ہوں گی۔ یا زیادہ سے زیادہ ہمسری کا دعوےٰ کریں گی۔ مگر ہر حالت میں اسلام کی تعلیم سے بہرہ ور قوم کو حکم ہے کہ وہ دوسری قوموں کی امانتوں کی حفاظت کرے اور جو معاہدات دوسری قوموں سے کرے ان پر مضبوطی سے قائم رہے اور کبھی عہد شکنی کی مرتکب نہ ہو۔ بین الاقوامی سطح پر اس کا کردار نہایت بلند ہو۔ ہر لحاظ سے وہ صادق القول و محافظ العہد ہو۔ اس طرح تمام دنیا میں اس کی ایسی ساکھ قائم ہو جاتی ہے کہ اس سے قومیں معاہدات کرنے میں فخر، اور اس کی دوستی اور تعاون کی طالب رہتی ہیں، اور اس سے دوستی پیدا کر کے امن و سلامتی کی ضمانت حاصل کرتی ہیں۔

ان معروضات سے بخوبی واضح ہو جاتا ہے کہ اسلامی تعلیمات پر عمل پیرا قوم کی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ وہ اللہ تعالےٰ سے اپنا تعلق دائمی رکھتی ہے وہ اس میں کبھی تعطل یا خلل واقع پیدا نہیں ہونے دیتی۔ خدا کا رعب اس کا جلال و جمال اس کی ہیبت و جبروت اس کی عظمت و تقدس اور اس کی محبت و رحمت سے ان کے دلوں کے تمام رگ و ریشہ اور بدن کے تمام گوشے منور و روشن ہو جاتے ہیں، وہ اللہ تعالیٰ کی یاد شکر گذاری و احسان مندی، عجز و انکساری اور فروتنی و بندگی میں ڈوب کر وہ عبادالرحمٰن بن کر دنیا میں رہتے ہیں اس لئے ان کی شان میں ارشاد ربانی ہے والذین هم علی صلوٰتهم یحافظون۔ وہ اپنی نمازوں کی محافظت کرتے ہیں۔ خواہ سفر ہو یا بیماری ہو، جنگ ہو کوئی مشکلات ہوں ہر حال میں وہ خدا تعالےٰ سے بذریعہ نماز تعلق قائم رکھتے ہیں۔

یہ ہیں قومی ترقی و کامیابی کے بنیادی اصول جو قرآن کریم نے بیان فرمائے ہیں۔ ان اصولوں پر چل کر مسلمان اسی دنیا میں اپنے لئے جنت تیار کر لیتے ہیں۔ اور اس جنت میں نہ صرف خود خوش و مطمئن رہتے ہیں بلکہ تمام معاشرہ کے لئے باعث رحمت و اطمینان بننے کی سعادت حاصل کر سکتے ہیں۔

ان اصولوں کا سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک و مسعود زمانہ میں کامیاب تجربہ ہو چکا ہے اور ان کی بدولت ہی بادیہ نشین صدر نشین عالم بن گئے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم لوگوں کو مختلف قسم کا پاؤ گے اور جو ان میں جاہلیت کے زمانہ میں اچھے تھے وہی اسلام میں بھی اچھے ہیں جبکہ وہ اسلام کی سمجھ حاصل کر لیں۔ اور مسلمان ہو کر وہی شخص پختہ مسلمان ہو گا جو کہ اسلام سے دشمنی میں پختہ تھا۔ اور سب سے برا آدمی وہ پاؤ گے جو دو رخی بات کرے۔ اس سے کچھ اور۔ اس سے کچھ اور۔

بخاری

مصلح موعود نمبر پر ایک سرسری نظر

(بسلسلہ صفحہ نمبر ۹)

اور ابتدائے آفرینش سے جس کا یہ کام تھا وہ یہ سب کچھ دیکھکر بھی خاموش بیٹھا رہا۔ نعوذ باللہ من ذالک) اور جبکہ مدعی کی قسم سکے موجب خدائے واحد وقہار نے فیصلہ فرمایا پھر بھی مامور کے متعلق حوالہ جات کو اپنی ذات پر چسپاں کرنے والی غیر مطبوعہ تحریرات کو شائع کرکے اس کے غصہ کو اور بھڑکانے کا باعث ہوگا لازم ہے

کہ اس کا خوف کریں اور ان دعاوی سے دستبردار ہوں جو اللہ تعالےٰ کے منشاء کے خلاف کیئے جاتے رہے اور جبکہ مدعی کئی سال سے ان دعاوی کے متعلق ایک لفظ بھی زبان سے نہیں بول رہے ہیں۔ اس قسم کی پرانی تحریرات کو شائع کرنا ان سے دشمنی کرنا ہے۔ اللہ تعالےٰ رحم کرے۔ اور اور حالات موجودہ سے عبرت حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین؛

پنجاب پریس سرکلر روڈ لاہور میں باہتمام مولوی دوست محمد صاحب چھپکر دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور سے شائع ہوا۔

پیغام صلح ۲۱ جون ۱۹۶۱ء رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸ شمارہ نمبر ۲۵

ہفت روزہ پیغام صلح لاہور
سالانہ چندہ۔ پاکستان سے چھ روپے۔ ہندوستان سے چھ روپے ہندوستانی سکہ۔ ممالک بیرونی سے ایک پونڈ
ہندوستان میں ہمارے نمائندہ کا پتہ۔ شیخ محمد انعام الحق صاحب۔ محلہ اعظم پورہ۔ ملک پیٹھ۔ مکان نمبر ۱۰۰/۸ حیدرآباد دکن انڈیا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۲۸ — فون نمبر ۳۷۳۷

ہم تو رکھتے ہیں مسلمانوں کا دیں
دل سے خدامِ ختم المرسلیں

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا خصوصی ترجمان

تم ہمیں دیتے ہو کافر کا خطاب
کیوں نہیں لوگو تمہیں خوفِ عقاب

ہفت روزہ پیغامِ صلح لاہور

ہر بدھ کو شائع ہوتا ہے
تار کا پتہ:۔ "تبلیغ" لاہور
فون نمبر:۔ ۳۷۳۷
مدیر:۔ دوست محمد
مدیر معاون:۔ بشیر احمد سوز

زرِ سالانہ
پاکستان سے چھ روپے
ہندوستان سے چھ روپے
بیرونی ممالک سے
ایک پونڈ

فی پرچہ ۱۳ پیسے

جلد ۴۹ | یوم چہارشنبہ مؤرخہ ۱۴ محرم الحرام ۱۳۸۱ھ مطابق ۲۸ جون ۱۹۶۱ء | ۲۶

بحرِ حکمت کے موتی

عن ابی ھریرۃ رض قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان للہ ملائکۃ یطوفون فی الطرق یلتمسون اھل الذکر فاذا وجدوا قوما یذکرون اللہ تعالیٰ تنادوا ھلموا الی حاجتکم فیحفونھم باجنحتھم الی سماء الدنیا فیسالھم ربھم وھو اعلم بھم ما یقول عبادی فیقولون یسبحونک ویکبرونک ویحمدونک ویمجدونک قال فیقول ھل راونی فیقولون لا فیقول کیف لو راونی فیقولون لو راوک کانوا اشد لک عبادۃ واشد لک تمجیدا واکثر لک تسبیحا قال فیقول فما یسئلون فیقولون یسئلونک الجنۃ فیقول ھل راوھا فیقولون لا یا رب فیقول کیف لو راوھا فیقولون لو راوھا کانوا اشد علیھا حرصا واشد لھا طلبا واعظم فیھا رغبۃ قال فمم یتعوذون فیقولون یتعوذون من النار فیقول ھل راوھا فیقولون لا یارب فیقول کیف لو راوھا فیقولون لو راوھا کانوا اشد منھا فرارا واشد لھا مخافۃ قال فیقول اشھدکم انی قد غفرت لھم قال فیقول ملک منھم فیھم فلان لیس منھم انما جاء لحاجۃ فیقول ھم الجلساء لا یشقی بھم جلیسھم۔

اخرجہ الشیخان والترمذی۔ (بحوالہ تلخیص الصحاح کتاب الذکر)

ترجمہ:۔ حضرت ابوہریرہ رض سے روایت ہے کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے چند فرشتے ہیں جو راستوں میں چکر لگاتے پھرتے ہیں ذکر الٰہی کرنیوالوں کی تلاش میں رہتے ہیں جب ان لوگوں کو پاتے ہیں جو ذکر الٰہی کرتے ہیں تو ایک دوسرے کو بلاتے ہیں کہ جلد اپنے مقصود کی طرف آؤ (اور) وہ (آکر) اپنے پروں سے انکو ڈھانپ لیتے ہیں پھر جب وہ آسمان پر واپس جاتے ہیں تو ان کا پروردگار ان سے پوچھتا ہے حالانکہ وہ ان سے زیادہ واقف ہی کہ میرے بندے کیا کہتے ہیں تو وہ عرض کرتے ہیں کہ تیری تسبیح، تکبیر، تحمید اور تمجید کرتے ہیں خدا تعالیٰ پوچھتا ہے کہ کیا انہوں نے مجھے دیکھا ہے، فرشتے کہتے ہیں کہ نہیں، خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ ان کی کیا حالت ہوتی اگر وہ مجھے دیکھتے، فرشتے کہتے ہیں کہ اگر وہ تجھے دیکھتے تو تیری اس سے بڑھکر عبادت کرتے اور اس سے بڑھکر تیری تمجید اور بزرگی کرتے اور اس سے زیادہ تیری تسبیح کہتے پھر خدا تعالیٰ فرماتا ہے وہ کیا مانگتے ہیں فرشتے کہتے ہیں کہ وہ تجھ سے جنت مانگتے ہیں

(باقی بر صفحہ ۱۵ اشتہار کے نیچے)

اپنے دلوں کو ہر دم ٹٹولتے رہو

بیعت کنندگان کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نصیحت

"سب سے اول اپنے دلوں میں انکسار اور صفائی اور اخلاص پیدا کرو اور سچ مچ دلوں کے حلیم اور سلیم اور غریب بن جاؤ کہ ہر ایک خیر اور شر کا بیج پہلے دل ہی میں پیدا ہوتا ہے، اگر تیرا دل شر سے خالی ہے تو تیری زبان بھی شر سے خالی ہوگی۔ اور ایسا ہی تیری آنکھ اور تیرے سارے اعضا ہر یک نور یا اندھیرا پہلے دل میں ہی پیدا ہوتا ہے اور پھر رفتہ رفتہ تمام بدن پر محیط ہو جاتا ہے۔ سو اپنے دلوں کو ہر دم ٹٹولتے رہو اور جیسے پان کھانیوالا اپنے پانوں کو پھیرتا رہتا ہے اور ردی ٹکڑے کو کاٹتا ہے اور باہر پھینکتا ہے اسی طرح تم بھی اپنے دلوں کے مخفی خیالات اور مخفی جذبات اور مخفی ملکات کو اپنی نظر کے سامنے پھیرتے رہو، اور جس خیال یا عادت یا ملکہ کو ردی پاؤ اسکو کاٹ کر باہر پھینکو، ایسا نہ ہو کہ وہ تمہارے دل کو ناپاک کر دیوے اور پھر تم کاٹے جاؤ۔" (ازالہ اوہام حصہ دوم)

تبلیغی خط و کتابت

دیکھو خدا نے سارے جہاں کو جھکا دیا
گمنام پا کے شہرہ عالم بنا دیا
(مسیح موعودؑ)

نائیجیریا

ترجمہ خط از مسٹر عثمان اولو رکنا ڈوگن آئی لورن نائیجیریا۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

آپ کی چٹھی مؤرخہ ۹ ‍/ ۱۲ ‍/ ۱۹۶۰ کا بہت بہت شکریہ

اور لٹریچر کا پارسل ابھی تک نہیں ملا۔

میں آپ کا بہت ممنون ہوں گا اگر آپ مجھے احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کے ممبران میں شامل فرمالیں۔ اور بیعت فارم بھیجدیں۔ یہاں اور لوگ بھی میرے ساتھ بیعت کرنے کے لئے تیار ہیں۔

یہاں تمام لوگ اسلام کے متعلق علم حاصل کر رہے ہیں۔ ایک عیسائی جنٹلمین مسمی سیموئل اولو پادوسے نے میرے لیکچروں سے متاثر ہو کر اسلام قبول کر لیا ہے۔ ان کا اسلامی نام عبدالسلام اولو پادوسے رکھا گیا ہے۔ انہیں ایک کاپی قرآن شریف کی ارسال فرمادیں اور میرا ذکر ہیں اور ایک کاپی انگلش۔ عربی ڈکشنری کی میرے لئے ارسال فرمادیں۔ جو مجھے میرے تبلیغی لیکچروں میں کام آوے گی۔

(خط لکھا گیا اور قرآن شریف بھیجا گیا) غلام قادر ڈار

ترجمہ خط از مسٹر سید وحید الفا و انسپکٹر پولیس نائیجیریا۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

آج پہلی دفعہ میں آپ کی خدمت میں یہ خط بھیج رہا ہوں۔ انسپکٹر کی ٹریننگ پر کادونا جانے سے پہلے میں آپ سے خط وکتابت کرنا چاہتا تھا مگر فرصت نہ ملی۔ اب میں کامیابی کے ساتھ اپنے ہیڈ کوارٹر واپس آ گیا ہوں۔

سب سے پہلے میں سلسلہ احمدیہ میں داخلہ کی درخواست کرتا ہوں۔

مجھے اس کے متعلق ہدایات۔ قرآن شریف، اور لٹریچر ارسال فرمائے جائیں۔ میں بچوں کو قرآن شریف پڑھایا کرتا ہوں۔ لہذا اس مقدس کتاب کی بہت ضرورت ہے۔ میں آپ کے ہمدردانہ جواب کا منتظر ہوں۔

(انہیں قرآن شریف اور لٹریچر اور خط بھیجا گیا)

ترجمہ خط از مسٹر ابراہیم، اسے فلورنشو منسٹری آف ہیلتھ نائیجیریا۔

جناب عالی

مجھے ایک دوست نے اطلاع دی ہے کہ آپ اکثر ایسے لوگوں کی مدد فرماتے رہتے ہیں جو مشکلات میں ہوں۔

میں ۱۲ سالہ نائیجیرین نوجوان ہوں۔ میرے والدین غریب مسلمان ہیں، لہذا وہ مجھے کسی مسلم اسکول میں پڑھنے کے لئے نہ بھیج سکے۔ ہماری غربت سے فائدہ اٹھا کر عیسائی مجھے اپنے سکول میں داخلہ کے لئے لے گئے اور مجھے انہوں نے عیسائی بنا لیا۔ میرے لئے اس کے سوائے اس کے کوئی چارہ نہ تھا۔

اب چونکہ میں بڑا ہو گیا ہوں میں اپنے غریب ماں باپ کے مذہب پر چلنا چاہتا ہوں۔ اور میں نے مسلم بننے کا فیصلہ کر لیا ہے۔

مجھے یہاں ایسا کوئی مسلمان نظر نہیں آتا جو مجھے مکمل مسلمان بننے میں علمی طور پر مدد دے۔

میں آپ کا بہت شکر گذار ہوں گا اگر آپ مجھے اسلامی تعلیم کے متعلق کتب بھیجدیں۔ میں محمدؐ کی اتباع کرنا چاہتا ہوں۔

اس وقت میری یہ حالت ہے کہ نہ تو میں عیسائی رہا ہوں اور نہ ہی صحیح مسلمان۔

مجھے آپ پر کامل اعتماد ہے کہ آپ میری دستگیری فرمائیں گے۔

(انہیں قرآن شریف بغیر متن اور ٹیچنگز آف اسلام وغیرہ اور خط بھیجا گیا) غلام قادر ڈار

بھارت

ترجمہ خط از مسٹر ایم۔ اے عبداللہ ٹیچر کیرالہ سٹیٹ بھارت

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

مجھے آپ کے بعض ارسال کردہ رسائل مل گئے ہیں جنہیں پڑھ کر میری بہت تسلی ہوئی بہت بہت شکریہ۔

میں آپ کے لٹریچر کو بالخصوص ربوہ جماعت کے احمدیوں میں تقسیم کرتا رہوں گا۔

مجھے یہ دیکھ کر بڑی خوشی ہوئی کہ ان لوگوں کے نظریہ میں بہت تبدیلی پیدا ہو گئی ہے۔

مزید لٹریچر ارسال فرماتے رہیں، خاص طور پر پرافٹ اور مجدد مصنفہ مولانا محمد علی ایم اے ایل ایل بی۔ میں اپنے شکوک کا بھی ازالہ کر دوں گا۔

میں آپ کے لٹریچر کا خاص طور پر توجہ سے مطالعہ کرتا رہوں گا۔ اور آپ کی ہدایات پر عمل کروں گا۔

میں آپ لوگوں کی کامیابیوں کے لئے دعائیں مشغول رہتا ہوں۔ جواب کا منتظر ہوں۔ والسلام

(انہیں مزید لٹریچر اور خط بھیجا گیا) غلام قادر ڈار

لیگوس

ترجمہ خط از مسٹر وہابی۔ مغربی لیگوس نائیجیریا۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

مجھے آپ کے ایک دوست سے آپ کا پتہ معلوم ہوا ہے۔

مجھے آپ کا عربی لٹریچر اور قرآن شریف بہت پسند آیا ہے۔

اگر آپ مجھے ہر قسم کے عربی لٹریچر اور قرآن شریف عنایت فرمائیں گے تو میں ان سے فائدہ حاصل کر سکوں گا۔

مجھے ایک ممبر شپ فارم بھی ارسال فرمائیں۔ والسلام

(انہیں عربی لٹریچر اور ٹیچنگز آف اسلام اور خط فی الحال روانہ کیا گیا) ۔ غلام قادر ڈار۔

نائیجیریا

ترجمہ خط از مسٹر بیلے اے سٹو کونسل سیکرٹری آئی لورن نائیجیریا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

میں جناب کی خدمت میں یہ عریضہ ارسال کرنے کی عزت حاصل کرتا ہوں۔

میں ڈسٹرکٹ کونسل سیکرٹری ہوں۔ میں ان لوگوں کو تعلیم اسلام سکھاتا رہتا ہوں۔

میں آپ کا بہت ممنون احسان ہوں گا اگر آپ مجھے ایک نسخہ قرآن شریف کا اور کچھ لٹریچر بھی ارسال فرمائیں۔ والسلام

(انہیں قرآن شریف اور خط بھیجا گیا۔) غلام قادر ڈار

ترجمہ خط از مسٹر ای۔ اے اولو۔ ویبرن الیشا۔ نائیجیریا۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

ہم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت پر یقین رکھتے ہیں۔ ہمیں اسلام کی مقدس کتاب القرآن ارسال فرمائیں۔

القرآن سے میں سیرت رسولؐ پر وعظ کرتا رہتا ہوں اور اللہ تعالےٰ کی ہستی پر روشنی ڈالتا ہوں۔

مجھے اس بات سے خوشی محسوس ہوتی ہے کہ میں اطلاعاً عرض کر دوں کہ اگرچہ میری قوم تمام کی تمام پیدائشی پیگن تھی۔ مگر القرآن سے اور سیرت رسولؐ سے سبق حاصل کر کے سب کے سب مسلمان ہو گئے ہیں۔

تین سال ہوئے ہم نے القرآن سبقاً پڑھا تھا، مگر افسوس ہے کہ ہمارے پاس مکمل قرآن شریف نہیں ہے۔

لہذا ہم گذارش کرتے ہیں کہ ہمیں مکمل قرآن شریف کی ایک کاپی بھیجکر ممنون فرمائیں۔

(انہیں قرآن شریف، اور مزید لٹریچر وغیرہ بھیجا گیا۔) (غلام قادر ڈار)

خط وکتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ دیں
(مینیجر پیغام صلح)

یاجوج ماجوج کی جنگ

حضرت مسیح موعودؑ نے ازالہ اوہام میں یاجوج ماجوج کی حقیقت بیان کرتے ہوئے یہ تحریر فرمایا ہے:۔

"یہ دونوں پرانی قومیں ہیں جو پہلے زمانوں میں دوسروں پر کھلے طور پر غالب نہیں ہوسکیں اور ان کی حالت میں ضعف رہا لیکن خدا تعالےٰ فرماتا ہے کہ آخری زمانہ میں یہ دونوں قومیں خروج کریں گی یعنی اپنی جلالی قوت کے ساتھ ظاہر ہوں گی جیسا کہ سورۃ کہف میں فرمایا ہے وترکنا بعضھم یومئذٍ یموج فی بعض یعنی یہ دونوں قومیں دوسروں کو مغلوب کرکے پھر ایک دوسرے پر حملہ کریں گی اور جس کو خدا تعالےٰ چاہے گا فتح دیگا۔"

یہ دونوں قومیں کون ہیں؟ اگلے ہی فقرہ میں آپ نے یہ بھی بتا دیا ہے کہ:۔

"ان دونوں قوموں سے مراد انگریز اور روس ہیں"

اس جگہ یہ واضح رہے کہ انگریز صرف برطانیہ کے رہنے والے ہی نہیں بلکہ امریکی قوم بھی جن کے آباؤاجداد برطانیہ سے ہجرت کرکے امریکہ کی نو دریافت شدہ زمین میں جا آباد ہوئے۔ اپنے آبائی وطن کی بنا پر انگریز قوم ہی کا حصہ ہیں، اور اس لئے یاجوج ماجوج میں انگریز امریکہ اور روس تینوں شامل ہیں۔

حضرت مسیح موعودؑ کے اس بیان کے ساتھ......

......سابق برطانوی وزیر اعظم مسٹر چرچل کی اس تقریر کو بھی سامنے رکھئے جو انہوں نے ۱۹۵۲ء میں یاجوج ماجوج کے مجسموں کو جو گلڈ ہال لندن کے دروازہ پر نصب تھے اور دوسری جنگ عظیم میں ہٹلر کی بم باری سے نذرِ آتش ہوگئے دوبارہ نصب کرتے ہوئے فرمائی، انہوں نے فرمایا:۔

"میرا خیال ہے کہ وہ (یاجوج ماجوج) صرف زمانہ قدیم ہی سے تعلق نہیں رکھتے بلکہ عہد حاضر سے بھی ان کا گہرا تعلق ہے مجھے تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ ہمارے زمانہ کی عالمی سیاست کو کسی پرانے زمانہ کی نسبت زیادہ اچھی طرح بیان کرتے ہیں۔ عالمی سیاست یاجوج اور ماجوج کی تاریخ کی طرح بے حد متنازعہ اور خلط ملط ہوگئی ہے، تاہم میں سمجھتا ہوں کہ یاجوج اور ماجوج دونوں کے لئے ابھی گنجائش باقی ہے"

اس سے ظاہر ہے کہ مسٹر چرچل بھی یاجوج ماجوج کو موجودہ عالمی سیاست کے دو بڑے مظاہر سمجھتے ہیں، جو ایک دوسرے کے بالمقابل کھڑے ہیں، اسی لئے انہوں نے گلڈ ہال کے مہتمم لارڈ میئر کو مخاطب کرتے ہوئے یہ بھی کہا کہ

"جب آپ ان دونوں کو نصب کرائیں تو یہ احتیاط کیجئے کہ کہیں ایک دوسرے سے ٹکرا نہ جائیں"

مندرجہ بالا بیانات میں سے ایک بیان تو خدا کے اس مامور کا ہے جس نے آج سے ستر سال پہلے جب موجودہ عالمی سیاست کا نام و نشان بھی نہ تھا اور نہ کسی کو وہم بھی گذر سکتا تھا کہ امریکہ، برطانیہ اور روس کے مابین، اس قسم کی کشیدگی جیسی کہ آج ہے، کسی وقت پیدا ہوسکتی ہے خدا سے علم پاکر دیا اور دوسرا چرچل جیسے زمانہ حال کے سب سے بڑے سیاستدان کا بیان ہے جو اس نے موجودہ زمانہ کے حالات کو دیکھ کر اور یاجوج ماجوج کی تاریخ پر نظر ڈال کر دیا،

یہ دونوں بیانات حضرت مسیح موعود کے تعلق باللہ کا بہت بڑا ثبوت ہیں، کیونکہ آپ نے اس وقت یہ بیان دیا جب انگریز کا ستارہ اوج کمال پر تھا، اور روس اور انگریز کی باہمی آویزش کا وہم بھی نہ ہوسکتا تھا۔ لیکن ستر برس بعد جو حالات پیدا ہوئے اور عالمی سیاست میں جس قسم کی تبدیلیاں واقع ہوئیں، اور انہیں دیکھ کر مسٹر چرچل نے جو بیان دیا اس نے مامور من اللہ کے بیان پر مہر صداقت ثبت کردی اور بتا دیا کہ جو کچھ آپ نے فرمایا تھا وہ محض خدا تعالےٰ کے دیئے ہوئے علم کی بناء پر تھا۔

ان دونوں بیانات کی روشنی میں اب موجودہ حالات پر ایک نظر ڈالئے، ابھی چند دن کی بات ہے، روسی وزیر اعظم مسٹر خروشچیف کی ملاقات امریکی صدر مسٹر کینیڈی کے ساتھ ویانا کے مقام پر ہوئی، جس کے بعد دونوں نے ٹیلی ویژن پر روسی اور امریکی عوام کو جو پیغامات دیئے اُن سے ظاہر ہوتا ہے کہ یاجوج ماجوج کی جنگ اب بالکل قریب آچکی ہے، مسٹر خروشچیف نے اپنے پیغام میں مغرب کو یہ الٹی میٹم دیا ہے کہ اگر شکست خوردہ جرمنی کے ساتھ امریکہ، برطانیہ اور فرانس نے روس کے ساتھ مل کر مشترکہ "معاہدہ امن" پر چھ ماہ کے اندر دستخط نہ کئے

(باقی برصفحہ ۱۲ کالم ۳)

خدمتِ خلق کا جذبہ

معاصر اقدام سے بلا تبصرہ:۔

"ریڈرز ڈائجسٹ کے تازہ شمارہ میں ایک رومن کیتھولک فادر نے ایک مضمون میں اپنی ان مسلسل مساعی کا ذکر کیا ہے جو انہوں نے تھل میں عیسائیوں کے ایک چک کو زندگی کی رعنائیوں سے واقف کرانے کے لئے جاری رکھیں انہوں نے لکھا کہ جب میں کراچی سے (رومن کیتھولک تنظیم کے تحت) جیپ میں سوار ہوکر تھل کے ایک دور افتادہ چک میں جہاں پر عیسائیوں کے اڑھائی سو کے قریب خاندان آباد تھے پہنچا تو میرے خوابوں کو ایک دھکا لگا۔ اس چک میں نہریں خشک پڑی تھیں، سایہ دار درختوں کا کہیں نام و نشان نہ تھا۔ صفائی کا یہ عالم تھا کہ بچے بوڑھے اور جوان گلیوں میں رفع حاجت کرتے تھے جس سے نہایت روح شکن سڑاند پیدا ہوتی تھی۔ غرض یہ چک جس کا نام لورینٹو تجویز کیا گیا تھا، ویرانی خستگی اور عسرت کا مرقع تھا۔

رومن کیتھولک پادری لکھتا ہے کہ میں نے جی ہار دینے کی بجائے کمرِ ہمت باندھ لی، اور سب سے پہلے محکمہ انہار کے مقامی افسروں سے مل کر پانی حاصل کرنے کی جد و جہد شروع کی۔ اس سلسلہ میں مجھے ملتان جانا پڑا۔ جہاں سپرنٹنڈنگ انجینئر نے وعدہ کیا کہ وہ لورینٹو کے کھالوں کے لئے ایک معینہ عرصہ تک پانی مہیا کردیں گے۔ پانی حاصل کرنے کے بعد انہوں نے کاشت کی طرف توجہ دی اور تھوڑے ہی عرصہ میں لورینٹو ایک سکول، ایک ہسپتال اور ویلفیئر سنٹر کا مرکز بن گیا۔ لوگوں میں خوشحالی کا دور دورہ شروع ہوگیا۔ گلیوں اور محلوں کی صفائی ہونے لگی۔ سرسبز درختوں کے اگ آنے سے لورینٹو ایک شاداب چک بن گیا۔ اس طرح تین سال تک تھل کے ریگستان میں ایک چک کو لہلہاتے ہوئے شاداب نخلستان میں تبدیل کرنے کے بعد فادر چپ چپاتے رات کو یہاں سے چل دیئے انہیں ڈر تھا کہ اگر انہوں نے اپنی روانگی پبلک طور پر کی تو لوگ جذبات کا مظاہرہ کرکے اپنے آپ کو غمگین کریں گے۔ وہ لکھتے ہیں: "جب تین میل دور سے میں نے رات کی تاریکی میں لورینٹو کی طرف دیکھا تو وہ روشنیوں سے جگمگا رہا تھا۔ میں نے خداوند یسوع مسیح کا شکر ادا کیا کہ اس نے مجھے لوگوں کی سیوا کا موقعہ دیا۔"

کیا بنیادی جمہوریتوں کے ارکان اور چیئرمین اپنے آپ کو اس قسم کی نشکام سیوا کے لئے آمادہ نہیں کرسکتے؟ بلجیم کا ایک پادری اپنے آرام کو تج کر اپنے ہم مذہبوں کی خدمت کے لئے سینکڑوں دن اور راتیں تھل کے ریگستان میں گذار دیتا ہے۔ کیا ہم جن کا یہ اپنا وطن ہے۔ اپنے ہم وطن مذہبی بھائیوں کی خدمت (بےلوث خدمت) کے لئے کچھ کرنے پر آمادہ ہیں۔ (اقدام)

اخبار و افکار

مسلمان ملکوں کی کنفیڈریشن

شمالی نائیجیریا کے وزیر اعظم الحاج سر احمد بیلو حال ہی میں اپنے پہلے سرکاری دورہ پر پاکستان تشریف لائے ہیں، کراچی پہنچکر انہوں نے بتایا کہ ۲۶ رجون کو جب وہ مری میں فیلڈ مارشل محمد ایوب خان سے ملاقات کریں گے تو اُن سے مسلمان ملکوں کی ایک کنفیڈریشن قائم کرنے کی تجویز پر مفصل بات چیت کریں گے، انہوں نے بتایا کہ حج کے موقعہ پر وہ اس تجویز کے متعلق شاہ سعود سے بھی بات چیت کر چکے ہیں، وہ بھی اس کے حق میں ہیں، انہوں نے یہ بھی بتایا کہ وہ اس تحریک کے بارہ میں ان تمام اسلامی ملکوں کے سربراہوں سے بات چیت کریں گے۔ جن میں وہ جائیں گے، یہ تجویز اپنی افادیت کے لحاظ سے نہایت معقول اور پسندیدہ ہے، اس سے قبل الحاج تنکو عبدالرحمن وزیر اعظم ملایا بھی مسلم ممالک کی دولت مشترکہ قائم کرنے کی تحریک کر چکے ہیں، دولت مشترکہ ہو یا کنفیڈریشن نام رکھا جائے، دونوں تحریکات اسلامی ممالک کے لئے نہایت مفید اور کارآمد ثابت ہوں گی بشرطیکہ تمام مسلم ممالک ان کی تائید و حمایت کے لئے عملی قدم اٹھائیں، ہمیں یقین ہے کہ مسلمان ممالک اگر کنفیڈریشن یا دولت مشترکہ قائم کرلیں تو یہ اتحاد اسلامی کا ایک ایسا مظاہرہ ہوگا جو مغربی ممالک کے دہان آز کو بند کرنے کے لئے نہایت مؤثر ثابت ہوگا اور اس ذریعہ سے روس یا امریکہ کی دست نگری سے بتدریج رہائی حاصل ہوسکے گی۔

میں تبلیغ مسیحیت کا [illegible] ہے اور دوسری طرف روس اپنے مالی ذرائع کو ترقی دے رہا کہ ان سے دوسرے ممالک میں کمیونزم یا دہریت، دجال ایسا ستے کا پروگرام بنا رہا ہے، دجال اور یاجوج ماجوج کے یہ حربے دنیا میں امن قائم کرنے میں کہاں تک ممد اور معاون ثابت ہوں گے؟ وہ لوگ یورپ، روس و امریکہ کی موجودہ سرد جنگ کو کھلی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں، خوب سمجھتے ہیں کہ یہ ایک اور سرد جنگ کا پیش خیمہ ہے جو امن امان قائم کرنے کے بجائے بالآخر حرب و ضرب کی آگ کو مشتعل کرنے کا موجب ہوگی۔ امن قائم کرنے کا ذریعہ ایک ہی ہے —— اسلام —— کاش دنیا کے اسلام اپنے سیاسی مسائل کے ساتھ ساتھ اسلام کے پُر امن اصولوں کو پھیلا کر کمیونزم اور دہریت و الحاد کی آگ سے دنیا کو بچانے کی کوشش کریں۔

مخلوط تعلیم کے نتائج

پنجاب یونیورسٹی کے شعبۂ اسلامی [illegible] کے ایک پروفیسر قمرالدین خاں کا قصہ آج کل اخبارات میں زیر بحث ہے جو ۴۷ ۔ ۴۸ سال کی عمر میں دس بچوں کا باپ ہوتے ہوئے ایک نوجوان خاتون لیکچرر کے ساتھ اچانک غائب ہوگئے اور اس کے [illegible] ..... ان کا ایک خطاط کی پہلی بیوی اور دوسرا خاتون لیکچرر کے والد کو موصول ہوا ہے جس میں یہ اطلاع دی گئی ہے کہ میں نے خاتون لیکچرر بلقیس مریم سے باقاعدہ شادی کرلی ہے ...

یاجوج ماجوج کی جنگ

(بسلسلہ صفحہ نمبر ۳)

تو روس تنہا مشرقی جرمنی کے ساتھ معاہدہ امن پر دستخط کر دے گا، اس کے بعد مغربی برلن کو آنے والے بری اور بحری راستے مشرقی جرمنی کی اشتراکی حکومت کے ہاتھ میں ہوں گے۔

مسٹر خروشیف نے یہ بھی کہا کہ کچھ لوگ یعنے امریکہ برطانیہ ... اور فرانس، ان راستوں کو طاقت کے زور پر کھلا رکھنے کا اعلان کر رہے ہیں۔ لیکن انہیں معلوم ہونا چاہیئے کہ **روس کی طرف سے طاقت کا جواب طاقت سے دیا جائے گا** اور نتائج کی ذمہ داری ان لوگوں یعنے امریکہ اور اس کے مغربی حلیفوں پر عائد ہوگی۔

دوسری طرف صدر کینیڈی نے بھی امریکی قوم کے نام اپنی ٹیلی ویژن براڈ کاسٹ میں اسی طرح واضح الفاظ میں مغربی برلن کو بدستور آزاد رکھنے کے عزم کا اعلان کیا ہے اور یہاں تک کہدیا کہ اس آزادی کو قائم رکھنے کے لئے امریکہ ہر طرح کا خطرہ قبول کرنے کے لئے تیار ہے۔

ان دونوں پیغامات سے ظاہر ہے کہ یاجوج اور ماجوج دونوں اقوام اب نبرد آزمائی کے لئے تیار کھڑی ہیں، اور وہ دن دور نہیں جب دنیا ایک تیسری عالمگیر جنگ برپا ہوتے ہوئے دیکھے گی، جو پہلی جنگوں سے زیادہ ہولناک اور تباہی خیز ہوگی جو قرآن کریم کی صداقت پر مہر ثبت کردے گی جس نے چودہ سو سال پہلے ایک طرف حتیٰ اذا فتحت یاجوج و ماجوج وھم من کل حدب ینسلون

پیغام صلح

۲۸ رجون ۱۹۶۱ء

ایمان و عمال میں ہم آہنگی کامیابی کا سب سے بڑا ذریعہ ہے

خطبہ جمعہ مورخہ ۲۳ جون ۱۹۶۱ء فرمودہ حضرت امیر مولانا صدر الدین صاحب ایدہ اللہ تعالیٰ بمقام احمدیہ بلڈنگس لاہور

لِلّٰہِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ وَاِنْ تُبْدُوْا مَا فِیْٓ اَنْفُسِکُمْ اَوْ تُخْفُوْہُ یُحَاسِبْکُمْ بِہِ اللّٰہُ ـــــــ فَانْصُرْنَا عَلَی الْقَوْمِ الْکٰفِرِیْنَ ـــــ (البقرۃ)

سورۃ بقرہ میں مندرج احکام کی اہمیت

یہ سورۃ البقرہ کا آخری رکوع ہے۔ سورۃ البقرہ پہلے ڈھائی سپاروں پر مشتمل ہے۔ اس سورۃ میں بہت سے احکام ہیں۔ ایسے احکام ہیں جن پر عملدرآمد کرنے سے فرد بھی کامیاب ہوتا ہے اور قوم بھی کامیاب ہوتی ہے۔ اور ایسے احکام بھی ہیں جن کی نشر و اشاعت سے دوسری قومیں اسلام کے اندر آسکتی ہیں۔ یہ احکام بہت اہم ہیں۔

قدرت الٰہی اور قوانین ربانی

ان کی اہمیت کے پیش نظر اللہ تعالیٰ نے ابتدا ئے سورۃ میں فرمایا ہے الٓمٓ یعنی انا اللہ اعلم میں خدا ہوں اس کائنات کا موجد اور خالق ہوں، اس کائنات کی ایک ایک چیز کا کامل علم رکھتا ہوں، اس کائنات میں انسان بھی ایک مخلوق ہے، اس کی رہنمائی کے لئے ذٰلِکَ الْکِتٰبُ یہ ہدایات دی گئی ہیں، اگر موجد کی ہدایات کے مطابق مشین سے کام لیا جائے تو اس کا مقصد پورا ہوتا ہے اور اس کی ثمر کو لیا کرتا ہے اور اگر ہدایات کے مطابق مشین کو نہ چلایا جائے تو جلد خراب ہو جاتی ہے لیکن مشین کے خراب ہونے سے موجد کا کچھ نہیں بگڑتا

انسان اور اسکی رہنمائی کے سامان

فرمایا کائنات کی ان موجودات میں انسان کا وجود بھی ہے۔ جس طرح سے سب کے قوانین اس کائنات میں جاری و ساری ہیں۔ اور ان قوانین کی وجہ سے کائنات میں خوبیاں، افضال اور برکات نظر آتی ہیں، اسی طرح سے اگر انسان خدا تعالےٰ کی نازل کردہ ہدایات پر عمل درآمد کرے گا تو اس کے لئے ہزار برکت کا باعث ہوگا۔ یہ تو اس سورت کی ابتداء ہے جو ظاہر کرتی ہے کہ ہدایات قرآنیہ الٰہی علم پر مبنی ہیں۔ اور انتہاء یوں ہے لِلّٰہِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ یعنی ہدایات کا جاری کرنے والا ایک عظیم الشان بادشاہ ہے جس کی سلطنت ساری کائنات پر ہے، جو شخص یا جو قوم اس بادشاہ کی جاری کردہ ہدایات کا پابند ہوگا وہ تصور میں لا سکتا ہے کہ اس پر کتنی افضال و انعامات کی بخششیں نازل ہو سکتی ہیں اس بادشاہ کا اس وسیع سلطنت پر تصرف ہے اس کی قدرت بے حد و لا انتہا ہے اور اس کا علم محیط ہے، اس کائنات زمین اور آسمانوں پر اللہ تعالیٰ کی حکومت ہے۔ اور تصرف اسی کا ہے۔ پس جس ہم قادر اور بادشاہ کی طرف سے کائنات میں اتنی نعمتیں اور برکتیں ہیں اسی کی طرف سے یہ کتاب بھی ہے۔ عقلمند انسان ایسے بادشاہ کے احکام پر عملدرآمد کرنے کے لئے فوراً تیار ہو جاتا ہے۔

حضور اکرمؐ کا عرفان اور نمونہ

چنانچہ بیان فرمایا کہ اس کامل توحید و عرفان کے حاصل ہونے کی وجہ سے محمد رسول اللہ نے کامل عبودیت کا مظاہرہ کیا ہے اور ان کی صحبت سے فیض یاب ہو کر وَالْمُؤْمِنُوْنَ مومنین بھی اس عبودیت کے رنگ میں رنگین ہو گئے۔ غرض ساری کی ساری قوم معتقدات میں ہم آہنگ ہو گئی اور ساری کی ساری قوم متحد العمل ہو گئی جس کی وجہ سے وہ شاندار کامیابیوں کے وارث بن گئے۔ اٰمَنَ الرَّسُوْلُ مِنْ رَّبِّہٖ وَالْمُؤْمِنُوْنَ

حضور صلعم کی پیدا کردہ جماعت

محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پہلے شخص ہیں جنہوں نے ان ہدایات پر عملدرآمد کر کے دکھلایا۔ ان کے کامل نمونہ اور صحبت حسنہ کے اثر سے مومنوں کی جماعت پیدا ہو گئی جو ان ہدایات پر عمل کرتی ہے۔ یہ گروہ کا گروہ خدا تعالےٰ کے احکام کا پابند ہے، ایک گروہ ایک جماعت اور ایک قوم کا الٰہی احکام پر کاربند ہونا ایک موثر ماحول پیدا کرتا ہے۔ اور جو کوئی اس ماحول میں آجاتا ہے وہ اسی رنگ میں رنگین ہو جاتا ہے وَالْمُؤْمِنُوْنَ حضور نبی کریم صلعم نے ایک جماعت پیدا کی۔ جس کے وہی عمل اور وہی طور طریقے تھے جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تھے۔

اسلامی معتقدات

سب نے کہا کُلٌّ اٰمَنَ بِاللّٰہِ ہم اللہ تعالےٰ پر ایمان لاتے ہیں۔ وَمَلٰٓئِکَتِہٖ اس کے فرشتوں پر ایمان لاتے ہیں وَکُتُبِہٖ اور اس کی کتابوں پر ایمان لاتے ہیں وَرُسُلِہٖ اور اس کے رسولوں پر ایمان لاتے ہیں جو مختلف اوقات میں مختلف قوموں کی ہدایت کے لئے مبعوث ہوتے رہے ہیں۔ خود محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی پہلی کتابوں اور رسولوں پر ایمان لاتے لَا نُفَرِّقُ بَیْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِہٖ۔ ہم سب رسولوں کی ایک ہی جیسی عزت و توقیر کرتے ہیں۔ ایک دوسرے میں فرق اور امتیاز نہیں کرتے۔ یہ وہ کام ہے جو کسی پیغمبر کو نصیب نہیں ہوا کہ انہوں نے قوموں کو ایک کرنے کی تلقین فرمائی ہو۔ یہ وہ تعلیم ہے جو نہ ویدوں میں ملتی ہے، نہ انجیل میں اور نہ توریت میں۔

قوت نظری اور قوت عملی

اعتقادات کے بعد عمل ضروری ہے۔ اعتقادات درست ہی کیوں نہ ہوں۔ لیکن اگر ان میں عمل نہ ہو تو ان اعتقادات کا کوئی فائدہ نہیں۔ ایک قوت نظری ہے اور دوسری قوت عملی ہے۔ قوت نظری کی وجہ سے معرفت نصیب ہوتی ہے۔ لیکن قوت عملی اس کے ساتھ نہ ہو تو نظریات مفید نہیں ہوتے۔ اسی لئے قرآن نے فرمایا ہے کہ قوت نظری کے بعد قوت عملی ضروری ہے۔ چنانچہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اعتقادات اور نظریات کا بھی ذکر کیا اور عمل پر بھی زور دیا۔ یعنی قوت نظری اور قوت عملی دونو پیدا کیں۔ وَقَالُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا۔ اے خدا ہم نے تیرے احکام کو سنا اور ان کی اطاعت کی۔ اور یہی بات فرد اور جماعت کے کمال اور ترقی کے لئے از بس ضروری ہے۔ اس سورۃ کے ابتداء میں بھی یہی بات کہی ہے۔ لکھا ہے اَلَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِالْغَیْبِ وہ خدا کو ہر حالت غیب میں اپنے سامنے رکھتے ہیں۔ پھر فرمایا وَیُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوۃَ وَمِمَّا رَزَقْنٰھُمْ یُنْفِقُوْنَ۔ وہ خدائی عبادات اور احکام پر عملدرآمد کرتے رہتے ہیں، اور اپنی قوم ملت، دین اور وطن کی خاطر اپنا مال اور اپنی جان خرچ کرتے رہتے ہیں۔

کامیابی کا ذریعہ

چنانچہ ان آیات میں بھی ہر دو قوتوں (نظری و عملی) کا ذکر کیا ہے۔ اور یہی وہ قوتیں ہیں جو کسی کی کامیابی اور سربلندی کا ذریعہ ہیں۔ یعنی ایک تو یہ کہ اعتقادات صحیح ہوں اور دوسرے یہ کہ عمل مضبوط ہو، جب کوئی قوم ان دو باتوں کو اپنا لیتی ہے تو وہ قوم دوسری قوموں کے لئے بابرکت ثابت ہوتی ہے اسی لئے فرمایا کُنْتُمْ خَیْرَ اُمَّۃٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تم ایک بہترین امت ہو جو قوموں کی بھلائی کے لئے پیدا کی گئی ہے، عام طور پر قرآن کریم میں قوت نظری اور قوت عملی کا بار بار ذکر آیا ہے۔ فرمایا اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ۔

دعائے ابراہیمی میں ایک سبق

ان دو قوتوں کا اشارہ حضرت ابراہیمؑ کی دعا میں موجود ہے۔ انہوں نے فرمایا رَبِّ ھَبْ لِیْ

حکمًا والحقنی بالصالحین - حضرت ابراہیم علیہ السلام فرماتے ہیں کہ اے خدا مجھے معرفت عطا کر اور معرفت، کا انتہائی نقطہ حکمت ہے، وہ مجھے نصیب کر، یہ قوت نظری ہے اور والحقنی بالصالحین - مجھے ..... اچھے عمل کرنے کی توفیق دے اور مجھے صالحین میں شمار کر - اس کے اندر گویا یہ ظاہر کیا گیا ہے کہ خدا کی معرفت نصیب ہو جائے اس کے احکام کی پابندی نصیب ہو جائے - تو اپنے آپ کو بڑا نہ سمجھنا چاہیئے - بلکہ حضرت ابراہیمؑ فرماتے ہیں اے خدا میرا شمار زمرۂ صالحین میں ہو - یہ وہ سبق ہے جو اللہ تعالےٰ ہمیں سکھلانا چاہتا ہے، اور اس کتاب کے معتقدات حکمت بھرے ہیں، حق پرستی، راست بازی، دیانت داری اور مخلوق کی خیر خواہی ہو، حلال طیب کمانے اور کھانے کی طرف توجہ ہو -

انسانی کمزوری اور خدائی ستاری و غفاری

آگے فرمایا **غفرانک** - ہم تیرے احکام کی پابندی کرتے ہیں - لیکن قصور وار ہیں **غفرانک ربنا** - ہمارے اعمال میں تقصیر ہے اس لئے تیری مغفرت کے محتاج ہیں - حضرت ابراہیمؑ نے دعا کی **ربنا تقبل منا** - تقبل، تفعّل کا صیغہ ہے - تفعّل کا صیغہ تصنّع کے لئے آتا ہے - عرض کی کہ ہم نے اس حد تک عملدرآمد نہیں کیا جو تیرا مقصد ہے لہٰذا ہم قصور وار ہیں تصنّع سے تکلف سے ہماری خدمت کو قبول فرما - یہاں پر بھی یہی فرمایا **غفرانک** اس میں جو "کاف" ہے اس کے اندر خدا کی جناب میں درخواست ہے، کہ تیری سلطنت بڑی ہے تیری ستاری، غفاری بڑی ہے، تیری شایان شان جو ستاری غفاری ہے، اس کے مطابق ہماری ستاری فرما **والیک المصیر** بالآخر تیری ہی جناب میں ہمیں حاضری دینا ہے، ہمیں توفیق دے کہ ہم تیرے احکام پر عمل درآمد کریں - تیرے محبوبؐ کی سنت پر عمل کریں، تو ہمارے قصوروں کو، ہماری کمزوریوں کو اور خطاؤں کو دُور کر -

بعید از عقل اعتقادات

لا یکلف اللہ نفسًا الا وسعھا

اللہ تعالیٰ انسان کی طاقت و مقدرت سے بڑھکر حکم جاری نہیں کرتا - ہر وہ عقیدہ جس کا سمجھنا یا جس پر عملدرآمد کرنا انسان کے بس میں نہیں وہ درست نہیں ہے - اللہ تعالیٰ نے انسان کو عقل و فہم دیا ہے - علم دیا ہے - وہ قطعًا ایسے احکام نہیں دیتا جو اس کی طاقت و قدرت سے باہر ہوں اور جن پر عمل کرنا ناممکن ہو -

جزا اور سزا

فرمایا **لھا ما کسبت** - عمل کا پھل ضرور ملے گا و علیھا ما اکتسبت اور جہاں کہیں انسان غلطی کرے گا وہ سزا پائے گا -

ایک دعا

اس کے بعد فرمایا **ربنا لا تؤاخذنا ان نسینا او اخطانا** - اے ہمارے رب کبھی کبھی ہم بھول جاتے ہیں اور کبھی کبھی ہم خطا کر بیٹھتے ہیں، ہم سے بھول چوک ہوتی رہتی ہے ہمیں اس کی وجہ سے گرفت میں نہ لے - بلکہ معاف فرما **ربنا ولا تحمل علینا اصرًا کما حملتہ علی الذین من قبلنا** - اے ہمارے ربّ پہلی قوموں پر احکام اترے جنہوں نے ان پر عمل نہ کیا وہ اپنی نافرمانی کی وجہ سے مغضوب علیہم بنے - لیکن جنہوں نے ان پر عمل کیا اور خدا کے احکام کی فرمانبرداری کی انعمت علیہم ان پر تیرے فضل و کرم کی بارشیں ہوئیں - ہمیں منعم علیہم گروہ میں شمار کر - اور مغضوب علیہم نہ بنا - **ربنا ولا تحملنا ما لا طاقۃ لنا بہ** -

قضا و قدر اور اس کا تصرف

اس دنیا میں قضا و قدر کام کرتے ہیں، جس کا علم انسان کو نہیں ہوتا - اس قضا و قدر کے اندر بہت کچھ ہے جس کا انسان کو پورا پورا علم نہیں - فرمایا زمین اور آسمانوں کے درمیان نہایت وسیع قضا ہے کسی کی طاقت و قدرت نہیں کہ اس پر حکومت کرے - جیسلمیر میں سانڈنی سوار جا رہا تھا کوئی عقاب ہڈی اٹھائے اوپر سے گزرا اور عین اس سانڈنی سوار کی کھوپڑی پر ہڈی آکر گری - وہ وہیں ختم ہو گیا - یہ قضا و قدر کی باتیں ہیں - ان سے بچنے کے لئے اپنے تئیں خدا کے سپرد کرنا چاہیئے تا کہ ہم محفوظ رہیں - ایک شخص کالر کے علاقہ..... میں گیا - وہاں سانپ بہت تھے - اس نے احتیاطًا رتی اور چھت پر سویا - ایک چیل سانپ کو لے اڑی اور اس سوئے ہوئے آدمی کے سر پر گزری تو وہ سانپ اس کے منہ سے آگرا - وہ سانپ چیل سے زخمی ہو چکا تھا - اس نے اس آدمی کو کاٹ لیا - اور وہ مر گیا - موٹر کار ہو، ہوائی جہاز ہو یا سمندری جہاز - ان کے تصادم سے جانیں تلف ہوتی ہیں، سوائے خدا کے اور کوئی جان و مال کی حفاظت نہیں کر سکتا - یہ سب قضا و قدر کے امور ہیں جو انسان کے پیش نظر رہنے چاہئیں - ایک سمندری جہاز جس کا نام ..... (TITANIC) تھا - تیار کیا گیا - اور یہ دعوے کیا گیا کہ یہ ڈوب نہیں سکتا - لیکن قضا و قدر کا تقاضا دیکھئے کہ وہ پہلے ہی سفر میں ڈوب گیا - اور بڑی قیمتی جانیں تلف ہو گئیں - ایک میجر تھا یا کرنیل، وہ بڑی تیزی سے موٹر چلاتا تھا - اس نے کہا میں ایکسپرٹ EXPERT ہوں لیکن اس کی موٹر ایک چٹان کے ساتھ ٹکرا گئی اور پاش پاش ہو گئی پھر مزید سبق دیا **واعف عنا** - ہمیں معاف کی جائے - **واغفر لنا** - اے خدا ہماری حفاظت فرما - **وارحمنا** - ہم پر رحم کر **انت مولٰنا** - اے خدا تو ہمارا مولیٰ ہے **فانصرنا علی القوم الکٰفرین** - اے خدا اس دین کو مٹانے کے لئے قومیں بڑھ چڑھ کر آئیں گی - ہم اس دین کو اس لئے پھیلانا چاہتے ہیں کہ یہ دین بابرکت ہے باوجود اس نیک ارادے کے لوگ اسکو مٹانا چاہتے ہیں اسلئے خدا ان لوگوں کے خلاف ہمیں نصرت دے۔

اخبار احمدیہ

عطیہ اور درخواست

شولاپور سے اے ایل منیار صاحب نے شیخ انعام الحق صاحب (حیدر آباد دکن) کو مبلغ گیارہ روپیہ منجانب محمد شکور حاجی جعفر صاحب چاند شولاپور ارسال کئے ہیں اور لکھا ہے کہ آپ یہ رقم اشاعت اسلام پر صرف کی جائے اور بذریعہ اخبار محمد شکور حاجی جعفر صاحب چاند کے تین بیٹوں کے لئے دعا کرائی جائے، جن کے نام درج ذیل ہیں:-

(۱) محمد بشیر محمد شکور
(۲) محمد عرفان محمد شکور
(۳) خالد احمد محمد شکور

احباب کرام سے درخواست ہے کہ ان تینوں کے لئے دعا فرما کر عنداللہ ماجور ہوں -

ینگ مینز احمدیہ ایسوسی ایشن

بشیر احمد سوند پبلسٹی سیکرٹری ینگ مینز احمدیہ ایسوسی ایشن لاہور اطلاع دیتے ہیں کہ:-

"ینگ مینز احمدیہ ایسوسی ایشن کی ماہانہ میٹنگ مورخہ ۱۶ جولائی ۱۹۶۱ء کو بروز اتوار ساڑھے پانچ بجے شام جامعہ احمدیہ مسلم ٹاؤن میں منعقد ہو رہی ہے - جناب مرزا مسعود بیگ صاحب مقرر خصوصی ہوں گے - تمام نوجوانوں و احباب کرام سے درخواست ہے کہ وقت مقررہ پر اجلاس میں شرکت فرما کر باعث ازدیاد رونق ہوں -"

حضرت نبی کریم صلعم کے بعد بھی وحی ولایت کا دروازہ کھلا ہے

از مولانا شیخ عبد الرحمٰن صاحب مصری

خلاصہ گذشتہ اقساط

چونکہ اس سلسلہ مضامین کو ایک طویل وقفہ کے بعد جو طویل بیماری کی وجہ سے پیدا ہوا شروع کیا جا رہا ہے اس لئے ضروری معلوم ہوتا ہے کہ اس بارے میں گذشتہ اقساط میں جو کچھ بیان کیا جا چکا ہے اسے بطور اختصار بیان کر دیا جائے تا قارئین کرام کے اذہان میں وہ تازہ ہو جائے اور موجودہ مضمون کو سمجھنے میں کسی قسم کی دقت پیدا نہ ہو۔ یہ ثابت کیا جا چکا ہے کہ انبیاء علیہم السلام کو دو قسم کی وحی ہوتی ہے ایک کا تعلق شریعت سے ہوتا ہے اور دوسری قسم کی وحی مبشرات و منذرات اور قبولیت دعا وغیرہ پر مشتمل ہوتی ہے اس قسم کی وحی کا مقصد چونکہ رسول کی رسالت کو ثابت کرنا ہوتا ہے اس لئے رسول کی وفات کے بعد بھی امت کے کاملین میں اس کا سلسلہ اس وقت تک جاری رہتا ہے جب تک کہ رسول کی رسالت جاری رہتی ہے اور آیندہ نسلوں کے لئے اس کے ثبوت کی ضرورت پیش آتی رہتی ہے انبیاء سابقین کی امتوں میں اس کے نظائر موجود ہیں جو پیش کئے جا چکے ہیں اور جن کی تصدیق قرآن کریم سے ہوتی ہے اور اس کا انکار کسی کو بھی نہیں، اس کے ساتھ ہی یہ بھی ثابت کیا جا چکا ہے کہ یہ وحی وحی ولایت کہلاتی ہے اور یہ بھی وحی نبوت کی طرح یقینی اور قطعی ہوتی ہے مزید برآں یہ بھی ثابت کیا جا چکا ہے کہ اگر صاحب وحی ولایت مامور من اللہ ہے تو اس کی وحی پر عمل کرنا امت کے لئے ضروری ہوتا ہے ورنہ وہ مستوجب سزا ہو کر غضب الٰہی کے نیچے آجاتی ہے، رسولوں کے کامل امتی گو وہ حقیقی معنی میں رسول اور نبی نہیں ہوتے لیکن ایسے یقینی اور قطعی مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ کے مورد ہمیشہ بنتے رہتے ہیں اور عام امتیوں کے لئے موجب ہدایت اور انہیں صراط مستقیم پر قائم رکھنے اور ان کے ڈگمگاتے ہوئے ایمانوں کو تازہ اور دلوں میں راسخ کرنے کا ..... ذریعہ بنتے رہے ہیں، شریعت کی اصطلاح میں ایسے کاملین کو مجدد اور محدث کہتے ہیں اور امتوں کے اندر انہیں حقیقی اور بصیرت سے لبریز ایمان پر قائم رکھنے کے لئے ایسے کاملین کا پیدا ہوتا ایسا ہی ضروری ہے جیسا کہ حقیقی انبیاء علیہم السلام کا انسانیت کو وقت کی ضرورت کے مطابق نئی ہدایت کے زیور سے آراستہ کرنے کے لئے مبعوث ہونا ضروری ہے۔

اگرچہ یہ سنت اللہ قدیم سے جاری ہے اور حضرت نبی کریم صلعم کے بعد اس کے بند ہونے کی کوئی معقول وجہ نظر نہیں آتی لیکن چونکہ جناب پرویز صاحب محترم اور ان کے ہم نوا دوستوں کا اصرار ہے کہ قرآن کریم سے ثابت کیا جائے کہ امت محمدیہ میں بھی علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام ایسے کاملین پیدا ہوتے رہیں گے جو یقینی اور قطعی وحی ولایت کے مورد بن کر امت .... کو غلطیوں سے نکالنے اور راہ راست پر قائم رکھنے کا موجب بنتے رہیں گے اس لئے ذیل میں قرآن کریم سے اس کا ثبوت پیش کیا جاتا ہے تا ہمارے ان احباب کے لئے بھی اس ثبوت کو دیکھ کر اس پر غور کرنے کے بعد اپنے غلط خیال سے رجوع کرنے کا سامان پیدا ہو جائے

اللہ تعالیٰ کی صفت تکلم

پیشتر اس کے کہ اس ثبوت کو پیش کیا جائے اللہ تعالیٰ کی تمام صفات کے متعلق عموماً اور صفت تکلم کے متعلق خصوصاً مختصر طور پر کچھ بتلا دینا ضروری ہے سو یاد رہے کہ یہ مسلمہ فریقین ہے کہ صفات الٰہیہ ازلی ابدی ہیں یہ دائمی طور پر کبھی بھی معطل نہیں ہو سکتیں اگر کسی ایک صفت کا دائمی تعطل تسلیم کر لیا جائے تو باقی صفات کے متعلق کس طرح یقینی طور پر کہا جا سکتا ہے کہ وہ دائمی طور پر تعطل سے محفوظ رہیں گی اور تکلم صفات الٰہیہ میں سے ہے اس لئے عقلاً یہ تسلیم کرنا پڑے گا کہ اس صفت تکلم کے ماتحت جبکہ خدا تعالےٰ شروع دنیا سے لے کر حضرت نبی کریم صلعم کے زمانہ تک جیسا کہ مسلم ہے اپنے بندوں سے کلام کرتا چلا آیا ہے نبیوں سے بھی اور غیر نبیوں سے بھی تو حضرت نبی کریم صلعم کے بعد اس صفت تکلم سے کام لینا کیوں اس نے بند کر دیا اور ابد تک یہ صفت اس کی کیوں معطل ہو گئی، ایسا کلام جو شریعت اور اس کے بندوں کے لئے ہدایات پر مشتمل ہو اس کا بند ہو جانا تو سمجھ میں آسکتا ہے کیونکہ انسانوں کے لئے جس قدر ہدایات کی ضرورت ہے وہ انہیں جب مکمل طور پر عطا کر دی گئیں تو ان کا کسی انسان پر نازل کرنا تحصیل حاصل ہونے کی وجہ سے عبث کلام ہوگا جس سے اللہ تعالےٰ کی ذات منزہ ہے، لیکن مطلق کلام کے سلسلہ کو بند کر دینے سے تو ایک صفت کا دائمی تعطل لازم آتا ہے جو خدا تعالیٰ کی ذات میں بہت بڑے نقص کو مستلزم ہے اور نقائص سے خدا تعالےٰ کی ذات پاک ہے اور کوئی نقص بھی اس پاک ذات کی طرف منسوب نہیں کیا جا سکتا اور تمام ایسے عقائد جو اس کی ذات پاک میں نقص کو مستلزم ہوں یقیناً یقیناً غلط اور فاسد ہونگے۔

پھر یہ بات بھی قابل غور ہے کہ مطلق کلام الٰہی کا سلسلہ حضرت نبی کریم صلعم کے بعد کس طرح بند ہو سکتا ہے جبکہ اس کی ضرورت تمام دیگر انبیاء علیہم السلام کے زمانہ میں بھی اور ان کے بعد بھی مسلم ہے اگر شرائع اور ہدایات کی موجودگی میں انبیاء سابقین کے امتیوں کی معرفت کو تکمیل تک پہنچانے اور ان کی صداقت کے متعلق آیندہ آنے والی نسلوں پر اتمام حجت کرنے کے لئے خدا تعالےٰ کے یقینی اور قطعی مکالمہ مخاطبہ کی ضرورت تھی تو کونسی عقل سلیم اس قسم کا فتویٰ دینے کے لئے تیار ہو سکتی ہے کہ حضرت نبی کریم صلعم کے بعد اس کی ضرورت باقی نہیں رہی۔

مکالمہ مخاطبہ کے سلسلہ کے بند ہونے کی وجوہ

حضرت نبی کریم صلعم کے بعد مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ کے بند ہونے کی مندرجہ ذیل پانچ وجوہ ہی ہو سکتی ہیں:-

(اول وجہ):- پہلی کتب سماویہ میں اور ان کے لانے والے انبیاء علیہم السلام کی قوت قدسیہ میں تو یہ طاقت تھی کہ اپنی کامل پیروی کرنے والوں کو روحانیت کی منازل طے کروا کے قرب الٰہی کے اس مقام تک پہنچا دیں جس پر پہنچ کر وہ خدا کے مکالمہ مخاطبہ سے مشرف ہو جائیں جیسا کہ وہ ہوتے رہے ہیں لیکن قرآن کریم اور حضرت نبی کریم صلعم کی قوت قدسیہ میں نعوذ باللہ یہ طاقت موجود نہیں لیکن ایسا خیال کرنا صریح کفر اور قرآن کریم کے صریح مخالف ہے قرآن کریم کی شان تو یہ بیان کی گئی ہے ان هٰذا القراٰن یهدی للتی هی اقوم ویبشر المؤمنین الذین یعملون الصالحات ان لهم اجراً کبیراً (بنی اسرائیل ع) یعنی اس قرآن کی تو یہ شان ہے کہ یہ ایسے راستہ کی طرف رہنمائی کرتا ہے جو پہلی کتابوں کی نسبت زیادہ آسان اور قریب تر طریق سے جلد تر منزل مقصود تک پہنچا دیتا ہے اور منزل مقصود انسان کا قرب الٰہی کا حصول ہی ہے اور اپنے اوپر ایمان لانے والوں اور اس کے مطابق عمل کرنے والوں کو بشارت دیتا ہے کہ ان کے لئے بڑا اجر ہے پھر اس اجر کے متعلق سورۃ الکہف ع میں فرمایا ماکثین فیه ابداً یعنی یہ اجر ان کو ہمیشہ ملتا رہے گا۔ پھر قرآن کریم میں نازل کردہ دین کے متعلق فرمایا الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی و رضیت لکم الاسلام دیناً یعنی یہ دین بھی مکمل ہے اور اس کی پیروی کے ذریعہ نعمت بھی مکمل طور پر ملتی رہے گی کیونکہ مکمل دین کی پیروی کا لازمی نتیجہ مکمل نعمت کا حصول

ہے اسی لئے اب تمہارے لئے ہم نے اسلام کو ہی بطور دین مقرر کر دیا ہے۔ پھر رسول اکرم صلعم کی شان میں رحمۃ للعالمین فرما کر ظاہر کر دیا کہ آپ قیامت تک آنے والے لوگوں کے لئے رحمت ثابت ہوں گے اگر مکالمہ مخاطبہ کی نعمت کو آپ بند کرنے والے ہوتے تو آپ کا وجود مبارک نعوذ باللہ رحمت کی ضد قرار پاتا العیاذ باللہ۔

پھر آنحضور صلعم کی شان میں فرمایا کما ارسلنا فیکم رسولاً منکم یتلوا علیکم اٰیاتنا ویزکیکم ویعلمکم الکتاب والحکمۃ ویعلمکم مالم تکونوا تعلمون البقرۃ ع ۱۸ اور سورۃ الجمعہ ع ۱ میں واٰخرین منہم لما یلحقوا بہم فرما کر واضح کر دیا کہ آنحضور صلعم قیامت تک لوگوں کا تزکیہ نفس کرتے رہیں گے اور تزکیہ نفوس کا مطلب ہی یہ ہے کہ انسان کے اندر جس قدر قوائے باطنی رکھے گئے ہیں ان کی نشوونما ایسے رنگ میں اور اس طریق پر کی جائے کہ وہ اپنی بناوٹ کی غرض وغایت کو حاصل کر لیں اور وہ غرض قرب الٰہی کا حصول ہی قرآن کریم میں بیان کی گئی ہے الفاظ قد افلح من زکّٰھا اسی غرض کو حاصل کرنے کی طرف اشارہ کر رہے ہیں۔

اس حقیقت پر دلالت کرنے والی آیات تو بکثرت ہیں سردست انہی چند آیات پر اکتفا کیا جاتا ہے۔

دوسری وجہ

دوسری وجہ اس نعمت الٰہی کے بند ہونے کی یہ ہو سکتی ہے کہ امم سابقہ کے مقابلہ میں امت محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کے اندر اس نعمت کو پانے کی صلاحیت ہی نہ رکھی گئی ہو لیکن یہ بھی غلط ہے کیونکہ قرآن کریم اس امت کی شان میں کنتم خیر امۃ اخرجت للناس فرما کر اس امت مرحومہ کو خیر الامم قرار دیتا ہے اور پھر کنتم شہداء علی الناس فرما کر تمام دنیا کے لئے اسلام اور رسول کریم صلعم کی صداقت پر اس کے وجود کو مبنی برحقیقت گواہی دینے والا قرار دیتا ہے جس کو دیکھ کر دوسری قوموں کے لوگوں کو حقانیت اسلام پر اور اس کے لانے والے کے نبی برحق ہونے پر یقین کامل حاصل ہو جاتا اور ان کی چشم بصیرت وا ہو جاتی۔

پھر اگر اس امت کے کاملین کے اندر ان کمالات کو حاصل کرنے کی استعداد ہی موجود نہ تھی تو قرآن کریم اور حضرت نبی کریم صلعم کو ان کمالات کا حامل بنانا ہی بے معنی تھا کیونکہ جن کو ان کمالات کا وارث بنانے کے لئے یہ دونوں ذرائع دنیا میں بھیجے گئے تھے ان کے اندر جب ان کمالات کے وارث ہونے کی اہلیت ہی نہ رکھی گئی تھی تو ان کمالات کو اتارنے کا کام کیا عبث نہیں کہلائے گا جس سے خدا کی ذات پاک ہے۔

تیسری وجہ

تیسری وجہ اس نعمت کے بند ہونے کی یہ ہو سکتی ہے کہ مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ نعمت الٰہی ہی نہ ہو لیکن یہ بھی غلط ہے کیونکہ عالم روحانی میں یہ سب سے بڑی نعمت ہے جس سے کسی بندہ کو نوازا جاتا ہے جیسا کہ امم سابقہ کے کاملین کے ساتھ خدا کا سلوک ظاہر کر رہا ہے۔

کلام نہ کرنے کو خدا تعالےٰ نے اپنی ناراضگی کی دلیل ٹھہرایا ہے جیسا کہ فرمایا ولا یکلمہم اللہ یوم القیامۃ ولا یزکیہم یعنی جس طرح اس دنیا میں اللہ تعالےٰ فسق وفجور میں مبتلا لوگوں سے کلام نہیں کرتا اسی طرح قیامت کے روز بھی ان سے کلام نہیں کرے گا اور تزکیہ کا ذریعہ چونکہ کلام الٰہی ہی ہے اس لئے ان کو تزکیہ بھی حاصل نہیں ہو سکتا البقرہ ع ۲۱۔

پھر البقرہ ع ۱۴ میں ایسے بے علم لوگوں کا قول نقل کر کے فرماتا ہے وقال الذین لا یعلمون لولا یکلمنا اللہ او تاتینا اٰیۃ کذالک قال الذین من قبلہم مثل قولہم تشابہت قلوبہم قد بینا الاٰیات لقوم یوقنون انا ارسلناک بالحق بشیراً ونذیراً ولا تسئل عن اصحاب الجحیم یعنے سنن الٰہیہ سے ناواقف اور معرفت الٰہی سے محروم لوگ کہتے ہیں خدا ہم سے کلام کیوں نہیں کرتا یا ہمارے پاس نشان کیوں نہیں آتے اس قسم کے لوگ قبل ازیں بھی ایسا ہی کہتے رہے ہیں ان کے قلوب آپس میں مشابہت تامہ رکھتے ہیں یہ نادان اتنا نہیں سوچتے کہ ہم نے تو اپنی تعلیمیں وضاحت سے بیان کر دی ہیں وہ لوگ جو ان تعلیموں پر عمل کرتے ہیں ان کے دل خدا تعالےٰ کی اس نعمت سے متمتع ہونے کی وجہ سے یقین سے لبریز ہو جاتے ہیں کیونکہ ہم نے تجھ کو بشیر اور نذیر بنا کر بھیجا ہے تمہاری لائی ہوئی ہدایتوں پر عمل کرنے والے بشارتوں سے نوازے جائیں گے اور ان کو پس پشت ڈالنے والے مختلف قسم کے عذابوں میں مبتلا ہوں گے پس اگر یہ لوگ چاہتے ہیں کہ خدا ان سے کلام کرے اور نشانات سے یہ مؤید کئے جائیں تو تمہاری لائی ہوئی ہدایات پر یہ بھی عمل کر کے دیکھ لیں کہ لھم البشریٰ کے ماتحت یہ بھی بشارتوں کے مورد بنتے ہیں یا نہیں، مکالمہ مخاطبہ کی نعمت سے نوازے جاتے ہیں یا نہیں، اسی طرح سورۃ الفرقان ع ۱۳ میں فرمایا وقال الذین لا یرجون لقاءنا لولا انزل علینا الملائکۃ او نریٰ ربنا لقد استکبروا فی انفسہم وعتو عتواً کبیراً یوم یرون الملائکۃ لا بشریٰ یومئذٍ للمجرمین ویقولون حجراً محجوراً۔ اور وہ لوگ جو خدا کی لقاء کے آرزومند نہیں کہتے ہیں ہم پر فرشتے کیوں نہیں اتارے جاتے یعنے خدا کا کلام جو فرشتوں کے ذریعہ نازل ہوتا ہے ہم پر کیوں نہیں اترتا یا ہم اپنے رب کو کیوں نہیں دیکھتے ان کے اس قول کے جواب میں اللہ تعالےٰ فرماتا ہے یقیناً یہ لوگ اپنے آپ کو بہت بڑا سمجھتے ہیں اور اپنی حدود سے بہت تجاوز کر گئے ہیں یہ کیوں کہا کہ یہ لوگ اپنے آپ کو بہت بڑا سمجھتے ہیں اس لئے کہ خدا کے کلام سے مشرف ہونے کے لئے تو یہ شرط ہے کہ بندے خدا کی طرف رجوع کریں اور اس کی لقاء کے لئے اپنے آپ کو مجاہدات شاقہ میں ڈال دیں اور اس کی بھیجی ہوئی ہدایات پر پورے اخلاص کے ساتھ عمل کریں اس شرط کے پورا ہونے کے بعد خدا تعالےٰ فاذکرونی اذکرکم واشکروا لی ولا تکفرون اور والذین جاہدوا فینا لنہدینہم سبلنا کے قانون کے ماتحت اپنے کلام سے کسی کو مشرف کرتا اور اپنے آپ کو ایسے بندوں پر ظاہر کرتا ہے لیکن اس کے برخلاف ان کی حالت تو یہ ہے کہ اپنے گندے اعمال سے ظاہر تو یہ کر رہے ہیں کہ یہ خدا تعالےٰ کی لقاء کے خواہشمند ہی نہیں اور نہ انہیں اس کی کوئی پرواہ ہے اور چاہتے یہ ہیں کہ خدا ان کی پروا کرے اور باوجود ان کی گندی حالت کے ان کو اپنے کلام سے نوازے حالانکہ ایسے گندے لوگوں پر قانون الٰہی کے ماتحت فرشتے نہیں بلکہ شیاطین نازل ہوتے ہیں کیونکہ گندے اعمال کی وجہ سے ان کا قلبی تعلق انہی سے قائم ہو جاتا ہے جیسا کہ سورۃ الشعراء ع ۱۱ میں فرمایا ھل انبئکم علیٰ من تنزل الشیاطین تنزل علیٰ کل افاک اثیم۔

پھر فرمایا یہ درست ہے کہ ایسے گندے اعمال کے ارتکاب کرنے والوں پر بھی فرشتے اترتے ہیں لیکن وہ رحمت کے فرشتے نہیں ہوتے اور نہ وہ کلام الٰہی لے کر ان کے پاس آتے ہیں بلکہ وہ عذاب کے فرشتے ہوتے ہیں جن کا نزول مجرمین پر مقدر ہوتا ہے کیونکہ ان کے جرموں کی پاداش میں وہ ان کی سزا دہی کے لئے مقرر کئے ہوئے ہیں ایسے فرشتوں کو جب یہ لوگ دیکھیں گے تو ان کی دید ان کے لئے خوشی کا موجب نہیں ہوگی کہ یہ پکار اٹھیں گے کاش ہمارے اور ان کے درمیان کوئی روک حائل ہو جائے کہ ہم انہیں دیکھ نہ سکیں۔ اس آیت سے بھی صاف معلوم ہوتا ہے کہ فرشتوں کا نزول نیک بندوں پر فرود اسی طرح ہوتا ہے جس طرح افاک اثیم پر شیاطین کا نزول ہوتا ہے۔

چوتھی وجہ

یہ ہو سکتی ہے کہ حضرت نبی کریم صلعم کے بعد نہ تو امت کے بگڑنے کا کوئی احتمال ہوتا اور نہ ان کے ایمانوں میں کمزوری پیدا ہونے کی کوئی صورت ہوتی

بلکہ وہ ہمیشہ کے لئے ویسے ہی اصلاح یافتہ رہتے جیسا کہ صحابہ کرام رضہ تھے اور ان کے دل ویسے ہی بصیرت سے بھرپور اور ایمان سے منور رہتے جیسا کہ صحابہ کرام رضہ کے تھے اسی طرح دوسری قوموں پر اسلام کے متعلق اتمام حجت کی بھی ضرورت پیدا نہ ہوتی ہوتی لیکن یہ دونوں باتیں بھی درست نہیں، امت کا بگڑنا قرآن کریم کی آیات اور صحیح احادیث سے ثابت ہونے کے علاوہ واقعات سے بھی ثابت ہے اس کے متعلق آیات انشاء اللہ آیندہ پیش کی جائیں گی دوسری قوموں پر بھی حجت تمام کرنے کی ضرورت واضح ہے چاروں طرف سے مخالفین اسلام کی طرف سے اسلام پر حملے ہو رہے ہیں حضرت نبی کریم صلعم کی شان میں گستاخانہ کلمات سے لبریز اس زمانہ میں اس کثرت سے کتب شائع ہوئیں ہیں کہ ان کی نظیر کسی زمانہ میں نہیں ملتی۔ ان حالات کی موجودگی میں قرآنی آیت لئلا یکون للناس علیکم حجۃ کے ماتحت ان کا منہ بند کرانے کے لئے اسلام کی تائید میں ایسے دلائل و براہین پیش کرنے ضروری تھے جو ان کی حجت کو توڑنے کے علاوہ ان پر صداقت اسلام کے بارے میں اتمام حجت بھی کریں اور یہ فریضہ بھی ادا ہو سکتا تھا جبکہ ان کے سامنے نہایت ہی مؤثر اور مسکت دلائل رکھے جاتے اور یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ سب سے مؤثر اور مسکت دلائل جن کے سامنے کوئی چون و چرا نہیں کر سکتا وہ نشان ہوتے ہیں جو کسی مامور من اللہ کی تائید میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ظاہر ہوتے ہیں جنہیں قرآن کریم میں فرقان کے نام سے نامزد کیا گیا ہے اور یہی حق و باطل میں فیصلہ کن ثابت ہوتے ہیں اور ان نشانوں کا ظہور کلام الٰہی کے ذریعہ ہی ہو سکتا ہے اس سے ثابت ہوا کہ کلام الٰہی کا سلسلہ حضرت نبی کریم صلعم کے بعد بھی بند نہیں ہو سکتا۔

پانچویں وجہ

اس سلسلہ کے بند ہونے کی پانچویں وجہ یہ ہو سکتی ہے، کہ اللہ تعالیٰ کی قوت گویائی میں کوئی نقص پیدا ہو جائے لیکن یہ وجہ بھی باطل ہے کیونکہ جیسا کہ میں پہلے ثابت کر آیا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کی ذات نقائص سے پاک ہے اور ہمیشہ پاک رہے گی اس لئے ادنیٰ نقص بھی اس کی ذات اور صفات میں راہ نہیں پا سکتا۔

معبود حقیقی وہی ہو سکتا ہے جو اپنے سچے پرستاروں سے کلام کرے

اس بات پر بحث کرنے کے بعد کہ اللہ تعالیٰ کی کسی صفت میں بھی دائمی تعطل ممکن نہیں اب میں اس امر پر روشنی ڈالنا چاہتا ہوں کہ معبود حقیقی وہی ذات ہو سکتی ہے جو اپنے پرستاروں سے کلام کرے اللہ تعالیٰ جو معبود حقیقی ہے اس کی یہ شان ہی نہیں کہ اپنے پرستاروں کو اپنے مکالمہ کی نعمت سے محروم رکھے اس کے ثبوت میں جناب پرویز صاحب محترم کو ذیل کی آیات قرآنیہ کی طرف توجہ دلاتا ہوں :-

پہلی آیت

حضرت موسیٰ کے زمانہ میں ایک شخص سامری نام نے اس وقت جبکہ حضرت موسیٰ قوم میں موجود نہ تھے ایک بچھڑا بنا کر بنی اسرائیل کو اسکی پرستش کی طرف توجہ دلائی اور ان کو یقین دلایا کہ وہی ان کا معبود حقیقی ہے اور انہوں نے سامری کے فریب میں آکر اس بچھڑے کو اپنا معبود بنا لیا اور اسکی پرستش شروع کر دی قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ ان کی اس احمقانہ حرکت پر فرماتا ہے۔ افلا یرون الا یرجع الیھم قولا ولا یملک لھم ضرا ولا نفعا طٰہٰ ع ۴۔ یعنی کیا یہ بیوقوف اتنا بھی نہیں دیکھتے کہ یہ بچھڑا تو ان کی بات کا جواب تک نہیں دیتا اور نہ ان کے لئے ایصال نفع اور دفع نقصان پر اسے کوئی قدرت حاصل ہے۔

دوسری آیت

اسی مضمون کو سورۃ الاعراف ع ۱۸ میں یوں ادا فرمایا الم یروا انہ لا یکلمھم ولا یھدیھم سبیلا اتخذوہ وکانوا ظالمین یعنی کیا انہوں نے یہ بھی نہ دیکھا اور نہ اس پر غور کیا کہ یہ بچھڑا ان سے کلام تک نہیں کرتا اور نہ انہیں ہدایت کا راستہ دکھاتا ہے گویا کلام ہی راہ ہدایت دکھلانے کا ذریعہ ہے ان دونوں آیتوں سے یہ بات واضح ہے کہ اس بچھڑے کے معبود نہ ہونے پر سب سے زبردست دلیل یہی دی گئی ہے کہ وہ اپنے پرستاروں سے کلام نہیں کرتا جو ہدایت کا واحد ذریعہ ہے انکی دعاؤں کا انہیں جواب تک نہیں دیتا اور یہ ظاہر ہے کہ دعائیں یا تو کسی ضرر کو دور کرنے کے لئے یا کسی نفع کے حصول کے لئے کی جاتی ہیں اور اس فرضی معبود کو ان دونوں باتوں پر قدرت حاصل نہیں پس نتیجہ ظاہر ہے کہ معبود حقیقی وہی ہو سکتا ہے جو اپنے پرستاروں سے کلام کرکے ان کو اپنی ہستی پر کامل یقین دلائے اور ان کی دعاؤں کو قبول کرکے اور ان کا جواب دے کر انہیں تسلی دلائے کہ ضرر کو دور کرنے اور نفع پہنچانے پر صرف اسے ہی قدرت حاصل ہے جیسا کہ سورۃ البقرہ ع ۲۳ میں اپنی ذات کے متعلق فرمایا واذا سألک عبادی عنی فانی قریب اجیب دعوۃ الداع اذا دعان یعنی جب میرے بندے تجھ سے میرے متعلق سوال کریں تو ان کو بتا دے کہ میں تو تمہارے قریب ہی ہوں اور میرے قریب ہونے کا ثبوت یہ ہے کہ میں اپنے پکارنے والے کی دعا کو قبول کرتا ہوں یا اسکو اس کے متعلق جواب دیتا ہوں .... جب وہ مجھ سے دعا کرتا ہے

پس بنی اسرائیل پر حجت تمام کرنے کے بعد فرمایا کہ انہوں نے ایسی چیز کو معبود بنا کر جو نہ تو ان سے کلام کرتی ہے اور نہ دعا کرنے پر انہیں جواب دیتی ہے اپنی جانوں پر ظلم کیا ہے۔

اب جناب پرویز صاحب بتلائیں کہ اس زمانہ میں ہم قرآن کریم کے ماننے والے اگر معبودان باطلہ کے پرستاروں کے سامنے جن میں گوسالہ پرست بھی شامل ہیں قرآن کریم کی یہی مندرجہ بالا دلیل رکھیں تو کیا وہ جواب میں یہ کہکر ہمارا منہ بند نہیں کر سکتے کہ کیا ہوا اگر ہمارا معبود ہم سے کلام نہیں کرتا تو تمہارا معبود جس کی طرف تم ہمیں بلاتے ہو اور جس کی پرستش کی طرف ہمیں دعوت دیتے ہو کونسا تم سے کلام کرتا ہے اس نقص میں تو دونوں کے معبود مساوی ہیں۔

غور کے بعد فرمایئے کہ اگر ہمارا ابھی یہی عقیدہ ہو اور اس کی صحت پر ہمیں اصرار ہو کہ قرآن کے بعد خدا نے اپنے سچے اور وفادار پرستاروں سے بھی کلام کرنا بند کر دیا ہے تو کیا مخالفین اسلام قرآن کریم کی مندرجہ بالا دونوں آیتوں کو پیش کرکے ہم سے یہ سوال نہیں کر سکتے کہ بتلاؤ کہ سامری کے گوسالہ اور تمہارے خدا میں کیا فرق ہے۔ فاعتبروا یا اولی الابصار۔

حضرت ابراہیمؑ کی حجت اپنی قوم پر

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بھی اپنی قوم پر حجت اسی دلیل سے قائم کی ان کے بتوں کو جب توڑ نے لگے تو یہ کہکر ما لکم لا تنطقون ان پر ضربیں لگانی شروع کر دیں اور جب ان کی قوم نے انکو بلا کر ان سے دریافت کیا تو انہوں نے انہیں بھی یہی جواب دیا فسئلوھم ان کانوا ینطقون یعنی ان سے دریافت کرو اگر یہ کلام کر سکتے ہیں اس پر وہ سخت شرمندہ ہو گئے اور کہنے لگے لقد علمت ما ھؤلاء ینطقون آپ جانتے ہی ہیں یہ کلام نہیں کیا کرتے حضرت ابراہیم نے یہ طریق اسی لئے اختیار کیا تھا کہ اپنی قوم کے منہ سے یہ کہلوائیں کہ یہ بت کلام نہیں کرتے چنانچہ جب ان کے اپنے منہ سے یہ اقرار کرا لیا تو ان پر حجت تمام کرنے کے لئے فرمایا اتعبدون من دون اللہ ما لا ینفعکم شیئا ولا یضرکم اف لکم ولما تعبدون من دون اللہ افلا تعقلون۔ الانبیاء ع ۵۔ پس کیا تم اللہ کی عبادت کو چھوڑ کر ایسی چیزوں کی عبادت کرتے ہو جو تمہیں نہ کسی چیز کا نفع دے سکتے ہیں اور نہ ضرر اف ہے تم پر بھی اور تمہارے ان معبودوں پر بھی جن کی تم اللہ کے سوا پرستش کرتے ہو کیا تم میں اتنی بھی عقل نہیں کہ تم اس معمولی سی بات کو سمجھ سکو یاد رہے کہ عالم روحانی میں سب سے بڑا نفع جو معبود حقیقی اپنے پرستار کو پہنچا سکتا ہے وہ یہی ہے

(باقی برصفحہ ۱۱ کالم نمبر ۳)

اختلافاتِ اُمت اور بعثتِ مجدد دین

(اللہ دتہ شاہ صاحب از جھوکاں ضلع جھنگ)

(بسلسلہ اشاعت گزشتہ)

وحی نبوت و وحی ولایت

اس اعتقادی اختلاف کے اسباب، وحی نبوت - وحی ولایت میں فرق - نبوت کی تعریف اور لفظ نبی کے معنے اور وحی کی یگانہ کیفیت مختصراً بیان کرتا ہوں جس پر غور نہ کرنے سے علماء نے عوام کو ملا کر وہ طوفان بپا کیا ہے جس کی واقعہ کربلا کے بعد اسلام میں کوئی مثال نہیں - انہوں نے سب علماء اور ان کے حواریوں نے مل کر جماعت احمدیہ کو صفحہ ہستی سے مٹا دینے کا تہیہ کر لیا تھا - مگر اللہ نے اپنے مامور کی جماعت کو بچانا تھا بچا لیا -

جس طرح سورج کی روشنی، چاند کی روشنی، ستاروں کی روشنی، لیمپ اور دیا سلائی وغیرہ کی روشنی کو روشنی ہی کہا جاتا ہے - حالانکہ ہر ایک روشنی کی کیفیت اور مقدار جدا جدا ہے - اسی طرح وحی انبیاء کا نور جو انبیاء پر نازل ہوتا ہے - اس کی کیفیت یگانہ ہے اور جو نور وحی اولیاء کی صورت میں نازل ہوتا ہے - اس کی کیفیت اور مقدار جدا ہے - مگر اس وحی کی جداگانہ نوعیت اور کیفیت ہوتے ہوئے جس طرح ہر قسم کی روشنی کو روشنی ہی کہا جاتا ہے - اسی طرح ہر حالت وحی کو وحی ہی کہا جاتا ہے - تکمیل دین کے لئے وہ نور وحی جو افضل الانبیاء حضور سرور کائنات پر نازل ہوا ہے - وہ تو حضور کے بعد منقطع ہے - اور سلسلہ نبوت بھی خاتم النبیین سرکار مدینہ پر ختم ہو چکا ہے - یہی عقیدہ اسلام اور جماعت احمدیہ لاہور کا عقیدہ ہے -

یہ اعتقاد ہے کہ وحی کا نزول ماسوائے انبیاء کسی غیر نبی پر نہیں ہوتا - اس حد تک تو درست ہے - کہ وحی انبیاء کی جو شان اور کیفیت ہوتی ہے وہ انبیاء تک ہی محدود ہے اور یہ اعتقاد کہ مطلق وحی کا نزول ماسوائے انبیاء غیر انبیاء پر نہیں ہوتا غلط ہے - قرآن مجید سے جب غیر انبیاء پر وحی کا نزول ثابت ہے - تو اس سے کیسے انکار کیا جا سکتا ہے کیا فرعون مصر کی بی بی - اور حضرت مریم صدیقہ پر وحی کا نزول ہونا ثابت نہیں ہے؟ وحی اولیاء بھی جمہور میں تسلیم شدہ ہے جب اولیاء اُمت خیر البشر اور غیر انبیاء پر وحی کا نازل ہونا قرآن کے حکم سے ثابت ہے - تو حضرت مسیح موعود کے اس دعوے کا - کہ مجھ پر وحی ولایت نازل ہوتی ہے کیونکر انکار کیا جا سکتا ہے جب کہ آپ نے ایسے آنے والے واقعات کا قبل از وقت بذریعہ وحی خبر پا کر اطلاع دے دی جو من و عن ظہور میں آ گئے -

حضور سرور کائنات سرکار دو جہان صلی اللہ علیہ وسلم عالم روحانی کے سورج ہیں - حضور کے اس روحانی نور سے آپ کی اُمت کے راسخ فی العلم مستفیض ہو کر سوائے نبوت کے وہ تمام انعام جو انبیاء بنی اسرائیل کو ملے ہیں پا سکتے ہیں - اور یہی دعویٰ حضرت مسیح موعود کا ہے - جو اپنی شان میں گزشتہ مصلحین اور مجددین سے بہت بڑھ کر اور پر دعویٰ کے حسب اولیاء ۔۔۔ ہے -

اُمتی نبی نہیں ہو سکتا

جس طرح چاند سورج سے روشنی پا کر سورج نہیں ہو سکتا ہے ظل اصل نہیں ہوتا - جز کل نہیں ہے - مجازی حقیقی نہیں، غلام آقا نہیں کہلا سکتا - اسی طرح حضور کا اُمتی حقیقی نبی نہیں ہو سکتا (میری مراد حقیقی نبی سے صاحب کتاب اور انبیاء سابقین ہے - جن کا انکار کفر ہے)

لفظ نبی کے معنے لغت کے رو سے خدا سے بذریعہ وحی - الہام خبر پانے والا ہے - اور یہی دعویٰ حضرت مسیح موعود کا ہے - کہ آپ کو اللہ تعالیٰ سے شرف مکالمہ و مخاطبہ حاصل ہے ۔۔۔ کی پیش از وقت خبریں ملتی ہیں - آپ کو یہ مرتبہ اتباع رسالت کے فیض سے ملا ہے - آپ حضور سرور کائنات کے ظل ہیں - غلام ہیں - بایں صورت آپ ظلی نبی - بروزی نبی ہیں اور یہی اعتقاد جماعت احمدیہ لاہور ہے -

جماعت قادیان سے علیحدگی اور تبادلہ ارتقائی تبلیغ

مگر حضرت مولانا نور الدین رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد مسند خلافت پر بیٹھتے ہی حضرت صاحبزادہ صاحب نے حضرت مسیح موعود کی ظلی نبوت کو حقیقی نبوت کا رنگ دے کر یہ اعلان کر دیا - کہ حضرت مسیح موعود حقیقی نبی ہیں - ان کا انکار کفر ہے - جماعت میں اس اعلان سے اصولی اختلاف پیدا ہو گیا - جس پر متفق ہونا بوجہ اسلام جائز نہ تھا - اسی اصولی اختلاف کی وجہ سے اس وقت ۔۔۔ اور حضرت مولوی محمد علی صاحب مرحوم کو مجبوراً قادیان کی رہائش چھوڑنی پڑی - اور بے سر و سامانی کی حالت میں لاہور آ کر خدا کے بھروسہ پر اشاعت اسلام کا کام شروع کر دیا - تفسیر قرآن - اور بے شمار دیگر اسلامی تصانیف اور تراجم قرآن متفرق زبانوں میں شائع کر کے دور دراز ممالک میں پہنچا دیئے گئے - متعدد مشن یورپ، جرمنی، امریکہ وغیرہ میں کھولے گئے اور دنیا کے کناروں تک اسلام کی تبلیغ کی گئی - اور ایسی کامیابی حاصل ہوئی جس کا زمانہ معترف ہے - تقریباً چالیس برس تک اشاعت اسلام کا شاندار کام سرانجام ۔۔۔ کام فرما کر آپ نے وفات پائی اور اپنی خدمات اسلامی کی وجہ سے وہ نام پایا ہے - جو رہتی دنیا تک یادگار رہے گا - خدا نے بے سر و سامانی میں ایسے سامان اور جماعت مہیا کر دی - جو تعداد میں تو جماعت ربوہ سے بہت کم ہے مگر اشاعت اسلام کے کام میں اس کی اہمیت بہت زیادہ ہے -

میاں محمود احمد صاحب کا اعلان نبوت

سینتالیس برس سے حضرت مرزا صاحب کی نبوت پر جماعت میں اختلاف چلا آ رہا ہے - جس پر بہت کچھ لکھا جا چکا ہے اور ابھی تک لکھا جا رہا ہے - حضرت صاحبزادہ صاحب نے اپنی خلافت کے شروع میں اپنے مذہب کے مطابق اپنی جماعت انصار اللہ وغیرہ کو اپنی بزرگانہ حیثیت اور ذاتی قابلیت سے اپنے اعتقاد سے متاثر پا کر اعلان کر دیا - کہ اگر کوئی میری گردن پر تلوار رکھ کر بھی پوچھے - تو میں کہوں گا - کہ حضرت مرزا صاحب نبی ہیں - اور ان کا انکار کرنے والا کافر ہے -

تحفظ ختم نبوت کا ہنگامہ اور تبدیلی عقیدہ

حضرت مسیح موعود کی ظلی نبوت کو حقیقی نبوت کا رنگ دے رہے تھے - کہ تحفظ ختم نبوت کا ہنگامہ برپا ہو گیا - اس میں حضرت صاحبزادہ صاحب کو تحقیقاتی عدالت میں حاضر ہونا پڑا - عدالت کے اس سوال پر کہ مرزا صاحب کو جو مسلمان نبی نہیں مانتا ہے - وہ آپ کے نزدیک مسلمان ہے - یا کافر - عدالت کے جواب میں آپ نے فرمایا کہ مسلمان ہے - آپ کے اس بیان کو پڑھ کر جماعت احمدیہ لاہور کو بڑی خوشی ہوئی - کہ صاحبزادہ صاحب نے اپنے اعتقادات نبوت سے رجوع فرما لیا ہے اب اُمت کے بچھڑے ہوئے بھائی مل کر اشاعت اسلام کر سکیں گے - مگر افسوس ہے - کہ یہ اُمید پوری نہ ہو سکی -

اُمتی اور نبی

حضرت صاحبزادہ صاحب نے صاحب کتاب انبیاء کے سوا دوسرے انبیاء کو اُمتی بیان کر کے ایک تیسری قسم نبوت ایزاد کر دی ہے - حالانکہ تمام صاحب کتاب انبیاء اور دوسرے انبیاء بھی جن کی تصدیق قرآن سے ہوتی ہے حقیقی نبی ہیں - اور یہ سب نزول نبوت سے پہلے اپنے اپنے زمانہ کے دین پر عمل کرتے تھے - عطائے نبوت کے بعد اپنے سابقہ دین میں حسب ضرورت ترمیم اور تنسیخ کیا کرتے تھے - کیونکہ سابقہ ادیان مکمل نہ تھے اور جب انہیں نبوت کا مرتبہ عطا ہو جاتا تھا - تو انہیں صرف نبی ہی کہا جاتا رہا ہے - عطائے نبوت کے بعد انہیں اُمتی کہنا ہی غلط ہے - کیونکہ اُمتی اور نبی دو متضاد تعریفیں ہیں جو ایک وجود میں اکٹھی نہیں ہو سکتیں - کسی حقیقی نبی کو اُمتی کہنا یا حقیقی ۔۔۔ اصولِ دین کے خلاف ہے -

ختم نبوت کے بعد جزوی نبی

تکمیل دین اور خاتم النبیین کے بعد حقیقی نبوت ختم ہے -

اب افضل الانبیاء خاتم النبیین کی کامل اتباع سے ہی آپ کے امتی کو ظلی یا جزوی نبوت عطا ہو سکتی ہے۔ نبوت موہبت ہے اکتساب نہیں۔ اسی وجہ سے حضرت مسیح موعود نے اپنے ارشاد لم یبق من النبوۃ الا المبشرات کے مطابق ظلی نبوت، جزوی نبوت، اور امتی نبی ہونے کا دعوےٰ کیا ہے۔ اور اس پر ابتداء سے لے کر آخر دم تک قائم رہے ہیں۔

محدّث اور نبی

محدّث کے معنے لغت کی رو سے نبی نہیں ہیں۔ حضرت مسیح موعود ظلی نبی تھے۔ اس لئے از روئے لغت محدّث کی تعریف آپ پر صادق نہ تھی جس کی آپ نے وضاحت کر دی تھی۔ مگر صاحبزادہ صاحب نے لفظ نبی اور محدّث کی تعریف کے اختلاف معنوی کو مسیح موعود کی حقیقی نبوت کا ثبوت قرار دیا۔ اور جمہور اسلام کا چودہ صد سالہ انقطاع نبوت کا متفقہ عقیدہ اور حضور سرور کائنات کی تمام احادیث جو نفی نبوت کے ضمن میں تھیں۔ پس پشت ڈال کر حضرت مسیح موعود کے اعتقادات کے خلاف آپ کو نبی بنا دیا ؎

خشت اول چوں نہد معمار کج
تا ثریا می رود دیوار کج

کے مطابق حضرت صاحبزادہ صاحب کے اپنے معتقد مرید آپ کے فراہم کردہ تمام مسالہ کو استعمال کئے جا رہے ہیں۔

ایک عام فہم مثال

ایک عام فہم مثال سے حقیقی نبوت کے نتیجہ کو واضح کر کے مضمون ختم کرتا ہوں۔

سرور انبیاء حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا فیض روحانی قیامت تک دائم و قائم ہے۔ یہ تمام مسلمانوں اور جماعت احمدیہ کی تسلیم شدہ حقیقت ہے۔ اس کو یوں سمجھئے کہ سرور دوجہاں اسلامی فوج کے کمانڈر انچیف ہیں، اس فوج کا قانون اور کمان لا متبدل ہے۔ فوج میں حسن کارکردگی اور پابندی قانون سے کوئی کیپٹن ہے۔ کوئی کرنل ہے۔ کمانڈنگ انچیف صرف ایک ہی ہے۔ جو نہ تبدیل ہو سکتا ہے۔ اور نہ برخواست کیا جا سکتا ہے۔ فوج اسلامی میں داخلہ کی شرط کمانڈر انچیف کے مرتبہ کا اقرار کرنا ہے۔ ماسوائے ازیں کوئی اور صورت ہرگز فوج میں داخل ہونے کی نہیں ہے۔

اسلام لانے کیلئے رسول کریم صلعم پر ایمان لانیکی شرط

اس مثال سے مطلب یہ ہے۔ کہ کوئی انسان جب تک اصول دین کا اقرار نہ کرے مسلمان نہیں ہو سکتا ہے اور اصول دین میں سرکار دوعالم کی رسالت کا اقرار لازمی ہے۔ مگر جب سرکار دوعالم کی رسالت کو تسلیم کرتے ہوئے کوئی مسلمان حضرت صاحبزادہ صاحب کی پیش کردہ حضرت مرزا صاحب کی نبوت کو تسلیم نہیں کرتا۔ تو مسلمان نہیں ہو سکتا۔

فرمایئے کہ سرکار دوعالم کا دائمی فیض نبوت حضرت مرزا صاحب کی حقیقی نبوت کے اجراء سے کالعدم ہونے میں کیا فرق رہ جاتا ہے جبکہ اسلام لانے کے لئے سرکار دوعالم کی رسالت کو تسلیم کرنا کافی نہ سمجھا جائے۔

حضرت مسیح موعودؑ نے کسی کی تکفیر نہیں کی

معاف کرنا حضرت صاحبزادہ صاحب نے تو حضرت مسیح موعود کے تمام اصلاحی کارناموں کو حضرت مسیح موعود کی نبوت کے اجراء سے یکسر مٹا کر رکھ دیا ہے۔ اور دوسرے زبان سے مسلمانوں کو کفر کی دلدل میں دھکیل دیا ہے۔ حضرت مسیح موعود تو کفر مٹانے کے لئے آئے تھے آپ نے تو اپنے انکار کی وجہ سے کسی وقت بھی کسی کو کافر نہیں کہا ہے۔ جس وقت آپ پر کفر کا فتوےٰ لگایا گیا تو آپ نے اپنے اسلامی عقائد کی وضاحت فرما کر یہ کہا تھا۔ کہ میں مسلمان ہوں۔ کسی مسلمان پر کفر کا فتوےٰ دینے والا حدیث رسول کے مطابق خود کافر ہو جاتا ہے۔ یہ تو نہیں کہا تھا۔ کہ میں نبی ہوں۔ میرا انکار کرنے والا کافر ہے۔ حضرت مسیح موعود نے تو یہی فرمایا ہے، کہ خاتم النبیین کے بعد نہ کوئی نیا نبی آ سکتا ہے اور نہ کوئی پرانا۔ آپ کا دعوےٰ تو ظلی نبوت کا تھا۔ جس کو مبالغہ سے حقیقی نبی بنا دیا گیا ہے۔ ؎

ہے حیرت کا یہ مقام یہ نبوت کی داستان
کھونا ہے جس سے در محمد کا آستان
کانپے نہ کیوں زمین توہین رسول سے
اور کیوں نہ اس پر گریہ کناں ہو آسمان
جاری ہے جس کا فیض دوامی جہان میں
ہے بے مثل وہ ہی شہنشاہ دوجہاں
مرزا ہے جس کے دعوئے غلامی سے سرفراز
سردار انبیاء ہے وہ برتر ہے اسکی شان
تاریخ سے ہی جس کے ملتا ہے مرتبہ
ہے رحمۃ العالمین دوجہاں کا حکمراں

وحی ولایت

(بسلسلہ صفحہ ۹)

کہ وہ اپنے مکالمہ سے اسے اپنی ہستی کا یقین دلاتے اور سب سے بڑا ضرر اس کی ناراضگی کا اظہار ہے آیت کا سیاق سباق اسی نفع اور ضرر کی طرف اشارہ کر رہا ہے کیونکہ اس میں بتوں کے کلام نہ کرنے کا ہی ذکر ہے گویا بتلایا کہ یہ بت اپنے پرستاروں کی نہ تو معرفت کو بڑھا کر انہیں یہ نفع پہنچا سکتے ہیں اور نہ اپنی پرستش نہ کرنے والوں سے ان کی معرفت کو چھین سکتے ہیں، جیسا کہ وضاحت سے دوسری جگہ فرمایا کہ یہ سب مل کر بھی مجھے کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتے۔

حضرت ابراہیمؑ کی اسی دلیل کے متعلق قرآن کریم میں فرمایا وتلک حجتنا اٰتینٰھا ابراھیم علیٰ قومہ یعنی یہ ایسی زبردست دلیل ہے جو ہم نے ابراہیمؑ کو ان کی قوم کے خلاف عطا کی الانعام ع ۱۰۔

اس کے علاوہ حضرت ابراہیمؑ نے اپنے باپ کو یہی کہکر ملزم کیا یا ابت لم تعبد ما لا یسمع ولا یبصر ولا یغنی عنک شیئًا یعنی اے میرے باپ تم کیوں عبادت کرتے ہو ان معبودوں کی جو نہ سنتے ہیں اور نہ دیکھتے ہیں اور نہ تمہیں کوئی فائدہ پہنچا سکتے ہیں نہ عالم روحانی میں اور نہ عالم مادی میں۔ سننے کا ثبوت تو جواب سے ہی مل سکتا ہے اگر جواب نہ ملے تو کس طرح یقین آ سکتا ہے کہ مخاطب نے ہماری بات کو سن لیا ہے۔ اب غور فرمائیں کہ اگر یہی دلیل ہم معبودان باطلہ کے پرستاروں کے سامنے پیش کریں تو کیا وہ یہی جواب ہمیں نہیں دے سکتے کہ تمہارا معبود تم سے کب کلام کرتا ہے وہ بھی تمہاری پکار کو نہیں سنتا کیونکہ اس کا جواب نہیں دیتا، ہمارے ہاتھ میں ہمارے اس عقیدہ کی موجودگی میں کہ خدا نے کلام کرنا بند کر دیا ہے ان کی تردید کے لئے کیا دلیل ہے۔ انشاء اللہ آئندہ قسط میں قرآن کریم سے وہ دلائل پیش کئے جائیں گے، جو وضاحت سے دلالت کرتے ہیں کہ حضرت نبی کریم صلعم کے بعد اس امت میں بھی، مکالمہ الٰہیہ کا سلسلہ جاری ہے۔

تعارف:

از ناصر احمد بی۔ اے۔ ایل ایل۔ بی

ISLAM: OUR CHOICE

اسلام آوُر چوائس

مغرب میں تبلیغ اسلام کا باتصویر مرقع

حال ہی میں ووکنگ مسلم مشن انگلستان ...... نے "اسلام اَوُر چوائس" (ہمارا انتخاب اسلام) کے نام سے ایک کتاب شائع کی ہے جس میں ۱۹۱۳ء سے لے کر اب تک جن یورپین مردوں اور عورتوں نے اسلام قبول کیا اور جن کے تاثرات ماہنامہ اسلامک ریویو (انگلستان) میں چھپتے رہے ہیں ان تاثرات کو یکجا طور پر شائع کیا گیا ہے۔ اسلام کے متعلق یورپ کے ترقی یافتہ مردوں اور عورتوں کی آراء کا یہ باتصویر مجموعہ اسلام کی حقانیت پر صداقت کی مہر ثبت کرتا ہے۔

جس وقت حضرت خواجہ کمال الدین مرحوم و مغفور اسلام کی تبلیغ کا عزم لے کر سرزمین انگلستان کو روانہ ہو رہے تھے۔ عام مسلمانوں نے ان پر ٹھٹھا و استہزاء کیا کہ کہیں مغربی ذہن بھی اسلامی تعلیمات کو قبول کر سکتا ہے؟ لیکن مجدد وقت کے روحانی نور سے جو لگن اور جذبہ خواجہ صاحب کے دل میں اسلام کی تبلیغ کیلئے موجزن کر دیا تھا وہ ان کو اس عظیم مقصد کی طرف کشاں کشاں لے گیا۔ اور مغرب میں تبلیغ اسلام کے اس سلسلے پیغامبر نے اسلام کی صداقت کی وہ شمعیں روشن کیں جن کی ایک دنیا آج معترف ہے۔ مغربی ذہن اسلام اور اسلامی تعلیمات پر سوچ بچار کرنے پر اب مجبور ہو گیا ہے۔ اور اسلام پر مغربی مفکروں کی تصانیف کی رفتار روز بروز بڑھ رہی ہے اور یہ کہنا مبالغہ نہ ہو گا کہ اگر ایک کتاب مسلمانان عالم کی شائع ہوتی ہے تو اس کے بالمقابل مغرب کے چوٹی کے مفکرین کی تصنیف کردہ ایک سو کتابیں شائع ہوتی ہیں، جن کے ناشرین کے وسائل ہم سے کہیں زیادہ ہیں۔ اگر آپ گذشتہ ساٹھ سال کی مختصر تاریخ پر نظر دوڑایئے اور غیر جانبدار ہو کر اس بات کا مطالعہ کریں کہ مغرب میں تبلیغ اسلام کا بیڑہ کس نے اٹھایا۔ تو اس بات کو ماننے میں کسی کو ذرا بھر تامل نہ ہو گا کہ صرف اور صرف جماعت احمدیہ ہی وہ فعال جماعت ہے جو گذشتہ نصف صدی سے تبلیغ اسلام کے کام کے لئے ہمہ تن کوشاں ہے۔

ہم سے آجکل یہ سوال کیا جاتا ہے کہ یہ جو آپ کے بیرونی مشنوں کی رپورٹیں شائع ہوتی رہتی ہیں کہ اتنے لوگوں نے اسلام قبول کیا اور اسلام کے متعلق مغرب کے ذہن کا نقطۂ نگاہ کافی حد تک بدل چکا ہے، یہ باتیں اگر صحیح ہیں ہمارے ذہن ان کو قبول کرنے میں تامل کرتے ہیں، ان شکوک کا تسلی بخش جواب "اسلام اَوُر چوائس" سے مل سکتا ہے۔ اس کے علاوہ ہمارے مخالفین کا یہ پراپیگنڈا ہے کہ جماعت احمدیہ کی تبلیغ اسلام سے تو کیا لوگوں نے اسلام قبول کرنا ہے یہ تو صرف اپنے مخصوص عقائد کی تبلیغ کرتے ہیں ان کا اسلام کا دور کا بھی واسطہ نہیں اور پھر لوگوں کے ذہنوں میں یہ غلط فہمی بھی پیدا کی جا رہی ہے کہ احمدی یہ دعوے کرتے ہیں کہ انہوں نے کس کو تبلیغ کی اور ادھر وہ مسلمان ہو گیا اور چونکہ اسلام قبول کرنے والے پہلے اسلام کا کافی مطالعہ کئے ہوئے ہوتے ہیں اور ایک عرصہ تک اسلامی تعلیمات ان کے ذہنوں پر ایک تاثر قائم کرتی رہتی ہیں اور پھر ایک وقت آتا ہے کہ کسی لیکچر یا تقریب کے موقعہ پر وہ اسلام قبول کرنے کا اعلان کر دیتے ہیں اس لئے ان لوگوں کے اسلام قبول کرنے میں ووکنگ مشن کی کسی تبلیغی تگ و دو کا کوئی حصہ نہیں بلکہ از خود مسلمان ہو جاتے ہیں اس میں تو کوئی شک نہیں کہ ایک نئے نظریہ حیات کو یکدم کوئی قبول بھی نہیں کرتا۔ روزمرہ کی زندگی میں لوگ معمولی باتوں میں ایک دوسرے کے نقطۂ نگاہ کو قبول نہیں کرتے پھر جب انسان ایک نئے ضابطہ حیات کو قبول کرنے لگے تو کیوں نہ اس کا گہرا مطالعہ کرے اور جب تک یہ نیا ضابطہ اس پر اپنا مکمل تاثر پیدا نہ کر لے وہ کیونکر اس کو قبول کر سکتا ہے، انسانی قلب و ذہن کو ان سب مراحل سے گزرنے کے لئے کچھ عرصہ درکار ہے اس لئے یہ کہنا کہ ہمارا دعویٰ ہے کہ ادھر کسی کو تبلیغ کی اور وہ مسلمان ہو گیا صحیح نہیں، احمدی اپنی تبلیغی کامیابی کے لئے کسی ایسی چھو منتر کا دعوے نہیں کرتے بلکہ وہ تو صرف متلاشی ذہن کی رہنمائی کرتے ہیں اور اس طرح قرآن کی اس حقیقت کا ایمان افروز مشاہدہ کرتے ہیں کہ اسلام دین فطرت ہے جو اہل علم کے سینوں میں ودیعت کیا گیا ہے۔

مغرب میں اسلام کے روشن چہرہ پر سیاہی پراپیگنڈا نے اتنے پردے ڈال رکھے تھے کہ متلاشیان حق اسلام کے نام سے متنفر تھے۔ مگر جب احمدی مبلغین نے مغرب میں اپنی تقاریر، میل ملاپ گفتگو اور لٹریچر کے ذریعہ اسلام کا روشن چہرہ اجاگر کیا تو مغربی ذہن نے نہ صرف اسلام کی حقانیت کو تسلیم کیا بلکہ اس کے کئی افراد اسلام کے دام عاطفت میں آ گئے۔

دور جدید میں اسلام کی اس نشاۃ ثانیہ کا جو عظیم کارنامہ جماعت احمدیہ نے کیا ہے اس کتاب ISLAM OUR CHOICE میں حلقہ بگوش اسلام ہونے والوں کے آراء سے اس کی ایک جھلک نظر آتی ہے۔ اس کے علاوہ اسلامی تمدن کا ایک مختصر خاکہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سوانح حیات اور یورپ کے بلند پایہ مفکرین کی اسلام کے بارے میں آراء کو بڑے احسن طریق پر درج کیا گیا ہے۔ اسلام کی خوبیوں کا یہ مرقع ہر لحاظ سے قابل ستائش ہے جماعت کے احباب کو چاہیئے کہ اس کتاب کو زیادہ سے زیادہ تعداد میں خرید کر پھیلائیں تاکہ مغرب میں اسلام کی اہمیت اور تحریک احمدیت کا یہ روشن کارنامہ لوگوں پر واضح ہو جائے۔ اس کتاب کے مرتب کرنے میں مولانا عبدالمجید صاحب۔ ڈاکٹر ایس لے خلوصی اور اقبال احمد صاحب کی خدمت قابل تعریف ہیں۔

اس کتاب کے دوسرے باب کا جو کہ حلقہ بگوش اسلام ہونے والوں کے تاثرات پر مشتمل ہے اردو ترجمہ ہو رہا ہے امید ہے جو دسمبر ۱۹۶۱ء تک شائع ہو جائے گا۔

آرٹ پیپر پر خوبصورت چھپی ہوئی ۲۰۰ صفحات پر مشتمل اس کتاب کی قیمت آٹھ روپے پچاس پیسے ہے۔

ملنے کا پتہ:۔

مینیجر مسلم بک سوسائٹی

عزیز منزل۔ برانڈرتھ روڈ۔ لاہور نمبر ۷

شکریہ احباب

جیسا کہ احباب کرام کو پیغام صلح کے مطالعہ سے معلوم ہو چکا ہو گا خاکسار پورے دو ماہ تک بخار میں مبتلا رہا ہے اللہ تعالےٰ کا فضل و احسان ہے کہ اس نے دو ماہ کے بعد بخار سے نجات دے کر دوبارہ اپنے دین کی خدمت کی توفیق بخشی ہے چنانچہ اس شمارہ سے اس سلسلہ مضامین کو پھر شروع کیا گیا ہے جو بوجہ بیماری منقطع ہو گیا تھا۔

اللہ تعالےٰ کے احسان کا شکر کرنے کے بعد ان احباب کرام کا شکر ادا کرنا بھی ضروری سمجھتا ہوں جو وقتاً فوقتاً عیادت کے لئے تشریف لاتے رہے اور جنہوں نے خطوط کے ذریعہ بیمارپرسی کے فریضہ کو ادا کیا اور جو خاکسار کی صحت کے لئے دعا فرماتے رہے اللہ تعالےٰ ان سب کو جزائے خیر عطا فرمائے آمین

والسلام

خاکسار شیخ عبدالرحمن مصری

اسلام اور عیسائیت

ڈچ نومسلم ڈاکٹر رضا المصطفےٰ میلمہ کا معرکۃ الآراء لیکچر

از قلم غلام احمد بشیر انچارج میان محمد سنٹر ہالینڈ

ہمارے نومسلم بھائی ڈاکٹر رضا المصطفےٰ میلمہ جو حال ہی میں ٹراپیکل انسٹیٹیوٹ آف ایمسٹرڈم کی طرف سے پاکستان کا دورہ کرکے واپس تشریف لائے ہیں انہیں ان کی واپسی پر ہالینڈ کے مختلف مقامات سے تقاریر کے لئے اس کثرت سے بلایا جاتا ہے کہ وہ بوجہ اپنی مصروفیت کے ان تمام مقامات پر حاضر نہیں ہو سکتے۔ اس سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ ڈچ لوگوں کو پاکستان کے متعلق معلومات حاصل کرنے کا کتنا بڑا شوق ہے۔ اس اشتیاق کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ وہ پاکستان سے بہت سے رنگین سلائڈز لے کر آئے ہیں، جنہوں نے پاکستان کی پرانی عمارات کی ایک جھلک دکھی ہے وہ ہر جگہ ہی اس کا تذکرہ کرتے ہیں۔ اسے سن کر پھر اوروں کو بھی خواہش ہوتی ہے کہ وہ سب سے بڑی اسلامی ریاست کے حالات سنیں اور وہاں کی عمارات اور ٹیکنیکل ترقی کے نظارے اپنی آنکھوں سے دیکھیں۔ لیکن جس لیکچر کا میں یہاں ذکر کر رہا ہوں اس کی نوعیت ہی اور ہے ہیگ کی HUMA NIST سوسائٹی نے گذشتہ سال میلمہ صاحب سے اسلام کے متعلق لیکچر کرنے کے لئے عرض کیا تھا۔ چنانچہ آپ نے ان کی دعوت کو اپنے سفر پر جانے سے قبل ہی منظور کرکے وقت مقرر کر دیا تھا۔ چنانچہ ۱۹ اپریل کو ایک سینما ہال میں ان کا لیکچر ہوا۔ اگرچہ یہ اتوار کی صبح کا وقت تھا، پھر بھی کثرت سے سامعین ہال میں موجود تھے۔

لیکچر کا موضوع

"اسلام اور عیسائیت" رکھا گیا۔ صاحب صدر نے سب سے پہلے میلمہ صاحب کا حاضرین سے تعارف کروایا اور اس کے بعد فرمایا کہ ہم لوگ کسی مذہب کو بھی نہیں مانتے لیکن دوسرے مذاہب کے خیالات کو سننا اور ان پر غور کرنا ہمارے لئے بھی مفید ہو سکتا ہے۔ اس لئے آج ہم نے ایک مسلمان دوست کے لیکچر کا انتظام کیا ہے۔ پھر فرمایا کہ عیسائی لوگ عام طور پر یہ دعوے کرتے ہیں کہ نجات کے لئے صرف انہیں کے مذہب کی پیروی کرنا ضروری ہے۔ آج ہم دیکھیں گے کہ اس دعوے میں وہ اکیلے نہیں ہیں۔ پھر انہوں نے مقرر سے درخواست کی وہ خاص طور پر اسلام اور عیسائیت کے درمیانی فرق کو واضح فرماویں اور ساتھ ہی مختصر طور پر اسلام کی تعلیم پر بھی روشنی ڈالیں۔

ڈاکٹر میلمہ نے سوا گیارہ بجے کے قریب اپنا لیکچر شروع کرنے سے قبل بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ اور لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے الفاظ بلند آواز سے کہے۔ اور پھر اپنا لیکچر شروع کرتے ہوئے لفظ "اسلام" کی تشریح کی اور حاضرین کو بتلایا کہ ہمارے مذہب کا نام اسلام ہے اس لئے ہمیں محمڈن کہنا صحیح نہیں۔ پھر آپ نے فرمایا کہ اسلام دنیا میں امن اور صلح پیدا کرنا چاہتا ہے، اور یہ مقصد اس مذہب کے نام میں مضمر ہے۔

عیسائیت اور اسلام کے اختلافی مسائل

پھر آپ نے عیسائیت اور اسلام کے اختلافی مسائل پر روشنی ڈالتے ہوئے فرمایا کہ ان دونوں مذہبوں میں سب سے بڑا فرق حسب ذیل ہے۔

عیسائیت	اسلام
(۱) عیسائیت تثلیث کی قائل ہے۔	(۱) اسلام توحید کی تعلیم دیتا ہے۔
(۲) عیسائیت موروثی گناہ کی قائل ہے۔	(۲) اسلام ہر پیدا ہونے والے بچے کو معصوم قرار دیتا ہے۔
(۳) عیسائیت کفارہ کی تعلیم دیتی ہے۔	(۳) لیکن اسلام یہ کہتا ہے کہ ہر انسان خود اپنے اعمال کا ذمہ دار ہے کوئی دوسرا انسان اس کے گناہ نہیں اٹھا سکتا۔
(۴) عیسائیت انسان اور خدا کے درمیان مسیح کو واسطہ قرار دیتی ہے۔	(۴) لیکن اسلام یہ تعلیم دیتا ہے کہ ہر انسان کا بلا واسطہ خدا تعالیٰ کے ساتھ تعلق ہونا چاہئے کوئی انسان خدا اور اس کے بندوں کے درمیان واسطہ نہیں ہو سکتا۔
(۵) عیسائی حضرت مسیح کو حقیقی معنوں میں ابن اللہ یقین کرتے ہیں۔ اور یہ کہ وہ دنیا میں اس لئے آئے تھے تاکہ انسانوں کے گناہوں کے کفارہ کی خاطر اپنی جان دیں۔ لہٰذا وہ صلیب پر فوت ہو گئے اور انہوں نے اپنے خون سے دنیا کے گناہ معاف کروا لئے۔	(۵) لیکن اسلام حضرت مسیح کو خدا کا نبی اور اس کا بھیجا ہوا بیان کرتا ہے۔ خدا صرف ایک ہی ہے۔ اس کا نہ تو کوئی بیٹا ہے اور نہ باپ۔ حضرت مسیح کا دنیا میں آنا اور دوسرے انبیاء کی طرح ہی تھا۔ صلیب پر جان دینا ان کا مقصود نہ تھا۔ چنانچہ خدا تعالیٰ نے انہیں صلیب سے نجات دلا دی۔
(۶) عیسائی لوگ کہتے ہیں کہ مسیح مر کر زندہ ہو گئے اور پھر آسمان پر چڑھ گئے۔	(۶) لیکن اسلام کہتا ہے کہ مسیح صلیب پر فوت نہیں ہوئے اور نہ ہی ہمارے نزدیک وہ آسمان پر چڑھے بلکہ دوسرے انسانوں کی طرح وفات پاکر اسی زمین میں مدفون ہوئے۔

نیکی بدی کے متعلق اسلامی نظریہ

ان اختلافات کو مختصر طور پر بیان کرنے کے بعد آپ نے نیکی اور بدی کے متعلق اسلامی نظریہ کی تشریح فرمائی اور بتلایا کہ انسان کا ہر عمل جو اسے اس کے مقصد حقیقی کے قریب کرنے کا موجب ہو وہ نیکی کہلائے گا اور انسان کو اس کے مقصد سے دور لے جانے کا موجب ہو اسے گناہ سے تعبیر کریں گے۔

پھر آپ نے مسئلہ تقدیر کی وضاحت فرماتے ہوئے بتلایا کہ اسلام کے نزدیک انسان کو نیکی یا بدی کرنے کی آزادی دی گئی ہے، اگر یہ آزادی نہ ہو تو پھر کوئی عمل بھی نیک یا بُرا نہیں ہو سکتا کیونکہ ہر عمل جو آزاد مرضی سے ظہور میں آئے وہ انسان کے لئے ثواب یا سزا کا موجب نہیں ہو سکتا۔

نجات

نجات کے لئے کسی منجی کی ضرورت نہیں۔ انسان کے لئے ضروری ہے کہ وہ خود اپنی نجات کے لئے سعی کرے۔ پھر آپ نے جنت و دوزخ پر بحث کرتے ہوئے بتلایا کہ اسلام کے نزدیک دوزخ ابدی نہیں بلکہ منقطع ہونے والا ہے۔ کوئی انسان ہمیشہ کے لئے ضائع نہیں ہو سکتا۔

پھر آپ نے اناجیل کے حوالوں سے مسیح کے صلیب سے نجات پانے کے ثبوت پیش کئے اور مسیح کے جسم سے خون کے نکلنے کو آپ کی زندگی کے ثبوت کے طور پر نہایت تحدی سے پیش کیا۔

اسلام میں جبر نہیں

اس کے بعد آپ نے اسلام پر کئے جانے والے اعتراض کہ:

"اسلام اپنے پیروکاروں کو یہ تعلیم دیتا ہے کہ وہ دوسرے مذاہب کے ماننے والوں کو جبر سے مسلمان بنائیں"

کا مفصل جواب دیا اور آپ نے حاضرین سے دریافت کیا کسی نے کبھی کسی تاریخ میں یہ پڑھا ہے کہ مسلمانوں نے کسی عیسائی کو تلوار کے زور سے مسلمان بنایا ہو۔ اس کے برعکس ہمارے پاس یقیناً ایسے ثبوت موجود ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ عیسائیوں نے مسلمانوں کو جبراً عیسائی بننے پر مجبور کر دیا اور جنہوں نے باوجود جبر کے ثابت قدمی دکھلائی انہیں تہ تیغ کر دیا گیا۔ سپین اس امر کی کھلی شہادت پیش کر رہا ہے قرآن مجید بلند آواز سے اعلان کرتا ہے:—

لا اکراہ فی الدین

دین کے معاملہ میں جبر و اکراہ کی اجازت نہیں۔

پھر فرمانے لگے کہ یہ باتیں یہاں میں بیان نہیں کر سکتا۔ جس پر تمام حاضرین ہنس پڑے۔

اخوت اسلامی

اس کے بعد آپ نے "اسلام کی اخوت" کے موضوع پر روشنی ڈالی اور بڑے زوردار الفاظ میں کہا کہ اسلامی اخوت کا نمونہ ہمیں کسی اور مذہب میں نہیں مل سکتا۔ اسلام ظاہری اختلافات کو کوئی حیثیت نہیں دیتا۔ تمام انسان آپس میں بھائی بھائی ہیں۔ لیکن آپ دیکھئے کہ جنوبی افریقہ میں کالی نسل کے لوگوں سے اپنے آپ کو عیسائی کہلانے والے کس طرح سلوک کر رہے ہیں اس قسم کا مسئلہ کبھی بھی مسلمانوں کو درپیش نہیں ہوا۔

انسان کے متعلق مختلف نظریات

پھر آپ نے بتلایا کہ اس وقت انسان کے متعلق مختلف قسم کے نظریات ملتے ہیں:-

(۱)- انسان جسمانی ہستی کے بعد دوسرے جسمانی وجودوں کی طرح ملیامیٹ ہو جاتا ہے اس لئے انسان کا مقصد سوائے مادی مقاصد کے اور کچھ بھی نہیں ہو سکتا۔

(۲)- دوسرا نظریہ یہ ہے کہ انسان اگرچہ مادہ اور روح کا مرکب ہے لیکن مادہ کو کوئی حیثیت حاصل نہیں۔ انسانی روح کے لئے سعی ہونی چاہیئے۔

اسلامی نظریہ

(۳)- لیکن اسلام ان دونوں انتہائی نظریات کے درمیان راہ اختیار کرتا ہے، اور کہتا ہے کہ انسان روح و جسم کا مرکب ہے۔ اس کی روح مادی اسباب سے بھی متاثر ہوتی ہے۔ ہم نہ تو صرف جسمانی ضروریات کے لئے ہی اپنی ساری کوششوں کو بروئے کار لاتے ہیں اور نہ ہی جسمانی ضروریات کو کالعدم قرار دے سکتے ہیں۔ جسم کی پرورش اور دیکھ بھال اسی طرح ضروری ہے جس طرح روح کی۔ لیکن جسمانی ضروریات کو ہم اپنی زندگی کا مقصد قرار نہیں دے سکتے۔ وہی صراط مستقیم ہے جو انسان کی صحیح رہنمائی کر سکتا ہے۔

مسلمانوں کا فن تعمیر

اس کے بعد وقفہ تھا۔ وقفہ کے بعد آپ نے مغربی اور مشرقی پاکستان کی مساجد کی رنگین تصویریں دکھا کر حاضرین کو محظوظ فرمایا۔ اور مساجد کو دیکھنے سے انسان پر مسلمانوں کے فن تعمیر کا نہ مٹنے والا اثر ہوتا ہے۔

لیکچر کی کامیابی

اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہمارے نومسلم بھائی ڈاکٹر مسلمہ کا لیکچر ہر لحاظ سے کامیاب رہا اور ہمارے لئے فخر کا موجب ہے۔ یورپ سے اس قسم کے لوگوں کا اسلام قبول کرنا اور پھر بلاخوف لومۃ لائم اسلام کا اس طرح پرچار کرنا کوئی معمولی بات نہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمارے نومسلم بھائیوں کو زیادہ سے زیادہ خدمت اسلام کی توفیق بخشے۔

پاکستانی مسلمانوں کے لئے سبق

مسٹر مسلمہ جیسے یورپین مسلمانوں کا وجود ہمارے پاکستانی اور دوسرے اسلامی ممالک کے مسلمانوں کے لئے قابل سبق ہے۔ اگر تعلیم یافتہ مسلمان ان کی طرح اسلام کی تبلیغ کو اپنا شیوہ بنا لیں تو اسلام کا غلبہ قلیل عرصہ میں ہو سکتا ہے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنے دین کی خدمت کرنے کی توفیق بخشے۔ آمین۔ والسلام

(غلام احمد بشیر)

چند چھوٹی ہوئی سطریں

گذشتہ سے گذشتہ اشاعت میں صفحہ ۷-۸ پر "پنڈورا نفاق" کے عنوان سے جو مضمون درج ہوا ہے اس کے نیچے "باقی بر صفحہ ۱۱" لکھا گیا تھا، لیکن اس کا باقی ماندہ حصہ صفحہ ۱۱ پر یا کسی دوسری جگہ درج نہ ہو سکا۔ وہ سطور صفحہ ۸ کی آخری سطر کے ساتھ درج ذیل ہیں قارئین کرام اصل مضمون کے ساتھ ملا کر پڑھیں:-

"چونکہ یہ فالج اور جنون اسی انسان کا ہے جس نے اپنے دشمنوں کے خلاف دلیلیں دی تھیں اور ان کے بشری ابتلاؤں کو اپنی تکذیب کا نتیجہ قرار دیا تھا اس لئے اس کی اپنی امراض کا جائزہ ضروری ہے کیونکہ یہ اپنے اندر عبرت اور بصیرت رکھتی ہیں۔ یہ اسی جنون و فالج کا کرشمہ ہے کہ منجھلے میاں "ابن نگران اعلیٰ" بن کر اس عقیدہ سر کا بطلان کر رہے ہیں کہ خلیفہ معزول نہیں ہو سکتا، ان کے اسی اقدام سے یہ راز طشت از بام ہو چکا ہے کہ معذوری اور معزولی مترادفات ہیں

لب ساغر سے افشا ہو رہا ہے راز مینا"

بحر حکمت کے موتی — سلسلہ نمبر اوّل

خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ کیا انہوں نے جنت کو دیکھا ہے۔ فرشتے کہتے ہیں کہ نہیں اسے پروردگار پھر خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ انکی کیا حالت ہوتی اگر وہ جنت کو دیکھتے فرشتے کہتے ہیں اگر وہ جنت کو دیکھتے تو اس سے بڑھکر حریص اور طالب ہوتے اور اس سے بڑھ کر اس کی طرف راغب ہوتے پھر خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ وہ کس چیز سے پناہ مانگتے ہیں فرشتے کہتے ہیں کہ وہ دوزخ سے پناہ مانگتے ہیں خدا تعالےٰ فرماتا ہے کہ کیا انہوں نے دوزخ کو دیکھا ہے۔ فرشتے عرض کرتے ہیں کہ نہیں اسے میرے پروردگار خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ اُن کی کیا حالت ہوتی اگر وہ دوزخ کو دیکھتے فرشتے کہتے ہیں کہ اگر وہ دوزخ کو دیکھتے تو اس سے بڑھکر اس سے بھاگتے اور اس سے بڑھکر اس سے ڈرتے اس کے بعد خدا تعالےٰ فرشتوں سے فرماتا ہے کہ تم گواہ رہو کہ میں نے انکو بخش دیا تو اُن میں سے ایک فرشتہ کہتا ہے کہ ان میں ایک فلاں بندہ گنہگار بھی ہے جو ان میں سے نہیں ہے۔ وہ کسی غرض سے ان (اہل ذکر) کے پاس جاتا تھا اور وہاں بیٹھ جاتا تھا خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ اسکو بھی میں نے بخش دیا۔ یہ (اہل ذکر) ایسے لوگ ہیں کہ جن کی بدولت ان کا ہم نشین بھی بے نصیب نہیں رہتا۔

نوٹ:۔ اس ساری حدیث میں ایک زبردست سبق ہے مسلمانوں کے لئے کہ وہ کیسے ایک صحتمند معاشرہ تعمیر کر سکتے ہیں۔ بازار بڑے بڑے جرائم کو جنم دیتے ہیں اگر افراد قوم اپنے آپ کو صفاتِ الٰہی سے مزین کر لیں تو ساری کی ساری قوم ایک پُرامن اور حسین زندگی بسر کر سکتی ہے۔ قوم کا کمزور مگر قلیل ترین حصہ بھی اس زندگی سے لطف اندوز ہو جاتا ہے۔ ذکرِ الٰہی سے کردار میں قوت، اعلیٰ اخلاق بلند تر مقاصد، عمل پیہم، مسلسل کوشش، بدی کے خلاف جہاد، ایثار و قربانی، خداداد صلاحیتوں میں توازن پیدا ہو جاتا ہے، کیا حسین اور خوشگوار معاشرہ ہے جو اسلام لیکر آیا ہے۔

(غلام قادر ڈار)

کالونی کی اعلےٰ کپڑے کی مصنوعات
جو ہر لحاظ سے معیاری ہیں
لٹھا
پرنٹس
پاپلین
سوتی دھاگہ
ململ
کارڈورائے
وائل
نہایت نفیس کپڑا از قسم وائل
سلے سلائے ملبوسات بش شرٹ پتلون، رومال، سلیپنگ سوٹ تمام سائز کے مل سکتے ہیں
کالونی ٹیکسٹائل ملز لمیٹڈ اسمٰعیل آباد ملتان
کالونی (تھل) ٹیکسٹائل ملز لمیٹڈ اسمٰعیل پور (بھکر)
ہفت روزہ پیغام صلح لاہور

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۲ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم فون نمبر ۳۷۴۳۷

ہم تو رکھتے ہیں مسلمانوں کا دیں
دل سے ہیں خدام ختم المرسلیں

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا خصوصی ترجمان

تم ہمیں دیتے ہو کافر کا خطاب
کیوں نہیں لوگو تمہیں خوفِ عقاب

ہفت روزہ پیغامِ صلح لاہور

ہر بدھ کو شائع ہوتا ہے
تار کا پتہ: "تبلیغ" لاہور
فون نمبر: ۳۷۴۳۷
مدیر: دوست محمد
مدیر معاون: بشیر احمد سوز

زرِ مبادلہ
پاکستان سے چھ روپے
ہندوستان سے چھ روپے
ممالک غیر سے
ایک پونڈ

فی پرچہ ۱۳ پیسے

جلد ۴۹ | یوم چہار شنبہ ۲۱ محرم الحرام ۱۳۸۱ھ مطابق ۵ جولائی ۱۹۶۱ء | نمبر ۲۷

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نقش قدم پر چلو

ایک ذرہ بھر بھی اِدھر یا اُدھر ہونے کی کوشش نہ کرو

انسان کو انسان کامل بنانے کا ایک کارگر اور خطا نہ کرنے والا نسخہ

فرمودہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

غور کرو کہ اللہ تعالیٰ نے اس پہلی ہی سورت میں ہمارے لئے کس قدر مبسوط طریق پر فضل کی راہ بتا دی ہے، اس سورت میں جس کا نام خاتم الکتاب اور ام الکتاب بھی ہے، صاف طور پر بتا دیا ہے کہ انسانی زندگی کا مقصد کیا ہے۔ اور اس کے حصول کی کیا راہ ہے ایاک نعبد گویا انسانی فطرت کا اصل تقاضا اور منشاء ہے اور وہ ایاک نستعین پر مقدم کر کے یہ بتایا ہے کہ پہلے ضروری ہے کہ جہاں تک انسان کی اپنی طاقت، ہمت اور سمجھ میں ہو خدا تعالیٰ کی رضامندی کی راہوں کے اختیار کرنے میں سعی اور مجاہدہ کرے اور خدا تعالیٰ کی عطا کردہ قوتوں سے پورا کام لے اور اس کے بعد پھر خدا تعالیٰ سے اس کی تکمیل اور نتیجہ خیز ہونے کے لئے دعا کرے۔ انسانی زندگی کا مقصد اور غرض صراط مستقیم پر چلنا اور اس کی طلب ہے، جس کو اس سورۃ میں ان الفاظ میں بیان کیا گیا ہے اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم یا اللہ ہم کو سیدھی راہ دکھا۔ ان لوگوں کی راہ جن پر تیرا انعام ہوا۔ یہ وہ دعا ہے جو ہر نماز میں اور ہر رکعت میں مانگی جاتی ہے۔ اس دعا کا اس قدر تکرار ہی اس ضرورت کو ظاہر کرتا ہے۔ ہماری جماعت یاد رکھے کہ یہ معمولی سی بات نہیں ہے۔ اور صرف زبان سے طوطے کی طرح ان الفاظ کا رٹ لینا اصل مقصود نہیں ہے بلکہ یہ دعا انسان کو انسان کامل بنانے کا ایک کارگر اور خطا نہ کرنے والا نسخہ ہے۔ جسے ہر وقت نصب العین رکھنا چاہیئے۔ اور تعویذ کی طرح مدنظر ہونا چاہیئے۔ اس آیت میں چار قسم کے کمالات حاصل کرنے کی التجا ہے۔ اگر انسان ان چار قسم کے کمالات کو حاصل کر لے گا تو گویا دعا مانگنے اور خلق انسانی کے حق کو ادا کر دے گا۔ اور ان استعدادوں اور قوتوں کے بھی کام میں لانے کا حق ادا ہو جائے گا۔ جو اس کو دی گئی ہیں، اس بات کو کبھی بھولنا نہیں چاہیئے کہ قرآن شریف کے

(باقی بر صفحہ ۱۵ [illegible])

بحرِ حکمت کے موتی

عن عطا بن یسار رضی قال اتی رجل النبی صلی اللہ علیہ وسلم ثائر الراس واللحیۃ فاشار الیہ صلی اللہ علیہ وسلم کانہ یامرہ باصلاح شعرہ ففعل ثم رجع فقال صلی اللہ علیہ وسلم الیس ھذا خیراً من ان یاتی احدکم ثائر الراس کانہ شیطان

اخرجہ مالک - ثائر الراس ای شعث الشعث بعین الجھل بالدھن والترجیل (بحوالہ تلخیص الصحاح فی الشعور)

ترجمہ: عطاء بن یسار رضی سے روایت ہے کہ ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا جس کے سر اور داڑھی کے بال بہت ہی پریشان اور پراگندہ بکھرے ہوئے تھے تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے بالوں کی طرف اشارہ کر کے فرمایا گویا کہ آپ کی اصلاح اور درستی کا حکم دینے تھے (وہ شخص واپس گیا اور اس نے ویسے ہی کیا اور (بالوں کو درست کر کے) پھر آپ کی خدمت میں واپس آیا تو آپ نے فرمایا کیا یہ اچھا نہیں ہے بہ نسبت اس کے کہ کوئی شخص تمہارے پاس ایسی حالت میں آئے جس کے سر کے بال (داڑھی کے بھی) ایسے پریشان اور پراگندہ ہوں گویا کہ وہ شیطان ہے۔ ثائر الراس بکھرے بالوں والا۔ جس کو تیل ڈال کر کنگھی کرنے کو بہت زمانہ گذر جائے۔

نوٹ:- یا ایھا الذین امنوا علیکم انفسکم (۵:۱۰۵) جسم کی صفائی کا اثر روح پر ہوتا ہے۔

تاکہ تو طالبانِ حق کی صحبت سے طالبِ حق ہو جائے
اور طالبوں کے سائے سے (جنہوں نے
شیطان پر غلبہ حاصل کر لیا ہے) تو غالب ہو جائے
(غلام قادر، [illegible])

اے طالب خدا صوفیا اس معاملہ میں بڑے محتاط تھے
کز جوار طالبان طالب شوی
در ظلال غالبان غالب شوی
رومی

تبلیغی جماعتوں کے غلبہ کا سب سے بڑا حربہ

عیسائیت کی کامیابی کی زبردست وجہ

ڈاکٹر اللہ بخش صاحب

ایڈیٹر مجاہد نے بحوالہ الرینبو علیحدہ جو دسٹ ایپ سے معاصر اقدام کے حوالہ سے نقل کیا ہے، وہ مسلمانوں کے لئے عموماً اور مسلمان تبلیغی اداروں کے لئے خصوصاً قابل توجہ ہے۔

تھل کے خشک ویران اور بے آب و گیاہ علاقہ میں کسی پادری صاحب کے مخلصانہ جذبہ خدمت کا جو ذکر کیا گیا ہے، یہ واقعہ کوئی نیا یا انوکھا نہیں بلکہ اس سے بہت قبل اور زیادہ شاندار کارنامے افریقہ ایسے وحشی و نامہذب برّاعظم میں پادریوں کی طرف سے تاریخ میں درج ہیں کہ مغربی ممالک کی سرد و خوشگوار آب و ہوا کے پروردہ شائستہ اور مہذب و آسودگی کے عادی مشنری حضرات نے کس طرح تمدن کے لئے افریقہ کے صحراؤں اور جنگلوں میں جہاں ابتدائی آرام کے ادنےٰ سامان بھی میسر نہیں ہیں ڈیرے لگا دیئے اور تمام انسانوں کی بہتری و بہبود کے لئے انہی کے ہو کر رہ گئے۔

اعلےٰ اخلاق و کردار کی شاندار ادائیں

اس طرح جذبۂ خلوص و محبت، ایثار و جوانمردی، استقلال و پامردی سے اپنے مخصوص معتقدات کی خاطر جان کو جوکھوں میں ڈال دینا وہ اعلےٰ مظاہرہ انسانی اخلاق کا ہے جس میں در اصل کسی تبلیغی سعی و جہد کی ساری کامیابی کا راز مضمر ہے، اس لئے کہ حقیقتاً انسانی روح اعلےٰ کردار سے جس قدر جلد اور گہرے طور پر متاثر و گرویدہ ہوتی ہے ایسا اثر کسی اور طرح ممکن نہیں۔

عیسائیت کے عقائد کس قدر خلاف عقل ہیں یا کیسے خلاف قانون فطرت ہیں!! مگر ان کی تائید و نصرت میں جب ایسی زندگیوں کے عمدہ نمونے لوگوں کے سامنے پیش کئے جاتے ہیں تو نہ صرف جذبۂ خدمت کے آگے گردنیں خم ہو جاتی ہیں بلکہ یہی چیز باطل و نامعقول عقائد کے حق میں بطور ثبوت گردانی جاتی ہے چنانچہ نہ صرف مشنریوں کے اعلےٰ کردار خدمت و خلوص کے باعث عیسائیت کے اصول سچے سمجھ لئے جاتے ہیں بلکہ اس کے برعکس اسلام کے عالمگیر مسلم الثبوت اصول کہ اگر اسلام کے اصول ایسے ہی روشن تر و ترقی آمیز ہیں تو پھر کیا وجہ ہے کہ خود اس کے پیروؤں کا نمونہ اس قدر رذیل و ادنیٰ واقع ہوا ہے؟

سنۃ اللہ میں تبدیلی ممکن نہیں

واما ماینفع الناس فیمکث فی الارض، کا محکم قانون جاری ہے اس سے کوئی گریز ممکن نہیں، پس یہ لازم پڑا ہے کہ جو لوگ اپنے دین کو اعلےٰ و برتر گردانتے ہیں وہ اخلاق و کردار کے اعلےٰ ترین نمونے پیش کریں۔ دینی تحریکوں سے قطع نظر دنیوی تحریکوں کی ترقی و مقبولیت بھی ان کے حامیوں کے اعلےٰ اخلاق و کردار کے بل بوتے پر منحصر ہوا کرتی ہے۔ مسلمانوں میں سے جو جماعتیں خصوصاً تبلیغی ہیں ان کو کسی حالت میں اس نکتہ سے آزاد نہ ہونا چاہیئے کہ ان کی حقیقی مقبولیت اور ہر دلعزیزی محض عقائد حقہ کو پیش کرتے اور صرف معقولی رنگ میں ان کی حقانیت ثابت کرنے پر ہی منحصر نہیں بلکہ ان کے حامیوں اور کارکنوں سے اعلےٰ ترین کردار کے مظاہرہ کی طالب ہے۔

اخلاقی جرأت و جوانمردی ہی حقیقی ہر دلعزیزی کا باعث ہے

عیسائیت کے صریح باطل عقائد کے باوجود ان کی کامیاب تبلیغ بالخصوص تو مسلمان قوم میں ایک درس عبرت ہے، اس سے جو سبق ہماری قوم لے سکتی ہے وہ یہی ہے کہ جب تک تبلیغی جماعت میں اخلاقی جرأت، ہمت اور جوانمردی و پامردی، استقلال و استقامت کا ثبوت اس کے افراد اور اجتماعی زندگی میں نہ ملے گا تب تک کبھی وہ اپنے مشن تبلیغ میں حقیقی طور پر مقبول اور کامیاب نہیں ہو سکتی، چاہے اس کے معتقدات کیسے ہی راست و صحیح اور حق کیوں نہ ہوں۔ دنیا تو پیاسی ان اعلےٰ انسانی صفات کے مظاہرہ کی ہے جو کسی ایمان کے پیرو کار اس کی تائید و نصرت کے لئے دکھلانے کو تیار ہوتے ہیں، وہ تو یہ دیکھنے کے لئے ترستی ہے کہ کس طرف سے قربانی و ایثار کے پیکر ظاہر ہوتے ہیں، اسے تو طلب اس امر کی ہوا کرتی ہے کہ جب آلام و مصائب کے پہاڑ اور ایذا دہی و دکھ کے انبار ایمان کا دعویٰ کرنے والوں پر وارد کئے جائیں تو کہاں تک وہ اسے لبیک کہہ کر انہیں اپنی ناکامی یا نامقبولیت سے تعبیر نہیں کرتے بلکہ بموجب وعدہ الٰہی ان کے دل میں اور ان کی زبانوں پر ہذا ما وعدنا اللہ و رسولہ وما زادھم الا ایمانا و تسلیما، من المؤمنین رجال صدقوا ما عاھدوا اللہ علیہ فمنھم من قضی نحبہ ومنھم من ینتظر وما بدلوا تبدیلا، جیسے مصائب وارد ہوں تو کبھی کوئی تبدیلی نہیں آتی یہ تو ہے وہ اصل کامیابی اور حقیقی ہر دلعزیزی و مقبولیت حاصل کرنے کا طریق۔ مگر اس کے برخلاف جو افراد یا جماعتیں اپنے موقف و مدعا کی تائید میں عزیمت سے مخالفت کو لبیک کہنے کو تیار نہیں ہوتیں بلکہ مقبولیت و ہر دلعزیزی یا ترقی کا جواز تلاش کرتی پھرتی ہیں، دنیا ان سے نہ صرف کبھی متاثر نہیں ہوتی، بلکہ دل سے ان کی کبھی قائل و معترف نہیں ہوتی کیونکہ ان سے بزدلی و خوف کی علامات اور منافقت و مداہنت کی ادائیں ظاہر ہوتی ہیں، اگرچہ ان کے اصول و اعتقادات سو فیصدی درست و راست ہی ہوں۔

پس ایک طرف تو عیسائیت کی اس غلط منطق سے دھوکہ نہ کھانا چاہیئے کہ دنیاوی یا تبلیغی کامیابیاں ہمیشہ اصول حقہ کو ثابت کرتی ہیں مگر دوسری طرف مسلمان قوم کو اپنی عملی و اجتماعی زندگی میں اعلےٰ کردار کا نمونہ ظاہر کرنا چاہیئے جو ان کے اس ادعا میں مضمر ہے کہ ہمارے اصول راست و صحیح ہیں۔

ضروری اعلان

ینگ مینز احمدیہ ایسوسی ایشن لاہور کی ماہانہ میٹنگ مورخہ ۱۶ر جولائی ۱۹۶۱ء بروز اتوار ساڑھے پانچ بجے شام، زیر اہتمام نوجوانان مسلم ٹاؤن، جامعہ احمدیہ مسلم ٹاؤن میں منعقد ہو رہی ہے، جناب مرزا مسعود بیگ صاحب مقرر خصوصی ہوں گے، نوجوانان قوم اور احباب ملت سے اجلاس میں شرکت کی درخواست ہے۔

المشتہر
بشیر احمد سوز۔ پبلسٹی سیکرٹری

ہفت روزہ پیغام صلح ـــــ لاہور ـــــ مورخہ ۵ رجولائی ۱۹۶۱ء

اخلاقی انحطاط ـــ ہمارا سب سے بڑا مسئلہ

۲۸ راپریل ۱۹۶۱ء کے نوائے وقت میں ایک ادارتی مقالہ "اخلاقی انحطاط ـــ ہمارا سب سے بڑا مسئلہ" کے عنوان سے شائع ہوا تھا جس میں اخلاقی قدروں کے دلی احترام کی طرف توجہ دلائی گئی تھی، اس پر ۲۶ رمئی کے نوائے وقت میں نذیر احمد صاحب بجیر گجرات نے تفصیل سے اظہار خیال فرماتے ہوئے قرآن کریم سے پانچ بنیادی اصولوں (نماز، لغویات سے احتراز، تزکیہ، تحفظ عصمت وعفت اور پابندی عہد) کی طرف توجہ دلائی، یہ مضمون ۱۴ رجون ۱۹۶۱ء کے پیغام صلح میں نقل کیا جا چکا ہے۔ اب اس مسئلہ پر محترم چودھری محمد حسن صاحب چیمہ نے قلم اٹھایا ہے، ہم اس مضمون کو آج کے مقالہ کی زینت بناتے ہیں، آئندہ اشاعت میں اسی موضوع پر ہم اپنے خیالات کا اظہار کریں گے انشاء اللہ تعالیٰ۔

اخلاقی انحطاط کے سلسلہ میں "نوائے وقت" (۲۶ رمئی) میں ایک صاحب نے پانچ بنیادی اصولوں کی نشاندہی کی تھی صاحب مضمون کے خیالات قابل قدر تھے۔ قرآن کریم کا کمال یہ ہے کہ جہاں وہ محکم اصول اور علمی نظریات پیش کرتا ہے وہاں وہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنا اسوہ حسنہ اور حضور نبی کریم کے تیار کردہ اصحاب کی زندگیوں سے ان نظریات پر چلنے کے لئے عملی نمونے بھی پیش کرتا ہے تاکہ قیامت تک آنے والی نسلیں ان پاک لوگوں کو قرآن سے دیکھ کر رہنمائی حاصل کریں اور دلوں میں ان کے نقش قدم پر چلنے کا شوق اور ولولہ پیدا کریں۔ قرآن پاک نے ان مزکی اور مطہر لوگوں کو "عباد الرحمٰن" کے خوبصورت نام سے یاد فرمایا ہے۔ بالفاظ دیگر عرب کے جاہل قبل از ظہور اسلام "عباد الشیطان" تھے۔ قرآن کریم نے انہیں دائرہ انسانیت میں داخل کیا اور پھر انہیں اخلاق حمیدہ کے بلند ترین اوصاف سے متصف کر دیا اور پھر نہایت بلند پایہ روحانی تعلیم دے کر تاریخ انسانی کا بے نظیر انقلاب برپا کر کے دکھا دیا مظاہر قدرت کی طرف قرآن کریم بتلاتا ہے کہ انسان کی دنیا مظاہر قدرت سے بھی زیادہ عجائبات اپنے اندر رکھتی ہے تاریخ انسانی ایک بڑی سبق آموز داستان ہے اور اس میں ہزارہا درس عبرت بھرے پڑے ہیں انسان جب واقعات عالم پر غور کرتا ہے تو اس کے دل میں شکرگذاری اور ذکر الٰہی کے جذبات پیدا ہوتے ہیں اور پھر وہ اپنے کردار سے ایک تاریخ مرتب کرتا ہے۔

قرآن کا مطلوبہ کردار

سورہ فرقان کے آخری رکوع میں پہلے نجوم اور شمس و قمر کی تابانیوں کی جھلک دکھائی ہے اور اس پر پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی ہمہ گیر ضیاپاشی پر استدلال کیا ہے پھر تاریخ انسانی کے صفحات پر کردار انسانی کے نقوش کی اہمیت بیان کی ہے، اس رکوع کی آیات کا لب لباب یہ ہے:-

"رحمٰن کے بندے وہ ہیں جو زمین پر انکسار سے چلتے ہیں اور جب جاہل انہیں خطاب کرتے ہیں تو کہتے ہیں سلام۔ وہ راتیں اپنے رب کے آگے سجدے میں بسر کرتے ہیں نہ وہ جب خرچ کرتے ہیں تو نہ بیجا خرچ کرتے ہیں اور نہ تنگی کرتے ہیں، بلکہ اعتدال سے کام لیتے ہیں۔ وہ کسی جان کو جسے اللہ نے حرام کیا ہے قتل نہیں کرتے سوائے اس کے کہ انصاف چاہے اور نہ زنا کرتے ہیں اور جو کوئی ایسا کرے وہ گناہ کی سزا پائے گا اور ان کے لئے قیامت کے دن دو چند عذاب ہوگا۔ اور وہ اس میں ذلیل ہو کر رہے گا۔ مگر جس نے توبہ کی اور ایمان لایا اور اچھے عمل کرتا رہا۔ تو ایسے لوگوں کی برائیوں کو اللہ نیکیوں میں بدل دے گا۔ اور اللہ بخشنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔"

اسی رکوع میں مزید فرمایا گیا ہے:-

"جو توبہ کرتا اور نیک عمل کرتا ہے تو وہ اللہ کی طرف اچھا رجوع کرتا ہے ...... اور کہ جب انہیں رب کی آیتوں سے نصیحت کی جاتی ہے تو ان پر بہرے اور اندھے ہو کر نہیں گذرتے اور جو وہ کہتے ہیں اے ہمارے رب ہمیں اپنی بیویوں سے اور اولاد سے راحت عطا فرما اور ہمیں متقیوں کا امام بنا انہیں بلند مقام بدلہ دیا جائے گا۔ اس لئے کہ انہوں نے صبر کیا اس میں انہیں دعا اور سلامتی ملے گی۔"

تعلیم کے اثرات

غور فرمایئے ریگستان عرب میں ایک نئی قوم کی تخلیق ہو رہی ہے۔ ایک نئی تہذیب معرض وجود میں آ رہی ہے۔ تصورات انسانی کے آسمان پر ایک نیا سورج طلوع ہوا ہے اس کی روشنی سے ہزاروں ستاروں نے اکتساب نور کر لیا ہے اب تاریخ انسانی جوں جوں نئے ورق پلٹے گی یہ روشنی انسانوں کو نصیحت اور شکرگذاری کے لئے بہت بڑا سرمایہ مہیا کرتی رہے گی۔

قرآن پاک کی تعلیمات اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ سے عرب میں جو معاشرہ قائم ہوتا ہے اس میں بے جا اسراف بند ہو چکا ہے۔ بخل اور کنجوسی کو بیخ و بن سے اکھاڑ اجار رہا ہے، اب قرآن کو چھوڑ کر کسی اور سرچشمہ سے ہدایت حاصل نہیں کی جاتی، قتل و سفاکی، جنگ و جدال بند ہو گئے، ہاں! مظلوموں کی حمایت میں انصاف کے نام پر جان دینی اور لینی اب بھی روا اور درست ہے۔ عصمت و آبرو پر حملے ایک داستان پارینہ ہو چکی ہے۔

یہ ساری اصلاحات کسی مستعد پولیس اور سخت گیر حکومت کے ڈر سے نافذ نہیں ہوئیں بلکہ دلوں میں خوف خدا کے باعث خلوت، اور جلوت میں کوئی شخص فسق و فجور میں مبتلا ہونا گوارا نہیں کرتا جس سے کوئی غلطی سرزد ہوتی ہے اس کے لئے توبہ کا دروازہ کھلا ہے اور وہ اپنے بخشنے والے اور رحم کرنے والے خدا کو اپنے دل میں صحیح تبدیلی پیدا کر کے راضی کر سکتا ہے۔ عدالتوں میں جھوٹی گواہیاں بند ہو چکی ہیں۔ ان پاکباز انسانوں پر جب خدا کی طرف سے نازل شدہ نصیحتیں پڑھی جاتی ہیں تو ان پر خوب غور و تدبر کرتے ہیں ان کی غایت معلوم کرنے کی کوشش کرتے ہیں وہ بہروں اور اندھوں کی طرح کورانہ تقلید نہیں کرتے ان کی آرزوئیں اور تمنائیں یہ ہیں کہ ان کے گھر جنت بن جائیں اور ان کی بیبیاں اور ان کی اولاد نیکی اور پاکیزگی کا نمونہ ہو ان کی اخلاقی اور روحانی حالت دلوں کو مسرور کرنے والی ہو، نہ صرف یہ کہ ان کے کنبے کے افراد نیک اور پارسا ہوں بلکہ وہ پارساؤں کے رہنما بن جائیں۔

منحرف ہونیوالوں کا حشر

انہوں نے خدا کے احکام کی تعمیل کی اور اس معاملہ میں استقامت دکھلائی اب انہوں نے اس دنیا میں بھی امن و سلامتی، جاہ و جلال، عزت و احترام کی جنت پا لی اور انہیں آنے والے دن کی ابتلاؤں کے باوجود سکون اور اطمینان کی دولت حاصل ہو گئی۔ اس کے برعکس جنہوں نے احکام الٰہی کو ٹھکرایا اور اس بے پایاں نعمت کی قدر نہ کی اور نہ خدا کی طرف جھکے ان کو ذلت و رسوائی کی سزا اس دنیا میں مل گئی، بدر میں رسوا ہوئے اور حنین میں شکست کھائی۔ فتح مکہ نے ان کی ذلت کو کمال تک پہنچا دیا۔ سارے عرب کے فتح ہو جانے کے بعد دنیا کی دوسری بڑی سلطنتیں بھی جنہوں نے کبر و غرور سے اسلام کی دعوت کو درخور اعتنا نہ سمجھا خود حقیر ہو کر گر گئیں اور اسلام برق رفتاری کے ساتھ تمام دنیائے معلوم پر چھا گیا۔

پس چہ باید کرد

اب بھی قرآن پاک جوں کا توں موجود ہے اس کی سب تعلیمات بھی موجود ہیں۔ اس پر جو بھی معاشرہ یا قوم خواہ دنیا کے کسی حصہ میں ہو عمل کرے گی نہایت خوشگوار اور راحت افزا ثمرات اور برکات سے بہرہ ور ہوں گے۔ اب بھی خدا کے رحم و کرم کے دروازے

(باقی بر صفحہ ۱۲ کالم ۳)

اخبار و افکار

ثقافت

جس دن سے پاکستان کا وجود عمل میں آیا، ثقافت کے نام سے ایک ایسا معاشرہ تخلیق کرنے کا اہتمام بعض سرکاری و نیم سرکاری لوگوں کی طرف سے کیا گیا جس کو اگرچہ اسلام کے ساتھ دُور کا بھی تعلق نہ تھا، تاہم اسے اسلام کی طرف منسوب کرنے کی ملحدانہ کوششیں عمل میں لائی گئیں، ہرچند اس پر بعض سنجیدہ اخبارات اور غیور مسلمانوں نے پُرزور احتجاج کر کے اس پھیلتے ہوئے مرض کو روکنے کی کوشش کی، لیکن ع

مرض بڑھتا گیا جُوں جُوں دَوا کی

رقص و سرود کی محفلیں سرکاری حکام کے زیرِ انتظام منعقد ہوئیں، لڑکیوں کے سکولوں، کالجوں میں رقص و سرود کو تعلیم کا ایک حصّہ قرار دے دیا گیا، ریڈیو پر روزانہ فلمی گانے تو سنائے ہی جاتے ہیں، رقص و سرود کے سالانہ جشن بھی منائے جاتے ہیں۔

ان حالات میں گورنروں کی حالیہ کانفرنس کا یہ فیصلہ مسرّت و امتنان کی نظروں سے دیکھا جائے گا کہ:-

"چونکہ پاکستان کی بنیاد اسلامی آئیڈیالوجی پر رکھی گئی ہے اس سے یہاں ثقافت کا ارتقاء اسلام کے اخلاقی اصولوں کی رہنمائی میں ہونا چاہیئے"

خدا کا شکر ہے کہ آخر کار ہمارے اعلیٰ حکام کی توجہ اس طرف منعطف ہوئی ہے اور انہوں نے اس پھیلتے ہوئے مرض کو ختم کرنے کے لئے بتا دیا کہ ثقافت وہ نہیں، جس کو بعض عیش پرست لوگ پاکستان میں رائج کرنا چاہتے ہیں، بلکہ اسلامی ثقافت کا ارتقاء اخلاقی اصُولوں کی رہنمائی میں ہونا چاہیئے

ضرورت ہے کہ ہر سرکاری و غیر سرکاری ادارہ میں اس فیصلہ کو نافذ کرنے اور تمام بیہودہ ثقافتی محفلوں کو بند کرنے کے علاوہ سکولوں، کالجوں، اور ریڈیو وغیرہ کی ثقافتی سرگرمیوں کی بھی اصلاح کی جائے اور اسلامی آئیڈیالوجی کا اصل رنگ تمام سرکاری و نیم سرکاری اداروں میں پیدا کرنے کا سامان بہم پہنچایا جائے۔

توجہ، محبت اور عظمت کا مرکز

معاصر "الفضل" ۲۹ رجون نے "جماعت احمدیہ اور اس کے ارکان" کے عنوان سے ایک اداریہ زیبِ رقم فرمایا ہے، جس کے شروع میں سید سلیمان ندوی کا یہ قول نقل کیا گیا ہے:-

"بہتر سے بہتر فلسفہ، عمدہ سے عمدہ تعلیم اچھی سے اچھی ہدایت زندگی نہیں پا سکتی اور کامیاب نہیں ہو سکتی، اگر اس کے پیچھے کوئی ایسی شخصیت اس کی حامل اور عامل ہو کر قائم نہیں ہے جو ہماری توجہ، محبت اور عظمت کا مرکز ہو"

یہ نہایت دانشمندانہ قول ہے، اور اگر ہم یہ کہیں تو بے جا نہ ہوگا کہ جماعت احمدیہ کو اشد ترین مخالفتوں اور ہلاکت خیز طوفانوں کے باوجود جو شاندار زندگی اور کامیابی حاصل ہوئی ہے وہ اسی شخصیت کی وجہ سے ہے جو اس کے پیچھے اس کی حامل اور عامل ہے اور وہی ہماری توجہ، محبت اور عظمت کا مرکز چلی آرہی ہے۔ یہ شخصیت حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مجددِ زمان اور مہدیٔ دوران کا وجود ہے جن کے انفاسِ طیبہ سے ہر اس شخص کے اندر زندگی کی روح پیدا ہو چکی ہے، جس نے آپکی اطاعت کا جُوا اُٹھایا اور آپ کی ہدایات پر عامل ہو کر دین کو دنیا پر مقدم کرنے کا بیڑا اُٹھایا۔

لیکن اس کو کیا کیا جائے کہ "الفضل" کے نزدیک آج جو کچھ ہے وہ اس کے خلیفۃ المسیح ہی ہیں، چنانچہ لکھا ہے:-

"جماعت احمدیہ کی توجہ، محبت اور عظمت کا مرکز، حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی المصلح الموعود ایدہ اللہ بنصرہ العزیز ہیں"

یہی نہیں آگے چل کر لکھتے ہیں:-

"الغرض جماعت احمدیہ پاکستان جس کا مرکز ربوہ میں ہے ان دوستوں پر مشتمل ہے جو سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھتے ہیں"

لیجئے صاحب! اب خلیفہ صاحب کے وجود پر ایمان لانا بھی ضروری ہو گیا، یہ ہے غلو کی انتہاء، اصل شخصیت جس نے اس سلسلہ کی بنیاد رکھی، اور جس کا وجود ان فتوحات کا اصل موجب ہے، جو اس سلسلہ کے ذریعہ اسلام کو نصیب ہوئیں وہ اپنے ماننے والوں کی توجہ، محبت اور عظمت کا مرکز نہ رہا اور یہ سعادت مرزا بشیر الدین محمود احمد کو ہی آج حاصل ہے، کیا اس سے بڑھ کر احسان ناشناسی کی کوئی اور مثال مل سکتی ہے؟

جنگ کے بادل

گذشتہ شیوع میں ہم نے روسی وزیرِ اعظم مسٹر خروشیف اور امریکی صدر مسٹر کینیڈی کے حالیہ بیانات کے پیش نظر یاجوج ماجوج کی جنگ عنقریب برپا ہونے کا خطرہ ظاہر کیا تھا، اسی خطرہ کا اظہار امریکی کمانڈر ولیم برک نے بھی کیا ہے، چنانچہ واشنگٹن ۲۸ رجون کی خبر ہے کہ امریکی کمانڈر ولیم برک نے کہا کہ امریکہ کو اس سال کے ۴۴

۴۴ اختتام تک روس سے جنگ کرنی ہوگی، امریکی کمانڈر نے ایٹمی دھماکوں کے تجربات کو دوبارہ جاری کرنے اور تیز رفتار جنگی آلات کو ترقی دینے کی بھی حمایت کی۔.....

(بقیہ صفحہ ۱۲)

اخلاقی انحطاط

(بقیہ سلسلہ صفحہ نمبر ۳)

کھلے ہیں فریادیں سنی جاتی ہیں، دعائیں قبول ہوتی ہیں توبہ کے شیریں پانی سے گناہوں کی آلودگیاں دھوئی جا سکتی ہیں کاش ہم قرآن ایسی نعمت کی قدر کریں اور جزدان میں بند کرنے کی بجائے اسے کارگاہ عالم میں عمل کا ایک پروگرام بنا کر دوبارہ آزمائیں۔ اب بھی روحانیت کا آفتاب عالمتاب چمک سکتا ہے۔ چاند اور نجوم اس سے اکتساب نور کر سکتے ہیں، ساری دنیا اس خدائی نور سے ظلمتوں کو پاش پاش کر سکتی ہے، اب بھی تمرد اور سرکشی کی بجائے فروتنی اور انکسار اختیار کر کے تو میں امن و سلامتی کو فروغ دے سکتی ہیں اگر اب بھی انسانی اخلاق سے بد دیانتی کو خارج کر دیا جائے تو قومیں باہمی معاہدات پر اعتماد کر سکتی ہیں۔ اب بھی اگر امراء کا طبقہ اسراف بیجا سے باز آجائے تو غرباء کی پرورش ہو سکتی ہے۔ اگر اب بھی اندھی تقلید کو ترک کر دیا جائے تو علمی تحقیقات کا معیار بلند کیا جا سکتا ہے اب بھی قرآن پاک کی تعلیمات سے خاندانوں، قبیلوں اور قوموں کے دلوں میں بے اعتمادی، نفرت و کدورت کی جگہ خیر سگالی، اور پاکیزہ تعاون انسانیت کے لئے باعث خیر و رحمت بن سکتے ہیں، دلوں میں خدا کے خوف سے اب بھی فحاشی، بے حیائی، رشوت ستانی، ناانصافی، اور دوسری معاشرتی اور معاشی خرابیوں کو دُور کیا جا سکتا ہے اور دنیا بے شمار گناہوں کی لعنت اور آلودگی سے پاک اور آزاد ہو سکتی ہے۔

ان تمام خوبیوں کو پیدا کرنے اور ہر قسم کی خرابیوں سے بچنے کے لئے ایک ہی بات کی ضرورت ہے اور وہ قرآن کریم کی تعلیمات پر پختہ ایمان ہے۔ قرآن پاک پر پختہ ایمان اس وقت تک پیدا نہیں ہو سکتا جب تک قرآن کے نازل کرنے والے پر پختہ ایمان نہ ہو، اس لئے اخلاقی انحطاط سے نجات پانے کے لئے ملک میں ایک ایسی دینی تحریک شروع کرنی چاہیئے جو دلوں کے اندر خدا وند تعالےٰ پر ایمان پیدا کرے صرف ایسی تحریک کی کامیابی سے ملک و ملت کی کامیابی وابستہ ہے کیونکہ اسی طرح اخلاقی اقدار دوبارہ قائم کی جا سکتی ہیں اور اخلاقی انحطاط کا مسئلہ حل کیا جا سکتا ہے۔

یہ معروضات ختم کرنے سے پہلے ضروری معلوم ہوتا ہے کہ سورہ فرقان کے آخری رکوع کے بالکل آخر میں ارشاد ربانی بھی پیش کر دیا جائے جہاں فرمایا گیا ہے:-

"کہو میرا رب تمہاری کچھ پروا نہیں کرتا اگر تمہاری دعا نہ ہو، سو تم نے جھٹلایا پس (اس کی سزا) تمہارے لازم حال ہو گی۔"

اگر کوئی دین ساری قوموں کو اکٹھا کر سکتا ہے تو وہ دینِ اسلام ہے

اسلام کے غلبہ کا وقت آگیا ہے۔ احمدیہ جماعت نے اسلام کو حقیقی رنگ میں پیش کیا ہے

خطبہ جمعہ مورخہ ۲۳ جون ۱۹۶۱ء فرمودہ حضرت امیر قوم مولینا صدر الدین صاحب ایدہ اللہ بمقام احمدیہ بلڈنگس لاہور

فلذٰلك فادع، واستقم كما امرت۔ ولا تتبع اهواءهم وقل امنت بما انزل الله من كتب وامرت لاعدل بينكم الله ربنا وربكم۔ لنا اعمالنا ولكم اعمالكم۔ لا حجة بيننا وبينكم۔ الله يجمع بيننا واليه المصير ——— (الشوریٰ)

آنحضرتؐ کے ذمہ مشکل ترین کام

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے درپیش نہایت مشکل کام تھا۔ آپ نے دنیا جہان کی قوموں کو ایک کرنا تھا۔ تو ملک عرب کی اصلاح مشکل ترین کام تھا۔ لیکن اس کے علاوہ دنیا جہان کی قوموں کو ایک کر دینا بہت ہی مشکل کام تھا۔

مختلف اقوام کے مختلف اعتقادات

بت پرستوں کا خدا، ان کے بت اور اعتقادات مختلف ہیں، یہودیوں، عیسائیوں، ہندوؤں، بدھ مذہب وغیرہ ہر قوم کا خدا جدا جدا ہے، ہر قوم کا پیغمبر علیحدہ علیحدہ ہے، ہر قوم کی کتاب الگ ہے اور ہر ایک قوم کا مذہب الگ ہے۔ کسی بھی لحاظ سے قوموں میں یکرنگی نظر نہیں آتی۔ ان قوموں کو اکٹھا کرنا کس قدر مشکل اور کٹھن کام ہے۔ ہر قوم اپنی قومیت پر فخر کرتی ہے اور دوسری قوم کو حقیر و ذلیل خیال کرتی ہے۔ ہر قوم کہتی ہے کہ جنت والے صرف اور صرف ہم ہی ہیں ہمارے علاوہ باقی دوسری قومیں دوزخی ہیں۔ پھر بولی پر فخر ہے اور رنگ و نسل میں امتیاز ہے۔ سفید چمڑی والے اپنے آپ کو کالے گورے انسانوں سے ممتاز اور اعلیٰ خیال کرتے ہیں ذات پات اور چھوت کا امتیاز ہے۔ ہندو کہتا ہے کہ بھارت ماتا میں ہی خدا کے اوتار آئے۔ ان سب کو اکٹھا کرنا کیسا مشکل کام ہے۔

آنحضرتؐ نے بین الاقوامی مذہب پیش کیا

صرف ہمارے پیغمبر محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جو بین الاقوامی مذہب پیش کر سکتے ہیں۔ فرمایا تعالوا الى كلمة سواء بيننا وبينكم لوگو آؤ دیگر اختلافات کو چھوڑ کر ہم سب ایک بات پر اکٹھے ہو جاتے ہیں جو ہم سب میں مشترک ہے وہ یہ کہ خدا کے سوا کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں یہ بات کہ ساری قوموں کا خدا ایک ہے، اس پر ہندو، یہودی اور عیسائی وغیرہ بآسانی جمع ہو سکتے ہیں۔ فرمایا خدا ایک ہے اور ساری قومیں ایک ہی جماعت کا حکم رکھتی ہیں، جب ایسے نظریہ اور ایسے خیال سے ذہن کے اندر تبدیلی پیدا ہو جائے تو انسان ایک دوسرے کے قریب آ سکتا ہے۔

دیگر اقوام کی غیر فطری تعلیم

مگر دوسری قومیں اس قسم کی تعلیم نہیں دیتیں۔ ہندو کو فخر ہے کہ وہ پیدائشی ہندو ہے، یہودی پیدائشی یہودی ہے، ان میں .... غیر قوم کا آدمی داخل نہیں ہو سکتا۔ آریہ قوم نے کچھ لوگ آریہ بنائے مگر ہندو مذہب اس کی اجازت نہیں دیتا کہ کوئی اور ہندو مذہب میں شامل ہو جائے ہندو کہتا ہے کہ وہ دوسری قوموں سے برتر ہے۔ جنت حاصل کرنے کے لئے لاتعداد جونوں سے گذرنا پڑتا ہے۔ یہودی کی کتاب تورات میں ہے کہ جنت صرف یہودی قوم کے لئے ہے، حضرت عیسیٰؑ نے بھی انجیل میں اسی بات کو دہرایا ہے۔

رنگ و لسان کا تنازعہ اور قرآن کریم

لوگوں نے بولی پر جھگڑا کیا ہے۔ بولی کے اختلاف کی بنا پر ہندوستان میں علیحدہ صوبہ بنانے کا جھگڑا ہے۔ مسلمانوں نے بھی بنگالی اور اردو زبان پر پاکستان میں جھگڑا کیا۔ قرآن کریم نے اس تنازعہ کو مٹا دیا۔ فرمایا وما ارسلنا من رسول الا بلسان قومه۔ ہر پیغمبر اور رسول کو اس کی اپنی بولی میں کتاب دی گئی ہے دوسری جگہ بولیوں اور رنگوں کے اختلافات کو اللہ تعالیٰ نے اپنا نشان قرار دیا ہے۔ رنگ کا جھگڑا نہ کرو۔ بولی پر جھگڑا مت کرو، اور یہ نہ کہو کہ جنت کا ٹھیکہ ہمارا ہے۔ یا نسلی طور پر مغربی اقوام افضل و اعلیٰ ہیں۔ اور مشرقی اقوام کمتر ہیں۔

قرآن عالمگیر اتحاد کی تعلیم دیتا ہے

یہاں ان آیات میں ارشاد فرمایا ہے وامرت لاعدل بينكم مجھے حکم ہوا ہے کہ میں تمہارے درمیان عدل و انصاف کروں۔ اور یہ کہہ دوں کہ امنت بما انزل الله من كتب میں خدا کی بھیجی ہوئی ہر کتاب کو مانتا ہوں خواہ وہ کسی زمانہ میں آئی ہو۔ کسی قوم پر اتری ہو۔ کوئی بھی پیغمبر لے کر آیا ہو۔ ایک بات اور بیان فرمائی۔ ومنهم من قصصنا عليك۔ بعض پیغمبر تو ایسے ہیں جن کا تذکرہ ہم نے کیا ہے ومن لم نقصص عليك اور بعض کا ہم نے ذکر نہیں کیا لیکن حقیقت یہ ہے کہ ولكل قوم هاد ہر جگہ اور ہر قوم میں پیغمبر آیا ہے، ان سب پر ایمان لانا ضروری ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو کہہ سکتے ہیں کہ آپ اس زمانہ کے پیغمبر ہیں، آج ضرورت ہے کہ قوموں کو ایک کیا جائے۔ صرف سطحی باتیں اور سکیمیں بنانے اور صرف خیر سگالی کے وفد بھیجنے کچھ نہیں ہو سکتا، اس قسم کے وفود امریکہ میں گئے، پیرس اور لاہور میں کانفرنسیں ہوئیں لیکن نتیجہ کچھ نہ نکلا۔ صرف سطحی امور سے کچھ فائدہ نہیں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سطحی باتیں بیان نہیں کیں بلکہ ہمہ گیر اصول ارشاد فرمائے ہیں

تمام قوموں کا رب ایک ہے

الله ربنا وربكم۔ تمہارا پیدا کرنے والا اور ہمیں پیدا کرنے والا اور جسمانی و روحانی ربوبیت کرنے والا ایک ہی خدا ہے۔ لنا اعمالنا ولكم اعمالكم۔ خدا تعالیٰ کسی قوم کے اعمال ضائع نہیں کرتا جس قسم کے اعمال کریں گے اسی قسم کا معاوضہ ملے گا، ایک مسلمان بدکاری کرے تو وہ اس بات پر بھروسہ نہیں کر سکتا کہ میں کلمہ پڑھتا ہوں اور کلمہ میرے گناہوں کو معاف کرا دے گا۔ غیر قوم کا آدمی دیانت دار ایثار پیشہ ہے اس کا پھل اس کو ضرور ملے گا۔ یہ بات غلط ہے کہ بدعمل مسلمان سزا نہ پائے گا۔ فرمایا ہمارا یہ قانون ہے کہ کسی قوم کا فرد ہو، اس کے اعمال کے لحاظ سے نتائج مترتب ہوتے ہیں۔

اسلام کی معقول و مفید تعلیم

لا حجة بيننا وبينكم ان اعتقادات کے اختیار کرنے سے ہمارے اور تمہارے درمیان جھگڑا نہیں رہ سکتا۔ الله يجمع بيننا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں جمع کر دے گا۔ یہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم ہے۔ جو معقول و مفید ہے۔ ہر زمانہ میں مفید ہے۔ یہ نبی تمام زمانوں کے لئے ہے۔ اس نے دین کو کمال تک پہنچایا۔ اس سے بڑا خیال پیش کرنے سے دنیا قاصر ہے۔

علم دین اور علم نبوت

دین بھی علم ہے، جیسے دوسرے علوم ریاضی حساب، کیمسٹری، فزکس، سائکالوجی، فزیالوجی وغیرہ ہیں۔ ان کی ابتدا بھی ہے اور انتہا بھی۔ اسی طرح دین بھی ایک علم ہے اور نبوت بھی ایک علم ہے اس کی ابتدا حضرت آدمؑ سے شروع ہوئی اور حضورؐ کے ذریعہ سے دین کامل ہو گیا۔ اسی لئے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین کہا گیا ہے۔

غلبۂ اسلام کے معنی

لیظھرہ علی الدین کلہ یہ دین تمام دینوں پر غالب آئے گا اس کے یہ معنی نہیں کہ تمام لوگ مسلمان ہو جائیں گے، یہ خیال غلط ہے۔ بلکہ بتایا ہے کہ یہ دین باقی تمام ادیان پر غالب ہو جائے گا۔ یہی وہ وقت ہے۔ لوگوں کو اب یقین ہے کہ یہ دین بالا ہے۔ دماغ میں روشنی دیتا ہے اور دل کی تطہیر کرتا ہے۔ چنانچہ اس لاہور میں لوگوں نے تسلیم کیا کہ اسلام تمام ادیان سے بالا ہے۔ جلسہ اعظم مذاہب میں لوگوں نے تسلیم کیا کہ اسلام بالا رہا۔ سنڈ اس سوری بڑا مشہور و معروف انسپکٹر مدارس تھا۔ اس نے کہا کہ حضرت مرزا صاحب کا لیکچر (was an eye opener) آنکھیں کھولنے والا تھا۔ اس جلسہ میں مرزا صاحب کا لٹریچر بالا رہا۔ اس سے بہت پہلے حضرت صاحبؑ کو الہام ہو چکا تھا کہ آپ کا لیکچر بالا رہے گا۔ آپ نے اشتہار دے دیئے۔ اور تمام لوگوں نے جو اس وقت مجلس میں حاضر تھے اور وہ بہت دور دور سے آ کر جمع ہوئے تھے۔ ان سب نے کہا کہ یہ مضمون بالا رہا۔

غلبۂ اسلام کا وقت آگیا ہے

لیظھرہ علی الدین کلہ کے یہی معنے ہیں کہ ایک وقت آئے گا کہ دین اسلام تمام ادیان پر غالب ہوگا۔ چنانچہ وہ اب آگیا ہے ایک انگریز مصنف نے کہا ہے جس کا نام شا ہے کہ:۔

"یورپ کا آئندہ مذہب اسلام ہوگا"

ایک جرمن شاعر گوئٹے (GOETTE) نے کہا کہ اگر اسلام کے معنے خدا کے سامنے گردن جھکانا ہے تو ہم سب مسلمان ہیں۔ میرا ایک لیکچر وائی ایم سی اے (Y.M.C.A) ہال میں ہوا، سر عبدالقادر اس کے پریذیڈنٹ تھے، اس وقت ایک انگریز پادری صاحب نے اٹھ کر کہا:۔

The Word Islam is
a great Contribution
to Religious Thought.

اس کو کہتے ہیں بالا رہا۔

اسلامی مساوات کا بے نظیر نظارہ

یورپ کے کچھ لوگ اسلامی ممالک میں جاتے ہیں تو حیران رہ جاتے ہیں کہ جو مساوات اسلام نے پیدا کی ہے وہ دنیا میں کہیں نظر نہیں آتی۔ مکہ معظمہ میں حج کے دن مساوات کا زبردست مظاہرہ ہوتا ہے۔ اس دن روس، امریکہ، چین، جاپان، ایران، افریقہ، ہندوستان، پاکستان وغیرہ دنیا جہان کے لوگ وہاں جمع ہوتے ہیں، اور ایک دوسرے کو مل کر بہت خوش ہوتے ہیں، یہ مساوات کا عظیم الشان عملی مظاہرہ ہے۔

اسلام بین الاقوامی مذہب ہے

آنکھ سے مشاہدہ ہو سکتا ہے کہ کونسا مذہب درست ہے۔ آنکھ فیصلہ دے دیگی۔ وہ وقت آگیا ہے اس زمانہ میں فیصلہ ہوگا۔ کہ اگر کوئی دین ساری قوموں کے لئے اس آسکتا ہے تو وہ دین اسلام ہے جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں دیا ہے اور خدا تعالیٰ نے قرآن کی شکل میں ہمیں عطا کیا ہے۔

جماعت احمدیہ نے اسلام کو حقیقی رنگ میں پیش کیا

یہاں کے مسلمان تو مسلمان ہیں ہی، مغربی لوگ سمجھتے ہیں کہ وہ دن بہت قریب ہیں جب یہ دین غالب آجائے گا۔ یہ کام حضرت امام زمان کے ارشاد کے مطابق اس جماعت نے تقریباً پچاس سال سے تبلیغ اسلام کے ذریعہ یورپ میں شروع کر رکھا ہے اور اس کو وہ کامیابی ہوئی ہے کہ نہ صرف یہاں کے مسلمان بلکہ یورپ کے لوگ اس بات کا اعتراف کرتے ہیں، کہ اس جماعت نے اسلام کو حقیقی رنگ میں پیش کر کے اس کی عظمت قائم کر دی ہے۔ انہوں نے اپنے طریق کار سے ثابت کر دیا ہے کہ یہ دین سائنس ہے۔ اس میں معقولیت ہے جسے عقل انسانی تسلیم کرتی ہے، اس میں روشنی ہے جس سے انسان کا دماغ روشن ہوتا ہے۔ اس میں نور ہے جس سے قلب انسانی منور ہوتا ہے یہ پاکیزہ مذہب ہے جس سے انسان کے خیالات پاک ہوتے ہیں۔

ممبران مجلس معتمدین کے نام

مجلس معتمدین کا ایک غیر معمولی اجلاس مورخہ ۹/۷/۶۱ کو بوقت ۹ بجے صبح احمدیہ بلڈنگس میں منعقد ہونا قرار پایا ہے۔ ممبران مجلس مذکور نوٹ فرمالیں اگر کسی ممبر کو ایجنڈا نہ پہنچا ہو تو وہ دفتر کو مطلع فرمائیں تاکہ دوبارہ بھجوا دیا جاوے۔

احمد یار۔ سیکرٹری
۶۱/۷/۴

اخبار و افکار

(بسلسلہ صفحہ نمبر ۲)

اور کہا کہ اب اس کے بغیر چارہ نہیں ہے۔

فرانسیسی صدر ڈیگال نے بھی اسی خدشہ کا اظہار کیا ہے، ان کا کہنا ہے کہ روسی عزائم کے پیش نظر اس سال کے آخر میں روسی اور مغربی بلاک کے درمیان طاقت کی ایک آزمائش ہوگی،

صدر ڈیگال نے یہ بھی کہا ہے کہ یورپ یا برلن کی خطرناک صورت حال کا یہ تقاضا ہے کہ ہم الجزائر کا جھگڑا سال کے اختتام سے پہلے ہی ختم کر دیں، انہوں نے کہا کہ یورپ کا سیاسی بحران اب نازک شکل اختیار کر رہا ہے اور اختتام سال سے پہلے ہی ہمیں اپنی قومی طاقت یورپ میں جمع کر لینی ہوگی، اور یہ صرف اسی صورت میں ممکن ہے

ان بیانات سے ظاہر ہے کہ تخفیف اسلحہ کا ڈھونگ ایک فرسودہ خواب تھا جو سالہا سال یورپ کے سیاسی اذہان پر مسلط رہا یہ خواب اب زائل ہو چکا ہے اور مغربی طاقتیں روس کے مقابلہ میں معرکہ کارزار گرم کرنے کے لئے تیار کھڑی ہیں، اس جنگ کی ہولناکیوں اور ہلاکت خیزیوں کا تصور ہی انسانیت کو ترساں و لرزاں کر دیتا ہے اللہ ہی ہے کہ اس ...... کے اثرات سے دنیا کے امن پسند حصوں کو محفوظ رکھنے کا سامان پیدا کر دے۔

اخبار احمدیہ

—— مسٹر محمد فاضل رمضان آف ٹرینیڈاڈ گیانا متعلم تبلیغی کلاس چند دن سے بعارضہ درد گردہ میو ہسپتال لاہور میں زیر علاج ہیں، احباب کرام ان کی صحت کاملہ و عاجلہ کے لئے دردِ دل سے دعا فرماویں۔

—— یہ اندوہناک خبر جماعت کے تمام حلقوں میں نہایت رنج و افسوس کے ساتھ سنی جائیگی کہ جناب شیخ عبدالعلی صاحب آف بھیرہ کا کراچی میں انتقال ہو گیا ہے، انا للہ وانا الیہ راجعون۔ موصوف سلسلہ کے بہت پرانے اور مخلص رکن تھے عہد برطانیہ میں مجسٹریٹی کے عہدہ پر فائز رہے، اور ریٹائر ہونے کے بعد مستقل طور پر کراچی میں سکونت اختیار کر لی جہاں جماعتی سرگرمیوں میں پورے انہماک سے حصہ لیتے رہے۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ انہیں اپنے جوارِ رحمت میں جگہ دے اور ان کے فرزندان اور دیگر لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ احباب کرام نماز جنازہ غائبانہ میں ان کے لئے دعائے مغفرت کریں۔

—— ڈاڈر سینی ٹوریم ضلع ہزارہ سے ایک صاحب ذہنی پریشانیوں سے خلاصی کے لئے احباب کرام سے دعا کے ملتجی ہیں۔

—— محترم شیخ محمد یوسف گرتھی ڈاڈر سینی ٹوریم میں زیر علاج ہیں ان کی صحت کے لئے بھی دعا فرمائی جاوے۔

—— سیالکوٹ سے محترم ڈاکٹر عطاء اللہ صاحب رقمطراز ہیں کہ۔ "میری اہلیہ آجکل سخت بیمار ہیں، اور ملٹری ہسپتال میں بغرض علاج داخل ہیں دو دفعہ انہیں بیہوشی کا دورہ پڑ چکا ہے۔ اس وجہ سے میں بہت پریشان ہوں حضرت امیر قوم اور بزرگان و احباب کرام سے دعائے صحت کی درخواست ہے"

کسرِ صلیب

تقریر مرزا معصوم بیگ صاحب بموقعہ جلسہ یومِ وصالِ مسیح موعودؑ جماعت راولپنڈی

عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم والذی نفسی بیدہ لیوشکن ان ینزل فیکم ابن مریم حکمًا عدلًا فیکسر الصلیب و یقتل الخنزیر و یضع الحرب۔

حضرت امام بخاریؒ حضرت ابوہریرہ رضؓ سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ قسم ہے مجھے اُس ذات پاک کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے کہ ابن مریم حَکم اور عدل ہو کر تم میں نازل ہوگا۔ وہ صلیب کو توڑے گا۔ خنزیر کو قتل کرے گا اور جنگ و جدل کو بند کرے گا۔ اس حدیث شریف سے صاف ظاہر ہے کہ حضرت نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتکریم نے تین اہم کام مسیح آخرالزمان کے سپرد کئے صلیب کو توڑنا۔ خنزیر کو قتل کرنا۔ اور جنگ و جدل کو بند کرنا۔ میں اس وقت صرف کسرِ صلیب پر روشنی ڈالوں گا۔

کسرِ صلیب کے معنے

حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ وہ مسیح آخرالزمان کسرِ صلیب کرے گا۔ یعنے صلیب کو توڑے گا۔ صلیب تو آنحضرتؐ کے زمانہ میں بھی موجود تھی اس لئے اگر کسرِ صلیب کے یہی معنے ہیں جو اکثر علماء کیا کرتے ہیں کہ لکڑی کی صلیب جو گرجاؤں پر نصب ہوتی ہے توڑ دی جائے گی تو یہ کام آنحضرتؐ بڑی آسانی سے خود بھی کر سکتے تھے۔ صلیب منگوا کر توڑ دیتے۔ لیکن ایسا کرنے سے کیا فائدہ حاصل ہوتا۔ دنیا میں اور لاکھوں کروڑوں صلیبیں موجود تھیں۔ اس لئے کسرِ صلیب کے یہ معنے ہیں کہ صلیبی مذہب کا بطلان دلائل قاطعہ سے کرنا۔ اور کسرِ صلیب کے کام کو مسیح آخرالزمانؑ کا ظہور ہوگا صلیبی مذہب اپنے پورے زور پر ہوگا۔ اور ساری دنیا پر چھایا ہوا ہوگا۔ اور اسلام کو صفحۂ ہستی سے مٹانے کے لئے ہر قسم کے ہتھیار استعمال کرے گا۔ اس وقت مسیح آخرالزمان براہین قاطعہ سے صلیبی مذہب کا ایسا بطلان کرے گا کہ اس کا زور ٹوٹ جائے گا۔ یہ معنے ہیں فیکسر الصلیب کے۔

حضرت مرزا صاحبؒ کا دعویٰ

حضرت اقدس حضرت مرزا غلام احمد علیہ الصلوٰۃ والسلام، مجدد صد چہاردہم نے جن کا یومِ وصال منانے کے لئے ہم اس وقت جمع ہوئے ہیں۔ یہ دعوےٰ کیا کہ میں ہی وہ مسیح آخرالزمان ہوں جس کے آنے کی خبر حضرت نبی کریمؐ نے دی تھی۔ آپ نے اعلان کیا ؎

منم مسیح بہانگ بلند میگویم
منم خلیفۂ شاہے کہ بر سما باشد

یعنے میں بآوازِ بلند اس بات کا اعلان کرتا ہوں کہ میں ہی وہ مسیح الزمان ہوں، اور میں ہی خلیفہ ہوں اس بادشاہ کا یعنی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جو آسمان پر تشریف فرما ہے۔

ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا حضرت مرزا غلام احمد صاحبؒ نے کسرِ صلیب کا کام جو حضرت نبی کریمؐ نے مسیح آخرالزمان کے سپرد کیا تھا سرانجام دیا ہے یا نہیں۔ اگر سرانجام دیا ہے تو آپ فی الحقیقت مسیح الزمان ہیں جن کے آنے کی خبر حضرت نبی کریمؐ نے دی تھی۔ اور اگر آپ نے کسرِ صلیب کا کام سرانجام نہیں دیا تو پھر آپ کا دعوےٰ بلادلیل ہونے کی وجہ سے قابلِ قبول نہیں ہوگا۔

عیسائیت کا بنیادی اصول

صلیبی مذہب یعنی عیسائیت کا بنیادی اصول یہ ہے کہ خداوند یسوع مسیح باپ کا اکلوتا بیٹا آسمان سے اس لئے آیا کہ نسلِ انسانی کے گناہوں کی غرض سزا پائے اور صلیب پر لٹک کر لعنتی موت مرے تا کہ اس طرح سے لوگوں کے لئے نجات کا راستہ کھل جائے انجیل میں لکھا ہے :۔

(۱) "جیسا کہ کتابوں میں لکھا ہے مسیح ہمارے گناہوں کے واسطے مرا۔"
(I کرنتھیوں ۱۵: ۳)

(۲) "اس نے (یعنے مسیح نے) موت کی اذیت کے سبب جلال و عزت کا تاج پایا تا کہ وہ خدا کے فضل سے سب آدمیوں کے لئے موت کا مزا چکھے" (عبرانیوں ۲: ۹)

(۳) "مسیح نے ہمیں مول لے کر شریعت کی لعنت سے چھڑایا کہ وہ ہمارے بدلہ میں لعنتی ہوا کیونکہ لکھا ہے جو کوئی کاٹھ پر لٹکایا گیا وہ لعنتی ہوا"
(گلتیوں ۳: ۱۳)

یہ ہے صلیبی مذہب کا بنیادی اصول جس کو مسئلہ کفارہ کہتے ہیں، اور اسی بنیادی پتھر پر عیسائیت کی ساری عمارت کھڑی کی گئی ہے۔

عیسائیت کا بطلان

حضرت مرزا غلام احمد مسیح موعودؑ نے دلائل قاطعہ سے ثابت کر دیا کہ مسیح ابن مریم علیہ الصلوٰۃ والسلام صلیب پر لعنتی موت سے ہرگز نہیں مرے۔ بلکہ زندہ ہی اور صلیب سے زندہ اُتر آئے۔ تو پھر صلیبی مذہب کا بنیادی پتھر۔ مسئلہ کفارہ کہاں گیا؟ اور جو عمارت اس بنیاد پر کھڑی کی گئی تھی وہ کہاں گئی۔ اور مسیح کی قربانی جسے کفارہ کا موجب قرار دیا جاتا ہے وہ کہاں گئی۔ حضرت امام الزمان نے ایک ہی STROKE سے ایک ہی ضرب کاری سے عیسائیت کا بطلان ثابت کر دیا۔ اسی کو کہتے ہیں کسرِ صلیب۔

میں نے گذشتہ دونوں سالانہ جلسہ کے موقعہ پر اسی جگہ ایک تقریر اس موضوع پر کی تھی کہ

"کیا خداوند یسوع مسیح صلیب پر قتل ہو گئے تھے"

اور از روئے بائیبل ثابت کیا تھا کہ حضرت مسیح صلیب پر نہیں مرے۔ تھے اور جب وہ صلیب سے اتارے گئے تو زندہ تھے۔ وہ تقریر پمفلٹ کی شکل میں چھپی ہوئی ہمارے پاس موجود ہے۔ خواہشمند حضرات معنفت حاصل کر سکتے ہیں۔[۱]

ایک عیسائی عالم کی راست گفتاری

حضرت مرزا غلام احمد مسیح الزمان نے یہ بات ثابت کر کے کہ حضرت مسیح ناصری صلیب پر نہیں مرے فی الحقیقت صلیبی مذہب کو باطل ثابت کر دیا ہے۔ اور یہ وہ حقیقت ہے جس سے اب انکار نہیں کیا جا سکتا۔ ایک مسیحی عالم نے لنڈن میں تقریر کرتے ہوئے اس حقیقت کا بایں الفاظ اعتراف کیا ہے کہ :۔

"اگر مسیح کی وفات کے متعلق جماعت احمدیہ کا نظریہ درست ہے تو پھر عیسائیت باقی نہیں رہ سکتی۔ اگر فی الواقعہ مسیح صلیب پر فوت نہیں ہوئے۔ تو پھر عیسائیت کی ساری بنیاد ہی ختم ہو کر رہ جاتی ہے اور ایسی صورت میں عیسائیت کی تمام عمارت کا زمین پر آگرنا یقینی امر ہے"

سن لیا آپ نے ؟ یہ عیسائی عالم کیا کہتا ہے کہ اگر خداوند یسوع مسیح صلیب پر فوت نہیں ہوئے تو عیسائیت بلاشبہ فوت ہو جاتی ہے۔ اسی کا نام کسرِ صلیب ہے۔

مسلمانوں کی خطرناک غلطی

انجیل نویسوں نے حضرت مسیح کے واقعہ صلیب کو افسانہ کا کچھ ایسا رنگ چڑھا دیا تھا کہ اور تو اور خود مسلمان بھی جن کے ہاتھ میں قرآن کریم جیسی روشنی اور ہدایت

م کے سپرد کرنے سے یہ مطلب تھا کہ اس آخری زمانہ میں جب مسیح آخرالزمان

[۱] یہ پمفلٹ سکرٹری صاحب احمدیہ انجمن اشاعت اسلام شاخ راولپنڈی سے مل سکتا ہے۔

ہے ایک خطرناک قسم کی غلطی کا شکار ہو گئے۔ انہوں نے حضرت مسیح کو یہودیوں کے ہاتھ سے بچانے کے لئے بڑے بڑے عجیب افسانے گھڑ لئے۔ کسی نے یہ کہانی بنالی کہ جب یہودی حضرت مسیح کو پکڑنے کے لئے آئے تاکہ اسے صلیب پر لٹکا کر قتل کر دیں تو اللہ تعالیٰ نے ایک اور شخص کو مسیح کا ہمشکل بنا دیا اور یہودیوں نے اسے مسیح سمجھ کر صلیب پر قتل کر دیا۔ اور اصل مسیح کو خدا نے اپنے فرشتے بھیجکر آسمان پر اٹھا لیا۔

دوسری کہانی یہ ہے کہ حضرت مسیح کا ایک دشمن تھا جس کو اللہ تعالیٰ نے مسیح کا ہمشکل بنا دیا اور یہودیوں نے اسے قتل کیا۔ اور اس طرح سے اس دشمن کو سزا دی گئی۔

تیسری کہانی یوں بیان کی جاتی ہے کہ حضرت مسیح کا ایک حواری تھا جس نے اپنے آپ کو اس قربانی کے لئے پیش کیا اور اسی وقت اس کی شکل مسیح جیسی ہو گئی اور یہودیوں نے اسے صلیب پر لٹکا دیا۔

ان فرضی افسانوں سے اللہ تبارک و تعالیٰ کی ذاتِ پاک پر بڑے خطرناک الزام عائد ہوتے ہیں۔

اوّل۔ یہ کہ اللہ تعالیٰ نے یہودیوں کو دھوکا دیا۔ اگر مسیح کو آسمان پر ہی اٹھانا تھا تو اٹھا لیا ہوتا ایک اور شخص کو مسیح کا ہمشکل بنانے اور اس طرح سے یہودیوں کو دھوکہ دینے کی کیا ضرورت تھی۔

دوم۔ یہ کہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ قادرِ مطلق خدا جس کے ہاتھ میں تمام قدرت اور طاقت اور جلال ہے یہودیوں سے ڈر گیا کہیں نے اگر مسیح کو آسمان پر اٹھا بھی لیا تو یہودی وہاں بھی پہنچ جائیں گے۔ اس لئے انہیں یہ چکمہ دیا کہ ایک اور شخص کو مسیح کا ہمشکل بنا دیا جسے یہودیوں نے پکڑ کر قتل کر دیا۔ اور اطمینان کے ساتھ بیٹھ گئے۔

سوئم۔ یہ کہ جب یہودی یہ کہتے ہیں انا قتلنا المسیح عیسیٰ ابن مریم ہم نے یسوع مسیح ابن مریم کو قتل کر دیا۔ تو وہ سچے ہیں لیکن پھر قرآن نے اس کی تردید شروع کر دی وما قتلوہ وما صلبوہ

کیا تصویر بنتی ہے اس قادرِ مطلق اور قدوس خدا کی کہ وہ دھوکا دیتا ہے اور فریب کاری سے کام لیتا ہے۔ اور یہ خیالات کفر و الحاد کے خیالات ہیں جن میں مسلمان مبتلا ہو گئے تھے۔

پادریوں کا حملہ

عیسائی پادری تو شروع سے ہی تاک میں تھے وہ فوراً مسلمانوں کے ان غلط خیالات کو لے اڑے اور انہوں نے اسلام پر اس شدت سے حملہ کیا کہ مسلمانوں کے چھکے چھڑا دیئے۔ آج سے تقریباً ۳۰ سال پہلے کرسچن مشن نے ایک رسالہ شائع کیا جس کا نام حقائق القرآن ہے، اس میں اہلِ اسلام پر چودہ سوال کئے گئے ہیں۔ سوال نمبر ۵ یہ ہے:۔

"از روئے قرآن عیاں ہے کہ جس وقت مسیح کو دشمنوں نے پکڑنا چاہا تو آسمان سے فرشتے نازل ہوئے اور اسے بجسدِ عنصری اٹھا کر آسمان پر لے گئے اور اس طرح خدا نے اسے کفارِ نابہنجار سے محفوظ رکھا۔ لیکن جب مکہ میں دشمنوں نے محمد صاحب کا محاصرہ کیا تو نہ کوئی فرشتہ ان کو بچانے کے لئے آیا اور نہ ہی وہ آسمان پر پہنچائے گئے۔ بلکہ عام لوگوں کی طرح پیادہ چل کر دشمنِ بدکار سے گذرتے ہوئے دشمنوں کی نظر سے پوشیدہ ہو کر ایک تیرہ و تاریک غار میں جا چھپے۔ پھر وہاں سے بھاگ کر مدینہ میں انصار کی پناہ میں داخل ہوئے۔ کیا یہ زمین آسمان کا فرق نہیں؟ .... اگر حضرت محمد صاحب مسیح کے ہم مرتبہ ہوتے تو ضرور دشمنوں سے محصور ہونے کے موقعہ پر آسمان پر پہنچائے جاتے اور زمین پر بھاگ بھاگ کر غاروں میں چھپنے کی ضرورت نہ ہوتی۔ ان حقائق سے عیاں ہے کہ مسیح محمد صاحب سے افضل ہے اور اس افضلیت میں شک کی گنجائش نہیں۔"

اب سوال نمبر ۱۲ بھی سن لیجئے۔ لکھا ہے:۔

"تیرہ سو سال سے زیادہ عرصہ گذر چکا ہے کہ محمد صاحب نے تریسٹھ سال کی عمر میں وفات پائی اور دیگر مردوں کی طرح دفن کئے گئے اور خاک میں مل گئے لیکن مسیح قریباً دو ہزار سال کے عرصہ سے آسمان پر زندہ موجود ہے اور زندہ رہے گا۔ اور از روئے مسلمات اسلام پھر بنی آدم کی ہدایت اور رہبری کے لئے نازل ہوگا۔ قرآن کہتا ہے وما یستوی الاحیاء ولا الاموات۔ یعنے زندہ اور مردہ برابر نہیں ہیں پس مسیح محمد صاحب سے افضل ہے۔"

اور اس بات سے کون شخص انکار کر سکتا ہے کہ زندہ اور مردہ برابر نہیں ہوتے۔ اس خطرناک ہتھیار کو عیسائیوں نے بڑی کامیابی کے ساتھ مسلمانوں کے خلاف چلایا۔ اور ہزاروں نہیں بلکہ لاکھوں فرزندانِ اسلام کو نکال کر عیسائیت کی آغوش میں لے گئے۔

میں حیاتِ مسیح ماننے والوں کو اب بھی چیلنج کرتا ہوں کہ اگر ان کے پاس عیسائیوں کے مندرجہ بالا اعتراض کا کوئی جواب ہے تو ہمیں بتلائیں لیکن

ایں خیال است و محال است و جنوں

ان کے پاس فی الحقیقت کوئی جواب نہیں۔

کاسر الصلیب کا ظہور

چوں نوبت بہ اینجا رسید۔ تو چودھویں صدی ہجری کے آغاز پر حسب وعدہ حضرت کاسر الصلیب اس دنیا کی سٹیج پر تشریف لائے۔

اسمعوا صوت السماء جاء المسیح جاء المسیح
نیز بشنو از زمیں آمد امام کامگار

آسمان سے ندا آئی۔ مبارک مبارک مسیح آگیا ہے۔ اور زمین سے آواز آئی کہ وہ امام کامگار جس نے اسلام کو دنیا کے تمام ادیان پر غالب کرنا ہے تشریف لے آیا ہے۔ حضرت مرزا غلام احمد علیہ الصلوٰۃ و التسلیم نے ارشاد فرمایا تھا کہ تم میں سے جو کوئی اس کا زمانہ پائے وہ میرا سلام اسے پہنچا دے۔

حضرت مرزا صاحب نے اللہ تعالیٰ سے علم پا کر اعلان کیا:۔

ابنِ مریم مر گیا حق کی قسم
داخلِ جنت ہوا وہ محترم
مارتا ہے اسکو فرقاں سربسر
اس کے مر جانے کی دیتا ہے خبر
وہ نہیں باہر رہا اموات سے
ہو گیا ثابت یہ تیس آیات سے
کوئی مردوں سے کبھی آیا نہیں
یہ تو فرقاں نے بھی بتلایا نہیں
عہد شد از کردگارِ بے چگوں
غور کن در انّھم لا یرجعون

حضرت اقدس نے قرآن کی تیس آیات پیش کر کے روزِ روشن کی طرح ثابت کر دیا کہ مسیح ابن مریم اس جسم عنصری کے ساتھ آسمان پر اٹھائے نہیں گئے بلکہ واقعہ صلیب کے بعد وہ اسی زمین پر رہے اور ۱۲۰ برس کی عمر پا کر اسی زمین پر فوت ہوئے اور کشمیر میں اب تک ان کی قبر موجود ہے۔

عقیدہ وفات مسیح کی قبولیت

حضرت مجدد الوقت نے وفات مسیح پر اس قدر زبردست دلائل دیئے ہیں کہ مسلمانوں کا روشن دماغ طبقہ اور بڑے بڑے مشہور علماء اس حقیقت کو رفتہ رفتہ قبول کرتے چلے جا رہے ہیں۔ میں اس وقت مصر کے صرف دو بلند مرتبہ علماء کی شہادت آپ کے سامنے پیش کروں گا۔

پہلی شہادت **علامہ رشید رضا** سابق مفتی مصر کی ہے۔ مفتی صاحب مرحوم اسلامی دنیا میں ایک ممتاز حیثیت کے عالم تھے۔ اگرچہ وہ حضرت مرزا صاحب کے دعویٰ کے مخالف تھے لیکن حضرت مرزا صاحب کے دلائل سے متاثر ہو کر مفتی صاحب مرحوم حضرت مسیح کی وفات کے قائل ہو گئے تھے۔ مصر کے

مشہور اخبار **المنار** میں انہوں نے ایک مضمون شائع کیا جس میں یہ بھی لکھا ہے کہ

"مسیح کا ہندوستان کی طرف ہجرت
کر کے جانا اور سری نگر کشمیر
میں اس کا وفات پانا از رو ئے
عقل و نقل بعید نہیں"

دوسری شہادت علامہ محمود شلتوت کی ہے۔ جو الازہر یونیورسٹی کے RECTOR ہیں اور بہت بڑے عالم ہیں۔ ایک شخص نے ان سے مسیح کی حیات و وفات کے بارے میں فتویٰ طلب کیا۔ علامہ صاحب نے اس مسئلہ پر قرآن و حدیث کی روشنی میں سیر کن بحث کی ہے۔ آپ کا فتویٰ مصر کے مشہور رسالہ **الرسالہ** میں ۵ / مئی ۱۹۴۲ء کو شائع ہوا۔ آخر پر ساری بحث کا خلاصہ ان الفاظ میں بیان کرتے ہیں:-

"قرآن کریم اور سنت مطہرہ میں ہرگز کوئی
ایسی سند نہیں جس سے پہلے یہ عقیدہ
قرار دیا جا سکتا ہو اور دل بھی مطمئن ہو جاتا
ہو کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام جسم
سمیت آسمان پر اٹھائے گئے۔ اور
یہ کہ وہ اب تک وہاں زندہ ہیں۔ حضرت
عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق قرآنی آیات
یہ بتا رہی ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے مسیح سے
وعدہ فرمایا تھا کہ وہ ان کو وفات دے گا
اور ان کا رفع کرے گا اور ان کو کافروں کے
شر سے بچائے گا۔ یہ وعدہ یقیناً پورا
ہو چکا ہے۔ حضرت عیسیٰؑ کے دشمن
نہ انہیں قتل کر سکے۔ نہ ہی صلیب پر مار
سکے۔ البتہ اللہ تعالیٰ نے آپکی مدت
حیات کو پورا کر کے انہیں وفات دی
اور ان کا اپنی طرف رفع فرمایا۔"

حضرت **امام الوقت** کا اعلان ایک دفعہ پھر سن لیجئے جو انہوں نے اللہ تعالیٰ سے علم پا کر آج سے ستر سال پیشتر کیا تھا

ابن مریم مر گیا حق کی قسم
داخل جنت ہوا وہ محترم
وہ نہیں باہر رہا اموات سے
ہو گیا ثابت یہ تیس آیات سے

فکسر الصلیب

حضرت مجدد الوقت نے یہ ثابت کر کے کہ حضرت مسیح ابن مریم صلیب پر ہرگز فوت نہیں ہوئے صلیبی مذہب کو ہمیشہ کے لئے ختم کر دیا۔ اور پھر یہ ثابت کر کے کہ وہ اپنی طبعی موت سے ۱۲۰ برس کی عمر پا کر فوت ہوئے اور کشمیر میں دفن ہوئے اہل اسلام کے دلوں میں سے کفر و الحاد کے خیالات کو ختم کر دیا۔ اگر عیسائیت مرجاتی ہے تو اس میں اسلام کی زندگی ہے۔ اور اگر کفر و الحاد مرجاتا ہے تو اس میں بھی اسلام کی زندگی ہے۔ یہ دونوں کارنامے حضرت اقدس نے کمال خوبی کے ساتھ سر انجام دیئے۔ ایک طرف حضرت مسیح ابن مریم کو صلیبی موت سے بچا کر لعنت سے بچایا۔ دوسری طرف مسیح کی طبعی موت ثابت کر کے اسلام کو کفر و الحاد سے بچایا۔ اور یہ اتنے بڑے کارنامے ہیں جو رہتی دنیا تک بطور یادگار قائم رہیں گے۔

پولوس کا فلسفہ نجات

پولوس رسول جو موجودہ عیسائیت کا بانی مبانی ہے یہ تعلیم دیتا ہے کہ شریعت ایک لعنت ہے جس سے خداوند یسوع مسیح نے ہمیں چھڑا لیا۔ شریعت کے احکام پر نہ تو انسان عمل کر سکتا ہے، اور نہ ہی نجات خداوند یسوع مسیح صلیبی موت اور قربانی پر ایمان لانے سے حاصل ہو سکتی ہے۔ میں یہ پوچھتا ہوں کہ مسیح ابن مریم سے پہلے جتنے بھی نبی آئے سب نے یہی کہا کہ شریعت کے احکام پر عمل کرو تو نجات پاؤ گے۔ آدم آیا۔ نوح آیا، ابراہیم آیا۔ موسیٰ آیا۔ سب نے یہی کہا کہ شریعت پر عمل کرو تو نجات پاؤ گے اور کسی نے بھی کبھی یہ نہیں کہا کہ میں شریعت کی تعلیم تو دیتا ہوں مگر تم اس پر عمل نہیں کر سکتے۔ اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا یہ سب نبی معاذ اللہ جھوٹے اور مکار تھے جو ہمیں اس طرح دھوکہ دیتے رہے اور کیا ان کا بھیجنے والا بھی (نعوذ باللہ) جھوٹا اور دروغگو ہے جو اپنے انبیاء کی معرفت ہمیں یہی کہتا رہا کہ شریعت پر عمل کرو تو نجات پاؤ گے حالانکہ بقول پولوس رسول شریعت ایک لعنت ہے۔

دیکھ لیا آپ نے پولوس کا فلسفہ نجات خدا تعالیٰ اور اس کے پاک اور راستباز انبیاء کی پوزیشن کو کس قدر خراب کرتا ہے کہ گویا یہ سب جھوٹے۔ فریبی اور دروغگو تھے۔ معاذ اللہ۔ معاذ اللہ۔

خداوند خدا نے لوگوں کی ہدایت اور راہنمائی کے لئے حضرت موسیٰ پر شریعت نازل کی۔ مگر پولوس رسول کہتا ہے کہ یہ شریعت لعنت ثابت ہوئی اور خداوند خدا نے ارادہ کیا کہ شریعت کو بالکل منسوخ کیا جائے۔ میں کہتا ہوں کہ اگر یہ بات صحیح ہوتی تو اس کا سہل ترین طریقہ یہ تھا کہ حضرت موسیٰ کے بعد جب یشوع نبی کا ظہور ہوا تو اسے کہا جاتا کہ چونکہ انسان شریعت پر عمل نہیں کر سکتا ہے اس لئے میں (خداوند خدا) شریعت کو منسوخ کرتا ہوں۔ جھگڑا ختم ہوتا۔ نہ اور ڈیڑھ ہزار سال تک یہ لعنت لوگوں کے گلے میں پڑی رہتی۔ نہ پھر ایک بیٹا بنانے اور اسے دنیا میں بھیجنے اور SCAPE GOAT کی طرح صلیب لٹکانے کا ڈرامہ کھیلنا پڑتا۔

مسیح قربان نہیں ہوئے

پولوس رسول کہتا ہے کہ مسیح نے ہمارے گناہوں کے بدلہ میں صلیب پر اپنی جان قربان کی۔ خوب ع

دل کے خوش رکھنے کو غالب یہ خیال اچھا ہے

ورنہ اس باطل عقیدہ سے بڑھ کر اور کوئی بات زیادہ مضحکہ خیز نہیں۔ اس کی مثال یوں ہے کہ ہمارا کوئی دشمن ہمارے بکرے کو پکڑ کر زبردستی ذبح کر ڈالے اور ہم شور مچاتے پھریں کہ یہ بکرا ہمارے گناہوں کا فدیہ ہو گیا ہے۔ یہ ایسی بات ہے جو صرف پادری ہی کہہ سکتا ہے۔ اور کوئی نہیں۔ یہودیوں نے جو مسیح کے دشمن تھے مسیح کو پکڑ کر جبراً صلیب پر لٹکا دیا اور عیسائی صاحبان شور مچاتے ہیں کہ ہمارے گناہوں کے لئے قربان ہوا۔ ع

بریں عقل و دانش بباید گریست

ہاں۔ اگر مسیح خود بخود بغیر کسی جبر کے صلیب پر چڑھ جاتا اور خودکشی کے طور پر اپنے اوپر موت وارد کرتا۔ یا اس کے حواری سب مل کر اسے صلیب پر کھینچ دیتے تو اس صورت میں عیسائی کہہ سکتے تھے کہ ہمارے لئے قربان ہوا۔ لیکن یہاں تو صورت ہی کچھ اور ہے مسیح اس بات پر قطعاً خوش نہیں کہ اسے صلیب پر لٹکایا جائے۔ نہ تو وہ صلیب سے پہلے خوش تھا نہ صلیب پر چڑھ کر خوش ہوا۔ صلیب سے پہلے رات کے وقت گتسمنی کے باغ میں اس نے نہایت اضطراب کی حالت میں خدا باپ سے رو رو کر دعا مانگی کہ یہ صلیبی موت کا پیالہ مجھ سے ٹل جائے۔ لوقا کی انجیل میں لکھا ہے:-

"وہ سخت پریشانی میں مبتلا ہو کر اور
بھی دلسوزی سے دعا کرنے لگا
اور اس کا پسینہ گویا خون کی بڑی
بڑی بوندیں ہو کر زمین پر ٹپکتا تھا"

لیکن انجیل کے ریکارڈ کے مطابق نہ تو اس کی دعا قبول ہوئی اور نہ ہی صلیبی موت کا پیالہ ٹلا۔ ظالم یہودیوں نے پکڑ کر صلیب پر قتل کر دیا۔ مسیح جب صلیب پر لٹکا تو بھی نہایت ناخوش تھا۔ اور خدا باپ کے سامنے شکوہ و شکایت کرتا ہے کہ

"تو نے مجھے کیوں چھوڑ دیا ہے"

اور مرقس کی انجیل کا ایک پرانا نسخہ دستیاب ہوا ہے اس میں اس فقرہ کے ساتھ یہ بھی لکھا ہے:-

Why hast Thou put
me to shame

کہ تو نے ان دشمنوں کے سامنے مجھے کیوں ذلیل کیا ہے۔ پس ثابت ہوا کہ مسیح یہ قربانی دینے کے لئے تیار ہی نہ تھا۔ اس لئے اس کا صلیب پر لٹکنا کفارہ کا موجب نہیں ہو سکتا۔

ہم اپنا فرض دوستو اب کر چکے ادا
اب بھی اگر نہ سمجھو تو سمجھائیگا خدا

(مسیح موعودؑ)

حضرت نبی کریم صلعم کے بعد بھی اُمت محمدیہ میں وحی ولایت کا دروازہ کھلا ہے

مولانا شیخ عبدالرحمٰن صاحب مصری

پہلی آیت اور اسکے چار مفہوم

اس قسط میں جیسا کہ گذشتہ قسط میں وعدہ کیا گیا تھا قرآن کریم کی آیات سے یہ ثابت کیا جائے گا کہ حضرت نبی کریم صلعم کے بعد بھی وحی ولایت کا دروازہ بند نہیں ہوا بلکہ کھلا ہے اور قیامت تک کھلا رہے گا اس سلسلہ میں سب سے پہلی آیت سورۃ الاحزاب کی وہ آیت پیش کی جاتی ہے جس میں حضرت نبی کریم صلعم کو خاتم النبیین کے معزز لقب سے پکارا گیا ہے۔ یہ لقب چار مفہوموں پر مشتمل ہے۔

پہلا مفہوم

سب سے پہلا مفہوم تو اس کا آخری ہونے کا ہے جس پر سب مسلمان متفق ہیں جس پر کہ حدیث لا نبی بعدی صراحت سے دلالت کر رہی ہے آخری نبی اور لا نبی بعدی کا مفہوم تو یہ ہونا چاہیئے اور ہے کہ آپ سب نبیوں کے بعد آخر میں آئے اور یہ کہ آپ کے بعد اب کوئی نبی نہیں آئے گا لیکن حیرت ہے کہ ہمارے مسلمان بھائی لفظاً تو آنحضور صلعم کو آخری نبی تسلیم کرتے ہیں لیکن عملاً وہ آنحضور صلعم کے بعد بھی ایک نبی کی آمد کے قائل ہیں اور حدیث لا نبی بعدی جو عربی زبان کے قواعد کے لحاظ سے کسی قسم کی تاویل کی متحمل نہیں ہو سکتی اس کی تاویل کرتے ہیں کہ نیا نبی پیدا نہیں ہوگا جس نبی کی آمد کے ہم قائل ہیں وہ انبیاء سابقین میں سے ایک ہے نہ معلوم کہ نئے اور پرانے کی قید ہمارے بھائی لا کے ساتھ کس طرح لگاتے ہیں جبکہ لا مطلق جنس کی نفی کر رہا ہے۔

پھر طرہ یہ کہ عقیدہ تو ان کا اپنا ہے کہ حضرت نبی کریم صلعم کے بعد نبی آسکتا ہی نہیں بلکہ آئے گا لیکن الٹا مورد الزام ہم احمدیوں کو بناتے ہیں کہ احمدی بعد آنحضرت صلعم نبی کے آنے کے قائل ہیں اور یہ کہ احمدی تاویلوں سے کام لیتے ہیں حالانکہ ہم تو بغیر کسی تاویل کے یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ اب نہ کوئی نیا نبی آسکتا ہے اور نہ کوئی پرانا نبی آسکتا ہے اور یہی حضرت مرزا صاحب کا مذہب تھا آپ نے [illegible] صاف لفظوں میں لکھا کہ نئے یا پرانے کی قید لگانا شرارت ہے اور اسی عقیدہ پر آپ موت تک قائم رہے اور اسی کی جماعت کو تلقین کرتے رہے اور اسی پر جماعت کو مضبوطی سے قائم کرکے اس دار فانی سے رخصت ہوئے چنانچہ آپ کے پہلے خلیفہ حضرت مولانا مولوی نور الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی وفات تک کا کل لٹریچر جو جماعت احمدیہ کی طرف سے نکلا اس عقیدہ پر بالوضاحت دلالت کر رہا ہے کہ حضرت مرزا صاحب نے کبھی بھی شرعی اصطلاح میں نبی ہونے کا دعوےٰ نہیں کیا نہ صرف یہ بلکہ ایسا دعوےٰ کرنے والے پر لعنت بھیجی اور اسے ملحد اور بے دین قرار دیا اس سارے لٹریچر میں ایک تحریر بھی اس کے خلاف نہیں ملتی کئی سال ہوئے یہ تمام تحریریں میں نے پیغام صلح میں شائع بھی کردی تھیں جن کی تردید آج تک کسی نے نہیں کی اور نہ اس کے خلاف کوئی تحریر پیش کی۔

ہمارے احباب کو یاد رکھنا چاہیئے کہ ہمارا اور دوسرے مسلمان بھائیوں کے درمیان سب سے بڑا اختلاف یہی ہے کہ ہم احمدی مسلمان تو حضرت نبی کریم صلعم کے بعد سلسلہ نبوت کو قطعی طور پر بند یقین کرتے ہیں اور ہمارے دوسرے مسلمان بھائی اس سلسلہ کو جاری یقین کرتے ہیں ہمارے دوستوں کو چاہیئے کہ بوقت تبلیغ اس بات پر خاص زور دیا کریں اور ان کو مورد الزام ٹھیرا کر ان پر حجت تمام کرنے کی کوشش کریں یہ طریق انشاء اللہ ان کی آنکھیں کھولنے میں ممد ہوگا اور ان کی توجہ حقیقت پر غور کرنے کی طرف پھیر دیگا۔

یہ مسئلہ چونکہ براہ راست زیر بحث نہیں اس لئے اس مختصر سے اشارہ پر ہی اس وقت اکتفا کیا جاتا ہے کسی مناسب موقعہ پر انشاء اللہ اس پر مفصل روشنی ڈال دی جائے گی۔

دوسرا مفہوم

خاتم النبیین کا دوسرا مفہوم یہ ہے کہ آنحضور صلعم تمام انبیاء سابقین کے جمیع کمالات کے جامع ہیں جیسا کہ آیت فبھدٰھم اقتدہ اور اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم سے ثابت ہوتا ہے کیونکہ ہدایت کی پیروی حصول کمال کو مستلزم ہے اور منعم علیہم میں انبیاء کرام ہی سرفہرست ہیں۔

تیسرا مفہوم

خاتم النبیین کا تیسرا مفہوم یہ ہے کہ آنحضرت صلعم تمام قوموں کی طرف رسول ہیں اور قیامت تک آنے والی نسلوں کے آپ ہی روحانی مربی ہیں یہی وجہ ہے کہ قرآن کریم میں آپ کی شان میں رحمۃ للعالمین اور آپ کی لائی ہوئی کتاب یعنی قرآن کریم کی شان میں ذکر للعالمین وارد ہوا ہے اور سورۃ الجمعہ میں آیت واٰخرین منھم لما یلحقوا بھم میں بتلا دیا ہے کہ آنے والی تمام نسلیں آپ کے فیض سے ہی مستفیض ہوں گی گو اس آیت میں ایک خاص مامور کے آنے کی پیشگوئی بھی مضمر ہے جو آپ کا کامل بروز ہوگا۔

چوتھا مفہوم

خاتم النبیین کا چوتھا مفہوم یہ ہے کہ آپ سے قبل جس قدر انبیاء علیہم السلام تشریف لائے تھے آپ کے تشریف لانے سے ان کا زمانہ رسالت اب ختم ہوگیا یعنی ان کی فیض رسانی کا سلسلہ اب منقطع ہوگیا ہے ان کی پیروی سے اب کوئی شخص قرب الٰہی کا خاص مقام حاصل نہیں کرسکتا اب اس مقام کو حاصل کرنا صرف آنحضور صلعم کی اتباع میں محدود کردیا گیا ہے خاتم النبیین کی تشریح حضرت نبی کریم صلعم نے ختم بی النبیون سے فرمائی ہے جس کے معنے ہیں میرے وجود سے نبیوں کو ختم کردیا گیا ہے اس کا مطلب بجز اس کے اور کچھ نہیں ہوسکتا کہ نبیوں کی فیض رسانی کا سلسلہ ختم کردیا گیا ہے ورنہ انبیاء سابقین کی رسالت پر تو ہم اب بھی ایمان رکھتے ہیں اور ہر مسلمان اس پر ایمان لانے کے لئے مکلف ہے لیکن فیض روحانی کا حصول اور مراتب قرب الٰہی کو طے کرنا صرف اور صرف آنحضور صلعم کی کامل اتباع سے ہی وقوع میں آسکتا ہے اس حدیث کے علاوہ قرآن کریم کی مندرجہ ذیل آیت بھی اس پر نص صریح ہے یاایھا الذین اٰمنوا اتقوا اللہ واٰمنوا برسولہ یؤتکم کفلین من رحمتہ ویجعل لکم نوراً تمشون بہ ویغفر لکم واللہ غفور رحیم لئلا یعلم اھل الکتاب الا یقدرون علی شیء من فضل اللہ وان الفضل بید اللہ یؤتیہ من یشاء واللہ ذو الفضل العظیم الحدید ع ۴ اے مومنو اللہ کا تقوےٰ اختیار کرو اور اس کے رسول پر کامل اور حقیقی ایمان لاؤ اللہ تعالےٰ تمہیں اپنی رحمت سے دگنا اجر دے گا اور تمہیں وہ نور عطا کرے گا جس کے ذریعہ تم دنیا میں چلتے پھرتے ہوگے اور تمہیں اپنی حفاظت میں لے لیگا اللہ تعالےٰ غفور رحیم ہے یہ سب انعامات اس لئے تم پر ہوں گے کہ دیگر اہل کتاب یقینی طور پر جان لیں کہ وہ اب اللہ تعالےٰ کے کسی فضل کو بھی حاصل کرنے کی قدرت نہیں رکھتے یقیناً فضل اللہ ہی کے قبضہ میں ہی ہے وہ جس کو چاہتا ہے دیتا ہے اور اللہ بڑے فضل والا ہے یعنی اب وہ اپنے فضل کا وارث صرف محمد رسول اللہ صلعم کے

کامل متبعین کو بانٹے گا۔ یہ آیت اس بات پر نص صریح ہے کہ حضرت نبی کریم صلعم کی پیروی کرنے والے ہی اس نور کو حاصل کر سکتے ہیں جو انبیاء کرام کے ساتھ نازل کیا جاتا ہے اور اس رحمت کو بھی وہی پا سکتے ہیں جس رحمت کا وارث بنانے کے لئے حضرت نبی کریم صلعم کو رحمۃ للعالمین بنایا گیا ہے دوسرے اہل کتاب ان نعمتوں سے اس وقت تک محروم ہیں جب تک وہ پورے اخلاص کے ساتھ حضرت نبی کریم صلعم کی اطاعت میں فنا نہیں ہو جاتے اس قسم کے اخلاص اور فنا فی الاطاعت کا مفہوم اس سے نکلتا ہے کہ آیت میں مومنوں کو مخاطب کر کے فرمایا گیا ہے کہ خدا کے رسول پر ایمان لاؤ حالانکہ مومن تو ہو ہی وہ سکتا ہے جو رسول پر ایمان لا چکا ہو پس اس سے ظاہر ہے کہ اس جگہ ایمان لانے سے مجرد ایمان لانا مراد نہیں بلکہ ایسا ایمان لانا مراد ہے جو خدا کے ہاں مقبول ہو کر خدا کے مذکورہ بالا انعامات کا مستحق انسان کو بنا دے اور قرآن کریم کی رو سے ایسا ایمان وہی ہوتا ہے جو اخلاص کو کامل طور پر اپنے اندر لئے ہوئے ہو اور کامل اطاعت کے مقام پر انسان کو پہنچا دینے والا ہو۔

قرآن کریم اور حدیث کی شہادت کے علاوہ واقعات کی شہادت بھی یہی ہے کہ حضرت نبی کریم صلعم کی کامل اتباع کے بغیر قرب الہی کا یہ بلند مقام قطعاً حاصل نہیں ہو سکتا کیونکہ حضرت نبی کریم صلعم کی آمد کے بعد دوسری قوموں میں اس بلند مرتبہ کے اہل اللہ پیدا ہونے بند ہو گئے لیکن اس کے برخلاف امت محمدیہ میں ہزاروں نہیں بلکہ لاکھوں اس بلند مقام کو حاصل کرنے والے اہل اللہ پیدا ہوئے اور ہر اس ملک میں پیدا ہوئے جہاں اسلام پہنچا کوئی قطعہ زمین بھی جہاں مسلمان آباد ہیں اس بلند درجہ کے اولیاء سے خالی نہیں رہا۔ ۱۴۰۰ برس سے حضرت نبی کریم صلعم کے اس فیض کا چشمہ جاری ہے اور ہمارا یہ زمانہ بھی اس سے سیراب ہوئے بغیر نہیں رہ سکا بلکہ سب سے زیادہ سیراب ہوا ہے کاش مسلمان بھائی اس کی قدر کریں۔

چاروں مفہوموں کی دلالت

ان چاروں مفہوموں میں سے ہر ایک مفہوم اس امر پر بالصراحت دلالت کر رہا ہے کہ آنحضور صلعم کی امت میں بھی اسی طرح صاحب وحی ولایت پیدا ہوتے رہیں گے جس طرح انبیاء سابقین کی امتوں میں پیدا ہوتے رہے ہیں گو درجہ میں ان سے بڑھ کر ہوں گے پھر اس امت کے اولیاء کرام میں ایک ایسا ولی بھی پیدا ہوگا جو تمام اولیاء کرام کا سرتاج ہونے کی وجہ سے قرآن کریم میں اجمالاً اور احادیث صحیحہ میں تفصیلاً مسیح اور مہدی کے لقب سے پکارا گیا ہے، اس پر یہ وحی ولایت اس کثرت سے نازل ہوگی اور اس میں اس کو امور غیبیہ پر اس کثرت سے اطلاع دی جائے گی کہ اس کی آمد سے قبل امت اس کی نظیر پیش کرنے سے قاصر ہوگی اور یہ اس وجہ سے نہیں کہ پہلے اولیاء میں اتنا اثر نہ ہو سکتے بلکہ اس کی وجہ صرف یہ ہوگی کہ پہلے زمانوں میں اس کثرت کی ضرورت نہ تھی اور اس کا زمانہ اتنی زیادہ کثرت کا متقاضی ہوگا اور ہر چیز خدا کی طرف سے ضرورت کے مطابق ہی نازل ہوتی ہے جیسا کہ آیت ان من شیءٍ الا عندنا خزائنہ وما ننزلہ الا بقدر معلوم اس پر نص صریح ہے اور امور غیبیہ پر اس قدر زیادہ کثرت سے اطلاع پانے کی وجہ سے ہی اس کا نام مسلم کی صحیح حدیث میں محض لغوی معنی کے لحاظ سے نبی رکھا گیا ہے جس کے معنی لغت میں کثرت سے غیب کی خبریں پانے والے کے ہیں اور منجملہ اور علامات کے یہ بھی اس کی ایک علامت ہوگی کہ بذریعہ وحی الٰہی اس کو کثرت سے امور غیبیہ پر اطلاع دی جائے گی۔ اگر مسیح موعود و مہدی مسعود کا دعوے کرنے والے میں یہ علامت نہ پائی جاتی تو وہ اپنے دعوے میں صادق نہیں ہو سکتا اور نہ لوگوں کو اس کے دعوے کی طرف توجہ کرنے کی ضرورت تھی اسی لفظ "نبی" کی اصل حقیقت کو نہ سمجھنے کی وجہ سے ہی ہمارے دوسرے مسلمان بھائیوں نے ایک پرانے نبی کی آمد کا عقیدہ قائم کر لیا اور یہ نہ خیال کیا کہ اس عقیدہ سے خاتم النبیین کی مہر ٹوٹ جاتی ہے نہ تو حضرت نبی کریم صلعم آخر زمانہ کی وجہ سے آخری نبی رہتے ہیں اور نہ ہی فیض رسانی کے اعتبار سے آخری نبی رہتے ہیں اور یہ دونوں امور لفظ خاتم النبیین کے مفہوم میں داخل ہیں جیسا کہ قرآن کریم کی آیات سے ثابت کیا گیا ہے اور حدیث لا نبی بعدی اور حدیث لم یبق من النبوۃ الا المبشرات سے ثابت ہو رہا ہے اگرچہ ہر مفہوم ہی اس حقیقت پر روشنی ڈال رہا ہے لیکن میں آخری نبی کے مفہوم کو ہی سامنے رکھتے ہوئے اس حقیقت کو ثابت کرتا ہوں کیونکہ یہی مفہوم عام طور پر رائج ہے۔

انبیاء علیہم السلام کا کام اور انکی آمد کی غرض

اس بات کو سمجھنے کے لئے کہ خاتم النبیین کا لفظ کس طرح اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ آنحضور صلعم کے بعد بھی وحی ولایت کا سلسلہ جاری رہے گا اس حقیقت کو ذہن نشین کر لینا ضروری ہے کہ انبیاء علیہم السلام کے آنے کی غرض کیا ہوتی ہے اور وہ اپنے متبعین کو قرب الٰہی کے کس بلند مقام پر پہنچاتے ہیں سو اس کے لئے ان تمام دوستوں کو جو وحی الٰہی کے دروازہ کو بند کرنے پر مصر ہیں قرآن کریم کی مندرجہ ذیل آیات پر غور کرنا چاہیئے ان میں سے پہلی آیت سورہ آل عمران ع ۸ کی مندرجہ ذیل آیت ہے جس میں اللہ تعالےٰ نے اس غرض کو وضاحت سے بیان فرمایا ہے:۔

ما کان لبشر ان یؤتیہ اللہ الکتاب والحکم والنبوۃ ثم یقول للناس کونوا عبادا لی من دون اللہ ولکن کونوا ربانیین بما کنتم تعلمون الکتاب وبما کنتم تدرسون یعنی کسی بشر کی شان کے شایاں نہیں کہ اللہ تعالےٰ اسے کتاب اور حکم اور نبوت عطا کرے اور وہ اس عطا کے نتیجہ میں لوگوں کو یہ کہے کہ اللہ کو چھوڑ کر میرے بندے بن جاؤ بلکہ اس کے برخلاف ایسا شخص لوگوں کو یہ تلقین کرتا رہتا ہے کہ ربّانی بندے یعنی ربّ سے تعلق رکھنے والے بندے بن جاؤ بوجہ اس تعلیم کے جو الٰہی کتاب کی تم لوگوں کو دیتے ہو اور بوجہ اس کے کہ تم اس کتاب کے ذریعہ اللہ تعالےٰ کی اطاعت میں فنا ہو رہے ہو۔

مندرجہ بالا آیت صاف اور کھلے الفاظ میں ہمیں یہ بتلا رہی ہے کہ انبیاء دنیا میں اس لئے آتے ہیں کہ اپنے متبعین کا رب سے تعلق پیدا کر دیں ان کی اپنی قوت قدسیہ کا بھی یہی کام ہے اور ان کی لائی ہوئی کتاب کا بھی یہی کام ہے آیت کے الفاظ بما کنتم تعلمون الکتاب وبما کنتم تدرسون صاف طور پر ایک تو اس طرف اشارہ کر رہے ہیں کہ اس غرض کو حاصل کرنے والے وہی متبع ہو سکتے ہیں جو اتباع کو کمال تک پہنچا دیتے ہیں دوسرے اس طرف بھی کہ وہ صرف خود ہی اس مقام کو حاصل نہیں کرتے بلکہ شہداء علی الناس ہونے کی وجہ سے وہ دوسروں کو بھی اس مقام تک پہنچانے میں ممد ہوتے ہیں جس پر تُعَلِّمُوْن کا لفظ وضاحت سے دلالت کر رہا ہے کیونکہ تعلیم صرف الفاظ کے معانی بتلانے کا نام ہی نہیں بلکہ ان کی روح اور مغز کو دلوں میں داخل کر دینا بھی اور ان کی عملی زندگی کا ایسے جزو بنا دینا اور معرفت تامہ کے جام سے انہیں سرشار کر دینا بھی اس کے مفہوم میں داخل ہے اس جگہ یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ حقیقی اور اصلی معلم انبیاء علیہم السلام ہوتے ہیں جیسا کہ آیت یعلمھم الکتاب والحکمۃ سے واضح ہے، آیت مندرجہ بالا میں ربانی لوگوں کو بھی معلم قرار دیا گیا ہے، گویا وہ اس صفت میں انبیاء کے وارث ہو جاتے ہیں اسی لئے اس کے بعد ان کی اپنی ذات کے متعلق بھی وبما کنتم تتعلمون یا بما کنتم تقرؤن کی بجائے بما کنتم تدرسون فرمایا اور درس کے معنی عربی زبان میں مٹ جانے یا مٹا دینے کے ہیں اور شرعی اصطلاح میں مٹ جانے یا مٹا دینے سے مراد خدا اور رسول کی اطاعت میں اپنے تمام نفسانی جذبات اور ہوائے نفس کو مٹا کر کلیتہً خدا کا ہو جانا ہوتا ہے اور دوسرے معنی اس کے کسی چیز کے چھلکے کو الگ کر کے اس کے مغز کو لے لینے کے ہیں اس معنی کے اعتبار سے بما کنتم تدرسون کے معنی یہ ہوں گے کہ بوجہ اس کے کہ تم خود اس کتاب کے مغز کو حاصل کرنے والے ہو اور آیۃ لا یمسہ الا المطھرون کے ماتحت اس کے مغز کو وہی حاصل کر سکتے ہیں جو اپنے آپ کو پہلے مطہر بنا چکے

انہی پر اس کے حقائق اور معارف کھولتے ہیں اور وہی اس حقیقت کی تہہ تک پہنچ سکتے ہیں ایسے لوگوں کو ہی راسخ فی العلم قرار دیا گیا ہے اور ایسے ہی لوگوں کے متعلق فرمایا الذین اٰتینٰھم الکتاب یعرفونہ کما یعرفون ابناءھم الذین خسروا انفسھم فھم لا یؤمنون (الانعام ع ۲) یعنی وہ لوگ جن کو ہم نے کتاب کی حقیقت پر اطلاع دی ہے وہ خدا کو اور رسول کو اور اس کی کتاب کو اس طرح پہچانتے ہیں جس طرح اپنے بیٹوں کو پہچانتے ہیں یعنے ان لوگوں کی معرفت کامل معرفت ہوتی ہے جو شک سے بالکل مبرا ہوتی ہے یعرفونہ کی ضمیر ان تینوں کی طرف جاتی ہے اس کے مقابل وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنے آپ کو اس نعمت سے محروم رکھکر اپنے نفسوں کو نقصان میں ڈالا ہوا ہے وہ حقیقی مؤمن نہیں ہیں۔

خلاصہ کلام یہ کہ یہ آیت وضاحت سے ایک تو یہ بتلا رہی ہے کہ انبیاء علیہم السلام اپنے متبعین کو ربانی بناتے ہیں اور پھر یہ ربانی لوگ اپنے متبوع نبی کے فیض کے وارث ہوکر دوسروں کو اس فیض سے مستفیض کرتے ہیں دوسرے ان تین حقائق پر بھی روشنی ڈالتی ہے، اول انبیاء کے امتی ہی ربانی بنتے ہیں، دوم ربانی بننے کا واحد ذریعہ فنا فی اللہ اور فنا فی الرسول ہے، سوم یہ ربانی لوگ امت کو کتاب اللہ کا حقیقی علم عطا کرتے ہیں اب جب یہ ثابت ہو گیا کہ انبیاء کا کام ہی یہ ہے کہ وہ اپنے متبعین کا رب سے تعلق قائم کرادیں تو حضرت نبی کریم صلعم بحیثیت نبی ہی نہیں بلکہ آخری نبی ہونے کے کس طرح اس فرض کی ادائیگی سے الگ رکھے جا سکتے ہیں۔ بلکہ بوجہ آخری نبی ہونے کے آپ قیامت تک اس کام کو سرانجام دیتے رہیں گے اور چونکہ بوجہ خاتم النبیین ہونے کے لئے آنحضور صلعم تمام انبیاء سابقین کے تمام کمالات کے جامع ہیں اس لئے آپ کے فیوض کے ذریعہ آپ کے کامل متبعین جلد اس نعمت الٰہی کو حاصل کرتے ہیں صرف کامیاب ہی نہیں ہونگے بلکہ درجہ میں بھی پہلے ربانی لوگوں سے بڑھ جائیں گے اسی لئے حدیث میں آیا ہے کہ علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل

اب سوال یہ رہ جاتا ہے کہ خدا سے تعلق پیدا ہو جانے سے مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ کے جاری رہنے کا ثبوت کس طرح ملتا ہے سو اس کا ثبوت ذیل کی آیت مہیا کرتی ہے۔

مکالمہ مخاطبہ کے جاری رہنے پر قرآنی آیت

یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ رب سے تعلق رکھنے والے بندوں کی یہ لازمی صفت ہے کہ وہ ہر وقت خدا کی یاد میں مصروف رہیں اور اس کی یاد کی لذت ان کے قلوب پر اس قدر مسلط ہو کہ وہ ایک دم بھی اس کی یاد سے غافل نہ ہوں یذکرون اللہ قیاماً وقعوداً وعلیٰ جنوبھم کا مصداق ہوں اور پھر اس یاد کی شغل عارضی نہ ہو بلکہ اس میں انکو دوام حاصل ہو اور اس راہ میں مشکلات کے پہاڑ بھی انکی یاد میں مخل نہ ہو سکیں اور نہ ان کی استقامت میں کسی قسم کا فرق آسکے بلکہ اس کے برخلاف ان میں زیادتی کا موجب بنتے چلے جائیں اس قسم کے فنا فی اللہ بندوں کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ان پر فرشتوں کا نزول ہوتا ہے حم سجدہ ع ۴ کی مندرجہ ذیل آیت غور کے لئے درج کرتا ہوں ان الذین قالوا ربنا اللہ ثم استقاموا تتنزل علیھم الملائکۃ الا تخافوا ولا تحزنوا وابشروا بالجنۃ التی کنتم توعدون نحن اولیاؤکم فی الحیٰوۃ الدنیا وفی الاٰخرۃ ولکم فیھا ما تشتھی انفسکم ولکم فیھا ما تدعون نزلاً من غفور رحیم ومن احسن قولاً ممن دعا الی اللہ وعمل صالحاً وقال اننی من المسلمین یعنی یقیناً وہ لوگ جو اپنے قول اور عمل سے ثابت کر رہے ہوتے ہیں کہ صرف اللہ ہی کو وہ اپنا رب یقین کرتے ہیں یعنی اپنے رب سے انکا اتنا گہرا تعلق ہوتا ہے کہ ان کا قول اور عمل روز روشن کی طرح ثابت کر رہا ہوتا ہے کہ اللہ کے سوا کسی اور ہستی کو وہ رب ماننے کے لئے تیار نہیں یعنی پورے اور سچے موحد ہیں پھر اس پر انہیں استقامت حاصل ہوتی ہے جب یہ بندے خدا کے ساتھ تعلق میں اس بلند مقام پر پہنچ جاتے ہیں یعنی مکمل طور پر ربانی بن جاتے ہیں تو فرشتوں کا نزول ان پر ہونا شروع ہو جاتا ہے یہ فرشتے ان سے ہمکلام ہوتے ہیں اور ان کو مختلف قسم کی بشارتوں سے نوازتے ہیں پہلی بشارت تو فرشتے ایسے ربانی بندوں کو یہ دیتے ہیں کہ اے بندو تم اب خوف اور حزن کے مقام سے نکل کر امن اور سلامتی کے مقام میں پہنچ گئے ہو، دوسری بشارت فرشتے انہیں یہ دیتے ہیں کہ اس آرام اور خوشی اور راحت اور اطمینان کے مقام میں داخل ہو جاؤ جہاں سکھ ہی سکھ ہے دکھ کا نام و نشان نہیں جس کا نام جنت ہے اور جس کی عطا کا ربانی بندوں کو وعدہ دیا جاتا ہے اور جہاں خدا کی یاد کی لذت اور اسکے شوق میں اور اس کی طرف رغبت میں اضافہ ہی اضافہ ہوتا رہتا ہے، تیسری بشارت فرشتے ایسے ربانی بندوں کو یہ دیتے ہیں کہ چونکہ تم لوگوں کی اصلاح کے لئے کھڑے ہو گئے ہو اس لئے حق کے مخالفین و شیطانی راہوں سے محبت کرنے والے تمہاری دشمنی پر آمادہ ہو جائیں گے سو تم ان سے گھبرانا نہیں ہم تمہاری مدد کے لئے ہر وقت تیار رہیں گے ہماری نصرت ہر وقت تمہارے شامل حال رہے گی انجام کار تم ہی کامیاب ہو گے اور دشمن ذلت اور رسوائی اور ناکامی کے گڑھے میں گرے گا اس دنیا میں بھی ہماری مدد تمہارے شامل حال رہے گی اور آخرت میں بھی شامل حال رہے گی۔ چوتھی بشارت یہ دیں گے کہ جو کچھ تم چاہو گے تمہیں ملے گا یعنے خدا کی نعمتوں سے بھی تم متمتع ہو جاؤ گے اور حق کو قائم کرنے اور باطل کو مٹانے میں بھی تم کامیاب رہو گے اور ربانی بندوں کی خواہشوں کا منتہیٰ یہی ہوتا ہے۔ پانچویں بشارت وہ یہ دیتے ہیں کہ یہ سب نعمتیں تمہیں اس خدا کی طرف سے ملیں گی جو اپنے بندوں کی حفاظت میں غفور کا کام دیتا ہے اور جو اپنے بندوں کی اصلاح کے لئے سامان مہیا کرتا ہے اور ان کی محنتوں اور مجاہدات کے نیک نتائج پیدا کرتا ہے۔ آیت کے آخری الفاظ صراحت اس امر پر دلالت کر رہے ہیں کہ مذکورہ بالا ربانی بندے وہی بندے ہیں جن کو اللہ تعالیٰ دعوت الی الحق کے لئے مامور کرتا ہے جس پر کہ الفاظ ومن احسن قولاً ممن دعا الی اللہ دلالت کر رہے ہیں اس کے بعد کے الفاظ وعمل ...... صالحاً بتلا رہے ہیں کہ وہ شخص اپنے عمل میں دوسروں کے لئے نمونہ ہوگا۔ وقال اننی من المسلمین میں تمام مخالفین اسلام کو چیلنج کیا گیا ہے کہ حقیقی مسلم دیکھنا ہو تو مجھے دیکھ لو یعنی اسلام نے جو علامتیں حقیقی مسلمان کی بیان کی ہیں وہ سب مجھ میں پائی جاتی ہیں، قبولیت دعا کی علامت غیب کی خبریں پانے کی علامت تائید و نصرت الٰہی کی علامت کرامات دکھلانے کی علامت غرضیکہ سب علامتیں مجھ میں پائی جاتی ہیں اور یہ سب مامور من اللہ کی علامات ہیں، مامور من اللہ ہی مخالفین کو چیلنج کرسکتا ہے عام مسلمان یا عام اولیاء چیلنج کرنے کے لئے مامور نہیں ہوتے۔ اب یہ بات واضح اور مسلم ہے کہ خدا تعالیٰ کا مکالمہ مخاطبہ فرشتوں کے ذریعہ ہی ہوتا ہے اور آیت مندرجہ بالا میں ربانی لوگوں سے فرشتوں کا مکالمہ روز روشن کی طرح ثابت ہے جس کا کوئی اندھا ہی انکار کرے تو کرے ورنہ ایک بینا شخص قطعاً انکار نہیں کرسکتا اب جبکہ ایک طرف یہ ثابت ہے کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے کامل امتیوں کو ربانی بنا سکتے ہیں اور دوسری طرف یہ ثابت ہے کہ ربانی لوگ مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ سے مشرف ہوتے ہیں تو نتیجہ واضح ہے کہ امت محمدیہ (علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام) میں مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ کا سلسلہ جاری ہے اور اسے ہی دوسرے لفظوں میں وحی ولایت کے نام سے نامزد کیا جاتا ہے کیونکہ یہ نعمت نبی کی اتباع سے ہی حاصل ہوتی ہے براہ راست نہیں ملتی۔

ایسی بشارتوں کا وعدہ دوسری آیت میں

اسی قسم کی بشارتوں کے ملنے کا وعدہ سورۃ یونس ع ۶ میں بھی کیا گیا ہے جس کے الفاظ یہ ہیں اِنّ اولیاء اللہ لا خوف علیھم ولا ھم یحزنون الذین اٰمنوا وکانوا یتقون لھم البشریٰ فی الحیٰوۃ الدنیا وفی

الآخرۃ لا تبدیل لکلمات اللہ ذالک ھو الفوز العظیم۔ یقیناً اللہ تعالیٰ کے ساتھ دوستی مضبوط رکھنے والے خوف اور حزن سے آزاد ہوتے ہیں، نہ دشمنوں کی دھمکیاں انہیں ڈرا سکتی اور اپنے محبوب حقیقی کی مدد سے مایوس کر سکتی ہیں، اور نہ وہ ناکامی کا منہ دیکھتے ہیں جس سے انہیں حزن کا شکار ہونا پڑے۔ خدا کی مدد ہر موقعہ پر ان کے قدم مضبوط کرتی رہتی ہے۔ یہ اولیاء اللہ کون ہیں؟ یہ وہ لوگ ہیں جو حقیقی ایمان کی دولت سے مالامال ہوتے ہیں اور ان کی زندگی تقویٰ کے ماتحت گزرتی ہے یعنی ہر قسم کی معصیت سے بچتے ہیں اور ہر حکم کی تعمیل میں مصروف نظر آتے ہیں۔ ایسے اولیاء اللہ کے لئے بشارتیں ہیں اس دنیوی زندگی میں بھی اور آخرت میں بھی، اور یہ ثابت شدہ ہے کہ یہ بشارتیں فرشتوں کے ذریعہ ہی ملتی ہیں۔ پس اس آیت سے بھی ثابت ہوا کہ مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ کا سلسلہ جاری ہے۔ مزید تاکید کے لئے اس کے بعد فرمایا کہ خدا کے ان کلمات میں کبھی تبدیلی نہیں ہوگی یعنی حقیقی مومنوں کے ساتھ خدا کا یہ وعدہ ہمیشہ پورا ہوتا رہے گا یہ اٹل وعدہ ہے اور ایسی ہی بشارتوں کا ملنا عظیم کامیابی ہے یعنی خدا کے مکالمہ مخاطبہ کی نعمت سے مشرف ہونا ہی سب سے بڑی کامیابی ہے۔

امت محمدیہ میں وحی الٰہی کے سلسلہ کو بند خیال کرنے والے دوست آیۃ مندرجہ بالا پر غور کی نظر ڈالیں اور دیکھیں کہ کیا ان کا عقیدہ قرآن کے مطابق ہے یا اس کے خلاف ہے۔ اس جگہ اس حدیث کا پیش کر دینا بھی مناسب ہے جس میں ایسی بشارتوں کے ملنے کے لئے وعدہ ہے۔ غالباً منکرین حدیث بھی اس حدیث کی صحت سے انکار نہیں کر سکیں گے کیونکہ یہ حدیث قرآن کریم کی آیات کی تصدیق کر رہی ہے اور ان کے عین مطابق ہے۔ حدیث کے الفاظ یہ ہیں:—

لم یبق من النبوۃ الا المبشرات الا ھی الرؤیا الصالحۃ یراھا المؤمن او تریٰ لہ یعنی نبی کی وحی کے دو حصے ہوتے ہیں، ایک حصہ کا تعلق شریعت کے ساتھ ہوتا ہے، اور دوسرے حصہ کا تعلق بشارتوں کے ساتھ ہوتا ہے۔ حضرت نبی کریم صلعم فرماتے ہیں کہ شریعت والا حصہ تو اپنے کمال کو پہنچنے کی وجہ سے ختم ہو گیا ہے لیکن دوسرا حصہ یعنی مبشرات والا حصہ باقی رہ گیا ہے کیونکہ اس کی ضرورت ہمیشہ رہے گی۔ یہ مبشرات رؤیا صالحہ ہیں۔ رؤیا کا لفظ حدیث میں اصطلاحی معنی یعنی محض خواب کے معنی میں استعمال نہیں ہوا بلکہ لغوی معنی کے لحاظ سے ہر اس علم کے لئے استعمال ہوا ہے جو بندہ کو خدا کی طرف سے دیا جاتا ہے خواہ خواب کے ذریعہ ہو یا کشف کے ذریعہ یا الہام اور وحی کے ذریعہ ہو خواہ الفاظ میں ہو خواہ لکھا ہوا دکھلایا جائے وغیرہ۔

تمام محقق علماء اس امر کو تسلیم کرتے ہیں کہ اس امت میں کاملین خوابوں کے علاوہ الہامات کے مورد بنتے رہے ہیں۔ واقعات کا انکار کس طرح کیا جا سکتا ہے اس لئے ماننا پڑے گا کہ حدیث میں رؤیا کا لفظ عمومی رنگ میں ہی استعمال ہوا ہے۔ اس کے بعد حدیث ایک اور عظیم الشان حقیقت کی طرف اشارہ کر رہی ہے اور وہ یہ کہ امت میں بعض لوگ تو ایسے پیدا ہوں گے جو اپنی کمال محویت کی وجہ سے اس قابل ہوں گے کہ اللہ تعالیٰ ان سے براہ راست کلام کرے اور دوسرے تمام لوگ چونکہ اس مقام پر نہیں پہنچ سکیں گے کہ خدا کے کلام سے براہ راست مشرف ہو سکیں اس لئے ایسے ناقصوں کی رہنمائی کے لئے اور ان کے ایمانوں کو مضبوط کرنے کے لئے اور ان کے اعمال کو حسنی کی پختگی سے بدلنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے یہ انتظام کیا ہوا ہے کہ پہلی قسم کے لوگ پیدا ہو کر امور مندرجہ بالا میں ان کی مدد کرتے ہیں یعنی ان کے ہاتھ پر اللہ تعالیٰ کے نشانوں کو دیکھ کر اور کلام الٰہی کے ذریعہ ان کی بتلائی ہوئی پیشگوئیوں کو پورا ہوتے دیکھ کر وہ اپنے ایمانوں کو تازہ کر لیتے ہیں اور قرآنی آیات میں ایسے ہی لوگوں کو ربانی کے نام سے پکارا گیا ہے اور حدیث میں انہیں مجدد اور محدث کا نام دیا گیا ہے۔

ربانی لوگوں کا کام

اگرچہ ربانی لوگوں کا کام الفاظ بما کنتم تعلمون الکتاب سے ثابت ہوتا ہے جو ان کی شان میں وارد ہوئے ہیں لیکن مزید وضاحت کے لئے ایک اور آیت بھی پیش کی جاتی ہے سورۃ المائدہ ع میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

إنا أنزلنا التوراة فيها هدى ونور يحكم بها النبيون الذين أسلموا للذين هادوا والربانيون والأحبار بما استحفظوا من كتاب الله وكانوا عليه شهداء (یقیناً ہم نے ہی تورات اتاری تھی اس میں ہدایت اور نور تھا جس کے ذریعہ نبی جو خود بھی کامل فرمانبردار ہوتے تھے یہودیوں کے لئے فیصلہ کرتے تھے یعنی ان میں جو اختلافات رونما ہو جاتے تھے اور جو غلطیاں پیدا ہو جاتی تھیں ان کا فیصلہ یا تو نبی کر دیا کرتے تھے یا ربانی لوگ یا عالم لوگ انہی تینوں گروہوں کے سپرد اللہ تعالیٰ نے کتاب اللہ کی حفاظت کا کام کیا ہوا تھا اور وہ کتاب اللہ کی سچائی پر گواہ ہوتے تھے۔

انبیاء کے ساتھ مددگار انبیاء کا وجود

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے سلسلہ کے بانی انبیاء کے ساتھ دوسرے انبیاء کا بھی ذکر کیا ہے اس لئے اس جگہ ضروری معلوم ہوتا ہے کہ بعض دوستوں کی ایک غلط فہمی کو دور کرنے کے لئے ایک حقیقت کا اظہار کر دیا جائے اور وہ یہ ہے کہ حضرت نبی کریم صلعم سے قبل جس قدر بھی باقی ادیان انبیاء تشریف لائے ان کے متعلق قرآن کریم سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ ان کی نبوت دو اعتبار سے کامل نہ تھی ایک تو بوجہ عالمگیر نبوت کے حامل نہ ہونے کی وجہ سے کامل نہ تھی کیونکہ ان میں سے ہر ایک اپنی اپنی خاص قوم کے لئے مبعوث ہوتا تھا، دوسرے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ وہ اپنی اپنی قوم کے لئے بھی مددگار نبیوں کے محتاج ہوتے تھے گویا اپنی قوم کے لئے بھی وہ کامل نبوت لے کر نہ آتے تھے اسی لئے ان کے ساتھ مددگار انبیاء بھی مبعوث ہوتے تھے یہ مددگار انبیاء ان کی زندگی میں ہی نظر نہیں آتے — بلکہ ان کی زندگی کے بعد بھی اس وقت تک ان کا سلسلہ چلتا ہے جب تک کہ ان کا دورِ نبوت چلتا رہتا ہے صرف اس فرق کے ساتھ کہ باقی ادیان کی نبوت روحانی طور پر ان کے دورِ نبوت ختم ہونے تک کام کرتی رہتی تھی لیکن مددگار انبیاء کی نبوت کا دور ایک مقررہ وقت تک کام کر کے ختم ہو جاتا تھا، پھر کوئی دوسرا مددگار نبی مبعوث کر دیا جاتا تھا، یہ مددگار انبیاء بھی ضرور کچھ نہ کچھ نئی ہدایات لے کر آتے تھے یا پہلی ہدایتوں میں کچھ ترمیم وغیرہ کر دیتے تھے کیونکہ بغیر نئی ہدایت کے کوئی نبی نہیں آیا اسی کی طرف یہ حدیث اشارہ کر رہی ہے کلما ھلک نبی خلفہ نبی یعنے موسےٰ کی قوم میں جب ایک نبی کا دورِ نبوت ختم ہوتا تھا (یہی ھلک کے یہاں معنے ہیں) تو دوسرا نبی مبعوث کر دیا جاتا تھا اور درمیان میں علماء اور محدثین کام کرتے رہتے تھے لیکن اس کے برخلاف ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت چونکہ ہر لحاظ سے کامل تھی بوجہ عالمگیر نبوت ہونے کے بھی اور اس لحاظ سے بھی کہ آپ پر انسانی ضروریات کو پورا کرنے والی تمام ہدایتیں مکمل طور پر نازل ہوئیں اور چونکہ اب کوئی نئی ہدایت نازل نہیں ہونی تھی اس لئے آنحضور صلعم کے بعد کوئی نیا نبی بطور آپ کے مددگار کے بھی مبعوث نہیں کیا جا سکتا اس موقعہ پر میں حضرت مسیح موعودؑ کی ایک تحریر پیش کر دینا بھی ضروری سمجھتا ہوں تا وہ دوست بھی جو حضور کے متعلق غلط فہمی میں مبتلا ہیں اور وہ دوست بھی جو عمداً دوسروں کو مغالطہ میں ڈالنے کی کوشش کرتے ہیں اپنے خیالات کی اصلاح کر لیں وہ تحریر یہ ہے:—

"اور وہ (اللہ تعالیٰ) واحد ہے اپنی ذات میں اور صفات میں اور افعال میں اور قدرتوں میں اور اس تک پہنچنے کے لئے تمام دروازے بند ہیں مگر ایک دروازہ جو فرقان مجید نے کھولا ہے اور تمام نبوتیں جو پہلے گزر چکیں ان کی الگ طور پر پیروی کی حاجت نہیں رہی کیونکہ نبوت محمدیہ ان سب پر مشتمل اور حاوی ہے اور بجز اس کے سب

راہیں بند ہیں۔ "تمام سچائیاں جو خدا تک پہنچاتی ہیں اسی کے اندر ہیں نہ اس کے بعد کوئی نئی سچائی آئے گی اور نہ اس سے پہلے کوئی ایسی سچائی تھی جو اس میں موجود نہیں اس لئے اس نبوت پر تمام نبوتوں کا خاتمہ ہے اور ہونا چاہیئے تھا کیونکہ جس چیز کے لئے ایک آغاز ہے اس کے لئے ایک انجام بھی ہے"

(الوصیت ۲۴ دسمبر ۱۹۰۵ء صفحہ ۱۰)

رسالہ الوصیت ۲۴ دسمبر ۱۹۰۵ء کی تصنیف ہے اسلئے نسخ کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ عبارت مندرجہ بالا کے اس فقرہ پر غور کرو "اس لئے اس نبوت پر تمام نبوتوں کا خاتمہ ہے"۔ اس فقرہ میں حضرت نبی کریم صلعم پر نبوت کے ختم ہونے کی وجہ بتلائی گئی ہے اور وہ وجہ کیا بیان کی گئی ہے اس کا ذکر اس کے اوپر کے جملوں میں ہے اور وہ یہ ہے کہ قرآن کے بعد اب کوئی نئی سچائی نہیں آسکتی کیونکہ تمام سچائیاں جو خدا تک پہنچا سکتی ہیں وہ سب اس کے اندر موجود ہیں حتیٰ کہ اس سے قبل جو سچائیاں مختلف انبیاء پر نازل ہوئی تھیں وہ بھی اس کے اندر شامل کر دی گئیں ہیں، معلوم ہوا کہ نبی کی بعثت کی ضرورت اسی وقت پیش آتی ہے جبکہ کسی نئی سچائی کے نزول کی ضرورت ہو، اس سے صاف طور پر واضح ہو گیا کہ نبی کے لئے ضروری ہے کہ وہ کوئی نئی سچائی دنیا میں لائے بغیر اس کے نبی کا آنا عبث ہے خالی پہلی سچائیوں کی طرف لوگوں کو بلانا ہی نبی کا کام نہیں ہوتا، یہ کام تو مجدد دین کا ہے وہ دوست جو پہلی سچائیوں کی طرف بلانا ہی نبی کا کام سمجھتے ہیں اور خیال کرتے ہیں کہ نبی کے لئے کسی نئی ہدایت کا لانا ضروری نہیں وہ حضرت مسیح موعود کی مندرجہ بالا عبارت پر ٹھنڈے دل سے اور تعصب سے قلب کو پاک کر کے غور کریں، عین ممکن ہے کہ حقیقت کی روشنی سے ان کے دل منور ہو جائیں۔

اس عظیم حقیقت کے بیان کرنے کے بعد جس صداقت پر یہ آیت روشنی ڈالتی ہے اس کا بیان کرنا بھی فائدہ سے خالی نہ ہوگا وہ صداقت یہ ہے کہ آیت میں سچائیوں کی طرف بلانے اور ان پر قائم کرنے کا کام تین قسم کے انسانوں کے سپرد کیا گیا ہے، اوّل نبی دوم ربّانی لوگ، سوم علماء کرام، اس سے معلوم ہوا کہ علماء اور ربّانی لوگوں میں فرق ہے اور یہ دو الگ الگ گروہ ہیں، علماء تو صرف علمی دلائل سے کام لیتے ہیں اور شریعت کے ظاہری حصہ کے بیان کرنے پر اکتفا کرتے ہیں اور وہ بھی وہ علماء جو آیت انما یخشی اللہ من عبادہ العلماء کے مصداق ہوتے ہیں، اس کے بالمقابل ربانی لوگ علمی دلائل کے علاوہ خدا تعالےٰ کے زندہ نشان بھی دکھلاتے ہیں اور ان کے ذریعہ ایمانوں کو مضبوط کرتے ہیں مدد دیتے ہیں، ان پر آیت وان تتقوا اللہ یجعل لکم فرقانا ویکفر عنکم سیاٰتکم ویغفر لکم واللہ ذو الفضل العظیم (الانفال ع ۴) کے ماتحت ایسے غیبی امور کھولے جاتے ہیں اور ان کے ہاتھ پر ایسے معجزات ظاہر ہوتے ہیں جو حق کو حق کر کے اور باطل کو باطل کر کے دکھلا دیتے ہیں جن سے ان کی سیئات دور ہو کر خدا کی حفاظت میں وہ آجاتے ہیں اور خدا کے عظیم فضلوں کی وارث ہو جاتے ہیں اور یہی فرقان کا کام ہے ربانی لوگوں کی امت کو اس وقت ضرورت پیش آتی ہے جبکہ عوام کے علاوہ علماء بھی بگڑ جاتے ہیں وہ بھی شریعت کے مغز سے دور جا پڑتے ہیں اور صرف چھلکے پر ہاتھ مارے ہوتے ہیں، عملی حالتیں ان کی بھی خراب ہو جاتی ہیں وہ بجائے دین کی صداقت کو دلوں میں گاڑتے کے عوام کو دین سے متنفر کرنے کا موجب بن جاتے ہیں، اس وقت خدا کی طرف سے ایسے لوگ کھڑے کئے جاتے ہیں جو خدا تعالےٰ سے ہمکلامی کا شرف حاصل کر کے لوگوں کو خدا کی طرف کھینچتے ہیں اور اس میں کامیاب ہو جاتے ہیں یہی وجہ ہے کہ انبیاء کے بعد دوسرے درجہ پر ربانی لوگوں کا ذکر کیا ہے اور علماء کا ذکر تیسرے درجہ پر کیا ہے۔ کیونکہ جو علماء عوام کو شریعت پر قائم رکھنے کا ذریعہ ہوتے ہیں وہ وہی علماء ہوتے ہیں جو نبیوں اور ربانی بندوں کے ذریعہ تیار ہوتے ہیں، ہمارے لئے نبی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہی رہیں گے جیسے کہ ثابت کیا جا چکا ہے آپ کے ساتھ کسی مددگار نبی کی ضرورت نہیں، علماء جب تک کام کر سکے کام کرتے رہے ان کے بگڑنے کی حالت میں اس امت میں ربّانی لوگ پیدا ہوتے رہے ہیں اور حسب ضرورت قیامت تک ہوتے رہینگے، اس زمانہ میں چونکہ بگاڑ انتہا کو پہنچ گیا تھا، اس لئے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی روحانی تربیت کے نتیجہ میں مجدد اعظم پیدا ہو گیا جو مسیح موعود اور مہدی مسعود کے لقب سے ملقب کیا گیا، اور اس نے تمام فساد دور کر دیئے۔

(باقی دارد)

ملفوظات حضرت مسیح موعودؑ (بسلسلہ صفحہ اوّل)

بعض دوسرے حصوں کی تفسیر اور شرح ہیں، ایک جگہ ایک امر بطریق اجمال بیان کیا جاتا ہے تو دوسری جگہ وہی امر کھول کر بیان کر دیا گیا ہے۔ گویا دوسرا پہلے کی تفسیر ہے۔ پس اس جگہ جو فرمایا صراط الذین انعمت علیہم تو یہ بطریق اجمال ہے۔ لیکن دوسرے مقام پر منعم علیہ کی خود ہی تفسیر کر دی ہے۔ من النبیین والصدیقین والشہداء والصالحین۔ منعم علیہم لوگ چار قسم کے ہوتے ہیں، نبی، صدیق، شہید، صالح۔ انبیاء میں چاروں شانیں موجود ہوتی ہیں کیونکہ یہ اعلیٰ کمال ہے، ہر ایک انسان کا یہ فرض ہے کہ وہ ان کمالات کے حاصل کرنے کے لئے جہاں تک مجاہدہ صحیحہ کی ضرورت ہے اس طریق پر جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے عمل سے دکھا دیا ہے کوشش کرے۔

میں یہ بھی تمہیں بتا دینا چاہتا ہوں کہ بہت سے لوگ ہیں جو اپنے تراشے ہوئے وظائف اور اوراد کے ذریعہ سے ان کمالات کو حاصل کرنا چاہتے ہیں یا حق تعالیٰ کے ساتھ سچا عشق اور تعلق پیدا کرنا چاہتے ہیں لیکن میں تمہیں کہتا ہوں کہ جو طریق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اختیار نہیں کیا وہ محض فضول ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھکر منعم علیہ کی راہ کا سچا تجربہ کار اور کون ہو سکتا ہے۔ جن پر نبوت کے بھی سارے کمالات ختم ہو گئے، آپ نے جو راہ اختیار کی وہ بہت ہی صحیح اور اقرب ہے اس راہ کو چھوڑ کر دوسری راہ ایجاد کرنا خواہ وہ بظاہر کتنی ہی خوشکن معلوم ہوتی ہو میری رائے میں ہلاکت ہے۔ اور خدا تعالیٰ نے مجھ پر ایسا ہی ظاہر کیا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سچے اتباع سے خدا ملتا ہے اور آپ کے اتباع...

پیغام صلح مورخہ ۵ جولائی ۱۹۶۱ء رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳ شمارہ ۲۷

ہفت روزہ پیغام صلح لاہور

سالانہ چندہ: پاکستان سے چھ روپے۔ ہندوستان سے چھ روپے ہندوستانی سکہ۔ بیرونی ممالک سے ایک پونڈ

بِسمِ اللہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیمِ۔ رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳ فون نمبر ۷۳۷۳

ہم تو رکھتے ہیں مسلمانوں کا دیں
دل سے ہیں خدّامِ ختم المرسلیں

تم ہمیں دیتے ہو کافر کا خطاب
کیوں نہیں لوگو تمہیں خوفِ عقاب

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا خصوصی ترجمان

ہفت روزہ
پیغامِ صلح لاہور

ہر بدھ کو شائع ہوتا ہے
تار کا پتہ: "تبلیغ" لاہور
فون نمبر: ۷۳۷۳
مدیر: دوست محمد
مدیر معاون: بشیر احمد سوز

زرِ مبادلہ
پاکستان سے: چھ روپے
ہندوستان سے: چھ روپے
ممالک غیر سے
ایک پونڈ

فی پرچہ ۱۳ پیسے

جلد ۴۹ | یوم چہارشنبہ مورخہ ۲۸ محرم الحرام ۱۳۸۱ھ مطابق ۱۲ جولائی ۱۹۶۱ء | نمبر ۲۸

میں خدا تعالیٰ پر ایسا ایمان پیدا کرنا چاہتا ہوں کہ ایمان لانے والا گناہ کی زہر سے بچ جائے

فرمودات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

میں خدا تعالیٰ پر ایسا ایمان پیدا کرنا چاہتا ہوں کہ جو خدا تعالیٰ پر ایمان لاوے وہ گناہ کی زہر سے بچ جاوے اور اس کی فطرت اور سرشت میں ایک تبدیلی ہو جاوے اس پر موت وارد ہو کر ایک نئی زندگی اس کو ملے گناہ سے لذت پانے کی بجائے اس کے دل میں نفرت پیدا ہو جس کی یہ صورت ہو جاوے وہ کہہ سکتا ہے کہ میں نے خدا کو پہچان لیا ہے۔ خدا خوب جانتا ہے کہ اس زمانہ میں یہی حالت ہو رہی ہے کہ خدا کی معرفت نہیں رہی۔ کوئی مذہب ایسا نہیں رہا جو اس منزل پر انسان کو پہنچا دے اور یہ فطرت اس میں پیدا کرے۔ ہم کسی خاص مذہب پر کوئی افسوس نہیں کر سکتے یہ بلا عام ہو رہی ہے اور یہ وبا خطرناک طور پر پھیلی ہوئی ہے۔ میں سچ کہتا ہوں خدا پر ایمان لانے سے انسان فرشتہ بن جاتا ہے بلکہ ملائکہ کا مسجود ہوتا ہے نورانی ہو جاتا ہے۔ غرض جب اس قسم کا زمانہ دنیا پر آتا ہے کہ خدا کی معرفت دنیا میں نہیں رہتی اور تباہ کاری اور ہر قسم کی بدکاریاں کثرت سے پھیل جاتی ہیں خدا کا خوف اٹھ جاتا ہے اور خدا کے حقوق بندوں کو دیئے جاتے ہیں، تو خدا تعالیٰ ایسی حالت میں ایک انسان کو اپنی معرفت کا نور دے کر مامور فرماتا۔ اس پر طعن ہوتا اور ہر طرح اس کو ستایا جاتا اور دکھ دیا جاتا ہے لیکن آخر کار وہ خدا کا مامور کامیاب ہو جاتا ہے اور دنیا میں سچائی کا نور پھیلا دیتا ہے۔ اسی طرح اس زمانہ میں خدا نے مجھے مامور کیا۔ کوئی گالی نہیں جو ہم کو دی گئی۔ کوئی صورت ایذا رسانی کی نہیں جو ہمارے لئے نہیں نکالی گئی مگر ہم ان ساری بلاؤں کو سنتے ہیں۔ اور ان ساری تکلیفوں کو برداشت کرنے کو ہر وقت آمادہ ہیں، خدا تعالیٰ بہتر جانتا ہے کہ بناوٹ سے نہیں بلکہ ہمارا فرض ہے کہ سنیں کیونکہ جس مسند پر ہمیں بٹھایا گیا ہے اس پر بیٹھنے والوں کے ساتھ یہی سلوک ہوا کرتا ہے۔

(ملفوظات احمدیہ جلد اوّل)

بحرِ حکمت کے موتی

عن ابی هریرة رض قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یمین اللہ ملأ لا یغیضها نفقة سحاء اللیل والنهار ارأیتم ما انفق منذ خلق السموات والارض فانہ لم یغض ما فی یدہ وکان عرشہ علی الماء وبیدہ المیزان یخفض ویرفع اخرجہ الشیخان والترمذی لا یغیضها ای لا ینقصها وقولہ سحاء اللیل ای لا ینقطع عطاؤہا کسح المطر (بحوالہ تلخیص الصحاح کتاب السخاء)

ترجمہ:۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تم خرچ کرو میں تم پر خرچ کروں گا اور فرمایا کہ خدا تعالیٰ کا ہاتھ بھرا ہوا ہے رات دن کا پیہم خرچ کرنا ۔۔۔ اس میں کوئی کمی پیدا نہیں کرتا بھلا بتاؤ تو کہ وہ کہ اس نے جب سے زمین و آسمان پیدا کئے ہیں کتنا خرچ کیا ہوگا پھر بھی جو کچھ اس کے ہاتھ میں ہے اس میں کوئی کمی نہیں ہوئی اور اس کا عرش پانی پر ہے اور اس کے ہاتھ میں میزان ہے پست کرتا ہے اور بلند کرتا ہے۔

نوٹ:۔ اگر آج پوری ملت اسلامیہ صفاتِ الٰہی کو اپنا لے تو وہ پھر انسانیت کا بول بالا کر دے۔ اسلام انسانیت کے جوہر کو اجاگر کرنے کے لئے آیا ہے ؎

منم عیاں از وے (محمد) علی وجہ الاتم
جوہر انسان کہ بود آں مضمر ے
(مسیح موعود)

تبلیغی خط و کتابت

دیکھو خدا نے سارے جہاں کو جھکا دیا
گمنام پاکے شہرۂ عالم بنا دیا
(مسیح موعودؑ)

مصر

ترجمہ خط از مسٹر محمد توفیق آویدا - ڈائرکٹر منسٹری اوقاف
قاہرہ - مصر

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

اطلاعاً عرض ہے کہ آپ کا گرامی نامہ مورخہ ۶۱/۴/۱ مل گیا تھا - شکریہ۔

میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ سپریم کونسل اسلامیات اسلامی علمی ورثہ کو از سر نو زندہ اور فعال کرنے میں بہت گہری دلچسپی لے رہی ہے۔ وہ تمام علمی خزائن کی حفاظت اور اس کی روح کو قائم رکھنے میں کوشاں ہے۔

ہم آپ کے مخلصانہ محبت آمیز جذبات کی قدر کرتے ہیں۔ ہم آپ کی ذات گرامی اور مغربی پاکستان کے تمام مسلم ممبران کو قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔

ہم آپ کی خدمات اسلام اور اسلام کی سربلندی میں مخلصانہ کوششوں کی کامیابی کے لئے دست بدعا ہیں۔

(یہ خط میرے مذکورہ بالا خط کے جواب میں ہے جو میں نے ایک دوکاپی بل عبداللہ ڈکو وزیر اسلامیات مصر کو بھیجا تھا۔ جس میں میں نے انہیں اور ان کی معرفت گورنمنٹ مصر کو مبارکباد دی تھی کہ انہوں نے اسلامک ورلڈ سینٹر کی تیرہ منزلہ عمارت میں افتتاح کیا ہے اور وہاں اسلام کی آواز کے نام سے ریڈیو سٹیشن اور کونسل بھی قائم فرمایا ہے۔

اور نیز انہوں نے اعلان فرمایا ہے کہ دنیا بھر کے علماء کی کانفرنس اس بات کے لئے منعقد فرمائے ہیں کہ تمام احادیث کا جائزہ لیا جائے اور از سر نو مرتب کیا جائے۔

میں نے اُن کی خدمت میں بڑے مخلصانہ اور محبت آمیز جذبات کے ساتھ یہ مشورہ دیا تھا کہ تاریخ اسلام کے وہ حصص جو کہ نہایت غیر معقول اور منافی اور کمزور روایات سے پُر ہیں ...... اور اس طرح اسلام کی بدنامی کا باعث ہے انکو کمزور ...... روایات سے پاک وصاف کیا جائے تاکہ اُن کے گرد وغبار سے اسلام کا چہرہ اپنے اصلی خوبصورت شکل میں دنیا کے سامنے پیش ہو۔　　غلام قادر عفی عنہ

نائیجیریا

ترجمہ خط از مسٹر محمد اے او موبولیگوس نائیجیریا۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ'

ایک معزز اور دیانتدار مسلمان سے آپ کا پتہ معلوم کرکے مجھے بہت خوشی حاصل ہوئی ہے۔ اس معزز مسلمان نے مجھے تبلیغ اسلام کرکے اسلام میں داخل کرلیا ہے اور ان کا وعظ نہایت مدلل اور علم آموز تھا۔ اس سے پہلے میں گمراہی اور ضلالت کی زندگی بسر کر رہا تھا۔ مجھے اسلام کی روشنی نے منور کردیا ہے میں چاہتا ہوں کہ مجھے اسلام کی صحیح صحیح تعلیم میسر آجائے۔ یہی وجہ ہے کہ میں یہ خط آپ کو لکھ رہا ہوں۔

مجھے قرآن شریف اور لٹریچر ارسال فرمائیں۔ مجھے ان میں بہت دلچسپی ہے لہٰذا میں نے آپ کے مقدس ملک کے آستانہ کو کھٹکھٹایا ہے۔

امید ہے میری گذارش ہمدردی سے سنی جائیگی۔

(انہیں قرآن شریف اور لٹریچر اور خط بھیجے گئے)

ترجمہ خط از معلم آفولابی لیگوس نائیجیریا -

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ'

ہمیں مسلم مشنری آف دی ورلڈ نامی کتاب سے آپ کے نام اور پتہ سے آگاہی ہوئی ہے۔ اور ہمیں یقین کامل ہے کہ آپ ہماری رہنمائی فرمائیں گے اور ایک نسخہ قرآن شریف کا بھیجکر ممنون فرمائیں گے۔

دیگر عربی لٹریچر آپ کے پاس ہو تو وہ بھی بھیجکر ممنون فرمائیں میں کتب فروشی کرتا ہوں اور اکثر لوگ مجھے جانتے ہیں کہ میں قرآن شریف اور دیگر اسلامی کتب بیچا کرتا ہوں۔

مجھے ایک ممبرشپ سرٹیفکیٹ بھیجیں۔ رضائے الٰہی اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشنودی کے لیے میں آج سے اپنے آپ کو آپ کی جماعت کا ممبر تصور کرتا ہوں۔

میں لیگوس میں عربی ٹیچر ہوں -

عربی لٹریچر اور قرآن مجید کے لیے منتظر ہوں۔

(انہیں قرآن شریف اور عربی کتب و خط بھیجا گیا)

بھارت

ترجمہ خط از مسٹر محمد عبدالمقیوم چوہدری کاچار انڈیا -

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ'

مجھے لٹریچر کا پارسل مل گیا ہے، بہت بہت شکریہ۔ اس پارسل میں ینگ مین آف اسلام کے چھ رسالے اور تھے۔

ہماری مجلس کے سب ممبران آپ کا بہت بہت شکریہ ادا کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ آپ کی تبلیغی مساعی کو بہت بہت برکات بخشے۔ امید ہے آپ کی کوششوں سے دنیا کے تمام گوشوں میں اسلام کا نور پھیل جائے گا۔

ہمیں قرآن شریف اور چند اور کتب بھیجکر ممنون فرمائیں۔　　والسلام

(قرآن شریف اور چند مطلوبہ کتب اور خط بھیجے گئے)

نائیجیریا

ترجمہ خط از معلم سالاکو ردفو امام عربی ماسٹر نائیجیریا۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ'

میں آپ کو بڑی خوشی سے اطلاع دیتا ہوں کہ میں قرآن شریف اور دیگر عربی کتب سے واقف ہوں۔ مجھے عربی اچھی طرح آتی ہے۔ میں عربی اسکول قائم کرنا چاہتا ہوں جس کا نام مدرسہ تعلیم العربیہ ہوگا۔

جب میں مسلمانوں اور عیسائیوں میں وعظ کرتا ہوں تو انہیں میرے وعظ سے اطمینان نصیب ہوتا ہے اور اپنے بہت سے بچے میرے پاس پڑھنے کے لئے بھیجدیتے ہیں تاکہ میں انہیں عربی پڑھاؤں۔

اس وقت چالیس سے اوپر بچے پڑھتے ہیں۔

جب میں پیگن لوگوں میں تبلیغ کرتا ہوں تو انہیں تسلی نہیں ہوتی۔ کیونکہ وہ کہتے ہیں اگر تو سچ کہتا ہے تو اصل قرآن ہمیں دکھاؤ (انگریزی)

میرے پاس قرآن تو ہے مگر انگریزی ترجمہ نہیں جسے وہ اچھی طرح پڑھ سکتے ہیں۔

ان کا تقاضا یہ ہے کہ میں انہیں انگریزی کا ترجمہ شدہ قرآن شریف دکھلاؤں۔

جب انہیں خود پڑھکر اطمینان ہو جائے گا تو ایک سو سے اوپر اپنے بچے پڑھنے کے لئے میرے سپرد کردیں گے۔ لہٰذا میں اللہ تعالیٰ کا واسطہ دے کر آپ سے قرآن شریف کے لئے درخواست کرتا ہوں۔

اللہ تعالیٰ آپ لوگوں کی نصرت فرمائے گا اور اسلام کو دنیا پر غالب کرے گا۔

اسی سال میں انہوں نے وعدہ کیا ہے کہ اگر ان کی تسلی ہوگئی تو وہ مجھے ایک مدرسہ کی تعمیر کروا دیں گے۔

ہم آپ کی مدد کے منتظر ہیں۔

(انہیں قرآن شریف اور لٹریچر اور خط بھیجا گیا۔)

ترجمہ خط از مسٹر سعلاامین اوو ڈرنی منسٹری آف ہیلتھ نائیجیریا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ'

مجھے آپ کا پتہ ایک دوست سے ملا ہے -

مجھے یہ سُن کر بے انتہا خوشی ہوگی کہ آپ ہمارے پیارے مذہب اسلام کو تمام دنیا میں بڑی دلیری سے پیش کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں تمام دنیا کو اسلام کی روشنی سے منور کرنے کی توفیق بخشے میں بہت مشکور ہوں گا اگر

اخلاقی انحطاط —— ہمارا سب سے بڑا مسئلہ

اس عنوان سے گزشتہ شیوع میں چوہدری محمد حسن صاحب چیمہ کا ایک مضمون "نوائے وقت" سے نقل کیا جا چکا ہے۔ جس میں انہوں نے قرآن کریم کی سورۃ فرقان سے عباد الرحمٰن کے اوصاف بیان کرتے ہوئے اس بات کو واضح کیا ہے کہ ہمارا موجودہ اخلاقی انحطاط ان اوصاف کو اپنے اندر پیدا کرنے سے دُور ہو سکتا ہے۔ اس سے پیشتر چوہدری نذیر احمد صاحب چیمہ کا ایک مضمون بھی نوائے وقت سے نقل کیا گیا تھا۔ جس میں انہوں نے سورۃ المؤمنون کی پہلی آیات سے مومنوں کی صفات بیان کرتے ہوئے انہیں اخلاقی انحطاط کا صحیح علاج قرار دیا تھا، فی الحقیقت ان دونوں مقامات میں مسلمانوں کو جس راہ عمل کی ہدایت کی گئی ہے وہ صرف اخلاقی انحطاط ہی کو دُور کرنے کا موجب نہیں بلکہ رشد و ہدایت کے بلند مقام کی طرف لے جانے والی ہے، اور یہی دو مقامات نہیں قرآن کریم کے ایک ایک صفحہ اور ایک ایک سطر میں اخلاقیات کا بہترین سبق دیا گیا ہے، جس پر عمل کرنے سے انسانیت کا بلند ترین مقام حاصل ہو سکتا ہے، اس وقت ہمارے سامنے سورہ بنی اسرائیل کا تیسرا اور چوتھا رکوع ہے، جس میں خدائے واحد کی عبادت کا حکم دینے کے بعد ماں باپ کے ساتھ حسن سلوک پر زور دیتے ہوئے یہ ارشاد فرمایا گیا ہے کہ:- "اگر ان میں سے کوئی ایک یا دونوں بڑھاپے کو پہنچ جائیں تو انہیں اُف بھی نہ کہو اور جھڑکو بھی نہیں اور نہایت ادب سے ان کے ساتھ گفتگو کرو، یہیں تک نہیں، نہایت رحم و ملاطفت کے ساتھ انہیں اپنے دامن عاطفت میں لے لو، اور دعا کرو کہ اے ہمارے ربّ ان دونوں پر رحم فرما، جس طرح انہوں نے مجھے بچپن میں پرورش کیا، تمہارا ربّ جانتا ہے جو کچھ تمہارے دلوں میں ہے اگر تم نیک ہو تو وہ بار بار رجوع کرنے والوں کی حفاظت کرنے والا ہے" غور کیجئے ماں باپ کے ساتھ حسن سلوک بالخصوص بڑھاپے کی عمر میں جب ان کا مزاج چڑچڑا ہو جاتا اور طرح طرح کے عوارض انہیں ہمدردی اور رحم کا محتاج کر دیتے ہیں، ہمارے معاشرہ کی بہت سی بیماریوں کو دُور کرنے والا ہے، اس سبق کو قرآن کریم نے مختلف مقامات پر دہرایا ہے اور اس کی اہمیت کو واضح کرنے کے لئے عبادت الٰہی کے بعد دوسرے درجہ پر اسکو رکھا ہے، آج یہ بھی ایک بیماری ہمارے معاشرے میں پیدا ہو چکی ہے، کہ ماں باپ جب ضعیف العمر ہونے کی وجہ سے اولاد کی ہمدردی اور حسن سلوک کے محتاج ہو جاتے ہیں، تو نالائق بیٹے یا تو ان سے کنارہ کر جاتے ہیں، یا انہیں ہر وقت جھڑکتے اور بُرا بھلا کہتے رہتے ہیں، اور اس بات کا خیال تک نہیں کرتے کہ انہوں نے کس مصیبت اور شفقت کے ساتھ بچپن میں انہیں پالا، پرورش کیا اور پروان چڑھایا، غرض عبادت الٰہی کے بعد یہ دوسرا حکم ہے جو قرآن کریم نے دیا ہے اور جس میں نسل انسانی کو اعلیٰ ترین اخلاق کا سبق پڑھایا ہے، کیونکہ ماں باپ کے ساتھ نیکی اور ہمدردانہ سلوک کرنے سے ہمدردی اور رحم کا جذبہ پرورش پاتا اور دوسروں کے ساتھ بھی حسن سلوک کی عادت پیدا ہو جاتی ہے، اس کے بعد تیسرا حکم یہ دیا کہ قریبیوں کو ان کا حق دو، اور مسکین اور مسافر پر بھی خرچ کرو، یہ بھی ایک بیماری ہمارے معاشرے میں پیدا ہو چکی ہے، کہ قریبیوں کو ان کا واجبی حق نہیں دیا جاتا اور کوشش کی جاتی ہے کہ ان کا حق غصب کر لیا جائے، اس سے طرح طرح کی خرابیاں پیدا ہوتی ہیں، ایک دوسرے پر مقدمات کئے جاتے ہیں، جھوٹ، دغا اور فریب سے ایک دوسرے کا حق دبانے کی کوشش کی جاتی ہے، یہاں تک کہ قتل و غارت تک نوبت پہنچ جاتی ہے۔ جو آج کل کے واقعات کا ایک اہم جزو ہے، رشوتیں، جھوٹی گواہیاں، ظالم کی امداد، مظلوم کو دبانے کی کوشش اسی غصب حقوق کا نتیجہ ہے، جس سے قرآن کریم نے منع کیا ہے اور یہی وہ اخلاقی انحطاط ہے جو آج ہمارے معاشرہ کا سب سے بڑا روگ ..... ہے، غور کیا جائے تو قریبیوں کو ان کا ان کا حق دینا، مساکین اور مسافر پر خرچ کرنا، نہ صرف اخلاقی انحطاط سے بچانے کا ذریعہ ہے بلکہ معاشرہ کو متمول اور بلند اخلاق بنانے کا موجب ہو سکتا ہے، اس ضمن میں یہ بھی فرمایا گیا ہے، کہ اگر تو اپنے ربّ کی رحمت کو چاہتے ہوئے جس کی تجھے امید ہے ان [illegible] سے اعراض کرے تو انہیں نرمی کی بات کہہ دے، اور پھر فرمایا کہ اپنے ہاتھ کو گردن تک بندھا ہوا نہ رکھ اور نہ اسے بالکل ہی کھلا چھوڑ دے ورنہ تجھ پر ملامت ہو گی اور تو درماندہ ہو جائے گا۔ دیکھئے کس قدر میانہ روی کی تعلیم دی گئی ہے، امرا کو بخل اور غربا کو اسراف سے روکنے کا یہ ایک ایسا سبق ہے جو اخلاقیات کے بلند مقام پر کھڑا کرنے کا موجب ہے پھر ایک اور اعلےٰ درجہ کا سبق یہ دیا کہ اولاد کو مفلسی کے خوف سے قتل مت کرو، اس کے معنے بعض مفسرین نے یہ کئے ہیں کہ غربت اور مفلسی کے خوف سے اولاد کو تعلیم نہ دلانا انہیں قتل کرنا ہے، اور اس میں کیا شک ہے، کہ جہالت انسان کو بہت سی خرابیوں اور برائیوں میں مبتلا کر دیتی ہے، اور پڑھا لکھا انسان بالعموم اخلاقی انحطاط سے بچنے کی کوشش کرتا ہے، اس کے بعد زنا، قتل نفس اور یتیم کا مال کھا جانے سے منع کیا، عہد کو پورا کرنے، ماپ تول کو پورا کرنے اور صحیح ترازو سے وزن کرنے کا حکم دیا ظاہر ہے کہ یہ وہ چیزیں ہیں جو معاشرہ کو اخلاقی انحطاط سے بچانے کا بہت بڑا ذریعہ ہیں، اگر قوم ان چیزوں پر عامل ہو جائے، تو اخلاقیات کے بلند مراتب پر پہنچ سکتی ہے، ایک اور بہت بڑی خرابی جس کا انہی آیات میں ذکر کیا ہے کسی غلط بات کو جس کا کوئی صحیح علم نہیں ہوتا لے اُڑنا ہے..... ....، اس سے منع کیا اور فرمایا ہے کہ کان، آنکھ اور دل ان سب سے اس کے متعلق سوال کیا جائے گا، اور پھر فرمایا زمین پر اکڑتا ہوا نہ چل، نہ تو تو زمین کو پھاڑ ڈالے گا اور نہ لمبائی میں پہاڑوں تک پہنچ سکے گا، یہ تکبر کا بدترین نقشہ ہے جس سے منع کیا ہے اور جو اخلاقیات کی تباہی کا موجب ہے، اکڑ بازی انسان کو بہت سی بیماریوں میں مبتلا کر دیتی ہے، اکڑباز انسان دوسروں کو حقارت کی نظر سے دیکھتا ہے جس سے دوسروں کی نظروں میں اس کی کوئی عزت نہیں رہتی، تواضع اور انکسار ایک ایسی صفت ہے جو دلوں کے اندر عزت پیدا کرنے کا موجب ہوتی ہے اور اس قوم کے اندر محبت اور یگانگت پیدا ہوتی ہے آخر میں فرماتا ہے کل ذالک کان سیئہ عند ربک مکروھا۔ ان سب کی برائی تیرے ربّ کے نزدیک ناپسندیدہ ہے۔

کس قدر وضاحت کے ساتھ ان سب برائیوں کا ذکر کر کے جو آج ہمارے معاشرہ کو خراب اور تباہ و برباد کرنے کا موجب ہیں، قرآن کریم نے ان سے روکا ہے، اگر قرآن کریم پر ایمان ہو تو اس کی تعلیمات انسان کو اعلےٰ درجہ کا انسان بنانے اور انہیں اخلاقیات کے بلند مقام پر کھڑا کرنے کا موجب ہو سکتی ہیں، اور یہ کوئی نظریاتی امر نہیں، بلکہ ایسی ہدایات ہیں، جن کا عملی نقشہ ہم صحابہ کرام کی زندگیوں میں دیکھ چکے ہیں، وہ کونسی برائی ہے جو حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں عرب کے اندر موجود نہ تھی، پھر کس طرح قرآن کریم کی تعلیمات اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اُسوہ حسنہ نے ان تمام برائیوں کو ان کے معاشرہ سے مٹا کر انہیں حیوانیت کی زندگی سے نکالا اور انسانیت کے اعلےٰ ترین مقام پر پہنچا دیا، اور پھر اس سے بڑھکر خدا پرست انسان انہیں بنا دیا، یہ ایک ایسا واقعہ ہے جس کی نظیر تاریخ میں نہیں ملتی، تو ہم حیران ہیں کہ صرف چوبیس سال کے عرصہ میں ان لوگوں کو اخلاقیات سے روحانیات کے اعلےٰ مدارج پر پہنچا دیا گیا، جن کی اصلاح

(باقی بر صفحہ کالم ۳)

اخبار و افکار

مستعدی اور محنت و ہمت

جنرل اعظم خان گورنر مشرقی پاکستان نے مشرقی پاکستان کے طوفان زدہ علاقوں میں لوگوں کی جانیں بچانے کے لئے جس غیر معمولی محنت و ہمت اور مستعدی سے کام لیا، اس کی ایک مثال ذیل کے واقعہ سے ملتی ہے، جو ایک مقامی جریدہ سے نقل کی جاتی ہے۔

"وہ طوفان سے گھرے ہوئے علاقوں میں دونوں یکہ تنہا سفر کرتے رہے۔ جب ان کے کہنے پر امریکی جہاز کھانے پینے کی چیزیں لے کر پہنچے تو وہ چاہتے تھے کہ جلد از جلد طوفان زدہ بھوکے پیاسے لوگوں تک یہ چیزیں پہنچ جائیں۔

ادھر اس خوردنی سامان کی ترتیب اور مختلف علاقوں کے لئے تخصیص کا بھاری کام ہو رہا تھا۔ آپ نے چٹاگانگ کے نو مسلم انگریز کمشنر ڈیوڈ خالد پاور سے دریافت کیا کب تک یہ چیزیں ہوائی جہازوں کے ذریعہ پھینکی جا سکتی ہیں؟

"پرسوں سہ پہر تک۔ وہ بھی اگر سارا عملہ دن رات کام کرے۔" تو کمشنر صاحب نے جواب دیا۔

"مگر پرسوں تک میں تو بھوکا نہیں رہ سکتا۔ وہ بھی میرے بیٹے ہیں۔ میں نے تو صبح بھی روٹی کھائی ہے انہوں نے کئی دنوں سے نہیں کھائی .... نہیں نہیں ڈیوڈ پرسوں نہیں کل ـــــ کل صبح آٹھ بجے ہوائی جہاز خوراک لے کر نکل جائیں۔ میں تو ٹھیک آٹھ بجے ہوائی اڈے پر پہنچ جاؤں گا۔ اب ایک لمحہ بھی ضائع نہ کرو۔ ان لوگوں کی جانیں بہت قیمتی ہیں ...."

اگلے دن ٹھیک آٹھ بجے صبح جہاز خوراک کے ذخیرے لے کر طوفان زدہ رقبوں کی طرف پھیل گئے۔

ایک اور مثال

چٹاگانگ کو جانے والی ریلوے لائن ان دنوں بری طرح تباہ ہوئی تھی۔

"اگر پوری ہمت سے کام لیا جائے تو کتنے دن میں یہ لائن گاڑی ... گذرنے کے قابل ہو سکتی ہے" ـــــ گورنر صاحب نے ریلوے کے بڑے انجنیئر سے پوچھا۔

"ہم صرف تین دن میں اسے ٹھیک کر دیں گے۔ بہت سا کام ہو چکا ہے۔ تھوڑا سا باقی ہے .... تین دن سے زیادہ ہرگز نہیں لگیں گے جناب"

"مگر میں تو کل دوپہر تک چٹاگانگ جانا چاہتا ہوں اور اسی ریل کے ذریعہ جاؤں گا ـــــ"

اگلے دن دوپہر کو ریل گاڑی چٹاگانگ کی طرف جا رہی تھی۔ گورنر صاحب کے ڈبے کے سوا باقی سب ڈبوں میں خوراک لدی تھی۔"

کاش ایسی ہی ہمت و مستعدی ہمارے دیگر دفتری کاروبار میں پیدا ہو جائے تو بہت سے معاملات جن کے تصفیہ میں ہفتے اور مہینے اور سالوں تک لگ جاتے ہیں، اور جن کی وجہ سے بے شمار لوگوں کو کئی ایک پریشانیاں اٹھانی پڑتی ہیں، دنوں میں طے ہو جائیں، اور ہمارے معاشرہ کو کئی قسم کی مشکلات سے نجات حاصل ہو جائے۔

ایک نیا مذہب اور اسلام

معاصر کوہستان راوی ہے کہ انگلستان میں ان دنوں ایک نئے مذہب کو بڑی مقبولیت حاصل ہو رہی ہے، اس مذہب کا نام سوبد دہ ہے، اس کا بانی ایک انڈونیشی کلرک ہے، جو پانچ سال پہلے انگلستان میں روزگار کی تلاش میں آیا تھا، یہ مذہب عورتوں میں کافی مقبول ہو رہا ہے۔ بانی مذہب ایک کشتی میں چار عورتوں کے ساتھ رہتا ہے"

معاصر ممدوح نے اس مذہب کی خصوصیت یہ بیان کی ہے کہ اس مذہب کے پیروکار عبادت کے وقت زمین پر لوٹ پوٹ کر جانوروں کی طرح مختلف قسم کی آوازیں نکالتے ہیں اور یہ بھی لکھا ہے کہ کہتے ہیں اس وقت تک، صرف انگلستان میں اس کے پیروکاروں کی تعداد چار پانچ ہزار تک پہنچ گئی ہے"

ہم نہیں جانتے کہ اس نئے مذہب کے متعلق (اگر اسے مذہب کہا جا سکتا ہے) معاصر کوہستان کی اطلاع کہاں تک صحیح ہے، جہاں تک ہمارا خیال ہے اس قسم کی غیر معقول حرکات انگلستان جیسے ملک میں پنپ نہیں سکتیں اور اس کے پیروؤں کی تعداد چار پانچ ہزار تک پہنچ جانا ایک ایسی گپ ہے، جس کو کوئی عقلمند قبول نہیں کر سکتا۔ لیکن اس کے ساتھ ہی معاصر ممدوح کا یہ فقرہ پڑھ کر ہماری حیرت کی انتہا نہیں رہی:-

"قادیانی حضرات نصف صدی
سے انگلستان میں تبلیغ کر رہے
ہیں لیکن ایک درجن انگریزوں کو
بھی اپنا ہم نوا نہیں بنا سکے"

ہمیں افسوس ہے کہ اس بیان میں کوہستان نے ایک ایسی غلط بیانی سے کام لیا ہے جو اس جیسے موقر جریدہ کے لئے کسی طرح موزوں نہیں، کیا اسلام ایسا ہی گیا گذرا مذہب ہے کہ نصف صدی کے لمبے عرصہ میں بھی وہ درجن بھر انگریزوں کو بھی اپنا ہم نوا نہیں بنا سکتا؟ اور ایک غیر معقول مذہب صرف دو تین سال میں چار پانچ ہزار پیروکار پیدا کر لیتا ہے؟ جیسی یہ گپ ہے ویسی ہی وہ بھی گپ ہے کہ نصف صدی میں اسلام ایک درجن انگریزوں کو اپنا ہم نوا نہیں بنا سکا۔ معاصر موصوف کو معلوم ہونا چاہیئے کہ ووکنگ مشن کے ذریعہ انگلستان میں مسلمان ہونے والوں کی تعداد اگر چار پانچ ہزار نہیں تو ہزار ڈیڑھ ہزار سے کم بھی نہیں۔ ہمارے سامنے اس وقت ISLAM OUR CHOICE کے نام سے ایک نئی کتاب ہے جس میں ووکنگ مسلم مشن کے ذریعہ مسلمان ہونے والے ایک سو تیرہ انگریزوں کے نام، ان کے فوٹو اور قبول اسلام کی وجوہات درج ہیں، یہ نام بھی بہت تھوڑے ہیں اور یہ کہنا مبالغہ نہیں کہ اس میں بہت سے نو مسلمین کے نام درج نہیں ہیں، ممکن ہے کتاب کے دوسرے حصہ میں درج ہوں، بہرحال اسی کتاب کے اندراجات کو ہی ملحوظ رکھتے ہوئے "ایک درجن انگریزوں کے اسلام کا ہمنوا نہ ہونے کی روایت کا کیا باقی رہ جاتا ہے معاصر کوہستان کو چاہیئے کہ ایسی بے پر کی اڑانے سے پہلے اس کی تحقیق کر لیا کرے تاکہ بعد کو شرمندہ نہ ہونا پڑے۔

اخلاقی انحطاط

(بسلسلہ صفحہ نمبر ۳)

یہودی اور مسیحی دونوں قومیں مایوس ہو چکی تھیں۔ یہ صرف قرآن کریم کی بلند تعلیمات اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی انفاس قدسیہ کا نتیجہ تھا، آج بھی ان تعلیمات پر عمل کرنے سے وہی مقام حاصل ہو سکتا ہے، اور حضرت امام وقت نے اسی نمونہ کی ایک قوم پیدا کر کے بتا دیا ہے کہ موجودہ معاشرہ کا اخلاقی انحطاط اگر دور ہو سکتا ہے تو زبانی قیل و قال سے نہیں بلکہ قرآن کریم پر ایمان لانے اور اس پر عمل سے دور ہو سکتا ہے مگر یہ ایمان اور عمل کس طرح پیدا ہو؟ اس کا ذریعہ ایک ہی ذریعہ ہے، امام وقت کی اطاعت جنہوں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا حقیقی نمونہ پیش ..... کر کے ایمان اور عمل کا وہی رنگ پیدا کیا جو صحابہ کرام میں پایا جاتا تھا، یہ ہے اخلاقی انحطاط کے سب سے بڑے مسئلہ کا حل، کاش اس کی طرف لوگوں کی توجہ ہو جائے تو ہماری ساری بیماریاں دور ہو سکتی ہیں۔

ضروری اعلان

ینگ مینز احمدیہ ایسوسی ایشن لاہور کی ماہانہ میٹنگ مورخہ ۱۶ر جولائی ۱۹۶۱ء بروز اتوار ساڑھے پانچ بجے شام، زیر اہتمام نوجوانانِ مسلم ٹاؤن جامع احمدیہ مسلم ٹاؤن میں منعقد ہو رہی ہے۔

جناب مرزا مسعود بیگ صاحب مقرر خصوصی ہوں گے۔ نوجوانانِ قوم اور احباب ملت سے اجلاس میں شرکت کی درخواست ہے

المشتہر:- بشیر احمد سوز
پبلسٹی سیکرٹری

اخلاقِ عالیہ کی تعلیم جو دنیا میں امن و راحت پیدا کرنے کا موجب ہے

کشمیر اور الجزائر میں مسلمانوں پر ظلم و ستم اور امریکہ کا متضاد رویہ

خطبہ جمعہ مورخہ ۷ جولائی ۱۹۶۱ء فرمودہ حضرت امیر قوم مولانا صدر الدین صاحب ایدہ اللہ بمقام احمدیہ بلڈنگس لاہور

ان اللہ یامر بالعدل والاحسان وایتائ ذی القربیٰ وینھیٰ عن الفحشاء والمنکر والبغی یعظکم لعلکم تذکرون ——— (النحل رکوع ۱۳)

دنیا میں راحت اور امن پیدا کرنے والے احکام

یہ آیت جو میں نے .... پڑھی ہے اس کے اندر جامع احکام ہیں۔ ان احکام پر عمل کرنے سے لوگوں میں راحت اور امن پیدا کیا جا سکتا ہے۔ قوموں کا ذکر اگلی آیت میں کیا ہے۔ ہر ہفتہ خطبہ جمعہ میں یہ آیات پڑھی جاتی ہیں اس سے اس آیہ کریمہ کی اہمیت ظاہر ہوتی ہے۔ اس کو ہر جمعہ میں دہرایا جاتا ہے اور اس پر عمل درآمد کرنے سے فرد میں، جماعت میں، معاشرے میں، قوم میں، اور سوسائٹی میں امن و راحت اور آسودگی و اطمینان پیدا ہو سکتا ہے۔ جب یہ آیت نازل ہوئی تو حضرت ابوطالب نے فرمایا یامرکم بمکارم الاخلاق، میرے بھتیجے کی تعلیم کو دیکھو کس قدر مفید ہے۔ اور تم لوگ ہو کہ ان کا مقابلہ کرنے، ان کو تکلیف دینے اور ان کو تباہ کرنے کی کوشش میں ہو۔ تم ... اگر اس تعلیم پر چلو تو تمہیں فائدہ ہوگا۔

قرآن کریم کی تعلیم اعلیٰ اخلاق کی حامل ہے

اسی طرح مفروق نے اس تعلیم کے معقول و مفید ہونے کا اعتراف کیا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اہل مکہ سے تنگ آکر حج کے موقعہ پر باہر سے آنے ہوئے قافلوں کی طرف گئے وہاں ایک بہت بڑا ادیب مفروق نامی آیا ہوا تھا۔ اس نے کہا الی ماتدعونا یا اخا قریش، قریشی بھائی تم ہمیں کس بات کی دعوت دیتے ہو۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت پڑھی:۔ ان اللہ یامر بالعدل والاحسان وایتائ ذی القربیٰ وینھیٰ عن الفحشاء والمنکر والبغی۔ سنو لوگو! اللہ تمہیں عدل و احسان کرنے اور قریبیوں پر اموال خرچ کرنے کا حکم دیتا ہے، اور بے حیائی، برائی اور دوسروں پر زیادتی کرنے سے روکتا ہے۔ اس پر مفروق بولا أنه واللہ دعوت الی مکارم الاخلاق ومحاسن الافعال۔

عدل و انصاف کا حکم

اس آیت میں اللہ تعالیٰ ہر چھوٹے بڑے انسان کو حکم دیتا ہے کہ عدل و انصاف کی راہ پر چلنا چاہیئے۔ لوگوں کے حقوق کا خیال رکھنا چاہیئے۔ اٹھنے بیٹھنے اور کھانے پینے میں درمیانی راستہ اختیار کرنا چاہیئے۔ اس کو کہتے ہیں امۃ وسطاً مسلمان قوم کو امتِ وسط کہا گیا ہے۔ اس لئے کہ اس کا طریق کار درمیانی یعنی اعلےٰ درجہ کا ہے۔ گھر میں عدل و انصاف ہو، بیوی بچوں، ماں باپ، بہن بھائی، عزیز و اقارب، نوکر چاکر، سب کے ساتھ حسنِ سلوک سے پیش آؤ، نیز اپنی قوم اور دوسری قوموں کے ساتھ عدل و انصاف سے کام لیا جائے اور کسی کی حق تلفی نہ کی جائے۔

حضرت ابوبکرؓ کا اعلان

حضرت ابوبکرؓ نے پہلے دن مسند خلافت پر بیٹھ کر اعلان فرمایا، اگر کسی کمزور کا حق مارا جائے تو میں آرام نہیں لوں گا جب تک اس کا حق طاقتور سے واپس نہ دلا دوں۔

احسان اور مروّت کی تعلیم

دوسری بات فرمائی والاحسان۔ عدل سے بڑھ کر مروّت کے راستہ پر چلنے کی تلقین فرمائی۔ ہر امر میں عدل و انصاف سے کام لینا آسان کام نہیں۔ اور مروّت و احسان سے کام لینا اور بھی مشکل ہے۔ لوگوں کی بھلائی چاہنا، ان سے بہتر سلوک کرنا ان کی ضروریات پر اپنا مال خرچ کرنا، وقت صرف کرنا، اور اپنی توجہ صرف کرنا مروّت ہے، اس کا بہت اثر ہوتا ہے۔

حضرت امام زمانؑ کی مروّت کا ایک واقعہ

ایک دفعہ حضرت امام زمانؑ کی خدمت میں ایک شخص نے کہا کہ فلاں شخص کی بیماری کا خط آیا ہے۔ آپ نے فرمایا اچھا آپ جا کر اس کی خبر لے آئیں، اور میری طرف سے کچھ روپے بھی لیتے جاویں کیونکہ بیماری میں روپے کی ضرورت ہوتی ہے، اور آپ دیکھ آئیں ان کا کیا حال ہے۔ یہ مروّت ہے اس کا بہت گہرا اثر ہوتا ہے۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں سے بہت مروّت کرتے تھے۔ آپ کی شجاعت، سخاوت اور مروّت کی کوئی انتہا نہیں۔ ایسا کرنے سے دلوں کے اندر محبت و الفت یگانگت اور ہمدردی پیدا ہوتی ہے۔ پھر فرمایا وایتائ ذی القربیٰ۔ قریبیوں پر مال خرچ کرو۔

برائیوں سے بچنے کی تلقین

نیکیوں کی تلقین کرنے کے بعد تین برائیوں سے منع فرمایا۔ وینھیٰ عن الفحشاء۔ تمام قسم کی بے حیائیوں سے خدا روکتا ہے۔ فحشاء فسادات پیدا کرنے کا موجب ہے، بدکاری خطرناک حرکت ہے۔ اس سے قتل مقاتلہ پیدا ہوتا ہے، اور سالہا سال تک انتقام لینے کی آگ نہیں بجھتی۔ اسی طرح المنکر۔ تمہارے جن افعال و اعمال کو قوم پسند نہیں کرتی اس سے باز آجاؤ۔ مار دھاڑ ہے۔ جور و ظلم ہے، چوری چکاری ہے، اس سے باز آجاؤ، دوسروں پر زیادتی نہ کرو۔ اس زیادتی کرنے کی مرض تکبر سے پیدا ہوتی ہے۔ تکبر کی وجہ سے وہ شخص دوسروں کو کمزور خیال کرتا اور ان پر زیادتی کرتا ہے۔ والبغی یہ شیطانی کام ہے اس سے تکبر پیدا ہوتا ہے۔ متکبر انسان دوسروں کی تذلیل و تحقیر کرتا ہے، ہر بات میں کہتا ہے کہ میں بڑا ہوں، میں نہایت ذہین ہوں، میں وہ ہوں، میں یہ ہوں،

عہد و پیمان کی پابندی

واوفوا بعھد اللہ اذا عاھدتم اللہ تعالیٰ سے جو تم نے وعدہ کیا ہے اور رسولؐ اور امامؑ سے جو تم نے عہد باندھا ہے اس کو پورا کرو۔ ولا تنقضوا الایمان بعد توکیدھا اور اپنی قسموں اور عہد و معاہدوں کو مت توڑو خدا

خیال کو اپنے سامنے رکھو۔ ان اللہ یعلم ما تفعلون۔ اس لئے کہ جو کچھ تم کرتے ہو وہ سب کچھ جانتا ہے۔ لہذا تم نے جو عہد اپنے خدا اپنے رسول، اپنے امام، اپنے عزیز و غیر سے یا دشمن سے باندھ رکھا ہے اس کو پورا کرو۔

حضرت کی ایفائے عہد کی ایک مثال

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صلح حدیبیہ کے وقت بڑا مشکل کام کیا۔ عہد کا پورا کرنا اس موقعہ پر بڑا مشکل کام تھا۔ ابو جندل اہل مکہ کے جور و ستم سے تنگ آکر بھاگ نکلے حدیبیہ کے مقام پر پہنچکر اس کی جان میں جان آگئی لیکن سہیل نے کہا شرائط صلح کے رُو سے یہ مسلمان جو مکہ سے بھاگ آیا ہے ہمارے سپرد کیا جائے۔ فی الحقیقت ....

.... یہ عہد و پیمان ہو گیا تھا کہ اگر مکہ سے کوئی مسلمان بھاگ کر مسلمانوں میں شریک ہو جائے تو اسے واپس کرنا ہوگا اور اگر کوئی مسلمان مکہ والوں میں آ جائے تو وہ واپس نہ کیا جائے گا۔ بنا بریں حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ ابو جندل کو مکہ والوں کے سپرد کر دیا جائے، اس نے کہا حضور میں مظلوم ہوں مجھے قید و بند کی سزائیں دی جاتی ہیں۔ اس نے پیٹھ ننگی کر کے زخموں کے نشان دکھلائے مسلمان غصہ سے جوش میں آ گئے، اور انہوں نے کہا کہ ابو جندل کو واپس نہیں کریں گے۔ لیکن حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہمارا عہد ہو چکا ہے لہذا اس کو واپس کر دو چنانچہ اسے واپس کر دیا گیا معاہدہ پر عمل کرنے کے لئے بہت بڑا دل گردہ چاہیئے۔

امریکہ کے قول و فعل میں تضاد

آگے جو بات بیان کی گئی ہے وہ اس زمانہ کے متعلق ہے، وہ یہ ہے تتخذون ایمانکم دخلاً بینکم ان تکون امۃ ھی اربیٰ من امۃ۔ قوموں کے درمیان معاہدے ہوتے ہیں۔ فرمایا کہ تم اپنے عہد و پیمان کو فساد کا موجب نہ بناؤ۔ اس بناء پر کہ ایک قوم دوسری قوم سے طاقت میں، خزانے میں، لاؤلشکر میں اور اثر و رسوخ میں زیادہ ہے اس کی خاطر عدل و انصاف کو چھوڑ دینا فساد کا باعث ہے۔

قرآن کریم کی تعلیمات ہر زمانہ کے لئے ہیں۔

اس زمانہ میں یورپین اقوام کو اپنی سائنس اور مادی ترقی پر بہت فخر ہے۔ لیکن ان کو عہد و پیمان کا کوئی پاس نہیں، وہ کسی کمزور قوم کا ساتھ نہیں دیتے، اس لئے کہ اس کمزور قوم کے مقابلہ میں دوسری قوم کا اثر و رسوخ زیادہ ہے، ان کی تعداد زیادہ ہے ان کے اموال زیادہ ہیں، ان کی قوت اور اثر و رسوخ زیادہ ہے، امریکہ نے بار بار اعلان کیا کہ ہم ہر قوم کی آزادی کے خواہاں ہیں، ہم جمہوریت پسند ہیں ہم ہر کمزور قوم کا ساتھ دیں گے۔ لیکن اس کے سامنے ایسے مواقع ...... بھی آئے جب اپنے اس دعوے کو اس نے پورا نہ کر دکھایا۔ کشمیر میں چالیس لاکھ مسلمان دہائی دے رہے ہیں کہ ہم پر ظلم ہو رہا ہے۔ ہمارے حقوق پامال ہو رہے ہیں۔ ہماری آزادی مسلوب ہو رہی ہے۔ لیکن اس پر امریکہ کے کان پر جوں تک نہیں رینگتی۔ اس کا یہ دعوےٰ ہے کہ ہم دنیا کی کمزور قوموں کی حمایت کرتے ہیں، جمہوریت کے دلدادہ ہیں، غلام قوموں کو آزادی دلاتے ہیں۔ مگر حالت یہ ہے کہ وہ زبردست قوم کے مقابل پر زبردست قوم کا ساتھ دیتے ہیں۔ الجزائر میں کئی سال سے مسلمانوں کا خون ہو رہا ہے امریکہ اس مظلوم قوم کی دستگیری نہیں کرتا دخلاً بینکم ان تکون امۃ ھی اربیٰ من امۃ ایک قوم کمزور ہے اور اس کو ایک طاقتور قوم اپنا غلام اور محکوم رکھنا چاہتی ہے۔ مگر وہ اس زبردست قوم کا ہی ساتھ دیتا ہے۔

آنحضرت صلعم کا عدل و انصاف

اس قسم کے مواقع حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی پیش آئے۔ طعمہ ایک انصاری تھا۔ حضور نبی کریم کے دل میں انصاریوں کے لئے بڑا احسان اور مروّت تھی کہیں سے طعمہ نے زرہ یکتر چرا لی، اور اس خوف سے کہ میں پکڑا جاؤں گا کسی یہودی کے گھر میں ڈال دی۔ تاکہ چوری کا الزام یہودی کے سر آ جائے۔ مقدمہ چلا۔ انصاری لوگ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے، عرض کی حضور طعمہ انصاری ہے۔ اپنی قوم کا فرد ہے مسلمان ہے۔ اس پر الزام لگا تو قوم بدنام ہو جائے گی، یہودی بے ایمان کافر ہے وہ جھوٹ بولتا ہے چوری اس نے خود کی ہے۔ اب وہ پکڑا جائے۔ اور کئے کی سزا دی جائے۔ یہ عرب قوم اگر کہتی ہے یا دقناعت اس قوم کی ہے۔ لاؤلشکر اس کے ہیں۔ دولت ثروت اس کے پاس ہے۔ یہودی قوم محکوم و کمزور ہے زیر دست ہے۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مقدمہ سنتے ہیں، یہودی بری کر دیا جاتا ہے۔ اور طعمہ مجرم قرار پا جاتا ہے۔

اسی طرح مصر کے عیسائیوں سے عدل و انصاف کا سلوک کیا گیا، اور اسی طرح یمن کے عیسائیوں کے ساتھ عدل و انصاف کا سلوک کیا گیا۔

زمانہ حال کی قوموں کی حالت

اس آیت کی روشنی میں دیکھا جائے تو قوموں کی حالت کیسی خراب ہے۔ ان کا علم، ان کا فن، ان کی سائنس، ان کی عقل و تہذیب کدھر چلی گئی ہے۔ کہ وہ کمزور، مجبور، محکوم، اور مظلوم قوم کے مقابل پر ...

آہ! — شیخ عبد العلی صاحب

اخبار پیغام صلح میں اپنے بزرگ شیخ عبد العلی صاحب کے انتقال کی خبر پڑھ کر مجھے بہت ہی قلق اور صدمہ ہوا ہے۔ شیخ صاحب مرحوم کو میں غالباً سال ۱۹۲۲ء و ۱۹۲۳ء سے جانتا ہوں۔ جب کہ وہ ڈیرہ غازی خاں میں سب جج کی حیثیت سے تشریف لائے تھے۔ اور میں اسکول میں آٹھویں یا نویں جماعت میں پڑھتا تھا۔ مجھے یاد ہے اس وقت ان کے ساتھ ان کے بڑے بھائی حافظ محمد عیسیٰ صاحب بھی ڈیرہ غازی خاں میں تشریف فرما تھے۔ نماز جمعہ شیخ صاحب مرحوم کے مکان پر پڑھی جاتی تھی۔ اور حافظ محمد عیسےٰ صاحب امامت فرماتے تھے۔ اور بہت خوبصورت لہجہ میں قرآن کریم کی قرأت فرمایا کرتے تھے۔ شیخ صاحب مرحوم کو مجھ سے بہت ہی محبت تھی۔ اور مجھ سے بڑھ کر محبت ان کو میرے والد مرحوم نور محمد خاں سے تھی۔ وہ آپس میں بیٹھ کر گھنٹوں سلسلہ کی باتیں کیا کرتے تھے۔ شیخ صاحب مرحوم نہایت ہی پکے اور مخلص احمدی تھے۔ ان کے دل و دماغ میں احمدیت کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی۔ اس لئے ان کو کسی کے سامنے احمدیت پیش کرنے میں کبھی جھجک نہ تھی انہی دنوں ڈیرہ غازی خاں میں مولانا نعمت اللہ خاں مرحوم تقریر کرنے کے لئے تشریف لائے اس جلسے کا سب انتظام قبلہ شیخ صاحب مرحوم نے فرمایا۔ بلکہ اس جلسہ کی صدارت بھی خود فرمائی اور اپنے تمام افسر و ستوں کو بھی جلسہ میں آنے کی دعوت دی۔ یہ تمام باتیں میری آنکھوں کے سامنے پھر رہی ہیں، اور شیخ صاحب مرحوم کی ان دنوں کی جوانی سے بھری ہوئی پیاری صورت میری آنکھوں کے سامنے ہے۔ ڈیرہ غازی خاں سے تبدیل ہونے کے بعد میں پھر ملازمت کے دوران میں انکو ملتان ملا۔ جبکہ وہ وہاں افسر مال کی حیثیت سے تعینات تھے۔ مجھے بڑے پیار سے ملے۔ اور میرے حالات دریافت فرماتے رہے۔ ملازمت سے ریٹائر ہونے کے بعد آخری دفعہ میں ان کو سالانہ جلسہ سال ۱۹۵۹ء میں ملا۔ آپ مجلس معتمدین کے ممبر بھی تھے۔ ان دنوں جماعت میں کچھ انتشار موجود تھا۔ آپ نے اس اجلاس میں ایک جذبہ اور درد سے بھری ہوئی بڑی زبردست تقریر کی اور جماعت کے افراد کو اختلاف کے دور کرنے کی تلقین کی اور تقویٰ اختیار کرنے پر زور دیا۔ ان کی تقریر کا ایک ایک لفظ ابھی تک میرے کانوں میں گونج رہا ہے۔ اس تقریر کے خاتمہ میں ان سے ملا اور میں نے ان سے پوچھا کہ کیا آپ نے مجھے پہچانا ہے؟ مجھ سے بغلگیر ہو کر فرمانے لگے کیا میں تمہیں بھلا سکتا ہوں تم میرے ایک نہایت عزیز دوست و بھائی نور محمد خاں کے لڑکے ہو۔ اور پھر فرمانے لگے "دیکھو! تمہارا باپ بہت

(باقی بر صفحہ ۱۴)

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بھی اُمت محمدیہ میں وحی ولایت کا دروازہ کھلا ہے

(از۔ مولانا شیخ عبدالرحمٰن صاحب مصری)

دوسری آیت

گذشتہ قسط میں اس حقیقت کو ثابت کرنے کے لئے آیت خاتم النبیین کو پیش کیا گیا تھا اس کے ساتھ وہ آیات بھی پیش کر دی گئی تھیں جو لفظ خاتم النبیین کی تشریح و تفسیر میں وارد ہوئی ہیں اس قسط میں اسی حقیقت کو ثابت کرنے کے لئے قرآن کریم کی دیگر آیات پیش کی جاتی ہیں آل عمران کے آخری رکوع میں اللہ تعالےٰ مؤمنوں کی زبان سے ایک دعا نقل کرتا ہے جس کے الفاظ یہ ہیں ربنا اننا سمعنا منادیا ینادی للایمان ان امنوا بربکم فامنا ربنا فاغفر لنا ذنوبنا وکفر عنا سیاتنا وتوفنا مع الابرار ربنا واتنا ما وعدتنا علی رسلک ولا تخزنا یوم القیامۃ انک لا تخلف المیعاد فاستجاب لھم ربھم انی لا اضیع عمل عامل منکم من ذکر او انثی یعنے اے ہمارے ربّ ہم نے ایک پکارنے والے کی آواز کو سنا جو ایمان کی طرف بلاتے ہوئے یہ کہہ رہا تھا کہ اپنے ربّ پر ایمان لاؤ پس لے ہمارے ربّ ہم ایمان لے آئے پس وہ تمام گناہ جن کا ارتکاب ہم سے بوجہ عدم ایمان پہلے ہو چکا ہے معاف کر دے اور ان کے نتیجہ میں جو دکھ ہمیں پہنچ سکتے ہیں انہیں ہم سے دُور کر دے اور ہم کو کامل طور پر نیک بنا دے اور اسی نیکی کی حالت میں ہی ہماری رُوح کو قبض کیجیو اے ہمارے ربّ جو انعامات اور افضال تو نے اپنے رسولوں کے ذریعہ ابرار کو دینے کا وعدہ دیا ہے وہ سب ہمیں عطا کر اور قیامت کے روز ہمیں ذلت سے بچائیو تو اپنے وعدے کے خلاف ہرگز نہیں کرتا، اللہ تعالےٰ نے ان کی دعا کو قبول کرتے ہوئے فرمایا کہ میں تم میں سے کسی عمل کرنے والے کا عمل ضائع نہیں کروں گا خواہ وہ عامل مرد ہو یا عورت۔

اس جگہ میں اس دُعا کے ایک خاص حصہ کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں، اس حصہ دُعا میں پہلے خدا سے ابرار میں داخل کئے جانے کی التماس کی گئی ہے جس کے معنی یہ ہوئے کہ بشر کی تمام وہ صفات ان میں پیدا ہو جائیں جن کا ذکر سورۃ البقرۃ ع ۲۲۔ اور قرآن کریم کے دوسرے مقامات میں کیا گیا ہے بِرّ کی تمام صفات سے متصف ہو جانے کے بعد وہ خدا سے یہ طلب کرتے ہیں کہ ایسے نیک آدمیوں کے لئے جو وعدے آپ نے اپنے رسولوں کی معرفت کئے ہیں ان تمام وعدوں کو ہمارے وجود میں پورا کر دیں رسولوں کے ذریعہ جو وعدے اُمتیوں کو دیئے گئے ہیں ان کی تفصیل حسب ذیل ہے:۔

(۱) قبولیت دُعا کا وعدہ
(۲) کتاب اللہ کے علوم و حقائق کے عطا کئے جانے کا وعدہ
(۳) مخالفین کے مقابلہ میں تائید اور نصرت الٰہی کا شامل حال ہونا
(۴) خدا سے تعلق کا پیدا ہونا
(۵) خدا کے مکالمہ مخاطبہ کا مورد بننا
(۶) غیب سے تعلق رکھنے والی خبروں کو پانا۔
(۷) کرامات کی شکل میں فرقان کا حاصل ہونا۔
(۸) مقابلہ میں معاند دشمنوں کا ذلیل و خوار ہونا۔

ان تمام انعامات میں سے سب سے بڑا انعام مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ ہے جو خاص الخاص ابرار کو عطا کیا جاتا ہے آیت مندرجہ بالا میں دعا کے ساتھ اس کی قبولیت کا بھی ذکر کیا گیا ہے جس کے معنے یہ ہیں کہ اُمت محمدیہ کے کاملین کو مندرجہ بالا تمام نعمتیں عطا کی جائیں گی چونکہ ایسے کاملین کے مدارج مختلف ہوں گے اس لئے بعض کاملین ان نعمتوں میں سے بعض کو پائیں گے اور بعض سب کے وارث ہوں گے۔ اہل سنت میں جس نے مسیح اور مہدی بنت کر بھیجا جانا تھا وہ لامحالہ ان سب نعمتوں کو پانے والا ہوگا چنانچہ حضرت مرزا صاحب نے جنہوں نے مسیح موعود اور مہدی معہود ہونے کا دعوےٰ کیا اپنے وجود میں ان سب نعمتوں کے حصول کا ثبوت اور مکالمہ مخاطبہ سے وافر حصہ پانے کا بالخصوص ثبوت بہم پہنچا دیا۔ پس آیت مندرجہ بالا سے صاف طور پر نص صریح ہے اس امر پر کہ امت محمدیہ میں وحی ولایت کا دروازہ کھلا ہے کیونکہ اس کے حصول کا وعدہ اُمت کو دیا گیا ہے جس طرح پہلے رسولوں کے اُمتیوں کے ساتھ اس وعدہ کا ایفا ہوتا رہا اسی طرح اس اُمت کے حق میں بھی یہ وعدہ پورا ہوتا رہے گا جس طرح پہلی امتوں کے مرد اور عورتیں ان انعامات کے وارث ہوں گے پہلی اُمتوں میں ایسے صاحب وحی اور صاحب کمالات کے وجود کا جناب پرویز صاحب اور ان کے ہم نوا دوستوں کو بھی اعتراف ہے اس لئے قرآن کریم کی اس آیت کی موجودگی میں انہیں اس حقیقت کو تسلیم کئے بغیر چارہ نہیں کہ حضرت نبی کریم صلعم کی امت میں بھی ایسے کاملین پیدا ہوتے رہیں گے جو اس وعدہ الٰہی کے مطابق وحی الٰہی کے مورد بنتے رہیں گے۔

رسولوں کی پیروی کے نتیجہ میں حاصل ہونے والے سب سے بلند مقام کی تعیین

آیت مندرجہ بالا میں اس امر کا بالصراحت ذکر ہے کہ اللہ تعالےٰ نے رسولوں کے ذریعہ ان کے اُمتیوں کے ساتھ کچھ وعدے کئے ہیں جن کے ایفا کا انہیں یقین دلایا گیا ہے اور امت محمدیہ میں (علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام) کو ہدایت کی گئی ہے کہ وہ اللہ تعالےٰ سے دعا مانگیں کہ وہ وعدے ان کی ذات میں بھی پورے ہو جائیں اور ساتھ ہی امت کو یہ بھی یقین دلایا گیا ہے کہ ان کی یہ دعا اللہ تعالےٰ قبول کرے گا اب میں ایک اور آیت کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں جو اس بلند ترین مقام کی تعیین کر رہی ہے جو رسولوں کی پیروی سے ان کے وعدوں کے مطابق اُمتیوں کو حاصل ہو سکتا ہے وہ آیت سورۃ حدید کی مندرجہ ذیل آیت ہے والذین امنوا باللہ ورسلہ اولٰئک ھم الصدیقون والشھداء عند ربھم لھم اجرھم ونورھم۔ اور وہ لوگ جو اللہ پر اور اس کے رسولوں پر ایمان لاتے ہیں (اس جگہ ایمان سے مراد محض زبان سے اقرار نہیں بلکہ وہ ایمان مراد ہے جس کے ساتھ کامل اخلاص ملا ہوا ہو اور جو شک و شبہ سے کلیتہً پاک ہو اور دل کی گہرائیوں میں اتر گیا ہو جیسا کہ سورۃ الحجرات ع ۲ میں بیان ہوا ہے) یہی لوگ ہیں جو اپنے ربّ کے ہاں صدیقوں اور شہیدوں کی فہرست میں لکھے جاتے ہیں ان کے لئے ان کا اجر اور ان کا نور ہے اس آیت سے واضح ہے کہ رسولوں کی پیروی سے کسی اُمتی کو جو بلند ترین مقام حاصل ہو سکتا ہے وہ صدیقیت کا مقام ہے اس مقام کو حاصل کرنے والا صدیق کے لقب سے ملقب کیا جاتا ہے سورۃ آل عمران کی اس آیت سے جو گذشتہ قسط میں پیش کی گئی تھی معلوم ہوتا ہے کہ رسول اپنے کامل متبع کو ربانی بناتے ہیں ان دونوں آیتوں کو ملا کر پڑھا جائے تو نتیجہ یہی نکلتا ہے کہ ربانی لوگوں میں سے بھی سب سے بلند مقام پر پہنچنے والے صدیق ہیں اور یہ گذشتہ قسط میں یقینی دلائل سے ثابت کیا جا چکا ہے کہ ربانی لوگ خدا تعالےٰ کے مکالمہ مخاطبہ سے مشرف ہوتے ہیں، فرشتے ان پر اترتے اور ان

سے کلام کرتے ہیں پس صدیق جو ربانیوں کی جماعت میں سرفہرست ہیں کیوں مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ سے محروم ہوں گے بلکہ وہ تو بدرجہ اولیٰ اس نعمت کو پانے والے ہوں گے۔

صدیقیت کے مقام کو حاصل کرنے والوں کے متعلق ایک تو یہ فرمایا اولٰئک ھم الصدیقون والشھداء عند ربھم جس سے معلوم ہوا کہ جب تک خدا کے رجسٹر میں کوئی شخص صدیق نہ لکھا جائے وہ صدیقیت کے ساتھ تعلق رکھنے والے انعامات پانے کا مستحق نہیں ہو سکتا دوسرے ان کے متعلق یہ فرمایا لھم اجرھم ونورھم یعنے اُن کے لئے اُن کا اجر بھی اور ان کا نور بھی ہے اجر اور نور کو ان کی طرف منسوب کرکے اس طرف اشارہ کیا ہے کہ یہ لوگ اس اجر اور نور کے مالک اور حقدار ہیں جو ان کو اس مقام پر پہنچنے کے نتیجہ میں ملتا ہے چونکہ یہ لوگ رسولوں کی پیروی سے اس مقام پر پہنچتے ہیں اس لئے یہ نور جو ان کو ملتا ہے رسول کے نور کا ہی پرتو ہوتا ہے کیونکہ ہر رسول اپنے ساتھ ایک نور لاتا ہے جیسا کہ اس آیت سے ظاہر ہے فامنوا باللہ ورسولہ والنور الذی انزلنا واللہ بما تعملون خبیر اس آیت میں صرف رسول پر ہی ایمان لانے کی ہدایت نہیں کی گئی بلکہ اس نور پر ایمان لانے کی ہدایت بھی ہے جو رسول کے ساتھ نازل کیا جاتا ہے اور یہ بات مسلم ہے کہ اس نور کا نزول روح القدس کے واسطہ سے ہوتا ہے پس آیت میں محمد رسول اللہ صلعم کے ان امتیوں کو جو آنحضور صلعم کی پیروی سے صدیقیت کے مقام پر پہنچتے ہیں بشارت دی گئی ہے کہ وہ محمد رسول اللہ صلعم کے اس نور کے وارث ہوں گے جو آنحضور صلعم کے ساتھ نازل ہوا اور چونکہ آنجناب کا نور کامل ترین نور ہے اس لئے اس امت کے صدیقین بھی کامل ترین نور کے وارث ہوں گے جو پہلے رسولوں کے صدیقوں کے نور سے لازماً بڑھکر ہوگا اور یہ صدیق بھی اسی وجہ سے پہلے صدیقوں سے درجہ اور کمالات میں افضل ہوں گے وہ نور چونکہ روح القدس کے واسطہ سے ہی ملتا ہے اس لئے ظاہر ہے کہ اس امت کے صدیق لامحالہ روح القدس سے تائید یافتہ ہوں گے جیسا کہ سورۃ المجادلہ کی اس آیت سے بھی اسکی تائید ہوتی ہے اولٰئک کتب فی قلوبھم الایمان وایدھم بروح منہ یہی کامل مومن ہیں جن کے دلوں میں اللہ تعالےٰ نے ایمان لکھدیا ہے یعنی مکمل طور پر محفوظ کر دیا ہے اور ان کو اپنی جناب سے روح القدس سے مؤید کیا ہے

دوسری اہم بات جو اس نور کے متعلق قرآن کریم سے معلوم ہوتی ہے وہ یہ ہے کہ یہ نور اسی دنیا میں کامل مؤمنین کو ملتا ہے جیسا کہ سورۃ الحدید ع ۲ میں فرمایا

یوم تری المؤمنین والمؤمنات یسعیٰ نورھم بین ایدیھم وبایمانھم جس دن تو دیکھے گا کہ مؤمن مردوں اور مؤمن عورتوں کے آگے پیچھے اور دائیں بائیں یعنے چاروں طرف ان کا نور دوڑ رہا ہے۔ ان کے اس نور کو دیکھکر منافق بول اُٹھیں گے یوم یقول المنافقون والمنافقات للذین امنوا انظرونا نقتبس من نورکم منافق مرد اور منافق عورتیں مؤمنوں کو مخاطب کرکے کہیں گے ہمیں مہلت دو کہ ہم بھی تمہارے نور سے کچھ اقتباس کر لیں۔ جواب ملے گا قیل ارجعوا وراءکم فالتمسوا نوراً جواب میں انہیں کہا جائے گا دنیا میں واپس جاؤ وہاں اس نور کو ڈھونڈو اس جواب سے ظاہر ہے کہ یہ نور جس کے وارث مؤمن ہوتے ہیں وہ دنیا میں ہی مل سکتا ہے دنیا سے ہی اس نور کو ساتھ لے کر آخرت کی طرف انسان سفر کرتا ہے جو ایسا نہیں کرتے ان کو وہاں نور نہیں مل سکتا جیسا کہ فرمایا من کان فی ھذہ اعمیٰ فھو فی الاخرۃ اعمیٰ واضل سبیلاً خلاصہ کلام یہ کہ آنحضرت صلعم بھی آیت ما محمد الا رسول اور آیت ما کنت بدعا من الرسل کے ماتحت صرف رسول ہی ہیں اس لئے آنحضور صلعم کی پیروی بھی جس بلند مقام پر اپنے امتی کو پہنچا سکتی ہے وہ صدیقیت کا ہی مقام ہے اس سے اوپر صرف نبوت کا مقام ہے جو نہ محض کسب سے حاصل ہو سکتا ہے اور نہ کسی نبی کی پیروی سے حاصل ہو سکتا ہے چنانچہ آیت وما ارسلنا من رسول الا لیطاع باذن اللہ اس حقیقت پر صاف دلالت کر رہی ہے یعنے نبی نبوت کے حاصل کرنے میں کسی دوسرے انسان کا مطیع نہیں ہوا کرتا بلکہ وہ دنیا میں اس لئے بھیجا جاتا ہے کہ دوسرے اس کی اطاعت میں فنا ہو کر بلند سے بلند روحانی مقام حاصل کریں جو رسولوں کے متبعین کے لئے مقرر ہیں جن میں سے صدیقیت کا مقام سب سے بلند مقام ہے امتی کے لئے اس سے بلند کوئی مقام نہیں حضرت مسیح موعودؑ نے بھی صدیقیت کو ہی امتی کے لئے سب سے بلند مقام بتلایا ہے اور اس کے معنی فنافی الرسول کے کئے ہیں اور لکھا ہے کہ اس مقام پر پہنچنے والا خدا کے مکالمہ مخاطبہ سے مشرف ہوتا اور کثرت سے غیب کی خبریں پاتا ہے آیت من یطع اللہ والرسول الخ سے جو نبوت کے جاری رہنے کا نتیجہ نکالا جاتا ہے وہ بالکل غلط ہے انشاء اللہ اس پر کسی آیندہ قسط میں روشنی ڈالی جائے گی۔

ایک اہم نکتہ

اس حقیقت کو بیان کرنے کے بعد کہ صدیقیت ہی سب سے بلند مقام ہے جو امتی کو اپنے نبی کی پیروی سے مل سکتا ہے اب میں ذوق سلیم رکھنے والے احباب کے لئے اس حقیقت سے بھی پردہ اُٹھانا چاہتا ہوں کہ قرآن کریم نے اس مقام پر رسولوں کی پیروی سے اعلےٰ سے اعلےٰ مقام کے حصول کے بیان کرنے کی کیا ضرورت تھی، اس آیت کے سیاق و سباق پر اگر نظر غائر ڈالی جائے تو صاف معلوم ہو جائے گا کہ اس جگہ ایک عظیم الشان صدیق کو عظیم الشان مصلح بنا کر مبعوث کرنے کی پیشگوئی بیان کی جا رہی ہے اور اس کی صداقت کو ذہن نشین کرانے کے لئے اس زمانہ کی اہم علامات کا بھی ساتھ ہی تذکرہ کر دیا گیا ہے آیئے ہم اس آیت کے سیاق و سباق کا گہری نظر سے مطالعہ کریں۔

اس سلسلہ میں سب سے پہلے اس آیت میں اُمت کے بگڑنے کا تذکرہ کیا گیا ہے چنانچہ فرمایا:۔ الم یان للذین امنوا ان تخشع قلوبھم لذکر اللہ وما نزل من الحق ولا یکونوا کالذین اوتوا الکتاب من قبل فطال علیھم الامد فقست قلوبھم وکثیر منھم فاسقون اعلموا ان اللہ یحی الارض بعد موتھا قد بینا لکم الایات لعلکم تعقلون یعنی کیا وقت نہیں آیا کہ ان لوگوں کے دل جو بظاہر ایمان کا دعوےٰ کرتے ہیں خدا کے ذکر کے لئے اور اس حق کو قبول کرنے کے لئے جو اللہ کی طرف سے نازل ہوا ہے خشوع سے جھک جائیں اور ان لوگوں کی طرح نہ ہو جائیں جن کو ان سے پہلے کتاب دی گئی تھی اور جب اُن پر لمبا زمانہ گذر گیا تو ان کے دل سخت ہو گئے، دلوں کے سخت ہونے کا نتیجہ یہ ہوا کہ ان میں بہت سے لوگ فسق و فجور میں مبتلا ہو گئے کیونکہ قساوت قلبی انسان کو فسق و فجور کی طرف ہی راغب کرتی ہے اور اس کے اندر گناہوں کی طرف میلان پیدا کر دیتی ہے یہی اس کی ذاتی خاصیت ہے پس جان لو کہ اللہ تعالےٰ کی یہ سنت ہے کہ وہ زمین کو یعنی اہل زمین کو اُن کی موت کے بعد زندہ کیا کرتا ہے ہم نے تمہارے فائدہ اور غور کے لئے دلائل اور نشانات کھول کر بیان کر دیئے ہیں تاکہ تم سوچ و بچار سے کام لے کر ان سے فائدہ اُٹھاؤ پس جب دلوں میں قساوت پیدا ہوتے دیکھو اور اس کے نتیجہ میں فسق و فجور کو پھیلتے دیکھو تو اس علامت سے سمجھ لو کہ مامور کے پیدا ہونے کا وقت آگیا ہے پھر اسکے علاوہ اس مامور کے ذریعہ بھی نشانات ظاہر ہوں گے جو اس کی صداقت کو ثابت کر دینگے ان مادی نشانات کے علاوہ مامور اپنی صداقت کو ثابت کرنے کے لئے براہین نیرہ بھی پیش کرکے نہ ماننے والوں کا منہ بند کر دے گا اور یہ خود ایک زبردست نشان ہوگا اس جگہ یہ بھی

یاد رہے کہ اس ذکر کو وابستہ کیا ہے ان لوگوں کے ذکر کے ساتھ جو زبان سے تو ایمان کا اظہار کرتے ہیں لیکن دل ان کے مومن نہیں ہوتے، بلکہ شکوک و شبہات نے ان کو گھیرا ہوا ہوتا ہے ان لوگوں کو قرآن کریم کی اصطلاح میں منافق کہتے ہیں چنانچہ اس آیت سے قبل انہی منافقوں کا ذکر ہے اور انہی کے متعلق بتلایا گیا ہے کہ وہ قیامت کے دن نور سے محروم ہوں گے اور ان کو یہی کہا جائے گا کہ دنیا سے اس نور کو لانا تھا اور جب وہ مومنوں کو کہیں گے کہ کیا ہم دنیا میں تمہارے ساتھ نہ تھے تو انہیں جواب ملے گا کہ بے شک تم ہمارے ساتھ تو تھے لیکن تم نے اپنے دلوں اور نفوس کو ہم سے دور رکھا اور ہماری تباہی کا انتظار کرتے رہے اور شکوک اور شبہات کی دلدل میں پھنسے رہے اور تمہاری جھوٹی آرزوؤں نے تمہیں دھوکا میں رکھا یہاں تک کہ اللہ تعالےٰ کا امر یعنی غلبۂ اسلام کا وقت آگیا خلاصہ یہ کہ شیطان نے تم کو اللہ تعالےٰ کے وعدوں کے متعلق جو غلبۂ اسلام کے بارے میں تھے دھوکہ میں رکھا اور تم اس کے دھوکہ میں آکر حقیقی ایمان کی نعمت سے محروم رہے سو آج نہ تو تم سے کوئی فدیہ لیا جائے گا جس طرح کہ کافروں سے کوئی فدیہ نہیں لیا جائے گا تمہارا ٹھکانا آگ ہے وہی اب تمہاری دوست ہے جس سے تم نے دنیا میں تعلق پیدا کیا اور یہ برا ٹھکانا ہے۔

منافقوں کا مفصل ذکر کرنے کے بعد فرمایا ہے کہ کیا مومنوں کے لئے وقت نہیں آیا الخ منافقوں کے ذکر کے ساتھ اس آیت کو جوڑنا صاف بتلا رہا ہے کہ مسلمانوں پر بھی ایسا وقت آنے والا ہے کہ بظاہر تو وہ مومن کہلائیں گے لیکن دل اُن کے حقیقی ایمان سے خالی ہوں گے اسلام کی صداقت کے متعلق وہ شکوک و شبہات میں گرفتار ہوں گے، دوسری قوموں کی دنیاوی شان و شوکت اور ان کے غلبہ کو دیکھ کر اور ان کے مقابل مسلمانوں کی حالت ادبار اور ان کے ضعف کو مشاہدہ کرکے وہ اسی انتظار میں ہوں گے کہ کب یہ عمارت اسلام دھڑام سے زمین پر گرتی ہے، کیونکہ وہ اسے ... SPENT FORCE (ختم شدہ طاقت) یقین کر رہے ہوں گے اور ان کے دلوں میں یہی آرزو جوش مار رہی ہوگی کہ کاش ہم بھی اہل یورپ کی تقلید میں اُن کے نقش قدم پر چل کر دنیاوی عزت و عروج کو دوبارہ حاصل کر لیں اسلام نے تو ہمیں بہت پیچھے ڈال دیا ہے اب یہ زمانہ اسلام کی تعلیم پر عمل کرنے کا نہیں شیطان نے اس قسم کے وساوس ان کے دلوں میں پیدا کرکے ان کو خدا اور اس کے رسول سے بدظن کر دیا ہوگا اور اسی بدظنی میں مبتلا ہو کر وہ گو زبان سے انکار نہیں کر رہے ہوں گے لیکن دلوں میں خدا اور اس کے رسول کو چھوڑ بیٹھیں گے جب یہ زمانہ آئیگا (جو اب نمایاں طور پر آیا ہوا نظر آرہا ہے) تو بطور پیشگوئی اللہ تعالےٰ ایسے زمانہ کے مسلمانوں کو مخاطب کرکے فرماتا ہے کہ کیا ایسے مسلمانوں کے لئے جو اسلام کی صداقت کے متعلق شکوک و شبہات میں مبتلا ہو گئے ہیں اور جن کے ایمانوں کی کشتی شیطانی وساوس کے طوفان کی زد میں آنے کی وجہ سے ڈگمگا رہی ہے وقت نہیں آیا کہ اُن کے دل خدا کے ذکر کے لئے اور خدا کے بھیجے ہوئے حق کو قبول کرنے کے لئے نہایت عاجزی اور انکساری کے ساتھ جھک جائیں یعنی وہ وقت آگیا ہے کہ ہر عقلمند انسان جو طرز کلام سے ہی اس کی غرض و غایت تک پہنچ جاتا ہے بآسانی سمجھ سکتا ہے کہ اس قسم کے جملے اسی وقت استعمال کئے جاتے ہیں جبکہ خدا کے ذکر کی طرف جھکنے اور اس کے ارسال کردہ حق کو قبول کرنے کی طرف میلان پیدا کرنے کے سامان بھی مہیا کر دیئے جائیں اور ہر ذی شعور اور ذی فہم انسان جانتا ہے کہ اللہ تعالےٰ خود آکر لوگوں کو مخاطب نہیں کیا کرتا بلکہ کسی مامور کے ذریعہ سے ہی اپنی منشاء کو لوگوں پر واضح کرتا اور ان تک پہنچا دیتا ہے اور اسی مامور کے ذریعہ ہی ایسے سامان پیدا کرتا ہے جو اس کے منشاء کو عملی جامہ پہنانے کی طرف انہیں مائل کر دیں گویا آیت کا یہ حصہ اشارۃ النص کے طور پر مسلمانوں میں ایک مامور کے مبعوث ہونے کی پیشگوئی کر رہا ہے اور انہیں بشارت دے رہا ہے کہ جب تم ذکر اللہ سے غافل ہو جاؤ گے اور خدا کے بھیجے ہوئے حق کو قبول کرنے سے تمہارے دل اِبا کر رہے ہوں گے اس وقت خدا ایک مامور کو بھیجے گا جو تمہارے دلوں کو اسلام کی صداقت پر یقین سے بھر دے گا جس کے نتیجہ میں تم پھر ذکر اللہ کی طرف اور خدا کے بھیجے ہوئے حق کو قبول کرنے کی طرف دلی اخلاص سے راغب ہو جاؤ گے اس حقیقت کی مزید وضاحت آیت کے اگلے حصہ میں کی گئی ہے جس میں فرمایا کہ ان لوگوں کی طرح مت بن جاؤ جن کو تم سے پہلے کتاب دی گئی جب اُن کی کتاب پر طویل زمانہ گذر گیا تو اُن کے دلوں میں سختائی آگئی جو حق کے قبول کرنے اور احکام الٰہی پر عمل کرنے کی راہ میں زبردست روک ثابت بن جاتی ہے صرف یہی نہیں بلکہ ایسی قساوت قلبی نیکی کی بجائے فسق و فجور میں لوگوں کو مبتلا کر دیتی ہے جس کی کثرت کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ دل مُردہ ہو جاتے ہیں جن کو دوبارہ زندہ کرنے کی ضرورت پیش آتی ہے اور یہ بات اظہر من الشمس اور مسلم ہے کہ مُردہ دلوں کو زندگی ربانی مصلح کے ذریعہ ہی ملتی ہے اور کلام الٰہی ہی زندگی بخش جام انہیں پلاتا ہے جب سے دنیا بنی ہے یہی طریق اس کام کے لئے اللہ تعالےٰ نے اختیار کیا ہوا ہے ان الفاظ سے ظاہر ہوتا ہے کہ آیت میں حضرت نبی کریم صلعم کے زمانہ کے منافقوں کا ذکر نہیں کیونکہ اس میں لمبا زمانہ گذرنے کی وجہ سے قلوب میں قساوت پیدا ہونے کا تذکرہ ہے اور اس زمانہ کے منافقوں پر تو قرآن کے نزول کے بعد لمبا زمانہ نہیں گذرا تھا۔ اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ مسلمانوں میں ضعف ایمان کی یہ حالت ایک لمبا زمانہ گذرنے کے بعد پیدا ہوگی حدیث میں اس لمبے زمانہ کی مدت یہ بتلائی گئی ہے کہ پہلی تین صدیوں کے گذرنے کے بعد جو ہزار سال آئے گا وہ فیج اعوج کا زمانہ ہوگا اس میں دن بدن دلوں میں کجی پیدا ہوتی چلی جائے گی یہاں تک کہ ہزار سال کے آخر میں یہ اپنے انتہاء کو پہنچ جائے گی کیونکہ اس وقت دجال کا ظہور ہو جائے گا جو اس لمبے عرصہ میں مسلمانوں میں پیدا شدہ غلط عقائد سے فائدہ اٹھا کر ان کے دلوں کے اندر اسلام کی سچائی کے متعلق مختلف قسم کے وساوس پیدا کرکے ان کو اسلام سے منحرف کرنے کی کوشش کرے گا اور کافی حد تک اس میں کامیاب بھی ہو جائے گا اس وقت اللہ اپنے وعدہ انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون کو یاد کرے گا اور اپنی قدیم سنت کے مطابق کسی مامور کو بھیج کر اس ذکر کی صداقت کو دلوں میں گاڑ دے گا اس سنت کا ذکر سورت زخرف کی اس آیت میں ہے افنضرب عنکم الذکر صفحا ان کنتم قوما مسرفین وکم ارسلنا من نبی فی الاولین وما یاتیھم من نبی الا کانوا بہ یستھزءون فاھلکنا اشد منھم بطشا ومضی مثل الاولین یعنے جس وقت لوگ خدا کی نافرمانی میں حد سے بڑھ کر گناہوں کی زندگی بسر کرنے لگ پڑتے ہیں تو ہم ان کو اسی حالت میں چھوڑ نہیں دیا کرتے بلکہ کسی مامور کو بھیج کر ان کی اصلاح کا سامان پیدا کر دیتے ہیں لوگ اُن کے ساتھ ہنسی ٹھٹھے سے پیش آتے ہیں جس کے نتیجہ میں وہ مختلف قسم کے عذابوں میں گرفتار ہوتے ہیں یہ ہماری سنت ہمیشہ سے چلی آتی ہے پہلی قوموں کی تاریخ کا مطالعہ کرکے اس کی صداقت کو دیکھ لو۔

اب ایک طرف قرآن کریم کی آیت کو سامنے رکھو جس میں صاف طور پر بتلایا گیا ہے کہ قرآن کریم کی آمد پر لمبا زمانہ گذرنے کے بعد مسلمانوں کی حالت یہ ہو جائے گی کہ وہ خدا کے ذکر سے غافل ہو جائیں گے اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ ھو الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ ودین الحق کے ماتحت جو حق بھیجا گیا اُسے پس پشت ڈال دیں گے نیز قساوت قلبی کا شکار ہو کر فسق و فجور اس قدر غلبہ پالے گا کہ اُن کے دل مُردہ ہو جائیں گے جن کو دوبارہ زندہ کرنے کی ضرورت پیش آئے گی جس کے متعلق سنت اللہ یہی ہے کہ وہ کسی مامور کو بھیج کر ہی انہیں زندہ کیا کرتا ہے حدیث میں لمبے عرصہ کی تعیین کر دی

گئی ہے گویا بتلا دیا گیا ہے کہ وہ مامور چودھویں صدی میں ظہور کرے گا اور وہ ابن مریم سے کامل مشابہت رکھنے کی وجہ سے مسیح کہلائے گا اور حضرت نبی کریم صلعم کے فیض سے مستفیض ہونے کی وجہ سے مہدی کہلائے گا اب اس حقیقت سے کوئی ہوشمند انسان انکار نہیں کرسکتا کہ حضرت مرزا صاحب کا دعوے مسیحیت کے وقت بھی وہ زمانہ تھا جس کا نقشہ قرآن کریم کی اس آیت میں کھینچا گیا ہے مسلمانوں کی دینی و دنیوی حالت میں جس قدر بگاڑ رونما ہوا اس کی نظیر کسی زمانہ میں نہیں ملتی مجدد کا مفہوم ہی یہی ہے کہ وہ اسلام کی دائمی زندگی کا ثبوت جو قیامت تک اس کے ساتھ رہے گی از سر نو بہم پہنچا دے اور مسلمانوں کے دل جو موت کا شکار ہو رہے ہوتے ہیں خدا کی اس کتاب یعنی قرآن مجید کے ذریعہ سے ہی دوبارہ زندہ کرے کیونکہ اس کی شان میں وارد ہوا ہے وننزل من القرآن ما هو شفاء ورحمة للمؤمنين ولا يزيد الظالمين الا خسارا یعنی ہم اسی قرآن میں سے اتارتے رہیں گے جو دلوں کی تمام روحانی بیماریوں کے لئے شفا ثابت ہوگا اور ان بیماروں میں سے جو اس کے بتائے ہوئے علاج پر ایمان لے آئیں گے ان کے لئے رحمت کے دروازے بھی کھول دے گا اور جو اس علاج پر ایمان نہ لا کر اپنے نفسوں پر ظلم کریں گے وہ ایمان لانے والوں کے مقابلہ میں خسارہ میں رہیں گے۔ ہر زمانہ کی امراض مختلف ہوں گی اور یہ آیت بتلاتی ہے کہ قرآن شریف تمام زمانوں کی تمام روحانی امراض کا مکمل اور نہایت عمدہ علاج اپنے اندر رکھتا ہے لیکن اس علاج پر نگاہ مریضوں کی تو نہیں پڑ سکتی نہ ہی اللہ تعالےٰ مریض دلوں پر اپنا وہ علاج ظاہر کرے گا کیونکہ اگر مریض دلوں پر علاج کا نزول ہوتا تو وہ مریض مرض میں مبتلا ہی کیوں ہوتے یقیناً اپنے علاج کے انزال کا وعدہ وہ اسی شخص کے ذریعہ پورا کرے گا جو اس کی نظر میں پاک اور مطہر دل رکھتا ہو گا یہ آیت بھی اس امر پر واضح دلیل ہے کہ مرض کے پھیلنے پر ضرور کوئی ایسا پاک دل انسان مبعوث ہوتا رہے گا جو بذریعہ الہام الٰہی قرآن شریف سے ہی مرض کے صحیح علاج کو معلوم کر لیا کرے گا اور پھر قرآن شریف کے ذریعہ ہی دوسروں کو بھی پاک کرسکے گا ایسے ہی شخص کو احادیث میں مجدد کہا گیا ہے پس اس آیت کا لفظ "نُنَزِّلُ" اس امر پر کھلی دلالت کر رہا ہے کہ اُمتِ محمدیہ میں وحی الٰہی کا سلسلہ جاری ہے

یاد رہے کہ مجدد وقت کا بتلایا ہوا علاج چونکہ قرآن شریف سے لیا گیا ہوگا اس لئے اس پر ایمان لانا درحقیقت قرآن شریف پر ہی ایمان لانا ہے اور اس ایمان کے جو ثمرات رحمت کی شکل میں نمودار ہوں گے وہ درحقیقت قرآن شریف کی پیروی کے ہی ثمرات ہوں گے مجدد وقت یا امام الزمان اپنی طرف سے کچھ نہیں کہے گا اتنی بات ضرور ہوگی کہ امام الزمان پر خدا تعالےٰ کا الہام زمانہ کی مرض کے مناسب حال علاج کا انکشاف کرے گا چونکہ وہ علاج یقینی اور مرض کو دور کرنے میں تریاق کا حکم رکھتا ہوگا اس لئے جو اسے استعمال کریں گے وہ فائدہ اٹھائیں گے اور جو استعمال نہیں کریں گے وہ نقصان اور خسارہ میں رہیں گے اس کے علاوہ مجدد میں جذب اور کشش بھی رکھی جاتی ہے اور اس کے انفاس پاک میں دلوں کو پاک کرنے کی تاثیر بھی رکھی جاتی ہے اس لئے جو اس کی صحبت میں رہتے ہیں اور اس سے دلی تعلق پیدا کرتے ہیں وہ پاکیزگی اور طہارت کو حاصل کر لیتے ہیں اور خدا سے ان کا تعلق مضبوط ہو جاتا ہے اس سے مجدد کو ماننے اور اس کے ساتھ سچا اور دلی تعلق پیدا کرنے کی اہمیت واضح ہو جاتی ہے اسی لئے حدیث میں آتا ہے من لم يعرف امام زمانه مات ميتة الجاهلية یعنی جو شخص اپنے زمانہ کے امام کو نہیں شناخت کرتا وہ جاہلیت کی موت مرتا ہے یعنی اللہ تعالےٰ کی معرفت سے محروم اور کتاب اللہ کی حقیقت سے بے خبر اور رسول کی حقیقت سے ناواقف رہتا ہے اور اسی ناواقفیت کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ وہ اپنے دل کی روحانی امراض سے شفا حاصل نہیں کرسکتا اور اپنے مریض دل کو لئے ہی خدا کے پاس جاتا ہے۔ اسی کا نام حدیث میں جاہلیت کی موت رکھا گیا ہے .... بیان مندرجہ بالا سے عیاں ہے کہ قرآن کریم اور حدیث شریف دونوں ببانگ بلند اس امر کا اعلان کرتے ہیں کہ مسلمانوں پر ایسا وقت آنے والا ہے کہ اُن کے دل معمولی روحانی امراض میں مبتلا نہیں ہوں گے بلکہ کلیتہً موت کا شکار ہو جائیں گے اور ان کو زندہ کرنے کے لئے ایک زبردست مصلح کی بعثت وجود میں آئے گی جسے قرآن میں اجمالاً اور احادیث میں صراحتہً مسیح اور مہدی کے نام سے پکارا گیا ہے اور اس کے زمانہ کی کثیر التعداد علامتیں بھی بیان کی گئی ہیں تا اس کی شناخت میں کسی قسم کی دقت پیش نہ آئے اسی رکوع اور اس کے بعد کے رکوعوں میں بھی چند اہم علامتیں اس عظیم الشان مصلح کی بیان کی گئی ہیں جس نے آکر مسلمانوں کو رسمی ایمان سے نکال کر حقیقی ایمان پر قائم کرنا تھا اور ان کے مردہ دلوں میں دوبارہ زندگی کی روح پھونکنی تھی اور غفلت کے پردوں کو چاک کرکے ذکر اللہ اور اشاعت حق کی طرف ان کی توجہ کو پھیر دینا تھا اور ان کے جمود کو دور کرکے میدانِ عمل میں انہیں لے آنا تھا

علامات مسیح موعود میں سے پہلی علامت

پہلی علامت تو وہی ہے جس کا بیان اوپر ہوا ہے یعنی مسلمانوں کے عقائد اور اعمال میں اس شدت سے فساد کا رونما ہونا جس سے ان کے دل خشوع و خضوع سے خالی ہو جائیں گے جو ذکر اللہ کی روح اور اس کا مغز ہے خدا کی کتاب سے حقیقی تعلق .... مفقود ہو جائے گا، رقت کی بجائے دلوں میں قساوت پیدا ہو جائے گی جو ترقی کرتے کرتے انہیں مردہ بنا دے گی مسلمانوں کی یہ حالت تیرھویں صدی ہجری اور انیسویں صدی عیسوی میں اپنی انتہا کو پہنچ گئی اور اس میں اسی قدر بگاڑ پیدا ہو گیا کہ مسلمانوں کے مفکر اس کو دیکھ کر چیخ اٹھے اور رو رو کر حضرت نبی کریم کو مدد کے لئے پکارنے لگ پڑے تفصیل کے لئے دیکھو مسدس حالی، اب حال ہی میں ایک کتاب "قادیانیت" نامی شائع ہوئی ہے جس کے مصنف مولانا سید ابوالحسن علی ندوی صاحب ہیں انہوں نے بھی انیسویں صدی کے مسلمانوں کی زبوں حالی کا بالکل وہی نقشہ کھینچا ہے جو آیت کی تشریح میں ہم نے اوپر پیش کیا ہے اور مصلح کی ضرورت کو بھی تسلیم کیا ہے آیندہ قسط میں انشاء اللہ ان کی اصل عبارتیں ہدیۂ ناظرین کی جائیں گی مسلمانوں کی پکار خدا تک پہنچی جس کے جواب میں اللہ تعالےٰ نے حضرت نبی کریم صاحب کو بھیجا لیکن پہلے جسم عنصری کے ساتھ نہیں کیونکہ اسی جسم کے ساتھ دوبارہ دنیا میں آنا تو خلاف شریعت اور خلاف سنن الٰہیہ ہے لیکن حسب قول ایک بزرگ

انبیاء در اولیاء جلوہ دہند
ہر زماں آیند در رنگ دیگر

ایک عظیم الشان ولی حضرت مرزا صاحب کے وجود مبارک میں بطور بروز ظاہر ہوئے اور اپنی قوت کی پاک تاثیروں سے عظیم الشان انقلاب پیدا کر دیا۔ جس کے مسلمان خواہشمند تھے۔ یعنی حضرت مرزا صاحب نے آکر ایک ایسی جماعت تیار کر دی جو قرآن کریم کی عاشق اور اس کو دنیا میں پھیلانے کے لئے اپنے اموال کو بڑے ذوق و شوق اور اخلاص کے ساتھ پانی کی طرح بہا دینے والی اور حکم قرآنی وجاهدهم به جهادا كبيرا کی تعمیل میں اس راہ میں دن رات جہاد میں مشغول رہنے والی جس کے عقائد درست اور پاکیزہ اور جس کے اعمال ریا سے خالی اور اخلاص سے پر غرضیکہ ان کی مردہ روحوں میں اس روز آنحضرت صلعم نے حسب وعدہ قرآن دوبارہ زندگی کی روح پھونک دی ہمارے دوست غور کریں کہ جب کہ وہ محسوس کر رہے تھے کہ اس وقت مسلمانوں کی حالت کو درست کرنے کے لئے کسی ایسے شخص کا پیدا ہونا ضروری ہے جو نبی کریم صلعم کا بروز اور وارث ہو تو اگر ان کے نزدیک حضرت مرزا صاحب اس کے مصداق نہیں تھے تو کوئی اور شخص امت میں کیوں پیدا نہیں ہوا جس کے ہاتھ سے اصلاح کا یہ عظیم الشان کام انجام پذیر ہوا ہو صدی ختم ہونے کو ہے لیکن اس مصلح کا نام و نشان نظر نہیں آتا کیا حضرت مرزا صاحب کی صداقت کی یہی ایک زبردست دلیل نہیں حضرت مرزا صاحب نے سچ فرمایا ہے ؎

وقت تھا وقت مسیحا نہ کسی اور کا وقت
میں نہ آتا تو کوئی اور ہی آیا ہوتا

پھر فرماتے ہیں ؎

آسمان بارد نشان الوقت میگوید زمین
این دو شاہد از پے تصدیق من استادہ اند

یعنے زمین پکار پکار کر کہہ رہی ہے کہ مسیح کے آنے کا وقت یہی ہے اور آسمان نشان برسا کر شہادت دے رہا ہے کہ آنے والا یہی شخص ہے جس کی تمہیں انتظار تھی یہ دونوں گواہ میری تصدیق کے لئے کھڑے ہیں۔ یاد رہے کہ وقت کی پکار ہی کسی مدعی کے پرکھنے کا سب سے بڑا اور صحیح معیار ہوتا ہے۔

دوسری علامت

بدیہی بات ہے کہ مامور من اللہ کی طرف لوگوں کی توجہ اسی وقت مبذول ہو سکتی ہے جبکہ اس کی صداقت کو ظاہر کرنے والے کھلے کھلے نشان اور کھلے کھلے دلائل ظاہر ہوں اسی لئے اللہ تعالےٰ نے وقت کی ضرورت کو بیان کرنے کے بعد دوسری علامت ان الفاظ میں بیان کی ہے قد بینا لکم الایات لعلکم تعقلون یعنے ہم نے دلائل اور نشانات کھول کر بیان کر دیئے ہیں تا تمہیں شناخت میں دقت نہ ہو اور اس کے دعوے کو آسانی سے سمجھ سکو۔ یہ دلائل اور نشانات دو قسم کے ہیں ایک تو وہ جو قرآن کریم اور احادیث میں بطور علامات بیان کئے گئے ہیں جن میں سے ہر ایک علامت حضرت مرزا صاحب اور ان کے زمانہ پر صادق آگئی، ان میں سے سب سے بڑی علامت خود مسلمانوں میں شدید بگاڑ کا نمودار ہونا ہے۔ ان علامات میں سے بعض میں اسی سلسلہ مضامین میں بیان بھی کر چکا ہوں اور دوسرے وہ نشانات جو خود حضرت مرزا صاحب کے ہاتھ پر ظاہر ہوئے اور وہ بھی کثیر التعداد ہیں انشاء اللہ ان پر بھی اپنے موقعہ پر بالتفصیل اسی سلسلہ مضامین میں روشنی ڈالی جائے گی، یہی دلائل اور نشانات لوگوں کو حضرت مرزا صاحب کی طرف کھینچکر لے گئے اور انہیں جوق در جوق سلسلہ احمدیہ میں داخل ہونے پر آمادہ کر دیا۔

تیسری علامت

الفاظ ان المصدقین والمصدقات واقرضوا اللہ قرضًا حسنًا یضاعف لھم ولھم اجر کریم میں بیان کی گئی ہے، یہ الفاظ بتلاتے ہیں کہ اس مصلح کا زمانہ ایسا ہوگا کہ دین کی اشاعت اور حق کو پھیلانے کے لئے اموال کی شدید ضرورت ہوگی اور مسلمان بوجہ ضعف ایمان اور کمی یقین اس راہ میں بخل سے کام لے رہے ہوں گے لیکن وہ مصلح اپنے مفوضہ کام کو سرانجام دینے کے .... لئے چندوں کے لئے اور اموال کی قربانی کے لئے پرزور تحریک اور اپیل کرے گا اس کی جماعت میں داخل ہونے والے اس اپیل پر لبیک کہتے ہوئے اپنے اموال اس کی خدمت میں پیش کر دیں گے، چنانچہ ایسا ہی وقوع میں آیا حضرت مرزا صاحب کی بے نفسی ملاحظہ ہو کہ آپ نے ان اموال کو اپنے عزیزوں اور رشتہ داروں کے سپرد نہیں کیا بلکہ ایک انجمن بنا کر اس کے سپرد یہ اموال کر دیئے اور اشاعت دین کے لئے خرچ کرنے کے لئے اختیار بھی انہیں ہی دے دیا اور اس جماعت کو اللہ تعالےٰ نے اپنے وعدہ کے مطابق باعزت اجر بھی عطا کیا اشاعت اسلام زور و شور سے ہونے لگ پڑی ان کی محنتوں اور قربانیوں کے شاندار نتائج ظاہر ہونے لگ پڑے یورپ جو عیسائیت اور دہریت کا مرکز تھا اور جسے اسلام اور اس کے نبی صلعم سے سخت نفرت تھی اس جماعت کی کوششوں سے وہاں اسلام کے جھنڈے لہرانے لگ پڑے نفرت محبت سے تبدیل ہو گئی دلوں میں اسلام کے متعلق تحقیق کی طرف رغبت پیدا ہو گئی یہ کیسا معزز اجر ہے جو اس جماعت کو ملا۔ حضرت نبی کریم صلعم نے ایک شخص کے ہدایت پا جانے کو بہت بڑے ثواب کا کام قرار دیا ہے اللہ تعالےٰ کے نزدیک کتنا بڑا درجہ ہوگا اس شخص کا جس کے ذریعہ ہزاروں نے ہدایت پائی صرف مسلمانوں نے ہی نہیں جنہوں نے رسمی اسلام کا چولا اتار کر حقیقی اسلام کا پیراہن زیب تن کر لیا بلکہ کثیر التعداد غیر مسلم بھی اس کے ذریعہ اسلام میں داخل ہو گئے۔ یضاعف کے ماتحت سینکڑوں گنے ترقی کر کے اب ہر سال

حضرت مرزا صاحب اور ان کی جماعت کے اتنے بڑے کارنامہ کو دیکھ کر بھی ان کی مخالفت کرتے جانا کہاں کا تقوےٰ ہے مسلمانوں کی کس قدر خوش قسمتی ہوگی اگر وہ اس جماعت میں داخل ہو کر خدمت اسلام کے ثواب میں شریک ہو جائیں۔ ہمارے اکثر مسلمان بھائیوں کے دل میں یہ خیال بھی داخل تھا کہ مسیح آکر مادی اموال کے خزانے لٹائے گا، اور ان کی جھولیاں اس مال سے بھر دے گا لیکن قرآن کریم سے واضح ہے کہ دلوں کو زندہ کرنے والا مامور جو دوسرے لفظوں میں مسیح کہلائے گا، خود چندوں کے لئے اپیل کرے گا اور اپنے ساتھیوں سے روپیہ جمع کر کے دینی کام سرانجام دے گا اور جو اجر کریم اس کے ذریعہ سے ملے گا وہ بصیرت کاملہ اور اطمینان قلب مردہ دلوں کی زندگی اور اشاعت اسلام کی توفیق کی شکل میں ملے گا۔ اور مومن کے لئے یہ اجر اتنا شاندار ہے کہ ظاہری اموال کی اس کے سامنے کیا حقیقت ہے۔

چوتھی علامت

اب ایک اہم سوال یہ پیدا ہوتا تھا کہ مردہ دلوں میں زندگی کی روح پھونکنے والا کس روحانی مقام پر فائز اور کس جلیل القدر عہدہ پر سرفراز ہوگا خدا جو عالم الغیب ہے وہ خوب جانتا تھا... کہ اس مامور کے زمانہ میں دو آوازیں اٹھ رہی ہوں گی ایک تو یہ کہہ رہی ہوگی کہ اس زمانہ میں ایسے شخص کی ضرورت ہے جو سلسلہ نبوت کو ختم کر کے نئے سلسلہ کی بنیاد ڈالے شریعت اسلامیہ کو منسوخ کر کے نئی شریعت پیش کرے وہ شخص رسول نہیں بلکہ رسولوں سے بڑھ کر ہوگا۔ دوسری آواز یہ اٹھے گی کہ وہ شخص ہوگا تو امت محمدیہ میں سے ہی لیکن ہوگا نبی اس چوتھی علامت میں یہ کہکر کہ اللہ پر اور اس کے رسولوں پر کامل ایمان لانے والے صدیقیت کے مقام تک ہی پہنچ سکتے ہیں ان دونوں خیالوں کی تردید کر دی ہے پہلے خیال کی تردید دو طرح سے کی گئی ہے ایک تو اس طرح کہ اس آیت نے اس امر کو واضح کر دیا ہے کہ محمد رسول اللہ صلعم جو رسولوں کی جماعت کے فرد ہیں گو سب سے افضل ہیں انہی کا کامل پیرو صدیقیت کے مقام کو حاصل کر کے مردہ دلوں میں دوبارہ زندگی کی روح پھونکے گا۔ دوسرے اس طرح کہ جو شخص رسولوں کے مقام سے بھی بلند تر مقام کا مدعی ہے وہ اپنے کسی پیرو کو صدیقیت کے مقام تک بھی نہیں پہنچا سکے گا اس کے اس عجز کو حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک کامل پیرو یعنی حضرت مرزا صاحب نے روحانی مقابلہ کا چیلنج دے کر ثابت کر دیا کیونکہ اس کے بڑے سے بڑے پیرو کو بھی اس روحانی مقابلہ میں آنے کی جرأت نہیں ہوئی مدعی سے میری مراد بہاء اللہ ہے اور اس کے سب سے بڑے پیرو سے میری مراد عبد البہاء ہے جو اپنے باپ کی موت کے بعد ان کے جانشین ہوئے دوسرے خیال کی تردید اس طرح ہو گئی جبکہ یہ بتلایا گیا کہ رسولوں کی پیروی سے انسان جو بلند سے بلند مقام حاصل کر سکتا ہے وہ صدیقیت ہے جو مسلمہ طور پر نبی کے مقام سے نیچے کا مقام ہے اور ادھر حضرت نبی کریم صلعم کا درجہ خواہ کتنا ہی بڑا کیوں نہ ہو بہرحال آنحضور صلعم رسولوں میں ہی داخل ہیں اور رسولوں سے بڑھکر آپ میں کوئی خصوصیت نہیں پائی جاتی تو آنحضور صلعم کا پیرو بھی صدیقیت کے مقام تک ہی ترقی کر سکتا ہے ہاں یہ درست ہے کہ صدیقوں کے بھی مدارج ہیں اس لئے درجہ میں خواہ وہ کتنے ہی بڑے درجہ کا مالک کیوں نہ ہو رہے گا وہ صدیقوں کے ہی زمرہ میں اور چونکہ وہ امتی ہوگا اس لئے نبی کسی صورت میں نہیں ہو سکتا کیونکہ بقول حضرت مسیح موعود امتی اور نبی دو متضاد حقیقتوں کے حامل ہوتے ہیں ایک وجود میں ان کا اجتماع ناممکن ہے اس جگہ اس تاویل کی بھی حقیقت کھول دینا ضروری ہے جو بعض دوست حضرت مسیح موعود کے اس قول کی کرتے ہیں۔ ان کی تاویل یہ ہے کہ حضور کے اس قول سے نبی کے امتی بننے کی تردید تو ہو جاتی ہے لیکن امتی کے نبی بننے کی تردید اس سے نہیں ہوتی اگرچہ یہ تاویل بالبداہت مضحکہ خیز ہے لیکن ان پر اتمام حجت

(باقی بر صفحہ ۱۴)

روحِ اسلام ——— اجتماعی زندگی کا دوام

ملک ظفر اللہ خان۔ راولپنڈی

۲۹ دسمبر ۱۹۶۰ء روزنامہ تعمیر راولپنڈی میں جناب صدر پاکستان فیلڈ مارشل محمد ایوب خان صاحب کا ایک بیان اسلام کی اجتماعی زندگی کے متعلق شائع ہوا تھا، جس میں صاحب صدر نے روحِ اسلام۔ جو موجودہ دور میں غلط سیاست کی وجہ سے مُردہ ہو چکی ہے اور اسلام ایک قالب بے جان ہو کر رہ گیا ہے، کی وجہ بیان کرتے ہوئے اس کے اصلی مرض کی نشاندہی کی اور اس کے احیاء کی طرف توجہ دلائی تھی جس کے بغیر قومیں زندہ نہیں رہ سکتیں، آپ نے فرمایا کہ اصول پرستی کے مفقود ہو جانے سے ہمارا معاشرہ برباد ہو کر رہ گیا ہے اور وہ اجتماعی زندگی ہے۔

حقیقتاً صاحب صدر نے مسلمانوں کے انحطاط، ادبار، نکبت اور پستی کے مرض کی صحیح تشخیص کی، لیکن اس کے ساتھ ہی چند ایک اور قواعد بھی ہیں جو اس اجتماعی زندگی کے اندر زندہ روح پیدا کرنے کے لئے لازم پڑتے ہوتے ہیں اور یہی واحد طریق ہے جس سے اجتماعی زندگی کو دوام حاصل ہو سکتا ہے جس پر آج سے تیرہ سو سال پیشتر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمل پیرا ہو کر ثابت کر دکھایا، اس اصول اور طریق کار کی نہایت خوبصورت تصویر قرآن مجید میں موجود ہے۔

آں کتابِ حق کہ قرآں نام اوست
بادۂ عرفانِ ما از جامِ اوست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزدِ ما کفر است و خسران و تباب

(مسیح موعودؑ)

اغلباً جناب صاحب صدر کا اجتماعی زندگی اور لوگوں (مسلمانوں) میں احساس ذمہ داری کی روح پیدا کرنے کے لئے اسی اصول کی طرف توجہ دلانا مقصود ہے۔ لہٰذا میں اس اصول کی وضاحت کرنا چاہتا ہوں تا کہ مسلمان اس اصول کو اپنائے۔

صاحب صدر کا بیان

غیر ملکی راج کے برے اثرات میں ایک اثر یہ تھا کہ ہماری اجتماعی زندگی بسر کرنے کی صلاحیت تباہ ہو گئی، لوگ انفرادیت پسند بن گئے، اصول پرستی مفقود ہو گئی، چنانچہ سیاست دان آج ایک پارٹی کے ممبر ہوتے کل دوسری پارٹی میں منتقل ہو جاتے تھے جس سے اسلام کی اجتماعی زندگی کا جنازہ مردہ ہو گیا۔ اس لئے یہ اشد ضروری ہے، کہ اس میں زندگی کی روح دوبارہ پھونک دی جائے، اور لوگوں میں اس احساس ذمہ داری کی روح پیدا کی جائے، جس کے ماتحت وہ قومی مفاد کے لئے خندہ پیشانی اور جذبۂ مفاہمت کے ساتھ قربانی دینے کے لئے آمادہ ہوں۔

مدیرِ تعمیر کی رائے کا اقتباس

یہ ایک مسلّم امر ہے کہ اسلام دین فطرت ہے اس کی بنیاد انسانیت کی اعلےٰ اقدار، رواداری مساوات اور اخوت پر ہے، یہ ایک ایسی رواداری ہے جس میں رنگ و نسل کے لئے کوئی گنجائش نہیں اسی طرح اسلام کے ضابطۂ حیات کا ایک نمایاں پہلو اجتماعی زندگی ہے جو ایک مسلمان کی زندگی کے ہر پہلو سے ظاہر ہوتا ہے، جب تک مسلمان اجتماعی طور پر زندگی بسر کرتے رہے زندگی کے ہر میدان میں کامیابیوں نے ان کے قدم چومے لیکن جب مسلمانوں نے اسلام کے ضابطۂ حیات کے اس پہلو کو نظر انداز کیا وہ ہر میدان میں پسپا ہونے شروع ہو گئے اور اتنے پسپا ہوئے کہ غلام بنا لئے گئے۔ پاکستان اس اجتماعی طور پر زندگی بسر کرنے کے نظریئے پر قائم ہوا، توقع کی جاتی تھی کہ پاکستان بننے کے بعد اس پر عمل درآمد ہوگا۔

قرآن مجید کی وضاحت

اجتماعی زندگی کے متعلق قرآن مجید میں یوں ارشاد فرمایا گیا ہے:۔

یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ حَقَّ تُقٰتِہٖ وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ۝ وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰہِ جَمِیْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا وَاذْکُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰہِ عَلَیْکُمْ اِذْ کُنْتُمْ اَعْدَآءً فَاَلَّفَ بَیْنَ قُلُوْبِکُمْ فَاَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِہٖۤ اِخْوَانًا وَکُنْتُمْ عَلٰی شَفَا حُفْرَۃٍ مِّنَ النَّارِ فَاَنْقَذَکُمْ مِّنْھَا کَذٰلِکَ یُبَیِّنُ اللّٰہُ لَکُمْ اٰیٰتِہٖ لَعَلَّکُمْ تَھْتَدُوْنَ۝ وَلْتَکُنْ مِّنْکُمْ اُمَّۃٌ یَّدْعُوْنَ اِلَی الْخَیْرِ وَیَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَیَنْھَوْنَ عَنِ الْمُنْکَرِ وَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الْمُفْلِحُوْنَ۝ (آل عمران ۲)

"اے لوگو جو ایمان لائے ہو اللہ کا تقویٰ اختیار کرو جیسا کہ اس کے تقوےٰ کا حق ہے اور تم نہ مرو سوائے اس حال کے کہ تم فرمانبردار ہو اور سب کے سب اللہ کے عہد کو مضبوط پکڑ لو اور تفرقہ نہ کرو اور اپنے اُوپر اللہ کی نعمت کو یاد کرو جب تم باہم دشمن تھے پھر اس نے تمہارے دلوں میں اُلفت ڈال دی تو تم اس کی نعمت سے بھائی بھائی ہو گئے اور تم آگ کے گڑھے کے کنارے پر تھے تو اس نے تم کو اس سے بچا لیا۔ اسی طرح اللہ تمہارے لئے اپنی باتیں کھول کر بیان کرتا ہے تاکہ تم ہدایت پاؤ۔ اور چاہیئے کہ تم میں سے ایک گروہ ہو جو بھلائی کی طرف بلائیں اور اچھے کاموں کا حکم دیں اور بُرے کاموں سے روکیں اور وہی کامیاب ہونے والے ہیں"

ان آیات میں کامیابی کے تین عظیم الشان گُر بتائے گئے ہیں۔

اتقوا اللہ حق تقتہ۔ تقویٰ اللہ۔ یعنی اللہ تعالیٰ کے مقرر کردہ حقوق کی نگہداشت یا ان حقوق اور ذمہ داریوں کی حفاظت جو اللہ تعالیٰ نے ہر انسان کے ذمہ ڈال رکھی ہیں خواہ ان کی طرف شریعت ہدایت کرتی ہو یا عقلِ انسانی پھر تقوےٰ کے معنی ہیں ہر ایک باریک در باریک گناہ سے بچنا بلکہ جس امر میں بدی کا شبہ بھی ہو اس سے کنارہ کرے گویا تقوےٰ ہر چیز کی جڑ ہے۔

ہر اک نیکی کی جڑ یہ اتقا ہے
اگر یہ جڑ رہی سب کچھ رہا ہے (مسیح موعودؑ)

اللہ تعالیٰ قرآن شریف کی تعریف میں فرماتا ہے:۔

ھُدًی لِّلْمُتَّقِیْنَ

قرآن بھی ان لوگوں کے لئے ہدایت کا موجب ہوتا ہے جو تقوےٰ اختیار کریں۔ گویا قوم کے ہر فرد کے اندر پہلے فرداً فرداً ذمہ داری کا احساس پیدا ہونا ضروری ہے۔ اور یہی کامیابی کی خشتِ اوّل ہے۔ بلکہ اس احساس کا پیدا ہونا بھی کافی نہیں اس کے ساتھ حق تقتہ بڑھا کر بتایا کہ اس ذمہ داری کو ادا کرنے کے لئے قوم کے ہر فرد کو اپنی اپنی جگہ پر زور لگانا چاہیئے گویا اتقوا اللہ حق تقتہ سے مراد مسلم یا کامل فرمانبردار بننا ہے۔ جیسا کہ آگے فرمایا ولا تموتن الا وانتم مسلمون۔ تم پر کوئی آن ایسی نہ آئے کہ کامل فرمانبرداری کی حالت نہ ہو کیونکہ موت کا وقت تو مقرر نہیں۔

مسلمان کون ہے؟

جہاں مسلمان کا لفظ وضاحت طلب ہے اور کس

کی وضاحت کے لئے اسلام کے معنی سمجھنا ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰہِ الْاِسْلَامُ۔ اسلام کے لغوی معنے ہیں بطور پیشگی ایک چیز کا مول دیا جائے اور یا یہ کہ کسی کو اپنا کام سونپیں اور یا یہ کہ صلح کے طالب ہوں اور یا یہ کہ کسی امر خصومت کو چھوڑ دیں۔ اور مُسلم وہ ہے جو خدا اور خدا کے بندوں سے صلح کرے۔ خدا کے بندوں سے صلح کا مطلب یہ ہے کہ وہ نہ صرف ان سے بدی کرنے یا نقصان سے مجتنب رہے بلکہ اُن سے نیکی کا برتاؤ کرے، خدا سے صلح کا مطلب یہ ہے۔ کہ انسان اس کی رضا کی راہوں پر گامزن ہو اور اس کے منشا اور احکام کی پوری پوری اطاعت کرے اور ان دونوں شقوں کو خود قرآن مجید میں اسلام کی اصل حقیقت اور روح ٹھیرایا گیا ہے۔

بَلٰی مَنْ اَسْلَمَ وَجْهَهٗ لِلّٰهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ فَلَهٗۤ اَجْرُهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ وَلَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ۔ یعنی جس نے اللہ کے سامنے سر تسلیم خم کیا (یہ اسلم کے معنی ہیں) اور وہ احسان کرنے والا ہے۔ یعنی بندگانِ خدا سے نیک سلوک کرتا ہے اس کا اجر اس کے ربّ کے ہاں ہے۔ اور ان کو کوئی خوف نہیں اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔

اور مسلمان وہ ہے۔ جو خدا تعالیٰ کی راہ میں اپنے تمام وجود کو سونپ دیوے یعنی اپنے وجود کو اللہ تعالیٰ کے لئے اور اس کے ارادوں کی پیروی کے لئے اور اس کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے وقف کر دیوے اور پھر نیک کاموں پر خدا تعالیٰ کے لئے قائم ہو جاوے اور اپنے وجود کی تمام عملی طاقتیں اس کی راہ میں لگا دیوے۔ مطلب یہ ہے کہ اعتقادی اور عملی طور پر محض خدا تعالیٰ کا ہو جاوے

یہ شہادت گہہ اُلفت میں قدم رکھنا ہے
لوگ آساں سمجھتے ہیں مسلماں ہونا

حبل اللہ کیا ہے؟

پھر فرمایا۔ وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِیْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا۔ سب کے سب اللہ کے عہد کو مضبوط پکڑو اور تفرقہ نہ کرو۔ حبل رسّہ کو کہتے ہیں اور استعارۃً ہر ایک اس ذریعہ کو یا سبب پر بھی یہ لفظ بولا جاتا ہے۔ جس سے کسی چیز کی طرف پہنچ سکیں اور حبل اللہ کے معنے حضرت ابن مسعود سے سند صحیح سے مروی ہے کہ حبل اللہ سے مراد قرآن ہے، اور ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ معنی روایت کئے ہیں۔ کتاب اللہ وہ رسّہ ہے جو آسمان سے زمین تک ممتد ہے۔ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب فرمایا کہ فتنہ ہوگا تو دریافت کیا گیا کہ اس سے نجات کی راہ کیا ہے تو آپ نے فرمایا کتاب اللہ جس میں تم سے پہلے کی اطلاع اور تم سے بعد کی خبر اور جو اختلافات تمہارے درمیان ہو اس کا فیصلہ ہے وہ اللہ کا مضبوط رسّہ ہے۔

وحدت قومی

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو کامیابی کا دوسرا گر بتایا ہے۔ اور وہ اتحاد اور جماعت کا رنگ ہے۔

کتنا بھی افراد قوم کے اندر انفرادی ذمہ داری کا احساس موجود ہو صرف کامیابی نہیں ہو سکتی جب تک کہ افراد قوم کے اندر ایک اجتماعی رنگ پیدا نہ ہو۔ وہی کوشش عظیم الشان رنگ پیدا کر سکتی ہے جس کے کرنے والی ایک قوم کی قوم ہو، پس بتا دیا کہ انفرادی احساس اور انفرادی کوشش کے ساتھ یہ بھی ضروری ہے کہ سب مل کر ایک کام کو کریں اور یوں وحدتِ قومی کو کامیابی کا **دوسرا** اصول قرار دیا۔

وجود افراد کا ہے مجازی ہستی قوم ہے حقیقی
فدا ہو ملت پہ یعنی آتش زن طلسم مجاز ہو جا
(اقبال)

اور پھر یہ اصول وحدت نامکمل ہوتا اگر یہ نہ بتایا ہوتا کہ وہ کونسی خاص بات ہے جس پر اتحاد کی بنیاد رکھی جائے۔ پس کمال بلاغت کے ساتھ ہی یہ بھی بتا دیا کہ اتحاد اسلامی کی بنیاد حبل اللہ یعنی قرآن کریم ہے۔ اس میں یہ بھی بتا دیا کہ قرآن کریم کے متعلق مسلمانوں کا کبھی باہم اختلاف نہ ہوگا اور سب کے ہاتھ میں ایک ہی قرآن کریم ہوگا۔ کیونکہ اتحاد کی بنیاد اسی چیز پر ہو سکتی ہے جس کے بارہ میں اختلاف کوئی نہ ہو۔

قرآن اور اخوتِ اسلامی

پھر فرمایا:۔ وَاذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَیْكُمْ اِذْ كُنْتُمْ اَعْدَآءً فَاَلَّفَ بَیْنَ قُلُوْبِكُمْ فَاَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهٖۤ اِخْوَانًا ۚ وَكُنْتُمْ عَلٰى شَفَا حُفْرَةٍ مِّنَ النَّارِ فَاَنْقَذَكُمْ مِّنْهَا ؕ كَذٰلِكَ یُبَیِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اٰیٰتِهٖ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ۝

شفا کنوئیں یا دوسری چیز کا شفا اس کے کنارہ کو کہتے ہیں۔ اور ہلاکت سے قریب ہونے کو اس کے ساتھ مثال دی جاتی ہے۔

انقذ۔ انقاذ۔ ہلاکت سے بچا لینے کا نام ہے۔

اس حصہ آیت میں مسلمانوں کو یہ توجہ دلائی ہے کہ ہم نے جو تم کو حبل اللہ یعنے قرآن کو اپنے اتحاد کی بنیاد قرار دینے کو کہا ہے تو یہ اس لئے کہ قرآن میں اللہ تعالیٰ نے ایسی طاقت رکھی ہے کہ یہ سخت سے سخت دشمنوں کو بھی بھائی بھائی بنا دیتا ہے۔ عرب کی قومیں اور قبیلے جن کی دشمنیوں پر صدیاں گذر کر ایک دوسرے کی عداوت اب ان کے خونوں میں داخل ہو چکی تھی اور دن رات وہ ایک دوسرے سے جنگ پر آمادہ رہتی تھیں گویا آگ کے گڑھے میں گر کر بالکل بھسم ہو جانے کو تھیں، بیس سال کے عرصہ میں قرآن کریم نے ان کے اندر ایک ایسا اتفاق اور ایسی اخوت پیدا کر دی کہ جس کی نظیر دنیا کی تاریخ میں نہیں۔

دعوت الی الخیر ـــ کامیابی کا تیسرا اصول

پھر فرمایا:ـــ

وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ یَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَیْرِ وَیَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَیَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ ؕ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝

اس آیت میں کامیابی کا **تیسرا اصول دعوت الی الخیر** کو بیان فرمایا ہے اور منکم کہہ کر بتا دیا کہ قوم میں ایک ایسا گروہ ہونا چاہیئے۔

دعوت الی الخیر کیا ہے۔ اس سے مراد دعوت الی الاسلام ہے یا دعوت الی القرآن ہے۔ دوسری جگہ خود قرآن کو خیر فرمایا۔ دیکھو البقرہ ۱۰۵ اور خیر کے معنے بھلائی ہیں اور حقیقی بھلائی کی سب راہیں قرآن کریم میں ہی ہیں۔ اس لئے ارشاد الٰہی یہاں یہ ہے کہ مسلمانوں میں ایک جماعت ہمیشہ ایسی موجود رہے جو دعوت الی الاسلام میں لگی رہے۔

مسلمانوں کا تنزل ان کی سلطنت اور حکومت کے جاتے رہنے سے نہیں ہوا۔ بلکہ مسلمانوں کا تنزل اس وقت سے شروع ہوا ہے۔ جب سے انہوں نے دعوت الی الاسلام کے کام کی طرف کم توجہی کر دی ہے۔ اور سلطنتوں کا جاتے رہنا محض اس کے نتائج میں سے ایک نتیجہ ہے۔

پھر جب مسلمان دعوت الی الاسلام کے کام پر پوری توجہ دیں گے تو پھر وہی کامیابیاں اور وہی شان و شوکت اُن کے لئے ہوگی جس کا وعدہ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ میں ہے۔

اس زمانہ میں جب دعوت الی الاسلام کے کام کی طرف سے اکثر مسلمان غافل تھے تو اللہ نے اس صدی کے مجدد حضرت مرزا غلام احمد صاحب مسیح موعود و مہدی معہود کو اس کام کے لئے مامور کیا۔

امر بالمعروف و نہی عن المنکر

دعوت الی الاسلام کے ساتھ دو باتیں اور بیان فرمائی ہیں یعنے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر۔

معروف وہ کام ہے جسے فطرت انسانی پہچانتی ہو یعنی نیک کام اور منکر وہ ہے جس سے فطرت انکار کرتی ہو یعنے بُرا کام۔ بدترین حالت قوم کی وہ ہوتی ہے جب اپنے لوگوں کو بُرا کرتے دیکھیں

(باقی بر صفحہ ۱۵ اشتہار کے نیچے)

کوہ مری میں جلسہ

محترم الحاج جناب شیخ میاں محمد صاحب ملز اونر نے کوہ مری میں ایک جلسہ کے انعقاد کا اہتمام فرمایا ہے اس جلسہ میں حضرت امیر قوم ایدہ اللہ تعالےٰ بھی شرکت فرما رہے ہیں، آپ ۱۵ر جولائی ۱۹۶۱ء کی شام کو کوہ مری پہنچ جائیں گے۔ جلسہ کا آغاز ۱۶ر جولائی کی شام کو ۵ بجے ہوگا۔ حضرت امیر "اسلام اور دوران مذہب" کے زیر عنوان حاضرین سے خطاب فرمائیں گے۔ ابتداً جناب میاں بشیر احمد صاحب منٹو "اسلام اور تعصب" کے موضوع پر اپنے خیالات کا اظہار فرمائیں گے۔ توقع ہے کہ چوہدری محمد حسن چیمہ صاحب اور مرزا معصوم بیگ صاحب بھی تقاریر میں حصہ لیں گے۔

اگلے دن ۱۷ر جولائی کو حضرت امیر قوم انجیل بیان فرمائیں گے اور انجیل کے حوالہ جات سے ثابت کریں گے کہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام خدا کی توحید کی تلقین فرماتے تھے اور یہ کہ انجیل کی رُو سے موجودہ عیسائی عقیدہ کی تائید نہیں ہوتی۔

آہ! — شیخ عبدالعلی صاحب

(بسلسلہ صفحہ ۲)

بڑے پایہ کا آدمی تھا" اور اس کے بعد خاموش ہو گئے۔ ان دنوں ان کو دمہ کی تکلیف تھی۔ یہ اُن کے ساتھ میری آخری ملاقات تھی۔ شیخ صاحب مرحوم میں اتنی خوبیاں تھیں کہ یوں نہیں گن سکتا وہ اخلاقیات کا ایک مجسم نمونہ تھے۔ احمدیت ان میں کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی۔ کاش ہماری جماعت ایسے آدمی پیدا کر سکے۔ مجھے قبلہ شیخ صاحب مرحوم کے صاحبزادگان سے اس صدمہ میں دلی ہمدردی ہے۔

اللہ تعالےٰ مرحوم پر اپنی بیش بہا نعمتیں نازل فرماوے اور پسماندگان کو صبر کی توفیق عطا فرماوے۔ میری دعا ہے کہ اللہ تعالےٰ مرحوم کے صاحبزادگان کو اپنے نیک باپ کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

خاکسار۔ عبدالرحیم خاں پیاندیہ
بلاک ۲۸ ڈیرہ غازیخان

وحی ولایت

(بسلسلہ صفحہ ۱۱)

کے لئے اس کے باطل ہونے پر خود حضرت مسیح موعودؑ کا ہی قول پیش کر دیتا ہوں جو اس تاویل کے بطلان پر کھلی کھلی دلیل ہے۔ حضورؑ اپنی کتاب توضیح مرام ص۱۷ پر فرماتے ہیں :۔

"اسی جگہ اگر یہ اعتراض پیش کیا جائے کہ مسیح کا مثیل بھی نبی چاہیئے کیونکہ مسیح نبی تھا تو اس کا اول جواب تو یہی ہے کہ آنے والے مسیح کے لئے ہمارے سید و مولےٰ نے نبوت شرط نہیں ٹھیرائی بلکہ صاف طور پر یہی لکھا ہے کہ وہ ایک مسلمان ہوگا اور عام مسلمانوں کے موافق شریعت فرقانی کا پابند ہوگا اور اس سے زیادہ کچھ بھی ظاہر نہیں کرے گا کہ میں مسلمان ہوں اور مسلمانوں کا امام ہوں"

عبارت مندرجہ بالا میں کس صفائی کے ساتھ حضرت اقدسؑ نے اس امر کو واضح کر دیا ہے کہ جو شخص مسلمان یعنی اُمتی ہو وہ نبی نہیں بن سکتا یہی وجہ ہے کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آنے والے مسیح کے لئے نبوت شرط نہیں ٹھہرائی کیا یہ عبارت اس بات پر برہان قاطع نہیں کہ جس طرح نبی امتی نہیں بن سکتا اسی طرح امتی بھی نبی نہیں بن سکتا ۲ فتن ہو دیا اولی الابصار اس کے بعد سورۃ کے آخر تک علامات کا سلسلہ چلا جاتا ہے جن کی تفصیل انشاء اللہ آیندہ قسط میں بیان کی جائے گی یہ علامات ایسی ہیں جو ایک طرف تو اس آنے والے مامور کے زمانہ کی تعیین کر دیتی ہیں اور دوسری طرف یہ بھی ثابت کر دیتی ہیں کہ وہ مامور حضرت مرزا صاحب ہی ہیں۔

تصحیح

پیغام صلح کے شمارہ ۲۷ کے صفحہ ۱۲ کالم اول سطر ۱۳ میں "لئے" کا لفظ زائد ہے قارئین کرام اسے حذف شدہ تصور فرمائیں۔

ص۱۳ کالم ۳ سطر ۳۲ میں "ہی" کی بجائے "بھی" پڑھا جائے۔

ص۱۳ کالم ۲ سطر ۳ میں "اظہار" کی بجائے "انکار" پڑھا جائے۔

ص۱۱ کالم ۳ سطر ۲ "ہوں گے" کی بجائے "ہو ل گے" درست ہے۔

غلط کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ دیں
مینیجر

رُوحِ اسلام

(بسلسلہ صفحہ ۱۳)

ودباس سے روکتے نہیں۔ یہودیوں کی بدترین حالت کا نقشہ قرآن مجید نے یوں کھینچا ہے :-

کانوا لا یتناھون عن منکر فعلوہ ط لبئس ما کانوا یفعلون -

وہ ایک دوسرے کو بری بات سے منع نہیں کرتے تھے جو وہ کرتے تھے جو وہ کرتے تھے بڑا تھا۔

اور گو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر ہر ایک مسلمان کے فرائض میں سے ہے۔ مگر دعوت الی الاسلام کا کام کرنے والے گروہ کے فرائض میں اسے خصوصیت سے داخل فرمایا ہے۔ اسلام کا یہ فخر تھا کہ اس میں چھوٹے سے چھوٹا... انسان بڑے سے بڑے انسان کو نصیحت کر سکتا تھا اور اس کی غلطی پر اسے بے دھڑک آگاہ کر سکتا تھا۔ یہ ہے وہ اصول جس پر عمل کر اجتماعی زندگی کو دوام حاصل ہو سکتا ہے۔ اور یہی رُوحِ اسلام ہے۔

مسلم ہائی سکول ۱ لاہور کا شاندار نتیجہ

سکول ہذا کی طرف سے ۸۷ طلباء امتحان سیکنڈری سکول میں شامل ہوئے جن میں سے بفضلہ تعالیٰ ۷۰ پاس ہو گئے۔ گیارہ فسٹ ڈویژن ۲۶ سیکنڈ ڈویژن اور ۳۳ تھرڈ ڈویژن میں آئے سکول کا مجموعی نتیجہ ۸۱ فیصد ہے جبکہ بورڈ کا اپنا نتیجہ ۶۰ فیصد تھا۔ ایک طالب علم کے وظیفہ کا ... ہے۔ فالحمد للہ۔ مظفر حسین ... مسلم ہائی سکول نمبر ۱ لاہور

پنجاب پریس بلن بلڈنگس سرکلر روڈ لاہور میں باہتمام مولوی دوست محمد صاحب پرنٹر پبلشر چھپ کر دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور سے شائع ہوا۔

پیغام صلح ۱۲ جولائی ۱۹۷۱ء رجسٹرڈ ایل ۱۳۸ شمارہ نمبر ۲۸

ہفت روزہ پیغام صلح لاہور

سالانہ چندہ: پاکستان سے چھ روپیے ہندوستان سے چھ روپیے۔ بیرونی ممالک سے ایک پونڈ

ہندوستان میں ہمارے نمائندہ کا پتہ: شیخ محمد انعام الحق صاحب مکان نمبر ۸ محمد اعظم پورہ ملک پیٹھ حیدر آباد دکن (انڈیا)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

رجسٹرڈ ایل ۲۴۲ — فون نمبر ۳۷۳۷

ہم تو رکھتے ہیں مسلمانوں کا دیں
دل سے ہیں خدام ختم المرسلیں

تم ہمیں دیتے ہو کافر کا خطاب
کیوں نہیں لوگو تمہیں خوف عقاب

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا خصوصی ترجمان

ہفت روزہ پیغام صلح لاہور

فی پرچہ ۱۳ پیسے

ہر بدھ کو شائع ہوتا ہے
تار کا پتہ:- "تبلیغ" لاہور
فون نمبر:- ۳۷۳۷
مدیر:- دوست محمد
مدیر معاون:- بشیر احمد سوز

زر مبادلہ
پاکستان سے چھ روپے
ہندوستان سے چھ روپے
ممالک بیرونی سے
ایک پونڈ

جلد ۴۹ | یوم چہار شنبہ مورخہ ۵ صفر المظفر ۱۳۸۱ھ مطابق ۱۹ جولائی ۱۹۶۱ء | نمبر ۲۹

بحرِ حکمت کے موتی

عن جابر رضؓ قال رای النبی صلی اللہ علیہ وسلم رجلًا راسہ شعثًا فقال اما وجد ھذا ما یسکن بہ شعرہ ورای اٰخر علیہ ثیاب وسخۃ فقال اما کان ھذا یجد ماءً یغسل بہ ثوبہٗ (بحوالہ تلخیص الصحاح امور من الزینۃ)

ترجمہ:- حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو دیکھا جس کے سر کے بال پریشان اور بکھرے ہوئے تھے فرمایا کیا اس کو کوئی ایسی چیز نہیں ملتی جس سے وہ اپنے بالوں کو درست کرے اور سلجھائے اور ایک دوسرے شخص کو آپ نے دیکھا جو میلے کپڑے پہنے تھا تو آپ نے فرمایا کہ کیا اس کو کہیں پانی نہیں ملتا جس سے اپنے کپڑے دھوئے۔

نوٹ:- حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کے دل کی صفائی کے ساتھ ساتھ جسم کی اور لباس وغیرہ کی صفائی کا بھی خیال رکھتے تھے۔

وہ تمام گندے جسم اور لباس والے صوفیاء اور فقراء جنہیں اولیاء اللہ سمجھا جاتا ہے اللہ تعالےٰ سے دور کا تعلق بھی نہیں رکھتے۔

اللہ جمیل و یحب الجمال

(غلام قادر۔ عفی عنہ)

حقیقی مکرمت اور عظمت کا باعث فقط تقویٰ ہے

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

ہماری جماعت یہ غم کُل دنیوی غموں سے بڑھکر اپنی جان پر لگائیں کہ ان میں تقویٰ ہے یا نہیں۔ اہل تقویٰ کے لئے یہ شرط ہے۔ کہ وہ اپنی زندگی غربت اور مسکینی میں بسر کرے۔ یہ تقویٰ کی ایک شاخ ہے جس کے ذریعہ سے ہمیں ناجائز غضب کا مقابلہ کرنا ہے، بڑے بڑے عارف اور صدیقوں کے لئے آخری اور کڑی منزل غضب سے بچنا ہی ہے۔ عجب و پندار غضب سے پیدا ہوتا ہے اور ایسا ہی کبھی خود غضب، پندار کا نتیجہ ہوتا ہے۔ کیونکہ غضب اس وقت ہوگا جب انسان اپنے نفس کو دوسرے پر ترجیح دیتا ہے۔ میں نہیں چاہتا کہ میری جماعت والے آپس میں ایک دوسرے کو چھوٹا یا بڑا سمجھیں۔ یا ایک دوسرے پر تکبر کریں یا نظر استخفاف سے دیکھیں۔ خدا جانتا ہے کہ بڑا کون ہے، یا چھوٹا کون ہے۔ یہ ایک قسم کی تحقیر ہے جس کے اندر حقارت ہے۔ ڈر ہے کہ یہ حقارت بیج کی طرح بڑھے۔ اور اس کی ہلاکت کا باعث ہو جاوے۔ بعض آدمی بڑوں کو مل کر بڑے ادب سے پیش آتے ہیں۔ لیکن بڑا وہ ہے جو مسکین کی بات کو مسکینی سے سنے۔ اس کی دلجوئی کرے۔ اس کی بات کی عزت کرے۔ کوئی چڑ کی بات منہ پر نہ لاوے۔ کہ جس سے دکھ پہنچے۔ خدا تعالےٰ فرماتا ہے ولا تنابزوا بالالقاب بئس الاسم .... الفسوق بعد الایمان ومن لم یتب فاولٰئک ھم الظالمون (س ۲۶) تم ایک دوسرے کے چڑ کے نام نہ ڈالو۔ یہ فعل فساق و فجار کا ہے۔ جو شخص کسی کو چڑاتا ہے۔ وہ نہ مرے گا۔ جب تک وہ خود اس میں مبتلا نہ ہوگا۔ اپنے بھائیوں کو حقیر نہ سمجھو۔ جب ایک ہی چشمہ سے کل پانی پیتے ہو تو کون جانتا ہے کہ کس کی قسمت میں زیادہ پانی پینا ہے۔ مکرم و معظم کوئی دنیاوی اصولوں سے نہیں ہو سکتا۔ خدا تعالےٰ کے نزدیک بڑا وہ ہے جو متقی ہے۔ ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم ان اللہ علیم خبیر (س ۲۶) یہ جو مختلف ذاتیں ہیں۔ یہ کوئی وجہ شرافت نہیں۔ خدا تعالےٰ نے محض عرف کے لئے یہ ذاتیں بنائیں۔ آج کل تو صرف بعد چار پشتوں کے حقیقت پتہ لگانا ہی مشکل ہے۔ متقی کی شان نہیں کہ ذاتوں کے جھگڑے میں پڑے۔ جب اللہ تعالےٰ نے فیصلہ کر دیا کہ میرے نزدیک ذات کوئی سند نہیں حقیقی مکرمت اور عظمت کا باعث فقط تقویٰ ہے۔ خدا کے کلام سے پایا جاتا ہے کہ متقی وہ ہوتے ہیں جو حلیمی اور مسکینی سے چلتے ہیں۔ وہ مغرورانہ گفتگو نہیں کرتے۔ ان کی گفتگو ایسی ہوتی ہے جیسے چھوٹا بڑے سے گفتگو کرے۔ ہم کو ہر حال میں وہ کرنا چاہیئے جس سے ہماری فلاح ہو۔ اللہ تعالےٰ کسی کا اجارہ دار نہیں۔ وہ خالص تقویٰ کو چاہتا ہے، جو تقویٰ کرے گا، وہ مقام اعلیٰ کو پہنچے گا۔

تبلیغی خط و کتابت

دیکھو خدا نے سارے جہاں کو جھکا دیا
گمنام پا کے شہرۂ عالم بنا دیا
(مسیح موعودؑ)

شمالی بورنیو

ترجمہ از مسٹر اے۔ حمید۔ بی۔ ڈی صالح۔ شمالی بورنیو۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

میری زبردست خواہش ہے کہ تحریک احمدیت میں بطور ممبر شامل ہو جاؤں۔

لہٰذا میں بڑے ادب سے عرض پرداز ہوں، کہ مجھے اپنی جماعت میں داخل فرما کر ممنون فرمائیں۔

آپ کے ایک ممبر مسٹر احمد ایم علاؤ الدین نے میری راہنمائی فرمائی ہے۔ اس لئے آپ کی خدمت میں خط لکھ رہا ہوں۔

امید ہے آپ میری درخواست منظور فرمائیں گے

(ان کی بیعت منظور کر لی گئی۔ خط اور لٹریچر بھیجا گیا)

افریقہ

انجمن اشاعت اسلام لاہور

السلام علیکم۔ اس خط کے ہمراہ دس شلنگ "پیغام صلح" کے لئے برائے چندہ ارسال ہیں۔ آپ سے پوری توقع ہے کہ رسالے ارسال کرتے وقت پتہ لکھنے کے لئے کاغذ استعمال کرو گے۔ اسے پوری مضبوطی سے چسپاں کرو گے۔ تاکہ اس دور دراز کے سفر میں اصلی رسالے ہیں گم نہ ہو جائیں۔ حال ہی میں ایک شخص نے مجھے جسے اردو پڑھنا لکھنا نہیں آتا ایک چھوٹی سی کتاب دی۔ جو آپ کی طبع کی ہوئی ہے۔ جس کا نام "نماز اور تمدن کی تین راہیں" ہے، محمد علی صاحب کی لکھی ہوئی ہے۔ جب اس چھوٹی سی کتاب کا مطالعہ کیا تو حیرت کی انتہا نہ رہی۔ قرآن کی اس تعلیم کیا ہے۔ اس سے پوری واضح ہوئی۔ اس سے پہلے ہم نے نماز کو صرف گناہوں سے پاک ہونے کا ذریعہ قرار دیا تھا۔ لیکن مولنا صاحب کی اس کتاب کے مطالعہ سے دماغ کو وہ روشنی حاصل ہوئی۔ کہ اس کی وجہ سے اسلام کی حقیقت اور اس کی غرض کی اصلیت کا راز مل گیا اس سے پہلے میں خود نماز کی اصلیت سے بیچ مچ نا واقف تھا۔ اس کتاب سے صاف ظاہر ہوتا ہے۔ کہ مولنا کی قابلیت اس قدر بلند ہے۔ جو اس چھوٹی سی سورت کو جو کوثر کہلاتی ہے ایک ایسے پیرایہ میں سچائی کے ساتھ بیان کیا۔ کہ اسے پڑھنے کو بار بار جی چاہتا ہے۔ گویا مولنا نے کوثر کو خیر کثیر پہنچل کرتے ہوئے اوروں کو ساتھ لے لیا۔ اور یہ خوب روشن کر دیا۔ کہ انسان کی فلاح و بہبودی کی یہ چیز کیونکر ہے۔ حقیقتہً قرآن کریم کے معنے اس انتہا پر پہنچ کر سمجھنا ان کے فہم کی بڑی دین ہے۔ بس اس چھوٹی سی کتاب نے اب میرے لئے دینوی شغف کے لحاظ سے کہ دل بستہ نہ صرف وہ بلکہ اب میری نماز حقیقت کے رنگ کو لیٹے ہوئے ہوتی ہے۔ جیسے میں نے اسی کتاب کے پڑھنے کے بعد ہی معلوم ہو گیا۔ اب چونکہ میری دلچسپی بڑھی ہوئی ہے۔ اس لئے آپ سے التجا کروں گا۔ کہ مجھے مولنا کی اور تصانیف سے آگاہی دیجئے۔ مولنا کوئی اردو مترجم قرآن اگر ہے۔ تو اس کی قیمت سے آگاہ کرنا اس کے علاوہ یہ بھی معلوم کرانا۔ کہ بیان القرآن کیا ہے۔ اس کی قیمت کیا ہے۔ کیا اس کی ایک ہی جلد ہے۔ اگر آپ کے پاس کوئی کتاب متعلق سود ہو۔ تو آگاہ کرنا جس سے پتہ چلے گا۔ کہ موجودہ سود حرام ہے یا حلال ہے۔ اس کے علاوہ سر سید احمد کی تصنیفات اور علامہ شبلی نعمانی اور نیز سید سلیمان ندوی کی تصنیفات کہاں سے حاصل ہو سکتی ہیں۔ پتہ لکھئے۔ آپ کے پاس کوئی چھوٹی چھوٹی کتابیں جیسی سورۃ کوثر ہے۔ اگر ہوں۔ تو مجھے ارسال کر دینا۔ خصوصاً سورۃ عصر کی تفسیر بھی ہو تو شکر گذاری کا موقع عطا کرو گے۔ میں پھر سے آپ کو لکھتے ہوئے اپنی خوش قسمتی سمجھتا ہوں۔ کہ یہ ذوق مجھے سورۃ کوثر محمد علی صاحب کی پڑھنے کے بعد ہی حاصل ہوا۔ اسی چھوٹی سی کتاب نے حقیقتاً مجھے وہ روشنی عطا کی ہے۔ کہ اب قرآن کریم کو سمجھنے کے لئے مطالعہ کا اعلیٰ فہم عطا ہوا ہے جب کبھی کتاب کو پڑھتا ہوں اسے اور پڑھنے کا شوق بار بار ہوتا ہے جس طرح خیر کثیر کی کوئی انتہا نہیں ہے۔ اسی طرح یہ صفحات میرے لئے کوثر کے دروازے ہیں میں نے چند اشخاص کی خدمت میں اس کا ترجمہ انگریزی میں کیا۔ اور پڑھ کر سنایا بس اس کتاب کا اثر ان پر بھی میری طرح ہوا جیسے مجھ پر۔ اور کیا لکھوں۔ سلام شوق۔ خط کا جواب جلدی دو گے ایسی ہی امید ہے۔ فقط والسلام

مخلص۔ محمد غسین اسٹیکر۔ کیپ ٹاؤن

البیتا

ترجمہ خط از مسٹر سلیمان بالوگن۔ البیتا۔ نائیجیریا۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

آپ کا ۳۱-۵-۶۱ کا گرامی نامہ موصول ہوا بہت بہت شکریہ آپ نے میرے سوالات کے جوابات تسلی بخش بھیجے ہیں۔ اور اس چٹھی میں مرزا غلام احمد صاحب کی کرامات و معجزات کے ۳ قتبات کے رنگ میں یقینی ہونے کا ذکر پڑھ کر بہت متاثر ہوا ہوں۔ گمان ہے گا ہے میں سوالات پوچھتا رہوں گا۔ امید ہے آپ جوابات دیتے رہیں گے۔

(انہیں خط لکھا گیا)

کیرالہ اسٹیٹ

ترجمہ خط از سکرٹری پروگریسو بک لیگ کالی کٹ۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

آپ کا آٹھ جون ۱۹۶۱ء کا نوازش نامہ ملا بہت بہت شکریہ۔

ہماری طرف سے آپ ان کتب کی ترسیل کا جس میں ایک کاپی قرآن شریف کی بھی ہے شکریہ قبول فرمائیں۔

لائٹ کی مفت ترسیل کے لئے فیجر لائٹ اور آپ کا بہت بہت شکریہ۔ افسوس ہے میں آپ کو جلدی جواب نہ دے سکا۔

لائٹ کلکتہ پہنچ گیا تھا مہربانی فرما کر کالی کٹ کے ساتھ کیرالہ اسٹیٹ لکھ دیا کریں۔

(انہیں مزید لٹریچر اور خط بھیجا گیا۔)

کینیڈا

ترجمہ خط از مسٹر ربیرٹ فوربس۔ کینیڈا

آپ کے خط مورخہ ۶ر جون کا بہت بہت شکریہ پمفلٹس اور کتابیں بھی مل گئے ہیں۔ میرے پاس بہت سا لٹریچر جمع ہو گیا ہے لہٰذا جب تک میں خود نہ مانگوں لٹریچر ارسال نہ فرمائیں۔

یہاں سے ایسے لوگوں کو لٹریچر پہنچانے کا جو اسلام سے دلچسپی رکھتے ہیں کوئی ذریعہ نہیں ہے۔ افریقہ آج کل بہت بڑا تبلیغی مرکز بن گیا ہے۔ جہاں آپ کو کامل توجہ اور جد و جہد کرنے کی ضرورت ہے

(انہیں قرآن شریف معہ متن ٹیچنگز آف اسلام اور دیگر لٹریچر بھیجا جا چکا ہے۔ خط لکھ دیا گیا)

نائیجیریا

ترجمہ خط از معلم ابراہیم ادیسینا منسٹری آف ورکس نائیجیریا۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

مجھے آپ کو اس چٹھی لکھتے ہوئے بہت خوشی محسوس ہو رہی ہے۔ آج صبح میں نے اپنے ایک ماسٹر سے آپ کے متعلق سنا تھا۔ میں مذکورہ منسٹری میں اسلامیات کا سینئر لیکچرار ہوں میں ہمیشہ اپنا وقت خدا تعالیٰ کی کتاب لوگوں کو پڑھانے پر خرچ کرتا رہتا ہوں۔

مگر افسوس ہے کہ میرے پاس انگریزی قرآن شریف نہیں ہے۔ میں بہت مشکور ہوں گا اگر ایک کاپی انگریزی

نورِ ایمان کی ضیا باریاں

سابقہ شذرات میں ہم نے موجودہ اخلاقی انحطاط کا حل قرآن کریم کی بعض آیات سے پیش کرتے ہوئے یہ بتایا تھا کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی متابعت جن لوگوں نے کی وہ قرآن کریم پر عمل کر کے نہ صرف بدترین اخلاقی ذمائم سے پاک وصاف ہو گئے بلکہ انسانیت کے بلند ترین مرتبہ پر پہنچ گئے، اور اخلاقی اور روحانی اعتبار سے دنیا کے ہادی و رہبر بن سکتے، وہ کیا چیز تھی جس نے ان کی یہی کایا پلٹ کر دی۔ فی الحقیقت وہ خدا تعالےٰ پر ایمان تھا، جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قوتِ قدسیہ نے ان کے دلوں میں پیدا کیا۔ اسی ایمان کی وجہ سے وہ خطرناک سے خطرناک موقعوں پر جان کی بازی لگانے سے نہ جھجکتے تھے، تھوڑے ہوتے کے باوجود وہ دشمنانِ دین کے ہزارہا کے لشکروں میں پورے ایمانی جوش کے ساتھ گھس جاتے اور انہیں تہس نہس کر کے دکھ دیتے تھے، یہی ایمانی جوش تھا جس نے ایران و روم کی عظیم الشان سلطنتوں کی اینٹ سے اینٹ بجا دی اور ان ممالک میں اپنا ایسا پاک اثر پیدا کیا کہ ہر قسم کا ظلم و ستم اور اخلاقی برائیاں مٹ گئیں اور امن اور چین کی زندگی پیدا ہوئی۔

نہ صرف یہی بلکہ ایمان کا نور اُن کے دلوں میں اس قدر جگمگا رہا تھا کہ گویا وہ خدا تعالےٰ کو اپنی آنکھوں سے دیکھ لیتے تھے، اسی وجہ سے نہ سخت ترین اذیتیں ان کے قدموں کو ڈگمگا سکیں اور نہ بڑے سے بڑا لالچ اُن کے دلوں میں لغزش پیدا کر سکا، یہاں تک کہ اگر کسی وقت انسانی کمزوری کی وجہ سے کوئی معمولی سی خطا بھی ان سے سرزد ہو گئی تو اس کا اعتراف کرنے اور بڑی سے بڑی سزا بھگتنے میں بھی انہیں تامل نہ ہوتا تھا۔ صحابہ کرامؓ کی زندگیاں ایسے واقعات سے بھرپور ہیں جو ان کے کمال سوزِ ایمان کا پتہ دیتی ہیں، ان میں سے وہ بھی تھے جو کھری مجلسوں میں حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اپنے گناہ کا اعتراف کر کے سزا کے لئے اپنے آپ کو پیش کر دیتے تھے، وہ بھی تھے جنہوں نے ایک جنگی مہم میں آپؐ کا ساتھ نہ دینے کی وجہ سے خود اپنے آپ کو تقصیروار قرار دیا، ان کا بائیکاٹ کیا گیا، ان کی زندگیاں اجیرن ہو گئیں ایسی حالت میں کسی ہمسایہ بادشاہ نے ان کو دعوت دی کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے تمہاری قدر نہیں کی، تم ہمارے یہاں آجاؤ ہم تمہیں سر آنکھوں پر بٹھائیں گے لیکن انہوں نے پائے استحقار کے ساتھ اس لالچ بھری دعوت کو ٹھکرا دیا اور وہ مشعلِ ایمان جو ان کے دلوں میں جگمگا رہی تھی، ایسی تکالیف یا اس قسم کے لالچ اسے بجھا نہ سکے آخر کار اللہ تعالےٰ نے ان کے خلوص و ایمان کی اجر انہیں دیا اور ان کی بریت کر کے دنیا کو بتا دیا کہ خدا تعالےٰ پر سچا ایمان کبھی اور کسی حالت میں ضائع نہیں جاتا۔

یہی ایمان تھا جس نے ان کی عملی زندگیوں میں رونما ہو کر ہر قسم کی بدیوں اور برائیوں کو ملیامیٹ کر دیا اور ان کا پاک نمونہ اکنافِ عالم کی ہدایت و رہبری کا موجب ہوا، انہوں نے قرآن کی ایک ایک آیت پر عمل کر کے دکھا دیا اور دنیا پر ثابت کر دیا کہ یہ پاک کتاب انسان کو نہ صرف بدیوں اور برائیوں سے بچاتی ہے بلکہ شرافت و نجابت کے اعلیٰ مقام تک پہنچانے والی ہے۔

یہی حال ہم نے آج بھی اس جماعت کے اندر دیکھا ہے جو امامِ وقت کے انفاسِ قدسیہ سے پیدا ہوئی، قادیان کی گمنام بستی میں پیدا ہونے والا ایک انسان اسی نورِ ایمان کو لے کر کھڑا ہوا جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے صحابہ کرام کو ملا تھا اس نے اللہ تعالےٰ کے حکم سے ایک ایسی جماعت پیدا کی جس نے اس نور سے حصہ لے کر وہی ملکوتی رنگ اختیار کیا جو صحابہ کرامؓ کی زندگیوں میں نظر آتا ہے۔ ان میں وہ لوگ بھی تھے جن کی زندگیاں گناہوں سے بھرپور تھیں، وہ مرزا غلام احمد کے ہاتھ پر تائب ہو کر اور آپ کے قدموں میں بیٹھ کر اولیا بن گئے، وہ بھی تھے جو کفر و الحاد کے گڑھے میں گرنے کے قریب ہی تھے، کہ مرزا غلام احمدؐ کے دستِ حق پرست نے ان کا ہاتھ پکڑ کر نہ صرف اس گڑھے سے بچایا بلکہ ایمان و عمل کے اوج ثریا پر بٹھا دیا۔ ان میں وہ بھی تھے جو مرزا غلام احمد کی صحبت سے مستفیض ہونے کے جرم میں سخت ترین اذیتوں کے مورد بنائے گئے اور ان میں سے بعض کو سنگسار بھی کیا گیا ان میں وہ بھی تھے جو اپنی دینی وجاہت کے بحرِ بیکراں کے شناور ہونے کی وجہ سے بہت بڑی عزت و وجاہت کے مالک تھے، لیکن مرزا غلام احمدؐ کی بیعت کو انہوں نے اپنے علم اور خدا پرستی کی جلا کے لئے ضروری سمجھا اور دنیا کی مخالفت کے سامنے اپنی عزت و وجاہت کی کوئی پرواہ نہ کی، ان میں وہ بھی تھے جنہوں نے مرزا صاحب غلام احمدؐ کے حکم اور منشاء کے ماتحت یورپ کے ظلمت کدوں اور مرکزِ تثلیث میں اسلام کا جھنڈا بلند کیا اور توحید الٰہی کا نعرہ لگایا۔ مولانا نور الدین، مولانا عبد الکریم، مولانا محمد احسن، صاحبزادہ عبد اللطیف، مولانا محمد علی، خواجہ کمال الدین، مرزا یعقوب بیگ، ڈاکٹر محمد حسین، مولانا صدر الدین صاحب، اور بہت سے دوسرے بزرگ اس قدسی صفت جماعت کے ان درخشندہ ارکان میں سے ہیں جنہوں نے مرزا غلام احمدؐ کی صحبت سے مستفیض ہو کر اپنی عملی زندگیوں سے یہ ثابت کر دیا کہ آج بھی نورِ محمدی کی شعاعیں جو مرزا غلام احمد کے قلبِ صافی سے جلوہ گر ہوئیں ہر اس شخص کے دل کو منور کر سکتی ہیں، جو گناہوں اور کفر و الحاد میں پھنسا ہوا ہو۔ ہاں اس کو

اس روشنی کا پتہ دینا اور اس نورِ ایمان کی طرف بلانا ہمارا کام ہے ضرورت ہے کہ اس ایمان کی روشنی کو پھیلانے میں پوری جدوجہد سے کام لیا جائے اور وہ غلط فہمیاں جو امامِ وقتؑ کے متعلق دلوں میں جاگزیں ہیں انکو دُور کرنے اور مرزا غلام احمد کا حقیقی چہرہ جس سے نورِ محمدی منعکس ہوتا ہے دنیا کو دکھانے میں کوشش کا کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا جائے یہی ایک ذریعہ ہے جس سے موجودہ معاشرہ اخلاقی انحطاط سے نکل کر روحانی بلندی تک پہنچ سکتا ہے۔

اخبار احمدیہ

شرکت جلسہ

حضرت امیر قوم ایدہ اللہ تعالیٰ ایک جلسہ میں شرکت کے سلسلہ میں کوہ مری تشریف رکھتے ہیں ان کی صحت اور تندرستی کے لئے احباب قوم دعائیں جاری رکھیں۔

شمولیت سلسلہ عالیہ

جناب مرزا فیاض الدین صاحب مغتانی اذبھان ر وڈ۔ واہ کینٹ نے سلسلہ عالیہ احمدیہ میں شمولیت فرمائی ہے۔ اللہ تعالےٰ ان کے نیک عزم کو استقامت عطا فرمائے اور سعادتِ دارین سے نوازے۔

دعائے صحت

برلن مسلم مشن کے امام مولانا محمد یحییٰ بٹ صاحب کی اہلیہ صاحبہ سخت بیمار ہیں اور برلن کے ہسپتال میں زیر علاج ہیں۔ بزرگانِ سلسلہ اور احبابِ ملت سے درخواست ہے کہ موصوفہ کی صحت کاملہ عاجلہ کے لئے دردِ دل سے دعا فرمائیں۔

مراجعت حج

حاجی چوہدری اللہ رکھا مومن صاحب فریضہ حج اکبر کی ادائیگی کے بعد پچھلے دنوں بخیر و عافیت لاہور پہنچ گئے ہیں، اللہ تعالےٰ ان کے اس فریضہ مسعود کو قبول فرمائے اور خیر و خوبی کا باعث کرے۔

لاہور احمدیہ کالج

مجلس معتمدین کا ایک اجلاس مؤرخہ ۹/۷/۶۱ کو احمدیہ بلڈنگس لاہور میں منعقد ہوا تھا۔ جس میں ایک فیصلہ کے تحت کالج کا نام "لاہور احمدیہ کالج" رکھا گیا ہے۔

اخبار و افکار

ایک غلط مطالبہ

لوہستان (۱۵ر جولائی) سٹاف رپورٹر راوی ہے کہ :-

" جامع مسجد شاہ عالم مارکیٹ میں ایک اجتماع نے غم و غصّہ کا اظہار کرتے ہوئے ایک قرار داد کے ذریعے حکومت پاکستان سے مطالبہ کیا ہے کہ وہ امریکی جریدہ "ٹائم" کا داخلہ بند کر دے، مولانا کوثر نیازی نے امریکی جریدہ کا وہ اقتباس پڑھکر سنایا جس میں حضور نبی کریم صلعم پر جبریل امین کے ذریعہ آنے والی وحی کو مرگی کے دورے سے تعبیر کیا گیا، انہوں نے کہا کہ ۳۰ر جون کا شمارہ فوراً ضبط کر لیا جائے اور جب تک ٹائم تحریری معافی نہ مانگے اس وقت تک پاکستان میں ٹائم جیسے اخبار کے داخلے کی اجازت نہ دی جائے"

ٹائم کی حرکت بلاشبہ بہت افسوسناک اور قابلِ اصلاح ہے، لیکن اس کی اصلاح کا جو طریق اختیار کیا گیا ہے، وہ کسی طرح صحیح اور برمحل نہیں۔ بالفرض ٹائم کا داخلہ پاکستان میں ممنوع قرار دے دیا جائے اور وہ اس سے متاثر ہو کر معافی بھی مانگ لے تو کیا اس سے وہ بیان جو اس نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وحی کے متعلق دیا ہے غلط ثابت ہو جائے گا؟ کیا اس سے مرگی کے دَورے والی بات اس کے اور اس کے قارئین کے دلوں سے مٹ جائے گی؟ سمجھ نہیں آتا کہ ہمارے علماء کو کیا ہو گیا ہے کہ بجائے اس کے اصل اعتراض کا جواب دیں اور یہ ثابت کریں کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وحی جو نورِ معرفت اور اخلاق عالیہ سے بھری ہوئی ہے "مرگی کے دَورہ" کا نتیجہ نہیں ہو سکتی، بلکہ خدائے علیم کے حکمت بھرے کلمات پر مشتمل ہے، اور دنیا کے بڑے بڑے فلاسفر اور ادیب اس کی حکمت و فلسفہ پر سردھنتے ہیں، بجائے اس کے کہ اس قسم کے مضامین سے ٹائم اور اس کے ہمنواؤں کی تسلی کرائی جائے اور مرگی کے دَورہ کا خیال ان کے دلوں سے مٹانے کی کوشش کی جائے، اُلٹا اس کا داخلہ بند کرنے کا مطالبہ کیا جاتا ہے، جو کسی طرح مفید نہیں ہو سکتا۔

مولانا آزاد کے خیالات

مولانا ابوالکلام آزاد مرحوم کے متعلق عام طور پر یہ سمجھا جاتا ہے کہ وہ وفات مسیح کے قائل نہ تھے اور حضرت مرزا صاحب کے متعلق اچھے خیالات نہ رکھتے تھے، ذیل میں "ملفوظات آزاد" نامی کتاب سے ایک استفسار جو مولانا مرحوم سے کیا گیا اور اس کا جواب جو مولانا نے اپنے قلم سے لکھا، نقل کیا جاتا ہے۔ یاد رہے کہ یہ مولانا کی آخری زندگی کے آخری ایام کی لکھی ہوئی تحریر ہے جس کے بعد اس موضوع پر کوئی دوسری تحریر ان کے قلم سے نہیں نکلی۔ استفسار یہ ہے:

" ۶ر اپریل ۱۹۵۶ء

جناب مولانا ابوالکلام آزاد صاحب مدظلہ العالی۔

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

ابھی مولانا آپ کے اپنے ہاتھ کی تحریر دیکھے ہوئے بہت مدت ہو گئی آنکھوں کو انتظار نے بیمار کر دیا براہ عنایت ایک کتاب مدلل اور مفصل ایسی لکھ دیں جس کے بعد روز روز آپ کے پرائیویٹ سیکرٹری صاحب کو کسی تردید کی ضرورت پیش نہ آسکے۔ کیا بعض مرزائی لوگ آپ کی طرف مختلف معاملات منسوب کرتے رہتے ہیں۔ اور بعض حوالجات بھی دیتے رہتے ہیں۔ مثلاً تذکرہ وکیل وغیرہ کبھی کہتے ہیں مولانا وفات مسیح کے قائل ہیں کبھی کہتے ہیں مولانا نے مرزا صاحب کی تعریف کر دی ہے۔ براہ کرم ایسی فیصلہ کن کتاب لکھ دیں کہ پھر بولنے کی جرأت نہ رہے۔ اور اس میں یہ بھی درج فرمائیں کہ اس کے ذریعہ تمام پرانی باتوں کے ذکر کی گنجائش ہی نہ رہے۔ بینوا و توجروا۔ المکلف (ڈاکٹر) انعام اللہ خاں سالار ری پنشنر ۱۲۰۱ کوچہ حوتی محمد بلوچستان) "

مولانا ابوالکلام صاحب کا جواب :-

" وفات مسیح کا ذکر خود قرآن میں ہے مرزا صاحب کی تعریف یا برائی کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔ اس لئے کہ ؎

تو بُرا ہے تو بھلا ہو نہیں سکتا لے ذوق
وہ بُرا خود ہے کہ جو تجھ کو بُرا جانتا ہے

مولانا کا یہ جواب کسی تبصرہ کا محتاج نہیں، انہوں نے صاف لکھا ہے کہ "وفات مسیح کا ذکر خود قرآن میں ہے" اور حضرت مرزا صاحب کے متعلق بھی ع "وہ بُرا خود ہے جو تجھکو بُرا جانتا ہے" کا مصرع اُن کی دلی عقیدت کی غمازی کر رہا ہے۔

شیر گھس آیا

فیلڈ مارشل محمد ایوب خاں صدر پاکستان نے اپنے حالیہ دورۂ امریکہ میں امریکی صدر کنیڈی سے پاکستانی مسائل اور کشمیر کے متعلق جو صاف صاف باتیں کیں، اور امریکی کانگریس میں جس جرأت اور دلیری کے ساتھ پاکستان کے بارہ میں امریکہ کی کج مج پالیسی پر تنقید کی وہ ایک ایسا شاندار کارنامہ ہے جو بین الاقوامی تاریخ میں ہمیشہ یادگار رہے گا اہل امریکہ صدر پاکستان کے جرأت مندانہ بیانات سے اس درجہ متاثر ہوئے ہیں کہ ایک امریکی کالم نویس خاتون نے لکھا ہے کہ صدر پاکستان کے بیانات سے ایسا معلوم ہوتا تھا کہ گویا شہر میں شیر گھس آیا ہے جس کے حملہ سے بچنا مشکل ہے، وہ لکھتی ہے کہ یہ تاثر دلوں میں کوئی ڈر اور خوف پیدا کرنے کا موجب نہ تھا بلکہ صدر ایوب کی دلیری اور شجاعت کا رعب دلوں میں پیدا کرنے کا موجب ہوا۔

یہ ہے صداقت کا اثر، خدا کرے یہ اثر اہل امریکہ اور ان کے حکمرانوں کے دلوں پر ہمیشہ قائم رہے اور صدر پاکستان کے مطالبات کو پورا کرنے کا جو وعدہ انہوں نے کیا ہے، اس کا عملی ایفا جلد دیکھنے میں آسکے۔

یاجوج ماجوج کون ہیں

معاصر "صدق جدید" میں مولانا فضل احمد صاحب غزنوی بی اے مولوی فاضل منشی فاضل حیدر آباد سندھ نے "قرآن حکیم کی نئی تفسیریں" کے عنوان سے بعض آیات قرآنی کی تفاسیر نئے علوم اور حالات حاضرہ کی روشنی میں کی ہیں جس کا ایک حصہ یاجوج ماجوج سے تعلق رکھتا ہے جو درج ذیل ہے:-

اب نئی تفسیروں سے نئے معانی ملاحظہ ہوں "نسل" کے اصل معنی یہ ہیں کہ کوئی نہایت ہی تیز رفتار چیز ایک جگہ سے نکل کر پہلے تو بسرعت تمام بلندی کی پرواز کرے اور پھر ایک طرف کو اُڑے یوں اور چونکہ راکٹ کی صورت رفتار بالکل ایسی ہی ہے۔ لہٰذا آج اس کے صحیح معنی یوں ہوں گے کہ وہ یاجوج ماجوج راکٹ چھوڑیں گے۔

اور "حدب" کے معنی چونکہ فضائی مورچہ "ٹریا" وغیرہ کے بھی ہیں، لہٰذا آج تفسیر و معنی یہ ہوں کہ وہ فضائی مورچے بھی قائم کریں گے اور یاجوج ماجوج کے دو کے سوا تیسرے معنی مراد ہو ہی نہیں سکتے۔ ایک تو اصل معنی اس کی رُو سے وہ منگولیا کی قومیں ہیں جن میں پرانے وقتوں میں منگول تاتار تھے اور اب کیمونسٹ روس چین ہیں۔

دوسرے مجازی معنی ہیں۔ کہ ہر سرکش متمرد قوم ان معانی کی رُو سے یورپ و امریکہ وغیرہم تمام خدا کی باغی اور متمرد قومیں اس میں آ جاتی ہیں لہٰذا اگر کوئی چاند پر پہنچ جائے یا فضائی مورچے بھی بنا لے تو وہ علم خداوندی سے باہر نہیں۔ اور سائنس جتنی بھی ترقی کرے وہ اسی قدر ہو گی جتنی اللہ تعالےٰ نے انسان کو اجازت دے رکھی تھی لَا یُحِیۡطُوۡنَ بِشَیۡءٍ مِّنۡ عِلۡمِهٖۤ اِلَّا بِمَا شَآءَ یہ لوگ علوم خداوندی میں سے صرف اتنا ہی جان سکتے ہیں جتنا کہ اللہ تعالےٰ نے چاہا ہے۔

غور کیجئے آج سے ستر سال پہلے جب راکٹ اور امریکہ و روس کی سرکشی و تمرد کا نام و نشان بھی نہ تھا، پنجاب کے ایک گاؤں کے رہنے والے نے جب یہ بتایا کہ یاجوج ماجوج سے مراد انگریز اور

(باقی بر صفحہ ۱۱ انتہار کے نیچے)

زمانۂ مسیح موعود کے متعلق

اگرچہ گذشتہ قسط میں سورۃ الحدید میں بیان کردہ چند علامات کا ذکر کیا جا چکا ہے لیکن مزید وضاحت کے لئے ان کا اعادہ بھی خالی از فائدہ نہ ہوگا۔ اس مضمون کو

پہلی علامت

پہلی علامت میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ مسلمانوں پر ایک زمانہ ایسا..... آنے والا ہے کہ ان کے دل ذکر الٰہی کے وقت خشوع سے خالی ہوں گے یعنی ان کے قلوب پر اس عبادت کا کوئی اثر نہ ہوگا اس کا ثبوت یہ ہوگا کہ ان کے روزمرہ کے اعمال میں ان کی عبادت کا کوئی اثر نمایاں نظر نہ آئے گا لین دین میں کاروبار میں وہ دیانتداری راست گفتاری مفقود ہوگی جس کا مطالبہ عبادت الٰہی کرتی ہے اور جن بدیوں سے وہ روکنے کا وعدہ کرتی ہے ان کا وہ شکار نظر آئیں گے۔ یاد رہے کہ خشوع ہی ذکر الٰہی کی جان اور اس کا مغز اور اسکی روح ہے اور یہی مسلمان کی کامیابی اور مقصد حیات کے حصول کا اولین اور اہم ذریعہ ہے جیسا کہ سورۃ المؤمنون کے شروع میں ہی فرمایا قد افلح المؤمنون الذین هم فی صلاتهم خاشعون مومن وہی کامیاب ہوں گے جو اپنی نمازوں میں خشوع سے کام لیتے ہیں قرآن کریم نے صلوٰۃ کو ہی ذکر الٰہی کا سب سے اہم ذریعہ قرار دیا ہے جیسا کہ فرمایا اقم الصلوٰۃ لذکری اور فرمایا انّ الصلوٰۃ تنهی عن الفحشاء والمنکر ولذکر الله اکبر اس آیت میں صلوٰۃ کو ہی ذکر اللہ قرار دیتے ہوئے اسکو سب سے بڑا ذکر بتلایا ہے پھر سورۃ الاعلیٰ میں فرمایا قد افلح من تزکی وذکر اسم ربه فصلی اس آیت میں بھی ذکر اللہ کو صلی یعنے نماز پڑھنے سے ادا کیا ہے آیات مندرجہ بالا کو مدنظر رکھتے ہوئے سورۃ الحدید کی آیت کا مطلب یہ ہوگا کہ ایک وقت مسلمانوں پر ایسا آئے گا کہ وہ نمازیں ادا بھی کریں گے لیکن ان کی نمازیں خشوع سے بالکل خالی ہوں گی خشوع والی نماز کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ نفس انسانی بھی اس سے متاثر ہو اور ظاہری رکوع اور سجدہ پر ہی انسان قانع نہ ہو بلکہ اس کا نفس بھی سوز و گداز سے پُر ہو جائے اور الٰہی احکام کی تعمیل میں اور اس کی نواہی سے رکنے کے لئے ہمہ تن تیار ہو اور اگر غلطی ہو جائے تو فوراً توبہ و استغفار کے پانی سے اس کے دھبّے کو دھو کر دل کے لباس کو صاف کرے یہی نماز ہے جس کے متعلق حضرت نبی کریم صلعم نے فرمایا الصلوٰۃ معراج المؤمن اور جب نماز خشوع سے خالی ہو جائے تو وہ جسم بے جان کا حکم رکھتی ہے اور اس قسم کی نماز ادا کرنے والوں کے متعلق ہی فرمایا فویل للمصلین الذین هم عن صلاتهم ساهون جس نمازی کے دل میں خشوع پیدا نہیں ہوتا وہ نماز کی حقیقت سے یقیناً غافل ہے ورنہ حقیقی نماز تو انسان کے دل میں اللہ تعالےٰ کی عظمت کا سکہ بٹھلا دیتی ہے اور معصیت کے خیال سے بھی اس کی روح کانپ اٹھتی ہے۔

خلاصہ کلام یہ کہ جو نماز خشوع سے خالی ہوگی اس کے وہ صحیح نتائج ہرگز مترتب نہ ہوں گے جن کے مترتب ہونے کا قرآن کریم میں یقین دلایا گیا ہے ممکن ہے ایسے زمانہ میں بعض خاص افراد میں یہ آثار پائے جائیں لیکن ایسے افراد مستثنیات میں داخل ہوتے ہیں اور خال خال نظر آتے ہیں بحیثیت جماعت مسلمانوں کی عبادت محض رسمی عبادت کہلانے کی مستحق ہوگی اسی لئے حدیث میں آتا ہے کہ مسجدیں تو بہت ہوں گی لیکن نمازیوں سے خالی ہوں گی نمازیوں سے مراد اس جگہ انہی نمازیوں سے ہے جو نماز کی حقیقت کو سمجھ کر خشوع سے نماز ادا کرتے ہیں اور پھر اس کے صحیح نتائج سے بھی متمتع ہوتے ہیں خشوع کی اہمیت اس قول سے بھی واضح ہوتی ہے جو ابن جریر میں شداد بن اوس کا نقل کیا گیا ہے وہ فرماتے ہیں اوّل ما یرفع من الناس الخشوع پہلی چیز جو لوگوں سے اٹھالی جاتی ہے وہ خشوع ہے

دوسری علامت

خشوع سے خالی عبادت کا لازمی نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ چونکہ دل ظاہری اعضا کا ساتھ نہیں دے رہے ہوتے اس لئے انسان کو وہ نتائج حاصل نہیں ہوتے جو اس عبادت کے خدا کی کتاب میں بیان کئے گئے ہیں اس لئے خدا کی کتاب پر سے ایمان اُٹھ جاتا ہے اور دل اس حق کو قبول کرنے سے انکار کی طرف مائل ہو جاتا ہے بعض علانیہ انکار کرنے پر اتر آتے ہیں اور بعض ظاہر تو نہیں کرتے لیکن اندر ہی اندر وساوس شیطانی کے حربوں کی کاری ضربوں کی تاب نہ لا کر ان کے آگے ہتھیار ڈال دیتے ہیں اور خدا کی کتاب پر عمل ترک کرکے ثابت [illegible] سے گریز کرنے لگ پڑتے ہیں۔

تیسری علامت

حقیقی عبادت اور خدا کی کتاب پر ایمان اور عمل ہی دلوں کو زندہ رکھنے کا واحد ذریعہ ہیں اور ان میں سوز و گداز اور رقت پیدا کرنے اور اسے قائم رکھنے کا موجب بن سکتے ہیں، لیکن جب کتاب اللہ سے ایمان اٹھ جاتا ہے تو اس کا لازمی نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ قلوب میں قساوت پیدا ہونی شروع ہو جاتی ہے اور یہ دن بدن ترقی کرتی جاتی...... ہے اور اس حد تک ترقی کرتی ہے کہ حق کا دخول اس کے اندر مشکل ہو جاتا ہے صرف یہی نہیں بلکہ اس سے بڑھکر حق اسے بدصورت اور گھنونا اور باطل خوبصورت اور دلکش نظر آنے لگتا ہے۔ جس طرح ایک بیمار کو بوجہ اس کی زبان کے بدمزہ ہونے کے عمدہ سے عمدہ غذا بھی بدذائقہ لگتی ہے اسی طرح اس دل کو جو کلیتہً قساوت کا شکار ہو جاتا ہے نیکیاں بُری نظر آنے لگ پڑتی ہیں اور بدیوں میں لذت محسوس کرنے لگ پڑتا ہے اس لئے ایسے دل والے کی زندگی فسق و فجور میں بسر ہونی شروع ہو جاتی ہے، جب قلب انسانی میں یہ کیفیت پیدا ہو جاتی ہے تو شرعی اصطلاح میں اسے مردہ دل کہا جاتا ہے، جب قوم میں ایسے مردہ دلوں کی بہتات ہو جاتی ہے اور ان میں دوبارہ زندگی کی رُوح پھونکنے والا کوئی انسان دنیا میں نظر نہیں آتا تو خدا تعالےٰ ان علینا للهدیٰ کے ماتحت آسمان سے ان کی ہدایت کے سامان پیدا کرتا ہے یعنی کسی کو مامور بنا کر اور اسے اپنے نوروں سے آراستہ کرکے دنیا میں بھیجتا ہے تا اس کے نوروں سے ظلمات کے پردے چاک ہو جائیں جنہوں نے حق و صداقت کے سُورج کو ڈھانکا ہوا ہوتا ہے اور انہیں دوبارہ اس سورج کی روشنی سے منوّر ہونے کے مواقع میسّر آجائیں۔

چوتھی علامت

چنانچہ چوتھی علامت میں اسی وعدہ کا ذکر ہے فرمایا کہ مسلمانوں پر جب فسق و فجور کے گھٹا ٹوپ بادل چھا جائیں گے اور ان کے دلوں پر مردہ ہونے کے آثار نمایاں ہو جائیں گے تو چونکہ وہی دیگر تمام اقوام

کی اصلاح کے ذمہ دار ہیں اس لئے لازماً ان کے مردہ ہونے سے تمام اقوام ہی مردہ ہو جائیں گی، گویا ظهر الفساد فی البر والبحر کا نظارہ دنیا اپنی آنکھوں سے دوبارہ دیکھ لے گی جیسا کہ انیسویں صدی عیسوی سے یہ نظارہ دیکھنے میں آرہا ہے تو خدا تعالیٰ اس مردہ پن کو زندگی میں تبدیل کرنے کے سامان پیدا کر دے گا یعنی اپنی قدیم سنت کے مطابق اپنا مامور بھیجے گا جس کے ذریعہ دنیا میں از سر نو زندگی کی لہر دوڑ جائے گی اور فساد کی جگہ اصلاح لے لیگی۔

اب واقعہ یہ ہے جس کا انکار کوئی منصف مزاج نہیں کر سکتا کہ پیشگوئی مندرجہ آیات مذکورہ بالا حرف بحرف پوری ہو گئی ہے۔ مسلمانوں کی عبادتیں محض رسمی رہ گئیں تھیں جس کی وجہ سے وہ ان کے صحیح نتائج سے محروم نظر آرہے تھے خدا کی کتاب سے دور جا پڑے تھے اس کے صحیح علم سے واقفیت حاصل کرنے سے غفلت برتی جا رہی تھی، اگر اس کی تلاوت بھی ہوتی تھی تو محض رسمی طور پر اس پر حقیقی ایمان کا دعویٰ ... سے نصیب۔ علماء کی حالت بھی ... ناگفتہ بہ تھی وہ تو اس کے حقیقی علم سے کورے ... دشمنوں کے حملوں نے انہیں شکوک و شبہات کی دلدل میں پھنسا دیا ہوا تھا جس سے نکلنے کی کوئی راہ انہیں نظر نہ آتی تھی اس وقت خدا کے وعدہ اعلموا ان اللہ یحی الارض بعد موتھا کے مطابق حضرت مرزا صاحب بحیثیت مجدد تجدید دین کے لئے ظاہر ہوتے ہیں اور مسیح اور مہدی ہونے کی حیثیت سے ایک طرف تو دشمنان اسلام کے تمام حملوں کو پسپا کر دیتے ہیں اور دوسری طرف ان تمام مسلمانوں کے دلوں کو صداقت اسلام پر یقین اور ایمان سے بھر دیتے ہیں جنہوں نے ان کے دامن کے ساتھ اپنے آپ کو وابستہ کیا آپ کی آمد سے اسلام کے گلشن میں دوبارہ بہار آجاتی ہے حضرت نبی کریم صلعم کی رسالت کا آفتاب پھر اپنی ضیا پاریوں سے دنیا کو منور کرنے لگ پڑتا ہے، قرآن کریم کے حقائق و معارف کا دریا پھر زور و شور سے بہنے لگ پڑتا ہے قرآن کریم زندہ کتاب اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم زندہ رسول ثابت ہو جاتے ہیں۔ غرضیکہ آپ کے ساتھ تعلق پیدا کرنے والے مسلمان حقیقی معنوں میں مسلمان بن جاتے ہیں، نہ صرف وہ قرآن کو قبول کرتے اور اس کے عاشق ہو جاتے ہیں بلکہ دوسروں کو بھی اس کا عاشق بنانے میں ساعی ہو جاتے ہیں قساوت کا بدنما داغ ان کے دلوں سے دھل جاتا ہے اور اس کی جگہ رقت لے لیتی ہے نیکی اور تقویٰ کے وہ پیکر بن جاتے ہیں اور یہ صفت ایسی نمایاں ان میں پائی جاتی ہے کہ شدید سے شدید دشمن بھی اس کا اعتراف کئے بغیر نہیں رہ سکا تھا۔

قلوب میں یہ وہ عظیم الشان انقلاب تھا جو اعلموا ان اللہ یحی الارض بعد موتھا میں مندرج پیشگوئی کے مصداق نے پیدا کرنا تھا مادی حکومتوں کا فتح کرنا اس کا کام نہیں تھا مادی دولت کا لٹانا اس کے فرائض میں داخل نہ تھا اس کا کام قلوب کو یقین کی دولت سے مالا مال کرنا تھا دلائل و براہین اور آسمانی نشانوں کے گولوں سے دشمنوں کے حملوں کو پامال کرنا اس کا کام تھا سو حضرت مرزا صاحب نے ان تمام فرائض کو نہایت خوبی اور کامیابی کے ساتھ انجام دے کر ثابت کر دیا کہ وہ فی الحقیقت خدا کے فرستادہ اور اس زمانہ میں حضرت نبی کریم صلعم کے سچے جانشین اور خلیفہ تھے۔

وہ مسلمان جو اس امام کی وابستگی کے ساتھ مادی توہمات کو وابستہ کر رہے ہیں یہ قرآنی آیات ان کے اس خیال کی پر زور تردید کر رہی ہیں۔ اور ان کے اصل کام کو وضاحت سے مسلمانوں کے سامنے رکھ رہی ہیں کاش مسلمان ... سے کام لیں اور اپنے غلط خیالات کی پیروی چھوڑ کر حق کو قبول کرنے اور امام الزمان کے ساتھ تعلق پیدا کرنے کے نتیجہ میں جو برکات سماوی نازل ہوتی ہیں ان سے اپنے آپ کو محروم نہ کریں۔

چھٹی علامت

میں یہ بتلایا گیا ہے کہ اس امام ہمام کی سچائی کو آیات بینات سے ثابت کیا جائے گا۔ چنانچہ ایسا ہی وقوع میں آیا ہزارہا نشان حضرت مرزا صاحب کی صداقت کو ثابت کرنے کے لئے خدا تعالیٰ کی طرف سے دکھلائے گئے جو زندہ خدا پر زبردست ایمان پیدا کرنے کا زبردست ذریعہ ثابت ہوئے انہوں نے اس بات کو پایہ ثبوت تک پہنچا دیا کہ اسلام ہی ایک ایسا مذہب ہے جس کی پیروی سے انسان کا خدا تعالیٰ سے مضبوط تعلق پیدا ہو جاتا ہے باقی تمام مذاہب الٰہی اس قوت کو کھو بیٹھے ہیں یا ختم کر چکے ہیں اب تمام فیوض الٰہی کا منبع اب صرف قرآن کریم اور محمد رسول اللہ صلعم کی ہی ذات ہے یہی ایک چشمہ ہے جس سے ہر طالب حق اپنی روحانی پیاس بجھا سکتا اور سیرابی کو حاصل کر سکتا ہے۔ کتب سابقہ ...

ساتویں علامت

یہ بتلائی گئی ہے کہ اس کے ماننے والے مرد اور عورتیں سب کے سب حق کو دوبارہ قائم کرنے اور دنیا کو زندگی بخش جام پلانے کے کام میں اپنے اموال کی قربانی کرنے میں دریغ نہیں کریں گے بلکہ آیت ولیؤثرون علی انفسھم ولو کان بھم خصاصۃ پر عمل پیرا ہو کر خود تنگی اور عسرکی زندگی بسر کریں گے لیکن دین کی راہ میں اموال پانی کی طرح بہا دیں گے لفظ المصدقین اور المصدقات اسی مفہوم پر دلالت کرتا ہے اور یہ علامت حضرت مرزا صاحب کے ماننے والوں میں ایسی نمایاں ہے کہ کوئی شخص بھی اس کا انکار نہیں کر سکتا۔

اس جماعت کی نمایاں خصوصیت

دین کی راہ میں اموال خرچ کرنے کے سلسلہ میں جماعت احمدیہ کی ایک نمایاں خصوصیت ہے جو اس زمانہ میں کسی اور جماعت میں نہیں پائی جاتی اور وہ یہ کہ اس جماعت میں منسلک مسلمان آیت کے الفاظ واقرضوا اللہ قرضاً حسناً کی تعمیل میں اپنی جائیدادوں اور آمدنیوں کا ایک مقررہ حصہ الگ کر کے باقاعدگی کے ساتھ اشاعت اسلام کے لئے ادا کرتے ہیں اور دل کی خوشی سے کرتے ہیں، ان پر کوئی جبر نہیں اور نہ اس زمانہ میں جبر ہو سکتا ہے اقرض کے معنی عربی زبان میں کسی چیز کو الگ کرنے کے ہیں اور اقرضوا اللہ کا لفظ بتلاتا ہے کہ وہ محض خدا کے لئے یہ اموال الگ کیا کریں گے پھر حسناً کا لفظ بتلا رہا ہے کہ دل کی خوشی سے ایسا کریں گے۔

اس کی تفصیل یہ ہے کہ حضرت اقدس جناب مرزا صاحب مسیح موعود نے ..... اپنی جماعت میں یہ تحریک کی کہ میری جماعت کے لوگ اپنی جائیدادوں میں سے کم از کم دسویں حصہ کی وصیت کریں تا اس وصیت کے ذریعہ جو اموال جمع ہوں ان سے اشاعت اسلام کی مہم کو ہمیشہ کے لئے جاری رکھا جائے اور یہ وصیت انجمن کے نام کی جائے جو آپ نے اس غرض کے لئے فوراً بنا دی احباب جماعت نے فوراً اس تحریک پر لبیک کہا اور دھڑا دھڑ وصیتیں انجمن میں آنی شروع ہو گئیں بعض نے دسویں حصہ سے بھی زیادہ کی وصیتیں کیں اور اس طرح اشاعت اسلام کے لئے اموال جمع ہونے شروع ہو گئے جن سے انجمن اب تک اپنے اس مقدس کام یعنے اشاعت اسلام کے کام کو سرانجام دے رہی ہے۔

جماعت احمدیہ کے افراد کے اس جوش و خروش کا اندازہ کریں جو اشاعت اسلام کے کام میں حصہ لینے کے لئے ان کے سینوں میں موجزن تھا ـــ وہ احمدی جن کے پاس جائیداد نہ تھی ان کو سخت صدمہ ہوا کہ وہ اس ثواب سے محروم ہوتے نظر آتے ہیں انہوں نے حضرت اقدس کی خدمت میں درخواست دی کہ حضور ہمیں کیوں اس ثواب سے محروم رکھا جاتا ہے ہمیں اجازت دی جائے کہ ہم اپنی آمدنیوں کے دسویں یا اس سے زیادہ حصہ کی وصیت کر کے اس ثواب میں شریک ہو جائیں چنانچہ اس اجازت کے ملنے پر انہوں نے بھی اپنی آمد کی

وصیتیں کر دیں خصوصیت کا ایک تو یہ پہلو ہے جو بحیثیت جماعت صرف جماعت احمدیہ میں ہی نظر آتا ہے، دوسرا پہلو اس خصوصیت کا یہ ہے کہ وہ احباب جو کسی وجہ سے وصیت نہیں کر سکے وہ بھی اپنی آمدنیوں کا ایک مقررہ حصہ باقاعدگی سے اس غرض کے لئے ادا کرتے رہتے ہیں۔ کافی آمدنی والے احباب ایک آنہ فی روپیہ کے حساب سے چندہ دیتے ہیں اور تھوڑی آمدنی والے نصف آنہ فی روپیہ کے حساب سے چندہ دیتے ہیں، اس طرح باقاعدگی سے چندہ دینے والی جماعت مشکل سے ہی نظر آئے گی پس خدا تعالےٰ نے اس مامور کی جماعت کی اس خاص خصوصیت کا ذکر بھی بطور علامت کر دیا ہے پھر ان مخلصین کے اموال میں برکت ڈالنے کی بھی ساتھ ہی پیشگوئی کر دی [illegible] ... یعنی ان کے اموال کو بڑھایا جائے گا چنانچہ ان اموال میں اس قدر برکت خدا تعالےٰ کی طرف سے ڈالی گئی ہے کہ ابتدا میں اس کی نہایت ہی قلیل [illegible] تھی لیکن اب لاکھوں روپے اس غرض کے لئے آ رہے ہیں اور لاکھوں ہی خرچ [illegible] ... رہے ہیں حالانکہ یہ جماعت دنیا کی سب جماعتوں سے چھوٹی جماعت ہے لیکن کام اس کے سب جماعتوں سے بڑھے ہوئے ہیں، یورپ میں مشنوں کا جال بچھا ہوا ہے اور یہ سب مشن بالعموم اس جماعت کے چندوں سے ہی چلتے ہیں۔

دوسری پیشگوئی ولہم اجر کریم کے الفاظ میں کی گئی ہے کہ ان کو معزز اجر ملیگا یہ پیشگوئی بھی صفائی سے پوری ہو گئی۔ اس چھوٹی سی جماعت کی کوششوں کو خدا تعالےٰ نے اس قدر شاندار کامیابی سے ہمکنار کیا ہے کہ اس کی نظیر کہیں نہیں ملتی، اول تو دیگر مسلمانوں کو اگرچہ وہ کروڑوں کی تعداد میں ہیں اس کی توفیق ہی نہیں ملی اور جنہوں نے اس جماعت کی نقل کرنے کی کوشش شروع بھی کی تو ان کو ایسی کامیابی حاصل نہیں ہوئی۔

آٹھویں علامت

میں یہ بتلایا گیا ہے کہ وہ مامور حضرت نبی کریم صلعم کا حقیقی متبع اور آنحضور صلعم کا امتی ہوگا اور جو کچھ وہ حاصل کرے گا آنحضور صلعم کی پیروی سے ہی حاصل کرے گا وہ نبی نہیں ہوگا بلکہ صدیق ہوگا اس کی تفصیل گزشتہ قسط میں گذر چکی ہے۔

نویں علامت

اس وقت اس مامور کی بیان کردہ قرآنی سچائیوں کا جو انکار کرے گا اور اسلام کی صداقت اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کی حقیقت کو ثابت کرنے کے لئے جو نشان وہ دکھائیگا انکی تکذیب کرنے والے خدائی عذابوں کا نشانہ بنیں گے چنانچہ اس مامور کی تکذیب اور اس کی ایذا رسانی کے نتیجہ میں دنیا پر اس قدر عذاب آئے ہیں کہ کسی پہلے زمانہ میں اس کی نظیر نہیں ملتی اور یہ سب عذاب جو مختلف شکلوں میں ظاہر ہوئے اس مامور کی پیشگوئیوں کے ماتحت آئے اور اب تک انہوں نے دنیا کا پیچھا نہیں چھوڑا اور نہ چھوڑیں گے جب تک کہ اس مامور کی صداقت کو قبول نہ کر لیا جائے گا یا اس کی تکذیب سے ہاتھ نہ اٹھا لیا جائے گا۔

دسویں علامت

میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ اس زمانہ میں حب الدنیا قلوب پر مسلط ہو گی دنیاوی زندگی جو اخروی زندگی [illegible] کا ذریعہ بن جائے گی، چنانچہ فرمایا اعلموا انما الحیوۃ الدنیا لعب ولہو وزینۃ وتفاخر بینکم وتکاثر فی الاموال والاولاد یعنی دنیاوی زندگی صرف پانچ چیزوں کا نام رہ جائے گی ان سے بلند اعلیٰ زندگی [illegible] کوئی غرض نہیں سمجھی جائے گی پہلی چیز [illegible] لعب یعنی کھیل کود میں مشغول رہنا قرار دی جائے گی اب دیکھ لو کس قدر کھیلوں میں وقت صرف کیا جاتا ہے کہا جاتا ہے کہ جسم کو صحتمند رکھنے کے لئے کھیل ضروری ہے یہ درست ہے مگر صحت کو برقرار رکھنے کی کوشش صرف معیوب ہی نہیں بلکہ ضرر رساں بھی ہے جس کام سے زندگی کا اصل مقصد ہی فوت ہو جائے وہ کس طرح مفید کام کہلا سکتا ہے۔

دوسری غرض لہو قرار دی گئی ہے یعنی ایسے مشاغل جو خدا کی یاد سے غافل کر دینے والے ہوں۔ سینما۔ RACES۔ قمار بازی۔ ناچ کی مجلسیں وغیرہ یہ سب خدا سے دور لیجانے والے امور ہیں۔

تیسری چیز زینت۔ لباس میں زینت عمارتوں میں زینت۔ گاڑیوں میں زینت، عورتوں کی ہر چیز میں زینت یعنی ساری توجہ زینتوں کی طرف ہی لگی رہتی ہے۔

چوتھی چیز ایک دوسرے پر فخر کرنا ہے یہ علامت بھی نمایاں ہے رنگ کا فخر، نسل کا فخر، دولت کا فخر، قومی طاقت کا گھمنڈ وغیرہ سب قسم کے فخر اس زمانہ میں پائے جاتے ہیں۔

پانچویں چیز اموال اور اپنے جتھے کو دوسروں کے مقابلہ میں بڑھانے کی دھن میں مصروف رہنا ہے یہ علامت بھی نمایاں ہے یہ مال کی حرص ہی ہے جس نے یورپین اقوام کو دوسری کمزور قوموں کے اموال پر ڈاکہ مارنے پر آمادہ کیا اور ان اموال پر قابض ہو کر انہوں نے اپنی قومی طاقت کو بڑھایا یہ تمام چیزیں سوائے چند ایک کے اپنی ذات میں بری نہیں اور نہ ہی قابل اعتراض ہیں اگر یہ روحانی ترقی کے راستہ میں روک نہ بنیں لیکن آیت ہمیں یہ بتلاتی ہے کہ اس مامور کے زمانہ میں دنیاوی زندگی صرف انہی پانچ چیزوں سے عبارت ہوگی۔ اسی مضمون کو سورۃ الکہف میں ان الفاظ میں ادا کیا گیا ہے:۔ قل ھل ننبئکم بالاخسرین اعمالا الذین ضل سعیھم فی الحیوۃ الدنیا وھم یحسبون انھم یحسنون صنعا اولئک الذین کفروا بایات ربھم ولقائہ یعنے ان لوگوں کے تمام اعمال انہیں خسارہ کی طرف لے جانے والے ہوں گے جن کی تمام تر کوششیں دنیاوی زندگی کو ہی بہتر بنانے میں صرف ہو رہی ہوں گی اور وہ سمجھ رہے ہوں گے کہ ہم بڑا ہی اچھا کام کر رہے ہیں یہی لوگ ہیں جنہوں نے خدا کی تعلیموں اور اس کی لقاء کو ترک کر دیا ہے۔

پیشگوئی کے مصداق امام نے اپنے ظہور کے وقت اہل دنیا کو دنیا کی محبت میں غرق پایا تو اس نے اپنے ماننے والوں سے بوقت بیعت یہ اقرار لیا کہ وہ دین کو دنیا پر مقدم رکھیں گے۔

گیارھویں علامت

یہ تہذیب جس کی بنیاد محض دنیاوی زندگی کے مفاد پر رکھی جائے گی آخر وہ تباہ ہو کر رہے گی اس کی مثال لہلہاتے ہوئے کھیت کی مانند ہے جو شروع میں بڑا ہی خوبصورت نظر آتا ہے لیکن انجام اس کا یہی ہوتا ہے کہ وہ ریزہ ریزہ ہو جاتا ہے۔ یہی حال ایسی تہذیب کا بھی ہوگا بظاہر یہ خوبصورت نظر آئے گی لیکن انجام اس کا تباہی ہے چنانچہ اب اس کی تباہی کے آثار نمایاں نظر آنے لگ پڑے ہیں اس زمانہ کے امام نے اس کی تباہی کی اس وقت پیشگوئی کی تھی جبکہ یہ اپنے انتہائی عروج پر تھی اور اس کی تباہی کے لئے دعائیں بھی کر گئے۔

اس کی تباہی کی پیشگوئی فرما کر قرآن کریم بتلاتا ہے کہ تمہاری یہ دنیاوی زندگی محض دھوکہ ہی دھوکہ ہے اس کی طرف سے توجہ ہٹا لو اور خدا کی رضا اور اس کی مغفرت حاصل کرنے کی طرف اپنی ساری توجہ مبذول کر دو یہ تمہارے لئے جنت ثابت ہوگی، لیکن یہ جنت انہی لوگوں کو ملے گا جو اللہ اور اس کے رسولوں پر ایمان لائیں گے دیکھ لو زمانہ کے امام نے اسی امر کی طرف لوگوں کو دعوت دی اور خدا اور اس کے رسولوں پر ایمان لانے کی طرف ہی لوگوں کو بلایا اور یہی اپنے آنے کی غرض بتلائی اور اسی پر زور دیا۔

بارھویں علامت

میں مسلمانوں کو یہ بتلایا کہ عام طور پر بھی زمین

ںا مصائب کا نزول ہوگا اور تم پر بڑی مصیبتیں وارد
ں گی لیکن یاد رکھو کہ یہ تمام مصائب خدا تعالےٰ کے
قرر کردہ قانون کے ماتحت آتے ہیں اور یہ قانون قرآن
یم میں بھی بتلایا گیا ہے کہ زمین پر جب فسق و فجور حد سے
ھ جاتا ہے تو زمین مستحقِ عذاب بن جاتی ہے لیکن اللہ
الےٰ اہل زمین کو اس عذاب سے بچانے کے لئے
ی مامور کو بھیجتا ہے تا لوگ اس مامور سے تعلق پیدا
کے فسق و فجور سے توبہ کرلیں اور اپنی زندگی کو متقیانہ
ندگی میں تبدیل کرلیں اگر ایسا نہیں کریں گے تو عذاب الٰہی
ن پر وارد ہو جائے گا چنانچہ اس قانون کے مطابق حضرت
زا صاحب کے ذریعہ اہل دنیا کو متنبہ کیا گیا لیکن لوگوں نے
داد کرنے کی بجائے نہ صرف اس مامور کو جھٹلایا بلکہ
ں کی ایذا رسانی کے درپے ہو گئے آخر عذاب الٰہی نے
ھیرا کہیں ہیضہ کی شکل میں کہیں طاعون کی شکل میں کہیں
فانوں کی شکل میں کہیں زلزلوں کی شکل میں کہیں جنگوں کی
ں میں کہیں دیگر وباؤں کی شکل میں کہیں سیلابوں کی شکل میں غرضیکہ
ائب نے مختلف شکلوں میں انسانوں کو اپنے گھیرے
لیا ہوا ہے اور خدا تعالےٰ کہتا ہے کہ یہ سب مصائب
قانون کے ماتحت آرہے ہوں گے جو ازل سے
جانی عالم میں خدا تعالےٰ کی طرف سے مقرر ہے اللہ
لیٰ فرماتا ہے کہ ایسے مصائب کا نازل کرنا خدا پر مشکل نہیں
آسان ہے پھر مسلمانوں کو مخاطب کرکے فرماتا ہے
ہ جو مصائب وارد ہوں گی ان کے نتیجہ میں تمہارے
تھ سے بہت کچھ نکل جائے گا چنانچہ حکومتیں مسلمانوں
ہاتھ سے نکل گئیں، دولت نکل گئی افلاس کا شکار مسلمان
گئے دنیاوی عزت اور شان و شوکت ھباً منثوراً ہو
یہ قانون ہم نے اسی لئے بیان کیا ہے کہ اپنی
مت و شوکت کو ہاتھ سے جاتے دیکھ کر کف

باد میں خرچ کرنے سے بخل سے کام لیتے ہیں
اور لوگوں کو بھی بخل کی طرف رغبت دلاتے ہیں بلکہ
اپنے اموال کو ان اغراض پر خرچ کرتے ہیں جو خدا
تعالےٰ کے منشاء کے خلاف ہیں تو وہ خدا کے پیارے
نہیں ہو سکتے خدا کو ان کے اموال کی حاجت نہیں وہ غنی
ہے وہ تو حمید ہے محتاج ہونا تو ایک نقص ہے جس
سے اس کی ذات پاک ہے اس آیت میں اس بات
کی طرف بھی اشارہ کر دیا ہے کہ مسلمان اس مامور کے
زمانہ میں خدا کی راہ میں اموال خرچ کرنے میں بخل سے
کام لے رہے ہوں گے اس آیت میں مسلمانوں کے
ادبار اور ان کی تباہی کے اسباب بھی بیان کر دیئے
ہیں اور اس سے نکلنے کی راہ بھی بتلا دی ہے۔

تیرھویں علامت

یں مسلمانوں کے اس خیال کی تردید کی گئی ہے کہ
قرآن کی موجودگی میں ہمیں کسی مجدد کو ماننے کی کیا ضرورت
ہے فرمایا کہ رسول تو بیّنٰت لے کر آتے ہیں اور
یہ بیّنات ہی ان کی صداقت کو منواتے اور ان پر ایمان
لانے پر لوگوں کو آمادہ کرتے ہیں ورنہ ان پر کون ایمان
لا سکتا ہے جس زمانہ کا ذکر ان آیات میں کیا گیا ہے
اس زمانہ کے لوگوں سے محمد رسول اللہ صلعم کی رسالت
کو منوانے کے لئے مسلمانوں کے ہاتھ میں کونسی بیّنہ
ہوگی ان کی اخلاقی اور روحانی حالت اس قدر گر چکی ہوگی
کہ اسکو دیکھ کر ان کے رسول اور ان کی کتاب کی
طرف کون متوجہ ہو سکتا ہے، خدا نے اپنی کتاب میں
اپنے رسول کو یہ بتلایا ہوا ہے کہ مسلمان حزب اللہ ہیں
اور حزب اللہ کے متعلق خدا کا یہ حتمی وعدہ ہے کہ وہ
کفار پر غالب رہیں گے لیکن یہ زمانہ الٹ نقشہ پیش

آخری کتاب پر عمل کرنے کے کچھ نتائج بتلائے
ہیں یہ نتائج میزان کا کام دیتے ہیں جن کے ذریعہ اس
کتاب کے صدق اور کذب کو پرکھا جا سکتا ہے
اس میں بتلایا کہ دیکھو اگر اس مدعی ماموریت نے قرآن
کے بیان کردہ نتائج کو حاصل کر لیا ہے اور وہ حسب
وعدہ قرآن کریم مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ کے مقام پر پہنچ گیا ہے
تو سمجھ لو کہ وہ مامور اپنے دعویٰ میں سچا ہے اس لئے اس
کے بارے میں تم لیقوم الناس بالقسط کے
ماتحت انصاف سے کام لو اور اس کے ساتھ ہو کر
حضرت نبی کریم صلعم کی رسالت کا علم دنیا میں بلند
کرو یہ میزان ہم نے اسی لئے کتاب کے ساتھ اتاری ہے تا
تم ہر معاملہ میں ... انصاف پر قائم ہو سکو یہاں تک کہ اس مامور کے
بارے میں بھی انصاف کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑو۔

چودھویں علامت

اس مامور کے زمانہ کی یہ بتلائی ہے کہ فولاد کی
اس کے زمانہ میں بہتات ہوگی اس سے جنگی آلات
اور سامان حرب بنانے کا کام بھی لیا جائے گا اور
لوگوں کے فائدے کی بھی بے شمار چیزیں بنائی
جائیں گی، یہ علامت تو ایسی واضح طور پر اس زمانہ میں پوری
ہوئی ہے کہ کوئی اندھا بھی اس کے پورا ہونے سے
انکار نہیں کر سکتا۔

یہ فولاد چونکہ کثرت سے یورپ کے ملکوں میں
ہی پایا جاتا ہے اور دجال کا ہی اس پر قبضہ ہے اس
سے فائدہ اٹھا کر یورپ نے سامان حرب بھی ایسے
تیار کر لئے جن سے ایشیا اور افریقہ کے ممالک پر
آسانی سے قبضہ کر لیا پھر دوسری مشینیں وغیرہ تیار
کرکے ان ملکوں کی دولت کو سمیٹ کر اپنے ملکوں کو

۱۹ر جولائی سنہ
۱۰

ںا مصائب کا نزول ہوگا اور تم پر بڑی مصیبتیں وارد
باد میں خرچ کرنے سے بخل سے کام لیتے ہیں
آخری کتاب پر عمل کرنے کے کچھ نتائج بتلائے

اور اس کو غالب کر کے دکھلا بھی دیا اس مامور کے پاک انفاس اور اس کی زبردست دعاؤں کا نتیجہ یہ نکلا کہ کہاں تو یورپی تہذیب کی برتری کے گن گائے جاتے تھے اور کہاں اب خود یورپ سے ہی آوازیں اُٹھ رہی ہیں کہ ہماری یہ تہذیب ہمیں جہنم کی طرف لے جا رہی ہے۔

پندرھویں علامت

ان دلوں میں کھٹکنے والے اس سوال کا جواب دیا ہے کہ مسلمان خراب کیوں ہو گئے فرمایا کہ انبیاء کے بعد قومیں بگڑا ہی کرتی ہیں چنانچہ حضرت نوحؑ اور حضرت ابراہیمؑ جیسے عظیم الشان نبیوں کے بعد بھی ان کی قومیں بگڑیں اور دیگر حصہ ان کا بھی فسق و فجور میں مبتلا ہو جائے تو کوئی تعجب کی بات نہیں پہلی امتوں کے رسولوں کے مشابہ اس امت میں بھی مجدد پیدا ہوتے رہیں گے لیکن فسق و فجور کے طوفان عظیم کے وقت میں عیسےٰ علیہ السلام کے ساتھ مشابہت تامہ رکھنے والا عظیم الشان مجدد پیدا ہوگا جیسا کہ پہلے رسولوں کے آخر میں حضرت عیسےٰ آئے تھے اسی طرح اس امت کے مجددین کے سلسلہ میں آخری مجدد عیسیٰ کے رنگ میں پیدا ہوگا اور جس طرح اس عیسےٰ نے قوم کے اندر جنگ کا ولولہ پیدا نہیں کیا تھا بلکہ حواریوں کے دلوں میں رأفت اور رحمت پیدا کی تھی اسی طرح یہ عیسےٰ صفت مجدد بھی مسلمانوں کے دلوں میں شفقت علی خلق اللہ کا جذبہ پیدا کرے گا اور دلوں کو رأفت اور رحمت کے ذریعہ فتح کرے گا۔

سولویں علامت

یہ سورۃ کو بھی اور سلسلہ علامات کو ......
.. بھی ختم کیا ہے مسلمانوں کو صاف لفظوں میں بتلا دیا ہے کہ اللہ کے نور اور اس کی مغفرت اور اس کی رحمت اور اس کے ہر قسم کے فضل کے اب تم ہی وارث ہو دوسری قومیں اب اس فضل سے محروم ہیں شرط صرف یہ ہے کہ تم خدا تعالےٰ کا حقیقی تقوےٰ اختیار کرو اور اس کے رسول پر حقیقی ایمان لاؤ اور اس کی اطاعت میں فنا ہو جاؤ پھر تم خدا کے فضلوں کے وارث ہو جاؤ گے پس جو امتی بھی تم میں سے اپنے آپ کو ان الٰہی فضلوں کا وارث ثابت کرے وہی خدا کی نگاہ میں حقیقی مومن ہے اس لئے حکم خداوندی کونوا مع الصٰدقین کی تعمیل کرتے ہوئے اس کے ساتھ ہو جاؤ۔

اب دیکھ لو کہ اس زمانہ میں کروڑ ہا مسلمانوں میں سے کس امتی نے قرآن کے اس چیلنج کو سچا ثابت کیا جو الفاظ لئلا یعلم اھل الکتاب الا یقدرون علیٰ شیءٍ من فضل اللہ (کہ تمام اہل کتاب جان لیں کہ وہ اب اللہ کے فضل کو حاصل نہیں کر سکتے) میں تمام مذاہب کو دے دیا گیا تھا حضرت مرزا صاحب کے سوا کسی اور مسلمان کو بھی تمام مذاہب کے پیشواؤں کو روحانی مقابلہ کے لئے للکارنے کی جرأت ہوئی دیکھو کس طرح ان کے عجز کو ثابت کر کے دنیا پر واضح کر دیا کہ اسلام اور صرف اسلام ہی ایسا مذہب ہے جس کی سچی پیروی انسان کو خدا کا مقرب بنا کر اسے بلند سے بلند روحانی مقام پر پہنچا سکتی ہے باقی تمام مذاہب اس تاثیر سے تہیدست ہو گئے ہیں پہلے ان میں یہ طاقت تھی مگر خاتم النبیین کے آنے کے بعد اب ان میں یہ طاقت نہیں رہی اس لئے حضرت مرزا صاحب ہی اس پر آشوب زمانہ میں امام کا کام دے سکتے ہیں انہی کے جھنڈے کے نیچے اب سب مسلمانوں کو جمع ہونا چاہیئے، اور الامام جُنّۃ یقاتل من ورائہ کے ماتحت انہی کی قیادت میں دشمنان اسلام کا مقابلہ اور اشاعت اسلام کا فریضہ ادا کرنا چاہیئے۔

ایک وسوسہ کا ازالہ

یہ آخری علامت درحقیقت اس زمانہ کے بعض لوگوں کے دلوں میں پیدا ہونے والے ایک وسوسہ کے ازالہ کا بھی سامان رکھتی ہے وہ وسوسہ یہ ہے کہ امم سابقہ میں تو ان کے اندر فساد پیدا ہونے کی صورت میں نبی مبعوث ہوتے رہتے ہیں حضرت نبی کریم صلعم کی امت میں فساد رونما ہونے کی صورت میں اس کو دور کرنے کے لئے نبی کیوں نہیں آسکتا۔ اس علامت میں اس وسوسہ کو یہ کہہ کر دور کر دیا گیا کہ حضرت نبی کریم صلعم کی قوت قدسیہ میں اس قدر زبردست تاثیر ہے کہ بڑے سے بڑے فساد کے پیدا ہونے کی صورت میں بھی وہ اپنے کامل امتی کے اندر اسے دور کرنے کی قوت پیدا کر سکتے ہیں اسی لئے مسلمانوں کے اجر کے متعلق یؤتکم کفلین من رحمتہ فرما کر اس کی طرف صاف اشارہ کر دیا ہے واقع بھی یہی ہے کہ حضرت مرزا صاحب نے جو حضرت نبی کریم صلعم کے کامل امتی اور کامل بروز تھے اس حقیقت کو مبرہن کر کے دکھلا دیا۔

مسجد احمدیہ پشاور کی تعمیر و تکمیل کے مختصر حالات

از۔ محمد عبدالرحمن صاحب پشاوری

اسلام میں مسجد کی اہمیت

اسلام میں مسجد کو بڑی اہمیت حاصل ہے۔ جب سے اللہ تعالیٰ نے بنی نوع انسان کی اصلاح کا پروگرام اس کے حوالے کیا ہے اس میں مرکزی مقام مسجد ہی ٹھہرایا ہے۔ چنانچہ قرآن شریف میں ارشاد ہوتا ہے اِنَّ اَوَّلَ بَیْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِیْ بِبَکَّۃَ مُبٰرَکًا وَّ ھُدًی لِّلْعٰلَمِیْنَ۔ روئے زمین پر یہ پہلی مسجد تھی جس کی اللہ تعالیٰ نے اصلاح خلق کے لئے بنا رکھی۔ اصلاح کا یہ سلسلہ جوں جوں ترقی کرتا گیا اور اس کے لئے انبیاء کا سلسلہ باقاعدہ شروع ہوا تو ان سلسلوں کے ابو الانبیاء حضرت ابراہیم علیہ السلام کا پہلا کام اس مسجد کی دوبارہ تعمیر نظر آتا ہے یہ سلسلہ یہیں تک نہیں ٹوٹ جاتا بلکہ سلسلہ بنی اسرائیل کے آخری چند روحانی افراد جو اصحاب کہف کے نام سے مشہور رہیں۔ ان کی یاد میں بھی اگر کوئی مذہبی یادگار بنانی ضروری خیال کی گئی تو وہ بھی ایک مسجد ہی تھی۔ جیسا کہ سورۃ کہف میں ارشاد ہے قَالَ الَّذِیْنَ غَلَبُوْا عَلٰۤی اَمْرِھِمْ لَنَتَّخِذَنَّ عَلَیْھِمْ مَّسْجِدًا۔

روحانیت کی اس تربیت گاہ کی اہمیت جب کم ہونے لگی تو موعود عالم حضرت نبی کریم صلعم نے اپنی بعثت کے ساتھ اس اہم مرکز کو دوبارہ زندہ کیا۔ چنانچہ جب کفار نے آپؐ کو اپنی سرگرمیوں کے لئے خانہ کعبہ میں داخلہ کی اجازت نہ دی، اور آپؐ کو مکہ چھوڑنے پر مجبور کیا، تو مدینہ میں وارد ہونے [illegible] ہی پہلا کام جو آپؐ نے کیا وہ مسجد نبویؐ کی تعمیر تھی۔ ان تاریخی حقائق سے یہ بات آسانی سے سمجھ آجاتی ہے کہ مسجد کو مذاہب عالم میں بالعموم اور اسلام میں بالخصوص اہمیت حاصل ہے، دراصل کسی اصلاح خلق کے مشن کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے کے لئے جو مواقع مساجد فراہم کر رہی ہیں وہ مادی دنیا کا کوئی دوسرا ادارہ نہیں کر سکتا، کیونکہ روحانیت کے اس مرکز کی داغ بیل منشاء الٰہی کے مطابق رکھی گئی ہے اور اسی سے اسکو بیت اللہ یا خدا کا گھر کہا جاتا ہے اور جو بھی تحریک خالص روحانی بنیادوں پر قائم کی جاتی ہے وہ بالآخر اپنے مقصد میں مساجد کے ذریعے کامیاب و بامراد ہوتی ہے۔ چنانچہ انبیاء کی اس قدیم مگر زندہ سنت پر عمل کرتے ہوئے اس زمانہ کے امامؑ نے احیائے دین کی جو تحریک شروع کی اس کی تربیت کے لئے آپ نے بھی مساجد ہی کو منتخب کیا اور اپنے جان نثار خادمانِ دین کو وصیت فرمائی کہ وہ اشاعت اسلام اور تنظیم کے لئے اپنے اپنے حلقوں میں مساجد کی تعمیر کریں۔

پشاور میں مسجد کے لئے مکان

سلسلہ احمدیہ کی دوسری جماعتوں کی طرح سرحد میں حضرت مسیح موعود کے سابقوں اور جاں نثاروں میں سے حضرت مولانا غلام حسن خاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے شہر پشاور میں جماعت کی تنظیم کے لئے اپنی جائداد کا ایک حصہ مسجد کی اغراض کی تکمیل کے لئے پیش کیا جس کی مختصر تاریخ اور مختلف مراحل کی داستان احباب جماعت کی معلومات کے لئے ذیل میں سپرد قلم کی جاتی ہے۔

ابتدا میں مسجد کے اغراض کو پورا کرنے کے لئے حضرت مولانا غلام حسن خاں صاحب مرحوم مغفور نے ایک مکان دیا جو کہ بازار جہانگیر پورہ کے اندر کوچہ گل بادشاہ جی میں واقع ہے یہ مکان مولانا صاحب کی اپنی ذاتی جائداد کا ایک حصہ تھا جس کو احباب نے اپنی جماعتی سرگرمیوں کے لئے منتخب کیا اور اس کا ایک حصہ جماعتی اجتماعات اور نمازوں کی ادائیگی کے لئے اور ایک حصہ بطور مہمان خانہ کے مخصوص کیا گیا۔

تعمیر مسجد کیلئے مختلف آرا و نظریات

اُس وقت کے بزرگان سلسلہ کی یہ ازحد خواہش تھی کہ پشاور میں جماعت کی اپنی باقاعدہ مسجد تعمیر ہو، مگر اختلاف نظریات کی وجہ سے یہ خواہش تشنۂ تکمیل ہی رہی تفصیل اس کی یہ ہے کہ بزرگان میں سے ایک گروہ کا یہ خیال تھا کہ سلسلہ کی تبلیغ کو عام کرنے کے لئے مسجد ایک کھلی فضا میں بنائی جائے جہاں مسجد بزبانِ حال ہر خاص و عام کی توجہ کو اپنی طرف کھینچ سکے اور اس طرح متلاشیانِ حق وہاں پہنچکر حق و صداقت کو پاسکیں۔ اس کے بالمقابل دوسرے گروہ کا یہ خیال تھا کہ مسجد کو پانچوں وقت آباد رکھنے کے لئے ایسی جگہ تعمیر کیا جائے جہاں احباب جماعت موجود ہوں اور پانچوں وقت نماز پڑھ سکیں چونکہ فریق اول کے نظریہ کی تکمیل کے لئے کوئی تیار اور موزوں جگہ نہ تھی اس واسطے یہی مکان تبلیغی کاموں کا مرکز رہا مگر یہی اختلافی نظریہ باقاعدہ مسجد کی تعمیر میں مانع رہا اس میں شک نہیں کہ تحریک کے ابتدائی دور میں بر اس جگہ کو باقاعدہ مسجد کی حیثیت حاصل نہ ہو سکی لیکن پھر بھی یہاں بڑے بڑے علماء اور اہل اللہ رہے ہیں جن کی روحانی قوت نے حال کے کمزور نوجوانوں میں قوت پیدا کر دی اور ان کی آرزوؤں کو تکمیل تک پہنچانے کا وقت آپہنچا۔

ڈاکٹر عبدالعزیز صاحب کی ہمت اور عزم راسخ

خوش قسمتی سے اس اہم کام کے لئے قدرت نے ایک ایسی شخصیت کو کھڑا کیا جس کے کارہائے نمایاں نے موافق اور مخالف کو دونوں کو حیرت میں ڈال دیا اس شخصیت کا اسم گرامی جناب ڈاکٹر عبدالعزیز ریٹائرڈ سول سرجن نشتر آباد شہر پشاور ہے اس محترم شخصیت نے اپنے عزم راسخ سے تاریخ احمدیت کے نصف صدی تک نہ ہونے والے کام کو سہل العمل بنا دیا۔

واقعہ یوں ہوا کہ ۱۸؍ اپریل ۱۹۵۸ء کو اچانک انجمن کے متصلہ مکان میں آگ لگنے کی وجہ سے اس کے مکان کے [illegible] کمرہ بھی آگ کی لپیٹ میں آگیا جس کے بعد اس کی تعمیر کا سوال پیدا ہوا۔ اتفاق سے انہی ایام میں حضرت مولانا عبداللہ جان صاحب پشاوری کی خدمات کی مرکز کو ضرورت پیش آئی، اور ان کے تشریف لے جانے پر پیدا شدہ خلا کو پُر کرنے کے لئے جماعت کی نظرِ انتخاب جناب ڈاکٹر عبدالعزیز صاحب پر پڑی۔ اور جماعت پشاور کی قیادت ان کے سپرد ہوئی اور ان کے عہد صدارت میں انجمن کے مذکورہ حصے کی تعمیر کا سوال پیدا ہوا۔ جیسا کہ پہلے ذکر کیا گیا ہے کہ یہ بزرگان سلسلہ کی روحانی تڑپ تھی جس نے بالآخر ہم جیسے کمزور نوجوانوں کے دلوں میں اس مکان کو باقاعدہ مسجد و مہمان خانہ کی شکل میں منتقل کرنے کی توفیق دی۔

تعمیر مسجد کے مختلف مراحل

چنانچہ اس غرض کے لئے پہلی میٹنگ ہوئی اور [illegible] کا یہ معاملہ پیش ہوا تو جناب ڈاکٹر صاحب [illegible] مطالبہ کیا جس کے جواب میں راقم [illegible] وقت جماعت پشاور کے ناظم مالی کی حیثیت سے کام کر رہا تھا تقریباً ایک ہزار روپے کے لگ بھگ بتایا مگر اس کے بالمقابل ڈاکٹر صاحب کے عزائم بہت بلند تھے اور انہوں نے طرز جدید کی ایک خوشنما مسجد کی تعمیر کرنے کی تجویز پیش کی۔ ڈاکٹر صاحب کی اس تجویز پر جماعت کی اکثریت نے مسرت کا اظہار کیا اور اسے عملی جامہ پہنانے کے لئے زور دیا۔ چنانچہ تجویز یہ ہوئی کہ سردست مسجد کے لئے ایک چھوٹا سا خوشنما کمرہ تعمیر ہو۔ ان ابتدائی اخراجات کو پورا کرنے کے لئے ۵۰۰/- کی رقم کا فوری طور پر مطالبہ کیا گیا جس پر مقامی جماعت نے نہایت فراخ دلی سے لبیک کہی اور اس پہلی میٹنگ میں تقریباً ۱۷۰۰/- روپیہ کی نقد رقم اور وعدوں کی شکل میں جمع ہو گئی۔ اس کے بعد ڈاکٹر صاحب کے مشورے سے چند احباب کو خطوط لکھے گئے خدا کے فضل سے اکثر احباب نے فراخ دلی کا ثبوت دیا اور ابتدائی اخراجات کو برداشت کرنے کے ہم متحمل ہو گئے۔ چنانچہ جناب ڈاکٹر صاحب ممدوح نے خدا کا نام لے کر کام شروع کروا دیا۔ ابتدا میں کافی مشکلات کا سامنا کرنا پڑا کیونکہ بعض احباب کو یہ خدشہ لاحق ہو گیا تھا کہ یہ جگہ گرا دی جائے گی اور پھر رقم نہ ہونے کی وجہ سے یہ کام شاید ادھورا رہ جائے مگر ان کا یہ خیال وہم ہی ثابت ہوا کیونکہ یہ کام اس عالی قدر ڈاکٹر نے اس عزم سے شروع کیا تھا کہ وہ رک نہ سکا۔

احباب کی رضا کارانہ خدمات

ایک اور مشکل یہ تھی کہ اس وقت اچھے اچھے

کارکنوں کی ضرورت تھی جو میٹریل کے فراہم کرنے کے ساتھ مزدوروں کی دیکھ بھال کر سکیں، یہ مشکل بھی اللہ تعالیٰ نے حل کر دی وہ یوں ہوا کہ چند سعید نوجوانوں نے اپنی اپنی ملازمت کے سلسلہ میں موجود تھے۔ ہم لوگوں کے استفسار پر ہر ایک نے رضاکارانہ طور پر اپنی اپنی خدمات پیش کیں۔ سب سے پہلے یہ کام فقیر محمد صاحب اور ملک بشیر احمد صاحب کے سپرد ہوا۔ کام شروع ہوئے چند دن ہی گذرے تھے کہ فقیر محمد صاحب کی تبدیلی ڈی آئی خان ہو گئی۔ اس نوجوان کی خدمات جو انہوں نے نہایت خلوص و محبت سے سرانجام دیں نہایت قابل قدر ہیں۔ پھر یہ تمام کام بشیر احمد صاحب کے سپرد ہوا۔ وہ حضرت قبلہ ڈاکٹر صاحب کی ہدایات کے تحت نہایت جانفشانی سے کام کرتے رہے اور تقریباً مسجد کی تکمیل تک یہیں رہے ان کی امداد کے لئے ملک خورشید عالم صاحب مقرر کئے گئے۔ کچھ عرصہ بعد بشیر صاحب کی تبدیلی بھی ہو گئی اور اب اکیلے خورشید عالم صاحب کو یہ بوجھ سنبھالنا پڑا۔ اگرچہ عزیز محمد اسلم مرحوم و مغفور بھی امداد کرتے رہے لیکن ان کی صحت کما حقہٗ کام کرنے سے مانع تھی۔ اور بابو محمد صادق صاحب بھی باوجود اپنی بہت سی پریشانیوں کے کام میں حصہ لیتے رہے۔

حصول میٹیریل کی مشکلات

ایک مشکل اس وقت میٹریل پیدا کرنے کی بھی تھی سیمنٹ نایاب، چونا ناپید، متعلقہ دفاتر میں درخواستوں پر درخواستیں دیں۔ مگر بے سود۔ اس وقت محترم ڈاکٹر صاحب نے اپنی انتہائی مصروفیت کے باوجود نہایت دوڑ دھوپ کی۔ ہر جگہ خود پہنچے اور ہر ایک چیز کو مہیا کر کے ہی چھوڑا اور یہ مشکل بھی جناب ڈاکٹر صاحب کی حل ہو گئی۔

روپیہ کی مشکلات اور احباب کی فراخدلانہ امداد

ایک اور دشواری بھی پیش آئی، وہ یہ کہ کام تو شروع کر دیا گیا مگر روپے کی کمی تھی، مزدور دو دو روپے اور مستری سات روپے یومیہ سے کم تو بات نہ کرتے تھے۔ لیکن بفضلِ خدا یہ مشکل بھی آسان ہو گئی۔ انہی دنوں محترم میاں عطاء اللہ صاحب مرحوم و مغفور کے فرزند آفتاب احمد صاحب نے جہانگیر پورہ میں اپنی مسجد کا افتتاح کیا جس میں جماعت پشاور کو بھی شامل ہونے کی اطلاع دی گئی۔ حضرت امیر قوم ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز لاہور سے تشریف لائے تھے۔ محترم پروفیسر محمد فاضل صاحب اور ڈاکٹر صاحب سے عرض کی گئی کہ میاں صاحب سے پشاور کی مسجد کے لئے چندہ طلب کیا جائے چنانچہ ہر دو بزرگوں نے خوشنودی کا اظہار کیا اور حضرت امیر قوم کے ذریعہ میاں صاحب سے درخواست کی گئی، انہوں نے -/۱۰۰۰ روپے کی رقم عنایت فرما کر ہمارے حوصلے بلند کر دیئے۔ اور پھر تمام جماعت سے عام اپیل بذریعہ پیغام صلح کی گئی۔ خدا کے فضل و کرم سے جماعت کے افراد نے بعض جگہ سے جماعتی رنگ اور بعض جگہ سے انفرادی رنگ میں

اپنی اپنی فراخدلی کا ثبوت دیا۔ اسی اثنا میں جناب میاں محمد صاحب کسی نجی کام کے لئے پشاور تشریف لائے۔ راقم الحروف معہ مولانا عبدالباقی صاحب کے ان سے ملے انہوں نے از راہ کرم زیر تعمیر مسجد کو دیکھ کر اپنی قیمتی ہدایات کے علاوہ -/۵۵۵ روپے بھی مسجد کے لئے عطا فرمائے فجزاہم اللہ احسن الجزاء۔

میری تبدیلی اور مولانا عبدالباقی صاحب کی خدمات

مسجد کا نچلا حصہ مکمل ہو چکا تھا۔ نماز شروع کر دی گئی تھی، اوپر کا حصہ کچھ باقی تھا کہ اچانک میری تبدیلی ڈیرہ اسمٰعیل خان ہو گئی۔

یہاں یہ ذکر کرنا بے جا نہ ہو گا کہ اس وقت ہمارے ایک روحانی بزرگ بابا دلاور خان مرحوم و مغفور رحمۃ اللہ علیہ خود ضعیف العمری کے باوجود کام کی دیکھ بھال کے علاوہ ہمیشہ اس کی تکمیل کے لئے دعائیں کرتے رہتے تھے۔ میری تبدیلی پر ان کو کافی پریشانی لاحق ہوئی، اور نہایت خضوع و خشوع سے کسی اور نیک اور باعمل انسان کے لئے دعا کرنے لگے۔ ان کی دعا قبول ہوئی اور انہی دنوں مولانا عبدالباقی صاحب خلف الرشید حضرت مولانا عبدالہادی صاحب شہید مرحوم ملازمت کے سلسلہ میں پشاور آ چکے تھے۔ میری نظر ان پر تھی بابا جی خدمت میں عرض کی گئی کہ "مولانا عبدالباقی صاحب ایک باعمل متقی اور پارسا انسان ہیں اگرچہ ان کی صحت اس وقت اس بات کی اجازت نہیں دیتی تاہم میں ان سے درخواست کروں گا کہ وہ ڈاکٹر صاحب کے زیر نگرانی اس کام کو سرانجام دیں"۔ صدر جماعت حضرت قبلہ ڈاکٹر صاحب نے خوشی کا اظہار کیا اور جماعت کی طرف سے حضرت مولانا عبدالباقی صاحب سے درخواست کی گئی کہ اب وہ جماعت کا کام بطور سیکرٹری سنبھال لیں۔ انہوں نے باوجود خرابیٔ صحت کے جماعت کی خدمات اپنے ذمہ لے لیں اور کام ان کی زیر نگرانی ہونے لگا۔ مسجد کی تکمیل انہی دنوں میں ہوئی۔

مہمانخانہ کی تعمیر

اب مسجد کے ساتھ ایک مہمانخانہ کا ہونا بھی ضروری تھا۔ حضرت بابا دلاور خان مرحوم فرمایا کرتے تھے کہ پٹھانوں کے علاقہ میں مہمان خانہ نہ ہونے کی وجہ سے مسجد ادھوری رہتی ہے۔ چنانچہ بفضلِ خدا محترم جناب صدر جماعت اور مولانا عبدالباقی صاحب ہر دو کی انتھک کوششوں سے ایک خوبصورت مہمانخانہ بھی تعمیر ہو گیا جس کا نقشہ نہایت سوچ سمجھ کر تعمیر کیا گیا اور زیادہ سے زیادہ مہمانوں کے لئے گنجائش رکھی گئی پچھلے حصہ میں غسل خانہ، باورچی خانہ، اور بیت الخلا کے علاوہ تین اچھے خاصے بڑے کمرے ہیں اور اوپر کے حصہ میں دو خوبصورت کمرے اور ان کے ساتھ ایک چھوٹا سا گودام اور بیت الخلا ہے نچلے کمروں کے سامنے برآمدہ ہے۔

مسجد کی ہیئت

مسجد دو منزلہ ہے اس میں عورتوں کے لئے خوبصورت گیلری بھی بنائی گئی ہے جو ایک اچھے کمرے کی شکل میں ہے اوپر کے حصہ میں مسجد کا ایک کمرہ اور وسیع برآمدہ ہے اس کے علاوہ سامنے ایک خوبصورت صحن بھی ہے کتابوں وغیرہ کے لئے ہر دو حصوں میں الماریاں بنائی گئی ہیں ان تمام یعنی مسجد اور مہمان خانہ پر تقریباً ۹—۱—۲۴۵۹۴ روپے خرچ ہوئے ہیں۔ مسجد پر تقریباً -/۱۵۰۰۰ روپے اور باقی مہمانخانہ پر خرچ ہوئے اس رقم میں کوئی پانچ ہزار کے قریب مرکزی انجمن کی امداد شامل ہے۔ باقی رقم احباب جماعت کی قربانیوں کا نتیجہ ہے۔

مہمان خانہ کی تکمیل تقریباً اختتام پذیر تھی کہ مولانا عبدالباقی صاحب تبدیل ہو کر کوہاٹ چلے گئے اور ان کا چارج بابو محمد صادق صاحب نے سنبھالا۔ اور باقی جو کام رہ گیا تھا ان کے ہاتھوں پورا ہوا۔

ڈاکٹر عبدالعزیز صاحب کی ہمت مردانہ

اس بات کا میں پھر اعادہ کرتا ہوں کہ یہ اہم کام اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہمارے عالی ہمت اور باعمل مجاہد ڈاکٹر عبدالعزیز صاحب کے ہاتھوں سرانجام پایا۔ مجھے ایک واقعہ یاد ہے مسجد کی تعمیر شروع تھی ہر روز ڈاکٹر صاحب سے اس کے متعلق بات چیت کرنے کے لئے جایا کرتا تھا کہ اچانک ایک حادثہ پیش آیا ڈاکٹر صاحب کے صاحبزادے عبدالرحیم صاحب ہوائی جہاز کے حادثہ میں وفات پا گئے۔ بڑا جانگداز صدمہ تھا ہم سب اشکبار تھے لیکن اس مرد مجاہد نے نہایت صبر و استقلال اور حوصلہ سے کام لیا۔ مجھے یاد ہے مہمان تعزیت کے لئے بیٹھے تھے اور یہ مجھے بلا کر کہنے لگے کہ میاں! تمہاری مسجد کا کام ڈھیلا پڑ گیا ہے اس طرف توجہ دو۔ اور اس وقت بھی بعض ضروری ہدایات نوٹ کروائیں۔ اللہ اللہ کیا پڑا ایمان ہے اپنا غم نہیں اگر فکر ہے تو اللہ کے گھر کی ہے ایمان ہو تو ایسا عزم ہو تو ڈاکٹر عبدالعزیز جیسا ہو۔ میری دلی دعا ہے کہ ڈاکٹر صاحب کو عمر دراز عطا کرے اور خلق خدا کی خدمت اور رفاہ عام کے کاموں کے لئے زیادہ سے زیادہ توفیق دے۔ آمین۔

مسجد کیساتھ زندہ رہنے والے نام

یہ مسجد جب تک موجود ہے اس وقت تک ڈاکٹر صاحب کا نام بھی زندہ رہے گا اور ان کے ساتھ مولانا عبد[illegible] خان مرحوم، بابا دلاور خان مرحوم کے نام بھی قائم رہیں گے کیونکہ یہ انہی کی قربانیوں اور دعاؤں کا نتیجہ ہے۔ آخر میں تمام بزرگوں اور دوستوں کا تہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں جنہوں نے اس کار خیر میں ہمارے ساتھ تعاون کیا اور ہمارا ہاتھ بٹایا۔ اب میری دلی خواہش ہے کہ ایسے ہی ہر جماعت اپنی اپنی ایک مسجد تعمیر کرنے کی مزید کوشش کرے!!

الفارق ——— ہالینڈ مسلم مشن کا تبلیغی ماہنامہ

مکرم و محترم جناب ایڈیٹر صاحب پیغام صلح۔
لام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔
اللہ تعالےٰ کے فضل سے ہمارا ماہانہ رسالہ
ارق مئی کے شروع میں پہلی دفعہ چھپ کر پبلک
سامنے آیا۔

ہا
نڈ سے پہلا اسلامی پرچہ

ہالینڈ میں اللہ تعالےٰ نے ہماری ذاتی کوشش
بجیر الفارق کو بڑی شہرت عطا فرمائی ہے۔
ر ہر جگہ ہی ماہانہ پرچے اور اخبارات شائع ہوتے
مذہبی بھی اور سیاسی بھی۔ مگر ہالینڈ سے ایک
می پرچہ کا جاری ہونا الگ حیثیت رکھتا ہے۔
م تاریخی حیثیت قرار دے سکتے ہیں۔ یہ قریباً
دفعہ ہے کہ اس ملک سے ایک پرچہ جس کے ایڈیٹرز
واسئے ایک کے باقی سب ڈچ مسلمان ہیں، اسلام
اعت کی غرض سے شائع ہوا ہے۔

یو اور اخبارات میں اعلان

یہی وجہ ہے کہ ہالینڈ ریڈیو نے ہمارے پرچہ
دو دفعہ خبر ریڈیو پر نشر کی جس سے ملک کے طول
میں الفارق کا نام پہنچ گیا۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔
یہ خبر صرف ریڈیو تک ہی محدود نہیں رہی بلکہ ملک
ا ایک اخباروں نے بھی اس خبر کو اپنے کالموں میں
کیا۔ اور ہیگ کے چار ہوائی کے اخباروں نے
دق کے نکلنے کی خبر شائع کی۔

مین

اس سے پہلے پرچہ میں مندرجہ ذیل مضامین پر
کی گئی ہے۔
۔ اسلام اور اس کی تعلیم کا انسانی کردار پر اثر۔ اس
میں پہلے اسلامی تعلیم (اعتقادی اور عملی) کا خلاصہ
پیش کر کے روحانی تکمیل کی مختلف منازل پر
بحث کی گئی ہے۔ اور بتلایا گیا ہے کہ شریعت،
جسے پولوسی لعنت قرار دیتے ہیں وہ دراصل
لعنت نہیں بلکہ خدا تعالیٰ کی رحمت ہے کیونکہ
قوانین شریعت ہی تو ہیں جو انسان کو روحانی تاریکیوں
کے وقت روشنی کا کام دے کر اسے اسکے
مقصود حقیقی پر پہنچنے میں مدد دیتے ہیں۔ اگر انسان
شریعت پر کاربند ہو تو اس پر کھل جاتا ہے کہ قوانین
شریعت دراصل کوئی بوجھ نہیں ہیں بلکہ وہ اس
کی فطرت میں داخل ہیں۔ اس مقام پر شریعت
طبیعت سے بدل جاتی ہے اور انسان روحانی
شاہراہ پر آگے چلتا جاتا ہے یہاں تک کہ وہ
مقام حقیقت کو پالیتا ہے اس مقام پر وہ قوانین
شریعت کے خلاف کر ہی نہیں سکتا۔ یہی وہ مقام
ہے جس پر سالکوں کے متعلق ارشاد ہوتا ہے
فافعلوا ما شئتم جو چاہو کرو، کیونکہ اب
..... وہ کوئی ایسا فعل نہیں کرسکتے جو صحیح نہ ہو۔
روحانی تکمیل کا دعوےٰ کرنے والے اگر اپنے
اعمال سے یہ ثابت نہ کردیں کہ وہ واقعی مقام
حقیقت تک پہنچ چکے ہیں تو ان کے دعاوی باطل
ہوں گے۔

(۲) دوسرا مضمون سائنس اور مذہب کے موضوع پر ڈاکٹر
دی مولائن (اسسٹنٹ پروفیسر ڈیلفٹ یونیورسٹی)
نے لکھا ہے۔ فاضل مضمون نگار نے بہت
اچھے پیرایہ میں سب سے پہلے خدا تعالےٰ
کے وجود پر بحث کی ہے اور مختلف سائنس
کے اصولوں سے استدلال کرتے ہوئے
بتلایا ہے کہ ہم خدا تعالےٰ کی ہستی کا انکار نہیں
کرسکتے پھر آپ نے مذہب پر بحث کرتے
ہوئے ان لوگوں کی غلطی ظاہر کی ہے جو مذہبی
اصولوں کو عقل کی کسوٹی پر پرکھنے کی جرأت نہیں
کرتے۔ آپ نے واضح الفاظ میں بتلایا ہے
کہ اسلام ایک ایسا مذہب ہے جو اپنے
بتلائے ہوئے اصولوں کو عقل کی کسوٹی
پر پرکھنے کے لئے سب کو دعوت دیتا ہے
آخر میں آپ نے بتلایا ہے کہ اسلام مذہب
کو جبر سے پھیلانے کے خلاف تعلیم دیتا ہے
جس لڑائی کی اسلام واضح الفاظ میں اجازت دیتا
ہے وہ دفاعی جنگ ہے اور یہ کہ انسان دلائل کے
ساتھ اپنے مذہب کی حقانیت ثابت کرے
قرآن مجید صاف الفاظ میں بیان فرماتا ہے لا
اکراہ فی الدین۔ سب سے بڑا جہاد یہ ہے
کہ انسان اپنے نفس کے ساتھ برسرپیکار ہو
کر اسے فتح کرے۔

(۳) تیسرا مضمون عیسائیت اور اسلام کے متعلق
ہے۔ اس میں بتلایا گیا ہے کہ اس وقت
عیسائیوں کی طرف سے مسلمانوں کے ساتھ
بات چیت کرنے کے متعلق بہت کچھ لکھا
جا رہا ہے۔ مگر اپنی مجالس اور جلسوں میں وہ بجائے
مسلمانوں کو مدعو کرنے کے خود تقاریر کرتے ہیں
جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ وہ کسی صحیح نتیجہ پر نہیں
پہنچتے۔ اگر وہ مسلمان علماء کو دعوت دیں اور ان
کی تقاریر سنیں تو پھر وہ معلوم کرسکیں گے کہ
عیسائیت اور اسلام میں کیا فرق ہے اور یہ
کہ مسلمان عیسائی اصولوں کے خلاف کیسے
دلائل رکھتے ہیں اس کے بعد مسئلہ تثلیث
کے متعلق اسلامی نظریہ پیش کیا گیا ہے۔

(۴) چوتھا مقالہ اسلامی اخوت کے متعلق ہے
جو ڈاکٹر حلیمہ نے لکھا ہے اس میں آپ نے
بتلایا ہے کہ اسلام نے انسان کو یہ سکھلایا
ہے کہ وہ خدا تعالےٰ کے سوا کسی اور کے
آگے سجدہ نہ کرے۔ تمام انسان بھائی بھائی
ہیں اس لئے کسی انسان کے آگے سربسجود
ہونا صحیح نہیں۔

(۵) پانچواں مقالہ مس عابدہ یانسن نے "اسلامی
عبادت" کے موضوع پر لکھا ہے جس میں انہوں
نے اسلامی نماز کی فلاسفی پر علم النفس کے
اصولوں کے مطابق بحث کرتے ہوئے
بتلایا کہ اسلام نے عبادت میں روح کے
ساتھ جسم کو شریک کر کے یہ ظاہر کر دیا ہے کہ
روح اور جسم دونوں ایک دوسرے کے
متضاد نہیں ہیں جیسا کہ بعض دوسرے مذاہب
کا خیال ہے بلکہ ایک دوسرے سے کلی اتحاد
...... رکھتے ہیں۔ روحانی ترقی کے لئے روح و
جسم دونوں کی صحت کا خیال رکھنا ضروری ہے۔

(۶)۔ ایک مقالہ سوال و جواب کے رنگ میں
خاکسار کی اہلیہ نے لکھا ہے جس میں ایک رومن
کیتھولک چرچ کے پریسٹ کے ساتھ تبادلہ
خیالات کے موقعہ پر زیر بحث آنے والا مسئلہ
"الوہیت مسیح" مفصل بیان کیا گیا ہے۔

(۷) ایک مقالہ مسٹر عبداللہ فان اونک نے "اسلام
کے متعلق غلطیوں کا ازالہ" کے عنوان سے
لکھا ہے۔ آپ نے اس میں بتلایا ہے
کہ یورپ میں اسلام کے متعلق بہت
معمولی سی واقفیت پائی جاتی ہے عام لوگوں
کو یہ بھی پتہ نہیں کہ آیا مسلمان خدا تعالےٰ پر
ایمان رکھتے ہیں یا نہیں۔ مقالہ نگار نے اہل
یورپ کی اس عدم واقفیت پر حیرانگی کا اظہار
کرتے ہوئے خدا تعالےٰ کے متعلق اسلامی
عقیدہ کو پرزور الفاظ میں پیش فرمایا ہے
اور ساتھ ہی عقیدۂ تثلیث کی تشریح کرتے
ہوئے بتلایا ہے کہ عیسائی علماء عام طور پر
لوگوں کو یہ بتلانے کی کوشش کرتے ہیں
کہ اگرچہ عیسائی عقیدہ کے مطابق خدا کے
تین اقنوم ہیں تاہم یہ عقیدہ توحید کے عقیدہ
کے خلاف نہیں۔ لیکن ذرا سا غور کرنے
سے ان کے اس خیال کی تردید ہو جاتی
ہے۔

نئی مطبوعات دعا پر ریویو

ان مضامین کے علاوہ دو کتابوں پر ریویو بھی کیا گیا ہے۔

یہاں پر حال ہی میں ایک کتاب اسلامی عورتوں کے موضوع پر فرانسیسی سے ترجمہ کر کے شائع کی گئی ہے۔ یہ کتاب ایک مسلمان عورت کے قلم سے لکھی ہوئی معلوم ہوتی ہے لیکن پبلشر نے مختلف مواقع پر اپنی طرف سے بھی کچھ باتیں لکھ دی ہیں۔ اور مختلف ممالک کی عورتوں کے فوٹو بھی اس میں درج ہیں، عام طور پر اسلامی باتیں درج ہیں وہ مختلف ممالک کے حالات کے مطابق صحیح ہیں لیکن ایسی باتیں بھی نظر آتی ہیں جو ٹھیک نہیں ہیں ہمارے نومسلم بھائی محترم حبیب اللہ کرل نے اس کتاب پر تبصرہ پیش کرتے ہوئے غلط باتوں کی نہایت ہی اچھے پیرایہ میں تردید کی ہے۔

بانی مشن کا فوٹو اور پیغام

شروع میں رسالہ کی غرض و غایت اور بعض تمہیدی امور کے علاوہ الحاج حضرت شیخ میاں محمد صاحب پریذیڈنٹ ..... میاں محمد ٹرسٹ کا ایک مختصر سا مقالہ جو کہ محترم شیخ فضل احمد صاحب سیکرٹری ٹرسٹ کا لکھا ہوا ہے شائع کیا گیا ہے، اس مقالہ میں ہالینڈ میں مشن کی تاریخ وغیرہ امور بیان کئے گئے ہیں کہ ہالینڈ میں مشن قائم کرنے کی کس طرح تحریک ہوئی۔ علاوہ ازیں الحاج حضرت میاں محمد صاحب کی ملکۂ ہالینڈ سے ملاقات کا تذکرہ بھی کیا گیا ہے۔

ایک کیتھولک روزنامہ کا مقالہ

ڈچ پریس اور نیوز ایجنسی نے ہمارے پرچہ کا کس طرح استقبال کیا اس کا مختصر سا تذکرہ شروع میں کیا جا چکا ہے۔ اس جگہ ایک مقالہ کا ترجمہ دیا جاتا ہے جو ایمسٹرڈم سے نکلنے والے کیتھولک روزنامہ دی تائید (الوقت) DE TIJD کی ۱۹ر مئی کی اشاعت میں زیر عنوان "اسلام" شائع ہوا ہے مضمون نگار لکھتے ہیں:-

"کچھ سالوں سے مغربی یورپ میں اسلام کی تبلیغی جد و جہد بڑھتی جا رہی ہے حتیٰ کہ امریکہ میں بھی اس کا اثر ہو رہا ہے۔

ہم نے اس کے متعلق ایک تازہ شائع ہونے والی کتاب "بائبل اور قرآن" پر تبصرہ کرتے ہوئے اپنے خیالات کا ذکر کیا ہے۔ ہالینڈ میں اسلامی تبلیغ کا مرکز ہیگ بنا ہوا ہے جہاں سے اسلامک احمدیہ ایسوسی ایشن آف یورپ، شیخ میاں محمد ٹرسٹ کی طرف سے غلام احمد بشیر کی نگرانی میں گذشتہ سال جولائی میں اسلام کے متعلق معلومات بہم پہنچانے کی غرض سے ایک ماہانہ پرچہ کا اجرا ہوا تھا۔ اس وقت عرف سٹینسل کر کے اس پرچہ کو شائع کیا گیا تھا لیکن اپریل اور مئی نمبر باقاعدہ چھپ کر منظر عام پر آیا ہے۔ اس پرچہ کا نام الفارق رکھا گیا ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ یہ پرچہ جھوٹ اور صداقت میں فرق کرنا چاہتا ہے۔ اور اس پرچہ کی غرض و غایت کے بیان کے سلسلہ میں بتایا گیا ہے کہ الفارق نئی روشنی کے انسان کے لئے اسلامی تعلیم کی حقیقت اور اس کی ضرورت بتانا چاہتا ہے۔

الفارق کے متعلق یہ بھی بیان ہے کہ وہ فرقہ وارانہ بنیادوں پر قائم نہیں اور نہ ہی اس کی بنا تقلید پر رکھی گئی ہے بلکہ اس کی بنا فرقہ وارانہ اختلافات سے بالا ہے اور اس کی تعلیم مجتہدانہ اصولوں کے مطابق ہوگی۔ اس پرچہ میں چند ایک مضامین ہیں جو اسلام کے اصولوں کی تشریح میں لکھے گئے ہیں اور بعض مناظرانہ حیثیت بھی رکھتے ہیں۔ میاں محمد ٹرسٹ کے پریذیڈنٹ جناب شیخ میاں محمد صاحب آف لائلپور (پاکستان) کا مختصر پیغام بھی درج ہے اسلام کی اصولی تعلیمات کی وضاحت کے علاوہ ایک خاص مضمون "عیسائیت اور اسلام" کے متعلق لکھا گیا جس میں تثلیث کے عقیدہ پر اسلامی نقطۂ نظر سے سادہ طور (اس کے بعد انہوں نے جماعت احمدیہ لاہور اور حضرت مولانا محمد علی صاحبؒ کے ترجمہ کا ذکر کرتے ہوئے یہ بیان کیا ہے کہ جماعت احمدیہ ایک طرف اسلام کے اصولوں کی تشریح سائنس اور منطق کی روشنی میں کرتی ہے اور دوسری طرف مسلمانوں کو قرآن مجید کی طرف واپس بلانے کی طرف مصروف ہے)

پھر اسلام اور ہالینڈ کے عنوان کے تحت لکھتے ہیں کہ ہالینڈ میں جماعت احمدیہ لاہور کی نمایندہ اسلامک احمدیہ ایسوسی ایشن آف یورپ کام کر رہی ہے جس نے الفارق شائع کیا ہے۔ اس پرچہ میں انہوں نے پہلے عقلی اور مجتہدانہ اصولوں کو کھلے طور پر پیش کیا ہے۔ جیسا کہ انہوں نے لکھا ہے کہ سب سے زیادہ قابل اعتبار اسلامی تعلیم کا منبع قرآن مجید ہے لیکن حدیث اس وقت قابل عمل سمجھی جائے گی جب وہ قرآن مجید کے خلاف نہ ہو اور نہ ہی اس میں ایسی باتیں بیان کی گئی ہوں جو قانون قدرت اور عقل کے خلاف ہوں۔ پھر یہ بھی کہا گیا ہے کہ اسلام مذہب کے معاملہ میں عقل کو بہت دخل دیتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن مجید میں ہر جگہ اس بات پر زور دیا گیا ہے کہ انسان کو مذہب کے معاملہ میں بھی عقل سے کام لینا چاہئے اگر انسان اسلامی اصولوں پر غور کرے تو ان کی معقولیت انسان پر آسانی سے واضح ہو سکتی ہے۔

مذہب کے حقیقی اصول عقل کے خلاف نہیں ہو سکتے۔ مذہب سچی اور حقیقی سائنس کے تجربات کے خلاف بھی نہیں ہو سکتا اور نہ ہی قوانین قدرت کے خلاف امور بیان کر سکتا ہے۔ ایک غلط مذہب یقیناً سائنس کے مشہور تجربات کے خلاف تعلیم دے سکتا ہے جس طرح کہ غیر حقیقی سائنس حقیقی مذہب کے متضاد امور بیان کر سکتی ہے"

الفارق میں یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ اس وقت عیسائیوں کی طرف سے اکثر اس قسم کے بیانات چھپتے رہتے ہیں کہ وہ مسلمانوں کے ساتھ اعلیٰ پیمانہ پر بات چیت کرنے کے لئے تیار ہیں۔ اس تبادلہ خیالات کے لئے وہ اپنے آپ کو تیار بھی کرتے رہتے ہیں اور اس غرض کے لئے وہ آپس میں بحث و مباحثہ بھی کرتے اور اسلام کے متعلق معلومات جمع کرتے رہتے ہیں۔ الفارق اسے قابل تعریف کوشش کے نام سے موسوم کرتا ہے۔

گذشتہ ہفتہ پروفیسر کرامر نے تلبرغ میں اسی قسم کے تبادلہ خیالات کا ذکر کیا تھا اور جیسا کہ الفارق نے بیان کیا ہے انہوں نے اس طرز پر تقریر کی تھی۔ لیکن انہوں نے یہ بھی فرمایا تھا کہ مسلمانوں اور عیسائیوں کی گفتگو کے دوران میں جب صلیبی جنگوں کی یاد تازہ ہو تو بات چیت مشکل ہو جاتی ہے صلیبی جنگیں مسلمانوں کی نظروں میں عیسائیوں کی مسلمانوں کی نفرت کا اظہار کرتی ہیں اور مسلمان ان جنگوں کو انجیل کی تعلیم کے خلاف قرار دیتے ہیں۔ خواہ عیسائیوں کا مقصد ان جنگوں سے کوئی بھی ہو۔ اسی طرح عیسائیوں کے احساس برتری نے بھی مسلمان ممالک پر حکومت کے دوران میں ان پر برا اثر چھوڑا ہے۔ مقرر نے اپنی تقریر میں اس امر پر زور دیا کہ عیسائیوں کے لئے ضروری ہے کہ وہ سب سے پہلے مسلمانوں کے ساتھ میل ملاپ کے ذریعہ تعلقات پیدا کریں۔ حقیقی مذہبی بحث و مباحثہ کا ابھی وقت نہیں آیا۔ لہٰذا ضروری ہے کہ عیسائیت کو ذاتی طور پر اپنے کردار کے ذریعہ پیش کیا جائے۔

اس کے بعد انہوں نے چند سطور عرب ممالک اور اسرائیل کے موضوع پر لکھی ہیں جس میں انہوں نے ایک عرب کے ساتھ گفتگو کا ذکر کرتے ہوئے بتلایا ہے کہ عرب لوگ درحقیقت اسرائیلیوں کے خلاف نہیں ہیں بلکہ صدیوں سے اہل یہود مسلمانوں کے ساتھ مل کر رہتے آئے ہیں۔ عربوں کو اگر کوئی اختلاف ہے تو وہ اسرائیلی حکومت سے ہے کیونکہ ان کے نزدیک یہ حکومت مغربی اقوام کی خود ساختہ ہے تاکہ وہ مشرق وسطےٰ کے ممالک میں اثر و نفوذ قائم رکھ سکیں"

طلبائے ڈیلفٹ کے جریدہ میں تبصرہ

ڈیلفٹ کے طلباء کے پرچہ میں الفارق کے متعلق حسب ذیل نوٹ شائع ہوا ہے۔

"یہ پہلی دفعہ ہے کہ ڈچ زبان میں اسلام کے متعلق ایک پرچہ شائع ہوا ہے۔ یہ پرچہ جی۔ اے بشیر ایم۔ اے زیر نگرانی میاں محمد ٹرسٹ (اسلامک احمدیہ ایسوسی ایشن یورپ) نے ہمارے ملک کی خاطر شائع کروایا ہے اس پرچہ کا مقصود حق و باطل میں امتیاز

کرتا ہے۔ الفارق نئی روشنی کے انسان پر اسلام کے نظریات کی قدر و قیمت اس تجدید کے باعث بیان کرنا چاہتا ہے جو اس وقت اسلامی ممالک میں رونما ہو رہی ہے۔ بقیہ مقاصد وہی ہیں جو اقوام متحدہ نے اپنے منشور میں بیان کی ہوئی ہیں (یعنی بین الاقوامی تعاون اور صلح و آشتی اور مختلف اقوام کا ایک دوسرے کے قریب لانا) اس پرچہ میں یہ شکایت بھی کی گئی ہے کہ اس مذہب سے ڈچ لوگ بہت ناواقف ہیں اور ان کی دلچسپی بھی بہت کم ہے جس کے ماننے والے اس وقت پانچ سو ملین سے بھی زیادہ ہیں۔ دہریوں اور کٹر عیسائیوں کے متعلق لکھا ہے کہ ایک دہریہ نے جس سے یہ توقع کی جا سکتی ہے کہ اس نے پہلے اچھی طرح مطالعہ کر کے بات کی ہو گی اپنے پرچہ (سحر) میں فرماتے ہیں۔ "ہر قوم نے اپنا اپنا خدا بنا لیا ہے جس طرح عیسائی یسوع مسیح کو خدا مانتے ہیں اسی طرح مسلمان محمدؐ کے متعلق خیال رکھتے ہیں" لیکن جس نے اسلام کا معمولی سا مطالعہ بھی کیا ہو وہ اس قسم کی بڑی غلطی نہیں کر سکتا عیسائیوں کے اندر بہت سے ایسے لوگ ہیں جو اسلام کو بت پرستوں کا مذہب سمجھتے ہیں۔ خواہ اس امر کو کسی طرح بیان کریں یہ حقیقت اٹل ہے کہ ہم لوگ اسلام کے متعلق بہت ہی کم علم رکھتے ہیں۔ الفارق کا یہ مقصد ہے کہ وہ ہمارے پردوں کو چاک کر کے اسلام کی حقیقت ہم پر آشکارا کرے۔ کیونکہ اسی پرچہ میں مرقوم ہے کہ بالاتفاق ڈچ لوگ سارے یورپ سے زیادہ خدا سے ڈرنے والے ہیں۔

اسلام کی تعلیم

الفارق میں مختصر طور پر اسلام کی تعلیم بیان کی گئی ہے پھر اسلام کی تعلیم کا عیسائی تعلیم سے مقابلہ بھی کیا گیا ہے۔ ایک مضمون میں البرٹ آئن سٹائن کے بعض نظریات سے اسلامی تعلیم کو قابل فہم بنانے کی بھی کوشش کی گئی ہے۔ اسی طرح اس رسالہ میں جو چالیس صفحات پر مشتمل ہے کئی ایک اور مضامین بھی بیان کئے گئے ہیں جیسے بردباری۔ عورت کا درجہ۔ اسلام کے متعلق غلط نظریات کی تردید۔ نماز۔ انسانوں میں محبت۔

قارئین کی تعداد میں اضافہ

"یہ پرچہ رائج [illegible] ۵۴ سے بہت قلیل پیسوں کے عوض مل سکتا ہے۔ آخر مذہب بھی پیسوں کے بغیر نہیں چل سکتے"
HET ONAKEL

۲۰ مئی ۱۹۶۱ء ڈلفٹ

اللہ تعالیٰ کے فضل سے آہستہ آہستہ ملک کے مختلف مقامات سے الفارق کے قارئین کی تعداد بڑھنے کی اطلاع آ رہی ہے۔ بعض لائبریریوں کی طرف سے بھی دلچسپی کا اظہار ہو رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمارے پرچہ کو اور بھی زیادہ ترقی دے۔

قارئین پیغام صلح سے

میں اس جگہ قارئین پیغام صلح و دیگر احباب کی خدمت

(باقی بر صفحہ ۱۶ اشتہار کے نیچے)

جماعت احمدیہ مسلم ٹاؤن میں نوجوانانِ ملت کا پُررونق جلسہ

سلسلہ عالیہ احمدیہ کے مرکزی نوجوانوں کی تنظیم کے سلسلہ میں پچھلے دنوں جن ماہانہ جلسوں کا پروگرام شروع کیا گیا ہے یہ اسی سلسلہ کی دوسری میٹنگ ہے۔ اسی سلسلہ میں ۲۸ جون کو احمدیہ بلڈنگس میں پہلی ماہانہ میٹنگ ہو چکی ہے۔ خدا کے فضل سے نوجوانوں کی باہم کوششوں سے یہ اجلاس زیادہ بارونق اور باعث کشش ہو رہے ہیں۔ ۹ جولائی کو مسلم ٹاؤن کے نوجوانوں نے دوسری ماہانہ میٹنگ کا اہتمام کیا۔ جامع احمدیہ مسلم ٹاؤن کو بڑے پُرتکلف طریق سے سجایا گیا۔ مسلم ٹاؤن کے احباب کے علاوہ احمدیہ بلڈنگس اور لاہور چھاؤنی سے نوجوانوں اور دوسرے احباب نے معتدبہ تعداد گرمی کی شدت کے باوجود اس اجلاس میں شرکت کی۔

جلسہ کی کارروائی زیر صدارت جناب ناصر احمد صاحب بی اے ایل ایل بی۔ صدر ایسوسی ایشن، چھ بجے شام شروع ہوئی۔ مبارک احمد صاحب کی تلاوت قرآن کے بعد جناب مرزا مسعود بیگ صاحب کی صاحبزادی ننھی طیبہ مسعود نے عمدہ لہجہ میں تلاوت قرآن کی۔ بعد ازاں مرکزی ایسوسی ایشن کے سیکرٹری جناب عبدالغفور صاحب ثاقب نے گزشتہ اجلاس منعقدہ ۲۸ جون ۱۹۶۱ء کی روئداد پڑھ کر سنائی۔ اس کے بعد محترم مسعود اختر صاحب بی اے ایل ایل بی نے ایسوسی ایشن کے قیام کی ضرورت پر مختصر اور مؤثر تقریر کی انہوں نے کہا کہ دورِ حاضرہ کی نظریاتی جنگ احمدی جماعت کے لئے ایک بڑا چیلنج ہے۔ احمدیت جو اس پُرآشوب دور میں اسلام کی صحیح اقدار کو قائم کرنے کے لئے کھڑی ہے اسے اس چیلنج کو قبول کرنا ہے اور یہی اس تحریک کا سب سے بڑا مقصد ہے۔ جس کے حصول کے لئے سلسلہ کے بزرگوں اور نوجوانوں کو اجتماعی جدوجہد کرنا چاہیئے۔

اس کے بعد اس اجلاس کے مقرر خصوصی جناب مرزا مسعود بیگ صاحب نے اسی موضوع کو پیش نظر رکھتے ہوئے تحریک احمدیہ کے قیام کے تاریخی پس منظر کو اختصاراً بیان فرمایا۔ اور سر سید احمد خاں مرحوم کی مسلمانوں کے لئے علمی خدمات کو سراہا۔ انہوں نے مسلمانوں کو سیاسی اور ذہنی غلامی سے آزاد کرنے کے ضمن میں تحریک خلافت، سید احمد بریلوی رحمۃ اللہ علیہ اور علیگڑھ تحریک کا مختصر جائزہ پیش کیا اور بتایا کہ ان تحریکوں کا مقصد صرف مسلمانوں کو سیاسی غلامی سے آزاد کرانا تھا۔ تحریک پاکستان نے اس مقصد کو پورا کر کے دکھا دیا۔ لیکن خالصتہً مسلمانوں کی اخلاقی و روحانی احیاء کے لئے تحریک احمدیت کے علاوہ کوئی اور تحریک نہ اٹھی۔ ایسی تحریک کی ضرورت کو تحریک احمدیت کے قیام کے وقت بھی محسوس کیا گیا تھا مگر آج اس ضرورت کو زیادہ شدت سے محسوس کیا جا رہا ہے، اخلاقی انحطاط کا دور دورہ اور لادینیت کے بڑھتے ہوئے سیلاب کا خوف، اسلامی روایات کا فقدان اور اسلامی طریق زندگی کے نہ ہونے کا مرثیہ آج کے اخباروں میں پڑھا جا رہا ہے۔ ان کا علاج صرف اور صرف یہی ہے کہ دورِ حاضر کے روحانی معالج کی ہدایات پر عمل کیا جائے اور اس کے بتائے ہوئے طریق علاج کو اختیار کیا جائے۔

مقرر موصوف کی تقریر کے بعد ینگ مینز احمدیہ ایسوسی ایشن کے صدر صاحب نے مسلم ٹاؤن کے نوجوانوں کا شکریہ ادا کیا جنہوں نے ان کو اس اجلاس کی صدارت کے لئے منتخب کیا۔ انہوں نے ایسوسی ایشن کے قیام اور نوجوانوں کی تنظیم کی اہمیت اور مقصد پر زور دیتے ہوئے فرمایا کہ آج کی اس روز افزوں ترقی پذیر اور سمٹتی ہوئی عالمی قوموں کا اگر ایک طائرانہ جائزہ لیا جائے تو دو چیزیں ہمیں بڑی واضح طور پر نظر آتی ہیں۔ ایک تو نظریاتی جنگ اور دوسرے ایک نظریہ کے تحفظ کے لئے اجتماعیت کی تنظیم و استحکام۔ یوں تو مختلف نظریات ہر دور میں موجود رہے ہیں۔ لیکن موجودہ دور میں زندگی کے ہر پہلو میں اجتماعیت کا رنگ اور عمل جتنا زیادہ حاوی ہے اس سے پہلے تاریخ میں اس کی مثال شاید ہی مل سکے۔ امریکہ کروڑ ہا روپیہ اشتراکی نظریات و نظام حکومت کے خلاف محض اس لئے خرچ کر رہا ہے۔ تاکہ اس کی روک تھام ہو سکے۔ اور ساری قوم اپنے تمام تر وسائل کے ساتھ دن رات اس تحفظ کے لئے کوشاں ہے۔ سوال یہ ہے کہ امریکہ اپنا تمام روپیہ۔ تمام طاقت و قوت خود اپنی حفاظت اور ترقی پر کیوں خرچ نہیں کرتا؟ اس کی بڑی اور صرف ایک وجہ یہی ہے کہ آج ایک نظریہ کی شکست محض شکست ہی نہیں بلکہ ان تمام اقوام کے لئے موت کا پیغام ہے جو اس نظریہ کے علمبردار ہیں۔ یہ تفصیل طلب امر ہے جو اس وقت کا موضوع نہیں۔ میں صرف اس وقت یہ کہنا چاہتا ہوں کہ ہم نے ایک نظریۂ حیات کی دفاع و اشاعت کا بیڑا اٹھایا ہوا ہے، اس کام کے لئے ایک منظم اور مضبوط اجتماعیت کی ضرورت ہے۔ اسی اجتماعیت کی ضرورت کو محسوس کرتے ہوئے ہم نوجوانوں نے ان ماہانہ اجلاسوں کا سلسلہ شروع کیا ہے۔ یہ ہماری ایسوسی ایشن کا ایک بڑا مقصد ہے۔ دوسرے تحریک احمدیت کا اسلام کے بارے میں ایک خاص نقطۂ نگاہ ہے جو اسلام کی موجودہ نشأۃ ثانیہ کا موجب بنا ہے۔ اس خاص نقطۂ نگاہ کو پورا کرنے کے لئے ہمارا ارادہ ہے کہ مذاکراتی مجلسوں کا سلسلہ شروع کیا جائے جس میں اسلام کے موجودہ مسائل پر بحث و تمحیص ہو۔ یہ سلسلہ ہم اکتوبر میں شروع کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ یہ دو بڑے مقاصد ہمارے سامنے ہیں جن کے لئے تگ و دو کرنے کا ہم نے اب پھر سے عزم کیا ہے۔ آپ نے نوجوانوں کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا اگر تمام نوجوانوں نے مل کر اس کے لئے کام کیا تو یہ کاوش یہ کوشش اور یہ جدوجہد

(باقی بر صفحہ ۱۵ اشتہار کے نیچے)

اخبار و افکار

(بسلسلہ صفحہ ۳)

دوسس ہیں، اور ان کی باہمی آویزش کی بھی پیشگوئی کی، تو اس وقت اس کا تمسخر اڑایا گیا، آج وہی مخالف علماء واقعاتِ زمانہ سے مجبور ہو کر حضرت مرزا صاحب کی تفسیر من وعن قبول کرتے چلے جا رہے ہیں۔ کیا اس سے ثابت نہیں کہ حضرت مرزا صاحب نے جو کچھ کہا وہ خدا کے دیئے ہوئے علم کی بناء پر کہا اور ان کا دعویٰ ماموریت صحیح اور حق بجانب تھا۔

(بقیہ صـ۱۴ کالم ۳)

جہاں ہمارے اندر ایک حرکت پیدا کر دے گی وہاں ہمارا اجتماعی قدم اسلامی تعلیم ... کی اشاعت کی طرف بڑھے گا جس سے ہماری قوم کی کامرانی اور کامیابی وابستہ ہے۔ یہ ایک عظیم مقصد ہے جس کو ہمیں ہمیشہ اپنے سامنے رکھنا چاہیئے دنیا میں ترقی کرنے والی قومیں ہمیشہ اپنے مقصد حیات کو دوسری سرگرمیوں پر فوقیت دیتی ہیں اور اسی پر اس قوم کی ترقی کا راز مضمر ہوتا ہے آپ نے دین کو دنیا پر مقدم کرنے کے اس عہد کی ... [illegible]

صدر محترم کی اختتامی تقریر کے بعد حضرت مولانا شیخ عبدالرحمٰن صاحب مصری نے دعائے خیر فرمائی۔ حاضرین کی تواضع مشروبات سے کی گئی۔ اس اجلاس کی کامیابی کا سہرا محترم عبدالرشید خاں صاحب خلف الرشید حضرت مولانا مرتضیٰ خاں صاحب، مسعود اختر صاحب اور جناب طارق صاحب کے سر ہے۔

اجلاس میں شرکت کے لئے دعوت نامے جاری کئے گئے تھے۔ مدعوئین کرام دور دور کی مسافت طے کر کے جمع ہوئے تھے چنانچہ حاضرین کی تعداد [illegible]

(بقیہ صفحہ ۴ کالم نمبر ۱)

میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اس وقت پاکستان میں بہت سے ڈچ لوگ موجود ہیں اگر ہمارے دوست ان کا پتہ کرکے ان کے نام الفارق منگوائیں تو یہ بہت بڑا کام ہوگا۔ اسی طرح آپ لوگ ایک طرف الفاروق کی اشاعت میں ممد ہوں گے اور دوسری طرف غیر مسلموں کو تبلیغ کرکے ثواب دارین حاصل کرنے کے مستحق ہوں گے۔ الفارق کا سالانہ چندہ ایک پونڈ ہوگا جو کہ صاحب استطاعت احباب کے لیے ادا کرنا کوئی بوجھ نہیں ہو سکتا۔ اس بارے میں مکرم شیخ میاں فضل احمد صاحب پوسٹ بکس نمبر ۴۳ لائلپور سے مزید معلومات حاصل کر سکتے ہیں۔ احباب کرام

تبلیغی خط و کتابت

دیکھو خدا نے سارے جہاں کو جھکا دیا
گمنام پا کے شہرۂ عالم بنا دیا (مسیح موعودؑ)

مرتبہ جناب:- شیخ غلام قادر صاحب ڈار

نائیجیریا

ترجمہ خط از پرنس ایم۔ اے۔ اوٹی ڈوکن کالج۔ نائیجیریا۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

آپ کے اس عظیم الشان کام سے جو آپ دنیا بھر میں تبلیغ اسلام کا فرما رہے ہیں میں بڑا متاثر ہوں۔

آپ کی جماعت یقیناً اسلام کو ہر ملک میں پھیلانے کے لئے بے مثال کام کر رہی ہے۔

بہت سی اقوام کو علم ہو گیا ہے کہ اسلام در اصل امن کا پیغام ہے۔

نائیجیریا اسلام کے متعلق حصول علم اور اس کی نشر و اشاعت میں تیز گام ہے۔

جب سے یہ لوگ نور اسلام سے خبردار ہوئے ہیں دھڑا دھڑ اسلام میں داخل ہو رہے ہیں۔

میں جو اس کالج کا طالب علم ہوں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ میرے اندر اسلام سے گہری دلچسپی پیدا ہو گئی ہے۔ ہم نے بدیں غرض مسلم یوتھ آرگنائزیشن اور مسلم سوشل سرکل قائم کئے ہیں۔ ہم اپنی میٹنگز میں اشاعت اسلام کے متعلق سوچ بچار کرتے رہتے ہیں۔

میں نے عربی قرآن کا غور سے مطالعہ کیا ہے ہم نے ہر ہفتہ اور اتوار کو دینی لیکچروں کا سلسلہ شروع کر رکھا ہے اور رخصتوں میں ہم گاؤں بہ گاؤں اور شہر بہ شہر دورے کر کے غیر مسلموں کو تبلیغ اسلام کرتے ہیں۔

چنانچہ تھوڑے سے ہی عرصہ میں ۳۲ پیگن لوگوں نے اور ۲۵ عیسائیوں نے اسلام قبول کیا ہے۔ ہمارے دورے بڑے کامیاب اور ثمردار رہے ہیں۔

ہماری تنظیمیں ابھی مبتدی ہیں اور مالی لحاظ سے مضبوط نہیں۔ ہمیں آپ کی مدد کی ہر وقت ضرورت رہے گی۔ ہمیں اسلام پر ایسی کتب ارسال فرمائیں جو پڑھنے اور نومسلموں کے لئے مفید ثابت ہوں۔

میں بحیثیت قائد کے درخواست کرتا ہوں کہ مجھے قرآن شریف معہ متن ارسال فرمائیں تاکہ میرے تبلیغی مشن میں مجھے تقویت حاصل ہو۔ نومسلموں پر تقسیم کرنے کے لئے پمفلٹس بھی ارسال فرمائیں۔

(قرآن کریم اور لٹریچر اور خط بھیجے گئے)

آسٹریلیا

ترجمہ خط از مسٹر ہارون عربی اگریکلچر کالج آسٹریلیا۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ مجھے آپ کے ارسال کردہ قرآن شریف اور ٹیچنگز آف اسلام اور دیگر لٹریچر بحفاظت مل گیا ہے۔ بہت بہت شکریہ۔

خط کا جواب جلد نہ دینے کے لئے میں آپ سے معافی کا طلبگار ہوں۔ میں ابھی تک آپ کو عطیہ نہیں بھیج سکا۔ انشاء اللہ تعالیٰ اگست میں ارسال خدمت کروں گا۔

مجھے اور چند کتب کی ضرورت ہے مثلاً ریلیجن آف اسلام اور محمدؐ دی پرافٹ۔ آسٹریلیا کے سکہ میں ان کی کیا قیمت ہو گی۔

قرآن شریف اور ٹیچنگز آف اسلام نادر کتب ہیں۔ قرآن شریف تو میں پہلے بھی پڑھا کرتا تھا مگر مجھے اس کے معانی سے واقفیت نہیں تھی۔ وفات مسیح اور ولادت مسیح کے متعلق ہمارا وہ اعتقاد نہیں تھا جس کا آپ نے انکشاف کیا ہے۔ آپ کا استدلال ان مسائل پر قابل قبول ہے۔ مولانا محمد علی صاحب نے ان مسائل پر خوب روشنی ڈالی ہے۔

میں پھر ان کتب کا بہت بہت شکریہ ادا کرتا ہوں۔ ڈونیشن اگست میں ارسال خدمت کروں گا۔

(انہیں خط لکھا گیا اور مزید لٹریچر بھیجا گیا)

نائیجیریا

ترجمہ خط از مسٹر سلیمان حسن ابادان نائیجیریا۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

میں یہ خط آپ کی خدمت میں لکھنے میں بہت خوشی محسوس کر رہا ہوں۔

اب یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ ہماری جماعت کے علماء کو اللہ تعالیٰ نے قرآن کے ذریعہ ہمیں نور اسلام سے منور کرنے کیلئے منتخب فرمایا ہے۔ آپ کے متعلق جماعت کے ایک ممبر سے علم حاصل ہوا ہے کہ آپ ایک کاپی قرآن شریف و لٹریچر بھیج کر میری مدد فرما سکتے ہیں۔

مجھے بحیثیت ممبر جماعت ہونے کے آپ کے قرآن شریف اور لٹریچر سے اشاعت دین میں بڑی مدد ملے گی۔ اللہ تعالیٰ آپ کی مساعی کو بار آور فرمائے۔

(انہیں مطلوبہ لٹریچر اور خط بھیجا گیا)

انڈونیشیا

ترجمہ خط از مسٹر محمد سجاھد کاویری۔ انڈونیشیا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

مجھے آپ کی ارسال کردہ کتب فتح اسلام انگریزی ٹیچنگز آف اسلام۔ غلیظہ قرآن انگریزی پر دو مسئلے مسیحا اور مہدی مل گئے ہیں۔ میں ان سب کتب کے لئے آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

میں نے یہ کتب اپنے دوستوں میں پڑھنے کے بعد تقسیم کر دی ہیں تاکہ وہ بھی ان سے استفادہ حاصل کر لیں۔

مجھے قرآن شریف کی ضرورت ہے تاکہ میں اس کتاب مقدس کو سمجھ سوچ کر پڑھ لوں۔

حلقۂ احباب میں مذکورہ کتب تقسیم کرنے میں میری یہ غرض بھی ہے تاکہ انہیں معلوم ہو جائے کہ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کس غرض کو لیکر اٹھی ہے۔ شکریہ۔

(انہیں قرآن شریف اور خط بھیجا گیا)

نائیجیریا

ترجمہ خط از مسٹر او۔ ایس عبدالکریم منسٹری آف نائیجیریا۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

قرآن شریف اور ٹیچنگز آف اسلام کی ہر دو کتابیں مل گئی ہیں بہت بہت شکریہ اگرچہ میں شرابی ہوں ... جواری مگر ایک عالم سے یہ بات سنکر کہ یہ چیزیں عمل شیطان میں سے ہیں ہمیشہ اپنے احباب کو ان چیزوں سے روکتا رہتا ہوں۔

بہرحال میں نے آپ کے ارسال کردہ قرآن شریف کے مطالعہ سے بہت سے ایسے مسائل پڑھکر حیران ہو گیا ہوں جن کو یہاں کوئی جانتا ہی نہیں۔ مثلاً طلاق کی تفصیلات اور دیگر بہت سے مسائل ہیں جن کا ہم لوگوں کو کوئی علم نہیں تھا۔

آپ کی قیمتی مدد سے مجھے تعلیم اسلام سے اچھی واقفیت ہو گئی ہے اور مجھ میں خود اعتمادی پیدا ہو گئی ہے۔ میں صبح سے شام تک آپ کا شکریہ کرتا رہتا ہوں اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر عنایت فرمائے۔ آپ کو لمبی عمر بخشے اور عمل شیطان سے محفوظ رکھے۔

امید ہے آپ مجھے بار بار تکلیف دینے پر معاف رکھیں گے۔

(انہیں مزید لٹریچر اور خط بھیجا گیا)

ترجمہ خط از معلم ڈبلیو اے کجینیہ لیگوس نائیجیریا۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

میں آپ کے مشن کا آپ کی معرفت بہت بہت شکریہ ادا کرتا ہوں مجھے قرآن شریف۔ ٹیچنگز آف اسلام اور نورانی ایمپلز آف اسلام محفوظ حالت میں مل گئے ہیں۔

میں رسید سے جلد ہی اطلاع دیتا ہوں مگر بعض حالات ایسے پیدا ہو گئے کہ تاخیر ہو گئی۔

مجھے ان کتابوں کے حاصل کرنے پر از حد خوشی نصیب

(باقی بر صفحہ ۱۳ کالم ۳)

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم فون نمبر ۳۷۴۷

ہم تو رکھتے ہیں مسلمانوں کا دیں
دل سے خُدّامِ ختم المرسلیں

تم ہمیں دیتے ہو کافر کا خطاب
کیوں نہیں لوگو تمہیں خوفِ عقاب

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا خصوصی ترجمان

ہفت روزہ پیغامِ صلح لاہور

فی پرچہ ۱۳ پیسے

ہر بدھ کو شائع ہوتا ہے
تار کا پتہ:- تبلیغ لاہور
فون نمبر:- ۳۷۴۷
مدیر:- دوست محمد
مدیر معاون:- بشیر احمد سوز

زرِ مبادلہ
پاکستان سے روپے
ہندوستان سے روپے
بیرونی ممالک سے
ایک پونڈ

جلد ۴۹ | یوم چہارشنبہ مؤرخہ ۱۲ صفر المظفر ۱۳۸۱ھ مطابق ۲۶ جولائی ۱۹۶۱ء | نمبر ۳۰

بحرِ حکمت کے موتی

وعن ابن عباسؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یخلون رجل بامراۃ الا ومعھا ذو محرم فقام رجل فقال یا رسول اللہ ان امراتی خرجت حاجۃ وانی اکتتبت فی غزوۃ کذا وکذا قال فانطلق فحج مع امراتک اخرجہ الشیخان بحوالہ تلخیص الصحاح اعانۃ الرفیق)

ترجمہ:- ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی مرد کسی عورت کے ساتھ کسی مکان میں اکیلا نہ ہو لیکن اس وقت جب کہ اس کے ساتھ اس کا کوئی محرم ہو، تو ایک شخص کھڑا ہوا اور عرض کرنے لگا کہ یا رسول اللہ میری بی بی حج کے لئے نکلی ہے اور میرا نام فلاں فلاں جنگ میں شریک ہونے کے لئے لکھا گیا ہے۔ تو آپؐ نے فرمایا کہ جاؤ اور اپنی بی بی کے ساتھ حج کرو۔

نوٹ:-

عورت کی حفاظت اور خدمت کے لئے اس کے خاوند کو سفر میں ساتھ رہنا جہاد سے بھی قابل ترجیح ہے۔ اسلام نے عورت کو معاشرہ میں اس کا جائز مقام عطا کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لب مبارک سے چشمۂ علم و حکمت جاری فرما دیا ہے

بولبش ہا جاری ز حکمت چشمہ
در دو لب پُر از معارف کوثرے (مسیح موعود)

ترجمہ:- ان کے لبوں سے حکمت کا چشمہ جاری ہے اور ان کے ...

انجمن کے کالج کے طلباء کیلئے
جنرل کے ایم شیخ وزیر بحالیات
پاکستان کیطرف سے
ایک ہزار کا عطیہ

یہ خبر نہایت مسرت کا موجب ہے کہ پاکستان کے وزیر بحالیات جنرل کے ایم شیخ نے جو مسلم ہائی سکول لاہور کے پرانے طلباء میں سے ہیں، لاہور احمدیہ کالج کے مستحق طلباء کو وظائف دینے کیلئے ایک ہزار روپیہ کی رقم پیش کی ہے جزاہ اللہ خیراً

جماعت کے ذی استطاعت سے گذارش ہے کہ وہ بھی اس طرف توجہ فرمائیں اور کالج کے مستحق طلباء کے لئے وظائف دینے کی پیشکش کریں۔

احمدیہ ہال کے لئے مزید
ایک لاکھ تینتیس ہزار روپیہ
کا
گرانقدر عطیہ

یہ خبر قوم کے لئے مزید خوشی کا موجب ہوگی، کہ میاں آفتاب احمد صاحب پسر میاں عطاء اللہ صاحب مرحوم نے احمدیہ ہال کی تعمیر کے لئے ایک لاکھ روپیہ دینے کا وعدہ کیا ہے

اس کے ساتھ ہی یہ امر بھی موجب مسرت ہے کہ کرنل تنیر حسین صاحب نے تینتیس ہزار روپیہ دینے کا وعدہ فرمایا ہے۔

اس سے پیشتر میاں فاروق احمد صاحب کے ایک لاکھ روپیہ کا اعلان کیا جا چکا ہے۔

تبلیغی خطوط و کتابت

دیکھو خدا نے سارے جہاں کو جھکا دیا
گمنام پا کے شہرۂ عالم بنا دیا (مسیح موعودؑ)

مرتبہ جناب شیخ غلام قادر صاحب ڈار

نائیجیریا

ترجمہ خط از پرنس ایم۔ اے۔ اوٹی ڈوکن کالج۔ نائیجیریا۔
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

آپ کے اس عظیم الشان کام سے جو آپ دنیا بھر میں تبلیغ اسلام کا فرما رہے ہیں میں بڑا متاثر ہوں۔

آپ کی جماعت یقیناً اسلام کو ہر ملک میں پھیلانے کے لئے بے مثال کام کر رہی ہے۔

بہت سی اقوام کو علم ہو گیا ہے کہ اسلام دراصل امن کا پیغام ہے۔

نائیجیریا اسلام کے متعلق حصول علم اور اس کی نشر و اشاعت میں تیز گام ہے۔

جب سے یہ لوگ فریہ اسلام سے خبردار ہوئے ہیں دھڑا دھڑ اسلام میں داخل ہو رہے ہیں۔

میں جو اس کالج کا طالب علم ہوں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ میرے اندر اسلام سے گہری دلچسپی پیدا ہو گئی ہے۔ ہم نے بدیں غرض مسلم یوتھ آرگنائزیشن اور مسلم سوشل سرکل قائم کئے ہیں۔ ہم اپنی میٹنگز میں اشاعت اسلام کے متعلق سوچ بچار کرتے رہتے ہیں۔

میں نے عربی قرآن کا غور سے مطالعہ کیا ہے۔ میں نے ہر ہفتہ اور اتوار کو دینی لیکچروں کا سلسلہ شروع کر رکھا ہے اور رخصتوں میں ہم گاؤں بہ گاؤں اور شہر بہ شہر دورے کر کے غیر مسلموں کو تبلیغ اسلام کرتے ہیں۔

چنانچہ تھوڑے سے ہی عرصہ میں ۳۴ پیگن لوگوں نے اور ۲۵ عیسائیوں نے اسلام قبول کیا ہے۔ ہمارے دورے بڑے کامیاب اور ثمر دار رہے ہیں۔

ہماری تنظیمیں ابھی مبتدی ہیں اور مالی لحاظ سے مضبوط نہیں۔ ہمیں آپ کی مدد کی ہر وقت ضرورت رہے گی۔ ہمیں اسلام پر ایسی کتب ارسال فرمائیں جو پڑھنے اور نومسلموں کے لئے مفید ثابت ہوں۔

میں بحیثیت قائد کے درخواست کرتا ہوں کہ مجھے قرآن شریف معہ متن ارسال فرمائیں تاکہ میرے تبلیغی مشن میں مجھے تقویت حاصل ہو۔ نومسلموں میں تقسیم کرنے کے لئے پمفلٹس بھی ارسال فرمائیں۔

(قرآن کریم اور لٹریچر اور خط بھیجے گئے)

آسٹریلیا

ترجمہ خط از مسٹر ہارون عربی اگریکلچر کالج آسٹریلیا۔
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ مجھے آپ کے ارسال کردہ قرآن شریف اور ٹیچنگز آف اسلام اور دیگر لٹریچر بحفاظت مل گیا ہے۔ بہت بہت شکریہ۔

خط کا جواب جلد نہ دینے کے لئے میں آپ سے معافی کا طلبگار ہوں۔ میں ابھی تک آپ کو عطیہ نہیں بھیج سکا۔ انشاء اللہ تعالیٰ اگست میں ارسال خدمت کروں گا۔

مجھے اور چند کتب کی ضرورت ہے مثلاً ریلیجن آف اسلام اور محمد دی پرافٹ۔ آسٹریلیا کے سکہ میں ان کی کیا قیمت ہوگی۔

قرآن شریف اور ٹیچنگز آف اسلام نادر کتب ہیں۔ قرآن شریف تو میں پہلے بھی پڑھتا تھا مگر مجھے اس کے معانی سے واقفیت نہیں تھی۔ وفات مسیحؑ اور ولادت مسیحؑ کے متعلق ہمارا وہ اعتقاد نہیں تھا جس کا آپ نے انکشاف کیا ہے۔ آپ کا استدلال ان مسائل پر قابل قبول ہے۔ مولانا محمد علی صاحب نے ان مسائل پر خوب روشنی ڈالی ہے۔

میں پھر ان کتب کا بہت بہت شکریہ ادا کرتا ہوں۔ ڈونیشن اگست میں ارسال خدمت کروں گا۔

(انہیں خط لکھا گیا اور مزید لٹریچر بھیجا گیا)

نائیجیریا

ترجمہ خط از مسٹر سلیمان حسن ابادان نائیجیریا۔
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

میں یہ خط آپ کی خدمت میں لکھنے میں بہت خوشی محسوس کر رہا ہوں۔

اب یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ ہماری جماعت کے علماء کو اللہ تعالیٰ نے قرآن کے ذریعہ ہمیں نور اسلام سے منور کرنے کیلئے منتخب فرمایا ہے۔

آپ کی متعلق جماعت کے ایک ممبر سے علم ہوا ہے کہ آپ ایک کاپی قرآن شریف و لٹریچر سے میری مدد فرما سکتے ہیں۔

مجھے بحیثیت ممبر جماعت ہونے کے آپ کے قرآن شریف اور لٹریچر سے اشاعت دین میں بڑی مدد ملے گی۔ اللہ تعالیٰ آپ کی مساعی کو بار آور فرمائے۔

(انہیں مطلوبہ لٹریچر اور خط بھیجا گیا)

انڈونیشیا

ترجمہ خط از مسٹر محمد سجاھد کاویری۔ انڈونیشیا
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

مجھے آپ کی ارسال کردہ کتب فتح اسلام انگریزی ٹیچنگز آف اسلام۔ غلطیہ قرآن انگریزی یسوع مسیحا اور مہدی مل گئے ہیں۔ میں ان سب کتب کے لئے آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

میں نے یہ کتب اپنے دوستوں میں پڑھنے کے بعد تقسیم کر دی ہیں تاکہ وہ بھی ان سے استفادہ حاصل کر لیں۔

مجھے قرآن شریف کی ضرورت ہے تاکہ میں اس کتاب مقدس کو سمجھ سوچ کر پڑھ لوں۔

حلقۂ احباب میں مذکورہ کتب تقسیم کرنے میں میری یہ غرض بھی ہے تاکہ انہیں معلوم ہو جائے کہ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کس غرض کو لیکر اٹھی ہے۔ شکریہ۔

(انہیں قرآن شریف اور خط بھیجا گیا)

نائیجیریا

ترجمہ خط از مسٹر او۔ ایس عبدالکریم منسٹری آف نائیجیریا۔
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

قرآن شریف اور ٹیچنگز آف اسلام کی ہر دو کتابیں مل گئی ہیں بہت بہت شکریہ۔ اگرچہ میں شرابی ہوں ... جواری مگر ایک عالم سے یہ بات سنکر کہ یہ چیزیں عمل شیطان میں سے ہیں ہمیشہ اپنے احباب کو ان چیزوں سے روکتا رہتا ہوں۔

بہرحال میں نے آپ کے ارسال کردہ قرآن شریف کے مطالعہ سے بہت سے ایسے مسائل پڑھکر حیران ہو گیا ہوں جن کو یہاں کوئی جانتا ہی نہیں۔ مثلاً طلاق کی تفصیلات اور دیگر بہت سے مسائل ہیں جن کا ہم لوگوں کو کوئی علم نہیں تھا۔

آپ کی قیمتی مدد سے مجھے تعلیم اسلام سے اچھی واقفیت ہو گئی ہے اور مجھ میں خود اعتمادی پیدا ہو گئی ہے۔ میں صبح سے شام تک آپ کا شکریہ کرتا رہتا ہوں اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر عنایت فرمائے۔ آپ کو لمبی عمر بخشے اور عمل شیطان سے محفوظ رکھے۔

امید ہے آپ مجھے بار بار تکلیف دینے پر معاف رکھیں گے۔

(انہیں مزید لٹریچر اور خط بھیجا گیا۔)

ترجمہ خط از معلم ڈبلیو اے گجینیہ لیگوس نائیجیریا۔
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

میں آپ کے مشن کا آپ کی معرفت بہت بہت شکریہ ادا کرتا ہوں مجھے قرآن شریف۔ ٹیچنگز آف اسلام اور نوائی اسپد آف اسلام محفوظ حالت میں مل گئے ہیں۔ میں رسید سے جلد ہی اطلاع دیتا ہوں مگر بعض حالات ایسے پیدا ہو گئے تھے کہ تاخیر ہو گئی۔

مجھے ان کتابوں کے حاصل کرنے پر از حد خوشی نصیب

(باقی بر صفحہ ۱۳ کالم ۳)

ہفت روزہ پیغام صلح — لاہور — مورخہ ۲۶ جولائی ۱۹۶۱ء

کیا یہ مرگی کا دورہ ہے؟

گزشتہ اشاعت میں ٹائم (۳۰ جون) کے حوالہ سے ایک خبر درج کی گئی تھی، جس میں بتایا گیا تھا کہ جریدہ مذکور نے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو معاذ اللہ مرگی کا مریض قرار دیا ہے۔ یہ عیسائی صاحبان کا ایک پرانا الزام ہے جو انہوں نے حضور اقدس کی ذات والا تبار پر عاید کر رکھا ہے، اس کے کئی مرتبہ جواب بھی دیئے جا چکے ہیں اور "ٹائم" کے مضمون کا جواب بھی اس کی ۱۴ جولائی کی اشاعت میں ایک مصری مسلمان نے دیا ہے، جو حسب ذیل ہے :-

"جناب من! میں ابھی آپ کے مضمون ....

Epileptics at work

مندرجہ ۳۰ جون کے مطالعہ سے فارغ ہوا ہوں، اور یہ دیکھ کر مجھے حیرانی ہوئی کہ آپ نے محمد (غالباً آپ کی مراد محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے) کو مرگی کا مریض قرار دیا ہے کیا آپ کا ذریعہ معلومات غلط نہیں؟ عرب کی کتب تاریخ میں کہیں اس بات کا ذکر نہیں، آپ نے غالباً اس حالت کو جو جبریل کے نزول وحی کے وقت آنحضرت صلعم کی ہوتی تھی، مرگی کی حالت سے تعبیر کیا ہے لیکن جس حالت میں آپ محمد صلعم کو خدا تعالےٰ کا رسول نہیں مانتے آپ کی یہ تشخیص حق بجانب نہیں"۔

اس کے ساتھ ہی ایک مراسلت نپولین کے متعلق درج ہے، کیونکہ ایڈیٹر "ٹائم" نے اس کو بھی مرگی کا مریض قرار دیا تھا۔ اور ان دونوں مراسلات کے نیچے ایڈیٹر صاحب لکھتے ہیں کہ :-

"جمع کردہ علامات کے مطالعہ کی بنیاد پر ڈاکٹروں نے بعض تاریخی شخصیتوں کی بیماری کو مرگی سے تعبیر کیا ہے: ان میں سے جولیس سیزر، نپولین اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہیں"

ہمیں ان ڈاکٹروں کی عقلوں پر حیرت ہوتی ہے جن کی تشخیص کی بناء پر ایڈیٹر "ٹائم" نے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو مرگی کا مریض قرار دیا ہے، اگر وہ ان علامات کو بھی لکھ دیتے جن کی بناء پر ڈاکٹروں نے ایسی تشخیص کی ہے تو معلوم ہو سکتا تھا کہ آنحضرت صلعم کی کونسی علامت مرگی کے مشابہ ہے۔ فی الحقیقت ڈاکٹروں کی تشخیص اس تعصب اور بغض و عناد کی بناء پر مبنی ہے جو انہیں بوجہ مسیحی ہونے کے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اور انگریز یا امریکن ہونے کی وجہ سے نپولین کے ساتھ ہے۔ بعض عیسائیوں نے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اس حالت کو جو نزول وحی کے وقت ہوتی تھی (مثلاً شدت کی سردی میں آپ کا پسینہ پسینہ ہو جانا یا بدن کا بوجھل ہو جانا) مرگی کی علامات سے تعبیر کیا ہے۔ حالانکہ مرگی کے مریض جن لوگوں نے دیکھے ہیں، وہ جانتے ہیں، کہ اس قسم کی علامات مرگی کے مریض میں نہیں پائی جاتیں۔ اور بالفرض اگر کوئی علامت مرگی کے دورہ کے مشابہ بھی ہو، تو اس سے یہ نتیجہ نکالنا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر مرگی کے دورے پڑتے تھے، قطعاً صحیح نہیں، کیا کبھی کسی نے دیکھا کہ کسی مرگی کے مریض نے مرگی کے دورہ کے بعد ایسا فصیح و بلیغ کلام سنایا ہو، جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نزول وحی کی اس خاص حالت کے بعد جس کو مرگی کی حالت قرار دیا جاتا ہے، سنایا کرتے تھے؟ اور جو آج بھی قرآن کریم کی شکل میں دنیا کو نہ صرف فصاحت و بلاغت کے لحاظ سے بلکہ اسکے نظریات اور بلند پایہ تعلیمات کے لحاظ سے محو حیرت بنائے ہوئے ہے؟ کیا کبھی کسی نے دیکھا کہ کسی مرگی زدہ انسان نے بداخلاقی و بدکرداری کی ان انتہاء غاروں سے جن میں عرب قوم گری ہوئی تھی، کسی ایک انسان کو بھی نکال کر اسے اخلاق و کردار کے اس اعلےٰ ترین مقام پر پہنچایا ہے جس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عرب قوم کو اور پھر دنیا کے ایک وسیع خطہ کو پہنچا دیا؟ آج بھی یورپ کے روشن دماغ لوگ جو واقعات کو بغض و تعصب کی عینک سے دیکھنے کے عادی نہیں، اس بات کے معترف ہیں، کہ جو اصلاح کا کارنامہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیس سال کے قلیل عرصہ میں کر دیا وہ تاریخ عالم میں اپنی نظیر نہیں رکھتا، کیا کوئی مرگی زدہ انسان ایسا کر سکتا ہے؟ مشہور مؤرخ من فلاسفر گوئٹے قرآن کریم کا ذکر کرتے ہوئے رقمطراز ہے :-

"جتنی بار ہم اس کی طرف رجوع کریں پہلے تو ہم کو نفرت پر نفرت ہوتی ہے لیکن جلدی ہی یہ ہم کو اپنی طرف کھینچنے لگتا ہے پھر ورطۂ حیرت میں ڈال دیتا ہے اور آخرکار ہم اس کی تقدیس پر مجبور ہو جاتے ہیں۔ .... اس کا طرز بیان، اس کے مضامین، مقصد کے مطابق بہت بارعب بلند پایہ، پُر از ہیبت اور مسلسل اور شاندار ہیں .... اس طرح یہ کتاب تمام زمانوں میں ایک نہایت قوی اثر ڈالتی رہے گی" (ہیوز ڈکشنری آف اسلام صفحہ ۵۲۶)

میور لکھتا ہے :-

"ہجرت سے تیرہ سال قبل مکہ ذلیل حالت میں مُردہ پڑا تھا۔ لیکن ان تیرہ سالوں نے کیسی عظیم الشان تبدیلی پیدا کر دی ..... یہودی صداقت مدت سے مدینہ کے لوگوں کے کانوں میں گونج رہی تھی، لیکن وہ اس وقت جاگے جبکہ نبی عربی (صلعم) کے رُوح پرور نغمے ان کے کانوں تک پہنچے اور ان کے اندر زندگی کی حرارت پیدا ہو گئی" (لائف آف محمدؐ صفحہ ۱۵۵/۱۵۶)

ایک اور یورپین مصنف "الزائینڈا ڈنس آف میسوپوٹیمیا" میں رقمطراز ہے :-

"اس سے زیادہ منتشر اور پراگندہ قوم کہیں ملنی مشکل تھی، حتیٰ کہ دفعتہً ایک معجزہ ظہور میں آگیا، ایک انسان اُٹھا جو اپنی زبردست شخصیت اور براہ راست خدا سے ہدایت کے دعوے کے ساتھ ناممکن بات کو عالم شہود پر لے آیا یعنے اس انسان نے برسر پرخاش اور دن رات خانہ جنگی کرنے والے قبائل کے اندر اتفاق اور اتحاد کی رُوح پھونک دی"

یہ غیر جانبدار عیسائی مصنفین کے بیانات ہیں، بلکہ میور نے اپنی تصنیف میں بعض جگہ نیش زنی بھی کر گیا ہے، تاہم بیانات بالا میں جس حقیقت کا اس کو اور دیگر فضلائے یورپ کو اعتراف کرنا پڑا ہے، کیا وہ اس بات پر شاہد نہیں کہ ٹائم اور اس کے ڈاکٹروں کی رائے سراسر بے بنیاد اور خلاف حقیقت ہے، جس ہستی سے ایسا عظیم الشان معجزہ ظہور میں آیا جیسا کہ قرآن کریم اور اس کے اعجازی کارناموں سے ظاہر ہے اس کو مرگی کا مریض قرار دینا اپنی عقل و دانش کا ماتم کرنا ہے اگر مرگی کے مریضوں سے ایسے معجزات ظہور میں آسکتے ہیں تو اس کی کوئی ایک مثال پیش کی جائے، وان لم تفعلوا ولن تفعلوا فاتقوا النار التی وقودھا الناس والحجارۃ اعدت للکٰفرین ؂

احمدیہ کالج کی خصوصیات

گزشتہ جمعہ مسجد احمدیہ بلڈنگس میں لاہور احمدیہ کالج کے پرنسپل محترم محمد شفیع بھٹی صاحب اور سٹاف کے دیگر ارکان موجود تھے۔ حضرت امیر ایدہ اللہ نے دوران خطبہ میں فرمایا کہ بھٹی صاحب کو میں چالیس سال سے جانتا ہوں، وہ حضرت صاحب کو مجدد مانتے ہیں اور ایسا ہی تمام سٹاف حضرت صاحب کو مجدد مانتا ہے، میں نے ان کو بار بار یہی کہا ہے کہ ہم نے اس کالج کے طلباء کو پکے مسلمان اور قوم کے بہترین فرد بنانا ہے پرنسپل صاحب اور دیگر سٹاف کو بھی اس کا پوری طرح خیال ہے اور وہ اس کے لئے دلی عقیدت اور جوش رکھتے ہیں ؂

اخبار و افکار

کمالات عزیزی

ماہنامہ "پیام مشرق" نے حضرت شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ محدث دہلوی کے نایاب رسالہ کمالات عزیزی میں شاہ صاحب کے چند ملفوظات شائع کئے گئے ہیں جن میں سے قارئین کی دلچسپی کے لئے درج ذیل ہیں:-

"ایک پادری صاحب دہلی میں واسطے مباحثہ کے آئے۔ مسٹر مٹکف صاحب بہادر ایجنٹ گورنر نے پادری صاحب سے کہا کہ شرط مقرر کرنی چاہیئے جو کوئی دونوں میں ہار جائے گا۔ اس سے دو ہزار روپے لئے جائیں گے اگر مولوی صاحب ہار گئے تو میں دوں گا۔ اس واسطے کہ وہ فقیر ہیں اور پادری صاحب کو مولوی صاحب کی خدمت میں لاتے اور سب حال بیان کیا۔ بعدہٗ پادری صاحب نے کہا کہ ہم سوال کرتے ہیں اور جواب اس کا معقول چاہتے ہیں، نامعقول نہ ہو۔ جب یہ بات ٹھہر گئی۔ تو پادری صاحب نے سوال کیا۔ کہ تمہارے پیغمبر حبیب اللہ ہیں آپ نے فرمایا ہاں! پادری صاحب نے کہا کہ تمہارے پیغمبر نے بوقت قتل امام حسینؓ فریاد نہ کی —

— حالانکہ حبیب کا محبوب زیادہ تر محبوب ہوتا ہے۔ خدا تعالیٰ ضرور توجہ فرماتا۔

جناب مولانا صاحب نے جواب دیا کہ پیغمبر صاحب واسطے فریاد کے جو تشریف لے گئے۔ پردۂ غیب سے آواز آئی کہ ہاں تمہارے نواسہ پر قوم نے ظلم کرکے شہید کیا لیکن ہم کو اس وقت اپنے بیٹے عیسےٰ کا صلیب پہ چڑھانا یاد آیا ہوا ہے اس سبب سے پیغمبر خاموش ہو رہے پادری صاحب معقول ہوئے اور دو ہزار روپے بابت شرط ادا کئے؟

جواب کی معقولیت سے کس کو انکار ہو سکتا ہے۔ ان مسیحی واعظین کے لئے جو آج بھی اس قسم کی باتیں پیش کرکے ناواقف مسلمانوں کو ورغلانے کی کوشش کرتے رہتے ہیں، یہ اچھا جواب ہے۔

فرانسیسی بربریت

اس زمانہ میں جبکہ تمام یورپی سلطنتیں اپنے مقبوضہ کو آزاد کرکے روشن خیالی کا ثبوت دے رہی ہیں، فرانس پرلے درجے کا جابر اور جارح ملک ثابت ہوا ہے سالہا سال سے الجزائر اپنی آزادی کے لئے ہاتھ پاؤں مار رہا ہے اور اس کی جد و جہد کو ناکام بنانے کے لئے فرانس نے اس قدر جارحیت اور بربریت کا ثبوت دیا ہے کہ خدا کی پناہ، ہزاروں الجزائری مسلمان اس کے ہاتھوں شہید ہو چکے ہیں، اور ابھی تک اپنا دست استبداد ڈھیلا کرنے میں نہیں آتا۔ اب تیونس میں اس نے اسی بربریت کا ایک اور تماشا دکھا کر دنیا کو محو حیرت کر دیا ہے۔ تیونس کے صدر بورقیبہ نے بزرتہ نامی اپنے ایک علاقہ فرانسیسی اڈہ ہٹانے کے لئے نوٹس دیا، لیکن فرانس نے اس جائز مطالبہ کو ٹھکراتے ہوئے جنگ کی طرح ڈال دی، جس کا یہ نتیجہ ہے کہ تین دن کی جنگ میں چھ سو تیونسی مسلمان اب تک شہید ہو چکے ہیں، جن میں کثیر التعداد بچے، عورتیں اور بوڑھے آدمی شامل ہیں۔ تین روز کی اس شدید جنگ کے بعد اب سلامتی کونسل نے دونوں حکومتوں سے جنگ بند کر دینے کا مطالبہ کیا ہے، جس پر جنگ تو بند ہو گئی، لیکن صدر بورقیبہ کا مطالبہ ابھی پورا نہیں ہوا اور بزرتہ میں فرانسیسی فوجیں بدستور اڈہ جمائے بیٹھی ہیں، خیال ہے کہ سلامتی کونسل عنقریب اس بارہ میں کوئی کارروائی کرے گی، خدا کرے اس کا خاطر خواہ فیصلہ ہو جائے ورنہ صورت حال زیادہ سنگین ہو جانے کا خطرہ ہے۔ تیونس کی حمایت میں عرب لیگ اردن، بلغاریہ اور سوڈان، اور کئی دوسرے ممالک نے رضاکار بھیجنے کی پیش کش کی ہے، صدر پاکستان نے بھی فرانس کے خلاف تونس کی جد و جہد آزادی کی حمایت کا اعلان کیا ہے اور روس نے اعلان کیا ہے کہ فرانس کی شرمناک جارحیت نے نہ صرف تیونس کی قومی آزادی بلکہ امن عالم کو خطرہ میں ڈال دیا ہے، اس کے بعد بھی فرانس کا بزرتہ کو خالی نہ کرنا اور اپنے سفاکانہ طرز عمل سے امن عالم کو خطرہ میں ڈالنا حد درجہ دنائت کا ثبوت ہے۔

حضرت عمرؓ کو خراج تحسین

پچھلے دنوں حیدرآباد میں فاروق اعظم کانفرنس کے نام سے ایک اجتماع ہوا جس میں بڑے بڑے ہندو لیڈروں نے حضرت فاروق اعظم کی بلند پایہ شخصیت، آپ کی سادگی اور عدل و انصاف پر تبصرہ کرتے ہوئے نہایت بلند خیالات کا اظہار کیا اس سلسلہ میں گورنر آندھرا پردیش شری بھیم سین سچر نے فرمایا:-

"حضرت عمرؓ نے جن کے قدموں میں بے پناہ دولت تھی انتہائی سادہ زندگی بسر کی اور اپنی زندگی کا ایک ایک لمحہ عوام کی خدمت کے لئے وقف کر دیا۔ امید ہے کہ ہمارے عہدیدار ... نظم و نسق کی انجام دہی میں حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے نمونہ کو پیش نظر رکھیں گے۔"

آندھرا پردیش اسمبلی کے سپیکر مسٹر کالی سوررا ؤ نے اپنی تقریر میں کہا:-

"حضرت عمرؓ کے دور خلافت میں عدل و انصاف کی جو بے مثال نظیر قائم ہوئی ہے وہ آج بھی ہم سبھوں کے لئے قابل تقلید ہے۔ آج جمہوریت پسندوں کو حضرت عمرؓ کی — جمہوریت سے سبق حاصل کرنا چاہیئے، آپؓ کے دور میں امن و چین کا یہ عالم تھا کہ ہر شخص کسی روک ٹوک کے بغیر ان کی مملکت میں جہاں چاہتا چلا جاتا تھا۔"

ڈاکٹر سیادری سابق پرنسپل میڈیکل کالج نے کہا:-

"حضرت عمرؓ کی سادگی پسند شخصیت اور جمہوریت ہمارے لئے نمونہ ہے۔ آپؓ کے دور میں اونچ نیچ کا کوئی فرق نہ تھا۔"

پنڈت راگھو آچاری صدر شعبۂ سنسکرت نے کہا:-

"حضرت عمرؓ نے اپنی زندگی میں جو اعلےٰ ترین اصول پیش کئے وہ آج نہ صرف مسلمانوں کے لئے — بلکہ غیر مسلموں کے لئے بھی لائق تقلید ہیں۔"

شہر یار کاؤس جی نے کہا:-

"فاروق اعظم رضؓ جیسی ہستی ہر زمانہ میں نہیں مل سکتی، آپ رضؓ نے جو نظام قائم کیا اس کی پیروی آج بھی متمدن ممالک کرتے ہیں۔"

ڈاکٹر ناظر یار جنگ نے کہا:-

"ہندوستان میں گاندھی جی نے بھی اپنے اخبار ہریجن ۱۹۳۵ء میں کانگرسی حضرات کو متوجہ کیا تھا کہ اگر وہ واقعی جمہوریت اور امن و سکون چاہتے ہیں تو حضرت عمرؓ اور ابو بکر صدیق رضؓ کی جمہوریت کو اپنائیں۔"

حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے متعلق ہندو لیڈروں کے یہ خیالات ہر طرح قابل تحسین ہیں، کاش موجودہ زمانہ کے حکمران اس بلند پایہ شخصیت کے نمونہ سے سبق لیں، اور اپنے اندر وہ رنگ پیدا کریں جو حضرت عمرؓ کی بڑائی اور بلندی کا موجب ہوا، کہ اس میں ان کی بڑائی اور دنیا کی بہتری کا راز مضمر ہے۔

قرآن کریم کی معقول تعلیمات اور قوموں کو ایک کرنے والے نظریات

خطبہ جمعہ مورخہ ۲۱ جولائی سنہ قرمودہ حضرت امیر مولانا صدر الدین صاحب ایدہ اللہ بمقام احمدیہ بلڈنگس لاہور

وللہ مافی السموات ومافی الارض ـــــ وکفی باللہ وکیلا (النساء)

نبوت کی ابتدا اور انتہا

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تبارک و تعالیٰ نے خاتم النبیاء بیان فرمایا ہے۔ خاتم الانبیاء کے یہ معنی ہیں کہ نبوت کی ابتداء میں انسانوں کی عقل کی سطح کے لحاظ سے نبوت کے احکام دیئے گئے۔ پرائمری کی کتاب کی طرح ابتداء میں نبوت کے ابتدائی احکام دیئے گئے۔ پھر آہستہ آہستہ نبوت کا پودا بڑھتے بڑھتے کمال کی حالت کو پہنچا۔ تو اس کی شکل حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت میں نمودار ہوئی۔ آدم نبوت کی ابتدا ہے اور اس کے کمالات کی انتہا خاتم النبیین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے نبوت شروع میں لوگوں کی عقل کے مطابق نازل کی۔ اس کے بعد جیسے جیسے انسان ترقی کرتا گیا نبوت کے احکام میں وسعت پیدا ہوتی گئی یہاں تک کہ نبی کریم پر نبوت شریعت اپنے کمال کو پہنچ گئی اسی لئے قرآن کریم میں فرمایا ہے الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی۔ کہ آج دین کمال تک پہنچا دیا گیا ہے۔ اب اس کمال کے بعد مزید احکام نہیں دیئے جا سکتے۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اسی لحاظ سے کامل انسان ہیں اور خاتم النبیین ہیں۔

قرآن کریم کی تعلیم علم و عقل کے مطابق ہے

تعلیم ضروریات زمانہ کے مطابق ہونی چاہیئے ہر زمانہ میں ہر کوئی یہی چاہے گا کہ تعلیم مطابق زمانہ ہونی چاہیئے قرآن کریم کے متعلق فرمایا ہے ویری الذین اوتوا العلم الذی انزل الیک من ربک ھو الحق ویھدی الی صراط العزیز الحمید۔ اہل علم یقین کریں گے کہ یہی حقیقت ہے۔ کہ وہ کتاب جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دی گئی ھو الحق۔ وہ حق ہے۔ اہل علم اس کو پڑھیں گے تو انہیں معلوم ہوگا کہ اس کے اندر جو کچھ بیان کیا گیا ہے وہ حقیقت پر مبنی ہے۔

ایک انگریز نے مجھے لکھا کہ میں مسلمان تو ہوگیا ہوں لیکن میں مسلمان کبھی نہیں ہوں گا۔ اور اس کی تشریح یہ ہے کہ میں اسلام کو برحق پاتا ہوں لیکن مسلمان ہو کر میں اپنے گلے میں ایک تیسری غلامی کی زنجیر نہیں ڈال سکتا۔ میں نے دو زنجیریں تورات اور انجیل کے جوئے کو اتار پھینکا ہے اور اب تیسری کے جوئے کو اپنے گلے میں ڈال لوں یہ نہیں ہو سکتا۔ وہ کتابیں عقل پر مبنی نہیں۔ ایسا نہ ہو کہ قرآن کے جوئے کو اٹھا کر مصیبت خرید لوں۔ میں نے جواب لکھا قرآن کا یہ دعویٰ ہے کہ فاتوا بکتاب من عند اللہ ھو اھدی منھما اتبعہ قرآن سے بڑھ کر کوئی کتاب لاؤ اتبعہ میں اس کی پیروی کروں گا۔ اس کے جواب میں اس انگریز نے لکھا کہ میں اب مسلمان ہوگیا ہوں۔ اس نے اعتراف کیا کہ قرآن کے اندر بڑی شجاعت کی باتیں ہیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی فرمایا ہے کہ ان اول شئی خلق اللہ العقل۔ سب سے پہلے عقل پیدا کی گئی ہے۔ فرمایا ولا دین لمن لاعقل لہ۔ وہ جو طوطے کی طرح کام کرتا ہے، اور اس کام کی حقیقت پر مطلع نہیں ہوتا اس کا کوئی دین نہیں ہے۔ دین اس کا ہے جس کے پاس عقل ہے جو عقل سے کام لیتا ہے جس کی عقل روشن ہے اور جس کا دل معرفت کے نور سے منور ہے۔ اس شخص کا کوئی دین نہیں جس کے پاس عقل و فہم نہیں۔ ویری الذین اوتوا العلم الذی انزل الیک من ربک ھو الحق۔ اہل علم دیکھیں گے کہ وہ تعلیمات جو اللہ تعالیٰ نے قرآن میں نازل فرمائیں وہ حق اور حقیقت پر مبنی ہیں۔ ہم دیکھتے ہیں کہ واقعی قرآن اور اسلام کی تعلیم ایسی ہی ہے۔ دنیا کی عقل اس تعلیم کو صحیح اور حق تسلیم کر رہی ہے۔

تمام انسانیت کا مذہب

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام دنیا کے لئے ساری کی ساری انسانیت کے لئے یہ تعلیم پیش کی ہے آنحضرت صلعم نے حجۃ الوداع میں فرمایا ہے۔ یا ایھا الناس اے لوگو اے ساری کی ساری انسانیت انا خلقناکم من ذکر و انثی ہم نے تمہاری پیدائش ایک مرد اور عورت سے کی ہے وجعلناکم شعوبا و قبائل لتعارفوا۔ کوئی تم میں سے میدانوں میں چلا گیا اور کوئی پہاڑوں پر، کوئی سرد ہواؤں میں رہنے لگا تو کوئی گرم خطہ کا رہنے والا ہے۔ مختلف ہواؤں کا اثر ہر مقام کے لحاظ سے مختلف پڑا۔ اس اختلاف اثر سے مختلف قومیں بن گئیں۔ قوموں میں کوئی بڑا چھوٹا نہیں۔ ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم ساری کی ساری انسانیت میں سے بڑا وہ ہے جو خدا خوف ہے۔ انسانوں سے شفقت و ہمدردی سے پیش آتا ہے اور متقی و پرہیزگار ہے۔

نسلی امتیاز کی نزاع کا خاتمہ

اور حضور کی ذیل کی تلقین تمام ہی نزاع کو ختم کر دیتی ہے جو نسل کی وجہ سے دنیا میں پیدا ہوتی چلی آتی ہے۔ فرمایا لافضل لعربی علی اعجمی ـــ عربی ہونا کوئی فخر کی بات نہیں اور عجمی ہونا کوئی بڑی بات نہیں۔ فضیلت تو اس بات پر ہے کہ کون متقی اور پرہیزگار ہے۔ خدا خوفی کس کا شعار ہے۔ ہر ایک قوم کہتی ہے کہ ہم باقی قوموں سے بڑھ کر ہیں۔ کوئی قوم ہماری برابری نہیں کر سکتی۔ انگریز یقین کرتا ہے کہ ہماری قوم سب سے اعلیٰ و افضل ہے۔ گوری قوم جنتی ہے اور کالی قوم دوزخی، ہندو یقین کرتا ہے کہ اصل انسان ہم ہیں، باقی لوگ بے ایمان، دوزخی اور راندہ درگاہ ہیں۔ اور یہودی یقین کرتا ہے کہ یہودی پیدائشی یہودی ہوتا ہے جو یہودی پیدا نہیں ہوا وہ یہودی ہو ہی نہیں سکتا اور جنت کے مالک و وارث ہم ہی ہیں لیکن حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ فلاں قوم سے تعلق رکھنا فلاں وطن سے ہونا اور فلاں خاندان سے متعلق ہونا کوئی قیمت نہیں رکھتا ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم جو زیادہ خدا خوف ہے، جو زیادہ خدا ترس ہے۔ جو زیادہ ہمدرد انسانیت ہے، جو زیادہ مال، زیادہ وقت زیادہ روپیہ اور زیادہ توجہ حاجت مند لوگوں کی طرف مبذول کرتا ہے وہ خدا کا پیارا اور محبوب ہے۔ یہ سبق ساری کی ساری انسانیت کے لئے ہے۔

ایک خدا اور ایک انسانیت

فرمایا ربکم واحد۔ ساری کی ساری انسانیت یقین کرے کہ ہمارا رب ایک ہے۔ ہندو ہو، سکھ ہو یہودی ہو، نصرانی ہو، بدھ مذہب ہو، تمام قومیں یقین کریں کہ ان الٰہکم واحد والٰھکم واحد تمہارا سب کا باپ ایک ہی ہے اور تمہارا سب کا رب ایک ہی ہے کتنا پاکیزہ سبق ہے جو قوموں سے منافرت اور بغض و عداوت کو دور کرنے کا موجب ہے۔

تمام پیغمبروں کو ایک ہی تعلیم

اس آیت قرآنی میں فرمایا وللہ مافی السموات ومافی الارض زمین اور آسمانوں میں ہماری حکومت ہے۔ اور اس لئے ان میں ایک ہی قانون کام کرتا ہے ولقد وصینا الذین اوتوا الکتاب من قبلکم وایاکم ان اتقوا اللہ۔ ہم نے آج تک جتنی قوموں کو جس قدر کتابیں بھیجی ہیں۔ اور وہ جو آپ کو دی گئی ہے۔ ان سب میں ایک ہی تعلیم دی گئی ہے وہ یہ کہ اتقوا اللہ ساری کی ساری انسانیت خدا سے ڈر کر زندگی بسر کرے۔ اور متقی اور پرہیزگار ہو، وان تکفروا اور اگر تم نہ مانو تو نہ سہی۔ ہمیں کوئی نقصان نہیں فان للہ مافی السموات ومافی الارض۔ زمین و آسمان میں سب کچھ ہمارا ہے۔ تمہارے نہ ماننے سے

ہم میں کوئی کمی واقع نہیں ہو جاتی وکان اللہ غنیاً حمیدا۔ ہم کسی کے محتاج نہیں۔ بلکہ ہم تو غنی ہیں۔ جو کچھ ہم نے تمہیں احکام دیئے ہیں۔ وہ تمہارے اپنے فائدہ کے لئے ہیں۔ دوسری جگہ فرمایا وما ارسلنا من قبلک من رسول الا نوحی الیہ انہ لا الٰہ الا انا فاعبدون ہم نے ہمیشہ ہر ایک پیغمبر، رسول اور نبی کو ایک ہی تعلیم دی ہے۔ وہ تعلیم کیا ہے یہ کہ لا الٰہ انا فاعبدون خدا ایک ہے اس کا شریک کوئی نہیں۔ پس میری ہی عبادت کرو۔ ایک اور جگہ اس کی تشریح فرمادی کہ شرع لکم من الدین ما وصی بہ نوحاً والذی اوحینا الیک وما وصینا ابراہیم وموسیٰ وعیسیٰ ان اقیموا الدین ولا تتفرقوا فیہ۔ ہم نے دین کا وہی رستہ مقرر کیا ہے جس کا نوح کو حکم دیا تھا اور جو ہم نے تیری طرف وحی کی اور جس کا ہم نے ابراہیم اور موسیٰ اور عیسیٰ کو حکم دیا کہ دین کو قائم رکھو اور اس میں تفرقہ نہ ڈالو۔

نجات کا مدار اعمال صالحہ پر

ایک اور جگہ فرمایا لیس بامانیکم۔ کوئی کلمہ پڑھنے سے جنت میں نہیں جا سکتا۔ جنت میں جانے کے لئے کوئی قرابت اور رشتہ داری کام نہیں جنت اور بخشش کے لئے صرف اچھے اعمال اور عمدہ اعتقادات ضروری ہیں۔ جس کے اعمال اور اعتقادات صحیح نہ ہوں۔ اس کو جنت نصیب نہیں ہو سکتی۔ لیس بامانیکم ولا امانی اھل الکتٰب وہ باتیں جو تم کہو یا اہل کتاب کہتے ہیں ان کی وجہ سے نجات نہیں ہو سکتی۔ من یعمل سوءً یجز بہ۔ مسلمان ہو یا یہودی، عیسائی ہو یا ہندو، جو برے کام کرے گا اس کا پھل اس کو برا ہی ملے گا۔ آگ میں جو ہاتھ ڈالے گا وہ جل جائے گا، جو گناہ کی زندگی بسر کرے گا تباہ ہو جائے گا ومن یعمل من الصّٰلحٰت من ذکر او انثیٰ۔ وہ مرد ہو یا عورت کوئی بھی ہو سب کے لئے قانون ایک ہی ہے نیکی کرے گا تو نیک نتیجہ ملے گا۔ جو بھی کوئی جیسا کام کریگا ویسا ہی نتیجہ پائے گا۔

اہل کتاب کے نیک لوگ

فرمایا لیسوا سواءً۔ سارے دنیا کے لوگ برابر نہیں کوئی نیک ہے کوئی بد ہے۔ من اھل الکتٰب امۃ قائمۃ یتلون اٰیٰت اللہ اٰناء الیل وھم یسجدون اہل کتاب میں وہ لوگ بھی ہیں جو راتوں جاگتے ہیں وہ اللہ کی آیات پڑھتے ہیں اور سجدوں میں پڑے رہتے ہیں یؤمنون باللہ والیوم الاٰخر ویامرون بالمعروف وینھون عن المنکر۔ وہ نیکی کا حکم دیتے ہیں اور بدی سے باز رہنے کی تلقین کرتے رہتے ہیں ویسارعون فی الخیرات اور اچھائیوں میں بڑھ بڑھ کر حصہ لیتے ہیں اولٰئک من الصالحین یہی لوگ صالح اور پرہیزگار ہیں۔ یہ قرآن کی تعلیم ہے۔ جو اس تعلیم کو قبول کرے گا وہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا پیرو ہو جائے گا۔

قوموں میں وحدت پیدا کرنے والی تعلیم

آج دنیا مضطرب ہے کہ کسی نہ کسی طرح قومیں ایک ہو جائیں۔ دنیا کی کوئی پارلیمنٹ اگر قوموں کو ایک کرنے کی تجویز پیش کرے گی تو وہی تعلیمات قرآنیہ پیش کرے گی جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پیش کی ہیں۔

(باقی بر صفحہ ۱۵ اشتہار کے نیچے)

سُورۃ الحدید کی بیان کردہ علامات کی تائید کتاب "قادیانیت" میں

مولانا شیخ عبدالرحمن صاحب مصری

سورۃ الحدید کی علامات کا خلاصہ

حضرت نبی کریم صلعم کے بعد اُمت محمدیہ میں وحی ولایت کے سلسلہ کے جاری رہنے کے متعلق میں قرآن شریف کی آیات سے ثبوت پیش کر رہا تھا اس ضمن میں سورۃ الحدید کی ایک آیت سے ایک استدلال پیش کرنے کی ضرورت پیش آئی چونکہ اس آیت کا سیاق و سباق امت میں ایک عظیم الشان مصلح کے ظہور کی پیشگوئی پر مشتمل تھا جس کی آمد اس وقت وقوع میں آنی تھی جبکہ مسلمانوں میں اخلاقی اور روحانی انحطاط اپنے کمال پر پہنچکر ان کے دلوں کو مُردہ بنا دینے والا تھا اسی لئے اس مصلح کا کام ہی ان مردہ دلوں کو دوبارہ زندگی عطا کرنا بیان کیا گیا ہے اس لئے ان آیات کی تشریح ضروری تھی جو کر دی گئی اس عظیم الشان مصلح کے کام کو بیان کرنے کے بعد اس کا ساتھ دینے والوں کی قربانیوں کا ذکر ہے پھر اس کے زمانہ میں دنیا کی محبت کے غلبہ کا تذکرہ کیا گیا ہے پھر دنیا پر بالعموم اور مسلمانوں پر بالخصوص مصائب کے نزول کا ذکر ہے، پھر ان مصائب کو دُور کرنے کا علاج بھی بتلایا گیا ہے، پھر فولاد کی بہتات اور اس سے مختلف قسم کے کام لئے جانے کا ذکر بطور اس زمانہ کی علامات میں سے ایک علامت کے کیا گیا ہے پھر یہ بتلایا گیا ہے کہ وہ مصلح حضرت عیسٰیؑ کے مشابہ ہوگا، پھر آخر میں بتلایا گیا ہے کہ دیگر انبیاء کے مقابلہ میں حضرت نبی کریم صلعم کی یہ خصوصیت ہے کہ آنحضور کی ہی قوت قدسیہ بر ضرورت کے وقت اس کے مناسب حال امت میں سے ہی مصلحین پیدا کرتی رہے گی اور یہ عظیم الشان مصلح بھی جس کے متعلق آیات متذکرہ بالا میں پیشگوئی کی گئی ہے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی پیدا کردہ ہوگا اصلاح امم کا جو کام پہلے انبیاء سرانجام دیا کرتے تھے وہ اب حضرت نبی کریم صلعم بذریعہ اپنے کامل متبعین کے سرانجام دیا کریں گے اسلئے کہ اب صرف آنحضور صلعم کا ہی فیض جاری ہے باقی تمام انبیاء کرام کے فیوض اب بند ہو گئے ہیں یہ خلاصہ ہے سورۃ الحدید کے دوسرے رکوع کی آیت الم یأن للذین اٰمنوا سے لے کر سورۃ کے آخر تک کا چونکہ ان تمام علامات کا بیان ضروری تھا اس لئے وحی ولایت کے جاری رہنے کے متعلق مزید دلائل کے بیان کو وقتی طور پر ملتوی کر کے ان علامات کو بیان کر دیا گیا۔

کتاب "قادیانیت" میں امور متذکرہ بالا کی تائید

جب میں اس مضمون کو لکھ رہا تھا تو اتفاق سے مجھے ایک کتاب ملی جس کا نام ہے "قادیانیت" اس کتاب کے مصنف مولانا سید ابوالحسن علی صاحب ندوی ہیں جو ناظم دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ اور رکن عربی اکادمی دمشق ہیں)۔

کتاب مذکور اگرچہ مولانا صاحب نے حضرت مسیح موعودؑ کے دعاوی کو نعوذ باللہ باطل ثابت کرنے کے لئے لکھی ہے لیکن جو کچھ انہوں نے لکھا ہے وہ حضرت مسیح موعودؑ کی صداقت کو ثابت کر رہا ہے انیسویں صدی کے مسلمانوں کے مذہبی اور سیاسی انحطاط کا جو نقشہ کھینچا ہے وہ بالکل وہی ہے جو میں سورۃ الحدید کی آیات کی تشریح میں پیش کر چکا ہوں۔ اور اس کے ساتھ ہی مصنف کتاب مذکور مسلمانوں کی اصلاح کے لئے ایک عظیم الشان شخصیت کی ضرورت کا بھی اعتراف کرتے ہیں اس لئے میں نے مناسب سمجھا کہ وحی ولایت کے اجراء کے مزید دلائل دینے سے قبل کتاب مذکور کے ضروری اقتباسات بھی ہدیہ ناظرین کر دیئے جائیں جن کا مطالعہ میں سمجھتا ہوں قارئین کرام کے لئے ضرور دلچسپی کا موجب ہوگا اور ان غیراز جماعت احباب کے لئے بھی جن کے دل تعصب سے پاک ہیں جماعت احمدیہ میں داخل ہونے کے لئے محرک ہو سکتا ہے چنانچہ وہ اقتباسات مندرجہ ذیل ہیں:۔

پہلا اقتباس

مولانا صاحب اپنی کتاب کے صفحہ ۱۵ پر رقمطراز ہیں:۔

"انیسویں صدی عیسوی تاریخ میں اس لحاظ سے امتیاز رکھتی ہے کہ اسلامی ممالک میں بے چینی اور اندرونی کشمکش اپنے شباب کو پہنچ چکی تھی ہندوستان اس بے چینی و کشمکش کا خاص میدان تھا یہاں بیک وقت مغربی اور مشرقی تہذیبوں، جدید و قدیم نظام تعلیم اور نظام فکر اور اسلام و مسیحیت میں معرکہ کارزار گرم تھا اور دونوں طاقتیں زندگی کے لئے ایک دوسرے سے نبرد آزما تھیں"

مولانا! آپ تسلیم کرتے ہیں کہ انیسویں صدی کے مسلمانوں کے دلوں میں بے چینی اپنے شباب کو پہنچ چکی تھی اور وہ اندرونی کشمکش کا بھی پوری طرح شکار ہو چکے تھے۔ اس حقیقت کو تسلیم کرنے کے بعد غالباً آپ اس حقیقت کا بھی انکار نہیں کر سکیں گے کہ بے چینی انسان کی زندگی کو تلخ بنا دینے کا ایک مؤثر اور کامیاب ذریعہ ہے اور اس کے امن کو چھین لینے میں اسے کمال حاصل ہے اسکے بالمقابل اطمینان قلب اس کے سکھ اور آرام کا واحد ضامن ہے تو آئیے اب دیکھیں کہ خدا کی کامل کتاب قرآن کریم انسان کی تلخ زندگی کو کس سبب کی طرف منسوب کرتی ہے، سورۃ طٰہٰ ع میں اللہ تعالےٰ فرماتا ہے ومن اعرض عن ذکری فانّ لہ معیشۃ ضنکا یعنے وہ لوگ جو میرے ذکر سے منہ پھیر لیں گے ان کو تلخ زندگی سے دوچار ہونا پڑے گا جو بے چینی کا لازمی نتیجہ ہے۔ پھر سورہ رعد ع میں اطمینان جو سرچشمہ ہے تمام سکون اور پُرامن زندگی کا اس کے حصول کا ذریعہ بھی ذکر اللہ کو ہی قرار دیتے ہوئے فرماتا ہے:۔ الذین اٰمنوا وتطمئن قلوبھم بذکر اللّٰہ الا بذکر اللّٰہ تطمئن القلوب یعنے وہ لوگ جو ایمان لائے اور ان کے دل اللہ تعالےٰ کے ذکر کی بدولت اطمینان سے بھر گئے پس یاد رکھو کہ دلوں میں اطمینان اللہ کا ذکر ہی پیدا کر سکتا ہے اس کے بغیر قلوب کو اطمینان نصیب نہیں ہوتا۔

پھر سورۃ الانعام ع ۹ میں امن کے حصول کا ذریعہ ان الفاظ میں بیان فرمایا ہے الذین اٰمنوا ولم یلبسوا ایمانھم بظلم اولٰئک لھم الامن وھم مھتدون یعنے وہ لوگ جو ایمان لے آئے اور انہوں نے اپنے ایمان کو ظلم کی ملاوٹ سے پاک رکھا یہی لوگ حقیقی طور پر امن میں ہوتے ہیں اور یہی لوگ صحیح معنوں میں ہدایت یافتہ ہو سکتے ہیں۔

مولانا! مندرجہ بالا آیات قرآنیہ کھلے الفاظ میں بیان فرما رہی ہیں کہ قلوب میں بے چینی ذکر اللہ کو چھوڑنے سے پیدا ہوتی ہے اور آپ تسلیم کرتے ہیں کہ انیسویں صدی کا مسلمان اس بے چینی کا مکمل طور پر شکار ہو چکا تھا اور سورۃ الحدید ع ۲ کے الفاظ الم یأن للذین اٰمنوا ان تخشع

قلوبھم لذکر اللہ بالوضاحت پیشگوئی کر رہے ہیں کہ مسلمانوں پر وہ وقت آئے گا کہ ان کا ذکر خشوع سے کلیۃً خالی ہوگا اس لئے رسمی ذکر اللہ کا وجود نہ ہونے کے برابر ہوگا اور بدیں وجہ اس صدی کا مسلمان آیت ومن اعرض عن ذکری فان لہ معیشۃ ضنکا کا مصداق بن جائے گا اور اس کا دل اطمینان سے بھی بکلی محروم ہوگا اب واقعات نے بتلا دیا کہ سورۃ الحدید کی اس پیشگوئی نے انیسویں صدی عیسوی میں ہی پورا ہونا تھا جو ہوگئی اور اسی صدی میں ذکر اللہ میں خشوع کے پیدا ہونے کے سامان بھی پیدا ہونے لازمی تھے جس پر کہ آیت کے الفاظ الم یأن صاف دلالت کر رہے ہیں۔

علاوہ ازیں اس صدی کے مسلمانوں کی بے امتی کی زندگی بتلا رہی تھی کہ ان کے ایمان خالص نہ تھے بلکہ ظلم کی ملونی سے ملوث ہو چکے تھے اور قرآن کریم کے الفاظ ان الشرک لظلم عظیم بتلا رہے ہیں کہ شرک سب سے بڑا ظلم ہے اور آپ مولانا! اپنی کتاب کے صفحہ ۲۱۸ پر تسلیم کرتے ہیں کہ مسلمان شرک میں مبتلا تھے چنانچہ آپ کے الفاظ یہ ہیں:-

دوسرا اقتباس

" دوسری طرف عالم اسلام مختلف دینی و اخلاقی بیماریوں و کمزوریوں کا شکار تھا اس کے چہرہ کا سب سے بڑا داغ وہ شرک جلی تھا جو اس کے گوشہ گوشہ میں پایا جاتا تھا قبریں اور تعزیے بے محابا پوجے جا رہے تھے غیر اللہ کے نام کی صاف صاف دہائی دی جاتی تھی بدعات کا گھر گھر چرچا تھا خرافات اور توہمات کا دور دورہ تھا یہ صورت حال ایک ایسے دینی مصلح اور داعی کا تقاضا کر رہی تھی جو اسلامی معاشرہ کے اندر جاہلیت کے اثرات کا مقابلہ اور مسلمانوں کے گھروں میں اس کا تعاقب کرے جو پوری وضاحت اور جرأت کے ساتھ توحید و سنت کی دعوت دے اور اپنی پوری قوت کے ساتھ الا للہ الدین الخالص کا نعرہ بلند کرے"۔

مولانا! آپ .... مندرجہ بالا الفاظ میں ..... اس صدی کے مسلمانوں پر صرف شرک کو ہی نہیں بلکہ شرک جلی کا مسلط ہونا بتلا رہے ہیں اور ساتھ ہی اسکو دور کرنے کے لئے ایک زبردست مصلح کی ضرورت کو بھی تسلیم کرتے ہیں اب آپ اگر تعصب کی عینک کو آنکھوں سے اتار کر دیکھیں گے تو آپ کو صاف نظر آجائے گا کہ حضرت مرزا صاحب کے سوا اس صدی میں کوئی ایسا مصلح پیدا نہیں ہوا جو آپ کی بیان کردہ اوصاف کا مالک ہو اور جس نے اپنے ماننے والوں کے دلوں کو تمام قسم کے شرکوں سے پاک کر دیا ہو غیر اللہ سے مخلصی دلا دی ہو بدعتوں کو گھروں سے جلا وطن کر دیا ہو، خرافات اور توہمات سے آزادی عطا کر دی ہو جاہلیت کے اثرات کو مٹا دیا ہو اور ہر قسم کی اخلاقی کمزوریوں سے نجات دلائی ہو اور روحانی بیماریوں سے شفایاب کیا ہو اور اپنی جماعت میں ایسے معاشرہ کی بنیاد رکھی ہو جس میں بددیانتی، کذب بیانی، دوسروں کے حقوق پر ڈاکہ زنی فریب کاری جعل سازی وغیرہ تمام قسم کے ظلموں کا خاتمہ کر کے ان کے مقابل کے اوصاف پیدا کر دیئے ہوں، اس صدی میں حضرت مرزا صاحب کا ہی پاک وجود نظر آتا ہے جنہوں نے آپ کی تحریرات کے مطابق پوری وضاحت اور جرأت کے ساتھ توحید اور سنت نبوی کی طرف مسلمانوں کو دعوت دی اور اپنی پوری قوت کے ساتھ الا للہ الدین الخالص کا نعرہ بلند کیا جس کا ثبوت یہ ہے کہ خالص توحید اور سنت کی طرف دعوت دینے کی وجہ سے ان لوگوں کی جانب سے جن کے ایمان شرک کی ملونی سے ملوث تھے الزام سازیوں کے تیر ان پر برسائے گئے مگر اس جری شخص نے ان سب تیروں کو اپنے سینے پر لیا اور ایک انچ بھی اپنے موقف سے پیچھے نہیں ہٹا۔

مولانا! دوسری بات آپ نے یہ لکھی ہے کہ اس صدی کے مسلمانوں کی ذہنی کشمکش بھی اپنے شباب کو پہنچ چکی تھی۔ اس کا مطلب بجز اس کے اور کچھ نہیں ہو سکتا کہ دلوں میں اسلام کے متعلق تردد پیدا ہو گیا تھا کہ آیا شریعت اسلامیہ کو منجانب اللہ تسلیم کیا جائے یا نہ کیا جائے خدا کی کتاب کو خدا کی کتاب سمجھا جائے یا نہ سمجھا جائے اس کو اپنی مشکلات کے حل کا ضامن گردانا جائے یا نہ گردانا جائے۔ مولانا! مسلمانوں کے دلوں کی یہ کیفیت صاف بتلا رہی ہے کہ انہیں قرآن کریم کی تعلیم کے متعلق جس کی شان میں لاریب فیہ وارد ہوا ہے شک سے پاک ہونے کا یقین نہیں رہا تھا اور اسی امر کی طرف سورۃ الحدید کے الفاظ وما نزل من الحق اشارہ کرتے ہیں۔ تیسری بات آپ نے یہ فرمائی ہے کہ ہندوستان اس ذہنی کشمکش کا خاص میدان تھا۔ اس کے بعد صفحہ ۱۷ پر آپ لکھتے ہیں:-

تیسرا اقتباس

" پنجاب ذہنی انتشار دینی ضعیف الاعتقادی اور دینی ناواقفیت کا خاص مرکز تھا ہندوستان کا یہ علاقہ اسی برس تک مسلسل سکھ حکومت کے مصائب برداشت کر چکا تھا جو ایک طرح کی مطلق العنان فوجی حکومت تھی ایک صدی سے کم کے اس عرصہ میں پنجاب کے مسلمانوں کے عقائد میں تزلزل اور دینی حمیت میں خاصہ ضعف آچکا تھا صحیح اسلامی تعلیم عرصہ سے مفقود تھی اسلامی زندگی اور معاشرے کی بنیادیں متزلزل ہو چکی تھیں خیالات دماغوں اور طبیعتوں میں انتشار و پراگندگی تھی اور مختصراً اقبال کے الفاظ میں ؎

خالصہ شمشیر و قرآں را ببرد
اندر آں کشور مسلمانی بمرد

اب جبکہ آپ کے نزدیک ہندوستان عموماً اور اس کا علاقہ پنجاب خصوصاً مسلمانوں کی تمام اخلاقی و روحانی امراض کا مرکز تھا تو ماننا پڑے گا کہ مصلح جس کے ظہور کی ضرورت پر آپ بار بار زور دے رہے ہیں ہندوستان کے علاقہ پنجاب میں ہی ظاہر ہونا چاہیئے تھا کیونکہ طبیب بیمار کے پاس ہی آیا کرتا ہے سو معرفت اور ہدایت اور دینی علوم اور قرآن کے حقائق و معارف کا چشمہ حضرت مرزا صاحب کے وجود میں پنجاب میں ہی پھوٹا جس نے نہ صرف سارے ہندوستان کو سیراب کیا بلکہ بیرونی ممالک کے لوگوں کی روحانی پیاس کو بھی بجھایا اور اب تک بجھا رہا ہے مولانا! یہ باتیں میں کسی خوش عقیدگی کی بناء پر نہیں لکھ رہا بلکہ واقعات ان کی سچائی پر شاہد ناطق کا کام دے رہے ہیں۔

علامہ اقبال کا جو شعر آپ نے نقل کیا ہے کیا وہ اس خطہ کے مسلمانوں کا صحیح نقشہ نہیں پیش کر رہا کیا اس میں صاف اقرار نہیں کیا گیا کہ مسلمانوں میں نہ جہاد سیفی کی طاقت باقی رہی تھی اور نہ ہی قرآن کا علم باقی رہا تھا کہ وہ جاھدھم بہ جہادا کبیرا پر عمل پیرا ہو کر دلوں کو ہی فتح کرتے بلکہ ان کا اپنا اخلاقی و روحانی انحطاط اس حد تک پہنچ چکا تھا کہ ان کو مردہ کہنا بالکل درست ہوگا کیا سورۃ الحدید میں بھی ان کو مردہ نہیں کہا گیا گویا انیسویں صدی نے سورۃ الحدید کے الفاظ کی مکمل تصدیق کر دی لیکن سورۃ الحدید کے الفاظ میں مسلمانوں کی روحانی موت کو زندگی میں تبدیل کرنے کی پیشگوئی بھی موجود ہے جو قدیم سنت اللہ کے مطابق ایک جلیل القدر مامور کے ذریعہ سے پوری کی گئی جس کا نام نامی حضرت مرزا غلام احمد ہے اگر انہیں تسلیم نہیں کرتے ہو تو کسی اور مامور کا نشان بتلاؤ جس نے مسلمانوں میں از سر نو زندگی کی روح پھونکی ہو اگر نہیں بتلا سکو گے اور ہرگز نہیں بتلا سکو گے تو جان لو کہ آپ قرآن شریف کی پیشگوئی کی تکذیب کرنے والے ٹھہرو گے اور ایسے مکذبین کا انجام بھی آپ سے مخفی نہیں۔

کتاب "قادیانیت" کے مصنف مسلمانوں کی بے چینی اور اندرونی کشمکش کے ذکر کے بعد ان پر حکومت برطانیہ کے اثر و رعب کا نقشہ کھینچتے ہوئے پادریوں کی ان کوششوں کے متعلق جو وہ مسلمانوں کو گمراہ کرنے کے لئے صرف کر رہے تھے یوں رقمطراز ہیں :—

" دوسری طرف ہندوستان کے گوشہ گوشہ میں پھیلے ہوئے عیسائی پادری مسیحیت کی دعوت و تبلیغ میں خاص سرگرمی دکھا رہے تھے وہ عقائد میں تزلزل پیدا کر دینے اور عقیدہ اور شریعت اسلامی کے ماخذوں اور سرچشموں کے بارے میں متشکک اور بدگمان بنا دینے کو اپنی بڑی کامیابی سمجھتے تھے مسلمانوں کی نئی نسل جس پر اسلامی تعلیمات نے پورا طول پر اثر نہیں کیا تھا اس دعوت و تلقین کا خاص طور پر ہدف اور اسکول و کالج اس ذہنی انتشار اور اندرونی کشمکش کا خصوصیت کے ساتھ میدان تھے۔ ہندوستان میں قبول مسیحیت کے واقعات بھی پیش آنے لگے لیکن اس وقت کا اصل مسئلہ اور اسلام کے لئے صحیح خطرہ ارتداد نہ تھا بلکہ الحاد اور عقائد میں تردد و تزلزل تھا۔ عیسائی پادریوں اور مسلمان عالموں میں جا بجا مناظرے اور مباحثے ہوئے جن میں عام طور پر علمائے اسلام کو فتح ہوئی اور عیسائیت کے مقابلہ میں اسلام کا علمی اور عقلی تفوق اور استحکام ثابت ہوا لیکن اس سب کے نتیجہ میں بہرحال طبیعتوں میں ایک بے چینی اور افکار و عقائد میں تزلزل پیدا ہو رہا تھا"

مندرجہ بالا اقتباس میں اس امر کو تسلیم کیا گیا ہے کہ اس وقت عیسائی مشنریوں کی کوششوں کے نتیجہ میں مسلمانوں کے عقائد میں تزلزل واقع ہو گیا تھا نئی نسل دو طرفہ حملہ سے خصوصیت سے متاثر ہو رہی تھی ایک کالجوں کی تعلیم سے دوسرے پادریوں کی تبلیغ کے اثر سے۔ اب سوال یہ ہے کہ اگر علمائے اسلام میں اس اثر کو مٹانے کی قوت ہوتی تو مسلمانوں کے نونہالوں کے دلوں میں اسلامی ماخذوں کے متعلق کیوں تشکک و بدگمانی پیدا ہوتی اور کیوں وہ ضعیف الاعتقادی کا شکار ہوتے معلوم ہوا کہ عیسائیوں کے اعتراضات کا جواب علمائے اسلام کے پاس قطعاً نہ تھا اور نہ وہ تعلیم یافتہ نوجوانوں کے دلوں کو تسلی دلانے کے قابل تھے علمائے اسلام کے اس عجز کو دیکھ کر یہ نوجوان اگر الحاد کا شکار ہو رہے تھے اور بعض کھلم کھلا ارتداد کا جامہ پہن رہے تھے تو اس میں تعجب کی بات کونسی ہے صحیح انسانی فطرت کی خاصیت ہی یہی ہے کہ معقول بات کے سامنے سر جھکا دیتی ہے مسلمان نکلے اعتبار کردہ عقائد اتنے وقت اس قدر کمزور اور غیر معقول تھے کہ عیسائیوں کے نامعقول عقائد بھی ان کے مقابلہ میں معقول نظر آتے تھے اس لئے ان کا اثر دلوں پر ہونا یقینی تھا۔ مصنف کتاب ہذا نے ارتداد کو تو تسلیم کیا ہے لیکن اس کی اہمیت کو کم کرنے کی کوشش کی ہے حالانکہ مسلمان کثیر تعداد میں مرتد ہو رہے تھے مصنف کتاب ہذا نے اس اقتباس میں ایک ایسی بات لکھی ہے جس کو کوئی عقلمند بھی باور کرنے کے لئے تیار نہیں ہو سکتا اور وہ یہ کہ مناظروں میں غالب تو مسلمان علماء ہوتے تھے لیکن ان مناظروں کا برا اثر عیسائیوں پر پڑنے کی بجائے الٹا مسلمانوں پر پڑتا تھا اور یہ مناظرے عیسائیوں کی بے چینی کی بجائے مسلمانوں کی بے چینی میں اضافہ کا موجب ہوتے تھے اور ان کے افکار و عقائد میں تزلزل پیدا کرنے کا باعث بنتے تھے یہ عجیب قسم کا غلبہ ہے جو نہ کسی نے کبھی دیکھا ہوگا نہ سنا ہوگا درحقیقت تو مصنف کتاب ہذا نے اپنی اس تحریر میں مسلمان علماء کی کھلی کھلی شکست کا اعتراف کیا ہے لیکن اس اعتراف کو الفاظ کا جامہ پہناتے ہوئے شرم محسوس کرنے کی وجہ سے انجام اور نتائج کے ذکر سے اس کا اظہار کر دیا ہے حقیقت یہی ہے جس کا اقرار کرنا ہمارے مسلمان علماء کے لئے مشکل ہو رہا ہے کہ حضرت مرزا صاحب کے میدان میں آنے سے قبل مسلمان علماء عیسائیوں کا علمی رنگ میں مقابلہ کرنے سے بالکل عاجز تھے کیونکہ حدیث یرفع العلم ویکثر الجهل کی پیشگوئی کے ماتحت ان علماء کے دلوں سے شریعت اسلامیہ کا حقیقی علم اٹھ چکا تھا اور اس کی جگہ قرآنی علوم سے ناواقفیت نے لے لی تھی اسی ناواقفیت کا نتیجہ تھا کہ ان کے عقائد میں غلطیاں راہ پا چکی تھیں عیسائی مشنریوں کے اعتراضات انہی غلط عقائد پر وارد ہو رہے تھے اب یہ مسلمان علماء جواب دیتے تو کیا دیتے اس لئے عیسائیوں کو ہر میدان میں فتح حاصل ہو رہی تھی اس وجہ سے ارتداد کا بازار بھی گرم ہو رہا تھا۔ جس طرح اس حقیقت کا اعتراف ان کے لئے مشکل ہو رہا ہے اسی طرح اس دوسری حقیقت کا اعتراف بھی ان پر گراں گذر رہا ہے کہ حضرت مرزا صاحب کے میدان میں آتے ہی عیسائیوں کے تمام حملے آناً فاناً پسپا ہو گئے نہ صرف عیسائیوں کی بلکہ تمام مخالفین اسلام کی صفوں میں ہل چل پڑ گئی اور آخر مقابلہ کی تاب نہ لا کر سب کے سب ہی میدان خالی کر کے بھاگ کھڑے ہوئے کیا اس واقعہ کا دیانتداری کو مدنظر رکھتے ہوئے کوئی انکار کر سکتا ہے اگر مزید ثبوت درکار ہو تو ان آراء کو بغور مطالعہ کر لو جو حضرت مرزا صاحب کی وفات پر منصف مزاج اور اہل علم و اہل قلم مسلمانوں کی طرف سے ظاہر کی گئی تھیں جن میں صاف لفظوں میں اقرار کیا گیا کہ حضرت مرزا صاحب نے تمام دشمنان اسلام کو میدان مناظرہ میں بری طرح پچھاڑا صرف یہی نہیں بلکہ اس سے بڑھ کر اسلامی تعلیم کے تفوق کو اس خوبی سے ثابت کر دیا کہ شدید سے شدید دشمن بھی اس کا اعتراف کئے بغیر نہ رہ سکا۔ چنانچہ جلسہ مذاہب اعظم کے موقعہ پر جو مضمون آپ کا اسلامی تعلیم کے متعلق پڑھا گیا اس کے متعلق سب نے تسلیم کیا کہ یہ مضمون سب مضمونوں پر بالا رہا۔ مسلمانوں کا نوجوان

چوتھا اقتباس

" دوسری طرف فرق اسلامیہ کا آپس کا اختلاف تشویشناک صورت اختیار کر گیا تھا۔ ہر فرقہ دوسرے فرقہ کی تردید میں سرگرم اور کمربستہ تھا مذہبی مناظروں اور مجادلوں کا بازار گرم تھا جن کے نتیجہ میں اکثر زدوکوب قتل و قتال اور عدالتی چارہ جوئیوں کی نوبت آتی سارے ہندوستان میں ایک مذہبی خانہ جنگی سی برپا تھی اس صورت حال نے بھی ذہنوں میں انتشار تعلقات میں کشیدگی اور طبیعتوں میں بیزاری پیدا کر دی تھی اور علماء کے وقار اور احترام کو بڑا صدمہ پہنچا تھا۔"

اس اقتباس میں بھی اس امر کا اعتراف موجود ہے کہ مسلمان علماء کی حالت بہت بری تھی۔ مسلمانوں کو آپس میں لڑانا انہی کا کام تھا اخلاقی پستی کا عجیب مظاہرہ ان کی طرف سے ظہور میں آ رہا تھا۔ ان کی حالت اس قدر روبہ انحطاط ہو رہی تھی کہ ان کا وقار دلوں سے اٹھتا جاتا تھا اور اس کا لازمی اور بدیہی نتیجہ یہ نکل رہا تھا کہ دین کا احترام بھی مسلمانوں کے دلوں سے مٹتا جاتا تھا احادیث میں بعینہ یہی نقشہ علماء کا کھینچا گیا ہے کہ انہی سے فتنے پیدا ہوں گے اور انہی کی طرف لوٹیں گے۔

پانچواں اقتباس

علماء کے بعد صوفیوں کا گروہ ہوتا ہے جن کے ہاں اگر علماء سے مایوسی ہو پناہ لی جا سکتی ہے لیکن اس اقتباس میں ان بزرگوں کا بھی جو نقشہ کھینچا ہے وہ بھی سخت افسوسناک ہے۔ مصنف صاحب لکھتے ہیں :—

" دوسری طرف خام صوفیوں اور جاہل دلق پوشوں نے طریقت و ولایت کو بازیچۂ اطفال بنا رکھا تھا انہوں نے اپنے شطحات و الہامات کی بڑے پیمانے پر اشاعت کی تھی"۔ اس سے عوام کے ذہنوں پر جو برا اثر پڑا اس کا ذکر کرنے کے بعد مصنف صاحب لکھتے ہیں "عیار درویشوں اور چالاک دین فروشوں نے عوام کی اس ذہنیت سے پورا پورا فائدہ اٹھایا"

مصنف صاحب کی اس تحریر کا منشاء تو یہ ہے
کہ وہ حضرت مرزا صاحب کو بھی نعوذ باللہ ایسے لوگوں
کی فہرست میں شامل کریں لیکن انہوں نے اتنا نہ سوچا
کہ اسلام پر اس شدید مصیبت کے وقت کیا خدا
نے عیاریوں اور چالاک دین فروشوں کے ذریعہ
ہی مسلمانوں کی دستگیری کرنی تھی کیا مسلمانوں کے عوام
اور ان کے علماء ان کے صوفیوں کی یہ حالت، تقاضا نہیں کر
رہی تھی کہ وہ اپنی طرف سے ایسے شخص کو مبعوث
کرے جو مسلمانوں کی صحیح راہنمائی کرے اور صراط
مستقیم پر انہیں قائم کر دے اور ان جھوٹے صوفیوں
اور نام نہاد علماء کے پنجہ سے انہیں خلاصی دلائے کیا
حضرت مرزا صاحب نے ایسے ہی ربانی مصلح کے
فریضہ کو سر انجام نہیں دیا کیا ان کے الہاموں میں بھی
آپ کو خام صوفیوں کے شطحات نظر آتے ہیں۔
کیا ان کے تمام کے تمام الہامات صحیح ثابت نہیں
ہوئے کوئی ایک الہام بھی آپ بتلا سکتے ہیں جو ان
معیاروں پر صحیح ثابت نہ ہوا ہو جو سچے الہام کے
پرکھنے کے لئے قرآن کریم اور سنن انبیاء میں بیان
کئے گئے ہیں میں باور نہیں کر سکتا کہ آپ جیسے عالم
کو اتنی بھی خبر نہ ہو کہ سچے مامور کے ظہور کے لئے
یہی تو وقت ہوتا ہے جس میں تمام وہ برائیاں پیدا
ہو جائیں جو آپ اپنی کتاب میں گنوا رہے ہیں اجاد
اور ربانی کہلانے والے لوگ جب بگڑ جائیں تو
عوام کا بگڑنا تو لازمی امر ہے جس کے معنے یہ ہوئے
کہ ساری کی ساری امت ہی بگڑ گئی اگر ایسے وقت
میں بھی مامور ظاہر نہ ہو گا تو اور کس وقت ہو گا۔ فتدبر
یا اخی!

چھٹا اقتباس

صفحہ ۳۱ پر مصنف صاحب تحریر فرماتے ہیں:۔

"مسلمانوں پر عام طور پر یاس و ناامیدی اور
حالات و ماحول سے شکست خوردگی
کا غلبہ تھا ۱۸۵۷ء کی جد و جہد کے
انجام اور مختلف دینی اور عسکری تحریکوں
کی ناکامی کو دیکھ کر معتدل اور معمولی رائج
اور طریقۂ کار سے انقلاب حال اور
اصلاح سے لوگ مایوس ہو چلے تھے
اور عوام کی بڑی تعداد کسی مرد غیب
کے ظہور اور کسی ملہم اور مؤید من اللہ
کی آمد کی منتظر تھی کہیں کہیں یہ خیال
بھی ظاہر کیا جاتا تھا کہ تیرھویں صدی
کے اختتام پر مسیح موعود کا ظہور ضروری
ہے مجلسوں میں زمانہ آخر کے فتنوں اور
واقعات کا چرچا تھا"

اقتباس متذکرہ بالا میں اس امر کو تسلیم کیا گیا ہے کہ مسلمان
یاس و ناامیدی کا شکار ہو چکے تھے تمام تحریکیں جو اس
اس کو امید سے بدلنے کے لئے جاری کی گئیں ناکام
ہو چکی تھیں اس لئے لوگ بالعموم آسمانی مدد کے منتظر
نظر آ رہے تھے مصنف کی یہ بات درست نہیں
کہ صرف عوام ہی کسی مامور مؤید من اللہ کا انتظار کر رہے
تھے اور چودھویں صدی میں اس کے ظہور کو یقینی سمجھ
رہے تھے بلکہ تمام محقق علماء کئی صدیوں سے حضرت
نبی کریم صلعم کی پیشگوئیوں کی بناء پر چودھویں صدی کو ہی
مسیح موعود و مہدی مسعود کے ظہور کی صدی قرار دیتے
چلے آ رہے تھے۔ چنانچہ انہی پیشگوئیوں کے مطابق
حضرت مرزا صاحب اس عہدہ جلیلہ پر اللہ تعالیٰ کی
طرف سے سرفراز کئے گئے اور انہوں نے سچے
ماموروں کی طرح مسلمانوں کی ناامیدی کو امید سے بدل
دیا اور اسلام کے ظاہری ضعف کو قوت
میں تبدیل کر دیا باوجود شدید مخالفتوں کے وہ
دن بدن کامیابیوں کی منازل طے کرتے چلے گئے
مولانا محترم کیا آپ کا دل اس بات کو دیکھ کر خوشی کے
ترانے نہیں گاتا کہ حضرت نبی کریم صلعم کی پیشگوئی کہ
تیرھویں صدی میں مسلمانوں کی پستی انتہا کو پہنچ جائے
گی اور انہیں اس پستی سے نکالنے کے لئے چودھویں
صدی میں مسیح موعود کا ظہور ہو گا کس صفائی سے پوری
ہو گئی۔ سچے مسلمان کے لئے تو یہ انتہائی مسرت کا
مقام ہوتا ہے کہ وہ اپنے رسول پاک کی پیشگوئی
کو اپنی آنکھ سے پورا ہوتے دیکھ لے ......
کاش آپ اپنے زاویہ نگاہ کو بدل کر اپنے غور و فکر
کے رُخ کو اس طرف پھیر سکتے کہ پیشگوئیوں اور آئمہ
عظام کے اقوال کے مطابق چودھویں صدی میں
مسیح موعود کا ظہور لازمی تھا اگر حضرت مرزا صاحب
کا دعویٰ جو عین وقت پر ہوا آپ کے نزدیک
صداقت پر مبنی نہیں تو اور کوئی کیوں اس دعوے
کے ساتھ اس صدی میں کھڑا نہیں ہوا مسلمانوں کی
پستی ہر شعبہ حیات میں نمایاں نظر آ رہی تھی پھر یہ سب
کیوں ظاہر نہ ہوا اس نقطہ نگاہ سے اگر آپ غور کرتے
تو حضرت مرزا صاحب کی صداقت آپ پر روز روشن
کی طرح واضح ہو جاتی۔

چندہ ماہوار سلسلہ کا ایک اہم رکن

چندہ ماہوار جماعت احمدیہ کے ان ضروری ارکان میں سے
ہے جن کی بنیاد خود حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے رکھی اور حضور
نے اس کی ادائیگی کے لئے یہاں تک تاکید فرمائی کہ:۔
"جو شخص تین ماہ تک چندہ ادا نہ کرے گا اس کا نام
سلسلہ بیعت سے کاٹ دیا جائے گا"
حضرت کے اس فرمان کی موجودگی میں چندہ ماہوار کی ادائیگی میں سستی سے کام
لینا بڑی قابل افسوس بات ہے افسر صاحب تحصیل کو یہ شکایت
ہے کہ کئی احباب چندہ ماہوار کی ادائیگی میں سستی سے کام لے رہے
ہیں، ضرورت ہے کہ اس طرف خاص طور پر توجہ کی جائے اور چندہ
کی ماہ بماہ ادائیگی کو ایک فرض لازم سمجھ کر اس پر عمل کرنے میں کسی قسم
کی سستی اور کوتاہی سے کام نہ لیا جائے امید ہے تمام جماعتوں کے
سیکرٹری صاحبان اور دیگر احباب اس طرف خاص طور پر توجہ فرمائیں گے۔

ساتواں اقتباس

مصنف صاحب اپنی کتاب کے صفحہ ۲۱۶ پر یوں رقمطراز ہیں!۔

"انیسویں صدی کے نصف آخر میں
سب سے بڑا واقعہ جس کو کوئی مؤرخ اور کوئی
مصلح نظر انداز نہیں کر سکتا یہ تھا کہ اسی
زمانہ میں یورپ نے عالم اسلام پر بالعموم
اور ہندوستان پر بالخصوص یورش کی
تھی اس کے جلو میں جو نظام تعلیم تھا وہ
خدا پرستی اور خدا شناسی کی روح سے
عاری تھا جو تہذیب تھی وہ الحاد اور
نفس پرستی سے معمور تھی عالم اسلام
ایمان، علم اور مادی طاقت میں کمزور ہو
جانے کی وجہ سے اس نوخیز و مسلح مغربی
طاقت کا آسانی سے شکار ہو گیا اس
وقت مذہب میں (جس کی نمائندگی کے
لئے صرف اسلام ہی میدان میں تھا) اور
یورپ کی ملحدانہ اور مادہ پرست تہذیب
میں تصادم ہوا اس تصادم نے ایسے
نئے سیاسی، تمدنی علمی اور اجتماعی
مسائل پیدا کر دیئے جن کو صرف طاقتور
ایمان راسخ و غیر متزلزل عقیدہ و یقین
وسیع اور عمیق علم غیر مشکوک اعتماد و
استقامت ہی سے حل کیا جا سکتا تھا
اس صورت حال کا مقابلہ کرنے
کے لئے ایک طاقتور علمی و روحانی
شخصیت کی ضرورت تھی جو عالم
اسلام میں روح جہاد اور مسلمانوں
میں اتحاد پیدا کر دے جو اپنی
ایمانی قوت اور دماغی صلاحیت
سے دین میں ادنیٰ تحریف و ترمیم
قبول کئے بغیر اسلام کے ابدی
پیغام اور عصر حاضر کی بے چین روح
کے درمیان مصالحت و رفاقت
پیدا کر سکے اور شوخ اور پرجوش
مغرب سے آنکھیں ملا سکے"

اقتباس متذکرہ بالا میں بھی یہ تسلیم کر لیا گیا ہے کہ اس
صدی کے مسلمان طاقتور ایمان راسخ و غیر متزلزل
عقیدہ و یقین وسیع اور عمیق علم غیر مشکوک اعتماد و
استقامت سے محروم ہو چکے تھے اس صورت
حال کا مقابلہ کرنے کے لئے جن اوصاف والے
شخص کی ضرورت مولانا بیان کرتے ہیں اگر وہ تعصب
کی عینک اتار کر دیکھیں گے تو حضرت مرزا صاحب
کے وجود باجود میں انہیں یہ تمام اوصاف بلیغ طور
پر نظر آ جائیں گے کیا انہوں نے اپنے ماننے
والوں میں روح جہاد پیدا نہیں کی اگر مخالفین اسلام

کو بے دریغ قتل کر دینے کا نام جہاد ہے تو بے شک انہوں نے یہ روح اپنے ماننے والوں میں پیدا نہیں کی اور اگر جہاد کلمۃ اللہ کو بلند کرنے کا نام ہے اور یقیناً اسی کا نام اسلامی جہاد ہے تو انہوں نے ہمیشہ جہاد میں مشغول رہنے والی جماعت پیدا کی جو قریباً ۷۰ سال سے جاهدهم به جهاداً کبیراً کی تعمیل کرتے ہوئے جہاد میں مصروف ہے اور ہزاروں کا فروں کو حلقہ بگوش اسلام بنا چکی ہے۔ ہر فرقہ کے مسلمان آپ کی جماعت میں داخل ہوئے اور فاصبحتم بنعمته اخواناً کے ماتحت بھائی بھائی بن گئے آپس کے تمام تنازعات کو ایک دم میں ختم کر کے دنیا کو اتحاد کا کامل نمونہ دکھا دیا پھر اس امام ہمام نے ایمانی قوت سے ان کے دلوں کو لبریز کر دیا جس کی بدولت یہ جماعت دین کی خاطر ہر قسم کی قربانی کرنے کے لئے تیار ہو گئی اور اب تک کرتی چلی جا رہی ہے۔ آپ ہی کی شخصیت ایسی شخصیت ہے جس نے علی الاعلان کہا کہ دین میں ادنےٰ سے ادنےٰ تحریف و ترمیم نہیں ہو سکتی ایسا کرنے والا یقیناً ملحد اور بے دین اور کافر ہے دوسرے لیڈروں کی طرح اسلام کو زمانہ کے فلسفہ کے ماتحت کرنے کی کوشش نہیں کی بلکہ فلسفہ کو اسلام کے ماتحت لانے کی کوشش میں مصروف رہے اور صاف اعلان کیا کہ اس جنگ میں جو مادی علوم اور مذہب میں جاری ہے اسلام کو مغلوب ہوتے نہیں دیکھو گے بلکہ یہ غالب ہی نظر آئے گا یہی ایک عبقری شخص ہے جس نے شوخ و پر جوش مغرب سے آنکھیں ملا کر اسے اپنی آنکھیں نیچے کرنے پر مجبور کر دیا اور عصر حاضر کی میلے چین اڈریج کو چین کی آغوش میں لا ڈالا۔

حضرت مرزا صاحب کے سوا کسی اور لیڈر کا نام تو لو جس نے کامیابی کے ساتھ شدید مخالفانہ حالات کی موجودگی میں اسلام کے جھنڈے کو بلند کر کے دکھلا دیا ہو۔

آٹھواں اقتباس

اسی کتاب کے صفحہ ۲۱۹ پر مصنف صاحب فرماتے ہیں:-

" اسی کے ساتھ بیرونی حکومت اور مادہ پرست تہذیب کے اثر سے مسلمانوں میں ایک خطرناک اجتماعی انتشار اور افسوسناک اخلاقی زوال رونما تھا اخلاقی انحطاط فسق و فجور کی حد تک۔ تعیش و اسراف نفس پرستی کی حد تک محکومت و اہل حکومت سے مرعوبیت ذہنی غلامی و ذلت کی حد تک مغربی تہذیب کی نقالی اور حکمران قوم (انگریز) کی تقلید کفر کی حد تک پہنچ رہی تھی اس وقت ایک ایسے مصلح کی ضرورت تھی جو اس اخلاقی و ذہنی انحطاط کی بڑھتی ہوئی رو کو روکے اور اس خطرناک رجحان کا مقابلہ کرے جو محکومیت و غلامی کے اس دور میں پیدا ہو گیا تھا۔"

اقتباس مندرجہ بالا میں پھر مسلمانوں کی پستی اور اُن کے اخلاقی و روحانی انحطاط کا رونا رویا ہوا ہے اور صاف اقرار موجود ہے کہ مسلمانوں کا اخلاقی انحطاط فسق و فجور کی حد تک پہنچ چکا تھا کیا سورۃ الحدید میں واکثرهم فاسقون کہکر اسی بات کا انکشاف نہیں کیا کہ انیسویں صدی عیسوی میں مسلمانوں کی کثیر تعداد فسق و فجور میں مبتلا ہو جائے گی اور یہ قساوت قلبی کا لازمی نتیجہ ہو گا جو ذکر اللہ کو چھوڑنے کے نتیجہ میں پیدا ہو گی۔ پھر آپ لکھتے ہیں کہ تعیش اور اسراف نفس پرستی کی حد تک پہنچ چکا تھا۔ اسی حالت کو قرآن کریم نے موت سے تعبیر کیا ہے۔ تعیش و اسراف کا لازمی نتیجہ یہی ہوتا ہے کہ اس کا مریض اپنے اموال کو اپنے نفسانی اغراض پر ہی خرچ کرتا ہے دین کی راہ میں اموال خرچ کرنا اس کے لئے سخت گراں ہوتا ہے اسی لئے اس کے بعد مسلمانوں کا بخل کی مرض میں مبتلا ہو جانے کا ذکر کیا ہے۔ دوسرے تعیش کی زندگی بسر کرنے والے پر حب الدنیا غالب ہوتی ہے اسی لئے دنیاوی زندگی کی بے ثباتی کا تذکرہ بطور علامت سورۃ الحدید میں موجود ہے اور بتلایا ہے کہ اس زمانہ میں لوگ دنیا کی زینت کے حصول میں سرگرداں پھر رہے ہوں گے اور اسی پر فخر کرنا ان کا طرۂ امتیاز ہو گا۔ اور جس طرح آپ اس حالت کی اصلاح کے لئے مصلح کی ضرورت کا اعتراف کرتے ہیں اسی طرح قرآن کریم میں بھی مردہ دلوں کو زندہ کرنے والے کے ظہور کی پیشگوئی کی ہوئی ہے جو اپنے وقت پر آ کر پوری ہو گئی۔ کیا حضرت مرزا صاحب نے اخلاقی و ذہنی انحطاط کو نہیں روکا کیا آپ کی تیار کردہ جماعت تقوےٰ کی راہوں پر گامزن نہ تھی کیا ان کے ذہنوں میں عظیم الشان انقلاب پیدا نہ ہو گیا تھا کہ وہ مخالف مذاہب کے بڑے سے بڑے عالم کے رعب میں کبھی نہ آتے تھے اور اس کو علمی میدان میں فوراً شکست دے دیتے تھے ان کی علمی قوت کا سکہ اور ان کی قوتِ استدلال کا رعب اس قدر مخالفین اسلام کے دلوں پر غالب تھا کہ احمدی کا نام سنتے ہی میدان چھوڑ کر بھاگ جاتے تھے عیسائی تو یہاں تک مرعوب تھے کہ انہوں نے اپنے مشنریوں کو ہدایت کر دی تھی کہ احمدیوں کے ساتھ مقابلہ نہ کیا کرو۔

حضرت مرزا صاحب کی قوتِ ایمانی تو اس بلند مقام پر پہنچی ہوئی تھی کہ حکومت یا اہل حکومت سے مرعوب ہونا تو کجا وہ تو برملا ان کو مذہب کے معاملہ میں غلطی پر قرار دیتے تھے اور ان کے مذہب پر اس قدر شدت سے حملے کرتے تھے کہ کسی دوسرے کو ایسے حملہ کی کبھی جرأت نہ ہو سکتی تھی آپ ہی تھے جنہوں نے ملکہ وکٹوریہ کو کھلم کھلا اسلام قبول کرنے کی دعوت دی بے شک آپ نے اس حکومت کے حسن نظام کی تعریف کی اور یہ تعریف حقیقت پر مبنی تھی۔ اس میں نہ تصنع کو دخل تھا اور نہ یہ منافقانہ رنگ کی تعریف تھی بلکہ محض اظہار حقیقت تھا جس کا انکار کوئی منصف مزاج بھی نہیں کر سکتا۔

اقتباس نہم

" تعلیمی و علمی حیثیت سے حالت یہ تھی کہ عوام اور محنت کش طبقہ دین کی مبادی روایات سے ناواقف اور دین کے فرائض سے بھی غافل تھا جدید تعلیم یافتہ طبقہ شریعت اسلامی تاریخ اسلام اور اپنے ماضی سے بے خبر اور اسلام کے مستقبل سے مایوس تھا اسلامی علوم روبہ زوال اور پرانے تعلیمی مرکز عالم نزع میں تھے "

کیا یہ حقیقت نہیں کہ حضرت مرزا صاحب نے صرف عوام کے سینوں کو ہی نہیں بلکہ نو تعلیم یافتہ طبقہ کے سینوں کو بھی علوم دینی سے بھر دیا جو یا تو عیسائیت کا شکار ہو رہے تھے اور یا دہریت کی گود میں بیٹھے چلے جا رہے تھے یہی نو تعلیم یافتہ طبقہ حضرت مرزا صاحب سے تعلق بیعت پیدا کرنے کے بعد عیسائیوں کا بھی کامیابی کے ساتھ مقابلہ کرنے لگ پڑا اور دہریوں کو بھی نیچا دکھلانے میں انہیں ید طولیٰ حاصل ہو گیا کیونکہ انہیں بصیرت کا طور پر قائم کر دیا گیا تھا۔ اس کے علاوہ بے علم طبقہ کو بھی عالم بنا دیا۔ دنیا اس انقلاب پر انگشت بدنداں تھی جو حضرت مرزا صاحب کے ذریعہ ظہور میں آیا۔

اقتباس دہم

مصنف صاحب اپنی کتاب کے صفحہ ۲۲۱ پر لکھتے ہیں:-

" اس سب کے علاوہ اور اس سب سے بڑھکر عالم اسلام کی سب سے بڑی ضرورت یہ تھی کہ انبیاء علیہم السلام کے طریق دعوت کے مطابق اس امت کو ایمان اور عمل صالح اور اس صحیح اسلامی زندگی اور سیرت کی دعوت دی جائے جس پر اللہ تعالےٰ نے فتح و نصرت دشمنوں پر غلبہ اور دین و دنیا میں فلاح و سعادت اور سربلندی کا وعدہ فرمایا ہے حقیقت یہ ہے کہ عالم اسلام کی ضرورت دین جدید نہیں ایمان جدید ہے کسی دور میں بھی اس کو نئے دین اور نئے پیغمبر کی ضرورت نہیں تھی دین

کے ان ابدی حقائق وعقائد اور تعلیمات
پر نئے ایمان اور نئے جوش کی ضرورت
تھی جس سے زمانہ کے نئے فتنوں
اور زندگی کی نئی ترغیبات کا مقابلہ کیا
جا سکے"

مولانا! کیا حضرت مرزا صاحب نے اپنے آنے کی یہی غرض نہیں بتلائی کہ میں منہاج نبوت پر کام کرنے کے لئے مامور ہوں یعنی انبیاء علیہم السلام کے طریق دعوت کو ہی اختیار کرنا میرا کام ہے اور انہی کے نقش قدم پر چل کر میں لوگوں کو ایمان اور عمل صالح اور صحیح اسلامی زندگی اور سیرت کی طرف دعوت دے رہا ہوں اور کیا آپ کے ماننے والوں میں صفات مندرجہ بالا پیدا نہیں ہوئیں کیا ان کے ایمان میں مضبوطی پیدا نہ ہوگئی اور ان کے دل بصیرت اور اطمینان سے لبریز نہ ہو گئے اور کیا ان لوگوں کی زندگی صحیح اسلامی رنگ میں رنگین نظر نہیں آ رہی تھی اور کیا ان کی سیرت صحیح اسلامی رنگ پیش نہیں کر رہی تھی کیا اللہ تعالے کا وعدہ فتح و نصرت ان کے وجود میں پورا نہیں ہوا اگر فتح و نصرت سے آپ کی مراد ملکی فتوحات ہیں تو یہ ہرگز اللہ تعالے کے وعدہ میں شامل نہیں بلکہ اس کے الٹ صحیح مسلم کی حدیث میں صراحت کے ساتھ مذکور ہے کہ مسیح کے زمانہ میں ایسی قوم موجود ہوگی جس کا مقابلہ مسیح ہرگز نہیں کر سکے گا اس لئے مسیح کو وحی کی جائے گی کہ وہ اپنے ساتھیوں کو طور کی پناہ میں لے جائے یعنی دعاؤں کی طرف انہیں متوجہ کرے خدا خود ان قوموں کی ہلاکت کے سامان پیدا کر دے گا جیسا کہ ایسے سامان اب پیدا ہو رہے ہیں کس طرح ان قوموں کی شان و شوکت نمک کی طرح پگھلتی جا رہی ہے اور کس طرح اُن کے مقابلہ میں گری ہوئی قومیں بلندی کی طرف آتی جا رہی ہیں مسلمانوں کو یہ ترقی جنگوں کے ذریعہ حاصل نہیں ہوئی تھی بلکہ مسیح موعود کی دعاؤں سے اس ترقی کا ذریعہ بنتا تھا جو بن گئیں اگر میری اس بات میں شک ہو تو حضرت مرزا صاحب کی ان دعاؤں کو ان کی کتابوں میں پڑھ لو جو وہ ان قوموں کے زوال کے بارے میں کر گئے ہیں انشاءاللہ کسی دوسرے مناسب موقعہ پر اُن کے اصل الفاظ بھی نقل کر دیئے جائیں گے ان کا مشہور الہام تو سب کو معلوم ہی ہے بخرام کہ وقت تو نزدیک رسید و پائے محمدیاں بر منار بلند تر محکم افتاد۔ اس الہام کے مطابق مسلمانوں کا قدم بلند مینار کی طرف اُٹھنا شروع ہو گیا ہے ان شاءاللہ وہ وقت بھی آ رہا ہے کہ یہ مستحکم بھی ہو جائے گا دوسری علامت آپ نے دشمنوں پر غلبہ کی لکھی ہے مرد علمی میدان اور نشان نمائی کے میدان میں حضرت مسیح موعود اور آپ کی جماعت کو جو غلبہ حاصل ہوا ہے وہ بے نظیر ہے تلوار کا غلبہ نہ مقدر تھا اور نہ اس کی کوئی بشارت مسیح کے زمانہ کے متعلق دی گئی تھی بلکہ اس کے برخلاف یضع الحرب کی بشارت عطا کی گئی تھی۔ پھر آپ تحریر فرماتے ہیں کہ دین و دنیا میں فلاح و سعادت اور سربلندی حاصل ہو، دین میں فلاح و سعادت و سربلندی کے حاصل ہونے کا تو آپ بھی انکار نہیں کر سکتے۔ دنیوی سعادت و سربلندی کا جہاں تک سوال ہے یہ حال ہو رہی ہے ہر کام اپنے اپنے وقت پر ہوتے ہیں ضروری نہیں کہ سب وعدے ایک ہی وقت میں پورے ہو جائیں۔

مولانا! مجھے افسوس سے یہ بات لکھنی پڑتی ہے کہ آپ نے آخر میں ایک ایسی بات لکھی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ محقق نہیں محض سنی سنائی بات پر اعتماد کر کے دوسروں کی طرف غلط باتیں منسوب کرنے کے عادی ہیں۔ اس اقتباس کے آخر میں آپ لکھتے ہیں کہ :۔

"حقیقت یہ ہے کہ عالم اسلام
کی ضرورت دین جدید نہیں ایمان
جدید ہے"

مولانا! کیا آپ حضرت مرزا صاحب کی کتابوں میں سے جن کی تعداد آپ ۸۴ بتلا رہے ہیں ایک عبارت بھی ایسا دکھلا سکتے ہیں جس میں آپ نے دین جدید لانے کا دعویٰ کیا ہو اگر آپ نہ دکھلا سکے اور ہرگز نہ دکھلا سکیں گے تو آپ خود ہی اپنے لئے فتویٰ تجویز کر لیں میں اس کے متعلق کچھ نہیں کہنا چاہتا۔

مولانا! مجھے آپ سے سو فیصدی اتفاق ہے کہ عالم اسلام کو قرآن کریم اور حضرت نبی کریم صلعم کے بعد دین جدید کی نہ کبھی ضرورت پیش آئی اور نہ قیامت تک پیش آئے گی اس کے علاوہ مجھے آپ سے اس امر میں بھی سو فیصدی اتفاق ہے کہ عالم اسلام کو ماضی میں بھی جدید ایمان کی ضرورت پیش آتی رہی ہے اور آئندہ بھی قیامت تک پیش آتی رہے گی اور اسی ضرورت کو پورا کرنے کے لئے اسلام میں اللہ تعالے نے مجددین کا سلسلہ قائم کیا ہے جو زنگ آلودہ ایمانوں کو صیقل کر کے دوبارہ چمکا دیتے اور انہیں اصلی شکل پر لے آتے ہیں، انیسویں صدی عیسوی میں چونکہ مسلمانوں میں ایمانی کمزوری اپنے انتہاء کو پہنچ جانا تھا جیسا کہ آپ نے تسلیم کر لیا ہے اور دجالی فتنہ نے بھی اسی زمانہ میں زور پکڑنا تھا، اس لئے اس زمانہ کے مجدد کی شان لازماً پہلے مجددین کے مقابلہ میں اعلےٰ ہونی تھی اسی لئے قرآن کریم اور احادیث میں خصوصیت کے ساتھ اس کے زمانہ کی متعدد علامات بیان کی گئیں ہیں اور اُسے مسیح و مہدی کے لقب سے پکارا گیا ہے یہ باتیں اس مجدد کی امتیازی خصوصیات میں داخل ہیں جن سے کسی اور مجدد کو نہیں نوازا گیا کیونکہ دجالی فتنہ جسے احادیث نبوی میں ابتداء دنیا سے لے کر آخر دنیا تک پیدا ہونے والے تمام فتنوں سے بڑھ کر قرار دیا گیا ہے اس کو فرو کرنے کا کام اسی کے سپرد ہونا تھا اس لئے لازماً جب اس قدر بڑا کام اس کے سپرد کیا جانا تھا تو اس کی شان بھی لامحالہ سب مجددوں سے بالا ہونی لازمی تھی یہی وہ مجدد ہے جس کی نسبت حضرت نبی کریم صلعم نے فرمایا کہ جو مسلمان اسے پائے وہ میرا سلام اسے پہنچائے اور جس کے متعلق فرمایا کہ ہر مسلمان کا فرض ہے کہ اس کے ساتھ ہو کر اس کی ہدایات کے تحت خدمت دین کے فریضہ کو بجا لائے۔

مولانا! آپ نے بالکل درست لکھا ہے کہ دین کے ان ابدی حقائق وعقائد اور تعلیمات پر نئے ایمان اور نئے جوش کی ضرورت تھی جس سے زمانہ کے نئے فتنوں اور زندگی کی نئی ترغیبات کا مقابلہ کیا جا سکے۔

حضرت مرزا صاحب انہی ابدی حقائق وعقائد اور تعلیمات پر ساری عمر زور دیتے رہے جو قرآن کریم نے پیش کئے ہیں اور انہی پر آپ نے اپنے ماننے والوں میں نیا ایمان اور نیا جوش پیدا کیا جس سے مسلح ہو کر آپ کے ماننے والوں نے دنیا کے تمام فتنوں اور زندگی کی نئی ترغیبات کا کامیابی کے ساتھ مقابلہ کیا اور کر رہے ہیں۔

ہاں آپ نے طنزاً یہ لکھا ہے کہ حضرت مرزا صاحب نے نعوذ باللہ پیغمبر ہونے کا دعوےٰ کیا ہے اور نیا دین لانے کے مدعی ہوئے ہیں یہ دونوں باتیں غلط اور سراسر غلط ہیں آپ نہ نیا دین لائے اور نہ آپ حقیقی نبوت کے کبھی مدعی ہوئے بلکہ ایسے مدعی پر لعنت بھیجتے رہے آپ جیسے عالم سے میں یہ توقع تو نہیں رکھ سکتا کہ آپ ظلی نبوت اور نبوت کو عوام کی طرح ہم معنی سمجھتے ہوں باوجود اس کے انشاءاللہ بتوفیق الٰہی ظلی نبوت پر ایک تفصیلی مقالہ سپرد قلم کیا جائے گا جو اس کی حقیقت پر مکمل روشنی ڈالے اور اس کے متعلق ہر قسم کی غلط فہمی دور کرے۔

مولانا! آپ نے اپنی کتاب کے صفحہ ۸ و ۹ و ۱۱ پر چار دفعہ تحریر فرمایا ہے کہ آپ نے اپنی کتاب "قادیانیت" حضرت مرزا صاحب کی تصنیفات کا مطالعہ کر کے تصنیف کی ہے ملاحظہ ہوں ذیل کی عبارتیں :۔

(۱) چند ہی دن میں قیام گاہ کا ایک کمرہ قادیانی لٹریچر کا کتاب خانہ اور دارالتصنیف بن گیا ص۸

(۲) مصنف نے مرزا غلام احمد صاحب کی تصنیفات کا براہ راست مطالعہ کیا ص۹

(۳) کتاب مذکورہ بالا کو عربی سے اردو میں منتقل کرنے کے لئے دوبارہ اس پورے کتب خانہ کی ضرورت پیش آئی ص۹

(۴) مصنف نے منقولات و اقتباسات پر اکتفا نہیں کیا اور مرزا صاحب اور قادیانی جماعت کی تصنیفات کا براہ راست اور بطور خود مطالعہ کیا ص۱۱

مولانا! کیا آپ کو اس مطالعہ میں حضرت مرزا صاحب کی کتابیں، وہ مقامات نظر نہیں آئے جن میں کھلم کھلا دعوےٰ نبوت کا انکار موجود ہے فہرست آپ کی

معلومات میں اضافہ کے لئے ایک ہی حوالہ نقل کرتا ہوں آپ اپنی کتاب آئینہ کمالات اسلام کے صـ ۲۷۵ پر تحریر فرماتے ہیں :-

" ماسوا اس کے جو شخص ایک نبی متبوع
علیہ السلام کا متبع ہے اور اس کے
فرمودہ پر اور کتاب اللہ پر ایمان لاتا ہے
اس کی آزمائش انبیاء کی آزمائش
کی طرح کرنا ایک قسم کی ناسمجھی ہے"

مولانا! کیا یہ حوالہ نبوت کے دعوے کے متعلق تمام تنازعات کا قطعی فیصلہ نہیں کر دیتا۔ تعجب ہے کہ یہ آپ کی نظر سے نہیں گذرا۔

خلاصہ اقتباسات مندرجہ بالا

مندرجہ بالا تمام اقتباسات کا یہی خلاصہ ہے کہ اُنیسویں صدی کے آخری نصف حصہ میں مسلمانان عالم کی عموماً اور مسلمانان ہندوستان بلکہ پنجاب کی خصوصاً مذہبی، سیاسی، اقتصادی حالت نہایت ہی نازک صورت اختیار کر چکی تھی حکومتیں ہاتھ سے نکل چلی تھیں، مغربی طاقتوں کی غلامی اُن پر مسلط تھی ان کا رعب اُن پر چھایا ہوا تھا مذہبی حالت کا یہ عالم تھا کہ پادری ان پر غالب آ رہے تھے۔ کثیر التعداد مسلمان توحید کے جھنڈے سے نکل کر تثلیث کی پناہ میں جا رہے تھے شرک نے ان کے دیشہ ریشہ میں سما رہا تھا قرآن کو عملاً چھوڑا ہوا تھا اس کے علوم سے بالکل بے بہرہ تھے، فسق و فجور میں مبتلا تھے، عیش پرستی انتہاء کو پہنچی ہوئی تھی مایوسی کے گھٹا ٹوپ بادل اُن کے دلوں کے آسمان پر چھائے ہوئے تھے، دلوں کا چین چھن چکا تھا، صرف عوام ہی پستی کے اتھاہ گڑھے میں گرے ہوئے نہ تھے علماء اور صوفی کہلانے والوں کی حالت ان سے بھی بدتر تھی مختلف فرقے ایک دوسرے کے خلاف تیر آزمائی نہ تھے بلکہ باہمی قتل و قتال تک نوبت پہنچ چکی تھی، ایک دوسرے کے خلاف مقدمات میں اُلجھے رہتے تھے مختصر الفاظ میں حالت انحطاط یہاں تک پہنچ چکی تھی کہ دل مردہ ہو گئے تھے اصلاح حال کی تمام تحریکیں ناکام ہو چکی تھیں چاروں طرف سے مایوس ہو کر آسمان کی طرف نظریں اُٹھ رہی تھیں جو دسویں صدی میں چودھویں کے چاند مسیح موعودؑ کا انتظار رکھتا۔

غلط استدلال

مصنف کتاب ہذا نے ان سب حالات کو بیان کرنے کے بعد نتیجہ یہ نکالا ہے کہ حضرت مرزا صاحب نے نعوذ باللہ ان حالات سے فائدہ اُٹھا کر مسیح موعود ہونے کا دعوےٰ کر دیا اور لوگوں کی مایوسی سے فائدہ اُٹھا کر اپنی تحریک کو کامیاب بنا لیا۔ اس کے بالمقابل خدا نے نبی اپنی کتاب کی سورۃ الحدید میں مسلمانوں کی ایسی ہی حالت بیان کر کے نتیجہ یہ نکالا ہے کہ خدا کسی مامور کو بھیجے گا جو مردہ دلوں کو دوبارہ زندہ کر دیگا۔

کتنا بڑا تفاوت ہے ان دونوں استدلالوں میں - میرے خیال میں یہ انوکھا اور معقولیت سے عاری استدلال کسی عقلمند کے نزدیک بھی علمی استدلال کہلانے کا مستحق نہیں ہو سکتا خصوصاً جبکہ مصنف صاحب ان حالات میں کسی عظیم الشان مصلح کی ضرورت کو بھی تسلیم کرتے ہیں مصنف صاحب بتلائیں کہ کیا ربانی مصلح اس وقت آیا کرتے ہیں جب لوگ متقیانہ زندگی بسر کر رہے ہوتے ہیں قرآنی معارف و حقائق کے دریا بہہ رہے ہوتے ہیں قلوب اطمینان اور بصیرت سے بھرے ہوئے ہوتے ہیں چاروں طرف ایمان کامل اور یقین تام کی ہوائیں چل رہی ہوتی ہیں، دشمنان اسلام علمی میدان میں سرنگوں ہو رہے ہوتے ہیں، مسلمانوں کا بچہ بچہ علوم دینیہ کے چشموں سے سیراب ہو رہا ہوتا ہے، فضا معرفت الٰہی کی خوشبو سے مہک رہی ہوتی ہے میں سمجھتا ہوں کہ مصنف کتاب "قادیانیت" علم سے اتنے کورے نہیں کہ اس سوال کا جواب نفی میں دیں وہ یقیناً سمجھتے ہیں کہ مصلح ربانی اور امام یزدانی ایسے ہی وقت میں مبعوث ہوتے ہیں جبکہ دنیا کی حالت ایسی ہی ابتری کا شکار ہو چکی ہوتی ہے جس کا نقشہ انہوں نے اپنی کتاب میں مسلمانوں کا کھینچا ہے کسی مصلحت سے اس حقیقت کو تسلیم نہ کریں تو اور بات ہے ورنہ ان کا ضمیر اس نظریہ سے ضرور متفق ہو گا۔

محترم مولانا! حضرت مرزا صاحب نے وقت سے فائدہ نہیں اُٹھایا بلکہ وقت نے انہیں بلایا ہے وقت کی پکار کا وہ صحیح جواب ہیں سچ کہا ہے حضرت مرزا صاحب نے :-

وقت تھا وقت مسیحا نہ کسی اور کا وقت
میں نہ آتا تو کوئی اور ہی آیا ہوتا

مولانا! عیسائی مستشرقین نے حضرت نبی کریم صلعم کی صداقت کو لوگوں کی نظر سے گرانے کے لئے بالکل اسی قسم کا استدلال کیا ہے جیسا کہ آپ نے حضرت مرزا صاحب کی صداقت کو مشتبہ بنانے کے لئے کیا ہے وہ بھی یہی کہتے ہیں کہ یہودیوں اور عیسائیوں کی اخلاقی اور روحانی گری ہوئی حالت سے فائدہ اُٹھا کر حضرت نبی کریم صلعم نے دعوےٰ کر دیا اور ان کی کامیابی بھی انہی کی خراب حالت کی مرہون منت ہے، اور جو سیاسی کامیابیاں آپؐ کو اور آپؐ کے متبعین کو حاصل ہوئیں وہ بھی دوسری حکومتوں کے اندرونی انتشار کی وجہ سے تھیں نہ کہ تائید ربانی کی وجہ سے اس بات کو منہ سے نکالتے ہوئے انہوں نے کبھی یہ نہ سوچا کہ عیسائیوں، یہودیوں اور دیگر اقوام کے بگڑنے کی وجہ سے ہی تو اللہ تعالیٰ نے حضرت نبی کریم صلعم کو ان اقوام کو گندوں سے نکالنے کے لئے مبعوث فرمایا جن میں وہ پھنسے ہوئے تھے جس طرح اس وقت مسلمانوں کو ان گندوں سے نکالنے کے لئے حضرت مرزا صاحب کو مسیح اور مہدی بنا کر بھیجا جن میں مسلمان پھنسے ہوئے تھے اور پھر ان سے دیگر اقوام کی اصلاح کا کام لیا۔ باقی رہی سیاسی کامیابیاں تو اس کے متعلق بھی وہ اس حقیقت کو بھول گئے کہ اللہ تعالےٰ جب کبھی قوم سے کامیابی کا وعدہ کرتا ہے تو دنیا میں اس کے مناسب حال مادی سامان بھی پیدا کر دیتا ہے اپنے منشاء کو عملی جامہ پہنانے کے لئے کام تو اللہ تعالےٰ نے انہی اسباب سے لینا ہے جو اس مادی دنیا میں پائے جاتے ہیں آخر یہ اسباب کس کے پیدا کردہ ہیں اسی مالک کے ہی پیدا کردہ ہیں جو ساری دنیا کا خالق و مالک ہے اسی کے حکم سے وہ کسی کی تائید میں مصروف ہو جاتے ہیں اور کسی کے ادبار اور زوال کا باعث بن جاتے ہیں - سو آپ بھی یاد رکھیں کہ حضرت مرزا صاحب کے مشن کی کامیابی کے لئے جو بھی سامان پیدا ہوئے وہ بھی خدا کے ہی پیدا کردہ تھے زمین و آسمان اُن کے لئے مسخر کر دیئے گئے بقول آپ کے اگر حکومت برطانیہ کے حسن نظام سے حضرت مرزا صاحب کے مشن کو تقویت پہنچی تو یہ نظم و نسق سب کے لئے یکساں تھا حضرت مرزا صاحب کے لئے گورنمنٹ نے کوئی خاص انتظام تو نہیں کیا ہوا تھا اور نہ آپ کے لئے کوئی خاص قانون بنایا ہوا تھا اگر دوسرے علماء کے اندر علمی قوت ہوتی اور وہ بھی حضرت مرزا صاحب کی طرح تقوےٰ کے زیور سے آراستہ ہوتے تو وہ حضرت مرزا صاحب کو آسانی سے نیچا دکھا سکتے تھے کیا وجہ ہے کہ باوجود ان علماء کی مخالفانہ کوششوں اور کفر کے فتاوےٰ کے مسلمان جوق در جوق حضرت مرزا صاحب کی طرف کھنچے چلے آ رہے تھے کیا یہ واضح ثبوت نہیں اس بات کا کہ حضرت مرزا صاحب کے شامل حال تائید الٰہی تھی اور دوسرے علماء اس تائید سے محروم تھے ورنہ مادی اسباب تو دونوں کے لئے یکساں تھے۔ فتدبروا یا اولی الالباب ؛

تبلیغی خط و کتابت (بسلسلہ صفحہ ۲)

ہوئی ہے کیونکہ یہ ایسی نادر کتب ہیں جن کی افادیت کبھی ختم ہونے والی نہیں ان کی بدولت مجھے اسلام میں از سر نو ایمان پیدا ہو گیا ہے - میرے پاس انجمن کے فارن مشن کا شکریہ ادا کرنے کے لئے الفاظ نہیں ہیں۔ ہاں اللہ تعالےٰ سے دعا کرتا ہوں کہ آپ کے مشن اور کام پر اللہ تعالیٰ برکات نازل فرمائے۔

(انہیں مزید لٹریچر اور خط لکھا گیا)

درخواست دعا

مولانا محمد یوسف گرنھتی صاحب ڈاڈ یسینی ٹوریم میں صاحب فراش ہیں، بزرگان قوم اور احباب جماعت ان کی صحت کاملہ و عاجلہ کے لئے درد دل سے دعا فرمائیں ؛

جن احباب کا چندہ ختم ہو چکا ہے

خریداران پیغام صلح میں سے جن احباب کا چندہ ختم ہو چکا ہے اُن کے نمبر خریداری اور چندہ جو اُن سے واجب الوصول ہے ذیل میں درج ہے بعض احباب کے ذمہ کچھ بقایا ہے اس لئے اس بقایا کو شامل کر کے اُن کے ذمہ کچھ رقم لگائی گئی ہے ایسے احباب اگر یکمشت رقم نہ دے سکیں تو سالانہ چندہ کے علاوہ سابقہ بقایا اقساط سے جو وہ سہولت سے دے سکیں ادا کر دیں تاکہ آپ کے قومی جریدہ کو نقصان نہ اُٹھانا پڑے بہرصورت تمام معاونین کرام ذیل کی فہرست کو دیکھ لیں کہ آیا اُن میں آپ کا خریداری نمبر تو شامل نہیں ہے اگر ہے تو مہربانی فرما کر ۵ راگست ۱۹۶۱ء تک اپنی لکھی ہوئی رقم یا اس کا کچھ حصہ بصورت قسط منی آرڈر بھجوا دیں یا دفتر کو مطلع فرمائیں کہ کب تک آپ اس رقم کو ادا کر سکیں گے۔ اگر ۵ راگست ۱۹۶۱ء تک آپ کی طرف سے کوئی جواب نہ آیا اور نہ کوئی رقم موصول ہوئی تو ۸ راگست ۱۹۶۱ء کو آپ کے نام کا وی پی پی روانہ کر دیا جاوے گا جس کا چھڑانا آپ کا اخلاقی فرض ہوگا۔ ورنہ آپ کے قومی جریدہ کو خواہ مخواہ وی پی پی کے محصول ڈاک کا بھی نقصان اُٹھانا پڑے گا جو آپ کے چندہ کے حساب میں اضافہ کا موجب ہوگا۔ آسانی کے لئے ہر خریدار کی جن کا نمبر نیچے دیا گیا ہے چٹ پر سرخی سے گول دائرہ بنا دیا گیا ہے۔

(منیجر پیغام صلح)

نمبر	رقم	نمبر	رقم
۳۰	6.00	۶۲۵	6.00
۵۱	12.00	۶۹۴	6.00
۱۱۳	6.00	۶۹۹	6.00
۱۳۳	6.00	۷۴۷	6.00
۳۴۱	6.00	۹۳۲	6.00
۳۶۴	6.00	۹۰۷	18.00
۳۶۹	6.00	۱۰۱۱	6.00
۴۰۱	6.00	۲۰۱۸	6.00
۴۵۶	6.00	۲۱۴۲	6.00
۶۰۰	6.00	۲۱۴۷	6.00
۶۲۴	6.00	۲۱۴۸	6.00
		۲۱۶۷	6.00

[illegible]

نمبر	رقم	نمبر	رقم
۳۰	8.00	۲۰۵	6.00
۳۹	3.00	۲۱۹	12.00
۵۵	8.00	۲۳۸	6.00
۵۷	24.00	۲۴۲	4.00
۵۹	6.00	۲۴۳	6.00
۶۳	6.00	۲۵۴	6.00
۷۸	24.00	۳۰۰	4.00
۸۲	8.00	۳۵۲	6.00
۱۱۳	6.00	۳۵۴	12.00
۱۶۸	6.00	۳۶۱	8.00
۱۷۲	6.00	۴۰۷	3.00
۲۰۳	12.00		

فہرست تقسیم قرآن شریف انگریزی و بیان القرآن ماہ جون ۱۹۶۱ء

	مقام	تعداد	
ترجمۃ القرآن انگریزی قسم دوم	نائیجیریا	۱۱	از جناب شیخ میاں فضل الرحمن صاحب ملتان
″ ″ ″	فلپائن	۱	″ ″ ″
″ ″ ″	مغربی پاکستان	۲	″ ″ ″
″ ″ ″	ویسٹ انڈیز	۱	″ ″ ″
″ ″ ″	امریکہ (کنیڈا)	۱	″ ″ ″
	میزان	۱۶	
بیان القرآن جلد اول	بجشور ود	۱	″ ″ ″
″ ″ ″	مانسہرہ لائبریری احمدیہ انجمن	۱	″ ″ ″
″ ″ ″	یکے از متعلمین تبلیغی کلاس	۱	″ ″ ″
″ جلد سوم	سیالکوٹ بلاواسطہ مہالا شہر	۱	″ ″ ″
	میزان	۴	

غلام قادر۔ آفیسر انچارج فارن مشن

خطبہ جمعہ

(بسلسلہ صفحہ ۶)

مری میں لیکچر

پچھلے ہفتے مجھے کو مری جانا پڑا۔ میرا ایک لیکچر وہاں ہوا۔ دوسرا نہ ہو سکا۔ وہاں کی ایک اس کے سامنے رکاوٹیں تھیں۔ پوسٹ آفس کے پاس کافی کھلا میدان ہے۔ وہاں ہمیشہ لیکچر ہوتے تھے۔ لیکن اب معلوم ہوا کہ کسی لیکچر پر جھگڑا ہو گیا تھا تو حکومت نے وہاں لیکچر دینا منع کر رکھا ہے اختیار فیما وقع۔

میاں آفتاب احمد اور جنرل برکی شیخ کے عطیات

دوسری بات جو میں بیان کرنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ میاں عطاء اللہ صاحب مرحوم و مغفور کے صاحبزادے میاں آفتاب احمد صاحب نے احمدیہ ہال اور مارکیٹ کی تعمیر کے لئے ایک لاکھ روپیہ دیا ہے۔ جنرل شیخ سے اچانک ملاقات ہو گئی۔ وہ بڑی گرمجوشی سے ملے وہ ہمارے سکول میں طالب علم تھے۔ انہوں نے سکول کے بارے میں پوچھا کہ سکول کا کیا حال ہے۔ میں نے بتایا کہ وہ کالج بن گیا ہے۔ وہ بڑے خوش ہوئے انہوں نے ایک ہزار روپیہ کا چیک مجھے دیا ہے کہ مستحق طلباء کو وظیفہ دیا جائے۔ میں نے ان سے یہ بھی ذکر کیا کہ کالج کے بالائی حصہ [illegible] ان کے اخلاق کا بندوبست کرنا ضروری [illegible] انہوں نے کہا کہ یہ کام کر دیا جائے گا۔

پنجاب پریس وطن بلڈنگ سرکلر روڈ لاہور میں باہتمام مولوی دوست محمد صاحب پرنٹر پبلشر چھپ کر دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور سے شائع ہوا۔

شمارہ نمبر ۳۰

ہفت روزہ پیغام صلح لاہور

سالانہ چندہ۔ پاکستان سے چھ روپے۔ ہندوستان سے چھ روپے (ہندوستانی سکہ) بیرونی ممالک سے ایک پونڈ

ہندوستان میں ہمارے نمائندہ کا پتہ:- شیخ محمد انعام الحق صاحب مکان نمبر ... محلہ اعظم پورہ ملک پیٹھ حیدرآباد دکن (انڈیا)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ہم تو رکھتے ہیں مسلمانوں کا دیں
دل سے ہیں خدامِ ختم المرسلیں

تم ہمیں دیتے ہو کافر کا خطاب
کیوں نہیں لوگو تمہیں خوفِ عقاب

احمدیہ انجمن اشاعتِ اسلام لاہور کا خصوصی ترجمان

ہفت روزہ پیغامِ صلح لاہور

ہر بدھ کو شائع ہوتا ہے
تار کا پتہ:- "تبلیغ" لاہور
فون نمبر:- ۳۷۴۷
مدیر:- دوست محمد
مدیر معاون:- بشیر احمد سوز

زرِ مبادلہ
پاکستان سے چھ روپے
ہندوستان سے چھ روپے
بیرونی ممالک سے ایک پونڈ

فی پرچہ ۱۳ پیسے

جلد ۴۹ | یوم چہارشنبہ مورخہ ۱۹ صفر المظفر ۱۳۸۱ھ مطابق ۲ اگست ۱۹۶۱ء | نمبر ۳۱

ہر وقت اور ہر لحظہ تمہیں خدا کا خوف رہنا چاہیئے

کلماتِ طیبات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

۵ اپریل ۱۹۰۲ء:- شام کے وقت چند احباب بیعت کیلئے جمع ہوئے۔ حضرت مسیح موعود نے ان کی بیعت لیکر بظاہران کو خطاب کر کے کل جماعت کو ذیل کی ہدایت فرمائی:- "استغفار کرتے رہو اور موت کو ہر وقت یاد رکھو۔ موت سے بڑھکر اور کوئی چیز بیدار کرنیوالی نہیں ہے۔ جب انسان سچے دل سے خدا کی طرف رجوع کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس پر اپنا فضل نازل کرتا ہے۔ جس وقت انسان اللہ تعالیٰ کے حضور سچے دل سے توبہ کرتا ہے تو اللہ اسکے پہلے گناہ معاف فرما دیتا ہے۔ اور پھر اس وقت سے بندے کا نیا حساب چلتا ہے اگر ایک انسان کی دوسرے انسان کا ذرہ سا بھی گناہ کرے تو وہ شخص ساری عمر اس سے کینہ اور دشمنی رکھتا ہی اور گو زبانی اسے معاف کر دینے کا بھی اقرار کرے تاہم پھر بھی جب اسے موقعہ ملتا ہی تو وہ اپنے کینے اور عداوت کا اظہار کر ہی دیتا ہے لیکن اللہ تعالیٰ کمال رحیم کریم ہے کہ جب ایک بندہ سچے دل سے اسکی طرف آتا ہے تو وہ رجوع برحمت ہو کر اسکے سارے گناہوں کو معاف فرما دیتا ہے اور اس پر اپنا فضل نازل فرماتا ہے اور سابقہ گناہوں کی سزا سے درگذر کرتا ہے اس لئے تم بھی اب یہاں سے ایسے ہو کر جاؤ کہ تم وہ ہو جاؤ جو پہلے نہ تھے۔ نمازوں کو سنوار کر پڑھو۔ جو اللہ تعالیٰ یہاں ہے وہ وہاں بھی ہے۔ پس یہ نہ ہو کہ جب تم یہاں رہو تمہارے دلوں میں رقت اور خدا کا خوف ہو، اور جونہی اپنے گھروں میں جاؤ تو بے خوف و نڈر ہو جاؤ۔ نہیں بلکہ ہر وقت اور ہر لحظہ تمہیں خدا کا خوف رہنا چاہیئے ہر ایک کام کرنے سے پہلے خوب سوچ لو۔ اور دیکھ لو۔ کہ اس سے اللہ تعالیٰ راضی ہوگا یا ناراض"

(ملفوظات احمدیہ جلد سوم ص۱۲)

بحرِ حکمت کے موتی

عن عمرو بن عوفؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فواللہ لا الفقر اخشی علیکم ولکن اخشی علیکم ان تبسط علیکم الدنیا کما بسطت علی من کان قبلکم فتنافسوھا کما تنافسوھا وتھلککم کما اھلکتھم (مشکوٰۃ)

ترجمہ:- حضرت عمرو بن عوف رضؓ فرماتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خدا تعالیٰ کی قسم میں تمہارے فقر و افلاس سے نہیں ڈرتا بلکہ اس سے ڈرتا ہوں کہ دنیا تم پر کشادہ کی جائے گی جس طرح ان لوگوں پر کشادہ کی گئی جو تم سے پہلے گذر چکے ہیں پھر تم دنیا کی رغبت کرو گے جس طرح تم سے پہلے لوگوں نے کی اور یہ (دنیا کی محبت) تم کو ہلاک کر دے گی جس طرح ان کو ہلاک کیا گیا۔

نوٹ:- خدا تعالیٰ میں گم ہو کر زندگی بسر کرنے والا خواہ کتنا ہی غنی اور مالدار ہو اس کا معاملہ الگ ہے وہ دوسروں کے لئے جیتا ہے ؎

این جہان است مثل مردارے
چوں سگے ہر طرف طلبگارے
خنک آں مرد کو از یں مردار
روئے آورد سوئے آں دادار
(ح م)

ترجمہ:- یہ دنیا تو مردار کی طرح ہے۔ اور اس کے طلبگار کتوں کی طرح چمٹے ہوئے ہیں، وہ شخص خوش قسمت ہے جو اس مردار سے بچکر (دین کو دنیا پر مقدم کر کے) اپنا منہ خدا تعالیٰ کی طرف پھیرتا ہے۔

(غلام قادر عفی عنہ)

تبلیغی خط و کتابت

دیکھو خدا نے سارے جہاں کو جھکا دیا
گمنام پا کے شہرۂ عالم بنا دیا
مسیح موعودؑ

(مرتبہ شیخ غلام قادر صاحب ڈار)

فلپائن

ترجمہ خط از مسٹر مدجیبی بنگوان اگریکلچرل ہائی سکول فلپائن۔

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

قرآن شریف اور خلیفہ قرآن (انگریزی) کی دو کتابیں مل گئی ہیں بہت بہت شکریہ جواب میں کچھ زیادہ دیر ہو گئی ہے امید ہے آپ معاف فرمائیں گے۔

ہم سب لوگ ان کو بڑی دلچسپی سے پڑھ رہے ہیں۔ مجھے یقین کامل ہے کہ تحریک احمدیت یقیناً پھیلے ..... پھولے گی۔

ہمارے ایڈمنسٹریٹر مسٹر اقبال نندو۔ احمدی ہیں تعمیر کردار اور اخلاق کی تعلیم مذہبی نکتہ نظر سے بڑی خوبی سے دیتے رہتے ہیں۔ خاص طور پر ہمیں نماز پڑھنے کا طریق بتاتے رہتے ہیں۔ تاہم ہمیں نماز کے متعلق مزید ہدایات کی ضرورت ہے لہذا نماز پر ایک کتاب ارسال فرمائیں۔

احمدیہ جماعت میں میرا نام رجسٹرڈ فرما کر مجھے ممنون فرمائیں۔ دوسرے ممبر بھی قرآن کے لئے درخواست کر رہے ہیں۔

امید ہے جواب سے جلدی سرفراز فرمائیں گے۔

(خط اور لٹریچر بھیجا گیا)

نائیجیریا

ترجمہ خط از مسٹر عبدالرحیم اے مصطفےٰ گرلز اسکول نائیجیریا

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

مجھے لٹریچر مل گیا ہے بہت بہت شکریہ اللہ تعالیٰ آپ کے اس مقدس کام میں برکت ڈالے۔

قرآن شریف خریدنے کے لئے میرے پاس روپیہ نہیں۔ میرے ماں باپ انتقال کر چکے ہیں۔ میری والدہ کا انتقال جب ہوا تو میں سات سال کا تھا اور میرے والد کے انتقال کے وقت میں صرف پانچ سال کا تھا۔

میرے والد مرحوم کے دوست نے میری خبرگیری فرمائی اور مجھے اسلامیہ اسکول میں پڑھنے کے لئے داخل کر دیا۔

جب میں نے چھٹا سٹنڈرڈ پاس کر لیا تو انہوں نے مجھے سیکنڈری اسکول میں بھیج دیا جہاں میں اب پڑھ رہا ہوں۔

میں نے قرآن شریف اسکول میں ختم کر لیا تھا۔ مگر جب میں اسلامیہ سکول پاس کر کے نکلا تو اسکول والوں نے مجھ سے قرآن شریف واپس لے لیا۔ اب میرے پاس قرآن شریف نہیں۔

لہذا میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے نام پر درخواست کرتا ہوں کہ مجھے عربی انگریزی قرآن شریف عنایت فرمائیں۔

امید ہے آپ میری تعلیم اسلام کے حصول کے معاملہ میں مدد فرماتے رہیں گے۔

(انہیں خط اور قرآن شریف اور دیگر لٹریچر بھیجا گیا)

انڈونیشیا

ترجمہ خط از مسٹر انو دیوسف مڈل جاوا۔ انڈونیشیا۔

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

آپ کے ساتھ رشتہ اخوت قائم کرتے ہوئے مجھے از حد فخر محسوس ہو رہا ہے۔ میں مدرسہ واجب بلاجاد (غالباً واجب الاجہاد) کا پرنسپل ہوں۔

مجھے اس بات کا فخر ہے کہ میں ایسے اسلامی لٹریچر کو پڑھنے اور سمجھنے کا شوق رکھتا ہوں جو سائنٹیفک طریقہ سے لکھا گیا۔ جوں جوں میں ایسا لٹریچر پڑھتا ہوں میرے شوق پیاس میں تیزی ہوتی چلی جاتی ہے۔

افسوس ہے یہاں ایسا لٹریچر مہیا نہیں ہوتا لہذا میں درخواست کرتا ہوں کہ مجھے ایک کاپی قرآن شریف کی ضرورت ہے اور ایک مینول آف حدیث درکار ہے۔ میں یہاں ایک لائبریری قائم کرنا چاہتا ہوں۔ جواب جلدی ارسال فرمائیں والسلام

(قرآن شریف اور لٹریچر بھیجا گیا)

لیگوس

ترجمہ خط از مسٹر حماد و اوندتجی لیگوس۔ نائیجیریا۔

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔

میں اپنی خوشی کو جو مجھے انگریزی ترجمۃ القرآن اور لٹریچر وصول کر کے ہوئی الفاظ میں بیان نہیں کر سکتا۔

یہ کتب نہایت قیمتی معلومات پر مشتمل ہیں۔ قرآن شریف میرے زیر مطالعہ ہے۔ نہایت قیمتی معلومات اور وسیع علم پر مشتمل ہے۔ نہایت معقول اور بلند نظری سے اس کی تفسیر کی گئی ہے۔

میں اس خدائی تحریک کے ساتھ مخلصانہ طور پر عقیدت کے جذبات رکھنے لگ گیا ہوں، جسے میں بیان نہیں کر سکتا۔

سوائے دعا کے میرے پاس اس خدائی سوسائٹی کے اشاعت کلمۃ اللہ جیسے مبارک کام کے بدلے اور کچھ نہیں جو میں پیش کر سکوں۔

امید ہے آپ مجھے مسلم پریئر بک، ٹیچنگز آف اسلام وغیرہ ارسال فرما کر ممنون فرمائیں گے۔

(انہیں مطبوعہ کتب اور خط بھیجا گیا)

آسٹریلیا

ترجمہ خط از مسٹر احمد حاجی امین کیم [illegible] ٹکا۔ ایس۔ کالج۔ آسٹریلیا۔

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

میں مسلمان طالب علم ہوں اور اس کالج میں تعلیم حاصل کر رہا ہوں۔

مجھے اسلام کے متعلق لٹریچر حاصل کرنے میں بڑی مشکلات ہیں۔ میں آپ کا بہت ممنون ہوں گا اگر آپ مجھے انگریزی ترجمۃ القرآن عنایت فرماویں نیز دیگر اسلامی کتب مہیا فرمائیں۔

ان کتب کے مطالعہ سے مجھے اسلام کی صحیح صحیح تعلیم حاصل ہو جائے گی۔

میرا قبل از وقت شکریہ قبول فرمائیں۔

(انہیں قرآن شریف اور لٹریچر اور خط بھیجا گیا)

مدراس

ترجمہ خط از مسٹر کے۔ ٹی۔ این لاکنتن صاحب

جناب عالی

میں آپ کا بہت ممنون ہوں کہ آپ نے مجھے بڑی قیمتی کتب ارسال فرمائیں۔ جن میں مولانا محمد علی کا ترجمۃ القرآن اور ٹیچنگز آف اسلام بھی شامل ہے۔

میں ہمیشہ آپ کی اس فیاضی کا شکر گذار رہوں گا۔ میں ان ہر دو کتب سے حتی المقدور استفادہ کروں گا۔ ان تعلیمات سے میں ایک اچھا خاصا انسان بن جاؤں گا۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات بڑے بلند معیار کی تعمیری تعلیمات ہیں جس سے ایک انسان دنیا میں یہ بات بخوبی سیکھ لیتا ہے کہ دنیا میں کس طرح پُرامن طریق سے رہا جا سکتا ہے۔ اور دوسروں کو بھی امن سے بسنے کا حق دیا جا سکتا ہے۔

میں قرآن شریف کے مطالعہ سے متقیانہ زندگی بسر کرنے کی کوشش کرتا رہوں گا۔ اللہ توفیق دے۔

(انہیں مزید لٹریچر اور خط بھیجا گیا)

خط و کتابت کرتے وقت
چٹ نمبر کا حوالہ دیں۔　(مینیجر)

ایمان و اسلام کی بُنیاد

ہفت روزہ معاصر "ایشیا" نے قادیانی معتقدات پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھا ہے :-

" مختصر صورت حال یہ ہے کہ ایمان و اسلام کی بنیاد جو اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب قرآن مجید میں نازل فرمائی وہ یہ کہ جو شخص لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا قائل ہے وہ مؤمن ہے اور مسلم ہے دائرہ اسلام میں داخل ہونے کے لئے اس کلمے کا اقرار باللسان اور تصدیق بالقلب کافی ہے اس کے بعد معاملہ صرف اعمال کا رہ جاتا ہے اس پر پوری اُمت کا اتفاق ہے لیکن قادیانی بیچ میں نمودار ہو کر کہتے ہیں کہ اب یہ کلمہ دائرہ اسلام میں داخل کرنے کے لئے کافی نہیں رہا بلکہ اب مرزا غلام احمد قادیانی کے دعاوی پر ایمان لانا بھی ضروری ہے اور یہیں سے مسلمانوں کی تکفیر کا ایک بنیادی مسئلہ اُٹھ کھڑا ہوتا ہے اور قادیانی حضرات مسلمانوں سے ایک الگ امت قرار پانے کے مستحق ہو جاتے ہیں "

ہمیں معزز معاصر کے اس بیان سے سو فیصدی اتفاق ہے، فی الواقعہ ایمان و اسلام کی بُنیاد کلمہ طیبّہ کے علاوہ اور کوئی نہیں ہو سکتی، اور جو شخص کلمہ طیبّہ کے علاوہ کسی اور چیز کو ایمان و اسلام کی بنیاد قرار دیتا ہے وہ کلمہ طیبّہ کو دائرہ اسلام میں داخل ہونے کے لئے کافی نہیں سمجھتا، یہی وہ حقیقت ہے جس پر جماعت احمدیہ لاہور گذشتہ نصف صدی سے زور دیتی چلی آئی ہے لیکن افسوس ہے کہ قادیانی حضرات نے حضرت مرزا صاحب کی طرف دعوےٰ نبوّت منسوب کر کے ان کے نہ ماننے والوں کو دائرہ اسلام سے خارج قرار دے دیا، حالانکہ حضرت مرزا صاحب علیہ السلام نے نہ صرف بار بار دعوےٰ نبوّت سے کھلے طور پر انکار کیا بلکہ اپنے نہ ماننے والوں کو کافر قرار دینے سے بھی انکار کیا اور صاف طور پر لکھا کہ :-

" میرے دعوے کے انکار کی وجہ سے کوئی شخص کافر یا دجّال نہیں ہو سکتا "

(تریاق القلوب صـ ۱۳۰)

اور اس کی وضاحت کرتے ہوئے یہ نکتہ بھی تحریر فرمایا :-

" اپنے دعوے کے انکار کرنے والے کو کافر کہنا یہ صرف ان نبیوں کی شان ہے جو خدا تعالےٰ کی طرف سے شریعت یا احکام جدیدہ لاتے ہیں لیکن صاحب الشریعت کے ماسوا جس قدر مُلہم اور محدّث ہیں گو وہ کیسی ہی جناب الٰہی میں اعلیٰ شان رکھتے ہوں اور خلعت مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ سے سرفراز ہوں، ان کے انکار سے کوئی کافر نہیں بن جاتا "

(تریاق القلوب صفحہ نمبر ۱۳۰ حاشیہ)

اس قدر واضح بیان کے ہوتے ہوئے قادیانی حضرات حضرت مرزا صاحب کی طرف دعوےٰ نبوّت منسوب کرنا اور اُن کے نہ ماننے والوں کو کافر قرار دینا ایک بہت بڑی زیادتی اور کلمہ طیبّہ کو عملاً منسوخ قرار دینا ہے جس کے خلاف جماعت احمدیہ لاہور، کتابوں، اشتہاروں تقریروں اور تحریروں کے ذریعہ سے احتجاج کرتی رہی اور آخر کار اس جماعت کے قائد حضرت مولانا محمد علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے پیشگوئی کی کہ انجام کار یہ لوگ یا تو اپنے اس عقیدہ سے باز آجائیں گے یا بہائیوں کی طرح کھلے طور پر اسلام سے الگ ہو جائیں گے، خدا کا شکر ہے کہ پہلی بات سچی ثابت ہوئی اور فسادات پنجاب کی تحقیقاتی عدالت میں اُن کے قائد خلیفہ صاحب ربوہ نے جو ان عقائد کے بانی مبانی تھے، یہ بیان دے دیا کہ حضرت مسیح موعودؑ کا ماننا جزو ایمان نہیں۔ ہمیں افسوس ہے کہ خلیفہ صاحب کے اس بیان کے بعد بھی اُن کی جماعت کے اکثر افراد ابھی تک نبوّت مسیح موعودؑ اور تکفیر مسلمین کے قائل ہیں، خدا وہ وقت جلد لائے کہ وہ اپنی غلطی کو سمجھ کر اس اصل مذہب کی طرف آجائیں جس کی تلقین حضرت مرزا صاحب علیہ السلام نے کی اور یہ بات ان کی سمجھ میں آجائے کہ ایمان و اسلام کی بنیاد حضرت مرزا صاحب کو نبی ماننے پر نہیں بلکہ صرف کلمہ طیبّہ کے اقرار پر ہے۔

لیکن صرف قادیانی حضرات پر ہی منحصر نہیں وہ لوگ بھی جو حضرت مرزا صاحب کو کافر قرار دیتے ہیں (اور ہمیں افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ معاصر "ایشیا" بھی اسی گروہ میں شامل ہے) وہ بھی کلمہ طیبّہ کو ایمان و اسلام کی بنیاد قرار دینے کے باوجود عملاً اس سے انکاری ہیں، آخر کیا وجہ ہے کہ حضرت مرزا صاحب کے اس اعلان کے باوجود کہ :-

" اللہ تعالےٰ کی عزّت و جلال کی قسم ہے کہ میں مؤمن اور مسلمان ہوں اور میں اللہ پر اور اس کی کتابوں اور رسولوں اور ملائکہ پر ایمان رکھتا ہوں، اور یہ بھی مانتا ہوں کہ ہمارے رسول محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم افضل الرسل خاتم النبیّین ہیں اور ان لوگوں نے مجھ پر افترا کیا ہے جو یہ کہتے ہیں کہ یہ شخص نبی ہونے کا دعوےٰ کرتا ہے "

(حمامۃ البشرےٰ صـ ۸)

پھر بھی آپ کو کافر قرار دیا جاتا ہے، صرف یہی ایک اعلان نہیں، کئی موقعوں پر آپ نے قسمیں کھا کھا کر یہ اعلان کیا کہ میں کلمہ طیبّہ پر ایمان رکھتا ہوں اور ان تمام امور کا قائل ہوں جن کے ماننے سے ایک شخص مسلمان ہوتا ہے، باوجود ان سب اعلانات کے آپ کو کافر قرار دینا کیا ایمان و اسلام کی اس بنیاد سے تجاوز کرنا نہیں، جس کا ذکر معاصر "ایشیا" نے اپنے مندرجہ بالا اعلان میں کیا ہے؟ آخر وہ کونسے نئے عقائد ہیں جو حضرت مرزا صاحب کے مذہب میں ایمان و اسلام کی اس بنیاد کو توڑنے والے ہیں، ہم ممنون ہوں گے اگر معاصر "ایشیا" اس پر روشنی ڈالنے کی زحمت گوارا کرے۔

اخبارِ احمدیہ

—— محمد صادق صاحب سیکرٹری جماعت پشاور اطلاع دیتے ہیں :-

" ڈاکٹر عبد العزیز صاحب صدر انجمن احمدیہ پشاور کی دونو صاحبزادیوں آصفہ اور نصرت عزیز نے امسال ایم۔ اے انگلش اور بی۔ اے۔ ڈی۔ کا امتحان اعلیٰ نمبروں پر پاس کیا ہے۔ اس کامیابی پر انہوں نے مبلغ دس روپے عطیہ برائے اشاعت اسلام عنایت فرمائے ہیں۔ جناب ڈاکٹر صاحب کی خدمت میں جماعت پشاور کی طرف سے مبارکباد عرض ہے۔ (ادارہ پیغام صلح کی طرف سے بھی)

—— خان عبد العزیز خان صاحب مالک عزیز ہوٹل ملتان کے فرزند محمد صدیق خان صاحب لکھتے ہیں کہ میرے والد محترم خان عبد العزیز خان صاحب کافی عرصہ سے ہرنیا کی تکلیف میں مبتلا تھے ۲۰ جون کو بیماری کا شدید حملہ ہوا تین دن سخت تکلیف میں گذارنے کے بعد بروز سوموار ۲۴ جون کو نشتر ہسپتال میں انکو داخل کرایا گیا۔ اور اسی دن ڈبل اپریشن کیا گیا بے حد تکلیف میں ہیں۔ حالانکہ پہلے سے حالت کچھ بہتر معلوم ہوتی ہے۔ مگر پریشانی بہت ہے۔ احباب جماعت سے میری درخواست ہے کہ بنجوقتہ نماز اور تہجد میں خداوند تعالےٰ کے حضور میں ان کی صحت کے لئے درد دل سے دُعا کریں۔ پیغام صلح۔ دعا ہے اللہ

(باقی بر صـ کالم ۳)

اخبار و افکار

قہرِ الٰہی کا ایک منظر

۱۲ رجولائی ۱۹۶۱ء کو بھارت کے قدیم شہر پُونا پر قیامت خیز تباہی وارد ہوئی۔ کہا جاتا ہے کہ دن ... دوپہر کو جب لوگ اپنے اپنے کاروبار ... میں مشغول تھے یا کھانا کھا کر آرام کر رہے تھے، کھڑک واسلہ کا بند ٹوٹ گیا جس سے موٹھا ندی میں طوفان آ گیا، اور دیکھتے ہی دیکھتے پانی کی سطح تیس فٹ تک بلند ہو گئی، لوگ سراسیمہ ہو کر ادھر اُدھر بھاگے، مکانوں کی چھتوں پر چڑھ گئے، لیکن پانی وہاں بھی پہنچ گیا، اور امراء اور غرباء سب کے گھروں میں جھاڑو پھیر دیا، یہاں تک کہ محلوں کے محلے ملیامیٹ ہو گئے، یہ سیلاب ۱۲ گھنٹے تک رہا، بجلی فیل ہو گئی اور شہر ظلمت کدہ بن گیا۔ آٹھ گھنٹے بعد جب پانی اُترا تو کیچڑ اور گندگی کے انبار لگ گئے اور کتنے ہی لوگوں کو اپنے گھر تو کجا محلوں کا بھی نشان نہ ملا، کھڑک واسلہ سے باشندگان شہر کو پانی مہیا ہوتا تھا اس کے ٹوٹ جانے سے پینے کا پانی بھی نہ رہا، دوسرے دن ملٹری کے ٹرکوں میں بمبئی اور دوسرے شہروں سے پانی مہیا کیا گیا۔

کتنا ہولناک منظر اور کیسی خوفناک تباہی ہے جو ایک اچھے بھلے بارونق شہر پر وارد ہوئی۔ اس سے بڑھکر قہر الٰہی اور کیا وارد ہوگا۔ اس قسم کے عذاب مخلوق الٰہی کو غفلت کی نیند سے جگانے اور فسق و فجور کے بد نتائج سے متنبہ کرنے کے لئے آتے ہیں، لیکن افسوس ہے کہ بہت کم لوگ اس سے عبرت پکڑتے اور بد اعمالیوں کو چھوڑ کر خدا کی طرف جھکتے ہیں +

اعلیٰ اسلامی مدارس کی ضرورت

چند دن ہوئے صوبائی مشاورتی کونسل کے ایک اجلاس میں یہ تحریک کی گئی کہ غیر ملکی عیسائی سکولوں کے طرز پر ایسے سکول قائم کئے جائیں جہاں طلباء اور طالبات کو اسلامی تعلیم دی جائے۔ ایسے مدارس حکومت کی نگرانی میں قائم کئے جائیں اور موجودہ عیسائی سکولوں کے مقابلہ میں ان کا درجہ بلند ہو تاکہ امرا کے بچے بچیاں عیسائی مشنری سکولوں کے بجائے وہاں تعلیم پا سکیں۔

محرک نے اس بات پر زور دیتے ہوئے کہا کہ پاکستان اسلامی مملکت ہے، حکومت کا فرض ہے کہ یہاں دوسرے اسلامی ممالک کی طرح نمونے کے سکول قائم کرے جہاں ہمارے بچوں کو اسلامی تربیت دی جائے کیونکہ کوئی شخص بھی آئندہ زندگی کے کسی مرحلہ میں اس وقت تک ترقی نہیں کر سکتا جب تک اس کے اخلاق بچپن ہی سے بلند نہ کئے جائیں۔

یہ نہایت مفید تحریک ہے، اور یہ سنتا موجب مسرت ہے کہ اس تحریک کو کونسل نے متفقہ طور پر پاس کر کے حکومت کے پاس بھیجدیا۔ ہمیں امید ہے کہ حکومت پاکستان جس قدر جلد ممکن ہو اس تحریک کو عملی جامہ پہنا کر ان مسلمان بچوں کو جو عیسائی سکولوں میں جا کر اسلام سے دور ہو جاتے ہیں، مسیحی مشنری اثرات سے بچانے کی کوشش کرے گی، ہمارے سامنے ایسی مثالیں موجود ہیں، کہ عیسائی سکولوں میں تعلیم پانیوالے بچے اسلام اور مسلمانوں سے نفرت کرنے لگ جاتے ہیں، اور آہستہ آہستہ یا تو وہ مسیحیت کی گود میں چلے جاتے ہیں، یا دہریت کا رنگ اختیار کر لیتے ہیں، اگر ملک کے ہر گوشہ میں انگلستان کے پبلک سکولوں کی طرز پر اعلےٰ درجہ کے اسلامی سکول قائم کئے جائیں اور بچوں کو شروع سے ہی اسلامی تربیت دی جائے تو یقین ہے کہ ہماری آئندہ نسلوں میں ایسے پختہ ایمان لوگ ہوں گے جو اسلامی اخلاق و اعمال کا صحیح نمونہ پیش کریں۔

ایک لاکھ روپیہ میں گُڈّی گُڈّے کا بیاہ

گوجرانوالہ کی ایک خبر:-

"گوجرانوالہ ۲۵ رجولائی۔ گذشتہ اتوار کے روز نئی آبادی کھوکھر کے میں اسلام آئس اینڈ کولڈ سٹوریج کے مالک حاجی محمد اسلم کے ہاں گُڈّے گُڈّی کے بیاہ پر ایک لاکھ روپیہ صرف کیا گیا۔ گڈّے کی برات لاہور کے لکھ پتی حاجی محمد شریف کے گھرانے سے کاروں میں روانہ ہوئی، گوجرانوالہ میں برات کا شاہانہ استقبال کیا گیا۔ گڈّے گڈّی کی رسم نکاح ادا کی گئی۔ معزز مہمانوں کی تواضع بھنے ہوئے مرغ، پلاؤ، بریانی، قورمہ اور آئس کریم وغیرہ سے کی گئی۔ گڈّے کے سرپرست کی طرف سے ہزاروں روپے کے طلائی زیورات کے علاوہ چودہ ریشمی جوڑے پیش کئے گئے، گڈّی کے سرپرست نے ۲۵ قیمتی جوڑے دیئے اور کراکری، صوفہ سیٹ، بستر، چاندی کا ٹی سیٹ اور دوسری ضروریات زندگی جہیز میں دیں، گڈّے کے ماموں نے پچاس ہزار روپے، اور سرپرست حاجی اسلم نے پانچ ہزار روپے کا چیک پیش کیا، شہر کے بھانڈ اور ہیجڑے سینکڑوں روپے بطور انعام لے گئے۔

دونوں سمدھیوں نے بتایا کہ دونوں صاحب اولاد ہیں اور یہ شادی بچوں کی خواہش کے مطابق کی گئی ہے۔

جب نمایندہ "نوائے وقت" نے سمدھیوں کی توجہ اس امر کی طرف دلائی کہ "آپ دونوں حضرات حاجی ہیں۔ اور اسلام میں ایسے بے جا اسراف کی ممانعت کی گئی ہے" تو وہ کوئی معقول جواب نہ دے سکے۔"

اس واقعہ پر جس قدر رنج و افسوس کا اظہار کیا جائے کم ہے ایک وہ لوگ ہیں جو روپیہ نہ ہونے کی وجہ سے اپنے بیٹے بیٹیوں کی شادی کرنے سے معذور ہیں، جہیز کی مسرفانہ رسم سے تنگ آ چکے ہیں، اور دوسری طرف یہ لکھ پتی ہیں جو گڈّی گڈّے کی شادی پر لاکھ روپیہ خرچ کر دیتے ہیں، انا للّٰہ وانا الیہ راجعون۔ کاش وہ یہی روپیہ دو چار غریب مسلمان خاندانوں کی پرورش یا اُن کے بیٹے بیٹیوں کی شادی پر خرچ کر دیتے تو انہیں اس سے زیادہ مسرت حاصل ہوتی جو گڈّے گڈّی کے بیاہ پر خرچ کرنے سے ہوئی ہے اور اس کے ساتھ اللہ تعالےٰ کے ہاں سے ثواب بھی حاصل ہوتا۔

جرائم کی رفتار

امریکہ میں تحقیقات کے وفاقی ادارے کے ڈائرکٹر ایڈگرہوور نے جرائم کی رفتار کے متعلق ایک رپورٹ مرتب کی ہے جس کا ماحصل یہ ہے :-

امسال امریکہ میں

- ہر اٹھاون منٹ کے بعد قتل کی واردات ہوئی
- ہر ۳۴ منٹ کے بعد جبری بد اخلاقی ہوئی۔
- ہر دو منٹ کے بعد ایک کار چرائی گئی۔
- ہر ۳۹ سیکنڈ (منٹ نہیں سیکنڈ) کے بعد ڈاکہ پڑا۔
- ۱۹۵۹ء کی بہ نسبت قتل کی وارداتوں میں چھ فیصد اضافہ ہوا۔
- جبری عصمت دری کے واقعات میں ۳ فیصد اضافہ ہوا۔
- ۱۸ سال سے کم عمر بچوں کی گرفتاری کی شرح دگنی ہو گئی۔
- گذشتہ دس برس کے اندر آبادی میں ۱۸ فیصد اضافہ ہوا۔
- اس عرصے میں سنگین جرائم میں ۹۸ فیصد اضافہ ہوا ہے

یہ وہ تہذیب ہے جس کی تقلید کو آج مہذب فخر سمجھا جاتا ہے اسی کا نتیجہ ہے کہ پاکستان میں بھی جرائم دن بدن بڑھ رہے ہیں، کاش اس رفتار ترقی کو روکنے کے لئے کوئی مؤثر اقدام کیا جائے +

شکریہ احباب

ہماری والدہ ماجدہ محترمہ زینب خاتون زوجہ ڈاکٹر عصمت اللہ صاحب مرحوم مبلغ اسلام و دختر حضرت حکیم شاہ نواز صاحب ملتانی مرحوم کی وفات حسرت آیات پر احباب جماعت کے ہمدردی

(باقی بر صفحہ ۱۲ اشتہار کے نیچے)

قرآن کریم میں علم النفس کا ایک انکشاف

انسانی اعمال کے متعلق اعضاء و جوارح کی شہادت

خطبہ جمعہ مورخہ ۲۸ جولائی ۱۹۶۷ء فرمودہ حضرت امیر مولانا صدر الدین صاحب ایدہ اللہ بمقام احمدیہ بلڈنگس لاہور

ونجینا الذین امنوا وکانوا یتقون ۔ وما کنتم تستترون ان یشہد علیکم سمعکم ولا ابصارکم ولا جلودکم ولکن ظننتم ان اللہ لا یعلم کثیرا مما تعملون وذلکم ظنکم الذی ظننتم بربکم اردٰکم فاصبحتم من الخسرین ——— (حٰمٓ السجدۃ)

ایک اہم امر کا انکشاف

ان آیات میں اللہ تبارک و تعالیٰ نے آج سے چودہ سو سال پہلے ایک اہم امر منکشف فرمایا۔ اس کو سائنس کا انکشاف کہیں یا سائیکالوجی کا۔ آج سے چودہ سو سال پیشتر کی یہ تلقین انسان کے لئے نہایت اہم اور مفید ہے اور انسان کو مطہر اور مزکّی بنانے میں ممد ہے۔

خدا ترس اور نیک عمل جماعت کی نجات

یہ تلقین دو جماعتوں کے حالات کے بیان کرتے ہوئے کی گئی ہے ایک تو وہ مسلمان ہے جس نے اللہ اور رسول کو مانا، خدا ترسی سے کام لیتا ہے اور خوف خدا رکھتا ہے۔ مخلوق خدا سے شفقت اور مہربانی کا برتاؤ کرتا ہے۔ فرمایا نجینا الذین امنوا ایسے لوگوں کو ابتلا آتے ہیں گے۔ مصائب پیش آئیں گے مشکلات کا سامنا ہوگا۔ مگر اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو بچائے گا جنہوں نے اللہ تعالیٰ اور رسولؐ کا ساتھ دیا۔ وکانوا یتقون اور ایمان لانے کا انکے فعل و عمل کے اندر اثر موجود ہے۔ وہ خدا ترس ہیں، نیکوکار ہیں۔ اور خدا کی چھوٹی بڑی مخلوق کے ساتھ ہمدردی کا برتاؤ کرتے ہیں۔ خدا سے ہمہ وقت ڈرتے رہتے ہیں۔ ایک تو یہ قوم ہے۔

بدعملوں کے خلاف انکے اپنے اعضاء کی شہادت

اور دوسری قوم وہ ہے جن کے متعلق فرمایا ویوم یحشر اعداء اللہ الی النار فھم یوزعون۔ جو لوگ مخالفت پر تلے ہوئے ہیں اور انہیں خوف خدا نہیں۔ اللہ اور رسولؐ کے دشمن ہیں۔ ان کے افعال و اعمال کا نتیجہ اچھا نہیں ہوگا۔ لہٰذا وہ ایک میدان میں اکٹھے کئے جائیں گے۔ فھم یوزعون پہلے آنے والوں کو روکا جائے گا تاکہ پیچھے آنے والے آجائیں۔ اس دن وہ خود اپنے خلاف گواہی دیں گے۔ ان کے کان ان کے خلاف کھڑے ہونگے اور ان کی آنکھیں ان کے خلاف گواہی دیں گی۔ وجلودھم ان کا سارے کا سارا جسم۔ سر سے پاؤں تک گوشت پوست سب کچھ ان کے خلاف گواہی دے گا۔ اور یہ سب شہادت دیں گے کہ اس شخص نے فلاں کام خدا کے حکم کے برخلاف کیا، فلاں بات خدا کی منشاء کے خلاف کی۔ یہ خدا سے ڈرتا نہیں تھا۔ خدا کی مخلوق پر ظلم کرتا تھا۔ غاصب و جابر اور ظالم ہے۔ وہ مخلوق خدا سے ہمدردی اور مہر و وفا سے پیش نہیں آتا تھا۔

بدی اور گناہ کو چھپانے کی کوشش

وما کنتم تستترون ان یشہد علیکم سمعکم ولا ابصارکم ولا جلودکم تم گناہ کرنے کے لئے پوشیدگی تو ضرور اختیار کرتے ہو۔ رات کی تاریکی سے فائدہ اٹھانا چاہتے ہو۔ دن میں کہیں ویرانی اور تنہائی کی تلاش کرتے ہو، کیونکہ انسان کی فطرت میں ہے کہ وہ بدی سے نفرت کرتا ہے۔ اس وجہ سے بدی کرنے وقت پوشیدگی اور پردہ داری چاہتا ہے۔ وہ اپنی بری نیات کو پوشیدہ رکھنے کے لئے بعض وقت اچھے الفاظ کا پردہ پہناتا ہے یا قلب کی پلیدگی کو چھپانے کے لئے دلفریب الفاظ اور خوش کن طریقے استعمال کرتا ہے، یہ سب کچھ اس لئے کرتے ہو کہ تمہاری کرتوتیں پردہ راز میں رہیں، اور چاہتے ہو کہ برے افعال اور اعمال کی کسی کو خبر تک نہ ہو۔

بد اعمالی کو خدا سے نہیں چھپایا جا سکتا

مگر تمہاری یہ سب تدبیریں مجسٹریٹ یا عدالت سے تو چھپ سکتی ہیں مگر خدا کے ہاں چھپ نہیں سکتیں۔ ان یشہد علیکم سمعکم ولا ابصارکم ولا جلودکم۔ وہاں خود تمہارے کان، تمہاری آنکھیں، تمہارے ہاتھ اور تمہارا سراپا تمہارے خلاف گواہی دیں گے۔ ولکن ظننتم ان اللہ لا یعلم کثیرا مما تعملون۔ تمہارا یہ خیال تھا کہ تمہارے بہت سے افعال جو تم چھپ کر کرتے ہو، ان کے بارے خدا کو علم نہیں اور وہ خدا کی نظروں سے پوشیدہ ہیں۔ وذلکم ظنکم الذی ظننتم بربکم۔ یہ وہم اور خیال خام ہے جو تم اپنے ربّ کے متعلق رکھتے ہو۔ یاد رکھو اس قسم کے خیال نے تمہیں ہلاک اور تباہ و برباد کر دیا۔

ہر عمل انسانی کا ریکارڈ

ایک دوسری آیت میں اس مضمون کو یوں بیان کیا گیا ہے۔ وکل انسان الزمنٰہ طائرہ فی عنقہ۔ ہر ایک انسان کے گلے میں اس کے اچھے اور برے اعمال کا ریکارڈ لٹکا دیا گیا ہے ——— الزمنٰہ ہم نے اسے لازم کر دیا ہے، وہ اس نامۂ اعمال کو علیحدہ نہیں کر سکتا۔ لزم، یلزم، لزوما ای ثبت ودام یتعلق بہ ولا یفارقہ۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے الزمنٰہ طائرہ۔ ہم نے اس کے اعمال اس کے گلے کے ساتھ چپکا رکھے ہیں۔ ونخرج لہ یوم القیامۃ کتابا یلقٰہ منشورا۔ انسان کی وہ کارروائیاں۔ جو اس نے بظاہر بڑی گہرائی میں چھپا رکھی تھیں لکھی ہوئی کتاب کی شکل میں واضح طور پر ظاہر کر دی جائیں گی الفاظ الزمنٰہ فی عنقہ اور نخرج لہ یوم القیامۃ انسان کو مزکّی اور مطہر بننے کی طرف توجہ دلاتے ہیں انسان کوئی فعل نہیں کرتا جس کا وہ خود ریکارڈ نہ لکھتا ہو، اور اس کا فعل عمیق در عمیق گہرائیوں میں کیوں نہ ہو اسکو خدا تعالیٰ ظاہر کر دے گا۔

قوم کو مطہر و مزکّی بنانے والا انکشاف

یہ انکشاف محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب صافی پر نازل ہوا۔ اس نے یقین دلایا کہ خدا ہر وقت تمہارے ساتھ ہے اور تم خود اپنے نامۂ اعمال لکھ رہے ہو۔ اقرأ کتابک اس وقت کہا جائیگا کہ جو کچھ تم نے لکھا ہے اس کو خود پڑھو کفٰی بنفسک الیوم علیک حسیبا۔ کسی دوسرے کی مدد کی حاجت نہیں تم خود اپنے اعمال کا محاسبہ کر سکتے ہو یہ وہ یقین ہے جو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی قوم کو دلایا اور ان کے دلوں کو پاک و صاف اور مزکّی و مطہر بنا دیا۔ فرمایا یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت ویطہرکم تطہیرا۔ اے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تعلق لگانے والو (وہ گھر کے افراد ہوں یا عزیز و اقارب ہوں یا دوسرے لوگ ہوں)، ان سب کے لئے فرمایا کہ تم سے پلیدی کو دور کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے ارادہ کر لیا ہے۔ کوئی شخص پسند نہیں کرتا کہ مجلس میں جائے اور اس کے کپڑے پر پلیدی لگی ہوئی ہو، یا اس کے بدن پر پلیدی

اقتباسات

کالنشان ہو، اخلاقی پلیدی تو جسمانی پلیدی سے بدتر ہے اسکو کس طرح پسند کرو گے کہ تمہارے ساتھ لگی رہے۔

نسانی اعضاء و جوارح اس دنیا میں بھی باتیں کرتے ہیں

اس دنیا میں بھی انسان کے اعضاء و جوارح اس کے اعمال کا پتہ دیتے ہیں۔ ڈاکٹروں سے بیماروں کی آنکھیں ناخن، زبان، جلد وغیرہ وغیرہ زبان حال سے باتیں کرتی ہیں۔ لاہور میں ایک بڑے آدمی کا گلا بیٹھ گیا۔ ماہرین کی یہ رائے تھی کہ اس شخص کا گلا اس وجہ سے بیٹھا ہے کہ کبھی اس شخص کو آتشک ہوئی تھی، یہ اس کے گلے کے اندر رکھا گیا تھا۔ تمام جسم کے اعضاء، ناخن، دانت کان، ہاتھ، پاؤں، پیٹ وغیرہ ریکارڈ کرتے رہتے ہیں اور ان کے ساتھ باتیں کرتے رہتے ہیں، جو ان کی باتیں سمجھنے کی اہلیت رکھتے ہیں اور علم رکھتے ہیں۔

کشمیر کا رہنے والا ایک پروفیسر آج کل انگلستان میں ہے وہ پاؤں دیکھ کر بتلا سکتا ہے۔ کہ کسی شخص کی نیات خواہشات اور خیالات کیا ہیں، ایک نالائق گنہگار اور غلط کار آدمی کبھی اپنا ہاتھ کسی دست شناس کو نہیں دکھلا سکتا۔ اس لئے کہ وہ سمجھتا ہے کہ میرے ہاتھ پاؤں میری حرکات اور کرتوتوں کا آئینہ ہیں۔

بدی کا اثر قلب انسانی پر

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم بدی کرتے ہو تو تمہارے دل پر ایک سیاہ نقطہ پیدا ہو جاتا ہے۔ جوں جوں بدی کرتے رہو گے وہ نقطہ پھیل کر سارے کے سارے دل کو سیاہ کر دیتا ہے۔ جس آیت سے آپؐ نے استدلال کیا ہے وہ یہ ہے۔ فرمایا کلا بل ران علیٰ قلوبھم ما کانوا یکسبون یعنی ان کی بداعمالیوں نے ان کے دلوں کو زنگ آلود کر دیا ہے۔

پاک و مطہر بننے کی تلقین

پس خدا تعالیٰ اور اس کا رسولؐ چاہتا ہے کہ ہم اپنے تئیں پاک و مطہر بنائیں۔ اور یہی تلقین حضرت امام الزمانؑ نے کی ہے۔

سلطان ٹیپو کا سلوک غیر مسلم رعایا کے ساتھ

بعض دشمن مؤرخوں نے سلطان پر ظالم متعصب اور ہندو دشمنی کا الزام لگایا ہے۔ حالانکہ سلطان میں یہ باتیں مطلق بھی نہ تھیں۔ سلطان ہر مذہب کے لوگوں کو ایک ہی نظر سے دیکھتا تھا۔ اس کی سلطنت میں کسی فرقہ کے ساتھ کوئی امتیاز نہ تھا۔ اس کی فوج اور ملازمت میں جہاں مسلمان بہادر سپاہی موجود رہتے تھے وہاں ہندو کثیر تعداد میں شامل تھے۔ اور وہ سلطان کے لئے قابل اعتماد تھے۔ سلطان اُن سے بالکل اچھا سلوک کرتا تھا۔ اور سب کو ایک ہی نگاہ سے دیکھتا تھا۔ چنانچہ اس کی مثال ذیل کے خط سے ظاہر ہوتی ہے۔ جو سلطان نے اپنے ایک فوجی افسر کو لکھا جس کے ماتحت ہندو مسلم سپاہی تھے:۔

بنام غیاث و نور محمد خان

خط نمبر ۱۲۴ ۱۲۱۲ اسعی ۲۳ ستمبر ۱۷۷۸ء

اگر حاکمان پونہ اجازت دیں تو آپ واپس ہو جائیں دسہرہ کا تہوار قریب ہے۔ اس موقعہ پر آپ کے ماتحتوں میں جو ہندو ہیں انہیں ہر دس آدمیوں کے پیچھے ایک بکرا دیا جائے[1] اور ذی الحجہ میں اسی حساب سے مسلمانوں کو بھی بکرے دیئے جائیں۔

اس خط میں سلطان کی فراخدلی اور مساویانہ سلوک عیاں ہے۔

کابل میں اسلام کس طرح پہنچا

یہ بات یاد رکھنے کے قابل ہے کہ:۔

"کابل و قندھار فتح کرنے کے بعد مسلمانوں نے وہاں کے باشندوں کو اپنا مذہب بدلنے اور اسلام قبول کرنے کے لئے مجبور نہیں کیا تھا۔ بلکہ وہ سینکڑوں برس بعد تک اسلامی حکومت کے ماتحت اپنے اپنے مذہبوں پر ہی عامل رہے۔"

جیسا کہ تذکرۃ الحفاظ جلد اوّل میں مقاتل بن حیان خراسانی کی نسبت لکھا ہے کہ:۔

"هرب فی ایام خروج ابی مسلم الخراسانی الیٰ کابل ودعیٰ خلقًا الی الاسلام ما سلموا"

یعنی مقاتل بن حیان ابو مسلم خراسانی

[1] یاد رہے کہ پہلے زمانے میں ہندوؤں میں قربانی کا عقیدہ بہت تھا اُن کے ہاں ہر اوتار و تہوار پر قربانی عام تھی۔ اور ہر ہندو بکرے کی قربانی کو اپنے دھرم کا اہم فریضہ اور ثواب سمجھتا تھا۔

کے خروج کے زمانہ میں کابل کی طرف بھاگ گئے اور وہاں لوگوں کو اسلام کی طرف بلایا اور وہ مسلمان ہو گئے۔

اس سے معلوم ہوا کہ دوسری صدی ہجری کا ایک معقول حصہ گذر جانے کے بعد تک کابل میں غیر مسلم لوگ آباد تھے اور وہ کسی بادشاہ یا سپہ سالار کے خوف سے نہیں بلکہ ایک عالم کے وعظ و پند سے مسلمان ہوئے۔ (آزاد نوجوان۔ مدراس)

فقہی اجتہادات اور کفر و اسلام کا معیار

افسوس ہے کہ مسلمانوں نے خدا کے اس احسان عظیم کے تقاضوں کا احساس نہ کیا اور فقہی اجتہادات کو بھی ایمانیات میں داخل کر کے اُمت کو فرقوں میں تقسیم کر دیا۔ علمائے حق اور آئمہ ہدایت نے ہر زمانے میں اس حقیقت کو واضح کیا کہ اجتہادی مسائل کو شرط ایمان قرار نہیں دیا جا سکتا۔ لیکن غلو کرنے والے پیروؤں اور جاہل متبعین نے جوش عقیدت میں فقہی اجتہادات کو بھی کفر و اسلام کا معیار قرار دے کر فرقہ بندی کا طوفان کھڑا کر دیا اور امت کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے۔ اور ہر گروہ نے اپنے فقہاء کے اجتہادات کو معیار اسلام قرار دے کر یہ کہنا شروع کر دیا کہ حق یہ ہے اور اس کے خلاف جو کچھ ہے باطل ہے۔

خدا کا شکر ہے کہ یہ بلا جو صدیوں مسلمانوں پر مسلط رہی اب دُور ہو رہی ہے۔ اور حنفی، شافعی حنبلی اور مالکی اور وہابی کے جھگڑے عملاً ختم ہو کر رہ گئے ہیں۔ چنانچہ اب ہم وہ اختلافی گرما گرمی نہیں دیکھتے جو آج سے ۲۵ - ۳۰ برس پہلے ہر مسجد اور ہر محلے میں دیکھتے تھے۔ اب فقہائے اُمت کے فیصلوں کو کفر و اسلام کا معیار نہیں سمجھا جاتا۔ بلکہ محض کتاب و سنت کی تعبیر کا اختلاف قرار دیا جاتا ہے۔

(ایشیا۔ لاہور)

اخبار احمدیہ (بقیہ صفحہ ۳)

تعالیٰ خانصاحب محترم کو جلد صحت کامل عطا فرمائے، امید ہے احباب اُن کے لئے خاص طور پر دعا فرمائیں گے۔

—— راولپنڈی سے لیاقت حسین صاحب (معرفت ملک عبدالقدوس صاحب مکان ۵۰۲/۱ ریلوے روڈ) لکھتے ہیں کہ میں موٹر ڈرائیور اور موٹر سائیکل ڈرائیور بھی ہوں، ملازمت سے علیحدہ ہو چکا ہوں، حضرت امیر اور احباب سے درخواست ہے کہ بہتر روزگار کیلئے دعا فرما دیں۔

—— طارق محمود صاحب موضع کندن سیان ضلع سیالکوٹ لکھتے ہیں کہ برادر محترم حکیم قاضی عبدالرشید بعارضہ دردِ دل بیمار رہیں، بزرگان سلسلہ اور حضرت امیر ایدہ اللہ سے دعائے صحت کیلئے درخواست ہے۔

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بھی وحی ولایت امت محمدیہ میں جاری ہے

مولانا شیخ عبدالرحمن صاحب مصری

وحی ولایت کے جاری رہنے پر زبردست دلیل

امت محمدیہ میں وحی ولایت کے جاری رہنے کے متعلق دلائل کا سلسلہ جاری تھا کہ درمیان میں ایک خاص مضمون کی وجہ سے اسے ملتوی کرنا پڑا سو اس قسط میں پھر اس سلسلہ کو شروع کیا جاتا ہے۔

سابقہ دلائل کے علاوہ اس موضوع پر سورہ فاتحہ کی دعا اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم بھی زبردست دلیل ہے یہ وہ دعا ہے جو ساری اسلامی دنیا میں ہر نماز میں مانگی جاتی ہے اور جسے اللہ تعالیٰ نے خود سکھلایا ہے اور خود ہی مانگنے کی ہدایت کی ہے جس کے معنے بجز اس کے اور کچھ نہیں ہو سکتے کہ اللہ تعالیٰ کا منشاء یہی ہے کہ اس دعا کو قبول فرمائے۔ اس دعا میں جو چیز خدا سے طلب کی جاتی ہے وہ صراط مستقیم ہے یعنی ان لوگوں کی راہ جن پر اللہ تعالیٰ کے انعامات کی بارش ہوئی ہے بالفاظ دیگر جس جس رنگ میں بھی اللہ تعالیٰ کے انعامات کی بارش امم سابقہ کے منعم علیہم بندوں پر ہوئی ہے اسی اسی رنگ کے انعامات کی بارش کا نزول ہم اللہ تعالیٰ سے امت محمدیہ کے افراد پر بھی طلب کرتے ہیں ان انعامات میں سے سب سے بڑا انعام جو قرآن کریم اور احادیث صحیحہ میں بتلایا گیا ہے وہ مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ کا انعام ہے قرآن کریم میں واضح الفاظ میں یہ بتایا گیا ہے کہ وہ مسلمان جو قولاً اور فعلاً اللہ تعالیٰ کو ہی اپنا رب مانتے ہیں اور اس پر استقامت اختیار کرتے ہیں ان پر فرشتے اُترتے ہیں اور ان سے ہمکلام ہوتے اور انہیں بشارتیں دیتے ہیں جیسا کہ سابقہ اقساط میں ثابت کیا جا چکا ہے سورۃ فاتحہ میں بھی اللہ تعالیٰ کو رب العالمین تسلیم کرنے اور اس کی تمام ام الصفات پر ایمان کا اظہار کرنے اور اپنی عبودیت اور عجز اور ہر امر میں اس رب العالمین کی مدد کے محتاج ہونے کا اقرار کرنے کے بعد ہم یہ دعا کرتے ہیں کہ اے اللہ ہمیں استقامت والی راہ کی طرف راہنمائی کر کیونکہ اسی راہ پر چلنے سے تیرے انعامات کو حاصل کرنے کے ہم مستحق بن سکتے ہیں جیسا کہ ہم سے پہلے منعم علیہم بندے بنے یعنی ہم پر بھی اپنے فرشتوں کو نازل فرما جن کے واسطہ سے ہم تیری ہم کلامی سے مشرف ہوں اور جن کے ذریعہ سے ہم تیری بشارتوں کی نعمت سے نوازے جائیں۔

یہ وہ دعا ہے جو خدا تعالیٰ نے ہمیں سکھلائی اور جسے قبول کرنے کا وعدہ فرمایا اب ہمارے محترم بھائی پرویز صاحب اور ان کے ہمخیال دوست غور فرمائیں کہ اگر اس امت مرحومہ میں سے کسی فرد کو بھی خدا کی ہمکلامی کا انعام نہیں ملنا تھا اور یہ دروازہ ہمیشہ کے لئے اس امت پر جسے خیر الامم کا لقب عطا کیا گیا ہے بند رہنا تھا تو اس دعا کو سکھلانے کا فائدہ ہی کیا تھا اس صورت میں کیا یہ عبث فعل نہیں ہوگا اور نعوذ باللہ امت کے ساتھ ہنسی نہیں ہوگی، اور ان دونوں باتوں سے اللہ تعالیٰ کی ذات منزہ ہے ہمارے وہ دوست جو اس امت پر خدا کی ہمکلامی کے دروازے کو بند قرار دیتے ہیں امم سابقہ کے مومنین پر تو اس دروازہ کو کھلا تسلیم کرتے ہیں اس دروازہ کے کھلا رہنے کو تسلیم کرنے پر قرآن بھی انہیں مجبور کر رہا ہے اور حدیث نبوی بھی رجال یکلمون من غیر ان یکونوا انبیاء کہکر انہیں اس حقیقت کو تسلیم کرنے پر مجبور کر رہی ہے اس لئے ان کے لئے انکار کی کوئی گنجائش نہیں پس جب یہ حقیقت ثابت ہے کہ امم سابقہ میں ایسے منعم علیہم بندے ہوتے ہیں جن کے ساتھ خدا ہم کلام ہوتا رہا ہے اور قطعی اور یقینی کلام سے انہیں نوازتا رہا ہے تو ویسے ہی منعم علیہم بندے بننے کے لئے اسی کی ہدایت کے مطابق اسی کی سکھلائی ہوئی دعا ہم مانگتے ہیں تو یہ کس طرح ممکن ہو سکتا ہے کہ ہم کلامی کے اس سلسلہ کو اس امت مرحومہ میں اللہ تعالیٰ منقطع کر دے اللہ تعالیٰ کے قطعی اور یقینی کلام کے نزول کے علاوہ اور بھی متعدد انعامات ہیں جن سے مسلمانوں کو نوازا جاتا ہے لیکن وہ سب اس سے کم درجہ کے ہیں بحث اس وقت یقینی اور قطعی ہم کلامی کے متعلق ہے اس لئے دوسرے انعامات کے ذکر کی اس مقام پر ضرورت نہیں۔

بعض غلط فہمیوں کا ازالہ

ہمارے وہ بھائی بھی جو جناب مرزا محمود احمد صاحب کے ہمنوا ہیں اس مسئلہ میں بعض غلط فہمیوں کا شکار ہیں جن کا ازالہ ضروری ہے میں ان بھائیوں کی خدمت میں بھی ہمدردانہ التماس کرتا ہوں کہ وہ میرے بیان پر ٹھنڈے دل سے غور کریں اور اس نیت سے اسے مطالعہ کریں کہ اگر اس میں انہیں حق نظر آئے تو حضرت عمرؓ کے ایمان افروز ارشاد الرجوع الی الحق خیر من التمادی فی الباطل پر عمل پیرا ہوتے ہوئے اپنے پرانے خیال کو ترک کر کے اسے صدق دل سے قبول کر لیں کیونکہ اسی میں سعادت حقیقی ہے جو کچھ میں بیان کروں گا اس کی تائید خدا کے مامور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریر سے بھی ہوتی ہے جسے میں نے ساتھ ہی نقل بھی کر دیا ہے جو میں یقین کرتا ہوں کہ انکی تسلی کا موجب ہونے کے علاوہ ان کے لئے اپنے بعض غلط استدلالوں کو ترک کرنے میں بھی ممد ثابت ہوگی۔

ہمارے یہ بھائی حضرت مسیح موعودؑ کو انبیاء سابقین کی طرح کا ہی نبی قرار دیتے ہیں اور انہیں اولیاء امت کی بجائے انبیاء کی فہرست میں شمار کرتے ہیں اپنے اس نظریہ کو ثابت کرنے کے لئے وہ قرآن کریم کی دو آیتوں سے استدلال کرتے ہیں ایک تو سورۃ النساء ع ۹ کی آیت ومن یطع اللہ والرسول فاولئک مع الذین انعم اللہ علیھم من النبیین والصدیقین والشھداء والصالحین وحسن اولئک رفیقا ذالک الفضل من اللہ وکفی باللہ علیما۔ اس آیت کا ترجمہ وہ یوں کرتے ہیں کہ جو مسلمان بھی اللہ تعالیٰ اور محمد رسول اللہ صلعم کی اطاعت کریں گے وہ منعم علیہم بن جائیں گے اور منعم علیہم چونکہ چار گروہوں میں منقسم ہیں یعنی انبیاء صدیق۔ شہید اور صالح اس لئے جو مسلمان بھی ان چار گروہوں میں سے جس گروہ میں شامل ہونے کی اہلیت رکھتا ہوگا وہ اس گروہ میں داخل ہو جائے گا یعنی جو نبی بننے کی اہلیت اپنے اندر پیدا کر لے گا وہ نبی بن جائے گا اور جو صدیق اور شہید اور صالح بننے کی اہلیت اپنے اندر پیدا کر لے گا وہ صدیق۔ شہید۔ صالح بن جائے گا۔ ان بھائیوں کے نزدیک ۱۳۰۰ برس میں صرف حضرت مسیح موعودؑ نے ہی نبی بننے کی اہلیت اپنے اندر پیدا کی ہے اس لئے اس تمام عرصہ میں صرف وہی نبی بنے ہیں۔ ہمارے یہ بھائی اس آیت کو سورۃ فاتحہ کی دعا کے ساتھ بھی ملاتے ہیں اس دعا میں بھی چونکہ منعم علیہم بننے کی دعا ہے اور منعم علیہم میں چونکہ انبیاء بھی داخل ہیں اس لئے ان کے نزدیک گویا اس دعا میں بھی نبی بننے کی درخواست کی جاتی ہے اور چونکہ اس دعا کی قبولیت حتمی ہے اس لئے اس امت میں نبی کا پیدا ہونا بھی حتمی ہے قبل اس کے کہ میں اپنے بھائیوں کے استدلال کی غلطی کو واضح کروں ضروری سمجھتا ہوں کہ جس امتی کو نبی بنانے کے لئے یہ ساری کوشش صرف کی جا رہی ہے ذیل میں اسکی اپنی تحریر پیش کر دوں جو اس آیت کی بہترین تفسیر ہے

تا میری تشریح کو سمجھنے میں بھی آسانی ہو۔

حضرت مسیح موعودؑ کی تحریر

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی کتاب تریاق القلوب میں اپنی بہت سی پیشگوئیوں کے پورا ہونے کا ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں:۔

"اب سوچنا چاہئے کہ غیب کا وسیع علم ہرگز ہرگز دیا نہیں جاتا اور گو ممکن ہے کہ غیر کو بھی جس کے تعلقات خدا تعالیٰ سے محکم نہیں ہیں کبھی سچی خواب آجائے یا سچا کشف ہو جائے لیکن ولایت اور قبولیت کی علامات میں لازمی طور پر یہ شرط ہے کہ امور غیبیہ اور پوشیدہ باتیں اس قدر ظاہر ہوں کہ وہ اپنی کثرت میں دنیا کے تمام لوگوں سے بڑھے ہوئے ہوں اور اس کثرت سے ہوں کہ کوئی بھی ان کا مقابلہ نہ کر سکے یہ بات یاد رکھنے کے لائق ہے کہ جبکہ خدا تعالیٰ اپنے فضل عظیم اور کرم عمیم سے کسی شخص کو اپنی خلعت ولایت اور رتبہ کرامت سے مشرف اور سرفراز فرماتا ہے تو چار چیزوں میں اسکو جمیع اس کے ابنائے جنس اور تمام معصر لوگوں سے امتیاز کلی بخشتا ہے اور ہر ایک شخص جو وہ امتیاز اس کے شامل حال ہوتی ہے ...

... اس کی نسبت قطعی اور یقینی طور پر ایمان رکھنا لازم ہو جاتا ہے کہ وہ خدا تعالیٰ کے ان کامل بندوں اور اعلیٰ درجہ کے اولیاء میں سے ہے جن کو اس نے اپنے ہاتھ سے چُنا ہے اور اپنی نظر خاص سے اُن کی تربیت فرمائی ہے اور وہ چار چیزیں جو کامل اولیاء اور مردانِ خدا کی نشانی ہے، چار کمال ہیں جو بطور نشان اور خارق عادت ان میں پیدا ہوتے ہیں اور ہر ایک کمال میں وہ دوسروں سے بیّن اور صریح طور پر ممتاز ہوتے ہیں بلکہ وہ چاروں کمال معجزہ کی حد تک پہنچے ہوئے ہوتے ہیں اور ایسا آدمی کبریت احمر کا حکم رکھتا ہے اور اس مرتبہ پر وہی شخص پہنچتا ہے جس کو عنایت ازلی نے قدیم سے دنیا کو فائدہ پہنچانے کے لئے منتخب کیا ہو اور وہ چار کمال جو بطور چار نشان یا چار معجزے کے ہیں جو ولی اعظم اور قطب الاقطاب اور سید الاولیاء کی نشانی ہے یہ ہیں:۔

(۱) اوّل یہ کہ امور غیبیہ بعد استجابت یا اور طریق پر اس کثرت سے اُس پر کھلتے ہیں اور بہت سی پیشگوئیاں ایسی صفائی سے ظہور پذیر ہو جائیں کہ اس کثرت مقدار اور صفاء کیفیت کے لحاظ سے کوئی شخص ان کا مقابلہ نہ کر سکے اور ان کمی اور کیفی کمالات میں احتمال شرکت غیر بکلی معدوم بلکہ محالات میں سے ہو یعنی جس قدر اس پر اسرار غیب ظاہر ہوں اور جس قدر اس کی دعائیں قبول ہو کر ان قبولیتوں سے اسکو اطلاع دی جائے اور جس قدر اس کی تائید میں آسمان اور زمین اور انفس اور آفاق میں خوارق ظہور پذیر ہوں بکلی غیر ممکن ہو جو ان کی نظیر کوئی دکھلا سکے یا اُن کے کمالات میں مقابلہ پر کھڑا ہو سکے اور اس قدر علم غیوب الٰہیہ اور کشف انوار نامتناہیہ اور تائیدات سماویہ بطور خارق عادت اور اعجاز اور کرامت اسکو عطا کی جائے کہ گویا ایک دریا ہے جو چل رہا ہے اور ایک عظیم الشان روشنی ہے جو آسمان سے اتر کر زمین پر پھیل رہی ہے اور یہ امور اس حد تک پہنچ جائیں جو بداہت نظر خارق عادت اور فائق العصر دکھائی دیں اور یہ کمال کمال نبوت سے موسوم ہے

(۲) اور دوسرا کمال جو بطور نشان کے امام الاولیاء اور سید الاصفیاء کے لئے ضروری ہے وہ فہم قرآن اور معارف کے اعلیٰ حقیقت تک وصول سے یہ بات ضروری طور پر یاد رکھنے کے لائق ہے کہ قرآن شریف کی ایک ادنیٰ تعلیم ہے اور ایک اوسط اور ایک اعلیٰ اور جو اعلیٰ تعلیم ہے وہ اس قدر انوار معارف اور حقائق کی روشن شعاعوں اور حقیقی حسن اور خوبی سے پُر ہے جو ادنیٰ یا اوسط الاستعداد کا اس تک ہرگز گذر نہیں ہو سکتا بلکہ وہ اعلیٰ درجہ کے اہل صفوت اور ارباب طہارت فطرت ان سچائیوں کو پاتے ہیں جن کی سرشت سراسر نور ہو کر نور کو اپنی طرف کھینچتی ہے سو اول مرتبہ صدق کا جو ان کو حاصل ہوتا ہے دنیا سے نفرت اور ہر ایک لغو امر سے طبعی کراہت ہے اور اس عادت کے راسخ ہونے کے بعد ایک دوسرے درجہ پر صدق پیدا ہوتا ہے جس کو انس اور شوق اور رجوع الی اللہ سے تعبیر کر سکتے ہیں اور اس عادت کے راسخ ہونے کے بعد ایک تیسرے درجہ کا صدق پیدا ہوتا ہے جس کو تبدل اعظم اور انقطاع اتم اور محبت ذاتیہ اور فنافی اللہ کے درجہ سے تعبیر کر سکتے ہیں اور اس عادت کے راسخ ہونے کے بعد روح حق انسان میں حلول کرتی ہے اور تمام پاک سچائیاں اور اعلیٰ درجہ کے معارف و حالات بطریق طبعیت و جبلت بکمال وحدہ و شرح صدر اس شخص کے نفس پاک پر وارد ہوتے شروع ہو جاتے ہیں اور عمیق در عمیق معارف قرآنیہ و نکات شرعیہ اس شخص کے دل میں جوش مارتے ہوئے زبان پر جاری ہوتے ہیں اور وہ اسرار شریعت اور لطائف طریقت اس پر کھلتے ہیں جو اہل رسم اور عادت کی عقلیں ان تک پہنچ نہیں سکتیں کیونکہ یہ شخص مقام نفحات الٰہیہ پر کھڑا ہوتا ہے اور روح القدس اسکے اندر بولتی ہے اور تمام کذب اور دروغ کا حصہ اس کے اندر سے کاٹا جاتا ہے کیونکہ یہ رُوح سے پاتا اور رُوح سے بولتا اور روح سے لوگوں پر اثر ڈالتا ہے اور اس حالت میں اس کا نام صدیق ہوتا ہے کیونکہ اس کے اندر سے بکلی کذب کی تاریکی نکلتی اور اس کی جگہ سچائی کی روشنی اور پاکیزگی اپنا دخل کرتی ہے اور اس مرتبہ پر اعلیٰ درجہ کی سچائیوں کا ظہور اور اعلیٰ معارف کا اس کی زبان پر جاری ہونا اس کے لئے بطور نشان کے ہوتا ہے اور اس کی پاک تعلیم جو سچائی کے نور سے خمیر شدہ ہوتی ہے دنیا کو حیرت میں ڈالتی ہے اس کے پاک معارف جو سرچشمہ فنافی اللہ اور حقیقت شناسی سے نکلتے ہیں تمام لوگوں کو تعجب میں ڈالتے ہیں اور اس قسم کا کمال صدیقیت کے کمال سے موسوم ہے یاد رہے کہ صدیق وہ ہوتا ہے جس کو سچائیوں کا کامل طور پر علم بھی ہو اور پھر کامل اور طبعی طور پر ان پر قائم بھی ہو مثلاً ان کو ان معارف کی حقیقت معلوم ہو کہ وحدانیت باری تعالیٰ کیا شئے ہے اور اس کی اطاعت کیا شئے اور محبت باری عزّ اسمہٗ کیا شئے اور شرک سے کس مرتبہ اخلاص پر مخلصی حاصل ہو سکتی ہے اور عبودیت کی کیا حقیقت ہے اور اخلاص کی حقیقت کیا اور توبہ کی حقیقت کیا اور صبر اور توکل اور رضا اور محویت اور فنا اور صدق اور وفا اور تواضع اور سخا اور ابتہال اور دُعا اور عفو اور حیا اور دیانت اور امانت اور اتقاء وغیرہ اخلاق فاضلہ کی کیا کیا حقیقتیں ہیں پھر ماسوا اس کے ان صفات فاضلہ پر قائم بھی ہو۔

(۳) اور تیسرا کمال جو اکابر اولیاء کو دیا جاتا ہے

مرتبہ شہادت ہے اور مرتبہ شہادت سے وہ مرتبہ مراد ہے جبکہ انسان اپنی قوتِ ایمان سے اس قدر اپنے خدا اور روزِ جزا پر یقین کر لیتا ہے کہ گویا خدا تعالیٰ کو اپنی آنکھ سے دیکھنے لگتا ہے تب اس یقین کی برکت سے اعمالِ صالحہ کی مرارت اور تلخی دُور ہو جاتی ہے اور خدا تعالیٰ کی ہر ایک قضا و قدر بباعث موافقت کے شہد کی طرح دل میں نازل ہوتی اور تمام صحن سینہ کو حلاوت سے بھر دیتی ہے اور ہر ایک ایلام انعام کے رنگ میں دکھائی دیتا ہے سو شہید اس شخص کو کہا جاتا ہے جو قوتِ ایمانی کی وجہ سے خدا تعالیٰ کا مشاہدہ کرتا ہوا اور اس کے تلخ قضا و قدر سے شہد شیریں کی طرح لذت اٹھاتا ہے اور اسی معنی کی رُو سے شہید کہلاتا ہے اور یہ مرتبہ کامل مومن کے لئے بطور نشان کے ہے

(۴) اور اس کے بعد ایک چوتھا مرتبہ ہے جو کامل اصفیا اور اولیاء کو اکمل اور اتم طور پر ملتا ہے اور وہ صالحین کا مرتبہ ہے اور صالح اس وقت کسی کو کہا جاتا ہے جبکہ ہر ایک فساد سے اس کا اندرونہ خالی اور پاک ہو جائے اور ان تمام گندے اور تلخ مواد کے دُور ہونے کی وجہ سے عبادت اور ذکرِ الٰہی کا مزہ اپنے درستی کی لذت کی حالت پر آجائے کیونکہ جس طرح زبان کا مزہ جسمانی تلخیوں کی وجہ سے بگڑ جاتا ہے ایسا ہی روحانی مزہ روحانی مفاسد کی وجہ سے متغیر ہو جاتا ہے اور ایسے انسان کو کوئی لذت عبادت اور ذکرِ الٰہی کی نہیں آتی اور نہ کوئی انس اور ذوق اور شوق باقی رہتا ہے لیکن کامل انسان نہ صرف مواد فاسدہ سے پاک ہو جاتا ہے بلکہ یہ صلاحیت بہت ترقی کر کے بطور ایک نشان اور خارقِ عادت امر کے اس میں ظاہر ہوتی ہے غرض یہ چار مراتب کمال ہیں جن کو طلب کرنا ہر ایک ایماندار کا فرض ہے اور جو شخص اُن سے بکلی محروم ہے وہ ایمان سے محروم ہے یہی وجہ ہے کہ اللہ جل شانہٗ نے سورۃ فاتحہ میں مسلمانوں کے لئے یہ دُعا مقرر کی ہے کہ وہ ان ہر چہار کمالات کو طلب کرتے رہیں اور وہ دعا یہ ہے اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم اور قرآن شریف کے دوسرے مقام میں اس آیت کی تشریح کی گئی ہے اور ظاہر فرمایا گیا ہے کہ منعم علیہم سے مراد نبی اور صدیق اور شہید اور صالحین ہیں اور انسان کامل ان ہر چہار کمالات کا مجموعہ اپنے اندر رکھتا ہے۔"

(تریاق القلوب از صفحہ ۱۲۲ تا ۱۲۵)

تحریر مندرجہ بالا میں مومن کامل کو جن چار کمالات کے ملنے کا ذکر کیا گیا ہے ان میں پہلا کمال کمال نبوت کے نام سے موسوم کیا گیا ہے جس کا مفہوم یہ ہے کہ کثرت سے پیشگوئیوں کے دروازے اس پر کھولے جاتے ہیں جو نہایت صفائی سے پوری ہوتی ہیں کمی اور کیفی حیثیت سے وہ ایسا امتیاز رکھتی ہیں کہ کوئی شخص ان کا مقابلہ نہیں کر سکتا یہ پیشگوئیاں بطور خارقِ عادت نشان کے اس کو عطا ہوتی ہیں ہمارے بھائی اس تحریر میں اس نکتہ کو مدنظر رکھیں کہ حضرت اقدسؑ نے اس تحریر میں یہ نہیں فرمایا کہ اس کمال کو حاصل کرنے والا نبی بن جاتا ہے حالانکہ بعد میں صدیقیت۔ شہداء اور صالحین کے کمالات حاصل کرنے والے کے متعلق صدیق ۔ شہید ۔ صالح بن جانے کا ذکر فرمایا ہے یہ فرق بتلاتا ہے کہ پیشگوئیاں حاصل کرنے والا کمال ہے تو کمال نبوت لیکن یہ کمال نبی بننے کے لئے کافی نہیں نبی بننے کے لئے اس کمال کے علاوہ کسی دوسرے کمال کی بھی ضرورت ہے اسی لئے اس کمال کو حاصل کرنے والے کو حضرت اقدسؑ نے جزوی نبوت حاصل کرنے والا قرار دیا ہے جزوی نبوت کے بالمقابل نبوت تامہ بتلائی ہے جس کے متعلق فرمایا ہے کہ وہ امتی کو حاصل نہیں ہو سکتی اور نبوت تامہ کو ہی نبوت قرار دیا ہے ۔ میں نے کبھی سابقہ اقساط میں اس امر کو قرآنی آیات سے بپایہ ثبوت پہنچا دیا تھا کہ انبیاء کو دو قسم کی وحی ہوتی ہے ایک وحی شریعت پر مشتمل ہوتی ہے اور دوسری بشارات پر مشتمل والی وحی کا امت میں جاری رہنا ضروری ہے کیونکہ اس کی غرض نبوت کی صداقت کو ثابت کرنا ہوتی ہے اس لئے جب تک کسی نبی کی نبوت قائم رہے گی اس کی صداقت کا ثبوت بہم پہنچاتے رہنا بھی ضروری ہوگا ۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت اقدسؑ نے بھی اس کمال کو حاصل کرنے والے کے متعلق یہ نہیں لکھا کہ وہ نبی بن جاتا ہے اور حضور کی تمام تحریرات اسی مفہوم پر مشتمل ہیں۔ صدیقیت کے کمال کو جس سے موسوم ہے وہاں یہ بھی ساتھ ہی فرما دیا کہ ان اوصاف کو حاصل کرنے والے کا نام صدیق ہوتا ہے اسی طرح شہید کے کمالات حاصل کرنے والے کا نام شہید اور صالحین کے کمالات حاصل کرنے والے کا نام صالح رکھا لیکن ساتھ یہ بھی بیان کر دیا کہ امت میں بعض افراد ایسے بھی ہونگے جو ان چاروں کمالات کے حامل ہوں گے اور حضرت مسیح موعود بھی انہی افراد میں سے ایک ہیں بے شک ان کے مدارج مختلف ہیں اور حضرت مسیح موعودؑ کا درجہ سب سے بلند ہے لیکن ہیں آپ اسی جماعت کے ایک فرد یہ تحریر انہی دو آیتوں کی تفسیر ہے جن سے ہمارے بھائیوں نے حضرت مسیح موعودؑ کی نبوت پر استدلال کیا ہے چنانچہ اس تحریر کے آخر میں یہ الفاظ ہیں :-

"یہی وجہ ہے کہ اللہ جل شانہٗ نے سورۃ فاتحہ میں مسلمانوں کے لئے یہ دعا مقرر کی ہے کہ وہ ان ہر چہار کمالات کو طلب کرتے رہیں اور وہ دعا یہ ہے کہ اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم اور قرآن شریف کے دوسرے مقام میں اس آیت کی تشریح کی گئی ہے کہ منعم علیہم سے مراد نبی ۔ صدیق ۔ شہید اور صالحین ہیں اور انسان کامل ان ہر چہار کمالات کا مجموعہ اپنے اندر رکھتا ہے"

لیکن اگر ہمارے بھائیوں کو اس امر پر اصرار ہے کہ کمال نبوت کو حاصل کرنے والا نبی بن جاتا ہے تو اس کتاب میں حضرت اقدسؑ کی مندرجہ ذیل تحریر بھی پڑھ لیں ۔

"اس جگہ کسی کو یہ وہم نہ گذرے کہ اس تقریر میں اپنے نفس کو حضرت مسیح پر فضیلت دی ہے کیونکہ یہ ایک جزئی فضیلت ہے جو غیر نبی کو نبی پر ہو سکتی ہے اور تمام اہلِ علم اور معرفت اس فضیلت کے قائل ہیں اور اس سے کوئی محذور لازم نہیں آتا اور نہ میں اکیلا اس کا قائل ہوں"

(ص ۱۵۶-۱۵۷)

اب دیکھ لو کہ کس وضاحت کے ساتھ حضرت اقدسؑ نے تحریر مندرجہ بالا میں اپنے آپ کو غیر نبی قرار دیا ہے اب یہ تو آپ سلطان القلم سے توقع نہیں رکھ سکتے کہ ایک ہی کتاب میں اپنے آپ کو ایک جگہ تو نبی قرار دے اور دوسری جگہ غیر نبی پس اس سے صاف ثابت ہو گیا کہ حضور کے نزدیک محض پیشگوئیوں والا کمال نبوت حاصل کرنے والا نبی نہیں ہو سکتا وھو المراد۔

سلطان القلم حضرت مسیح موعودؑ پر معارف قرآنیہ کا نزول بطور امتیازی نشان کے ہوا کرتا تھا جو روح القدس سے تائید یافتہ تھے اور پھر وہ اس خاص امر میں صاحب حال بھی تھے انہوں نے خود جبکہ اس حقیقت کو واضح کر دیا ہے کہ آیت مذکورہ بالا میں نبی بننے کا قطعاً کوئی ذکر نہیں بلکہ نبوت کے کمالات میں سے صرف ایک کمال کے حصول کا ذکر ہے اور نبی بغیر پورے کمالات کے حصول کے بن

نہیں بن سکتا اور ساتھ ہی اپنے نظریہ کو اس قول کے ساتھ مؤکد کر دیا ہے کہ میں غیر نبی ہوں تو ایک سچے احمدی کے لئے تو آیت مذکورہ بالا سے امت میں نبی پیدا ہونے کے متعلق استدلال کرنے کی کوئی گنجائش باقی نہیں رہتی لیکن چونکہ ہمارے بھائیوں کا اس بات پر زور اور اصرار ہے کہ یہ آیت امت محمدیہ میں نبوت کے جاری رہنے پر نص قاطع ہے اس لئے ان کے استدلال کی غلطی کو واضح کرنا ضروری ہے تا حضرت اقدس کے بیان کردہ معانی کی صحت ثابت ہو جائے جس کی صحت کو ثابت کرنا ہر سچے احمدی کا فرض ہے ورنہ ہمارے ان دوستوں کے استدلال کو درست سمجھنے والے احمدی کے دل میں یہ بات خلجان پیدا کرتی رہے گی کہ جو دلائل علماء ربوہ کی طرف سے پیش کئے جاتے ہیں وہ تو نبوت کے جاری رہنے پر دلالت کر رہے ہیں پھر حضرت مسیح موعودؑ نے اس کے خلاف کس طرح لکھ دیا اس لئے ان علماء کی پیش کردہ دلیل میں جو مغالطہ ہے اس کو واضح کرنا ضروری ہے تا حضرت اقدس کا بلند مقام ہر قسم کے حملہ سے محفوظ رہے۔

یاد رہے کہ ہمارے ان معزز علماء کو دو لفظوں سے غلطی لگی ہے ایک تو لفظ "الرسول" سے اور دوسرے لفظ الرسول سے ان بزرگوں نے صرف نبی کریم صلعم مراد لی ہے۔ چونکہ ان کا یہ عقیدہ ہے کہ حضرت نبی کریم صلعم سے قبل جس قدر بھی رسول ہوئے ان کی پیروی سے کوئی نبی نہیں بن سکتا تھا بلکہ نبوت خدا تعالیٰ کی طرف سے براہ راست ملا کرتی تھی لیکن نبی کریم صلعم ہی ایسے رسول ہیں جن کی پیروی سے انسان نبی بن سکتا ہے ان عقیدہ کی بنا پر انہوں نے آیت میں الرسول سے مراد صرف نبی کریم صلعم کا وجود ہی مراد لے لیا ہے حالانکہ آیت میں ایسا کلیہ قاعدہ بیان کیا جا رہا ہے جو تمام رسولوں پر یکساں طور پر چسپاں ہوتا ہے جن میں حضرت نبی کریم صلعم بھی بحیثیت رسول ہونے کے شامل ہیں۔ الرسول میں ال یا تو ضمیر کا قائم مقام ہے یا جنس پر دلالت کرتا ہے اور ان دونوں کا مآل ایک ہی ہے معنی آیت کے یوں ہوں گے کہ جو شخص بھی اللہ کی اور اس کے رسول کی خواہ کوئی بھی ہو اطاعت کرے گا وہ منعم علیہم بندوں میں داخل ہو جائے گا چونکہ یہ کلیہ قاعدہ ہے اس لئے محمد رسول اللہ صلعم پر ایمان لانے والوں اور آنحضور صلعم کی اطاعت کرنے والوں پر بھی اس قاعدہ کا اطلاق ہوگا یعنی اللہ تعالیٰ اور آنحضور صلعم کی اطاعت کرنے والے مومن بھی منعم علیہم بندوں میں داخل ہو جائیں گے۔ پیشتر اس کے کہ میں دوسرے حصہ کی تشریح کروں اپنے مندرجہ بالا نظریہ کی تائید میں حضرت اقدس کی ذیل کی عبارت پیش کر دینا ضروری سمجھتا ہوں براہین احمدیہ حصہ پنجم کے صفحہ ۱۳۸ پر مکالمہ مخاطبہ کے پانے اس مقام کا ذکر فرمانے کے بعد جس پر آپ سرفراز کئے گئے لکھتے ہیں :-

"وہ دین دین نہیں ہے اور نہ وہ نبی نبی ہے جس کی متابعت سے انسان خدا تعالیٰ سے اس قدر نزدیک نہیں ہو سکتا کہ مکالمات الٰہیہ سے مشرف ہو سکے وہ دین لعنتی اور قابل نفرت ہے جو یہ سکھلاتا ہے کہ صرف چند منقولی باتوں پر انسانی ترقیات کا انحصار ہے اور وحی الٰہی آگے نہیں بلکہ پیچھے رہ گئی ہے اور خدائے حیّ و قیوم کی آواز سننے اور اس کے مکالمات سے بکلی نا امیدی ہے اور اگر کوئی آواز بھی غیب سے کسی کے کان تک پہنچتی ہے تو وہ ایسی مشتبہ آواز ہے کہ نہیں کہہ سکتے کہ وہ خدا کی آواز ہے یا شیطان کی سو ایسا دین بہ نسبت اس کے کہ اس کو رحمانی کہیں شیطانی کہلانے کا زیادہ مستحق ہوتا ہے دین وہ ہے جو تاریکی سے نکالتا اور نور میں داخل کرتا ہے اور انسان کی خدا شناسی کو صرف قصوں تک محدود نہیں رکھتا بلکہ ایک معرفت کی روشنی اس کو عطا کرتا ہے سو سچے دین کا متبع اگر خود نفس امارہ کے حجاب میں نہ ہو خدا تعالیٰ کے کلام کو سن سکتا ہے سو ایک مُتقی کو اس طرح کا نبی بنانا سچے دین کی ایک لازمی نشانی ہے۔"

مندرجہ بالا عبارت سے ثابت ہے کہ تمام انبیاء اپنے کامل متبعین کو ایسا ہی امتی نبی بناتے رہے ہیں جیسے خود حضرت اقدس تھے اور یہ مسلم ہے کہ انبیاء سابقین میں سے کسی کی پیروی بھی نبی نہیں بنا سکتی تھی پس ثابت ہوا کہ امتی نبی نبی نہیں ہوتا بلکہ وہی پیشگوئیوں اور مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ سے مشرف ہونے کی وجہ سے ایک کمال نبوت اپنے اندر رکھتا ہے اور یہی مفہوم ہے الوصیت کی اس عبارت کا بھی جس میں حضور نے لکھا ہے کہ سب نبیوں کا اس پر اتفاق ہے یعنی سب نبی اس پر متفق ہیں کہ ہر نبی کی کامل پیروی کرنے والا خدا تعالیٰ کا بڑے سے بڑا انعام جو مکالمہ الٰہیہ پر مشتمل ہوتا ہے اور جس میں کثرت سے پیشگوئیاں بھی ہوتی ہیں حاصل کر لینے کی وجہ سے امتی نبی بن جاتا ہے۔

حضرت اقدس کی مندرجہ بالا عبارتوں کی روشنی میں آیت متذکرہ بالا میں لفظ الرسول کی تشریح وہی صحیح ہوگی جو میں نے اوپر کی ہے یعنے خدا کے ہر رسول یا رسولوں کی جنس کے ہر فرد کی اطاعت کرنے والا اسی مقام پر پہنچ جاتا ہے جس مقام پر حضرت مسیح موعودؑ حضرت نبی کریم صلعم کی پیروی سے پہنچے ہیں کمیت اور کیفیت کا فرق ہو تو ہو لیکن مقام سب کا ایک ہی ہے۔

دوسری وجہ غلطی کا شکار ہونے کی اس تعلق کو صحیح طور پر نہ سمجھنا ہے جو منعم علیہم اور من النبیین الخ میں ہے۔ ان کا استدلال یہ ہے کہ آیت میں مع کے معنی ساتھ کے نہیں کیونکہ اگر محض ساتھ ہونا ہی اسجگہ مراد ہے تو پھر صرف نبیوں کی معیت ہی نہیں بلکہ صدیقوں شہداء اور صالحین کی بھی محض معیت ہی حاصل ہوگی گویا اس امت میں نہ کوئی نبی بن سکے گا نہ صدیق نہ شہید نہ صالح یہ استدلال ہے جس پر ان کی طرف سے بہت زور دیا جاتا ہے۔

جو تفسیر حضرت اقدسؑ نے اس آیت کی فرمائی ہے اس کی روشنی میں اگر ہمارے بھائی غور فرمائیں گے تو ان پر واضح ہو جائے گا کہ آیت میں مع کے معنی ساتھ کے ہی درست اور موزوں ہیں۔ جبکہ آیت کے حصہ وحسن اولٰئک رفیقا میں رفیق کا لفظ بھی اسی کی تائید کرتا ہے معنی آیت کے بالکل صاف اور سیدھے سادے ہیں جس میں کسی قسم کی پیچیدگی نہیں اور وہ یہ ہیں جو لوگ اللہ اور اس کے رسول کی کامل اطاعت کرتے ہیں وہ لوگ ان لوگوں کے ساتھ ہوتے ہیں جن پر اللہ تعالیٰ کے انعامات نازل ہوئے یعنے نبیوں کے ساتھ۔ صدیقوں کے ساتھ شہداء کے ساتھ صالحین کے ساتھ اور یہ چاروں جماعتیں بہترین رفیق ہیں۔

نبیوں کے ساتھ ہونیکا مفہوم

اب سوال یہ ہے کہ ایسے لوگ جو انبیاء کے کامل متبع ہوتے ہیں وہ کس بات میں انبیاء کے ساتھ ہوتے ہیں جواب اس کا یہ ہے کہ یہ کامل متبعین کا گروہ ان انعامات الٰہیہ کے حاصل کرنے میں انبیاء کا شریک ہوتا ہے جو انعامات انبیاء علیہم السلام پر وارد ہوتے ہیں یعنے وہ انہی انعامات کے مورد بنتے ہیں جن انعامات کے مورد انبیاء علیہم السلام بنتے ہوتے ہیں اس فرق کے ساتھ کہ انبیاء علیہم السلام براہ راست اور اصالتاً ان انعامات کے مورد ہوتے ہیں اور ان کے یہ کامل متبعین ظلی طور پر ان کی اتباع کے نتیجہ میں ان انعامات کے مورد بنتے ہیں اور یہ بات میں ثابت کر چکا ہوں کہ انعامات جو انبیاء علیہم السلام کو خدا تعالیٰ کی طرف سے ملتے ہیں وہ دعاؤں کی قبولیت کی شکل میں۔ غیب کی خبروں کے اظہار کی شکل میں۔ خوارق اور معجزات کی شکل میں دشمنوں کے مقابلہ میں تائیدات الٰہیہ اور ان پر غلبہ کی شکل میں بشارتوں کی شکل میں بعض خاص دشمنوں کی ہلاکت کی اطلاعوں کی شکل میں علوم و معارف کے خزانوں کے وا ہونے کی شکل میں۔ اپنے ماننے والوں کے قلوب کو پاک صاف کر دینے کی توفیق ملنے کی شکل میں ملتے ہیں یہ نبیوں

کی نبوت کا ایک کمال ہے جو مندرجہ بالا مختلف شکلوں میں ظاہر ہوتا رہتا ہے اور دوسرا کمال ان کا خود ان کی نبوت اور وہ ہدایت ہے جو وہ دنیا کی اصلاح کے لئے اپنے ساتھ لاتے ہیں یہ دوسرا کمال انعام نہیں نعمت ضرور ہے جو بطور موہبت الٰہیہ ملتی ہے نعمت کے متعلق یاد رکھنا چاہیئے کہ خدا تعالےٰ کی وہ نعمتیں جن پر انسانی زندگی کا دار و مدار ہے خواہ وہ زندگی مادی ہو یا روحانی وہ سب کی سب خدا تعالےٰ کی صفت رحمانیت کے ماتحت بغیر انسانی عمل کے انسان کو عطا کی جاتی ہیں مادی زندگی کے قیام کے لئے کائنات کی تمام اشیاء جو آسمان اور زمین میں پائی جاتی ہیں جیسے سورج چاند، ستارے، ہوا، پانی وغیرہ یہ سب ایسی نعمتیں ہیں جن کو حاصل کرنے میں انسانی اعمال کا کوئی دخل نہیں صفت رحمانیت کے ماتحت انسان کو عطا کی گئی ہیں اور اس کے مقابل روحانی زندگی کے قیام کے لئے انبیاء علیہم السلام کی نبوتیں اور ان پر نازل شدہ ہدایتیں ہیں ان کی عطا میں بھی انسان کے عمل کا دخل نہیں۔

ان نعمتوں سے خواہ وہ مادی دنیا کے ساتھ تعلق رکھنے والی ہوں اور خواہ روحانی عالم کے ساتھ تعلق رکھنے والی ہوں فائدہ اٹھانے کے لئے جب انسان اپنی کوششوں اور اپنی محنتوں کو بروئے کار لاتا ہے تو ان کوششوں اور محنتوں کا جو پھل اسے ملتا ہے وہ اللہ تعالےٰ کی طرف سے بطور انعام کے ہوتا ہے جو صفت رحیمیت کے ماتحت انسان پر نازل ہوتا ہے۔

بیان مذکورہ بالا سے ثابت ہوا ہے کہ نبیوں کی نبوت انعام نہیں کہ انعام پانے والے کامل متبعین اس میں نبیوں کے شریک ہو سکیں اسی لئے حضرت نبی کریم صلعم نے فرمایا لم یبق من النبوۃ الا المبشرات یعنی نبوت کے دو اجزاء ہیں ایک ہدایت یا شریعت جو نبوت کا لاینفک جزو ہے جو نبوت سے کبھی جدا ہو ہی نہیں سکتا اور ایک مبشرات پہلی جزو تو میری آمد سے مرتفع ہو گئی کیونکہ میں خاتم النبیین ہوں دوسری جزو باقی ہے جس کے وارث میری امت کے کامل افراد ہوں گے اور وہ بھی ظلّی طور پر

اسی امر پر حضرت اقدس مسیح موعودؑ نے یہ کہکر روشنی ڈالی ہے کہ یہ کمال جو امتی کو ملتا ہے کمال نبوۃ ہے نبوت نہیں۔ اسی بناء پر حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا ہے کہ محدث کو احکام جدید اور نبوت کے سوا باقی سب کچھ ملتا ہے جو نبی کو ملتا ہے چنانچہ قرآن کریم کی تفسیر کے معیار بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

• ساتواں معیار وحی ولایت اور مکاشفات محدثین ہیں اور یہ معیار گویا تمام معیاروں پر حاوی ہے کیونکہ صاحب وحی محدثیت اپنے نبی متبوع کا پورا ہم رنگ ہوتا ہے اور بغیر نبوت اور تجدید احکام کے وہ سب باتیں اس کو دی جاتی ہیں جو نبی کو دی جاتی ہیں اور اس پر یقینی طور پر سچی تعلیم ظاہر کی جاتی ہے اور نہ صرف اس قدر بلکہ اس پر وہ سب امور بطور انعام و اکرام کے وارد ہو جاتے ہیں جو نبی متبوع پر وارد ہوتے ہیں۔"

پھر فرماتے ہیں:۔

"محدث وہ لوگ ہیں جو شرف مکالمہ الٰہی سے مشرف ہوتے ہیں اور ان کا جوہر نفس انبیاء کے جوہر نفس سے اشد مشابہت رکھتا ہے اور وہ خواص عجیبہ نبوت کے لئے بطور آیات باقیہ ہوتے ہیں"

(برکات الدعاء از صفحہ ۱۸ تا صفحہ ۲۲)

عبارت مندرجہ بالا سے واضح ہے کہ امتی کو نبوت اور شریعت کے سوا باقی تمام وہ افضال ملتے ہیں جو اس کے متبوع نبی کو ملے ہوتے ہیں اور یہ تمام افضال بطور انعام ملتے ہیں۔ پھر آپ اس امر پر بھی غور فرمائیں۔

بیان مندرجہ بالا سے واضح ہو گیا کہ امتی نبیوں سے نبوت لے ہی نہیں سکتا اس لئے امتی نبی بن کس طرح سکتا ہے جو حصہ وہ لے سکتا ہے وہ صرف ان انعامات کا حصہ ہے جن کے خود نبی مورد ہوتے ہیں۔ اور یہی تحقیق انعم اللہ علیہم اور من النبیین میں ہے۔

صدیقوں وغیرہ کے ساتھ ہونے کا مطلب

باقی رہا صدیقیت، شہداء اور صالحین کے انعامات تو ان کا وارث تو امتی تبھی ہو سکتا ہے جب وہ خود صدیقیت، شہادت اور صالحیت کے مقام پر پہنچے گا کیونکہ یہ سب کسبی مقامات ہیں اس لئے اس کے ساتھ ہونے کے بے شک یہی معنے ہوں گے کہ وہ خود صدیق، شہید اور صالح بن جائیں نبوت چونکہ کسبی نہیں اس لئے وہ حاصل نہیں ہو سکتی ہاں اس کا وہ جزو حاصل ہو سکتا ہے جس کا تعلق کسب سے ہے یہی وجہ ہے کہ کسی بھی نبی کا متبع نبی نہیں بن سکا حضرت نبی کریم صلعم بھی چونکہ محض نبی ہی ہیں اس لئے آنحضور صلعم کا متبع بھی نبوت کو حاصل نہیں کر سکتا اسی لئے قرآن کریم کی سورت الحدید اور سورۃ آل عمران میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ رسولوں کی اتباع سے بڑے سے بڑا درجہ صدیقیت کا حاصل ہو سکتا ہے اس سے اوپر نہیں اور ان کی پیروی سے انسان ربّ سے تعلق پیدا کر کے ربانی بن سکتا ہے۔ اس آیت کا مفہوم ایک دوسرے رنگ میں بھی بیان کیا جا سکتا ہے اور وہ اس طرح کہ مضمون کو انعم اللہ علیہم پر ختم کر دیا جائے اس صورت میں آیت کے معنی یہ ہوں گے کہ جو مومن اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرتے ہیں وہ منعم علیہم بن جاتے ہیں اور بس اور یہ ناقابل انکار حقیقت ہے کہ صدیق یا شہید یا صالح بن کر بھی انسان منعم علیہ کہلا سکتا ہے منعم علیہم کہلانے کے لئے نبی بننا ضروری نہیں جب یہ ثابت شدہ حقیقت ہے کہ منعم علیہم کی ایک کلاس ایسی ہے جس میں حضرت نبی کریم صلعم کے بعد کسی اور کا داخلہ ممنوع ہے تو اس میں کسی اور کو خلاف ہدایت قرآن کریم داخل کرنے کی کوشش کرنا کس طرح جائز ہو سکتا ہے۔ کیا یہ آیت کے اصل مفہوم کو بگاڑنے کی کوشش کے مترادف نہیں، خصوصاً جبکہ اس کے معنی بغیر اس کلاس میں کسی کو داخل کئے بھی درست رہ سکتے ہیں فتدبروا! آیت کا اگلا حصہ منعم علیہم کی تفصیل کے سوا اور کچھ بیان نہیں کرتا اس کا ان چاروں جماعتوں میں سے کسی جماعت کا فرد بننے یا نہ بننے سے کوئی تعلق نہیں یہ حصہ یہ نہیں بتاتا کہ اللہ اور رسول کی اطاعت کرنے والے منعم علیہم کے ان چار گروہوں میں سے کس گروہ میں داخل ہوتے ہیں اس کے بارے میں آیت خاموش ہے اس کا علم ہمیں سورۃ الحدید کی آیت والذین اٰمنوا باللّٰہ ورسلہ اولٰئک ھم الصدیقون والشھداء عند ربھم میں دیا گیا ہے اور چونکہ حضرت نبی کریم صلعم بھی آیت وما محمد الا رسول کے ماتحت آپ صرف رسول ہی ہیں اور آیت قل ما کنت بدعا من الرسل کے ماتحت آپ رسولوں کی جماعت کے ایک فرد ثابت ہوتے ہیں لیکن آپ میں ایسی کوئی بات نہیں پائی جاتی جو پہلے رسولوں میں نہ پائی گئی ہو، جس پر کہ بدعا کا لفظ صاف دلالت کر رہا ہے اس لئے رسولوں کی اتباع سے جو بڑے سے بڑا مقام پہلے رسولوں کے امتیوں کو حاصل ہوتا رہا ہے وہی آپ کے امتیوں کو بھی حاصل ہوگا اور وہ صرف صدیقیت کا ہی مقام ہے وبس۔

شرعی اصطلاح میں جس حقیقت کا نام نبوت ہے قرآن کریم اور احادیث صحیحہ کی رو سے یہ حقیقت حضرت نبی کریم صلعم کے بعد کسی فرد بشر میں نہیں پائی جا سکتی کوئی ایک آیت یا کوئی ایک صحیح حدیث اس کی تائید میں پیش نہیں کی جا سکتی ہمارے ان بھائیوں نے اپنے نظریہ کو ثابت کرنے کے لئے صرف اسی ایک آیت کی بناء لی تھی اور وہ بھی متنازعہ فیہ ثابت ہوئی ہے خود حضرت مسیح موعود نے بھی ان کے پیدا کردہ معانی کے خلاف معنی کئے ہیں اور الفاظ آیت بھی یقینی طور پر ان کے پیدا کردہ معنی پر دلالت نہیں کرتے پھر ایسی کمزور بنیاد پر ایسی عمارت کھڑی کرنا جس سے امت میں انتشار پیدا ہوا اور اسے دو متحارب کیمپوں میں کھڑا کر دے کیا یہ دانشمندی سے بعید نہیں ہوگا سردست اسی قدر کافی ہے ضرورت پڑی تو مزید روشنی ڈال دی جائے گی۔

دوسری آیت جس سے امت میں نبوت کے جاری ہونے پر استدلال کیا جاتا ہے سورۃ

(باقی بر صفحہ ۱۵ کالم ۱ کے نیچے)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک عرب عیسائی کی عقیدت

اپنے بیٹے کا نام محمدؐ رکھا

عہد حاضر کا ایک عرب عیسائی شاعر اور مصنف میرون بے عبود، حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اس قدر دالہ وشیدا، مداح اور فدائی ہے، کہ اس نے اپنے بیٹے کا نام محمدؐ رکھا ہے، اس سے پیشتر کسی عیسائی نے ایسا کام نہیں کیا، اس پر اس کے دوستوں اور ہم مذہب لوگوں نے سختی سے اس کو ملامت کی، اور اسے ملحد قرار دیا جس کا جواب ایک نہایت خوبصورت نظم میں اس نے دیا ہے، جس کے کچھ حصہ کا ترجمہ درج ذیل ہے :۔

اے میرے بہترین لڑکے! تیری عمر بڑی ہو،
تو رجب کے مہینے میں پیدا ہوا تھا،
ہم نے اس کا نام محمد رکھا اور با آواز بلند کہا :۔
اے تاریخ! تو حیران نہ ہو
اپنی حیرانی اور تعجب کو کم کر دے
اور اپنے سر کو جھکا دے اگر تو یہ دیکھے کہ
میرون کا بیٹا نبیؐ کریم کا ہم نام ہے
اس کی ماں نے مسلم ہونے کی حیثیت سے اسے حمل میں نہیں لیا تھا
نہ ہی عیسائی ہونے کی حیثیت سے بلکہ ایک عرب کے طور پر اسے حمل میں لیا تھا
اور یاد رہے وہ چنا ہوا قریشی نبی
مشرق کا معجزہ اور عربوں کا فخر ہے

* * *

میرے بیٹے! اس غیر فانی نام پر فخر کر
اگر تو زندہ رہے تو اپنے مخلص ترین باپ کو یاد رکھ
جس نے وہ کام کیا جو اس سے پہلے گذری ہوئی صدیوں میں کسی دوسرے عیسائی نے نہیں کیا۔
کیونکہ میں روایات کا دشمن ہوں،
جنہوں نے مشرق کو بدترین انتشار میں مبتلا کر دیا
وہم پرستوں کا مذاق اڑا اور کہدے کہ
اسی طرح میرے باپ نے مجھ سے پہلے کیا تھا
کل میرے بیٹے! جب تو دیکھے گا کہ
میری تقلید کی جارہی ہے تو تم مجھ پر فخر کرو گے
تمہاری وجہ سے میرے بیٹے! میں نے اپنے ہم مذہبوں کو خفا کر دیا ہے
اس امید میں کہ ایک سنہری زمانہ طلوع کرنے والا ہے
ایک تربیت یافتہ قوم کا زمانہ
باقیماندہ عربوں کے اتحاد کا زمانہ
مبارک وہ دن جب ہم سب اکٹھے ہو جائیں گے
نیل کے کناروں سے لے کر یثرب کی وادیوں تک
تاکہ ہم ایک ہی جھنڈے کی عزت کو قائم کریں
جو قوم کے میناروں اور گنبدوں پر لہراتا ہے

* * *

کیا اس وقت میرے بیٹے کو ان تکالیف کا علم ہوگا جو مجھے پہنچی ہیں

جب میں نے اس کا نام رکھا ہے
اگر اسے بچپنے میں ان لوگوں کی باتوں کا علم ہو جائے
جو نہایت خطرناک دشمن۔ یہ بڑے ہوئے تھے
تو وہ جینے سے انکار کر دیتا اور اس زندگی میں موت کو ترجیح دیتا
جو تمسخر واستہزاء کے پیچھے لگ سنجیدہ امور کو ترک کر دیتے ہیں۔

* * *

کتنی مرتبہ لوگوں نے میرے متعلق کہا "کیسا ملحد آدمی ہے"
وہ دوزخ کی آگ میں جلے گا
اگر اپنے لڑکے کو شہرت دے گا
کیونکہ وہ ایک بیوقوف ملحد ہے جس کا کوئی مذہب نہیں"

* * *

میرے بیٹے! جو کچھ وہ کہتے ہیں اس کا یقین نہ کرو
کیونکہ جو کچھ وہ کہتے ہیں وہ کھلا ہوا جھوٹ ہے اس کے سوائے کچھ نہیں
فی الحقیقت لوگوں سے محبت کرنا میرا مذہب ہے
اپنے ملک کی زندگی میں اتحاد پیدا کرنا میری غرض!
میری کتاب بنی نوع انسان میں عدل و انصاف قائم کرتا ہے
ایک ایسی سرزمین میں جو الہامی کتب کا وطن ہے
اس لئے میرے بیٹے! ایک ایسے باپ کی پیروی کر
جس کی ہر ایک بیوقوف، مذہبی صوفی نے تحقیر کی،
وہ ہمارے اس مشرق کے لئے باعث ننگ ہیں
اس وقت سے جب انہوں نے اس ملک پر خوف اور دہشت کی حکومت قائم کی
انہوں نے احمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو بستر سے الگ کیا
اپنی راتیں رنج واندوہ کے ساتھ بستر پر گذارنے کے لئے
اور انہوں نے مسیح کو دکھوں اور مصائب میں مبتلا کیا
اس تعلیم کی وجہ سے جو اس نے انہیں دی
اور اگر وہ مکر و فریب سے کام نہ لیتے تو اسے صلیب پر نہ چڑھایا جاتا

* * *

اسلام کا پیغام

ایک نوسالہ انگریز طالب علم کے تاثرات

رابرٹ ایلن ایک نوسالہ انگریز بچہ جو تیسری جماعت کا طالب علم ہے، "اسلامک ریویو" میں لکھتا ہے:۔

"۱۲ دسمبر کو پیر کے دن مسجد ووکنگ کے امام ہماری ملاقات کے لئے آئے ہمارے ہیڈماسٹر نے کرسی صدارت لی اور ان کا تعارف کرایا امام صاحب نے السلام علیکم کہا۔ جس کے معنے ہیں

"آپ پر سلامتی ہو"

پھر انہوں نے بتایا کہ اسلام کے دو معنے ہیں، ایک معنے ہیں "رضائے الٰہی کی کامل متابعت" اور دوسرے معنے ہیں "صلح" اللہ تعالے کے ساتھ صلح اور تمام بنی نوع انسان کے ساتھ صلح اسلام کی تعلیم ہے :۔

"توحید الٰہی اور وحدت نسل انسانی"

جس کے یہ معنی ہیں کہ خدا تعالے کے حضور تمام انسان مساوی درجہ رکھتے ہیں۔ آپ نے بتایا کہ ایک مسلمان دلی رغبت کے ساتھ خیرات کرتا اور ہر شخص کے ساتھ شفقت سے پیش آتا ہے مسلمان بائیبل کے تمام انبیاء پر ایمان رکھتے ہیں اور ان کا ایمان ہے کہ جناب مسیح ایک عظیم المرتبت نبی لیکن انسان تھے۔

ؔ یہ ایک حدیث کی طرف اشارہ ہے جس میں فرمایا گیا ہے کہ ہر ایک بچہ فطرت پر پیدا ہوتا ہے بعد کو اس کے ماں باپ اسے یہودی یا عیسائی یا مجوسی بنا لیتے ہیں۔

مکتوب بغداد

سید تصدق حسین صاحب قادری کی تبلیغی ڈائری کا ایک ورق

۲۶ جون ۱۹۶۱ء بروز پیر:-
جناب سیکرٹری صاحب کے نام پانچ ورق تبلیغی ڈائری معہ خط بنام منیجر صاحب اخبار لائٹ و رقعہ بنام محترمی شیخ غلام قادر صاحب و جناب محمد علی الحاج معالمین کا کراچی سے آیا ہوا خط بنام شیر گل صاحب (براستہ ملاحظہ انجمن) ہوائی ڈاک سے بھجوایا۔ بحری ڈاک سے لائٹ از ۱۵ تا ۲۰ کے پانچ پانچ عدد پر مشتمل ایک بنڈل اور پیغام صلح عدد خاص کے چار عدد پر مشتمل ایک بنڈل بذر رجسٹری ملے۔ اخویم شیر گل کے نام بھی پیغام صلح عدد خاص و ۲۳ ملے۔ جناب عبدالعزیز صاحب لواء دیوانیہ کو مسیح موعود نمبر معہ ۲۳، اخویم عبدالصمد صاحب کو مسیح موعود نمبر و مدینہ اور محمد سرفراز محمد خاں صاحب کو مسیح موعود نمبر ڈاک سے بھجوایا۔

۲۷ جون ۱۹۶۱ء بروز منگل:-
جناب اے کیو۔ انصاری اور مسٹر فرید جعفری فرسٹ سیکرٹری سفارت پاکستانیہ کو لائٹ از ۱۵ تا ۲۰ اور استاذ علی محمد سرتا دی کو ۱۹، ۲۰ اور حافظ شریف حسین صاحب کو ۲۱ "سپی" جناب گل محمد صاحب بغداد کو پیغام صلح مسیح موعود نمبر و ۱۲ اور امان اللہ خان صاحب سفارت امریکہ کو اسلامک ریویو مجریہ جنوری و لائٹ ۱۲ و پیغام صلح ۱۵ ڈاک سے بھجوایا۔ ہوائی ڈاک سے پیغام صلح ۲۴ کا ایک پرچہ رجسٹری ملا۔

۲۸ جون ۱۹۶۱ء بروز بدھ:-
فرزند سید قاسم علی بھاونگر کو مندرجہ ذیل رسالے بحری ڈاک سے بھجوائے:-
ایک عیسائی کے تین سوالوں کا جواب - آیت اللہ احمد مجتبٰی، اعجاز القرآن،
جناب عبدالعزیز صاحب لواء دیوانیہ کے خط کا جواب دیا۔

۲۹ جون ۱۹۶۱ء بروز جمعرات:-
حسب معمول صوفی محمد طیب صاحب گھر تشریف لائے۔ مدینہ اخبار سے مضامین اور خبریں پڑھ کر سنائیں انہیں پیغام صلح ۱۹۴۵ء کی فائل اور پیغام صلح ۲۳ و ۲۴ دیا۔ ان سے مدینہ کے پرچے ملے۔ جناب محمد یوسف صاحب بغداد کو لائٹ ۱۲ ڈاک سے بھجوایا۔ اخویم سچوانی صاحب کے شریک حفیظ محمد صاحب کے فرزند عزیزم ولید معہ اپنی والدہ کے استفسار صحت کے لئے عصر کے وقت مکان پر آئے انہوں نے بتلایا کہ وہ تکمیل تعلیم کے لئے لندن جانے کا ارادہ کر رہے ہیں۔ انہیں کتاب "اسلام اور ہواٹس" ہدیۃً دیا۔

۳۰ جون ۱۹۶۱ء بروز جمعہ:-
جناب غلام محمد شاہ صاحب کشمیری علی گڈھ کو رسالہ "دی تیم احمدیہ اینڈ انس سیکیورٹی" ڈاک سے بھیجا۔ عزیز محمد یوسف (الدین خان) آفریدی مکان پر آئے ایک گھنٹہ بیٹھے انہیں کتاب "اسلام اور ہواٹس" "اسلامک ریویو مئی اور لائٹ" ماہ مئی کے دو پرچے دیئے۔ عزیزم شیخ محمد طفیل صاحب امام ہمبرگ و ڈنگ کو ہوائی ڈاک سے خط لکھا۔ نماز عصر کے بعد جناب محمد افضل خان صاحب مکان پر آئے جزاہ اللہ خیر۔

یکم جولائی ۱۹۶۱ء بروز ہفتہ:-
مسٹر ایس اولا سانتا دو رتا نیجیریا کو "اسلام دی ریلیجن آف ہیومینیٹی" اور جناب چوہدری علی محمد ریلوے انجنیئر کوکوک کو پیغام صلح ۱۱ لائٹ ۱۸ و رسالہ "حقیقت نماز" ڈاک سے بھجوایا۔ رنگون سے مجاہد برما اکبر خاں صاحب کا خط مرقومہ ۲۸ جون ہوائی ڈاک سے ملا۔ اخویم محمد شیر گل صاحب کو پیغام صلح ۲۲ دستی بھجوایا۔

۳ جولائی ۱۹۶۱ء بروز پیر:-
جناب عبدالصمد صاحب صدری بحرین کو عدد خاص پیغام صلح اور الحاج محمد سرفراز خان صاحب بصرہ کو لائٹ ۲۲ ڈاک سے بھجوایا۔
گرد و غبار کی وجہ سے تکلیف ہے آج تو دن بھر بے چینی میں گذرا اللہ رحم فرمائے۔ ہوائی ڈاک سے پیغام صلح ۲۵ رجسٹری ملا۔

۴ جولائی ۱۹۶۱ء بروز منگل:-
جناب نتھے خان صاحب الیکٹرک انجنیئر مدینہ منورہ کو "نماز اور ترقی کی تین راہیں" ڈاک سے بھجوایا۔

۵ جولائی ۱۹۶۱ء بروز بدھ:-
اخویم ابراہیم صاحب سچوانی بصرہ کو خط لکھا۔ جناب مہدی عبدالرزاق بغداد کو پیغام صلح ۱۴ ۱۹۵۹ء ڈاک سے بھجوایا۔

۶ جولائی ۱۹۶۱ء بروز جمعرات:-
محترمی صوفی محمد طیب صاحب حسب معمول مکان پر تشریف لائے۔ پیغام صلح ۲۵ سے ایک مضمون پڑھ کر سنایا اور پرچہ ساتھ لے گئے۔ جناب عبدالصمد صاحب برق بصرہ کو پیغام صلح ۲۳ معہ مدینہ اور عزیزم محمد اقبال شیدائی اٹلیا کو لائٹ ۱۹ ڈاک سے بھجوایا۔ پیغام صلح ۲۵ سے یہ معلوم کر کے بڑی مسرت ہوئی کہ ہمارا بوڑھا تجربہ کار جرنیل مولانا محمد یعقوب خان صاحب پھر لندن تشریف لے گئے اللہ تعالیٰ کامیاب و کامران کرے میرے دل کی گہرائی سے ان کی کامیابی کے لئے دعا نکل رہی ہے۔ ہوائی ڈاک سے مولانا احمد یار صاحب کا مکتوب گرامی جس پر ڈاک خانہ کی مہر ۲۲ جون ثبت ہے معہ نقل خط سچوانی صاحب بصرہ ملا۔

۷ جولائی ۱۹۶۱ء بروز جمعہ:-
جناب عبدالرحمن صاحب بغداد کو پیغام صلح ۲۱ ۱۹۵۰ء ڈاک سے اور اخویم محمد شیر گل صاحب کو ۲۲ دستی بھیجا۔ جناب محمد افضل خان صاحب برائے استفسار صحت تشریف لائے۔ جزاہ اللہ

۸ جولائی ۱۹۶۱ء بروز ہفتہ:-
جناب محمد صادق صاحب بغداد کو پیغام صلح ۲۶ ۱۹۵۸ء اور عزیزم پروفیسر شبلی سکھر کو رسالہ "انجیل مسیح" "حقیقت نماز" "زلزلہ سیلاب اور اس کا حقیقی علاج" اور استاذ ابا عبداللہ کو بواسطہ شریف حسین صاحب لائٹ ۲۰ دستی بھجوایا۔

۹ جولائی ۱۹۶۱ء بروز اتوار:-
جناب عبدالحکیم صاحب کو پیغام صلح ۱۶ دستی بھجوایا۔ تین ماہ کے بعد اپنے داماد صادق کی موٹر کار میں باب الآغا گیا کئی دوستوں سے ملاقات ہوئی سلسلہ کا ذکر بھی آیا حافظ شریف حسین صاحب نے بتلایا کہ انہوں نے دو چار روز ہوئے لائٹ کو ایک خط لکھا ہے۔ حافظ صاحب موصوف کو کتاب "اسلام اور ہواٹس" ہدیۃً بھجوائی۔

۱۰ جولائی ۱۹۶۱ء بروز پیر:-
عبدالحکیم صاحب کو پیغام صلح ۱۸ دستی بھجوایا۔ جناب ریاض الحسن صاحب بغداد کو پیغام صلح ۱۸ معہ رسالہ "اسلام و دیگر مذاہب" ڈاک سے بھجوایا۔ مجاہد برما اکبر خاں صاحب رنگون کے دو مکاتیب مرقومہ ۷ جون، ۲۸ جون کا جواب ہوائی ڈاک سے دیا۔

۱۲ جولائی ۱۹۶۱ء بروز بدھ:-
کل اور پرسوں سخت غبار کی وجہ سے طبیعت بہت ہی خراب رہی اللہ رحم فرمائے۔ پرسوں نائیجیریا مسٹر ساتنا دو رہ سے چند انگریزی اخبارات ملے جن میں دو ٹریکٹ کے پرچے بھی تھے۔ عزیزم

وحی ولایت (بسلسلہ صفحہ ۱۱)

المائدہ ع ۴ کی مندرجہ ذیل آیت سے واذ قال موسٰے لقومہ یا قوم اذکروا نعمۃ اللہ علیکم اذ جعل فیکم انبیاء یعنی جب موسٰے نے اپنی قوم کو کہا اے میری قوم اللہ کی نعمت کو یاد کرو جب اسنے تم میں انبیاء بنائے۔

استدلال یہ ہے کہ آیت بتلاتی ہے کہ نبوۃ نعمت ہے اور نعمت کو خدا کیوں بند کرنے لگا

اس استدلال کو کرتے وقت یہ نہیں سوچا گیا کہ جو نعمت اپنے کمال کو پہنچ جائے اس میں زیادتی کی گنجائش نہیں ہوتی مثلاً سورج ... اہل دنیا کے لئے بہت بڑی نعمت ہے لیکن محض آفتاب کے وجود کا نعمت ہونا اس بات کا متقاضی نہیں کہ ایک دوسرا آفتاب بھی ہماری موجودہ دنیا کے لئے پیدا کر دیا جائے اسی طرح روحانی عالم کے آسمان پر حضرت نبی کریم صلعم کامل آفتاب کے طور پر چمک رہے ہیں آپکی ضیا باریاں قیامت تک دلوں کو منور کرنے کے لئے کافی ہیں اب کسی دوسرے آفتاب کی کیا ضرورت ہے پس اس لحاظ سے ہم کہہ سکتے ہیں کہ نبوت بند نہیں ہوئی کیونکہ حضرت نبی کریم صلعم کی نبوت جاری و ساری ہے نئی نبوت کی ضرورت اس وقت پیدا ہوگی جب حضرت نبی کریم صلعم کی نبوت اپنا کام کرنا بند کر دیگی اور یہ ناممکن ہے۔ حضرت نبی کریم صلعم کے ساتھ یا آپ کے بعد کسی اور نبی کی ضرورت اس لئے نہیں کہ آنحضور صلعم کی نبوت ہر لحاظ سے کامل اور آپ کی قوت قدسیہ اس قدر اتم ہے کہ قیامت تک وہ اکیلی ہی قلوب کو پاک صاف کرنے کے لئے کافی ہے۔
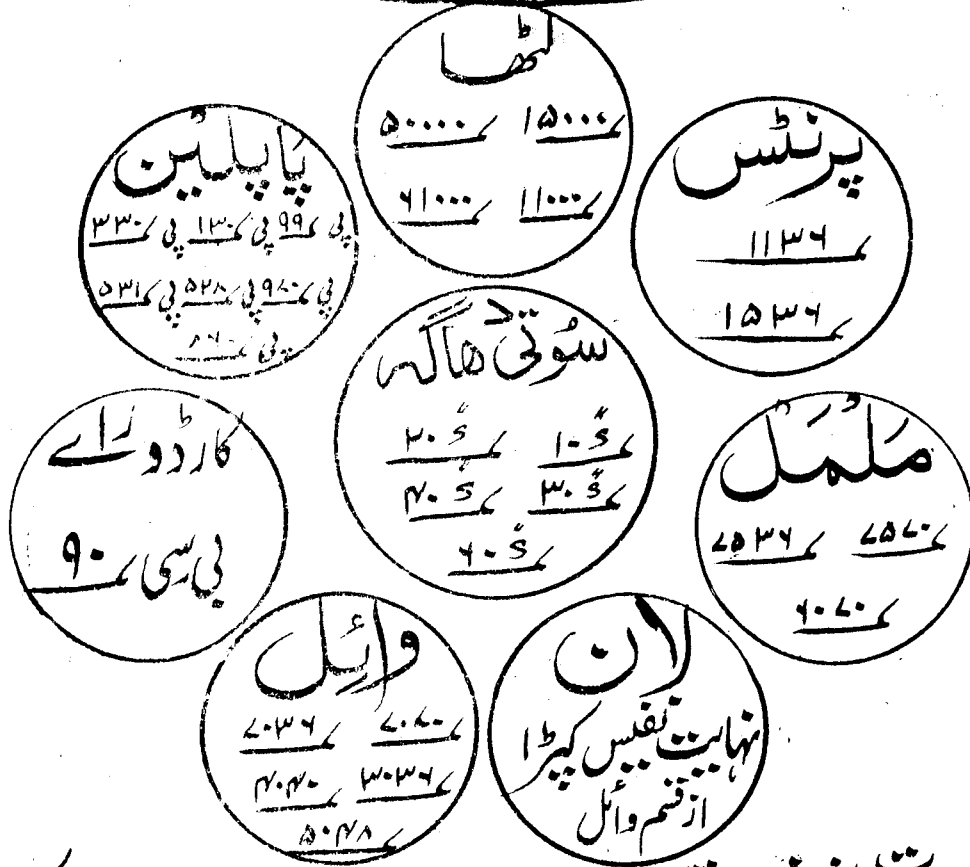
شکریہ احباب (بسلسلہ صفحہ ۴)

کے خطوط ہمیں موصول ہوتے ہیں یا جو احباب خود افسوس اور ہمدردی کے لئے تشریف لاتے ہیں ان کا ہم دلی شکریہ ادا کرتے ہیں۔ مرحومہ ایک بزرگ اور دلی نعمت خاتون تھیں۔ اور نیکی اور پرہیزگاری میں اعلےٰ درجہ کا مرتبہ رکھتی تھیں۔ ان کی وفات پر نہ صرف جماعت بلکہ غیر از جماعت دوستوں نے بھی ہم سے بے حد ہمدردی کی اللہ تعالیٰ ان سب کو جزائے خیر دے۔ آمین

خلیل اللہ ۔ سلیم اللہ ۔ پسران ڈاکٹر عصمت اللہ صاحب مرحوم
و مبلغ اسلام راولپنڈی ۔ سلیم منزل کیملبی محلہ

پنجاب پریس وطن بلڈنگ ساہر کلر روڈ لاہور میں باہتمام مولوی دوست محمد صاحب پرنٹر پبلشر چھپ کر دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور سے شائع ہوا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ہم تو رکھتے ہیں مسلمانوں کا دیں
دل سے ہیں خدامِ ختم المرسلیں

تم ہمیں دیتے ہو کافر کا خطاب
کیوں نہیں لوگو تمہیں خوفِ عقاب

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا خصوصی ترجمان

ہفت روزہ

پیغامِ صلح لاہور

ہر بدھ کو شائع ہوتا ہے
تار کا پتہ:- "تبلیغ" لاہور
فون نمبر:- ۳۷۳۷
مدیر:- دوست محمد
مدیر معاون:- بشیر احمد سوز

زرِ سالانہ
پاکستان سے [illegible] روپے
ہندوستان سے [illegible] روپے
بیرونی ممالک سے
ایک پونڈ

فی پرچہ ۱۲ پیسے — رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸

جلد ۴۹ | یوم چہارشنبہ مؤرخہ ۲۶ صفر المظفر ۱۳۸۱ھ مطابق ۹ اگست ۱۹۶۱ء | نمبر ۳۲

بحرِ حکمت کے موتی

عن ابی ھریرۃ رض قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دعونی ما ترکتکم فانما اھلک من کان قبلکم کثرۃ سوالھم واختلافھم علی انبیاءھم فاذا نھیتکم عن شیئ فاجتنبوہ واذا امرتکم بامر فاتوا منہ ما استطعتم (اخرجہ الشیخان والترمذی بحوالہ تلخیص الصحاح کتاب السوال)

ترجمہ:- ابوہریرہ رض سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم مجھ کو چھوڑ دو جو چیزیں تم کو چھوڑ دوں (یعنے جس بات کا میں تم سے تذکرہ نہ کروں وہ بات خواہ مخواہ مجھ سے مت پوچھا کرو جس کا میں نے بیان کرنا چھوڑ دیا تم اس کا پوچھنا چھوڑ دو) اس لئے کہ تم سے قبل جو امت تھی وہ اپنے انبیاء سے بکثرت سوالات اور اختلاف کرنے کی وجہ سے ہلاک و برباد ہو گئی۔ پس میں جب تم کو کسی بات سے منع کروں اس سے باز رہو اور پرہیز کرو۔ اور جب میں تمہیں کسی کام کرنے کا حکم دوں تو تم حتی المقدور اس کام کو کرو۔

نوٹ:- وما اٰتکم الرسول فخذوہ وما نھٰکم عنہ فانتھوا واتقوا اللہ ان اللہ شدید العقاب ۵۹ : ۷

تافت آں روئے کزاں روئے نتافت
یافت آں دولت کہ بگزید آں درے
(مسیح موعود)

ترجمہ:- وہ چہرہ روشن ہو گیا جس نے اس (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) سے روگردانی نہ کی۔ وہ کامیاب ہو گیا جس نے اس کا دروازہ پکڑا ۔ (غلام قادر عفی عنہ)

راہِ ہدایت کون لوگ پاتے ہیں

حضرت مسیح موعودؑ کے کلماتِ طیبات

یہ تجربہ کیا گیا ہے کہ سوال کرنے والے بہت کم ہدایت پاتے ہیں۔ ہاں حسنِ ظن اور صبر سے کام لینے والے ہدایت سے پورے طور پر حصہ لیتے ہیں۔ ان کا نمونہ ابوبکرؓ اور ابوجہل دونوں موجود ہیں۔ ابوبکرؓ نے جھگڑا نہ کیا اور نشان نہ مانگے۔ مگر اس کو وہ دیا گیا جو نشان مانگنے والوں کو نہ ملا۔ اس نے نشان پر نشان دیکھے اور وہ ایک عظیم الشان نبا۔ ابوجہل نے حجت کی اور مخالفت اور جہالت سے باز نہ آیا۔ اس نے نشان پر نشان دیکھے مگر دیکھ نہ سکا۔ آخر خود دوسروں کے لئے نشان ہو کر مخالفت میں ہی ہلاک ہوا۔ اس سے صاف پتہ لگتا ہے کہ جن کی فطرت میں نورِ ایمان ہے انہیں زیادہ گوئی کی ضرورت نہیں۔ وہ ایک ہی بات سے مطلب پر پہنچ جاتے ہیں۔ اُن کے دل میں ایک روشنی ہوتی ہے وہ معاً آواز سنتے ہی منور ہو جاتے ہیں اور وہ الٰہی قوت جو ان کے اندر ہوتی ہے اس آواز کو مخفی کر جوشش میں آجاتی ہے اور نشو و نما پاتی ہے جن میں یہ قوت نہیں رہتی، وہ محروم رہ کر ہلاک ہو جاتے ہیں۔ یہی طریق شروع سے چلا آیا ہے۔ اب ہر شخص کو غور کرنا چاہیئے کہ اگر کسی زمانہ میں اصلاح کے لئے مامور پیدا ہوتا ہے تو جو لوگ اپنے اندر اس مامور کے لئے قبولیت اور ایمان کا رنگ پاتے ہیں وہ مبارک ہیں۔ لیکن جو اپنے دل ہی قبض پاتا ہے۔ اور دل ماننے کی طرف رجوع نہیں کرتا۔ اس کو ڈرنا چاہیئے کہ یہ انجام بد کے آثار ہیں اور محرومی کے اسباب یقیناً سمجھ لو اور یہ ایک راز کی بات ہے کہ جو حق کے قرائن و دلائل دیکھ کر نہیں مانتا۔ اور حسنِ ظن اور صبر سے کام نہیں لیتا۔ اور تلاش رد میں رہتا ہے۔ عمدہ سے عمدہ نشان اور قوی سے قوی دلائل اس کے پیش کئے جاتے ہیں۔ مگر وہ ان کو دیکھ کر سمجھنے کی کوشش نہیں کرتا۔ بلکہ رد کی فکر میں لگ جاتا ہے تو اس کو ڈرنا چاہیئے کہ اشقیا والی عادت ہے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر سے اس جماعت نے کبھی فائدہ نہیں اٹھایا۔ جب انہوں نے اللہ تعالےٰ کا پیغام سنا۔ اور مامور من اللہ کی آواز ان کے کان میں پہنچی وہ مخالفت کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے اور فکر معکوس اور تخیل بے جا عداوت کی وجہ سے اس کی تردید کی فکر میں لگ گئے۔ پھر اسی پر بس نہیں کی۔ انسان چونکہ ترقی کرتا ہے۔ دوستی ہو یا دشمنی۔ آخر بڑے بڑے مقابلوں اور ناپاک منصوبوں تک نوبت پہنچکر ہلاکت کی گھڑی آجاتی ہے۔

(تقریر ۲۸ دسمبر ۱۹۰۰ء)

تبلیغی خطوط و کتابت

دیکھو خدا نے سارے جہاں کو جھکا دیا
گمنام پا کے شہرۂ عالم بنا دیا

مرتبہ شیخ غلام قادر صاحب دارعفی عنہ

فلپائن

ترجمہ خط از مسٹر احمد علاؤالدین کیمپو مسلم۔ فلپائن
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

یہ خط آپ کے مسلم بھائی کی طرف سے آپ کو دور دراز ملک سے لکھا جا رہا ہے۔ کیونکہ وہ اس بات کے لئے بہت خواہشمند ہے کہ اسے صحیح صحیح اسلامی تعلیم سے واقفیت حاصل ہو۔

پہلے پہلے میں نے آپ کی کتاب "اسلام دی ریلیجن آف ہیومینٹی" پڑھی۔ میں نے اسلام پر انگریزی میں ایسی اچھی کتاب کبھی نہیں پڑھی تھی۔

میں عربی تو پڑھ سکتا ہوں لیکن معنے نہیں سمجھتا۔ میں نے مالک کتاب سے مذکورہ رسالہ مستعار لے کر پڑھا اور خوب غور سے پڑھا بلکہ محبوب کے قبر کی طرح اس کے تمام متن کو ہضم کر گیا۔

میں نے اس کتاب سے ایسے حقائق حاصل کئے جن سے میں بالکل نا آشنا تھا۔ دلائل نہایت خوبصورتی اور پختگی سے بیان کئے گئے ہیں۔ بایں ہمہ ابھی تک میں اسلامی تعلیم کو زیادہ سے زیادہ حاصل کرنے کی تشنگی محسوس کرتا ہوں۔

مجھے یہ خبر سن کر گونہ اطمینان قلب نصیب ہوا کہ آپ میرے جیسوں کی رہنمائی کے لئے مفت اسلامی لٹریچر ارسال فرما رہے ہیں۔

مجھے کامل اعتماد ہے کہ آپ کی وساطت سے میری حصول تعلیم اسلام کی تشنگی کی تسکین ہو جائے گی آپ کا ارسال کردہ لٹریچر اور ہدایات خواہ ایک صفحہ ہی کیوں نہ ہوں میری خواہشات پوری کر دے گا۔

اگر مجھے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سوانح حیات پر کوئی کتاب مل جائے تو میں اپنے آپ کو نہایت خوش قسمت سمجھوں گا۔

مسیح علیہ السلام کے متعلق کوئی کتاب ہو تو وہ بھی عنایت فرمائیں۔

قرآن شریف کی از حد ضرورت ہے اگرچہ میں سمجھتا ہوں کہ یہ بہت بڑا گراں تقاضا ہے۔ مدت سے مجھے اسے حاصل کرنے کی خواہش ہے۔

مجھے آپ کے اسلامک ریویو .... کے پڑھنے کا موقعہ ملا ہے بہت عمدہ رسالے ہیں مگر یہ ۱۹۵۹ء کا پرچہ تھا گو اس کے مضامین متلاشیان حق کے لئے ہمیشہ تازہ ہیں۔

اگر ہو سکے تو مجھے ان رسالوں کی چند کاپیاں ارسال فرمائیں۔

امید ہے کہ جواب سے مجھے جلد ہی سرفراز فرمائیں گے۔

(انہیں خط۔ قرآن شریف۔ اسلامک ریویو لائٹ اور دیگر لٹریچر بھیجا گیا۔)

ناٹیجیریا

ترجمہ خط از مسٹر سالم قادر۔ ناٹیجیریا۔
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

میں یہ خط بہت شوق اور محبت سے تحریر کر رہا ہوں۔ میں اپنے کالج چھوڑنے سے پہلے لکھتا مگر نہ لکھ سکا۔ قرآن شریف اور ٹیچنگز آف اسلام مل گئے تھے۔ اور جب سے قرآن مجھے ملا ہے میں ہر روز اس کی تلاوت کرتا ہوں، اور میں اس تحفہ کمالات کی قدر کرتا ہوں، اور میں نے ٹیچنگز آف اسلام کو پڑھا۔ چند دوستوں نے بھی پڑھا اور میں نے چند بیدا ٹریننگ کالج کے لڑکوں کو آپ سے خط و کتابت کرنے کی سفارش کی ہے اور میں خدا کا شکر کرتا ہوں کہ اس نے مجھے سیدھا راستہ دکھا دیا۔ مجھے اسلام سے گہری دلچسپی ہے۔ اور مجھے امید ہے کہ آپ میری امداد کرتے رہیں گے اور مجھے کچھ مفید لٹریچر اسلام کے متعلق ارسال کریں گے۔ میری برادری کے لوگ مجھ سے بہت خوش ہیں۔ کیونکہ میں ان کو اسلام کے متعلق بتاتا رہتا ہوں، چونکہ وہ پہلے مشرک اور عیسائی تھے۔ اور میرا یہ مسئلہ حل کرنے میں میری مدد دیں۔

(۱) کیا وہ ظاہر طور پر بغیر اعلان کئے اسلام قبول کر سکتا ہے جبکہ وہ عیسائی سکول میں تعلیم حاصل کرتا ہو۔

(۲) کیا مسلمان کو ممانعت ہے کہ وہ کسی عیسائی یا مشرک سے شادی کرے۔

انہیں مندرجہ ذیل جواب دیئے گئے۔

(۱) اسلام قبول کر کے اس کا اظہار کرنا اور لوگوں کو بھی اس کی طرف دعوت دینا تو مومن کا اصل مقام ہے مگر کمزور دل لوگ اگر جرأت سے اظہار نہیں کرتے تو یہ کوئی خوبی کی بات نہیں۔

(۲) مسلمان مرد عیسائی عورت سے شادی کر سکتا ہے۔ مگر عیسائی مرد سے مسلمان عورت شادی نہیں کر سکتی۔ پیگن سے شادی کرنا منع ہے وہ اہل

کتاب میں سے نہیں۔

(۳) مسیح نے اگر بچپن میں گفتگو کی تو ہر بچہ بچپن میں گفتگو کرتا ہے اس میں تعجب کی بات ہی کیا ہے نیز انہیں تفسیر القرآن انگریزی سے کیف نکلم من کان فی المھد صبیا کے متعلق تفسیری نوٹ نقل کر کے خط میں بھیج دیا گیا ہے۔

(انہیں لٹریچر اور خط بھیجا گیا)

از طرف بابا فلد این۔ اسے پولیس۔ ناٹیجیریا۔
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

میں آپ کو چند حروف تحریر کر رہا ہوں میں پولیس میں ملازم ہوں اور میں اپنے ساتھیوں کو اسلامی تعلیم دیتا رہتا ہوں، جیسا کہ میرے دوست عثمان دے رہے ہیں مجھے یقین ہے کہ آپ مجھے ایک کاپی قرآن شریف اور کچھ لٹریچر اسلام کے لئے ارسال کریں گے۔ میں بہت مشکور ہوں گا اگر آپ میری اس درخواست کو مان لیں گے اور میں احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کا ممبر بھی بننا چاہتا ہوں۔

(انہیں قرآن شریف لٹریچر۔ بیعت فارم اور خط بھیجے گئے)

از سکو دا این۔ ناٹیجیریا۔
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

میں بہت خوشی سے یہ خط تحریر کر رہا ہوں جو کہ آپ کی خوشی کا موجب ہوگا۔

میں آپ کا بہت مشکور ہوں گا اگر آپ مجھے قرآن شریف مفت ارسال کریں۔ یہ قرآن کریم مجھے سکول کے طلباء کو پڑھانے میں مدد دیگا اور طلباء آپ کے بہت شکر گذار ہوں گے جن کے لئے آپ قرآن ارسال کریں گے۔ شکریہ

(انہیں خط۔ قرآن اور لٹریچر بھیجا گیا)

ترجمہ خط یالم حسین لاگوس ناٹیجیریا
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

میرے لئے یہ کم خوشی کی بات نہ تھی جبکہ میں نے آپ کے ادارے کا نام اپنے ایک دوست کی معرفت سنا۔ جس سے مجھے یہ معلوم ہوا کہ آپ قرآن شریف انگریزی۔ اردو اور عربی کی بہت اشاعت کرتے ہیں۔

اس لئے آپ کو مطلع کرتا ہوں کہ مجھے ان کتابوں سے بہت محبت ہے۔ اور آئندہ جب آپ خط تحریر کریں تو مجھے عربی۔ انگریزی قرآن اور دیگر کتب بھی ارسال کریں۔

اگر آپ مجھے یہ قرآن اور عربی کتابیں بھیجیں تو میں ان کا مطالعہ کروں گا اور میں بہت کم عرصہ میں اسلام کی تعلیم حاصل کر لوں گا۔ مہربانی فرما کر اس کا جلد جواب دیں اور میری التماس کو بھی منظور فرما دیں۔ (انہیں عربی۔ انگریزی لٹریچر اور

انسدادِ معائب کے ذرائع

کچھ عرصہ ہوا حکومت پاکستان نے انسداد معائب کے ذرائع پر غور کر کے مناسب سفارشات پیش کرنے کے لئے مولوی غلام محی الدین قصوری کی صدارت میں ایک کمیشن مقرر کیا تھا، جو مختلف پہلوؤں سے انسداد معائب کی تدابیر سوچتا رہا۔ اسی سلسلہ میں حال ہی میں سماجی بہبود کی مرکزی کانفرنس کے زیر اہتمام ریڈ کراس بلڈنگس میں ایک مجلس مذاکرہ منعقد ہوئی جس میں کئی اصحاب نے معاشرتی برائیوں پر تبصرہ کرتے ہوئے ان کے انسداد کی تدابیر پیش کیں۔ سب سے پہلے مولوی غلام محی الدین صاحب قصوری نے سماجی معائب کے متعلق عوام کے طرز عمل کا ذکر کرتے ہوئے بتایا کہ بعض لوگ اپنے گرد و پیش کی معاشرتی برائیوں کو دیکھتے ہوئے اُن سے بے تعلق رہتے ہیں اور بعض اس وجہ سے ان برائیوں کے استیصال میں حصہ نہیں لیتے کہ وہ داعی الی الخیر اور مصلح کہلانے سے شرماتے ہیں' آپ نے مشورہ دیا کہ لوگ اس روش کو بدلیں اور مختلف معاشرتی امور میں مجالس تبادلہ افکار منعقد کریں اور اپنے گرد و پیش کی ساری برائیوں کا کھوج لگائیں۔ اور انہیں دور کرنے کی راہیں تجویز کریں۔ آپ نے امید ظاہر کی کہ مختلف سماجی مسائل پر عمیق نظر رکھنے والے اصحاب بہترین مشورے دینگے اسطرح حکومت کو ٹھوس سفارشات جنہیں رائے عامہ کی تائید حاصل ہو گی پیش کی جاسکیں گی۔

مولوی غلام محی الدین صاحب کا یہ بیان ہر طرح لائق تائید اور قابل عمل ہے، جب تک سماجی امور میں دلچسپی لینے والے اصحاب اپنے گرد و پیش کی برائیوں کے انسداد کی تدابیر نہ سوچیں اور اس میں گہری دلچسپی کا اظہار نہ کریں، اس وقت تک معاشرہ کو درست کرنے کی کوئی عملی صورت پیدا نہیں ہو سکتی، ہمارا خیال ہے کہ سماجی معائب کی روز افزوں ترقی کا سبب زیادہ تر یہی ہے کہ لوگ اپنے سامنے جرائم ہوتے دیکھتے ہیں علی الاعلان اور دن دہاڑے ہر قسم کی برائیوں کا ارتکاب ہوتے ہوئے دیکھا جاتا ہے لیکن لوگ منہ موڑ کر گذر جاتے ہیں اور ٹوکتے تک نہیں، یہ وہی بات ہے جس کا ذکر قرآن کریم نے یہودیوں پر لعنت کے تذکرہ میں کیا ہے کانوا لایتناھون عن منکر فعلوہ لبئس ما کانوا یفعلون وہ ایک دوسرے کو بُرے افعال سے نہ روکتے تھے، بہت بُری بات ہے جو وہ کرتے تھے، افسوس ہے کہ آج مسلمانوں کی حالت بھی وہی ہو گئی ہے، اپنی آنکھوں کے سامنے بُری سے بُری بات ہوتے دیکھتے ہیں لیکن اس سے منع کرنا تو ایک طرف اس پر بُرا تک بھی نہیں مناتے اور جب پولیس تک نوبت پہنچتی ہے تو شہادت دینے سے بھی انکار کر دیتے ہیں، اور اگر بہت ہی مجبور ہو جائیں تو ملزم کی دشمنی کے خوف سے اس کے حق میں جھوٹی شہادت دے دیتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ جرائم اور سماجی برائیاں دن بدن بڑھتی جاتی ہیں۔ غنڈہ گردی کے رعب نے شرفا کے منہ بند کر رکھے ہیں اور قوم دن بدن قعر مذلت میں گرتی جا رہی ہے۔

لیکن اگر انفرادی طور پر برائیوں سے منع کرنے کی طاقت نہیں تو کم از کم اتنا تو ہونا چاہیئے کہ ان برائیوں کے انسداد کی تدابیر کمیشن انسداد معائب کے سامنے پیش کی جائیں، اس بارہ میں مولوی غلام محی الدین صاحب کا یہ کہنا صحیح ہے کہ مختلف معاشرتی امور میں مجالس تبادلہ افکار منعقد کی جائیں اور گرد و پیش کی برائیوں کا کھوج لگا کر انہیں دُور کرنے کی راہیں اور تجاویز کی جائیں جن کے مطابق کمیشن حکومت کے آگے موثر ذرائع اختیار کرنے کی سفارشات کر سکے۔

اسی سلسلہ میں بعض اصحاب نے مجلس مذاکرہ میں عصمت فروشی اور فحاشی، بے دینی اور فحش لٹریچر اور طلبہ و طالبات کی ناتراشیدہ غیر اسلامی ذہنیت کو سماجی برائیوں کے اسباب میں سے قرار دیا اور بتایا گیا کہ لاہور کے بازار گناہ کے علاوہ مختلف علاقوں میں قحبہ خانے اور تین ہزار پرائیویٹ ٹیکسیاں بھی اس فحاشی کی مددگار ہیں اور لاہور میں ساڑھے تین ہزار افراد کے پاس بیماری کے بہانے شراب نوشی کے پرمٹ ہیں جن میں زیادہ تعداد سرکاری ملازموں کی ہے۔ یہ بھی بتایا گیا ہے کہ گذشتہ سال یہاں اکیس ہزار پانچسو گیلن شراب اور چھہتر ہزار دوسو تین بیئر استعمال کی گئی انا للہ وانا الیہ راجعون۔ آہ یہ اس قوم کا حال ہے جس کا یہ امتیاز تھا کہ وہ شراب سے مجتنب رہنے والی قوم ہے، یہ اس پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے ماننے والی قوم ہے جس کے ایک اشارہ پر عرب کی اس قوم نے ع

شراب جن کی گھٹی میں گویا پڑی تھی

اپنے شراب سے بھرے ہوئے مٹکوں کو توڑ دیا، اور مدینہ کی گلیوں میں شراب گندے پانی کی طرح بہہ گئی اور اپنے ساتھ اُن کی تمام اخلاقی و سماجی برائیوں کو بھی بہا کر لے گئی، آہ اسی قوم کے نام لیوا! ہاں اس قرآن کو ماننے والے جس کا حکم ہے انما الخمر والمیسر رجس من عمل الشیطان فاجتنبوہ (شراب اور جوا پلید ترین شیطانی عمل ہے اس سے بچو) آج ان دو نو خبائث کے دلدادہ ہو کر پاکستان نہیں بلکہ اسلام کا نام بدنام کر رہے ہیں، اسی کا یہ نتیجہ ہے کہ ہر قسم کی معاشرتی خرابیاں اور اخلاقی بیماریاں یہاں تک کہ قتل و مقاتلہ بھی پاکستان میں عام ہو چکا ہے۔

اس سلسلہ میں یہ کہنا بھی بیجا نہ ہوگا کہ فحش لٹریچر اور عریاں فلم بھی اخلاقی و سماجی برائیوں کو ترقی دینے کا بہت بڑا ذریعہ ہیں۔ آئے دن سننے میں آتا ہے کہ فلاں نوجوان نے کسی فلم سے چوری اور ڈکیتی کا طریق سیکھ کر اس کو عملی جامہ پہنایا اور فلاں شخص نے جنسی فحاشی کا سبق عریاں فلموں سے سیکھا اور اس پر عمل کر دیا، ضرورت ہے کہ ان سب باتوں کے انسداد کے لئے مؤثر تدابیر اختیار کی جائیں اور بقول مولوی غلام محی الدین مجالس تبادلہ خیالات منعقد کر کے ان تمام برائیوں کے انسداد کے ذرائع سوچے جائیں۔

اس میں شک نہیں کہ برائیوں کے انسداد کا اصل ذریعہ تو یہ ہے کہ لوگوں کے دلوں میں اللہ تعالیٰ پر ایمان پیدا ہو، اس قدر مضبوط ایمان کہ کسی بُرائی کا ارتکاب کرتے وقت انہیں یہ احساس ہو جائے کہ اللہ تعالیٰ انہیں دیکھ رہا ہے اور وہ اس کی سزا انہیں ضرور دے گا ایمان کی اس منزل پر پہنچانے کے لئے ایسے روحانی انسانوں کی ضرورت ہے، جن کے انفاس طیبہ دلوں میں اثر پیدا کر سکیں، لیکن قانونی تعزیرات بھی بہت حد تک انسداد کا موجب ہو سکتی ہیں، اس لئے ضرورت ہے کہ انسداد معائب کے کمیشن کو ایسی تجاویز جلد از جلد بھیجی جائیں جو قانون کی صورت اختیار کر کے موجودہ معائب اور سماجی برائیوں کے انسداد کا موجب ہو سکتی ہوں، تاکہ کمیشن کی آواز رائے عامہ سے مؤید ہو کر حکومت کے سامنے انسداد معائب کے متعلق مناسب سفارشات پیش کر سکے۔

اس سلسلہ میں ہم اپنے خیالات آیندہ اشاعت میں پیش کریں گے۔

اخبار و افکار

قرآن کریم کا جرمن ترجمہ

روزنامہ کوہستان سے ایک خبر:۔

"ٹیوبنگن (ڈاڈ) ۸ راگست ۔ جرمن یونیورسٹی ٹیوبنگن میں شعبہ اسلامیات کے ساٹھ سالہ پروفیسر ڈاکٹر آر ڈی پاریٹ نے قرآن کریم کے جرمن زبان میں پہلے ترجمہ اور تفسیر کو ختم کرلیا ہے۔ دو جلدوں پر مشتمل یہ ترجمہ، اور چار جلدوں پر مشتمل قرآن کریم کی تفسیر سال رواں میں شائع ہوجائے گی جس کے ذریعہ جرمن عوام کو حکم خدا اور قوانین اسلام سے روشناس کرانے کی مؤثر کوشش کی جائے گی ۔ جرمن ماہرین اسلام کا کہنا ہے کہ اس ترجمے اور تفسیر سے جرمن اور یورپی ادبی حلقوں میں اسلام کے بارے میں ہر قسم کی غلط فہمیاں دور ہوجائیں گی ۔"

ب جرمن پروفیسر اسلامیات کا قرآن کریم کا ترجمہ اور نسیر کرنا موجب مسرت ہے، لیکن اس کے ساتھ ی یہ امر بھی قابل ذکر ہے کہ یہ قرآن کریم کا پہلا جرمن ترجمہ ر تفسیر نہیں اس سے قبل ۱۹۳۹ء میں قرآن کریم کا جرمن جمہ اور تفسیر حضرت مولانا صدرالدین صاحب امیر اعت احمدیہ لاہور نے کیا تھا اور وہی پہلا ترجمہ ہے ایک مسلمان عالم کے قلم سے ہوا اس لئے اولیت کا رف اسی کو حاصل ہے ۔ یہ ترجمہ احمدیہ انجمن اشاعت لام لاہور کی طرف سے شائع کیا گیا، افسوس ہے دوسری عالمگیر جنگ میں برلن پر گولہ باری کی وجہ سے ں ترجمہ کی تمام جلدیں ضائع ہوگئیں، اب یہ دوبارہ زیر طبع ے اور جلد شائع ہونے کی امید ہے خدا کے فضل سے س ترجمے کے مطالعہ سے تعلیم یافتہ جرمن احباب کی اسلام ے متعلق غلط فہمیاں دور ہوئیں اور ان میں سے بعض کو ل اسلام کا شرف بھی حاصل ہوا

اس جگہ یہ امر بھی قابل ذکر ہے کہ یہ ترجمہ اس مسجد سے ئع ہوا تھا، جو انجمن مذکور نے حضرت مولنا صدرالدین احب کے زیر نگرانی ۲۳-۲۴-۲۵ء میں برلن میں تعمیر تھی ۔ یہ مسجد اور یہ ترجمہ اہل برلن کو بہت پسند ہے اور لام کی طرف اُن کی کشش کا موجب ہے ۔ جرمن یونیورسٹی کے طلباء آئے دن اس مسجد کی زیارت کے لئے آتے ر امام صاحب سے اسلامی اصولوں کی آگاہی حاصل تے رہتے ہیں

آج کل جیسا کہ قارئین کرام کو معلوم ہے مولوی یحییٰ بٹ صاحب بی اے اس مسجد کے امام ہیں جو نہایت عدی سے جرمنی میں تبلیغ اسلام کا کام کر رہے ہیں اور کی ذات اہل برلن کے لئے کشش کا موجب ہے

کیونکہ اللہ تعالےٰ نے انہیں علم دین بھی عطا کر رکھا ہے اور اخلاق و عادات حسنہ سے بھی نوازا ہے ۔

بزرگان دین کے عرس

خدا جانے کب سے یہ رسم مسلمانوں میں چلی آرہی ہے، کہ بزرگان دین کی قبروں پر ہر سال عرس کئے جاتے ہیں، جن میں قوالیاں، میلے، تماشے اور طرح طرح کی بدعات لغویات دیکھنے میں آتی ہیں ۔ اور اس سے بڑھکر بعض لوگ ان قبروں کو سجدے کرتے اور اپنی حاجات کے لئے اُن سے دعائیں بھی کرتے ہیں جو صریح شرک ہے۔ ان بزرگوں نے تو اپنی زندگی میں ہمیشہ ایسی لغویات و بدعات اور عرسوں وغیرہ مشرکانہ رسوم کو ناجائز قرار دیا اور ان سے منع فرمایا، اور تو اور خود حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جن کی غلامی کا شرف ان بزرگوں کو حاصل تھا۔ صاف لفظوں میں یہ فرمایا کہ :۔

"اللہ تعالےٰ نے یہود و نصاریٰ پر لعنت کی اس لئے کہ انہوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو سجدہ گاہ بنا لیا خبردار تم ایسا نہ کرنا اور قبروں کو سجدہ گاہ نہ بنانا میں تمہیں اس سے منع کرتا ہوں ۔"

یہی وجہ ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا روضہ مبارک اس قسم کی مشرکانہ رسوم اور عرسوں وغیرہ سے مامون ہے لیکن اسکو کیا کیا جائے کہ اولیاء اللہ کی قبروں کو بالخصوص برصغیر پاک و ہند میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اس کھلی وصیت کے خلاف سجدہ گاہ بھی بنا لیا گیا اور طرح طرح کی ناپاک رسوم و بدعات اور میلوں تماشوں کا انہیں آماجگاہ بنا دیا گیا ۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

ضرورت ہے کہ علماء کی ایک کمیٹی بنائی جائے جو اس قسم کے عرسوں اور ناجائز رسوم پر اسلامی تعلیمات کی روشنی میں غور کرکے انکی اصلاح کی کوشش کرے اور امت کو شرک و بدعات سے بچالے ۔

میلاد النبی

۲۴ راگست ۱۹۶۱ء کو یوم میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم ہے، اس موقعہ پر حکومت نے سارے ملک میں چراغاں وغیرہ کرنے کا اعلان کیا ہے احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کی طرف سے دوسرے روز نماز جمعہ کے بعد جلسہ منعقد ہوگا، جس میں سیرت النبی اور اسوہ رسول صلعم پر حضرت امیر ایدہ اللہ اور دیگر احباب تقاریر فرمائیں گے۔

۳۰ راگست ۱۹۶۱ء کو "پیغام صلح" کا ایک خاص نمبر شائع کیا جائیگا جس میں جلسہ مذکور کی روئداد کے علاوہ سیرت النبی پر اہل قلم حضرات کے مضامین درج کئے جائیں گے ۔

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کے قائم کردہ کالج میں داخلہ

۲۱ راگست ۱۹۶۱ء کو شروع ہوگا

داخلہ کے قواعد پرنسپل صاحب کی طرف سے ایک پراسپکٹس کی شکل میں شائع ہوچکے ہیں۔ جو ان سے براہ راست درخواست کرنے پر مل سکتے ہیں ۔

کالج کے سٹاف کے ارکان حسب ذیل ہیں :۔

(۱) ۔ پرنسپل پروفیسر محمد شفیع صاحب بھٹی ایم اے جو چالیس سال تک ایف سی کالج لاہور میں انگریزی کے پروفیسر رہ چکے ہیں ۔

(۲) وائس پرنسپل ۔ مرزا حبیب الرحمن صاحب ایم اے سابق وائس پرنسپل زمیندارہ کالج گجرات

(۳) پروفیسر مرزا فرحت اللہ بیگ صاحب ایم اے (پروفیسر جیاگرافی) سابق پروفیسر گورنمنٹ کالج لاہور ٹریننگ کالج لاہور

(۴) مولوی فضل دین صاحب ایم اے (پروفیسر عربی) سابق پروفیسر گورنمنٹ کالج لاہور دیال سنگھ کالج لاہور

(۵) پروفیسر حافظ محمد نورالحق صاحب ایم اے (پولیٹیکل سائنس)

(۶) پروفیسر محمد عارف صاحب ایم اے (آپ نے اکنامکس یعنی اقتصادیات میں نہ صرف فرسٹ ڈویژن حاصل کیا، بلکہ پنجاب یونیورسٹی کے بھی ریکارڈ کو مات کردیا، اس کے علاوہ بی اے انگریزی آنرس کے امتحان میں پنجاب بھر میں اول آئے)

(۷) پروفیسر محبوب اشرف صاحب ایم اے (لیکچرار اسلامیات)

(۸) مولانا شمس الزمان صاحب (لیکچرار اسلامیات) آپ اظہر یونیورسٹی کے سند یافتہ ہیں، اور عربی زبان میں فی البدیہہ شعر کہنے اور قلم برداشتہ عربی نثر لکھنے پر قدرت رکھتے ہیں)

اسلام کی بنیادی تعلیمات اور صفاتِ الٰہیہ

خطبہ جمعہ مؤرخہ ۴ اگست ۱۹۶۱ء۔ فرمودہ حضرت امیر مولانا صدر الدین صاحب ایدہ اللہ بمقام احمدیہ بلڈنگس لاہور

قل ھو اللہ احد اللہ الصمد۔ لم یلد ولم یولد ولم یکن لہ کفواً احد ٥
(سورۃ اخلاص)

قرآن کریم کی آخری سورت

یہ قرآن کریم کی آخری سورت ہے۔ آپ کہیں گے کہ اس کے بعد دو سورتیں اور بھی ہیں۔ آئمہ دین نے لکھا ہے کہ مضامین کے لحاظ سے اور اعتقادات کی تعلیم کے لحاظ سے قرآن کریم کی یہ آخری سورت ہے بعد کی دو سورتیں موذتین کہلاتی ہیں جن میں دعا سکھلائی گئی ہے۔ مگر سورت اخلاص، مضامین اور اعتقادات کی تلقین کرنے کے لئے آخری سورت ہے۔

پہلی اور آخری سورت کے مضامین

اس آخری سورت میں اسی مضمون کو دوہرایا گیا ہے۔ جو قرآن کریم کی پہلی سورت میں بیان کیا گیا ہے۔ قرآن کریم کا یہ کمال ہے کہ جس مضمون سے اس کو شروع کیا اسی پر اس کا اختتام ہوا۔ ایک بڑا مصنف اس انداز کو دیکھ کر اس کی تعریف کرے گا کہ جو کتاب آج سے چودہ سو سال پہلے اتری اس کا کمال یہ ہے کہ جس مضمون سے اس کی ابتداء ہوئی اسی پر اس کا خاتمہ ہوا صرف یہی نہیں بلکہ پہلی اور آخری ہر دو سورتوں میں اسلام کی بنیادی تعلیمات اور اعتقادات بیان کئے گئے ہیں۔ سورۃ فاتحہ کو اسی لئے ام الکتاب کہا ہے کہ قرآن کریم کی تمام تعلیمات اس میں موجود ہیں اور سارے قرآن کا خلاصہ اس کے اندر آ گیا ہے۔ اور آخری سورۃ اخلاص کو بنیاد اور اساس کہا گیا ہے۔ اس لئے کہ جو مضمون اور تعلیم اس میں درج ہے اس میں خالص توحید کی تشریح ہے جو دین کی بنیاد ہے۔ قرآن کی پہلی سورت کو الکنز بھی کہا گیا ہے۔ اس لئے کہ یہ مضامین کا خزانہ ہے، اس کی گہرائی اور بلندی اس کی عظمت و رفعت اس قدر بڑھی ہوئی ہے کہ دنیا کا کوئی خزانہ اس کی قیمت کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ پہلی اور آخری سورت سب بچے بچوں کو یاد کرا دی جاتی ہیں اور اس طرح بچوں کے دل و دماغ میں دین کے بنیادی اصول بٹھا دیئے جاتے ہیں۔ ان دونوں سورتوں میں اللہ تعالیٰ کی توحید اور اس کی صفات کا ذکر ہے۔

تمام کائنات کی یکساں ربوبیت

دین کی بنیاد اس بات پر ہے کہ خدا تعالیٰ کی معرفت حاصل ہو۔ اللہ تعالیٰ کی عظمت و بندگی اور اس کی قدرت و طاقت کو انسان شناخت کرے فرمایا اللہ خالق السموات والارض وما بینھما۔ اللہ وہ ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو بنایا اور ہر اس چیز کو پیدا کیا جو ان دونوں میں موجود ہے کوئی چیز ایسی نہیں جو خالق نے پیدا نہ کی ہو۔ اور کوئی چیز دنیا جہان میں ایسی نہیں جس کا سہارا خدا نہ ہو کیونکہ وہ خالق السموات والارض ہے اور تمام دنیا کا رب ہے جو سب کی ربوبیت کے سامان مہیا کرتا ہے۔ وہ زمین اور آسمانوں کا خالق و مالک ہے خلق کل شئی وھو علی کل شئی وکیل سب چیزوں کو اس نے پیدا کیا ہے اور وہ سب کا سہارا ہے اور ان کی پرورش و ربوبیت کرتا ہے انہیں بڑھاتا اور ان کی نشوونما کرتا اور تربیت دیتا ہے کیڑے مکوڑے سے لے کر ہاتھی تک اور ذرہ سے لیکر آفتاب تک تمام کا تمام عالم اس کی مخلوق ہے۔ سب کچھ اسی کے قبضہ قدرت میں ہے۔

ساری مخلوق پر اللہ تعالیٰ کا رحم و کرم

اس قدر قدرت و طاقت اور اختیار و قبضہ کے باوجود وہ الرحمٰن ہے اور الرحیم ہے یعنی نہایت شفقت کرنے والا اور نہایت مہربان ہے قدرت کے ساتھ ساتھ وہ رحیم و کریم ہے اور رحمٰن ہے جو ساری قوموں کے ساتھ بلا امتیاز یکساں فیضانہ سلوک کرتا ہے۔ اور اس بارہ میں وہ ہندو، سکھ، عیسائی اور مسلمان میں کوئی تمیز نہیں کرتا سب کے سب اس کے حضور میں برابر ہیں

مالک ہونے کی وجہ سے تمام مخلوق سے محبت

پھر وہ کائنات و مافیہا کا مالک بھی ہے مالک یوم الدین۔ جس طرح کسی شئے کا مالک اس چیز سے محبت رکھتا ہے اسی طرح خدا تعالیٰ اپنی مخلوق کا مالک ہونے کی وجہ سے محبت رکھتا ہے ایک مکان کا مالک اپنے مکان سے محبت رکھتا اور اسکو سنوارتا ہے اور اس کا بگڑنا اس کو پسند نہیں آتا۔ باغ کے مالک کو اپنے باغ سے محبت ہوتی ہے وہ پسند نہیں کرتا کہ کوئی اسکو اجاڑے اسی طرح خدا تعالیٰ دنیا جہان کا مالک ہے وہ اپنی مخلوق سے پیار کرتا ہے اس سے مسلمان کو سبق دینا مقصود ہے کہ وہ بھی ان صفات کو اپنے اندر پیدا کرے اور اللہ تعالیٰ کے رنگ میں رنگین ہو جائے اس کی مخلوق سے محبت کرے۔ اس کی بھلائی اور بہبودی میں کوشاں ہو۔

منعم علیہم کا وارث بننے کی دعا

دو باتیں اور بیان فرمائیں، فرمایا اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم۔ تمام قوموں میں نبی اور رسول، صدیق اور شہید اور صالحین آئے مسلمانوں کو ان سب کے رستہ پر چلنے کی تلقین کی گئی، ان سب کا وارث بننے کا حکم دیا گیا۔ کیا وسعت قلبی ہے کہ مسلمانوں کو غیر قوموں کے بزرگوں کی پیروی کی تلقین کی گئی ہے۔ اور جناب الٰہی میں یہ دعا کرنے کا حکم دیا گیا ہے کہ اے خدا ہمیں ان بزرگوں کا وارث بنا دے اور جو انعام و اکرام ان پر کئے گئے ان سے ہمیں حصہ عطا کر۔ تو پہلی سورت میں تلقین ہے تعلیمات اور اعتقادات کی۔ یہ سورت ایک خزانہ ہے اور بہت بڑا خزانہ۔

مغضوب علیہم کے رستہ سے بچنے کی تلقین

اس کے بعد دو باتیں نقصان کی بیان کی ہیں وہ یہ کہ وہ قومیں جن کے پاس آسمان سے وحی آئی اور اُن کی طرف رسول آئے۔ اُن کی پیروی سے خدا تعالیٰ نے اُن پر اپنی برکات و افضال کی بارشیں کیں مگر جن لوگوں نے نافرمانی کی اور سیدھے راستہ سے بھٹک کر رسولوں اور تعلیماتِ الٰہیہ کو جھٹلایا یا ان کو مان کر نافرمانی کی وہ مغضوب علیہم ہو گئے ہمیں اس میں بتلایا گیا ہے کہ تم پر بھی ہم نے انعام کیا اور ہدایت کا رستہ تمہیں دکھلایا تم کہیں نافرمانی نہ کرنا ورنہ تمہارا شمار بھی اس راندہ درگاہ قوم میں ہوگا تم یہودیوں کی طرح لفظ پرست نہ بن جانا۔ اور اُن کی طرح نافرمان نہ بن جانا۔ انہوں نے حقیقی مطلب و مقصد پر نگاہ نہ رکھی، انہوں نے دین کے مغز کو چھوڑ دیا۔ اور چھلکے کو حقیقی دین سمجھ لیا وہ نافرمانی کے مرتکب ہوئے اور اس وجہ سے مغضوب علیہم بن گئے۔ اس پر فخر نہ کرو کہ تم لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھتے ہو اور خدا پر ایمان لے آتے ہو۔ اور خدا کی کتاب تمہارے پاس ہے۔ سنت رسول کو تم مانتے ہو۔ یہودیوں کی طرف بھی بڑا عظیم الشان پیغمبر آیا۔ انہیں توحید کی تعلیم دی گئی۔ اُن کے پاس شریعت تھی۔ اور وہ سب کچھ تھا جو ایک منعم علیہم قوم کے پاس ہوتا ہے۔ مگر وہ احکام الٰہی کی نافرمانی کے باعث مغضوب علیہم قرار دیئے گئے۔ انکے ذکر میں یہ سبق دیا گیا کہ مسلمان بھی اس قسم کا طریق اختیار نہ کرے۔ ورنہ اس کا بھی یہی حشر ہوگا۔

ضالین کی راہ سے بچنے کی تلقین

ایسا ہی ایک اور قوم کا ذکر کیا گیا ہے جسے صراط مستقیم کی ہدایت کی گئی حضرت عیسےٰ علیہ السلام

نے انہیں ہدایت کا رستہ دکھایا اور انہیں انجیل دی گئی جس کے متعلق فرمایا ہے فیہ ھدیً ونور لیکن وہ قوم خدا کے اس نبی کو مان کر اور اس نور اور ہدایت کو لینے کے بعد صراطِ مستقیم سے منحرف ہوگئی... اس لئے ان کو ضالین کہا گیا یعنے جادۂ صواب سے انحراف کرنے والے ایک قوم میں عمل نہ رہا تو دوسری میں علم نہ رہا انہوں نے خدا کے نبی کو الوہیت کے تخت پر بٹھا دیا۔

انجیل میں توحیدِ الٰہی کی تعلیم

میرے پاس امریکہ اور دوسرے ممالک کے پادری آتے رہتے ہیں میں نے ان کو انجیل میں سے ایسی عبارات دکھلائیں جن میں توحیدِ الٰہی کی تعلیم دی گئی ہے مثلاً یوحنا باب ۱۷ کی دوسری آیت میں ہے کہ تو ایک خدا کی پرستش کرا اور عیسٰے کو اس کا بھیجا ہوا یقین کر اور متی اور لوقا اور مرقس سب میں سب سے بڑا حکم یہ ہے کہ انسان ساری عقل سے ساری قوت سے ساری جان سے .... خدا نے واحد و برحق سے محبت رکھے اور دوسرا حکم یہ ہے کہ ہمسایہ سے اپنے برابر محبت رکھے۔

انسانوں کی تجویز کردہ تعلیم

لیکن عیسائیوں نے انجیل شریف کی اس واضح تعلیم کو ترک کرکے غیر مامور انسانوں کی تجویز کردہ تعلیم کو اختیار کر رکھا ہے جو غیر مناسب اور غیر معقول ہونے کے علاوہ نہایت مضر ہے اور فسادِ عظیم کا موجب ہے۔

قرآن کریم کی جامع تعلیم

اس نقصان کی اہمیت کے پیشِ نظر دو تو سورتوں میں اس پر بحث کی گئی ہے اور قوم کو اس فتنہ سے آگاہ کیا گیا ہے جو اس غلط تعلیم کے باعث دنیا میں پھیلنے والا تھا۔ قرآن کریم کی تعلیمات جو ان دو مختصر سی سورتوں میں جمع کر دی گئی ہیں کس قدر جامع کس قدر اہم اور کس قدر معقول اور کس قدر مفید ہیں۔

حضرت عیسٰی میں معبودیت کی صفات نہیں

فرمایا قل ھو اللہ احد۔ کہہ دو کہ خدا دو نہیں تین نہیں چار نہیں، سو نہیں، اور تینتیس کروڑ نہیں بلکہ وہ صرف اور صرف ایک ہی ہے وہ بے مثل، یکتا و یگانہ ہے۔ قادرِ مطلق ہے۔ رحیم و کریم ہے۔ اس کا علم سب چیزوں پر محیط ہے فرمایا اللہ الصمد ہے وہ کسی کا محتاج نہیں، وہ غنی ہے بلکہ ساری کائنات اس کی محتاج ہے۔ وہ الصمد ہے یعنی السید الذی یصمد الیہ الحوائج وہی تمام کائنات کے حوائج کو پورا کرنے والا ہے۔ کائنات کی سب چیزیں مخلوق ہیں۔ ہر شئے جو کائنات میں موجود ہے وہ مخلوق ہے وہ خالق نہیں ہو سکتی۔ حضرت عیسٰی مخلوق ہیں اُن کے ساتھ حوائجِ بشری لاحق تھیں، ان کو بھوک لگتی تھی وہ کھانا کھاتے تھے کانا یاکلان الطعام وہ ماں بیٹا دونوں کھانا کھایا کرتے تھے۔ دونوں محتاج تھے۔ کھانا کیوں کھایا جاتا ہے۔ جسم کے ذرات جو تباہ ہو جاتے ہیں ان کو دوبارہ پیدا کرنے کے لئے کھانا کھایا جاتا ہے۔ حضرت عیسٰے ہر آن محتاج تھے، اور جو کوئی محتاج، عاجز اور مجبور ہو وہ خدا، خالق اور ربّ نہیں ہو سکتا، جو مخلوق ہو وہ خالق، خدا، مالک اور ربّ نہیں ہو سکتا۔ جو مخلوق ہو وہ خالق اور جو عبد ہو وہ معبود نہیں ہو سکتا ہے۔ جو الصمد نہیں وہ معبود نہیں۔ الصمد قیّوم کو کہتے ہیں۔ خدا کائنات کے قیام کا باعث ہے۔ اس نے کائنات کی ربوبیت اور پرورش و تربیت کا ذمہ لے رکھا ہے۔ اس کی صفت خالقیت اور اس کی صفت ربوبیت اس کو معبود بننے کا استحقاق بخشتی ہے۔ کائنات کی ہر چیز مخلوق بھی ہے اور مربوب بھی۔ اس لئے خدا کے سوا کائنات کی کوئی چیز معبود بننے کا استحقاق نہیں رکھتی۔ حضرت عیسٰی اور ان کی والدہ ماجدہ بھی مخلوق و محتاج و مربوب ہیں اس لئے وہ معبود نہیں قرار دیئے جا سکتے۔ اس کے بعد وہ ناقص صفات بیان کی گئی ہیں جو خالق و معبود میں نہ ہونی چاہئیں۔ مثلاً لم یلد وہ جنتا نہیں یہ صفات ناقصہ میں سے ہے اور لم یولد وہ جنا نہیں گیا۔ جس میں یہ صفات ناقصہ ہوں وہ معبود نہیں ہو سکتا۔ یہ صفات حضرت عیسٰی اور حضرت مریم میں پائی جاتی ہیں اس لئے وہ معبود نہیں قرار دیئے جا سکتے۔

ایک لطیفہ

میں نے کئی دفعہ آپ کو ایک لطیفہ سنایا ہے کہ ریاست کوروائی کے نواب سرور علی خاں ابھی بچے ہی تھے کہ اُن کے والد فوت ہو گئے۔ ان کی تربیت ایک انگریز عورت کو تی تھی۔ اس نے انہیں کہا کہ عیسٰی خدا کا بیٹا ہے۔ اس پر سرور علی نے کہا اس کا باپ کب مرے گا۔ جواب دیا کہ وہ کبھی نہیں مرے گا۔ اس پر سرور علی نے کہا کہ پھر عیسٰے کو گدی کبھی نصیب نہیں ہوگی یہ حقیقت ہے کہ جو کسی کو جنتا ہے وہ مرتا بھی ہے۔ لم یلد خدا جنتا نہیں یہ جس قدر درخت ہیں ان کا بیج کیوں ہے ان بیج ہے تو موت کا پیغام ہے لم یلد خدا جنتا نہیں جو جنتا ہے وہ تو کبھی مرا ہوا تھا۔

عیسٰی میں صفاتِ الوہیت نہیں

عیسٰی عدم سے وجود میں آئے ان کو جنا گیا۔ پھر مرکر عدم کے بطن میں چلے گئے۔ خدا کا کوئی بیٹا نہیں۔ اس لئے کہ اسے اپنے کسی جانشین کی ضرورت نہیں۔ لم یولد۔ وہ خود بھی کسی کا بیٹا نہیں۔ لیس کمثلہ شئی۔ وہ بے مثل ہے انی یکون لہ ولد ولم تکن لہ صاحبۃ جب اس کی کوئی جورو نہیں تو بیٹے کے کیا معنے۔ جورو ہوتی تو اس کا کوئی بیٹا بھی ہوتا۔ وہ جورو بیٹے سے غنی ہے۔ وہ رب السمٰوات والارض ہے وہ قیوم ہے، اس کی عظمت اس کا جلال۔ اس کی کبریائی و بزرگی، اس کی طاقت و قدرت کی کوئی انتہا نہیں۔ اس کی برتری کو کوئی نہیں پہنچ سکتا۔ یہ صفاتِ الٰہی اس لئے بیان کی گئی ہیں کہ ان کی وجہ سے اسکی پرستش ہوتی ہے اور وہ صفات بھی بیان کی ہیں جن کی وجہ سے کوئی معبود نہیں ہو سکتا۔

حضرت عیسٰیؑ کی مجبوری و بیکسی

حضرت عیسٰے کی زندگی مجبوری و بیکسی کی زندگی ہے۔ دشمن انہیں تنگ کرتے ہیں۔ بے شمار تکالیف اور مصائب کے چنگل میں وہ پھنسے رہتے ہیں۔ انہوں نے اپنی عاجزی، مجبوری اور بیکسی کا اظہار کیا جب دشمن ان کی تلاش میں تھے انہوں نے کہا میری جان جا رہی ہے۔ بڑا اضطراب ہے! وہ اپنے حواریوں کی منتیں کرتے ہیں کہ میرے لئے جاگو اور دعا کرو، کیا محتاجی ہے کیا عجز ہے۔ انہیں گنہگاروں میں شریک کیا گیا۔

یہودیوں نے کہا کہ یہ (نعوذ باللہ) لعنتی ہے خدا کا بیٹا کیسے ہوا؟ اس کو لعنتی قرار دینے کے لئے صلیب پر چڑھا دیا گیا۔ اور کہا گیا کہ ہم نے اس کو لعنتی موت مار دیا۔ انہوں نے بے شمار الزام لگائے اور عیسائیوں نے بھی کہا کہ وہ صلیب پاکر لعنتی ہوگئے باوجود اس کے وہ ان کو اپنا معبود قرار دیتے ہیں۔

محمد رسول اللہؐ نے عیسٰیؑ کی بریت کی

فقط محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات ہی ہے جنہوں نے عیسٰیؑ کی حمایت کی اور ان کو تمام الزاموں سے بری کیا۔ انہوں نے فرمایا کہ وہ لعنتی نہیں۔ وہ مرفوع الی اللہ ہیں۔ وہ خدا کے رسول ہیں۔ وہ خدا کے پاک بندے ہیں، اللہ نے ان کو اپنا قرب عطا کیا ہے۔

ووکنگ مسلم مشن کی تبلیغی سرگرمیاں

ایک سوشل کلب میں شرکت

مسز جنیفر ڈیٹس (Mr. Jennifer Watas) نے بیرونی ممالک کے طلباء کی سوشل کلب آف دی چیلسی کمیٹی فار فرینڈشپ کی بیکرٹری میں جمعرات مؤرخہ ۴ رمئی ۱۹۶۱ء کو ایلنیس گرینسٹ ٹائنیس برج لندن میں بوقت ۸ بجے شام ایک ریلیجس برنیرز ٹرسٹ کا اہتمام کیا، اس موقعہ پر عیسائی (پروٹسٹنٹ اور رومن کیتھولک) ہندو اور مسلمانوں کے نمائندے موجود تھے، جنہوں نے طلباء کے بہت سے سوالات کے جوابات دیئے۔

ایک یونی ٹیرین گرجا میں وعظ

ریورنڈ آرتھر پیکاک (Gt. Beaches Park Capthorn Crawley Down, Sussex) نے امام صاحب مسجد ووکنگ کو دعوت دی کہ وہ ایسٹ ہل وانڈز ورتھ لندن میں اتوار مؤرخہ ۷ رمئی کو بوقت ۶ بجے شام یونیٹیرین چرچ میں عبادت کے موقعہ پر ۲۵ منٹ وعظ کریں، ایسی عبادات میں مسلم مقرر کا بلایا جانا ایک نئی بات ہے جس سے اسلام کی عابدانہ زندگی پر کسی نہ کسی رنگ میں روشنی پڑنے میں مدد ملتی ہے۔ ان عبادات کے لئے دعاؤں اور گیتوں کا انتخاب نہایت احتیاط سے کیا جاتا ہے۔ ذیل میں اس خط کا ترجمہ دیا جاتا ہے۔ جس میں اس گرجا کے اندر امام صاحب کے خطاب کو خاص طور پر سراہا گیا ہے۔

از سوہل۔ کاپ تھردن
کرالے ڈاؤن سسکس
۸ رمئی ۱۹۶۱ء

ڈیر مسٹر طفیل

کل آپ نے جو اعلیٰ درجہ کا وعظ کیا اس کا میں دلی شکریہ ادا کرتا ہوں، یہ وعظ ہر رنگ میں موزوں تھا، اور نہایت وضاحت سے بیان کیا گیا، اور بعد میں آپ نے ہم لوگوں کی فیلوشپ میں جو شرکت فرمائی، اس کا بھی میں شکریہ ادا کرتا ہوں،

یہ خوشی کی بات ہے کہ آپ اس موقعہ پر اپنی بیگم صاحبہ اور مس رشیدہ عبداللہ کو بھی ساتھ لاسکے، ایسی ملاقاتیں اور مسلمانوں کے ساتھ ہم لوگوں کے تعلقات اچھا اثر پیدا کرسکتے ہیں اور میں آپ کی مہربانی اور تعاون کا ممنون ہوں، مجھے کامل امید ہے کہ آپ بھی اس ملاقات سے محظوظ ہوئے ہوں گے، میں امید کرتا ہوں کہ دوبارہ ملاقات کے لئے زیادہ عرصہ انتظار نہیں کرنا پڑے گا۔

آپ کا مخلص
آرتھر پیکاک

سینٹ پیٹرز یوتھ فیلوشپ میں لیکچر

آتش ویل تزدا ابلز رنتاٹ سے مس پی۔ ایس سیکرٹری سینٹ پیٹرز یوتھ فیلوشپ نے امام صاحب مسجد ووکنگ کو دعوت بھیجی کہ ۱۲ رمئی ۱۹۶۱ء کو فیلوشپ میں اس موضوع پر لیکچر دیں کہ "میں کیوں مسلمان ہوں"

بدقسمتی سے وہ دوست جو امام صاحب کو آتش ویل پہنچانے گیا، رستہ بھول گیا، اور امام صاحب گرجا میں کسی قدر دیر سے پہنچے۔ اس وقت ممبر جا چکے تھے باقی لوگ جو ابھی انتظار کر رہے تھے گرجا میں جمع ہو گئے اور امام صاحب کو ڈیڑھ گھنٹہ تک سوالات و جوابات میں مصروف رکھا، گرجا کے پادری صاحب بھی کسی قدر دیر سے اس مجلس میں شریک ہو گئے۔

عید غدیر میں ایک شخص کا قبول اسلام

۲ رجون کو بروز جمعہ سید مہدی خراسانی نے عید غدیر کی تقریب پر جو لندن میں ان کے اپنے مکان پر منعقد ہوئی مدعو کیا کھانا کھانے سے پہلے سوئٹزرلینڈ کی ایک خاتون مسز نظام علی خان کو اسلام میں داخل کرنے کی مسرت امام صاحب کو حاصل ہوئی۔ تمام حاضرین کے لئے یہ ایک خوش کن حیرانی کی بات تھی، اور ہر شخص نے اس نومسلمہ کو اس کے داخل اسلام ہونے پر تہ دل سے مبارکباد دی۔

کل مذاہب کی عبادت کی سالانہ تقریب

ورلڈ کانگریس آف فیتھس نے کل مذاہب کی عبادت کی سالانہ تقریب ۲۰ رجون کو بوقت ساڑھے سات بجے شام لبرل جوئش سینی گاگ ۲۸ سینٹ جانز ووڈ روڈ لندن میں منائی۔ مندرجہ ذیل مقررین نے اس تقریب میں حصہ لیا۔

(۱) مسٹر کرسمس ہمفریز (بدھ مذہب)
(۲) مسٹر شیخ محمد طفیل (امام مسجد ووکنگ)
(۳) کیپٹن ایڈورکا رپینٹر (ویسٹ منسٹر)

ووکنگ نے صفات الٰہیہ پر جو قرآن کریم میں بیان کی گئی ہیں تقریر کی،

ذیل کا خط امام صاحب کو بیرونیس ریونسڈیل آف کیڈلیسٹن کی طرف سے موصول ہوا:۔

از ورلڈ کانگریس آف فیتھس
ینگ ہسبنڈ ہاؤس ۲۳ نارفوک اسکوئر۔ لندن ڈبلیو ۲
مؤرخہ ۲۱ رجون ۱۹۶۱ء

ڈیر مسٹر طفیل

میں بحیثیت پریذیڈنٹ ورلڈ کانگریس آف فیتھس اس بات پر خوشی محسوس کرتی ہوں کہ ہماری ایگزیکٹو کمیٹی اور تمام وہ ممبر جنہوں نے ۲۰ رجون کو سینٹ جانز ووڈ سینی گاگ میں انٹرفیتھ سروس میں شرکت کی، آپ کا تہ دل سے شکریہ ادا کرتے ہیں اس حصہ کے لئے جو آپ نے اس میں لیا۔

آپ نے اپنی مختصر تقریر کو ہمارے بدھ دوست مسٹر کرسمس ہمفریز کے الفاظ کے ساتھ منطبق کرنے کا نہایت عمدہ طریق اختیار کیا، جب آپ نے اللہ تعالےٰ کی دو بنیادی صفات پر روشنی ڈالی جو قرآن کریم کے شروع میں الرحمٰن اور الرحیم کے الفاظ میں بیان ہوئی ہیں۔ آپ نے اس بات پر زور دیکر کہ اس کتاب مقدس کے بلند پایہ اصولوں کو اپنی روزانہ زندگی میں عملی جامہ پہنانا چاہیئے ایک نہایت اعلیٰ عملی سبق ہمیں دیا، فی الحقیقت ہمیں اسی قسم کے خیالات کی توقع آپ جیسے اسلامی نمائندہ سے تھی۔ ہمیں خوشی ہوگی اگر ہماری سروس میں آپ کی نوازشانہ شرکت مسلمانوں اور ورلڈ کانگریس آف فیتھس کے باہمی تعلقات کو مضبوط بنانے کا موجب ہو، جو ہمارے لئے بہت ہی قابل قدر اور پیاری چیز ہے۔

آپ کی مخلص اور شکرگزار
ایونسڈیل

مسجد میں زائرین کے گروہ

متفرد زائرین کے علاوہ طلباء اور دوسرے افراد کے کئی گروہ بھی مسجد کی زیارت کے لئے آتے اور اسلام اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کے متعلق واقفیت حاصل کرتے ہیں۔ ۳۰ اپریل کو فرنٹی نائن سوسائٹی کے ممبران مسجد میں آئے۔ لس یوتھ کلب کے ممبران ۶ رمئی کو آئے۔ ۱۴ رمئی کو بروز اتوار مس لنش اپنی متقابلہ مذاہب کی کلاس کے طلباء کو لے کر آئیں۔ لبرل یوتھ گروپ ووکنگ نے ۸ رجون کو بروز جمعرات مسجد کی زیارت کی، کرائسٹ چرچ یونی ٹیرین رائیٹلی کے ممبران ہفتہ ۲۴ رجون کو مسجد میں آئے۔ ریلیجس سی جے۔ گولڈنگ۔ ہارسل۔ ووکنگ۔ ۳۰ رجون کو بروز جمعہ اپنی نوجوان لڑکوں اور لڑکیوں کی پارٹی کو لے کر آئے

مس آر۔ ایم۔ بروک لیکچرز ڈپوٹی (الہیات) فرنڈا ڈن کالج ویمبلڈن ۱۳ رجولائی کو اپنے طلباء کے ساتھ آئیں۔

زائرین کے ہر گروہ کی آمد پر نہایت دلچسپ گفتگو اور بحث و مباحثہ ہوتا ہے اور بعض اوقات اس ملاقات کے بعد بھی بعض لوگ مسجد سے تعلق رکھتے ہیں، ذیل کے دو خطوط زائرین کے تاثرات کے ایک حصہ کو ظاہر کرتے ہیں:۔

۲۶ سیمور پلیس۔ ڈبلیو ۱
یکم فروری ۱۹۶۱ء

ڈیئر مسٹر طفیل

آپ کو فی الحقیقت سینٹ مارک کے کلیسا سے باقاعدہ خط پہنچے گا۔ لیکن اپنی طرف سے ذاتی طور پر آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے ہفتہ کے دن ہمارے ساتھ ایسا اچھا برتاؤ کیا اور بہت دلچسپ وقت صرف کیا۔ لوگوں نے نہ صرف اس ملاقات سے پورے طور پر حظ اٹھایا بلکہ اسلام اور اس کی تعلیمات سے انہیں بہت زیادہ بہتر واقفیت حاصل ہو گئی اور میں محسوس کرتا ہوں کہ آپ نے دونوں اقوام میں دوستانہ سپرٹ قائم کرنے میں اپنا پورا حق ادا کر دیا ہے، آپ کی دلی رغبت کا میں تہ دل سے شکر گزار ہوں۔

آپ کا مخلص
کیتھلین ای رچرڈز

از کرائسٹ چرچ ریلوی ٹیرن
نیو ڈرو ڈ برائٹن
۲۶ رجون ۱۹۶۱ء

ڈیئر مسٹر طفیل

مجھے معلوم نہیں کہ مس ڈریو آپ کو لکھیں گی یا نہیں، مگر بہر حال میں یہ محسوس کرتا ہوں کہ مجھے بالضرور اپنی طرف سے اور برائٹن کے احباب کی طرف سے آپ کو یہ بتانا چاہیئے کہ ہم سب آپ کے اور آپ کے خاندان کے کس قدر ممنون ہیں، اس نوازش کی وجہ سے جو آپ نے ہفتہ کے دن ہم پر فرمائی، ہم سب نے مسجد کی زیارت کو دلچسپ پایا اور جس طریق سے آپ نے بیرونی گراؤنڈ میں ہماری تواضع کی اور چائے پیش کی اس کی خاص طور پر ہم قدر کرتے ہیں، ہم ہر سال باہر تفریح کے لئے جاتے ہیں لیکن رسل برائٹن واپس آکر جو عام رائے میں معلوم کی اس سے پتہ لگتا ہے کہ اس سال ہمارا باہر جانا گذشتہ بہت سے سالوں کی نہایت کامیاب تفریحات میں سے تھا اور یہ اس خوش آئند استقبال کا نتیجہ ہے جو ہمارا کیا گیا۔ آپ کا مخلص (ریورنڈ) جان رو لینڈ

ڈاکٹر کرامت علی خاں کا انتقال یہ خبر جماعت کے تمام حلقوں میں نہایت افسوس کے ساتھ سنی جائیگی کہ ڈاکٹر کرامت علی خاں صاحب ہماری جماعت کے مخلص ترین فرد اور بہت بڑی قربانیاں کرنے والے انسان تھے۔ ۱۵ جولائی کی رات کو بجے وطن ہندوستان پر فوت ہو گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مفصل آئندہ۔ احباب سے جنازہ غائبانہ کی درخواست ہے۔

آپ کے خطوط

خلیفہ صاحب ربوہ کے عقائد

ایڈیٹر صاحب پیغام صلح! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آج کل ایڈیٹر صاحب اخبار الفضل جب بھی مسئلہ کفر و اسلام اور نبوت پر بحث کرتے ہیں تو یوں ظاہر کرتے ہیں کہ جماعت احمدیہ ربوہ نے کبھی بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ماننا جزو ایمان قرار نہیں دیا، نہ انکو نبی تسلیم کیا ہے، نہ انکے منکرین کو اصطلاحی معنی میں کافر ٹھہرایا ہے۔ یہ ایڈیٹر صاحب کی ہٹ دھرمی ہے جس کا کوئی علاج نہیں ہے۔ کئی بار حوالہ جات بیان کئے گئے لیکن ایڈیٹر صاحب "میں نہ مانوں" کی پالیسی پر عمل پیرا ہیں۔ اس مراسلہ میں چند ایک حوالہ جات ارقام کئے جاتے ہیں جس سے آپ ایڈیٹر صاحب الفضل کی دیانتداری کا اندازہ لگا سکیں گے:۔

(۱) خلیفہ صاحب فرماتے ہیں:۔

"کس کا دل گردہ ہے جو یہ کہے کہ مسیح موعود علیہ السلام کا ماننا جزو ایمان نہیں"

(الفضل ۲۰ رمئی ۱۹۱۴ء)

(۲) "جب آپ نبی ثابت ہو گئے۔ تو آپ کا ماننا جزو ایمان ہوا" (الفضل ۶ رمئی ۱۹۱۴ء)

ان دونوں حوالہ جات سے عیاں ہے کہ خلیفہ صاحب کے نزدیک حضرت مسیح موعود علیہ السلام حقیقی اور مستقل نبی تھے تبھی وہ واضح الفاظ میں کہہ رہے ہیں۔ کہ ان کا ماننا جزو ایمان ہے اگر ان کے نزدیک ظلی بروزی اور امتی نبی کا تصور ہوتا تو کبھی بھی ان کا ماننا جزو ایمان قرار نہ دیتے۔

خلیفہ صاحب نے خود ہی اس بات کو واضح کر دیا ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کوئی امتی ظلی اور بروزی نبی نہیں تھے۔ بلکہ خدا نے ان کو نبی کے لفظ سے پکارا ہے، اس وجہ سے ہمارا یہ فرض ہے۔ کہ ہم ان کو نبی ہی کہیں۔ ان کے ساتھ ظلی بروزی اور امتی کا لفظ استعمال نہ کریں۔ چنانچہ خلیفہ صاحب فرماتے ہیں:۔

"خدا کی آخری وحی میں مسیح موعود کو بھی نبی اللہ کے خطاب سے مخاطب دیکھتے ہیں، اس لفظ کے ساتھ کوئی لغوی ظلی یا بروزی کا لفظ نہیں پڑھتے۔ یہ ظلی بروزی وغیرہ الفاظ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بطور انکسار استعمال کئے۔ الہام الٰہی میں ان کا ذکر نہیں۔ پھر ہم کیوں اس نبی کے لفظ کے ساتھ ظلی یا بروزی کا لفظ بول کر مجرم بنیں"

(الفضل ۲۶ رنومبر ۱۹۱۴ء)

اب اگر ایڈیٹر صاحب اخبار الفضل یہ ظاہر کرنے کی سعی ناتمام کریں کہ انہوں نے کبھی بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو حقیقی نبی کا مقام نہیں دیا اور ان کا ماننا جزو ایمان قرار نہیں دیا، تو ہم لعنۃ اللہ علی الکاذبین کے سوا اور کیا کہہ سکتے ہیں۔

اب یہ معاملہ صاف ہو گیا کہ خلیفہ صاحب کے نزدیک حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ماننا جزو ایمان تھا۔ تو پھر جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام نبی تھے منکرین کی طرف لفظ کفر منسوب ہو گا۔ تو وہ اسلامی اصطلاحی معنی میں موضوع ہو گیا۔ خواہ ایڈیٹر صاحب الفضل کو کہیں کہ انہوں نے محدود معنی "یعنی صرف انکار" میں استعمال کیا ہے۔ لوگ اس کو نہیں مانیں گے۔ نہ یہ بات بنتی ہے۔ بالخصوص جبکہ خلیفہ صاحب نے انوار خلافت ص ۹۳ میں یہ بات اور صاف کر دی ہوئی ہے کہ مسلمانوں کے معصوم بچوں کا جنازہ نہ پڑھا جائے کیونکہ وہ ویسے ہی ہیں جیسا کہ ہندو، سکھ عیسائیوں کے بچے۔

میں ایڈیٹر صاحب کی خدمت میں یہ عرض کروں گا۔ کہ وہ واضح طور پر اعلان کریں کہ ۱۹۵۲ء کے بعد سے جماعت احمدیہ ربوہ نے اپنے سابقہ عقائد میں تبدیلی کر لی ہوئی ہے اب ان عقائد کو ان کی طرف منسوب نہ کیا جائے۔ اگر اس قسم کا اعلان نہ ہو گا تو ہم یہی تصور کریں گے کہ ایڈیٹر صاحب حقائق پر عمداً پردہ پوشی کر رہے ہیں۔ (سعید نور ایم اے)

لفٹنٹ جنرل برکی مسجد ووکنگ میں
(بقیہ کالم اول)

پاکستان کے وزیر صحت، لیبر و سوشل ویلفیئر لفٹنٹ جنرل برکی ۲۲ رجون ۱۹۶۱ء کو بروز جمعرات مسٹر ایس بی صوفی اور خواجہ صلاح الدین محمود کی معیت میں مسجد ووکنگ میں تشریف فرما ہوئے اور امام صاحب کے ساتھ لنچ تناول فرمایا۔ لفٹنٹ جنرل برکی نے قبل ازیں آج سے چالیس سال پیشتر جب وہ انگلستان میں ایک طالب کی حیثیت میں گئے ہوئے تھے، مسجد ووکنگ کو دیکھا تھا۔ امام صاحب نے "اسلام اور چرچ ائس" نامی کتاب برکی صاحب کی خدمت میں پیش کی۔

مسجد ووکنگ میں اتوار کے اجتماعات

مسجد ووکنگ میں ہر اتوار کی سہ پہر کو ایک عام اجتماع ہوتا ہے جس میں امام صاحب یا کوئی اور دوست لیکچر دیتے ہیں، ایک اتوار کو مسز لطیف (صاحبزادی ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین مرحوم) نے حاضرین کو مخاطب کرتے ہوئے سورۃ الرحمٰن کی چند آیات پر تبصرہ کیا۔

جنازہ غائبانہ

بیگم عائشہ برانی (کراچی پاکستان) اور والدہ صاحبہ جی بی گجراج (برٹش گائنا) کا جنازہ غائبانہ مسجد ووکنگ میں پڑھا گیا۔

نو مسلمین

ذیل میں ان اصحاب کی فہرست دی جاتی ہے جو حال ہی میں ووکنگ مسلم مشن کے توسط سے مسلمان ہوئے:۔

(۱) مسٹر جان گاڈفرے رسل اینڈرو (نائیجیریا)
(۲) مس ہیمن کاورڈ (انگلستان)
(۳) مسٹر بینک جارج پاول (طالب عبداللہ) جرسی سٹی (امریکہ)
(۴) مسٹر انعام علی خان (انگلستان)
(۵) مسٹر تھنل گورڈن لیسلی بیکر کینیلے، سرے (انگلستان)
(۶) مس ابتاما دیتھا۔ وکٹوریہ (آسٹریلیا)
(۷) مسٹر پی ایس اکوامارتنز (نائیجیریا)

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بھی

اُمت محمدیہ میں دروازہ وحی کھلا ہے

مولانا شیخ عبدالرحمٰن صاحب مصری

قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ ویغفر لکم ذنوبکم واللہ غفور رحیم قل اطیعوا اللہ والرسول فان تولوا فان اللہ لا یحب الکفرین۔
(آل عمران ع ۴)

تمام اہل ارض کے لئے یہ اعلان کر دو کہ اے لوگو اگر تمہیں اللہ کے محب ہونے کا دعوے ہے تو پھر تم میری اتباع کرو میری اتباع کا نتیجہ یہ ہوگا کہ تم اللہ کے محبوب بن جاؤ گے

اس آیت میں دنیا کے تمام عیال الٰہی کو حکم دیا گیا ہے کہ اگر وہ اللہ تعالےٰ سے سچی محبت رکھتے ہیں تو حضرت نبی کریم صلعم کی اتباع کا جُوا اپنی گردنوں پر رکھ لیں۔ اس کی دو وجہیں ہیں ایک تو یہ کہ حضرت نبی کریم صلعم کی صداقت کا آفتاب اپنی تیز شعاعوں سے دنیا کی تمام ظلمتوں کو پاش پاش کر رہا ہے جو عملی ثبوت ہے اس بات کا کہ آپ فی الحقیقت خدا کے سچے نبی اور مرسل برحق ہیں اس لئے خدا سے سچی محبت کا دعوےٰ کرنے والوں کے لئے یہ ضروری ہے کہ وہ تمام تعصبات قومی کو بالائے طاق رکھتے ہوئے جو بالعموم سچائی کے واضح ہو جانے کے بعد بھی اُسے قبول کرنے میں حائل ہو جاتے ہیں اپنے محبوب حقیقی کے فرمان کے آگے سر جھکا دیں اور لومۃ لائم کی پرواہ نہ کرتے ہوئے اس کے نبی کے قدموں میں آگریں اور اس سے اطاعت اور محبت کا سچا تعلق پیدا کر لیں۔

دوسری وجہ یہ ہے کہ ان خدا سے محبت کا دعوےٰ کرنے والوں کو اس حقیقت پر غور کرنا چاہئیے کہ اگر اُن کی محبت خدا کے ہاں مقبول ہو تو اس کا نتیجہ کیوں برآمد نہیں ہوتا یعنی خدا اُن سے محبت کیوں نہیں کرتا سچی اور حقیقی اور بے لوث اخلاص محبت کا تو یہ لازمی نتیجہ ہوتا ہے کہ جس سے محبت کی جاتی ہے محبت کرنے والے کی محبت بھی اُس کے دل میں پیدا ہو جاتی ہے یہ ایسا امر ہے جو روزمرہ ہمارے مشاہدہ میں آتا رہتا ہے انسانوں میں اس کی سینکڑوں مثالیں ملتی ہیں۔ اگر کوئی شخص کسی کو دعوےٰ محبت کرتا ہے اور وہ ایسے افعال کرتا ہے جو اس کے محبوب کی ناراضگی کا موجب ہو جو اس کی محبت سے اس کو محروم کر دے ایسا ہو تا قابل انکار حقیقت ہے کہ حضرت نبی کریم صلعم سے منقطع رہنے والوں میں سے جو بھی محب الٰہی ہونے کا دعوےٰ کرتے ہیں اُن میں سے کوئی بھی ایسا نہیں پایا جاتا جس میں خدا کی محبت کے آثار پائے جائیں جس سے ثابت ہوا کہ خدا تعالےٰ ان کی محبت کا جواب اپنی محبت سے نہیں دے رہا جو بین ثبوت ہے اس امر کا کہ اس کی محبت میں کوئی نقص ہے یا اُن سے ایسے افعال کا ارتکاب ہو رہا ہے جو خدا تعالےٰ کی ناراضگی کا موجب بن رہے ہیں اور اس کی نظر عنایت سے انہیں محروم رکھے ہوئے ہیں اور اس کے بالمقابل وہ لوگ جنہوں نے حضرت نبی کریم صلعم سے حقیقی تعلق اطاعت پیدا کیا ہے وہ خدا کے محبوب بن گئے اور خدا کی نظر عنایت اُن کے شامل حال ہو گئی ہے یہاں تک کہ محبوبیت کے تمام آثار اُن میں دکھلائی دے رہے ہیں اس لئے ان لوگوں کو جو یہ دعوےٰ کر رہے ہیں کہ انہیں خدا سے محبت ہے حکم دیا جا رہا ہے کہ تم بھی رسول کریم صلعم کی اتباع کرو تا تم بھی اپنی محبت کا جواب خدا سے پاؤ یعنے اس کے محبوب بن جاؤ پھر خدا تعالےٰ کے محبوب بننے کی جو بھی علامات ہیں تم انہیں اپنے وجود میں مشاہدہ کرنے لگ پڑو گے اور وہ ایسی نمایاں ہوں گی کہ دوسروں کے مشاہدہ میں بھی آجائیں گی۔

ان علامات کو میں گذشتہ اقساط میں تفصیل سے بیان کر چکا ہوں اور یہ بھی بتلا چکا ہوں کہ ان علامات میں سے سب سے بڑی علامت خدا تعالےٰ کے مکالمہ الٰہیہ سے مشرف ہونا ہے۔ عقلاً بھی یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ محب اپنے محبوب سے کلام کرنے کا سخت مشتاق ہوتا ہے اب جو بندہ بھی خدا کے محبوب ہونے کا شرف حاصل کرے گا وہ لامحالہ خدا کی ہمکلامی کا بھی شرف حاصل کریگا پس یہ آیت یقینی دلیل ہے اس بات پر کہ حضرت نبی کریم صلعم کی حقیقی اور کامل اتباع ہر مومن کو اس مقام پر پہنچا دیتی ہے جس مقام پر پہنچکر انسان مکالمہ الٰہیہ سے مشرف ہو جاتا ہے اور امت میں ہزاروں نے اس شرف کو حاصل کیا ہے اور یہ واقعات کی شہادت ہے جس کا انکار ناممکن ہے۔

حضرت موسیٰؑ کا واقعہ

حضرت موسیٰؑ کو مخاطب کرتے ہوئے اللہ تعالےٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے والقیت علیک محبۃ منی یعنی میں نے تجھ پر اپنی محبت ڈالی تا کہ تو میری خدائی تربیت کے نیچے حضرت موسےٰ آگئے جو یہ تربیت الٰہی منتج ہوئی ثم جئت علیٰ قدر یا موسیٰ پر یعنی یہ تربیت اس مقررہ اندازہ پر پہنچ گئی جس پر پہنچکر انسان خدا کے مشن کے لئے منتخب ہو جاتا ہے اسی لئے اس کے بعد فرمایا واصطفیتک لنفسی یعنی میں نے اپنے خاص کام کے لئے تجھے انتخاب کر لیا اور دوسری جگہ فرمایا وکلم اللہ موسیٰ تکلیما یعنی موسیٰ سے خدا تعالےٰ نے بار بار کلام کیا۔

حضرت موسیٰؑ کا یہ تمام واقعہ برہان قاطع ہے اس حقیقت کو واضح کرنے کے لئے کہ خدا کی محبت انسان کو قرب الٰہی کے کس بلند سے بلند مقام تک پہنچا دیتی ہے یعنی ماموریت کے عہدہ پر سرفراز کروا دیتی ہے مکالمہ الٰہیہ سے مشرف کر دیتی ہے نبی اور غیر نبی کا اس میں سوال نہیں یہ محبت الٰہی کا ذاتی کرشمہ ہے جس دل میں بھی یہ نازل ہوگی اسے انعامات الٰہیہ کا مورد بنا دے گی اور جب اس کا نزول مکمل شکل میں ہوگا تو سب سے اعلیٰ انعام یعنے مکالمہ الٰہیہ کے انعام کا مستحق بنا دے گی جیسا حضرت موسیٰؑ کے ذکر میں واضح کیا گیا ہے۔

یحببکم اللہ کے بعد ویغفر لکم ذنوبکم فرمایا جو دو مختلف قسم کے انسانوں کے لحاظ سے دو مختلف مفہوموں پر دلالت کرتا ہے ایک قسم کے لوگ تو وہ ہوتے ہیں جو حضرت نبی کریم صلعم کی اتباع اختیار کرنے سے قبل مختلف قسم کے گناہوں سے ملوث ہو چکے ہوتے ہیں انکو مدنظر رکھتے ہوئے تو آیت کا مفہوم یہ ہوگا کہ اُن کے تمام گناہ معاف ہو کر ان کے قلوب پاک صاف ہو جائیں گے اور آئندہ وہ خدا کی حفاظت میں آجائیں گے اور دوسری قسم کے وہ لوگ ہوں گے جو گناہوں سے محفوظ ہوں گے ان کے لحاظ سے آیت کے معنی یہ ہوں گے کہ حضرت نبی کریم صلعم کی اتباع اختیار کرنے کے نتیجہ میں اُن کے اندر جو گناہوں کی طرف لے جانے والا

قوت ہے اللہ تعالیٰ اسے دباتے رکھے گا اور اسے ابھرنے نہیں دے گا اور اس طرح خدا تعالیٰ کی دائمی حفاظت اُن کے شامل حال رہے گی اور انہیں محفوظیت کے مقام پر کھڑا رکھے گی اور یہ مقام ماموریت کا مقام ہے جو امت کے مجددین اور محدثین کو نصیب ہوتا ہے آیت کے اس مفہوم سے واضح ہے کہ امت میں ایسے لوگ بھی پیدا ہوں گے جو گناہوں سے بالکل پاک رہیں گے کیونکہ اُن کے لئے ماموریت کے عہدہ پر فائز کیا جانا مقدر ہے پس آیت کا یہ حصہ بھی اپنے ایک مفہوم کے اعتبار سے بتلا رہا ہے کہ امت میں بوقت ضرورت مامور بھی پیدا ہوتے رہیں گے گو وہ نبی نہیں ہوں گے لیکن نبیوں کی طرح پاک و صاف ہوں گے اس کے بعد واللہ غفور رحیم کہہ کر اس بات کو واضح کر دیا کہ حضرت نبی کریم صلعم کی اتباع کرنے والے بندوں کے لئے اللہ تعالیٰ کی صفت غفور جس کے معنی دباتے رہنے اور حفاظت کرنے والے کے ہیں اپنا اور چونکہ ایسے لوگ اتباع میں ترقی کرتے رہتے ہیں اس لئے اس کی صفت رحیم یعنی نیک اعمال کی صحیح اور مکمل جزا دینے کی صفت بھی اپنا جلوہ دکھاتی رہتی ہے اس کے بعد پھر حضرت نبی کریم صلعم کی زبان مبارک سے دوبارہ اعلان کروایا کہ ان نتائج حسنہ کو دیکھ کر ضرور اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کر لو اگر اس اطاعت سے منہ پھیر لو گے تو یاد رکھو کہ اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کا قولاً یا عملاً انکار کرنے والوں سے یقیناً خدا محبت نہیں کرے گا یعنی خدا کے محبوب ہونے کی جو علامات ہیں وہ ان میں ہرگز پائی نہیں جائیں گی یہ دوسری دلیل حضرت نبی کریم صلعم کی اتباع کی اہمیت اور اس کے درست ہونے پر ہے پہلی دلیل تو مثبت رنگ کی تھی یعنی اتباع کرنے والے اعلیٰ سے اعلیٰ نتائج حاصل کریں گے اور یہ دوسری دلیل منفی رنگ کی ہے یعنی اتباع نہ کرنے والے انعامات الٰہیہ سے محروم رہیں گے خواہ ایسے لوگ برملا منکر ہوں اور خواہ ایمان کا اقرار کرنے کے بعد عملاً اطاعت سے انحراف کرنے والے ہوں دونوں ہی محرومیت کا شکار ہوں گے۔ اس دلیل کی صداقت کو جو دودھاری تلوار کا کام دے رہی ہے اس زمانہ میں صرف حضرت مرزا صاحب نے اپنے وجود سے ثابت کیا ہے ایک طرف تو آپ نے اپنے وجود سے ثابت کر دیا ہے کہ حضرت نبی کریم صلعم کی اتباع سے فی الحقیقت حسب وعدہ قرآن کریم انسان بلند سے بلند روحانی مقام حاصل کر لیتا ہے اور مکالمہ الٰہیہ سے مشرف ہو جاتا ہے جیسا کہ انہوں نے بتلایا کہ آپ ہوئے ہیں اور اس کا ثبوت بھی متعدد نشانوں کے ذریعہ بہم پہنچا دیا اور دوسری طرف تمام مخالفین کو چیلنج کیا کہ اگر وہ قرآن کریم اور حضرت محمد رسول اللہ صلعم کی اطاعت سے روگردانی کرتے ہوئے بھی الٰہی قرب کو حاصل کر رہے ہیں تو ان علامات میں جو مقربان الٰہی کے شامل حال ہوتی ہیں میرے ساتھ مقابلہ کرنے کے لئے میدان میں نکل آئیں لیکن اول کسی کو اس چیلنج کو قبول کرنے کی جرأت ہی نہ ہوئی اگر ایک دو کو ہوئی تھی تو وہ پچھاڑ دیئے گئے اور ان کے مقابلہ سے یہ ثابت ہو گیا کہ حضرت نبی کریم صلعم کی اطاعت سے منہ پھیرنے والے یقیناً نصرت الٰہی سے محروم رہتے ہیں مسلمان جو دعوے تو اطاعت رسول کا کرتے تھے لیکن حقیقت میں اتباع نبوی سے کوسوں دور تھے ان کو بھی اس مقابلہ میں شکست دے کر ثابت کر دیا کہ حقیقی متبع اس زمانہ میں آپ ہی تھے۔

دوسرے انبیاء علیہم السلام کی مثالیں

اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے اس حقیقت کو کہ رسولوں کی اتباع سے ہی ہمیشہ ایسا مقام حاصل ہوتا ہے چند انبیاء علیہم السلام کی مثالوں سے واضح کیا ہے۔ چنانچہ آدم۔ نوح۔ آل ابراہیم اور آل عمران کی مثالیں پیش کی ہیں حضرت آدم کے دو بیٹوں کا قرآن نے ذکر کیا ہے ایک وہ جو حضرت آدم کی اطاعت میں زندگی گزارتے ہوئے تقوٰے کی راہ پر گامزن رہا تھا اور دوسرا راہ تقوٰے سے دور رہ کر زندگی بسر کر رہا تھا پہلے کے شامل حال خدا کی نصرت تھی اور دوسرا اس سے محروم تھا اسی طرح حضرت نوحؑ کی اتباع کرنے والے انعامات الٰہیہ کے مورد تھے اور نہ ماننے والے عذاب الٰہی کا نشانہ بنے جن میں ان کی بیوی اور لڑکا بھی شامل تھے اسی طرح حضرت ابراہیمؑ کے ماننے والوں اور نہ ماننے والوں کے ساتھ ان کے حالات کے مطابق سلوک ہوا اور سب سے آخر آل عمران کا ذکر کیا ہے یعنے سلسلہ موسویہ کا جو ایک طویل عرصہ تک دونوں قسم کی مثالیں پیش کرتا رہا ہے اس سلسلہ میں قرآن کریم اور احادیث صحیحہ کی شہادت کے مطابق بے شمار صاحب وحی ولایت پیدا ہوئے ہیں۔ گویا ان مثالوں سے خدا نے بتلایا ہے کہ رسولوں کی یہی شان ہے کہ اُن کی اتباع سے انسان مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ کے بلند مقام کو حاصل کر لیتا ہے۔ اس لئے حضرت نبی کریم صلعم کی رسالت کا صدق تبھی ثابت ہو سکتا ہے جبکہ آپ کی اتباع سے بھی ویسے ہی نہیں بلکہ اُن سے بڑھ کر خدا کے مکالمہ کے شرف سے مشرف ہونے والے مقربان الٰہی پیدا ہوں کیونکہ آپ خاتم النبیین ہیں۔ اس کے بعد آل عمران کی ایک عورت کی مثال پیش کرتے ہوئے بتلایا کہ مرد تو مرد عورتیں بھی رسولوں کی اتباع کے نتیجہ میں روحانی انعامات سے بہرہ ور ہوتی رہی ہیں دیکھو حضرت مریم کی والدہ کی دعا خدا نے کیسی قبول کی کہ اس کو مریم جیسی لڑکی عطا کی جس کی فطرت کو کتنی بڑی روحانی امور میں ترقی کرنے والی استعداد بخشی اور پھر اس لڑکی کو ایک نبی یعنی حضرت زکریا کی کفالت میں جو روحانی ترقی حاصل ہوئی اور توحید باری تعالیٰ کی جو بلند معرفت نصیب ہوئی اور فرشتوں سے ہمکلام ہونے کا جو شرف اسے حاصل ہوا اس کا ذکر کر کے امت محمدیہ کے یہ ذہن نشین کرا دیا کہ اگر حضرت زکریا کی تربیت یافتہ لڑکی اس بلند مقام پر پہنچ سکتی ہے تو حضرت نبی کریم صلعم کے تربیت یافتہ افراد روحانیت کے بلند ترین مقام پر پہنچ سکتے ہیں اس کو تصور میں بھی لانا مشکل ہے۔ کیا یہ خیال بھی کیا جا سکتا ہے کہ حضرت زکریا کا تربیت یافتہ اور وہ بھی لڑکی خدا کے مکالمہ سے مشرف ہو جائے مگر نبی کریم صلعم کا تربیت یافتہ اس نعمت الٰہی سے محروم رہے۔ حضرت نبی کریم صلعم کے بلند ترین مقام کو جو خدا کے ہاں آنحضور صلعم کو حاصل تھا مدنظر رکھتے ہوئے ایسا گمان کرنا بھی کفر کے قریب انسان کو پہنچا دیتا ہے خدا اس سے سب مسلمانوں کو محفوظ رکھے۔ آمین۔

حضرت مریم کے واقعہ میں زبردست پیشگوئی

فرشتوں کے ساتھ حضرت مریم کی ہمکلامی کے ذکر کے بعد اللہ تعالیٰ ...... حضرت نبی کریم صلعم کو مخاطب کرتے ہوئے فرماتا ہے ذالک من انباء الغیب نوحیہ الیک یعنے یہ غیب کی خبروں میں سے ہے جو ہم تیری طرف وحی کر رہے ہیں یاد رہے کہ قرآن کریم محض قصوں کی کتاب نہیں گذشتہ واقعات جس قدر بھی قرآن کریم میں بیان ہوئے ہیں وہ سب کے سب امت کو آئندہ پیش آنے والے واقعات کے متعلق پیشگوئیوں پر مشتمل ہیں اسی لحاظ سے انہیں غیب کی خبریں قرار دیا گیا ہے۔

اسی اصل کو مدنظر رکھتے ہوئے حضرت مریم کے واقعہ کا بیان بھی ایک عظیم الشان پیشگوئی پر مشتمل ہے یعنی امت محمدیہ میں بھی علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام حضرت نبی کریم صلعم کی تربیت روحانی کے نتیجہ میں جس نے قیامت تک جاری رہنا ہے ایسے افراد پیدا ہوتے رہیں گے جو حضرت مریم کی طرح اصطفا کے مقام پر پہنچیں گے اور مطہر اور مزکی بنائے جائیں گے یعنے محفوظیت کا مقام انہیں حاصل ہوگا اور مجرد اصطفا کا مقام ہی انہیں حاصل نہیں ہوگا بلکہ بعض ایسے بھی ہوں گے جن کو اپنے تمام ہمعصروں پر اصطفاء میں بھی برتری حاصل ہوگی خلاصہ کلام یہ کہ یہ تو عام بات ہوگی کہ مریمی صفات اپنے اندر رکھنے والے افراد بکثرت امت میں حضرت نبی کریم صلعم کی تربیت کے نتیجہ میں پیدا ہوں گے لیکن آنحضور صلعم کی شان چونکہ حضرت زکریا سے بہت بلند ہے اس لئے آپ کی تربیت کے نتیجہ میں ایک مریمی صفت امتی ایسا بھی ہوگا جو مریمی صفات سے ترقی کر کے عیسوی صفات بھی اپنے

نذر پیدا کرلے گا اسی لئے اس کے بعد جو بشارات حضرت عیسٰےؑ کی پیدائش کی فرشتوں کی طرف سے حضرت مریم کو ملیں اس کا ذکر کیا گیا ہے اور پھر حضرت عیسٰے کی صفات کا تذکرہ شروع کر دیا گیا ہے جس کی نمایاں خصوصیت آیات دکھلانے کی گئی ہے گویا اس امت میں پیدا ہونے والا عیسٰی صفت امتی کی بھی نمایاں خصوصیت یہ ہوگی کہ وہ نشان نمائی کے ذریعہ اسلام کی برتری دیگر ادیان پر ثابت کرے گا آل عمران کا ذکر سب سے آخر کرنے میں یہی حکمت تھی۔

اسی مضمون کو سورہ تحریم میں بھی بیان کیا گیا ہے وہاں وضاحت سے یہ بتلایا گیا ہے کہ امت کے بعض افراد مریم کے ساتھ مشابہت پیدا کر لیں گے جیسا کہ فرمایا وضرب اللہ مثلاً للذین اٰمنوا امرأة فرعون اذ قالت رب ابن لی بیتاً فی الجنة و نجنی من فرعون وعملہ ونجنی من القوم الظلمین ومریم ابنت عمران التی احصنت فرجھا فنفخنا فیہ من روحنا وصدقت بکلمات ربھا وکتبہ وکانت من القانتین ۔ یعنی خدا تعالےٰ نے مؤمنوں کے لئے دو عورتوں کو بطور مثال کے بیان کیا ہے ایک تو فرعون کی بیوی کو اور ایک آل عمران میں سے مریم کو یعنی بعض مؤمن فرعون کی بیوی کی طرح کا ایمان رکھنے والے ہوں گے اور بعض مریم کی طرح اپنے اعضا و قوےٰ کی مکمل طور پر حفاظت کرنے والے ہوں گے یہ روح القدس سے تائید یافتہ ہوں گے یعنے فرشتوں سے ہمکلامی کا شرف انہیں حاصل ہوگا اور انہیں بھی خدا کی طرف سے عیسٰےؑ ملنے کی بشارت ملے گی جس طرح مریم کو ملی تھی قرآن کریم کی اس اجمالی پیشگوئی کے ماتحت تفصیلی پیشگوئی عیسٰی صفت امتی کے ظہور کی احادیث میں بیان ہوئی ہے یہ ٹھیک اسی طرح ہے جس طرح قرآن کریم میں نماز کے متعلق اجمالی احکام کی تفصیل احادیث میں وارد ہوئی ہے۔

مریمؑ کے ذکر کیساتھ زکریا کے ذکر میں حکمت

حضرت مریمؑ کے ساتھ حضرت زکریاؑ کے ذکر کی خصوصیت اور حکمت یہ ہے کہ مریم کی روحانی حالت کو مشاہدہ کرنے سے قبل حضرت زکریا کسی ایسے انسان کے ظہور سے مایوس تھے جس کے ذریعہ بنی اسرائیل کی اصلاح ہوسکے حضرت مریم کو دیکھ کر ان کے دل میں ذریت طیبہ کے لئے دعا کی تحریک پیدا ہوتی ہے اسی طرح حضرت مرزا صاحب کی آمد سے قبل مسلمان اپنی اصلاح سے مایوس نظر آتے تھے لیکن حضرت مرزا صاحب کی مریمی صفت کے زمانہ میں ان کی طرف سے جو کتاب براہین احمدیہ اور سرمہ چشم آریہ وغیرہ کتب شائع ہوئیں تو ان سے ان کی مایوسی امید میں بدل گئی اور انہیں یقین ہوگیا کہ اسلام میں اس قدر قوت ہے کہ دوسروں کو پچھاڑ سکے پھر جب آپ روح القدس کے ذریعہ اس حقیقت پر مطلع کئے گئے کہ اب آپ میں عیسوی صفات پیدا ہوگئی ہیں تو آپ نے اسلام کے زندہ مذہب ہونے اور رسول کریم صلعم کے زندہ نبی ہونے اور اللہ تعالےٰ کے زندہ خدا ہونے کا ایسا زبردست ثبوت بہم پہنچایا کہ کسی کو معقولی رنگ میں انکار کی گنجائش نہ رہی۔

دلیل ہفتم

رفیع الدرجات ذوالعرش یلقی الروح من امرہ علےٰ من یشاء من عبادہ لینذر یوم التلاق (المؤمن ع ۲) آیت مندرجہ بالا میں صاف بتلایا گیا ہے کہ خدا تعالےٰ کا مقام نہایت ہی بلند اور مخفی در مخفی ہے اس تک رسائی ہر انسان کی نہیں ہوسکتی اس نہاں در نہاں ہستی کو دکھلانے والے اور اس کے دربار تک پہنچانے والے وہی لوگ ہوسکتے ہیں جو خدا تعالیٰ کے کلام سے مشرف ہوکر دنیا میں تشریف لاتے ہیں اور اس کلام پاک کے ذریعہ دنیا کو پاک کرتے ہیں اور انہیں خدا سے ملاقی کرا دیتے ہیں چنانچہ صاف الفاظ میں فرمایا کہ وہ بلند درجات اور عرش یعنی نہاں در نہاں مقام والی ہستی ہے وہ اپنا کلام اپنے بندوں میں سے جس پر چاہتا ہے ڈالتا ہے تاکہ وہ خدا کی لقاء کے دن کے متعلق لوگوں کو متنبہ کردے۔ یہ آیت صاف دلالت کررہی ہے کہ اس امت میں ایسے لوگ پیدا ہوتے رہیں گے جو خدا کے کلام سے مشرف ہوکر اور روح القدس سے تائید یافتہ ہوکر امت کی اصلاح کرتے رہیں گے اور اس کی گری ہوئی حالت کو بلندی کی طرف منتقل کرنے کا ذریعہ ثابت ہوں گے چنانچہ روح المعانی میں مندرجہ بالا آیت کی تفسیر میں مندرجہ ذیل حدیث درج کی گئی ہے جس کا ترجمہ یہ ہے، روح یعنی کلام الہٰی کا یہ القاء آدم سے لیکر ہمارے نبی کریم صلعم کے زمانہ کے آخر تک جاری رہا اور یہ القاء قیامت کے دن تک جاری رہے گا ایسے لوگوں کو کھڑا کرنے کے ذریعہ جو دعوة الی اللہ کو جاری رکھیں گے جیسا کہ ابو داؤد میں حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے اور انہوں نے حضرت نبی کریم صلعم سے روایت کیا ہے۔

حضرت نبی کریم صلعم نے فرمایا:۔

ان اللہ یبعث لھذہ الامة علیٰ راس کل مائة سنة من یجدد لھا دینھا ای باحیاء ما اندرس من العمل بالکتاب والسنة روح المعانی

یعنے اللہ تعالےٰ اس امت کے لئے ہر صدی کے سر پر بھیجتا رہے گا ایسے شخص کو جو دین کی تجدید کردیا کرے گا یعنی کتاب اللہ اور سنت نبوی پر جو عمل مٹ چکا ہوگا اس کو پھر زندہ کردیا کرے گا۔ سورہ نحل رکوع اول میں بھی اس مضمون کی آیت موجود ہے جس کے الفاظ یہ ہیں۔

ینزل الملائکة بالروح من امرہ علےٰ من یشاء من عبادہ ان انذروا انہ لا الٰہ الا انا فاتقون۔

یعنے اللہ تعالےٰ فرشتوں کو اپنے کلام کے ساتھ اتارتا رہے گا اپنے امر سے اپنے بندوں میں سے جن پر چاہے گا ان کا کام یہ ہوگا کہ لوگوں کو عذاب آنے سے قبل عذاب سے آگاہ کردیں اور بتلادیں کہ خدا کے سوا عبادت کے قابل کوئی ہستی نہیں اس لئے اسی کا تقوےٰ اختیار کرو۔

وحی کے جاری رہنے پر اتنی ہی آیات سردست کافی ہیں۔ ضرورت پڑنے پر مزید آیات بھی پیش کردی جائیں گی۔ انشاء اللہ آئندہ اقساط میں حضرت مسیح موعودؑ کے الہامات سے ثابت کروں گا کہ وحی کا نزول امتیوں پر یقینی ہے جو ناقابل تردید واقعات سے ثابت ہے۔

اخبار احمدیہ

نکاح

ایڈیٹر صاحب پیغام صلح

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

مندرجہ ذیل نوٹ اخبار میں شائع کردیں

"۱۲ راگست ۱۹۶۱ء کو خلیل اللہ خان صاحب ایم اے خلف الرشید ڈاکٹر عصمت اللہ خان مرحوم ومغفور کا نکاح نجمہ پروین بنت ملک ظفر اللہ خان صاحب کے ساتھ بعوض پانچ ہزار حق مہر جناب مرزا معصوم بیگ صاحب پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ راولپنڈی نے کوچہ حکیم شاہنواز راولپنڈی میں پڑھایا اس خوشی میں خلیل اللہ خان صاحب نے پانچ روپے برائے اشاعت اسلام دیئے جناب مرزا معصوم بیگ صاحب نے ازدواجی زندگی اور تقوےٰ کی اہمیت پر نہایت مختصر مگر جامع خطبہ دیا۔

بیگم صاحبہ حضرت مولانا عزیز بخش صاحب کی وفات

یہ خبر جماعت کے تمام حلقوں میں نہایت افسوس کے ساتھ پڑھی جائے گی کہ محترمہ بیگم صاحبہ مولانا عزیز بخش صاحب مرحوم (جو ایک یورپین خاتون تھیں) گذشتہ اتوار مورخہ ۵ راگست کو حرکت قلب بند ہونے سے انتقال فرما گئیں انا للہ وانا الیہ راجعون مرحومہ نہایت نیک خاتون تھیں، دعا ہے اللہ تعالےٰ انہیں اعلےٰ علیین میں جگہ دے ہم مولانا مرحوم کے صاحبزادگان ڈاکٹر اللہ بخش صاحب اور مولوی رحیم بخش صاحب اور دیگر

(باقی بر صفحہ ۱۵ اشتہار کے نیچے)

کیا بہاء اللہ صاحب مسیح موعود ہیں

(از: قمر سامانوی)

ایک بہائی کی طرف سے ایک مضمون بصورت ٹریکٹ "بشارت ظہور المہدی والمسیح" کے نام سے شائع ہوا ہے جس میں آپ نے لکھا ہے کہ:-

"اہل بہاء کا دعویٰ ہے کہ تمام مذاہب کی کتب مقدسہ کی پیشگوئیوں کے مصداق حضرت سید علی محمد باب اور حضرت بہاء الدین ہیں اور بالخصوص اسلامی پیشگوئیوں کی رُو سے اول الذکر مہدی معہود اور ثانی الذکر مسیح موعود ہیں ان ہر دو بزرگوں کے دعاوی حضرت رسول کریم صلعم اور آئمہ ہدیٰ کی پیشگوئیوں کی رُو سے زمانہ مقررہ مقامات مقررہ اور علامات اور نشانات مقررہ کے عین مطابق ہیں"

انجیل میں مسیح کی آمد ثانی کی پیشگوئی

انجیل میں حضرت مسیح علیہ السلام نے دو پیشگوئیاں بیان کی ہیں ایک اپنے بعد دنیا کے سردار کی آمد کی جس کو عیسائیوں نے محرف مبدل کر کے روح حق کر دیا ہے اور دوسری پیشگوئی اپنی آمد ثانی کے متعلق ہے اور احادیث میں ابن مریم کی آمد کی پیشگوئی کی گئی ہے جو اسی مسیح کی آمد ثانی والی پیشگوئی کا اعادہ ہے۔ بہائی صاحب نے جناب بہاء اللہ صاحب کو اس پیشگوئی کا مصداق ثابت کرنے کے لئے یہ مضمون لکھا ہے۔ دیکھنا یہ ہے کہ صاحب موصوف بہاء اللہ صاحب کو جس پیشگوئی کا مصداق ثابت کرنے کے لئے کھڑے ہوئے ہیں کیا مدعی یعنی بہاء اللہ صاحب نے خود بھی اس کا مصداق ہونے کا دعویٰ کیا ہے؟ اگر کیا ہے تو ان کے اپنے الفاظ میں یہ دعویٰ دکھانا چاہیئے کہ میں اس پیشگوئی کا مصداق ہوں جو انجیل میں مسیح کی آمد ثانی کے نام سے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ابن مریم کے نام سے کی ہے۔ اگر وہ ایسا کوئی دعویٰ نہ دکھا سکیں اور ہمارا دعویٰ ہے کہ وہ ہرگز ہرگز بہاء اللہ صاحب کا یہ دعویٰ نہیں دکھا سکیں گے تو پھر ان پر مدعی سست اور گواہ چست کی مشہور ضرب المثل صادق آئے گی۔

حیات مسیح کا عقیدہ

مسیح کی آمد ثانی کی پیشگوئی کے متعلق عیسائی تو یہ مانتے ہیں کہ حضرت مسیح مصلوب ہونے کے بعد زندہ ہو کر آسمان پر چلے گئے جہاں وہ خدا کے دائیں ہاتھ بیٹھے ہیں اور آمد ثانی کی پیشگوئی انہی کے دوبارہ آنے سے پوری ہوگی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کے متعلق مسلمان علماء اور ان کے زیر اثر لوگ اب تک یہی مانتے ہیں کہ حضرت مسیح علیہ السلام کو صلیب پر لٹکانے سے پیشتر ہی اللہ تعالیٰ نے چرخ چہارم پر اُٹھا لیا تھا جو اب تک بقید حیات ہیں اور وہی آخری زمانہ میں نازل ہوں گے اور جناب بہاء اللہ صاحب بھی یہی فرماتے ہیں کہ حضرت مسیح علیہ السلام چرخ چہارم پر زندہ اُٹھائے گئے جیسا کہ حوالہ جات ذیل سے ظاہر ہے:-

۱۔ "حق جل جلالہ بارادۂ عالیہ بسماء چہارم صعودش داد" (الواح صفحہ ۲۷۹)

کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے ارادہ عالیہ کے تحت ان کو چوتھے آسمان پر اُٹھا لیا۔

۲۔ "حتّٰی ضاقت علیہ الارض بوسعتھا الی ان عرج اللہ الی السماء" (مقالہ سیاح صفحہ ۹۷)

یعنی جب زمین اپنی وسعت کے باوجود ان پر تنگ ہو گئی تو اللہ تعالیٰ نے ان کو آسمان پر اُٹھا لیا۔

۳۔ "شمس جمال عیسیٰ از میان قوم غائب شد و بفلک چہارم ارتقاء فرمود" (ایقان فارسی)

آفتاب جمال عیسیٰ کے لوگوں میں گم ہونے اور چرخ چہارم پر چڑھ جانے کے بعد حق جل ذکرہ کی کتاب بھی جو لوگوں میں اس کی سب سے بڑی دلیل ہے گم ہو گئی تھی۔ (ایقان اُردو صفحہ ۶)

۴۔ "چناں درصدد ایذا و قتل افتادند کہ بفلک چہارم قرار نمود" (ایقان فارسی صفحہ ۱۱۱)

"آخرکار جب وہ اس طرح آنحضرت کو دُکھ دینے لگے اور آپ کے قتل کے درپے ہوئے تو آپ نے چرخ چہارم پر قرار پکڑا" (ایقان اُردو صفحہ ۸۹)

ان حوالجات سے ثابت ہوا کہ جس طرح عیسائیوں اور علماء کے نزدیک حضرت عیسیٰ علیہ السلام چرخ چہارم پر زندہ موجود ہیں بعینہٖ اسی طرح بہاء اللہ صاحب بھی ان کو چوتھے آسمان پر زندہ مانتے ہیں لہٰذا اس صورت یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ جب ایک عہدہ کا اصل حقدار زندہ موجود ہے تو اس کی زندگی میں کوئی دوسرا شخص اس کی جگہ کیونکر آ سکتا ہے؟ بہائی صاحب کیا اس کا کوئی جواب دیں گے؟

بہاء اللہ صاحب کا دعویٰ کیا ہے؟

بہاء اللہ صاحب کا تصنیف کردہ لٹریچر جس کو بہائی صاحبان خدا تعالیٰ کا کلام مانتے ہیں کہیں نہ کہیں دستیاب ہو جاتا ہے۔ ان میں کتاب اقدس کا نمبر اول ہے جس کو غیر سے اہل بہاء دوسروں کو دکھانے سے بہت ہچکچاتے ہیں۔ مگر ڈھونڈھنے والے اسے کہیں نہ کہیں پا ہی لیتے ہیں۔ بہرحال اس کتاب کے صفحہ ۲۷ پر بہاء اللہ صاحب یا بقول اہل بہاء اللہ صاحب فرماتے ہیں:-

"انا الھو الذی سمی فی التوراۃ بیھواہ وفی الانجیل بروح الحق وفی القرآن بنبا العظیم"

یہ ہے مدعی کا وہ دعویٰ جس کی بناء پر ہمارے غلطی خوردہ دوست نے یہ لکھا ہے کہ:-

"تمام مذاہب کی کتب مقدسہ کی پیشگوئیوں کے مصداق .... حضرت بہاء اللہ ہیں"

اس وقت دیگر مذاہب کی پیشگوئیوں کے متعلق تنقید کرنا ہمارے مدنظر نہیں صرف انجیل کی پیشگوئی پر غور کرنا ہے۔ مگر چونکہ اس حوالہ میں توریت اور قرآن کا ذکر آ گیا ہے جس کا مصداق ہونے کا انہوں نے دعویٰ کیا ہے اس لئے اس قدر عرض کرنا ضروری ہے کہ توراۃ میں یہواہ خدا تعالیٰ کا نام ہے اور قرآن مجید میں نباء عظیم قیامت کو فرمایا ہے اور قیامت کے دن جس کا ظہور ہوگا وہ اللہ تعالیٰ ہے تو آپ اپنی الوہیت کو اس طرح پردہ میں لپیٹ کر پیش کرتے ہیں ہاں جناب قاضی صاحب نے جو یہ فرمایا ہے کہ:-

"بالخصوص اسلامی پیشگوئیوں کی رُو سے ثانی الذکر مسیح موعود ہیں"

جناب بہاء اللہ صاحب تو کہتے ہیں کہ:-

"بے شک یہ وہی ظہور ہے جس کا نام توراۃ میں یہواہ اور انجیل میں روح حق اور قرآن میں نباء عظیم ہے"

مُدعی تو کہتا ہے کہ میں قرآن اور اسلام کی پیشگوئی نباء عظیم کا مصداق ہوں اور اس کے سنئے مرید صاحب کہتے ہیں کہ وہ پیشگوئی متعلقہ مسیح موعود کے مصداق ہیں وہ فرمائیں کہ دونوں بیانوں کے پڑھنے والے کونسی بات کو صحیح سمجھ کر اس کی تحقیق کریں؟

خیر یہ بات تو برسر راہ آ گئی مطلب یہ ہے کہ اس حوالہ میں بہاء اللہ صاحب اپنے آپ کو انجیل کی روح حق والی پیشگوئی کا مصداق قرار دیتے ہیں نہ کہ مسیح کی آمد ثانی والی پیشگوئی کا جب مدعی خود ایک پیشگوئی کا مصداق ہونے کا دعویٰ ہی نہیں کرتا پھر کسی دوسرے کو یہ حق کس طرح پہنچتا ہے کہ وہ

زبردستی اسے اس پیشگوئی کا مصداق ٹھہرائے جس کا اسے دعوےٰ ہی نہیں؟

مسیح موعود نہیں بلکہ خدا باپ ہونیکا دعویٰ

یہ بات سرتا پا غلط ہے کہ بہاءاللہ صاحب نے کبھی اپنے آپ کو مسیح موعود کی پیشگوئی کا مصداق قرار دیا، ان کا بڑے سے بڑا اور واضح دعوےٰ جو اس بارہ میں کیا گیا ہے وہ یہ ہے:۔

"انی انا السماء التی صعد الیھا ابن مریم"

(کتاب اقدس صفحہ ۲۲)

"میں وہ آسمان ہوں جس کی طرف چڑھا ابن مریم۔"

یہاں بھی "ابن مریم" ہونے کا دعوےٰ نہیں بلکہ وہ آسمان ہونے کا دعوےٰ کیا گیا ہے جہاں ابن مریم چڑھا اگر ان دونوں حوالجات کو بغور دیکھا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ بہاءاللہ صاحب نے "ابن مریم" کی بجائے خدا ہونے کا دعوےٰ کیا ہے۔ یہوواہ اور رب عظیم کے متعلق پہلے عرض کر چکا ہوں اور "روح حق" بزعم نصاریٰ فارقلیط کا ترجمہ ہے، اور یہ ترجمہ اسی لئے کیا گیا ہے کہ ایک مشتبہ لفظ سے روح القدس مراد لے کر جو خدائی تثلیث کا ایک اقنوم ہے حواریوں پر روح القدس کے نزول کے رنگ میں اس پیشگوئی کو پورا کر لیا جائے اور بہاءاللہ صاحب نے اس مشتبہ لفظ سے فائدہ اٹھا کر اپنی خدائی کو قرآن۔ انجیل اور تورات تینوں سے نکالنے کی کوشش کی، تورات اور قرآن کریم سے زبردستی کے طور پر اور انجیل سے ایک مشتبہ لفظ کی بنا پر اور دوسرے حوالہ میں لفظ "سماء" کے پردہ میں خدا باپ ہونے کا دعوےٰ کیا گیا کیونکہ انجیل میں حضرت عیسےٰ علیہ السلام کے متعلق یہ لکھا ہے کہ وہ "خدا باپ" کی طرف چڑھ گیا اور یہی عیسائی مانتے ہیں اور کہتے ہیں کہ وہ خدا کے دائیں ہاتھ جا بیٹھا اور قرآن کریم میں ہے کہ رفعہ اللّٰہ الیہ کہ وہ اللہ تعالےٰ کی طرف چڑھ گیا اور بہاءاللہ صاحب کہتے ہیں کہ:۔

"میں وہ آسمان ہوں جس کی طرف چڑھا ابن مریم"

اس جگہ اللہ کی بجائے آسمان رکھ کر ایک پردہ سا درمیان میں رکھ لیا ورنہ مظہر الوہیت کا بے جان آسمان ہونا کیا معنی رکھتا ہے؟ ان کا مطلب یہی ہے کہ جس آسمان کی طرف مسیح علیہ السلام چڑھے تھے وہ نفس نفیس بہاءاللہ تھے جو عالم اجسام میں مظہر الوہیت ہیں یعنی آسمان پر خود "خدا باپ" تھے جن کی طرف "خدا بیٹا" چڑھا تھا۔ پس اس حوالہ سے بھی انکا مسیح موعود یا ابن مریم ہونے کا دعوےٰ ثابت نہیں ہوتا بلکہ "خدا باپ" ہونے کا دعوےٰ ثابت ہوتا ہے۔ چونکہ ہمارے فاضل دوست یہ فرمایا کرتے ہیں کہ بہاءاللہ صاحب پر "خدا باپ" یعنی الوہیت کا الزام عداوت کی وجہ سے دشمن لگاتے ہیں اس لئے ہم بہاءاللہ صاحب کی زبان سے ہی یہ دعوےٰ ثابت کرتے ہیں چنانچہ آپ فرماتے ہیں:۔

"بے شک باپ آگیا اور اس نے اس کو پورا کر دیا ہے جس کا تمہیں ملکوت الٰہی میں وعدہ دیا گیا تھا یہ کلمہ ہے جسے بیٹے نے چھپایا تھا"

(عصر جدید اور بہاءاللہ صفحہ ۱۲۵ بحوالہ لوح اقدس)

یہاں غیر مبہم الفاظ میں اپنے آپ کو "خدا باپ" اور حضرت مسیح علیہ السلام کو "خدا بیٹا" کہا ہے پھر اس کی مزید وضاحت کرتے ہوئے کہتے ہیں:۔

"اے امّتِ پسر! (عیسائیو) خبردار ہو اسے پس پشت نہ ڈالو بلکہ اس کا دامن مضبوط پکڑو یہ تمہارے لئے ان سب باتوں سے بہتر ہے جو تمہارے ہاتھوں میں ہے .... بے شک روح الحق حقیقت کی طرف رہنمائی کرنے کے لئے آگیا ہے ...... یہی وہ موعود ہے جس کے جلال کی تعریف فرزند نے کی تھی"

(ایضاً)

اس حوالہ سے ایک اور ایک دو کی طرح یہ ثابت ہوتا ہے کہ بہاءاللہ صاحب خود کو "خدا باپ" قرار دے کر حضرت مسیح علیہ السلام کی امت کو امتِ پسر قرار دیتے ہیں اگر وہ اپنے آپ کو "ابن مریم" یا "مسیح موعود" قرار دیتے تو "امّتِ پسر" کی بجائے "میری امت" کہتے اور "بیٹے نے چھپایا تھا" کی بجائے یہ کہتے کہ جیسے "میں نے چھپایا تھا" غرضیکہ یہاں صاف طور پر خود "خدا باپ" ہونے کا دعوےٰ کیا گیا ہے۔ اور حضرت مسیح علیہ السلام کو نعوذ باللہ "پسر" اور "بیٹا" اور "فرزند" کہہ کر یہ گنجائش ہی نہیں چھوڑی کہ کوئی بہائی اس کو از قبیل متشابہات کہہ کر اس گرفت سے نجات حاصل کر سکے پس اب غور کرنے والی یہ بات ہے کہ دو ہزار سال سے آج تک عیسائیوں نے بھی حضرت مسیح کو کبھی "خدا باپ" نہیں کہا بلکہ "خدا بیٹا" ہی کہتے رہے اور کہتے ہیں اور انجیل کی مروجہ اصطلاح کے موجب حضرت مسیح علیہ السلام نے بھی کبھی اپنے آپ کو باپ نہیں قرار دیا بلکہ بیٹا ہی قرار دیتے رہے جب بھی ان کی آمد ثانی ہوگی وہ اسی حیثیت میں آئیں گے جس میں پہلے آئے تھے۔ یہ کبھی نہیں ہو سکتا کہ وہ پہلی بعثت میں "خدا بیٹے" کی حیثیت میں آئیں اور بعثت ثانیہ میں "خدا باپ" کی حیثیت میں آئیں اگر یہ ممکن ہو سکتا ہے تو اس کا کوئی ثبوت دینا چاہیئے ورنہ اس حقیقت کو تسلیم کر لینا چاہیئے کہ بہاءاللہ صاحب نے کبھی بھی مسیح موعود یا مسیح کی آمد ثانی کا دعوےٰ نہیں کیا بلکہ اس سے "خدا باپ" ہونے کا دعوےٰ کیا۔

لطیفہ

دنیا میں یہی بات دیکھنے میں آرہی ہے کہ باپ پہلے ہوتا ہے اور بیٹا بعد میں باپ کے توسل سے پیدا ہوتا ہے۔ مگر یہاں اس کے بالکل برعکس معاملہ نظر آتا ہے "بیٹا" "باپ" سے قریباً انیس سو سال پیشتر پیدا ہوتا ہے اور اس کی امت بھی پہلے ہی بنتی ہے اور "باپ" خدا کے صاحب بیٹے کے سینکڑوں سال بعد پیدا ہوتے ہیں اور پھر بیٹے کی پیشگوئی کے مطابق آتے ہیں حالانکہ یہ بات سمجھ میں ہی نہیں آتی کہ بیٹا مبشر اور باپ مصدق اور موعود ہو اور بیٹا پہلے اور باپ بعد میں پیدا ہو۔ خیر اس گتھی کو تو بہائی ہی سلجھائیں گے۔ بہرحال یہ ایک واضح حقیقت ہے کہ بہاءاللہ صاحب نے اور ہزاروں دعاوی کئے ہوں مگر انہوں نے مسیح کی آمد ثانی اور مسیح موعود کی پیشگوئی کا مصداق ہونے کا دعوےٰ نہیں کیا۔ جب انہوں نے دعوےٰ ہی نہیں کیا تو پھر تو بہائی صاحب کو یہ حق کس طرح حاصل ہوا کہ وہ بہاءاللہ صاحب کو "مسیح موعود" بنا کر لوگوں کو ان کے اس دعوےٰ کی طرف دعوت دیں جو انہوں نے کیا ہی نہیں؟

بہاءاللہ کے باپ ہونیکے متعلق اہل بہا کا عقیدہ

بہاءاللہ صاحب کا "باپ" ہونا صرف ان کے اپنے کلام سے ہی ثابت نہیں ہوتا بلکہ اہل بہا بھی ان کو "باپ" ہی مانتے ہیں جیسا کہ مندرجہ ذیل حوالہ سے ثابت ہے:۔

"ان صفات کے بارہ میں ابدی باپ" اُمن کے ظہور ادنےٰ بہاءاللہ نے مکرر اپنے آپ کو باپ کا ظہور کہا ہے ....
"مگر حضرت مسیح نے ہمیشہ اپنے آپ کو بیٹا کہا ہے" (عصر جدید و بہاءاللہ صفحہ ۲۵۸)

مطلب صاف ہے کہ بہاءاللہ صاحب "ابدی باپ" تھے کبھی اپنے آپ کو بیٹا نہیں کہا اور مسیح علیہ السلام نے کبھی اپنے آپ کو باپ نہیں کہا۔ پس اگر بہاءاللہ صاحب مسیح موعود ہوتے تو وہ بھی اپنے آپ کو بیٹے کا ظہور قرار دیتے مگر انہوں نے ایسا ایک دفعہ بھی نہیں کہا بلکہ ہمیشہ "باپ" ہی کہا۔ مگر یہ یاد رہے بیٹا تو باپ کی پیشگوئی کا مصداق ہو سکتا ہے مگر باپ کے ظہور یا پیدائش کے متعلق بیٹے کا پیشگوئی کرنا یا اس کی پیشگوئی کے موجب باپ کا ظہور کرنا تو ایسی بات ہے جس کو کوئی بہائی دماغ ہی تسلیم کر سکتا ہے۔

باقی ــــ باقی

خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ دیں۔
(مینیجر)

دی پنجاب ویجی ٹیبل گھی اینڈ جنرل ملز لمیٹڈ۔ لاہور

اخبار احمدیہ (بسلسلہ صفحہ ۱۱)

افراد خاندان سے دلی تعزیت اور ہمدردی کا اظہار کرتے ہیں اللہ تعالے انہیں صبر جمیل عطا فرمائے تمام بیرونی جماعتوں سے جنازہ غائبانہ کی درخواست ہے۔

کامیابی

اختر بیگم صاحبہ دختر چوہدری عبدالمجید صاحب منیجر چک نمبر $\frac{6}{4-L}$ اوکاڑہ نے امسال بی اے کا امتحان سیکنڈ ڈویژن میں پاس کیا ہے اس خوشی میں انجمن کو مبلغ -/5 بطور عطیہ دیئے ہیں۔

ایک اور کامیابی

ہماری جماعت کے ایک مخلص دوست مرزا نصیر بیگ صاحب کی صاحبزادی امسال ایف۔ اے کے امتحان میں کامیاب ہوئی ہے۔ مرزا صاحب موصوف نے اس خوشی میں مبلغ پانچ روپے اشاعت اسلام فنڈ میں دیئے ہیں۔ اللہ تعالے اس کامیابی کو اُن کے لئے مبارک فرمائے۔

اس سے پیشتر سنہ ۱۹۵۹ء میں اسی بچی کی میٹرک میں کامیابی پر مرزا صاحب موصوف نے مبلغ پانچ روپے ارسال کئے تھے جن کا ذکر اخبار میں نہ آسکا تھا۔ فجزاہ اللہ خیراً۔

درخواست دعا:- جماعت کے بعض احباب بیمار اور بعض دیگر مشکلات میں مبتلا ہیں، ان سب کے لئے احباب سے دعا کی درخواست ہے۔

پیغام صلح ۹ اگست ۱۹۶۱ء رجسٹرڈ ایل ۸۳۸ شمارہ نمبر ۳۲

ہفت روزہ پیغام صلح لاہور

سالانہ چندہ:- پاکستان سے چھ روپے۔ ہندوستان سے چھ روپے۔ بیرونی ممالک سے ایک پونڈ
ہندوستان میں ہمارے نمائندہ کا پتہ:- شیخ محمد انعام الحق صاحب مکان نمبر 1/8 محلہ اعظم پورہ۔ ملک پیٹھ۔ حیدرآباد دکن (انڈیا)

جلد ۴۹ | یوم چہارشنبہ مؤرخہ ۴ ربیع الاوّل ۱۳۸۱ھ مطابق ۱۶ اگست ۱۹۶۱ء | نمبر ۳۳

بحرِ حکمت کے موتی

عن ابن عمر رضؓ و کعب بن مالک رضؓ قالا کان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم اذا قفل من سفر بدأ بالمسجد فرکع فیہ رکعتین ثم انصرف الیٰ بیتہ قال نافعؒ وکان ابن عمر یفعل ذالک اخرجہ ابوداؤد (تلخیص الصحاح باب واپسی سفر)

ابن عمرؓ اور کعب بن مالک سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی سفر سے واپس آتے تو پہلے مسجد میں جاتے اور دو رکعت نماز پڑھتے پھر گھر میں تشریف لے جاتے۔ نافع کہتے ہیں کہ ابن عمر رضؓ بھی ایسا ہی کرتے تھے۔

(ابو داؤد)

نوٹ:- ایک حدیث میں یوں روایت ہے کہ حضور صلعم نے فرمایا کہ سفر عذاب کا ایک ٹکڑا ہے جو تم کو کھانے پینے اور سونے سے روکتا ہے (یعنی ان چیزوں کے متعلق سفر میں دقتیں ہیں) اور فرمایا کہ جب تم ضرورت پوری کر چکو تو فوراً اپنے گھر واپس آ جاؤ (تلخیص الصحاح سفر سے واپس ہونے کے بیان میں)

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قدم قدم پر امت کو اللہ تعالےٰ کی شکر گذاری پر توجہ دلائی ہے رختِ سفر کھولنے سے پہلے نوافل کی تاکید میں اللہ تعالےٰ کی تائید کے عجیب در عجیب راز پوشیدہ ہیں۔ شکر گذار قلب کے ساتھ اس کا کیا معاملہ ہے

(باقی بر صفحہ ۶)

فلاحِ عاقبت کا انحصار رسمی علوم کی بجائے آسمانی نور پر ہے

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

بعض کہتے ہیں کہ انجمنیں قائم کرنا اور مدارس کھولنا ہی تائید دین کیلئے کافی ہے مگر وہ نہیں سمجھتے کہ دین کس چیز کا نام ہے اور اس ہماری ہستی کی انتہائی اغراض کیا ہیں اور کیونکر اور کن راہوں سے وہ اغراض حاصل ہو سکتے ہیں سو انہیں جاننا چاہیئے کہ انتہائی غرض اس زندگی کی خدا تعالیٰ سے وہ سچا اور یقینی پیوند حاصل کرنا ہے جو تعلقات نفسانیہ سے چھوڑا کر نجات کے سرچشمہ تک پہنچاتا ہے۔ سو اس یقین کامل کی راہیں انسانی تدبیروں اور بناوٹوں سے ہرگز کھل نہیں سکتیں اور انسانوں کا گھڑا ہوا فلسفہ اس جگہ کچھ فائدہ نہیں پہنچاتا بلکہ یہ روشنی ہمیشہ خدا تعالیٰ اپنے خاص بندوں کے ذریعہ سے ظلمت کے وقت میں آسمان سے نازل کرتا ہے اور جو آسمان سے اترا وہی آسمان کی طرف لیجاتا ہے۔ سو اے وے لوگو! جو ظلمت کے گڑھے میں دبے ہوئے اور شکوک و شبہات کے پنجہ میں اسیر اور نفسانی جذبات کے غلام ہو صرف اسمی اور رسمی اسلام پر نازمت کرو اور اپنی سچی رفاہیت اور حقیقی بہبودی اور اپنی آخری کامیابی انہی تدبیروں میں نہ سمجھو جو حال کی انجمنوں اور مدارس کے ذریعہ کی جاتی ہے یہ اشتغال بنیادی طور پر فائدہ بخش تو ہیں اور ترقیات کا پہلا زینہ متصور ہو سکتے ہیں مگر اصل مدعا سے بہت دور ہیں۔ سو جاگو اور ہوشیار ہو جاؤ ایسا نہ ہو کہ ٹھوکر کھاؤ۔ مبادا سفر آخرت اسی صورت میں پیش آوے جو درحقیقت الحاد دلی ایمانی کی صورت ہو۔ یقیناً سمجھو عاقبت کی امیدوں کا تمام مدار و انحصار ان رسمی علوم کی تحصیل پر ہرگز نہیں ہو سکتا اور اس آسمانی نور کے اترنے کی ضرورت ہے جو شکوک و شبہات کی آلائشوں کو دور کرتا اور ہوا و ہوس کی آگ کو بجھاتا اور خدا تعالیٰ کی سچی محبت اور سچے عشق اور سچی اطاعت کی طرف کھینچتا ہے۔ (فتح اسلام)

تبلیغی خطوط و کتابت

دیکھو خدا نے سارے جہاں کو جھکا دیا
گمنام پا کے شہرۂ عالم بنا دیا

(مرتبہ: شیخ غلام قادر صاحب طاہر عفی عنہ)

فلپائن

ترجمہ خط از مسٹر محمد علی اے لم - فلپائن

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کا ۱۳ مئی ۱۹۶۱ء کا گرامی نامہ موصول ہوا - مولانا عبدالحق ودیارتھی صاحب کا خط بھی ملا - آپ کا خط میرے دعوت نامہ کے جواب میں تھا جس میں میں نے لکھا تھا کہ وہ فلپائن بالخصوص سیمی سولو ضرور تشریف لائیں -

انہوں نے لکھا ہے کہ فلپائن آنے کے لئے ان کے پاس وقت نہیں کیونکہ وہ لندن جا رہے ہیں جہاں وہ اپنی کتاب "محمد اِن ورلڈ سکرپچر" کا ترمیم شدہ مسودہ چھپوائیں گے -

میں جانتا ہوں کہ آپ کو میری خدمت اسلام کی مساعی کے متعلق جاننے کا شوق سے انتظار ہے -

اطلاعاً عرض ہے کہ ہمارے ساتھ کام کرنے میں دو آدمی مسمیان مسٹر اکبارا باندا اور حاطب ادال عبدلا ہیں - ہم اس علاقہ میں سلسلہ عالیہ احمدیہ کے مقدس بانی کا جو قرآن و حدیث کے عین مطابق ہے پرچار کرنے کے لئے نکلیں گے -

ان صاحبان نے کچھ روپے خرچ کر کے مسجد تعمیر کر لی ہے اور مسٹر اکبارا کی قیادت میں ایک جماعت احمدیہ قائم ہو گئی ہے جو میری قیادت کے ماتحت بطور امام کام کریں گے -

الغرض مذکورہ بالا صاحبان سے میری معرفت خط و کتابت کریں یا انہیں میرا حوالہ دیں - نیز کتب کی مدد بھی میری معرفت فرمائیں تاکہ وہ کتب کا مطالعہ کر کے حقیقی احمدی مسلم کی زندگی بسر کریں -

انہوں نے مجھے قرآن شریف اور ریلیجن آف اسلام منگوا کر دینے کے لئے کہا ہے - ان کی قیادت میں اس وقت پچاس آدمی ہیں جو احمدیت قبول کر چکے ہیں -

مسٹر اکبارا میرے عزیزوں میں سے ہیں اور یو تامارا ایلمنٹری سکول سیاسی سولو میں ٹیچر ہیں - اس جگہ دو ہزار کی آبادی ہے اور ہم کوشش کر رہے ہیں کہ جماعت کو توسیع دی جائے -

سیاسی سولو کی میونسپلٹی کئی بادیو اور سیٹیوں پر مشتمل ہے - سنہ ۱۹۶۱ء کی مردم شماری کے لحاظ سے چالیس ہزار کی آبادی ہے -

ہر ایک بادیو میں چار سے سات تک مساجد ہیں یہ مسلم آبادی کے تناسب سے ہے - یہ تمام مساجد لوکل میٹریل سے تعمیر کی ہیں -

جہاں میں رہتا ہوں وہاں ہماری مسجد کے سمیت چھ مساجد ہیں - ہماری مسجد مرکزی مسجد کہلاتی ہے - اگرچہ ہماری مسجد بھی نہایت سادہ طریق سے بنی ہوئی ہے عید نمازوں کے لئے ہمیں بوجہ عدم گنجائش کے مسجد سے باہر کھلی جگہ بھی نماز کے لئے بنی پڑتی ہے -

ہم پچاس ہزار "پیسوز" (کوئی سکہ ہے) خرچ کر کے ایک اور مسجد بنانا چاہتے ہیں - روپیہ جمع ہونے کی دیر ہے - اگرچہ مسلمانوں کی یہاں اکثریت ہے مگر وہ غریب ہیں وہ اپنی کمائی میں سے ایک دھاڑی سے زیادہ نہیں دے سکتے -

عیسائی اگرچہ قلیل ہیں مگر انہوں نے مالدار ہونے کی وجہ سے بڑے بڑے خوبصورت گرجے بنا لئے ہیں -

یہ خبر بھی آپ کی دلچسپی کا باعث ہو گی کہ اس ایریا میں سینکڑوں امام ہیں اور ہر امام کی علیحدہ علیحدہ مسجد ہے -

جو شخص قرآن شریف عربی میں پڑھ سکتا ہے خواہ وہ اس کے معانی سے نابلد ہو لوگ اسے امام بنا لیتے ہیں - یہ بات بھی ہماری تبلیغی مساعی میں روک کا باعث ہے - اللہ تعالیٰ ہماری مدد فرمائے -

والسلام

(ان کے ارشاد کے مطابق عمل کیا گیا - خطوط بھی لکھے گئے)

نائیجیریا

ترجمہ خط از مسٹر جے اے آئی سولا ٹریننگ کالج نائیجیریا -

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کا رجسٹری شدہ پارسل مجھے مل گیا ہے بہت بہت شکریہ -

میں آپ کی خدمت میں اطلاعاً عرض کرتا ہوں کہ جو پمفلٹس زیادہ تعداد میں ملتے ہیں میں انہیں تقسیم کر دیا کرتا ہوں -

مجھے امید ہے کہ آپ مجھے باقاعدہ لٹریچر بھیجتے رہیں گے -

مجھے انگریزی قرآن شریف کی بہت ضرورت ہے مجھے لکھیں کہ میں آپ کی انجمن کی کس طرح مدد کر سکتا ہوں - مجھے تھوڑا بہت چندہ گراں نہیں گذرتا کیونکہ اس سے مجھے تبلیغ اسلام کے سلسلہ میں شمولیت حاصل ہو جائے گی -

(انہیں لٹریچر اور خط بھیجا گیا)

انگلستان

ترجمہ خط از مسٹر ایچ ایف - فیلوز - انگلینڈ

جناب عالی

آپ کا گرامی نامہ مؤرخہ ۲۰ جون ۶۱ء ملا بہت بہت شکریہ - آپ نے لائٹ کے چند منگ اخبار اور قیمتی اسلامی لٹریچر بذریعہ رجسٹری بحری ڈاک سے بھیج کر ممنون فرمایا ہے - میں ان کا بڑی دلچسپی سے انتظار کر رہا ہوں -

(انہیں خط لکھا گیا)

غانا مغربی افریقہ

ترجمہ خط از مسٹر ابراہیم کیٹا غانا - بنام مرحوم ڈاکٹر غلام محمد صاحب - السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں حفاظت سے رکھے ہم پر برکات نازل فرمائے اور بابرکت لمبی عمر عطا فرمائے -

مدت ہوئی خط و کتابت کا سلسلہ ہمارے درمیان گویا منقطع سا ہو گیا ہوا ہے -

اب میں گیمبیا میں مستقل طور پر تبدیل ہو کر آ گیا ہوں میں آپ کو اپنی روزانہ معمول کے طور پر اپنے ذکر و فکر میں آپ کو یاد رکھتا ہوں -

میں نے آپ کو غانا کی آزادی پر اپنے ملک کے اخبارات بھیجے تھے مگر آپ کی طرف سے کوئی جواب نہیں ملا -

میرے برادر گرامی نے مجھے چند روحانی باتیں لکھیں - شکریہ - امید ہے ہم ایک دن بذات خود ملیں گے - اپنے متعلقین کی صحت کے متعلق لکھیں اور میرا السلام علیکم پہنچا دیں -

(خط لکھا گیا اور لٹریچر بھیجا گیا)

نائیجیریا

ترجمہ خط از مسٹر سلا موگبری نائیجیریا -

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

میں یہ خط لکھ کر بہت خوشی محسوس کرتا ہوں اور مجھے امید ہے کہ آپ بھی خیریت سے ہونگے میں بہت احسان مند اور خوش ہونگا اگر آپ میرا نام احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور میں بطور ممبر درج کر لیں - اور مہربانی کر کے قرآن اور کچھ لٹریچر مجھے ارسال کریں - کیونکہ میں لوگوں کو اسلام کے متعلق کچھ سکھانا چاہتا ہوں - اور مجھے ممبری کا کارڈ بھی ارسال کریں -

(انہیں قرآن شریف اور لٹریچر اور خط بھیجا گیا)

سماجی برائیوں کا انسداد

گذشتہ اشاعت میں ہم نے سماجی بہبود کی صوبائی کانفرنس کی ایک مجلس مذاکرہ کا تذکرہ کیا تھا، جس میں مختلف اصحاب نے پاکستان میں پیدا شدہ سماجی برائیوں کے متعلق اپنے خیالات کا اظہار کیا تھا، ہم نے اس پر تبصرہ کرتے ہوئے یہ بتایا تھا کہ ان برائیوں کے انسداد کا اصل ذریعہ تو یہی ہے کہ لوگوں کے دلوں میں اللہ تعالیٰ اور یوم آخرت پر کامل یقین و ایمان پیدا کیا جائے۔ لیکن جب تک ایسا نہیں قانونی تعزیرات سے بھی (بشرطیکہ کافی عبرت انگیز ہوں) انسداد معائب میں بہت کچھ مدد مل سکتی ہے۔

اس سلسلہ میں اصلاح اسیران کے ڈائرکٹر مسٹر حمید الظفر کا یہ مشورہ قابل غور ہے کہ قتل کی وارداتوں کو روکنے کے لئے خون بہا کا طریقہ رائج کرنا ضروری ہے موصوف نے مجلس مذاکرہ میں جو مقالہ پڑھا اس میں تشویش ظاہر کی کہ قتل کی وارداتوں میں غیر معمولی اضافہ ہو رہا ہے اور اس کی بڑی وجہ یہ ہے کہ انسانی جان کی تکریم سے متعلق اسلامی احکام سے ہمارا معاشرہ نابلد ہے۔ آپ نے مشورہ دیا کہ قتل کا خون بہا لینے کے طریقہ کو قانونی طور پر رائج کر دیا جائے تو متحارب گروہوں کی نفرت اور جذبۂ انتقام کو دور کرنے خوشگوار معاشرتی فضا پیدا کرنے میں مدد ملے گی۔ مسٹر حمید الظفر نے اس یقین کا اظہار کیا کہ قصاص کا یہ اسلامی طریقہ قتل کی وارداتوں کو کم کر دیگا اور یہ اس ہولناک مرض پر عمل جراحی کے مترادف ہوگا۔

مسٹر حمید النطفر کا یہ مشورہ اس قابل ہے کہ انسداد معائب کا کمیشن اس کو اپنی سفارشات میں شامل کرے خون بہا سے مراد جہاں تک ہمارا خیال ہے، قصاص ہی ہے خواہ قاتل کی سزائے موت کی صورت میں ہو یا مقتول کے ورثاء کو (بشرطیکہ وہ اس پر راضی ہوں) روپیہ دینے کی صورت میں۔ لیکن مؤخر الذکر طریق اسی صورت میں جائز ہو سکتا ہے جب قاتل اپنے کئے پر ندامت... کا اظہار کرے اور مقتول کے ورثاء کو روپیہ کی صورت میں خون بہا لینے پر راضی کرلے۔ ورنہ قرآن کریم کا اصل حکم یہی ہے کہ کتب علیکم القصاص فی القتلٰی (مقتولوں کے بارہ میں تم پر قصاص مقرر کیا گیا ہے) اور قصاص کے معنے جیسا کہ احادیث سے معلوم ہوتا ہے یہی ہیں کہ قاتل کو قتل کیا جائے۔

اس میں شک نہیں کہ موجودہ قانون میں بھی قاتل کو پھانسی دینے کی سزا مقرر ہے، بشرطیکہ اس کا جرم ثابت ہو جائے۔ لیکن اول تو جرم کے ثبوت کے لئے بے شمار جتن کرنے پڑتے ہیں۔ بسا اوقات لوگ سچی گواہی دینے سے کتراتے ہیں اور پولیس کو جھوٹے گواہ فراہم کرنے پڑتے ہیں اور بسا اوقات سچے گواہ نہ ملنے کی وجہ سے جرم ثابت نہیں ہوتا اور ایک شخص جس نے علی الاعلان قتل کیا ہوتا ہے، عدم ثبوت جرم یا شک کی بناء پر بری ہو جاتا اور دندناتا ہوا مقتول کے ورثاء کے سامنے پھرتا ہے جس سے مؤخر الذکر کا جذبہ انتقام بھڑک اٹھتا ہے اور اسے قتل کرکے ہی انہیں تسکین حاصل ہوتی ہے۔ اس لئے ضروری ہے کہ پاکستان کی تعزیرات میں ایسی دفعات رکھی جائیں جن کی رو سے سچی اور چشم دید گواہی نہ دینے والے پر بھی تعزیر عائد ہو، اور ایسے حالات [illegible] پیدا کئے جائیں کہ قاتل کے سزائے موت سے بچ [illegible] کا کوئی امکان باقی نہ رہے، اور پھر سزائے موت جیل کی چار دیواری میں پھانسی کی ہی شکل میں نہ ہو بلکہ برسر عام قتل کیا جائے۔ خواہ پھانسی ہو یا کوئی اور طریقہ جس سے دیکھنے والوں کو عبرت حاصل ہو۔ اسی سے قتل و مقاتلہ کی وارداتوں میں کمی اور مقتول کے ورثاء کے جذبۂ انتقام کی تسکین ہو سکتی ہے۔

ایسا ہی عادی چور کے ہاتھ کاٹنے کی سزا جو اسلام نے مقرر کی ہے، یا زنا کی سزا اسی درے لگانا اور دیگر جرائم کی مختلف سزائیں مقرر کی ہیں، ان سے جرائم کے انسداد میں بہت مدد مل سکتی ہے۔ اس بارہ میں مملکت حجاز کا تجربہ ہمارے سامنے ہے۔ یہاں سعودی حکومت نے مجرمین کے لئے اسلامی سزائیں عمل میں لاکر جرائم کا بہت حد تک خاتمہ کر دیا ہے۔ سعودی حکومت سے پہلے حجاز میں لوٹ مار، قتل وغارت اور چوری وغیرہ کے واقعات کثرت سے ہوتے تھے، اور حاجیوں کی جانیں عموماً محفوظ نہ ہوتی تھیں، لیکن سعودی حکومت نے عبرتناک سزائیں دے کر چند ہی سال میں جرائم کا خاتمہ کر دیا۔

یہ حالات بتا رہے ہیں کہ اسلام کی مقرر کردہ تعزیرات سماجی برائیوں اور انسداد جرائم کے لئے بہت حد تک مؤثر ثابت ہوں گی۔ اس لئے انسداد معائب کے کمیشن کو چاہیئے کہ پاکستان کے آئندہ دستور میں اسلامی تعزیرات کو رائج کرنے کی پر زور سفارش کرے کہ اس کے بغیر ملک کا امن و امان قائم رہنا مشکل ہے۔

جلسہ میلاد النبی صلعم

اور

پیغام صلح کا خاص نمبر

۲۵ اگست کو بروز جمعہ مسجد احمدیہ بلڈنگس لاہور میں بعد از نماز جمعہ میلاد النبی صلعم کی تقریب پر ایک جلسہ منعقد ہوگا جس میں حضرت امیر ایدہ اللہ اور دیگر مقررین (مثلاً ڈاکٹر اللہ بخش صاحب، مرزا مسعود بیگ صاحب، شیخ عبدالرحمن صاحب مصری پروفیسر محمد شفیع صاحب بھٹی پرنسپل ۴۴ چوہدری محمد حسین صاحب چیمہ اور دیگر حضرات) حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ اور اخلاق فاضلہ پر تقاریر فرمائیں گے لاہور اور مضافات (مسلم ٹاؤن ماڈل ٹاؤن، لاہور چھاؤنی وغیرہ) کے تمام دوستوں کو اس جلسہ میں خصوصیت کے ساتھ خود بھی شامل ہونا چاہیئے اور اپنے غیر از جماعت دوستوں اور اپنی مستورات کو بھی ساتھ لانا چاہیئے، بیرونجات سے بھی جو اصحاب شامل ہو سکتے ہوں وہ اس جلسہ میں شمولیت فرماکر عند اللہ ماجور ہوں اختتام جلسہ پر تمام حاضرین (مردوں اور خواتین) کی [illegible]

(۲) اسی سلسلہ میں یہ امر بھی قابل ذکر کہ ۳۰ اگست کا پیغام صلح سیرت النبی نمبر ہوگا جس میں مذکورہ بالا جلسہ کی روئداد کے علاوہ قوم کے چیدہ اہل قلم حضرات کے مضامین سیرت النبی صلعم پر درج ہوں گے، انشاء اللہ تعالیٰ۔

آزادی کے تقاضے، نیا آئین، کشمیر، الجزائر اور بزرتہ کا مسئلہ اور افغان دردِ سر

پاکستان کے یوم آزادی پر فیلڈ مارشل صدر محمد ایوب خان کا پیغام

صدر پاکستان فیلڈ مارشل محمد ایوب خان نے یوم استقلال پر قوم کے نام یہ پیغام نشر کیا:۔

"عزیز ہموطنو! السلام علیکم! آزادی ایک قیمت غیر مترقبہ ہے۔ خدا کے فضل و کرم اور قائد اعظم کی انتھک جدوجہد سے ہمیں یہ نعمت حاصل ہوئی۔ اب یہ ہمارا فرض ہے کہ ہم اپنی آزادی کا تحفظ کریں اور اس کے صحیح تقاضے پورے کریں۔ آزادی کا ایک بڑا تقاضا یہ ہے کہ ہمارا قومی کردار بلند ہو، ہمارا ملک ترقی کرے اور عوام فارغ البالی سے ہمکنار ہوں۔ اس مقصد کے حصول کی خاطر ہمیں دوسری اصلاحات اور اقدامات کے علاوہ ایک ایسے آئین کی ضرورت ہے جس کے تحت ہم اپنے نصب العین کو ایک معینہ مدت تک حاصل کر سکیں گے۔"

"آپ جانتے ہی ہیں کہ آئین کمیشن اپنی رپورٹ پیش کر چکا ہے، اب کابینہ کی ایک سب کمیٹی اس رپورٹ کا جائزہ لے رہی ہے، جب اس سب کمیٹی نے آئین کمیشن کی رپورٹ کا جائزہ اور مطالعہ مکمل کر لیا تو میں اس پر مزید اور مکمل غور و خوض کروں گا۔ جب سے پاکستان معرض وجود میں آیا ہے میں نے ملک کو مختلف حالتوں سے گذرتے دیکھا ہے جس انتظام کے ساتھ یہ ملک بد انتظامی کا بھی شکار ہوتا رہا ہے میں نے گذشتہ تین سال میں جو کام کیا اس نے اپنے ملک کے انتظامی امور کے بارے میں مجھے کئی نئی باتیں سمجھائی ہیں، مجھے توقع ہے کہ تجربات ہمیں صراط مستقیم دکھانے میں بڑی مدد دیں گے۔"

آئین

"میری مسلسل کوشش یہی رہی ہے کہ آئین کا کوئی ایسا ڈھانچہ معلوم ہو جائے جو ہمارے قومی کردار اور ماحول کی بنیادی خصوصیات کے عین مطابق ہو، جو قابل عمل ہو، جسے لوگ سمجھ سکیں، جو سیدھا سادہ ہو، جس پر عمل کرنے میں زیادہ پیچیدگی بھی نہ ہو، اور جسے خود غرض لوگ اپنے غیر پسندیدہ اور قوم فروشانہ عزائم کی تکمیل کے لئے استعمال نہ کر سکیں، اس کے علاوہ ہمارے آئین میں ایسی روح کا ہونا بھی ضروری ہے جس کی مدد سے ہم اپنے فکر و عمل کو اسلامی اصولوں کے قالب میں ڈھال سکیں۔ ایسا آئین بنانا کوئی آسان کام نہیں، لیکن مجھے امید ہے کہ خدا کے فضل و کرم سے ہماری کوششیں انشاء اللہ بہت جلد نتیجہ خیز ثابت ہوں گی۔"

صحیح نمایندے

"آئین خواہ کتنا ہی اچھا اور مکمل کیوں نہ ہو اس کی کامیابی کا دار و مدار خود عوام پر ہوتا ہے۔ آپ جس قسم کے نمایندے منتخب کر کے جمہوری اداروں میں بھیجیں گے، آئین اسی کے مطابق کامیاب ہوگا، اور ملک کے حالات اسی حساب سے ترقی کریں گے ہمارے جمہوری اداروں کو ہمیشہ صرف ایسے لوگوں کی ضرورت ہے جن کے دل میں وطن کی محبت اور خدا کا خوف ہو، اور جو ملک و قوم کی بے لوث خدمت کرنے کے لئے تیار ہوں، ایسے نمایندوں کی تلاش اور ان کا انتخاب ان لوگوں کی ذمہ داری ہے جن کو ووٹ دینے کا حق ہوگا۔ یہ ذمہ داری ایک بہت بڑی آزمائش اور امتحان ہے جس پر پاکستانی عوام کی ہی نہیں بلکہ ساری دنیا کی نظریں جمی ہوئی ہیں، اس میں کوئی شک نہیں کہ دنیا کے بہت سارے ملک ہمارے جمہوری تجربوں کا بڑی دلچسپی سے مطالعہ کر رہے ہیں۔"

"اگر آئین نے بنیادی جمہوریتوں کو انتخابی اداروں کا درجہ دیا تو ان اداروں کے ارکان پر ایک بہت بڑی ذمہ داری عائد ہو جائے گی۔ وہ ذمہ داری یہ ہے کہ انتخاب کے دائرے کو بنیادی جمہوریتوں کے ممبروں تک ہی محدود نہ رکھا جائے بلکہ جہاں کہیں بھی صحیح قسم کے افراد ملیں انہیں کسی پس و پیش کے بغیر منتخب کیا جائے۔ اس قسم کی وسعت قلب اور بے لوثی کے بغیر ہم کسی جمہوری نظام کی کامیابی کی توقع نہیں کر سکتے عوام کو بیدار کرنے، ایک مستحکم قوم کی تشکیل کرنے اور مختلف شعبوں میں ترقی کا عظیم مرحلہ درپیش ہے، اس کے علاوہ ہمیں دوسری چیزوں کے علاوہ امن کی سخت ضرورت ہے، ہمیں ساری دنیا میں طویل امن درکار ہے تاکہ ہم یکسوئی سے اپنے نصب العین کی تکمیل کر سکیں۔"

بین الاقوامی سیاست

"لیکن بدقسمتی سے بین الاقوامی سیاست پر امن کی جگہ بد امنی اور خطرات کے بادل چھائے ہوئے ہیں برلن اور دوسرے تنازعوں کی وجہ سے بڑی بڑی طاقتوں کے درمیان شدید قسم کی کشمکش روز بروز بڑھتی جا رہی ہے اگرچہ ان جھگڑوں سے براہ راست ہمارا کوئی تعلق نہیں ہے لیکن ہم اس خطرناک صورت حال کو نظر انداز نہیں کر سکتے، اگر خدانخواستہ دنیا کی بڑی طاقتوں میں جنگ چھڑ گئی تو ہماری تعمیر اور ترقی کے سارے خواب ادھورے رہ جائیں گے۔ موجودہ دور کی جنگ مقامی جنگ نہیں ہوگی بلکہ یہ ایٹمی جنگ ہوگی جس میں صرف فوج ہی دشمن کا نشانہ نہیں بنے گی بلکہ فوجی طاقت کے دوسرے مرکز مثلاً صنعتی علاقے وسائل آمد و رفت، بندرگاہیں وغیرہ بھی تباہی کی زد میں آ جائیں گی اس صورت میں ہماری مدد کے وہ سب وسائل جو باہر سے درآمد ہوتے ہیں فوراً بند ہو جائیں گے، اس کے علاوہ ہمیں خوراک کی شدید قلت کا سامنا بھی پڑ سکتا ہے کیونکہ بڑے ملکوں کے پاس بڑی تعداد میں ایسی آبدوز کشتیاں ہیں جو دور دور تک سمندروں کی نقل و حرکت کو معطل کر سکتی ہیں خدا جانے کہ ایٹمی راکٹوں کے حملوں کے بعد کوئی ایسی چیز باقی رہ جائے گی یا نہیں جو ایک ملک سے دوسرے ملک کو بھیجی جا سکے۔ جنگ کا یہ تصور اس قدر ہولناک ہے کہ ہمیں دعا کرنی چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ ہم [illegible] اس قسم کی تباہی اور بربادی سے اپنی پناہ میں رکھے، اور بڑی طاقتیں عقل و فہم سے کام لیکر ایک دوسرے کیساتھ عزت اور سلامتی کے ساتھ رہنا سیکھ لیں۔"

بھارت سے تعلقات

"میں عالمی امن کے ضمن میں یہ بھی کہنا چاہتا ہوں کہ ہم اپنے ہمسایوں کے ساتھ بھی امن و سلامتی کے خواہشمند ہیں، میری ہمیشہ یہ کوشش رہی ہے کہ اپنے عظیم ہمسایہ ملک بھارت سے آبرومندانہ سمجھوتہ ہو جائے مجھے یقین ہے کہ اگر ایک بار کشمیر کا مسئلہ باعزت طور پر حل ہو جائے تو بھارت اور پاکستان کے درمیان امن و دوستی کا رشتہ قائم ہو سکتا ہے، اگرچہ بھارت کے وزیر اعظم نے اس شبہ کا اظہار کیا ہے کہ اگر کشمیر کا مسئلہ حل ہو جائے تو بھی پاکستان بھارت کے ساتھ چھیڑ چھاڑ جاری رکھنے کا کوئی نہ کوئی بہانہ تلاش کر لے گا لیکن میں بار بار یہی دہراؤں گا کہ ہم بھارت کے ساتھ باعزت امن کے خواہشمند ہیں اور بھارتی وزیر اعظم کے تمام اندیشے بالکل غلط اور بے بنیاد ہیں۔"

الزام تراشی — فیشن

"ہندوستان کی قیادت سے اکثر یہ آواز اٹھتی ہے کہ ان کے ملک کے متعلق پاکستان کی نیت اچھی نہیں، اس قسم کی الزام تراشی ایک قسم کا فیشن بن گئی ہے ورنہ سچ تو یہ ہے کہ ہندوستان کی موجودہ قیادت کشمیر کو ہر قیمت پر ہضم کرنا چاہتی ہے وہ کسی حالت میں کشمیری عوام کو آزادی کا حق نہیں دینا چاہتی اپنے اس ارادے کو چھپانے کے لئے وہ پاکستان کے متعلق ہر قسم کے غلط اور بے بنیاد الزام تراشتے رہتے ہیں۔ سیاسی داؤ گھات کے اس کھیل میں پڑ کر وہ اپنا زیادہ وقت پاکستان کے خلاف فوجی تیاریوں پر اور اپنے غریب عوام کے وسائل کو ہمارے خلاف فوجی سامان جمع کرنے پر خرچ کرتے رہتے ہیں، ان حالات میں مجبوراً ہم کو بھی اپنی حفاظت کے لئے ایسے ہی اقدام کرنے پڑتے ہیں لیکن ستم ظریفی تو یہ ہے کہ جب کبھی پاکستان کی قوت میں کوئی توانائی پیدا ہوتا ہے تو ہندوستان میں واویلا مچ جاتا ہے کہ یہ طاقت ہندوستان کے خلاف استعمال ہوگی اس طفلانہ رویہ کا ایک ہی مقصد ہوتا ہے کہ پاکستان کو بدنام کیا جائے اور ہمارے دوستوں کو ہم سے بدظن کیا جائے۔ پاکستان اور کشمیر کے متعلق ہندوستانی قیادت جو مصنوعی اور بے بنیاد ناٹک کھیل رہی ہے وہ دونوں ملکوں کے عوام کے لئے بے حد مہنگا اور خطرناک ہے۔ کیا سمجھدار لوگوں کی چشم بصیرت اس حقیقت کو نہیں پہچانتی؟ جب تک اس تلخ حقیقت کو تسلیم نہیں کیا جائیگا اس وقت تک ہندوستان اور پاکستان کے عوام بد امنی اور بد اعتمادی کی بھول بھلیاں میں بھٹکتے رہیں گے۔"

افغانستان

"ہمارا دوسرا سیاسی دردِ سر مسلمان ہمسایہ افغانستان ہے اس بیسویں صدی میں کابل کے حکمران دوسروں کے علاقوں کو اپنی ذاتی اور خاندانی بادشاہت میں شامل کرنے کے خواب دیکھ رہے ہیں اس مقصد کے لئے وہ پاکستان کی حدود میں تخریب، انتشار اور بد نظمی پھیلانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ بدقسمتی سے ہر معاشرے میں چند ایسے لوگ مل جاتے ہیں جن کی روح مردہ ہوتی ہے اور جو اپنے ضمیر کو تھوڑی سی قیمت پر بیچ ڈالتے ہیں۔ چنانچہ ایسے ہی کرائے کے ایجنٹوں کے ذریعہ افغانستان ہماری سرزمین پر توڑ پھوڑ اور تخریبی کارروائیاں کرتا رہتا ہے ہمارے

(باقی بر صفحہ ۱۵ اشتہار کے نیچے)

دین کیا ہے؟ — احکامِ الٰہی کی فرمانبرداری اور مخلوقِ خدا کے ساتھ شفقت و ہمدردی

خطبہ جمعہ مؤرخہ ۱۱ اگست ۱۹۶۱ء فرمودہ حضرت امیر مولانا صدر الدین صاحب ایدہ اللہ بمقام احمدیہ بلڈنگس لاہور

وقضیٰ ربک الا تعبدوا الا ایاہ وبالوالدین احسانا ...... وکان الشیطٰن لربہ کفورا۔ (بنی اسرائیل)

دین کی جامع تعریف

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے لوگوں نے پوچھا کہ یہ دین جو آپ لائے ہیں اور جس کو آپ اسلام کہتے ہیں وہ کیا ہے۔ وہ کس قسم کی تلقین کرتا ہے۔ ما الاسلام یا رسول اللہ۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دین کے دو حصے ہیں۔ اول التعظیم لامر اللہ۔ خدا خوفی، خدا ترسی، خدا کے حکم کی عظمت اپنے دلوں میں بٹھانا والشفقۃ علیٰ خلق اللہ اور دوم یہ کہ خدا تعالےٰ کی مخلوق کے ساتھ صرف ہمدردی ہی نہیں بلکہ جذبہ شفقت و محبت کے ساتھ پیش آنا۔ یہ اسلام ہے۔ جو حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں بتایا ہے۔ یہ نچوڑ ہے اسلام کا۔ باقی مسائل وہ ہیں جن کے اندر لوگ خواہ مخواہ الجھے رہتے ہیں وہ دین نہیں دین یہی ہے کہ خدا تعالےٰ کی عظمت اور اس کے احکام کی فرمانبرداری کی جائے اور خدا کی مخلوق کے ساتھ شفقت و محبت کا سلوک ہو۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم چونکہ ساری دنیا کے لئے پیغام لائے ہیں، اس لئے انہوں نے دین اسلام کی وہ مختصر لیکن جامع تعریف کی جو ساری دنیا سمجھ سکے۔ جو کوئی دونوں حصوں پر عمل کرے گا انسان ہی وہ خدا کا مقبول ہوگا۔

دین کی تفصیلات

یہ آیات جو میں نے پڑھی ہیں انمیں دین کی تفصیلات ہیں جو کوئی قوم اُن تفصیلات دین پر عمل پیرا ہوگی ان کی زندگی امن و آرام کی ہو جائے گی۔ ان سے بڑھ کر اور احکام نہیں ہو سکتے۔

انسان پر اللہ تعالیٰ کے احسانات

فرمایا قضیٰ ربک الا تعبدوا الا ایاہ۔ تمہارے خدا کا تمہیں حکم ہے کہ اپنے رب کے سوا کسی اور کی پرستش نہ کی جائے۔ خدا تعالےٰ نے انسانوں کو زندگی عطا کی ہے اور اعلےٰ درجے کی استعدادیں عطا کی ہیں۔ اسکو عقل دی ہے فہم و دانش سے اسے نوازا ہے۔ حلم و جاں نثاری، دیانت و امانت اور قوت متخیلہ و متصورہ وغیرہ مرحمت فرمائی ہے۔ یہ خدا کے اپنے مخلوق پر بہت بڑے انعامات ہیں ان انعاموں کی وجہ سے انسان کی ذات بڑی باعزت اور مکرم ہے۔ فرمایا ولقد کرمنا بنی آدم ہم نے بنی آدم کو عزت و بلندی بخشی ہے اللہ تعالیٰ نے انسان کی تعظیم و تکریم کے لئے اس کو کچھ ایسے قویٰ عطا کئے ہیں جن کی وجہ سے وہ بلند مرتبہ پر پہنچ جاتا ہے۔ استعدادوں اور قوتوں کے علاوہ تمام ضرورتوں کے جو انسانوں کو پیش آتی ہیں پورا کرنے کے سامان مہیا فرمائے ان کے خور و نوش۔ انکے لباس، ان کی زیب و زینت اُن کے رہنے سہنے کے لئے ہر قسم کے سامان بہم پہنچائے ہیں۔ گرمی سردی اور موسم کے مطابق اس کو مختلف اشیاء دی ہیں۔ پھر طبیعتوں کے اختلاف کے مطابق کھانے پینے کی جس قدر چیزیں ضروری تھیں وہ سب موجود ہیں۔ کبھی آپ کسی لاٹ صاحب، راجے اور نواب کے دسترخوان پر جائیں۔ اس کی میز پر گندم کی روٹی ہی ملے گی موتی کی نہیں اس کی میز پر بھی انڈا ہے جو آپ کی مرغی آپ کے گھر میں آپ کے لئے دیتی ہے اللہ تعالےٰ کے دسترخوان پر کسی قسم کی خصوصیت نہیں۔ یہی دودھ ہے جو آپ پیتے ہیں۔ یہی مکھن ہے جو آپ کھاتے ہیں۔ یہی پھل ہیں جو آپ کو میسر ہیں۔ سب کچھ یہی ہے جو آپ کے پاس ہے۔ وہ رب العالمین ہے۔ ایک گدا کی کٹیا میں اس کی مرغی اس کے لئے تازہ انڈہ دیتی ہے۔ اس کی گائے کا تازہ بتازہ دودھ میسر ہے زمین اور آسمان دونوں ضروریات اور حوائج کے سامان تیار کرنے میں سرگرم عمل ہیں۔ کبھی یہ پودے آپ کے لئے لباس تیار کر رہے ہیں کبھی یہ آپ کے کھانے پینے کی چیزیں پیدا کر رہے ہیں بھیڑ بکریاں آپ کو دودھ دیتی ہیں۔ گوشت دیتی ہیں اور سردی سے بچنے کے لئے اُون دیتی ہیں۔ آپ پشمینے بناتے ہیں۔ فرمایا

واٰتٰکم من کل ما سالتموہ۔ ہم نے تمہاری ضروریات کی تمام چیزیں تمہیں دے دی ہیں۔ تمہاری کوئی بھی ایسی ضرورت نہیں رہی جو ہم نے تمہیں نہ دے دی ہو۔ فرمایا اللہ زندگی عطا کرتا ہے اور اعلےٰ درجہ کی قوتیں عطا کرتا ہے اور تمام ضرورتوں کو پورا کرنے والا ہے۔

صرف اللہ تعالیٰ ہی عبادت کا مستحق ہے

وہی ذات عبادت کی مستحق ہے اس کی ہی عبادت کرنی چاہیئے وقضیٰ ربک الا تعبدوا الا ایاہ صرف وہی معبودِ حقیقی ہے کیونکہ وہ تمام کائنات کا خالق ہے اور تمام موجودات کی ربوبیت کرنے والا ہے اس کے سوا تمام چیزیں مخلوق ہیں سب پیغمبر اور بزرگ، انسان، حیوانات اور نباتات اور جمادات سب مخلوق اور مربوب اور ناپائیدار فانی ہیں کسی کو سوائے خدا کے دوام اور ثبات حاصل نہیں۔ سب اسی کے محتاج ہیں۔

ماں باپ کے احسانات

پھر مخلوق میں سے سب سے زیادہ مستحق تعظیم و تکریم ماں باپ ہیں۔ اپنی اس حالت پر غور کرو جب تم گوشت کے لوتھڑے تھے۔ تم کروٹ نہیں بدل سکتے تھے۔ تمہیں کسی چیز کی خبر تک نہ تھی۔ نہ اپنے دکھ اور درد کا اظہار کر سکتے تھے تم بے کسی اور عاجزی کی تصویر تھے۔ ماں باپ تم پر فدا ہیں تمہارے لئے سب کچھ کرتے ہیں۔ تم ذرا چلائے تو ماں نے گلے سے لگا لیا۔ باپ نے پیار کیا ہر وقت تمہارا خیال دامنگیر ہے۔ تم بیمار ہو جاؤ تو علاج معالجہ میں کسی قسم کی کسر اُٹھا نہ رکھیں۔ بچہ ذرا بڑے ہوئے تو تعلیم کے لئے اپنا سب کچھ تمہارے لئے حاضر کر دیا۔ تمہیں ولایت بھیجنے کے لئے اپنی جائداد اور زمین اور ملکیت بیچ دینے پر تیار ہو گئے بڑا جذبہ ہے ماں باپ کے دلوں میں۔

عبادت الٰہی کے بعد ماں باپ کی تعظیم و تکریم

فرمایا وبالوالدین احسانا۔ یعنی ماں باپ کے ساتھ احسان و مروّت سے پیش آنا۔ مہر و وفا کا سلوک کرنا۔ ان کی تعظیم و تکریم ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی عبادت کے حکم کے ساتھ والدین پر احسان کرنا فرض کر دیا ہے یہ حکم اہمیت کو ظاہر کرتا ہے یعنی خدا تعالےٰ کی خالص توحید اور اسکی عبادت و ریاضت کے بعد جس کی خدمت اور تعظیم و تکریم کا درجہ ہے وہ والدین ہیں۔ پھر فرمایا اما یبلغن عندک الکبر احدھما او کلٰھما یعنی عام حکم ہے کہ ہر حالت میں اپنے والدین کی خاطر و تواضع کرو۔ لیکن ایک صورت یہ بھی ہے کہ جب ماں باپ بوڑھے ہو جائیں، یا دونوں میں سے کوئی ایک بڑھاپے کو پہنچ جائے۔ تو ان کی یہ حالت بیکسی اور بے بسی اور عاجزی کی حالت ہے۔ بالکل ویسی ہی

جیسی کہ تمہاری حالت بچہ ہونے کے وقت تھی۔ لہذا اس حالت میں بھی تم ان سے حسن سلوک سے پیش آؤ۔ فلا تقل لهما اف ولا تنهرهما ان کو اُف تک نہ کہنا۔ ان کو ڈانٹ ڈپٹ نہیں کرنا اونچی آواز سے نہ بولنا۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بڑا بدبخت ہے وہ شخص کہ جس کے والدین بوڑھے ہو جائیں اور وہ ان کی خدمت نہ کرنے کی وجہ سے جنت سے محروم رہ گیا۔ فرمایا فلا تقل لهما اف ولا تنهرهما اُن کے سامنے اُف تک نہیں کرنا اور نہ انہیں ڈانٹنا ہے وقل لهما قولاً کریما ان سے ادب سے بات کرو اور کریم الاخلاق انسان کی طرح ماں باپ کے ساتھ پیش آؤ۔ اور فرمایا واخفض لهما جناح الذل من الرحمة۔ تواضع کے ساتھ ان سے پیش آؤ۔ جس طرح پرندہ اپنے بازوؤں میں اپنے بچوں کو پناہ دیتا ہے اسی طرح تم تواضع اور رحم و کرم کے بازو اپنے والدین کے لئے پھیلا دو۔ اور ان کے ساتھ نرمی اور حلیمی اور ہمدردی کے ساتھ پیش آؤ۔ اور فرمایا وقل رب ارحمهما کما ربیٰنی صغیرا۔ اور جناب الٰہی میں ان کے لئے دعا کرتے رہو۔ اور اس زمانہ کو یاد کرو جبکہ تم بچے ہی تھے۔ وہ تمہارے ساتھ کس قسم کا سلوک کیا کرتے تھے۔ دعا کرو کہ اے خدا میں ان کو پورا بدلہ تو نہیں دے سکتا میں تیرے حضور دعا مانگتا ہوں کہ اپنے رحم و کرم کی بارش ان پر نازل فرما۔

مخلصانہ خدمت کی ضرورت

ان مفید تعلیمات کے بیان کرنے کے بعد دلوں میں اخلاص پیدا کرنے کی طرف توجہ فرمائی ہے اور فرمایا ربکم اعلم بما فی نفوسکم یعنے ماں باپ کی خدمت اخلاص سے کرو جس طرح خدا کی عبادت اخلاص سے کرنا ضروری ہے۔ اخلاص کی خدا کے ہاں قدر ہے۔ دلوں کے اخلاص کا ذکر اس آیت کریمہ میں بھی کیا گیا ہے۔ لقد رضی اللہ عن المؤمنین اذ یبایعونک تحت الشجرة۔ جب بیعت رضوان میں مسلمان جان دینے کا وعدہ و اقرار کر رہے تھے تو خدا اُن سے خوش ہو گیا۔ فعلم ما فی قلوبهم ان کے دلوں میں اس سے بھی بڑھکر ارادے ہیں ان سے خدا واقف ہے۔ ان کے لئے یہ بات آسان ہے کہ اپنی جان تک قربان کر دیں۔ خدا اُن کی قدر کرتا ہے۔ ان کے دلوں میں دین کی خدمت کا ... جذبہ ہے۔ یہ وعدہ درخت کے نیچے بیعت کرتے ہوئے انہوں نے کیا ہے۔ اس کو یہاں دہرایا ہے۔ ایسا ہی یہاں ماں باپ کے متعلق فرمایا ربکم اعلم بما فی نفوسکم۔ ماں باپ کی خدمت حسن سلوک اور اخلاص و قدر کے ساتھ ہونی چاہیئے خدا مسلمان کے دل میں اخلاص پیدا کرنا چاہتا ہے۔

خدمت میں غفلت نہ ہونی چاہیئے

اور فرمایا اگر خدا تعالےٰ کی عبادت اور فرمانبرداری کرنے میں غفلت ہو جائے یا والدین کی خدمت کرنے میں غفلت ہو جائے تو اس غفلت کو دُور کرنا چاہیئے۔ اگر ایسا کرو گے تو خدا تعالےٰ کی شان ہے کہ وہ انه کان للاوابین غفوراً۔

اقربا اور غرباء کے حقوق

ماں باپ کی تعظیم کرنے کے بعد اقربا کے حقوق ادا کرنے کی تلقین فرمائی وات ذا القربیٰ حقہ تم پر قریبیوں کا بھی کچھ حق ہے تمہارے پاس جو کچھ ہے وہ تمہارا ہی نہیں بلکہ اس میں قریبیوں کا بھی حصہ ہے۔ والمساکین غرباء کا بھی حصہ ہے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں انما ترزقون و تنصرون بضعفائکم۔ یہ غرباء یہ محنت مزدوری کرنے والے جس قدر بھی ہیں ان کی وجہ سے تمہیں رزق ملتا ہے اور تم پر برکات اُترتی ہیں۔ کیا کوئی شخص اندازہ لگا سکتا ہے کہ اگر غریب دنیا سے اُٹھ جائیں تو امراء زندہ رہ سکتے ہیں؟ کوئی مزدور تمہارے سامان اُٹھاتا ہے۔ کوئی تمہارے لئے روٹی پکاتا ہے کئی ریلوے سٹیشنوں پہ کئی جہازوں کی گودیوں میں کام کرتے ہیں یہ کارخانے یہ فیکٹریاں، سب مزدوروں کی برکت سے ہی چل رہے ہیں، غریب کا حق ہے کہ اسکو دو۔ غریبوں اور امیروں سے دنیا کبھی خالی نہیں ہو سکتی۔ امیر بھی اسی دنیا میں رہیں گے اور غریب بھی۔ اسی کی وجہ سے تمہاری روزی ہے لہذا تم اپنے مال سے رشتہ داروں اور مساکین کو بھی دو اور ساری قوم پر نگاہ رکھو۔ وابن السبیل مسافر کا بھی حق ہے اسکو بھی دو۔

مال کا ضیاع بیجا خرچ کرتے ہیں

ولا تبذر تبذیراً اور بیجا خرچ کرکے مال کو ضائع نہ کرو۔ فضول خرچی کیا ہے؟ خدا تعالےٰ کی نافرمانی میں تھوڑا سا بھی خرچ کرنا فضول خرچی ہے، مگر خدا کی رضا میں زیادہ سے زیادہ روپیہ خرچ کرنا فضول خرچی نہیں، حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اپنا سارا مال خدا کی راہ میں دے دیا۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے اپنا آدھا مال دیا ایک شخص نے کہا میں دو سیر کھجوریں کما کے لایا ہوں یہ حاضر ہیں۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس نے سب کچھ دے دیا۔ ایک لطیفہ ہے ایک شخص نے ایک بزرگ کو کثرت سے خیرات کرتے دیکھا تو کہا لا خیر فی الاسراف اس پر اس بزرگ نے فرمایا لا اسراف فی الخیر۔ سو اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے ان المبذرین کانوا اخوان الشیطین بیجا صرف کرنے والے شیطان کے بھائی ہیں۔ خدا نے تمہیں مال عطا کیا ہے دولت دی ہے۔ تو تم اس کے حکم کے ماتحت خرچ کرو یہ شکر گذاری ہے لیکن عیش و عشرت کے لئے۔ نام و نمود کے لئے ناک رکھنے کے لئے خرچ کرتا ہے تو یہ ناشکری ہے۔ وکان الشیطن لربه کفوراً فرمایا کہ شیطان ناشکرا ہے۔ مومن کو ناشکر گذار نہ بننا چاہیئے۔ وہ خدا کے حکم کے مطابق خرچ کرتا ہے۔

معاشرہ کی بہبود کیلئے منہیات

معاشرہ کی بہبود کے لئے ان احکام کے بعد منہیات کا ذکر فرمایا کہ اولاد کو قتل نہ کرو یہ شقاوت قلبی ہے۔ حضور نے نوجوانوں کی تکریم کرنے کا حکم دیا فرمایا اکرموا اولادکم اور فرمایا بدکاری کے قریب نہ جاؤ، یہ بے حیائی ہے اور ایسا کرنے سے قتل مقاتلہ ہوتا ہے اور فساد پیدا ہوتا ہے اور فرمایا کسی جان کو ناحق قتل نہ کرو اور فرمایا یتامیٰ کے اموال خورد برد نہ کرو۔ اور فرمایا ماپ اور تول میں چالاکی کرکے لوگوں کو نقصان نہ پہنچاؤ۔ اور فرمایا لا تقف ما لیس لک به علم بے علمی کی باتوں کے پیچھے نہ لگ جایا کرو۔ اور فرمایا تکبر کی چال نہ اختیار کرو۔ آخر میں پھر دہرایا کہ معاشرہ کی بہبود اسی میں ہے کہ انسان خدا خوفی اور خدا ترسی کی زندگی بسر کرے۔

بحر حکمت کے موتی

(بسلسلہ صفحہ اوّل)

ستور

ہر کہ پوشیدہ با تو در سازد
رحمت آشکار بنوازد
ہر کہ گیرد درت بصدق و حضور
از در و بام ببارد نور

(مسیح موعودؑ)

ترجمہ:۔ جو پوشیدہ طور پر تجھ سے تعلق رکھتا ہے۔ تیری رحمت کھلم کھلا اس پر مہربانی کرتی ہے۔
جو صدق اور اخلاص سے تیری چوکھٹ پکڑتا ہے۔ تو اس کے در و بام پر نور کی بارش برستی ہے۔

(غلام قادر ڈار عفی عنہ)

پاکستان میں عیسائیت کی اشاعت

از قلم چوہدری احمد [illegible] ضلع گجرات

پاکستان کی چودہ سالہ مختصر تاریخ میں ہمارے سامنے چند ایسے حقائق آئے ہیں۔ جن پر غور کرنے سے معلوم ہو جاتا ہے کہ تدبیرِ الٰہی اس میں ایسا کارفرما ہوا ہے۔ کہ [illegible] منشاء الٰہی اپنی پوری وضاحت سے سامنے آگیا ہے۔ یہ تو ظاہر ہی ہے کہ ہمارے آئمہ سیاست یہاں بری طرح ناکام ہوئے ہیں اور اسی لئے خدا نے ملک کی باگ ڈور فوجی ہاتھوں میں دے کر ملک کو فوری طور پر تباہی سے بچا لیا ہے۔ اگر عمیق نگاہ سے دیکھا جائے تو آئمہ سیاست سے زیادہ آئمہ مساجد فیل ہوئے ہیں۔

اہل سیاست کے ہاتھ میں ملک کا نظم و نسق تھا ضابطہ قانون کی پیروی ارکان حکومت کے ذمہ تھی مگر وہ خود بُری طرح لاقانونیت کا شکار ہو گئے۔ نفس پرستی، طمع نفسانی، خویش پروری، اقربا نوازی، رشوت ستانی وغیرہ کونسی قباحتیں تھیں جو اس دور میں منظر عام پر نہ آئیں مگر اس تمام عرصہ میں ہمارے اربابِ شریعت جن کے ذمے تدریس القرآن تعلیم الحکمت اور تزکیۂ نفس، اور تہذیب اخلاق جیسے فرائض تھے تفرق بین المسلمین اور تفسیق و تکفیر اہل قبلہ میں مصروف رہے تا آنکہ قوم کی قوم مکارم اخلاق اور حسن کردار سے تہی دست ہو گئی اس لئے تاجر منڈیوں میں سیاہ کاریوں میں مصروف ہو گئے۔ اس کے صنعتکار زر کے انبار جمع کرنے لگ گئے۔ اس کے حکام رشوتوں اور سفارشوں سے انصاف کا خون کرتے رہے علمائے کرام نہ تو ان پر کچھ اثر ڈال سکے اور نہ ہی پبلک کو ان سے متنفر کر سکے۔ درحقیقت اس بارہ میں علماء کی مساعی صفر سے زیادہ نہیں۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ۱۹۴۷ء میں پاکستان کی مردم شماری نے تو یہ ظاہر کیا تھا کہ پاکستانی علاقوں میں عیسائیوں کی تعداد صرف گیارہ ہزار تھی لیکن اب عیسائی اخبار پر اسپیکر کی روایت کے مطابق جو کہ کراچی سے شائع ہوتا ہے پاکستان میں عیسائیوں کی تعداد دو لاکھ اٹھاسی ہزار تین سو باسٹھ ہو گئی ہے، عیسائیوں کا یہ کہنا ہے کہ انہیں سب سے زیادہ کامیابی پاکستان میں ہوئی ہے۔

عیسائیوں کی یہ بڑھتی ہوئی رو ایک خطرناک طوفان کی شکل اختیار کر گئی ہے۔ ارتداد کی سزا قتل بتلانے والے مولویوں کا گروہ تحریک اشاعت اسلام کو کچلنے کے لئے تو احمدیوں کو واجب القتل قرار دیتا رہا مگر مسلمانوں کی اتنی بڑی تعداد جو دائرہ اسلام سے نکل کر حلقہ تثلیث میں جا چکی ہے۔ ہمارے مولوی کو ذرا بھی مضطرب نہ کر سکی جب تک احمدی کھلم کھلا تبلیغ کرتے رہے جلسوں اور محفلوں میں وفات مسیح پر قرآن اور انجیل سے دلائل دیکر عیسویت پر کاری ضرب لگاتے رہے عیسائیت اس ملک میں جڑیں نہ پکڑ سکی۔ مگر جونہی مولوی کی شورش آفرینی سے احمدی آزادی سے تبلیغ کرنے سے رک گئے عیسائی مبلغین دیہات اور قصبات میں اسلام پر اپنی فوقیت ثابت کرنے میں کامیاب ہو گئے۔ مولوی کہیں بھی عیسائی پادری کا مقابل نہیں ہو سکا۔ مولوی نے احمدیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے میں اس قدر شورش برپا کی کہ سابقہ ادوار میں اس کی نظیر کہیں نہیں ملتی۔ عیسائیوں کا طریق استدلال ہی یہ ہے کہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام کی ولادت مافوق العادت ہے۔ وہ دوسرے انبیاء کے مقابلے میں معصوم اور یکتا ہیں۔ ان کی زندگی کے کارناموں میں مُردوں کو زندہ کرنا۔ اندھوں کو بینائی دینا اور کوڑھیوں کو اچھا کرنا وغیرہ محیر العقول معجزات شامل ہیں۔ زندگی ان کی ابد الآباد تک رواں دواں۔ وہ ابھی تک آسمانوں میں زندہ موجود مشہور ہے برخلاف اس کے مسلمانوں کے نبی زیر زمین مدفون ہیں ان کی ولادت بھی عام قاعدے کے مطابق ظہور پذیر ہوئی نہ اُن کے ہاتھ سے کوئی اندھا سجاکھا ہوا اور نہ بہروں کو شنوائی ملی۔ اور نہ گونگوں کو نطق نصیب ہوا اور نہ کوڑھی اچھے ہوئے۔

پادریوں کی اس قسم کی منطق سے اکثر جاہل لوگ متاثر ہو جاتے ہیں۔ مزید برآں نو عیسائیوں کے لئے سامان معیشت خوب فراوانی سے مہیا کر دیا جاتا ہے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ مادی اور روحانی طور پر قلاش لوگ آغوشِ عیسائیت میں جا پناہ لیتے ہیں اور ہمارے علماء اور مشائخ اس نظارہ کو نہایت سکون اور اطمینان سے دیکھتے رہتے ہیں۔ اس وقت دنیا کے عام واقعات بھی بتلا رہے ہیں کہ موجودہ دور میں عالم انسانیت میں اسلام اور عیسائیت خطرناک طور پر متصادم ہیں۔ براعظم افریقہ میں بھی دونوں مذاہب کا باہمی سخت مقابلہ ہے۔ خود یورپ کے اندر احمدی مبلغین جارحانہ طور پر عیسائی قلعوں پر گولہ باری کر رہے ہیں اور عنقریب دنیا کو یہ فیصلہ کرنا ہوگا کہ آخر کار انسانیت کا آئندہ مذہب اسلام ہوگا یا عیسائیت۔ انہی حالات و واقعات کے پیش نظر کسی زبان حقیقت ترجمان سے یہ الفاظ نکلے تھے۔

> پُول مرا نور پئے قومِ مسیحی دادہ اند
> مصلحت را ابن مریم نامِ من بنہادہ اند

اب وقت آگیا ہے کہ مسلمانوں کی تمام جماعتیں اور فرقے اسلام اور عیسائیت کی اس کشمکش میں فیصلہ کن مسلک اختیار کریں۔ دنیا کے مروجہ مذاہب میں صرف عیسائیت ہی ایک ایسا دین ہے جو اسلام سے برسرپیکار ہے۔ عیسائیت کو بڑی زبردست اور طاقتور قوموں کی اعانت حاصل ہے اس کے ذرائع اور وسائل محدود نہیں۔ مگر اسلام کی روحانی قوت ایک ناقابلِ شکست طاقت ہے۔

ہاں اسلام کے پاس قرآن کا ایک ایسا زبردست حربہ ہے جس کو اگر صحیح طور پر استعمال کیا جائے تو عیسائیت کے دجل کو بآسانی اور احسن طریق سے کچلا جا سکتا ہے۔ مگر ہمارا مولوی اس حربہ کو استعمال کرنے سے بکسر قاصر ہے۔ وہ قرآن کریم سے ہی عیسائیت کی ترویج کے لئے مسالہ مہیا کرتا ہے۔ مولوی خود مسیح کو زندہ جاوید تسلیم کرتا ہے اور منتظر ہے کہ مسیح دوبارہ آسمان سے نازل ہوا اور گناہوں میں ڈوبی ہوئی انسانیت کو نجات دلائے۔ اگر آخری زمانہ میں دنیا کی نجات مسیح سے وابستہ ہے تو پھر مسلمانوں کو مسیحیت قبول کرنے میں کیا عذر ہو سکتا ہے۔ مسلمان ایک مسیح کی آمد کے منتظر ہیں۔ متواتر احادیث اور آثار سے یہ ثابت ہے کہ حضور نبی کریم صلعم نے ایک آنے والے کی خبر دی ہے مگر حضور نے مسیح اسرائیلی اور آنے والے مسیح کے علیحدہ علیحدہ حلیئے بھی بیان کر دیئے ہیں جس سے واضح ہو جاتا ہے کہ مسیح اسرائیلی واپس نہیں آئے گا بلکہ اسی امت کا کوئی فرد مسیحائی کا مقام حاصل کریگا وہ حضور نبی کریم صلعم کی فرمانبرداری اور اطاعت کیشی میں کمال حاصل کریگا اور صلاح عالم کا کام سرانجام دے گا۔ یہ وہ معقول توجیہہ ہے جس سے قرآن۔ حدیث اور واقعات میں مکمل تطبیق پیدا ہو جاتی ہے اور ایمان اور معقولیت کے تقاضے پورے ہو جاتے ہیں۔

مسلمانوں کے عوام اور خواص اگر خالی الذہن ہو کر سوچیں۔ ان کے متوسلین۔ ان کے تجار۔ ان کے صنعت کار۔ ان کے اہل ثروت۔ ان کا باشعور طبقہ تعصب کی عینک اتار کر اگر احمدیت کے صحیح خدوخال دیکھنے کی کوشش کرے تو انہیں حسب ذیل حقائق برملا نظر آجائیں گے۔ اور ان کو دیکھ لینے کے بعد انکے پاس اس کے سوا کوئی چارۂ کار نہیں رہیگا کہ وہ اصلاح عالم اور تہذیب انسانیت کا کام تحریک احمدیت کے مرتب کردہ پروگرام کے ماتحت شروع کر دیں اور دنیا سے شر اور فساد۔ تخریب اور تہلیک کی قوتوں کو پاش پاش کر دیں تا نیکی۔ تقویٰ۔ امن سلامتی۔ باہمی محبت اور رواداری حقائق پروری، صداقت کیشی دنیا میں عود کر آئے اور حقیقتاً خدا کی بادشاہت اس زمین پر اُتر آئے اور تمام عالم بقعہ نور بن جائے۔ اس سلسلہ میں حسب ذیل امور مسلم پبلک کے لئے قابل غور ہیں:۔

۱۔ تحریک احمدیت ایک خالص دینی تحریک ہے یہاں ایسا نہیں ہو رہا کہ مذہب کے پردہ میں

...... سیاست کے کھیل کھیلے جا رہے ہوں۔ دنیا کے اس خطۂ پاک میں بڑے بڑے سیاسی طوفان آئے۔ کئی سیاسی زلزلوں نے جماعتوں اور گروہوں کو تہہ و بالا کر دیا۔ کئی ایسے سیلاب آئے جس میں بڑی بڑی جماعتیں بہہ کر ملیامیٹ ہو گئیں۔ مگر اس تمام شور و شغب میں فقط جماعت احمدیہ پہاڑ کی طرح مضبوط کھڑی رہی۔ مخالفت کی موجیں اس سے ٹکرا کر پاش پاش ہوتی رہیں۔ تاریخ سے پوچھو کہ احرار کس جوش سے اُٹھے تھے اور اس کے آتش بیان مقررین نے ملک کے اندر کیسا تہلکہ مچا رکھا تھا مگر اب اس جماعت کا کوئی نام لیوا نہیں ملتا۔ اور ایک نیلی پوش جماعت کسی بڑے آہنی صفات رہبر کے زیر قیادت معرض وجود میں آئی تھی مگر آج شاید یاد دلانے کے باوجود لوگوں کے حافظوں میں تازہ نہ ہو سکے۔ اور بیچارے خاکسار تو بالکل خاک میں مل گئے۔ اور اس کی خاکستر سے اب کوئی چنگاری شعلہ زن نظر نہیں آتی۔ اور اسلامی جماعت کا صرف نام رہ گیا ہے۔ کام سب ختم ہو گیا ہے۔ یہاں تک کہ جب دوسری سیاسی جماعتوں نے تقصیر احمدیت سے ٹکر لینی مناسب سمجھی۔ تو سب کے سب جاپانیوں کی طرح ہراکری کر کے ابدی نیند سو گئیں مگر جماعت احمدیہ کشجرۃ طیبۃ

اصلها ثابت وفرعها فی السماء

کے مصداق اپنے پورے زور شور سے استقامت اور استقلال کا پہاڑ بن کر تبلیغ اسلام کا الٰہی پروگرام سرانجام دینے میں پہلے زیادہ منہمک ہو گئی۔ افریقہ کے وحشی انسانوں کو دائرہ اسلام کے اندر لانے میں وہ کام سرانجام دیا جس پر تاریخ ہمیشہ فخر کرتی رہے گی۔ تمام یورپ اور جزیرۂ برطانیہ میں بڑی بڑی مساجد تعمیر کر کے بلند مناروں پر اللہ اکبر کا نام بلند کیا۔

اس تہذیب زدہ خطہ میں اسلام کا پیغام پہنچا دینا اور لاکھوں مسیحیوں کو دائرہ اسلام کے اندر داخل کرنا صرف اس جماعت احمدیہ کا زریں کارنامہ ہے اور اس آیت شریفہ کا صحیح مصداق ہے:۔

"تؤتی اکلها کل حین

باذن ربها

یعنے وہ اپنے رب کے حکم سے

اپنا پھل ہر وقت دیتا ہے"

بھلا کسی جھوٹے درخت سے بھی ایسے شیریں پھل پیدا ہو سکتے ہیں! جیسا کہ ربّ العزت نے ارشاد فرمایا:۔

مثل کلمة خبیثة کشجرة

خبیثة ن اجتثت من فوق

الارض ما لها من قرار ہ

یعنے۔"ناپاک بات کی مثال گندے درخت کی طرح ہے جو زمین کے اوپر سے اکھاڑ پھینکا جائے اسکو کچھ بھی قرار نہیں"

اشاعت اسلام اور حفاظت اسلام کا کام صرف احمدیہ جماعت کے کرنے کا ہے۔ اب بھی اگر احمدیوں سے حسن ظن برتا جائے اور اس کے مبلغین کو اشاعت اسلام کے کام کو سرانجام دینے میں ہی آزادی بخشی جائے تو عیسائیت کی رَد فوراً رُک سکتی ہے۔

۲۔ جوں جوں سائنس ترقی کرتی چلی جا رہی ہے سائنسدانوں کا یہ مطالبہ شدت اختیار کر رہا ہے کہ ہمیں خدا کا راہ راست دکھا دو منطق استدلال یہاں تک تو عقل کی تشنگی بجھا سکتا ہے کہ اس منظم کائنات کا کوئی صانع ہونا چاہیئے مگر یہ رنگ اس کے بس کا نہیں کہ حکماء فرنگ کو یہ یقین دلا دے کہ واقعی اس کائنات کا کوئی صانع موجود ہے۔

اس تحریک کے بانی نے اپنے ذاتی تجربہ اور مشاہدہ کی بنا پر یہ ثابت کر دیا کہ خدا فی الواقعہ موجود ہے۔ اور وہ اس بات کا مدعی تھا کہ اسے شرف مکالمہ مخاطبہ حاصل ہے۔ اور اس نے براہ راست اللہ تعالےٰ سے علم پا کر لوگوں کو انذاری خبریں سنائیں اور بشارتیں بھی دیں۔ اور اس کی صحبت میں تربیت حاصل کر کے لوگ اہل اللہ ہو گئے اور وہ بھی مکالمہ مکاشفہ اور مخاطبہ سے مستفیض ہوتے رہے۔ اب بھی ایسے لوگ موجود ہیں جن سے خدا ہمکلام ہوتا ہے۔

۳۔ وقت آ گیا ہے کہ تمام عالم اسلامی بیک آواز یہ اعلان کر دے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام صلیب پر فوت نہیں ہوئے تھے۔ اللہ تعالےٰ نے انہیں لعنت کی موت سے بچا لیا تھا اور اپنے ہاں بڑے بلند درجات بخشے تھے اور رفعہ اللہ الیہ کے یہی معنے ہیں۔ اور اللہ تعالےٰ نے حضرت مسیح کو صلیب کے واقعہ کے بعد ایک لمبے عرصہ تک زندہ رکھا اور وہ افغانستان اور کشمیر میں اسرائیل کی کھوئی ہوئی بھیڑوں میں تبلیغ کے لئے پہنچے اور بالآخر سرینگر میں وفات پا کر اللہ سے جا ملے۔ یہ اعلان عیسائیت کو ختم کر دے گا، اور اسلامی دنیا ہمیشہ کے لئے عیسائیت کے چنگل سے نجات پا لے گی، اور اسلام کا بول بالا ہوگا۔

۴۔ احمدیوں کو تبلیغ کے لئے ایک فوج ظفر موج کی ضرورت ہے مسلمانوں کو اس طرف توجہ نہیں۔ ان کی صفوں میں انتشار ہے کیا اچھا ہو کہ اب تمام علماء اپنے اختلافات کو بالائے طاق رکھ دیں اور اعلان کر دیں کہ ہر وہ شخص جو خود کو مسلمان کہتا ہے اور کلمہ طیبہ کا قائل ہے مسلمان ہے۔ اس کی تکفیر نہیں کی جا سکتی۔ یہ اعلان پاکستان میں اسلام کو مضبوط کر دے گا۔ اور تحریک احمدیہ عیسائیت کو زک دینے میں کامیاب ہو جائیگی۔

مسلمان یاد رکھیں کہ عیسائیت کے زہر کا تریاق صرف احمدیت ہی ہے۔ تمام دنیا میں اس وقت عیسائیت کا طلسم لوگوں کو گمراہ کر رہا ہے اور پاکستان میں بھی یہ طلسم زور پکڑ رہا ہے۔ اس طلسم کو صرف احمدیت ہی توڑ سکتی ہے عیسائی دنیا کے قلب میں گھس کر احمدی شمشیر زن اس کا قلع قمع کر رہے ہیں۔ مگر افسوس کہ اپنے ملک میں ہماری عیسائیت کا سب سے زیادہ محافظ اور تمام عیسائیت کو منہدم کرنے والی تحریک کا سب سے زیادہ مزاحم ہے۔ ہماری ذہین پبلک کو چاہیئے کہ اب اس خادم اسلام جماعت سے زیادہ وابستگی حاصل کرے اور دوست اور دشمن میں تمیز کرے اسلام کو صرف عیسائیت سے خطرہ ہے اور اس خطرہ کو صرف احمدیت دُور کر سکتی ہے۔

پس لوگوں کو چاہیئے کہ تحریک احمدیت میں جوق در جوق شامل ہو کر اشاعت اسلام کی فوج کو تقویت بخشیں اور دنیا سے باطل کو مٹانے میں حق کے علمبرداروں کی اعانت کریں۔

تحریک احمدیت ہی امام وقت کی پکار ہے ضرورت زمانہ کی ندا ہے۔ وہ براہ راست آسمان سے اتری ہے اور زمین کو زندہ کرنے کے لئے دلوں کی زمین کو آب پاشی کر رہی ہے۔ اس سے اسلام کا باغ ہرا ہوا۔ اور اسی کی جد و جہد سے اسے پھول اور پھل لگیں گے۔ اور اس سے تمام عالم انسانی متمتع ہو کر امن و سلامتی کی جنت حاصل کر لے گا۔

فاعتبروا یا اولی الابصار

ایک احمدی معلّم کی ضرورت

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام بھدرواہ کو بچوں کی دینی تعلیم و تربیت کی خاطر ایک معلّم کی ضرورت ہے جو بھدرواہ میں دینی تعلیم اور مسائل سلسلہ عالیہ احمدیہ کی تربیت دے سکے۔ تنخواہ اور مکان کا خاطر خواہ انتظام کر دیا جاوے گا۔ مقامی حالات اور اخراجات کے پیش نظر سرکاری سکیل پر گریڈ اور الاؤنس دیئے جاویں گے۔ ابتدائی تنخواہ -/75 روپیہ سے کم نہ ہو گی۔ اگر معلّم صاحب کی تعلیمی لیاقت زیادہ ہو گی یعنے مولوی فاضل وغیرہ بھی ہوں گے تو تنخواہ میں مناسب اضافہ بھی ہو سکتا ہے۔

ریاست جموّں و کشمیر۔ ہندوستان، پاکستان کے امیدواران سے التماس ہے کہ حسب ذیل پتہ پر خط و کتابت کریں:۔

چوہدری محمد رجب صاحب احمدی
صدر احمدیہ انجمن اشاعت اسلام
بھدرواہ۔ ریاست کشمیر۔ بھارت
Po. BHADARWAH

خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ دیں۔ منیجر

فرقان کی حقیقت اور اس کی ضرورت

امت کو فرقان ملنے کی بشارت

مولانا شیخ عبد الرحمن صاحب مصری

حق اور باطل کی جنگ

قرآن کریم سے معلوم ہوتا ہے کہ حق اور باطل کی جنگ شروع دنیا سے چلی آتی ہے کوئی زمانہ بھی اس سے خالی نہیں رہا اور قیامت تک یہ چلتی رہے گی لیکن ایسے اوقات بھی آتے ہیں جبکہ باطل زور پکڑ جاتا ہے اور اس کی گرفت دلوں پر اتنی مضبوط اور سخت ہوتی ہے کہ لوگ بالعموم اسی کو ہی حق سمجھنے لگ جاتے ہیں اور اسی پر شیفتہ ہو کر اسی کی محبت میں گرفتار ہو جاتے ہیں اور یہ باطل انہیں اس قدر خوبصورت نظر آنے لگ پڑتا ہے کہ اس سے جدا ہونا ان کے لئے بڑا مشکل ہو جاتا ہے یہی وہ حالت ہے جس کا نقشہ قرآن کریم کے ان الفاظ میں کھینچا گیا ہے تاللہ لقد ارسلنا الی امم من قبلک فزین لھم الشیطان اعمالھم فھو ولیھم الیوم ولھم عذاب الیم۔ یقیناً یقیناً ہم نے تجھ سے قبل بھی قوموں میں اپنے رسول بھیجے تھے لیکن اب وہ اپنے اپنے رسولوں کی تعلیموں کو چھوڑ کر شیطان کے پنجہ میں گرفتار ہیں شیطان نے ان کے اعمال بد کو خوبصورت کر کے دکھلایا ہے پس وہ شیطان ہی اب ان کا ولی بنا ہوا ہے اور ان کے لئے دردناک عذاب ہے المجادلہ ع ۳ میں اسی مضمون کو اور بھی واضح کر کے فرمایا:-

استحوذ علیھم الشیطان فانسٰھم ذکر اللہ اولئک حزب الشیطان الا ان حزب الشیطان ھم الخاسرون ۔ ان الذین یحادون اللہ ورسولہ اولئک فی الاذلین ۔ کتب اللہ لاغلبن انا ورسلی ان اللہ قوی عزیز۔ یعنے شیطان ان پر غالب آیا ہوا ہے اور اس غلبہ کی وجہ سے اس نے ان کو ذکر اللہ سے اس قدر غافل کر دیا ہوا ہے کہ وہ اسے بالکل بھول ہی گئے ہیں ایسے لوگ شیطان کے گروہ ہیں اور یاد رہے کہ شیطان کا گروہ یقیناً انجام کار ناکام رہے گا۔ وہ لوگ جو اللہ اور رسول کی مخالفت کریں گے وہ انجام کار ذلیل ہوں گے۔ خدا کا یہ قطعی فیصلہ ہے کہ وہ اور اس کے رسول یقیناً غالب رہیں گے کیونکہ قوت والا اور اپنی قوت کو اپنے بندوں کی نصرت میں صرف کرنے والا ہے۔ آگے فرمایا ایسے لوگوں کے دلوں میں خدا نے ایمان لکھدیا ہے اور روح القدس سے انہیں مؤید کیا ہے یہ اللہ کا گروہ ہے اور یقیناً اللہ کا گروہ ہی کامیاب ہونے والا ہے یہ آیت واضح ثبوت ہے کہ شیطانی گروہ اور رحمانی گروہ کے درمیان جنگ اس وقت شدت اختیار کرے گی جب شیطان کا قلوب پر مکمل تسلط ہو جائے گا اور غلبہ رحمانی گروہ کو ہی ہوگا اور رحمانی گروہ کی یہ علامت ہوگی کہ وہ روح القدس سے مؤید ہوگا اور کامیابی اس کے قدم چومے گی۔

آیات مندرجہ بالا سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد کے وقت باطل کا سکہ دلوں میں سب زمانوں سے زیادہ بیٹھا ہوا تھا اسی لئے اس زمانہ کے متعلق فرمایا ظھر الفساد فی البر والبحر بما کسبت ایدی الناس۔ الروم ع ۵ - اور آخری زمانہ کے متعلق بھی یہ پیشگوئی ہے کہ اس میں بھی باطل کا زور شدت اختیار کر جائے گا اور وہ شیطانی قوتوں کے ساتھ رحمانی قوتوں کی آخری جنگ کا زمانہ ہوگا جبکہ وہ لوگ جو عباد الرحمٰن کہلانے کے مستحق ہوں گے ان لوگوں کے مقابل روحانی میدان میں صف آرا ہوں گے جو شیطان کے اثر کے نیچے اس قدر ہوں گے کہ شیطان ان کا ولی بنا ہوا ہوگا اور ان کے دلوں پر اس کا پورا تسلط ہوگا اور اس روحانی جنگ میں فتح آخر کار عباد الرحمٰن کو ہوگی مگر یہ جنگ کافی طول پکڑے گی اور صدیوں میں جا کر ختم ہوگی اور یہ جنگ مادی اسلحہ کے ساتھ نہیں لڑی جائے گی بلکہ شیطانی لشکروں کا مقابلہ روحانی اسلحہ کے ساتھ کیا جائے گا اس حقیقت سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ یہ زمانہ باطل کے انتہائی زور کا زمانہ ہے۔ قرآن کریم سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ جب باطل اس طرح زور پکڑتا ہے اور لوگ اس کا بری طرح سے شکار ہو جاتے ہیں تب اللہ کی طرف سے کسی خاص شخص کو مامور بنا کر حق کے ہتھیاروں سے مسلح کر کے دنیا میں بھیجا جاتا ہے تا وہ مامور ان ہتھیاروں سے باطل کا سر کچل دے چنانچہ سورۃ زخرف ع ۱ میں فرمایا:-

افنضرب عنکم الذکر صفحا ان کنتم قوما مسرفین - کیا یہ ہماری شان کے شایاں ہو سکتا ہے کہ تمہیں گناہوں میں حد سے بڑھنے والے پا کر تمہاری ہدایت کی طرف توجہ نہ کریں یعنے ایسا کبھی نہیں ہو سکتا پس اے لوگو جب تم باطل کا زور دیکھو اور اس کے نتیجہ میں لوگوں کے اعمال میں خرابی کو نمایاں طور پر مشاہدہ کر لو تو سمجھ لو کہ کوئی مامور پیدا ہونے والا ہے جس کے ذریعہ حق کا سورج پوری آب و تاب کے ساتھ روحانیت کے آسمان پر طلوع کر کے باطل کی ظلمتوں کو پاش پاش کر دے گا اور یہی حقیقی معیار ہے اس مامور کی صداقت کو پرکھنے کا ایک تو اس کی آمد کے وقت باطل کا زور ہو اور دوسرے اس کی آمد سے باطل کا زور ٹوٹنا شروع ہو جائے اور لوگوں کے قلوب میں باطل سے نفرت اور حق سے محبت پیدا ہونی شروع ہو جائے اور یہی حق کے غلبہ کی اول اور سب سے بڑی علامت ہے۔ اسی کی طرف الحجرات ع ۱ کی آیت اشارہ کر رہی ہے:-

ولکن اللہ حبب الیکم الایمان وزینہ فی قلوبکم وکرہ الیکم الکفر والفسوق والعصیان اولئک ھم الراشدون یعنے اللہ تعالےٰ نے تمہارے دلوں میں ایمان کو محبوب بنا دیا ہے اور اسے تمہارے قلوب میں مزین کر دیا ہے اور کفر اور فسق اور نافرمانی کو تمہاری نظروں میں مکروہ اور ناپسندیدہ بنا دیا ہے ایسے ہی لوگ رشد پر ہوتے ہیں۔

حضرت نبی کریم صلعم کے بعد باطل نے کئی دفعہ اپنا سر نکالا لیکن جس شدت سے حضرت مرزا صاحب کی آمد کے وقت یہ حق یعنی اسلام پر حملہ آور ہو رہا تھا اس کی نظیر کسی زمانہ میں نہیں پائی جاتی - حضرت مرزا صاحب کے دعویٰ کے وقت باطل کا زور مسلّم ہے اس شدت کا زور کہ خود مسلمان بھی اس کا شکار ہو چکے تھے۔ جیسا کہ کتاب "قادیانیت" کے اقتباسات سے گذشتہ سے پیوستہ قسط میں ثابت کیا جا چکا ہے اب اگر حضرت مرزا صاحب کی آمد پر اس کا زور ٹوٹنا شروع ہو گیا ہے اور ان کی کوششوں کے نتیجہ میں اس نے حق کے سامنے ہتھیار ڈالنے شروع کر دیئے ہیں اور پھر آپ کی سعی سے ایسی جماعت تیار ہو گئی ہے جس کے دلوں میں ایمان کی حرارت پیدا ہو گئی اور ان کے دلوں میں کفر اور فسق و فجور اور خدا کی نافرمانی سے نفرت پیدا ہو گئی اور ایمانی باتیں محبوب بن گئیں تو یقیناً ان کا دعوےٰ ماموریت صدق پر مبنی قرار دینا پڑے گا اور یہ دونوں باتیں ایسی ہیں جن کے وجود سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔ چنانچہ آپ کی وفات پر بڑے بڑے مقتدر اور اصحاب العلم والقلم احباب نے ان دونوں حقیقتوں کو تسلیم کیا پس ان کے دعوےٰ کی صداقت سے انکار یقیناً منکرین کو خدا تعالےٰ کے مواخذہ کے نیچے لائے گا اور خدائی مواخذہ ایسی چیز نہیں جس سے نڈر ہونا چاہیئے بلکہ ایسی چیز ہے جس کے تصور سے بھی دل کانپ

جاتا ہے۔ باقی رہے اعتراضات وہ نہ کبھی ختم ہوئے اور نہ ہو سکتے ہیں کیا حضرت نبی کریم صلعم پر اعتراضات بند ہو گیا ہے جو کسی اور پر بند ہو سکتا ہے مندرجہ بالا دو معیار ایسے حتمی اور یقینی معیار ہیں کہ جو ان پر صحیح اُتر آئے وہ یقیناً راستباز ہے اس کی صداقت میں شک کیا ہی نہیں جا سکتا۔

باطل کی شکست کے متعلق مزید آیات

سورۃ بنی اسرائیل رکوع ۹ میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-

وقل جاء الحق وزهق الباطل ان الباطل كان زهوقا۔ اور اس بات کا اعلان کر دو کہ حق آ گیا ہے اور باطل نے مضمحل ہو کر بھاگنا شروع کر دیا ہے اور اس بھاگنے میں اسے تکلیف کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے۔ (زھق میں یہ دونوں مفہوم پائے جاتے ہیں) یقیناً باطل کا یہی خاصہ ہے کہ وہ حق کے سامنے نہیں ٹھہر سکتا بلکہ ادھر حق کو دیکھا اور ادھر بھاگ کھڑا ہوا یہ آیت اس حقیقت پر صاف دلالت کر رہی ہے کہ حق اس وقت آتا ہے جب باطل اکیلا میدان میں للکار رہا ہوتا ہے اور وہ سمجھ رہا ہوتا ہے کہ اس کا مقابلہ کوئی نہیں کر سکتا لیکن جب حق آتا ہے (اور یہ ایک صحیح بات ہے کہ حق کو لانے والا کوئی مامور من اللہ ہی ہوتا ہے گویا یہ آیت مامور کے ظہور کی پیشگوئی پر بھی مشتمل ہے) تو اول تو وہ اس کے مقابلہ پر ڈٹ جاتا ہے لیکن چونکہ کمزوری اس کی فطرت کو لاحق ہے جیسا کہ فرمایا ان كيد الشيطان كان ضعيفا اس لئے آہستہ آہستہ اس کے مقابلہ کی قوت کمزور پڑتی جاتی ہے گو اسے اپنی شکست تسلیم کرنے میں بڑی تکلیف محسوس ہوتی ہے لیکن آخر مجبور ہو کر حق کے سامنے وہ ہتھیار ڈال ہی دیتا ہے جیسا کہ عیسائی اور دیگر مخالفین اسلام نے اس وقت ہتھیار ڈال دیئے اسی طرح ہم دیکھتے ہیں کہ حضرت مرزا صاحب نے ظاہر ہو کر جن عقائد کا اعلان کیا ان کو ابتدا میں صحیح نہ سمجھا گیا اور علماء وقت نے ان کو اپنے زعم میں اسلامی تعلیم کے منافی سمجھ کر ان کو باطل ثابت کرنے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگایا دلائل پر دلائل ان کو غلط ثابت کرنے کے لئے دیئے لیکن نتیجہ آخر یہی نکلا کہ وہی عقائد آخر کار درست تسلیم کر لئے گئے چنانچہ آج مسلمان متکلمین انہی کو اپنا رہے ہیں اور چاروں طرف سے آوازیں انہی کے حق ہونے کے متعلق اٹھ رہی ہیں وہ وقت بھی دور نہیں جب غلام احمد کی جے کے نعرے بلند ہونے شروع ہو جائیں گے۔ خدا جلد وہ وقت لائے آمین سعادت اسی میں ہے کہ ہمارے مسلمان بھائی جس طرح خدا کے مسیح کے لائے ہوئے عقائد کی صحت کے عملاً قائل ہو چکے ہیں اسی طرح وہ خدا کے اس مامور کے دامن کے ساتھ وابستہ ہو کر روحانی فیوض سے بھی متمتع ہوں اور اللہ تعالیٰ کے انعامات کے وارث بنیں جو بغیر امام وقت کے ساتھ تعلق پیدا کئے نہیں مل سکتے۔

ایک سوال مقدر کا جواب

یہاں ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا یہ حق نئی شریعت اور نئے رسول کی شکل میں آئے گا اس سوال کا جواب آیت کے اگلے حصہ میں دیا ہے فرمایا:-

وننزل من القرآن ما هو شفاء ورحمة للمؤمنين ولا يزيد الظالمين الا خسارا۔ یعنی نہ نئی کتاب کی ضرورت پیش آئے گی اور نہ ہی نئے نبی کی ضرورت پیش آئیگی بلکہ جو مامور اپنے وقت کے پیدا شدہ باطل کے مقابلہ کے لئے کھڑا ہو گا ہم اسی پر اسی قرآن میں سے وہ علاج اتارتے رہیں گے یعنی اس زمانہ کی روحانی امراض کا جو علاج ہمارے اسی قرآن میں موجود ہو گا اس پر اس مامور کو مطلع کر دیں گے اور وہ ایسا تیر بہدف علاج ہو گا کہ جو لوگ اس مامور کے بتلائے ہوئے علاج سے فائدہ اٹھانے کے لئے اس کے ساتھ ہو جائیں گے وہ اپنی تمام روحانی امراض سے شفا پائیں گے صرف یہی نہیں بلکہ اس سے بڑھ کر وہ خدا کی رحمتوں کے بھی وارث ہوں گے۔ اور جو اس کا ساتھ نہیں دیں گے وہ خسارہ میں رہیں گے کیا واقعی اس حقیقت کو ثابت نہیں کر رہے کہ حضرت مرزا صاحب سے تعلق بیعت پیدا کرنے کے بعد ہزاروں لوگوں نے گناہوں سے توبہ کر کے پاکیزہ زندگی حاصل کی عام لوگوں میں بعض بزرگوں کے متعلق مشہور ہے کہ انہوں نے چوروں کو قطب بنا دیا اس سے انکار نہیں لیکن ہم نے ان چوروں اور ڈاکوؤں کو اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے جنہوں نے حضرت مرزا صاحب کی بیعت میں داخل ہونے کے بعد زہد میں اس قدر ترقی کی کہ ان کو قطب کہنا بے جا نہ ہو گا انہوں نے حلال کی کمائی سے پیسہ پیسہ اکٹھا کر کے ان لوگوں کے اموال واپس کئے جو وہ چوری کے ذریعہ لائے تھے حالانکہ مالکوں کو ان کا علم تک نہ تھا۔

دوسری آیت

اسی طرح سورۃ الانبیاء رکوع ۲ میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-

بل نقذف بالحق على الباطل فيدمغه فاذا هو زاهق ولكم الويل مما تصفون۔ یعنی ہم حق کا حملہ باطل پر اس زور سے کرواتے ہیں کہ حق باطل کا سر کچل دیتا ہے۔ دیکھتے دیکھتے باطل مقابلہ کی قوت کھو کر بھاگنے کے سامان کرنا شروع کر دیتا ہے اور اپنے پرستاروں کو مایوسی کے گڑھے میں دھکیل دیتا ہے اسی لئے ان پرستاروں کو مخاطب کر کے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ان باتوں کی وجہ سے جو تم باطل کو پھیلانے اور اس کو رواج دینے اور اس کی اشاعت میں بیان کر رہے ہوتے ہو تم کو بالآخر ہر قسم کی ذلت و رسوائی اور ہر قسم کے دکھ کا شکار ہونا پڑے گا۔

خبیث اور طیب میں فرق کرنا سنت اللہ ہے

حق سے باطل کو جو خدا رسوا کراتا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ جب خبیث اور طیب اس طرح آپس میں خلط ملط ہو جاتے ہیں کہ ان میں امتیاز مشکل ہو جاتا ہے تو یہ اس کی سنت مستمرہ ہے کہ ان دونوں کو الگ کرنے کے سامان پیدا کر دیتا ہے اسی کی طرف آل عمران رکوع ۱۸ میں اشارہ فرمایا ہے:-

ما كان الله ليذر المؤمنين على ما انتم عليه حتى يميز الخبيث من الطيب۔ اللہ تعالیٰ کی یہ شان نہیں کہ وہ مومنین کو اسی حالت پر چھوڑ دے جس پر تم ہو وہ کبھی نہیں چھوڑ سکتا جب تک کہ وہ خبیث کو طیب سے الگ نہ کر دے یہ آیت ایک دائمی پیشگوئی پر مشتمل ہے اور وہ یہ کہ جب بھی مسلمانوں کی ایسی حالت ہو گی کہ ان میں اور ان کے غیر میں فرق کرنا مشکل ہو جائیگا تو اللہ تعالیٰ ایسے سامان پیدا کرے گا جو فرق کر کے دکھلا دیں چنانچہ اس زمانہ میں مسلمانوں کی بالکل ایسی ہی حالت تھی حضرت مرزا صاحب کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے اسلام اور غیر اسلام میں نمایاں فرق کر کے دکھلا دیا۔ حضرت مرزا صاحب کا یہی دعویٰ تھا کہ اسلام ہی ایک ایسا مذہب ہے جس کی تعلیم کا یہ طرۂ امتیاز ہے کہ اس کی کامل پیروی سے انسان اس قدر خدا کے قریب ہو جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس سے ہمکلام ہوتا ہے دوسروں کے مقابلہ میں اس کی اکثر دعاؤں کو قبول کرتا ہے اس کے ہاتھ پر کرامات اور خوارق ظاہر فرماتا ہے اگر کسی دوسرے مذہب میں بھی یہ خوبی پائی جاتی ہے تو ان کا کوئی پیرو ان امور میں میرا مقابلہ کرے لیکن کسی کو جرأت نہ ہوئی اس طرح خبیث اور طیب میں آپ کے ذریعہ فرق نمایاں ہو گیا جو عرصہ دراز سے مخفی چلا آتا تھا۔

اس فرق کو نمایاں کرنیکا زمانہ

الانفال رکوع ۵ کی مندرجہ ذیل آیت اس زمانہ کی بھی تعیین کر دیتی ہے جس زمانہ میں خبیث اور طیب میں فرق کر کے دکھایا جاتا ہے وہ آیت یہ ہے:-

ان الذين كفروا ينفقون اموالهم ليصدوا عن سبيل الله فسينفقونها ثم تكون عليهم حسرة ثم يغلبون والذين كفروا الى جهنم يحشرون

لیمیز اللہ الخبیث من الطیب۔ یقیناً وہ لوگ جو اسلام کا انکار کرتے ہیں وہ اپنے اموال خرچ کر رہے ہیں تاکہ لوگوں کو اللہ کے راستہ سے روک دیں پس وہ خرچ کریں لیکن نتیجہ یہ ہوگا کہ اموال کا اس غرض کے لئے خرچ کرنا انجام کار ان کیلئے حسرت کا موجب ثابت ہوگا۔ یہ اموال کا خرچ کرنا ان کو غلبہ عطا نہیں کرے گا بلکہ برعکس اس کے وہ مغلوب ہوں گے پھر وہ مرکر جہنم کی طرف اکٹھے کئے جائیں گے اور یہ سب کچھ اس لئے ہوگا کہ اللہ تعالےٰ خبیث اور طیب کو الگ الگ کرکے دکھلا دے۔ اس آیت سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ جب ایسا زمانہ آجائے کہ کفار اسلام کو مٹانے اور اس سے لوگوں کو الگ رکھنے یا مسلمانوں کو اسلام سے منحرف کرنے کے لئے اپنے اموال کو صرف کرنا شروع کردیں تو وہ وقت اسلام کے لئے خدا کی غیرت کے بھڑکنے کا وقت ہوتا ہے اب ہم دیکھتے ہیں کہ ہمارا زمانہ جس میں حضرت مرزا صاحب ظاہر ہوئے کیا ایسا ہی زمانہ نہ تھا، کیا عیسائیوں نے اسلام کو ختم کرنے کے لئے پانی کی طرح اپنے اموال نہیں بہا دیئے اور کیا یہ حقیقت نہیں کہ وہ مسلمانوں کو ہزاروں کی تعداد میں اسلام سے مرتد بنانے میں کامیاب بھی ہوئے اور کیا وہ یقین نہیں کرنے بیٹھے تھے کہ اسلام میں اب مقابلہ کی قوت باقی نہیں رہی، چند دنوں میں یہ نعوذ باللہ عیسائیت کے قدموں میں آگرے گا کہ یکایک خدا کی طرف سے ایک شخص ظاہر ہوتا ہے جو اپنا متن یہ بتاتا ہے کہ میرے سپرد خدا تعالےٰ نے صرف اسلام کے دفاع کا کام ہی نہیں کیا بلکہ اسکو صرف عیسائیت، پر ہی نہیں بلکہ تمام ادیان پر غالب ثابت کرنے کا کام بھی میرے سپرد کیا ہے اور اس کے میدان میں آتے ہی رنگ پلٹ جاتا ہے عیسائی حملہ آور ہونے کی حیثیت کو چھوڑ کر دفاع میں آجاتے ہیں اور پھر یغلبون کی پیشگوئی کو پورا کرتے ہوئے مغلوب ہوکر ہتھیار ڈال دیتے ہیں اس کا نام ہے خبیث کو طیب سے جدا کرکے رکھ دینے کا۔ اس فتح نصیب جرنیل کا نام نامی حضرت مرزا غلام احمد قادیانی ہے۔

غلبۂ حق کے ذرائع

غلبۂ حق کے اظہار کے لئے ایک تو عقلی و نقلی دلائل سے کام لیا گیا ہے اور مخالفین اسلام سے بھی اس قسم کے دلائل کا مطالبہ کیا گیا ہے لیکن صداقت کے اظہار اور باطل پر حق کے غلبہ کو نمایاں کرنے کے لئے ایک ایسی برہان سے بھی کام لیا گیا ہے جس سے تمام انبیاء علیہم السلام کام لیتے رہے ہیں اس برہان کو قرآن کریم میں آیات کے نام سے پکارا گیا ہے ہر نبی اپنی اپنی امت کو آیات دکھلا کر ان پر حجت تمام کرتے رہے ہیں اور ان کی قومیں بھی ان سے آیات دکھلانے کا مطالبہ کرتی رہی ہیں۔ ان آیات کا ظہور مختلف شکلوں میں ہوتا ہے کبھی خوارق اور معجزات کی شکل میں کبھی دعاؤں کی قبولیت کی شکل میں اور کبھی دشمنوں پر بددعاؤں کے اثرات کی شکل میں، کبھی غیب میں روحانی انقلاب کی شکل میں کبھی خود دعا کنندہ کو اطمینان قلب حاصل ہونے کی شکل میں غرضیکہ اس کی مختلف صورتیں ہیں جن میں ان کا ظہور ہوتا ہے لیکن ان کا جامع نام قرآن کریم میں فرقان رکھا گیا ہے۔

انسانی فطرت طالب نشانات ہے

انبیاء علیہم السلام کے دعوئے نبوت کی صداقت پر یقین لانے کے لئے قومیں ہمیشہ نشانات کی طالب رہی ہیں اور انبیاء علیہم السلام اُن پر نشانوں کے ذریعہ بھی اتمام حجت کرتے رہے ہیں ان قوموں کو تو چھوڑو خود انبیاء علیہم السلام بھی اپنے اطمینان قلب کے لئے نشانات کے محتاج نظر آتے ہیں حضرت ابراہیم علیہ السلام جیسے عظیم الشان نبی کے متعلق قرآن کریم میں یہ آیت موجود ہے:۔

واذ قال ابراھیم رب ارنی کیف تحی الموتیٰ قال اولم تؤمن قال بلیٰ ولکن لیطمئن قلبی (البقرہ ع ۳۵)

اور جب کہا ابراہیم نے اے میرے رب دکھلا مجھ کو کس طرح تو مردوں کو زندہ کرتا ہے اللہ نے جواب میں فرمایا کہ اے ابراہیم کیا تو ایمان نہیں لاتا حضرت ابراہیم نے عرض کیا کہ ایمان تو لاتا ہوں لیکن اس لئے دیکھنا چاہتا ہوں کہ میرے دل میں اطمینان پیدا ہو۔ اگر حضرت ابراہیم جیسا جلیل القدر نبی کسی بڑے نشان کو دیکھے بغیر اطمینان قلب حاصل نہیں کرتا تو عوام بدرجہ اولیٰ اس کے محتاج ہیں اور وہ اگر نشانات کے دیکھنے کا مطالبہ کریں تو حق بجانب ہیں۔ حضرت نبی کریم صلعم کی شان میں بھی سورہ النجم ع میں وارد ہوا ہے:۔

لقد رای من ایات ربہ الکبریٰ

یقیناً آنحضور صلعم نے اپنے رب کے بعض بڑے بڑے نشانات دیکھے یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالےٰ نے اس انسانی فطرت کے تقاضا کو ملحوظ رکھتے ہوئے خود ہی اپنے مرسلین کو نشانات کے ساتھ بھیجا۔ چنانچہ حضرت موسےٰ کو فرعون کی طرف بھیجا تو اسکو ہدایت کی طرف لانے کے لئے ۹ نشانات دکھلائے اور ہر نشان پہلے نشان سے بڑھکر ہوتا تھا ان نشانوں کے متعلق اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

ولقد اٰتینا موسیٰ اٰیات بینات فسئل بنی اسرائیل اذ جاءھم فقال لہ فرعون انی لاظنک یا موسیٰ مسحوراً قال لقد علمت ما انزل ھؤلاء الا رب السمٰوات والارض بصائر وانی لاظنک یا فرعون مثبوراً (بنی اسرائیل ع ۱۲)

یعنے موسےٰ کو ہم نے کھلے کھلے نشانات دیئے ان نشانوں کے متعلق اللہ تعالےٰ نے حضرت موسےٰ کی زبان سے یہ الفاظ کہلوائے کہ اے فرعون ان آیات بینات کو اس خدا نے نازل کیا ہے جو آسمانوں اور زمینوں کا رب ہے اور یہ اس لئے نازل کی گئیں ہیں کہ تمہاری آنکھیں کھولیں اور تمہارے دلوں میں بصیرت پیدا کریں باوجود ان کھلی کھلی آیات کو دیکھنے کے اگر تم حق کو قبول نہیں کروگے تو ہلاکت کا شکار ہوگے۔ معلوم ہوا کہ نشانات بصیرت پیدا کرنے کا موجب ہوتے ہیں اور جس حق کو ثابت کرنے کے لئے یہ دکھلائے جاتے ہیں، اگر ان کو دیکھ کر بھی حق کو قبول نہ کیا جائے تو یہ بے پروائی ہلاکت کا موجب بن جاتی ہے۔ اسی طرح حضرت عیسےٰ نے بھی قوم کو نشانات دکھلائے جن کی تکذیب کے نتیجہ میں یہود مغضوب علیہم بن گئے اور ذلت و رسوائی کا نشانہ بنے۔

بنی اسرائیل کیلئے نشانوں کی کثرت

البقرہ ع ۲۶ میں اللہ تعالےٰ کا ارشاد ہے سل بنی اسرائیل کم اٰتینٰھم من اٰیۃ بینۃ ومن یبدل نعمۃ اللہ من بعد ما جاءتہ فان اللہ شدید العقاب۔ بنی اسرائیل سے دریافت کرلو کہ ہم نے انہیں کس قدر کھلے کھلے نشانات دیئے تھے اور جو شخص اللہ تعالےٰ کی اس نعمت کو بدل دیتا ہے بعد اس کے کہ یہ نعمت اس کے پاس آجاتی ہے۔ پس ایسے شخص کے لئے اللہ تعالےٰ کی صفت شدید العقاب حرکت میں آتی ہے۔ یہ آیت بھی اس امر پر صاف دلالت کر رہی ہے کہ صرف دشمنوں کو ہی نہیں نشان دکھلائے جاتے بلکہ ایمان لانے والوں کے ایمانوں کو مضبوط کرنے کے لئے بھی نشانات دکھلائے جاتے ہیں اور ان نشانوں سے فائدہ نہ اٹھانے والے قہر الٰہی کا نشانہ بنتے ہیں آیت مندرجہ بالا میں مسلمانوں کو اس طرف توجہ دلائی گئی ہے کہ ان کے ایمانوں کو بھی مضبوط کرنے کے لئے نشانات کی بارش برسائی جائے گی اگر وہ بھی کفران نعمت سے کام لیں گے تو نتیجہ اچھا نہیں ہوگا۔ اسی طرح البقرۃ ع ۲۵ میں فرمایا:۔

فان زللتم من بعد ما جاءتکم البینٰت فاعلموا ان اللہ عزیز حکیم

یعنے اگر کھلے کھلے نشانات دیکھنے کے بعد بھی تمہارے قدم پھسل گئے تو جان لو کہ اللہ تعالیٰ غالب ہے اور حکیم ہے۔ تم اس کے نشانوں سے روگردانی کرکے اس پر غالب نہیں آسکتے۔ بلکہ ایسے لوگوں کی سزا کے لئے جو قوانین مقرر ہیں وہ اپنا کام کرکے چھوڑیں گے اور ایسے قوانین کا وضع کرنا اس کے حکیمانہ فعل کا نتیجہ ہیں۔ قرآن کریم کے یہ ارشادات بتلا رہے ہیں کہ نشانوں کی کس قدر اہمیت ہے اور ان سے تغافل برتنا کس قدر خطرناک نتائج پیدا کرنے کا موجب بن

سکتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کے نشانوں کے کام

(۱) مردہ دلوں کو زندہ کرنا

جو دل بالکل موت کے کنارے پر پہنچے ہوئے ہوتے ہیں آیات اللہ کی یہ خاصیت ہوتی ہے کہ ان کو زندہ کر دیتے ہیں جیسا کہ فرمایا:۔

کذالک یحی اللّٰہ الموتیٰ ویریکم ایاتہ لعلکم تعقلون (البقرۃ ع ۹)۔

ایک بہت بڑے نشان کے ذکر کے بعد فرمایا کہ اسی قسم کے نشان دکھلا کر ہی اللہ تعالےٰ مردہ دلوں کو (الموتیٰ سے مراد روحانی طور پر مردہ لوگ ہیں) زندہ کیا کرتا ہے۔ اور ایسے نشان وہ ہمیشہ دکھلاتا رہے گا تاکہ تم خدا کی ہدایات کو ٹھیک طور پر سمجھ سکو اور ان پر عمل کر کے تمام قسم کی برائیوں سے محفوظ رہ سکو۔

(۲)۔ ہدایت کی راہ پر چلانا

النازعات ع میں فرمایا کہ موسےٰ کو خدا نے حکم دیا:۔

اذھب الیٰ فرعون انہ طغیٰ فقل ھل لک الیٰ ان تزکیٰ واھدیک الیٰ ربک فتخشیٰ فاراہ الآیۃ الکبریٰ فرعون کی طرف جاؤ اس نے سرکشی اختیار کی ہوئی ہے، اور اسے کہو کہ کیا تم چاہتے ہو کہ پاک ہو جاؤ اور میں تمہیں تمہارے ربّ کی طرف سے رہنمائی کروں جو سرچشمہ ہے پاکیزگی کا اور جس کے پاک کئے بغیر انسان پاک نہیں ہوسکتا تا تمہارے دل میں خشیۃ پیدا ہو جائے پس حضرت موسےٰ نے اسے ہدایت کی راہ پر لانے کے لئے اسے بہت بڑا نشان دکھلایا یہ آیت صاف بتلا رہی ہے کہ نشانات ذریعہ ہدایت ہوتے ہیں۔

(۳) بصیرت عطا کرنا۔

النمل ع میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

فلما جاءتھم ایاتنا مبصرۃ قالوا ھٰذا سحر مبین۔ جب فرعون اور اس کے ساتھیوں کے پاس ہمارے نشانات آئے جو ان کو بصیرۃ عطا کرنے والے تھے تو انہوں نے انہیں جادو قرار دے کر ان سے فائدہ اٹھانے سے انکار کر دیا نتیجہ ہلاکت ہوا۔

(۴)۔ نشان ذریعہ غلبہ

حضرت موسےٰ و حضرت ہارونؑ کو اللہ تعالےٰ نے فرمایا:۔

بآیاتنا انتما ومن اتبعکما الغالبون (القصص ع) تم دونوں بھی اور تمہارے متبعین بھی ہمارے نشانوں کے ذریعہ اپنے مخالفین پر غالب رہو گے۔ اس آیت سے ایک تو یہ معلوم ہوا کہ نشان غلبہ کا ذریعہ ہوتے ہیں اور دوسرے یہ ثابت ہوا کہ مخالفین پر غلبہ حاصل کرنے کے لئے نشانات صرف انبیاء علیہم السلام کو ہی نہیں دیئے جاتے بلکہ ان کے متبعین کو بھی دیئے جاتے ہیں۔

حضرت نبی کریم صلعم کے بعد بھی نشانوں کا سلسلہ جاری ہے

نوٹ: طوالت کی وجہ سے میں نے اس مضمون کے متعلق بہت سی آیات کا اندراج سردست ترک کر دیا ہے انشاء اللہ ضرورت کے وقت ان کا بھی ذکر کر دیا جائے گا۔ اس وقت میں عام مسلمان بھائیوں کے لئے عموماً اور جناب پرویز صاحب محترم اور اُن کے ہم خیال دوستوں کے لئے خصوصاً ذیل میں ان آیات قرآنی کو درج کرتا ہوں جو بیّن ثبوت ہیں اس امر کا کہ حضرت نبی کریم صلعم کے بعد بھی نشان نمائی کا سلسلہ اُمت میں جاری رہے گا۔

پہلی آیت

سورۃ حٰم سجدہ ع ۶ میں اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

قل ارءیتم ان کان من عند اللّٰہ ثم کفرتم بہ من اضل ممن ھو فی شقاق بعید سنریھم ایاتنا فی الآفاق وفی انفسھم حتیٰ یتبین لھم انہ الحق اولم یکف بربک انہ علےٰ کل شیٔ شھید الا انھم فی مریۃ من لقاء ربھم الا انہ بکل شیٔ محیط۔ کہہ دو اگر یہ کتاب اللہ کی طرف سے ہوئی اور تم انکار کرتے رہے تو بتاؤ تو سہی کہ اس شخص سے بڑھکر کون گمراہی اور ہلاکت کے راستہ پر گامزن ہوسکتا ہے جو خدا تعالےٰ سے دُور ایک طرف پڑا ہوا ہے یہ لوگ یاد رکھیں کہ ہم تو ضرور ایسے لوگوں کو گمراہی سے نکالنے کے لئے اپنے نشانات دکھلاتے رہیں گے ان کے اپنے نفسوں میں بھی اور اطراف عالم میں بھی (کیونکہ قرآن شریف اور اس کا لانے والا نبی تمام عالم کے لئے ہادی بنا کر بھیجے گئے ہیں) اور نشان نمائی کا سلسلہ جاری رہے گا۔ یہاں تک کہ ان کے لئے یہ امر واضح ہو جائے کہ قرآن کریم بھی حق ہے اور یہ نبی بھی حق ہے کیا تیرے ربّ کے لئے یہ بات کافی نہیں کہ وہ ہر ایک چیز پر شاہد ہے، یہ لوگ خدا کی لقاء کے بارے میں شک میں مبتلا ہیں اور اس شک کو یقین میں بدلنا نشانوں کے ذریعہ ہی ہوسکتا ہے اور وہ ہر چیز پر محیط ہے یعنی ہر قسم کے نشانات دکھلانے پر پوری قدرت رکھتا ہے۔

دوسری آیت

سورۃ النمل ع میں اللہ تعالےٰ فرماتا ہے

وقل الحمد للّٰہ سیریکم ایاتہ فتعرفونھا وما ربک بغافل عما تعملون اعلان کر دو کہ تمام تعریف اللہ ہی کے لئے ہے اور وہ تمام خوبیوں اور اوصاف حمیدہ کا مالک ہے اس حقیقت پر دلوں میں ایمان پیدا کرنے کے لئے وہ تم کو اپنے نشان دکھلاتا رہے گا۔ پس تم ایسے نشانوں کو ضرور شناخت کر لو گے (یہ الگ امر ہے کہ تم بعض اپنی مصلحتوں کی بناء پر ان سے فائدہ نہ اٹھاؤ) تمہارا ربّ تمہارے اعمال سے بے خبر نہیں ہے اسے بخوبی علم ہے کہ کب تمہارے اعمال تقاضا کریں گے کہ ان کی اصلاح کے لئے اور تمہارے اندر ایمان پیدا کرنے کے لئے نشانوں کا بھیجنا ضروری ہے۔ سردست ان دو آیتوں پر ہی اکتفا کیا جاتا ہے ان سے پتہ لگا کہ حق کو واضح کرنے کے لئے نشانات کا بھیجنا ضروری ہے اور یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ نشانات کے دکھلانے کی پیشگوئی ضمنی طور پر مشتمل ہے امت میں مامورین کے مبعوث ہونے کی پیشگوئی پر۔

جب یہ واضح ہو گیا کہ نشانات محض حق کو نمایاں کرنے کے لئے دکھلائے جاتے ہیں اور یہ کئی رنگوں میں ظاہر ہوتے ہیں لیکن میں اس جگہ صرف ایک ہی رنگ کا ذکر کرنا چاہتا ہوں اور وہ رنگ ہے پیشگوئیوں کا۔ حق کا اظہار اور غلبہ پیشگوئیوں کے ذریعہ اکثر ہوتا ہے۔ جیسا کہ الانفال ع میں فرمایا:۔

ویرید اللّٰہ ان یحق الحق بکلماتہ ویقطع دابر الکافرین لیحق الحق ویبطل الباطل ولو کرہ المجرمون۔ اللہ تعالےٰ کا یہ ارادہ ہے کہ وہ حق کو حق ثابت کر کے دکھلا دے اپنی ان پیشگوئیوں کو پورا کر کے جو پہلے سے مخالفین اسلام کی شکست کے متعلق کر چکا ہوا ہے (جن میں سے ایک آیت سیھزم الجمع ویولون الدبر میں بیان کی گئی ہے) اور کافروں کی جڑھ کاٹ دے تاکہ حق کو وہ حق ثابت کر دے اور باطل کو باطل اگرچہ مجرم اسے ناپسند ہی کریں اسی طرح سورۃ الشوریٰ ع میں فرمایا:۔

ویمح اللّٰہ الباطل ویحق الحق بکلماتہ یعنے اللہ تعالےٰ باطل کو مٹا دیتا ہے اور حق کو قائم کر دیتا ہے اپنی پیشگوئیوں کے ذریعہ۔

ان آیات سے ثابت ہوتا ہے کہ اُمت میں ایسے لوگ پیدا ہوتے رہیں گے جن پر پیشگوئیاں ظاہر کی جائیں گی کیونکہ پیشگوئیاں بغیر وحی الٰہی کے تو کسی انسان پر ظاہر نہیں ہوسکتیں اس لئے ثابت ہوا کہ وحی ولایت کا سلسلہ امت میں جاری رہے گا اور یہ پیشگوئیاں باطل کا سر کچلتی رہیں گی۔

نبیوں کیساتھ شہداء کا شہادت دینا

قرآن کریم کی سورۃ زمر کے رکوع کی آیت وجیٔ بالنبیین والشھداء وقضی بینھم بالحق وھم لا یظلمون سے واضح ہوتا ہے کہ قیامت کے روز مجرمین پر حجت تمام کرنے کے لئے صرف نبیوں کو ہی شہادت کے لئے نہیں لایا جائے گا بلکہ امت کے دوسرے

لوگ بھی اس غرض کے لئے لائے جائیں گے جن کو قرآن کریم شہداء کے اسم گرامی سے یاد کرتا ہے پس یہ شہداء بھی شہادت نہیں دے سکتے ہیں اگر یہ محض اس پر اتمام حجت کرنے میں کامیاب ہوتے ہوں اور یہ کامیابی محض دلائل عقلی و نقلی سے مکمل نہیں ہو سکتی جب تک اس کے ساتھ نشان نمائی کا سلسلہ نہ ملے اس لئے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کے متعلق اتمام حجت کرنے کے لئے نشانوں کی ضرورت قیامت تک رہے گی اور قیامت تک امت میں ایسے شہداء پیدا ہوتے رہیں گے جو اتمام حجت کا ذریعہ بنیں گے۔

فرقان ہدایت کا ذریعہ

میں بتلا چکا ہوں کہ تمام اقسام کی آیات کا جامع نام قرآن کریم نے فرقان رکھا ہے اب ہم دیکھتے ہیں کہ فرقان کے متعلق قرآن کریم مسلمانوں کو کیا تعلیم دیتا ہے سورۃ البقرہ ع۶ میں اللہ تعالےٰ بنی اسرائیل کو مخاطب کر کے فرماتا ہے :۔

واذ اٰتینا موسی الکتاب والفرقان لعلکم تھتدون۔ اور یاد کرو جب ہم نے موسےٰ کو کتاب اور فرقان دیا تاتم ہدایت پا جاؤ۔ یہ آیت بتلا رہی ہے کہ جس طرح کتاب اللہ ہدایت کا ذریعہ ہوتی ہے اسی طرح فرقان بھی ہدایت کا ذریعہ ہوتا ہے یعنے وہ نشان جو حق اور باطل میں کھلا کھلا فرق کر دیتا ہے۔ اس جگہ موسےٰ کی قوم کے نجات پا جانے اور فرعون اور اس کے لشکر کے غرق ہو جانے کو فرقان قرار دیا ہے۔

کتاب کے ساتھ فرقان کا لازمی نزول

آل عمران ع۱ میں فرمایا :۔

نزل علیک الکتاب بالحق مصدقاً لما بین یدیہ وانزل التوراۃ والانجیل من قبل ھدی للناس وانزل الفرقان ان الذین کفروا بایات اللہ لھم عذاب شدید واللہ عزیز ذوانتقام اس آیت میں بھی کتاب کے نزول کے ساتھ فرقان کے نزول کو لازمی قرار دیا ہے اور ساتھ ہی بتا دیا ہے کہ آیات اللہ کا نام ہی فرقان ہے اور یہ بھی واضح کر دیا ہے کہ جو لوگ ان نشانوں کو دیکھ کر جو حق اور باطل میں کھلا کھلا فرق کر دینے والے ہوتے ہیں حق کو قبول نہیں کرتے وہ انجام کار عذاب شدید میں مبتلا ہوتے ہیں اور خدا انکو سزا دینے پر قادر ہے۔

فرقان روشنی عطا کرتا ہے

سورۃ الانبیاء ع۴ میں فرقان کو روشنی عطا کرنے کا ذریعہ قرار دیا ہے فرمایا :۔

ولقد اٰتینا موسیٰ وھارون الفرقان وضیاء وذکراً للمتقین یعنے ہم نے موسےٰ اور ہارون کو فرقان عطا کیا جو روشنی کا ذریعہ اور متقیوں کے لئے ذکر کا موجب ثابت ہوا۔ فرقان کے ساتھ ضیاء اور ذکر کا تذکرہ صاف بتلاتا ہے کہ فرقان کے اندر یہ خاصیت ہے کہ وہ دلوں کو منور کرتا ہے کہ جن کے منور ہونے سے ذکر الٰہی کی طرف رغبت پیدا ہونا لازمی امر ہے اس لئے ساتھ ذکراً للمتقین کا بھی تذکرہ کر دیا۔

قرآن کریم کیساتھ بھی فرقان کا نزول

یہ تو حضرت موسےٰ اور ہارون کا ذکر تھا اب اگر قرآن کی طرف آئیں تو وہاں بھی ہمیں قرآن کریم کے ساتھ فرقان کا نزول لازمی نظر آتا ہے۔ چنانچہ البقرہ ع ۲۳ میں صاف الفاظ میں فرمایا :۔

شھر رمضان الذی انزل فیہ القراٰن ھدی للناس وبینٰت من الھدیٰ والفرقان۔ یعنے رمضان کا مہینہ جس میں قرآن اتارا گیا جو تمام لوگوں کے لئے ہدایت کا کام دیتا رہے گا اور اس میں اسکو ہادی ثابت کرنے کے لئے کھلے کھلے دلائل ہیں اور مزید برآں فرقان کی بھی بینات اسکو ہادی ثابت کرنے کے لئے دی گئیں ہیں۔ معلوم ہوا کہ فرقان کے بینات تمام عقلی و نقلی دلائل کے علاوہ ہیں اور یہی اسلام کا طرۂ امتیاز ہے۔

جنگ بدر فرقان تھی

الانفال ع۵ میں جنگ بدر کو فرقان کے لئے بطور مثال کے پیش کیا ہے فرمایا :۔

ان کنتم اٰمنتم باللہ وما انزلنا علےٰ عبدنا یوم الفرقان یوم التقی الجمعان واللہ علےٰ کل شیٔ قدیر یعنی اگر تم اللہ پر ایمان لاتے ہو اور اس پر بھی ایمان لاتے ہو جو ہم نے اپنے بندہ پر فرقان کے دن یعنی اس دن جس دن دونوں لشکروں یعنی مسلمانوں اور کفار کے لشکروں کی مڈ بھیڑ ہوئی اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے چنانچہ اس نے اپنی قدرت کاملہ سے مسلمانوں کو باوجود ان کی تعداد اور سامان حرب کی قلت کے اور دشمنوں کی کثرت اور سامان حرب کی بہتات کے اور ان میں ماہرین جنگ کے کثیر التعداد ہونے کے پھر بھی انہی کو فتح عطا کی اور یہ کھلا کھلا نشان تھا اسلام کی صداقت اور اس کے منجانب اللہ ہونے کا۔

فرقان عالمین کے انذار کے لئے

سورۃ الفرقان ع۱ میں فرمایا :۔

تبارک الذی نزل الفرقان علی عبدہ لیکون للعالمین نذیرا یعنے بابرکت ہے وہ ذات جس نے فرقان کو اپنے بندہ پر اتارا تا یہ بندہ تمام قوموں اور تمام زمانوں کے لئے انذار کا کام دے۔ اب یہ تو واضح ہے کہ حضرت نبی کریم صلعم اپنی مختصر سی عمر میں نہ ساری قوموں تک پہنچ سکتے تھے اور نہ ہی سارے زمانوں تک زندہ رہ سکتے تھے۔ اس لئے انذار کا یہ کام جو فرقان کے ذریعہ ہوتا قرار دیا گیا ہے وہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے کامل متبعین کے ذریعہ ہی سرانجام پائے گا پس ثابت ہوا کہ آنحضرت صلعم کے بروز بھی پیدا ہوتے رہیں گے اور اُن کے ہاتھ پر ایسے نشانات بھی دکھلائے جائیں گے جو فرقان کا کام دیں گے۔ اسی آیت کے ماتحت اس زمانہ میں حضرت مرزا صاحب پیدا ہوئے جنہوں نے حضرت نبی کریم صلعم کے بروز کی حیثیت سے متعدد کھلے کھلے نشانوں کے ذریعہ صداقت اسلام کو ثابت کیا اور دشمنان اسلام پر حجت تمام کر کے ان کو ان کے بد اعمال کی سزا سے آگاہ کیا۔

مومنوں کو فرقان ملنے کی بشارت

علاوہ ... مندرجہ بالا آیات کے سورۃ الانفال ع۴ کی مندرجہ ذیل آیت بھی نص صریح ہے اس بات پر کہ امت کے کاملین فرقان کو حاصل کرنے والے ہوں گے وہ آیت یہ ہے :۔

یاایھا الذین اٰمنوا ان تتقوا اللہ یجعل لکم فرقاناً ویکفر عنکم سیئاتکم ویغفر لکم واللہ ذوالفضل العظیم۔ یعنے اے مومنو! اگر تم تقوےٰ اللہ اختیار کرو گے تو تمہیں خدا فرقان عطا کرے گا اور تمہارے تمام دکھوں اور تکلیفوں کو دور کر دے گا اور تمہیں اپنی حفاظت میں لے لیگا اور اللہ تعالےٰ بڑے فضل والا ہے۔

اس پیشگوئی کا پورا ہونا اس زمانہ میں

مندرجہ بالا آیت میں جو مومنوں کو فرقان عطا کرنے کا وعدہ ہے وہ اس زمانہ میں حضرت مرزا صاحب کے وجود میں پورا ہوا۔ مسلمان بڑے تکلیف دہ دکھوں میں مبتلا تھے اس کی وجہ یہ تھی کہ مسلمانوں نے غلطی سے جو عقائد اختیار کئے ہوئے تھے اور جن کو وہ اپنی ناسمجھی سے قرآن کریم کی طرف منسوب کر رہے تھے اس لئے انہیں چھوڑ بھی نہ سکتے تھے ان بے بنیاد اور غلط عقائد پر مخالفین اسلام کی طرف سے پے درپے حملے ہو رہے تھے اور مسلمان اُن کے جواب سے عاجز تھے ان کی اولادیں بلکہ مستورات تک اُن کی آنکھوں کے سامنے عیسائیت کی آغوش میں جا رہی تھیں لیکن وہ ان کو روک نہ سکتے تھے دل انکے اس نقصان سے مجروح ہو رہے تھے لیکن بے بس تھے کہ خدا تعالےٰ نے اپنی خاص رحمت اور خاص فضل سے اُن کی دستگیری فرمائی اور ان کو اس غم اور

اس دکھ سے نجات دلانے کے لئے حضرت محمد رسول اللہ صلعم کے ایک حقیقی غلام کو قرآن کریم کا صحیح علم عطا فرما کر مبعوث کیا جس نے نہ صرف ان تمام اعتراضات کو ھباءً منثورا کر دیا بلکہ اسلام کی برتری کے ثبوت میں و بینٰت من الھدیٰ کے ماتحت ایسے عقلی دلائل پیش کئے جن کو کوئی مخالف بھی توڑ نہ سکا اور پھر و بینٰت من الفرقان کی پیشگوئی کو پورا کرنے کے لئے تمام مذاہب پر اسلام کے غلبہ کو ثابت کرنے کے لئے آسمانی نشانوں کا ایک لشکر جرار جمع کر دیا جس نے دشمنوں کے تمام قلعوں کو ایک ایک کر کے مسمار کر دیا انشاء اللہ و بتوفیقہ آیندہ شیوع سے ان پیشگوئیوں کا ذکر کیا جائے گا جو لطور فرقان حضرت مرزا صاحب کو اللہ تعالےٰ کی طرف سے عطا کی گئیں لیکن اس سے قبل ایسے نشانوں کی حقیقت کو پوری طرح سمجھنے کے لئے جن اصولوں کا سمجھنا ضروری ہے انہیں بیان کیا جائے گا بعد میں پیشگوئیوں کو زیر بحث لایا جائے گا۔

وما توفیقی الا باللہ العلی العظیم

نوٹ:۔

میرے ایک مضمون پر جس میں میں نے ثابت کیا تھا کہ حضرت نبی کریم صلعم کے بعد نہ کوئی نیا نبی آ سکتا ہے اور نہ پرانا الفضل میں تبصرہ کیا گیا ہے اور جماعت ربوہ سے تعلق رکھنے والے بعض دوستوں کے بھی خطوط آتے ہیں۔ جن میں ان دوستوں نے حضرت اقدس مسیح موعودؑ کی بعض دیگر عبارتوں کا صحیح مفہوم دریافت کیا ہے انشاء اللہ تعالےٰ عنقریب ان عبارتوں کے صحیح مفہوم پر روشنی ڈالی جائے گی۔

میرے مرحوم والد ڈاکٹر کرامت علی خان

ڈاکٹر کرامت علی خانصاحب کی وفات کی خبر گذشتہ اشاعت میں درج ہو چکی ہے۔ ذیل میں اُن کے فرزند کا خط درج کیا جاتا ہے جو حضرت امیر ایدہ اللہ کو کراچی سے موصول ہوا ہے:۔

محترم جناب حضرت امیر ایدہ اللہ تعالےٰ

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

آپ کو یہ سُن کر یقیناً صدمہ ہوگا کہ جناب والد صاحب (ڈاکٹر کرامت علی خان صاحب) گذشتہ ماہ ۱۷ جولائی کی رات کو انتقال فرما گئے ہیں ان کی وفات کی اطلاع مجھے ہندوستان سے کچھ تاخیر سے پہنچی اور آپ تک پہنچتے پہنچتے مزید تاخیر ہو گئی ہے۔

مرحوم والد صاحب کا آپ کی اور ہماری جماعت سے جو تعلق تھا وہ کسی سے مخفی نہیں ہے ساتھ ہی جو قدر ان کے دل میں آپ کی طرف سے تھی اس کا احساس پورے طور پر نہیں تو تھوڑا سا ضرور آپ کو ہوگا اللہ تعالےٰ نے انہیں عجیب اخلاص بخشا تھا جس کی نظیر نہیں ملتی اور اسی اخلاص کی وجہ سے وہ اپنے حلقۂ احباب میں اور اس سے باہر بھی مقبول رہے ہیں۔

جماعت احمدیہ کا احسان ایک عالم پر ہے اس جماعت کے توسط سے ایک مخلوق خدا نے راہ حق کو پا لیا ہے اور ایمان کی وہ روشنی جس کا تصور قرآن کریم پیش کرتا ہے اس جماعت کے افراد کو میسر ہے مجھے اُن کی وفات پر چنداں افسوس یا ملال نہیں ہے ورنہ شاید ان کی عدم موجودگی میرے لئے قطعًا ناقابل برداشت بن جاتی۔ آپ شاید جانتے ہوں گے کہ وہ ہندوستان سے بذریعہ پاسپورٹ میرے پاس لاہور آتے جاتے رہتے تھے۔ لیکن گذشتہ دو اڑھائی سال سے کمزوری کے بڑھ جانے اور امراض و بڑھاپے کے قابلیہ کی وجہ سے وہ یہاں کراچی نہیں آ سکے۔ ان کی صحبت نے مجھے دین سکھایا اور یہ ایک بڑا احسان مجھ پر فرما کر گئے ہیں شاید وہ سونے کے محل بھی ورثہ میں چھوڑ کر مرتے تو اتنا ممنون نہ ہوتا جتنا کہ اب ہوں۔ مجھے اُن کی طرف سے تسلی ہے۔ اللہ تعالےٰ ان کی قربانیوں کو قبول فرمائے اور ان کی منازل آسان فرمائے آمین۔

میرا فرض تھا کہ آپ کو اور آپ کے توسط سے جماعت کو اس سانحہ کی اطلاع پہنچا دوں کیونکہ آپ جانتے ہیں کہ ان کی وفات ایک کفرستان میں ہوئی ہے اور میں یہ محسوس کرتا ہوں بلکہ درخواست کرتا ہوں کہ ان کی نماز جنازہ غائبانہ آپ کی امامت میں بھی ادا ہو اور جماعت کے خدا پرست احباب ان کی بخشش اور فلاح کے لئے دعائیں فرمائیں یہ ذمہ داری تمام احباب پر ہے۔ اس کا اجر اللہ تعالیٰ آپ کو اور جملہ احباب کو دے گا۔

ڈاکٹر اللہ بخش صاحب اور دیگر بزرگان جماعت سے دعا کے لئے خصوصی طور پر گذارش کی جاتی ہے۔ والسلام

محراب علی خان۔ دفتر ڈی اے ڈی ایس۔

نادر ہاؤس۔ مکلوڈ روڈ۔ کراچی

پیغام صلح:۔ گذشتہ جمعہ (۱۱ اگست) کو نماز جنازہ حضرت امیر ایدہ اللہ نے

آزادی کے تقاضے (بسلسلہ صفحہ ۲)

دل میں اپنے مسلمان ہمسایوں کے متعلق صحیح دوستی اور خیر سگالی کا جذبہ ہے۔ ہماری دعا ہے کہ کابل کے حکمران اس قسم کی بیکار پالیسی کے نتائج کو اچھی طرح سمجھ لیں جن سے پاکستان اور افغانستان دونوں کے لئے فضول مسائل پیدا ہوتے رہتے ہیں انکو چاہیئے کہ مستقبل کے خطرات کا دور اندیشی سے جائزہ لیں اور ٹھنڈے دل سے سوچیں کہ ایران، افغانستان اور پاکستان جیسے ملک ایشیا کی تین بڑی طاقتوں میں گھرے ہوئے ہیں کس طرح باعزت طور پر زندہ رہ سکتے ہیں۔ دانشمندی کا تقاضا ہے کہ وہ مل جل کر ایسے ذرائع پر غور کریں جن سے وہ اپنی حفاظت اور بقا کا بندوبست کر سکیں اگر افغانستان اپنی موجودہ غلط روش پر اڑا رہا تو اس کا نتیجہ اس کے سوا کچھ نہیں ہوگا کہ وہ اپنے وسائل کو ضائع کرکے اور بھی کمزور ہوتا جائے گا۔ اس کے برعکس اگر افغانستان اپنی پالیسی میں دانشمندی اور حقیقت پسندی کا ثبوت دے تو ہم اپنے باہمی اشتراک کو قائم اور مضبوط کرنے کے لئے ہر ممکن کوشش کریں گے اور مدد دیں گے۔"

"جب تک افغانستان کی روش تبدیل نہ ہو اس وقت تک ہمارا فرض ظاہر ہے۔" وہ یہ کہ ہم اپنی سرحدوں کو کسی صورت سے ہرگز نظرانداز نہیں کر سکتے۔"

بذرتہ

"کچھ عرصہ سے ہماری قوم بذرتہ کے واقعات پر تڑپ رہی ہے جہاں سینکڑوں بیگناہ مسلمانوں کا نہایت بیدردی کیساتھ قتل و خون کیا جا رہا ہے۔ اس مصیبت اور آزمائش میں ہماری سب ہمدردیاں اور دعائیں انکے ساتھ ہیں کہ خدا ان کی جدوجہد کو کامیاب کرے اور ان کو آزادی عطا فرمائے، ساتھ ہی ساتھ ہمیں اس بات کا رنج ہے کہ فرانس نے ساری آزاد دنیا کو صدر بورقیبہ کی دوستی سے محروم کر دیا ہے جو ایک صلح کن، حقیقت پسند اور دانشمند شخص ہے۔ آزاد دنیا کو چاہیئے کہ وہ نقصان کی تلافی کی جلد از جلد کوشش کرے۔

باقی بر صفحہ آئندہ

(بقیہ صفحہ ۱۵)

الجزائر

"ابھی حال ہی میں ہم نے الجزائر کی عبوری حکومت کو تسلیم کیا ہے۔ ہم نے ہمیشہ الجزائر کے بہادر مسلمانوں کا ساتھ دیا ہے جو اپنی آزادی کیلئے بے مثال قربانیاں دے رہے ہیں اور ہم اس وقت تک اُن کا ساتھ دیتے رہیں گے جب تک کہ اُن کو آزادی کامل اور انسانی حقوق نہ مل جائیں۔

عزیز ہموطنو! ہم سب کو خلوص دل سے دعا کرنی چاہیئے کہ جس طرح آج کے روز خدا نے ہمیں آزادی کی نعمت سے سرفراز کیا تھا اسی طرح وہ کشمیر، الجزائر، فلسطین اور بذرتہ کے مسلمانوں کو بھی آزادی عطا فرمائے اور دنیا میں جہاں جہاں مسلمان آزاد ہیں اُن کی حفاظت کرے"

پنجاب پریس وطن بلڈنگ سرکلر روڈ لاہور میں باہتمام مولوی دوست محمد صاحب پرنٹر پبلشر چھپ کر دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور سے شائع ہوا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

دل سے خدامِ ختم المرسلین

تم ہمیں دیتے ہو کافر کا خطاب
کیوں نہیں لوگو تمہیں خوفِ عقاب

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا خصوصی ترجمان

ہفت روزہ

پیغامِ صلح لاہور

ہر بدھ کو شائع ہوتا ہے
تار کا پتہ:- "تبلیغ" لاہور
فون نمبر:- ۷۳۷۳۲
مدیر:- دوست محمد
مدیر معاون- بشیر احمد سوز

زرِ مبادلہ
پاکستان سے چھ روپے
ہندوستان سے چھ روپے
بیرونی ممالک سے
ایک پونڈ

فی پرچہ ۱۳ پیسے

رجسٹرڈ ایل ۸۳۸

جلد ۴۹	یوم چہارشنبہ مورخہ ۱۱ ربیع الاول ۱۳۸۱ھ - مطابق ۲۳ اگست ۱۹۶۱ء	نمبر ۳۴

واقعہ صلیب مسیح کی حقیقت

حضرت مسیح موعودؑ کا بیان

مخالف کہتے ہیں کہ مسیحؑ کی شبیہ کو سُولی دی گئی۔ مگر میں کہتا ہوں کہ اس میں حصرِ عقلی یہی بنتا ہے کہ وہ شخص جو مسیح کی شبیہ بنایا گیا یا دشمن ہوگا یا دوست۔ اگر تو وہ دشمن تھا۔ تو ضرور تھا۔ کہ وہ شور مچاتا کہ میں مسیح نہیں ہوں۔ اور میرے فلاں رشتہ دار موجود ہیں۔ میرا اپنی بیوی کے ساتھ فلاں راز ہے۔ مسیحؑ کو تو میں ایسا سمجھتا ہوں۔ غرض وہ شور مچا کر اپنی صفائی اور بریّت کرتا۔ حالانکہ کسی تواریخ صحیح سے یہ بات ثابت نہیں ہوتی کہ جو شخص صلیب پر لٹکایا گیا تھا اُس نے شور مچا کر رہائی حاصل کرنے کی کوشش کی تھی۔ اور اگر وہ مسیحؑ کا دوست اور حواری بھی تھا۔ تو پھر صاف بات ہے کہ وہ مومن باللہ تھا اور وہ صلیب پر مرنے کی وجہ سے بلاوجہ ملعون ہوا۔ اور خدا نے اُسے زبردستی ملعون بنایا۔ رہی یہ بات کہ مصلوب ملعون کیوں ہوتا ہے؟ یہ عام بات ہے کہ جو چیز کسی خاص فرقہ سے تعلق رکھتی ہے وہ اسی کے ساتھ منسوب ہو جاتی ہے۔ سُولی کو مجرموں کے ساتھ تعلّق ہے۔ جو گویا کاٹ دیئے اور مار دیئے جانے کے لائق ہوتے ہیں اور ظاہر ہے کہ خدا تعالیٰ کا تعلّق مجرم کے ساتھ کبھی نہیں ہوتا۔ یہی لعنت ہے۔ اور اسی واسطے سُولی دیئے جانے والا آدمی لعنتی ہوتا ہے، سو یہ بات کبھی نہیں ہو سکتی۔ کہ ایک مومن ناکردہ گناہ ملعون قرار دیا جائے۔ یہ دونوں باتیں غلط ہیں۔ اصل بات وہی ہے جو اللہ تعالیٰ نے ہم پر ظاہر فرمائی ہے کہ مسیحؑ کی حالت غشی وغیرہ کے سبب سے ایسی ہوگئی تھی جیسے کہ مُردہ ہوتا ہے۔

(ملفوظاتِ احمدیہ جلد اوّل)

بحرِ حکمت کے موتی

عن ابی امامۃ رضؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من اوی الی فراشہ طاھرا یذکر اللہ تعالیٰ حتّی یدرکہ النّعاس لم ینقلّب ساعۃً من اللیل یسالُ اللہ تعالیٰ من خیر الدُنیا والاٰخرۃ الّا اعطاہ اللہ ایاہ اخرجہ الترمذی بحوالہ تلخیص الصحاح کتاب الذکر۔

ترجمہ:- ابو امامہ رضؓ سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص اپنے بستروں پر پاک حالت میں آئے (اور لیٹے) اور خدا تعالیٰ کا ذکر کرتا رہے تا آنکہ اس کو نیند آجائے تو رات کو جب کروٹ لے گا اور اللہ تعالیٰ سے دنیا اور آخرت کی جو بھلائی مانگے گا اللہ تعالیٰ ضرور اس کو وہ بھلائی عطا فرمائے گا۔

نوٹ:- قلب و جسم پاک ہونا چاہیئے قلب مطہر پر صفات ربانی پرتو افگن ہوتی ہیں۔ ذکر الٰہی سے اگر صفات الٰہی کی روشنی نصیب نہ ہو تو یہ ذکر ایک رسم بن کر بیہودہ رہ جاتا ہے۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم دوسری جگہ فرماتے ہیں کہ اکل حلال اور صدق مقال سے دعا قبول ہوتی ہے الغرض اسوۂ رسول کی کامل پیروی سے انسان مہبط انوار الٰہی ہو جاتا ہے

ہر کہ در راہِ محمد زد قدم
انبیاء را شد مثیل آں محترم
تو عجب داری ز نوز ایں مقام
پاسے بند نفس گشتہ صبح و شام

(غلام قادر)

تبلیغی خط و کتابت

دیکھو خدا نے سارے جہاں کو جھکا دیا
گمنام پا کے شہرۂ عالم بنا دیا

(مرتبہ: شیخ غلام قادر صاحب ڈار عفی عنہ)

نائیجیریا

ترجمہ خط عثمان آنجو۔ پولیس بارکس الورن۔ نائیجیریا۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ'

مجھے ایک کاپی قرآن کریم اور دو کتابیں اور مل گئی ہیں۔ جن کا بہت بہت شکریہ اور اس خط کا بھی شکریہ جو آپ نے مؤرخہ ۲۹/۱/۶۱ کو ارسال کیا تھا جس کی تمام باتوں کو اچھی طرح ذہن نشین کر لیا تھا۔

میں بہت احسانمند ہوں گا اگر آپ ان چار آدمیوں کو اپنی احمدیت کی ممبری کی فہرست میں شامل کر لیں:۔

(۱) البقولہ یوسقو

(۲)۔ یوساری ابار کے معرفت جنرل ہسپتال الورن

(۳)۔ جیموں ابی کوتی پروونشل آفس الورن۔

(۴) ۹۵ محمد واکوس این لے۔ پولیس آفس الورن۔

اور میں چاہتا ہوں کہ آپ ان کی مدد کریں کیونکہ یہ لوگ شہر شہر اور گاؤں اسلام کی اشاعت کے لئے پھرتے ہیں، اگر ہو سکے تو ہر ایک کو ایک ایک کاپی قرآن شریف اور کچھ کتابیں اسلامی ارسال کریں۔

میں آپ کو خوشخبری دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے ایک فرزند عطا فرمایا۔ جس کا نام میں نے سلیمان عثمان رکھا ہے۔

(مذکورہ احباب کو ایک ایک کاپی قرآن شریف بغیر ٹیکسٹ اور لٹریچر بھیجا گیا۔ نیز صاحب خط کو اور نومبائعین کو مبارکباد دی گئی۔)

ترجمہ خط از مسٹر عبدل۔ پروونشل کالج نائیجیریا۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ سلام اس اللہ کو جو علیم قدیر ہے۔

میں بڑے شکریہ اور دلریز جذبات کے ساتھ یہ چند حروف شکرانہ کے طور پر تحریر کر رہا ہوں۔ کہ ہمیں بھی موقعہ دیا ہے کہ ہم بھی آپ کے چشمۂ علم سے بذریعہ ان کتابوں، رسالوں کے جو آپ نے ہم کو تحریر کی ہیں کچھ فیض حاصل کریں۔ ان کتابوں کا دیگر طلباء اور خاص طور پر مسلم طلباء نے بڑے تپاک سے خیر مقدم کیا ہے۔ اور میں صاف دل سے اور واضح طور پر گذارش کرتا ہوں کہ یہ عنایت جو آپ نے ہم کو نے کی ہے ہم تہ دل سے مشکور ہیں اور تمام طلباء کالج اپنے آپ کو اس کا اہل ثابت کریں گے جو آپ نے ان رسالوں اور اسلامی کتابوں میں لکھا ہے اور اس کی مفت تقسیم کا جو انتظام کیا ہے۔ دیگر میری التجا ہے کہ مہربانی کرکے مجھے اطلاع دیں اُن ہائی سکولوں کی جو آپ کے ہاں عربی کلاسیں منعقد کرتے ہیں اور یہ بھی تحریر کریں کہ ایسے کالج میں داخلہ کیسے ہوتا ہے۔ مہربانی کرکے مجھے اور اسلامی کتابیں ارسال کریں۔

(قرآن شریف۔ ٹیچنگز آف اسلام خط اور دیگر لٹریچر بھیجا گیا)

ترجمہ خط محمد۔ او۔ سلیمان داؤد گورنمنٹ ٹیکنیکل انسٹی ٹیوٹ کدنا نائیجیریا۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ'

مجھے عرصہ سے آپ کی بابت معلوم ہوا ہے اور میں بڑے خلوص کے ساتھ گذارش کر رہا ہوں کہ مجھے اسلام کی تعلیم کے متعلق جس سے کہ میں بالکل بے بہرہ ہوں کچھ تحریر کریں۔ اور میں کچھ اسلامی لٹریچر کا بھی خواہشمند ہوں۔ اگر ایک کاپی قرآن بھی ارسال کریں تو مشکور ہوں گا۔

مجھے مہربانی کرکے اپنے ہاتھ سے خط تحریر کریں اور اس میں اپنی تنظیم و تحریک کے متعلق چند سطور بھی تحریر کریں۔ آپ کا خط میرے ایمان کی مضبوطی کا باعث ہوگا۔ میں گورنمنٹ ٹیکنیکل سکول کا طالب علم ہوں اور میری عمر ۱۹ سال ہے۔ اور میں اوکانہ کا رہنے والا ہوں جو کہ ۵۰۰ میل میرے سکول سے دور ہے۔ میرے ماں باپ مسلمان ہیں اور میں مسلمانوں کے ساتھ ملنا چاہتا ہوں چونکہ میری تعلیم مغربی ہے اور میں والدین سے دور ہوں اس وجہ سے مجھے قرآن کا بہت کم علم ہے۔ میرے لئے تحریر کریں کہ کیا کرنا چاہیئے۔

(انہیں لٹریچر اور خط کا جواب ارسال کیا گیا)

ترجمہ خط ساکا ساد و الورن، نائیجیریا۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ'

میں آپ کے تحفے کا جو مجھے ارسال کیا ہے بہت مشکور ہوں۔ مجھے اس کے مطالعہ سے بہت کچھ حاصل ہوا ہے اور میرے علم میں بھی وسعت ہوئی ہے ان میں سے زیادہ پُرلطف دی ریلیجن آف اسلام اور ٹرانسلیشن آف ہولی قرآن تھیں۔ ان کے مطالعہ سے مجھے بہت فائدہ ہوا اور میں خدا سے دعا مانگتا ہوں کہ خداوند کریم آپ کو اس کی اشاعت کی زیادہ توفیق دے۔ میں مزید تکلیف دیتا ہوں کہ صرف ایک کاپی قرآن ارسال فرماویں۔ میرے پاس موجودہ کاپی قرآن کافی نہیں ہے کہ میں دوسرے لوگوں کو دکھا سکوں۔ مجھے اُمید ہے کہ اس کا جواب جلدی دیں گے اور ایک کاپی قرآن کریم ارسال فرمائیں گے۔

(انہیں جواب خط اور لٹریچر بھیجا گیا)

ترجمہ خط ملام وہاب سلے کو نیالاگوس نائیجیریا۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ'

خط و کتابت کے سلسلے میں جو کتابیں تحفہ کے طور پر بھیجی ہیں (قرآن شریف۔ ٹیچنگز آف اسلام وغیرہ) میں ان کا مطالعہ کر رہا ہوں) میں نے اسلامی فلاسفی کو بغور دیکھا ہے۔ اور مجھ پر اسلام کے بارے بہت گہرا اثر ہوا ہے۔ اور خدا اور اسلام پر زیادہ ثابت قدمی ہو گئی ہے۔ میں نے عربی پڑھنا شروع کر دی ہے تاکہ میں عربی بول چال سیکھ سکوں۔ اس سے مجھے عربی سمجھنے میں بہت مدد ملے گی۔

کیا آپ مجھے نماز۔ وضو اور رکعتوں کے متعلق تفصیلات سے آگاہ فرمائیں گے۔ اور یہ کہ کیا مسلمان نماز صبح و شام ادا کرتے ہیں اور اس کی غرض و اہمیت کیا ہے۔

مجھے افسوس ہے کہ میں نے آپ کو تکلیف دی ہے۔ مگر یہ سب کچھ مشن کی خدمت کے لئے کر رہا ہوں سردست میں مشن کی مالی امداد سے قاصر ہوں اور امید ہے کہ کچھ عرصہ کے بعد کچھ نہ کچھ رقم ارسال کروں گا۔

(مسلم پریئر بک اور دیگر لٹریچر اور خط ارسال کیا گیا)۔

انڈونیشیا

ترجمہ خط از ساتیردوا ردوجی۔ انڈونیشیا۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ'

اگرچہ میرے خیالات آجکل مخلوط ہیں لیکن خوش قسمتی سے مجھے آج کل بھی اسلامک ریویو اور لائٹ پڑھنے کا موقع مل جاتا ہے۔ جس کی وجہ سے مجھے خوب جوش آتا ہے کہ میں قرآن کا بغور مطالعہ کروں جس کے نتیجہ میں میں بہت سی قرآنی آیات کا ترجمہ پڑھتا ہوں جو انڈونیشیا اور جاوانی زبان میں ہیں۔ اور بعض دفعہ انگریزی ترجمہ حضرت مولانا محمد علی صاحب کے قرآن سے بھی پڑھتا ہوں۔

لیکن مجھے بہت افسوس ہے کہ یہ ترجمۂ قرآن میرے پاس نہیں اور بعض دفعہ مجھے لائبریری میں سے لانا پڑتا ہے۔ اور بازار سے خریدنا میرے لئے مشکل ہے۔ میں آپ کا بہت مشکور ہوں گا اگر مہربانی کرکے ایک قرآن اور ٹیچنگز آف اسلام ارسال فرما دیں۔ بہت مشکور رہوں گا۔

(قرآن شریف اور لٹریچر اور خط ارسال کئے گئے)

خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ دیں۔ (مینیجر)

ہفت روزہ پیغام صلح ——— لاہور ——— مورخہ ۲۳ اگست ۱۹۶۱ء

تعدد ازدواج

جس دن سے حکومت پاکستان نے عائلی ازدواجی قوانین نافذ کئے ہیں، بعض مذہبی حلقوں میں بالخصوص بھارت کے بعض اخبارات میں اس پر طرح طرح کی چہ میگوئیاں کی جا رہی ہیں، سب سے زیادہ جس مسئلہ کو معرض نزاع میں لایا جا رہا ہے وہ تعدد ازدواج کا مسئلہ ہے، حالانکہ یہ کوئی ایسا مسئلہ نہ تھا کہ اس پر اسلامی حلقوں میں بحث و تمحیص کی جاتی۔ بالخصوص جبکہ حکومت پاکستان نے تعدد ازدواج کو بالکل ممنوع قرار نہیں دیا اور نہ وہ ایسا کر سکتی ہے، کیونکہ تعدد ازدواج کی قرآن کریم نے کھلے طور پر اجازت دی ہے۔ اور بعض صالحین امت کا اس پر عمل درآمد بھی رہا ہے، لیکن چونکہ اس زمانہ میں اس اجازت کا غلط استعمال شروع ہو گیا ہے، اور اس کی آڑ میں عورتوں کے حقوق زائل ہونے شروع ہو گئے ہیں بلکہ یوں کہنا چاہیئے کہ ان پر ظلم و ستم ہونے لگ گیا ہے اس لئے حکومت پاکستان نے ضروری سمجھا کہ قرآن کریم کے صریح احکام کی روشنی میں اس پر چند قانونی شرائط عائد کر دی جائیں، اور کسی مرد کو اجازت نہ دی جائے کہ وہ پہلی بیوی کی موجودگی میں عدالت میں ضرورت حقہ ثابت کئے بغیر دوسری بیوی کر سکے۔

اس قسم کے واقعات عموماً دیکھنے میں آتے ہیں کہ ایک شخص کا اپنی بیوی سے کسی معمولی گھریلو معاملہ پر تنازعہ ہو گیا یا...... کسی دوسری عورت کے ساتھ عشق و محبت پیدا ہو گئی...... تو وہ جھٹ دوسری شادی کر کے پہلی بیوی کو اس کے والدین کے گھر بٹھا دیتا ہے یا اسے معلقہ چھوڑ دیتا ہے، اور ازدواجی تعلقات تو ایک طرف معمولی نان و نفقہ تک دینے سے انکار کر دیتا ہے، اگر کسی کو عدالت کے ذریعہ نان و نفقہ حاصل کرنے کی ہمت ہوئی تو الگ بات ہے ورنہ وہ تمام عمر محنت مزدوری کر کے اور ازدواجی تعلق سے محرومی کے باعث گھل گھل کر مر جاتی ہے، اگر اس کے ہاں کوئی اولاد ہے تو وہ یا تو ماں کی عسرت کا یا باپ کی دوسری بیوی کے مظالم کا شکار ہوتی ہے اور ماں باپ کی اس ناچاقی میں اس کے اخلاق پر جو برا اثر پڑتا ہے وہ اس کے علاوہ ہے۔

ایسے بے شمار واقعات ہیں جو آئے دن دیکھنے میں آتے ہیں اور جن کی وجہ سے ہمارا معاشرہ دن بدن بگڑتا جا رہا ہے، اسلام نے تعدد ازدواج کی اجازت جن حالات میں دی تھی اور جو شرائط و قیود اس پر عائد کی تھیں افسوس ہے کہ بعض کھاتے پیتے گھرانوں نے اس کو یکسر نظرانداز کر کے اسے محض ہوس رانی کا ذریعہ بنا لیا (الا ماشاء اللہ) وہ حالات کیا تھے؟ قرآن کریم کی ان آیات کو جن میں تعدد ازدواج کی اجازت دی گئی ہے، اگر غور سے پڑھا جائے تو ان سے صاف طور پر نظر آتا ہے کہ تعدد ازدواج کی اجازت اس وقت دی گئی جب جنگوں میں شہید ہونے والوں کی اولادیں یتیم اور ان کی ازواج لاوارث رہ گئیں۔ ایسی حالت میں یتیموں کی کفالت کا مسئلہ قابل حل تھا، اس سے پیشتر عرب میں لوگ ایسے حالات میں دس دس عورتیں گھروں میں ڈال لیتے اور جب اپنا مال کفایت نہ کرتا تو یتیموں کا مال اڑا دیتے تھے، قرآن کریم نے ان حالات کے پیش نظر یہ ارشاد فرمایا کہ اگر تمہیں یہ خوف ہو کہ یتیم جو تمہاری کفالت میں ہیں ان کے بارہ میں تم انصاف نہ کر سکو گے تو ان کی ماؤں سے شادی کر لو، لیکن اپنی حد استطاعت کے اندر دو یا تین یا چار تک کر سکتے ہو اس سے زیادہ نہیں، اور اگر یہ خوف ہو کہ ان زیادہ بیویوں سے تم انصاف نہ کر سکو گے تو پھر ایک ہی سے شادی کرو۔ یہ قرآن کریم کی سورۃ النساء آیت ۳ دربارہ تعدد ازدواج کا تفسیری ترجمہ ہے، جس سے صاف ظاہر ہے کہ تعدد ازدواج کی اجازت بعض ایسے حالات سے مشروط ہے، جن میں معاشرہ کے اندر کوئی ایسی اہم خرابی پیدا ہونے کا احتمال ہو جو تعدد ازدواج ہی سے دور ہو سکتی ہو، جیسے یتیموں کی کفالت کا مسئلہ، اسی ذیل میں بعض ایسے حالات بھی پیش آ جاتے ہیں، کہ کسی کی بیوی بانجھ ہو اور اس سے اولاد نہ ہوتی ہو، یا دائم المریض ہونے کی صورت میں حقوق زوجیت ادا نہ کر سکتی ہو، از قبیل حالات میں دوسری بیوی کرنے کی اجازت اسلام نے دی ہے لیکن اس کے ساتھ یہ ایک کڑی شرط بھی لگا دی ہے کہ تمام بیویوں سے خواہ دو ہوں یا تین یا چار، منصفانہ اور عادلانہ سلوک کیا جائے۔ نہ صرف نان و نفقہ اور خرچ اخراجات کے بارہ میں بلکہ وظیفہ زوجیت کی ادائیگی میں بھی عدل و انصاف سے کام لیا جائے یہی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا طریق عمل تھا، یہی صحابہ کرام اور صالحین امت کا شیوہ تھا، لیکن افسوس ہے کہ آج مسلمانوں کی بے راہ روی نے اس کو ایسا رنگ چڑھا دیا ہے، جو نہ صرف اسلامی معاشرہ کو گندہ کرنے والا ہے بلکہ غیر قوموں میں اسلام کی بدنامی کا موجب ہے، اسی وجہ سے پاکستان کی سابقہ حکومت نے بعض خواتین کی چیخ و پکار سے متاثر ہو کر ایک عائلی کمیشن مقرر کیا، جس کی سفارشات کو فیلڈ مارشل صدر محمد ایوب خاں نے نافذ کر کے اسلام کی ایک اہم خدمت سرانجام دی ہے، کہا جاتا ہے کہ عائلی قوانین میں تعدد ازدواج پر جو شرائط عائد کی گئی ہیں، مثلاً عدالت میں دوسری شادی کی ضرورت ثابت کر کے اجازت حاصل کرنا اس سے تعدد ازدواج کو عملاً روک دیا گیا ہے جو شریعت میں مداخلت کے ہم معنی ہے، ہم پوچھتے ہیں کہ ایسی صورت میں کہ تعدد ازدواج کو غلط رنگ دے کر اس کی بد استعمالی شروع ہو گئی اور اس کی وجہ سے معاشرہ میں طرح طرح کے مفاسد پیدا ہونے لگ گئے اس کے صحیح استعمال کی صورت سوائے اس کے اور کیا ہو سکتی ہے کہ عدالت میں اس کی ضرورت ثابت کی جائے تاکہ اس کی وجہ سے پیدا ہونے والے مفاسد کی روک تھام ہو سکے یہ تعدد ازدواج کو جو محض ایک استثنائی اجازت ہے نہ کہ حکم، عملاً ممنوع ٹھہراتا ہے اور نہ یہ شریعت میں مداخلت کے ہم معنی ہے۔

اخبار احمدیہ

—— ۲۵ اگست، بروز جمعہ مسجد احمدیہ بلڈنگس لاہور میں بعد از نماز جمعہ میلاد النبی صلعم کی تقریب پر ایک جلسہ منعقد ہو رہا ہے۔

ینگ مینز احمدیہ ایسوسی ایشن کی طرف سے یہ تقریب سعید ۳ ستمبر بروز اتوار کو اسی جگہ منائی جائے گی۔ وقت کا اعلان آئندہ شمارہ میں کیا جائے گا۔

—— گیا (بھارت) سے جناب ایم اے صمد صاحب ایک احمدی بزرگ عبدالغفور صاحب عرف مستان شاہ کی وفات کی اطلاع دیتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں کہ بزرگ مرحوم کو لوگ تنگ کیا کرتے تھے۔ مگر وہ زبردست حوصلہ اور استقلال کے مالک تھے لوگوں کے نارواسلوک سے ان کے عقائد مضبوط تر ہوتے رہے ان کی وفات کی تاریخ "مستانہ فوت شد" ۱۳۸۱ھ سے نکلتی ہے۔ احباب کرام سے جنازہ غائبانہ کی درخواست ہے۔

—— ملتان چھاؤنی سے محمد صدیق خان صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ میرے والد بزرگوار خان عبدالعزیز خان صاحب مالک عزیز ہوٹل ملتان کا اپریشن نشتر میڈیکل کالج ہسپتال میں ہوا تھا خان صاحب موصوف بخیر و عافیت گھر تشریف لے آئے ہیں۔ ان احباب کا جنہوں نے خان صاحب موصوف کی بیمار پرسی بذریعہ خطوط فرمائی ان کا وہ شکریہ ادا کرتے ہیں۔

—— سفید ڈھیری (پشاور) سے شاہ ولی صاحب سیکرٹری جماعت احمدیہ مرقوم ہیں کہ ہماری جماعت کے معزز دوست جناب پیر حسین شاہ صاحب جو معتمدین کے ممبر بھی ہیں عرصہ دراز سے بیمار پڑے ہیں، سارے جسم میں درد ہے، ایک اور بزرگ جناب ملک کندل خان صاحب صدر جماعت ضعف بینائی اور دیگر جسمانی عوارض میں مبتلا ہیں، ان کے لئے دعائے صحت کی درخواست ہے

باقی پر صفحہ ۴۴ کالم ۳

اخبار و افکار

کراچی میں یومیہ ستر ہزار روپے کی شراب

لاہور میں شراب کے کثرت استعمال کے اعداد و شمار قبل ازیں ایک مقالہ میں آپ کی نظروں سے گزر چکے ہیں، اسی ضمن میں کراچی کی مندرجہ ذیل خبر بھی قابل غور ہے:-

کراچی ۸ اگست (اے۔ پی) یقین جانیئے کہ کراچی کے شہری ہر روز تقریباً ستر ہزار روپیہ شراب نوشی پر صرف کرتے ہیں۔ اس رقم میں سے تقریباً بیس ہزار روپیہ یومیہ زرِ مبادلہ میں چلا جاتا ہے۔ جو غیر ملکی شراب کی درآمد پر صرف ہوتا ہے۔ تاہم اندرون ملک تیار ہونے والی شراب غیر ملکی شراب کے مقابلہ میں کثرت سے استعمال ہوتی ہے۔ اعداد و شمار کے مطابق کراچی میں درآمد شدہ اور دیسی دونوں قسم کی شراب کے استعمال میں اضافہ ہو رہا ہے۔ اوسطاً کراچی میں ہر روز غیر ملکی شراب کی ۴۸۰ بوتلیں پی جاتی ہیں۔ غیر ملکی شراب کی فی بوتل کی قیمت ۴۵ روپے سے ۴۹ روپے تک ہوتی ہے۔ اس میں وہ شراب شامل نہیں جسے کراچی میں غیر ملکی باشندے استعمال کرتے ہیں۔ اور اس پر محصول وغیرہ نہیں لگایا جاتا۔ اس کے علاوہ کراچی میں ہر روز دیسی شراب کی تقریباً ۸۰۰ بوتلیں پی جاتی ہیں۔ ہر بوتل کی قیمت ۲۰ روپے سے ۳۰ روپے ہے۔ سب سے سستی دیسی شراب کی تقریباً ڈیڑھ ہزار بوتلیں یومیہ استعمال ہوتی ہیں۔ یہ شراب فی بوتل دس روپے میں فروخت ہوتی ہے۔ یہ کھلی بکتی ہے جبکہ دوسری تمام شرابیں سر بمہر بوتلوں میں فروخت ہوتی ہیں۔ سستی شراب کی مانگ میں برابر اضافہ ہو رہا ہے۔ ایک اور اطلاع کے مطابق کراچی میں ایسی دیسی شراب بھی فروخت ہوتی ہے جس کی قیمت فی بوتل تین روپے سے پانچ روپے تک ہوتی ہے اور بتایا جاتا ہے کہ اس کی مانگ سب سے زیادہ ہے۔ اس شراب کی تقریباً اڑھائی ہزار بوتلیں روزانہ کراچی میں نوش کی جاتی ہیں۔"

یہ اعداد و شمار ہمارے معاشرہ کی افسوسناک حالت کا پتہ دیتے ہیں کسی زمانہ میں شراب سے نفرت اجتناب مسلمان کا امتیازی خصوصیت تھا۔ آج اس سے دلدادگی بڑھ رہی ہے، کیا حکومت پاکستان سے توقع کریں کہ اس بڑھتے ہوئے رجحان کو روکنے اور امتناع شراب کے لئے کوئی قانون نافذ نہیں کرے گی؟

سیلاب — عذاب الٰہی

دہلی کے معزز معاصر "دعوت" نے سیلاب کی مصیبت کا ذکر کرتے ہوئے حسب ذیل شذرہ لکھا ہے جو ہر صاحب بصیرت مسلمان کی توجہ اور غور کے قابل ہے۔

" سیلاب کا ایک پہلو یہ ہے کہ انسانیت جاگے اور اپنے بھائیوں کی مصیبت پر تڑپ جائے مصیبت میں گھرے ہوئے لوگ صبر اور حوصلے سے کام لیں اور جن پر یہ افتاد نہیں پڑی ہے وہ فراخ حوصلگی اور ایثار کا ثبوت دیں۔ لیکن اس کا دوسرا رُخ یہ بھی ہے کہ اُن کے ازالے کے لئے انسان اپنی بداعمالیوں پر توجہ کرے اور خدا کے حضور گڑگڑائے کہ وہی ان مصیبتوں کو دور کرنے والا ہے۔ — ہمیں ایک مسلمان کی حیثیت سے اپنے اعمال و افعال کا جائزہ لے کر احکام الٰہیہ کی بجا آوری کا صدق سے غور کرنا چاہیئے۔ اس لئے کہ یہی وہ منزل ہے جہاں ایک مسلمان، ایک غیر مسلم کی زندگی اور ان دونوں کے نقطۂ نظر میں فرق پیدا ہوتا ہے اور دنیا یہ دیکھ سکتی ہے کہ ایک غیر مسلم محض روٹی کپڑے اور مکان کی حد تک سوچ سکتا ہے لیکن ایک مسلمان قہر الٰہی کے نمونے دیکھ کر جہاں درد رسیدہ انسانوں کی مدد کے لئے آگے بڑھتا ہے وہیں دعا اور توبہ کے روحانی وسائل بھی اختیار کیا کرتا ہے اور یہی ایک سچے مسلمان کی شان ہے۔

مسلمانوں سے قطع نظر ہم دوسرے مذاہب کے ماننے والوں سے بھی یہ عرض کرنے کی جرأت کریں گے کہ ان آفات ارضی و سماوی کو دیکھ کر اپنے اعمال کا جائزہ لیں اور یہ سوچیں کہ کہیں یہ سیلاب اُن بیگناہوں کے خون ناحق کا بدلہ تو نہیں ہیں، جو جبل پور اور دوسرے مقامات پر بے جرم و خطا مار ڈالے گئے —؟

— کہیں یہ سیلاب اس عریانی اور بڑھتی ہوئی فحش کاریوں کی سزا تو نہیں ہیں جسے ہمارے ملک میں سرکار پرستی میں بڑھایا جا رہا ہے"؟

"کہیں یہ سیلاب ان گناہوں اور لادینیت کی سزا تو نہیں ہیں جو آج سارے ملک میں عام ہو رہی ہے؟ ممکن ہے ہماری ان باتوں کو قیاسیت اور قدامت پسندی سے تعبیر کیا جائے انہیں استہزاء کے قابل سمجھا جائے۔ لیکن ایک مسلمان کی حیثیت سے قرآن پر ایمان رکھنے والے کی حیثیت سے ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ قوم نوحؑ قوم عادؑ قوم ثمودؑ کی تباہی کے لئے خلاق عالم نے اپنی انہی طاقتوں سے کام لیا تھا جن کا نام سیلاب، طوفان، زلزلہ یا آندھی ہے — یہ تاریخ کے حقائق ہیں اور انہیں جھٹلانا جہالت اور بے بصیرتی کی نشانی ہے"۔

"قوم عادؑ و ثمودؑ اور قوم نوحؑ نے بھی عذاب الٰہی پر قہقہے لگائے تھے اور جب ان کو عذاب سے باخبر کرنے کی کوشش کی گئی تھی تو انہوں نے استہزاء اور تحقیر کا رُخ اختیار کیا تھا لیکن اس استہزاء نے یا مادی وسائل نے ان قوموں کو عذاب سے بچایا نہیں، تباہی کے غار میں گرا دیا اس لئے ہمارے الفاظ کو قدامت پسندی یا شدید مذہبیت قرار دے کر ان کا مذاق اڑانا غلط ہوگا۔

سیلاب بلا شبہ ایک نمونہ عذاب ہیں اور ان سے ہمیں انتباہ حاصل کرنا چاہیئے۔ اگر ہم نے ان سے متنبہ ہو کر اپنے اعمال کا جائزہ نہ لیا تو یہ ایک بڑی بدقسمتی ہوگی اور پھر اس کے نتائج کی ذمہ داری خود ہمارے سر پر ہوگی۔"

ہمیں اپنے معاصر "دعوت" کے اس بیان سے کلی اتفاق ہے یہی بات حضرت مجدد وقت نے آج سے نصف صدی پہلے قوم کو بتائی اور زلزلہ، سیلاب، جنگ وغیرہ کی صورت میں آنے والے عذابوں کی خبر دے کر توبہ و استغفار کی تلقین کی، لیکن افسوس ہے کہ اس کو تمسخر و استہزاء میں اڑا دیا گیا اور ایسی چیزوں کو اتفاقی امور قرار دے کر مامور ربانی کی فہمائش کو قابل توجہ نہ سمجھا گیا آج خدا تعالےٰ کے زور آور حملے چاروناچار وہی بات مونہوں سے نکلوا رہے ہیں کاش اب بھی اس طرف توجہ کی جائے اور اپنے اعمال کو سنوارنے کی اور خدا تعالےٰ کی رضا حاصل کرنے کی کوشش کی جائے۔

اخبار احمدیہ (بسلسلہ صفحہ ۳)

— چوہدری سید احمد صاحب (بدوملہی) بعارضہ نمونیہ بیمار ہیں۔ ان کی صحت کاملہ و عاجلہ کے لئے بزرگان قوم دردِ دل سے دعا فرمائیں۔

— نہایت افسوس کے ساتھ اطلاع دی جاتی ہے کہ شیخ نذیر احمد صاحب جو ہماری جماعت کے ایک معزز رکن اور شیخ غلام قادر اینڈ سنز سیالکوٹ کے خاندان میں سے تھے کراچی میں انتقال فرما گئے ہیں۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ ہمیں اس سانحہ میں مرحوم کے اہل و عیال اور اعزا و اقرباء سے دلی ہمدردی ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالےٰ ان سب کو صبر جمیل عطا فرمائے اور مرحوم کو اپنے جوارِ رحمت میں جگہ دے۔ مرحوم کا جنازہ غائبانہ گذشتہ جمعہ کو لاہور میں حضرت امیر ایدہ اللہ نے پڑھایا۔ بیرونی جماعتوں سے بھی جنازہ غائبانہ کی استدعا ہے۔

— محترم شیخ محمد یوسف صاحب گرنتھی ناحال فاڈر سینی ٹوریم میں بیمار ہیں ان کی صحت کے لئے احباب سے درخواست دعا ہے۔

ضرورت رشتہ

ایک ایف ایس سی پاس خاتون عمر ۲۳-۲۴ سال کے لئے جس نے پہلے خاوند سے بوجہ ناموافقت طبع خلع حاصل کر رکھا ہے تعلیم یافتہ دیندار اور معقول روزگار رکھنے والے رشتہ کی ضرورت ہے۔ لاہوری احمدی جماعت میں سے ہونا ضروری ہے مزید معلومات کے لئے پتہ ذیل پر خط و کتابت کیجئے:

خ۔ معرفت ایڈیٹر پیغام صلح۔ لاہور۔

اسلامی معاشرہ میں مسلمان مردوں اور عورتوں کی صفات

اسلامی معاشرہ کی بنیاد تقویٰ اللہ پر

خطبہ جمعہ مؤرخہ ۱۰؍اگست ۱۹۶۱ء فرمودہ حضرت امیر مولانا صدر الدین صاحب ایدہ اللہ بمقام احمدیہ بلڈنگس لاہور

ان المسلمین والمسلمات والمؤمنین والمؤمنات ــــ اعد اللہ لھم مغفرۃً واجراً عظیماً ــــ (الاحزاب رکوع ۵)

اللہ تبارک وتعالیٰ نے مسلمان بستی، مسلمان معاشرہ اور مسلمان قوم کی کامیاب زندگی کے متعلق کچھ قواعد بیان فرمائے ہیں۔ قرآن کریم میں جہاں کہیں مسلمان معاشرے اور مسلمان قوم کا ذکر آیا ہے اس کی بنیاد تقویٰ اللہ پر ہے، خداخوفی، خداترسی پر اس کی بنیاد ہے۔ قوم میں امن اور صلاحیت پیدا کرنے کے لئے نزدیکی تعلقات کا ذکر کیا ہے۔ ماں باپ اعلیٰ اخلاق رکھتے ہوں وہ اپنی اولاد کا اکرام کرتے ہوں اور اولاد اپنے ماں باپ کی تعظیم کرنے والی ہو، ان کی فرمانبرداری کرتی ہو، خدمت گذار اور اطاعت شعار ہو، والدین کے بعد اعزا و اقربا اور احباب کے ساتھ حسن سلوک اور تعظیم و تکریم کا برتاؤ کیا جائے۔ پھر سوسائٹی میں جہاں کہیں جائیں تو اُن کے دل میں پاکیزگی اور نگاہ میں حیا ہو تمام قسم کے بد افعال سے پرہیز ہو، لوگ گواہی دیں کہ یہ شخص امانت و دیانت رکھنے والا ہے، قول و اقرار کا پختہ ہے اور لین دین اور ماپ تول میں کمی بیشی سے کام نہیں لیتا، یہ تمام چیزیں قرآن کریم نے بیان فرمائی ہیں اور یہاں بیان فرمایا ہے کہ مسلمان مرد اور مسلمان عورت دونوں مل کر قوم سازی میں مدد دے سکتے ہیں اور ان دونوں کی وجہ سے ایک پاک اور مزکّی قوم پیدا ہو سکتی ہے۔

قومی معاشرہ میں عورت کا مقام

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عورت کو بہت بڑا مقام دیا ہے۔ اور جس گھر میں ایک باخدا ماں، متقی دادی، اور پارسا نانی موجود ہوں، وہ گھر بڑا بابرکت ہے، مرد اپنے کاروبار کے سلسلہ میں اکثر و بیشتر گھر سے باہر رہتے ہیں، ماں، دادی اور نانی جان دن رات گھر میں رہتی ہیں، اگر وہ بچے بچیوں کی پرورش اچھی طرح کریں اور تعلیم و تربیت اعلیٰ درجہ کی ہو تو اس گھر میں رحمت برستی ہے اور وہ ماحول بڑا مبارک اور بابرکت ہوتا ہے۔

عورت اور مرد کے حقوق و فرائض

قرآن کریم میں مردوں اور عورتوں دونوں کے لئے احکام ہیں۔ قرآن نے کسی جگہ کبھی نہیں کہا کہ عورت اور مرد برابر ہیں۔ عورت میں جو رحم کا مادہ ہے وہ مرد میں نہیں ہو سکتا۔ جسمانی قوت کے لحاظ سے مرد کا مقابلہ عورت نہیں کر سکتی۔ مگر اس کے باوجود اسلام نے ان دونوں کے حقوق برابر رکھے ہیں۔ فرمایا ان المسلمین والمسلمات۔ مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں۔ والمؤمنین والمؤمنات مومن مرد اور مومنہ عورتیں، والقٰنتین والقٰنتٰت فرمانبردار مرد اور فرمانبردار عورتیں والصّٰدقین والصّٰدقٰت۔ راستباز مرد اور راستباز عورتیں والصّٰبرین والصّٰبرات۔ صبر کرنے والے مرد اور صبر کرنے والی عورتیں۔ والخٰشعین والخٰشعٰت۔ تواضع سے زندگی بسر کرنے والے مرد اور تواضع سے زندگی بسر کرنے والی عورتیں۔ والمتصدّقین والمتصدّقٰت خیرات کرنے والے مرد اور خیرات کرنے والی عورتیں۔ والصّٰئمین والصّٰئمٰت روزہ رکھنے والے مرد اور روزہ رکھنے والی عورتیں، والحٰفظین فروجھم والحٰفظٰت اپنی شرمگاہ کی حفاظت کرنے والے مرد اور حفاظت کرنے والی عورتیں، والذّٰکرین اللہ کثیراً والذّٰکرات، خدا کا ذکر کثرت سے کرنے والے مرد اور کثرت سے ذکر کرنے والی عورتیں۔ اعد اللہ لھم مغفرۃً واجراً عظیماً۔ ان مردوں اور عورتوں دونوں کے لئے بہت بڑا اجر اور مغفرت ہے۔ یہ قوم سازی کا طریق ہے، جو صفات اس آیت میں مردوں اور عورتوں کی بیان کی گئی ہیں، جس بستی اور جس قوم اور جس معاشرہ میں وہ صفات پیدا ہو جائیں وہ بستی وہ قوم اور وہ معاشرہ بابرکت ہو جائے گا۔

مسلم اور مومن میں فرق

اب میں اس آیت کا ترجمہ کرتا ہوں ان المسلمین والمسلمات۔ مسلم اسکو کہتے ہیں جو کلمہ پڑھ کر اسلام میں داخل ہو جائے، اور مومن وہ ہے جو داخل ہونے کے بعد ایمانیات کی باتیں سیکھ کر دل میں بٹھائے۔ قرآن کریم نے مسلم اور مومن کا یہ ترجمہ خود ہی بیان کیا ہے۔ قالت الاعراب اٰمنا قل لم تؤمنوا ولٰکن قولوا اسلمنا ولما یدخل الایمان فی قلوبکم دیہاتی لوگ کہتے ہیں ہم ایمان لائے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا تم تو صرف اسلام میں داخل ہوئے ہو اور تمہیں ابھی ایمان نصیب نہیں ہوا۔ اسلام کے اندر داخل ہونے کو اسلم کہتے ہیں اور اس شخص کو مسلم کہا جائے گا جو کلمہ پڑھ کر اسلام میں داخل ہو۔ لیکن جب وہ دین کا علم حاصل کرلے گا اور اسے دل میں بٹھا لے گا تو وہ مومن ہو جائے گا۔

مسلمان کو اسلام سے خارج نہیں کیا جاسکتا

وہ مرد جو ایک دفعہ اسلام کے اندر داخل ہو گیا، اس کے ایمان و عمل میں ہزار کمی ہو، لیکن وہ مسلمان ہے، کسی شخص کو یہ حق حاصل نہیں کہ اسے اسلام سے خارج کرے یا کافر قرار دے۔ لیکن مسلمان ہیں کہ ایک دوسرے کو کافر کہتے رہتے ہیں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا المسلم من سلم المسلمون من لسانہ ویدہٖ مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے کسی دوسرے کو نقصان نہ پہنچے۔

مومن کی تعریف

المؤمن من امنہ الناس اور مومن وہ ہے کہ لوگ اس کی ذات سے امن میں رہیں اسلام لانے کے بعد جب کوئی شخص علم دین حاصل کرلے تو اسے معرفت نصیب ہوگی یہ مسلمان کے اس درجہ کو مومن کہتے ہیں۔ ایک مومن اس حالت میں بھی جب کوئی اسکو نہیں دیکھتا، خدا کا خوف دل میں رکھتا ہے۔ یؤمنون بالغیب۔ وہ جانتے ہیں کہ غیب در غیب کی حالت میں بھی خدا ہمیں اور ہمارے اعمال و افعال کو دیکھتا ہے۔ ان کا دل نور ایمان سے منوّر ہو جاتا ہے۔

احکام الٰہی کی فرمانبرداری

اس معرفت کے بعد قٰنتین و قٰنتٰت کا درجہ ہے ایماندار مرد اور ایماندار عورتیں خدا اور رسولؐ کے پورے فرمانبردار ہو جاتے ہیں، ان کے ایمان کا نتیجہ یہ ہے کہ اُن کے اعضاء میں فرمانبرداری کا جذبہ پیدا ہو جاتا ہے اور وہ احکام دین پر پوری طرح عمل کرتے ہیں۔

تبلیغ حق اور صبر و استقامت

پھر وہ قول و فعل سے دوسرے لوگوں کو بھی نیکی اور راستبازی کا سبق دیتے ہیں اور اس طرح صادق بن جاتے

ہیں ان کی زبان پر ہر وقت حق وصداقت ۔ دیانت و امانت اور راستبازی ہوتی ہے ۔ والصّٰبرین والصّٰبرٰت ۔ جب کوئی شخص حق کی دعوت دوسروں کو دیتا ہے تو اس کی مخالفت ہوتی ہے اور دکھ اور ایذائیں دی جاتی ہیں ۔ ان کے سامنے مصیبتوں اور دکھوں کے پہاڑ ٹوٹ پڑتے ہیں، دکھوں اور رنج و الم کے نشانہ بنتے ہیں ۔ مگر وہ حوصلہ اور صبر سے کام لیتے ہیں، وہ گھبرا نہیں جاتے بلکہ مصائب کا مقابلہ بڑی پامردی سے کرتے ہیں تبلیغ حق بہت مشکل کام ہے ۔ اس میں مشکلات برداشت کرنے کے لئے انسان کو تیار رہنا چاہیئے، جو لوگ اس میں استقلال اور حوصلہ اور ہمت اور صبر سے کام لیں گے وہ کامیاب ہو جائیں گے ۔ صبر ایک تو یہ ہے کہ مصائب میں حوصلہ سے کام لیا جائے اور ذرا تکلیف پیش آجانے پر رُوں رُوں کرنا اور خدا کی شکایت کرنا ٹھیک نہیں، دوسرے یہ کہ احکام الٰہی پر پوری استقامت سے عمل پیرا ہو اور تیسرے یہ کہ جن چیزوں سے روکا جائے اُن سے اجتناب کرنے کا نام صبر ہے ۔

رسول کریمؐ کی قوّت قدسی کا اثر

جندب ایک ڈاکو تھا اس کا تمام قبیلہ ڈاکہ زنی کرتا تھا ۔ اس قبیلے کا نام غفار تھا ۔ جب وہ مسلمان ہوا اس کا نام ابوذر غفاریؓ پڑ گیا ۔ وہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا، آپؐ کی باتیں سنیں مسلمان ہو گیا ۔ جوان مرد بڑا تھا ۔ اس نے کہا کہ میں خانہ کعبہ میں جاتا ہوں اور جا کر اعلان کرتا ہوں کہ اسلام برحق ہے اور میں مسلمان ہو گیا ہوں ۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پٹ جاؤ گے ۔ جواب دیا کہ کوئی بات نہیں جب وہاں جا کر اعلان کیا تو لوگوں نے خوب مارا ۔ بت پرستی کے خلاف کون سن سکتا ہے خانہ کعبہ میں تو ۳۶۰ بُت رکھے ہوئے تھے ابوذر نے اعلان کیا کہ خدا ایک ہے اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم برحق ہیں، اس پر لوگوں نے خوب پیٹا اور اتنا پیٹا کہ لہو لہان ہو گیا ۔ واپس آگیا ۔ دوسرے دن کہا کہ میں پھر وہاں جا کر اعلان کرتا ہوں، اس دن پھر مار پڑی اس کو کہتے ہیں کہ چوروں قطب بنایا ۔ وہ جو دوسروں کا مال لوٹتا تھا، اب اس نے یہ وعظ کرنا شروع کیا کہ مال جمع کرنا مسلمان کے لئے جائز نہیں، بڑے بڑے خلفاء کو وہ ڈانٹتا تھا کہ مال جمع رکھنا حرام ہے، جو فالتو روپیہ ہو وہ غرباء میں تقسیم ہونا چاہیئے اور خدا کی راہ میں خرچ ہونا چاہیئے ۔

تواضع اور فروتنی کی تعلیم

والخٰشعین والخٰشعٰت ۔ دولت مال ہو تو تکبّر نہ کرو ۔ تواضع اور فروتنی اختیار کرو دوسروں کو حقیر اور کم تر نہ سمجھو ۔ طبیعتوں کے اندر تواضع اور انکساری پیدا کرو، یہ بات خدا کو پسند ہے ۔

صدقہ وخیرات کی صفت

والمتصدّقین والمتصدّقٰت

اور ایک اور صفت مسلمان مومن مرد اور عورت کی بیان کی ہے کہ وہ خیرات کرتے ہیں قرآن کریم کے پہلے صفحہ پر متقی کی یہ صفت بیان کی ہے کہ ومما رزقنٰھم ینفقون جو کچھ رزق ہم ان کو عطا کرتے ہیں اس میں سے وہ کچھ نہ کچھ خدا کی راہ میں خرچ کرتے رہتے ہیں اور ایسا ہی عورتیں بھی اپنے اموال میں سے خرچ کرتی ہیں، عورت کے پاس اس کا روپیہ ہونا چاہیئے جس کو وہ اپنے اختیار سے جہاں چاہے خرچ کرے، مردوں کا فرض ہے کہ اپنی کمائی میں سے عورت کو کچھ نہ کچھ ضرور دیں ۔ جس کو بغیر بتلائے خرچ کرنے کا اسے اختیار حاصل ہو ۔ ساری قوم اگر خیرات کرے ۔ تو غرباء کی دستگیری ہو سکتی ہے ۔

غرباء کی امداد کا حکم

دنیا سے غربت کبھی ختم نہیں ہو سکتی ۔ غرباء ہمیشہ رہیں گے ۔ غرباء یورپ میں بھی ہیں ۔ امریکہ میں بھی ہیں امریکہ میں مال و دولت کی ندیاں بہتی ہیں مگر وہاں بھی لاکھوں آدمی غربت کے جنگل میں پھنسے ہوئے ہیں روس میں بھی ہزاروں غرباء ہیں ۔ جرمنی ۔ فرانس، آسٹریلیا ۔ افریقہ ۔ امریکہ غرضیکہ تمام دنیا میں جہاں انسان کا وجود ہے وہاں غربت بھی ہے لیکن غریب کے حال پر رحم کر کے اس کی امداد کرنا اسلام کا ضروری حکم ہے ۔ مسلمان کو حکم ہے کہ تؤخذ من اغنیاءھم وتردّ الٰی فقراءھم قوم کے کھاتے پیتے طبقہ سے مال لو اور غرباء میں تقسیم کرو ۔

روزہ اور ضبط نفس

والصّٰٓئمین والصّٰٓئمٰت مال خرچ کرنا اسی صورت میں ممکن ہے جب ضبط نفس سے کام لیا جائے ۔ اس مقصد کے لئے روزہ رکھنے کا حکم دیا ۔ وہ قوم جس نے دوسرے غرباء کو سہارا دینا ہے، اس کے افراد کو چاہیئے کہ وہ اپنی خواہشات کو کم کرے، اس کا ایک طریق روزہ ہے مرد بھی روزہ رکھیں اور عورتیں بھی ۔

عفت اور پاکبازی

والحٰفظین فروجھم والحٰفظٰت

مرد بھی عفیف ہوں عورتیں بھی پاک دامن ہوں، عفت مسلمان کی بہت بڑی صفت ہے ۔ آج بھی دنیا میں عفیف ترین قوم مسلمان ہے ۔ عیسائی روتا ہے کہ ہمارے اندر عفت شعار لڑکیاں نہیں ۔ یورپ کا پادری، مغرب کا پولیس مین اور فرنگی مجسٹریٹ رو رو کر پکار رہے ہیں کہ ہماری لڑکیوں کو کیا ہو گیا ہے ۔ وہ زناکار ہیں ۔ شراب خوار ہیں، رقص و سرود کی دلدادہ و شیدا ہیں، ان کی عصمت داغدار ہے ۔ اس کے مقابلہ میں مسلمان عورتیں اس زمانہ میں بھی فرشتہ ہیں ۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو تعلیم پیش کی وہ قوم کے اندر عملاً نظر آئی، آپؐ نے ایک بے نظیر قوم پیدا کر دی ۔ بادشاہ بن گئے، طاقت وسلطنت ہاتھ میں آگئی ۔

اسلامی اخلاق کا اثر غیر قوموں پر

لیکن جہاں گئے لوگ پکار اٹھے کہ مسلمان باخدا ہیں، عادل ہیں، دھوکہ نہیں دیتے، یہ کس قسم کے حاکم ہیں کہ رعایا کو پورے حقوق دیتے ہیں ۔ ایرانیوں اور شامیوں نے جو مسلمانوں کے مقابلہ میں آئے تھے اپنے وطن جا کر کہا کہ ہم لشکر لے کر گئے ۔ ہم نے دیکھا کہ یہ عجیب قوم ہے ۔ ان کے سپاہی فرشتہ ہیں، کسی کی بکری لینا یا مرغی اٹھانا حرام سمجھتے ہیں ان کے سپاہی امانت و دیانت اور لین دین کے پورے ہیں ۔ قول و قرار کے پختہ ہیں، انکی آنکھوں میں حیا ہے ۔ عورتوں کو نہیں دیکھتے ۔ اگر بادشاہ کا بیٹا بھی جرم کرے تو اس کو سزا دی جاتی ہے، اور اگر چوری کرے تو ہاتھ کاٹ دیا جاتا ہے ۔

حضرت نبی کریم صلعم نے باخدا قوم پیدا کی

حضور نبی کریم صلعم نے بے شمار مصائب و مشکلات کا سامنا کیا اور ہمیشہ حوصلہ و صبر سے کام لیا، آپؐ نے ایک طاقتور سلطنت بنائی لیکن اس کے ساتھ ہی ایک باخدا قوم بھی پیدا کی ۔ یہ بڑا مشکل کام ہے ۔ حضورؐ نے قوم کے اندر ذکر الٰہی کا جوش پیدا کیا اور اسے باخدا قوم بنایا ۔ اس میں طہارت اور پاکیزگی پیدا کی ۔ اس میں مذکورہ بالا تمام صفات موجود تھیں، عجیب قوم حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پیدا کی ۔ قرآن کریم نے جہاں کہیں کسی بستی، کسی قوم یا معاشرہ کا ذکر کیا ہے تو اس کی بنیاد خدا خوفی، خدا ترسی اور طہارت و پاکیزگی پر رکھی ہے، الغرض حقوق اللہ اور حقوق العباد کو ملحوظ رکھنا ایمان کا بڑا بھاری جزو قرار دیا ۔

تبلیغی کلاس کا داخلہ

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کی تبلیغی کلاس میں داخلہ کے لئے یکم ستمبر ۱۹۶۱ء تک ایسے میٹرکولیٹ امیدواروں سے درخواستیں مطلوب ہیں جو دین کا شوق و ذوق اور فی الحقیقت تبلیغ دین کا جذبہ رکھتے ہوں، امیدواروں کے لئے انجمن ہذا کا ممبر ہونا ضروری ہے ۔ منتخب امیدواروں کو تعلیمی کتب قیام و طعام اور معقول طبّی سہولت کے علاوہ ۲۰ روپیہ ماہوار وظیفہ دیا جائے گا ۔ درخواستیں جماعتوں کے سیکرٹری صاحبان کی معرفت آنا ضروری ہیں ۔

احمد یار
سیکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام احمدیہ بلڈنگس لاہور

حضرت مسیح موعودؑ کیا زمرۂ اولیاء کے فرد تھے یا زمرۂ انبیاء کے

مولانا شیخ عبدالرحمٰن صاحب مصری

خلاصہ اقساط سابقہ

گذشتہ اقساط میں اس امر کو متعدد دلائل شافیہ کے ذریعہ بپایہ ثبوت بہم پہنچایا گیا ہے کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بھی وحی کا سلسلہ قیامت تک جاری رہے گا اس کے بند ہونے کا قطعًا کوئی امکان نہیں۔ حضرت نبی کریم صلعم کے زمانہ سے لیکر ہمارے اس زمانہ تک امت میں ہزارہا ایسے کاملین پیدا ہوتے ہیں جن پر قطعی اور یقینی وحی کا نزول ہوتا رہا ہے اور خدا کو معلوم ہے کہ آئندہ قیامت تک کتنے ایسے کاملین پیدا ہوں گے جو مورد وحی الٰہی ہوں گے ہمیشہ وحی الٰہی ہی خدا پر بصیرت سے بھرا ہوا اور گناہ سوز ایمان پیدا کرنے کا واحد یقینی ذریعہ ہے اور رہے گا اس لئے یہ بند کس طرح ہو سکتا ہے۔ اگر یہ بند ہو جائے تو دنیا پر روحانی موت وارد ہو جائے، اس کے ساتھ ہی میں نے اس امر پر بھی یقینی دلائل سے روشنی ڈالی ہے کہ حضرت نبی کریم صلعم کی آمد سے قبل جس قدر بھی انبیاء علیہم السلام دنیا میں آتے رہے ہیں ان کی امتوں کے کاملین اس نعمت الٰہیہ سے متمتع ہوتے رہے ہیں حتیٰ کہ اُن کی عورتیں بھی اس نعمت سے محروم نہیں رہیں چنانچہ والدہ محترمہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت مریم صدیقہ اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کی زوجہ محترمہ کی مثالیں قرآن کریم میں مذکور ہیں اور یہ بھی میں نے ثابت کیا ہے کہ نبی کی کامل پیروی سے ہی یہ نعمت ملتی ہے بجز اس کے نہیں ملتی اللہ تعالیٰ نے شروع دنیا سے ہی انبیاء علیہم السلام کو ہی اس کا ذریعہ ٹھہرایا ہے۔ چونکہ انبیاء سابقین کی نبوت ایک محدود زمانہ تک تھی اس لئے ان کی قوت قدسیہ کی تاثیریں بھی اسی محدود زمانہ تک کام کرتی رہیں۔ انکی نبوت کا زمانہ حضرت نبی کریم صلعم کی آمد سے ختم ہو گیا اس لئے ان کی امتیں اب اس نعمت سے محروم ہیں حضرت نبی کریم صلعم کی آمد کے بعد اب یہ نعمت الٰہی صرف اور صرف آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی کامل اتباع اور آپ کی ہی محبت میں فنا ہونے سے ملتی ہے۔ یہ بھی ثابت کیا جا چکا ہے کہ انبیاء علیہم السلام پر دو قسم کی وحی نازل ہوتی ہے ایک کا تعلق شریعت سے ہوتا ہے جس کا نزول نبی کی وفات کے ساتھ ہی ختم ہو جاتا ہے۔ دوسری کا تعلق مبشرات سے ہوتا ہے مبشرات سے تعلق رکھنے والی وحی صرف نبی کی نبوت کو ثابت کرنے کے لئے ہوتی ہے اور چونکہ نبی کی وفات کے بعد بھی اس کی امت کو اپنے نبی کی نبوت کو ثابت کرنے کی ضرورت پیش آتی رہتی ہے اس لئے جب تک کسی نبی کا زمانہ نبوت ختم نہیں ہوتا اس وقت تک اس کی اُمت کے کاملین میں مبشرات والی وحی کا جاری رہنا ضروری ہے۔ اس وحی کو وحی ولایت کے نام سے نامزد کیا جاتا ہے، کیونکہ یہ شریعت سے خالی ہوتی ہے اسی لئے تمام اہل دل بزرگوں کا اس پر اتفاق ہے کہ وحی غیر تشریعی وحی ولایت کا ہی دوسرا نام ہے اور نبی غیر تشریعی ولی کا ہی دوسرا نام ہے یہ ہو ہی نہیں سکتا کہ کسی شخص پر وحی نبوت نازل ہو اور اس میں شریعت کا قطعًا کوئی حصہ نہ ہو تھوڑا ہو یا زیادہ ہو گا ضرور اس کے بغیر وحی نبوت کا وجود ہی ناممکن ہے یہ دونوں چیزیں ایسی لازم و ملزوم ہیں کہ ایک دوسرے سے جدا ہو ہی نہیں سکتیں۔ اس کے بالمقابل خالی مبشرات والی وحی میں شریعت کا ایک ادنیٰ سا حصہ بھی نہیں ہوتا وہ شریعت سے بالکل خالی ہوتی ہے اور وہ دوسرے چونکہ وہ وحی کسی نبی کی اتباع سے ملتی ہے اس لئے اس کا نام وحی ولایت رکھا جاتا ہے وحی نبوت اور وحی ولایت میں یہی دو امور مابہ الامتیاز ہیں۔

موجودہ زمانہ کی حالت کا تقاضا

میرا یہ دعویٰ ہے کہ ہمارا یہ زمانہ چونکہ ایسا زمانہ تھا جو چاروں طرف سے مفاسد کے بادلوں سے گھرا ہوا تھا اور جس میں لوگ بالعموم روحانی موت کا شکار ہو رہے تھے فسق و فجور نے گھر گھر ڈیرے ڈالے ہوئے تھے خدا کی ہستی پر ایمان اُٹھ چکا تھا اگر تھا بھی تو محض لبوں پر تھا دلوں تک اس کی رسائی ہرگز نہ تھی الہامی کتب کی قدر و قیمت دلوں سے نکل چکی تھی ان کی ہدایتوں اور تعلیموں کو اگر کوئی وقعت دی جاتی تھی تو اتنی ہی کہ یہ گذشتہ ازمنہ کے لوگوں کے لئے موزوں ہوں تو ہوں ہمارے اس روشنی کے زمانہ میں ترقی کی طرف لے جانے کا موجب بن رہی ہیں اور بلندی کی طرف گامزن کرنے کی بجائے پستی کی طرف دھکیل رہی ہیں اس لئے ان کو مکمل طور پر پس پشت ڈال دیا گیا تھا انبیاء علیہم السلام کے وجود کو بھی زیادہ سے زیادہ انہی زمانوں کے لئے مفید قرار دیا جاتا تھا جن میں ابھی علم کی روشنی نہیں پھیلی تھی غرضیکہ روحانی حیات اور دل کی تسکین حاصل کرنے کے جس قدر بھی ذرائع تھے ان سب سے ایمان اُٹھ چکا تھا اور تو اور خود حضرت نبی کریم صلعم جیسے عظیم الشان نبی اور قرآن کریم جیسی نافع للناس کتاب کے متعلق بھی ایسے ہی خیالات زور پکڑتے جاتے تھے اس لئے یہ زمانہ سب زمانوں سے زیادہ حق رکھتا تھا کہ اس میں ایسا سامان پیدا ہو جو خدا کی طرف سے مبشرات والی وحی سے نوازا جائے تا اس زمانہ میں حضرت محمد رسول اللہ صلعم کی رسالت کا زندہ ہونا از سر نو ثابت ہو جائے اور آنحضور صلعم کی ختم نبوت کا ثبوت دنیا کو دوبارہ مل جائے اور آپ کی لائی ہوئی کتاب قرآن مجید کا زندہ کتاب ہونا دنیا پر واضح ہو جائے اور اہل دنیا پر یہ بات اظہر من الشمس ہو جائے کہ روئے زمین پر اب یہی ایک نبی ہے اور یہی ایک کتاب ہے جو زندگی کے تمام دینی و دنیوی مقاصد کو حاصل کروانے میں کامیاب ہو سکتے ہیں یہانتک کہ خدا سے بھی انسان کا مضبوط تعلق یہی پیدا کرا سکتے ہیں یہ دوسری کتابوں کی طرح مردہ کتاب نہیں بلکہ زندہ کتاب ہے اور اس کا نبی بھی زندہ نبی ہے جو اپنی زندگی کا ثبوت اس پُرآشوب زمانہ میں بھی ایسا فسان پیدا کر کے مہیا کر رہے ہیں جبکہ دوسری تمام کتابیں اور دوسرے تمام نبی ایسا ثبوت پیش کرنے سے عاجز ہیں یہی ایک ثبوت ہے جو قرآن کریم اور نبی عربی صلعم کی پیروی کی طرف دلوں کو راغب کر سکتا ہے گویا اس بشارت سے بھرا ہوا پیغام ہے کہ آیا کہ قرآن کریم زندہ کتاب ہے اور محمد رسول اللہ صلعم زندہ رسول ہے اور ان کی زندگی کا یقینی ثبوت وہ وحی الٰہی ہے جو ان کی کامل پیروی کے نتیجہ میں مبشرات کی شکل میں مجھ پر نازل ہو رہی ہے اور جو کثیر التعداد پیشگوئیوں پر مشتمل ہے اس کا نام نامی حضرت مرزا غلام احمد قادیانی ہے خدا کی ہزاروں برکتیں اس کی روح پر نور پر ہوں آمین۔

اب چونکہ اس مبارک وجود کو میں نے اس کا نمونہ پیش کرتا ہے اور اسی کی مبشرات والی وحی سے نبی کریم صلعم اور قرآن کریم کی زندگی کا ثبوت پیش کرتا ہے اس لئے ضروری ہے کہ اس کی پیشگوئیوں کو پیش کرنے سے قبل اس کے دعوے کو خود اس کے اپنے الفاظ میں پیش کر دیا جائے تا جو غلط فہمیاں اس کے دعوے کے متعلق لوگوں میں پھیلی ہوئی ہیں دور ہو جائیں اور عوام اور خواص پر پوری طرح واضح ہو جائے کہ اس مقدس شخص نے اپنے آپ کو زمرۂ انبیاء میں داخل کیا ہے یا زمرۂ اولیاء میں۔

نبی اور ولی میں مابہ الامتیاز

سب سے پہلے اصولی طور پر ہمیں یہ دیکھنا ہے کہ حضرت مرزا صاحب نبی اور ولی میں کیا امتیاز پیش کرتے ہیں اور اس امتیاز کو مدنظر رکھتے ہوئے ہماری دیانتداری کا کیا فتویٰ ہوگا کہ آیا ہم انہیں انبیاء کے گروہ میں شامل کریں یا اولیاء کے گروہ میں۔ قارئین کرام غور سے سنیں کہ اس بارے میں آپ کیا فرماتے ہیں:۔

"پھر جبکہ دنیوی علوم بلکہ علم زبان بھی بغیر تعلیم اور سکھلانے کے نہیں آ سکتے تو اس خدا کا خود بخود پتہ کیونکر لگے جس کا وجود نہایت لطیف اور ایک ذرہ سے بھی دقیق تر اور غیب در غیب اور نہاں در نہاں ہے اس لئے یہ گمان نہایت سادہ لوحی کا خیال ہے کہ وہ عاجز انسان جو صدہا تاریکیوں میں پڑا ہوا ہے وہ اس ذات بیچون اور بے چگون اور وراء الوراء اور نہایت پوشیدہ اور الطف اور ادق کو خود بخود دریافت کرے اور اس سے زیادہ کوئی شرک بھی نہیں کہ انسان جو ایک مرے ہوئے کیڑے کی مانند ہے یہ پُر تکبر دعوے کرے کہ میں خود بغیر امداد اس کی چراغ ہدایت کے اس کو دیکھ سکتا ہوں بلکہ قدیم سے یہی سنت اللہ ہے کہ جب سے کہ دنیا پیدا ہوئی ہے وہ آپ اپنے برگزیدہ بندوں پر اپنا موجود ہونا ظاہر کرتا رہا ہے اور بغیر ذریعہ خدا کے کوئی خدا تک نہیں پہنچ سکا اور وہی شخص اس کی ہستی پر پورا یقین لا سکا جس کو خود اس قادر مقتدر ذوالجلال نے انا الموجود کی آواز سے تسلی بخشی اور یا وہ شخص جو ایسی آواز سننے والے کے ساتھ محبت کے پیوند سے یک دل و یک جان و یک رنگ ہو گیا سو دنیا میں یہ دو ہی طریق ہیں جو خدا تعالےٰ کے قدیم قانون قدرت میں پائے جاتے ہیں اور چونکہ خدا تعالےٰ نے ابتداء سے یہی چاہا ہے کہ اس کی مخلوقات یعنی نباتات جمادات، حیوانات یہاں تک کہ اجرام فلکی میں بھی تفاوت مراتب پایا جائے اور بعض مفیض (یعنی فیض دینے والے) اور بعض مستفیض (یعنی فیض حاصل کرنے والے) ہوں، اس لئے اس نے نوع انسان میں بھی یہی قانون رکھا اور اسی لحاظ سے دو طبقہ کے انسان پیدا کئے اوّل وہ جو اعلےٰ استعداد کے لوگ ہیں جن کو آفتاب کی طرح بلا واسطہ ذاتی روشنی عطا کی گئی ہے دوسرے وہ جو درجہ دوم کے آدمی ہیں جو اس آفتاب کے واسطہ سے نور حاصل کرتے ہیں اور خود بخود حاصل نہیں کر سکتے ان دونوں طبقوں کے لئے آفتاب اور ماہتاب نہایت عمدہ نمونے ہیں جس کی طرف قرآن شریف میں ان لفظوں میں اشارہ کیا گیا ہے، کہ والشمس وضحاھا والقمر اذا تلاھا جیسا کہ اگر آفتاب نہ ہو تو ماہتاب کا وجود ہی ناممکن ہے اسی طرح اگر انبیاء علیہم السلام نہ ہوں جو نفوس کاملہ ہیں تو اولیاء کا وجود بھی حیز امکان سے خارج ہے اور یہ قانون قدرت ہے جو آنکھوں کے سامنے نظر آ رہا ہے چونکہ خدا واحد ہے اس لئے اس نے اپنے کاموں میں بھی وحدت سے محبت کی اور کیا جسمانی اور کیا روحانی طور پر ایک وجود سے ہزاروں کو وجود بخشتا رہا سو انبیاء جو افراد کاملہ ہیں وہ اولیاء اور صلحاء کے روحانی باپ ہوتے ہیں اور اسی انتظام سے خدا تعالےٰ نے اپنے تئیں مخلوق پر ظاہر کیا تا اس کے کام وحدت سے باہر نہ جائیں اور انبیاء کو آپ ہدایت دے کر اپنی معرفت کا آپ موجب ہوا اور کسی نے اس پر یہ احسان نہیں کیا کہ اپنی عقل اور فہم سے اس کا پتہ لگا کر اس کو شہرت دی ہو بلکہ اسی کا خود احسان ہے کہ اس نے نبیوں کو بھیج کر آپ سوئی ہوئی خلقت کو جگایا اور ہر ایک نے اس وراء الوراء اور الطف اور ادق ذات کا نام صرف نبیوں کے پاک الہام سے سنا اگر خدا تعالےٰ کے پاک نبی دنیا میں نہ آئے ہوتے تو فلاسفر اور جاہل جہل میں برابر ہوتے دانا کو دانائی میں ترقی کرنے کا موقعہ صرف نبیوں کی پاک تعلیم نے دیا۔"

(ست بچن صفحہ ۶۵، ۶۶)

محکم اصول

مندرجہ بالا حوالہ میں یہ قطعی اور محکم اصول بیان کیا گیا ہے کہ انسان دو قسموں میں منقسم ہیں ایک وہ جن کو خدا تعالےٰ کی طرف سے سورج کی طرح ذاتی روشنی ملتی ہے یعنی اُن کی فطرتی استعداد میں ہی یہ خاصیت رکھ دی جاتی ہے کہ وہ خدا کے نور کو اپنی ذات میں براہ راست جذب کر لیں اس نور کو لینے میں اُن کے اور خدا کے درمیان کوئی اور انسان واسطہ نہیں ہوتا اس نوع کے انسانوں کو انبیاء اور رسولوں کے نام سے نامزد کیا جاتا ہے۔ دوسری قسم کے وہ انسان ہیں کہ وہ بھی منوّر تو ہیں اور دوسروں کو منوّر کرنے کی اہلیت بھی رکھتے ہیں لیکن اس کے اندر جو نور ہے وہ اُن کا ذاتی نہیں بلکہ پہلی قسم کے انسانوں سے مستعار لیا ہوا ہوتا ہے یعنے ان کی فطرتی استعداد میں یہ قابلیت نہیں ہوتی کہ وہ براہ راست بغیر کسی دوسرے انسان کے واسطے کے خدائی نور کو اپنے اندر جذب کر سکیں بلکہ اُن کی فطرتی استعداد میں چاند کی طرح صرف اتنی ہی قابلیت ہوتی ہے کہ جس طرح چاند سورج کے نور کو اپنے اندر جذب کرنے کی قابلیت رکھتا ہے اور دوسروں تک اس نور کو پہنچا دیتا ہے اسی طرح یہ لوگ بھی روحانی آفتاب یعنے انبیاء علیہم السلام کے نور کو اپنے اندر جذب کر کے دوسرے ناقصین تک اسے پہنچا دیں۔ بس اس قسم کے لوگوں کو اولیاء کے نام سے پکارا جاتا ہے

دوسری بات جو اس حوالہ سے ثابت ہوتی ہے وہ یہ ہے کہ کسی ایک نبی کا نہیں بلکہ تمام انبیاء علیہم السلام کا یہ خاصہ ہے کہ وہ اپنے کامل متبعین کو ماہتاب بنائیں اور اپنے افاضہ کی صفت کو دنیا میں نمایاں کریں کیونکہ مفیض ہونا ان کا ذاتی خاصہ ہے جس کا ظہور لابدی ہے اور یہ خدا کا قدیم قانون اور اس کی سنت مستمرہ ہے اور جب سے دنیا کی بنا پڑی ہے یہی قانون کام کرتا چلا آیا ہے یعنے نبی بھی پیدا ہوتے رہے ہیں جو عالم روحانی کے سماء پر سورج کا کام دیتے رہے ہیں اور ان کی کامل اتباع میں اولیاء بھی پیدا ہوتے رہے ہیں جو عالم روحانی کے سماء پر ماہتاب کا کام دیتے رہے ہیں، پہلی دوسری تیسری رات کے چاند بھی بنتے رہے ہیں اور چودھویں کے چاند بھی بنتے رہے ہیں حضرت مرزا صاحب کی مندرجہ بالا تحریر میں ماہتاب کے ساتھ کسی قسم کی قید نہیں لگائی گئی یہاں یہ بات بھی مدنظر ہے کہ عبارت مندرجہ بالا میں اولیاء اللہ سے مراد محض خدا کے پیارے نہیں بلکہ یہ لفظ نبیوں کے بالمقابل خدا کے ان مقربین کے حق میں بطور اصطلاح استعمال ہوا ہے جو نبی نہیں ہوتے لیکن خدا کے قرب سے نوازے جاتے ہیں اور نبیوں والا کام اُن سے لیا جاتا ہے۔

حضرت مرزا صاحب کس زمرہ کے فرد ہیں

حضرت مرزا صاحب کی مندرجہ بالا تحریر نص صریح ہے اس امر پر دلالت کرنے کے لئے کہ خود حضور نے اپنے آپ کو انبیاء کے نہیں بلکہ اولیاء اللہ کے زمرہ میں داخل کیا ہے، کیونکہ آپ نے جو روحانی کمالات بھی حاصل کئے ہیں وہ حضرت نبی کریم صلعم کی کامل پیروی اور آنحضور صلعم کی محبت اور اطاعت میں فنا ہو کر حاصل کئے ہیں جیسا کہ مندرجہ

ذیل حوالوں سے واضح ہے :۔

(۱) "اگر سر سیّد صاحب (سیّد احمد خاں صاحب) اس بات کا کسی اخبار میں اعلان دیں کہ ہمیں اس بات پر ایمان نہیں کہ یہ مرتبہ خدا تعالےٰ کی ہمکلامی کا انسان کو مل سکتا ہے اور ان تمام شہادتوں سے انکار ظاہر کریں کہ جو روحانی تجربہ کاروں رسولوں اور نبیوں اور ولیوں نے پیش کی ہیں تو اس عاجز پر فرض ہوگا کہ اس فوق العادت طریق سے جس کی بنیاد خدا تعالےٰ کے پاک نبیوں نے ڈالی ہے آزمائش کے لئے سیّد صاحب کو بذریعہ اخبار کے کھُلے کھُلے طور پر دعوت کرے"۔ (ازالہ اوہام صفحہ ۹۱۷)

یہاں بھی حضور نے اپنے آپکو ولیوں کے زمرہ میں ہی داخل کیا ہے۔

(۲) "اور اولیاء اللہ کی عداوت سے دوسرا سبب سلب ایمان کا یہ بھی ہو جاتا ہے کہ وہ اس ولی اللہ کی ہر حالت میں مخالفت کرتا رہتا ہے جو سرچشمہ نبوت سے پانی پیتا ہے جس کو سچائی پر قائم کیا جاتا ہے"

(تریاق القلوب صفحہ ۱۳۱ حاشیہ)

اس تحریر میں بھی حضور نے اپنے آپ کو اولیاء اللہ کے گروہ میں اسی بنا پر داخل کیا ہے کہ آپ نے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کے چشمہ سے پانی پیا ہے۔

(۳) "ہم مسلمانوں کے لئے بجز قرآن شریف اور کوئی دوسری کتاب نہیں جس پر عمل کریں یا عمل کرنے کے لئے دوسروں کو ہدایت دیں اور بجز جناب ختم المرسلین احمد عربی صلعم کے اور کوئی ہادی اور مقتدا نہیں جس کی پیروی کریں یا دوسروں سے کرانا چاہیں"۔

(ازالہ اوہام صفحہ ۱۸۲)

اس حوالہ میں بھی یہی ظاہر کیا گیا ہے کہ حضرت مرزا صاحب کمالات روحانی کے حصول کے لئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کے ہی اپنے آپ کو محتاج یقین کرتے ہیں اور دوسروں سے بھی آنحضور صلعم کی پیروی کرانے کے لئے کوشاں ہیں اور یہ امر یقینی طور پر آپ کو زمرۂ اولیاء اللہ میں داخل کرتا ہے۔

(۴) "سو میں نے محض خدا کے فضل سے نہ اپنے کسی ہنر سے اس نعمت سے کامل حصّہ پایا ہے جو مجھ سے پہلے نبیوں اور رسولوں اور خدا کے برگزیدوں کو دی گئی تھی اور میرے لئے اس نعمت کا پانا ممکن نہ تھا اگر میں اپنے سیّد و مولیٰ فخر الانبیاء اور خیر الوریٰ حضرت محمد مصطفےٰ صلعم کی راہوں کی پیروی نہ کرتا سو میں نے جو کچھ پایا اس پیروی سے پایا اور میں اپنے سچے اور کامل علم سے جانتا ہوں کہ کوئی انسان بجز پیروی اس نبی صلعم کے خدا تک نہیں پہنچ سکتا اور نہ معرفت کا کامل حصّہ پا سکتا ہے"

(حقیقۃ الوحی صفحہ ۶۲)

یہ حوالہ بھی اس امر کی صراحت میں کھلی کھلی دلیل ہے کہ حضور اپنے آپ کو اولیاء کے گروہ میں ہی داخل کر رہے ہیں۔

(۵) حضرت نبی کریم صلعم کی شان میں آپ فرماتے ہیں :۔

"وہی ہے جو سرچشمہ ہر ایک فیض کا ہے اور وہ شخص جو بغیر اقرار افاضہ اس کے کسی فضیلت کا دعوےٰ کرتا ہے وہ انسان نہیں ہے بلکہ ذرّیت شیطان ہے کیونکہ ہر ایک فضیلت کی کنجی اس کو دی گئی ہے اور ہر ایک معرفت کا خزانہ اس کو عطا کیا گیا ہے جو اسکے ذریعہ سے نہیں پاتا وہ محروم ازلی ہے ہم کیا چیز ہیں اور ہماری حقیقت کیا ہے ہم کافر نعمت ہوں گے اگر اس بات کا اقرار نہ کریں کہ توحید حقیقی ہم نے اسی نبی کے ذریعہ سے پائی اور زندہ خدا کی شناخت ہمیں اسی کامل نبی کے ذریعہ سے اور اسی کے نور سے ملی ہے اور خدا کے مکالمات اور مخاطبات کا شرف جس سے ہم اس کا چہرہ دیکھتے ہیں اسی بزرگ نبی کے ذریعہ سے ہمیں میسّر آیا ہے اس آفتاب ہدایت کی شعاع دھوپ کی طرح ہم پر پڑتی ہے اور اسی وقت تک ہم منوّر رہتے ہیں جب تک کہ ہم اس کے مقابل کھڑے ہیں"

(حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۱٦)

اس حوالہ سے بھی حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو آفتاب سے تشبیہہ دے کر واضح کر دیا گیا ہے کہ آپ، روحانی عالم کے اس آفتاب سے نور لینے کی وجہ سے روحانی عالم کے ماہتاب کا حکم رکھتے ہیں اور بدیں وجہ زمرۂ اولیاء میں داخل ہیں۔

(٦) "لیکن آنحضرت صلعم کے ظہور سے یہ سب قصّے حقیقت کے رنگ میں آ گئے اب ہم نہ قال کے طور پر بلکہ حال کے طور پر اس بات کو خوب سمجھتے ہیں کہ مکالمہ الٰہیہ کیا چیز ہوتا ہے اور خدا کے نشان کس طرح ظاہر ہوتے ہیں اور کس طرح دعائیں قبول ہوتی ہیں اور یہ سب کچھ ہم نے آنحضرت صلعم کی پیروی سے پایا اور جو کچھ قصّوں کے طور پر غیر قومیں بیان کرتی ہیں وہ سب کچھ ہم نے دیکھ لیا۔

پس ہم نے ایک ایسے نبی کا دامن پکڑا ہے جو خدا نما ہے، کسی نے یہ شعر بہت ہی اچھا کہا ہے ؎

محمد عربی بادشاہ ہر دو سرا
کرے ہے روح قدس جسکے در کی دربانی
اسے خدا تو نہیں کہہ سکوں پر کہتا ہوں
کہ اس کی مرتبہ دانی میں ہے خدا دانی

ہم کس زبان سے خدا کا شکر کریں جس نے ایسے نبی کی پیروی ہمیں نصیب کی جو سعیدوں کی ارواح کے لئے آفتاب ہے جیسے اجسام کے لئے سورج وہ اندھیرے کے وقت ظاہر ہوا اور دنیا کو اپنی روشنی سے روشن کر دیا وہ نہ تھکا نہ ماندہ ہوا جب تک کہ عرب کے تمام حصہ کو شرک سے پاک نہ کر دیا وہ اپنی سچائی کی آپ دلیل ہے کیونکہ اس کا نور ہر ایک زمانہ میں موجود ہے اور اس کی سچی پیروی انسانوں کو یوں پاک کرتی ہے کہ جیسا کہ صاف اور شفاف دریا کا پانی میلے کپڑے کو"

(چشمۂ معرفت صفحہ ۲۸۹)

اب انصاف سے فیصلہ دیا جائے کہ کیا حضرت مسیح موعودؑ بھی انہی لوگوں میں داخل ہیں یا نہیں جن کو آنحضورؐ کی سچی پیروی نے پاک کیا اور کیا پھر آپ بھی ان سعید روحوں میں داخل ہیں یا نہیں جنہوں نے اس آفتاب روحانی کے نور سے اپنے آپ کو منوّر کیا اگر ہیں تو پھر یقیناً آپ زمرۂ اولیاء میں داخل ہیں۔

(۷) حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق فرماتے ہیں :۔

"وہ ایک نور تھا جو دنیا میں آیا اور تمام نوروں پر غالب آ گیا اس کے نور نے ہزاروں دلوں کو منوّر کیا اور اسی کی برکت کا یہ راز ہے کہ روحانی مدد اسلام سے منقطع نہیں ہوتی بلکہ قدم بقدم چلی آتی ہے ہم ایسی تازہ بتازہ برکتیں اس نبی کے دائمی فیض سے پاتے ہیں کہ گویا اس زمانہ میں بھی وہ نبی ہم میں موجود ہے اور اس وقت بھی اس کے فیوض ہماری ایسی ہی رہنمائی کرتے ہیں کہ جیسا اس پہلے زمانہ میں کرتے تھے"

(چشمۂ معرفت صفحہ ۲۹۹)

اب مقام غور ہے کہ کیا حضرت مرزا صاحب بھی ان ہزاروں میں داخل ہیں یا نہیں جن کے دل حضرت نبی

کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نور سے منور ہوئے اور کیا حضور کا یہ صاف اقرار نہیں کہ آپ حضرت نبی کریم صلعم کے دائمی فیض سے ہی مستفیض ہو رہے ہیں۔ اگر ہے تو پھر اس بات کو تسلیم کرنے میں ہمیں کیا عذر ہو سکتا ہے کہ آپ انبیاء کے گروہ میں نہیں بلکہ اولیاء امت کے گروہ میں داخل ہیں۔

(۸)۔ حضرت مرزا صاحب نے اپنی عربی کتب کی مثل بنانے کے لئے جو چیلنج عرب اور عجم کے علماء کو دیا اس کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں عبارت عربی میں ہے، یہاں اس کا ترجمہ درج کیا جاتا ہے:۔

" سو ساری قلمیں خدا کے قبضہ میں ہیں اور وہ کتاب مبین کے معجزات میں سے ایک معجزہ ہیں پھر وہی قلمیں آنحضرت صلعم کی پیروی کی قدر پر مقبول کو عطا ہوتی ہیں اس لئے کہ معجزات چاہتے ہیں کرامات[1] کو تاکہ ان کا نشان قیامت تک باقی رہے اور اپنے نبی علیہ السلام کے وارثوں کو بطور ظلیت کے آپ کی نعمتیں مرحمت ہوتی ہیں اور اگر یہ قاعدہ جاری نہ رہتا تو نبوت کے فیض بالکل باطل ہو جاتے اس لئے کہ یہ وارث نقش ہوتے ہیں اس اصل کے جو گذر چکی ہوتی ہیں اور گویا عکس ہوتے ہیں ایک صورت کے جو شیشہ میں نظر آتا ہے انہوں نے فنا کی سلائیوں سے سرمہ آنکھوں میں ڈالا ہوا ہوتا ہے اور ریاکاری کے آنگن سے کوچ کر چکے ہوتے ہیں اس طرح پر ان کا اپنا تو کچھ بھی رہا نہیں ہوتا اور اور خاتم الانبیاء کی صورت ہی نمودار ہو جاتی ہے سو ان لوگوں سے جو کچھ خارق عادت افعال یا اقوال پاک نوشتوں سے مشابہ تم دیکھتے ہو وہ ان کی طرف سے نہیں بلکہ وہ حضرت سید المرسلین صلعم کی طرف سے ہوتے ہیں ہاں وہ ظلیت کے لباسوں میں

ہوتے ہیں اور اگر تمہیں اولیاء[1] الرحمٰن کی کی نسبت ایسی بزرگی اور شان میں شک ہے تو آیت صراط الذین انعمت علیھم کو غور سے پڑھو کیا تم تعجب کرتے ہو اور شکر گزار نہیں ہوتے اور تم آئینوں میں اپنی صورتیں دیکھتے ہو پھر بھی نہیں سوچتے کان کھول کر سن لو کہ خدا کی لعنت ہے اُن لوگوں پر جو کہتے ہیں کہ ہم قرآن کی مثل لا سکتے ہیں قرآن کریم تو ایسا معجزہ ہے جس کی مثل کوئی انس و جن نہیں لا سکتا اور اس کے اندر ایسے معارف اور خوبیاں ہیں جنہیں انسانی علم جمع ہی نہیں کر سکتا بلکہ وہ ایسی وحی ہے کہ اس کی مثل اور کوئی وحی بھی نہیں اگرچہ رحمان کی طرف سے اس کے بعد اور کوئی وحی بھی ہو کیونکہ وحی رسانی میں خدا کی مختلف تجلیات ہیں اور یہ یقینی بات ہے کہ خدا تعالے کی تجلی جیسی خاتم الانبیاء پر ہوئی ایسی کسی پر نہ پہلے ہوئی اور نہ کبھی پیچھے ہوگی اور جو شان قرآن کی وحی کی ہے وہ اولیاء[2] کی وحی کی شان نہیں اگرچہ قرآن کے کلمات کی مانند ہی کوئی کلمہ اُن پر بطور وحی نازل کیا جائے اس لئے کہ قرآن کے معارف کا دائرہ سب دائروں سے بڑا ہے اور اس دائرے نے سب علوم کا احاطہ کیا ہوا ہے اور اس نے اپنے اندر تمام مخفی در مخفی امور کو جمع کیا ہوا ہے (یعنے ایسے علوم جو آئندہ زمانوں میں ظاہر ہونے والے ہیں من ناقل) اور اس کی دقیق باتیں بڑے اعلےٰ درجہ کے گہرے مقام تک پہنچی ہوئی ہیں اور وہ اپنے بیان اور برہان میں سب پر سبقت لے گیا ہے اور اس میں سب سے زیادہ عرفان ہے اور وہ خدا کا ایسا کلام ہے جس کے سامنے سب عاجز ہیں اس کی مثل کانوں نے نہیں سنا اور اس کی ایسی شان ہے جس تک کسی انس و جن کا کلام نہیں پہنچ سکتا"

(الھدیٰ صـ ۳۳-۳۲)

عبارت مندرجہ بالا سے بھی ظاہر ہے کہ حضرت مرزا صاحب نے اپنے آپ کو اولیاء کے زمرہ میں ہی داخل کیا ہے یہ عبارت ایسی کتاب کی ہے کہ جس پر خط نسخ بھی کھینچا نہیں جا سکتا کیونکہ یہ ۱۲ جون ۱۹۰۲ء کی تصنیف ہے اس سے واضح ہے کہ حضور نے جو محکم اصول حضور نے بیان کیا ہے۔ اسی پر آخر دم تک قائم رہے ہیں اس میں کوئی تبدیلی نہیں ہوئی وہ دوست جو حضرت مرزا صاحب کے کسی لفظ سے یہ خیال رکھتے ہیں کہ حضور نے نبوت کا دعوے کرکے اپنے آپ کو زمرۂ انبیاء میں داخل کر لیا ہے وہ مندرجہ بالا عبارتوں پر تعصب اور ضد کو بالائے طاق رکھکر غور کی نظر ڈالیں تو اُن پر واضح ہو جائے گا کہ حضور نے یہ مقام کبھی اختیار نہیں کیا۔ اور میں اپنے ان احمدی بھائیوں کی خدمت میں بھی ہمدردانہ اور مخلصانہ اپیل کرتا ہوں کہ وہ حضرت مسیح موعود کے مندرجہ بالا محکم اصول کو سامنے رکھیں انشاءاللہ اُن کی تمام مشکلات حل ہو جائیں گی وہ حضور کو محدث کی بجائے امتی نبی پکاریں ظلی بروزی نبی قرار دیں نراشتا ہوا نبی تسلیم کریں جو چاہیں کہیں لیکن مندرجہ بالا محکم اصول کے ماتحت حضور رہیں گے زمرۂ اولیاء کے فرد ہی، نبیوں کے زمرہ میں آپ نہیں جا سکتے اس میں شک نہیں کہ اولیاء امت میں آپ کا مقام سب سے بلند مقام ہے جس طرح نبیوں میں آنحضرت صلعم کا مقام اسی طرح اولیاء میں حضرت مسیح موعودؑ کا مقام سب سے بلند مقام ہی لیکن مقام کے بلند ہونے کی وجہ سے آپ زمرۂ اولیاء سے باہر نہیں ہو سکتے

غلو سے محفوظ رہنے کا طریق

اسی دائرہ کے اندر ہی اگر ہم حضور کے مقام کو جگہ دیں گے تو ہم غلو سے محفوظ رہیں گے ورنہ آہستہ آہستہ ہمارا قدم غلو کی طرف بڑھتا چلا جائیگا اور ایک وقت آئے گا کہ ہم حضرت اقدس کے کشف مندرجہ آئینہ کمالات اسلام کے ماتحت عیسائیوں کی طرح ایک نیا فتنہ پیدا کرنے کا موجب بن جائیں گے اللہ تعالے ہمیں اس سے محفوظ رکھے اور ابھی سے ہمیں توفیق دے کہ غلو کے راستے سے ہم اپنے قدموں کو پیچھے ہٹا لیں کاش ہم دونوں فریق ٹھنڈے دل سے اور دھڑا بندی کے جذبات سے دلوں کو پاک کر کے ایک دوسرے کے دلائل پر اس نیت سے غور کرنے کی طرف توجہ کریں کہ اگر ان میں سچائی نظر آ جائے تو بغیر خوف لومۃ لائم اسے قبول کر لیا جائے گا۔

حکم عدل کے مقام کا تقاضا

ہمیں سوچنا چاہیئے کہ وہ شخص جو خدا کی طرف سے اس زمانہ میں اس لئے مامور کیا گیا اور حکم و عدل بنا کر

---

[1] یاد رہے کہ حضرت مرزا صاحب کے نزدیک جب کوئی خارق عادت امر نبی سے ظاہر ہو تو اس کا نام معجزہ ہے اور اگر کوئی خارق عادت امر غیر نبی یعنے ولی سے ظاہر ہو تو اس کا نام کرامت ہوتا ہے، عبارت مندرجہ بالا میں بتلایا کہ معجزات یعنے انبیاء علیہ السلام کے خوارق تقاضا کرتے ہیں کہ کرامتیں بھی ہوں یعنی ان کی اتباع سے اولیاء پیدا ہوں جن کے ہاتھ پر کرامات ظاہر ہوں۔

[1] کس وضاحت سے اپنے آپکو دائرہ اولیاء میں شامل کیا ہے

[2] پھر دوبارہ اولیاء امت کی جماعت میں ہی اپنے آپ کو داخل کیا ہے اور قرآن کریم کی وحی کے مقابلہ میں اپنی وحی کی جو حیثیت بیان کی ہے وہ بھی واضح ہے اسلئے کہ یہ وحی نبوت نہیں بلکہ وحی ولایت ہے۔

بھیجا گیا ہے کہ قرآن کے معارف اور حقائق کا دریا بہا دے اور اُن کے خزائن سے دلوں کو بھر دے اور جس کو خدا کی طرف سے سلطان القلم کا لقب عطا کیا گیا ہو وہ اپنے پیچھے ایسی تحریریں چھوڑ جائے جو متناقضات کا مجموعہ ہو اور ایسی الجھنوں سے وہ لبریز ہوں کہ اس کی اپنی جماعت ہی ان میں ایسی پھنس جائے کہ اس کے صحیح مقام کا ہی پتہ نہ لگا سکے کہ آیا وہ اولیاء امت کا ایک فرد ہے یا زمرہ انبیاء کا ایک فرد ہے کیا ہم اپنے اس رویہ سے حضور کی شان کو غیروں کی نظر میں گرا نہیں رہے اور کیا انہیں ہنسی کا موقعہ نہیں دے رہے ہم نے قریباً نصف صدی سے دوسروں کو ہنسی کا موقعہ دیا اب تو اس سے باز آ جائیں کیا سلطان القلم کی یہی شان ہے کہ آج کچھ کہے اور کل کچھ کہے اور وہ بھی اپنے مقام کے متعلق جو نہایت قریب سے ماموریت کا جلایا جاتا ہے اس امر پر بھی غور کرنا چاہیئے کہ اگر دونوں جماعتیں کم از کم حضور کے مقام کی تعیین پر متفق ہو جائیں تو کس قدر حضور کی شان دوبالا ہو جاتی اور احمدیت میں دوسروں کو داخل کرنا کس قدر آسان ہو جاتا ہے اور مخالفین کے طعن و تشنیع کے مواقع کس طرح ہباً منثوراً ہو جاتے ہیں آج ہمارے اس اختلاف سے حق کے دشمن جو فائدہ اٹھا رہے ہیں کس طرح اُن کے گھروں میں صف ماتم بچھ جاتی ہے پھر یہ بھی سوچنا چاہیئے کہ اقرب الی الامن اور اقرب الی الصواب اور حضرت اقدس کے مقام کو اعتراضات سے بالا رکھنے والی دونوں راہوں میں سے کونسی راہ ہے آیا یہ راہ کہ حضور نے تقریباً ۲۲ سال تک محدثیت اور نبوت میں مابہ الامتیاز قائم کرنے کے لئے قرآن کریم اور احادیث صحیحہ سے جو استدلالات کئے ہیں اور جن کو بڑے زور شور سے غیروں پر اتمام حجت کرنے کے لئے بیان کیا ہے وہ سب کے سب نعوذ باللہ غلط تھے اور حضور کا تمام علم قرآن و شریعت نعوذ باللہ محض ایک سراب اور ریت کے تودہ کی مانند ثابت ہوا یا یہ راہ کہ حضور کا تمام علم نہایت ہی پختہ اصولوں پر مبنی تھا جو کبھی ٹوٹ نہیں سکتے تھے اور نہ ٹوٹ سکے ہیں اُن کا ایک ایک لفظ سچائی اور حق سے لبریز ہے اور ان میں تضاد کو قطعاً دخل نہیں جو کچھ حضور نے اپنی پہلی کتب میں اس بارے میں تحریر فرمایا اسی پر آخر زندگی تک قائم رہے۔

مسلمانوں کے دو عقیدوں میں تبدیلی

بے شک آپ نے مسلمانوں میں رائج دو عقیدوں میں تبدیلی کی ہے اور آپ کو بحیثیت حکم کرنی چاہیئے تھی اسی لئے تو آپ آئے تھے کہ مسلمانوں کے غلط عقائد کی اصلاح کریں اور یہ تبدیلی بھی آپ نے اجتہاد سے نہیں بلکہ وحی الٰہی کی بناء پر کی ایک تبدیلی تو حضرت مسیح ناصری علیہ السلام کی حیات کے متعلق تھی اور دوسری مسلمانوں کی اس عقیدہ کے متعلق تھی کہ غیر نبی کسی نبی پر کسی صورت میں بھی افضل نہیں ہو سکتا آپ کو خدا کی طرف سے یہ وحی ہوئی کہ مسیح محمدی مسیح موسوی سے افضل ہے وحی الٰہی کے نزول سے قبل جس طرح آپ نے مسیح ناصری کے ہی دوبارہ نزول کا عقیدہ ظاہر کیا اسی طرح کبھی آپ نے اپنے آپ کو مسیح سے افضل نہیں لکھا جب یہ الہام ہوا تو پھر آپ نے افضل کہنا شروع کر دیا گو فضیلت جزوی ہی قرار دی اور بتلایا کہ اپنے نبی متبوع کو چھوڑ کر غیر نبی دوسرے کسی نبی سے افضل ہو سکتا ہے۔ یاد رہے کہ حضور نے نبی ہونے کی حیثیت سے اپنے آپ کو افضل نہیں کہا بلکہ اس الہام کی بناء پر افضل کہا ہے جو میں نے اوپر درج کیا ہے انشاء اللہ اس پر تفصیلی بحث کسی دوسرے موقعہ پر ہدیہ ناظرین کروں گا اور حقیقۃ الوحی کے ص ۹۷ کے حاشیہ اور ص ۳۹۱ کی عبارتوں کا بھی صحیح حل پیش کروں گا جو میرے بھائیوں کے دلوں میں کھٹک رہی ہیں اور جو ان کے لئے حضرت اقدس کے اصل مقام کو سمجھنے میں روک بن رہی ہیں اور بتلاؤں گا کہ ان عبارتوں میں وہی مضمون بیان ہوا ہے اور اسی روحانی مقام کی نشاندہی کی گئی ہے جس کی نشاندہی ازالہ اوہام وغیرہ ابتدائی کتب میں کی گئی ہے کیونکہ جب تک ان عبارتوں کا صحیح حل ہمارے ان بھائیوں کے سامنے نہیں آئے گا ان کے دلوں کو تسکین حاصل نہیں ہوگی اور نہ اپنے اجتہاد کی غلطی کی طرف ان کی توجہ مبذول ہوگی۔ سر دست تو میں انہی حوالوں پر اکتفا کرتا ہوں جو ثابت کرتے ہیں کہ حضور نے اپنے آپ کو زمرہ اولیاء کا ہی فرد قرار دیا ہے۔

حضرت مسیح موعودؑ پر وحی نبوت نہیں بلکہ وحی ولایت نازل ہوتی تھی

مولوی غلام دستگیر صاحب نے حضرت مسیح موعودؑ کو مباہلہ کا چیلنج دیا اور ساتھ ہی یہ شرط لگا دی کہ مباہلہ کی بددعا کرتے ہی عذاب نازل ہو جائے سال کا انتظار نہیں کیا جا سکتا حضرت اقدس نے اس کے جواب میں فرمایا کہ سال کی شرط چونکہ مسنون ہے اس لئے میں تو اسے چھوڑ نہیں سکتا لیکن مولوی صاحب فوراً عذاب نازل کرا لیں فرمایا:۔

"ہاں یہ بات صحیح اور درست ہے کہ اگر مولوی غلام دستگیر صاحب مباہلین کاذب اور کافر اور مفتری پر بمقابلہ مومن اور راستباز کے فوری عذاب نازل ہونا ضروری سمجھتے ہیں تو بہت خوب ہے وہ اپنا فوری عذاب نازل کر کے دکھلا دیں ان کا یہ کہنا صحیح نہیں ہے کہ میں تو نبوت کا مدعی ...... نہیں کہ تا فوری عذاب نازل کر دوں ان پر واضح رہے کہ ہم بھی نبوت کے مدعی پر لعنت بھیجتے ہیں اور لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے قائل ہیں اور آنحضرت صلعم کے ختم نبوت پر ایمان رکھتے ہیں اور وحی نبوت نہیں بلکہ وحی ولایت جو زیر سایہ نبوت محمدیہ اور باتباع آنجناب صلعم اولیاء اللہ کو ملتی ہے اس کے ہم قائل ہیں اور اس سے زیادہ جو شخص ہم پر الزام لگاوے وہ تقویٰ اور دیانت کو چھوڑتا ہے ...... غرضیکہ نبوت کا دعویٰ اس طرف بھی نہیں صرف ولایت اور مجددیت کا دعویٰ ہے"

(تبلیغ رسالت جلد ششم ص ۲-۳)

اب اگر عقیدہ مندرجہ بالا کو آپ نے ترک کر دیا تھا تو چاہیئے کہ آپ نے کبھی ایسی ہی صراحت سے ... کہ میری وحی وحی ولایت نہیں بلکہ وحی نبوت ہے جیسی صراحت کے ساتھ حضور نے یہ فرمایا کہ میری وحی وحی نبوت نہیں وحی ولایت ہے اگر یہ عبارت مل جائے تو تمام تنازعات ختم ہو جاتے ہیں اور اگر نہیں پائی جاتی اور ہرگز نہیں پائی جائے گی تو پھر ہمارے محترم بھائیوں کو اپنے نظریہ پر نظر ثانی کرنی چاہیئے۔

رسول کسی انسان کی اطاعت سے رسول نہیں بن سکتا

قرآن کریم کی آیت وما ارسلنا من رسول الا لیطاع باذن اللہ (نساء ع ۹) سے حضور نے کھلے لفظوں میں یہ استدلال کیا ہے کہ کوئی رسول رسالت کے حاصل کرنے کے لئے کسی دوسرے رسول کی اطاعت کا محتاج نہیں ہوتا بلکہ رسالت کو براہ راست خدا سے حاصل کرتا ہے بلکہ وہ دنیا میں اس لئے بھیجا جاتا ہے کہ لوگ اس کی اطاعت کر کے خدا کے فضلوں کے وارث ہوں گویا اس آیت میں اسی محکم اصل کا استنباط کیا گیا ہے جو ست بچن میں بیان ہوا ہے اور یہ بھی ارشاد سے واضح ہو گیا کہ حضور کے نزدیک امتی نبی ہرگز نہیں بن سکتا اس لئے زمرہ انبیاء میں داخل ہونا اس کے لئے ممکن ہے وہ زمرہ اولیاء میں ہی داخل ہو سکتا ہے انشاء اللہ آئندہ قسط میں ان تمام عبارتوں سے اس مفہوم کی غلطی کو واضح کیا جائے گا جو ہمارے بھائیوں نے ان کا سمجھا ہوا ہے اور یہ فرائض میں داخل ہے کیونکہ ایک طرف ان بھائیوں کی غلط فہمی کو دور کرنا ہے دوسری طرف اس غلط فہمی کی بناء پر حضرت اقدس کی ذات جو نشانہ اعتراضات بنی ہوئی ہے وہ الہام ولایتقی لک من المخزیات ذکراً کے ماتحت ان اعتراضات سے پاک صاف ہو جائے۔ وما توفیقی الا باللہ العلی العظیم۔

---

[1] معلوم ہوا ہے کہ امتی نبی نہیں بن سکتا اس کے علاوہ کس صفائی سے اپنے آپ کو اولیاء اللہ کے زمرہ میں داخل ... ہے اور زمرہ انبیاء کے فرد ہونے کی نفی کی ہے ...

میاں محمد یوسف صاحب پشاوری کا مطالبۂ حلف

اور

ان کی پُر اسرار خاموشی

(از قلم مَنامانوی)

گزشتہ سال پیغام صلح میں ایک مضمون بعنوان:- "مصلح موعود کی آمد کا زمانہ" شائع ہونے پر جناب میاں محمد یوسف صاحب مراقب پشاوری نے ایک خط کے ذریعہ مجھ سے مطالبہ کیا تھا کہ میں دہلی دروازہ لاہور میں جمعہ کے دن جا کر جناب خلیفہ صاحب کے "مصلح موعود" نہ ہونے کے متعلق قسم مؤکد بعذاب کھاؤں تو محترم جناب چوہدری اسد اللہ خاں صاحب مجھے اسی وقت مبلغ دس روپیہ دے دیں گے اور اگر میں اور میرے اہل وعیال قسم کھانے کے بعد ایک سال میں ہلاک نہ ہوئے تو میاں صاحب موصوف مجھے ایک سو روپیہ عنایت فرمائیں گے۔ خاکسار نے ۶۰-۹-۱۴ کو اس خط کا جواب لکھا جناب میاں صاحب نے اس کا کیا جواب الجواب دیا وہ ان کو معلوم ہوگا۔ بہرحال آٹھ ماہ انتظار کرنے کے بعد میں اپنا جواب شائع کرا رہا ہوں شاید اسی طرح میاں صاحب موصوف اپنے پیش کردہ طریق پر فیصلہ کرنے پر آمادہ ہوں۔ میرے خط کی نقل حسب ذیل ہے:-

"مکرمی جناب میاں محمد یوسف صاحب۔

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

آپ کا خط دفتر "پیغام صلح" کی معرفت آنے کی وجہ سے دیر سے ملا کچھ میری بیماری اور عدیم الفرصتی کی وجہ سے تاخیر ہوئی۔ اپنے مکتوب میں آپ نے بوجہ جماعت احمدیہ لاہور کے بزرگوں پر مفتریانہ الزام لگانے ہیں۔ آپ جناب خلیفہ صاحب کے مصلح موعود نہ ہونے کے متعلق مجھ سے مطالبۂ حلف مؤکد بعذاب کر رہے ہیں مگر بلاوجہ حضرت مولانا محمد علی صاحب رح اور جماعت احمدیہ لاہور پر یہ الزام لگاتے ہیں کہ وہ مباہلہ۔ تفسیر نویسی اور قبولیت دُعا کا نشان دکھانے میں ہمیشہ گریز کی راہ اختیار کرتے رہے۔ حالانکہ یہ اتنا بڑا جھوٹ ہے جس سے بڑھکر ہونا ناممکن ہے۔ میرا آپ سے یہ مطالبہ ہے کہ آپ مباہلہ و تفسیر نویسی کے متعلق اپنے "امیر المومنین" کے چیلنج بنام حضرت مولانا محمد علی رحمۃ اللہ علیہ و جماعت احمدیہ لاہور نمبروار پیش کریں جن سے انہوں نے گریز کی راہ اختیار کی ہے پھر میں اگر حضرت مولانا محمد علیؒ یا اُن کے کسی رفیق کی طرف سے اس کی منظوری اور پھر "اولوالعزم" صاحب کا کلی ثبوت نہ ثابت کر سکوں تو مبلغ پچیس روپیہ فی واقعہ تاوان دوں گا یا اس سے بھی آسان طریق وہ ہے جو آپ نے پیش کیا ہے یعنی آپ تریاق القلوب کے موجب قسم مؤکد بعذاب الفضل میں شائع کرا دیں، کہ جناب مرزا محمود احمد صاحب نے جناب مولانا محمد علی صاحب یا جماعت لاہور کو جب کبھی مباہلہ مباحثہ یا تفسیر نویسی کا چیلنج دیا، تبھی انہوں نے فرار کیا اور کبھی مقابلہ پر آنے کی جُرأت نہ کی، جب یہ قسم میرے بھیجے ہوئے مسودہ کے موجب آپ الفضل میں شائع کرا دیں گے تو آپ کو آپ کی دوکان پر دو ثقہ گواہوں کے سامنے جناب پریذیڈنٹ صاحب احمدیہ انجمن اشاعت اسلام پشاور مبلغ پندرہ دے کر آپ سے رسید حاصل کر لیں گے اور مبلغ یک صد روپیہ میں منڈی بہاؤالدین کے قادیانی جماعت کے امیر صاحب کے پاس امانتاً جمع کرا کر رسید حاصل کر لوں گا، اگر آپ قسم کھانے کے بعد ایک سال تک انسانی ہاتھوں سے بالا کسی آسمانی عذاب میں مبتلا نہ ہوئے تو وہ سو روپیہ آپ کو مل جائے گا۔ اس کے بالمقابل میرا یہ دعویٰ ہے کہ جب آپ کے "امیر المومنین" نے حضرت مولانا محمد علی صاحب مرحوم کو کوئی گیند پھینکی دی تبھی انہوں نے اسے منظور کیا اور جب کسی مباحثہ یا حلف یا تفسیر نویسی کے متعلق حضرت مولانا محمد علی صاحب مرحوم نے جناب مرزا محمود احمد صاحب کو للکارا وہ ہر مقابلہ سے گریز کرتے رہے، اگر آپ چاہیں تو میں سب چیلنج نمبروار شائع کر دوں گا اور آپ کو اجازت ہوگی کہ الفضل میں اس کی تردید شائع کرا دیں۔ میں اپنا بیان اور آپ کی تردید پشاور کی قادیانی جماعت کے امیر صاحب کی خدمت میں بھجوا دوں گا، اگر وہ دونوں بیانات پڑھنے کے بعد الفضل میں قسم مؤکد بعذاب کے ساتھ میرے خلاف فیصلہ شائع کرا دیں گے تو میں ہر قسم کے نتیجے کا انتظار کئے بغیر پچیس روپیہ فی واقعہ تاوان ادا کر دوں گا۔

جناب مرزا محمود احمد صاحب کی خلافت کی ابتدا سے آج تک ان کے ذاتی چلن کے داغدار ہونے کے متعلق جو چیلنج مباہلہ یا کیطرفہ قسم کے لئے ان کے اپنے مریدوں کی طرف سے دیئے گئے اور دیئے جا رہے ہیں میرا یہ دعویٰ ہے کہ انہوں نے آج تک ایک بھی منظور نہیں کیا اور وہ چیلنج پچاسوں دفعہ شائع ہو چکے ہیں اور اب بھی ہو رہے ہیں۔ اگر آپ ایک فیصد بھی اُن کی منظوری ثابت کر دیں گے تو الفضل میں منظوری کا ثبوت شائع کرنے کے بعد فوراً یکصد روپیہ فی چیلنج کی منظوری کے حساب سے آپ کو بذریعہ منی آرڈر یا بیمہ بھجوا دوں گا اگر آپ اپنے دعوے میں صادق ہوئے تو میری یہ دعوت ضرور قبول کر کے اپنی سچائی کا ثبوت دیں گے ورنہ مجھے حضرت جری اللہ کا یہ شعر پیش کرنے کی اجازت دیجئے کہ ؎

یہ کیا عادت ہے کیوں سچی گواہی کو چھپاتا ہے
تری اک روز اے گستاخ شامت آنے والی ہے

رہا "قبولیت دعا کا نشان" تو اس کے متعلق مجھے اعتراف ہے کہ جن لوگوں نے مستریانِ مباہلہ کے مکان کو نذر آتش ہوتے اور مستری محمد حسین مرحوم کو قتل ہوتے اور مولانا فخر الدین مرحوم کے سینے میں چھرا گھونپتے اور محمد امین خاں مجاہد بخارا کے سر پر کلہاڑا چلتے اور ڈیپ کے کنارے مردہ بچوں کی لاشوں کو تیرتے اور بیکس لوگوں پر لٹھ چلتے اور ندائے حق بلند کرنے والوں کی دانہ پانی بند ہوتے دیکھا ہو وہ تو قبولیت دعا کی حقیقت کو خوب سمجھے ہوئے ہیں آپ کو تو شاید کبھی ایسا نشان دیکھنے کا موقعہ نہ ملا ہو مگر مجھے ملا ہے اور "ارض حرم" میں بیرون بازار میں جمعہ کے روز یہ نشان دیکھا اور بچشم خود دیکھا ہے۔ ادھر جمعہ کے خطبہ میں اس نشان کی پیشگوئی ہوئی اور ادھر نماز کے فوراً بعد اس نشان کا ظہور ہو گیا۔ پیشگوئی اپنے کانوں سنی اور اس کا ظہور اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ اگر آپ کی حالت اَمْ لَهُمْ اَعْيُنٌ لَا يُبْصِرُوْنَ بِهَا کی مصداق نہیں ہو گئی تو آپ نے وہ نشان تو ضرور دیکھا ہوگا جو یہ چیلنج دینے والے کی اپنی ذات کے اندر ۱۹۵۵ء سے ظہور کر رہا ہے۔ اور کونسی دوا ہے جو نہیں کی گئی اور کونسی دُعا ہے جو نہیں مانگی گئی لیکن اس کے نشان ہونے میں کوئی کمی نہ آئی، نہ جمعراتوں کے روزے کفارہ بن سکے اور نہ ہزاروں بکروں کے صدقے کام آسکے یہ "قبولیت کا نشان" جو پورے پانچ سال سے ظاہر ہو رہا ہے میری آنکھیں کھولنے کے لئے تو کافی ہے آپ کو اگر اس سے بھی بڑے نشان کا انتظار ہو تو فَانْتَظِرُوْا اِنِّيْ مَعَكُمْ مِّنَ الْمُنْتَظِرِيْنَ۔ آپ نے مجھ سے خلیفہ صاحب کے مصلح موعود نہ ہونے اور ان کے خواب کا ان کے نفس کا افتراء ہونے اور مصلح موعود کے آخری زمانہ میں آنے کے متعلق تریاق القلوب صفحہ ۶۲ کے موجب قسم مؤکد بعذاب کا مطالبہ کیا ہے تو اس کے متعلق عرض ہے کہ جب واقعات اور خدائی فعل سے ایک بات ثابت ہو جائے۔ تو پھر اس کے متعلق قسم کا مطالبہ آپ کی بدنیتی کا آئینہ دار ہے کیونکہ واقعات اس امر کے شاہد ہیں کہ وہ خواب جس کا آپ نے تذکرہ کیا ہے ۱۹۴۴ء میں آئی اور مصلح موعود ہونے کا دعوے اس سے پہلے موجود تھا۔ اور وہ ستر فیصد سے ترقی کر کے سو فیصد مصلح اس خواب سے پہلے ہی بن چکے تھے یا بنائے جا چکے تھے تیس سال بعد جا کر اس دعوے کی ایک خواب

پر بنیاد رکھنا اگر نفس کا افتراء نہیں تو نفس کی خواہش تو ضرور ہے اور ایسی خواب بالکل بلی کو چھیچھڑوں کے خواب کی مثال کو ثابت کرتی ہے اگر آپ کو اس سے انکار ہے تو میرے وہ مضامین ملاحظہ کیجئے جو ۱۹۵۵ء ۱۹۵۷ء میں پیغام صلح میں شائع ہو چکے ہیں۔ میں اس بات کے ثبوت کے لئے بھی آپ کے اپنے دعوے کو ہی پیش کرتا ہوں۔ آپ اپنے مجوزہ طریق کے مطابق حلف مؤکد بعذاب کے ساتھ یہ شائع کر دیں کہ جناب مرزا محمود احمد صاحب نے ۱۹۴۴ء کی خواب آنے سے پہلے کبھی اپنے آپ کو مصلح موعود کی پیشگوئی کا مصداق نہیں بتایا اور اس کا کبھی اعلان نہیں کیا اور نہ جماعت نے ان کو اس کا مصداق سمجھا اگر آپ یہ الفضل میں شائع کرا دیں گے تو اس کے معاً بعد مذکورہ بالا طریق سے مبلغ پچیس روپے انعام مل جائے گا اور ایک سال کے اندر کسی عذاب میں گرفتار نہ ہونے کی صورت میں مبلغ سو روپیہ آپ کو اور دوں گا۔ میں خوب جانتا ہوں کہ آپ کو اس پر قسم کی جرأت کبھی نہ ہو گی اگر میرا یہ کہنا غلط ہے تو عملاً اس کی تردید کیجئے۔ اگر اب بھی آپ کو اس خواب کے نفس کا افتراء ہونے کے متعلق شک ہے تو اس پر خدا تعالےٰ کی فعلی اور صاحب خواب کی قولی اور عملی شہادت پر غور فرمائیے وہ اس خواب کے متعلق فرماتے ہیں کہ:-

"میں اسی واحد اور قہار خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس کی جھوٹی قسم کھانا لعنتیوں کا کام ہے اور جس پر افتراء کرنے والا اس کے عذاب سے کبھی نہیں بچ سکتا کہ اس نے مجھے اسی شہر لاہور میں ۱۳ ٹمپل روڈ پر شیخ بشیر احمد صاحب کے مکان میں یہ خبر دی کہ میں ہی مصلح موعود کی پیشگوئی کا مصداق ہوں"

اب غور کرنے والی بات یہ ہے کہ اگر تو قسم کھانے والا عذاب سے بچ گیا پھر تو خواب صحیح اور اگر وہ کسی عذاب میں گرفتار ہو گیا تو خواب نفس کا افتراء چنانچہ اس کے متعلق وہ خود اقرار کرتے ہیں کہ:-

"۱۹۵۵ء میں مجھ پر فالج کا حملہ ہوا"

(نظام آسمانی کی مخالفت ص۱)

"اب میں اٹھسٹھ سال کی عمر کا ہوں اور فالج کی بیماری کا شکار ہوں"

(الفضل ۱۲ راگست ۱۹۵۶ء)

اس کے بعد یہ "فالج کی بیماری" کسی مصلحت کے ماتحت "اعصابی بے چینی" اور "اعصابی درد" اور "اعصابی کمزوری" کی اصطلاح اختیار کر گئی، آپ الفضل کا کوئی پرچہ اٹھائیے۔ اس میں تاخیل پیج پر جلی حروف میں یہ لکھا ہو گا کہ:-

"دن بھر طبیعت اعصابی بے چینی کی وجہ سے خراب رہی"

کبھی لکھا ہو گا:-

"رات بے چینی رہی"

اور کبھی یہ تحریر ہو گا:-

"نیند بے چین ہو گئی"

اور اس کے ساتھ ہی:-

"درد و الحاح اور زاری سے کام کرنے والی لمبی عمر"

ملنے کامل و عاجل شفایابی کے لئے دعا کی اپیل بھی کی ہوتی ہے۔ غرض الفضل کا ہر پرچہ جہاں نفس کے افتراء پر شہادت دیتا ہے وہاں "قبولیت دعا" کے ناقابل مقابلہ نشان پر بھی گواہ ہوتا ہے، کاش کوئی خشیت اللہ رکھنے والا دل اس سے سبق حاصل کرے اللّٰھم احفظنا من کل البلیات و اعوذبک من الافتراء والبھتان۔

ان حقائق کے باوجود بھی اگر آپ میں نہ مانوں کی رٹ لگاتے رہیں اور قسم مؤکد بعذاب پر مصر ہوں تو بسم اللہ ؎

کھلا ہے یہ میدان صدق و وفا کا
ادھر آئیں وہ جن میں کچھ بانکپن ہے

فتمنوا الموت ان کنتم صادقین کا معیار موجود ہے۔ کوئی جمعہ یا اتوار کے دن کی تاریخ مقرر کر کے معہ اہل و عیال راولپنڈی جناح گرلز ہائی سکول میں تشریف لے آیئے۔ میں بھی آپ کی اطلاع آنے پر اپنے اہل و عیال سمیت وہاں پہنچ جاؤں گا۔ یہ فاصلہ دونوں کے لئے یکساں ہو گا۔ دونوں مقامی جماعتوں کے احباب تشریف لانا چاہیں بخوشی تشریف لائیں اور بیرونی جماعتوں کے احباب بھی اگر آنا چاہیں تو آ سکتے ہیں پھر آپ جملہ اختلافی مسائل پر جناب خلیفہ صاحب اور ان کی جماعت کے معتقدات کی صداقت پر دو گھنٹے تقریر کریں اس کے بعد اتنے وقت میں میں اس کی تردید اور جماعت احمدیہ لاہور کے عقائد کی تائید میں تقریر کروں گا دونوں کی تقریروں کے بعد اگر آپ اپنے عقائد کی صحت پر مصر ہوں تو اپنے اہل و عیال سمیت اپنے عقائد کی صحت پر قسم مؤکد بعذاب کھائیں اور جھوٹا ہونے کی صورت میں ایک سال کے اندر اپنی ہلاکت کی بد دعا کریں اسی صورت میں میں بھی قسم کھاؤں گا۔ فریقین اپنے جھوٹا ہونے کی صورت میں اپنے لئے بد دعا کریں گے دوسرے فریق کے لئے کوئی بد دعا نہ ہو گی، اللہ تعالےٰ خود جھوٹ سچ کا فیصلہ کر دے گا۔

اگر آپ کو اپنے عقائد کے جھوٹا ہونے کی وجہ سے قسم کھانے کی جرأت نہ ہو سکے تو میں اس کے لئے آپ کو مجبور نہ کروں گا مگر آپ کو اس مجمع میں یہ اعلان کرنا ہو گا کہ میں اپنے عقائد کی صحت پر قسم مؤکد بعذاب کھانے کے لئے تیار نہیں ہوں۔ اس کے بعد میں قسم کھاؤں گا مگر اس کے لئے آپ کو ایک اس قسم کی تحریر اپنی جماعت کے کم از کم پچاس افراد کی طرف سے میرے حوالہ کرنی ہو گی جس میں آپ ضرور شامل ہوں گے کہ اگر قسم کھانے کی تاریخ سے ایک سال کے اندر فضل الرحمن قمر معہ اپنے اہل و عیال کے انسانی ہاتھوں سے بالا کسی آسمانی عذاب میں مبتلا نہ ہو تو ہم سب لوگ جن کے دستخط معہ اپنے پتوں کے ذیل میں درج ہیں جناب مرزا محمود احمد صاحب خلیفہ ربوہ کو ان کے دعاوی اور عقائد میں مفتری اور جھوٹا سمجھ کر ان کی بیعت سے علیحدہ ہو کر جماعت احمدیہ لاہور میں شامل ہو جائیں گے ان میں سے جو طریق آپ پسند کریں اس سے مجھے مطلع فرما دیں اگر آپ مجھ سے ہی یک طرفہ قسم لینا چاہتے ہیں تو پھر پہلے الفضل میں اپنی جماعت کے پچاس افراد کی طرف سے مذکورہ بالا تحریر شائع کرا دیں اور اگر آپ ہی قسم کھانے کو تیار ہوں اور مجھ سے قسم لینا چاہیں تو اس صورت میں پشاور سے راولپنڈی تک کا کرایہ اور پنڈی میں آپ کے قیام کے اخراجات میں ادا کروں گا اور جب آپ قسم کھائیں گے تو اس کے معاً بعد آپ کو پچیس روپے مزید پیش کروں گا اور اگر آپ ایک سال تک معہ اہل و عیال ہر قسم کے آسمانی عذاب سے محفوظ رہے تو دو صد روپیہ اور دوں گا اور یہ روپیہ گجرات یا راولپنڈی کے جس صاحب کے پاس آپ کہیں گے امانتاً جمع کرا کر رسید لے لوں گا اور اگر آپ چاہیں گے تو میں اپنے پچاس احباب کی طرف سے اسی قسم کی ایک تحریر لکھ کر معہ ان کے دستخطوں اور پتوں کے آپ کے پاس بھجوا دوں گا اور اس کی ایک نقل پیغام صلح میں شائع کرا دوں گا غرضیکہ ان میں سے جو طریق بھی آپ کو پسند ہو اس کا اعلان الفضل میں شائع کرا دیں میں ہر طرح حاضر ہوں۔"

مکرم میاں صاحب! اس خط کو آپ کی خدمت میں پہنچے آٹھ ماہ گذر گئے اور اس کے شائع ہونے تک نو ماہ ہو جائیں گے۔ آپ نے خود چھیڑ چھاڑ کر کے یہ درد خرید ا۔ اب طوعاً و کرہاً جس طرح بھی ہو آپ کو برداشت کرنا چاہیئے تھا۔ آپ نے اپنے خط میں یہ شیخی بھی بگھاری تھی کہ میں نے تمہارے موجودہ امیر اور ایڈیٹر پیغام صلح کو بھی خطوط لکھے مگر انہوں نے کوئی جواب نہیں دیا آپ کے اس دعوے کا سچ یا جھوٹ آپ کے طرز عمل سے ثابت ہے جب آپ مجھ سے کمزور اور کم علم انسان کے جواب سے عاجز ہیں تو ان حضرات کو دعوت دینے کی جرأت آپ کو کہاں ہو سکتی ہے؟ اگر یہ امتحان بھی کرنا چاہیں تو اس کا آسان طریق یہ ہے کہ آپ اپنے اولی العزم "المصلح موعود" کو کہیں کہ وہ حضرت امیر جماعت احمدیہ لاہور (ایدہ اللہ بنصرہ) کو مقابلہ کی دعوت دیں اور ایڈیٹر الفضل کو کہیں کہ وہ محترم جناب ایڈیٹر صاحب پیغام صلح کو کسی مسئلہ پر دعوت مقابلہ دیں پھر اگر ان حضرات کی طرف سے جھوٹے کو اس کے گھر تک نہ پہنچا یا جائے تو میرا ذمہ۔ اور پھر جب آپ سے لوگوں کی نازبرداری کرنے کے لئے مجھ ایسے خدام موجود ہوں تو پھر ان بزرگوں کو اپنا وقت ضائع کرنے کی ضرورت کیا؟ اور اگر وہ تضییع اوقات کرتے

بھی تو پھر بھی نتیجہ تو وہی نکلنا تھا جو خاکسار کے جواب کا نکلا پھر وہ کیوں وقت ضائع کرتے۔ بہرحال آپ جرأت کیجئے اور اپنے "حضرت المصلح الموعود" کی صداقت کا ثبوت دینے کے لئے طروق مندرجہ میں سے کسی ایک طریق پر عمل کر کے دکھا دیجئے۔ آپ کی گیدڑ بھبکیوں سے وہ آدمی شاید مرعوب ہو جائے جو آپ لوگوں سے واقف نہ ہو ورنہ جس شخص نے پچیس سال آپ کے ساتھ رہ کر گزارے ہوں وہ تو ایسے چیلنجوں کی حقیقت کو خوب جانتا ہے اس پر ان کا کوئی اثر نہیں ہو سکتا بلکہ وہ تو اپنے آقا کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے یہی کہتا ہے کہ ؎

کجا غوغائے شاں بر خاطرِ من خستہ آرد
کہ صادق بر دلے تو و گر بیند قیامت را

آپ کے خط میں مندرجہ ایک مطالبہ کو غیر ضروری سمجھ کر جواب نہیں دیا تھا ہو سکتا ہے کہ کسی وقت اس کو ہی ایک بہانہ بنا لیں اس لئے اس کا جواب یہ ہے کہ میرے نزدیک جو شخص حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیان فرمودہ کسی بات کو اُن کے نفس کا افتراء کہتا ہے وہ خود کاذب ہے، ہاں قبل از وقت کسی الہام کی حقیقت واضح نہ ہونے کی وجہ سے اجتہادی غلطی لگنا سنت انبیاء ہے میرے علم اور یقین کی بنا پر نو سالہ میعاد کا تعلق بشیر اوّل کی ذات کے ساتھ تھا اور بس۔ اگر یہ میعاد مصلح موعود کے لئے ہوتی تو حضور تیرہ سال بعد پیدا ہونے والے بچہ میاں مبارک احمد پر اس پیشگوئی کو چسپاں فرماتے اور پھر جب میں بار بار یہ عرض کر چکا کہ جناب میاں محمود احمد صاحب مصلح موعود کی پیشگوئی کے مصداق نہیں تو پھر یہ جھگڑا تو اسی کی ایک فرع ہے میں علیٰ وجہ البصیرت یہ ایمان رکھتا ہوں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ میں کسی موعود مصلح کے آنے کا امکان ہی نہیں اور موجودہ مدعی کا دعوے سراسر افتراء پر مبنی ہے وہ نہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا بروز نہ اور مظہر اور مثیل ہے اور نہ آپؑ کے نمونہ پر اور نہ آپؑ کے مشابہ ہے نہ وہ مسیحی نفس ہے اور نہ مسیحؑ سے مشابہت رکھتا ہے اور حضرت یوسف علیہ السلام سے ان کو ایک ذرّہ بھی مشابہت نہیں وہ اولین و آخرین سے کسی ایک کے بھی مظہر نہیں بلکہ موجودہ مدعی کو گذشتہ راستبازوں میں سے کسی ایک کا بروز یا مظہر یا نظیر یا مثیل یا مشابہ بنانا ان سب مقربان بارگاہ الٰہی کی ہتک اور تکذیب کے مترادف ہے۔ منہاج نبوت کا ہر معیار اس دعوے کو نفس کا افتراء ثابت کرتا ہے۔ واقعات اس پر شاہد ہیں اور حالات اس پر گواہ ہیں اس کو خدا نے کھڑا نہیں کیا اور نہ ہی اسے اپنے قرب اور وحی سے مخصوص کیا اور نہ روح القدس کی برکات اس میں پھونکی اور نہ وہ کبھی مظہر الحق والعلاء کا مصداق ہوا اور نہ کان اللہ نزل من السماء کا ہیں

ان سب باتوں پر محکم ایمان رکھتا ہوں اور اس کے ساتھ ہی میرا یہ بھی ایمان ہے کہ ۱۹۵۳ء سے پہلے آپ کے "حضرت المصلح الموعود" جو عقائد بیان کر کے اُن کو حضرت اقدس کی طرف منسوب کرتے رہے وہ سب حضورؑ کی ذات بابرکات پر افتراء تھا ان سب امور کے متعلق پہلے دو گفتہ اپنی تقریریں وضاحت کر کے ہر وقت قسم کھانے کو تیار ہوں بشرطیکہ آپ اس سے پہلے اپنے ہم خیال پچاس آدمیوں کی طرف سے مطلوبہ تحریر الفضل میں شائع کرا دیں۔

اگر اب بھی آپ نہ خود قسم کھانے پر آمادہ ہوں اور نہ ہی مجھ سے قسم لینے کے لئے اس قسم کی تحریر شائع کریں تو آپ یاد رکھیں کہ اللہ تعالیٰ خود فیصلہ فرمائے گا۔ آپ اپنی چالوں سے حقیقت کو چھپانے کی کوشش مگر وہ خیر الفاتحین حق و باطل کا فیصلہ کر کے رہے گا۔ آپ گوش ہوش سے سُنئے کہ ؎

پیرہن ہستی کا تیری چاک اب ہونے کو ہے
ہے ادھڑنے والی یہ بخیہ گری آپ کی

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

جن احباب کا چندہ ختم ہو چکا ہے

خریداران پیغام صلح میں سے جن احباب کا چندہ ختم ہو چکا ہے اُن کے نمبر خریداری اور چندہ جو اُن سے واجب الوصول ہے ذیل میں درج ہے۔ بعض احباب کے ذمہ کچھ بقایا ہے اس لئے اس بقایا کو شامل کر کے اُن کے ذمہ کچھ رقم لگائی گئی ہے ایسے احباب اگر یکمشت رقم نہ دے سکیں تو سالانہ چندہ کے علاوہ سابقہ بقایا اقساط سے جو وہ سہولت سے دے سکیں ادا کر دیں تاکہ آپ کے قومی جریدہ کو نقصان نہ اٹھانا پڑے بہرصورت تمام معاونین کرام ذیل کی فہرست کو دیکھ لیں کہ آیا اُن میں آپ کا خریداری نمبر تو شامل نہیں ہے اگر ہے تو مہربانی فرما کر ۵ ستمبر ۱۹۶۱ء تک اپنی لکھی ہوئی رقم یا اس کا کچھ حصہ بصورت قسط منی آرڈر بھجوا دیں یا دفتر کو مطلع فرمائیں کہ کب تک آپ اس رقم کو ادا کر سکیں گے۔ اگر ۵ ستمبر ۱۹۶۱ء تک آپ کی طرف سے کوئی جواب نہ آیا اور نہ کوئی رقم موصول ہوئی تو ۱۰ ستمبر ۱۹۶۱ء کو آپ کے نام کا وی پی روانہ کر دیا جاوے گا جس کا چھڑانا آپ کا اخلاقی فرض ہوگا۔ .... ورنہ آپ کے

جن احباب کا چندہ ختم ہو چکا ہے (بسلسلہ صفحہ ۷)

قومی جریدہ کو خواہ مخواہ وی پی پی کے محصول ڈاک کا بھی نقصان اُٹھانا پڑیگا جو آپ کے چندہ کے حساب میں اضافہ کا موجب ہوگا۔ آسانی کے لئے ہر خریدار کی چِٹ کا نمبر نیچے دیا گیا ہے چِٹ پر سُرخی سے گول دائرہ بنا دیا گیا ہے دیکھئے)

نمبر	رقم	نمبر	رقم
۱۱	6,00	۱۰۸	18,00
۷۳	6,00	۱۵۷	6,00
۸۸	6,00	۱۶۸	6,00
۹۰	6,00	۱۷۱	6,00
۱۰۶	12,00	۱۷۲	6,00
۲۴۴	6,00	۴۷۹	6,00
۲۷۸	6,00	۶۷۱	6,00
۲۹۴	12,00	۶۲۶	4,00
۳۰۶	24,00	۶۳۰	6,00
۳۷۹	6,00	۶۴۸	6,00
۳۹۹	6,00	۷۴۷	6,00
۴۴۲	12,00	۷۶۴	12,00
۴۴۳	6,00	۷۶۵	4,00
۴۷۷	36,00	۷۶۶	6,00
۹۷۰	14,00	۲۰۳۲	6,00
۹۹۰	6,00	۲۰۴۵	6,00
۱۰۱۱	6,00	۲۱۱۵	6,00
۲۰۲۹	6,00		

ضرورت کتب: خاکسار کو تبلیغی ضروریات کے لئے جناب خلیفہ صاحب ربوہ کی مندرجہ ذیل تصانیف کی ضرورت ہے، اگر احباب جماعت یا دیگر دوستوں میں سے کسی کے پاس ہوں اور وہ قیمتاً فروخت کرنا چاہیں تو فوراً خاکسار کو اطلاع دیں:— (۱) القول الفصل (۲) منصب خلافت (۳) برکات خلافت (۴) انوار خلافت۔ (۵) آئینہ صداقت (۶) حقیقت الرؤیا۔ آئینہ صداقت اور .... کی فوری ضرورت ہے۔

خاکسار:— چوہدری فضل الرحمٰن قمر ساہانوی
منڈی بہاؤالدین ضلع گجرات

پنجاب پریس وطن بلڈنگ سرکلر روڈ لاہور میں باہتمام مولوی دوست محمدؐ صاحب پرنٹر پبلشر چھپ کر دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور سے شائع ہوا

ہفت روزہ
پیغام صلح
لاہور (پاکستان)
رجسٹرڈ ایل نمبر
۸۳۸
مدیر:
مولانا دوست محمد
نائب مدیر:
بشیر احمد سوز
نذر عقیدت
بحضور
سید المرسلین خاتم النبیین محمد مصطفی
احمد مجتبی صلی اللہ علیہ وسلم
احمد آخر زماں کو اولیں را جائے فخر
آخریں را مقتدا و ملجا و کہف و حصار
اللہم صل علی سیدنا محمد و علی ال سیدنا
محمد و بارک وسلم علیہ

قصیدہ

در مدح حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم

(از حضرت مرزا غلام احمد صاحب علیہ السلام مجدد صد چہاردہم)

يَا عَيْنَ فَيْضِ اللهِ وَالْعِرْفَانِ ◎ يَسْعَى إِلَيْكَ الْخَلْقُ كَالظَّمْآنِ

اے خدا کے فیض اور عرفان کے چشمے ◎ لوگ تیری طرف پیاسوں کی طرح دوڑتے ہیں

يَا بَحْرَ فَضْلِ الْمُنْعِمِ الْمَنَّانِ ◎ تَهْوِي إِلَيْكَ الزُّمَرُ بِالْكِيزَانِ

اے خدائے منعم و منان کے دریا ◎ لوگ کوزے لئے تیری طرف بھاگے آ رہے ہیں

يَا شَمْسَ مُلْكِ الْحُسْنِ وَالْإِحْسَانِ ◎ نَوَّرْتَ وَجْهَ الْبَرِّ وَالْعُمْرَانِ

اے حسن و احسان کے ملک کے آفتاب ◎ تو نے ویرانوں اور آبادیوں کا چہرہ روشن کر دیا

قَوْمٌ رَأَوْكَ وَأُمَّةٌ قَدْ أُخْبِرَتْ ◎ مِنْ ذٰلِكَ الْبَدْرِ الَّذِي أَصْبَانِي

ایک قوم نے تجھے آنکھوں سے دیکھا اور ایک قوم نے ◎ اس بدر کی خبریں سنیں جس نے مجھے اپنا دیوانہ بنایا ہے

يَبْكُونَ مِنْ ذِكْرِ الْجَمَالِ صَبَابَةً ◎ وَتَأَلُّمًا مِنْ لَوْعَةِ الْهِجْرَانِ

وہ آپ کے حسن و جمال کو یاد کر کے روتے ہیں ◎ اور جدائی کی سوزش سے دکھ اٹھا کر چلاتے ہیں

وَأَرَى الْقُلُوبَ لَدَى الْحَنَاجِرِ كُرْبَةً ◎ وَأَرَى الْغُرُوبَ تُسِيلُهَا الْعَيْنَانِ

میں دلوں کو غم سے گلوں تک آ پہنچے ہوئے دیکھتا ہوں ◎ اور میں دیکھتا ہوں کہ آنکھیں آنسو بہاتی ہیں

يَا مَنْ غَدَا فِي نُورِهِ وَضِيَائِهِ ◎ كَالنَّيِّرَيْنِ وَنُوِّرَ الْمَلَوَانِ

اے وہ جو اپنے نور اور ضیا میں ◎ آفتاب و ماہتاب کی مانند ہو اور جس سے دن اور رات درخشاں ہو گئے

يَا بَدْرَنَا يَا آيَةَ الرَّحْمٰنِ ◎ أَهْدَى الْهُدَاةِ وَأَشْجَعَ الشُّجْعَانِ

اے ہمارے چودھویں رات کے چاند اور اے رحمان کی آیت ◎ سب ہادیوں سے بڑھ کر ہادی اور سب بہادروں سے بڑھ کر بہادر

إِنِّي أَرَى فِي وَجْهِكَ الْمُتَهَلِّلِ ◎ شَأْنًا يَفُوقُ شَمَائِلَ الْإِنْسَانِ

میں تیرے روشن چہرہ میں ایسی شان پاتا ہوں ◎ جو انسانی صفات سے کہیں بڑھ چڑھ کر ہے

وَقَدِ اقْتَفَاكَ أُولُو النُّهَى وَبِصِدْقِهِمْ ◎ وَدَعُوا تَذَكُّرَ مَعْهَدِ الْأَوْطَانِ

دانشمندوں نے تیری اتباع کی اور اپنے صدق و ثبات ◎ کی وجہ سے اپنے وطن کی یاد بھی ترک کر دی

قَدْ آثَرُوكَ وَفَارَقُوا أَحْبَابَهُمْ ◎ وَتَبَاعَدُوا مِنْ حَلْقَةِ الْإِخْوَانِ

انہوں نے تجھے مقدم کیا اور اپنے پیاروں کو چھوڑ دیا ◎ اور اپنے بھائیوں کے حلقے سے دور ہو گئے

(مقتبس از قصیدہ مندرجہ آئینہ کمالات اسلام)

خدا نما است وجودش برائے عالمیاں

آنحضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات زندگی کو اگر بغور مطالعہ کیا جائے، اور اس حقیقت کو پیش نظر رکھا جائے کہ زندگی کے مختلف مراحل میں سے گزرتے ہوئے کیا کیا مشکلات آپ کو پیش آئیں، دعوت الی الحق کی پاداش میں کس کس طرح آپ کو دکھ دیئے گئے، اور آپ کو اور آپ کے ساتھیوں کو صفحۂ ہستی سے مٹا دینے کے لئے کیا کیا تدابیر اختیار کی گئیں، جو آخر کار ناکام ثابت ہوئیں حالانکہ .... نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ان تدابیر کو ناکام بنانے کا کوئی سامان نہ تھا اللہ تعالےٰ نے معجزانہ طور پر آپ کی حفاظت و نصرت فرمائی جسے دیکھ کر ایک ظاہر بین انسان حیرت و استعجاب میں ڈوب جاتا ہے کہ وہ کونسی چیز تھی جس نے آپ کو ایسی محیر العقول کامیابی عطا کی جس کی نظیر تاریخ عالم میں نظر نہیں آتی۔

ابتدائی زندگی میں جو جو اذیتیں آپ کو پہنچائی گئیں وہ اس قدر ہولناک تھیں کہ اُن کا تصور کرتے ہوئے بڑے بڑے دل گردہ رکھنے والوں کا زہرہ گداز ہو جاتا ہے، ایک اکیلا انسان جس کے پاس نہ مال و زر ہے نہ قوت و شوکت، ساری قوم کے مقابلہ میں کھڑا ہے۔ قوم کے بڑے بڑے سردار اس کی مخالفت اور ایذا دہی پر تلے ... بیٹھے ہیں اور یہ واحد و یگانہ اور بے یارو مددگار انسان ان کی اذیتوں کا شکار رہا ہوا ہے لیکن ذرہ بھی ہراساں نہیں اور پکار پکار کر کہتا ہے سیھزم الجمع و یولون الدبر یہ جمعیتیں جو تم میرے مٹانے کے لئے بنا رہے ہو پسپا ہو جائیں گی اور آخر کار تم ہی لوگ پیٹھ پھیر کر بھاگ جاؤ گے، کیا اس وقت کے حالات کو پیش نظر رکھتے ہوئے کوئی بڑے سے بڑا عقلمند یہ کہہ سکتا تھا کہ ایسا کبھی ہوگا؟

پھر وہ نظارہ بھی دنیا نے دیکھا جب یہ بے یار و مددگار انسان وطن سے بے وطن ہو کر ایک دور دراز شہر میں چلا گیا لیکن اہل مکہ نے وہاں بھی اسے چین سے نہ بیٹھنے دیا اور سرداران مکہ بڑے بڑے لشکروں کو لے کر آپ پر چڑھ آئے اس وقت آپ کی حالت اور بھی نازک ہو گئی اور آپ اپنے چند فدائیوں کے ساتھ میدان مقابلہ میں اس طرح اُترے کہ نہ تعداد میں دشمن کے ہم پلہ بلکہ ایک تہائی سے بھی کم تعداد اور نہ اسلحہ اور سامان جنگ۔ ساری رات اللہ تعالےٰ کے حضور رو رو کر دعائیں کرتے رہے اللھم ان اھلکت ھذہ العصابۃ فلن تعبد فی الارض ابدا اے اللہ اگر آج اس چھوٹی سی جمعیت کو تو نے دشمنوں کے ہاتھوں ہلاک کرا دیا تو پھر روئے زمین پر تیری عبادت کرنے والا کوئی نہ رہے گا۔ ایسی حالت میں کیا کوئی کہہ سکتا تھا کہ یہ چند نفوس کفار کے لشکر جرار پر غالب آ جائیں گے؟ لیکن بدر اور اُحد اور خندق کی تین جنگوں میں دنیا نے آپ کے ساتھ خدائی نصرت کے وہ شاندار نظارے دیکھے کہ عقل انسانی اس پر حیران ہے دشمنوں کے لشکروں کے لشکر ایک چھوٹی سی جمعیت کے مقابلہ میں اس طرح بھاگے جیسے شیر کے مقابلہ میں گدھا بھاگ جاتا ہے۔

پھر زمانہ نے وہ وقت بھی دیکھا جب وہی بیکس انسان جس کو اپنے وطن سے بھاگنا پڑا تھا بڑی شوکت اور جاہ و جلال کے ساتھ اسی مکہ میں وارد ہوتا ہے اور وہی اہل مکہ جو اسے ملیامیٹ کرنے کی صدہا کوششیں کر چکے تھے، آخر کار اس کے قدموں میں آ کر گر جاتے ہیں اور یہ کہہ کر معافی طلب کرتے ہیں کہ تیرے جیسے کریم النفس انسان سے ہم سوائے رحم کے اور کوئی توقع نہیں رکھتے، اور وہ انہیں لا تثریب علیکم الیوم (آج کے دن تم پر کوئی ملامت نہیں) کہہ کر اپنی کریم النفسی اور اخلاق فاضلہ کا ثبوت دیتا ہے۔

یہ سب کچھ کس طرح ہو گیا؟ کیا یہ واقعات اس خدائے عزّ و جلّ کی طاقت و قدرت کو نمایاں نہیں کرتے جس کا نام بلند کرنے اور جس کی توحید کو قائم کرنے کے لئے اس نبی اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے سخت ترین مصائب سے گذر کر یہ کامیابی کا دن دیکھا، کیا ان حالات کے ہوتے ہوئے یہ کہنا صحیح نہیں کہ آپ کا وجود اس خدائے بزرگ و برتر کی ہستی کا کھلا ثبوت ہے، جس کی تائید و نصرت آپ کے شامل حال تھی۔

نہ صرف مکہ کی سرزمین میں ہی آپ کے وجود کا خدا نما ہونا دنیا نے دیکھ لیا بلکہ دنیا کا کوئی حصہ، کوئی شہر اور قریہ ایسا نہیں رہ گیا جس نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدا نمائی کا کھلا نظارہ نہ دیکھا ہو، جو تعلیم آپ لے کر آئے وہ دنیا سے برائیوں کو مٹانے اور ایک خدا نما تہذیب قائم کرنے میں اس قدر موثر ثابت ہوئی کہ دنیا کی کوئی تہذیب اس کا مقابلہ نہیں کر سکتی یہاں تک کہ موجودہ مغربی تہذیب بھی آج اس اسلامی تہذیب کے لئے جگہ خالی کر رہی ہے، اور مغربی مفکرین آج دامن پھیلا کر محمد رسول اللہ صلعم کی تعلیم کا استقبال کر رہے ہیں۔

یہ جو پانچ وقت آپ اشھد ان لا الٰہ الا اللہ اور اشھد ان محمد رسول اللہ کی آواز سنتے ہیں اور پھر نمازوں میں اللھم صل علیٰ محمد الخ کی دعائیں رقت و زاری کے ساتھ پڑھتے ہیں، اور دن رات کا کوئی لمحہ ایسا نہیں جس میں روئے زمین کے کسی نہ کسی حصہ میں خدا تعالےٰ کے نام کے ساتھ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کا اقرار باواز بلند نہ کیا جاتا ہو، کیا یہ اس خدا نمائی کا ایک کھلا نظارہ نہیں، جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وجود سے عمل میں آئی۔ دنیا میں بڑے بڑے اولوالعزم اور صاحب شوکت بادشاہ ہوئے ہیں، بڑے بڑے نامور حکیم اور فلسفی آئے جن کے اقتدار کا جھنڈا ایک عرصہ تک بلند رہا، بڑی بڑی بلند پایہ تہذیبیں بر سر عروج آئیں۔ لیکن مرور زمانہ نے آخر کار انہیں مٹا کر رکھ دیا۔ صرف ایک ہستی ہے جو چودہ سو سال سے زندہ چلی آ رہی ہے اور ہمیشہ زندہ رہے گی وہ ہے

محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

آپ کی زندگی، آپ کی کامیابیاں، آپ کی تعلیم اور اخلاق و اعمال، ان خدائی صفات کا جلوہ ہیں جن کی نظیر دنیا میں کہیں نہیں مل سکتی، یہ وہ حقیقت ہے جس کو حضرت مجدد وقت نے کس خوبصورتی کے ساتھ ان دو اشعار میں بیان کیا ہے ؎

محمدؐ است امام و چراغِ ہر دو جہاں
محمدؐ است فروزندۂ زمین و زماں
خدا نگویمش از ترس حق مگر بخدا
خدا نما است وجودش برائے عالمیاں

خیر البشر کی تنزیہی عظمتیں

(مرزا محمد حسین صاحب)

آب و گل میں مدتوں آرائشیں ہوتی رہیں
تب کہیں ایک آدمی کونین کا حاصل بنا

سرورِ کونین کی عظمتوں کا مختصراً ذکر اس طرح بھی کیا جاسکتا ہے کہ دو جہان کی رفعتیں اسی ذاتِ قدسی کے انکسار پر نثار تھیں۔ اس مقدس وجود کا تصور سرمایۂ حیات ہے۔ اس کی یاد سے گدا سلطان اور اس کی فراموشی سے سلطان ذلیل و خوار ہیں۔ حضور صلعم کی شخصیت میں سمندر کا عمق۔ ساحل کا قرار۔ زمین کی وسعتیں اور آسمان کی رفعتیں۔ پہاڑوں کا تمکن۔ دریاؤں کی روانی فضا کی پہنائیاں۔ نسیم کی بہار آفرینی۔ اور طوفان کا خروش شبنم کا گداز اور سنگِ خارا کی صلابت۔ پھول کی مہک اور شہد کی حلاوت۔ آفتاب کا نور۔ مہتاب کی چمک اور تاروں کی دمک۔ سب جمع تھیں۔ یہ اوصاف درخشندہ رزم اور بزم میں ظہور پذیر ہو کر قلوب و عقول کو منور کرتے تھے۔ اور ایمانوں کے کنول شگفتہ ہونے لگتے۔ ان اوصاف کو کسی تحریر میں محصور کرنا جوئے شیر لانے سے زیادہ مشکل ہے۔ کسب ثواب اور حصول نجات کے لئے ان کی طرف اشارہ ہی ہو سکتا ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک تنزیہی عظمت تھی جو کسی نبی کو عطا نہیں ہوئی۔ وہ یہ کہ خدا نے اپنے کلام پاک میں فرمایا ہے کہ اگر مجھ سے محبت کرنی ہے تو میرے رسول سے محبت کرو۔ گویا رسول کی محبت کو اپنی محبت قرار دیا۔ پھر اسی کلام میں اس کا ثبوت بھی موجود ہے۔ جب رسول اللہ کفار کے انکار سے متالم ہونے اور ان کو روحانی کوفت ہوتی تو خود خدا نے یہ فرمایا لعلک باخع نفسک علٰی آثارھم ان لم یومنوا بھذا الحدیث اسفا۔ گویا خدا بھی نہیں چاہتا کہ وہ اس کے دین کی اشاعت میں بھی ایسی کلفت گوارا کریں جو ان کو ملول کردے۔ پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام تبلیغ میں جان کی بازی لگانے سے نہیں چوکتے ادھر خدا کو ان سے ایسی محبت ہے کہ اس کو ان کی اذیت گوارا نہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم دنیاوی درسگاہوں کے مرہون منت نہ ہوئے کیونکہ ان کا معلم خود خدا تھا اس نے ان کو وہ فصاحت و بلاغت عطا کی جس کے سامنے بڑے بڑے ادیب اور خطیب سرنگوں ہو گئے۔ یہ وہی فصاحت احادیث کی زبان میں جلوہ گر ہے۔ لیکن اس اعجاز بیان کے ساتھ خدا نے ایک اور معجزہ بھی برپا کیا۔ جو وحی قلب نبی پر نازل ہوئی اور دہن مبارک سے لوگوں تک پہنچی اس کا سٹائل بالکل الگ تھا، وہ نثر میں نظم تھی۔ جس کا ہر لفظ ایک سرمدی نغمے سے معمور تھا۔ ایک ہی زبان سے دو بیان نکلتے ہیں دونوں کا اسلوب الگ ہے، ایک کا منبع نبی کا اپنا دل و دماغ ہے۔ دوسرے کا سرچشمہ حظیرۃ القدس ایک دوسرے سے ممتاز ہے۔ معمولی واقفیت رکھنے والا قاری قرآن اور حدیث کی زبان میں فرق اور امتیاز سے پوری طرح آشنا ہے۔ یہ قرآن کی حقانیت کی حتمی دلیل ہے۔ وہ ایک انسانی زبان سے نکل کر بھی انسانی کلام سے ملتبس نہ ہوا۔ اس سے یہ صاف ظاہر ہوتا ہے کہ خدا نے اپنے رسول مقبول کے دل و دماغ کو کتنا صیقل اور منور کر دیا تھا۔ اور زبان مبارک کو ہر قسم کی لغزشوں سے منزہ کر رکھا تھا۔ اس سے دو دھارے نکلتے ہیں جو بینھما برزخ لا یبغیان کے مصداق ہیں۔ اسلوب بیان کے علاوہ موضوع اور مفہوم کے لحاظ سے بھی ایک بین فرق ہے۔ قرآن کے ہر لفظ سے عیاں ہے کہ یہ خدا کا کلام ہے۔ حدیث کا حرف حرف بتا رہا ہے کہ یہ انسان کا بیان ہے۔ حالانکہ دونوں کا مرئی مخرج رسول کی ذات ہے دنیا میں بعض نابغۂ روزگار ادیب ہوئے ہیں۔ جنہوں نے اپنی تمثیلوں میں "خدا" کا کردار تخلیق کیا ہے۔ اور اس کردار کے منہ سے باتیں کرائی ہیں لیکن وہ باتیں غمازی کرتی ہیں کہ وہ انسان کا بنایا ہوا کلام ہے۔ انگلستان کے شہرۂ آفاق شاعر ملٹن نے جنت گم گشتہ (Paradise Lost) ایک مشہور کتاب لکھی اس میں اس نے ایک "خدا" کا کردار پیش کیا۔ چونکہ یہ "خدا" خالق نہیں بلکہ ملٹن کا مخلوق ہے۔ اس لئے اس کے کلام سے اس کا عجز نمایاں ہے۔ اس کے برعکس وہ کلام جو خدا نے محمد رسول اللہ پر نازل فرمایا۔ وہ ہر تراز و پر تل کر خدا کا کلام ہی ثابت ہوتا ہے۔ کسی مقام پر کوئی ایسی بات نہیں جس سے یہ ترشح ہو کہ جو اوصاف خدا کے قرآن میں مذکور ہیں وہ ان اوصاف کے مخالف ہے یا ان سے فروتر ہے۔ خدا نے اپنے کلام پاک میں اپنے آپ کو پیش کیا ہے۔ اپنے خوارق عادت اوصاف کو بیان کیا ہے۔ اس کلام کے کسی ایک لفظ سے بھی اس کی تنقیص نہیں نکلتی۔ کہیں تناقض اور تضاد نظر نہیں آتا۔ انذار ہو یا تبشیر، تذکرہ ہو یا تذکیر ہو۔ سب اسی خدا کے اوصاف کے مطابق ہیں۔ جس نے اس کلام کو نازل فرمایا۔ پھر اس کلام میں اس کی حفاظت اور صیانت کا وعدہ ہے اور وعدہ ہے اور یہ آج تک قائم ہے۔ آج تک کوئی ناقد یہ کہنے کی جرأت نہیں کر سکا کہ اس کلام میں کوئی تحریف ہوئی ہے۔ حالانکہ اس سے پہلے صحف انبیاء تحریف سے ملوث ہو کر رہ گئے۔ جس پیغمبر کو یہ شرف نصیب ہوا کہ ایسا ابدی اور سرمدی کلام اس کے قلب پر نازل ہوا اور اس کی زبان مبارک سے دنیا تک پہنچا وہ کس شان کا پیغمبر ہے!

ایک بات سوال بن کر سامنے آتی ہے وہ یہ کہ اتنے ارفع پیغمبر کے ماننے والے آج اغیار کے مقابلے میں کیوں پست ہیں۔ اس کا آسان جواب یہ ہے کہ وہ اس واسطے پست ہیں کہ انہوں نے پیغمبر کی کامل پیروی کو اپنی زندگیوں کا شعار نہیں بنایا۔ ایک اور لطیف جواب علامہ محمد عبدہ نے لندن میں، انگلستان کے عمرانی فلاسفر ہربرٹ سپنسر کو دیا تھا۔ جب علامہ مذکور کو معلوم ہوا کہ ہربرٹ سپنسر اسلام سے بالکل بے خبر ہے تو انہوں نے اس کی وجہ پوچھی۔ تو اس نے کہا کہ مسلمانوں کی پستی سے وہ سمجھا کہ ان کا دین بھی کوئی ایسا ہی ہے جس سے ان کے موجودہ اخلاق نے جنم لیا ہے۔ چونکہ عیسائیوں کا عمرانی اخلاق برتر ہے۔ اس لئے ان کا دین بھی بہتر ہے۔ اس پر علامہ عبدہ نے فرمایا:-

اخلاقنا کدینکم واخلاقکم کدیننا۔

یعنے ہمارے اخلاق تمہارے دین کی مانند ہیں اور تمہارے اخلاق ہمارے دین کی مانند۔

برلن مسجد میں جلسہ میلاد النبیؐ

برلن سے مولانا محمد یحییٰ صاحب امام برلن مسجد سے لکھتے ہیں:-

۲۴ اگست ۶۱ء کو سیدنا حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے یوم ولادت کی تقریب پر مسجد برلن میں ایک اجتماع کا انتظام کیا گیا جس کی صدارت ولرس ڈارف کے میئر صاحب کریں گے۔ باقی پروگرام یوں ہے:-

تلاوت قرآن مجید۔ درود شریف۔ نعت عربی زبان میں۔ یہ نعت حضرت مسیح موعودؑ کے کلام سے لی گئی ہے

تقاریر:-

میں تقریر کروں گا۔ محبوب احمد صاحب انڈین کونسل جنرل۔ ڈاکٹر عباس الامیر ہیڈ ایرانی ڈیلیگیٹ۔ اور میئر صاحب ولیلم ڈسٹرکٹ تقاریر کریں گے۔

مسلمان ممالک کے باقی کونسلز نے بھی شرکت کا وعدہ کیا ہے۔

حضرت نبی کریم محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی کامیاب تعلیمات اور اہل علم لوگوں کی طرف سے ان کی صداقت و معقولیت کا اعتراف

خطبہ جمعہ مورخہ ۲۵ اگست ۱۹۶۱ء فرمودہ حضرت امیر مولانا صدر الدین صاحب ایدہ اللہ بمقام احمدیہ بلڈنگس لاہور

(۱) ان اللہ وملٰئکتہ یصلون علی النبی ۔ یاایھا الذین امنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما ــــ (۵۶ - الاحزاب)
(۲) ویری الذین اوتوا العلم الذی انزل الیک من ربک ھوالحق ــــ (۶ ــ السبا)

اللہ تعالیٰ اور اہل علم لوگوں کی طرف سے نبی کریمؐ کی صداقت کا اعتراف

میں نے دو آیات قرآن کریم سے تلاوت کی ہیں۔ پہلی آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اس قابل قدر سعی کی قدر دانی کا ذکر ہے جس کی بدولت انہوں نے اس مشن کو کمال کامیابی کے ساتھ سرانجام دیا جو ان کے سپرد کیا گیا تھا۔ اور دوسری آیت کریمہ میں اس امر کا اظہار ہے کہ دنیا جہان کے اہل علم لوگ اعتراف کریں گے کہ وہ تعلیمات جو اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو عطا کی ہیں برحق ہیں۔

قبائل عرب کی اصلاح اور اتحاد و اتفاق

خدا تعالیٰ کی قدر دانی اس وجہ سے ہے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جدوجہد اور سعی و جہاد اور جاں فروشی سے عرب کی مختلف قوموں اور مختلف قبائل کے درمیان کامل اتحاد و اتفاق اور یک جہتی پیدا ہو گئی۔ اور وہ قوم جو اوہام پرست اور بت پرست تھی اور جوڑا کواور لٹیرا تھی دیانت و امانت اور صدق و وفا کی تصویر بن گئی وہ قوم جس کا شیرازہ بکھر چکا تھا۔ جس میں آئے دن جھگڑا فساد رہتا تھا جس کے بزرگ مرتے دم وصیت کر جاتے تھے کہ تم نے مقتول کا انتقام لینا ہے۔ اور اس وجہ سے عرب قبائل میں برسوں جنگ کی آگ بھڑکتی رہتی تھی۔ اس قسم کی اکھڑ قوم کو ایک کر دینا اور اس میں اتحاد کامل پیدا کر دینا ایسے بلند اخلاق اور بلند مرتبہ بنا دینا حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نہایت درخشاں کرشمہ ہے۔

محمد رسول اللہؐ کی تعلیمات کی برکت سے اقوام عالم میں اتحاد

آپؐ کا کلیجہ اس قدر وسیع ہے کہ آپؐ نے عرب کے مشرکین، عیسائی، یہودی، بت پرست شامی، مصری، افریقی اور ایرانی کو گلے لگا لیا جس سے ثابت ہوا کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات کی برکت سے اقوام عالم متحد ہو سکتی ہیں۔ اسی لئے وہ رحمۃ للعالمین کے لقب کے مستحق ہیں۔ آج بھی یہ منظر عبادات میں سامنے آتا ہے۔ چنانچہ نماز جمعہ اور عیدین کے موقعہ پر مختلف اقوام کے لوگ ایک جگہ جمع ہوتے ہیں۔ اور حج کی تقریب تو اقوام عالم کے اجتماع کا کھلا مشاہدہ ہے۔ اس موقعہ پر دنیا جہان کی قومیں ایک جگہ جمع ہو کر صرف ایک خدا کے حضور اپنی جبین نیاز خم کر دیتی ہیں۔ اور اخلاص بھری اخوت اور حقیقی مساوات کا عظیم الشان نمونہ وہاں دیکھنے میں آتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضرت نبی کریمؐ کی بے نظیر کامیابی کا اعتراف

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ عظیم الشان اور بے نظیر کامیابی ہے۔ جس کا اعتراف خداوند تعالیٰ نے خود کیا ہے، فرمایا ان اللہ وملٰئکتہ یصلون علی النبی خدا اور اس کے فرشتے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلمؐ کی کامیابی اور کامرانی کو دیکھ کر ان پر برکات بھیجتے ہیں۔ اور مومنین کو ہدایت فرمائی کہ تم بھی حضورؐ کے درجات کی بلندی کے لئے دعا کیا کرو۔

مسلمانوں کا درود کیا ہے؟

چنانچہ مسلمان اپنی نمازوں میں بھی آپؐ پر درود بھیجتے رہتے ہیں اور ویسے بھی درود ان کی زبانوں پر ذکر الٰہی کرنے کی ہدایت فرمائی ہے جب مجمع جذبۂ اخلاص سے ذکر الٰہی بلند کرتا ہے تو اس سے دل متاثر ہوتے ہیں۔ ایمان اور عمل دونوں میں اضافہ ہوتا ہے۔ فرمایا عیدین کی نماز کے لئے عیدگاہ کی طرف جاؤ تو شہر کے ایک طرف سے جاؤ اور اللہ اکبر کی صدائیں بلند کرتے ہوئے جاؤ، اور جب واپس آؤ، تو کسی دوسرے راستہ سے آؤ اور درود و سلام پڑھتے ہوئے جاؤ۔ کیا یہ دکھلاوا ہے اور کیا یہ ریاکاری؟ نہیں یہ نفسیات کا مسئلہ ہے۔ اس سے ایمان قوی تر ہو جاتا ہے، اور مسلمانوں کی یہ شان دوسروں پر یہ اثر پیدا کرتی ہے۔ آیئے ہم سب مل کر اللہ تعالیٰ کے اس حکم کی تعمیل میں حضور پُرنور صلی اللہ علیہ وسلم پر پورے اخلاص و اجلال سے درود و سلام بھیجیں:۔

اللھم صل علی محمد و علی ال محمد کما صلیت علی ابراھیم و علی ال ابراھیم انک حمید مجید۔
اللھم بارک علی محمد و علی ال محمد کما بارکت علی ابراھیم و علی ال ابراھیم انک حمید مجید۔

قرآن کریم کی تعلیم اہل علم کے سینوں میں

اب رہا لوگوں کا اعتراف کرنا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات اس قابل ہیں کہ ساری نسل انسانی ان کو اپنائے گی، جیسا کہ فرمایا ویری الذین اوتوا العلم الذی انزل الیک من ربک ھوالحق۔ اہل علم لوگ اس بات کا کھلم کھلا اعتراف کرتے رہیں گے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی لائی ہوئی تعلیم برحق ہے اس میں حقیقت اور صداقت ہے، یہ معقول و مفید ہے اور عالمگیر تعلیم ہے۔ اسی طرح ایک دوسری جگہ فرمایا بل ھو اٰیات بینات فی صدور الذین اوتوا العلم۔ یہ تعلیم جو ہم نے پیش کی ہے یہ کوئی ایسی تعلیم نہیں ہے جو انسانی فطرت کے خلاف ہو، یہ تعلیم تو انسان کے سینے میں ودیعت کر دی گئی ہے، قرآن کریم اسی فطری تعلیم کی یاددہانی کراتا ہے، اسی لئے قرآن کریم کو الذکر کے نام سے بھی موسوم کیا ہے یعنی قرآن کریم کی تعلیمات پہلے ہی سے فطرت انسانی کے اندر رکھ دی گئی ہیں۔ جن کو قرآن کریم دہراتا ہے۔ اہل علم جب ان تعلیمات سے روشناس ہوتے ہیں تو ان کو اپنانے پر تیار ہو جاتے ہیں۔

۔۔۔ جرمن اہل علم کا اعتراف حق

میں نے ایک واقعہ اس سے پیشتر بھی بیان کیا ہے۔ اور ایسے ایمان افروز واقعہ کا دوہرانا غیر مناسب نہیں ہوگا، وہ یہ ہے کہ ایک دفعہ جرمنی میں ایک جلسہ میں اسلام پر لیکچر دے رہا تھا۔ ایک پچاس سالہ آدمی دراز قد۔ سر کے بال اترے ہوئے چہرہ فراخ اور روشن پیشانی مضبوط جسم، وہ میرا لیکچر بغور سن رہا تھا۔ وہ مشہور و معروف شخصیت کا مالک اور اعلٰے خاندان سے تعلق رکھتا تھا۔ جب لیکچر ختم ہوا تو وہ کھڑا ہو گیا اور کہنے لگا کہ جب سے میں نے ہوش سنبھالا ہے میں عیسائی نہیں ہوں۔ جوں جوں میرا علم بڑھتا گیا، دین اور مذہب کا ایک نقشہ میرے دماغ میں پیدا ہوتا گیا کہ دین ایسا ہونا چاہیئے، ایسا ہونا چاہیئے، اس کی تعلیم ایسی ایسی ہونی چاہیئیں آج میں حیران ہوں اور خوش ہوں میرا وہ نقشہ آپ نے پیش کیا ہے آپ نے میرے دل کی صحیح ترجمانی کی ہے۔ اس پر میں نے اس کے سینے کی طرف ہاتھ سے اشارہ کر کے یہ آیت پڑھی

بل هو آيات بينات في صدور الذين اوتوا العلم۔ یعنے یہ وہ تعلیمات قرآنیہ ہیں جو پہلے ہی سے اہل علم کے سینوں میں رکھدی گئی ہیں۔ اس آیت نے مجمع میں ایک کیفیت پیدا کر دی۔ اور خود اس شخص کا چہرہ سرور سے روشن ہو گیا۔ اس نے اسی وقت اسلام قبول کرنے کا اعلان کر دیا۔

گورنمنٹ کالج کے سابق انگریز پرنسپل کا اعتراف حق

ایسا ہی ایک اور واقعہ ہے اگر گورنمنٹ کالج لاہور کے کوئی پروفیسر اور قدیم طالب علم یہاں تشریف رکھتے ہوں، تو وہ اس کالج کے سابق پرنسپل میجر سٹیفنس (STEPHENSON) کو جانتے ہونگے وہ بڑے پایہ کے عالم تھے اور بڑے خوش اخلاق اور خوش شکل انسان تھے۔ جب میں پہلی دفعہ ولایت سے وطن واپس آیا میرے اعزاز میں مرحوم نواب، ذوالفقار علی خان نے پر تکلف دعوت دی۔ اس دعوت میں مسلمانوں کے علاوہ دوسرے لوگ بھی شریک تھے۔ ان میں میجر موصوف بھی تھے۔ وہ میرے ہی پاس بیٹھے تھے۔ انہوں نے پوچھا کہ وہ کونسے امور ہیں جو انگریزوں کو مسلمان بنانے میں آپ کو کامیاب کر دیتے ہیں میں نے کہا میرے پاس دو نہایت اہم باتیں ہیں، اور ان دونوں باتوں کی وجہ سے میں کامیاب ہوں، پہلی بات تو یہ ہے کہ جوں جوں علم کی روشنی بڑھتی چلی جاتی ہے عیسائیت کے معتقدات مدھم پڑتے چلے جاتے ہیں۔ آج یونیورسٹی کا تعلیم یافتہ انسان دل سے عیسائی نہیں۔ اگرچہ وہ رسمی طور پر گرجے جاتا ہوا نظر آئے۔ دوسرا امر یہ ہے کہ میرا مذہب الشتمل ہے۔ اس کے لئے علم نے انگلستان کے دل کی زمین تیار کر دی ہے۔ انگریز اہل علم ہیں۔ ان کا ذہن صاف ہے۔ میں تم دیج ڈالتا ہوں پھل لگ جاتا ہے۔ میجر سٹیفنسن نے یہ سن کر فوراً کہدیا کہ میں بھی عیسائی نہیں ہوں، اور میں کبھی رسمی طور پر بھی گرجا نہیں گیا۔ آپ نے جو باتیں کہی ہیں وہ معقول ہیں لیکن میں یہ نہیں کہہ سکتا کہ میں مسلمان ہوں۔ غرض قرآن کریم کی اس خوشخبری کے مطابق کہ اہل علم قرآن کریم کی تعلیمات کی صداقت کا اعتراف کرتے رہیں گے، احرار یورپ اسلام قبول کر رہے ہیں۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بادشاہت

جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی شاندار تعلیمات اور جد و جہد کے بعد عرب کے تخت سلطنت پر متمکن ہو گئے، تو حضورؐ کو اپنوں اور غیروں کے سامنے نہایت بلند پایہ اخلاق کا نمونہ پیش کرنے کا موقعہ ملا۔ ویسے تو سلطنت کا قائم کر لینا ہی ایک معجزہ تھا جس کی نظیر نہیں ملتی۔ ایک یتیم و بے نوا انسان، جس کے عیسائی مخالف یہودی دشمن، مشرکین عرب جان لیوا۔ عرب کے تمام قبائل اس کوشش میں کہ آپؐ کو اور آپؐ کے ساتھیوں کو ختم کر دیا جائے، ان سب پر وہ غالب آجاتا ہے اور سرزمین عرب کا بادشاہ بن جاتا ہے یہ کوئی کم معجزہ نہیں!

بادشاہ دوجہاں کی فقیرانہ زندگی

لیکن اس سے بڑھکر دوسرا معجزہ یہ ہے کہ آپؐ بادشاہ تو بن گئے۔ لیکن آج تک ایسی بادشاہت کسی انسان کو نصیب نہیں ہوئی۔ رسم تاج پوشی کیسے ہوئی۔ تخت کیسا تھا۔ تاج کی کیا شکل تھی۔ محل کیسا تھا مصاحب اور باڈی گارڈ کون تھے۔ غور کیجئے کتنی مدت کی لڑائی اور جنگ و جدل کے بعد۔ چچا کے شہید ہونے کے بعد۔ حضرت جعفر کی قربانی کے بعد، اور خدا جانے کیسی کیسی قربانیوں کے بعد حکومت ملتی ہے تو کوئی رسم تاجپوشی نہیں کوئی جلسہ جلوس نہیں توپوں کی سلامی نہیں۔ پرانی سی چٹائی حضور اکرمؐ کا تخت شاہی ہے اور پرانا عمامہ حضورؐ کا تاج ہے، غرض رسم تاج پوشی سرے سے مفقود ہے، حسنؓ حسینؓ کے لئے کوئی جاگیر مقرر نہیں کی گئی۔ علیؓ کے لئے کوئی جاگیر نہیں، بیگمات کے لئے حرم سرا اور عالی شان محل نہیں، ۱۴ فٹ کا کمرہ شاہ دوجہاں کا محل ہے۔ کوئی پہرہ، کوئی حفاظت کے لئے باڈی گارڈ مقرر نہیں۔ آج کے تھانیدار اور تحصیلدار کو فکر لاحق رہتی ہے کہ کوئی کیسی تربیت یافتہ باورچی اعلٰے درجہ کا تلاش کرتا ہے باورچی خانہ کے لوازمات کی فکر میں رہتا ہے۔ لیکن اس بادشاہ دوعالم کے پاس باورچی ہے نہ باورچی خانہ۔ ازدواج مطہرات کہتی ہیں جبکہ عام مسلمان دولت مند ہو گئے ہیں، ہمارے لئے بھی زیب و زینت کے سامان فراہم کئے جائیں، تو آپؐ نے فرمایا کہ یہ اس گھر کے شایان شان نہیں۔ الفقر فخری۔ مال و دولت کی خواہش ہے تو لے لو۔ لیکن پھر اس گھر کی شان باقی نہیں رہتی، اور اگر اس گھر میں رہنا ہے تو اسی طرح رہنا ہوگا۔ انہوں نے مان لیا کہ اسی طرح رہیں گی۔

مال کی انفرادی حیثیت

یہ تو اپنا حال ہے، اور دوسروں کے متعلق اعلان فرمایا من مات وترك مالا فلورثته۔ جو مسلمان مر جائے اور مال چھوڑ جائے تو وہ مال اس کے ورثا کا ہے۔ حکومت کا نہیں، پوری اقتصادی آزادی ہے۔ ہر شخص اپنے مال و دولت کا مالک ہے۔ جو مر جائے گا اس کا اثاثہ اور ترکہ اس کے بال بچوں اور دوسرے ورثا کو ملے گا۔

متوفی مسلمان کے قرضہ اور اولاد کی ذمہ داری

لیکن من مات وترك دينا او ضياعا جو کوئی مسلمان مر جائے اور اپنے پیچھے قرضہ چھوڑ جائے یا اس کی اولاد کم عمر اور ضعیف ہو فالی وعلی۔ متوفی کی ضعیف اولاد کی پرورش میرے ذمہ ہوگی، اور ان کا قرضہ ادا کرنا بھی میرے ہی ذمہ ہوگا۔ میں ان کا قرضہ ادا کروں گا۔

یہ وہ عظیم الشان بادشاہ۔ جس کے دل میں ساری قوم کا درد اور سوز ہے اسی لئے ساری قوم ان پر دل و جان سے قربان تھی۔ شہید ہونیوالوں کو اس بادشاہ کے ہوتے ہوئے اپنے بال بچوں کے متعلق کیا فکر و اندیشہ ہو سکتا ہے۔

بادشاہ اور عوام کیلئے ایک قانون شریعت

اور فرمایا سنو لوگو! تمہارا خدا کے احکام میرے لئے وہی ہیں جو تمہارے لئے ہیں ہم سب کے لئے ایک ہی قانون ہے۔ میں بھی خدا کے ہاں جواب دہ ہوں۔ یورپ کا قانون کہتا ہے۔

The King Can do no wrong

بادشاہ جو بھی بدعنوانی کرے ٹھیک ہے اس کے لئے جرم نہیں۔ قانون بادشاہ پر گرفت نہیں کر سکتا۔ اس کے فعل قتل پر مواخذہ نہیں ہو سکتا۔ قانون اس کے آگے بے بس ہے لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا انا اول المسلمين میں احکام الٰہی کی فرمانبرداری سب سے بڑھکر کرتا ہوں اور انی اخاف ان عصيت ربي عذاب يوم عظيم۔ میں بھی نافرمانی کروں تو میرے لئے بھی عذاب ہے۔

نیک عمل کے بغیر نبی کے رشتہ دار بھی نہیں بچ سکتے

اسی طرح حضورؐ نے فرمایا میرے اقرباء کے لئے بھی یہی قانون ہے۔ چنانچہ اقرباء کو یہ تلقین فرمائی۔ اے فاطمہؓ! اے میری پھوپھی صفیہؓ! اے میرے قبیلہ کے لوگو! سن رکھو، لا املک لکم من اللہ شیئاً۔ خدا کے دربار میں میرا کوئی اختیار نہیں ہوگا ولا اغنی عنکم من اللہ شیئاً۔ میں تمہارے کام نہیں آسکوں گا۔ اپنے اعمال سے اپنی آخرت سنوارو۔ اور اللہ تعالےٰ نے حضورؐ کے چچا ابولہب کی سزا کا ذکر قرآن کریم میں درج کر کے اعلان کر دیا کہ خدا تعالےٰ کے ہاں کسی بڑی شخصیت کی رشتہ داری کام نہ آئے گی۔

خلفاء کی زندگیوں میں مساوات کا نمونہ

ایسا ہی آپؐ کے خلفاءؓ نے مساوات کا عمدہ اور اعلےٰ نمونہ دکھلایا۔ حضرت عمرؓ کے خلاف مقدمہ ہوا۔ زید بن ثابتؓ قاضی تھے۔ جب آپ عدالت میں گئے تو وہ تعظیم کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے۔ حضرت عمرؓ نے کہا یہ آپ کی پہلی غلطی ہے۔ منصب قضا کے تقاضا کے یہ خلاف ہے۔ اس وقت میں ایک مدعا علیہ کی حیثیت میں ہوں۔ اور مدعی کے ساتھ کھڑا ہوں گا۔ ڈگری حضرت عمرؓ کے خلاف ہوگئی۔

بیسویں صدی کے روشن زمانہ میں رنگ و نسل کی جنگ

آج یورپ کا کوئی بادشاہ ایسی جمہوریت کی مثال پیش نہیں کر سکتا۔ آج کی بیسویں صدی علم و سائنس کی صدی ہے۔ آج انسان کا دماغ روشن ہوگیا ہے لیکن اس کے ساتھ فساد بھی بڑھ گیا ہے۔ کالا آدمی اب بھی معتوب و مقہور ہے۔ سوسائٹی اسکو قبول نہیں کرتی اسکو انسان خیال نہیں کیا جاتا اس کے حقوق کو پامال کیا جا رہا ہے۔ لاکھوں کی تعداد میں الجزائر میں مسلمانوں کا کشت و خون ہو رہا ہے۔ گورے انگریز افریقہ کے کالے انسانوں کو انسان تسلیم کرنا نہیں چاہتا۔ یہی بدسلوکی امریکہ کے حبشیوں سے روا رکھی جا رہی ہے اس کے گرجوں اور ریسٹورنٹ میں کالے آدمی کا داخلہ ممنوع ہے اس کے سکولوں میں کالا بچہ تعلیم نہیں پا سکتا۔

نبی کریم صلعم کی طرف سے اکرام انسانیت

لیکن حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے چودہ سو سال پہلے فرمایا کہ ساری اقوام ایک جماعت کا حکم رکھتی ہیں۔ اور ساری مخلوق خدا کا کنبہ ہے اس لئے سب کے ساتھ اچھا سلوک کرنا واجب ہے اور فرمایا ولقد کرمنا بنی آدم۔ خدا نے انسان کو عزت و عظمت دی ہے۔ انسان کو انسان کی عزت کرنی چاہیئے۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انسان کی صحیح معنوں میں تعظیم و تکریم کر کے دکھلائی۔ کالے گورے میں کوئی تمیز روا نہیں رکھی۔ آپؐ نے مظلوم و مقہور انسان کو گلے لگایا۔ کالے کلوٹے بلالؓ کو عزت کا مقام دیا اور اسکو مؤذن کا اعلےٰ عہدہ دیا اور آج بھی اس کو سیدنا بلالؓ کہا جاتا ہے۔ فتح مکہ کے دن انہیں کعبۃ اللہ پر چڑھ کر اذان دینے کے لئے کہا گیا، اس وقت بڑے بڑے سرداران قوم موجود تھے۔ وہ اس نظارہ کو دیکھ کر حیران تھے، کہ کعبۃ اللہ کی چھت پر چڑھ کر ایک کالا کلوٹا زنگی اذان دیتا ہے۔ ان میں سے ایک نے کہا کہ شکر ہے کہ ہمارا باپ مرگیا۔ ورنہ وہ یہ ذلت کیسے برداشت کر سکتا۔ کہ کعبۃ اللہ کی چھت پر ایک کالا کلوٹا زنگی بلال جو مکہ والوں کا غلام تھا اور اسلام لانے کی وجہ سے سخت تکالیف اسے پہنچائی جاتی تھیں۔ اذان دیتا ہے۔

زیدؓ جو خود حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا آزاد کردہ غلام تھا اس کے ساتھ شاہی خاندان کی لڑکی اپنی پھوپھی زاد بہن زینبؓ آپؐ نے بیاہ دی۔ مگر زید نے طلاق دے دی۔ آپؐ نے بُرا نہیں منایا اور زید کا نکاح ایک حبشی عورت ام ایمنؓ سے کر دیا۔ اس سے اسامہؓ پیدا ہوئے اسامہ کے خد و خال حبشی تھے۔ ان کو اور حسنؓ کو جو خورد تھے حضورؐ اکٹھے اپنی گود میں بٹھاتے اور ان کے لئے دعا فرمایا کرتے تھے کہ اے مولا میں ان کو پیار کرتا ہوں تو بھی ان کو اپنا پیارا بنا اللھم احبھما فانی احبھما۔ اسامہ جب جوان ہوئے تو ان کو فوج کا کمانڈر بنا دیا گیا۔ فتح مکہ کے دن حضورؐ نے اسامہؓ کو کہا کہ میرے ساتھ اونٹنی پر سوار ہو جاؤ۔ جلوس کے اندر ایک عظیم الشان بادشاہ اور غلام زادہ دونوں اونٹنی پر سوار ہیں۔ حضورؐ نے انسانوں کی خواہ کسی رنگ و نسل کے ہوں تعظیم و تکریم سکھائی۔

اہل کتاب کی تکریم

اور فرمایا کہ اہل کتاب کی تعظیم کرو۔ رواداری سے نہیں بلکہ ان کے پیغمبر اور کتابوں کو سچا مانو اور یقین کرو کہ وہ خدا کی طرف سے ہیں اور اسکو اپنے ایمان کے اندر داخل کرو۔

ایک خدا۔ ایک انسانیت

غور کیجئے حضرتؐ کا دل کتنا وسیع ہے اگر آج کے اہل علم لوگوں کی کانفرنس بلائی جائے۔ تو وہ یقیناً حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اس تعلیم کی تائید کریں گے۔ کہ ساری کی ساری انسانیت کا بادشاہ ایک ہے اور ساری کی ساری انسانیت ایک ہے کان الناس امۃ واحدۃ ساری قوموں کی آسمانی کتابوں پر ایمان لانا اور ان کے پیغمبروں پر ایمان لانا فرض ہے۔ اور یہ ماننا فرض ہے کہ ہر قوم میں نیک لوگ ہوتے ہیں اور وہ سب ایک ہی خدا کو ماننے کی تعلیم دیتے ہیں۔

کانفرنس مذاہب میں نبی کریم صلعم کا ریزولیوشن

اگر آج مذاہب کی کانفرنس بلائی جاوے اور اس بات پر غور کیا جائے کہ کس طرح انسانیت کو ایک سطح پر لایا جا سکتا ہے، اور کس طرح آپس میں اتحاد پیدا کیا جا سکتا ہے۔ تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا پیش کردہ ریزولیوشن ہی پاس ہوگا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عالمگیر مذہب کی ہمہ گیر تعلیم پیش کی ہے۔ آپؐ نے اعلان فرمایا:—

قولوا امنا باللہ وما انزل الینا وما انزل الی ابراھیم واسمٰعیل واسحاق ویعقوب والاسباط وما اوتی موسیٰ و عیسیٰ وما اوتی النبیون من ربھم لا نفرق بین احد منھم ونحن لہ مسلمون۔

یعنی یہ وہ تعلیم ہے جس کی بدولت ہم تمام قوموں کے پیغمبروں کی تعظیم کرتے ہیں۔ اور ان کی آسمانی کتابوں پر ایمان لاتے ہیں۔ ان تعلیمات کے پیش نظر فرمایا ویری الذین اوتوا العلم الذی انزل الیک من ربک ھو الحق۔ یہ تعلیمات جو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی ہیں برحق ہیں۔ اسی ضمن میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:— امنت بما انزل اللہ من کتاب۔ میں ایمان لاتا ہوں ہر اس کتاب پر جو کسی قوم کے لئے کسی وطن میں کسی پیغمبر پر کسی زمانہ میں نازل ہوئی ہو۔

ایک خدا اور ایک قانون

اور فرمایا والٰھنا والٰھکم واحد۔ تمہارا اور ہمارا خدا ایک ہے۔ اسی نے ہم سب کو پیدا کیا ہے اور وہی ہمارا اور سب کی ربوبیت کرنے والا ہے ولنا اعمالنا ولکم اعمالکم اعمال کے متعلق کائنات کے خدا کا ہم سب کے لئے ایک ہی قانون ہے، آپ اچھا کام کریں گے تو اچھا پھل پائیں گے اور اگر بُرا کام کریں گے تو اس کا پھل بُرا ہوگا۔ اسی طرح اگر ہم اچھا کام کریں گے تو پھل اچھا ہوگا۔ اور اگر ہم بُرا کام کریں گے تو ہم بھی بُرا اجر پائیں گے۔

ن الاقوامی اتحاد کی ترتیب

پہلی ہی آیت الحمد للہ رب العالمین میں قرآن کریم سکھلاتا ہے۔ کہ خدا ساری قوموں کا رب ہے۔ ہم یقین کرتے ہیں کہ ہندو۔ سکھ۔ عیسائی۔ یہودی۔ مسلمان، پیلے، پیلے کالے گورے کا بھی خدا ایک ہی ہے اور وہ سب کی پرورش کرتا ہے۔ اور وہ سب کا نگہبان ہے۔ پرورش کے یہ معنے ہیں کہ اس نے تمام قوموں کو جسمانی قوتوں کے علاوہ باطنی قوتیں اور استعدادیں عطا کی ہیں۔ ہندو۔ سکھ۔ یہودی۔ نصرانی، سب کا ایک ہی خدا ہے۔ وہ الرحمٰن ہے۔ وہ سب انسانوں کے لئے نعمتیں عطا کرتا اور انعام کر دیتا ہے۔ سب پر اپنے انعام و اکرام کی بارشیں برساتا ہے۔ اس کے بعد فرمایا:— لاحجۃ بیننا و بینکم۔ یہ تعلیم جو بیان کی گئی ہے اس کے بعد تو ہمارے اور تمہارے درمیان کوئی تنازع باقی نہ رہنا چاہیئے۔ بلکہ امید ہے کہ اللہ یجمعنا خدا تعالے ہم کو متحد کر دے گا۔ یہ ترتیب ہے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی۔ جب کبھی اہل علم و فکر اکٹھے ہو کر سوچیں گے کہ انسانیت کو یکجا کرنے کی... کیا صورت اختیار کرنی چاہیئے تو وہ اسی تعلیم کو اپنائیں گے۔ جو حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمائی ہے کیونکہ اس تعلیم میں حق و حکمت ہے اور یہ تعلیم عالمگیر ہے۔ یہی تعلیم دنیا میں صلح و آشتی اور امن و آرام پیدا کر سکتی ہے اور لوگوں کو ایک ہی لڑی میں پرو سکتی ہے اور قوموں کو اتحاد و اتفاق کی لڑی میں منسلک کر سکتی ہے۔

مذہبیں کی اتحاد کانفرنسیں

مذہبین کی کانفرنسیں پہلے بھی کئی دفعہ ہو چکی ہیں جن کا موضوع بحث یہی تھا کہ وہ کونسے طریق اختیار کئے جائیں کہ قوموں میں یکجہتی پیدا ہو جائے۔ اور وہ ایک ہو جائیں۔ ایک پروفیسر صاحب میرے پاس آئے۔ انہوں نے کہا کہ بیروت میں ایک مجلس منعقد ہو رہی ہے اس میں سوچا جائے گا کہ مسلمانوں اور عیسائیوں کو کس طرح ایک کیا جائے۔ انہوں نے کہا کہ مجھے ایسی آیات بتائیے جن میں بین الاقوامی اتحاد کی تعلیم دی گئی ہو۔ میں نے کہا کہ اس قسم کی کانفرنسیں امریکہ اور فرانس میں بھی ہو چکی ہیں، اور لاہور میں بھی ہوئی تھی۔ یہ لوگ رواداری کی سطح پر کانفرنسیں کرتے ہیں۔ اور یہ سب کچھ ثقافت کے لئے کیا جاتا ہے جس کا نتیجہ پائدار نہیں۔ پانی اور تیل ایک جگہ اکٹھے نہیں ہو سکتے۔ ....

....

رحمۃ للعالمین کا پیدا کردہ ذہنی انقلاب

محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دنیا کو ایک کرنا چاہتے ہیں۔ ان کی تعلیم ذہنی انقلاب کے ذریعہ سے لوگوں کو یکجہتی کا سبق دیتی ہے چنانچہ دنیا نے عرب میں انہوں نے اخوت مساوات کی تعلیم کو پھیلایا اور قوموں کو ایک کر دیا۔ اس لحاظ سے آپ رحمۃ للعالمین ہیں۔

غیروں کے معاملہ میں محمد رسول اللہ کا عدل و انصاف

ایک بات اور ہے وہ یہ کہ دعویٰ بہت بڑا ہے کہ آپ ساری دنیا کی رہبری کے لئے آئے ہیں اور سارے جہان کے لئے ہادی و رہنما ہیں۔ جب بادشاہت ملتی ہے۔ اور جب غیر قومیں آپ کے زیر حکومت آ کر رہتی ہیں پھر اس دعوے کا پتہ چلتا ہے کہ یہ کس حد تک درست ہے۔ اس بارہ میں بھی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نہایت شاندار نمونہ دکھایا ہے حضور نے غیر اقوام کی رعایا کی جان و مال و آبرو کی حفاظت کر کے دکھائی۔ حضور نے مسلم اور غیر مسلم کے درمیان عدل و انصاف کر کے دکھا دیا۔ جیسا کہ طعمہ انصاری اور ایک یہودی کے مقدمہ میں مسلمان کو سزا دی اور یہودی کو بری کر دیا۔

ایک دفعہ میں پنجاب کے ایک سابق چیف جسٹس سر ٹریور ہیریس.........
(Sir Trevor Harries) (سے ملاقات کے لئے اُن کے مکان پر گیا۔ میں نے کہا کہ یہ قرآن میں آپ کو تحفۃً دیتا ہوں اس کے پہلے صفحہ پر میں نے کچھ آیات لکھ دی ہیں۔ میں نے ایک گھنٹہ تک اسلام کی تعلیمات اُن کے سامنے بیان کیں۔ اور ثابت کیا کہ اسلام کی تعلیمات بے نظیر ہیں، اور عالمگیر ہیں۔ اور ابدی ہیں۔ اور فطرت انسانی کے عین مطابق ہیں۔ میں نے کہا کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم ہوا:—
انا انزلنا الیک الکتاب بالحق لتحکم بین الناس بما اراک اللہ ولا تکن للخائنین خصیما۔ ہم نے آپ کو حق و صداقت سے بھری ہوئی کتاب عطا کی ہے۔ تاکہ آپ لوگوں کے درمیان اس کے مطابق فیصلہ کریں۔ اور خائن لوگوں کی حمایت نہ کیا کریں چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جیسا کہ اوپر مذکور ہو چکا ہے ایسا ہی کر کے دکھایا۔ میں نے کہا کہ کہا جاتا ہے کہ انگریز اعلےٰ درجہ کا منصف ہے یہ اس وقت تک صحیح ہے جب تک انگریز جج کے سامنے ہندو اور مسلمان اور سکھ کا مقدمہ ہو، جونہی انگریز اور مسلمان کا تنازعہ درپیش

you are always ہو
اس وقت آپ failure
لگ عدل و انصاف کے معاملہ میں فیل ہو جاتے ہیں۔ اس کا رنگ اُڑ گیا۔ میں نے بتایا کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مقام اس بارہ میں بہت بلند ہے۔ انصاری قوم کا آپ پر بہت بھاری احسان ہے۔ آپ اُن پر فدا تھے، اور فرماتے تھے کہ جس رستہ سے انصاری چلیں میں اس پر چلوں گا لیکن ایسا اتفاق ہوا کہ طعمہ نامی ایک انصاری نے کسی کی زرہ بکتر چرا لی، اور جب راز کھلتے دیکھا تو ایک یہودی کے گھر میں پھینک دی مقدمہ چلا۔ طعمہ اور یہودی بطور ملزم پیش ہوئے۔ انصاری لوگ حضور کے پاس طعمہ کی بریت کی سفارشات لے کر آئے ہیں۔ وہ کہتے ہیں حضور طعمہ انصاری ہے۔ اس کو اگر سزا ہو گئی تو انصاری قوم بدنام ہو جائے گی۔ یہودی بے ایمان کافر ہے وہ اصل چور ہے۔ اس بے ایمان کافر کو سزا دی جائے۔ حضور نے تفتیش فرمائی طعمہ کو ملزم قرار دیا۔ اسی طرح کی ہدایات حضور نے معاذ بن جبل کو دیں۔ جبکہ ان کو یمن کا گورنر مقرر کیا گیا تھا۔ فرمایا اہل کتاب پر حکومت کرنے جا رہے ہو یسراً ولا تعسراً۔ دیکھو ان کو کسی قسم کی تکلیف نہ دینا ایاکم و کرائم اموالھم۔ اُن کے اعلےٰ درجے کے اموال ہڑپ نہ کر جانا۔ اور فرمایا اتق دعوۃ المظلوم۔ ان پر ظلم نہ کرنا۔ مظلوم کی آہ سیدھی خدا تک پہنچتی ہے۔ کیونکہ لیس بینھا و بین اللہ حجاب۔ راستے میں روک کوئی نہیں۔ اسی طرح سے مصر کے عیسائیوں کے ساتھ حسن سلوک کی ہدایات حضور نے جاری فرمائیں فرمایا:— ستفتحون مصرا فاستوصوا لاھلھا خیرا فان لھم ذمۃ و رحما ان کے ساتھ ہمارا عہد ہے اور رشتہ داری بھی۔ چنانچہ مصر جب فتح ہوا تو عمرو بن عاص وہاں کے گورنر تھے انہوں نے اعلان کر دیا کہ تمام غلام آزاد ہیں۔ عمال کی تنخواہیں زیادہ کر دیں سب کے حقوق برابر کر دیئے لوگ خوش ہو گئے۔ اتفاق ایسا ہوا کہ ایک دن اُن کے صاحبزادہ نے کسی مصری کو مارا۔ حضرت عمر خلیفۃ المسلمین تھے اُن کے دربار میں رپورٹ ہوئی۔ حضور نے باپ بیٹے کو طلب کیا اور سب کے سامنے صاحبزادہ کو سزا دی۔ اہل مصر اس پر حیران رہ گئے کہ مسلمان حاکم اس قسم کا عدل و انصاف کرتے ہیں جس کی کسی دوسرے سے توقع نہیں کی جا سکتی۔ حضور صلعم کے صحابہ کا بھی یہی دستور رہا۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ میرے بعد جو خلیفہ ہو اوصیہ بذمۃ اللہ و ذمۃ رسولہ۔

(باقی بر صفحہ ۳۷)

عقیدۂ ختم نبوۃ
امن عالم کا ضامن ہے

از قلم چوہدری محمد حسن صاحب چیمہ ایڈووکیٹ گجرات

اسلامی دنیا کے فقیہو! مفتیو! مولویو! سجادہ نشینو! واعظو! عالمو! اے صاحبانِ جبّہ و عمامہ و اربابِ شریعت و طریقت و مصلحانِ قوم و زہاد و اتقیائے ملت۔ مدیرانِ جرائد و فن کارانِ ادب و صحافت و اصحابِ دانش و بینش و بندگانِ فکر و ذکر و صدر نشینانِ مسندِ رشد و ہدایت و بانیانِ تحریکاتِ احیاءِ اسلام پیرانِ عظام و فقرائے کرام! کبھی آپ حضرات نے غور کیا کہ ختم نبوت کے عقیدہ کو منوا کر اسلام کتنا بڑا عالمی انقلاب پیدا کرنا چاہتا ہے۔ تمام قومی نبوتوں اور رسالتوں کے دروازے بند کر کے صرف ایک ہی آستانۂ نبوت پر تمام نسلِ انسانی کو جھکا کر اور ایک ہی چشمۂ روحانی یعنی قرآن کریم سے سیراب کر کے اور اسے ایک ہی خدا کے پرستار بنا کر اسلام نے انسانوں کی ایک وحدت قائم کرنے کا ایسا منصوبہ تیار کیا ہے۔ کہ اس سے پہلے کبھی ایسی سکیم دنیا کے سامنے پیش نہیں کی گئی۔ یہ عقیدہ ایک عظیم الشان عالمی پروگرام کی ایک عملی بنیاد ہے جس پر مساوات کی نہ مٹنے والی عمارت تعمیر کی جاتی ہے جس میں امن و سکون خوش حالی و آسودگی طمانیت و کشادگی کی دلکشیاں جلوہ ریز ہوتی رہیں گی۔ یہ نہایت سنجیدگی سے غور و خوض و عمیق تدبر و تفقہ سے سمجھنے کا مسئلہ ہے۔ یہ جلسوں اور جلوسوں سستی نعرہ بازیوں کا اپنے اندر کوئی سامان نہیں رکھتا۔ آؤ۔ آج کی صحبت میں قرآن کریم کی اس آیت کریمہ پر ٹھنڈے دل سے غور کریں

ما كان محمد ابا احد من رجالكم ولكن رسول الله وخاتم النبيين وكان الله بكل شئ عليما ٥

ترجمہ:۔ ملک عرب میں ظہور کرنے والا محمد اے نسل انسانی! تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں ان سے کوئی نسلی سلسلہ نہیں چلے گا اور نہ کوئی مادی اور عصبی تفوق کا دعویدار پیدا ہوگا۔ ہاں وہ اللہ کے رسول ہیں، ان کے پاس تمام نوعِ انسان کے لئے زندگی بخش اور حیات افروز پیغام ہے۔ ایسا پیغام کہ اس کے بعد اب کسی مزید پیغام کی ضرورت نہیں، اب تمام نبوتوں کو محمد رسول اللہ کے ظہور پر ختم کر دیا گیا ہے اور انسان کی ارتقائی تربیت کرنے والا خدا اس کے تمام مدارج اور آئندہ آنے والے حالات سے خوب واقف ہے اور اسی واقفیت اور علم کی روشنی میں انسان کی لامحدود ترقیوں کا اب یہ انتظام کر دیا گیا ہے کہ تمام اخلاقی اور روحانی علوم کے سمندر اب قرآن کے کوزہ میں بند ہیں اور اسی تعلیم کی دولت سے مالامال ہو کر انسان روحانیت کے بلند سے بلند مقامات حاصل کر سکے گا!

اب اگر دنیا تمام روحانی پیشوائی کے آستانوں سے کٹ کر صرف قرآن کریم کی چوکھٹ پر جھک جائے اور ایک خدا کی پرستار بن کر تمام انسانوں میں بلا لحاظ لون و لسان و وطن و مکان میں مکمل مساوات کی قائل ہو جائے تو یہ جہان آسودگی، خوشحالی، مسرت و راحت کی جنت بن جائے گا۔ جانتے ہو کہ اس مسئلہ ختم نبوت کی ترویج اشاعت و قبولیت و پذیرائی میں کونسی دو قوتیں بڑی طاقت سے مزاحم ہو رہی ہیں۔ آؤ آج ان سے اچھی طرح متعارف ہو جائیں، وہ دو قوتیں حسب ذیل ہیں

(۱)

عیسائیت اور اس کا تمام لاؤ لشکر

دنیا کی یہ نہایت بدقسمتی ہے۔ کہ اس وقت ..... عیسائیت مادی طور پر غلبہ اور تفوق کی بلند ترین رفعتوں پر ہے۔ موجودہ دورِ ترقی کی کاوش کے تمام نتائج اور سائنس کی ایجادات اور اختراعات کے تمام ثمرات اس وقت عیسائیوں کے ہاتھ میں ہیں۔ سائنس کا تیار کیا ہوا ایک بم ایشیا اور افریقہ کے بڑے بڑے شہروں کو ایک آن واحد میں مسمار کر سکتا ہے۔ اور اس کی زد سے اتنا اتلاف جان و مال وقوع پذیر ہو سکتا ہے کہ اس کی نظیر انسانی تاریخ کے سابقہ دور میں نہیں مل سکتی۔ اسی وجہ سے اس وقت کی غیر عیسائی دنیا کہیں تو عیسائیوں کے براہ راست زیرِ نگین ہے۔ اور کہیں اقتصادی طور پر اُن کے دست نگر۔ خود یورپ اور امریکہ میں عیسائیت کی بیزاری کے باوجود غیر عیسائی دنیا میں اشاعت عیسائیت کے لئے روپیہ پانی کی طرح بہایا جا رہا ہے اس میں عیسائی حکمرانوں کی بہت سی سیاسی مصلحتیں پنہاں ہیں۔ اسلام کے سوا باقی تمام مذاہب اس وقت جمود کی حالت میں ہیں اور ان میں سے اکثر غیر اشاعتی مذاہب ہیں۔ جو رسم و رواج کی گھناؤنی قدامتوں میں گر کر اپنی افادیت کھو چکے ہیں۔ اور انسانیت کے لئے ان کے ہاں نہ کوئی پیغام ہے نہ اپیل۔ زمانہ حال کے جدید تقاضوں کی تسکین کے لئے ان کے ہاں کوئی سامان نہیں۔ اور نہ ہی انسان کی روحانی بیماریوں کا ان کے پاس کوئی مداوا ہے۔ برعکس اس کے عیسائیت کا یہ اعلان ہے۔ کہ اس کا بانی خدا کا اکلوتا بیٹا ہے جو نوعِ انسانی کی غمخواری اور ہمدردی میں کفارہ ہو کر اپنے خدا کی قربانی دے گیا اور پھر زندہ ہو کر باپ خدا کے دائیں ہاتھ تختِ الوہیت پر جا بیٹھا۔ اور گم گشتہ انسانوں کی ہدایت کے لئے دوبارہ اس کا نزولِ جلالی ہوگا۔ اور اس وقت وہ بنی انسان کو تمام مصائب اور آلام سے نجات دلائے گا۔ عیسائیوں کے خیال میں مسیح کے سوا انسانوں کا اور کوئی نجات دہندہ نہیں ہے اس اعلان میں لوگوں کے لئے نوید جانفزا بھی ہے اور پُر امید مستقبل کا وعدہ بھی۔ عیسائی پادری خوب جانتے ہیں کہ عیسائیت کی اس باطل عمارت کو چکنا چور کرنے والا اور اس دروغ کو ہوا میں اُڑا دینے والا صرف ایک ہی شخص ہے جس کا نام محمد ہے اس لئے پادریوں نے ازراہ ظلم و تعدی و جور و ستم حضور نبی کریم کی شان میں اس قدر گستاخیاں، شوخیاں اور بیباکیاں کی ہیں۔ کہ بانیانِ مذاہبِ عالم میں مظلوم ترین شخصیت محمد عربی کی ہے اور اب تک فرنگستان کے کفرستانوں میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف عالمگیر پیمانہ پر آپ کی ذات پر پراپیگنڈہ جاری ہے اور ختم نبوت کا عقیدہ تو علیحدہ رہا خود حضور کی نبوت ہی کو عیسائیوں نے تعصب اور مخالفت کے پردوں میں گم کر رکھا ہے۔ تمام عالم اسلامی عیسائیت کی بڑھتی ہوئی مافوق القوت کے سامنے بے دست و پا ہے اس وقت عیسائیت کی یورش ممالک اسلامیہ پر بڑے زور شور سے جاری ہے۔ حتیٰ کہ اسلامی دنیا کا سب سے بڑا ملک یعنی پاکستان عیسائیت کے حملہ کا سب سے بڑا نشانہ بن رہا ہے۔ اور یہاں کے مسلمان دھڑا دھڑ آغوشِ عیسائیت میں جا رہے ہیں جس کا اعتراف تقریباً تمام اسلامی جرائد نے حال ہی میں کیا ہے۔ اور یہ کچھ کبھی خود عیسائیوں کی مساعی [illegible] رپورٹیں پڑھ کر۔

مسلمانوں کے تمام جرائد و صحائف میں اس امر کے چرچے تو ضرور ہو رہے ہیں۔ کہ عیسائیت کے خوفناک حملوں کے سامنے جمہور اہل اسلام کی حالت پتلی و نازک ہو رہی ہے اور حکومت سے فریادیں اور واویلے بھی کئے جاتے ہیں اور کہا جاتا ہے کہ تبلیغ اشاعت عیسائیت کو قانوناً ممنوع قرار دیا جائے مگر عیسائیت کی مدافعت میں مسلمانوں کی طرف سے کوئی عملی و علمی جواب نہیں ہے۔ تمام انسانیت کے لئے یہ رونے کا مقام ہے کہ جو دین تمام انسانوں کی فلاح کا سامان اپنے اندر رکھتا ہے۔ وہ اپنے ہی مرکز و گھر میں سرنگوں ہو کر رہ گیا ہے۔

(۲) ختم نبوت کے راستہ میں دوسری قوت مزاحمہ

یہ قوت مولوی اور اس کے متبعین کی ہے۔

ختم نبوت اتحاد نسل انسانی کے لئے سب سے بڑی نعمت ہے۔ اور اب اسی عقیدہ کو عملی شکل دیکر دنیوی کامرانی کی وہ اُخروی نجات حاصل کی جاسکتی ہے ٹکڑے ٹکڑے اور لخت لخت ہوئی انسانیت اسی عقیدہ سے جوڑی جانے والی ہے۔ اقوام و ملل اپنی نسلی اور عصبی، امتیازات وطنی اور قومی اختلافات ملی اور دینی تنازعات، طبعی اور فلسفی تفریقات کے باوجود ایک لڑی میں پروئی جانے والی ہیں سابقہ نبوتوں کے تمام کمالات اس آخری نبوت میں جمع کر دیئے گئے ہیں اور تمام ضروری الہامات اور آسمانی برکات خدا کی آخری کتاب یعنے قرآن کریم میں اکٹھے کر دیئے گئے ہیں پس ہر مذہب کا پیرو اپنے رشیوں اور پیغمبروں کو تسلیم کرتے ہوئے اس آخری نبوت سے استفادہ حاصل کر سکتا ہے اپنے سابقہ ادیان کے حلقۂ عقیدت میں رہتے ہوئے ہر انسان اس آخری پیغام پر ایمان لاسکتا ہے یہاں تک کہ عیسائیت بھی اسلام کو قبول کرنے کے باوجود حضرت مسیح سے منقطع نہیں ہو سکتی۔ مگر ہمیں رنج غیروں سے نہیں اپنوں سے ہے۔ ہمارا دقیانوسی مولوی اپنی ہٹ دھرمی سے باز نہیں آتا۔ اور عیسائیوں سے بڑھکر عیسٰی پرستی میں جوش دکھاتا ہے :۔ اور وہ لوگوں کو یہ بتلاتا ہے کہ حضرت عیسٰی علیہ السلام آسمان پر جوں کا توں اسی جسم عنصری کے ساتھ زندہ موجود و مشہود ہے۔ اور یہ بھی کہتا ہوا انہیں شرماتا کہ آخری زمانہ میں انسانیت کو نجات دلانے کے لئے (نہ حضرت محمد رسول اللہ اور نہ ان کا کوئی متبع مبعوث ہوگا) اسرائیلی مسیح اس خیر الامم اُمت کی کشتی کو کنارے لگائے گا۔ پس عقیدہ ختم نبوت میں **مولوی ایک بڑی مزاحم قوت ہے۔**

مولوی کے اندر تبدیلی

گذشتہ صدی میں تو ملک کی تمام مساجد میں منابر پر چڑھکر مولوی بلند آہنگی سے یہ تجربیاں اپنے خطبہ میں سنایا کرتا تھا۔ کہ چودھویں صدی ہی میں مسیح کا ظہور ہوگا۔ ظہور مسیح کے متعلق احادیث و روایات آثار لوگوں میں بڑے زور و شور سے سنائی جاتی تھیں۔ اور یہ بھی بتایا جاتا تھا کہ عنقریب ماہِ رمضان میں کسوف و خسوف ہوگا اور وہی وقت ظہور مسیح کا ہوگا۔ دجّال اور یاجوج و ماجوج کے قصے بھی بیان کئے جاتے تھے۔ تا آنکہ ایک شخص نے مسیح اور مہدی ہونے کا دعوےٰ کر دیا۔ مولوی اس سے بگڑ گیا اور اس کے لئے دل کی گہرائیوں میں عناد اور دشمنی کے جذبات پال لئے۔ جوں ہی کسی نے حضرت مرزا صاحب کا نام لیا غصّہ سے مولوی کا چہرہ سرخ ہو گیا منہ میں جھاگ آنے لگی اور نتھنے پھولنے لگے، بدن پر رعشہ و لرزہ چھا گیا۔ گالیوں و دشنام طرازیوں اتہام بازیوں اور الزام تراشیوں کا ایک لامتناہی سلسلہ شروع ہو گیا۔ ایسی فضا میں کون کسی کے دلائل سنتا ہے۔ مرزا صاحب کے الہامات پر حملے ہیں ان کی ذات پر خود تراشیدہ الزامات کی بنا پر خوردہ گیری ہے مگر ان کے بتائے ہوئے ایک اصول کے خلاف بھی کوئی معقول اعتراض نہیں۔ حضرت مرزا صاحب کا اعلان ہے کہ حضرت عیسٰی مسیح علیہ السلام فوت ہو گیا یقینی اور قطعی دلائل سے انہوں نے وفات مسیح کو ثابت کر دیا۔ قرآن سے ثابت کیا۔ اور حدیث سے ثابت کیا۔ خود انجیل سے ثابت کیا سائنس اور فلسفہ سے ثابت کیا۔ تاریخی شواہد اور مسلمہ روایات سے ثابت کیا۔ عقل سے ثابت کیا نقل سے ثابت کیا۔ مگر مولوی مسیح پرستی سے باز نہ آیا لیکن اندر ہی اندر مولوی کا دل بھی کھا یا گیا۔ چنانچہ مولوی صاحب اب جناب مسیح کے متعلق بالکل خاموش ہے، کہ گویا خود اس پر موت واقع ہوگئی ہے۔ اس پر نہ اب بحث ہے نہ مباحثہ نہ تنقید ہے نہ تبصرہ۔ اس کا کوئی مودودی۔ کوئی عامر عثمانی کوئی نعیم صدیقی کوئی غزنوی کوئی بریلوی، کوئی دیوبندی میدان میں نہیں آتا دجّال کی حدیثیں اور یاجوج ماجوج کا قرآنی ذکر مولوی کو بالکل بھول گیا اور ماہ رمضان میں کسوف و خسوف کی مشہور حدیث کو بھی طاق نسیان میں رکھ دیا گیا ہے حالانکہ واقعات کے رنگ میں یہ پیشگوئی بھی پوری ہو چکی ہے اور مشرق اور مغرب اس پر شاہد ہیں۔ روس اور اس کے ملحق ممالک کا بلاک ایک طرف امریکہ اور اس کے موالی دوسری طرف صاف یاجوج ماجوج کی نیابت کرتے نظر آرہے ہیں اور فرنگیوں کی دجالیت بھی اب بالکل عیاں ہے۔ مگر مولوی ان سے دانستہ صرف نظر کرتا ہے مگر ان حقائق کی تردید نہیں کرتا۔ بلکہ مولویوں کے کسی نہ کسی حلقہ سے کبھی کبھی احمدیوں کی تعبیر کی تائید بھی ہو جاتی ہے۔ ہاں مدعی مسیحیت کی شان میں نفرت و حقارت الزامات و اتہامات کی ایک مہم ہر طرف سے شروع ہے اور اس پاکباز اور استباز اور راست گفتار امام وقت کے خلاف ہر قسم کی زہر چکانی اخباروں کے صفحات کو ملوث کرتی رہتی ہے یورپ میں تو یاجوج و ماجوج کے لشکر باہم متصادم ہونے کی تیاریاں کر رہے ہیں اور یاجوج وماجوج مفسدون فی الارض کی قرآنی پیشگوئی اکناف عالم میں ظہور پذیر ہوتی نظر آرہی ہے اور وترکنا بعضھم یومئذٍ یموج فی بعضٍ ونفخ فی الصور فجمعنٰھم جمعًا ۝ وعرضنا جھنم یومئذٍ للکٰفرین عرضا ۝ ......

ترجمہ :- اور ہم انہیں اس دن ایک دوسرے پر موجیں مارتے ہوئے چھوڑ دیں گے اور صور پھونکا جائے گا پس ہم ان کو ایک طرح اکٹھا کر دیں گے اور اس دن ہم دوزخ کو ایک طرح کافروں کے سامنے لے آئیں گے) کا نظارہ عنقریب چشم فلک بھی دیکھ لے گی۔ اور مولوی بھی اسے مشہود و محسوس حالت میں پائے گا۔ مشرق اور مغرب ان قوموں کے عبرتناک انجام کو دیکھ کر قرآن کے اس اعلان پر ایمان لے آئیں گے :۔

الذین ضل سعیھم فی الحیٰوۃ الدنیا وھم یحسبون انھم یحسنون صنعًا ۝ اولٰئک الذین کفروا باٰیٰت ربھم ولقائہ فحبطت اعمالھم فلا نقیم لھم یوم القیامۃ وزنا ۝۔

ترجمہ :- وہ جن کی کوشش دنیا کی زندگی میں برباد ہوگئی اور وہ سمجھتے ہیں کہ وہ صنعت کے کام اچھے بنارہے ہیں۔ یہی وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنے رب کی باتوں اور اس کی ملاقات کا انکار کیا اور ان کے عمل کام نہ آئے۔ اس لئے ہم قیامت کے دن ان کے لئے وزن قائم نہیں کریں گے۔ (الکہف)

کاش اب بھی مولوی کی حضرت مرزا صاحب کے خلاف خشمناکی کم ہو جائے آہ! اب بھی مولوی احمدیوں کو غضبناک آنکھوں سے دیکھتا ہے۔ اِن تمسسکم حسنۃ تسؤھم

ترجمہ :- تم کو کوئی سکھ چھو جائے تو ان کو بُرا لگتا ہے۔ اگر احمدیوں کی وجہ سے یورپ کے کفرستانوں میں اسلام پھیلنے لگے تو مولوی عضوا علیکم الانامل من الغیظ۔ قل موتوا بغیظکم۔ ان اللہ علیم بذات الصدور

ترجمہ :- سخت غصے کے مارے تم پر انگلیاں کاٹتے ہیں۔ کہو اپنے غصے میں جل جل کے مرجاؤ۔ بے شک اللہ سینوں کی باتوں کو خوب جانتا ہے۔ (آل عمران آیت ۱۱۹)

پادری کے سامنے مولوی کی بےبسی

پادری مسلمانوں کے اندر کھڑے ہوکر منادی کرتا ہے۔ کہ مسلمانو! بتلاؤ کہ تمہارا پیغمبر زندہ ہے یا زیر زمین مدفون۔ مسلمان مولوی کی طرف دیکھتا ہے۔ مولوی مضطرب ہو جاتا ہے اور تسلیم کرتا ہے کہ ہاں ہمارے نبی احمد مجتبےٰ حضرت محمد مصطفےٰ سرور کونین مدفون یثرب ہیں اور مسلمان ہر سال روضۂ مبارک کی زیارت کے لئے کشاں کشاں مدینہ منورہ میں پہنچے ہیں۔ پھر پادری بلند آواز سے پوچھتا ہے بتاؤ حضرت عیسٰی علیہ السلام کہاں ہیں۔ تو مسلمان بیک آواز پکار اُٹھتے ہیں کہ وہ آسمان پر زندہ موجود ہیں، پادری پھر تیسری بار پوچھتا ہے کہ بتاؤ آخری زمانہ میں انسانیت کے ڈوبتے بیڑے کو کون سلامتی کے کنارے پر لگائے گا۔ مسلمان پھر مولوی کی طرف دیکھتا ہے مولوی شرمسار ہو کر پانی پانی ہو جاتا ہے مگر کہتا یہی ہے کہ اولاد آدم کی نجات حضرت عیسٰی مسیح کے ظہور ثانی پر ملتی ہے۔ پادری کی باچھیں خوشی سے کھل جاتی ہیں۔ عیسائیت پھول جاتی ہے۔ باطل رقص کرتا ہے۔ صداقت بےچین

ہو جاتی ہے۔ اسلام آنکھیں جھپکا لیتا ہے۔ اور مسلمانوں کے اکثر افراد دائرہ عیسائیت میں چلے جاتے ہیں۔

عیسائیت کی بڑھتی رَو کو دیکھ کر مولوی فریاد اور واویلا کرنا شروع کر دیتا ہے۔ اور حکومت کو عیسائیوں کے خلاف اُبھارنے کی کوشش کرتا ہے حالانکہ خود عیسائیت کا سب سے بڑا مؤید ہے اور پادریوں کے شانہ بشانہ کھڑے ہو کر در اصل عیسائیت کی تبلیغ خود مولوی آپ کرتا ہے اس تبلیغ سے جب عیسائیت پھلتی پھولتی ہے تو پھر رونے لگ جاتا ہے۔ اسی لئے تو حضور نبی کریم صلعم نے اپنی نگاہ دُور رس سے اس زمانہ کے مولوی کی روحانی حالت دیکھ لی تھی اور ایسے الفاظ میں اس کا نقشہ کھینچا تھا کہ انہیں پڑھ کر انسان لرز اُٹھتا ہے۔

مولوی کے مشاغل

ہم نے ہندوستان اور پاکستان کے اکثر دینی رسالوں میں حال ہی میں اس قسم کے مضامین دیکھے ہیں کہ آیا حضور نبی کریمؐ کا سایہ تھا یا نہیں۔ اس موضوع پر دونوں فریقوں نے علم کے دریا بہا دیئے ہیں۔ اور اسی طرح فاتحہ خلف امام و دعا بعد صلوٰۃ کے مسائل پر طویل خامہ فرسائی ہوتی رہتی ہے۔ سینکڑوں صفحات تو اس مضمون پر سیاہ کر دیئے جاتے ہیں۔ کہ آیا حضورؐ کو علم غیب ہے اور حضورؐ ہر مجلس میلاد میں حاضر و ناظر ہوتے ہیں۔ اس موضوع پر مولوی صاحبان نے بڑی مضمون آفرینی کی ہے، اور حال ہی میں یزید کو پاکباز، نیک طینت اور صحابیوں کی سی عزت اور احترام کا مالک متقدین میں سے ایک اولوالعزم خلیفہ ثابت کیا جا رہا ہے۔ اور امام حسین علیہ السلام کو ایک باغی اور خود سر لاڈلا نوجوان ظاہر کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ حالانکہ تاریخ کے ان ذخیرہ اوراق کو داستان پارینہ سمجھ کر ماضی کے حوالہ کر دینا چاہیئے نہ ہی کسی کو گالیاں دینی چاہئیں اور نہ ہی حمد و ستائش کے دریا بہا دینے چاہئیں۔ اسی طرح زیارت قبور اور کچھ دیگر مسائل زیر بحث آ رہے ہیں۔ مگر فتنۂ مسیحیت، یا یورشِ یاجوج ماجوج، اور تہذیب یورپ، کی دجالیت ایسے زندہ مسائل پر کوئی اظہار خیال نہیں ہوتا

علمائے فرنگ کیا سمجھتے ہیں اور علماء اسلام کیا

یورپ کے سامنے تو یہ خیال ہے کہ دنیا کا آیندہ مذہب کیا ہوگا عیسائیت یا اسلام! مستقبل کے ہادی حضرت محمد رسول اللہ صلعم ہوں گے یا عیسیٰ علیہ السلام، انسانوں کے مسائل الہام سے حل ہونگے یا مجرد عقل انسانی سے مگر ہمارے مولویوں کو اس پر اصرار ہے کہ عیسیٰ نبی اللہ کو اللہ تعالیٰ نے دو ہزار سال سے یوں کانوں کسی بڑے معرکہ کے لئے محفوظ کر رکھا ہے جس معرکہ کو سر کرنے کے لئے امت مسلمہ سے خیر الامم ہے کوئی ایک فرد بھی موزوں خیال نہیں کیا جا سکا یہاں تک کہ خود حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی داعی اجل کو لبیک کہنا پڑا اس لئے کہنا پڑا کہ ان سے نعوذ باللہ کوئی زیادہ شاندار اور زیادہ کام کرنے والا زندہ نبی موجود تھا۔ وہ نبی جس کی پیدائش بھی عجیب ہے اور اس زمین پر زندگی بھی عجیب اور پھر آسمان پر رفعت بھی عجیب اور اس کا دنیا میں دوبارہ ظہور بھی عجیب اور اس کے سامنے تمام انسانیت کا قرب قیامت سے قبل جھکنا بھی عجیب۔ اگر یہ بات صحیح ہے تو کچھ مولویوں کو عالم اسلامی میں عیسائیت کے پراپیگنڈا پر مامور ہو جانا چاہیئے اور چند مولویوں کو یورپ جا کر پرستاران عیسائیت اور برگشتگان مسیحیت کو دوبارہ عیسیٰ علیہ السلام کے قدموں پر گرانے کے لئے ایسے شریلے واعظوں کا آغاز کرنا چاہیئے تاکہ مشرق میں بھی اور مغرب میں بھی عیسائیت کا ڈنکا بج جائے۔ اور دنیا کے تمام مسلم اور غیر مسلم حلقہ بگوش مسیح ہو کر خدا کی بجائے خداوند یسوع مسیح کے آستانہ الوہیت پر گر جائیں۔ اگر ہمارے مولانا ایسا کرنے سے قاصر ہیں اور ان کا عقیدہ اسلام کی فتح کے متعلق اتنا کمزور نہیں ہوا تو وہ خدارا احمدیوں کو موقع دیں کہ وہ دنیا پر ثابت کر دیں کہ حضور نبی کریم کی پاک زبان سے جو پیشگوئیاں احادیث میں آتی ہیں وہ نہ صرف سچی ہی نہیں بلکہ واقعات نے ان کو سچ ثابت کر کے دکھلا دیا ہے۔ اور اہل علم کو دکھا دیں کہ فتنہ مسیحیت ہی حقیقت میں فتنۂ دجالیت ہے، احمدیوں نے اپنے معتقدات کی اس تعلیم کو پھیلا کر اسلام کی حقانیت ثابت کی ہے۔ دنیا کے موجودہ سیاسی ڈھانچہ کو دیکھا جائے تو صاف نظر آجائے گا کہ امریکہ کی قیادت میں آزاد قوموں کا ایک بلاک بن چکا ہے اور روس اور اس کے زیر اثر ممالک کا ایک علیحدہ بلاک بن چکا ہے امریکہ اور دیگر مغربی تمام فرنگی قومیں روسیوں سے سرد جنگ میں مبتلا ہو چکی ہیں اور یہی تو وہ عظیم الشان دو قومیں ہیں جو قرب قیامت کے وقت باہمی متصادم ہوں گی کہ ان کو ہی قرآن نے یاجوج ماجوج کہہ کر پکارا ہے۔ پس آپ احمدیوں کو اجازت دیں کہ وہ عقل و سائنس فلسفہ اور واقعات عالم سے بھی اور قرآن کریم اور احادیث صحیحہ اور خود اناجیل کی آیات سے بھی وفات مسیح کو دو اور دو چار کی طرح ثابت کر دیں اگر مولوی صاحبان ایسا کرنے کی اجازت دے دیں تو مسیحیت کا خاتمہ ہو گا اور مسلمانوں میں بھی کوئی فرقہ بندی نہ رہے گی۔ اور مستقبل قریب میں تمام دنیا محمد رسول اللہ کے قدموں پر گر جائے گی۔ مولویو! مسیحیت کو فروغ دو یا اسلام کو پھیلنے دو اور اسلام وہی پنپ سکتا ہے جسے اس صدی کے مجدد حضرت مرزا غلام احمد صاحب نے پیش کیا ہے بالفاظ دیگر یا اسرائیلی مسیح کو تمام انبیاء پر تفوق دے دو یا اسلامی مسیح کی تعلیم پر کاربند ہو جاؤ اور احادیث کو سچا کر دکھاؤ۔ یاد رکھو عنقریب تمہیں فیصلہ کرنا ہوگا کہ تم عیسائی بنیں یا احمدی ہو جائیں۔ یہ حقیقت بڑی تلخ ہے۔ مگر یہ تلخ گھونٹ پینے ہی پڑیں گے ورنہ محض غیظ و غضب میں آنا اور منہ سے ناپاک الفاظ نکالنا کوئی شریفانہ شغل نہیں اس قسم کے مغلوب الغضب انسانوں کے لئے ارشاد ربانی یہ ہے کہ:—

مُوتُوا بِغَيْظِكُمْ

ایک اعتراض اور اس کا جواب

ہمارے اس طرز استدلال پر یہ اعتراض کیا جا سکتا ہے کہ یہ مان بھی لیا جائے کہ مسیح فوت ہو گیا ہے (ایسا ماننے کے سوا چارہ ہی کیا ہے) تو پھر ان احادیث کا کیا کریں گے جن میں مسیح کے دوبارہ آنے کی پیشگوئیاں موجود ہیں اور مسیح کی آمد ثانی کا عقیدہ تو تواتر سے چلا آ رہا ہے اس کا جواب یہ ہے کہ خود ان ہی احادیث میں مسیح اسرائیلی کا حلیہ اور بتایا گیا ہے اور آنے والے مسیح کا حلیہ اور ہے یہ جدا جدا حلیئے ثابت کرتے ہیں کہ یہ دونوں مسیح ایک ہی شخصیت نہیں ایک اسرائیلی مسیح ہے جس کا زمانہ بیت چکا ہے اور دوسرا محمدی مسیح ہے جو نبی کریم صلعم کا ظل ہوگا۔ اس کے متعلق خود حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی انجیل میں بیان کردہ تشریح موجود ہے جو اس مسئلہ کو حل کر دیتی ہے۔ یہودیوں کے ہاں یہ عقیدہ چلا آ رہا تھا کہ حضرت یحییٰ علیہ السلام خود آسمان پر چلے گئے ہیں اور مسیح کی آمد سے پہلے ان کا دوبارہ زمین پر ظہور ہوگا مسیح تو آ گئے مگر یحییٰ علیہ السلام نہ آئے یہودیوں نے اعتراض کیا یہ مدعی مسیحیت سچا نہیں ہو سکتا کیونکہ اس سے پیشتر یحییٰ کا نزول لازمی ہونا ہے مسیح نے اس کا جواب یہ دیا ہے کہ اے نادان فریسیو! یحییٰ تو آ چکے وہ ایلیا (الیاس) کے رنگ میں ظہور پذیر ہو چکے ہیں بعینہٖ اسی طرح اس امت میں ہی سے ایک فرد نے مقام مسیحیت پر فائز ہونا تھا سو وہ ہو چکا وہ اس صدی کا مجدد ہے جو مسیح کے رنگ و بو میں تشریف لایا اور جس نے اسلام کی حسابی تصویر دنیا کے سامنے رکھ دی اور اس کی سچائی کو ثابت کرنے کے لئے اس نے دلائل کے انبار لگا دیئے۔

ایک اور اعتراض

ہو سکتا ہے کوئی کہنے والا یہ کہہ دے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات تو ناقابل تردید دلائل سے ثابت ہو چکی ہے اب تو اسلامی دنیا کے کسی گوشہ سے بھی حیات مسیح کو ثابت کرنے کے لئے کوئی کوشش نہیں ہو رہی اگر ایسا ہے تو کیوں نہ ان تمام احادیث کو وضعی قرار دیا جائے جن میں حضرت عیسیٰ کی آمد ثانی کی پیشگوئیاں ہیں اگر معترض نے ان

ہتھیاروں پر اتر آنا ہے تو تمام احادیث پر بالعموم اور پیشگوئیوں پر مشتمل احادیث پر سے بالخصوص امن اُٹھ جائے گا، ہماری نمازیں، ہماری دعائیں، ہماری عبادتیں، ہماری زکاتیں، ہمارے حج، اور قربانیاں، ہمارے دیگر مناسک اور مذہبی رسوم سب کے سب دھرے کے دھرے رہ جائیں گے اور تمام اسلام سمٹ سمٹا کر مدینہ طلوع اسلام کے دفتر میں مقید ہو جائے گا اور دنیا کا آئندہ رہبر حضرت غلام احمد پرویز ہوگا، قرآن شریف کی اس آیت میں جو اس مضمون کی روح رواں ہے اس اعتراض کا بھی بخوبی جواب دیا گیا ہے ارشاد الٰہی یہ ہے۔ کہ محمد رسول اللہ تم لوگوں سے کسی مرد کے باپ نہیں۔ اور اُن سے کوئی مادی اور جسمانی نسب نہیں چلے گا مگر وہ نوع انسانی کے باپ ہیں۔ ان کے روحانی باپ ہیں۔ ان کے روحانی فرزندوں میں سے بڑے بڑے صلحاء اور اتقیاء اور آئمہ اور مجددین پیدا ہوں گے۔ جو سابقہ انبیاء کے کسی نہ کسی رنگ میں رنگین ہو کر انسانوں کی قیادت فرمائیں گے۔ پس اس صدی میں ایسا ہوا۔ کہ عیسائیت کے غلبہ کو توڑنے کے لئے یورپ کی تہذیب کو مٹانے کے لئے اور اسلام کا غلغلہ بلند کرنے کے لئے اور تعلیمات قرآنی کو غالب کرنے کے لئے اس امت کا ایک فرد مجددیت کے مقام پر کھڑا کر دیا گیا جس نے اپنی تمام مساعی ابطال عیسائیت میں صرف کر دیں اور اس کی جماعت اب تک اس مفید کام میں مصروف ہے۔ اور اسی لئے غیوری خداوندی نے اس صدی کے مجدد کا نام مسیح رکھا۔ جیسا کہ وہ خود فرماتے ہیں ؎

پول کافر از ستم بپرستد مسیح را
غیوری خدا ایں کرد مسیح را

مجددیت کے ہاتھوں اسلام کی نصرت

اور یہ بھی تو غور کرنا چاہیئے کہ اس صدی کے مجدد نے مسیحیت کا دعوٰے کر کے اسلام کو فائدہ پہنچایا ہے یا نقصان! اور اس کے بالمقابل اس کے معاندوں نے اسلام کے لئے کیا کیا کارہائے نمایاں سرانجام دیئے۔ آؤ دیکھو اور اس تاریخ کو پڑھو جو تمہاری آنکھوں کے سامنے بن رہی ہے۔ ہمیں بتلاؤ اور سچ سچ بتلاؤ۔ اور عامر عثمانی تم بھی بتلاؤ مولانا مودودی آپ بھی بتلائیں بریلوی حضرات خدارا آپ بھی زبان کھولیں کہ گذشتہ چودہ سو برس میں کس کلمہ گو نے سب سے پہلے قرآن کریم کا انگریزی میں ترجمہ اور اس کی تفسیر لکھی ہاں ہاں ہمیں بتلاؤ کیا تم میں سے کوئی انگریزی دان نہ تھا۔ کوئی بی اے یا ایم۔ اے نہ تھا۔ یہ کیوں ہوا اور کیونکر ہوا۔ کہ یہ سعادت صرف مولانا محمد علی مرزائی کو ملی اس پر اسلام جس قدر فخر کرے کم ہے تم اس پر رونا اور ماتم کرنا چاہیئے۔ کہ تم اس توفیق سے محروم ہو گئے۔ پھر ہم کو بتلاؤ کہ سرزمین انگلستان کے وسط میں دنیا نے اسلام کا تبلیغی اور دینی مرکز ووکنگ میں کس نے قائم کیا تم خوب جانتے ہو کہ اس کا بانی خواجہ کمال الدین تھا جو مرزا غلام احمد کا ایک مرید مخلص اور مرد مجاہد تھا۔ اب رو دو اور زار زار رو دو بلکہ سر کو پیٹ لو کہ تم میں سے کسی نے غیر اسلامی ملک میں قابل ذکر مشن قائم نہ کیا، اسلامی جماعت جس کے دل میں گذشتہ اور آئندہ تمام مسلمانوں کا درد ہے کبھی اس قدر مضطرب اور بے کل نہ ہوئی کہ حصول اقتدار کے لئے جدوجہد کرنے کی بجائے کوئی ایک آدھ مشن یورپ یا کسی اور براعظم میں قائم کر دیتی۔ پھر ہمیں بتلایئے کہ جرمنی کے دارالخلافہ برلین میں جس پر اس وقت تیسرے جنگ کے بادل امنڈے چلے آ رہے ہیں۔ اور جو شاید انسانیت کے تمام مسائل بنوک شمشیر حل کرنے کا مرکز بن جائے ....

...... اللہ اکبر کی بلند آوازیں مینار مسجد پر گونج رہی ہے۔ برلن شہر کے لوگ پانچ وقت مولانا شیخ یث احمدی (لاہوری) کی اقتداء میں نمازیں ادا کر رہے ہیں اور اسی طرح ہالینڈ اور یورپ کے دوسرے ملکوں میں اور امریکہ کے شہروں میں بھی اعلائے کلمۃ اللہ کا کام احمدی مبلغ کر رہے ہیں۔ افریقہ کے ریگستانوں اور جنگلوں کو بھی احمدی مبلغوں ہی نے پامال کیا ہے اور سیاہ رنگ کی آبادی کے دلوں کو نور ایمان سے منور کر رہے ہیں۔

اس کے برعکس ہمارے پیشوایان دین حضرات اپنی کارستانیوں کو بھی ملحوظ رکھیں۔ اپنے طرز بحث و مباحثہ اسلوب نگارش، تکفیر بازی اور کفر سازی پر سے پردہ اُٹھائیں تا دنیا موازنہ کر لے کہ اس عرصہ میں احمدیوں سے جس قدر لوگ اسلام میں داخل کئے ہیں اس سے کسی قدر زیادہ اشخاص کو آپ لوگوں نے اسلام سے خارج نہیں کر دیا۔ اہل تشیع سنیوں کے عقائد کی رو سے کافر ہیں۔ اور سُنی شیعوں کی نظروں میں کافر و منافق ہیں، بریلوی دیوبندیوں کے مکفر اور دیوبندی بریلویوں کی تفسیق و تکفیر میں مصروف۔

دنیائے اسلام میں لاہوری جماعت واحد ختم نبوت کی قائل ہے

احمدیت نے اسلام کا نقطہ نگاہ بیان کرنے میں عظیم الشان لٹریچر پیدا کیا ہے اور انسانیت کے مسائل بڑی بلند سطح پر زیر بحث لا کر ان کا حل پیش کیا ہے۔ احمدیت نے فروعی اختلافات کو کوئی اہمیت نہیں دی۔ اور یہ تحریک اتحاد بین المسلمین کی ہمیشہ علمبردار رہی ہے۔ اور دنیائے اسلام میں لاہوری احمدیوں کی ہی ایک واحد جماعت ہے جو صدق دل اور صمیم قلب سے بغیر کسی ذہنی تحفظات کے صاف اور بین الفاظ میں بہ بانگ دھل اس امر کا اعلان کرتی ہے۔ اور اس عقیدہ کو نوع انسان کا واحد ذریعہ نجات سمجھتی ہے۔ کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی نبی کا کسی وقت اور کسی شکل میں ظہور نہیں ہوگا۔ نہ کوئی آئندہ نبی پیدا ہوگا۔ اور نہ کوئی پرانا نبی آسمان سے اُترے گا، نبوت واقعیت میں حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہوئی اور اسی عقیدہ کی وہ تمام دنیا میں پرچار کر رہی ہے اور اسی عقیدہ کی طرف وہ تمام مسلمانوں کو مدعو کر رہی ہے۔ مولوی ختم نبوت کا منکر ہے۔ کیونکہ وہ حضرت عیسٰے مسیح کی آمد کا قائل ہے۔ ہمارا ایمان ہے جیسا کہ اس مضمون کے ابتداء میں لکھا ہے۔ کہ ختم نبوت کا عقیدہ وہ انقلاب آفریں پیغام ہے۔ جس نے تمام تہذیبوں کو تہ و بالا کر ڈالا ہے۔ اور تمام ادیان باطلہ کو ناقابل عمل ثابت کر کے اسلام ہی کو دنیا کا آئندہ مذہب قرار دیتا ہے، لہٰذا اس اہم مشن کو کامیاب کرنے کے لئے ہم دنیا کے مخلص اور غیور مسلمانوں سے باادب اپیل کرتے ہیں کہ وہ ہمارے ساتھ اس نیک کام کے لئے تعاون فرمائیں۔ تا خدائے عزّ و جلّ کا نام بلند ہو۔ ان تنصر اللّٰہ ینصرکم یعنی "اگر تم اللہ کے دین کی امداد کرو گے تو اللہ تمہاری امداد فرمائے گا"۔ اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا سایہ ہر جگہ جلوہ فگن ہو سکے اور اسلام کا نور اس زمین کو بقعۂ نور بنا دے آمین۔

ہم دعا کرتے ہیں کہ ہمارے مسلمان بھائی اپنے حوصلے بلند کریں۔ اپنے ایمان کو مضبوط کریں۔ اور اسلام سے مایوس نہ ہوں فتح اسلام اور غلبۂ اسلام اور فوقیت قرآن کا وقت بہت قریب آ رہا ہے۔ اور یہ غلبہ اور یہ تفوق اور یہ فتح صرف اس صدی کے مجدد کے ہاتھ پر مقدر ہو چکا ہے جیسا کہ آپ کے الہام سے ظاہر ہے:۔

"بخرام کہ وقت تو نزدیک رسید و پائے
محمدیاں بر منار بلند تر محکم افتاد"

حضرات ربوہ سے گذارش

ہمارا یہ مضمون تشنہ رہ جائے گا۔ اگر ہم دنیا کو یہ نہ بتلائیں کہ جس طرح مسیح اول کے متعلق عیسائیوں نے غلو کیا ہے اسی طرح مسیح محمدی کے متعلق بھی غلو ہوا ہے۔ اور یوں دونوں میں مماثلت تامہ پوری ہو چکی ہے۔ ہمارے ربوی دوست کم فہمی اور نادانی سے مجاز کو حقیقت سمجھ بیٹھے ہیں۔ اور جس طرح حضرت عیسٰے علیہ السلام نے خود کو استعارۃً ابن اللہ کہا تھا مگر بر خود غلط لوگوں نے اسے خدا کا اکلوتا بیٹا قرار دے دیا۔ اسی طرح لغوی معنوں کے لحاظ سے آئندہ کی خبریں دینے والا نبی بنا دیا گیا۔

یاد رکھیئے۔ مرزا غلام احمد صاحب مجدد صدی چہار دہم خالصتاً امتی ہیں۔ اُمتی اور نبی کا مفہوم متباین ہے امتی کبھی نبی نہیں ہو سکتا۔ اور نبی کبھی امتی نہیں ہو سکتا۔ حضرت مرزا صاحب فرزند اسلام ہیں اور ہمارے بھائی حضرت محمد رسول اللہ صلعم ہمارے باپ ہیں اور مرزا صاحب کے بھی باپ۔ مرزا صاحب اسلام کے اسی طرح پابند ہیں جس طرح ہم اور آپ۔ وہ

(باقی بر صفحہ ۳۵ کالم ۲)

اسوۂ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

اور

ہماری جماعت کے فرائض

مولانا شیخ عبدالرحمن صاحب مصری

زندگی کے ہر شعبہ میں حضرت نبی کریم صلعم کا نمونہ ہی کامیابی کا ضامن ہے

لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ لمن کان یرجوا اللہ والیوم الاخر وذکر اللہ کثیراً (الاحزاب ع ۳)

"بغیر شک و شبہ کے اللہ تعالیٰ کے رسول (صلعم) کے وجود میں تمہارے لئے بہترین قابل تقلید نمونہ ہے تمام ان لوگوں کے لئے جو اللہ تعالیٰ کی لقاء کے امیدوار ہیں اور یوم آخر میں سرخروئی کی توقع رکھتے ہیں اور اس غرض کو حاصل کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ کو بہت یاد کرتے ہیں۔"

اس آیت میں یہ تلقین کی گئی ہے کہ اگر تم خدا کے مقرب اور اس کے فضلوں کے مورد بننا چاہتے ہو تو تم اسی طرح زندگی بسر کرو جس طرح حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بسر کر رہے ہیں اور اسی طرح خدا کو یاد کرو جس طرح حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خدا کو یاد کرتے ہیں، بالفاظ دیگر تمام دینی اور دنیوی امور میں آنحضور صلعم کی زندگی کو ہی مشعل راہ بناؤ وہی تمہیں صراط مستقیم کی طرف رہنمائی کرنے والی زندگی ہے اگر ایسا کرو گے تو دنیا میں بھی خوشحالی۔ امن اور سلامتی اور اطمینان نفس سے ہم کنار ہو گے اور آخرت میں بھی اللہ تعالیٰ کی خوشنودی اور اس کی رضا کو پاکر اس کے جنت میں جگہ حاصل کرو گے اور اگر اس راہ کو چھوڑ دو گے تو تمہارے لئے خسران ہی خسران ہے اور یہ ایسی حقیقت ہے جس کی تصدیق واقعات اور مشاہدہ کر رہا ہے بہت سے لوگ دنیا میں پائے جاتے ہیں جو حضرت نبی کریم صلعم کے طریق کو چھوڑ کر دیگر مختلف طریقوں سے عبادت الٰہی میں مصروف نظر آتے ہیں اور اس راہ میں اپنے نفس کو بڑی بڑی مشقتوں میں بھی ڈال لیتے ہیں لیکن خدا سے ان کو کوئی تعلق پیدا نہیں ہوتا اور نہ ہی وہ مقربان الٰہی میں داخل ہوتے ہیں برعکس اس کے وہ لوگ جو حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مکمل طور پر پیروی کرتے اور اپنی زندگی کو اسی طریق پر ڈھالتے ہیں جس طریق کو آنحضور صلعم نے اختیار کیا ہوا تھا وہ ولایت خداوندی کی نعمت سے نوازے جاتے ہیں اور مقربان الٰہی کی تمام علامتیں ان میں نمودار ہو جاتی ہیں پس واقعات کی یہ شہادت بڑی پختہ اور ناقابل تردید شہادت ہے اس بات کو ثابت کرنے کے لئے کہ قرآن کریم کا یہ دعوےٰ کہ تمام انسانوں کے لئے حضرت نبی کریم صلعم کے وجود میں ہی بہترین قابل تقلید نمونہ ہے جس کی پیروی مقصد حیات کو حاصل کروانے میں ممد اور فلاح سے ہمکنار کروانے میں مساعد ہو سکتی ہے۔ خلاصہ کلام یہ کہ ہر شخص انفرادی طور پر اور ہر جماعت بحیثیت جماعت اگر اپنے مقاصد میں کامیابی کی فضاؤں میں پرواز کرنے کا قصد رکھتی ہے تو اسے زندگی کے ہر شعبہ میں حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے کردار کا مطالعہ کر کے اسی کے قالب میں اپنے کردار کو ڈھالنا چاہیئے۔ اگر ایک تاجر چاہتا ہے کہ اس کی تجارت کامیابی کا منہ دیکھے تو اپنے تجارتی کاروبار میں حضرت نبی کریم صلعم کی طرح امانت اور دیانتداری کو کام میں لائے گا تو یقیناً اسکی تجارت کو فروغ حاصل ہوگا جس طرح کہ حضرت نبی کریم صلعم کی تجارت کو فروغ حاصل ہوا۔ اسی طرح ہر پیشہ ور کو اسی مثال کی تقلید کرنی چاہیئے، دنیاوی فوائد حاصل کرنے کے علاوہ خدا کی خوشنودی بھی اسے ضرور حاصل ہوگی جیسا کہ سورۃ النور رکوع ۵ میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

فی بیوت اذن اللہ ان ترفع ویذکر فیھا اسمہ یسبح لہ فیھا بالغدو والاصال رجال لا تلھیھم تجارۃ ولا بیع عن ذکر اللہ واقام الصلوٰۃ وایتاء الزکوٰۃ۔

خدا کا وہ نور جس کی وصف اوپر بیان ہوئی ہے ان گھروں میں نازل ہوگا جن کے متعلق اللہ تعالیٰ کا فیصلہ ہے کہ ان کی شان و عظمت کو بلند کیا جائے اور ان میں خدا کے نام کا۔۔۔ ذکر کثرت سے اور صحیح رنگ میں ہو ان گھروں میں صبح اور شام خدا کی تسبیح میں وہ لوگ مصروف ہیں جن کو نہ تجارت اور نہ کسی اور قسم کا پیشہ اللہ کی یاد۔ نماز کے قیام اور زکوٰۃ کی ادائیگی سے غافل کر سکتا ہے۔

اب ظاہر ہے کہ خدا کا نور جہاں آ ڈیرا ڈالے گا وہاں تاریکی کہاں قدم جما سکتی ہے اسے وہاں سے فرار ہی ہونا پڑے گا اس سے بڑھکر کن واضح الفاظ میں دینی اور دنیوی کامیابیوں کے حصول کا وعدہ دیا جا سکتا ہے۔ اسی طرح فوجی افسروں کے لئے۔ سیاسی لیڈروں اور مدبروں کے لئے بھی اور ان لوگوں کے لئے بھی جن کے ہاتھ میں بین الاقوامی امور کی باگ ڈور ہوتی ہے اور مذہبی رہنماؤں کے لئے بھی غرضیکہ تمام انواع کے لوگوں کے لئے آنحضور صلعم کی زندگی ہی بہترین قابل تقلید نمونہ کا کام دے رہی ہے۔

ہماری جماعت چونکہ ایک صحیح مذہبی جماعت ہے جس کا دعوےٰ ہے کہ اسلام کی حقیقی اور اصلی تعلیم پر قائم ہونے کے علاوہ وہی اسلام کی صحیح نمائندگی کر سکتی ہے اور تبلیغ اسلام کا فریضہ حقیقی معنی میں وہی ادا کر سکتی ہے اس لئے اس مقصد بلند کو حاصل کرنے کے لئے ہماری جماعت کا بھی یہی فرض ہے کہ اس بارے میں حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے طریق کار کو معلوم کر کے اسی پر کاربند ہو کیونکہ آنحضور صلعم کا طریق کار ہی کامیابی سے ہمکنار کرانے کا واحد ذریعہ ہے۔

حضرت نبی کریم صلعم کو اللہ تعالیٰ نے جس حق و صداقت کو دنیا میں پھیلانے اور اسے قائم کرنے کے لئے مامور فرمایا وہ دائمی اور نہ بدلنے والی صداقت ہے جس نے قیامت تک قائم رہنا اور ہر زمانہ کے انسانوں کے قلوب میں نیکی اور تقوےٰ کی طرف لے جانے والا انقلاب پیدا کرتے رہنا اور دین و دنیا کو سنوارنے کا موجب بنتے رہنا ہے۔ اس عظیم الشان مقصد کو بروئے کار لانے کے لئے اللہ تعالیٰ نے سورۃ النور کی آیت استخلاف اور سورۃ الجمعہ کی آیت واخرین منھم لما یلحقوا بھم اور آیت انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون کے ماتحت یہ انتظام کیا ہے کہ حضرت نبی کریم صلعم کے کامل متبعین میں سے بعض کو اس غرض کے لئے ماموریت کے مقام پر کھڑا کرے تا وہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نائب کی حیثیت سے اس فریضہ کو سرانجام دیتے رہیں اور ہمارے اس زمانہ میں اللہ تعالیٰ نے اپنے مندرجہ بالا وعدوں کے مطابق ایک عظیم الشان نائب کو بھیجا جسے مہدی اور مسیح کے لقب سے ملقب کر کے دنیا سے مفاسد کو مٹانے اور دلوں میں تقوےٰ اللہ کی روح پھونکنے اور اسمی و رسمی اسلام کی بجائے مسلمانوں کو حقیقی اسلام پر قائم کرنے کا کام اس کے سپرد کیا اور اس کے ذریعہ ایک ایسی جماعت کی بنیاد ڈلوائی جو اس کے مفوضہ کام کو ہمیشہ کے لئے جاری رکھے پس ہم جو اس کی جماعت کہلواتے ہیں ہمارے لئے ضروری ہے کہ ہم اپنے اس فرض کو کما حقہٗ شناخت کریں اور اسے پورا کرنے کے لئے تمام ان ذرائع کو کام میں لائیں جن کو حضرت نبی کریم صلعم کام میں لاتے رہے اور پھر ان کی اتباع میں خدا کا مسیح کام میں لاتا رہا اور وہی اوصاف حمیدہ اور اخلاق فاضلہ اور کمالات روحانی اپنے اندر پیدا کریں جن سے آقا اور آپ کا غلام متصف تھے تا ہماری تبلیغ بھی اسی طرح بااثر ثابت ہو جس طرح ان کی تبلیغ بااثر ثابت ہوئی۔

شرائط تبلیغ حق

تبلیغ حق کے فریضہ کو سرانجام دینے کے لئے جن شرائط کی تکمیل ضروری ہے وہ قرآن کریم کی سورۃ المدثر کی ابتدائی آیات میں ہی بیان کی گئی ہیں فرمایا:۔

یا ایھا المدثر قم فانذر وربک فکبر وثیابک فطھر والرجز فاھجر ولا تمنن تستکثر ولربک فاصبر

یعنے اے وہ جس کے دل کی صفائی کمال کو پہنچ چکی ہے اور جو مکمل طور پر اصلاح یافتہ ہے اور جس نے اخلاقی اور روحانی کمالات سے وافر حصہ پالیا ہے اب ......دوسروں کے دلوں کو صاف کرنے اور ان میں اخلاق اور روحانی کمالات پیدا کرنے کے لئے اور ان کی اصلاح کے لئے کمر ہمت باندھ لو۔

پہلی ضروری شرط

یہ لفظ جس سے حضرت نبی کریم صلعم کو خطاب کیا گیا ہے صاف طور پر بتلا رہا ہے کہ مبلغ حق کے لئے پہلی ضروری شرط یہ ہے کہ وہ سب سے پہلے اپنے نفس کی اصلاح کرے اور جن اخلاقی و روحانی کمالات کو دوسروں کے اندر پیدا کرنے کا ارادہ رکھتا ہے پہلے انہیں خود اپنے اندر پیدا کرے اور پھر کمر ہمت باندھ کر دوسروں کی اصلاح کے لئے کھڑا ہو جائے، اصلاح کی ابتداء ان برائیوں کے متعلق دلوں میں نفرت پیدا کرنے سے کی جائے جن میں لوگ گرفتار نظر آتے ہیں کیونکہ انذار کے معنی بد اعمال کے بد نتائج سے آگاہ کرنا ہے، اور یہ ظاہر ہے کہ کسی فعل کو چھوڑنے کے لئے انسان اسی وقت تیار ہو سکتا ہے جبکہ اس کی برائی اس پر واضح ہو جائے پس فانذر کا لفظ ایک طرف تو مبلغ حق پر یہ فرض قائم کرتا ہے کہ بدیوں کی برائیوں کو نمایاں کرنے کے لئے جن ذرائع سے بھی وہ کام لے سکتا ہے لے تا لوگوں کے دلوں میں ان سے نفرت پیدا ہو اور وہ انہیں چھوڑنے پر آمادہ ہو جائیں ادھر خدا تعالےٰ اپنے مامور کے کام کو آسان کرنے کے لئے اتمام حجت کے بعد قوم پر مختلف شکلوں میں عذاب بھی نازل کرتا رہتا ہے تا یہ عذاب بھی انہیں بدیوں کے ترک کرنے کی طرف متوجہ کرتا رہے اور اس عذاب کی خبر وہ مامور کے ذریعہ قوم کو قبل از وقت دے دیتا ہے تا یہ عذاب بھی مامور کی صداقت پر دلیل کا کام دے اور انہیں علم ہو جائے کہ ہمارے افعال خدا کو ناپسند ہیں اور ان کی وجہ سے وہ ہم پر ناراض ہے اور یہ عذاب عام حالات کے ماتحت نہیں بلکہ بطور سزا ہم پر وارد ہوا ہے جیسا کہ سورۃ الانعام ع ۵ میں فرمایا:۔

ولقد ارسلنا الی امم من قبلک فاخذناھم بالباساء والضراء لعلھم یتضرعون

یقیناً ہم تجھ سے پہلے بھی امتوں میں رسول بھیجے پس ہم نے انہیں مختلف قسم کی تکلیفوں اور دکھوں میں مبتلا کیا تا وہ خدا کے حضور تضرع سے کام لیں اور بدیوں کو ترک کریں اس آیت میں بھی عذاب کے نازل کرنے کی غرض یہی بتلائی ہے کہ بدیوں کو ترک کرنے اور خدا کے حضور جھکنے کی طرف توجہ پیدا ہو اور سورۃ السجدۃ ع ۲ میں بھی یہی غرض بیان کی ہے فرمایا

ولنذیقنھم من العذاب الادنیٰ دون العذاب الاکبر لعلھم یرجعون یعنی بڑے عذاب کو نازل کرنے سے قبل ہم انہیں ضرور بالضرور چھوٹے چھوٹے عذابوں کا مزہ چکھاتے رہیں گے تا انہیں بدیوں سے رجوع کا موقع ملتا رہے۔

دوسرا امر

دوسرا امر جس کی طرف فانذر کا لفظ ہماری خصوصی توجہ مبذول کراتا ہے یہ ہے کہ عظیم الشان ماموروں کی بعثت اسی وقت وقوع میں آتی ہے جبکہ قوم میں فسق و فجور کا دریا ٹھاٹھیں مار رہا ہوتا ہے، اور بد اعمالیوں کے طوفانوں میں لوگ گھرے ہوئے ہوتے ہیں اور بدی نیکی پر اس قدر غلبہ حاصل کر چکی ہوتی ہے کہ اگر اس کے مٹانے کے سامان نہ کئے جائیں تو دنیا میں نیکی کا بیج ہی مارا جائے اگرچہ لوگ اپنی بد اعمالیوں کی وجہ سے مستحق سزا بن چکے ہوتے ہیں اور ان کے افعال شنیعہ تقاضا کرتے ہیں کہ خدا کا عذاب ان پر نازل ہو لیکن خدا جو سزا دینے میں دھیما ہے عذاب نازل کرنے سے قبل اپنے مامور کو بھیج کر ان کو متنبہ کرتا ہے اور اپنے مامور کے ذریعہ اول ان پر اتمام حجت کرتا ہے اور اس پر بھی اگر وہ باز نہ آئیں تو پھر اپنا عذاب نازل کرتا ہے یہی وجہ ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ کو شروع میں ہی یہ الہام ہوا دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اسے قبول نہ کیا لیکن خدا اسے قبول کرے گا اور بڑے زور آور حملوں سے اس کی سچائی ظاہر کرے گا۔ چنانچہ ایسا ہی وقوع میں آیا جب لوگوں نے اس مامور کے ذریعہ جو تنبیہہ خدا کی طرف سے اتاری گئی تھی اس کی پرواہ نہ کی تو خدا کی سزا مختلف عذابوں کی شکل میں نازل ہوئی، اور اس نے بہتوں کی گردنیں اس مامور کے آگے جھکا دیں۔ اور ابھی تک ان عذابوں نے پیچھا نہیں چھوڑا۔

. . . .

. . . .

دوسری شرط

پس اس حکم یعنے انذار کی تعمیل میں مامور کے بعد ..... مامور کی قوم یا جماعت کا طریق بھی یہ ہونا چاہیئے کہ وہ قوموں کو وہ عذاب یاد دلاتے رہیں جو مامور کی پیشگوئیوں کے ماتحت قوم پر وارد ہوتے رہے ہیں اور یاد دہانی کے اس سلسلہ کو اس وقت تک جاری رکھیں جب تک کہ بدی دنیا سے مٹ نہ جائے اور لوگ خدا کی طرف رجوع نہ کر لیں پس ہماری جماعت کا یہ فرض ہے کہ اپنے نفوس کی ایسی مکمل اصلاح کریں کہ وہ دنیا کے لئے نمونہ کے طور پر پیش ہو سکیں اور انہیں دیکھکر لوگ یقین کر لیں کہ فی الحقیقت قرآن کریم پر عمل کرنے کے نتیجہ میں انسان ایسا پاک صاف ہو سکتا ہے کہ بدی اس کے قریب نہیں پھٹک سکتی اور دوسرے اس زمانہ میں حضرت مسیح موعودؑ کی جو پیشگوئیاں عذاب کے متعلق تھیں اور جو وقوع میں آ چکی ہیں انہیں دوہراتے رہیں۔

تیسری ضروری شرط

تیسری ضروری شرط جسے مامور اور اس کی جماعت کو تبلیغ حق کی راہ میں پورا کرنا لازمی ہے الفاظ وربک فکبر میں بیان کی گئی ہے یعنی اپنے رب کی بڑائی بیان کرتے رہو یاد رہے کہ انذار کا نتیجہ (یعنے بدیوں کا مؤثر طور پر مٹ جانا) تبھی نکل سکتا ہے جب اللہ تعالےٰ کی عظمت دلوں میں بیٹھ جائے اور یہ اسی وقت ہو سکتا ہے جبکہ اللہ تعالیٰ کی توحید اور اس کے جلال کا ذکر نہایت ہی مؤثر دلائل کے ساتھ بار بار کیا جائے صرف الفاظ میں ہی نہیں بلکہ مبلغ کا عمل بھی بتلا رہا ہو کہ اللہ تعالےٰ کی بڑائی اس کے رگ و ریشہ میں رچی ہوئی ہے حضرت نبی کریم صلعم کی تعلیم میں اور آپ کے عمل میں یہ پہلو جس قدر نمایاں ہے وہ محتاج بیان نہیں آپ کی عملی زندگی میں خدا کی عظمت کا ایسا نمایاں ظہور ہو رہا تھا کہ کفار قریش کے منہ سے بے ساختہ یہ الفاظ نکل جاتے تھے کہ عشق محمد ربہ کہ محمد (صلعم) اپنے رب پر عاشق ہو گیا ہے اور آنحضور کے غلام حضرت مسیح موعودؑ کی کتب میں بھی جس قدر خدا کی کبریائی پر زور ہے اور اس کو ثابت کرنے کے لئے جس قدر دلائل جمع کر دیئے گئے ہیں وہ آپ کی کتب کا مطالعہ کرنے والوں پر مخفی نہیں اور اسی طرح آپ کے عمل سے بھی ہر موقع پر یہی ظاہر ہوتا رہا کہ اللہ تعالیٰ کی عظمت آپ کے دل پر پوری طرح مسلط ہے۔ مخالفین نے اس مقام سے آپ کو ہٹانے کی مزار کوشش کی مگر ہر دفعہ ناکام ہی رہے۔ سو ہماری جماعت کا بھی یہی فرض ہے کہ اول ان دلائل سے پوری واقفیت حاصل کرے جن سے وہ خدا کی توحید اور اس کے جلال کو دوسروں کے سامنے ثابت کر سکیں اور ساتھ ہی اپنے عمل سے بھی یہ ثابت کر دیں کہ جو کچھ وہ کہتے ہیں ان کا عمل بھی اس کے مطابق ہے یعنی پیغام حق کو پہنچانے میں

لہ الدثر کے معنی الکثیر من کل شیئ اِدثر الرجل کے معنی اقتنی الکثیر ایھا المدثر کے معنی ہوں گے اے وہ شخص جس نے کمالات روحانیہ کا وافر حصہ حاصل کر لیا ہے دوسرے معنی دثر کے ہر قسم کے زنگ کو دور کر دینا ہے اس معنی کو مدنظر رکھتے ہوئے یا ایھا المدثر کے معنی ہوں گے اے وہ شخص جس کا دل بالکل صاف ہو چکا ہے۔ تیسرے معنی دثر کے اصلح یعنی اصلاح کرنے کے ہیں اس معنی کے اعتبار سے مدثر کے معنی اصلاح یافتہ ہوں گے۔

وہ غیراللہ سے قطعاً نہیں ڈرتے اور اللہ تعالیٰ کی عظمت کے سامنے وہ کسی بھی دنیوی طاقت کو خاطر میں لانے کے لئے تیار نہیں۔

چوتھی ضروری شرط

پیغام حق پہنچانے کے لئے چوتھی ضروری شرط وثیابك فطهر کے الفاظ میں بیان کی گئی ہے ان الفاظ کے ایک تو یہ معنی ہیں کہ اپنے کپڑوں اور جسم وغیرہ کو صاف ستھرا رکھو اور دوسرے اپنے نفسوں کو تمام عیوب سے منزہ رکھو مبلغ کے لئے ان دونوں ہدایتوں پر عمل کرنا ضروری ہے ظاہری لباس بھی صاف ستھرا ہوتا اس کے پیغام کو سننے والے اس کے لباس کی بدبو سے ہی متنفر ہو کر اس کے پیغام کو سننے سے عملاً بیزاری کا اظہار نہ کردیں اور اس کے قریب آنے سے گریز نہ کریں اسی لئے خدا کے مامور اس امر کا بہت خیال رکھتے رہے ہیں کہ اُن کا ظاہر اور باطن دونوں لوگوں کے لئے باعث کشش رہیں جہاں اُن کے اخلاق اور عادات لوگوں کو انکی طرف کشاں کشاں لانے کا موجب ہوں وہاں ان کا ظاہری لباس اور جسم بھی ایسا پاک وصاف ہو جو لوگوں کو اُن کے قریب لانے میں روک نہ بن سکے اسی لئے قرآن کریم میں حضرت نبی کریم صلعم کے متعلق فرمایا فبما رحمة من الله لنت لهم ولو كنت فظا غليظ القلب لانفضوا من حولك (آل عمران ع ۱۷) یہ اللہ تعالےٰ کی تم پر رحمت ہے کہ تو لوگوں کے ساتھ نرمی سے پیش آتا ہے اور اگر تو ترشروئی اور سخت کلامی سے پیش آنے والا ہوتا اور دل کا سخت ہوتا تو یہ لوگ تیرے اردگرد سے تتربتر ہو جاتے پس ہماری جماعت کو بھی حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوۃ پر عمل کرتے ہوئے ان صفات وعادات کو اپنے اندر پیدا کرنا چاہیئے۔

پانچویں ضروری شرط

پیغام حق پہنچانے کے لئے والرجز فاهجر میں بیان کی گئی ہے اس کے بھی دو ہی معنے ہیں ایک تو یہ کہ خود بھی ہر قسم کی ظاہری و باطنی گندگی اور پلیدی سے الگ رہنا چاہیئے اور دوسرے معنے اس کے یہ ہیں کہ گندگی اور پلیدی کی جڑھ کو دنیا سے اکھیڑ پھینکو اس مقصد کے حصول کے لئے ہی حضرت نبی کریم صلعم اور آنجناب کے غلام نے اپنی ساری عمر صرف کر دی پس ہماری جماعت کا بھی یہی فرض ہے کہ دنیا سے ہر قسم کے اخلاقی گند کو دور کرنے میں اپنی کوششوں کو جاری رکھیں

چھٹی شرط

حق کی اشاعت کی راہ میں چھٹی شرط ولا تمنن تستكثر میں بیان کی گئی ہے یعنے اس راہ میں جتنی بھی کوشش کی جائے اس کو کبھی کثیر سمجھ کر منقطع نہ کر دیا جائے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے غلام حضرت مسیح موعودؑ کا اسوۃ یہی ہے کہ آخری دم تک دنیا کی اصلاح کے کام میں مصروف رہے اور نہ کبھی تھکاوٹ کا اظہار کیا اور نہ کمزوری کا اور خدا کے ماموروں کی یہی شان ہے مامور تو مامور ان کے متبعین بھی اس راہ میں ایسی ہی اَن تھک کوشش کا مظاہرہ کرتے رہے ہیں جیسا کہ قرآن شریف میں اُن کی شان میں وارد ہوا وكاين من نبي قاتل معه ربيون كثير فما وهنوا لما اصابهم في سبيل الله وما ضعفوا وما استكانوا والله يحب الصابرين (آل عمران ع ۱۵) یعنے بہت سے نبی ہوئے ہیں جنکے ساتھ ہو کر بہت سے ربّانی لوگوں نے حق کے دشمنوں کا مقابلہ کیا پس ان کے ارادہ میں کبھی کمزوری آئی اور نہ ان کی کوششوں میں کسی قسم کا ضعف نمودار ہوا اور نہ ہی وہ حق کے معاندوں کے سامنے کبھی جھکے ہیں ایسے استقلال سے مقابلہ کرنے والے ہی خدا کے محبوب ہوتے ہیں۔

پس وہ جماعت جس نے حق کی راہ میں اپنی زندگیاں وقف کی ہوئی ہیں جیسا کہ ہماری جماعت ہے اس کا بھی یہی فرض ہے کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوۃ کی تقلید میں نہ اپنے عزم میں کبھی ضعف کو داخل ہونے دیں اور نہ اپنی کوششوں میں کمی آنے دیں اور نہ کبھی مخالفین کے سامنے جھکیں۔

ساتویں شرط

تبلیغ حق میں ساتویں شرط ولربك فاصبر میں بیان کی گئی ہے اس راہ میں جو لوگ کوشاں ہوتے ہیں ان کو بڑی بڑی مشکلات اور پہاڑ سے بھی زیادہ سخت مصائب کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ دشمنوں کی طرف سے ناقابل برداشت اذیتیں انہیں پہنچائی جاتی ہیں جنکی شدت سے بعید نہیں ہوتا کہ صبر کا دامن ہاتھ سے چھوٹ جائے اسی لئے فرمایا کہ محض اپنے ربّ کی خوشنودی کی خاطر ان مصائب کا مقابلہ صبر سے کرتے رہنا اور استقلال کا دامن کبھی ہاتھ سے نہ چھوڑنا انجام کار کامیابی تمہارے ہی قدم چومے گی۔

صبر کے متعلق حضرت نبی کریم صلعم کا اسوۃ

حضرت نبی کریم صلعم نے اصلاحی اغراض کے لئے مندرجہ بالا ہدایات الٰہی کو جس خوش اسلوبی اور محنت اور جفاکشی سے عملی جامہ پہنایا ہے وہ اپنی نظیر آپ ہی ہے اور مخالفت بھی جس شدت کے ساتھ آنحضور صلعم کی ہوئی ہے اس کی نظیر بھی نہیں ملتی اور آنحضور صلعم کے صحابہ رضؓ نے بھی جو قربانیاں اس راہ میں دیں ہیں وہ بھی بے نظیر ہیں اُن کے خون پانی کی طرح بہائے گئے زد و کوب کو انتہا تک پہنچا دیا گیا، ایذا رسانی میں انتہائی بربریت کا مظاہرہ کیا گیا، غریب اور بے بس مستورات بھی اُن کے مظالم کا تختہ مشق بننے سے محفوظ نہ رہ سکیں قصور ان کا صرف یہی تھا کہ بتوں کی پرستش چھوڑ کر وحدہٗ لا شریک خدا کی پرستش انہوں نے کیوں شروع کی لیکن ان کے دل کی سرزمین چونکہ خالص توحید کے نور سے روشن ہو چکی تھی اس لئے ظالموں کے ظلم اگرچہ وہ شدت میں اپنی آخری حد تک پہنچ گئے تھے مگر پھر بھی وہ اسے بجھانے میں کامیاب نہ ہو سکے مارنے والوں کے ہاتھ مارتے مارتے تھک جاتے لیکن مار کھانے والے غلاموں اور لونڈیوں کے زبانیں احد احد پکارنے سے نہ تھکتی تھیں ان غریبوں اور مسکینوں کو دہکتے ہوئے کوئلوں پر اتنے لمبے عرصہ تک لٹایا جاتا تھا کہ ان کے جسم کی چربی پگھل کر بہہ پڑتی تھی لیکن ان کی رُوح سے احد احد کی آواز ہی نکلتی تھی، ان کو قتل کرنے میں اس سے بھی بڑھ چڑھ کر بربریت کا مظاہرہ کیا گیا جس کے ذکر سے بھی قلم شرماتی ہے لیکن یہ ظالم کسی ایک کو بھی اسلام سے مرتد کرنے میں کامیاب نہ ہو سکے کیسا بے نظیر صبر کا مظاہرہ ہے ان واقعات کو تاریخ میں پڑھ کر بدن پر لرزہ طاری ہو جاتا ہے ذرہ تصور میں تو لاؤ کہ جن پر گذر رہی تھی ان کا کیا حال ہوتا ہوگا مگر کیا کسی ایک کے بھی پائے استقلال میں جنبش آئی ولربك فاصبر کی تعمیل اسے کہتے ہیں پس وہ جماعت جو اشاعت حق کے لئے کھڑی ہے اسے بھی ایسے ہی صبر کا نمونہ دکھانا چاہیئے۔

حضرت نبی کریم صلعم کیلئے صبر آزما حالات

حضرت نبی کریم صلعم کو اپنے وفادار صحابہ رضؓ کے ساتھ جو محبت تھی اس کا نقشہ قرآن کریم میں ذیل کے الفاظ میں کھینچا گیا ہے:۔

لقد جاءكم رسول من انفسكم عزيز عليه ما عنتم حريص عليكم بالمؤمنين رؤف رحيم (التوبہ ع ۱۶) یعنی رسول پر تمہاری تکلیف سخت گراں گذرتی ہے اور اس کی انتہائی خواہش یہی ہے کہ مؤمن سکھ اور آرام کی زندگی بسر کریں اور آپؐ کی رأفت اور رحمت کے ہی مورد بنے رہیں اس لئے ہر وہ شخص جو اپنے عزیزوں کی تکلیف کو دیکھ نہیں سکتا آسانی سے سمجھ سکتا ہے کہ اپنے عزیز صحابہؓ کی تکالیف کو دیکھکر حضرت نبی کریم صلعم کے دل پر کیا گذرتی ہوگی مزید برآں خود آپ کی ذات بھی ان ظالموں کے شدید ظلموں کا نشانہ بنی رہتی تھی شروع شروع میں سلقوكم بالسنة حداد کے ماتحت زبانی ایذا رسانیوں کی تکلیف برداشت کرتے رہے جو آپ کے پاکیزہ اور نازک جذبات کو ٹھیس لگانے والی اور آپ کے لئے ذہنی کوفت کا موجب بنی رہتی یعنی کبھی شاعر کے لقب سے آپ کو پکارا جاتا تھا اور کبھی کاہن اور ساحر کا خطاب دیا جاتا تھا اور کبھی مجنون مشہور کیا جاتا تھا کبھی آسیب زدہ کہکر لوگوں کو آپ کے قریب آنے سے روکا جاتا تھا اور کبھی مفتری قرار دیا جاتا تھا اور کبھی ہنسی ٹھٹھے میں اڑایا جاتا تھا اور کبھی قومی اتحاد کو پاش پاش کرنے والا بتلایا جاتا تھا غرضیکہ جس قدر دل آزار کلمات کسی کے دل کو دکھ پہنچانے کے لئے استعمال کئے

جا سکتے تھے استعمال کئے جاتے تھے لیکن حضرت نبی کریم صلعم یہ سب صبر اور تحمل سے برداشت کرتے تھے لیکن تبلیغ حق سے نہ رکتے تھے۔ وہ پیغام توحید جو آپ خدا تعالےٰ کی طرف سے لائے تھے اسے پہنچانے میں دن رات مصروف رہتے تھے کفار نے جب یہ دیکھا کہ زبانی ایذا رسانیاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی تعلیم پھیلانے سے باز نہیں رکھ سکیں تو وہ زبان کی بجائے ہاتھو پیر آتر آئے ایک دفعہ آپ کا گلا گھونٹ کر مار ڈالنے کی کوشش کی گئی، اللہ تعالےٰ نے آپ کے بچاؤ کے سامان پیدا کر دیئے قرآن کریم نے ان کی کوششوں کا نقشہ ان الفاظ میں کھینچا ہے وانہ لما قام عبد اللہ یدعوہ کادوا یکونون علیہ لبدا قل انما ادعو ربی ولا اشرک بہ احدا (الجن ع ۲) یعنے جب اللہ تعالےٰ کا یہ بندہ بارگاہ ایزدی میں عبادت کے لئے کھڑا ہوتا تو ایسا معلوم ہوتا تھا کہ یہ لوگ جماعتیں بن کر آپ کے مارنے کے لئے ٹوٹ پڑیں گے اس وقت تو قتل کرنا خانہ جنگی کے شروع ہو جانے کے خوف سے مشکل تھا مگر ان الفاظ سے معلوم ہوتا ہے کہ مرعوب کرنے اور موت کا خوف دلانے کی انتہائی کوشش کی جاتی تھی اور اس کے لئے مختلف طریقے اختیار کئے جاتے تھے لیکن ان کی ان سب ظالمانہ کوششوں کے مقابلہ میں جواب یہی ملتا تھا میں تو اپنے رب کی ہی عبادت کرتا رہوں گا اور کسی کو بھی اس کے ساتھ شریک نہیں ٹھہراؤں گا۔ سورۃ القلم ع ۲ میں بھی اللہ تعالےٰ نے رعب ڈالنے کا ایک اور نقشہ کھینچا ہے فرمایا وان یکاد الذین کفروا لیزلقونک بابصارھم لما سمعوا الذکر ویقولون انہ لمجنون وما ھو الا ذکر للعالمین یعنے کفار جب اس ذکر کو سنتے ہیں تو اس قدر زہر سے بھری ہوئی اور قہر آلود نگاہوں سے آپ کی طرف دیکھتے ہیں کہ قریب ہے کہ آپ کے قدموں کو ڈگمگا دیں اور کہتے ہیں یہ شخص پاگل ہے حالانکہ جو کتاب یہ لایا ہے وہ تمام قوموں کے لئے اور تمام زمانوں کے لئے ذکر ہے (آج اگر یہ لوگ زندہ ہوتے تو دیکھتے کہ قرآن کریم کے یہ الفاظ وما ھو الا ذکر للعالمین کیسی صفائی سے سچے ثابت ہو رہے ہیں) ان لوگوں کی قہر آلود نگاہیں کیوں اپنے مقصد میں کامیاب نہیں ہوئیں اور کیوں آپ کے پائے استقلال میں جنبش نہیں آئی اس کی وجہ سورۃ بنی اسرائیل ع ۸ کی اس آیت میں بیان کی گئی ہے۔ وان کادوا لیفتنونک عن الذی اوحینا الیک لتفتری علینا غیرہ واذا لاتخذوک خلیلا ولولا ان ثبتناک لقد کدت ترکن الیھم شیئا قلیلا اذا لاذقناک ضعف الحیوٰۃ وضعف الممات ثم لاتجد لک علینا نصیرا یہ ایسی تدبیریں سوچتے رہتے ہیں کہ تجھے اس وحی سے ہٹا دیں جو ہم نے تیری طرف نازل کی ہے تاکہ تو ہم پر افترا کر کے اس قرآن کے علاوہ کوئی اور تعلیم ان کے سامنے پیش کر دے جو ان کے مطالبہ کے مطابق ہو اگر تو ایسا کرے تو ضرور یہ تجھے اپنا خلیل بنا لیں

اگر ہم نے تمہارے دل کو مضبوط نہ بنایا ہوتا (یہ مضبوطی آنحضور صلعم کو اس اخلاص کی بناء پر عطا ہوئی تھی جو خدا کی ذات سے آپ کو تھا) تو قریب تھا کہ تو کسی قدر اس کی طرف جھک جاتا اگر ایسا وقوع میں آتا تو ہم تجھے اس دنیا میں بھی اور موت کے بعد بھی دگنا عذاب دیتے اور پھر تو ہمارے مقابلہ میں اپنے لئے کوئی مددگار نہ پاتا۔ یہ آیت بتلا رہی ہے کہ باطل کی طرف جھکنا کیسے خطرناک نتائج پیدا کرتا ہے اور خدا کے غضب کو کس قدر بھڑکاتا ہے اور خدا کی نصرت سے انسان کس طرح محروم ہو جاتا ہے۔ کفار کی یہ تدبیر بھی جب ناکام رہی تو پھر انہوں نے آپ کو اور آپ کے تمام حمایت کرنے والوں کو شعب ابی طالب میں محصور کر دیا اور ایسا مکمل بائیکاٹ کیا کہ ایک دانہ بھی اندر نہ جانے دیتے تھے غرض یہ تھی کہ اس طرح فاقوں کا شکار ہو کر آپ کے حامی آپ کا ساتھ چھوڑ دیں گے اور اس طرح جب آپ اکیلے رہ جائیں گے تو آپ کو گرفتار کر لینا آسان ہوگا اور گرفتار کر کے جو سلوک بھی ہم چاہیں گے آپ کے ساتھ کریں گے کوئی مزاحم نہ ہو سکے گا اور خانہ جنگی کا خطرہ بھی ٹل جائے گا لیکن خدا تعالےٰ نے جس نے آپ کی حفاظت کا وعدہ کیا ہوا تھا اور جو مصرف القلوب بھی ہے اس نے ان تمام حمایت کرنے والوں کے دلوں کو بھی مضبوط کر دیا اور ایسا صبر عطا فرمایا کہ وہ باوجود فاقوں کے بھی ساتھ چھوڑنے کے لئے تیار نہ ہوئے جب یہ تیر بھی خطا گیا تو پھر لالچ سے کام لینے کی تدبیر سوچی حکومت کا لالچ، یا مال و دولت کا لالچ دیا سب سے خوبصورت لڑکی کو عقد میں دینے کا لالچ دیا مگر جب آنحضور صلعم کے چچا ابوطالب کو دھمکی دی گئی کہ اگر تم ..... اپنے بھتیجے کا ساتھ نہیں چھوڑو گے یا اسے توحید کو پھیلانے سے نہیں روکو گے تو سب قبائل آپ کے خلاف کھڑے ہو جائیں گے ابوطالب ڈر گئے لیکن حضرت نبی کریم صلعم نے اپنے چچا کو صاف جواب دے دیا کہ آپ ساتھ چھوڑنا چاہتے ہیں تو چھوڑ دیں میں اپنے کام سے پیچھے نہیں ہٹ سکتا اس جواب سے ابوطالب کی ہمت بھی بندھ گئی اور انہوں نے قوم کو صاف جواب دے دیا اس اثناء میں حضرت نبی کریم صلعم طائف تشریف لے گئے لیکن وہاں اس سے بھی بدتر سلوک ہوا پتھر مار مار کر آپ کو ایسا زخمی کیا کہ لہو زخموں سے بہہ رہا تھا مگر اس سلوک نے بھی آپ کے عزم میں فرق نہ آنے دیا اور آپ کلمہ حق پہنچانے میں پورے استقلال کے ساتھ سرگرم عمل رہے۔

آخری حربہ

کفار کی جب تمام تدبیریں ناکام ہو گئیں تو انہوں نے ایک ایسے حربہ سے کام لیا جو عام حالات میں کبھی بھی ناکام نہیں ہوتا اور وہ حربہ یہ تھا کہ انہوں نے حضرت نبی کریم صلعم کے سامنے مجھوتے کی صورت پیش کی یعنی یہ کہا کہ بعض نظریئے آپ کے ہم مان لیتے ہیں

اور بعض نظریئے ہمارے آپ مان لیں، قرآن کریم نے ان کے اس حربہ کا ذکر ان الفاظ میں کیا ہے وددوا لو تدھن فیدھنون اللہ تعالےٰ نے اس ہدایت کے ساتھ اس تجویز کو رد کر دیا فلا تطع المکذبین۔ بالآخر کفار نے آخر الدواء الکی کی ضرب المثل کے ماتحت آنحضور صلعم کے قتل کا قطعی فیصلہ کر لیا جس پر حق تعالیٰ نے اپنے حبیب کو مکہ سے نکل جانے کا ارشاد فرمایا اور اپنی خاص حفاظت میں مدینہ میں پہنچا دیا وہاں بھی کفار قریش نے حضور صلعم کو امن سے نہ بیٹھنے دیا یہاں تک کہ مکہ آپ کے دست مبارک پر فتح ہو گیا اور یہ تمام ظالم اپنے ظلموں کو یاد کر کے اپنے دلوں میں یہ یقین کئے بیٹھے تھے کہ اب ان کے قتل کا حکم صادر ہوتا ہے لیکن ان کی حیرت کی انتہا نہ رہی جب رحم مجسم رحمۃ للعالمین کے دہن مبارک سے عام معافی کا اعلان جاری ہوا اس اعلان نے ثابت کر دیا کہ ان تمام تکالیف پر جو آپ کو اور آپ کے مخلص صحابہ کو پہنچ رہی تھیں جو صبر کا آپ مظاہرہ کر رہے تھے وہ ارشاد خداوندی وربک فاصبر کی تعمیل میں ہی کر رہے تھے۔ دل کینہ اور انتقامی جذبہ سے بالکل پاک تھے جب یہ ظالم لوگ بے بس ہو گئے اور ایذا رسانی کی قوت ان سے سلب ہو گئی تو بجی انسانی ہمدردی نے جو آپ کے دل میں کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی جوش مارا تو آپ نے سزا دینے پر معافی کو ترجیح دی اس حسن سلوک کے جو خوشگوار نتائج نکلے وہ بھی تاریخ سے واقف لوگوں کے سامنے ہیں یعنی وہ تمام دشمن حقیقی دوست بن گئے اور بت پرستی کو دل سے چھوڑ کر توحید کے نشہ میں سرشار ہو گئے اور اسلام کے سچے خادم ثابت ہوئے۔

لوگوں کو ہدایت یافتہ بنانیکی دلی تڑپ

باوجود اس کے کہ آنحضور صلعم کو مخالفین حق کی طرف سے تکالیف پر تکالیف پہنچائی جا رہی تھیں لیکن آپ کے دل میں یہی تڑپ موجزن تھی کہ کسی طرح خدا کی مخلوق باطل کو چھوڑ کر حق کے سامنے سر جھکا دے اور یہ تڑپ اس قدر شدید غم کی شکل اختیار کر گئی تھی کہ اللہ تعالےٰ کو بھی اپنے حبیب پر رحم آیا اور تسلی کے کلمات نازل کئے فرمایا لعلک باخع نفسک علی آثارھم ان لم یؤمنوا بھذا الحدیث اسفا (الکہف ع ۱) پھر سورۃ الشعراء ع ۱ میں دوبارہ فرمایا لعلک باخع نفسک الا یکونوا مؤمنین یعنے کیا تو اسے میرے حبیب شدت غم سے اپنے آپ کو ہلاک کر دے گا کہ یہ لوگ اس قرآن پر ایمان نہیں لاتے یا مؤمن نہیں بنتے۔ یہ آیات بتلاتی ہیں کہ پیغام حق پہنچانے والوں کے دلوں میں حق کو پھیلانے کی کس قدر شدید تڑپ ہونی چاہیئے۔

پھر سورۃ الانعام ع کی آیت میں بھی آنحضور صلعم

کے دل کا ایسا ہی نقشہ کھینچا ہے فرمایا وان کان کبر علیک اعراضھم فان استطعت ان تبتغی نفقا فی الارض او سلما فی السماء فتاتیھم بآیۃ ولو شاء اللہ لجمعھم علی الھدی فلا تکونن من الجاھلین۔ یعنے اسے رسول اگر ان کا اعراض تم پر گراں گزرتا ہے تو پھر اگر آپ میں طاقت ہے تو آپ زمین میں کوئی سرنگ تلاش کر لیں یا آسمان میں سیڑھی لگا کر چڑھ جائیں اور ان دونوں جگہوں میں سے کوئی ایسا نشان لے آئیں جس سے اُن کی گردنیں حق کے سامنے جھک جائیں لیکن یاد رکھو کہ یہ جبر کی ایک قسم ہے جو اللہ تعالےٰ کے نزدیک جائز نہیں ورنہ خدا خود بھی ان کو ہدایت پر جمع کر سکتا تھا اس حقیقت سے آپ کو بے خبر نہیں ہونا چاہیئے بلکہ یہ ہمیشہ آپ کے سامنے رہے۔

اہلِ باطل کی کوششوں کے مقابلہ میں اللہ تعالیٰ کی ہدایت

قرآن کریم کی ہدایت اپنے نبی اور حقیقی مسلمانوں کے لئے یہی ہے کہ اہل باطل خواہ کتنی بھی سختی سے کام لیں تم حق کا پیغام پہنچاتے ہی رہو چنانچہ سورۃ ق میں فرمایا نحن اعلم بما یقولون وما انت علیھم بجبار فذکر بالقرآن من یخاف وعید یعنی جو کچھ اہلِ باطل کہتے ہیں اس کی پرواہ مت کرو جبراً تو تم کسی کو منوا نہیں سکتے اس لئے قرآن کے ذریعہ اپنے فریضہ تذکیر کو ادا کرنے میں لگے رہو وہ لوگ آخر مان ہی لیں گے جن کے دلوں پر میری وعید کا اثر ہوگا۔ پھر سورت الذاریات ع ۳ میں فرمایا فتول عنھم فما انت بملوم و ذکر فان الذکری تنفع المؤمنین یعنے ان سے یعنی ان کے باطل سے الگ رہو اس صورت میں تو قابلِ ملامت نہیں ہوگا ہاں تذکیر کے فریضہ سے دست بردار کبھی نہ ہونا اس کو سر انجام دیتے ہی چلے جاؤ یقیناً یہ تذکیر ایمان کی خواہش رکھنے والوں کو نفع دے گی۔ ایک اور ہدایت یہ دی فلا تطع منھم آثما او کفورا یعنے صرف کافروں کی بات ماننے سے ہی گریز نہیں کرنا چاہیئے بلکہ مسلمانوں میں سے بھی جو گنہگار ہوں اُن کی بات بھی مت مانو۔

پھر اہلِ باطل کی اھواء کی پیروی سے رُکنے کی تاکید فرمائی فرمایا واستقم کما امرت ولا تتبع اھواءھم فان اعرضوا فما ارسلناک علیھم حفیظا ان علیک الا البلاغ یعنی مضبوطی سے اپنے مسلک پر قائم رہو جیسا کہ آپ کو حکم ہے اور اہل باطل کی گری ہوئی خواہشوں کی ہرگز پیروی نہ کرنا اگر یہ حق کو قبول کرنے سے اعراض کرتے ہیں تو اس کی پرواہ مت کرو ہم نے تمہیں ان پر داروغہ بنا کر نہیں بھیجا، آپ کا کام صرف حق کو پہنچا دینا ہے کوئی مانتا ہے مانے کوئی نہیں مانتا نہ مانے لیکن منوانے کی کوشش میں تم خود اُن کی باطل خواہشات کو ماننے کے لئے تیار نہ ہو جانا اس سے اپنے آپ کو بچائے رکھنا۔

دو جامع ہدایتیں

قرآن کریم کی دو جامع ہدایتوں پر اس مضمون کو ختم کرتا ہوں۔ پہلی ہدایت تو سورۃ توبہ ع ۱۶ میں یہ ہے یا ایھا الذین آمنوا قاتلوا الذین یلونکم من الکفار ولیجدوا فیکم غلظۃ واعلموا ان اللہ مع المتقین یعنے کفار کا مقابلہ مسلسل کرتے چلے جاؤ اور یہاں تک ان کے عقائد باطلہ سے دور رہو کہ ان کو اس بات کی قطعاً کوئی توقع نہ رہے کہ تم اُن کے ان غلط عقائد میں سے کسی کو قبول کر لو گے اور جان لو کہ اللہ تعالےٰ متقیوں کا ساتھ دیتا ہے اہل باطل چونکہ تقویٰ سے دور ہیں اس لئے وہ .... خدا کی معیت سے بھی محروم رہیں گے اگر تم بھی ان کے غلط عقائد میں ان کے ہم نوا ہو جاؤ گے تو تم بھی اللہ تعالےٰ کی معیت سے محروم ہو جاؤ گے۔

دوسری ہدایت

سورۃ توبہ ع ۳-۴ میں بیان فرمائی ہے فرمایا یا ایھا الذین آمنوا لا تتخذوا آباءکم واخوانکم اولیاء ان استحبوا الکفر علی الایمان ومن یتولھم منکم فاولئک ھم الظالمون قل ان کان آباؤکم وابناؤکم واخوانکم وازواجکم وعشیرتکم واموال ن اقترفتموھا وتجارۃ تخشون کسادھا ومساکن ترضونھا احب الیکم من اللہ و رسولہ وجھاد فی سبیلہ فتربصوا حتی یاتی اللہ بامرہ واللہ لا یھدی القوم الفاسقین لقد نصرکم اللہ فی مواطن کثیرۃ ویوم حنین اذ اعجبتکم کثرتکم فلم تغن عنکم شیئا وضاقت علیکم الارض بما رحبت ثم ولیتم مدبرین ثم انزل اللہ سکینتہ علی رسولہ وعلی المؤمنین وانزل جنودا لم تروھا وعذب الذین کفروا وذالک جزاء الکفرین۔

پھر سورۃ المجادلہ ع ۳ میں فرمایا:—

ولا تجد قوما یؤمنون باللہ والیوم الاخر یوادون من حاد اللہ ورسولہ ولو کانوا آباءھم او ابناءھم او اخوانھم او عشیرتھم اولئک کتب فی قلوبھم الایمان وایدھم بروح منہ

خلاصہ ان دونوں آیتوں کا یہ ہے کہ مومن حقیقی وہی ہیں جو راہ حق میں نہ اپنے ماں باپ کی پرواہ کرتے ہیں نہ بھائیوں کی نہ بیٹوں کی نہ بیویوں کی نہ بیویاں خاوندوں کی اور اسی طرح رشتہ داروں کی اور نہ قبیلہ کے لوگوں کی نہ تجارتوں کی کساد بازاری کی نہ مکانوں کے ہاتھ سے نکل جانے کی خدا اور اس کے رسول اور اس کی راہ میں جہاد کرنے کو ان سب پر ترجیح دیتے ہیں ایسے ہی لوگوں کے دلوں میں ایمان لکھ دیا جاتا ہے اور روح القدس سے اس کی تائید کی جاتی ہے اور مشکل سے مشکل مقامات میں خدا کی نصرت اُن کے شامل حال رہتی ہے اور اگر وہ اپنی طاقت پر یا اپنی تدبیروں پر گھمنڈ کریں تو خدا کی نصرت اُن سے کٹ جاتی ہے۔

موجودہ زمانہ کی گمراہی اور اسکو دُور کرنے کیلئے ہماری سعی

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جس حق کو لے کر دنیا میں تشریف لائے تھے اور جس کو دنیا میں قائم کرنے کے لئے آنحضور صلعم اور آنجناب کے مخلص اور وفادار صحابہ رضہ نے اس قدر تکلیفیں اٹھائیں اور مصائب برداشت کیں اور مالی اور جانی قربانیاں دیں پیشگوئیوں کے ماتحت وہ وقت آ گیا کہ وہ حق اپنی اصلی صورت کو کھو بیٹھا اور دوسری قومیں تو الگ رہیں خود مسلمان بھی اس سے دور جا پڑے اُن کے عقائد میں غلطیاں راہ پا گئیں اُن کے اعمال بھی صحیح راہ سے ہٹ گئے غرضیکہ اسلام محض اسمی و رسمی رہ گیا ایسے وقت میں مسیح موعود کے آنے کی پیشگوئی کی گئی تھی جو دوبارہ حقیقی اسلام کو قائم کرے گا۔ وہ مسیح موعود آیا اور اس نے حقیقی اسلام سے مسلمانوں کو آگاہ کیا مسلمانوں کی ایک جماعت نے اسے اپنا امام تسلیم کیا اور اس کے ہاتھ پر بیعت کے ذریعہ اقرار کیا کہ وہ اس حقیقی اسلام کو دنیا میں پھیلائیں گے اور باقی مسلمانوں کو بھی اسی حقیقی اسلام کی روشنی سے منور کریں گے۔ سو ہماری جماعت کا بھی جس نے امام کے ذریعہ خدا سے یہ عہد کیا ہے، یہی فرض ہے کہ وہ مخالفین حق کی طرف سے خواہ کتنی ہی تکلیف انہیں پہنچے وہ حضرت نبی کریم صلعم اور آپ کے صحابہ رضہ اور امام الزمان کے اسوۃ کو سامنے رکھتے ہوئے ان تکالیف کو خاطر میں نہ لاتے ہوئے اپنے فریضہ کو سر انجام دیتے چلے جائیں اس راہ میں اگر انہیں اپنے عزیزوں کو بھی چھوڑنا پڑے تو چھوڑ دیں.... اگر اُن کی تجارتوں کو نقصان پہنچایا جاتا ہے یا جائیدادوں سے انہیں محروم کیا جاتا ہے یا گھروں سے بے گھر ہونا پڑتا ہے تو ان تمام نقصانوں کو محض خدا کی خوشنودی کے لئے برداشت کریں خدا کبھی انہیں ضائع نہیں کریگا اپنے وعدہ کے مطابق ضرور انہیں کامیابی سے ہمکنار کرے گا پس وہ جمود کو ترک کر کے ایسی فعال جماعت بن جائیں تو دیکھیں خدا کی نصرت کس طرح ان کے شامل حال ہوتی ہے ان کے دلوں میں اپنے مسلمان بھائیوں کی حقیقی ہمدردی ہونی چاہیئے اور وہ یہی ہے کہ انہیں اسمی اور رسمی اسلام سے نکال کر حقیقی اسلام پر انہیں قائم کریں اور ان روحانی فیوض سے بہرہ اندوز ہونے کے لئے انہیں تیار کر دیں جو امام الزمان سے تعلق پیدا کرنے سے مل سکتے ہیں اُن کی مثال ایسی ہے جس طرح ایک گھر میں چند بھائی رہتے ہوں ایک اُن میں سے تپدق کی مرض میں مبتلا ہو جائے تو دوسرے بھائیوں کی ہمدردی

نسلِ انسانی کا محسنِ اعظم

فخرالدین احمد صاحب ۔ راولپنڈی

"کہو اے لوگو! میں سب کی طرف اللہ کا رسول ہوں۔ وہ جس کے لئے آسمانوں اور زمین کی بادشاہت ہے۔ اس کے سوا کوئی معبود نہیں وہ زندہ کرتا ہے۔ اور مارتا ہے۔ سو اللہ پر ایمان لاؤ اور اس کے رسول نبی اُمّی پر جو اللہ اور اس کے کلموں پر ایمان لاتا ہے اور اس کی پیروی کرو تاکہ تم ہدایت پاؤ" [1]

نسلِ انسانی کے ارتقاء کی تاریخ میں حضرت رسول عربیؐ کی بعثت ایک سنگ میل کی حیثیت رکھتی ہے۔ درختوں پتھروں۔ غاروں۔ لکڑی اور فولاد کے ادوار سے گذرتی ہوئی زندگی اور تمدن نے آپؐ ہی کی طفیل معراج پایا۔ انسان جو اشرف المخلوقات اور خلیفۃ اللہ کہلایا اس پر اتمام نعمتِ الٰہیہ آپؐ کے توسط سے ہوا۔ مدینہ طیبہ کی ہجرت کے بعد جب قبلۂ ابراہیمی کو عبادتِ الٰہی کا آخری گھر قرار دیا گیا تو یہ بشارت دی گئی :۔

"اور جہاں کہیں تم ہو اپنے مونہوں کو (مسجد حرام) اس کی طرف پھیر دو۔ تاکہ لوگوں کے لئے کوئی دلیل تمہارے خلاف نہ رہے۔ مگر وہ جو ان میں سے ظالم ہیں۔ سو ان سے مت ڈرو اور مجھ سے ڈرو اور تاکہ میں اپنی نعمت تم پر پوری کروں اور تم ہدایت پاؤ" [2]

اور اس بشارت کے پورا ہونے کی طرف آنحضرتؐ کے آخری ایام کی وحی میں صاف صاف ذکر موجود ہے :۔

"آج وہ لوگ، جو کافر ہیں۔ تمہارے دین سے ناامید ہو گئے۔ سو ان سے نہ ڈرو اور مجھ سے ڈرو۔ آج میں نے تمہارا دین تمہارے لئے کامل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت کو پورا کر دیا۔ اور تمہارا دین اسلام ہونے پر میں راضی ہوا" [3]

کسی بھی آسمانی کتاب میں اللہ تعالےٰ کی طرف سے اتمام نعمت کا وعدہ یا بشارت نہیں دی گئی۔ توریت۔ زبور۔ انجیل میں ہدایت اور نور دیئے جانے کے متعلق قرآن کریم میں ضرور مذکور ہے۔ مگر نعمت الٰہیہ کے پورا کئے جانے کا نہ ہی کہیں وعدہ کیا گیا ہے اور نہ ہی کوئی ایسا ذکر آتا ہے تکمیل دین اور اتمام نعمت کا واقعہ صرف آنحضرت صلعم کی بعثت مقدسہ سے ہی ظہور میں آئے اور یہ دین کوئی نیا دین نہیں بلکہ وہی دین ابراہیمی ہے جو شروع سے چلا آتا ہے اور جس پر اسمٰعیلؑ اور اسحاقؑ اور یعقوبؑ اور بنی اسرائیل کے باقی انبیاء نے زندگی بھر عمل کیا۔ اور اس کی تبلیغ و اشاعت کی۔ اس لحاظ سے حضرت رسول کریمؐ ساری دنیا کے لئے مامور ہو کر آئے تھے۔ جیسا کہ آیت مندرجہ الصدر میں بیان کیا گیا ہے۔

اتمام نعمت

وہ نعمتِ الٰہیہ جو اللہ تعالےٰ نے اپنے بندوں پر پوری کی وہ کیا تھی؟ اس کا جواب جاننے کے لئے ہمیں ابوسفیان کے اس بیان کے مطالعہ سے ملتا ہے جو اس نے ہرقل شاہ روم کے دربار میں دیا۔ بخاری کی حدیث میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی سے روایت ہے کہ ان سے ابوسفیان بن حرب نے کہا کہ :۔

"ہرقل نے ان کو قریش کے کئی اور سواروں کے ساتھ بلا بھیجا اور یہ قریش کے لوگ اس وقت شام کے ملک میں سوداگری کے لئے گئے تھے یہ وہ زمانہ ہے جس میں آنحضرت صلعم نے ابوسفیان اور قریش کے کافروں کو (صلح کر کے) ایک مدت دی تھی۔ غرض یہ لوگ اُس کے پاس پہنچے جب ہرقل اور اس کے ساتھی ایلیا میں تھے ہرقل نے ان کو اپنے دربار میں بلایا اور اس کے ارد گرد روم کے رؤساء بیٹھے تھے۔ پھر ان کو پاس بلایا اور اپنے مترجم کو بھی بلا لیا وہ کہنے لگا تم میں سے کون اس شخص سے نزدیک کا رشتہ دار ہے جو اپنے تئیں پیغمبر کہتا ہے۔ ابوسفیان نے کہا میں اس شخص کا قریب کا رشتہ دار ہوں۔ تب ہرقل نے کہا اچھا اس کو میرے پاس لاؤ۔ اور اس کے ساتھیوں کو بھی اس کے نزدیک رکھو اس کے پیچھے پھر اپنے مترجم سے کہا ان لوگوں سے میں اس سے (ابوسفیان سے) اس شخص کا (حضرت رسول اکرمؐ) کا کچھ حال پوچھتا ہوں۔ اگر یہ مجھ سے جھوٹ بولے تو تم کہہ دینا جھوٹا ہے۔ ابوسفیان نے کہا قسم خدا کی اگر مجھ کو یہ شرم نہ ہوتی کہ یہ لوگ مجھ کو جھوٹا کہیں گے تو میں آپ کے باب میں جھوٹ کہہ دیتا۔ خیر پہلی بات جو اس نے مجھ سے پوچھی وہ یہ تھی کہ اس شخص کا تم میں خاندان کیسا ہے۔ میں نے کہا کہ اس کا خاندان تو ہم میں بہت بڑا ہے۔ کہنے لگا کہ اچھا پھر یہ بات (کہ میں پیغمبر ہوں) اس سے پہلے تم لوگوں میں کسی نے کہی تھی۔ میں نے کہا نہیں۔ کہنے لگا اچھا اس کے بزرگوں میں کوئی بادشاہ گذرا ہے میں نے کہا نہیں۔ کہنے لگا اچھا بڑے آدمی (امیر لوگ) اس کی پیروی کر رہے ہیں یا غریب لوگ۔ میں نے کہا غریب لوگ۔ کہنے لگا اس کے تابعدار لوگ روز بروز بڑھتے جاتے ہیں یا گھٹتے جاتے ہیں، میں نے کہا بڑھتے جاتے۔ کہنے لگا اچھا پھر کوئی ان سے ایمان لا کر اس دین کو بُرا سمجھ کر پھر جاتا ہے، میں نے کہا نہیں۔ کہنے لگا یہ بات جو اس نے کہی (میں پیغمبر ہوں) اس سے پہلے کبھی تم نے اسکو جھوٹ بولتے سنا میں نے کہا نہیں۔ کہنے لگا اچھا وہ عہد شکنی کرتا ہے۔ میں نے کہا نہیں ....

کہنے لگا اچھا تم اس سے کبھی لڑے ہو میں نے کہا ہاں۔ کہنے لگا پھر تمہاری اس کی لڑائی کیسی ہوتی ہے۔ میں نے کہا ہم میں اس میں لڑائی ڈولوں کی طرح ہے۔ وہ ہمارا نقصان کرتا ہے ہم اس کا نقصان کرتے ہیں۔ کہنے لگا اچھا وہ تم کو کیا حکم کرتا ہے۔ میں نے کہا وہ یہ کہتا ہے بس اکیلے اللہ ہی کو پوجو اور اس کے شریک نہ بناؤ۔ اور اپنے باپ دادا کی (شرک کی باتیں) چھوڑ دو اور ہم کو نماز پڑھنے اور سچ بولنے حرام کاری سے بچنے اور صلہ رحمی کرنے کا حکم دیتا ہے ...."

تزکیہ نفس

شرک۔ فسق اور فجور کی زندگی سے نجات دلانا۔ بُری رسموں اور رواج سے خلصی دلانا انسان کو صحیح آزادی دلانا ہے۔ گناہ اور معصیت کی غلامی، نفسانی خواہشات کی اسیری۔ رسم و رواج کے سلاسل میں پابندی سے رہائی دلانے میں جو کارنامہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ظہور میں آیا اس کی مثال پیش کرنے تاریخ عاجز ہے۔ ہر ایک قسم کی اسیری اور غلامی سے نجات دلا کر بندے کو اپنے آقا سے قریب لا کر کھڑا کر دینا ایک معجزہ ہے۔ انسان کے لئے آزادی سے بڑھکر کوئی نعمت نہیں مگر آزادی وہی جو انسان کو اسفل السافلین کے مقام سے بلند کر کے احسن تقویم کے مرتبہ تک پہنچا سکے۔

حرّیت

جزیرہ نما عرب سے شرک کو مٹانے میں یہودیت اور نصرانیت انتہائی کوششیں کر چکی تھی۔ مگر اجڈ عربوں میں شرک اور اصنام پرستی ایسی رچ چکی تھی کہ ان دونوں مذہبوں کو جن کی پشت پناہ پر حکومتیں بھی تھیں اپنے ارادوں میں کامیابی نہ ہوئی۔ یہ حضرت

---

[1] الاعراف ۷۔ ۱۵۸

[2] البقرہ ۲۔ ۱۵۰

[3] المائدہ ۵۔ ۳

رسول اکرمؐ کا کمال ہے کہ تیئیس سال کی قلیل مدت میں جزیرہ نما عرب اور اس کے اطراف و اکناف میں توحید کا نعرہ بلند تھا۔ اور شرک اور اصنام پرستی کہیں نظر نہ آتی تھی۔ شرک سے نجات کوئی صحیح آزادی تھی۔ ضمیر کی آزادی تھی۔ اوہام پرستی سے آزادی تھی۔ اب انسان اندھی تقلید کا پابند نہ رہا تھا بلکہ وہ اپنے خیالات کا آزادی اور بیباکی سے اظہار کر سکتا تھا۔ لا اکراہ فی الدین کا حکم مذہبی آزادی کے لئے سنگ بنیاد کی حیثیت رکھتا ہے۔ دنیا کے کسی بھی مذہب میں اتنی رواداری موجود نہیں۔ انسان کو صحیح اور سچی آزادی اسلام نے ہی عطا کی ہے۔ نفس اور رسم و رواج کی اتباع سے رہائی صحیح آزادی اور سچی حریت ہے جس کی طرف آنحضرت صلعم نے دنیا کو دعوت دی ہے۔

اخوت

حریت دلانے کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ تو تحوار اور جنگ جو قبائل میں مواخات کا قائم کرنا ہے کل مؤمن اخوۃ۔ مومن بھائی بھائی ہیں۔ ان بھائیوں میں سے نسلی تفاخر اور قومی تعصب کو مٹانا کوئی معمولی امر نہیں، مواخاۃ کا ایک نمونہ تو وہ ہے جب ہجرت کے بعد مدینہ میں انصار اور مہاجرین میں بے مثال برادری قائم کر دی۔ پھر آپؐ کے فرمودات میں بیشتر اقوال آپس میں محبت۔ یگانگت۔ بھائی چارہ اور ہمدردی کی تلقین کرتے ہیں۔ بیمارپرسی۔ تیمارداری۔ تعزیت۔ دعوت کھلانا۔ صلہ رحمی۔ پڑوسی سے شفقت۔ ماں۔ باپ اور اولاد کی۔ اہل خانہ سے مروت۔ یتیم۔ مسکین اور ناداروں سے شفقت اور حسن سلوک۔ ملازموں اور ماتحتوں سے مہربانی الغرض زندگی کا کوئی شعبہ اور کوئی پہلو ایسا نہیں جس میں آپ نے حسن سلوک احسان اور مروت کی تائید نہ کی ہو۔

مساوات

نسلی تفاخر اور قبائلی تعصب کو مٹا کر آپؐ نے یہ سبق دیا کہ عربی کو عجمی پر گورے کو کالے پر۔ حاکم کو محکوم پر کوئی فضیلت حاصل نہیں ایک قوم دوسری قوم پر اور ایک انسان دوسرے انسان پر تمسخر و استہزاء نہ کیا کرے۔ کیونکہ ہو سکتا ہے کہ وہ قوم اور وہ انسان جس کا مذاق اڑایا جاتا ہو خدا تعالیٰ کی نگاہ میں مقبول ہو۔ سابقہ کتب سماویہ کی ورق گردانی سے ہمیں کہیں بھی مساوات سکھانے والا یہ سبق نہیں ملتا۔

"اے لوگو! تمہارا خدا ایک ہے اور تمہارا باپ بھی ایک ہے۔ تم سب آدم کی اولاد ہو۔ اور آدم مٹی سے پیدا ہوئے خدا کے نزدیک وہی بزرگ ہے جو زیادہ متقی ہے۔ عربی کو عجمی پر کوئی فضیلت نہیں مگر ہاں تقویٰ اور خشیت اللہ سے۔ اے لوگو! مومن بھائی بھائی ہیں، کسی شخص کو اپنے بھائی کا مال حلال نہیں ہے مگر ہاں اجازت سے۔" [1]

یہ آپؐ کی تعلیم کا اثر تھا کہ غلاموں اور لونڈیوں کو وہی حقوق اور مراعات حاصل ہو گئیں جو ان کے آقاؤں کو حاصل تھے۔ یہاں تک کہ غلاموں میں سے قابل اور اہل افراد نے سپہ سالاری اور بادشاہت کے مناصب جلیلہ کو پایا۔ حضرت بلالؓ کو آنحضرت سیدنا بلالؓ کہہ کر خطاب کرتے بلکہ ان کے مناقب میں لکھا ہے کہ وہ جنت کے سرداروں میں سے ہیں۔ حضرت رسول اکرمؐ نے یہاں تک فرمایا کہ میں جنت میں بلالؓ کو اپنے آگے آگے چلنے والا پاتا ہوں۔

شرفِ انسانی

حریت، اخوت اور مساوات کا نعرہ ہم آج بھی سنتے ہیں۔ مگر یہ لفظی باتیں ہیں۔ عملی رنگ میں وہ سوسائٹی بھی دراصل تو نوعِ انسان سے عاجز رہی ہے۔ بلکہ انسان کے لئے امن اور سلامتی کا ماحول پیدا کرنے میں بھی سوسائٹی سب سے زیادہ ناکام رہی۔ حضرت انسان کو شرف اور بزرگی دینے والی دو چیزیں ہیں یعنی علم اور عقل۔ آنحضرت صلعم گو خود اُمّی تھے مگر علم سے آپؐ کو بڑی محبت تھی۔ آپؐ نے قوم کے بچوں کو علم دلانے کی طرف خاص توجہ دی۔ آپؐ کا مشہور فرمان ہے کہ علم حاصل کرنے میں پوری پوری کوشش کرو چاہے تمہیں چین جیسے دور ملک کا سفر کیوں نہ اختیار کرنا پڑے۔ پھر اسیرانِ جنگ سے زرِ فدیہ کے عوض آپ نے بچوں کی ایک خاص مقررہ تعداد کو پڑھا دینے پر اکتفا کی تاکہ تعلیم عام ہو جائے۔ تعلیم کے ساتھ ساتھ آپ کی وحی میں غور و تدبر۔ تفکر پر بڑا زور دیا گیا ہے۔ عقل سے کام لینے والوں کی بڑائی بیان کی گئی ہے۔ قدرت کی صنعتوں پر غور و فکر کرنے والوں کو مقربین الٰہی سے شمار کیا گیا ہے یہ علم اور عقل کی رغبت کی بدولت ہی اسلام نے دنیا کو چوٹی کے حکماء سائنسدان اور مدبر دینے میں جن کی شمعوں سے دنیا کے گوشے گوشے میں چراغ روشن ہو گئے۔

اکثر دیکھا گیا ہے کہ جب ایک واعظ یا لیڈر کو اختیار مل جاتا ہے تو اپنے مواعظ و نصائح کو یکسر فراموش کر دیتا ہے۔ محکوم اور پسماندہ اقوام کی ہمدردی کا دعویٰ کرنے والی بااختیار قوموں کو جب کسی پسماندہ یا محکوم قوم پر تھوڑا سا غلبہ بھی حاصل ہوتا ہے تو فتح و کامرانی کے نشہ میں سرشار قوم مفتوحہ قوم سے جو غیر انسانی سلوک کرتی ہے ان کی خواتین بچوں اور معذوروں پر جو مظالم روا رکھتی ہے وہ سن کر رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں مگر ایسے مواقع پر بھی نوعِ انسان کے محسن اعظمؐ نے کیا ارشاد فرمایا:۔

"اللہ کے اور اپنے دشمنوں سے خوب مقابلہ کرو۔ لیکن تم کو وہاں کچھ آدمی ایسے بھی ملیں گے جو گرجوں میں دنیا سے علیحدہ ہوں گے۔ تم ان سے تعرض نہ کرنا...... عورت۔ شیرخوار بچہ۔ پیر فرتوت ان کو ہرگز قتل نہیں کرنا۔ کھجور کے درخت اور دوسرے عام درخت کسی کو نہیں کاٹنا۔ کوئی مکان منہدم نہیں کرنا۔" [1]

یہ وعظ ہی نہیں بلکہ جب فتح مکہ کے دن آنحضرت صلعم خانہ کعبہ تشریف لائے۔ اور کفار اور مشرکین مکہ جن کے مظالم ریشہ دوانیوں اور دست درازیوں کی یاد دلوں پر تازہ تھی آپ کے حضور پیش کئے گئے تو بموجب روایت حدیث آپ نے فرمایا:۔

"کوئی معبود نہیں بجز اللہ کے وہ واحد لاشریک ہے اس نے اپنا وعدہ سچا کیا۔ اور اپنے بندہ کی مدد کی۔ اور دشمنوں کو ایک ایک کر کے شکست دی۔ ہر ایک بدلہ ہر ایک خون۔ ہر ایک مال (ایام جاہلیت کا) وہ آج میرے ان قدموں کے نیچے ہے یعنی ایام جاہلیت کے تمام اس قسم کے مقدمے اور جھگڑے سب کالعدم اور قابل اخراج ہیں.... اے قریش کے لوگو تمہاری نخوت اور غرور جاہلیت اور آبائی فخر آج سے سب خاک مل گئے .... اے قریش! اے مکہ والو! اب بتاؤ کہ تم مجھ سے کس سلوک کی توقع رکھتے ہو۔ انہوں نے جواب دیا کہ ہم آپؐ سے بھلائی اور حسن سلوک کی توقع رکھتے ہیں۔ کیونکہ آپؐ خود کریم اور ابن کریم ہیں۔ تب آپؐ نے فرمایا جاؤ تم سب کے قصور اور خطائیں معاف ہیں۔" [2]

اللہ اکبر! تیرہ سال تک کفار مکہ کی سختیاں جھیلیں کے ظلم و ستم کا شکار بنے رہے۔ اپنے عزیزوں، مخلصوں ساتھیوں اور جاں نثاروں پر بے پناہ مظالم ڈھائے گئے۔ آپؐ پر عرصۂ حیات تنگ کیا گیا۔ شعب ابن ابی طالب میں آپ محصور رہے مگر جب ان سے بدلہ لینے کا وقت آیا تو لا تثریب علیکم الیوم کہہ کر اپنے رحمت ہونے کا ثبوت دیا۔

آج بارہ ربیع الاول کو وہ مفخرِ عالم اس دنیا میں آیا وہ بنی نوعِ انسان کے لئے بشیر و نذیر ہو کر آیا۔ اس نے قومی اور اجتماعی فلاح و بہبود کے لئے کچھ پند و نصائح کیں ان پر عمل کر کے غیر اقوام اپنی مراد کو پہنچ گئیں ضرورت ہے کہ ہم بھی ان اقوال دانش کو ترجمان بنائیں اور ان پر عمل کریں، حجۃ الوداع کے سال (۱۰ھ) کو آپؐ نے غزوۂ احد کے شہداء کی قبروں پر جا کر ان کے لئے دعائے مغفرت کے بعد جو نصائح فرمائیں ان میں یہ بھی ارشاد فرمایا:

"دیکھو! خدا کے احکام میں زیادتی مت

(باقی برصفحہ ۳۰)

حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی شان میں!

امام الزمانؑ کا منظوم کلام

دردِلم جوشد ثنائے سرورے
آنکہ در خوبی ندارد ہمسرے
آنکہ جانش عاشقِ یارِ ازل
آنکہ روحش واصلِ آں دلبرے
آنکہ مجذوبِ عنایاتِ حق است
ہمچو طفلے پروریدہ دربرے
آنکہ در بر و کرم بحرِ عظیم
آنکہ در لطفِ اتم یکتا درے
آنکہ در جود و سخا ابرِ بہار
آنکہ در فیض و عطا یک خاورے
آں رحیم و رحمِ حق را آیتے
آں کریم وجودِ حق را مظہرے
آں رخِ فرخ کہ یک دیدار او
زشت رُو را میکند خوش منظرے
آں دلِ روشن کہ روشن کردہ است
صد درونِ تیرہ را چوں اخترے
آں مبارک پے کہ آمد ذاتِ او
رحمتے زاں ذاتِ عالم پرورے
احمدِ آخر زماں کز نورِ او
شد دلِ مردم زِ خورِ تاباں ترے

وہ پیشوا ہمارا جس سے ہے نور سارا
نام اس کا ہے محمدؐ دلبر مرا یہی ہے
سب پاک ہیں پیمبر اک دوسرے سے بہتر
لیک از خدائے برتر خیر الوریٰ یہی ہے
پہلوں سے خوب تر ہے خوبی میں اک قمر ہے
اس پر ہر اک نظر ہے بدر الدجیٰ یہی ہے
پہلے تو رہ میں ہارے پار اس نے ہیں اتارے
میں جاؤں اس کے وارے بس ناخدا یہی ہے
پردے جو تھے ہٹائے اندر کی راہ دکھائے
دل یار سے ملائے وہ آشنا یہی ہے
وہ یارِ لامکانی وہ دلبرِ نہانی
دیکھا ہے ہم نے اس سے بس رہنما یہی ہے
وہ آج شاہِ دیں ہے وہ تاجِ مرسلیں ہے
وہ طیب و امیں ہے اسکی ثنا یہی ہے
حق سے جو حکم آئے اس نے وہ کر دکھائے
جو راز تھے بتائے نعم العطا یہی ہے
آنکھ اس کی دور بیں ہے دل یار سے قریں ہے
ہاتھوں میں شمعِ دیں ہے عین الضیا یہی ہے
جو رازِ دیں تھے بھارے اس نے بتائے سارے
دولت کا دینے والا فرماں روا یہی ہے

حضرت امام الزمانؑ کے کلماتِ عقیدت

حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی شان میں!

حضرت امام الزمان مجدد دوران جناب مرزا غلام احمد صاحب قادیانی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح وثناء میں جو کچھ لکھا ہے ان سب کو اگر جمع کیا جائے تو ایک مبسوط کتاب بنتی ہے، ذیل میں ہم دو تین مقامات سے چند کلمات پیش کرتے ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ممدوح عشق نبوی میں کس قدر گداز اور آپ کی شان اقدس کے متعلق کسقدر بلند خیالات رکھتے تھے:۔

وہ اعلیٰ درجہ کا نور جو انسان کو دیا گیا یعنی انسان کامل کو وہ ملائک میں نہیں تھا، نجوم میں نہیں تھا، آفتاب میں نہیں تھا۔ وہ زمین کے سمندروں اور دریاؤں میں بھی نہیں تھا، وہ لعل اور یاقوت اور زمرد اور الماس اور موتی میں بھی نہیں تھا، وہ کسی چیز ارضی وسماوی میں نہیں تھا، صرف انسان میں تھا، یعنے انسان کامل میں جس کا اتم اور اکمل اور اعلیٰ اور ارفع فرد ہمارے سید ومولیٰ سید الانبیاء وسید الاحیاء محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، سو وہ نور اُس انسان کو دیا گیا اور حسب مراتب اسکے تمام ہمرنگوں کو بھی یعنے ان لوگوں کو بھی جو کسی قدر وہی رنگ رکھتے ہیں..... اور یہ شان اعلیٰ اور اکمل اور اتم طور پر ہمارے سید ومولیٰ، ہمارے ہادی نبی اُمّی صادق مصدوق محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں پائی جاتی تھی، جیسا کہ خود خدا تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے قل ان صلوٰتی ونسکی ومحیای ومماتی للہ رب العٰلمین لاشریک لہ وبذالک امرت وانا اوّل المسلمین....

غور سے دیکھنا چاہیئے کہ جس حالت میں اللہ جلشانہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نام اوّل المسلمین رکھتا ہے اور تمام مطیعوں اور فرمانبرداروں کا سردار ٹھہراتا ہے اور سب سے پہلے امانت کو واپس دینے والا آنحضرت صلعم کو قرار دیتا ہے تو پھر کیا بعد اسکے کسی قرآن کریم کے ماننے والے کو گنجائش ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شانِ اعلیٰ میں کسی طرح کا جرح کر سکے؟ خدا تعالیٰ نے آیت موصوفہ بالا میں اسلام کے لئے کئی مراتب رکھکر سب مدارج سے اعلیٰ درجہ وہی ٹھہرایا ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی فطرت کو عنایت فرمایا۔ سبحان اللہ ما اعظم شانک یا رسول اللہ۔

موسیٰؑ وعیسیٰؑ ہمہ خیل تو اند ✤ جملہ دریں راہ طفیل تو اند

(آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۱۶۰ تا ۱۶۲)

"چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی پاک باطنی وانشراح صدر وعصمت وحیا وصدق وصفا وتوکل ووفا اور عشق الٰہی کے تمام لوازم میں سب انبیاء سے بڑھکر اور سب سے افضل واعلےٰ واکمل وارفع واجلیٰ واصفیٰ تھے اس لئے خدائے جلشانہٗ نے ان کو عطر کمالاتِ خاصہ سے سب سے زیادہ معطر کیا اور وہ سینہ اور دل جو تمام اوّلین وآخرین کے سینہ ودل سے فراخ تر وپاک تر ومعصوم تر وروشن تر وعاشق تر تھا وہ اسی لائق ٹھہرا کہ اس پر ایسی وحی نازل ہو جو تمام اوّلین وآخرین کی وحیوں سے اقویٰ واکمل وارفع واتم ہو کر صفاتِ الٰہیہ کے دکھانے کے لئے ایک نہایت صاف اور کشادہ اور وسیع آئینہ ہو۔ سو یہی وجہ ہے کہ قرآن شریف ایسے کمالاتِ عالیہ رکھتا ہے جو اس کی تیز شعاعوں اور تیز کرنوں کے آگے تمام صحفِ سابقہ کی چمک کالعدم ہو رہی ہے، کوئی ذہن ایسی صداقت نکال نہیں سکتا جو پہلے ہی سے اس میں درج نہ ہو۔ کوئی فکر ایسی برہان عقلی پیش نہیں کر سکتا جو پہلے ہی سے اس نے پیش نہ کی ہو۔ کوئی تقریر ایسے قوی اثر کو دل پر ڈال نہیں سکتی جیسے قوی اور پُرشوکت اثر لاکھوں دلوں پر وہ ڈالتا آیا ہے۔ وہ بلاشبہ صفاتِ کمالیہ حق تعالےٰ کا ایک نہایت مصفیٰ آئینہ ہے جس میں وہ سب کچھ ملتا ہے جو ایک سالک کو مدارج عالیہ تک پہنچنے کے لئے درکار ہے۔"

(سُرمہ چشم آریہ صفحہ ۲۳، ۲۴ حاشیہ)

الدّرّ الثمین

انشده شمس الزمان المعروف بانور البیابانی فی حفلة میلاد النبیؐ التی انعقدت فی جامع الاحمدیة بلاهور

(یہ وہ قصیدہ ہے جس کو مولانا شمس الزمان صاحب نے مسجد احمدیہ بلڈنگس لاہور میں عید میلاد النبیؐ کی تقریب مبارک پڑھکر سنایا)

یَا مَهْبِطَ الرُّوْحِ الْاَمِیْن • یَا مَظْهَرَ النُّوْرِ الْمُبِیْن

اے جبریل امینؑ کے اترنے کی جگہ • اور اے نورِ مبین کے مظہر!!

مَا مِثْلُکُمْ دُرٌّ ثَمِیْن • فِیْ بَحْرِ عِلْمِ الْمُقْتَدِر

خدائے مقتدر کے علم کے سمندر میں یقیناً • آپؐ کی مانند اور کوئی قیمتی موتی نہیں

یَا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِیْن • یَوْمَ الْقِیَامَةِ لِلْحَزِیْن

اے رحمتِ عالمؐ! • قیامت کے دن کسی اداس اور غمگین کے لئے

مِنْ غَیْرِ وَجْهِکُمُ الْحَسِیْن • اَیْنَ النَّجَاحُ مِنَ السَّقَر

آپؐ کے حسین چہرہ کے سوائے • جہنم سے نجات کا اور کوئی ذریعہ نہیں

اِنَّ الْمَحَاسِنَ وَالْمَعَا • لِیَ وَالْمِیَا مِنْ کُلِّهَا

بے شک یہ خوبیاں یہ بلندیاں • اور تمام برکتیں

بِوُجُوْبِکُمْ حُسْنَ الْمُنَا • وَرَثَتْ بِهٰذَا الْمُسْتَقَر

اور حسین تمنائیں آپؐ ہی کے وجوب کے • باعث اس قرارگاہ (دنیا) میں پیدا ہوئیں

نَارَ الدُّجٰی بِجَمَالِکُمْ • تَمَّ الْهُدٰی بِکَمَالِکُمْ

آپؐ کے جمال سے ہر قسم کا اندھیرا چھٹ گیا اور • آپؐ کے کمال سے ہدایت پوری ہوگئی

بَلَغَ النُّهٰی بِرَشَادِکُمْ • خَرَّتْ صَنَادِیْدُ الْعَصَر

اور آپؐ کی رہنمائی سے عقل بالغ ہوگئی جس کا نتیجہ • یہ نکلا کہ صنادید عرب گر گر کر ذلیل ہو گئے

یَا سَیِّدِیْ یَا غُنْیَتِیْ • یَا مَلْجَئِیْ یَا مُنْیَتِیْ

اے میرے سردارؐ اور مطلوب • اور اے ملجاء اور آرزو

فَارْحَمْ بِهٰذَا الْاَحْمَدِیْ

آپؐ للہ اس احمدی پر مہربانی کیجئے

تُبْکِیْهِ اَطْوَارُ الْقَدَر

جس کو قضا و قدر کی نیرنگیاں رلاتی رہتی ہیں

آیت خاتم النبیین اور ہمارے مخالفین

(قمر ساما نوی)

سیدنا و مولانا حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مساوات انسانی کے قیام کے لئے اسوۂ حسنہ کے طور پر اپنے آزاد کردہ غلام حضرت زیدؓ کو اپنا متبنٰی بنایا اور پھر اسی اشتراک انسانیت کو قائم کرنے کے لئے اپنی پھوپھی کی بیٹی سے ان کا نکاح کر دیا۔ اگرچہ حضرت زینبؓ اور ان کے بھائی اس بات کو اس لئے پسند نہ کرتے تھے کہ حضرت زیدؓ ایک تو آزاد کردہ غلام ہیں اور دوسرے وہ قریشی النسل نہیں مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا خیال یہ تھا کہ انسانیت کبرے کے مقام میں سب شریک ہیں اللہ تعالےٰ نے سب انسانوں کو یکساں قوےٰ عطا فرمائے ہیں اور جو اس کی پیدا کردہ چیزیں مدار زندگی ہیں مثلاً سورج۔ چاند۔ ہوا۔ زمین پانی وغیرہ ان سے بغیر کسی تخصیص کے سب انسان یکساں فائدہ اُٹھاتے ہیں اور پھر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی پاکیزہ فطرت کے ماتحت نیکی اور خدمت کو بڑائی کا معیار سمجھا ہوا تھا اس لئے آپ نے قوم قریش میں مروجہ کسی رسم کی پرواہ نہ کرتے ہوئے یہ دونوں کام کئے۔

زمانہ جاہلیت میں قریش کی حالت

قریش سمندر کی بڑی مچھلی کو کہتے ہیں جو سب چھوٹے جانوروں کو کھا جاتی ہے۔ یہ لوگ دوسروں کو اس طرح کھاتے تھے کہ خادم الحرمین ہونے کی وجہ سے دوسری اقوام ان کی بہت عزت کرتی تھی اور یہ لوگ تجارتی اغراض کے لئے سردیوں اور گرمیوں میں دو سفر سال میں کیا کرتے تھے۔ سردیوں میں افریقہ، ہند اور یمن کی طرف اور گرمیوں میں شام و ایران کی طرف گئے جاتے تھے جس طرف بھی یہ سفر کرتے تھے اس جگہ کے باشندے خادم الحرمین ہونے کی وجہ سے ان کا بہت احترام کرتے اور دعوتیں کھلاتے اور جب وہ لوگ زیارت بیت اللہ کے لئے مکہ معظمہ جاتے تو مجاور سمجھکر ان کو نذریں دیتے اور ان کا بہت ادب کرتے تھے اور جب قریش سفر کرتے تھے تو راستہ میں راہزن بھی اسی وجہ سے ان کو نہ ستاتے تھے یہ امن و امان سے اپنے سفر طے کرتے تھے۔ ان وجوہات سے قریش میں بہت زیادہ تکبر اور بڑائی کا خیال پیدا ہو گیا تھا اور اپنے سوا سب لوگوں کو ذلیل اور حقیر سمجھتے تھے، اور دوسری برادری سے رشتہ ناطہ کرنے کو اپنی ہتک سمجھتے تھے چہ جائیکہ ایک آزاد کردہ غلام کو متبنٰی بنایا جائے اور پھر اس کے ساتھ ایک اعلےٰ نسب کی عورت کا نکاح کیا جائے۔

کفار کے دو متضاد اعتراض اور آیت خاتم النبیین کا نزول

حضرت زیدؓ کے طلاق دینے کے بعد جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زینبؓ سے خود نکاح کر لیا تو کفار کی طرف سے دو اعتراضات ذات پاک نبویؐ پر کئے گئے مگر دونوں ایک دوسرے کے مخالف تھے جن میں ایک اعتراض ابوت کے اثبات کے لحاظ سے افراط کے رنگ میں تھا اور دوسرا ابوت کی نفی کے لحاظ سے تفریط کے رنگ میں تھا۔ اللہ تعالےٰ نے ان دونوں اعتراضات کے رد کے لئے آیت خاتم النبیین نازل فرمائی اور یہ قرآن کریم کی شان بلاغت ہے کہ دو متضاد اعتراضات کا ایک ہی آیت میں مسکت جواب دیا۔

پہلا جواب افراط کے رنگ میں ابوت کے اثبات کے لحاظ سے واسطہ در واسطہ یہ تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے بیٹے کی مطلقہ سے جو حضورؐ کی بہو تھی نکاح کر لیا جو رسم مروجہ کے خلاف سمجھا گیا کیونکہ وہ لوگ متبنٰی کے سب احکام کو صلبی بیٹے پر قیاس کرتے تھے اس لئے پہلے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو زیدؓ کا باپ قرار دیا پھر حضورؐ کو باپ قرار دینے کے واسطے سے زید کو آپ کا بیٹا قرار دیا پھر زید کو بیٹا قرار دینے کے واسطے سے اس کی بیوی کو حضورؐ کی بہو قرار دیا پھر بہو کے مطلقہ ہونے کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس کے ساتھ نکاح کرنے کے قابل اعتراض ٹھہرایا جو بناء فاسد علی الفاسد کے طور پر تھا اللہ تعالیٰ نے اس کا رد یوں فرمایا کہ ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ و خاتم النبیین وکان اللہ بکل شیء علیما۔ اس آیت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دو حیثیتیں بیان فرما کر آیت کے ہر جملہ سے کفار کے دونوں متضاد اعتراضات کا قلع قمع کر دیا یعنے بلحاظ مرد محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہونے کے شخصی حیثیت اور دوسری رسول ہونے کے لحاظ سے منصبی حیثیت پہلے اعتراض کے جواب میں فرمایا کہ

ما کان محمد ابا احد من رجالکم

کہ شخصی حیثیت کے لحاظ سے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تمہارے مردوں میں سے کسی کا باپ نہیں یعنی تمہارے رجال میں سے کوئی بھی رجل ہو جب وہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے نطفہ سے ہی نہیں تو وہ اس کا باپ کیسے بن گیا کیونکہ عقل سلیم اور فطرت صحیحہ اس بات کو تسلیم ہی نہیں کرتی کہ جو شخص حامد کے نطفہ سے ہو اس کو خالد کا بیٹا قرار دیدیا جائے تو فرمایا کہ جب زیدؓ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے نطفہ سے ہی نہیں تو حضورؐ اس کے باپ کس طرح ہو سکتے ہیں؟ جب آپ زیدؓ کے باپ ہی نہیں تو زیدؓ آپ کا بیٹا بھی نہیں تو زینبؓ آپ کی بہو کس طرح ہو سکتی ہیں؟ جب وہ بہو نہیں تو پھر اس کے ساتھ آپ کا نکاح کرنا حرام کیونکر ہو سکتا ہے؟ اس جملہ میں عقل سلیم کی رو سے اس اعتراض کا رد فرما کر یہ ثابت کر دیا کہ معترضین کا اعتراض بالکل غلط ہے اور یہ نکاح ناجائز نہیں بلکہ جائز ہے۔ پھر ولکن رسول اللہ سے اس کا یوں رد فرمایا کہ حلت و حرمت کا فتوےٰ صادر کرنا اللہ تعالےٰ کا کام ہے۔ جو بندوں پر اپنے حکم کا صدور اس شخص کے واسطہ سے فرماتا ہے جس کو وہ اپنا رسول منتخب کرتا ہے یعنی خدا تعالےٰ کی نازل کردہ شریعت کا واسطہ اور اس کے احکام کی تعمیل کا عملی نمونہ اس کا رسول ہوتا ہے اور وہی اسوۂ رسول لوگوں کے لئے دستور العمل قرار پاتا ہے اور اسی بناء پر یہ کہا جا سکتا ہے کہ فلاں چیز حلال ہے اور فلاں چیز حرام ہے۔ اس لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو رسول اللہ کی حیثیت میں پیش کر کے اس اعتراض کا یوں جواب دیا کہ حضور صلعم کا اپنے متبنّٰی کی مطلقہ سے نکاح کرنا اس لئے بھی قابل اعتراض نہیں کہ آپ خدا کے رسول ہیں اور منصب رسالت کے لحاظ سے خدا کے رسول کا ہر فعل قابل تقلید اور واجب العمل ہوتا ہے نہ کہ قابل اعتراض اور خصوصًا وہ اعتراض جو زمانہ جاہلیت کی رسم کی بناء پر ہو اللہ کے رسول کے مقابلہ میں کوئی حیثیت نہیں رکھتا منافق معترضین کو اس طرح ملزم کیا کہ تم جب زبان سے یہ گواہی دیتے ہو کہ انک لرسول اللہ آپ اللہ کے رسول ہیں تو پھر آپ کے کسی فعل پر اعتراض کیوں کرتے ہو اگر تمہاری یہ شہادت سچی ہوتی تو اعتراض کی بجائے آپ کے نمونہ پر عمل کرتے مگر چونکہ تم دعوےٰ ایمان کے باوجود رسول کے فعل پر معترض ہو اس لئے ثابت ہوا کہ تم اپنے دعوےٰ ایمان میں جھوٹے ہو۔

کفار یہ کر سکتے تھے کہ ہم تو رسول اللہ نہیں مانتے پھر ہم پر ان کا یہ فعل کیونکر حجت ہو سکتا ہے تو ان کو یہ سمجھایا کہ اگر تم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو رسول اللہ نہیں مانتے تو ان سے پہلے جو رسول گزرے ہیں ان کو یا اُن میں سے کسی کو تو رسول مانتے ہو مسلمہ رسولوں میں سے کسی ایک رسول کا فتوےٰ یا عمل محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عمل کے خلاف پیش کرو جب تم اس رسول کے عمل و فعل کے خلاف پہلے رسولوں کا کوئی قول یا فعل نہیں دکھا

سکتے اور یہ ثابت نہیں کر سکتے کہ انہوں نے متبنٰی کی مطلقہ سے نکاح حرام قرار دیا ہو تو پھر اس رسول کے اسی فعل پر اعتراض کر کے جس کو انہوں نے ناجائز نہیں ٹھہرایا تم صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہی تکذیب نہیں کرتے بلکہ اُن انبیاء کی بھی تکذیب کرتے ہو جن کو ماننے کا دعوے کرتے ہو کیونکہ یہ رسول صرف رسول ہی نہیں بلکہ خاتم النبیّٖن بھی ہیں یعنی وہ سب گذشتہ مرسلین کی مُہر ہے جس طرح مہر بند ہونے اور زینت کا کام دیتی ہے اسی طرح تصدیق کا کام بھی دیتی ہے تو فرمایا کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رسول اللہ ہی نہیں بلکہ سب گذشتہ انبیاء اور اُن کی کتب کے مصدق بھی ہیں اسی لئے فرمایا بل جاء الحق وصدق المرسلین یعنی یہ رسول حق لے کر آیا اور حق .... پیش کرنے میں یہ دوسرے سب رسولوں کی تصدیق کرتا ہے دوسری جگہ فرمایا کہ مصدق لما معکم اے اہل کتاب جو سابقہ کتب سماوی تمہارے پاس ہیں اور جن کو ماننے کے تم مدعی ہو یہ رسول عملاً بھی ان کا مصدق ہے اور قولاً بھی ثابت یہ ہوا کہ گذشتہ سب رسولوں کی تعلیم میں بھی متبنٰی پر نہ بیٹے کا اطلاق ہوا اور نہ ہی اس کی مطلقہ سے نکاح حرام بتایا پس یہ رسول متبنٰی کی مطلقہ سے نکاح کرنے میں منفرد نہیں بلکہ پہلے سب رسولوں کا مصدق ہے اور اے کفار تم اس رسول کے اس نکاح پر اعتراض کر کے صرف اسی رسول کا انکار نہیں کرتے بلکہ ان رسولوں کے بھی مکذب بنتے ہو جن کو تم مانتے ہو پہلے رسولوں کی تعلیم بھی ان اعبدوا اللہ واجتنبوا الطاغوت تھی اور یہ بھی لا الٰہ الا اللہ کی تعلیم پیش کر کے ان کی تعلیم کا مصدق ہے اور تم مکذب کیونکہ اس کی ساری تعلیم اور اس کا عمل وہی ہے جو گذشتہ انبیاء کا تھا۔

وکان اللہ بکل شیئٍ علیمًا

اس جملہ میں اس اعتراض کا یوں رد فرمایا کہ اپنے بندوں کے لئے کسی قانون کا وضع کرنا رسول کا کام نہیں بلکہ اللہ تعالےٰ کا ہے کیونکہ وہ ہر چیز کا علم رکھنے والا ہے اور اس نے اپنے وسیع علم کی بناء پر یہ قانون بنایا ہے کہ کسی زید نامی شخص کو جو خالد کے نطفہ سے ہے اس کا بیٹا قرار نہیں دیا جاسکتا جس کے نطفہ سے وہ پیدا نہیں ہوا اور نہ ہی ایسے شخص کی مطلقہ سے اس شخص کا نکاح کرنا حرام ہے جس کے نطفہ سے طلاق دینے والا شخص پیدا نہیں ہوا۔ پس جب اللہ تعالےٰ کے علم کا احاطہ ہی نہیں ہو سکتا اور اس نے اپنے لامحدود علم کی بناء پر ایسے نکاح کو جائز قرار دیا ہے تو تم اس پر کس طرح اعتراض کر سکتے ہو؟ شریعت کے سب احکام کا سرچشمہ تو اللہ تعالےٰ کی ذات ہے اور وہ ہر شئے کی حلت و حرمت سے خوب واقف ہے کیونکہ ہر قسم کے علوم کا سرچشمہ وہی ہے اور اس کے رسول نے جو کچھ وہ اپنے منشاء سے نہیں بلکہ اسی کے نازل کردہ حکم سے کیا اس لئے اس پر اعتراض کرنا حماقت پر مبنی ہے پس افراط کے رنگ میں پہلے اعتراض کا ہر پہلو سے رد فرمایا اور آیت خاتم النبیّٖن کے ہر جملہ سے اس اعتراض کو غلط ثابت کیا۔

دوسرے اعتراض کی تردید

دوسرا اعتراض تفریط کے رنگ میں پہلے اعتراض کے بالکل مخالف یہ کیا گیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کوئی صلبی نرینہ اولاد نہیں ہے اس لئے نعوذ باللہ آپ ابتر ہیں یعنے ایک طرف ابوت باطلہ کے اثبات کی بناء پر اور دوسری طرف ابوت حقہ صادقہ یعنی روحانی ابوت کی نفی کی بناء پر اعتراض کیا کہ حضور پُر نور کے ہاں نرینہ اولاد کوئی نہیں اس لئے یہ سلسلہ آپ کی ذات پر ختم ہو جائے گا اور آپ کی وراثت آگے نہ چل سکے گی اور جس شخص کی وراثت کا سلسلہ اس کے بعد نہ چلے وہ ابتر ہوتا ہے اس لئے نعوذ باللہ آپ بھی ابتر ہیں۔ اب قرآن کریم کا کمال دیکھئے کہ دو متضاد اعتراضات کا ایک ہی آیت میں قلع قمع کر دیا۔ چونکہ قرآن کریم کی آیات ذوالوجوہ اور ذوالمعارف ہیں اور ہر موقعہ اور ہر وقت اور ہر جہت کے لحاظ سے نئے نئے حقائق اللہ تعالےٰ کی کلام سے نکلتے ہیں اسی لئے اس نے یہ دعوے کیا ہے کہ اگر اللہ تعالےٰ کے کلمات کے معارف بیان کرنے کے لئے سمندر کی سیاہی بنائی جائے تو سمندر ختم ہو جائے گا مگر اس کے کلمات ختم نہ ہوں گے خواہ اس سمندر جیسا اور بھی لے آئیں پھر بھی وہ معارف ختم نہ ہوں گے اسی لئے فرمایا افلا یتدبرون القرآن ام علیٰ قلوبھم اقفالھا یعنے جب تک قرآن کریم کو تدبر سے نہ پڑھا جائے دلوں کے قفل نہیں کھلتے یعنے قلوب پر حقائق و معارف قرآنی کا نزول نہیں ہوتا۔ آج کل کے مدعیان انا خیر منہ بجائے کلام اللہ میں غور و فکر کرنے کے جماعت احمدیہ کی طرف سے کوئی نیا نکتہ سنکر یہ کہدیا کرتے ہیں کہ ان لوگوں نے قرآن کو بدل دیا یا ان کا قرآن ہی اور ہے اور اس بات پر کبھی غور نہیں کرتے کہ محل کلام یا سیاق و سباق کے لحاظ سے یہ معنے درست ہیں یا نہیں ان کو جماعت حقہ پر اعتراض کرنے اور اس کے خلاف پراپیگنڈا سے غرض ہے اس لئے وہ ایسا کرتے ہیں حالانکہ یہ چیز یوں سمجھ آ سکتی ہے کہ ایک وقت جب زید پیدا ہوتا ہے تو وہ خود بیٹا کہلاتا ہے مگر جب اس کے باپ کے گھر دوسرا بچہ پیدا ہو جاتا ہے تو وہ بھائی بن جاتا ہے جب وہ شادی کر لیتا ہے تو وہ داماد اور خاوند بن جاتا ہے اور جب اس کے لڑکا ہو جاتا ہے تو باپ بن جاتا ہے اور جب لڑکے کے اولاد ہو جاتی ہے تو وہ دادا اور لڑکی کے اولاد ہو جاتی ہے تو وہ نانا بن جاتا ہے حالانکہ زید وہی ہے اس کا وجود نہیں بدلتا لیکن رشتہ کے لحاظ سے جوں جوں رشتہ کی نئی جہت پیدا ہوتی چلی جاتی ہے اسی نسبت کے مطابق زید میں ایک نئی کیفیت پیدا ہوتی چلی جاتی ہے۔ اب اگر اس تغیر کو دیکھکر کوئی شخص یہ کہے کہ زید بدل گیا وہ نہیں رہا تو دنیا اسے بیوقوف کہے گی بالکل اسی طرح قرآن کریم جو خدا تعالےٰ کا قول ہے وہ اٹل ہے اس میں کوئی تبدیلی نہیں ہو سکتی۔ مگر اس کے فعل یعنی قانون قدرت کے لحاظ سے مختلف جہات مناسبتیں ہیں اور مختلف قسم کے اعتراضات کے مکمل جواب اس میں موجود ہیں جو تدبر کرنے سے معلوم ہو سکتے ہیں یہی وجہ ہے کہ علمائے سلف میں سے بعض بزرگوں نے ایک آیت سے سینکڑوں مسائل کا استنباط فرمایا اور عصر حاضر کے مجدد نے بھی ایک ایک آیت سے حقائق و معارف کے دریا بہا دیئے اور آپ سے فیضیاب ہونیوالے بزرگوں نے بھی اس چشمہ کو جاری رکھا۔ آپ نے کبھی اجتہاد کے دروازہ کو خود ساختہ مصلح موعود کی طرح کبھی بند نہیں کیا۔ الغرض قرآن کریم کی ہر آیت ہر جہت پیدا شدہ کے لحاظ سے بھی اپنے معارف کھولتی ہے اور اپنی مستقل حیثیت میں بھی۔ اسی طرح آیت خاتم النبیّٖن کے ایک معنی تو اوپر بیان کئے جا چکے اب اس کی مستقل حیثیت کے لحاظ سے دوسرے اعتراض اور اس کے جواب کو دیکھئے سیدنا حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شخصی حیثیت پر اعتراض کا جواب دینے کے بعد حضور کی منصبی یعنی رسول ہونے کی حیثیت پر اعتراض کا جواب یوں دیا کہ تم جو کہتے ہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کوئی اولاد نہیں جس سے باپ کا جسمانی رشتہ یا سلسلہ ابنیت جو باپ کے مقاصد کی تکمیل اور اس کے سلسلہ کی بقا کے لئے ضروری بھی ہوتا ہے اور باعث فخر بھی اس سے آپ نعوذ باللہ محروم ہونے کی وجہ سے ابتر ہو گئے تو سنو ما کان محمد ابا احد من رجالکم کہ بے شک شخصی حیثیت کے لحاظ سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کسی مرد کے باپ نہیں اور جسمانی تولد کے لحاظ سے تم میں سے کوئی آپ کا بیٹا نہیں اور اللہ تعالےٰ کے رسول کو اپنے سلسلہ کے قیام اور اپنی دینی اغراض کی تکمیل کے لئے محض رجال کی ضرورت نہیں ہوتی کیونکہ کسی رسول کے صلبی اولاد ہو بھی مگر وہ غیر صالح اور ظالم ہو جیسا کہ حضرت نوح کا بیٹا کنعان یا حضرت سلیمان کا بیٹا رجام تو وہ رسول کے مقاصد دعوت و تبلیغ کے لئے مفید ہونے کے بجائے نقصان دہ ہوتی ہے یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالےٰ نے ایسے بیٹوں کو انہ لیس من

اھلک فرما کر انبیاء کرام کی اولاد سے خارج کر دیتا ہے اور باوجود اُن کے تخم سے ہونے کے نالائق بیٹوں کو بیٹا ہی قرار نہیں دیتا بلکہ ان کو بیٹا کہنا اپنے انبیاء و رسل کی ہتک قرار دیتا ہے، اور اس کے برعکس اگر رسول کے صرف رُوحانی اولاد ہو جو اُس کی رسالت پر صدق دل سے ایمان رکھتی ہو تو اس صورت میں ان کی جنت کے مقاصد میں کوئی حرج واقع نہیں ہوتا، بلکہ وہ اُس کی دعوت و تبلیغ میں رسول کی ممد اور معاون ہوتی ہے چونکہ کفار کا اعتراض یہ تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کوئی نرینہ اولاد نہیں جس سے آپ کے بعد آپ کا سلسلہ چلے اس لئے نعوذ باللہ آپ ابتر ہیں تو اس کے جواب میں فرمایا

ولٰکن رسُول اللہ

کہ یہ تو اللہ کے رسُول ہیں اور رسول اللہ کو اپنے سلسلہ کے قیام اور اپنی دعوت و تبلیغ کی اغراض کو پورا کرنے کے لئے کسی صلبی اولاد کی ضرورت نہیں ہوتی بلکہ روحانی اولاد یعنی مومنین کی ضرورت ہوتی ہے جن کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بحیثیت رسول ہونے کے باپ ہیں کیونکہ ازواجہ امھاتھم نبی کی ازواج مطہرات مومنوں کی مائیں ہیں حضور صلعم کی بیویاں مومنوں کی مائیں ہیں تو ثابت ہوا کہ حضور مومنوں کے باپ ہیں مگر نہ وہ جسمانی مائیں ہیں اور نہ یہ جسمانی باپ ہیں بلکہ یہ سب تعلقات روحانی ہیں جو آپ کے ساتھ بلحاظ رسول اللہ ہونے کے ہیں نہ کہ محمدؐ ہونے کے لحاظ سے۔ چونکہ نبی پر ایمان لانے والے سب مومن حضورؐ کے روحانی بیٹے ہوئے اس لئے ان کے آپس کے تعلقات کے متعلق فرمایا کہ انما المؤمنون اخوۃ کہ ایک روحانی باپ پر ایمان لانے کی وجہ سے سب مومن آپس میں بھائی بھائی ہیں معلوم ہوا کہ تبلیغ رسالت سے جن لوگوں کی فطرت متاثر ہوتی اور اسے قبول کر لیتی ہے خدا کے رسُول پر ایمان لانے کی وجہ سے ان کے اندر ایک نئی روح پیدا ہوتی ہے جن کے ساتھ اعمال صالحہ کا وجود ایک جسم کے قائم مقام ہوتا ہے اور ان روحانی تولد کے انسانوں کو مومن یا مسلم کے نام سے پکارا جاتا ہے جو رسول کے لئے روحانی اولاد ہوتے ہیں کیونکہ مومن کا رُوحانی تولّد اور روحانی وجود رسول کی تبلیغ رسالت کے نتیجہ میں ظہور پذیر ہوتا ہے اور جس طرح جسمانی تولد کا باعث رجال کی رجولیت ہوتی ہے اسی طرح روحانی تولد کا سبب رسولوں کی رسالت ہوتی ہے اور جس طرح جسمانی تولد کے سبب اور اصل کو باپ کہا جاتا ہے اسی طرح روحانی تولد کے اصل اور توسط یعنی رسول کو باپ کہا گیا ہے اور جس طرح جسمانی تولد کے وجود میں آنے کے لئے مناسب استعداد کا ہونا ضروری ہے اسی طرح روحانی پیدائش کے لئے بھی اس شرط کا پایا جانا ضروری ہے۔ پس رسول اللہ فرما کر اعتراض کا

رد ایک تو اس طرح فرمایا کہ تم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نرینہ اولاد نہ ہونے سے جو یہ اعتراض کرتے ہو کہ اب آپ کے بعد آپ کے سلسلہ کو کوئی چلانے والا نہ ہوگا اور اس وجہ سے معاذ اللہ آپ کو ابتر کہتے ہو تو یہ غلط ہے کیونکہ آپ کا سلسلہ بحیثیت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہونے کے قائم نہیں ہوا بلکہ رسول اللہ ہونے کی حیثیت سے قائم ہوا ہے اور رسول اللہ کے سلسلہ کو چلانے کے لئے صلبی اولاد کی ضرورت ہی نہیں ہوتی بلکہ روحانی اولاد کی ضرورت ہوتی ہے سو آپ کے سلسلہ کو چلانے کے لئے ایسی اولاد اتنی کثرت کے ساتھ ہوگی کہ جس کا شمار کبھی نہ ہو سکے گا اس روحانی اولاد سے آپ کے لیے فرزند پیدا ہوتے رہیں گے جو قیامت تک آپ کے مقاصد کی تکمیل کر کے آپ کے سلسلہ کو چلاتے رہیں گے جس مقدس ہستی کے وارث قیامت تک موجود رہیں اس پر ابتر ہونے کا اعتراض کرنا اپنے آپ کو ابتر ثابت کرنا ہے۔

اور دوسرا جواب یہ دیا کہ تم لوگ جن رسولوں کو مانتے ہو اُن کے سلسلۂ رسالت کو بھی انکی صلبی اولاد نے نہیں چلایا بلکہ روحانی اولاد ہی چلاتی رہی اگر کوئی صلبی بیٹا کسی نبی کی روحانیت کا وارث ہوا بھی تو وہ بھی روحانی رشتہ کی وجہ سے ہی ہوا نہ کہ صلبی رشتہ کی وجہ سے اور اگر کوئی صلبی بیٹا روحانیت میں اپنے باپ کے نقش قدم پر ...... چلنے والا نہ ہوا تو اس کو ہم نے اس نبی کا بیٹا ہی نہیں سمجھا پس جبکہ تمہارے مسلمہ انبیاء کے سلسلہ کو بھی صلبی اولاد نے نہیں چلایا بلکہ روحانی اولاد ہی ان کی روحانیت کی وارث ہوتی رہی تو پھر نرینہ اولاد نہ ہونے کی وجہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نعوذ باللہ ابتر کیوں کہتے ہو یہ اعتراض تو تمہارے مسلمہ رسل پر بھی پڑتا ہے۔ البتہ اس پر یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ جس طرح پہلے رسول اپنی اپنی امتوں کے روحانی باپ ہوتے رہے اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی اگر ان کے منجملہ ایک روحانی باپ سمجھ لیا جائے تو اس میں آپ کی خصوصیت کیا ہوئی اس شبہ کا ازالہ کرنے کے لئے فرمایا:۔

وخاتم النبیّین

اس میں بتایا کہ حضور صلعم سے پہلے جب ایک رسول یعنی کسی امت کا رُوحانی باپ فوت ہو جاتا ہے تو اس کی تعلیم کے احیاء اور اس کے مقاصد کی تکمیل کے لئے جو مادی کمزوری ہوتا تھا وہ اپنی جگہ پر روحانی باپ کی حیثیت رکھتا تھا یعنی ایک روحانی باپ کے بعد دوسرا باپ ہی آتا تھا مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ خصوصیت حاصل ہے کہ آپ کے سلسلہ کی دعوت تبلیغ اور آپ کے مقاصد کی تکمیل کے لئے جو بھی آئے گا وہ آپ کا روحانی بیٹا ہی آئے گا اور تا قیامت حضور صلعم کی ابوت روحانی بدستور قائم رہے گی

اب کوئی دوسرا باپ نہیں آئے گا مرور زمانہ کے سبب جب بھی آپ کی تعلیم شرک و بدعت کے اندھیروں میں گم ہو گئی تو آپ کے روحانی فرزندوں میں سے کوئی شخص اس کو از سر نو دنیا میں قائم کرے گا۔ چنانچہ سورۃ نور میں اللہ تعالےٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے روحانی فرزندوں کے لئے یہ وعدہ فرمایا جس کو پورا کرنے کے لئے یہ شرط رکھی کہ جو آنحضرت صلعم کے امتی اور کامل طور سے آپ کے رنگ میں رنگین ہونے کی وجہ سے آپ کے رُوحانی فرزند ہوں گے اُن کو حضورؐ کا جانشین بناتے چلے جائیں گے چنانچہ فرمایا وعد اللہ الذین اٰمنوا منکم وعملوا الصالحات لیستخلفنھم فی الارض کما استخلف الذین من قبلھم کہ اللہ تعالےٰ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے والوں اور اعمال صالحہ بجا لانے والوں سے یہ وعدہ کرتا ہے کہ وہ ضرور ضرور ان کو زمین میں اسی طرح جانشین بنائے گا جس طرح ان سے پہلے بنائے گئے مگر پہلے انبیاءؑ کے جو جانشین ہوتے تھے وہ مستقل طور پر نبی یعنی روحانی باپ کی پوزیشن رکھتے تھے مگر آنحضرت کے جانشین آپ کے غلام اور رُوحانی فرزندوں میں سے ہی ہوں گے جو آپ پر ایمان لانے اور آپ کی تعلیم پر پورے طور سے عمل کرنے والے ہوں گے پہلے جانشینوں کے لئے یہ شرط نہ تھی ان آنے والے خلفاء کا کام یہ ہوگا کہ ولیمکنن لھم دینھم الذی ارتضیٰ لھم یعنے ہم نے ورضیت لکم الاسلام دینا کے موجب جو دین اسلام تمہارے لئے پسند کیا ہے وہ اسکو مضبوط کریں گے یعنی ان کے آمد کی غرض صرف اپنے روحانی باپ کے سلسلہ کی دعوت و تبلیغ ہوگی اور جب کبھی اس میں کسی قسم کی رخنہ اندازی ہونے کی وجہ سے اس کے لئے کوئی خطرہ پیدا ہوگا تبھی آپ کے یہ روحانی فرزند اس خطرہ کو دور کر کے امن قائم کر دیں گے یعنے وہ کوئی نئی تعلیم اور نیا دین اور نئی کتاب نہ لائیں گے بلکہ وہ اپنے رُوحانی باپ کے دین کی اشاعت اور اسی کی تعلیم کی تبلیغ کریں گے اور اسی کی کتاب کی تبلیغ ان کا کام ہوگا۔ یہ فرق ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ سے پہلے انبیاء میں کہ پہلے انبیاء کی روحانی ابوت کے سلسلہ کو اس کے بعد آنے والا دوسرا روحانی باپ ختم کر دیتا تھا مگر آنحضرت صلعم کی روحانی ابوت کا سلسلہ قیامت تک ممتد رہے گا آپ نے روحانی باپوں یعنے انبیاء کی آمد کے سلسلہ کو ہمیشہ کے لئے بند کر دیا اب جو بھی آئے گا وہ آپ کا بیٹا بن کر ہی آئے گا اور اس کا کام صرف اپنے باپ کے سلسلہ کی دعوت و تبلیغ ہوگا اور یہ فخر صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ہی حاصل ہے جن کی ابوت روحانی کا سلسلہ کبھی ختم نہ ہوگا۔

علماء سے ہمارا اختلاف

جماعت احمدیہ لاہور کا سب سے بڑا گناہ یہی ہے کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حقیقی معنوں میں خاتم النبیین مانتی اور اپنے امام علیہ السلام کی تعلیم کے موجب یہ عقیدہ رکھتی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر نبوت ختم ہو گئی، وحی رسالت حضرت آدم علیہ السلام سے شروع ہوئی اور حضور پر نور پر ختم ہو گئی آپ کے بعد نہ کوئی نیا نبی آ سکتا ہے نہ پرانا اور جو شخص آپ کے بعد نبوت کا دعوےٰ کرے وہ کاذب ہے البتہ ضرورت زمانہ کے موجب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خدام اور روحانی فرزند آپ کے دین کی اشاعت و تبلیغ کے لئے مجددین بن کر آتے رہیں گے جن کا وعدہ قرآن کریم کی آیت استخلاف کے اندر اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیث مجدد میں فرمایا ہے وہ اپنے متبوع علیہ الصلوٰۃ والسلام کے رنگ میں رنگین ہونگے اور آپ کے روحانی فرزند ہونے کی حیثیت سے اپنے آقا کے دین کی اشاعت کریں گے اور اس طرح قیامت تک حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ابوت روحانی کا سلسلہ سلسلہ جاری رہے گا اور ہمارے مخالف علما دصاحبان زبانی تو یہ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں بلکہ اس سے بڑھکر ختم نبوت کے تحفظ کی اجارہ داری کے بھی مدعی ہیں اور ہم کو ختم نبوت کے منکر بتا کر کافر اور نہ معلوم کیا کیا کہتے ہیں مگر حقیقت یہ ہے کہ یہ صاحبان خود جو عقیدہ رکھتے اور جس پر اپنے مقلدین کو قائم رہنے کی تاکید کرتے ہیں اس سے نہ سیدنا و مولانا محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت باقی رہتی ہے اور نہ ہی حضور روحانی باپ ثابت ہوتے ہیں بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صریح تکذیب لازم آتی اور حضور کی سخت ہتک ہوتی ہے چنانچہ ان کا عقیدہ یہ ہے کہ مرور زمانہ کے بعد قرآن کریم اور احادیث صحیحہ میں بیان فرمودہ پیشگوئیوں کے موجب ......امت محمدیہ جب اہل کتاب کی تابعداری شروع کر دے گی اور کتاب اللہ سے عملی طور پر ایمان اٹھ کر ثریا پر چلا جائے گا جب اسلام کا صرف نام رہ جائے گا اور قرآن کی صرف رسم باقی رہ جائے گی دجالی فتنہ اسلامی دنیا کو کھانا شروع کر دے گا اور چاروں طرف نصرانیت غالب آ جائے گی تو اس وقت حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کو راہ راست پر لانے اور آپ کی تعلیم کو دوبارہ قائم کرنے اور مذاہب غیر کے حملوں سے اسلام کی مدافعت کرنے کے لئے حضور صلعم کی قوت قدسیہ نعوذ باللہ آپ کے خدام پر کوئی اثر نہ کرے گی اور اس وقت میں جو اسلام کے لئے سب سے زیادہ خطرناک وقت ہو گا حضور کے کسی روحانی فرزند اور حضور کے کسی غلام میں یہ طاقت نہ رہے گی کہ وہ اسلام کی مدافعت کرے، دشمن کے حملوں کا جواب دے اور معضلات قرآنی کی گرہ کشائی اور امت محمدیہ کی صحیح رہنمائی کرے بلکہ

اسلام کے لئے اس نازک وقت اور خطرناک حالات میں اس کی مدافعت اور خیر امت کی قیادت کے لئے موسوی سلسلہ کا ایک خلیفہ بنی اسرائیل کا ایک رسول حضرت عیسےٰ ابن مریم چوتھے آسمان سے نازل ہو کر اسلام کی ڈوبتی ناؤ کو بچائے گا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاک مقاصد کی تکمیل کرے گا۔ ہم یہ کہتے ہیں کہ اس عقیدہ کو صحیح مان کر نہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ثابت ہوتے ہیں اور نہ حضور کی ابوت روحانی باقی رہتی ہے بلکہ کفار کا اعتراض نعوذ باللہ صحیح ثابت ہوتا ہے، کیونکہ آپ کی صلبی اولاد کی نفی تو اللہ تعالےٰ نے ہی کر دی تھی اور روحانی اولاد ساری کی ساری ایسی نالائق نکلی کہ خطرہ کے وقت کوئی بھی مدافعت کے لئے کھڑا نہ ہوا بلکہ بنی اسرائیل کے سلسلہ کا ایک پیغمبر مشکل وقت میں کام آیا اور اس نے اسلام کی مدافعت کی تو جس باپ کی ساری اولاد نالائق ہو جائے اور اس کی وراثت کی حفاظت کرنے کا اہل اس کا کوئی بیٹا نہ ہو تو پھر اس باپ کے ابتر ہونے میں کیا شبہ ہو سکتا ہے۔ پس یہ عقیدہ صحیح ماننے کا لازمی نتیجہ ختم نبوت کا انکار اور آپ کی ابوت روحانی کی نفی ہوگی۔ اور پھر امت محمدیہ بھی نعوذ باللہ خیر امت ثابت نہیں ہو سکتی کیونکہ جس امت میں سے کوئی ایک فرد بھی اپنے مقدس روحانی باپ کی روحانیت کا وارث نہ ہو سکے وہ خیر امت کس طرح کہلا سکتی ہے؟

علماء کے عقیدہ کی رو سے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ نہ پہلے نبی ختم ہوئے اور نہ بعد میں آنے والے کیونکہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام آپ سے پہلے ہوئے مگر وہ ابھی تک زندہ موجود ہیں اور جو زندہ ہو وہ ختم نہیں ہو سکتا اور پھر وہ آپ کے بعد بھی آنے والے ہیں تو حضرات علماء بتائیں کہ جو شخص نہ اپنے سے پہلے نبی کو ختم کر سکے اور نہ اپنے بعد آنے سے کسی نبی کو روک سکے وہ نبیوں کا ختم کرنے والا کیسے ہوا؟ پھر اس عقیدہ کو صحیح مان کر قرآن مجید کو بھی منسوخ تسلیم کرنا پڑے گا کیونکہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام ان انبیاء میں شامل ہیں جن کے متعلق اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ انزل معھم الکتاب لیحکم بین الناس کہ ہم نے ان کے ساتھ کتاب نازل کی جس کے ذریعے وہ لوگوں کے جھگڑوں کا فیصلہ کرتے رہے دوسری جگہ حضرت مسیح علیہ السلام یہ اقرار کرتے ہیں کہ اٰتنی الکتاب کہ اللہ تعالےٰ نے مجھے کتاب دی ہے این ما کنت جہاں کہیں بھی میں ہوں گا یہ میری کتاب میرے ساتھ رہے گی میں اسی پر خود بھی عمل کروں گا اور دوسروں سے بھی کراؤں گا تو جب بھی وہ نازل ہوں گے انجیل کے ذریعے فیصلے کریں گے اور اسی پر عمل کرائیں گے اس صورت میں قرآن کریم کہاں باقی رہے گا؟ پھر حضرت مسیح علیہ السلام کے نزول کے بعد وحی نبوت بذریعہ جبرائیل نازل ہونی شروع ہو جائیگی

ان باتوں کا کوئی معقول جواب دینے کی بجائے حضرت مسیح علیہ السلام پر یہ ظلم کیا جاتا ہے کہ جب وہ دوبارہ آئیں گے تو نبی کی بجائے امتی ہو کر آئیں گے یعنے وہ نبوت سے معزول ہو جائیں گے حالانکہ قرآن کریم میں ان کا اقرار موجود ہے کہ وجعلنی نبیا اللہ تعالےٰ نے مجھے نبی بنایا این ما کنت۔ جہاں کہیں میں ہوں گا نبی ہوں گا۔ ما دمت حیا۔ اور جب تک میں زندہ رہوں گا بحیثیت نبی کے زندہ رہوں گا۔ اگر ان کا امتی ہونا تسلیم کر لیا جائے تو پھر یہ آیت غلط ٹھہرتی ہے اور حضرت مسیح علیہ السلام بھی نعوذ باللہ جھوٹے ٹھہرتے ہیں، اس کے علاوہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ یوم ندعوا کل اناس بامامھم کہ قیامت کے دن سب فرقوں کو ہم ان کے اماموں کے ساتھ حاضر کریں گے جب حضرت مسیح علیہ السلام امت محمدیہ میں شامل ہو جائیں گے تو قوم نصاریٰ کس امام کے اقتدا میں پیش ہوگی۔ اگر بغیر امام کے پیش ہوگی تو پھر اس آیت کا کیا مطلب؟ اور یہ جو قرآن کریم میں آیا ہے کہ یبنی اسرائیل انی رسول اللہ الیکم کہ اے بنی اسرائیل میں تمہاری طرف رسول ہو کر آیا ہوں وہ اگر امتی ہو جائیں گے تو پھر ان کی یہ پوزیشن ختم ہو جائے گی اور فرمان خداوندی رسولا الی بنی اسرائیل نعوذ باللہ غلط ہو جائے گا اگر یہ اٹل اور صحیح ہے تو پھر ایک رسول کا امتی ہونا محال ہے غرضیکہ اس قسم کی بہت سی خرابیاں ہیں جو حضرت مسیح علیہ السلام کے دوبارہ آنے سے پیدا ہوں گی اگر ان کے ازالہ کی کوئی صورت ہو سکتی ہے تو وہ بتانی چاہیئے ورنہ یہ عقیدہ رکھکر ختم نبوت۔ روحانی ابوت۔ خیر امت۔ دین اسلام کتاب اللہ اور خود حضرت مسیح علیہ السلام کی تکذیب لازم آئے گی اور اس کے علاوہ اللہ تعالےٰ پر بھی تخلف وعدہ کا الزام آئے گا کیونکہ اس نے اپنی کتاب مجید میں یہ وعدہ فرمایا ہے کہ جب دین کے لئے کوئی خطرہ ہوگا تو اسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے والو ہم تم میں سے ہی حضور کے جانشین بنائیں گے جو دین کو مضبوط کریں گے اور پیدا شدہ خوف کو امن سے تبدیل کر دیں گے اگر یہ وعدہ صحیح ہے تو پھر اسلام کی اشاعت و خدمت اور امت کی رہنمائی کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی غلام ہی آ سکتا ہے نہ کہ بنی اسرائیل کا کوئی رسول، اور اگر اس کام کے لئے بنی اسرائیل کا ایک نبی آئے گا تو پھر یہ وعدہ خداوندی نعوذ باللہ غلط ہو جائے گا حالانکہ وہ اپنے وعدہ کے متعلق فرماتا ہے کہ ان اللہ لا یخلف المیعاد اگر یہ صحیح ہے کہ اللہ تعالےٰ اپنے وعدوں کے خلاف نہیں کرتا تو پھر یہ کیونکر ممکن ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کی اشاعت و تبلیغ اور اس کی مدافعت کے لئے حضور کے روحانی فرزندوں کو چھوڑ کر بنی اسرائیل کے

کسی نبی کو بھیجے۔ پس ہم میں اور ہمارے مخالفین علماء میں یہ اختلاف ہے انصاف پسند ناظرین کرام دونوں کے عقائد پر سنجیدگی سے غور فرما دیں پھر جس عقیدہ کو وہ ختم نبوت اور کتاب اللہ کے احترام اور اسلام کی صداقت اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت کا باعث سمجھیں اسے قبول کر لیں اور جو اس کے منافی سمجھیں اسے ہمارے لئے نہیں بلکہ خدا کے لئے ترک کر دیں اور اگر ہمارے عقائد کو غلط سمجھتے ہیں تو کتاب اللہ سے ثابت کریں کیونکہ کسی چیز کے صحیح یا غلط ہونے کی کسوٹی قرآن کریم ہی ہو سکتا ہے۔

حضرت مسیح موعودؑ پر الزام

اس تنقید پر بجائے اپنے عقائد کی صحت کا ثبوت دینے کے یہ الزام لگا دیا جاتا ہے کہ حضرت بانئ سلسلہ احمدیہ نے نبوت کا دعوےٰ کیا حالانکہ اس کا جواب آپ نے خود بارہا قسمیں کھا کر نفی میں دیا ہے اور شروع دعوےٰ سے وفات تک اس الزام کی تردید کرتے رہے چنانچہ جب آپ پر یہ اعتراض ہوا کہ نبوت کا دعوےٰ کیا ہے تو آپ نے یہ جواب دیا کہ:—

"نبوت کا دعوےٰ نہیں بلکہ محدثیت کا دعوےٰ ہے جو خدا کے حکم سے کیا گیا ہے اور اس میں کیا شک ہے کہ محدثیت بھی ایک شعبہ قویہ نبوت کا اپنے اندر رکھتی ہے جس حالت میں رؤیا صالحہ نبوت کے چھیالیس حصوں میں سے ایک حصہ ہے تو محدثیت جو قرآن شریف میں نبوت کے ساتھ اور رسالت کے ہم پہلو بیان کی گئی ہے جس کے لئے صحیح بخاری میں حدیث بھی موجود ہے اس کو اگر ایک مجازی نبوت قرار دیا جائے یا ایک شعبہ قویہ نبوت کا ٹھہرایا جائے تو کیا اس سے نبوت کا دعوےٰ لازم آ گیا؟" (ازالہ اوہام ص۳۴۹)

اپنے دعوےٰ کی تشریح بار بار کرتے اور اسی کو ظلی۔ بروزی۔ مجازی اور امتی نبی کے نام سے لکھتے رہے اور یہ وہ چیز ہے جس کو سلف صالحین تسلیم کرتے چلے آ رہے ہیں چنانچہ حضرت سید عبدالکریم صاحب جیلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:—

"اور ان میں سے جو ہدایت و ارشاد کا کام کرتے ہیں وہ مقام رسالت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نائب ہوتے ہیں دین صفحۂ دنیا پر ہمیشہ قائم رہے گا جب تک کہ اس پاک طائفہ سے ایک فرد بھی موجود ہے کیونکہ یہ لوگ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خلفاء ہیں اور آپ کے دین کی اس طرح حفاظت کرتے ہیں جس طرح ایک چرواہا بکریوں کی .... یہ وہ اولیاء ہیں جو مقام نبوت رکھتے ہیں لیکن اس سے مراد نبوت تشریعی نہیں بلکہ اس نبوت سے مراد قرب الٰہی ہے۔ اطلاع الی الغیب اور حکم الٰہی کا ظاہر کرنا ہوتا ہے کیونکہ نبوت تشریعی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہو گئی یہ لوگ بغیر واسطہ کے انبیاء علیہم السلام کے علوم سے دنیا کو آگاہ کرتے ہیں .... اور جس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ارشاد و تبلیغ کا کام کیا وہ حضور کا خلیفہ ہے لیکن ایسا ہی شخص مستقل طور پر کوئی دعوےٰ نہیں کر سکتا بلکہ آنحضور کا تابع ہوتا ہے جیسا کہ ہمارے بزرگ صوفیائے کرام مثلاً حضرت بایزید بسطامیؒ، حضرت جنید بغدادیؒ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ حضرت محی الدین ابن عربیؒ وغیرہم اور ان میں سے جو ارشاد و تبلیغ کے لئے مامور نہیں ہوتا بلکہ حسب اطلاع الٰہی مخلوقات کے دیگر امور کو سرانجام دیتا ہے نبی ہوتا ہے جو نبوت ولایت رکھتا ہے پھر اگر اسے یہ چیز مستقل طور پر بغیر اتباع اپنے سابق کے حاصل ہو تو وہ نبی ہوتا ہے جو نبوت تشریعی رکھتا ہے اس نبوت کا دعوےٰ آنحضرت صلعم کے بعد مسدود ہو چکا ہے۔"

(انسان کامل صفحہ ۸۵ و ۸۶)

حسب ضرورت اس قسم کے بیسیوں حوالجات پیش کئے جا سکتے ہیں مگر طوالت کے خوف سے اسی پر ہی اکتفا کرتے ہوئے حضرت امام الزمان علیہ السلام کی الوصیت سے ایک حوالہ پیش کئے دیتے ہیں آپ فرماتے ہیں کہ:—

"اس تک پہنچنے کے لئے تمام دروازے بند ہیں مگر ایک دروازہ جو قرآن مجید نے کھولا ہے اور تمام نبوتیں اور تمام کتابیں جو پہلے گزر چکیں ان کی الگ طور پر پیروی کی حاجت نہیں رہی کیونکہ نبوت محمدیہ ان سب پر مشتمل اور حاوی ہے اور بجز اس کے سب راہیں بند ہیں تمام سچائیاں جو خدا تک پہنچاتی ہیں اسی کے اندر ہیں نہ اس کے بعد کوئی نئی سچائی آئے گی اور نہ اس سے پہلے کوئی ایسی سچائی تھی جو اس میں موجود نہیں اس لئے اس نبوت پر تمام نبوتوں کا خاتمہ ہے اور ہونا چاہیئے تھا کیونکہ جس چیز کے لئے ایک آغاز ہے اس کے لئے ایک انجام بھی ہے لیکن یہ نبوت محمدیہ اپنی ذاتی فیض رسانی سے قاصر نہیں بلکہ سب نبوتوں سے زیادہ اس میں فیض ہے اس نبوت کی پیروی خدا تک بہت سہل طریق سے پہنچا دیتی ہے اور اس کی پیروی سے خدا تعالیٰ کی محبت اور اس کے مکالمہ مخاطبہ کا اس سے بڑھکر انعام مل سکتا ہے جو پہلے ملتا تھا مگر اس کا کامل پیرو صرف نبی نہیں کہلا سکتا کیونکہ اس میں نبوت تامہ کاملہ محمدیہ کی ہتک ہے ہاں امتی اور نبی دونوں لفظ اجتماعی حالت میں اس پر صادق آ سکتے ہیں کیونکہ اس میں نبوت تامہ کاملہ کی ہتک نہیں بلکہ اس نبوت کی چمک اس فیضان سے زیادہ تر ظاہر ہوتی ہے"

(الوصیت ص۱۳ و ۱۴)

اسی امتی نبی کو آپ محدثیت قرار دیتے ہیں جیسا کہ فرمایا:—

"ان تمام اشارات سے صاف ظاہر ہے کہ وہ واقعی اور حقیقی طور پر نبوت تامہ کی صفت سے موصوف نہیں ہوگا ہاں نبوت ناقصہ اس میں پائی جائے گی جو دوسرے لفظوں میں محدثیت کہلاتی ہے اور نبوت تامہ کی شانوں میں سے ایک شان اپنے اندر رکھتی ہے سو یہ بات کہ اسکو امتی بھی کہا اور نبی بھی اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ دونوں شانیں امتیت اور نبوت کی اس میں پائی جائیں گی جیسا کہ محدث میں ان دونوں شانوں کا پایا جانا ضروری ہے لیکن صاحب نبوت تامہ تو صرف ایک شان نبوت ہی رکھتا ہے غرضیکہ محدثیت دونوں رنگوں سے رنگین ہوتی ہے اس لئے خدا تعالیٰ نے براہین احمدیہ میں اس عاجز کا نام امتی بھی رکھا اور نبی بھی"۔

(ازالہ اوہام ص۲۲۱)

یہی امتی نبی کے الفاظ ہیں جس کو محدثیت کہا جاتا ہے اور فنا فی الرسول کی حالت کا دوسرا نام یا علمائے اُمتی کانبیاء بنی اسرائیل کی تعبیر ہے۔ اسی لئے آپ نے فرمایا:—

"پس ان دونوں خرابیوں سے محفوظ رکھنے کے لئے خدا تعالیٰ نے مکالمہ مخاطبہ کاملہ تامہ مطہرہ مقدسہ کا شرف ایسے بعض افراد کو عطا کیا جو فنا فی الرسول کی حالت تک اتم درجہ تک پہنچ گئے اور کوئی حجاب درمیان نہ رہا اور امتی ہونے کا مفہوم اور پیروی کے معنے اتم اور اکمل درجہ

پران میں پائے گئے ایسے طور پر کہ اُن کا وجود اپنا وجود نہ رہا بلکہ ان کے محویت کے آئینہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا وجود منعکس ہو گیا اور دوسری طرف اتم اور اکمل طور پر مکالمہ مخاطبہ الہیہ نبیوں کی طرح ان کو نصیب ہوا۔ پس اس طرح بعض افراد نے باوجود امتی ہونے کے نبی کا خطاب پایا کیونکہ ایسی صورت کی نبوت نبوت محمدیہ سے الگ نہیں اگر غور سے دیکھو تو خود وہ نبوت محمدیہ ہی ہے جو ایک پیرایۂ جدید میں جلوہ گر ہوئی یہی معنی اس فقرہ کے ہیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسیح موعود کے حق میں فرمایا کہ نبی اللّٰہ وامامکم منکم یعنی وہ نبی بھی ہے اور امتی بھی مبارک وہ جو اس نکتہ کو سمجھے تا ہلاک ہونے سے بچ جائے"

(الوصیت صـ۱۵)

پھر فرمایا :۔

" اور نیز خاتم النبیّین ہونا ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا کسی دوسرے نبی کے آنے سے مانع ہے ہاں ایسا نبی جو مشکوٰۃ نبوت محمدیہ سے نور حاصل کرتا ہے اور نبوت تامہ نہیں رکھتا جس کو دوسرے لفظوں میں محدث بھی کہتے ہیں وہ اس تحدید سے باہر ہے کیونکہ وہ باعث فنافی الرسول ہونے کے جناب ختم المرسلین کے وجود میں ہی داخل ہے جیسے جزو کل میں داخل ہوتی ہے"

(ازالہ اوہام صفحہ ۲۳۸)

غرضیکہ آپ نے ابتداء سے لے کر آخر زمانہ تک لفظ نبی کو جہاں کہیں بھی استعمال کیا ہے وہ فنافی الرسول کے معنوں میں استعمال کیا اور اس کو ظلی بروزی اور امتی نبی کہا ہے جو ولکن رسول اللہ وخاتم النبیّین کی تفسیر ہے اگر امت محمدیہ میں یہ چیز باقی نہیں تو پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ابوت روحانی بالکل ثابت نہیں ہو سکتی بلکہ معاذ اللہ کفار کا اعتراض صحیح ثابت ہوتا ہے کہ نہ آپ کے جسمانی وارث ہوئے اور نہ روحانی اور پھر امت محمدیہ بھی خیر امت ثابت نہیں ہو سکتی اور آپ نے یہ کوئی نئی بات نہیں فرمائی پہلے اولیاء امت بھی یہی کہتے ہیں جیسا کہ حضرت سید عبد القادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ :۔

" پس اس وقت تو ہوگا مہبط خوارق کل رسولوں نبیوں اور صدیقوں کا جو کچھ کہ اُن سے رہا ہے اور مرتبہ علم اور دین اور ارشاد تجھ کو ملے گا کیونکہ ولایت نبوت کا ظل ہے"

(شرح فتوح الغیب از حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی مطبوعہ نولکشور صفحہ ۲۲)

پھر فرمایا :۔

" اوتیت جوامع الکلم نو خاص کلام حضرت خاتمیت علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات ہے اور ان کلمات سے کلمہ جامع سالکان راہ قرب اور وصول کے لئے ایک قاعدہ کلیہ اور کامل دستور العمل ہے چونکہ ولایت دراصل نبوت کا ظل ہے پس جو کچھ اس شخص میں ہے وہ سایہ میں بھی ہو بلا ایسا گا حصہ حاصل ولایت کیرے لئے"

(ایضاً صـ۱۲ و ۱۳)

حضرت مولانا محمد اسمٰعیل شہید رحمتہ اللہ علیہ دہلوی فرماتے ہیں کہ :۔

"پس جو شخص مراقبہ ذات بمنشاء کمالات نبوت کرے گا تو اس کو نبوت کے معنوں میں ایک معنی پیدا کہ جس کا درجہ نیک خواہیں ہیں فائز کریں گے لیکن درجہ دوم میں اس کو رسالت کے معنی سے فیضیاب کریں گے"

(صراط مستقیم صـ۱۲۸)

حضرت مولانا روم علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ :۔

چوں بدادی دست خود در دست پیر
بہر حکمت کو لطیف است و خبیر
او رنبیٔ وقت خویش است اے مرید
زانکہ زو نور نبی آید پدید
مکر کن در راہ نیکو خدمتے
تا نبوت یابی اندر امتے

صاحب بحر علوم نے دفتر پنجم صـ۲ میں تیسرے شعر کی یہ تشریح کی ہے کہ :۔

" مکر سے مراد تدبیر ہے اور نبوت سے مراد مرتبۂ ارشاد ہے پس یہ نبوت عامہ ہے اور اس عام نبوت پر اولیاء پہنچتے ہیں اور ان کو نبی اور ولی کہتے ہیں اور انبیاء اولیاء پر لازم ہے کہ صاحب شریعت نبی کے تابع ہوں. .... اور یہ ولی اور نبی صاحب شریعت نبی کے تابع ہوتے ہیں اور ان کے لئے کوئی مستقل شریعت نہیں ہوتی... ..... اور اس مقام کو نبوت مطلق کہتے ہیں پس اس قول کا 'تا نبوت یابی اندر امتے' یہ معنے ہوئے کہ تا نبوت مطلق کا مقام اُمت کو حاصل ہو اور باوجود ہونے امتی اور باوجود ہونے تابعدار شریعت اس کو غیب کی خبریں خدا کی طرف سے پہنچیں"

دفتر ششم میں لکھتے ہیں کہ :۔

" نبوت و رسالت تشریعی اگرچہ منقطع ہو چکی ہے بعد آں سرور صلی اللہ علیہ وسلم لیکن اولیائے اُمت کو جو علمائے صالح ہیں اللہ تعالے نے مرتبہ نبوت عطا فرمایا ہے"

حضرت مجدد الف ثانی سرہندی رحمتہ اللہ علیہ مکتوبات جلد اوّل مکتوب نمبر ۲۰۹ میں لکھتے ہیں کہ :۔

" چونکہ شریعت خاتم الرسل علیہ الصلوٰۃ والسلام منسوخی اور تبدیلی سے محفوظ ہے اس لئے اس کی امت کے علماء کو انبیاء کا حکم قرار دے کر شریعت کی تقویت اور مذہب کی تائید کا کام ان کے سپرد کیا گیا ہے"

پس جن الفاظ کی وجہ سے حضرت اقدس کو مدعی نبوت بتایا جاتا ہے وہ الفاظ اکثر اولیائے امت نے بھی کہے اور وہی دعوے کیا اگر حضرت مرزا صاحب پر اس وجہ سے اعتراض کیا جاتا ہے تو وہ اعتراض سب محدثین پر آتا ہے اور ان سب کو نبوت کا مدعی ماننا پڑتا ہے اور اگر ان میں سے کسی کو نبوت کا مدعی نہیں سمجھا گیا تو پھر آپ پر یہ اعتراض کرنا انصاف سے بعید ہے۔ غرضیکہ آیت خاتم النبیین کے ذریعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جس روحانی ابوت کو پیش کیا گیا اس کے موجب حضور صلعم کے بعد حضور کے روحانی فرزند ہر صدی میں پیدا ہوتے رہے جنہوں نے ضرورت زمانہ کے لحاظ سے اسلام کی خدمت کی اور پیدا شدہ خوف کو امن سے بدلا۔ حضرت مرزا صاحب بھی اسی تسبیح کا ایک دانہ ہیں جن کی بعثت کی غرض آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقاصد کی تکمیل اور اسلام کی مدافعت اور تجدید تھی آپ کی خصوصیت صرف اس قدر ہے کہ اپنے عظیم الشان کام کی وجہ سے آپ موعود ہیں اور دیگر مجددین کی بعثت، حدیث مجدد کے تحت عمومیت کے رنگ میں ہوئی اور جس طرح انبیائے کرام کے منصب نبوت میں کوئی فرق نہ ہونے کے باوجود ایک کو دوسرے پر فضیلت ہے بالکل یہی بات مجددین عظام میں پائی جاتی ہے اور جس طرح بڑے سے بڑا مقام حاصل کرنے والے نبی کو زمرۂ انبیاء سے علیحدہ کرکے خدائی کا مقام نہیں دیا جا سکتا اسی طرح کسی بڑے سے بڑے مجدد کو زمرۂ مجددین سے علیحدہ کرکے نبی کا مقام نہیں دیا جا سکتا۔

ایک اعتراض کا جواب

اس موقعہ پر یہ اعتراض کیا جاتا ہے کہ ......

حضرت مرزا صاحب کے نبی ہونے اور نبوت کا دعویٰ کرنے کا یہ ثبوت ہے کہ ان کی جماعت کا ایک کثیر حصہ ان کی طرف دعوےٰ نبوت منسوب کرتا اور ان کو نبی مانتا ہے جواباً عرض ہے کہ اگر یہ قاعدہ صحیح ہے کہ جس فرستادۂ خدا کے ماننے والوں کی اکثریت اس کو جو کچھ مانتی اور اس کی طرف منسوب کرتی ہے وہ مقتدا ضرور اس کا مدعی ہوتا ہے تو پھر کئی انبیاء ایسے گزرے ہیں جن کے ماننے والے ان کو خدا مانتے اور یہ کہتے ہیں کہ انہوں نے خود الوہیت کا دعوےٰ کیا تھا جن میں سے حضرت عزیر اور حضرت مسیح علیہ السلام کا ذکر قرآن کریم نے بھی کیا ہے اگر یہود اور عیسائیوں کا ان کی طرف خدائی کا دعوےٰ منسوب کرنا اس بات کا ثبوت نہیں ہو سکتا کہ ان انبیاء کرام نے واقعی ابن اللہ یا اللہ ہونے کا دعوےٰ کیا تھا تو پھر حضرت مسیح موعودؑ کے ماننے والوں کی اکثریت کا ان کی طرف دعوےٰ نبوت منسوب کرنا آپ کے مدعی نبوت ہونے کے ثبوت میں پیش کرنا سخت ظلم ہے اگر آپ مدعی نبوت ہوتے تو دیگر انبیاء کی طرح اپنی نبوت کا اقرار لیتے اور شرائط بیعت میں یہ شرط رکھتے مگر شرائط بیعت میں آپ نے جو شرط رکھی وہ یہ ہے کہ :۔

"اس عاجز سے عقد اخوت محض للہ باقرار طاعت در معروف باندھ کر اس پر تادم مرگ قائم رہے گا اور اس عقد اخوت میں ایسا اعلیٰ درجہ کا ہوگا کہ اس کی نظیر دنیوی رشتوں اور تعلقوں اور تمام خادمانہ حالتوں میں نہ پائی جاتی ہو"

اگر آپ مدعی نبوت ہوتے تو مبائعین سے اپنی نبوت کا اقرار لیتے اور اپنا مقام "روحانی باپ" کا بیان فرماتے مگر آپ نے اپنے آپ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا روحانی بیٹا قرار دیتے ہوئے انما المؤمنون اخوۃ کے موجب دوسرے لوگوں سے عقد اخوت ہی لیا اور اپنے آپ کو جو بڑے سے بڑا مقام دیا وہ الہام الٰہی انی معک یا ابن رسول اللہ کے موجب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے "روحانی بیٹا" ہونے کا ہی بیان کیا اور اس کو ہی آپ نے باعث فخر سمجھا اسی لئے فرمایا کہ :۔

"جسمانی خیال کے لوگوں نے کبھی اس موعود کو حسنؓ کی اولاد بنایا اور کبھی حسینؓ کی اور کبھی عباسؓ کی لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا صرف یہ مقصود تھا کہ وہ فرزندوں کی طرح اس کا وارث ہوگا"۔

(ایک غلطی کا ازالہ)

پس جب مدعی خود اپنے آپ کو "روحانی باپ" یعنی نبی ہونے کا مقام نہیں دیتا بلکہ "روحانی بیٹا" یعنے امتی ہی سمجھتا ہے تو پھر اگر غالی لوگ عیسائیوں یا شیعہ کی طرح آپ کی طرف دعوےٰ نبوت منسوب کریں تو اس میں آپ کا کیا جرم؟

اور جب تک "اجرائے نبوت" کے موجد یعنی جناب مرزا محمود احمد صاحب کے سامنے اپنے اقتدار کا سوال نہ تھا اس وقت تک وہ بھی اپنے والد بزرگوار کی طرح یہی مانتے تھے کہ :۔

"اللہ تعالیٰ نے آپ کو خاتم النبیین کے مرتبہ پر قائم کر کے آپ پر ہر قسم کی نبوتوں کا خاتمہ کر دیا"

(بدر ۲۲ مارچ ۱۹۱۱ء صفحہ ۳ کالم ۱)

"پس اسی کی طرف اشارہ تھا کہ کان اللہ بکل شئ علیما یعنی آپ کو خاتم النبیین بنایا اور ہم جانتے ہیں کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں آئیگا"

(تشحیذ الاذہان ماہ اپریل ۱۹۱۰ء ص ۱۰۱)

نہ صرف جناب میاں صاحب موصوف بلکہ ان کی خلافت کو استوار کرنے کے لئے جو ان کے عائدین ۱۹۱۴ء سے حضرت اقدسؑ کو نبی کہنے لگے اس سے پہلے ان کا بھی یہی عقیدہ تھا کہ :۔

"ہمارا عقیدہ اس بارہ میں دیگر مسلمانوں کی طرح ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں آپ کے بعد کوئی دوسرا نبی آنے والا نہیں نہ نیا نہ پرانا ہاں مکالمات الٰہیہ کا سلسلہ جاری ہے .... مرزا صاحب کی نبوت کا مسئلہ ہمارے ہاں ایسا نہیں کہ شرائط بیعت میں داخل ہو یا بیعت کے وقت اس کا اقرار لیا جاتا ہو یا ہم اس کا وعظ کرتے پھرتے ہوں"

(بدر ۲۷ اکتوبر ۱۹۱۰ء ص ۹ کالم ۳)

غرضکہ جناب میاں صاحب موصوف کے خلیفہ بننے کی سازش سے پہلے ان سب کا وہی عقیدہ تھا جو حضرت اقدس علیہ السلام نے بیان فرمایا مگر جب خلافت کا جنون سر پر سوار ہوا پھر اس کے استحکام کے لئے حضرت اقدس علیہ السلام پر یہ افترا کیا گیا کہ آپ نے نبوت کا دعوےٰ کیا ہے پورے تیس سال بعد ۱۹۵۳ء میں "ڈنڈہ" آسمان سے اترا تو ان سب نبی گر اور خلیفہ ساز علماء نے اپنے "اولوالعزم" خلیفہ کی اقتدا میں عدالت کے سامنے اپنے حلفیہ بیانوں میں اصل حقیقت کا اعتراف کر لیا جس کو عدالت عالیہ نے اس طرح لکھا ہے کہ :۔

"لہٰذا یہ مسئلہ صرف ایک سوال پر محدود ہو جاتا ہے کہ آیا مرزا غلام احمد نے ایسی وحی اور ایسے الہام کے مورد ہونے کا دعوےٰ کیا ہے جو "وحی نبوت" کہلا سکتی ہو .... لیکن یہ سوال بدستور قائم رہا کہ آیا انہوں نے اپنی وحی کو "وحی نبوت" کا مرتبہ دیا جس پر ایمان نہ لانا آخرت میں عذاب و عتاب الٰہی کا موجب ہوگا۔ احمدیوں نے اور ان کے موجودہ امام نے بڑے غور و خوض کے بعد ہمارے سامنے یہی موقف اختیار کیا ہے کہ مرزا صاحب نے اپنی وحی کو "وحی نبوت" کے برابر قرار نہیں دیا"

(تحقیقاتی کمیشن کی رپورٹ ص ۱۹۹)

اگر حضرت مسیح موعودؑ مدعی نبوت ہوتے تو اپنی وحی کو "وحی نبوت" قرار دیتے مگر آپ نے کبھی بھی "وحی نبوت" نہیں کہا بلکہ اسے ہمیشہ "وحی ولایت" لکھتے رہے جو اس بات کا ثبوت ہے کہ آپ مدعی نبوت نہ تھے۔ یہ ان لوگوں کا حلفیہ اقرار ہے جو متواتر تیس سال یہ کہتے رہے کہ آپ نے نبی ہونے کا دعویٰ کیا تھا اب ان کا یہ کہنا کہ آپ نے اپنی وحی کو "وحی نبوت" قرار نہیں دیا صاف ثابت کرتا ہے کہ اہل ربوہ جب آپ کو مدعی نبوت کہتے ہیں تو آپ پر الزام لگاتے اور افترا کرتے ہیں۔ اس کے علاوہ اس عدالت میں ان کے "اولوالعزم امام" سے جب یہ سوال کیا گیا کہ کیا مرزا صاحب کا ماننا "جزو ایمان" ہے تو انہوں نے اس کا نفی میں جواب دیا، یہ بھی اس بات کا ثبوت ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ مدعی نبوت نہ تھے اگر ہوتے تو ان کا ماننا "جزو نبوت" ہوتا۔ پھر مدعی نبوت کا اپنے نہ ماننے والوں کے ساتھ اصولی اختلاف ہوتا ہے مگر جماعت ربوہ کے خلیفہ صاحب نے اسی عدالت میں یہ بھی تسلیم کیا ہے کہ احمدی و غیر احمدی کے اختلافات اصولی نہیں بلکہ فروعی ہیں یہ اور اسی قسم کے دیگر بیانات سے انہوں نے خود یہ ثابت کر دیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نبی نہ تھے بلکہ محدث تھے اور یہ مقام آپ کو سیدنا و مولانا حضرت محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی اور روحانی وراثت کی وجہ سے حاصل ہوا تھا مکالمہ اور مخاطبہ الٰہیہ کا دروازہ آپ کے بعد قیامت تک کھلا ہے جس سے حضورؐ کے روحانی فرزند قیامت تک علیٰ قدر مراتب حصہ لیتے رہیں گے مگر ابوت روحانی یعنی نبوت کا سلسلہ بعد خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم قطعاً بند ہے اب باپ بن کر کوئی نہ آئے گا جو بھی آئے گا حضور صلعم کا بیٹا بن کر ہی آئے گا اور جو روحانی باپ بننے کا مدعی ہوگا وہ جھوٹا ہوگا اور جو لوگ بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کسی آپ کے فرزند کو یہ مقام دیں گے وہ مفتری اور کذاب کہلائیں گے کیونکہ آیت خاتم النبیین اب کسی روحانی باپ یعنی نبی کے آنے سے مانع ہے۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔

حضرت نبی کریم محمد مصطفےٰ صلعم زندہ اور بے مثل نبی ہیں

ڈاکٹر حسن علی صاحب گوجرانوالہ

ہم ہوئے خیر اُمم تجھ سے ہی اے خیر رسل
تیرے بڑھنے سے قدم آگے بڑھایا ہم نے
آدم زاد تو کیا فرشتے بھی مُدام
مدح میں تیری وہ گاتے ہیں جو گایا ہم نے
(مسیح موعودؑ)

انبیاء اور رسولوں کے زمرہ میں جو کامل انسان دنیا کی اصلاح اور رہنمائی کے لئے خداوند عالم نے مبعوث فرمایا وہ فخر موجودات محمد مصطفےٰ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مبارک تھی۔ حضورؐ کی آمد کی خبر گذشتہ نبیوں نے اپنی امتوں کو دی تھی ؎

چمکا ہے اس جہاں میں ستارۂ محمدؐی
لاکھوں ہوئے یہود و نصاریٰ محمدؐی

اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ السلام کو قرآن مجید جیسی روشن کتاب عطا فرمائی۔ حضورؐ کا دین اسلام کی شکل میں اقوام عالم کے لئے قابلِ قبول فطرتی مذہب ہے۔

اللہ تعالےٰ نے حضورؐ کو لیٰسٓ کے نام سے یاد فرمایا یعنے اے کامل انسان۔ پھر دین اسلام کو حضورؐ پر مکمل فرمایا اور حضورؐ کی صراط مستقیم پر رہنمائی کی خداوند عالم نے تاقیامت حضورؐ کے پیروؤں کے ساتھ وعدہ فرمایا کہ اگر وہ قرآن اور اسلام پر جب تک عمل کرنے والے ہوں گے۔ تو ان کو دنیا کی کوئی سلطنت یا طاقت تباہ نہ کر سکے گی اور نہ ہی مٹا سکے گی۔ اگر تو مسلمان اپنی بداعمالیوں سے یا اپنی غفلت یا ناسپاسی سے صراط مستقیم سے ادھر اُدھر ہو جائیں گے۔ تو پھر وہ اپنی بدکرداریوں کی وجہ سے دنیا میں ذلیل و خوار ہوں گے اور توبہ نہ کرنے کی صورت میں مختلف عذابوں کا منہ دیکھیں گے۔ صراط مستقیم پر مسلمانوں کو رکھنے کے لئے خداوند کریم نے دین اسلام میں مجددین کے سلسلہ کو جاری فرمایا۔ چنانچہ گذشتہ ۱۳ صدیوں میں آنحضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد مسلمانوں کو راہ ہدایت پر قائم رکھنے کے لئے مجددین کا یہ سلسلہ برابر ہدایت و رہنمائی کرتا رہا۔ آخر کار وہ وقت آ گیا، اور وہ صدی آ پہنچی جس میں خود مسلمانوں نے ایک طرف اپنے دینی راہبروں کے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ہاتھوں سے سخت تکالیف اُٹھائیں اور اُن پہ وہ مصرع صادق آیا ع

مسلمانی در کتاب مسلمان در گور

اور دوسری طرف غیر مذاہب کی طرف سے اسلام پر حملوں پر حملے شروع ہو گئے۔ وہ ذات باری جو وحدہٗ لاشریک ہے۔ جس کی جسمانی اور روحانی نعمتوں کا شمار نہیں ہو سکتا ہے۔ جب اس رب العالمین نے یہ حالت دیکھی۔ کہ اس کی مخلوق گمراہ ہوتی جا رہی ہے اور خود مسلمان بھی سرے سے ہی ہدایت اور مذہبی رہنمائی کے لحاظ سے کمزور ہو چکے ہیں اور ایمان زمین سے اُٹھ کر ثریا پر چلا گیا۔ تب اس ذات عالی نے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زندہ رسُول ہونے کے ثبوت کو دنیا کے آگے پیش کرنے کے لئے آپ کی اُمت ہی میں سے حضرت مسیح موعود مرزا غلام احمد صاحب قادیانی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اس چودھویں صدی میں شوکت و فتح اسلام کے لئے دنیا میں مبعوث ہوا۔ تاکہ خود مسلمان جو جادۂ مستقیم سے دُور ہو چکے تھے اور دنیا پرست علماء کے ماتحت رہ کر اپنی مذہبی حیثیت کو ضائع کر چکے تھے اور دشمنان دین کے ماتحت رہ کر اپنی بدحالی کی زندگی گذار رہے تھے۔ اسلام کی صحیح راہ پر گامزن ہوں۔ یک لخت اللہ تعالےٰ کے فضل و کرم کی رُوح افزا ہوا چلی تاکہ مردہ دلوں کو نور حیات بخشا جا دے اور دنیا پر یہ امر ثابت ہو سکے کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دین اور کتاب کے ذریعہ ہی سے دنیا کی اصلاح تا قیامت ہو سکے گی، اور کیا عیسائی اور کیا ہندو یا بدھ مذہب والے اور دوسری اقوام کے لوگوں کو اسلام جیسے زندہ اور پاکیزہ مذہب کی طرف آخر کار رجوع کرنا ہو گا۔ اس مجدد وقت نے بتایا کہ اس آخری زمانہ میں حضرت خاتم النبیینؐ کی ذات کے فیض روحانی یعنے اسلام کا سورج مغرب سے طلوع کرے گا۔ چنانچہ یورپ میں احمدیت کے ذریعہ سے اسلام کی تبلیغ کے جو نتائج برآمد ہوئے ہیں وہ اس پیشگوئی کی صداقت کا کھلا ثبوت ہیں۔ پس اہل دنیا کی حقیقی روحانی اصلاح حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے سلسلہ سے مقدر ہو چکی ہوئی ہے اور کوئی اندرونی یا بیرونی طاقت ... نہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت اور حضورؑ کے سلسلہ کو مٹا نہیں سکتی کیونکہ یہ دین محمدی صلعم کے فروغ کے لئے اللہ تعالےٰ کی طرف سے قائم ہوا ہے اور یہ حضرت نبی کریم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فیض روحانی اور زندہ نبی ہونے کا ثبوت ہے

آخر میں دعا ہے کہ اللہ تعالےٰ اپنی مخلوق پر رحم فرمائے۔ آمین۔ اور اپنے نیک بندوں کو احمدیت کی جو قرآن اور اسلام کی اصل تصویر تائید و حمایت کی توفیق بخشے۔ اور ایسے اسباب خود پیدا کر دیوے جیسا کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود فرمایا کہ:۔

وہ امت ہلاک نہیں ہو
سکتی جس کے اوّل میں میں ہوں اور
آخر میں مسیح موعود۔

والسلام

نسلِ انسانی کا محسنِ اعظم[1]

(بسلسلہ صفحہ نمبر ۱۹)

کرو۔ اور اسی طرح اس کے بندوں اور اس کی زمین میں زیادتی نہ کرو اس نے مجھے اور تم کو یہ فرمایا ہے کہ دار الآخرۃ انہیں لوگوں کے لئے ہے جو زمین میں تکبر اور فساد نہیں کرتے اور انجام کار متقی لوگوں کے لئے کامیابی ہے اور اس نے فرمایا ہے کہ کیا جہنم متکبروں کا ٹھکانا نہیں ہے؟

تکبر کو خدا پسند نہیں کرتا۔ یہ سب سے خطرناک اخلاقی مرض ہے۔ تکبر مال کی وجہ سے ہوتا ہے۔ یا علم کی وجہ سے یا زہد کی وجہ سے۔ پس ہم میں سے نہ تو مالدار کو نہ ہی عالم کو اور نہ ہی زاہد کو اپنے دوسرے بھائیوں پر متکبرانہ روش اختیار کرنی چاہیئے حضرت نبی آخر الزمان صلعم کے یوم میلاد پر جلسے جلوس اور چراغاں ہوتے ہیں مگر آنحضرت صلعم سے محبت اور دلی عقیدت کا ثبوت ان باتوں سے ملتا ہے کہ ہم نے کہاں تک آپؐ کی تعلیم پر عمل کیا۔ یاد رکھیئے آپؐ کی تعلیم پر عمل کرنے سے ہم نہ صرف اُخروی زندگی میں آنحضرتؐ کی خوشنودی حاصل کر سکیں گے بلکہ اس دنیا میں بھی فلاح اور کامیابی پانے والے ہوں گے۔

اللّٰھم صلّ علےٰ محمد وعلےٰ آل محمد وبارک وسلّم۔

[1] خطبات نبویؐ مرتبہ مولانا عبداللہ خاں صاحب مرحوم

اُسوۂ رسُول اللہ صلعم

(بسلسلہ صفحہ ۱۷)

کا تقاضا یہی ہے کہ اس کی تیمارداری بھی پورے اخلاص اور ہمدردی سے کریں لیکن ساتھ ہی اپنے آپ کو اس بیماری کے اثر سے بھی محفوظ رکھیں۔ اسی طرح روحانی بیماری کے مریض بھائی کی مرض کو دور کرنا بھی ضروری ہے اور ساتھ ہی اپنے آپ کو اس مرض سے محفوظ رکھنا بھی ضروری ہے سو ہمیں لا تطع منھم اٰثمًا کے ماتحت اُن کی غلط باتوں اور خلاف شریعت اعمال کو اختیار کرنے سے بھی بچنا چاہیئے، اللہ تعالےٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے اور اُسوۂ رسول اللہ صلعم کی روشنی میں اپنے اس حقیقی کام کو جاری رکھنے میں ہماری مدد کرے آمین

دورِ حاضرہ کے تقاضے اور اسلام

حضرت رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی شانِ رحمۃ للعالمینی کے چند مناظر

پرنسپل محمد شفیع صاحب بھٹی

اسلام کے کتابی مذہب ہونے کا غلط استدلال

آج سے چند سال بیشتر کا ایک واقع ابھی تک یاد سے محو نہیں ہو سکا۔ شاید آئندہ بھی اس کا فراموش کرنا ناممکن ثابت ہو۔ جرمنی کے ایک بہت بڑے سکالر کو ہماری یونیورسٹی نے دعوت دی۔ وہ یورپ کے ایک بہت بڑے کلیسا کے علمبردار تھے۔ ایک بہت بڑے مجمع میں، جس میں صرف کلیسا کے نمائندے ہی شامل تھے۔ نہایت بلند آہنگی سے اس نے یہ دعوےٰ کیا کہ شریعت موسوی اور شریعت محمدی کا تعلق محض ایک کتاب سے وابستہ ہے۔ بانی شریعت کی شخصیت سے نہیں۔ اور اس کے ثبوت میں اس نے قرآن کریم کی وہ مشہور آیت بطور سند حاضرین کے سامنے پیش کی جس میں فرمایا گیا ہے الیوم اکملت لکم دینکم آج کے روز ہم نے تمہارے دین کو تمہارے لئے مکمل کر دیا۔ یعنی کتاب کی صورت میں شریعت مکمل ہو گئی۔ پادری صاحب کا استدلال یہ تھا۔ کہ جب دین کی اس طرح تکمیل ہو گئی تو اس کے بعد اب جو مقصد رسالت تھا ختم ہو گیا۔ اور رسالت کی غرض و غایت پوری ہو جانے کے بعد اب دنیا نبی کی ذات سے ہمیشہ کے لئے بے نیاز ہو گئی۔ اور مستقبل کے لئے ایک رسل یا پیغمبر کی دنیا میں کوئی پوزیشن باقی نہیں رہ جاتی۔ اس طرح رسول گویا اپنی بعثت کے مقصد عظیم کو پورا کرنے کے بعد ہمیشہ کے لئے بنی نوع انسان سے علیحدہ ہو کر ناکارہ اور بے معنی اور مہمل سی ہستی بن جاتا ہے۔ یہ کس قدر خطرناک دلیل ہے۔ اس کے بعد حضرت موسےٰ اور حضرت نبی کریم محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم محض ایک قاصد کی حیثیت رکھتے تھے اور قاصد کا فرض پورا کرتے اور پیغام پہنچا دینے کے بعد خود تاریخ سے محو و معدوم ہو جاتے ہیں، پادری صاحب نے بتایا کہ ان دو مذاہب (یہودیت اور اسلام) کے مقابلہ میں عیسائیت ایک کتابی مذہب نہیں ہے۔ بلکہ اس ہوشیار پادری نے یہاں تک کہہ دیا۔ کہ عیسائیت کا انجیل سے چنداں تعلق ہی نہیں، عیسائیت کو ایک ایسا مذہب تصور کرنا چاہیئے جو بغیر الہامی کتاب کے ہی تکمیل تک پہنچا دیا گیا ہے۔ اور جس میں ایک الہامی کتاب کی چنداں ضرورت ہی نہیں ہے۔ صرف مسیح کی اپنی ذات ہی انسانی نجات کے لئے کافی ہے۔ اور صرف اسی کی ذات سے وہ ابد الآباد تک وابستہ ہے۔ اسلام جو تصدیر ایک بانئے مذہب کا یا پیغامبر کا یا حامل وحی کا پیش کرتا ہے وہ سراسر Mechanical ہے۔ پیغمبر پیغام دینے کے بعد ہمیشہ کے لئے ختم ہو جاتا ہے اور صرف کتاب جو اس کی وساطت سے اللہ کی طرف سے انسان کی ہدایت کے لئے نازل کی جاتی ہے وہ باقی رہ جاتی ہے۔ اس لحاظ سے اسلام اور یہودیت محض کتابی مذاہب ہیں محض ...... Religions of the Book اور وہ اس فضل یعنی Grace اور انوار اور افضال سے بالکل معرّا ہیں۔ جو مسیح کی ذات کے ساتھ دائمی طور پر وابستہ ہیں بلکہ جن کا ایک سرچشمہ اور مجسمہ مسیح کی ذات کو سمجھنا چاہیئے۔

الوہیت مسیح کی غالیانہ تعبیر

دوسرے الفاظ میں یہ الوہیت مسیح کی ایک نئی تعبیر اور دلیل ہے۔ جس سے مقصود فقط یہی ہو سکتا ہے کہ مسیح کو خدا کے قائم مقام قرار دیا جاوے اور اوصاف الٰہی کا برابر کا حصہ دار۔

اس میں شک نہیں کہ اس نظریہ کو پیش کرتے وقت پادری صاحب یہ محسوس کر رہے تھے کہ اس نے اسلام اور پیغمبر اسلام علیہ الصلوٰۃ والسلام اور ان کے مشن پر ایک کاری ضرب لگائی ہے۔ اور اس کے جواز میں خود قرآن کریم اور توریت کی آیات کو پیش کر کے یہ ثابت کر دیا ہے۔ کہ حضرت مسیح کا مقام تمام انبیاء اور مرسلین سے بالکل علیحدہ اور بلند ہے۔ دوسرے الفاظ میں وہ خود خداوند کریم کے قائم مقام جانشین اور ہمسایہ ہیں۔ اور کسی دوسرے پیغمبر کو نہ یہ مقام حاصل ہے۔ اور نہ ہو سکتا ہے یہ ایک ایسی خوش فہمی اور غلو فی الدین ہے کہ ضلالت و گمراہی کی اس سے بد تر کوئی مثال ملنی ناممکن ہے اور یہ ذہنی غلامی بلکہ یوں سمجھیئے کہ عقل و دلائل کے ساتھ غداری سے کم نہیں ہے۔ لیکن ایک زمانہ اس باطل عقیدہ پر چھایا ہوا ہے۔

حضرت نبی کریم صلعم کی کامیاب تاریخی شخصیت

یہ امر کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیثیت محض ایک قاصد یا پیغامبر کی تھی جو پیغام کے مکمل ہو جانے کے بعد ختم ہو گئی، اور تاریخ میں آپ کا کوئی مقام نہیں، واقعات کے سراسر خلاف ہے۔ تاریخ کی روشنی میں یہ بات اب پایۂ ثبوت کو پہنچ چکی ہے۔ کہ ہمارے پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام دنیا کے صرف ایک ہی فرد ہیں جن کے متعلق دنیا کے تمام تاریخ دانوں نے متفقہ طور پر یہ تسلیم کیا ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم دنیا کے مکمل ترین تاریخ انسان ہیں:—

The greatest historical Figure and the most successful Religious Leader

آپ کی کامیابی صرف اسی رنگ میں نہیں کہ آپ نے دنیا کو ایک کامل و مکمل ہدایت نامہ دیا بلکہ آپ نے ایک کامل رہنما کی حیثیت سے ایسے بلند پایہ اخلاق اور اعلیٰ ترین اسوۂ حسنہ پیش کیا جس نے دنیا کی کایا پلٹ دی۔

رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ کے عموماً دو حصے کئے جاتے ہیں۔ ایک مکی اور ایک مدنی۔ آپ کی زندگی کے پہلے چالیس سال گو کئی لحاظ سے اپنے ہمعصروں۔ خاندان اور ماحول سے بہت بلند تھے۔ اور آپ اپنی اخلاقی خوبیوں اور امانت و دیانت کے لحاظ سے اور وفاکیشی اور پاکیزگی کے باعث ایک بہت بڑا مقام حاصل کر چکے تھے۔ اور صادق اور امین کے لقب سے ملقب ہو چکے تھے۔ لیکن اس عرصہ کے بعد جو نیا دور آپ کی زندگی میں آیا اور جو نئی ذمہ داریاں آپؐ کے دوش مبارک پر ڈالی گئیں ان سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ آپؐ کو فطرت اور کارساز فطرت نے کس عظیم الشان مقام کے لئے تیار کیا تھا ؎

اے ختم رسل قربِ تو معلومم شد
دیر آمدہ ز راہِ دور آمدہ

آپؐ کی زندگی کے مختلف دوائر میں، کوئی تضاد نظر نہیں آتا۔ اور جس اعلےٰ اخلاق اور دیانت داری سے آپؐ نے ایک متاہل شہری کے فرائض ادا کئے اسی خلوص اور سچائی ایثار اور محبت سے اس مقام کو قبول فرما کر اس کی ذمہ داریوں کو کما حقہ ادا کیا جو آپ کو ختم المرسلین کی حیثیت سے بارگاہِ ایزدی سے ادا ہوا۔ آپؐ کی رسالت اور آپؐ کی قیادت کو تسلیم کرنے میں ذرا بھی تکلیف محسوس نہیں ہوتی۔ اور اگر اطاعت لامر اللہ و شفقت علےٰ خلق اللہ کے دوگونہ فرائض کی ادائگی کی رو سے کسی کو بنی نوع انسان کی رہنمائی کا حق پہنچتا ہے تو وہ خود افضل البشر ختم المرسلین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی ہی ہے۔ یہ ایک مسلمہ امر ہے ؏

بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

شخصیت پرستی کا نظریہ

آج ایک اور نظریہ دنیا کے سامنے موجود ہے جس سے دنیا بیزاری کا بار بار اظہار کرنے سے باز نہیں رہ سکتی۔ آئے دن اس کی صدائے بازگشت

ہمارے کانوں میں پہنچتی رہتی ہے۔ اسے ..... Cult of personality یا شخصیت پرستی کے عقیدۂ باطل سے موسوم کیا جاتا ہے۔ اسے کبھی کبھی Destalinisation سے بھی تعبیر کیا جاتا ہے۔ دنیا اس سے خائف بھی ہے۔ اور اس کے بغیر چارۂ کار بھی نہیں ہے۔ ایسا لیڈر جو بیک وقت لیڈر بھی ہو اور خادمِ خلق بھی۔ رسول بھی ہو اور عبد بھی، صرف اسلام ہی پیش کر سکتا ہے۔ ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم۔ اور اس قسم کا بہترین لیڈر رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ گرامی ہی میں تاریخِ انسانی پیش کر سکتی ہے۔ جس مجلس میں آپ بیٹھتے ہیں، آپ کے لئے کوئی خاص مسند یا خاص سجیح اور مرصع مقام تیار نہیں کیا جاتا۔ جب کبھی کوئی نووارد آپ کی موجودگی میں محفل میں شامل ہوتا ہے تو اسے معلوم کرنا پڑتا تھا کہ:۔

ایکم محمدؐ

آپ میں محمد صلعم کون ہیں۔ کیا اس قسم کا کوئی لیڈر دنیا پیش کر سکتی ہے؟

صحابہ کرامؓ کا عہد سعادت مہد

انسان کی یادداشت سے حقائق بہت جلد محو ہو جاتے ہیں ورنہ سوسائٹی کا وہ نقشہ جو رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے صحابہؓ کی زندگیوں میں نظر آتا ہے یعنے مساواتِ انسانی۔ سادگی، عفت اور پاکیزگیِ نظر و دل کا نقشہ، اس کو آج تک نسلِ انسانی دہرا نہیں سکی۔ اگر آج بھی دنیا ایمانداری اور خلوص سے نسل انسانی کی سابقہ دس ہزار سالہ یا اس سے زاید زندگی کے کسی دَور کو اپنی اصلاح اور حقیقی فلاح کے لئے منتخب کرنا چاہے تو حضرت نبی کریم محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کرامؓ کے نصف صدی سے زائد کے پُر امن اور راحت و سکون کے دَور سے بڑھ کر کوئی دَور پیش نہیں کر سکتی۔ یہی وہ زمانہ ہے جسے ہم ....
Millennium (ہزار سالہ عہد سعادت) کے نام سے پکار سکتے ہیں۔ یا جسے صحیح معنوں میں ست یگ قرار دیا جا سکتا ہے۔ آج U.N.O اور Geneva اور ہیگ میں جس چیز کو نامکمل طور پر قائم کیا جا رہا ہے وہ اسی وقت پایۂ تکمیل تک پہنچ سکتی ہے جب محمد عربیؐ کا لایا ہوا نظامِ زندگی اور قرآن کریم کے مقرر کردہ اخلاقی قوانین از سرِ نو دنیا پر مسلط ہو جائیں۔ ان الدین عند اللہ الاسلام ومن یتبغ غیر الاسلام دیناً لا یقبل منہ

دورِ حاضرہ کا چیلنج

قرآن کریم وہ آخری اور مکمل صحیفہ ہے جس کے بعد اب صرف عمل کی ضرورت باقی رہ جاتی ہے۔ جہاں تک قوانین اور اخلاق کے مختلف پہلوؤں کا تعلق ہے وہ اب پایۂ تکمیل تک پہنچ چکے ہیں الیوم اکملت لکم دینکم اب حرف بحرف صحیح طور پر قرآن کریم کی تعلیمات پر صادق آتا ہے لیکن عملی طور پر ضرور یہ نصب العین ابھی تک تشنۂ تکمیل ہے۔ گو اس میں بھی شک و شبہ کی گنجائش نہیں۔ کہ خود رسالت مآب اور صحابہ کرام علیہ السلام کی زندگی میں یہ تکمیل بھی دنیا نے مشاہدہ کر لی۔ لیکن آج پھر ہم ایسے دَور سے گذر رہے ہیں جس کا چیلنج بھی عظیم ہے اور ساتھ ہی مشکلات بھی صبر آزما ہیں، یہ اکثر کہا جاتا ہے کہ یہ زمانہ دہریت اور الحاد کا زمانہ ہے۔ اور خدا سے اور مذہب سے دنیا بیگانہ اور بے پرواہ ہو رہی ہے۔ لیکن قرآن کریم کا جو فیصلہ فطرت انسانی کے متعلق پیش کیا جا چکا ہے وہ اٹل ہے۔ فطرت انسانی نہیں بدل سکتی فطرت اللہ التی فطر الناس علیہا لا تبدیل لخلق اللہ۔ اگر فطرت صحیحہ نہیں بدل سکتی تو اس کی ضروریات اور تقاضے کیسے بدل سکتے ہیں۔ آج تو سائنس اور فلسفہ کا رُخ پھر مذہب کی طرف پلٹ رہا ہے اور الا بذکر اللہ تطمئن القلوب کے سوا چارۂ کار ہی نظر نہیں آ رہا۔

انسان کامل کا تصوّر صحابہ کرامؓ کی زندگیوں میں

قرآن کریم نے جو تصوّر ایک انسان کامل کا پیش کیا ہے۔ وہ اتنا صحیح اور بلند ہے کہ اس سے زیادہ بلند اور مکمل تصوّر کوئی اور مذہبی تعلیم پیش نہیں کر سکتی ایک طرف تو آپ کو صحابہ کرامؓ ایک صف میں نظر آئیں گے۔ اور ان کے اندر انسانیت کے اور تقوے اور طہارت کے وہ مجسمے دکھائی دیں گے کہ جن کے نام ابد الآباد تک کے لئے تاریخ میں محفوظ ہیں۔ ان میں حضرت بلالؓ اور خبابؓ، حضرت زیدؓ وحضرت حمزہؓ۔ خالد ابن ولیدؓ اور عمرو بن العاصؓ اور سینکڑوں دیگر صحابہؓ اور عفت شعار مومنین و مومنات ہیں جنہوں نے دینِ حق کے لئے اپنی قربانیوں سے انسانیت کو چار چاند لگا دیئے تھے۔ اسلام کی دولت نسل انسانی کو بطور وراثت نصیب ہوئی اور آج تک اسلام کے اثر و روحانیت کا یہ سلسلہ لامتناہی جاری و ساری ہے۔

رسول کریم صلعم کی شان رحمۃ للعالمینی

حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیثیت کیا بلحاظ سیرت اور کمالات کے اور کیا بلحاظ خدمات اور تعلیمات کے صحیح طور پر ایک عظیم ترین محسن نسل انسانی کی ہے۔ رحمۃ للعالمین کا خطاب جو بارگاہِ الٰہی سے آپؐ کو عطا ہوا۔ آپ صحیح معنوں میں اس کے مستحق اور مصداق ہیں وما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین رحمۃ للعالمین کے مفہوم اس قدر وسیع ہے۔ کہ انسانی تخیّل کے لئے اس کا احاطہ کرنا ہی ناممکن ہے۔ تمام مخلوقات ارضی و سماوی کے لئے اسلام کی تعلیمات اور قرآن کریم کے پیش کردہ حقائق جس قدر دُور رس اور ہمہ گیر ثابت ہو رہے ہیں کہ انسانی ذہن اور فکر رسا جب دور دور تک پرواز کر چکا ہے۔ اور مستقبل کے لئے اس کی وسعتوں کا کوئی اندازہ ہی نہیں۔ افسوس ہے کہ ہم میں سے اکثر جمود کا شکار بن چکے ہیں اور ایسی مایوسی ان پر طاری ہے۔ جو اسلامی تعلیمات کی روح کے بالکل منافی ہے۔ آج جو ترقی مغرب نے کی ہے اور جس بیباکی سے فضا بالا کی تسخیر کی ہے وہ اسلام کی اس تعلیم سے براہ راست وابستہ ہے جس نے تسخیر شمس و قمر (سخر الشمس والقمر) کو انسانی امکانات کے اندر شامل کر دیا۔ بلکہ اس سے اگلے مقامات کی بھی ساتھ ہی نشاندہی کر دی ہے

ستاروں سے آگے جہاں اور بھی ہیں
زمیں اور بھی آسماں اور بھی ہیں

جو قومیں اسلام اور قرآن کریم کے نظریوں کو اپنا رہی ہیں وہ ساتھ ہی ساتھ اسلام اور تعلیم قرآنی کے قریب بھی آ رہی ہیں۔ اور ایسا معلوم ہوتا ہے بلکہ میرا تو ایمان ہے۔ کہ جس طرح وہ قومیں اچانک چاند اور مریخ کے حلقہ میں جا رہی ہیں۔ اسی طرح وہ حلقہ بگوش اسلام ہو کر ان الدین عند اللہ الاسلام کا بھی نعرہ لگائیں گی اور اسلام ان کے لئے رحمت عظمٰی بن کر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان رحمۃ للعالمینی کو واضح کر دیگا۔

انسانیت کو مقامِ محمود پر پہنچانے والی تعلیم

باوجود تمام ترقیوں کے ابھی تک وہ مقام بلند نہ مغرب کو حاصل ہوا ہے اور نہ مشرق کو جس سے وہ سکون پرور فضا حاصل ہو۔ اور وہ اطمینانِ قلب میسّر آسکے جو محض مادی اور معاشی تسخیرات سے حاصل نہیں ہو سکتا۔ یہ تسخیریں بھی [illegible] اپنی جگہ پر درست ہیں اور ضروری ہیں لیکن یہ کسی صورت میں انسان کا حقیقی نصب العین اور مدعائے حیات نہیں بن سکتے۔ اسلام نے اور قرآن کریم نے اس سے آگے بھی اور منازل قائم کی ہیں۔ اور اس زندگی میں بھی اور اس کے مابعد بھی ایک ایسا منتہائے زندگی پیش کیا ہے جہاں پہنچکر خدا انسان سے راضی ہو اور انسان خدا سے راضی ہو جاتا ہے رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ کا یہ مقام صحابہ کرامؓ کو حاصل ہوا۔ یہ Supreme satisfaction of life کی وہ منزل ہے جسے دوسرے الفاظ میں مقاماً محموداً سے تعبیر کیا گیا ہے۔ وہ مقام جہاں عین خدا کی رضا کے مطابق انسان فوزاً عظیما کی نعمت سے مالامال ہو جاتا ہے۔ قرآن کریم نے انسانی کمالات کا تصور جو پیش کیا ہے۔ اس کا اظہار کئی مقامات پر چند مختصر الفاظ میں بھی کیا ہے۔ لا تحزن ان اللہ معنا۔ ان اللہ مع الصابرین۔ ان تمام مقامات پر انسانی کمالات کا ایک ایسا نقشہ پیش کر دیا ہے جس سے انسان واقعی اپنے آپ کو اشرف المخلوقات محسوس کرنا شروع کر دیتا ہے۔ لقد خلقنا الانسان فی

(باقی بر صفحہ ۳۷)

توحید کا مظہرِ اتم

بشیر احمد سوز

تاریخ عالم میں حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دنیا کا سب سے بڑا محسن و مصلح قرار دیا گیا ہے، اور یہ وہ حقیقت ہے جس کا اعتراف دنیا کا ہر پڑھا لکھا انسان کرتا ہے۔ آپؐ کی زندگی انسانیت کے تقدس و عظمت کی جیتی جاگتی تصویر ہے جس سے آدمیت نے انسانیت کا سبق سیکھا، وہ جس نے انسانیت کو وہ مقام دیا ہے جہاں خدا بھی انسان کی منشا و رضا کے بغیر تقدیر نہیں بناتا جس بے نظیر ذات نے ذرّے کو آفتاب، ناری کو نوری اور خاکی کو قدسی بننے کی تڑپ بخشی ہو اس کے اخلاق و محاسن، مقام و مرتبہ اور عظمت و شوکت کا بیان، حیات خضر پانے کے بعد بھی بیان نہیں کیا جا سکتا، ہم کو کسی دوسرے انسان کا علم نہیں جو بی بی آمنہ کے اس یتیم بچے کا مقابلہ کر سکے۔ اور غالباً تاریخ میں کوئی دوسرا شخص ایسا نہیں جس نے بنی نوع آدم کی اس قدر کثیر تعداد کی محبت اور وفاداری حاصل کر لی ہو۔ آنکھ کھلی تو والد دکھائی نہ دیئے اور ہوش آئی تو والدہ چل گئیں۔ آنحضرتؐ ایک بے نوا یتیم تھے۔ اس کے بعد ایک بدوی۔ پھر عرب کے پہلے شہر کے شہری اور مکّہ کے مکینوں کے امین، پھر توحید کے مبلغ اور اور عالمگیر نبی۔ جانباز سپاہی اور ایک جاں نثار جماعت کے سردار۔ ایک مدبّر و مفکّر، دنیا کی پہلی اور آخری جمہوریت کے علمبردار، پھر ایک زبردست منظم، منفق اور سالار لشکر، دنیا جہان کے آخری ہادی، دنیا میں دوسرا آدمی کوئی نہیں جس کی زندگی کے جزوی واقعات اس تفصیل کے ساتھ ہمیں معلوم ہوں، اور جن کو مختلف اقوام کے اس قدر لوگوں نے قلمبند کیا ہو، بھلا کوئی شخص ایسے فوق البشر انسان کی تصویر کیسے کھینچ سکتا ہے محض اس لیے کہ فرمان الٰہی آپؐ پر درود و سلام کی تلقین کرتا ہے اس لئے تعمیل فرمان، حصول نجات اور کسب ثواب کے طور پر بہ توفیق ایزدی اپنی عقیدت کا اظہار کر رہا ہوں، ع

گر قبول افتد زہے عزّ و شرف

دوست اور دشمن دونوں کو تسلیم ہے کہ حضرت نبی کریمؐ کا پہلا اور آخری امتیازی نشان یہ ہے کہ آپؐ نے توحید الٰہی کی تعلیم دی ہے، ایام جاہلیت میں انسان نے ہر کام کے لئے جداگانہ معبود بنا رکھے تھے، اس وقت کے انسان کا ایمان تھا کہ دنیا میں افراد اور حوادث پر مختلف طاقتوں کی حکومت ہے اس لئے اشرف و اعلیٰ انسان ان حقیر طاقتوں کے آگے اپنا سر خم کئے دیتا ہر مرض کا دیوتا جدا تھا۔ لڑائی کا دیوتا الگ تھا، صلح کا الگ تھا اسی طرح علم و دولت نیکی اور بدی سب کے دیوتا الگ الگ تھے۔ نار ناگ۔ شجر، حجر اور سورج و ستارے وغیرہ اس کے خالق و مالک تھے۔ لیکن حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے ہٹ کر خدا کا معقول تصور پیش کیا، ایک ایسا خدا نہ نسلی ہو نہ قبیلہ کا، نہ بشکل انسان ہو، نہ محدود اور نہ کسی طرح مخلوق سے کمتر۔ آپؐ نے دنیا کو سکھایا کہ خدا واحدہٗ لا شریک ہے، صرف ایک ہی مشیت ایزدی ہے جو کائنات پر حکمران ہے، جس صفائی اور فصاحت کے ساتھ آپؐ نے توحید الٰہی کی تلقین فرمائی وہ آپؐ کی تعلیمات کا طغرائے امتیاز ہے۔ آپؐ نے سکھایا کہ خدا ایک ہے، جس کا کوئی شریک نہیں اگرچہ اس کی صفات ۳۳ کروڑ سے بھی زیادہ ہیں۔ لیکن وہ بذاتِ خود ۳۳ کروڑ نہیں ہے اور نہ وہ دو میں کا دوسرا اور نہ وہ تین میں کا تیسرا بلکہ وہ ایک ہے اکیلا ہے، سب سے الگ ہے۔ کوئی بھی اس کی الوہیت میں شریک نہیں ہو سکتا۔ اور کسی فرعون نمرود، خسرو۔ قیصر، بادشاہ، مہاراج گورنر کو اس کی خدائی اور حکومت میں شرکت کا حق حاصل نہیں ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خدا صرف اونچے اور شریف خاندان کا خدا نہیں بلکہ ادنے اور ذلیل خاندان کا بھی خدا ہے تیغلوچی، کرشن جی، بدھ، عیسےٰ مریمؑ، ہرمزد، زرتشت خدا نہیں ہو سکتے۔ خدا صرف سامیوں اور اسرائیلیوں کا خدا نہیں، بلکہ دنیا جہان کی قوموں کا خدا ہے، وہ کالے لوگوں کا بھی خدا ہے اور گورے بھی اُسی کی مخلوق ہیں، وہ اس زاہد کا بھی خدا ہے جو شب بیدار ہے، اور اس گنہگار کا بھی جس نے بدی اور بدکرداری میں اپنی عمر عزیز ضائع کر دی ہو۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ تصوّر نہ صرف معقول اور بلند تر ہے بلکہ انسانی ذہن، اخلاق اور تمدن کی ترقی کے لئے بھی مفید ہے، اس عظیم الشان تصوّر نے عربوں، ایرانیوں، ترکوں، تاتاریوں، امریکیوں افریقیوں نیز ہندی، رومی، کالے، گورے، نیک اور بد کو متحد کر دیا۔ اور عرب کے بدکار جو ایک دوسرے کے جان لیوا تھے، جن میں کسی قسم کا اخلاقی، اور تمدّنی ضابطہ نہ رہا تھا انکو پرہیزگار اور متقی بنا دیا، اور وہ پاکیزگی و پاکی کی معصوم تصویر بن گئے، جو حیوانات پر بھی رحم کرنے والے، سلطنتوں کے بانی، علوم و حکمت کے زندہ کرنے والے، تہذیب و تمدن کے موجد فلاح عام اور رفاہِ عامہ کے بڑے بڑے کام کرنے والے۔ اور بنی نوع آدم کے محسن ہو گئے۔

توحید الٰہی کے تصوّر کے بعد حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے وحدت، رسالت کا تصوّر پیش کیا۔ یہ وہ تصوّر تھا جو دنیا جہان کی منتشر قوموں کو ایک سطح پر لا سکتا تھا، علاوہ ازیں آپؐ نے دیگر انبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعظیم و تکریم کا بھی سبق دیا۔ اس وقت دوسری قومیں نبوّت و رسالت کے مفہوم کو کلی طور پر نہ سمجھ سکی تھیں۔ انہوں نے نبوّت و رسالت کو ایک خاص قبیلہ، گروہ اور جماعت سے مختص کر رکھا تھا، مجوسیوں کا خیال تھا کہ ایرانیوں کے علاوہ باقی سب لوگ نور الٰہی کی روشنی سے محروم ہیں۔ ہنود کا یہ خیال تھا کہ خدا کا کلام صرف ہندوستان کے رشیوں نے ہی سنا ہے، یہودی یہ تصوّر ہی نہیں کر سکتے تھے کہ بنی اسرائیل کے علاوہ کسی اور قوم میں بھی نبی اور رسول آ سکتا ہے عیسائی لوگ اپنے آپ کو ابن اللہ تصوّر کرتے تھے لیکن آقائے مدنی صلی اللہ علیہ وسلم کو اس تخصیص میں خدا کی مہربانی اور رحمت میں نقص کا پہلو نظر آیا، آپؐ نے نبوّت اور رسالت کا صحیح اور حقیقی مفہوم پیش کیا۔ آپؐ نے فرمایا ایک مسلمان اس وقت تک مسلمان نہیں ہو سکتا جب تک آنحضرت صلعم کے ساتھ دنیا جہان کی قوموں کے نبیوں اور رسولوں پر ایمان نہ لایا جائے۔ اس تعلیم نے بین الانبیاء امتیازات کو یکسر ختم کر دیا۔ بعض قومیں بعض قوموں کے نبیوں کو نہیں مانتی تھیں یہود حضرت عیسےٰ علیہ السلام کو کاذب اور جھوٹا قرار دیتے تھے۔ قریش مسیحؑ کے نام پر لعنت بھیجتے تھے۔ بعض لوگ کاہنوں کی عظمت کو انبیاءؑ کی عظمت سے بلند تر خیال کرتے تھے۔ یہود و نصاریٰ نے بعض انبیاءؑ پر بیدریغ گندہ ترین الزامات عائد کئے۔ حضرت لوط علیہ السلام پر اغلام کا الزام لگایا۔ سلیمانؑ کو تعویذوں کا موجد قرار دیا، اور کئی شیطانی افعال آپؑ سے منسوب کئے۔ نصاریٰ نے مسیحؑ کے علاوہ باقی سب انبیاءؑ کو گنہگار سمجھتے تھے۔ حضرت پاک مریم صدیقہ پر زنا کی شرمناک تہمت لگائی، انجیلوں سے معلوم ہوتا ہے کہ مسیحؑ اپنی ماں کی عزت کما حقہ نہیں کرتے تھے۔ یہ سب باتیں اس امر کی دلیل ہیں کہ یہود و نصاریٰ میں نبوّت کا کوئی بلند مقام نہیں پایا جاتا تھا اور نہ انبیاء کی عظمت کا کوئی مسلمہ معیار موجود تھا لیکن محسنِ انبیاءؑ حضرت رسول عربیؐ نے انبیاءؑ کی عظمت و عصمت کا ایک بلند اور ہموار معیار قائم کیا، اور فرمایا کہ سب انبیاءؑ نیکوکار ہیں، معصوم ہیں، سچے ہیں، خدا کی طرف سے ہیں، خدا کا نور اور جلال ہیں اور اپنے زمانہ کے کامل ترین انسان ہیں، قرآن کریم میں مذکور اور غیر مذکور سب نبیوںؑ اور رسولوں پر ایمان لانا مسلمان کے لئے فرض ہے، مسلمانوں کو سکھایا

گیا ہے "ہم خدا کے انبیاء میں کوئی امتیاز نہیں کرتے" اور یہ کہ سب قوموں میں نبی آئے۔ تمام انبیاء کو مشترکہ امتیاز حاصل ہے، ان کا پیغام مشترک ہے، ان کا مشن مشترک ہے، اور پاکیزگی کی صفت سب میں موجود ہے۔ ان کو ذریعہ نجات یقین کرنا چاہیئے۔ اور ان پر یکساں طور پر ایمان لانا فرض ہے۔

تیسری ہمہ گیر مہربانی جو آنحضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے انسانیت پر کی وہ وحدت ادیان کا معقول اور فطرتی تصور ہے، یہ تصور دنیا کے سامنے آپکی ذہنیت کا بلند، انوکھا اور شاندار مفہوم پیش کرتا ہے، جسے آپؐ سے پہلے کسی مصلح، کسی ہادی، کسی نبی و رسول نے پیش نہیں کیا، یہود توراۃ کے علاوہ کسی دوسری کتاب کو الہامی کتاب نہیں مانتے نصاریٰ توراۃ کو قابل عمل نہیں سمجھتے بلکہ صرف اس کی اخلاقی تعلیمات کو تسلیم کرتے ہیں، اور توریت سے پہلے نازل شدہ کتابوں کو نہیں مانتے۔ ایرانی لوگ ژند کو ہی پہلی اور آخری الہامی کتاب مانتے ہیں۔ برہمن ویدوں کے علاوہ کسی دوسری کتاب کو آسمانی نہیں سمجھتے۔ لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جس فراخ دلی، رواداری، وسعت قلب اور غیر جانبداری کا اظہار کیا وہ نہ صرف حضورؐ کی بلند تعلیمات میں سے ہے بلکہ دنیا کی تاریخ میں اس کی مثال نہیں ملتی۔ مسلمان پر فرض ہے کہ دوسرے رسولوں کی کتابوں کی عزت کرے۔ ان کو سچا اور منجانب اللہ سمجھے۔

آقائے نامدار (محمدؐ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے توحید الٰہی اور وحدت رسالت کے بعد وحدت انسانیت کا صحیح مقام قائم کیا، اس وقت انسان، آدمی تو کیا حیوان سے بھی بے وقعت خیال کیا جاتا تھا، وہ مشرک تھا، بت پرست اور ستارہ پرست تھا۔ حیوانوں، انسانوں، بتوں اور بھوتوں کی پوجا کرتا تھا جس سے یہ ظاہر ہے کہ ابھی تک اس انسان نے اپنی حقیقی قدر معلوم نہیں کی تھی وہ اپنے آپ کو پتھر سے بھی کم قیمت سمجھتا اور اپنی نگاہوں میں حقیر تھا، اس کا خیال تھا کہ چاند، سورج انسان کے لئے نہیں بلکہ انسان ان کے لئے بنایا گیا ہے، دیوتاؤں کی آقائی اور خدائی نے اسکو مغلوب و مرعوب کر رکھا تھا، انسان اعلےٰ اور ادنےٰ، اونچا، نیچا، شریف، رذیل، کالا، گورا — یہ اس کی ذاتیں تھیں، بابل کا نمرود، مصر کا فرعون، ایران کا کسریٰ اور روم کا قیصر، عام انسانوں سے کہیں بلند تھا۔ انسان ان کی پوجا کرتے۔ ان کی معزولی و برطرفی انسانی قدرت سے بالاتر تھی غرضکہ کائنات کی ہر چیز انسان کی معبود تھی۔ لیکن مصلح عالم نے اس غیر فطرتی تصور کے بالمقابل حقیقی فطرتی اور اعلےٰ تصور پیش کیا۔ آپؐ نے انسان کو فرشتہ نہیں بلکہ حقیقی انسان بننے کا سبق دیا تا اس کو اپنے مقام اور ذات کی پہچان دی ہے اور اپنے رتبۂ ضمیر کا احساس دلایا۔ اور کہا کہ تم خدا کے سوائے کائنات کی ہر شئے سے افضل و اشرف و اعلےٰ و ارفع ہو، سوائے خدا کے خوف کے، دیوتاؤں جنوں، بھوتوں اور فرشتوں کے خوفوں کو مٹا دیا اونچے، نیچے، اعلےٰ، ادنےٰ، شریف، رذیل انسان کو ایک کر دیا، نسل اور قومیت کے امتیازات کو فنا کر دیا۔ دولت، افلاس، رنگ اور قوم کے اختلافات کو دور کر دیا، غرور، تکبر، ظلم و ستم کا دور ختم کر دیا۔ سب کے سب ایک آقا کے غلام قرار پا گئے، آپؐ نے ادنےٰ اور اعلیٰ سفید اور سیاہ اور عرب و عجم میں کوئی امتیاز روا نہیں رکھا۔ اور جب آپؐ نسلی، لونی، اور قومی امتیازات سے لوگوں کو باز رکھتے ہیں تو آپؐ کی نظر فیض اثر میں کل دنیا کی تاریخ موجود ہوتی ہے۔ آپؐ نے فرمایا: — عربی کو عجمی پر کوئی فضیلت نہیں۔ تم سب آدم کی اولاد ہو۔ اور ایک عالمگیر برادری کے افراد ہو، دنیا کی تاریخ میں آپؐ کے علاوہ اور کوئی شخصیت نہیں جس نے نسلی تعصبات کو ایسی کامیابی کے ساتھ مٹایا ہو، اور یہ نسلی تعصب آج مغربی تمدن کی سب سے بڑی لعنت ہے۔

عزت نفس کا بلند نصب العین اور صداقت کا بڑا تخیل اور فرض کا عظیم احساس بھی آپؐ نے ہی انسان کو ...... عطا کیا اور آپؐ ہی کی تعلیمات نے انسان کو اپنی اصلی عظمت سے آگاہ کیا ہے اور اپنی خودی کا احساس عطا کیا ہے۔ آپؐ نے ادائیگی فرض کا طریق بتایا۔ افراد اور قوم کو متحد کر دیا۔ چنانچہ آپؐ کی ان تعلیمات نے بکریوں اور اونٹوں کے گلہ بانوں کو دنیا کا حکمران بنا دیا۔ ان بدوؤں کو جو ریت میں کھیلتے تھے، دنیا کی دولت اور بادشاہوں کے تاج و تخت کا مدمقابل بنا دیا، اور انہی صحرانشینوں نے قیصر و کسریٰ کے محلات کو زینت دی، اور یہ چند نخلستانوں کے مالک دنیا کے آقا بن گئے ....

.... چنانچہ آپؐ کی تعلیمات کی بدولت انسان کے دل میں کامیابی و کامرانی کے حصول کا ایک نیا ولولہ پیدا ہوا اور ایک نئی تہذیب اور روشنی حاصل ہوئی۔ اس نے کائنات کو مسخر کیا، اور مادی کائنات کے اسرار معلوم کرنے کا طریقہ سیکھا۔ موجودہ مسائل حیات کا جو حل آپؐ نے پیش کیا وہ بیک وقت معقول بھی ہے، اور تسلی بخش بھی۔

انسان پر جو اور عالمگیر مہربانی آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کی، وہ یہ کہ ہر شخص کو اپنے افعال کا خود ذمہ دار ٹھہرایا، اس دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی، اور اس طرح آپؐ نے الہیات کو اس بیماری سے پاک کر دیا جو خدا اور بندے کے درمیان جسمانی سزا اور پادریوں کی وساطت کو داخل کرتی تھی اور انسان کو نیک اعمال کے بجائے رسوم ظاہری کا پابند بناتی تھی، اور لاکھوں کروڑوں انسانوں کو اسی قصور کے تحت ابدی ہلاکت کا مستوجب بنا دیا جاتا تھا کہ انہوں نے بپتسمہ نہیں پایا۔ پنڈت، پادری، پوپ، پروہت: خدا اور انسان کے درمیان وسیلہ تھے، ان کے بغیر وصل خدا کا تصور انسان کے ذہن سے بالاتر ...... تھا۔ پوپ کا فیصلہ ہو بہو خدا کا فیصلہ ہوا کرتا تھا۔ پنڈت کا عتاب انعام الٰہی سے ہمیشہ کے لئے محروم کر دیا کرتا تھا۔ لیکن اس کے برعکس محب انسانیت، نجات دہندہ عالمؐ نے فرمایا کہ ہر فرد اپنے اعمال کا خود ذمہ دار ہے اور ہر انسان کا تعلق خدا کے ساتھ براہ راست ہے۔ نیکی ذرہ بھر بھی ضائع نہیں ہو سکتی، ہر بچہ پاک اور دین فطرت پر پیدا ہوتا ہے۔ آپؐ نے نیک اعمال پر زور دیا، غرضیکہ آپؐ کی تعلیم ہمیشہ خیر و خوبی کی قدر کرتی ہے خواہ وہ کہیں ہو، اور کسی آدمی میں ہو، اور آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ بے نظیر خاصہ تھا اور غالباً آپؐ کی کامیابی کی بنیاد تھا، کہ آپؐ نے انسان کو اس کی استعداد ترقی اور اس کے حصول کی طرف متوجہ کیا۔

میں پہلے بھی کہہ چکا ہوں کہ آپؐ کی تعلیمات نے انسان کو عظمت و عزت عطا کی ہے جبکہ قدیم فلسفے یا تعلیمات ملل سابقہ نے انسان کو حقیر ترین شئے بنا دیا تھا۔ یورپ کے کلیسا نے گناہ و بدی کو فطرت انسانی کا جزو لاینفک قرار دیا۔ زرتشت نے تو انسان کو گناہ کا مجسمہ بنایا ہے، بدھ کو بھی چاروں طرف برائی ہی برائی نظر آتی جو ان کے نزدیک انسان کی بدی و گناہ اور پلیدی کا نتیجہ تھی، برہمن کو ابشودر کی اس دھرتی میں کوئی خوبی نظر نہ آئی لیکن رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا کو ایک نئی بات بتائی چنانچہ آپؐ نے انسانی فطرت کا صحیح نقشہ اس کے سامنے رکھ دیا۔ اس کے حسن و قبح دونوں سے اطلاع دی کہ وہ بہترین تقویم پر پیدا کیا گیا ہے اس کی استعدادیں غیر محدود ہیں، اس کی ترقیات بے انتہا ہیں۔

ممکن ہے کہ ایک شخص اپنے ہادی بانی کی تعریف میں دفتر کے دفتر سیاہ کر ڈالے لیکن واقعات بہرحال واقعات ہیں حقیقت یہ ہے کہ آنحضرت صلعم کے پیغام کی وسعت عمق اور عظمت ذاتی کے سامنے حضرت موسیٰ حضرت عیسیٰ، حضرت بدھ، حضرت کرشن کے پیغاموں کی کوئی حقیقت ہی نہیں۔ موسیٰ علیہ السلام نے واقعی بنی اسرائیل کو غلامی سے نجات دلائی

اور حضرت مسیحؑ نے سچ مچ "ہمارے آسمانی باپ" کا گیت گایا۔ لیکن انہیں محض بنی اسرائیل سے تعلق تھا، اگرچہ مسیحی منادوں نے مسیحؑ کے پیغام کا دائرہ اس قدر وسیع کر دیا کہ جس کا خیال بھی مسیحؑ کے دل میں نہ آیا ہوگا لیکن اپنی زندگی میں مسیحؑ نے موتیوں کو خنازیر کے آگے کبھی نہیں پھینکا، اور نہ بچوں کی روٹی کتوں کے آگے ڈالی۔ مگر...... مصلح عالمؐ کا پیغام قریش کے لئے اور اہل عرب کے لئے نہیں بلکہ کل دنیا کے لئے تھا۔ آپؐ نے اپنی تبلیغ کسی قوم سے مختص نہ کی، بلکہ ہمیشہ بنی آدم کو خطاب فرمایا۔ آپؐ کی بعثت کا مقصد توحید الٰہی، وحدت رسالت اور وحدت انسانیت تھا۔ جس میں آپؐ ہر لحاظ سے پورے اُترے۔ اور ہر لحاظ سے کامیاب و کامران ہوئے۔

حضورؐ کی شخصیت انسانی تجارب اور تخیلات کا آخری نقطۂ کمال ہے، اور بنی نوع انسان کی مجموعی قابلیت آپؐ کی ذات پاک میں مرکوز ہوئی چنانچہ حضورؐ کو ہم صرف اسی لئے نہیں جانتے کہ آپؐ نے ایک خدا کی پہچان دی، ایک دین عطا کیا اور منتشر انسانیت کو ایک سطح پر لے آئے۔ نہیں بلکہ ہم آپؐ کو اور کئی پہلوؤں سے بھی جانتے ہیں۔ آپؐ کو ہم اس طرح جانتے ہیں جس طرح اپنے ہمسایہ یا اپنے باپ، بیٹے یا بھائی کو۔ ہم آپؐ کو بحیثیت خاوند، تاجر اور ایک دوست کے بھی جانتے ہیں، اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھکر سچا دوست دنیا میں پیدا نہیں ہوا۔ ہم آپؐ کو بحیثیت ایک معلم، ایک مصلح اور ایک آقا کے بھی جانتے، جس کو پیار کرنا اور جس کی اطاعت نہ کرنی دونوں باتیں ناممکن تھیں جو اپنے خادم کی وفات پر بچوں کی طرح گریہ کرتا تھا۔ ہم آپؐ کو ایک شریف ترین آدمی، بہادر سپاہی امیر لشکر، سردار قوم، اور ولی اللہ کی حیثیت سے بھی جانتے ہیں۔ لیکن آپؐ اختلافات خطابات اور القابات ان سب سے بالاتر تھے ہم آپؐ کو ایک امین اور ایک رسول کی حیثیت سے بھی جانتے ہیں لیکن کبھی آپؐ نے خارق عادات کا دعویٰ نہیں کیا، ہم آپؐ کو ایک لیڈر، ایک قانون دان ایک حکمران اور ایک مذہبی پیشوا کی حیثیت سے بھی جانتے ہیں، لیکن آپؐ کے اندر نہ پوپ کی سی خود بینی تھی، نہ قیصر کی سی خود آرائی، آپؐ کے پاس نہ محل نہ قصر، نہ تاج اور نہ خراج تھا۔ ذرا خیال کیجئے عرب کے بادشاہ ہوتے ہوئے آپؐ نے گلہ بانی کی، بکریوں کا دودھ دوھا، چولہے کی صفائی کی۔ آگ روشن کی، کپڑوں کو پیوند لگائے۔ اور اپنے جوتوں کی خود مرمت کی، شاہی دستر خوان جَو کی روٹی تھا۔

ہم نے پڑھا ہے کہ ہر نبی کو ایک نمایاں صفت عطا کی گئی تھی جو اسکو دیگر انبیاءؑ سے متمیز کرتی تھی۔ لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بحیثیت نبی اپنی ذات والا صفات میں ابراہیمؑ کی حلیمی، موسٰےؑ کا خلوص، اسمٰعیلؑ کا اعتماد، ایوبؑ کا صبر، سلیمانؑ کا انکسار، یوسفؑ کا حسن، اور عیسٰےؑ کا دم یہ سب خوبیاں رکھتے تھے بلاشبہ دنیا میں کوئی نبی یا رسول مرتبہ کے لحاظ سے آپؐ سے بلند تر نہیں ہوا۔

سید الرسل سرور کائنات حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بحیثیت انسان ایک ہیرو، ایک فاتح، ایک ولی، ایک نبی اور ایک کامیاب ترین رسول کے ایک عظیم النظیر ہستی ہیں، اور بلاشبہ آپؐ خاتم الانبیاء اور خدا کے برگزیدہ رسول ہیں۔ آپؐ کے بیشمار کارناموں میں سے اگر صرف ایک کارنامہ ــــ مثلاً عالمگیر اخوت جسے آپؐ نے نافذ فرمایا ــ دنیا میں باقی رہ جائے، تو بھی اہل دانش لوگ آپؐ کو دنیا کا مصلح اعظم محسن عالم، توحید کا مظہر اور انسانِ کامل تسلیم کرنے پر مجبور ہوں گے اور یقیناً تمام دنیا عرب کے اس عظیم الشان رسول کی عزت کرے گی، جس نے حیوانوں کو انسان اور انسانوں کو فرشتوں کی صف میں کھڑا کر دیا۔

بلغ العلیٰ بکمالہٖ
کشف الدجیٰ بجمالہٖ
حسنت جمیع خصالہٖ
صلوا علیہ وآلہٖ

اللّٰھم صلّ علےٰ محمد وبارک
وسلّم علیہ

زندگی بخش جامِ احمدؐ ہے
کیا پیارا یہ نامِ احمدؐ ہے
لاکھ ہوں انبیاء مگر بخدا
سب سے بڑھکر مقامِ احمدؐ ہے
(مسیح موعودؑ)

آرنلڈ ٹائن بی کے نظریات اسلام کے بارہ میں

مساوات نسلِ انسانی کا فقدان مذاہب عالم میں

(پرنسپل محمد شفیع بھٹی صاحب کے قلم سے)

حال ہی میں آرنلڈ ٹائن بی مشہور تاریخ نویس نے مذاہب کے چند خصوصی اور بنیادی عقائد پر تبصرہ کرتے ہوئے ہندو مذہب کو عقائد کی رُو سے ایک بہت بڑا وسیع الخیال مذہب قرار دیا ہے۔ اس میں ہر خیال اور عقیدہ کے انسان کی کھپت ہو سکتی ہے۔ خدا کی توحید کے قائل اور لاکھوں اور کروڑوں دیوتاؤں کو تسلیم کرنے والے ہندو مذہب کے پیروشمار کئے جا سکتے ہیں۔ لیکن یہ فراخی ذات پات کی حدود سے انسان کو آزادی نہیں دلا سکتی اور ذات پات کا عقیدہ ہندو مت میں اس قدر راسخ ہو چکا ہے۔ نہ ہی گوتم بدھ۔ اور نہ ہی گرونانک اور کبیر اور نہ ہی مہاتما گاندھی اس عقیدہ کو جو ذات پات کی بندشوں میں انسان کو جکڑ کر اسے ہمیشہ کے لئے مساوات انسانی سے محروم کر دیتا ہے، محو کرنے میں کامیاب ہو سکے۔ عیسائیت کے متعلق اس نے اس رائے کا اظہار کیا ہے کہ اس میں مساوات کی تلقین ضرور موجود ہے۔ لیکن عملی طور پر نسلی اور لونی امتیازات اس حد تک سرایت کر چکے ہیں کہ دہ مغربی تہذیب کا ایک جزو اعظم بن چکے ہیں آج جنوبی افریقہ میں نسلی امتیاز کی وجہ سے ایک طوفان بپا ہوا ہے۔ امریکہ میں سیاہ اور سفید اقوام میں ایک مستقل جنگ جاری ہے۔ حتیٰ کہ سکولوں، کالجوں ہوٹلوں اور سیرگاہوں میں کالے اور گورے کی تمیز شدت سے محسوس ہو رہی ہے۔ اگر واقعی عیسائی مذہب میں یہ مساوات بطور عقیدہ موجود ہے۔ تو عمل کے اندر یہ کلی طور پر مفقود ہے۔

اسلام ـــــ نوع انسانی کا آخری سہارا

اس کے بعد صرف اسلام ہی ایک ایسا مذہب رہ جاتا ہے۔ کہ جو مساوات نسلِ انسانی کا صحیح اور واحد علمبردار ہے اور جس نے عقیدۃً اور عملاً دنیا میں مساوات قائم کر کے انسانی برادری کا ایک ایسا نقشہ قائم کر دیا ہے جس پر انسانیت بجا طور پر فخر کر سکے۔ صرف اس مساوات کے حصول کے لئے اسلام کا خیر مقدم کرنا انسانیت کو محفوظ کرنے کے لئے ضروری ہے۔ اسلام ہی صرف بنی نوع انسان کا اوّلین اور آخری سہارا ہے۔

سرمایہ داری اور اسلام

مساوات کے بعد آرنلڈ ٹائن بی جس اصول کو پیش کرتا ہے وہ ایسے معاشی اور سماجی حالات کا پیدا کرنا ہے کہ جن میں رہ کر مزدور اور سرمایہ دار باعزت زندگی بسر کر سکیں۔ اسلام سرمایہ کو تو ضرور ایک رحمت تصور کرتا ہے اور اسے فضل ربی سے تعبیر کرتا ہے وابتغوا من فضل اللہ اور اس کی جستجو کو افزائش کو ایک فریضہ قرار دیتا ہے۔ لیکن سرمایہ داری کو ایک لعنت قرار دیتا ہے۔ اور اس کی سب سے بڑی دلیل حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنا اسوۂ حسنہ ہے۔ جو مسلمان بھی آپ کی صحیح پیروی کرے گا وہ سیم و زر کو خدمت خلق اور خوشنودی الٰہی کا تو ذریعہ سمجھے گا لیکن اس کی فراہمی اور اندوختگی کو صرف اپنی تحریص اور طلب زر کی خاطر وہ کبھی ایک مستحسن فعل قرار نہیں دے سکتا

آب بیرون کشتی سلامتی کشتی
آب درون کشتی ہلاکت کشتی

کی مثال ایک ایسی سوسائٹی کی تشکیل کے بھی عین حسب حال ہے۔ جس میں دولت متحرک رہتی ہو۔ اور ہر ایک انسان اس سے استفادہ کر رہا ہو۔ اور یا دوسری صورت میں وہ منجمد ہو کر چند افراد کی ملکیت بن کر رہ جائے۔ اور باقی قوم کے اعضا فنا ہو جاویں۔ اوّل الذکر تعلیم صرف اسلام ہی پیش کر سکتا ہے۔ اور اس کا بہترین نمونہ خود رسول اقدس کی اپنی ذات ستودہ صفات اور آپؐ کے صحابہ کرام کی طرز زندگی ہے۔

مذہب اور سیاست اسلام میں

تیسری بات جو آرنلڈ ٹائن بی پیش کرتا ہے، وہ بھی ایک عجیب نظریہ ہے۔ اور بہت حد تک درست بھی ہے۔ اس کی رائے میں تاریخ کی رُو سے مذہب اور سیاست کا الحاق ہمیشہ خطرناک ثابت ہوا ہے یا تو سیاست مذہب کو فنا کر دیتی ہے۔ اور یا مذہب سیاست کو نگل جاتا ہے۔ انگلستان کی تاریخ میں شاہ ہنری ہشتم نے دوسری شادی کا تہیہ کر لیا۔ تو کیتھولک چرچ نے اس کی سخت مخالفت کی۔ بالآخر مذہب اور سیکولرازم یعنی حکومت کو علیحدہ علیحدہ ہونا پڑا۔ اور ہمیشہ کے لئے حکومت مذہب کے تسلط سے آزاد ہو گئی۔ اسی طرح جب فرانس نے اور بعد ازاں روس نے مکمل آزادی کا اعلان کر دیا۔ تو دونوں ملکوں میں مذہب ہمیشہ کے لئے ختم ہو گیا۔ قرونِ وسطیٰ میں جب مذہب کا تسلط یورپ میں قائم ہو گیا، تو تمام شخصی آزادی بلکہ سوچنے اور سمجھنے اور بات کرنے کی آزادی بھی سلب کر لی گئی۔ اور متواتر ڈیڑھ ہزار برس یورپ تاریکی اور جہالت کے قعر ذلت میں ڈوبا رہا۔ اور اگر اسلام اس وقت یورپ کی رہنمائی اور آزادی کے لئے موقعہ پر نہ پہنچتا۔ تو آج تک یورپ اسی قابل رحم حالت میں بے بسی اور بے کسی کی عالم میں پنجیں مارتا نظر آتا۔ آج یورپ سے زیادہ کوئی ناشکر گذار ملک آپ کو نہیں ملے گا جس نے انسانیت کے سب سے بڑے محسن اور راہنما اخلاق کے سب سے معلم کی خدمات کا اعتراف کرنے کی بجائے مسلم کشی کی روش اختیار کر رکھی ہے۔ اور یہ احساس تک نہیں کہ اس کی ترقی کا راز محمد عربی کی پیش کردہ تعلیم اور قرآن کریم کے ان حقائق آفرین اور معجز نما آیات میں مضمر ہے۔ کہ جس نے فکر انسانی کو آزاد کر کے اس قابل بنا دیا کہ تسخیر شمس و قمر کے لئے اپنے آپ کو اہل بنا سکے۔

مذہب اور سیاست کا صحیح توازن صرف اسلام نے ہی قائم کیا ہے، اور اسلام میں اور فقط اسلام میں احکام شریعت سیاست کی قوت کے ماتحت ہیں۔ اور مذہب کی حفاظت اور حرمت کی ذمہ داری کے فرائض سیاست کے حصہ میں آتے ہیں۔ لیکن ایسا الحاق اسلام کو بھی صرف قرون اولیٰ میں نصیب ہوا۔ اور بعد میں عنقا ہو گیا۔ ان پاک انسانوں کے ساتھ ہی ہماری درویشی کا بھی خاتمہ ہو گیا اور سلطانی بھی دنیا سے ناپید ہو گئی۔ اب تو بار بار سرد آہوں کے ساتھ علامہ اقبال کے حسرت انگیز الفاظ زبان پر آتے ہیں اور اس کے بعد مہر سکوت لبوں کی جنبش کو بھی ہمیشہ کے لئے خاموش بنا دیتی ہے ؎

خداوندا ترے یہ سادہ لوح بندے کدھر جائیں
کہ درویشی بھی عیاری ہے سلطانی بھی عیاری

شراب نوشی کی تباہ کاریاں اور اسلام کی مصلحانہ روش

اس وقت دنیا کے سامنے معاشی اور سیاسی مسائل اور مشکلات کے علاوہ جن کا اُوپر ذکر آ چکا ہے۔ چند بہت بڑے اخلاقی نقائص ہیں کہ جن کا ہمارے معاشرے پر تباہ کن اثر پڑ رہا ہے۔ اور جن کا حل نہ ملکوں کی پارلیمنٹ اور قانون ساز انجمنیں پیش کر سکی ہیں۔ اور نہ ہی کسی مطلق العنان ڈکٹیٹر کی قوت قاہرہ پچاس فیصدی سے زائد جرائم کے باعث ام الخبائث الکحل قرار دی گئی ہے۔ یعنی شراب نوشی۔ ملک کی دولت اس تباہ کن اور ننگ انسانیت عادت کے باعث لٹ رہی ہے اور اس میں اشتراکی اور سرمایہ دار اقوام بھی کے سبھی ملوث ہیں۔ شراب نوشوں کی برادری میں روس اور چین بھی شامل ہیں، اور فرانس اور انگلستان اور امریکہ بھی۔ کئی مرتبہ بڑے بڑے سخت قوانین لاگو کرنے کے بعد وہ شراب نوشی کو ختم کرنا تو درکنار کم بھی نہیں کر سکے اور جیسے ان کی حکومت ناکام رہی ہے۔ اس سے کہیں

زیادہ بانی مذاہب بشمول عیسائیت ۔ یہودیت ۔ ہندومت اور بدھ مذہب سب شامل ہیں۔ شراب کے کثرت استعمال سے اپنے پیرؤں کو نہیں بچاسکے ۔ صرف اسلام ہی ایک ایسا مذہب ہے جو جیسے ابتدا میں شراب کی قطعی ممانعت میں کامیاب رہا آج بھی اسلامی ممالک بہت حد تک اس لعنت سے منزہ اور پاک ہیں اس میں شک نہیں کہ تھوڑا حصّہ اسلامی آبادی کا جو تقلید مغرب میں اندھا دھند بہہ گیا ہے اس لعنت میں گرفتار ہو رہا ہے۔ لیکن اگر دنیا نے اس لعنت سے چھٹکارا حاصل کرنا ہے تو سوائے اسلام اور رسول مقبول صلعم کی پیروی کے ان کے پاس کوئی موثر علاج موجود نہیں ہے ۔

جب دنیا اسلام کی بدولت اس موذی اور تباہ کن، ننگِ انسانیت رسم بد سے آزادی حاصل کرلے گی تو رسول مقبول کا رحمۃ للعالمین ہونا ایک نقش فی الحجر کی مانند ایک بیّن حقیقت اور صداقت بن کر ہمیشہ کے لئے پایۂ ثبوت کو پہنچ جائے گا۔

شراب نوشی کی عالمگیر وبا کی تفصیلات میں جانے کی چنداں ضرورت نہیں ۔ حقائق آپ کے سامنے موجود ہیں ۔ایک مسلمان کنبہ جس کے افراد اسلامی شعار اور اخلاق محمدی سے سرشار ہوں۔ دنیا کے لئے ایک نعمت عظمےٰ ہے ۔ آج مسلمان بھی ان زہریلے تاثرات سے اثر پکڑ رہا ہے ۔ لیکن اسلام کے پاس سب سے بڑی دولت اور قوت اس کا جذبۂ ایمان ۔ اس کے اخلاق ۔ اور اس کا شاندار ماضی ہے کہ جس نے ایک ہزار سال تک اسلام کو اور اس کے متبعین کو دنیا کی مہذب ترین اقوام کی صف میں سب سے بلند مقام پر کھڑا کر دیا تھا۔ آج بھی زمانہ اسی کرشمہ کا منتظر ہے ۔ اور گو ہم منتشر ہیں، اور کمزور ہیں لیکن اسلام کی سپرٹ یعنی روح جو کام کر سکتی ہے ۔ وہ سائنس کی ترقیاں ۔ اور سائنسدانوں کی تعلیاں کبھی حاصل نہیں کر سکتیں ۔ کیا یہ ممکن ہے کہ ایسا انقلاب روحانی دنیا دوبارہ مشاہدہ کر سکے جیسے کہ ہلاکو اور چنگیز کے چیرہ دستیوں کے بعد دنیا کو نصیب ہوا اور مشرق و مغرب سے ہمارے ہادی برحق ختم المرسلین کے بارہ میں ایک متفقہ آواز اُٹھے وما ارسلنٰک رحمۃ للعالمین اور یہ دنیا پھر سے ایک ویران خانے سے رشک جناں میں تبدیل ہو جاوے ؛

(خطبہ بقیہ کالم ۳)

یہود و اہل نصاریٰ کو دوسری قوموں کو اپنے چلن حیات میں اکٹھا کر کے بتا دیا کہ یہ وہ تعلیم ہے جس کی آج کے زمانہ کو ضرورت ہے۔ آج مساوات مفقود ہے۔ انصاف مفقود ہے، ان سب کو دور کر کے حضور کی تعلیم ہی امن و امان قائم کر سکتی ہے ؛

دورِ حاضر کے تقاضے اور اسلام

(بسلسلہ صفحہ ۳۲)

احسن تقویم کی تعلیم نہ اسلام سے پہلے کوئی مذہب پیش کر سکا اور نہ ہی اس کے بعد ۔ انسانیت کا یہ Magna Carta صرف قرآن کریم ہی نے پیش کیا ہے ۔

موجودہ بین الاقوامی مخاصمت میں اسلام کی رہنمائی

آج دنیا ایسے دور سے گذر رہی ہے جس میں سخت قسم کے مقابلہ Cut Throat Competition اور قوموں اور افراد کی باہمی رقابت اور مخاصمت سختی کے ساتھ جاری ہے اس کے نتائج خوشگوار بھی ہو سکتے ہیں، اور نہایت مہلک بھی سب سے بڑا خطرہ اسی Cold War اور اعصابی جنگ میں مضمر ہے جو آج جاری ہے ۔ اس سے پہلے بھی قوموں اور ملکوں میں تصادم ہوتا رہا ہے ۔ لیکن آج جو صورت حالات پیدا ہو رہی ہے ۔ اس کا نتیجہ تمام نوع انسانی کی تباہی بھی ہو سکتی اور سلامتی بھی، یہ خطرہ اب حقیقی بن چکا ہے ۔ اس وقت امن عامہ کی ضمانت نہ کوئی قوم پیش کر سکتی ہے ۔ نہ کوئی فرد ۔ انسان اس حد تک بے اختیار ہو چکا ہے ۔ کہ ایک معمولی سے واقعہ سے تمام دنیا آتشیں شعلوں کی نذر ہو سکتی ہے ۔ ان حالات میں دنیا کو دوبارہ اب ایسی تعلیم کی طرف رجوع کرنا ہوگا جو صحیح توازن پیدا کر سکے ۔ جو انسانوں کو مضبوطی کے ساتھ خدا سے وابستہ کر سکے ۔ اور ایسی ایک مقتدر اور مسلمہ تاریخی ہستی سے امور انسانی کی صحت اور درستگی کے تمام دنیا کو مربوط اور مضبوط طریق سے جوڑ دے کہ آیندہ کے لئے یہ تمام خطرات ہمیشہ کے لئے ناپید ہو جاویں۔ خدا تعالےٰ کا ہزاروں ہزار شکر ہے کہ ایسی تعلیم کامل قرآن کی شکل میں ہمارے پاس موجود ہے اور ایسی بلند اور مکمل شخصیت جو ہر طرح سے آزمائی ہوئی اور ہر مشکل اور مصیبت میں سے گذری ہوئی اور جو ہر طرح سے کامیاب اور باعث فخر نسل انسانی ہو سکتی ہے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی میں رحمۃ للعالمین ثابت ہو چکی ہے ۔ یہ تعلیم ہماری رہنمائی کے لئے ہمیشہ کے لئے ہمارے پاس محفوظ ہے ۔ قرآن کریم کی تلاوت اور حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی قیادت دنیا کی تمام مصائب و آلام کا واحد حل ضرور ہے ۔ خواہ اسے اقوام عالم کسی ہولناک واقعہ سے قبل اختیار کریں ۔ یا تیم ہلاکت کے بعد قبول کریں ۔ اس کے سوا اب اور کوئی چارۂ کار نہیں ۔ ہر مرض کا علاج اللہ کریم نے پیدا کیا ہے ۔ یہ ممکن نہیں کہ موجودہ بین الاقوامی مسائل کا حل موجود نہ ہو ۔ یہ حل موجود ہے ۔ لیکن نہ تو جنیوا میں اس کا حل ملے گا اور نہ نیو یارک میں ۔ ماسکو میں بنی نوع انسان کی ہمدردی مفقود ہے اور لندن اور پیرس ہوس پرستوں اور مادیت کے دنیاداروں کے مرکز ہیں ۔ ان کے خدا خوفی سے خالی دلوں اور مساوات انسانی اور حقوق انسانی کے تصور سے کورے دماغوں میں یہ تڑپ کبھی پیدا نہیں ہو سکتی ۔ یہ قرآن کریم کی تعلیمات کا اصل جوہر ہے ۔ لقد خلقنا الانسان فی احسن تقویم جس مذہب کا منتہائے نظر ہو ۔ اور رحمۃ للعالمین جس کے بانی کی حیثیت ہو وہی اس زمانہ میں اس بات کا حق رکھتا ہے کہ انسانیت کو اپنی آغوش میں لیکر از سر نو صراط مستقیم پر لے آئے اور اپنی ہمرکابی میں منزل مقصود تک پہنچائے۔ آج ہندومت ایک افسانۂ پارینہ بن کر رہ گیا ہے ۔ بدھ مت تقریباً ختم ہو چکا ہے ۔ روس اور دیگر ممالک یورپ نے عیسائیت سے مکمل علیحدگی اختیار کر لی ہے افریقہ میں اب مغربی تمدن اور تسلط کے ساتھ ہی عیسائیت ختم ہو رہی ہے اس کی مقبولیت کے لئے اس سے بہتر زمانہ تاریخ میں نہیں نظر آتا ۔ اور رحمۃ للعالمین کی شخصیت تعلیم اور اخلاق کی پیروی کی ضرورت از سر نو ہر فرد و بشر کو محسوس ہو رہی ہے ممکن ہے کہ یہ کامیابی ہمارے نوجوانوں کے حصّہ میں آئے بشرطیکہ وہ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا پیغام لیکر دنیا میں نکل کھڑے ہوں اور اپنے عملی نمونہ اور اخلاق محمدی سے دنیا کو اس پیغام رحمت کی طرف لانے کی کوشش کریں ؛

خطبہ جمعہ بقیہ

(بسلسلہ صفحہ ۸)

میں اسے ایک وصیت کرنا چاہتا ہوں کہ جو غیر مسلم ان کے ماتحت ہو ان کے حقوق کی اللہ اور اس کے رسول نے ذمہ داری لی ہے اس ذمہ داری کو پورا کرے اور اگر کوئی شخص ان پر چڑھائی کرے تو ان کی حمایت کرے وان لا یکلفوھم فوق طاقتھم اور وہ کام ان سے نہ لیں جو ان کی طاقت سے باہر ہو ۔ الغرض حضور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسی تلقین فرمائی کی برکت سے ذہنوں میں انقلاب پیدا ہو گیا اور لوگوں کو یہ معرفت نصیب ہوئی کہ اس کائنات کا بادشاہ ایک ہے اور ساری قومیں اس کا کنبہ ہیں ۔ وہ سب کی جسمانی اور روحانی ربوبیت کرتا ہے ۔ اس لئے ہر ایک قوم میں ہادی بھیجا ہے ۔ سب قوموں کے ہادیوں اور ان کتابوں پر ایمان لانا واجب ہے جو ان پر نازل ہوئیں ۔ اسی طرح سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم سے توحید الٰہی اور وحدت انسانی قائم ہوئی اور اس معرفت کی بدولت حقیقی اخوت اور اصلی مساوات کا رنگ پیدا ہوا علاوہ ازیں مسلمان حکام کو حکم ہوا کہ وہ غیر مسلموں کے حقوق کی حفاظت کریں ۔ اور ان کی جان ۔ مال اور آبرو کی حفاظت کریں ۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان نظریات کی بناء پر مشرکین عرب کو ۔ اہل

اخبار احمدیہ

جلسہ میلاد النبی صلعم

۔۔۔ ۲۵ راگست ۱۹۶۱ء کو مسجد احمدیہ بلڈنگس لاہور میں بعد از نماز جمعہ میلاد النبی صلعم کی تقریب پر ایک جلسہ منعقد ہوا، جس میں مرزا مسعود بیگ صاحب، مولنا شیخ عبدالرحمٰن صاحب مصری۔ ڈاکٹر اللہ بخش صاحب۔ پرنسپل محمد شفیع صاحب بھٹی، پروفیسر محمد عارف صاحب ایم اے نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ اور بلند پایہ تعلیمات پر مختلف پہلوؤں سے روشنی ڈالی، آخر میں مولانا شمس الزمان صاحب نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں ایک عربی قصیدہ پڑھا جو دوسری جگہ درج ہے جلسہ بڑا پُر رونق تھا۔ مردوں کے علاوہ خواتین بھی کافی تعداد میں پردہ میں موجود تھیں۔ اختتام جلسہ پر حاضرین کی تواضع مٹھائی اور مشروب وغیرہ سے کی گئی۔

نوجوانان ملت کا جلسہ سیرت النبی

۔۔۔ ینگ مینز احمدیہ ایسوسی ایشن لاہور کی طرف سے اعلان کیا گیا ہے کہ ۳ ر ستمبر ۱۹۶۱ء کو بروز اتوار ساڑھے چار بجے سہ پہر جامع احمدیہ بلڈنگس لاہور میں میلاد النبی صلعم کی تقریب سعید منائی جائے گی، جس میں بزرگان ملت حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کے مختلف پہلوؤں پر تقاریر فرمائیں گے، احباب لاہور (مردوں اور خواتین) اور غیر از جماعت حضرات اس جلسہ میں شمولیت فرما کر عند اللہ ماجور ہوں۔
(حاضرین کی تواضع اکل و شرب سے کی جائے گی)

تشکر یہ دعائے صحت

۔۔۔ چوہدری سید احمد صاحب بدوملھی کی بیماری کی خبر گذشتہ اشاعت میں لکھی گئی تھی۔ خدا کے فضل سے اب انہیں صحت ہو چکی ہے، کمزوری باقی ہے۔ وہ دعا کرنے والے دوستوں کا شکریہ ادا کرتے ہیں۔

کالج کا داخلہ اور تبلیغی کلاس

(۱)۔ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کے کالج کا داخلہ ۲۱ راگست ۱۹۶۱ء سے شروع ہے یکم ستمبر ۱۹۶۱ء سے تعلیم شروع ہو جائے گی۔

(۲)۔ اس کالج کے ساتھ ایک تبلیغی کلاس بھی کھولی جائے گی جس میں پانچ گریجوایٹ اور پانچ میٹرک طلباء لئے جائیں گے۔ ہر گریجوایٹ طالب علم کو ایک سو بیس روپے (-/120) ماہوارہ وظیفہ دیا جائیگا۔ ہر میٹرک طالب علم کو ساٹھ روپیہ ماہوار وظیفہ دیا جائے گا۔

مستحق طلباء کیلئے وظائف کے عطیات

۔۔۔ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کو کالج کے مستحق طلباء کو وظائف دینے کے لئے ذیل کی رقوم وصول ہوئی ہیں :۔

	روپے	آنے	پائی
خان محمد اسلم خان رئیس مردان کی طرف سے	240	۰	۰
میاں محمد زمان صاحب ساکن چارسدہ	240	۰	۰
ڈاکٹر عبدالمجید صاحب سرگودھا	240	۰	۰
سابقہ وصول شدہ رقم جس کا اعلان پہلے کیا جا چکا ہے	1000	۰	۰
کل رقم	1720	۰	۰

اہل ثروت احباب کرام سے التماس ہے کہ وہ اس طرف توجہ کریں۔

قرآن میں حضرت نبی کریم صلعم کی عظمت کا ذکر

حضرت مولنا نورالدین صاحبؒ کا ارشاد گرامی

ربوہ سے قاضی اکمل صاحب لکھتے ہیں :۔

قطعہ

سبز گنبد کی جالیوں کے پاس
قبلہ رُو ہو کے میں یہ عرض کروں
میرے معبود! یہ ترا محبوب
میرا شافع ہو جب کبھی میں مروں
(اکمل)

حضرت حکیم الاُمّتہ مولانا نورالدین صاحب سے میں نے پُوچھا حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان بلند کے اظہار میں کونسی آیت قرآنی ہے۔

فرمایا :۔ وکان فضل اللّٰہ علیک عظیما (نساء ۱۱۴) فضل وہ بھی اللہ تعالیٰ کا اور پھر عظیم جس پر ہو اس سے بلند شان والا کون ہو سکتا ہے۔

پھر ارشاد ہوا، آپ کی جلالت شان :۔

فلیحذر الذین یخالفون عن امرہ ان تصیبھم فتنۃ او یصیبھم عذاب الیم
(سورۃ نور ۹/۶۴)

سے بھی ظاہر ہے جن کے ارشادات کی مخالفت موجب تعزیر ہے۔ اور اتباع اللہ تعالیٰ کا محبوب بنا دیتی ہے۔ فاتبعونی یحببکم اللّٰہ۔ الآیہ

ہمارے ہیں رہبر محمد رسول ✧ وہ اللہ کے مظہر محمد رسول
جو قرآن نازل ہوا آپ پر ✧ ہیں افضل پیمبر محمد رسول
(اکمل عفی عنہ)

عقیدہ ختم نبوت

(بسلسلہ صفحہ ۱۲)

مدام عمر ہماری طرح قبلہ رُو ہو کر نمازیں پڑھتے رہے اور ہماری طرح زکوٰۃ دیتے رہے۔ انہوں نے جمہور مسلمانوں کے سامنے مسجدوں میں اعلان پر اعلان کیا کہ میں مدعی نبوت نہیں۔ مدعی نبوت کو کافر اور دائرہ اسلام سے خارج سمجھتا ہوں باایں ہمہ ربوہ کا مولوی دیگر ملانوں کی طرح اپنی ہٹ سے باز نہیں آتا۔ حالانکہ ان کے خلیفہ نے تحقیقاتی عدالت میں یہ بیان بھی دے دیا ہے کہ :۔

"مرزا صاحب کا ماننا ایمانیات میں سے نہیں"

پس ان کا مقام نبوت کا نہیں بلکہ مجددیت کا ہے۔ کاش! ربوہ کا ملاں بھی ختم نبوت پر ایمان لے آئے۔ اور مسلمانوں کی قوم کے اندر مزید تفریق پیدا کرنے کی بجائے تمام اقوام عالم کو متحد کرنے کی کوشش کرے۔

ان گذارشات کے ساتھ ہم اس مضمون کو ختم کرتے ہیں، اور اپنے قارئین کے ساتھ قرآن کریم کی ان دعاؤں کو ورد زبان کرتے ہوئے آپ سے رخصت ہوتے ہیں :۔

ربنا لا تزغ قلوبنا بعد اذ ھدیتنا وھب لنا من لدنک رحمۃ انک انت الوھاب ربنا انک جامع الناس لیوم لا ریب فیہ ان اللّٰہ لا یخلف المیعاد۔

نیکی اور گناہ کیا ہے؟

وابصہؓ سے روایت ہے کہ میں رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوا۔ آپؐ نے فرمایا کہ تو نیکی کے متعلق دریافت کرنے آیا ہے؟ میں نے کہا جی ہاں۔ آپؐ نے فرمایا۔ اپنے دل سے فتوےٰ پوچھ لیا کر۔ اور نیک کام تو وہ ہے کہ جس سے طبیعت میں اطمینان پیدا ہو۔ اور اس پر دل مطمئن ہو۔ اور گناہ وہ ہے جو طبیعت میں کھٹکے۔ اور جس سے سینہ میں تردّد پیدا ہو۔ اگرچہ لوگ اس کے جواز ہی کا فتویٰ دیں۔ ——(دارمی)——

پیغام صلح ۳۰ راگست ۱۹۶۱ء - رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸ شمارہ نمبر ۳۵

پنجاب پریس وطن بلڈنگ سرکلر روڈ لاہور میں باہتمام مولوی دوست محمد صاحب پرنٹر پبلشر چھپ کر دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور سے شائع ہوا

ہفت روزہ پیغام صلح لاہور

سالانہ چندہ:- پاکستان سے چھ روپے - ہندوستان سے چھ روپے ہندوستانی سکہ (بیرونی ممالک سے ایک پونڈ)
ہندوستان میں ہمارے نمائندہ کا پتہ:- شیخ محمد انعام الحق صاحب مکان نمبر ... محلہ اعظم پورہ ملک پیٹھ حیدر آباد دکن (انڈیا)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ہم تو رکھتے ہیں مسلمانوں کا دیں
دل سے ہیں خدامِ ختم المرسلیں

تم ہمیں دیتے ہو کافر کا خطاب
کیوں نہیں لوگو تمہیں خوفِ عقاب

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا خصوصی ترجمان

ہفت روزہ

پیغامِ صلح لاہور

ہر بدھ کو شائع ہوتا ہے
تار کا پتہ:- تبلیغ لاہور
فون نمبر:- ۳۷۴۳۷
مدیر:- دوست محمد
مدیر معاون:- بشیر احمد سوز

زرِ مبادلہ
پاکستان سے چھ روپے
ہندوستان سے چھ روپے
بیرونی ممالک سے
ایک پونڈ

فی پرچہ
۱۳ پیسے

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸

جلد ۴۹	یوم چہارشنبہ مؤرخہ ۲۵ ربیع الاوّل ۱۳۸۱ھ مطابق ۶ ستمبر ۱۹۶۱ء	نمبر ۳۶

سب سے کامل انسان اور کامل نبی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہیں!

کلمات طیبات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

فرمایا:- وہ انسان جس نے اپنی ذات سے۔ اپنی صفات سے۔ اپنے افعال سے۔ اپنے اعمال سے۔ اور اپنے رُوحانی اور پاک قویٰ کے پُر زور دریا سے کمالِ تام کا نمونہ علماً عملاً وصدقاً وثباتاً دکھلایا اور انسان کامل کہلایا۔ وہ انسان جو سب سے زیادہ کامل — اور انسان کامل تھا اور کامل نبی تھا اور کامل برکتوں کے ساتھ آیا جس سے رُوحانی بعثت اور حشر کی وجہ سے دنیا کی پہلی قیامت ظاہر ہوئی اور ایک عالم کا عالم مرا ہوا اُس کے آنے سے زندہ ہوگیا وہ مُبارک نبی حضرت خاتم الانبیاء امام الاصفیاء ختم المرسلین فخر النبیین جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اے پیارے خدا اس پیارے نبیؐ پر وہ رحمت اور درود بھیج جو ابتدائے دنیا سے تو نے کسی پر نہ بھیجا ہو —— !!

اگر یہ عظیم الشان نبیؐ دنیا میں نہ آتا تو پھر جس قدر چھوٹے چھوٹے نبی دنیا میں آئے جیسا کہ یونسؑ اور ایوبؑ اور مسیح بن مریمؑ اور ملاکیؑ اور یحییٰؑ اور زکریاؑ وغیرہ وغیرہ ان کی سچائی پر ہمارے پاس کوئی بھی دلیل نہیں تھی اگرچہ سب مقرب اور وجیہہ اور خدا تعالیٰ کے پیارے تھے۔ یہ اُسی نبیؐ کا احسان ہے کہ یہ لوگ بھی دنیا میں سچے سمجھے گئے —— !!

اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ!

(اتمام الحجہ صفحہ نمبر ۲۸)

بحرِ حکمت کے موتی

عن انسؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان الصدقۃ لتطفی غضب الرب وتدفع میتۃ السوء

(ترمذی کتاب الزکوٰۃ وصدقات)

ترجمہ:-
حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ صدقات اللہ تعالیٰ کے غضب کی آگ کو بجھا دیتے ہیں اور ذلت و نامرادی بدبختی کی موت کو ٹال دیتے ہیں۔

نوٹ:- نماز اور زکوٰۃ (صدقات) پر قرآن شریف نے بہت زور دیا ہے۔ نماز سے تربیت اخلاق ہوتی ہے اور صدقات، زکوٰۃ سے قوم کا معاشی نظام قائم رہتا ہے کبھی درہم برہم نہیں ہوتا۔ یہ دو چیزیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے عظیم الشان انعام ہیں جو قوم اس انعام کو ضائع کرتی ہے ذلیل و خوار ہو جاتی ہے۔ حقیقت ہمارے سامنے ہے

ذالک بان اللہ لم یک مغیرا
نعمۃ انعمہا علی قوم
حتی یغیروا ما بانفسہم۔
(۸:۵۳)

(غلام قادر ڈار)

تبلیغی خط و کتابت

دیکھو خدا نے سارے جہاں کو جھکا دیا
گمنام پا کے شہرۂ عالم بنا دیا

(مرتبہ: شیخ غلام قادر صاحب ڈار عفی عنہ)

انڈونیشیا

ترجمہ خط از مسٹر موتھر جادا - انڈونیشیا

آپ کے گرامی نامہ نے میری توجہ کو بڑے زور سے اپنی طرف متوجہ کیا ہے جس نے مجھے روحانی غذا کا کام دیا ہے۔

برادر عارفین کے ساتھ اعلاء کلمۃ اللہ کے لئے بہت محنت کرنی پڑتی ہے۔ کیونکہ ہم صرف دو احمدی ہی مصروف عمل ہیں۔ اس کثرت کار کی بنا پر ہی افسوس ہے بزرگان مرکز ہمارے ذہن سے اتر گئے۔

ناگاہ آپ بزرگان سلسلہ کا مقدس تصور ہمارے اذہان کے قریب ہاتف غیب نے کر دیا گویا کہ یہ بڑی بھاری خوشخبری کا پیش خیمہ ہے۔

میں آپ کی خدمت میں اپنی کارگذاری کی مجمل تفصیل پیش کرتی ہوں۔ الحمد للہ ہم اپنے نیک مقاصد میں کامیاب ہو رہے ہیں اور ہمارا حلقۂ اثر وسیع تر ہوتا جا رہا ہے۔

مخلص طلباء ۔۔۔۔۔۔۔ ہمارے سلسلہ کی تعلیم کو (جو کہ صحیح اسلام ہے) اپنا رہے ہیں۔ اگرچہ وہ تفصیل سے ابھی ناواقف ہیں مگر اصولوں سے واقفیت حاصل کر کے اپنے روحوں میں زندگی کی تڑپ محسوس کر رہے ہیں۔ امید ہے ہمیں اپنے مشن میں عنقریب بہت بڑی کامیابی نصیب ہو گی۔ انشاء اللہ

ان ترقی پسند نوجوانوں نے جن کی تربیت اعلیٰ ماحول میں ہوئی ہے انہوں نے پرخلوص جذبہ کے ساتھ برادر عارفین سے درخواست کی ہے کہ ان کے لئے ایک ادارہ قائم کریں جس میں صحیح صحیح تعلیم اسلام حاصل کرنے کے مواقع نصیب ہوں تاکہ وہ قرآن مجید کے احکام کے مطابق اعمال صالح بجا لائیں۔

یہ بات تو کہنے کو بڑی خوش آیند ہے مگر تجربہ بتاتا ہے کہ ارشاد و ہدایت کا راستہ خاردار ہے چنانچہ ان کے بیٹے عارفین صاحب کے اس موضوع پر یہ الفاظ ہیں:-

"میرے لئے اسلام کی خاطر تکلیف اٹھانا بے عزتی برداشت کرنا - اور گالیاں کھانا - ضروریات زندگی کے دروازے مجھ پر بند کئے جانا - ذلیل و خوار ہونا ان کچھ اثر انداز نہیں ہوتا اور کچھ معنی نہیں رکھتا۔

ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی ایسی باتوں یعنی طرح طرح کے مصائب اور مشکلات سے بھری پڑی ہے مجھے تو ان مصائب کا سامنا نہیں کرنا پڑا۔ میں کیسا غریب اور عاجز اور کمزور انسان ہوں"۔

ہم بانسوں کی مدد سے چھوٹا سا کمرہ تعمیر کرنے میں مشغول ہیں، ناریل کے بیشتر تنے بھی استعمال کر رہے ہیں۔ طلباء کی مدد سے یہ جھونپڑی عنقریب مکمل ہونے والی ہے۔ نوجوان طلباء جلد ہی اس کیبن میں آ جائیں گے۔ یہ جھونپڑی عارفین کی رہائش گاہ سے بیس میٹر کے فاصلہ پر ہے اور اسی احاطہ میں ہے۔ اس طرح ہم نے کام کی ابتدا کر دی ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ عارفین صاحب سلسلہ کی کتب سے لائبریری تعمیر کرنا چاہتے ہیں۔ کیا یہ مناسب نہیں کہ ہم اپنے مرکز سے تحریک کے سلسلہ پر کتب طلب کریں۔ اللہ تعالےٰ ہمیں اس مقصد میں کامیابی بخشے۔

مولانا محمد علی رحمۃ اللہ علیہ صاحب کے انگلش قرآن کی مدد سے ترجمہ اور تفسیر انڈونیشین زبان میں عارفین صاحب چھپوا کر فروخت کر رہے ہیں۔ باوجود گراں قیمت کے خوب فروخت ہو رہا ہے۔

تو ورڈز اسلام اور دعفری تھولڈ آف ٹرتھ مصنفہ خواجہ کمال الدین صاحبؒ کی ضرورت ہے۔

ہمارے بھائی عارفین کی دعاؤں سے مدد فرماتے رہیں۔ ان کے کام میں میری اعانت ان کے لئے بہت ضروری ہے۔

حضرت امیر اور سب کی خدمت میں السلام علیکم۔ میں ایک لاشئی ہوں، آپ کی کیا عمدہ عملی زندگی بسر ہو رہی ہے۔

(انہیں مطلوبہ کتب اور خط بھیجے گئے۔)

فلپائن

ترجمہ خط از مسٹر رونڈا تو - ایم - بلامت - مشرق بعید یونیورسٹی منیلا - فلپائن۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

میں چاہتا ہوں کہ تعلیم اسلام کے سلسلہ میں اپنی قوم کی مدد کروں، لہٰذا یہ درخواست بغرض مذکورہ آپ کی خدمت میں ارسال کر رہا ہوں۔

یہ اللہ تعالےٰ کا فضل ہے کہ میں نے مسلمانوں کے گھر جنم لیا ہے۔ میں نے مشرق بعید یونیورسٹی میں بی اے کا کورس لیا ہوا ہے۔

میرے ماں باپ لوناؤ ضلع میں بود و باش رکھتے ہیں جہاں مسلمانوں کی کثرت ہے۔

باوجود اس بات کے کہ میں مسلمان ہوں مگر تعلیم اسلام سے کورا ہوں ــــــ میں صداقت کا متلاشی ہوں۔ میں نہیں چاہتا کہ ان مولویوں کی غیر معقول عزلوں پر بھروسہ کر کے اندھیرے میں ٹکریں مارتا پھروں کیونکہ یہ لوگ اسلامک فلسفہ سے نابلد ہیں حالانکہ اسلام فلسفہ کا مخالف نہیں۔

قرآن کریم کو جو اسلام کی بنیادی تعلیم ہے سمجھنے کے لئے معقول دل و دماغ کی ضرورت ہے۔ اسے سمجھنے کے لئے بڑے علم کی ضرورت ہے اور اصول فلسفہ سے کامل واقفکار ہی اسے سمجھ سکتا ہے۔

میں یہاں کے بعض مشہور اہل علم کی تحقیر نہیں کرتا جو کسی حد تک معقول ہیں۔ اللہ تعالےٰ ان سب کو غفلت سے جگا لے۔ تاکہ یہ قوم صداقت کی روشنی سے منور ہو۔ یہ لوگ نہیں سمجھتے کہ حدیث میں جو مغرب سے طلوع شمس کا ذکر ہے اس کا کیا مطلب ہے وہ الفاظ کے ظاہری معنوں میں الجھ کے رہ گئے ہیں حالانکہ مغرب سے طلوع شمس یعنے اسلام ہو چکا ہے اکثر مغربی لوگ حلقہ بگوش اسلام ہو گئے ہیں اور ہو رہے ہیں۔

اسلام کے مفاد کے لئے مجھے قرآن کریم اور اسلامی لٹریچر درکار ہے۔

(انہیں قرآن شریف۔ ٹیچنگز آف اسلام وغیرہ اور خط بھیجے گئے)

نائیجیریا

ترجمہ خط - ایس - اے اوباڈ پرائیویٹ سیکرٹری پرائم منسٹر لاگوس - نائیجیریا۔

جناب عالی - مجھے جناب پرائم منسٹر صاحب کا ارشاد ہے کہ میں آپ کی کتابوں کا جو کہ آپ نے انہیں ارسال کی ہیں شکریہ ادا کروں۔

آپ کا نیازمند

(دستخط)

آسٹریلیا

ترجمہ خط یوسف بن حبیب اللہ - ۴۳ میئر سٹریٹ - آسٹریلیا۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

میں ایک طالب علم ہوں اور آسٹریلیا کی یونیورسٹی کیونز لینڈ میں پڑھتا ہوں۔

جناب عالی مجھے ایک کاپی قرآن شریف انگریزی مترجم ارسال فرماویں۔ قرآن شریف تبلیغ اسلام کے لئے بہترین کتاب ہے۔

امید ہے کہ میری التجا منظور فرما دیں گے۔

شکریہ

(انہیں قرآن شریف لٹریچر اور خط بھیجا گیا)

معاشرہ کو پاک کرنے کیلئے اسلامی پردہ کی ضرورت

حکومت پاکستان کے نافذ کردہ عائلی قوانین میں جہاں عورتوں کے حقوق کی حفاظت کا مناسب سامان کیا گیا ہے، وہاں اس بات کی بھی شدید ضرورت ہے کہ عورتوں سے ان قوانین پر عمل کرانے کے لئے ایک آرڈیننس نافذ کیا جائے جو اسلام نے پردہ کی صورت میں اُن پر عائد کئے ہیں اس وقت ہمارا معاشرہ جن خرابیوں اور سماجی برائیوں سے ملوّث ہو رہا ہے اگر غور کر کے دیکھا جائے تو ان کا ایک بہت بڑا سبب عورتوں کی بے پردگی اور دن بدن بڑھتی ہوئی عریانی ہے، افسوس ہے کہ ہماری خواتین کو تعدد ازدواج کی صورت میں مردوں کی زیادتی کی شکایت تو اس حد تک پیدا ہوئی کہ انہوں نے اپنے تئیں ناپابندیاں عائد کرائے بغیر دم نہ لیا۔ لیکن اس بات پر انہوں نے کبھی غور نہ کیا، کہ مردوں کی بدعنوانیوں کا سب سے بڑا سبب وہ بے پردگی اور عریانی ہے جو مغرب کی تقلید میں خواتین کے اندر روز بروز بڑھتی جا رہی ہے، اسی عریانی اور بے پردگی کا نتیجہ ہے کہ آئے دن ایسے واقعات سننے میں آتے ہیں، جن میں شریف خواتین آوارہ مزاج لوگوں کی ہوس رانی کا شکار بن جاتی ہیں، اسلام نے انہی وجوہ پر عورتوں کو پردہ کا حکم دیا، وہ پردہ نہیں جو آج سے نصف صدی پہلے عورتوں کو گھر کی چار دیواری سے باہر نہیں نکلنے دیتا تھا، اور اگر نکلتا ہو تو ڈولی و نمیشہ میں یا برقعہ کے اندر سر سے پاؤں تک لپٹی ہوئی ہو، اور وہ پردہ بھی نہیں جو آج اکثر گھرانوں میں رنگین ریشمیں اور فیشنی برقعوں میں رائج ہے بلکہ جس پردہ کا اسلام نے حکم دیا وہ سادہ چادر کے اندر اپنے سر، کانوں، اور گردن کے محاسن اور سینہ وغیرہ کو چھپانا ہے۔ آج کل جو باریک ریشمی دوپٹے رائج ہیں، وہ جسم کی عریانی کو چھپا نہیں سکتے، اور اس قسم کی عریانی اور ریشمی برقعے تو خواہ مخواہ لوگوں کی توجہ کو کھینچتے ہیں، اگرچہ مردوں کو بھی حکم ہے کہ غض بصر سے کام لیں اور یہی حکم عورتوں کو بھی ہے، لیکن اس کے ساتھ ہی عورتوں کو یہ بھی حکم ہے کہ اپنی زینتوں کو غیر مردوں پر ظاہر نہ کریں، اور اپنے جسم کو پورے طور پر ڈھانک کر باہر نکلیں ولیضربن بخمرهن علی جیوبهن (اپنی اوڑھنیاں اپنے سینوں پر ڈال لیا کریں) بلکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوں کو تو یہاں تک حکم دیا گیا، وقرن فی بیوتکن ولا تبرجن تبرج الجاهلیة الاولی۔ اپنے گھروں میں ٹھہری رہو، اور پہلی جاہلیت کی طرح بناؤ سنگار نہ دکھاتی پھرو، جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات کو ایسا حکم دیا گیا، تو دوسری مسلمان خواتین تو بدرجہ اولیٰ اس کی مخاطب ہیں۔ لیکن یہ کس قدر اندھیر کی بات ہے کہ آج ہماری بہو بیٹیاں، اپنی زینتوں کو چھپانے کے بجائے ایسی عریانی کا مظاہرہ کرتی پھرتی ہیں جس کے نتیجہ میں ہمارے معاشرہ کے اندر طرح طرح کی خرابیاں اور فواحش بڑھتے جا رہے ہیں، تعدد ازدواج پر قانونی حد بندیاں بیشک لگائیے لیکن اس کے ساتھ عورتوں کی عریانی اور اظہار زینت کو اگر نہ روکا گیا، ان کو اسلامی پردہ کا پابند نہ کیا گیا، تو تعدد ازدواج سے بدتر ایسے ناجائز جنسی تعلقات پیدا ہوں گے اور ہو رہے ہیں، جو معاشرہ کی تباہی کا موجب ہیں، یورپ اس تباہی کا مزہ چکھ چکا ہے، اور رو رہا ہے کہ اس خرابی کو کیونکر دُور کیا جائے، جس نے خاندانوں کی عزت و شرافت کو برباد کر دیا، ضرورت ہے کہ پاکستان میں ابھی سے اس کا علاج کیا جائے، اور اگر وعظ و تبلیغ سے اس کا سد باب نہیں ہوتا تو قانون کے ذریعہ سے اس کو روکنے کا بندوبست کیا جائے ؎

سرچشمہ باید گرفتن بہ میل
چو پُر شد نشاید گزشتن زپیل

ضرورت ہے کہ پاکستانی جرائد اس طرف خاص طور پر توجہ کریں اور پے در پے مقالات کے ذریعہ سے پاکستانی خواتین کو اس بے راہ روی سے روکنے کی کوشش کریں۔ اور اس کے ساتھ ہی حکومت سے ایسے قوانین نافذ کرنے کی درخواست کریں جو ان خرابیوں کو دُور کرنے کا موجب ہوں ؛

اخبار احمدیہ

حضرت امیر کی خدمت میں ایک خط۔

بخدمت جناب حضرت امیر ایدہ بنصرہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ جناب والا کی خدمت میں یہ خوش خبری دیتا ہوں کہ جناب والا کی تفسیر سورہ فاتحہ یہاں بہت دوستوں میں مقبول ہوئی۔ اور پیر صلاح الدین صاحب اے۔ ڈی۔ آئی خورکوٹ جو کچھ عرصہ پہلے جماعت ربوہ میں شمولیت اختیار کر چکے تھے۔ وہ ہماری جماعت میں شامل ہو گئے۔ اور چندہ ماہوار دس روپے انہوں نے درج کرا کر ایک ماہ کا چندہ ادا کر دیا اور پیر مصباح الدین صاحب بی اے بی ٹی نے ۲/۸/- روپیہ چندہ دو ماہ کا دیا ہے۔ چند لوگ جو غیر از جماعت اور معزز ہیں وہ بھی میرے پاس آ کر ظاہر کرتے ہیں کہ ہماری نبوت کے متعلق غلط فہمی دور ہو گئی ہے۔ گو وہ جماعت میں شامل نہیں ہوئے۔ مگر انہوں نے کہا کہ ہماری غلط فہمی دور ہو گئی ہے۔ غرض یہ کتاب مختصر تحریر شدہ مقبول ہو رہی ہے۔ محررہ $\frac{8}{1}$ ۲۹

محمد حسین مبلغ انجمن احمدیہ اشاعت اسلام۔ جھنگ صدر

تنقید و تبصرہ

ماہنامہ ثقافت لاہور (جون ۱۹۶۱ء) سے :-

دینِ اسلام

مترجمہ مولانا عامر تقی خان حسن بی اے۔ ۴۷ے صفحات۔ لکھائی۔ چھپائی، کاغذ، جلد، سب عمدہ۔ شائع کردہ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام احمدیہ بلڈنگس برانڈرتھ روڈ لاہور۔

مولوی محمد علی صاحب مرحوم کی مشہور کتاب ہے THE RELIGION OF ISLAM یہ اسی کا ترجمہ ہے ہمارے پیش نظر صرف حصہ دوم ہے۔ جس میں نماز، زکوٰۃ، حج اور جہاد کی تفصیلات شرح و بسط کے ساتھ درج ہیں۔ محمد علی صاحب، قطع نظر ان کے بعض مخصوص اعتقادات۔ ایک وسیع النظر اور جید عالم بھی تھے اور مخلص و محنتی بھی۔ ترجمہ سلیس ہے بجز اُن مقامات کے جہاں اصطلاحی الفاظ کا استعمال ناگزیر ہوتا ہے۔ بعض جگہ ترجمے میں قدامت بھی ہے مثلاً کئی جگہ لکھا ہے بنا بریں اس کی جگہ "اس وجہ سے" یا "بنا بریں" وغیرہ زیادہ فصیح ہے۔ اسی طرح حجر الاسود کی ترکیب بھی درست نہیں۔ حجر اسود صحیح ہے۔

یہ بظاہر ایک فقہ کی کتاب معلوم ہوتی ہے، جس میں فقہی مسائل ہوتے ہیں لیکن اس میں ایک بڑی خوبی یہ ہے کہ جہاں ارکان اسلام سے بحث کی ہے وہاں ہر چیز کا فلسفہ بھی بیان کر دیا ہے اور جہاں سے جو کچھ نقل کیا ہے اس کا حوالہ بھی دے دیا ہے، فاضل مصنف قرآن، حدیث، فقہ اور تاریخ سب پر نظر رکھتے ہیں، اور ان تمام ماخذ سے اس کتاب میں مدد لی گئی ہے، متانت اور سنجیدگی سے کسی جگہ انحراف نہیں۔ اگر کسی عام تصور یا مسلک سے اختلاف بھی کیا ہے تو دلائل اور سنجیدگی کے ساتھ کیا ہے بظاہر آج دنیا بہت آگے بڑھ گئی ہے لیکن جس دَور میں فاضل مصنف نے یہ کتاب لکھی ہے اس دَور میں اتنا کچھ لکھنا بھی بڑی لیاقت و جرأت کا کام تھا۔ فاضل مصنف انگریزی علوم میں بھی خاصی دستگاہ رکھتے تھے۔ اپنے دور کے علوم متداولہ سے پوری طرح باخبر تھے، اس لئے مغربیت کے شیدائیوں کو بھی ان کا انداز بیان اپیل کرتا ہے، گویا یہ قدامت پرستوں اور روشن خیالوں کے درمیان ایک حسین کڑی ہیں، بڑی بات یہ ہے کہ اس کتاب کو محض اسلام کی تعلیمات کی حیثیت سے پیش کیا ہے۔ اپنے کسی مسلک کی تبلیغ نہیں کی ہے ؛

نوجوانان ملت کا جلسہ میلاد

اتوار مورخہ ۳ ستمبر ۱۹۶۱ء کو ینگ مینز احمدیہ ایسوسی ایشن کے زیر اہتمام مرکزی جامع احمدیہ میں میلاد النبی صلعم کی تقریب پر ایک جلسہ منعقد ہوا، جس میں نوجوانان ملت کے علاوہ مقامی جماعت کے کثیر احباب اور مستورات نے شرکت کی، اس جلسہ میں حضرت امیر ایدہ اللہ، ڈاکٹر اللہ بخش صاحب، مرزا مسعود بیگ صاحب، نے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ اور بلند پایہ تعلیمات پر تقاریر کیں، اختتام جلسہ پر حاضرین کی تواضع مٹھائی اور مشروبات سے کی گئی۔ (ناظم ۱۵ اشتہار کے بعد)

اخبار و افکار

بے ادبی اور جسارت!

میلاد النبی صلعم کی تقریب، پر جوش جلسوں، اور تقاریر وغیرہ کے ذریعہ مسلمانوں نے حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اپنی عقیدت اور بے پناہ محبت کا ثبوت دیا، وہاں یہ دیکھ کر ہماری حیرت کی انتہاء نہ رہی، کہ بزم طلوع اسلام کے کرتا دھرتا جناب غلام احمد پرویز کا ایک اشتہار شائع ہوا، جس کی ہو بہو نقل حسب ذیل ہے:۔

تقریب عید میلاد النبیؐ	ہفتہ ۲۰ اگست ۷ بجے شام دیال سنگھ کالج ہال

محمدؐ کی کہانی خدا کی زبانی

بزم طلوع اسلام لاہور — بالفاظ — محترم پرویز صاحب

دیکھا آپ نے کس قدر کھلی ہوئی بے ادبی اور جسارت ہے کہ اس مقدس ترین ہستی کا جو سید الکونین کے مرتبہ عالیہ پر فائز اور دنیٰ فتدلیٰ فکان قاب قوسین او ادنیٰ کا مصداق ہے، اسم گرامی اس طرح لکھا جائے جیسے ایک عامی آدمی کا ذکر کیا جاتا ہے اور پھر آپ کے تذکرہ کو "کہانی" کا نام دیا جائے اور وہ کہانی "خدا کی زبانی" پرویز صاحب کے الفاظ میں سنانے کا اعلان کیا جائے، ہم نہیں سمجھتے ایک غیور مسلمان کس طرح ایسے الفاظ لکھنے کی جرأت کر سکتا ہے، یہ نتیجہ ہے اس انکار اور تضحیک کا جو اقوال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کی جاتی ہے۔

معاصر "کوہستان" کے ایک مراسلہ نگار نے اس پر بجا طور پر ایک کیا ہے کہ:۔

"سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا نام نامی اور ذکر گرامی اور اس کے ساتھ یہ بے ادبی اور جسارت کہ اسے محمدؐ کی کہانی کہا جائے ......

...... کہانی سے بھولی بسری یادوں اور تخیل کی پروازیوں کا تصور ذہن میں آتا ہے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت مبارک کے بارے میں جو آج بھی ایک زندہ تحریک اور ہدایت کی ایک روشن قندیل ہے کہانی کے لفظ کا استعمال آخر کیوں؟"

کیوں کا جواب سوائے اس کے کیا دیا جا سکتا ہے، کہ پرویز صاحب حدیث نبوی کو چھوڑ کر تخیل کی پروازیں اور قرآن کی تفسیر بالرائے کے سوائے جو ان کا رات دن کا مشغلہ ہے اور کیا پیش کر سکتے ہیں؟

اے دوستو کیوں چھوڑتے ہو نبی کی حدیث کو
جو چھوڑتا ہے تم چھوڑ دو اس خبیث کو

ہماری زندگی کی روش

صدر مملکت فیلڈ مارشل محمد ایوب خان نے ۲۸ اگست کو لاہور کے ایک عظیم اجتماع میں تقریر کرتے ہوئے جہاں اور بہت سے ملکی مسائل پر روشنی ڈالی وہاں آئندہ آئین کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:۔

"آئین محض کاغذ پر لکھ دینے سے اسلامی نہیں بن جائے گا بلکہ ہمیشہ شب و روز یہ کوشش کرنا پڑے گی کہ ہماری زندگی کی روش اسلام کے سانچے میں ڈھلتی چلی جائے اور ہم آگے بڑھتے رہیں، ملک میں ایسا ادارہ ہونا چاہیئے جو ان امور پر بالغ نظری سے سوچ بچار کرے اور ہمیں آگاہ کرتا رہے کہ ملک کے عوام کا رجحان نصب العین کی جانب کس طرح زیادہ سے زیادہ ہو سکتا ہے"

یہ بالکل صحیح ہے، کاغذ پر آئین لکھ دینے سے اسلامی نہیں بن جائے گا، سوال تو عمل کا ہے، جب تک ہم زندگی کی روش کو خود اسلام کے سانچے میں نہ ڈھالیں، آئین بن جانے سے تو اسلام ہماری زندگیوں میں داخل نہیں ہو جائے گا، زندگی کو اسلام کے سانچے میں ڈھالنے کے لئے ضروری ہے، کہ قرآن کی طرف توجہ کی جائے، اور اس کی تعلیمات کا پورے طور پر مطالعہ کیا جائے، سیرت نبویؐ اور اسوۂ صحابہؓ کا مطالعہ کیا جائے، اگر مدارس اور کالجوں میں ان چیزوں کو رائج کیا جائے اور بار بار لوگوں کے سامنے ان کو پیش کیا جائے اور اساتذہ اور حکام کا اپنا نمونہ ان کے مطابق ہو تو زندگی کی روش کا اسلامی سانچے میں

صدر جمہوریہ ہند ڈاکٹر راجندر پرشاد کی کہانی!

اسلامی رواداری کا ایک سبق آموز واقعہ

ایک پشت قبل پٹنہ کے ایک نامی گرامی وکیل خان بہادر سر شمس الہدیٰ تھے، قوم اور سرکار دونوں میں بڑے معزز و محترم، مسلم لیگ کے صدر رہے۔ ہائی کورٹ کے جج ہوئے اور آخر میں سرکار بنگالہ کے لا ممبر (رکن قانون) مکان میں متعدد مسلمان طلبا کے علاوہ ایک ہندو کالستھ طالب علم بھی مستقل مہمان کی طرح رہتے ہیں۔ اب آگے کی سرگزشت اس ہندو طالب علم کی زبان سے سنئے:۔

"بقر عید کا دن آ گیا۔ محلہ مسلمانوں کا۔ میں ایک سناتنی عقیدہ کا ہندو۔ سوچا کہ گھر میں یا آس پاس گردو پیش کہیں گائے کی قربانی نہ ہو۔ اس لئے دو چار دن کے لئے کہیں ٹل جاؤں۔ چنانچہ ان سے کہے سنے بغیر ان کے پاس سے چلا گیا۔ اور میں جا کر دوستوں کے ہاں ٹھہرا رہا۔ دو چار دن بعد جب واپس آیا، تو صاحب خانہ نے پوچھا، کہاں چلے گئے تھے۔ میں نے مختصر جواب دیا کہ دوستوں کے پاس چلا گیا تھا۔ بولے کہ تم بقر عید کی وجہ سے چلے گئے سوچا ہو گا کہ یہاں گائے کی قربانی ہو گی۔ یہ تم نے میرے ساتھ بڑی ناانصافی کی۔ تم تو تم میرے گھر میں نوکر کئی ایک ہندو ہیں، مالی ہندو ہے، گوالا ہندو ہے۔ میں ان کے جذبات کا خیال رکھتا ہوں۔ تمہیں مجھ سے پوچھ تو لینا تھا۔ میں ان نوکروں چاکروں کے خیال سے گائے کی قربانی نہیں کرتا۔ اپنے شک میں نے اُن کے ساتھ ناانصافی کی تھی۔ اور مجھے بڑی شرمندگی ہوئی۔"

اس کہانی کا راوی، آپ سمجھے، کون ہے؟ کوئی معمولی شخص نہیں آپ کے جمہوریہ ہند کے صدر محترم، ڈاکٹر راجندر پرشاد۔ سند میں جنہوں نے اپنی سرگزشت سوانح عمری "اپنی کہانی" میں اسے تفصیل سے بیان کیا ہے۔ اس کے صفحہ ۱۲۱ سے حکیم محمد مختار اصلاحی صاحب (صدر جمعیۃ الاطباء بمبئی و مدیر "مسیحا") نے اسے اخذ کر کے بھیجا ہے ......

اور یہاں وہ عبارت اپنا نے کے بعد درج ہوئی ا——— اور مسلم رواداری کی تاریخ میں یہ مثال انوکھی اور منفرد نہیں۔ تحریک خلافت و ترک موالات کے دور کو گزرے ہوئے کوئی ایسا زیادہ زمانہ نہیں ہوا۔ ابھی ہزارہا چشم دید گواہ اس دور کے واقعات کے موجود ہیں۔ فرنگی محل کے مشہور عالم مولانا عبد الباری اور ان سے بھی مشہور تر لیڈروں مولانا محمد علی، مولانا شوکت علی اور کتنے اوروں کی مثالیں موجود ہیں جنہوں نے محض اپنے ہموطنوں کے جذبات کی رعایت میں گائے کی قربانی سرے سے ترک کر دی تھی۔ اور اکتوبر ۱۹۲۴ء میں، جب گاندھی جی دہلی میں، مولانا محمد علی کے مہمان ہو کر رہے تو مولانا نے ان کے رفیقوں، مہادیو ڈیسائی وغیرہ کے خیال سے دستر خوان پر ہر ایک قسم کا گوشت ممنوع قرار دے دیا تھا! کوئی ذرا اپنی طرف سے شرافت برت کر مسلمان قوم کی شرافت کو آزما کر تو دیکھے۔

(صدق جدید)

پیغام صلح:۔ اس سے بھی بڑھ کر حضرت مجدد زمان کی مثال کو سامنے رکھیئے جنہوں نے محض اس بات کے لئے کہ ہندو قوم ہمارے نبی، محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو برا کہنے سے باز آ جائے گائے کا گوشت ترک کرنے کا اعلان کر دیا۔

مساواتِ انسانی اور بین الاقوامی اتحاد قائم کرنے میں حضرت نبی کریم صلعم کی کامیابی

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پاکیزہ تعلیم ـــــ حلال طیب کھانا اعمالِ صالحہ اور استجابتِ دعا کا موجب ہے

خطبۂ جمعہ مؤرخہ یکم ستمبر ۱۹۶۱ء، فرمودہ حضرت امیر مولانا صدرالدین صاحب ایدہ اللہ بمقام احمدیہ بلڈنگس لاہور

یایھا الذین اٰمنوا استجیبوا للہ و للرسول اذا دعاکم لما یحییکم ـــــ (سورۃ الانفال آیت ۲۴)

حضرت نبی کریم صلعم کیساتھ عشق اور میلاد النبی کے جلسے

حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مسلمانوں کو انتہاء درجہ کا عشق ہے۔ اور وہ عشق اس حد تک گہرا اور وسیع ہے کہ کبھی بھی کسی اور شخصیت کو یہ مقام اور مرتبہ حاصل نہیں ہوا جو حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حاصل ہوا ہے۔ کوئی آٹھ دس دن سے لاہور میں حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق مختلف مقامات پر جلسے ہو رہے ہیں، ان جلسوں میں حضورؐ کی شان اور سیرت کا بیان ہوتا ہے۔ اور ہم ۲۴ تاریخ کو تو لاہور نے وہ جلسہ دیکھا جو حضورؐ اقدس کے شایان شان تھا۔ اس شان و شوکت کا جلسہ جلوس پہلی دفعہ ہوا ہے، اس سال بڑے ذوق و شوق اور اہتمام اور عشق و محبت کے ساتھ میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم منایا گیا ہے، اور آج تک جلسے ہو رہے ہیں۔

بین الاقوامی اتحاد پیدا کرنے میں نبی کریمؐ کی کامیابی

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا کو ایک کرنے کے لئے فرمایا کہ اس کائنات کا بادشاہ ایک ہے۔ اس کا قانون ایک ہے۔ جو کل دنیا جہان پر جاری و ساری ہے۔ اور خدا کے پیارے وہ لوگ ہیں جن کے اعمال اعلیٰ درجے کے ہیں حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس مشن میں کامیاب ہو گئے، آپؐ نے مشرکین عرب کو، یہودیوں کو، عیسائیوں کو، بعض مصریوں کو، بعض ایرانیوں کو اور بعض افریقیوں اور زنگیوں کو اکٹھا کر دکھایا تھا، اور یہ عدیم المثال کامیابی ہے۔ آج اس کی ضرورت شدت سے محسوس کی جا رہی ہے، تمام دنیا کے لوگ چاہتے ہیں کہ ہمیں ایک ہو جانا چاہیئے۔ بیسویں صدی کے پڑھے لکھے انسان کو علم و سائنس کا بہت بڑا دعویٰ ہے۔ اور بڑی ترقی اس انسان نے کی ہے مگر وہ دنیا کی قوموں کو ایک کرنے میں کامیاب نہیں ہو سکا۔ یہ صرف محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہی ذات مبارک ہے جس نے قوموں کو ایک کر دیا۔

انسانیت کی تعظیم اور مساوات

آپؐ نے انسانیت کی بڑی تعظیم کی ہے۔ آپ ہی وہی شخصیت ہیں جنہوں نے فرمایا ہر انسان قابلِ تعظیم ہے اور اسی نظریہ سے مساوات پیدا ہو سکتی ہے۔ فرمایا ولقد کرمنا بنی اٰدم۔ انسان قابلِ تعظیم ہے انسان عظمت اور تکریم کا مالک ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا، حضورؐ نے تمام چھوٹوں بڑوں کو ایک کر دیا۔

اچھوت سدھار میں مہاتما گاندھی کی ناکامی

مہاتما گاندھی بہت بڑے آدمی تھے انکی شخصیت کو مشرق اور مغرب مانتا ہے، ہندو اس کو خدا کا اوتار سمجھتا ہے، ان کا دل تڑپتا تھا کہ اچھوت کو ہندو کے برابر درجہ دیا جائے، اور ان کو سوسائٹی میں باعزت مقام دیا جائے، لیکن مالویہ جی نے کہا کہ مہاتما جی! آپ کا کہنا درست ہے لیکن اگر آپ کی اس تعلیم پر عمل کیا جائے تو وید اور ہندو کے دین کا بیڑا غرق ہو جائے گا۔ اس لئے ایسا نہیں ہو سکتا۔ غرض مہاتما جی ناکام رہے۔

غرباء کیساتھ آنحضرت صلعم کی مجالس اور عمائد عرب کی تنگ نظری

یہ تنگ نظری اور تعصب عرب میں بھی شدت سے موجود تھا، چنانچہ مخالفین نے حضورؐ کے چچا کے پاس جا کر کہا کہ تمہارے بھتیجے کے پاس جا کر کس طرح بیٹھیں جہاں ادنیٰ درجے کے لوگ ان کے ارد گرد بیٹھے ہوئے ہوتے ہیں۔ ان کی مجلس ہمارے لائق نہیں، قرآن کریم میں اس کا ذکر ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کر کے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ولا تطرد الذین یدعون ربھم بالغداوۃ والعشی یریدون وجھہ دیکھو ان غریب لوگوں سے کنارہ کشی نہیں کرنی جو رضائے الٰہی کے طالب ہیں اور دن رات اپنے رب کے آگے دست بدعا رہتے ہیں، اس آیت کے نزول پر صحابہؓ فخر کرتے اور کہتے تھے کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقعد معنا و یدنو منا حتّٰی تمس رکبتہ رکبتنا حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے ساتھ مل کر بیٹھتے تھے ہمارے قریب بیٹھتے تھے۔ یہاں تک کہ آپؐ کے گھٹنے ہمارے گھٹنوں سے چھوتے تھے، یہ تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا غرباء کے ساتھ تعلق، اس وقت نسلی تفاوت کا خطرناک مسئلہ موجود تھا، اور اب بھی موجود ہے مگر اس کو گاندھی جی حل نہیں کر سکے۔

سفید اقوام کا رنگدار اقوام سے تعصب

جنوبی افریقہ میں انگریز وہاں کے حبشی لوگوں کو انسان نہیں سمجھتا۔ انگریز پادری وعظ کرتا ہے خدا محبت ہے لیکن یہی انگریز افریقہ میں خدا کے بندوں پر ظلم و ستم ڈھا رہا ہے محض اس وجہ سے کہ ان کا رنگ کالا ہے امریکہ والے امریکہ کو GODS LAND (خدا کی زمین) کہتے ہیں، جیسے ہندو بھارت کو برہماورتی سمجھتا ہے۔ لیکن اس GODS LAND کے اندر حبشی لوگوں کو اس قدر تنگ کیا جا رہا ہے کہ خدا کی پناہ۔ باوجود اس کے کہ وہ عیسائی ہو چکے ہیں، مگر پھر بھی اس کالے حبشی کو گرجا میں جانے کی اجازت نہیں دی جاتی۔ ریسٹورنٹ میں اس کا داخلہ ممنوع ہے۔ اسکول میں کالے بچے نہیں پڑھ سکتے۔ غرض یورپ کی قومیں اس بارہ میں فیل ہو گئیں۔ امریکہ اور انگلستان فیل ہو گیا ہے۔ کل یا پرسوں کی اخبار میں آپ نے خبر پڑھی ہو گی کہ کسی پاکستانی نے انگلستان کے کسی شہر (ڈڈلی) میں مکان لیا۔ وہاں کے انگریز اسکو برداشت نہیں کر سکے، انہوں نے پاکستانیوں پر دست درازی کی اور مارا پیٹا۔

محمد رسول اللہ صلعم نے زنگیوں کو عزت کا مقام دیا

یہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان ہے کہ آپؐ نے کالے کلوٹے بلالؓ کو گلے لگا لیا۔ ہم ان کو سیدنا بلالؓ کہہ کر پکارتے ہیں، آپؐ نے کالے کلوٹے حبشی غلام اور زنگی بدوؤں کو انسان سمجھا اور انسانیت کا رتبہ دے کر اس کی تعظیم و تکریم کی۔ یہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کمالات اور معجزات ہیں۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کتنا بڑا معجزہ ہے۔ کتنا مفید سبق ہے، کتنی اعلیٰ تعلیم ہے، اور انسانیت پر کس قدر بڑا احسان ہے کہ آپؐ نے قوموں کو ایک کرنے کی تلقین کی اور بلالحاظ رنگ و نسل کے تمام انسانوں کو قابلِ تعظیم قرار دیا۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم کی طرف توجہ کی جائے

ہم میلاد النبیؐ کے جلسے بڑے ذوق و شوق سے کرتے ہیں، ایسا کرنا نہایت مفید ہے۔ اس کے ساتھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عملی تعلیم کی طرف بھی توجہ دینا چاہیئے اور غور کرنا چاہیئے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں کیا سکھایا ہے اور اس پر ہمارا کیا عمل ہے، آپؐ نے مختلف قوموں کو ایک کر دیا، اور ان میں مساوات و اخوت کی روح پھونک دی، ساربانوں کو آپؐ نے بادشاہ بنا دیا۔ اور ان بدوؤں کو جو تہذیب کے نام سے ناآشنا تھے، ان کو مہذب ہی نہیں بلکہ فرشتے بنا دیا۔

زندگی بخش تعلیم

آپؐ کی تعلیم اس آیت میں بیان کی گئی ہے
یاایہا الذین امنوا استجیبوا للہ و رسولہ اذا دعاکم لما یحییکم۔ اے ایمان والو! اللہ اور اس کا رسول جب تمہیں بلائیں تو ان کی طرف آجاؤ، وہ تمہیں زندہ کرنا چاہتے ہیں۔ یعنی خدا اور رسول کی تعلیم قوم میں زندگی کی روح پھونکنے والی ہے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قوم کو جو اصول زندگی حاصل کرنے کے اور زندہ رہنے کے لئے سکھلائے ہیں۔ ان میں سے میں دو ایک بیان کرونگا۔

حلال طیب کھانا اور اعمال صالحہ

حضورؐ نے فرمایا ان اللہ طیب خدا قدوس ہے پاک ہے لایقبل الا الطیب وہ پاکیزگی کے سوا اور کچھ قبول نہیں کرتا، وہ لوگ جو خدا تعالےٰ کے مقبول بننا چاہتے ہیں ان کو چاہیئے کہ پاکیزگی، طہارت اور تزکیہ پیدا کریں۔ فرمایا ان اللہ امر المسلمین ما امر بہ المرسلین اللہ تعالےٰ نے مسلمانوں کو وہی حکم دیا ہے جو رسولوں کو دیا تھا، وہ حکم یہ تھا:۔ یا ایہا الرسل کلوا من الطیبات واعملوا صالحا۔ اے رسولو! حلال طیب چیزیں کھاؤ اور نیک عمل کرو۔ غور کریں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قوم کو کس قدر اونچا کرنا چاہتے ہیں، کہ فرمایا جو رسولوں کو حکم دیا گیا تھا وہی حکم میری قوم کو دیا گیا، گویا امت مرحومہ کو رسولوں کے مقام پر رکھا گیا۔

حلال طیب روٹی اور نیک عمل ان دونوں کا باہم تعلق ہے۔ حرام کی روٹی کمانے سے دل پر سیاہی آتی ہے اور عمل میں کمزوری پیدا ہوتی ہے۔ پیٹ میں حلال کی روٹی ہو تو نیک عمل کی توفیق ملتی ہے، فرمایا انی بما تعملون علیم۔ جو عمل تم کرتے ہو ہم اس سے واقف ہیں۔ اسی طرح سے مسلمانوں کو بھی کہا گیا ہے۔ یا ایہا الناس امنوا کلوا من طیبات اے مومنو! حلال طیب کھاؤ۔ اور فرمایا وذکر رجلا اغبر اشعث یقول یا رب یا رب۔ ایک شخص سفر سے تھکا ماندہ آیا اس کے بال بکھرے ہوئے، چہرہ گرد و غبار سے اٹا ہوا تھا، اور وہ پکارتا تھا اے میرے رب اے میرے رب، فرمایا فانی یستجاب لہ مطعمہ حرام و ملبسہ حرام اس کی دعا کیسے قبول ہو جبکہ اسکا کھانا حرام ہے اس کا لباس حرام کا ہے۔

حلال طیب روٹی سے دعاؤں کی قبولیت اور نیکیوں کی توفیق

پھر فرمایا یامعاذ اطب مطعمک تکن مستجاب الدعوات اے معاذؓ حلال طیب روٹی کھاؤ تم مستجاب الدعوات ہو جاؤگے اور فرمایا علیکم بالصدق راستبازی اختیار کرو الصدق یھدی الی البر راستبازی سے نیکی کی توفیق ملتی ہے، یہ وظیفہ جو کوئی شخص اور جو قوم استعمال کرے گی تمام بدیوں سے بچ جائے گی، راستبازی اختیار کرنے اور حلال طیب روٹی کھانے سے ہزارہا قسم کی بدیاں ختم ہو جاتی ہیں، اور فرمایا جاھدوا اھوالکم کما تجاھدون اعداکم۔ جس طرح تم اپنی حفاظت کی خاطر دشمن کا مقابلہ کرتے ہو اسی طرح سے اپنی خواہشات کا مقابلہ کرو، کیونکہ ان خواہشات کی وجہ سے ہی گناہ پیدا ہوتے ہیں۔ خواہشات کو ختم کر دو، اور ضبط نفس سے کام لو۔

گناہ کے بُرے نتائج

فرمایا ایاک والمعصیۃ۔ اے لوگو خدا کی نافرمانی سے بچو۔ ان المعصیۃ تطفئ نور القلب نافرمانی سے قلب کا نور ختم ہو جاتا ہے۔ فرمایا ان الذنوب تغیر النعم۔ بدی کے ارتکاب سے نعمتیں چھن جاتی ہیں، پہلے دولت ختم ہوتی ہے، پھر صحت تباہ ہوتی ہے اور پھر غیرت اور عزت کو بٹا لگتا ہے، اور فرمایا ان ضرر الذنوب کضرر السموم فی الابدان گناہ اس زہریلی ہوا کی طرح ہیں جو انسانی جسموں کو ہلاک کر دیتی ہے۔ اور گناہ کی زندگی اختیار کرنے سے روح اور قلب فنا ہو جاتا ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قوم کو زندہ کرنے کے لئے یہ قیمتی اصول ارشاد فرمائے۔

دو عیسائی بادشاہوں کے سامنے حضورؐ کی تعلیم کا ذکر

دو عیسائی بادشاہوں کے سامنے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ تعلیم پیش کی گئی، ایک شام کے بادشاہ کے سامنے، دوسرے حبشہ کے بادشاہ کے سامنے۔ شام میں ہرقل نے ابوسفیان سے پوچھا جو حضرت نبی کریم صلعم کا دشمن ہے کہ اور باتیں تو ہوئیں لیکن محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کی تعلیم کیا ہے۔ ابوسفیان نے کہا کہ وہ کہتا ہے۔ اعبدوا اللہ وحدہ ولاتشرکوا بہ شیئاً۔ ایک خدا کی عبادت کرو، اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ ویامرنا بالصدق والعفاف والصلۃ اور کہتا ہے کہ راستبازی اختیار کرو۔ حلال طیب روٹی کھاؤ، بدکاری کے نزدیک نہ جاؤ۔ تفرقہ نہ کرو، میل ملاپ سے رہو، یہی بات حضرت جعفر طیار رضؓ نے حبشہ کے بادشاہ کے سامنے کہی، کہ ہمارا نبی کہتا ہے کہ خدائے واحد کی پرستش کرو، راستبازی اختیار کرو۔ بدیوں اور بدکاریوں سے بچو، اور باہم میل ملاپ رکھو اتحاد و اتفاق پیدا کرو۔

اصل دین کو چھوڑ کر غلط مسائل میں نہ پھنسو

یہ وہ تعلیم ہے جو اصل دین ہے، باقی مسائل ہیں، مسلمان اصل دین کو چھوڑ کر مسائل میں پھنستے جاتے ہیں۔ مسائل اور چیز ہے دین اور چیز ہے۔ دین مصطفےٰؐ عورت کے لئے مرد کے لئے ایک ہے، ایک شخص نے مجھے خط لکھا۔ اور اس میں جوابی لفافہ بھی ڈال دیا تاکہ میں جواب جلدی سے دوں، اس نے لکھا کہ قرآن و حدیث سے بیان کرو کہ نبی کریم صلعم کا جسم خاکی ہے یا نوری۔ اسی مسئلہ پر دیوبندیوں اور بریلویوں میں فساد اور لڑائی جھگڑا ہوتا رہتا ہے کہ حضور نبی کریم نور تھے یا نہیں، ان کا جسم خاکی تھا یا نوری، ان کا سایہ تھا یا نہیں۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تلقین

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے ہی تلقین فرمادی تھی لاتطرونی کما اطرت النصاری عیسیٰ عیسائیوں کی طرح غلو کر کے مجھے نامناسب درجہ نہ دے دینا جیسا کہ انہوں نے عیسیٰ علیہ السلام کو جو ایک انسان اور خدا کے پیغمبر تھے غلو سے کام لے کر خدا بنا دیا تھا۔ قولوا عبدہ ورسولہ۔ مجھے عبدہ ورسولہ کہو یعنی میں پہلے خدا کا بندہ ہوں اور پھر اس کا رسول۔ لوگوں نے کرشنؑ، عیسیٰؑ، بدھؑ کو خدا بنایا اور مسلمانوں نے اپنے پیروں اور ان کی قبروں کو خدا بنا لیا۔ اولیاء اہل کرامت کو خدا سمجھ لیا، حالانکہ وہ سب اولیاء اللہ تھے۔ پیغمبر اور رسول تھے، خدا نہیں تھے فرمایا میرے متعلق یہ راستہ اختیار نہ کرنا۔

تمام دنیا کے لئے یکساں تعلیم

جو تعلیم حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دی وہ تمام دنیا کے لئے یکساں ہے، یہ تعلیم بالکل سادہ ہے اس کو حاصل کرنے کے لئے مسائل میں پڑنے کی ضرورت نہیں، خدا رب العالمین ہے، اس کا پیغمبر رحمۃ للعالمین ہے، عورت کے لئے، مرد کے لئے چھوٹے کے

(باقی بر صفحہ ۱۲ کالم اول پر)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعض عبارتوں کا صحیح مفہوم

مولانا شیخ عبد الرحمٰن صاحب مصری

دونوں احمدی جماعتوں میں اصل اختلاف

الفضل مورخہ ۶ ر اگست ۱۹۶۱ء کے اداریہ میں ایک مضمون میرے ایک مضمون کے جواب میں لکھا گیا ہے جس کا عنوان ہے "امتی نبی کا تصور"۔ پیشتر اس کے کہ میں ان غلط فہمیوں کے متعلق عرض کروں جو اس اداریہ میں درج ہیں اس بات کو واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ ہمارا اختلاف جماعت ربوہ کے دوستوں سے امتی۔ ظلی۔ بروزی۔ عکسی نبوت کے الفاظ سے نہیں بلکہ اصل اختلاف اس امر میں ہے کہ لفظ "نبی" کے ساتھ جب یہ مندرجہ بالا قیود لگ جاتی ہیں یعنی جب کسی بزرگ کو امتی نبی یا ظلی نبی یا بروزی نبی یا عکسی نبی وغیرہ القاب سے پکارا جائے تو کیا وہ بزرگ زمرہ اولیاء کا فرد قرار دیا جاتا ہے یا زمرہ انبیاء کا۔ جماعت لاہور کا یہ دعوےٰ ہے کہ ایسا بزرگ زمرۂ انبیاء میں شمار نہیں ہو سکتا بلکہ اس کا شمار اولیاء امت میں ہوگا۔ پس اس بناء پر حضرت مسیح موعود اللہ تعالیٰ کے نزدیک اولیاء امت کی فہرست میں شمار ہوتے ہیں نہ کہ انبیاء کی فہرست میں، فرض کیجئے کہ اللہ تعالیٰ ایک میدان کی طرف اشارہ کر کے حکم دیتا ہے کہ تمام انبیاء کرام اس میدان میں جمع ہو جائیں تو ہمارے اعتقاد کی رُو سے جس کی بناء تو حضرت مسیح موعودؑ کی تحریروں اور حضور کے بیانات پر ہے حضرت مرزا صاحب وہاں نہیں جا سکیں گے کیونکہ آپ اس ارشاد الٰہی کے مخاطبین میں نہیں اور ربوہ سے تعلق رکھنے والے بھائیوں کے اعتقاد کی رُو سے حضور وہاں جا سکیں گے کیونکہ ان کے نزدیک آپ اس خطاب کے مستحق ہیں۔ پس اصل اختلاف اس بات میں نہیں کہ امتی نبی وغیرہ کے الفاظ کا حضورؑ کی شان میں استعمال جائز ہے یا نہیں بلکہ اس بات میں ہے کہ ان الفاظ کا استعمال ولی پر ہوتا ہے یا نبی پر۔

اختلاف کا نتیجہ

یہ اختلاف محض لفظوں کے استعمال تک ہی محدود نہیں رہ سکتا بلکہ اپنے نتائج کے لحاظ سے بڑی اہمیت اپنے اندر رکھتا ہے اگر ان الفاظ کے استعمال سے حضور جماعت انبیاء میں داخل ہو جاتے ہیں اور اسی طرح سے نبی بن جاتے ہیں جس طرح کہ نبی حضرت موسیٰؑ اور حضرت عیسیٰؑ اور ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تھے گو شان میں فرق ہو لیکن نفس نبوۃ میں ان تمام انبیاء علیہم السلام اور حضرت مرزا صاحب میں کوئی فرق نہ تھا جیسا کہ ہمارے ان دوستوں کا اعتقاد ہے تو پھر لامحالہ انہیں یہ ماننا پڑے گا کہ آپ کے منکرین خواہ وہ مسلمان ہوں یا غیر مسلم ویسے ہی کافر ہیں جیسا کہ انبیاء سابقین کے منکرین کافر ہیں حضرت مسیح موعودؑ کو انبیاء سابقین کی طرح کا نبی تسلیم کرنے والے دوستوں کے ایمان اور ان کی دیانتداری کا فتوےٰ اس صورت میں یہی ہوگا اور یہی ہونا چاہیئے، کسی سے ڈر کر اس حقیقی فتوے کو چھپانا ایمانی جرأت کے یقیناً منافی ہوگا۔ لیکن ہماری جماعت کا چونکہ یہی ایمان ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ اولیاء امت کی جماعت میں شامل ہیں اس لئے ہمارے نزدیک آپ کے منکروں پر کفر کا فتوےٰ نہیں لگایا جا سکتا ہاں من عادی لی ولیا فقد اذنتہ للحرب کے ماتحت وہ ضال اور جادہ صواب سے منحرف ضرور قرار دیئے جائیں گے اور حضرت نبی کریم صلعم کے ارشاد کہ مسیح جب ظاہر ہو اس کے ساتھ ہو جانا کی نافرمانی کرنے کی وجہ سے منکرین کا گنہگار ہونا لازمی ہے اور گنہگار ضرور قابل مواخذہ ہوتا ہے بشرطیکہ اس پر اتمام حجت ہو چکا ہو جس کا علم بجز خدا کے اور کسی کو نہیں ہو سکتا اس لئے ایسے منکرین جن پر خدا کے نزدیک اتمام حجت ہو چکا ہو قابل مواخذہ ضرور ہوں گے اور اللہ تعالیٰ کا مواخذہ ایسا امر نہیں جس کو خفیف سمجھ کر نظر انداز کر دیا جائے۔

فیصلہ کن دلیل

پس حضرت مسیح موعودؑ کے مقام کی تعیین میں دونوں جماعتوں کے درمیان جو اختلاف ہے وہ اپنی ذات میں اہم ہو یا نہ ہو لیکن اپنے مندرجہ بالا دور رس نتائج کے اعتبار سے بڑا اہم ہے۔ یہ موقعہ تو اس وقت اس مسئلہ پر تفصیلی بحث کا نہیں اس لئے میں صرف ایک ہی امر کی طرف توجہ دلا کر اس حصہ بحث کو یہیں ختم کرتا ہوں اور میرے نزدیک اگر اسی ایک امر پر سنجیدگی سے غور کیا جائے تو دونوں جماعتوں کے درمیان جو اختلاف چلا آ رہا ہے وہ ایک منٹ میں دور ہو سکتا ہے کیونکہ وہ حضرت مسیح موعود کے مقام کی تعیین میں فیصلہ کن دلیل کا کام دیتا ہے وہ امر یہ ہے کہ مولوی نذیر حسین صاحب دہلوی جنہوں نے سب سے پہلے حضرت مسیح موعودؑ پر کفر کا فتوےٰ لگایا اور مرتے دم تک اسی فتوےٰ پر قائم رہے ان کی جب وفات ہوئی تو حضرت مسیح موعود کو ان کی وفات پر جو الہام ہوا وہ یہ تھا "مات ضال ھائما" اس الہام الٰہی میں لفظ "ضال" جو اوّل المکفرین کے لئے استعمال ہوا ہے وہ صرف منکرین مسیح موعودؑ پر فتوےٰ کفر لگانے سے ہی نہیں روکتا بلکہ اس حدیث میں کہ مومن کو کافر کہنے والے کی طرف کفر لوٹے گا اگر اس مومن میں کفر نہیں جو کفر کا لفظ استعمال ہوا ہے اس کی حقیقت کو بھی واضح کر دیتا ہے، نیز دونوں جماعتوں کے درمیان جس قدر بھی اختلافی مسائل نبوت۔ کفر۔ خلافت وغیرہ ہیں ان کا بھی فیصلہ کر دیتا ہے نبوت اور کفر جیسے مسائل ہیں اس کا فیصلہ کن ہونا تو واضح ہی ہے خلافت کا بھی اس طرح کہ ہمارے دوستوں کے نزدیک خلافت فرع ہے نبوت کی اس لئے نبوت کے فیصلہ کے ساتھ ہی خلافت کا بھی فیصلہ ہو جاتا ہے۔

آیت قرآنی کس بات پر نص صریح ہے

اس مختصر سی تمہید کے بعد اب میں ان امور کی طرف متوجہ ہوتا ہوں جو اس اداریہ میں مندرج ہیں۔ سب سے پہلے جناب ایڈیٹر صاحب نے اپنے اداریہ کی ابتداء ان الفاظ سے کی ہے:-

> "سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا دعوےٰ "امتی نبوت" کا ہے اگرچہ اس کی صریح نص ومن یطع اللہ والرسول فاولٰئک مع الذین انعم اللہ علیہم من النبیین والصدیقین والشہداء والصالحین وحسن اولٰئک رفیقا موجود ہے"

اگر اس اداریہ میں "امتی نبوت" سے مراد ولایت کا وہ بلند ترین مقام لیا جاتا ہے جو ایک امتی کو حضرت

۱؎ یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ حضرت نبی کریم صلعم کے کمالات اپنی کیفیت اور کمیت کے لحاظ سے اس انتہاء کو پہنچے ہوئے ہیں کہ کسی دوسرے شخص کے لئے ان تک پہنچنا محال ہے ہاں ان کمالات میں سے کچھ حصہ کامل امتی حاصل کر سکتا ہے جب یہ کہا جاتا ہے کہ حضرت صاحب نے حضرت نبی کریم صلعم کے تمام کمالات حاصل کر لئے ہیں تو اس سے مراد یہی ہوتی ہے کہ

(باقی بر صفحہ ۳ کالم ۱ کے نیچے)

کریم صلعم کی اطاعت اور محبت میں کامل طور پر فنا ہو جانے کے نتیجہ میں مل سکتا ہے تو پھر ہمارے نزدیک بھی یہ آیت اس حقیقت پر نص صریح ہے لیکن "امتی نبوت" سے مراد ایڈیٹر صاحب کی ولایت نہیں بلکہ خالص نبوت ہے جیسا کہ انہوں نے اپنے مضمون کے آخر میں جو نتیجہ نکالا ہے اس سے واضح ہوتا ہے تو پھر مجھے افسوس سے کہنا پڑے گا کہ یہ نظریہ حضرت مسیح موعودؑ کی تحریروں کے صریح خلاف ہے ایڈیٹر صاحب نے نتیجہ ان الفاظ میں نکالا ہے:۔

"آپ کو (یعنی حضرت مسیح موعودؑ کو از ناقل) صرف محدث کہنا صحیح نہیں ہے بلکہ امتی ماننا چاہیئے بہرحال آپ کے تعلق میں امتی نبی کے"

حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ نے بھی حضور کو محدث کہا حضور نے خود بھی اپنے آپ کو محدث کہا اور صاف الفاظ میں لکھا کہ ایک پہلو سے امتی اور ایک پہلو سے نبی محدث کی ہی شان ہے اور ایک لفظ بھی اس کے خلاف حضور کی تحریروں میں نہیں پایا جاتا اور جماعت بھی آپ کو محدث پکارتی رہی اور جیسا کہ میں ثابت کروں گا ان حوالوں میں سے کوئی ایک حوالہ بھی منسوخ نہیں ہوا بلکہ حضور کی وفات تک حضور کا بھی یہی عقیدہ رہا اور جماعت کا بھی یہی عقیدہ رہا اور دنیا کے سامنے بھی حضور کی طرف سے بھی اور جماعت کی طرف سے بھی یہی عقیدہ پیش ہوتا رہا۔

حضرت مسیح موعودؑ کے نزدیک آیت کا مفہوم

یہ ایک ناقابل تردید حقیقت ہے اور جماعت احمدیہ کے دونوں حلقوں میں مسلم ہے کہ آیت میں شرط ومن یطع اللہ والرسول کو اس زمانہ میں سب سے مکمل طور پر پورا کرنے والے حضرت مسیح موعودؑ تھے آپ کو "اول المومنین" کا خطاب اللہ تعالےٰ کی طرف سے دیا گیا فرشتوں نے آپ کے حق میں یہ شہادت دی "ھذا رجل یحب رسول اللہ" آپ کے نام اللہ تعالےٰ کی طرف سے محمدؐ اور احمدؐ محض اسی وجہ سے رکھے گئے کہ آپ حضرت نبی کریم صلعم کی اطاعت اور محبت میں اس قدر فنا ہو چکے تھے کہ مشہور ضرب المثل

بقیہ حاشیہ از صفحہ ۲

ایک امتی کے لئے جس قدر حاصل کرنا ممکن ہے اتنا حضرت مسیح موعودؑ نے حاصل کر لیا ہے یہ اسی طرح ہے جس طرح ہم کہتے ہیں کہ حضرت نبی کریم صلعم صفات الٰہی کے کامل مظہر ہیں تو اس کا مطلب بھی یہی ہوتا ہے کہ جتنا کسی انسان کے لئے صفات الٰہی کے رنگ سے رنگین ہونا ممکن ہے اتنا حضرت نبی کریم صلعم رنگین ہو گئے ورنہ خدا تعالیٰ کی تمام صفات کو ان کے تمام کمالات کے ساتھ کسی انسان کے لئے اپنے اندر جمع کرنا ناممکن ہے۔

دخلت الدار حتی صرت دارا" کا مصداق بن چکے تھے اگرچہ امت میں حضرت نبی کریم صلعم کے ہزاروں اولیا ہوئے ہیں لیکن کامل ترین ہونے کی وجہ سے آپ ہی ہیں جیسا کہ حضور دعویٰ فرماتے ہیں:

"ہزاروں ولی ہوئے ہیں مگر کیونکر ہزاروں کا مقام اس مضمون کا مصداق ہوتا ہے کہ

من تو شدم تو من شدی من تن شدم تو جاں شدی
تا کس نگوید بعد ازیں من دیگرم تو دیگری"

(اشتہار ایک غلطی کا ازالہ)

اب جبکہ اللہ تعالےٰ کی شہادت اور آپ کی اپنی شہادت سے یہ بات پایۂ ثبوت کو پہنچ چکی ہے کہ اس زمانہ میں آپ سب سے زیادہ خدا اور رسول کی اطاعت کرنے والے تھے تو نتیجہ بھی آپ کو کامل طور پر وہی ملنا چاہیئے جو آیت مذکورہ بالا میں بیان کیا گیا ہے ہمارے ان بھائیوں کے نزدیک نتیجہ اس اطاعت کا "نبی" بننا ہے لیکن وہ شخص جو خود صاحب حال ہے اور جس کے نفس پر وہ نتیجہ وارد ہو رہا ہے کیا اس نے بھی ہمارے ان بھائیوں سے اتفاق کرتے ہوئے یہ کہا ہے کہ وہ اس اطاعت کے نتیجہ میں "نبی" بنا دیئے گئے ہیں صحیح نتیجہ جو اطاعت اللہ اور اطاعت الرسول پر مترتب ہو سکتا ہے اس کا اظہار وہی شخص کر سکتا ہے جس نے اس نتیجہ کو اپنی باطنی آنکھ سے مشاہدہ کر لیا ہو دوسرے لوگ جو اس مقام پر پہنچے ہی نہیں ان کا اس بات پر جھگڑتے رہنا کہ نتیجہ اس اطاعت کا یہ ہے یا وہ ہے کس قدر مضحکہ خیز ہے جب ہم اس جھگڑے میں فیصلہ کے لئے اس شخص کی طرف رجوع کرتے ہیں جس کو "نبی" بنانے کے لئے اس تنازع کی عمارت کھڑی کی گئی ہے تو وہ اسی آیت کو پیش کر کے صاف الفاظ میں یہ حتمی اور آخری فیصلہ دیتا ہے کہ اس آیت کے ماتحت کامل متبع کو نبیوں والے کمالات تو مل جاتے ہیں یعنی ان کی دعائیں سب سے زیادہ قبول ہوتی ہیں قرآنی علوم کے دروازے ان پر سب سے زیادہ کھولے جاتے ہیں۔ خدا تعالےٰ کی تائیدات سب سے زیادہ ان کے شامل حال ہوتی ہیں پیشگوئیوں کے دروازے سب سے زیادہ ان پر کھولے جاتے ہیں۔ یہ سب وہ انعامات ہیں جو نبیوں کو عطا کئے جاتے ہیں ان کا کامل متبع بھی انہی انعامات میں سے وافر حصہ پاتا ہے لیکن وہ نبی نہیں بنایا جاتا اور اس کے ساتھ ہی آپ نے اپنے آپ کو صریح الفاظ میں "غیر نبی" بھی قرار دیا ہے جیسا کہ میں اپنے مضمون میں تریاق القلوب کے حوالہ سے ثابت کر چکا ہوں۔ اس صراحت کی موجودگی میں خصوصاً اس شخص کی صراحت کی موجودگی میں جس کو "نبی" بنانے کے لئے یہ ساری تگ و دو کی جا رہی ہے پھر بھی یہ کہتے جانا کہ یہ آیت امتی کو نبی بنانے میں نص صریح ہے کہاں تک حکم و عدل کے فیصلہ کے سامنے گردن جھکانے کے مترادف ہو سکتا ہے ہمارے بھائی خود ہی غور فرمالیں۔

دوسرا حوالہ

اسی حقیقت کو جس کا اظہار تریاق القلوب میں کیا گیا ہے واضح کرنے کے لئے "کشتی نوح" کے صفحہ ۲۵ کا حوالہ پیش کرتا ہوں کیونکہ یہ حوالہ اسی کتاب کا ہے جو ۲۵ اکتوبر ۱۹۰۲ء کی تصنیف ہے اس لئے ممکن ہے ہمارے ان بھائیوں کے لئے زیادہ تسلی کا موجب ہو وہ حوالہ یہ ہے:۔

"قرآن ایک ہفتہ میں انسانوں کو پاک کر سکتا ہے اگر صوری یا معنوی اعراض نہ ہو قرآن تم کو نبیوں کی طرح کر سکتا ہے اگر تم خود اس سے نہ بھاگو بجز قرآن کس کتاب نے اپنی ابتداء میں ہی اپنے پڑھنے والوں کو یہ دعا سکھلائی اور یہ امید دی کہ اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیہم یعنی ہمیں اپنی ان نعمتوں کی راہ دکھلا جو پہلوں کو دکھلائی گئی جو نبی اور رسل اور صدیق اور شہید اور صالح تھے پس اپنی ہمتیں بلند کرو اور قرآن کی دعوت رد مت کرو کہ وہ تمہیں وہ نعمتیں دینا چاہتا ہے جو پہلوں کو دی تھیں کیا اس نے بنی اسرائیل کا ملک اور بنی اسرائیل کا بیت مقدس تمہیں عطا نہیں کیا جو آج تک تمہارے قبضہ میں ہے پس اے سست اعتقادو اور کمزور ہمتو کیا تمہیں یہ خیال ہے کہ تمہارے خدا نے جسمانی طور پر تو بنی اسرائیل کے املاک کا تمہیں قائم مقام کر دیا مگر روحانی طور پر تمہیں قائم مقام نہ کر سکا بلکہ خدا کا تمہاری نسبت ان سے زیادہ فیض رسانی کا ارادہ ہے خدا نے ان کے روحانی جسمانی متاع و مال کا تمہیں وارث بنایا مگر تمہارا وارث کوئی دوسرا نہ ہوگا جب تک کہ قیامت آجاوے خدا تمہیں نعمت وحی اور الہام اور مکالمات مخاطبات الٰہیہ سے ہرگز محروم نہیں رکھے گا وہ تم پر وہ سب نعمتیں پوری کرے گا جو پہلوں کو دی گئیں۔"

میں اپنے بھائیوں کی خدمت میں ہمدردانہ اور مخلصانہ اپیل کرتا ہوں کہ وہ مندرجہ بالا حوالہ کو غور سے پڑھیں اور دیکھیں کہ کس صفائی سے حضور نے آیت اھدنا الخ اور آیت زیر بحث کو ملا کر یہی نتیجہ نکالا ہے کہ اللہ اور رسول کی کامل اطاعت کرنے والا نبیوں کی مانند

بن سکتا ہے اور نبیوں والے انعامات یعنی مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ کو حاصل کر سکتا ہے لیکن نبی نہیں بن سکتا ورنہ بتلایا جائے کہ حضور کے ماننے والوں میں سے کتنے نبی بنے۔ یہ تو حقیقت ہے کہ حضور کے ماننے والوں میں صاحب کشف و الہام کی تو کثرت تھی اور بعض وہ نبیوں کی مانند تو بن گئے لیکن نبی تو ایک بھی نہ بن سکا اور کس طرح بنتا جبکہ خود امام جس کی وہ پیروی کر رہے تھے نبی نہ بن سکا۔

اس مضمون سے حضور کی تمام کتب ابتداء سے لیکر انتہا تک بھری ہوئی ہیں اگر ہمارے بھائیوں کی تسلی کے لئے مزید حوالوں کی ضرورت پیش آئی تو مزید بھی پیش کر دیئے جائیں گے بشرطیکہ وہ غور کرنے کے لئے تیار ہوں۔

کیا امم سابقہ میں امتی نبی نہیں تھے؟

میں نے اپنے مقالہ میں براہین احمدیہ حصہ پنجم کے حوالہ سے یہ ثابت کیا تھا کہ ہر نبی کے لئے اپنے کامل متبع کو "امتی نبی" بنانا ضروری ہے ورنہ وہ نبی خدا تعالیٰ کا فرستادہ نبی ہی نہیں ہو سکتا عبارت ایسی صاف اور واضح ہے کہ اس میں تاویل کی کوئی گنجائش نہیں ہو سکتی اور عبارت بھی ایسی کتاب کی جس کو منسوخ بھی قرار نہیں دیا جا سکتا۔ اس عبارت کے مقابل میں حقیقۃ الوحی ص۹۷ کے حاشیہ کی ایک عبارت پیش کی گئی ہے جس سے یہ نتیجہ نکالنے کی کوشش کی گئی ہے کہ "امتی نبی" بنانا صرف حضرت نبی کریم صلعم کا خاصہ ہے انبیاء سابقین میں سے کسی کو ایسی قوت قدسیہ عطا نہیں کی گئی تھی کہ ان کی پیروی سے خواہ وہ کتنا ہی کامل کیوں نہ ہو کوئی شخص "امتی نبی" بن سکتا یہ عبارت چونکہ وہ عبارت ہے جس پر ہمارے بھائیوں کے عقیدہ کی بنیاد ہے اس لئے اس کا صحیح مفہوم پیش کرنا ضروری ہے تا براہین احمدیہ حصہ پنجم کے حوالہ اور حقیقۃ الوحی کے حوالہ میں جو تضاد نظر آتا ہے وہ دور ہو جائے۔

امتی نبی کی مثال

لیکن پیشتر اس کے کہ اس کے حوالہ کا صحیح مفہوم پیش کروں بنی اسرائیل میں "امتی نبی" کی ایک مثال پیش کر دینا ضروری سمجھتا ہوں تا یہ بات اچھی طرح ذہن نشین ہو جائے کہ پہلی امتوں میں بھی "امتی نبی" ہوتے رہے ہیں۔ حضرت مسیح موعودؑ اپنے نبی کریم صلعم کے بروز ہونے کا ثبوت پیش کرتے ہوئے فرماتے ہیں :۔

"ان الفاظ سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت صلعم اس موعودؑ کو (یعنی مہدی کو) اپنا بروز بیان فرمانا چاہتے ہیں جیسا کہ حضرت موسیٰ کا یشوعا بروز تھا اور بروز کے لئے یہ ضروری نہیں کہ بروزی انسان صاحب بروز کا بیٹا یا نواسہ ہو ہاں یہ ضرور ہے کہ روحانیت کے تعلقات کے لحاظ سے شخص مورد بروز صاحب بروز میں سے نکلا ہوا ہو اور ازل سے باہمی کشش اور باہمی تعلق درمیان ہو۔" (اشتہار ایک غلطی کا ازالہ)

حوالہ مندرجہ بالا صراحت سے بیان کر رہا ہے کہ یشوعا حضرت موسیٰ کا اسی طرح بروز تھا جس طرح حضرت مسیح موعودؑ حضرت نبی کریم صلعم کے بروز ہیں مزید وضاحت کے لئے یہ بھی فرما دیا کہ شخص مورد بروز صاحب بروز سے نکلا ہوا ہو یعنی صاحب بروز کی قوت قدسیہ اور اسی کی روحانیت سے روحانی وجود اس نے حاصل کیا ہوا ہو اور اسی کے فیض سے تربیت یافتہ ہو۔ یشوع کے بروز ہونے کی مزید وضاحت ازالہ اوہام ص۱۷۸ پر موجود ہے۔ کنعان کی فتح کی پیشگوئی کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ :۔

"گو وہ حضرت موسیٰ کی زندگی میں پوری نہ ہوئی لیکن یہ نہیں کہہ سکتے کہ وہ پیشگوئی غلط نکلی جو ابتک توراۃ میں موجود ہے کیونکہ موسیٰ کی وفات کے بعد قوت اور موسوی روح اس کے شاگرد یوشع کو عطا ہوئی اور وہ خدا تعالیٰ کے حکم اور اس کے تائید روح سے موسیٰ ہی ہو کر اور موسوی عزیمت پکڑ کر وہ کام بجا لایا جو موسیٰ کا کام تھا سو خدا تعالیٰ کے نزدیک وہ موسیٰ ہی تھا کیونکہ اس نے موسیٰ میں ہو کر اور موسیٰ کی پیروی میں پوری فنا اختیار کر کے اور خدا تعالیٰ سے موسوی روح پا کر اس کام کو کیا تھا"

عبارت مندرجہ بالا سے عیاں ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ یشوع کو حضرت موسیٰ کا ایسا شاگرد قرار دیتے ہیں جس نے موسیٰ کی پیروی میں فنا ہو کر وہ قدرت اور روح حاصل کی جس نے انہیں موسیٰ کا مکمل روپ بنا دیا اور اسی قوت سے انہوں نے ان پیشگوئیوں کو پورا کیا جو حضرت موسیٰ کے ہاتھ سے پوری نہ ہوئی تھیں۔

اب جاننے غور سے یہ کہ "امتی" کا مفہوم یہی تو ہے جو عبارت مندرجہ بالا میں یشوع کے متعلق بیان کیا گیا ہے اب جبکہ یشوع کا "امتی" ہونا ثابت ہے تو یہ دیکھنا باقی رہتا ہے کہ آیا حضور نے کہیں یشوع کو "نبی" بھی قرار دیا ہے یا نہیں سو اس کے لئے تحفہ گولڑویہ صفحہ ۱۷ کی مندرجہ ذیل عبارت بھی ملاحظہ ہو :۔

"اگر خدا کا ہاتھ ابوبکر کے ساتھ نہ ہوتا اور اگر درحقیقت اسلام خدا کی طرف سے نہ ہوتا اور اگر درحقیقت ابوبکر خلیفہ برحق نہ ہوتا تو اس دن اسلام کا خاتمہ ہو گیا تھا مگر یشوع نبی کی طرح خدا کے پاک کلام سے ابوبکر صدیق کو قوت ملی"

اس عبارت میں یشوع کو صاف لفظوں میں "نبی" کہا ہے اور سابقہ حوالوں میں اسے صراحتاً کامل امتی بھی قرار دیا تو ان دونوں حوالوں کو یکجا ملانے سے بجز اس کے کیا کوئی اور نتیجہ بھی نکل سکتا ہے کہ حضرت اقدسؑ کے نزدیک یشوع "امتی نبی" تھے پس حضرت اقدسؑ کی ایسی صراحت کی موجودگی میں ہمارے بھائیوں کا یہ خیال کس طرح درست ہو سکتا ہے کہ حضرت نبی کریم صلعم سے قبل کسی نبی کو ایسی قوت قدسیہ نہیں ملی تھی جس کی تاثیر سے ان کے کامل متبعین "امتی نبی" بن سکتے۔

اولیاء امت محمدیہ بھی امتی نبی تھے

اخبار الحکم ۱۷ اپریل ۱۹۰۳ء ص۳ کالم ۲ پر حضور کے ارشادات جو درج ہیں ان میں سے چند ضروری فقرے ذیل میں درج کئے جاتے ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ تمام اولیاء امت بھی امتی نبی تھے :۔

"ما كان محمدٌ ابا احد من رجالكم ولكن رسول الله و خاتم النبيين۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے جسمانی طور سے آپ کی اولاد کی نفی بھی کی ہے اور ساتھ ہی روحانی طور سے اثبات بھی کیا ہے کہ روحانی طور سے آپ باپ بھی ہیں اور روحانی نبوت اور فیض کا سلسلہ آپ کے بعد بھی جاری رہے گا"

ارشاد مندرجہ بالا میں روحانی نبوت کے سلسلہ کا جاری ہونا فرمایا ہے نہ کہ کسی ایک فرد کا روحانی نبوت پہ فائز ہونا قرار دیا ہے :۔

"ہزاروں اس امت میں سے مکالمات اور مخاطبات کے شرف سے مشرف ہوئے اور انبیاء کے خصائص ان میں موجود ہوتے رہے ہیں بینکڑوں بڑے بڑے بزرگ گزرے ہیں جنہوں نے ایسے دعوے کئے"

اس ارشاد میں اولیاء امت میں انبیاء کے خصائص کی موجودگی تسلیم کی ہے۔ پھر اسی شمارے کے صفحہ ۹ کالم ۲ و ۳ میں حضور کا یہ ارشاد بھی موجود ہے :۔

"آنحضرت صلعم کی امت میں کئی ہزارہا بزرگ نبوت کے نور سے منور تھے اور ہزاروں کو انوار نبوت کا حصہ عطا ہوتا رہا ہے اور اب بھی ہوتا ہے"

پھر فرمایا :۔

"آنحضرت کی امت میں ہزارہا انسانوں کو نبوت کا درجہ ملا اور نبوت کے آثار اور برکات ان کے اندر موجود تھے"

اور پھر فرمایا :۔

"اگرچہ صفتی رنگ میں صفت نبوت اور انوار نبوت موجود تھے اور حق تھا کہ ان لوگوں کو نبی کہا جاتے"

ارشادات مندرجہ بالا سے عیاں ہے کہ اس امت میں ایسے کامل امتی گذرے ہیں جن میں انوار نبوت، خصائص نبوت صفات نبوت وغیرہ سب موجود تھے۔ اور وہ حق بھی رکھتے تھے کہ انہیں نبی کہا جائے لیکن کسی خاص مصلحت کی بنا پر اُن پر لفظ "نبی" نہیں بولا گیا اور مسیح موعودؑ پر یہ لفظ بولا گیا حالانکہ مسیح موعود بھی اسی جماعت کے فرد ہیں، ان دونوں باتوں میں کیا حکمت ہے اس پر انشاء اللہ کسی دوسرے موقعہ پر روشنی ڈالی جائے گی۔ اس وقت خوف طوالت مانع ہے۔ بہرحال ارشادات مندرجہ بالا سے ثابت ہوتا ہے کہ اس امت میں ہزاروں "امتی نبی" گذرے ہیں خواہ وہ اس نام سے پکارے نہ گئے ہوں۔

پس ثابت ہوا کہ حضرت نبی کریم صلعم کی نبوت نے صرف ایک ہی "امتی نبی" پیدا نہیں کیا بلکہ ہزارہا "امتی نبی" پیدا کئے اور چونکہ ان تمام "امتی نبیوں" کو اولیاء کے زمرہ میں داخل کیا جاتا ہے اس لئے حضرت مسیح موعودؑ کو بھی لامحالہ اسی زمرہ میں داخل کرنا پڑے گا۔

حقیقۃ الوحی کے حاشیہ ص۹۷ کی وہ عبارتیں جن سے استدلال کیا گیا ہے

حقیقۃ الوحی کے ص۹۷ کے حاشیہ سے استدلال کیا گیا ہے کہ "امتی نبی" بنانا صرف حضرت نبی کریم صلعم کا ہی خاصہ ہے، یہ استدلال مندرجہ ذیل الفاظ سے کیا گیا ہے:-

"آپ کو افاضہ کمال کے لئے مہر دی گئی جو کسی اور نبی کو ہرگز نہیں دی گئی اسی وجہ سے آپ کا نام خاتم النبیین ٹھہرا یعنی آپ کی پیروی کمالات نبوۃ بخشتی ہے اور آپ کی توجہ روحانی نبی تراش ہے اور یہ قوت قدسیہ کسی اور نبی کو نہیں ملی یہی معنی اس حدیث کے ہیں کہ علماء

امتی کانبیاء بنی اسرائیل

یعنی میری امت کے علماء بنی اسرائیل کے نبیوں کی طرح ہوں گے۔"

عبارت مندرجہ بالا کے تین الفاظ قابل تشریح ہیں کیونکہ انہی الفاظ سے ہمارے بھائی غلط فہمی کا شکار ہو چکے ہوئے ہیں اوّل افاضہ کمال کے لئے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو مہر کا ملنا اور دوسرے نبیوں کا اس سے محروم رہنا۔

دوم حضرت نبی کریم صلعم کی توجہ کا نبی تراش ہونا۔

سوم۔ دوسرے نبیوں کو حضرت نبی کریم صلعم جیسی قوت قدسیہ کا نہ ملنا۔

مہر ملنے اور نہ ملنے کا مطلب

اوّل امر کے متعلق یہ بات یاد رکھنا چاہئے کہ مہر اسی نبی کو مل سکتی ہے جس کا فیض دائمی ہو اور قیامت تک اس نے جاری رہنا ہو جس نبی کا فیض دائمی نہیں بلکہ ایک محدود مدت تک کیلئے ہے اس کو مہر نہیں دی جا سکتی تھی پس افاضہ کمال کی مہر دینے کا مطلب بجز اس کے اور کچھ نہیں کہ آئندہ کے لئے قیامت تک کمالات نبوت کا افاضہ اب حضرت نبی کریم صلعم کی اتباع کے نتیجہ میں ہی ہوا کرے گا۔ جس میں نہ اعراض صوری ہو اور نہ معنوی وہ کمالات نبوت کیا ہیں وہ وہی ہیں جن کا ذکر تریاق القلوب میں حضرت اقدس نے فرمایا ہے اور جس کا حوالہ گذشتہ کسی قسط میں گذر چکا ہے اعادہ کی ضرورت نہیں ان کمالات میں نبوت کو شامل نہیں کیا گیا الفضل کے اداریہ میں اس حوالہ کے متعلق خاموشی اختیار کی گئی ہے۔ مہر دیئے جانے کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ حضرت نبی کریم صلعم سے قبل کے انبیاء علیہم السلام فیض رسانی سے قاصر تھے اُن کی فیض رسانی کا سلسلہ بھی اس زمانہ تک چلتا رہا جس زمانہ تک اُن کی نبوت چلتی رہی جب اُن کا زمانۂ نبوت ختم ہو گیا تو ان کی فیض رسانی بھی بند ہو گئی اور وہ زمانہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد پر ختم ہو گیا۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت نبی کریم صلعم کی آمد کے بعد اب تک ان قوموں میں خاص مقربان الٰہی پیدا نہیں ہو رہے جو اللہ تعالیٰ کے مکالمہ مخاطبہ سے مشرف کئے جائیں یہ برکت اب صرف اسلام میں ہی ہے۔ اس حقیقت کا ثبوت حضرت مسیح موعود کے کلام سے بھی ملتا ہے اور قرآن کریم کی نصوص صریحہ بھی اسی پر دلالت کرتی ہیں۔

حضرت مسیح موعودؑ کے ارشادات

وہ مسلمان جو اسلام میں مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ کے منکر ہیں ان کو مخاطب کرتے ہوئے حضور فرماتے ہیں:

"ایسا کوئی بیوقوف ہے جو ایسے مردہ مذہب پر عاشق ہو جائے گا جو بمقابلہ گذشتہ مذہبوں کے ہر ایک برکت اور روحانیت سے بے نصیب ہے گذشتہ مذہبوں میں عورتوں کو بھی الہام ہوا جیسا کہ موسیٰ کی ماں اور مریم کو مگر تم مرد ہو کر ان عورتوں کے برابر بھی نہیں بلکہ اے نادانو!! اور آنکھوں کے اندھو!! ہمارے نبی صلعم اور سید و مولیٰ (اس پر ہزار ہا سلام) اپنے افاضہ کی رُو سے تمام انبیاء سے سبقت لے گئے ہیں کیونکہ گذشتہ نبیوں کا افاضہ ایک حد تک آکر ختم ہو گیا اور اب وہ قومیں اور مذہب مردہ ہیں کوئی ان میں زندگی نہیں مگر آنحضرت صلعم کا روحانی فیض قیامت تک جاری ہے"

(چشمہ مسیحی ص۴۵-۴۶)

حوالہ مندرجہ بالا میں دونوں حقیقتیں وضاحت سے بیان کر دی گئیں ہیں یہ حقیقت بھی کہ پہلے نبیوں اور پہلے مذہبوں میں فیض رسانی کا سلسلہ جاری رہا ہے اسلام کی آمد کے بعد بند ہوا ہے اور یہ بھی کہ اب روحانی فیوض دائمی طور پر حضرت نبی کریم صلعم کی پیروی سے وابستہ کر دیئے گئے ہیں۔

دوسرا حوالہ

"نبی کا کمال یہ ہے کہ وہ دوسرے شخص کو ظلی طور پر نبوت کے کمالات سے متمتع کر دے اور روحانی امور میں اس کی پوری پرورش کر کے دکھلا دے اسی پرورش کی غرض سے نبی آتے ہیں اور ماں کی طرح حق کے طالبوں کو گود میں لے کر خدا شناسی کا دودھ پلاتے ہیں پس اگر آنحضرت صلعم کے پاس یہ دودھ نہیں تھا تو نعوذ باللہ آپ کی نبوت ثابت نہیں ہو سکتی مگر خدا تعالیٰ نے قرآن شریف میں آپ کا نام سراج منیر رکھا ہے جو دوسروں کو روشن کرتا ہے اور اپنی روشنی کا اثر ڈال کر دوسروں کو اپنی مانند بنا دیتا ہے"

(چشمہ مسیحی ص۴۵)

عبارت مندرجہ بالا بھی نص صریح ہے اس حقیقت پر کہ تمام انبیاء سابقین اپنی اپنی امتوں کے کامل متبعین کو اپنی اپنی نبوتوں کے کمالات سے متمتع کرتے رہے ہیں، دوسرے نبیوں کے کمالات سے وہ اس لئے متمتع نہیں کر سکتے تھے کہ نہ وہ جامع جمیع کمالات تھے ہاں اس لئے وہ دیگر انبیاء کے کمالات سے بھی اپنے کامل متبع کو متمتع کر سکتے تھے اور کر سکتے ہیں اور قیامت تک کرتے رہیں گے۔

تیسرا حوالہ

"ایک عظیم الشان معجزہ آنحضرت صلعم کا یہ ہے کہ تمام نبیوں کی وحی منقطع ہو گئی اور معجزات نابود ہو گئے اور ان کی امت خالی اور تہیدست ہے صرف قصے ان لوگوں کے ہاتھ میں رہ گئے مگر آنحضرت صلعم کی وحی منقطع نہیں ہوئی اور نہ معجزات منقطع ہوئے بلکہ ہمیشہ بذریعہ کاملین اُمت جو شرف اتباع سے مشرف ہیں ظہور میں آتے ہیں اسی وجہ سے مذہب اسلام ایک زندہ مذہب ہے اور اس کا خدا ایک زندہ خدا ہے"

(چشمہ مسیحی ص۱۱)

عبارت مندرجہ بالا میں انبیاء سابقین کی وحی اور معجزات کے منقطع ہونے سے مراد یہی ہو سکتی ہے کہ ان کی وحی کی پیروں کی تاثیریں جو معجزات کی شکل میں ظاہر ہوا کرتی تھیں وہ تاثیریں اب ختم ہو گئیں ہیں، اب یہ تاثیریں حضرت نبی

کریم صلعم کی وحی کی پیروی کا سے ہی ظہور میں آتی رہیں گی کیونکہ یہ وحی پہلی وحیوں کے مقابلہ میں کامل وحی ہے اس لئے اس کی موجودگی میں ان وحیوں کی پیروی کی اب ضرورت نہیں رہی ورنہ قرآن شریف کی وحی بھی بلحاظ الفاظ منقطع ہو چکی ہے۔

چوتھا حوالہ

"جیسا کہ خود اس نے قرآن شریف میں یہ دعا سکھائی ہے اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم یعنی اے ہمارے خدا وہ سیدھی راہ دکھلا جو ان لوگوں کی راہ ہے جن پر تیرا فضل اور انعام ہوا۔ اس آیت کے یہ معنی ہیں کہ وہی فضل اور انعام جو تمام نبیوں اور صدیقوں پر پہلے ہو چکا ہے وہ ہم پر بھی کر اور کسی فضل سے ہمیں محروم نہ رکھ یہ آیت اس امت کو اس قدر عظیم الشان امید دلاتی ہے جس میں گذشتہ امتیں شریک نہیں ہیں کیونکہ تمام انبیاء کے متفرق کمالات تھے اور متفرق طور پر ان پر فضل اور انعام ہوا اب اس امت کو یہ دعا سکھلائی گئی ہے کہ تمام متفرق کمالات کو مجھ سے طلب کرو پس ظاہر ہے کہ جب متفرق کمالات ایک جگہ جمع ہو جائیں گے تو وہ مجموعہ متفرق کی نسبت بہت بڑھ جائے گا۔ اسی بناء پر کہا گیا ہے کہ کنتم خیر امۃ اخرجت للناس یعنی کمالات کی رو سے سب امتوں سے بہتر ہو۔"

(چشمہ مسیحی ص۸)

حوالہ مندرجہ بالا بھی صراحت سے بیان کر رہا ہے کہ جو فضل اور انعام پہلے نبیوں اور ان کی کامل پیروی کی طفیل صدیقیت کے مقام پر پہنچنے والوں پر ہوتے رہے ہیں وہ ہم مسلمانوں پر بھی نازل فرما جس کے معنی صاف ہیں کہ پہلے رسولوں کے کامل امتی بھی اپنے اپنے رسولوں کی پیروی سے مکالمہ مخاطبہ کا انعام پاتے رہے ہیں ہاں یہ درست ہے وہ تمام نبیوں کے کمالات حاصل نہیں کرتے رہے اور نہ کر سکتے تھے جس کی وجہ میں اوپر بیان کر آیا ہوں اور وہی وجہ حوالہ مندرجہ بالا میں بھی بیان کی گئی ہے ہاں امت محمدیہ کے کامل افراد سب کمالات کو حاصل کر سکتے ہیں کیونکہ ان کا نبی سرور کونین تمام کمالات کا جامع ہے۔

پانچواں حوالہ

"اور وہ واحد ہے اپنی ذات میں اور صفات میں اور افعال میں اور قدرتوں میں اور اس تک پہنچنے کے لئے تمام دروازے بند ہیں مگر ایک دروازہ جو فرقان مجید نے کھولا ہے اور تمام نبوتیں اور تمام کتابیں جو پہلے گذر چکی ہیں ان کی الگ طور پر پیروی کی حاجت نہیں رہی کیونکہ نبوت محمدیہ ان سب پر مشتمل اور حاوی ہے اور بجز اس کے سب راہیں بند ہیں تمام سچائیاں جو خدا تک پہنچاتی ہیں اسی کے اندر ہیں نہ اس کے بعد کوئی نئی سچائی آئے گی اور نہ اس سے پہلے کوئی ایسی سچائی تھی جو اس میں موجود نہیں اس لئے اس نبوت پر تمام نبوتوں کا خاتمہ ہے اور ہونا چاہیئے تھا کیونکہ جس چیز کے لئے ایک آغاز ہے اس کے لئے ایک انجام ہے لیکن یہ نبوت محمدیہ اپنی ذاتی فیض رسانی سے قاصر نہیں بلکہ سب نبوتوں سے زیادہ اس میں فیض ہے اس نبوت کی پیروی خدا تک بہت سہل طریق سے پہنچا دیتی ہے اور اس کی پیروی سے خدا تعالےٰ کی محبت اور اس کے مکالمہ مخاطبہ کا اس سے بڑھکر انعام مل سکتا ہے جو پہلے ملتا تھا"

(الوصیت صفحہ ۱۱ و ۱۲)

اس حوالہ کے اگلے حصہ کا میں نے اس لئے ذکر نہیں کیا کہ اس پر میں مستقل مقالہ سپرد قلم کرنا چاہتا ہوں عبارت مندرجہ بالا سے دو باتیں واضح ہیں ایک تو یہ کہ انبیاء سابقین کا فیض نبوت بھی ان کی امتوں میں جاری رہا دوسرا یہ کہ نبی کے مبعوث کرنے کی ضرورت اسی وقت پیش آتی ہے جبکہ کسی ایسی سچائی کے نازل کرنے کی ضرورت ہو جو انسانیت کی رہنمائی کے لئے لازمی ہو بغیر اس کے رسول مبعوث نہیں کیا جا سکتا چونکہ قرآن شریف پر تمام سچائیوں کا خاتمہ ہو گیا اس لئے قرآن کے کامل ہو جانے کے بعد اب کوئی نبی مبعوث نہیں ہو سکتا صرف فیض رسانی کا سلسلہ لم یبق من النبوۃ الا المبشرات کے ماتحت جاری رہے گا اور یہ فیض رسانی نبوت کا لازمی جزو ہے جیسے روشنی سورج کا لاینفک جزو ہے
اس قسم کے حوالوں سے حضرت اقدس ؑ کی کتب بھری پڑی ہیں لیکن سردست انہی چند حوالوں پر ہی اکتفا کیا جاتا ہے اور یہ حوالے ان کتب کے ہیں جو منسوخ نہیں قرار دی گئیں دوسرے یہ سب حوالے براہین احمدیہ حصہ پنجم کے حوالہ کی تائید کر رہے ہیں۔

حضرت اقدس کے نزدیک مہر سے مراد

نبیوں کی مہر سے حضرت مسیح موعود کیا سمجھتے تھے اس کے لئے ذیل کی عبارت پر غور کیا جائے فرماتے ہیں:۔

"اور آپ نبیوں کے لئے مہر ٹھہرائے گئے یعنی آئندہ کوئی نبوت کا کمال بجز آپ کی پیروی کی مہر کے کسی کو حاصل نہیں ہوگا۔" (چشمہ مسیحی صفحہ ۴۴-۴۵)

اور یہی معنی حقیقۃ الوحی کے صفحہ ۹۷ کے حاشیہ پر بیان کئے ہیں فرمایا:۔

"اسی وجہ سے آپ کا نام خاتم النبیین ٹھہرا یعنی آپ کی پیروی کمالات نبوت بخشتی ہے۔"

مندرجہ بالا دونوں عبارتوں سے واضح ہے کہ حضور کا منشا نبیوں کی مہر سے ہرگز یہ نہیں جیسا کہ ہمارے بھائی سمجھ رہے ہیں کہ آئندہ نبی حضرت نبی کریم صلعم کی مہر سے بنا کریں گے بلکہ حضور کی مراد اس لفظ سے صرف اتنی ہے کہ پہلے نبوت کے کمالات انبیاء سابقین کی پیروی سے ملا کرتے تھے اب چونکہ ان کی فیض رسانی کا سلسلہ اب بند ہو گیا ہے اس لئے نبوت کے کمالات اب صرف حضرت نبی کریم صلعم کی پیروی سے ملا کریں گے اور کمالات نبوت کے متعلق وضاحت ہو چکی ہے کہ ان میں نبوت داخل نہیں۔

خاتم النبیین کی حقیقت

یاد رہے کہ خاتم النبیین کے معنی حضرت نبی کریم صلعم نے خود ختم بی النبیون فرما کر واضح کر دیئے ہیں یعنی میرے آنے سے نبیوں کو ختم کر دیا گیا ہے نبیوں کے ختم کرنے کا مفہوم بجز اس کے اور کچھ نہیں کہ ان کی قوت قدسیہ کی پاک تاثیر کو میری بعثت سے ختم کر دیا گیا ہے جس کے معنے یہ ہوئے کہ انبیاء سابقین کی قوت قدسیہ میری آمد تک تو کام کرتی رہی لیکن میرے آنے کے بعد اس نے کام کرنا بند کر دیا کیونکہ ان کا زمانہ ہی میری آمد تک تھا لیکن چونکہ دنیا نبوت کی فیض رسانیوں کے بغیر روحانی زندگی سے متمتع ہی نہیں ہو سکتی کیونکہ نبی ہی خدا اور مخلوق کے درمیان واسطہ ہوتے ہیں اس لئے فیض رسانی کا سلسلہ اب میری نبوت کے ذریعہ دائمی طور پر جاری رہے گا اور اسی کی طرف حدیث کے الفاظ لم یبق من النبوۃ الا المبشرات اشارہ کر رہے ہیں گویا خاتم النبیین کا لقب دو حقیقتوں پر مشتمل ہے ایک تو اس حقیقت پر کہ پہلے انبیاء کی نبوتوں کی فیض رسانی کا سلسلہ ہمیشہ کے لئے بند ہو گیا ہے اور دوسرے اس حقیقت پر کہ فیض رسانی کا یہ سلسلہ اب میری پیروی میں جاری کر دیا گیا ہے اور یہ تاقیامت جاری رہے گا یہی وجہ ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضؓ نے فرمایا قولوا خاتم النبیین ولا تقولوا لا نبی بعدہ کیونکہ خاتم النبیین دو حقیقتوں کو اپنے اندر جمع رکھتا ہے اور لا نبی بعدی

صرف ایک حقیقت پر دلالت کرتا ہے دوسری حقیقت خاتم النبیین کی حدیث لم یبق من النبوۃ الا المبشرات میں بیان کی گئی ہے - ان دونوں حدیثوں کو ملا کر خاتم النبیین کا اصلی اور مکمل مفہوم واضح ہوتا ہے اسی لئے حضرت عائشہ صدیقہ رضہ نے جامع لفظ استعمال کرنے کی ہدایت فرمائی - اس کے علاوہ کوئی دوسری وجہ اس ہدایت کی ہرگز نہیں بعض دوست جو اور وجہ بیان کرتے ہیں وہ بالکل غلط اور نصوص قرآنیہ و حدیثیہ کے بالکل خلاف ہے

دونوں حقیقتوں کا ثبوت قرآن کریم کی آیات سے

ان دونوں حقیقتوں کا ثبوت یعنی انبیاء سابقین کی فیض رسانی کا ثبوت اور پھر حضرت نبی کریم صلعم کی آمد پر اس کے بند ہو جانے کا ثبوت قرآن کریم کی ذیل کی آیات سے ملتا ہے سورۃ آل عمران ع ۸ میں اللہ تعالےٰ نے نبیوں کا کام اپنے متبعین کو ربانی یعنی رب سے تعلق پیدا کرنے والے بنانا بتلایا ہے اور سورۃ حدید ع ۲ میں بتلایا ہے کہ انبیاء کی پیروی کے نتیجہ میں انسان جس بلند سے بلند روحانی مقام تک ترقی کر سکتا ہے وہ صدیقیت کا مقام ہے رسلہ کے لفظ میں سب رسول بشمول حضرت نبی کریم صلعم شامل ہیں، نہ معلوم ہمارے یہ بھائی رسلہ کے لفظ سے حضرت نبی کریم صلعم کو کیوں خارج کرتے ہیں حالانکہ سورۃ احزاب کی آیت میں پہلے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ولکن "رسول اللہ" کا لقب دے کر آپ کے اصلی مقام کو متعین کیا ہے جس سے ثابت ہوا کہ آپ رسولوں سے بڑھکر کوئی کام نہیں کر سکتے اور وہ کام زیادہ سے زیادہ اپنے متبعین کو ربانی بنانا اور صدیقیت کے مقام تک پہنچانا ہے اور خاتم النبیین کے لقب میں آپ کی اس فضیلت کا ذکر فرمایا ہے کہ پہلے انبیاء تو محدود وقت تک اور محدود قوموں میں اس کام کو سرانجام دیتے رہے لیکن حضرت نبی کریم صلعم قیامت تک اس کام کو سرانجام دیتے رہیں گے، نیز تمام قوموں کو اپنے چشمۂ فیض سے سیراب کرتے رہیں گے یہ نہیں کہ خدا تعالےٰ سے نبی بنانے کے خاص منصب کو چھین کر آپ نبی بنانا شروع کر دیں گے - اس کے بعد سورۃ حدید کے ہی چوتھے رکوع میں انبیاء سابقین کے فیض رسانی کے سلسلہ کے بند ہونے کا بصراحت ذکر موجود ہے فرمایا: یا ایھا الذین امنوا اتقوا اللہ و امنوا برسولہ یؤتکم کفلین من رحمتہ و یجعل لکم نورا تمشون بہ و یغفر لکم واللہ غفور رحیم لئلا یعلم اھل الکتاب الا یقدرون علی شیء من فضل اللہ و ان الفضل بید اللہ یؤتیہ من یشاء واللہ ذو الفضل العظیم - مومنوں کو اپنے فضلوں کے وارث ہونے کی بشارت دینے کے بعد فرمایا کہ تمام اہل کتاب اس بات کو جان لیں کہ اب یہ فضل وہ نہیں حاصل کر سکتے یہ فضل الٰہی اب صرف حضرت نبی کریم صلعم کی پیروی سے ہی مل سکتا ہے -

نبی تراشی کا صحیح مفہوم

دوسرا لفظ قابل تشریح "نبی تراشی" ہے حضور کے الفاظ یہ ہیں :-

"آپ کی توجہ روحانی نبی تراش ہے"

یہ الفاظ ہمارے بھائیوں کے عقائد کی عمارت کا بنیادی پتھر ہے اور اسی پر ان کا سارا زور ہے اس سے مراد ان کے نزدیک یہ ہے کہ حضرت نبی کریم صلعم کی توجہ روحانی اپنے کامل امتی کو نبی بنانے کی اہلیت رکھتی ہے، چنانچہ حضرت مرزا صاحب کو اس توجہ نے نبی بنا دیا پھر ہمارے یہ بھائی "امتی نبی" سے جو کچھ مراد لیتے ہیں اس کو مدنظر رکھتے ہوئے یہ کہہ سکتا ہوں کہ ہمارے ان بھائیوں نے حضرت اقدس کے حقیقی منشا کو سمجھتے ہیں جو .... اس لفظ میں مدنظر رکھا گیا ہے سخت غلطی کھائی ہے جس کی وجہ سے انہوں نے حضرت اقدس کے کلام میں خواہ مخواہ تناقض پیدا کر دیا ہے حضرت اقدس کا منشاء اس لفظ سے وہی ہے جو حضور کی تمام سابقہ کتب میں ذکر ہوتا چلا آیا ہے یعنی حضرت نبی کریم صلعم کی پیروی سے اس امت میں محدث پیدا ہوں گے جن میں سے میں بھی ایک ہوں - اس حقیقت کو سمجھنے اور اس کو ذہن نشین کرنے کے لئے میں اپنے بھائیوں کی توجہ لفظ تراشنا کی طرف مبذول کرتا ہوں، ہر ایک شخص جانتا ہے کہ کہ جب کسی بزرگ کی تصویر کسی پتھر یا کسی دھات پر تراشی جاتی ہے تو وہ تصویر اصل بزرگ کی شبیہہ یا مثیل کہلاتی ہے حضرت اقدس کی عبارت میں جو لفظ "نبی تراش" وارد ہوا ہے اس کے معنی صرف یہ ہیں کہ آنحضور صلعم اپنے کامل متبع کے قلب مطہر میں انبیاء سابقین میں سے کسی نہ کسی ایک یا ایک سے زیادہ نبیوں کی روحانی تصویر تراش دیں گے یعنی اسے اس ایک نبی سابق یا زیادہ سابق نبیوں کا شبیہہ اور مثیل بنا دیں گے یہ مراد ہرگز نہیں کہ نیا نبی پیدا کر دیں گے، چنانچہ اسی مفہوم کو حضور نے اپنی کتاب ازالہ اوہام صفحہ ۵۴۰-۵۴۵ میں بالوضاحت بیان فرمایا ہے :-

"جو شخص کامل طور پر رسول اللہ کہلاتا ہے اس کا کامل طور پر دوسرے نبی کا مطیع اور امتی ہو جانا نصوص قرآنیہ اور حدیثیہ کی رو سے بکلی ممتنع ہے اللہ جلشانہ فرماتا ہے وما ارسلنا من رسول الا لیطاع باذن اللہ یعنی ہر ایک رسول مطاع اور امام بنانے کے لئے بھیجا جاتا ہے اس غرض سے نہیں بھیجا جاتا کہ کسی دوسرے کا مطیع اور تابع ہو ہاں محدث جو مرسلین میں سے ہے امتی بھی ہوتا ہے اور ناقص طور پر نبی بھی امتی وہ اس وجہ سے کہ وہ بکلی تابع شریعت رسول اللہ اور مشکوٰۃ رسالت سے فیض پانے والا ہوتا ہے اور نبی اس وجہ سے کہ خدا تعالےٰ نبیوں سا معاملہ اس سے کرتا ہے اور محدثیت کا وجود انبیاء اور امم میں بطور برزخ کے اللہ تعالےٰ نے پیدا کیا ہے وہ اگرچہ کامل طور پر امتی ہے مگر ایک وجہ سے نبی بھی ہوتا ہے اور محدث کے لئے ضرور ہے کہ وہ کسی نبی کا مثیل ہو اور خدا تعالےٰ کے نزدیک وہی نام پاوے جو اس نبی کا نام ہے"

عبارت مندرجہ بالا اس امر کی صراحت کر رہی ہے کہ ہر محدث جو اس امت میں ہوگا اور وہ ہزاروں کی تعداد میں ہوئے ہیں، حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قوت روحانی نے کسی نہ کسی نبی کو تراشا ہے تبھی تو وہ محدث اس نبی کا مثیل کہلانے کا مستحق ہوا - پس ازالہ اوہام اور حقیقۃ الوحی کی عبارتوں میں سر مو فرق نہیں دونوں ایک ہی حقیقت پر دلالت کرتی ہیں گو الفاظ مختلف ہیں یہی وجہ ہے کہ حقیقت الوحی میں اسی عبارت کے بعد فرمایا :-

"یہی معنی اس حدیث کے ہیں کہ علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل یعنی میری امت کے علماء بنی اسرائیل کے نبیوں کی طرح ہوں گے"

یہ الفاظ دلالت کر رہے ہیں کہ "نبی تراشی" سے حضرت اقدس کی مراد انبیاء سابقین کا مثیل بنانا ہے آگے چل کر اس امر کی بھی وضاحت کر دی ہے کہ حضور کی مراد انبیاء کے مثیلوں اور آنحضرت صلعم کی توجہ روحانی سے تراشے ہوئے نبیوں سے اولیاء اللہ کی جماعت ہی ہے چنانچہ حضرت نبی کریم صلعم اور حضرت موسےٰ اور حضرت عیسٰی علیہ السلام کے روحانی فیوض کا مقابلہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں :-

"اور ان کو امتی بنی اسرائیل کے نبیوں کو چھوڑ کر (ازناقل) جب اور بنی اسرائیل کا حال دیکھا جائے تو معلوم ہوگا کہ ان لوگوں کو رشد اور صلاح اور تقوےٰ سے بہت ہی کم حصہ ملا تھا اور حضرت موسےٰ اور حضرت عیسٰی

کی امت اولیاء اللہ کے وجود سے
محروم رہی تھی"

یہ عبارت بھی صاف بتلا رہی ہے کہ حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ کی امتوں میں نبیوں کو چھوڑ کر اولیاء اللہ بہت کم ہوئے ہیں جس کے معنی یہ ہیں کہ حضرت نبی کریم صلعم کی فیض رسانی سے آنحضور کی امت میں اولیاء اللہ کی کثرت ہے۔ گویا اور جن لوگوں کو (کانبیاء بنی اسرائیل) کا مصداق ٹھہرایا گیا ہے انہیں اولیاء امت کی جماعت میں ہی داخل کیا ہے۔ وہی بات میں بار بار عرض کر رہا ہوں کہ امتی نبی وغیرہ کے الفاظ اولیاء کے ہم معنی حضور کی کتب میں استعمال ہوتے ہیں۔

دوسرے انبیاء کو نبی کریم صلعم جیسی قوت قدسیہ نہ ملنے کا مفہوم

تیسرا امر جو قابل تشریح ہے وہ حضور کے ان الفاظ میں مذکور ہے:

"یہ قوت قدسیہ کسی اور نبی کو نہیں ملی"

ان الفاظ کا وہی مطلب ہے جو میں اوپر بیان کر آیا ہوں کہ انبیاء سابقین کی نبوت ایک تو چونکہ محدود زمانہ تک تھی اور دوسرے چونکہ خاص قوم کی تربیت کے لئے تھی اس لئے ان کو وہ قوت قدسیہ کس طرح مل سکتی تھی جو ایک ایسے نبی کو عطا کی جاتی تھی جس نے کل زمانوں کے لئے نبی بن کر آنا تھا اور جس نے قیامت تک آنے والی تمام قوموں کی تربیت کرنی تھی ان الفاظ کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ ان نبیوں کو اپنی قوم کے کامل افراد کو کمال تک پہنچانے کے لئے اور امتی نبی یعنے مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ کے حصول کا اہل بنانے کے لئے بھی قوت قدسیہ عطا نہیں کی گئی تھی۔

میں سمجھتا ہوں کہ میں نے حقیقۃ الوحی کے ص۹۷ کے حاشیہ کی عبارت کا صحیح مفہوم واضح کر دیا ہے جس کے بعد یہ حقیقت طشت از بام ہو جاتی ہے کہ حقیقۃ الوحی اور حضور کی سابقہ کتب میں کوئی تناقض نہیں نہ کوئی کتاب ناسخ ہے اور نہ منسوخ ایک ہی حقیقت ہے جو مختلف پیرایوں میں بیان کی گئی ہے۔ انشاء اللہ تعالےٰ بتوفیقہ دوسری ان عبارتوں کا بھی صحیح مفہوم آئندہ اقساط میں بیان کیا جائے گا جن کے متعلق ہمارے بھائیوں کو غلط فہمی لگی ہوئی ہے۔

والسلام علیٰ من اتبع الھدیٰ

دنیا کا آخری اور بلند پایہ راہنما

(محترمہ امۃ السلام صاحبہ موضع کنڈن سیاں ضلع سیالکوٹ)

ریگستان عرب کے تپتے ہوئے صحراؤں میں ایک ایسی ہستی نے کرۂ ارض پر جنم لیا کہ جن کے ذمہ دنیا کے انسانوں کی فلاح و بہبود کا کام ڈالا گیا۔ وہ ہستی جن کے لئے ابراہیم خلیل اللہ نے جناب الٰہی میں دعائیں کیں اور بوقت ذبح جن کے بیٹے اسماعیلؑ نے التجائیں کیں۔ جس کا نام یعقوبؑ کی زبان مبارک پر آیا۔ جن کا نور یوسفؑ میں موجود تھا۔ وہ جس کی مثیل موسےٰؑ بنی اور عیسیٰؑ کی بشارتوں کی مصداق ہوئی۔ تورات اور انجیل کے وعدوں کو پورا کرنے کے لئے اس دنیا پر جو ہستی نمودار ہوئی اس کا نام محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تھا۔

آپ ۱۲ ربیع الاوّل کو پیدا ہوئے۔ آپ کے والد ماجد آپ کے پیدا ہونے سے چند ماہ پہلے اس دنیا سے رحلت فرما گئے تھے۔ اسی وجہ سے آپؐ یتیم پیدا ہوئے۔ آپؐ کے دادا نے آپؐ کو دائی حلیمہ کے سپرد کیا کہ آپؐ کو دودھ پلائیں۔ چھ سال ہوئے۔ تو والدہ ماجدہ کا سایہ بھی سر سے اٹھ گیا۔ دادا نے آپ کو اپنی کفالت میں لے لیا۔ لیکن آپ آٹھ برس کے ہوئے۔ تو دادا جان بھی اس دار فانی سے رحلت فرما گئے۔ پھر آپ کی کفالت آپ کے چچا ابو طالب کے سپرد ہوئی۔ آپ کی زندگی ہر عیب اور ہر برائی سے مبرا تھی۔ جاہلیت کے میلوں، شراب اور جوئے اور تمام دیگر عیوب سے آپ کو شروع ہی سے فطرتاً نفرت تھی۔ سچ بولنا گویا آپ کی گھٹی میں پڑا تھا۔ جھوٹ سے نفرت، امانت و دیانت میں یکتا۔ اسی وجہ سے آپ کا لقب صادق اور امین ہوا۔ غرضیکہ سخت سے سخت مخالف مؤرخ بھی آپؐ کی زندگی سے کسی قسم کا عیب نکالنے سے قاصر ہے۔ جب آپ ۲۵ سال کے ہوئے۔ تو آپ کی شادی ایک ۴۰ سالہ مالدار عورت خدیجہ نامی سے ہوئی جو آپ کے اخلاق و اعمال کی شیدا تھی۔ چالیس سال کی عمر میں آپ کو عہدہ رسالت سے نوازا گیا۔ اور حکم باری سے آپ اہل عرب اور تمام دنیا کی اصلاح کے لئے مبعوث ہوئے تو آپ کو اشد ترین تکالیف کا سامنا کرنا پڑا۔ سب سے پہلے جس نے ساتھ دیا وہ آپ کی بیوی تھی، اس کے بعد آپؐ کے چچا زاد بھائی حضرت علیؓ اور آپ کے عزیز ترین دوست حضرت ابوبکرؓ اور چند اور غریب لوگ کلمہ توحید پڑھ کر آپ کے ساتھ ہو گئے لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کرامؓ نے تبلیغ دین اور اظہار حق و صداقت کے لئے جس ہمت و استقلال، صبر و سکون، ایثار و توکل، جرأت و جاں نثاری اور اخلاق عالیہ کا نمونہ دنیا کو عملاً دکھایا ہے۔ اس کی مثال دنیا کے کسی ہادی اور کسی نبی اور ان کے کسی پیرو اور تابع کے حالات میں نہیں ملتی۔ مشرکین نے سخت سے سخت تکلیفیں انہیں پہنچائیں۔ جو روح ناقابل برداشت ہو گئے۔ لیکن رضا و توکل کی قوت برداشت اور ایمانی طاقت میں کوئی کمی نہ ہوئی۔ بازاروں اور گلی کوچوں میں ان پر تمسخر و استہزا کیا جاتا۔ مٹی اور پتھر ان پر برسائے جاتے۔ کیچڑ ان پر پھینکا جاتا۔ جب آپؐ شہر میں سے گزرتے۔ تو ابولہب اور دوسرے مخالفین آپ کو گالیاں دیتے اور رستہ میں کانٹے بچھا دیتے۔ صرف اس جرم پر کہ نعرۂ حق کیوں بلند کیا جاتا ہے۔ آواز صداقت کیوں زبان سے نکالی جاتی ہے۔ اور توحید پر کیوں زور دیا جاتا ہے۔ وہی توحید جس کے متعلق ڈاکٹر محمد اقبال کا یہ مشہور شعر اب تک ہمارے کانوں میں گونج رہا ہے۔

> توحید کی امانت سینوں میں ہے ہمارے
> آساں نہیں مٹانا نام و نشاں ہمارا

شدید ترین وحشیانہ تکالیف مسلمانوں کو پہنچائی گئیں۔ بعض کو جلتی ہوئی ریت پر لٹایا گیا۔ بعض کو پاؤں یا بالوں سے پکڑ کر سنگلاخ زمین پر گھسیٹا گیا لیکن خدا کا پیارا نبیؐ اور اس کے صحابہ کرامؓ یہ تمام تکلیفیں صبر و رضا کے ساتھ سہتے رہے۔ قریش کے ظلم و تعدی جب کسی طرح بھی کم نہ ہوئے۔ اور مکہ میں رہ کر فرائض اسلامی کا آزادی سے بجا لانا ناممکن ثابت معلوم ہوا۔ تو رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رفقاء کو حکم دیا کہ مکہ چھوڑ کر حبش چلے جائیں۔ بعد میں آپ خود اللہ تعالےٰ کے حکم کے ماتحت اپنے محبوب شہر کو چھوڑ کر مدینہ منورہ میں تشریف لے گئے لیکن کفار مکہ نے آپؐ کو مدینہ میں بھی آرام کا سانس نہ لینے دیا۔ اور کبھی بدر کے میدان میں اور کبھی احد کی پہاڑیوں میں اور کبھی مدینہ کے نواح میں آپ پر چڑھائی کرتے آئے لیکن خدا نے انہیں ناکام واپس کیا۔ پھر وہ وقت بھی آیا جب مکہ فتح ہوا اور تمام کے تمام وہ لوگ جنہوں نے آپ کو تکالیف اور مصائب پہنچا کر وہاں سے نکالا تھا۔ آپ کے سامنے مجرم بن کر کھڑے ہوئے۔ آپ نے ان سے پوچھا بتاؤ اب تم کس سلوک کے مستحق ہو۔ تو تمام نے یک زبان ہو کر کہا آپ کریم ابن کریم ہیں

(باقی بر صفحہ ۱۵ اشتہار کے پیچھے)

خطبہ جمعہ — (بسلسلہ صفحہ ۲)

سے کے لئے، جب ان کے لئے اور عام سب کے لئے ایک ہی تعلیم ہے۔

ترک ملاقاتیوں سے بات چیت

ہماری مسجد پر دو تین کتبے لکھے ہوئے ہیں، میرے پاس ترک آئے، ہم نے کہا ہمارا ایمان وہ ہے جو مسجد کی پیشانی پر لکھا ہوا ہے۔ لکھا ہے لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ — من صلی صلوٰتنا واستقبل قبلتنا واکل ذبیحتنا فذالک المسلم — اور رضینا باللہ ربا وبالاسلام دینا وبمحمد نبیا - انہوں نے کہا کمال ہو گیا - علاوہ ازیں انہوں نے میرے ساتھ دو اڑھائی گھنٹے مجلس کی اور حضرت مجدد الزمان کی عربی کتابیں دیکھیں اور یقین کیا کہ ان کا دعوےٰ نبوت کا نہیں ہے بلکہ مجدد ہونے کا ہے اور ان کے روشن کارنامے ان کو مجدد ثابت کرنے کے لئے کافی ہیں۔

بنگالی لیڈر ابوالہاشم صاحب کے متعلق

آج ہماری مسجد میں ایک صاحب تشریف لے رکھتے ہیں، ان کا نام ابوالہاشم ہے، ان کو بنگال سے سنٹرل گورنمنٹ نے راولپنڈی بلایا ہے، تاکہ تعلیم کے متعلق حکومت کو صلاح مشورہ دیں اور بتائیں کہ تعلیم کا معیار کیا ہو اور یہ کہ ساری قوم کو کس طرح زندہ کیا جائے۔ وہ آج میری ملاقات کے لئے آئے ہیں، چار سال پہلے بھی تشریف لائے تھے لیکن اس وقت اُن کی زبان مقفل تھی، دل کے پردے بند تھے۔ لیکن آج زبان بھی بول رہی ہے - اور وہ دل کے خیالات بھی ظاہر کر رہے ہیں، یہ بڑی نامور شخصیت کے مالک ہیں۔ انہوں نے آزادی کے لئے بڑی کوشش کی - اور اس کے لئے ہر قسم کی تکالیف برداشت کیں، انہوں نے اسلام کو خوب سمجھا ہے ان کے دل میں اسلام کے متعلق جوش اور مسلمانوں کو ایک کرنے کا درد ہے۔ علم - فلسفہ - منطق - تحریر و تقریر کے لحاظ سے اعلیٰ قابلیت کے مالک ہیں۔ تعلیم کے معاملات کو سمجھنے کے لئے صف اول کے انسان ہیں۔ پچھلی دفعہ بھی انہوں نے اس مسجد میں نماز جمعہ ادا کی تھی اس دفعہ پھر اسی غرض کے لئے تشریف لائے ہیں۔ ان کا دماغ روشن ہے، اور ان کے قلب میں جوش ہے، ان کی اور دوسرے لوگوں کی تحریک آزادی کے طفیل ہم آج پاکستانی ہیں، میں نے ان کو کہا ہے کہ چھ ماہ ہمارے ہاں رہیں اور کالجوں اور یونیورسٹیوں کے طلباء اور دوسرے لوگوں کو بتائیں کہ تم کہاں جا رہے ہو، کیا پاکستان اس لئے بنا تھا کہ تم دین کو چھوڑ دو، تم شراب پیو۔ تم برہنہ ہو جاؤ، اگر وہ میری درخواست کو قبول کریں اور چھ ماہ کے لئے یہاں قیام کریں تو ان

آفتاب الدین احمد ہومیوپیتھک دار الشفاء

کی مختصر سہ ماہی رپورٹ

عطیہ دینے والے حضرات:

نام	رقم
احمدیہ دار التبلیغ (انگلستان)	27.00
رحمت اللہ سلیم صاحب	13.00
لطیف حسین صاحب لاہور	10.00
بیگم ڈاکٹر عبد المجید صاحب، سرگودھا	10.00
مرزا مظفر بیگ ساطع صاحب لائل پور	8.25
عبد الرحمٰن غوری صاحب، لاہور	5.00
شیخ اللہ بخش صاحب بدوملہی	5.00
چوہدری محمد لطیف صاحب، خانیوال	5.00
بابو محمد اجمل صاحب، لاہور	5.00
شیخ عبد الرحمٰن صاحب، مصری لاہور	4.50
حبیب اللہ صاحب ملتان	4.50
محمد افضل خان صاحب کراچی	4.00
خان عبد العزیز خان صاحب ملتان	4.00
منجانب انوری بیگم صاحبہ مرحومہ	3.00
محمد فاضل رمضان صاحب لاہور	3.00
والدہ مرحومہ بشیر احمد سوز صاحب لاہور	3.00
چوہدری محمد شریف صاحب لاہور	3.00
شوکت حمید صاحب ملتان	3.00
میاں محمد ظفر صاحب ملتان	2.00
مولوی عبد المجید صاحب اوکاڑہ	2.00
شیخ غلام رسول صاحب لاہور	2.00
منجانب راشد قریشی صاحب پکاوڑ کاں	1.00
مراد علی صاحب ملتان	0.50
عملہ دفاتر	9.10
میزان	158.35

ماہ مئی - جون - جولائی ۱۹۶۱ء میں استفادہ کرنے والے مریضوں کی تعداد ہے:—

۴۴۰۴

آپ بھی اس کار خیر میں عطیات مرحمت فرما کر عند اللہ ماجور ہوں۔

(کنوینر دار الشفاء)

خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ دیں۔ (مینیجر)

اخبارِ احمدیہ (بسلسلہ صفحہ ۳)

انتقال پُر ملال

ملک مولا بخش صاحب (دھرمپورہ لاہور) کی اہلیہ محترمہ گذشتہ ۲۹ اگست کو ایک طویل بیماری کے بعد فوت ہو گئیں انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحومہ بڑی نیک دل اور سلسلہ عالیہ سے محبت رکھنے والی خاتون تھیں، ہمیں اس صدمہ میں ملک مولا بخش صاحب اور ان کے صاحبزادوں اور دیگر افراد خاندان سے دلی ہمدردی ہے۔ اللہ تعالےٰ انہیں صبر جمیل

دُنیا کا آخری اور بلند پایہ رہنما

(بسلسلہ صفحہ ۱۳)

آپ سے نیکی کے سوا کسی اور بات کی توقع ہو سکتی ہے اس پر آپ نے وہی جواب دیا جو حضرت یوسفؑ نے اپنے بھائیوں کو دیا تھا کہ جو سزا آپ ہمارے لئے تجویز کریں ہم بھگتنے کے لئے تیار ہیں (لا تثریب علیکم الیوم۔ جاؤ آج تم پر کوئی ملامت نہیں دنیا کا کوئی آدمی اور رہنما ایسا نمونہ نہیں دکھلا

سکتا جو آپ نے اس موقعہ پر دکھایا۔ بعض نا سمجھ لوگ یہ الزام لگاتے ہیں، کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تلوار کے ذریعہ اسلام پھیلایا جو اس واقعہ پر غور کریں تو معلوم ہوگا کہ اسلام بذریعہ تلوار نہیں بلکہ بذریعہ خلق پھیلا ہے۔

کچھ خلق سے کر لی کچھ پیار سے کر لی
مسخر اس طرح دنیا میری سرکار نے کر لی

نجم النساء۔ احمدیہ مقیم کنڈن سیاں ضلع سیالکوٹ

پیغام صلح مورخہ ۶ ستمبر ۱۹۶۱ء رجسٹرڈ ایل ۲۸۰۸ شمارہ نمبر ۳۶

ہفت روزہ پیغام صلح لاہور

سالانہ چندہ: پاکستان سے چھ روپے۔ ہندوستان سے چھ روپے ہندوستانی سکہ۔ ممالک غیر سے ایک پونڈ۔
ہندوستان میں ہمارے نمائندہ کا پتہ: شیخ محمد انعام الحق صاحب مکان نمبر ۱۰۰ ملک پیٹھ محلہ اعظم پورہ۔ حیدرآباد دکن (انڈیا)

ہم تو رکھتے ہیں مسلمانوں کا دیں
دل سے ہیں خدام ختم المرسلیں

تم ہمیں دیتے ہو کافر کا خطاب
کیوں نہیں لوگو تمہیں خوف عقاب

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا خصوصی ترجمان

پیغام صلح
ہفت روزہ
لاہور

ہر بدھ کو شائع ہوتا ہے
تار کا پتہ :۔ "تبلیغ" لاہور
فون نمبر :۔ ۳۷۴۳۷
مدیر :۔ دوست محمد
مدیر معاون :۔ بشیر احمد سوز

زر مبادلہ
پاکستان سے چھ روپے
ہندوستان سے چھ روپے
بیرونی ممالک سے ایک پونڈ

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸
فی پرچہ ۱۳ پیسے

جلد ۴۹ | یوم چہارشنبہ مؤرخہ ۲ ربیع الثانی ۱۳۸۱ھ مطابق ۱۳ ستمبر ۱۹۶۱ء | ۳۷

بحر حکمت کے موتی

وعن مالکؒ قال کتب عمر الی عماله ان اھم امورکم عندی الصلوٰۃ من حفظھا وحافظ علیھا حفظ دینه ومن ضیعھا فھو لما سواھا اضیع ثم کتب ان الصلوٰۃ الظھر اذا کان الفیٔ ذراعًا الی ان یکون ظل احدکم مثله والعصر والشمس مرتفعة بیضاء نقیة قدر ما یسیر الراکب فرسخین اوثلثة قبل مغیب الشمس والمغرب اذا غربت الشمس والعشاء اذا غاب الشفق الی ثلث اللیل فمن نام فلانامت عینه فمن نام فلانامت عینه والصبح والنجوم بادیة مشتبکة وفی اخری ان عمر کتب الی ابی موسیٰ وذکر مثله وقال اقرا فیھا ای فی صلوٰۃ الصبح بسورتین طویلتین من المفصل (اخرجه مالکؒ بحواله تلخیص الصحاح فی المواقیت الصلوٰۃ)

ترجمہ :۔ امام مالک رح سے روایت ہے کہ حضرت عمرؓ نے اپنے عاملوں کو لکھا کہ تمہارے سب کاموں میں سب سے اہم کام میرے نزدیک نماز ہے جس نے نماز کی نگہداشت کی اور اس کی پوری حفاظت کی اس نے اپنے دین کی حفاظت کی اور جس نے نماز کو ضائع کر دیا تو وہ علاوہ نماز کے (اور کاموں میں) زیادہ ضائع کرنے والا ہوگا پھر یہ لکھا کہ ظہر کی نماز (کا وقت اس وقت ہے) جب (آدمی کے قد کا) سایہ ایک ہاتھ ہو ناآنکہ تم میں سے ہر ایک کا سایہ اس کے برابر ہو اور عصر کی نماز (کا وقت) جب آفتاب بلند سفید صاف ہو بقدر اس کے کہ دو کوس یا تین کوس قبل غروب آفتاب چلا جائے اور مغرب کا وقت جبکہ آفتاب غروب ہو جائے اور عشا کا وقت جب کہ شفق غروب ہو جائے تہائی رات تک پس جو شخص (قبل نماز عشا) سو جائے اس کی آنکھ کو (آرام اور چین کی) نیند نہ آئے۔ یہ کلمہ چار دفعہ دہرایا۔ اور صبح کا وقت جبکہ تارے ظاہر ایک دوسرے سے ملے جلے ہوں (چھوٹے بڑے سب تارے نمایاں ہوں) نوٹ :۔ بڑے افسوس کی بات ہے کہ مسلمان ملکوں کے عاملین (نمایندے) نمازوں کی پرواہ نہیں کرتے، بلگراڈ کی حالیہ غیر جانبدار ملکوں کی کانفرنس میں مسلمان عاملین کے خلاف اس موضوع پر اخبارات نے واویلا کیا ہے کہ انہوں نے نمازوں کی ادائیگی کی پرواہ نہیں

(باقی برصفحہ ۱۵ اشتہار کے نیچے)

متقیوں کی صفات
ملفوظات حضرت مسیح موعود

*

درحقیقت متقیوں کے واسطے بڑے بڑے وعدے ہیں۔ اور اس سے بڑھکر کیا ہوگا کہ اللہ متقیوں کا ولی ہوتا ہے۔ جھوٹے ہیں وہ جو کہتے ہیں کہ ہم مقرب بارگاہ الٰہی ہیں۔ اور پھر متقی نہیں ہیں۔ بلکہ فسق و فجور کی زندگی بسر کرتے ہیں۔ اور ایک ظلم اور غضب کرتے ہیں۔ جبکہ وہ ولایت اور قرب الٰہی کے درجہ کو اپنے ساتھ منسوب کرتے ہیں، کیونکہ اللہ تعالےٰ نے اس کے ساتھ متقی ہونے کی شرط لگا دی ہے۔

پھر ایک اور شرط لگاتا ہے یا یہ کہو کہ متقیوں کا ایک نشان بتاتا ہے۔ ان اللہ مع الذین اتقوا خدا ان کے ساتھ ہوتا ہے یعنی (اللہ کی) نصرت کرتا ہے جو متقی ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی معیت کا ثبوت اس کی نصرت ہی سے ملتا ہے پہلا دروازہ ولایت کا جیسے بند ہوا۔ اب دوسرا دروازہ معیت اور نصرت الٰہی کا اس طرح پر بند ہوا، یاد رکھو اللہ تعالےٰ کی نصرت کبھی بھی ناپاکوں اور فاسقوں کو نہیں مل سکتی، اس کا انحصار تقوےٰ ہی پر ہے۔ خدا کی اعانت متقی ہی کے لئے ۔۔۔ ہے۔ پھر ایک اور راہ ہے۔ کہ انسان مشکلات اور مصائب میں مبتلا ہوتا ہے اور حاجات مختلف رکھتا ہے۔ ان کے حل اور روا ہونے کے لئے بھی تقوےٰ ہی کو اصول قرار دیا ہے، معاش کی تنگی اور دوسری تنگیوں سے راہ تقوےٰ ہی ہے۔ فرمایا من یتق اللہ یجعل لہ مخرجا ویرزقہ من حیث لا یحتسب۔ متقی کے لئے ہر مشکل سے ایک مخرج پیدا کر دیتا ہے۔ اور اس کو غیب سے اس سے مخلصی پانے کے اسباب بہم پہنچا دیتا ہے۔ اس کو ایسے طور سے رزق دیتا ہے کہ اسکو پتہ بھی نہ لگے۔

(ملفوظات احمدیہ جلد اوّل صفحہ ۲۲۰)

قائدِ اعظم کی یاد میں

والعصر ان الانسان لفی خسر الا الذین امنوا وعملوا الصالحات وتواصوا بالحق وتواصوا بالصبر (سورۃ العصر)

اس چھوٹی سی سورت میں قرآن کریم نے ایک بڑا اصول بیان فرمایا ہے جو واقعات و حقائق کا دلچسپ رقع ہے، دنیا میں بڑے بڑے بادشاہ، بڑے بڑے لاسعر، بڑے بڑے شہ زور پہلوان اور فاتح حسین نوجوان ہو گذرے ہیں، جو اپنے اپنے وقت میں بڑے صاحب عزت سمجھے جاتے اور بڑی قدر و منزلت اور شان و شکوہ کے مالک تھے، لیکن ان کے مرنے کے چند دن یا چند سال بعد زمانہ نے انہیں اس طرح بھلا دیا، کہ وہ گویا کبھی اس دنیا میں آئے ہی نہ تھے، تاریخ کے اندر ان کے نام محفوظ بھی ہوں تو ویسے بہت کم لوگ ان کو جانتے ہیں، ایسے بھی ہیں جو اپنی ناحق کوشیوں، تمرد و سرکشی اور خدا کے نیک بندوں کے مقابلہ میں شرارتوں اور شوخیوں کی وجہ سے پوچھے لگتے ہیں، جیسے فرعون، نمرود، ابوجہل اور ابولہب وغیرہ، ان لوگوں کو ہمیشہ مذمت کے ساتھ ہی یاد کیا جاتا ہے، اور خدا تعالےٰ کا فرمان ان سب پر صادق آتا ہے کہ والعصر ان الانسان لفی خسر، زمانہ پر غور کر کے دیکھ لو انسان گھاٹے ہی گھاٹے میں ہے۔ لیکن وہ لوگ بھی دنیا میں ہوتے ہیں، جن کے نام اُن کی نیکیوں، حق کوشیوں اور تبلیغ حق کے مقابلہ میں پیش آنے والی ایذاؤں میں صبر و استقلال، اور عزم و ہمت کے لئے مشہور ہیں، نہ صرف مشہور ہیں بلکہ ہزارہا سال گذر جانے کے بعد بھی اُن کا... نام لیتے ہی بڑے بڑے بادشاہوں کے سر عزت و احترام کے ساتھ جھک جاتے ہیں: ابراہیمؑ - اسمٰعیلؑ - اسحاقؑ - داؤدؑ - سلیمانؑ - یوسفؑ - موسیٰؑ - عیسیٰؑ اور سب سے بڑھ کر حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم انہی لوگوں میں سے ہیں جن کے اسمائے گرامی آج تک زندہ ہیں اور ابدالآباد تک زندہ رہیں گے، کیونکہ نہ صرف ایمان باللہ اور اعمال صالحہ کے لحاظ سے وہ دنیا کے لئے ایک نمونہ تھے بلکہ تبلیغ حق کے لئے انہوں نے جو قربانیاں کیں اور اس راہ میں پیش آنے والی مصائب میں صبر و استقلال کا جو نمونہ انہوں نے دکھایا وہ ہر طرح قابلِ تقلید اور دنیا کے لئے باعثِ نجات ہے۔ ان سے اتر کر وہ بزرگان دین، اولیائے اُمت اور مجددین کرام ہیں، جنہوں نے ایمان باللہ اور عمل صالح کے ساتھ تواصوا بالحق و تواصوا بالصبر پر عمل کیا، اور راہ حق میں کسی قسم کی قربانی سے دریغ نہ کیا۔ حضرت سید عبدالقادر جیلانی رح، حضرت امام غزالی رح، حضرت شیخ احمد سرہندی رح، حضرت شاہ ولی اللہ رح، حضرت سید احمد بریلوی رح۔ اور حضرت مرزا غلام احمد قادیانی رح اسی زمرۂ اولیاء و مجددین میں سے تھے، جن کے اسمائے گرامی ان کی حق کوشیوں اور ایمان و عمل صالح کی تبلیغ میں صبر و استقلال کی وجہ سے زمانہ کی دست برد سے ہمیشہ کے لئے محفوظ ہیں اور دنیا ان کو ہمیشہ عزت و عظمت کے ساتھ یاد کرتی رہے گی۔

اس کے بعد وہ لوگ بھی زندہ جاوید اور دست برد زمانہ سے محفوظ ہیں جنہوں نے ملک و ملت کے لئے قربانیاں کیں اور قوموں کو ظالموں کے پنجۂ استبداد سے نکالنے کیلئے اور ان کی بہتری اور بھلائی کے لئے جدوجہد کا کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھا۔ قائداعظم محمد علی جناح انہی لوگوں میں سے تھے، وہ اپنی گوناگوں صفات، عزم و استقلال، اور اصول حقہ کے لئے جان تک لڑا دینے میں ایک منفرد حیثیت رکھتے تھے۔ دشمنانِ ملت کے مقابلہ میں وہ ایک مردِ آہن تھا، اور ملت کے لئے فرشتۂ رحمت، اشداء علی الکفار و رحماء بینھم کا ایک مجسم نمونہ محمد علی جناح کے وجود میں نظر آتا ہے، کس جرأت و ہمت کے ساتھ انہوں نے ہندوؤں اور انگریزوں جیسی دو بڑی قوموں کے مقابلہ میں سینہ سپر ہو کر برصغیر میں مسلمانوں کے لئے ایک الگ تھلگ مملکت حاصل کرنے کی جدوجہد کی، اور خدا تعالےٰ نے اپنے فضل و کرم سے ان کی جدوجہد کو پروان چڑھایا اس کی نظیر اقوام عالم کی تاریخ میں شاید مشکل سے ملیگی۔

ہندوؤں اور انگریزوں ہی سے نہیں، قائداعظم کو خود مسلمانوں سے بھی مقابلہ درپیش تھا، ...... خیالات و نظریات کے اختلافات کی وجہ سے مسلمان ایک پراگندہ قوم کی حیثیت رکھتے تھے، ایک طرف وہ لوگ تھے، جو ہندوؤں کی حمایت میں قائداعظم کا کام کرنے میں ساعی تھے، اور دوسری طرف مسلمانوں کا وہ مذہبی طبقہ تھا، جو فروعی مذہبی اختلافات کی وجہ سے کفر و فسق کے فتوؤں سے مسلمانوں کو منتشر کرنے کے درپے تھے۔ ظاہر ہے کہ ایسی حالت میں جب خود مسلمانوں میں اتحاد نہ ہو اور وہ ایک [illegible] دوسرے [illegible] دشمن بن کر لڑنے جھگڑنے میں مصروف ہوں، قائداعظم دشمن پر فتح کیونکر حاصل کر سکتے تھے، [illegible] انہوں نے سب سے پہلا کام یہ کیا کہ فرقہ وارانہ اختلافات کو بالائے طاق رکھ کر ہر کلمہ گو کو مسلم لیگ کا ممبر قرار دے دیا، اور جہاں کہیں کسی مولوی یا مذہب نے کسی فرقہ کے خلاف سر اٹھایا اور [illegible] کافر قرار دینے کا اعلان کیا، اسے کچل کر رکھ دیا۔

قیام پاکستان سے پہلے کا ایک واقعہ ہمیں یاد ہے، لاہور کے برکت علی اسلامیہ ہال میں مسلم لیگ کا ایک جلسہ قائداعظم کی صدارت میں منعقد ہونے والا تھا، مولوی عبدالحامد بدایونی نے اس جلسہ میں جماعت احمدیہ کو کافر قرار دینے اور مسلم لیگ سے خارج کرنے کا نوٹس دے رکھا تھا، راقم الحروف نے "اسلام کے فتاوے کفر اور مسلم لیگ" کے عنوان سے ایک ٹریکٹ لکھا، جسے احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور نے چھپوا کر اس جلسہ میں تقسیم کرایا، لیاقت علی خاں مرحوم نے ایک ٹریکٹ کو قائداعظم کی خدمت میں پیش کیا اور اسی جلسہ میں قائداعظم نے مولوی عبدالحامد بدایونی کو وہ پھٹکار پلائی، کہ وہ اپنا سا منہ لے کر رہ گئے اور اس ریزولیوشن کو پیش کرنے کی انہیں جرأت نہ ہوئی، اور مسلم لیگ کے بنیادی ضوابط میں یہ بات داخل کر دی گئی کہ ہر کلمہ گو جو اپنے آپ کو مسلمان کہتا ہے، خواہ وہ کسی فرقہ سے تعلق رکھتا ہو، مسلم لیگ کا ممبر بن سکتا ہے، اسی قسم کا ایک سوال کشمیر میں قائداعظم کے سامنے پیش ہوا اور وہاں بھی آپ نے اسی بات پر زور دیا کہ کسی کلمہ گو کو کافر نہیں قرار دیا جا سکتا، اور کہا جاتا ہے کہ لندن کی کسی مسجد میں قائداعظم کو جانے کا اتفاق ہوا، وہاں پہنچکر آپ نے دیکھا کہ مسجد کے دروازہ پر ایک بورڈ آویزاں تھا جس پر لکھا ہوا تھا کہ فلاں فلاں فرقہ کے لوگ اس مسجد میں نہیں آ سکتے، قائداعظم دروازہ پر ہی کھڑے ہو گئے اور جب تک بورڈ کو نہیں اتروا لیا، اندر جانے سے انکار کر دیا۔

قائداعظم کی ان مساعی کا یہ نتیجہ ہوا کہ مسلمانوں میں اتحاد و اتفاق کی ایک لہر پیدا ہو گئی اور فرقہ پرستی کی تنگ فضا سے نکل کر تمام مسلمانوں نے ماسوائے ان چند افراد کے جو ہندو نیشنلزم کے شکار ہو چکے تھے، قائداعظم کا پورے طور پر ساتھ دیا۔ جس کا نتیجہ پاکستان جیسی اسلامی مملکت کی صورت میں آج ہمارے سامنے ہے۔

آہ! اس مردِ مومن کی زندگی نے وفا نہ کی اور قیام پاکستان کے بعد زیادہ عرصہ تک ہمیں قائداعظم کی قیادت اور رہنمائی سے فائدہ اٹھانے کا موقعہ میسر نہ آیا، اور نہ ان کے تربیت یافتہ ساتھیوں کی عمروں

(باقی پر صفحہ کالم ...)

نیک آدمیوں کی رشتہ داری کسی کام نہیں آسکتی جب تک اعمال اچھے نہ ہوں

دوسروں کی عیب چینی کی بجائے اپنے نفسوں کا محاسبہ کرو

خطبہ جمعہ مورخہ ۸ ستمبر ۱۹۶۱ء، فرمودہ حضرت امیر مولانا صدر الدین صاحب ایدہ اللہ۔ بمقام احمدیہ بلڈنگس لاہور

تبت یدا ابی لھب وتب۔ ما اغنی عنہ مالہ وما کسب سیصلی نارا ذات لھب وامرأتہ حمالۃ الحطب فی جیدھا حبل من مسد ——— (سورۃ اللھب)

نبی کریم صلعم کے خاندان کے ایک رکن کا ذکر

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خاندان کے ایک بہت بڑے رکن کا ذکر اس سورت میں کیا گیا ہے اور وہ ذکر اچھا نہیں ہے۔ اس ذکر میں اس انسان کی مذمت ہے، اور اس کے علاوہ اس شخص کے متعلق لکھا ہے کہ اس پر عذاب نازل ہوگا۔

بادشاہوں کے رشتہ داروں کی پردہ پوشی

بادشاہوں میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایسا نرالے بادشاہ ہیں جن کے رشتہ دار عذاب عتاب سے بچ نہیں سکتے کیونکہ اس کے اعمال اچھے نہیں۔ عموماً ہوتا یوں ہے کہ بادشاہوں کے رشتہ داروں اور عزیز واقربا کے متعلق کوئی مذمت اور قباحت کی بات ہو تو اس کی پردہ پوشی کی جاتی ہے۔ اس کی بری بات اور برے فعل کو چھپایا جاتا ہے۔ یورپ کے بادشاہوں کے رشتہ داروں کی بھی پردہ پوشی کی جاتی ہے۔

ہٹلر اور مسولینی کا ذکر

آج کل ہٹلر کے متعلق لکھا جا رہا ہے۔ کہ اس نے ایک عورت رکھی ہوئی تھی۔ لیکن اس کی قوم نے اس کی کبھی مذمت نہیں کی۔ اور اسی طرح سے آج کل لکھا گیا ہے کہ مسولینی نے بھی ایک داشتہ رکھی ہوئی تھی۔ یہ باتیں آج کل تو منظر عام پر آ رہی ہیں مگر اس وقت اس کی قوم نے بھی اس بات کی مذمت نہیں کی تھی۔ لکھا ہے جب مسولینی کو قوم نے پکڑا اور اس کو الٹا لٹکایا تو اس کے ساتھ اس کی داشتہ کو ...... بھی لٹکایا گیا۔ اور دونوں کے چہروں پر جوتے لگائے گئے۔ یہ سب کچھ آج تو لکھا جا رہا ہے۔ لیکن اس وقت ایسا لکھنا مناسب نہ خیال کیا گیا۔ انگلستان کے بعض بادشاہوں کا بھی اسی قسم کا تذکرہ ہے۔

ابولہب کی شان و شوکت

لیکن حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے رشتہ داروں کا بھی تذکرہ سنئے۔ آپ کے ایک چچا تھے جس کا نام عبدالعزیٰ تھا۔ اس کا چہرہ سرخ اور شعلہ فشاں تھا۔ اس لئے اس کو ابولہب کہتے تھے ...... عبدالمطلب کا بیٹا ہو، مالدار اور رئیس ہو، کعبۃ اللہ کے ساتھ تعلق ہو، قبیلہ کا معزز اور متکبر شخص ہو، اور ملک میں اس کی عزت ہو اور بڑی شان و شوکت کا مالک ہو! اس کے متعلق لکھا ہے تبت یدا ابی لھب وتب۔

نبی کریم صلعم کے خلاف ابولہب کی معاندانہ جد وجہد

اس نے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کو نیست و نابود کرنے کے لئے سخت کوشش کی۔ ہر جگہ اور ہر مجلس میں جہاں کہیں حضرت نبی کریم صلعم تلقین دین کرتے وہ وہیں پہنچ جاتا اور کوئی اس کو روک نہیں سکتا تھا۔ بڑا آدمی تھا۔ وہ لوگوں سے کہتا پھرتا تھا کہ اس کی بات نہ سنو۔ یہ کس قدر خطرناک آدمی ہے۔ لیکن اس کے سامنے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دوسرے چچا ابوطالب آپ پر فدا ہیں، حمزہؓ اور عباسؓ آپ پر جان دیتے ہیں، عبیدہ بن حارث بن عبدالمطلب آپ کے شیدائی ہیں اور حضرت جعفرؓ آپ پر قربان ہیں، لیکن ابولہب ہے کہ اس کو حضورؐ میں کوئی خیر و خوبی نظر نہیں آتی ہے دوسرے رشتہ دار آپ پر جان دیتے ہیں مگر یہ ہے کہ اس کو آفتاب اور ماہتاب جیسے شخص میں کوئی اچھائی نظر نہیں آتی، اور وہ آپ کی تکذیب کرتا ہے، اور آپ کو اور آپ کے مشن کو فیل کرنے کے لئے ہر ممکن جد وجہد کرتا ہے۔ اور اس کوشش اور جد وجہد میں "یدا" دونوں ہاتھ لگاتا ہے۔ ہاتھ طاقت اور قوت کے لئے استعمال ہوتا ہے، یہ شخص دونوں ہاتھ یعنی پوری قوت حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف استعمال کرتا تھا۔

ابولہب کی تباہی و بربادی

اسی لئے فرمایا۔ تبت یدا ابی لھب وتب۔ وہ خود تباہ و برباد ہو گیا۔ اس کی ساری کوششیں رائگاں گئیں۔ اور طاقت اور اقتدار سب کچھ ملیامیٹ ہو گیا۔ اور فرمایا۔ ما اغنی عنہ مالہ وما کسب۔ اس کا اقتدار اور اس کے اموال جن کی وجہ سے اس کی عزت اور شہرت تھی، وما کسب، اور جو اس کا مال و متاع اور خدم و حشم تھے سب برباد ہو گئے۔ سیصلی نارا ذات لھب۔ وہ ابولہب تھا لیکن ابوالنار بن گیا۔

نبی کی رشتہ داری کام نہیں آسکتی

اس تمثیل سے دکھانا یہ منظور ہے، کہ غلط پراپیگنڈا کرنے والے کا انجام عبرتناک ہوتا ہے کہ خدا تعالے رشتہ داری کی بناء پر کوئی فیصلہ نہیں کرتا۔ دوسری جگہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے متعلق فرمایا:۔ لاینال عھدی الظالمین میرا عہد کہ میں تجھے امام بناؤں گا ظالموں کے لئے نہیں۔ نبی کی رشتہ داری کسی کام نہیں آسکتی ہاں جو نیک ہیں ان کے لئے خدا تعالے کے ہاں نیک اجر ہے۔ لیکن رشتہ داروں میں سے جو لوگ ظالم جابر ہوں گے، ان کے لئے میرا کوئی عہد نہیں، وہ سزا کے مستوجب ہوں گے، محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم محبوب خدا ہیں، آپ کو اللہ تعالے نے بڑی شخصیت، اور اخلاق فاضلہ کا کامل نمونہ اور مراتب عالیہ دے کر بھیجا، لیکن اگر آپ کا کوئی رشتہ دار بے جا حرکت کرے یا غلط راستہ پر چلے تو اس کے لئے محض آپ کی رشتہ داری کام نہیں آئے گی۔

حضرت فاطمہ کو نیک اعمال کی نصیحت

چنانچہ اپنی بیٹی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے متعلق آپ فرمایا کرتے تھے کہ یہ میرے جگر کا ٹکڑا ہے آپ ان سے بے حد پیار کرتے تھے۔ اور جب حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے گھر سے آتیں تو آنحضرت صلعم اٹھ کھڑے

ہوتے۔ فرماتے مرحبا یا ابنتی۔ ان کو پاس بٹھاتے، باتیں کرتے، پیار اور شفقت سے پیش آتے۔ لیکن یہ بھی حضور نے فرمایا یا فاطمۃ لا اغنی عنک من اللہ شیئاً میری پیاری بیٹی میں خدا کے ہاں آپ کے کسی کام نہیں آسکتا۔ لا املک لک من اللہ شیئاً میرا اختیار بھی وہاں کچھ نہیں۔ میری جسمانی رشتہ داری خدا کے ہاں کسی کام نہیں آئے گی۔ بلکہ محض میرا روحانی تعلق ہی رشتہ داروں کے لئے بھی اور عام لوگوں کے لئے بھی کام آسکتا ہے۔ میرا کوئی رشتہ دار محض جسمانی تعلق کی بناء پر میرا قریبی نہیں بن سکتا مگر دوسرے غیر رشتہ دار روحانی تعلق کی بناء پر میرے قریبی اور رشتہ دار بن سکتے ہیں۔

صرف متقیوں ہی کو نبی کریم صلعم کا قرب حاصل ہوسکتا ہے

ان اولی الناس بی المتقون من کانوا حیث کانوا۔ میرے قریبی وہی ہیں جو خدا خوفی طہارت و پاکیزگی اور نیک عملی کی زندگی بسر کرتے ہیں صرف اور صرف وہی میرے رشتہ دار ہیں ایسے خدا خوف، مطہر و مزکی اور نیک عمل لوگ ہی میرے قریبی ہیں من کانوا خواہ وہ کسی قوم سے تعلق رکھتے ہوں حیث کانوا کسی وطن کے ہوں۔ امریکہ کے ہوں یا افریقہ کے یا ایشیا کے رہنے والے ہوں۔ کوئی مکہ میں یا مدینہ میں رہنے والا ہو، میرے ساتھ تعلق روحانی کے بغیر خدا کو نہیں پاسکتا۔ اور محض محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نسل اور خاندان سے تعلق کی بناء پر خدا کا پیارا نہیں ہوسکتا۔ اس کے برعکس حبشہ کا رہنے والا نجاشی کالا کلوٹا ہے مکہ سے دور ہے، حضور کا رشتہ دار نہیں، کوئی نسلی اور خاندانی تعلق نہیں۔ لیکن وہ قرب حاصل کرسکتا ہے اگر وہ تقویٰ اور نیک عملی کی زندگی بسر کرے۔

فرعون کی بیوی اور لوط کی بیوی کی مثال

ایک بات اور بیان فرمائی جس کو مسلمان جلد مانتا نہیں۔ فرمایا فرعون کی کی بیوی مقرب الی اللہ ہے، اگرچہ وہ ایک ظالم منکر خدا خاوند کی بیوی تھی۔ امراۃ فرعون، فرعون جیسے منکر خدا کی بیوی اپنی نیک عملی اور خدا پرستی کی وجہ سے مسلمانوں کے لئے نمونہ ہے، اور امراۃ لوط یعنی لوط کی بیوی، پیغمبر کی بیوی ہوتے ہوئے دوزخ میں چلی گئی کیونکہ وہ بدعمل اور پیغمبر کی منکر ہے۔

حضور صلعم کی چچی ام جمیل کی معاندت اور اس کا حشر

ایسا ہی ام جمیل جو ابولہب کی بیوی اور حرب کی بیٹی اور ابوسفیان کی بہن ہے، حضرت نبی کریم صلعم کی مخالفت اور دشمنی کی وجہ سے عذاب الٰہی کی مورد ٹھہر گئی۔ ابوسفیان جو حرب کا بیٹا تھا ساری عمر فتح مکہ تک آنحضرت صلعم کے دین کو مٹانے کے لئے ہر ممکن کوشش کرتا رہا۔ اور ام جمیل بنت حرب اخت ابی سفیان جو ابولہب کے گھر میں ہے اس نے بھی حضور صلعم کی دشمنی میں کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھا اسی لئے تبت یدا ابی لہب کے ساتھ فرمایا وامراتہ حمالۃ الحطب۔ یہ حضور کے خلاف آگ لگاتی پھرتی تھی۔ اس لئے وہ آگ ہی کا ایندھن بنی، اس میں بتایا ہے کہ بعض عورتیں خاندان کو تباہ کر دیتی ہیں، یہ بھی ہیں دوسروں کا اثر قبول کر لیتی ہیں۔

ابولہب اور اسکی بیوی کو حضور کی رشتہ داری کام نہ آئی

غور کریں ایک عورت فرعون کے گھر میں ہے جس سے نسلی، خاندانی، قومی اور وطنی ہر قسم کے تعلقات ہیں۔ لیکن اس کی زندگی حق پرستی اور پاکیزگی اور طہارت کی زندگی ہے جس کی وجہ سے وہ خدا کی مقرب بن گئی لیکن ام جمیل ہے کہ وہ بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے رشتہ دار کا اور قومی اور وطنی تعلق رکھتی ہے لیکن روحانی تعلق کوئی نہیں بلکہ مخالفت رکھتی ہے اس روحانی بے تعلقی کو خدا پسند نہیں کرتا، اس میں ایک عظیم الشان سبق ہے، محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم روحانی دنیا کے ماہتاب اور آفتاب ہیں۔ آپ سے بڑھکر اور کونسی روشن شخصیت ہوسکتی ہے۔ جس پر ابو طالبؓ، عباسؓ، جعفرؓ، حضرت علیؓ وغیرہ فدا ہیں لیکن اسی پاکیزہ شخصیت کو آپ کے ایک چچا ابولہب مزار گالیاں دیتا ہے، ہر مجلس میں پہنچکر کہتا ہے کہ محمد (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) کذاب ہیں (نعوذ باللہ من ذالک) وہ آپ کا دشمن ہے، پتھروں سے آپ کو لہولہان کر دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ آخرکار وہ خود تباہ ہوگیا، اس کا مال و دولت برباد ہوگیا اور دوزخ کا عذاب اس نے اپنے لئے خرید لیا۔

اولیاء اللہ کی دشمنی تباہی کا موجب ہے

اسی طرح اولیاء اللہ کے دشمنوں کا حال ہے جو لوگ اولیاء اللہ کے دشمن ہوتے ہیں اور ان کو تباہ و برباد کرنا چاہتے ہیں وہ کبھی کامیاب نہیں ہوتے۔ وہ خود تباہ و برباد ہوجاتے ہیں حضرت مرزا صاحب کو قادیان کے ہندوؤں اور سکھوں نے بزرگ اور شگفتہ مانا مشکلات اور بیماری کے وقت وہ لوگ آپ کے پاس دعا کے لئے آتے تھے۔ آپ ان کے لئے دعا کرتے اور دوائیں دیتے تھے۔ بڑی بڑی مہنگی دوائیں آپ انہیں دے دیتے تھے، ہندو سکھ آپ سے تانہ اور کستوری تک لے جاتے تھے۔ دل فراخ ہے آپ ان کے لئے دعائیں کرتے ہیں، ہمدردی کرتے ہیں، دوائیں دیتے ہیں۔

حضرت مسیح موعودؑ کے مخالفین کا حشر

لیکن آپ کا ایک رشتہ دار نظام الدین آپ کے برخلاف اور سخت دشمن ہے اور پھر ان کا ایک قریبی دوست مولوی محمد حسین بٹالوی ہے آپ کا ہم جلیس اور ہم مکتب ہے، ان کو ولی اللہ مانتا ہے، آپ کی کتاب براہین احمدیہ کی بڑی تعریف اپنے اخبار میں کرتا ہے لیکن جونہی آپ نے ماموریت کا دعوےٰ کیا وہ مخالفت پر کھڑا ہوگیا اور بنارس تک تمام ملک کا سفر کر کے کفر کا فتوےٰ مرتب کیا لیکن اس کا حشر کیا ہوا۔ ایک وقت تھا کہ جب وہ اس شہر لاہور میں آتا تو عقیدتمندوں کا ایک جم غفیر اس کے ساتھ نکلتا، اس نے ہندوستان کے مختلف شہروں اور علاقوں میں مرزا صاحب کے خلاف آگ لگا دی، لیکن اس کا حشر بہت ہی افسوسناک ہوا، وہ وقت بھی آیا جب لاہور میں اسے کوئی پوچھتا بھی نہیں تھا۔ بہت عاجز آگیا، بہت عاجز آگیا۔ آخرکار اس نے اپنا بیٹا عبدالباسط قادیان میں میرے پاس پڑھنے کے لئے بھیجا۔ ایک وہ وقت تھا مرزا صاحب کی تکذیب کرتا اور تکفیر کا فتوےٰ ایک ایک مسجد میں پہنچاتا اور لوگوں کو بھڑکاتا تھا اور پھر وہ وقت بھی آیا کہ اس نے اپنا لڑکا قادیان میں صحیح تعلیم و تربیت پانے کے لئے بھیج دیا۔

مولوی محمد حسین کی غیر متقیانہ معاندت اور اس کا نتیجہ

ایک شخص نے جو پہلے ان کا عقیدتمند تھا مجھے سنایا کہ ایک دفعہ مولوی محمد حسین شملہ گئے اور مجھے کہا کہ میں نے لاٹ صاحب سے ملاقات کرنی ہے تم بھی میرے ساتھ چلو۔ چونکہ مجھے بوٹ پہننے کی عادت نہیں تم میرے بوٹ اٹھا کر لے چلو، وہاں جا کر پہن لوں گا، چنانچہ میں ان کے ساتھ گیا ملاقات کے بعد واپس آکر وہ کہنے لگا کہ میں مرزا صاحب کو ختم کر آیا ہوں، لاٹ صاحب سے سب کچھ اس کے خلاف کہہ آیا ہوں، یہ سن کر میں نے اس سے اپنا تعلق توڑ لیا۔ میں نے دیکھ لیا کہ وہ کون ہے۔ اگر اس کو خدا پر ایمان ہوتا تو اس کی دعا خدا کے ہاں منظور ہوسکتی۔ وہ مرزا صاحب کو اپنی دعا سے تباہ و برباد کرسکتا تھا۔ اس کو اس مقصد کے لئے ایک ایسے کافر کے پاس جانے کی کیا ضرورت ہے۔ جس کا خدا سے تعلق نہیں اگر مرزا بے دین ہے تو تم تو دیندار ہو، تم نے خدا کو چھوڑ کر ایک کافر کا ذریعہ کیوں ڈھونڈا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ خدا کے ہاں اس کی دعا قبول نہیں اس بناء پر میں نے اسے چھوڑ کر حضرت مرزا صاحب کی بیعت کرلی

یہ مولوی محمد حسین کے ایک بڑے عقیدتمند کا بیان ہے میں اس کا نام عمداً نہیں لیتا۔

ہمیشہ استبازوں ہی کی مخالفت ہوتی ہے

امام فخرالدین رازی نے لکھا ہے کہ جو شخص خدا کی طرف سے ہونے کا مدعی ہو اور اس کی لوگ مخالفت کریں وہ سچا ہوتا ہے ایسے شخص کا سابقہ
ایک حافظ محمد سلطان تھے۔ بڑے بااخلاق آدمی امام مسجد رہے۔ مسجد کے قریب ایک شخص ہماری جماعت کا اور ایک مخالف رہتا تھا۔ وہ دونوں ایک دن حافظ صاحب کے پاس گئے۔ اور کہا کہ یہ شخص کہتا ہے کہ قرآن سے حضرت عیسیٰؑ کی موت ثابت ہوتی ہے اور میں کہتا ہوں کہ ان کا زندہ ہونا ثابت ہے۔ آپ کا کیا خیال ہے حافظ محمد سلطان نے اپنے منہ پر ہاتھ رکھکر جو اُن کی عادت تھی کہا کہ قرآن کی نصف آیات سے معلوم ہوتا ہے کہ کہ حضرت عیسےٰؑ مر گئے اور نصف آیات سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ زندہ ہیں، یہ ہے کمزوری ایمان یک خوش کرنے کی کوشش کرنا ایمان کی کمزوری ہے۔

کسی پر بدظنی اور غیبت نہ کرو

اس سورت میں یہ سبق دیا گیا ہے کہ کسی کے ساتھ بے جا عداوت یا بدظنی کرنا ٹھیک نہیں حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی قوم کو فرمایا تھا کہ آپس میں بدظنی نہ کرو، ایک دوسرے کی غیبت نہ کرو۔ فرمایا اوحی الیّ ان تواضعوا۔ میری طرف وحی کی گئی ہے کہ انکساری اختیار کرو اور کسی پر بدظنی نہ کرو)

اپنے نفسوں کا محاسبہ کرو

ہر ایک کو چاہیئے کہ اپنے نفس کا محاسبہ کرے، جو شخص اپنے نفس کا محاسبہ کرتا ہے اس کو بڑا فائدہ ہے، ولا یسخر احد من احد۔ ایک دوسرے کو حقیر نہ سمجھو۔ ولا یبغی احد علیٰ احد ایک دوسرے پر زیادتی کرنا چھوڑ دو۔ اور فرمایا اللہ تعالےٰ نے کہا اقربکم الی اللہ احاسنکم اخلاقا۔ خدا کا مقرب وہ ہے جس کے اخلاق اچھے ہوں۔ ......
...... اس کی طرف توجہ کرو، ہم سب قصوروار ہیں، دعا کرو کہ خدا ہمارے قصوروں کو معاف کر دے۔ اور ہر شخص اپنی اصلاح کی طرف توجہ کرے۔

دوسروں کی عیب چینی نہ کرو

دوسروں کے عیوب پر نظر رکھنا اور دوسروں کی عیب چینی کرنا پسندیدہ نہیں۔ ایک دن ایک شخص یہاں نماز پڑھنے کے لئے آیا، اچھا معزز آدمی معلوم ہوتا تھا، جمعہ کی نماز کے بعد اس نے مجھے کہا کہ آپ کی نماز نہیں ہوئی۔ میں نے کہا کیا ہوا میری نماز کو؟ اس نے کہا آپ کی پتلون نیچی ہے۔ میں نے کہا تو پھر تو میری نماز کبھی نہیں ہوئی۔ اور ہمیں ترکہا [illegible]
ابوبکرؓ کے دل میں تکبر نہیں ہے تم نے تو تہہ بند نیچے باندھنے سے اس لئے منع کیا تھا کہ اس سے تکبر کی بو آتی ہے جیسے آج کل زمیندار بڑے بڑے لمبے ریشمی تہہ بند باندھتے ہیں جو زمین پر گھسٹتے جاتے ہیں اور یہ اُن کی امارت اور تکبر کا نشان ہوتا ہے لیکن حضرت ابوبکرؓ میں تو تکبر کا نام و نشان نہ تھا۔

ایسے ہی ایک شخص حضرت مولانا نورالدین رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ ہمسفر گیا اس کے ساتھ صبح شام تک دینی باتیں ہوتی رہیں۔ حضرت مولانا کے ساتھ میں بھی پانچ برس رہا کبھی انہوں نے دنیا کی بات نہیں کی۔ شام کو وہ شخص کہنے لگا۔ مولوی صاحب ہم نے آپ کو دیکھ لیا آپ کی تو نماز بھی نہیں ہوتی کیونکہ آپ کا پاجامہ ٹخنوں سے نیچے ہوتا ہے آپ کا صرف وعظ ہی وعظ ہے۔ عمل خراب ہے۔ اس قسم کی عیب چینی خدا کو ناراض کرتی ہے۔ یہ عادت چھوڑ دو۔ اپنے قصوروں کی طرف متوجہ رہو۔ استغفار پڑھتے رہو، کسی کی غیبت نہ کرو۔ خدا جانے انسان کس کی بد دُعا سے تباہ ہو جائے؟

اخبار احمدیہ

احمدیہ ہال کے لئے عطیہ

کویت سے آفتاب عالم صاحب حضرت امیر ایدہ اللہ کی خدمت میں لکھتے ہیں:۔
احمدیہ ہال کے لئے بندہ کی طرف سے مبلغ پانسد روپیہ کی پیشکش امید ہے کہ دفتر میں پہنچ چکی ہوگی۔ بندہ کے لئے آپ خود بھی اپنی نیم شبی دعاؤں میں تفکرات سے مخلصی اور انجام بخیر کی دعا فرماویں، اور جملہ احباب کی خدمت میں بھی درخواست فرماویں۔ خاص طور پر وہ اسے جمعہ میں اللہ تعالےٰ کی جناب میں دعا فرماویں کہ اپنی رحمت سے بندہ کی کوتاہیوں کو معاف فرما کر اپنے فضل و کرم کے دروازے کھولدے۔ آمین۔

قائدِ اعظم کی یاد

(بسلسلہ صفحہ [illegible])

نے وفا کی، ورنہ وہ [illegible] حالات پیدا ہوتی، جو مفاد طلب اور مطلب پرست لوگوں کی وجہ سے اس پاکستان کو زمانہ کی دست برد سے بچا لیا اور آج وہ پھر ترقیات و تعمیر کی بلند منازل پر گامزن ہے۔

قائدِ اعظم کو فوت ہوئے تیرہ سال گذر گئے لیکن اُن کے بلند کارناموں کی وجہ سے ان کا نام آج بھی زندہ ہے، اور کم ازکم پاکستان کی تاریخ میں ہمیشہ کے لئے زندہ رہے گا، اسمیں ایک سبق ہے ان لوگوں کے لئے جو اپنے ذاتی فوائد کو دین و ملت پر ترجیح دیتے اور خیال کرتے ہیں کہ ان کے جاہ و مرتبہ اور مال و جائیداد کی وجہ سے ان کا نام دنیا میں روشن رہے گا۔ وہ اس خدائی فرمان کو یاد رکھیں:— والعصر ان الانسان لفی خسر الا الذین امنوا وعملوا الصالحات وتواصوا بالحق وتواصوا بالصبر۔

تنگ انگلستان

راولپنڈی سے مریم لودھی صاحبہ لکھتی ہیں کہ:۔
"میرے خاوند عبدالرؤف لودھی صاحب ۲۰ رماہ حال کو کراچی سے بذریعہ ہوائی جہاز عازمِ لندن ہو رہے ہیں۔ جہاں آپ کولمبو پلان کے تحت حکومت پاکستان کی جانب سے سامان چرم سازی کی مزید اعلےٰ تعلیم کے لئے دو سالہ ڈپلومہ کورس مکمل کرنا ہوگا۔ میں مؤقر جریدہ "پیغام صلح" کی وساطت سے لودھی صاحب کے بارے میں بزرگان سلسلہ کی خدمت میں دلی دعا کے لئے استدعا کرتی ہوں۔

درخواست دُعا

صاحبزادہ عبدالرب صاحب نا درست ہیں۔ [illegible] احباب سے درخواست دعا کرتے ہیں۔

ضروری تصحیح

پیغام صلح کے گذشتہ شمارہ کے صفحہ ۸ سطر ۱۲ میں "امتی ماننا چاہیئے" کی بجائے "امتی نبی ماننا چاہیئے" پڑھا جائے:

تبلیغی خط و کتابت

دکھو ہُدا نے سارے جہاں کو جھکا دیا
گمنام پا کے شہرۂ عالم بنا دیا

——(مرتبہ :- شیخ غلام قادر صاحب ڈار عفی عنہ)——

انگلینڈ

ترجمہ خط از مسٹر ایچ - ایبٹ فیلوز انگلینڈ

جناب عالی

چند روز ہوئے جو کتابیں آپ نے ارسال فرمائی تھیں مل گئی ہیں، میں آپ کا بہت بہت شکریہ ادا کرتا ہوں - یہ کتب بڑی دلکش اور حکمت آموز ہیں -

ساڑھے تین سال ہوئے میں مولانا محمد یعقوب خاں صاحب سے ووکنگ میں ملا تھا - گذشتہ عید الفطر پر شیخ محمد طفیل صاحب سے ملاقات کا موقعہ نصیب ہوا تھا -

مجھے ووکنگ میں کثرت سے جانا نہیں مل سکتا کیونکہ میرا مقام اس سے دو صد میل دور ہے - اس چھوٹے سے ملک میں دو سو میل کا سفر ایک بہت لمبا سفر سمجھا جاتا ہے - علاوہ ازیں سفر پر بہت خرچ ہو جاتا ہے میرے لئے یہ بھی مشکل ہے کہ ووکنگ جانے پر کام سے دو دن تک غیر حاضر رہنا پڑتا ہے -

گذشتہ دوسری جنگ عظیم کے بعد بندہ انگلستان سے باہر نہیں نکلا -

میں یہ جاننے کا بہت خواہشمند ہوں کہ مغرب اور روس کی اسلامی ممالک پر اثر اندازی کا کیا نتیجہ ہے سائنس کی کامیابیاں اور مادی ترقیات دوسرے تمام خیالات پر چھائی ہیں - کیا مشرق اسے محسوس کر رہا ہے؟ کیا اسلام ان تمام باتوں کا مقابلہ کرنے کی طاقت رکھتا ہے؟

بیشک مادی اور سائنسی ترقیات تو ہر ملک میں ہونی ضروری ہیں مگر یہ ترقیات اخلاقی اور روحانی اقدار کو قربان کر کے نہ ہوں - افسوس ہم دیکھتے ہیں کہ یہاں یہی کچھ ہو رہا ہے - اخلاقیات اور روحانیات کو بڑی خوشی سے خیرباد کہا جا رہا ہے -

میں نے نومبر ۱۹۵۶ء کو اسلام قبول کیا تھا کیونکہ اسلام میں ہر زمانہ کے صحیح تقاضوں کا جواب موجود ہے -

(انہیں جواب خط دیا گیا ہے کہ اسلام ہی اس زمانہ کے تقاضوں کا زبردست جواب ہے قرآن شریف یوسف علی آرڈر اور دیگر لٹریچر بھیجا گیا)

نائیجیریا

ترجمہ خط از ملا بسے دابجہ الورن - نائیجیریا -

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ - آپ حیران ہونگے

کہ میں نے آپ کا اصل پتہ کس طرح حاصل کیا اور مجھے امید ہے کہ آپ مجھے نا امید نہیں کریں گے جو میں لکھ کر بھیج رہا ہوں -

یہ پتہ اس شخص نے دیا جس نے کہ مجھے مسلمان کیا، اس وقت میں مشرک تھا یہ پتہ اس لئے اس نے مجھے دیا کہ آپ اس کی نسبت مجھے زیادہ مدد دیں گے - میں آپ کو اختصار سے بتاتا ہوں کہ میں نے اپنی بیوی کو اس کے ماں باپ کے گھر جبکہ وہ مشرک تھی مسلمان کیا - میں اپنے دفتر کے عیسائی کلرکوں، اپنے اہالہ کے اور ارد گرد کے آدمیوں کو قرآن پڑھایا کرتا ہوں - میں وعدہ کرتا ہوں کہ میں مترجم قرآن شریف کو اپنے احسن طریقہ سے استعمال کروں گا اور عربی پڑھنی میں نے سیکھ لی ہے -

میں آپ سے بہتر جواب کی توقع رکھتا ہوں جس طرح کہ آپ دوسروں کی مدد کرتے ہیں میری بھی مدد کریں شکریہ کا موقعہ دیں - اللہ تعالیٰ آپ پہ برکات نازل فرمائے -

(انہیں لٹریچر بھیجا گیا اور خط لکھا گیا)

سوئٹزرلینڈ

ترجمہ خط : اکثر لوالر ایسچن - سوئٹزرلینڈ

السلام علیکم - ہم آپ کے خط مرقومہ ۱۸ ر اگست متعلق ٹیچنگز آف اسلام بنام ڈاکٹر لوالر کا شکریہ ادا کرتے ہیں اور ٹیچنگز آف اسلام کی کاپی ہمارے مسٹر ہلڈا اور ڈاکٹر لوالر کو مل گئی ہے، ہر دو صاحبان بڑے اخلاص سے آپ کا شکریہ ادا کرتے ہیں اور وہ اپنے فرصت کے اوقات میں بڑے ذوق سے مذہب اسلام کا مطالعہ کرتے ہیں -

ہم کو یقین ہے کہ جو لوگ اس لٹریچر کا مطالعہ کریں گے وہ اسلام کے متعلق کافی علم حاصل کر لیں گے جس کے متعلق یہاں کے لوگ غلط فہمی میں مبتلا ہیں -

ایک دفعہ پھر آپ کی توجہ کا شکریہ

(انہیں خط اور قرآن شریف اور مزید لٹریچر بھیجا گیا)

بھارت

ترجمہ خط از ایس - ایم یسین - آسن سول - بھارت

السلام علیکم - مجھے آپ کا نامہ . . . .

خط ملا جس کا بہت بہت شکریہ - یہ سچ ہے کہ مجھے

اسلامی تعلیم سے بہت دلچسپی ہے اور اس کی ترقی کا بھی خواہشمند ہوں - یہ حق بات ہے کہ صرف احمدیہ انجمن اشاعت اسلام ہی ایک جماعت ہے جو ٹھوس اور قابل تعریف کام کر رہی ہے - جیسا کہ آپ کا ارشاد ہے میں انجمن سے مغربی ممالک کی کارکردگی کے متعلق دریافت کروں گا -

میرے قلمی دوست تمام دنیا میں موجود ہیں اور مجھے گاہ بگاہ مذہب کے متعلق پوچھتے رہتے ہیں - مجھے اشاعت اسلام کا بڑا شغف ہے - اور جتنا میری طاقت میں ہے کرتا رہتا ہوں - اور جب مجھے ضرورت محسوس ہوتی ہے تو میں آپ کو کافی باتیں تحریر کرتا ہوں - اور میں خوش ہوں کہ آپ میری ہر طرح سے امداد کرنے کو تیار رہیں -

میرا خیال دہلی آنے کا ہے لیکن میرے دفتر میں بہت زیادہ کام ہے - تاہم یقین رکھیں کہ جب میں آؤں گا آپ سے ضرور ملوں گا -

میں اسلام کی خاطر ہر طرح کی قربانی دینے کو تیار ہوں اور آپ کے تعاون کا شکریہ ادا کرتا ہوں -

(انہیں ٹیچنگز آف اسلام اور خط بھجوایا گیا)

نائیجیریا

منجانب خط کنندہ راجی گورنمنٹ ٹریننگ کالج یدا نائیجیریا -

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ -

میں یہ خط آپ کو ارسال کرتے ہوئے بہت خوشی محسوس کر رہا ہوں - میں شمالی نائیجیریا کے اس کالج کا مسلم طالب علم ہوں - میں اپنے گاؤں آنا کے ارد گرد کے مشرکوں اور غیر مشرکوں کو مذہب اسلام کی تبلیغ کرتا ہوں - مجھے مکمل قرآن شریف مترجم عربی اور انگریزی چاہیئے اور وہ مجھے مشرکوں اور غیر مشرکوں میں تبلیغ اسلام کی کافی مدد دے گا -

میرے مشرک اور غیر مشرک دوست کافی ہیں جو کہ مذہب اسلام قبول کرنا چاہتے ہیں کچھ میری معمولی تبلیغ سے اسلام میں آ گئے ہیں اور کچھ مجبور کرتے ہیں کہ ہمیں اسلام کے متعلق زیادہ بتلاؤ تاکہ ہم مذہب تبدیل کریں - بغیر اس کتاب کے میں ان کو زیادہ کچھ نہیں بتلا سکتا جو کہ میں نے آپ کو بتلایا ہے - میرا مدعا ان مشرکوں کو مسلمان بنانا ہے تاکہ اسلام دنیا میں پھیل سکے -

میں بہت خوش ہوں اگر آپ مجھے یہ کتاب بھیجکر میری حوصلہ افزائی کریں گے -

مجھے آپ کی طرف سے جواب کی بہت جلد توقع ہے -

(انہیں قرآن شریف اور لٹریچر اور خط بھی بھجوایا گیا)

خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ دیں

(نمبر)

نامۂ ووکنگ

مسلمانانِ انگلستان - لندن اور ووکنگ میں تبلیغی سرگرمیاں - نومسلمین کی رفتار - لندن میں ایک عالیشان مسجد
قریۃ الظالمہ ——— مسیح کے فسانۂ زندگی کے متعلق ایک اہم تصنیف

(مولانا محمد یعقوب خان صاحب)

ووکنگ - ۲۰ اگست ۱۹۶۱ء

مکرمی ایڈیٹر صاحب پیغام صلح -
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ' -

کسی زمانہ میں آپ یہاں کے حالات "مکتوب ووکنگ" کے عنوان سے شائع کرتے تھے - امید ہے یہ چند سطور احباب کی دلچسپی کا موجب ہوں گی -

مسلمانانِ انگلستان

اس ملک میں مسلمانوں کی آبادی جو اسلامی ممالک سے آئے ہیں دو اڑھائی لاکھ ہو گی - صرف لندن شہر میں اسی ہزار ہے - یہ لوگ عموماً مزدوری پیشہ ہیں اور کارخانوں میں کام کرتے ہیں - ہر بڑے شہر میں انہوں نے کوئی تنظیم قائم کی ہے جمعہ کی نماز ہوتی ہے تو اس میں بہت تھوڑے لوگ شامل ہوتے ہیں، اس لئے کہ جمعہ یہاں کام کا دن ہوتا ہے - عیدین کی نماز ہوتی ہے - میلاد النبیؐ کی تقریب ہوتی ہے کبھی کبھی اسلام پر تقریریں بھی ہوتی ہیں -

لندن شہر میں

لندن شہر میں کئی ایک مقامات پر جمعہ کی نماز ہوتی ہے - ایک پاکستانی ہائی کمیشن میں، ایک اسلامک کلچر سنٹر میں - ایک ایسٹ لنڈن میں، ایک پٹنی مسجد میں ——— جمعہ کی نماز کے علاوہ ووکنگ مشن کے زیر اہتمام لندن میں ایک مکان (۱۸ ایکلسٹن سکوئر) میں ہر جمعہ کے روز قرآن کا درس ہوتا ہے، یا کسی اسلامی موضوع پر تقریر ہوتی ہے دو مقامات پر میلاد النبیؐ کے جلسے بھی ہوئے - ۹ جولائی کو پٹنی مسجد میں جس میں کوئی ڈیڑھ سو لوگ شامل ہوئے - لندن میں سب سے بڑھکر جاذب توجہ اسلامی سرگرمی یہ ہے کہ ہائڈ پارک میں ہر اتوار کو اسلام پر لیکچر ہوتا ہے - لیکچر دینے والے انگریز نومسلم جان محمد ویبسٹر ہوتے ہیں -

ووکنگ میں

ووکنگ مسجد میں نماز جمعہ کے علاوہ ہر اتوار کو نماز ظہر کے معاً بعد اسلام پر ایک مختصر تقریر ہوتی ہے جس میں نمازیوں کے علاوہ غیر مسلم وزٹر بھی شامل ہوتے ہیں - روزمرہ زائرین کی ٹولیاں مسجد دیکھنے آتی ہیں جو ووکنگ کے قابل دید مقامات میں شمار ہوتی ہے - انہیں اسلام کے موٹے موٹے اصول بھی سمجھا دیئے جاتے ہیں - قرآن کریم میں حضرت مسیح پر ایمان لانے کی ہدایت کو بچشم خود دیکھ کر وہ خاص طور پر متاثر ہوتے ہیں - مسجد میں آتے ہوئے تو متعصب عیسائی ہوتے ہیں مگر جاتے ہوئے اسلام کے مداح ہوتے ہیں - جاتے ہوئے انہیں اسلامی لٹریچر لیٹور تحفہ دیا جاتا ہے -

نومسلمین کی رفتار

ووکنگ مشن کی معرفت اسلام قبول کرنے والوں کی تعداد اگر اوسطاً فی ہفتہ ایک نہیں ہے تو فی دو ہفتہ ایک تو ضرور ہے - اسلامک کلچر سنٹر اور پٹنی مسجد کی معرفت اسلام قبول کرنے والوں کی تعداد اس کے علاوہ ہے - ان میں بلاشبہ کئی ایک ایسے بھی ہوتے ہیں، بلکہ ہوتی ہیں (لڑکیاں) جو مسلمان لڑکوں سے شادی کرنے والی ہوتی ہیں مگر اکثریت ان کی ہوتی ہے، جو عیسائیت کے پیچیدہ عقائد سے غیر مطمئن ہو کر اسلام کی طرف رُخ کرتے ہیں اور اس کی معقول اور سیدھی سادی فطرتی تعلیم سے متاثر ہو کر حلقہ بگوش اسلام ہوتے ہیں -

لندن میں ایک عالیشان مسجد

لندن شہر میں باقاعدہ مسجد صرف ایک ہے جو علاقہ پٹنی میں جماعت احمدیہ ربوہ کی بنائی ہوئی ہے - لیکن مدت دراز سے ایک ایسی عالی شان مسجد کی تجویز زیر غور رہی ہے جو اس شہر کے شایان شان ہو - کوئی چونتیس سال قبل جب لارڈ ہیڈلے حضرت خواجہ کمال الدین مرحوم کی معیت میں ہندوستان کے دورہ پر گئے تھے تو مسجد کی سکیم لیکر نظام حیدرآباد کے پاس بھی گئے تھے - وہاں سے کئی لاکھ روپے کا عطیہ جو ۸۰ ہزار پونڈ کے برابر بتلایا جاتا ہے ملا تھا - اس کے علاوہ کوئی ستر ہزار پونڈ اور اسلامی ممالک کی طرف سے آیا تھا، یہ ڈیڑھ لاکھ پونڈ کی رقم ایک ٹرسٹ کی تحویل میں ہے جو مجوزہ مسجد کے لئے قائم ہوا تھا - اب اخبارات میں یہ چرچا ہے کہ اس مسجد کی تعمیر عنقریب شروع کر دی جائے گی اور دو سال میں مسجد مکمل ہو جائے گی - کل تخمینہ لاگت پانچ لاکھ پونڈ ہے -

کثرت اشاعت کتب

سب سے بڑھکر قابل ذکر چیز یہ ہے کہ اس ملک میں آئے دن اسلام اور مسلمانوں کے متعلق کوئی نہ کوئی کتاب شائع ہوتی رہتی ہے ——— یہ کتابیں کثرت سے شائع ہوتی ہیں - دجال کے متعلق ہمارا تصور ہے کہ اس کی مذہبی آنکھ بند ہے - مگر معلوم ہوتا ہے اب وہ بند آنکھ آہستہ آہستہ کھل رہی ہے، اور خدا کی قدرت ہے کہ جو لوگ مسلمانوں میں مسیحیت کی تبلیغ کے لئے نکلتے ہیں اور اسلام کا مطالعہ اس غرض سے کرتے ہیں، زیادہ تر وہی اسلام کی تعلیمات کا خود شکار ہو کر ان کی اشاعت کا موجب ہوتے ہیں -

قریۃ الظالمہ

ان کثیر التعداد کتب میں سے جو آئے دن شائع ہوتی ہیں، سب سے ممتاز اور اہم ایک عربی کتاب کا ترجمہ ہے جو سیٹی آف رانگ (SJTY OF WRONG) کے نام سے انگریزی زبان میں شائع ہوا ہے - اصل کتاب کا نام قریۃ الظالمہ ہے جس کے مصنف قاہرہ کے ایک بڑے مفکر اور ادیب کامل حسین نامی ہیں - انگریزی میں مترجم بھی اسی قدر بلند پایہ علمی فضیلت کا مالک مسیحی مستشرق ڈاکٹر کریگ نامی ہیں جو مشہور مشنری رسالہ "دی مسلم ورلڈ" کے ایڈیٹر اور کئی یونیورسٹیوں میں عربی کے پروفیسر رہ چکے ہیں عربی زبان میں کتاب کی مقبولیت کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ حکومت مصر کی طرف سے اسے ایک ادبی شاہکار قرار دیا گیا اور ادبیت کے لئے حکومت کا مقرر کردہ اعلیٰ ترین انعام اسی کو ملا -

انگریزی میں ترجمہ کے علاوہ مترجم نے ایک مبسوط دیباچہ کا اپنی طرف سے اضافہ کیا ہے جو بجائے خود اس قابل ہے کہ اسلامی دنیا ان خیالات اور رجحانات سے متعارف ہو جو اس میں ظاہر کئے گئے ہیں -

فسانہ کا پلاٹ

کتاب قریۃ الظالمہ ایک فسانہ کے رنگ میں ان واقعات کو پیش کرتا ہے جو حضرت مسیحؑ کے صلیب کے واقعہ سے تعلق رکھتے ہیں، جو مستفادت قبلی یہودی علماء اور جمہور نے دکھائی اور جناب مسیح اور آپ کے حواریوں پر جو مظالم توڑے اُن کے آئینہ میں مصنف عہد حاضر کے انسانی معاشرہ کا گھنونا چہرہ دکھانا چاہتا ہے - اور مذہب، قومیت وطنیت، شریعت، معاشیت، اور ہیچ قسم آئیڈیالوجیوں کے نام پر جو ضمیر کشی ہوتی ہے انہیں واشگاف کرنا چاہتا ہے، مصنف کے نزدیک یہ سب کے سب ایسے بُت ہیں جو انسانوں نے تراش لئے ہیں - خود مذہب کا وہ تصور جس کا نمونہ یہودی علماء نے مسیح کے ساتھ برتاؤ میں پیش کیا ایک خطرناک بت پرستی ہے مصنف کے نزدیک ضمیر کی آواز ہر صداقت کا آخری معیار ہونا چاہیئے لیکن اس تصور مذہب میں کوئی نقص ہے اور وہ آواز قابل شنوائی نہیں ہے، مصنف اپنے مختلف کرداروں کی زبان سے دکھاتا ہے کہ انفرادی طور پر لوگ مسیح کو سزائے موت دینا اپنی ضمیر پر بوجھ محسوس کرتے ہیں مگر جب اجتماعی مفاد کے نام پر انہیں بھڑکایا جاتا ہے تو وہ بلا تکلف اس ظلم میں شامل ہو جاتے ہیں اور اسے مذہب وملت کی بڑی خدمت سمجھتے ہیں -

مصنف اس کی توجیہ یوں کرتا ہے کہ اس طرح گناہ کا بوجھ سارے معاشرہ پر تقسیم ہو جاتا ہے اور فرد اپنے ضمیر پر اس کا بوجھ محسوس نہیں کرتا ۔ وہ آخر دلاتا ہے کہ یہ بالکل غلط ہے۔ اجتماعی مفاد بجائے خود ایک بُت پرستی ہے اگر وہ ضمیر کی روشنی اور آواز سے متصادم ہو۔

کہانی

کہانی یوں شروع ہوتی ہے کہ یہودی علماء کا اجتماع ہوتا ہے جس میں حضرت مسیحؑ کے دعاوی پر غیض و غضب کا اظہار ہوتا ہے۔ بڑی زوردار تقریریں ہوتی ہیں کہ یہ نیا مدعی قصرِ یہودیت کی بنیادوں کو ہلا رہا ہے جن باتوں کی وہ تلقین کرتا پھرتا ہے وہ صریح کفر اور گمراہی اور شریعت موسوی کی ہتک ہے۔ شریعت حضرت موسیٰ کا کوئی پیرو آئین و احترام کے لئے یہ برداشت نہیں کر سکتا کہ یہودیت کی صفوں میں انتشار پیدا کیا جائے، اور یہودی روایات کو اس طرح ٹھکرایا جائے جیسے یہ نیا مدعی اُلٹے سیدھے دعوے کرکے کر رہا ہے۔ تمام اکابرین علمائے یہود کا اس پر اجماع ہے۔ کہ یہ شخص (جناب یسوعؑ) ملحد بے دین اور کافر مطلق ہے اس کے ساتھ نرمی برتنا خدا اور اس کے رسول (حضرت موسیٰؑ) سے ظلم ہے۔ جو لوگ اس کے پیرو ہو گئے ہیں، وہ بھی یہودیت کے جسم میں ایک ناسور کی طرح ہیں۔ اور جس قدر جلد ہو سکے ان کا قلع قمع کرنا چاہیئے۔ اسمبلی ہال میں جہاں علمائے یہود یہ دھواں دھار تقریریں کرتے ہیں پبلک کے لوگ بھی جمع ہیں جو علماء کی تقاریر سن کر اشتعال میں آتے ہیں اور نعرے بلند کرتے ہیں اور مطالبہ کرتے ہیں کہ یہودیت کے اندر اس فساد اور انتشار پھیلانے والے کی سزا یہی ہونی چاہیئے کہ اسے دار پہ کھینچا جائے۔

ایک اعتراض کا جواب

باوجود اس کے اس مجمع میں کئی ایک نیک اور خدا ترس یہودی ایسے بھی ہیں جو جانتے ہیں کہ مسیح ایک نیک انسان ہیں اور جو تلقین وہ کرتے ہیں ان میں کوئی بات ایسی نہیں جو مذہب کے خلاف ہو، دشمن سے بھی محبت کرو۔ انکسار اختیار کرو، یہ ایسی تعلیم ہے جو درحقیقت مذہب کا نچوڑ ہے۔ وہ جمہور کے خوف سے دبک کر بیٹھے رہتے ہیں اور حق بات کہنے کی جرأت نہیں کر سکتے۔ ان میں سے ایک ہمت کرکے اٹھتا ہے اور علماء سے اپیل کرتا ہے کہ مسیح کے معاملہ پر ذرا ٹھنڈے دل و دماغ سے غور کرنا چاہیئے آخر ایک انسان کو سولی پہ چڑھانا کوئی معمولی بات نہیں اور پھر ایسے انسان کو جو دنیا کو خدا، نیکی اور انسانی ہمدردی کی طرف بلاتا ہے، اس پہ اسمبلی ہال میں شور اُٹھ جاتا ہے کہ "بیٹھ جاؤ" "بیٹھ جاؤ" "تم بھی غدار ہو اور مسیح لڑا رہے۔

اس مرد مومن کے جواب میں ایک عجیب یہودی علامہ اٹھتا ہے اور دلائل و براہین سے یہ ثابت کرتا ہے کہ حضرت [illegible] اور [illegible] اور مقدس روایات بلکہ یہودیت کے تمام مستقبل کا یہ تقاضا ہے کہ ایسے شخص کے ساتھ جو بدعتی ہے کسی قسم کی نرمی روا نہ رکھی جائے۔ سب سے بڑا گناہ بدعت ہے اور ہر ایک بدعتی کا ٹھکانا جہنم ہے، یہ قوم کے اندر فتنہ پیدا کرنے کا موجب ہو رہا ہے اور فتنہ قتل سے بھی اشد جرم ہے۔

اجماع کی دلیل

اور یہ جو کہا گیا ہے کہ شرعی مسائل کو سمجھنے میں غلطی کا امکان ہو سکتا ہے اور محض ظنی دلائل پر ایک شخص کی جان لینا گناہِ عظیم ہے، یہ بھی ایک ملحدانہ خیال ہے۔ کیا ہماری مقدس کتابوں میں نہیں لکھا کہ یہودی امت کبھی گمراہی پر متفق نہیں ہو سکتی؟ اور جب کبھی کسی بات پر متفق ہو جائے تو سمجھو کہ اس پر خدا کی طرف سے مہرِ تصدیق لگ گئی۔ یہودی علماء کا اجماع ہو چکا ہے۔ یہودی جمہور کا بھی یہی متفقہ مطالبہ ہے کہ اس نئے مدعی کو دار پر کھینچا جائے اس سے بڑھ کر اور کیا ثبوت ہو سکتا ہے کہ یہ شخص خدا کی نگاہ میں مجرم ہے اور خدا کا یہی منشا ہے کہ اسے کیفرِ کردار کو پہنچایا جائے۔ ہمیں خدا نے ایسی روشن کتاب دی ہے کہ اس کی تعلیمات ہر ایک شک اور ریب سے پاک ہیں۔ پھر یہ احساس کمتری کیسا کہ شاید ہم غلطی کر رہے ہوں۔ شریعت کا حکم بالکل صاف ہے کہ یہ شخص بدعتی ہے، ملحد ہے، نئی نئی باتوں کی تلقین کرتا ہے اور اس لئے مذہب و ملت کو اس کے شر سے محفوظ رکھنا ایک مقدس دینی فریضہ ہے جس کی ادائیگی میں کسی قسم کا پس و پیش کرنا منافقت کی نشانی ہے۔ شریعت کے معاملہ میں رافت اور نرم دلی کیسی؟

پلاطوس کی عدالت کو

اس پر ایک ہنگامہ برپا ہوتا ہے اور تمام مجمع نعرے لگاتا ہے کہ مسیح کو سولی پر چڑھایا جائے۔ چنانچہ پلاطوس کے پاس لے جاتے ہیں۔ مگر عدالت کے کمرے کے باہر ہی ٹھہر جاتے ہیں اس لئے کہ یہ ان کے ..... ایک سالانہ تہوار کی رسم کی ادائیگی کا وقت ہے جس کے لئے طہارت کی ضرورت ہوتی ہے اور عدالت کے کمرے میں جانے سے طہارت ٹوٹ جاتی تھی۔ مصنف کہتا ہے ...... کہ ایک طرف تو اس قدر تقوے اور طہارت کہ عدالت کے کمرے میں قدم رکھنا گناہ عظیم سمجھا جاتا ہے اور دوسری طرف یہ قساوت قلبی کہ ایک بے گناہ کا خون کرنا، اور ایسے انسان کا خون جو کہتا ہے کہ خدا محبت ہے، اور پڑوسی سے نیکی کرو، اور انکساری اختیار کرو۔

پلاطوس کی بیزاری

مصنف کہتا ہے کہ اس سارے بھیانک ڈرامے میں اگر کوئی ایسا ایکٹر دکھائی دیتا ہے جس میں ضمیر کی روشنی بالکل بجھ نہیں گئی تو وہ رومی گورنر پلاطوس ہے جسے اس تمام دلخراش نظارے نے ایک ذہنی کشمکش میں مبتلا کر دیا۔ اس بارے میں وہ اپنے ایک یونانی دوست سے جو فلسفی ہے مکالمہ کرتا ہے مکالمہ کا خلاصہ یہ ہے کہ پلاطوس اسے کہتا ہے کہ تمہارا فلسفہ تو آج تک یہ نہیں بتا سکا کہ بھلائی کیا ہے اور بُرائی کیا ہے۔ حق کیا ہے اور باطل کیا ہے میرا کام تو عملی رنگ کا ہے۔ میں نے تو سوسائٹی میں نظم و نسق قائم رکھنا ہے، تمہارا فلسفہ تو میری کوئی رہنمائی نہ کر سکا کہ مجھے کیا کرنا چاہیئے اور کیا نہیں کرنا چاہیئے مجھے توقع تھی کہ مذہب سے مجھے کچھ روشنی مل سکے گی کہ جہانبانی کے فرائض مجھے کیسے ادا کرنے چاہئیں۔ مگر آج جو نقشہ میں نے ان ارباب جبہ و دستار کا دیکھا ہے اس نے میری ان تمام توقعات پر پانی پھیر دیا۔ وہ ایک ایسے آدمی کے خون ناحق کے درپے ہیں جو میرے نزدیک بالکل بے گ"

اور ستم بالائے ستم یہ کہ خدا اور رسول کے نام پر ایسا کرنا چاہتے ہیں۔ یہ سب کے سب شریعت موسوی کے جید علماء ہیں، پابند صوم و صلوٰۃ ہیں، تقوے و طہارت ان کا شعار ہے۔ مگر باوجود اس کے اس پر تلے ہوئے ہیں کہ ایک بے گناہ کو سولی پر لٹکایا جائے میری تو ہوش ماری گئی ہے۔ مجھے قطعاً سمجھ نہیں آتا کہ کیا کروں، میں تو موٹی بات جانتا ہوں کہ بحیثیت گورنر مجھے صرف اس قدر سروکار ہونا چاہیئے کہ امن عامہ کو قائم رکھوں، چنانچہ وہ بلوہ و فساد کے خطرہ سے یہودی علماء کے سامنے سر تسلیم خم کرتا ہے اور مسیح کو سولی پہ لٹکانے کا حکم دیتا ہے۔

ناتمام انجام

مصنف واقعات کی کڑیوں کو آگے نہیں لے جاتا کہ مسیح کے ساتھ آگے کیا گذری اس قصہ کو چھوڑ دیتا ہے۔ اس کی کتاب کا مقصد چند اخلاقی سبق پیش کرنا ہے جو یہیں تک پورا ہو جاتا ہے، وہ بتانا چاہتا ہے کہ شریعت اور قانون کے نام پہ انسان کس قدر ظلم کر سکتا ہے، وہ بتانا چاہتا ہے کہ انفرادی حیثیت میں کوئی شخص ایسے فعل پہ جرأت نہیں کر سکتا جسے وہ دل سے ظلم سمجھتا ہے۔ مگر جب قوم کی قوم اس صریح ظلم پہ تل جائے تو افراد بھی اس رَو میں بہہ جاتے ہیں اس لئے کہ گناہ کا بوجھ بٹ جاتا ہے اور انفرادی ذمہ داری باقی نہیں رہتی ہے۔ وہ بتانا چاہتا ہے کہ لفظی موشگافیوں

میں مذہب نہ صرف اپنی حقیقت کھو بیٹھتا ہے بلکہ بدترین بربریت کا آلۂ کار بن جاتا ہے۔ خدا اور رسول کے نام پر ایک تازیک جمعہ کے روز یروشلم میں بربریت کا جو مظاہرہ ہوا، مصنف ان واقعات کے آئینے میں عالم انسانی تمدن کا گھنونا چہرہ دکھانا چاہتا ہے۔ جو اس کے نزدیک آج بھی ویسا ہی گھنونا ہے۔ وہ دکھانا چاہتا ہے کہ آج بھی انسانیت باہمی تعلقات میں اسی چیلنج سے دوچار ہے۔ اور دنیا میں جگہ جگہ ایک قریۃ الظالمہ کا نقشہ نظر آ رہا ہے، وہ تلقین کرنا چاہتا ہے کہ وطنیت، قومیت، یا رنگ و نسل کے نام پر آج انسان انسان سے جو مظالم روا رکھتا ہے وہ سب قرآنی اصطلاح میں قریۃ الظالمہ کا ... مصداق ہیں۔

مترجم کا ردِ عمل

مصنف کو یہیں چھوڑ کر اب ہم مترجم کے دیباچہ کی طرف آتے ہیں جو بجائے خود ایک معرکۃ الآرا بحث کا مجموعہ ہے۔ مترجم کے نزدیک یہ کتاب پہلی کوشش ہے جو اسلامی دنیا میں مسیحیت کے تصورِ مذہب کو صحیح رنگ میں سمجھنے کے لئے کی گئی ہے، اور مسیحی دنیا کو اس نئے اقدام کا دل سے خیر مقدم کرنا چاہیئے۔ اس سے اسلام اور مسیحیت میں گہری سطح پر میل ملاپ کا ایک باب کھلتا ہے، اور اس لئے کئی زبانوں میں اس کے تراجم ہو رہے ہیں، مترجم اپنے دیباچہ میں یہ بھی لکھتا ہے کہ قریۃ الظالمہ کا Theme (پلاٹ) چند ایک بنیادی اسلامی مسلمات کو بھی اپنی لپیٹ میں لے لیتا ہے۔ شریعت اسلامی کا ایک بنیادی اصول اجماع ہے جس مسئلہ پر علماء کا اجماع ہو جاتا ہے اس کو شریعت اسلامی حق و صداقت تسلیم کرتی ہے اس کتاب سے اجماع کے اصول پر بڑی کاری ضرب پڑتی ہے۔ یہودی علماء نے بھی مسیح جیسے برگزیدہ انسان کے ساتھ جو کچھ کیا اجماع کے بل بوتے پر کیا، ورنہ خود توریت کے رو سے مسیح کے الفاظ سے موسوی شریعت کے خلاف کوئی بات ثابت نہیں ہوتی تھی، جو لوگ اُن کو حق پر سمجھتے تھے اُن کی زبان بھی اس طرح بند کی گئی ہے کہ مسیح کے خلاف علماءِ امت کا اجماع ہو چکا ہے اور اکابرین علماءِ یہود نے فتوے دے دیا ہے کہ یہ شخص بدعتی، ملحد، کافر اور خارج از دین ہے اور ایسے آدمی کی سزا قتل ہے۔ دوسری اسلامی چیز جو ذہن میں آتی ہے وہ حدیث ہے کہ میری امت کبھی ضلالت پر متفق نہیں ہو سکتی۔ یہی دلیل مصنف یہود علماء کی زبان سے مسیح کو مجرم گردانتے کے لئے استعمال کرواتا ہے۔ جب اسمبلی ہال میں جمع شدہ لوگ یک آواز ہو کر مسیح کے قتل کا مطالبہ کرتے ہیں تو مصنف اپنے فسانہ کے ایک کردار سے کہلواتا ہے کہ یہ مطالبہ اس لئے حق ہے کہ ساری امت یہود کسی گمراہی پر جمع نہیں ہو سکتی ۔۔۔ ایک اور اسلامی تصور

جس پر مترجم کے نزدیک زد پڑتی ہے، وہ شرک کا مفہوم ہے۔ قریۃ الظالمہ میں شرک کا مفہوم صرف بتوں یا معبودانِ باطل کی پرستش تک محدود نہیں رہتا بلکہ ہر ایک Loyalty (وفاداری) جو خدا کے ساتھ وفاداری کو برطرف کر کے بذاتِ خود ایک قطعی معیار بن جائے وہ شرک ہے۔ قومیت، وطنیت، اجماع، منفعتِ جمہور، معاشی نظام، جو تصور بھی اپنے لئے قطعیت کا دعوے کرے وہ ایک نیا بت ہے جس کی پرستش شرک ہے۔

مترجم کا اختلاف

مترجم مصنف کے بعض نظریات کے متعلق یہ احساس ظاہر کرتا ہے کہ وہ اطمینان بخش نہیں ہیں، مثلاً مصنف کا یہ کلیہ کہ ضمیر کی آواز ہی صداقت کا قطعی معیار ہونا چاہیئے۔ مترجم کہتا ہے کہ دنیا نے بسا اوقات یہ نظارے بھی دیکھے ہیں جب بدترین مظالم ضمیر کی آواز کی متابعت میں معرضِ ظہور میں آئے۔ اور نہایت خلوصِ نیت سے انسان نے انسان پر مظالم کے پہاڑ یہ سمجھتے ہوئے ڈھائے ہیں کہ ایسا کرنا خدا کی خوشنودی کا موجب ہے اور وہ ایک بڑی نیکی کر رہے ہیں،

مسیح کو بچانیکی کوشش میں حواریوں کی ناکامی

ایک اور نظریہ جو قریۃ الظالمہ پیش کرتا ہے وہ یہ ہے کہ جب مسیح کی جان پر بن آئی تو ان کے حواریوں نے باہم مشورے کئے کہ ان کے بچانے کے لئے کیا کرنا چاہیئے۔ یہ تجویز بھی زیرِ غور آئی کہ زورِ بازو سے اور جان پر کھیل کر ان کو ظالموں کے پنجے سے چھڑایا جائے مگر چونکہ ان سے یہ نہ ہو سکا، ان کے دلوں پر یہ احساس چھا گیا کہ ہم گناہِ عظیم کے مرتکب ہوئے ہیں اور مصنف کا کہنا ہے کہ یہ اسی کا نتیجہ ہے کہ احساس گناہ کے بوجھ میں ہر وقت دبے رہنا مسیحیت کے مزاج کا جزو لاینفک بن گیا ہے مترجم کہتا ہے کہ مصنف کا یہ نتیجہ صحیح نہیں ہے۔ حواری جسمانی طاقت کیسے استعمال کر سکتے تھے جب کہ خود مسیح کی تعلیم ہی تشدد کے خلاف تھی۔

مسیح کا انجام پردۂ تاریکی میں

مترجم کو قریۃ الظالمہ کے پلاٹ میں سب سے بڑی خامی یہ نظر آتی ہے کہ وہ اس ڈرامہ کے مرکزی نقطہ کو بغیر چھوئے گذر جاتا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ حضرت مسیح اس تمام ڈرامے کے ہیرو ہیں اور ان کا تمام پارٹ (ROLE) یہ دکھاتا ہے کہ خدا کے لئے جان تک دینے سے بھی دریغ نہیں کرنا چاہیئے۔ مگر یہ کتاب بھی آخری منظر سے پردہ نہیں اُٹھاتی، کہ مسیح کا انجام کیا ہوا۔ پلاطوس کی عدالت سے انہیں سُولی کا حکم تو سنا دیا گیا مگر کہانی یہیں ختم ہو کر رہ جاتی ہے۔

مترجم کے نزدیک کہانی کو اسجگہ یکلخت ختم کرنے کی وجہ یہ معلوم ہوتی ہے کہ مسلمانوں میں عام خیال یہ ہے کہ حضرت مسیح کو صلیب پر چڑھنے سے قبل ہی خدا نے آسمان پر اُٹھا لیا اور کسی اور آدمی کو اس کا ہم شکل بنا دیا جسے صلیب پر لٹکا دیا گیا۔ اس پر مترجم کا یہ اعتراض ہے کہ اس طرح تمام کا تمام پلاٹ جو اس ڈرامہ کی تہ میں ہے غلط ہو جاتا ہے۔ پلاٹ کی انتہائی کڑی تو یہ ہونی چاہیئے تھی کہ خود مسیح کو جنہیں صلیب کی سزا ملی ہے صلیب پر چڑھنا چاہیئے تھا مگر عین وقت پر وہ ہیرو کا یہ رول (ROLE) ادا کرنے سے غائب نظر آتا ہے کہانی کو اُلٹی طرف لے جانے کے برابر ہے اور سارے پلاٹ کی ناکامی کے مترادف ہے۔ ہر ایک کہانی کا ایک ... climax (نقطۂ کمال) ہوتا ہے جو اس کا لب لباب ہوتا ہے۔ اور وہیں تک اسے پہنچنا چاہیئے۔ مگر مسیح کو پھانسی کی سزا کا حکم ہونے کے بعد اک دم سٹیج سے غائب ہو جانا کہانی کو anti climax کی طرف لے جاتا ہے۔ یہ ایک بڑا نقص ہے جو رہ گیا ہے۔

پلاٹ تو یہ تھا کہ مسیح ایک ہنگامہ بپا کرتے ہیں کہ دیکھو لوگو! خدا سے محبت کرو اور محبت کا حق یہ ہے کہ اس کے راستے میں جان بھی دینی پڑے تو اس سے بھی دریغ نہ کرو، تو وہ اس خوفناک راستہ کے تمام منازل طے کرتے ہیں، اذیتیں اٹھاتے ہیں۔ کانٹوں کا تاج پہنتے ہیں، ذلت اور رسوائی برداشت کرتے ہیں مگر جب انتہائی قربانی کا وقت آتا ہے تو جان بچا لینے پر رضامند ہو کر آسمان پر چلے جاتے ہیں اور ایک بے گناہ آدمی کو اپنی جگہ مروا دیتے ہیں اس سے تو یہ تمام ڈرامہ یوں کا ایک کھیل بن جاتا ہے۔ اگر یوں کہو کہ اس کی ذمہ داری مسیح پر نہیں خدا پر ہے جو بچا کر لے گیا۔ تو اس کے یہ معنے ہوئے کہ اس ڈرامے میں صرف مخالفین نے یہ کوشش نہیں کی کہ مسیح کا مشن ناکام ہو جائے بلکہ خدا نے بھی جو پارٹ ادا کیا اس کا مطلب بھی یہی ہوا کہ مسیح کا یہ مشن کہ دین کو خدا کے لئے جان دینا نہیں نا کام ہو جائے۔

شبہ لهم کی بحث

مترجم یہ کہتا ہے کہ عام مسلمانوں نے جو قرآن کریم کے الفاظ ولکن شبہ لهم کے یہ معنے کئے ہیں کہ مسیح کے کسی ہم شکل کو پھانسی دی گئی اس سے تو معاملہ ایک مضحکہ بن جاتا ہے وہ کہتا ہے کہ ان الفاظ کا دوسرا ترجمہ احمدی لوگ یوں کرتے ہیں کہ لفظ شبہ میں ہ کی ضمیر مسیح کی طرف نہیں جاتی بلکہ مصلوب ہو جانے کے مشابہ ہو گئے، درحقیقت مصلوب نہیں ہوئے۔

مترجم کا مضحکہ خیز خیال

احمدیت کا یہ نظریہ بیان کر چکنے کے بعد

مترجم اس پوائنٹ کو یہ کہہ کر یہیں چھوڑ جاتا ہے کہ یہ
Anathema (کھلیتھہ اسلامی) خیال نہیں ہو
اور دوسرے زاویے کی طرف متوجہ ہو کر اس کا بھونڈا پن
جیسے اوپر بیان کیا گیا ہے ظاہر کرتا ہے۔ بالفاظ دیگر
وکیا ہی مصنف نے کہ ڈرامے کو نقطۂ انتہائی عروج
تک لے جائے بغیر وہیں کا وہیں چھوڑ دیا تاکہ عامۃ المسلمین
کے خیال کی تردید نہ کرنی پڑے۔ مترجم بھی احمدیہ
توجیہہ کو یہ تسلیم کر کے کہ یہ سچے بھی مسیح ہیں وہیں چھوڑ
دیتا ہے، اور آگے جیسے احمدی اس ڈرامہ کو باقی
منازل سے بھی گذارتے ہیں، نہیں چلتا۔ اگلی کڑی
وسیحیت پیش کرتی ہے یعنے یہ کہ تین دن مر چکنے کے
بعد مسیحؑ زندہ اٹھ کھڑے ہوئے اسی طرح مضحکہ خیز ہے
جیسے عام مسلمانوں کا خیال کہ صلیب سے پہلے ہی
اٹھا لئے گئے۔ ڈرامے کا پلاٹ تو دونوں صورتوں
میں فیل ہو جاتا ہے خواہ صلیب سے قبل خدا کی مداخلت
سے مسیحؑ آسمان پر جاتے ہیں یا صلیب کے بعد۔
دونوں صورتوں میں خدا اور مسیحؑ دونوں نے (نعوذ
باللہ) لوگوں کی آنکھوں میں خاک جھونکی۔ مسیحؑ تو حق
کے لئے جان دینے کی تلقین کرتے رہے۔ مگر ان کا
اپنا جان دینا دونوں صورتوں میں جھوٹ موٹ کا تھا۔
پہلی صورت میں ان کا کوئی ڈبل (ہمشکل) پھانسی ہوا۔

دکھاوے کی موت

دوسری صورت میں بھی ان کی موت سچ مچ
کی موت نہیں تھی بلکہ ایک منصوبہ کے ماتحت ایک
عارضی سہ روزہ موت تھی جسے مسیحؑ خود بھی جانتے
تھے۔ حقیقی موت تب ہوتی جب مسیح قطعی لاعلم ہوتے
کہ مجھے کیا پیش آنے والا ہے۔ وہ تو خدائی منصوبہ
میں برابر کے شریک کار تھے۔ اور جانتے تھے
میں اسی لئے جا رہا ہوں کہ سُولی پر چڑھ کر اور اپنے
اوپر موت وارد کر کے دکھاؤں۔ اس دکھاوے
کی موت سے وہ قربانی تو نہیں ہوتی جو سچ مچ کی
موت ہوتی ہے جس کی حضرت مسیح تلقین کرتے تھے۔
حقیقی سولی رہ جاتی ہے جس کا تصور بھی انسان کو خوفزدہ
کر دیتا ہے نہ حقیقی موت۔

حضرت مسیحؑ کی عظمت احمدیہ توجیہہ میں

حضرت مسیحؑ کی ساری عظمت اور جلال اسی میں ہے
کہ وہ خدا اور حق و صداقت کے لئے اسی طرح
سولی پر چڑھے جیسے ایک عام انسان کے لئے سُولی
لرزہ بر اندام کرنے والی چیز ہوتی ہے، اور حقیقی (نہ
کہ سہ روزہ) موت کا پیالہ نوش کریں۔ مسیحی عقیدہ
میں حضرت مسیح جانتے تھے کہ ان کا صلیب پر چڑھنا
اور موت چند روزہ تھی اور تین دن کے بعد انہوں
نے جی اٹھنا تھا، صلیب اور صلیبی موت کی تمام
خوفناکی کو ختم کر دیتا ہے، اور اس عظیم الشان قربانی
کی حیثیت کہ حضرت مسیحؑ نے خدا کی رضا کے لئے

جان تک دے دی محض ایکٹنگ کی رہ جاتی ہے۔
مترجم محض ایک فاضل متفکر نہیں ہیں ان کے
دیباچہ میں سچی تلاش حق کی روح کام کرتی نظر آتی ہے
انہیں لیکن شبہ لہم کی احمدیہ توجیہہ پر مزید غور
کرنا چاہیئے اس لئے کہ اسی سے ڈرامہ اپنے صحیح
climax (نقطہ عروج) تک پہنچتا ہے
اور ایک دنیا کے لئے سبق پیش کرتا ہے کہ دیکھو
ایک خدا کے برگزیدہ نے حق و صداقت کے لئے
کس جوانمردی اور استقلال سے جان تک دینے
سے دریغ نہیں کیا۔

احمدیت میں اس ڈراما کی اگلی کڑیاں

اس ڈراما کی اگلی کڑیاں جو احمدیت پیش کرتی
ہے سب کی سب معقول اور ڈراما کے مرکزی
پلاٹ سے بالکل ہم آہنگ ہیں، صلیب سے حضرت
مسیحؑ اتارے جاتے ہیں تو لکھوائے الفاظ قرآنی
کالمصلوب ہوتے ہیں۔ سچ مچ مصلوب
نہیں ہونے پاتے۔ اتارے بھی جاتے ہیں محض
تین گھنٹے کے بعد، جو موت وارد کرنے کے لئے
مسلمہ طور پر ناکافی ہوتے ہیں، ان کے زخموں سے
ابھی خون بہتا ہے جو زندگی کی نشانی ہے۔ ان کا جسم
اُن کے ایک عقیدت مند کے حوالے کر دیا جاتا ہے
وہ عقیدت مند اس جسم کو ایک خاص وضع کی قبر
میں لے جاتا ہے جس میں باہر سے آمد و رفت کا
راستہ رکھا جاتا ہے۔ قبر کے اندر تین دن تک
مرہم پٹی ہوتی ہے، جو مرہم استعمال ہوتی ہے اس کا
نام اب تک یونانی طب میں مرہم عیسٰے چلا آتا ہے
تیسرے دن جب ان کی طبیعت بحال ہوتی ہے
تو قبر سے علی الصباح نکلتے ہیں، اپنا لباس وہیں
قبر میں چھوڑ جاتے ہیں اور ایک مالی کا لباس زیب تن
کرتے ہیں، بالفاظ دیگر بھیس بدلتے ہیں، تاکہ دشمنوں
کی نظر اُن پر نہ پڑ سکے۔ بند دروازوں کے پیچھے حواریوں
سے ملاقات کرتے ہیں۔ بھوک مٹانے کے لئے
اُن سے کھانے کے لئے مانگتے ہیں اور کھاتے
ہیں۔ اور چالیس دن اس طرح گمنامی میں رہ کر جب
لمبے سفر کے لئے کافی طاقت بھر جاتی ہے تو دشمن
مملکت کے حدود سے باہر نکلنے کے لئے روانہ
ہو جاتے ہیں۔ اسی زمانہ میں روما کی مملکت کی سرحدیں
ایک طرف تمام اُن ممالک پر پھیلی ہوئی تھیں جنہیں
مشرق وسطے کہتے ہیں۔ اور دوسری طرف
ایشیائے کوچک اور شمالی افریقہ اور یورپ کے
ایک بڑے حصہ تک۔ ایک ہی ملک ایسا
تھا جو اس مملکت سے باہر تھا اور اس لئے
حضرت مسیحؑ کے لئے مامن ہو سکتا تھا وہ ملک ہندوستان
تھا۔ چنانچہ اس طرف کا رُخ کیا۔ کاش اس تمام
پُر خطر سفر کی کہانی جو حضرت مسیحؑ نے فلسطین سے
ہندوستان تک دشوار گذار راستوں سے کیا مرتب

ہو سکتی تو یقیناً تاریخ انسانی کی ایک دلچسپ ترین کہانی ہوتی
ہے۔ ممکن ہے محکمۂ آثارِ قدیمہ کو کوئی ایسے لکھے
اور دبے ہوئے نوشتے دستیاب ہو جائیں جیسے
ملک اردن میں غاروں سے آج کل برآمد ہو رہے
ہیں اور اُن سے حضرت مسیحؑ کی کہانی کی گم شدہ
کڑیاں مرتب ہو سکیں۔

حضرت مسیحؑ کی بہترین پناہ گاہ

قرآن کریم سے اس قدر سراغ ضرور ملتا ہے
کہ حضرت مسیح ...... اور ان کی والدہ ماجدہ کے
متعلق لکھا ہے کہ **اٰوَیْنٰهُمَآ اِلٰی رَبْوَةٍ
ذَاتِ قَرَارٍ وَّمَعِیْنٍ** ہم نے دونوں کو
ایک ایسی جگہ پناہ دی جو ایک سطح مرتفع پر واقع
ہے جس میں انہیں امن اور سکون ملا اور جو چشموں
سے بھرپور ہے۔ یہ نقشہ وادی کشمیر اور صرف
وادی کشمیر پر منطبق ہوتا ہے۔ وادی کشمیر کی
بلندی اوسطاً پانچ ہزار فٹ ہے اس میں قدم قدم
پر قدرتی چشمے بہتے ہیں۔ اس کی سرسبزی اور شادابی
کا یہ عالم ہے کہ اس میں قلب انسانی کو فرحت اور
سکون ملتا ہے۔ اور اس لحاظ سے کہ حکومت روما
کا لمبا ہاتھ وہاں تک نہیں پہنچ سکتا تھا یہ حضرت
مسیحؑ اور ان کی والدہ کے لئے بہترین پناہ گاہ
تھی۔

ان کڑیوں پر ایک اور کڑی کا بھی اضافہ کریں
کہ کشمیر کے دارالسلطنت سری نگر میں آج تک ایک
قبر موجود ہے جو زیارت گاہ خلائق ہے، جو نبی کی
قبر کے نام سے مشہور ہے، اور یوز آسف
کی قبر بھی کہلاتی ہے جو حضرت مسیح کا ہی نام تھا اور
قبر کی بناوٹ بھی یہودی قبروں کی طرح ہے۔

عیسائی دنیا کے لئے لمحۂ فکریہ

اگر مسیحی دنیا کو حضرت مسیحؑ کے ساتھ عقیدت
محض جذباتی رنگ کی نہیں بلکہ وہ فی الحقیقت ان کی
زندگی کی بعد از صلیب کڑیوں کو محققانہ رنگ میں
جوڑنا چاہتے ہیں تو اُن کے لئے یہ مشکل نہیں ہونا
چاہیئے کہ علم آثارِ قدیمہ کے ماہرین کی ایک ٹیم
سری نگر جا کر حکومت ہندوستان کی منظوری سے
اس قبر کی کھدائی کروا کر دیکھیں۔ ممکن ہے اس میں
سے کوئی ایسے کتبے یا اس زمانے کی کوئی اور چیزیں
ایسی دستیاب ہوں جن سے مسیح کا کھوج مل سکے۔
قریۃ الظالمہ کی کہانی کا حقیقی ......
(انتہائی نقطۂ عروج) تو وہاں جا کر
ختم ہوتا ہے۔ اگر مسیحی دنیا کو واقعی حضرت مسیحؑ کی تلاش
ہے، تو کلیسا کی خودساختہ کہانی پر جس میں قدم قدم پر
جناب مسیح کے سارے مشن پر حرف آتا ہے
دوبارہ ٹھنڈے دل سے غور کریں۔ مسیح کی سچی کہانی
یقیناً وہی ہے جو خدا کی وحی قرآن کریم میں پیش کرتا

(باقی بر صفحہ اشتہار کے پیچھے)

مسیح موعود علیہ السلام کا مقام (۶) تتمہ

مولانا خلیل الرحمن صاحب مصری

گذشتہ اقساط میں میں نے اصولی طور پر یہ ثابت کر دیا ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ کا اصلی مقام، مقام نبوت نہیں بلکہ مقام ولایت ہے آپ کی وحی بھی وحی ولایت ہے وحی نبوت نہیں اور آپ جماعت اولیاء کے فرد ہیں جماعت انبیاء کے نہیں اس لئے امتی، ظلی، بروزی نبی وغیرہ کے الفاظ ولی کے ہی ہم معنی ہیں جیسا کہ حضرت اقدس نے فرمایا فقد اتفق اهل القلوب علی ان الولایۃ ظل النبوۃ۔ (الحجۃ النور ص۳۷) یعنی تمام اہل دل اس بات پر متفق ہیں کہ نبوت کا ظل ولایت ہوتی ہے جس کا مطلب صاف ہے کہ جس کسی شخص کے قلب مطہر میں کسی نبی کا ظل پایا جائے گا تو وہ شخص ولی کہلائے گا نہ کہ نبی۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت اقدس نے اپنی تمام کتب میں خواہ وہ سنہ ۱۹۰۱ء سے قبل کی ہوں یا ۱۹۰۱ء کے بعد کی سب میں اپنے آپ کو جماعت اولیاء کا ہی فرد لکھا ہے میں حیران ہوں کہ جب حضرت مسیح موعودؑ اپنے آپ کو بروزی طور پر خاتم الانبیاء قرار دیتے ہیں، جیسا کہ "اشتہار ایک غلطی کا ازالہ" میں فرماتے ہیں:-

"میں بارہا بتلا چکا ہوں کہ میں بموجب آیت

واٰخرین منھم لما یلحقوا بھم

بروزی طور پر وہی نبی خاتم الانبیاء ہوں"

تو ہمارے بھائی حضرت اقدس کو خاتم الانبیاء تسلیم کیوں نہیں کرتے ہمارے یہ بھائی صاف لفظوں میں حضور کو خاتم الانبیاء کی بجائے خاتم الاولیاء قرار دیتے ہیں لیکن جب حضور اپنے متعلق یہ لکھتے ہیں کہ میں بروزی طور پر نبی صلعم ہی ہوں تو انہیں ولی کہنے کی بجائے نبی کہنے لگ جاتے ہیں اس فرق کی کوئی معقول وجہ سمجھ میں نہیں آسکتی جبکہ بروزی خاتم الانبیاء "خاتم الانبیاء" نہیں بن سکتا بلکہ حقیقت کے لحاظ سے خاتم الاولیاء ہی رہتا ہے تو بروزی نبی "نبی" کس طرح بن سکتا ہے وہ بھی حقیقت کے لحاظ سے ولی ہی ہوگا۔ اگر ہمارے بھائی اسی ایک نکتہ پر غور فرمائیں گے تو حضرت اقدسؑ کا حقیقی مقام ان پر واضح ہو جائے گا۔

کسی بزرگ کا قول ہے:-

"علموں بس کریں او یار

اکو الف تیرے درکار"

سو بعض اوقات ایک لفظ ہی تنازعات کا فیصلہ کرنے کے لئے کافی ہوتا ہے اگر نیتیں صاف ہوں اور قلوب قبول حق کے لئے تیار ہوں اور تعصبات درمیان میں حائل نہ ہوں اور طبائع [illegible] کی طرف میلان سے محفوظ ہوں اللہ تعالیٰ ہمارے دلوں کو قبول حق کے لئے کھول دے اور ہر قسم کے زیغ سے محفوظ رکھے آمین۔

بار بار توجہ دلانے کی وجہ

میں حضرت اقدسؑ کے مقام کو متعین کرنے کی طرف بار بار توجہ اس لئے دلا رہا ہوں کہ میں سمجھتا ہوں کہ اگر دونوں جماعتیں مقام کی تعیین پر متفق ہو جائیں تو حضرت اقدسؑ کی پوزیشن غیروں کی نظروں میں مکمل طور پر مستحکم ہو جاتی ہے اور انہیں جو اب ہنسی و تمسخر کا موقعہ مل رہا ہے کالعدم ہو جاتا ہے اور جو مشکلات خود ہمارے بھائیوں کو بھی دوسرے مسلمانوں کے ساتھ معاملہ کرنے میں پیش آ رہی ہیں وہ بھی سب دور ہو جائیں گی چشمہ معرفت جو حضور کی مفصل تصانیف میں سے سب سے آخری تصنیف ہے اس میں بھی حضور نے اپنے آپ کو جماعت اولیاء کا فرد ہی تحریر فرمایا ہے جیسا کہ فرمایا:-

"اس آخری زمانہ میں تفرقہ دور کرنے کے لئے اور دنیا کے تمام لوگوں کو صرف ایک کتاب پر جمع کرنے کے لئے ان تمام پہلی کتابوں کی برکتیں سلب کر لی ہیں ورنہ اس کا سبب کیا ہے کہ جس طرح قرآن شریف اور آنحضرت صلعم کی سچی پیروی سے انسان جماعت اولیاء اللہ میں داخل ہو سکتا ہے ان کتابوں میں یہ خاصیت پائی نہیں جاتی"

پھر فرمایا:-

"میں نے قرآن شریف میں ایک زبردست طاقت پائی ہے میں نے آنحضرت صلعم کی پیروی میں ایک عجیب خاصیت دیکھی ہے جو کسی مذہب میں وہ خاصیت اور طاقت نہیں اور وہ یہ کہ سچا پیرو اس کا مقامات ولایت تک پہنچ جاتا ہے"

عبارت مندرجہ بالا میں دو امر واضح طور پر بیان کئے گئے ہیں۔ اوّل یہ کہ جو خاصیت اب نبی کریم صلعم اور قرآن شریف کی پیروی میں پائی جاتی ہے وہی خاصیت پہلے زمانوں اور پہلے نبیوں کی پیروی میں بھی پائی جاتی تھی لیکن اب ان سے برکات و طاقت سلب ہو گئی ہے اور دوسرا امر یہ ہے کہ ان کی پیروی صرف ولایت کے مقام تک پہنچاتی ہے۔ مقام نبوت تک نہیں پہنچاتی۔ [illegible]

یعنی ان اولیاء اور نبیوں کے درمیان

نہایت ہی قریبی تعلق ہے اسی چشمہ سے

یہ پیتے ہیں جس چشمہ سے نبی پیتے رہے ہیں"

اسی طرح حقیقۃ الوحی کا اسی مضمون سے حوالہ سے میری ہوئی ہے مواہب الرحمان بھی اسی حقیقت کی مؤید ہے انشاء اللہ ان سب حوالوں پر عنقریب مفصل روشنی ڈالی جائے گی۔ بہرحال میرے دل میں یہ درد ہے کہ کسی طرح دونوں جماعتیں دنیا کے سامنے حضرت مسیح موعود کے مقام کو پیش کرنے میں متحد ہو جائیں خواہ یہ الگ الگ نظام کے ماتحت ہی کام کریں لیکن مقام ایک ہی پیش کریں تا تبلیغ دونوں جماعتوں کی مکمل طور پر موثر ثابت ہو، کاش ہمارے بھائیوں کے قلوب پر یہ حقیقت جلد منکشف ہو جائے کہ حضور کا اصل مقام ولایت ہی ہے نبوت نہیں اور حضور کی محکم تحریریں اس پر بالوضاحت دلالت کر رہی ہیں جس دن یہ انکشاف ہوگا اسی دن تحریک احمدیت کے چہرے پر [illegible] دور ہو جائیگی اللہ تعالیٰ وہ دن جلد لائے جو یہ اتحاد عملی صورت اختیار کرے۔ آمین۔

عبارتوں کا صحیح مفہوم بیان کرنیکی ضرورت

چونکہ عرصہ قریباً ۵ سال سے ہمارے بھائیوں کے ذہنوں میں حضرت اقدسؑ کی بعض عبارتوں کا ایک غلط مفہوم ...... راسخ ہوا ہوا ہے اس لئے جب تک وہ ذہنوں سے نہ نکلے ان کے لئے حقیقت تک پہنچنا آسان نہیں اس لئے ضروری ہے کہ ان حوالہ جات کا صحیح مفہوم ان پر واضح کیا جائے گزشتہ قسط میں میں حقیقۃ الوحی کے ص۹۵ کے حاشیہ کی عبارت کا صحیح مفہوم بیان کر کے بتلا چکا ہوں کہ حقیقۃ الوحی اور ازالہ اوہام میں قطعاً کوئی فرق نہیں حقیقۃ الوحی کے اس صفحہ پر بھی وہی مضمون بیان کیا گیا ہے جو ازالہ اوہام میں بیان ہوا ہے ناسخ منسوخ کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا، موجودہ مقالہ میں ایک اور غلط فہمی کو دور کرنے کی کوشش کی جاتی ہے وباللہ التوفیق۔

نبوت کے متعلق لغوی و اسلامی اصطلاح الگ الگ ہیں

حضرت مسیح موعودؑ کو ایک الہام ہوا جری اللہ فی حلل الانبیاء" اربعین نمبر ۲ کے صفحہ ۱۷-۱۸ پر اس الہام کو درج کرنے کے بعد حضور حاشیہ پر

یہ فرماتے ہیں :-

"یہ الفاظ بطور استعارہ ہیں جیساکہ حدیث میں بھی مسیح موعود کے لئے نبی کا لفظ آیا ہے ظاہر ہے کہ جس کو خدا بھیجتا ہے وہ اس کا فرستادہ ہوتا ہے اور فرستادہ کو عربی میں رسول کہتے ہیں اور جو غیب کی خبر خدا سے پاکر دیوے اسکو عربی میں نبی کہتے ہیں اسلامی اصطلاح میں اس کے معنے الگ ہیں اس جگہ محض لغوی معنی مراد ہیں"

عبارت مندرجہ بالا میں "نبی" کے لغوی اور اسلامی اصطلاح کے معنی کو الگ الگ کرکے بیان کیا گیا ہے اور حضور نے اس میں اپنا نبی اور رسول ہونا محض لغوی معنی کے اعتبار سے بتلایا ہے اسلامی اصطلاح کے اعتبار سے اپنے نبی اور رسول ہونے کی بصراحت نفی کی ہے احباب کرام عبارت مندرجہ بالا میں "محض لغوی" کے لفظ کو خوب اچھی طرح ذہن نشین کرلیں اب قابل دیکھنے کے یہ بات رہ جاتی ہے کہ حضرت اقدس نے اسلامی اصطلاح میں "نبی" کی کیا تعریف فرمائی ہے۔

حضور کا ایک اہم مکتوب

اخبار الحکم نمبر ۲۹ جلد ۳ ۱۷ اگست ۱۸۹۹ء میں حضور کا ایک خط شائع ہوا ہے اس میں حضور فرماتے ہیں :-

"محبی عزیزی اخویم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ - عنایت نامہ پہنچا حال یہ ہے کہ اگرچہ عرصہ بیس سال سے متواتر اس عاجز کو الہام ہوا ہے اکثر دفعہ ان میں رسول یا نبی کا لفظ آگیا ہے جیساکہ یہ الہام ہوا هو الذی ارسل رسوله بالهدی ودین الحق اور جیسا کہ یہ الہام ہوا جری اللہ فی حلل الانبیاء اور جیسا کہ یہ الہام ہوا دنیا میں ایک نبی آیا مگر دنیا نے اسکو قبول نہ کیا ایسے ہی بہت سے الہام ہیں جن میں اس عاجز کی نسبت نبی یا رسول کا لفظ آیا ہے لیکن وہ شخص غلطی کرتا ہے جو ایسا سمجھتا ہے کہ اس نبوت سے مراد حقیقی نبوت اور رسالت ہے جس سے انسان خود صاحب شریعت کہلاتا ہے بلکہ رسول کے لفظ سے صرف اسی قدر مراد ہے، کہ خدا تعالی کی طرف سے علم پاکر پیشگوئی کرنے والا یا معارف پوشیدہ بتانے والا سو چونکہ ایسے لفظوں سے جو محض استعارہ کے رنگ میں ہیں اسلام میں فتنہ پڑتا ہے اور اس کا نتیجہ سخت بد نکلتا ہے اس لئے اپنی جماعت کی معمولی بول چال اور دن رات کے محاورات میں یہ لفظ نہیں آنے چاہئیں اور دلی ایمان سے سمجھنا چاہیئے کہ نبوت آنحضرت صلعم پر ختم ہو چکی ہے جیساکہ اللہ تعالے فرماتا ہے ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین اس آیت کا انکار کرنا یا استخفاف کی نظر سے دیکھنا درحقیقت اسلام سے علیحدہ ہونا ہے جو شخص انکار میں حد سے گذرتا ہے جس طرح کہ وہ ایک خطرناک حالت میں ہے اسی طرح وہ بھی جو شیعوں کی طرح اعتقاد میں حد سے گذر جاتا ہے جاننا چاہیئے کہ خدا تعالے نے اپنی تمام نبوتوں اور رسالتوں کو قرآن شریف اور آنحضرت صلعم پر ختم کر دیا ہے اور ہم محض دین اسلام کے خادم بن کر دنیا میں آئے اور دنیا میں بھیجے گئے ہیں نہ اس لئے کہ اسلام کو چھوڑ کر کوئی اور دین بنائیں ہمیشہ شیطان کی رہزنی سے اپنے آپ کو بچانا چاہیئے اور اسلام سے سچی محبت رکھنی چاہیئے اور آنحضرت صلعم کی عظمت کو بھلانا نہیں چاہیئے ہم خادم دین اسلام ہیں اور یہی ہمارے ظہور کی علت غائی ہے اور نبی اور رسول کے لفظ استعارہ اور مجاز کے رنگ میں ہیں رسالت لغت عرب میں بھیجے جانے کو کہتے ہیں اور نبوت یہ ہے کہ خدا سے علم پاکر پوشیدہ حقائق اور معارف کو بیان کرنا سو اسی حد تک مفہوم کو ذہن میں رکھکر دل میں ...... اس کے معنی کے موافق اعتقاد کرنا مذموم نہیں ہے مگر چونکہ اسلام کی اصطلاح میں نبی اور رسول کے یہ معنے ہوتے ہیں کہ وہ کامل شریعت لاتے ہیں یا بعض احکام شریعت سابقہ کو منسوخ کرتے ہیں یا نبی سابق کی امت نہیں کہلاتے اور براہ راست بغیر استفادہ کسی نبی کے خدا تعالے سے تعلق رکھتے ہیں اس لئے ہوشیار رہنا چاہیئے کہ اس جگہ بھی یہی معنی نہ سمجھ لیں کیونکہ ہماری کتاب بجز قرآن کریم کے نہیں ہے اور کوئی دین بجز اسلام کے نہیں ہے اور ہم اس بات پر ایمان رکھتے ہیں کہ ہمارے نبی صلعم خاتم الانبیاء اور قرآن شریف خاتم الکتب ہے سو دین کو بچوں کا کھیل نہیں بنانا چاہیئے اور یاد رکھنا چاہیئے کہ ہمیں بجز خادم اسلام ہونے کے اور کوئی دعوے بالمقابل نہیں اور جو شخص ہماری طرف اس کے خلاف منسوب کرے وہ ہم پر افتراء کرتا ہے ہم اپنے نبی کریم کے ذریعہ فیض اور برکات پاتے ہیں اور قرآن کے ذریعہ سے ہمیں فیض معارف ملتا ہے سو مناسب ہے کہ کوئی شخص اس ہدایت کے برخلاف کچھ بھی دل میں نہ رکھے ورنہ وہ خدا تعالے کے نزدیک اس کا جواب دہ ہوگا اگر ہم اسلام کے خادم نہیں ہیں تو ہمارا سارا کاروبار عبث اور مردود اور قابل مواخذہ ہے زیادہ خیریت والسلام۔ مورخہ ۱۷ اگست ۱۸۹۹ء"

مکتوب مندرجہ بالا میں سات اہم امور

حضرت اقدس کی مندرجہ بالا تحریر میں سات باتیں بین طور پر ثابت ہیں :-

اوّل لغوی نبوت اور اسلامی اصطلاح میں نبوت کے درمیان فرق۔

دوم اسلامی اصطلاح میں نبوت کی وہ تعریف جس کے مصداق حضرت اقدس قطعاً نہیں ہو سکتے بلکہ حضور نے خود صاف الفاظ میں اس تعریف کا مصداق ہونے سے انکار کیا ہے۔

سوم اسلامی اصطلاح اور لغت کی اصطلاح کو ایک قرار دینے والا غلو سے کام لینے والا ہے

چہارم حضرت کو الہامات میں بالکل ابتداء ہی سے صریح لفظوں میں "نبی" کہکر پکارا گیا ہے اس لئے وہ دوست جو صریح طور پر نبی کا خطاب دیا گیا" کے الفاظ پر اڑے ہوئے ہیں وہ غور فرمائیں کہ "دنیا میں ایک نبی آیا" کے الفاظ سے زیادہ صریح الفاظ اور کونسے ہو سکتے ہیں اور کیا یہ الہام بالکل ابتداء کا نہیں حضرت اقدس تو اس خط میں بیس سال سے ایسے الہاموں کا اقرار فرمارہے ہیں جو رسول اور نبی کے الفاظ پر مشتمل ہیں اس سے زیادہ صراحت اور کیا ہو سکتی ہے۔

پنجم الفاظ نبی اور رسول محض مجاز اور استعارہ کے رنگ میں استعمال ہوتے ہیں گویا لغوی معنی کو ہی مجاز اور استعارہ قرار دیا ہے اور یہی الفاظ حقیقۃ الوحی کے ساتھ جو استفتاء ہے اس میں درج ہیں :-

سمیت نبیاً من اللہ علی طریق المجاز لا علی وجہ الحقیقۃ خط کی عبارت اور حقیقۃ الوحی کی عبارت میں کیا کوئی فرق ہے [illegible] ہے کہ میں فی الحقیقت نبی نہیں ہوا [illegible] میں بھی یہی فرمایا ہے گویا جو شروع میں کہا وہی آخر میں بھی کہا، سبحان اللہ علم کی کیا زبردست پختگی ہے

الفاظ محض لغوی معنی میں مستعمل ہوئے ہیں جیسا کہ پہلی کتابوں۔

ششم جو دوست حقیقی نبی سے مراد صرف شریعت والا نبی سمجھتے ہیں وہ حضرت اقدسؑ کی اسلامی اصطلاح والی تعریف پر غور کریں، اس تعریف میں حضور نے براہِ راست نبوت پانے والے کو بھی حقیقی نبی ہی قرار دیا ہے اس لئے ان کی یہ غلطی بھی قابلِ اصلاح ہے۔ میں نے یہ خط سارا ایک تو اس لئے نقل کیا ہے کہ اس میں حضرت اقدسؑ نے اپنا اصل مقام وضاحت سے بیان کیا ہے اور اس میں وہ تمام امور بالتفصیل مذکور ہیں جو حضور کے مقام سے تعلق رکھتے ہیں۔ ہمارے احباب غیر از جماعت دوستوں کو بھی پڑھائیں تا انہیں حضرت اقدسؑ کے اصل مقام کا پتہ لگے اور انہیں علم ہو کہ حضرت مسیح موعودؑ کو حضرت نبی کریم صلعم اور قرآن کریم اور اسلام سے کتنی زبردست محبت تھی۔

ہفتم حضور نے جماعت کو عام طور پر اور روزمرہ کے محاورات میں لفظ نبی کے استعمال سے منع کیا ہے جس کی پابندی جماعت پر لازم ہے اگر وہ حضور کے ارشادات پر عمل کرنے اور حکم و عدل کے فیصلوں کے آگے جھکنے کے لئے اپنے سینوں میں انشراح پاتے ہوں۔

دونوں تعریفوں کو ایک قرار دینے کی بے جا اور ناکام کوشش

دونوں احمدی جماعتوں میں جن اصولی مسائل میں اختلاف چلا آتا ہے لغوی اور اسلامی اصطلاح میں نبوۃ کی تعریف میں جو فرق حضرت مسیح موعودؑ نے بیان فرمایا ہے وہ اس اختلاف کو دائمی طور پر مٹا دینے کے لئے ایک فیصلہ کن دلیل کی حیثیت رکھتا ہے اگر حضور اسلامی اصطلاح میں نبی نہیں ہیں اور نہ ہو سکتے ہیں تو پھر آپ کا مقام بجز ولایت کے اور کوئی نہیں ہو سکتا اور ہمارے بھائیوں کو بھی یہ مسلم ہے کہ حضور نبی ہونے سے انکار اسی تعریف کی وجہ سے کرتے رہے ہیں۔ ہمارے بھائیوں کو یہ قوی احساس ہے کہ نبوت کی دونوں تعریفوں میں حضرت اقدس کی قلم سے بیان کردہ فرق ہمارے عقائد کی عمارت کو دھڑام سے زمین پر گرا دیتا ہے اس لئے ان کو فکر لاحق ہوئی کہ اس کی کوئی ایسی تاویل کرنی چاہیئے جو ہمارے عقیدہ نبوت پر منطبق ہو جائے اور ہمیں اپنے اس عقیدہ میں تبدیلی نہ کرنی پڑے حالانکہ بوجہ ایک متقی جماعت ہونے کے اُن کا فرض یہ ہے کہ حق کے ظاہر ہونے پر اپنی غلطی کی اصلاح کرتے ہوئے اس کے سامنے سر جھکا

پہلی تاویل

پہلی تاویل ہمارے ان بھائیوں کی طرف سے یہ کی گئی ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ نے اسلامی اصطلاح میں نبی کی جو تعریف کی ہے وہ قرآن کریم یا احادیث سے اخذ کردہ نہیں بلکہ مسلمانوں میں مروجہ تعریف کو ہی اختیار کیا گیا ہے۔ کیونکہ مسلمان علماء نبی کی یہی تعریف سمجھتے تھے اور اسی پر کاربند تھے اور مامور من اللہ کا یہی طریق ہوتا ہے کہ وہ کسی ایسے مسئلہ میں تبدیلی نہیں کرتے جو سابق نبی کی طرف منسوب ہونے کی وجہ سے قوم میں رواج پا گیا ہو جب تک کہ اللہ تعالیٰ کی وحی اس میں تبدیلی کا حکم نہ دے۔ اس کی مثال میں وہ حیاتِ مسیح کا مسئلہ پیش کرتے ہیں کہ حضرت اقدسؑ بھی حیاتِ مسیح کے ہی قائل رہے اور اس وقت تک اسے نہیں چھوڑا جب تک کہ اللہ تعالیٰ نے بذریعہ وحی اس کا غلط ہونا واضح نہیں کر دیا۔

کیا حضرت اقدسؑ کی بیان کردہ تعریف کو غلط قرار دینے کا ہمیں حق ہے

جہاں تک اصول کا سوال ہے مجھے اپنے بھائیوں کے بیان کردہ اصل سے اتفاق ہے کہ مامور من اللہ وحی کے نزول سے قبل سابق نبی کی طرف منسوب کردہ مسئلہ کی تائید کرتا رہتا ہے اگر وحی الٰہی اس کی غلطی کو واضح کر دے تو اس کو ترک کر دیتا ہے لیکن ہمارے بھائی اس امر پر غور فرمائیں کہ حضرت اقدسؑ نے جس طرح حیاتِ مسیح کے عقیدہ کو ترک کرنے کی وجہ وحی الٰہی بتلائی ہے اور پھر اس وحی کو پیش بھی کیا ہے کیا حضور نے اس تعریف کے غلط ہونے کے متعلق بھی کسی وحی کو پیش کیا ہے جو حضور نے اسلامی اصطلاح میں نبوت کی کی ہے اگر ایسی کوئی وحی نہیں اور نہ ہی حضور نے اپنے ..... اجتہاد کی بناء پر کبھی لکھا کہ اسلامی اصطلاح میں جو نبوت کی تعریف میں نے کی ہے وہ درست نہیں میرا اجتہاد اس کے متعلق غلط تھا لغوی معنی جس کو نبوت کہتے ہیں اسلامی اصطلاح بھی اسی کو نبوۃ قرار دیتی ہے میں نے غلط طور پر علماء زمانہ کی پیروی کی۔ قرآن اور حدیث علماء زمانہ کے نظریہ کے خلاف تعلیم دے رہے ہیں جب ان میں سے کوئی بات بھی نہیں تو پھر ہمارا کیا حق ہے کہ ہم خود ہی اپنی طرف سے حضور پر حکم بنتے ہوئے حضور کی بیان کردہ تعریف کو غلط قرار دیں ....

....

....

کہ حضرت اقدسؑ کی اسلامی اصطلاح میں بیان کردہ تعریف نبوت علماء زمانہ سے اخذ کردہ ہے بلکہ یہ تعریف علماء زمانہ کے خیالات کے بالکل برعکس ہے اور یہ امر خود حضور کی اپنی تحریروں سے ثابت ہے چنانچہ حضور اپنی کتاب "چشمہ مسیحی" کے صفحہ ۴۴ پر علماء زمانہ کے متعلق لکھتے ہیں:۔

> "وہ (مولوی صاحبان از ناقل) اقرار رکھتے ہیں کہ موسیٰ نبی زندہ چراغ تھا جس کی پیروی ۴۰۰ برس تک کر کے اور توریت کے احکام کو بجا لا کر اور موسیٰ کی شریعت کا جوا اپنی گردن پر رکھ کر نبوت کے انعام سے مشرف ہوا"

یہی عقیدہ علمائے زمانہ کا اسی کتاب کے صفحہ ۳۹ پر بھی درج فرمایا ہے۔ یہ کتاب ۹ مارچ ۱۹۰۸ء کی تصنیف ہے گویا قریباً وفات تک حضور کا یہی نظریہ تھا کہ علماء زمانہ انبیاء بنی اسرائیل کے متعلق یہی عقیدہ رکھتے ہیں کہ وہ تمام نبی حضرت موسیٰ کی پیروی سے نبی بنتے تھے حالانکہ حضرت اقدس کا اپنا عقیدہ ہمیشہ یہی رہا ہے کہ ان کی نبوت میں حضرت موسیٰ کی پیروی کا ذرہ بھر بھی دخل نہ تھا پس ثابت ہوا کہ حضور نے جو اسلامی اصطلاح میں نبی کی تعریف میں یہ قید لگائی ہے کہ اس کا براہِ راست ہونا ضروری ہے وہ علماء زمانہ کی تقلید میں ہرگز نہیں لگائی گئی اسی طرح علماء زمانہ نبی کے لئے شریعت کا لانا بھی ضروری نہیں خیال کرتے تھے چنانچہ مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری نے عدالت میں ایک سوال کے جواب میں صاف لفظوں میں اس امر کو تسلیم کیا تھا کہ نبی کے لئے شریعت کا لانا ضروری نہیں پس حضرت اقدسؑ کی بیان کردہ تعریف میں شریعت کے لانے کو ضروری قرار دینا بھی علماء زمانہ کی تقلید میں نہ تھا پس ثابت ہوا کہ یہ دونوں قیدیں حضور نے خود اپنی طرف سے لگائی ہیں اور قرآن اور حدیث کی تعلیم کی روشنی میں لگائی ہیں۔

دونوں قیدیں قرآن اور حدیث کی تعلیم کے ماتحت لگائی گئی ہیں۔

اب جبکہ یہ ثابت ہو گیا کہ حضور نے اسلامی اصطلاح میں نبوت کی تعریف میں مندرجہ بالا دونوں قیدیں علماء زمانہ کی تقلید میں نہیں لگائیں تو اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ان دونوں قیدوں کا ماخذ حضور کے نزدیک کیا ہے سو اس کو بھی حضور نے خود ہی بیان فرما دیا ہے چنانچہ ازالہ اوہام کے صفحہ ۵۶۹ پر فرماتے ہیں:۔

"جو شخص کامل طور پر رسول اللہ کہلاتا

ہے اس کا کامل طور پر دوسرے نبی کا مطیع اور اُمتی ہو جانا نہ صرف قرآنیہ اور حدیثیہ کی رُو سے بکلی ممتنع ہے اللہ جلشانہ فرماتا ہے وما ارسلنا من رسول الا لیطاع باذن اللہ یعنے ہر ایک رسول مطاع اور امام بنانے کے لئے بھیجا جاتا ہے اس غرض سے نہیں بھیجا جاتا کہ کسی دوسرے کا مطیع اور تابع ہو ہاں محدث جو مرسلین میں سے ہے اُمتی بھی ہوتا ہے، اور ناقص طور پر نبی بھی"

ہمارے بھائی جو یہ کہا کرتے ہیں کہ اسلامی اصطلاح والی تعریف کی تائید میں حضور نے کوئی قرآنی آیت پیش نہیں کی وہ حضور کی مندرجہ بالا عبارت پر غور فرمائیں عبارت مندرجہ بالا واضح الفاظ میں اس حقیقت پر روشنی ڈال رہی ہے کہ حضور نے جو قیود لگائی ہیں وہ قرآن اور حدیث کی تعلیم کی روشنی میں لگائی ہیں نہ کہ علماء کی تقلید میں بلکہ جہاں علماء زمانہ کی دیگر غلطیوں کی اصلاح کی ہے وہاں اُن کی اس غلطی کی بھی اصلاح کی ہے کہ نبی کسی دوسرے نبی کی پیروی سے بنتا ہے اور اس کے لئے شریعت لانا ضروری نہیں۔

حضرت مسیح موعودؑ کی تعریف کی تصدیق احادیث سے

قرآن شریف کے بعد جب ہم احادیث پر نظر غائر ڈالتے ہیں تو ہمیں دو قسم کی حدیثیں نظر آتی ہیں ایک تو وہ احادیث جو حضرت نبی کریم صلعم کے بعد نبوت کا دروازہ قطعی طور پر بند کرتی ہیں جیسا کہ حدیث لا نبی بعدی اور حدیث قد انقطعت النبوۃ والرسالۃ فلا رسول بعدی ولا نبی دوسری طرف ہماری نظر اس حدیث پر بھی پڑتی ہے جس میں آنے والے مسیح کو نبی اللہ کے لقب سے پکارا گیا ہے اور پھر وہ حدیث بھی ہمارے سامنے آتی ہے جو کہتی ہے لم یبق من النبوۃ الا المبشرات وھی الرؤیا الصالحۃ یراھا المومن او تری لہ ان دونوں قسم کی حدیثوں میں جو تضاد ہے وہ ظاہر ہے ایک طرف تو مقدم الذکر حدیثیں حضرت نبی کریم صلعم کے بعد کلی طور پر نبوت کے دروازہ کو بند کرتی ہیں اور دوسری طرف مؤخر الذکر حدیثیں ایک نبی اللہ کی آمد کا وعدہ دے رہی ہیں اور جزوی نبوت کے دروازہ کو کھلا رکھ رہی ہیں یہ تضاد اسی صورت میں دور ہو سکتا ہے اگر ہم حضرت مسیح موعودؑ کی ان دونوں تعریفوں کو درست قرار دیں جو حضور نے نبوت کے متعلق بیان فرمائی ہیں یعنی اسلامی اصطلاح اور محض لغوی اصطلاح والی نبوت مقدم الذکر دونوں حدیثیں جو دروازہ کو کلی طور پر بند کر رہی ہیں وہ اسلامی اصطلاح والی نبوت ہے اور یہی نبوت درحقیقت نبوۃ کہلانے کی مستحق ہے اور عقلاً اسی نبوت کا بند ہونا حضرت نبی کریم صلعم کا یہ مقصود ہو سکتا ہے کیونکہ اسلام کو اسی سے تعلق ہو سکتا ہے نہ کہ لغت سے اسی کیا سروکار اور اسی حقیقت پر حضرت مسیح موعودؑ اپنی تمام کتب میں روشنی ڈالتے رہے ہیں اور ہمیشہ یہی فرماتے رہے ہیں کہ شریعت والا نبی کوئی نہیں آسکتا مستقل نبوت کے دروازے ہمیشہ کے لئے بند کر دیئے گئے ہیں گویا دوسرے لفظوں میں آپ یہ فرماتے ہیں کہ اسلام کی اصطلاح میں جس کو نبوت کہتے ہیں اس کا دروازہ حضرت نبی کریم صلعم کے بعد ہمیشہ کے لئے بند کر دیا گیا ہے باقی نبوت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کے فیوض کے سلسلہ کا جاری رہنا جو مکالمات و مخاطبات الٰہیہ کی شکل میں ظاہر ہوتا ہے چونکہ قطعاً ضروری ہے اس لئے مؤخر الذکر دونوں حدیثوں میں اسی کے جاری رہنے کو بیان فرما دیا ہے اور اس بات کا قرینہ کہ ان دونوں حدیثوں میں نبوت کا لفظ محض لغوی معنی میں استعمال کیا گیا ہے یہ ہے کہ ان دونوں حدیثوں کا تعلق امتیوں کے ساتھ ہے آنے والے مسیح کو اگر ایک حدیث میں نبی اللہ کہا گیا ہے تو دوسری حدیث میں امتی بھی کہا گیا ہے اور پھر دوسری حدیث میں یراھا المومن او تری لہ فرما کر واضح کر دیا کہ اس کا تعلق بھی افراد اُمت سے ہی ہے اور امتی کے متعلق یہ مسلم ہے کہ وہ نہ شریعت لا سکتا ہے اور نہ ہی وہ براہ راست خدا سے تعلق پیدا کر سکتا ہے چہ جائیکہ وہ خدا کے مکالمہ مخاطبہ کا شرف حاصل کر سکے اس لئے وہ اسلامی اصطلاح میں تو نبی کہلا سکتا ہی نہیں پس اس کی شان میں اگر نبی اللہ کا لفظ استعمال ہوگا تو لامحالہ لغوی معنی میں ہی ہوگا یعنی خدا سے غیب کی خبریں پانے والا اور الا المبشرات کے الفاظ بتلا رہے ہیں کہ غیب کی خبریں بھی وہ آنحضور صلعم کی پیروی کر کے ہی پا سکتا ہے جس کا نتیجہ رسالت کو ثابت کرنے سے ہے تا رسول کی رسالت کا زندہ ہونا ہر زمانہ میں ثابت ہوتا رہے پس یہ دونوں حدیثیں اُمت میں محض لغوی نبوت کے وجود کو ثابت کرتی ہیں جو بہ برکت پیروی حضرت نبی کریم صلعم کامل امتیوں میں جاری رہے گی۔

باقی آئندہ

ٹائمز ووکنگ

(بسلسلہ صفحہ ۱)

ہے جو للکار کر کہتا ہے کہ ما قتلوہ وما صلبوہ۔ جو للکار کر کہتا ہے کہ ولکن شبہ لہم، جو للکار کہتا ہے اوینھما الی ربوۃ ذات قرار و معین جو للکار کر کہتا ہے انی متوفیک۔ اس قرآنی ڈراما میں تو حضرت مسیح یقیناً ایک

پُرجلال ہیرو نظر آتے ہیں جس کی تابانی تاریخ انسانی میں ابدالآباد تک رہے گی۔ مگر باقی دونوں تصورات کہ خدا کی مداخلت سے وہ حقیقی موت سے دوچار نہیں ہوئے۔ ڈاکٹر کریگ کے الفاظ کو استعمال کرتے ہوئے ایک

بن جاتے ہیں یعنی

کہانی کا سارا پلاٹ ہی ملیامیٹ ہو جاتا ہے ؎

بحرِ حکمت کے موتی (بسلسلہ صفحہ اوّل)

کی حالانکہ قرآن شریف مسلمان عاملین کا امتیازی نشان اس طرح بیان کرتا ہے الذین مکنّٰھم فی الارض اقاموا الصلوٰۃ واٰتوا الزکوٰۃ وامروا بالمعروف و نھوا عن المنکر وللہ عاقبۃ الامور (سورۃ حج آیت ۴۱)

نماز کے ساتھ زکوٰۃ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر لازم و ملزوم ہیں اور یہی اقامت الصلوٰۃ کا مطلب ہے اور اسی سے مثالی معاشرہ جنم لیتا ہے امن دنیا کی یہی واحد ضمانت ہے ؎

کاذہ فتح و ظفر ہیچ سر ستے پابلہ
مگر سریکہ سپٹے حفظ دین خدا باشد

پنجاب پریس دلّی بلڈنگ سرکلر روڈ لاہور میں باہتمام مولوی دوست محمد صاحب پرنٹر پبلشر چھپ کر دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور سے شائع ہوا۔

پیغام صلح ۱۳ ستمبر سنہ ۱۹۶۱ء رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸ شمارہ نمبر ۳۷

ہفت روزہ پیغام صلح

سالانہ چندہ:۔ پاکستان سے چھ روپے۔ ہندوستان سے چار روپے ہندوستانی سکہ۔ ممالک بیرونی سے ایک پونڈ

ہندوستان میں ہمارے نمائندے کا پتہ:۔ شیخ محمد انعام الحق صاحب مکان نمبر ۱۰/۸ ملک پیٹھ۔ محلہ اعظم پورہ حیدرآباد دکن (انڈیا)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ہم تو رکھتے ہیں مسلمانوں کا دیں
دل سے ہیں خدامِ ختم المرسلیں

تم ہمیں دیتے ہو کافر کا خطاب
کیوں نہیں لوگو تمہیں خوفِ عقاب

احمدیہ انجمن اشاعتِ اسلام لاہور کا خصوصی ترجمان

ہفت روزہ پیغامِ صلح لاہور

ہر بدھ کو شائع ہوتا ہے
تار کا پتہ:- تبلیغ لاہور
فون نمبر:- ۲۷۳۷
مدیر:- دوست محمد
مدیر معاون:- بشیر احمد سوز

زرِ مبادلہ
پاکستان سے چھ روپے
ہندوستان سے چھ روپے
بیرونی ممالک سے ایک پونڈ

فی پرچہ :- ۱۳ پیسے

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸

جلد ۴۹	یوم چہارشنبہ مورخہ ۹ ربیع الثانی ۱۳۸۱ھ مطابق ۲۰ ستمبر ۱۹۶۱ء	نمبر ۳۸

اگر ہم اسلام کے خادم نہیں ہیں تو ہمارا سب کاروبار عبث اور مردود اور قابلِ مواخذہ ہے

"ہماری کتاب بجز قرآن کریم کے نہیں ہے اور ہمارا کوئی رسول بجز محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے نہیں ہے اور ہمارا کوئی دین بجز اسلام کے نہیں ہے اور ہم اس بات پر ایمان رکھتے ہیں کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء اور قرآن شریف خاتم الکتب ہے سو دین کو بچوں کا کھیل بنانا نہیں چاہیئے اور یاد رکھنا چاہیئے کہ ہمیں بجز خادمِ اسلام ہونے کے اور کوئی دعویٰ بالمقابل نہیں ہے اور جو شخص ہماری طرف اس کے خلاف منسوب کرے وہ ہم پر افترا کرتا ہے ہم اپنے نبی کریمؐ کے ذریعہ سے فیض و برکات پاتے ہیں اور قرآن کے ذریعہ سے ہمیں فیضِ معارف ملتا ہے۔ سو مناسب ہے کہ کوئی شخص اس ہدایت کے برخلاف کچھ دل میں نہ رکھے۔ ورنہ وہی خدا تعالےٰ کے نزدیک اس کا جواب دہ ہوگا۔ اگر ہم اسلام کے خادم نہیں ہیں تو ہمارا سب کاروبار عبث اور مردود اور قابلِ مواخذہ ہے۔

(الحکم مورخہ ۱۷ اگست ۱۸۹۹ء)
(ملفوظات حضرت مسیح موعودؑ)

بحرِ حکمت کے موتی

عن ابی ھریرۃ رضؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تجدون من شر الناس عند اللہ تعالیٰ یوم القیامۃ ذا الوجھین الذی یاتی ھؤلاءِ بوجہٍ وھؤلاءِ بوجہٍ اخرجہ الستۃ الا النسائی۔ بحوالہ تلخیص الصحاح کتاب الربا۔

ترجمہ:- ابوہریرہ رضؓ سے روایت ہے کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم قیامت کے دن (دنیا کے یومِ حساب میں بھی) بہت برے لوگوں میں ان کو پاؤ گے جو دو رُخے ہیں یہاں آکر ایک گروہ کی سی بات کہتے ہیں اور دوسرے گروہ کے پاس جا کر ان کی سی بات کرتے ہیں۔

نوٹ:- یہ دو رُخے لوگ دو قسم کے ہوتے ہیں ایک وہ جو قوم میں انتشار پھیلانے کی غرض سے قوم کو پھاڑ کر آپس میں لڑوا دیتے ہیں۔ دوسری قسم کے وہ لوگ ہیں جو کمزور ہیں اور ایسے قائدین قوم کے سامنے جو اختلافِ رائے کو برداشت نہیں کرتے حق بات کہنے سے ڈرتے ہیں اور ہاں میں ہاں ملانے کے عادی ہو جاتے ہیں۔ ایسے کمزور لوگ اور ایسے قائدین دونوں مجرم ہیں۔ جن کا شیخ سعدی اس طرح نقشہ کھینچتے ہیں ؎

اگر شہ روز را گوید شب است ایں
بباید گفت اینک ماہ و پرویں

دراصل خدا میں ہو کر زندگی بسر کرنے والے ہی ہر قسم کی اخلاقی بیماریوں سے بچے رہتے ہیں۔ بز

آفریں خدا بر آں جانے
کز خود و قند برائے جاناں نے
منزل یارِ خویش کرد بہ دل
در ہوا ہا رسید صد منزل
(مسیح موعودؑ)

ترجمہ:- خدا تعالیٰ کی رحمت ہو اس جان پر جس نے معشوق کی خاطر خودی چھوڑ دی۔
دل میں یار (خدا) کا ٹھکانا بنا لیا اور ہوا و ہوس سے سینکڑوں منازل دور چلا گیا۔
(غلام قادر عفی عنہ)

ہفت روزہ پیغام صلح —— لاہور —— مورخہ ۲۰ ستمبر ۱۹۶۱ء

سماجی برائیوں اور اخلاقی بے راہ روی کا انسداد

تھوڑا عرصہ ہوا سماجی برائیوں کے انسداد کے بارہ میں لاہور کی ایک مجلس مذاکرہ کا ذکر ہم نے ان کالموں میں کیا تھا، اور مختلف اصحاب کے خیالات و آراء پر تبصرہ کرتے ہوئے اس حقیقت پر زور دیا تھا کہ سماجی برائیوں کے انسداد کا اصل ذریعہ یہ ہے کہ قرآن کریم کی تعلیم کو عام کیا جائے اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات جو اخلاقی امور سے تعلق رکھتے ہیں، ذہن نشین کرائے جائیں اور یہ ایمان دلوں کے اندر پیدا کیا جائے کہ ہمارے اعمال و افعال کا محاسبہ ایک دن ہوگا اور ان کی جزا یا سزا ضرور ملے گی۔

اس کے ساتھ ہی ہم نے اس بات پر بھی زور دیا تھا کہ اسلامی تعزیرات بھی سماجی برائیوں کے انسداد کا مؤثر ذریعہ ہو سکتی ہیں، اور پاکستان کے آئندہ آئین میں اس بات کو ملحوظ رکھنا ضروری ہے، کہ اسلامی تعزیرات کے نفاذ میں کسی قسم کی نرمی کا برتاؤ نہ کیا جائے۔

حال ہی میں سماجی برائیوں کے انسداد کے وسائل معلوم کرنے کے لئے ادارہ تعمیر نو کے زیر اہتمام بی سان۔ آر حال میں ایک اور مجلس مذاکرہ منعقد ہوئی جو کئی دن تک جاری رہی، اور کئی ایک سرکاری افسروں اور قومی رضاکاروں نے سماجی برائیوں پر تبصرہ کرتے ہوئے اسی بات پر زور دیا کہ جہاں تک ممکن ہو اسلامی تعلیمات کو عام کرنے اور لوگوں کے دلوں میں بٹھانے کی کوشش کی جائے، آج ہم قارئین کرام کو اس مذاکرہ کی ایک مجلس کا حال معاصر کوہستان کے نمائندہ کی زبان قلم سے سناتے ہیں:۔

"سٹیج پر ایک پینتالیس سالہ مضبوط جثے کے سنجیدہ اور متین آدمی انگریزی زبان میں اپنا مقالہ پڑھ رہے تھے۔ صدارت کی کرسی پر جسٹس شیخ بشیر احمد تشریف فرما تھے۔ اور پورا ہال جس میں دیہاتی اور شہری سبھی لوگ تھے۔ اور خواتین کی بھی خاصی تعداد تھی، نہایت خاموشی اور پورے غور کے ساتھ مقالہ سننے میں مصروف تھا۔ مجھے ہال کی فضا دیکھ کر بڑی حیرت ہوئی اور محسوس ہونے لگا کہ مقالہ نگار کوئی ایسی اہم بات کہہ رہا ہے جس کو لاہور اور مضافات لاہور کے لوگ بڑی متانت کے ساتھ سننے اور اس پر غور کرنے کے لئے تیار ہیں۔ ورنہ عام جلسوں میں جہاں مقالے پڑھے جاتے ہوں ایسی توجہ کی اُمید نہیں ہوتی۔

.. جب میں نے مقالہ نگار کی باتوں کو سنا تو مجھے موضوع کی اہمیت کا پورا احساس ہو گیا، اور میں بھی مقالہ نگار کی باتوں کو غور سے سننے لگا۔

یہ جلسہ سوشل سروسز کوآرڈینیشن کونسل کے زیر اہتمام منعقد ہوا تھا۔ مقالہ نگار چوہدری حبیب اللہ ڈی۔ ایس۔ پی تھے، اور مقالے کا موضوع "عصمت فروشی اس کے اسباب اور اس کے تدارک استیصال کے لئے تجاویز" تھا۔ چوہدری حبیب اللہ صاحب عصمت فروشی کے متعلق ایسے اعداد و شمار اور ایسے حقائق بیان کر رہے تھے کہ معاشرے کی یہ انتہائی شرمناک خرابی ہر سننے والے کے سامنے آئینہ ہو رہی تھی۔

موصوف نے طوائفوں کی دو قسمیں مقرر کی تھیں۔ اولاً عصمت فروش عورتیں۔ اور دوم ناچنے گانے والی عورتیں۔ آپ نے فرمایا کہ مغربی پاکستان میں دو ہزار ایک سو اٹھائیس عورتیں ایسی ہیں جو کھلے بندوں یہ ذلیل پیشہ کر رہی ہیں۔ پورے صوبے بشمول کراچی میں صرف ۱۴ اضلاع ایسے ہیں جہاں یہ پیشہ یا تو قانوناً ممنوع ہے یا رائے عامہ کے دباؤ کی وجہ سے پھل پھول نہیں سکا۔ آپ نے کہا کہ حیدرآباد میں عصمت فروش عورتوں کی تعداد سب سے زیادہ ہے یعنی تین سو سات۔ آپ نے کہا کہ عصمت فروشی کا کاروبار چھپ چھپا کر بھی ہوتا ہے ایسی عورتیں جو قانون کی نظر سے چھپ کر یہ مکروہ پیشہ اختیار کرتی ہیں تعداد میں بہت زیادہ ہیں لیکن ان کی صحیح تعداد کا اندازہ کرنا ممکن نہیں، خیال ہے کہ صرف لاہور میں ان کی تعداد تین ہزار سے زیادہ ہوگی۔"

چوہدری صاحب کی تحقیق کے مطابق پورے صوبے میں ناچنے گانے والیوں کی تعداد تیرہ سو ساٹھ ہے

اس پیشے کو اختیار کرنے کی وجوہ بیان کرتے ہوئے چوہدری صاحب نے کہا کہ غریبی، جھوٹی شان و شوکت کی کشش، والدین اور دوسروں کی طرف سے لاپرواہی، فلم بینی کا چسکا۔ کوٹھی خانوں کے مالکوں اور عورتوں کا کاروبار کرنے والوں کا ورغلانا۔ اپنے وسائل سے زیادہ مہنگی زندگی بسر کرنے کی عادت اور سب سے بڑھ کر مذہب سے عدم واقفیت اور مذہب سے لاتعلقی عورتوں کو اس مکروہ پیشے میں لے آتی ہے۔ آپ نے کہا کہ لاہور میں عصمت فروش عورتوں کی تعداد دو سو تئیس ہے۔ یہ عورتیں متعدد وجوہ کی بنا پر اس پیشے میں آئی ہیں۔ چوبیس غریبی اور بیکاری کی وجہ سے۔ اٹھارہ کو مردوں نے اغوا کیا۔ پانچ کو عورتوں نے اغوا کیا۔ ایک ایسی بھی ہے جو خاندان کا قرضہ چکانے کے لئے بازار میں آگئی۔ پانچ ایسی ہیں جنہوں نے بیمار شوہروں کا علاج کرانے کے لئے یہ پیشہ اختیار کیا۔ ایک نے اپنے بچوں کو پالنے کے لئے یہ دھندا اختیار کیا ہے۔ پندرہ ایسی ہیں جن کے شوہروں نے انہیں بدکاری کی زندگی اختیار کرنے پر اکسایا۔ چھ ایسی ہیں جن کے بھائیوں اور بہنوں نے انہیں اس طرف مائل کیا۔ اٹھارہ کو صحبت بد اس طرف لے آئی۔ اکتالیس خاندانی روایات کی تقلید میں ان گندہ گلیوں میں موجود ہیں۔ دس عورتوں کی شادی اس بازار کے دلالوں سے ہوئی تھی۔ معمولہ کو ان دلالوں نے خریدا تھا۔ چار گونگی اور بہری ہیں ان کی اس پیشے میں موجودگی کی وجہ معلوم نہیں ہو سکی۔ سوتیلی ماں کے برے سلوک نے ایک کو یہاں لا ڈالا ہے۔ ایک کو اس کے خاوند نے بیچ دیا تھا۔

ان وجوہ کا تجزیہ کرتے ہوئے موصوف نے کہا کہ بدکاری پھیلنے کی بڑی وجہ ہمسائے۔ قانون اور خدا کے خوف کی کمی ہے۔ آپ نے اس برائی کا قلع قمع کرنے کے لئے پانچ تجاویز پیش کیں (۱) عصمت فروشی کو فوراً بند کر دینا چاہیئے (۲) چوری چھپے عصمت فروشی کا انسداد کیا جائے اور طرفین کو سخت سزا دی جائے۔ اس قانون میں ایسی ترمیم ہونی چاہیئے جس کا مقصد اس برائی کو دبانے کی بجائے اسے بیخ و بنیاد سے اُکھاڑنا ہو۔ (۳) ناچنے گانے والیوں کو لائسنس حاصل کرنے پر مجبور کیا جائے۔ (۴) تعلیم عام کی جائے اور قرآنی قوانین کو عام کیا جائے تاکہ اس برائی کی طرف راغب ہونے کے راستے مسدود ہو سکیں (۵) اخلاقی برائیوں کا ارتکاب کرنے والے افسروں اور عوامی کارکنوں کو ملازمت کے لئے نااہل قرار دیا جائے۔

مقالے کے بعد مذاکرے کا سلسلہ شروع ہوا۔ پہلے صاحب کا سوال خاصہ غیر سنجیدہ تھا جس پر ہال کے نوجوان کچھ لطیف موڈ میں آنے لگے لیکن جسٹس بشیر احمد نے فوراً بڑے پیارے انداز میں مسکرا کر فرمایا "میری خواہش ہے کہ اس موضوع پر سنجیدگی سے گفتگو ہو اور میں تو گری ہوئی مظلوم عورتوں کو بھی اپنی بہنیں سمجھتا ہوں اور میرا خیال ہے کہ ان کو اُٹھانا اور بسانا میرا فرض ہے"۔ جسٹس بشیر احمد کے ان الفاظ نے جادو کا سا اثر کیا اور بے غنان ہوتے ہوئے جذبات یکدم صحیح راستے پر بہنے لگے۔

(باقی بر صفحہ ۹ کالم ۳)

تخلیق انسانی اور اس کی معیشت کے اسباب سے

معرفت الٰہی کا حصول اور بعث بعد الموت کا ثبوت

خطبہ جمعہ مورخہ ۱۵ ستمبر ۱۹۶۱ء فرمودہ حضرت امیر مولانا صدر الدین صاحب ایدہ اللہ بمقام احمدیہ بلڈنگس لاہور

یاایھا الناس ان کنتم فی ریب من البعث فانا خلقنٰکم من تراب ثم من نطفۃ ثم من علقۃ ثم من مضغۃ مخلقۃ وغیر مخلقۃ لنبین لکم ——— ذالک بان اللہ ھو الحق وانہ یحی الموتیٰ وانہ علیٰ کل شیئٍ قدیر ——— (الحج۔ رکوع اول)

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات کا ذکر

قرآن شریف نے اس بات پر زور دیا ہے کہ انسان خدا پرست ہو کر زندگی بسر کرے۔ اس غرض کے پیش نظر پہلے ہی صفحے پر خدا تعالیٰ کی ذات کے متعلق تعلیم دینا شروع کر دیا گیا ہے۔ وہ تعلیم الحمد للہ ربّ العالمین سے شروع کی گئی ہے اس کے بعد قرآن کریم کے ہر صفحہ پر خدا تعالیٰ کی ذات و صفات کا ذکر ہے۔ اس کے جلال اور حکمت و علم کا ذکر ہے اور آخری سورتوں میں بھی برابر خدا تعالیٰ کا ذکر ہے غرض ابتداء سے انتہا تک ذکر الٰہی چلا گیا ہے خدا تعالیٰ کا ذکر اس کثرت سے اور کسی کتاب میں نہیں پایا جاتا۔

ذکر الٰہی کا مقصد معرفت الٰہی کا حصول اور اچھی زندگی بسر کرنا ہے۔

یہ اس مقصد کے لئے کیا گیا ہے تاکہ انسان کو اللہ تعالیٰ کی معرفت نصیب ہو اور اس عرفان کے باعث اس کو اچھی زندگی بسر کرنے کی توفیق میسر آ جائے ورنہ خدا کی ذات غنی ہے۔ اس کو انسانوں کی عبادت و ریاضت کی قطعاً کوئی حاجت نہیں ہے وہ بے نیاز ہے۔

عبادت الٰہی سے خدا کا کچھ سنورتا یا بگڑتا نہیں

پھر کیا وجہ ہے کہ قرآن کریم کے ہر صفحہ پر خدا کی ذات و صفات کا ذکر بار بار کثرت کے ساتھ کیا گیا ہے اور عبادت الٰہی کی طرف توجہ دلائی گئی ہے وہ خود فرماتا ہے کہ میں غنی ہوں اور انسانوں کی عبادت و ریاضت کی حاجت نہیں رکھتا نہ ان کی عبادت سے اس کی ذات اور صفات میں کوئی اضافہ ہوتا ہے اور نہ ان کی مخالفت سے اس کی ذات و صفات میں کمی ہو سکتی ہے جیسا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سمندر میں سوئی کو ڈبو کر باہر نکالا جائے تو جتنا پانی اس سوئی کے ساتھ لگ جاتا ہے اتنی مقدار میں بھی ہماری عبادات سے خدا تعالیٰ کے جلال اور عظمت میں اضافہ نہیں ہو سکتا۔ اور فرمایا کہ اگر ساری دنیا مل کر خدا کا انکار کرے اور شرک میں بڑھ جائے تو اس سوئی کے پانی کے برابر بھی خدا کی شان میں کمی نہیں ہو سکتی۔

شرک و بت پرستی سے انسان کا اپنا ہی بگڑتا ہے

تو پھر کیا وجہ ہے کہ شرک اور بت پرستی کے خلاف جہاد کا حکم ہے۔ فی الحقیقت اس کی حکومت کائنات کے چپہ چپہ پر ہے اور شرک اور بت پرستی سے اس کی حکومت میں کوئی فرق نہیں پڑتا۔ خدا تعالیٰ کو یہ اندیشہ لاحق نہیں کہ میری کائنات پر بتوں کا تسلط ہو جائے گا۔ خدا تعالیٰ کو یہ علم ہے کہ اس کے نہ ماننے سے اور اس کے ساتھ شرک کرنے سے انسان کا سب کچھ بگڑ جائے گا۔

معرفت الٰہی سے دل منور ہوتا ہے اور اعمال میں صلاحیت پیدا ہوتی ہے

اسی لئے خدا تعالیٰ نے اس کتاب کی ابتداء سے لیکر انتہا تک اپنی ذات و صفات کا ذکر کیا ہے تاکہ لوگوں کو خدا تعالیٰ کی شناخت میسر آ جائے جب انسان کو خدا تعالیٰ کی شناخت اور معرفت اور پہچان میسر آ جاتی ہے تو اس کا دل منور ہو جاتا ہے[۲] اتنا ہی انسان پاک صاف ہوتا جاتا ہے۔ اتنے ہی ہمت سے بڑے کام اس سے صادر ہو سکتے ہیں۔ اور اتنی ہی زیادہ قربانی اور جہاد کر سکتا ہے۔

انسان کے کھانے میں معرفت الٰہی کا سامان

خدا تعالیٰ کی معرفت تو کائنات کے پتہ پتہ پر غور کرنے سے ہو سکتی ہے لیکن اس نے ہمارے قریب کی چیزوں کی طرف بھی توجہ دلائی ہے فرماتا ہے فلینظر الانسان الیٰ طعامہ انسان اپنے کھانے ہی کی طرف دیکھے۔ سارے جہان کے دسترخوان پر ایک ہی چیز آتی ہے۔ بادشاہ کی میز پر اس گندم کی روٹی سے بڑھ کر اور کوئی روٹی نہیں ہوتی۔ اگر پسے موتیوں کی روٹی ہوتی تو غریب گھبراتا لیکن اس کی میز پر اسی آٹے کی روٹی ہے جس آٹے کی روٹی غریب کے دسترخوان پر ہے۔ اس کی میز پر وہی دودھ وہی مکھن اور وہی انڈا ہے جو غریب کو میسر ہے۔ ایران کے بادشاہ کو بھی یہی دودھ اور مکھن ملتا ہے۔ بادشاہ کے دودھ اور مکھن اور گدا کے دودھ اور مکھن کے اجزاء میں کوئی فرق نہیں۔ ہمارے علاقہ پنجاب میں تکیئے ہوتے ہیں جہاں ایک فقیر اپنی گذر بسر کرتا ہے۔ وہ اپنے تکیئے میں مرغی رکھ لیتا ہے اور اس کا انڈا کھاتا ہے یہ وہی انڈا ہے جو بادشاہ کی میز پر آتا ہے لیکن ایک فقیر کو جو انڈا روزانہ اپنی مرغی سے ملتا ہے انگلستان میں بڑے بڑے امراء کو ہفتہ بھر میسر نہیں آتا۔ تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے فلینظر الانسان الیٰ طعامہ۔ اپنے کھانے کو دیکھ لو۔ کہ یہ کیسے تمہاری میز پر آ گیا۔ ایک چھوٹا سا بیج زمین میں ڈالا جاتا ہے اس بیج سے تنا اور کونپل نکل نہیں سکتی جب تک یہ کائنات اس کے اُگانے میں مصروف نہ ہو۔ اس کے لئے بارش کی ضرورت ہے، سورج کی گرمی اور روشنی کی ضرورت ہے۔ ہوا کے اندر مناسب خواص ہیں ان کے اثرات اسے پہنچنے چاہئیں، کچھ زمین کے اندر ایسے اجزاء ہیں جن سے وہ پنپ سکتا ہے ان اجزا سے اس کو حصہ ملے تو پھر کہیں یہ دانہ اُگتا ہے اور پھر مختلف مراحل سے گذر کر روٹی کی صورت میں ہمارے سامنے آتا ہے۔ غور کرو کتنے چارپائے۔ بیل اور گھوڑے، اور انسان اس کے لئے محنت اور جانفشانی سے کام کرتے ہیں۔ چکیاں اور کارخانے چلتے ہیں۔ کائنات کے کتنے عوامل اس پر کام کرتے ہیں۔ اور کتنی صورتیں بدل کر اور کتنے انسانوں اور حیوانوں اور مشینوں کی خدمت کے بعد یہ روٹی۔ یہ مکھن اور دودھ وغیرہ ہمارے سامنے آتا ہے پھر کتنے جانوروں کو ہماری غذا کے لئے پیدا کیا ہے۔ فلینظر الانسان الیٰ طعامہ تم اپنے کھانے پینے کی طرف دیکھو تو تمہیں خدا کی معرفت نصیب ہوگی کہ اس نے ہمارے لئے کتنی بڑی کائنات قدرت کو لگا رکھا ہے۔

مویشیوں وغیرہ کے فوائد

متاعًا لکم ولانعامکم۔ کیا کیا خورد و نوش کی چیزیں اس نے تمہارے لئے بھی اور تمہارے مویشیوں کے لئے بھی پیدا کی ہیں۔ تمہارے مویشیوں کے لئے چارہ پیدا کیا۔ ان مویشیوں کے بغیر تم بالکل زندہ نہیں رہ سکتے۔ مویشیوں کا دودھ، ان کی اون، اون سے کپڑا، ان کے چمڑے سے جوتے گوشت سے خوراک کا کام لیتے ہو۔ اس کی ہڈیاں اس

[۲] ملاحظہ ہو [illegible]

کی انتڑیاں بھی ہمارے کام آتی ہیں۔ گھوڑا، بیل، بکری، بھینس اور گائے وغیرہ سب انسانی خدمت کے لئے مامور ہیں۔

خدا کی یاد اور فرمانبرداری رضائے الٰہی کا موجب ہے

اسی لئے فرمایا ہے اذکرونی اذکرکم تم مجھے یاد رکھو اور میں تمہیں یاد رکھوں گا۔ آقا خوش ہوتا ہے جب اس کا خادم اس کے حکم کی تعمیل کرتا ہے اس کی پوری پوری فرمانبرداری کرتا ہے اس کی حفاظت کرتا ہے اس کا جان نثار ہے اس کی عزت کا رکھوالا ہے۔ ایسے خادم پر آقا جان دیتا ہے۔ کتنی بڑی گارنٹی ہے اذکرونی اذکرکم میں۔ زمین اور آسمان کا بادشاہ گارنٹی دیتا ہے کہ مجھے یاد رکھو جہاں کہیں ہو میں بھی تمہیں یاد رکھوں گا۔

خدا تعالیٰ کا شکریہ اور اسکی قدردانی

واشکروا لی واشکرکم. ہم نے تمہیں دل اور دماغ عطا کیا ہے اور دل و دماغ کی تمام صلاحیتیں اور استعدادیں تمہیں بخش دی ہیں ان کی وجہ سے تمہیں اقتدار، دولت، رتبہ اور عزت حاصل ہے اور دل و دماغ کے استعمال کے لئے یہ وسیع کائنات تمہارے سامنے ہے۔ اس کائنات کے مطالعہ سے جہاں علم بڑھتا ہے وہاں خدا تعالےٰ کی معرفت بھی حاصل ہوتی ہے۔ واشکروا لی اپنے عمل سے شکر گذاری کر کے دکھاؤ اور کائنات میں غور و تفکر کے وقت اپنے دل و دماغ کو اور اس کی صلاحیتوں اور استعدادوں کو صحیح طور پر استعمال کرو، یہ تمہارا شکر ہے۔ اس کو کہتے ہیں خدا کا شکریہ ادا کرنا۔ فرمایا جب تم میرا شکریہ ادا کرو گے تو میں بھی تمہارا شکریہ یعنے قدردانی کروں گا اللہ اکبر! یہ سب کچھ اسی کا دیا ہوا ہے اور سب کچھ دینے کے بعد خود ہی قدردانی بھی کرتا ہے کیا بادشاہ ہے! کیسا قدردان حاکم ہے جو کہتا ہے کہ میں تمہارا شکریہ ادا کروں گا۔ یہ ایمان کو تازہ کرنے اور مضبوط کرنے والی باتیں ہیں۔

دنیا کی بے ثباتی اور قیامت کا ثبوت

فرمایا یاایھا الناس خدا رب العالمین ہے ساری دنیا کو خطاب کرتا ہے۔ یہاں یاایھا المومنون نہیں کہا۔ بلکہ انسانیت کو مخاطب کر کے فرماتا ہے۔ ان کنتم فی ریب من البعث اس بات پر غور کرو کہ تم ہمیشہ زندہ رہنے کے لئے نہیں آئے تمہارے سامنے تمہارے باپ دادا چلے گئے بادشاہ مر گئے۔ بڑے بڑے ڈاکٹر اور طبیب چلے گئے۔ کہتے ہیں بوعلی سینا کو خدا نے بہت بڑا علم دیا تھا۔ اس نے ایسی کتابیں لکھیں اور طب سے متعلق ایسے قانون بنائے کہ یورپ کے لوگ حیران ہیں۔ لکھا ہے کہ بوعلی سینا درد قولنج کا بڑا ماہر تھا۔ ادھر دوائی دی اور ادھر درد ختم ہو گیا لیکن وہ خود قولنج کی درد ہی سے مرا۔ تمام ڈاکٹروں اور طبیبوں کا یہی حال ہے کوئی ان میں سے زندہ نہیں رہتا۔ تمام پیغمبر مر جاتے ہیں اس لئے کہ وہ بھی انسان ہیں ان کی عمریں بھی ختم ہو گئیں۔ بادشاہ پیغمبر اور انبیاء سب پر موت آتی ہے، تو فرمایا کہ کیا تمہیں شک ہے کہ قیامت ہے یا نہیں، اور اس میں اعمال کا نتیجہ ملے گا یا نہیں۔ قیامت تو تم اس دنیا میں بھی دیکھتے ہو۔ اس دنیا میں بھی تمہارے اعمال کا نتیجہ تمہیں عزت یا ذلت کی صورت میں ملتا ہے۔ ہمارے سامنے اس پاکستان میں انقلاب کے بعد بڑے بڑے لیڈر مجرم ثابت ہوئے، ان کی عزت شہرت خاک میں مل گئی۔ قیامت تو یہاں بھی موجود ہے

تخلیق انسانی میں قیامت کا ثبوت

اور فرمایا کہ تم جو بڑے بڑے مدبر ہو عالم اور فاضل ہو۔ سیاستدان ہو۔ وکیل اور لیڈر ہو اور دولت مند اور ملزادہ ہو، تم سب اپنی تخلیق پر غور کرو۔ سوچو تم کس چیز سے پیدا ہوئے ہو خلقنکم من تراب۔ ہم نے تم کو اس مٹی سے پیدا کیا جس میں بظاہر کوئی جان نہیں، کوئی قوت نہیں، نہ اس کے اندر قوت ارادی ہے اور نہ قوت تخیل اور قوت متصورہ موجود ہے اس خاک کے اندر منطق اور دلائل بھی کوئی نہیں ایسی بے وقعت مٹی سے تمہاری تخلیق ہوئی ہے ثم من نطفة۔ وہ اس طرح کہ مٹی سے سبزی ترکاری اگتی ہے۔ جب نر بیل اور گائے بکری وغیرہ سبزی کو کھاتے ہیں تم ان کا گوشت اور سبزی وغیرہ کھاتے ہو، اس سے خون بنتا ہے، پھر مرد اور عورت کے اختلاط سے بچے کی پیدائش کا آغاز ہوتا ہے ثم من علقة پھر چھوٹا سا کیڑا بن جاتا ہے۔ علق عربی میں تعلق لگا لینے کو کہتے ہیں۔ مرد کا سالم CELL۔ اور عورت کا سالم CELL جب باہم مل جاتے ہیں تو وہ علق کہلاتا ہے جب یہ ایک جان ہو جاتے ہیں تو اس کا تعلق جسم اور رحم کے ساتھ ہو جاتا ہے۔ علق کا دوسرا ترجمہ جونک ہے اور بچہ ابتداء میں ایک نہایت چھوٹا سا جونک کی طرح کا کیڑا ہوتا ہے اس میں سارے کے سارے انسان جسمانی اور روحانی قوت کی داغ بیل موجود ہوتی ہے جو خدا کے سوا کسی کو نظر نہیں آتی۔ ابتداء میں جونک کی طرح ہوتا ہے جو صرف خوردبین سے ہی نظر آ سکتا ہے پھر اس کی شکل انسان کی بن جاتی ہے۔ یہ بار بار ثم ثم کیوں کہا؟ ثم من نطفة ثم من علقة ثم من مضغة۔ یہ اس لئے کہ انسان کی پیدائش کے عمل کا ہر مقام اپنے وجود میں ایک معجزہ ہے۔ مٹی سے سبزی ترکاری اگتی ہے اور سبزی ترکاری سے خون بنتا ہے۔ خون سے نطفہ اور علقہ ثم من مضغة مخلقة اور پھر انسان پورا اور کامل بن جاتا ہے۔ وغیر مخلقة اور کبھی کبھی پیشتر تکمیل کے ادھورا گر جاتا ہے۔ اس کو اٹھرا بولتے ہیں۔ اس کے لئے تعویذ گنڈے کرتے ہیں لوگ کمر اور گلے کے ساتھ تعویذ باندھتے ہیں نذر نیاز دیتے ہیں اور کیا کچھ نہیں کرتے لیکن لکھو۔ یہ سب کچھ اس لئے بیان کیا کہ تمہیں معلوم ہو کہ یہ کس کی علم و قدرت اور حکمت ہے۔ اور یہ مہربانیاں اور فضل و کرم کس کے ہیں۔ ونقر فی الارحام ما نشاء الی اجل مسمی اور ہم جس بچے کو چاہتے ہیں رحموں میں ایک مقررہ مدت تک ٹھہرائے رکھتے ہیں۔ کبھی دو ماہ کبھی چھ ماہ اور کبھی آٹھ ماہ بچہ رحم میں رہتا ہے، یہ تمہارے اختیار میں نہیں کہ اس کو پوری مدت وہاں رکھا جائے یا صحیح سالم تندرست بچہ پیدا ہو۔ تمہارے تعویذ گنڈے یہاں کام نہیں کرتے۔ یوسف پیدا کرنا تمہارے بس میں نہیں۔ بعض اوقات خوبصورت ماں باپ کے ہاں کالی چڑیل پیدا ہو جاتی ہے۔ دیکھی تم اس کا نام یوسف رکھ دیتے ہو، ایک پہلوان کے ہاں چوہے جیسا بچہ پیدا ہو جاتا ہے اور بڑے بڑے ذہین انسانوں کے ہاں کودن بچہ پیدا ہوتا ہے۔ تمہارا علم، تمہاری طاقت اور تمہاری آرزوئیں اور جذبات مل کر بھی تمہارے حسب منشا اولاد پیدا نہیں کر سکتے۔ پیغمبر کے ہاں بھی اس کے حسب منشاء بچہ پیدا نہیں ہوتا، نوحؑ کے ہاں سرکش لڑکا پیدا ہوا، اور سلیمان کے ہاں جو بچہ پیدا ہوا اس کے متعلق فرمایا والقینا علی کرسیہ جسداً وہ جسم ہی جسم تھا عقل اور عرفان سے کورا۔ حکومت کی کرسی پر بیٹھتا ہے۔ لیکن اخلاق کوئی نہیں۔

مراحل زندگی اور موت میں قیامت کا ثبوت

پھر تخلیق انسانی کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا۔ ثم نخرجکم طفلاً ہم پھر تمہیں بچہ بنا کر نکالتے ہیں، بچہ پیدا ہو جاتا ہے۔ تو ایک دنیا اس کی خدمت کے لئے کھڑی ہو جاتی ہے۔ دادی نانی۔ خالائیں۔ اور پھوپھیاں خوشیاں منا رہی ہیں۔ گھر گھر میں چراغ جلتے ہیں۔ بچے کی حفاظت کا ہر طرح سے خیال رکھا جاتا ہے بڑے بڑے آدمیوں کے ہاں پوتے ہوتے ہیں تو وہ مال و دولت نچھاور کر دیتے ہیں، بڑی خوشی کا اظہار ہوتا ہے شیخ میاں محمد صاحب کے ہاں مدت تک کوئی پوتا نہ ہوا تھا۔ ان کو جب خدا تعالےٰ نے پہلا پوتا عطا کیا تو وہ انتہا درجہ خوش ہوئے اس خوشی میں انہوں نے اپنے پوتے ریاض احمد کو لا کر میری گود میں رکھ دیا تھا۔ لیکن ان خوشیوں کے

(باقی برصفحہ ۱۲ کالم اول)

سورۃ الکوثر میں قرآن کریم کا عظیم الشان معجزہ
علم و حکمت اور معرفت و ہدایت کے سمندر ایک کوزہ میں

محترم میاں نصیر احمد صاحب فاروقی کا خطبہ عید الاضحیٰ

محترم میاں نصیر احمد صاحب فاروقی نے ۲۶ مئی ۱۹۶۱ء کو جماعت احمدیہ راولپنڈی میں عید الاضحیٰ کا جو خطبہ ارشاد فرمایا تھا اسے خود قلمبند فرما کر "پیغام صلح" میں اشاعت کے لئے ارسال فرمایا ہے۔ جسے ہم ذیل میں بڑی خوشی سے درج کرتے ہیں:

اشھد ان لا الٰہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ و اشھد ان محمدا عبدہ و رسولہ اما بعد فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ انا اعطینٰک الکوثر ○ فصل لربک وانحر ○ ان شانئک ھو الابتر ع

یہ قرآن کریم کی سب سے چھوٹی سورت ہے مگر اس کے اندر اس قدر علم، اس قدر حکمت اور اس قدر معرفت و ہدایت ہے کہ اسے ایک خطبہ میں بیان کرنا ناممکن ہے۔

ایک چیلنج اور معجزہ

یہ جو قرآن کریم میں چیلنج دیا گیا ہے کہ اگر تمہیں یہ شک ہے کہ یہ کتاب خدا کی نہیں تو فاتوا بسورۃ من مثلہ یعنے اس کی مثال ایک سورت لے آؤ اور اس چیلنج کا جواب آج تک کسی نے نہیں دیا۔ اور یہ چیلنج آج بھی اسی طرح قائم ہے جس طرح آج سے چودہ سو سال پہلے تھا۔ کتنا آسان ہے۔ یہ سورۃ الکوثر ایک سطر میں لکھی جاتی ہے۔ صرف ایک سطر میں۔ کیا ایسی چھوٹی سی سورت بنا لینا کسی کے لئے ممکن نہیں؟ یہ چیلنج نہ صرف قرآن کریم کی فصاحت و بلاغت کے بارہ میں ہے، نہ صرف ان زبردست معانی علم و حکمت و معرفت کے بارہ میں ہے جو قرآن کریم کے اندر پائے جاتے ہیں بلکہ اس انقلاب عظیم کے بارہ میں بھی ہے جو قرآن نے انسانوں کے اندر فرداً فرداً اور قوم اور ملک کے اندر بحیثیت مجموعی پیدا کیا۔

میں آج اس مختصر خطبہ میں اس سب سے چھوٹی سورت کے اندر جو علم۔ جو حکمت۔ جو معرفت و ہدایت انسان کے لئے ملتی ہے اس پر صرف اشارۃً اور نہایت اختصار سے انشاء اللہ روشنی ڈالوں گا۔ اور آپ خود محسوس کریں گے کہ یہ ایک سطر کی سورت ایک چھوٹے سے کوزے میں ایک سمندر اپنے اندر رکھتی ہے کس انسان سے ممکن ہے کہ وہ اس کا جواب یا اس کی مثال لائے؟ اور یہ قرآن کریم کا وہ معجزہ ہے کہ اس کی مثال مذاہب کی تاریخ میں آپ کو نہیں ملے گی ....

....

ایک تفسیری اصول

انا اعطینٰک الکوثر ○ بے شک ہم نے تجھے خیر کثیر یعنی بے شمار بھلائی یا بہت بڑی بھلائی عطا کی ہے۔ فصل لربک وانحر پس اپنے رب کے لئے نماز پڑھ اور قربانی کر۔ ان شانئک ھو الابتر۔ بے شک تیرے دشمن کو مٹا دیا جائے گا۔

جہاں واحد مخاطب کا صیغہ آتا ہے یعنی تو یا تیرا کا لفظ آتا ہے تو ہمارے مفسرین اکثر اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر چسپاں کر کے اس کے معنی اور تفسیر ختم کر دیتے ہیں یہ ایک اٹل اصول بنا لینا صحیح نہیں۔ جہاں خود آنحضرت صلعم مخاطب ہیں یا ان کا ذکر ہے وہاں رسول یا نبی یا محمد کا لفظ آتا ہے اگر ہر لفظ تو یا تیرے کو آنحضرت صلعم پر لگایا جائے تو مشکل یہ پڑتی ہے کہ بہت جگہ ایسا مضمون ہوتا ہے کہ وہ ہرگز آنحضرت صلعم پر نہیں لگایا جا سکتا۔ مثلاً لا تمش فی الارض مرحا یعنی زمین میں تو اکڑ کر نہ چل۔ تو کیا نعوذ باللہ آنحضرت صلعم ایسا کرتے تھے یا کر سکتے تھے۔ یا لا تکن للخائنین خصیما یعنی خیانت کرنے والوں کے لئے تو مت جھگڑ۔ کیا نعوذ باللہ آنحضرت صلعم کے لئے ایسے حکم کی ضرورت ہو سکتی تھی؟ واحد مخاطب کے صیغہ کو صرف آنحضرت صلعم پر لگا کر تفسیر کرنے میں ایک یہ بھی نقص ہے کہ ہم پھر قرآن کو اپنے پر چسپاں کرنا بھول جاتے ہیں اور اس بے شمار علم و ہدایت سے جو قرآن میں موجود ہے محروم ہو جاتے ہیں۔ کیوں نہ سیدھی اور ظاہر بات کو اختیار کیا جائے کہ سوائے اس صورت کے کہ مخاطب ظاہراً و قطعی طور پر آنحضرت صلعم سے ہو واحد مخاطب، میں ہر شخص مسلم و غیر مسلم مخاطب ہے جو اس آیت کو پڑھ رہا ہے یا سن رہا ہے۔ آپ اسی سورۃ الکوثر کی تفسیر میں دیکھیں گے کہ اس سے کتنے نئے مضامین اور ہدایت کے سبق انسان کو ملتے ہیں۔

آنحضرت صلعم اور خیر کثیر

مگر میں پہلے اس صورت کو خود آنحضرت صلعم پر چسپاں کر کے اس کی تفسیر کروں گا یہ بھی قرآن کریم کا اعجاز ہے کہ اگر کسی لفظ یا آیت کے ایک سے زیادہ معانی ہو سکتے ہیں تو وہ سب معانی اپنے اپنے رنگ یا اپنے اپنے وقت پر صحیح ہوتے ہیں۔ یہ سورت مکہ کے ابتدائی ایام میں آنحضرت صلعم پر نازل ہوئی۔ اس وقت آپؐ اور آپؐ کے ساتھی انتہائی بے کسی اور بے چارگی کی حالت میں تھے۔ مسلمان گھروں میں چھپتے پھرتے تھے۔ ماریں کھا رہے تھے، کہیں حبشہ کو ہجرت ہو رہی تھی، کہیں ہر قسم کے ظلم و ستم سہے جا رہے تھے۔ اس وقت یہ فرمانا کہ ہم نے تجھے خیر کثیر دیا ہے ایک عجیب بات معلوم دیتی ہے، اور ایک دشمن اس پر ہنسی اُڑا سکتا ہے۔

مصائب اور دکھوں میں سبق

لیکن اس سورۃ میں ان حالات میں ایک بہت بڑا سبق ہے۔ وہ یہ کہ دکھ اور مصائب دراصل انسان کے لئے خیر کثیر کا باعث ہوتے ہیں۔ انسان دکھ یا تکلیف کو پسند نہیں کرتا مگر خدا تعالیٰ نے مذہب کی حدود و قیود اور شریعت کی پابندیاں لگا کر انسان پر بہت سی تکالیف ڈالی ہیں۔ لیکن انسان وہاں بھی اپنے لئے آسانیاں نکال لیتا ہے یا شریعت اور مذہب کی پیروی میں کوتاہی کرتا ہے۔ اس لئے انسان کی ربوبیت کرنے والے نے انسان کے فائدہ کے لئے تقدیر کے رنگ میں دکھ اور تکالیف رکھے ہیں جو انسان کو طوعاً و کرہاً سہنے پڑتے ہیں۔ مگر انسان کے اندر کے وہ مخفی جوہر باہر نکال لیتے ہیں اور انسان کے لئے اخلاق کی وہ نشوونما کرتے ہیں اور انسان سے وہ اعلیٰ کارنامے ظہور پذیر کراتے ہیں کہ خود انسان کو یہ علم نہیں ہوتا کہ اس کے اندر وہ جوہر اور قابلیتیں ہیں۔ ایک بچہ اپنے کھیل کود اور آرام کو چھوڑ کر سکول اور تعلیم کا جوا اپنے گلے میں نہیں ڈالنا پسند کرتا۔ مگر والدین اس کی بھلائی کی خاطر اسے مار پیٹ کر بھی تعلیم دلواتے ہیں کیونکہ بالآخر اسی سے وہ سنورتا ہے اور اس کے مخفی جوہر کھلتے ہیں۔ اور اسی میں اس کی بھلائی اور ترقی مضمر ہوتی ہے۔

نماز

تو آنحضرت صلعم اور آپؐ کے ساتھیوں کو تسلی دی کہ ان دکھوں اور مصائب میں تمہارے لئے بہت بھلائیاں مخفی ہیں جیسا کہ پہلے بتایا جا چکا ہے۔ پھر ایک بھلائی وہ بھی ہے جس کا آگے ذکر ہے کہ فصل

لربک یعنے اپنے رب کے لئے نماز پڑھ۔ دکھ اور تکالیف انسان کو جتنا خدا کے آگے جھکاتے ہیں اور اس طرح خدا کے قریب کرتے ہیں کوئی اور چیز نہیں کرتی۔ جہاں دکھ آ پہنچا اور انسان خدا کی طرف بڑھتا اور اس کے آگے جھکتا ہے اور نماز میں جو دل ان حالات میں لگتا ہے اور جو حضوری قلب عطا ہوتی ہے وہ سکھ اور راحت میں نہیں ہوتی۔ لفظ لربک (اپنی ربوبیت کرنے والے کے لئے) میں بھی علم و حکمت کے سبق ہیں۔ مختصراً یہ کہ نماز پڑھنے میں انسان کی ربوبیت یعنی تربیت ہے۔ میں بعد میں اسی خطبہ میں عرض کروں گا کہ کس طرح نماز کے بغیر انسان کی روح جو انسان کی اصل ہے وہ نہ صرف کمزور اور بیمار ہو جاتی ہے بلکہ بگڑ کر اور غلط رستہ پر لگ کر انسان کے لئے .... دنیا و آخرت دونوں میں اس کی تباہی کا باعث ہوتی ہے۔ دوسرے یہ بتایا ہے کہ نماز محض خدا کے لئے ہو دکھاوے کے لئے نہ ہو صرف خدا سے تعلق پکڑنے کے لئے ہو۔ سوئم یہ کہ نماز پڑھنے میں خدا کا کوئی فائدہ نہیں بلکہ انسان کا اپنا فائدہ ہے اور اس کا اشارہ لفظ لربک میں ہے کہ نماز سے انسان کی روحانی اور اخلاقی تربیت ہوتی ہے اور وہ اپنے رب کو پالیتا ہے۔

قربانی

وانحر۔ اور قربانی کر۔ قربانی بھی محض خدا کے لئے ہو نہ اس لئے کہ لوگ تعریفیں کریں کہ بہت چندہ دیا، پھر قربانی کرنے سے انسان کا اپنا یا اس کی قوم کا بھلا ہوتا ہے اور اسی طرح اس کی ربوبیت ہوتی ہے۔ انسان دکھ اور تکالیف میں جو قربانیاں کرتا ہے اور جو صحابہ کرامؓ نے فی الواقعہ کیں وہ پھر آرام کے دنوں میں نہ ہو سکیں۔ اسی لئے حضرت عمرؓ حسرت اور درد سے فرمایا کرتے تھے۔ ابتلینا بالضراء فصبرنا وابتلینا بالسراء فلم نصبر۔ ہم مصیبتوں سے آزمائے گئے تو ہم نے بہت اعلیٰ نمونہ دکھایا۔ مگر جب ہم سکھ اور آرام سے آزمائے گئے تو ہم ویسا نمونہ نہ دکھا سکے۔ مصائب اور تکالیف انسان سے زبردستی قربانیاں کرواتے ہیں جو وہ ویسے خوشی سے نہیں کرتا تو دکھ اور مصائب اپنے اندر انسان کے لئے خیر کثیر رکھتے ہیں۔ اور یہ وہ سبق ہے جو ہم سب کو ذہن نشین کرنا چاہیئے۔ دکھ اور مصائب میں انسان بہت کچھ کھوتا ہے مگر اس سے بہت زیادہ پاتا ہے۔ اس کی اخلاقی اور روحانی نشوونما اور تربیت ہوتی ہے اور سب سے بڑھ کر وہ خدا کو پالیتا ہے۔ جو سب سے بڑھ کر خیر کثیر ہے۔

دشمنوں کی ناکامی

ان شانئک ھو الابتر۔ بے شک تیرا دشمن ناکام ہوگا۔ مٹا دیا جائے گا۔ ذرا تاریخ کو کھول کر پڑھیئے۔ آنحضرت صلعم یتیم اور بے کس تھے۔ آپ کے ساتھی چند غریب اور بے کس لوگ تھے۔ دشمن تعداد میں۔ طاقت اور قدرت میں۔ دولت میں۔ غرض ہر رنگ میں بڑھ چڑھ کر تھے، اور آنحضرت صلعم اور آپ کے ساتھیوں کو تباہ کر دینے اور مٹا دینے پر تلے ہوئے تھے۔ ان حالات میں آیت اتری ہے کہ تیرے دشمنوں کو ناکام کر دیا جائے گا۔ کیا یہ واقعہ نہیں کہ ایسا ہی ہوا؟ کیا آج ان دشمنوں کے نام بھی باقی ہیں۔ اگر کچھ رہے بھی تو محض عبرت کے لئے ورنہ کیا آج کوئی اپنا نام ابوجہل یا ابوسفیان رکھنا بھی پسند کرتا ہے۔ اور آنحضرت صلعم اور آپ کے مظلوم و بے کس ساتھیوں کے نام اور کام قیامت تک رہیں گے کیا اس سے بڑھ کر کوئی پیشگوئی ناممکن حالات میں دی جا کر اس صفائی اور شان سے پوری ہوئی ہے؟ اور کیا اس سے بڑھ کر قرآن اور آنحضرت صلعم کا کوئی معجزہ ہو سکتا ہے؟

خیر کثیر یعنی دولت و مرتبہ

ہم میں سے اکثر لوگ جو بری طرح دنیا میں پڑے ہوئے ہیں وہ خیر کثیر دولت یا دنیاوی مرتبہ اور ترقی کو ہی سمجھتے ہیں۔ پہلے اسی رنگ میں ہی لے لیجئے۔ آنحضرت صلعم جیسے فقیر انسان کے قدموں میں لاکھوں روپے (جو آج کل کے کروڑوں روپے سے بڑھ کر تھے) اور سونے چاندی کے ڈھیر کئی بار لاکر رکھ دیئے گئے۔ اور یہ بات ہے کہ آپ نے خود کبھی کچھ نہ لیا اور سب بانٹ کر ہی آپ اٹھتے مگر کیا دنیا کی دولت بھی آپ کو بڑھ چڑھ کر نہ ملی؟ کیا اس بے کس اور مظلوم یتیم کو عرب و عجم کا بادشاہ نہ بنا دیا گیا؟ ایسا بادشاہ کہ جس کا نائب یا خلیفہ ہونا بادشاہوں اور شہنشاہوں نے اپنا فخر سمجھا۔ تاریخ میں ایسے بھی واقعات ہیں کہ بعد کے زمانہ میں کسی بادشاہ کے آگے کوئی چیز پیش کی اور کہا کہ یہ آنحضرت صلعم کی ہے تو بادشاہ تخت سے اتر کر نیچے آگیا اور اس چیز کو اس نے تخت پر رکھا یہ بتانے کے لئے کہ اصل بادشاہت آنحضرت صلعم کی ہے۔ کیا دنیاوی بادشاہوں میں سے کسی کو یہ عزت نصیب ہوئی؟

آنحضرت صلعم اور صحابہؓ کی عزت

لفظ عزت سے مجھے خیال آیا کہ ہر انسان عزت بھی چاہتا ہے۔ ہر انسان پسند کرتا ہے کہ اس کی عزت ہو اور وہ بے عزتی سے بچے۔ انہی دکھ اور مصائب کے دنوں میں آنحضرت صلعم کو معراج کی عظیم الشان عزت نصیب ہوئی، آپ کو دکھایا گیا کہ آپ کا مرتبہ تمام انبیاء کے امام ہونے کا ہے، جن کی آپ نے معراج میں امامت کرائی اور انہی دکھوں اور مصائب میں آپ نے وہ ترقی روحانی باطنی کی کہ معراج میں آپ کو ساتویں آسمان پر پہنچا دیا گیا اور خود اللہ تعالیٰ سے روبرو ملاقات کا شرف حاصل ہوا۔ آپ اللہ تعالیٰ کے آگے دو زانو ہو کر بیٹھ گئے اور جو بات ہوئی اس کا کچھ حصہ ہماری نماز کی التحیات میں رکھ دیا گیا اس لئے کہ وہ سجدہ کے بعد ہے اور سجدہ مومن کا معراج ہے۔

اسی طرح صحابہ کرام کو رضی اللہ عنہم و رضوا عنہ کا سرٹیفکیٹ جو اس دنیا میں ہی ملا وہ بھی انہی دکھ اور تکالیف کو اٹھا کر حق پر قائم رہنے اور حق کی اشاعت کرنے کی وجہ سے ملا۔ اور اگر آج صحابہ کرامؓ کی عزت کرتے ہیں تو وہ بھی ان کے انہی دکھوں اور تکالیف کو اٹھا کر ثابت قدمی دکھانے اور اعلیٰ سے اعلیٰ نمونہ دکھانے کی وجہ سے۔

ایک اور عزت اور خیر کثیر

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک اور عزت اور بھلائی ملی جو کسی اور نبی کو نہیں ملی۔ وہ یہ کہ قیامت تک کے لئے آپؐ خاتم النبیین ہیں۔ نبوت اپنے کمال تک آپؐ کی ذات میں پہنچی اس لئے اب کسی نبی کے آنے کی ضرورت نہ رہی۔ اور آپؐ کو وہ باطنی طاقت اور قدرت دی گئی کہ قیامت تک مجددین و محدثین۔ اولیاء اللہ۔ قطب اور صالح لوگ لاکھوں کروڑوں اور عربوں کی تعداد میں آپ کے فیض سے پیدا ہوتے اور ہوں گے۔ کیا اس سے بڑھ کر کوئی اور خیر کثیر ہو سکتا ہے؟ کیا کوئی اور ایسا نبی ہے جس پر کروڑوں لوگ روزانہ دن میں پانچ مرتبہ نمازوں میں اور اس کے علاوہ بھی درود بھیجتے ہوں کیا کوئی اور نبی ہے جس کے پیرو اس کے نام اور عزت کے لئے اپنے آپ کو کٹوا دینا فخر سمجھتے ہوں؟ اور نبیوں پر بھی اعتراض ہوتے ہیں لیکن کیا ان کا کوئی پیرو ان کی خاطر اپنی جان پر کھیل جاتا ہے؟

قرآن کریم

ایک اور قابل ذکر خیر کثیر جو آنحضرت صلعم کو دیا گیا وہ خود قرآن کریم ہے کہ وہ نسل انسانی کے لئے مکمل ہدایت ہے۔ اس دنیا کی زندگی کے لئے بھی اور آخرت کے لئے بھی۔ اور انہی مصائب اور تکالیف کے دنوں میں وہ عظیم الشان پیشگوئیاں بھی ملیں جن میں نہ صرف عرب کے دشمنوں پر غلبہ پانے کا ذکر ہے بلکہ آئندہ کے زمانوں میں اسلام کے پھیلنے اور غالب آنے اور آنحضرت صلعم کی کامیابی کی خوشخبریاں ہیں پیشگوئی یا خدا کا علم غیب ثابت ہی تب ہوتا ہے کہ انتہائی بے کسی اور مظلومیت کی حالت میں وہ بات کہی جائے جو ناممکن نظر آتی ہو مگر وہ بالآخر ممکن بلکہ واقع ہو جائے۔ اور نہ صرف خدا کا ہاتھ ہر کس و ناکس کو کام کرتا نظر آئے بلکہ

خدا کے عالم الغیب ہونے پر بھی یقین آجاتے۔

دنیاداروں کے لئے سبق

میں نے شروع میں عرض کیا تھا کہ اس سورت کو صرف آنحضرت صلعم پر چسپاں کرنا صحیح نہیں۔ آیئے ہم اسے اپنے اوپر لگا کر دیکھیں۔ آپ ذرا دنیا پر نظر ڈالیں۔ نسل انسانی کی ساری کی ساری ایک تلاش ایک دھن اور ایک تگ و دو میں لگی ہوئی ہے۔ وہ کیا ہے؟ دولت، پیسہ حاصل کرنا۔ صبح سے لیکر شام تک ہر کس و ناکس اسی فکر اور کوشش میں ہے کہ کس طرح زیادہ سے زیادہ پیسہ کمائے۔ اسلام نے دولت کو حرام نہیں کیا۔ مگر دولت یا پیسے کو خدا بنا لینے کے عام نقص کو دور کرنے کے طریقے بتا دیئے ہیں۔

دولتمند کو سب سے پہلے جو چیز بھولتی ہے وہ خدا کی ہستی ہے۔ خدا بھی یاد بھی آتا ہے، جب انسان غریب اور ضرورتمند ہو، جب انسان کی تمام ضرورتیں پوری ہونے لگیں تو خدا بھی یاد نہیں رہتا۔ لفظ کوثر اتنا جامع ہے کہ اس میں دولت بھی آجاتی ہے۔ اس لئے اس شخص کو جسے دولت ملی ہے اس سورت میں پیغام ہے۔

دولتمند کو سبق

چونکہ دولت یا دولت کی تلاش خدا سے غافل کر دیتی ہے اس لئے فرمایا فصل لربک نماز پڑھ اپنی ربوبیت کرنے والے کے لئے۔ دولت بذات خود کچھ چیز نہیں۔ یہ سامان ہے جو انسان کی ربوبیت کرنے والے نے پیدا کیا ہے مگر اسباب کو خدا سمجھ لینا اور مسبب الاسباب کو یعنی دولت دینے والے کو بھول جانا کوتاہ بینی ہے۔ دوسری جگہ آتا ہے اقم الصلوٰۃ لذکری یعنے نماز کو قائم کر میرے ذکر یا میری یاد کے لئے۔ اس لئے نماز دن میں پانچ مرتبہ ہے کہ انسان جو دنیا میں پڑا ہوا ہے اسے بار بار خدا کی یاد دلائی جائے کہ تمہارا خدا ہر وقت تمہارے پاس ہے۔ اس لئے نماز ہر جگہ ہوتی ہے۔ خدا تمہیں دیکھتا ہے۔ اس لئے نماز میں خدا کے آگے ہاتھ باندھنا اور جھکنا اور سجدہ کرنا ہے۔ خدا تمہاری بات سنتا ہے جیسا کہ نماز میں بلند آواز سے قراءت یا تکبیر ہے اور بالآخر یہ کہ خدا تمہارے دل کی بات بھی جانتا ہے۔ جیسا کہ نماز کو دل میں پڑھنے والے یہ بڑا سبق ہے۔ تو دولتمند کو جو خدا کو بھول جاتا ہے نماز نہ صرف خدا کی یاد دلاتی ہے بلکہ یہ بھی بتاتی ہے کہ اصل مقصود خدا کی ذات ہے نہ کہ دولت یا کوئی اور چیز۔ دولت رب نہیں بلکہ ربوبیت .... کرنے والا خدا ہے۔

قربانی

دوسرا حکم دیا وانحر قربانی کر۔ دولتمند کو پیسہ کی محبت ایسی ہو جاتی ہے کہ وہ اس کو علیحدہ نہیں کر سکتا یا کم سے کم وہ تجارت یا کام دھندے کی ضروریات کی وجہ سے دوسرے ضرورتمند لوگوں کے لئے یا خیراتی کاموں کے لئے اپنی دولت کی قربانی نہیں کر سکتا۔ یہ سچ ہے کہ تجارت یا انڈسٹری میں پیسے کی ہر وقت ضرورت رہتی ہے مگر وہ تمام پیسہ جو دولتمند اپنے کام کاج میں لگاتا ہے وہ بالآخر منافع بن کر اس کے اپنے یا خاندان کے لئے جمع ہوتا ہے، دوسروں کے کام نہیں آتا نہ قوم یا مذہب کی ضروریات کو پورا کرتا ہے۔ آپ دیکھیں گے کہ غریب لوگوں کے لئے چندے دینا یا ایک دوسرے کی مدد کرنا آسان ہوتا ہے امراء کے لئے مشکل ہوتا ہے۔ اس لئے امیر کو کہا کہ قربانی کر۔ اور دولت کی قربانی کرنے سے ہی دولت کی محبت سرد ہوتی ہے۔ ورنہ آگ کی شکل اسی دنیا میں اختیار کر لیتی ہے کہ ھل من مزید (کیا کچھ اور بھی ہے) کا نعرہ جو جہنم کا نعرہ ہے وہ ہر دولت کے متلاشی کا ہو جاتا ہے۔ اس آگ کو سرد کرنے کے لئے دولت کی قربانی کرنا ضروری ہے۔

دشمن

آپ نے غریب کو غریب کا دشمن ہوتا محض اس کی غربت کی وجہ سے کبھی نہیں دیکھا ہوگا۔ اور وجوہات سے ہو جاتا ہے۔ مگر کسی نے کسی کی غربت کی وجہ سے اس پر رشک یا حسد کیا کرتا ہے؟ لیکن دولت ایسی چیز ہے کہ اس کی وجہ سے دوست دوست کا حریف ہو جاتا ہے۔ باپ اور بیٹا ایک دوسرے کے دشمن ہو جاتے ہیں۔ بھائی بھائی کا دشمن ہو جاتا ہے یہاں تک کہ قتل تک ہو جاتے ہیں، تو دولت انسان کے لئے بلائے جان بن سکتی ہے۔ مگر دولتمند کو خوشخبری ہے کہ اگر وہ خدا کو یاد رکھے۔ دولت کو خدا نہ بنائے بلکہ اپنے اصل رب کو یاد رکھے اور قربانی کرے تو خدا کا اسے وعدہ ہے کہ وہ اس کے دشمنوں سے اسے بچائے گا بلکہ اس کے دشمنوں کو ناکام و نامراد کریگا۔ فسبحان اللہ العظیم۔

عہدہ یا مرتبہ

دولت کے بعد انسان جس چیز کا بھوکا ہے وہ دنیا میں عہدے یا مرتبہ میں ترقی کرنے کا جذبہ ہے آپ نے گذشتہ دس بارہ سال میں تماشا دیکھا ہوگا کہ کس طرح منسٹر یا وزیر بننے کے لئے یا اس قسم کے عہدوں کے لئے لوگ بھاگ دوڑ کر رہے تھے۔ جو بن گئے وہ خود خدا بن گئے اور اصل خدا کو بھول گئے ورنہ ان سے وہ کام نہ ہوتے جن کی وجہ سے لوگ ان سے متنفر ہو گئے، اور بالآخر فوجی انقلاب نے خدا کے فضل سے ملک کو بچا لیا ورنہ پاکستان کا بیڑہ غرق ہونے لگا تھا۔

سو دنیا کے مرتبہ اور عہدہ کے چاہنے والوں کے لئے بھی اس سورت میں سبق ہے، کہ دنیاوی وجاہت یا شان و شوکت تمہیں نہ بھلا دے کہ خدا تمہیں دیکھ رہا ہے (نماز خدا کی یاد دلاتی ہے) کہ وہ ہر حاکم (اور مرتبہ والے کے اوپر حاکم ہے) اور تم اس کے آگے جواب دہ ہو۔ وہ اسی دنیا میں بھی پکڑ لیتا ہے۔ اور آخرت میں تو اور بھی سخت حساب کتاب ہوگا۔ اور تم خدا بننے کے دعوؤں میں نہ پڑنا۔ دوئم غرباء کے لئے اور اپنی قوم کے لئے ہر وقت قربانی کرو۔ وقت کی۔ پیسہ کی۔ اپنے مفاد کی، اس لئے کہ عہدہ یا مرتبہ پاکر انسان کو اپنے مفاد حاصل کرنے کی فکر ہو جاتی ہے اور اس کے لئے موقعے بھی پیدا ہو جاتے ہیں۔ جو کوئی ذمہ داری یعنی عہدہ یا مرتبہ پا لیتا ہے وہ پہلے اپنے گھر کی فکر کرتا ہے۔ کیا یہ نظارہ پچھلے چند سالوں میں ہماری آنکھوں کے سامنے نہیں آیا۔ تو فرمایا کہ اپنے مفاد کی قربانی کرو اور قوم کے مفاد کو مقدم رکھو۔

دشمن کی ناکامی

عجیب بات یہ ہے کہ ایک انسان اچھا خاصہ آرام سے ایک کونے میں پڑا ہوتا ہے۔ اس کی شامت جو آتی ہے تو وہ دنیا کا عہدہ یا مرتبہ تلاش کرنے لگتا ہے اور جوں جوں وہ دنیاوی مرتبہ میں ترقی کرتا ہے اس سے حسد اور دشمنی کرنے والے بڑھتے چلے جاتے ہیں۔ جوں جوں آدمی پبلک لائف میں آتا ہے اور ترقی کرتا ہے اس پر اعتراض کرنے والے اس سے حسد کرنے والے بڑھتے چلے جاتے ہیں۔ اور وہ ان کے ہاتھوں سے بہت دکھی ہوتا ہے۔ تو ایسے انسان کو اس سورت میں ایک خوشخبری ہے کہ اگر وہ خدا کے آگے جھکنے والا اسے یاد رکھنے والا ہے اور اپنی قوم اور اپنے ملک کے لئے قربانی کرنے والا ہے تو خدا اس کا محافظ ہوگا اور اس کے دشمنوں کو خائب و خاسر کرے گا۔

پاکستان

قرآن کا یہ معجزہ ہے کہ وہ ہر وقت اور ہر قوم کے لئے ہدایت روحانی و اخلاقی اپنے اندر رکھتا ہے۔ ہمارے لئے پاکستان بذات خود ایک خیر کثیر ہے۔ یہ کتنی بڑی نعمت اور بھلائی ہے کہ ہم اس کا اندازہ بھی نہیں کر سکتے۔ ہم نہ صرف غلامی سے

نکل کر آزاد ہو گئے بلکہ ہمارا مذہب۔ ہماری قوم۔ ہماری عزت، ہماری جان و مال محفوظ ہیں۔ اور ہم وہ ترقی کر رہے ہیں اور ابھی انشاء اللہ کریں گے کہ دنیا کے ممتاز ممالک میں سے بن جائیں گے۔ لیکن اگر دوسری قوموں کی طرح جنہیں آزادی ملی اگر ہم بھی دنیا کے شکنجے پڑ جائیں گے تو ہم میں اور دوسروں میں کیا فرق ہوگا۔

دنیا دار لوگ کسی قوم یا ملک کی ترقی کے لئے فوجی طاقت انڈسٹری۔ تجارت یا سائنس کی ترقیات کو ہی ضروری سمجھتے ہیں۔ مگر دیکھ لیجئے کہ انگلستان باوجود اپنی زبردست طاقت اور دنیا کے عالم پر حکومت کرنے کے، باوجود اپنی انڈسٹری۔ دولت۔ تجارت اور سائنس کی ترقیات کے، باوجود اپنے ہتھیاروں اور ساز و سامان کے آج ہماری آنکھوں کے سامنے ختم ہوتے ہوتے ایک چھوٹا سا جزیرہ رہ گیا ہے اسی طرح ہمیں بھی دنیا کے ساز و سامان کام نہ آئیں گے۔ ہمارے لئے اس صورت میں خداوند کریم کی طرف سے پیغام ہے کہ ہم نے تمہیں پاکستان کا خیر کثیر دیا ہے، اور اگر تم اپنے ربوبیت کرنے والے کو یاد کرو گے تو وہ تمہیں اور ترقی دے گا۔ لفظ رب کے معنی ہی ہیں کہ آہستہ اور بتدریج ایک ادنیٰ حالت سے اعلیٰ حالت کی طرف لے جانا۔ اگر آج ہم کمزور ہیں اور بیشتر ہیں تو کوئی حرج نہیں۔ ہمیں، ہندو سکھ، انگریز، سب کی مخالفت کے باوجود پاکستان دلانے والا ہمارا خدا رب ہے۔ اگر ہم اس کے آگے گریں گے اور اس کو یاد رکھیں گے تو وہ ہمیں ادنیٰ حالت سے اعلیٰ حالت کی طرف لے جائے گا۔ انشاء اللہ القدیر۔

مگر خدا کو یاد رکھنے کے علاوہ قربانی کرنا بھی ضروری ہے۔ ہمیں اپنی قوم، اپنے ملک، اور اپنے غرباء کی خاطر قربانیاں کرنا ضروری ہے اور اگر وقت آن پڑے تو پاکستان کے لئے نہ صرف دولت بلکہ اپنی جان کی قربانی بھی دینی ہوگی۔

پاکستان کے دشمن

پاکستان کے خلاف لوگ اس وقت بھی تھے جب پاکستان ابھی بنا نہ تھا۔ اور پاکستان بننے کے بعد پہلے دن سے یہ ملک دشمنوں سے گھرا ہوا ہے۔ یہاں تک کہ ہمارے مسلمان بھائی افغان بھی ہمارے دشمن بن گئے۔ اور ان سے بڑھ چڑھ کر طاقتور قومیں اور ملک ہمیں دیکھ کر غراتے ہیں۔ لیکن اگر ہم خدا کو یاد رکھنے والی اور پاکستان اور اس کے عوام کی خاطر قربانی کرنے والی قوم بنیں گے تو خداوند کریم کا ہم سے وعدہ ہے کہ ان شانئک ھو الابتر کہ تمہارا دشمن ناکام رہے گا۔ اسے مٹا دیا جائے گا۔ سو ہمیں ڈرنے کی کوئی وجہ نہیں۔

آخری مگر سب میں اہم تفسیر

اس چھوٹی سی ایک سطر میں لکھی جانے والی سورت میں وہ وہ علوم اور حکمت اور معرفت و ہدایت کی باتیں ہیں کہ ان پر کتابیں لکھی جا سکتی ہیں۔ میں نے مختصراً بعض امور کی طرف اشارہ کیا ہے۔ اب میں آخری اور سب سے اہم تفسیر کر کے ختم کرتا ہوں۔ قرآن کریم کا معجزہ ہے کہ اس میں سے جتنے مفہوم پیدا ہوتے ہیں وہ سب صحیح اور اعلیٰ سے اعلیٰ ہوتے ہیں۔ اس سورت کے جو مختلف مفہوم تھے ان میں سے بعض کا تو ذکر آ گیا۔ اب آپ غور کریں کہ اس سورت میں دراصل ہر انسان مخاطب ہے، ہر انسان کو کہا ہے کہ ہم نے تجھے خیر کثیر یا وہ بھلائی دی ہے کہ اس سے بڑھ کر کوئی بھلائی نہیں ہو سکتی۔

خیر کثیر کیا ہے

غور کریں کہ وہ کیا بھلائی ہے جو ہر غریب امیر، کالے، گورے، چھوٹے بڑے انسان کو دی گئی ہے۔ وہ مال و دولت۔ دنیاوی عہدہ یا مرتبہ تو نہیں ...... ہو سکتے کیونکہ یہ ہر شخص کو نہیں دیئے گئے۔ اکثر لوگ تو غریب اور عوام الناس میں سے ہوتے ہیں، تو پھر کیا چیز ہے جو ہر انسان کو دی گئی ہے اور وہ ہے بھی خیر کثیر۔ وہ چیز انسان کا جسم تو نہیں ہو سکتا کہ وہ علاوہ کالا گورا چھوٹا، بڑا، دکھی، لولا، لنگڑا ہونے کے بیماریوں دکھوں اور بالآخر موت کا شکار ہو کر ختم ہو جانے والی چیز ہے۔ اگر انسان کا جسم نہیں تو پھر وہ خیر کثیر انسان کی روح ہے۔ اور یہی وہ نعمت ہے جو ہر انسان کو ملی ہے۔

روح انسانی

قرآن نے کئی جگہ بتایا ہے نفخت فیہ من روحی۔ کہ میں نے انسان میں اپنی روح پھونکی ہے۔ سوچئے کہ اس سے بڑھ کر کوئی نعمت انسان کو ملی ہے کہ اس کے مٹی کے جسم میں خود خداوند تعالیٰ کی روح میں سے حصہ ڈالا گیا ہے اسی وجہ سے انسان خدا کا خلیفہ بھی بن سکا۔ اسی خدا کی روح کو دیکھ کر انسان کے آگے سے اس سے بہت زیادہ طاقتور درندے جانور مخالف ہو کر ہٹ جاتے ہیں۔ اسی خدا کی روح کی وجہ سے زمین اور آسمان کے علوم انسان حاصل کر سکا۔ اور زمین و آسمان پر انسان کو قدرت ملی۔ اور اس خدائی روح کی وجہ سے انسان خدا کی صفات اپنے اندر پیدا کر سکتا ہے کہ آیا ہے تخلقوا باخلاق اللہ یعنے خدا کے اخلاق اپنے اندر پیدا کرو۔ انسان کے سوا کوئی اور مخلوق خدا کے اخلاق اپنے اندر پیدا نہیں کر سکتی اس کی وجہ یہ ہے کہ خدا کی روح میں سے انسان کو روح ملی ہے اور یہ نعمت تمام نسل انسانی کو یکساں ملی ہے

اسی لئے اس سورت الکوثر میں ہر انسان کو مخاطب کر کے فرمایا کہ ہم نے تمہیں خیر کثیر عطا فرمایا ہے۔

نماز اور روح

فصل لربک۔ انسان کی روح خدا سے آئی ہے جب تک وہ اپنے ماخذ (SOURCE) سے تعلق نہ پکڑے وہ زندہ نہیں رہ سکتی۔ جس طرح بچہ جب تک اپنی ماں کی چھاتی سے دودھ نہ پیئے وہ زندہ نہیں رہ سکتا۔ نماز کیا ہے؟ ہم اپنی روح کو اس بڑی روح سے جس میں سے وہ آئی ہے ملاتے ہیں اور جس طرح ایک بیٹری کو جب ایک بڑی بیٹری یا بجلی کی طاقت سے ملایا جائے تو وہ چھوٹی بیٹری طاقت پاتی ہے۔ اسی طرح روح انسانی خدا سے تعلق پا کر اپنی غذا اور طاقت حاصل کرتی ہے۔

دنیا کے کام و کاج میں اور اپنی غلطیوں اور کوتاہیوں سے ہم اپنی لطیف اور پاکیزہ روح پر جو خدا سے آئی ہے سو قسم کے گند اور سیاہی کے داغ ڈال لیتے ہیں۔ جب ہم اس روح کو لیکر خدا کے آگے حاضر ہوتے ہیں تو کیا وہ خدا اس روح کو گندہ یا داغدار رہنے دے سکتا ہے۔ کیا خدا کی روح اپنے اس ٹکڑے کی اس حالت کو دیکھ کر تڑپ نہیں جاتی ہوگی، یا جوش میں نہیں آتی ہوگی کہ اسے صاف و پاک کر دے۔ اسی لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دفعہ صحابہ رضی اللہ عنہم سے پوچھا کہ اگر ایک انسان کے صحن میں نہر بہتی ہو، اور وہ اس میں پانچ دفعہ روز نہائے تو کیا وہ انسان کبھی گندہ ہو سکتا ہے۔ صحابہ نے فرمایا نہیں۔ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہی حال نماز کا ہے۔

صرف ضرورت ہے کہ نماز میں انسان خدا کی طرف اس طرح جائے جس طرح بچہ ماں کی طرف بلک کر اور تڑپ کر جاتا ہے۔ انسان خدا کے پاس ہر وقت رہنا چاہیے جس طرح ایک بچہ اپنی ماں کے پاس ہر دم رہنا چاہتا ہے۔ اور انسان اپنے خطاؤں اور گناہوں سے ویسا ہی نادم ہو جیسا کہ اس انسان کو ہونا چاہیئے جسے کہ خدا کی اپنی روح میں سے روح کی نعمت عظمیٰ حاصل ہوئی ہو، اور اس نے غفلت یا گناہ سے اسے خراب کر دیا ہو۔ اور وہ اس کی اصلاح چاہتا ہو تو پھر خداوند رحیم و کریم ضرور اس کو پاک و صاف کر دے گا۔

قربانی اور روح

روح انسانی کا قربانی سے کیا تعلق ہے؟۔ انسان کے دو حصے ہیں ایک روح جو خدا سے آئی ہے، دوسرا حیوانی حصہ ہے جس میں انسان کا جسم اور جذبات ہیں، اسی لئے جسم اور جذبات کے معاملہ میں ہم بیماروں اور دوسرے حیوانوں میں مشابہت،

بلکہ اشتراک ہے۔ تو ہر انسان میں ہر وقت کشمکش جاری ہے کہ اس کے روحانی یا خدائی اخلاق غالب آئیں گے یا حیوانی۔ اگر انسان کے اندر کے حیوان یا حیوانی جذبات کہ جن کا محرک شیطان ہے ماتحت کر دیا جائے اس انسان کی رُوح یا رُوحانی اخلاق کے جن کے محرک فرشتے ہیں تو ہی انسان صحیح طور پر اپنے مقصد یا منزل مقصود کو پاتا ہے۔ جس طرح ایک گھوڑے سوار جب سفر کرتا ہے تو اگر اس کا گھوڑا اس کے قابو میں ہو اور منہ زور نہ ہو تو ہی سفر بخیریت اور تیزی سے طے ہوتا ہے، اور اگر منہ زور اور بے قابو جانور ہو تو انسان گر پڑتا ہے اور زخمی ہو جاتا ہے بلکہ مر جاتا ہے۔

تمام حیوانوں میں بھیڑ یا گائے یا اونٹ، غریب اور معصوم ہیں، آج عید الاضحٰے کے روز ہم ان کی قربانی دیتے ہیں۔ قرآن میں آتا ہے:—

لن ينال الله لحومها ولا دماؤها ولكن يناله التقوىٰ منكم —— خدا کو ان جانوروں کا گوشت یا خون نہیں پہنچتا لیکن اسے تمہارا تقوےٰ پہنچتا ہے۔ دراصل انسان جب تو ان کی قربانی کرنے میں یہ اظہار کرتا ہے کہ میں اپنی حیوانیت کو ذبح کرتا ہوں اس لئے پسندیدہ ہے کہ ہر انسان خود جانور پر چھری پھیرے۔ یہ جو حدیث میں آتا ہے کہ اگلے جہان میں انسان قربانی کے جانور پر سوار ہوگا اور پل صراط پر سے گذرے گا جو بال سے زیادہ باریک ہوگا اس پر مغرب زدہ لوگ شاید ہنستے ہوں مگر اس میں اس حکمت کو بتایا گیا ہے کہ اگر انسان اپنے اندرونی جانور پر قابو پا لے تو وہ بال کے برابر باریک رستہ پر سے بھی گذر سکتا ہے جو لوگ معرفت رکھتے ہیں وہ جانتے ہیں کہ تقوےٰ کی باریک راہیں بال کے برابر باریک ہوتی ہیں۔ اور تقوےٰ کی باریک راہوں کو انسان نہیں پا سکتا اگر وہ اپنے اندرونی جانور کو قابو میں نہ لائے اور اپنی ناجائز حیوانی خواہشات کی قربانی نہ کرے۔ تقوےٰ اسی کا نام ہے۔

رُوح کا دشمن

ان شانئك هو الابتر۔ بے شک تیرا دشمن ناکام رہے گا۔ ہر انسان کا دشمن اس کا شیطان ہے۔ جسے قرآن نے بار ہا عدوٌ مبین کھلا کھلا دشمن یا خدا اور انسان دونوں کا دشمن بتایا ہے جو ان حیوانی جذبات کو تحریک دیتا ہے اور انسان کو ورغلاتا ہے تو فرمایا کہ رُوح کی تربیت کے لئے نماز اور قربانی کی ضرورت ہے۔ اور اگر یہ کی جائیں تو شیطان کی تحریکیں ناکام رہیں گی۔

لفظ نحر میں اشارہ

وَانْحَرْ کا مادہ (ROOT) نَحَرَ ہے جو کہ سینہ کا اُوپر کا بایاں حصہ ہے۔ یہ اسم یا NOUN ہے۔ اس کا فعل یا ورب بنایا جائے نَحَرَ تو اس کے معنے ہیں اونٹ کے سینہ کے بائیں اُوپر کے حصہ میں برچھا مار کر اسے قربان کرنا۔ اب غور کریں کہ سورہ الکوثر میں قربانی کے لئے دوسرے الفاظ چھوڑ کر لفظ وَانْحَرْ کیوں استعمال کیا گیا؟ اس میں بھی اشارہ ہے کہ انسان کا دل جو سینہ کے اوپر بائیں طرف ہوتا ہے وہ انسانی جذبات کا مرکز ہے۔ جب تک وہاں چھری نہ پھیری جائے وہ قربانی جس کی طرف اس میں اشارہ ہے نہیں ہوتی۔

رُوح اور خیر کثیر

انسان کی رُوح صرف اس لئے خیر کثیر نہیں کہ وہ خدا کی روح میں سے ہے بلکہ اس لئے بھی ہے کہ روح ہی خدا کو پہچاننے والی اور خدا کو پانے والی بھی ہے۔ حدیث میں آتا ہے کہ خدا نے فرمایا کہ میں زمین اور آسمان میں نہیں سماتا مگر مومن کے دل میں سما جاتا ہوں۔ دوسری جگہ آیا ہے کہ خدا نے فرمایا کہ میں ایک مخفی خزانہ تھا سو میں نے ارادہ کیا کہ میں پہچانا جاؤں تو میں نے انسان کو پیدا کیا۔ قرآن ہی ایک الہامی کتاب ہے جس نے صاف بتایا کہ انسان کی پیدائش کا مقصد خدا کو پانا ہے۔ اهدنا الصراط المستقيم کی دعا دن رات کرتا ہے۔ آگے جا کر قرآن نے خود بتایا ہے کہ هٰذا صراطي مستقيم یعنی یہ قرآن وہ رستہ بتاتا ہے جو تمہیں سیدھا میرے پاس لے آئے گا۔ گویا انسان کی پیدائش اور زندگی کا مقصد خدا کو پانا ہے۔

سو یہ کتنی خیر کثیر ہے کہ نہ صرف خدا کی رُوح میں سے ہمیں ملی جس پر موت وارد نہیں ہوتی (انسان کے جسم پر تو موت وارد ہوتی ہے مگر اس کی روح زندہ رہتی ہے کیونکہ وہ خدا میں سے آئی ہے) بلکہ یہ رُوح جو خدا میں سے آئی ہے اس میں خدا کو پہچاننے اور پانے کی تڑپ ہے۔ اور یہ بالآخر خدا کو پا سکتی ہے جو سب سے بڑی نعمت ہے۔ نماز کے ذریعہ سے اور حیوانیت کو قابو میں رکھنے سے یہ رُوح خدا کو پا لیتی ہے اور شیطان جو انسان کا دشمن ہے، ناکام نامراد رہ جاتا ہے۔

چونکہ ہر انسان اپنے اندر خدا میں سے رُوح رکھتا ہے اور ہر انسان نماز کے ذریعہ سے اس رُوح کی تربیت اور صفائی کر سکتا ہے اور اپنے حیوانی جذبات کو قابو میں رکھ کر ان کے صحیح استعمال سے ترقی کر کے خدا کو پا سکتا ہے اور ہر انسان کا دشمن جو اسے خدا سے پانے سے روکنا چاہتا ہے وہ شیطان ہے اس لئے اس عظیم الشان مگر مختصر سورت میں اگرچہ کئی مضمون ہیں، مگر اصل مضمون وہی ہے جس کا میں نے آخر میں ذکر کیا ہے۔

(بقیہ مقالہ از صفحہ ۲)

دوسرے سوال کرنے والے گلبرگ کے کسی حلقہ کے چیئرمین اور لاہور کارپوریشن کے ممبر سید معظم علی شاہ صاحب تھے اور انہوں نے جلسے کے منتظمین کی بڑی دکھتی رگ پکڑی، اور مطالبہ کیا کہ اگر آپ کو بنیادی جمہوریتوں سے کوئی فائدہ حاصل کرنا ہے تو ہمیں آپ ہماری زبان میں سمجھائیے۔ اور ہماری زبان میں ہم سے بات کیجئے۔ وہ مقالے کی انگریزی زبان پر اعتراض کر رہے تھے انہوں نے کہا کہ سرکاری تقریبات میں مقالے اور تقریریں اُردو میں ہونی چاہئیں اور میں کارپوریشن کے آئندہ اجلاس میں یہ قرارداد پیش کروں گا اور اسے پاس کراؤں گا جس کے ذریعہ حکومت سے مطالبہ کیا جائے گا کہ سرکاری تقریبات میں ہماری قومی زبان استعمال کی جایا کرے۔"

اس سے قبل —— مقالے کے اختتام پر جسٹس بشیر احمد صاحب کو مقالے کا اُردو ترجمہ کرنا پڑا تھا کیونکہ بنیادی جمہوریتوں کے اکثر اراکین جو بہت بڑی اکثریت میں تھے مقالے کو نہیں سمجھ سکے اور انتظامیہ کی اس ستم ظریفی پر صبر کئے بیٹھے رہے۔

اس کے بعد ایک صاحب نے سٹیج پر آکر پنجابی زبان میں اور نہایت دیہاتی انداز میں چند سیدھی سیدھی باتیں تڑاتڑ پھینکیں۔ آپ نے کہا عصمت فروشی اپنی ہر شکل میں دُور کی جا سکتی ہے بشرطیکہ ہمارا ادنےٰ طبقہ اس کی سرپرستی فرمانا چھوڑ دے۔ آپ نے کہا کہ عصمت فروشی کا فروغ بلیک مارکیٹ اور دوسری حرام کی کمائی سے ہوتا ہے اگر یہ ذرائع بند ہو جائیں، تو عصمت فروشی کا کاروبار بڑے پیمانے پر نہ چل سکے گا۔ انہوں نے تجویز پیش کی کہ "ہیرا منڈی شاہی محلّے" کو ایک دو میل دُور لے جایا جائے۔ اور اس کے دو راستے بنائے جائیں۔ پولیس افسر دونوں راستوں کی ناکہ بندی کریں اور ہر آنے جانے والے کا محاسبہ کریں۔ اس کے بعد شام کی نماز کے لئے جلاس ملتوی کر دیا گیا اور جسٹس بشیر احمد خود نماز ادا کرنے کے لئے تشریف لے گئے۔

نماز کے بعد اجلاس پھر شروع ہوا۔ دو چار اور صاحبان نے کچھ مفید مشورے دیئے اور مائیکروفون پر جسٹس بشیر احمد تشریف لائے اور کتنی خوبصورت باتیں کیں موصوف نے!

آپ نے کہا ہمیں اپنے دلوں کو ٹٹولنا چاہیئے۔ ہمیں پہلے اپنے آپ سے یہ سوال کرنا چاہیئے کہ کیا ہمارا دل مانتا ہے اور ہمارا دماغ یہ فتوےٰ دیتا ہے کہ قرآن مجید اللہ کا کلام ہے اگر یہ اللہ کا کلام ہے اور ہم یہ دل سے مانتے ہیں تو پھر ان آیات کو پڑھیئے۔ انہوں نے قرآن مجید کھولا اور اس میں سے ایک آیت پڑھی پھر اس

(بقیہ ۱۲)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی طرف دعویٰ نبوت منسوب کرنے والے بھائیوں کے بنیادی عقائد کی حقیقت

مولانا شیخ عبدالرحمٰن صاحب مصری

(۲)

کیا حضرت نبی کریم صلعم ہمارے بھائیوں کی بیان کردہ تعریف کی تصدیق فرماتے ہیں

حضرت مسیح موعودؑ کی طرف دعوے نبوت منسوب کرنے والے ہمارے بھائی یہ کہتے ہیں، کہ اسلامی تعلیم کی رُو سے نبی وہ ہوتا ہے جس سے خدا کلام کرے کثرت سے کرے واقعات عالم کے متعلق غیب کی خبریں کثرت سے دے اور اسے نبی کہے علماء زمانہ نے جو شریعت کا لانا یا براہ راست ہونا نبی کے لئے ضروری قرار دیا ہے یہ ان کی غلطی ہے (میں ثابت کرچکا ہوں کہ علماء کا یہ عقیدہ ہی نہ تھا) لیکن میں یہ دریافت کرتا ہوں کہ اسلامی اصطلاح میں اگر نبوت اسی کا نام ہے تو حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو تو اس اسلامی اصطلاح کا علم ہونا لازمی ہے اور آنحضرت صلعم نے تو اس لفظ کو صحیح اصطلاح میں ہی استعمال کرنا تھا، آنحضور صلعم نے جو یہ فرمایا لانبی بعدی یا قد انقطعت النبوۃ والرسالۃ فلا رسول بعدی ولا نبی تو اس کے معنی تو پھر یہی ہوں گے کہ میرے بعد کوئی ایسا شخص نہیں آسکتا جس کے ساتھ خدا کثرت سے ہمکلام ہو اور کثرت سے اُس پر اظہار علی الغیب کرے اور اسے نبی کہے تو پھر تو حضرت مسیح موعودؑ کا دعوے ہی نعوذ باللہ غلط ہو جاتا ہے۔ معلوم ہوا کہ حضرت نبی کریم صلعم نے جس قسم کے نبی کی آمد کی اپنے بعد نفی کی ہے وہ اسلامی اصطلاح والا نبی ہی ہے اور جس قسم کے نبی کی آمد کا وعدہ دیا ہے وہ محض لغوی معنی والا امتی نبی ہی ہے جو جماعت اولیاء میں داخل ہوتا ہے نہ کہ انبیاء کی جماعت میں اور حقیقی معنی میں نبی وہی ہو سکتا ہے جو اسلامی اصطلاح میں نبی ہو۔

حضرت اقدسؑ کے کلام سے اس حقیقت کی مزید تائید

اس بات کا مزید ثبوت کہ حضرت مسیح موعودؑ آخر عمر تک اسلامی اصطلاح والی نبوت کو ہی نبوت قرار دیتے رہے ہیں حقیقۃ الوحی صفحہ ۳۹۰ کی مندرجہ ذیل عبارت سے بھی ملتا ہے حضور فرماتے ہیں:—

"اور پھر ایک اور نادانی یہ ہے کہ جاہل لوگوں کو بھڑکانے کے لئے کہتے ہیں کہ اس شخص نے نبوت کا دعوے کیا ہے حالانکہ یہ سراسر افتراء ہے، بلکہ جس نبوت کا دعوے کرنا قرآن شریف کی رُو سے منع معلوم ہوتا ہے ایسا کوئی دعوے نہیں کیا گیا صرف یہ دعویٰ ہے کہ ایک پہلو سے میں اُمتی ہوں اور ایک پہلو سے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فیض نبوت کی وجہ سے نبی ہوں اور نبی سے مراد صرف اس قدر ہے کہ خدا تعالےٰ سے بکثرت شرف مکالمہ ومخاطبہ پاتا ہوں"

ظاہر ہے کہ اگر حضرت مسیح موعودؑ ایک پہلو سے امتی اور ایک پہلو سے نبی کو درحقیقت نبی ہی قرار دیا کرتے تھے تو معترض کے متعلق یہ نہ کہتے کہ اس نے آپ پر افتراء کیا ہے جو آپ کی طرف دعویٰ نبوت منسوب کیا ہے بلکہ امور انہ جرأت کا تقاضا تو یہ تھا کہ صاف فرماتے کہ یہ بات درست ہے کہ میں نے دعوے نبوت کیا ہے اور اسلام میں کثرت مکالمہ مخاطبہ سے مشرف ہونے والے کو نبی ہی کہتے ہیں بلکہ کہا تو یہ کہا کہ قرآن شریف کی رُو سے جس نبوت کا دعوے کرنا منع ہے ایسا کوئی دعوے نہیں کیا گیا اور یہ ظاہر ہے کہ قرآن شریف میں جس چیز کو نبوت قرار دیا گیا ہے اسی چیز کا نام نبوت ہو سکتا ہے اور حضرت اقدسؑ کے نزدیک قرآن شریف کی رُو سے جو چیز نبوت قرار دی گئی ہے وہ حضور نے قرآنی آیت وما ارسلنا من رسول الا لیطاع باذن اللہ کی تفسیر کرتے ہوئے بیان کر دی ہوئی ہے اور اسی کو حضور نے اسلامی اصطلاح قرار دیا ہے پس حقیقۃ الوحی کی مندرجہ بالا عبارت کھلی کھلی دلیل ہے اس بات پر کہ حضور کے نزدیک اسلامی اصطلاح والی نبوت کو ہی نبوت کہتے ہیں اور اسی کا دعوے کرنا منع ہے کثرت مکالمات والی نبوت حضور کے نزدیک حقیقۃً نبوت نہیں جب وہ نبوت نہیں تو پھر لامحالہ وہ ولایت ہی ہوگی اور یہی ثابت کرنا مقصود تھا اور دعوے ولایت اسلامی تعلیم کے خلاف نہیں باقی ولایت کا نام ظلی یا بروزی نبوت کیوں رکھا گیا اور اسے ایک پہلو سے امتی اور ایک پہلو سے نبی کے اسم سے کیوں موسوم کیا گیا اس کی حکمت اس وقت بیان کی جائے گی جس وقت ظلی نبوت وغیرہ پر تفصیلی بحث کی جائے گی۔ ہمارے بھائیوں کو اس بات پر غور کرنا چاہیئے کہ وہ حضرت اقدسؑ کیطرف وہ نبوت منسوب کرتے ہیں جو قرآن کریم کی رو سے نبوت ہے لیکن حضرت اقدسؑ اس جگہ اس نبوت سے انکار کر رہے ہیں جو قرآن کریم کی رُو سے نبوت ہے آپ لوگ تو کہیں مع الذین انعم اللہ علیہم من النبیین سے اور کہیں وما نرسل المرسلین الا مبشرین ومنذرین سے استدلال کرتے ہیں لیکن تعجب ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ جو بقول آپ کے نبی تھے ان کو قرآن کی یہ آیات نظر نہ آئیں وہ ان آیات کی موجودگی میں قرآن کریم کی رُو سے نبی ہونے کا انکار کرتے چلے جاتے ہیں، اگر آپ کی بات درست ہے تو معترض کو جواب یہ دینا چاہیئے تھا کہ جو اصطلاح اسلام کی آپ نے بنائی ہوئی ہے اس کے اعتبار سے تو میں نبی نہیں ہوں، ہاں قرآن کی اصطلاح کی رُو سے میں نبی ہوں اور قابل اتباع قرآن کی ہی اصطلاح ہونی چاہیئے۔

آخر عمر تک حضور اپنے متعلق لفظ نبی محض لغوی معنی میں استعمال کرتے رہے

یاد رہے کہ کتاب حقیقۃ الوحی حضور کی آخری عمر کی کتابوں میں سے ہے۔ ۱۷ اگست ۱۸۹۹ء کو حضور نے اسلامی اصطلاح میں نبوت کی تعریف لغوی معنی سے بالکل الگ کرکے بیان کی، اور صاف بتلا دیا کہ اسلامی اصطلاح والی نبوت کو ہی حقیقی نبوت کہتے ہیں اور اس کا دعوے اسلام میں منع ہے لغت کے اعتبار سے اگر کسی شخص پر نبی کا لفظ بولا جائے تو اس سے دعوے نبوت لازم نہیں آتا، پھر اربعین نمبر ۲ میں جو ستمبر ۱۹۰۰ء کی تصنیف ہے اس میں بھی اسی حقیقت کا اعادہ کرتے ہوئے صاف فرما دیا کہ حضور کے لئے احادیث میں یا حضور کے الہامات میں جو لفظ نبی استعمال ہوا ہے وہ محض لغوی معنی میں مستعمل ہوا ہے اسلامی اصطلاح میں یہ لفظ ہرگز استعمال نہیں ہوا لیکن کیا اس کے بعد حضور کی کسی تحریر میں ہمارے بھائیوں کو حضور کا یہ بیان ملا ہے کہ احادیث میں اور میرے الہامات میں میرے لئے یہ لفظ نبی استعمال ہوا ہے وہ اسلامی اصطلاح میں ہی استعمال ہوا ہے کیونکہ کثرت مکالمات ومخاطبات اور اظہار علی الغیب کو ہی اسلامی اصطلاح میں نبوت کہتے ہیں، اسلامی اصطلاح میں جو تعریف میں نے نبوت کی پہلے کسی وقت کی تھی وہ غلط تھی، اگر ہمارے بھائیوں

کہ ایسی کوئی تحریر ملی ہے تو اسے پیش کرنا چاہیئے ایسی تحریر یقیناً دونوں جماعتوں کے درمیان اختلاف کو مٹا دے گی لیکن میں قارئین کرام کو یقین دلاتا ہوں کہ ایسی کوئی تحریر موجود نہیں اگر ہمارے بھائی ساری عمر بھی ایسی تحریر کی تلاش میں صرف کر دیں تو وہ ایسی تحریر کو پانے کے لئے کبھی کامیاب نہیں ہونگے بلکہ اس کے برعکس ایسی تحریریں بکثرت موجود ہیں جن میں حضور نے اپنے سابق بیان کو ہی قائم رکھتے ہوئے اسی بات پر بار بار زور دیا ہے کہ جو لفظ میری شان میں استعمال ہوا ہے وہ محض لغوی معنی کے اعتبار سے ہی استعمال ہوا ہے، اور یہ امر بھی دونوں جماعتوں میں اختلاف کو ختم کرنے کے لئے ایک فیصلہ کن اور محکم دلیل کا کام دیتا ہے۔

حضورؑ کی آخری تحریر

اپنے مندرجہ بالا دعوے کے ثبوت میں سب سے پہلے میں حضرت مسیح موعودؑ کی آخری تحریر میں سے ایک اقتباس پیش کرتا ہوں، یہ تحریر وہ خط ہے جو حضور نے اخبار عام لاہور کے ایڈیٹر کو لکھا اور جس کے بعد حضور اپنے مولیٰ حقیقی سے جا ملے اس خط کی مندرجہ ذیل عبارت کو غور سے پڑھیں۔

"میں صرف اس وجہ سے نبی کہلاتا ہوں کہ عربی اور عبرانی زبان میں نبی کے یہ معنی ہیں کہ خدا سے الہام پا کر بکثرت پیشگوئی کرنے والا"

عبارت مندرجہ بالا اور الربعین ۲ کی عبارت میں صرف اتنا فرق ہے کہ وہاں محض لغوی معنی کا لفظ استعمال ہوا ہے اور یہاں محض کی جگہ صرف کا لفظ استعمال ہوا ہے باقی دونوں جگہ لغوی معنی کے اعتبار سے ہی اپنے آپ کو نبی لکھا ہے اسلامی اصطلاح میں ہرگز نبی نہیں کہا حالانکہ اگر ہمارے بھائیوں کا خیال درست ہے کہ لغت کی اصطلاح ہی حضور کے نزدیک اسلامی اصطلاح قرار پا چکی تھی تو آپ یہ فرماتے کہ میں نبی اس لئے کہلاتا ہوں کہ اسلامی اصطلاح میں نبوت کے معنی مجھ پر صادق آتے ہیں، لیکن آپ کا ایسا نہ کرنا ہمارے بھائیوں کی غلطی پر کھلی کھلی دلیل ہے۔

سب سے پہلی تحریر

ہمارے بھائیوں کے نزدیک حضرت مسیح موعودؑ کے خیالات میں جب تبدیلی آئی تو اس کا اظہار سب سے پہلے حضور نے اپنے ایک اشتہار "ایک غلطی کا ازالہ" نامی میں کیا لیکن اس اشتہار کو جب ہم دیکھتے ہیں، تو وہاں بھی لغت کی طرف ہی قارئین کی توجہ مبذول کرائی گئی ہے فرماتے ہیں:۔

"یہ بھی یاد رہے کہ نبی کے معنے لغت کی رو سے یہ ہیں کہ خدا کی طرف سے اطلاع پا کر غیب کی خبر دینے والا۔ پس جہاں یہ معنی صادق آئیں گے نبی کا لفظ بھی صادق آئے گا۔"

اسی اشتہار میں مکرر تحریر فرمایا ہے:۔

"اسی لحاظ سے خدا نے مجھے بھی مسیح موعود کا نام نبی رکھا اگر خدا تعالیٰ سے غیب کی خبریں پانے والا نبی کا نام نہیں رکھتا تو پھر بتلاؤ کس نام سے اس کو پکارا جائے اگر کہو اس کا نام محدث رکھنا چاہیئے تو میں کہتا ہوں کہ تحدیث کے معنی کسی لغت کی کتاب میں اظہار علی الغیب نہیں ہے مگر نبوت کے معنی اظہار امر غیب ہے اور نبی ایک لفظ ہے جو عربی اور عبرانی میں مشترک ہے یعنی عبرانی میں اسی لفظ کو نابی کہتے ہیں اور یہ لفظ نابا سے مشتق ہے جس کے یہ معنی ہیں کہ خدا سے خبر پا کر پیشگوئی کرنا"

یہی حوالہ ہے جس کی بناء پر ہمارے بھائیوں کا خیال اس طرف گیا ہے کہ حضور نے اپنے لئے لفظ محدث کا استعمال ترک کر دیا اور تینوں عبارات مندرجہ بالا میں اس لفظ کے ترک کرنے کا کوئی ذکر موجود ہے اس عبارت میں تو صرف اتنا بتلایا گیا ہے کہ عربی زبان میں اس شخص کو جس پر اظہار علی الغیب ہوتا ہے محدث نہیں کہہ سکتے بلکہ جہاں تک عربی زبان کا تعلق ہو ایسے شخص کے لئے نبی کا لفظ ہی بولا جا سکتا ہے حوالہ مندرجہ بالا میں لغت کے لحاظ سے اپنی ذات کے متعلق لفظ محدث کا استعمال جائز نہیں قرار دیا۔ یاد رہے کہ حضور اسلامی اصطلاح میں محدث ہیں اور لغت کی اصطلاح میں نبی ہیں اور اسی حقیقت کا اظہار بار بار حضور کی کتب میں پایا جاتا ہے مفصل روشنی اس پر انشاء اللہ وبتوفیقہ اس وقت ڈالی جائے گی جس وقت لفظ محدث پر بحث کی جائے گی۔

قارئین کرام نے دیکھ لیا ہوگا کہ ہمارے بھائیوں کے نزدیک تبدیلی عقیدہ پر سب سے پہلی تحریر بھی ان کے خیال کی تردید کر رہی ہے بلکہ اس کے برعکس اسی مسلک کی تائید کر رہی ہے جس پر حضرت مسیح موعود شروع سے چلے آ رہے تھے۔

درمیانی زمانہ کی تحریر

ابتداء و انتہا کی تحریریں اور بقول ہمارے بھائیوں کے تبدیلی عقیدہ پر دلالت کرنے والی سب سے پہلی تحریر کو پیش کرنے کے بعد اب میں درمیانی زمانہ کی ایک تحریر پیش کرتا ہوں، یہ تحریر ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم کی ہے۔ اس تحریر کو میں پہلے بھی پیش کر چکا ہوں اور اس سے میں نے ثابت کیا تھا کہ حضرت مسیح موعود کے نزدیک ہر نبی اپنے کامل متبوع کا امتی

نبی بناتا رہا ہے ورنہ وہ خدا کا نبی ہی نہیں ہو سکتا اور نہ اس کا دین دین الٰہی کہلانے کا مستحق ہو سکتا ہے اس حوالہ کو پیش کرتے ہوئے میں نے خوف طوالت کی وجہ سے اس کا ابتدائی حصہ نقل نہیں کیا تھا۔ محترم ایڈیٹر صاحب الفضل میرے اس حصہ کو ترک کرنے کے متعلق فرماتے ہیں کہ یہ دیانتداری کے خلاف ہے میں ایڈیٹر صاحب محترم کو یقین دلاتا ہوں کہ خاکسار پر یہ خدا تعالیٰ کا خاص فضل ہے کہ اس نے اس عاجز کو اس قسم کی بددیانتی سے محفوظ رکھا ہوا ہے، کسی حصہ عبارت کا ترک کرنا اس وقت بددیانتی کہلا سکتا ہے جبکہ اس میں کوئی ایسا امر پایا جاتا ہو جو پیش کردہ عبارت سے نکالے ہوئے نتیجہ کے خلاف ہو اور اگر اس عبارت کو بھی ساتھ ملا لیا جائے تو وہ نتیجہ برآمد نہ ہو سکے جو کہ بعد کی عبارت سے نکالا گیا ہے اگر ایسا نہیں تو پھر کسی حصہ عبارت کا حذف کرنا قابل اعتراض نہیں ٹھہرایا جا سکتا اب آپ غور فرمائیں کہ جو حصہ میں نے ترک کیا تھا اس میں کیا آپ کے نزدیک اس سے زیادہ کوئی بات پائی جاتی ہے کہ حضرت اقدسؑ اس میں اپنے آپ کو حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کے نتیجہ میں امتی نبی بتلا رہے ہیں اور اس کے بعد کی عبارت میں بھی یہی بتلا رہے ہیں کہ ہر نبی ایسا ہی کرتا رہا ہے، چنانچہ آخر میں حضور کے یہ صریح الفاظ موجود ہیں:۔

"سو ایک امتی کو اس طرح کا نبی بنانا سچے دین کی ایک لازمی نشانی ہے"

اب آپ غور فرمائیں کہ ابتدائی حصہ کو نقل کرنے یا نہ کرنے کا اثر اصل نتیجہ پر کیا پڑتا ہے لیکن میں آپ کو بتلاتا ہوں کہ آپ نے بھی مکمل حوالہ نقل نہیں کیا بلکہ اس کا ابتدائی حصہ ترک کر دیا ہے، اور آپ کے اس ترک کی اصل حقیقت پر نمایاں اثر پڑ رہا ہے جس حصہ کو آپ نے نقل کیا ہے اس سے آپ یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود اس عبارت میں نبی کی ایسی تعریف کرنا چاہتے ہیں جو حضور کی پہلی بیان کردہ تعریف کے خلاف ہے گویا آپ کے نزدیک حضور نے اس تعریف کو منسوخ کر دیا ہے حالانکہ ترک کردہ حصہ کو ساتھ ملانے سے آپ کا یہ خیال غلط ثابت ہوتا ہے لیکن میں آپ کے اس فعل کو بددیانتی کی طرف منسوب نہیں کرتا بلکہ سمجھتا ہوں کہ آپ کی یہ اجتہادی غلطی ہے۔

براہین احمدیہ حصہ پنجم کی عبارت کا صحیح مفہوم

اس ضمنی بات کا ذکر کرنے کے بعد اب میں اصل امر کی طرف آتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ ہمارے ان بھائیوں کے نزدیک ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم کے صفحہ ۱۸۲ کی عبارت حضرت اقدس کی اسلامی اصطلاح نبوت کی بیان کردہ تعریف کی ناسخ ہے اس لئے حضرت اقدسؑ کی اس عبارت کا صحیح مفہوم بھی بیان کرنا

ضروری ہے تا ایک طرف ہمارے بھائیوں کی غلط فہمی دُور ہو اور دوسری طرف جو تناقض حضرت اقدسؑ کے کلام میں پیدا کر دیا گیا ہے وہ بھی صاف ہو جائے تا حضور کی علمی پوزیشن جو اس طریق سے لوگوں کی نظر میں گر جاتی ہے وہ بھی بلند رہے۔

کتاب ہذا کی تاریخ اشاعت

پیشتر اس کے کہ میں اصل عبارت کو مکمل طور پر نقل کر کے اس کا صحیح مفہوم بیان کروں یہ بتلا دینا ضروری سمجھتا ہوں کہ کتاب براہین احمدیہ حصہ پنجم حضرت مسیح موعودؑ کی زندگی میں شائع نہیں ہوئی بلکہ حضور کی وفات کے بعد شائع ہوئی ہے اگر حضور کی پہلی بیان کردہ تعریف نبوت کے منسوخ ہونے کی بنیاد اس کتاب کے حوالہ پر رکھی جائے تو اس کے معنی یہ ہوں گے کہ حضور کی زندگی تک تو جماعت کو یہ علم ہی نہیں کہ حضور نے اپنی پہلی تعریف کو منسوخ کر دیا ہے جماعت تو بہرحال پہلی تعریف کے مطابق حضور کو حضور کی زندگی تک تو نبی ہرگز تسلیم نہیں کرتی تھی ... اور نہ کر سکتی تھی بلکہ ۱۵ اکتوبر ۱۹۰۸ء تک بھی کسی کے ذہن میں یہ خیال نہیں آیا ہوگا کیونکہ یہ کتاب اسی تاریخ کو شائع ہوئی ہے بلکہ میں تو یہ دعوے سے کہہ سکتا ہوں کہ جناب میاں صاحب محترم کی کتاب حقیقۃ النبوۃ شائع ہونے سے قبل کبھی کسی کے ذہن میں منسوخیت کا خیال پیدا نہیں ہوا تھا، بہرحال جو کچھ بھی ہے اب چونکہ یہ غلط خیال پیدا کر دیا گیا ہے اس لئے اس کی اصلاح ضروری ہے۔

صحیح مفہوم

یاد رہے کہ عبارت زیر بحث ایک سوال کے جواب میں لکھی گئی ہے اس لئے سب سے پہلے اس سوال کو نقل کرنا ضروری ہے کیونکہ یہ سوال ہی عبارت کے اصل مفہوم کو سمجھنے میں مدد دے سکتا ہے، سوال یہ ہے:

"بعض یہ کہتے ہیں کہ اگرچہ یہ سچ ہے کہ صحیح بخاری اور مسلم میں لکھا ہے کہ آنے والا عیسٰی اسی اُمت میں سے ہوگا لیکن صحیح مسلم میں اس کا نام نبی اللہ رکھا ہے پھر کیونکر ہم مان لیں کہ وہ اسی امت میں سے ہوگا"

سائل کے الفاظ صاف بتلا رہے ہیں کہ وہ امتی اور نبی میں منافات کی نسبت سمجھتا ہے حضرت اقدسؑ اپنے جواب میں اس کی مشکل کو اسی طرح حل فرما رہے ہیں جس طرح ہمیشہ اپنی کتب سابقہ میں حل فرماتے رہے ہیں یعنے احادیث میں جو آنے والے مسیح کے لئے لفظ نبی استعمال ہوا ہے وہ شرعی اصطلاح میں استعمال نہیں ہوا بلکہ محض لغوی معنی میں استعمال ہوا ہے اور امتی کے لئے محض لغوی معنی میں اس لفظ کا استعمال ممنوع نہیں انسانوں کے لئے اگر لغوی معنی کو مدنظر رکھتے ہوئے اس لفظ کا استعمال جائز ہے تو خدا کے لئے کیوں جائز نہیں چنانچہ اب حضور کے جواب کے الفاظ کی طرف غور فرمائیں۔ فرماتے ہیں:۔

"اس کا جواب یہ ہے کہ یہ تمام بدقسمتی دھوکہ سے پیدا ہوئی ہے کہ نبی کے حقیقی معنی پر غور نہیں کی گئی"

خط کشیدہ الفاظ کو ناسخ قرار دینے کی کوشش کی جاتی ہے اور کہا جاتا ہے کہ حضرت مسیح موعود پہلے تو نبی کے حقیقی معنی یہ بیان کرتے رہے کہ شریعت کا لانا اور براہ راست ہونا نبی کے حقیقی معنی میں داخل ہے۔ لیکن اس جگہ حقیقی معنی میں شریعت کا لانا اور براہ راست ہونا ضروری نہیں قرار دیا اس لئے یہ حوالہ تمام پہلی کتابوں میں بیان کردہ تعریف کا ناسخ ہے۔ میں حیران ہوں کہ ہمارے ان بھائیوں کا ذہن حضور کے کلام میں تناقض پیدا کرنے کی طرف کیوں مائل رہتا ہے تطبیق کی راہ سوچنے کی طرف کیوں متوجہ نہیں ہوتا حالانکہ اگر وہ ذرا بھی غور کرتے تو انہیں صاف نظر آ جاتا کہ دونوں عبارتوں میں قطعاً کوئی تناقض نہیں پہلی کتب میں جو نبوت کے حقیقی معنی بیان کئے ہیں وہ وہ ہیں جو قرآن اور احادیث میں بیان ہوئے ہیں اسی لئے اسے اسلامی اصطلاح قرار دیا ہے اور عبارت مندرجہ بالا میں جو یہ فرمایا ہے کہ "نبی کے حقیقی معنی پر غور نہیں کی گئی" اس میں حقیقی معنی سے وہ حقیقی معنی مراد ہیں جو مسلم کی حدیث میں مدنظر رکھے گئے ہیں نہ کہ اسلامی اصطلاح والے حقیقی معنی اور مسلم کی حدیث کے متعلق بار بار فرما چکے ہیں کہ اس میں محض لغوی معنی مدنظر رکھے گئے ہیں، سو عبارت زیر بحث میں بھی حضور کا یہی منشا ہے اسی لئے اس کے معاً بعد فرمایا:۔

"نبی کے معنی صرف یہ ہیں (یہاں بھی صرف کے لفظ کو غور سے پڑھا جائے یہی لفظ اربعین نمبر ۲ اور آخری خط میں موجود ہے جہاں یہ لفظ لغوی معنی کی قید کے ساتھ وارد ہوا ہے) کہ خدا سے بذریعہ وحی خبر پانے والا اور شرف مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ سے مشرف ہو شریعت کا لانا اس کے لئے ضروری نہیں اور نہ یہ ضروری ہے کہ صاحب شریعت رسول کا متبع نہ ہو پس ایک امتی کو ایک ایسا نبی قرار دینے سے کوئی محذور لازم نہیں آتا بالخصوص اس حالت میں کہ وہ امتی اپنے اسی نبی متبوع سے فیض پانے والا ہے۔"

اب دیکھو کیا یہی بات اپنی کتب سابقہ میں نہیں تحریر فرماتے رہے کہ مسلم میں آنے والے مسیح کے لئے جو لفظ نبی وارد ہوا ہے وہ صرف مکالمات و مخاطبات کی کثرت کے معنی میں وارد ہوا ہے اور یہ محض لغوی معنی ہیں اسلامی اصطلاح اس سے الگ ہے اب بتلائیے کہ اس مفہوم کو مدنظر رکھنے سے کیا دونوں کلاموں میں کوئی تناقض باقی رہتا ہے کس قدر سیدھی سادی بات تھی جس کو بگاڑ کر تناقض پیدا کر دیا گیا ہے امید ہے اگر ہمارے بھائی غور سے کام لیں گے تو ساری اُلجھن جس میں ان کے اذہان مبتلا ہیں دُور ہو جائے گی اسی دلیل سے تو حضور نے دوسرے مسلمان بھائیوں کی اُلجھنوں کو دُور کیا تھا جس میں وہ صدیوں سے مبتلا چلے آتے تھے افسوس حضور کو ماننے والے بھی اسی اُلجھن میں پھنس گئے۔

میرے استدلال کے درست ہونے کا مزید ثبوت

میں نے حضور کے کلام کا جو مفہوم بیان کیا ہے یعنی یہ کہ اس کلام میں بھی حضور نے لغوی معنی ہی مراد لئے ہیں اس کا مزید ثبوت اس کتاب کے صفحہ ۱۸۱ سے ملتا ہے وہاں بھی ایک شخص کا پہلے سوال نقل کیا ہے اور بعد میں اس کا جواب دیا ہے سوال کی عبارت یہ ہے:۔

"احادیث میں نازل ہونے والے عیسٰی کو نبی اللہ کے نام سے پکارا گیا ہے تو کیا قرآن اور حدیث سے ثابت ہو سکتا ہے کہ محدث کو بھی نبی کہا گیا ہے"۔

سائل کے الفاظ سے پتہ لگتا ہے کہ وہ حضور کو محدث یقین کرتا ہے اور اس بنا پر دریافت کرتا ہے کہ آپ تو محدث ہیں اس لئے آپ عیسٰی کس طرح ہو سکتے ہیں کیونکہ آنے والے عیسٰی نے تو حدیث کے مطابق نبی ہونا ہے۔ اگر ہمارے بھائیوں کا خیال درست ہے کہ حضرت اقدسؑ شرعی اصطلاح میں محدث نہیں بلکہ نبی ہی ہیں تو اس سوال کا جواب تو صاف لفظوں میں یہ ہونا چاہیئے تھا کہ قرآن اور حدیث میں محدث کو نہیں بلکہ نبی کو ہی نبی کہا گیا ہے مجھے جو آپ محدث سمجھ رہے ہیں یہ غلط ہے میں تو نبی ہوں اور قرآن اور حدیث کی رو سے نبی ہوں لیکن کیا حضور نے یہی جواب دیا ہے نہیں بلکہ حضور جواب میں فرماتے ہیں:۔

"عربی اور عبرانی زبان میں نبی کے معنی صرف پیشگوئی کرنے والے کے ہیں جو خدا تعالیٰ سے الہام پا کر پیشگوئی کرے"

دیکھ لیجئے کہ یہاں بھی کس صفائی سے لغت کی طرف ہی رجوع کیا ہے پھر مکالمات اور مخاطبات الٰہیہ کی ضرورت پر مفصل بحث کرتے ہوئے آخر میں صفحہ ۱۸۳ پر فرماتے ہیں:۔

"بلکہ دنیا میں صرف اسلام ہی یہ خوبی اپنے اندر رکھتا ہے کہ وہ بشرطیکہ سچی اور کامل اتباع ہمارے سیّد و مولیٰ آنحضرت صلعم کی مکالمات الٰہیہ سے مشرف کرتا ہے اسی وجہ سے تو حدیث میں آیا ہے کہ:۔

علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل یعنی میری امت کے علماء ربانی بنی اسرائیل کے نبیوں کی طرح

ہیں اس تحدیث میں بھی علماء ربانی کو ایک
طرف اُمتی کہا اور دوسری طرف
نبیوں سے مشابہت دی ہے"

آخر میں جو نتیجہ نکالا ہے کیا اس سے یہ بات اظہر من الشمس
نہیں ہو جاتی کہ حضرت مسیح موعودؑ نے اپنے آپ کو بھی حدیث
علماء اُمتی کانبیاء بنی اسرائیل میں ہی
داخل کیا ہے اور یہ تمام علماء ربانی آپ کے نزدیک بھی
اولیاء امت کی جماعت میں ہی داخل ہیں اس لئے آپ کی
موجودگی میں حضرت اقدس کو اس جماعت سے کس طرح
باہر نکالنے کی جرأت کر سکتے ہیں۔

اولیا کی جماعت کا فرد ہونے کا مزید ثبوت

پھر اسی کتاب کے صفحہ ۱۳۹ پر وضاحت سے
فرماتے ہیں:-

"ورنہ اگر نبی کے صرف یہ معنی کئے جائیں
کہ اللہ جلشانہٗ اس سے مکالمہ مخاطبہ رکھتا
ہے اور بعض اسرار غیب کے اس پر ظاہر
کرتا ہے تو اگر ایک امتی ایسا نبی ہو جائے
تو اس میں حرج کیا ہے خصوصاً جبکہ خدا
تعالیٰ نے قرآن شریف میں اکثر جگہ
یہ امید دلائی ہے کہ ایک امتی شرف مکالمہ
الٰہیہ سے مشرف ہو سکتا ہے اور خدا
تعالیٰ کو اپنے اولیاء سے مکالمات
اور مخاطبات ہوتے ہیں"۔

اب دیکھ لیں کہ کس وضاحت کے ساتھ اُمتی نبی کو اولیاء
کی جماعت میں داخل کیا ہے اور اسی کی طرف میں بار بار
آپ صاحبان کی توجہ مبذول کرا رہا ہوں، اس حوالہ کے
متعلق آپ کو یہ بھی معلوم ہونا چاہیئے کہ "نبی کے حقیقی
معنی پر غور نہیں کی گئی" کے ضمن میں ہی بیان ہوا ہے
جسے اس ۱۲ الہ کو حقیقۃ الوحی کے صفحہ ۹۷ حاشیہ کے
حوالہ کے خلاف لکھا تھا، گذشتہ قسط میں بھی یہ ثابت کر
چکا ہوں کہ ان میں کوئی اختلاف نہیں۔ جناب ایڈیٹر صاحب
فرماتے ہیں کہ براہین احمدیہ حصہ پنجم والے حوالے میں
محدثیت والی نبوت کی طرف اشارہ کیا گیا ہے نیز لکھتے
ہیں کہ محدثیت اور اُمتی نبی میں اشتراکیت ہے، یہ دونوں
باتیں محتاج تفصیل ہیں، تفصیل فرمائیے پھر میں کچھ عرض
کرنے کے قابل ہو سکوں گا۔ میں امید کرتا ہوں کہ میرا
مندرجہ بالا بیان اس بات کو صاف کر دے گا کہ حضور
نے اسلامی اصطلاح والی تعریف نبوت کو کبھی تبدیل نہیں
کیا اور جس عبارت کا اس مقصد کو ثابت کرنے کے
لئے سہارا لیا گیا تھا وہ سہارا نہیں بن سکتی۔

صرف لغوی معنی میں نبوت مسیح موعودؑ

حضرت مسیح موعودؑ کی کتب سے تو میں متعدد حوالے نقل
کر چکا ہوں کہ حضور کے لئے لفظ نبی محض لغوی معنی میں
استعمال ہوتا تھا، اگر اس اصطلاح کو اسلامی اصطلاح
سے خلط ملط نہ کیا جاتے تو ہمارے ان بھائیوں کے

نزدیک بھی حضرت اقدسؑ زمرۂ انبیاء کے فرد نہیں
رہتے۔ اب میں ایک ایسا حوالہ پیش کرتا ہوں (جو نہ صرف)
یہ ثابت کرتا ہے کہ نہ صرف حضرت اقدس کی زندگی
میں ہی جماعت حضور کے لئے لفظ "نبی" کا استعمال
محض لغوی معنی میں ہی تسلیم کرتی رہی ہے بلکہ یہ بھی ثابت
کرتا ہے کہ حضرت مولانا مولوی نورالدین اعظم خلیفہ اوّلؓ
بھی یہی یقین کرتے تھے، تفصیل اس کی یہ ہے کہ جناب
قاضی ظہورالدین اکمل صاحب نے ایک کتاب "عقاید احمدیہ"
نامی دسمبر ۱۹۱۰ء میں تصنیف کی اس کے صفحہ ۹ پر وہ تحریر
فرماتے ہیں:-

"نبی کہلانا یہ بھی آپ سے (حضرت مسیح موعودؑ
سے ناقل) خاص ہے کہ مسلم کی حدیث
نواس بن سمعان میں آنے والے مسیح کو
"نبی اللہ" کہا گیا ہے اور معنی صرف
لغوی ہیں یعنی خدا سے خبر پانے والا اور
یہ خاتم النبیین کے خلاف نہیں کہ فنا
فی الرسول کا مقام ہے عیسےٰ علیہ السلام سے
افضل اس لئے کہ جب مثیل موسیٰ (محمد صلعم)
موسیٰ علیہ السلام سے افضل ہیں تو ان
کا خلیفہ بلحاظ خیر الامم موسوی خلیفہ
سے افضل ہوگا اور ابن سیرین کا قول
ہے ھو افضل من بعض
الانبیاء"

اس کتاب پر حضرت مولانا مولوی نورالدین صاحب اعظم کا ریمارک
یہ ہے:-

"میں نے اس کتاب کو پڑھا کتاب
ہر ایک پہلو میں مجھے پسند ہے
جزی اللہ المصنف امین
نورالدین"

حوالہ مندرجہ بالا کو غور سے پڑھیں اور دیکھیں کہ حضرت
خلیفہ اوّل کی زندگی تک بھی جماعت کا عقیدہ کیا تھا، کیا
جماعت بیع خلیفہ کے حضرت اقدسؑ کو محض لغوی معنی
میں نبی نہیں مانتی تھی اور کیا حضرت مسیح ناصری پر آپ
کی افضلیت بوجہ نبی ہونے کے تسلیم کرتی تھی یا بوجہ
حضرت نبی کریم صلعم کے خلیفہ ہونے کے فاعتبروا
یا اولی الابصار۔ باقی امور کا جواب انشاء اللہ
آیندہ قسط میں دیا جائے گا۔ قبول حق کے لئے دلوں میں
انشراح پیدا کرنا تو خدا کا کام ہے ہمارا کام تو حق
پہنچا دینا ہے باقی اس معاملہ میں خدا کی سنت یہی ہے
کہ اگر دل حق کی طرف جھکیں تو وہ ضرور انشراح عطا کر
دیتا ہے۔ والسلام علیٰ من اتبع الھدیٰ۔

خط و کتابت

کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ دیں (مینیجر)

(بسلسلہ صفحہ ۹)

کا ترجمہ پڑھا "زنا کے قریب مت جاؤ کہ
یہ بُرا راستہ ہے"۔ اس کے بعد انہوں نے ایک
اور آیت پڑھی اور کہا کہ اللہ کے اس حکم کی موجودگی
میں میری سمجھ میں نہیں آتا کہ ہم اس مسئلے پر
غور ہی کیوں کر رہے ہیں اور عصمت فروشی
کی برائی کو دور کرنے کا کوئی منصوبہ بنانے ہی
کی ہمیں کیوں ضرورت محسوس ہو رہی ہے۔"

اس خیال کا اظہار کرنے کی دیر تھی کہ سامعین
کی طرف سے تالیوں کا ایک شور اٹھا اور دیر تک
گونجتا رہا۔ آپ نے فرمایا کہ خدا کے اس قطعی
حکم کی موجودگی میں کسی لیت و لعل اور کسی ہچکچاہٹ
کی ضرورت نہیں اسے فوراً ممنوع قرار دینا چاہیئے
اس خیال افروز تقریر کے بعد آپ نے دعا کی اور
اجلاس ختم ہو گیا۔"

ہم اس روئداد پر کسی تبصرہ کی ضرورت نہیں سمجھتے، اور
صرف اسی قدر عرض کرنا ضروری سمجھتے ہیں، کہ جسٹس
بشیر احمد کی یہ بات ہر صاحب بصیرت کے غور اور
توجہ کے قابل ہے کہ جب قرآن کھلے الفاظ میں زنا
کے قریب جانے سے منع کرتا ہے، تو پھر عصمت
فروشی کی برائی کو دور کرنے کا کوئی منصوبہ بنانے ہی کی
ہمیں کیوں ضرورت محسوس ہو رہی ہے، خدا کے اس
قطعی حکم کی موجودگی میں کسی لیت و لعل اور کسی ہچکچاہٹ
کی ضرورت نہیں اسے فوراً ممنوع قرار دے دینا
چاہیئے۔"

اس کے ساتھ ہی ہم یہ بھی عرض کرنا چاہتے
ہیں کہ عصمت فروشی کے وہ اسباب و وجوہ جن کی
نشاندھی چوہدری حبیب اللہ صاحب ڈی۔ ایس۔ پی۔
نے کی ہے کو دور کرنے کے لئے حکومت کو
خاص طور پر توجہ کرنی چاہیئے، اور ملک سے مفلسی کو
دور کرنے کی مناسب تدابیر اختیار کرنی چاہیئیں، اور
جہاں بقول جسٹس بشیر احمد عصمت فروشی کو قطعی ممنوع قرار
دیا جائے، شراب نوشی اور طبقہ نسواں کی روز افزوں
عریانی اور اظہار زینت کو بھی جو زنا کے محرکات میں
سے ہیں قطعی ممنوع قرار دینا ضروری ہے۔ اس کے بغیر
معاشرہ کا پاک ہونا اور سماجی برائیوں کا دور ہونا امر
محال ہے۔

(خطبہ جمعہ بسلسلہ صفحہ ۲)

بعد بچہ کافی بڑا ہو کہ دنیا سے اٹھ گیا ان کی ذہانت ان کی قابلیت اور ان کی دولت اس بچے کو موت سے نہ بچا سکی۔ فرمایا ثم لتبلغوا اشدکم۔ پھر تم مراحل طے کر کے جوانی کو پہنچتے ہو۔ کیا جوانی ہے کیا خوبصورتی ہے اور کیا شان ہے۔ ومنکم من یتوفی۔ پھر تم میں سے وہ بھی ہیں جو ایک خاص عمر کو پہنچنے سے پہلے پہلے اس دنیا سے اٹھ جاتے ہیں۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے آنسو اپنے بیٹے ابراہیم کی موت پر نکل آئے تھے۔ بادشاہوں اولیاؤں۔ پیغمبروں اور رسولوں، سب کے آنسو نکلتے ہیں۔ سب چاہتے ہیں کہ میرا بچہ نہ مرے سدا زندہ رہے۔ لاہور میں ایک بہت بڑا خاندان ہے۔ میں ان کو جانتا ہوں۔ بڑا اثر و رسوخ اور بڑا مال اور دولت رکھتے تھے، بڑے بڑے عہدیدار ان کے مکان پر آ کر ٹھہرتے تھے۔ ان کا ایک جوان لڑکا ملٹری میں تھا۔ اس کی شادی ہوئی۔ بچہ ہوا۔ ڈاکٹروں نے کہا کہ اس کو ایک ایسی بیماری لاحق ہو گئی ہے جس کا علاج کوئی نہیں۔ بظاہر بیماری نظر نہیں آتی۔ تاہم علاج معالجہ ہوا۔ عورتیں نفل پڑھ رہی ہیں، کھانے کھلائے جا رہے ہیں، نذر نیاز ہو رہی ہے دولت پانی کی طرح بہا دی گئی۔ لیکن خدا کو منظور نہیں تھا وہ جوان جہان مر گیا اس کو قبر میں رکھنے کے لئے میں بھی گیا۔ دنیا روتی تھی۔ یہ ہے منکم من یتوفی کا نظارہ اور پھر فرمایا ومنکم من یرد الی ارذل العمر اور بعض ایسے ہوتے ہیں کہ بوڑھے ہو جاتے ہیں۔ ان کے ذہن و دماغ کے قویٰ جواب دے دیتے ہیں ایسی عمر کو پہنچ جاتے ہیں کہ حافظہ نہ دارد۔ لکیلا یعلم من بعد علم شیئاً۔ علم و فضل کے باوجود لاعلمی پیدا ہو جاتی ہے۔ اس عمر میں سب کچھ بھول جاتا ہے۔ ذہن میں کچھ بھی نہیں رہتا۔ معلوم ہوا سب پر خدا کی حکومت ہے ھو القاھر فوق عبادہ۔ انسان کچھ نہیں کر سکتا سب کچھ خدا کے ہاتھ میں ہے۔

معیشت انسانی کے اسباب

یہ تو انسان کی پیدائش کا معاملہ ہے، اب اس کی معیشت کا معاملہ ہے۔ جس زمین سے وہ پیدا ہوتا ہے اسی سے اس کی زندگی کے اسباب پیدا کئے جاتے ہیں زمین کو لیجئے۔ وہ تری الارض ھامدۃً یہ زمین مردہ ہوتی ہے فانزلنا علیھا الماء آسمان سے بارش آتی ہے اھتزت و ربت و انبتت من کل زوج بھیج کھیتیاں اور باغ، سبزیاں اور پھول اور ہر طرح کی خوشنما روئیدگی پیدا ہو جاتی ہے۔ اور یہی مردہ زمین زندگی کی بہاروں سے لہرانے لگتی ہے۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

اصل حقیقت خدا ہی کی ذات ہے

ذالک بان اللہ ھو الحق۔ یہ اس لئے کہ خدا ہی اصل حقیقت ہے، وہی حق ہے۔ He is greatest Truth یہ الحق کا لفظ قرآن کریم کے سوا کسی اور کتاب میں نہیں ہے وہ حق کیا ہے وہ حق مبین ہے۔ وہ ایک واضح حقیقت ہے۔ پھر باوجود اس کے تم ہمارے مقابلہ پر اترتے ہو۔ بغاوت کرتے ہو۔ شرک کرتے ہو۔ نہ ہم کو مانتے ہو، نہ قرآن کو اور نہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مانتے ہو۔ وانہ یحی الموتیٰ وانہ علیٰ کل شیءٍ قدیر وہ دن آنے والا ہے جبکہ تمہیں پھر زندہ کیا جائے گا اور تمہیں اپنے اعمال کے نتیجے کا پتہ لگے گا۔ اور تم دیکھو گے کہ تم نے اپنے لئے کیا کچھ کیا اور کیا کچھ کھویا۔ اور تمہیں پتہ لگ جائے گا کہ خدا ہی سب چیزوں پر قادر ہے۔

جماعت احمدیہ پشاور کا تربیتی اجلاس

مورخہ ۸ ستمبر کو احمدیہ جماعت پشاور کا تربیتی اجلاس بعد از نماز جمعہ زیر صدارت جناب ڈاکٹر عبدالعزیز صاحب صدر جماعت پشاور منعقد ہوا۔ جلسہ کا افتتاح بابو محمد صادق صاحب نے تلاوت قرآن مجید سے کیا۔

تلاوت کے بعد بابو محمد صادق صاحب نے تجویز پیش کی کہ جماعت کی تنظیم اور تربیت کی سخت ضرورت کے پیش نظر محمد الرحمان صاحب کو اس شعبہ کا سیکرٹری مقرر کیا جائے نیز وہ مہمان خانہ کے مہتمم کی حیثیت سے بھی جماعت کی خدمات سرانجام دیں۔ چنانچہ تمام جماعت نے متفقہ طور پر یہ دونوں اہم کام صاحب موصوف کے سپرد کئے۔

پھر عبدالغفور متعلم جماعت سوئم اور عبدالرحمان متعلم جماعت ہفتم ہر دو نے حضرت مسیح موعودؑ کے اشعار سنائے۔ اس کے بعد عزیزی محمد جمیل الرحمان متعلم جماعت ششم نے سچائی پر ایک پُرمعارف تقریر کی

(باقی بر صفحہ ۱۵ اشتہار کے نیچے)

احمدیہ جماعت پشاور کا تربیتی اجلاس

(بسلسلہ صفحہ نمبر ۱۴)

عزیز کی تقریر کو سامعین نے کافی پسند کیا۔ صاحب صدر نے اس بچے کو خراج تحسین سے نوازا۔ پھر شیخ شریف احمد صاحب نے "افادیت احمدیت" کے موضوع پر ایک مؤثر تقریر کی۔ آپ نے اپنے والد بزرگوار کے قبول احمدیت کو نہایت وضاحت سے بیان کر کے سامعین کے ایمانوں میں اضافہ کیا

اس کے بعد راقم الحروف نے تربیت جماعت کے اصول اور تنظیم جماعت پر تقریر کرنی تھی۔ چونکہ وقت زیادہ ہو گیا تھا اس لئے اس کو کسی آئندہ اجلاس کے لئے چھوڑ دیا گیا۔ آخر صاحب ڈاکٹر عبد العزیز صاحب نے جو ایک باعمل بزرگ ہیں اور جن کا اس جماعت پر بہت بڑا احسان ہے، اس اجلاس کی اہمیت کو واضح کیا اور فرمایا کہ جماعت کے احباب کے لئے ایسے جلسوں کا انعقاد نہایت ضروری ہے۔ اس لئے احباب کرام کو اس میں ضرور شمولیت کرنی چاہیئے۔ اجلاس کے بعد احباب کی تواضع چائے سے کی گئی۔

برائے اطلاع

جماعت کے وہ احباب جو پشاور ملازمت کے سلسلہ میں آئے ہوں اور غیر فیملی کے ہوں یا کالج اور سکولوں کے طالب علم ہوں اور رہائش کے لئے مناسب جگہ چاہتے ہوں ان کے لئے ہمارا مہمانخانہ موجود ہے۔ مناسب کرایہ پر استفادہ کر سکتے ہیں۔ مہمانخانہ میں تمام ضروریات موجود ہیں مثلاً بجلی و غسلخانہ، باورچی خانہ وغیرہ۔

(محمد الرحمٰن مہتمم جماعت پشاور)

پیغام صلح ۲۰ ستمبر ۱۹۶۱ء رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸ شمارہ نمبر ۳۸

پنجاب پریس دین محمد بلڈنگ میکلوڈ روڈ لاہور سے باہتمام مولوی دوست محمد پرنٹر پبلشر چھپ کر دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور سے شائع ہوا۔

ہفت روزہ "پیغام صلح" لاہور
سالانہ چندہ:- پاکستان سے چھ روپے ۔ ہندوستان سے چھ روپے (ہندوستانی سکہ) بیرونی ممالک سے ایک پاؤنڈ
ہندوستان میں ہمارے نمائندہ کا پتہ:- شیخ محمد انعام الحق صاحب مکان نمبر ۱/۸ محلہ اعظم پورہ ۔ ملک پیٹھ حیدرآباد دکن (انڈیا)

(بسم اللہ الرحمٰن الرحیم)

ہم تو رکھتے ہیں مسلمانوں کا دیں
دل سے ہیں خدام ختم المرسلیں

تم ہیں دیتے ہو کافر کا خطاب
کیوں نہیں لوگو تمہیں خوفِ عقاب

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا خصوصی ترجمان

ہفت روزہ پیغامِ صلح لاہور

ہر بدھ کو شائع ہوتا ہے
تار کا پتہ:- "تبلیغ" - لاہور
فون نمبر:- ٣٧٣٧
مدیر:- دوست محمد
مدیر معاون: بشیر احمد سوی

زرِ سالانہ
پاکستان سے چھ روپے
ہندوستان سے چھ روپے
بیرونی ممالک سے
ایک پونڈ

رجسٹرڈ ایل نمبر ٨٣٨
فی پرچہ ١٣ پیسے

جلد ٤٩ | یوم چہارشنبہ مؤرخہ ١٦ ربیع الثانی ١٣٨١ھ مطابق ٢٧ ستمبر ١٩٦١ء | نمبر ٣٩

بحرِ حکمت کے موتی

وعن ابن عمر قال کنا نا کل علی عھد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ونحن نمشی ونشرب ونحن قیام۔ اخرجہ الترمذی وصححہ (بحوالہ تلخیص الصحاح فی الشرب قائما) ابن عمر رض سے روایت ہے کہ ہم حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں چلتے چلتے کھاتے تھے اور کھڑے کھڑے پانی پیتے تھے ترمذی اس کے راوی ہیں اور اسے صحیح تسلیم کیا ہے۔

نوٹ:- یہ حدیث ایسی حالت بیان کر رہی ہے جب مجاہدین جہاد میں مشغول تھے۔ تمام مسلمانوں کو بالخصوص جماعت احمدیہ کے افراد کو ہر وقت جہاد میں (اعلاء کلمۃ اللہ میں) اپنے آپ کو مشغول سمجھنا چاہیئے اور جہاد بالقرآن میں اگر ایسی حالت پیش آ جائے تو چلتے چلتے کھائیں اور کھڑے کھڑے پیئیں۔ مجاہدین اسلام کو ہر تکلیف خوشی خوشی برداشت کرنے کے لئے تیار رہنا چاہیئے۔

گلشنِ اسلام صرف اور صرف مجاہدین کے خون سے سینچا جاتا رہا ہے ؎

در دمے حاصل شود نورے ز عشقِ روئے تو
کاں نہ باشد سالکاں را حاصل اندر روزگار (مسیح موعود)

(اے اللہ بزرگ و برتر تیرے روئے مبارک کے عشق کی وجہ سے (عاشقاں سرمدی) وہ نور حاصل ہو جاتا ہے جو سالکوں کو ایک لمبے زمانہ میں حاصل نہیں ہوتا۔

(غلام قادر رضی عنہ)

دوسرے پر بدظنی نہ کرو اور کسی شخص کے متعلق جلد رائے قائم نہ کرو

فرمودہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام

فرمایا:- انسان دوسرے شخص کے دل کی ماہیت معلوم نہیں کر سکتا اور اس کے قلب کے مخفی گوشوں تک اس کی نظر نہیں پہنچ سکتی۔ اس لئے دوسرے شخص کی نسبت جلدی سے کوئی رائے نہ لگائے بلکہ صبر سے انتظار کرے۔ ایک شخص کا ذکر ہے کہ اس نے خدا تعالیٰ سے عہد کیا کہ میں سب کو اپنے سے بہتر سمجھوں گا اور کسی کو اپنے سے کمتر خیال نہ کروں گا۔ اپنے محبوب کو راضی کرنیکے لئے انسان ایسی تجویزیں سوچتے رہتے ہیں ایک دن اس نے ایک دریا کے پل کے پاس جہاں سے بہت سے آدمی گذر رہے تھے ایک شخص بیٹھا ہوا دیکھا اور اسکے پہلو میں ایک عورت بیٹھی ہوئی تھی، ایک بوتل اسکے ہاتھ میں تھی۔ آپ پیتا تھا اور اس عورت کو بھی پلاتا تھا۔ اس نے اس پر بدظنی کی، اور خیال کیا کہ میں اس بے حیا سے تو ضرور بہتر ہوں۔ اتنے میں ایک کشتی آئی اور معہ سواریوں کے ڈوب گئی۔ وہی شخص جو عورت کے پاس بیٹھا تھا دریا میں سے سوائے ایک کے سب کو نکال لایا اور اس بدظن سے کہا تو مجھ پر بدظنی کرتا تھا سب کو میں نکال لایا ہوں۔ خدا نے مجھے تیرے امتحان کے لئے بھیجا تھا۔ اور تیرے دل کے ارادہ سے مجھے اطلاع دی۔ یہ عورت میری والدہ ہے اور بوتل میں شراب نہیں دریا کا پانی ہے۔ غرض انسان دوسرے کی نسبت جلد رائے نہ لگائے۔

(ملفوظات احمدیہ جلد اوّل)

قادیانی دوستوں سے ایک سوال

وہ لوگ جنہیں اختلاف سلسلہ کی تاریخ کا علم ہے، اس بات کو جانتے ہیں کہ جناب میاں محمود احمد صاحب نے خلافت کی گدی پر بیٹھتے ہی حضرت مسیح موعودؑ کی بنائی ہوئی صدر انجمن احمدیہ کے قاعدہ ۱۸ میں جہاں یہ لکھا تھا کہ:۔

"ہر ایک معاملہ میں مجلس معتمدین اور اس کی ماتحت مجلس یا مجالس اگر کوئی ہوں اور صدر انجمن احمدیہ اور اس کی کل شاخہائے کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا حکم قطعی اور ناطق ہوگا"

ہاں الفاظ "حضرت مسیح موعود علیہ السلام" کے بجائے اپنا نام درج کرا دیا۔

خلیفہ صاحب کا یہ طریق حضرت مسیح موعودؑ کے حکم کی کھلی خلاف ورزی تھی، کیونکہ حضرت مسیح موعودؑ کا یہ صریح حکم تھا کہ:۔

"میرے بعد ہر ایک امر میں صرف اس انجمن کا اجتہاد کافی ہوگا"

یہی بناء پر ان اراکین انجمن نے جو خلیفہ صاحب کی استبدادی کارروائیوں کی وجہ سے قادیان سے نکل آئے تھے، ان کی اس حرکت کے خلاف آواز بلند کی اور حضرت مولنا محمد علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے خلاف سختی کے ساتھ احتجاج کیا۔

لیکن جناب میاں صاحب جو اس وقت خلافت اور استبدادیت کے نشہ میں چُور ہونے کی وجہ سے اپنے کسی فعل کے خلاف معقول سے معقول بات بھی سننے کے لئے تیار نہ تھے اور اہل بیت کے ساتھ دشمنی پر محمول کر کے مریدین کے دلوں میں جماعت احمدیہ لاہور کے خلاف بغض وعناد کی زہر بھر دیتے تھے۔ حضرت مولنا محمد علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے اس معقول احتجاج کو بھی درخور اعتنا نہ سمجھا اور یہ اصول قرار دے دیا کہ کثرت رائے یا چند آدمیوں کے فیصلے کوئی چیز نہیں، جب تک خلیفہ صاحب کی رضامندی حاصل نہ کی جائے اور صرف خلیفہ کو ہی اس بات کا اختیار حاصل ہو کہ وہ سلسلہ کے کاموں کو اپنی خواہش اور مرضی کے مطابق چلائے۔

لیکن آج جبکہ وہ مختار کل جس کو خدا کا مقرر کردہ خلیفہ اور مصلح موعود بھی کہا جاتا ہے فالج وغیرہ کی بیماری کی وجہ سے اپنے ہوش و حواس کھو کر ایک عضو معطل بن چکا ہے دیوانی حضرات نے عملاً معزول کر کے ایک نگران کمیٹی قائم کر رکھی ہے، جو قریباً دو سال سے خلیفہ صاحب کی جگہ کام کر رہی ہے، ہم اپنے قادیانی دوستوں سے یہ دریافت کرنا چاہتے ہیں کہ کیا یہ نگران کمیٹی انجمن ہی کی دوسری شکل نہیں؟ انجمن کے چودہ بندرہ ممبران نہ سہی تین چار اراکین ہی سہی، ہے تو وہی انجمن کی شکل، ویسے قانونی ہو، اور حضرت مسیح موعودؑ کی بنائی ہوئی انجمن نہ ہو، حضرت مسیح موعودؑ کی بنائی ہوئی صدر انجمن احمدیہ سے جو بوجہ رجسٹرڈ ہونے کے قانونی رنگ رکھتی ہے، بہرحال تین چار اراکین کی کمیٹی انجمن ہی کی قسم ..... ہے، ہم پوچھنا چاہتے ہیں کہ کیا تمام نظام اس بے قانون کمیٹی کے ہاتھ میں آجانے سے خلیفہ صاحب عملاً معزول نہیں ہو گئے؟ اور کیا اس صورت میں حضرت مولنا محمد علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے احتجاج کو جو آج سے قریباً نصف صدی پیشتر ناقابل اعتنا سمجھا گیا تھا آج عملاً تسلیم نہیں کر لیا گیا؟ کیا اب بھی قادیانی حضرات خلیفہ صاحب کو خدا کا مقرر کردہ "خلیفہ" اور مصلح موعود ہی مانتے ہیں جبکہ خدا تعالیٰ نے انکو عملاً معزول اور ہر قسم کے اصلاحی و تنظیمی کاموں سے معطل کر رکھا ہے، یہاں تک کہ ان کے ہوش و حواس بھی باقی نہیں ہیں۔ کیا اب بھی صدر انجمن احمدیہ کے تبدیل شدہ قاعدہ ۱۸ کے رُو سے خلیفہ صاحب کا حکم قطعی اور ناطق سمجھا جاتا ہے، جبکہ وہ کسی حکم کے دینے کے قابل ہی نہیں اور انہیں عملاً معزول سمجھتے ہوئے انکی جگہ ایک نگران کمیٹی کام کر رہی ہے؟ اور اس طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اس فیصلہ کو عملاً تسلیم کر چکی ہے، جس کے رُو سے آپ نے اپنے بعد سلسلہ کا تمام نظام کسی فردِ واحد کے سپرد نہیں کیا بلکہ ایک انجمن کی تحویل میں دے دیا اور یہ لکھ دیا کہ:۔

"میرے بعد ہر ایک امر میں صرف اس انجمن کا اجتہاد کافی ہوگا"

آہ! خواجہ محمد اصغر ٹھیکیدار

كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ وَيَبْقَىٰ وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ

یہ خبر انتہائی رنج اور افسوس سے سنی جائے گی کہ ہمارے سلسلہ کے ایک معزز اور مقتدر رکن محترم خواجہ محمد اصغر صاحب ٹھیکیدار داعیٔ اجل کو لبیک کہکر اپنے محسن حقیقی سے جا ملے انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم ایک لمبے عرصہ سے بعارضہ بلڈ پریشر و دیگر امراض بیمار تھے، ہر چند ڈاکٹروں اور اطباء کے زیر علاج رہے مگر ؎

مرض بڑھتا گیا جُوں جُوں دوا کی

ان کی وفات کا واقعہ یوں بیان کیا گیا ہے کہ حسب معمول نماز تہجد کے لئے بیدار ہوئے تو غسل خانے میں وضو کے لئے گئے، وضو کے بعد منہ کے راستے خون آیا اور ان کے کراہنے کی آواز آئی، پاس کے کمرے میں انکے صاحبزادے سوئے ہوئے تھے، انہوں نے یہ آواز سُنی تو وہ فوراً موقعہ پر پہنچے دیکھا کہ وہ منہ کے بل گرے ہوئے ہیں اور منہ سے خون نکلا ہوا تھا۔ اچھی طرح دیکھا تو معلوم ہوا کہ جان جان آفرین کے سپرد کر چکے ہیں۔ یہ واقعہ ان کے فرزند محترم خواجہ محمد سلیم صاحب بٹ کی کوٹھی واقعہ سٹلائٹ ٹاؤن گوجرانوالہ میں ہوا۔ بیماری کے ایام میں عرصہ سے انکا معمول رہا کہ وہ کچھ عرصہ شہر سیالکوٹ اپنے مکان پر آ جاتے تھے اور پھر گوجرانوالہ چلے جایا کرتے تھے۔ مرحوم بیماری کے ایام میں بھی کبھی نماز وظیفہ بلکہ تہجد اور اشراق تک ناغہ نہیں کرتے تھے۔ نماز گویا ان کی رُوحانی غذا تھی۔ انفاق فی سبیل اللہ میں بھی انکو ید طولیٰ حاصل تھا۔ چندوں میں ہمیشہ بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے تھے، بزرگان سلسلہ سے نہایت محبت اور ارادت تھی حضرت مسیح موعودؑ، حضرت مولوی نورالدین صاحبؓ مولوی عبدالکریم صاحبؓ، مولوی محمد علی صاحبؒ خواجہ کمال الدین صاحبؒ رحمہم اللہ اجمعین اور مولوی صدرالدین سے والہانہ عقیدت تھی، اخبار پیغام صلح سے حضرت اقدس کے کلمات طیبات ضرور مطالعہ کرنے اور محظوظ ہوتے تھے، ان کی صحبت نہایت دلربا ہوتی تھی، اکثر تبسم زیر لب فرماتے اور سامعین کو متاثر کرتے تھے۔ سلسلہ کی کتابیں نہ صرف خود مطالعہ فرماتے بلکہ بیرون از جماعت احباب کو پڑھنے کے لئے دیتے تھے۔ تو دان کی زبانی ہے کہ وہ ایک مولوی صاحب کو پیغام صلح پڑھنے کے لئے بھیجتے اور تاکید فرماتے تھے کہ اس میں سے حضرت امیر ایدہ اللہ کا خطبہ ضرور مطالعہ کریں۔ ایک دن انہی مولوی صاحب نے ان کو بتایا کہ خطبہ اتنا دلکش اور مؤثر ہوتا ہے کہ جمعہ کو یہی خطبہ میں اپنے سامعین کو سناتا ہوں۔ قادیانی جماعت کے امام کو بیان القرآن کی ہر سہ جلدیں خرید کر دیں بلکہ پیغام صلح اُن کے نام جاری کرا دیا۔ افراد جماعت سے نہایت محبت اور اخلاص سے پیش آتے تھے مقامی جماعت کے صدر کی زبانی ہے کہ اُن سے مل کر از بس محظوظ ہوتے وہ بھی انہی کی طرح دیرینہ مریض ہیں، انہوں نے ایک دفعہ شکایت کی ان کو رات کو نیند کم آتی ہے تو مرحوم نے اپنے ایک دوست کی معرفت کچھ ڈبے اوولٹین اپنی گرہ سے خرید کر کے غائبانہ ان کے پاس بھجوا دیئے اور کہلا بھیجا کہ انشاء اللہ اوولٹین کے استعمال سے یہ شکایت رفع ہو جائے گی۔ نماز سے ان کو نہایت شغف اور انہماک تھا اور ایسے موقعہ کا ٹھیک نقشہ وہی لوگ جانتے ہیں جنہیں ان کو قریب سے دیکھنے کا موقعہ ملتا تھا خود ان کی زبانی ہے کہ ایک دفعہ ان کو ریل کے سفر کا اتفاق ہوا، نماز کا وقت آیا تو ان پہ محویت طاری ہو گئی، نہایت خشوع اور خضوع سے ارکان نماز ادا کئے۔ جب نماز ختم کر چکے تو کسی مسافر نے ان سے پوچھا کہ آپ احمدی ہیں؟ انہوں نے کہا کہ آپ میرے واقف نہیں ہیں پھر آپ کو میرے احمدی ہونے کا کس طرح علم ہوا۔ اس نے کہا کہ اس طرح کی نماز احمدی ہی پڑھتے ہیں۔ ہمارے شہر کے ایک مشہور مخالف عالم اپنے درس کے موقعہ پر ہمیشہ کہا کرتے ہیں کہ نماز ادا کرنے کا صحیح نقشہ اگر دیکھنا ہو تو خواجہ محمد اصغر صاحب ٹھیکیدار کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھنا چاہیئے۔ مرحوم سلسلہ کی مجلس معتمدین کے ممبر تھے ان کے لواحقین اور ممبران سلسلہ کیلئے انکی جدائی کا صدمہ ایسا نہیں کہ جلد بھول سکے۔ ان کے عزیز بچے کی خواہش کے مطابق ان کی آخری آرامگاہ بجائے سیالکوٹ کے گوجرانوالہ میں ان کی کوٹھی کے متصل بنائی گئی۔ ہماری دعا ہے کہ خداوند کریم مرحوم کو اپنی جوار رحمت میں جگہ دے۔ سیالکوٹ کی جماعت نے غائبانہ ان کا جنازہ جمعہ کے روز پڑھا۔ اللہ۔

آزادی و حریت کے ساتھ اطاعت و فرمانبرداری قومی تنظیم و اتحاد کی جڑھ ہے

ناواجب اعتراض کرنے کے بجائے ایک دوسرے کی خوبیوں کو مدنظر رکھو اور باہمی تعاون سے کام لو

خطبہ جمعہ مؤرخہ ۲۲ ستمبر ۱۹۶۱ء۔ فرمودہ حضرت امیر مولٰنا صدر الدین صاحب ایدہ اللہ۔ بمقام احمدیہ بلڈنگس لاہور

الرّحمٰن ۔ علّم القراٰن ۔ خلق الانسان ۔ علمہ البیان ۔ الشمس والقمر بحسبان والنجم والشجر یسجدان ــــ بینھما برزخ لایبغیٰن ۔ فبایّ اٰلاء ربکما تکذبٰن ــــ (الرّحمٰن)

انسان کی جسمانی و روحانی تربیت رحمانیت کا نتیجہ ہے

قرآن کریم کی اس سورت کا پہلا لفظ الرحمٰن ہے۔ الرّحمٰن کے لفظ کے اندر رحمت نظر آتی ہے الرّحمٰن خدا تعالےٰ کی وہ صفت ہے جو اس بات کی متقاضی ہے کہ انسان کی پیدائش سے پہلے اس کی تمام کی تمام ضرورتوں کو پورا کیا جائے جس طرح کہ اللہ تعالےٰ نے انسان کی جسمانی ربوبیت کے لئے ساری کائنات اس کی خدمت میں لگا رکھی ہے۔ اسی طرح فرمایا کہ اس کے روحانی قوٰے کی تربیت کے لئے اس نے اپنی رحمانیت کے تقاضا سے قرآن کریم جیسی عظیم الشان کتاب عطا فرمائی چنانچہ فرمایا۔ الرحمٰن علم القراٰن اگر وہ رحمٰن ہے تو جہاں اس نے انسان کے جسمانی قوٰے کے لئے کائنات کی تقریبًا ہر چیز کو اس کی خدمت میں لگا رکھا ہے۔ وہاں انسان کا وہ حصہ جس کی وجہ سے وہ اشرف المخلوقات ہے یعنی انسان کا ذہن اور قلب اور روح بدرجہ اولیٰ تربیت خدا وندی کا محتاج ہے۔

انسان کے اشرف ترین حصہ کی تربیت قرآن جیسی اشرف ترین کتاب سے

اس حصہ کی وجہ سے ہی انسان دوسری مخلوق سے متمیز ہے اسی لئے فرمایا الرّحمٰن علم القراٰن۔ خدا نے اس اشرف و اعلےٰ حصہ کی تربیت اور نشو و نما کے لئے قرآن ایسی اشرف ترین اور اعلیٰ ترین شئے مہیا کی ہے جو انسان کی روحانی استعدادوں اور قوٰے کو تربیت دیتا ہے۔ انسان کو علم کے بغیر شرف حاصل نہیں ہو سکتا۔ اور قرآن کریم کے علم سے بڑھکر کوئی اور علم انسان کو شرف نہیں بخش سکتا۔

خداوند تعالیٰ کی فعلی کتاب اور اسکے علوم و فنون

اس کائنات اور اس کے نظام کا ذکر بھی کیا ہے کائنات، خدا کی فعلی کتاب ہے اور قرآن اس کی قولی کتاب ہے۔ خدا تعالےٰ کے کلام اور فعل میں تناقض نہیں خدا نے اس عجیب و غریب کائنات کو بنایا ہے۔ اس کے اندر علوم و فنون کے دریا بہا دیئے ہیں۔ وہ خدا جس نے کائنات کے اندر علوم و معرفت کے چشمے بہائے ہیں۔

قرآن کریم کا نزول ربّ العالمین کی طرف سے

اسی خدا نے اس قرآن کریم کو نازل فرمایا ہے وہ ربّ العالمین ہے ساری کائنات کا بادشاہ ہے۔ اس مناسبت سے قرآن کریم کے متعلق تنزیل من رب العالمین فرمایا۔ وہ سب کا بادشاہ ہے اس لئے اس کا قانون سب کے لئے ہے اور فرمایا وہ خدا جو رب العالمین ہے یہ قرآن اسی کی طرف سے ہے۔

قرآن کے عجائبات ختم نہیں ہوتے

جس طرح سے اس کائنات کے نظام کے عجائبات ختم نہیں ہوتے۔ ہر سال، ہر صدی دیکھتی ہے کہ نئے نئے انکشافات ہوتے رہتے ہیں۔ روسی لوگ خدا کی تلاش میں آسمان کی طرف دوڑتے جاتے ہیں حالانکہ خدا تو ہر جگہ ہے ھو الذی فی السماء الٰہ وفی الارض الٰہ جس طرح سے کائنات کے عجائبات ختم ہونے میں نہیں آتے اسی طرح سے قرآن بھی ایک کائنات ہے۔ حضورؐ نے اس بارے میں فرمایا فیہ نبأ ما قبلکم وخبر ما بعدکم وحکم فیما بینکم ولا تنقضی عجائبہ اس میں پہلی قوموں کی بھی تاریخ ہے اور آئندہ آنے والے حالات اور واقعات کا بھی تذکرہ ہے اور تمہارے معاملات کے متعلق اس میں احکام بھی ہیں اور اس کے عجائبات کبھی ختم ہونے میں نہیں آئیں گے۔

قرآن کریم بجائے خود ایک کائنات ہے

قرآن کریم خود ایک کائنات ہے۔ چنانچہ اس زمانہ کے امامؑ نے بھی اس شعر میں اسی بات کا ذکر ہے

یا الٰہی تیرا فرقاں ہے کہ اک عالم ہے
جو ضروری تھا وہ اس میں ہے نکلا

اس قرآن کے اندر ایک دنیا ہے ایک عالم ہے اور ایک کائنات اس کے اندر سمائی ہوئی ہے۔

قرآن کے سیکھنے اور دوسروں کو سکھانے کی صلاحیت

فرمایا خلق الانسان۔ علمہ البیان۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کو پیدا کیا اور اسے قوت گویائی عطا کی۔ اسی قوت کی وجہ سے وہ اس قابل ہے کہ وہ باتیں جو اس کے شعور میں ہیں بیان کر سکتا ہے۔ فرمایا قرآن کریم اللہ تعالےٰ نے نازل فرمایا اور انسان کے اندر قوت اور صلاحیت رکھدی کہ قرآن کو سیکھے اور سیکھ کر دوسروں کو سکھائے۔ جیسا کہ فرمایا عینًا یشرب بھا عباد اللہ یفجرونھا تفجیرًا یہ ایک چشمہ ہے جس سے خدا کے بندے سیراب ہوتے ہیں، وہ خود اس کو سمجھتے ہیں اور پھر اس سے علم و معرفت کی ندیاں بہاتے ہیں تاکہ دوسروں کو سیراب کریں۔ علمہ البیان۔ خدا تعالیٰ نے قرآن کریم اتارا۔ انسان کے اندر قرآن کو سیکھنے اور سمجھنے کی استعدادیں رکھیں اور اس صلاحیت سے بھی اس کو نوازا کہ وہ آگے دوسرے لوگوں کو علوم قرآنی سے بہرہ ور کرے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ بہت بڑی نیکی ہے کہ ایک مسلمان قرآن کریم کو سیکھے اور دوسروں کو سکھائے۔

روح کے بعد جسمانی پرورش کا ذکر

جسم روح کی نسبت کمتر درجہ رکھتا ہے اس لئے قرآن کے علم کا پہلے ذکر کیا۔ اس روحانی غذا کے بعد اس کی جسمانی غذا کا ذکر فرمایا جس کے لئے آسمان اور زمین مل کر خدمت سرانجام دے رہے ہیں فرمایا الشمس والقمر بحسبان اس آسمان میں جو دو اجرام ہمیں سامنے نظر آتے ہیں، ایک سورج اور دوسرا چاند، ان دونوں کا انسان کی جسمانی پرورش میں بہت بڑا حصہ ہے۔

سورج اور چاند کی گردش میں سائنس کے علوم

ان اجرام کی گردش سالہا سال سے جاری ہے۔ ممکن نہیں کہ ان کی گردش میں کوئی فرق آجائے وہ

اپنے اپنے مدار سے دُور اِدھر نہیں ہوتے یہ ممکن نہیں کہ ایک منٹ پہلے یا ایک منٹ بعد نکل آئیں۔ ممکن نہیں کہ یہ ایک دوسرے سے ٹکرا جائیں۔ ممکن نہیں کہ وہ گر جائیں۔ خدا تعالےٰ نے ان کو ایک اندازے سے پیدا کیا ہے ان کی ایک تقدیر ہے۔ اس تقدیر کے مطابق وہ سرگرم عمل ہیں۔ وہ ایک خاص حجم، خاص وزن اور خاص فاصلے کی وجہ سے قائم ہیں والسماء رفعها ووضع المیزان۔ ان کی وجہ سے ایک توازن اور میزان ہے۔ اس توازن کے اندر تمام فزکس، تمام ریاضی اور کیمسٹری کے قواعد آ گئے ہیں۔

اجرام سماوی کا زمین کے ساتھ تعاون

اس گردش میں بہت سی تاثیریں اور صلاحیتیں پنہاں ہیں جن کا تعلق زمین سے ہے اور ان کا زمین کے ساتھ تعاون ہے والنجم والشجر یسجدان ایک بُوٹی سے لیکر درخت تک کچھ پیدا ہی نہیں ہو سکتا جب تک آسمان اور زمین کے نظام میں کوئی تعاون نہ ہو، یہ جو چوپائیوں اور مویشیوں کے لئے چارا اور گھاس پھوس اور انسانوں کے لئے غلہ جات وغیرہ ہیں یہ کس طرح پیدا ہو گئے، یہ سب کچھ زمین اور آسمان کے باہمی تعاون کی وجہ سے ہے اور تعاون کے دو حصے ہیں۔ جس قدر اجرام سماوی ہیں ان میں باہم تعاون و تنظیم ہے اور آسمان و زمین کے درمیان بھی ربط و اتحاد ہے۔

اجرام سماوی کے تعاون سے زمین کی آبادی

اس اتحاد و تعاون کی وجہ سے زمین کی آبادی اور رونق ہے۔ زمین اور آسمان کے اس باہمی تعاون کی وجہ سے ہی دنیا میں چہل پہل ہے، دولت ہے۔ سرمایہ ہے۔ پھلوں سے لدے ہوئے باغ ہیں ہری بھری کھیتیاں ہیں۔ کارخانے اور فیکٹریاں ہیں۔ ان سے تمہاری دولت کی ندیاں بہتی ہیں، اس تعاون کی خیر و برکت اور خوبیوں کی وجہ سے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تعاون میں برکت ہے۔ بھلائی ہے یداللہ علی الجماعت۔ جماعت پر خدا کا فضل اور رحمت اُترتی ہے، جس طرح سے اجرام فلکی کا تعاون کائنات میں خیر و خوبی کا باعث ہے اور اس کی وجہ سے برکات ہیں۔ دریا ہیں، نہریں ہیں، سبزی تری سے مستور پہاڑ ہیں، وادیاں ہیں، اور جن کی وجہ سے جانور اور چوپائیوں کی زندگی ہے۔ پہاڑوں میں جڑی بوٹیاں ہیں، اور میدانوں میں غلہ جات، پھل پھول سبزی وغیرہ کیا کیا چیزیں پیدا ہوتی ہیں۔ یہ سب زمین و آسمان کے اتحاد کی وجہ سے ہے۔

قومی اتحاد و تعاون کے لئے حضرت نبی کریم صلعم کی تاکید

یہ اتحاد اور تعاون محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی قوم کو بھی سکھایا ہے اور اس تعاون اور اتحاد کے لئے بڑی تاکید فرمائی ہے۔ اس اتحاد کے بغیر قوم نہیں بنتی۔ جب تک مل کر کام نہ کیا جائے۔ جب تک اکٹھا قدم نہ اُٹھایا جائے اور جب تک کسی کام کے لئے اتحاد اور اتفاق پیدا نہ کیا جائے۔ اس وقت تک کوئی کام پائۂ تکمیل کو نہیں پہنچتا اسی لئے اتحاد اور تعاون کے لئے حضور صلعم نے بہت زور دیا۔

عرب کی بکھری ہوئی قوم میں اخوت و اتحاد پیدا کرنیکا معجزہ

اسی بناء پر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قوم کے اندر ایسی اخوت پیدا کی کہ اس کی مثال نہیں ملتی۔ یہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ ہے کہ آپ نے منتشر لوگوں کو ایک متحد قوم بنا دیا۔

ایک دفعہ ایک مقام پر حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک مجلس میں کفار کے ایک سردار نے آپ پر اور مسلمانوں پر طعن کیا۔ آپ کی جماعت میں مختلف قسم کے آدمی ہیں، مختلف قبائل سے تعلق رکھتے ہیں، ان میں اتحاد و اتفاق نہیں ہو سکتا جو ایک قبیلہ کے لوگوں میں ہوتا ہے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اسی وقت اُٹھکر بڑی غیرت کے ساتھ جواب دیا کہ مسلمانوں کو تم منتشر لوگ نہ سمجھو، جو اخوت و اتحاد ہم مختلف قبائل کے لوگوں میں اسلام کی وجہ سے پیدا ہوا ہے وہ تمہارے کسی قبیلہ کے اندر نہیں اس ..... لئے ہم پہاڑ کی طرح میدان میں تمہارے سامنے نہایت مضبوطی کے ساتھ قائم رہیں گے۔

مسلمانوں میں کمال آزادی اور کمال اطاعت

حضرت نبی کریم نے قوم کے اندر اتحاد و تعاون آزادی و حریت اور اطاعت پیدا کی، آزادی اور حریت بھی کمال کی پیدا کی اور اطاعت اور فرمانبرداری بھی کمال کی پیدا کی۔ یہ بہت بڑی اور .... مشکل بات ہے، حضرت نے آزادی کو پابندیوں کے ساتھ قائم کیا۔ مادر پدر آزادی اچھی نہیں ہوتی، آپ نے قوم کو جائز آزادی بخشی۔ قوم کا ایک ایک فرد خلفاء اور امراء کے ساتھ بے دھڑک بات کر سکتا تھا آزادی سے اپنے حقوق کی حفاظت کر سکتا تھا۔ مادر پدر آزادی نہ تھی۔ اس آزادی کے ساتھ اطاعت اور وفاداری بھی کمال کی تھی، آپ بھی اپنے اندر یہ بات پیدا کریں۔

اپنے خلیفہ اور امیر کی اطاعت کرو اور غلط بات پر ٹوک دو

آپ میں حریت ہو اور حریت کے ساتھ اپنے خلیفہ اپنے امیر اور اپنے لیڈر کی اطاعت بھی ہو لیکن اگر وہ خلیفہ اور امیر خدا اور خدا کے رسول کے خلاف کوئی بات کہہ دے تو اس کو سیدھا کر دو۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنے امراء کی ایسی اطاعت کرو کہ ایک مثال قائم ہو جائے لیکن جب وہ غلط قدم اُٹھائیں جو خدا اور رسول کے خلاف ہو، تو اس وقت اس کی اطاعت نہ کرو۔ ایک جنگ میں خالدؓ نے کہا کہ ہر شخص اپنے اپنے قیدیوں کو قتل کر دے، حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے اس کے خلاف آواز اُٹھائی۔ جب حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور یہ بات پیش ہوئی تو آپؐ نے فرمایا کہ کیا تم میں۔۔۔ کوئی شخص ایسا نہ تھا جو اس کے خلاف آواز اُٹھاتا تو عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے اس حکم کے خلاف آواز اُٹھائی تھی۔ دیکھا آپؐ نے؟ ایک طرف فرماتے ہیں کہ اپنے لیڈر کی اطاعت کرو اور دوسری طرف حریت اور آزادی کا بھی سبق دیتے ہیں کہ اگر تمہارا حاکم یا خلیفہ غلط بات کہے تو ٹوکو — افضل الجهاد کلمة الحق عند سلطان جائر۔ اطاعت اور حریت —— ان دونوں باتوں کو ایک جگہ پیدا کرنا اور جمع کرنا بڑا مشکل ہے۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں صفات کو اپنی قوم کے اندر پیدا کیا۔ آپ مسلمان ہیں آپ اپنے میں یہ چیزیں پیدا کریں، اپنے پیروں اور امراء کی اندھا دھند پیروی نہ کریں عقل سے کام لیں۔ لا دین لمن لا عقل له، جس شخص میں عقل نہیں اس کا کوئی دین نہیں، اپنے خلیفہ، اپنے امیر اور اپنے پیر کے پیچھے بھیڑ بکری کی طرح نہ لگ جاؤ۔ چونکہ یہ منع ہے۔ اور اسی طرح یہ بھی ضروری ہے کہ قوم کے لئے اور قوم کی بھلائی کے لئے اپنی زبان اور اپنے جذبات پر قابو رکھو اور تمام اَمن توڑ کر حیوان نہ بن جاؤ۔ جس طرح سے نماز مہذب بننے میں مدد دیتی ہے، اسی طرح روزہ انسان کو اس کی زبان اور جذبات پر ضبط کرنے اور مہذب بنانے میں مدد دیتا ہے۔ اگر تم چاہتے ہو کہ تم بہ حیثیت قوم زندہ رہو تو دوسروں کی بھلائی چاہو، دوسروں کے متعلق غلط باتیں نہ پھیلاؤ اپنی زبان اور جذبات پر قابو رکھو۔ صحابہ کہتے ہیں، — بایعنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی النصح ہم نے رسول اللہ صلعم کی بیعت کی تھی کہ ہم ایک دوسرے کے خیر خواہ ہوں گے اور کسی کو دکھ نہ دیں گے، اپنے اور دوسروں کے حقوق کی حفاظت کریں گے۔

مختلف طبائع کے لوگوں میں اتحاد و تعاون کی ضرورت

یاد رکھو کہ لوگ ہمیشہ ایک طرح کے نہیں ہونگے ایسے بھی لوگ ہمیشہ رہیں گے جن کی طبیعت میں شرافت ہے۔ اس کی وجہ سے قوم میں برکت پیدا ہوتی ہے اور لوگوں میں غیرت کا مادہ ترقی کرتا ہے۔ ایسے بھی لوگ ہوں گے جن میں دفور عشق ہے، اس سے قوم کے دلوں میں دین و مذہب سے محبت و عشق کی چنگاری پیدا ہوتی ہے، اور ایسے لوگ بھی ہوں گے جو حلیم طبع ہیں، ان کی وجہ سے تحمل کا سبق ملتا ہے۔ ایسے لوگوں کو ایک دوسرے کے ساتھ تعاون کرنا چاہیئے۔ اور ان کی مدد کرنی چاہیئے جو شخص ایسا نہیں کرتا، وہ خدا کو

ناراض کرتا ہے قوم کو نقصان پہنچاتا ہے۔

حضرت علیؓ کا بلند مرتبہ

میں دو چار مثالیں آپ کو سناتا ہوں، حضرت علی رضی بہت بلند پایہ انسان ہیں، خیبر شکن ہیں، ان کو باریک علم اور عرفان حاصل ہے، حضور نبی کریم صلعم پر فدا ہیں اور حضور کے نزدیک ان کا بڑا رتبہ ہے۔ تبوک کی لڑائی کے موقعہ پر حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن سے فرمایا کہ تم ہمارے پیچھے مدینہ میں رہ جاؤ تاکہ گھر بار اور قوم کی حفاظت اور خبر گیری ہو، حضرت علی رض نے کہا اتخلفنی فی النساء والصبیان میں تو جوان آدمی ہوں، کیا میں عورتوں اور بچوں کی طرح بیٹھ جاؤں اور جہاد نہ کروں۔ حضرتؐ نے فرمایا اما ترضی ان تکون منی بمنزلۃ ھارون من موسیٰ غیر انہ لانبی بعدی کیا آپ اس پر راضی نہیں کہ آپ کی نسبت میرے ساتھ ایسی ہو جیسے ہارون کی موسیٰ سے نسبت تھی، سوائے اس کے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

کوتاہ فہموں کا حضرت علیؓ پر اعتراض

لیکن اس صراحت کے باوجود لوگوں نے حضرت علی رض پر بھی اعتراض کر دیا وقال بعض الناس ما منعہ ان یخرج بہ الا انہ کرہ صحبتہ کہ حضرت نبی کریمؐ آپ کو ساتھ لے جانا پسند نہیں کرتے تھے، حضرت علیؓ کو جب اس کا علم ہوا تو اس بات پر تڑپ اُٹھے، حضورؐ تو اس وقت کوچ کر چکے تھے، حضرت علی رض ان کے پیچھے گئے اور عرض کیا لوگ کہتے ہیں کہ حضورؐ مجھ سے خفا ہیں اس لئے پیچھے چھوڑ گئے ہیں۔ فتضاحک رسول اللہ حضورؐ اس پر ہنسے اور کہا یا علی اما ترضی ان تکون منی لھارون من موسیٰ غیر انک لست بنبی۔ تو حضرت علیؓ جیسے بلند مرتبہ انسان کو بھی لوگوں نے دکھ دیا۔ یہ کیسی شرم کی بات ہے۔

حضرت عثمان رضؓ پر اعتراضات

اسی طرح کی تکلیف حضرت عثمان رضی اللہ کو بھی دی گئی۔ رسول اللہ صلعم کی بیٹی جو حضرت عثمان کے عقد میں تھیں بیمار تھیں، حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آپ تیمارداری کے لئے مدینہ میں ٹھہرے رہیں۔ جنگ میں شریک نہ ہوں۔ جس دن بدر کی فتح کی خبر مدینہ میں پہنچی اسی دن رقیہ جان بحق ہو گئیں، بعض لوگوں نے اس پر بھی اعتراض کیا کہ بدر کی جنگ میں حضرت عثمان جان بچانے کے لئے شامل نہیں ہوئے۔ صلح حدیبیہ کے وقت حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمان رض کو مکہ بھجوا دیا اور فرمایا کہ وہاں ایسے شخص کی ضرورت ہے جو مکہ والوں کے نزدیک سب سے زیادہ باعزت ہو اور ان سے بات کر سکے، اور وہ عثمان کے سوائے ....

اور کوئی نہیں، اس پر بھی لوگوں نے باتیں بنائیں کہ عثمان بیعت رضوان میں شامل نہیں ہوئے، حالانکہ رسول اللہ صلعم نے خود اپنے ہاتھ پر دوسرا ہاتھ رکھ حضرت عثمان رض کی طرف سے بیعت لی۔ دیکھو زبان کا کھولنا اچھا نہیں۔ حضرت رقیہ فوت ہوئیں تو حضرت رسول اللہ صلعم نے دوسری لڑکی کلثوم کو حضرت عثمان رض کے عقد میں دے دیا، وہ بھی وفات پا گئیں تو فرمایا اگر کوئی اور بیٹی ہوتی تو اس کو بھی میں عثمان رض کے عقد میں دے دیتا۔ حضرت عثمانؓ بڑے عابد و زاہد اور قرآن دان تھے۔ خدمت اسلام کے لئے پانی کی طرح مال بہا دیا۔ اس لئے حضورؐ کے دل میں حضرت عثمانؓ کی بہت بڑی قدر تھی۔

حضرت مولٰنا نورالدینؓ پر اعتراض

یہاں لاہور میں اسی قسم کا ایک واقعہ پیش آیا۔ حضرت امام الزمانؑ عمر کے آخری ایام میں لاہور تشریف لائے متعلقان کے ہمراہ ان کے اہل و عیال بھی تھے اور حضرت مولٰنا نورالدینؓ اور دیگر خدام بھی تھے۔ ان دنوں بعض اشخاص نے حضرت مولٰنا مرحوم و مغفور پر اعتراض کیا کہ وہ وعظ میں حضرت صاحب کا ذکر نہیں کرتے۔ انہوں نے اس عید کے میدان میں وعظ کرتے ہوئے کہا کہ اگر لوگ سمجھتے ہیں نوردین مرزا کو نہیں مانتا قرآن میں بھی ہے واذا ذکر اللہ وحدہ اشمأزت قلوب الذین لایؤمنون بالآخرۃ۔ جب صرف خدائے واحد کا ذکر کیا جاتا ہے اور ان کے پیشواؤں کا ذکر نہیں کیا جاتا تو ان لوگوں کے دلوں میں تنگی پیدا ہوتی ہے جو آخرت پر ایمان نہیں رکھتے، واذا ذکر الذین من دونہ اذا ھم یستبشرون ہاں جب ان کے پیشواؤں کا ذکر کیا جاتا ہے تو خوش ہو جاتے ہیں۔ حضرت مرزا صاحب سامنے بیٹھے ہیں اُن کے سامنے یہ تقریر کرتے ہیں۔ یہ وعظ میں نے دوبارہ قادیان میں سنا۔ اس میں حضرت مولٰنا صاحب نے ان لوگوں کی تکلیف دہی کا ذکر کیا۔ ہم میں سے کوئی ہے جس کا رتبہ نورالدین رح کے برابر ہو جن کو مرزا صاحب نے انہیں عبقریؒ لکھا ہے یعنی وہ ایسا انسان ہے جس کی نظیر نہیں .... وہ فرماتے ہیں۔ مولوی صاحب میں وہ صفات ہیں کہ جن کو دیکھ کر رشک آتا ہے۔ جو صفات حدیثوں میں صحابہ کرام رض کے متعلق بیان کی جاتی ہیں وہی ہم نے حضرت مولانا نورالدین رح میں دیکھیں اور آج ربوہ میں کہا جاتا ہے کہ نورالدین کیا تھا۔ اس نے کیا کام کیا، آج اس کی مذمت ہو رہی ہے۔ ان کی مذمت ان کی عین حیات میں بھی کی گئی اور ان کے وفات کے بعد بھی خدا کا خوف نہیں کیا جاتا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ زبان کو قابو میں رکھو یہ تمہاری نیکیوں اور اعمال ...

کے اجر کو کاٹ کر رکھ دیتی ہے۔ حضورؐ نے اس کو حصائد فرمایا اور اس سے بچنے کی تاکید کی ہے۔

ابوذر غفاریؓ کا وفور عشق

جندب ایک شخص تھا وہ ڈاکو تھا۔ بڑا شجاع آدمی تھا۔ اکیلا راستہ میں کھڑے ہو کر ڈاکہ زنی کرتا تھا، اس کو مدینہ میں آنے کا اتفاق ہوا ہے جب وہ حضورؐ کی مجلس میں حاضر ہوا تو اس کی آنکھیں کھل گئیں وہ مسلمان ہو گیا۔ اس نے کہا ہمیں اسلام کو ظاہر کرنا چاہیئے۔ واللہ لاظھرالاسلام فی المسجد میں کعبہ میں جا کر اسلام کا اعلان کروں گا۔ حضرت نبی کریم صلعم نے کہا کہ پٹ جاؤ گے۔ انہوں نے کہا کوئی پرواہ نہیں وہ گئے اور اعلان کیا کہ اسلام برحق ہے۔ لوگوں نے خوب پیٹا۔ یہ وفور عشق ہے، دوسرے دن پھر پھر مار کھا کر لوٹے۔ وہی شخص ڈاکہ زنی کرتا تھا بعد میں دولت کا دشمن ہو گیا۔ بڑے بڑوں کو کہتا تھا کہ مال جمع کرنا حرام ہے اسے غریبوں میں بانٹنا چاہیئے

صاحبزادہ عبداللطیفؒ کی قربانی

اسی طرح صاحبزادہ عبداللطیف نے کیا قادیان میں آئے اور کچھ عرصہ رہ کر اور امام وقتؑ کی بیعت کر کے اور صحبت سے مستفیض ہو کر اپنے وطن جانے کا ارادہ کیا۔ حضرت مرزا صاحب نے کہا وہاں نہ جاؤ مارے جاؤ گے۔ انہوں نے جواب دیا حضور یہ کاغذ کا اشتہار چلتا ہے میرے وطن کی پتھریلی زمین پر خون کا اشتہار ہوتا ہے چنانچہ ایسا ہی ہوا وہ مارے گئے۔ یہ وفور عشق ہے۔

حضرت عمرؓ کا وفور عشق

جب حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہوا تو حضرت عمر رض نے وفور عشق سے تلوار نکالی کہا جو کوئی کہے گا کہ محمدؐ مر گئے میں سر اڑا دوں گا۔ کیا غضب ہے۔ حضرت ابوبکرؓ اس وقت موجود نہیں تھے۔ جب وہ آئے تو انہوں نے حضرت نبی کریمؐ کی پیشانی پر بوسہ دیا اور کہا کہ خدا آپ پر دو موتیں وارد نہیں کرے گا اور پھر خطبہ دیا کہ سنو لوگو من کان یعبد محمداً فان محمداً قد مات۔ جو شخص محمدؐ کی پوجا کرتا تھا وہ سن لے کہ محمد وفات پا گئے ہیں کس جرأت کا کلمہ ہے کیا کوئی اور آدمی کہہ سکتا ہے عمر کے سامنے جو مرنے والے پر تلوار لئے کھڑے ہوں۔ یہ مقام ہے ابوبکرؓ کا اور فرمایا من کان یعبد اللہ وحدہ فان اللہ حی لایموت۔ جو خدائے واحد کی عبادت کرتا ہے وہ جان لے اللہ تعالیٰ زندہ ہے اور کبھی مرے گا نہیں۔

حضرت ابوبکرؓ کا نمونہ حضرت مولٰنا نورالدینؒ میں

میں نے یہ نظارہ حضرت مولوی نورالدینؓ

(باقی برصفحہ ۱۵ اشتہار کے نیچے)

اخبارِ احمدیہ

—— ایم مشتاق احمد زئی صاحب از جہلم تین سالہ ہائیر اکونٹینسی کورس کے لئے یو۔کے روانہ ہو رہے ہیں۔ ان کی کامیابی، خیریت اور سلامتی کے لئے بزرگان دین کی خاص دعاؤں کی ضرورت ہے۔

—— سیالکوٹ سے جناب ڈاکٹر شیخ عطاء اللہ صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ ۱-۵ دو ہفتہ سے عارضہ بخار بیمار رہے ہیں ضعف کی شکایت ہے۔ احباب کرام خصوصاً حضرت امیر قوم ایدہ اللہ کی خدمت میں صحت و تندرستی کے لئے دعا کی درخواست کرتے ہیں۔

—— بغداد سے سید تصدق حسین صاحب قادری لکھتے ہیں کہ میری صحت اچھی نہیں بہت کمزور ہو گیا ہوں۔ تمام احباب کرام میری صحت اور تندرستی کے لئے دعا فرماویں۔

—— حیدرآباد دکن سے محترم محمد انعام الحق صاحب، میر بشارت علی صاحب مرحوم کی وفات حسرت آیات کی خبر دیتے ہیں اور مرحوم کے جنازۂ غائبانہ کے لئے تحریک فرماتے ہیں۔ احباب جماعت سے التماس ہے کہ مرحوم کی مغفرت کے لئے دعا فرماویں۔

—— اہلیہ صاحبہ قاضی ثناء اللہ مرحوم و مغفور لاہور پچھلے دنوں عرصہ تین ماہ سے بیمار ہیں، ان کی صحت کاملہ و عاجلہ کے لئے احباب سے دُعا کی درخواست ہے۔

—— جناب خوشی محمد صاحب کراچی سے لکھتے ہیں کہ میری بیوی ہولی فیملی ہسپتال میں داخل ہے پتہ میں پتھری ہے۔ آپریشن ہوتا ہے۔ بزرگان کرام آپریشن کی کامیابی اور صحت کاملہ کے لئے دعا فرمائیں۔

—— مولوی محمد یوسف صاحب گرنتھی ڈاڈر سینی ٹوریم میں مسلسل کئی ماہ سے زیر علاج ہیں۔ ان کی صحت کاملہ و عاجلہ کے لئے درد دل سے دعائیں فرمائی جائیں۔

—— بدوملہی سے شیخ اللہ بخش صاحب لکھتے ہیں کہ چوہدری محمد سرفراز خان صاحب مرحوم کے بھتیجے چوہدری غلام سرور کی آنکھوں میں تکلیف ہے۔ باوجود علاج معالجہ کوئی افاقہ نہیں، بزرگان سلسلہ اور احباب کرام سے دُعا کے لئے درخواست ہے۔

—— بنارس کینٹ (انڈیا) سے جناب سلطان احمد صاحب ولد خدا بخش صاحب اطلاع دیتے ہیں کہ:-

ان کے والد ماجد جناب خدا بخش ۲۶ رجون کو داعی ملک بقا ہوگئے انا للہ و انا الیہ راجعون بندگان سلسلہ اور ناظرین پیغام صلح سے مرحوم کے لئے جنازہ غائبانہ کی درخواست ہے۔

شمولیت سلسلہ عالیہ احمدیہ

(۱)- مسٹر عبد الحمید ولد حکم دین صاحب سکنہ ملتان

(۲)- چوہدری صدیق احمد صاحب ولد چوہدری غلام حیدر صاحب سکنہ چندر کے چٹاں ضلع سیالکوٹ

(۳)- نور دین زاہد صاحب۔ بی۔ایس۔سی۔ بی ایڈ ولد غلام محی الدین صاحب (از بلوامہ کشمیر)

سلسلہ عالیہ احمدیہ میں داخل ہوئے ہیں۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ استقامت بخشے اور خدمت دین کی توفیق دے۔

رپورٹ تقسیم قرآن شریف انگریزی بابت ماہ جولائی و اگست سنہ ۱۹۶۱ء

منجانب شیخ میاں فضل الرحمٰن صاحب ملز اونر۔ مقام۔ تعداد

منجانب	مقام	تعداد
" " " " "	نائیجیریا	۱۱
" " " " "	انڈیا	۳
" " " " "	امریکہ	۵
" " " " "	انڈونیشیا	۲
" " " " "	آسٹریلیا	۱
" " " " "	پاکستان	۱
منجانب بیگم صاحبہ چوہدری ظہور احمد صاحب	ڈربن جنوبی افریقہ	۱
کل میزان		۲۴

نامۂ ووکنگ

مولانا محمد یعقوب خان صاحب

سن رسیدہ پادری حلقہ بگوشِ اسلام ٭ جرائم کی رفتار ۔ مسیح کی آمد ثانی ۔ خواجہ محمد اسمٰعیل رسول اللہ ۔ مؤرخ ٹائن بی کی تنبیہہ ۔ ایشیا میں امریکہ ۔ قرآن کریم کا افریقان میں ترجمہ ۔ عورتوں کو جغرافیہ ۔ ریورنڈ فلاورز کا قبول اسلام اخبارات میں ۔ ہائیڈ پارک میں تبلیغ اسلام

ووکنگ ۱۳ ستمبر ۱۹۶۱ء

مکرمی ایڈیٹر صاحب پیغام صلح ۔ اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ

آپ نے پہلے خط میں جو خواہش ظاہر فرمائی ہے اس کی تعمیل میں یہاں کے کچھ مزید حالات احباب کی دلچسپی کے لئے ارسال خدمت ہیں ۔

ایک سن رسیدہ پادری حلقہ بگوش اسلام

اس ملک میں اسلام قبول کرنے کی ایک قدرتی رَو چلی ہے ۔ خود بخود سعید رُوحیں اس طرف کھچی چلی آرہی ہیں جیسے میں پہلے مکتوب میں لکھ چکا ہوں ، ووکنگ کی معرفت اوسطاً فی ہفتہ ایک آدمی مسلمان ہوتا ہے ۔ آدمی میں عورت بھی شامل ہے ۔

لندن کے دوسرے تبلیغی مراکز میں بھی علیٰ ہذا القیاس تازہ ترین خاص طور پر قابل ذکر قبولِ اسلام نیو کاسل کے ایک سن رسیدہ پادری فلاورز (FLOWERS) نامی کا ہے ۔ بغیر ہماری طرف سے کسی تحریک کے اس نے بذریعہ خط مسلمان ہونے کی خواہش ظاہر کی اور وجوہات بھی لکھ کر بھیجدیں کہ کس چیز نے اسے اسلام کی طرف مائل کیا ۔۔۔ جو لوگ مغرب کے مسلمان ہونے کو ایک موہوم خواب سمجھتے ہیں ۔ ان کیلئے یہ سوچنے کا موقع ہونا چاہیئے ۔ وہ دن بھی عین ممکنات میں سے ہے جب یدخلون فی دین اللّٰہ افواجًا کا نظارہ بھی سامنے آجائے ۔

جرائم کی رفتار

مسیحی مذہب کا بنیادی پتھر تو یہ ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام نے انسان کو گناہ سے نجات دلادی مگر عملاً جرائم پر دلیری پیدا ہوگئی ہے اور آئے دن سنگین قسم کے جرائم ہوتے رہتے ہیں اور یہ رفتار روز بروز تیز ہوتی جا رہی ہے اس ملک میں بھی اور امریکہ میں بھی کفارہ نے جو نتائج پیدا کئے ہیں وہ نہایت ہولناک ہیں ۔ امریکہ (ریاستہائے متحدہ) میں سال گذشتہ میں جرائم کے اعداد وشمار جو ایک معتدبہ مقامی روزنامہ ٹیلیگراف میں شائع ہوئے ہیں ملاحظ ہوں :۔

"ایک قتل ہر ۵۸ منٹ میں ۔ ایک اغوا ہر ۳۰ منٹ میں ۔ ایک ڈاکہ زنی ہر ۳۹ سیکنڈ ۔ اور ایک موٹر کار کی چوری ہر دو منٹ ۔"

مسیح کی آمد ثانی

پے در پے حادثات نے جو آفات سماوی کے رنگ میں ظہور پذیر ہو رہے ہیں ۔ اس ملک میں لوگوں میں ایک ذہنی ہیجان پیدا کردیا ہے ۔ برلن کے محاذ پر کشیدگی بڑھ جانے سے ایٹمی جنگ کے امکانات سے ہر ایک شخص سہما ہوا ہے ۔ امریکہ میں ۱۷۳ میل فی گھنٹہ کی رفتار سے طوفان آئی ، اور ساحل پر رہنے والے پانچ لاکھ آدمیوں کو سراسیمگی کی حالت میں گھروں سے نکل کر دوڑنا پڑا ۔ آئرلینڈ میں شنون کے مقام پر ہوائی حادثہ میں ۸۶ افراد آناً فاناً لقمۂ اجل ہوئے ۔ انہی دنوں کئی اور مقامات سے ہوائی جہازوں میں کثیر جانی نقصانات کی خبریں آئیں ۔ اس متواتر کو کئی لوگ قربِ قیامت ، اور دنیا کے انجام اور مسیح کے ظہور ثانی کی علامات سمجھتے ہیں ۔ یہ علامات جیسے اسلامی روایات میں مذکور ہیں اسی طرح مسیحی روایات میں بھی ہیں ۔ چنانچہ ٹیلیگراف نے اسی پر ایک اداریہ میں تبصرہ کرتے ہوئے لکھا ہے کہ امریکہ میں جو طوفان آیا ہے "یہ اس صدی کا سب سے بڑا تباہی خیز حادثہ ہے" اور آگے رقمطراز ہے کہ برلن میں پیدا شدہ نازک صورت حالات اور ہوائی حادثات کی تباہ کاریوں کے ساتھ امریکہ میں اس طوفان کا آنا ، یہ سب ایسے لرزہ خیز واقعات ہیں کہ جو لوگ مقدس نوشتوں کی عینک سے دیکھنے کے عادی ہیں وہ انہیں دنیا کے ختم ہونے اور مسیح کی آمد ثانی کے نشانات سمجھتے ہیں ۔

خواجہ محمد اسمٰعیل رسول اللہ

اسی ضمن میں اس وقت ایک سائیکلوسٹائل اشتہار بزبان اُردو و انگریزی میرے سامنے ہے ۔ جس کا عنوان ہے "توبہ کا وقت" ۔ یہ ایک صاحب خواجہ محمد اسمٰعیل صاحب کی طرف سے ہے جو مدت دراز سے جماعت قادیانی سے وابستہ رہے ہیں ۔ اور کچھ مدت سے اُن سے علیحدہ ہو چکے ہوئے ہیں ۔ انہوں نے کئی اعلانات میں بتایا ہے کہ خدا تعالےٰ نے انہیں مامور کیا ہے کہ لوگوں کو آنے والے عذاب سے ڈرائیں ۔ اس بارے میں اپنے الہامات بھی شائع کئے ہیں ۔ پہلے اشتہار بعنوان "انذار" میں پیشگوئی کی گئی تھی کہ روس میں ایک خوفناک طوفان آنے والا ہے جو ایک آسمانی نشان ہوگا ۔ اب اس اشتہار میں لوگوں کو تنبیہہ کی گئی ہے کہ توبہ کا دروازہ ابھی کھلا ہے ، اس کے بند ہونے سے پہلے توبہ کرلو ورنہ عذاب الٰہی سر پر کھڑا ہے ۔ نیچے دستخط ہیں "عاجز خواجہ محمد اسمٰعیل رسول اللہ" ۔ انگریزی اشتہار کے نیچے بھی اپنے آپ کو The Prophet of Allah لکھا ہے ۔

مؤرخ ٹائن بی کی تنبیہہ

مشہور مؤرخ ٹائن بی نے گذشتہ سال افغانستان پاکستان ، ہندوستان کا دورہ کیا ۔ اپنے سفر کے حالات ایک کتاب کی شکل میں شائع کئے ہیں ، جس کا نام ہے Between Oxus and Jumna یعنے دریائے آکسس اور جمنا کے درمیان" ۔ یہ بڑی دلچسپ اور سبق آموز کتاب ہے ۔ وہ بھی کتاب کا خاتمہ اس پر کرتا ہے کہ افغانستان اور پاکستان نے مالی امداد کے عوض میں ایک ایسی آفت مول لے لی ہے جو ہر وقت دنیا کے سر پر منڈلا رہی ہے ۔ وہ لکھتا ہے :۔

"خروشیف کے پاس ایٹمی حملہ کا جو نقشہ ہے اس میں پشاور کے اردگرد سُرخ دائرہ ہے اور افغانستان کو بھی پتہ لگ جائے گا کہ ریچھ کا کسی کو گلے لگانا ایسا ہی خطرناک ہے جیسے اس کا پنجہ مارنا"

ایشیا میں امریکہ

یہ مؤرخ لکھتا ہے افغانستان میں زندگی کا نقشہ تیزی سے بدل رہا ہے ۔ دریائے ہلمند کی وادی میں امریکہ کی زیر نگرانی عظیم الشان ترقیاتی منصوبہ بندیاں زیر عمل ہیں کوئی زمانہ تھا کہ اس خطہ کے لوگ قدرتی وسائل سے بہرہ اندوز ہونے کے لئے ان سے نہایت ملاطفت سے پیش آتے تھے ۔ اب امریکی جن کی طرز ایسی ہے جیسے کوئی سر پہ ڈنڈا مار کر ان قدرتی قوتوں کو رام کرتا ہے ۔ افغان انجنیئر اور ناظم جو سڑکوں اور پلوں اور کارخانوں کی تعمیر میں مصروف ہیں وہ نہایت تیز رفتاری سے کام کر رہے ہیں ان میں سے اکثر امریکہ سے تربیت یافتہ ہیں اور امریکن بیویاں بھی ساتھ لائے ہیں ۔ یہ وادی ایشیا میں امریکہ کا نقشہ پیش کررہی ہے ۔

یہ کتاب پڑھنے والی ہے ۔ اس سے وہ ۔۔۔۔ نقشہ سامنے آجاتا ہے جب یہ خطہ تہذیب کا مرکز تھا اور زمانہ قدیم سے فاتحین کی جولانگاہ اور گزرگاہ تھا ۔ تصاویر نے اس کی تاثیر کو اور بڑھا دیا ہے قصبہ غزنی اور اس میں ان میناروں کی تصاویر جو محمود نے اپنی فتوحات کی یادگار کے طور پر بنائیں ۔ بلخ کی فصیل کی تصویر جو زبان حال اپنی تاریخ عظمت بتارہی ہے ، اور ہرات کے سنگِ مرمر کی جامع کی تصویر جس پر جہانگیر کے مقبرہ کا دھوکہ لگتا ہے ۔۔۔۔۔۔ خاص طور پر قابل ذکر ہیں ۔

قرآن کریم کا افریقان میں ترجمہ

جنوبی افریقہ میں مسلمان ایک مدت سے آباد ہیں زیادہ تر بمبئی کے علاقہ کے تاجر پیشہ میمن لوگ ہیں ان میں اچھے متمول بھی ہیں اور تبلیغ اسلام کے لئے بھی انجمنیں قائم کی ہیں۔ ایک ایسے ادارے نے تہیہ کیا کہ قرآن کریم کا وہاں کے اصل باشندوں کی زبان میں جو افریقان کہلاتی ہے ترجمہ کیا جائے۔ وہاں کے چند ملانوں نے وہاں یہ مسئلہ کھڑا کر دیا کہ بغیر عربی متن کے ترجمہ گناہ ہے اور مولانا اشرف علی تھانوی کا فتوے بھی شائع کیا منتظمین نے یہ سارا معاملہ ہمارے مشن کو استصواب کے لئے بھیجا یہاں سے ان کو جواب دیا گیا کہ گو عربی ساتھ ہونا احسن ہے لیکن خالی ترجمہ شائع کرنے میں بھی کوئی حرج نہیں۔ چنانچہ وہ ترجمہ خدا کے فضل سے چھپ کے نکل آیا ہے۔

عورتوں کو جغرافیہ مت پڑھاؤ

اس سلسلہ میں مولانا اشرف علی صاحب کی تحریروں کے مطالعے کا موقعہ ملا تو معلوم کہ مولانا صاحب باوجود علم وفضل کے بعض ایسے فتوے بھی دے دیا کرتے تھے جو بظاہر خلاف عقل سلیم ہیں۔ مثلاً ایک جگہ لکھتے ہیں کہ ان کے ایک متقد سے معلوم ہوا کہ وہ اپنی بیوی کو جغرافیہ پڑھاتے ہیں۔ مولانا صاحب کہتے ہیں میں نے اس سے کہا بندۂ خدا یہ کیا غضب کر رہے ہو خود ہی اپنے پاؤں کلہاڑی مار رہے ہو۔ جغرافیہ پڑھانا تو گویا اپنی بیوی کو بھاگ نکلنے کا راستہ دکھانا ہے۔ عورت کا مقام گھر کی چار دیواری ہے۔ جغرافیہ نہ جانتی ہو تو اسے باہر کی دنیا کی کشش ہی نہیں رہے گی۔ نہ ہی اسے علم ہو گا کہ سٹیشن کہاں ہے، کیسے وہاں جاتے ہیں، کیسے ٹکٹ لیتے ہیں۔ اور اس طرح کوئی خطرہ نہیں رہے گا کہ بھاگ سکے۔

جنوبی افریقہ کے لوگ کیا سمجھتے ہوں گے جب انہیں مولانا کے فتووں کی حقیقت بتائی گئی ہے معلوم ہوتا ہے یہی معلوم کرنے کے بعد انہوں نے ترجمہ قرآن بلامتن کے متعلق فتوے کو بھی درخورِ اعتناء نہ سمجھا۔

ریورینڈ فلاورز کا قبول اسلام اخبارات میں

ابھی ابھی نیوکاسل کے اخبار (ایوننگ کرانیکل) کے تراشے میرے سامنے آئے ہیں جن میں پادری فلاورز کے قبول اسلام کا حال لکھا ہے۔ ۲۴ راگست کا پرچہ پادری صاحب کی زبانی یوں رقمطراز ہے:-

"میں نہایت دیانتداری اور جرأت ایمانی سے کہتا ہوں کہ حق یہ ہے کہ ہماری مغربی مسیحیت ایک تجارتی اور ملاکٹ کے قسم کی چیز ہے تنگ نظری، ریاکاری، کامرقع ہے۔ پارٹی بازی اور کورانہ عقیدے، انسانیت پر مقدم کر دیئے گئے ہیں"

اخباری رپورٹر لکھتا ہے کہ پادری فلاورز صاحب مسیحیت کے فرقہ میتھوڈسٹ سے تعلق رکھتے ہیں۔ اور سپرچولسٹ کی طرف سے بھی، امریکہ اور انگلستان میں کام کرتا رہا ہے۔ اور اس سے مخاطب ہوتے انہوں نے پھر اپنے خیالات کو یوں دوہرایا:-

"ہمیں چاہیئے کہ جرأت ایمانی سے اقرار کریں کہ مغربی مسیحیت ایک ڈھونگ ہے وقت آ گیا ہے کہ رومن کیتھولک چرچ آف انگلینڈ اور ایسے شمار دوسرے گرجے تمکنت، خود پسندی، غرور، فرقہ بازی اور ذلیلی کے خود ساختہ بلندی سے نیچے اتر آئیں۔"

آگے چل کر رپورٹر فلاورز صاحب کے یہ الفاظ لکھتا ہے:-

"ہماری ساری تاریخ جنسی بدکاریوں کی بُو سے بھری پڑی ہے بالخصوص ہمارے اونچے طبقوں میں۔ مگر ان سب پر ہم نے ایک آہنی پردہ ڈالے رکھا عصمت فروشی عام ہے مگر گرجا اور خاتون دونوں بے بس ہیں، اس لئے کہ نہ مذہبی رہنما، نہ حکومت ان کی امداد کے لئے تیار ہے۔ یہ ہم سن رسیدہ لوگوں کا کام ہے کہ ہم اپنے گھروں کو صاف کریں اور نوجوانوں کے لئے نمونہ پیش کریں، ہمیں یاد رکھنا چاہیئے کہ ہم وہی فصل کاٹیں گے جو ہم بوئیں گے"

فلاورز صاحب ۵۹ سال عمر کے ہیں اور اخبار مذکور کا ۲۸ راگست کا پرچہ میں "آخری فیصلہ" کے عنوان سے ان کا اعلان ان الفاظ میں درج ہے:-

"میں اب کونسا راستہ اختیار کرتا ہوں اس کا آخری فیصلہ میں نے یہی کیا ہے کہ میں اسلام اختیار کرتا ہوں اس لئے کہ یہی مذہب ایسا ہے جس میں خلوص، سادگی اور انسانیت پائی جاتی ہے۔ ایک خدا ایک نسل - ایک ہی نوع انسانی - سب انسانوں، کا ایک ہی طبقہ ہے خواہ ان کا رنگ، نسل اور دنیاوی حیثیت کچھ بھی ہو اس لئے اسی وقت سے میں اخوت اسلامی کے دائرہ میں شامل کر لیا گیا ہوں اور آج ہی کے دن سے میں ایک مسلمان کارکن کی حیثیت سے شاہجہان مسجد کی معرفت دنیا کے پسماندہ لوگوں کی خدمت میں لگ گیا ہوں"۔

نیوکاسل میں مسلمانوں کی کافی تعداد ہے۔ دو مسجدیں بھی ہیں۔ فلاورز صاحب اپنے خط میں لکھتے ہیں کہ:-

وہاں کے مسلمانوں نے بڑی گرمجوشی سے میرے مسلمان ہونے کا خیر مقدم کیا ہے اور میرے لئے اسلامی نام فاروق تجویز کیا ہے۔

عنقریب ووکنگ آنے کا بھی لکھتے ہیں۔

جہاں ہم ایسے اعلانات سے خوش ہوتے ہیں وہاں ہمیں ان سے سبق بھی حاصل کرنا چاہیئے۔ اسلام کا جو حسن عیسائی دنیا کو اپنی طرف کھینچ رہا ہے وہ اس کی عالمگیر انسانی مساوات اور اخوت اور تعلیم کی معقولیت اور سادگی ہے، اسلام کے اس سب سے بڑے ورثہ کو ضائع کرنا نوع انسان سے دشمنی ہو گی۔

ہائڈ پارک میں تبلیغ

گذشتہ مراسلہ میں میں نے ایک انگریز نومسلم جان محمد ویبسٹر کا ذکر کیا تھا کہ ہائیڈ پارک میں وہ ہر اتوار کو اسلام پر تقریر کرتے ہیں۔ جس کا اسلامی حلقوں میں بڑا چرچا رہتا ہے۔ ایک اتوار ۳۱ر ستمبر کو میں نے یہ نظارہ بچشم خود دیکھا۔ سید محمود حسین شاہ صاحب کو جو بادشاہ صاحب سید عبدالجبار شاہ صاحب کے صاحبزادے ہیں ساتھ لے کر میں ووکنگ سے گرین بس نمبر ۷۱۴ میں سوار ہوا جو سیدھی جا کر ہائیڈ پارک کے کونے پر اتار دیتی ہے، جہاں پر ہر قسم کے مقررین کی گہما گہمی ہوتی ہے۔ کوئی درجن بھر مقررین تھوڑے تھوڑے فاصلے پر اپنے اپنے سیڑھی نما پلیٹ فارموں پر کھڑے دیا دب بولتے جا رہے ہیں خواہ کوئی سنے یا نہ سنے۔ سامعین محض تماشائی قسم کے لوگ ہوتے ہیں جو ایک شغل کے طور پر یہاں آ کر ان بھانت بھانت بولیوں سے لطف اندوز ہوتے ہیں۔ چند منٹ اس مقرر کے گرد کھڑے رہے، وہاں سے دل بھر گیا تو اگلے کے پاس گئے۔ اور اس طرح گویا ایک متحرک قسم کا مجمع ہوتا ہے مگر بیک وقت ہر ایک کے گرد اگرد خاصی ٹولی رہتی ہے۔

ایک میتھوڈسٹ پادری صاحب نہایت موثر انداز میں بول رہے تھے۔ ان کے اردگرد خاصہ ہجوم تھا۔ آواز میں دلکشی تھی اور ہجوم کو کافی مسحور کیا تھا۔ ایک طرف ایک رومن کیتھولک خاتون اپنے خیالات بڑے شدومد سے پیش کر رہی تھی۔ ایک جگہ ایک مقرر کے ہاتھ میں ایک پوسٹر بھی تھا کہ اب دنیا ختم ہونے والی ہے اور نشانات جو خداوند مسیح کی آمد ثانی کے متعلق مقدس نوشتوں میں مذکور ہیں پورے ہو رہے ہیں۔ ایک (عدم تشدد پسند) صاحب جن کے چہرے پر اچھی درمیانی داڑھی بھی تھی۔ غالباً اپنے فن کے بہترین ماہر تھے۔ ان کی انداز تقریر بھی نرالی اور ہجوم کش تھی۔ اس فن کا ایک گر یہ ہے کہ اگر سامعین میں سے کوئی "فرادتا" مقرر کو دق کرنے کے لئے سوال کرتا رہے تو اسے ہنسی مذاق کی قسم کا جواب دیا جائے جس سے سامعین کی نظر میں بھی سوال کرنے والا قدرے مضحکہ بن جائے۔ یہ عدم تشدد پسند صاحب اس فن میں بھی یدطولیٰ رکھتے تھے۔ ایک افریقہ کا سیاہ فام نوجوان بھی ایک اونچے

سے پلیٹ فارم کی چوٹی پر کھڑے کتنا رسے اور تجارت کی خوبیاں سنا رہے تھے۔ کمیونسٹ بھلا لیسے موقعے کو کہاں ہاتھ سے دے سکتے ہیں وہ بھی آن موجود ہوتے ہیں اور مغربی جمہوریتوں کو کوستے رہتے ہیں اور اپنے لوگوں کو اپنی حکومت سے بددل کرتے رہتے ہیں۔ ان میں سے ہر ایک پاس چند منٹ ٹھہر کر میں اور شاہ صاحب بھی چکر لگاتے جاتے تھے۔ ایک طرف دور ہی نظر ایک مجمع پر پڑی میں نے شاہ صاحب کو کہا وہ ہے ڈیسٹر چلئے وہاں :

ویبسٹر صاحب بھی اسی قسم کے سیڑھی نما پلیٹ فارم پر کھڑا تھا۔ پلیٹ فارم کے سامنے کی ٹانگوں پر بورڈ لگا تھا "انگلش مسلم مشن"۔ ارد گرد اچھا خاصہ مجمع تھا۔ زیادہ تعداد گو کالوں کی تھی یعنی ہم لوگوں کی جو کالوں میں شمار ہوتے ہیں اور پیچ مچ کے کالے بھی جو افریقہ اور جزائر غرب الہند وغیرہ مقامات سے آتے ہیں۔ اسلامی ممالک سے آئے ہوئے نوجوان طالب علم بھی کثرت سے ہوتے ہیں۔ مگر انگریز مردوں اور عورتوں کی بھی ایک بڑی تعداد ہوتی ہے اس لئے کہ یہ ایک بالکل نئی آواز ہے جو اس پلیٹ فارم سے انہیں سنائی دیتی ہے۔ ویبسٹر صاحب چلا چلا کر کہہ رہے تھے کہ اے انگریزو! تم بڑی گمراہی میں ہو، تم ایک انسان کی پرستش کرتے ہو۔ مسیح ایک انسان تھا۔ خدا کا بیٹا ہرگز نہ تھا۔ قرآن کہتا ہے کہ وہ خدا کا پیغمبر تھا۔ صرف اسلام میں سچی خدا پرستی اور سچی انسانی مساوات کی تعلیم تمہیں ملے گی۔ اسلام علمی مذہب ہے خوش عقیدگی کا مذہب نہیں ہے۔ تم لوگ تو وحشی تھے جب اسلام نے علم اور تہذیب اور انسانی مساوات کا علم بلند کیا۔ میں انگریز مسلمان ہوں اور مجھے اس پر فخر ہے کہ میں نے ایک ایسے مذہب کو پالیا ہے جو تمام انبیاء کی تعظیم سکھاتا ہے۔ اور تمام انسانوں کو ایک ہی برادری میں منسلک کرتا ہے۔ ہر ایک مسلمان کا دل یہ نظارہ دیکھ کر باغ باغ ہوتا ہے۔

جن احباب کا چندہ ختم ہوچکا ہے

خریداران پیغام صلح میں سے جن احباب کا چندہ ختم ہوچکا ہے اُن کے نمبر خریداری اور چندہ جو اُن سے واجب الوصول ہے ذیل میں درج ہے۔ بعض احباب کے ذمہ کچھ بقایا ہے اس لئے اس بقایا کو شامل کر کے اُن کے ذمہ کچھ رقم لگائی گئی ہے ایسے احباب اگر یکمشت رقم نہ دے سکیں تو سالانہ چندہ کے علاوہ سابقہ بقایا اقساط سے جو وہ سہولت سے دے سکیں ادا کر دیں تاکہ آپ کے قومی جریدہ کو نقصان نہ اُٹھانا پڑے بہرصورت تمام معاونین کرام ذیل کی فہرست کو دیکھ لیں کہ آیا اُن میں آپ کا خریداری نمبر تو شامل نہیں ہے اگر ہے تو مہربانی فرما کر ۵ راکتوبر ۱۹۶۱ء تک اپنی لکھی ہوئی رقم یا اس کا کچھ حصہ بصورت منی آرڈر بھجوا دیں یا دفتر کو مطلع فرمائیں کہ کب تک آپ اس رقم کو ادا کر سکیں گے۔ اگر ۵ راکتوبر ۱۹۶۱ء تک آپ کی طرف سے کوئی جواب نہ آیا اور نہ کوئی رقم موصول ہوئی تو ۸ ستمبر ۱۹۶۱ء کو آپ کے نام کا وی پی روانہ کر دیا جاوے گا جس کا چھڑانا آپ کا اخلاقی فرض ہوگا۔ ورنہ آپ کے قومی جریدہ کو خواہ مخواہ وی پی کے محصول ڈاک کا بھی نقصان اُٹھانا پڑے گا جو آپ کے چندہ کے حساب میں اضافہ کا موجب ہوگا۔ آسانی کے لئے ہر خریدار کی جن کا نمبر نیچے دیا گیا ہے چٹ پر سرخی سے گول دائرہ بنا دیا گیا ہے۔

(مینیجر پیغام صلح)

۱۱۳	6.00	۶۸۸	12.00
۱۳۹	6.00	۷۴۷	6.00
۲۸۲	6.00	۹۳۲	6.00
۳۵۶	6.00	۱۰۱۱	6.00
۳۶۴	6.00	۱۰۵۱ / ۱۰۶۰	[illegible].00
۴۹۴	6.00	۱۳۶۱ / ۱۰۶۵	12.00
۵۵۵	6.00	۳۸۳ / ۲۰۱۸	6.00
۲۰۴ / ۲۰۵۹	6.00	۹۷۷ / ۲۱۶۳	.00
۵۰۶ / ۲۱۴	6.00	۹۷۳ / ۲۱۶۸	.00
۹۵۰ / ۲۱۴۲	6.00		

سرغایتی

۲۲	6.00	۱۵۰	.00
۳	6.00	۱۷۲	.00
۵۵	6.00	۲۳۸	.00
۵۷	24.00	۲۴۳	.00
۱۳۸	12.00	۱۱۲ / ۳۸۴	.00

امتحان میں کامیابی اور عطیہ

چوہدری فضل داد صاحب ممبر یونین کونسل موضع ٹبہ ضلع گجرات تحریر فرماتے ہیں کہ :- اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ احسان ہے کہ میرے لڑکے چوہدری سعادت احمد نے امسال ایم کام (M.Com) کا فائنل امتحان پاس کیا ہے، میں اس خوشی میں پچیس روپے انجمن کو اور پانچ روپے لوکل اسلامیہ ہائی سکول کو دیتا ہوں۔ کا ملتجی ہوں کہ اللہ تعالیٰ میرے بچے کو نیکی کی توفیق دے اور خادم دین بنائے۔ آمین۔

۱۰ ستمبر کے "الفضل" کے اداریہ پر ایک نظر

(از مولانا شیخ عبد الرحمٰن صاحب مصری)

یا پیش کردہ آیت قرآنی حل اختلافات کو دور کر سکتی ہے

"الفضل" ۱۰ ستمبر کے اداریہ میں میرے ایک مضمون کے جواب میں بعض ایسی باتیں درج کی گئی ہیں جو حضرت مسیح موعودؑ کے مقام کے متعلق بعض ان غلط فہمیوں پر مشتمل ہیں جن میں ہمارے یہ بھائی دیر سے مبتلا چلے آتے ہیں اس لئے اس موجودہ قسط میں ان کا ازالہ کیا جاتا ہے خدا کرے یہ کوشش ان دوستوں کے لئے حقیقت تک پہنچنے میں ممد ثابت ہو۔

(۲) اداریہ کی بنیاد قرآن کریم کی آیت "اللہ اعلم حیث یجعل رسالتہ" پر رکھی گئی ہے۔ محترم ایڈیٹر صاحب فرماتے ہیں:-

"حیث کا لفظ وسیع المعنیٰ ہے جب اللہ تعالیٰ نے اپنی رسالت کو محدود نہیں کیا ہے تو ہم کون ہیں جو اس کے لئے حدود مقرر کریں"

جناب ایڈیٹر صاحب نے اپنے مندرجہ بالا فقرہ میں صرف لفظ حیث کو ہی وسیع المعنیٰ قرار نہیں دیا بلکہ لفظ رسالت کو بھی لا انتہائی عمومیت عطا کر دی ہے کیونکہ لفظ رسالت کو بھی آپ کسی قسم کی حد کے اندر نہیں رکھنا چاہتے گویا آپ کے اس قول کے مطابق تشریعی، غیر تشریعی، امتی، ظلی، بروزی، نفسی، استعارۃً، مجازاً وغیرہ تمام قیود سے لفظ رسالت آزاد ہے ان میں سے جو قسم کی نبوت کا اہل کسی ... انسان کو اللہ تعالیٰ دیکھے گا اور اس کا فطرتی جوہر اس کے مناسب حال پائے گا (غالباً ایڈیٹر صاحب نے حیث کے معنی اس وسعت سے یہی مراد مد نظر رکھی ہے) اس کے اندر اسی قسم کی رسالت رکھ دے گا۔ ان کے مندرجہ بالا قول کا میں یہی مطلب سمجھا ہوں اگر میں نے درست سمجھا ہے تو پھر میں آپ سے یہ دریافت کرنے کی جرأت کر سکتا ہوں کہ اس سے اصل اختلاف کس طرح دور ہو سکتا ہے۔ اصل اختلاف تو یہ ہے کہ تشریعی قید کے علاوہ لفظ رسالت یا نبوت کے ساتھ جو بھی قید لگائی جائے گی وہ ایسی نبوت یا رسالت کے حامل کو انبیاء کے زمرہ سے نکال کر اولیاء کے زمرہ میں داخل کر دے گی، صرف تشریعی قید ہی اس کے حامل کو انبیاء کے زمرہ میں رہنے دے گی۔ اس حقیقت کو میں حضرت مسیح موعودؑ کی کتب سے متعدد حوالوں کے ذریعہ ثابت کر چکا ہوں اور میں نے بتلا دیا ہے کہ حضرت اقدس نے یہ محکم اصول بتلایا ہے کہ خدا کے نور کو براہ راست بغیر کسی شخص کی اتباع کے واسطہ کے حاصل کرنے والا ہی نبی کہلاتا ہے اور اس نبی کی اتباع سے جو شخص اس نور کو حاصل کرتا ہے وہ ولی کہلاتا ہے اور ان دونوں کی حیثیت الگ الگ ہے نبی کا منکر شریعت کی اصطلاح میں کافر کہلاتا ہے اور ولی کا منکر محض فاسق اور گنہگار کہلا سکتا ہے اس کے متعلق تریاق القلوب کا حوالہ میں پہلے نقل کر چکا ہوں اور "امام الصلح" صفحہ ہائے ۱۲۷ بھی آپ کے علم میں لا چکا ہوں جو رئیس المکفرین مولوی نذیر حسین صاحب دہلوی کے متعلق ان کی موت پر حضور کو ہوا تھا۔

مزید دو حوالے

اب دو مزید حوالے آپ کے غور کے لئے پیش کرتا ہوں۔ حضرت مسیح موعود کا ایک خط الحکم ۱۷ مئی ۱۹۰۰ء کے صفحہ ۱۲ پر شائع ہوا ہے، اس میں حضور فرماتے ہیں:-

"نبیوں اور رسول کے انکار سے کفر لازم آتا ہے ایسا ہی امام وقت کے انکار کے اثر سے ایمان ہو جاتا ہے کہ آخر سلب ایمان تک نوبت پہنچتی ہے کبھی بخشیں اس جگہ پیش نہیں جاتیں ایمان حقیقی اور یقین کامل وہ نعمت ہے کہ بجز التزام کونوا مع الصادقین کے کبھی ہاتھ نہیں آتا"

اسی طرح ایک تقریر حضرت اقدس کی الحکم ۲۴ جنوری ۱۹۰۳ء صفحہ ۲ کالم ۱ پر شائع ہوئی ہے جس کے مندرجہ ذیل الفاظ بھی قابل غور ہیں:-

"اسی طرح پر اپنی کم فہمی یا ضد و تعصب کی وجہ سے خدا کے ولی کا انکار کر کے ایمان سلب کر لیتے ہیں کیونکہ جب ولی پر ایمان نہ رہے تو ولی جو نبوت کے لئے بطور میخ کے ہے اس کے انکار سے پھر نبوت کا انکار کرنا پڑتا ہے اور نبی کے انکار سے خدا کا انکار ہوتا ہے اور اس طرح پر بالکل ایمان سلب ہو جاتا ہے"۔

مندرجہ بالا دونوں حوالے نبی اور ولی کی حیثیت کو نمایاں طور پر الگ الگ دکھلا رہے ہیں۔ اس امر کو صراحت سے بیان کیا گیا ہے کہ نبی کے انکار سے تو کفر لازم آتا ہے لیکن ولی کے انکار سے اور وہ بھی جس کی بناء تعصب اور ضد پر ہو ایمان میں صرف کمزوری پیدا ہو جاتی ہے جو آہستہ آہستہ تعصب اور ضد کی زیادتی کے ساتھ اندر ہی اندر انسان کے ایمان کی بنیادوں کو ہلا دیتی ہے حتیٰ کہ حقیقی ایمان اور کامل یقین سے انسان محروم ہو جاتا ہے لیکن رہتا وہ امت کے اندر ہی ہے۔

اظہار افسوس اور ولی اللہ کا غلط استعمال

یہاں اس جگہ ایک امر کے متعلق اظہار افسوس کئے بغیر نہیں رہ سکتا کہ میں نے وضاحت سے یہ لکھ دیا تھا کہ ولی کے لغوی معنی یعنی دوست۔ پیارا وغیرہ اس جگہ مراد نہیں بلکہ نبی کی اتباع سے فیوض حاصل کرنے والے کا اصطلاحی نام ولی اللہ ہے لیکن باوجود اس صراحت کے جناب ایڈیٹر صاحب نے ولی کے لغوی معنی لیکر لکھا ہے کہ "ہر امتی نبی ولی اللہ اسی طرح ہوتا ہے جس طرح سیدنا حضرت محمد رسول اللہ صلعم بھی ولی اللہ تھے" گفتگو تو ولی کے اصطلاحی معنی کے متعلق ہو رہی تھی نہ کہ لغوی معنی کے متعلق اصطلاحی معنی کی رو سے حضرت نبی کریم صلعم کو ولی اللہ کہنا نہ صرف ...... آنحضرت صلعم کی ہتک ہے بلکہ کہنے والے کے ایمان پر بھی کاری ضرب لگانے والا کلمہ ہے کیونکہ یہ کلمہ مترادف ہے اس بات کے کہ حضرت نبی کریم صلعم نے بھی نبوت کسی نبی کی پیروی سے حاصل کی تھی۔ اصطلاحی معنی میں تو ولی اللہ اور امتی نبی مترادف الفاظ ہیں باقی آپ نے جو یہ لکھا ہے کہ ہر ولی اللہ امتی نبی نہیں ہوتا معاف رکھیں اگر میں یہ کہوں کہ آپ نے ولی اللہ کی حقیقت پر غور نہیں کیا کسی شخص کے لئے ولی اللہ بننا ممکن ہی نہیں، جب تک کہ وہ پہلے "امتی نبی" نہ بنے حضرت نبی کریم صلعم کی آمد کے بعد ولایت کا مقام وہی شخص حاصل کر سکتا ہے جو آنحضور صلعم کا امتی ہو، ولی اللہ بننے کے لئے امتی ہونا پہلی شرط ہے۔ دوسری شرط اس کے لئے یہ ہے کہ وہ اپنے قلب کو اطاعت اللہ و اطاعت رسول کے ذریعہ اس قدر صیقل کرے کہ اس میں انوار نبوت محمدیہ منعکس ہونا شروع ہو جائیں اور وہ اللہ تعالیٰ کے اس قدر قریب ہو جائے کہ خدا کے مکالمہ مخاطبہ کا شرف اسے حاصل ہو جائے اور غیب کی خبریں اسے ملنی شروع ہو جائیں تا دنیا پر ایک طرف تو یہ ثابت ہو جائے . . . . کہ یہ شخص خدا کے مقرب بندوں میں سے ہے اور دوسری طرف یہ ثابت ہو جائے کہ جس نبی کی اتباع کے نتیجہ میں یہ شرف اسے نصیب ہوا ہے وہ برحق نبی ہے اور یہی لفظ "نبی" کے لغوی معنی ہیں جس کے متعلق حضرت مسیح موعودؑ اپنے متعلق فرماتے ہیں کہ آپ کے لئے جو لفظ نبی استعمال ہوا ہے حدیثوں یا الہامات میں وہ انہی لغوی معنی میں استعمال ہوا ہے پس "امتی نبی" کے معنی یہ ہوئے کہ ایسا امتی

جس نے اللہ تعالےٰ کی اور حضرت نبی کریمؐ کی اطاعت اور محبت میں فنا ہو کر قربِ الٰہی کا وہ بلند مقام حاصل کر لیا ہے جس مقام پر پہنچ کر اظہار علی الغیب کی نعمت سالک کو حاصل ہوتی ہے۔ اور اسی کو اصطلاح میں ولی اللہ کہتے ہیں پس ثابت ہوا کہ ہر ولی اللہ کے لئے امتی نبی ہونا لازمی ہے ورنہ وہ ولی اللہ ہی نہیں ہو سکتا اس کے متعلق حوالے میں پہلے سابقہ مضامین میں نقل کر چکا ہوں ہاں یہ درست ہے کہ امتی نبی ہونا اور امتی نبی کا نام پانا یہ دو الگ الگ امور ہیں اس فرق کی حکمت پر انشاء اللہ کسی دوسرے موقعہ پر روشنی ڈالی جائے گی۔

حضرت مسیح موعودؑ کے متعلق آپ لکھتے ہیں وہ ولی اللہ بھی تھے اور امتی نبی بھی تھے۔ امتی نبی کے معنی ہی جب ولی اللہ کے ہیں تو پھر دونوں میں تفریق پیدا کرنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا اب آپ ہی بتلائیں کہ آپ کی پیش کردہ آیت نے اصل مسئلہ پر کیا روشنی ڈالی وہ تو نبوں کا نبی ہی رہا آپ کو یا تو میری طرف سے حضرت مسیح موعودؑ کا پیش کردہ اصل غلط یا منسوخ شدہ ثابت کرنا چاہیئے تھا تاہم اس پر غور کرنا یا جیسا کہ حق پسند مومن کا کام ہے اسے صحیح تسلیم کر کے اپنے غلط خیال سے رجوع کرنا چاہیئے تھا تحقیق حق کے لئے جو گفتگو ہو اس کا نتیجہ تو یہی نکلنا چاہیئے

آیت پیش کردہ کے ماتحت کیا جناب ایڈیٹر صاحب اور انکے ہمخیال دوست تمام مجددین اور اولیاء اللہ کو رسول ماننے کیلئے تیار ہیں

یہ ایک ناقابلِ انکار حقیقت ہے کہ لفظ "رسول" میں حضرت مسیح موعودؑ نے تمام مجددین۔ محدثین اور اولیاء امت کو داخل قرار دیا ہے چنانچہ فرماتے ہیں:۔

پہلا ارشاد:۔

"قرآن شریف میں ہے فلا یظهر علی غیبه احدا الا من ارتضی من رسول یعنی کامل طور پر غیب کا بیان کرنا صرف رسولوں کا کام ہے دوسرے کو یہ مرتبہ عطا نہیں ہوتا رسولوں سے مراد وہ لوگ ہیں جو خدا تعالےٰ کی طرف سے بھیجے جاتے ہیں خواہ وہ نبی ہوں یا رسول یا محدث اور مجدد ہوں"۔

(ایام الصلح صفحہ ۱۷۱ حاشیہ و آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۳۲۲)

حضرت اقدس کے ارشاد مندرجہ بالا کو سامنے رکھتے ہوئے غور فرمائیں کہ اُمت میں جس قدر محدث اور مجدد مبعوث ہوئے ہیں کیا وہ سب کے سب رسول کہلانے کے مستحق نہیں اور اس استحقاق کی وجہ سے کیا وہ آیت اللہ اعلم حیث یجعل رسالته کے مصداق قرار دیئے جا سکتے ہیں یا نہیں اگر نہیں تو کیوں۔

دوسرا ارشاد

حضور کا دوسرا ارشاد ملاحظہ ہو فرماتے ہیں:۔

"پھر سوا اس کے سورۃ مرسلات میں ایک آیت ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ قربِ قیامت کی ایک بھاری علامت یہ ہے کہ ایسا شخص پیدا ہو جس سے رسولوں کی حد بست ہو جائے یعنے سلسلہ استخلاف محمدیہ کا آخری خلیفہ جس کا نام مسیح موعود اور مہدی معہود ہے ظاہر ہو جائے اور وہ آیت یہ ہے واذا الرسل اقتت یعنی وہ آخری زمانہ جس سے رسولوں کے عدد کی تعیین ہو جائے گی یعنی آخری خلیفہ کے ظہور سے قضاء و قدر کا اندازہ جو مرسلین کی تعداد کی نسبت مخفی تھا ظہور میں آ جائے گا یہ آیت بھی اس بات پر نص صریح ہے کہ مسیح موعود اسی اُمت میں سے ہوگا کیونکہ اگر پہلا مسیح ہی دوبارہ آ جائے تو وہ افادہ تعیین عدد نہیں کر سکتا کیونکہ وہ تو بنی اسرائیل کے نبیوں میں سے ایک رسول ہے جو فوت ہو چکا ہے اور اس جگہ خلفاء سلسلہ محمدیہ کی تعیین مطلوب ہے...... پس یہی معنی واذا الرسل اقتت کے ہیں جن کو خدا تعالےٰ نے میرے پر ظاہر فرمایا اور یہ آیت اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ رسولوں کی آخری میعاد ان ظاہر کرنے والا مسیح موعود ہے اور یہ صاف بات ہے کہ جب ایک سلسلہ کا آخر ... ظاہر ہو جاتا ہے تو عند العقل اس سلسلہ کی پیمائش ہو جاتی ہے اور جب تک کوئی خط ممتد کسی نقطہ پر ختم نہ ہو ایسے خط کی پیمائش ہونا غیر ممکن ہے کیونکہ اس کی دوسری طرف غیر معلوم اور غیر معین ہے پس اس آیت کریمہ کے یہ معنی ہیں کہ مسیح موعودؑ کے ظہور سے دونوں طرف سلسلہ خلافت محمدیہ کے معین اور مشخص ہو جائیں گے گویا یوں فرماتا ہے واذا الخلفاء بينت تعدادهم وحدد عددهم بخليفة هو آخر الخلفاء الذي هو المسيح الموعود فان آخر كل شئ يعين مقدار ذالك الشئ وتعداده فهذا هو معنى واذا الرسل اقتت"

(تحفہ گولڑویہ صفحہ ۹۱)

اب اس سے زیادہ کیا وضاحت ہوگی کہ سلسلہ محمدیہ کے تمام خلفاء کو رسول قرار دے دیا گیا ہے اور ساتھ ہی یہ بھی فرما دیا ہے کہ یہ معنی خدا تعالےٰ نے میرے پر ظاہر فرمائے ہیں اب میں اپنے بھائیوں سے دردمندانہ اپیل کروں گا کہ یا تو تمام مجددین کو نبی اور رسول تسلیم کریں ورنہ حضرت اقدسؑ کو بھی جماعت اولیاء میں شامل کریں جس طرح تمام مجددین سابقین کو وہ جماعت اولیاء میں شامل کرتے ہیں۔ لفظ "رسول" سب کے لئے یکساں استعمال ہوا ہے اور ہوا بھی قرآن شریف میں اور پھر تفسیر بھی حضرت مسیح موعودؑ کی جن کی شان میں الہام الٰہی الرحمان علم القرآن۔ تبارک من علم وتعلم ہو چکا ہے اور پھر اس تفسیر کے متعلق حضور کا یہ صاف فرما دینا کہ یہ معنی خدا نے مجھ پر ظاہر کئے ہیں۔ یہ سب باتیں مل کر تمام مجددین کو رسولوں میں شامل کرنے کے لئے کافی ہیں ایڈیٹر صاحب نے جو آیت پیش کی وہ رسالت کو جو عمومیت عطا کی ہے وہ خود حضرت اقدس کی تصریح کے مطابق ہے۔

تیسرا ارشاد

حضرت اقدسؑ اپنا الہام تالله لقد ارسلنا الی امم من قبلك فزين لهم الشيطان درج فرما کر اس کی تشریح میں فرماتے ہیں:۔

"ہمیں اپنی ذات کی قسم ہے کہ ہم نے تجھ سے پہلے امت محمدیہ میں کئی اولیاء کامل بھیجے پر شیطان نے اُن کے تابعین کی راہ کو بگاڑ دیا یعنی طرح طرح کے بدعات مخلوط ہو گئے اور سیدھا قرآنی راہ محفوظ نہ رہا"۔ (تذکرہ صفحہ ۷۶۔۷۷)

یہاں تمام گذشتہ اولیاء کاملین کو رسول قرار دیا ہے۔

جماعت کا عقیدہ سابق مجددین کے متعلق

یہ تین ارشادات ...... تو حضرت مسیح موعودؑ کے میں نے پیش کئے ہیں اب جماعت میں لفظ "رسول" کا جو استعمال رائج تھا اسے بھی ملاحظہ فرمائیں مولوی غلام حسن خان صاحب مرحوم و مغفور کی جو علمی پوزیشن جماعت میں اور حضرت اقدسؑ کے نزدیک تھی وہ کسی سے مخفی نہیں ایک دفعہ ان کی گفتگو کسی مولوی سے ہوئی اس بحث میں لفظ رسول بھی زیر بحث آیا جو جواب اس کو مولوی صاحب موصوف نے دیا وہ قاضی محمد یوسف صاحب پشاوری نے لکھ کر ایڈیٹر "بدر" کو روانہ کیا کہ وہ اس کو شائع کریں تا دوسرے بھائی بھی اس سے فائدہ اُٹھائیں وہ جواب یہ ہے یہ مکالمہ اخبار بدر ۳ جنوری ۱۹۰۸ء کے صفحہ ۷ پر درج ہے اس مکالمہ کے دوران میں دوسرے مولوی نے مولوی غلام حسن خان صاحب مرحوم سے یہ سوال کیا کہ آپ کے بیان کے مطابق تو سب مجدد رسول ٹھہرے تو اس میں مرزا صاحب کی کیا خصوصیت باقی رہی تو مولوی غلام حسن صاحب مرحوم نے جواب دیا:۔

"ہمیں کب انکار ہے کہ مجدد کمالات رسالت یا بروزی رسالت سے عاری تھے"۔

یہ مکالمہ صاف بتا رہا ہے کہ اس وقت جماعت سب مجددوں کو بروزی رسول تسلیم کرتی تھی اور اب ...

حضرت مسیح موعود کے سوا اور کسی مجدد کو بروزی یا امتی رسول تسلیم کرنے کے لئے تیار نہیں، کتنا بڑا انقلاب ہے جو حضرت مسیح موعود کے بعد آپ بھائیوں کے عقائد میں آیا ہے۔

حقیقی نبوت سے انکار کا اعتراف

اللہ تعالیٰ کا شکر اور مقام مسرت ہے کہ اداریہ میں اس سچائی کا اعتراف کر لیا گیا ہے کہ حضرت مسیح موعود نے حقیقی نبوت سے انکار کیا ہے اداریہ کے الفاظ یہ ہیں:-

"سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے حقیقی
نبوت سے انکار کیا ہے اور اسی حقیقی
نبوت کی وضاحت بار بار کر دی ہے"

مومن کا یہی شعار ہے جس کو حضرت اقدس نے مندرجہ ذیل شعر میں بیان کیا ہے ؎

جب کھل گئی سچائی پھر اس کو مان لینا
نیکوں کی ہے یہ خصلت راہ حیا یہی ہے

اس قبولِ حق پر میں محترم ایڈیٹر صاحب الفضل کو دلی مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ مزید وضاحت کے لئے ان کی توجہ اس طرف مبذول کراتا ہوں۔

کہ حقیقی نبوت کی جو وضاحت بار بار حضور کی کتب میں آئی ہے وہ وہی ہے جسے حضور نے اسلامی اصطلاح میں نبوت قرار دیا ہے یعنی کامل شریعت کا لانا یا سابقہ شریعت میں کمی بیشی کرنا یا براہ راست ہونا اب جب یہ بات مسلم ہو گئی کہ حضور نے حقیقی نبوت کو اپنی طرف منسوب کرنے سے ہمیشہ انکار کیا ہے تو اس کے بالمقابل مجازی نبوت ہی باقی رہ جاتی ہے کیونکہ حقیقت کے مقابل مجاز ہی ہوتا ہے اسی لئے آپ نے حقیقۃ الوحی میں فرمایا سمیت نبیا من اللہ علی طریق المجاز لاعلی وجہ الحقیقت اور اسی کو آپ نے محض لغوی معنی میں نبوت تجویز فرمایا ہے جس کے معنی خدا سے غیب کی خبریں پا کر دنیا کو پہنچانے اور قرآن کریم کے دقائق پر آگاہی حاصل کرنے کے لکھے ہیں اور امتی کا لفظ جو ساتھ زائد کیا جاتا ہے وہ اس امر کی تشریح کرنے کے لئے لکھا جاتا ہے کہ غیب کی خبروں پر اطلاع پانے کی نعمت اللہ تعالیٰ کی طرف سے صرف اس بندہ کو مل سکتی ہے جو اپنا کامل طور پر حضرت نبی کریم صلعم کا امتی ہونا ثابت کر دے اس لئے یہ نعمت صرف اسلام کے پیرو کو ہی حاصل ہو سکتی ہے دیگر مذاہب کے پیرو اس نعمت الٰہی سے محروم ہیں۔ ظلی اور عکسی کے الفاظ بھی اسی حقیقت کے اظہار کے لئے زائد کئے گئے ہیں کہ اس نعمت الٰہی کو پانے والے امتی نے اپنے قلب کو اطاعت اللہ اور اطاعت الرسول میں فنا ہو کر ایسا صاف شفاف شیشہ کی طرح صیقل کیا ہے کہ اس میں انوارِ نبوت محمدیہ منعکس ہونے شروع ہو گئے ہیں جن کی ذاتی خاصیت یہی ہے کہ ان کا عکس جس بندہ پر پڑتا ہے اس کو خدا کے اتنا قریب کر دیتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا نور بھی اس

پر نازل ہونا شروع ہو جاتا ہے جیسا کہ قرآن میں آیا ہے نور علی نور جس کے نتیجہ میں اس شخص کا روح القدس سے تعلق پیدا ہو جاتا ہے جس کے ذریعہ وہ مقرب بندہ وحی الٰہی کا مہبط بن جاتا ہے اسی لئے حضرت اقدس نے حقیقۃ الوحی صفحہ ۲۸ پر فرمایا:-

"ظلی نبوت جس کے معنی ہیں محض فیض
محمدی سے وحی پانا وہ قیامت تک
باقی رہے گی تا انسانوں کی تکمیل کا دروازہ
بند نہ ہو اور تا یہ نشان دنیا سے مٹ
نہ جائے کہ آنحضرت صلعم کی ہمت
نے قیامت تک یہی چاہا ہے کہ مکالمات
اور مخاطبات الٰہیہ کے دروازے
کھلے رہیں اور معرفت الٰہی جو مدار
نجات ہے مفقود نہ ہو جائے"

اور بروزی کا لفظ اس حقیقت کو ظاہر کرنے کے لئے بڑھایا گیا ہے کہ یہ مقرب الٰہی ایسا شخص ہے جس کے ذریعہ حضرت نبی کریم صلعم کی رسالت کا برحق ہونا اور دائمی طور پر زندہ ہونا ثابت ہوتا ہے کیونکہ جن افضال اور انعامات الٰہی کا اظہار اس مقرب بندہ کے وجود میں ہوا ہے وہ اس کو محض حضرت نبی کریم صلعم کی پیروی میں فنا ہونے کے نتیجہ میں ملے ہیں ورنہ یہ کبھی بھی ان افضال اور انعامات الٰہی کا مورد نہ بنتا جیسا کہ حضرت اقدس نے حقیقۃ الوحی صفحہ ۶۲ میں فرمایا:

"سو میں نے محض خدا کے فضل سے نہ
اپنے کسی ہنر سے اس نعمت سے
(یعنی مکالمات و مخاطبات الٰہیہ
کی نعمت سے۔ از ناقل) کامل حصہ
پایا ہے جو مجھ سے پہلے نبیوں اور
رسولوں اور خدا کے برگزیدوں کو دی
گئی تھی اور میرے لئے اس نعمت کا
پانا ممکن نہ تھا اگر میں اپنے سید
مولیٰ فخر الانبیاء اور خیر الورے حضرت
محمد مصطفیٰ صلعم کے راہوں کی پیروی
نہ کرتا سو میں نے جو کچھ پایا اس پیروی
سے پایا اور میں اپنے سچے اور
کامل علم سے جانتا ہوں کہ کوئی انسان
بجز پیروی اس نبی صلعم کے خدا تک
نہیں پہنچ سکتا اور نہ معرفت کاملہ
کا حصہ پا سکتا ہے"

پھر صفحہ ۱۱۶ پر حضرت نبی کریم صلعم کی بلند ترین شان کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:-

"وہی ہے جو سرچشمہ ہر ایک فیض کا
ہے اور وہ شخص جو بغیر اقرار افاضہ اس
کے کسی فضیلت کا دعوے کرتا
ہے وہ انسان نہیں ہے بلکہ ذریت
شیطان ہے کیونکہ ہر ایک فضیلت
کی کنجی اس کو دی گئی ہے اور ہر ایک معرفت
کا خزانہ اس کو عطا کیا گیا ہے جو اس کے
ذریعہ سے نہیں پاتا وہ محروم ازلی
ہے ہم کیا چیز ہیں اور ہماری حقیقت
کیا ہے۔ ہم کافر نعمت ہوں گے اگر
اس بات کا اقرار نہ کریں کہ توحید حقیقی
ہم نے اسی نبی کے ذریعہ پائی اور زندہ
خدا کی شناخت ہمیں اسی کامل نبی کے
ذریعہ سے اور اسی کے نور سے ملی
ہے اور خدا کے مکالمات اور مخاطبات
کا شرف بھی جس سے ہم اس کا چہرہ دیکھتے
ہیں اسی بزرگ نبی کے ذریعہ سے ہمیں
میسر آیا ہے اس آفتاب ہدایت کی
شعاع دھوپ کی طرح ہم پر پڑتی ہے
اور اسی وقت تک ہم منور رہ سکتے ہیں
جب تک کہ ہم اس کے مقابل پر کھڑے
ہیں"

پھر ایام الصلح صفحہ ۷۵ پر فرماتے ہیں:-

"اور خدا کے نشانوں کی تہہ ذیں کسی طرح
کمزور نہیں ہو سکتیں خواہ نبی کے ذریعہ
سے ہوں یا محدث کے ذریعہ سے
اصل تو یہ ہے کہ خود ہمارے نبی کریم
صلعم کی نبوت اور آپ کا فیض ایک
مظہر پیدا کر کے اپنی گواہی آپ دیتا
ہے اور ولی کو صفت کا نام حاصل ہوتا
ہے سو در حقیقت ولی جو مصدق ہے
وہ آپ سے زینت پاتا ہے آپ
اس سے زینت نہیں پاتے وللہ
در القائل ؎

ہمہ خوبانِ عالم را بہ زیور ہا بیارایند
تو سیمین تن چناں خوبی کہ زیور ہا بیارائی"

اسی طرح صفحہ ۷۳ پر فرماتے ہیں:-

"وحی ولایت اسی لئے جاری کی گئی ہے
کہ دین حق کی تصدیق کی جائے اور سچے
دین کی شہادت دی جائے"

پھر آئینہ کمالات اسلام کے صفحہ ۲۴۲ پر فرماتے ہیں:

"ہر ایک صدی جو آتی ہے تو گویا ایک
نئی دنیا شروع ہوتی ہے اس لئے اسلام
کا خدا جو سچا خدا ہے ہر ایک نئی دنیا کے
لئے نئے نشان دکھلاتا ہے اور ہر ایک
صدی کے سر پر اور خاصکر ایسی صدی کے
سر پر جو ایمان اور دیانت سے دور جا پڑی
گئی ہے اور بہت سی تاریکیاں اپنے
اندر رکھتی ہے ایک قائم مقام نبی کا
پیدا کر دیتا ہے جس کے آئینہ فطرت
میں نبی کی شکل ظاہر ہوتی ہے اور وہ
قائم مقام نبی متبوع کے کمالات
اپنے وجود کے توسط سے لوگوں

دکھلاتا ہے اور تمام مخالفوں کو سچائی اور حقیقت نمائی اور پردہ دری کی رُو سے ملزم کرتا ہے سچائی کی رُو سے اس طرح کہ وہ سچے نبی پر ایمان نہ لاسکے۔ پس وہ دکھلاتا ہے کہ وہ نبی سچا تھا اور اس کی سچائی پر آسمانی نشان یہ ہیں اور حقیقت نمائی کی رُو سے اس طرح کہ اس نبی متبوع کے تمام مغلقات دین کو حل کر کے دکھلا دیتا ہے اور تمام شبہات اور اعتراضات کا استیصال کر دیتا ہے اور پردہ دری کی رُو سے اس طرح کہ وہ مخالفوں کے تمام پردے پھاڑ دیتا ہے اور دنیا کو دکھلا دیتا ہے کہ وہ کیسے بیوقوف اور معارف دین کو نہ سمجھنے والے اور غفلت اور جہالت اور تاریکی میں گرنے والے اور جناب الٰہی سے دور و مہجور ہیں اس کمال کا آدمی ہمیشہ مکالمہ الٰہیہ کا خلعت پاکر آتا ہے اور زکی اور مبارک اور مستجاب الدعوات ہوتا ہے"

جناب ایڈیٹر صاحب الفضل اوران کے ہمنوا دوست مندرجہ بالا حوالوں سے بخوبی سمجھ گئے ہوں گے کہ امتی ظلی، عکسی، بروزی، نبوت کی کیا حقیقت ہے ان حوالوں سے بالصراحت ثابت ہو رہا ہے کہ ان القاب کا مورد صرف حضرت نبی کریم صلعم کی نبوت کی روحانی تصویر اپنے اندر رکھتا ہے اس لئے جو کمالات بھی اس سے ظاہر ہو رہے ہوتے ہیں وہ حضرت نبی کریم صلعم کی نبوت کا کرشمہ ہیں وہ ذاتی طور پر کسی نبوت کا مالک نہیں بلکہ ذاتی طور پر وہ تاریک ہستی ہوتا ہے کیونکہ امتی کی یہی حقیقت ہے وہ روشن صرف نبوت محمدیہ کے نور سے ہے اس کے اندر نبوت محمدیہ کا چراغ جل رہا ہوتا ہے جو اسے روشن رکھتا ہے اس کے وجود سے نبوت محمدیہ اپنی پوری چمک دمک سے اپنا جلوہ دکھلا رہی ہوتی ہے اور تمام دنیا پر اپنی زندگی کا ثبوت مہیا کر رہی ہوتی ہے اسی مضمون کو حضرت اقدس نے نشان آسمانی میں کسی بزرگ کا یہ شعر

"ابنیاء ندرا ودیا جلوہ دہند
ہر زمان آیند در رنگ دگر"

درج کر کے واضح کیا ہے۔ جس دوست نے اپنا مقالہ لکھ کر آپ کو ظل کی حقیقت سمجھانی چاہی اس کے استدلال کی صحت پر یقین لانے کے لئے آپ حضرت اقدس کے مندرجہ ذیل جملے بغور پڑھیں:-

"اس آفتاب ہدایت کی شعاع دھوپ کی طرح ہم پر پڑتی ہے اور اسی وقت تک ہم منور رہ سکتے ہیں جب تک کہ ہم اس کے مقابل پر کھڑے ہیں"

اسی طرح ایام الصلح کے صفحہ ۱۶۱ کی اس عبارت پر بھی نظر ڈالئے:- "میں اس دھوپ کی طرح ہوں" الخ

آفتاب سے نیچے گرتی اور......
پھر آفتاب کی طرف کھینچی جاتی ہے"

یہ دونوں جملے کیا ظل اور اصل کی حقیقت پر روشنی نہیں ڈالتے۔ کیا ان سے واضح نہیں ہوتا کہ ظل فی الحقیقت کچھ نہیں اگر وہ اصل سے تعلق توڑ لے اور اصل کی الوہیت کے تجلی کے تمقمے کے نیچے سے نکل جائے تو اس کی کوئی ہستی باقی نہیں رہتی اس دوست نے آپ کو اسی حقیقت کو اپنا یہ مقالہ لکھ کر سمجھانا چاہا تھا جس کو حضرت اقدس نے اپنے مندرجہ بالا جملوں میں خود بیان فرمایا کہ باقی ہماری جماعت کا کوئی فرد بھی یہ اعتقاد نہیں رکھتا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام ایک لمحہ کے لئے بھی حضرت نبی کریم صلعم کی نبوت کی روشنی کے آگے سے ہٹے ہوں۔ ہمیشہ آپ اس روشنی کے سامنے رہے اور ہمیشہ ہی اس سے منور ہوتے رہے یہاں تک کہ اپنے مولائے حقیقی سے جا ملے۔ اللہ تعالیٰ کی بے شمار برکتیں آپ کی روح پر نور پر نازل ہوں آمین۔

ہماری جماعت کی طرف ایک خیال منسوب کرنے میں ایک خطرناک غلطی کا ارتکاب

اداریہ میں ہماری جماعت کی طرف یہ خیال منسوب کیا گیا ہے کہ گویا ہم حضرت مسیح موعود کی شان میں استعمال شدہ لفظ "نبی" کے متعلق یہ کہتے ہیں کہ یہ لفظ بطور استعارہ اور مجاز استعمال ہوا ہے تو ہم حضور کے اندر ان تمام اوصاف کی موجودگی کا انکار کرتے ہیں جن کی بناء پر حضور کو نبیوں سے تشبیہہ دی گئی ہے حالانکہ یہ بالکل خلاف واقعہ ہے۔ نہ معلوم جناب ایڈیٹر صاحب اس غلطی کا کس طرح شکار ہوئے ہیں چنانچہ اس مزعومہ غلطی کو اپنے ذہن میں رکھ کر ہمیں سمجھانے کی کوشش کرتے ہوئے رقمطراز ہیں۔

"دوست اس بات کو فراموش کر دیتے ہیں کہ جب یہ کہا جاتا ہے کہ فلاں شخص شیر کی مانند بہادر ہے اور اس طرح اسکو شیر کہا جاتا ہے تو اس کی بھی کوئی حقیقت ہوتی ہے اگر اس میں شیر کی طرح بہادری حقیقی طور پر موجود نہ ہو تو اس کو شیر کہنا ایک تمسخر ہی ہو سکتا ہے اور کچھ نہیں"

جناب ایڈیٹر صاحب کی یہ بات بالکل درست ہے کہ اگر کسی شخص میں فی الواقعہ بہادری کی صفت موجود نہ ہو تو اس کو شیر کہنا واقع میں تمسخر ہے لیکن اس کے ساتھ ہی یہ زاید کر دینا بھی خالی از فائدہ نہ ہوگا کہ زید کو شیر کی مانند کہہ دینے اور بکر کو شیر کہہ دینے سے زید اور بکر کو فی الواقعہ شیر سمجھ لینا بھی تمسخر سے زیادہ وقعت نہیں رکھتا اور سمجھنے والے کی ذہانت کے متعلق عقلاء کا جو فتوےٰ ہوگا وہ بھی کسی پر مخفی نہیں۔ ......

- - - - - - - - - - - -

نبی کن معنوں میں کہا گیا ہے

اس کے بعد جناب ایڈیٹر صاحب لکھتے ہیں:-

"اسی طرح جب اللہ تعالیٰ نے آپ کو نبی کہا ہے تو ہمیں لازماً ماننا پڑے گا کہ آپ میں حقیقی طور پر نبوت کے اوصاف پائے جاتے ہیں جو کم از کم ایک نبی میں ہونے چاہئیں حقیقی نبوت اور کسی میں نبوت کے اوصاف حقیقی طور پر موجود ہونے میں فرق ہے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے حقیقی نبوت سے انکار کیا ہے اور ایسی حقیقی نبوت کی وضاحت بار بار کر دی ہے"

یہ درست ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود کو حضور کے الہامات میں نبی کہا ہے، صحیح مسلم کی حدیث میں بھی آنے والے مسیح کے لئے لفظ نبی استعمال ہوا ہے یہ بدیہی بات ہے کہ صاحب الدار ادری بما فیہا کی مشہور مثل کے مطابق جس شخص کو اس کے الہامات میں "نبی" کے لقب سے ملقب کیا گیا ہے وہ خوب سمجھتا ہے کہ اس لفظ کو اللہ تعالیٰ نے کس حقیقت اور کس مفہوم کو مدنظر رکھ کر اس کی شان میں استعمال کیا ہے پس اس لفظ کا جو مفہوم وہ ہمیں بتلائے گا وہی درست ہوگا اس کے سوا اور جو مفہوم بھی اس کا لیا جائے گا وہ غلط اور اللہ تعالیٰ کے منشاء کے خلاف ہوگا اور بدیں وجہ وہ ایسا کرنے والے کو غلط راستہ پر ڈال دے گا سو ہم دیکھتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود نے کھلے الفاظ میں بالصراحت فرمایا ہے کہ سمیت نبیاً من اللّٰہ علی طریق المجاز لا علی وجہ الحقیقت اور ساتھ ہی یہ بھی فرمایا کہ حدیث میں اور میرے الہامات میں لفظ نبی محض لغوی معنی میں استعمال کیا گیا ہے ان دونوں حوالوں کو ملا کر پڑھنے سے صاف یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ محض لغوی معنی کو ہی آپ مجاز قرار دے رہے ہیں اور چونکہ اس کے مقابل حضور نے اسلامی اصطلاح بتلائی ہے اور اسے ہی حقیقی نبوت قرار دیا ہے اور حقیقی نبوت کی تعریف میں تین باتیں بیان کی ہیں:-

(۱) شریعت کا لانا

(۲) سابقہ شریعت میں کمی بیشی کرنا

(۳) براہ راست بغیر کسی نبی کے واسطے کے خدا سے تعلق رکھنا۔

میں امید نہیں یقین رکھتا ہوں کہ جناب ایڈیٹر صاحب نے حضرت مسیح موعود میں "نبوت" کے جن اوصاف کے پائے جانے کا ذکر کیا ہے ان میں ان تینوں اوصاف میں سے کوئی وصف بھی ان کے مدنظر نہیں ہوگا۔ میں مانتا ہوں کہ تشبیہ میں بعض اوصاف میں اشتراک ضروری ہے اگر تشبیہ بلیغ ہو تو یہ وصف مشترک حذف بھی کر دیا جاتا ہے

بلکہ اس کے ساتھ حرف تشبیہ بھی حذف کر دیا جاتا ہے مثلاً جب زید بہادری میں شیر کی مانند ہے کی بجائے یہ کہیں کہ زید شیر ہے تو اس میں بہادری کو جو وصف مشترک ہے حذف کر دیا گیا ہے اور اسی طرح مانند کو جو حرف تشبیہ ہے اسے بھی حذف کر دیا گیا ہے اسکو تشبیہ بلیغ کہتے ہیں اور یہ اسی وقت کہیں گے جبکہ دونوں کے درمیان مشابہت تامہ کا اظہار کرنا مقصود ہو پہلے جملہ میں مشابہت تو بیشک ہے لیکن وہ اتنی کامل نہیں جتنی کہ دوسرے جملے میں پائی جاتی ہے لیکن باوجود مشابہت تامہ ہونے کے زید پھر بھی انسانوں کی ہی جنس میں رہے گا شیروں کی جنس میں داخل نہیں ہوگا اسی طرح علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل اور مسیح موعودؑ کے لئے خاص طور پر لفظ نبی کے استعمال کا حال ہے نبی دونوں ہی نہیں لیکن مسیح موعودؑ کی مشابہت انبیاء سے دوسروں کے مقابل اتم ہے۔

لغوی اور مجازی معنی کو کیوں اختیار کیا گیا

یہاں ایک اہم سوال پیدا ہوتا ہے اور وہ یہ کہ جبکہ الہام میں بھی اور حدیث میں بھی مطلق لفظ "نبی" ہے تو حضور نے لغوی اور مجازی کی قید کیوں لگائی اس کے سمجھنے کے لئے پہلے مجاز کی تعریف ذہن نشین کر لینی چاہیئے۔ سو یاد رہے کہ جب کوئی لفظ فن شریعت میں یا لغت میں یا کسی اور فن میں اس معنی کے سوا جس کے لئے وہ اس فن میں وضع کیا گیا ہے کسی اور معنی میں استعمال ہو تو وہ مجاز کہلاتا ہے بشرطیکہ دونوں معنوں کے درمیان مشابہت یا کسی اور قسم کا علاقہ ہو اور ایسا قرینہ بھی موجود ہو جو موضوع لہ معنی مراد لینے سے مانع ہو اس تعریف کو مدنظر رکھتے ہوئے جب ہم حضرت اقدس کی شان میں لفظ "نبی" کے استعمال پر نظر ڈالتے ہیں تو ہمیں صاف نظر آتا ہے کہ شرعی اصطلاح میں جس معنی میں یہ لفظ قرآن کریم اور احادیث میں استعمال ہوا ہے اس معنی میں تو یہ لفظ حضرت اقدسؑ کے لئے استعمال نہیں ہو سکتا تھا کیونکہ نہ آپ مکمل شریعت لائے اور نہ ہی آپ نے شریعت محمدیہ میں کوئی ترمیم کی اور نہ ہی آپ کا تعلق خدا سے براہ راست یعنے بغیر واسطہ اتباع حضرت نبی کریم صلعم تھا اس لئے حضور نے لازماً یہی سمجھا تھا کہ احادیث اور میرے الہامات میں جو لفظ نبی استعمال ہوا ہے وہ شرعی اعتبار سے یقیناً مجازی معنی میں ہی استعمال ہوا ہے اور قرآن کریم پر اور احادیث پر جب آپ نے نظر ڈالی تو آپ پر بالوضاحت یہ انکشاف ہو گیا کہ قرآن کریم میں جس طرح بعض اور الفاظ مثلاً صلوٰۃ اور زکوٰۃ وغیرہ شرعی اصطلاح اور لغوی اصطلاح دونوں میں استعمال ہوتے ہیں اسی طرح رسول اور نبی کے الفاظ بھی اگر ایک طرف شرعی اصطلاح میں استعمال ہوئے ہیں تو دوسری طرف لغوی معنی میں بھی مستعمل ہوئے ہیں جیسا کہ سورۃ یوسف میں آتا ہے کہ جب بادشاہ مصر کو کوئی درباری اس کے خواب کی تعبیر نہ بتلا سکا تو اس قیدی نے جس نے قیدخانہ میں ذاتی طور پر مشاہدہ کیا ہوا تھا کہ حضرت یوسفؑ خوابوں کی صحیح تعبیر بتلانے میں ماہر ہیں فوراً بادشاہ اور درباریوں کو کہا فارسلون یعنی مجھے رسول بنا کر بھیجو پھر جب وہ حضرت یوسف کے پاس پہنچتا ہے تو اس کے پہنچنے کو قرآن کریم میں ان الفاظ میں ادا کیا گیا ہے فلما جاءہ الرسول یعنے جب وہ بھیجا ہوا ان کے پاس آیا، یہاں بھی بادشاہ کے بھیجے ہوئے کو رسول کے لفظ سے ہی پکارا گیا ہے اسی طرح سورۃ نمل میں ملکہ سبا نے جب اپنے کچھ آدمی حضرت سلیمان کے پاس ہدیہ دے کر بھیجے تو ان کے متعلق بھی اس نے یہی کہا فناظرۃ بم یرجع المرسلون یعنی میں دیکھتی ہوں کہ مرسلون یعنی میرے بھیجے ہوئے کیا جواب لاتے ہیں ظاہر ہے کہ ان تمام مقامات میں لفظ رسول اور مرسل صرف لغوی معنی میں ہی استعمال ہوتے ہیں، اسی طرح سورۃ یاسین میں جن مرسلین کا ذکر ہے ان کے متعلق مفسرین نے یہی لکھا ہے کہ یہ حضرت عیسٰیؑ کے رسول تھے یعنی انہوں نے ان کو تبلیغ کے لئے بھیجا تھا اسی طرح حدیث میں بھی رسول رسول اللہ کے الفاظ استعمال ہوئے ہیں اسی طرح سورۃ حج کی آیت وما ارسلنا من قبلک من رسول ولا نبی میں لفظ "نبی" کے بعد حدیث میں ولا محدث کے الفاظ بطور قراۃ زائد کئے گئے ہیں جو لفظ "نبی" کی تشریح کر رہے ہیں یعنی بتلا رہے ہیں کہ آیت میں لفظ "نبی" و "رسول" محض لغوی معنی میں استعمال ہوتے ہیں۔ اس لئے حضرت مسیح موعود نے لازماً حدیث اور اپنے الہامات میں اپنے متعلق وارد شدہ لفظ "نبی" اور "رسول" کو محض لغوی معنی میں ہی سمجھا تھا اور انہی معنوں کو سامنے رکھتے ہوئے آپ نے تمام مخالفین پر حجت تمام کرنے کے لئے انہیں یہی کہا کہ جبکہ انسانوں کے لئے ان الفاظ کو لغوی معنی میں استعمال کرنا جائز ہے تو خدا کو لغوی معنی میں ان الفاظ کا استعمال کیوں حرام ہو گیا خصوصاً جبکہ اس نے قرآن میں خود لغوی معنی میں ان الفاظ کے استعمال کا ثبوت بہم پہنچایا۔

چونکہ مجازی معنی کے لئے قرینہ کا وجود ضروری ہے اس لئے ایک تو یہی قرینہ تھا کہ واقعاتی اعتبار سے حضور اس لفظ کے حقیقی معنی یعنی شرعی اصطلاح والے معنی کے مصداق بن ہی نہ سکتے تھے اس لئے قرآن اور حدیث میں مستعمل شدہ دوسرے معنی یعنی لغوی معنی کے ہی مصداق ہو سکتے تھے جن کی تصدیق آفاقی طور پر بھی ہو رہی تھی۔ پس آپ مجبور تھے کہ اس بات کو واضح کر دیں کہ حقیقی یعنی شرعی اصطلاح والے معنی میں میرے لئے یہ الفاظ استعمال نہیں ہوئے بلکہ محض لغوی یعنی مجازی معنی میں استعمال ہوئے ہیں، دوسرا قرینہ آپ کے سامنے یہ تھا کہ آپ کی شان میں لفظ نبی کے ساتھ الہامات میں بھی اور حدیث میں بھی لفظ "امتی" بھی استعمال کیا گیا تھا اور یہ بات اظہر من الشمس تھی کہ شرعی اصطلاح کی رو سے جو نبی کی تعریف ہے "امتی" پر وہ چسپاں ہو نہیں سکتی پس اس قرینہ سے بھی حضور نے لغوی معنی ہی مراد لئے اور اس قرینہ پر حضور نے خاص طور پر زور بھی دیا ہے اور بار بار اس کو دہرایا بھی ہے۔

تیسرا قرینہ آپ کا الہام انت محدث اللہ فیک مادۃ فاروقیۃ ہے اس الہام میں آپ کو صراحت کے ساتھ شرعی اصطلاح میں محدث کہا گیا ہے چنانچہ "فیک مادۃ فاروقیۃ" کے الفاظ اس پر صاف دلالت کر رہے ہیں۔ اس الہام پر مفصل بحث "محدث" کی حقیقت پر روشنی ڈالتے وقت کی جائے گی۔

اب سوال صرف علاقہ کا رہ جاتا ہے کیونکہ مجاز میں علاقہ کا موجود ہونا بھی ضروری ہے سو یاد رہے کہ یہاں علاقہ حقیقی اور مجازی معنوں میں مشابہت کا علاقہ ہے اسی لئے حضرت اقدس نے اسے استعارہ قرار دیا ہے کیونکہ استعارہ اس مجاز کو کہتے ہیں جس میں حقیقی اور مجازی معنوں میں مشابہت کا علاقہ ہو۔ علاقہ کی بحث۔

تبلیغی رپورٹ

محترم مولوی محمد بدھن پردو صاحب بھارت کے ضلع بیجاپور کے علاقہ بلیہنگل میں ہماری جماعت کے آنریری مبلغ ہیں آپ اکثر و بیشتر گرد و نواح کے دیہی علاقوں اور قریبی شہروں میں بغرض تبلیغ دورے کرتے رہتے ہیں۔ انہوں نے دو تین دوروں کی کارگذاری مرکز کو بھجوائی ہے جسے قارئین کی دلچسپی کیلئے ذیل میں درج کیا جاتا ہے:۔

"عید میلاد النبی کے موقعہ پر مورخہ ۲۱ راگست کو گدگ سے روانہ ہو کر تعلقہ ہنگند کے مقام الکل پہنچا اور مورخہ ۲۲ راگست کو سٹیڈ میں "عالمگیر مذہب اسلام" کے موضوع پر تقریر کی۔ دوسرے دن مقام ایلن گڑھ میں "بت شکن" پر ایک تقریر ہوئی۔ بعد ازاں مقام سولے بھاوی میں ایک تقریر مورخہ ۲۵ راگست کو "رسول اللہ صلعم" کی پیدائش پر۔ اور پھر مورخہ ۲۷ راگست کو تعلقہ جمکھنڈی بابت مقام۔ بدری میں۔ "انسان کی پیدائش کی غرض و غایت" پر دوسرے دن "انسان کا ایمان کیسا اور کیا ہونا چاہیئے" پر دو تقریریں ہوئیں۔ مقام ناگرال مورخہ ۳۰ راگست واپس پہنچے۔ جہاں مورخہ ۳۱ ر کو "انسان کون ہے اور کیا ہے" پر ایک تقریر ہوئی۔ یہ تمام تقاریر بزبان کنڑی میں کی گئیں۔ ان تقاریر میں لوگوں نے بہت دلچسپی لی۔ انشاء اللہ تین چار دن کے بعد

خطبۂ جمعہ ـــــــ بسلسلہ صفحہ ۵

میں دیکھا ہے۔ حضرت مجدد الزماںؑ کا وصال میرے سامنے مسجد کے ملحقہ مکان میں ہوا۔ اس وقت ہم سب رو رہے تھے لیکن حضرت مولوی نور الدینؓ کی آنکھوں میں کوئی آنسو نہ تھا۔ حالانکہ وہ حضرت مرزا صاحبؑ کے سب سے زیادہ عاشق تھے، جان مال آپ پر قربان کرنے والے تھے۔ وہ واقعی بالفعل حضرت ابوبکرؓ کا نمونہ بنے ہوئے تھے۔

افریقہ میں مشن بھیجنے کا فیصلہ

آپ لوگ اپنی قوم کی مضبوطی اور حفاظت کا خیال کرو۔ یہ امام کی جماعت ہے اسکو کمزور نہ کرو، اس جماعت پر خدا کی عنایات کی بارش ہو رہی ہے اور اس کے اس پر افضال اتر رہے ہیں ہماری قوم نے فیصلہ کیا ہے کہ افریقہ کے علاقہ نائیجیریا میں تبلیغ دین کے لئے مبلغین بھیجے جائیں ان مبلغین میں امیر بھی ہوگا اس کی اطاعت کرنا کیونکہ اس میں برکت ہے ہم سب ایک سطح کے اشخاص ہیں جہاں خوبیاں ہوں گی وہاں کمی بھی ہوگی لیکن جو آپ کا امیر ہوگا اس کی اطاعت ضرور کرنا یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم ہے۔ اس کی اطاعت کرنے میں مثال قائم کر کے دکھائی جانی چاہیئے لیکن اگر وہ خدا اور رسول کے خلاف باتیں کرے تو اس کو بے شک سیدھا کرو۔ مگر اپنی زبان اور اپنے جذبات پر قابو رکھو اور ہر طرح کی تعظیم و تکریم سے پیش آؤ۔ اللہ تعالےٰ آپ پر اپنی برکتیں اور افضال نازل فرمائے گا۔ آمین

خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ دیں۔ (مینیجر)

پیغام صلح ۲۷ ستمبر ۱۹۶۱ء رجسٹرڈ ایل ۸۳۵ شمارہ ۳۱
پنجاب پریس وطن بلڈنگ سرکلر روڈ لاہور میں باہتمام مولوی دوست محمد عنایت پرنٹر پبلشر چھپ کر دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور سے شائع ہوا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ہم تو رکھتے ہیں مسلمانوں کا دیں
دل سے ہیں خدام ختم المرسلیں

تم ہمیں دیتے ہو کافر کا خطاب
کیوں نہیں لوگو تمہیں خوف عقاب

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا خصوصی ترجمان

ہفت روزہ
پیغام صلح
لاہور

ہر بدھ کو شائع ہوتا ہے
تار کا پتہ:- "تبلیغ" لاہور
فون نمبر:- ۳۷۳۷
مدیر:- دوست محمد
مدیر معاون:- بشیر احمد سوز

زرِ مبادلہ
پاکستان سے چھ روپے
ہندوستان سے چھ روپے
بیرونی ممالک سے
ایک پونڈ

رجسٹرڈ ایل نمبر ۵۳۰۸

فی پرچہ ۱۳ پیسے

جلد ۴۹ | یوم چہار شنبہ مؤرخہ ۲۳ ربیع الثانی ۱۳۸۱ھ - مطابق ۴ اکتوبر ۱۹۶۱ء | نمبر ۴۰

قرآن کریم کے مقابل تمام ہدایتیں ہیچ ہیں

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

میرا مذہب یہ ہے کہ تین چیزیں ہیں کہ جو تمہاری ہدایت کے لئے خدا نے تمہیں دی ہیں۔ سب سے اول قرآن ہے جس میں خدا کی توحید اور جلال اور عظمت کا ذکر ہے اور جس میں ان اختلافات کا فیصلہ کیا گیا ہے جو یہود اور نصاریٰ میں تھے۔ جیسا کہ یہ اختلاف اور غلطی کہ عیسیٰ بن مریم صلیب کے ذریعہ قتل کیا گیا اور وہ لعنتی ہوا اور دوسرے نبیوں کی طرح اس کا رفع نہیں ہوا اسی طرح قرآن میں منع کیا گیا ہے کہ بجز خدا کے تم کسی چیز کی عبادت نہ کرو، نہ انسان کی نہ حیوان کی نہ سورج کی نہ چاند کی اور نہ کسی اور ستارہ کی اور نہ اسباب کی اور نہ اپنے نفس کی سو تم ہوشیار رہو اور خدا کی تعلیم اور قرآن کی ہدایت کے برخلاف ایک قدم بھی نہ اٹھاؤ۔ میں تمہیں سچ سچ کہتا ہوں کہ جو شخص قرآن کریم کے سات سو حکم میں سے ایک چھوٹے سے حکم کو بھی ٹالتا ہے وہ نجات کا دروازہ اپنے ہاتھ سے اپنے پر بند کرتا ہے حقیقی اور کامل نجات کی راہیں قرآن نے کھولیں اور باقی سب اس کے ظل تھے۔ سو تم قرآن کو تدبر سے پڑھو۔ اور اس سے بہت ہی پیار کرو۔ ایسا پیار کہ تم نے کسی سے نہ کیا ہو، کیونکہ جیسا کہ خدا نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا الخیر کلہ فی القرآن۔ کہ تمام قسم کی بھلائیاں قرآن میں ہیں۔ یہی بات سچ ہے۔ افسوس ان لوگوں پر جو کسی اور چیز کو اس پر مقدم رکھتے ہیں۔ تمہاری تمام فلاح اور نجات کا سرچشمہ قرآن میں ہے۔ کوئی بھی تمہاری ایسی دینی ضرورت نہیں جو قرآن میں نہیں پائی جاتی۔ تمہارے ایمان کا مصدق یا مکذب قیامت کے دن قرآن ہے اور بجز قرآن کے آسمان کے نیچے اور کوئی کتاب نہیں جو بلاواسطہ قرآن تمہیں ہدایت دے سکے۔ خدا نے تم پر بہت احسان کیا ہے۔ جو قرآن جیسی کتاب تمہیں عنایت کی۔ میں تمہیں سچ سچ کہتا ہوں کہ وہ کتاب جو تم پر پڑھی گئی اگر عیسائیوں پر پڑھی جاتی تو وہ ہلاک نہ ہوتے اور یہ نعمت اور ہدایت جو تمہیں دی گئی اگر بجائے توریت کے یہودیوں کو دی جاتی تو بعض فرقے ان کے قیامت سے منکر نہ ہوتے۔ پس اس نعمت کی قدر کرو جو تمہیں دی گئی۔ یہ نہایت پیاری نعمت ہے۔ یہ بڑی دولت ہے۔ اگر قرآن نہ آتا تو تمام دنیا ایک گندے مضغہ کی طرح تھی۔ قرآن وہ کتاب ہے جس کے مقابل پر تمام ہدایتیں ہیچ ہیں۔ (کشتی نوح)

بحرِ حکمت کے موتی

عن ابی ھریرۃ رض ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال الا ادلکم علی ما یمحو اللہ بہ الخطایا ویرفع بہ الدرجات قالوا بلیٰ یا رسول اللہ قال اسباغ الوضوء علی المکارہ وکثرۃ الخطا الی المساجد وانتظار الصلوٰۃ بعد الصلوٰۃ فذلکم الرباط فذلکم الرباط رواہ مالک ومسلم والترمذی والنسائی وابن ماجۃ بحوالہ الترغیب والترھیب۔

ترجمہ:- ابوہریرہ رض سے روایت ہے کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا میں تمہیں ایسی بات نہ بتاؤں جس سے اللہ تعالیٰ خطاؤں کو معاف کرے اور درجے بلند کرے صحابہ نے عرض کیا ہاں یا رسول اللہ فرمایا مکارہ (یعنی جب یہ خیال ہو کہ وضو سے تکلیف نہ پہنچ جائے۔ ناپسندیدہ) میں وضو کامل کرنا اور مساجد کی طرف کثرت سے قدم رکھنا اور ایک نماز کے بعد دوسری نماز کا انتظار کرنا پس یہ تمہارے واسطے رباط (قلعہ) ہے

. . . .

نوٹ:- ادائیگی صلوٰۃ اس کے تمام لوازمات کے ساتھ ایک قلعہ ہے جو دشمن کے حملوں سے محفوظ رکھتا ہے۔ مومن کو ہمیشہ اپنی روحانی اور جسمانی حفاظت مدنظر رکھنی چاہیئے۔ اور یہ سامانِ حفاظت قیام صلوٰۃ سے حاصل ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا سب سے بڑا انعام عشقِ الٰہی و کلام خداوندی کا سرچشمہ اسی پھوٹتا ہے۔ عشق از الہام آمد درجہان * درواز الہام شد آتش فشاں (مسیح موعود) (غلام قادر عفی عنہ)

تبلیغی خطوط و کتابت

دیکھو محمدؐ نے سارے جہاں کو جھکا دیا
گمنام پا کے شہرۂ عالم بنا دیا

(مرتبہ:- شیخ غلام قادر صاحب ڈار عفی عنہ)

نائیجیریا

ترجمہ خط مسٹر موسیٰ اے احمد انصار الاسلام سکول الورن نائیجیریا۔

جناب عالی۔ میں ایک ۲۰ سالہ مسلم طالب علم بنام موسیٰ اے احمد ہوں۔ میں رخصتوں پر الورن، شمالی نائیجیریا اور گھانا تبلیغ کے لئے گیا اور میں خوش قسمتی سے اس سال ٹی۔ ٹی۔ سی۔ میں شامل ہو گیا ہوں۔ اور میرے خیالات کو بہت ٹھوکر لگی جب میں نے دیکھا کہ یہاں ۸۰ فیصدی عیسائی اور مشرک ہیں۔ میں نے انہیں اسلام میں لانے کی بہت کوشش کی مگر تھوڑی کامیابی ہوئی۔ اور مجھ سے انہوں نے مطالبہ کیا کہ آپ قرآن شریف ہم کو دیں ہم خود سمجھ لیں گے جو کہ آپ بتاتے ہیں۔

پچھلے سال جب میں نے کالج چھوڑا تو میرے ایک دوست نے مجھے کہا کہ (لاہور) یعنی آپکو خط لکھوں کہ قرآن شریف انگریزی مترجم اور دیگر کتابیں ارسال کریں تاکہ میں اسکو دیکھ کر کامیابی حاصل کر دوں، اس لئے مہربانی فرما کر میری امداد کیجئے اور مجھے یہ کتابیں ارسال کریں، تاکہ میں زیادہ کامیاب ہو سکوں، اللہ تعالےٰ آپ کو جزائے خیر دے گا۔

(انہیں لٹریچر اور خط بھیجے گئے)

یو۔ ایس۔ اے

ترجمہ خط از مسٹر جمال الحمید۔ نیوجرسی۔ یو۔ ایس۔ اے۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

میں دعا کرتا ہوں کہ یہ خط جب آپ کو ملے تو آپ تندرست اور آسودہ ہوں۔

آپ کو یاد ہوگا ۱۹۵۷ء میں جن دنوں میں نیوجرسی کے جیل خانہ میں قید تھا آپ سے خط وکتابت کرتا رہا تھا۔ ۱۹۶۰ء سے میں رہا ہو چکا ہوں۔

میں اس بات کا متمنی ہوں کہ مجھے اسلام کے علم و روحانیت کے میدان میں کوئی مقام حاصل ہو۔

ہم چند نوجوانوں نے ایک جماعت بنائی ہے اور ہم چاہتے ہیں کہ ہمیں اسلامی تعلیم سے زیادہ سے زیادہ واقفیت حاصل ہو تاکہ ہمیں سوسائٹی میں ایک عزت کا مقام حاصل ہو۔

بندہ آپ کو یہ خط اس لئے لکھ رہا ہے کہ آپ ہمیں مفید ہدایات عنایت فرماویں ہمیں آپ کی ہدایات پر کامل یقین ہے۔

ہم اپنے مرکز کے لئے۔ ایک لائبریری۔ مسجد اور لیکچر ہال اور ایشیا اور افریقہ سے آمدہ کتب کے لئے شوروم قائم کر رہے ہیں۔

ہمارا ارادہ ہے کہ ہم دربدر جائیں۔ کتب آمدہ کو فروخت کریں اور نئے آرڈر وصول کریں یہ اس صورت میں ہو سکتا ہے اگر ہمیں ایجنسی دی جائے۔

تمام جائداد جو ہم تعمیر کرنا چاہتے ہیں وہ اسلامک مشن کی ہوگی۔ ہم اپنے کام کی ششماہی رپورٹ شائع کرتے رہیں گے۔

ہم آپ کی ہدایات کے منتظر ہیں۔

(انہیں خط اور لٹریچر بھیجا گیا)

انڈونیشیا

ترجمہ جناب خط محمد دنجانی نور علی دہلان، انڈونیشیا۔

جناب عالی۔ یہ بہت اچھا خیال ہے کہ خوب عمدہ انگریزی میں اپنے بزرگ کو خط لکھوں۔ مگر یہ کہ میں آپ کو ایک عمدہ اور خوبصورت خط نہیں لکھ سکتا جس میں اپنے خیالات کا مکمل اظہار کر دوں، لیکن میں ڈرتا ہوں کہ یہ مشکل امر ہے۔

اس خط میں جو میں آپ کو تکلیف دینا چاہتا ہوں اور جس بڑی مہربانی کا خواستگار ہوں میں نے ایک کتاب قرآن شریف دیکھی ہے اور دوسری کتابیں بھی نظر سے گذری ہیں۔ میں نے اس کا بڑی دلچسپی سے مطالعہ کیا ہے اور ثابت ہوا ہے کہ مسلمان کی ترقی اور علم کے لئے اس میں عمدہ رہنمائی ہے۔

میں خاص طور پر تعلیم و تہذیب کی باتوں پر زیادہ غور کرتا ہوں اور وہ میری عقل میں ترقی دیتی ہیں۔ میں اپنے دل میں بہت محسوس کرتا ہوں کیا ہی اچھا ہو اگر یہ کتاب قرآن شریف مجھے آپ عنایت فرمائیں بدقسمتی سے یہ مجھے میرے ملک میں دستیاب نہیں۔ اس لئے میں نے آپ کو اپنا خیال خط کے ذریعہ ظاہر کر دیا۔ اُمید ہے کہ آپ رحم کریں گے اور مجھے اس کتاب کے حاصل کا ذریعہ بتائیں گے۔ کیونکہ میں سمجھتا ہوں کہ یہ میرے لئے اور میرے بھائیوں کے لئے بہت مفید ثابت ہوگی۔

شکریہ

(انہیں فی الحال ٹیچنگز آف اسلام۔ لٹریچر اور خط بھیجے گئے)

بھارت

ترجمہ خط مسٹر اشرف اللہ خان حسن منزل آلہ آباد بھارت

جناب عالی۔ مجھے اسلامی تعلیم۔ اس کے پروپیگنڈا۔ اور اس کی اشاعت وغیرہ سے بہت دلچسپی ہے۔ میرا التماس ہے کہ مجھے چند کتابیں اسلامی لٹریچر ارسال کریں نیز انہیں پڑھکر مستفید ہونے کے طریق کے متعلق بھی مشورہ دیں کہ مجھے ان کتابوں جو احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور نے چھپوائی ہیں خریدنے کا طریقہ بتائیں۔ اور کتابوں کی فہرست ارسال فرمائیں

میں مغربی ممالک میں یا افریقہ میں اشاعت اسلام کے لئے نقل وطن کرنا چاہتا ہوں، کیا آپ مجھے اس کے متعلق ضروری ہدایات دیں گے؟

میرے خیال میں احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کا فرانس میں کوئی مرکز نہیں۔ مجھے چند مسلمان اہل علم دوستوں کے پتہ جات دیں جو مغربی ممالک میں ہوں۔

(انہیں قرآن شریف، ٹیچنگز آف اسلام اور لٹریچر اور خط بھیجے گئے)

مغربی نائیجیریا

ترجمہ خط۔ ایل۔ ڈی۔ بیلو۔ سی ۱۳۹۔ ایلتیا مغربی نائجیریا۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

امید ہے کہ آپ کا کام اچھے طریقہ سے چل رہا ہوگا میں آپ کو کس طرح ظاہر کروں کہ مجھے آپ سے کتنی محبت ہے۔ مگر میں خدا کا شکر کرتا ہوں کہ حسب منشا مجھے آپ جیسوں کی مدد نصیب ہوئی۔ میں آپ سے التماس کرتا ہوں کہ مجھے ایک عربی قرآن شریف انگریزی ترجمہ ارسال فرماویں۔ خدا آپ کی مدد کرے۔ آمین۔

(انہیں لٹریچر اور خط بھیجے گئے)

کینیڈا

ترجمہ خط روبرٹ فارس تھیٹس آئی لینڈ کینیڈا

جناب عالی۔ آپ کے تصانی خط کا شکریہ اور میں خوش ہوں کہ دین کا آپ خوب کام کر رہے ہیں۔ کینیڈا کی لائبریریوں کی فہرست کے متعلق عرض ہے کہ آپ کینیڈا کونسلر کو لکھیں اور وہ اس کے اور اس کے متعلق آپ کو مطلع کریں گے یہ کوئی مشکل امر نہیں (کینیڈا کے کونسلر سے خط وکتابت کی گئی)

ہفت روزہ پیغام صلح ——— لاہور ——— ۱۴ اکتوبر ۱۹۶۱ء

سماجی خرابیوں کے انسداد کا مسئلہ

سماجی خرابیوں کے انسداد کے مسئلہ پر جو مجلس مذاکرہ چند دن ہوئے ادارہ تعمیر نو کے زیر اہتمام منعقد ہوئی، اس میں اس امر پر خاص طور پر زور دیا گیا کہ شادی بیاہ اور مرگ پر جو رسوم پاکستان کے مختلف حصوں میں پائی جاتی ہیں اور جو اخراجات ان رسوم کی ادائیگی کے سلسلہ میں کئے جاتے ہیں وہ ہمارے معاشرہ میں مفلسی، ناداری اور اس کے نتیجہ میں بہت سی اخلاقی خرابیاں پیدا کرنے کا موجب ہے اس سلسلہ ان رسوم کو ختم کرنے کی ضرورت ہے، اس میں شک نہیں کہ پاکستانی معاشرہ پر ایک بہت بڑا داغ ہے جس نے بہت سے گھروں کو تباہ و برباد کر کے رکھ دیا ہے۔ پیدائش سے لے کر مرنے تک بے شمار ایسی تقریبات ہیں، جن پر ہزاروں روپے خرچ ہو جاتے ہیں اور چند دنوں یا چند گھنٹوں کی خوشی یا واہ واہ کے بعد زندگی بھر کا رونا، مفلسی و ناداری، اور اس سے پیدا ہونے والی اخلاقی خرابیوں کا نہ ختم ہونے والا سلسلہ چلتا ہے۔ بسا اوقات ان رسوم کو کم اور آہستہ آہستہ ختم کرنے کی تجاویز سوچی گئیں۔ لیکن ایک دروازہ بند ہوتا ہے تو دوسرا کھل جاتا ہے، ابھی پچھلے دنوں حکومت پاکستان کی طرف سے شادی بیاہ یا دوسری تقریبات پر دعوتوں کا سلسلہ کم کرنے کے لئے مدعوین کی تعداد پچاس افراد تک محدود کر دی گئی، تاکہ اناج (چاول وغیرہ) پر زیادہ خرچ نہ ہو لیکن ہوا یہ کہ لوگوں نے دعوت طعام کی بجائے چائے کے بہانہ سے بڑے شاندار اور پُر تکلف عصرانے شروع کر دیئے، جن میں چاول اور روٹی کے سوا مختلف قسم کی اغذیہ اور مٹھائیاں وغیرہ اس کثرت کے ساتھ کھلائی گئیں کہ دعوتی اخراجات اور بھی زیادہ بڑھ گئے، اور پھر جہیز پر پابندی نہ ہونے کی وجہ سے اس پہلو میں بھی دل کھول کر ارمان نکالے گئے۔ اور اگر کبھی جہیز پر پابندی لگائی گئی تو زیور اور پارچات کے بجائے بیشتر نقد رقوم بطور جہیز دینی شروع کر دی گئیں۔ امیر آدمیوں کے لئے تو شاید یہ چنداں تکلیف دہ نہ ہو لیکن غریبا جن کو برادری میں ناک کٹ جانے کا خوف لگا رہتا ہے پس کر رہ جاتے ہیں۔

اس خرابی کو دور کرنے کا اصلی اور حقیقی ذریعہ یہ ہے کہ لوگوں میں شعور پیدا کیا جائے، کہ وہ ان معاشرتی برائیوں کو سمجھ کر رضاکارانہ طور پر ان سے اجتناب کی کوشش کریں اور دوسروں کو مجتنب رہنے کی تلقین کریں۔ یہ سننا موجب مسرت ہے کہ اس قسم کے رضاکار پیدا ہو چکے ہیں۔ جن میں سے ایک کے ہاں حال ہی میں شادی کی تقریب منعقد ہوئی تو برات کی تواضع دودھ کے ایک ایک گلاس پر ہی کی گئی رہی، خدا کرے یہ سلسلہ جاری رہے اور اس طرح اس قسم کی مسرفانہ رسوم کا بتدریج خاتمہ ہو جائے۔

لیکن سماجی و معاشرتی خرابیاں صرف شادی مرگ وغیرہ کی تقریبات تک ہی محدود نہیں، کئی خرابیاں جو اس سے بڑھ کر گھناؤنی اور معاشرہ کے لئے تباہی کا باعث ہیں ریڈیو، فلمی رسالوں اور سینما وغیرہ نے پیدا کر رکھی ہیں، جہاں تک ان دونوں چیزوں کی افادیت کا تعلق ہے اس میں شک نہیں کہ بعض پہلوؤں میں بہت سے فائدے ان میں پنہاں ہیں۔ لیکن اس کے ساتھ ہی کچھ ایسی باتیں ان میں مل گئی ہیں جن کی وجہ سے افادیت کا پہلو دب کر رہ گیا ہے۔ اور مخرب اخلاق چیزیں زیادہ نمایاں ہو گئی ہیں، جنہوں نے نوجوانوں کے اخلاق پر بہت برا اثر پیدا کیا ہے مثلاً ریڈیو پر فرمائشی فلمی گانے جو دن رات سنائے جاتے ہیں اور جن میں جنسی پیار و محبت کی باتیں بار بار دوہرائی جاتی ہیں، نوجوانوں کی زبانوں پر ایسے چڑھ چکے ہیں کہ وہ انہیں ہر گلی، بازار میں دوہراتے اور جہاں کوئی جوان لڑکی نظر آتی ہے، خاص طور پر ایسے سناتے ہوئے گذر جاتے ہیں۔ ان گانوں کی وجہ سے جو ہیجانی کیفیت پیدا ہوتی ہے، اس کی وجہ سے وہ راہ چلتی لڑکیوں کو چھیڑنے سے بھی دریغ نہیں کرتے، دوسری طرف نوجوان لڑکیوں کی یہ حالت ہے کہ سر سے ننگی، دوپٹے گلے میں پڑے ہوئے، آرائش و زیبائش کئے ہوئے پھرتی ہیں، جو اور زیادہ خرابی کا موجب ہوتا ہے، ضرورت ہے اس خرابی کو دور کرنے کے لئے ریڈیو سے فلمی گانے بند کئے جائیں۔ فلمی رسالوں اور فحش لٹریچر کی اشاعت روک دی جائے اور جوان عورتوں کے لئے پردہ لازمی قرار دیا جائے۔

جہاں تک سینما کا تعلق ہے آئے دن ایسے واقعات سننے میں آتے رہتے ہیں کہ چوری ڈکیتی اور قزاقی کے نظارے وہاں دیکھ کر جب ناپختہ دماغ نوجوان وہاں سے نکلتے ہیں اور یہ اثر لے کر نکلتے ہیں کہ فلم میں قزاقی کی دلیرانہ واردات کر کے بچ نکلنے والے شخص کو تماشائیوں نے ہیرو قرار دے کر خوشی کے نعرے لگائے اور تالیاں پیٹیں تو ان کو بھی اسی قسم کا ہیرو بننے کی خواہش پیدا ہوتی ہے۔ اور اس کی نقل اتارنے کے لئے کسی نہ کسی جرم کا ارتکاب کر بیٹھتے ہیں۔

یہ وہ چیزیں ہیں جن کی طرف توجہ کرنا ضروری ہے، اگر اخلاقی بیماریوں اور سماجی خرابیوں کے ان سرچشموں کی اصلاح کی طرف توجہ کی جائے تو ہمارا معاشرہ بہت حد تک سدھر سکتا ہے، امید ہے کہ سماجی برائیوں کا انسدادی کمیشن اس طرف خاص طور پر توجہ کر کے حکومت کو ایسی سفارشات کرے گا جن سے ان چیزوں کی صحیح طور پر اصلاح ہو سکے۔ اور ہمارا معاشرہ ان برائیوں سے پاک ہو جائے۔

اخبار احمدیہ

حضرت امیر قوم ایدہ اللہ تعالےٰ بخیر و عافیت خدمات دینیہ میں مصروف ہیں آپ کی صحت و سلامتی اور درازی عمر کے لئے دعا فرمائی جائے۔

تعزیت کا شکریہ

خواجہ محمد سلیم صاحب ٹھیکیدار لکھتے ہیں:۔

"میرے والد محترم خواجہ محمد اصغر صاحب مرحوم و مغفور کی وفات حسرت آیات پر بہت سے احباب سلسلہ نے درد بھرے دل سے میرے غم میں شریک ہونے کے لئے ہمدردانہ خطوط تحریر فرمائے ہیں ان بزرگان اور احباب کا فرداً فرداً شکریہ ادا نہیں کر سکتا بذریعہ سطور ہذا ان کی ہمدردی اور خلوص کا تہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں۔ ان کے خطوط یقیناً میرے غم کو ہلکا کرنے کا باعث ہوئے ہیں اللہ ان کو جزائے خیر دے۔ آمین"

غمزدہ محمد سلیم خواجہ۔ گوجرانوالہ

دعائے صحت کی درخواست

نواب شاہ سے مرزا ظہور احمد صاحب لکھتے ہیں کہ ان کی والدہ ماجدہ عرصہ سے علیل ہیں، بزرگان دین اور احباب جماعت سے درخواست ہے کہ موصوفہ کی صحت کاملہ و عاجلہ کے لئے درد دل سے دعا فرمائیں۔

انتقال پُر ملال

(۱) جھنگ صدر سے مولوی محمد حسین صاحب اطلاع دیتے ہیں کہ:۔

"شیخ عبدالرحمٰن صاحب ولد شیخ محمد لطیف صاحب کا بعمر ۳۲ سال انتقال ہو گیا ہے انا للہ و انا الیہ راجعون۔ مرحوم نے دو لڑکے اور تین بچیاں خورد سال پیچھے چھوڑی ہیں پہلی اس صدمہ میں شیخ محمد لطیف صاحب اور دیگر پسماندگان سے دلی ہمدردی ہے، دعا ہے اللہ تعالےٰ

(باقی بر صفحہ کالم ۱)

کوہاٹ میں جماعت کا قیام

از کوہاٹ - مورخہ ۲۳ ستمبر ۱۹۶۱ء

مکرمی ایڈیٹر صاحب ·

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

جناب کے مؤقر جریدہ کے ذریعہ حضرت امیر ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز و دیگر احباب سلسلہ کی خوشنودی کے لئے تحریر کیا جاتا ہے - کہ سابق صوبہ سرحد کے شہر کوہاٹ میں اختلاف سلسلہ کے بعد پہلی بار ہماری جماعت اللہ پاک کے فضل وکرم سے بن گئی ہے - جس کے روح رواں مسٹر غلام محبوب خان صاحب اسسٹنٹ ڈائرکٹر، ڈاکٹر عبید اللہ جان خان صاحب میڈیکل آفیسر اور خاکسار ہیں - حال ہی میں پروفیسر عبد اللطیف خان ایم اے کی تبدیلی بھی یہاں ہوگئی ہے جن کی آمد پر بفضلہ تعالےٰ جماعت کافی بارونق ہو گئی ہے - یہاں ہم نے باقاعدہ نماز جمعہ کا سلسلہ شروع کر دیا ہے - اور احباب سے چندہ کی فراہمی کا بندوبست بھی کر دیا گیا ہے - امید ہے کہ ہماری جماعت جلد ترقی کر جائے گی - اللہ پاک ہمارا حامی و ناصر ہو - آمین -

ضلع کوہاٹ میں حضرت صاحب کے زمانہ اور اختلافات کے ابتدائی دور میں احمدیت میں کافی لوگ داخل ہو گئے تھے، جو رفتہ رفتہ مرکز کی بے توجہی سے تتر بتر ہو گئے - اب بھی بعض دیہات میں بدستور بعض احمدی موجود ہیں - جن پر جماعت احمدیہ ربوہ کا رنگ چڑھ گیا ہے - کیونکہ ان کا یہاں کوہاٹ شہر میں باقاعدہ مسجد اور مہمان خانہ ہے - جہاں مستقل تنخواہ دار مبلغ رہتا ہے - ہم نے اب ان دوستوں کی طرف رابطہ قائم کرنا شروع کر دیا ہے - اُن میں سے ایک تو بفضلہ تعالےٰ ہمارے حلقہ میں آ گیا ہے - اسی طرح اور بھی کوشش جاری ہے - یہاں موضع لاچی کا خان کسی زمانہ میں جماعت احمدیہ لاہور کا روح رواں تھا - ان کی وفات کے بعد ان کا ایک لڑکا فوج میں چلا گیا - جو کہ آج کل پنشن پر آ گئے ہیں - ان کے ساتھ رابطہ قائم کیا گیا ہے - امید ہے - کہ وہ بھی اپنے والد مرحوم کے نقش قدم پر جلد از جلد چلنے لگ پڑیں گے - وہ میجر ہیں اور کافی سعید جوان ہیں -

اس مختصر روئداد کے ساتھ میں اپنی چٹھی کو ختم کر کے جماعت کے احباب سے التماس کرتا ہوں، کہ وہ ہماری جماعت کی ترقی اور پُرانے دوستوں کو پھر نئے سرے سے زندہ کرنے کی توفیق ملنے کے بارے میں دعا فرماویں - اسی طرح اگر جماعت کا کوئی دوست فوج یا ایر فورس میں کوہاٹ شہر میں رہتا ہو، تو ان کے ایڈریس سے ہمیں مطلع کیا جائے - ویسے بھی اگر بذریعہ اخبار کوئی دوست اطلاع پائے - تو بندہ کے ساتھ ذیل کے پتہ سے، یا جناب غلام محبوب خان صاحب اسسٹنٹ ڈائرکٹر، ڈیری کوہاٹ کی کوٹھی پر ہمیں مل سکتا ہے -

زیادہ درخواست - والسلام

عبد الباقی ہیڈ کلرک

دفتر ڈی - آئی - ایس - کوہاٹ

اخبار احمدیہ ·

(بسلسلہ صفحہ ۳)

انہیں صبر جمیل عطا فرمائے اور مرحوم کو جنت الفردوس میں جگہ دے احباب جماعت سے جنازہ غائبانہ کی درخواست ہے -

(۲) جماعت احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کے باورچی محمد شفیع کے برادر پاؤں پر سانپ کاٹنے کی وجہ سے انتقال کر گئے ہیں - مرحوم کی اچانک اور بے وقت موت لواحقین کے لئے بے حد صدمہ کا باعث ہے -

اللہ تعالیٰ مرحوم کو غریق رحمت کرے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے - جماعتہائے سلسلہ سے جنازہ غائبانہ کی درخواست ہے -

(۳) شیخ منظور الحق صاحب گورداسپوری ثم جالندھری حال مقیم لاہور کچھ عرصہ بیمار رہ کر ۲ اکتوبر ۱۹۶۱ء کو انتقال فرما گئے انا للہ وانا الیہ راجعون - دعا ہے اللہ تعالےٰ انہیں بلند اعلےٰ علیین میں جگہ دے - اور ان کے پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے - احباب کرام سے جنازہ غائبانہ کی استدعا ہے ؎

قرآن کریم کی تعلیمات پر عمل درآمد عزّ و شرف کا باعث ہے

حضرت امام الزمان کا دین کتاب اللہ اور سنتِ رسول ہے۔ جماعت احمدیہ کی دینی خدمات مسلمانوں کے لئے قابلِ فخر ہیں

خطبہ جمعہ مورخہ ۲۹ ستمبر ۱۹۶۱ء۔ فرمودہ حضرت امیر مولانا صدر الدین صاحب ایدہ اللہ تعالیٰ۔ بمقام احمدیہ بلڈنگس لاہور

فاستمسک بالذی اوحی الیک انک علی صراط مستقیم وانہ لذکر لک ولقومک وسوف تسئلون (الزخرف آیات ۴۳، ۴۴)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم الٰہی

حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم ہوا کہ اس کتاب کے احکامات اور تعلیمات پر فاستمسک بڑی مضبوطی کے ساتھ پنجہ مارو اور ان پر عمل درآمد کرو انک علی صراط مستقیم۔ اس کتاب کے احکامات اور تعلیمات کی پابندی کی وجہ سے آپ نہایت ہی صحیح راستے پر ہیں۔ آپ کا ان کے احکامات و تعلیمات کی پابندی اختیار کرنا اور اسی طرح سے قوم کا ان پر عمل درآمد کرنا نتیجہ خیز ہوگا۔ اور نتیجہ یہ ہوگا۔ وانہ لذکر لک۔ یہ قرآن شریف اور اس کی تعلیمات آپ کے شرف کا باعث ہیں۔ یہ تعلیمات جو اللہ تبارک وتعالیٰ نے آپ پر نازل فرمائی ہیں، آپ کے عزّ و شرف کا باعث ہونگی۔ یہ شرف صرف آپ کے لئے نہیں بلکہ آپ کی قوم کے لئے بھی ہے۔ ولقومک یعنی آپ کی قوم بھی ان تعلیمات اور احکامات کی پابندی کرنے کی وجہ سے شرف حاصل کرلے گی۔ محمد رسول اللہ، محبوب خدا، سرورِ کائنات خداتعالیٰ کے سامنے ایک بندہ ہے، آپ کو حکم ہے فاستمسک بڑی مضبوطی کے ساتھ اور بڑی پابندی کے ساتھ خدا کی عطا کردہ تعلیمات پر پنجہ مارو اور ان پر عمل درآمد کرو۔ یہ بڑا صحیح راستہ ہے۔ اس راستہ پر خود چلنا، دوسروں کو اس پر چلنے کی دعوت و تحریک کرنا اور اس کو پھیلانا آپ کے شرف اور آپ کی قوم کی عزّت کا باعث ہے۔

قرآن کریم پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا عمل درآمد

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر خدا تعالیٰ کے احکام کی پابندی کرنے اور ان پر عمل درآمد کرنے کا حکم میرے لئے اور میری قوم کے لئے ہے تو انا اوّل المسلمین میں سب سے بڑھ چڑھ کر قرآن کے احکام کی پابندی کرنے والا ہوں۔ اسی طرح یہ حکم بھی آپ کو دیا گیا فاتبع ما اوحی الیک آپ ..... اس وحی کی اتباع کریں ..... جو آپ پر اتاری گئی، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان اتبع الا ما یوحی الیّ میں تو اسی کی اتباع کرتا ہوں جو میری طرف وحی کیا جاتا ہے اور میں اپنی طرف سے کچھ نہیں کہتا جو کچھ میں آپ لوگوں کو کہتا ہوں، وہ وحی کچھ ہے، جو کچھ مجھے خدا کہتا ہے۔ اس میں میری اپنی مرضی کو دخل نہیں ہے حالانکہ بادشاہِ وقت ہے، قوم کا سردار ہے۔ لیکن اپنا راستے پر نہیں چلتا۔ اور نہ ہی قوم کو خدا کے احکام بالائے طاق رکھ کر اپنی راستے پر چلاتا ہے۔ عام لیڈروں کا تو یہ حال ہے کہ وہ اپنی رائے اور اپنی منشاء کو مقدم کرتے ہیں اور دوسروں سے اپنی منشا اور خیال کے مطابق عمل کرواتے ہیں اور اپنی اغراض کے حصول کے لئے دوسروں پر غلط رعب مسلط کرتے ہیں۔ لیکن حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں اپنی طرف سے کچھ نہیں بولتا جو کچھ میں کہتا ہوں وہ خدا کی بات کہتا ہوں، اور میں خدا کی بات کی مضبوطی سے پابندی کرنے میں سب سے بڑھ چڑھ کر ہوں۔

صحابہ کرام کا قرآن کریم پر عمل

یہی حال آپ کی قوم کا بھی تھا۔ چنانچہ جس طرح حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے احکامات الٰہی کو مضبوطی سے پنجہ مارا اسی طرح آپ کی قوم نے بھی الٰہی تعلیمات کو اپنی ذات اور اپنے نفس سے علیحدہ اور جدا رکھا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب خلیفہ ہوئے تو انہوں نے فرمایا سنو لوگو! ولیت امرکم میں تمہارا بادشاہ بنا ہوں اور تمہارا امیر ہوں ولست بخیرکم مگر تم سب سے بڑھکر نہیں ہوں۔ انی متبع میں تو خدا اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے احکامات اور تعلیمات کی اتباع کروں گا ولست بمبتدع میں خدا اور اس کے رسول کے ارشادات کو ترک کر کے اپنی ذاتی اور انفرادی رائے اور منشاء کے طریق پر چلنا پسند نہیں کروں گا۔

واعتصموا بحبل اللہ جمیعا

ایسا ہی قوم کے لئے حکم ہے واعتصموا بحبل اللہ جمیعا۔ سب مل کر خدا کی رسّی کو مضبوطی اور استقامت سے پکڑو جمیعا۔ جب حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ حضور وہ حبل اللہ کیا ہے۔ فرمایا کتاب اللّٰہ ھو حبل اللہ الممدود من السماء الی الارض، یعنے قرآن کریم وہ مضبوط رسّی ہے جو آسمان کی بلندی سے زمین کی طرف اتاری گئی، فرمایا اس کو مضبوطی سے پکڑو اور سب کے سب مل کر پکڑو کیونکہ بلندیوں تک پہنچنے کا یہی طریق ہے۔

مسلمانوں میں افتراق اور انتشار

واعتصموا بحبل اللہ جمیعا

کیا مسلمانوں کے تمام فرقے جمیعا میں نہیں ہیں کیا وہابی جمیعا میں نہیں ہیں، شیعہ جمیعا میں نہیں ہیں، اور اہل قرآن جمیعا میں نہیں۔ تمام کے تمام مسلمانوں کے لئے مل کر احکام الٰہی کی فرمانبرداری کا حکم ہے۔ کاش کہ مسلمان ایک ہو جائیں۔ اور یہ ایک معزز ترین اور مضبوط قوم بن جائے۔ ان کا پاکستان مستحکم ہو جائے۔ ان کا وقار بڑھ جائے۔ اور یہ ملک دنیا کی رہنمائی کرے۔ ہر قرآن پڑھنے والا اپنے آپ سے اور اپنے ضمیر سے پوچھے کہ کیا جمیعا کے منشاء پر اس کا عمل ہے؟ کیا تمام مسلمان اس پر عمل کرتے ہیں؟ اس کے ساتھ ہی فرمایا ولا تفرقوا اے لوگوں ٹکڑے ٹکڑے ہو کر نہ رہنا۔ باہم اتحاد اور اتفاق سے رہنا ہے۔ اور اجتماعی طور پر خدا کی رسّی کو پکڑے رکھنا ہے۔

افتراق اور انتشار کا نتیجہ ہلاکت ہے

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھ سے پہلے بنی اسرائیل کی قوم ۷۲ فرقوں میں بٹ گئی۔ اس افتراق اور انتشار کی وجہ سے ھلکوا وہ قوم ہلاکت کے گڑھے میں گر گئی۔ ان کا اتحاد پارہ پارہ ہو گیا اور وہ قوم تباہ و برباد ہو گئی۔ یہ تباہی اور بربادی صرف ان کے افتراق اور ٹکڑے ٹکڑے ہونے کی وجہ سے تھی، ورنہ ان کے پاس سب کچھ تھا، توحید تھی، حضرت موسیٰ سے ان کو الٰہی تعلیمات پہنچا ہیں۔ تورات تھی۔ ایک ہدایت یافتہ اور انعام یافتہ قوم کی حیثیت سے ان کے پاس سب ہی کچھ تھا۔ لیکن ان میں سے اتحاد و اتفاق اٹھ گیا تھا اس وجہ سے ان کا یہ حشر ہوا۔ اسی طرح سے اگر تم اجتماعی طور پر خدا اور اس کے رسول کے احکام و ارشادات

کی تعمیل نہیں کرو گے تو تمہیں بھی بنی اسرائیل کی طرح تباہ و برباد ہو جاؤ گے، باوجود اس کے کہ تمہارے پاس توحید بھی ہوگی، رسول بھی ہوگا اور کتاب بھی ہوگی مگر اتحاد و اتفاق نہ ہونے کی وجہ سے تم ہلاک ہو جاؤ گے۔

قرآنی تعلیمات عزت اور وقار کی باعث ہیں

کی پکڑ بڑی سخت ہوگی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان اللہ یرفع بھذا الکتاب اقواما۔ وہ گروہ، وہ جماعت، وہ قوم اور وہ ملک جو اس کتاب کی تعلیمات پر چلے گا اور اس کے احکامات کو مضبوطی سے پکڑے رکھے گا۔ تو اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ اس کی برکت سے اللہ تعالیٰ اس جماعت، قوم یا ملک کو بلند کر دیگا۔ وہ معزز قوم ہو جائے گی۔ اس کا وقار بلند ہو جائے گا ویضع بہ آخرین اور جو اس کتاب کو چھوڑ دے گا اور اس کی تعلیمات پر عمل نہیں کرے گا تو اس کو ذلیل کر دے گا۔ اس کی عزت اور وقار ختم ہو جائے گا۔

احادیث نبوی قرآنی آیات کا ترجمہ اور تفسیر ہیں

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی جتنی بھی حدیثیں موجود ہیں، ان میں سے ہر حدیث کسی نہ کسی آیت قرآنی کا ترجمہ اور تفسیر ہے ما ینطق عن الھوی آپ اپنی خواہش سے بات نہیں کرتے تھے جو بات کرتے وہ یا تو قرآن ہوتا یا قرآن کی کسی آیت کا ترجمہ ہوتا۔

آنحضرت صلعم کا عشق الٰہی

اس قدر عشق تھا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا سے اور اس کتاب سے کہ بادشاہ ہو کر راتوں کو جاگتے اور ذکر الٰہی میں مشغول رہتے۔ یہ بہت مشکل ہے یہ کوئی آسان بات نہیں، ہم سے عیش پسند لوگ سوتے ہیں اور دن کے آٹھ نو بجے اٹھتے ہیں۔ لیکن حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں کہ بادشاہ ہیں، حاکم وقت ہیں، سیاہ و سفید کے مالک ہیں، سب کچھ ہیں مگر راتیں عبادت الٰہی میں گذارتے ہیں، حضور کو اپنے نفس پر اور نفس کی خواہشات پر پورا قابو ہے جس کا نفس درمیان میں نہیں۔ اپنی خواہشات پر پانی پھیر دیا۔ عبداللہ ابن عباسؓ آپ کے چچا زاد بھائی تھے۔ وہ فرماتے ہیں کہ ایک رات میں اپنی خالہ میمونہؓ (نبی کریم صلعم کی زوجہ محترمہ) کے ہاں چلا گیا۔ میں یہ جاننا چاہتا تھا کہ دیکھوں حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم رات کو کیا کرتے ہیں۔ میں نے دیکھا کہ آپؐ پچھلی رات اٹھے۔ وضو کیا اور نوافل ادا کرنے کے لئے کھڑے ہو گئے۔ عبداللہ ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ میں بھی اٹھ کر ان کی بائیں جانب کھڑا ہو گیا۔ آپؐ نے بڑے پیار سے مجھے کان سے پکڑ کر اپنی دائیں جانب کر دیا۔ کیونکہ مقتدی اگر ایک ہو تو اسے امام کے دائیں طرف کھڑا ہونا چاہیئے۔ آپؐ نے سورت بقرہ کی تلاوت شروع کی۔ یہ ڈھائی سپارہ پر پھیلی ہوئی لمبی سورت ہے، یہ ہے تو

شاہ دو عالم کی بادشاہت

یہ تھی آپؐ کی اندرونی زندگی۔ لیکن عام طور پر کوئی کسی کے اندر جا کر دیکھے کہ جو بادشاہ یا سربراہ کہلاتے پھرتے ہیں، ان کا عمل گھر کے اندر کیا ہے۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اندرون بہت خوبصورت ہے آج جو بادشاہ ہیں انہیں اعلےٰ درجہ کے باورچیوں کی بھی ضرورت ہے۔ انہیں کراکری اور فرنیچر کی بھی دھن لگی رہتی ہے۔ لیکن یہ بھی بادشاہ ہے اس کو نہ باورچی کی ضرورت ہے، نہ کسی محل اور باغ وغیرہ کی، نہ کراکری اور فرنیچر درکار ہے۔ اللہ اکبر۔ ایک دن حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا دو چادریں لے آئیں اور کہا کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات انہی دو چادروں میں ہوئی۔ ما ترک درھما ولا دینارا۔ کوئی درہم و دینار آپ نے نہیں چھوڑا ولا شاۃ ولا بعیرا تمہاری دوسری دولت بھیڑ اور بکریاں ہیں، وہ بھی آپ کے پاس نہ تھیں۔ ولا امۃ ولا عبدا اور لونڈیاں اور غلام بھی آپ لوگوں کی مال و دولت ہیں، وہ بھی آپؐ کے پاس نہ تھے۔

صحابہ کرامؓ کا کتاب اللہ اور سنت رسول پر عمل

یہ ہے وہ بادشاہ جس کا نمونہ ہمیں کہیں نہیں مل سکتا ہے۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن کو خوب پڑھا اور بار بار پڑھا۔ اسی طرح سے آپؐ کے ماننے والوں نے بھی ذکر الٰہی پر مداومت اختیار کی۔ حضرت ابوبکرؓ۔ عمرؓ۔ عثمان غنیؓ۔ علیؓ۔ ابن مسعودؓ۔ ابی بن کعبؓ۔ عبداللہ ابن عباسؓ۔ ان سب بزرگوں نے قرآن دن رات پڑھا ہے۔ حضرت موسےٰ اشعریؓ اور معاذ بن جبلؓ یمن کے والی بن کر جا رہے تھے۔ معاذؓ نے پوچھا کہ آپ قرآن کا کتنا حصہ روزانہ پڑھتے ہیں، انہوں نے جواب دیا کہ میں سارا دن قرآن پڑھتا رہتا ہوں۔ معاذؓ نے کہا کہ میں سارا دن قرآن نہیں پڑھتا۔ وقفہ کے بعد پڑھتا ہوں۔ مگر سمجھنے کی کوشش زیادہ کرتا ہوں۔ یہ تھا ان لوگوں کا مشغلہ۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا حسبنا کتاب اللہ۔ اور اسی پر عمال سلطنت کو عمل درآمد کرنے کی تلقین کرتے تھے چنانچہ کتب عمر للی شریح اذا اتاک امر فاقض بما فی کتاب اللہ۔ وان اتاک ما لیس فی کتاب اللہ فاقض بما سنّہ فیہ رسول اللہ کہ جب کبھی تمہارے پاس کوئی معاملہ پیش ہو تو اس کا فیصلہ کتاب اللہ کے مطابق کیا کرو۔ اور اگر کوئی ایسا معاملہ ہو جس کا حل ولا تلتفت الی خیرہ۔ اور ایک دفعہ یوں تلقین فرمائی۔ انظر ما تبین لک فی کتاب اللہ فلا تسئل عنہ احدا وما لم یتبین لک فی کتاب اللہ فاتبع فیہ سنۃ رسول اللہ۔ حضرت عمرؓ کی طرح دوسرے صحابہ کرام کا بھی یہی طریق تھا۔ عبداللہ بن مسعودؓ نے فرمایا من عرض لہ منکم قضاء فلیقض بما فی کتاب اللہ فاذا جاءہ ما لیس فی کتاب اللہ فلیقض بما قضی بہ نبیہ، اسی طرح حضرت عبداللہ بن عباسؓ کا طریق تھا۔ انہ کان اذا سئل عن شئی فان کان فی کتاب اللہ قال بہ وان لم یکن فی کتاب اللہ فقال ما قال رسول اللہ۔ اسی طرح حضرت مسعودؓ اور عبداللہ بن عباسؓ اور دوسرے صحابہ کرامؓ احکام الٰہی اور اسوۂ حسنہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق عمل کرتے تھے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کو مخاطب کر کے یہی تلقین فرمائی ہے:۔ ترکت فیکم ما لو تمسکتم بہ لن تضلوا ابدا۔ کتاب اللہ وسنۃ رسولہ۔ اگر تم قرآن اور حدیث پر عمل کرتے رہو گے تو تم کبھی گمراہ نہیں ہو گے۔ کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ہی دین ہے

حضرت امام زمان اور آپ کی جماعت کا دین

اگر آج ہمارے امام حضرت مرزا صاحب قرآن اور حدیث کے برخلاف کوئی اور تعلیم پیش کرتے تو ہم کبھی نہ مانتے۔ آپؐ نے بار بار فرمایا کہ میرا دین قرآن اور حدیث ہے۔ میں اس میں سے ایک شوشہ اور نقطہ بھی تبدیل کرنے کا مجاز نہیں ہوں قرآن اور حدیث پر میرا عمل ہے۔ میرا قرآن وہی ہے جو آپ کا ہے، میری نماز وہی ہے جو آپ کی ہے میرا قبلہ وہی ہے جو سب مسلمانوں کا ہے۔ میرا روزہ وہی ہے جو آپ لوگ رکھتے ہیں۔ میرا کلمہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے علاوہ اور کوئی نہیں۔ اور اپنی جماعت کو بھی ہمیشہ یہی تلقین فرمائی کہ کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ پر عمل درآمد کرو، وہ لٹریچر

ہیگ مسان محمد ٹرسٹ کے زیر اہتمام

ہالینڈ میں تبلیغِ اسلام

جون۔ جولائی اور اگست

از غلام احمد بشیر صاحب مولوی فاضل

خدا تعالےٰ کے فضل و کرم سے گذشتہ تین ماہ کے دوران میں تبلیغ کا سلسلہ بدستور جاری رہا۔ اس عرصہ میں تقاریر۔ جلسوں اور ملاقاتوں کے ذریعہ ہالینڈ کے باشندوں تک پیغام حق پہنچانے کی سعی ہوتی رہی۔ اس کارروائی کی مختصر روئداد قارئین پیغام صلح کی خدمت میں پیش کی جاتی ہے تاکہ احباب جماعت ہمارے لئے خاص طور پر دعا فرماتے رہیں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں زیادہ سے زیادہ اور صحیح طور پر اہل مغرب کو اسلام کا پیغام پہنچانے کی توفیق بخشے۔

فری میسن سوسائٹی میں تقریر

فری میسن سوسائٹی کی خواتین کی ایک انجمن کی طرف سے اسلام کے موضوع پر تقریر کرنے کی دعوت ملی خاکسار نے پہلے پون گھنٹہ تک تقریر کی جس میں "اسلام" کے معنی اور مطلب کو واضح طور پر پیش کیا۔ اس کے بعد اسلام کی عملی اور قولی تعلیم پر بحث کرتے ہوئے اسلام پر ہونے والے اعتراضات کی تردید کی۔ تقریر کے بعد حاضرین کو سوالات کرنے کا موقعہ دیا گیا۔ چنانچہ بہت سی مستورات نے اسلام کی تعلیم کے مختلف پہلوؤں کے متعلق استفسارات کئے۔ جن کے موقعہ کے مطابق مختصر جوابات دیئے گئے۔ جلسہ کے اختتام پر جلسہ کی صدر نے تقریر کے متعلق اظہار خیالات کرتے ہوئے فرمایا کہ دراصل ہم لوگوں کو اسلام کے متعلق اتنی قلیل واقفیت ہے کہ اس کا احساس بھی مشکل سے ہوتا ہے لیکن آج کی تقریر سے ہمیں اس بات کا اچھی طرح علم ہو گیا ہے کہ ہماری اسلام کے متعلق واقفیت نہ ہونے کے مترادف ہے حالانکہ وقت کا تقاضا ہے کہ ہم اس مذہب کے متعلق پہلے سے زیادہ معلومات حاصل کریں۔ ساڑھے دس بجے شب جلسہ ختم ہوا۔

سوری نامہ سوسائٹی میں تقریر

دوسری تقریر سوری نامہ کی سوسائٹی کے زیر اہتمام ایک ہوٹل میں کی گئی۔ اس سوسائٹی میں ہیگ کے رہنے والے سوری نامہ کے طلباء اور دوسرے لوگ شامل ہیں جو ہالینڈ میں مقیم ہیں۔ تقریر کے متعلق ہیگ کے ایک اخبار میں خبر شائع ہوئی تھی۔ اور سوسائٹی کی طرف سے ممبران کو دعوت نامے بھی ارسال کئے گئے تھے جس کے نتیجہ میں حاضرین کی تعداد حوصلہ افزا تھی۔ سوسائٹی کے نائب صدر نے جلسہ کا افتتاح کرتے ہوئے میرا حاضرین سے تعارف کرایا جس کے بعد خاکسار نے "اسلام" کے موضوع پر پون گھنٹہ تک تقریر کی۔

اسلام ــــ امن و راحت پیدا کرنیوالا مذہب

تقریر کرتے ہوئے خاکسار نے بتلایا کہ ہمارا مذہب اسلام ہے، محمڈن ازم نہیں۔ لفظ اسلام ہمارے مذہب کا لب لباب پیش کرتا ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ ہم کوشش کریں کہ انسانوں کے درمیان امن و راحت پیدا ہو۔ نیز یہ کہ ہم اطمینان قلب حاصل کرنے کے لئے کوشش کریں تاکہ ہم خدا تعالےٰ کے ساتھ پورے طور پر متحد ہو جائیں۔ یہی اسلام کا مقصد ہے اور اسی غرض کے لئے یہ مذہب دنیا میں نازل کیا گیا۔

اسلام کی عملی و اعتقادی تعلیم

اسی مقصد کو حاصل کرنے کے لئے اسلام دو قسم کی تعلیم پیش کرتا ہے:۔

(۱) عملی۔ (۲) اعتقادی

عملی تعلیم ارکان خمسہ کے نام سے موسوم ہے۔ کلمہ نماز۔ روزہ۔ حج اور زکوٰۃ۔ اس کے بعد ارکان خمسہ کی فلاسفی پر بحث کرتے ہوئے ان کی ضرورت کو پیش کیا۔

اعتقادی تعلیم کے سلسلہ میں خدا تعالےٰ کی ہستی، اس کی صفات اور اس کا انسان سے تعلق پر بحث کی گئی۔

توحید باری تعالیٰ اور وحدت نسلِ انسانی

اسی طرح بتلایا گیا کہ جس طرح اسلام خدا کی وحدت پر زور دیتا ہے اسی طرح وہ بنی نوع انسان کی وحدت پر بھی زور دیتا ہے۔ چونکہ خدا جو ہم سب کا پیدا کرنے والا ہے ایک ہی ہے اس لیے اس کی مخلوق بھی ایک ہی ہوگی۔ ہم یہ نہیں کہہ سکتے کہ خدا تعالےٰ صرف ایک حصہ مخلوق سے متعلق ہے، نہیں وہ رب العلمین ہونے کی وجہ سے یکساں سلوک کرتا ہے۔ ہم سب ایک ہی خالق کے پیدا کردہ ہیں لہذا تمام بنی نوع انسان مساوی حیثیت رکھتے ہیں۔ ہر انسان جو خدا تعالےٰ کو ڈھونڈنے کی کوشش کرتا ہے، وہ اسے پالیتا ہے اس میں کسی نسل۔ قوم اور ملک کا امتیاز نہیں۔

مذاہب اور عقل

اس کے بعد بتلایا کہ مذہب اور عقل دو متضاد چیزیں نہیں ہیں بلکہ عقل اور مذہب میں اتحاد پایا جاتا ہے اگر مذہب درست ہو تو وہ عقل کے خلاف نہیں ہو سکتا۔ اسی طرح اگر عقل صحیح ہو تو وہ بھی مذہبی سچائیوں کو ماننے پر مجبور ہوگی۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن مجید لوگوں کو مذہبی معاملات میں عقل کے استعمال کرنے کی تلقین کرتا ہے۔

موروثی گناہ، تناسخ اور کفّارہ

اس کے بعد موروثی گناہ اور تناسخ وغیرہ کی تردید کی گئی اور بتلایا کہ انسان اور خدا کے درمیان کوئی ایسا نہیں جو کہ انسان کے گناہوں کا کفارہ ہو سکتا ہو۔ ہر انسان خود اپنے گناہوں کا ذمہ دار ہے۔ ہر انسان میں یہ طاقت رکھی گئی ہے کہ اگر وہ چاہے تو اپنے ہوتے ہوئے حقیقت کو پالے۔ اسلام کسی خاص قسم کے لوگوں تک یہ بات محدود نہیں رکھتا بلکہ ہر انسان جو خدا تعالےٰ کو پانے کی تڑپ رکھتا ہو بلا امتیاز اس راہ پر قدم رکھ کر سعی کرنے کا مجاز ہے اور اگر اس کی سعی ٹھیک ہوگی تو وہ اپنی اس کوشش میں کامیاب بھی ہو جائے گا اسلام کہتا ہے کہ گناہ کا تعلق انسان کے عقیدہ سے ہے جس طرح انسان کسی دوسرے کے گناہ اٹھا نہیں سکتا اسی طرح کوئی دوسرا اس کے گناہوں کا کفارہ بھی نہیں بن سکتا۔ ہر انسان کو خود اپنے گناہوں کی معافی کے لئے خدا تعالےٰ کے آستانہ پر اخلاص اور محبت سے گرنا چاہیئے۔ اگر انسان ایسا کرے گا تو اس کے گناہ بھی معاف ہو جائیں گے۔

اس کے بعد مذہبی آزادی۔ جنت و دوزخ وغیرہ امور کے متعلق اسلامی نظریہ کی وضاحت کی گئی۔

اسلام اور دیگر مذاہب

اسلام کی تعلیم پر بحث کرنے کے بعد اسلام کی دوسرے مذاہب سے نسبت کا موضوع زیر بحث لایا گیا اور بتلایا گیا کہ اسلام تمام مذاہب میں سچائی کا قائل ہے۔ لیکن اسلام پہلے مذاہب کو عالمگیر نہیں مانتا۔ وہ مذاہب بعض خاص اقوام اور زمانوں کے لئے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ اب وہ مذاہب محرّف و بدل ہو چکے ہیں اور ان کے پیروکار مختلف قسم کے غلط عقاید کو اپنا چکے ہیں۔ اگر خدا تعالےٰ کا منشاء ہوتا کہ وہ مذاہب تمام دنیا کی کارروائی کریں تو پھر وہ مذاہب اپنی اصل صورت پر قائم رہتے۔ آج سوائے قرآن مجید کے اور کوئی کتاب بھی ایسی نہیں جو اپنے آپ کو نازل شدہ کہتی ہو اور اپنی اصل صورت میں قائم ہو۔

علاوہ ازیں پہلے مذاہب انسانوں کو بچوں کی حیثیت میں تعلیم دیتے تھے کیونکہ وہ ایسے زمانوں میں نازل ہوئے تھے جبکہ انسانی عقل اپنے ارتقاء کی منازل کو طے کر رہی تھی۔ یہی وجہ ہے کہ وہ تعلیم دیتے ہوئے عقل

کے استعمال پر زور نہیں دیتے اور جس طرح والدین ابتداء میں اپنے بچوں کو تعلیم دیتے ہیں اسی طرح وہ مذاہب امر و نواہی کی علل و حکمت و فلسفہ پر بحث کئے بغیر پیش کرتے ہیں اور انسانوں پر زور دیتے ہیں کہ وہ ان احکام کو بغیر سوچے سمجھے قبول کر کے ان پر عمل کریں۔

لیکن اسلام ایسے وقت میں نازل ہوا جبکہ انسانی دماغ اپنے ارتقاء کی منازل طے کر کے ترقی کے انتہا کو پہنچ چکا تھا۔ اس لئے وہ تعلیم (احکام و نواہی) دیتے ہوئے ان کی علل پر بھی بحث کرتا ہے اور اس طرح انسانی عقل کو اس...... تعلیم کا گرویدہ بناتے ہوئے اس پر عمل کرنے کی تلقین کرتا ہے۔ لہذا اسلام اس بات کا ادعا کرنے میں حق بجانب ہے کہ وہ عالمگیر حیثیت رکھتا ہے اور تمام زمانوں کے لئے نازل کیا گیا ہے۔

اسلام اور عیسائیت

اس کے بعد اسلام کی عیسائیت سے نسبت پر خاص طور پر روشنی ڈالی گئی اور بتلایا گیا کہ ہم بھی حضرت عیسٰیؑ کی نبوت پر ایمان رکھتے ہیں۔ وہ خدا تعالےٰ کے برگزیدہ نبی تھے۔ خدا یا خدا کے بیٹے نہ تھے۔ اُن کے آنے کا مقصد وہی تھا جو دوسرے انبیاء کی بعثت کا تھا حضرت مسیحؑ اس غرض کے لئے نہیں آئے تھے کہ وہ آکر انسانوں کے گناہوں کی خاطر اپنی جان دے دیں۔ علاوہ ازیں ہم یہ تسلیم نہیں کرتے کہ مسیحؑ صلیب پر فوت ہو گئے تھے بلکہ ہمارے نزدیک وہ خدا تعالےٰ کی حکمت سے بچائے گئے اور صلیب کے بعد اپنے حواریوں سے مختلف اوقات میں ملتے رہے ان کے ساتھ کھانا بھی کھایا اور پھر وہاں سے ہجرت کر کے آخر کشمیر پہنچے جہاں ان کی قبر آج تک محفوظ ہے۔

تقریر کے بعد حاضرین نے کافی سوالات کئے جن کے موقعہ کے مطابق جوابات دیئے گئے۔ صاحب صدر نے اپنی اختتامی تقریر میں خاکسار کا خاص طور پر شکریہ ادا کیا۔

جلسہ سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم

ایک جلسہ ہم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کے متعلق کیا۔ اس جلسہ میں مسٹر عبداللہ خان اونک، اور مسٹر عبدالرشید فنڈ ترسلے اور خاکسار نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالی۔ پہلے دونوں مقررین نے حضرت نبی کریمؐ کی قلیل عرصہ میں آنکھوں میں چکا چوند پیدا کر دینے والی کامیابی کو آپؐ کی صداقت کے ثبوت میں پیش کیا اور بتلایا کہ اگرچہ آپؐ کی تعلیم زمانہ کی رَو کے خلاف تھی پھر بھی آپؐ نے اس چند سال کے عرصہ میں باوجود دشمنوں کی تکالیف اور مشکلات کے ایسی کامیابی حاصل کی جس کی مثال نہیں ملتی۔ اگر آپؐ خدا کے برگزیدہ رسول نہ ہوتے تو پھر ان حالات میں کامیابی ناممکن ہوتی۔ خاکسار نے آنحضرتؐ کے اُسوہ حسنہ پر روشنی ڈالی اور بتلایا کہ آپؐ کی ساری کامیابی اس میں مضمر تھی کہ آپؐ کا اسوہ آپؐ کی تعلیم کے مطابق تھا۔ ہر عمل جس کے کرنے کی آپؐ اپنے متبعین کو تلقین فرماتے اس پر پہلے خود عمل کرتے اور پھر لوگوں کو کہتے کہ اس کے مطابق عمل کرو۔

حاضرین نے تقاریر کو بہت دلچسپی سے سُنا اور بعد میں ایک گھنٹہ تک تبادلہ خیالات کرتے رہے۔

سائیسٹ میں تقاریر کا سلسلہ

جولائی اور اگست کے دوران میں سائیسٹ (SEIST) کے مقام پر پارک میں ہر جمعہ کی شام کو ساڑھے سات بجے سے لے کر ۱۱ بجے تک تقاریر کی اجازت ہوتی ہے۔ مختلف مقررین اپنے اپنے مذہب کا پرچار کرنے کے لئے پارک میں آجاتے ہیں۔ جونہی کوئی صاحب صابن کی پیٹی پر چڑھ کر کوئی بات چیت شروع کرتے ہیں تو ادھر ادھر گھومنے والے لوگ اُس کے گرد جمع ہو جاتے ہیں۔ چنانچہ ہم بھی اس موقعہ پر اپنے مشن کی طرف سے موجود ہوتے ہیں۔ جولائی میں پہلے جمعہ کی شام کو اسکا افتتاح ہوا۔ خاکسار نے اسلام اور اس کی تعلیم پر مختصر سی تقریر کی۔ اس دوران میں چاروں طرف سے لوگ جمع ہو گئے اور بہت بڑا مجمع بن گیا۔ اخبارات کے نمایندگان بھی موجود تھے چنانچہ انہوں نے اس موقعہ کے فوٹو بھی لئے۔ اگلے دن مختلف اخبارات میں خاکسار کے تقریر کے دوران میں لئے ہوئے فوٹو بھی شائع ہوئے، اور ساتھ ہی چھوٹا سا نوٹ بھی دیا گیا۔ اس طرح ہالینڈ کے بہت سے لوگوں تک ہمارے مشن کا نام پہنچ گیا۔ خاکسار ہر جمعہ کی شام کو وہاں جاتا رہا... سوائے دو جمعوں کے۔ ہر موقعہ پر مختلف لوگوں سے تبادلہ خیالات کا موقعہ ملتا رہا۔

طلباء میں تقریر

بعض طلباء نے درخواست کی کہ میں ان کے ہاں بھی تقریر کروں چنانچہ اُن کے ساتھ وقت مقرر کیا گیا اور اس کے مطابق ان کے ہاں اسلام کے متعلق تقریر کی گئی جسے طلباء نے از حد پسند کیا۔ ایک طالب علم نے اپنے سکول میں طلباء کی سوسائٹی میں بھی تقریر کی دعوت دی جسے قبول کیا گیا اور موقعہ ملنے پر اُن کے ہاں بھی تقریر کی جائے گی۔

اس ملک میں تقاریر کے سلسلہ کے متعلق بعد میں تفصیل سے اپنے تجربات تحریر کروں گا۔

رسالہ الفاروق

اللہ تعالیٰ...... کے فضل سے الفاروق باقاعدہ جاری رہا۔ بہت سے مضامین پر روشنی ڈالی گئی۔ ایک عیسائی شخص کی اسلام کے متعلق لکھی ہوئی تعلیم پر تبصرہ بھی کیا گیا۔ وہ کیتھولک مذہب سے تعلق رکھتے ہیں اور اسلام کے متعلق اچھے خیالات کا اظہار کرتے ہیں لیکن ساتھ ساتھ نہایت چالاکی سے ایسی باتیں بیان کر گئے ہیں کہ جن سے اسلام کی تعلیم پر بٹہ لگتا ہے۔ چنانچہ خاکسار نے تمام ایسی باتوں کو جمع کر کے انکے متعلق اپنے نظریہ کی وضاحت کی ہے۔ الفاروق کے متعلق آئندہ عرض کی جائے گی۔ ایک عیسائی اخبار میں کافی لمبا نوٹ بھی شائع ہوا ہے جس کا ترجمہ الگ عرض کیا جائے گا۔ احباب جماعت باقاعدہ تشریف لاتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ کے فضل سے اس عرصہ میں دو نئے افراد اسلام میں داخل ہوئے۔ اللہ تعالیٰ انہیں استقامت بخشے۔ والسلام

خطبہ جمعہ — بسلسلہ صفحہ ۶

جو اس جماعت نے شائع کیا ہے اس نے تمام اسلامی ممالک پر اس امر کو عیاں کر دیا ہے کہ حضرت مرزا صاحب کی یہ جماعت قرآن و حدیث کے سوا دوسرے معتقدات کی تلقین نہیں کرتی۔

نائیجیریا کے ایک رئیس سے ملاقات

میرے پاس ان دنوں نائیجیریا کا ایک رئیس آیا۔ اس سے پہلے ایک مجلس میں ہم بیٹھے ہوئے سوچتے تھے کہ نائیجیریا کیسا ملک ہے۔ وہاں کیا کیا کچھ ہے اور کیا کچھ نہیں۔ ان امور کے متعلق اس رئیس نے تمام معلومات بیان کر دیں اور جماعت لاہور اور جماعت ربوہ کا فرق بھی بتا دیا اور کہا کہ جماعت لاہور کے اعتقادات عین اسلامی اعتقادات ہیں۔ آپ کی قوم کے کچھ لوگ نائیجیریا جا رہے ہیں۔ گویا وہ لوگ ایک مہذب اور باشعور قوم میں اسلام پھیلانے جا رہے ہیں

مسلمانوں کو جماعت احمدیہ پر فخر کرنا چاہیئے

نائیجیریا کے وزیر اعلیٰ ووکنگ گئے تھے وہ ہمارے کام اور تبلیغ کو دیکھکر بہت متاثر ہوئے۔ آپ کی قوم کو اعلائے کلمۃ الحق کے لئے وہاں جانے کی توفیق ملی ہے جناب الٰہی سے دعائیں مانگتے جاؤ۔ اپنا لٹریچر اور کتابیں ساتھ لے جائیں۔ یہ بڑے علم و معرفت کا خزانہ ہے اور یہ آپکا بہترین اور زبردست ہتھیار ہے۔ مسلمانوں کو اس پر فخر کرنا چاہیئے کہ ہماری ایک قوم ہے جس کی تنظیم قابل ستائش ہے اور جو ممالک غربیہ میں قرآن و حدیث کی تعلیمات کی تبلیغ کر رہی ہے۔

ٹھیکیدار خواجہ محمد اصغر صاحب مرحوم

اس کے بعد ایک تکلیف دہ خبر سناتا ہوں حضرت مولانا عبدالکریم مرحوم و مغفور میرے استاد تھے وہ بڑے عظیم الشان انسان تھے۔ ایسا انسان میرے دیکھنے میں نہیں آیا۔ انکے ایک رشتہ دار خواجہ محمد اصغر صاحب ٹھیکیدار کا انتقال ہو گیا ہے،......... مجھے انکی وفات سے بہت صدمہ ہوا ہے۔ میں یہ سن کر سیالکوٹ چلا گیا وہاں سے پتہ لگا کہ انکی وفات گوجرانوالہ میں ہوئی ہے جن ...

اَلْحَقُّ یَعْلُوْ وَلَا یُعْلٰی

قادیانی "قمر الانبیاء" کی عتاب کاریاں

از: سبط نور

الفضل مورخہ ۱۹ر ستمبر ۱۹۶۱ء میں قادیانی حضرت "قمر الانبیاء" نے میرے ایک مضمون کا سات ماہ بعد جواب دیا ہے۔ میرے مضمون کو ناپاک لکھا ہے۔ اور حرفِ اوّل سے لیکر آخر تک درشت کلامی کا سہارا لے کر بات بنانے کی کوشش کی ہے۔ عادت مستمرہ کے مطابق میرے مضمون کا کوئی فقرہ نقل تک نہیں کیا مبادا "ناپاک" ہونے کا الزام طشت از بام ہو جائے۔ اگر حضرت قمر الانبیاء کا لہجہ نرم اور مصالحانہ ہوتا تو مجھے نہ صرف حیرت ہوتی بلکہ صدمہ بھی ہوتا کیونکہ اس سے میرا سارا نظریہ باطل ہو جاتا۔ ان کے مضمون کا لب ولہجہ اس آب و ہوا کی غمازی کرتا ہے جس میں انہوں نے ابنائے "فارس" بن کر تربیت حاصل کی ہے۔ جب برطانوی سنگینیں سایہ افگن تھیں تو یہ خانوادہ "خاندانِ نبوت" کے عنوان سے جلوہ گر ہوتا تھا۔ جب پاکستان منصۂ شہود پر آیا اور زمانے کے تیور بدلے تو یہ لوگ "خاندان مسیح موعود" کہلانے پر قانع ہو گئے "دعوت وتبلیغ" کی اصطلاح اصلاح پذیر ہو کر "رشد و اصلاح" بن گئی۔ الغرض جو حسن کرشمہ ساز کا تقاضا ہوا وہی رونما ہوا۔ اس لئے جب بھی ان لوگوں نے کوئی بات کی بے قید ہو کر کی۔ اس لئے ان کا علم الکلام ہی بن چکا ہے کہ اعتراض کا جواب دیتے ہوئے ان کا رہوارِ قلم بے لگام ہو جاتا ہے۔ ارباب پیغام صلح اور ان کے زعماء کرام ان کی تلخ نوائی کے خوگر ہو گئے ہیں۔ جب بھی الفضل میں پیغام صلح کے خلاف سب و شتم کا نعرہ بلند ہوا تو ادھر سے جواب ملا وہ بقول غالب یہ تھا:۔

کتنے شیریں ہیں تیرے لب کہ رقیب
گالیاں کھا کے بے مزہ نہ ہوا

پیغام صلح کی اسی درخشندہ روایت کا دامن تھام کر میں حضرت "قمر الانبیاء" کی عتاب ناک درشت کلامی کے جواب میں چند معروضات پیش کروں گا۔ ان میں "جوابِ آں غزل" کا انداز نہیں۔ کیونکہ مجھے اس صلب کا احترام مقصود ہے جس سے مکرم مضمون نگار کا تعلق ہے۔ اگرچہ انہوں نے اپنے سلبی روّیے سے اس مقدس صلب کی تقدیس کو کبھی ملحوظ نہیں رکھا۔ ہاں سخن گسترانہ انداز میں یہ ضرور کہوں گا:۔

شعلوں کا تو کیا ذکر کہ بدنام ہیں شعلے
شبنم میں شراروں کی چلن دیکھ رہا ہوں

اپنے مضمون میں مجھے کیا سمجھ کر کیا کچھ کہہ ڈالا۔ اس کے متعلق عرض ہے

سخن شناس نہ دلبرا خطا ایں جاست

یہ ساری تحریر خلافتی نظام کی طرح "مرتدرع" ثابت ہوئی ہے یعنی ایک ایسا تیر جو ہدف سے ہٹ گیا ہو۔ اگر فراست اور نکتہ رسی کا یہی حال ہے تو قلمی ہذیان اسی کو کہتے ہیں۔

غلطیہائے مضامین مت پوچھ
لوگ نالہ کو رسا باندھتے ہیں

"قمر الانبیاء" نے حضرت خلیفہ اوّل کو محبوب امام تسلیم کیا ہے۔ حالانکہ سنہ ۱۹۵۶ء میں اسی مہینے میں انہوں نے حضرت خلیفہ اوّل کو اپنے "مصلح موعود" سے کہتر قرار دیا اور اس کی تصدیق میں قرآن کریم کی آیت فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ نقل کر دی۔ حالانکہ اس آیت کا اشارہ انبیاء کی طرف ہے اور اس میں تقابل کی ممانعت مضمر ہے۔ کیا محبوب امام کے ساتھ یہ سلوک ہونا چاہیئے۔ اسی پر بس نہیں کی مکرم مضمون نگار نے حضرت خلیفہ اوّل کی اولاد میں سے ایک کو تلقین فرمائی کہ وہ مصلح موعود کی برتری اور افضلیت پر مضمون شائع کر کے اپنی جاں بخشی کا سامان کرے۔ جب انکار ہوا تو اس سے اپنی سختی کے لئے جواز نکالا گیا۔ اوّل تو حضرت خلیفہ اوّل کی کوئی یادگار قائم نہیں ہوئی جو تھی نور ہسپتال تھا۔ ربوہ میں اس کا فضل عمر ہسپتال کے نام سے احیاء کیا گیا۔ "قمر الانبیاء" کو خوب یاد ہوگا کہ جب جماعت کی طرف سے اس دلآزار ترمیم پر استفسار ہوا۔ تو مصلح موعود نے کس لب و لہجے میں حضرت خلیفہ اوّل کے متعلق بات کی۔ حضرت مولوی صاحب کی شان میں ایک سالانہ جلسے میں گہرباری ہوئی۔ اس سے عیاں ہے کہ "ذریت طیبہ" حضرت مولوی صاحب کو جماعت میں کیا درجہ دیتی ہے۔ حالانکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے حضرت خلیفہ اوّل کو عبقری کہا ہے۔ میر محمد اسحاق مرحوم کی روایت ہے کہ حضور کی زندگی میں حضرت مولوی صاحب سخت بیمار ہوئے۔ مرض نے مہلک صورت اختیار کر لی حضور خود علاج کرتے تھے۔ جب کوئی فائدہ نظر نہ آیا تو حضرت اماں جان مرحومہ مغفورہ نے رقّت کے لہجے میں حضور سے کہا کہ وہ دعا کریں۔ کہ حضرت مولوی عبد الکریم کے بعد یہ سلسلے کے بڑے ستون ہیں۔ اس میں کوئی تقابل کا پہلو نہ تھا۔ پھر بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ مولوی نورالدین ہزار مولوی عبد الکریم سے بھی بڑا ہے۔ کسی مرشد نے اپنے مرید کی وہ تعریف نہیں کی جو حضرت امام الزمان نے مولوی نورالدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کی ہے۔ کیا "اولاد مبشرہ" نے اس کیفیت کو کبھی پیش نظر رکھا! حضرت مسیح موعود احمدیت کی روح تھے اور حضرت مولوی صاحب اس کی متیر۔ وہ ایک بارش کے قطرے کی طرح دریائے معرفت میں گرے۔ اپنی بے بضاعتی کا اقرار کیا۔ اس انکسار آسمانی صدف نے اپنی آغوش کو وا کر دیا اور یہ قطرہ در شہوار بن کر احمدیت کی زینت بن گیا۔ لیکن ان کے بعد ان کی تصانیف کو نسیاً منسیاً کیا گیا۔ پھر یہی عتاب ان کی صلبی تصانیف پر نازل ہوا۔ اس پر بھی دعوے ہے کہ ہم حضرت مولوی صاحب کو اپنا محبوب امام تسلیم کرتے ہیں۔ اور جماعت لاہور کے خلاف گلہ ہے کہ وہ مرکز سے ہٹ گئی ہے اور بزرگوں کا احترام نہیں کرتی:۔

کھلی ہوتی ہیں آنکھیں مگر بینا نہیں ہوتیں

خلافتی استبداد کے ماتحت حضرت مسیح موعود کے دعاوی کی تحریف کی گئی۔ ایک آہنی آمرانہ نظام کی تخلیق ہوئی۔ جس کے بل بوتے پر خاص قسم کے عقائد کو منوایا گیا۔ چونکہ سکہ رواں تھا۔ "مصلح موعود" کے دعوے کا اعلان بھی سنہ ۱۹۴۴ء میں ہو گیا۔ لیکن تقریباً نصف صدی کے بعد "نبوت" سے تدریجاً انکار شروع ہو گیا ہے۔ اب ان ہی تحریروں کو پیش کیا جاتا ہے جو سنہ ۱۹۱۴ء سے جماعت لاہور پیش کرتی رہی ہے۔ تکفیر سے بھی دستکشی بڑے زور ول سے شروع ہے۔ اب مسلمانوں کے اسلام کو بھی تسلیم کیا جا رہا ہے۔ کیا اس تغیر و تبدل سے جماعت لاہور کے عقائد کی سرخروئی ثابت نہیں ہوتی؟ اس لئے جو کچھ اس کے خلاف لکھا گیا سرتاسر ناروا تھا۔ راقم الحروف کے مضمون کا مفاد صرف اتنا ہے کہ حضرت مسیح موعود کی تعلیم کا صحیح چہرہ اب اُفق پر ابھر رہا ہے۔ جس قوت نے اس کو اپنے تمرد سے مستعد کر کے اپنی کبریائی کا نعرہ لگایا تھا وہ بطش شدید کی گرفت میں ہے۔

جب سنہ ۱۹۴۴ء میں مکرم خلیفہ صاحب نے مصلح موعود ہونے کا دعوےٰ کیا۔ تو انہوں نے اور ان کی جماعت نے سمجھ لیا کہ اب جماعت لاہور اور اس کا مسلک ھَبَاءً مَّنْثُوْرًا ہو جائے گا۔ چونکہ یہ خانہ ساز بات تھی۔ اور خدا کی طرف منسوب ہو رہی تھی۔ اس کے نتائج کے رونما ہونے کے لئے ایک معیاری میعاد کی ضرورت تھی۔ وہ ہے ۲۳ سال۔ یہ اس لئے کہ حضرت سرورِ کونین دعوئ رسالت کے بعد ۲۳ سال تک رونق بزم حیات رہے۔ اس طرح مفتری کہنے والوں کی ضلالت عریاں ہوئی۔ اب حضرت قمر الانبیاء نے اس مسلّمہ مسئلہ سے بھی روگردانی فرمالی ہے۔ اور فرماتے ہیں کہ پھر تکلم

مصلح موعودؑ اپنے دعوے کے پندرہ سال کے اندر مبتلاء مرض نہیں ہوئے اس واسطے اُن پر قرآنی دفعہ قطع وتین کا اطلاق نہیں ہوتا۔ یہ پندرہ سال کی میعاد پر اصرار لڑکھلاتے ہوئے دماغ کا کرشمہ ہے کیونکہ اس کی تائید میں کوئی سند نہیں پیش کی گئی۔۔۔

محض تربص: اجمال کے عقیدہ سے انکار کر دیا ہے حضرت قمر الانبیاءؓ نے مصلح موعودؑ کی موجودہ مرض سے پہلے پندرہ سالوں کو مبارک دَور قرار دیا ہے۔ اس دَور میں جو برکات نازل ہوئیں۔ ان میں پہلی برکت تو یہ ہے کہ مصلح موعودؑ خود قادیان سے پاکستان خیریت سے پہنچے۔ لیکن وہ کیا دعوے کرنے کے بعد قادیان سے آئے اور کس رُوپ میں تشریف لائے برکت کے اس پہلو کو اُجاگر کرنا مکرم مضمون نگار بھول گئے ہیں۔ انہیں پندرہ سال میں انہوں نے تبلیغ احمدیت سے دستبرداری کا اخبارات میں اعلان کیا۔ ایک روایت کے مطابق ایک اسلامی جماعت کے لیڈر سے بالواسطہ استفسار کیا کہ وہ اپنے عقائد میں کتنی ترمیم کریں کہ مسلمان مطمئن ہو جائیں۔ اسی دَور مسعود میں احمدیت کی اصطلاح کو ساقط کرنے کے ارادہ کا اعلان بھی ہوا تاکہ حکومت وقت اور علماء خوش ہو جائیں۔ پھر "غیر معمولی نصرت" کا اور پہلو یہ بھی ہے کہ عدالت میں اعلان کیا کہ حضرت مسیح موعودؑ کا ماننا جزوِ ایمان نہیں ہے۔ اس اعلان کے بعد بھی یہ کتنا مضحکہ خیز دعوےٰ ہے کہ جماعت قادیان کو جو ایمان اور محبت حضرت مسیح موعودؑ سے ہے، وہ جماعت لاہور کو نہیں۔ حالانکہ مؤخر الذکر جماعت نے کبھی یہ اعلان نہیں کیا کہ حضرت مسیح موعودؑ کا ماننا ضروری نہیں۔ اب حضرت قمر الانبیاءؓ خود ہی فیصلہ فرمائیں کہ کس جماعت کا حضرت مسیح موعودؑ کے ساتھ گہرا تعلق ہے۔ اور کس جماعت نے اس تعلق کو سیاست کے تابع رکھ کر اس کی اہانت کی ہے! ۱۹۵۳ء میں بقول قمر الانبیاءؓ جو "خطرناک آگ" مشتعل ہوئی، اس میں کس کا ایمان راکھ ہوا! کس نے جان بچانے کے لئے عقائد کا سودا کیا! سینکڑوں احمدی اس پاداش میں جماعت سے خارج ہو کر امام الزمان کی غلامی سے محروم ہوئے کہ انہوں نے مصلح موعودؑ کے تجویز کردہ عقائد سے سرِ مو انحراف کیا تھا۔ لیکن جب اپنے تسلیم کرنے کا موقعہ آیا تو محض اندیشہ ہائے دور دراز سے مرعوب ہو کر ان کی منسوخی کا اعلان کر دیا۔

یہ شہادت گہِ اُلفت میں قدم رکھنا ہے

لوگ آساں سمجھتے ہیں مسلماں ہونا

خدا گواہ ہے کہ مکرم "خلیفہ صاحب" کی بیماری پر کسی کو کوئی انتقامی خوشی نہیں۔ یہ شیوہ دستعار ارباب ربوہ کا ہے کہ وہ مخالفین کی مرض اور مرگ سے گونا گوں مسرت حاصل کرتے ہیں۔ کیونکہ وہ سمجھتے ہیں کہ ان کے خلافتی نظام کے انکار کی پاداش میں لوگ مرض اور موت سے دوچار ہوتے ہیں۔ چونکہ خلیفہ صاحب مکرم نے ایک دعوےٰ کیا اور خدا نے تہار سے جھوٹا ہونے پر سزا کی استدعا کی۔ اس نشان کی موجودہ بیماری جب کہ وہ دینی اور دنیوی امور میں قیادت کے ابتدائی فرائض ادا کرنے سے قاصر و عاجز ہیں ایک قرنانی پہلو رکھتی ہے۔۔ "قمر الانبیاءؓ" اور اُن کے ہمنواؤں کو اس بصیرت افروز بیماری پر پردہ ڈالنے کے لئے اس علم الکلام کا سہارا نہ لینا چاہیئے جس سے آتھم اور ڈوئی کا انجام مشتبہ ہو کر رہ جائے۔ کیونکہ ان کے پیروکار آج تک یہ تسلیم نہیں کرتے کہ اُن پر کوئی آسمانی تعزیر نازل ہوئی۔ آخر ڈاکٹر ڈوئی حضرت مسیح موعودؑ کے قول مبارک کے مطابق فالج گرنے کے بعد تختے کی مانند سٹیج پر لایا جاتا تھا، اور وہ بھی دستخط تو کر لیتا ہو گا۔ اس کی سزا تو یہ تھی کہ وہ فالج کے بعد وہ کچھ نہ کر سکا جس کی پاداش میں اُس پر یہ عذاب نازل ہوا تھا پیشگوئی میں مصلح موعودؑ کو مظهر الحق والعلیٰ كان الله نزل من السماء کہا گیا ہے۔ نیز یہ بھی فرمایا گیا ہے کہ خدا اس کو اپنے عطر سے ممسوح کرے گا۔ کیا یہ ممکن ہے کہ ایسی پیشگوئی کا مصداق کسی ایسی مرض میں مبتلا ہو جائے جس سے وہ بالکل ناکارہ ہو کر رہ جائے!۔ یہ نفس قدسی خدا کے عطر سے ممسوح ہو گا کیا وہ ذہول اور نسیان کا شکار ہو سکتا ہے! جو آسمان سے اس واسطے نازل ہو کہ خدا کے دین کا بول بالا کرے۔ کیا یہ گوارا ہو سکتا ہے کہ وہ بے چینی اور بے قراری کی نذر ہو کر رہ جائے! ویسے تو "قمر الانبیاءؓ" نے ایک مضمون میں اعلان کر دیا تھا کہ نسیان نبوت کے منافی نہیں ہے حالانکہ نبوت سے نسیان کے امکان کی بھی نفی ہو جاتی ہے۔ ایک سانس میں یہ اعلان ہوتا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ماننا جزوِ ایمان نہیں۔ دوسرے سانس میں ایمان بالخلافت کا عقیدہ تراش لیا جاتا ہے اور وہ ایمان ایک ایسی ہستی کے ساتھ وابستہ کر دیا جاتا ہے جو مجبور و معذور ہے۔ کہاں یہ دعوےٰ کہ خلیفہ صاحب مکرم حضرت فاروق اعظمؓ سے افضل ہیں، کہاں یہ کہ موجودہ معذوری میں محض دستخط ہی کر سکنا کافی سمجھ لیا گیا ہے! "قمر الانبیاءؓ" نے تاریخ کا سہارا لیا ہے کیا وہ بتا سکتے ہیں کہ تاریخ میں کوئی ایسا وجود بھی ہوا ہے جو خدا کا فرستادہ ہو اور اس کا ماننا ضروری ہو لیکن وہ عمر کے ایک حصے میں بالکل ناکارہ اور نکما ہو کر رہ گیا ہو اور اس کی حالت بقول قرآن مجید لا یموت فیها ولا یحییٰ کی مصداق ہو کر رہ گئی ہو، یہ ٹھیک ہے انبیاء اور اولیاء بھی بیمار ہوتے ہیں لیکن وہ کبھی نکمے ہو کر نہیں رہ جاتے، کیونکہ یہ سراسر خدا کے سنّت کے خلاف ہے۔

یہ تو "قمر الانبیاءؓ" کو مسلم ہے کہ ان کے "مصلح موعودؑ" کو فالج کا عرض لاحق ہے۔ وہ اس سے بھی انکار نہیں کر سکتے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فالج کو دُکھ کی مار اور خبیث مرض کہا ہے اور ان کا عقیدہ تھا کہ یہ مرض اہل اللہ کو نہیں لگتی۔ بلکہ خدا کے دشمن اس کا شکار ہوتے ہیں یہی وجہ ہے کہ مامور زماں نے اپنے دشمنوں کے لئے دُعا کی کہ خدا ان کو مفلوج اور مجنون کرے تاکہ حق و باطل میں تمیز ہو جائے اس لئے حضرت اقدسؑ کے مشن کا موعود داعی اس مرض کا کیسے شکار ہو سکتا ہے! اگر اس کو یہ خبیث مرض لاحق ہو گیا ہے تو اس بات کا بیّن ثبوت ہے کہ اس کو خدا کے نزدیک حضرت اقدس کے مشن سے نہ صرف واسطہ ہی نہیں بلکہ اس کے وجود سے اس مشن کو نقصان کا اندیشہ ہے۔ اس ایک دلیل سے "موعودیت" الف لیلوی داستان باطل ہو کر رہ جاتی ہے۔ شاید وہ بودا دلیلوں سے یہی ثابت کرنا چاہتے ہیں! یہ ایک خدائی نشان ہے کہ قادیانی آمرانہ نظام کے شکمی اغراض سے مامورانہ مشن کے تقدس کی تصدیق ہو رہی ہے۔ کیونکہ یہ نظام جذام بن کر مشن کی روح کو مجروح کر رہا تھا خلافتی استبداد سے روحانی استعداد مٹ رہی تھی ۱۹۱۴ء سے یہ نعرہ لگ رہا تھا کہ انجمن کی کوئی حیثیت نہیں۔ سب کچھ خلیفہ ہی کی ذات ہے۔ اس تبرائی عقیدہ نے جماعت کی وحدت کو پھاڑ دیا۔ اس کی تقویت کے لئے ایک اور عقیدہ بروئے کار آیا، کہ خلیفہ معزول نہیں ہو سکتا۔ اب خلیفہ صاحب مکرم کی ہوشربا علالت نے ان عقائد کے تار و پود بکھیر دیئے ہیں۔ ان کی زندگی میں نگران کمیشن ربوہ میں بن گیا ہے۔ اس سے ثابت ہوا کہ اصل چیز انجمن ہی ہے کیونکہ کمیشن کے پس منظر میں انجمن کا نظریہ ہی کارفرما ہے۔ اسی سے خلیفہ صاحب کی عملی معزولی کا راز بھی افشاء ہو گیا ہے۔ گویا جماعت نہیں خدا نے جماعت سے خلیفہ صاحب کو معزول کرایا ہے، اس پر طرہ یہ کہ اس کمیشن کے خالق اور صدر خود قمر الانبیاءؓ ہیں۔ جو خلیفہ صاحب کی ہوش کی زندگی میں زجر و توبیخ کا نشانہ بنتے رہتے تھے۔ اور ان کی اسقاط کے لئے گونا گوں القاب خطبوں میں استعمال ہوتے تھے۔ اب خلیفہ صاحب کی طویل علالت کے صدقے وہ رب کرتا دھرتا بنتے جا رہے ہیں، اور اپنے لئے زمین ہموار کرنے کی خاطر ایسے ترچھے مضمون رقم فرماتے رہتے ہیں تاکہ جماعت اُن کے لئے دیدہ براہ اور گوش برآواز ہو جائے۔ دوسروں کی تکلیف اغتنیاب بڑا آسان ہے لیکن اس سے کوئی مسئلہ حل نہیں ہوتا۔ کبھی کبھار اپنے نفس کا محاسبہ بھی ہو تو شاید عتاب کا ربوں سے اجتناب کی صورت پیدا ہو سکے، لیکن بقول شاعر:-

کارِ ذاتی سے ہیں عاجز پاکبازانِ جہاں

اپنے منہ کی گرد پانی آپ دھو سکتا نہیں

نبی کے حقیقی اور مجازی معنی میں مشابہتیں

(از مولانا شیخ عبدالرحمٰن صاحب مصری)

گذشتہ قسط میں یہ بتلایا جا چکا ہے کہ حضرت اقدس نے اپنے الہامات اور حدیث نبوی میں آنے والے مسیح کے لئے وارد شدہ لفظ "نبی" کے مجازی معنی کن قرینوں کی بناء پر لئے صرف اس لفظ کے حقیقی اور مجازی معنی کے درمیان جو مشابہت کا تعلق ہے اسے ثابت کرنا باقی رہ گیا تھا، سو اس کا ثبوت ذیل میں دیا جاتا ہے تمام بھائیوں کو معلوم ہونا چاہیئے کہ یہ تعلق حضرت اقدسؑ نے بالکل اپنی ابتدائی کتاب توضیح مرام میں ہی بیان کر دیا ہوا ہے چنانچہ فرماتے ہیں :-

" اس جگہ اگر یہ اعتراض پیش کیا جائے کہ مسیح کا مثیل بھی نبی چاہیئے کیونکہ مسیح نبی تھا تو اس کا اول جواب تو یہی ہے کہ آنے والے مسیح کے لئے ہمارے سید و مولیٰ نے نبوت شرط نہیں ٹھہرائی بلکہ صاف طور پر یہی لکھا ہے کہ وہ ایک مسلمان ہوگا اور عام مسلمانوں کے موافق شریعت فرقانی کا پابند ہوگا اور اس سے زیادہ کچھ بھی ظاہر نہیں کرے گا کہ میں مسلمان ہوں اور مسلمانوں کا امام ہوں ماسوا اس کے اس میں کچھ شک نہیں کہ یہ عاجز خدا تعالےٰ کی طرف سے اس امت کے لئے محدث ہو کر آیا ہے اور محدث بھی ایک معنی سے نبی ہی ہوتا ہے گو اس کے لئے نبوت تامہ نہیں مگر تاہم جزوی طور پر وہ ایک نبی ہی ہے کیونکہ وہ خدا تعالےٰ سے ہم کلام ہونے کا ایک شرف رکھتا ہے اور امور غیبیہ اس پر ظاہر کئے جاتے ہیں۔ اور رسولوں اور نبیوں کی طرح اس کی وحی کو بھی دخل شیطان سے منزہ کیا جاتا ہے اور مغز شریعت اس پر کھولا جاتا ہے اور بعینہ انبیاء کی طرح مامور ہو کر آتا ہے اور انبیاء کی طرح اس پر فرض ہوتا ہے کہ اپنے تئیں با واز بلند ظاہر کرے اور اس سے انکار کرنے والا ایک حد تک مستوجب سزا ٹھہرتا ہے اور نبوت کے معنی بجز اس کے اور کچھ نہیں کہ امور متذکرہ بالا اس میں پائے جائیں۔"

گو لفظ نبوت یہاں مطلق ہے لیکن ظاہر ہے کہ اس سے مراد صحیح مسلم میں وارد شدہ لفظ "نبی" ہی لیا گیا ہے۔

ازالہ اوہام میں بھی مختصراً مشابہت کو ان الفاظ میں بیان کر دیا گیا ہے کہ محدث کو نبی اس لئے کہتے ہیں کہ نبیوں کا کام اس سے لیا جاتا ہے۔ بہرحال مشابہت کو حضور نے واضح کر کے بیان کر دیا ہے۔ یہ وہ اوصاف ہیں جو حضرت مسیح موعودؑ میں بحیثیت محدث ہونے کے نہ بحیثیت نبی ہونے کے پائے جاتے ہیں اور ہماری جماعت ان صفات کو حقیقی طور پر حضورؑ میں تسلیم کرتی ہے نہ کہ فرضی اور خیالی طور پر جیسا کہ آپ ظاہر کرنا چاہتے ہیں انبیاء علیہم السلام میں یہ صفات بدرجہ اتم واقوے پائی جاتی ہیں اسی لئے ان کے ساتھ اس غیر نبی کو تشبیہہ دی جاتی ہے جس میں یہ صفات گو پائی تو جاتی ہیں، مگر انبیاء کے مقابل کم درجہ پر پائی جاتی ہیں کیونکہ مشبہ بہ میں وصف مشترک مشبہ کی نسبت اقوی ہوتی ہے جیسا کہ شیر میں بہادری کی صفت انسان کی نسبت اقوی اور اتم تسلیم کی گئی ہے۔

اداریہ میں اس امر پر بھی زور دیا گیا ہے کہ حضرت اقدسؑ کے ساتھ جو مکالمہ مخاطبہ ہوا یا اظہار علی الغیب ہوا یا حضور کی جو پیشگوئی پوری ہوئی یہ سب کچھ نبوت کی قوت سے ہوا یہ درست نہیں بلکہ یہ سب ولایت عظمیٰ کی قوت سے ہوا کیونکہ حضرت اقدس کا مقام ولایت عظمیٰ کا مقام ہے نبوت کا مقام آپ کا نہیں ہے کہ اس کی قوت سے یہ سب کچھ ظہور پذیر ہوتا۔ میں اس امر کا پھر اعادہ کرتا ہوں کہ یہ سب انعامات حقیقی ہیں فرضی اور خیالی نہیں جیسا کہ آپ ظاہر کرنا چاہتے ہیں اداریہ میں ایک مثال بیان کی گئی ہے کہ فرض کریں کہ آم کے بہت سے باغ ہوں اور ہماری حکومت حکم دے کہ سب باغوں کو کاٹ کر صرف ایک ہی باغ رہنے دیا جائے اور آم کا پھل اسی سے حاصل کیا جائے اور اس حکم کی تعمیل ہو جاتی ہے نہ معلوم اس تمثیل کو بیان کرنے سے جناب ایڈیٹر صاحب کی کیا غرض ہے ہم تو مانتے ہیں کہ پہلے تمام انبیاء کے درخت اب بے ثمر ہو چکے ہیں اب روحانی پھل اگر مل سکتا ہے تو حضرت نبی کریم صلعم کے روحانی باغ سے ہی مل سکتا ہے اور اسی روحانی باغ کی طرف لوگوں کو راہ دکھلانے کے لئے مجددین محدثین امت میں مبعوث ہوتے رہتے ہیں جبکہ لوگ اس باغ کی طرف جانے کا راستہ بھول جاتے ہیں اور اسی غرض کے لئے حضرت مسیح موعود مبعوث ہوئے ....

- - - - - - - - - - - - - - - - - - -

.... اور آپ ہی اس کی طرف جانیوالا راستہ بتلا سکتے تھے کیونکہ آپ نے خود اس باغ سے پھل کھایا تھا، آپ نے ٹھیک فرمایا ہے

کوئی مذہب نہیں ایسا کہ نشان دکھلاوے
یہ ثمر باغِ محمد سے ہی کھایا ہم نے

اداریہ میں پھر اس بات کو دہرایا گیا ہے کہ حضرت اقدس نے اشتہار ایک غلطی کا ازالہ میں محدث ہونے سے انکار کیا ہے۔ میں اس امر کو مدلل طور پر ثابت کر چکا ہوں کہ انکار صرف اس بات کا کیا ہے کہ لغت میں محدث کے معنی اظہار علی الغیب نہیں اس لئے جس شخص پر اظہار علی الغیب ہوگا وہ اسلامی اصطلاح میں تو محدث کہلائے گا لغت کے اعتبار سے وہ محدث نہیں کہلا سکتا یہ بالکل صاف اور سیدھی بات ہے نہ معلوم ہمارے بھائیوں کو اس کے سمجھنے میں کیا دقت پیش آ رہی ہے یہ بھی یاد رہے کہ اشتہار ایک غلطی کا ازالہ ایک مرید کی غلطی کے ازالہ کے لئے لکھا گیا ہے

سلہ ہمارے بھائی حضور کے ان الفاظ پر غور فرمائیں کیا صحیح مسلم میں صراحت کے ساتھ آنے والے مسیح کے لئے لفظ "نبی" موجود نہیں پھر آپ کس طرح تحریر فرما رہے ہیں کہ نبی کریم صلعم نے آنے والے مسیح کے لئے نبوت شرط نہیں ٹھہرائی کیا اس سے صاف معلوم نہیں ہوتا کہ حدیث میں لفظ نبی کے محض لغوی معنی میں وارد ہونے کی وجہ سے اسے آپ نبی نہیں گردانتے کیونکہ لغوی معنی والی نبوت کو آپ نے کبھی بھی نبوت قرار نہیں دیا صرف شرعی اصطلاح والی نبوت کو ہی آپ ہمیشہ نبوت قرار دیتے رہے ہیں؟

سلہ ان الفاظ پر بھی وہ دوست غور کی نظر ڈالیں جو کہتے ہیں امتی اور نبی کے درمیان جو تباین کی نسبت حضور نے تحریر فرمائی ہے اس کا مطلب صرف یہ ہے کہ نبی امتی نہیں بن سکتا امتی کے نبی بننے کی نفی اس میں نہیں کی گئی کیا امتی کے نبی بننے کی نفی کے لئے اس سے اصرح الفاظ کی ضرورت ہے؟

سلہ ہمارے بھائی ان الفاظ کو بھی ذہن نشین کر لیں کہ "محدث بھی ایک معنی سے نبی ہی ہوتا ہے" دوسرے بعد کی عبارت کو غور سے پڑھیں کہ اس میں وہ تمام مشابہتیں بیان کی گئی ہیں جو لفظ "نبی" کے حقیقی اور مجازی معنوں کے درمیان پائی جاتی ہیں جو مندرجہ ذیل ہیں (۱) نبیوں کی طرح بلا خدا سے ہمکلام ہونا (۲) نبیوں کی طرح امور غیبیہ کا اس پر کھلنا (۳) نبیوں اور رسولوں کی طرح اس کی وحی کا دخل شیطان سے منزہ ہونا (۴) جس طرح نبیوں پر شریعت اور مغز شریعت کا نزول ہوتا ہے اسی طرح اس پر بھی مغز شریعت کھلتا ہے (۵) نبیوں کی طرح مامور ہونا۔ (۶) نبیوں کی طرح اپنے دعوے کا اعلان کرنا (۷) اس کے منکر کا مستوجب سزا ہونا۔ ان سات امور کے پائے جانے کی وجہ سے محدث نبیوں سے مشابہت پیدا کر لیتا ہے اس لئے ان مشابہتوں کی وجہ سے اگر نبی کا لفظ اس کے لئے استعمال کر لیا جائے تو کوئی حرج نہیں کیونکہ یہ استعمال محض مجازی ہوگا اور اس لحاظ سے اس کو نبی کا مثیل کہنا بھی جائز ہے۔

الاکان فی امته من یحدّث وان یکن فی امتی منهم احد فهو عمر رواه ابن عساکر۔

۷)۔ عن عائشۃ ان النبی صلعم قال ما کان نبی الا کان فی امته معلّم او معلمان فان یکن فی امتی منهم احد فهو عمر بن الخطاب اخرجه الطبرانی فی الاوسط خصائص کبریٰ جلد ۲ صفحہ ۱۲۹۔

حضرت اقدسؑ نے صاف لکھا ہے کہ احادیث میں یہ مراد نہیں کہ صرف عمرؓ ہی اس امت میں محدّث ہیں بلکہ مراد یہ تھی جو حضرت عمرؓ کی اوصاف حمیدہ اپنے اندر رکھے گا وہی ضرورت کے وقت بطور محدّث مبعوث کر دیا جائے گا۔

احادیث میں محدّث کی صفات

مندرجہ بالا احادیث میں محدّث کی مندرجہ ذیل صفات بیان کی گئی ہیں :۔

(۱)۔ بکثرت خدا کے مکالمہ سے مشرف ہونا۔

(۲)۔ باوجود مکالمہ الٰہی سے مشرف ہونے کے نبی نہ ہونا۔

(۳)۔ خدا کی طرف سے فہم شریعت عطا کیا جانا

(۴)۔ صواب کی راہوں کا اس پر کھلنا۔

(۵)۔ دین کی حقیقتوں اور سچائیوں سے لوگوں کو آگاہ کرنے والا۔

گویا اسلامی اصطلاح میں محدّث کے تمام کمالات بیان کر دیئے گئے ہیں اور یہی وہ امور ہیں جنکے محدّث کی ذات میں موجود ہونے کا ذکر حضرت مسیح موعودؑ نے توضیح مرام میں کیا ہے جس کا حوالہ اوپر گذر چکا ہے۔ پس الہام میں الفاظ "فیك مادة فاروقية" کی قید صاف بتلا رہی ہے کہ اللہ تعالےٰ نے اس الہام میں جو حضرت مسیح موعودؑ کی شان میں محدّث اللّٰہ کا لقب استعمال کیا ہے وہ اسلامی اصطلاح میں ہی مدّنظر رکھ کر کیا ہے اور حضور کا جو اصلی مقام خدا کے نزدیک ہے الہام میں اسی کو بیان کرنا مقصود ہے۔ اور یہی وجہ ہے کہ حضرت اقدسؑ نے اپنی تمام کتابوں میں محدثیت کے مقام کو ہی اپنا اصلی مقام بتلایا ہے۔ اور اسی پر شروع سے آخر تک زور دیتے چلے گئے ہیں، اور صراحت کے ساتھ یہ لکھا ہے کہ آپ اسلامی اصطلاح میں محدّث ہیں اور محض لغوی معنی میں نبی ہیں، کیونکہ ہر وہ محدّث جس پر کثرت سے غیب کا اظہار ہو وہ لغوی لحاظ سے نبی ہی کہلائے گا کیونکہ لغت میں اس مفہوم کو ادا کرنے کے لئے لفظ "نبی" ہی وضع کیا گیا ہے اس کے سوا اس مفہوم کو ادا کرنے کے لئے لغت میں اور کوئی لفظ نہیں ملتا۔ البتہ شرعی اور اسلامی اصطلاح میں لفظ "نبی" کا اطلاق اس پر نہیں ہو سکتا کیونکہ اس میں شریعت کا لانا یا سابقہ شریعت میں ترمیم کرنا یا براہ راست خدا سے تعلق رکھنا ضروری ہے اور ان میں سے کوئی بات بھی محدّث میں نہیں پائی جاتی۔

الہام الٰہی میں ایک نظریہ کی غلطی کا اعلان

ربوہ سے تعلق رکھنے والے ہمارے بھائیوں کا یہ نظریہ ہے کہ اللہ تعالےٰ تو حضرت مسیح موعودؑ کو شروع سے ہی "نبی" کے لقب سے پکار رہا تھا مگر حضرت اقدسؑ کے ذہن میں چونکہ نعوذ باللہ علماء زمانہ کی تقلید میں نبوّت کا غلط مفہوم ایسا سمایا ہوا تھا کہ آپ نعوذ باللہ خدا کے مقصد کو سمجھنے میں آتے ہی نہ تھے یہاں تک کہ ان دوستوں کے ایک بیان کے مطابق ۱۹۰۱ء کے آخر میں اور ایک بیان کے مطابق ۱۹۰۷ء میں جاکر سمجھ آیا بلکہ سچ یہ ہے کہ ابھی تک بھی یہ دوست اس انکشاف کی صحیح تاریخ مقرر کرنے میں کامیاب نہیں ہوئے اور ہوں بھی کس طرح جبکہ تبدیلی کا وجود ہی کوئی نہیں شروع دعوے سے ہی آپ اپنے آپ کو اسلامی اصطلاح میں محدّث کہتے رہے اور لغوی معنی میں نبی کہتے رہے اور اسلامی اصطلاح والی نبوّت کا انکار کرتے رہے اور آخر عمر تک اسی پر قائم رہے اور جماعت کا مسلک حضور کی زندگی میں بھی اور بعد ازاں حضرت مولوی نورالدین صاحب کے عہد خلافت میں بھی یہی رہا۔

اب یہاں ایک اہم سوال پیدا ہوتا ہے کہ اگر ہمارے ان دوستوں کا نظریہ درست ہے کہ اللہ تعالےٰ کے نزدیک ....

حضرت مسیح موعودؑ مقام نبوّت پر فائز تھے اور محدثیت آپ کا اصل مقام نہ تھا بلکہ نبوّت آپ کا اصل مقام تھا تو کیا اللہ تعالےٰ بھی نعوذ باللہ علماء زمانہ کی تقلید میں غلطی کا شکار ہو گیا کہ اس نے نبی اللہ کو "محدّث اللہ" کہہ دیا۔ "نبی" اور "محدّث" کے درمیان جو فرق یہ دوست بیان کرتے ہیں کیا خدا کو بھی نعوذ باللہ اس فرق کا کوئی علم نہ تھا کہ اس نے نعوذ باللہ ایسی خطرناک غلطی کا ارتکاب کیا۔ ایک نبی کو محدّث کے لقب سے پکارا اگر یہ کہا جائے کہ الہامات میں "نبی" کا لفظ بھی تو موجود ہے یہ درست ہے کہ لفظ "نبی" الہامات میں موجود ہے۔ اس لئے یہ معاملہ اب دو حال سے خالی نہیں یا تو دونوں الہامات متناقض تسلیم کرنے پڑیں گے یا ان میں معقول تطبیق دینی پڑے گی ہمارے ان بھائیوں کے نزدیک ان دونوں الہاموں میں تطبیق اس طرح دی جا سکتی ہے کہ الہام الٰہی انت محدّث اللّٰہ میں "محدّث" کے لغوی معنی مراد لے لئے جائیں کیونکہ لغت اس شخص کو جس سے کوئی بات کی جائے محدّث کہتی ہے۔ چونکہ نبی سے خدا باتیں کرتا ہے اس لئے محدّث کے لغوی معنی کے لحاظ سے ہر نبی محدّث ہے۔ پس مسیح موعودؑ جو بقول ان کے نبی اللّٰہ تھے ان کو اس معنی میں محدّث کہہ دینے سے دونوں الہاموں میں بظاہر جو تناقض نظر آتا ہے وہ دور ہو جاتا ہے۔ لیکن الہام الٰہی کے الفاظ "فیك مادة فاروقية" اس تطبیق کے غلط ہونے کا بالصراحت اعلان کر رہے ہیں کیونکہ یہ الفاظ صاف طور پر بتلا رہے ہیں کہ الہام میں اسلامی اصطلاح والا محدّث مراد لیا گیا ہے، اس لئے تطبیق وہی درست ہے جو میں نے بتلائی ہے کہ الہام میں "نبی" کا لفظ لغوی معنی میں استعمال کیا گیا ہے۔ اور محدّث کا لفظ اسلامی اصطلاح میں استعمال کیا گیا ہے۔ اور حضرت اقدسؑ نے بھی ان دونوں الہاموں میں تطبیق دینے کی یہی راہ اختیار کی ہے اس راہ کو اختیار کرنے سے نہ تو دونوں الہاموں میں تناقض باقی رہتا ہے اور نہ ہی حضرت اقدسؑ کی تحریروں کے متعلق ناسخ منسوخ کے جھگڑے کو اٹھانے کی ضرورت پیش آتی ہے۔

حضرت نے محدّث اور نبی دونوں لفظ استعمال کئے

حوالے تو بے شمار ہیں لیکن طوالت کے خوف سے سردست دو حوالوں پر ہی اکتفا کیا جاتا ہے حضرت اقدسؑ کا ایک اشتہار "قد افلح من زکّاھا" ۱۸۹۳ء میں یعنی بالکل ابتدائی زمانہ میں ہی شائع ہوا اس اشتہار میں حضور مکالمہ مخاطبہ اور قبولیت دعا کے نشان اور مقربان الٰہی پر جو دیگر احسانات اللہ تعالیٰ کرتے ہیں ان کا ذکر کر کے فرماتے ہیں:۔

"جس کسی سے یہ مکالمہ کثرت سے
وقوع میں آتا ہے اس کو نبی یا
محدّث کہتے ہیں"

یہ وہ زمانہ ہے جس کے متعلق ہمارے بھائیوں کا بھی یہی اعتقاد ہے کہ اس وقت حضرت اقدسؑ محض کثرت مکالمہ مخاطبہ پانے والے کو نبی نہیں سمجھا کرتے تھے۔ مگر اس اشتہار میں صاف الفاظ میں ایسے نبی بھی قرار دیا ہے اور محدّث بھی قرار دیا ہے جس کے معنی یہ ہیں کہ ایسے شخص کے لئے دونوں لفظوں کا استعمال جائز ہے محدّث اسلامی اصطلاح کے لحاظ سے اور "نبی" لغوی معنی کے لحاظ سے ورنہ ہمارے دوست بتلائیں کہ حضرت اقدسؑ نے یہ دونوں لفظ کیوں استعمال کئے ہیں۔

جماعت کے ایک جیّد عالم کا حوالہ

حضرت اقدس مسیح موعودؑ کے مندرجہ بالا حوالہ کے

---

[۱] چشمۂ مسیحی کے حوالہ سے میں یہ ثابت کر چکا ہوں کہ حضرت مسیح موعودؑ نے اسلامی اصطلاح میں جو نبوّت کی تعریف کی ہے وہ علماء زمانہ کی تقلید میں نہیں کی بلکہ قرآن مجید اور احادیث کی روشنی میں کی ہے اور حضور کا استدلال ان دونوں ماخذوں سے بالکل درست ہے اگر کسی کو شک ہو تو بندہ حضور کے استدلال کی صحت ثابت کرنے کے لئے تیار ہے۔

اپنی کسی غلطی کے ازالہ کے لئے حضور نے یہ اشتہار شائع نہیں کیا تھا کہ اس میں حضور کو اپنے کسی عقیدہ کو تبدیل کرنے کی ضرورت پیش آتی اس لئے جو عقیدہ حضور کا محدثیت اور نبوت کے متعلق پہلے سے چلا آ رہا تھا وہی اس اشتہار میں بیان ہونا تھا اور وہی ہوا۔

اس جگہ غیر مناسب نہ ہوگا اگر میں اپنے بھائیوں کی توجہ ایک خاص نکتہ کی طرف مبذول کردوں اور وہ یہ ہے کہ صفات یا خواص کے مختلف انسانوں میں منتقل ہونے سے نام بھی بدل جایا کرتے ہیں۔ آپ دیکھ لیں کہ نور تو صرف خدا تعالےٰ کا ہی ہے جیسا کہ اللّٰہ نور السموات والارض سے ظاہر ہے انسانوں میں سے بعض کی فطرت میں اللہ تعالےٰ نے یہ قوت رکھی ہے کہ وہ اللہ تعالےٰ کے اس نور کو اپنی اپنی استعداد کے مطابق براہ راست جذب کر لیتے ہیں ایسے انسانوں میں سے سب سے زیادہ اس نور کو حضرت نبی کریم صلعم نے جذب کیا باوجود اس کے کہ ایسے انسانوں میں نور تو خدا کا ہی ہوتا ہے لیکن ان کو خدا کے نام سے نہیں پکارا جاتا بلکہ ان کو نبی اور رسول کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے اسی طرح بعض انسانوں کا فطرتی جوہر ایسا ہوتا ہے کہ وہ خدائی نور کو براہ راست خدا سے لینے کی قابلیت نہیں رکھتے بلکہ ان کی فطرت میں انبیاء سے نور لینے کی استعداد ہوتی ہے اور وہ انہی کے نور سے نور لے کر منور ہوتے ہیں ایسے انسانوں کو اسی طرح نبی نہیں کہہ سکتے جس طرح پہلی قسم کے انسانوں کو خدا نہیں کہہ سکتے بلکہ طریق حصول میں تبدیلی کی وجہ سے ان کا نام "نبی" کی بجائے "ولی" رکھا جائے گا انبیاء علیہم السلام میں جس طرح حضرت نبی کریم صلعم نے خدائی نور کو سب سے زیادہ جذب کیا بلکہ جتنا بشر کے لئے جذب کرنا ممکن ہو سکتا تھا اتنا جذب کر لیا اسی لئے آپ خاتم النبیین قرار پائے کیونکہ ان کی فطرت میں سب سے زیادہ استعداد رکھی گئی تھی کیونکہ ان سے خدا نے دیگر اولیاء امت کے مقابل دین کی خدمت کا زیادہ کام لینا تھا اور یہی خصوصیت ہے جس کی طرف اشارہ حضور کے الفاظ ایک وجہ سے نبی بھی ہوں پایا جاتا ہے، تفصیلی روشنی اس حقیقت پر کسی دوسرے موقع پر ڈالی جائے گی۔ آپ کے لٹریچر میں حضور کو جو چودھویں رات کے چاند سے تشبیہ دی گئی ہے یہ تشبیہ بالکل درست ہے لیکن آپ غور فرمائیں کہ باوجود اس کے کہ چودھویں کا چاند بقول آپ کے سورج کے تمام کمالات کو اپنے اندر لے لیتا ہے لیکن پھر بھی اس کا نام "سورج" نہیں رکھا جاتا نام اس کا چاند ہی رہتا ہے، ناموں کی اس تبدیلی کے متعلق حضرت اقدس کا ایک حوالہ نقل کر دینا بھی خالی از فائدہ نہ ہوگا۔ حضور آئینہ کمالات اسلام کے صفحہ ۲۲۳ پر انقطاع الی اللہ کے بلند ترین مقام کو بیان کرنے کے بعد فرماتے ہیں:۔

"جب کسی کی حالت اس نوبت تک پہنچ جائے تو اس کا معاملہ اس عالم سے وراء الورا

ہو جاتا ہے اور ان تمام ہدایتوں اور مقامات عالیہ کو ظلی طور پر پا لیتا ہے جو اس سے پہلے نبیوں اور رسولوں کو ملے تھے اور انبیاء اور رسل کا وارث اور نائب ہو جاتا ہے، وہ حقیقت جو انبیاء میں معجزہ کے نام سے موسوم ہوتی ہے وہ اس میں کرامت کے نام سے ظاہر ہو جاتی ہے اور وہی حقیقت جو انبیاء میں عصمت کے نام سے نامزد کی جاتی ہے اس میں محفوظیت کے نام سے پکاری جاتی ہے اور وہی حقیقت جو انبیاء میں نبوت کے نام سے بولی جاتی ہے اس میں محدثیت کے پیرایہ میں ظہور پکڑتی ہے حقیقت ایک ہی ہے لیکن بباعث شدت اور ضعف رنگ کے مختلف نام رکھے جاتے ہیں۔ اسی لئے آنحضرت صلعم کے ملفوظات مبارکہ اشارت فرما رہے ہیں کہ محدث نبی بالقوۃ ... ہوتا ہے اور اگر باب نبوت مسدود نہ ہوتا تو ہر ایک محدث اپنے وجود میں قوت اور استعداد نبی ہو جانے کی رکھتا تھا اور اسی قوت اور استعداد کے لحاظ سے نبی کا حمل محدث پر جائز ہے یعنی کہہ سکتے ہیں کہ المحدث نبی جیسا کہ کہہ سکتے ہیں العنب خمر نظراً علی القوۃ والاستعداد ومثل هذا الحمل شائع متعارف فی عبارات القوم وقد جرت المحاورات علی ذالک کما لا یخفی علی کل ذکی عالم مطلع علی کتب الادب والکلام والتصوف اور اسی حمل کی طرف اشارہ ہے جو اللہ جلشانہ نے اس قرأت کو جو وما ارسلنا من رسول ولا نبی ولا محدث ہے مختصر کر کے قرأت ثانی میں صرف یہ الفاظ کافی قرار دیئے کہ وما ارسلنا من رسول ولا نبی"۔

مندرجہ بالا عبارت حقیقت پر سے پردہ اٹھانے کے لئے کافی ہے اگر جیسا کہ ہمارے بھائی خیال کرتے ہیں کہ حضرت اقدس نے کسی وقت میں محدث کہلانے سے انکار کر کے نبی کہلانا شروع کر دیا تو اس کے معنی یہ ہوئے کہ حضور نے نعوذ باللہ باب نبوت جسے مسدود قرار دیا ہوا تھا اسے اب کھول دیا ہے اس کا جو اثر آپ کی علمی حیثیت پر پڑ سکتا ہے وہ کسی عقلمند سے مخفی نہیں رہ سکتا۔ میں نے اداریہ کی تمام باتوں کو صاف کر دیا ہے۔ اللہ تعالےٰ ان کے دلوں میں میرا یہ بیان اتار دے آمین......

- - - - - - - - - - - - - -

کیا حضرت مسیح موعودؑ کو صرف محدث کہنا جائز نہیں؟ الہام الٰہی کیا کہتا ہے

"الفضل" کے ۱۶ر اگست کے اداریہ میں لکھا ہے:۔

"آپ کو صرف محدث کہنا صحیح نہیں ہے بلکہ اُمتی نبی ماننا چاہیئے"

اس کے ساتھ ہی لکھا ہے:۔

"آپ کے تعلق میں اُمتی نبی کے معنی غیر نبی کرنا بہت بڑی جسارت ہے"

ان دونوں جملوں سے واضح ہے کہ جناب ایڈیٹر صاحب "الفضل" کے نزدیک "اُمتی نبی" مکمل طور پر بالفعل نبی ہے اور محدث چونکہ بالفعل نبی نہیں ہوتا اس لئے حضرت اقدسؑ کو محدث نہیں بلکہ نبی کہنا چاہیئے جناب ایڈیٹر صاحب کا یہ ارشاد چونکہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد کے صریح خلاف ہے اس لئے ہم اس کی تعمیل کرنے میں معذور قرار دیئے جانے کے قابل ہیں اللہ تعالےٰ کی طرف سے حضرت مسیح موعودؑ پر یہ وحی ولایت نازل ہوتی ہے "انت محدث اللّٰہ فیك مادۃ فاروقیۃ" یہ الہام الٰہی صاف طور پر حضرت مسیح موعودؑ کو محدث اللہ کے لقب سے پکارتا ہے اور محدث ہونے کی وجہ بھی ساتھ ہی بتلاتا ہے کہ "فیك مادۃ فاروقیۃ" یعنے تیرے اندر مادۂ فاروقی ہے اس وجہ سے تو محدث ہے الہام کے یہ الفاظ ان سات احادیث کی طرف اشارہ کر رہے ہیں جن میں حضرت عمرؓ کی شان میں الفاظ بیان کی گئی ہے:۔

(۱)۔ عن ابی هریرۃ قال قال رسول اللّٰہ صلعم لقد کان فیما قبلکم من الامم محدثون فان یکن فی امتی احد فانہ عمر زاد زکریا بن ابی زائدۃ عن سعد عن ابی سلمۃ عن ابی هریرۃ۔

(۲)۔ قال قال رسول اللّٰہ صلعم لقد کان فیما قبلکم من بنی اسرائیل رجال یکلمون من غیر ان یکونوا انبیاء فان یکن فی امتی منهم احد فعمر رواہ البخاری فی مناقب عمر وکذالک رواہ مسلم۔

(۳)۔ مسلم میں محدثون کی جگہ مفهمون کا لفظ ہے مسند حمیدی میں حضرت عائشہ رضی سے

(۴)۔ الملهم بالصواب مروی ہے ترمذی کی تفسیر میں

(۵)۔ مفهمون کہا ہے۔

(۶)۔ عن ابی سعید الخدری قال قال رسول اللّٰہ صلعم انہ لم یبعث نبی قط

بعد اب میں جماعت کے ایک جیّد عالم کا حوالہ پیش کرتا ہوں جو دونوں جماعتوں کے درمیان اختلاف کو یک لخت ختم کر دیتا ہے۔ ایس جیّد عالم کا نام مولوی محمد احسن صاحب امروہی مرحوم و مغفور ہے، سلسلہ کے مسائل بیان کرنے میں جو ید طولیٰ حضرت مولوی صاحب موصوف کو حاصل تھا وہ کسی سے مخفی نہیں اور علمی لحاظ سے جس قدر خدمت سلسلہ کی مولوی صاحب موصوف نے کی ہے وہ بھی کسی سے مخفی نہیں سلسلہ کے متعلق جس قدر سوالات باہر سے آتے تھے یا مخالفین سلسلہ پر جو اعتراض کیا کرتے تھے ان کے جوابات اکثر مولوی صاحب موصوف ہی دیا کرتے تھے اور حضرت مسیح موعودؑ کو آپ پر کلی اعتماد تھا۔ ایک سوال کے جواب میں جو کچھ انہوں نے فرمایا وہ ذیل میں درج کرتا ہوں۔ یہ سوال و جواب الحکم ۱۴ر مئی سنہ ۱۹۰۸ء میں شائع ہوئے ہیں۔ یعنی مزعومہ تاریخ تبدیلی کے بعد۔

سوال:- کیا وحی اور رسول اور نبی کے الفاظ کی تعبیر بالفاظ الہام و ملہم یا مجدّد و محدّث درست نہیں تھے جیسا کہ اس سے پہلے ہوتا رہا۔

الجواب:- یہ سب الفاظ قریب قریب مترادف ہیں دونوں طرح تعبیر کرنا درست ہے اور ہر دو تعبیر کتاب اور سنت صحیحہ میں موجود ہے۔"

اس جواب میں کتاب اور سنّت صحیحہ کے الفاظ آپ کے غور کے محتاج ہیں جواب میں محدّث اور نبی دونوں لفظوں کا حضور کی شان میں استعمال درست قرار دیا گیا ہے اور دونوں کو قرآن اور سنت صحیحہ کے مطابق بتلایا گیا ہے اور یہ اسی صورت میں صحیح ہو سکتا ہے کہ محدث اسلامی اصطلاح میں اور نبی لغوی معنی کی رو سے استعمال ہو۔ "امتی نبی" کا مفہوم چونکہ مفصل طور پر بیان ہو چکا ہے اس لئے اعادہ کی ضرورت نہیں۔ ہاں عام طور پر لفظ نبی کا استعمال حضرت اقدسؑ کی ہدایت کے خلاف ہے، فرماتے ہیں:-

" سو چونکہ ایسے لفظوں سے جو محض استعارہ کے رنگ میں ہیں اسلام میں فتنہ پڑتا ہے اور اس کا نتیجہ سخت بد نکلتا ہے اس لئے اپنی جماعت کی معمولی بول چال اور دن رات کے محاورات میں یہ لفظ نہیں آنے چاہیئے"

اور ایک وقت میں حضور نے یہ بھی فرمایا:-

کہ جہاں جہاں میری تحریروں میں لفظ نبی ہے مسلمان وہاں محدّث سمجھ لیں کیونکہ مراد اس لفظ سے محدّث ہی ہے۔

ہاں ساتھ ہی یہ بھی ہدایت کر دی کہ اگر کوئی دریافت کرے تو جس معنی میں لفظ نبی اور رسول الہامات میں آئے ہیں اس کو واضح کر دو چھپاؤ نہیں اور یہ بھی واضح کر دیا کہ میں بحیثیت مامور ہونے کے ان الفاظ کو چھپا نہیں سکتا۔

لیکن مفہوم ان کا محدثیت تک ہی محدود ہے۔ اس لئے ہم مندرجہ بالا وجوہ کی بناء پر جناب ایڈیٹر صاحب سے اتفاق نہیں کر سکتے کہ لفظ محدّث کو چھوڑ کر "امتی نبی" کا لفظ اپنی بول چال میں اختیار کر لیں۔

مقام مسرت

جناب ایڈیٹر صاحب نے اس حقیقت کو تسلیم کر لیا ہے کہ حضرت اقدسؑ کو صرف "نبی" نہیں کہا جا سکتا بحث مباحثہ میں جہاں یہ لفظ اختصار کے لئے استعمال ہوا ہے وہ الگ چیز ہے اس جگہ بھی آپ کو "امتی نبی" ہی سمجھنا چاہیئے"۔ اس حقیقت کو تسلیم کر لینا بھی باعث مسرت ہے اس پر بھی جناب ایڈیٹر صاحب کو مبارکباد دیتا ہوں لیکن اصولاً اس کو "امتی" کی قید تک ہی محدود نہیں رکھا جا سکتا بلکہ جہاں بھی حضرت اقدسؑ کے کلام میں مجرد لفظ نبی استعمال ہوا ہے وہاں اس لفظ کو ان تمام قیود کے ساتھ . . . . مقید تسلیم کرنا پڑے گا۔

جن قیود کے ساتھ حضورؑ نے اسے مقید کیا ہے اور یہ مسلم ہے کہ حضور نے اپنے لئے جب لفظ "نبی" استعمال کیا ہے تو اسے "جزوی اور ناقص" کی قیود سے بھی مقید کیا ہے اس لئے جہاں یہ لفظ بغیر قید کے استعمال ہوا ہے وہاں اگر امتی وغیرہ کی قیود سے اسے مقید سمجھنا ہوگا تو ساتھ ہی جزوی اور ناقص کی قیود سے بھی مقید سمجھنا ہوگا سوائے اس کے کہ کوئی دوست حضور کی تحریروں میں یہ دکھلا دے کہ حضور نے ان قیود کے ساتھ لفظ "نبی" کو مقید کرنے کی نفی کر دی ہو یا اپنی نبوّت کو کسی وقت نبوّت تامہ کاملہ قرار دیا ہو اس کے بغیر کسی کو حق نہیں کہ جزوی اور ناقص کی قید سے لفظ "نبی" کو آزاد کر سکے۔

ولی یا نبی

میرا یہ دعویٰ شروع سے ہی چلا آ رہا ہے کہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام جماعت انبیاء کے نہیں بلکہ جماعت اولیاء کے فرد ہیں بے شک جس قدر بھی اولیاء امت میں ہوئے ہیں ان کے آپ اسی طرح سردار ہیں جس طرح حضرت نبی کریم صلعم نبیوں کے سردار ہیں اس لئے میں نے سب سے پہلے اس محکم اصل کو بطور دلیل پیش کیا تھا جس میں حضور نے فرمایا ہے کہ جو شخص خدا سے براہ راست فیوض حاصل کرتا ہے اسے اصطلاح میں "نبی" اور رسول کہتے ہیں اور جو شخص نبی اور رسول سے فیوض حاصل کرتا ہے اسے اصطلاح میں ولی کہتے ہیں حضرت مسیح موعودؑ نے جو کمال بھی حاصل کیا وہ چونکہ حضرت نبی کریم صلعم کی اتباع میں فنا ہو کر حاصل کیا ہے اس لئے آپ زمرۂ اولیاء کے فرد ہی شمار ہو سکتے ہیں اس کے متعلق الفضل میں ایک لفظ بھی نہیں لکھا گیا نہ تائید میں نہ تردید میں۔

پھر میں نے حضور کی تحریر پیش کی تھی جس میں حضور فرماتے ہیں کہ میری وحی وحی نبوّت نہیں بلکہ وحی ولایت ہے جو زیر سایہ نبوت محمدیہ آنجناب صلعم کی پیروی سے اولیاء اللہ کو ملتی ہے اس کے متعلق بھی خاموشی سے ہی کام لیا جا رہا ہے۔ پھر میں نے بتلایا تھا کہ حضرت اقدسؑ نے صاف لکھا ہے کہ "امتی نبی" بنانا ہر نبی کا کام ہے ورنہ وہ نبی ہی نہیں ہو سکتا۔ اس کے خلاف حقیقۃ الوحی کے صفحہ ۹۷ کا حاشیہ پیش کیا گیا تھا جس کا صحیح مفہوم میں نے واضح کر دیا ہوا ہے کہ اس میں بھی محدّث بنانے کا ہی ذکر ہے اس پر بھی ابھی تک خاموشی ہی ہے اس کے لئے میں نے یشوع کی مثال بھی پیش کی تھی کہ انہیں حضرت اقدسؑ نے کامل امتی بھی قرار دیا ہے اور ساتھ ہی "نبی" کا نام بھی دیا ہے پس حضور کے نزدیک یشوع امتی نبی تھا جو حضرت موسیٰ کی پیروی کے فیض سے مستفیض ہو کر امتی نبی بنا اس مثال کے خلاف بھی اس وقت تک ایک لفظ نہیں لکھا گیا۔ حضرت نبی کریم صلعم کی ایک خصوصیت تو یہ ہے کہ آنحضور صلعم قیامت تک "امتی نبی" بناتے رہیں گے دوسرے دیگر انبیاء کے مقابل درجہ میں بڑھ کر امتی نبی بناتے رہیں گے۔ پھر میں نے ان کتابوں کے حوالے دے کر ثابت کیا تھا جو اشتہار "ایک غلطی کا ازالہ" کے بعد تصنیف ہوئیں جن میں حضور نے اپنے آپ کو اولیاء کے زمرہ میں ہی شمار کرتے ہیں۔ مثلاً الھدیٰ۔ براہین احمدیہ حصہ پنجم۔ سیرت الابدال۔ چشمۂ معرفت۔ حقیقۃ الوحی وغیرہ وغیرہ۔ ان حوالوں کو بھی اس وقت تک نہیں چھوا گیا۔

پھر میں نے ثابت کیا تھا کہ حضور اپنے آپ کو حدیث "علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل" کا ہی مصداق ثابت کرتے ہیں اور اسی گروہ میں اپنے آپ کو شامل گردانتے ہیں اور یہ گروہ یقیناً اولیاء امت کا گروہ ہے اسے بھی اس وقت تک نظر انداز کیا ہوا ہے۔ اسی طرح اسلامی اصطلاح اور لغوی اصطلاح میں حضور نے نبی کی الگ الگ تعریف کر کے اپنے آپ کو محض لغوی اصطلاح میں نبی کہا ہے اسلامی اصطلاح میں نبی ہونے سے انکار کیا ہے۔ اور ہمارے بھائیوں کا یہ جو خیال ہے کہ اسلامی اصطلاح والی تعریف نبوّت حضور نے علماء زمانہ کی تقلید میں کی تھی اس خیال کا غلط ہونا بھی میں نے دو طرح سے ثابت کر دیا ہے ایک تو چشمۂ مسیحی کے حوالہ سے جہاں حضور نے صراحت سے فرمایا ہے کہ علماء کا اعتقاد یہ ہے کہ بنی اسرائیل کے انبیاء موسیٰ کی پیروی سے نبی بنے ہیں، حتیٰ کہ حضرت عیسیٰ بھی موسیٰؑ کی پیروی تیس سال تک کر کے نبوّت کو حاصل کر سکے تھے، دوسرے قرآن کریم کی وہ آیت پیش کر کے جس سے حضور نے اپنی بتلائی ہوئی تعریف کے متعلق استدلال کیا ہے۔

پس یہ سب امور اصولی امور ہیں اگر یہ درست ہیں تو سچے احمدی کے لئے بجز اس کے اور کوئی چارہ نہیں کہ حضور کو جماعت اولیاء کا فرد تسلیم کرے اور یہی حضور کا مقام ہے۔

ایک غور طلب امر

ہمارے بھائی اس امر پر بھی سنجیدگی سے غور کریں

نبی کے حقیقی اور مجازی معنی میں مشابہتیں

(بسلسلہ صفحہ ۷)

کہ حضور کو زمرۂ انبیاء میں داخل کر کے حضور کی ذات میں وہ کونسی بزرگ وصف تسلیم کرتے ہیں جو ہم انہیں جماعت کے اولیاء میں داخل قرار دے کر تسلیم نہیں کرتے سوائے اس کے کہ آپ لوگوں کو اولیاء کی جماعت کا فرد تسلیم کر کے فتویٰ کفر سے حقیقی معنی میں اور سچے دل سے دستبردار ہونا پڑے گا جس سے آپ قولاً عدالت میں دستبردار ہو چکے ہیں اور یہ ایک سچائی کا اقرار ہے جس کے اقرار سے آپ کی شان میں کوئی فرق نہیں آئے گا بلکہ شان میں اضافہ ہی ہو گا۔

حضرت اقدسؑ کی بعض اور عبارتیں بھی ہیں جن کی توضیح کے لئے بعض اور دوستوں کا مطالبہ ہے گو "الفضل" میں ابھی تک وہ پیش نہیں کی گئیں تاہم ان کے متعلق انشاءاللہ وبتوفیقہ ان دوستوں کے مطالبہ کو بھی پورا کر دیا جائے گا۔

درخواست دعا

مولوی محمد یوسف صاحب گرنتھی ڈاڈر سینی ٹوریم میں عرصہ سے زیر علاج ہیں۔ بزرگان دین اور احباب کرام مولوی صاحب موصوف کی صحت کاملہ عاجلہ اور درازی عمر کے لئے اپنی نیم شبی دعاؤں میں درد دل سے دعا فرماویں۔

ھفت روزہ پیغامِ صلح لاھور
سالانہ چندہ۔ پاکستان سے چھ روپے۔ ہندوستان سے چھ روپے ہندوستانی سکہ۔ بیرونی ممالک سے ایک پونڈ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ہم تو رکھتے ہیں مسلمانوں کا دیں
دل سے ہیں خدامِ ختم المرسلیں

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا خصوصی ترجمان

تم ہمیں دیتے ہو کافر کا خطاب
کیوں نہیں لوگو تمہیں خوفِ عقاب

ہفت روزہ
پیغامِ صلح
لاہور

رجسٹرڈ ایل ۸۳۸

ہر بدھ کو شائع ہوتا ہے
تار کا پتہ :۔ "تبلیغ" لاہور
ٹیلیفون نمبر ۳۷۳۷
مدیر :۔ دوست محمد
مدیر معاون :۔ بشیر احمد سوز

جلد ۴۸ | یوم چہارشنبہ مورخہ ۲۷ ربیع الثانی سنہ ۱۳۸۰ھ مطابق ۱۹ اکتوبر سنہ ۱۹۶۰ء | نمبر ۴۱

بحرِ حکمت کے موتی

وعن الحارث الاعور قال مررت فی المسجد فاذ الناس یخوضون فی الاحاد فدخلت علی علیؓ فاخبرتہ فقال او قد فعلوھا قلت نعم قال اما انی سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول الا انھا ستکون فتنۃ قلت قلت ما المخرج منھا یا رسول اللہ قال کتاب اللہ فیہ نبأ ما قبلکم وخبر ما بعدکم وحکم ما بینکم ھو الفصل لیس بالھزل من ترکہ من جبار قصمہ اللہ و من ابتغی الھدی فی غیرہ اضلہ اللہ وھو حبل اللہ المتین وھو الذکر الحکیم وھو الصراط المستقیم ھو الذی لا تزیغ بہ الاھواء ولا تلتبس بہ الالسنۃ ولا یشبع منہ العلماء ولا یخلق عن کثرۃ الرد ولا ینقضی عجائبہ ھو الذی لم تنتہ الجن اذ سمعتہ حتی قالوا انا سمعنا قرآنا عجبا یھدی الی الرشد فآمنا بہ من قال بہ صدق ومن عمل بہ اجر ومن حکم بہ عدل ومن دعا الیہ ھدی الی صراط مستقیم (رواہ الترمذی و الدارمی بحوالہ مشکوٰۃ کتاب فضائل القرآن)

ترجمہ :۔ حارث اعور رضؓ سے روایت ہے کہ میرا مسجد میں گذر ہوا میں نے دیکھا کہ لوگ بیفائدہ باتوں میں مشغول ہیں وہاں سے میں حضرت علی رضؓ کی خدمت حاضر ہوا اور میں نے انہیں اس بات سے مطلع کیا انہوں نے فرمایا کیا واقعی وہ ایسی باتوں میں مشغول تھے میں نے عرض کیا ہاں

(باقی بر صفحہ ۱۱ اشتہار کے نیچے)

کیا خدا تعالیٰ کے لئے جائز نہیں کہ وہ کسی کا نام عیسیٰ یا ابن مریم رکھ دے

حضرت مسیح موعودؑ کا ارشاد گرامی

قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ نے مومن کی دو مثالیں بیان فرمائی ہیں۔ ایک مثال فرعون کی عورت سے دی ہے۔ جو کہ اس قسم کے خاوند سے خدا سے پناہ چاہتی ہے۔ یہ اُن مومنوں کی مثال ہے جو نفسانی جذبات کے آگے گر جاتے ہیں۔ اور غلطیاں کر بیٹھتے ہیں۔ پھر پچھتاتے ہیں۔ توبہ کرتے ہیں اور خدا سے پناہ مانگتے ہیں، اُن کا نفس فرعون جیسے خاوند کی طرح ان کو تنگ کرتا رہتا ہے وہ لوگ نفس لوامہ رکھتے ہیں۔ بدی سے بچنے کے لئے ہر وقت کوشاں رہتے ہیں۔ دوسرے مومن وہ ہیں جو اس سے اعلیٰ درجہ رکھتے ہیں۔ وہ صرف بدیوں سے ہی نہیں بچتے بلکہ نیکیوں کو حاصل کرتے ہیں۔ ان کی مثال اللہ تعالیٰ نے حضرت مریم سے دی ہے احصنت فرجھا فنفخنا فیہ من روحنا۔ (سورہ تحریم) ہر ایک مومن جو تقویٰ و طہارت میں کمال پیدا کرے وہ بروزی طور پر مریم ہوتا ہے۔ اور خدا تعالیٰ اس میں اپنی روح پھونک دیتا ہے۔ جو کہ ابن مریم بن جاتی ہے۔ زمخشری نے بھی اس کے یہی معنے کئے ہیں۔ کہ یہ آیت عام ہے اور اگر یہ معنے نہ کئے جاویں تو حدیث شریعت میں آیا ہے کہ مریم اور ابن مریم کے سوا مس شیطان سے کوئی محفوظ نہیں۔ اس سے لازم آتا ہے کہ نعوذ باللہ تمام انبیاءؑ پر شیطان کا دخل تھا۔ پس دراصل اس آیت میں بھی اشارہ ہے کہ ہر ایک مومن جو اپنے تئیں اس کمال کو پہنچائے خدا تعالیٰ کی روح اس میں پھونکی جاتی ہے اور وہ ابن مریم بن جاتا ہے اور اس میں ایک پیشگوئی ہے کہ اس امت میں ابن مریم پیدا ہوگا۔ تعجب ہے کہ لوگ اپنے بیٹوں کا نام محمدؐ اور عیسیٰؑ اور موسیٰؑ اور یعقوبؑ اور اسحاقؑ اور ابراہیمؑ رکھ لیتے ہیں۔ اور اس کو جائز جانتے ہیں۔ پر خدا تعالیٰ کے لئے جائز نہیں جانتے کہ وہ کسی کا نام عیسیٰؑ یا ابن مریم رکھ دے۔

(الحکم جلد ۵ نمبر ۲۸)

کیا تنک سے مانتے ہیں اس مسیح کے
جس کی مماثلت کو خدا نے بتا دیا
حاذق طبیب پاتے ہیں تم سے یہی خطاب
خوبوں کو بھی تو تم نے مسیحا بنا دیا

ترکی زبان میں اذان کا مسئلہ

قریباً چالیس سال بعد آج پھر ترکی کی فوجی حکومت نے اذان اور نماز ترکی زبان میں ادا کرنے کا سوال اٹھایا ہے چنانچہ حکومت ترکیہ کے سربراہ جنرل جمال گرسل نے مذہبی علوم کی اعلیٰ تعلیم کے ایک ادارہ میں تقریر کرتے ہوئے اس بات پر زور دیا ہے کہ:-

"میرے خیال میں قرآن پاک کا ترجمہ ترکی زبان میں ہونا چاہیئے اور اذان بھی ترکی زبان میں دی جانی چاہیئے"

آپ نے قرآن شریف کے ترکی ترجمہ پر خاص زور دیا اور فرمایا:-

"اذان اور دعا بھی عربی زبان میں نہیں ہونی چاہیئے، کیونکہ عربی سے عوام کی اکثریت نابلد ہے"

آپ نے فرمایا:-

"اتاترک مرحوم نے اپنے زمانہ میں اذان کو عربی سے ترکی میں تبدیل کر دیا تھا لیکن بعد ازاں عدنان مندریز نے سنہ ۱۹۵۱ء میں برسر اقتدار آنے کے بعد پہلا کام یہ کیا کہ اذان کو دوبارہ عربی زبان میں کر دیا"

جہاں تک قرآن کریم کے ترکی ترجمہ کا تعلق ہے ہمیں جنرل گرسل کی اس تجویز سے بکلی اتفاق ہے، کہ ایسا ترجمہ ہونا ضروری ہے بشرطیکہ اس کے ساتھ قرآن کریم کا اصل عربی متن بھی قائم رکھا جائے۔ ورنہ متن کے بغیر تراجم قرآن کریم کی اصلیت کو خراب کرنے کا موجب ہوگا اور اسی طرح ہر ملک میں عربی متن کے بغیر قرآن کریم کے تراجم شائع ہونے لگیں تو کچھ عرصہ بعد توریت و انجیل کی طرح اس کی اصلیت بھی گم ہو کر تحریف و تبدیل کا امکان پیدا ہو جائے گا، اس لئے جہاں ہم قرآن کریم کا ترجمہ ترکی زبان میں کرنے کے لئے جنرل گرسل کی پرزور تائید کرتے ہیں وہاں اس بات کی سختی سے مخالفت کرنا ضروری سمجھتے ہیں کہ ترجمہ عربی متن کے بغیر شائع ہو، رہ گیا ترکی زبان میں اذان دینے کا مسئلہ، اس بارہ میں جہاں تک ہمیں معلوم ہے، ترکی کے عوام امید نہیں کہ جنرل گرسل کی تجویز کو پسندیدہ نگاہوں سے دیکھیں، اتاترک مرحوم اور ان کے جانشین عصمت انونو کی چالیس سالہ جدوجہد کے بعد عدنان مندریز کا اپنے زمانہ اقتدار میں اذان کو دوبارہ عربی زبان میں بحال کر دینا اس بات کا ثبوت ہے کہ عوام کی حمایت اسے حاصل نہ تھی۔

ہم حیران ہیں کہ جنرل گرسل کو اس بات پر اصرار کیوں ہے کہ اذان اور دعا وغیرہ عربی زبان کے بجائے ترکی زبان میں ہونی چاہیئے کیا اس لئے عدنان مندریز نے اسے عربی زبان میں کرنے کا حکم دیا تھا؟ یہ تو اچھا نہیں کہ عدنان مندریز کی ہر بات کی خواہ وہ کتنی بھی اچھی ہو لازماً مخالفت کی جائے اور ہمیں امید نہیں کہ جنرل گرسل اس نقطہ نگاہ کے حامل ہوں، ہاں جنرل موصوف کا یہ بیان صحیح ہے کہ:-

"عربی سے عوام کی اکثریت نابلد ہے اور کوئی بھی ترک اس وقت تک مذہب پر عبور حاصل نہیں کر سکتا جب تک کہ وہ اسے اپنی زبان میں بیان نہ کر سکے"

لیکن اس کا یہ علاج نہیں کہ عربی کو خارج البلد کر دیا جائے، اذان کے چند کلمات ہیں، جن کے معانی ہر شخص کو پانچ دس منٹ میں سکھائے جا سکتے ہیں ایسا ہی دعا اور نماز کے مطالب و مفہوم کو بھی ایک دو دن کے اندر سکھایا جا سکتا ہے، اور ہر شخص اذان عربی زبان میں سنتے یا دیتے ہوئے اور نماز کے اذکار کو عربی زبان میں پڑھتے ہوئے اُن کے مطالب و مفہوم کو بخوبی سمجھ سکتا ہے، یہ کوئی مشکل نہیں، جنرل گرسل اگر اپنی مہم کا رخ اس طرف کر دیں کہ ہر شخص کو اذان اور نماز وغیرہ کا ترجمہ سکھا دیا جائے تا کہ وہ عربی میں انہیں ادا کرتے ہوئے انہیں سمجھ سکیں تو یہ زیادہ مفید اور کارآمد ثابت ہوگا۔

حقیقت یہ ہے کہ عربی زبان اور ارکان اسلامی کا چولی دامن کا ساتھ ہے اور اسی سے دنیائے اسلام کا اتحاد وابستہ ہے، اگر عربی زبان کو ترک کر دیا جائے تو آہستہ آہستہ علوم دینیہ کی شکل بگڑ کر کچھ کی کچھ ہو جائے گی۔ عربی زبان کے الفاظ اس قدر وسیع المعنی ہیں کہ انکا پورا مفہوم کسی دوسری زبان کے الفاظ میں سما نہیں سکتا، ہو سکتا ہے کہ ایک مترجم جن الفاظ میں ترجمہ کرتا ہے، کسی دوسرے کے نزدیک اس سے بہتر الفاظ میں ترجمہ ہو سکتا ہو اور کوئی اور شخص انکے مترادف کوئی اور الفاظ ترجمہ میں لانا پسند کرے، اس صورت میں نماز کے مختلف تراجم اسے کچھ کا کچھ بنا دیں گے۔ اور اگر ہر ملک کی زبان میں اذان دی جائے اور نماز وغیرہ پڑھی جائے تو ایک اجنبی جو اس زبان سے ناواقف ہے کیا سمجھ سکے گا کہ امام یا مؤذن کیا پڑھ رہا ہے، بلکہ ایک ملک کا آدمی جب دوسرے ملک میں جائے گا تو اس ملک کے مسلمانوں کو پہچاننا بھی اس کے لئے مشکل ہو جائیگا، عربی اذان سے تو ہر شخص خواہ وہ کسی ملک کا رہنے والا ہو اور کوئی سی زبان بولتا ہو، سمجھ سکتا ہے کہ یہ اذان ہو رہی ہے، کسی اور زبان کی اذان کو تو وہ سمجھ بھی نہ سکے گا اس لئے وہ وحدت فی العبادات اور اتحادِ اسلامی جو عربی زبان اور عربی علوم و اذکار سے وابستہ ہے، بھانت بھانت کی بولیوں سے ہبآء منثورا ہو جائے گا، اور بھی کئی باتیں ہیں جو عربی زبان میں اذان و نماز کی ادائیگی کی اہمیت کو واضح کرتی ہیں، انہیں پھر کسی وقت بیان کیا جائے گا فی الحال ہم حکومت ترکیہ کے سربراہ جنرل گرسل سے اتنا ہی کہنا ضروری سمجھتے ہیں کہ

۴

اسلام اور اس کی روح کو سمجھانے کے لئے جو رستہ وہ اختیار کر رہے ہیں وہ فی الحقیقت اسلام کا رستہ نہیں، اسلام کی روح اس رستہ میں قائم نہیں رہ سکتی، ہاں اسلام کو چھوڑ کر اگر ترکی قومیت مدنظر ہے تو یہ اور بات ہے۔

ترسم کہ بہ کعبہ نہ رسی اے اعرابی
کیں راہ کہ تو میروی بترکستان است

اخبار احمدیہ

اہلیہ صاحبہ میاں غلام عباس کا انتقال

اس ہفتہ کی افسوسناک خبروں میں سے ایک خبر ...... میاں غلام عباس صاحب آڈیٹر جنرل پاکستان کی اہلیہ محترمہ کے سانحہ وفات سے تعلق رکھتی ہے، محترمہ ممدوحہ دل کے عارضہ کی وجہ سے قریباً ایک ماہ کراچی ہسپتال میں زیر علاج رہیں وہاں سے شفایاب ہونے کے بعد جب گھر آئیں تو اپنے محترم خاوند میاں غلام عباس صاحب کو جو کسی سرکاری کام پر انگلستان جانے والے تھے جمعہ مورخہ ۱۴؍ اکتوبر کو خود مکان سے باہر آ کر خوشی رخصت کیا لیکن اُن کے جانے کے تھوڑی دیر بعد خود بھی اس جہان فانی سے ہمیشہ کے لئے رخصت ہو گئیں انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحومہ بڑی قابل اور لائق خاتون تھیں۔ ان کی لاش دوسرے دن ۱۵؍ اکتوبر سنہ ۱۹۶۰ء کو ہوائی جہاز سے لاہور لائی گئی۔ ہوائی اڈہ پر اُن کے بہت سے عزیز و اقارب اور جماعت کے کئی دوست اور حضرت امیر بھی موجود تھے۔ ان سب نے یہیں ہوائی اڈہ پر ان کا جنازہ پڑھا جس کے بعد جنازہ ایمبولنس کار میں اُن کے وطن جھنگ میں لے جایا گیا، محترم میاں غلام عباس صاحب کو بھی اس جانکاہ حادثہ کی اطلاع دے دی گئی تھی اور وہ ۱۵؍ اکتوبر کو جھنگ پہنچنے والے تھے۔

ایک اور سانحہ ارتحال

ڈیرہ غازی خاں سے محترم پروفیسر سعد اختر صاحب نے یہ افسوسناک خبر ارسال کی ہے کہ ان کا لڑکا صبغۃ اللہ جلیل متواتر ۹ ماہ بیمار رہ کر ۱۲؍ اکتوبر کو ۲ بجے بعد دوپہر اپنے محبوب حقیقی سے جا ملا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ ہم پروفیسر صاحب ممدوح اور دیگر لواحقین سے اُن کے اس صدمہ میں دلی رنج و افسوس کا اظہار کرتے ہیں۔ دعا ہے کہ اللہ تعالےٰ انہیں صبر جمیل عطا فرمائے اور مرحوم یوم حشر کو اپنے والدین کے لئے شفاعت کا موجب ہو، اور اللہ تعالےٰ انہیں نعم البدل عطا فرمائے۔

بیماری

وزیر آباد سے اطلاع موصول ہوئی ہے کہ ڈاکٹر شیخ فضل الرحمٰن صاحب کے برادر اصغر شیخ عنایت الرحمٰن صاحب پر چند دن ہوئے فالج کا حملہ ہوا، آجکل وہ میو ہسپتال لاہور میں زیر علاج ہیں۔ ان کی بیگم صاحبہ احباب کرام سے ان کی صحت کاملہ و عاجلہ کے لئے دعا کی درخواست کرتی ہیں۔

ولادت

مولانا عبدالحق صاحب ودیارتھی کے خلف الرشید پروفیسر

(باقی بر صفحہ ۱۰)

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا قرآن کریم سے عشق اور عبادات الٰہی میں انہماک

نماز اور عبادتِ الٰہی کی غرض فواحش اور منکرات سے بچنا اور اخلاقِ عالیہ حاصل کرنا ہے

خطبہ جمعہ مؤرخہ ۱۴ اکتوبر ۱۹۶۰ء فرمودہ حضرت امیر مولانا صدر الدین صاحب ایدہ اللہ بمقام احمدیہ بلڈنگس لاہور

اتل ما اوحی الیک من الکتب و اقم الصلوٰۃ ـــــ وما یجحد بایتنا الا الظلمون ـــــ (العنکبوت)

قرآن کریم کے اتباع کا حکم

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم ہوا کہ اتل ما اوحی الیک من الکتب۔ کتاب ہم نے آپ پر نازل کی ہے۔ اس کو پڑھا کرو۔ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کتاب کے ماتحت تھے۔ جس طرح کہ مسلمان قرآن کریم کے احکام کے ماتحت ہیں۔ اور اس کے حکم کی تعمیل کرنا اپنا فرض سمجھتے ہیں اسی طرح حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بھی اس کتاب کے ماتحت ہیں اور اس پر عمل کرتے ہیں قرآن شریف میں ہے اتبع ما اوحی الیک جو کچھ ہم آپ پر وحی کرتے ہیں۔ آپ نے اس کی پیروی کرنا ہے اور عمل کرنا ہے۔ حضرت نبی کریم نے فرمایا ان اتبع الا ما یوحی الیّ۔ میں صرف اس بات کی پیروی کرتا ہوں۔ جو مجھ پر نازل کی جاتی ہے۔ اور میں اعلان کرتا ہوں کہ انا اوّل المسلمین میں سب سے بڑھکر قرآن کے احکام کی پابندی کرنے والا ہوں۔

حضرت نبی کریم صلعم کا عشق

قرآن خدا کا کلام ہے حکم ہوتا ہے اُتل۔ اس کتاب کو آپ پڑھا کریں۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن کو اتنا پڑھا کہ سارے کا سارا قرآن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو یاد ہو گیا اور آپ نے قرآن سے اتنا عشق کیا کہ راتوں کو اُٹھ اُٹھ کر قرآن کو نوافل اور تہجد میں پڑھا۔ ایک دفعہ حضرت عبداللہ ابن عباس رضؓ نے خیال کیا کہ دیکھا جائے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم رات کو کیا کرتے ہیں۔ چنانچہ وہ اپنی خالہ حضرت میمونہ رضؓ کے گھر جاکر سو رہے۔ حضرت میمونہ رضؓ ازواجِ رسول کریم میں سے تھیں۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ پچھلی رات حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اُٹھے۔ وضو کیا۔ پھر نماز تہجد کے لئے کھڑے ہو گئے۔ میں نے بھی وضو کیا۔ اور آپؐ کی بائیں جانب کھڑا ہو گیا۔ آپؐ نے پیار سے مجھے کان سے پکڑ کر اپنی دائیں طرف کر لیا۔ آپؐ نے سورۃ فاتحہ کے بعد سورۃ بقرہ شروع کی اور آخر تک پڑھی۔ میں تھک گیا تھا۔ سوچا کہ اب سورت ختم ہو رہی ہے۔ اب رکوع اور سجدہ وغیرہ کریں گے۔ لیکن حضور نبی کریم نے اگلی سورت آل عمران شروع کر دی۔ عبداللہؓ کہتے ہیں میں نے خیال کیا اب آل عمران بھی ختم ہو رہی ہے اب رکوع میں جائیں گے لیکن آپؐ نے اس سے اگلی سورت النساء شروع کر دی۔ یہ ہے اُتل ما اوحی الیک کے عمل کی اطاعت۔ آپؐ نے قرآن کو اتنا پڑھا کہ زبانی یاد ہو گیا۔ اور دعا فرماتے ہیں۔ اللھم اجعل القرآن ربیع قلبی۔ اے مولا اس قرآن کو میرے دل کی بہار بنا دے۔

صحابہ کرام رضؓ کا عشق قرآن

حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ کر صحابہ کرام رضؓ نے بھی قرآن کریم کو یاد کیا۔ ان کا عمل بھی قرآن پر تھا۔ قرآن کے ساتھ ان کو بھی بڑا عشق تھا۔ وہ بادشاہ تو ہو گئے لیکن حضرت ابوبکرؓ اور عمر رضؓ جیسے جلیل القدر بادشاہ بھی راتوں کو اُٹھکر قرآن پڑھتے اور عبادت الٰہی میں مشغول رہتے تھے وہ ایسے بادشاہ ہیں کہ لیتے تھے کچھ نہیں تنخواہیں کوئی نہیں لیتے۔ حضرت ابوبکر رضؓ کو تو پوستی کچھ وظیفہ لینے پر مجبور کیا۔ انہیں کہا گیا کہ آپ تجارت کرتے ہیں۔ اور ساتھ ہی بار خلافت کا بوجھ آپ کے اوپر ہے، تجارت کو آپ چھوڑ دیں، اور صرف امور خلافت ... بجا لائیں۔ اسی طرح حضرت عمر رضؓ دن بھر کام کرتے تھے۔ اور راتوں کو خدا کے حضور عبادت میں کھڑے رہتے۔

حضرت ابو موسےٰ اشعری رضؓ اور معاذ بن جبلؓ کو جب یمن کا گورنر اور قاضی مقرر کیا گیا تو ان دونوں کے مابین گفتگو ہوئی۔ ایک نے پوچھا کہ آپ قرآن کریم کتنی دیر پڑھتے ہیں۔ انہوں نے جواب دیا۔ کہ میں سارا دن قرآن پڑھتا ہوں اور دوسرے نے کہا میں سارا دن تو نہیں پڑھتا مگر جب بھی موقعہ ملتا ہے قرآن کریم پڑھ لیتا ہوں۔ یہ تھا حضرتؐ کا قرآن شریف کے ساتھ عشق، اس عشق کو آپؐ نے اپنے دوستوں کے اندر پیدا کیا۔ قرآن پڑھنا اور یاد کرنا ان کا دن رات کا مشغلہ تھا۔

قرآن پڑھنے کی غرض

ان آیات میں بتایا گیا ہے کہ قرآن پڑھنے کی غرض یہ ہے کہ اس پر عمل کیا جائے اور احکام الٰہی میں بنیادی تعلیم نماز کا قائم رکھنا ہے چنانچہ فرمایا اقم الصلوٰۃ نماز پڑھا کرو۔

مسجد میں باجماعت نماز کا حکم

کسی نے کہا یا رسول اللہ ہم بہت دور رہتے ہیں اس لئے باجماعت نماز میں شریک نہیں ہو سکتے۔ فرمایا دیارکم تکتب اثارکم جتنے قدم تم مسجد میں آنے کے لئے اٹھاؤ گے۔ اتنا ہی ثواب تمہارے نام لکھا جائے گا۔

میں نے قادیان میں دیکھا کہ بچے، بچیوں، مردوں، عورتوں، جوانوں اور بوڑھوں میں نماز کا عشق ہے۔ جو عشق نماز کا اور قرآن کا میں نے وہاں دیکھا وہ عشق اور کہیں دیکھنے میں نہیں آیا۔ ان میں نماز کو باجماعت پڑھنے کا ولولہ تھا۔ چھوٹے اور بڑے کو عشق تھا کہ نماز باجماعت پڑھی جائے۔ نماز کی پابندی اور باقاعدگی میں ہی دینداری ہے اس کی طرف توجہ کرو۔ قرآن کا ترجمہ پڑھو، اس لئے کہ تم نے اس پر عمل کرنا ہے۔

عبادتِ الٰہی میں حضرت نبی کریمؐ کے شغف کا عجیب ترین واقعہ

ایک عجیب بات حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی آپ کو سناتا ہوں۔ کہ کیا عشق آپؐ کو خدا کے ساتھ تھا۔ اور کیا عشق نماز کے ساتھ تھا۔ حضرت نبی کریم کے انتقال کے بعد ایک دفعہ حضرت عمر رضؓ کے بیٹے عبداللہ بن عمر رضؓ حضرت عائشہ رضؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یا عائشہ اخبرینی باعجب ما رایت من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کوئی عجیب ترین بات جو آپ نے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دیکھی ہو مجھے بتائیے۔ عبداللہ بن عمرؓ نے ساری عمر حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ گذاری اور ان کے متعلق یہ مشہور تھا۔ کہ حضرتؐ کے اعمال کا نقشہ دیکھنا ہو تو عبداللہ بن عمر رضؓ کو دیکھو۔ لیکن ان کا عشق ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد بھی بڑھتا چلا جاتا ہے۔ اور حضرت عائشہ رضؓ سے جاکر التماس کرتے ہیں کہ حضرتؐ کی کوئی عجیب ترین بات سنائیے۔ فبکت۔ حضرت عائشہ رضؓ رو پڑیں واطالت و نزلک اور رو رہیں۔ ثم قالت پھر انہوں نے فرمایا کل امرہ عجیب۔ تم کیا پوچھتے ہو۔ ان کی تو ہر بات عجیب تھی۔ ایک بات سناتی ہوں۔ اتانی فی لیلتی ایک رات

جب میری باری تھی آپ میرے پاس تشریف لائے فدخل لحافی میرے لحاف میں داخل ہو گئے حتی الصق جلدہ بجلدی آپ کا جسم میرے جسم سے لگ گیا - ثم قال یا عائشہ پھر کہا اے عائشہ -! ھل لک ان تاذنی اللیلۃ فی عبادۃ ربی - کیا آپ مجھے اجازت دیں گی کہ میں یہ رات خدا کی عبادت میں گزار دوں - کیا ولولہ ہے خدا کی عبادت کا - اور جس حالت میں اور جس جذبہ کے موقعہ پر اس ولولہ کا اظہار کیا ہے وہ مشکل ترین مقام ہے اور کیا کلمہ ہے فرماتے ہیں ھل لک تاذنی کیا آپ مجھے اجازت دے سکتی ہیں مسلمانوں کو حضورؐ کا یہ خلق سیکھنا چاہیئے - حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں فقلت یا رسول اللہ انی احب قربک مجھے آپ کا قرب پسند ہے واحب مرادک لیکن آپؐ کی خواہش بھی ملحوظ ہے فقد اذنت لک میں آپ کو اجازت دیتی ہوں - دنیا کی کتابوں میں تلاش کیجئے - اس کلچر اور اس عشق کی مثال نہیں ملے گی ایسے وقت میں کہ ایک زبردست جذبہ کارفرما ہے آپؐ عبادت الٰہی میں رات بسر کرنا چاہتے ہیں اور ایسی حالت میں بیوی بھی اس کی اجازت دینے سے دریغ نہیں کرتی - کیا اس کی کوئی مثال دنیا میں ہے حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں فقام الی قربۃ من ماء فی البیت آپؐ اٹھ کھڑے ہوئے اور پانی کا ایک مشکیزہ جو گھر میں موجود تھا اس کی طرف بڑھے فتوضاء وضو کیا - فقام یصلی - نماز کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے - فقراء من الکتب قرآن کریم پڑھنا شروع کیا - فجعل یبکی اور رونے لگے - یہ اس ذمہ داری کا احساس ہے جو آپ پر ڈالی گئی - ثم رفع یدہ الی السماء - پھر آپؐ نے آسمان کی طرف ہاتھ اٹھائے - فجعل یبکی پھر رونا شروع کر دیا - حتی رایت دموعہ قد بلت الارض - میں نے دیکھا کہ آپ کے آنسوؤں سے زمین گیلی ہو گئی ہے -

قرآن اور نماز پڑھنے کا حکم اور نبی کریم صلعم کا عمل

تو پہلا حکم جو آپؐ کو ملا وہ ہے اتل ما اوحی الیک من الکتب جو کچھ تم پر قرآن میں نازل کیا گیا ہے - اس کو پڑھو - اور دوسرا حکم یہ ہے کہ اقم الصلوٰۃ نماز کو قائم رکھو - تو حضرتؐ نے قرآن بھی پڑھا اور نماز بھی پڑھی - اور اس کا نمونہ بھی پیش کیا - اور لوگوں کو دکھلایا کہ قرآن اور نماز کی پابندی یوں کرنا چاہیئے - خدا نے حکم دیا اقم الصلوٰۃ حضورؐ اسی کے مطابق نماز کی حفاظت کرتے اور نماز کو قائم کرتے تھے -

نماز کا قیام

نماز کو قائم کرنے کا مطلب نماز کو پڑھنا نہیں بلکہ نماز کی حفاظت ہے - قرآن کریم نے جہاں یقیمون الصلوٰۃ فرمایا اس کے معنی ہیں یدیمون الصلوٰۃ مقیمی الصلوٰۃ محل مدح میں ہے - مصلین الصلوٰۃ مقام مدح میں نہیں ہے - نماز کی ہیئت قائم کرنا اور ہے اور نماز کے مقصد کے لئے اس کی حفاظت کرنا اور ہے - ان لوگوں کے متعلق جو نماز کے مقصد کے لئے اس کی حفاظت کرتے ہیں فرمایا فویل للمصلین الذین ھم عن صلوٰتھم ساھون - ایک تو وہ لوگ ہیں جو نماز کی شکل اختیار کر لیتے ہیں لیکن حقیقت اس میں کچھ نہیں ہوتی - اور ایک وہ ہیں جو نماز کی غرض کو پورا کرتے ہیں - لیکن وہ جو نماز کی صرف شکل کو اختیار کرتے ہیں ان کے متعلق فرمایا فویل للمصلین ان نمازیوں پر افسوس ہے

نماز کی غرض

نماز کی غرض کیا ہے فرمایا ان الصلوٰۃ تنھی عن الفحشاء والمنکر - نماز فحشاء اور منکر سے روکتی ہے - ہر وہ حرکت جو ناپسندیدہ ہو نماز اس سے روکتی ہے - جب ہم نماز پڑھتے ہیں تو کہتے ہیں ایاک نعبد ہم اللہ تعالیٰ کے احکام کی فرمانبرداری کریں گے - اور جبین نیاز اس کے آستانے پر رگڑنے کا مقصد بھی اطاعت قبول کرنا ہے - ولذکر اللہ اکبر - خدا کا ذکر بڑا اہم چیز ہے اذکرونی اذکرکم تم مجھے یاد کرو تو میں تمہیں یاد کروں گا - پانچ وقت کی نماز سے تزکیہ نفس میسر آتا ہے - فرمایا ہم تمہاری زندگی اور معاملات زندگی میں یہ تبدیلی دیکھنا چاہتے ہیں کہ تم نماز قائم کرو تو اس کے نتیجہ میں فحشاء اور منکر تم سے سرزد نہ ہوں اگر تمہاری زندگی میں یہ تبدیلی ہے تو تمہاری نماز ہو گی اور اگر نہیں تو تم خود ہی فیصلہ کر لو کہ اس کا کیا نام رکھا جائے -

تزکیہ نفس اور خشیت اللہ

دوسری جگہ قرآن میں لکھا ہے - فقل ھل لک الی ان تزکی واھدیک الی ربک فتخشی کیا تم چاہتے ہو کہ میں ربوبیت کرنے والے کی طرف سے تمہاری رہنمائی کروں - فتخشی اور تمہیں خشیت نصیب ہو اور تم ڈر کر زندگی بسر کرو - پھر فرمایا واما من خاف مقام ربہ ونھی النفس عن الھوی فان الجنۃ ھی الماوی - وہ جس کو خدا کے حضور حاضری کا فکر ہے وہ اپنے نفس کو خواہشات سے بچائے فان الجنۃ ھی الماوی اس کا نتیجہ جنت ہے - مسلمان جب مجاہدہ کرتا ہے اور عبادت الٰہی بجا لاتا ہے تو شیطان جو ہر وقت اس کے ساتھ لگا رہتا ہے وہ کہتا رہتا ہے کہ تم کو اس چیز کی ضرورت ہے - اسکو اس طرح حاصل کر لو - پھر یہ شیطان تمہیں سکھاتا ہے کہ یوں روپیہ کما لو اپنی اولاد کے لئے یوں اکٹھا کر لو - یہ خواہشات ہیں جن کی شکل میں شیطان کام کرتا ہے - اگر کوئی اس شیطان پر غالب آ گیا تو وہ باخدا بن گیا - اور اگر شیطان غالب آ گیا - تو وہ قعر مذلت میں گر پڑا اور حقیر و ذلیل ہو گیا -

ھوی یا خواہشات نفس

امام راغبؒ نے الھوی کا ترجمہ کیا ہے - وہ کہتے ہیں کہ الھوی یھوی اوپر سے نیچے گرنے کو ھوی کہتے ہیں - چونکہ خواہشات نفس بلندی سے پستی کی طرف لے جاتی ہیں - اس لئے ان پر ھوی کے لفظ کا استعمال ہوتا ہے چنانچہ لکھا ہے الھوی مایھوی لصاحبہ فی الدنیا الی بلیۃ و فی الاخرۃ الی الھاویۃ اس لئے حضرت نبی کریمؐ نے فرمایا جاھدوا اھواءکم کما تجاھدون اعداءکم - جس طرح تم اپنے وطن اور قوم کے بچانے کے لئے اپنے دشمنوں سے جہاد کرتے ہو - اسی طرح ایک تمہارا دشمن اور بھی ہے وہ ہے الھوی یعنی خواہشات نفس - اس کے مقابلہ کے لئے مجاہدہ کرو تو بچاؤ ہو جائے گا اور تم عزت حاصل کرو گے اور اگر خواہشات کے سامنے گر جاؤ گے تو ذلیل ہو کر رہ جاؤ گے -

---

اعلانِ براءۃ

کل دو معزز دوستوں نے ایک نے نماز جمعہ اور ایک نے نماز عصر کے بعد مجھے بتلایا کہ ایک کتاب شائع ہوئی ہے جس میں آپ کے وہ خطوط شائع کئے گئے ہیں جن کے متعلق کہا جاتا ہے کہ آپ نے میاں محمود احمد صاحب سے تعلق بیعت توڑنے سے قبل انہیں لکھے تھے میں بذریعہ اس تحریر کے حکومت اور تمام پبلک پر واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ اس کتاب سے میرا کوئی تعلق نہیں اس کتاب کو شائع کرنے والے نے نہ مجھ سے یہ خطوط حاصل کئے ہیں نہ اُن کی اشاعت کے لئے مجھ سے اجازت لی ہے اور نہ ہی اُنکی اشاعت کا مجھے کوئی علم دیا گیا ہے اگر یہ دو دوست مجھ سے ذکر نہ کرتے تو مجھے علم ہی نہ ہوتا تھا کہ ایسی کوئی کتاب شائع بھی ہوئی ہے -

م اور نہ ہی مجھے یہ خطوط اشاعت سے قبل دکھلائے گئے ہیں

بنا بریں وجوہ مندرجہ بالا میں ہر قسم کی ذمہ داری سے اخلاقی ... میرا قانونی اپنی براءۃ کا اعلان کرتا ہوں ان خطوط کے شائع کرنے میں تمام تر ذمہ داری خود شائع کرنے والے شخص پر ہوگی میں اس سے بری ہوں - خاکسار - شیخ عبدالرحمٰن مصری - ۱۵/ اکتوبر ۱۹۶۰ء

کیا سید علی محمد باب مامور من اللہ تھے؟

اور

کیا ان کی زندگی کامیاب زندگی تھی

مولانا شیخ عبدالرحمٰن صاحب مصری

بہائی تحریک شاخ ہے بابی تحریک کی

پیشتر اس کے کہ سید علی محمد باب کی ماموریت اور ان کی کامیاب یا ناکام زندگی پر روشنی ڈالی جائے اس بات کو واضح کر دینا ضروری ہے کہ بہاءاللہ کا دعوےٰ درحقیقت مبنی ہے سید علی محمد باب کی پیشگوئی پر یہ ناقابلِ انکار واقعہ ہے کہ بہاءاللہ نے جب بغداد اور اس کے بعد ادرنہ میں اپنا دعوےٰ دنیا کے سامنے رکھا تو یہی کہکر رکھا کہ سید علی محمد باب نے اپنے بعد جس شخص کی آمد کی پیشگوئی کی ہے اور جس کا لقب انہوں نے اپنی پیشگوئی میں من یظہرہ اللہ رکھا ہے وہ میں ہی ہوں، اور یہ پیشگوئی میرے لئے ہی کی گئی تھی اور بابیوں نے جو اس وقت بغیر کسی سردار کے تھے اور سخت پراگندہ تھے اور اپنی باغیانہ حرکات کی وجہ سے حکومت کی سختیوں کا نشانہ بھی بن رہے تھے بہاءاللہ کو باب کی پیشگوئی کا مصداق یقین کر کے ہی قبول کیا تا وہ کسی سردار کی رہنمائی کے ماتحت اپنی پراگندہ حالی سے نجات پاسکیں اور ان مشکلات کی دلدل سے خلاصی حاصل کر سکیں جس میں وہ خود اپنی ہی غلط کاریوں کی وجہ سے پھنسے ہوئے تھے انہوں نے بہاءاللہ کے دعوے کو کوئی مستقل حیثیت نہ دی تھی اور نہ اس حیثیت سے انہیں قبول کیا تھا اب جبکہ بہاءاللہ کی یہ حیثیت اظہر من الشمس ہے تو ہمیں اس تحریک کے اصل بانی یعنی سید علی محمد باب کے حالات کا بغور مطالعہ کرنا پڑیگا اور دیکھنا ہوگا کہ کیا ان کا دعوےٰ مامور من اللہ ہونے کا فی الحقیقت من جانب اللہ تھا یا ان کے اپنے نفس کا دھوکا تھا یا شیطانی القاء کا اس میں دخل تھا، اگر یہ بات پایہ ثبوت کو پہنچ جائے کہ وہ اللہ تعالےٰ کی طرف سے کسی امر کے لئے بھی مامور نہ تھے بلکہ اس کے برخلاف وہ یا تو اپنے ہی نفس کے فریب کا شکار تھے یا ان کا دعوےٰ شیطانی القاء کا نتیجہ تھا تو پھر بہاءاللہ کے دعوےٰ کی عمارت دھڑام سے زمین پر آ گرتی ہے کیونکہ بہاءاللہ نے جس پیشگوئی کا سہارا لیا تھا باب اس پیشگوئی کے مجاز ہی نہ تھے اور جب دعوےٰ ان کا نفس یا شیطان کے فریب پر مبنی تھا تو اس پیشگوئی کا منبع بھی ان دو میں سے کوئی ایک ہوگا بہرحال اس پیشگوئی کا تعلق اللہ تعالےٰ سے قطعاً نہیں ہو سکتا اور نہ یہ تحریک کوئی الہامی یا روحانی تحریک کہلا سکتی ہے بلکہ اس کا شمار انہی تحریکوں میں ہوگا جو عام طور پر دنیا میں کسی سمجھدار آدمی کی طرف سے چلائی جاتی ہیں اور وہ چلتی رہتی ہیں دنیا ایسی تحریکوں سے خالی نہیں سابق ہندوستان میں برہمو سماج کی تحریک تھی، آریہ سماج کی تحریک تھی ان کی بناء کسی الہام الٰہی پر نہیں تھی لیکن یہ چل رہی ہیں یہ بات یاد رکھنی ضروری ہے کہ الہام اور وحی سے مراد وہ الفاظ الٰہی ہیں جو بذریعہ جبرائیل رسول اور نبی کے قلب مطہر پر نازل ہوتے ہیں وہ قلب جو تمام قسم کی نفسانی خواہشات سے پاک ہو نہ باب نہ بہاءاللہ اس قسم کی وحی کے قائل تھے وہ تو وحی کو ملکہ فطرت یقین کرتے تھے جو خیال ان کے دل میں پیدا ہوا اسے وحی سمجھ لیتے تھے اس لئے اس قسم کی وحی کے مدعی کے متعلق کس کو دیر کا نہیں لگ سکتا کہ خدا ان کی ہلاکت کی طرف متوجہ ہو پھر یہ بھی حقیقت ہے کہ اصل بانی یعنی سید علی محمد باب قریباً چھ سال میں ہی ناکامی نامرادی سے ہمکنار ہو کر گولی کا نشانہ بنا دیئے گئے مفصل روشنی اس پر انشاء اللہ آیت لو تقول کا صحیح مفہوم بیان کرتے وقت ڈالی جائے گی۔ پس بہائی تحریک منجانب اللہ اسی وقت سمجھی جاسکتی ہے جبکہ بابی تحریک کا منجانب اللہ ہونا ثابت ہو جائے کیونکہ یہ اسی کی شاخ ہے مستقل اس کی حیثیت کوئی نہیں۔ بابی تحریک کے گرنے سے اس کا گرنا بھی لازمی ہے، سید علی محمد باب کے صادق نہ ثابت ہونے سے بہاءاللہ کا صادق ہونا بھی ثابت نہیں ہو سکتا یہ دونوں لازم وملزوم ہیں اس لئے سب سے پہلے ہمیں باب کے دعوےٰ پر ہی نظر ڈالنی پڑے گی۔

اہلِ بہاء کو اس مشکل کا پورا پورا احساس ہے اور یہ ان کے لئے عقدہ لاینحل بنی ہوئی ہے اس کے حل کے لئے نہیں بلکہ محض اپنے دل کو جھوٹی تسلی دینے کے لئے اس تاویل کی پناہ لیتے ہیں کہ سید علی محمد باب کے ظہور کی اہم غرض بہاءاللہ کے ظہور کی پیشگوئی کرنا تھی ان کا ظہور ٹھیک اسی طرح تھا جس طرح حضرت یحییٰ علیہ السلام کا۔ وہ بھی صرف بنی اسرائیل کو حضرت مسیح کی آمد کی اطلاع دینے کے لئے آئے تھے ورنہ حضرت مسیح علیہ السلام کا دعویٰ ایک مستقل دعوےٰ تھا اور ان کی حیثیت ایک مستقل حیثیت تھی اس تاویل میں جس قدر سخا لطہ ہے وہ کسی عقلمند سے بھی پوشیدہ نہیں رہ سکتا سوال مستقل یا غیر مستقل حیثیت کا نہیں بلکہ اس امر کا ہے کہ بشارت دینے والا اپنے دعوےٰ میں صادق ہے یا نہیں اگر حضرت مسیح کی آمد سے قبل ان کی آمد کی بشارت دینے والے کی آمد ضروری تھی تو پھر خدا کی طرف سے کسی نے ضرور آنا تھا خواہ وہ حضرت یحییٰ ہوتے یا کوئی اور اس کا صادق ہونا بھی ضروری تھا اگر یہ بشارت دینے والا کاذب اور مفتری یا نفس اور شیطان کا فریب خوردہ ثابت ہو جاتا تو حضرت مسیح کا دعویٰ قابل قبول کس طرح ہو سکتا تھا بنی اسرائیل کیا حضرت مسیح کو یہ نہ کہتے کہ آپ کی آمد سے قبل آپ کی آمد کی بشارت دینے والے کی آمد ضروری ہے وہ کہاں ہے۔ جو بشارت دے رہے وہ تو منجانب اللہ ثابت نہیں ہوا اس لئے آپ کے دعوےٰ کو ہم کس طرح قبول کریں اذا فات الشرط فات المشروط کے مسلمہ اصول کے ماتحت آپ کا دعوےٰ قابل قبول نہیں بلکہ قابلِ رد ہے، ٹھیک اسی طرح اگر بہاءاللہ کی آمد سے قبل ان کی آمد کی بشارت دینے والے کی آمد ضروری تھی اور وہ اہلِ بہاء کے نزدیک باب کی آمد سے پوری ہوئی تو باب کا دعویٰ جب سچا ثابت نہیں ہوا تو بہاءاللہ کا دعوےٰ کس طرح سچا سمجھا جاسکتا ہے، فتدبروا یا اولی الالباب

سید علی محمد باب کے دعویٰ کی حقیقت اور اس کے منجانب اللہ نہ ہونے کا ثبوت

یہ امر بھی قارئین کرام کے مدنظر رہنا چاہیئے کہ سید علی محمد باب کا دعوےٰ کوئی معمولی دعوےٰ نہ تھا وہ اپنا مقام حضرت نبی کریم صلعم کے مقام سے بھی نعوذ باللہ بہت بلند بتلاتے تھے اور اپنے ظہور کو محمد رسول اللہ صلعم کے ظہور سے بھی نعوذ باللہ اشرف ظہور اور اپنی کتاب "البیان" کو قرآن کریم سے بھی نعوذ باللہ اشرف کتاب قرار دیتے تھے دیکھو کتاب ظہور قائم آل محمد ص ۳۳۷ اسی کتاب کا مصنف اپنی کتاب کے ص ۳۱ پر لکھتا ہے۔

> قلعہ ماکو میں آپ دو سال قید رہے اسی قید خانہ میں آپ پر کتاب "البیان" نازل ہوئی (نزول سے مراد صرف یہ ہے کہ باب کے دل میں یا ذہن میں اس کتاب کے مضامین آئے) حضرت باب پر بے انتہاء کلام نازل ہوا اگر آپ کے کلام کے مقابلہ میں تمام کتب سماویہ کو رکھا جائے تو اس میں کوئی مبالغہ نہیں کہ مؤخر الذکر کتابوں کا وزن بہت ہلکا اترے گا"

درست ہے ایسے لایعنی کلام کا کون مقابلہ کر سکتا ہے پھر یہ امر بھی کم حیرت انگیز نہیں کہ کلام تو بے انتہا اترا لیکن اپنی کتاب "البیان" کو جسے وہ نعوذ باللہ قرآن کریم کا ناسخ قرار دیتے تھے پایۂ تکمیل تک پہنچانے

سے قبل ہی ذلت سے بھری ہوئی ہلاکت کا شکار ہو گئے جیسا کہ آگے چل کر ثابت کیا جائے گا

باب کے ساتھ کیا اللہ تعالیٰ کا ویسا ہی سلوک ہوا جیسا کہ حضرت نبی کریم صلعم کے ساتھ ہوا

سید علی محمد باب اور بابیوں اور بہائیوں کا دعوےٰ تو یہ ہے کہ سید علی محمد باب حضرت نبی کریم صلعم کے مقابلہ میں نعوذ باللہ بلند تر مقام پر فائز تھے تو ہر محقق کے لئے ضروری ہے کہ وہ دیکھے کہ یہ دعوےٰ محض دعوےٰ ہی تو نہیں ہے یا اس کے اندر کچھ حقیقت اور سچائی بھی ہے محض بلند بانگ دعاوی سے تو کسی کی عظمت ثابت نہیں ہو سکتی ایسے دعاوی کے ساتھ خداوند تعالیٰ کی عملی تائید اور نصرت ہونی لازمی ہے جس سے سید علی محمد باب کی ذات محروم نظر آتی ہے اگر اللہ تعالےٰ نے ہی انہیں اس بلند مقام پر کھڑا کیا تھا تو وہ ضرور انہیں صحیح راہ کی طرف رہنمائی کرتا بقول اہل بہاء بے انتہاء کلام تو اس نے اُن پر نازل کیا لیکن اتنی سمجھ عطا کرنے سے قاصر رہا کہ یہ خیال جو آپ کے دماغ میں سمایا ہوا ہے کہ آپ ساری دنیا کو فتح کریں گے اور دنیا کے بادشاہ آپ کے سامنے سرنگوں ہوں گے اور تمام حکومتوں پر آپ کا قبضہ ہوگا یہ وہم سے زیادہ وقعت نہیں رکھتا اور یہ ایسی خام خیالی ہے جس کا وقوع میں آنا بالکل محال ہے یہ ہمیشہ تشنۂ تکمیل ہی رہے گی اس منصوبہ کو عملی جامہ پہنانے کے لئے تمام کوششیں ناکام رہیں گی اور آپ کی اور آپ کے عزیز اور جاں نثار ساتھیوں کی جانیں بھی ناحق ضائع ہوں گی اور مطلوبہ نتیجہ کبھی برآمد نہ ہوگا اللہ تعالےٰ اپنے ماموروں کو اس طرح تاریکی میں نہیں رکھتا بلکہ انہیں نور عطا کرتا ہے جس سے وہ اپنے مقصد کی کامیابی کا سیدھا راستہ صاف طور پر دیکھ لیتے ہیں خواہ دنیا کے لوگ کس قدر بھی اُن کی مخالفت کریں وہ اس راہ سے ایک انچ بھی ادھر ادھر نہیں ہوتے اور مخالفتوں کو برداشت کرتے ہوئے اسی راہ پر گامزن رہتے ہیں اس حالت میں اللہ تعالےٰ اُن کی تائید میں کھڑا ہوتا ہے اس لئے انجام کار وہ اپنی منزل مقصود پر کامیابی کے ساتھ پہنچ جاتے ہیں رستہ کی رکاوٹیں ایک ایک کر کے اٹھتی چلی جاتی ہیں اور مخالفین بھی ایک ایک کر کے ان کے صحیح نظریوں اور درست تعبیروں کے آگے سر جھکاتے جاتے ہیں۔

سید علی محمد باب کا مندرجہ بالا خیال بابی تاریخ کی ناقابل تردید حقیقت ہے چنانچہ گذشتہ اقساط میں بتلایا جا چکا ہے کہ جب باب نے دعویٰ کیا تو فارس کے گورنر حسین خاں نے اس بات کا پتہ لگانے کے لئے کہ اس شخص کا اس دعوےٰ سے اصل مقصد کیا ہے ایک خواب بنا کر باب کو سنایا جس سے یہ ظاہر کرنا مقصود تھا کہ وہ باب کا سچا اور وفادار ہے باب کو اس کی بات پر یقین آ گیا اور اس کے سامنے اپنے مقاصد کو صاف الفاظ میں بیان کر دیا اور اس سے وعدہ کیا کہ دنیا کو فتح کرنے کے بعد اسے ترکی کی حکومت دی جائے گی اگر وہ باب کو اس کے مقصد میں مدد دیتا رہا۔

باب کے دل میں یہ خیال کیوں پیدا ہوا

باب کے دل میں اس خیال کے پیدا ہونے کی وجہ یہ تھی کہ عام طور پر مسلمانوں کا یہ عقیدہ تھا کہ آنے والا مہدی ظاہری شان و شکوہ کے ساتھ ظاہر ہوگا اور دنیا کو فتح کر کے تمام حکومتوں پر قبضہ کر لے گا، یہ خیال مسلمانوں کے دلوں میں اس قدر راسخ تھا کہ وہ کسی ایسے مدعی کو قبول ہی نہ کر سکتے تھے جو اپنے ساتھ یہ نشان نہ رکھتا ہو سید علی محمد باب بھی اسی رَو میں بہہ گئے اور جب اُن کے ذہن میں اُن کے نفس نے یا شیطان نے یہ ڈال دیا کہ وہی مہدی معہود ہیں تو ساتھ ہی ان کو یہ بھی یقین ہو گیا کہ وہ دُنیا کے فاتح بھی ضرور ہوں گے اور ان کے خیال میں چونکہ یہ سمایا ہوا تھا کہ خدا نے ہی انہیں اس مقام پر مامور کیا ہے، جیسا کہ عام طور پر ایسے لوگ خدا کے الہام اور نفس یا شیطان کے الہام کے درمیان فرق نہیں کر سکتے اسی طرح سید علی محمد باب بھی نہ کر سکے اس لئے اس کے ساتھ ہی انہیں یہ بھی یقین ہو گیا کہ اللہ تعالےٰ ضرور ان کی مدد کرے گا اور دنیا کو فتح کرنے کے سامان پیدا کر دے گا اس لئے انہوں نے اس مقصد کو حاصل کرنے کے لئے سر دھڑ کی بازی لگا دی اگر یہ سب کچھ درحقیقت خدا کی طرف سے ہوتا تو خدا ضرور اُن کی مدد کرتا اور آسمان سے فرشتے اُن کی تائید کے لئے اتارتا لیکن اس ساری کارروائی کے پیچھے تو ان کی ھویٰ اور نفسانی خواہشات کارفرما تھیں اس لئے خدا کی مدد آتی تو کیونکر آتی جو مفہوم مہدی کے متعلق پیشگوئی کا مسلمانوں نے سمجھا ہوا تھا وہ بالکل غلط اور منشاء الٰہی کے مخالف تھا اس لئے جو شخص بھی اس کو پورا کرنے کا ارادہ کرنے کے لئے اُٹھتا اُس نے لازمًا ناکامی کا منہ ہی دیکھنا تھا اگر جناب سید علی محمد باب کا دعوےٰ اللہ تعالےٰ کے الہام پر مبنی ہوتا تو اللہ تعالےٰ کی اس پیشگوئی کا صحیح مفہوم بھی ان پر کھول دیتا جیسا کہ اس نے اپنے سچے مہدی حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام پر کھول دیا، انہوں نے اپنے دعوےٰ کے ساتھ ہی صاف اعلان کر دیا کہ یہ زمانہ سیفی جہاد کا نہیں بلکہ دلائل اور نشانوں کی تلوار کے ساتھ مخالفین اسلام کے دلوں کو فتح کرنے کا زمانہ ہے۔ مسلمانوں نے اس اعلان پر ان کی مخالفت کی اور سخت کی تکفیر کا طوفان ان کے خلاف کھڑا ہو گیا، قتل کے فتاوے جاری کئے گئے۔ انکی جماعت کو مختلف قسم کی اذیتوں کا نشانہ بنایا گیا لیکن وہ بندہ خدا اس حق پر قائم رہا جس حق پر انہیں اللہ تعالےٰ نے کھڑا کیا تھا آخر سنت اللہ کے مطابق ہزاروں لوگ ان کی تعبیر کو درست یقین کر کے اُن کے حلقۂ مریدی میں داخل ہو گئے اور دوسرے لوگ بھی جو ابھی تک ان کی جماعت میں شامل نہیں ہوئے اس امر کو تسلیم کرنے پر مجبور ہو گئے ہیں کہ یہ زمانہ سیفی جہاد کا نہیں بلکہ آئینی جہاد کا ہے یہ ہوتی ہے صادقوں کی نشانی کہ اُن کے بیان کردہ عقائد ہی آخر غالب آتے ہیں۔ دنیا میں یہ نہ ہوا ہے اور نہ ہوگا کہ اللہ تعالےٰ کسی شخص کو کسی عہدہ پر مامور کرے اور اس کی حقیقت اور اس کے فرائض سے اس کو بے خبر رکھے۔ سید علی محمد باب کی مثال ایک انوکھی مثال ہے کہ اس کو مہدیت کے عہدہ پر سرفراز کیا گیا اور اسے یہ بھی علم نہیں دیا گیا کہ مہدی تلوار کے زور سے نہیں بلکہ دلائل اور نشانوں کے زور سے عقائد حقہ کو پھیلائے گا۔ ان کے مرید بہاء اللہ کو اُن کی ناکامی دیکھ کر یہ سمجھ آ گئی کہ یہ راہ نہ صرف غلط بلکہ قوم کو ہلاکت اور تباہی کی طرف لے جانے والی ہے، اس لئے اُس نے اسے ترک کر کے صلح اور آشتی کی راہ اختیار کی ایک ایسے انسان کو تو اس راہ کے خطرناک نتائج سمجھ میں آ گئے جو ابھی بقول اہل بہاء مامور نہ تھا لیکن بقول اہل بہاء ایک مامور من اللہ کو سمجھ نہ آ سکے یا للعجب! یہ تو تائید الٰہی سے محرومی کا ایک پہلو ہے۔

محرومی کا دوسرا پہلو

یہ ہے کہ دعوےٰ تو اُن کا حضرت نبی کریم صلعم سے بھی نعوذ باللہ بلند مقام پر مبعوث کئے جانے کا ہے اس حالت میں چاہیئے تو یہ تھا کہ ایسے مقام پر فائز ہونے والے کے...... اگر زیادہ نہیں تو کم از کم آنحضور صلعم کے برابر ہی تائید الٰہی شامل حال ہوتی لیکن واقعہ یہ ہے کہ حضرت نبی کریم صلعم کی جس قدر حفاظت اللہ تعالےٰ نے کی اور جس قدر نصرت سے انہیں نوازا...... اس کا عشر عشیر بھی سید علی محمد باب کو نصیب نہیں ہوا۔ حضرت نبی کریم صلعم کو مشکلات کی جن پُرخار وادیوں میں سے گذرنا پڑا اور وادیاں بھی وہ جو اُن کے اپنے اعمال کی پیدا کردہ نہیں تھیں بلکہ محض کلمۂ حق کو بلند کرنے کی وجہ سے علاوہ مخالفین حق کی پیدا کردہ تھیں اُن کا اس وقت بھی تصوّر بدن پر رونگٹے کھڑے کر دیتا ہے لیکن خدا تعالےٰ نے اُن کو تمام مصائب کو انشراح صدر سے برداشت کرنے کی جو قوت عطا کی تھی وہ بھی بے نظیر ہے ادھر سید علی محمد باب کی زندگی کے حالات پر جب ہم نظر ڈالتے ہیں تو کیا دیکھتے ہیں کہ معمولی سی زد و کوب کے نتیجہ میں اپنے دعوےٰ سے تائب ہونے کا اعلان کر دیتے ہیں گو بہائی اس کا انکار کریں لیکن قریبًا قریبًا سب مؤرخین کا اس پر اتفاق ہے۔ نبی کریم

۱۴ اس کے بالمقابل حضرت

صلعم کی حفاظت کے مواقع ملاحظہ فرمائیں :۔

(۱) آنحضور صلعم کے قتل کا منصوبہ کیا جاتا ہے اور اللہ تعالےٰ آنحضورؐ کو اپنی خاص حفاظت میں دشمنوں کے نرغہ سے صحیح سلامت نکال کر لے جاتا ہے اور ان کی آنکھوں پر ایسا اندھیرا چھا جاتا ہے کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جاتے ہوئے دیکھ بھی نہ سکے۔

(۲) پھر غار ثور میں جس معجزانہ طریق سے دشمن کی نظر تفتیش سے بچائے رکھا وہ بھی اپنی نظیر آپ ہی ہے۔

(۳) پھر جنگ اُحد میں باوجود دشمنوں کی کثرت اور بظاہر غلبہ کے اور آپ کے ساتھیوں کی قلت اور ان کی حالت انتشار کے دشمن آپؐ پر وار نہ کرسکا ورنہ وہ ایسا وقت تھا کہ ظاہری سامانوں کے لحاظ سے دشمن کے ہاتھ سے قتل ہو جانے سے بچنا بالکل ناممکن تھا۔

(۴) پھر ایک موقعہ پر ایک بدوی تلوار کھینچے ہوئے آپؐ کے سر پر کھڑا ہے اور آپؐ نیند سے بیدار ہو کر اس کو اس حالت میں دیکھتے ہیں اور وہ للکارتا ہے اور کہتا ہے اے محمدؐ بتلا اب تجھے کون بچا سکتا ہے تلوار سونتی ہوئی آپؐ کے سر پر کھڑی ہے لیکن آپؐ کو ذرا بھی گھبراہٹ نہیں جس خدا نے آپؐ کو اپنی حفاظت کا وعدہ دیا ہوا تھا اس وعدہ پر دلی یقین رکھتے ہوئے پورے وثوق سے فرماتے ہیں "اللہ" اس لفظ کا کہنا تھا کہ بدوی کے ہاتھ سے تلوار گر پڑتی ہے۔

(۵) پھر جنگ حنین میں اسلامی لشکر بظاہر پسپا ہوتا ہے اور اس کے قدم اُکھڑ جاتے ہیں تیروں کی بوچھاڑ آرہی ہے دشمن تیر اندازی میں مکمل مہارت رکھتا ہے لیکن آپؐ یہ فرماتے ہوئے انا النبی لا کذب انا ابن عبد المطلب دشمن کے تیروں کی پرواہ نہ کرتے ہوئے اس کی طرف بڑھتے چلے جاتے ہیں، کیوں، اس لئے کہ آپ کو اللہ تعالےٰ کے وعدہ حفاظت پر پورا یقین ہے اس وعدہ کے الفاظ آپؐ کے دل کی آواز نہ تھے بلکہ خدائے قادر کے الفاظ تھے اس لئے خدا اپنے وعدہ کو ہر موقعہ پر پورا بھی کرتا رہا۔

(۶) شاہ ایران نے آپؐ کی گرفتاری کے لئے دو آدمی بھیجے آپ نے کس وثوق اور یقین کے ساتھ انہیں کہا جاؤ تمہارے بادشاہ کو میرے خدا نے موت کے گھاٹ

نہیں پکڑے جائیں گے یقیناً میرے ساتھ میرا خدا ہے جو ضرور نجات کا راستہ نکال دیگا؛

اُتار دیا ہے جب وہ واپس گئے تو آپؐ کے الفاظ کی سچائی کا مشاہدہ کر لیا۔

یہ چھ مواقع بطور مثال کے ہیں ورنہ ہر نازک سے نازک موقعہ پر اللہ تعالےٰ کے وعدہ حفاظت کا جو آنحضور صلعم کے ساتھ ہو چکا ہوا تھا ایفا ہوتا رہا۔ لیکن سید علی محمد باب جو اپنے آپ کو نبی کریم صلعم سے نعوذ باللہ خدا کے نزدیک بڑی شان رکھنے والا قرار دیتا ہے کسی موقعہ پر بھی خدا کی طرف سے اس کی حفاظت کے سامان پیدا نہیں ہوتے کیا خدا اس مدعی کی حفاظت سے عاجز تھا کیا اس کے معاملہ میں خدا وہ خدا نہیں رہا تھا جو فرماتا ہے وما یعلم جنود ربک الا ھو وللہ جنود السموات والارض کیا وہ اپنے کسی لشکر کو دشمن کی تباہی کے لئے نہیں بھیج سکتا تھا، کیا بیت اللہ پر حملہ کرنے والے اصحاب الفیل کو کسی انسانی لشکر نے شکست دی تھی اور اسے ہلاکت و تباہی کے گڑھے میں کسی انسانی لشکر نے دھکیلا تھا اگر خدا اب بھی وہی قادر خدا ہے تو کیا وہ سید علی محمد باب کو بچانے کے لئے اپنی قدرت کا مظاہرہ نہیں کرسکتا تھا کیا اس کے لشکر اب ختم ہو چکے تھے، یہ عدم حفاظت صاف بتلا رہی ہے کہ اللہ تعالےٰ کا اس شخص کے ساتھ کوئی تعلق نہ تھا اور نہ ہی وہ سچا مہدی تھا جو خدا کی طرف سے بھیجا گیا تھا، ورنہ خدا اس کی ضرور حفاظت کرتا اس کا نبی کریم صلعم سے بڑھ کر ہونے کا دعوےٰ لغاظی سے بڑھکر اور کوئی حقیقت نہیں رکھتا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان تو بہت بلند ہے، ہم نے تو آپؐ کے غلام مرزا غلام احمدؒ کو بھی دیکھا کہ خدا نے اسے بھی اپنی حفاظت کا وعدہ دیا اور ہر نازک موقعہ پر اس کی حفاظت فرمائی۔ سید علی محمدؐ باب کی موت کو حضرت یحییٰ کی موت سے تشبیہ دینا سخت غلطی ہی نہیں بلکہ عمداً لوگوں کو مغالطہ میں ڈالنا ہے، حضرت یحییٰ کے قتل کا معاملہ اوّل تو مشتبہ ہے، بعض لوگ اُن کے قتل کے قائل ہی نہیں لیکن اگر بفرض محال ان کا قتل تسلیم بھی کر لیا جائے تب بھی سید علی محمدؐ باب کے قتل کو اُن کے قتل پر قیاس نہیں کیا سکتا ایسا قیاس محض طفل تسلی ہے حضرت یحییٰ کو کب اس قسم کا دعوےٰ تھا جس قسم کا دعوےٰ سید علی محمد باب کا تھا اور کہاں اُن کے ارادے دنیا کو فتح کرنے کے تھے جو سید علی محمدؐ باب کے تھے حضرت یحییٰ محض درویشانہ زندگی بسر کر رہے تھے اور لوگوں کے قلوب کی اصلاح میں مشغول تھے کوئی باغیانہ کارروائیاں اُن کی طرف سے سرزد نہیں ہو رہی تھیں۔

ناکام زندگی

واقعات مندرجہ بالا صرف سید علی محمدؐ باب کی تائید الٰہی سے محرومی پر ہی دلالت نہیں کرتے بلکہ اس بات کا بھی یقینی ثبوت بہم پہنچا رہے ہیں کہ اُن کی زندگی ناکام زندگی تھی اور اس ناکامی کے ساتھ ذلت بھی ملی ہوئی تھی، چونکہ اپنی موت سے ایک روز قبل انہوں نے اپنے مریدوں سے کہا کہ میں دشمن کے ہاتھ سے قتل ہونے کو ذلت کی موت سمجھتا ہوں اس لئے تم میں سے ہی کوئی مجھے قتل کر دے تا میں اس ذلت سے محفوظ رہوں۔ لیکن آخر وہ قتل بھی دشمن کے ہاتھ سے ہوئے جس کے ہاتھ سے قتل ہونے کو وہ ذلت کی موت قرار دیتے تھے۔ یہ اُن کا اپنا اقرار ہے جو اُن کی ذلت آمیز موت پر مہر تصدیق ثبت کرتا ہے اس سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ خدائی حفاظت پر انہیں قطعاً یقین نہ تھا دوسری ناکامی اُن کی یہ ہے کہ جس مقصد کو لے کر وہ کھڑے ہوئے تھے یعنی حکومتوں کا فتح کرنا اسکو حاصل نہ کرسکے دوسرا روحانی مقصد ان کا قرآن کریم کے مقابل کتاب تیار کرنا تھا اس روحانی مقصد کی تکمیل میں بھی وہ ناکام رہے اور جس اپنے مرید یعنی صبح ازل کے سپرد اس کی تکمیل کا کام کرکے اس دنیا سے رخصت ہوئے اس کے ہاتھ سے بھی یہ کام پایۂ تکمیل کو نہ پہنچا بلکہ اس نے اسے پس پشت ڈال کر اپنی کتاب "المستیقظ" نامی لکھنی شروع کر دی انسان کی کامیابی یا ناکامی اس کے مقصد کے حصول یا عدم حصول پر ہی منحصر ہوتی ہے جب سید علی محمد باب اپنے مادی اور روحانی دونوں قسم کے مقاصد کو حاصل کرنے میں ناکام رہے تو اُن کی ناکام زندگی میں کیا کلام ہو سکتا ہے

کیا بہاء اللہ کا کلام وحی کا درجہ رکھتا ہے

گذشتہ قسط میں واضح کیا جا چکا ہے کہ اہل بہاء کا یہ عقیدہ ہے کہ باب اور بہاء اللہ کا تمام کلام وحی الٰہی کا درجہ رکھتا ہے اُن کا یہ عقیدہ باب کے حالات زندگی اور اُن کے کلام پر کہاں تک منطبق ہوتا ہے قارئین کرام پر عیاں ہو چکا ہے اب ہم دیکھتے ہیں کہ بہاء اللہ کے کلام پر اس عقیدہ کا کہاں تک انطباق ہوتا ہے۔ بہاء اللہ نے موت کو قریب محسوس کرتے ہوئے تحریر کیا کہ انکے بعد ان کا بڑا لڑکا عبد البہاء ان کا جانشین ہوگا اور اس کے بعد اُن کا چھوٹا لڑکا محمد علی جانشین ہوگا لیکن واقعہ اس کے خلاف نظر آتا ہے عبد البہاء کے بعد محمد علی کی بجائے انکا نواسہ شوقی آفندی بہاء اللہ کی جانشینی کی مسند پر بٹھایا جاتا ہے، اگر بہاء اللہ کا یہ کلام وحی الٰہی تھا تو وحی الٰہی کہاں گئی اور کیوں پوری نہ ہوئی اگر کہا جائے کہ عبد البہاء نے اس وحی کے خلاف عمل کیا اور وحی کی خلاف ورزی انسان کر ہی لیتے ہیں یہ درست ہے لیکن یہاں پر یہ عذر پیش نہیں کیا جاسکتا کیونکہ بہاء اللہ نے اپنی تحریروں میں عبد البہاء کے متعلق یہ بیان کیا ہے کہ وہ ان کی تحریر کی مخالفت کر ہی نہیں سکتا۔ اس سے صرف ایک وحی کی نہیں بلکہ دو وحیوں کی تکذیب لازم آتی ہے ایک

(باقی پر صفحہ ۹)

تبلیغی خط و کتابت

دیکھو خدا نے سارے جہاں کو جھکا دیا
گمنام پا کے شہرۂ عالم بنا دیا (مسیح موعودؑ)

انڈونیشیا

ترجمہ خط از منڈزیر آئی۔ ایم۔ اے۔ گنٹر پونورو گو
انڈونیشیا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

میں اسلامک کالج کا ایک طالب علم ہوں اور میری عمر اس وقت بیس سال کے قریب ہے۔

مجھے امید ہے کہ آپ سے خط و کتابت میرے علم میں اضافہ اور اطمینان قلب کا باعث ہوگی۔

میں پاکستان میں اسلام اور مسلمانوں کے حالات سے واقفیت حاصل کرنا چاہتا ہوں۔

گذارش ہے کہ مجھے اسلام کے متعلق لٹریچر عنایت فرمایا جاوے۔

میں آپ لوگوں کی خدمتِ اسلامی پر آپ کو مبارک باد عرض کرتا ہوں۔

جلد ہی جواب کا منتظر ہوں

(انہیں لٹریچر اور خط بھیجے جا رہے ہیں۔ غلام قادر ڈار)

گھانا

ترجمہ خط از احمد راجی اکرا ٹیکنیکل انسٹی ٹیوٹ اکرا گھانا۔
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

میں نے لکھا تھا کہ میں اپنے آئندہ مقام قیام کا پتہ دوں گا لہذا میں اب اکرا ٹیکنیکل انسٹی ٹیوٹ میں مزید کورس پورا کرنے کے لئے آ گیا ہوں۔

مجھے آپ کے ارسال کردہ لٹریچر کا پارسل مل گیا ہے بہت بہت شکریہ۔ آپ نے آخری خط میں لکھا تھا کہ ستمبر ۱۹۶۰ء میں آپ مجھے قرآن شریف مع متن بھیجیں گے۔

امید ہے آپ ایک کاپی قرآن شریف کی بھیجکر ممنون فرمائیں گے۔

(انہیں قرآن شریف، ٹیچنگز آف اسلام اور ڈیتھ فار گاڈ اور خط بھیجے گئے۔ غلام قادر ڈار)

نائیجیریا

ترجمہ خط از مسٹر ابوبکر منیجر مسلم سکول اوفا نائیجیریا۔
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

مجھے یہ سن کر بے حد خوشی ہوئی کہ آپ اسلام کے متعلق نہایت قیمتی لٹریچر شائع کر کے دنیا میں پھیلا رہے ہیں۔

میں اپنے اسکول میں عربی۔ اسلامیات کی کلاس جاری کرنے والا ہوں۔

مجھے اس بات کا بہت افسوس ہے کہ ہمیں یہاں عربی اور اسلامیات پر کتب دستیاب نہیں ہو رہیں میں بہت مشکور ہوں گا اگر آپ قرآن شریف مع متن اور کچھ عربی لٹریچر بھیجدیں۔

میں کوشش کر کے کسی وقت آپ کو اپنے اسکول کے بچوں کے فوٹو بھیجدوں گا۔

میں خط کے فوری جواب کا منتظر ہوں۔

(انہیں قرآن شریف۔ تحفۃ البغداد۔ ٹیچنگز آف اسلام اور خط بھیجے گئے ہیں۔ غلام قادر ڈار)

نائیجیریا

ترجمہ خط از مسٹر اے موسا کو مولیقی الیشا نائیجیریا۔
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

مجھے اپنے ایک دوست کی زبانی معلوم ہوا ہے کہ آپ کا ادارہ مفت اشاعت سے قرآن شریف ان لوگوں کو بھیج رہا ہے۔ جو اس کو سمجھنا اور اس سے فیض حاصل کرنا چاہتے ہیں۔

اندریں حالات گذارش ہے کہ مجھے ایک کاپی قرآن شریف کی اپنی پہلی فرصت میں بھیجکر ممنون فرمائیں تاکہ میں اپنے علم میں اضافہ کر سکوں۔

(انہیں قرآن شریف اور لٹریچر بھیجا جا رہا ہے انہوں نے آٹھ نام ٭ معززین کے بھی دیئے ہیں مگر ان کے مکمل پتے لکھنے بھول گئے ہیں۔ انہیں خط لکھکر دریافت کئے جا رہے ہیں تاکہ ان سے بھی خط و کتابت جاری کی جا سکے۔ غلام قادر ڈار)

نائیجیریا

ترجمہ خط از مسٹر عبدالرحمن محمد بیلو اوفا نائیجیریا۔
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

آپ کا ارسال کردہ لٹریچر اور قرآن شریف مل گیا ہے بہت بہت شکریہ۔

میں اور میری جماعت اب مضبوطی سے اسلام کی تبلیغ کرنے کے قابل ہو گئے ہیں۔

اللہ تعالےٰ کے فضل سے ہم عیسائیوں کو تسلی بخش جواب دے رہے ہیں اور ان میں سے کئی لوگ اسلام میں داخل ہو گئے ہیں۔

مہربانی فرما کر مندرجہ ذیل لٹریچر ارسال فرمائیں۔ محمدؐ اینڈ کرائسٹ۔ ایک اور نسخہ قرآن مجید کا۔ حدیث اور لونگ تھاٹس۔

ہمیں تبلیغی مساعی کے ضمن میں ان کتب کی بہت ضرورت ہے۔

(انہیں مطلوبہ کتب اور خط بھیجے گئے ہیں۔ غلام قادر ڈار)

لیگوس

ترجمہ خط از سلیمان لیٹی و ولا آفولابی مسلم ٹریننگ کالج لیگوس
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

بحیثیت مسلم طالب علم جسے اسلامی تعلیمات سے بے حد دلچسپی ہو اس سے بڑھکر اور کیا خوشی ہو سکتی ہے کہ مجھے آپ کا پتہ مل گیا۔

اسلامیات ہمارے کالج میں ایک اہم مضمون ہے۔ میں آپ کے متعلق اطلاع حاصل کر کے اس عظیم موقع سے مستفید ہونا چاہتا ہوں، اور اسلامیات میں اپنی معلومات میں اضافہ کا خواہشمند ہوں۔

مجھے یقین ہے کہ اگر مسلم نوجوان مرد اور لڑکیاں اسلام سے کامل واقفیت حاصل کر لیں تو وہ تمام دنیا میں اسلام کے جھنڈے کو بلند کرنے کے قابل ہو جائیں گے۔

مجھے تعلیم اسلام حاصل کرنے کے بہترین طریقوں سے آگاہی بخشیں کہ میں کس طرح اسلامی تعلیم کے حصول میں ترقی کر سکتا ہوں اور بحیثیت مبلغ اسے کم از کم اپنے ارد گرد پھیلا سکتا ہوں۔

اللہ تعالےٰ آپ لوگوں کا حامی و ناصر ہو اور خدمتِ دین اسلام کی بہت بہت توفیق بخشے اور اس ضمن میں بڑی بڑی کامیابیاں عطا فرمائے۔

(انہیں ٹیچنگز آف اسلام۔ قرآن شریف مع متن۔ لٹریچر اور خط بھیجے گئے۔ غلام قادر ڈار)

افریقہ

ترجمہ خط از مسٹر اے آدی بایو یونیورسٹی سیرالیون۔
مغربی افریقہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

مجھے جب آپ کا مکمل پتہ ملا تو میری خوشی کی انتہا نہ رہی۔ میں یونیورسٹی کالج میں سٹوڈنٹ ہوں۔ میں اپنے ساتھی طالب علموں کو عربی کے متعلق لیکچر دیتا ہوں۔ میرے پاس کافی عربی کتب ہیں۔ مگر میں انہیں پڑھانے میں دقت محسوس کرتا ہوں۔

برائے مہربانی مجھے ایک کاپی قرآن کریم مع متن اور عربی اسلامی لٹریچر عنایت فرمائیں۔

بہت بہت شکریہ

(انہیں قرآن شریف ٹیچنگز آف اسلام۔ تحفہ بغداد اور رحمانۃ البشریٰ اور خط بھیجے گئے۔ غلام قادر ڈار)

ضرورت رشتہ

میرا ایک لڑکا جو کہ مڈل پاس عمر ۲۶ سال موٹر ڈرائیور بمشاہرہ ایک صد پچیس (125/-) روپیہ ملازم ہے اس کے لئے ایک رشتہ کی ضرورت ہے۔ لڑکی دیندار امور خانہ داری سے واقف ہو۔ اور احمدیت کے ساتھ مخلصانہ تعلق رکھتی ہو، ذات پات کی کوئی قید نہیں۔

پتہ :۔ م ع ص معرفت ایڈیٹر صاحب پیغام صلح لاہور

پشاور کی خوشنما مسجد احمدیہ تعمیر ہوگئی

معطیان کی آخری فہرست

"احباب جماعت و قارئین پیغام صلح یہ سن کر خوش ہوں گے کہ ہم اللہ پاک کے فضل، بزرگان سلسلہ کی برکت اور جماعت کی ہمت سے پشاور شہر میں ایک خوشنما پختہ مسجد جس میں خواتین کے لئے گیلری کا بھی انتظام ہے کے بنانے میں کامیاب ہوگئے۔ فالحمد للہ علٰی ذالک اس مہنگائی کے ایام میں ایک خوبصورت مسجد کی تعمیر جماعت احمدیہ لاہور جیسی چھوٹی جماعت کے لئے ایک معجزہ ہے۔ اپنے پرائے اسے دیکھ کر خوش ہوتے ہیں۔ اور جماعت کی عالی ہمتی پر آفرین کہتے ہیں۔

مسجد مذکور کے لئے جس قدر عطیہ جات موصول ہو چکے ہیں، ان کی فہرست وقتاً فوقتاً بذریعہ اخبار احباب کے اطلاع کے لئے شائع کرتے رہتے ہیں۔ حال ہی میں جو رقوم بطور عطیہ ہمیں ملی ہیں ان کی تفصیل درج ذیل ہے۔ ہر ایک دوست اپنا اسم گرامی اور رقم چندہ ملاحظہ فرما کر رسید کی سے اطلاع پالیں۔ جزاکم اللہ احسن الجزا۔

تفصیل معطی صاحبان

نمبر شمار	نام معطی	رقم چندہ
۱	ایم محمد الرحمن ڈپٹی جیلر تعلیم	20/-/-
۲	بیگم عبیداللہ صاحب سیالکوٹ	10/-/-
۳	عبدالعزیز ریلوے گارڈ خانپور	10/-/-
۴	خانبہادر ڈاکٹر سعید احمد خاں صاحب	25/-/-
۵	ایم رکن الدین دکاندار	10/-/-
۶	میاں عزیز احمد صاحب ملز اونر مالک سرحد کاٹن ٹیکسٹائل ملز نوشہرہ	500/-
۷	ایم عبدالبادی خان خلیل وکیل	15/-/-
۸	ڈاکٹر عبداللہ خاں صاحب سفید ڈھیری	20/-/-
۹	محمد زمان خان آف زیدہ	20/-/-
۱۰	والدہ و الدہ اہلیہ عبدالعزیز صاحب ریلوے گارڈ خانپور	10/-/-
۱۱	چودھری عبدالحق صاحب ریٹائرڈ اسسٹنٹ رجسٹرار	10/-/-
	میزان	650/-/-

مہمانخانہ کی تعمیر کے لئے چندہ کی اپیل

جیسے کہ ہم قبل ازیں بارہا عرض کر چکے ہیں۔ کہ مسجد کے ساتھ ہر جگہ بالعموم اور پشاور میں بالخصوص مہمان خانہ کی ضرورت ہے۔ کیونکہ مہمان خانہ تبلیغ اور مساجد کی آبادی کا ایک بہترین ذریعہ ہے۔ اللہ پاک کا ہم پر بڑا احسان ہے کہ ہماری مسجد پشاور کے ساتھ مہمانخانہ کے لئے جگہ موجود ہے۔ جس پر شروع سے مہمانخانہ تعمیر شدہ موجود ہے۔ مگر چونکہ وہ بہت پرانے زمانہ کا ہے۔ اور اب بوسیدہ ہو گیا ہے۔ اس واسطے مسجد کی تعمیر کے ساتھ ہم نے اس کی تعمیر کا کام بھی شروع کر دیا ہے۔ جس پر تخمیناً دس ہزار روپوں کا خرچ آنے لگا۔ چونکہ ہمارے پاس موجودہ فنڈ میں بہت تھوڑی گنجائش ہے۔ اس واسطے ہم ایک بار پھر جماعت کے عالی ثروت طبقہ سے بالخصوص اور دیگر احباب سے بالعموم درخواست کرتے ہیں۔ کہ وہ برائے مہربانی ایک بار پھر اپنی گراں قدر عطیہ جات سے ہماری امداد فرما کر عنداللہ ماجور ہوں ورنہ مسجد کے ساتھ مہمان خانہ کی غیر موجودگی (جس کی بنیاد خدا پر توکل کر کے ہم نے رکھدی ہے) ہمیشہ ہمیشہ کے لئے جماعت کے نام پر ایک داغ ہوگا۔

امید ہے کہ احباب اپنی اولین فرصت میں اپنے اپنے عطیہ جات جناب ڈاکٹر عبدالعزیز صاحب ریٹائرڈ سول سرجن۔ تتنر آباد۔ پشاور کے پتہ پر مرحمت فرما کر ممنون فرماویں۔

والسلام

عبدالباقی سیکرٹری مہمانخانہ جماعت احمدیہ پشاور

اخبار احمدیہ

(بسلسلہ صفحہ ۲)

عبدالسلام صاحب کو اللہ تعالٰے نے ۱۲ر اکتوبر سنہ ۶۰ کو فرزند نرینہ عطا فرمایا ہے اور اس خوشی میں انہوں نے انجمن کو پانچ روپے عطا کئے ہیں جزاہ اللہ خیراً۔ مولانا عبدالحق صاحب اور نو مولود کے نانا شیخ غلام قادر صاحب کی خدمت میں مبارکباد عرض ہے۔ اللہ تعالٰے اسے عمر طویل عطا فرمائے اور خادم دین بنائے۔

اعلٰے ملازمت اور عطیہ

یہ معلوم کر کے احباب خوش ہوں گے۔ کہ عزیزم چوہدری اکرام الحق صاحب خلف الرشید محترم چوہدری فضل حق صاحب نوجی سنٹرل ٹنڈو محمد خاں ضلع حیدرآباد میں بطور ڈپٹی چیف کیمسٹ مقرر ہوئے ہیں۔ اس خوشی میں انہوں نے انجمن کو مبلغ دس روپے عطا فرمائے ہیں۔ دعا ہے اللہ تعالٰے عزیز موصوف کو مزید ترقیات سے نوازے اور خدمت دین کی توفیق عطا فرمائے آمین۔ احمدیار

احمدیار

حیاتِ حسن

مؤلفہ عبداللہ جان خان نیازی

قیمت تین روپے فی کاپی ۔ ڈاک خرچ علاوہ

۲۴۳ صفحات پر مشتمل یہ کتاب حضرت مولانا غلام حسن خان صاحب مرحوم و مغفور مفسر تفسیر "حسن بیان" ۔۔۔ کی ذات کے مقرب الٰہی ہونے کا یقین دلاتے ہیں احباب جماعت اور اسلامی کردار کو اپنانے کی خواہش رکھنے والے اصحاب اس سوانح حیات کا مطالعہ کر کے فائدہ حاصل کریں ۔

ہم مولانا عبداللہ جان صاحب نیازی فرزند حضرت مولانا غلام حسن صاحب پشاوری مرحوم و مغفور کے شکر گذار ہیں جنہوں نے اس کتاب کے تمام اخراجات برداشت کرنے کے بعد اسے ووکنگ مسلم مشن کو بطور عطیہ دے دیا ہے ۔ ملنے کا پتہ :۔

مسلم بک سوسائٹی عزیز منزل برانڈرتھ روڈ ۔ لاہور

(سیکرٹری ووکنگ مسلم مشن)

فہرست ترسیل قرآن شریف ماہ ستمبر ۶۶ء

قسم قرآن شریف	نام معطی	مقام	تعداد
ترجمۃ القرآن انگریزی قسم دوم	شیخ اللہ بخش صاحب ایڈووکیٹ پشاور	نائیجریا	۶
״ ״ ״	״ ״ ״	سیرالیون	۹
״ ״ ״	״ ״ ״	انڈونیشیا	۴
״ ״ ״	״ ״ ״	سیلون	۱
	کل میزان		۲۰

سیّد علی محمد باب

(بسلسلہ صفحہ ۷)

محمد علی کے جانشین بنانے والی وحی اور دوسری عبدالبہاء کی مخالفت نہ کرنے والی وحی ۔ عبدالبہاء نے صرف اس امر میں ہی بہاء اللہ کی مخالفت نہیں کی بلکہ شرعی احکام میں بھی کی ہے ۔ مثلاً بہاء اللہ نے جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے کے حکم کو منسوخ کر دیا تھا لیکن عبدالبہاء نے پھر اسے جاری کر دیا اور اسے مفید اور ضروری قرار دیا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ خود عبدالبہاء بھی اپنے باپ بہاء اللہ کے کلام کو وحی کا درجہ نہ دیتا تھا اس حالت میں اہل بہاء کا دوسروں کو یہ عقیدہ منوانے کی کوشش کرنا مضحکہ خیز ہے ۔

جماعت جہلم کا جلسہ

جماعت احمدیہ جہلم کے زیر اہتمام سیرۃ النبی صلعم پر مورخہ ۲۲ اکتوبر کی شام و ۲۳ اکتوبر کی صبح کو جلسہ ہوگا جس میں مرکز سے حضرت مولانا محمد یعقوب خان صاحب ۔ مولانا دوست محمد صاحب ، مرزا مظفر بیگ صاحب ساجد ، مولانا احمد یار صاحب ایم اے شمولیت فرما رہے ہیں ۔ جملہ بہی خواہان ملت سے التماس ہے کہ اس مقدس اجلاس میں شمولیت فرما کر عنداللہ ماجور ہوں ۔ جو بیرونی دوست اس جلسہ میں شمولیت کرنا چاہیں وہ اپنی آمد سے سیکرٹری صاحب جماعت جہلم کو اطلاع دیدیں ۔

پتہ :۔ محمد عبداللہ صاحب ممبر مرچنٹ نیا محلّہ جہلم ۔

پشاور کی خوشنما مسجد احمدیہ تعمیر ہو گئی

معطیان کی آخری فہرست

"احباب جماعت و قارئین پیغام صلح یہ سن کر خوش ہوں گے کہ ہم اللہ پاک کے فضل، بزرگان سلسلہ کی برکت، اور جماعت کی ہمت سے پشاور شہر میں ایک خوشنما پختہ مسجد جس میں خواتین کے لئے گیلری کا بھی انتظام ہے کے بنانے میں کامیاب ہو گئے۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک اس مہنگائی کے ایام میں ایک خوبصورت مسجد کی تعمیر جماعت احمدیہ لاہور جیسی چھوٹی جماعت کے لئے ایک معجزہ ہے۔ اپنے پرائے اسے دیکھ کر خوش ہوتے ہیں۔ اور جماعت کی عالی ہمتی پر آفرین کہتے ہیں۔

مسجد مذکور کے لئے جس قدر عطیہ جات موصول ہو چکے ہیں، ان کی فہرست وقتاً فوقتاً بذریعہ اخبار احباب کے اطلاع کے لئے شائع کرتے رہتے ہیں۔ حال ہی میں جو رقوم بطور عطیہ ہمیں ملی ہیں ان کی تفصیل درج ذیل ہے۔ ہر ایک دوست اپنا اپنا اسم گرامی اور رقم چندہ ملاحظہ فرما کر رسید کی سے اطلاع پالیں۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء۔

تفصیل معطی صاحبان

نمبر شمار	نام معطی	رقم چندہ
۱	ایم محمد الرحمن ڈپٹی جیلر تعلیم	20/-/-
۲	بیگم عبید اللہ صاحب سیالکوٹ	10/-/-
۳	عبد العزیز ریلوے گارڈ خانپور	10/-/-
۴	خان بہادر ڈاکٹر سعید احمد خان صاحب	25/-/-
۵	حکیم رکن الدین دکاندار	10/-/-
۶	میاں عزیز احمد صاحب ملز اونر مالک سرحد کاٹن ٹیکسٹائل ملز نوشہرہ	500/-
۷	ایم عبد الباری خان خلیل وکیل	15/-/-
۸	ڈاکٹر عبد اللہ خان صاحب سفید ڈھیری	20/-/-
۹	محمد زمان خان آف زیدہ	20/-/-
۱۰	والدہ و والدہ اہلیہ عبد العزیز صاحب ریلوے گارڈ خانپور	10/-/-
۱۱	چوہدری عبد الحق صاحب ریٹائرڈ اسسٹنٹ رجسٹرار	10/-/-
	میزان	650/-/-

مہمانخانہ کی تعمیر کے لئے چندہ کی اپیل

جیسے کہ ہم قبل ازیں بارہا عرض کر چکے ہیں۔ کہ مسجد کے ساتھ ہر جگہ بالعموم اور پشاور میں بالخصوص مہمان خانہ کی ضرورت ہے۔ کیونکہ مہمان خانہ تبلیغ اور مساجد کی آبادی کا ایک بہترین ذریعہ ہے۔ اللہ پاک کا ہم پر بڑا احسان ہے کہ ہماری مسجد پشاور کے ساتھ مہمانخانہ کے لئے جگہ موجود ہے۔ جس پر شروع سے مہمانخانہ تعمیر شدہ موجود ہے۔ مگر چونکہ وہ بہت پرانے زمانہ کا ہے۔ اور اب بوسیدہ ہو گیا ہے۔ اس واسطے مسجد کی تعمیر کے ساتھ ہم نے اس کی تعمیر کا کام بھی شروع کر دیا ہے۔ جس پر تخمیناً دس ہزار روپوں کا خرچ آئے گا۔ چونکہ ہمارے پاس موجودہ فنڈ میں بہت تھوڑی گنجائش ہے۔ اس واسطے ہم ایک بار پھر جماعت کے عالی ثروت طبقہ سے بالخصوص اور دیگر احباب سے بالعموم درخواست کرتے ہیں۔ کہ وہ برائے مہربانی ایک بار پھر اپنی گراں قدر عطیہ جات سے ہماری امداد فرما کر عند اللہ ماجور ہوں ورنہ مسجد کے ساتھ مہمان خانہ کی غیر موجودگی (جس کی بنیاد خدا پر توکل کر کے ہم نے رکھ دی ہے) ہمیشہ ہمیشہ کے لئے جماعت کے نام پر ایک داغ ہو گا۔

امید ہے کہ احباب اپنی اولین فرصت میں اپنے اپنے عطیہ جات جناب ڈاکٹر عبد العزیز صاحب ریٹائرڈ سول سرجن۔ لنشز آباد۔ پشاور کے پتہ پر مرحمت فرما کر ممنون فرماویں۔

والسلام

عبد الباقی سیکرٹری منجانب جماعت احمدیہ پشاور

اخبار احمدیہ

(بسلسلہ صفحہ ۱۲)

عبد السلام صاحب کو اللہ تعالیٰ نے ۱۳ اکتوبر سنہ ۶۱ء کو فرزند نرینہ عطا فرمایا ہے اور اس خوشی میں انہوں نے انجمن کو پانچ روپے عطا کئے ہیں فجزاہ اللہ خیرا۔ مولانا عبد الحق صاحب اور نو مولود کے نانا شیخ غلام قادر صاحب کی خدمت میں مبارکباد عرض ہے۔ اللہ تعالیٰ اسے عمر طویل عطا فرمائے اور خادم دین بنائے۔

اعلیٰ ملازمت اور عطیہ

یہ معلوم کر کے احباب خوش ہوں گے۔ کہ عزیزم چوہدری اکرام الحق صاحب خلف الرشید محترم چوہدری فضل حق صاحب نوجی سنو نرمل ٹنڈو محمد خاں ضلع حیدر آباد میں بطور ڈپٹی چیف کیمسٹ مقرر ہوئے ہیں۔ اس خوشی میں انہوں نے انجمن کو مبلغ دس روپے عطا فرمائے ہیں۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ عزیز موصوف کو مزید ترقیات سے نوازے اور خدمت دین کی توفیق عطا فرمائے آمین۔ احمد یار

احمد یار

بحرِ حکمت کے موتی

آپ نے فرمایا سنو میں نے حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سُنا کہ خبردار رہو ایک فتنہ پیدا ہوگا میں نے عرض کیا اس فتنہ سے کیسے مخلصی ہوگی یا رسول اللہ۔ فرمایا کتاب اللہ سے اس میں تمہارے پہلے گذرے ہوئے لوگوں کی خبر ہے اور اس کی بھی جو تمہارے بعد واقعات ہوں گے اور اس میں احکام ہیں ان چیزوں کے متعلق جو تمہارے درمیان واقعہ ہوں گی اور یہ کتاب

حق و باطل میں قول فیصل ہے اس میں کوئی مزاح نہیں (فضول گوئی نہیں) اور جس نے متکبرانہ طور پر قرآن کو چھوڑا اللہ تعالیٰ اُسے ہلاک کر دیگا حالانکہ قرآن شریف (وصول الی اللہ کے لئے اور شرف انسانیت کو حاصل کرنے کے لئے) ایک حبل المتین ہے اور اس میں حکمت کی باتیں ہیں اور وہی سیدھے راستے کا راہنما ہے اور اسی کے ذریعہ زبانیں ملتبس نہیں ہوتیں۔ اور اس کے چشمۂ شیریں سے علماء ربانی نہیں سیر ہوتے (بلکہ وہ اس سے پیتے چلے جاتے ہیں) اور نہیں کم ہوتی اس کی

حلاوت بار بار تلاوت سے اور نہیں ہوتے ختم عجائبات اس کے اور وہ ایسا ہے کہ نہیں توقف کیا جنوں نے جب اسے سُنا اور کہا کہ تحقیق ہم نے سُنا قرآن عجیب راہ بتاتا ہے طرف ہدایت کے پس ایمان لائے ساتھ اس کے جس نے اس کے مطابق بات کی اس نے سچ کہا (بر روایت ... حدیث کو اس پر پرکھنا چاہیے) اور جس نے اس کے احکام پر عمل کیا وہ اس کا اجر پا گیا اور جس نے اس کے احکام کے مطابق فیصلہ کیا اس نے عدل و انصاف کیا اور جس نے اس کی طرف ...

(باقی بر صفحہ ۱۲ اشتہار کے نیچے)

کو دعوت دی اُس نے لوگوں کی صحیح صحیح راہنمائی کی۔ نوٹ:۔ فتنہ کا مطلب شریعت کے احکام میں تصرف کرنا اور قوم میں انتشار پیدا کرنا۔ لاتلبس کا مطلب یہ ہے کہ زبان سے ذومعنی کلام اور مشتبہ الفاظ نکالنا۔ خصم توڑنا۔ کاٹنا۔ یہ جن کون تھے؟ عیسائی یا یہودی۔ عیسائیوں کے آئندہ اقتدار اور پھر اسکے

اسلام قبول کرنیکے متعلق پیشگوئی بھی ہو سکتی ہے۔ ۵

یا الٰہی تیرا فرقاں ہے کہ اک عالم ہے
جو ضروری تھا وہ سب اس میں مہیا نکلا
سب جہاں چھان چکے ساری دکانیں دیکھیں
مئے عرفان کا یہی ایک ہی شیشہ نکلا (مسیح موعود)
(غلام قادر ڈار)

پیغام صلح ۱۹ اکتوبر ۱۹۶۰ء رجسٹرڈ ایل ۸۳۸ شمارہ ۴۱

۔۔۔ت محمد پرنٹر پبلشر چھپ کر دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور سے شائع ہوا

تعلیمی پرنس

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تم ہمیں دیتے ہو کافر کا خطاب
کیوں نہیں لوگو تمہیں خوفِ عقاب

ہم تو رکھتے ہیں مسلمانوں دیں
دل سے ہیں خدامِ ختم المرسلیں

احمدیہ انجمن اشاعتِ اسلام لاہور کا خصوصی ترجمان

ہفت روزہ

پیغامِ صلح لاہور

ہر بدھ کو شائع ہوتا ہے
تار کا پتہ:- "تبلیغ" لاہور
فون نمبر:- ۳۷۴۳۷
مدیر:- دوست محمد
مدیر معاون:- بشیر احمد سوز

زرِ مبادلہ
پاکستان سے چھ روپے
ہندوستان سے چھ روپے
(ہندوستانی سکہ)
ممالک غیر سے ایک پونڈ

فی پرچہ ۱۲ پیسے

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸

جلد ۴۹ | یوم چہار شنبہ مورخہ ۸ جمادی الاول ۱۳۸۱ھ مطابق ۱۹ اکتوبر ۱۹۶۱ء | نمبر ۴۲

میں تثلیث پرستوں کی اصلاح کے لئے بھیجا گیا ہوں

ملفوظات سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام

چونکہ میں تثلیث کی خرابیوں کی اصلاح کے لئے بھیجا گیا ہوں، اس لئے یہ دردناک نظارہ کہ ایسے لوگ دنیا میں چالیس کروڑ سے بھی کچھ زیادہ پائے جاتے ہیں جنہوں نے حضرت عیسٰی علیہ السلام کو خدا سمجھ رکھا ہے میرے دل پر اس قدر صدمہ پہنچاتا ہے کہ میں گمان نہیں کر سکتا کہ مجھ پر میری تمام زندگی میں اس سے بڑھ کر کوئی غم گذرا ہو۔ بلکہ اگر ہم و غم سے مرنا میرے لئے ممکن ہوتا تو یہ غم مجھے ہلاک کر دیتا کہ کیوں یہ لوگ خدائے واحد لاشریک کو چھوڑ کر ایک عاجز انسان کی پرستش کر رہے ہیں اور کیوں یہ لوگ اس نبی پر ایمان نہیں لاتے جو سچی ہدایت اور راہ راست لے کر دنیا میں آیا ہے۔ ہر ایک وقت مجھے یہ اندیشہ رہا ہے کہ اس غم کے صدمات سے میں ہلاک نہ ہو جاؤں۔ اور پھر اس کے ساتھ یہ دقت بھی تھی کہ رسمی مباحثات ان لوگوں کے دلوں پر اثر نہیں کرتے اور پرانے مشرکانہ خیالات اس قدر دل پر غالب آ گئے ہیں کہ ہیئت اور فلسفہ اور طبعی پڑھ کر بھی ڈوبے بیٹھے ہیں۔ اور ان کی ایسی ہی مثال ہے کہ جیسے ایک اسی برس بڈھا ہندو ہر چند دل میں تو خوب جانتا ہے کہ گنگا صرف ایک پانی ہے جو کسی کو کچھ بھی نفع نہیں پہنچا سکتا اور نہ ضرر کر سکتا ہے تب بھی وہ اس بات کے کہنے سے باز نہیں آتا کہ گنگا مائی میں بڑی بڑی ست اور طاقتیں ہیں۔ اور اس پر دلیل پوچھی جائے تو کوئی بھی دلیل بیان نہیں کر سکتا۔ تاہم منہ سے یہ کہتا ہے کہ اس کی تسکین کی دلیل میرے دل میں ہے جس کے الفاظ متحمل نہیں ہو سکتے۔ مگر وہ کیا دلیل ہے صرف پرانے خیالات جو دل میں بیٹھے ہوئے ہیں، یہی حالات ان لوگوں کے ہیں ...... ایک زمانہ گذر گیا کہ میرے پنج وقت کی یہی دعائیں ہیں کہ خدا ان لوگوں کی آنکھ کھولے اور وہ اس کی وحدانیت پر ایمان لاویں اور اس کے رسول کو شناخت کریں۔ اور تثلیث کے عقیدہ سے توبہ کریں۔ چنانچہ دعاؤں کا اثر یہ ہوا ہے کہ یہ ثابت ہو گیا ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام صلیب پر فوت نہیں ہوئے۔ اور نہ آسمان پر گئے۔ بلکہ صلیب سے نجات پا کر اور پھر مرہم عیسٰی سے صلیبی زخموں سے شفا حاصل کر کے نصیبین کی راہ سے افغانستان میں آئے۔ اور افغانستان سے کوہ نعمان میں گئے۔ اور وہاں اس مقام میں ایک مدت تک رہے۔ جہاں شہزادہ نبی کا ایک چبوترہ کہلاتا ہے، جو اب تک موجود ہے۔ اور پھر وہاں سے پنجاب میں آئے اور مختلف مقامات کی سیر کرتے ہوئے آخر کشمیر گئے۔ اور ایک سو پچیس برس کی عمر پا کر کشمیر میں ہی فوت ہو گئے۔

(الاشتہار الانصار ۴ اکتوبر ۱۸۹۹ء)

بحرِ حکمت کے موتی

عن ابی سعید الخدری رضی اللہ عنہ قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا استجد ثوبا سماہ باسمہ عمامۃ او قمیصا او رداء ثم یقول اللھم لک الحمد کما کسوتنیہ اسالک خیرہ و خیر ما صنع لہ و اعوذ بک من شرہ و شر ما صنع لہ (شمائل ترمذی)

ترجمہ:- ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کوئی نیا کپڑا پہنتے اس کا خاص نام لیتے۔ پگڑی یا کرتہ یا چادر۔ پھر فرماتے اے اللہ تعالیٰ تو ہی سب تعریف کے قابل ہے۔ اس کپڑا پہنانے پر میں تجھ سے اس کی بھلائی اور بھلائی اس کی جس کے لئے تیار کیا گیا ہے مانگتا ہوں اور تیری پناہ اس کی برائی سے جس کے لئے تیار کیا گیا مانگتا ہوں۔

نوٹ:- حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ کے جواہر پاروں میں سے یہ ایک جوہر ہے۔ ہمیں ان باتوں کو اپنی سیرت کا جزو بنانا چاہیئے

آفتابِ ہر زمین و ہر زماں
رہبرِ ہر اسود و ہر احمرے

دیدہ ام کز بست تو بدیدہ ہا
در اثر مہرش چو مہر انورے
(مسیح موعود)

ترجمہ:- وہ ہر ملک اور ہر زمانہ کے لئے آفتاب ہے اور ہر اسود اور ہر احمر کا رہبر ہے (۲) میں نے دیکھا کہ وہ آنکھوں کا نور ہے۔ اس کی محبت کا اثر چمکدار سورج کی مانند ہے

(غلام قادر عفی عنہ)

ہفت روزہ پیغام صلح ——— لاہور ——— مورخہ ۱۸ اکتوبر ۱۹۶۱ء

حضرت مولانا محمد علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ

نامِ نیکِ رفتگاں ضائع مکن

اکتوبر ۱۹۵۱ء کا مہینہ پاکستان کی تاریخ میں دو نہایت لرزہ خیز حادثات کا مہینہ ہے، اس مہینہ میں دو نہایت عظیم الشان ہستیاں یکے بعد دیگرے قوم اور ملک کو اپنے فوائد حسنہ سے محروم کر کے عالم جاودانی کو سدھار گئیں، ان میں سے ایک تو پاکستان کے اولین وزیر اعظم مسٹر لیاقت علی خان ہیں، جن کا وجود پاکستان کی تعمیر میں قائد اعظم مرحوم کے دست راست کی حیثیت رکھتا تھا۔ اور قائد اعظم کی وفات کے بعد انہوں نے پاکستان کو ایک مضبوط اسلامی ریاست بنانے اور دشمنوں کی تخریبی سیاسی چالوں سے محفوظ رکھنے کے لئے ایک مرد آہن کی سی صورت اختیار کر لی تھی افسوس کہ وہ ابھی اپنے شاندار عزائم کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے میں شاید دو ایک قدم ہی آگے بڑھے تھے کہ کسی حاسد اور دشمنِ ملک و قوم کی ریشہ دوانیوں نے انہیں بندوق کا نشانہ ...... بنا دیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

مقامِ طمانیت ہے کہ حکومت پاکستان نے مرحوم لیاقت خان کی برسی کو شاندار طریق سے منانے کا اس سال اہتمام کیا ہے، فی الحقیقت قوم کے قابل اور سربرآوردہ اصحاب کی جو قوم و ملک کے لئے گوناگوں فوائد کا موجب ہوتے ہیں اور قوم و ملک کے لئے اپنی جانیں نثار کر دیتے ہیں یاد کو تازہ کرنا اور اُن کے ناموں کو زندہ رکھنا اور ان کے کارناموں کو دوہرانا قوم میں ایک نئی زندگی پیدا کرنے کا موجب ہوتا ہے، سعدی علیہ الرحمۃ نے سچ کہا ہے ؎

نامِ نیکِ رفتگاں ضائع مکن
تا بماند نامِ نیکت برقرار

لیاقت علی خان مرحوم کے ہولناک قتل کا حادثہ ۱۶ اکتوبر ۱۹۵۱ء کو پیش آیا، لیکن اس سے تین دن پہلے ۱۳ اکتوبر ۱۹۵۱ء کو ایک اور عظیم المرتبت ہستی کی جدائی کا صدمہ اُٹھانا پڑا تھا جس کا وجود اسلام کی نشاۃ ثانیہ اور حیاتِ جاوید کا موجب تھا، حضرت مولانا محمد علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ ان بزرگ ترین انسانوں میں سے تھے، جو اسلام کے لئے پیدا ہوئے، اسلام کے لئے جیئے اور اسلام کے لئے اپنی جانیں خدا کی راہ میں دیدیں۔ آپ نے حضرت مجدد وقت کے فیضِ صحبت سے مستفیض ہو کر خدمتِ اسلام کے

تا بماند نامِ نیکت برقرار

وہ عظیم الشان کام سرانجام دیئے جو رہتی دنیا تک یادگار رہیں گے، ریویو آف ریلیجنز کے وہ فاضلانہ مضامین جنہوں نے کونٹ ٹالسٹائے جیسے نامور فلسفی کو حیرت میں ڈال دیا، اسی محترم ہستی کے رشحاتِ قلم کا نتیجہ تھے پھر انگریزی ترجمۃ القرآن کا شاندار کارنامہ اسلامی دنیا کو ہمیشہ کے لئے گرانبار احسان کرنے کا موجب ہے جس نے یورپین فلسفیوں اور معاندین اسلام کو قرآنی صداقتوں کا قائل کرنے کے علاوہ بیشمار دہریت زدہ مسلمانوں میں اسلام کی روشنی پیدا کر دی، بقول مولانا عبد الماجد دریا بادی:-

"مرحوم کی خدمتِ اسلام کا انکار کرنا دن کی روشنی میں آفتاب کے وجود سے انکار کرنا ہے، ۱۹۲۰ء میں ......
جب میں انگریزیت کے پھیلائے ہوئے زہر الحاد (ریشنلزم اور ایگناسٹزم) میں غرق تھا مرحوم کے انگریزی ترجمۂ قرآن ہی نے دستگیری کی وہ اگر محض اتفاق سے ایک عزیز کے پاس دیکھنے کو نہ مل جاتا تو خدا معلوم کتنی اور مدت تک میں بھٹکتا رہتا اور میری ہی طرح خدا معلوم اور کتنوں کے حق میں وہ شمع ہدایت ثابت ہوا ہوگا۔ پھر اُردو تفسیر القرآن، فضل الباری، خلافت راشدہ، سیرت خیر البشر، اور انگریزی ریلیجن آف اسلام، مینوئل آف حدیث (ریلیجن آف اسلام) ان کی تصانیف ایک سے ایک بڑھکر مفید و معرکۃ الآرا موجود ہیں۔"

یہ وہ کارنامے ہیں جو تمام اسلامی دنیا کے لئے موجبِ صد افتخار ہیں، اور جن کے اثر سے اسلام کے متعلق اہلِ یورپ کی رائے میں ایک ایسا انقلاب پیدا ہو گیا جس نے معاندین کو اسلام کا خیر خواہ دوست بنا دیا، اور خود دنیائے اسلام میں اسلام کے متعلق جو مایوسی پھیل چکی تھی، وہ دور ہو کر اس کی صداقت پر ایک زندہ ایمان پیدا ہو گیا، وہ جو مسیح موعودؑ کے متعلق احادیث میں آیا لوکان الایمان بالثریا لنالہ رجل من فارس۔ ایمان اگر ثریا پر چلا جائے گا تو ابناء فارس میں سے ایک شخص اسے دوبارہ لے آئے گا، اس ایمان کو دوبارہ لانے میں مسیح موعودؑ کے اس شاگرد رشید محمد علیؓ کا بہت بڑا ہاتھ ہے، کیونکہ وہ مسیح موعودؑ کے وجود کا ہی ایکسٹینشن اور آپ ہی میں داخل تھا، حسب فرمودہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام:-

"سو میری صلاح یہ ہے کہ ...... عمدہ عمدہ تالیفیں ان (یورپین) ملکوں میں بھیجی جائیں، اگر قوم بدل و جان میری مدد میں مصروف ہو تو میں چاہتا ہوں کہ ایک تفسیر بھی تیار کر کے اور انگریزی میں ترجمہ کرا کر اُن کے پاس بھیجی جائے میں اس بات کو صاف صاف بیان کرنے سے نہیں رہ سکتا کہ یہ میرا کام ہے دوسرے سے ہرگز ایسا نہیں ہوگا جیسا مجھ سے یا جیسا اس سے جو میری شاخ ہے اور مجھ میں ہی داخل ہے"

(ازالہ اوہام ص ۷۷۳)

ان تمام کاموں سے بڑھکر ایک عظیم الشان کارنامہ جو آپ کے وجود سے ظہور میں آیا، وہ مسیح موعودؑ کی قائم کردہ جماعت کو غلو کی ضلالت سے بچا کر صراط مستقیم پر قائم کرنا تھا ۱۹۱۴ء میں جب میاں محمود احمد صاحب نے مسیح موعودؑ کو نبی قرار دے کر آپ کا انکار جزو ایمان قرار دے دیا اور تمام نہ ماننے والوں کو کافر خارج از اسلام ٹھہرایا تو آپ نے قادیان سے جہاں میاں صاحب اور اُن کے غالی عقیدت مندوں کا غلبہ اور تسلط تھا، نہایت جرأت کے ساتھ آواز بلند کی اور جماعت کو متنبہ کیا کہ یہ عقائد مسیح موعود کی تعلیم کے سراسر منافی ہیں، اور ہرگز اس قابل نہیں کہ ان کو اپنایا جائے اور ایسے شخص کے ہاتھ پر بیعت کی جائے جو اس قسم کے غالیانہ عقائد کی تعلیم دیتا ہے، افسوس کہ جماعت کا ایک کثیر حصہ جذبات اور پیر پرستی کی رَو میں بہہ کر میاں صاحب کے غالیانہ عقائد کا شکار ہو گیا اور میاں صاحب کے ساتھ مل کر مسیح موعودؑ کی قائم کردہ صدر انجمن احمدیہ کو بھی عملاً توڑ دیا، اور ایک مطلق العنان خلیفہ کو اس پر حکمران بنا دیا، لیکن وہ لوگ جن کو خدا تعالےٰ نے عقل و فہم اور مسیح موعود کی صحیح تعلیم کی روشنی عطا کی تھی حضرت مولانا کے ساتھ ہو گئے، اور آپ نے لاہور کو مرکز بنا کر مسیح موعود کے اصول و ارشادات کی بنا پر احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کی بنیاد رکھی، جس کے توسط سے نہ صرف ترجمۃ القرآن انگریزی اور دوسری انگریزی اردو کتابیں بھی شائع کیں، اور یورپ، جرمنی اور امریکا میں اسلامی مشن قائم کر کے سلسلہ احمدیہ کے نام کو روشن کیا، بلکہ لگاتار چالیس برس تک میاں صاحب کے غالیانہ عقائد کی غلطیوں کو کتابوں، اشتہاروں، تحریروں اور تقریروں کے ذریعہ سے واضح کر کے ثابت کر دیا کہ مسیح موعود

(باقی بر صفحہ ۱۲ کالم ۳)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بلند پایہ اخلاق و اعمال

صحابہ کرامؓ میں اطاعت، حریت اور محبت و الفت کا کمال

حضرت امام زمانؑ کی بعثت کی اصل غرض ایک باخدا متقی قوم پیدا کرنا ہے

خطبہ جمعہ مورخہ ۱۳ر اکتوبر ۱۹۶۱ء فرمودہ حضرت امیر مولینا صدر الدین صاحب ایدہ اللہ بمقام احمدیہ بلڈنگس لاہور

لقد تاب اللہ علی النبی والمھٰجرین والانصار الذین اتبعوہ فی ساعۃ العسرۃ من بعد ما کاد یزیغ قلوب فریق منھم ثم تاب علیھم ...... وعلی الثلاثۃ الذین خلفوا ــــ یایھا الذین اٰمنوا اتقوا اللہ وکونوا مع الصٰدقین ــــ (التوبہ) ــــ

نماز روزہ کی اصل غرض

قرآن کریم کی ان آیات میں حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعض بلند پایہ اخلاق و اعمال کا ذکر کیا گیا ہے۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کو صرف نمازیں سکھانے اور روزہ سکھانے کے لئے ہی نہیں آئے تھے۔ اگرچہ مسجد میں آنا بڑے فوائد کا باعث ہے۔ نماز کا پابندی کے ساتھ پڑھنا بڑا اچھا ہے اور روزہ بڑی عبادت ہے۔ لیکن نماز روزہ رہتے سہتے اور زندگی بھر کے معاملات کو مومنانہ رنگ میں سرانجام دینے کے لئے تیار کرتے ہیں۔ یہ خود زندگی کی غرض و غایت نہیں ہیں۔ زندگی بسر کرنا مشکل ہے۔ جو کوئی شخص حاکم ہے۔ کارخانہ کا مالک ہے۔ ہائی کورٹ میں جج ہے۔ انجنیئر ہے ریلوے کا بڑا افسر ہے، پولیس کا ناظم ہے، اس نے اپنے کاروبار میں دکھانا ہے کہ اس کے نماز اور روزے نے اس پر کیا اثر کیا ہے۔ ان کی زندگی کے معاملات اور اعمال و افعال میں عبادات الہٰی کا اثر نظر آنا چاہیئے۔

حضور اکرمؐ کی بادشاہت

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بہت بڑی بلند پایہ شخصیت کے مالک ہیں۔ اس مبارک انسان میں دنیا کے بڑے سے بڑے اور چھوٹے سے چھوٹے انسان کے کام اور فعل و عمل کے لئے نمونہ موجود ہے۔ فتح مکہ کے بعد بادشاہ ہوئے۔ امن و سکون قائم ہوگیا، تو دنیا کے بادشاہوں کی عادات کے مطابق کیا آپؐ نے اپنی عیش و عشرت اور آسائش کے لئے محل تعمیر کرائے تھے۔ سیرگاہیں تیار کروائی تھیں؟ اور کیا بیگمات کے لئے زیب و زینت اور سیر و تفریح کے سامان مہیا کئے تھے؟ قطعاً کچھ نہیں کیا تھا۔ یہ کر و فر۔ یہ زیب و زینت۔ یہ سامان عیش و طرب انسان کی زندگی کا مقصد نہیں ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو فقر و فاقہ اور تکلیف و تنگی کے بعد بادشاہت مل گئی تو کچھ آرام چاہیئے تھا۔ کچھ بادشاہت کے لوازمات فراہم کئے ہوتے اور کچھ بادشاہوں کی مانند استغناء اور بے پرواہی ہوتی۔ لیکن نہیں یہ کچھ آپؐ میں پیدا نہیں ہوئی۔

حضورؐ کی مستعدی، دانشمندی اور شجاعت کا ثبوت

حضورؐ کو اطلاع ملتی ہے کہ شام و ایران کی فوجیں بڑے بھاری ساز و سامان اور کثیر اسلحہ کے ساتھ حملہ کرنے کے لئے ملک پر جمع ہوئی ہیں۔ دشمن کی فوج قواعد دان اور تربیت یافتہ ہے۔ تعداد میں بھی زیادہ ہے۔ اس خبر کے ملنے پر آپؐ کسی جنرل کرنل اور امیر لشکر کو اس فوج کے مقابلہ کے لئے حکم صادر نہیں فرماتے بلکہ خود بنفس نفیس مقابلہ کرنے کے لئے تیار ہو جاتے ہیں۔ استقبل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سفرا بعیدا ومفازا وعدوا کثیرا فی حر شدید۔ عرب کے اس بادیہ کے آخری حصہ میں شامی فوج تعداد کثیر میں جمع ہے مسافت طویل اور راستے میں آبادی کی جگہ ویرانہ ہے موسم میں شدت کی گرمی ہے۔ جس دشمن فوج سے پالا پڑنے والا ہے وہ قواعد دان ہونے کے ساتھ ساتھ کثیر التعداد اور کثیر السامان ہے، ان حالات کے ہوتے ہوئے لشکر کشی کرکے اپنی مستعدی، دور اندیشی اور دانشمندی و شجاعت کا ثبوت دیا۔ اور مشکل ترین کام کرنے سے دریغ نہ کیا۔

آرام و راحت کے وقت لشکر کشی

اپنے یہاں کی کیا حالت ہے کہ ایک شخص پیچھے رہ گیا تھا۔ وہ شخص مجاہدین کے ساتھ نہ جا سکا۔ وہ پیچھے رہنے والا شخص کعب بن مالک رضی اللہ عنہ ہے وہ بہت بڑا آدمی ہے۔ پکا مومن مرد مجاہد ہے وہ کہتے ہیں کہ جب حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے جاں نثاروں کے ساتھ تبوک کی طرف چلے، تو یہاں بھی ایک چیز روک کا باعث تھی، طابت الثمار والظلال یعنی میوہ پک چکا تھا اور سائے نہایت خوشگوار تھے، جہاد کے لئے نکلنے میں مدینہ کا یہ موسم روک پیدا کرنے والا تھا۔ ادھر مشکلات اور مصائب ہیں۔ طویل مسافت ہے۔ دشوار گذار رستہ ہے۔ بھاری جمعیت کا مقابلہ ہے لیکن حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم چلے گئے۔ ہرے بھرے باغوں کو چھوڑ کر۔ وہ خود چل دیئے تو پھر کون پیچھے رہتا۔ چنانچہ سب لوگ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہو لیے۔

کعب بن مالکؓ شریک جنگ نہ ہوئے

کعب کہتا ہے کہ میں اکیلا پیچھے رہ گیا تھا۔ میں نے سوچا کہ میرا تھوڑا سا کام باقی ہے۔ اس کو ختم کرکے کل چلا جاؤں گا۔ جب کل کام ختم نہ ہوا تو تیسرے روز چلے جانے کا ارادہ کیا۔ جب دوسرا تیسرا دن گذر گیا تو ہمت اور ارادے میں کمزوری پیدا ہوگئی۔ میں جا نہ سکا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تبوک پہنچکر مجھے ان الفاظ میں یاد فرمایا ما فعل کعب ابن مالک۔ کعب کا کیا حال ہے۔ وہ نظر نہیں آتے۔ غالباً وہ آئے نہیں۔ جانباز ہے بڑا آدمی ہے۔ یہ بات کعبؓ کو بھی پہنچ گئی کہ حضور اکرمؐ کی نگاہ میں میں ہوں، اور ان کی نگاہ میں میری غیر حاضری کھٹکی ہے۔ چنانچہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں سے پوچھا کہ کعب کو کیا ہوا جو وہ ہمارے ساتھ نہیں آئے۔ ایک شخص کعبؓ سے ناراض تھا اس نے حضرتؐ کو اس کے برخلاف باتیں کہیں اور کہا وہ امیر کبیر آدمی ہے۔ جوان جہان ہے۔ اس کے کپڑے اور جوانی بھلا اس کو یہ کام کرنے دیتے ہیں۔ یہ سن کر سعد بن معاذؓ نے کہا کہ یا رسول اللہ ہم نے اس میں کوئی عیب نہیں دیکھا۔ حضورؐ چپ رہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جنگ سے واپس جب تشریف لائے تو وہ لوگ جو جنگ میں شریک نہ ہو سکے تھے۔ اور پیچھے رہ گئے تھے۔ وہ بہت نادم اور غمگین تھے کہ ہم شریک جنگ نہ ہو سکے دوسرے لوگ اور خود حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کیا کہیں گے۔

سفر کے بعد مسجد میں تشریف آوری

لکھا ہے کہ حضرت نبی کریم کا یہ طریق عام تھا کہ اذا قدم محمد رسول اللہ من سفر بدأ بالمسجد فیرکع رکعتین ثم جلس

للنّاس جب کبھی آپؐ سفر وغیرہ سے اپنے شہر میں تشریف لاتے تو پہلے پہل گھر نہ جاتے بلکہ مسجد میں داخل ہوتے اور دو نفل ادا کرنے کے بعد لوگوں کی احوال پرسی کے لئے بیٹھ جاتے اندازہ لگائیے یہ کیسے بادشاہ ہیں۔ پہلے گھر نہیں جاتے مسجد میں جاتے ہیں۔ دو نفل ادا کرتے پھر لوگوں سے حالات پوچھتے ہیں۔ کیوں نہ لوگ اس دلربا شخصیت پر دل و جان سے فدا نہ ہوں۔

جہاد میں شریک نہ ہونے والوں کیساتھ سلوک

کعبؓ کہتے ہیں کہ حسب معمول حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جنگ تبوک سے واپس آنے کے بعد مسجد میں تشریف فرما تھے۔ مجاہدین بھی جمع تھے۔ اور وہ لوگ بھی آ گئے تھے جو پیچھے رہ گئے تھے۔ وہ نادم تھے اور شرمندہ تھے۔ پیچھے رہنے والوں نے عذر پیش کئے۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں تمہارے دلوں سے واقف نہیں ہوں۔ جو ظاہری بات تم لوگ کہتے ہو میں اسی کو سنتا ہوں، اور تمہارے عذر قبول کرتا ہوں فقبل منھم علانیتھم وبایعھم واستغفر لھم وکل سرائرھم الی اللہ۔ جو تمہارے دلوں میں ہے اسے میں خدا کے سپرد کرتا ہوں۔

کعب بن مالکؓ کا اظہار عذر

کعب رضؓ کہتے ہیں۔ میں نے ان کو السلام علیکم کہا فرمایا تعال آئے فجئت امشی میں آگے بڑھا۔ حتی جلست بین یدیہ حضورؐ کے سامنے بیٹھ گیا۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ لو جلست عند غیرک رأیت ان ساخرج من سخطہ اگر میں کسی دوسرے شخص کے سامنے ہوتا تو اپنی طاقت زبان سے اس کی خفگی سے بچ جانے کا رستہ نکال لیتا لیکن ولکن علمت لیکن میں جانتا ہوں کہ لئن حدثتک کذبا ترضی بہ۔ اگر میں نے اپنے شریک جنگ نہ ہونے کا کوئی بہانہ بنا دوں اور آپ کو محض خوش کر دوں تو لیوشکن اللہ ان یسخطک علیّ تو خدا تعالے آپ کو مجھ پر ناراض کر دے گا۔ میں جھوٹا عذر نہیں بناتا۔ ولئن حدثتک حدیث صدق تجد علیّ فیہ اگر میں آپ کو سچ سچ بات عرض کر دوں۔ اور آپ ناراض ہو جائیں تو اس صورت میں انی لارجو فیہ عفو اللہ خدا تعالے سے عفو کی [illegible] رکھتا ہوں۔ اس لئے میں سچ کہوں گا۔ آپ کی ناراضگی گوارا ہے۔ لیکن خدا کی ناراضگی برداشت نہیں ہو سکتی۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو بلند اخلاقی قوم کو سکھائی تھی وہ یہاں نظر آتی ہے، کہ پیغمبر کے سامنے ایسی بات کہی جاتی ہے کہ مجھے آپؐ کی ناراضگی قبول مگر جھوٹا عذر کر کے میں خدا کو

ناراض نہیں کرنا چاہتا اور چنانچہ کہا واللہ ما کان لی من عذر بخدا میرے پاس کوئی عذر نہیں تھا کہ شریک جنگ نہ ہوتا اور پیچھے رہ جاتا۔ واللہ ما کنت اقوی ولا ایسر منی حین تخلفت عنک۔ خدا کی قسم جب پیچھے رہ گیا تو میں اتنا تندرست تھا کہ اس سے پہلے کبھی تندرست نہیں ہوا تھا۔ خدا کی قسم میرے پاس کوئی عذر نہیں کمال ہے کیا جرأت ہے اور کیا ایمان ہے اور کتنا فرق سمجھتے ہیں خدا کے درمیان اور رسولؐ کے درمیان۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اما ھذا فقد صدق فقم حتی یقضی اللہ فیک۔ یہ تو خدا کے حکم کی نافرمانی ہے یہ کوئی میرا حکم نہیں تھا۔ آپ کو خدا کے فیصلے کا انتظار کرنا پڑے گا۔ جنگ تبوک کے لئے نکلنا میرا کام نہیں تھا۔ لہذا میں اس بارے کوئی فیصلہ نہیں دے سکتا اور نہ سزا دینے کا مجاز ہوں یہ خدا کا فرمان تھا۔ اسی کے فیصلے کی انتظار کرو۔

تین آدمیوں سے قطع تعلق اور ان کی پریشان حالی اور قوم کا کمال اطاعت

ونھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم المسلمین عن کلامنا۔ حضورؐ نے ہم تین آدمیوں سے بات کرنے کی ممانعت کر دی فاجتنبنا الناس تو لوگ ہم سے کنارہ کش ہو گئے وتغیروا لنا اور بالکل بدل گئے حتی تنکرت فی نفسی الارض فما ھی التی اعرف زمین جسے میں جانتا تھا اوپری معلوم ہونے لگی۔ میں نے پوچھا کہ اور کوئی ہے جس کو یہ سزا ملی ہو، کہا گیا، ہلال بن امیہ اور مرارۃ بن الربیع کو سزا ملی ہے، میں نے کہا میں نوجوان تھا، دلیر تھا، بازاروں میں گھومتا تھا، اور حالت یہ تھی کہ میری طرف دیکھتا تک کوئی نہیں۔ دنیا میرے لئے اندھیر ہو گئی ہے۔ میں تنگ آ کر اپنے چچا زاد بھائی ابو قتادہ کے پاس گیا اس لئے کہ وہ مجھ سے محبت کرتا تھا میں نے اسکو السلام علیکم کہا۔ انہوں نے جواب تک نہیں دیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قوم نے کمال کر دیا۔ قتادہؓ دور ہے، کعبؓ کا رشتہ دار ہے اور کوئی نزدیک نہیں کہ آپس کی گفتگو کوئی شکایت کر دیتا۔ لیکن اس سب کچھ کے باوجود اطاعت کا کمال ہے۔ خدا کو حاضر و ناظر جانتے ہیں۔ اسے کہتے ہیں یؤمنون بالغیب کہ وہ غیب کی حالت میں ایمان رکھتے تھے۔ کعبؓ کہتے ہیں کہ ابو قتادہ نے میرا سلام قبول نہیں کیا۔ میں نے خدا کا واسطہ دیا کہ انی احب اللہ و رسولہ کہ میں اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہوں۔ اس پر بھی اس نے سلام کا جواب نہ دیا فعدت لہ و نشدتہ فسکت میں نے سلام

دوہرایا اور خدا کا واسطہ بھی دیا لیکن وہ خاموش رہا میرے بار بار سلام کہنے اور واسطہ دینے پر اتنا کہہ دیا اللہ ورسولہ اعلم اس پر میری آنکھیں اشکبار ہو گئیں ففاضت عینای وتولیت باغ سے باہر نکلا تو ایک اور ابتلا میرے لئے موجود تھی۔ ایک شخص کہہ رہا تھا من یدل لی علی کعب بن مالک۔ کوئی کعب بن مالک کا پتہ بتا سکتا ہے؟ وہ میرے پاس آیا۔ اس نے خط مجھے دیا اور کہاں یہ خط ملک غسان کا ہے اس میں لکھا تھا۔ انہ قد بلغنا ان صاحبک جفاک ہم نے سنا ہے کہ تمہارے سردار نے تمہارے ساتھ سختی کا برتاؤ کیا ہے، اور تمہاری ذلت کی ہے فالحق بنا نواسک تم ہمارے پاس چلے آؤ۔ ہم تمہارے ساتھ ہمدردی کریں گے۔ کعبؓ کہتے ہیں کہ میں نے سمجھا کہ یہ بھی خدا کی طرف سے آزمائش ہے۔ فتیممت الی التنور۔ تنور کی طرف گیا فسجرتہ بھا خط اس میں ڈال کر جلا دیا۔ کعب کہتے ہیں ابتلاء پر ابتلا آتے چلے گئے اور خدا نے جو حالت ہماری بیان کی ہے وہ ہم پر صادق آئی ضاقت علیھم الارض بما رحبت۔ زمین باوجود فراخ ہونے کے ہم پر تنگ ہو گئی و ضاقت علیھم ۔۔۔۔۔۔ انفسھم اور یہاں تک کہ وہ اپنے آپ سے بھی تنگ آ گئے۔ ان پریشان کن حالات میں بہت ایام گذر جانے کے بعد پچاسویں دن خدا تعالے کی جناب سے حکم نازل ہوا کہ معافی دی جاتی ہے۔

معافی کا حکم اور کمال محبت کا نمونہ

میں مکان کی چھت پر عبادت سے فارغ ہوا تو کسی شخص نے سلع پہاڑ پر چڑھ کر آواز دی یا کعب ابشر اے کعب مبارک ہو فخررت ساجدا یہ خوشخبری سن کر میں سربسجود ہو گیا۔ کچھ دیر کے بعد دیکھا اگر کسی نے پہاڑ پر چڑھ کر آواز دی تو گھوڑے پر سوار ہو کر کوئی میری طرف آ رہا ہے۔ جوق در جوق لوگ آ رہے ہیں۔ یہ عجیب سماں تھا۔ دلوں میں محبت موجزن ہے۔ جس قوم نے اطاعت کرتے ہوئے منہ موڑ لیا تھا وہ محبت بھرے دل سے کعب کو خوشخبری دینے میں گرمجوشی اور سبقت سے کام لے رہے ہیں۔ کعب کہتے ہیں میں گھر سے اٹھا اور سیدھا حضورؐ کی خدمت میں پہنچا۔ میں نے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کیا۔ آپؐ نے فرمایا بشارت ہو یا کعبؓ یہ وہ دن ہے جبکہ تجھے ماں نے جنا ہے اس وقت سے لے کر اب تک اس سے بہتر دن تجھ پر نہیں آیا وکان وجھہ یبرق کانہ قطعۃ قمر۔ میں نے حضورؐ سے پوچھا یہ عفو جناب کی طرف سے ہے یا جناب الٰہی کی طرف سے یا رسول اللہ امن عندک ام من عند اللہ

(باقی صفحہ ۱۲)

خاتم الانبیاء اور خاتم الاولیاء کا صحیح مفہوم

مولانا شیخ عبد الرحمن صاحب مصری

الفضل کی دو باتوں کے متعلق ضروری گذارش

الفضل کے اداریوں میں دو باتوں کو بار بار دہرایا جا رہا ہے اوّل یہ کہ خاکسار حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے حوالوں کو پیش کرنے میں کتربیونت سے کام لے رہا ہے لیکن اس وقت تک ایسا ایک حوالہ بھی بطور مثال پیش نہیں کیا گیا۔ میں جناب ایڈیٹر صاحب کو یقین دلاتا ہوں کہ اگر وہ میری کسی غلطی پر مجھے آگاہ کریں گے تو اس کے اقرار میں مجھے ایک لمحہ کے لئے بھی تامل کرتے نہیں پائیں گے۔ دوسری بات یہ پیش کی جا رہی ہے کہ خاکسار حوالوں کو جوڑ جاڑ کر اُن سے نتائج نکال رہا ہے۔ معلوم نہیں ایڈیٹر صاحب کی جوڑ جاڑ سے کیا مراد ہے میں نے حضرت اقدسؑ کے مختلف حوالوں میں تطبیق ضروری ہے جس سے ابتدائی۔ درمیانی اور آخری کتابوں کے تمام حوالے متحد المعنی بن جاتے ہیں۔ اور وہ تطبیق ایسی معقول ہے کہ اس وقت تک الفضل اس پر کوئی جرح نہیں کر سکا اس تطبیق کی غلطی بھی اگر واضح کر دی جائے تو میں اُسے بھی واپس لینے کو تیار ہوں ورنہ اس جوڑ جاڑ پر مجھے فخر ہے کیونکہ اس کے ذریعے میرے آقا امام الزمان سید الاولیاء خدا کے مسیح اور مہدی کی شان علمی دنیا میں بلند ہوتی ہے اور حضور کی علمی پوزیشن پر جو دھبّہ ہمارے بھائیوں کی غلطی کی وجہ سے لگ گیا ہے دُور ہو جاتا ہے اور الہام الٰہی لا نبقی لک من المخزیات ذکراً پورا ہو جاتا ہے۔

میرا موقف اور خطبہ الہامیہ سے اس کی تائید

میرا موقف مختصراً الفاظ میں یہ ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ گو تمام اولیاء اُمت کے سردار ہیں مگر ہیں جماعت اولیاء کے فرد ہی جس طرح ضروری تھا کہ انبیاء علیہم السلام میں سے ایک نبی ایسا بھی ہو جو نبوت کے تمام کمالات کو اپنے وجود باجود میں جمع کرنے والا ہو، اسی طرح ضروری تھا کہ اولیاء اُمت میں سے بھی ایک ولی ایسا ہو جو ولایت کے تمام کمالات کو اپنے وجود میں جمع کرنے والا ہو اور اسی ایک کامل ولی کے ظہور کی پیشگوئی مسیح اور مہدی کے نام سے احادیث صحیحہ میں کی گئی ہے، جس کے مصداق حضرت اقدس ہیں، جیسا کہ خطبہ الہامیہ ص۳۵ میں حضور فرماتے ہیں:۔

"وانی علی مقام الختم من الولایۃ کما کان سیدی المصطفیٰ علی مقام الختم من النبوۃ و انہ خاتم الانبیاء وانا خاتم الاولیاء لا ولی بعدی الا الذی ھو منی وعلیٰ عھدی۔"

حضور کی اس تحریر سے واضح ہے کہ حضور ولایت سے مراد وہ ولایت لے رہے ہیں جو نبوۃ کے مقابلہ میں ہوتی ہے نہ کہ وہ جو لُغوی معنی کی رُو سے ولایت کہلاتی ہے اور اسی کے متعلق حضور نے لکھا ہے کہ خدائی فیوض کو براہ راست حاصل کرنے والا نبی کہلاتا ہے اور نبی کے واسطے سے حاصل کرنے والا ولی کہلاتا ہے یہ عبارت نص صریح ہے اس بات پر کہ حضور زمرہ اولیاء کے فرد ہیں نہ کہ زمرہ انبیاء کے۔ بیشک مسیح موعودؑ کے اوصاف کی حقیقت کے لحاظ سے دونوں جماعتوں میں اختلاف نہیں اختلاف اسی امر میں ہے کہ حضور دونوں جماعتوں میں سے کس جماعت کے فرد ہیں، اور یہ اختلاف معمولی نہیں کیونکہ اس کے نتائج بہت دُور رس ہیں جماعت انبیاء کا فرد تسلیم کرنے کی صورت میں تمام امت کو شرعی معنی میں کافر قرار دینا پڑتا ہے اور امت مسلمہ سے الگ ایک نئی امت کی بنیاد ڈالنی پڑتی ہے اور جماعت اولیاء کا فرد قرار دینے میں امت کے اتحاد کو کوئی ٹھیس نہیں لگتی البتہ نہ ماننے والے ان روحانی برکات سے ضرور بے بہرہ رہیں گے جن سے نہ ماننے والے محروم رہیں گے اور حقیقی اسلام کی خدمت کے ثواب کا جو موقعہ ماننے والوں کو میسر آئے گا وہ دوسروں کو نہیں آ سکتا کیونکہ اسلام کی صحیح تصویر اب اسی سید الاولیاء نے پیش کی ہے دوسرے اس سے عاجز رہے اور رہیں۔

ایک غلط فہمی کا ازالہ اور خاتم الانبیاء اور خاتم الاولیاء کی خصوصیت

بعض دوسری غلطیوں کی طرح ہمارے یہ بھائی خاتم الانبیاء اور خاتم الاولیاء کے اصلی مفہوم کو سمجھنے میں بھی غلطی کا شکار ہوئے ہیں ان کا یہ کہنا ہے کہ اگر خاتم الانبیاء کے بعد کوئی نبی نہیں آ سکتا تو اولیاء تو امت میں قیامت تک پیدا ہوتے رہیں گے پس اگر خاتم الاولیاء کے بعد ولی پیدا ہو سکتا ہے تو خاتم الانبیاء کے بعد بھی نبی پیدا ہو سکتا ہے اس غلطی کا شکار ہمارے بھائی محض اس وجہ سے ہوئے ہیں کہ انہوں نے نبوۃ اور ولایت کی حقیقت پر غور نہیں کیا۔ انبیاء کی حقیقت یہ ہے کہ وہ خدا تعالےٰ کی طرف سے ایسے کمالات اور ایسی قوّت قدسیہ دیکر دنیا میں اس لئے بھیجے جاتے ہیں کہ اُن کے ذریعہ وہ دوسرے لوگوں کا خدا سے تعلق پیدا کر دیں گے گویا وہ خدا اور بندوں کے درمیان واسطہ ہوتے ہیں، ان سے تعلق پیدا کئے بغیر کوئی شخص خدا سے تعلق پیدا نہیں کر سکتا اولیاء بھی انہی کی کامل پیروی سے بنتے ہیں۔ پس خاتم الانبیاء کا مفہوم یہ ہے کہ وہ قوّت قدسیہ اور وہ کمالات جو شروع دنیا سے انبیاء علیہم السلام کو اس غرض کے لئے دیئے جاتے تھے وہ اب حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وجود باوجود میں آخری نقطہ پر پہنچ گئے ہیں اس لئے تمام پہلے نبیوں کی فیض رسانی کے سلسلہ کو بند کر کے فیض رسانی کے سلسلہ کو آنحضرت صلعم کے وجود سے وابستہ کر دیا گیا ہے اولیاء خصوصاً مامور اولیاء کا سلسلہ جن کو مجددین اور محدثین بھی کہتے ہیں اس لئے جاری کیا گیا ہے کہ مرور زمانہ کی وجہ سے جو دینی پر سب لوگوں کے ایمانوں میں کمزوری راہ پا لیتی ہے تو ولی اپنے وجود سے ثابت کر دیتا ہے کہ ان کا رسول زندہ رسول ہے اس کی پیروی اسی طرح برکات اور فیوض الٰہی کا وارث بنا دیتی ہے جس طرح پہلے بناتی رہی ہے۔ پس جو لوگ اس ولی سے تعلق پیدا کریں گے انہی کے دل میں نبی پر حقیقی اور بصیرۃ سے بھرا ہوا ایمان پیدا ہو گا، دوسرے اس سے محروم رہیں گے بالفاظ دیگر اولیاء امتیوں اور ان کے نبی کے درمیان واسطہ ہوتے ہیں جیسا کہ حضرت اقدس نے فرمایا ولایت نبوۃ کے لئے بطور میخ کے .... ہے اور نبوّت الوہیت کے لئے بطور میخ کے ہے یعنی جن سے نبوّت مضبوط رہتی ہے اور نبوت سے الوہیت سے تعلق پیدا ہوتا ہے پس خاتم الاولیاء کا مفہوم یہ ہے کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان پیدا کرنے کے لئے ولی کو جن کمال کی ضرورت ہوتی ہے وہ کمال حضرت مسیح موعود کے وجود میں انتہائی نقطہ پر پہنچ گیا ہے جس طرح خاتم الانبیاء کے بعد پہلے انبیاء کی پیروی کی ضرورت نہیں رہی اسی طرح خاتم الاولیاء کے بعد اب سابق اولیاء سے تعلق رکھنے کی ضرورت نہیں رہی جس طرح اب صرف خاتم الانبیاء ہی خدا سے تعلق پیدا کرانے کا واحد ذریعہ ہے جو لوگ خاتم الاولیاء سے روحانی تعلق پیدا کریں گے انہی کی دربار رسالت میں رسائی ہوگی اور وہاں سے وہ تعلق باللہ کا انعام حاصل کریں گے جیسا کہ حضرت مولٰنا نور الدین رحمۃ اللہ نے فرمایا عرفت من تفھیم احمد احمد یعنی میں احمد کے سمجھانے سے احمد کو پہچانا پس نہ تو خاتم الانبیاء کا کام ہے نبی بنانا اور نہ ہی خاتم الاولیاء کا کام ہے ولی بنانا اس کا کام صرف رسول کریم صلعم کی طرف صحیح رہنمائی کرنا ہے جو یہ قیامت تک کرتا رہے گا اور یہی معنی ہیں لا ولی بعدی الا الذی ھو منی وعلیٰ عھدی کے یعنی جب تک کوئی میرے ذریعہ سے نبی کریم صلعم تک نہیں پہنچے گا اس وقت تک وہ مرتبہ ولایت کو حاصل نہیں

(باقی بر صفحہ کالم نمبر ۳)

رسالہ "قادیانیت پر غور کرنے کا سیدھا راستہ" پر ایک محققانہ نظر

مولانا شیخ عبدالرحمن صاحب مصری

(قسط دوم)

مصنف رسالہ ہذا کا حضرت مرزا صاحب پر بے جا بہتان عظیم

قسط اول میں حضرت مرزا صاحب کے الہامات اور حضور کی تحریروں سے یہ امر پایہ ثبوت پہنچا دیا گیا ہے کہ حضرت مسیح ناصری نبی اللہ علیہ السلام کے متعلق آپ کا کیا عقیدہ تھا اور اس پاک نبی کی کس قدر عظمت آپ کے دل میں تھی۔ اب قسط دوم میں ان عبارتوں کا صحیح مفہوم اور ان کا اصل پس منظر بیان کیا جاتا ہے جن سے استدلال کر کے مصنف رسالہ ہذا نے حضرت مرزا صاحب پر یہ بہتان باندھا ہے کہ آپ نے حضرت مسیح ناصری نبی اللہ کی شان میں بڑی غیر شریفانہ باتیں کہی اور لکھی ہیں اور ناپاک تہمتیں ان پر رکھی ہیں۔ دیکھو رسالہ کا صفحہ ۱۱ و ۱۲ + اپنے اس بہتان عظیم کے درست ہونے کے ثبوت میں مصنف رسالہ ہذا نے حضرت مرزا صاحب کی دو کتابوں سے دو عبارتیں پیش کی ہیں۔ مجھے افسوس سے اس امر کا اظہار کرنا پڑتا ہے کہ گو جتنا حصہ ان عبارتوں کا نقل کیا گیا ہے وہ تو درست ہے لیکن ان دونوں عبارتوں کو ان کے سیاق و سباق سے الگ کر کے پیش کیا گیا ہے اس لئے جو نتیجہ نکالا گیا ہے وہ بالکل غلط اور خلاف منشا حضرت مرزا صاحب ہے اگر تمام کی تمام عبارت نقل کر دی جاتی تو ہر فہم سلیم رکھنے والا انسان کبھی اس نتیجہ پر نہ پہنچتا جس نتیجہ پر مصنف صاحب پہنچے ہیں کس قدر یہ رونے کا مقام ہے کہ ایک عالم دین کی قلم سے اس قدر مغالطہ دہی کا ارتکاب ہو جو عمداً اپنے قارئین کرام کو ایک بے قصور اور بے گناہ انسان کے خلاف بدظن کرنے کی کوشش کے مترادف ہے حالانکہ مصنف صاحب کا دعوےٰ یہ ہے کہ ان کی قلم سے ۵-۶ ہزار صفحات شائع ہو چکے ہوں گے لیکن ان کا کوئی مخالف ان صفحات میں اس قسم کی غلط بیانی کی ایک مثال بھی نہیں نکال سکتا اور اس کے ساتھ یہ بھی دعوےٰ ہو کر

"میں صاف کہتا ہوں کہ رسول اللہ صلعم کا مجھ جیسا گنہگار امتی بھی مرزا صاحب سے زیادہ دیانت اور صداقت الحمد للہ اپنے اندر رکھتا ہے"

ان دعووں میں کہاں تک سچائی کی روح جلوہ دکھلا رہی ہے، قارئین کرام جلد ہی ملاحظہ فرما لیں گے جب وہ اپنی آنکھوں سے دیکھ لیں گے کہ مصنف صاحب نے حضرت مرزا صاحب کی کتابوں سے حوالے پیش کرنے میں کہاں تک دیانت اور امانت سے کام لیا ہے اور اس ناپاک الزام کے لگانے میں کہ خدا کے ایک جلیل القدر اور سچے نبی کی شان میں حضرت مرزا صاحب نے بدزبانی سے کام لیا ہے کہاں تک سچائی اور راستبازی کو مدنظر رکھا ہے۔ میں پھر افسوس سے کہتا ہوں کہ اس عالم دین کو اس شرمناک اور گری ہوئی حرکت کے ارتکاب سے قرآن کریم کی مندرجہ ذیل وعید بھی نہ روک سکی سورۃ الاحزاب رکوع ۸ میں اللہ تعالےٰ فرماتا ہے :—

والذین یؤذون المؤمنین والمؤمنات بغیر ما اکتسبوا فقد احتملوا بہتاناً واثماً مبیناً۔

(وہ لوگ جو مومن مردوں اور مومن عورتوں کو دکھ دیتے اور ان کے احساسات کو مجروح کرتے ہیں بغیر اس کے کہ ان کی طرف سے کسی ایسے فعل کا ارتکاب ہوا ہو جو انہیں اس ایذا دہی کا مستحق بناتا ہو ایسے لوگ یاد رکھیں کہ وہ بہتان تراشی اور کھلے کھلے گناہ کا ارتکاب کرنے والے ہیں جن کی سزا ان سے مخفی نہیں)

تین اہم باتوں میں سے پہلی بات

اب پیشتر اس کے کہ میں مصنف صاحب کی پیش کردہ عبارتوں کا صحیح مفہوم بیان کروں تین باتیں اپنے قارئین کرام کے ذہن نشین کرانا ضروری سمجھتا ہوں۔ سب سے پہلی بات جو اس معاملہ میں اصل حقیقت تک پہنچنے کے لئے یاد رکھنی ضروری ہے وہ یہ ہے کہ ہمارے سامنے ایک مسیح نہیں بلکہ دو مسیح پیش کئے گئے ہیں، ایک مسیح تو وہ ہے جسے قرآن کریم نے پیش کیا ہے اور وہی حقیقی اور اصلی مسیح ہے اور وہی خدا کے جلیل القدر انبیاء میں سے ایک سچا نبی ہے جس پر ایمان لانے کے لئے ہر مسلمان مکلف ہے اور دوسرا مسیح وہ ہے جو عیسائیوں کی قوت متخیلہ کی پیداوار ہے اور یہ محض فرضی اور خیالی مسیح ہے جس نے اس روئے زمین پر کبھی قدم نہیں رکھا جو صرف عیسائیوں کے دماغوں میں سکونت پذیر ہے۔ وہاں سے باہر نکلنے کی اس نے کبھی ضرورت محسوس نہیں کی اور نہ قیامت تک محسوس کرے گا، کیونکہ اس کے وجود کی عنقاء سے زیادہ وقعت نہیں۔ اگرچہ نام میں اشتراک ہے لیکن دونوں کے اوصاف میں زمین آسمان کا فرق ہے جیسا کہ قارئین کرام پر ابھی واضح ہو جائے گا، عیسائی صاحبان اپنے اس خیالی اور فرضی مسیح کی طرف جو تو دراصل ان کی اپنی ہی قوت متخیلہ کا پیدا کردہ ہے یہ منسوب کرتے ہیں کہ اس مسیح نے خدائی کا دعوےٰ کیا اور اپنے ماننے والوں کو اپنی اور اپنی والدہ کی پرستش کا حکم دیا۔ اب میں اپنے قارئین کرام میں سے ہر سچے اور عقل و شعور رکھنے والے مسلمان سے دریافت کرتا ہوں کہ کیا وہ اس فرضی اور خیالی مسیح کو جو خدا ہونے کا مدعی ہے اور جو اپنے ماننے والوں کو اپنی اور اپنی والدہ کی پرستش کا حکم دیتا ہے خدا کا سچا اور جلیل القدر نبی ماننے کے لئے تیار ہے، کیا محض نام کے اشتراک کی وجہ سے ایسا شخص نبی اللہ جیسے پاکیزہ لقب سے پکارے جانے کے قابل ہے۔

دونوں مسیحوں کا مقابلہ

مصنف صاحب رسالہ ہذا اور اس کے ناشرین صاحبان سن لیں اور گوش ہوش سے سن لیں کہ قرآن کریم ایسے شخص کے متعلق کیا فتوےٰ دیتا ہے ذرہ سورۃ الانبیاء ع ۲ پر غور کی ہی نہیں بلکہ صرف ایک سرسری نگاہ ہی ڈالیں اور دیکھیں وہاں باری تعالےٰ کا کیا ارشاد ہوتا ہے وما ارسلنا من قبلک من رسول الا نوحی الیہ انہ لا الٰہ الا انا فاعبدون وقالوا اتخذ الرحمان ولداً سبحانہ بل عباد مکرمون .... ومن یقل منہم انی الٰہ من دونہ فذالک نجزیہ جہنم کذالک نجزی الظالمین

کیا اس آیت میں حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قبل کے تمام انبیاء کرام کو بشمولیت حضرت مسیح ناصری علیہ السلام محض بندے ہاں معزز بندے نہیں قرار دیا گیا اور ان سب کو خدا کی طرف سے یہی تعلیم نہیں ملی تھی کہ خدا ایک ہی ہے صرف اور صرف اسی کی پرستش کرو اور پھر واشگاف الفاظ میں یہ بھی بتلا نہیں دیا گیا کہ ان انبیاء کرام میں سے اگر کوئی یہ کہے گا کہ خدا کے علاوہ یا اسکو چھوڑ کر میں معبود یعنی قابل پرستش ہوں تو ہم اسکو جہنم میں داخل کریں گے کیونکہ ایسا شخص ظالم ہے اور ظالموں کی ہمارے ہاں یہی جزا ہے اس آیت کو مولوی محمد منظور صاحب کے سامنے

پیش کرتے ہوئے ان سے دریافت کرتا ہوں کہ کیا عیسائی صاحبان اس مسیح کے متعلق جن کے نزدیک مسیح کا یہ عقیدہ نہیں لکھتے کہ وہ خدا تھا ابن اللہ تھا اس نے ہم کو اپنی پرستش کا حکم دیا ہے اگر یہ حقیقت ہے تو کیا قرآن کریم کی مندرجہ بالا آیت کے مطابق ان کا یہ خیالی مسیح ظالم نہیں کیا وہ جہنمی نہیں اگر کوئی مسلمان قرآن کریم کی اس آیت کی تعمیل میں ایسے مسیح کو ظالم اور جہنمی کہدے تو کیا آپ کے نزدیک وہ حضرت مسیح نبی اللہ کی ہتک کرنے والا کہلائیگا کیا آپ کے نزدیک یہ خدائی کا دعوے کرنے والا اور اپنی پرستش کروانے والا بھی وہی مسیح ہے جسے قرآن نے نبی اللہ کہا ہے اس کا جواب اگر آپ اثبات میں دیں تو کیا آپ قرآن کریم اور اس کے نازل کرنے والے اور اس کے لانے والے کو بھی نعوذ باللہ اپنے اس فتوے کے نیچے لائیں گے۔ آپ جو راہ بھی اختیار کرنا چاہیں کریں لیکن تمام انبیاء علیہم السلام کے متعلق قرآن کریم یہ اصولی بات بتلاتا ہے ما کان لبشر ان یؤتیه الله الکتاب والحکم والنبوة ثم یقول للناس کونوا عباداً لی من دون الله ولکن کونوا ربانیین (آل عمران ع ۸)۔ یعنے انبیاء علیہم السلام کبھی یہ نہیں کہتے کہ ہماری عبادت کرنے والے بن جاؤ بلکہ رب کی عبادت کے ذریعہ ہی اس سے تعلق پیدا کرنے کی تلقین کرتے ہیں حضرت مسیح کے متعلق تو علی الخصوص سورۃ مائدہ کے آخری رکوع میں بالصراحت اپنے خدا کے سامنے اپنے ماننے والوں کے اس مشرکانہ عقیدہ سے بیزاری کا اعلان موجود ہے الفاظ یہ ہیں کہ قیامت کے روز اللہ تعالےٰ حضرت مسیح سے سوال کرے گا أانت قلت للناس اتخذونی وامی الٰهین من دون الله قال سبحانک ما یکون لی ان اقول ما لیس لی بحق...... ما قلت لهم الا ما امرتنی به ان اعبدوا الله ربی وربکم وکنت علیهم شهیداً ما دمت فیهم فلما توفیتنی کنت انت الرقیب علیهم وانت علیٰ کل شیءٍ شهید دیکھ لیں قرآن کا پیش کردہ مسیح جو حقیقی اور اصلی مسیح ہے اور جس کی شان میں گستاخی انسان کو شقاوت عظمیٰ کا مورد بنا دیتی ہے اور جس کی شان اقدس کے خلاف حضرت مرزا صاحب نے ایک لفظ بھی نہ اپنی زبان سے کبھی نکالا اور نہ اپنی قلم سے کبھی لکھا کس طرح خدا کے سامنے اقرار کرتا ہے کہ میں نے تو صرف اللہ کی ہی عبادت کا حکم دیا تھا اور تو اس پر گواہ ہے میری زندگی تک تو انہوں نے نہ مجھے اور نہ میری والدہ کو معبود بنایا ہاں میری وفات کے بعد جو عقائد باطلہ اور مشرکانہ انہوں نے میری طرف منسوب کئے اس کا علم آپ کو ہی ہے اس کے متعلق میں کیا عرض کر سکتا ہوں۔

پھر قرآن کریم کے پیش کردہ مسیح نے جو توحید کی تعلیم اپنے ماننے والوں کو دی ہے اس کا ذکر بھی سورۃ آل عمران ع ۵ میں بدیں الفاظ موجود ہے ان الله ربی وربکم فاعبدوه هذا صراط مستقیم پھر اپنی عبودیت کے متعلق اس کا اقرار سورۃ مریم ع ۲ میں بالصراحت موجود ہے انی عبد الله اتانی الکتاب وجعلنی نبیاً اب ان دونوں مسیحوں یعنی قرآن کریم کے پیش کردہ مسیح کو نبی اور عیسائیوں کے پیش کردہ مسیح کو بھی سامنے رکھ کر خود ہی انصاف سے کہیں کہ کس مسیح کو آپ نبی اللہ کا خطاب دیں گے اور کس کو ظالم اور جہنمی ہونے کا مستحق گردانیں گے۔

بعض دیگر اوصاف میں مقابلہ

عیسائی صاحبان اپنے دماغ کے اختراع کردہ مسیح کے نسب نامہ کو بھی داغدار بتلاتے ہیں انہوں نے اپنے اس مسیح کے نسب نامہ میں بعض عورتوں اور مردوں کو زنا کار تسلیم کیا ہے لیکن قرآن کریم اپنے مسیح کے متعلق صاف الفاظ میں فرماتا ہے۔

وصف اوّل

وجیهاً فی الدنیا والآخرة کہ ہمارا مسیح تو دنیا میں بھی ہر پہلو سے معزز تھا اور آخرت میں بھی معزز رہے گا۔ اب ہر عقلمند غور کر سکتا ہے کہ جس کا نسب نامہ اس حد تک داغدار ہو کیا وہ لوگوں کی نظر میں عزت کی نظر سے دیکھا جا سکتا ہے یا وہ خود ان کے سامنے نظریں اونچی کر سکتا ہے ایسے شخص کے حق میں وجیہ کے لفظ کا استعمال کس طرح موزوں ہو سکتا ہے۔

وصف دوم

انجیل کا مسیح مایوسی سے بھرے ہوئے کلمات کے ساتھ یعنی ایلی ایلی لما سبقتانی اے میرے خدا اے میرے خدا تو نے مجھے کیوں چھوڑ دیا کہتے ہوئے جان دیتا ہے لیکن قرآن کریم اس قسم کی مایوسی کا اظہار کرنے والوں کے متعلق فرماتا ہے لا ییأس من روح الله الا القوم الکفرون گویا قرآن کریم ایسے لوگوں پر فتوےٰ کفر لگاتا ہے۔

وصف سوم

عیسائی اپنے خیالی اور فرضی مسیح کے متعلق یہ یقین رکھتے ہیں اور اسی یقین کی طرف لوگوں کو دعوت دیتے ہیں کہ ان کا مسیح صلیبی موت کو اختیار کر کے لعنتی ہوا اور تین دن تک جہنم میں رہا لیکن قرآن کریم اپنے مسیح کے حق میں ومن المقربین فرما کر صاف الفاظ میں اعلان کرتا ہے کہ وہ لعنتی یعنی خدا سے دُور رہنے والا نہیں بلکہ خدا کے مقرب بندوں میں سے تھا اور اس کی رُوح جہنم میں جانے کی بجائے سیدھی خدا کی طرف گئی اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں شب معراج میں حضرت یحییٰ کے ساتھ دیکھا۔

وصف چہارم

عیسائی صاحبان اپنے مسیح کے متعلق معترف ہیں کہ وہ شراب پیتا تھا اور دوسروں کو پلاتا تھا۔ شادی کے ایک موقعہ پر جب شراب ختم ہو گئی اور اس کے ملنے کی کوئی صورت نہ تھی اور براتیوں کو شراب پلانی ضروری تھی تو ان کے مسیح نے بجائے ان کو شراب نوشی سے منع کرنے کے معجزانہ طور پر پانی کو شراب میں تبدیل کر دیا تا براتی خوب رنگ رلیاں منائیں لیکن اس کے مقابل اسلام اسے ام الخبائث قرار دیتا ہے اور اس بات کو ناممکن قرار دیتا ہے کہ کسی خدا کے نبی سے کسی خبیث چیز کا استعمال وقوع میں آئے جیسا کہ یحل لهم الطیبٰت ویحرم علیهم الخبٰئث اور جیسا کہ قل لا یستوی الخبیث والطیب سے واضح ہے۔

وصف پنجم

والدین کے احترام کی ہر مذہب و ملت نے تاکید کی ہے لیکن عیسائی اپنے مسیح کی طرف جس لہجہ کو اپنی والدہ کو مخاطب کرتے ہوئے منسوب کرتے ہیں وہ کسی بھی شریف انسان کے نزدیک مستحسن کی نظر سے نہیں دیکھا جا سکتا مثلاً ایک دفعہ جبکہ عیسائیوں کا فرضی مسیح اپنے شاگردوں کے ساتھ مجلس میں بیٹھا ہوا تھا تو اس کی ماں اور اس کے بھائی اسے ملنے کے لئے آئے جب اسے اطلاع دی گئی تو کہنے لگے :-

"کون ہے میری ماں اور کون ہیں میرے بھائی"

(دیکھو متی $\frac{12}{46-50}$ و مرقس $\frac{3}{31-35}$)

پھر ایک موقعہ پر اپنی والدہ کو ان الفاظ میں مخاطب کرتا ہے :-

"اے عورت مجھے تجھ سے کیا کام"

(یوحنا $\frac{2}{4}$)

اس کے بالمقابل قرآن کریم اپنے پیش کردہ مسیح کے متعلق فرماتا ہے :-

"برًّا بوالدتی"

یعنی اپنی والدہ کے ساتھ بہترین سلوک کرنے والا اور ہر طرح اس کے احساسات کا خیال رکھنے والا اور پوری طرح احترام کے ساتھ پیش آنے والا۔ پھر دوسری جگہ فرماتا ہے :-

"وامّه صدیقة کانا یاکلان الطعام"

پھر فرمایا :-

"واٰوینٰهما الیٰ ربوة ذات قرار و معین"

پناہ دینے میں بھی دونوں کو اکٹھا ہی رکھا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ دونوں میں کامل اتحاد موجود تھا۔

باتیں تو بہت سی ہیں لیکن سردست طوالت سے بچنے کے لئے دونوں مسیحوں کے درمیان مقابلہ کے لئے اسی پر اکتفا کیا جاتا ہے اب ہر سچا مسلمان خود ہی فیصلہ کر لے کہ ان دونوں مسیحوں میں سے وہ کس کو

خدا کا سچا اور جلیل القدر نبی تسلیم کرنے کے لئے تیار ہیں .... اور یہ بھی وہ اپنی ضمیر سے ہی فتویٰ دریافت کریں کہ اگر کسی خاص مجبوری کے ماتحت کوئی شخص عیسائیوں کے فرضی مسیح کو مدنظر رکھ کر ان کو ملزم کرنے کے لئے وہ نقشہ اُن کے سامنے پیش کر دے جو خود ان کو مسلم ہے تو کیا اس کے متعلق یہ کہنا بجا ہوگا کہ اس نے قرآن کے پیش کردہ مسیح کی جو اصلی اور حقیقی مسیح ہے اور فی الواقع سچا اور جلیل القدر نبی ہے بے ادبی کی ہے۔

دوسری اہم بات

تین باتوں میں سے دوسری اہم بات جس کو اس سلسلہ میں مدنظر رکھنا ضروری ہے وہ یہ ہے کہ حضرت مرزا صاحب نے جو کچھ لکھا ہے وہ اس فرضی اور خیالی مسیح کے متعلق لکھا ہے جو عیسائیوں کے دماغ کی اختراع ہے۔ جس مسیح کو قرآن کریم پیش کرتا ہے اس کے متعلق ہمیشہ احترام اور ادب کے الفاظ ہی استعمال کئے ہیں اور انہیں نبی تسلیم کیا ہے۔ اس کے متعلق حوالے قسط اوّل میں گذر چکے ہیں۔

تیسری اہم بات

تیسری اہم بات یہ ہے کہ جو کچھ آپ نے فرضی مسیح کے متعلق بھی لکھا وہ بھی سخت مجبوری کے ماتحت لکھا اور وہ مجبوری یہ تھی کہ عیسائی مشنری حضرت نبی کریم صلعم کو سخت گالیوں کا نشانہ بنا رہے تھے اور اس سے باز ہی نہ آتے تھے اور اس قدر دل آزار کلمات آنحضور صلعم کی شان میں استعمال کرتے تھے کہ ان کو پڑھ کر ایک باغیرت مسلمان کا سینہ پھٹ جاتا تھا ان کا منہ بند کرنا ضروری تھا سو اس کے لئے موثر کاروائی یہی ہو سکتی تھی کہ اُن کے فرضی یسوع مسیح کا جو نقشہ ان کی اناجیل میں موجود ہے اسکو ان کے سامنے رکھ دیا جائے تا انہیں اپنے گھر کی فکر پڑ جائے اور مذہبی گفتگو میں آیندہ وہ اپنے اس گندے اور دل آزار طریق کو چھوڑنے پر مجبور ہو جائیں۔ آیندہ قسط میں انشاء اللہ وتوفیقہٖ عیسائیوں کی گالیوں اور حضرت مرزا صاحب کے دل میں جو رسول کریم صلیّ اللہ علیہ وسلّم کی عزّت کے لئے غیرت تھی اس کا ثبوت واقعات سے پیش کیا جائے گا۔ اور بتلایا جائے گا کہ قرآن کریم ایسے دریدہ دہن دشمنوں کے مقابلہ میں مسلمانوں کو کیا طریق اختیار کرنے کی ہدایت دیتا ہے۔

(باقی دارد)

خاتم الانبیاء اور خاتم الاولیا کا صحیح مفہوم

(بسلسلہ صفحہ نمبر ۹)

کر سکے گا اور یہی معنی ہیں اس حدیث نبوی کے کہ علیکم بسنتی وسنۃ الخلفاء الراشدین المہدیین کیونکہ خلفاء راشدین ہی حضرت نبی کریم صلعم کی صحیح سنت پر عمل پیرا ہوں گے ورنہ وہ اپنی کوئی نئی سنت قائم کرنے نہیں آئیں گے۔ اس پر نظر ڈالنے سے بھی یہی حقیقت ثابت ہوتی ہے کیونکہ حضرت مسیح موعود نے صرف قرآن کریم اور سنت نبوی پر ہی عمل کرنے کی طرف جماعت کو توجہ دلائی ہے اور آگے نبی کریم صلعم کا کام ہے ولی بنانا جو وہ قیامت تک بناتے رہیں گے۔

درخواستِ دُعا

حیدر آباد دکن سے شیخ انعام الحق صاحب لکھتے ہیں کہ حیدر آباد کے ایک مخلص بزرگ میر شجاعت علی صاحب سخت بیمار ہیں ان کی حالت خراب ہے ان کے صاحبزادہ کی درخواست ہے کہ احباب جماعت ان کی صحت کے لئے درد دل سے دعا فرمائیں۔

(محمد حنیف ندوی)

اخوت و رفاقت کے تقاضے

بھائی چارہ اور الحب فی اللہ اسی طرح کا شرعی دینی رابطہ ہے جس طرح مثلاً نکاح ہے۔ جس طرح عقد نکاح سے حقوق و واجبات کا ایک نقشہ متعین ہوتا ہے اسی طرح محبت و رفاقت کچھ حقوق چاہتی ہے جو مالی بھی ہیں اور نفسیاتی بھی۔ زبان سے بھی ان کا تعلق ہے اور اعمال و جوارح سے بھی۔ ان کو کل آٹھ قسموں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے۔

(۱) مالی حقوق

"آنحضرتؐ نے ایک حدیث میں فرمایا ہے:۔

مثل الاخوین مثل الیدین
تغسل احدھما الاخریٰ"

"بھائی دو ہاتھوں کی مانند ہیں کہ ایک دوسرے کو دھوتا اور غسل دیتا ہے۔"

غرض یہ ہے کہ جس طرح دونوں ہاتھ باہم معاون ہیں۔ اور ہر ہر کام میں ایک دوسرے کے شریک ہیں۔ اسی طرح اخوت و بھائی چارہ، ہر نوع کی امداد کا طالب اور ہر طرح کی شارکت و حصہ داری کا متقاضی ہے۔ دونوں کو چاہیئے کہ حال و مستقبل اور تنگی و کشائش میں ایک دوسرے کا ساتھ دیں، اور ترجیح و برتری کے خیال کو دل کے ہر گوشہ سے نکال باہر کریں۔ بالخصوص جہاں تک مالی اعانت و دستگیری کا تعلق ہے قطعی دریغ نہ کریں، اور فیاضی و سیرچشمی سے پیش آئیں۔ مالی اعانت کی تین قسمیں ہیں، یا تو دولت کو کم از کم وہ حیثیت دے جو اس کے خادم کو حاصل ہے جس کا یہ مطلب ہے کہ اس کی ضروریات کا حتی الامکان خیال رکھے۔ اور اپنے زائد مال میں سے وقتاً فوقتاً اس کی حاجت روائی کرتا رہے۔ اور اس کی نوبت تو بالکل نہ آنے دے کہ اس کے ہوتے ہواتے یہ دوسروں سے بھیک مانگنے پر مجبور ہو۔

اس سے بلند تر سطح یہ ہے کہ دوست کو اسی اہمیت کا مستحق سمجھے جس اہمیت کا وہ خود مالک ہے، اس صورت میں یہ ضروری ہو جاتا ہے کہ مال و دولت اور مکان و آسائش کی تمام مشکلوں میں اس کی مشارکت گوارا کرے۔ یہی نہیں بلکہ خود اس کی دعوت دے اسی مقام کی طرف حضرت حسنؓ نے اشارہ کیا ہے

کان احدھم یشق ازارہ بینہ و بین اخیہ۔ ان میں ہر ایک اپنے ازار میں سے آدھا ازار پھاڑ کر اپنے بھائی کو دے دیتا تھا۔

تیسری سطح سب سے اعلیٰ ہے۔ اس کا تقاضا یہ ہے کہ دوست کو اپنے سے بھی بہتر سمجھے اور اس کی ضروریات کو نہ صرف اپنی ضروریات قرار دے بلکہ ان سے بھی مقدم جانے۔ اس مقام کا حصول آسان نہیں۔ اس پر امت کے وہ صلحاء فائز ہیں جنہیں رتبۂ صدیقیت میسر ہے۔ اس مقام کا اولین ثمرہ ایثار بالنفس ہے۔ اس ایثار کی کیا حدود ہیں، اور کیا کیا چیزیں اس کی زد میں آتی ہیں؟ اس کا اندازہ اس قصے سے کیجئے کہ صوفیاء کے ایک گروہ کو کسی شکایت کی بناء پر ایک خلیفہ کے دربار میں حاضر ہونا پڑا۔ اس نے حکم دیا کہ ان سب کی گردن اڑا دی جائے اس گروہ میں اتفاق سے ابوالحسین نوری بھی تھے انہوں نے حکم سنا تو لپک کر جلاد کی جانب بڑھے اور اپنی گردن قتل کے لئے پیش کر دی۔ تاکہ انہیں دوستوں سے پہلے موت کے آغوش میں جانے کا موقع ملے۔ ان کا کہنا تھا جب زندگی کے بارہ میں ہمیشہ ایثار سے کام لیا ہے تو موت کے معاملہ میں کیوں پیچھے رہوں۔ اخوت اور الحب فی اللہ کی یہی تین سطحیں ہیں۔ اگر کوئی شخص ان میں سے کسی پر بھی متمکن نہیں ہے تو یہ سمجھ لے کہ یہ رشتہ محض زبانی جمع خرچ ہے، اور اس کی جڑیں دل کی گہرائیوں میں پیوستہ نہیں ہیں۔ عقل و دین کے نقطہ نظر سے اس کی کوئی اہمیت نہیں۔ ایسی ہی کھوکھلی اور بے جان محبت سے میمون بن مہران کا کہنا ہے:۔

من رضی من الاخوان بترک
الافضال فلیواخ اھل القبور

"جو شخص دوستی کی اس شکل پر مطمئن ہے کہ اس کے لئے کچھ خرچ نہ کرنا پڑے اسے مردوں سے زیادہ یارانہ گانٹھنا چاہیئے۔"

اصل محبت کیا ہوتی ہے اور اہل صفا کے گروہ میں حقوق اخوت کا کس قدر خیال رکھا جاتا ہے اس کا ایک نمونہ فتح الموصلی کی اس بے تکلفی میں تلاش کیجئے کہ انہیں جب ایک مرتبہ کچھ رقم کی شدید ضرورت محسوس ہوئی، تو ایک دوست کے ہاں گئے۔ اتفاق سے وہ گھر پر نہیں تھا۔ انہوں نے لونڈی سے صندوقچی کی کنجی منگوائی اور خود کھول کر حسب ضرورت درہم و دینار نکال لئے۔ یہ دوست گھر پر آئے تو لونڈی نے از راہ تعجب سارا ماجرا ان سے بیان کیا انہوں نے فرط مسرت سے کہا:۔

"ان صدقت فانت حرۃ
لوجہ اللہ
اگر تو سچ کہتی ہے تو آج سے تو فی سبیل اللہ آزاد ہے۔"

حضرت ابوہریرہ رضؓ کے پاس ایک صاحب آئے۔ اور خواہش ظاہر کی کہ میں آپ سے مواخات چاہتا ہوں۔ انہوں نے فرمایا جانتے بھی ہو مواخات کے حقوق کتنا ایثار چاہتے ہیں۔ اس نے کہا آپ ہی فرما دیجئے۔ اس پر انہوں نے کہا:۔

"ان لا تکون احق بدینارک و درھمک منی
مواخات کا یہ معنی ہے کہ تیرے درہم و دینار میں میرا حصہ کسی طرح سے کم نہ ہو۔"

عطا بن حسین نے ایک مرتبہ ایک صاحب سے پوچھا تم جس شخص کی دوستی کا دم بھرتے ہو کیا اسے یہ حق حاصل ہے کہ تمہاری جیب میں ہاتھ ڈال کر جتنا چاہے نکال لے۔ اس نے کہا ہماری محبت ہنوز اس درجہ پختہ نہیں ہوئی ہے۔ آپ نے فرمایا:۔ اس کا یہ مطلب ہے لست باخوان کہ تمہارے درمیان سرے سے بھائی چارہ قائم ہی نہیں ہوا۔

عبداللہ بن عمر رضؓ نے ایثار کا ایک دلچسپ قصہ بیان کیا ہے۔ آنحضرتؐ کے صحابی کے ہاں کسی نے بکری کا کلہ بھیجا۔ اس نے کہا کہ فلاں دوست کو اس کی زیادہ ضرورت ہے۔ اس دوست نے ایک تیسرے دوست کی خبر دی، اور تیسرے نے چوتھے کی سفارش کی۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ سات آدمیوں میں گھوم کر کلہ پھر انہیں کے ہاں واپس آگیا۔

ابوسلیمان الدرانی کا قول ہے:۔

لو ان الدنیا کلھا لی فجعلتھا
فی فم اخ لی لاستقللتھا لہ

اگر مجھے ساری دنیا کی نعمتیں حاصل ہو جائیں، اور میں ان سب کو ایک بھائی کے منہ میں ڈال دوں۔ تب بھی میرے جذبۂ محبت کی تسکین نہ ہو، اور میں اسے کم ہی سمجھوں۔

انہیں کا قول اس سلسلہ میں بہت مزے کا ہے

انی لالقم لقمۃ اخا من
اخوانی فاجد طعمھا فی
حلقی۔

میں اگرچہ بظاہر اپنے کسی بھائی کے منہ میں لقمہ ڈالتا ہوں تاہم اس کی لذت اپنے حلق میں محسوس کرتا ہوں۔

اگر سوال یہ درپیش ہو کہ مساکین کو کھانا کھلانا بہتر ہے۔ یا کسی دوست کی دست گیری کو ترجیح دی جائے گی۔ تو اس کا جواب حضرت علیؓ کے ایک قول میں تلاش کیجئے:۔

اخی فی اللہ احب الی من ان
اتصدق بمائۃ درھم
علی المساکین۔

میرا ایک بھائی جس سے رضائے الٰہی کی بناء پر تعلق خاطر ہے کہیں زیادہ عزیز ہے

ہے اور اس کا مفاد کہیں زیادہ محبوب
ہے۔ اس کی نسبت کہ میں سو درہم مساکین
پر خرچ کروں۔

یعنی یہ سو درہم بھی ایسے ہی دوستوں اور بھائیوں ہی پر خرچ ہونا چاہیئے۔ اسی مضمون کی تائید اُن کے ایک اور قول سے بھی ہوتی ہے:۔

"لان اصنع صاعاً من طعام
واجمع علیہ اخوان فی اللہ
احب الی من ان اعتق رقبۃ"

"میرے نزدیک صاع بھر طعام کی مخلص دوستوں
کو دعوت دینا ایک غلام آزاد کرنے سے
زیادہ عزیز ہے"۔

مطلب یہ ہے کہ جہاں تک مالی حقوق کا تعلق ہے دوستی و اخوت کا یہ تقاضا ہے کہ اس سلسلہ میں راہ و رسم ایثار کو تازہ کیا جائے۔ اور من و تو کے فرق کو مٹا دیا جائے۔

(۲) اعانت بالنفس۔

اس کا تعلق مالی حقوق کے ایک معین گوشے سے ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ دوست اور اس کی مدد کے معنی نہیں کہ جب تک وہ خود نہ لے اور اظہار کی رسوائیوں سے دوچار نہ ہو، اس کی ضروریات کو محسوس نہ کیا جائے۔ صحیح اور سچی اخوت یہ ہے کہ سوال سے پہلے دست تعاون بڑھایا جاوے۔ اور آپ سے آپ، حاجت روائی کی جدوجہد جاری رکھی جائے۔

ابن شبرمہ نے ایک مرتبہ ایک دوست کی نہایت گراں قدر مدد کی۔ اسے معلوم ہوا تو تحفہ لے کر حاضر ہوا۔ آپ نے کہا۔ اس کی کیا ضرورت ہے میرے نزدیک دل میں تقاضائے محبت تھا۔ الحمدللہ کہ اس سے سبکدوش ہوا۔ فرمایا:۔

"اذا سئلت اخان حاجۃ فلم
یجھد نفسہا فی قضائہا فتوضاء
للصلوۃ وکبر علیہ اربعۃ
تکبیرات وعدہ فی الموتی۔"

"جب تم کسی دوست سے حاجت روائی
کی درخواست کرو۔ اور وہ اس کے
لئے زحمت برداشت نہ کرے تو وضو
کرو اور اس کی نماز جنازہ پڑھ ڈالو"

جعفر بن محمد نے اعانت و خبر گیری کا انوکھا معیار قائم کیا۔ ان کا کہنا ہے:۔

انی لاتسارع الی قضاء حوائجہم
اعدائی مخافۃ ان ارھم
فیستغنوا عنی۔

"میں اپنے اعداء کی ضروریات کو اس
خیال سے پورا کرنے میں عجلت اور
پھرتی کا ثبوت دیتا ہوں کہ مبادا وہ
مجھ سے بے نیاز نہ ہو جائیں"

ہمارے اسلاف میں ایسے ایسے حضرات بھی تھے جو دوستوں کی وفات کے بعد چالیس چالیس برس تک برابر ان کے گھروں میں جاتے۔ اور ان کے بال بچوں کا خیال رکھتے۔ اور ان کی ادنےٰ ضروریات دریافت فرمانے میں کوئی جھجک محسوس نہ کرتے تھے چنانچہ کسی سے گھی کے بارہ میں پوچھتے، کسی سے نمک سے متعلق سوال کرتے اور یقین دلاتے کہ حاجت روائی میں کوئی دقیقہ اٹھا نہیں رکھا جائے گا۔

یہ ہے وہ اخوت، وہ محبت، وہ خبر گیری و ہمدردی جس کی ایک دوست بھائی سے توقع رکھنی چاہیئے اور اگر یہ دوستی اس طرح کے نتائج و ثمرات کی حامل نہیں، اور اس لائق نہیں کہ پہلو میں دل ہمدرد کو مدد و اعانت پر آمادہ کر سکے تو بالکل بیکار اور عبث ہے۔ بلکہ ایسا شخص کسی درجے میں بھی التفات و توجہ کا مستحق نہیں۔ ایسے لوگوں کے باب میں میمون بن مہران کا قول ہے:۔

"من لم تنتفع بصداقتہ لم
تضرک عداوتہ"

"جس کی دوستی سے تمہیں نفع نہیں اس
کی عداوت بھی تمہارے لئے مضر
نہیں"

گویا ایسے لوگ برسر عداوت بھی ہوں تو کیا پرواہ ہے لیکن دوستی اور محبت کا یہ درجہ کسے نصیب ہے اور ہر کوئی اس کا کہاں سزاوار ہے؟ آنحضرتؐ کا ارشاد ہے:۔

"الادان اوانی فی الارض وھی
القلوب فاحب الاوانی الی
اللہ تعالیٰ اصفاھا واجلھا
وارقھا۔ اصفاھا من الذنوب
واجلھا فی الدین وارقھا
علے الاخوان"

"خبردار! یہ نعمت عام نہیں۔ دنیا میں اللہ
نے کچھ ظروف پیدا کر رکھے ہیں،
اور یہ ظروف کیا ہیں؟ دل۔ سو اللہ تعالیٰ
کو ان ظروف میں سے پاکیزہ تر، مضبوط تر
اور نازک تر زیادہ پیارے ہیں، پاکیزہ تر
گناہوں سے۔ مضبوط ترین دین کے
معاملہ میں اور نازک تر اپنے بھائیوں
سے متعلق"

ان تصریحات سے مقصود یہ ہوتا ہے کہ ہمیشہ اپنے بھائی اور دوست کی ضروریات کو اپنی ہی ضروریات قرار دو۔ بلکہ اپنی ضروریات سے زیادہ اہم سمجھو۔ اور اور اس کا اس طرح خیال رکھو جس طرح اپنا خیال رکھتے ہو، اور کوشش کرو کہ اس کی جملہ حاجات آپ سے آپ اس طریق سے پوری ہوتی رہیں کہ اس کو دست سوال دراز کرنے کی زحمت نہ برداشت کرنا پڑے یہی نہیں ایک دوست کے حق میں، اپنی اولاد و اقارب سے بھی زیادہ ایثار و کرم کا ثبوت دینا چاہیئے اور اس کی وجہ حضرت حسن رض بیان کرتے ہیں:۔

اخواننا احب الینا من اھلنا
واولادنا، لان اھلنا یذکروننا
بالدنیا، واخواننا یذکروننا
بالاخرۃ۔"

"ہمارے احباب ہمیں اپنے اہل و
اولاد سے بھی زیادہ محبوب ہیں۔
کیونکہ اہل و اولاد تو صرف دنیا ہی
کو یاد دلاتے ہیں۔ لیکن احباب
آخرت کی یاد تازہ کرنے کا موجب
ہوتے ہیں۔"

دوست و احباب کے ہوتے ہوئے حقوق کیا ہیں۔ سعید بن العاص نے اس کی یوں وضاحت کی ہے:۔

"لجلیسی علی ثلث اذا دنا رحبت
بہ واذا حدث اقبلت علیہ
واذا جلس اوسعت لہ"

"ہمنشین کے مجھ پر تین حقوق ہیں۔ قریب
آئے تو خیر مقدم کروں۔ بات کرے
تو پوری توجہ سے سنوں، اور بیٹھنا
چاہے تو اسے جگہ دوں"۔

قرآن حکیم نے آں حضرتؐ کے رفقاء و احباب سے متعلق فرمایا:۔

رُحَمَآءُ بَیْنَھُمْ

اور آپس میں رحم دل ہیں

اس میں شفقت و تکریم کی جملہ صورتیں آجاتی ہیں مالی جانی اور نفسی ہر قسم کی۔ (باقی — دارد)

تبلیغی خطوط و کتابت

دیکھو خدا نے سارے جہاں کو جھکا دیا
گمنام پا کے شہرۂ عالم بنا دیا

(مرتبہ :- شیخ غلام قادر ڈار بی اے)

آسٹریلیا

ترجمہ خط :- احمد حاجی ایون - آسٹریلیا۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

آپ کے خط مورخہ ۲۵ اور پارسل جس میں قرآن شریف اور ٹیچنگز آف اسلام کی کتابیں تھیں ملنے کا بہت بہت شکریہ - جناب، میں تاخیر اس لئے ہوئی کہ میں کتابوں کی بڑی شدت سے انتظار کرتا رہا - اور وہ مجھے پچھلے ہفتہ مل گئی ہیں - آپ کے ملفوف گرامی میں تحریر تھا کہ چند پمفلٹس ارسال کئے جاتے ہیں - وہ ابھی تک مجھے موصول نہیں ہوئے - اور یہ بھی تحریر نہ تھا کہ کتنی رقم ادا کرنی ہے - میں کچھ رقم ارسال کر رہا ہوں، یہ قرآن شریف اور ٹیچنگز آف اسلام کا ہدیہ ہے، اگر اس میں کچھ کمی بیشی ہو تو مجھے تحریر فرمائیں -

میں پھر آپ کی اس عنایت کا شکر گزار ہوں اس نے میری اسلامی مشکلات کو حل کیا ہے - اگر کوئی مشکل پیش آئے گی تو میں آپ کی معاونت طلب کروں گا -

ایک چیک ۸ - ۱۹ - ۳ (انگریزی کرنسی) ارسال خدمت ہے -

(نوٹ) آسٹریلیا سے دوسرے دوست مسمی ہارون نے جنہیں قرآن شریف مع متن اور ٹیچنگز آف اسلام بھیجے گئے تھے۔ سات پونڈ انیس شلنگ اور آٹھ پنس ارسال کئے جو ہمیں مل گئے -

(محمد دی پرافٹ - الٰہی کیلیفیٹ - لٹریچر اور خط بھیجے جا رہے ہیں)

بھارت

ترجمہ خط از ایس - ایم تیلیکی - آسن سول - بھارت

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مجھے آپ کا ارسال کردہ لٹریچر مل گیا ہے بہت بہت شکریہ - برائے عنایت ہمیں مزید لٹریچر ارسال فرما کر عند اللہ ماجور ہوں - اس حقیقت کا انکار نہیں کیا جا سکتا کہ آپ کا لٹریچر ایسا عمدہ اور مفید ہے کہ اس کا مطالعہ بہت مفید اور منفعت بخش ہے اور سفر زندگی میں بہتر مشیر ہے -

میں مسٹر رزاق کا جواب نہیں لکھ سکا کیونکہ مجھے لٹریچر کی انتظار تھی - میں ان کا بہت مشکور ہوں کہ انہوں نے میرا آپ کی فعال جماعت سے تعارف کرا دیا -

میں نے آپ کی جماعت کے شائع کردہ قرآن شریف کی زیارت کی ہے اگر آپ مجھے ایک کاپی قرآن شریف کی بھیج دیں تو بہت ممنون ہوں گا -

اس کے علاوہ ... اور دوسرے ... ہیں -

میں آپ کی اشاعت اسلام کی مہم میں آپ سے تعاون کروں گا بفضل تعالیٰ -

(انہیں مزید لٹریچر اور خط بھیجے گئے)

لیگوس

ترجمہ خط از الحاج مارتھا ... ڈی، لیگوس۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

میں اس موقعہ کو غنیمت سمجھتا ہوں اور آپ کو عصر حاضر کی دینی ضروریات کے لئے ... ہدیہ تبریک پیش کرتا ہوں۔

مسٹر ... نے مجھے آپ کا تعارف کرایا ہے کہ آپ بہت ہی مخلص مسلمان ہیں -

برائے کرم مجھے اپنی تحریک کی تفصیلات سے مطلع فرمائیں - ممکن ہو تو فہرست کتب اور دیگر کتب بھیج کر ممنون فرمائیں -

مجھے اس بات کی بڑی خواہش ہے کہ آپ میرا نام اپنے رجسٹر ممبران میں درج فرمالیں تاکہ میں اس تحریک میں حصہ لینے کے قابل ہو جاؤں -

اگر انگریزی ترجمۃ القرآن آپ کے پاس ہو تو اس کو حاصل کرنے کا طریق بھی بتائیں -

امید ہے آپ جلد جواب عنایت فرمائیں گے -

(انہیں قرآن شریف اور لٹریچر اور خط بھیجے گئے)

البرن

ترجمہ خط - پرنس - ایس - او - ابوالقادر - البرن -

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

ایک پارسل جس میں پمفلٹس تھے مل گیا ہے - اس کے لئے شکریہ ادا کرتا ہوں - اللہ تعالیٰ آپ کو اس کا صلہ دے گا - اس کے ساتھ کوئی خط موصول نہیں ہوا کتابیں بہت مفید ہیں - اور جو چیزیں اندھیرے میں تھیں میں نے ان کو سمجھ لیا ہے - امید ہے مجھے اور بھی لٹریچر ارسال کریں گے -

میں نے پہلے خط میں قرآن شریف کے متعلق لکھا تھا لیکن کوئی جواب نہیں ملا - میں جواب کا منتظر ہوں - نیز اگر آپ کے پاس حدیث اربعین ہو مجھے ارسال کریں میں اس کو اپنے خاندان میں بڑھانا چاہتا ہوں - "خدا ان کی مدد کرتا ہے جو دوسروں کی مدد کرتے ہیں" - والسلام

(قرآن شریف، لٹریچر اور خط بھیجے گئے)

نائیجیریا

ترجمہ خط - ڈبلیو - اے - آؤلابی، لاگس نائیجیریا -

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

میں یہ چند حروف بطور مبارکباد کے تحریر کرتا ہوں کہ جو لٹریچر اور کتابیں آپ نے ارسال کی ہیں وہ سب مجھے مل گئی ہیں - اب میں نے اپنا دفتر ۱۴ ملسی روڈ آدو میں تبدیل کر لیا ہے - میرے خط لکھنے کی وجہ یہ ہے کہ مجھے ایک قرآن شریف جتنی جلدی ہو سکے ارسال کریں - مجھے ٹھیک ایڈریس پر ارسال کریں اور ایک فارم بھی ارسال کریں میں ممبر بننا چاہتا ہوں مہربانی کر کے قرآن شریف اور ممبر فارم ارسال کرنے میں بھول نہ ہو جائے - مجھے اچھے جواب کی توقع ہے -

(قرآن شریف اور بیعت فارم اور خط بھیجے گئے)

انڈونیشیا

ترجمہ خط - ایم نوادی ہمتی - انڈونیشیا -

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

جب میں نے آپ کا انٹرنیشنل ایڈریس پڑھا تو بہت خوش ہوا - میں نے آپ کی چند کتابیں مطالعہ کی ہیں اور ان سے بہت متأثر ہوا ہوں - خاصکر اسلامی کتابیں جو کہ ہر مسلمان کے لئے اہم ہیں مجھے دستیاب نہیں ہوتیں یہ کتب بہت فائدہ مند اور پرلطف ہیں - اس لئے میں یہ خط تحریر کرتا ہوں اور بہت مشکور ہوں گا اگر میری التجا کو منظور فرما دیں - مجھے وہ کتابیں چاہئیں، جو ہمارے ملک میں دستیاب نہیں - میں نہیں بتلا سکتا آپ خود رنج کر میری امداد کریں -

(انہیں لٹریچر اور خط بھیجے جا رہے ہیں)

یو - کے

ترجمہ خط از مسز ایم - شاہ - برمنگھم - یو - کے -

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

میں آپ کے مکتوب مسعود کا شکریہ ادا کرتی ہوں، اور اس خوشخبری کے لئے بھی مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے چند کتب ارسال فرمادی ہیں -

اصل بات یہ ہے کہ میں آپ کا صحیح طور پر شکریہ ادا ہی نہیں کر سکتی میں پارسل کی منتظر ہوں -

بہت بہت شکریہ

(انہیں مزید لٹریچر اور خط بھیجے گئے)

(خطبہ جمعہ (بسلسلہ صفحہ ۲))

فرمایا لا بل ھو من عند اللہ فرمایا معافی میری طرف سے نہیں بلکہ خدا تعالےٰ کی جناب سے۔

نزولِ آیت پر اظہارِ مسرت

اس پر میں عرض کیا میں اس خوشی میں اپنا سارا مال خدا کی راہ میں خیرات کرتا ہوں، حضور نے فرمایا سارا نہیں۔ اس میں کچھ اپنے لئے رکھ لو۔ میں نے عرض کیا یا رسول انما نجانی بالصدق اللہ تعالےٰ نے میری راستبازی کی وجہ سے میری مصیبت کو دور فرمایا ہے۔ اور خدا نے یہ آیت نازل فرمائی ہے۔

حضورؐ کی قوم پر رحمت و بخشش

لقد تاب اللہ علی النبی والمہاجرین والانصار و علی الثلثۃ الذین خلفوا۔ خدا نے رجوع برحمت کیا حضرت نبی کریم پر۔ آپ نے دیکھا بات اس کی ہے اگر حضرت نبی کریم کے متعلق کہا جا رہا ہے کہ نبی کریم پر رجوع برحمت کی۔ پھر مہاجرین اور انصار ساری کی ساری قوم پر رجوع برحمت کیا۔ الذین اتبعوہ فی ساعۃ العسرۃ۔ اس لئے کہ اس قوم نے عسرت اور تنگی اور تکلیف کے وقت ان کا ساتھ دیا۔ اور فرمایا و علی الثلثۃ اور ان تین مومنوں پر بھی جو پیچھے رہ گئے تھے خدا کا فضل اترا۔ اگر ان سے قصور ہو گیا تھا۔ تو انہوں نے اس کی سزا پائی خفگی اور ناراضگی ختم ہو گئی تو جس رتبہ سے محروم ہو گئے تھے اس رتبہ پر بحال کر دیئے گئے۔ وہ حضور اکرمؐ کے ساتھ کھڑے کر دیئے گئے۔ کہاں ایک وقت یہ تھا کہ ان لوگوں کے لئے زمین تنگ ہو گئی تھی۔ اور یہ لوگ اپنے سے بھی تنگ آ گئے تھے۔ وظنوا ان لا ملجا من اللہ الا الیہ۔ وہ ان تکلیف زدہ لوگوں نے یہ اچھی طرح بات سمجھ لی تھی کہ اللہ کے سوا اور کوئی پناہ نہیں ہے اور اس کے اندر ان کو خدا نظر آ گیا ثم تاب علیہم لیتوبوا ان اللہ ھو التواب الرحیم بے شک اللہ بہت زیادہ رحمت پر رجوع کرنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔

متقیوں اور صادقوں کا تعلق باللہ

یا ایھا الذین امنوا اتقوا اللہ وکونوا مع الصٰدقین۔ اے لوگو! جو ایمان لاتے ہو اللہ کا تقوےٰ اختیار کرو اور سچوں کے ساتھ ہو جاؤ۔ وہ جو صادقوں کے ساتھ رہیں گے وہ محفوظ رہیں اور جو ناکاروں کے ساتھ رہیں گے وہ بدنام ہو جائیں گے اور غیر محفوظ رہیں گے (امتیاز ...) اور خدا پرستوں کے ساتھ تعلق رکھو کیونکہ متقی انسانوں کا خدا ساتھ دیتا ہے۔ ان اللہ مع المتقین۔

شجاعت اطاعت اور حریت کا نمونہ

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مستعدی۔ دانشمندی اور شجاعت، مشکل وقت میں آگے بڑھنا لمبا اور کٹھن سفر اختیار کرنا ہمارے لئے نمونہ ہے حضرت کی قوم کا نکل پڑنا ایسے وقت میں جبکہ فصل اور پھل کا موسم ہے، ہمارے لئے نمونہ ہے اگر کسی ایک شخص نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتھ نہ دیا اور اس کو جو سزا ملی وہ ہمارے لئے نمونہ ہے۔ صحابہ کا کمال حریت دیکھئے۔ کعبؓ کہتے ہیں کہ جب حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ نے معافی دے دی تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ اھذا من عند نفسک او من عند اللہ۔ کہ یہ معاف کرنا کیا آپ کی اپنی طرف سے ہے یا خدا کی طرف سے ہے۔ کس قدر محمد رسول اللہ صلعم اور اللہ کے درمیان فرق سمجھتے ہیں۔ اطاعت کی بھی انتہا ہے حریت کی بھی انتہا ہے۔ پھر حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا کردار دیکھئے۔ وہ اس پر یہ نہیں کہتے کہ تم مجھ میں اور خدا میں فرق کرتے ہو، جو میں کہتا ہوں وہی خدا کہتا ہے۔ میرے کہنے اور خدا کے کہنے میں کوئی فرق نہیں ہے۔ لیکن نہیں آپ یہ نہیں فرماتے۔ بلکہ فرماتے ہیں لا بل ھو من عند اللہ کہ یہ میری طرف سے نہیں بلکہ خدا کی طرف سے ہے وہ کہتے ہیں کہ خدا، خدا ہے اور رسول، رسول ہے۔

ہمارے لئے غور و فکر کا مقام

اور اندازہ لگائیے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کمال اور مراتب عالیہ کا اور اس قوم کا جو حضرت کی صحبت مبارک سے فیض یاب ہوئی ہے کہ ان کے اندر کس قدر اطاعت حریت اور جاں نثاری اور محبت تھی۔ اور اس کے بعد پھر اپنا اندازہ لگائیے اور سوچئے کہ اس کتاب پر آپ کا اپنا کیا عمل ہے اور کیا آپ میں بھی کمال اطاعت، حریت اور محبت اور جاں نثاری موجود ہے۔

حضرت امام زمان کی محبت

حضرت امام زمانؑ نے بھی فرمایا کہ میں نے مناظرے کئے ہیں۔ عیسائیوں اور آریوں اور سکھوں کو پامال کیا ہے۔ کتابیں بھی لکھی ہیں لیکن ان سب کچھ کے باوجود میرا آنا عبث ہے اگر میں قوم کو متقی نہیں بنا سکا۔ امام کے آنے کی یہی غرض ہے کہ آپ با خدا بن جائیں۔ بحیثیت مجموعی آپ میں امام وقت کے آنے کی غرض پوری کرنے کی سعی کریں۔ اگر آپ کے معاملات میں خدا اور رسول نظر نہیں آتے تو لوگ حضرت مرزا صاحب کو آپ کی وجہ سے برا کہیں گے۔ ان امور کو مدِنظر رکھ کر اپنی زندگیوں میں ...

مقالہ

(بسلسلہ صفحہ ۲)

کا دعوےٰ نبی ہونے کا نہ تھا، نہ انہوں نے اپنے ماننے والوں کو کافر قرار دیا، اسی کا یہ نتیجہ ہے کہ وہ بھی دن دنیا نے دیکھا کہ وہی خلیفہ قادیان جو مسیح موعود کا ماننا جزوِ ایمان سمجھتے تھے، عدالت میں جا کر انہوں نے کہہ دیا کہ مسیح موعود کا ماننا جزوِ ایمان نہیں، اور ایسا ہی غیر از جماعت لوگوں کے جنازہ کے متعلق مسیح موعود کے اجازت نامہ کا بھی انہیں اعتراف کرنا پڑا۔

مولنا محمد علی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ کارنامہ ایک رنگ میں مسیح موعودؑ کے الہام .... لا ابقی لک من المخزیات شیئاً کا موجب ہے۔ اگرچہ اس الہام کی ایک اور قرأت لا نبقی لک من المخزیات ذکراً بھی ہے اور قادیانی جماعت ابھی تک ان مخزیات کے ذکر میں مشغول ہے۔ لیکن خلیفہ صاحب کے بیان نے ثابت کر دیا کہ فی الحقیقت وہ مخزیات جو جماعت احمدیہ اور خود حضرت مسیح موعود کی رسوائی کا موجب ثابت ہوئیں کسی حقیقت پر مبنی نہیں، اور انشاء اللہ وہ وقت بھی آ جائے گا جب ان کا ذکر بھی باقی نہ رہے گا۔

یہ وہ احسان عظیم ہے، جو حضرت مولنا محمد علی نے جماعت احمدیہ پر اس وقت کیا جب اس کا وجود غلو کی ضلالت میں بہہ کر فنا ہو جانے والا تھا، اور اس رنگ میں بھی انہوں نے اپنے آپ کو مسیح موعودؑ کے وجود کی ایک سرسبز شاخ ثابت کر دیا، اللہ تعالیٰ انہیں غریق رحمت کرے اور ان کے درجات بلند فرمائے اور جماعت احمدیہ کو ان کے کارناموں کو ہمیشہ تازہ رکھنے کی توفیق مرحمت فرمائے، تاکہ آنے والی نسلیں ان کے نمونہ سے سبق حاصل کر کے خدمت اسلام کے لئے جرأت مندی کے ساتھ قدم آگے بڑھائیں؟

مجلس معتمدین کا اجلاس

مورخہ ۵/۱۱/۶۱ کو منعقد ہونا قرار پایا ہے جملہ ممبران مجلس معتمدین کی خدمت میں التماس ہے کہ وہ اجلاس میں شمولیت کے لئے ابھی سے پروگرام بنا لیں۔ معاملات کی اہمیت کے پیش نظر جملہ ممبران کا شامل ہو کر رائے دینا اشد ضروری ہے اس لئے قبل از وقت یہ سطور برائے اطلاع تحریر ہیں۔ ایجنڈا ۲۰/۱۰/۶۱ تک انکی خدمتمیں پہنچ جائیگا

اگر کسی دوست کو ایجنڈا نہ ملے تو اطلاع دیں۔

احمد یار سیکرٹری

شیخ میاں محمد ٹرسٹ کے زیر اہتمام

ہالینڈ میں تبلیغِ اسلام

(غلام احمد صاحب بشیر مبلغ ہالینڈ)

مکرم و محترم جناب ایڈیٹر صاحب پیغام صلح۔
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

امید ہے کہ آپ بالکل خیریت سے ہوں گے۔ اللہ تعالےٰ کے فضل سے ہم خیریت سے ہیں، اور تبلیغ اسلام کا کام حسب توفیق سرانجام پا رہا ہے۔ جولائی اور اگست کے مہینوں میں گزشتہ سال کی طرح ZEIST سائیسٹ کے مقام پر ایک پارک میں ہائیڈ پارک کے نمونہ پر ہر جمعہ کی شام کو ½ ۷ سے گیارہ بجے تک جلسوں اور تقاریر کا انتظام تھا۔ مختلف انجمنوں اور سوسائیٹیوں کے نمائندگان اس جگہ پر آکر اپنے اپنے خیالات کا آزادی سے اظہار کرنے کے مجاز تھے اس موقعہ سے فائدہ اُٹھانے کی غرض سے خاکسار بھی وہاں پر جاکر اسلام کے متعلق اپنے خیالات کا اظہار کرتا رہا ہے۔ اس دوران میں بہت سے لوگوں سے ملنے کا موقعہ ملا اور کئی ایک مسائل زیر بحث آئے یہ امر نہایت ہی مسرت آمیز ہے کہ عام طور پر نوجوان طبقہ اسلام میں کافی دلچسپی دکھلاتا ہے۔ پرانے لوگ ایک حد تک متعصبانہ طرز اختیار کرتے ہیں، نوجوانوں کے سامنے ان کی پیش نہیں جاتی۔ اس سال جیسے پہلے خاکسار نے وہاں پر جاکر تقریر شروع کی اور ابھی تمہیدی امور ہی بیان کر رہا تھا کہ ایک صاحب بول پڑے :۔

"جناب آپ یہاں پر ایسی زہریلی باتیں بیان نہ کریں کیونکہ نوجوان طبقہ جو زیادہ علم نہیں رکھتا ان سے زیادہ اثر قبول کرتا ہے"

میں نے عرض کی کہ آپ ان باتوں کو زہریلی باتیں کیوں کہتے ہیں۔ لیکن وہ دوست اپنی بات کہکر چلتے بنے۔ مگر نوجوان جو میرے اردگرد جمع ہو چکے تھے وہ کہنے لگے آپ اپنی تقریر جاری رکھیں، ان لوگوں کی باتوں کی پروا نہ کریں۔ اس کے بعد خاکسار سے بتلایا کہ اسلام ہی درحقیقت ایک ایسا مذہب ہے جو اس وقت دنیا کی رہنمائی کرسکتا ہے کیونکہ اسلام تمام مذاہب میں صداقت کو تسلیم کرتا ہے اور ہر نبی پر ایمان لانے کی تلقین کرتا ہے۔

اتنے عرصہ میں کچھ اور بڑا اسنے لوگ آموجود ہوئے اور اسلام اور عیسائیت کے اختلافی مسائل پر تبادلہ خیالات شروع کر دیا۔ یہ چونکہ پہلا روز تھا اس لئے اخبارات کے نمائندگان بھی اس موقعہ پر حاضر تھے۔ ایک اخبار میں خاکسار کا فوٹو دے کر جلی حروف میں لکھا تھا کہ بشیر احمد اسلام کے مبلغ کہتے ہیں۔ کہ اسلام ہی دراصل سچا مذہب ہے جو ہماری رہنمائی کرسکتا ہے۔ چند اور اخباروں نے بھی بڑے اچھے الفاظ میں خبر شائع کی، ایک شام کو جب خاکسار پارک میں تقریر کے لئے پہنچا تو کافی لوگ موجود تھے بعض لوگوں کے ساتھ انفرادی گفتگو شروع ہوگئی ایک عیسائی دوست میرے پاس آکر کہنے لگے کہ بھلا ایک مسلمان مبلغ کی کامیابی کا کیا کام ہے۔ مسیح کی شان بالکل ہی اور تھی۔ ان کی جگہ (حضرت) محمد کو بھلا ہم کیسے قبول کریں۔ پھر کہنے لگے کہ مسیح ہی ایک ایسے وجود گذرے ہیں جو ہر قسم کے گناہوں سے رکے رہے۔ باقی جتنے انبیاء گذرے ہیں ان کے متعلق بائیبل بھی کہتی ہے کہ انہوں نے مختلف قسم کی غلطیاں کی تھیں۔ میں نے عرض کی کہ میرے یہاں آنے کے مقاصد میں سے ایک مقصد یہ بھی ہے کہ گذشتہ انبیاء کے متعلق جو غلط فہمیاں پائی جاتی ہیں ان کو دور کیا جائے پھر میں نے عرض کی کہ بائیبل جو باتیں خدا کے انبیاء کی طرف منسوب کرتی ہے وہ یقیناً غلط ہیں یا ایسی باتوں کو گناہ قرار دیتی ہے جو دراصل گناہ نہیں۔ اگر آپ اس قسم کی باتوں کی وجہ سے انبیاء کے متعلق کہیں کہ انہوں نے گناہ کئے تو پھر مسیح کی بھی وہ شان باقی نہیں رہتی جو آپ انہیں دے رہے ہیں، بائیبل کے احکام میں سے ایک حکم یہ بھی ہے کہ انسان اپنے ماں باپ کی عزت کرے، جو ایسا نہ کرے وہ سزا کا مستحق ہے۔ انجیل کی رو سے مسیح نے اس حکم کی تعمیل نہیں کی جب حضرت مریم علیہا السلام انہیں لینے کے لئے آئیں کیونکہ جب انہیں خبر دی گئی تو وہ کہنے لگے کہ میں کسی بھی بھائی اور ماں کو نہیں جانتا سوائے ان کے جو میرے پاس ہیں۔ اس قسم کے کلمات ماں کے کسی طرح بھی زیبا نہیں دیتے۔ اس کا جواب دینے کی بجائے طرز کلام بدل دیا۔ اور پھر مسیح کے کفارہ وغیرہ پر باتیں کرنے لگے۔

ایک دن میں نے بعض احباب کی خواہش پر ابھی اسلام پر تقریر شروع ہی کی تھی کہ ہیگ کے ایک عیسائی فرقہ سے تعلق رکھنے والے کچھ لوگ آموجود ہوئے۔ یہ لوگ عام طور پر جلسوں وغیرہ میں جاکر کچھ خلل پیدا کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ ان میں سے دو عورتوں نے یکے بعد دیگرے بولنا شروع کر دیا۔ میں نے اپنی تقریر کو جاری رکھنے کی کوشش کی۔ لیکن ان عورتوں کی نوکیلی زبان کے آگے میری آواز کچھ دبی سی پڑ گئی۔ جو لوگ اردگرد کھڑے تھے ان میں بعض طلباء بھی تھے۔ وہ یہ دیکھ کر اور عورتوں کی طرف متوجہ ہو کر انہیں خاموش کرنے کی کوشش کرنے لگے۔ لیکن اس میں انہیں زیادہ کامیابی نہ ہوئی۔ اس پر میں نے عرض کی کہ آپ از راہ مہربانی ذرا خاموش رہیں۔ اس کے بعد میں نے ان خواتین سے عرض کی کہ اگر آپ نے کوئی سوال کرنا ہے تو تحمل سے فرمائیں میں اس کا جواب دوں گا۔ لیکن اس طرح شور مچانے سے کسی کو بھی بات کی سمجھ نہیں آسکتی۔ انہوں نے میری بات سے اتفاق تو کر لیا لیکن جونہی میں نے ان کی بات کا جواب دینا شروع کیا وہ پھر گرج پڑیں۔ اب انہیں خاموش کرنے کی ضرورت تھی۔ میں نے بائیبل کا ایک حوالہ پڑھکر سنایا جس میں لکھا ہے کہ :۔

"عورتیں کلیسا کی مجلس میں نہ بولیں"

اردگرد کے لوگوں نے یہ سنکر قہقہہ لگایا مگر وہ عورتیں اپنی شرمندگی کو چھپانے کے لئے اپنی طرز کو جاری رکھنے پر مجبور نظر آرہی تھیں اس لئے خاکسار نے عرض کی کہ اگر آپ پسند فرمائیں تو میں اپنی جگہ آپ کے لئے خالی کر دیتا ہوں، آپ کچھ ہمیں سنائیں یہ کہکر میں نے صابن کی پیٹی جس پر میں کھڑا تھا ان کے لئے خالی کر دی۔ مگر ان عورتوں کو اتنی جرأت نہ تھی کہ وہ تقریر کرتیں۔ اس لئے خاکسار نے پھر پیٹی پر کھڑے ہو کر حاضرین کو مخاطب کر کے عرض کی کہ آپ چونکہ یہ لوگ تقریر کرنے کے لئے تیار نہیں اس لئے میں اپنے مضمون کو جاری رکھتا ہوں۔ اس کے بعد خاکسار نے آدھ گھنٹہ تک بغیر کسی قسم کی خلل اندازی کے اسلام کے متعلق مختلف مسائل بیان کئے۔

تقریر کے بعد چند ایک طلباء میرے پاس آئے اور کہنے لگے کہ اگر آپ کے پاس وقت ہو تو ہم کسی دن الگ اسلام کے متعلق آپ کی باتیں سننا چاہتے ہیں۔ خاکسار نے اُن کے ساتھ وقت مقرر کر کے اُن کے ہاں تقریر کی۔ تقریر کے بعد دیر تک تبادلۂ خیالات ہوتا رہا۔ انہوں نے اسلام کی تعلیم کو بہت پسند کیا۔ اور ایک طالب علم نے خواہش ظاہر کی کہ میں ان کے سکول کی کلب میں بھی ایک دفعہ تقریر کر دوں۔ خاکسار نے بڑی خوشی سے ایسا کرنے کا وعدہ کیا۔ ابھی تک اُن کے سکول کی طرف سے اطلاع نہیں آئی۔ ان کی طرف سے دعوت آنے پر انشاء اللہ ان کے ہاں تقریر کی جائے گی۔

اس جگہ ایک اخبار کے ایڈیٹر نے مجھے پارک میں تقریر کرتے ہوئے کئی بار دیکھا تھا ایک دن وہ میرے پاس آئے اور کہنے لگے کہ کسی روز جب میں اُن کے شہر میں آؤں تو اگر وقت ہوا تو ان کے پاس بھی حاضر ہوں گا۔ چنانچہ خاکسار نے اُن سے

ساتھ وقت مقرر کر لیا اور دوسرے روز وقت ان کے دفتر میں اُن سے ملاقات کی انہوں نے اسلام کے متعلق بہت گہری دلچسپی کا اظہار کیا۔ خاکسار نے انہیں کچھ لٹریچر پیش کیا۔ انہوں نے وعدہ کیا کہ وہ اپنے اخبار میں اسلام کے متعلق کچھ نوٹ شائع کریں گے۔ اب وہ الفاروق سے لے کر ایک چھوٹا سا مقالہ تحریر کر رہے ہیں۔ اللہ تعالےٰ کے فضل سے ان کی توجہ اسلام کی طرف دن بدن بڑھ رہی ہے۔ اللہ تعالےٰ انہیں صداقت قبول کرنے کی توفیق بخشے۔ آمین

سائیسٹ کے رہنے والے دوسرے لوگوں سے زیادہ متحمل مزاج معلوم ہوتے ہیں۔ جب دوسرے مقامات کے لوگ کچھ نازیبا حرکات کریں تو یہ لوگ انہیں ٹوک دیتے ہیں۔ (ایک عیسائی (شاید پادری تھے) بڑے غصہ میں آکر کہنے لگے کہ تم عیسائیت پر حملہ کرتے ہو اس پر دوسرے لوگوں نے انہیں خاموش کر دیا۔ یہ کہکر کہ بشیر صاحب کوئی حملہ تو نہیں کر رہے وہ اپنے معقول دلائل سے ہمیں اس طرف توجہ دلا رہے ہیں۔ کہ ہم اپنے مذہبی اصولوں کی چھان بین کریں اور بغیر سوچے انہیں قبول نہ کریں۔ اگر آپ کچھ فرمانا چاہتے ہیں تو اُن کے دلائل کے مقابلہ میں کچھ فرمادیں۔ لیکن وہ دوست اس طرف متوجہ نہ ہوئے اور خاموش کھڑے ہو کر گفتگو سنتے رہے۔

ایک اور صاحب ہیگ کے رہنے والے ...... اپنی گفتگو کے دوران میں کچھ الفاظ کہہ بیٹھے جو سائیسٹ کے لوگوں کے نزدیک ٹھیک نہ تھے۔ اس پر لڑکی ایک نے انہیں توجہ دلائی اور کہا کہ اس قسم کے تلخ الفاظ ہم نے آج تک بشیر صاحب سے نہیں سُنے۔ آپ کو تو محبت کا نمونہ دکھانا چاہیئے تھا۔ اسی سے آپ نتیجہ نکال سکتے ہیں کہ حق کو قبول کرنے والے لوگ بھی پائے جاتے ہیں اور مخالفت جد و جہد کرنے والے لوگ بھی پائے جاتے ہیں اور حق کے خلاف جد و جہد کرنے والے بھی۔ لیکن اللہ تعالےٰ کا بہت بڑا شکر ہے کہ اس پارک میں آنے والے لوگوں پر ہمارا ہر لحاظ سے اچھا اثر پڑ رہا ہے۔ وہ اسلام کی عقلی تعلیم کے آگے جھکنے بھی بزرگوں ہونے میں شرم محسوس نہیں کرتے۔ جب انہیں ٹھیک بات معلوم ہو تو اس کا اقرار بھی کر لیتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ سے دعا ہے کہ وہ ہماری ان حقیر مساعی میں برکت ڈالے۔ ہم جتنا زور بھی لگائیں اس کی حیثیت بیج سے بھی کم ہے لیکن اگر خدا تعالیٰ کی توفیق سے بیج اچھی زمین پر پڑے تو اس سے بہت بڑے بڑے درخت پیدا ہو سکتے ہیں۔ ہو سکتا ہے کہ اس کامیابی کو دیکھنے والے اور ہوں لیکن ہمیں خدا تعالےٰ پر پورا پورا توکل ہے کہ وہ ہماری ادنےٰ کوششوں میں ضرور برکت ڈالے گا۔ اگر آپ دوست اپنی دعاؤں میں یاد رکھتے رہیں تو اسلام کی فتح کے دن ضرور قریب ہوتے جائیں گے اللہ تعالےٰ آپ کو اپنی دعاؤں کی جزائے خیر دے جن کے ذریعہ آپ بزرگان ہماری حوصلہ افزائی کرتے رہتے ہیں۔"

والہ تعالیٰ آپ سب کے ساتھ ہو۔ والسلام آپ کا بشیر

اخبار احمدیہ

تقریب نکاح

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ آج مورخہ ۱۵ اکتوبر بدھ بعد از نماز عصر مکرم جناب ڈاکٹر کرم الٰہی صاحب کی دختر نیک اختر نور دین خاور صاحبہ کا نکاح عزیزم محمد اعظم ولد محمد احسن ساکن داتہ حال مقیم ایبٹ آباد کے ساتھ مبلغ بیس ہزار روپیہ حق مہر پر مسجد احمدیہ میں پڑھا گیا۔ خطبہ نکاح مکرم جناب شیخ اللہ بخش صاحب ایڈووکیٹ پشاور نے نہایت عالمانہ اور فاضلانہ انداز میں دیا۔ جس کا سامعین پر نہایت گہرا اثر ہوا۔ اس تقریب سعید میں مقامی جماعت کے علاوہ جناب قاضی عبدالرشید صاحب اور بعض غیر از جماعت احباب بھی بکثرت موجود تھے۔

خطبہ نکاح کے بعد مہمانوں کو پُر تکلف چائے دی گئی۔ دُلہا کی طرف سے مبلغ دس روپے اشاعت اسلام فنڈ میں دیئے گئے۔

احباب جماعت دعا کریں کہ اللہ تعالےٰ اس رشتہ کو دونوں خاندانوں کے لئے دینی و دنیوی لحاظ سے ہر طرح بابرکت فرمائے۔ آمین ثم آمین

جماعت پشاور جناب ڈاکٹر کرم الٰہی صاحب اور ان کی بیگم صاحبہ اور دُولہا میاں کے لواحقین کو مبارکباد پیش کرتی ہے۔ والسلام

خاکسار۔ محمد صادق۔ سیکرٹری جماعت احمدیہ پشاور

درخواست دُعا

حیدر آباد دکن سے مکرم شیخ محمد انعام الحق صاحب لکھتے ہیں:۔

"قبل ازیں میں اپنی اہلیہ کی شدید علالت کی اطلاع دے چکا ہوں۔ علالت کا سلسلہ بدستور جاری ہے۔ حالت بار بار تشویشناک ہو جاتی ہے۔ بیحد پریشان ہوں، اللہ تعالےٰ رحم فرمائے دعا کے متعلق یاد دہانی عرض ہے۔"

اخبار احمدیہ

(بسلسلہ صفحہ ۱۲)

بقایاجات اور قرضہ جات

— انجمن کا مالی سال ۱۴؍ اکتوبر ۱۹۶۱ء کو ختم ہو رہا ہے۔ تمام جماعتیں اپنے چندوں وغیرہ کے متعلق اپنے بقایاجات ارسال فرما کر مشکور فرماویں۔ نیز جن صاحبان کے ذمہ انجمن کے قرضہ جات حسنہ ہیں وہ بھی اس طرف توجہ فرمائیں۔ والسلام

افسر تحصیل ۱۲/۹/۶۱

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور

حج بدل

احباب جماعت کی خدمت میں گزارش ہے کہ اگر کسی صاحب کو حج بدل کروانے کی خواہش ہو تو آئندہ سال کے لئے اس کار خیر کے لئے بندہ حاضر ہے۔ یاد رہے کہ حج بدل صرف اس شخص سے ہی کرایا جا سکتا ہے جس نے پہلے خود حج کیا ہوا ہو۔ والسلام۔

اللہ رکھا مومن

سنہری باتیں

(۱) عالم بے عمل اس گدھے کی مانند ہے جس پر کتابیں لدی ہوئی ہوں۔

(۲) جو شخص اپنا علم و عمل بیچتا ہے۔ وہ گویا فصل کاٹ کر جلا دیتا ہے۔

(۳) جو چیز جلدی پیدا ہوتی ہے وہ دیر تک نہیں ٹھہرتی

پیغام صلح مورخہ ۱۹ اکتوبر ۱۹۶۱ء رجسٹرڈ ایل ۸۳۵ شمارہ ۴۲

پنجاب پریس وطن بلڈنگس سرکلر روڈ لاہور میں باہتمام مولوی دوست محمد صاحب پرنٹر پبلشر چھپ کر دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور سے شائع ہوا۔

ہفت روزہ پیغام صلح لاہور

سالانہ چندہ:- پاکستان سے چھ روپے۔ ہندوستان سے چھ روپے ہندوستانی سکہ۔ بیرونی ممالک سے ایک پونڈ

ہندوستان میں ہمارے نمائندہ کا پتہ: شیخ محمد انعام الحق صاحب۔ مکان متصل محلہ اعظم پورہ۔ ملک پیٹھ۔ حیدرآباد دکن (انڈیا)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ہم تو رکھتے ہیں مسلمانوں کا دیں
دل سے ہیں خدام ختم المرسلیں

تم ہمیں دیتے ہو کافر کا خطاب
کیوں نہیں لوگو تمہیں خوف عقاب

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا خصوصی ترجمان

ہفت روزہ پیغام صلح لاہور

زر مبادلہ ہند و پاکستان سے چھ روپے
ممالک غیر سے ایک پونڈ

ہر بدھ کو شائع ہوتا ہے
تار کا پتہ:۔ تبلیغ لاہور
فون نمبر:۔ ۳۷۴۳۷
مدیر:۔ دوست محمد
مدیر معاون:۔ بشیر احمد سوز

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸ — فی پرچہ ۱۳ پیسے

جلد ۴۹ | یوم چہارشنبہ مؤرخہ ۱۵ جمادی الاول ۱۳۸۱ھ مطابق ۲۵ اکتوبر ۱۹۶۱ء | ۴۳

بحر حکمت کے موتی

عن اسامۃ بن زیدؓ انہ سمع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول یجاء بالرجل یوم القیامۃ فیلقی فی النار فتندلق اقتابہ فیدور بھا کما یدور الحمار برحاہ فیجتمع اھل النار علیہ فیقولون یا فلان ما شانک الست کنت تامر بالمعروف وتنھی عن المنکر قال کنت آمرکم بالمعروف ولا آتیہ وانھاکم عن الشر وآتیہ قال وانی سمعتہ یقول یعنی النبی صلی اللہ علیہ وسلم مررت لیلۃ اسری بی باقوام تقرض شفاھھم بمقاریض من نار قلت من ھؤلاء یا جبرئیل قال خطباء امتک الذین یقولون ما لا یفعلون رواہ البخاری والمسلم (بحوالہ الترغیب والترھیب)

ترجمہ:۔

اسامہ بن زیدؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ ایک شخص دوزخ میں ڈالا جائے گا اس کی انتڑیاں نکل پڑیں گی اور وہاں سے گرد اس طرح پھرے گا جس طرح کہ گدھا چکی کے گرد پھرتا ہے تمام دوزخی اس کے گرد جمع ہوں گے اور کہیں گے اے فلاں تیرا کیا حال ہے کیا تو ہم کو نیک بات کا حکم اور بری بات سے منع نہ کیا کرتا تھا وہ کہے گا کہ ہاں میں تم کو نیک بات کا حکم دیتا اور بری بات سے منع کرتا تھا مگر تم کو نیک بات کا حکم تو کرتا مگر خود اس کو نہ کرتا تھا اور اسی طرح تم کو بری بات سے منع کرتا تھا اور خود اس کو کیا کرتا تھا، اسامہؓ کہتے ہیں میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے (یہ بھی) سنا ہے آپ فرماتے تھے کہ جس رات مجھے معراج ہوئی میں ایک قوم کے پاس سے گذرا جن کے ہونٹ آگ کی قینچیوں سے کترے جا رہے تھے۔ میں نے پوچھا اے جبرئیل یہ کون لوگ ہیں کہا آپ کی امت کے وہ واعظ ہیں جو نصیحت کرتے ہیں اور خود اس پر عمل نہیں کرتے اس کو بخاری اور مسلم دونوں نے روایت کیا ہے۔

حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں!

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

میری جان اور دل محمد کے جمال پر فدا ہوں اور میری خاک اُس کے اور اس کے ساتھیوں کے کوچہ پر نثار۔ کیونکہ میں نے دل کی آنکھوں سے دیکھا اور ہوش کے کانوں سے سُنا کہ ہر ایک مقام محمد کے جمال کی ہی گونج ہے یہ چشمۂ رواں جو میں آج لوگوں کو پلا رہا ہوں، محمد کے ہی کمالات کے سمندر کا ایک قطرہ ہے اور یہ میری روشنی محمد ہی کی محبت کی روشنی سے مستنیر ہے اور یہ پانی جو آج میرے پاس ہے محمد کے ہی مصفا چشموں سے حاصل کیا گیا ہے:۔

نوٹ۔ سورۃ صف میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔ یاایھا الذین امنوا لم تقولون ما لا تفعلون کبر مقتاً عند اللہ ان تقولوا ما لا تفعلون (آیات ۲، ۳) حضرت انسؓ سے اس حدیث کے آخر میں اس طرح روایت کی گئی ہے:۔ ویقرؤن کتاب اللہ ولا یعملون۔ مسند ارشاد و ہدایت مسند نشین کے لئے بڑے بھاری ابتلاء کا باعث ہے اسے اپنے قول و فعل کا ہر وقت محاسبہ کرتے رہنا چاہیئے اسکے قول و فعل میں تضاد اسکی قوم کو

تبلیغی خط و کتابت

دیکھو خدا نے ایک جہاں کو جھکا دیا
گمنام پا کے شہرۂ عالم بنا دیا

——(مرتبہ:- شیخ غلام قادر صاحب ڈائرکٹر تبلیغ)——

آسٹریلیا

ترجمہ خط از مسٹر محمد بشارت احمد - آسٹریلیا -

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

ہم لوگ یورپ سے آ کر یہاں آباد ہو گئے ہیں مگر اب تک ہم نے آسٹریلیا کے شہری حقوق حاصل نہیں کئے۔ میں اور میرے بیوی بچے انڈونیشیا کے باشندے ہیں۔ چونکہ میں انڈونیشیا میں پیدا ہوا تھا اس لئے میں انڈونیشین قوم سے تعلق رکھتا ہوں، چند سال ہوئے میں نے یورپ میں اسلام قبول کیا تھا -

ہم آسٹریلیا میں دو سال سے رہ رہے ہیں مگر اس ملک کو چھوڑنے کی تیاری کر رہے ہیں، کیونکہ یہ ملک یورپ کے اس حصہ سے بھی ناخوشگوار ہے جو ہم چھوڑ کر آئے ہیں جب ہم جرمنی میں تھے تو احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کا نام سُنا کرتے تھے مگر آپ کی برلن مسجد کے ساتھ رابطہ پیدا نہ کر سکے کیونکہ ہم بڑی جلد آسٹریلیا آ گئے تھے۔

ہمیں مطالعہ کے لئے کچھ لٹریچر کی ضرورت ہے۔ اپنے لٹریچر کی کیفیت اور قیمت اور ہوائی جہاز میں ڈاک کے اخراجات لکھ بھیجیں۔

ہمارے پاس مولانا محمد علی (مرحوم و مغفور) کے انگریزی ترجمۃ القرآن کی ایک کاپی ہے۔ ہمیں اور لٹریچر کی بھی ضرورت ہے۔ جواب کا منتظر ہوں۔

(انہیں لٹریچر اور خط بھیجے گئے)

بھارت

ترجمہ خط محمد اسعاد الرحمن۔ آسام - انڈیا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

میں بہت مشکور ہوں کہ جو کتب آپ نے ارسال کی ہیں مجھے مل گئی ہیں میں تمام اسلامی کتابوں کو پسند کرتا ہوں اور توقع رکھتا ہوں کہ آئندہ بھی آپ اسلامی کتب بھیجتے رہیں گے میں اس بات سے بہت متاثر ہوں کہ انجمن نے اشاعت اسلام کا کام دنیا کے کونے کونے میں پھیلانے کا عہد کر رکھا ہے اللہ تعالیٰ آپ کو اس نیک کام میں مدد دے اور کوششیں بار آور ہوں - آمین ثم آمین -

میں نے اپنی رہائش میں لائبریری کھولنے کی تجویز کی ہے اور میں آپ سے ہر قسم کی امداد کی توقع رکھتا ہوں۔ اور میں چاہتا ہوں کہ میرا نام ووکنگ مسلم مشن انگلینڈ میں درج کرایا جا سکے تاکہ میں وہاں سے کتابیں وغیرہ منگا سکوں - والسلام

(مزید لٹریچر بھیجا گیا اور خط لکھا گیا)

انگلستان

ترجمہ خط ایچ فیلوز

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کے چھ ستمبر ۱۹۶۱ء کے گرامی نامہ کا شکریہ مجھے یقین ہے اور اس کے ماننے میں شک کی گنجائش نہیں کہ حضرت مرزا غلام احمد نے دنیا کو بہت بڑا تحفہ دیا ہے اور بڑا احسان کیا ہے

لاہور احمدیہ موومنٹ نے مغرب کو خاص طور پر مرزا صاحب کی تعلیم سے مستفید فرمایا ہے۔

میں حال ہی میں چرچ آف انگلینڈ کے ایک کلرجی مین سے ملا ہوں، وہ یروشلم اور بیروت میں چند سال رہ کر آئے ہیں۔

یہ شخص عربی بولتے ہیں اور انہوں نے اسلام کا بہت مطالعہ کیا ہے۔ ہم نے اسلامی تعلیم پر بہت حد تک تبادلہ خیالات کیا۔ اس پادری کی گفتگو سے میں نے یہ اخذ کیا ہے کہ وہ اسلامی تعلیم سے بہت متاثر ہیں، فرماتے ہیں کہ اسلام صداقت اور راستبازی کا بہت بڑا حامی ہے چنانچہ وہ اس لحاظ سے اسلام کے بہت مداح ہیں لیکن کہتے ہیں اسلام بعض صداقتیں بیان نہیں کرتا۔ ان کی باتیں جنہیں وہ صداقتیں سمجھتا ہے محض مفروضات ہیں جنہیں سمجھنا بہت مشکل ہے۔

اسلام تو ایک عملی دین ہے جو بتاتا ہے کہ کیا کرنا چاہیئے اور اپنے اعمال میں کیسی امیدیں باندھنی چاہئیں۔

اسلام میں ایسی کوئی اُلجھن نہیں جو تم سمجھ نہ سکو، جس پر یقین پیدا نہ ہو اور جو قابل قبول نہ ہو۔

عیسائیت کی تعلیم مبہم ہے اور اس میں اُلجھنیں ہیں جنہیں سمجھنا اور ماننا بہت مشکل ہے۔

آپ کی ارسال کردہ کتب کا دوسرا پارسل مل گیا ہے بہت بہت شکریہ۔ تیسرے پارسل کے لئے بھی بہت شکریہ ادا کرتا ہوں، جو کہ ابھی راستہ میں ہے۔

آپ کی مہربانی سے میری لائبریری میں کافی اسلامی کتب جمع ہو گئی ہیں۔

چونکہ میرے پاس مطالعہ کے لئے بہت کم وقت ہے لہٰذا ان کتب کا مطالعہ کرنا ایک لمبا عرصہ لے گا اور خاص بات ان کتب کے متعلق یہ ہے کہ یہ کتب بہت گہرا مطالعہ اور سوچ و فکر چاہتی ہیں۔

والسلام

(انہیں خط لکھا گیا جس میں حضرت مسیح موعودؑ کا کشتی نوح سے "تعلیم" کا انگریزی ترجمہ بھی شامل ہے)

نائیجیریا

ترجمہ خط از عبدالرحیم علی کادونا۔ نائیجیریا۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

میں آپ کی نہایت اہم انجمن سے تعارف حاصل کر کے اللہ تعالےٰ کا بہت شکر گذار ہوں -

مجھے ابھی ابھی علم ہوا ہے کہ دنیا کے اس حصہ (پنجاب) میں ایک نہایت اہم مشن اشاعت اسلام کے لئے قائم ہے (یعنی تحریک احمدیت)

اگرچہ یہ بات میری بڑی خوشی کی باعث ہے کہ نائیجیریا میں جس کا شمالی علاقہ مسلمانوں کی اکثریت سے آباد ہے بہت تھوڑے مبلغین اسلام کام کر رہے ہیں حالانکہ عیسائیوں کے یہاں بہت مشنری مراکز قائم ہیں۔

مجھے یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ آپ قرآن شریف اور اسلامی لٹریچر کی دنیا میں اشاعت کر رہے ہیں۔

میں بہت مشکور ہوں گا اگر آپ مجھے ایک کاپی قرآن شریف اور اسلامی لٹریچر عطا فرمائیں۔

میں جواب کا بہت شوق سے منتظر ہوں۔

(قرآن شریف اور لٹریچر اور خط بھیجے گئے)

مجلس معتمدین کا اجلاس

۵ر نومبر ۱۹۶۱ء کو صبح نو بجے منعقد ہو رہا ہے ایجنڈا جملہ ممبران معتمدین کو ارسال کر دیا گیا ہے۔ اگر کسی ممبر کو نہ پہنچا ہو تو دفتر میں اطلاع دی جائے۔

معاملات کی نوعیت اور اہمیت کے پیش نظر جملہ احباب کی اجلاس میں شمولیت اشد ضروری ہے۔ تشریف لا کر عنداللہ ماجور ہوں۔

احمد یار۔ سیکرٹری ۲۳

دجّال کی اندھی آنکھ

رُوسی وزیر اعظم مسٹر خروشچیف نے حال ہی میں کموسٹوں میں تقریر کرتے ہوئے بیان کیا ہے کہ:—

"ہم نے پادریوں سے بہت کچھ جنت کے بارے میں سنا ہے چنانچہ ہم نے اپنے طور پر اس کی تلاش شروع کی سب سے پہلے ہم نے خلائی مسافر گگارین کو بھیجا، اس نے کرۂ ارض کا چکر لگایا مگر بیرونی خلاء میں اسے کچھ پتہ نہ چلا، اس نے بتایا وہاں تو اندھیرا ہی اندھیرا ہے، نہ وہاں باغ عدن اور نہ جنت کی طرح کی کوئی چیز ہے اس کے بعد ہم نے ہوا باز ٹیٹوف کو خلاء میں بھیجا اسے بھی جنت نظر نہ آسکی"

اس سے بڑھ کر جہالت کیا ہوگی کہ مسٹر خروشچیف ان جسمانی آنکھوں سے خلاء کے اندر جنت دیکھنا چاہتا ہے حالانکہ جنت و دوزخ ان رُوحانی کیفیات میں سے ہیں جو یوم الجزاء کو انسانی اعمال کی پاداش میں انسان کو میسر آئیں گی۔

لیکن مسٹر خروشچیف کو جنت کی تلاش میں اُوپر جانے کی کیا ضرورت ہے۔ اگر وہ غور کر کے دیکھیں تو اس دنیا میں بھی جنت و دوزخ موجود ہیں، ہر شخص اپنے اعمال کے مطابق جنت و دوزخ اپنے لئے پیدا کر رہا ہے جب آپ کوئی نیک کام کرتے ہیں، دوسروں کی ہمدردی میں اپنا مال خرچ کرتے، یا کسی قسم کا آرام لوگوں کو پہنچاتے ہیں تو آپ کے دل میں لذت و سرور کی ایک کیفیت پیدا ہو جاتی ہے یہ جنت ہی کا ایک اثر ہے اگرچہ اصل جنت نہیں۔ ایسا ہی جب آپ سے کسی بدی کا ارتکاب ہوتا ہے تو آپ کے قلب میں پریشانی اور دُکھ کی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے، یہ دوزخ ہے جو آپ نے خود اپنے لئے تیار کر لیا۔ قیامت میں جنت و دوزخ زیادہ نمایاں رنگ میں ملیں گے لیکن اس دنیا میں بھی ان کی کیفیات ہر شخص محسوس کر رہا ہے، خود مسٹر خروشچیف جو رات دن مختلف قسم کے ایٹم بم بنا کر دنیا کی تباہی کی فکر میں ہے اور اس کے ساتھ ہی یہ بھی دھڑکا لگا ہوا ہے کہ ایسا نہ ہو کہ امریکہ کا کوئی ایٹم بم اس کے ملک کو خاکستر بنا کر رکھ دے، یا اس کا اپنا ہی کوئی ایٹم بم خود اسی کو تباہ کر دے، یہ دوزخ نہیں تو اور کیا ہے؟

لیکن مسٹر خروشچیف سے کیا کہیں کہ مذہب کے متعلق جہالت کی وجہ سے اسے کچھ دکھائی نہیں دیتا، اس سے پیشتر رُوس سے اللہ تعالیٰ کے متعلق بھی اسی قسم کے جہالت کے کلمات شائع ہو چکے ہیں جن میں یہ کہا گیا تھا کہ:—

"روسی مصنوعی سیارے سپوتنک اور راکٹ اللہ میاں سے ملاقات کرنے میں ناکام رہے ہیں رُوسی راکٹوں کو اس اعلیٰ و ارفع ہستی کا پتہ نہیں چلا جسے مذہبی لوگ خدا کہتے ہیں اور اس کی عبادت کرتے ہیں۔"

رُوسی راکٹوں کو خدا کیسے نظر آتے اور ان کے خلائی مسافروں کو جنت و دوزخ کس طرح دکھائی دیں، اس کے لئے تو رُوحانی آنکھوں کی ضرورت ہے، اور دجّال اپنی تمام دُنیوی ترقیات کے باوجود رُوحانی آنکھ سے محروم ہے حضرت نبی کریم محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم نے آج سے چودہ سو سال پہلے فرما دیا تھا کہ دجّال ایک آنکھ سے کانا ہوگا۔ اگرچہ اس کی بائیں آنکھ بڑی روشن ہوگی، جس سے وہ دُور دور کی چیزوں کو دیکھ سکے گا۔ لیکن دائیں آنکھ سے اُسے کچھ نظر نہ آئے گا، دجّال کی بائیں آنکھ سے مراد اس کی دُنیاوی آنکھ ہے جو خوب روشن ہے، اور دنیا کی ہر چیز کی حقیقت اس پر واضح ہے جس سے وہ ترقیات کی انتہائی منازل کو طے کرتا جا رہا ہے۔ لیکن دائیں آنکھ سے جو دین کی اور روحانیت کی آنکھ ہے اسے کچھ نظر نہیں آتا اسکے لئے چاروں طرف تاریکی ہی تاریکی ہے، نہ خدا دکھائی دیتا ہے، نہ جنت و دوزخ۔ خدا تو ہر جگہ موجود ہے، اور جنت و دوزخ بھی نظر آسکتے ہیں، لیکن ان کو دیکھنے والی آنکھ ہونی چاہیئے جو مسٹر خروشچیف کے پاس نہیں۔ مسٹر خروشچیف کو ڈرنا چاہیئے کہ ان کی یہی باتیں اور تمسخر آمیز کلمات ان کی اور ان کے ملک کی تباہی کا موجب نہ ہو جائیں، جیسا کہ اس سے پیشتر فرعون مصر کے ایسے ہی کلمات اس کی ہلاکت و تباہی کا موجب بن گئے۔

اصل بات یہ ہے کہ عیسائیت نے مذہب کا جو نقشہ ان لوگوں کے سامنے رکھا ہے وہ خلاف عقل ہونے کی وجہ سے آج اس روشنی کے زمانہ میں لوگوں کو مذہب سے بیزار اور تمسخر و استہزاء پر مائل کر دیتا ہے، رُوس کی دہریت کی وجہ زیادہ تر یہی ہے کاش ان لوگوں کے سامنے مذہب کا صحیح نقشہ جو اسلام نے پیش کیا ہے رکھا جائے تو ممکن ہے ان کی دائیں آنکھ بھی روشن ہو جائے اور وہ خدا اور جنت و دوزخ کو دل کی آنکھ سے دیکھ کر ایمان لا سکیں۔

وسط افریقہ سے ایک معزز مہمان کی آمد

اور

ینگ مینز احمدیہ ایسوسی ایشن کی طرف سے استقبالیہ

دعوت

۲۲ر اکتوبر بروز اتوار چار بجے شام ینگ مینز احمدیہ ایسوسی ایشن کی طرف سے وسط افریقہ کے علاقہ روڈیشیا سے آئے ہوئے ایک معزز مہمان مسٹر آدم ایم ملکا کے اعزاز میں دعوت کا انتظام کیا گیا قلت وقت کی وجہ سے عام اطلاع نہ دی جاسکی، پھر بھی سیکرٹری ایسوسی جناب عبدالغفور ثاقب کی سعی مشکور کی برکت سے حاضرین کی تعداد بہت کافی تھی اور بزرگان ملت، نوجوانان قوم اور خواتین نے اس تقریب میں شریک ہو کر اپنے نووارد مہمان کو اہلاً و سہلاً کہا۔ دعوت کا انتظام جامع مسجد احمدیہ بلڈنگس میں کیا گیا تھا۔ مہمان عزیز اُردو زبان سے کم واقفیت رکھتے ہیں اس لئے اس جلسہ کی تمام کارروائی اور ان کی تقریر انگریزی زبان میں ہوئی۔

پروگرام کے مطابق تلاوت قرآن پاک کے بعد سیکرٹری صاحب نے اپنے مہمان خصوصی کا اپنی ایسوسی ایشن کی طرف سے استقبال کرتے ہوئے آپ کے ورود مسعود پر خوشی اور مسرت کا اظہار کیا۔ صدر ایسوسی ایشن مسٹر ناصر احمد بی اے ایل ایل بی نے اپنی استقبالیہ تقریر میں اپنے نوجوان مہمان کا حاضرین سے تعارف کراتے ہوئے فرمایا کہ آپ مرکزی روڈیشیا کے رہنے والے ہیں۔ اور تحصیل علم دین کے لئے ہندوستان آئے ہوئے ہیں اور آج کل اراکین جماعت احمدیہ سے ملنے کے لئے لاہور میں قیام پذیر ہیں، آپ پچھلے سال سے دارلندوہ میں تحصیل علم کر رہے ہیں اور مزید تین سال قیام کے بعد آپ اپنے وطن مالوف واپس چلے جائیں گے۔ اور دعوت و تحریک کا سلسلہ اپنے احباب کی معیت میں شروع کر دیں گے۔ یہ سعید نوجوان دینی جذبہ سے سرشار ہیں۔ اور تبلیغ دین کا انتہائی شوق رکھتے ہیں، اس جذبہ اور شوق کے ساتھ ساتھ ان میں وہ استعدادیں اور صلاحیتیں بھی موجود ہیں جو ایک سچے مسلمان داعی میں ہونا ضروری ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ میں نے اپنی دو تین ملاقاتوں میں ان کے خیالات کا جو اندازہ لیا ہے وہ یہ ہے کہ آپ وسیع الخیال مسلک کے حامی ہیں اور مذہب کے بارے میں ان کے رجحانات بالکل ایسے ہی ہیں جیسے ایک پُرجوش احمدی نوجوان کے ہو سکتے ہیں۔ صاحب صدر نے جمالی تعارف کے بعد مہمان موصوف کی خدمت میں درخواست کی کہ وہ اپنے خیالات سے حاضرین کو محظوظ فرمائیں جس پر مسٹر آدم اسٹیج پر تشریف لے آئے۔ اور حمد و ثنا کے بعد ایسوسی ایشن کے اراکین اور حاضرین کرام کا شکریہ ادا کرتے ہوئے

آپ نے اپنے اور اپنے ملکی مسلمانوں کے کوائف کا تفصیلی جائزہ پیش کیا۔ آپ نے کہا کہ میں اور میرے چند اور ساتھی اپنے وطن مالوف کو چھوڑ کر آپ کے ملک میں آئے ہیں تاکہ آپ بزرگوں سے دین و علم سیکھ کر اپنے ملکوں کو دینداربنا سکیں۔ انہوں نے کہا کہ ہم آج علوم و فنون کی بے نظیر ترقیوں کے زمانہ میں سانس لے رہے ہیں۔ علم اور سائنس نے ہماری زندگیوں کے طور طریقوں کو یکسر بدل کر رکھ دیا ہے۔ مگر علم و سائنس کی اس روشنی نے ہمارے اس معیار روحانیت کو جو صدق و صفا اور تقویٰ و طہارت کی ابدی قدروں پر مشتمل ہے، اندھیاروں کی نذر کر دیا ہے۔ برخلاف توقع علمی اور سائنسی ترقیوں نے آدمی کو انسان بنانے میں کوئی حصہ نہیں لیا، البتہ ان کی وجہ سے آج کا آدمی ان خوشیوں، مسرتوں اور شکر و تشکر سے بالکل تہی دست ہو گیا ہے۔ اس کا مقصد حیات بے معنی ہو کر رہ گیا ہے اور اس کے تخیلات منتشر ہو چکے ۔ ۔ ۔ ہیں، مادیات اس کی آخری منزل ہے۔ آپ نے فرمایا کہ زندگی کے اس نقطہ نگاہ نے جسم و روح کی یکجہتی کو ختم کر کے رکھ دیا ہے۔ ذہنی بحران اور قلب و نظر کی قدروں کے فقدان کے دور میں اور اس سے پہلے اور بعد میں ہر وقت اور ہر جگہ ہم مسلمانوں کا طریق یہ ہونا چاہیئے کہ ہم بحیثیت مسلمان اپنی خواہشوں کو اپنے خالق کی رضا کے سپرد کر دیں۔ اور آج کے انسان کو اپنی ذات کی ذہنیت کی پرکھ اور مقصد حیات کو یاد دلانے میں اپنا تن من دھن سب کچھ قربان کر دیں، اور زندگی کے فطری نظام اسلام کی تعلیم و تدریس کے لئے اپنے آپ کو وقف کر دیں۔ خالق و مالک خدا نے مسلمان کے ذمہ سرشت یہی کام سپرد کیا ہے۔ قرآن کا ارشاد ہے تم بہترین امت ہو جو لوگوں کی فلاح و صلاح کیلئے پیدا کئے گئے ہو آپ نے اپنی تقریر کو جاری رکھتے ہوئے فرمایا:۔

ہم جانتے ہیں کہ ہمارا یہ فرض منصبی بڑا مقدس ہے مگر یہ کام جتنا بڑا ہے اتنا ہی مشکل بھی۔ ہمیں مختلف قسم کی بہت سی طاقتوں کا مقابلہ درپیش ہوگا مگر ہمیں ان بے وقعت طاقتوں کے لئے اپنے آپ کو ہر قربانی کے لئے تیار کرنا ہے آپ نے کہا کہ میرا وطن گوشت پوست کی تزئین و تربیت کے لئے آپ سے کہیں زیادہ ذرائع و وسائل کا مالک ہے۔ ان کے پاس وہ سب کچھ ہے جو ایک انسان کو اپنے خالق و مالک کو بھلا دینے میں ممد ثابت ہو سکتا ہے، کمی ہے تو یہ کہ وہاں روحانی اقدار کی کمی ہے ان کے پیٹ فربہ ہیں مگر قلب و نظر کی صلاحیتیں مفقود ہیں۔ مسلمان طبقہ ذہنی انتشار کا شکار ہے اعدمیح اسلامی ربط کا فقدان ہے، وہ مایوسی اور لامقصدیت کے دروازے پر کھڑے ہیں، ہم لوگ اس فوری کمی کو بہت شدت سے محسوس کرنے لگے ہیں، اور سنجیدگی سے اس پر غور کرنا شروع کر دیا ہے) وہاں پر یہ قبولیت اسلام کی روز افزوں ترقی اسی ردعمل کا نتیجہ ہے آپ نے کہا۔ اس صورت حال کا طبعی اور نفسیاتی اثر یہ ہے

کہ ذہین اور حساس مسلم تعلیم یافتہ طبقہ میں ایک روحانی اضطراب اور ذہنی انتشار پیدا ہونا شروع ہو گیا ہے وہ کچھ کرنا چاہتے ہیں، ان میں کام کرنے کا حوصلہ اور ولولہ موجزن ہو رہا ہے ان کی صلاحیتیں اور ذہانتیں بے تاب ہیں اور میدان کی تلاش میں ہیں، وہ اپنے ملک اور انسانیت کی خدمت کرنا چاہتے ہیں لیکن وہ اس سلسلہ میں صحیح رہنمائی اور ہمت افزائی سے محروم ہیں وہ اسلام کو سمجھنا چاہتے ہیں لیکن اسلام اُن کے سامنے ہیں وسیع معنی اور صحیح شکل میں پیش نہیں کیا جا رہا، اور ان کے لئے وہ اسلوب اور طریقہ نہیں اختیار کیا جا رہا جو ان کے دل و دماغ کو متاثر کر سکے۔ میں آپ کی دعوت و تحریک کے لائحہ عمل سے بہت عرصہ سے واقف ہوں، میں نے آپ کا لٹریچر بھی پڑھا ہے میں اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ آپ کا انداز فکر اور تبلیغ دین کا طریق ہمارے سوالوں کی صحیح تعبیر ہو سکتا ہے آپ کے لئے میرے ملک کے ذہنوں کا میدان بالکل ہموار ہے۔ آپ کے مشن کی وجہ سے وہ چنگاری جو میرے ہموطنوں کے خاکستر میں پوشیدہ ہے شمع فروزاں بن سکتی ہے اور اس ظلمت کو روشنی میں بدل سکتی ہے، آپ کی تحریک کو اس طرف خصوصی توجہ دینا چاہیئے، اگرچہ ہم لوگ اسی مقصد کے لئے آئے ہیں کہ آپ کے ملک میں آکر علم و معرفت کے سرچشمہ سے چند قطرے پئیں اور اپنے ملک میں اس کا فیضان جاری کریں۔ مگر آپ کی جماعت ایک مستحکم، پائیدار اور فعال جماعت ہے یہ مہینوں میں وہ کچھ کر سکتی ہے جو کچھ کہ ہم سالوں میں بھی نہیں کر سکیں گے۔

آپ نے فرمایا میں آپ سے خطاب کرتے ہوئے فخر اور خوشی محسوس کر رہا ہوں۔ اس لئے کہ میں آپکی تحریکوں سے غائبانہ طور پر متعارف تھا۔ میں اس دن کا بے صبری سے منتظر تھا جبکہ میں بنفس نفیس اس پاک مقام اور اسکے پاک لوگوں سے مخاطبت کا شرف حاصل کروں۔ الحمدللہ وہ وقت آن پہنچا ہے اور یہ میری خوش بختی کا ثبوت ہے کہ آج میری وہ تمنائیں اور آرزوئیں پوری ہو رہی ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ میں ہندوستان سے فارغ التحصیل ہونے کے بعد آپ کے ہاں چند ماہ قیام کرنے کا ارادہ رکھتا ہوں تاکہ میں تبلیغ کے طریقوں سے واقف ہو جاؤں۔

انہوں نے اپنی تقریر کو ختم کرتے ہوئے صدر صاحب اور سیکرٹری ایسوسی ایشن اور حاضرین کا شکریہ ادا کیا اور انہوں نے کہا کہ آپکا یہ دلی خلوص اور جذبۂ رفاقت میں اپنے ساتھ اپنے ملک لے جاؤں گا، اور وہ قلبی مسرت جو آپ لوگوں نے مجھے تحفۃً بخشی ہے اس میں میرے ہموطن بھی شریک ہوں گے۔ میں جب کبھی جہاں کہیں اپنے مشن کے سلسلہ میں کام کر رہا ہوں گا آپ کا خلوص، جذبہ اور جوش رفاقت ہمیشہ میری رہنمائی کرتے رہیں گے، انشاء اللہ۔

معزز مہمان کی تقریر کے بعد صدر ایسوسی ایشن جناب ناصر احمد صاحب نے اختتامی تقریر میں معزز مہمان خصوصی اور حاضرین کرام کا شکریہ ادا کیا اور معزز مہمان کو یقین دلایا کہ ایسوسی ایشن کی بہترین خدمات ان کے لئے ہر وقت حاضر ہیں۔ جیسا کہ ہم ... کے بعد ... آخر میں ...

جن احباب کا چندہ ختم ہو چکا ہے

خریداران پیغام صلح میں سے جن احباب کا چندہ ختم ہو چکا ہے اُن کے نمبر خریداری اور چندہ جو اُن سے واجب الوصول ہے، ذیل میں درج ہے بعض احباب کے ذمہ کچھ بقایا ہے اس لئے اس بقایا کو شامل کر کے ان کے ذمہ کچھ رقم لگائی گئی ہے ایسے احباب اگر یکمشت رقم نہ دے سکیں تو سالانہ چندہ کے علاوہ سابقہ بقایا اقساط سے جو وہ سہولت سے دے سکیں ادا کریں تاکہ آپ کے قومی جریدہ کو نقصان نہ اٹھانا پڑے بہرصورت تمام معاونین کرام ذیل کی فہرست کو دیکھ لیں کہ آیا ان میں آپ کا خریداری نمبر تو شامل نہیں ہے اگر ہے تو مہربانی فرما کر ۵ نومبر ١٩٦١ء تک اپنی لکھی ہوئی رقم یا اس کا کچھ حصہ بصورت قسط منی آرڈر بھجوا دیں یا دفتر کو مطلع فرمائیں کہ کب تک آپ اس رقم کو ادا کر سکیں گے۔ اگر ۵ نومبر ١٩٦١ء تک آپ کی طرف سے کوئی جواب نہ آیا اور نہ کوئی رقم موصول ہوئی تو ۸ نومبر ١٩٦١ء کو آپ کے نام کا وی پی روانہ کر دیا جاوے گا، جس کا چھڑانا آپ کا اخلاقی فرض ہوگا۔ ورنہ آپ کے قومی جریدہ کو خواہ مخواہ وی۔ پی کے محصول ڈاک کا بھی نقصان نہ اٹھانا پڑے گا جو آپ کے چندہ کے حساب میں اضافہ کا موجب ہوگا۔ آسانی کے لئے ہر خریدار کی جن کا نمبر نیچے دیا گیا ہے چٹ پر سرخی سے گول دائرہ بنا دیا گیا ہے۔

(مینیجر پیغام صلح)

٩٢	6,00	١٠٦٥	6,00
٩٧	6,00	٢٠١٨	6,00
١٠٠	6,00	٢٠٢٨	6,00
١١٥	6,00	٢٠٣٨	6,00
١٦٨	6,00	٢٠٥٩	6,00
٢٨٢	6,00	٢٠٨٠	6,00
٢٩١	6,00	٢٠٨٧	6,00
٣٦٣	6,00	٢١٢٧	6,00
٤٣٥	6,00	٢١٢٨	6,00
٤٤٢	6,00	٢١٤١	6,00
٤٥٦	6,00	٢١٤٢	6,00
٤٨١	6,00	٢١٦٧	6,00
٤٩٧	6,00	رعایتی	
٥٥٥	6,00	٤٣	4,00
٥٩١	6,00	٥١	6,00
٦٢٩	6,00	٥٥	8,00
٦٨٨	6,00	٧٥	28,00
٧٤٧	6,00	١٣٨	12,00
٩٣٠	6,00	١٥٠	3,00
٩٣١	6,00	١٤٢	4,00
٩٣٢	6,00	٢١٣٨	6,00
٩٣٤	7,00	٢٢٣	3,00

جنگِ احزاب میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرامؓ کی ہمت و استقلال اور قربانیاں

مشکلات و مصائب کی شدت اور مسلمانوں کا ایمان

خطبۂ جمعہ مؤرخہ ۲۰ر اکتوبر ۱۹۶۱ء۔ فرمودہ حضرت امیر مولٰنا صدرالدین صاحب ایدہ اللہ۔ بمقام احمدیہ بلڈنگس لاہور

لقد کان لکم فی رسول اللہ اُسْوۃ حسنۃ لمن کان یرجوا اللہ والیوم الاٰخر وذکر اللہ کثیراً
—— ان اللہ کان غفوراً رحیماً —— (سورۃ احزاب)

خلاصہ آیات

ان آیات میں حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بطور نمونہ پیش کیا گیا ہے۔ حضورؐ کے ساتھیوں کے صدق و صفا کا ذکر بھی ان میں کیا گیا ہے۔ اور ان آیات میں اس امر کو بھی مدنظر رکھا گیا ہے کہ ایسے وقت میں کسی اہم اور مشکل امر کی پیشگوئی کرنا جبکہ حالات اس پیشگوئی کے پورا ہونے کے مخالف ہوں اور پھر بھی وہ پیشگوئی پوری ہو جائے تو اس وقت خدا نظر آ جاتا ہے۔ وہ تمام حالات یہاں ان آیات میں بیان کئے گئے ہیں۔

احزاب کا مدینہ پر حملہ

لکھا ہے:۔ ولمّا راٰ المؤمنون الاحزاب۔ جب مشرکین عرب اور یہود و نصاریٰ اور عرب کے تمام کے تمام قبائل پڑھ کر آ گئے تھے، اور اس ارادے سے آئے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ختم کر دینا ہے اور آپؐ کے ساتھیوں کو ختم کر دینا ہے۔ تو مسلمانوں کے دل دہل گئے اور وہ خوف و ہراس کا شکار ہو گئے، اس لئے کہ عرب کے سارے قبائل نے یہودیوں کے ساتھ مل کر مدینہ پر ہلہ بول دیا تھا۔ اس کا تذکرہ تفاسیر و کتب میں یوں درج ہے اجتمع المشرکون باسرھم والیھود باجمعھم ونزلوا علی اھل بیتہ وکان الامر فی غایۃ الشدۃ والخوف اور اس کا نقشہ قرآن کریم نے ان الفاظ میں کھینچا ہے اذ جاؤکم من فوقکم ومن اسفل منکم واذ زاغت الابصار وبلغت القلوب الحناجر ....

ھنالک ابتلی المؤمنون وزلزلوا زلزالاً شدیداً۔ قرآن کریم نے اس سورت کا نام الاحزاب رکھا ہے۔ جس سے یہ ظاہر کرنا مقصود ہے کہ عرب کے تمام کے تمام قبائل حضورؐ کو اور حضورؐ کے دین کو اور حضورؐ کی جماعت مسلمین کو نیست و نابود کرنے کے لئے بہت بڑے پیمانے پر حملہ کیا تھا۔

مسلمانوں کی حالت

اس غیر معمولی اجتماع کثیر کو اپنے سامنے پا کر مسلمانوں کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں وبلغت القلوب الحناجر اور کلیجے اچھل کر گلے میں آ گئے اور خیال کیا کہ اب ہم ختم ہو گئے بڑا اضطراب اور خوف و ہراس کا سامنا تھا۔ وھنالک ابتلی المؤمنون مؤمنوں کے لئے سخت ابتلاء اور امتحان کا سامنا تھا۔ وزلزلوا زلزالاً شدیداً اور سخت مصائب ان پر وارد ہو گئے۔ ان پر شدید زلزلہ آ گیا۔ ایک یہ نقشہ ہے کہ خود مسلمانوں کو نظر آتا ہے کہ موت سامنے ہے۔

منافقین کا انتباہ

اور دوسری طرف ایک قوم کی گواہی ہے وہ قوم کہتی ہے یا اھل یثرب لا مقام لکم۔ اے یثرب کے رہنے والو۔ دشمن کا مقابلہ تمہارے بس کی بات نہیں۔ فارجعوا بہتر یہی ہے کہ تم واپس چلے جاؤ۔ دشمن کی کثیر تعداد۔ ان کا ساز و سامان، ان کی تیاری اور ان کے ارادے پتہ دے رہے ہیں کہ تم ان سے کسی بھی طور بچ کر نکل نہیں سکو گے۔ فارجعوا زندگی چاہتے ہو، تو گھروں کو لوٹ جاؤ۔

نبی کریم صلعم کا اسوۂ حسنہ اور صحابہؓ کا ایمان

ان حالات کے پیش نظر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا اسوۂ حسنہ پیش کیا اور آپ کی جوانمردی ان کی شجاعت، ان کا عزم، ان کا استقلال اور ان کی ہمت مردانہ نے قوم کے اندر ایمان کی قوت پیدا کر دی، ان کو خدا تعالیٰ سے پختہ ایمان پیدا ہو گیا کہ قوم پر اضطراب اور مصائب کا وقت آئے گا تو ہم مدد کریں گے۔ قالوا ھذا ما وعدنا اللہ ورسولہ وہ کہنے لگے خدا اور رسول نے ہم کو بتایا ہے کہ تمہارا امتحان ہوگا۔ تم ابتلاء میں ڈالے جاؤ گے چنانچہ وہ وقت یہی ہے وصدق اللہ ورسولہ۔ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے سچ کہا تھا۔ فرمایا ومازادھم الا ایماناً وتسلیماً ان فوجوں اور لشکروں کو دیکھ کر ان کا ایمان اور بڑھ گیا اور انہوں نے سمجھ لیا کہ یہ وقت آزمائش کا وقت ہے ہمیں ہمت دکھلانا ہے، اور ان مشکل حالات میں ہر طرح کی قربانی پیش کرنا ہے

مومنوں کی جوانمردی اور قربانی

چنانچہ وہ مرنے کے لئے تیار ہو گئے من المؤمنین رجال۔ جنہوں نے وہ وعدہ جو خدا کے ساتھ کیا تھا سچ کر دکھایا۔ فمنھم من قضٰی نحبہٗ چنانچہ انہوں نے اپنی عزیز جانیں وعدہ ایفائی کے طور پر پیش کر دیں اور شہید ہو گئے ومنھم من ینتظر اور ان میں وہ لوگ بھی ہیں جو اس انتظار میں چشم براہ تھے کہ ہمیں بھی شہادت کا مرتبہ نصیب ہو۔ وما بدلوا تبدیلاً موت کو دیکھ کر ان کے ارادوں میں کوئی کمزوری نمودار نہ ہوئی۔ دشمن کی بھاری تعداد کو دیکھ کر انہوں نے اپنے قدم پیچھے نہیں ہٹائے۔ یہ تو منافقوں کا کام ہے کہ وقت پڑنے پر ارادوں میں کمزوری پیدا ہو جائے۔

مومنوں کے لئے جزا

جب یہ دیکھا کہ ان لوگوں نے خدا کے وعدے سچ کر دکھائے لیجزی اللہ الصٰدقین بصدقھم۔ تو ان کے صدق و وفا کو دیکھ کر خدا نے اپنا وعدہ پورا کیا۔ اور ان کی مدد کی۔ ایک موقعہ پر حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا من سرہ ان ینظر الی شہید یمشی علی وجہ الارض فلینظر الی طلحہ۔ جس کو اس بات کا شوق ہو کہ وہ کسی شہید کو زمین پر چلتا پھرتا دیکھے تو وہ طلحہ کو دیکھ لے۔ یہ لوگ شہیدوں میں داخل ہیں۔ فرمایا یہ لوگ صادقوں میں سے اور اپنے

قول کو عمل سے سچ کر کے دکھانے والے تھے ان کے اس صدق و وفا کی قدر کرتے ہوئے اللہ تعالےٰ نے بھی اپنا وعدہ پورا کیا ویعذب المنٰفقین ان شاء - صادقوں کو ان کے صدق کا بدلہ دیا اور منافقوں کو سزا دے گا اگر چاہے - وہ کمزور دل تھے - ان کی کمزوری میں بے ایمانی پائی جاتی ہے - وہ قوم کو کمزور کرنے والی باتیں کرتے تھے اس لئے وہ سزا کے مستحق ہیں -

نصرتِ الٰہی ایک طوفانی ہوا کی شکل میں

ایسی حالت میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بچاؤ کے لئے خندق کھودی - ایک دن نہیں بلکہ ایک ماہ تک اس دشمن کے مقابلے میں ڈٹے رہے پھر خدا تعالےٰ کی نصرت آئی چنانچہ فرمایا اذکروا نعمۃ اللہ علیکم - خدا تعالےٰ کی عظیم نعمت کو یاد کرو - اذجاءتکم جنود جبکہ تم پر دشمن کی فوج کے لشکر در لشکر چڑھ آئے - فارسلنا علیھم ریحًا جب وہ حملہ آور ہوئے - تو ہم نے ان کو شکست دینے کے لئے ہوا چلا دی - لکھا ہے کہ رات کا وقت تھا - اس وقت شدت کی آندھی چلی - اس میں شدت کی سردی تھی - سخت آندھی پتھر کنکریاں اڑا کر دشمن کے منہ پر مارتی تھی - علاوہ ازیں ہوا نے اُن کی آگ بجھا دی تھی -

حملہ آور دشمن کا فرار

وہ وہم پرست قوم تھی انہوں نے کہا کہ یہ ہماری شکست کی علامت ہے - اس وجہ سے وہ گھبرا گئے ان کے خیمے گر گئے - دیگیں چولہوں سے گر پڑیں - ان حالات کو دیکھ کر فوج نے گھبرا کر کوچ کرنا ضروری سمجھا چنانچہ وہ خوفزدہ ہو کر اٹھ بھاگے ، جب سب لوگ بھاگ گئے تو ابوسفیان بھی بھاگنے کے لئے اونٹ پر سوار ہوا لیکن بدحواسی میں اسے خیال نہ رہا کہ اونٹ کے پاؤں میں زنجیر ہے ، اس بدحواسی میں وہ اونٹ کو مارتا تھا اور وہ چلتا نہیں تھا -

کامیابی مردِ میدان بننے میں ہی گنڈے تعویذ میں نہیں

اس کیفیت سے مقصود یہ ہے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مردِ میدان تھے - وہ مسجد میں بیٹھ کر تعویذ گنڈے اور وظیفے سکھانے کے لئے نہیں آئے تھے یہ نہیں کہا کہ وظیفے سے سب کام ہو جائیں گے - خدا اس بات کو پسند نہیں کرتا - کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے ساتھیوں کو کہا کہ گلے میں تعویذ ڈال لو - دشمن تمہارا کچھ نہیں بگاڑ سکے گا - نہیں بلکہ فرمایا مردِ میدان بنو ، میدان جنگ میں صبر و استقلال اور قوت و ہمت دکھلاؤ ، تو اللہ تعالےٰ تمہارا ساتھ دے گا -

صحابہؓ خدا کی راہ میں موت پر عاشق تھے

محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ، اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا بڑا امتحان ہوا - خدا تعالےٰ نے ان کیلئے اعلےٰ درجہ کا انعام مقرر فرمایا - اور فرمایا من المؤمنین رجال یہ مرد ہیں ، دشمن سے ڈرتے نہیں - دشمن کے ساز و سامان سے ان پر خوف طاری نہیں ہوتا ، وہ موت پر عاشق ہیں انہوں نے اپنے وعدے پورے کر دکھائے کوئی شہید ہو گیا اور کسی کو شہادت پانے کا جنون ہے -

اسلام مردِ میدان بننا سکھاتا ہے نہ کہ رہبانیت

ان آیات میں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رض کی ذات بابرکات کو نمونہ کے طور پر پیش کیا گیا ہے - اور بتایا ہے کہ جو لوگ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام کے طور طریقہ اختیار کریں گے وہ کامیاب ہوں گے - اس کے علاوہ کامیابی اور کسی طرح ممکن نہیں - پہاڑوں کی کھوہ میں بیٹھ جانے یا دریاؤں کے کنارے پر چلہ کشی کرنے سے خدا نہیں ملتا - لارھبانیۃ فی الاسلام اسلام میں رہبانیت کے لئے کوئی جگہ نہیں ہے - محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو لوگوں کو مردِ میدان بنانا چاہتے ہیں ، اور اتنا مضبوط ایمان پیدا کرنا چاہتے ہیں کہ مصائب اور مشکلات کے وقت بجائے کمزوری کے ان میں استقلال اور ہمت پیدا ہو جائے - صداقت اور وفائے عہد پیدا ہو جائے ، محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مقام بہت بڑا ہے - لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ - محمد رسول اللہ تمہارے لئے اعلےٰ درجہ کا نمونہ ہیں -

سابرمتی کا ایک واقعہ

مجھے ایک واقعہ یاد آ گیا - وہ یہ ہے کہ ایک دفعہ میں ہندوستان گیا - واپسی پر سابرمتی کا اسٹیشن آیا - میں وہاں اتر گیا کہ دریا کے کنارے مہاتما گاندھی کا ڈیرا ہے - میں سابرمتی کے اسٹیشن سے پیدل چل کر وہاں پہنچا ، وہاں لمبی چوڑی آبادی تھی ، عورتیں مرد ، بوڑھے ، جوان وہاں جمع تھے ، گاندھی جی سے ملاقات ہوئی - مجھے دیکھ کر گھڑی دیکھنے لگے ، میں نے کہا آپ کا مطلب یہ ہے کہ میں چلا جاؤں - انہوں نے کہا کہ میں تو ایک پروگرام کے ماتحت چل رہا ہوں - آپ میرے پاس رات ٹھہریں ، میں نے کہا کہ میں نہیں ٹھہر سکتا ، میں نے نواب کو روانگی کو اپنی آمد کی تار دے رکھی ہے - چنانچہ میں وہاں سے چلا آیا - گاڑی سوار ہو گیا - لیکن جب احمد آباد کے اسٹیشن پر پہنچا تو ارادہ بدل گیا - رات اسٹیشن پر بسر کر کے صبح کے وقت گاندھی جی کے پاس چلا گیا -

گاندھی جی سے گفتگو

وہ مجھے دیکھ کر ہنس پڑے اور کہا بہت اچھا ہوا آپ آ گئے - میں آپ کو جتنا وقت چاہیں دوں گا - اور پوچھا آپ کس غرض کے لئے آئے ہیں - میں نے کہا میں نے آپ کو دو چار گالیاں دینی ہیں ، آپ نے مجھے لاہور میں مشورہ کے لئے بلایا تھا - اس وقت دوران گفتگو میں نے دو سوال کئے تھے -

(۱) - ہم ہجرت کر رہے ہیں ، آپ کا کیا خیال ہے آیا ہجرت کرنا مفید ہو گا - آپ نے کہا تھا انگریزی سلطنت ہل جائے گی - لیکن ہمارے ہندو بھائی یہ خیال کرتے ہیں کہ یہ مسلمان اکٹھے ہو کر کابل سے فوج لے کر آ جائیں گے اور ہمیں قتل کر دیں گے - یہ میں نہیں کہتا میری قوم کہتی ہے -

گاندھی جی کی کمزوری اور محمد رسول اللہ صلعم کی پامردی

(۲) - میں نے کہا پھر دوران گفتگو میں آپ نے کہا تھا کہ جب میں کسی امر کے متعلق ارادہ کر لیتا ہوں تو اس کے سرانجام دینے میں میرا قدم پیچھے نہیں ہٹتا - لیکن میں تو اس کے برعکس دیکھتا ہوں کہ آپ پھنس ہو کر رہ گئے ہیں آپ کا قدم آگے نہیں بڑھتا یہ کیا بات ہے ، انہوں نے کہا آپ دیکھتے ہیں کہ دن چڑھتا ہے تو پھر رات بھی آ جاتی ہے بہار آتی ہے اور تیزی سے چلی جاتی ہے - نیچر کا ہم نے مطالعہ کیا ہے یہی کچھ پایا ہے میں نے کہا یہ مثالیں دل کو پرچانے کے لئے ہیں حقیقت یہ ہے کہ مردوں کے لئے کبھی خزاں کا موسم نہیں آتا ، ان کے ارادوں میں حرارت ہوتی ہے اور وہ کبھی کم ہونے میں نہیں آتی - آپ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھیں کہ ان کا قدم ہمیشہ آگے ہی بڑھتا ہے وہ پیچھے نہیں ہٹتا ، آپ میں اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں کتنا فرق ہے - آپ نہایت ہی کمزور ہیں - انگریز کہتا ہے کہ آپ کو مرنے نہیں دینا - جیل میں آپ جائیں تو آپ کی بکری ساتھ جاتی ہے ، کھانے پینے کے تمام لوازمات سے آپ متمتع ہوتے ہیں ، ہر طرح سے آپ کا خیال رکھا جاتا ہے - انگریز کو آپ کی جان کی حفاظت مدنظر ہے لیکن محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کیفیت یہ ہے کہ اُن کے دشمن شیر اور بھیڑیے ہیں ، فرعون ہیں جو اُن کی جان کے دشمن ہیں لیکن وہ ان جان لیوا درندوں سے نہیں گھبراتے - یہ

(باقی بر صفحہ ۱۵ اشتہار کے نیچے)

"رسالہ قادیانیت پر غور کرنے کا سیدھا راستہ" پر ایک محققانہ نظر

مولانا عبدالرحمٰن صاحب مصری

(قسط سوم)

خلاصہ اقساط سابقہ

اس رسالہ میں سب سے پہلی اصولی بات حضرت مرزا صاحب کے دعوئے ماموریت کو باطل ثابت کرنے کے لئے یہی پیش کی گئی تھی کہ حضرت اقدس مرزا صاحب نے نعوذ باللہ خدا کے سچے اور جلیل القدر نبی حضرت مسیح ناصری کی شان میں بے ادبی کے الفاظ استعمال کئے ہیں گذشتہ دو قسطوں میں مدلل طور پر یہ ثابت کیا جا چکا ہے کہ حضرت مسیح ناصری نبی اللہ کی عظمت شان کا اقرار نہ صرف حضرت مرزا صاحب کی تحریروں میں ہے بلکہ حضور کے الہامات میں بھی موجود ہے اور جو کچھ لکھا گیا ہے وہ اس فرضی اور خیالی مسیح کے متعلق لکھا گیا ہے جو عیسائیوں کی قوت متخیلہ کی پیداوار ہے اور وہ بھی ان کی اپنی کتابوں کے حوالوں سے لکھا گیا ہے پھر یہ بھی بصد مجبوری ورنہ حضرت مرزا صاحب مذہبی مباحثات میں مخالفت پر اس قسم کا حملہ کبھی پسند نہ کرتے تھے جو اس کے احساسات کو ٹھیس لگانے کا موجب ہو خواہ وہ ان کے مسلمہ واقعات پر ہی مبنی ہو جیسا کہ ان کی تحریروں سے قارئین کرام پر واضح ہو جائے گا جو ذیل میں پیش کی جاتی ہیں۔

انجیلی یسوع کے حالات پیش کرنے کی وجہ اور مجبوری

وہ مجبوری حضور کو یہ پیش آئی تھی کہ عیسائی مشنریوں نے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں نہایت ہی گندی گالیاں دینی شروع کر دیں اور پبلک کی نظر میں حضور سرور کائنات صلعم کو نعوذ باللہ گرانے کے لئے شنیع سے شنیع تہمتیں آنحضور صلعم کی طرف منسوب کرنی شروع کر دیں اور باوجود معقول جواب دینے اور واقعات کی رو سے انہیں غلط ثابت کرنے کے پھر بھی یہ لوگ اپنی اس قبیح حرکت سے باز نہ آتے تھے۔ آخر مجبور ہو کر حضرت مرزا صاحب نے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت کو ان بیجا حملوں سے محفوظ رکھنے کے لئے اور ان جھوٹی تہمتوں کو پھیلانے سے روکنے کے لئے عیسائیوں کے فرضی مسیح کے حالات اُن کی اپنی انجیلوں میں بیان کردہ واقعات کی بناء پر اُن کے سامنے پیش کر دیئے تا انہیں سمجھ آجائے کہ خدا کے پاک نبی اور تمام نبیوں کے سردار پر بالکل خلاف واقع جو گند ہم اُچھال رہے ہیں اگر اسی گندے طریق کو ہم نے خیر باد نہ کہا تو ہمارے یسوع کے خلاف بھی بہت کچھ کہا جا سکتا ہے اور ہمارے لئے اس کا دفاع بھی ناممکن ہو جائے گا کیونکہ اس کی بناء خود انجیلوں کے اپنے بیانات پر ہے جس کی تردید نہیں کی جا سکتی، مسلمانوں کی الہامی کتاب یعنی قرآن مجید تو حضرت محمد رسول اللہ صلعم کو نہایت ہی پاک انسان قرار دیتا ہے اور ہر ایک عیب اور قابل اعتراض امر سے ان کا دامن پاک بتلاتا ہے بلکہ چیلنج کرتا ہے کہ اگر ہمارے اس رسول میں کوئی عیب نکال سکتے ہو تو نکال کر دکھلاؤ لیکن ہماری انجیل تو ہمارے یسوع کو اس قسم کا پاک انسان نہیں قرار دیتی اور نہ اس قسم کا چیلنج پیش کرتی ہے۔

فرضی مسیح کے حالات پیش کرنے میں حضرت مرزا صاحب کی نیت

پس عیسائیوں کے فرضی مسیح یا یسوع کے متعلق انہی کی الہامی کتب یعنی انجیلوں سے ایسی باتیں نکال کر دکھلانے میں جو ان کے کیریکٹر کو مشتبہ کر دیتی ہیں، حضرت مرزا صاحب کی نیت یہی تھی کہ عیسائی مشنری آئندہ کے لئے اپنی اصلاح کر لیں اور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت پر ناجائز اور بے جا حملہ کرنے سے باز آ جائیں اور عیسائی مشنریوں کو اس شرانگیز طریق سے روکنے کے لئے اس سے بہتر اور موثر اور کوئی طریق نہیں ہو سکتا تھا۔ چنانچہ حضرت مرزا صاحب نے صاف لکھ دیا تھا کہ اگر عیسائی اس گندے طریق کو ترک کر دیں گے تو ہم بھی ان کے یسوع کے کیریکٹر کو اشتباہ میں ڈالنے والے حالات لکھنے بند کر دیں گے گو وہ ان کی انجیلوں میں موجود ہی ہیں۔

اس طریق کے مقابل معترضین کا کیا رویہ ہونا چاہیئے

اب وہ لوگ جو حضرت مرزا صاحب کو عیسائیوں کے مقابل اس طریق کو اختیار کرنے کی وجہ سے اعتراضات کا نشانہ بناتے ہیں ان کو تعصب سے خالی ہو کر ٹھنڈے دل سے سوچنا چاہیئے کہ حضرت مرزا صاحب کا یہ فعل قابل ستائش ہے یا قابل مذمت کیا جو شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے غیرت دکھلاتا ہے اس پر مسلمانوں کو معترض ہونا چاہیئے یا اس کی مدح کے گیت گانے چاہئیں، اس کے خلاف دشمنی کے جذبات کا اظہار کرنا چاہیئے یا اس کی دوستی کا دم بھرنا چاہیئے ایسے پکے مسلمان پر تو ہر اس مسلمان کو شیدا ہونا چاہیئے جو حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ذرہ بھر بھی محبت اپنے دل میں پاتا ہے اور اسے غمزدہ ہونے کی بجائے خوشی سے بلیوں اُچھلنا چاہیئے کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت کا بہترین طریق سے دفاع کرنے والا پیدا ہو گیا ہے اور اعتراضات کے تیروں کی بوچھاڑ جو دشمنوں کی طرف سے حضرت سرور کائنات صلعم کی ذات مبارک پر کی جا رہی تھی انہی تیروں سے وہ دشمنوں کے سینوں کو چھلنی کر رہا ہے یہاں تک کہ وہ شکست فاش کھا کر میدان مقابلہ سے ایک ایک کر کے بھاگتے چلے جا رہے ہیں اور میدان مسلمانوں کے ہاتھ آ رہا ہے۔ ایسے فدائی دین پر تو ہر مسلمان کو فدا ہو جانا چاہیئے تھا چہ جائیکہ دشمنان اسلام کے ساتھ مل کر اسلام کے جھنڈے کو بلند کرنے کی جو کوششیں اس فدائی دین کی طرف سے کی گئی ہیں۔ ان کو ناکام بنانے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگایا جائے، ایسے لوگ یاد رکھیں کہ ان کی یہ ناکام مساعی حضرت مرزا صاحب کے خلاف نہیں بلکہ درحقیقت اسلام کے خلاف ہیں حضرت مرزا صاحب کی مساعی جمیلہ کو تو خدا تعالیٰ کامیابی سے ہمکنار کریگا اور وہ ہمکنار ہوتی جا رہی ہیں، کیونکہ اس کا وعدہ ہے ان تنصروا اللّٰہ ینصرکم ویثبت اقدامکم لیکن حاسدین حسد کی آگ میں ہی جلتے رہیں گے اور آخر اسی میں بھسم ہو کر نامرادی کے ساتھ دم توڑ دیں گے۔

گالیوں کا نمونہ

اگرچہ ان گالیوں کو لکھتے ہوئے جن کا نشانہ عیسائی مشنریوں نے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس کو بنایا تھا ہاتھ اور قلم کانپتے ہیں اور دل ہرگز پسند نہیں کرتا کہ ان کو حیز تحریر میں لایا جائے۔ لیکن چونکہ اس پس منظر کو جانے بغیر قارئین کرام حضرت مرزا صاحب کے طریق کو حق بجانب قرار دینے میں دقت محسوس کریں گے جو انہوں نے عیسائی مشنریوں کے خلاف اختیار کیا تھا اور جس پر مصنف صاحب رسالہ ہذا معترض ہیں اس لئے نقل کفر کفر نہ باشد پر عمل کرتے ہوئے دل پر پتھر رکھ کر ان گالیوں میں سے جو عیسائی مشنریوں نے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی ناپاک تحریروں میں دیں چند ایک بطور نمونہ ذیل میں درج کی جاتی ہیں:۔

"پادری عمادالدین اپنی کتب تحقیق الایمان وغیرہ میں حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو نعوذ باللہ دغاباز پہاڑی موروں کو

سب لینے والا لکھتا ہے، پادری ٹھاکر داس اپنی کتاب سیرۃ المسیح ولنسہ میں آنحضور صلعم کو نعوذ باللہ شہوت کا مطیع اور غیر عورتوں کا عاشق فریبی، لٹیرا مکار جاہل حیلہ باز، دھوکہ باز، کہتا ہے۔ پادری انکلین نے دافع البہتان میں نعوذ باللہ شہوت پرست قرار دیا ہے تفتیش الاسلام میں پادری راجرس لکھتا ہے۔ محمد (صلعم) نعوذ باللہ شہوت پرست نفس امارہ کا از حد مطیع عشقباز مکار خونریز اور جھوٹا تھا۔ رسالہ نبی معصوم میں مصنفہ امریکن ٹریکٹ سوسائٹی میں لکھا ہے۔ محمد (صلعم) نعوذ باللہ گناہگار، عاشق حرام اجنبی زنا کا مرتکب مکار دغاباز۔ اور رسالہ مسیح الدجال میں ماسٹر رام چندر لکھتا ہے محمد (صلعم) نعوذ باللہ سرغنہ ڈکیتی تھا اور لٹیرا ڈاکو، فریبی عشقباز مفتری شہوت پرست خونریز زانی تھا۔ پرچہ نور افشاں نے لکھا محمد (صلعم) نعوذ باللہ نفسانی آدمی گمراہ۔ مکار، فریبی، زانی، چور، خونریز، لٹیرا رہزن، رفیق شیطان اور اپنی بیٹی فاطمہ کو شہوت کی نظر سے دیکھنے والا تھا۔"

چالیس برس گالیاں سننے کے بعد یہ قدم اٹھایا

اب مصنف رسالہ ہذا بتلائیں اور انصاف سے بتلائیں کہ ان گندی گالیوں کو سن کر کیا مسلمانوں کا خون کھولے گا یا نہیں، کیا ان کی رگِ غیرت بھڑک اٹھے گی یا نہیں۔ حضرت مرزا صاحب فرماتے ہیں کہ چالیس برس تک گالیاں سننے کے بعد آخر وقت میں قلم اٹھائی اور عیسائیوں کے فرضی مسیح کے حالات اور اس کے چال چلن کو مشتبہ ہو خود انجیلوں میں سے دکھلا کر ان کا منہ بند کیا کیونکہ قرآنی مسیح کی شان میں تو آپ ایک لفظ بھی خلاف ادب نہ منہ سے نکال سکتے تھے اور نہ تحریر میں لا سکتے تھے۔ آپ نے صاف لکھا:۔

"ہم لوگ جس حالت میں حضرت عیسٰے علیہ السلام کو خدا تعالےٰ کا سچا نبی اور نیک اور راستباز مانتے ہیں تو پھر کیونکر ہماری قلم سے اُن کی شان میں سخت الفاظ نکل سکتے ہیں"

ادھر اگر حضرت عیسٰے کی شان میں بے ادبی کا کلمہ استعمال میں لانا آپ کے نزدیک گناہ عظیم تھا تو دوسری طرف حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں متواتر گالیاں سنتے چلے جانا بھی غیرت ایمانی کے خلاف تھا، چنانچہ فرماتے ہیں:۔

"یہ بات ظاہر ہے کہ کوئی شخص اپنے مقتدا اور پیغمبر کی نسبت اس قدر بھی سننا نہیں چاہتا کہ وہ جھوٹا اور مفتری ہے اور ایک باغیرت مسلمان بار بار کی توہین کو سُن کر پھر اپنی زندگی کو بے شرمی کی زندگی خیال کرتا ہے تو پھر کیونکر کوئی ایماندار اپنے ہادی پاک نبی کی نسبت سخت سخت گالیاں سن سکتا ہے۔" (کتاب البریہ ۱۳۹۴)

درمیانی راہ

ان دونوں باتوں کو مدنظر رکھ کر عیسائیوں کو ان کی اس ناپاک حرکت سے باز رکھنے کیلئے آپ نے درمیانی راہ نکالی اور وہ یہ کہ حضرت مسیح جس کو قرآن بطور سچے اور جلیل القدر نبی کے طور پر پیش کیا اس کی شان میں تو کوئی سخت کلمہ نہ استعمال کیا جائے اور نہ ہی کرنا جائز ہے، البتہ انجیل کے پیش کردہ فرضی یسوع کے اصل حالات کو جو خود انجیلوں میں لکھے ہیں پیش کر دیئے جائیں، عیسائی اسی بات سے ناجائز فائدہ اٹھا رہے ہیں کہ مسلمان چونکہ حضرت مسیح کو نبی مانتے ہیں یا وہ قرآن کے خلاف کچھ نہیں کہہ سکتے ہم جو چاہیں ان کے نبی کی شان میں کہتے چلے جائیں لیکن حضرت مرزا صاحب کو خدا نے ان کے خلاف کہنے کی بھی ایک راہ سمجھا دی جو نہایت معقول ہونے کے علاوہ قرآن کے بھی خلاف نہیں تھی ایسے موقعہ پر قرآن کریم کی جو ہدایت ہے وہ بھی ذیل میں درج کی جاتی ہے۔

قرآن کی ہدایت اور اس پر مرزا صاحب کا عمل

سورۃ النساء ع ۲۱ میں اللہ تعالےٰ فرماتا ہے

لا یحب اللہ الجھر بالسوء من القول الا من ظلم وکان اللہ سمیعًا علیمًا

اس آیت میں اللہ تعالےٰ نے کسی کے متعلق بری بات علانیہ کہنے پر تو بے شک ناپسندیدگی کا اظہار فرمایا ہے لیکن ساتھ ہی مظلوم کو اس کی اجازت بھی دے دی پس مسلمانوں پر اس سے بڑھکر کیا ظلم ہوگا کہ ان کے دل اور جان سے عزیز پیغمبر کو سراسر گالیاں دی جائیں اور وہ خاموشی سے سننے پر مجبور ہوں، پس حضرت مرزا صاحب نے جو انجیلی یسوع کی زندگی کا انجیل میں بیان کردہ نقشہ سخت مجبور ہو کر اور وہ بھی جوابًا دنیا کے سامنے پیش کر دیا تو انہوں نے بجز اس کے اور کچھ نہیں کیا کہ مظلوم ہونے کی حالت میں خدا تعالےٰ کی اس دی ہوئی اجازت سے فائدہ اٹھاتے ہوئے بدی کو مٹانے کے لئے وہ قدم اٹھایا جس پر مصنف صاحب رسالہ ہذا معترض ہیں۔

پھر سورۃ العنکبوت ع ۵ میں اللہ تعالےٰ مسلمانوں کو مندرجہ ذیل ہدایت دیتا ہے:۔

ولا تجادلوا اھل الکتاب الا بالتی ھی احسن الا الذین ظلموا منھم

یعنی اہل کتاب کے ساتھ دینی مسائل میں گفتگو کرتے وقت بہترین طریق اختیار کرو ہاں جان میں سے ظلم کی راہ اختیار کریں تو ان کے مناسب حال جو راہ مناسب سمجھو اختیار کرو ان کے بارے میں ہمارا یہ حکم احسن طریق اختیار کرنے کا جاری نہیں ہو سکتا۔ اب دیکھ لو کہ کیا حضرت مرزا صاحب نے عیسائیوں کو یہی نصیحت نہ کی کہ گالیوں کا طریق چھوڑ دو، ہم بھی یہ طریق چھوڑ دیں گے ورنہ ظالموں کے متعلق ہمیں یہی حکم ہے جزاء سیئۃ سیئۃ مثلھا فمن عفا واصلح فاجرہ علی اللہ۔ شوریٰ ع ۴ سیئہ کی جزا ویسی ہی سیئہ سے دی جا سکتی ہے پس جو شخص بدی کو مٹانے گا اور اصلاح کا طریق کار اختیار کرے گا اس کا اجر اللہ پر ہے (عفا کے معنی مٹانے کے بھی ہیں)۔

تعجب ہے ایک عالم دین کہلانے والے کی نظران آیات سے کیوں اوجھل رہی اتنی واضح قرآنی ہدایات کی موجودگی میں مولوی محمد منظور صاحب نعمانی کا حضرت مرزا صاحب کے خلاف زبانِ اعتراض دراز کرنا کیا حیرت انگیز نہیں ہے جبکہ خصوصًا حضرت مرزا صاحب کی تمام تر کوشش اسی غرض کے لئے صرف ہو رہی تھی کہ عیسائیوں کو حضرت نبی کریم صلعم کی شان میں نہایت ہی گندے الزامات تراشنے اور جھوٹے اور افتراء سے بھرے ہوئے بہتانات کا طومار لگانے سے روکیں اور ان کو اصلاح کی طرف متوجہ کریں آپ کی یہ کوشش عین قرآن کے مطابق تھی اسکو زیر اعتراض لانے والا خود قرآن سے اپنی ناواقفیت کا ثبوت بہم پہنچا رہا ہے۔

جو کچھ میں نے لکھا ہے وہ اپنی طرف سے نہیں لکھا بلکہ حضرت مرزا صاحب کی تحریروں سے اخذ کرکے لکھا ہے چنانچہ ذیل میں اُن کی چند تحریریں بطور نمونہ پیش کی جاتی ہیں تا ناظرین کرام اپنی آنکھ سے دیکھ لیں کہ کیا حضرت مرزا صاحب نے حضرت عیسٰے نبی اللہ کے متعلق وہ باتیں لکھی ہیں جن کو مصنف صاحب رسالہ ہذا محل اعتراض بنا رہے ہیں یا عیسائیوں کے فرضی یسوع کے متعلق لکھی ہیں اور کیا آپ اس طریق کو پسند کرتے ہیں یا دل سے اس کے مخالف ہیں بہرحال وہ تحریریں حسب ذیل ہیں:۔

ضمیمہ انجام آتھم کا مکمل حوالہ

رسالہ ہذا کے مصنف مولوی محمد منظور صاحب نعمانی نے اپنے رسالہ میں اپنے ناپاک مقصد کو حاصل کرنے کے لئے حضرت مرزا صاحب کی کتاب "ضمیمہ انجام آتھم" ص سے ایک عبارت نقل کی ہے لیکن جیسا کہ میں پہلے بتلا چکا ہوں مکمل حوالہ نقل نہیں کیا اور حوالہ کو ادھورا نقل کرنا پہلے درجہ کی خیانت ہے جس کا ارتکاب مولوی صاحب موصوف سے ہوا ہے اللہ ہی بہتر جانتا ہے کہ کیا

ایسے لوگوں کے دلوں میں یوم جزا و سزا پر ایمان نہیں کہ وہ بے گناہ شخص کے خلاف ناحق عوام کے جذبات کو بھڑکانے کی کوشش کرتے رہتے ہیں جو عبارت مولوی صاحب نے نقل کی ہے وہ تو نعوذ باللہ زناکاری عورتوں سے تعشق وغیرہ کے پُر از افترا الزامات کے جواب میں جو عیسائی حضرات نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر لگا رہے تھے ان کے فرضی اور خیالی یسوع کے متعلق لکھی گئی ہے اور یہ عبارت بھی ان کی اپنی الہامی کتاب انجیل سے لی گئی ہے اور یہ عبارت ویسے ہی الزامات پر مشتمل ہے جو عیسائی حضرت نبی کریم صلعم کی طرف نعوذ باللہ منسوب کرتے ہیں یہ نہیں کہ حضرت مرزا صاحب کا اپنا عقیدہ حضرت مسیح علیہ السلام کے متعلق وہی تھا جو انجیل میں لکھا ہوا ہے چنانچہ رسالہ میں درج شدہ عبارت کے بعد کی عبارت صاف طور پر اس کو واضح کر رہی ہے جو مصنف صاحب نے عمداً چھوڑ دی ہے وہ عبارت مندرجہ ذیل ہے:-

"بالآخر ہم لکھتے ہیں کہ ہمیں پادریوں کے یسوع اور اس کے چال چلن سے کچھ غرض نہ تھی انہوں نے ناحق ہمارے نبی صلعم کو گالیاں دے کر ہمیں آمادہ[1] کیا کہ ان کے یسوع کا کچھ تھوڑا سا حال ان پر ظاہر کریں چنانچہ اسی پلید نالائق فتح مسیح (ایک پادری کا نام ہے از ناقل) نے اپنے خط میں جو میرے نام بھیجا ہے آنحضرت صلعم کو زانی لکھا ہے (قارئین کرام دیکھ لیں کہ زانی وغیرہ کے الزام کے جواب میں یسوع کے متعلق ایسی عبارتیں انجیل سے دکھلائی گئی ہیں از ناقل) اور اس کے علاوہ بہت سی گالیاں دی ہیں پس اسی طرح اس مردار اور خبیث فرقہ نے جو مردہ پرست ہے ہمیں اس بات کے لئے مجبور کر دیا ہے۔ (الفاظ مجبور کر دیا ہے پر قارئین کرام غور فرمائیں از ناقل) کہ ہم بھی ان کے یسوع (اُنکے کا لفظ بھی قابل غور ہے از ناقل) کے کسی قدر حالات لکھیں اور مسلمانوں کو واضح رہے کہ خدا تعالیٰ نے یسوع کی قرآن شریف میں کچھ خبر نہیں دی کہ وہ کون تھا (قارئین کرام دیکھ لیں کہ قرآن کریم میں جس مسیح کا ذکر ہے اس کے متعلق وہ عبارت نہیں لکھی گئی

[1] اگر پادری اب بھی اپنی پالیسی بدل لیں اور عہد کر لیں کہ آئندہ ہمارے نبی صلعم کو گالیاں نہیں نکالیں گے تو ہم بھی عہد کریں گے کہ آئندہ نرم الفاظ کے ساتھ گفتگو ہو گی ورنہ جو کچھ کہیں گے اس کا جواب سنیں گے۔

جس کو مصنف صاحب نے محل اعتراض بنایا ہے از ناقل) اور پادری اس بات کے قائل ہیں کہ یسوع وہ شخص تھا جس نے خدائی کا دعوےٰ کیا اور حضرت[1] موسےٰ کا نام ڈاکو اور بٹمار رکھا اور آنے والے مقدس نبی کے وجود سے انکار کیا اور کہا کہ میرے بعد سب جھوٹے نبی آئیں گے پس ایسے ناپاک خیال اور متکبر اور راستبازوں کے دشمن کو ایک بھلا مانس آدمی بھی قرار نہیں دے سکتے چہ جائیکہ اس کو نبی قرار دیں نادان پادریوں کو چاہیئے کہ بدزبانی اور گالیوں کا طریق چھوڑ دیں ورنہ نہ معلوم خدا کی غیرت کیا کیا ان کو دکھلائے گی"

انصاف کی اپیل

اب قارئین کرام خود ہی انصاف فرمائیں کہ کیا وہ عبارت جو مولوی صاحب موصوف نے اپنے رسالہ میں ترک کر دی ہے اس بات کا قطعی فیصلہ نہیں کر رہی کہ جو کچھ اس سے قبل لکھا گیا وہ حضرت نبی کریم صلعم کی ذات مبارک پر لگائے ہوئے بہتانات کے جواب میں تھا ایسے ہی الزامات ان کے یسوع کے متعلق انجیل سے دکھلا

[1] مصنف رسالہ ہذا مولوی محمد منظور صاحب نعمانی نے اپنے رسالہ کے صفحہ ۱۱ پر ایک اصول باندھا ہے جو انہی کے الفاظ میں حسب ذیل ہے "ہر سچے نبی کے لئے ضروری ہے کہ وہ اپنے سے پہلے سب نبیوں کا احترام کرے اور دوسرے لوگوں کو بھی ان کے ادب و احترام کی تعلیم دے کیونکہ ہر پیغمبر اللہ کا نائب اور اس کا نمائندہ ہوتا ہے کسی پیغمبر کی اہانت اور ہتک کرنا کسی ادنےٰ درجہ کے مومن کا کام نہیں"۔ اسی اصل کے ماتحت وہ حضرت مرزا صاحب کو اگرچہ انہوں نے حقیقی معنی میں نبوت کا دعوےٰ نہیں کیا زیر الزام لاتے ہیں لیکن میں ان سے دریافت کرتا ہوں اور ہر مسلمان اُن سے دریافت کرے کہ کسی پہلے نبی کو ڈاکو اور بٹمار کہنا اس کی اہانت اور ہتک ہے یا نہیں اور اس کے احترام کے منافی ہے یا نہیں اگر ہے اور یقیناً ہے تو پھر آپ بتلائیں کہ کیا آپ کے مسیح حضرت موسےٰ کو ڈاکو اور بٹمار کہنے کی وجہ سے اسی فتوے کے نیچے آتے ہیں یا نہیں جو فتوے آپ نے حضرت مرزا صاحب پر لگایا ہے اگر نہیں تو کیوں اگر آپ کہیں کہ ایسا قول عیسائیوں کے مسیح کا ہے قرآن کریم کے مسیح کا نہیں تو حضرت مرزا صاحب کا قول بھی عیسائیوں کے یسوع کے متعلق ہی ہے قرآن کے مسیح کے متعلق نہیں پھر آپ کو ان پر اعتراض کا کیا حق ہے۔

[illegible]

کہ ان کا منہ بند کیا گیا۔ پھر بار بار کہا گیا کہ جو کچھ لکھا جا رہا ہے عیسائیوں کے فرضی یسوع کے متعلق لکھا جا رہا ہے، قرآنی مسیح اور ہے اور عیسائیوں کا فرضی مسیح اور ہے پھر بار بار "اُن کے" "اُنکے یسوع" کے الفاظ لکھے جا رہے ہیں، پھر یہ بھی واشگاف الفاظ میں ظاہر کر دیا ہے کہ اگر پادری صاحبان حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں نکالنا چھوڑ دیں تو آئندہ ہماری طرف سے بھی اُن کے یسوع کے حالات پر روشنی ڈالنے کی ضرورت نہیں ہو گی جس کا مطلب صاف ہے کہ باوجود اسکے کہ انجیل میں انکے یسوع کے ایسے حالات موجود ہیں مگر پھر بھی حضرت مرزا صاحب کو پسند نہیں کہ ان کے ذکر سے عیسائیوں کے دل دکھائے جائیں، شرافت اس کا نام ہے۔

عیسائی کس عیسیٰ کو مانتے ہیں

کتاب آریہ دھرم کے آخر میں اشتہار "قابل توجہ ناظرین" میں رقمطراز ہیں:-

" اس بات کو ناظرین یاد رکھیں کہ عیسائی مذہب کے ذکر میں ہمیں اسی طرز سے کلام کرنا ضروری تھا جیسا کہ وہ ہمارے مقابل پر کرتے ہیں عیسائی لوگ درحقیقت ہمارے اس عیسیٰ علیہ السلام کو نہیں مانتے جو اپنے تئیں صرف بندہ اور نبی کہتے تھے اور پہلے نبیوں کو راستباز جانتے تھے اور آنیوالے نبی حضرت محمد مصطفےٰ صلعم پر سچے دل سے ایمان رکھتے تھے اور آنحضرت صلعم کے حق میں پیشگوئی کی تھی بلکہ ایک شخص یسوع نام کو مانتے ہیں جس کا قرآن میں ذکر نہیں اور کہتے ہیں کہ اس شخص نے خدائی کا دعوےٰ کیا اور پہلے نبیوں کو بٹمار وغیرہ ناموں سے یاد کرتا تھا یہ بھی کہتے ہیں کہ یہ شخص ہمارے نبی صلعم کا سخت مکذب تھا اور اس نے یہ بھی پیشگوئی کی تھی کہ میرے بعد سب جھوٹے ہی آئیں گے سو آپ لوگ خوب جانتے ہیں کہ قرآن شریف نے ایسے شخص پر ایمان لانے کے لئے ہمیں تعلیم نہیں دی بلکہ ایسے لوگوں کے حق میں صاف فرما دیا ہے کہ اگر کوئی انسان ہو کر خدائی کا دعوےٰ کرے تو ہم اسکو جہنم میں ڈالیں گے[1] اسی سبب سے ہم نے عیسائیوں کے یسوع کا ذکر کرنے کے وقت اس ادب کا لحاظ نہیں رکھا جو سچے آدمی کی نسبت رکھنا چاہیئے ایسا آدمی اگر نابینا ہوتا تو یہ نہ کہتا

[1] من یقل منهم انی اله من دونه فذالک نجزیه جهنم کذالک نجزی الظالمین

میرے بعد سب جھوٹے ہی آئیں گے اور اگر نیک اور راستباز ہوتا تو خدائی کا دعوےٰ نہ کرتا۔ پڑھنے والوں کو چاہیئے کہ ہمارے بعض سخت الفاظ کا مصداق حضرت عیسےٰ علیہ السلام کو نہ سمجھ لیں بلکہ وہ کلمات اس یسوع کی نسبت لکھے گئے ہیں جس کا قرآن و حدیث میں نام و نشان نہیں ہے"

قارئین کرام خود ہی انصاف سے اپنے دل میں فیصلہ کر لیں کہ عبارت مندرجہ بالا کی موجودگی میں حضرت مرزا صاحب پر اعتراض کرنے میں کیا مولوی محمد منظور صاحب نعمانی حق بجانب ہیں۔

کتاب نور القرآن حصہ اوّل کا حوالہ

اس کتاب کے صفحہ ۳۲ پر حضرت مرزا صاحب فرماتے ہیں:۔

"غرض جس ابن مریم کی قرآن نے ہم کو خبر دی ہے وہ اسی ازلی ابدی ہدایت کا پابند تھا جو ابتداء سے بنی آدم کے لئے مقرر کی گئی ہے لہذا اس کی نبوت کے لئے قرآنی ثبوت کافی ہے گو انجیل کی رُو سے کتنے ہی شکوک و شبہات اس کی نبوت کے بارے میں پیدا ہوں والسلام علیٰ من اتبع الھدیٰ"

نور القرآن ۲ کا حوالہ

اسی کتاب نور القرآن حصہ دوم کے ٹائیٹل پیج پر اشتہار "ناظرین کے لئے ضروری اطلاع" میں حضرت مرزا صاحب فرماتے ہیں:۔

"ہم اس بات کو افسوس سے ظاہر کرتے ہیں کہ ایک ایسے شخص کے مقابل پر یہ نمبر نور القرآن کا جاری ہوا ہے جس نے بجائے مہذبانہ کلام کے ہمارے سید و مولیٰ نبی صلعم کی نسبت گالیوں سے کام لیا ہے اور اپنی ذاتی خباثت سے اس امام الطیبین سید المطہرین پر سراسر افتراء سے ایسی تہمتیں لگائی ہیں کہ ایک پاک دل انسان کا اُن کے سننے سے بدن کانپ جاتا ہے لہذا محض ایسے یاوہ گو لوگوں کے علاج کے لئے جواب ترکی بہ ترکی دینا پڑا ہم ناظرین پر ظاہر کرتے ہیں کہ ہمارا عقیدہ حضرت مسیح علیہ السلام پر نہایت نیک عقیدہ ہے اور ہم دل سے یقین رکھتے ہیں کہ وہ خدا تعالےٰ کے سچے نبی اور اس کے پیارے تھے اور ہمارا اس بات پر ایمان

(حاشیہ: حضرت مسیح کی نسبت حضرت مرزا صاحب کا عقیدہ)

ہے کہ وہ جیسا کہ قرآن شریف ہمیں خبر دیتا ہے اپنی نجات کے لئے ہمارے سید و مولیٰ محمد مصطفےٰ صلعم پر دل و جان سے ایمان لائے تھے اور حضرت موسےٰ علیہ السلام کی شریعت کے صدہا خادموں میں سے ایک مخلص خادم وہ بھی تھے پس ہم اُن کی حیثیت کے موافق ہر طرح ان کا ادب ملحوظ رکھتے ہیں لیکن عیسائیوں نے جو ایک ایسا یسوع پیش کیا ہے جو خدائی کا دعوےٰ کرتا تھا اور بجز اپنے نفس کے تمام اولین و آخرین کو لعنتی سمجھتا تھا یعنی ان بدکاریوں کا مرتکب خیال کرتا تھا جن کی سزا لعنت ہے ایسے شخص کو ہم بھی رحمت الٰہی سے بے نصیب سمجھتے ہیں قرآن نے ہمیں اس گستاخ اور بدزبان یسوع کی خبر نہیں دی اس شخص کے چال چلن پر ہمیں نہایت حیرت ہے جس نے خدا پر مرنا جائز رکھا اور آپ خدائی کا دعوےٰ کیا اور ایسے پاکوں کو جو ہزارہا درجہ اس سے بہتر تھے گالیاں دیں سو ہم نے اپنی کلام میں ہر جگہ عیسائیوں کا فرضی یسوع مراد لیا ہے (عیسائیوں کا فرضی یسوع کے الفاظ قارئین کرام ذہن نشین کر لیں از ناقل) اور خدا تعالےٰ کا ایک عاجز بندہ عیسیٰ ابن مریم جو نبی تھا جس کا ذکر قرآن میں ہے وہ ہمارے درشت مخاطبات میں ہرگز مراد نہیں اور یہ طریق ہم نے برابر چالیس برس تک پادری صاحبان کی گالیاں سنکر اختیار کیا ہے .... اور یاد رہے کہ آئندہ جو پادری صاحب گالی دینے کے طریق کو چھوڑ کر ادب سے کلام کریں گے ہم بھی اُن کے ساتھ ادب سے پیش آئیں گے اب تو وہ اپنے یسوع پر آپ حملہ کر رہے ہیں کہ کسی طرح سب و شتم سے باز ہی نہیں آتے ہم سنتے سنتے تھک گئے ہیں اگر کوئی کسی کے باپ کو گالی دے تو کیا اس مظلوم کا حق نہیں ہے کہ اس کے باپ کو گالی دے اور ہم نے تو جو کچھ کہا واقعی کہا وانما الاعمال بالنیات"

(واقعی سے مطلب یہ ہے کہ بالکل اس کے مطابق کہا ہے جو انجیل میں لکھا ہے۔ ناقل)

رسالہ فتح مسیح کا حوالہ

اس رسالہ کے صفحہ اوّل پر حضرت مرزا صاحب فرماتے ہیں:۔

"امابعد واضح ہو کہ چونکہ پادری فتح مسیح نے ہماری طرف ایک خط نہایت گندہ بھیجا اور اس میں ہمارے سید و مولےٰ محمد مصطفےٰ صلعم پر زنا کی تہمت لگائی اور اس کے اور بہت سے الفاظ بطریق سب و شتم استعمال کئے اس لئے قرین مصلحت معلوم ہوا کہ اس کے خط کا جواب شائع کیا جاوے لہذا یہ رسالہ لکھا گیا امید کہ پادری صاحبان اسے غور سے پڑھیں اور اس کے الفاظ سے رنجیدہ خاطر نہ ہوں کیونکہ یہ تمام پیرایہ میاں فتح مسیح کے سخت الفاظ اور نہایت ناپاک گالیوں کا نتیجہ ہے تاہم ہمیں حضرت مسیح علیہ السلام کی شان مقدس کا بہرحال لحاظ ہے اور صرف فتح مسیح کے سخت الفاظ کے عوض ایک فرضی مسیح کا بالمقابل ذکر کیا گیا ہے اور وہ بھی سخت مجبوری سے کیونکہ اس ناداں نے بہت ہی شدت سے گالیاں آنحضرت صلعم کو نکالی ہیں اور ہمارا دل دکھایا ہے"

دوسرا حوالہ

اسی رسالہ کے صفحہ ۱۳ پر اسی فتح مسیح کو مخاطب کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

"اے نالائق کیا تو اپنے خط میں سرور انبیاء صلعم کو زنا کی تہمت لگاتا ہے اور فاسق فاجر قرار دیتا ہے اور ہمارا دل دکھاتا ہے ہم کسی عدالت کی طرف رجوع نہیں کرتے اور نہ کریں گے مگر آئندہ کے لئے سمجھاتے ہیں کہ ایسی ناپاک باتوں سے باز آجاؤ اور خدا سے ڈرو جس کی طرف پھرنا ہے اور حضرت مسیح کو بھی گالیاں مت دو یقیناً جو کچھ تم جناب مقدس نبوی کی نسبت کہو گے وہی تمہارے فرضی مسیح کو کہا جائے گا مگر ہم اس سچے مسیح کو مقدس اور بزرگ پاک جانتے اور مانتے ہیں جس نے نہ خدائی کا دعوےٰ کیا نہ بیٹا ہونے کا اور جناب محمد مصطفےٰ احمد مجتبےٰ صلعم کے آنے کی خبر دی اور ان پر ایمان لایا فقط"

مندرجہ بالا تحریروں کو پڑھکر ہر منصف مزاج خود ہی فیصلہ کر لے کہ کیا حضرت مرزا صاحب نے مسیح ناصری علیہ السلام کو جنہیں قرآن خدا کا نبی قرار دیتا ہے سخت کلامی سے یاد کیا ہے یا عیسائیوں کے فرضی یسوع کے متعلق ہی لکھا ہے۔ جو کچھ لکھا ہے اور وہ بھی ان کی انجیل سے نہ کہ وہ مسیح جسے قرآن نے پیش کیا ہے نہ کہ انجیل کا فرضی مسیح۔ دافع البلاء کے حوالہ کا جواب انشاءاللہ آئندہ قسط میں دیا جائے گا۔

زنانِ مصر نے ہاتھ کیوں زخمی کئے

سیّدنا یوسف علیہ السلام کے متعلق ایک واقعہ کی حقیقت

{غلام نبی مسلم}

سیدنا یوسف علیہ السلام کی پاکیزہ زندگی ہر نوجوان کے لئے شمع ہدایت ہے۔ لیکن بدقسمتی سے بعض ادیبوں نے ان کی زندگی کو ایک عشقیہ داستان بنا دیا ہے۔ اُن کے بےمثال حُسن کی آڑ میں ہمارے داستان نویسوں نے ایسے فسانے تراشے ہیں۔ جنہیں قرآن حکیم کی آیات سے دُور کا بھی واسطہ نہیں۔ چنانچہ داستان نویسوں کا یہ کہنا کہ عزیز مصر کی بیوی نے شادی سے پہلے سیّدنا یوسفؑ کو خواب میں دیکھا تو اُن پر عاشق ہو گئی، اور اُن کے اشارے پر عزیز مصر سے شادی کر لی، محض تاریخی بہتان اور دماغی اُپج ہے۔ اسی قسم کے واقعات میں یہ بھی شامل ہے کہ جب زنانِ مصر نے جمالِ یوسفی کا نظارہ کیا تو عالم تحیّر میں ان کی انگلیاں کٹ گئیں۔ انہوں نے تو یہاں تک جرأت اور تحریف سے کام لیا ہے کہ قرآن کریم کے ارشاد الخبیثٰت للخبیثین کے باوجود زلیخا کو سیّدنا یوسفؑ کے نکاح میں لا کے چھوڑا ہے۔ حالانکہ خود توریت کی روایت ہے۔ کہ بادشاہ نے آپ کی شادی وہاں کے ایک بڑے پجاری کی پارسا لڑکی سے کی تھی، معلوم نہیں ہمارے داستان نویسوں کا ذریعہ معلومات کونسا تھا۔

لیکن اس سے بھی بڑھ کر تعجب اس بات کا ہے کہ ہمارے مفسرین بھی داستان نویسوں سے متاثر ہوئے ہیں۔ ورنہ اگر وہ قرآن حکیم کی آیات پر غور کرتے، سیاق و سباق پر نظر ڈالتے، واقعات کی نوعیت کو پیش نظر رکھتے، تو انہیں زنانِ مصر کی زخمی انگلیوں میں اس سازش کے نشانات مل جاتے جو انہوں نے سیّدنا یوسفؑ کو اپنے دام تزویر و ہوس میں پھنسانے کے لئے کی تھی۔ اور جس کے نتیجے میں، آپ کو قید خانے میں ڈلوا دیا۔

ان سطور کی غرض یہ ہے کہ اس واقعہ کی صحیح صورت ملت کے سامنے آجائے اور اس کی روشنی میں ہم اُن غلطیوں سے محفوظ ہو جائیں، جو اس تفسیر سے وابستہ ہیں۔

اب متعلقہ آیات کی طرف رجوع فرمایئے۔ عزیز مصر کی بیوی حضرت یوسفؑ کے حسن اور جوانی سے متاثر ہوتی ہے۔ گو اس نے متحیّر ہو کر اپنی انگلیاں تو کبھی نہیں کاٹیں تاہم وہ فریفتگی کے باوجود سیّدنا یوسفؑ کو بہکانے میں ناکام رہتی ہے اس ناکامی کی داستان شہر کے بچے بچے کی زبان پر جاری ہو جاتی ہے۔ زنانِ مصر کو بھی علم ہو گیا کہ زلیخا (داستان نویسوں نے عزیز مصر کی بیوی کو یہی نام دے رکھا ہے) اپنے نوجوان غلام کو اپنی طرف راغب کرنے میں ناکام رہی ہے۔ اُن میں سے بعض نے زلیخا سے عملی ہمدردی کا ارادہ کر لیا اور اس کی کامیابی کے لئے ایک تدبیر (مکر) کا تانا بانا تیار کیا۔

قرآن حکیم سے معلوم ہوتا ہے کہ اس زمانے میں مصری عورتوں کو انتہائی آزادی حاصل تھی۔ یہی وجہ ہے کہ جب عزیز مصر کو اپنی بیوی کی بدچلنی کا علم ہوا تو اس نے چنداں توجہ نہ دی، اپنی بیوی کو کہا کہ وہ سیّدنا یوسفؑ سے اپنی غلطی کی معافی مانگے اور سیدنا یوسفؑ کو درگذر کی تلقین کی۔ اس کے بعد وہی زلیخا تھی وہی گھر تھا اور وہی یوسفؑ تھے،

اسی طرح جب زنانِ مصر نے یہ واقعہ سُنا تو انہیں زلیخا کے فعل پر افسوس تو نہ ہوا البتہ اس کی ناکامی کا رنج ضرور ہوا۔ اور اسے ملامت کرنے کی بجائے اسے کامیاب بنانے کی تدبیر سوچی اور اس ضمن میں سیّدنا یوسف علیہ السلام کو جیل میں ڈلوانے سے بھی گریز نہ کیا۔ اور ان کی آزادی کا یہ پہلو بھی قابل غور ہے کہ جب سیّدنا یوسفؑ نے جیل سے باہر آنے سے پہلے زنانِ مصر کے ہاتھ کاٹنے والے معاملے کی وضاحت چاہی تو نہایت دیدہ دلیری سے اپنے جرم کا اقرار کر لیا۔

ان تصریحات کے بعد آپ سورۃ یوسف کی مندرجہ ذیل آیات پر غور فرمایئے:۔

وقال نسوة في المدينة امرات العزيز تراود فتٰها عن نفسه قد شغفها حبًّا انا لنرٰها في ضلٰل مبين ۰ فلما سمعت بمكرهن ارسلت اليهن واعتدت لهن متكاً وّاٰتت كل واحدة منهن سكينًا وقالت اخرج عليهن فلما راينه اكبرنه وقطّعن ايديهن وقلن حاش لله ما هٰذا بشرًا ان هٰذا الا ملك كريم ۰ قالت فذٰلكن الذي لمتنني فيه ولقد راودته عن نفسه فاستعصم ولئن لم يفعل ما اٰمره ليسجنن وليكونا من الصٰغرين ۰ قال رب السجن احب الي مما يدعونني اليه والا تصرف عني كيدهن اصب اليهن واكن من الجٰهلين ۰ فاستجاب له ربه فصرف عنه كيدهن انه هو السميع العليم ۔ ثم بدا لهم من بعد ما راوا الاٰيٰت ليسجننه حتى حين

(رع ۴ آیات ۳۰ تا ۳۵)

وقال الملك ائتوني به فلما جاءه الرسول قال ارجع الى ربك فسئله ما بال النسوة التي قطعن ايديهن ان ربي بكيدهن عليم ۰ قال ما خطبكن اذ راودتن يوسف عن نفسه قلن حاش لله ما علمنا عليه من سوء قالت امرات العزيز الٰـن حصحص الحق انا راودته عن نفسه وانه لمن الصٰدقين

اور شہر کی عورتوں نے کہا عزیز کی بیوی چاہتی ہے کہ اس کا غلام (اس کی خواہشات کے سامنے) جھک جائے۔ یقیناً وہ اس (زلیخا) کے دل میں گھر کر چکا ہے۔ بےشک ہم اسے (زلیخا کو) صریح گمراہی کا شکار دیکھتی ہیں۔ جب اس (زلیخا) نے اُن (عورتوں) کی تدبیر سنی تو انہیں (تدبیر کے مطابق) بُلا بھیجا۔ اُس (زلیخا) نے اُن (عورتوں) کے لئے متکا (تکیوں کی صورت میں گوشت) تیار کیا۔ اور اُن میں سے ہر ایک (عورت) کو ایک ایک چھری دے دی، اور اسے (یوسفؑ) کو کہا کہ ان کے سامنے باہر آ۔ پس جب انہوں نے اسے دیکھا تو اس کی بڑائی کی اور اپنے ہاتھ کاٹ لئے۔ اور کہا اللہ عیب سے پاک ہے، یہ انسان نہیں یہ تو ایک بزرگ فرشتہ ہے (زلیخا نے کہا) یہ وہی ہے جس کے بارے میں تم مجھے ملامت کرتی تھیں۔ اور میں نے اسے اپنی طرف مائل کرنا چاہا۔ لیکن یہ بچا رہا۔ اور اگر اس نے میرا حکم نہ مانا۔ تو اسے ضرور قید کیا جائے گا۔ اور ذلیل و خوار ہو گا۔ (یوسفؑ نے) کہا۔ اے میرے ربّ قید مجھے اس بات سے زیادہ پسند ہے، جس کی طرف مجھے یہ بلاتی ہیں اور اگر تو ان کی چال کو نہ پھیر دے تو میں ان کی طرف ہو جاؤں گا۔ پس اس کے ربّ نے ان کی چال کو اُس سے پھیر دیا۔ بےشک وہ سننے والا ہے اور نشانات دیکھنے کے بعد اُن (حاکموں) کا یہی خیال ہوا کہ اسے ایک وقت تک قید کر دیں۔۔۔۔۔۔

اور بادشاہ نے کہا اسے (یوسفؑ) کو لاؤ۔ پس جب قاصد اس کے پاس پہنچا، اُس (یوسفؑ) نے کہا اپنے آقا کے پاس لوٹ جا۔ پس اُس سے پوچھ کہ اُن عورتوں کا کیا معاملہ تھا جنہوں نے اپنے ہاتھ کاٹ لئے تھے۔ میرا ربّ ان کی چال سے باخبر ہے۔ اس (بادشاہ) نے (عورتوں سے) کہا کہ اصل معاملہ کیا تھا جب کہ تم نے یوسف کو اپنی طرف مائل کرنے کی کوشش کی۔ ان عورتوں نے کہا "اللہ پاک ہے" ہمیں اس کی کسی برائی کا علم نہیں (پھر) عزیز کی بیوی نے کہا کہ اب حق آشکارا ہو گیا ہے۔ میں نے ہی اسے اپنی طرف مائل کرنے کی کوشش کی، اور وہ راستبازوں میں سے ہے۔

مذکورہ آیات خود بول رہی ہیں کہ زنانِ مصر نے سیدنا یوسفؑ کے خلاف ایک سازش کی اور وہ عورت

ہاتھوں کا کاٹنا، یوسفؑ کی تعریف، زلیخا کی دھمکی اور یوسفؑ کی قید، سب اس سازش کے اجزاء تھے لیکن چونکہ اس سلسلہ میں غلطیوں کے تہ در تہ غلافات موجود ہیں۔ اس لئے کسی قدر تصریح ضروری معلوم ہوتی ہے۔

پہلی آیت سے عیاں ہے کہ جب زنانِ شہر کو زلیخا کی ناکامی کا علم ہوا تو انہوں نے مجلس مشاورت قائم کی (یہ تمام شہر کی عورتیں نہ تھیں بلکہ اُونچے طبقے کی چند خواتین تھیں، جو زلیخا کی ہم نوالہ اور ہم پیالہ تھیں) انہوں نے جب ایک غلام کے مقابلے میں زلیخا کو ناکام دیکھا تو اس نتیجے پر پہنچیں کہ زلیخا نے حصولِ مقصد کے لئے جو طریق کار اختیار کیا وہ غلط تھا، موجودہ زمانے کی اصطلاح میں اس کی Approach غلط تھی [انا لنراھا فی ضلال مبین] کے الفاظ اس پر شاہد ہیں۔ ان الفاظ کا مفہوم یہ نہیں کہ وہ زلیخا کے فعل کی بنا پر اسے گمراہ اور غلط کار کہہ رہی تھیں، بلکہ بعد کے الفاظ فلما سمعت بمکرھن (جب زلیخا کو اُن کی تدبیر (مکر) کا پتہ چلا) سے واضح ہے کہ انہوں نے زلیخا کی غلط تدبیر کے مقابلے میں اس کی کامیابی کے لئے ایک دوسری تدبیر سوچی اور جب زلیخا کو اُن کی نئی تدبیر کا علم ہوا تو اس نے خود بھی اسے پسند فرمایا اور آخر صلاح مشورے کے بعد اُسے آزمانے پر آمادہ ہو گئی۔

اس کے بعد زلیخا نے زنانِ شہر کے اعزاز میں ایک دعوت کا انتظام کیا۔ قرآن حکیم کے الفاظ میں یہ دعوت عام قسم کی دعوت نہ تھی، بلکہ فلما سمعت بمکرھن ارسلت الیھن واعتدت لھن متکأ الخ کے الفاظ سے عیاں ہے کہ دعوت اس تدبیر کی تکمیل کے سلسلے میں دی گئی۔ اور خود یہ دعوت اور اس میں کھیلا گیا ڈرامہ اسی تدبیر کا حصہ تھے۔

اس دعوت میں زنانِ مصر نے سیدنا یوسفؑ کے جنسی جذبات کو ابھارنے کے لئے کیا کچھ نہیں کیا ہوگا۔ لیکن اوّلین شئے جو ہماری توجہ کو اپنی طرف کھینچتی ہے وہ چھریوں اور تکوں یا ترنجوں کی موجودگی ہے عام حالات میں کسی دعوت میں چھریوں کی موجودگی کوئی تعجب خیز بات نہیں۔ لیکن یہاں دعوت چونکہ مقصود بالذات نہ تھی۔ سیدنا یوسفؑ کو بہکانا اور زلیخا کی خواہشات کے شیشے میں اُتارنا مقصود تھا۔ اور چھریاں تدبیر کی کامیابی کا ایک ذریعہ تھیں۔ اس لئے اگر انہیں تدبیر کا ایک جزو سمجھ لیا جائے، تو حسنِ یوسفؑ کے غلط اثر سے بھی پردہ اُٹھتا ہے، اور سازش کی کڑیاں بھی مکمل اور ثابت رہتی ہیں۔

چلئے مان لیتے ہیں کہ دعوت میں چھریوں اور تکوں یا ترنجوں کی موجودگی ایک اتفاقی امر تھا۔ تاہم سیدنا یوسفؑ کا مجلس زنان میں بلایا جانا۔ اور انہیں دیکھ کر زنانِ مصر کے ہاتھ کاٹ لینے کی جو توجیہات پیش کی گئی ہیں، وہ عبارت کے سیاق و سباق، سازش کی رُوح، اور پیش آمدہ واقعات اور اُن کے نتائج کا بطلان کرتی ہیں:۔

(۱) حضرت یوسفؑ کتنے ہی حسین کیوں نہ تھے یہ امر نا قابلِ قبول ہے کہ عورتوں نے محض اُن کے حسن سے متاثر ہو کر ہاتھ کاٹ لئے۔

(۲) آپ ۱۶، ۱۷ سال کی عمر سے مصر میں عزیزِ مصر کے ہاں مقیم تھے، ایک غلام کی حیثیت سے سب جگہ آتے جاتے ہوں گے، زنانِ مصر نے آپ کو بیسیوں دفعہ زلیخا کے ہاں اور بازاروں میں آتے جاتے دیکھا ہوگا۔ اس لئے آپ اُن کے لئے نووارد نہ تھے۔ پھر اُس خاص محفل میں کیا خصوصیت تھی کہ عورتیں آپ کو دیکھ کر اس قدر مبہوت ہو گئیں کہ انہوں نے اپنے ہاتھ کاٹ لئے۔

(۳) قرآن حکیم نے یہ نہیں فرمایا کہ محویت جمال کی وجہ سے اُن کے ہاتھ خود بخود کٹ گئے۔ بلکہ قطعن ایدیھن سے واضح ہے کہ انہوں نے اپنے ہاتھ خود زخمی کئے۔

(۴) انہوں نے کٹے ہوئے ہاتھ دکھا کر حضرت یوسفؑ کو جیل خانے بھجوایا، اور ان زخموں کو سیدنا یوسفؑ کے خلاف شہادت کے طور پر پیش کیا۔

(۵) اگر مستورات آپ کے حسن سے متاثر ہوتیں تو پھر اُن کی زبان آپ کے خلاف ہمیشہ ہمیشہ کے لئے بند ہو جاتی۔ یوسفؑ اُن کے مکر کے خلاف دعا نہ فرماتے اور جیل نہ جاتے۔

(۶) آپ جیل سے باہر آنے سے قبل یہ شرط نہ عاید کرتے کہ "اُن عورتوں کے معاملے کی تحقیق کی جائے جنہوں نے اپنے ہاتھ کاٹ لئے تھے" اور جن کے مکر سے میرا رب باخبر ہے" اگر یہ واقعہ محویت کی وجہ سے ہوتا تو آپ اسے چال قرار نہ دیتے، بلکہ عورتوں پر رحم فرماتے۔ ہاتھ کاٹنے سے بھی زیادہ غلط فہمی فلما راینه اکبرنه وقطعن ایدیھن وقلن حاش لله ماھذا بشرا ان ھذا الا ملك کریم۔ کے الفاظ سے ہوئی۔ اگر وہ حسنِ یوسفؑ سے اس قدر متاثر ہوئیں کہ عالم حیرت میں انہوں نے اپنے ہاتھ زخمی کر لئے تو پھر انہیں عالم حیرت میں یہ الفاظ ادا کرنے کی توفیق کیسے نصیب ہوئی حقیقت یہ ہے کہ زنانِ شہر نے سیدنا یوسفؑ کو بہکانے کے لئے یہ تدبیر سوچی تھی کہ اول تو آپ کی سادگی، شرافت، اطاعت گذاری وغیرہ کی بہت زیادہ تعریف کی جائے، اور اگر یہ حربہ کارگر نہ ہو پھر دھمکیوں سے کام لیا جائے۔ [illegible] انسان کو مطلب برآری کے لئے ابتدا ہی سے یہ دو حربے استعمال کرتے چلے آرہے ہیں یعنی پہلے خوشامد اور تعریف کا ہوتا ہے۔ اور کس قدر انسان ہیں جو اس فریب کا شکار نہیں ہو جاتے، اگر بعض حالات میں یہ حربہ ناکام رہے تو پھر بے عزتی، تذلیل، سزا وغیرہ کا خوف دلایا جاتا ہے۔ اکثر یہ حربے کامیاب رہتے ہیں زنانِ مصر نے بھی یہ عالمگیر مجرب نسخہ آزمایا یہ اتفاق کی بات ہے کہ سیدنا یوسفؑ ان باتوں سے بلند تر واقع ہوئے تھے، اور جہاں زلیخا کی خلوت انہیں بہکانے میں ناکام رہی وہاں حسینانِ شہر کے شیریں کلمات آپ پر کہاں اثر کر سکتے تھے؟

چنانچہ جب انہوں نے آپ کی تعریف کے پُل باندھے، اور حرفِ مدعا زبان پر لائیں تو آپ نے اُن کے فریب کا شکار ہونے سے انکار کر دیا۔ اس پر زلیخا نے بات کا رُخ پلٹا اور دھمکیوں پر اُتر آئی، پہلی گفتگو میں زلیخا شریک نہ تھی، اور سازش کے تعزیری حصے کی ادائیگی زلیخا کے سپرد تھی یہاں یہ مغالطہ لگ سکتا ہے کہ یوسف علیہ السلام کے ان الفاظ میں ذکر نہیں۔ سو اس پر حیران ہونے کی ضرورت نہیں، قرآن حکیم واقعات کے بیان میں اکثر درمیانی امور کو نظر انداز کر جاتا ہے۔ زنانِ مصر کی تعریف کے بعد زلیخا کا شکایات اور دھمکیوں کا دفتر کھول دینا اور زنانِ مصر کا اس کی ہمنوائی کرنا بین السطور مفہوم پر روشنی ڈالتا ہے۔

ایک طرف انتہائی جنسی ترغیب، تحریص اور توصیف اور دوسری طرف تخویف نے سیدنا یوسفؑ کو سوچنے پر مجبور کر دیا۔ ساتھ ہی انہیں احساس ہوا جب تک وہ عزیزِ مصر کے گھر میں رہیں گے یہ سلسلہ بدستور رہے گا اس لئے جہاں آپ نے قید کی دھمکی کو نظر انداز کر دیا وہاں دعا کی کہ الٰہی یہ عورتیں مجھے جس بات کی ترغیب دے رہی ہیں اُس سے جیل بدرجہا بہتر ہے۔

دعا میں یدعوننی کے الفاظ ظاہر کرتے ہیں زنانِ مصر نے آپ کو کسی امر کی دعوت دی تھی۔ آپ کے الفاظ یہ تھے "اے میرے ربّ قید مجھے اس بات سے زیادہ عزیز ہے، جس کی طرف یہ (زنانِ مصر) مجھے دعوت دیتی ہیں اور اگر تو ان کی چال (کید) کو مجھ سے نہیں پھیرے گا، تو میں ان کی طرف مائل ہو جاؤں گا، اور جاہلوں میں سے ہو جاؤں گا۔ پس اُس کے رب نے اس کی دُعا قبول کر لی اور اُن (عورتوں) کی چال کو اُس سے پھیر دیا) ان الفاظ میں بار بار زنانِ مصر کی چال کا ذکر ہے، یوسفؑ کو بھی علم تھا کہ تمام سازش شہری عورتوں کی ہے، اب اگر ہاتھوں کا کاٹنا اور یوسفؑ کی تعریف کے پُل باندھنا چال نہ تھے، تو پھر آپ کی کس چال کے شاکی تھے۔

جب عورتوں کی چال کامیاب نہ ہوئی۔ اور انہوں نے ایک غلام کے مقابلے میں خفت اُٹھائی تو پھر انہوں نے انتقام کے طور پر انصاف کا دروازہ کھٹکھٹایا۔ عورتوں نے اپنے خاوندوں سے شکایت

کی اور عدالت میں سیّدنا یوسفؑ کے خلاف مقدمہ دائر کر دیا۔ اس ضمن میں یہ یاد رہے کہ جب آپ جیل سے باہر آئے تو:۔

(۱)۔ عورتوں نے جو صفائی پیش کی اس میں ہاتھ کاٹنے کے واقعہ سے آپ کو بری قرار دیا۔

(۲)۔ اور زلیخا نے یوسفؑ پر بند کمرے میں حملے کا الزام اپنے اُوپر لیا جس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ عورتوں نے یوسفؑ پر دو الزام دھرے زنانِ مصر نے یوسفؑ پر حملے کا الزام رکھا جس کے دوران میں ان کی انگلیاں کٹ گئیں (۲) زلیخا نے چند دن پہلے ذاتی واقعہ کو اُٹھایا اور عورتوں کے ساتھ مل کر عزیزِ مصر کو یقین دلایا ہوگا کہ پہلے بھی یوسفؑ نے ہی حملہ کیا تھا، اور میں بے گناہ تھی، پس:۔

(۱)۔ عدالت کے سامنے عورتوں کے زخمی ہاتھ موجود تھے جس کی ذمہ داری تنہا آپ کی ذات پر تھی۔

(۲)۔ زلیخا خود اپنے غلام کے خلاف مدعی تھی اور دونوں صورتوں میں الزام کی نوعیت معمولی نہ تھی۔

(۳)۔ آپ کے خلاف شہر کے اکابر اور خود عزیزِ مصر کا رسوخ اور شہادت ہر دو موجود تھے۔

(۴)۔ یوسفؑ کے حق میں کوئی عینی گواہ موجود نہ تھا۔ حتیٰ کہ جس شخص نے یوسفؑ کی پاک دامنی کی شہادت دی تھی، وہ بھی عینی شاہد نہ تھا، اور دوسرے واقعات کی موجودگی میں اس کی قیاسی شہادت بے معنی ہو کر رہ گئی ہوگی۔

(۵)۔ خود یوسفؑ جیل کو زلیخا کی رفاقت پر ترجیح دیتے تھے۔ اور اگر آپ نے الزامات کی تردید کی ہوگی لیکن جیل بھیجے جانے پر تشویش کا اظہار بھی نہیں کیا ہوگا۔ اس لئے کا مَناں عدالت نے کوئی تردد محسوس نہیں کیا ہوگا۔

(۶)۔ ایک غیر مُلکی غلام اور خواتین شہر پر حملہ تمام قوم میں ایک ہیجان برپا ہو گیا ہوگا۔ پس نشانات دیکھ کر ان (حجوں) نے یہی مناسب سمجھا کہ آپ کو کچھ مدّت کے لئے جیل بھیجدیا جائے؟"

ان شواہد و قرائن کی روشنی میں یہ حقیقت عیاں ہے کہ زنانِ مصر نے زلیخا کے ساتھ مل کر سیدنا یوسفؑ کو پھنسانے کی سازش کی۔ دعوت کی ابتداء سے سیدنا یوسفؑ کی قید تک کے واقعات ایک سازش کا حصّہ یا نتیجہ تھے۔ اسی سلسلے میں آپؑ کی تعریف، ہاتھوں کا کاٹنا، تخویف سب سازش کا جزو تھے۔ اور اس ڈرامے کا ڈراپ سین اس وقت ہوا جب زلیخا اور زنانِ مصر نے الگ الگ آپ کی پاک دامنی کی شہادت دی۔

واٰخر دعوانا ان
الحمد للہ
ربّ العالمین

جماعت احمدیہ پشاور کا تربیتی جلسہ

مورخہ ۲۰ راکتوبر کو بعد از نماز جمعہ جماعت پشاور کا تربیتی اجلاس زیر صدارت ڈاکٹر عبدالرحمن صاحب ریٹائرڈ سول سرجن منعقد ہوا جلسہ کی افتتاح بابو محمد صادق صاحب کی تلاوت قرآن مجید سے ہوئی۔ عزیزم عبدالغفور متعلم جماعت سوئم نے درثمین سے چند اشعار سنائے۔ عزیزی عبدالرحمن متعلم جماعت ہفتم نے "ماموریں کے مخالفت ہمیشہ ناکام رہے ہیں" کے موضوع پر تقریر کی یہ تقریر نہایت مدلل اور مؤثر تھی۔ آپ نے تاریخی واقعات کی روشنی میں ثابت کیا کہ انبیاء اور اولیاء اللہ کے مخالف ہمیشہ ناکام اور نامراد رہے ہیں۔ اس کے بعد عزیزم محمد جمیل الرحمن متعلم جماعت ششم نے عربی نعت اور صدق کے فوائد پر چند اشعار عربی زبان کے سنا کر اور ان کا ترجمہ کر کے سامعین سے داد تحسین حاصل کی۔ اس کے بعد راقم الحروف نے "جماعت احمدیہ کی تربیت اور تنظیم" کے موضوع پر اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے اس بات پر زور دیا کہ اس کی کیفیت پر بھی ہمیں زیادہ زور دینا چاہیئے۔ جماعت کی تربیت بمنزلہ روح کے ہے جسم سے روح نکل جائے تو جسم بیکار ہو جاتا ہے، اسی طرح اگر جماعت کی تربیت نہ کی گئی تو جماعت محض نقشہ بیکار بن جائے گی۔ اولاد کی تربیت اپنے اہل کی تربیت، مضبوط مرکز کے وجود پر زور دیتے ہوئے سلسلہ کے لٹریچر اور اخبارات کے مطالعہ کو بھی ضروری قرار دیا۔ میری تقریر کے بعد بابو محمد صادق صاحب نے حضرت مسیح موعودؑ کے چند اشعار درثمین سے سنا کر مجمع پر وجد کی کیفیت طاری کر دی۔ آپ کے بعد سید حسن اللہ صاحب نے ہماری کے موضوع پر تقریر کی۔ پھر محمد اویس صاحب نے صدر جلسہ کی اجازت سے فرمایا کہ حضرت امام وقت کو ہمیں صحیح مقام دینا چاہیئے۔ افراط و تفریط سے بچنا لازمی ہے۔ اسکے بعد صدر جلسہ ڈاکٹر عبدالرحمن صاحب نے "احمدیہ بلڈنگس میں چند سال" کے موضوع پر اپنے زرّین خیالات کا اظہار فرمایا۔ آپ نے اُس وقت کے بزرگوں کا تقویٰ اور اُن کی رُوح پرور زندگیوں پر روشنی ڈال کر حاضرین کے ایمانوں میں اضافہ کیا۔

جلسہ دُعا سے برخواست ہوا اور بعد میں حاضرین کی تواضع چائے سے کی گئی۔

محمود الرحمن سیکرٹری تعلیم و تربیت جماعت پشاور

محمد حنیف ندوی

اخوت ورفاقت کے تقاضے

(۲)

(۴) اعانت باللسان

اس کا یہ مطلب ہے کہ سکوت یا گفتگو سے ایک دوست یا بھائی کے جذبات، احساسات کا خیال رکھا جائے۔ جہاں تک گفتگو کا تعلق ہے اس کے تقاضے تو واضح ہیں۔ سکوت کی متعدد شکلیں ہوسکتی ہیں۔ مثلاً اس کے عیوب سے تعرض نہ کرے نہ اس کے سامنے اور نہ اس کی غیر حاضری میں۔ بات چیت میں اس کی تردید نہ کرے۔ اور نہ شکوک و شبہات کا خواہ مخواہ اظہار کرے۔ تجسس سے گریز کرے نیز اس کے احوال کے بارے میں پوچھ کچھ نہ کرے اور اگر سرِ راہ کہیں اتفاقیہ کبھی ملاقات ہوجائے تو یہ نہ پوچھے کہ کہاں سے آرہے ہو۔ یا کہاں کا قصد ہے؟ کیونکہ ہوسکتا ہے کہ ان امور کو وہ چھپانا چاہتا ہو۔ اور سوال کی صورت میں اسے لامحالہ جھوٹ بولنا پڑے گا، یا پھر افشائے راز کرنا پڑے گا، یہ دونوں نتائج تکلیف دہ ہیں، اس لئے ایک دوست کو مجبور نہیں کرنا چاہیئے کہ ان سے دوچار ہو۔

اسی طرح دوست کے رازوں کو دوسروں کے سامنے بیان نہیں کرنا چاہیئے اور اس کے احباب اور بال بچوں کے بارہ میں قدح و تنقید سے بچنا چاہیئے۔ اس سلسلہ میں آنحضرتؐ کے اسوہ میں ایک اصولی چیز ملتی ہے :۔

کان صلی اللّٰہ علیہ وسلّم لایواجہ احداً بشیٔ یکرھہ

"آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دستور تھا کہ کبھی کسی کے سامنے ایسی بات بیان نہ کرتے جس سے ان کو اذیت پہنچی ہو"

مطلب یہ ہے کہ انسان کو چاہیئے کہ ہر اس قدام سے باز رہے جس سے کسی کا دل دکھتا ہو، یا جس سے کسی شخص کے کرب، وملال میں اضافہ ہوتا ہو، ہاں اگر کوئی شخص محسوس کرے کہ اس وقت اس کا کہنا سننا شرعاً ضروری ہے۔ جس سے یا تو اس وقت کسی برائی سے مخاطب کو روک دیتا ہے یا کسی معروف نیکی پر آمادہ کرنا ہے تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں۔ بلکہ ایسی حالت میں اگر نصیحت مخاطب کو کچھ بری بھی معلوم ہوتی ہو تو پرواہ نہ کرے۔ کسی شخص میں عیوب و نقائص ڈھونڈنا اور پھر ان کی تبلیغ و اشاعت کرنا صراحتاً غیبت کا مرتکب ہونا ہے۔ سوال یہ ہے کہ اس معصیت سے بچنے کا طریق کیا ہے؟ اس سے مجتنب رہنے کی دو تدبیریں ہیں۔

اوّل :- اپنے احوالِ نفس کا جائزہ لے۔ اور اس طرح کہ اس میں کوئی کمزوری پائی جاتی ہے کہ نہیں، اگر پائی جاتی ہے، تو جس طرح اس کمزوری کے مقابلہ میں یہ اپنے کو بے بس سمجھتا ہے اور معذور جانتا ہے اسی طرح اس اپنے بھائی کے بارہ میں کوئی معقول معذرت تلاش کرے۔ جس کی کسی برائی یا عیب پر اس کو اطلاع ہوئی ہے اور یہ خیال کرے کہ ایسا مہذب اور شائستہ انسان کہاں ملے گا۔ جس میں سرے سے کوئی عیب ہی نہ ہو، جو سراپا نیکی اور سراپا جمال ہو، سب سے بڑھ کر یہ کہ جب خود یہ اپنی بعض کمزوریوں سے دستکش نہیں ہوسکتا تو دوسرے کا بھی یہی حال ہے۔ اور اس سے بھی بعض معصیتیں اور کمزوریاں نہیں چھوٹتیں۔

ثانی :- دوستی کے متعلق یوں سوچے کہ یہ معیار سمجھنے والا نہیں اور ایسے دوست نہیں ملتے کہ جن سے اپنے مراسم ہوں اور وہ ہر ہر عیب اور لغزش سے پاک ہوں۔ اگر یہ بھی معیار قرار دیا جائے اور اس نے لغزش و معصیت کو دوستی و تعلق کی راہ میں حائل سمجھا جائے تو پھر آپس کے یہ رشتے اور تعلقات استوار ہو چکے۔ اس کے لئے تو بس اتنا ہی کافی ہے کہ جن لوگوں سے تمہیں الفت و محبت ہو، ان کی سیرت میں خیر کا پہلو، شر کے پہلو پر غالب ہو، اور نیکیاں زیادہ سے زیادہ ہوں، اور معصیتیں خال خال ہوں، پھر دوست کی یہ پہچان ہے کہ حسنات کے اس پہلو کو قدر و منزلت کی نگاہ سے دیکھتا ہے اور کمزوریوں کی تاویل کرتا ہے۔ اسی حقیقت کو عبداللہ بن المبارک نے ان الفاظ میں بیان فرمایا ہے :۔

"المؤمن یطلب المعاذیر والمنافق یطلب العثرات"

"مومن تو عذر تلاش کرتے کے درپے رہتا ہے اور منافق لغزش تلاش کرتا ہے۔"

حضرت فضیل کا قول ہے :۔

الفتوۃ العفو عن ذلات الاخوان۔

"جوانمردی یہ ہے کہ اپنے بھائی بندوں کی لغزشوں کو معاف کر دیا جائے۔"

لغزشوں کی پردہ پوشی اس لئے بھی ضروری ہے کہ ہر شخص میں کردار کے دونوں پہلو ہوسکتے ہیں لغزش اور معصیت کے بھی، اور خیر اور بلندی کے بھی۔ اس لئے اگر کمزوریوں کو درخورِ اعتنا سمجھا جائے اور خیر و بلندی کی طرف سے آنکھیں بند کرلی جائیں تو اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ تعلقات یا تو سرے سے قائم ہی نہیں ہو پائیں گے یا ان کی بنیاد نفاق پر ہوگی۔ اور یہ دونوں باتیں صحیح نہیں۔ امام شافعی نے اس سلسلہ میں مبنی برحقیقت تجزیہ سے کام لیا ہے۔ ان کا کہنا ہے :۔

"ما احد من المسلمین یطیع اللّٰہ ولا یعصیہ ولا احد یعصی اللّٰہ ولا یطیعہ فمن کانت طاعتہ اغلب من معاصیہ فھو عدل۔ واذا جعل مثل ھذا عدلاً فی حق اللّٰہ فبان تراہ فی حق نفسک ومقتضی اخوتک اولیٰ۔"

"مسلمانوں میں کوئی ایسا شخص نہیں کہ جس نے اللہ کی پوری پوری اطاعت کی ہو اور کبھی معصیت کا ارتکاب نہ کیا ہو، اور نہ کوئی ایسا شخص ہے کہ جس نے ہمیشہ معصیت کی ہو، اور اطاعت کا نام لیا ہو، سو جس کی اطاعت معصیت کے مقابلہ میں زیادہ ہو، اس نے گویا تقاضائے عدل و انصاف کیا اور جہاں عنداللہ یہ عدل ہے وہاں تمہارے نزدیک اور تمہارے بھائی چارہ کے نقطۂ نظر سے اسکو بطریق اولیٰ عدل ہونا چاہیئے۔"

پھر جس طرح دوست و مومن کے حق میں زبانِ طعن دراز کرنا ناجائز ہے۔ اسی طرح دل کو اساءت ظن سے بچانا چاہیئے۔ کیونکہ اساءت ظن دل کی غیبت ہے اور احادیث میں اس سے روکا گیا ہے۔ اساءت ظن کیا ہے؟ دو لفظوں میں اس کی تعریف پر غور کرلیجئے۔ اساءت ظن یہ ہے کہ جب کسی دوست کی لغزش کا پتہ چلے تو بغیر اس کے کہ پہلے اس کے لئے کوئی اچھا محمل تلاش کیا جائے، یا کسی اچھی توجیہہ سے اس کی تاویل کی جائے، ایک بری رائے قائم کرلی جائے۔ اگر یہ تہمت اس نوعیت کا ہے کہ یقین و مشاہدہ سے اس کی توثیق ہوتی ہے، تب بھی اس کے لئے سہو و نسیان کی آڑ تو بہرحال لی جاسکتی ہے۔ ہاں بری رائے قائم کرنے میں انسان اگر مجبور ہی ہوجائے تو یہ دوسری بات ہے، اس میں عنداللہ کسی مواخذہ کا اندیشہ نہیں۔ اساءت ظن سے متعلق آنحضرتؐ کا ارشاد ہے :۔

"ایاکم والظن فان الظن اکذب الحدیث"

"سوء ظن سے مجتنب رہو کیونکہ سوء ظن بہت بڑا جھوٹ ہے"

ایک دوسری حدیث میں ہے :۔

خطبہ جمعہ

(بسلسلہ صفحہ ۶)
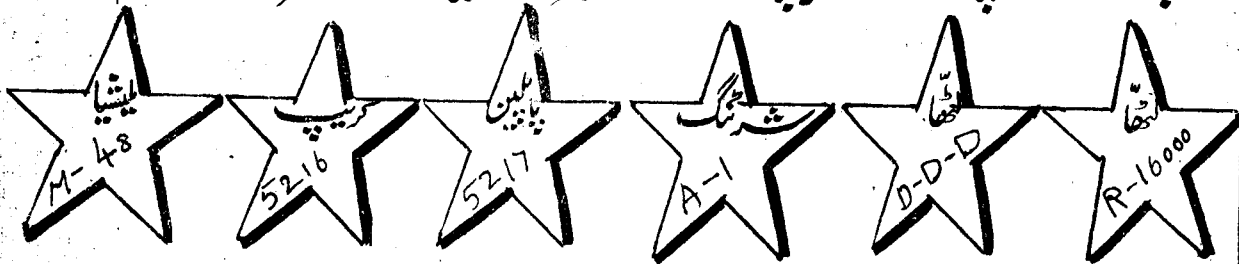
ٹن گوگاندھی جی نے کہا کہ محمدؐ رسول اللہ وہ مرد ہیں جن کے مقابلہ کا پیدا ہونا نہایت مشکل ہے کہاں وہ اور کہاں میں۔

ایک اور لیڈر کی کمزوری

ایک اور لیڈر تھا وہ لکھنؤ میں گرفتار ہو چکے تھے اس کے معتقد لوگ بہت سے تھے ان میں ایک میاں احمد شاہ بیرسٹر تھے۔ اس لیڈر نے گرفتاری سے نجات پانے کے لئے میاں احمد شاہ کو سرحد سے لکھنؤ بلایا۔ جب بیرسٹر صاحب ان کے پاس پہنچے تو لیڈر نے کہا خدا کے واسطے چھڑاؤ۔ اس پر میاں احمد شاہ نے کہا تم ڈاؤس اور بزدل ہو، لوگوں کو مرواتے اور خود محفوظ رہنا چاہتے ہو، لیڈری بڑی مشکل چیز ہے لیڈر وقت پر پہچانا جاتا ہے۔

محمدؐ رسول اللہ کے نمونہ پر عمل ضروری ہے

محمدؐ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کمالات انتہائی درجہ کے ہیں، ان کے اندر اعلےٰ درجہ کا نمونہ ہے، آپ اس نمونہ کو اپناؤ۔ اگر تم خدا کو مانو گے اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نمونہ کو اپناؤ گے تو خدا تعالےٰ مشکلات میں تمہارا مددگار رہے گا۔ اور خدا کی راہ میں قربانیاں دو گے تو خدا تعالےٰ تمہارے ایسے اعمال کی قدر کرے گا اور تمہارے مصائب کو دور فرمائے گا۔

پنجاب پریس وطن بلڈنگ سرکلر روڈ لاہور میں باہتمام مولوی دوست محمد صاحب ایڈیٹر پرنٹر پبلشر نے چھپوا کر دفتر اخبار پیغام صلح لاہور سے شائع کیا۔
پیغام صلح مورخہ ۲۵ اکتوبر ۱۹۶۱ء رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۰۷ شمارہ نمبر ۴۳

ہفت روزہ پیغام صلح لاہور
سالانہ چندہ:- پاکستان سے چھ روپے ۔ ہندوستان سے چھ روپے ہندوستانی سکہ ۔ بیرونی ممالک سے ایک پونڈ
ہندوستان میں ہمارے نمائندے کا پتہ:- شیخ محمد انعام الحق صاحب۔ مکان نمبر 1/A محلہ اعظم پورہ ۔ ملک پیٹھ حیدرآباد دکن (انڈیا)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ہم تو رکھتے ہیں مسلمانوں کا دیں
دل سے ہیں خدامِ ختم المرسلیں

تم ہمیں دیتے ہو کافر کا خطاب
کیوں نہیں لوگو تمہیں خوفِ عقاب

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کا خصوصی ترجمان

ہفت روزہ
پیغامِ صلح لاہور

ہر بدھ کو شائع ہوتا ہے
تار کا پتہ:- "تبلیغ" لاہور
فون نمبر:- ۳۷۴۷۷
مدیر:- دوست محمد
مدیر معاون:- بشیر احمد سونی

زرِ مبادلہ
پاک و ہند سے چھ روپے
بیرونی ممالک سے
ایک پونڈ

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸
فی پرچہ ۱۳ پیسے

جلد ۴۹ | یوم چہارشنبہ مورخہ ۲۲ جمادی الاوّل ۱۳۸۱ھ مطابق یکم نومبر ۱۹۶۱ء | نمبر ۴۴

جماعت احمدیہ کے قیام کی غرض و غایت

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

یہ سلسلہ بیعت بمراد فراہمی طائفہ متقین یعنی تقویٰ شعار لوگوں کی جماعت کے جمع کرنے کے لئے ہے۔ تا ایسے متقیوں کا ایک بھاری گروہ دنیا پر اپنا نیک اثر ڈالے اور اُن کا اتفاق اسلام کے لئے برکت و عظمت و نتائج خیر کا موجب ہو، اور وہ برکت کلمۂ واحدہ پر متفق ہونے کے اسلام کی پاک و مقدس خدمات میں جلد کام آسکیں، اور ایک کاہل اور بخیل و بے مصرف مسلمان نہ ہوں، اور نہ نالائق لوگوں کی طرح جنہوں نے اپنے تفرقہ اور نا اتفاقی کی وجہ سے اسلام کو سخت نقصان پہنچایا ہے اور اس کے خوبصورت چہرہ کو اپنی فاسقانہ حالتوں سے داغ لگا دیا ہے، اور نہ ایسے غافل درویشوں اور گوشہ گزینوں کی طرح جن کو اسلامی ضرورتوں کی کچھ بھی خبر نہیں، اور اپنے بھائیوں کی ہمدردی سے کچھ غرض نہیں اور بنی نوع انسان کی بھلائی کے لئے کچھ جوش نہیں، بلکہ وہ ایسی قوم کے ہمدرد ہوں کہ غریبوں کی پناہ ہو جائیں یتیموں کے لئے بطور باپوں کے بن جائیں اور اسلامی کاموں کے سرانجام دینے کے لئے عاشقِ زار کی طرح فدا ہونے کو تیار ہوں اور تمام کوشش اس بات کے لئے کریں کہ اُن سے عام برکات دنیا میں پھیلیں اور محبت الٰہی اور ہمدردی بندگان کا ایک پاک چشمہ ہر ایک دل سے نکل کر ایک جگہ اکٹھا ہو کر ایک دریا کی صورت میں بہتا ہوا نظر آئے۔

بحرِ حکمت کے موتی

عن سهيل بن سعد رضي الله عنه قال جاء جبرئيل الى النبي صلى الله عليه وسلم فقال يا محمد عش ما شئت فانك ميت واعمل ما شئت فانك مجزي به واحبب من شئت فانك مفارقه واعلم ان شرف المؤمن قيام الليل وعزه استغناؤه عن الناس رواه الطبراني في الاوسط باسناد حسن -

(بحوالہ الترغیب والترہیب)

ترجمہ:- سہل بن سعدؓ سے روایت ہے کہ جبرائیل حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا اے محمد جب تک آپؐ کی خواہش ہے زندہ (رہیں) رہیں آخر (ایک دن) موت آ جائے گی اور جو چاہو عمل کرو (انسان مجبور پیدا نہیں کیا گیا) اس کی جزا مل کر رہے گی۔ اور جس سے چاہو محبت کرو آخر ایک وقت اس سے جدا ہونا پڑے گا۔ اور جان لو کہ مومن کا شرف شب کے قیام میں ہے اور عزت اس کی لوگوں سے بے پروا رہنے میں ہے۔

نوٹ:- دراصل اس حدیث میں امت یا کل انسانیت مخاطب ہے انسانیت کا شرف اسی میں ہے کہ خدا تعالیٰ کی ذات و صفات پر کامل ایمان رکھے۔ آج جو پریشان حال انسانیت اپنے تئیں کس طرح اُلجھے ہوئے مسائل میں پھنسی ہوئی ہے اور خوف و ہراس سے سہمی سہمی زندگی کے لمحے گزار رہی ہے اس کا واحد حل خدا تعالیٰ کی کتاب قرآن کریم میں

(باقی بر صفحہ ۳ کالم نمبر ۲)

تبلیغی خط و کتابت

دیکھو خدا نے سارے جہاں کو جھکا دیا
گمنام پا کے شہرۂ عالم بنا دیا

(مرتبہ: شیخ غلام قادر صاحب ڈار عفی عنہ)

افریقہ

ترجمہ خط از مسٹر محمد سی سلے گورنمنٹ ٹیکنیکل ادارہ گھانا افریقہ۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

آپ کا گرامی نامہ مؤرخہ ۲۵ راگست موصول ہوا یاد آوری کا شکریہ۔

اطلاعاً عرض ہے کہ اس وقت تک جتنی بھی کتب آپ سے میں نے وصول کی تھیں انہیں خود سے پڑھ کر تقسیم کر دی ہیں اور انہیں کہہ دیا ہے کہ وہ بھی ان سے پورا پورا فائدہ اٹھا کر آگے تقسیم کر دیں۔

ثانیاً گذارش ہے کہ آپ مجھے خط لکھتے رہا کریں کیونکہ آپ کے خطوط پڑھنے سے میرے اندر ایک عظیم انقلاب روحانی پیدا ہو جاتا ہے اور میں اپنے آپ کو ایک نیا آدمی محسوس کرتا ہوں۔ آپ کی وساطت سے میری سلسلہ میں شمولیت میرے لئے باعث برکت ہے اور مجھے یک گونہ طمانیت قلب نصیب ہوئی ہے۔

احمدیہ تحریک کے متعلق مجھے زیادہ سے زیادہ واقفیت کی ضرورت ہے۔ میں اس سال دسمبر کے پہلے ہفتے ایک اعلیٰ تعلیمی امتحان دے رہا ہوں۔ میرے لئے دعا کرتے رہیں۔

اللہ تعالیٰ آپ کو تحریک احمدیت کی (جو کہ اصل اسلام ہے) بیش از بیش خدمات کی توفیق بخشے۔ آمین

(انہیں لٹریچر اور خط بھیجے گئے)

نائیجیریا

ترجمہ خط از معلم کلا دوسلے اور صادق جمبا، الورن نائیجیریا۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

ہم دونوں آپ کی جماعت میں داخل ہونا چاہتے ہیں۔ ہمیں ایک دوست نے آپ کے سلسلہ کی تبلیغی مساعی کے متعلق بتایا ہے۔

گذارش ہے کہ ہمیں دو کاپیاں قرآن شریف اور دیگر اسلامی لٹریچر بھیجکر ممنون فرمائیں۔

ہم آپ کی انجمن کے قواعد و ضوابط کی پوری طرح پابندی کریں گے۔ جواب کے منتظر ہیں۔

(انہیں دو کاپیاں قرآن مجید بغیر متن، لٹریچر اور خط بھیجے گئے)

آسٹریلیا

ترجمہ خط مسٹر ہارون ادالی۔ آسٹریلیا۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

میں خوشی سے مطلع کرتا ہوں کہ محمد دی پرافٹ اور ہولی قرآن دونوں کتابیں مل گئی ہیں۔ میں اس تحفہ کا مشکور ہوں، میں نے اپنا چندہ دس ڈالر آسٹریلیا بنک ڈرافٹ کے ذریعے بنک میں بھیجدیا ہے۔ طالب علم کی حیثیت سے میں مانتا ہوں کہ اتنا روپیہ آپ کو بھیجنا جتنا کہ بھیجا ہے میری طاقت سے باہر تھا۔ بہرحال میں آپ کی خدمت کرنے کو تیار ہوں، جب میں کام کروں گا اس اثنا میں میں مشن کی خدمت کروں گا۔ میں آپ کے مشن کی کامیابی کا خواہاں ہوں۔ والسلام

(مزید لٹریچر اور خط بھیجے گئے)

نائیجیریا

ترجمہ خط ایم عمر۔ چیف امام بیداتا نائیجیریا۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

جب آپ کا ۶/۱۱ - ۲ کا لکھا ہوا خط موصول ہوا۔ میری خوشی کی کوئی انتہا نہ رہی مضمون بالکل موثر اور واضح تھا نہ صرف میرے لئے ہی بلکہ میرے تمام ارادتمندوں کے لئے بھی جن کو میں نے پڑھ کر سنایا۔

ہم یہاں ایک شاخ کھولنا چاہتے ہیں تاکہ اکٹھا بیٹھ کر سوچ بچار کر سکیں کہ کس طرح ہم آپ کی مالی و اخلاقی مدد اشاعت اسلام کے معاملہ میں کر سکتے ہیں۔ اس لئے ہم (جماعتی طور پر) بہت مشکور ہوں گے اگر آپ ہمیں چند عربی کتابیں روانہ کریں۔

(انہیں خط اور عربی کتب بھیجدی گئیں)

ابادان

ترجمہ خط۔ کایو نورالدین۔ ابادان۔ نائیجیریا۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

یہ خط لکھتے ہوئے میں بہت خوشی محسوس کر رہا ہوں کہ آپ خدمت دین کر رہے ہیں اور بڑی سرعت سے یہ کام ہو رہا ہے۔ خدا تعالیٰ کا شکر ہے کہ جماعت احمدیہ دن بدن ترقی کر رہی ہے ۱۹۵۸ء میں میرے گاؤں میں ۲۰۹ - احمدی تھے اور اب خدا کے فضل سے ۴۰۰ کے قریب ہیں۔ لیکن ابھی ہمیں اور زیادہ ترقی کی ضرورت ہے۔

اور میں دیکھتا ہوں کہ ہمیں لٹریچر ہی مدد دے سکتے ہیں۔ اور میں بہت مشکور ہوں گا اگر ایک کاپی قرآن شریف انگریزی ارسال فرما دیں۔ قرآن میرے مشن کی بہت مدد دے گا، اگر کوئی اور لٹریچر میری مدد کر سکے، تو وہ بھی مجھے ارسال فرما دیں۔

والسلام

(قرآن شریف۔ لٹریچر اور خط بھیجے گئے)

شمالی نائیجیریا

ترجمہ خط از حسن ٹی۔ عبدالقادر زاریہ۔ شمالی نائیجیریا۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

جو لٹریچر آپ نے ارسال کیا تھا وہ مجھے مل گیا ہے مہربانی کا بہت بہت شکریہ۔ نصف کے قریب کتابیں میرے دوستوں کے پاس ہیں۔ جب میں کتابوں کا مطالعہ کرتا ہوں مجھے روحانی سرور محسوس ہوتا ہے۔ اور میری روحانیت میں بھی ترقی ہوئی ہے۔ قبل از وقت میں بتاتا ہوں کہ آپ کو بہت سے لوگ خطوط لکھیں گے۔ اکثر لوگ کتابوں کو پسند کرتے ہیں، میں نے عیسائیوں میں کتب بانٹی ہیں۔ میں آپ کا بہت مشکور ہوں گا اگر آپ مجھے چند نئی اور پرانی اخباریں جن میں اہم مضمون درج ہوا ارسال فرما دیا کریں۔ میں نے قرآن شریف کو نہیں پڑھا اس لئے اس کی کاپی اگر ارسال کریں تو مشکور ہوں گا۔

(انہیں لٹریچر اور خط بھیجے گئے)

بحر حکمت کے موتی بسلسلہ اول کالم

بیان کردہ ہستی اور اس کی مذکورہ صفات میں کامل ایمان لانے میں ہے ؎

ترست ایمن کند ز ترس و خطر
ہر کہ عارف ترست ترساں تر
ہست یادت کلید ہر کارے
خاطرے بے تو خاطر آزارے

(مسیح موعود)

ترجمہ:- (اے اللہ تعالیٰ) تیرا خوف ہر ڈر اور خطرہ سے محفوظ کر دیتا ہے جو تیری معرفت زیادہ رکھتا ہے وہی تجھ سے زیادہ ڈرتا ہے۔

تیری یاد ہر مشکل کی کلید ہے۔ تیرے بغیر خیال دل کا دکھ ہے۔

(غلام قادر عفی عنہ)

ہفت روزہ پیغام صلح ——— لاہور ——— مورخہ یکم نومبر ۱۹۶۱ء

"الفضل" کا ناپاک پراپیگنڈا

ربوی خلافت کے ترجمان اخبار "الفضل" کا یہ قاعدہ بن چکا ہے، کہ جب کوئی اصولی بات ایسی کہی جائے جس کی زد نام نہاد خلافت ثانیہ اور مدعی مصلح موعود پر پڑتی ہو، تو معقولیت کے ساتھ جواب دینے کی بجائے دہائی دینے لگتا ہے، کہ "پیغام صلح" جھگڑالو ہے، ناپاک مضمون شائع کرتا ہے، مسیح موعود پر حملہ کرنے سے دریغ نہیں کرتا، اس طرح دہائی سے وہ جماعت کے سادہ لوح انسانوں پر یہ اثر ڈالنا چاہتا ہے، کہ "پیغام صلح" سے تعلق رکھنے والے مسیح موعودؑ کے دشمن ہیں، ان کی طرف توجہ نہ کی جائے۔ یہ کوئی نئی بات نہیں، ۱۹۱۴ء سے جب سلسلہ کے اصولی عقائد میں اختلاف پیدا ہوا لوگوں کی توجہ کو جماعت احمدیہ لاہور کی طرف سے برگشتہ کرنے کے لئے اسی قسم کی بے ہنگم آوازیں خود خلافت مآب کی طرف سے اٹھتی رہی ہیں، لیکن حق آخر حق ہے، اس قسم کی باتیں اگرچہ کچھ عرصہ تک حق کو لوگوں کی نظروں سے اوجھل کر دیتی ہیں، لیکن باطل کی دلآویزیاں آہستہ آہستہ ختم ہو کر جب ملمع اترنے لگتا ہے تو لوگوں کو اصل حقیقت معلوم ہو جاتی ہے، اور جیسا کہ آثار بتا رہے ہیں انشاء اللہ تعالیٰ معلوم ہو کر رہے گی۔

ربوی خلافت آج کل انہی حالات میں سے گذر رہی ہے، جب سے منیر ٹریبونل کے سامنے میاں محمود احمد صاحب نے یہ بیان دیا ہے کہ "حضرت مسیح موعود کا ماننا جزو ایمان نہیں اور کہ غیر از جماعت مسلمانوں کے جنازہ کے جواز میں حضرت مسیح موعودؑ کا ایک خط بھی ملا ہے جو جماعت کے علماء کے زیر غور ہے" ان کی جماعت کے فہمیدہ اصحاب کو یہ سمجھ آ گئی ہے کہ حضرت مولانا محمد علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے جو آواز آج سے چالیس پچاس سال پہلے بلند کی تھی، جس پر انہیں اور ان کے ساتھیوں کو ہر طرح برا بھلا کہا گیا اور جماعت کو ان سے متنفر کرنے کے لئے ہر قسم کے حیلے حوالے کئے گئے، آخر کار وہی آواز سچی ثابت ہوئی۔

ابھی یہ معاملہ زیر غور ہی تھا کہ جناب خلافت مآب ایک خطرناک بیماری میں مبتلا ہو گئے، جس نے ان کے ہوش و حواس گم کر کے انہیں ایک زندہ لاش بنا کر رکھ دیا، بیماری بھی انہیں وہ لاحق ہوئی ہے جس کو حضرت مسیح موعودؑ نے "خبیث مرض" قرار دیا ہے (حاشیہ اربعین ۳ صفحہ ۳۷) اور الہام الٰہی میں آپ کو اس قسم کی بیماریوں (اندھا ہونے، مفلوج ہونے اور مجذوم ہونے) سے محفوظ رہنے کی اطلاع دی گئی تھی کیونکہ اس میں "شماتت اعدا" کا خطرہ ہوتا ہے (تذکرہ ص۴۲۶) خود حضرت مسیح موعودؑ نے مباہلہ کے وقت اپنے مخالفین کے مفلوج، مجذوم، اور مجنون ہونے کی بد دعا بھی کی۔ اور ان بیماریوں کو دکھ کی مار قرار دیا (انجام آتھم ص۶۱) اور دو ٹی کا انجام بیان کرتے ہوئے آپ تحریر فرماتے ہیں :-

> "اس پر فالج گرا اور ایک تختہ کی طرح
> چند آدمی اسکو اٹھا کر لے جاتے
> رہے اور بہت سے غموں کے
> باعث پاگل ہو گیا اور حواس بجا
> نہ رہے" (تتمہ حقیقۃ الوحی ص۷۷)

یہ وہ حقائق ہیں جن کے پیش نظر خلافت مآب کی موجودہ بیماری (اگرچہ اسکو اعصابی تکلیف قرار دے کر جماعت کی نظروں سے چھپانے کی پوری کوشش کی جاتی ہے) حق پسند نظروں میں کھٹکنے لگی اور یہ سوال پیدا ہوا کہ ایسی بیماری کے ہوتے ہوئے جس میں ان کے عضو معطل ہو جانے کی وجہ سے جماعت کے نظام کو چلانے کے لئے ایک نگران کمیٹی کی تشکیل عمل میں لائی گئی ہے، ان کا دعوئے مصلح موعود کیا ہوا اور اس عملی معزولی کے ہوتے ہوئے انہیں "خدا کا مقرر کردہ خلیفہ" کس طرح کہا جا سکتا ہے، کیا یہ بیماری جو خلافت مآب کو دعوئے مصلح موعود کے بعد تئیس سال کا عرصہ گذرنے سے پہلے ہی لاحق ہو گئی ہے "لو تقول الخ" کی آیت کے نیچے نہیں آتی؟"

از قبیل سوالات جناب سبط نور نے "پیغام صلح" کی چند اشاعتوں میں اٹھا کر اہل ربوہ کے سنجیدہ و فہمیدہ طبقہ سے ان پر غور کرنے کی اپیل کی، جس کو خلافت مآب کے برادر خورد میاں بشیر احمد صاحب نے ۱۹ ستمبر ۱۹۶۱ء کے "الفضل" میں ایک "ناپاک مضمون" قرار دیتے ہوئے اس کے لکھنے والے کو طرح طرح کی عتاب کاریوں سے مرعوب کرنے میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھی، میاں صاحب کو سبط نور کے نام سے یہ غلط فہمی ہوئی کہ یہ مضمون حضرت مولانا نور الدین رحمۃ اللہ علیہ کے فرزند ارجمند مولوی عبد المنان صاحب کا لکھا ہوا ہے اس لئے انہیں براہ راست عتاب کا نشانہ بنایا گیا، لیکن بعد میں جب انہیں اپنی غلطی معلوم ہوئی تو اس پر اظہار افسوس کرنے کے بجائے مولوی عبد المنان صاحب کی بریت کا اعلان کیا گیا، غلطی اپنی اور بریت مولوی عبد المنان کی ! ع

بسوخت عقل ز حیرت کہ ایں چہ بوالعجبی است

بہر حال میاں بشیر احمد صاحب کے اس مضمون کا اثر خود ان کی جماعت کے عمائدین پر بھی اچھا نہ پڑا یہاں تک کہ بعض لوگوں نے مضمون کا عنوان اور اس کی چند سطریں پڑھ کر اسے نفرت کے ساتھ پھینک دیا، تاہم جناب سبط نور نے اس پر سنجیدگی اور شائستگی کے ساتھ تبصرہ کرتے ہوئے انہیں پھر توجہ دلائی، کہ کسی مضمون کو ناپاک کہہ دینے سے مسئلہ حل نہیں ہو جاتا، جو حقائق ان کے سامنے رکھے ہیں، ان کو صاف کرنا ضروری ہے۔

لیکن بجائے اس کے کہ میاں بشیر احمد صاحب خود اس طرف توجہ کرتے، مدیر "الفضل" نے ۱۵ اکتوبر ۱۹۶۱ء کی اشاعت میں اس پر قلمرانی شروع کر دی، اس مضمون کا عنوان پہلے ملاحظہ کر لیجئے :-

"سبط نور کا ایک اور ناپاک مضمون"
"خدا سے ڈرو اور حضرت مسیح موعود کے الہاموں کو ہنسی کا نشانہ نہ بناؤ"

ہمیں سمجھ نہیں آتا کہ سبط نور کے مضمون میں ناپاکی کی کونسی بات ہے؟ کیا حضرت مسیح موعود کے قائم کردہ معیار ماموریت پر مصلح موعود کے دعوے کو پرکھنا "ناپاک" بات ہے؟ یا آپ کہہ سکتے ہیں کہ اس معیار پر پرکھنا صحیح نہیں ان کے لئے کوئی اور معیار ہے یا یہ کہ مصلح موعود کا دعوئے اس معیار سے الگ حیثیت رکھتا ہے، یا یہ ثابت کیا جائے، کہ وہ دعویٰ اور اس کے بعد کے واقعات سبط نور کے پیش کردہ معیار پر پورے اترتے ہیں، ان باتوں سے قطع نظر کر کے مضمون کو "ناپاک" کہہ دینے سے تو بات نہیں بنتی، "ناپاک" کے لفظ سے سوائے اس کے کہ قارئین کے ذہنوں میں سبط نور اور "پیغام صلح" کے خلاف نفرت پیدا کی جائے تاکہ وہ اصل حقائق کو معلوم کرنے اور سمجھنے سے عاری رہیں، اور کیا مقصد ہو سکتا ہے۔

پھر ہم پوچھنا چاہتے ہیں کہ جناب سبط نور نے حضرت مسیح موعودؑ کے کن الہاموں کو ہنسی کا نشانہ بنایا؟ "الفضل" کا بیان ہے کہ :-

"سبط نور صاحب نے اپنے تازہ مضمون (شائع شدہ پیغام صلح مورخہ ۴ اکتوبر ۱۹۶۱ء) میں حضرت مسیح موعودؑ کے الہام "قمر الانبیاء" پر ہنسی اڑائی اور اس رنگ میں اپنے بے ہودہ طعن و تشنیع اور ہنسی مذاق کا ہدف بنایا ہے کہ شاید ایک آریہ بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف اس رنگ میں اپنی زبان نہیں کھول سکتا"

الامان! دیکھئے کہاں سے کہاں پہنچ گئے، کس طرح

سبط نور کے بیان کو ایک غلط رنگ دے کر اسے بھی بدتر قرار دیا جا رہا ہے، اور اس طرح قارئین "الفضل" کے دلوں اور ذہنوں میں نفرت و حقارت کا بے پناہ جذبہ پیدا کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے، کاش اپنے بیان کے ثبوت میں "الفضل" نے جناب سبط نور کا ایک فقرہ ہی نقل کر دیا ہوتا جس میں حضرت مسیح موعودؑ کے الہام "قمر الانبیاء" کو بیہودہ طعن و تشنیع اور مسخری مذاق کا ہدف بنایا گیا ہے، اس میں شک نہیں کہ انہوں نے محترم میاں بشیر احمد صاحب کے نام کے ساتھ بار بار "قمر الانبیاء" کا لفظ لکھا ہے لیکن یہ تو "الفضل" اور اہل ربوہ کی تحریرات کی بنا پر ہے جنہوں نے کچھ عرصہ سے میاں صاحب ممدوح کو آئندہ خلافت کا حقدار ثابت کرنے کے لئے انہیں حضرت مسیح موعودؑ کے الہام "قمر الانبیاء" کا مصداق قرار دے رکھا ہے، اگر انہیں قمر الانبیاء کہنا مسیح موعودؑ کے الہام کو بیہودہ طعن و تشنیع اور مسخری مذاق کا ہدف بنانا ہے تو ع

این گناہیست کہ در شہر شما نیز کنند

سبط نور نے تو آپ ہی کی تقلید کی ہے، اگر یہ جائز نہیں تو اعلان کیجئے کہ صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب اس الہام کے مصداق نہیں ہیں، اور انہیں "قمر الانبیاء" کہنا حضرت مسیح موعودؑ کے الہام کو بیہودہ طعن و تشنیع اور مسخری مذاق کا ہدف بنانا ہے، اور اگر آپ انہیں فی الواقعہ اس الہام کا مصداق سمجھتے ہیں تو سبط نور کا ان کے نام کے ساتھ "قمر الانبیاء" لکھنا طعن و تشنیع اور مسخری مذاق کس طرح بن گیا؟

لیکن خود "الفضل" نے حضرت مسیح موعودؑ کے اس الہام کی جو درگت بنائی ہے وہ بھی آپ دیکھ لیجئے، لکھتا ہے:

"پس اے "پیغام صلح" سے تعلق رکھنے والو! اگر تمہاری خوشی اور تمہارے دل کی تسلی اسی میں ہے تو تم بے شک اس الہام کو کسی کالے چور پر چسپاں کر لو مگر خدا کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ایک الہام کو مسخری کا نشانہ نہ بناؤ"

غور کرنے کی بات ہے، حضرت مسیح موعودؑ کا الہام "قمر الانبیاء" کسی کالے چور پر چسپاں کیا جائے، تو "الفضل" کو اس پر اعتراض نہیں، نہ اس کے نزدیک مسیح موعود کے الہام کی اس سے توہین ہوگی، اور نہ وہ مسخری مذاق کا نشانہ بنے گا مگر صاحبزادہ میاں بشیر احمد صاحب کے نام کے ساتھ لکھنے سے یہ مسخری مذاق اور طعن و تشنیع کا نشانہ بن جاتا ہے، ہم حیران ہیں، "الفضل" نے یہ فقرہ لکھ کر صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب کی عزت افزائی کی ہے یا انہیں مورد تضحیک ٹھہرایا ہے، سچ ہے کہ اسی کو منہ میں رام رام اور بغل میں چھری کہتے ہیں۔ ہونے والے خلیفہ کے ساتھ ابھی سے یہ سلوک! اور مسیح موعودؑ کے الہام کی یہ درگت کہ اسے کالے چور پر چسپاں کر دینے میں "الفضل" کو کوئی حرج نہیں معلوم ہوتا لیکن مرزا بشیر احمد صاحب کے نام کے ساتھ لگنے سے وہ مسخری مذاق کا ہدف بن جاتا ہے۔ العجب ثم العجب، کیا صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب اور ان کی جماعت کے فہمیدہ اصحاب "الفضل" کی اس عبارت پر توجہ فرمائیں گے؟

"الفضل" کے مضمون میں لو تقول علینا والی آیت کے متعلق مرزا بشیر احمد صاحب کی جو گوہر افشانی نقل کی گئی ہے، اس پر ہم آئندہ اشاعت میں غور کریں گے۔ نوٹ: اس مقالہ کے لکھے جانے کے بعد سبط نور صاحب کا مضمون بھی "الفضل" کے جواب میں موصول ہو گیا......

اخبار و افکار

پاکستان میں مسیحی سرگرمیاں اور علمائے اسلام

لائل پور کی جامعہ سلفیہ (اہل حدیث) کانفرنس نے پاکستان میں عیسائی مبلغین کی سرگرمیوں پر پابندی عائد کرنے کا مطالبہ کیا ہے۔ مولانا محمد اسمٰعیل ناظم اعلیٰ جمعیت اہل حدیث نے کانفرنس میں تقریر کرتے ہوئے بتایا کہ پاکستان میں مسیحیت کی تبلیغ نہ صرف ملت اسلامیہ بلکہ خود حکومت پاکستان کے لئے بھی خطرہ ہے، اگر مسیحی مشنریوں کی سرگرمیوں کا بروقت نوٹس نہ لیا گیا تو کچھ عرصہ بعد یہ ایک مستقل خطرہ کا باعث بن سکتی ہیں، انہوں نے اس بات پر زور دیا کہ پاکستان میں عیسائیت کی تبلیغ اور مسیحی مشنریوں کی بڑھتی ہوئی سرگرمیوں کو روکنے کے لئے سخت اقدامات کی ضرورت ہے، اس ضمن میں انہوں نے ملک کے علمائے کرام سے اپیل کی کہ وہ متحد ہو کر اس فتنے کو دبانے کی کوشش کریں۔

اس میں شک نہیں کہ پاکستان میں عیسائیت کی ترقی کی رفتار تشویشناک صورت اختیار کر رہی ہے اور اس کے سدباب کے لئے مناسب قدم اٹھانا اور علماء کا خاص طور پر اس فتنہ کو دبانے کی کوشش کرنا نہایت ضروری ہے، لیکن اس سے پہلے اس سوال پر بھی غور کر لینا چاہیئے جو عیسائی مبلغین کی طرف سے عام طور پر پیش کیا جاتا ہے، اور وہ یہ ہے کہ جس حالت میں مسلمان اس بات کو مانتے ہیں کہ حضرت مسیحؑ دو ہزار سال سے بجسد عنصری زندہ آسمان پر بیٹھے ہیں اور اس طویل عرصہ میں ان کے جسم پر کوئی تغیر وارد نہیں ہوا، اور وہی آخری زمانہ میں امت محمدیہ کی اصلاح کے لئے آئیں گے، تو ان غیر معمولی صفات کے ہوتے ہوئے جو کسی دوسرے انسان، کسی نبی و رسول حتیٰ کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں بھی نہیں پائی جاتیں، وہ خدا یا ابن اللہ نہیں تو اور کیا ہیں؟ مسیحی مبلغین کا یہ سوال اس قابل ہے کہ اس پر سنجیدگی کے ساتھ غور کیا جائے اور مسلمان علماء مل کر اس کا جواب تلاش کریں جو سوائے اس کے اور کوئی نہیں ہو سکتا، کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہرگز آسمان پر جسم عنصری کے ساتھ نہیں اٹھائے گئے وہ اپنی طبعی عمر پا کر فوت ہو گئے، اور ان کا رفع الی اللہ اسی طرح ہوا جس طرح تمام انبیاء اور نیک لوگوں کا رفع ہوتا ہے، اور کہ امت محمدیہ کی اصلاح کے لئے حضرت عیسیٰؑ کا آنا ضروری نہیں بلکہ اسی امت میں سے حضرت محمد رسول اللہ صلعم کا کوئی فیض یافتہ مجددیت کے منصب پر فائز ہو کر اصلاح کا کام کر سکتا ہے۔ اگر اس جواب کو علمائے کرام اپنے پلے باندھ لیں تو عیسائیت کے مقابلہ میں ان کی فتح یقینی ہے، اور مسیحی مبلغین کی سرگرمیاں آج رک سکتی ہیں، اس کے بغیر علماء کی کوششیں کوئی فائدہ نہیں دے سکتیں۔

ہندوستان میں مسلمانوں کا قتل و غارت

ہندوستان میں فتنہ و فساد اور مسلمانوں کے قتل و غارت کی آگ دن بدن تیز ہوتی جا رہی ہے ابھی زیادہ دیر نہیں ہوئی کہ جبل پور کے ایک ناگفتنی واقعہ سے جس کی حقیقت کو خدا ہی جانتا ہے، سینکڑوں مسلمانوں کو ہندوؤں کی آتش انتقام کی نذر کر دیا، ان کے گھر بار لوٹے گئے، ان کی بہو بیٹیوں کو ذلیل و خوار کیا گیا، ان کے بچوں کو خون سے نہلایا گیا۔

یہ آگ ابھی سلگ ہی رہی تھی کہ علی گڑھ میں مسلم یونیورسٹی کے ایک معمولی سے واقعہ کو فساد کا بہانہ بنا لیا گیا، اور نہ صرف علیگڑھ بلکہ اردگرد کے کئی شہروں میں مسلمانوں کی جان و مال اور عزت و آبرو پر بے پناہ حملے کر کے انہیں مشق ظلم و ستم بنایا گیا، یہ فسادات اس قدر ظالمانہ اور جابرانہ تھے کہ خود بڑے بڑے ہندو لیڈروں کو یہ اعتراف کرنا پڑا ہے، کہ فرقہ پرست پارٹیوں نے مسلمانوں کو تباہ کرنے کے لئے ایک جال بچھا رکھا ہے اور ہندوستان کے وزیر خارجہ مسٹر لال بہادر شاستری نے ہندوستانی عوام اور حکومت ہند سے یہ سوال کیا ہے کہ وہ فیصلہ کریں کہ ہندوستان میں اقلیتوں کا وجود باقی رہنا چاہیئے یا نہیں۔

ان حالات کے پیش نظر حکومت پاکستان نے اپنے مظلوم بھائیوں کی داد رسی کے لئے بھارتی حکومت کو ایک احتجاجی مراسلہ بھیجا ہے اور پاکستانی ہائی کمشنر کو تحقیقاتی رپورٹ بھیجنے کا حکم دیا ہے، جو موصول ہو چکی ہے، ضرورت ہے کہ اس کی روشنی میں کوئی ایسا موثر قدم اٹھایا جائے جو ہندوستان میں مسلمانوں کی جان، مال اور عزت و آبرو کی پوری حفاظت کا موجب ہو۔

افسوس ہے کہ مسٹر نہرو نے ان آئے دن کے

(باقی بر صفحہ ۱۲ کالم ۳)

اصحابِ فیل کے تاریخی واقعہ میں تصرفِ الٰہی اور نبی کریم صلعم کی کامیابی و نصرت کی بشارت

یومِ انقلاب اور صدرِ پاکستان کے انقلابی کارنامے

اکلِ حلال اور صدقِ مقال سے پاکستان کو حقیقی معنوں میں پاکستان بناؤ

خطبہ جمعہ مورخہ ۲۷ اکتوبر ۱۹۶۱ء فرمودہ حضرت امیر مولانا صدرالدین صاحب ایدہ اللہ بمقام احمدیہ بلڈنگس لاہور

الم تر کیف فعل ربک باصحٰب الفیل - الم یجعل کیدھم فی تضلیل
وارسل علیھم طیراً ابابیل - ترمیھم بحجارۃ من سجیل - فجعلھم
کعصف ماکول (سورۃ الفیل)

اصحابِ فیل کے تاریخی واقعہ میں نبی کریمؐ کی کامیابی کی بشارت

اس سورت شریف میں خدا تعالےٰ کے تصرف اور اس کے غلبہ کا ذکر ہے، اور اس کے اندر دشمنوں کی طاقت ان کے گھمنڈ ان کے تکبر اور ان کے ارادوں کا بھی ذکر ہے، اور اس کے مقابل پر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تسلی کے لئے اور ان کو بشارت دینے کے لئے لکھا ہے کہ اتنے بڑے پیمانے پر دشمن آپ کے مقابلہ پر کھڑے ہیں، اللہ تعالےٰ آپ کو ان دشمنوں پر کامیابی اور نصرت عطا فرمائے گا۔

کعبۃ اللہ اور حضرت نبی کریمؐ کی عظمت و شرف کا ذکر

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے شرف، بزرگی اور عظمت کا بھی اس سورۃ کریمہ میں ذکر ہے اور ساتھ ہی ساتھ کعبۃ اللہ کی عظمت اور شرف کا بھی ذکر ہے - یہ خصوصیت قرآن حکیم کے کمالات میں سے ہے کہ تھوڑے سے لفظوں میں بڑے تاریخی واقعات اور اہم حقائق کو بیان کر دیتا ہے۔

اُبھرا ہوا تاریخی واقعہ

فرمایا الم تر - کیا آپ کے سامنے یہ تاریخی واقعہ نہیں لفظی طور پر تو الم تر کے معنی ہیں "کیا آپ نے دیکھا نہیں"۔ وہ واقعات جو ہمارے سامنے نہیں مگر وہ تاریخی طور پر اس قدر اُبھرے ہوئے دکھائی دیتے ہیں کہ گویا سامنے نظر آ رہے ہیں، ان میں سے اصحاب فیل کا واقعہ ہے۔

اللہ تعالیٰ کی طاقت و حکمت اور دشمنانِ دین کی تباہی کا ذکر

یہ سوال کہ الم تر یہاں اس کے معنے یہ ہیں کہ چوکس اور بیدار ہو کر اس بات کو سوچو کیف فعل ربک کہ کیا کچھ کر نہیں دکھایا تیرے رب نے۔ اس فقرہ میں اللہ تعالیٰ کی طاقت، حکمت، غلبہ اور تصرف کی طرف اشارہ پایا جاتا ہے۔ ربک - یہ سب کچھ تیرے رب نے محض تیری خاطر کیا ہے، ہم نے تجھے مخلوق کی بہتری کے لئے مبعوث فرمایا لیکن قوم آپ کے مقابل کھڑی ہو گئی ہے، تیرا رب اس بات کا ذمہ دار ہے کہ تیری عظمت اور شرف کو دلوں میں قائم کر دے اور ساتھ ہی ساتھ ان لوگوں کی دولت، گھمنڈ، تکبر اور رعب داب کو ملیامیٹ کر دے۔ الم تر کیا تو نے غور نہیں کیا - کیا یہ تاریخی واقعہ نہیں، اور یہ تاریخی حقائق آپ کی تسلی اور تشفی کے لئے کافی نہیں کہ کیف فعل ربک باصحٰب الفیل - تیرے خدا نے ہاتھیوں کے ساتھ مکہ پر حملہ کرنے والوں کے ساتھ کیسا معاملہ کر دکھایا - یہ معاملہ تیری تسلی کے لئے اور تیری کامیابی کے لئے اور اس بات کے لئے بطور دلیل ہے کہ خدا قادر و توانا ہے، طاقت اور قدرت اس کے اپنے ہاتھ میں ہے، اور بڑے سے بڑے دشمن کو بھی ایک آن کی آن میں فنا کر سکتا ہے

اصحابِ فیل کون تھے؟

اصحاب فیل تاریخی طور پر کون ہیں؟ یہ عیسائی تھے اور ان کا سربراہ یمن کا گورنر تھا، اس کا نام ابرہہ تھا، وہ بڑی طاقت کا مالک تھا، لاؤ لشکر اور حشم و خدم اس کے پاس کافی تھے۔ وہ شاہ حبشہ کی طرف سے یمن کا والی مقرر تھا جسے عام زبان میں گورنر کہنا چاہیئے۔ اس کے اختیارات بہت وسیع تھے۔ جس طرح انگریز کے دور میں ہندوستان کا وائسرائے اگرچہ مختار کل نہیں ہوتا تھا مگر افغانستان کے بادشاہ کی نسبت رعب و داب اور شان و شوکت میں کہیں زیادہ ہوتا تھا۔ اسی طرح باوجود اس بات کے کہ ابرہہ بادشاہ نہیں تھا لیکن ملک یمن کا والی کہلاتا تھا اس لئے کہ اس کی طاقت اور شان شاہانہ تھی۔

کعبۃ اللہ کو برباد کرنے کیلئے ابرہہ کا باریک منصوبہ

اس کے دل میں خیال آیا کہ کعبہ کی وجہ سے قریشیوں کو بہت ہی عزت حاصل ہے، یہ لوگ کعبہ کے مجاور ہیں اور تمام عرب کعبۃ اللہ کی وجہ سے ان کی عزت اور خدمت کرنا فخر سمجھتے ہیں اور سال بھر میں ایسا موسم بھی آتا ہے جب اطراف و اکناف عرب کے لوگ مکہ میں آ جمع ہوتے ہیں، اور اپنے ساتھ مال و متاع لاتے ہیں، اور ایک بڑے پیمانہ پر تجارت بھی ہوتی ہے اور خدا کی عبادت بھی، قریشی لوگ اس سے بہت دولت مند اور باعزت ہو گئے ہیں، ان لوگوں کی دولت، عزت اور جمعیت کا باعث دراصل کعبۃ اللہ ہے - لہذا بہتر یہی ہے کہ لوگوں کی توجہ کو اس گھر کی طرف سے ہٹا کر اپنی طرف پھیرا جائے - اس نے سوچا کہ جس چیز کی کشش عربوں کو کعبہ کی طرف لے جاتی ہے اس کی تعمیر بالکل سادہ سی ہے۔ دیواریں بھی اونچی نہیں۔ اس میں کوئی بیش قیمت پتھر لگے ہوئے نہیں، اس کعبہ کی نہ کوئی وسعت ہے اور نہ بلندی ہے۔ اس جائزہ کے بعد اس نے خیال کیا کہ اس سادہ سے کوٹھے کے مقابل پر صنعاء میں ایک عظیم الشان گرجا بنانا چاہیئے چنانچہ اس نے ایک عالی شان گرجا تعمیر کیا۔ جس میں قیمتی سے قیمتی پتھر استعمال کئے، اور کشش پیدا کرنے والے سامان اس میں فراہم کئے، اسے سونے چاندی سے سجایا تاکہ لوگ اس کی دلکشی اور خوبصورتی کو دیکھ کر کعبہ کی بجائے اسی گرجہ میں جمع ہوا کریں، اور تجارت کا مرکز مکہ کی بجائے صنعاء بن جائے - یہ اس کا باریک منصوبہ تھا۔

منصوبہ کی ناکامی

چنانچہ فرمایا الم یجعل کیدھم فی تضلیل - غور تو کرو کہ ان کی کیسی خطرناک تدبیر تھی جسے ہم نے ناکام بنا دیا۔ کید کے معنے ہیں الارادۃ مضرۃ الغیر علی خفیۃ کسی کو نقصان پہنچانے کی باریک اور خفیہ تدبیر کو کید کہتے ہیں تو فرمایا الم یجعل کیدھم فی تضلیل یہ باریک منصوبہ خدا نے خاک میں ملا دیا - یہ نہایت خطرناک منصوبہ تھا۔ گرجا کی تعمیر سے ابرہہ کی غرض یہ تھی کہ اہل عرب کو آہستہ آہستہ عیسائی بنا لیا جائے اور ان کے اموال سے بھی فائدہ اُٹھایا جائے۔ خدا نے اپنی قدرت سے اس گرجا کو نیست و نابود کر دیا اور آگ کو حکم دیا کہ اس کو جلا دے، چنانچہ یہ نادر روزگار تعمیر آگ کی نذر ہو گئی گرجا جل کر خاک ہو گیا اس کے ساتھ ہی ابرہہ کا دل بھی جل اُٹھا۔

کعبۃ اللہ پر ہاتھیوں کیساتھ چڑھائی

اس نے کعبۃ اللہ کو ہی مسمار کر دینے کا تہیہ کر لیا اور یہ خدا سے جنگ کے لئے تیار ہو گیا۔ اب ایک

طرف خدا ہے اور دوسری طرف وہ ظالم متکبر انسان ہے۔ اس نے کعبہ پر چڑھائی کی۔ لاؤ لشکر اکٹھا کیا۔ افریقہ سے آٹھ دس ہاتھی منگوائے۔ جن کا سردار بہت بڑا ہاتھی تھا۔ اس پر خود ابرہہ سوار تھا۔ عرب کے ملک میں تو ہاتھی نظر نہیں آتا تھا۔ ابرہہ نے عربوں میں خوف و ہراس پیدا کرنے کے لئے ان ہاتھیوں کو افریقہ سے منگوایا تھا۔ ہمارے ہاں تو ہاتھی کبھی کبھی نظر آجاتا ہے پھر بھی اگر بازاروں میں سے ہاتھی گذرے، تو عورتیں لڑکے، جوان، تمام طور پر ڈر جاتے ہیں، اور ان پر ہیبت طاری ہو جاتی ہے۔

اہل عرب کا خوف و ہراس

لیکن اس ملک میں جہاں ہاتھی کبھی نہ دکھائی دیا تھا اور اہل عرب نے ہاتھی دیکھا تک نہ تھا، یہ لشکر ان کے لئے کس قدر خوف و ہراس کا موجب ہوا ہوگا۔ چنانچہ ابرہہ نے مکہ معظمہ پر چڑھائی کی، وادی مکہ کے لوگ ہاتھیوں کو دیکھ کر اوسان کھو بیٹھے۔ مارے ڈر کے مکہ کو چھوڑ کر پہاڑوں کی چوٹیوں پر پناہ لینے کے لئے چلے گئے، یہی چیز ابرہہ کے مدنظر تھی۔

عبدالمطلب کی عزت پر حملہ

اس کی فوج نے لوٹ کھسوٹ شروع کر دی۔ لوگوں کے اونٹ بھی انہوں نے کھول لئے، ان میں دو سو اونٹ عبدالمطلب کے بھی تھے، یہ جو بڑے بڑے آدمی گاؤں میں رہتے ہیں، ان کی عزت کا باعث یہ بھی ہوتا ہے، کہ ان کے باغ، کھیت، گھوڑی، بھینس مال مویشی کو کوئی ہاتھ نہیں لگا سکتا۔ اگر اس کا مال مویشی چوری ہو جائے تو اس کا یہ مطلب ہے کہ اس کا رعب داب اور عزت و آن باقی نہیں۔ اور پھر راجپوت کی عزت اور رئیس کا کیا کہنا۔ اوکاڑہ میں ایک دفعہ میں ایک زمیندار کے پاس گیا۔ اس نے مجھ سے کہا کہ ہمارے ہاں سے مویشی چوری ہو گئے ہیں، میں نے اپنی گھوڑی سڑک پر باندھ دی ہے، کہ کون ہے، جو میری گھوڑی کو چوری کر کے لے جائے؟ آپ اندازہ لگائیے کہ عبدالمطلب رئیس مکہ ہے، کعبہ کا متولی ہے اس کے دو سو اونٹ ابرہہ نے اپنے قبضہ میں کر لئے جس سے عبدالمطلب کی عزت کو سخت صدمہ پہنچا گویا اس کے آن و بان کو خاک میں ملا دیا گیا۔

ظالموں کا کمزوروں اور نہتوں پر حملہ

اہل مکہ کو کمزور و ناتوان دیکھ کر ابرہہ کے لشکر نے حملہ کر دیا، ان کو اپنی بہادری اور دلیری پر فخر تھا... جیسا کہ کشمیر میں مہاراجہ ہری سنگھ اور اس کی رانی نے مسلمان نہتوں اور کمزوروں کو دیکھ کر کہا کہ پہلے ہم ان پر گولی چلاتے ہیں بڑا فخر ہے! انہوں نے مسلمان مرد اور عورتوں اور بچوں پر گولی چلائی۔ اور بھارت کے وزیر جنگ بلدیو سنگھ بھی نہتے کشمیریوں کو مارنے کے لئے موٹر پر کھڑے ہو کر اپنی شجاعت کا دکھاوا کرتے تھے کمزوروں پر حملہ کرنا کونسی بہادری ہے۔ لیکن لوگ ایسا ہی کرتے ہیں۔

اونٹ واپس لینے گئے عبدالمطلب ابرہہ کے دربار میں

تو عبدالمطلب کے اونٹ جب ابرہہ نے پکڑ لئے تو وہ ابرہہ کے پاس گئے کہ اپنے اونٹ چھڑا لیں۔ عبدالمطلب کے بارے میں لکھا ہے کہ کان رجلا جسیما وسیما وہ بڑے قدوقامت والا اور بڑا شاندار خوبصورت انسان تھے، وہ بڑے شجاع انسان تھے، بڑے سخی تھے، بہت بڑے دل و دماغ، بہت بڑے کلیجے، اور عقل و دانش کے مالک تھے۔ ابرہہ کو بتایا گیا کہ وادی مکہ کا رئیس آپ کی ملاقات کو آیا ہے، ان کی جو شان تھی بیان کی گئی۔

ابرہہ اور عبدالمطلب کی گفتگو

عبدالمطلب ابرہہ سے ملے اور کہا کہ یہ کیا ظلم ہے کہ آپ نے میرے دو سو اونٹ پکڑ لئے ہیں مجھے واپس دلائیے، یہ بات سن کر ابرہہ نے کہا میں آپ کو بہت بڑا آدمی سمجھتا تھا۔ مگر یہ بات کہکر سقطت فی عینی تم نے اپنا رتبہ اور عزت میری آنکھ میں گرا دیا۔ میں تو کعبہ کو منہدم کرنے کے لئے آیا ہوں، اس کی تمہیں فکر نہیں، اور اپنے اونٹوں کی فکر پڑ گئی۔ وہ بڑا مغرور انسان تھا۔ وہ سمجھتا تھا جو بیت اللہ کو گرانے کے لئے آیا تھا وہ کعبہ اور اونٹوں کی کیا حقیقت سمجھتا تھا۔ اس پر عبدالمطلب نے جواب دیا انا رب الابل میں تو اونٹوں کا رب ہوں اس لئے مجھے اونٹوں کی فکر ہے اور وان للبیت ربا لیمنعک عنہ کعبہ کا بھی ایک مالک ہے، وہ آپ کے مقابل پر اپنے گھر کی حفاظت خود کرے گا۔ وہ عرب تھا اس کے منہ پر جوتا مارا اور اپنے ایمان کا مظاہرہ کیا۔

عبدالمطلب کی درد بھری دعا

واپس جا کر کعبہ کے حلقہ کو پکڑ کر دعا کی لاھم ان المرء یمنع رحلہ کوئی فکر کی بات نہیں انسان کا بچہ اپنے گھر کی حفاظت کرتا ہے فامنع رحالک تو بھی ضرور اپنے گھر کی حفاظت کریگا لا یغلبن صلیبھم ومحالھم ابدا محالک۔ ان کی صلیب اور ان کی طاقت تیری طاقت پر کبھی غالب نہیں آسکتی۔ وانصر علی آل الصلیب وعابدیہ الیوم آلک ہم تیری قوم ہیں صلیب والوں اور صلیب کی پرستش کرنے والوں پر اپنی قوم کو نصرت عطا فرما۔ لا یغلبن صلیبھم۔ ان کی صلیب تیرے مقابلہ پر غالب نہ آسکے گی۔ ان کے لشکر تیرے کعبہ کو مسمار کرنے کے لئے آجمع ہوئے ہیں یارب لا ارجو لھم سواکا۔ یارب فامنع حماکا

اے مولا تیرے سوا اور کس کے پاس جاؤں تو اپنے گھر کی حفاظت کر اور تو اپنی غیرت کی چیز کو بچا۔ کس قدر خطرناک مصیبت کا سامنا ہے، قوم کی تباہی اور کعبہ کی تباہی کس قدر درد بھر دیا ہے خدا تعالیٰ نے عبدالمطلب کے دل میں، اس کو ایمان کہتے ہیں، انہیں یقین ہے کہ اللہ تعالیٰ اس عاجزی کو قبول کرے گا اور فتح عطا فرمائے گا۔

دعا کی قبولیت اور پرندوں کا اصحاب فیل پر حملہ

چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے الم تر۔ تمہیں بیدار کرنے کے لئے ہم اس تاریخی واقعہ کو یاد دلاتے ہیں، تم نے دیکھ لیا کہ ہم نے ان کے منصوبوں کو کس طرح خاک میں ملا دیا۔ اس سے اللہ تعالیٰ کی طاقت اس کے اپنے گھر کی عزت اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا شرف نظر آتا ہے، واقعہ یوں ہوا کہ پرندوں کے غول کے غول اور جھنڈ کے جھنڈ اور قطار در قطار آپہنچیں وارسل علیھم طیرا ابابیل پہلے اصحاب الفیل کا ذکر کیا کہ کتنے بڑے بڑے ہاتھی خانہ کعبہ کو گرانے کے لئے آجمع ہوئے تھے اور پھر طیرا ابابیل کا ذکر کیا کہ ان کے مقابلہ کے لئے چھوٹی چھوٹی چڑیاں آگئیں، جن کی وجہ سے ہاتھیوں پر اور دشمن کے لشکر پر تباہی آئی، اس کو خدائی طاقت کہتے ہیں۔ محاورہ ہے کیا پدی اور کیا پدی کا شوربہ مگر ان چڑیوں کی وجہ سے بھاری بھرکم اور گرانڈیل ہاتھی تباہ و برباد ہو گئے، ابرہہ کا لشکر تباہ و برباد ہو گیا۔ ابرہہ خطرناک بیماری اور اضطراب کا شکار ہو کر مرا۔ کہتے ہیں کہ ان جانوروں کی چونچوں میں مٹی اور پتھر کے چھوٹے چھوٹے کنکر اور ریزے تھے۔ وہ لشکریوں پر کنکروں کی بوچھاڑ کر رہے تھے۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ گویا بم ہیں جو گر رہے ہیں اور دشمن کی فوج کو ہلاک کر رہے ہیں۔ آج ہم بم کو آسمان سے ہوائی جہازوں سے گرتے دیکھتے ہیں۔ اس وقت پرندوں کی شکل میں چھوٹی چھوٹی چڑیاں تھیں ان کے گروہ کے گروہ آتے تھے اور ترمیھم بحجارۃ من سجیل مٹی اور پتھروں کے ریزے پھینکتے تھے اور ابرہہ کے لشکر کے آدمیوں کے جسم پر گرتے اور انہیں آبلہ آبلہ کر دیتے۔

پہلی جنگ عظیم کی بمباری کا نتیجہ

میں نے اپنی آنکھ سے یہ نظارہ دیکھا ہے میں لندن میں تھا، میں نے وہ آدمی دیکھے جن کے سینے جل رہے تھے، جسم سیاہ ہو گئے تھے۔ چمڑی آبلہ آبلہ ہو گئی ہوئی تھی انہیں موت نہیں آتی تھی، وہ تڑپ رہے ہیں اور ہاں تپ رہے ہیں، یہ بمباری کا نتیجہ تھا۔

ابرہہ اور اسکی فوج کی تباہی اور اللہ تعالیٰ کی طاقت و قدرت

ابرہہ کی فوج پر بھی بمباری ہوئی۔ لوگوں کا جسم جھلس گیا آبلے پڑ گئے۔ تڑپ رہے ہیں۔ ابرہہ کی انگلیاں

باقی بر صفحہ کالم اول

انتہائی رنج و اندوہ کے ساتھ یہ اطلاع دی جاتی ہے، کہ حضرت امیر مولانا صدرالدین صاحب ایدہ اللہ کے داماد جناب حسن سالک صاحب انجینئر الیکٹرسٹی چند دن بیمار

رسالہ "قادیانیت پر غور کرنے کا سیدھا راستہ" پر ایک محققانہ نظر

{حضرت مولانا شیخ عبدالرحمٰن صاحب مصری}

(قسط چہارم)

مولوی صاحب کا بنیادی حوالہ اور ان کے طریق کا خلافِ تقویٰ ہونا

مولوی محمد منظور صاحب نعمانی نے اپنے اس رسالہ میں کتاب "دافع البلاء" کے حوالہ کو اپنے اعتراضات کی عمارت کا بنیادی پتھر قرار دیا ہے، اور لکھا ہے کہ جو باتیں اس کتاب میں حضرت مرزا صاحب نے حضرت مسیح ناصری علیہ السلام کی طرف منسوب کی ہیں وہ عیسائیوں کے بالمقابل الزامی جواب کے طور پر بیان نہیں کی گئیں بلکہ حضرت مسیح کے متعلق یہ ان کے اپنے ہی خیالات اور دعاوی ہیں، مولوی صاحب موصوف کے اس قول پر بجز اس کے اور کیا کہہ سکتا ہوں کہ ایں عقل و دانش بباید گریست۔ مولانا آپ ذرا خدا کا خوف دل میں پیدا کرکے بتلائیں کہ حضرت مرزا صاحب کیا قرآن کریم کو آخری الہامی کتاب مانتے تھے یا موجودہ محرف و مبدل انجیل کو خدا کا کلام سمجھتے تھے آپ کو تو دعوےٰ ہے کہ آپ نے حضرت مرزا صاحب کی کتب کا اچھی طرح مطالعہ کیا ہوا ہے، باوجود اس دعوےٰ کے آپ کو اتنا بھی علم نہیں کہ حضرت مرزا صاحب قرآن کریم کے ایک ایک لفظ اور ایک ایک حرف کو خدا کا یقینی اور قطعی کلام یقین کرتے تھے اور اسی کو خدا کی آخری الہامی کتاب ثابت کرنے میں اپنی ساری زندگی وقف کردی اس لئے خدا کے سچے اور جلیل القدر نبی حضرت مسیح کی شان کی نسبت جو کچھ قرآن شریف میں وارد ہوا ہے اسی کی سچائی پر آپ کا ایمان تھا جیسا کہ گذشتہ اقساط میں آپ کی پیش کردہ تحریروں سے واضح کیا جاچکا ہے۔ اور انجیل میں جو واہیات قصے مسیح کے متعلق درج ہیں انکو آپ قرآن کے خلاف ہونے کی وجہ سے بکسر غلط قرار دیتے تھے اور فرماتے تھے کہ ان قصوں میں بیان کردہ باتیں عیسائیوں کے فرضی اور خیالی مسیح کے متعلق صحیح ہوں تو ہوں خدا کے سچے نبی حضرت مسیح علیہ السلام ہرگز ان امور کا مرتکب نہیں ہوسکتا جن کے ارتکاب کا ان قصوں میں ذکر کیا گیا ہے مثلاً شراب کا پینا۔ فاحشہ عورتوں سے ان کی حرام کی کمائی سے حاصل کردہ عطر اپنے سر پر ملوانا یا ہاتھوں اور سر کے بالوں سے اس کے جسم کو چھونا یا بے تعلق جوان عورتوں کا اس کی خدمت کرنا وغیرہ

مولانا آپ نے جو ان باتوں کو حضرت مرزا صاحب کے اپنے خیالات اور دعاوی قرار دیا ہے کیا آپ نے دیکھا ہے کہ انہوں نے ان باتوں کو قرآن شریف کی طرف منسوب کیا ہے اگر یہ باتیں ان کی تحریروں میں قرآن کی طرف۔۔ نہیں بلکہ انجیل کی طرف منسوب کی گئی ہیں تو آپ نے کس طرح سے یہ لکھ دیا کہ یہ حضرت مرزا صاحب کے اپنے خیالات اور دعاوی ہیں، ان کے خیالات اور دعاوی تو وہی ہوں گے جن کی تصدیق قرآن کریم میں پائی جاتی ہے، انجیل کے بیان کردہ امور تو ان کے خیالات اور دعاوی نہیں کہلا سکتے۔ مولانا بے شک آپ ان کو مامور من اللہ نہیں مانتے تو نہ مانیں، لیکن ان کی طرف وہ باتیں تو منسوب کرنے کی جرأت نہ کریں جن کے وہ قائل نہیں کہ یہ امانت اور دیانت کے صریح خلاف ہے، بلکہ کھلے طور پر خیانت کی حدود میں داخل ہے کیا یہ حد درجہ افسوس کا مقام نہیں کہ جس طرح آپ نے ضمیمہ انجام آتھم کی عبارت کو سیاق و سباق سے الگ کرکے پیش کیا ہے جس کا ثبوت گذشتہ قسط میں گذر چکا ہے اسی طرح "دافع البلاء" کے اس حوالہ کو پیش کرنے وقت بھی اسی دھوکہ دینے والے طریق کو اختیار کیا ہے اور جان بوجھ کر ناواقف لوگوں کو مغالطہ میں ڈالنے کی کوشش کی ہے۔

کتاب "دافع البلاء" میں حضرت مسیح کی عظمت کا اقرار

کیا کتاب "دافع البلاء" کے جس صفحہ سے آپ نے یہ عبارت پیش کی ہے، کیا اسی صفحہ کے شروع میں ہی حضرت مرزا صاحب نے یہ قرآنی آیت وجیھًا فی الدنیا والاخرۃ ومن المقربین پیش کرکے حضرت مسیح علیہ السلام کو خدا کا مقرب بندہ ثابت نہیں کیا اور کیا وہیں یہ لکھا ہوا آپ کو نظر نہیں آیا

"ہم مسیح ابنِ مریم کو بے شک ایک راستباز آدمی جانتے ہیں"

اور پھر کیا اسی صفحہ پر آپ کو یہ لکھا ہوا نظر نہیں آیا:-

"یہ جو مشہور ہے کہ عیسےٰ اور اس کی ماں مسِ شیطان سے پاک ہیں اس کے معنی نادان لوگ نہیں سمجھتے اصل بات یہ ہے کہ پلید یہودیوں نے حضرت عیسےٰ اور ان کی ماں پر سخت ناپاک الزام لگائے تھے اور دونوں کی نسبت نعوذ باللہ شیطانی کاموں کی تہمت لگاتے تھے، سو اس افتراء کا رد ضروری تھا پس اس حدیث کے اس سے زیادہ کوئی معنی نہیں کہ یہ پلید الزام جو حضرت عیسےٰ اور ان کی ماں پر لگائے گئے ہیں یہ صحیح نہیں ہیں بلکہ ان معنوں کرکے وہ مسِ شیطان سے پاک ہیں اور اس قسم کے پاک ہونے کا واقعہ کسی اور نبی کو پیش نہیں آیا"

مولانا! بتلایئے کہ جس مسیح کے متعلق حضرت مرزا صاحب کا یہ عقیدہ ہو کہ وہ صرف دنیا میں ہی وجیہہ نہیں بلکہ آخرت میں بھی وجیہہ ہی ہوگا اور پھر اس کو خدا کا مقرب بندہ تسلیم کرتے ہوں اور پھر اس کو راستباز قرار دیتے ہوں اور پھر جو الزام یہودیوں کی طرف سے ان پر لگائے گئے ہوں ان کو سخت ناپاک الزام گردانتے ہوں اور الزام لگانے والوں کو پلید انسان کے نام سے پکارتے ہوں اور ان الزاموں کو افتراء قرار دیتے ہوں، اور مسِ شیطان سے پاک ہونے کے یہ معنی بتلاتے ہوں کہ ان جھوٹے اور ناپاک الزاموں سے ان کی بریت کے اظہار کے لئے حدیث نبوی میں ایسا فرمایا گیا ہے اس مسیح کے متعلق انکا اپنا یہ عقیدہ ہوسکتا ہے کہ وہ شراب پیتا تھا اور کسبی عورتوں کی کمائی کا عطر سر پر ملواتا تھا، یا بے تعلق جوان عورتوں سے خدمت لیتا تھا، مولانا! کیا یہ کھلی دلیل نہیں اس بات پر کہ ان تمام باتوں کا ذکر محض عیسائیوں پر اتمام حجت کرنے کے لئے بطور الزامی جواب کے ہی لکھی گئی ہیں، کیونکہ انجیل میں ہی انجیل کے فرضی مسیح کے بارے میں ہی ان کا ذکر ہے پس یہ کس قدر آپ کا شدید ظلم ہے کہ آپ نے ان باتوں کو حضرت مرزا صاحب کا اپنا عقیدہ ظاہر کیا ہے پھر ظلم پر ظلم یہ کیا ہے کہ حضرت مرزا صاحب کے متعلق آپ نے یہ لکھا ہے کہ انہوں نے خدا کے مسیح پر یہ تہمتیں لگائی ہیں کیا یہ صریح دروغ بیانی نہیں کہ کسی قوم کی مسلمہ کتاب سے ان کے پیش رو کی نسبت ان کی مسلمہ باتیں لکھ کر ان پر حجت پوری کرنے والے کے متعلق یہ کہا جائے کہ یہ حوالہ دینے والا خود تہمتیں تراش رہا ہے، یہ اسی وقت کہا جاسکتا ہے کہ اگر حوالہ

غلط دیا گیا ہو، صحیح حوالہ دینے والے کے متعلق ایسا کہنا اس پر بہتان ہے جس سے ہر مؤمن کو بچنا چاہیئے ورنہ وہ خدائی وعید کے نیچے آ جائے گا۔ افسوس اس قسم کا دلخراش بہتان باندھتے ہوئے آپ نے اس صحیح حدیث نبوی کا بھی خیال نہ رکھا کہ المسلم من سلم المسلمون من لسانہ و یدہ یعنی مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور جس کے ہاتھ سے مسلمان محفوظ رہیں۔

ایک اور قرینہ الزامی جواب ہونے پر

پھر ایک اور بات بھی قابل غور ہے کہ جس صفحہ سے مصنف رسالہ ہذا نے عبارت نقل کی ہے اسی صفحہ پر جیسا کہ میں بتلا چکا ہوں حضرت مرزا صاحب یہودیوں کو حضرت مسیح پر الزام لگانے کی وجہ سے پلید مفتری اور گندے قرار دیتے ہیں کیا کوئی ایسا شخص جس کے ہوش و حواس قائم ہوں یہ تصور میں بھی لا سکتا ہے کہ اپنی کتاب کے اسی صفحہ پر اسی فعل کا ارتکاب شروع کر دیں جس کے ارتکاب کی وجہ سے وہ یہود کو پلید وغیرہ کے القاب سے پکار رہے ہیں۔ یہ ایک ہی بات اس حقیقت کو آشکارا کر دیتی ہے کہ حضرت مرزا صاحب کے کلام کا رُخ عیسائیوں کے فرضی مسیح کی طرف ہے اور وہی باتیں اس فرضی مسیح کے متعلق انہوں نے لکھی ہیں جو عیسائیوں کی انجیلوں کے صفحات کی زینت بنی ہوئی ہیں۔

مصنف صاحب کی دو دلیلوں میں سے پہلی دلیل کی حقیقت

مصنف صاحب رسالہ ہذا نے اس بات کو ثابت کرنے کے لئے کہ حضرت مرزا صاحب نے جو باتیں مسیح کی طرف منسوب کی ہیں وہ عیسائیوں کے بالمقابل الزامی جواب کے طور پر نہیں بلکہ ان کے اپنے خیالات اور دعاوی ہیں دو باتیں بطور دلیل کے پیش کی ہیں جو خلاف واقع ہونے کے علاوہ مضحکہ خیز بھی ہیں۔

پہلی دلیل ان کی ذیل میں انہی کے الفاظ میں نقل کی جاتی ہے :-

"میں تو یہی آپ کو یہ بھی بتلا دوں کہ مرزا صاحب نے حضرت عیسےٰ علیہ السلام کے متعلق جو ایسی غیر شریفانہ باتیں اپنی کتابوں میں لکھی ہیں قادیانی حضرات ان کے متعلق عام طور پر یہ کہدیا کرتے ہیں کہ یہ سب عیسائی پادریوں کے مقابلہ میں الزامی طور پر لکھا گیا ہے لیکن یہ محض دھوکا اور بناوٹ ہے، خصوصاً میں نے اس وقت جو عبارت پڑھ کر سنائی ہے، وہ دافع البلاء کی ہے اور دافع البلاء کے مخاطب زیادہ تر علمائے اسلام ہیں جس کا جی چاہے پوری کتاب پڑھ کر دیکھ لے"

دھوکہ دہی کا کون مرتکب ہے

حضرت مرزا صاحب کی ان تحریروں کو پڑھنے کے بعد جو گذشتہ اقساط میں گذر چکی ہیں ہر منصف مزاج انسان خود ہی فیصلہ کر سکتا ہے کہ مصنف رسالہ ہذا نے احمدیوں کے اس کہنے کو کہ حضرت مرزا صاحب کی ایسی تحریریں عیسائی پادریوں کے مقابلہ میں الزامی طور پر لکھی گئی ہیں دھوکے اور بناوٹ کا نام دیا ہے اس میں کہاں تک سچائی اور دیانت کو مدنظر رکھا ہے۔

اس کے بعد کی عبارت میں مصنف صاحب نے اپنے قارئین کے دلوں میں یہ اثر پیدا کرنے کی کوشش کی ہے کہ کتاب دافع البلاء تو عیسائیوں کے لئے لکھی ہی نہیں گئی بلکہ یہ تو عام علمائے اسلام کے لئے لکھی گئی ہے اس لئے جہاں تک اس کتاب کا تعلق ہے اس میں عیسائیوں کے مقابلہ کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کہ عبارتیں زیر بحث عیسائیوں کے مقابلہ میں لکھی ہوئی قرار دی جائیں۔

مولوی صاحب موصوف کہتے تو یہ ہیں کہ احمدیوں کا قول محض دھوکا اور بناوٹ ہے لیکن میں کہتا ہوں کہ ان کا مندرجہ بالا قول اتنا کھلا کھلا جھوٹ ہے کہ خیال کیا جاتا ہے کہ ایسا صریح جھوٹ بولنے والے کو خدا اور جزاء و سزا کے دن پر ایمان بھی ہے یا نہیں۔ پھر کس دلیری سے کہتے ہیں کہ :-

"جس کا جی چاہے ساری کتاب پڑھ کر دیکھ لے"

ان کے دل میں یہ اتنے بڑے جھوٹ پر دلیری اس لئے پیدا ہوئی ہے کہ یہ جانتے ہیں کہ رسالہ کو پڑھنے والوں کو اتنی فرصت اور ہمت کہاں کہ وہ کتاب دافع البلاء کو منگوا کر پڑھیں وہ تو ان کے اس قول کو پڑھ کر ہی سمجھ لیں گے کہ ہمارے مولوی صاحب نے سچ ہی لکھا ہوگا لیکن قارئین کرام کو ابھی معلوم ہو جائے گا کہ مولوی صاحب موصوف نے کس طرح :-

"چہ دلاور است دزدے کہ بکف چراغ دارد"

کی مثل کو زندہ کر دیا ہے۔

کتاب دافع البلاء کا موضوع سب قوموں سے خطاب

قارئین کرام کو اصل حقیقت سے روشناس کرانے کے لئے کتاب دافع البلاء کی تصنیف کے محرک اور اس کے اصل موضوع پر روشنی ڈالنی ضروری ہے، سو یاد رہے کہ کتاب دافع البلاء کی تصنیف سے قریباً چار سال قبل حضرت مرزا صاحب نے خدا تعالےٰ سے اطلاع پا کر یہ پیشگوئی کی کہ پنجاب میں طاعون کا حملہ ہونے والا ہے، اس پیشگوئی کے ساتھ ہی حضور نے لوگوں کو اپنے اصلاح حال کی طرف بھی توجہ دلائی اور توبہ و استغفار کو اپنا ورد بنانے کی تلقین کی لیکن پنجاب کے باشندوں نے جو مسلمان ہندو۔ عیسائی وغیرہ پر مشتمل تھے اس پیشگوئی کو نعوذ باللہ حضرت مرزا صاحب کا افتراء قرار دیتے ہوئے اسے ہنسی میں اُڑا دیا صرف یہی نہیں بلکہ حضرت مرزا صاحب کی شان میں بدزبانی سے بھی کام لیا، آخر خدا تعالےٰ نے اپنے الہام :-

"دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اس کو قبول نہ کیا لیکن خدا اُسے قبول کرے گا اور بڑے زور آور حملوں سے اس کی سچائی ظاہر کرے گا۔"

کے مطابق اپنے مامور کی سچائی کو ظاہر کرنے کے لئے عذاب طاعون بھیجدیا جس نے اس قدر شدت اختیار کی کہ لوگ جو اس سے بانتہ ہو گئے، ہزاروں آدمی ہر سال لقمۂ اجل بننے لگے، اس حالت کو دیکھ کر حضرت مرزا صاحب کے جذبۂ ہمدردی نے جو ہر مامور میں مخلوق کے لئے طبعاً ہوتا ہے پھر جوش مارا اور یہ ہمدردیٔ مخلوق ہی محرک ہوئی اس بات کے لئے کہ آپ یہ کتاب دافع البلاء شائع کرکے لوگوں کو اس عذاب الٰہی کو دُور کرنے کا صحیح علاج بتلائیں اور یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ پنجاب میں صرف مسلمان ہی آباد نہ تھے کہ ان کی ہمدردی کا رُخ صرف انہی کی طرف ہوتا، یہاں ہندو اور عیسائی بھی بستے تھے اس لئے طبعاً حضور نے سب قوموں کو ہی اپنے بتلائے ہوئے علاج سے فائدہ اُٹھانے کا موقعہ دینا تھا، اور سب کو ہی اس عذاب الٰہی کے بھنور سے نکلنے کی راہ بتلانی تھی کیونکہ صرف مسلمانوں کو ہی نہیں بلکہ سب قوموں کو ہی اس بھنور نے اپنی لپیٹ میں لیا ہوا تھا، اس لئے طبعاً آپ نے ہر قوم کو ہی مخاطب کرنا تھا اور کیا کسی کو بھی اس خطاب سے مستثنیٰ نہیں کیا جیسا کہ ابھی قارئین کرام پر واضح ہو جائے گا اس لئے مصنف صاحب کا یہ کہنا کہ اس کتاب میں مخاطب زیادہ تر علماءِ اسلام ہی ہیں بالکل غلط اور خلاف واقع ہے۔

ہر قوم نے اپنے اپنے عقیدہ کے مطابق اس عذاب الٰہی سے نجات حاصل کرنے کے لئے علاج تجویز کئے۔ مثلاً سُنّی مسلمانوں کی انجمن حمایت اسلام کے سیکرٹری میاں شمس الدین صاحب نے یہ علاج بتلایا کہ سب مسلمان مل کر ایک میدان میں جمع ہو کر نماز پڑھیں اور خدا سے اسے دُور کرنے کی دعا کریں شیعہ مسلمانوں نے تولا اور تبرّیٰ کو اس کا علاج بتلایا ہندو قوم کے آریہ سماجی فرقہ نے یہ علاج بتلایا کہ سب لوگ ویدوں پر ایمان لے آئیں سناتن دھرمی فرقہ نے گائے کے ذبح کو بند کر دینا ہی اس کا واحد علاج بتلایا عیسائیوں نے مسیح کو خدا مان لینے اور کفارہ پر ایمان لانے کو اسکو دُور کرنے کا یقینی ذریعہ قرار دیا ڈاکٹروں

نے طبی مشورے دیئے، مختلف قوموں کی طرف سے ان تمام تجویز کردہ علاجوں کو دلل طور پر بے سُود ثابت کرنے کے بعد آپ نے ساری قوموں کو اصل اور صحیح علاج کی طرف توجہ دلائی۔

صحیح علاج

آپ نے فرمایا کہ سب سے پہلے اس بات پر غور کیا جائے کہ اس عذابِ الٰہی کے آنے کی وجہ کیا ہے، وجہ ظاہر ہے کہ اللہ تعالےٰ نے جب اہلِ پنجاب کو گناہوں میں مبتلا دیکھا تو اپنی سنتِ قدیمہ کے مطابق اپنا مامور بھیجا جو ان کو متنبہ کرے کہ اپنی موجودہ بدکاریوں سے باز آجاؤ ورنہ عذابِ الٰہی سر پر کھڑا ہے قوم نے جب اس مامور من اللہ کی تنبیہہ کو ٹھکرا دیا اور اس کی ایذاء پر کمر باندھ لی اور اس کے ساتھ بدزبانی سے پیش آئے تو اس کی پیشگوئی کے مطابق عذاب نے انہیں آگھیرا اب جبکہ وجہ عذاب آنے کی یہ ہے تو اس وجہ کو دُور کئے بغیر یہ عذاب کس طرح اُٹھایا جاسکتا ہے چنانچہ ص۹ پر اپنی ایک وحی کا ذکر کرتے ہوئے صاف الفاظ میں فرماتے ہیں:۔

" دوسری بات جو اس وحی سے ثابت ہوئی وہ یہ ہے کہ یہ طاعون اس حالت میں فرو ہوگی جبکہ لوگ خدا کے فرستادہ کو قبول کرلیں گے اور کم سے کم یہ کہ شرارت اور ایذاء اور بدزبانی سے باز آجائیں گے "

مسلمانوں کی آنکھیں کس طرح کھلیں

ابتداء میں لوگوں نے اس تنبیہہ کو بھی درخور اعتنا نہ سمجھا اور اس علاج کو اختیار کرنے سے عملاً انکار کردیا اور خدا کے فرستادہ کو ماننا تو کجا مزید گالیوں کا نشانہ بنایا اور جس قدر وہ دُکھ دے سکتے تھے دیئے نتیجہ اس کا یہی نکلا کہ طاعون ہر سال شدت اختیار کرتی گئی ادھر لوگوں نے جب دیکھا کہ طاعون کی شدت کم ہونے میں آتی ہی نہیں اور ادھر احمدی ہونے والے بالعموم حضرت مرزا صاحب کی پیشگوئی کے مطابق اس عذاب سے محفوظ رہتے ہیں الّا ماشاء اللہ تو بالآخر ان کی آنکھیں کھلیں، اور وہ حضور کے دوسرے الہام یا مسیح الخلق عدوانا یعنے اے مخلوق کے مسیح ہمیں اس متعدی وبا سے بچا لست تری من بعد مواد نا و فساد نا تو آیندہ ہرگز ہماری مخالفت اور ایذا دہی کے مادہ کو نہیں دیکھے گا اور ہمارے اندر جو فساد پیدا ہوا ہے وہ بھی تجھے نظر نہیں آئے گا عملی طور پر ان الفاظ کو دہراتے ہوئے فوج در فوج بیعت میں داخل ہونے شروع ہو گئے تب جا کر یہ عذابِ الٰہی دُور ہوا، جس کے دُور

ہونے کی پیشگوئی بھی بذریعہ الہام الٰہی پہلے سے شائع کر دی گئی تھی۔

حفاظت کا وعدہ اور اس کا پُورا ہونا

اس سلسلہ میں آپ کی ذات کے متعلق الہام تھا انی احافظک خاصۃً میں خاص طور پر طاعون سے تمہیں محفوظ رکھوں گا، چنانچہ ایسا ہی وقوع میں آیا، آپ کے گھر میں جو لوگ رہتے تھے ان کے محفوظ رہنے کا بھی وعدہ الٰہی تھا لیکن ایک شرط کے ساتھ اور وہ یہ کہ اگر یہ لوگ علو اور استکبار سے کام نہیں لیں گے، یہ شرط اس لئے لگائی تا رہنے والے اپنے آپ کو محفوظ سمجھ کر خدا کی نافرمانی پر نہ اتر آئیں، گھر کا کوئی ایک فرد بھی طاعون سے ہلاک نہیں ہوا حالانکہ کئی خاندان اس گھر میں بود و باش رکھتے تھے۔ جماعت کے مخلصین کی حفاظت کا بھی وعدہ تھا اور یہ بھی صفائی سے پورا ہوا۔ جماعت کے متعلق بھی وعدہ تھا کہ اس کے افراد بالعموم طاعون سے محفوظ رہیں گے چنانچہ ایسا ہی وقوع میں آیا، بعض جگہ گاؤں کے گاؤں کا صفایا ہو جاتا تھا لیکن وہاں کے احمدی محفوظ رہتے تھے ان تمام باتوں کو دیکھ کر لوگوں کو مخالفت ترک کرکے احمدی بن جانے کی طرف توجہ ہوئی اور وہ گروہ در گروہ احمدیت میں داخل ہونے لگ پڑے۔

ایک زبردست چیلنج تمام قوموں کو عموماً اور عیسائیوں کو خصوصاً

مندرجہ بالا تمام زبردست اور ایمان افروز نشانوں کے علاوہ اس سلسلہ میں حضرت مرزا صاحب نے ایک امر کو بڑے زور کے ساتھ فیصلہ کن نشان کے طور پر پیش کیا اور تمام مذاہب کے لیڈروں کو چیلنج کیا کہ وہ اس نشان کی مثل پیش کریں اگر وہ اس کی مثل پیش کردیں تو آپ اپنا جھوٹا ہونا تسلیم کرلیں گے اور اس چیلنج کا رُخ اگرچہ سب قوموں کی طرف تھا لیکن عیسائی پادری خصوصیت سے اس کے مخاطب تھے جن کے ذکر سے مولوی صاحب موصوف کتاب کو خالی قرار دیتے ہیں

وہ فیصلہ کن نشان یہ تھا کہ آپ نے خدا سے الہام پاکر یہ فرمایا کہ اللہ تعالےٰ نے ان کے مرکز قادیان کو طاعون جارف کے حملہ سے محفوظ رکھنے کا وعدہ کرلیا ہے یعنی ایسا شدید حملہ طاعون کا قادیان پر کبھی نہیں ہوگا جو اس قصبہ کو بالکل تباہ و برباد کر جائے اگر میرے الہام کو دیگر مذاہب کے پیرو میرا افترا سمجھتے ہیں تو وہ بھی اپنے اپنے مقدس مقامات کے متعلق ایسی پیشگوئی کردیں اگر ان کے مقدس مقامات طاعون جارف کے حملہ سے محفوظ رہے تب بھی میں اپنے آپ کو جھوٹا تسلیم کرلوں گا اور قادیان کا محفوظ رہنا بھی ایک اتفاقی امر قرار دیا جائے گا۔ چنانچہ آریوں کے متعلق لکھا کہ وہ بنارس کے متعلق ایسی پیشگوئی کردیں کیونکہ وہاں گائیں زیادہ ہیں۔ عیسائی کلکتہ کی نسبت ایسی پیشگوئی کو شائع کردیں، کیونکہ برٹش انڈیا کا سب سے بڑا بشپ وہاں رہتا ہے۔ اسی طرح پنجاب کے عیسائی نارووال یا بٹالہ کی نسبت ایسی پیشگوئی شائع کردیں کیونکہ یہاں عیسائیوں کے یہ دونوں شہر بڑے مرکز ہیں اور انجمن حمایت اسلام والے اور الٰہی بخش اکونٹنٹ ملہم ہونے کے مدعی ہیں لاہور کا نام لے دیں مولوی نذیر حسین صاحب دہلی کی نسبت ایسی پیشگوئی کردیں عبدالجبار اور عبدالحق غزنوی امرتسر کے متعلق ایسی پیشگوئی کر دیں۔ مولوی احمد حسن صاحب امروہہ کی نسبت ایسا اعلان کردیں اگر یہ تمام شہر یعنی لاہور امرتسر نارووال بٹالہ۔ دہلی۔ کلکتہ امروہہ طاعون جارف سے بچ گئے تو میرا دعوے جھوٹا، اب ظاہر ہے کہ یہ تمام شہر لاکھوں کی آبادی والے شہر تھے ان میں طاعون جارف کا حملہ آور ہونا لاکھوں کی تباہی کا موجب ہوتا اور یہ اتنا بڑا نشان تھا کہ ساری دنیا اس نشان کے اثر سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہتی لیکن کسی کو بھی اس مقابلہ میں آنے کی جرأت نہ ہوئی لیکن قادیان نے طاعون جارف کے حملہ سے محفوظ رہ کر الہام الٰہی کی صداقت پر مہر لگادی۔

عیسائیوں کو خصوصیت سے مخاطب کرنے کے متعلق پہلا حوالہ

اس کتاب کے صفحہ ۱۲-۱۳-۱۴ پر یہ فرماتے ہوئے کہ طاعون کے حملہ آور ہونے کا ایک ہی سبب ہے اور وہ یہ کہ خدا کے مامور کا نہ صرف انکار کیا گیا بلکہ اسکو گالیاں دی گئیں اور اس کی توہین کی گئی اس کو ستایا گیا اس کو کافر کہا گیا اس کے قتل کرنے کے ارادے کئے گئے اس لئے اس کا علاج بجز اس کے کچھ نہیں کہ خدا کے اس مسیح کو سچے دل اور اخلاص سے قبول کرلیا جائے یہ تو یقینی علاج ہے اور اس سے کمتر درجہ یہ علاج ہے کہ اس کے انکار سے منہ بند کر لیا جائے اور زبان کو بدگوئی سے روکا جائے اور دل میں اس کی عظمت بٹھائی جائے "

پھر فرماتے ہیں:۔

" تم یقیناً سمجھو کہ آج تمہارے لئے بجز اس مسیح کے اور کوئی شفیع نہیں باستثناء آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم اور یہ شفیع آنحضرت صلعم سے جدا نہیں، بلکہ اس کی شفاعت درحقیقت آنحضرت صلعم کی ہی شفاعت ہے اے عیسائی مشنریو! اب ربنا المسیح مت کہو دیکھو آج تم میں ایک ہے جو

اس مسیح سے بڑھ کر ہے ...... سچا شفیع میں ہوں جو اس بزرگ شفیع کا سایہ ہوں اور اس کا ظل جس کو اس زمانہ کے اندھوں نے قبول نہ کیا اور اس کی بہت ہی تحقیر کی یعنی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اس لئے خدا نے اس وقت اس گناہ کا ایک ہی لفظ کے ساتھ پادریوں سے بدلہ لے لیا (پادریوں سے بدلہ لینے کے الفاظ قارئین کرام ذہن نشین کر لیں ازناقل) کیونکہ عیسائی مشنریوں نے عیسیٰ بن مریم کو خدا بنایا (عیسائی مشنریوں کے حضرت مسیح کو خدا بنانے کے عقیدہ کو بھی مدنظر رکھا جائے ازناقل) اور ہمارے سید و مولیٰ[1] حقیقی شفیع کو گالیاں دیں اور بدزبانی کی کتابوں سے زمین کو نجس کر دیا اس لئے اس مسیح کے مقابل پر جس کا نام خدا رکھا گیا (نام خدا رکھا گیا بھی ملاحظہ ہو ازناقل) خدا نے اس اُمت میں سے مسیح موعود بھیجا جو اس پہلے مسیح سے اپنی تمام شان میں بہت بڑھکر ہے اور اس نے دوسرے مسیح کا نام غلام احمد رکھا تا یہ اشارہ ہو کہ عیسائیوں کا مسیح (الفاظ عیسائیوں کا مسیح بھی یاد رکھنے کے قابل ہیں ازناقل) کیسا خدا ہے (یہ الفاظ بھی مدنظر رہیں ازناقل) جو احمد کے ادنے غلام سے بھی مقابلہ نہیں کرسکتا یعنے وہ کیسا مسیح ہے جو اپنے قرب و شفاعت کے مرتبہ میں احمد کے غلام سے بھی کمتر ہے، اے عزیزو! یہ بات غصہ کرنے کی نہیں اگر اس احمد کے غلام کو جو مسیح موعود کرکے بھیجا گیا ہے تم اس پہلے مسیح سے بزرگتر نہیں سمجھتے اور اسی کو شفیع اور منجی قرار دیتے ہو تو اب اس دعوے کا ثبوت دو ...... (یعنی) آپ بھی اگر مسیح ابن مریم کو درحقیقت سچا شفیع اور منجی قرار دیتے ہو تو قادیان کے مقابل پر آپ بھی کسی اور شہر کا پنجاب کے شہروں میں سے نام لے دیں کہ فلاں شہر ہمارے خداوند مسیح کی برکت اور شفاعت سے طاعون سے پاک رہے گا اور اگر ایسا نہ کرسکیں تو پھر آپ سوچ لیں کہ جس شخص کی اسی دنیا میں شفاعت ثابت نہیں وہ دوسرے جہان میں کیونکر شفاعت کرے گا۔“

اب قارئین کرام خود ہی غور کر لیں کہ کیا مندرجہ بالا عبارت میں خصوصیت کے ساتھ عیسائی مشنریوں کو چیلنج نہیں کیا گیا کیا یہی لوگ اس امر کا دن رات پرچار نہیں کرتے تھے کہ اصل شفیع اور منجی ان کا عیسیٰ مسیح ہی ہے اور کیا یہی قوم اپنے مسیح کو خدا نہیں بنا رہی تھی۔ اس عبارت کے ہوتے ہوئے مولوی صاحب کا اپنے رسالہ میں یہ کہنا کہ عیسائی قوم کے مقابل تو یہ کتاب تصنیف ہی نہیں کی گئی کہاں تک حق و صداقت پر مبنی ہے۔

عیسائیوں کو خصوصیت سے مخاطب کرنے کا دوسرا حوالہ

مولوی صاحب موصوف نے اپنے رسالہ میں دافع البلاء کے جس صفحہ سے عبارت نقل کی ہے، جس کو انہوں نے اپنے طعن کی بنیاد بنایا ہے اور جس کے متعلق وہ کہتے ہیں، کہ یہ عیسائیوں کو مخاطب کر کے نہیں لکھی گئی اسی صفحہ پر عیسائیوں کو ہی خصوصیت سے مخاطب کر کے مولوی صاحب کی نقل کردہ عبارت لکھی گئی ہے، چنانچہ اسی صفحہ پر حضرت مرزا صاحب فرماتے ہیں:-

بہرحال اس مقابلہ کے وقت میں (جس کا ذکر اوپر آچکا ہے ازناقل) ایک دن ان کو معلوم ہوگا کہ ان تمام مذاہب میں سے کونسا ایسا مذہب ہے جس کا شفاعت کرنا اور منجی کے بزرگ لفظ کا مصداق ہونا ثابت ہو سکتا ہے سچے منجی کو ہر ایک شخص چاہتا ہے اور اس سے محبت کرتا ہے پس بلاشبہ اب دن آگئے ہیں کہ ثابت ہو کہ سچا منجی کون ہے ہم مسیح ابن مریم کو بیشک ایک راستباز آدمی جانتے ہیں کہ اپنے زمانہ کے اکثر لوگوں سے البتہ اچھا تھا واللہ اعلم مگر وہ حقیقی منجی نہیں تھا یہ اس پر تہمت ہے کہ وہ حقیقی منجی تھا اور حقیقی منجی وہ ہے جو زمین حجاز میں پیدا ہوا تھا اور تمام دنیا اور تمام زمانوں کی نجات کے لئے آیا تھا اور اب بھی آیا مگر بروز کے طور پر خدا اس کی برکتوں سے تمام زمین کو متمتع کرے آمین“

اسی مندرجہ بالا عبارت میں ”اکثر لوگوں“ پر نشان دے کر حاشیہ میں وہ عبارت ہے جو محل اعتراض بنائی گئی ہے، اب ہر منصف مزاج شخص اس عبارت کو پڑھکر بآسانی فیصلہ کرسکتا ہے کہ عبارت زیر اعتراض کیا عیسائیوں کے مقابلہ میں ہی لکھی گئی ہے یا نہیں اس حقیقت کا منکر کیا سچائی کو عمداً ترک نہیں کر رہا

عام خطاب میں عیسائی بھی شریک ہیں

مندرجہ بالا دو مقامات تو وہ تھے جہاں عیسائیوں کو ہی خصوصیت سے مخاطب کیا گیا ہے۔ اور انہی میں سے ہی ایک مقام میں مسیح کے متعلق لکھا گیا ہے جو کچھ کہ لکھا گیا ہے جس سے صاف عیاں ہے کہ وہ تحریر عیسائیوں کے فرضی اور خیالی مسیح کو ہی مدنظر رکھ کر لکھی گئی ہے جس کو مصنف رسالہ نے حضرت مرزا صاحب کا اپنا خیال ظاہر کرنے کی ناکام کوشش کی ہے۔ اب ذیل میں چند حوالے ایسے بھی پیش کئے جاتے ہیں جن میں دیگر پیروان مذاہب کو خطاب کرتے ہوئے عیسائیوں کو بھی اس میں شریک کیا ہے تا کہ قارئین کرام پر اچھی طرح پر واضح ہو جائے کہ کتاب دافع البلاء میں عیسائیوں کا ذکر ہے یا نہیں وہ مقامات حسب ذیل ہیں:-

مقام اوّل

کتاب کے ٹائیٹل پیج کے صفحہ ۲ پر زیر عنوان تنبیہ فرماتے ہیں:-

”جس پیغام کو ہم اس وقت اپنے عزیزان ملک کے پاس اس رسالہ کے ذریعہ سے پہنچانا چاہتے ہیں اس کی نسبت ہمیں انبیاء علیہم السلام کے قدیم تجربہ کی رُو سے یہ ثابت ہے کہ سردست اس ہماری ہمدردی کا قدر یہی ہوگا کہ پھر دوبارہ ہم اسلام کے مولویوں اور عیسائی مذہب کے پادریوں اور ہندو مذہب کے پنڈتوں سے گالیاں سنیں اور طرح طرح کے رنجدہ خطابوں سے یاد کئے جائیں

(باقی برصفحہ ؟)

[1] ہمارے ربوہ کے بھائیوں کو اس لفظ سے بھی غلطی لگی ہے ان الفاظ سے وہ کلی فضیلت کا عقیدہ نکالتے ہیں حالانکہ حضرت اقدسؑ نے اسی جگہ صراحت کے ساتھ اپنی تمام شان بھی بیان کر دی ہوئی ہے یعنی حضرت نبی کریم صلعم کا خلیفہ ہونا۔ تمام دنیا کے لئے مامور ہونا اور اسی کے مطابق اتمام حجت کے لئے دلائل و نشان دیئے جانا اور اسی کے مطابق استعداد باطنی سے آراستہ کئے جانا، نبوّت چونکہ آپ کی شان سے خارج چیز ہے اس لئے وجہ فضیلت میں اس کا ذکر قطعاً نہیں کیا۔ اس لئے فضیلت کلی کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا فضل قرار دیتے ہوئے بھی حضورؑ نے اپنی فضیلت کو جزوی فضیلت ہی قرار دیا ہے مفصل بحث اس کے متعلق اپنے موقعہ پر آئے گی انشاء اللہ تعالےٰ۔

(بقیہ خطبہ از صفحہ ۶)

گرگئیں، لاشیں اٹھانے والا کوئی نہ تھا۔ قرآن کریم دوسری جگہ فرماتا ہے او لم ینظروا فی ملکوت السموات والارض وما خلق اللہ من شیٔ ۔ کیا تم نہیں دیکھتے کہ وہ زمین اور آسمانوں کا مالک ہے، ہر چیز کو اس نے پیدا کیا ہے، طاقت وقدرت اس کے ہاتھ میں ہے، اسی طاقت وقدرت کا ذکر اس آیت میں ہے الم تر کیف فعل ربک باصحاب الفیل ۔ اصحاب الفیل کو ہم نے نیست نابود کرکے کس طاقت وقدرت اور تصرف وغلبہ کا ثبوت دیا ہے ان کا منصوبہ بڑا خطرناک تھا۔ اور ان کے دل دماغ میں بھی یہ خیال نہیں تھا کہ اس لشکر جرار اور افریقہ کے دہشتناک درندوں سے بھی کوئی بچ کر نکل سکتا ہے الم یجعل کیدھم فی تضلیل مگر خدا نے اپنے تصرف اور غلبہ کا مظاہرہ کیا اور ان کے تمام منصوبوں کو خاک میں ملا دیا، آگ کو حکم دیا کہ گرجا کو جلا ڈالو فارسل علیھم طیرًا ابابیل پرندوں کو حکم دیا کہ بمباردمنٹ سے دشمنوں کو تباہ وبرباد کر ڈالو، ترمیھم بحجارۃ من سجیل وہ چھوٹی چھوٹی کنکریاں اُن پر پھینکتے تھے جن کی وجہ سے ... فجعلھم کعصف ماکول وہ اس کھیت کی طرح ہو گئے جس کا سبزہ مویشی چٹ کر جائیں۔ قرآن کریم میں عصف کا لفظ دوسری جگہ بھی آیا ہے فرمایا والحب ذوالعصف والریحان۔ چھلکے والا دانہ اور خوشبودار بوٹیاں۔ یہاں فرمایا کعصف ماکول ۔ جب کھیت میں مویشی داخل ہو کر فصلوں کو کھا جاتے ہیں تو باقی کچھ نہیں رہتا۔ ان کا نام ونشان مٹ جاتا ہے۔ اس کو کہتے ہیں کعصف ماکول تو دشمن کے لشکر کی تباہی ایسی ہوئی کہ ان کا سب کچھ تباہ وبرباد ہو گیا اور نام ونشان تک باقی نہ رہا۔

کعبۃ اللہ اور محمد رسول اللہؐ کی عزت وشرف

الم تر ۔ کیا یہ واقعات گواہی نہیں دیتے کہ خدا بڑی قدرتوں کا مالک ہے اور کہ خانہ کعبہ عزت وعظمت کا مرجع ہے، اس کو دنیا کی کوئی طاقت برباد نہیں کر سکتی بلکہ جو اسے برباد کرنے کی ٹھانے گا وہ خود برباد ہو جائے گا اور یہ کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خدا کے پیغمبر ہیں کوئی طاقت ان کو نیچا نہیں دکھا سکتی، آپ کی شرف ۔ بزرگی اور عزت وعظمت اسی طرح قائم ہو گی جس طرح کعبۃ اللہ کی عزت اور عظمت خدا نے قائم کی۔ اس سورۃ میں خدا کی قدرت، کعبہ کی عظمت اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت کا ذکر ہے۔

پہلی عالمگیر جنگ میں قدرت الٰہی کا نظارہ

میں نے خدا کی قدرت کا پہلی عالمگیر جنگ میں نظارہ دیکھا۔ لنڈن کی بڑی بڑی عمارتیں خاکستر ہو گئیں۔ ایک آدمی جو بڑا قابل اور پڑھا لکھا تھا اور لیاقت اور ذہانت کا مالک تھا اور مصنف بھی تھا اس کو میرے آدمیوں نے بطور جاسوس لگا رکھا تھا، وہ ووکنگ سے چند میل کے فاصلہ پر گلفرڈ کی پہاڑی پر رہتا تھا وہاں بم گرا۔ اس نے مجھے تار بھیجا کہ میری تسلی کے لئے آئیں۔ میں گیا۔ اس نے کہا کہ میرے کچھ فاصلے پر بم گرا۔ میری جان نکل گئی میں پاگل ہو گیا۔ میں کوٹھوں کی کوٹھڑی میں گھس گیا تھا۔ ان حالات کے ہوتے ہوئے میں خدا کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ میں نے ایک رات بھی اضطراب کی نہیں دیکھی۔ نہ دن کے وقت کوئی خطرہ محسوس ہوا اور نہ رات کے وقت بے خوابی ہوئی، ایک اور نظارہ میں نے دیکھا لارڈ کچنر جس نے کہا تھا کہ میں کعبہ کو اصطبل بناؤں گا۔ اس کے باپ ابرہہ نے اس کعبہ کی بے حرمتی کا خیال کیا تو تباہ وبرباد ہو کر رہ گیا اور اس کے فرزند اعظم کچنر نے بھی کعبۃ اللہ کی تذلیل وتحقیر کا خواب دیکھا تو خدا نے اس کو بھی ہلاکت کا نشانہ بنا دیا۔ وہ روس جانا چاہتا تھا ایک نہایت مضبوط جنگی جہاز پر سوار ہوا، خدا نے اس کو غرق کر دیا۔ میں نے اس کی ہلاکت اور تباہی پر خوشی کا اظہار کیا، مسجد پر جھنڈے لہرائے۔ لوگوں نے کہا جنگ کا زمانہ ہے، اتنے بڑے آدمی کی موت پر خوشی کا اظہار کرنا درست نہیں، اس سے گولی کا نشانہ بنا دیئے جاؤ گے یا قید کر دیئے جاؤ گے تو کوئی تعجب کی بات نہیں لیکن میں نے اس کی کوئی پرواہ نہ کی، میں خوش تھا کہ خدا کعبہ کے دشمن کو اس طرح تباہ کر سکتا ہے۔

ایک شخص کی خطرناک جسارت

آج بھی آپ لوگوں کے سامنے ایک شخص زبان کھولتا ہے اور کہتا ہے کہ کعبہ کی چھاتیوں کا دودھ خشک ہو گیا ہے! استغفر اللہ! استغفر اللہ استغفر اللہ۔ قرآن کریم میں کعبہ کے متعلق لکھا ہے مبارکًا وھدًی للعلمین کعبۃ اللہ ساری دنیا کے لئے ہدایت کا سرچشمہ ہے اور اس کی برکات کبھی ختم نہ ہوں گی لیکن یہ شخص کہتا ہے کہ کعبۃ اللہ کی چھاتیوں کا دودھ خشک ہو گیا، یہ کس قدر جسارت ہے۔ کعبہ سے جو ہدایت کے چشمے پھوٹتے ہیں اُن کے برکات یہ ہیں خدا ایک ہے، کعبہ خدا کا گھر ہے۔ تمام قومیں خدا کا کنبہ ہیں، ساری قوموں میں مبعوث سے پیغمبر اس نے بھیجے۔ جن کی تعلیم ایک ہی تھی۔ محمد رسول اللہ صلعم نے ان نبیوں کی عظمت اور فضیلت قائم کی، ساری آسمانی کتابوں پر ایمان ضروری قرار دیا قرآن کریم فرماتا ہے تمام قوموں میں نیک لوگ آئے نیکی کا اجر سب کو ملتا ہے نیکی کسی کی بھی ضائع نہیں جاتی ھدًی ومبارکًا کعبہ ہدایت اور برکت کا سرچشمہ ہے اس کے نور ہدایت اور برکتوں کے سوتے کبھی خشک نہیں ہو سکتے مگر ایک شخص خدا تعالیٰ کی شہادت اور تاریخی حقائق کے برخلاف کہتا ہے کہ کعبہ کی چھاتیوں کا دودھ خشک ہو گیا۔ اللہ اللہ خدا کے مقابل پر یہ اعلان جس سے کعبۃ اللہ کی عظمت دلوں سے مٹانے کا ارادہ ہے ابرہہ اور کچنر تو دیواریں مسمار کرنے کا ارادہ رکھتے تھے۔ دیواریں گرانے سے خدا کے گھر کی عظمت دلوں سے نہیں مٹتی۔ لیکن جب دلوں سے کعبہ کی عظمت گرانے کی تعلیم دی جائے تو یہ دیواروں کے گرا دینے سے زیادہ خطرناک ہے۔

اہل عرب پر احسان عظیم

پھر قوم کو مخاطب فرمایا:۔ لایلف ۔۔۔ قریش، اے مخالفو! تم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت پر تلے ہوئے ہو، تم سوچو تمہارے رزق اور تجارت کے لئے مکہ اور خانہ کعبہ کو ایک ذریعہ ہم نے بنایا ہے تمہاری تجارتیں اس کی وجہ سے چلتی ہیں، گرمیوں کے موسم میں ملک شام کی طرف تم لوگ تجارت کے لئے جاتے اور سردیوں میں ملک یمن کی طرف جاتے ہو اور یہ تجارت تم قریشیوں کی عزت وشرف کا موجب ہے۔ لوگ کعبہ کے متولی سمجھ کر تمہاری عزت کرتے۔ اور تمہارے مال محفوظ رہتے ہیں، کوئی ان کو نقصان پہنچانے کا خیال تک نہیں کرتا۔ اس قوم کی عزت اس حد تک تھی۔ آج سے پچاس سال پہلے ہمیں کوئی عرب نظر آ جاتا تو شکل اور عربی لباس دیکھ کر اس کی عظمت کا جذبہ دل میں پیدا ہو جاتا تھا ... فرمایا کہ تمہاری تجارت اور تمہاری عزت وعظمت کعبہ کی وجہ سے ہے تھی اس کو مٹانے کے لئے خدا کے دشمنوں نے کوشش کی۔ لیکن خدا نے ان کو تباہی کے گڑھے میں گرا دیا۔ تم پر خدا کا بڑا احسان ہے کہ تمہاری تجارت بھی جاری ہے اور تمہیں عزت اور شرف بھی حاصل ہے۔

محسن خدا کی عبادت اور رسول کریمؐ پر ایمان کی تلقین

اس نعمت کے شکریہ کے طور پر فلیعبدوا رب ھذا البیت اس گھر کے مالک کے حضور سجدہ شکر بجا لاؤ۔ اور اس کی عبادت کرو الذی اطعمھم من جوع جس نے بھوک میں تمہیں کھانا دیا اور عزت کی روٹی نصیب کی وآمنھم من خوف اور خوف سے تمہیں امن بخشا، اندرونی دشمن بھوک کو ختم کیا اور بیرونی دشمنوں کے خوف وہراس سے محفوظ رکھا۔ ان سب احسانات کے باوجود تم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بات نہیں مانتے ہو، تم سوچو اور اپنے حال پر غور کرو۔

ہوا، پانی اور آگ کے ذریعہ محمد رسول اللہ کی نصرت

تو خدا تعالیٰ نے ان آیات میں دکھایا ہے کہ زمین اور آسمانوں پر میری حکومت ہے، اس کو کائنات ومافیہا کی ہر شئے پر غلبہ اور قدرت حاصل ہے۔ وہ سب کچھ کر سکتا ہے۔ اور ہر چیز اس کے حیطہ قدرت میں داخل ہے۔ آگ کو حکم کریں تو یہ ہر چیز کو جھلس کر رکھ دے۔ پانی کو اشارہ کریں تو وہ سب کو بہا کر لے جائے

اسلامی رُوح

ہمارے نئے آئین کی بُنیاد ہوگی

فیلڈ مارشل صدر محمد ایوب خان کا اعلان

پاکستان کے یوم انقلاب کی تقریب پر صدر پاکستان فیلڈ مارشل محمد ایوب خان نے ۲۷ اکتوبر ۱۹۶۱ء کی شام کو ریڈیو پاکستان سے ایک تقریر نشر کی، جس میں اعلان کیا کہ اسلامی جذبہ کے تحت ہی ہم نے ایک الگ وطن کی جدوجہد کی تھی اور اسی جذبہ پر دیانت دارانہ عمل کے ذریعہ ہم زندہ رہ سکتے اور ترقی کر سکتے ہیں، اس ضمن میں صدر پاکستان نے آئندہ آئین کا ذکر کرتے ہوئے بتایا کہ اسلامی رُوح ہمارے دستور کی بنیاد ہوگی، اور نئے آئین کی آڑ میں عوام کو گمراہ نہیں کیا جا سکے گا۔ اور تمام شہریوں کو اپنی صلاحیتوں کو بروئے کار لانے اور جوہر دکھانے کے مساوی مواقع مہیا کئے جائیں گے۔ آپ کی تقریر کا پُورا متن حسب ذیل ہے:

"آج انقلاب کے تین سال کی تکمیل کے ساتھ ہم اپنے مُلک کی سیاسی زندگی کے ایک پُر اُمید دَور میں داخل ہونے والے ہیں۔ میں آپ سے گورنروں کی کانفرنس کے دوران میں خطاب کر رہا ہوں، گورنروں کی کانفرنس میں دستوری تجاویز کو آخری شکل دی جا رہی ہے۔ میں اس وقت آپ کو یہ بتانے کی کوشش بھی نہیں کروں گا کہ نئے دستور کا ڈھانچہ کیا ہوگا کیونکہ میں پھر کسی وقت اپنے فیصلے قوم کو پیش کروں گا۔ بہر حال میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ میری مخلصانہ کوشش یہ ہوگی کہ ایک ایسا دستور تیار کیا جائے جو معقول ہو، سمجھا جا سکے۔ اور جو ہمارے حالات کے مطابق قابلِ عمل ہو، ایک ایسا دستور جس پر عمل کرنے میں زیادہ خرچ نہ آئے اور جس کی آڑ میں لوگوں کی غلط سیاسی رہنمائی نہ کی جا سکے، اور عوام کا استحصال نہ ہو، جو قومی اتحاد و استحکام کو برقرار رکھے، اور ملک کی سلامتی کو تقویت دے، اور جو تمام شہریوں کو انتخابات، اثر و نفوذ، دولت اور سماجی حیثیت کی مصنوعی مدد کے بغیر ملک کے امور میں اپنے جوہر دکھانے اور صلاحیتوں سے پُورا پُورا کام لینے کے مساوی مواقع مہیا کرے۔ خدا اس مقدس مشن کو کامیاب بنانے میں ہماری مدد کرے۔"

"جیسا کہ میں شروع سے کہتا آیا ہوں کہ اسلامی رُوح ہی ہمارے دستور کی بنیاد ہوگی۔ اسی جذبہ کے تحت ہم نے اپنے لئے ایک خود مختار وطن کے حصُول کی کوشش کی تھی، اور اس میں کامیاب ہوئے اسی جذبہ کو دیانتدارانہ طور پر بروئے کار لا کر ہم زندہ رہنے اور پھلنے پھولنے کی توقع کر سکتے ہیں، میں ملبند بانگ دعووں اور دل فریب باتوں پر یقین نہیں رکھتا، ان سے کسی کو بھی کوئی فائدہ حاصل نہیں ہوتا، بلکہ اس کے برعکس اس سے غلط قسم کے جذبات پیدا ہوتے ہیں جس سے انتشار اور مایوسی پھیلتی ہے۔ میں ایک ایسا عملی ڈھانچہ تیار کرنے کی کوشش کر رہا ہوں، جس پر ہم انفرادی طور پر اور ایک قوم کی حیثیت سے روحانی اور دنیوی کامرانیوں کی عمارت تعمیر کر سکیں، حکومت کے کاموں اور ہماری نجی زندگی میں اسلام ہی ضابطۂ حیات ہے، اور میری یہ مخلصانہ کوشش ہے کہ ایسا نظم و نسق کیا جائے جس میں ہم عملی روشن خیالی اور ترقی کے جذبہ کے تحت اپنے مذہبی اعتقادات کو بروئے کار لا سکیں"۔

"ہمیں درپیش عظیم دستوری پروگرام کے پیش نظر غالباً زندگی کے ان حقائق کا ایک مختصر سا جائزہ مفید ثابت ہوگا، جن کا ہمیں سامنا کرنا پڑے گا۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ مذہب کے بنیادی اصولوں کے علاوہ انسانی امور میں کوئی بات حرفِ آخر نہیں ہوتی افراد اور اقوام کے روزمرّہ کے امور کو عقل و شعور کے تابع رکھنا چاہیئے، لہٰذا ہم اپنی وقتی ضرورتوں کے لئے جو بھی دستور تیار کریں اس میں تبدیلی اور ردّ و بدل کی گنجائش ہونی چاہیئے تاکہ ترقی پذیر اور متحرک معاشرہ کے تقاضوں اور ضرورتوں کو پُورا کیا جا سکے۔"

ایثار

"دوسری اہم بات یہ ہے کہ کسی بات کے حسن و قبح کا جائزہ لیتے وقت یہ بات پیشِ نظر رکھنی چاہیئے کہ اس کا ہم پر انفرادی طور پر یا ذاتی یا مقامی طور پر کیا اثر پڑے گا۔ بلکہ یہ خیال کرنا چاہیئے کہ پوری قوم اور مُلک پر اس کا کیا اثر پڑے گا۔ لیکن اس ذہنی اور فکری رجحان کے لئے ایثار کی ضرورت ہوتی ہے اور یہ ایثار ہمارے جیسے معاشرے میں جو علاقائی جکڑ بندیوں سے ابھی نجات حاصل نہیں کر سکا بہت مشکل ہے۔ لیکن اگر ہم سربلندی حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ تو ہمارے لئے اپنی ذات میں سب سے بڑی خدمت کا جذبہ پیدا کرنا ضروری ہے۔"

ذمّہ داریاں

"تیسری بات یہ ہے کہ جس طرح ہم اپنے حق کا خیال رکھتے ہیں، ہمیں اپنی ذمّہ داریوں کا احساس بھی پیدا کرنا چاہیئے۔ ہر ترقی پذیر معاشرہ ایک بنک کی طرح ہوتا ہے۔ آپ بنک سے اتنا ہی روپیہ نکلوا سکتے ہیں جتنا آپ اس میں جمع کرائیں گے، لہٰذا ہماری فکر اور منصوبوں میں ذمّہ داری کا واضح احساس ہونا چاہیئے۔ جب ہمیں نکتہ چینی کرنی بھی پڑے، تو یہ نکتہ چینی محض بدنام کرنے کی بجائے کام کو سدھارنے کے جذبہ کے تحت کی جانی چاہیئے۔"

خاکہ

"قومی کردار کی تعمیر کے لئے یہ باتیں ضروری ہیں۔ اس قومی کردار کے سلسلہ میں ہم نے ایک مثبت کردار ادا کرنا ہے، معقول کردار کے بغیر کوئی قوم مادی یا اخلاقی ترقی نہیں کر سکتی، قومی تلوّن مزاجی کے خلاف اس مقدس مہم میں ہمارے معاشرے کے روشن خیال عناصر مثلاً باشعور طبقہ، اخبارات، سرکاری ملازموں اور تعلیم یافتہ خواتین اور مردوں کو اہم کردار ادا کرنا ہے۔ میں عوام سے رابطہ رکھنے اور معلومات مہیا کرنے والے ذرائع سے خاص طور پر اپیل کروں گا کہ وہ دستوری پروگرام جیسے تمام امور کے سلسلہ میں جو ہمارے ملک کے لئے بڑی اہمیت رکھتے ہیں رائے عامہ کو منفیت اور وطن دوستی کے خطوط پر تیار کرنے کو اپنی خاص ذمّہ دار قرار دیں۔ دستوری معاملہ ایک ایسا معاملہ ہے کہ جس سے وہ مفاد پرست لوگ جن کے لئے اس میں ذاتی منفعت کا کوئی ذریعہ نہیں ہوتا، دوسروں کو گمراہ کر کے ذاتی فائدہ حاصل کر سکتے ہیں۔"

مقاصد

"جب ایک بار ہماری منشاء کے مطابق قومی کردار کی بنیاد پڑ جائے گی، تو پھر غربت، بھوک، بیماری اور جہالت کے خلاف بھرپور جنگ کی جا سکتی ہے جو ہر مہذب حکومت اور قوم کی ذمہ داری ہوتی ہے۔ شدید اقتصادی و سماجی عدم توازن کی جگہ جو ہمیں ماضی سے ورثہ میں ملا ہے ایک مستحکم توازن پیدا کرنا ضروری ہے، جتنی جلدی ہم اس مقصد کو حاصل کر لیں گے، ہمارے امن اور ترقی کے لئے اتنا ہی بہتر ہوگا، گذشتہ تین سال میں جتنی سماجی، اقتصادی، زرعی، تعلیمی، قانونی اور انتظامی اصلاحات نافذ کی گئیں یا ان کا منصوبہ تیار کیا گیا وہ انہی مقاصد کے حصُول کے لئے تھیں۔ ابھی تو یہ محض ایک ابتداء ہے۔ ہمیں ان تمام وسائل کو یکجا کر کے جو نو کروڑ چالیس لاکھ افراد کی قوم مہیا کر سکتی ہے۔ ملک کی طاقت ترقی اور قومی بہتری کے لئے انتھک کوششیں کرنی چاہئیں"۔

(باقی بر صفحہ ۱۵ اشتہار کے نیچے)

آپ کے خطوط

جماعت سے ایک اپیل

بخدمت جناب ایڈیٹر صاحب پیغام صلح
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ
گذارش ہے۔ کہ اپنے اخبار میں جماعت کے نام میری یہ اپیل شائع فرمادیں۔ تمام جماعت بددلی جماعت کے ساتھ دعاؤں میں شریک ہوجاوے۔ جو وہ عرصہ تقریباً دو سال سے کر رہی ہے، وہ دعا یہ ہے:۔

" اے رب العالمین جماعت کو توفیق عنایت فرما۔ سپانیہ اور دیگر ممالک میں مشن قائم کرنے کی توفیق عنایت فرما۔ ہمیں اس کام کی توفیق عطا فرما جس سے تو راضی ہو جاوے۔ یا اللہ مولنا عبدالحق کی مدد فرما۔ غلام احمد بشیر مبلغ ہالینڈ کی مدد فرما۔ محمد یحییٰ بٹ امام مسجد برلن کی مدد فرما۔ شیخ محمد طفیل صاحب اور ان کے ساتھیوں کی مدد فرما۔ مولنا خان صاحب یعقوب خان کی مدد فرما جو بھی اسلام کی تبلیغ کرتے ہیں ان کی مدد فرما۔"

اس دعا سے پہلے اور پیچھے درود شریف ضرور پڑھ لیا کریں۔ انشاء اللہ جو صاحب بھی دعا فرماویں گے خدا تعالےٰ ان کی مدد فرماوے گا۔ کیونکہ حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں جو شخص کسی کے لئے دعا کرے فرشتہ کہتا ہے کہ اے اللہ تعالےٰ اس کے ساتھ بھی تو ایسا ہی کر اور فرشتہ کی دعا قبول ہوجاتی ہے۔ والسلام۔

شیخ اللہ بخش از بدوملہی

چیمہ صاحب کا مضمون اور میرے خیالات

محترم ومکرم جناب ایڈیٹر صاحب پیغام صلح لاہور
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

پیغام صلح کے پرچہ ۴۵ مؤرخہ ۳۰-۶-۷۱ خاتم النبیین نمبر میں جناب محترم چوہدری محمد حسن چیمہ صاحب ایڈووکیٹ گجرات کا مضمون "درباره امن عالم کا ضامن عقیدہ ختم نبوت" نظر سے گذرا۔ جس کے مطالعہ سے دل کو سکون وسرور نصیب ہوا۔ میں کیا بتاؤں کہ میں نے پسندیدگی کی وجہ سے اس کو دو تین بار دیکھا ہر بار پہلے سے زیادہ اچھا لگا۔ میں جماعت لاہور کا اولین ممبر تھا۔ پھر مولوی محمد علی صاحب کے فوت ہونے سے پہلے احمدیت کے متعلق مسلمانوں کے ردِ عمل اور مخالفت نے نیز قادیان جماعت کی تنظیم نے مجھے متوجہ کیا اور وہاں شامل ہوا۔ اور میں محض اس وجہ سے کہ اس قدر اللہ مخالفت کیوں کی جارہی ہے، قادیانی جماعت میں شامل ہوا تھا۔ مگر خاتم النبیین کا عقیدہ میرے دل میں کھٹکتا رہا۔ جس سے مجھے سکون حاصل نہیں تھا۔ آخر خلیفہ صاحب کے بیان نے جو انہوں نے لاہور کی تحقیقاتی عدالت میں دیا، مجھے بیدار کر دیا۔ کہ نبوت کا جو مفہوم میرے دماغ میں تھا۔ وہ درست نہیں ہے کیونکہ نبی سے تین نتائج پیدا ہوں گے (۱) نبی بڑا پیدا ہوگا۔ تو پہلے سلسلہ کو ملیامیٹ کر دیا جائیگا (۲) گر برابر کا پیدا ہو تو یہ فعل عبث ہوگا۔ (۳) اگر چھوٹا نبی ہو۔ تو اس کی ضرورت بڑے کی موجودگی میں نہیں ہوتی ہے۔ لازماً نبوت کا عقیدہ غلط ہے۔ اور میں غلطی پر رہا ہوں۔

مگر چیمہ صاحب کے مضمون نے میری ایسی تسلی کر دی جس کے لئے دعا نکلتی ہے۔ اس لئے اگر چیمہ صاحب کا یہ مضمون علیحدہ ٹریکٹ کی صورت میں ذرا زیادہ تفصیل کے ساتھ (جس کو موصوف خود ذرا زیادہ وسعت دے دیں) شائع کیا جائے اور پھر تمام بڑے بڑے اداروں میں مفت تقسیم کیا جائے تو بہت بڑے فائدہ کی امید ہوسکتی ہے۔ میں اپنے خیالات آپ کی خدمت میں پہنچا کر عند اللہ سبکدوش ہوتا ہوں۔

والسلام۔ بندہ رکن الدین احمدی۔ تیری ضلع کوہاٹ

نسخہ برائے دمہ

محترمی جناب ایڈیٹر صاحب پیغام صلح لاہور
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ براہ نوازش مندرجہ ذیل مضمون اخبار میں شائع فرمائیں۔

میں بچپن سے خشک دمے کا مریض ہوں اب میری عمر ۳۵ سال ہے۔ انگریزی، یونانی اور ہومیوپیتھک علاج کراتے کراتے تھک گیا مگر بلغم خارج نہ ہوتا تھا۔ اس دفعہ ماہ جولائی میں دمے کا سخت دورہ پڑا، جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ یکم اگست کو موسم گرما کی تعطیلات کے بعد میں سکول نہ جا سکا۔ اور ۵ اگست کو حرکت قلب بند ہونی شروع ہوئی اور پھر چند منٹوں کے بعد حالت درست ہوئی۔ سول ہسپتال مردان کے انچارج ڈاکٹر عبدالرحیم مرزا نے Lower Cast کی گولیاں اور Medihaler منہ کے ذریعے اسپرے کی کیمیاوی گیس کو اندر لے جانے کی تجویز کی۔ اور ۲۰ گولیاں دس دن کھانے سے مجھے فوری فائدہ ہوا۔ اور مؤخر الذکر کے استعمال سے گو نہ دمے کی حالت درست ہوجاتی۔ جبکہ اس دوران میں ہمارے ایک عزیز نے جو خشک دمے کا مریض ہے ایک نسخہ بتایا جس سے مجھے فائدہ ہوا تھا اور بلغم آسانی سے خارج ہو جاتی تھی۔ اس نسخہ کو میں نے تیار کیا۔ [illegible] Medihaler (۳۰ گولیوں کی قیمت ۵-۳۹ روپے) سے بھی بہت فائدہ پہنچایا۔ نسخہ یہ ہے:۔

پوست کیکر ۶ ماشہ۔ ملٹھی ۶ ماشہ۔ گل زوفہ ۶ ماشہ۔ چینی حسب ضرورت۔

ترکیب:۔ ملٹھی اور پوست کیکر کو کوٹ کر تمام اجزاء کو آدھ سیر پانی میں ڈال کر نرم آنچ پر جوش دیا جاتا ہے یہاں تک پاؤ بھر پانی رہ جائے۔ صبح وشام دو دو چمچہ نہار منہ پیا جاتا ہے۔ غذا قہوہ اور چوزے کی یخنی میں کھیر اور روٹی۔ اس کے علاوہ کچھ نہیں کھایا پیا جاتا ہے بارہ دن تک پرہیز کیا جاتا ہے۔ اس کے بعد یہ پرہیز ٹوٹ جاتا ہے اور سوائے گڑ، تیل، بادی اشیاء اور سرخ مرچ کے کچھ پرہیز نہیں ہوتا۔ مندرجہ بالا دوائی ختم ہونے پر اور تیار کرلیں اور اگر موسم ٹھنڈا ہو تو برابر مقدار میں اشیائے مندرجہ بالا زیادہ مقدار میں لے کر زیادہ دوائی تیار کر سکتے ہیں۔

جمعدار عبدالجلیل ہیڈماسٹر
مڈل سکول تخت بھائی ضلع مردان

اخبار و افکار

(بسلسلہ صفحہ ۲)

فسادات کو روکنے کے لئے کوئی قدم نہیں اٹھایا ان کی وہی کیفیت ہے کہ

روم جل رہا ہے اور نیرو بانسری بجا رہا ہے

آج ہندوستان فتنہ وفساد کی آگ میں جل رہا ہے، اور نہرو دوسرے ممالک میں قیام امن کے لئے دوڑ دھوپ کر رہا ہے، کیا اس نام نہاد "امن کے دیوتا" کو اپنے ملک کی آگ دکھائی نہیں دیتی؟ کیا کبھی ایک مرتبہ بھی ان فسادات کی حقیقت معلوم کرنے کے لئے انہوں نے فساد زدہ علاقوں کا چکر لگایا؟ کیا فسادی ہندوؤں کی مذمت میں ایک لفظ بھی ان کی زبان سے نکلا؟ یوپی کے وزیر داخلہ نے تو فسادات کے متعلق جو بیان دیا ہے وہ اس قدر درد انگیز اور خوفناک ہے، کہ اس کو پڑھتے ہوئے رونگٹے کھڑے ہوتے ہیں، لیکن مسٹر نہرو نے ان فسادات کو "معمولی چیز" کہہ کر ٹال دیا، اور ان کا ارشاد ہے کہ عوام پر ان فسادات کا کوئی اثر نہیں ہوا ہندوستانی اخبارات نے مسٹر نہرو سے یہ سوال کیا ہے کہ:۔

"اگر یہ رائے سچ ہے تو ہم پوچھتے ہیں کہ آخر اس سے کون متاثر ہوئے؟"

کیا اس سوال کا کوئی جواب مسٹر نہرو کے پاس ہے؟

خط وکتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ دیں
(منیجر)

اسلامی روح نئے آئین کی بنیاد ہوگی (اقتباس)

امن و ترقی اس مقصد کے حصول کے لئے ہمیں سب سے زیادہ ضرورت تو اپنے ملک میں اور دیگر ممالک میں بھی امن کی ہے ہماری تمام داخلی اور خارجی پالیسیوں کا مقصد حصول امن ہے لیکن بعض اوقات جب ہمیں اپنے گردوپیش امن کی پُرخلوص کوششوں کا جواب نہیں ملتا۔ تو ہمیں دکھ ہوتا ہے، لیکن عزت و وقار سے عالمی بہتری کی جستجو کے لئے ہمارا عزم غیر متزلزل ہے۔ ہم نے ابھی اس امید کا دامن نہیں چھوڑا کہ (دو ملک) آج باہمی مفاد کے امور کے بارے میں بھی ہم سے بات چیت نہیں کرتے بالآخر سوجھ بوجھ سے کام لیں گے۔ غیر ملکی حکومت نے ہماری ترقی کو کئی صدیوں تک مفلوج بنا دیا، لہٰذا ہمیں ان ترقی یافتہ اور طاقتور ملکوں کی نسبت ایک طویل عرصہ تک امن کی کہیں زیادہ ضرورت ہے جنہیں جنگ سے بھاری نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہے لیکن جنگ کے امکانات ختم کرنے میں پس و پیش کرتے ہیں، اور ان امکانات کو اپنی پالیسیوں کا آلۂ کار بناتے ہوئے ہیں۔ آئیے ہم اس بات کی توقع رکھیں اور خدا سے دعا کریں کہ وہ انسانیت کو ایٹمی جنگ کی ہولناک تباہ کاریوں سے پناہ دے، اور جس کی لاٹھی اس کی بھینس کے وحشیانہ اصول کی جگہ زندہ رہو اور زندہ رہنے دو کا اصول لے لے۔ لہٰذا اے میرے ہم وطنو! آؤ ہم مستقبل کے بارے میں باحوصلہ اور پُرامید رہیں خدا پر بھروسہ رکھیں اور تن من دھن سے ترقی کی کوششوں میں لگ جائیں اور اس طرح اپنے

(باقی بر صفحہ ۱۶ اشتہار کے پیچھے)

پیغام صلح مورخہ یکم نومبر ۱۹۶۱ء رجسٹرڈ ایل نمبر ۲۳۵ شمارہ ۴۴

اسلامی روح نئے آئین کی بنیاد ہوگی

(بسلسلہ صفحہ نمبر ۱۵)

اس تابناک مستقبل کی تعمیر کریں ..... جو خدا نے بزرگ و برتر نے پاکستان کے لئے مقدر کیا ہے

پنجاب پریس ۔ بلڈنگ سرکلر روڈ لاہور میں باہتمام مولوی دوست محمد صاحب پرنٹر و پبلشر نے دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور سے شائع ہوا

ہم نوکر لکھتے ہیں مسلمانوں کا دیں
دل سے ہیں خدامِ ختم المرسلیں

ہم ہیں بے ہوکا مرکا خطاب
کیوں نہیں لوگو تمہیں خوفِ عقاب

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کا خصوصی ترجمان

ہفت روزہ
پیغامِ صلح
لاہور

ہر بدھ کو شائع ہوتا ہے
تار کا پتہ:- تبلیغ لاہور
فون نمبر:- ۲۷۳۷
مدیر:- دوست محمد
مدیر معاون:- بشیر احمد سوختہ

زرِ مبادلہ
پاک و ہند سے چھ روپے
بیرونی ممالک سے
ایک پونڈ

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸
فی پرچہ ۱۳ پیسے

جلد ۴۹ | یوم چہارشنبہ مؤرخہ ۲۹ جمادی الاول ۱۳۸۱ھ مطابق ۸ نومبر ۱۹۶۱ء | نمبر ۴۵

خدا پر ایمان لاؤ اور اسے اپنی تمام آراموں اور کل تعلقات پر مقدم کرو

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

وہ خدا ایسا ہے کہ باوجود دور ہونے کے نزدیک ہے اور باوجود نزدیک ہونے کے وہ دور ہے اور باوجود ایک ہونے کے اس کی تجلیات الگ الگ ہیں۔ انسان کی طرف سے جب ایک نئے رنگ کی تبدیلی ظہور میں آوے تو اس کیلئے وہ ایک نیا خدا بن جاتا ہے اور ایک نئی تجلی کیساتھ اس سے معاملہ کرتا ہے اور انسان بقدر اپنی تبدیلی کے خدا میں بھی تبدیلی دیکھتا ہے مگر یہ نہیں کہ خدا میں کچھ تغیر آ جاتا ہے۔ بلکہ وہ ازل سے غیر متغیر اور کمال تام رکھتا ہے لیکن انسانی تغیرات کے وقت جب نیکی کی طرف انسان کے تغیر ہوتے ہیں تو خدا بھی ایک نئی تجلی سے اس پر ظاہر ہوتا ہے اور ہر ایک ترقی یافتہ حالت کے وقت جو انسان سے ظہور میں آتی ہے خدا تعالیٰ کی قادرانہ تجلی بھی ایک ترقی کیساتھ ظاہر ہوتی ہے وہ خارق عادت قدرت اسی جگہ دکھلاتا ہے۔ جہاں خارق عادت تبدیلی ظاہر ہوتی ہے۔ خوارق اور معجزات کی یہی جڑ ہے یہ خدا ہے جو ہمارے سلسلہ کی شرط ہے اس پر ایمان لاؤ اور اپنے نفس پر اور اپنے آراموں پر اور اپنے کل تعلقات پر اس کو مقدم رکھو اور عملی طور پر بہادری کیساتھ اس کی راہ میں صدق و وفا دکھلاؤ۔ دنیا اپنے اسباب اور اپنے عزیزوں پر اس کو مقدم نہیں رکھتی۔ مگر تم اس کو مقدم رکھو۔ تا تم آسمان پر اس کی جماعت لکھے جاؤ۔ رحمت کا نشان دکھلانا قدیم سے خدا کی عادت ہے۔ مگر تم اس حالت میں اس عادت سے حصہ لے سکتے ہو کہ تم میں اور اس میں کچھ جدائی نہ رہے اور تمہاری مرضی اس کی مرضی اور تمہاری خواہشیں اس کی خواہشیں ہو جائیں اور تمہارا سر ہر ایک وقت اور ہر ایک حالت مرادیابی اور نامرادی میں اس کے آستانہ پر پڑا رہے۔ تا جو چاہے سو کرے۔

(کشتی نوح)

بحرِ حکمت کے موتی

عن فضالة بن عبيد رضي الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم كل ميت يختم على عمله إلا المرابط في سبيل الله فإنه ينمى له عمله إلى يوم القيامة ويؤمن من فتنة القبر أخرجه أبو داؤد والترمذي وفي رواية الترمذي قال رسول الله صلى الله عليه وسلم المجاهد من جاهد نفسه قوله ينمى أي يزاد ويكثر (بحواله تلخيص الصحاح كتاب الجهاد)

ترجمہ:- فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر ایک میت کا عمل (اس کے مرتے ہی) ختم ہو جاتا ہے بجز ایسے شخص کے (عمل کے) جس نے خدا تعالیٰ کے راستہ میں مورچہ بندی کی ہے اس کے عمل قیامت تک بڑھائے جاتے ہیں اور محفوظ کئے جاتے ہیں اور وہ قبر کے فتنہ و فساد سے محفوظ و مامون رہے گا اور ترمذی کی روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجاہد وہ ہے جو اپنے نفس سے مجاہدہ کرے۔

نوٹ:- دراصل یہ حدیث امت کو خطاب ہے جہاں اس کا رشتۂ سخن فرد کی طرف ہے وہاں قوم کی طرف بھی بحیثیت مجموعی ہے جب قوم بے عمل ہو کر رہ جاتی ہے تو وہ بے حس ہو جاتی ہے اس کے اسلاف کے شاندار کارنامے اسے کچھ فائدہ نہیں پہنچا سکتے ہاں وہ فرد یا قوم جو ہمہ وقت مصروف عمل رہتی ہے اس کی کشت عمل اللہ تعالیٰ کے فضل سے پھلتی پھولتی اور پروان چڑھتی ہے وہ سیل حوادث سے بچائی جاتی ہے۔ (غلام قادر عفی عنہ)

تبلیغی خطوط و کتابت

دیکھو خدا نے سارے جہاں کو جھکا دیا
گمنام پا کے شہرۂ عالم بنا دیا

(مرتبہ - شیخ غلام قادر صاحب ایم۔اے عفی عنہ)

جنوبی افریقہ

خط از محمد حسین انشیکر - ۲۱ - چرچ سٹریٹ ایتھلون کیپ ٹاؤن جنوبی افریقہ

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

آپ کو یاد ہوگا - میں نے بیان القرآن اور انوار القرآن اور اس کے بعد آپ کی طرف سے بطور تحفہ بھیجے ہوئے لٹریچر کے موصول ہونے کی خبر آپ کو دی تھی - اس وقت کتب کا مطالعہ نہ کرنے کی وجہ سے اپنی رائے کا اظہار نہ کر سکا، اب جبکہ کتابوں کا مطالعہ کر چکا۔ تو ان ... کو موجودہ زمانہ کا نایاب خزانہ مانتا ہوں جس میں ہر ایک بات محکم دلیل کے ساتھ بیان کی گئی ہے - میں نہیں سمجھتا کہ ان علوم کے دریاؤں سے اب کوئی پادری یا وید کے شاستروں والا کسی آمدہ زمانے کنارہ بھی حاصل کر سکے۔ جس وقت میں نے انوار القرآن کی جلد اول کا مطالعہ شروع کیا در حقیقت یہ خیال نہ تھا کہ یہ اسی قرآن کریم کی تفسیر ہے جسے الماریوں میں سب سے اونچی جگہ پر رکھا جاتا ہے - اس بلند پایہ تفسیر نے کیا سورج اور کیا چاند کیا آسمان اور کیا ستارے ان سب کی حقیقت کو اجاگر کیا بلکہ سمندر کو پاٹ دیا - اور پہاڑوں کو ان کی جگہ سے ہلا دیا، پھر حقوق اللہ اور حقوق العباد کی اس طرح تشریح کر دی۔ کہ کوئی ذی فہم شخص اس کی ذمہ داری اور مقصد پیدائش سے اپنے آپ کو آزاد تصور نہیں کر سکتا۔ ڈاکٹر بشارت احمد صاحب مرحوم کی حقیقی تڑپ نے حقوق العباد کی طرف توجہ دلاتے ہوئے ایسی بلند طرز تحریر سے یتیم اور مسکین کے مفہوم کو واضح فرمایا کہ حقیقتاً انسان کے دل پر موجودہ زمانہ کی حالت دیکھ کر چوٹ لگ جاتی ہے۔ اور یقین کرنا پڑتا ہے کہ اس قدر بڑھتی ہوئی مفلسی اور محتاجی کی کوئی اگر وجہ ہو سکتی ہے تو ہم تنگ دل انسان ہیں، جن پر حق العباد کی طرف سے غفلت چھائی ہوئی ہے۔ قرآن کریم کی اس تفسیر میں کوئی ایک جگہ بھی ایسی معلوم نہ ہو سکی جو اپنے اندر انتہائی بلندی نہ رکھتی ہو، مصنف موصوف کے وسیع علم کی اگر اس امر پر کوئی دلیل ہے تو وہ بسم اللہ کی تفسیر میں بھی دیکھی جا سکتی ہے۔ جس وقت میں نے یہ تفسیر پڑھنی شروع کی تو مجھے ایسا محسوس ہوا۔ کہ ڈاکٹر بشارت احمد صاحب خود ہی درس پڑھا رہے ہیں، الغرض اس تفسیر سے جو حق کی روشنی مجھے عطا کی ہے اسے میں اپنے الفاظ میں ادا نہیں کر سکتا - جو آیت کریمہ انوار القرآن کے اگلے صفحہ پر لکھی ہوئی ہے نورٌ علیٰ نور یهدی اللّٰہ لنورہ من یشاء وہ اس تفسیر پر بطور شہادت و صداقت مہر ثبت کر دیتی ہے۔

مولانا مولوی محمد علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے بیان القرآن کی ٹھوس دلیلوں اور اعلیٰ اور نہایت عمدہ تفسیر کی وجہ سے دورِ حاضر کی تقریباً سارے تفسیر والے قرآن کو سب سے بے نیاز کر دیتا ہے۔ اس کی وجہ میں یہ بیان کر سکتا ہوں، کہ اس تفسیر کو مقابلتاً اور تفسیروں کے میں نے پڑھا ہے اور پڑھ رہا ہوں کسی ایک جگہ بھی ایسا نہیں ہوا۔ کہ ظاہری الفاظ کا ترجمہ کرتے ہوئے تفسیر کچھ اور کی ہو۔ ورنہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات اور موت کے بارے میں جہاں کہیں ذکر کیا اکثر مفسرین کے قلم میدان میں اُن کے ہاتھوں سے نکل گئے - یہ ایک سچی حقیقت ہے جسے میں بیان کئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ قرآن کریم کی اس بلند پایہ تفسیر کا اعتراف کرنے کے لئے میں نے چاہا کہ مصنفین کی خدمت میں خط لکھوں۔ مگر افسوس یہ ہستیاں اللہ تعالیٰ کو پیاری ہو گئیں۔

جس کتاب کا ذکر خصوصی طور پر کرنا چاہتا ہوں، وہ ہے غلبۂ قرآن انگریزی جس طرز پر مولانا صدر الدین صاحب نے یہ کتاب لکھی ہے اس کی قیمت ادا نہیں کی جا سکتی۔ کھلے کھلے دلائل پر مبنی عالمگیر چیلنج کا دعویٰ کرتے ہوئے اپنی صداقت کی مہر لگا کر تمام مذہب کے رہنماؤں کو منتظر تمام پر لاکر ان کی اصلیت کا راز فاش کر دیتی ہے۔ میں جاننا چاہتا ہوں۔ کہ اس کتاب کے مطالعہ کے بعد بھی کوئی ایسا پادری ہے۔ جو مولانا صدر الدین صاحب سے ان ٹھوس دلیلوں پر اعتراض کرے۔ یا اس چیلنج کو قبول کرے جو کئی سالوں سے اور خصوصاً یورپ کے مذہبی پیشواؤں کو دیا گیا ہے۔ مجھے پورا یقین ہے کہ ان صداقت کی دلیلوں پر اعتراض کرنے پر سوائے ناکامی کے اور کچھ نہیں ہوگا۔ فتح اسلام، توضیح مرام حضرت مسیح موعود و مہدی کے مجددیت کے دعوے تو سنہری الفاظ میں لکھنے کے لئے کافی ہیں، ان دو کتابوں کے الفاظ آسمانی علم کو لئے ہوئے صاف دیکھے جا سکتے ہیں، آخر کار ایک اہم بات لکھنے کے لئے قلم رُک گیا ہے۔ انجمن کی کتابوں کا مطالعہ جو کیا تو ایک بات کو میں نے خوب دیکھ پایا۔ کہ نہ صرف ہر ایک مصنف جس نے کہ کتابیں لکھی ہیں بلکہ ساری جماعت کے افراد کے اعلیٰ اخلاق اعلیٰ علم و صداقت اور دین حق سے عشق کی تصویر اس میں نظر آتی۔ یا دیگر الفاظ میں، تو ان کی کتب نے ساری جماعت کی حقیقی زندگی کی عکاسی کی ہے۔ یہ پہلا موقعہ ہے، کہ میں نے اپنی زندگی میں ایک جماعت کو روشن پایا۔ جس سے مجھے از حد خوشی ہوئی ہے کہ آج بھی ایک ایسی جماعت موجود ہے جو انسانیت کو اس مقام اعلیٰ کی طرف اٹھا رہی ہے۔ جہاں پر ہمارے کرام پہنچے۔ خدا آپ کی پاک آپ کے مشن کو کرۂ ارض کے ہر طبقہ پر قائم کرے۔ یہی میری دعا ہے۔

(انہیں خط اور مزید لٹریچر بھیجا گیا)

حضرت امیر کے داماد جناب ایس ایم حسن کی وفات کا جان گداز المیہ

خطبہ جمعہ مورخہ ۳ / نومبر ۱۹۶۱ء فرمودہ حضرت امیر مولانا صدر الدین صاحب ایدہ اللہ بمقام احمدیہ بلڈنگس لاہور

ولنبلونکم بشیء من الخوف والجوع ونقص من الاموال والانفس والثمرات وبشر الصٰبرین الذین اذا اصابتھم مصیبة قالوا انا للہ وانا الیہ راجعون .... ان اللہ مع الصٰبرین (البقرة)

انسانی زندگی کیلئے کامل دستور العمل

حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی قوم کو ایک ایسا دستور العمل دیا ہے جو انسان کی مہد سے لے کر لحد تک زندگی کے متعلق تمام قوانین پر مشتمل ہے۔ اس نظام زندگی کے اندر رہن سہن اور فقر و فاقہ، بادشاہت ملازمت، تجارت وغیرہ وغیرہ امور کا ذکر ہے۔ غرضیکہ ساری کی ساری زندگی کے متعلق حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قوم کو مکمل دستور العمل عطا کیا ہے۔ زندگی کے مراحل میں موت بھی ہے۔ اس کے متعلق بھی قیمتی ارشادات تلقین فرمائے ہیں۔ زندگی ہو تو اس میں خالق و مالک کے قوانین پر عمل نظر آئے اور موت ہو تو وہ بھی احکام الہٰی کی تعمیل کرتے ہوئے وارد ہو۔

موت سب کے لئے مقدر ہے

فرمایا نحن قدرنا بینکم الموت۔ موت تمہارے لئے مقدر کر دی گئی ہے۔ یہ قدرت الہٰی کا اٹل قانون ہے کہ موت سے بچے، جوان، بوڑھے سب پر آتی ہے۔ مردوں پر بھی آتی ہے اور عورتوں پر بھی آتی ہے، بادشاہ پر بھی موت آتی ہے اور فقیر پر بھی، ڈاکٹروں اور حکیموں پر بھی آتی ہے، حتیٰ کہ پیغمبر اور اولیاء اللہ بھی موت سے نہیں بچ سکے۔

مصائب میں صبر اور نعما کا شکریہ ادا کرنے کی ہدایت

اللہ تعالیٰ نے مسلمان قوم کو موت کے بارے میں بھی تعلیم دی ہے جو نہایت قیمتی ہے۔ اس نے ہدایت کی ہے کہ مشکلات اور مصائب کا سامنا ہو تو صبر و استقلال سے برداشت کرنا چاہیئے، اور اگر قدرت نے آرام و اطمینان عطا کیا ہے تو شکر کرنا چاہیئے۔ ولئن شکرتم لازیدنکم اگر تم خدا کی عطا کردہ نعمتوں اور برکتوں کی شکر گذاری کرو گے تو ہم تم پر اور بھی زیادہ اپنے افضال و برکات نازل کریں گے۔ ولئن کفرتم ان عذابی لشدید اور اگر تم نے ہماری بخششوں کی ناشکری کی تو یاد رکھو ہمارا عذاب بڑا سخت ہے۔ فرمایا کہ تم پر فقر و فاقہ کا وقت آ جائے، خوف و ہراس کی حالت طاری ہو، مال و دولت جاتا رہے، جانیں تلف ہو جائیں، اور تمہاری تجارت اور کاروبار اور پھل پھول سے بھرپور باغ ویران ہو جائیں۔ اولاد مر جائے، تو ایسے اوقات میں صبر سے کام لو۔ ولنبلونکم بشیء من الخوف تمہارے صبر و شکر کی آزمائش کئی طریقوں سے کی جائے گی۔ کبھی قوم پر خوف طاری ہوگا، کبھی موت سامنے کھڑی ہوگی۔ اس وقت صبر و استقلال کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑو۔ والجوع کبھی ایسے بھی کٹھن وقت آئیں گے کہ بھوک و پیاس کا سامنا ہوگا۔ فقر و فاقہ کا وقت آئے گا۔ اس وقت بھی صبر کا ہی سہارا لینا ہوگا۔ اور ایسا بھی ہوگا کہ تمہارے کاروبار، تمہاری تجارت میں خسارہ ہو جائے گا۔ تمہارا مال و دولت تمہارے ہاتھ سے جاتا رہے گا۔ یہ وقت بھی تمہارے صبر کی آزمائش ہوگی۔ والانفس اور پھر زندگی میں ایسے بھی صدمہ خیز اور رنج و غم کے اوقات آئیں گے کہ تمہاری جان سے پیاری اولاد تم سے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے جدا ہو جائے گی۔ تمہارے عزیز بھائی بہن لقمۂ اجل ہو جائیں گے۔ تمہارے والدین موت کا شکار ہو جائیں گے۔ اس غم و الم کے وقت تمہارے صبر کا امتحان ہوگا۔ والثمرات۔ ان طریقوں کے علاوہ تمہارے صبر کی جانچ پڑتال کا یہ بھی طریقہ ہے کہ تمہارے پکے ہوئے کھیت اور باغ باد و باراں کی نذر ہو جائیں گے اور تمہاری اولاد وفات پا جائے گی۔ اس وقت صبر سے کام لیا جائے۔

صبر کے خوشگوار نتائج

وبشر الصٰبرین۔ صبر کرو گے تو ان آزمائشوں کے طفیل خدا کی بشارتیں میسر ہوں گی۔ خدا تعالیٰ اپنے فضل و کرم کی تمام نعمتیں تمہارے لئے عام کر دیگا اور تمہارے دامن اس کی رحمتوں اور بخششوں سے بھر جائیں گے۔ ان اللہ مع الصٰبرین۔ اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہوگا خدا کی معیت انسان کی معراج ہے ....

....

نبی کریم صلعم کا نمونۂ صبر

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم وہ عظیم الشان شخصیت ہیں کہ آپ جہاں کسی چیز کی وعظ و تلقین فرماتے ہیں، وہاں خود بھی اس پر عمل کرتے ہیں۔ چنانچہ حضرت کے صاحبزادہ ابراہیم فوت ہوتے ہیں، نواسے جان دیتے ہیں، دوست موت کے ہاتھوں جدا ہو جاتے ہیں۔ ایسے وقت میں آپ کے قول و فعل کا امتحان ہوتا ہے کہ دوسروں کو تو جان و مال کے ضیاع پر صبر و شکر کی تلقین کرتے ہیں مگر اپنے پر جب یہ رنج و الم کی کیفیت طاری ہوتی ہے تو اس وقت آپ کا کیا عمل ہے۔ لکھا ہے حضور کا فرزند ابراہیم فوت ہو گیا۔ حضور کی آنکھوں میں آنسو تھے، فرمایا ان العین تدمع والقلب یحزن ولا نقول الا ما یرضی ربنا وانا لفراقک یا ابراھیم لمحزونون یعنی آنکھ اشکبار اور دل حزین ہے لیکن ہم وہی الفاظ کہیں گے جن سے ہمارا خدا خوش ہو جائے۔ اے ابراہیم ہم تیرے فراق سے محزون ہیں۔ اور پھر آپ نے اپنی قوم کو جو صبر و شکر کی تلقین فرمائی تو تم پر صبر کی تلقین کا بے نظیر عمل رہا۔

ایک صحابیہؓ کا بے نظیر نمونۂ صبر

لکھا ہے کہ ابوطلحہ رضؓ سفر سے واپس گھر تشریف لائے۔ ان کے آنے سے پہلے ان کا پیارا بیٹا فوت ہو گیا تھا۔ انہوں نے اپنی بیوی سے پوچھا کہ بچے کا کیا حال ہے؟ وہ سکون میں ہے۔ اللہ اکبر! کیا عورت ہے، بیٹا مر گیا ہے خاوند طویل سفر سے آیا ہے، کہتی ہے بچہ سکون میں ہے! تاکہ خاوند آتے ہی پریشان نہ ہو، صبح کو اٹھتی ہے، کہتی ہے یا ابی طلحہ، میں آپ سے ایک بات پوچھتی ہوں وہ یہ کہ اگر ہم اپنے ہمسایہ سے کوئی چیز عاریتاً لیں اور وہ پھر اپنی چیز ہم سے واپس مانگے تو کیا آپ اس چیز کو واپس نہ دیں گے؟ ابوطلحہؓ نے جواب دیا یہ درست نہیں کہ کسی کی چیز اس کے واپس مانگنے پر ہم اس کو واپس نہ کریں۔ فقالت فاحتسب ابنک۔ اب اپنے بیٹے پر رضا الہٰی کے لئے صبر کرو۔ حضرت

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مرد و زن کو راضی بقضا بنا دیا اس کو کہتے ہیں قوم بنانا۔ صرف مار دھاڑ کر کے سلطنت حاصل کر لینا کوئی چیز نہیں مگر کوئی شخص حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام تک نہیں پہنچ سکتا، ایک دفعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی کا بیٹا بیمار ہو گیا۔ مرنے لگا تو آپؐ کو کہلا بھیجا کہ بچے کی حالت خراب ہے آپؐ اپنے دوستوں کے ساتھ تشریف فرما تھے ان میں سے سعدؓ اور عبادہؓ اور معاذؓ اور ابیؓ اور زیدؓ حضورؐ کے ساتھ ہو لئے۔ حضورؐ نے صاحبزادی کو فرمایا فلتصبر واتحتسب ان للہ ما اخذ وما اعطی یعنے صبر سے کام لیں اور رضاء الٰہی چاہیں، جو خدا نے لے لیا وہ اسی کا تھا اور جو وہ دیتا ہے وہ بھی اسی کا ہے۔ حضورؐ کی آنکھیں اشکبار ہو گئیں۔ اس پہ دوستوں نے عرض کی حضورؐ یہ کیا فرمایا ھذا رحمۃ جعلھا اللہ فی قلوب عبادہ۔

موت پر رقت

اس واقعہ سے معلوم ہوا کہ ہمارے پیغمبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سخت دل نہیں تھے۔ عورتوں میں طبعی حیثیت بہت زیادہ ہوتی ہے وہ رقیق القلب ہوتی ہیں، لیکن وہ مرد بھی اچھا نہیں جو پتھر دل ہو۔ غم و الم اس پر کوئی اثر نہ کر سکے، اور جس دل پر چوٹ نہ لگتی ہو۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا امتحان ہوا۔ آپؐ کا بیٹا ابراہیم اللہ کو پیارا ہو گیا۔ وہ نواسہ تھا یہ بیٹا ہے۔ وعظ کرنا تو سہل ہے مگر اس پر عمل کرنا بہت مشکل ہے۔ بیٹے کی موت پر فرمایا میرا دل غمگین ہے، میری آنکھوں سے آنسو بہ رہے ہیں لیکن میں کوئی کلمہ ایسا نہیں کہتا جو رضائے الٰہی کے خلاف ہو۔

ہم خدا کی طرف جائیں گے

اسی بناء پر یہ جملہ تلقین کیا گیا ہے انا للہ وانا الیہ راجعون۔ ہم اللہ کے لئے ہیں اور ہم اسی کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں، خدا ہمارا رب ہے ہم مربوب ہیں وہ خالق و مالک ہے اسی کی وجہ سے زندگی کے تمام سامان ہیں۔ ایسے بادشاہ کی طرف سے ہم آئے تھے اور ایسے بادشاہ کی طرف جائیں گے ہمیں کیا فکر ہے۔

دوستوں پر حضرت نبی کریم صلعم کی شفقت

سعد ابن وقاصؓ بڑا دولتمند اور بڑا بہادر جرنیل تھا۔ فاتح ایران تھا، حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر ملی کہ وہ بیمار ہے۔ آپؐ دعا کرتے ہیں اللھم اشفع سعدا۔ اے اللہ سعد کو شفا عطا فرما۔ کیا درد رکھتا ہے یہ شخص اپنے دوستوں کے لئے، اس کے دل پر صرف اپنے بیٹے اور اپنے نواسے کی موت پر ہی چوٹ نہیں لگتی، بلکہ دوسروں کی موت سے بھی اس کا دل آہیں بھرتا ہے اور آنکھیں روتی ہیں۔ آپؐ کا یہی تو کردار ہے جس کی وجہ سے لوگ آپ پر عاشق تھے ہیں، آپ قوم پر فدا ہیں اور اس کی وجہ سے قوم آپؐ پر نثار ہے یہ سرداری اور لیڈری جو آپؐ نے سکھلائی بڑی مشکل ہے، بہت کٹھن ہے، آپ کے دل میں قوم کے ہر بڑے چھوٹے کے لئے جذبہ خیر خواہی موجزن تھا دوسروں کے غم آپؐ کے اپنے غم تھے۔ اور دوسروں کے صدموں میں آپؐ برابر کے شریک تھے۔

ایک عورت کے صدمہ پر حضورؐ کا نمونہ

ایک عورت کا بچہ مر گیا۔ وہ قبر پر رو رہی تھی۔ آپؐ کو پتہ چلا آپ قبر پر گئے۔ اس عورت کے پیچھے کھڑے ہو کر اس عورت کو تسلی دینے لگے کہ اے رونے والی مت رو، صبر کر، خاموش ہو جا۔ اس عورت نے کہا تجھے چوٹ لگے تو پتہ چلے۔ آپؐ خاموش واپس تشریف لے آئے کچھ نہ کہا عورت کو پتہ چلا کہ یہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔ وہ آپ کے پاس آئی حضورؐ نے فرمایا کہ کوئی حرج نہیں، یہ صدمہ کی بات ہے۔ دفور صدمہ کا یہ اثر تھا۔

ایک جھاڑو دینے والی کی قبر پہ فاتحہ خوانی

ایک جھاڑو دینے والی مر گئی۔ حضرت کو پتہ چلا آپؐ نے فرمایا دلونی علی قبرھا مجھے اس کی قبر کا پتہ دو پتہ ملنے پر آپؐ نے اس کی قبر پر جا کر دعا کی۔ یہ ہیں انسانوں کے رہبر محمد رسول اللہ۔ یہ شخص وفا کا پیکر ہے مرنے والوں کے ساتھ ان کی وفات کے بعد بھی مہر و وفا کا سلوک کرتا ہے آپ کا دل جہاں قوم کے بڑے اور معزز افراد کی موت پر روتا ہے وہاں قوم کے چھوٹے سے چھوٹے فرد پہ بھی آپ کی آنکھیں اشکبار ہوتی ہیں اور دل پر چوٹ لگتی ہے۔

مہر و وفا اور حسن سلوک اصل دین ہے

اس سے آپ اندازہ لگایئے کہ صرف دین نماز روزہ کی ادائیگی اور پابندی کا نام نہیں صرف نماز روزہ سے قوموں کی تعمیر نہیں ہوتی ہے بلکہ ان راہوں پر قدم مارنے سے قوم میں زندگی پیدا ہوتی ہے، جن راہوں پر ہمارے نبی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زندگی بھر ایک دوسرے کے ساتھ مہر و وفا سے اور حسن سلوک سے کام لیا، دوسروں کی بیماری پر تیمارداری اور عیادت کی۔ بیمار پرسی بڑی چیز ہے۔ کوئی وفات پا جائے تو اس کے لواحقین سے ہمدردی کرنا۔ متوفی کو غسل دینا، اس کی چارپائی کو کندھا دینا، اس کے ساتھ قبرستان جانا اور اس کی قبر پر مٹی ڈالنا بہت مستحسن بات قرار دی۔ یہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں سکھلایا ہے۔

نماز جنازہ کی دعا

پہلی جنگ عظیم کے وقت میں انگلستان میں تھا، مجھے ایک روز پہلے خبر ملی کہ ایک مسلمان فوجی کی میت ووکنگ مسجد میں نماز جنازہ کے لئے لائی جائے گی۔ تو میں نے نماز جنازہ کے لئے وہ دعا جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں سکھلائی ہے۔ انگریزی میں ترجمہ کر کے اسکو طبع کرایا اور نماز جنازہ کے وقت اسکو مجمع میں تقسیم کیا گیا۔ ووکنگ کے لوگ حیران تھے کہ یہ محمد رسول اللہ ہے آپ بھی یہ دعا سن لیں لکھا ہے کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نماز جنازہ جو وہ پڑھاتے۔ تو پہلی تکبیر میں سورۃ فاتحہ پڑھتے، دوسری میں درود اور تیسری میں جو دعا میت کے لئے کرتے وہ میں آپ کو سناتا ہوں اللھم اغفر لحینا۔ اے خدا جتنی میری قوم زندہ ہے اس کی میں تیری جناب سے مغفرت چاہتا ہوں ومیتنا اور ہم میں سے جتنے لوگ گزر چکے ہیں ان کی بخشش کے لئے دعا کرتا ہوں۔ کہ ان کو اپنی جناب سے ثواب و برکات عطا فرما اور اپنا قرب نصیب کر، آپ سوچیں کیا اس حد تک کسی دوسرے انسان کا خیال گیا ہے کہ اس کو اپنی قوم کے گزرے ہوئے افراد کی بھی فکر ہو۔ وشاھدنا وغائبنا اور اے خدا ہم میں سے جو اب موجود ہیں اور وہ جو یہاں موجود نہیں۔ ان سب کی بخشش اور مغفرت فرما کر اپنی فضل و کرم کی نعمتیں عطا کر۔ کیا شان ہے عظمت کی اور کیا قلب ہے حضورؐ کا جس کی تصویر دعا کے ان مختصر سے الفاظ میں نظر آتی ہے، وصغیرنا وکبیرنا وذکرنا وانثانا، اے خدا ہمارے چھوٹوں اور بڑوں مردوں اور عورتوں کو اپنی رحمت کے سایہ میں لے لے اللھم من احییتہ منا فاحیہ علی الاسلام ومن توفیتہ منا فتوفہ علی الایمان اے خالق و مالک خدا تو جس کو ہم میں سے زندہ رکھے ان کو توفیق دے کہ اسلام کی تعلیمات پر چلیں، اور جو مر جائے تو اس کی وفات ایمان پر ہو۔

ووکنگ ایک چھوٹا سا شہر ہے، وہاں ایک کیفیت پیدا ہو گئی وہ حیران تھے کہ یہ محمد (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) کا دین ہے، یہ جذبہ حضورؐ نے پیدا کیا ہے۔ قوم ایسے ہی جذبوں سے استوار ہوتی ہے۔

حسن صاحب کی وفات

میں نے آج کا خطبہ اس موضوع پر اس لئے دیا ہے کہ میرے بابا حسن صاحب پرسوں انتقال ہو گیا ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ وہ میرے دوست کا بیٹا تھا میرا ہم قوم بھی تھا۔ اس کا باپ فیض الرحمٰن حضرت مسیح زمان کے اولین مبلغین میں سے تھے۔ حسن صاحب میرے شاگرد بھی تھے، انہوں نے قادیان میں تعلیم پائی تھی مولانا نورالدین علیہ الرحمت کے درس سے فیضیاب ہوئے تھے ان کے درس میں اتنی تاثیر تھی کہ بچے اسلام پر عاشق تھے جس کسی نے ان کی صحبت اختیار کی اس کے دل میں ایمان اپنی پوری قوت سے جاگزین ہو گیا۔ چنانچہ مرحوم کے اندر بھی نور ایمان کی شمع روشن تھی وہ ولایت کا پڑھا ہوا تھا۔

(باقی بر صفحہ ۱۴)

روشن حقائق کے خلاف "الفضل" کا دشنام آمیز احتجاج

رگ و پے میں جب اُترے زہرِ غم تب دیکھئے کیا ہو
ابھی تو تلخیٔ کام و دہن کی آزمائش ہے

(سبطِ نور)

چشمِ فسوں گر کا اشارہ پا کر "الفضل" نے میرے تفصیلی مضمون کو جو پیغامِ صلح مؤرخہ ۴ راکتوبر ۱۹۶۱ء میں شائع ہوا "ایک اور ناپاک مضمون" قرار دیا ہے۔ عادتِ مستمرہ کے مطابق اپنے الزام کے اثبات میں میرے مضمون کا ایک لفظ تک نقل نہیں کیا۔ کیونکہ وہ کوئی ایک مکمل فقرہ نقل کرنے کے بعد ناپاک کہنے کی جرأت نہیں کر سکتا۔ اس کو یہ بھی پورا یقین تھا کہ کسی قادیانی کو پیغامِ صلح والے مضمون کو پڑھنے کی جستجو نہیں ہوگی۔ جو کچھ "الفضل" نے رقم فرمایا ہے وہ اپنے ہونے والے آقائے ولی نعمت کے افکارِ پریشان کا بے ربط اعادہ ہے۔ معتبر ذرائع سے یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ وہ اداریہ بھی "حضرت صاحبزادہ صاحب" کا رقم فرمودہ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس میں حقائق سے فرار کا گریز ہے اور دلائل کے فقدان کا تلخ کلامی سے مداوا کیا گیا ہے۔

اتنا کہاں بہار کی رنگینیوں میں جوش
شامل کسی کا خونِ تمنا ضرور ہے

"الفضل" نے واعظانہ کلوخ اندازی بھی کی ہے۔ اس نے فرمایا ہے:-

"خدا سے ڈرو اور حضرت مسیح موعود کے الہاموں کو ہنسی کا نشانہ نہ بناؤ"

حالانکہ میرے معروضات کا مفاد یہ تھا کہ غیر صالح اطلاق سے حضور کے الہاموں کی تحقیر ہوتی ہے۔ اس احتجاج کو یہ کہہ کر تسلیم کر لیا کہ "حضرت صاحبزادہ صاحب" نے قمر الانبیاء ہونے کا کب دعویٰ کیا تھا۔ گویا اس غلط اطلاق سے جو کئی سالوں سے ہو رہا تھا تحاشی کی گئی ہے اگرچہ "حضرت صاحبزادہ صاحب" نے خود اپنے الفاظ میں دستبرداری کا کوئی اعلان نہیں کیا۔ کیونکہ ایک جلسے میں ان کی تقریر بعنوان "ذکرِ حبیب" کے ہر موقعہ پر ایک ہمہ گیر شہرت والے احمدی صدر نے یہ اعلان فرمایا تھا کہ ان کو "حضرت قمر الانبیاء" کی تقریر کی صدارت کی سعادت نصیب ہوئی ہے۔ اس وقت "حضرت صاحبزادہ صاحب" نے اس اعلان کی نفی نہیں کی تھی۔ بلکہ مصداق بنے بیٹھے رہے۔ جب راقم الحروف نے احتجاج صحیح کیا تو اس پر "الفضل" نے یہ فرمایا:-

"اگر تمہاری خوشی اور تمہارے دل کی تسلی اسی میں ہے تو تم بے شک اس الہام کو کالے چور پر چسپاں کر لو۔ مگر خدا کے لئے حضرت مسیح موعود کے ایک الہام کو ہنسی کا نشانہ نہ بناؤ"

گویا "اولادِ منتشرہ" پر اطلاق سے تو اس الہام کی تضحیک ہوتی ہے اور کالے چور پر چسپاں کرنے کی "الفضل" نے کھلی چھٹی دے دی ہے۔ "دراز دستیٔ کوتاہ آستیناں" اگر پہلی بات ہے تو اس کے مجرم ارباب [illegible] ان کے احبار و رہبان ہیں جنہوں نے قمر الانبیاء والے الہام کو "حضرت صاحبزادہ صاحب" پر چسپاں کر کے دکھا۔ اب کالے چور پر اطلاق کے خلاف ان کو کوئی حرج نہیں معلوم ہوتا۔ یہ تجاہل کتنا پُر اذیت ناک ہے۔ عجیب تر بات یہ ہے کہ اب "حضرت صاحبزادہ صاحب" کو اپنے مصداق ہونے میں اس عظیم الشان الہام کی تحقیر نظر آنے لگی ہے۔ لیکن ان کے نزدیک "کالے چور" کی پھبتی سے استخفاف کا کوئی اذیت ناک پہلو نہیں نکلتا! ان کے توقیر اور تحقیر کے پیمانے دنیا سے نرالے ہیں۔ انہوں نے ۱۹۵۹ء میں برادرِ اکبر کے روز افزوں جنون کی پردہ داری کرتے ہیں نسیان کا عارضہ سے ناطہ جوڑا۔ صلح حدیبیہ کو شدید ہزیمت قرار دیا، حالانکہ از روئے قرآن کریم سرورِ کائنات کی یہ فتح مبین تھی۔ اس "ذریتِ طیبہ" نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پہلی اہلیہ کو "پھجے کی ماں" کہہ کر احمدیت کا مؤرخ ہونے کا لقب پایا۔ الفضل نے میرے مضمون کو ناپاک قرار دیا ہے۔ حالانکہ اس میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی عظمت اور رفعت اور ان کے مشن کے تقدس کا ذکر کیا ہے۔ اس کے ساتھ ہی حضرت خلیفہ اوّل رحمۃ اللہ علیہ کی بزرگی اور برتری کا تذکرہ ہے۔ کیونکہ جادوئے محمود کی تاثیر سے اس [illegible] بزرگ اور فقید المثال عالم کے ایمان افروز محاسن جماعت سے اوجھل ہو کر جماعت کے سوادِ اعظم میں تیرگی اور خیرگی کا سماں پیدا کر رہے ہیں ایسے تذکرے کو ناپاک کہنا زیغِ نظر، غشاوۃ بصر اور [illegible] کا دردناک مظاہرہ ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اب قادیانی جماعت میں حضرت خلیفہ اوّل رضی اللہ عنہ کا ذکر کرنا ایسا ہی ہے جیسے قبرستان میں کوئی اذان دے۔ میرا مضمون ان کے لئے آئینۂ حقیقت نما ثابت ہوا۔ انہوں نے اس کو ناپاک کہہ دیا۔ جس طرح ایک زنگی نے آئینے میں اپنی شکل دیکھتے ہی اس کو ناپاک کہہ کر پھینک دیا تھا۔ اب میں یہی کہہ سکتا ہوں:

یارب وہ نہ سمجھے ہیں نہ سمجھیں گے مری بات
دے اور دل ان کو جو نہ دے مجھ کو زباں اور

میرے مضامین کی محرک ایک بات ہے وہ یہ کہ اب ربوہ میں فکرِ گستاخ کے بطن سے ایسی بجلیاں نکل رہی ہیں جن سے بظاہر احمدیت کا نشیمن خطرے میں ہے۔ چونکہ اربابِ اقتدار نے مقدس مشن کو اپنی آرزوؤں اور امنگوں کا تابع مہمل بنا دیا ہے۔ اس واسطے اس محرک اور متحرک سلسلہ پر جمود اور خمود طاری ہے۔ اس لئے دلسوزی کا تقاضا تھا کہ ان کے افکار و افعال کو کاغذی پیرہن میں پیش کیا جائے تاکہ **ساءت مستقراً ومقاماً** اور **حسنت مستقراً ومقاماً** میں تمیز نمایاں ہو جائے۔ جس طرح قمر الانبیاء والے الہام سے ان لوگوں نے اب توبہ کر لی ہے وہ مصلح موعود والے الہام کی عظمت اور عصمت کا خیال کرتے ہوئے اس کو اس "وجودِ قدسی" پر چسپاں نہ کریں جو ایک طویل عرصے سے موت اور زندگی کے برزخ میں ہے۔ لیکن جو قلموں پروپیگنڈے کے بل بوتے پر ان کے احبار و رہبان نے اس عظیم الشان الہام کو ایک "نفسِ ذکیہ" پر چسپاں کر رکھا ہے جس کی اپنے ہوش کے زمانے میں یہ حالت تھی کہ اس کے اُجالے داغ داغ۔ اس کی سحر شب گزیدہ۔ اس کی خلوتیں اس کی جلوتوں سے خائف اور جلوتیں اس کی خلوتوں سے ہراساں تھیں۔ لیکن اب جبکہ وہ معمولی بشری تقاضوں کو پورا کرنے سے بھی عاجز و قاصر ہے۔ اور خود جماعت نے ہونے والے خلیفہ کے ایما پر اس کو معذور سمجھ کر عملاً معزول کر دیا ہے۔ اس کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے الہاموں کا مصداق مانتے چلے جانا ان کو "الفضل" کے الفاظ میں ہنسی کا نشانہ بنانا ہے۔ کیا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایسے آدمی کے لئے پیشگوئیاں کی تھیں؟ یا کیا اب اللہ تعالیٰ نے دنیوی حکومتوں کی طرح اس کو سولہ سال کے بعد ریٹائر کر دیا ہے۔ اس کیفیت کو دیکھ کر ایک عامی بھی فیصلہ کر سکتا ہے کہ حق پوش کون ہے اور حق کوش کون ہے اور خادمِ دین کون!

"الفضل" نے اپنے آقائے ولی نعمت کے نقشِ قدم پر چل کر "حضرت مصلح موعود" کے علمی و دینی اور تبلیغی کارناموں کا ذکر کیا۔ لیکن نہ اس نے کبھی پہلے تفصیل دی ہے نہ اب۔ اگر واقعی کوئی نیک کارنامہ سر انجام پایا ہے۔ تو خدا جو ذرہ نواز ہے وہ "حضرت مصلح موعود" کو ان کی دعا کے مطابق ان کو "کام کرنے والی زندگی عطا کرتا" نہ کہ ایسے امراض میں مبتلا کر دیتا جن کو اس کے مسیح نے خبیث امراض قرار دیا ہے۔ کیا خدا کو اپنے دین کی خدمت عزیز نہ تھی؟ اگر "خلافتِ ربوہ" شاخِ مثمر ہوتی تو باغبان اس کو کبھی خشک نہ ہونے دیتا۔ اس کے اثبات میں ہمارے سامنے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی درخشندہ سنت موجود ہے۔ جنہوں نے اپنی بیماریوں کے باوصف اعداء کو یہ چیلنج دیا تھا:-

اے آنکہ سوئے من بدویدی بصد تبر — از باغباں بترس کہ من شاخِ مثمرم

حضرت مامور کی بعثت ان کا تقاضا ہے کہ اس مسکے مشن کا حامل اور عامل نکما ہو کر نہ رہ جاتے - ان کو تو دآخری عمر میں انوار الشباب سے خدا نے نوازا - ان کی آنکھوں کو اپنے نور سے منور کیا - اسی سنت الہٰی کا تقاضا تھا کہ قادیانی دوستوں کے مصلح موعود بھی اسی سلوک سے سرفراز ہوتے - اگر وہ مقدس تحریک احمدیت کے صحیح سربراہ ہوتے - اب جبکہ خدا نے اُن کے ساتھ یہ سلوک نہیں کیا اور وہ نہ صرف بیمار ہی نہیں بلکہ بیکار بھی ہیں، ان کو مظہر الحق والعلا کان اللہ نزل من السماء کہنا اس پرجلال الہام کا ایسا استخفاف ہے جو خدائی تعزیر کو دعوت دے رہا ہے اور خلیفہ صاحب مکرمؒ کی مرض کو ممتد کر رہا ہے تاکہ ان کی زندگی میں خدا اسیران فریب پر یہ واضح کر دے کہ

جو شاخ نازک پہ آشیانہ بنے گا وہ ناپائدار ہو گا

قادیانی احباب اور ان کے اخبار کا یہ کہنا کہ "حضرت مصلح موعودؓ پر پندرہ سال تک کوئی گرفت نہیں ہوئی - یا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ایک عبارت کا حوالہ دینا جس میں انہوں نے فرمایا ہے کہ ان کے دعوے کے گیارہ سال بعد بھی ان کو خدا کی تائید حاصل ہے - کیا اس سے وہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ حضور نے کوئی خاص میعاد مقرر کی تھی - جس میں وہ سرفراز و کامران رہیں گے - ان کا چیلنج تھا کہ وہ یوم وصال تک خدا کی گود میں رہیں گے - اس لئے انہوں نے فرمایا تھا ؎

کبھی نصرت نہیں ملتی در مولیٰ سے گندوں کو
کبھی ضائع نہیں کرتا وہ اپنے نیک بندوں کو

اب اس ترازو میں خلیفہ صاحب مکرمؒ کی موعودیت کو تول کر قادیانی احباب خود فیصلہ فرمالیں کہ حق کو در مولیٰ سے کتنی نصرت حاصل ہے - اور وہ کس زمرے میں شمار ہو سکتے ہیں - ان کے مزعومہ کارناموں کا ذکر تو اس لئے ہوتا ہے کہ لوگ خود فریبی میں مگن رہیں - اس پر یہ شعر صادق آتا ہے ؎

رکھ دیئے مرجھائے ہوئے پھول قفس میں
شاید کہ گوارا ہو اسیروں کو اسیری

خدا نے امراض کا ہجوم اس واسطے کیا کہ مرکاندہ کا پردہ چاک ہو جائے - لیکن قادیانی رہبان و احبار کی چابکدستی ملاحظہ ہو کہ انہوں نے خدا کی تقدیر پر بھی عنکبوت کی تاروں سے پردہ داری شروع کر دی ہے - ایسا ہی جیسے عیسائیوں نے کیا تھا - چونکہ ابن اللہ کے شرک افزا عقیدے سے خدا کی وحدانیت پہ ضرب پڑتی تھی - خدا نے صلیب کا سانحہ برپا کیا - عیسائیوں نے کمال عیاری سے اس عبرتناکی سے کفارہ کا عقیدہ تراش لیا - اب خلافت مآب کی علالت پر فریب نظر کے پردے ڈالے جا رہے ہیں مبادا سنگین حقائق کے عالم آشکار ہونے سے بیت عنکبوت تار تار ہو جائے - چونکہ خلافت مآب نے حق پرستی کے نخلستان کو پیر پرستی کا ریگزار بنا دیا ہے اس میں ان کی موعودیت جلوۂ سراب بنی ہوئی ہے - لیکن کب تک ؟ انجام کار خدائی تقدیر اس انتباہ کا اعادہ کر کے رہے گی جو ۱۹۱۴ء میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابیوں نے کیا تھا اور دنیا تک ڈھیل کہا تھا۔

"گھر اپنے تم سمجھ رہے ہو وہ زرکم حباب ہو گا"

اس "خلیفۂ ثانی کی دینی خدمات" کا تفصیلی تجزیہ اگلی قسط میں نذر قارئین ہو گا۔

اسلام افریقہ میں

ایک افریقی مسلمان کا لیکچر نیو مسلم کالج لاہور میں

مسٹر آدم محمد مخدا (مسلمان مبلغ) جو جنوبی روڈیشیا (افریقہ) کے رہنے والے ہیں - جمعرات کے روز بتاریخ ۲۶ نومبر ۱۹۶۱ء نیو مسلم کالج قائم کردہ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور میں تشریف لائے اور افریقہ کے باشندوں اور افریقہ میں اشاعت اسلام کے موضوع پر ایک جامع تقریر فرمائی - مسٹر آدم محمد مخدا ندوۃ العلوم لکھنؤ سے فارغ التحصیل ہو کر اپنے ملک کو واپس جا رہے ہیں -

آپ نے فرمایا - کہ اسلام کی کرنیں براعظم افریقہ میں حضرت عمرؓ کے زمانے سے آنی شروع ہوئیں - جب مسلمانوں نے مصر میں داخل ہو کر لوگوں کو اسلام کی دعوت دی - آج مصر - لیبیا - تیونس - سوڈان - مراکش - الجزائر سب اسلامی ممالک ہیں - عرب مسلمان صحرائے افریقہ کے آباد کرنے میں سب سے زیادہ کامیاب ثابت ہوئے اور صحرا سے نکل کر نائیجیریا اور مغربی ساحل کو بھی انہوں نے ہی آباد کیا - یہ لوگ زیادہ تر عربی زبان بولتے ہیں - آپ نے فرمایا کہ عربوں کا دوسرا رخ مشرقی ساحل کی طرف تھا - چنانچہ وہ زنجبار، دارالسلام اور سمالیہ میں آ کر آباد ہوئے اور یہاں عربوں اور افریقہ کے لوگوں کے میل جول سے مسلمانوں کا ایک نیا گروہ پیدا ہوا - جن کا رنگ گندمی ہے اور جو سواحلی زبان بولتے ہیں - مشرقی افریقہ میں ہندو پاکستان سے ہزاروں مسلمان وہاں جا کر آباد ہو گئے ہیں - ان میں سب سے طاقتور فرقہ اسمٰعیلی ہے - یہ آغا خان کے پیروکار ہیں - اور عموماً تجارت کرتے ہیں - ان کو بوہرا بھی کہتے ہیں - چند بوہرے اور میمن حنفی فرقے سے تعلق رکھتے ہیں اور تجارت میں اپنے بھائیوں کی طرح پیش پیش ہیں - ان لوگوں میں ایک علیگڑھ کے طالب علم ہیں جو تبلیغ اسلام کے لئے ہر سال ۴۰ لاکھ شلنگ خرچ کرتے ہیں اور افریقہ کے اندرونی حصے میں مبلغین بھیجتے ہیں -

مسٹر آدم مخدا نے بتایا کہ تبلیغ کے اس میدان میں جزائر ماریشس اور مغربی ساحل پر جماعت قادیان نے بھی تبلیغی مراکز قائم کر رکھے ہیں اور پسماندہ لوگوں کو تعلیم دے کر وہ علم اور مذہب کی دولت سے مالا مال کر رہے ہیں -

آپ نے فرمایا کہ خط استوا کے جنوب میں نیم برہنہ سادہ اور بھولے بھالے کالے رنگ کے حبشیوں کا بہت بڑا گروہ ہے جو اب تک بھوت پریت پر ایمان رکھتا ہے - حبشیوں کے اس گروہ کو جہاں بھی اسلام کا پیغام ملتا ہے وہ سینکڑوں اور ہزاروں کی تعداد میں مسلمان ہو جاتے ہیں -

آپ نے بتایا کہ میرا وطن بھی روڈیشیا ہے اس کے قریب ایک جھیل نیاسا ہے اسی لئے اس ملک کو نیاسالینڈ کہتے ہیں - یہاں مچھیرے حبشی آباد ہیں - جو مچھلیاں پکڑ کر یا کھیتی باڑی کر کے اپنا پیٹ پالتے ہیں - آج سے کوئی سو سال پہلے اسلام کا ایک نام لیوا ان کے پاس پہنچا اور اسلام کا پیغام ان کو سنایا جس کا نتیجہ ہے کہ آج نیاسالینڈ کی بیشتر آبادی مسلمان ہے -

میں بھی بحیثیت مسلمان اسلام کا پیغام نائیجیریا اور خط استوا کے حبشیوں کو سناتا رہا ہوں - اور آپ کو یہ سن کر خوشی ہو گی کہ کالے حبشی آپ کا پیغام سننے کو ترس رہے ہیں - افریقہ کا براعظم "اسلام اسلام" پکار رہا ہے - کیونکہ جب وہ بلال حبشی کا نام سنتے ہیں اور رسول پاک کی نظروں میں اُن کی عزت کے حالات سنتے ہیں تو وہ اسلام کو دل و جان سے قبول کرتے ہیں - کیونکہ وہ یہی کہتے ہیں کہ عیسائیت میں کالے اور گورے کا امتیاز قائم ہے اور عملی اخوت و محبت کا جو پیغام اسلام دنیا کے لئے لایا ہے وہ دوسرے کسی مذہب میں موجود نہیں -

غلام ربانی سیکرٹری جغرافیائی سوسائٹی
نیو مسلم کالج لاہور

اخبار و افکار

(بسلسلہ صفحہ ۴)

کتنا محدود، کتنا ناقص ہے - اور ہر تازہ انکشاف کے ساتھ بشری جہل کا بھی کتنا انکشاف ہو جاتا ہے! اور اس پر سے پردہ اُن غیبی و روحانی علوم پر زبان کھول رہا ہے، جن کی ابھی اس کو ہوا بھی نہیں لگنے پائی ہے!

"الفضل" میں "اشتہار ایک غلطی کا ازالہ"

مولانا شیخ عبدالرحمن صاحب مصری

الفضل کے اختیار کردہ طریق کا حضرت مسیح موعودؑ کی پوزیشن پر کیا اثر پڑ رہا ہے

ہمارے ربوہ سے تعلق رکھنے والے بھائیوں کو "اشتہار ایک غلطی کا ازالہ" کے مفہوم کو سمجھنے میں ایسی خطرناک اور مہلک غلطی لگی ہے کہ اس کی بنیاد پر انہوں نے احمدیت کی اصل شکل کو ہی بگاڑ دیا ہے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اولیاء کی جماعت سے نکال کر انبیاء علیہم السلام کی جماعت میں جا داخل کیا ہے اور طرفہ یہ کہ جو طریق اس مقصد کو حاصل کرنے کے لئے اختیار کیا گیا ہے وہ ایسا جذبہ ادب و احترام سے خالی ہے کہ اس نے حضرت اقدس کو انبیاء کے گروہ میں داخل کرنے کی بجائے اُلٹا ان کی علمی پوزیشن اور ان کے حکم اور عدل ہونے کے مقام پر ایسی کاری ضرب لگائی ہوئی ہے کہ انہیں قرآن دانی کے بلند ترین مقام سے گرا کر جہالت کے تحت الثریٰ میں جا گرایا ہے (نعوذ باللہ من ذالک) کیونکہ اس اشتہار کو یہ ہمارے بھائی حضور کی تمام سابقہ کتب میں جو اپنا مقام حضور نے بیان فرمایا ہے اور جس کی تائید میں قرآن اور حدیث سے دلائل کے انبار لگا دیئے ہیں اور جن کی بناء پر حضور اور حضور کی جماعت ہمیشہ مخالف علماء پر اتمام حجت کرتے رہے ہیں اور جن کی رو سے ان مخالف علماء کی قرآن اور حدیث کے علوم و حقائق و معارف سے ناواقفیت کا ثبوت دیتے رہے ہیں ذریعہ منسوخ قرار دیتے ہیں، اس امر کا کہ حضور نے نہ تو اپنا مقام ہی سمجھا جس پر اللہ تعالیٰ نے انہیں کھڑا کیا تھا، یعنی نہ حضور محدثیت کی حقیقت سے واقف تھے اور نہ نبوت کی اصلیت کو جانتے تھے نبوت کی جو تعریف کی وہ بھی غلط کی، اور اس تعریف کی صحت پر جو استدلال قرآنی آیت سے کیا وہ بھی نعوذ باللہ بے بنیاد تھا بقول اُن کے ایسا استدلال تو بعض ناواقفوں کا استدلال کہلا سکتا ہے، سوچنے والے سوچ لیں کہ اس کی زد کہاں جا کر پڑتی ہے۔ اب ہر عقلمند انسان جو اندھی تقلید سے الگ ہو کر غور کرے گا اس کو صفائی سے نظر آ جائے گا کہ اس اشتہار کے ذریعہ بقول ہمارے ان بھائیوں کے جو حضور نے اپنی سابقہ کتب میں بیان کردہ تمام علمی دلائل کو جن کی بنیاد قرآن اور حدیث پر تھی منسوخ قرار دے کر کوئی قابل قدر کارنامہ سرانجام نہیں دیا بلکہ اپنے آپ کو ایک معمولی درجہ کے عالم کی حیثیت سے بھی نیچے گرا دیا ہے لیکن باوجود اس کے ہمارے یہ بھائی اپنی اس غلطی کے ساتھ ایسے چمٹے ہوئے ہیں کہ اسکو چھوڑنے کا نام ہی نہیں لیتے۔

غلطی کا اعادہ

چنانچہ ۲۸ ستمبر کے "الفضل" کے اداریہ میں پھر اسی اشتہار کی بعض عبارتیں نقل کر کے اسی اپنے پرانے خیال کو دہرایا ہے کہ ان عبارتوں سے حضرت مسیح موعودؑ کے پہلے بیانات منسوخ ہو گئے ہیں اگرچہ ہماری جماعت کی طرف سے متعدد مرتبہ ان کے اس خیال کی غلطی کو ان پختہ دلائل کے ذریعہ واضح کیا گیا ہے لیکن ان کی طرف سے اس اشتہار کی بعض عبارتوں کو پیش کر کے اپنے اس خیال کا از سر نو اعادہ کرنا بتلاتا ہے کہ انہوں نے ابھی ہمارے دلائل سے فائدہ نہیں اُٹھایا اور ابھی ضرورت ہے کہ اپنے ان بھائیوں کو اس غلطی سے نکالنے کے لئے ہم اپنی مساعی کو جاری رکھیں، سو اسی نیت سے موجودہ مقالہ لکھا جا رہا ہے۔

"اشتہار ایک غلطی کا ازالہ" کے تصنیف کا محرک اور اس کی اشاعت کی وجہ

"الفضل" کی پیش کردہ عبارتوں کے صحیح مفہوم کو سمجھنے کے لئے سب سے پہلے اس بات پر اطلاع پانا ضروری ہے کہ حضورؑ کو اس اشتہار کے لکھنے کی ضرورت کیوں پیش آئی، کیا اس کی ضرورت اس لئے پیش آئی کہ حضورؑ کو خدا تعالیٰ کی طرف سے یہ انکشاف ہوا کہ جو کچھ تم اپنی سابقہ کتب میں اپنے مقام وغیرہ کے متعلق لکھتے رہے ہو اور اس کی تائید میں جو دلائل دیتے رہے ہو وہ سب کے سب غلط تھے صحیح بات اب ہم تمہیں بتلاتے ہیں اسے دنیا کے سامنے پیش کرو اور اس الٰہی حکم کی تعمیل میں یہ اشتہار لکھا گیا اور شائع کیا گیا، اگر فی الحقیقت یہ ارشاد الٰہی اس اشتہار کی تصنیف کا محرک ہوا ہے تو ہمیں بھی اس کے آگے سر تسلیم خم کر دینا چاہیئے لیکن دیکھنا یہ ہے کہ کیا اشتہار مذا میں کہیں اس ارشاد خداوندی کا ذکر بھی ہے اگر نہیں تو [illegible] اپنے قیاسات کے گھوڑے نہیں دوڑانے چاہیئے، سو اس وجہ کی تلاش میں ہمیں زیادہ کاوش کرنے کی ضرورت نہیں خود اشتہار کے شروع میں ہی اپنی قلم سے ہی حضورؑ نے خود اسے لکھدیا ہے جسے قارئین کرام کی اطلاع کے لئے ذیل میں درج کیا جاتا ہے:۔

> "ہماری جماعت میں سے بعض صاحب جو ہمارے دعوے اور دلائل سے کم واقفیت رکھتے ہیں جن کو نہ بغور کتابیں دیکھنے کا اتفاق ہوا اور نہ وہ ایک معقول مدت تک صحبت میں رہ کر اپنے معلومات کی تکمیل کر سکے وہ بعض حالات میں مخالفین کے کسی اعتراض پر ایسا جواب دیتے ہیں کہ جو سراسر واقعہ کے خلاف ہوتا ہے اس لئے باوجود اہل حق ہونے کے ان کو ندامت اُٹھانی پڑتی ہے چنانچہ چند روز ہوئے ہیں کہ ایک صاحب پر ایک مخالف کی طرف سے یہ اعتراض پیش ہوا کہ جس سے تم نے بیعت کی ہے وہ نبی اور رسول ہونے کا دعوےٰ کرتا ہے اور اس کا جواب محض انکار کے الفاظ سے دیا گیا ہے حالانکہ ایسا جواب صحیح نہیں ہے حق یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کی وہ پاک وحی جو میرے پر نازل ہوتی ہے اس میں ایسے لفظ رسول اور مرسل اور نبی کے موجود ہیں نہ ایک دفعہ بلکہ صدہا دفعہ پھر کیونکر یہ جواب صحیح ہو سکتا ہے کہ ایسے الفاظ موجود نہیں ہیں بلکہ اس وقت تو پہلے زمانہ کی نسبت بھی بہت تصریح اور توضیح سے یہ الفاظ موجود ہیں اور براہین احمدیہ میں بھی جس کو طبع ہوئے ۲۲ برس ہوئے یہ الفاظ کچھ تھوڑے نہیں ہیں چنانچہ وہ مکالمات الٰہیہ جو براہین احمدیہ میں شائع ہو چکے ہیں ان میں سے ایک یہ وحی اللہ ہے ھوالذی ارسل رسولہ بالھدیٰ ودین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ ص۴۹۸ اس میں صاف طور پر اس عاجز کو رسول کر کے پکارا گیا ہے پھر

اس کے بعد اسی کتاب میں میری نسبت یہ وحی اللہ ہے جری اللہ فی حلل الانبیاء یعنی خدا کا رسول نبیوں کے حلوں میں (صفحہ ۵۰۴) پھر اسی کتاب میں اس مکالمہ کے قریب ہی یہ وحی اللہ ہے محمد رسول اللہ والذین معہ اشداء علی الکفار رحماء بینھم اس وحی الٰہی میں میرا نام محمد رکھا گیا اور رسول بھی پھر یہ وحی اللہ ہے جو صفحہ ۵۵۷ پر درج ہے دنیا میں ایک نذیر آیا اس کی دوسری قرأت یہ ہے کہ دنیا میں ایک نبی آیا اسی طرح براہین احمدیہ میں اور کئی جگہ رسول کے لفظ سے اس عاجز کو یاد کیا گیا۔"

ثابت شدہ امور

مندرجہ بالا عبارت سے مندرجہ ذیل امور بالوضاحت ثابت ہیں:—

امر اول

جماعت میں بعض ایسے احباب موجود تھے جو حضرت مسیح موعودؑ کے دعوے اور دلائل دونوں سے کم واقفیت رکھتے تھے۔

ظاہر ہے کہ حضورؑ کا دعوے اور اس کے متعلق دلائل ان کتب میں پائی جاتی تھیں جو اس اشتہار سے قبل شائع ہو چکی تھیں اس لئے ان سے کم واقفیت رکھنے کی وجہ بجز اس کے اور کوئی نہیں ہو سکتی تھی کہ ان احباب کے مطالعہ میں وہ کتب یا تو آئی ہی نہیں تھیں اور اگر آئی تھیں تو انہوں نے ان کا بغور مطالعہ نہیں کیا تھا، اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ حضورؑ اپنے اسی دعوے کو صحیح قرار دے رہے ہیں جو سابقہ کتب میں پایا جاتا ہے، اسے تبدیل کرنے کا قطعاً کوئی ارادہ آپ کا نظر نہیں آتا اس لئے اشتہار میں تبدیلی عقیدہ کے خیال کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ اس اشتہار کے شائع کرنے کا مقصد صرف اتنا معلوم ہوتا ہے کہ جماعت کے ایسے کم واقفیت رکھنے والے احباب کو آپ اپنے دعوے اور دلائل سے کما حقہٗ واقف کرا دیں بعد میں زور بھی اسی وجہ سے دیتے رہے ہیں کہ جماعت کا کوئی فرد ناواقف نہ رہے اور یہ بات مامور کے فرائض میں داخل ہے جس پر کہ ارشاد الٰہی فاصدع بما تؤمر کھلی کھلی دلیل ہے۔

امر دوم

اسی لئے حضرت اقدسؑ نے ان کی کم واقفیت کی وجہ خود ہی بیان فرما دی کہ ان دوستوں کو نہ بغور کتابیں دیکھنے کا اتفاق ہوا اور نہ وہ ایک معقول مدت تک صحبت میں رہ کر اپنے معلومات کی تکمیل کر سکے۔

دو ہی طریق کسی مامور من اللہ کے دعوے اور دلائل پر کما حقہٗ واقفیت حاصل کرنے کے ہو سکتے ہیں، ایک تو اس مامور کی تحریروں کو غور سے پڑھا جائے، دوسرے اس کی صحبت میں رہ کر اپنی معلومات کی تکمیل کی جائے۔

جس احمدی بھائی کا حضرت اقدسؑ کے اس اشتہار میں ذکر ہے معلوم ہوتا ہے کہ اُسے ان دونوں طریقوں میں سے کوئی ایک طریق بھی اپنی معلومات کی تکمیل کے لئے میسر نہیں آیا تھا۔

عبارت بالا سے یہ بھی عیاں ہے کہ حضرت اقدسؑ کا منشاء یہی ہے کہ احباب جماعت حضورؑ کی سابقہ کتب کا ہی مطالعہ غور سے کریں تا وہ حضورؑ کے دعوے اور دلائل سے کما حقہٗ واقف ہو کر سائلین کا صحیح جواب دے سکیں۔

یہ منشاء بھی کھلی کھلی دلیل ہے اس بات پر کہ جہاں تک حضورؑ کے دعوے اور دلائل کا تعلق ہے ان کے متعلق حضورؑ اپنی سابقہ تحریروں کو منسوخ نہیں فرما رہے بلکہ انہی کو مستند قرار دیتے ہوئے جماعت کو انہی پر غور کرنے کی تلقین فرما رہے ہیں، پس یہ بات بھی منسوخیت کے ادعاء کو کالعدم قرار دے رہی ہے۔

امر سوم

اس عبارت میں امر سوم یہ بیان کیا گیا ہے کہ ایسے ہی کم واقفیت رکھنے والے احمدی احباب میں سے ایک احمدی نے ایک سائل کو حضورؑ کے دعوے کے متعلق غلط جواب دیا۔

سوال یہ تھا کہ حضرت مرزا صاحب نے نبی اور رسول ہونے کا دعوے کیا ہے جواب میں حضورؑ کی کتب میں لفظ نبی اور رسول کی موجودگی کا ہی انکار کر دیا گیا۔

امر چہارم

اس احمدی کا جواب حضورؑ کے نزدیک صحیح نہ تھا، عدم صحت کی وجہ حضورؑ یہ فرماتے ہیں:—

"حق یہ ہے کہ خدا تعالےٰ کی
وہ پاک وحی جو میرے پر
نازل ہوتی ہے اس میں ایسے
لفظ رسول اور مرسل اور نبی
کے موجود ہیں نہ ایک دفعہ
بلکہ صدہا دفعہ پھر کیونکر
یہ جواب صحیح ہو سکتا ہے کہ
ایسے الفاظ موجود نہیں ہیں"

اس احمدی نے چونکہ الفاظ نبی اور رسول اور مرسل کی موجودگی کا ہی انکار کر دیا اس لئے حضورؑ کے الہامات میں ان الفاظ کے وارد ہونے یا حدیث نبویؐ میں آنے والے مسیح کے لئے لفظ نبی کے استعمال کی وجہ بیان کرنے کی ضرورت ہی اسکے لئے باقی نہیں رہی تھی اور نہ ان الفاظ کی تشریح کی اُسے حاجت تھی اس لئے اس نے محض انکار میں جواب دیا لفظ کا انکار کر کے اس بھائی نے اس سارے قصہ کو ہی ختم کر دیا۔

براہین احمدیہ سے حوالے دینے کی وجہ

اس کے بعد حضورؑ نے اپنی سب سے پہلی کتاب براہین احمدیہ سے جس کو اس اشتہار کو شائع کرنے کے وقت ۲۲ برس گذر چکے تھے چند الہامات درج کئے ہیں جن میں حضورؑ کو رسول اور نبی کے لفظ سے پکارا گیا ہے اور یہ وہی الہامات ہیں جو ۱۷ اگست ۱۸۹۹ء کے مکتوب میں حضورؑ نے درج فرمائے ہیں اور جو تشریح ان الہامات کی اس مکتوب میں بیان کی گئی ہے اشتہار میں بھی وہی تشریح درج فرمائی گئی ہے، دونوں تشریحوں میں سرمو فرق نہیں، اس سے معلوم ہوا کہ بعد کے زمانہ کے جن الہامات کا ذکر حضورؑ نے فرمایا ہے ان کی بھی حضورؑ کے نزدیک وہی تشریح ہے جو براہین احمدیہ کے الہاموں کی حضورؑ فرما چکے ہیں۔ ایسے الہامات کو اشتہار میں درج کرنے کی ایک ہی وجہ ہو سکتی ہے اور وہ یہ کہ چونکہ ایک احمدی کی طرف سے ان الفاظ کی موجودگی کا انکار کیا گیا تھا جس سے طبعاً حضورؑ کا خیال ادھر ہی جانا تھا کہ ہو سکتا ہے کہ بعض اور احمدی بھی ایسے ہوں جو اسی غلطی میں مبتلا ہوں کہ رسول اور نبی اور مرسل کے الفاظ حضورؑ کے الہامات اور تحریروں میں موجود ہی نہیں بے شک یہ تو ہر ایک احمدی جانتا ہی تھا کہ حضرت مسیح موعودؑ نے رسول اور نبی ہونے کا دعوے ہرگز نہیں کیا بلکہ نبوت اور رسالت کے مدعی پر لعنتیں بھیجی ہیں اس لئے یہ بعید از قیاس نہیں ہو سکتا تھا کہ بعض احمدی اس وجہ سے اس غلطی کا شکار ہو گئے ہوں کہ حضورؑ کی تحریروں اور الہامات میں یہ الفاظ ہی موجود نہیں ہوں گے جو حضورؑ نے ایسا دعوے نہیں کیا ان وجوہ کی بناء پر حضورؑ کا یہ فرض تھا کہ ایسے احمدیوں کو اس غلطی سے نکال دیں اور ان پر اچھی طرح واضح کر دیں کہ الہامات میں الفاظ رسول اور نبی کے موجود تو ہیں اور حضورؑ کی تحریروں میں بھی پائے جاتے ہیں لیکن وہ ایسے مفہوم میں استعمال ہوئے ہیں جن سے دعوے رسالت و نبوت لازم نہیں آتا بلکہ دعوے محدثیت اور ولایت کی حد تک ہی رہتا ہے چنانچہ اس امر کو واضح کرنے کے لئے ان کی تشریح لکھنی شروع کر دی تا وہ احباب جنہوں نے کتب سابقہ سے فائدہ نہیں اُٹھایا وہ اس اشتہار سے فائدہ اٹھالیں اور ان پر اچھی طرح سے واضح ہو جائے کہ الفاظ رسول۔ نبی اور مرسل

کے موجود ہونے کے باوجود رسول اور نبی ہونے کا دعوے کیوں نہیں کیا گیا اور کیوں یہ الفاظ حضور کو محدثیت اور ولایت کے مقام سے اوپر لے جانے کا موجب نہیں بنتے اور یہی وہ حقیقت ہے جسے تمام جماعت نے اس اشتہار کے شائع ہونیکے بعد پوری طرح سمجھ لیا کسی ایک فرد نے بھی اس وقت یہ نہیں سمجھا کہ اس اشتہار میں حضور نے اپنے سابقہ عقیدہ کو ترک کر کے کوئی نیا عقیدہ اختیار کر لیا ہے اور پہلے جو جزوی یا جزوی نبوت کا دعوے کرتے تھے جس کو دوسرے لفظوں میں اسلام کی اصطلاح کی رُو سے محدثیت کا نام دیا کرتے تھے اس میں اب تبدیلی کر کے محدثیت کی بجائے اب نبی ہونے کا اعلان کر دیا ہے اس بات کا ثبوت عنقریب پیش کیا جائے گا کہ اس اشتہار نے ساری کی ساری جماعت کو حضرت اقدس کے مقام محدثیت اور ولایت پر ہونے کے بارے میں کامل یقین دلایا اور لفظ رسول اور نبی کے اصلی مفہوم سے بھی پوری طرح آگاہی دے دی یہاں تک کہ ساری کی ساری جماعت ایک ہی عقیدہ پر قائم ہو گئی اور انتشار کا نام و نشان باقی نہ رہا، حضرت خلیفہ اول رضہ کے زمانہ تک جماعت احمدیہ اسی عقیدہ پر متفق رہی، کہ حضور جماعت انبیاء کے فرد نہیں بلکہ جماعت اولیاء کے ہی فرد ہیں۔

ان کی وفات کے بعد اس اشتہار کے الفاظ کو نئے نئے معانی کا لباس پہنایا گیا جس کے نتیجہ میں جماعت میں انتشار اور شقاق رونما ہو گیا جس نے جماعت کو دو ٹکڑوں میں تقسیم کر کے دم لیا اللہ تعالیٰ اب پھر اپنے فضل و کرم سے دوبارہ جماعت کا رُخ اتحاد کی طرف پھیر دے اور اس کی برکتوں سے متمتع ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔ کم از کم دونوں جماعتیں حضرت اقدسؑ کے صحیح مقام کی تعیین پر ہی متفق ہو جائیں۔

جماعت ربوہ سے تعلق رکھنے والے احمدی بھائیوں سے ایک اہم سوال۔

میں ایڈیٹر صاحب "الفضل" اور ان کی وساطت سے دوسرے بھائیوں کی توجہ ایک اہم سوال کی طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں شاید اس پر غور کرنے سے انہیں اپنی غلطی کا احساس ہو جائے، فرض کیجئے کہ جس احمدی سے سائل نے سوال کیا تھا اس نے حضرت مسیح موعودؑ کی کتب سابقہ کا مطالعہ گہری نظر سے کیا ہوا ہوتا اور پھر حضور کی صحبت کے فیض سے اپنی معلومات کی بھی تکمیل کی ہوتی تو وہ اس سائل کے اس سوال کا کہ حضرت مرزا صاحب نے نبی اور رسول ہونے کا دعوے کیا ہے کیا جواب دیتا۔ کیا آپ بھائیوں کے نزدیک ایسے احمدی کا جواب بجز اس کے کچھ اور ہو سکتا تھا کہ حضرت مرزا صاحب نے نبی اور رسول ہونے کا دعوے تو نہیں کیا بلکہ ایسے مدعی نبوت پر وہ لعنت بھیجتے ہیں لیکن یہ درست ہے کہ ان کے الہامات میں ان کی شان میں نبی اور رسول کے الفاظ ضرور وارد ہوئے ہیں اور حدیث نبوی میں بھی آنے والے مسیح کو نبی کے لفظ سے پکارا گیا ہے لیکن وہ فرماتے ہیں کہ دونوں جگہ ان الفاظ سے محض لغوی معنی مراد ہیں یعنی خدا کی طرف سے بھیجا ہوا اور غیب کی خبریں پانے والا اور پوشیدہ حقائق کو ظاہر کرنے والا اسلامی اصطلاح جو قرآن کریم کی آیت وما ارسلنا من رسول الا لیطاع باذن اللہ سے مستنبط ہوتی ہے وہ اس سے الگ ہے اسلامی اصطلاح میں نبی وہی ہوتا ہے جو کامل یا جزوی شریعت لائے یا براہ راست بغیر کسی نبی کی اتباع کے واسطے سے خدا سے تعلق رکھے اور یہی اسلامی اصطلاح والی نبوت حقیقی نبوت ہے اور اسی کو حاصل کرنے والا حقیقی معنی میں نبی کہلا سکتا ہے۔ محض لغوی معنی کے لحاظ سے جس امتی پر نبی کا اطلاق کیا جائے وہ اپنی حقیقت کے لحاظ سے محدث ہوتا ہے اور محدث پر نبی کے لفظ کا اطلاق مجازاً اور استعارةً ہوتا ہے چونکہ اسکو نبیوں سے ایک مشابہت ہوتی ہے اور وہ یہ کہ نبیوں والا کام اس سے لیا جاتا ہے ہر محدث کے لئے ضروری ہے کہ وہ کسی نہ کسی نبی سے مشابہت رکھے جس پر کہ سورة ... نور کی آیت استخلاف اور حدیث نبوی علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل دلالت کر رہی ہے اس لئے فرماتے ہیں کہ میں نے نبی ہونے کا دعوے نہیں کیا بلکہ محدث ہونے کا دعوے کیا ہے اور یہ دعوے خدا کے حکم سے کیا ہے انہوں نے یہ بھی فرمایا ہے کہ میری تحریروں میں جہاں جہاں لفظ نبی یا رسول وارد ہوا ہے اس سے مراد محدث ہی ہے اگر مسلمانوں پر نبی کا لفظ شاق گذرتا ہے تو وہ اس لفظ کو ترمیم شدہ تصور کر کے اس کی بجائے محدث سمجھ لیں کیونکہ میری مراد اس لفظ سے محدث ہی ہے البتہ میں بوجہ مامور ہونے کے ان الفاظ کو چھپا نہیں سکتا کیونکہ یہ الفاظ میرے الہامات اور نیز حدیث نبوی میں وارد ہو چکے ہیں۔

پھر آپ نے اس امر کی بھی وضاحت کر دی ہے کہ میری نبوت حدیث لم یبق من النبوۃ الا المبشرات کے ماتحت جزوی اور ناقصہ نبوت ہے نبوت تامہ کے دروازے حضرت نبی کریم صلعم کو خاتم النبیین کا منصب ملنے کے بعد اب قیامت تک بند ہو گئے ہیں، لیکن جزوی نبوت کے دروازے قیامت تک کھلے ہیں اور وہ بھی حضرت نبی کریم صلعم کے اس امتی کے لئے جو آنحضور صلعم کی کامل اتباع کا جوا اپنی گردن پر رکھتا ہے پھر آپ نے یہ بھی کھول کر بتلایا ہے کہ میں صرف نبی نہیں کہلا سکتا بلکہ ایک پہلو سے امتی اور ایک پہلو سے نبی کہلا سکتا ہوں اور محدث کی یہی شان ہوتی ہے۔ پھر آپ نے یہ بھی با لوضاحت فرما دیا کہ جو شخص خدا سے براہ راست فیض حاصل کرتا ہے اور براہ راست اس کے نور کا وارث ہوتا ہے وہ نبی کہلاتا ہے اور جو شخص اس نبی سے خدائی نور اور اس کے فیوض کو حاصل کرتا ہے وہ اصطلاح میں ولی کہلاتا ہے اس لئے جو شخص ایک پہلو سے امتی اور ایک پہلو سے نبی ہوتا ہے چونکہ اس کی ایسی نبوت بھی درحقیقت حضرت نبی کریم صلعم کی نبوت کا ظل ہوتی ہے اس لئے وہ انبیاء کی جماعت کا نہیں بلکہ اولیاء کی جماعت کا فرد ہوتا ہے .... دلیل میں فرمایا قد اتفق اہل القلوب علی ان الولایۃ ظل النبوۃ کہ تمام اہل دل اس بات پر متفق ہیں کہ نبوت کا ظل ولایت ہی ہوتی ہے پھر اس امر کو مزید مؤکد کرنے کے لئے کہ میں جماعت اولیاء کا ہی فرد ہوں صاف طور پر فرما دیا کہ میری دعوی نبوت نہیں بلکہ دعوی ولایت ہے جو زیر سایہ نبوت محمدیہ اور باتباع آنجناب صلعم اولیاء اللہ کو ملتی ہے اس کے ہم قائل ہیں اور اس سے زیادہ جو شخص ہم پر الزام لگاتے وہ تقویٰ اور دیانت کو چھوڑتا ہے غرض جبکہ نبوت کا دعوے اس طرف بھی نہیں صرف ولایت اور مجددیت کا دعوے ہے (تقویٰ اور دیانت کو چھوڑنے کے الفاظ پر ہمارے بھائی غور فرمائیں) پھر یہ بھی فرما دیا کہ ؎

انبیاء اور اولیاء صادر دہند
ہر زمان آیند در رنگ دگرے

ہمارے بھائی خوب غور فرما کر اور تقویٰ اللہ کو مد نظر رکھتے ہوئے اور تقلید کا لبادہ اتار کر جواب دیں کہ اگر وہ احمدی سائل کے سامنے حضرت اقدس کی مندرجہ بالا تمام عبارتیں اور اسی قسم کی دوسری عبارتیں جو انکار دعوے نبوت سے بھری ہوئی ہیں اور جو کثیر التعداد ہیں رکھ دیتا تو کیا حضرت اقدس کو اشتہار "ایک غلطی کا ازالہ" لکھنے اور شائع کرنے کی ضرورت پیش آتی کیا حضور اس جواب پر اس احمدی سے خوش ہوتے یا اسے مورد عتاب بنا سکتے کیا خوش ہو کر اسے یہ سارٹیفکیٹ نہ دیتے کہ اس نے حضور کی کتب کا خوب گہری نظر سے مطالعہ کیا ہوا ہے اور حضور کے مسلک کو خوب اچھی طرح سمجھا ہوا ہے۔

اگر آپ اسی ایک بات پر ضد اور تعصب کو چھوڑ کر غور کریں گے تو آپ پر واضح ہو جائے گا کہ اشتہار حضور نے اپنی کسی غلطی کی اصلاح کے لئے ہرگز نہیں لکھا تھا بلکہ اپنی کتابوں سے متعلق کم واقفیت رکھنے والے دوستوں کی غلطی کی اصلاح کے لئے لکھا تھا اور یہ مقصد آپ کا اس اشتہار سے بخوبی

حاصل ہو گیا۔

حضرت اقدسؑ کی کُتب سے پوری واقفیت رکھنے والوں اور حضور کی صحبت سے کامل استفاضہ حاصل کرنے والوں نے اس اشتہار سے کیا سمجھا

اب ہمیں یہ دیکھنا ہے کہ جماعت کا اس اشتہار پر کیا رد عمل ہوا۔ یہ دیکھنا چاہیئے جو اس اشتہار کے شائع ہونے کے بعد جماعت میں پیدا ہوا خصوصاً اس طبقہ میں جو مسلّمہ طور پر حضرت اقدس کی کُتب سے پوری واقفیت رکھتے تھے اور حضور کی صحبت سے بھی کامل طور پر مستفیض ہو چکے تھے اور انہیں حضور کی مجلسوں میں بیٹھنے کا بھی کافی شرف حاصل تھا ان میں سے میں ایک کا اس وقت ذکر کرتا ہوں ان کا نام نامی سید محمد احسن صاحب امروہی ہے نہ صرف یہ بزرگ حضرت اقدس کی کُتب سے کماحقہ واقفیت رکھتے تھے بلکہ قرآن اور حدیث کے بھی بڑے جیّد عالم تھے حضرت اقدسؑ کی موجودگی میں جمعہ کے اداء بھی نصیب ہوتے تھے اور ان کے خطبے بڑے پسند کئے جاتے تھے مخالفین سلسلہ کو ان کے اعتراضات کا ایسا دندان شکن جواب دیتے تھے کہ ان کو بولنے کی سکت نہ رہتی ۔۔۔ حضرت ۔۔۔ کو ان پر اس قدر اعتماد تھا کہ مخالفین ۔۔۔ اعتراضات کو دفع کرنے کا کام حضور اکثر انہی کے سپرد فرماتے تھے اس اشتہار کے شائع ہونے کے بعد ان کا کیا ردِ عمل تھا اس کا ذکر ذیل میں کیا جاتا ہے۔

ایک مخالف کے اعتراض کا جواب مولوی سید محمد احسن صاحب کی قلم سے اور اس پر ایڈیٹر الحکم کے ریمارکس

اشتہار کے شائع ہونے پر امرتسر کے ایک شخص حافظ محمد یوسف نے مولوی صاحب موصوف کی خدمت میں ایک خط لکھا جس کے مضمون کا خلاصہ یہ تھا کہ حضرت مرزا صاحب کا اشتہار "ایک غلطی کا ازالہ" دیکھا اس میں چونکہ انہوں نے دعوے نبوت کر دیا ہے اور آپ نے اسے تسلیم کر کے اپنے مقلد ہونے کا ثبوت دیا ہے اس لئے میں اب آپ سے ملاقات کرنا نہیں چاہتا یاد رہے کہ مخالفین کا تو ہمیشہ سے یہی وطیرہ رہا ہے کہ حضرت اقدسؑ کے کلام میں لفظ نبی اور رسول کا دیکھتے ہی شور مچانا شروع کر دیتے تھے کہ مرزا صاحب نے نبوت کا دعوے کر دیا ہے اس لئے اس اشتہار پر بھی ان کا ایسا کہنا کوئی نئی بات نہ تھی۔ ۵ نومبر ۱۹۰۱ء کو یہ اشتہار شائع ہوتا ہے اور ۲۴ نومبر کے الحکم میں حضرت مولانا موصوف کی قلم سے اس کا جواب شائع ہوتا ہے اس جواب کو شائع کرتے وقت جناب ایڈیٹر صاحب الحکم نے جو تمہیدی الفاظ لکھے ہیں وہ بھی قابل غور ہیں۔ لکھتے ہیں:۔

"ذیل میں ہم حضرت مولانا مولوی سید محمد احسن صاحب فاضل امروہی کا ایک ... کی ایک لطیف شرح ہے جو "ایک غلطی کے ازالہ" کے عنوان سے حضرت اقدس حجۃ اللہ علی الارض جری اللہ فی حلل الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام نے شائع فرمایا ہے یہ خط جس قدر معارف اور حقائق اپنے اندر رکھتا ہے اس کے بیان اور اظہار کی ہمیں ضرورت نہیں فاضل امروہی کا نام ہی کافی ہے ہاں ہم یہ ضرور کہیں گے کہ اس خط میں فاضل موصوف روح القدس کی تائید سے بول رہے ہیں"

ایڈیٹر صاحب کے تمہیدی الفاظ صاف تبلا رہے ہیں کہ فاضل امروہی صاحب کا جواب درحقیقت اس اشتہار کی لطیف شرح ہے اور اس جواب میں فاضل امروہی صاحب روح القدس سے بولے ہیں اور اپنے جواب کو انہوں نے حقائق و معارف سے بھر دیا ہے، ایڈیٹر صاحب الحکم کا جواب سے اتفاق اُن کے تمہیدی الفاظ سے ہی واضح ہے اور جماعت کی خاموشی سے جماعت کا اجماع بھی واضح ہے ۔۔۔۔۔ اور حضور کا اس کے خلاف کچھ نہ فرمانا بھی حضور کی پسندیدگی کی دلیل ہے۔

جواب حضرت اقدسؑ کے ارشاد اور حضور کی ہدایت کے مطابق لکھا گیا

فاضل امروہی صاحب نے حافظ محمد یوسف صاحب کے خط کا ذکر ۱۹ نومبر کو دوران سیر میں حضرت اقدسؑ سے کیا حضورؑ نے اس پر جو کچھ فرمایا وہ ذیل میں درج کیا جاتا ہے:۔

"اس خط کا جواب مفصل ان کو لکھ دیا جائے تاکہ تبلیغ ہو جائے فرمایا تعجب کی بات ہے یہ لوگ اسے دعوئے جدید کہتے ہیں (معلوم ہوا کہ حضور اپنے دعوئے قدیم کا ہی اعادہ اس اشتہار میں فرما رہے تھے کوئی جدید دعویٰ اس اشتہار میں نہیں کیا) براہین احمدیہ میں ایسے الہامات موجود ہیں جن میں نبی یا رسول کا لفظ آیا ہے چنانچہ ھو الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ، اور جری اللہ فی حلل الانبیاء وغیرہ ان امور پر غور نہیں کرتے"

اگر تبدیلی ہوتی تو صاف فرماتے کہ لفظ تو پہلے سے ہی موجود تھے مگر میں ان کی تشریح پہلے آپ لوگوں کی تقلید میں غلط کیا کرتا تھا اب خدا نے مجھے ان میں باقاعدہ شامل ہو جانا ہے اس لئے میں نے اس اشتہار میں باقاعدہ اور صاف طور پر نبی اور رسول ہونے کا دعوے کر دیا ہے یہی ایک طریق تھا جس کا اختیار کرنا دیانت داری اور ایمانداری پر مبنی قرار دیا جا سکتا ہے لیکن حضور نے ایسا نہیں کیا بلکہ حسب سابق براہین احمدیہ میں درج شدہ الہامات کا ہی حوالہ دیا ہے گویا ان کی اسی تشریح کو برقرار رکھا ہے جو ۱۷ اگست ۱۸۹۹ء کے مکتوب میں درج فرما چکے ہیں فاضل امروہی ۔۔۔ صاحب نے بھی حضور کی ہدایت کا یہی منشاء سمجھا جیسا کہ ان کا جواب ظاہر کر رہا ہے یہ جواب اخبار الحکم کے چھ صفحوں پر پھیلا ہوا ہے۔

خلاصہ جواب

خلاصہ اس جواب کا یہ ہے کہ فاضل امروہی صاحب نے اپنے اس جواب میں اسی اشتہار سے ۱۹ جگہیں ایسی دکھلائی ہیں جہاں دعوئے نبوت سے صریح لفظوں میں انکار موجود ہے اور انکار کی وہی نوعیت ہے جو کتب سابقہ میں پائی جاتی ہے اور اقرار بھی بالکل اسی نوعیت کا ہے جو کتب سابقہ میں موجود ہے یعنی اسلامی اصطلاح والی نبوت کا انکار اور محض لغوی جزوی نبوت کا اقرار فاضل امروہی صاحب نے اپنے اس جواب میں کسی قسم کی تبدیلی کا اعتراف نہیں کیا بلکہ محمد یوسف صاحب کو مخاطب کر کے لکھتے ہیں:۔

"اگر آپ کہیں کہ مرزا صاحب نے اس میں دعوئے رسول ہونے کا کیا ہے تو گذارش یہ ہے کہ جب آپ نے حضرت مرزا صاحب کو مجدد مان لیا تو مبعوث منجانب اللہ بھی مان لیا اور جب مبعوث تسلیم کر لیا تو ظلّی رسول بھی مان لیا کیونکہ رسول اور مبعوث دونوں الفاظ مترادفہ ہیں"

کیا یہ عبارت کھلی دلیل نہیں اس امر پر کہ فاضل امروہی صاحب مخالف پر یہ واضح کر رہے ہیں کہ حضرت اقدس کی شان میں جو لفظ رسول استعمال ہوا ہے وہ محض

نیو مسلم کالج کی یونین کا انتخاب

(بسلسلہ صفحہ ۴)

تمیز سکھلاتی ہے۔ حقوق اللہ اور حقوق العباد کی پہچان بخشتی ہے۔ آپ کو کتابیں پڑھائی جاتی ہیں کیوں؟ اس سے دو مقصد حاصل ہو سکتے ہیں۔ آپ تحریر و تقریر کے لئے پیدا ہوئے ہیں۔ تحریر کا کام کالج کے اوقات میں کیا جاتا ہے، مگر اپنے احساسات اور خیالات کی صحیح ترجمانی یکساں اہمیت رکھتی ہے۔ اس مقصد کے لئے کالجوں میں یونینیں بنائی جاتیں اور گاہے گاہے منعقد کی جاتی ہیں۔ چنانچہ ہم بھی اس ماہ یونین بنا رہے ہیں۔ تاکہ آپ لوگ اپنے اندر قوتِ گویائی کی صلاحیت پیدا کر سکیں، اور اپنی بڑھتی ہوئی قابلیتوں اور فصاحت و بلاغت کا ثبوت مہیا کر سکیں۔

آپ نے فرمایا کہ ڈیماستھینیز ایک مشہور و معروف شخص یونانی لوہار کا بیٹا تھا۔ جونہی وہ بولتا تو اس کی زبان تُتلاتی۔ اپنی آواز کی لکنت کو ختم کرنے کے لئے وہ بولتے وقت اپنے منہ میں کنکر رکھ لیتا اور اپنے خد و خال کی خرابی کو دور کرنے کے لئے وہ اپنے چہرہ کی حرکات کو آئینہ میں دیکھتا رہتا اپنی فصاحت کو ترقی دینے کے لئے وہ ساحل سمندر کی طرف چلا جاتا، جہاں سمندر کی لہریں بہت تیز و تند ہوتیں۔ اس طرح اس نے پبلک اجتماع سے مخاطب ہونے کی طاقت اور قوت پیدا کر لی۔

حاضرین کرام! میں دل سے چاہتا ہوں کہ آپ میں ہر ایک شخص دنیا جہان کے لوگوں کے محسوسات کو

(باقی بر صفحہ ۱۶ اشتہار کے نیچے)

صحیح رستہ پر لانے کے لئے دوسرا دیما ستمنیز بن جائے۔

صاحب صدر کی تقریر کے بعد طلباء ان موضوعات پر تقریریں کرنے کے لئے جو دس منٹ پہلے انہیں دیئے گئے تھے، باری باری سٹیج پر آئے۔ ان میں سے جنہوں نے بہتر تقاریر کیں انہیں یونین کے رکن بنا لیا گیا اور میٹنگ ختم ہوئی۔

پنجاب پریس وطن بلڈنگ سرکلر روڈ لاہور میں باہتمام مولوی دوست محمد صاحب پرنٹر پبلشر چھپ کر دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور سے شائع ہوا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ہم تو رکھتے ہیں مسلمانوں کا دیں
دل سے ہیں خدام ختم المرسلیں

تم ہمیں دیتے ہو کافر کا خطاب
کیوں نہیں لوگو تمہیں خوفِ عقاب

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا خصوصی ترجمان

ہفت روزہ

پیغامِ صلح لاہور

ہر بدھ کو شائع ہوتا ہے
تار کا پتہ "تبلیغ" لاہور
فون نمبر: ۳۷۳۷
مدیر: دوست محمد
مدیر معاون: بشیر احمد سوز

زرِ مبادلہ
پاک و ہند سے چھ روپے
بیرونی ممالک سے
ایک پونڈ

رجسٹرڈ ایل نمبر ۳۸۰

فی پرچہ ۱۳ پیسے

جلد ۴۹ | یوم چہارشنبہ مؤرخہ ۶ جمادی الثانی ۱۳۸۱ھ مطابق ۱۵ نومبر ۱۹۶۱ء | نمبر ۴۶

بحرِ حکمت کے موتی

وعن انس رض قال، قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، الغدوۃ فی سبیل اللہ او روحۃ خیر من الدنیا وما فیھا - اخرجہ الشیخان و الترمذی بحوالہ تلخیص الصحاح باب الجہاد۔

ترجمہ:—

"حضرت انس رض سے روایت ہے کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خدا تعالےٰ کی راہ میں صبح یا شام قدم مارنا دنیا اور مافیہا سے بہتر ہے۔

نوٹ:— خدا تعالےٰ کی راہ میں قدم مارنا قوانین خداوندی کی کامل تابعداری کے مترادف ہے - اور ایسے صالحین کو خدا تعالےٰ دین اور دنیا میں کامیابیاں عطا فرماتا ہے —

وھو یتولی الصالحین - اعراف ۱۹۶

انّ الارض یرثھا عبادی الصّٰلحون انبیاء ۱۰۵ یہ جب وارث الارض ہو جاتے ہیں تو الذین ان مکّنّٰھم فی الارض اقاموا الصلوٰۃ واٰتوا الزکوٰۃ وامروا بالمعروف ونھوا عن المنکر وللہ عاقبۃ الامور کے مصداق ہوتے ہیں - (سورۃ حج ۴۱)

ہر کہ بر وفقِ حکم مشغول است
بر او اجرت است و مقبول است

ترجمہ:— جو شخص حکم خداوندی کی تابعداری میں مصروف ہے اسی کو مزدوری ملے گی اور وہی مقبول ہے۔

(غلام قادر عفی عنہ)

اشاعت و حفاظت اسلام کے لئے
عقلی دلائل اور سعی پیہم کی ضرورت
ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

اے بزرگو! یہ وہ زمانہ آگیا ہے کہ جو شخص بغیر اعلیٰ درجہ کے عقلی ثبوتوں کے اپنے دین کی خیر منانی چاہے تو یہ خیال محال اور طمع خام ہے۔ تم آپ ہی نظر اٹھا کر دیکھو کہ کیسی طبیعتیں خود رائی اختیار کرتی جاتی ہیں اور کیسے خیالات بگڑتے جاتے ہیں اس زمانہ کی ترقی علوم عقلیہ نے بھی الٹا اثر کیا ہے۔ حال کے تعلیم یافتہ لوگوں کی طبائع میں ایک عجیب طرح کی آزادمنشی بڑھتی جاتی ہے - اور وہ سعادت جو سادگی اور غربت اور صفا باطنی میں ہے وہ ان کے معزود دلوں سے بالکل جاتی رہی ہے - اور جن خیالات کو وہ سیکھتے ہیں وہ اکثر ایسے ہیں کہ جن سے ایک لاذصبی کے وساوس پیدا کرنے والا ان کے دلوں پہ اثر پڑ جاتا ہے، اور اکثر لوگ قبل اس کے جو ان کو کوئی مرتبہ تحقیق کامل کا حاصل ہو صرف جہل مرکب کے غلبہ سے فلسفی طبیعت کے آدمی بنتے جاتے ہیں - آؤ اپنی اولاد اور اپنی قوم اور اپنے ہموطنوں پر رحم کرو اور قبل اس کے جو وہ باطل کی طرف کھینچ جائیں ان کو حق اور راستی کی طرف کھینچ لاؤ تا تمہارا اور تمہاری ذریت کا بھلا ہو، بمقابلہ دین اسلام کے اور سب ادیان بے حقیقت محض ہیں - دنیا میں خدا کا قانونِ قدرت یہی ہے جو کوشش اور سعی اکثر حصول مطلب کا ذریعہ ہو جاتی ہے اور جو شخص ہاتھ پاؤں توڑ کر اور غافل ہو کر بیٹھ جاتا ہے وہ اکثر محروم اور بے نصیب رہتا ہے - سو آپ لوگ اگر

دینِ اسلام

کی حقیقت کے پھیلانے کے لئے جو فی الواقع حق ہے کوشش کریں گے تو خدا اس سعی کو ضائع نہیں کرے گا - خدا نے ہم کو صدہا براہین قاطعہ حقیقت اسلام پر عنایت کیں - اور ہمارے مخالفین کو ان میں سے ایک بھی نصیب نہیں اور خدا نے ہم کو نفس عطا فرمایا اور ہمارے مخالفین باطل پر ہیں اور جو راستبازوں کے دلوں میں جلال احدیت کے ظاہر کرنے کے لئے سچا جوش ہوتا ہے اس کی ہوا ہمارے مخالفوں کو نہیں پہنچی - لیکن تب بھی دن رات کی کوشش ایک ایسی موثر چیز ہے کہ باطل پرست لوگ بھی اس سے فائدہ اٹھا لیتے اور چوروں کی طرح کہیں نہ کہیں ان کی نقب بھی لگتی رہتی ہے!

تبلیغی خطوکتابت

دیکھو خدا نے سارے جہاں کو جھکا دیا
گمنام پا کے شہرۂ عالم بنا دیا

(مرتبہ:- شیخ غلام قادر صاحب ڈار عفی عنہ)

بھارت

ترجمہ خط از مسٹر اشرف اللہ خان - بی کام - ایل ایل - بی - الٰہ آباد

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ

مجھے آپ کا ارسال کردہ پارسل جس میں قرآن شریف مع متن اور دیگر کتب تھیں وصول پا کر از حد خوشی ہوئی ہے میرے والدین اور دیگر عزیز و اقارب یہ دیکھ کر بہت خوش ہوئے کہ کس بڑے پیمانہ پر احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور دنیا بھر میں تبلیغ اسلام کر رہی ہے اور عیسائی ممالک میں قرآن کی اشاعت میں مشغول ہے۔

احمدیہ انجمن نے واقعی اس رسمی عیسائیت کو موت کے گھاٹ اتار دیا ہے، اور تمام محبانِ رسولؐ سے خراج تحسین حاصل کیا ہے۔

انجمن کی یہ جدوجہد ممبرانِ جماعت کے اخلاص اور ایثار کی غمازی کر رہی ہے۔

میں اس لٹریچر کے تحفہ کا بہت بہت شکرگذار ہوں۔ میں ان کتب کا بڑے غور و خوض سے مطالعہ کر رہا ہوں اور دیگر اشخاص کو بھی جنہیں اسلامی لٹریچر سے شغف ہے پڑھنے کے لئے دے رہا ہوں۔

قرآن شریف اور اسلام اینڈ کرسچینٹی نے مجھے بہت متاثر کیا ہے، مؤلفین نے بڑی محنت سے علمی طور پر اسلام کی برتری ثابت کی ہے۔

آپ نے جو تجویز فرمایا ہے کہ بیشتر اس کے کہ میں بلادِ غیر میں مشنری کی حیثیت سے جاؤں آپ کے پاس چند ماہ ٹھہر کر ٹریننگ حاصل کر دوں۔ گذارش ہے کہ میں پاسپورٹ کا انتظام کر رہا ہوں، تا کہ آپ کے پاس لاہور آ سکوں۔ اور اس میں پانچ ماہ خرچ ہو جائیں گے، گویا پانچ ماہ کے بعد لاہور پہنچ کر آپ سے شرف ملاقات حاصل کروں گا اور ضروری معاملات پر آپ سے گفتگو بھی ہوگی کہ مجھے بحیثیت مبلغ کیا کچھ کرنا چاہیئے۔

میں انڈیا سے لاہور آنے سے پہلے آپ کو اطلاع دوں گا۔

میں باقاعدہ اسلامک ریویو اور لائٹ پڑھ رہا ہوں میں چونکہ آپ کے لٹریچر کی بہت اشاعت کرنا چاہتا ہوں اس لئے مجھے۔

(۱)- آر دی گوسپلز انسپائرڈ

(۲) اورین لشپ آف لنڈن اینڈ سیلزبری

(۳)- دی سیٹر اوپکنگ ٹو اسلام

(۴) دی احمدیہ موومنٹ اینڈ دی ویسٹ سینز اٹ

بھیج دیں - یہ بھی لکھیں کہ مجھے کہاں سے مسلمانوں کے حالات مل سکیں گے جو چین - انڈونیشیا، ملایا - سنگاپور اور نائجیریا ممالک میں آباد ہیں۔

دیگر انگریزی اخبارات جو پاکستان سے نکلتے ہیں، اُن کے نام بھی لکھیں اور اُن کے مکمل پتے اور چندوں کی رقم سے بھی مطلع فرمائیں۔

(انہیں خط لکھا گیا اور مزید لٹریچر بھیجا گیا)

آسٹریلیا

ترجمہ خط از مسٹر محمد بشارت احمد - آسٹریلیا۔

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ

آپ کا خط مؤرخہ ۲۰- اکتوبر ۱۹۶۱ء مل گیا ہے بہت بہت شکریہ - ہمیں آپ کی طرف سے یہ خبر پڑھ کر بہت صدمہ ہوا ہے کہ مولانا محمد علی رحمۃ اللہ علیہ وفات پا چکے ہیں - آپ کی بڑی مہربانی ہے کہ آپ نے ہمیں مطالعہ کے لئے لٹریچر بھیجدیا ہے۔

اس ملک میں جہاں مُردے آباد ہیں (روحانی لحاظ سے مردہ ہیں) الحمدللہ ہمیں حقیقی زندگی بخش لٹریچر پڑھنے کے لئے مل جائیگا۔ سچے اسلام کے متعلق، جس کی تعلیم میں ایک مستقل حسن و جمال ہے۔

اللہ تعالےٰ آپ کو خوش رکھے۔ والسلام

(انہیں خط اور مزید لٹریچر بھیجا گیا)

نائجیریا

ترجمہ خط از مسٹر آئی شوٹا سنّی الیشا - نائجیریا

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ۔

جب میں نے طویل انتظار کے بعد ایک کاپی قرآن شریف کی وصول پائی تو میری خوشی کی کوئی انتہا نہ رہی - بہت بہت شکریہ اللہ تعالیٰ آپ کی اشاعت اسلام کی مساعی میں برکات نازل فرمائے آمین

قرآن شریف کی تفسیر نہایت دلکش پیرائے میں کی گئی ہے، وہ باتیں جن سے ہمیں آگاہی نہیں تھی اس سے آسانی سے سمجھ میں آ جاتی ہیں - میں نے بڑی توجہ سے انٹروڈکشن کو پڑھا ہے اور بہت محظوظ ہوا ہوں۔

کال آف اسلام - مرزا غلام احمد آف قادیان - پروفسٹ مسیحا اینڈ مہدی، چند رسالے بھی وصول ہوئے ہیں۔

میں یہ رسالے پڑھ کر اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ مرزا غلام احمد اس صدی کے امام تھے - مجھے آپ کی امامت سے انکار نہیں - گذارش آنکہ

کیا ہر مسلم صدی میں مجددین نمودار ہوتے اور ہوتے رہیں گے، اگر کوئی مجدد آیندہ صدی کے لئے مبعوث ہوا تو کیا احمدی لوگ اس کی اطاعت کریں گے یا کیا وہ احمدی جماعت کا ممبر ہوگا۔

احمدیہ تحریک دنیا میں اشاعت اسلام کا کام جس زور سے کر رہی ہے وہ قابلِ تعریف ہے،

تمام ممبران کو السلام علیکم پہنچا دیں۔

(انہیں خط کا جواب معہ چند مجددین کے ناموں کے بھیجا گیا۔)

خودکشی کی وبا

خودکشی پاکستان میں ایک وبائی صورت اختیار کرتی جا رہی ہے، آئے دن کسی نہ کسی بڑے افسر کی خودکشی کی اطلاع آجاتی ہے، گذشتہ سالوں میں اس قسم کے کئی واقعات ظہور میں آچکے ہیں اور اب تو اس مرض نے یہ صورت بھی اختیار کر لی ہے کہ مرنے والا اپنے گھر کے دوسرے افراد (بیوی بچوں) کو بھی موت کے گھاٹ اتار کر پھر اپنے آپ کو ہلاک کر لیتا ہے، ابھی گذشتہ سال ایک انکم ٹیکس افسر نے اپنے بیوی بچوں کو خواب آور گولیاں کھلا کر اور خود بھی کھا کر ہلاکت کی راہ اختیار کی تھی، اب اسی ہفتہ ایک ڈپٹی ڈائرکٹر محکمہ صنعت مسٹر اصغر علی عباسی نے جو ایک بڑے قابل اور نیک نام افسر تھے، اپنی جوان سال تعلیم یافتہ لڑکی کو کسی زہریلی دوائی کا ایک گھونٹ زکام کی دوائی کے بہانے سے پلا کر اس کی زندگی کا خاتمہ کر دیا اور پھر بیوی اور دوسرے بچوں کو بھی ہلاک کرنے کی کوشش کی، لیکن بیوی نے انکار کر کے اپنے آپ کو اور دوسرے بچوں کو بچا لیا، اور خود افسر مذکور نے اسی زہریلی دوائی سے اپنے آپ کو ہلاک کر لیا۔

اس اندوہناک واقعہ پر جس قدر رنج و افسوس کا اظہار کیا جائے کم ہے، کہا جاتا ہے کہ افسر مذکور کچھ ایسی مالی پریشانیوں میں مبتلا تھا جو اس کے دل و دماغ کو ماؤف کرنے کا موجب ہوئیں، کسی دفتری تنازعہ کی وجہ سے آٹھ دس ماہ کی تنخواہ اسے نہیں ملی تھی، اور بیٹی کی شادی کے لوازمات کے لئے بھی اسے روپیہ کی ضرورت تھی، کچھ ایسے ہی اسباب اس سے پیشتر ہونے والی خودکشیوں کے محرکات میں سے تھے، بعض افسروں نے مالی پریشانیوں سے تنگ ہونے کی وجہ سے رشوت ستانی کو بھی نجات کا ذریعہ سمجھا اور آخر کار جب راز کھلتے دیکھا تو بدنامی کے خوف سے خودکشی کر لی۔

یہ سب کچھ صحیح اسباب کچھ بھی ہوں، سوال یہ ہے کہ کیا ایسے حالات میں خودکشی کرنا پریشانیوں اور بدنامیوں کے ازالہ کا موجب ہو جاتا ہے؟ کیا خودکشی کرنا جوانمردی اور نیک نامی کا نام ہے؟ غور کر کے دیکھا جائے تو یہ ان لوگوں کا طریق ہے جن کے دلوں میں خدا اور یوم آخرت پر کوئی ایمان نہیں، وہ سمجھتے ہیں کہ موت کے منہ میں جا کر تمام پریشانیوں اور مصائب سے نجات حاصل ہو جائے گی، اور وہ ہمیشہ کے لئے سکھ اور امن کی نیند سوتے رہیں گے، اگر یہ ایمان ہو کہ اس دنیوی زندگی کے بعد ایک اور زندگی بھی ہے جہاں اس دنیا کے اعمال و افعال کی جوابدہی کرنی پڑے گی، اور اس سے بڑھ کر بدنامی اور رسوائی ہوگی، اور سخت ترین سزائیں بھگتنی پڑیں گی، تو کبھی کوئی خودکشی کا نام بھی نہ لے۔

یہ ایمان ہی تھا جس نے مسلمان قوم کو دوسری اقوام سے اس امر میں ممتاز کر رکھا تھا، کہ ان میں خودکشی کے واقعات مفقود تھے، لیکن آج وہی مسلمان ایمان سے اس قدر عاری ہو چکے ہیں کہ دکھوں اور پریشانیوں کو مردانہ وار برداشت کرنے اور صبر و شکر کے ساتھ زندگی گذارنے کے بجائے معمولی باتوں پر خودکشی پر اتر آتے ہیں، دکھوں اور تکلیفوں سے کون بچا ہوا ہے، ہمارے اسلاف کو جس قدر دکھ اٹھانا پڑے اور اذیتیں سہنی پڑیں کہ ان کو پڑھنے اور سننے سے رونگٹے کھڑے ہوتے ہیں، انہیں غیروں کے طعنے بھی سننے پڑے، لیکن کبھی خودکشی کا خیال بھی ان کے دل میں نہ آیا [illegible] صبر و شکر اور قناعت ان کا شعار تھی، اور ان کا ایمان تھا کہ اس دنیا کے دکھ اور پریشانیاں آخرت کے عذاب سے ہزار درجہ بہتر ہیں، اور یہ عارضی زندگی صبر و شکر سے گذارنا آخرت کی دائمی زندگی کو خوشگوار بنانے کا موجب ہوگا، ہمت و مردانگی اسی کا نام ہے کہ دکھوں اور تکلیفوں کو استقامت و استقلال کے ساتھ برداشت کیا جائے جس کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے افضال و برکات کا دروازہ کھل جاتا ہے وبشر الصابرین الذین اذا اصابتہم مصیبۃ قالوا انا للہ وانا الیہ راجعون

اگر یہ نظریہ انسان کے سامنے ہو کہ ہم اللہ ہی کے ہیں اور اسی کی طرف لوٹ کر ہم نے جانا ہے تو خودکشی کا خیال بھی پیدا نہیں ہو سکتا، دکھ اور تکالیف انسانی اخلاق کو سنوارنے اور ہمت مردانہ پیدا کرنے کے لئے آتے ہیں، ان سے گھبرا کر خودکشی کرنا نہ صرف فقدان ایمان بلکہ پرلے درجہ کی بزدلی اور نامردی ہے، اسی لئے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خودکشی کرنے والوں کا جنازہ پڑھنے سے بھی منع فرمایا ہے۔

افسوس ہے کہ ہمارے علماء ان باتوں کو عوام کے ذہن نشین نہیں کرتے نہ انہیں دکھوں اور تکلیفوں کے فلسفہ سے آگاہ کرتے ہیں اور نہ خدا اور آخری زندگی پر ایمان دلوں میں پیدا کرنے کی کوشش کرتے ہیں، بلکہ عام طور پر خودکشی کرنے والوں سے ہمدردی کی جاتی اور بڑے تزک و احتشام سے ان کے جنازے پڑھے جاتے ہیں جس کا یہ نتیجہ ہے کہ یہ مرض بڑھتی چلی جا رہی ہے، اور ہر کوئی دنیوی دکھوں اور پریشانیوں کا مداوا خودکشی ہی کو سمجھنے لگا ہے، ضرورت ہے کہ اس مرض کو دور کرنے کے لئے اس کے ناگوار نتائج و عواقب سے لوگوں کو آگاہ کیا جائے، اور اس بارہ میں زبردست پراپیگنڈا کر کے اسلام کی صحیح تعلیم کو پھیلایا جائے، ورنہ یہ بیماری متعدی امراض کی طرح وبا بن کر پھیلتی چلی جائے گی۔

اس کے ساتھ ہی حکومت سے بھی ہمیں یہ عرض کرنا ہے، کہ جن وجوہات کی بناء پر اس کے افسروں کو خودکشی جیسے بھیانک جرم کا ارتکاب کرنا پڑتا ہے، ان پر غور کر کے کم از کم اپنے ملازموں کی پریشانیوں کو دور کرنے کا مناسب سامان اور سہولتیں پیدا کی جائیں، مسٹر عباسی کو آٹھ دس ماہ تنخواہوں کا نہ ملنا ہی ہولناک نتیجہ کا موجب ہوا ہے، اس کو پیش نظر رکھتے ہوئے ضرورت ہے کہ دفتری نظم و نسق کی مناسب اصلاح کی جائے اور تنخواہوں کے معاملہ میں اس قسم کی دفتریت سے احتراز کرتے ہوئے پیش آنے والے تنازعات کی جلد از جلد فیصلہ کرنے کی کوشش کی جائے، تاکہ ملازموں کو ایسی پریشانیوں کا سامنا نہ کرنا پڑے جیسے مسٹر عباسی کو پیش آئیں۔

یہ سطور لکھی جا چکی تھیں تو معلوم ہوا کہ حکومت مغربی پاکستان کے چیف سیکرٹری سید فدا حسن نے حضرت مرحوم عباسی صاحب کی فائل طلب کر کے ان کی تنخواہ کے معاملہ کو نپٹانے کا انتظام کیا ہے، بلکہ آئندہ کے لئے افسروں کی تنخواہوں کی دیکھ بھال اور ایسے تنازعات کا جلد از جلد فیصلہ کرنے کے لئے ایک خاص افسر مقرر کر دیا ہے، ہم اس اقدام پر سید فدا حسین کو مبارکباد دیتے ہیں اور یہ بھی عرض کرنا ضروری سمجھتے ہیں کہ افسروں کے معیار زندگی کو سادگی کی طرف لانے کے لئے بھی کوئی تحریک چلانی چاہیئے، ہمارے اسلاف بالخصوص خلافت راشدہ کے ارکان سلطنت کی سادہ زندگی ایک ایسا نمونہ ہے، جس کو دنیا نے سراہا ہے وہ دیکھنے میں فقیر نظر آتے تھے لیکن ان کا رعب بڑے بڑے جاہ و حشمت رکھنے والے بادشاہوں کے دلوں میں لرزہ پیدا کر دیتا تھا۔ ہمارے ارباب حکومت اور افسران اگر اس نمونہ کی پوری طور پر پیروی نہیں کر سکتے تو کچھ تو اپنی زندگیوں کو سادہ بنانے اور اپنے اخراجات کو کم کرنے کی کوشش کریں تاکہ موجودہ پیش آنے والی پریشانیوں اور مصائب سے محفوظ رہ سکیں۔

الحاج حضرت شیخ میاں محمد صاحب کی ہالینڈ میں آمد

غلام احمد بشیر صاحب مبلغ ہالینڈ

اکتوبر کے شروع میں جناب الحاج حضرت شیخ میاں محمد صاحب پریذیڈنٹ شیخ میاں محمد ٹرسٹ ہالینڈ مشن کا دورہ کرنے کے لئے تشریف لائے۔ چار اکتوبر کی صبح کو پہنچنے کی اطلاع بذریعہ تار کراچی سے آئی تھی۔ چنانچہ خاکسار نے تین کی شام کو پریس کو ٹیلیفون کے ذریعہ خبر پہنچا دی۔ اگلے روز جب خاکسار معہ محترم ڈاکٹر صاحب ہوائی اڈے پر پہنچے تو معلوم ہوا کہ دھند کی وجہ سے آپ کا جہاز بارہ بجے کے قریب پہنچے گا۔ اب ہم نے وہاں پر پریس کے نمائندہ کی تلاش شروع کر دی۔ مگر وہ بھی ہماری تلاش میں تھے۔ ابھی ہم نے ایک ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ افسر سے بات ہی کی تھی کہ پریس کے نمائندہ پاس ہی سے بول پڑے۔ چنانچہ ان سے ملاقات ہوئی اور انہوں نے ہمارے ہوائی اڈہ کے اندر جانے کے لئے ٹکٹ کا انتظام کر دیا۔ اس کے بعد وہ مختلف امور کے متعلق سوالات کر کے معلومات حاصل کرتے رہے۔ حضرت میاں صاحب کے پہنچنے پر انہوں نے آپ سے ملاقات کی اور اخبار ریڈیو اور پریس کو رپورٹ دینے کے لئے تشریف لے گئے۔

ابھی ہم ہیگ پہنچے ہی تھے کہ سارے ملک میں ریڈیو کے ذریعہ خبر پہنچ گئی کہ اسلامک احمدیہ ایسوسی ایشن آف یورپ کے پریذیڈنٹ جو اس مشن کا سارا خرچ برداشت کر رہے ہیں اس وقت ہالینڈ میں تشریف فرما ہیں۔ ہم نے پریس کے نمائندہ کو آپ کے تشریف لانے کی ایک غرض یہ بھی بتلائی تھی کہ آپ مشن کے کام میں توسیع کے متعلق اپنی تجاویز سے مستفید فرماویں گے۔ چنانچہ اس بات کا بھی وضاحت سے خبر میں ذکر کیا گیا۔ اس طرح ہالینڈ میں ایک اسلامی انسٹی ٹیوٹ کے قیام کے متعلق بھی خبر میں ذکر کیا گیا تھا۔ علاوہ ازیں یہ خبر ملک کے کئی ایک مشہور اخبارات میں شائع ہوئی۔ چنانچہ اس وقت تک ہمیں سولہ اخبارات کے کٹنگ مل چکے ہیں۔ حضرت میاں صاحب کے تشریف لانے سے قریباً ایک ہفتہ قبل ایمسٹرڈم سے شائع ہونے والے ایک مؤقر جریدہ نے ہمارے مشن کے متعلق خاکسار کے فوٹو کے ساتھ ایک مضمون شائع کیا تھا۔ اس وجہ سے اللہ تعالےٰ کے فضل سے مشن کا نام دور دور تک مشہور ہو چکا ہے۔ چنانچہ پبلک میں بار بار سے ہمیں اسلام کے متعلق معلومات حاصل کرنے کے لئے کال تحریراً بھی موصول ہوتے۔ حضرت میاں صاحب کا قیام بہت مختصر تھا جس کی وجہ سے ہم کوئی خاص پروگرام نہیں بنا سکتے تھے۔ تاہم آپ کے قیام کے دوران میں مختلف دوست آپ سے مل کر مستفیض ہوتے رہے۔ ۔ ۔ ادیہ کو اتوار کے روز ہم نے ایک مختصر سی میٹنگ کی تاکہ دوست حضرت میاں صاحب کی باتوں سے محظوظ ہو سکیں۔ اس موقعہ پر کافی رونق ہو گئی۔ حاضرین میں ۔ ۔ تحریک کے ہمدرد بھی موجود تھے۔ خاکسار نے آپ کا حاضرین سے تعارف کراتے ہوئے عرض کی کہ حضرت میاں صاحب اگرچہ بہت بڑی مِل کے مالک ہیں لیکن باوجود اس کے آپ کو مذہب کی تبلیغ کی ایک دھن بھی لگی ہوئی ہے جس کی وجہ سے آپ باوجود اتنی عمر ہونے کے محض مشن کو دیکھنے کے لئے اس قدر سفر کی کوفت برداشت فرما رہے ہیں۔ یہ دھن آپ کو حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ سے وابستہ ہونے کی وجہ سے ہی لگی ہے۔ ورنہ دنیا میں آپ سے زیادہ مالدار انسان موجود ہیں لیکن انہیں اسلام کی تبلیغ کی طرف توجہ کرنے کا موقعہ بھی نہیں ملتا۔

حضرت میاں صاحب نے اس موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اسلام کی صداقت کے متعلق پر اثر تقریر فرمائی۔ جسے حاضرین نے بہت پسند کیا۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ آپ نے اس بات کو وضاحت سے پیش فرمایا کہ اسلام نے تیرہ سو سال ہوئے ایسی صداقتیں دنیا کے سامنے پیش کی ہیں کہ اس وقت بین الاقوامی تعلیم اپنانے کے لئے قوانین وضع کر رہی ہے۔ کیا یہ حضرت نبی اکرمؐ کی صداقت اور آپ کے منجانب اللہ ہونے کا واضح ثبوت نہیں؟

انہی اصولوں میں سے ایک اصول عالمگیر برادری کا بھی ہے جو اسلام شروع سے دنیا کے سامنے پیش کرتا چلا آیا ہے۔ پھر آپ نے اس امر پر بھی روشنی ڈالی کہ اسلام تمام صداقتوں کا قائل ہے لہٰذا اگر کوئی اسلام کو قبول کرے تو اسے کسی سچائی کو رد کرنے کی ضرورت نہیں پڑے گی بلکہ اسے تمام سچائیوں پر ایمان لانا پڑے گا۔

آپ کے ہالینڈ تشریف لانے سے ایک بہت بڑا کام سرانجام پانے کے سامان بھی اللہ تعالیٰ نے پیدا کر دیئے ہیں اس کی تفصیل بعد میں کسی وقت تحریر کی جائے گی۔ آپ نے جس طرح بغیر کسی ہچکچاہٹ کے جماعت احمدیہ کا نام پیش کیا ہے وہ ہم سب کے لئے نمونہ ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ حضرت میاں صاحب کی عمر اور صحت میں برکت ڈالے۔ ناظرین پیغام صلح کی خدمت میں بھی ان کے لئے دعا کی درخواست ہے اسی طرح ہمارے مشن کی کامیابی کے لئے بھی دعا فرماتے رہیں۔ والسلام

(بقیہ از کالم ۳)

کی ایک نقل برائے اشاعت اخبارات کو ارسال کی جائے۔

برکت علی سیکرٹری مسلم ہائی سکول نمبر ۱

خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ دیں۔ منیجر

مسلم ہائی سکول نمبر ۱

تقریری مقابلہ میں انعام

مؤرخہ ۴ ستمبر ۱۹۶۱ء کو بمقام چلڈرن پارک متصلہ لاہور، سٹوڈنٹس یونین کے زیر اہتمام ایک تقریری مقابلہ منعقد ہوا۔ موضوع زیر بحث تھا "معاشرہ کے لئے شاعر کا وجود ناگزیر ہے"۔ یہ مقابلہ ایک بہت بڑے پنڈال میں منعقد ہوا۔ جس میں لاہور کے تمام مشہور ہائی سکولوں کے طلباء نے حصہ لیا۔ اس جلسہ میں میاں محمود علی صاحب سپرنٹنڈنٹ ایجوکیشن لاہور کارپوریشن نے دو اور معززین کے ہمراہ جج کے فرائض انجام دیئے۔

ہمارے سکول سے دو بچوں نے حصہ لیا۔ مسٹر قاری مزمل اقبال جماعت ہفتم (ل) جو اپنے قد و قامت اور عمر کے لحاظ سے بہت چھوٹے ہیں۔ تقریر کے دوران اس عظیم اجتماع پر یوں چھائے ہوئے تھے کہ گویا کوئی بہت بڑا مقرر کسی نہایت ہی اہم اور سنجیدہ موضوع کو نہایت خوش اسلوبی سے بیان کر رہا ہو۔ مجمع کمال متانت و سنجیدگی سے قاری صاحب کی فصیح بیانی کا زبانِ حال سے خراج ادا کر رہا تھا اور جب جج صاحبان نے فیصلہ سنایا تو قاری صاحب نے دوسرے درجہ کے انعام میں ایک بڑا کپ جیتا اور میاں محمود علی صاحب نے اپنی تقریر میں بالخصوص قاری صاحب کی بہت تعریف کی اور تمام حاضرین نے قاری صاحب پر تحسین و آفرین کے پھول ۔ ۔ ۔ ۔ برسائے جو لڑکا فسٹ آیا اس کے ۵۰ نمبر تھے اور ہمارے سکول کے لڑکے کے ساڑھے ۴۹ یعنی صرف آدھا نمبر کم تھا۔

برکت علی سٹاف سیکرٹری
مسلم ہائی سکول نمبر ۱ لاہور

پرنسپل اسلامیہ کالج لاہور کی وفات پر اظہار افسوس

اتوار کے روز اخبارات میں یہ المناک خبر سیاہ چوکھٹوں میں دیکھنے میں آئی۔ کہ کرنل محمد اسلم صاحب پرنسپل اسلامیہ کالج لاہور حرکت قلب بند ہو جانے کی وجہ سے راہیٔ ملکِ بقا ہو گئے۔ اس المیہ کے پیش نظر آج مؤرخہ ۱۷ اکتوبر ۱۹۶۱ء کو صبح سکول کھلتے ہی طلباء و اساتذہ کا ایک غیر معمولی اجلاس زیر صدارت جناب چوہدری عبدالمجید صاحب ہیڈ ماسٹر مسلم ہائی سکول نمبر ۱ لاہور منعقد ہوا۔ جناب ہیڈ ماسٹر صاحب نے مرحوم (جو اس سکول کے پرانے طالب علم تھے) کی بلند پایہ زندگی کا اجمالی سا خاکہ بیان فرمایا۔ اور طلباء کو ان کے نقش قدم پر چلنے کی تلقین فرمائی۔

بعد ازاں مرحوم کے لئے تمام حاضرین نے دعائے مغفرت اور پسماندگان کے لئے صبر جمیل کی دعا مانگی۔ اور باتفاق رائے تجویز ہوا کہ اس قرارداد کی ایک نقل مرحوم کے پسماندگان کی خدمت میں، اور

(باقی کالم ۲ کے نیچے)

حضرت ہاجرہ اور حضرت ابراہیم کا خدا کی راہ میں صبر و استقلال

اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کا انعام

اسلام کیلئے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہؓ کی قربانیاں اور صبر و استقلال

خطبہ جمعہ مورخہ ۱۰ نومبر ۱۹۶۱ء فرمودہ حضرت امیر مولانا صدر الدین صاحب ایدہ اللہ تعالیٰ بمقام احمدیہ بلڈنگس لاہور

انّ الصفا والمروۃ من شعآئر اللہ۔ فمن حجّ البیت او اعتمر فلا جناح علیہ ان یطوّف بھما۔ ومن تطوّع خیرا فانّ اللہ شاکر علیم

(سورۃ البقرۃ آیت ۱۵۸)

حضرت ہاجرہ کا اعلیٰ و ارفع مقام

اس آیت میں اللہ تبارک و تعالیٰ نے حضرت ہاجرہ کے بلند درجہ اور اعلیٰ و ارفع مقام کا ذکر کیا ہے صفا و مروہ کی پہاڑیاں ایسی یادگاریں ہیں، جن پر گردش ایام کا کوئی اثر نہیں ہو سکتا اور جن کو مرمّت وغیرہ کی کوئی حاجت نہیں ہے۔ وہ اب بھی قائم و دائم ہیں۔

حضرت ہاجرہ کی سعی اور ان کی یادگار

ان دونوں پہاڑوں کے درمیان حضرت ہاجرہ نے بیقرار ہو کر سعی کی اور اپنے ربّ کے حضور دعائیں کیں اللہ تعالیٰ نے ان کی سعی کو اور ان کے ایمان اور اخلاص اور صبر و استقلال کو یاد رکھا اور ان کی سعی کو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے یادگار رکھنے کے لئے مسلمان کی روحانی ترقی کا ذریعہ بنایا۔ چنانچہ حج کے موقعہ پر صفا و مروہ کے درمیان ہر حاجی سعی کرتا ہے۔ اگر حضرت ابراہیم علیہ السلام کی یادگار اس طرح قائم کی کہ واتّخذوا من مقام ابراھیم مصلّی یعنے مقام ابراہیم کو عبادت کی جگہ بنا دیا تو حضرت ہاجرہ کے لئے بھی ان الصفا والمروۃ من شعآئر اللہ کہکر آپ کی یادگار قائم کر دی۔

حضور نبی کریمؐ اور مسلمانوں کو مصائب میں صبر و استقامت کی تلقین

یہ آیت حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کی قوم کی تسلی کے لئے نازل ہوئی۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضورؐ کی قوم مشرکین عرب کے ظلم و ستم کے تختۂ مشق بنے ہوئے تھے۔ مسلمانوں کے لئے وہ بڑے ہی دکھ اور تکلیف کا زمانہ تھا۔ ان حالات میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تسلی کے لئے کہ ایمان اور صبر و استقلال سے مقامات عالیہ حاصل ہو سکتے ہیں۔ اس آیت سے پہلے فرمایا ولنبلونّکم بشیٔ من الخوف والجوع ونقص من الاموال والانفس والثمرات یعنے تمہارے ایمان یقین کو بہت سے طریقوں سے آزمایا جائے گا کبھی خوف و ہراس لاحق ہوگا کبھی بھوک اور پیاس ستائے گی، کبھی کاروبار میں خسارہ ہوگا۔ کبھی عزیز رشتہ دار داغ مفارقت دے جائیں گے اور کبھی کھیتوں سے لدے ہوئے کھیتوں اور غلہ جات اور سبزی ترکاری کے سرسبز کھیت اور باغات اور کھیتوں کی نذر ہو جائیں گے ان سب میں تمہارے ایمان راسخ اور پختگی یقین کی آزمائش مقصود ہے۔ جو ان آلام اور نقصانات و مصائب کو صبر و شکر اور حوصلہ استقلال سے برداشت کریں گے وبشّر الصابرین اس صلہ میں بارگاہِ الٰہی سے بشارتوں کے انعام صبر کرنے والوں کو ملتے ہیں صبر اور اطاعت کرنا انہیں بہت بڑے اجر کا مستحق بنا دیتا ہے۔

شعائر اللہ کے معنے

چنانچہ حضرت ہاجرہ کے ایمان و صبر کی وجہ سے ان کو درجات عالیہ نصیب ہوئے۔ جس کا بیان ان الصفا والمروۃ من شعائر اللہ میں کیا گیا ہے۔ شعائر جمع کا کلمہ ہے اس کا واحد شعیرۃ ہے جس کے معنے علامت کے ہیں۔ علامت اس کو کہتے ہیں جو کسی چیز کا علم بخشے مثلاً بادشاہی مسجد لاہور کو مسلمان اور غیر مسلمان مشرق اور مغرب کے لوگ آکر دیکھتے ہیں تو اس عظیم الشان مسجد کو دیکھ کر معلوم ہوتا ہے کہ مغلوں کے دماغ ذہانت کے لحاظ سے لاجواب تھے۔ اس کے علاوہ یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ ان کے دل فیاضی کے چشمے تھے۔ فیاضی کے بغیر بڑے بڑے کام سرانجام نہیں پا سکتے۔ یہ تعمیر ان کے دینی جذبات کی تصویر پیش کرتی ہے کہ انہوں نے خدا کے گھر کو نہایت شاندار اور خوبصورت بنایا۔ اس کو علامت کہتے ہیں۔

حضرت ہاجرہ کا صبر استقلال اور اس کا انعام

صفا و مروہ کی پہاڑیوں کو شعائر اللہ کا نام دیا گیا ہے۔ یہ حضرت ہاجرہ اور ان کے بچے اسمٰعیل کی عظیم الشان قربانی اور ان کے ایمان و صبر کی داستان بیان کرتی ہیں، ان کے ایمان اور صبر پر جو انعام ان کو ملا اس کی بھی یہ پہاڑیاں نشان دہی کرتی ہیں، سالک کی منازل میں حج آخری منزل ہے وہ بلند پایہ منزل ہو مرجع خلائق ہے۔ وہ کعبۃ اللہ جس سے عالمگیر نظریات کے چشمے پھوٹتے ہیں وہاں پر ہاجرہؓ اور اسمٰعیل کی یادگار کو عبادت کا ایک حصہ قرار دیا گیا ہے۔ اس سے بڑھ کر کوئی دوسرا انعام نہیں ہو سکتا۔

حضرت ہاجرہؓ کی ہجرت اور ان کا ایمان

حضرت ابراہیم علیہ السلام خدا کے حکم کے مطابق اپنی بیوی ہاجرہ کو لے کر اس ویرانے میں آتے ہیں، جہاں نہ آبادی ہے نہ کوئی بستی ہے، نہ پانی ہے نہ سبزہ، چٹیل پہاڑی علاقہ ہے مگر خدا تعالیٰ کا حکم تھا، اس لئے انہوں نے ویرانہ میں آکر ڈیرہ لگا دیا۔ حضرت ابراہیمؑ کچھ دن وہاں ٹھیرے پھر چلنے کی تیاری کرتے نظر آئے، حضرت ہاجرہؓ کا دل گھبرایا۔ انہوں نے کہا اس ویرانے میں نہ تو انیس ہے نہ جلیس۔ یہاں پر تو صرف وحشت ہی وحشت مسلط ہے اس لئے بتایئے الیٰ من تکلنا آپ ہم کو کس کے سپرد کر کے جا رہے ہیں۔ حضرت ابراہیمؑ نے کہا الٰی اللہ خدا کے سپرد کرتا ہوں، اس پر حضرت ہاجرہؓ بولیں اذًا لا یضیعنا اگر ہم خدا کے سپرد ہیں تو ہمیں کوئی غم نہیں۔ وہ ہم کو تباہ نہ ہونے دے گا۔ ویران اور غیر آباد جگہ پر پیارے ننھے بیٹے اسمٰعیلؑ کے ساتھ اکیلی رہ جاتی ہیں۔ ویران جگہ پر ننھے پیارے بچے کے ساتھ اکیلی رہ جانا معمولی امر نہیں ہے۔ عورت اور بچے کا اس غیر ذی زرع وادی میں بے سر و سامانی کی حالت میں محض رضاء الٰہی کے لئے قیام پذیر ہونا ایک غیر معمولی بات ہے، کیا اس وقت کوئی تصور کر سکتا تھا کہ اس جگہ کو اتنا پھل لگے گا، اس کی اس قدر عزت و عظمت قائم ہو جائے گی اور قیامت تک اس کا فضل اور برکات جاری رہیں گی، اگر کسی شخص کو کسی ویرانے یا جنگل میں جانا پڑے تو وہ سمجھ سکتا ہے کہ ویرانہ کیا ہوتا ہے جنگل کی ہیبت دل پر وحشت کا کیسا سماں طاری کر دیتی ہے۔ ہر جھاڑی ڈراؤنی شکل اختیار کر لیتی ہے، معمولی سی آہٹ بھی اضطراب پیدا کر دیتی ہے۔ ایک بڑے سے بڑے جو دیے مکان میں انسان اکیلا ہو تو رات کو طرح طرح کے خوف لاحق ہوتے اور طرح طرح کی تصویریں آنکھوں کے آگے چلتی پھرتی نظر آتی ہیں۔ تاریکی اور ہو کے عالم سے ایک مرد کے بھی رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں، ہاجرہؓ تو ایک عورت تھیں، آپ اندازہ لگایئے اس ویرانے میں ہر قسم کا خوف موجود ہے موذی جانوروں کا بھی ڈر ہے۔ مگر اس عالی حوصلہ عورت کے دل کی مضبوطی اور ایمان کی پختگی یہ ہے کہ کہتی ہیں اذًا لا یضیعنا خدا ہمیں ضائع نہیں کرے گا۔

حضرت ہاجرہؓ کی سعی اور جناب الٰہی سے اس کا اجر

حضرت ابراہیمؑ چلے جاتے ہیں۔ آپ اپنے پیارے بیٹے کے ساتھ اکیلی رہ جاتی ہیں۔ پھر ایک وقت آتا ہے کہ کھانے پینے کی چیزیں ختم ہو جاتی ہیں۔ اس جگہ کہیں پانی نہیں کہ پیاس بجھائی جا سکے۔ بچے کو پیاس ستاتی ہے وہ بلبلانے لگتا ہے، تڑپتا ہے۔ ماں کی ممتا برداشت نہیں کر سکتی، وہ پاگلوں کی طرح ادھر ادھر پانی کی تلاش میں نکلتی ہیں۔ پھر دوڑ کے علاقہ جات پر نگاہ ڈالنے کی خاطر صفا کی پہاڑی پر چڑھ جاتی ہیں، چاروں طرف نگاہ دوڑاتی ہیں لیکن آبادی یا پانی کے آثار نظر نہیں آتے، یہاں سے دوڑ کر دوسری پہاڑ مروہ پر جا پہنچتی ہیں کہ شاید اس جانب نگاہ دوڑانے سے کہیں پانی مل سکے لیکن امید پوری نہیں ہوتی تاہم وہ تھکتی نہیں ہیں پھر دوڑ کر صفا کی پہاڑی پر جا چڑھتی ہیں۔ لیکن بے سود تاہم وہ صبر کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوڑتیں سات دفعہ ایسا کرنے پر اللہ تعالےٰ ان کی سعی کو مشکور فرماتا ہے فرشتہ نازل ہوتا ہے، جہاں وہ اترتا ہے وہاں سے پانی کا چشمہ پھوٹ پڑتا ہے حضرت ہاجرہؓ کی جان میں جان آجاتی ہے کہ بچے کی جان بچ گئی۔ ان کا ایمان و ایقان ترقی کر جاتا ہے کہ خدا ہے اور وہ مشکل ترین ... کی قدرت رکھتا ہے۔ اس واقعہ سے معلوم ہوا کہ اس بزرگ عورت ہاجرہؓ کو خدا نے ایمان کی مضبوطی، صبر و استقلال اور سعی و جہد پیہم کی بڑی قوت بخشی تھی۔ جناب الٰہی نے آپ کے ایمان، آپ کے صبر، آپ کی بلبلاہٹ آپ کی جد و جہد اور آپ کی اضطرابی دعاؤں کو سنا اور سخت پتھروں سے پانی خارج کر دیا اور حضرت ہاجرہ کی سعی کو ہمیشہ کے لئے یادگار بنا دیا۔

تحویل قبلہ اور حضرت نبی کریمؐ پر اعتراض

یہ واقعہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا نے سنایا کہ آپ نے یہودیوں کے قبلہ بیت المقدس کو ترک کر کے اپنا جدا قبلہ بنا لیا ہے، آپ اس وجہ سے بڑی بڑی تکالیف میں مبتلا ہوں گے، آپ اعتراضات کا ہدف بنیں گے چنانچہ یہودیوں نے کہا کہ یہ شخص تورات کو سچا مانتا ہے، اس کے لانے والے کو سچا مانتا ہے تمام انبیاء کو سچا سمجھتا ہے، اس کے باوجود اس نے زُراۃ موسےٰ اور تمام انبیاء سابقہ کے قبلہ کو ترک کر کے اپنا الگ قبلہ بنا لیا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے یہ شخص حق پر نہیں ہے سیقول السفھاء من الناس ما ولٰھم عن قبلتھم التی کانوا علیھا

حضرت نبی کریمؐ کا صبر، استقلال اور قربانیاں

یہ پروپیگنڈا بڑا خطرناک تھا لیکن خدا تعالےٰ نے فرمایا فلنولینک قبلۃ ترضٰھا وہ قبلہ جو آپ کو پسند ہے، وہ ہم آپ کو عنایت کریں گے لیکن اس کا حصول بڑا صبر آزما ہے اس کے لئے صبر و استقلال اور جد و جہد پیہم اور بڑی آزمائش درکار ہے و بشر الصٰبرین صبر کرنے والوں کے لئے بڑے اچھے درجات ہیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ جو تم صفا اور مروہ کے درمیان سعی کرتے ہیں وہ حضرت ہاجرہ کی یادگار کے طور پر ہے اور واتخذوا من مقام ابراھیم مصلی۔ اسی طرح حضرت ابراہیمؑ کے بنائے ہوئے گھر کو بھی ہم نے عبادت گاہ کی شکل میں یادگار بنایا ہے۔ شعائر کے معنے علامات ہیں یہ لفظ مناسک حج پر بولا جاتا ہے اس کے اندر عبادت اور عبادتگاہ بھی آجاتی ہے۔ چنانچہ صفا مروہ کی سعی کو اللہ تعالےٰ نے عبادت بنا دیا۔ اس لحاظ سے ان دونوں پہاڑیوں صفا اور مروہ کو جائے عبادت بنا کر ہاجرہؓ کے صبر اور استقلال کو بہت بڑا اجر دیا ہے، حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی فرمایا ان اللہ شاکر علیم و بشر الصٰبرین۔ اور ان اللہ مع الصٰبرین صبر کریں اللہ تعالےٰ آپ کی قدر دانی کرے گا، اور آپ کو اپنی بشارتوں سے مالا مال کر دے گا، آپ کو خدا کی معیت اور قرب حاصل ہوگا۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ والوں سے ۱۳ سال مار کھائی اور انتہائی مشکلات کا سامنا کرنے کے بعد کعبہ حاصل کیا۔ کعبہ کو حاصل کرنے کے لئے حضور نبی کریمؐ اور آپ کی قوم کو کتنی بڑی قربانیاں دینی پڑیں۔ کتنے لوگ کتنے سینے ... اور کتنے بھائی مارے گئے۔ آج ہمارے لئے اسلام سہل ہوگیا ہے لیکن ان لوگوں کی قربانیوں کی وجہ سے اسلام قائم ہوا ہے، ان کے صبر و استقلال کی جد و جہد اور ان کی قربانیوں پر نظر ڈالیں تو معلوم ہوگا کہ کتنی بڑی آزمائشوں کے بعد اسلام پھیلا۔

مشکلات کے وقت صبر کا سہارا

ہمارے سامنے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دو چیزیں رکھی ہیں جن پر مشکلات کے وقت ہم سہارا لے سکتے ہیں۔ جو لوگ خدا پر ایمان نہیں لاتے ان کے لئے بڑی مصیبت کے سامان ہیں، خدا پر ایمان لانے سے اور صبر و توکل سے انسان کو سب کچھ ملتا ہے۔ وہ خدا اس زمین اور آسمانوں کا خدا ہے، وہ اس کارخانہ کو اپنی حکمت و علم سے چلا رہا ہے اس لئے ہم موت کے موقعہ پر انا للہ وانا الیہ راجعون کہکر اپنے تئیں تسلی دیتے اور اس کا سہارا ڈھونڈتے ہیں کہ وہ ہمارا خالق و مالک جو رحیم و کریم ہے ہم اس کے پاس جا رہے ہیں۔

ضروری تصحیح گذشتہ اشاعت میں ایڈیٹوریل کے عنوان میں لو تقوّل کی بجائے لو تقول غلطی سے لکھا گیا۔ قارئین کرام درست فرمالیں۔

آفتاب الدین احمد دار الشفاء کی

سہ ماہی رپورٹ

عطیہ دینے والے حضرات :-

نام	رقم
پریمیئر فلور ملز لائل پور	100,00
جناب آفتاب عالم خاں کویت	50,00
〃 ڈاکٹر ایس کمیرتھان برما	25,00
〃 سید احسان علی ڈھاکہ	25,00
〃 شیخ رحمت اللہ سلیم ملتان	15,00
〃 بیگم شیخ محمد لطیف کراچی	10,00
〃 پروفیسر عبدالسلام لاہور	10,00
〃 مرزا مظفر بیگ ساطع لائل پور	8,75
〃 قاضی عبدالعزیز ملتان	6,00
〃 میاں محمد صادق لاہور	5,00
〃 مرزا محمد بیگ لاہور	5,00
〃 رشید محمد بیگ لاہور	5,00
〃 محمد عالل لاہور	5,00
〃 سید موسیٰ شاہ گوجرانوالہ	5,00
〃 مرزا مسعود بیگ لاہور	5,00
〃 شوکت حمید ملتان	4,00
〃 مولوی عبدالحمید اوکاڑہ	3,00
〃 میاں محمد ظفر ملتان	3,00
〃 محمد افضل خان کراچی	3,00
〃 چوہدری محمد شریف لاہور	3,00
〃 مسیحا نیب النسا بیگم مرحومہ	3,00
〃 والدہ مرحومہ لیفٹیننٹ احمد سعید لاہور	3,00
〃 محمد فاضل رشدانی لاہور	3,00
〃 محمد انور علی لاہور	[illegible],80
〃 قاضی محمد ایوب بیگ وزیر کلاں	2,00
〃 بیگم عبدالغنی خانپور	2,00
〃 حاجی اللہ رکھا درویش	2,00
〃 شیخ عبدالرحمٰن مصری لاہور	1,50
〃 حبیب اللہ ملتان	1,00
میزان	320,84

اگست ستمبر اکتوبر سال ۱۹۶۱ء میں استفادہ کرنیوالے مریضوں کی تعداد :- ۶۲۵۵

کنوینر دار الشفاء

ضروری تصحیح

اشاعت گذشتہ مؤرخہ ... نومبر ... صفحہ ۱۳ کالم ... میں بتمنی مرخی "انکار اور اقرار کی حقیقت کو کوئی نہیں سمجھا" کی بجائے "انکار اور اقرار کی حقیقت کو کوئی نہیں سمجھا" پڑھا جائے۔

رسالہ "قادیانیت پر غور کرنے کا سیدھا راستہ" پر
ایک محققانہ نظر
(قسط پنجم)

(مولانا شیخ عبدالرحمن صاحب مصری)

مصنف رسالہ کی دوسری دلیل پر نظر نمبر ۱

مصنف رسالہ ہذا نے حضرت مرزا صاحب کے خلاف اپنے اس دعوے کو ثابت کرنے کے لئے کہ انہوں نے خدا کے جلیل القدر نبی حضرت مسیح علیہ السلام کی شان میں بعض ناروا، بے جا تہمتیں لگائی ہیں، حضور کی کتاب دافع البلاء سے مندرجہ ذیل عبارت نقل کی ہے:—

"مسیح کی راستبازی اپنے زمانہ کے دوسرے راستبازوں سے بڑھکر ثابت نہیں ہوتی بلکہ یحییٰ نبی کو اس پر ایک فضیلت ہے کیونکہ وہ شراب نہیں پیتا تھا اور کبھی نہیں سنا گیا کہ کسی فاحشہ عورت نے آکر اپنی کمائی کے مال سے اس کے سر پر عطر ملا تھا یا ہاتھوں اور اپنے سر کے بالوں سے اس کے بدن کو چھوا تھا یا کوئی بے تعلق جوان عورت اس کی خدمت کرتی تھی اسی وجہ سے قرآن میں یحییٰ کا نام حصور رکھا مگر مسیح کا یہ نام نہ رکھا کیونکہ ایسے قصے اس نام کے رکھنے سے مانع تھے۔"

عبارت مندرجہ بالا کو نقل کرنے کے بعد مصنف رسالہ ہذا یوں رقمطراز ہیں:—

"جو گندی ناپاک تہمتیں اس ظالم نے سیدنا حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر لگائیں یہ ان کو قرآن پر اور اللہ تعالیٰ پر بھی تھوپتا ہے کہتا ہے اللہ تعالیٰ نے انہی باتوں کی وجہ سے ان کو قرآن میں حصور نہیں کہا کیونکہ حصور کے معنی ہیں اپنی خواہش نفس کو روکنے والا (یہ معنی مصنف صاحب کے اپنے اختیار کردہ ہیں جو حضرت مرزا صاحب کے اختیار کردہ معنی کے بالکل خلاف ہیں جیسا کہ قارئین کرام پر ابھی واضح ہو جائیگا کسی مصنف کو اس کی منشاء کے خلاف اس کی کسی عبارت کے معنی کر کے محل اعتراض بنانا کہاں کی دیانتداری ہے) سبحانہ وتعالیٰ عما یقولون علواً کبیراً حالانکہ اگر عیسیٰ علیہ السلام کو قرآن پاک میں حصور نہ کہنے سے یہ نتیجہ نکالا جائے کہ معاذ اللہ یہ گندے قصے اس کا سبب ہیں تو پھر تمام جلیل القدر پیغمبروں حضرت نوح حضرت ابراہیم حضرت موسیٰ اور خود سید المرسلین حضرت محمد صلعم کے متعلق بھی یہ ظالم یہی کہے گا کیونکہ قرآن مجید میں ان حضرات کے لئے بھی حصور کا لفظ کہیں استعمال نہیں کیا گیا یہ ہے اس شخص کی قرآن دانی کا نمونہ جس کو اس کے امتی اس کا سب سے بڑا معجزہ کہتے ہیں"

احمدی حضرت مرزا صاحب کی امت نہیں

مصنف صاحب رسالہ ہذا کا دعویٰ تو یہ ہے کہ وہ احمدی لٹریچر سے پوری واقفیت رکھتے ہیں لیکن ان کی لاعلمی کا یہ حال ہے کہ ان کو اتنا بھی پتہ نہیں کہ احمدی اپنے آپ کو حضرت مرزا صاحب کی امت نہ سمجھتے ہیں اور نہ کہتے ہیں، ہر احمدی اپنے آپ کو حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی امتی یقین کرتا ہے۔ احمدی تو الگ رہے خود بانیٔ تحریک احمدیت یعنے حضرت مرزا صاحب ہمیشہ اپنے آپ کو حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی امتی کہتے رہے اور آنحضرت صلعم کے ہی امتی کہلانے پر آپ کو فخر تھا اور ہمیشہ آپ یہی اعلان فرماتے رہے کہ جو کچھ روحانی درجات ان کو حاصل ہوئے ہیں اور جن افضال الٰہی کے وہ وارث بنے ہیں ان سب نعمتوں سے سرفراز وہ محض حضرت نبی کریم صلعم کے کامل امتی ہونے کی وجہ سے کئے گئے ہیں بلکہ انہوں نے اپنے مدعی نبوت نہ ہونے کی ایک دلیل یہ بھی دی ہے کہ حضرت نبی کریم صلعم کے بعد اگر کوئی شخص مدعی نبوت کے طور پر کھڑا ہوگا تو وہ لازماً اپنی نئی امت بنائے گا لیکن میں نے تو کوئی اپنی امت نہیں بنائی اپنی جماعت کا نام بھی حضور نے مسلمان احمدیہ فرقہ رکھا اور گورنمنٹ کے کاغذات میں بھی یہی نام درج کروایا، وہ تو آئے ہی اسی غرض کے لئے تھے کہ مسلمانوں کو دوبارہ حقیقی مسلمان بنائیں اور ان کے اندر وہ روح پھونکیں جو قرون اولےٰ کے مسلمانوں میں تھی، ان کا یہ مشہور شعر ہے ؎

> ہم تو رکھتے ہیں مسلمانوں کا دیں
> دل سے ہیں خدام ختم المرسلیں

نہ کہ اسلام سے الگ ہو کر کسی نئے دین اور کسی نئی امت کی بنیاد رکھیں، مصنف صاحب رسالہ ہذا کی یہ انتہادرجہ کی زیادتی ہے کہ وہ احمدیوں کو حضرت مرزا صاحب کی امت قرار دیتے ہیں۔

چند مزید اشعار اور چند الہامات

اس حقیقت پر مزید روشنی ڈالنے کے لئے اور ناواقف لوگوں کو مصنف رسالہ کی غلط بیانی کے بداثر سے محفوظ رکھنے کے لئے حضرت مرزا صاحب کے چند مزید اشعار اور چند الہامات یہاں درج کر دینا بھی خالی از فائدہ نہ ہوگا، حضور فرماتے ہیں:—

> ہم تو رکھتے ہیں مسلمانوں کا دیں
> دل سے ہیں خدام ختم المرسلیں
> شرک اور بدعت سے ہم بیزار ہیں
> خاکِ راہِ احمدِ مختار ہیں
> سارے حکموں پر ہمیں ایمان ہے
> جان و دل اس راہ پر قربان ہے
> دے چکے دل اب تنِ خاکی رہا
> ہے یہی خواہش کہ ہو وہ بھی فدا
> تم ہمیں دیتے ہو کافر کا خطاب
> کیوں نہیں لوگو تمہیں خوفِ عقاب

> ہر طرف فکر کو دوڑا کے تھکایا ہم نے
> کوئی دیں دینِ محمدؐ سا نہ پایا ہم نے
> کوئی مذہب نہیں ایسا کہ نشان دکھلائے
> یہ ثمر باغِ محمدؐ سے ہی کھایا ہم نے
> ہم نے اسلام کو خود تجربہ کر کے دیکھا
> نور ہے نور اٹھو دیکھو سنایا ہم نے
> اور دینوں کو جو دیکھا تو کہیں نور نہ تھا
> کوئی دکھلائے اگر حق کو چھپایا ہم نے
> جب سے یہ نور ملا نور پیمبر سے ہمیں
> ذات سے حق کی وجود اپنا ملایا ہم نے
> مصطفیٰ پر ترا بےحد ہو سلام اور رحمت
> اس سے یہ نور لیا بارِ خدایا ہم نے
> ربط ہے جانِ محمدؐ سے مری جاں کو مدام
> دل کو وہ جام لبالب ہے پلایا ہم نے
> اس سے بہتر نظر آیا نہ کوئی عالم میں
> لاجرم غیروں سے دل اپنا چھڑایا ہم نے
> کافر و ملحد و دجال ہمیں کہتے ہیں
> نام کیا کیا غمِ ملت میں رکھایا ہم نے
> تیرے منہ کی ہی قسم میرے پیارے احمدؐ
> تیری خاطر سے یہ سب بار اٹھایا ہم نے
> تیری الفت سے ہے معمور مرا ہر ذرہ
> اپنے سینہ میں یہ اک شہر بسایا ہم نے

. . . .

نُور دکھلا کے تیرا سب کو کیا ملزم و خوار
سب کا دل آتشِ سوزاں سے جلایا ہم نے

نقشِ ہستی کا تیری اُلفت سے مٹایا ہم نے
اپنا ہر ذرّہ تری راہ میں اڑایا ہم نے

تیرا میخانہ جو اک مرجعِ عالم دیکھا
خُم کا خُم منہ سے بصد حرص لگایا ہم نے

شانِ حق تیرے شمائل میں نظر آتی ہے
تیرے پانے سے ہی اس ذات کو پایا ہم نے

چھو کے دامن تیرا ہر دام سے ملتی ہے نجات
لاجرم در پہ تیرے سر کو جھکایا ہم نے

دلبرا مجھ کو قسم ہے تیری یکتائی کی
آپ کو تیری محبت میں بھلایا ہم نے

بخدا دل سے مرے مٹ گئے غیروں کے نقش
جب سے دل میں یہ تیرا نقش جمایا ہم نے

دیکھ کر تجھ کو عجب نُور کا جلوہ دیکھا
نُور سے تیرے شیاطین کو جلایا ہم نے

ہم ہوئے خیرِ اُمم تجھ سے ہی اے خیرِ رُسل
تیرے بڑھنے سے قدم آگے بڑھایا ہم نے

کیا اس سے بہتر تعریف ہو سکتی ہے

ذرا تعصب سے دل کو خالی کر کے مندرجہ بالا اشعار کو بغور مطالعہ کریں اور پھر دیکھیں کہ کیا اس سے بہتر طور پر حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت شان کو بیان کیا جا سکتا ہے، کیا اسلام کی اس سے بہتر تعریف کی جا سکتی ہے کیا اُمّتی کے مفہوم کو ان سے بہتر الفاظ میں بیان کیا جا سکتا ہے، کیا ان اشعار کا ایک ایک لفظ پکار پکار کے نہیں کہہ رہا کہ ان کا لکھنے والا صاحبِ حال ہے، اس کے قلبِ صافی پر حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے انوار کی بارش ہو رہی ہے، اور وہ آنحضور صلعم کے نوروں کا اس زمانہ میں کامل اور واحد وارث ہے وہ جو کچھ کہہ رہا ہے محض رسمی طور پر اور خوش عقیدگی کی بناء پر نہیں کہہ رہا بلکہ علیٰ وجہ البصیرت کہہ رہا ہے اور وہی اس کے منہ سے نکلتا ہے جو اس کے دل کی آنکھ مشاہدہ کر رہی ہے۔

مزید سنئے فرماتے ہیں :-

وہ پیشوا ہمارا جس سے ہے نُور سارا
نام اس کا ہے محمدؐ دلبر مِرا یہی ہے

سب پاک ہیں پیمبر اک دوسرے سے بہتر
لیک از خدائے برتر خیر الوریٰ یہی ہے

پہلوں سے خوب تر ہے خوبی میں اک قمر ہے
اس پر ہر اک نظر ہے بدر الدجیٰ یہی ہے

پہلے تو رہ میں ہارے پار اس نے ہیں اتارے
میں جاؤں اس کے وارے بس ناخدا یہی ہے

پردے جو تھے ہٹائے اندر کی راہ دکھائے
دل یار سے ملائے وہ آشنا یہی ہے

وہ یارِ لامکانی وہ دلبرِ نہانی
دیکھا ہے ہم نے اس سے بس رہنما یہی ہے

. . . .

وہ آج شاہِ دیں ہے وہ تاجِ مرسلیں ہے
وہ طیّب و امیں ہے اس کی ثنا یہی ہے

آنکھ اس کی دُور بیں ہے دل یار سے قریں ہے
ہاتھوں میں شمعِ دیں ہے عین الضیا یہی ہے

جو رازِ دیں تھے بھارے اُس نے بتائے سارے
دولت کا دینے والا فرمانروا یہی ہے

اُس نُور پر فدا ہوں اس کا ہی میں ہوا ہوں
وہ ہے میں چیز کیا ہوں بس فیصلہ یہی ہے

وہ دلبرِ یگانہ علموں کا ہے خزانہ
باقی ہے سب فسانہ سچ بے خطا یہی ہے

سب ہم نے اس سے پایا شاہد ہے تُو خدایا
وہ جس نے حق دکھایا وہ مہ لقا یہی ہے

ہم تھے دلوں کے اندھے سو سو دلوں پہ پھندے
پھر کھولے جس نے جندے[1] وہ مجتبیٰ یہی ہے

اس دیں کی شان و شوکت یا رب مجھے دکھا دے
سب جھوٹے دیں مٹا دے میری دُعا یہی ہے

ہائے لوگو تم کو کیا ہو گیا کہ اس عاشقِ رسول اور اس کے دین کے فدائی کو تم رسول کی ہتک کرنے والا قرار دیتے ہو۔
العجب ثم العجب! -

ذیل کے چند فارسی اشعار بھی ملاحظہ کیجئے :-

دردِ لم جوشد ثنائے سرورے
آنکہ در خوبی ندارد ہمسرے

احمدِ آخر زماں کز نُورِ او
شد دلِ مردم ز نُور تاباں ترے

ہر کہ سوئے او ز صدق آمد بدیں
گرد در اوّل قدم کم معبرے

اُمّی و در علم و حکمت بے نظیر
زیں چہ باشد حجتے روشن ترے

شد عیاں از سرِّ عالی وجہ الاتم
جوہرِ انساں کہ بود آں مضمرے

ختم شد بر نفسِ پاکش ہر کمال
لاجرم شد ختم ہر پیغمبرے

سالکاں را نیست غیر از وے امام
راہرواں را نیست جز وے رہبرے

اے خداوندے بنامِ مصطفےٰ
کش شدی در ہر مقامے ناصرے

دستِ من گیر از رہِ لطف و کرم
در مہم باش یار و یاورے

تکیہ بر زورِ تو دارم گرچہ من
ہمچو خاکم بلکہ زاں ہم کمترے

اور سنئے :-

چوں زمن آید ثنائے سرورِ عالی تبار
عاجز از مدحش زمین و آسمان و ہر دو دار

آں مقامِ قُرب کو دارد بدلدارِ قدیم
کس نداند شانِ آں از واصلانِ کردگار

آں عنایتہا کہ محبوبِ ازل دارد بدو
کس بخوابے ہم ندیدہ مثلِ آں اندر دیار

سرورِ خاصانِ حق شاہِ گروہِ عاشقاں
آنکہ روحش کرد طے ہر منزلِ وصلِ نگار

احمدِ آخر زماں کو اولیں را جائے فخر
آخریں را مقتدا و ملجا و کہف و حصار

مظہرِ نُورے کہ پنہاں بود از عہدِ ازل
مطلعِ شمسے کہ بود از ابتدا در استتار

صدرِ بزمِ آسمان و حجۃ اللہ بر زمیں
ذاتِ خالق را نشانے بس بزرگ و استوار

ہست او از عقل و فکر و وہمِ مردم دور تر
کے مجالِ فکر تا آں بحرِ ناپیدا کنار

یا نبی اللہ توئی خورشیدِ رہ ہائے ہدیٰ
بے تو نارد رو براہی عارفِ پرہیزگار

یا نبی اللہ لبِ تو چشمۂ جانِ پرور است
یا نبی اللہ توئی در راہِ حق آموزگار

زندہ آں شخصے کہ نوشد جرعہ از چشمہ ات
زیرک آں مردیکہ کرد است اتباعت اختیار

عارفاں را منتہائے معرفت علمِ رُخت
صادقاں را منتہائے صدق عشقت را قرار

بے تو ہرگز دولتِ عرفاں نیابد کسے
گرچہ میرد در ریاضتہا و جہدِ بے شمار

یا نبی اللہ فدائے ہر سرِ موئے تو ام
وقفِ راہِ تو کنم گر جاں دہندم صد ہزار

یا نبی اللہ نثارِ روئے محبوبِ تو ام
وقفِ راہت کردہ ام ایں سر کہ بر دوش است بار

ہر کہ دارد دلبرے با دلبرے اندر جہاں
من فدائے روئے تو اے گلستانِ گلعذار

اور سنئے :-

عجب نُوریست در جانِ محمدؐ
عجب لعلیست در کانِ محمدؐ

ز ظلمتہا دلے آنگہ شود صاف
کہ گردد از محبانِ محمدؐ

ندانم ہیچ نفسے در دو عالم
کہ دارد شوکت و شانِ محمدؐ

اگر خواہی نجات از مستیٔ نفس
بیا در ذیلِ مستانِ محمدؐ

اگر خواہی کہ حق گوید ثنایت
بشو از دل ثنا خوانِ محمدؐ

اگر خواہی دلیلے عاشقش باش
محمدؐ ہست برہانِ محمدؐ

. . . .

---

[1] جندے سے مراد اس جگہ قفل ہے کیونکہ اس جگہ کوئی شاعری دکھلانا مقصود نہیں اور نہ میں یہ نام اپنے لئے پسند کرتا ہوں اس لئے بعض جگہ میں نے پنجابی الفاظ استعمال کئے ہیں اور ہمیں صرف اُردو سے کچھ کام نہیں اصل غرض امرِ حق کو دلوں میں ڈالنا ہے شاعری سے کچھ تعلق نہیں، منہ

صد سرے دارم فدائے خاکِ احمدؐ
دلم ہر وقت قربانِ محمدؐ
بگیسوئے رسول اللہ کہ ہستم
نثارِ رُوئے تابانِ محمدؐ
دریں راہ گر کُشندم ور بسوزند
نتابم رُو از ایوانِ محمدؐ
فدا شد در رہش ہر ذرۂ من
کہ دیدم حُسنِ پنہانِ محمدؐ
دگر اُستاد را نامے نہ دانم
کہ خواندم در دبستانِ محمدؐ
بدیگر دلبرے کارے ندارم
کہ ہستم کُشتۂ آنِ محمدؐ
تو جانِ ما منور کردی از عشق
فدایت جانم اے جانِ محمدؐ
دریغا گر دہم صد جاں دریں راہ
نباشد نیز شایانِ محمدؐ

مثنوی ملاحظہ کیجئے :۔

مصطفےٰ را چوں فروتر شد مقام
از مسیح ناصری اے طفلِ خام
آنکہ دست پاک او دستِ خدا است
چوں تواں گفتن کہ از روحش جدا است
آنکہ ہر کردار و گفتش دین ما است
یکدم از جبریل بعدش چوں روا است
بر امام انبیاء ایں افتراء
چوں نمے ترسید از قہرِ خدا

رہبر ما سید ما مصطفےٰ است
آنکہ تا دیدست نظرش سر و شش
آں نہ مسلماں بتر از کافر است
کس نبود از سپے آں پاک ہوش
جاں شود اندر رہِ پاکش فدا
مژدہ ہمیں است گر آید بگوش
سر کہ نہ در پائے عزیزش رود
بارِ گراں است کشیدن بدوش

حضرت مرزا صاحب کے فارسی اور اُردو قصائد حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح اور آنحضور صلعم کے بلند رُوحانی مقام کے ذکر اور اس بات کے ثبوت ہیں کہ آپ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے کامل اُمتی ہیں اور جو کچھ آپ نے فیوضِ الٰہی حاصل کئے ہیں وہ سب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اُمتی ہونے کی ہی طفیل ہیں بھرے ہوئے ہیں میں کہاں تک ان کو درج کرتا چلا جاؤں، جن کو مزید علم حاصل کرنے کا شوق ہو، وہ کتاب "دُرِّ ثمین" جو اُردو اور فارسی قصائد کا مجموعہ ہے منگوا کر مطالعہ کریں اگر وہ ضد اور تعصب سے دل کو پاک کر کے ان قصائد کا مطالعہ کریں گے تو یقیناً وہ حضرت مرزا صاحب پر عاشق ہو جائیں گے اور آپ کے دامن سے وابستہ ہو نا سعادت دارین یقین کریں گے، یہ چند اشعار جو درج کئے گئے ہیں محض بطور نمونہ ہیں۔

نثر میں سے چند عبارتیں

اب ذیل میں چند عبارتیں بطور نمونہ حضور کی نثر میں سے بھی پیش کی جاتی ہیں :۔

مُلک کے تمام مشہور مذاہب پر تبصرہ کرنے کے بعد فرماتے ہیں :۔

"یہ وہ تمام مذاہب ہیں جن میں غور کرنے کے لئے میں نے ایک بڑا حصہ عمر کا خرچ کیا اور نہایت دیانت اور تدبر سے ان کے اصول میں غور کی مگر سب کو حق سے دُور اور مہجور پایا ہاں یہ مبارک مذہب جس کا نام اسلام ہے وہی ایک مذہب ہے جو خدا تعالےٰ تک پہنچاتا ہے اور وہی ایک مذہب ہے جو انسانی فطرت کے پاک تقاضوں کو پُورا کرنے والا ہے"

اس کے بعد اس بات کا ذکر کرنے کے بعد کہ انسانی فطرت کی خواہش ہے کہ خدا تعالےٰ کی صفات کاملہ کے متعلق پُورا علم پاوے گو یا اسکو دیکھ لے فرماتے ہیں :۔

"سو یہ خواہش اس کی محض اسلام کے ذریعہ سے پوری ہو سکتی ہے"

پھر فرماتے ہیں :۔

"جو شخص دُنیا کے بُت سے رہائی پانے اور دائمی اور سچی لذت کا طالب ہو وہ صرف قصّوں والے مذہب پر خوش نہیں ہو سکتا اور نہ اس سے کچھ تسلی پا سکتا ہے ایسا شخص محض اسلام میں اپنی تسلی پائے گا اسلام کا خدا کسی پر اپنے فیض کا دروازہ بند نہیں کرتا بلکہ اپنے دونوں ہاتھوں سے بُلا رہا ہے کہ میری طرف آؤ اور جو لوگ پُورے زور سے اس کی طرف دوڑتے ہیں ان کے لئے دروازہ کھولا جاتا ہے"

ذاتی تجربہ

اس کے بعد اس بارے میں اپنا ذاتی تجربہ تحریر کرتے ہوئے لکھتے ہیں :۔

"سو میں نے محض خدا کے فضل سے نہ اپنے کسی ہنر سے اس نعمت سے کامل حِصّہ پایا ہے جو مجھ سے پہلے نبیوں اور رسولوں اور خدا کے برگزیدوں کو دی گئی تھی اور میرے لئے اس نعمت کا پانا ممکن نہ تھا اگر میں اپنے سید و مولے فخر الانبیاء اور خیر الورٰی محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی راہوں کی پیروی نہ کرتا سو میں نے جو کچھ پایا اس کی پیروی سے پایا اور میں اپنے سچے اور کامل علم سے جانتا ہوں کہ کوئی انسان بجز پیروی اس نبی صلعم کے خدا تک نہیں پہنچ سکتا اور نہ معرفت کاملہ کا حصہ پا سکتا ہے" (حقیقۃ الوحی صفحہ ۶۲، ۶۱)

مولوی محمد منظور صاحب نعمانی اور دیگر قادیانی کرام غور کریں کہ اُمتی ہونے کی کیفیت کے اظہار کے لئے کیا اس سے بڑھکر کوئی اور الفاظ بھی ہو سکتے ہیں۔

پھر فرماتے ہیں :۔

"مگر یہ بات کسی ادنیٰ عقل والے پر بھی پوشیدہ نہیں کہ صحابہ رضی اللہ عنہم کے زمانہ سے ہمارے زمانہ تک تمام اسلامی فرقوں کا اس بات پر اتفاق ہے کہ اسلام کی حقیقت یہی ہے کہ جیسا کہ ایک شخص خدا تعالےٰ کو واحد لاشریک سمجھتا ہے اور اس کی ہستی اور وجود اور وحدانیت پر ایمان لاتا ہے ایسا ہی اس کے لئے ضروری ہے کہ آنحضرت صلعم کی نبوت پر ایمان لاوے اور جو کچھ قرآن شریف میں مذکور اور مسطور ہے سب پر ایمان رکھے یہی وہ امر ہے جو ابتداء سے مسلمانوں کے ذہن نشین کر دیا گیا ہے"

حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۱۱ پھر صفحہ ۱۱۱ پر فرماتے ہیں :۔

"اور اگر خدا تعالےٰ کی تمام کتابوں کو غور سے دیکھا جائے تو معلوم ہوگا کہ تمام نبی یہی سکھلاتے آئے ہیں کہ خدا تعالےٰ کو واحد لاشریک مانو اور ساتھ اس کے ہماری رسالت پر بھی ایمان لاؤ اسی وجہ سے اسلامی تعلیم کا ان دو فقروں میں خلاصہ تمام اُمت کو سکھلایا گیا کہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ"

پھر صفحہ ۱۱۵ پر فرماتے ہیں :۔

"پس میں ہمیشہ تعجب کی نگاہ سے دیکھتا ہوں کہ یہ عربی نبی جس کا نام محمد ہے (ہزار ہزار درود اور سلام اس پر) یہ کس عالی مرتبہ کا نبی ہے اس کے عالی مقام کا انتہاء معلوم نہیں ہو سکتا اور اس کی تاثیر قدسی کا اندازہ کرنا انسان کا کام نہیں یہ عجیب بات ہے کہ دنیا ختم ہونے کو ہے مگر اس کامل نبی کے فیضان کی شعاعیں اب تک ختم نہیں ہوئیں اگر خدا کا کلام قرآن شریف مانع نہ ہوتا تو فقط یہی نبی تھا جس کی نسبت ہم کہہ سکتے کہ وہ اب تک مع جسم عنصری زندہ آسمان پر موجود ہے کیونکہ ہم اس کی زندگی کے صریح آثار پاتے ہیں اس کا دین زندہ ہے اس کی پیروی کرنے والا زندہ ہو جاتا ہے اور اس کے

ذریعہ سے زندہ خدا مل جاتا ہے ہم نے دیکھ لیا ہے کہ خدا اس سے اور اس کے دین سے اور اس کے محبت سے محبت کرتا ہے اور یاد رہے کہ درحقیقت وہ زندہ ہے اور آسمان پر سب سے اس کا مقام برتر ہے لیکن یہ جسم عنصری جو فانی ہے یہ نہیں ہے بلکہ ایک اور نورانی جسم کے ساتھ جو لازوال ہے اپنے خدائے مقتدر کے پاس آسمان پر ہے"

پھر صلا پر فرماتے ہیں :-

"خدا نے جو اس کے دل کے راز سے واقف تھا اس کو تمام انبیاء اور تمام اولین آخرین پر فضیلت بخشی اور اس کی مرادیں اس کی زندگی میں اسکو دیں وہی ہے جو سرچشمہ ہر ایک فیض کا ہے اور وہ شخص جو بغیر اقرار افاضہ اس کے کسی فضیلت کا دعوےٰ کرتا ہے وہ انسان نہیں ہے بلکہ ذریت شیطان ہے کیونکہ ہر ایک فضیلت کی کنجی اس کو دی گئی ہے اور ہر ایک معرفت کا خزانہ اسکو عطا کیا گیا ہے جو اس کے ذریعہ سے نہیں پاتا وہ محروم ازلی ہے ہم کیا چیز ہیں اور ہماری حقیقت کیا ہے ہم کافر نعمت ہوں گے اگر اس بات کا اقرار نہ کریں کہ توحید حقیقی ہم نے اسی نبی کے ذریعہ پائی اور زندہ خدا کی شناخت ہمیں اسی کامل نبی کے ذریعہ سے اور اس کے نور سے ملی ہے اور خدا کے مکالمات اور مخاطبات کا شرف بھی جس سے ہم اس کا چہرہ دیکھتے ہیں اسی بزرگ نبی کے ذریعہ سے ہمیں میسر آیا ہے اس آفتاب ہدایت کی شعاع دھوپ کی طرح ہم پر پڑتی ہے اور اسی وقت تک ہم منور رہ سکتے ہیں جب تک کہ ہم اس کے مقابل پر کھڑے ہیں"

پھر صلہ۱۲ پر فرماتے ہیں :-

"یہ تو ہم بیان کر چکے کہ وہ امر جس کا نام توحید ہے اور جو مدار نجات ہے اور جو شیطانی توحید سے ایک علیحدہ امر ہے وہ بجز اس کے کہ وقت کے نبی یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لایا جائے اور ان کی اطاعت کی جائے میسر نہیں آسکتی"

حضرت مرزا صاحب کی نظم و نثر ان معتقدات سے بھری ہوئی ہیں محض چند اقتباسات بطور نمونہ پیش کئے گئے ہیں اب میں منصف مزاج قارئین کرام سے درخواست کروں گا کہ وہ ان کو پڑھنے کے بعد خود فیصلہ کریں کیا مولوی محمد منظور صاحب نعمانی مصنف رسالہ مذکورہ بانا نے اس بات

سے کے نکھتے ہیں کہ احمدی حضرت مرزا صاحب کی امت ہیں کیا دیانت داری سے کام لیا ہے اور کیا علماء ربانی کا یہی شیوہ ہوتا ہے کہ ناواقف لوگوں کو ان لوگوں کے متعلق جو کسی وجہ سے نیاز اتصاف میں ان سے اختلاف رکھتے ہیں اس طرح عمداً مغالطہ میں ڈالنے کی کوشش کریں اور پھر اپنے تقدس کا ڈھنڈورا بھی پیٹیں۔

چند الہامات

حضرت مرزا صاحب کی نظم و نثر سے اقتباسات پیش کرنے کے بعد حضور کے چند الہامات کو پیش کر دینا بھی خالی از فائدہ نہ ہوگا قارئین کرام دیکھ لیں گے کہ ان الہامات میں جماعت کو حضرت نبی کریم صلعم کے امتی رہنے کی تلقین کی گئی ہے یا حضرت مرزا صاحب کے امتی بننے کی یہ الہامات مندرجہ ذیل ہیں :-

الہام اوّل

کل برکۃ من محمد صلی اللہ علیہ وسلم فتبارک من علم وتعلم یعنی ہر برکت جو تمہیں حاصل ہوئی وہ محمد صلعم کی طفیل حاصل ہوئی ہے۔

اس الہام میں گویا یہ حقیقت بالوضاحت بیان کر دی گئی ہے کہ ہر فیض کا منبع اور سرچشمہ درحقیقت حضرت نبی کریم صلعم کی ذات بابرکات ہے ضمنی طور پر یہ الہام اس بات پر بھی صاف دلالت کر رہا ہے کہ جس شخص پر یہ الہام نازل ہوا ہے اس نے حضرت نبی کریم صلعم کی کامل اتباع کی ہے اور اپنی روح کو حضرت نبی کریم صلعم کی روح سے ایسا کامل روحانی تعلق پیدا کروایا ہے کہ آپ کے روحانی فیوض اس ملہم پر نازل ہونے شروع ہو گئے اور وہ حدیث العلماء ورثۃ الانبیاء کے ماتحت حضرت نبی کریم صلعم کے کمالات کا وارث بن گیا اسی لئے آگے فرمایا بابرکت ہے وہ ذات یعنی حضرت نبی کریم صلعم جس نے علم قرآن کریم کا دیا اور بابرکت ہے وہ ہستی بھی جس نے آنحضور صلعم سے یہ علم حاصل کیا اور یہ الہام بالکل سورۃ جمعہ کی آیت و اٰخرین منھم لما یلحقوا بھم کی عملی تفسیر ہے کیونکہ اس آیت میں بھی جتلایا گیا ہے کہ حضرت نبی کریم صلعم جس طرح اپنے زمانہ کے لوگوں کو علم عطا کر رہے ہیں اسی طرح آنے والے حقیقی متبعین کو بھی عطا کریں گے صلہ

دوسرا الہام

صلہ۲۶ پر یہ ہے :-

رب اصلح امت محمد اے

میرے رب محمد صلعم کی امت کی اصلاح فرما۔

اس الہام کا حضرت مرزا صاحب کی زبان پر جاری ہونا اس درد کی غمازی کر رہا ہے جو حضرت نبی کریم صلعم کی امت کے لئے آپ کے دل میں تھا اور اس کی اصلاح کے لئے جو تڑپ آپ کے قلب مبارک میں تھی یہ الہام اس کا بھی صاف پتہ دے رہا ہے اس الہام سے دو الہام قبل یہ الہام ہے رب ارنی کیف تحی الموتیٰ اے میرے رب مجھے دکھلا دے کہ کس طرح تو ان مردوں کو زندگی عطا کرے گا چنانچہ واقعات ان دونوں الہاموں کی سچائی پر مہر لگا رہے ہیں واقعات یہی ہیں کہ آپ کے ذریعہ سے مسلمانوں میں دوبارہ زندگی پیدا ہوئی اور ایسی زبردست اصلاح ہوئی کہ شدید سے شدید دشمن بھی اس حقیقت کا اقرار کئے بغیر نہ رہ سکا دنیا اپنی آنکھوں سے دیکھ رہی ہے کہ حضور کے ہاتھ کا لگایا ہوا پودا کس طرح پھل پھول رہا ہے اور حضرت مسیح کے قول کے مطابق کہ درخت اپنے پھلوں سے پہچانا جاتا ہے یہ پودا اپنے پاکیزہ ہونے کا اپنے عمل سے ثبوت دے رہا ہے مسلمانوں میں بجز احمدیوں کے کونسی جماعت ہے جو محض اشاعت اسلام کی خاطر اپنے مالوں کی قربانی اس رنگ میں کر رہی ہے کہ گویا اپنے مالوں کو پانی کی طرح بہا رہے ہیں اور دنیا کے کونے کونے میں اسلام کا جھنڈا اور توحید کا پرچم بلند کرنے میں دن رات مصروف ہیں آیت ان اللّٰہ اشتریٰ من المؤمنین انفسھم و اموالھم کی تعمیل میں مال اور جان دونوں کی قربانی بغیر کسی نفسانی غرض کی ملونی کے خدا کے آگے پیش کر رہے ہیں۔

تیسرا الہام صلہ۲۸

کنتم خیر امۃ اخرجت للناس فخاراً للمؤمنین قرآن کریم کی سورۃ آل عمران کے رکوع ۱۲ میں اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کنتم خیر امۃ اخرجت للناس تامرون بالمعروف وتنھون عن المنکر وتؤمنون باللّٰہ یعنی مسلمان بہترین امت ہیں جو لوگوں کو نفع پہنچانے کے لئے پیدا کی گئی ہے اس کا کام یہ ہے کہ لوگوں کو معروف کا حکم دے اور منکر سے منع کرے اور اپنے متعلق عملی طور پر مؤمن باللہ ہونے کا ثبوت بہم پہنچائے چونکہ ساری کی ساری امت تو اسی کام پر لگ نہیں سکتی تھی اس لئے اس سے قبل ع میں ہی یہ اصولی ہدایت نازل کر دی ولتکن منکم امۃ یدعون الی الخیر ویامرون بالمعروف وینھون عن المنکر واولٰئک ھم المفلحون یعنی تم میں سے ایک جماعت ایسی ہو جو اپنے آپ کو وقف کر کے خیر کی طرف لوگوں کو دعوت دیتے اور معروف کو پھیلانے اور منکر کو مٹانے کے لئے ایسی جماعت یقیناً اپنے مقصد میں کامیاب ہے

ا۔ حضرت مرزا صاحب کے الہامات کشوف اور خوابوں کو ان کی وفات کے بعد ایک کتاب میں جمع کیا گیا ہے جس کا نام تذکرہ رکھا گیا ہے پیش کردہ الہامات اسی کتاب سے لئے گئے ہیں اور حوالہ بھی اسی کے صفحوں کا دیا گیا ہے

ربوائی حضرات کی خدمت میں چند گذارشات

اِنّ الذین فتنوا المؤمنین والمؤمنٰت ثم لم یتوبوا فلھم عذاب جھنم ولھم عذاب الحریق

(عبدالحمید صاحب)

ہمارے بعض دوست نادانی سے یہ کہا کرتے ہیں کہ جماعت احمدیہ ربوہ نے تحقیقاتی عدالت کے رُوبرُو غلو کو چھوڑ کر صحیح عقائد اپنا لئے ہیں، تکفیر اہل قبلہ سے وہ باز آ گئے ہیں مسیح موعودؑ کو وہ پہلے تو ہاں کر نہ ماننے والوں کو کافر اور دائرہ اسلام سے خارج قرار دیا کرتے تھے لیکن خود خلیفہ صاحب نے عدالت کے اندر ایک نیک قدم اُٹھایا کہ مرزا غلام احمد کو ہم اُن ماموریں میں شمار نہیں کرتے جن کے نہ ماننے سے کوئی مسلمان کافر یا دائرہ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے اسی طرح عدالت میں جناب خلیفہ صاحب نے مسیح موعودؑ کے ایک فتوے کے مل جانے کا ذکر کر کے جنازہ میں جواز کا پہلو نکالا ہے اس لئے وہ مبارکباد کے مستحق ہیں اور اس بات کی انکو طعن نہیں کرنی چاہیئے کہ تم نے اب کیوں عقائد میں تبدیلی کی - ہم ان دوستوں کی خدمت میں عرض کریں گے کہ عدالت میں صحیح عقائد بیان کرنا بڑا نیک کام ہے - لیکن اگر یہی عقائد وہ اپنی جماعت کو بھی بتلا دیں اور جماعت کو ان عقائد کے ماننے اور ان پر عمل کرنے کو کہیں تو یہ اس سے بھی بڑا نیک اور مبارک کام ہے اور یہی وہ چیز ہے جس کو ہم اپنا موضوع بنایا کرتے ہیں کہ خدارا وہ عقائد جو آپ نے عدالت میں بیان کئے ہیں انہیں جماعت میں بھی رائج فرمائیے - آپ جماعت احمدیہ ربوہ کے کسی فرد سے ملیئے اور خوشی خوشی اسے بتلائیے کہ میاں صاحب نے عدالت کے اندر یہ کہکر کہ "مسیح موعودؑ کا ماننا جزو ایمان نہیں" بڑا اچھا کام کیا ہے وہ ایک دم آپ کی طرف آنکھیں پھاڑ کر دیکھے گا اور اسے مصلح موعودؑ پر بہتانِ عظیم قرار دے گا - آپ جنازے کے بارے میں مسیح موعودؑ کا فتوے مل جانے کا ذکر کیجئے وہ نفرت آمیز ہنسی ہنسے گا کہ راستباز وں پر من گھڑت الزام لگایا کرتے ہیں" وہ آج بھی مسیح موعودؑ کے نہ ماننے والوں کو کافر سمجھے گا آپ ان کی شہری اور دیہاتی جماعتوں میں پھر کر سادہ لوح افراد سے پوچھ کر دیکھ لیجئے آپ کو یقین ہو جاوے گا کہ وہ خلیفہ صاحب کے عدالتی بیان کو ایک بہتان سمجھتے ہیں - ہم پوچھتے ہیں کہ مصلح موعود کے یہ معنے تو نہیں کہ وہ چالیس سال خود غلط عقائد پر چل کر اور جماعت کو چلا کر ایک عدالت کے اندر خود اپنی اصلاح کر لے - اور جماعت کے کثیر حصہ کو اپنی اصلاح ہو جانے کا علم نہ ہونے دے اور اس دعود مصلح کو مسیح موعودؑ کے عقیدہ اور فتوے کا علم ۴۰ سال بعد لگے کیا قوموں کے برکت پانے اور دل کا حلیم ہونے کا مطلب یہی ہے کہ عدالت میں جاکر ستر کروڑ مسلمانوں سے مصلح تنا شمشیر تکفیر کو واپس کھینچ لیں گے -

مولوی محمد حسین بٹالوی نے تمام ہندوستان میں پھر کر حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خلاف فتوے کفر حاصل کیا لیکن خود عدالت میں دستخط ثبت کر دیئے کہ میں آیندہ تکفیر سے باز رہوں گا اس پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کہا کہ جرأت ایمانی کا تقاضا تو یہ تھا کہ یہ عدالت کو کہتا کہ یہ میرا عقیدہ اور ایمان ہے کہ مرزا غلام احمد کافر ہے میں اس بارے میں تحریر یا دستخط نہیں کر سکتا، آپ فرماتے ہیں:-

" اس سے زیادہ اور کیا ذلت ہو گی کہ
اس شخص نے اپنی عمارت کو اپنے
ہاتھوں سے گرا لیا"

کیا یہی منیر انکوائری کورٹ میں نہیں ہوا جو
کافر جو کہتے تھے وہ ننگوں سار ہو گئے

اور یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ موعود مصلح اپنے ہاتھوں سے اپنی عمارت نہیں گرایا کرتے - ہم جماعت احمدیہ ربوہ کے ارباب حل وعقد کی خدمت میں بصد ادب یہ گذارش کرتے ہیں کہ اپنی جماعتوں میں اپنے مبلغین اور معلمین کے ذریعہ اس پر عمل کرا دیں کہ جو لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا اقرار کرے وہ کافر نہیں، جنازہ والے فتوے کے مل جانے کا بھی ذکر کریں اس طرح تمام مسلمان آپ کے قریب آجائیں گے، اسی طرح ہم ایک اور بھی التماس کرتے ہیں کہ جہاں آپ نے مسیح موعود کا ماننا جزوِ ایمان نہ ہونے کا اعتراف عدالت میں کیا ہے وہاں یہ نیا ظلم نہ کریں جو خلیفہ صاحب نے ۱۹۵۶ء میں کیا کہ:-

" آج سے میں ایک پکا رکن مقرر کرتا ہوں
وہ ہے ایمان بالخلافت"

(یاد رہے شریعت میں کوئی بیشی کا کسی کو اختیار نہیں) یہیں تک نہیں بلکہ آپ نے نیا طریقہ ایجاد کر کے اور پرانے اسلامی طریقہ کی منسوخی کا اعلان کیا ہے اور آیندہ خلافت پوپ اور پادریوں کی طرز پر مقرر کی ہے - یہاں مسیح موعودؑ کے ایک خواب کو کہ:-

" محمود انگریز کو لے کر ہمارے گھر میں داخل
ہو گیا"

یاد کر کے ایمان تازہ ہوتا ہے -

مرزا بشیر احمد صاحب اس وقت عملاً جماعت کے کرتا دھرتا ہیں، ہمدردانہ اور عاجزانہ اپیلیں کرنے میں مشہور ہیں، جماعت میں ان کے تقدس کا چرچا بھی بہت ہے کیونکہ "مبشر اولاد" ہونیکا شرف انہیں حاصل ہے کیا یہ بہتر نہ ہو گا کہ وہ جماعت میں صحیح عقائد کی تبلیغ و تعمیل کرا کر موجودہ اور آیندہ نسلوں میں اپنا مقام پیدا کریں - بلکہ چاہیئے تو یہ کہ الفضل کی پیشانی پر جہاں یہ لکھا ہوتا ہے کہ امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی کی طبیعت دن بھر بے چین رہی رات آپ کو نیند نہیں آئی" وہاں منیر انکوائری کورٹ کے الفاظ بھی لکھے جائیں -

ہمارے بعض دردمند صاحب علم حضرات جو ایک عرصہ خلیفہ صاحب ربوہ کے عقیدتمند رہے اور پھر دل برداشتہ وہاں سے نکلے وقتاً فوقتاً مختلف طریقوں، خطوط، لٹریچر اور اخبارات کے ذریعہ جماعت کے اکابر کو بے راہ روی پر تنبیہ کرتے رہتے ہیں - ان اکابر کی ایسی ہی زد میں حضرت مولانا نورالدین اعظم رحمۃ اللہ علیہ بھی آئے - حضرت مولانا کے اسم گرامی کے ساتھ اعظم لکھنا حکماً ممنوع قرار پایا ان کے بارے میں کتاب لکھنے یا چھپنے والے زیر عتاب آئے، ان کے نام پر جس طبی ادارہ کا نام نور ہسپتال تھا مصلح موعودؑ صاحب نے اس نام کی اصلاح کر کے "فضل عمر ہسپتال" رکھا - کیونکہ خلیفہ صاحب اپنی زندگی میں اپنے نام پر اپنے سامنے اداروں کا قیام قوم کی طرف سے اپنی دینی خدمات کا اعتراف سمجھتے ہیں ۱۹۵۶ء میں خلیفہ صاحب نے مری میں ایک فتنہ کا الارم بجایا اس حملہ کی زد میں جماعت کے اندر رہنے والے ناقدین نے تو آنا ہی تھا - حضرت مولانا نورالدین رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد بھی زد میں آگئی حتیٰ کہ مولانا مرحوم کی صاحبزادی مرحومہ جو میاں محمود احمد صاحب کی بیوی ہونے کا شرف بھی رکھتی تھیں ایک خطرناک شہادت کی لپیٹ میں لے لی گئی، پھر اسی پر بس نہیں کی خلیفہ صاحب نے اپنے امام، استاد اور خسر پر بھی پھر پور وار کیا اور ولا تزر وازرۃ وزر اخریٰ کے مفسر نے خطبہ جمعہ میں کہہ دیا کہ:-

" منان اور وہاب کی وجہ سے مولوی
نورالدین کی گردن قیامت کے دن شرم
سے جھکی ہو گی"

حضرت ابوبکرؓ کو بھی انہی الفاظ سے رگید ڈالا دیا ہے (اس جماعت میں خلیفہ کو بھی بات پر ٹوکنا ہی منع ہے) اور فرمایا مولوی نورالدین نے کو نسا مشن کھولا ہے وغیرہ وغیرہ اس پر اخبار "پیغام صلح" نے حضرت مولانا نورالدین رضی اللہ عنہ صاحب کا رہتی دنیا تک باقی رہنے والا کارنامہ "ووکنگ مسلم مشن انگلینڈ" یاد دلایا (جس کے ذریعہ آج بھی بڑے بڑے عالم و فاضل اور پادری حلقہ بگوش اسلام ہو رہے ہیں) لیکن الفضل حضرت ممدوح کی طرف کب نیک کام منسوب ہونے دیتا تھا ایڑی چوٹی کا زور لگایا کہ یہ عظیم کارنامہ آپ کی طرف منسوب نہ ہونے پائے - الغرض جماعت ربوہ میں حضرت مولانا کی پوزیشن عام مولوی کی سمجھی جاتی ہے کہ میاں محمود احمد صاحب کے بچہ ہونے کی وجہ سے عارضی تقرر کے مترادف تھی - افسوس ان لوگوں نے مسیح الزمان کے ارشادات کو پیچھے پھینک دیا - حضرت اقدس نے حضرت مولانا کو "خادم دین کا سردار" قرار دیا اُن کی قربانی پر خود رشک کیا - آپ کو ابوبکرؓ کا نمونہ گردانا - آپ کے ترک وطن کی انتہائی قربانی پر مولوی عبدالکریم نے فرمایا کہ مجھے نورالدین کے متعلق الہام ہوا ہے کہ

لا تصبون الی الوطن
فیہ تھان وتمتحن

اور تو اور تلک الرسل فضلنا بعضھم علیٰ بعض کے

مطابق میاں محمود احمد صاحب نے مولانا نورالدین رضؓ کو کمتر ثابت کرنے والے "نبیوں کا چاند" مرزا بشیر احمد کو تو ضرور علم ہوگا کہ حضرت مولانا نے اپنے بارے میں کبھی پراپیگنڈا نہیں کرایا۔ اپنے تقدس کا کبھی ڈھنڈورا نہیں پیٹا۔ اپنے بارے میں مسیح موعودؑ کے واضح الہامات اور ارشادات کو کبھی بیان نہیں فرمایا۔ حالانکہ ملک کے تمام اکابرین دوست ہوں یا دشمن آپ کے تقوےٰ، توکل، علم و فضل، فیاضِ فطرت ہونے کے قائل تھے جو بھی اس سادگی کے پیکر اور شرافت کے مجسمہ کو دیکھتا مسرور ہو جاتا اور جو معارف سُن لیتا لطف لے لے کر جھوم جاتا۔

آپ ایک دفعہ مسیح موعود علیہ السلام پر ایک مقدمہ کے سلسلہ میں انگریز ڈپٹی کمشنر صاحب کی عدالت میں شہادت دینے حاضر ہوئے ان کی سادہ ہیئت۔ ڈھیلی ڈھالی سی بندھی ہوئی پگڑی اور کرتے کا گریبان کھلا ہوا تھا، طریق شہادت نہایت سادہ اور مؤثر اس پر ڈپٹی کمشنر صاحب جھوم گئے اور کہنے لگے:۔

"خدا کی قسم اگر یہ شخص کہے کہ میں مسیح موعود ہوں تو میں پہلا شخص ہوں گا جو اس پر پورا پورا غور کرنے کے لئے تیار ہوگا"

یہ کیا بات تھی؟ بات یہی تھی کہ وہ لوگ امام الزمان کے رنگ میں رنگین ہو گئے تھے۔ از راہ کرم حضرت اقدس کے ارشادات کی قدر کیجئے اور اکابرین جماعت کی توہین سے رُک جایئے۔

پچھلے دنوں ایک مضمون سید ظ ن ر کے نام سے اخبار پیغام صلح میں شائع ہوا مضمون ہر پہلو سے مدلل ہونے کے علاوہ حقائق سے پُر تھا۔ فاضل مضمون نگار نے مرزا بشیر احمد صاحب کو یہ احساس دلایا کہ آپ سے اور آپ کی اولاد سے مصلح موعود نے کیا سلوک روا رکھا اور آپ "مصلح موعود" کی آمریت سے خائف ہو کر خوشامد میں حدود سے گذر گئے کہ اکابرین سلسلہ آپ کی قلم کا نشانہ بنے ادھر آپ کے نام کے ساتھ "قمر الانبیاء" لکھا جاتا ہے۔ معلوم ہوتا ہے فاضل مضمون نگار کا تیر نشانہ پر بیٹھا چنانچہ الفضل لکھ رہا ہے کہ میاں صاحب نام کے ساتھ اس الہام کو استعمال نہیں کرتے اور یہ کہ بار بار میاں صاحب موصوف کو قمر الانبیاء کہکر ...... مضمون نگار نے حضرت مسیح موعود کے الہام کی تضحیک کی ہے اور اپنے روایتی انداز میں انداز سے کام لیا ہے سو عرض ہے کہ الہام کی تضحیک نہیں ہوئی البتہ الہام کو منسوب اور چسپاں کرنے والوں کی تضحیک ہوگئی ہو تو الگ بات ہے۔ مضمون نگار کا بار بار "قمر الانبیاء" لکھنا یہ احساس ہی دلانا تھا کہ کہاں تم اور کہاں مقدس سماوی القاب اور خطابات۔

کیا یہ حقیقت نہیں کہ "قمر الانبیاء" مرزا صاحب موصوف کے نام کے ساتھ تھوڑے عرصہ سے چسپاں کیا جاتا رہا اور کیا جاتا ہے۔ الفضل اس کو آپ کے نام کے ساتھ باقاعدہ لکھتا رہا ہے عام گھروں میں مرزا بشیر احمد صاحب کے فوٹو پڑے ہیں جن پر "قمر الانبیاء" لکھا ہوتا ہے۔ کیا مرزا صاحب

یہ اقرار کر سکتے ہیں کہ آج بھی اُن کے نام جو خطوط آتے ہیں ان میں آپ کو "قمر الانبیاء" سے مخاطب نہیں کیا جاتا۔ کیا میاں صاحب نے الفضل میں اعلان کیا ہے کہ میں قمر الانبیاء نہیں میرے لئے یہ لفظ مت استعمال کیجئے۔ کیا آج تک مرزا شریف احمد صاحب کے بادشاہ بننے کے خواب (جو اب خواب و خیال ہو چکے ہیں) جماعت کے افراد میں موضوع گفتگو نہیں رہے۔ حقیقت یہ ہے کہ امام الزمان کے ارشادات اور الہامات کی جتنی تضحیک جماعت احمدیہ ربوہ نے کی ہے وہ حد و حساب سے بڑھ کر ہے۔ واتخذوا اٰیاتی ورسلی ھزوا کا نمونہ ان میں نمایاں ہے سب سے پہلے تو میاں محمود احمد صاحب نے مصلح موعود کی عظیم الشان پیشگوئی چسپاں کر دی اور اللہ تعالےٰ کے کلام کی تضحیک کرتے ہوئے ذرا خوفِ خدا نہ کیا ذرا یاد نہ رہا کہ خدا تعالےٰ کی آیات سے کھیلنے والوں کا کیا انجام ہوتا ہے اور اب تو یہ حقیقت روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ اس پیشگوئی کا ایک لفظ بھی میاں محمود احمد صاحب سے دُور کا بھی واسطہ نہیں رکھتا۔ مصلح موعود کی پیشگوئی کے ابتداء میں ہی "پاک" کا لفظ تنازع فیہ بن گیا اور وقتاً فوقتاً اس بارہ میں جماعت کے گروہ احتجاج کرتے رہے (اور اب تو بحث بھی اس دائرہ میں آگئی ہے کہ خلیفہ صاحب ربوہ کی موجودہ بیماری خدا کے موعود ربانی مصلحین کو ہوتی ہے یا نہیں؟)

جماعت احمدیہ ربوہ نے ایک پیشگوئی گھڑ رکھی ہے "لاہور بھی ہوا کرتا تھا" اس پیشگوئی کے تیار کرنے کا ایک خاص مقصد ہے وہ ہے جماعت احمدیہ لاہور سے دنیوی حضرات کو شدید نفرت دلانا۔ چنانچہ ۱۹۴۷ء کے فسادات میں شاہ عالمی دروازہ میں آگ لگی اور ادھر الفضل کا صفحات سیاہ کرنے آج وہی لاہور کی تباہی کے ملہم مضمون نگار حضرات ذرا ایک نظر شاہ عالمی پر ڈال کر دیکھیں وہ "ہوا کرتا تھا" ہے کا نظارہ بچشم خود دیکھ لیں گے (یاد رہے کہ امام الزمان نے لاہور کو مدینہ کہا ہے) تقسیم پنجاب ہونے والی تھی قادیان میں طرح طرح کے الہام اُڑتے رہے، مسیح موعود کے باغ کی شاخوں کو کاٹنے سے مراد قادیان کے باغوں پر سکھوں کا قبضہ مراد لیا گیا۔ اگست ۱۹۴۷ء میں پہلے اعلان کے مطابق ابھی گورداسپور مشکوک حالت میں تھا ادھر یاروں نے الہام پورا ہے میں پھینک دیا بعد ۱۱۔ انشاءاللہ ۱۴ اگست کے بعد جو اعلان ہوگا اس میں قادیان پاکستان میں آوے گا افسوس اس وقت بے سرو سامانی اور بے بسی کی حالت میں قادیان سے نکلنا پڑا اخرجہ منہا الیزبیل یون (یعنے دانہ پانی بند کرنے کی سزا دینے والے اس پاک بستی سے نکال دیئے جاویں گے) کے بارے کسی کو نہ سوجھی۔ تقسیم ملک کے بعد جماعت ربوہ نے ایک رضا کار تنظیم کشمیر بھیجی وہاں کے رضاکار کمانڈروں اور افسروں کے نام الہامی رکھ لئے ایک "نیچر صاحب" عالم کباب کہلاتے تھے۔ کوئی "ابن الملک" کوئی "فاتح الدین" اور "ناصر الدین" کہلاتا تھا۔

حدیث اور قرآن کی یہی حالت رہی، سورج مغرب سے چڑھتا۔ جلال الدین شمس کے لئے شمس کے الفاظ سے مراد لیا گیا جب وہ لندن کے مبلغ بن گئے۔ قرآن کریم میں ومبشراً برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد سے مراد حضرت مرزا غلام احمد لئے گئے آج بھی وہ لوگ ابھی تک زیر عتاب ہیں جنہوں نے یہ معنی نہ کئے اور اب تو تفصیلاً تعرض اس بارہ میں رجسٹر کر دیا گیا ہے یہ الفضل کی پیشانی پر عسیٰ ان یبعثک ربک مقاماً محمودا کس بات کا تاثر دینے کے لئے لکھا جاتا ہے اور اب تو واٰوینٰھما الیٰ ربوۃٍ ذات قرار ومعین پر بھی اس شدومد سے زور نہیں دیا جاتا جو پہلے دیا جاتا تھا۔ خدا کی شان ان لوگوں کی طرف سے بھی انذار اور خدا کا خوف دلایا جاتا ہے جو ساری عمر ناحق خدا تعالےٰ کے کلام اور اس کی بشارتوں کو بے دریغ اپنے لئے استعمال کرتے رہے۔ شاعر نے کیا خوب کہا ہے:۔

ان کی زلف میں آئی تو حسن کہلائی
وہ تیرگی جو مرے نامۂ سیاہ میں ہے

ہم گذارش کرتے ہیں کہ خدا تعالےٰ کی وحی اور بشارتوں کو یونہی جگہ جگہ نہ لڑھکاتے پھریں یہ خود بخود اپنے وقت پر پوری ہو کر رہیں گی۔

قصہ کوتاہ آج بحثیں سمٹ سمٹا کر میاں محمود احمد صاحب کی ذات پر آ گئی ہیں وہ اس طرح کہ آپ مصلح ربانی ہیں موعود مصلح ہونے کے مدعی ہیں اور دعوے مصلحیت کے بعد آپ مسلسل ناکامیوں اور پستیوں کی طرف جا رہے ہیں اور سرور کائنات فخر موجودات صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح دعوے کے بعد ۲۳ سال تک کامیاب زندگی پر پورے نہیں اترے مصلح موعود صاحب کا ایک الہام ہے "انا المسیح الموعود مثیلہ وخلیفتہ" پھر مصلح موعود کے بارے میں حضرت اقدس کے الہام ہے "وہ حسن و احسان میں تیرا نظیر ہوگا" اس صورت میں حضرت مسیح موعود کو بھی حضرت نبی کریمؐ کے معیار پر پرکھنا ہوگا۔ چنانچہ حضرت اقدس نے ۲۳ برس تک ملہم ہونے اور کامیاب زندگی گذارنے پر ایک اشتہار مبلغ پانچصد روپے انعام کے ساتھ شائع کیا جو تمام علماء کی طرف بھیجا گیا اور مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی کو بذریعہ رجسٹری ارسال کیا جس نے "قمر الانبیاء" کی طرح اس پر بحث مباحثے کی ٹھان لی اور بالآخر ناکام ہوا۔

حقیقت یہ ہے کہ مصلح ربانی ہونے کا دعویدار آج مفلوج ہے بیلے کا محتاج ہے اور اس کی زندگی جن حالات سے گذر رہی ہے وہ بجائے مفید ہونے کے نقصان دہ ہے نماز پڑھانے اور کلام پاک کے بارے میں گفتگو ہی ترک کر دی ان کو اپنی بھی خبر نہیں اور مرزا بشیر احمد صاحب ان کے گذشتہ سالوں کو زرین دور اور ایک ربوہ کے ڈاکٹر صاحب تو اس موجودہ حالت کو بھی اولیاء امت کا ایک مقام بتاتے ہیں۔

إنكم لتقولون قولاً عظيماً

(باقی بر صفحہ ۱۵ و صفحہ ۱۶ اشتہار کے نیچے)

اخبارِ احمدیہ

تقریبِ شادی

—— ڈاکٹر مبارک احمد ایم۔ بی۔ بی۔ ایس۔ انچارج بیگم اختر سوانی سٹریٹ خیراتی شفا خانہ۔ فیکٹری ایریا۔ ڈل پور کی شادی خانہ آبادی بمقام سیالکوٹ بروز اتوار مورخہ ۲۹ ر اکتوبر ۱۹۶۱ء کی خوشی میں دس روپیہ چندہ برائے انجمن ارسال ہے۔

امر شادی کی مبارک تقریب کا جملہ انتظام ایک طرف محترمی میاں فضل احمد صاحب خلف الرشید جناب میاں محمد صاحب اور ان کی بیگم صاحبہ بنت حضرت امیر مرحوم اور دوسری طرف میاں نصیر احمد صاحب فاروقی اور ان کی بیگم صاحبہ کے مبارک دخل سے ہوا۔ ان کی مساعی ہمارے دلی مسرت اور خوشی کا باعث ہیں۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔ خاکسار والدہ ڈاکٹر مبارک احمد

جماعت پشاور کا تربیتی اجلاس

مورخہ ۳ ر نومبر کو بعد از جمعہ احمدیہ جماعت پشاور کا تربیتی اجلاس زیرِ صدارت جناب ڈاکٹر عبدالعزیز صاحب ریٹائرڈ سول سرجن منعقد ہوا۔ جلسہ کا افتتاح جناب شیخ شریف احمد صاحب نے تلاوت قرآن شریف سے کیا۔ اس کے بعد عبدالغفور ریاض (جماعت سوم) نے حضرت مسیح موعودؑ کے چند اشعار سنائے۔ پھر محمد جمیل الرحمٰن نے "حضرت مسیح موعودؑ کا جذب روحانی" کے موضوع پر تقریر کی۔ عزیز موصوف نے اپنی تقریر میں کہا کہ کئی لوگ آپ کی صحبت میں دشمنی اور عناد سے آلودہ ہو کر گئے مگر آپ کی جذب روحانی اور قوتِ مقناطیس کے سبب ایک ہی ملاقات میں آپ کے عاشق زار بن گئے۔ عزیز موصوف نے مولانا غلام نبی صاحب خوشدل کا واقعہ بیان کیا کہ کس طرح مولوی صاحب لدھیانہ میں مخالفانہ تقریریں کرتے تھے لیکن آپ کی ایک ہی ملاقات اور مصافحہ سے آپ کے معتقد ہو گئے۔ اپنی تقریر کے اختتام پر عزیز موصوف نے حضرت مولانا ظفر احسان صاحب حسن مرحوم و مغفور کے چند اشعار جو کہ حضرت مسیح موعودؑ کی تعریف میں ہیں سنا کر سامعین کو محظوظ کیا۔

پھر عزیزی عبداللہ جان خان متعلم ایف۔ ایس۔ سی، خلف الرشید ڈاکٹر کرم الٰہی صاحب نے "حضرت مسیح موعودؑ کے دعویٰ نبوت کا افتراء" کے موضوع پر تقریر کی۔ آپ نے حضرت مسیح موعودؑ کی کتب سے متعدد حوالے پیش کر کے ثابت کیا کہ حضرت صاحب کی طرف دعویٰ نبوت منسوب کرنا افتراء ہے۔ آپ نے اپنی تقریر میں ایسے لوگوں کو تنبیہ کی کہ کیوں حضرت صاحب کی طرف دعویٰ نبوت منسوب کر کے ظلم کا ارتکاب کر رہے ہیں۔ ان کے بعد عزیزی عبدالرحمٰن صاحب متعلم جماعت ہفتم نے نہایت خوش الحانی سے چند اشعار سنا کر سامعین سے خراج تحسین حاصل کیا۔ پھر بندہ نے "تحریک احمدیت" کے موضوع پر تقریر کرتے ہوئے ثابت کیا کہ یہ ایک نہایت مفید اور لوگوں کو فائدہ پہنچانے والی تحریک ہے، جس کی آبیاری خود خداوند تعالیٰ کی طرف سے ہوئی۔ نافع الناس تحریک کبھی نہیں مٹ سکتی۔ تقریر میں ثابت کیا گیا کہ اس تحریک کی وجہ سے جہاں اعداء اسلام کے مقابل میں مدافعانہ اور جارحانہ کارروائی کی گئی، وہاں ساتھ ساتھ مسلمانوں کے اندر جو غلط عقائد رائج ہو چکے تھے ان کی اصلاح بھی کی گئی۔ مثلاً ناسخ منسوخ کا مسئلہ۔ حیاتِ مسیح کے عقائد کی تردید، جہاد کا غلط مفہوم، ان تمام مسائل کو صحیح رنگ میں پیش کر کے اس تحریک کے علمبرداروں نے اسلام کی بہت بڑی خدمت کی ہے اور کر رہی ہے۔ اور انہوں نے جہادِ کبیر کو اپنا شعار بنایا ہوا ہے۔ مختصر یہ کہ اسلام کی زندگی محض اس تحریک سے وابستہ ہے۔

اس کے بعد صدرِ جلسہ نے ڈاکٹر عبدالعزیز صاحب جو اس جماعت کے روحِ رواں ہیں اس اجلاس کے کارکنوں کو خراج تحسین پیش کرتے ہوئے میری حقیر جدوجہد کو سراہا۔ اس کے بعد جلسہ دعا کے ساتھ برخاست ہوا اور تمام حاضرین کی چائے سے تواضع کی گئی۔ والسلام

محمد الوکیل
سیکرٹری تعلیم و تربیت جماعت پشاور

درخواستِ دعا

—— میرا دوست مسٹر محمد علی عرصہ سے بعارضہ تپش و بخار بیمار ہے۔ بزرگانِ دین اور احباب کرام ان کی صحت کاملہ عاجلہ کے لئے اپنی نیم شبی دعاؤں میں دردِ دل سے دعائیں فرمائیں۔ طالب دعا۔ پروپرائٹر بمبئی واچ کمپنی

گنپت روڈ مارکیٹ لاہور

ضروری اعلان

مکرمی جناب ایڈیٹر صاحب۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ عرض آنکہ عرصہ تین سال سے میں احمدیت سے باہر آ گیا تھا کسی کے بہکانے پر حالانکہ میں نے اس وقت تک کسی کو برا نہیں کہا اور نہ ہی کچھ کہہ سکتا ہوں مگر مجھے کہیں صداقت نظر نہیں آئی آخر کار بھائی میاں محمد الرحمان خان کی نصیحت پر عمل کرتے ہوئے آج اللہ تعالیٰ کی رضا اور محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے مطابق دین کو دنیا پر مقدم رکھوں گا۔ آپ پیغام صلح میں اعلان کر دیں اور ایک پرچہ جناب قاضی غلام رسول صاحب کو بھیج دیں تاکہ وہ دیکھ لیں کیونکہ میں نے جو انہیں لکھا کہ میں احمدیت سے انکاری ہوں یہ انہی نے لکھوایا تھا۔ میرے لئے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ مجھے نیکی کی توفیق عطا فرمائے آمین ثم آمین۔ اور میں اپنے حالات جلسہ سالانہ پر آ کر بیان کروں گا۔
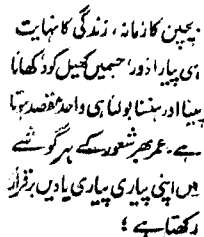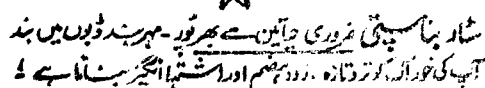
ربوائی حضرات کی خدمت میں چند گذارشات -

(بسلسلہ صفحہ ۱۳)
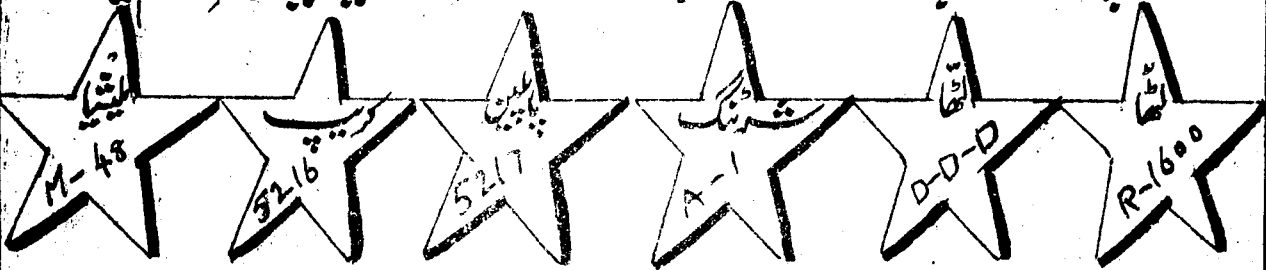
حقیقت یہ ہے کہ اگر آپ خدا کی طرف سے ایک پاک مصلح ہو کر آتے تو آج جبکہ ان کے مخالف چیلنج کر کے اسے گرفت اور عذاب الہٰی گردان رہے اور مسیح موعودؑ کے وقت کے ایک جھوٹے مصلح موعود ڈوئی کی بیماریوں اور حالتوں کو آپ کی حالت سے تشبیہ دے رہے ہیں تو ضرور تھا کہ آپ معجزانہ نشان کے طور پر چیلنج کرتے ہوئے میدان میں آ جاتے اور جیسا کہ امام الزمان علیہ السلام کو کہا "ترد الیک انوار الشباب" اور پھر آپ ایک تنومند پہلوان کی طرح میدان میں کود پڑے گئے دشمن کو زیر کرتے چلے گئے اور اسلام کا بول بالا کر گئے - خلیفہ صاحب بھی اس کا نمونہ دکھاتے۔

آج ہم میاں محمود احمد صاحب سے ان کے خدا کی طرف سے دعوے مصلح موعود کی بنا پر نشان طلب کرتے ہیں کہ وہ دوبارہ پوری طرح تنومند اور صحتیاب ہو کر میدان میں نکلیں حضرت مسیح علیہ السلام ۲۳ سال سے قبل ہی عذاب الہٰی کا مورد ہو جاتا ہے وہ دعوے کے بعد ۲۳ سال کامیاب زندگی گذاریں اور ایک ایسی زبردست تصنیف اسلام اور عظمت پر لکھیں کہ مغرب اور مشرق کا علم دان اور دانشور طبقہ انگشت بدندان رہ جاوے اور ورطہ حیرت میں ڈوب جاوے اور جو آپ کو ضربت علیھم الذلۃ والمسکنۃ کا مصداق قرار دے رہے ہیں وہ منہ کی کھاویں تا حق اپنی تمام عظمتوں کے ساتھ آوے اور باطل اپنی تمام نحوستوں کے ساتھ بھاگ جاوے۔

(باقی بر صفحہ ۱۶ اشتہار کے نیچے)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ہم تو رکھتے ہیں مسلمانوں کا دیں
دل سے ہیں خدامِ ختم المرسلیں

تم ہمیں دیتے ہو کافر کا خطاب
کیوں نہیں لوگو تمہیں خوفِ عقاب

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا خصوصی ترجمان

ہفت روزہ

پیغامِ صلح لاہور

ہر بدھ کو شائع ہوتا ہے
تار کا پتہ :- "تبلیغ" لاہور
فون نمبر :- ۳۷۳۷۳
مدیر :- دوست محمد
مدیر معاون :- بشیر احمد رسوزہ

زرِ مبادلہ
پاک و ہند سے
چھ روپے
بیرونی ممالک سے
ایک پونڈ

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸

فی پرچہ ۱۲ پیسے

جلد ۴۹ | یوم چہار شنبہ مؤرخہ ۱۳ جمادی الثانی ۱۳۸۱ھ مطابق ۲۲ نومبر ۱۹۶۱ء | نمبر ۴۷

بحرِ حکمت کے موتی

عن ابو ھریرۃ رضہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم لایلج النّار رجلٌ بکی من خشیۃ اللہ تعالیٰ حتّی یعود اللّبن فی الضّرع ولایجتمع علیٰ عبدٍ غبارٌ فی سبیل اللہ تعالیٰ ودخان جہنّم۔

(اخرجہ التّرمذی وصحّحہٗ والنسائی بحوالہ تلخیص الصحاح باب الجہاد)

ترجمہ :- ابوہریرہ رضہ سے روایت ہے کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایسا شخص کبھی دوزخ میں داخل نہ ہوگا جو خدا تعالیٰ کے خوف سے رویا ہوتا آنکہ (دوہا ہوا) دودھ چھاتیوں میں لوٹ جائے (یعنی دونوں باتیں ناممکن ہیں) اور کسی بندہ (مجاہد مبلّغ) پر خدا تعالیٰ کے راہ کا غبار اور دوزخ کا دھواں اکٹھا نہ ہوگا۔ نسائی اور ترمذی اس کے راوی ہیں اور ترمذی نے اسکو صحیح مانا ہے (بحوالہ تلخیص الصحاح)

نوٹ :- تقشعرّ منہ جلودھم وقلوبھم الیٰ ذکر اللہ۔ سورۃ زمر آیت ۲۳۔

معرفتِ حق سے خشیۃ اللہ حاصل ہوتا ہے۔

انّما یخشی اللہ من عبادہ العلمٰٓؤا۔

(سورۃ فاطر - ۲۸)

معرفت تقویٰ سے حاصل ہوتی ہے

واتقوا اللہ ویعلّمکم اللہ۔ (البقرہ - ۲۸۲)

(باقی بر صفحہ ۱۶ اشتہار کے نیچے)

خدائی امداد کے بغیر انسانی تدابیر ناکارہ ہیں

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

خبردار! تم غیر قوموں کو دیکھکر ان کی ریس مت کرو کہ انہوں نے دنیا کے منصوبوں میں بہت ترقی کرلی ہے آؤ ہم بھی انہیں کے قدم پر چلیں۔ سنو اور سمجھو کہ وہ اس خدا سے سخت بیگانہ اور غافل ہیں جو تمہیں اپنی طرف بلاتا ہے ان کا خدا کیا چیز ہے؟ صرف ایک عاجز انسان۔ اسلئے وہ غفلت میں چھوڑے گئے۔ میں تمہیں دنیا کے کسب اور حرفت سے نہیں روکتا مگر تم ان لوگوں کے پیرو مت ہو جنہوں نے سب کچھ دنیا ہی کو سمجھ رکھا ہے۔ چاہیئے کہ تمہارے ہر ایک کام میں خواہ دنیا کا ہو خواہ دین کا خدا سے طاقت اور توفیق مانگنے کا سلسلہ جاری رہے۔ لیکن نہ صرف خشک ہونٹوں سے بلکہ چاہیئے کہ تمہارا سچ مچ یہ عقیدہ ہو کہ ہر ایک برکت آسمان سے ہی اُترتی ہے۔ تم راستباز اس وقت ہوگے جبکہ تم ایسے ہو جاؤ کہ ہر ایک کام کے وقت ہر ایک مشکل کے وقت قبل اس کے جو تم کوئی تدبیر کرو۔ اپنا دروازہ بند کرو اور خدا کے آستانہ پر گرو کہ ہمیں یہ مشکل درپیش ہے۔ اپنے فضل سے مشکل کشائی فرما تب رُوح القدس تمہاری مدد کریگی اور غیب سے کوئی راہ تمہارے لئے کھولی جائیگی اپنی جانوں پر رحم کرو اور جو لوگ خدا سے کلّی علاقہ توڑ چکے ہیں اور ہمہ تن اسباب پر گر گئے ہیں یہاں تک کہ طاقت مانگنے کے لئے وہ منہ سے انشاء اللہ بھی نہیں نکالتے۔ انکے پیرو مت بن جاؤ۔ خدا تمہاری آنکھیں کھولے تاکہ تمہیں معلوم ہو کہ تمہارا خدا تمہاری تمام تدابیر کا شہتیر ہے۔ اگر شہتیر گر جائے تو کیا کڑیاں اپنی چھت پر قائم رہ سکتی ہیں؟ نہیں بلکہ یکدفعہ گریں گی اور احتمال ہے کہ اُنسے کئی خون بھی ہو جاویں۔ اسی طرح تمہاری تدابیر بغیر خدا کی مدد کے قائم نہیں رہ سکتیں اگر تم اُس سے مدد نہیں مانگو گے اور اس سے طاقت مانگنا اپنا اصول نہیں ٹھہراؤ گے تو تمہیں کوئی کامیابی حاصل نہیں ہوگی۔ آخر بڑی حسرت سے مرو گے ؛ (کشتی نوح)

تبلیغی خط و کتابت

دیکھو خدا نے سارے جہاں کو جھکا دیا
گمنام پا کے شہرۂ عالم بنا دیا

(مرتبہ:- شیخ غلام قادر صاحب عفی عنہ)

کینیڈا

ترجمہ خط از مسٹر ای - ایس گراہم ڈائرکٹر آف سٹڈیز کینیڈا

جناب عالی

کل مجھے آپ کا گرامی نامہ ملا پڑھ کر بہت خوشی ہوئی - اس خط نے آپ کے پیارے ملک کی یاد پھر سے تازہ کر دی ہے اور بہت مخلص اور خوش مذاق لوگ جن سے میری ملاقاتیں رہیں پھر میری نظروں کے سامنے آ گئے ہیں -

مجھے خاص طور پر یہ سن کر بہت مسرت حاصل ہوئی ہے کہ آپ نے مجھے ایک کاپی قرآن شریف اور ایک کاپی ٹیچنگز آف اسلام کی ارسال فرمائی ہے - یہ یقیناً بہت ہی گراں قدر عطیہ ہے -

میں نہایت خلوص بھرے دل سے آپ کے فہم و ذکا کو بنظر استحسان دیکھتا ہوں -

میں اُمید رکھتا ہوں کہ آپ بخیر و عافیت سے ہوں گے

بنا ہوں آپ کا دوست اور ممنون احسان -

(انہیں میتول آف حدیث اور ڈیننگ تھاٹس وغیرہ کا تحفہ پیش کیا جا رہا ہے اور خط بھی لکھا گیا)

پاکستان

ترجمہ خط میمن غلام رسول وائی - پوسٹ ماسٹر-لاڑکانہ - سندھ

جناب عالی

میں آپ کی توجہ آپ کے مرسلہ خط مورخہ ۱۳/۱۲ اکتوبر ۱۹۶۱ء کی طرف منعطف کراتا ہوں اور اطلاعاً عرض کرتا ہوں کہ ایک کاپی قرآن شریف بمعہ چند لٹریچر کے موصول ہو گیا ہے - اس کی رسید اسی وقت ارسال کر دی تھی اور تب سے مجھے باقاعدہ ہفتہ وار لائٹ بھی مل رہا ہے آپ کی عنایت کا بہت بہت شکریہ - میں نے آپ کا لٹریچر پڑھا ہے اور اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ صرف ایک جماعت احمدیہ ایسی جماعت ہے جو بڑی سچائی اور تندہی سے اسلام کا کام کر رہی ہے -

مجھے قدرتی طور پر اس جماعت سے لگاؤ ہے اور میں قوم کی کچھ خدمت کرنا چاہتا ہوں اور اس کے لئے مجھے تھوڑی سی ٹریننگ کی ضرورت ہے اسی غرض کے لئے میں سنٹر میں رہنا چاہتا ہوں اور امور تبلیغ سیکھنا چاہتا ہوں تاکہ میں اس جماعت کی اشاعت دیہی علاقوں میں کر سکوں میں خود ایک چھوٹے سے گاؤں کا رہنے والا ہوں اور میں لوگوں کو راہ راست پر لانے کی اشد کوشش کر رہا ہوں،

جواب جلدی عنایت فرمائیں -

(انہیں مزید لٹریچر اور خط لکھا گیا ہے کہ فی الحال اپنے مقام پر رہ کر لٹریچر کا مطالعہ کرتے رہیں اور مسائل جو سمجھ نہ آئیں وہ ہم سے بذریعہ خط و کتابت دریافت کرتے رہیں)

نائجیریا

ترجمہ خط از پرنس آئی ڈوکس ایم اے - نائجیریا -

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

میں بصد مسرت تحریر خدمت کرتا ہوں کہ ہمیں آپ کی طرف سے بیش بہا تحفہ مل گیا ہے یہ ایک ایسا تحفہ ہے جس کا دنیا کا کوئی دوسرا تحفہ مقابلہ نہیں کر سکتا -

یہ تحفہ سراسر اطمینان اور انبساط اور استقلال بخش ہے کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کا کلام (قرآن مجید) ہے - ہم اس چیز کو بہت محسوس کر رہے ہیں اور بنظر استحسان دیکھ رہے ہیں کہ آپ دنیا میں کس بڑے پیمانے پر اسلام کی اشاعت فرما رہے ہیں - جزاہ اللہ احسن الجزاء -

ہم بطور آپ کی انجمن کی ایک شاخ کی حیثیت سے دوسرے لوگوں کو اسلام کی دعوت دیں گے یہاں بفضل تعالےٰ بڑی بھاری تعداد میں لوگ مسلمان ہو رہے ہیں -

قرآن کے جو غلط مطالب ان کے سامنے پیش کئے جاتے رہے ہیں وہ اُن کے دل و دماغ سے اب نکل رہے ہیں -

ان لوگوں نے اپنے پہلے خیالات اور مذہب کی غیر معقول تعلیم کو بھانپ لیا ہے - انہوں نے اسلام اور عیسائیت کا موازنہ کر کے ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو پہچان لیا ہے - اور وہ اب حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالےٰ کے صادق نبی سمجھنے لگے ہیں - آپ کی طرف سے قرآن شریف اور دیگر گراں مایہ کتب کا تحفہ قابل صد عزت ہے - ہم دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ آپ کی محنتوں اور کوششوں کو ثمر دار فرمائے - اور آپ لوگوں پر اپنی برکات نازل کرے - اشاعت اسلام کا صلہ خدا تعالیٰ کی طرف سے بہشت بریں ہے جو ہم اور آپ کو عطا ہو - آمین !

ہماری سوسائٹی میں بہت سی مسلم خواتین بھی شامل ہیں اس لئے کسی ایسی فعال خاتون سے ہمارا تعارف کرا دیں جو کہ ہماری خواتین کو اسلام کے متعلق تحریری معلومات دیتی ...... رہیں، "اسلام میں عورت کا کیا مقام اور حیثیت ہے" اس پر ہمیں کتاب درکار ہے دیگر لٹریچر بھی جو آپ ہمارے لئے مفید سمجھیں روانہ فرما کر عند اللہ ماجور ہوں، گذارش ہے کہ ہمیں بتایا جائے کہ کونسا طریق ہم اختیار کریں جس سے آپ ہماری لوکل انجمن منظور فرمائیں، یہ ہماری چھوٹی سی جماعت بڑی سرعت سے بڑھ رہی ہے جب کبھی ایسا مسئلہ ہمارے سامنے آیا جس کا ہم مطلب نہیں سمجھ سکیں گے آپ کی خدمت میں پیش کیا جایا کرے گا - اللہ تعالیٰ آپ کو کامیابی بخشے آمین

(انہیں خط اور مزید

عیسائیوں کی تعداد میں حیرت انگیز اضافہ

کچھ عرصہ سے پاکستان میں عیسائیت کی روز افزوں ترقی کا ذکر اخبارات میں آرہا ہے، جس پر ان کالموں میں پہلے بھی ہم اپنے خیالات کا اظہار کر چکے ہیں، حال ہی میں ۱۹۶۱ء کی مردم شماری کی جو سرسری رپورٹ شائع ہوئی ہے اس سے اس بات کی تصدیق ہوگئی ہے کہ عیسائیوں کی تعداد میں گذشتہ دس سال میں معتدبہ اضافہ ہوا ہے، چنانچہ وزیر داخلہ مسٹر ذاکر حسین نے اس رپورٹ پر تبصرہ کرتے ہوئے یہ بیان کیا ہے کہ:۔

"پاکستان کے تمام مذاہب کی بہ نسبت عیسائیوں کی تعداد میں سب سے زیادہ اضافہ ہوا ہے، پاکستانی عیسائیوں کی تعداد میں بیسویں صدی کے آغاز کی نسبت ۲۴ گنا اضافہ ہوا، گذشتہ دس سال میں ان کی تعداد میں اضافہ کی شرح مشرقی پاکستان میں ۳۹ اعشاریہ تین فیصد اور مغربی پاکستان میں ۲۴ اعشاریہ ۹ فیصد ہے"

اس کے ساتھ ہی وزیر داخلہ نے یہ بھی ارشاد فرمایا:۔

"پاکستان میں عیسائیوں کی تعداد میں اس حیران کن اضافہ کے اسباب کی تحقیقات کی جائے گی"

وزیر داخلہ نے یہ خیال بھی ظاہر کیا ہے کہ

"مسیحیوں کی تعداد میں اضافہ کا ایک سبب تقسیم ہند کے بعد اچھوتوں کی تبدیلی مذہب ہے، ۱۹۵۱ء کی مردم شماری کی نسبت اچھوتوں کی تعداد میں ایک اعشاریہ دو فیصد کمی ہوگئی ہے"

ان اعداد و شمار اور وزیر داخلہ کی رائے کو ملحوظ رکھتے ہوئے ہم یہ کہنا اپنا ضروری فرض سمجھتے ہیں کہ پاکستان میں عیسائیوں کی تعداد میں یہ حیران کن اضافہ مسلمانانِ پاکستان کے لئے ایک چیلنج ہے، جس کا جس قدر جلد جواب دیا جائے نہایت ضروری ہے۔

وزیر داخلہ کا یہ کہنا کہ مسیحیوں کی تعداد میں اس اضافہ کا ایک سبب اچھوتوں کی تبدیلی مذہب ہے، ایک حد تک صحیح ہے اگرچہ یہ امر افسوسناک ہے کہ اسلام کے درخشندہ عالمگیر اصولوں کے باوجود اچھوتوں کے لئے مسلمانوں میں وہ کشش نہیں جو مسیحیت میں ہے، اس کی وجہ زیادہ تر ہمارے اقتصادی حالات اور وہ نفرت انگیز سلوک ہے جو مسلمانوں کے تمدن و معاشرت میں اچھوتوں کے لئے روا رکھا جاتا ہے عیسائیت میں تو عبادت گاہوں اور معاشرتی میل جول میں اچھوتوں کے ساتھ نسلی امتیاز کا برتاؤ کیا ہی جاتا ہے لیکن اقتصادی طور پر اچھوتوں کی خوش حالی اور ان کے معیارِ زندگی کو بلند کرنے میں کوئی دقیقہ اُٹھا نہیں رکھا جاتا، اور یہی چیز سب سے زیادہ ان کی کشش کا موجب ہے، کاش مسلمان اچھوتوں کے متعلق اپنے منافرانہ جذبات کو بدلیں اور اسلامی احکام کے مطابق ان سے حسنِ سلوک کا برتاؤ کریں تو عیسائیت کی طرف ان کا رجحان بہت حد تک بدل سکتا اور اسلام کی طرف راجح ہو سکتا ہے۔

بہرحال بقول وزیر داخلہ عیسائیت کی ترقی کے اسباب میں سے یہ بھی ایک سبب ہو سکتا ہے لیکن اس کے علاوہ اور ایسے اسباب بھی ہیں، جو عیسائیوں کی تعداد میں اضافہ کا موجب ہو رہے ہیں، اور اگر وزیر داخلہ حسبِ وعدہ تحقیقات کریں گے تو انہیں معلوم ہو جائے گا کہ اس اضافہ کا باعث زیادہ تر وہ غریب اور فلاکت زدہ مسلمان ہیں جو مفلسی سے نجات پانے کے لئے مسیحیت کی آغوش میں جا چکے ہیں اور اب تک جا رہے ہیں، اس میں شک نہیں کہ بعض ایسے واقعات بھی ہیں جن میں بعض کھاتے پیتے اور تعلیم یافتہ مسلمان اسلام سے پوری واقفیت نہ رکھنے کی وجہ سے اور عیسائیوں کی پھیلائی ہوئی غلط فہمیوں کی بنا پر اپنے پاک مذہب کو چھوڑ کر مسیحیت کی آغوش میں چلے گئے لیکن ان لوگوں کی تعداد اتنی نہیں، جتنی تعداد ان لوگوں کی ہے جو مسیحی ہسپتالوں میں ڈاکٹروں کے حسنِ سلوک سے متاثر ہو کر عیسائی ہوتے ہیں یا غربت و فلاکت سے نجات حاصل کرنے کے لئے مسیحیت کا شکار ہو جاتے ہیں، ان حالات میں جیسا کہ ہم بیشتر ازیں کئی بار لکھ چکے ہیں، حکومت کو ایک ایسا محکمہ قائم کرنا چاہیئے، جس کے ماتحت فلاکت زدہ لوگوں کی امداد و اعانت کا بندوبست ہو سکے خواہ کاروبار کی صورت میں ہو یا نقد وظائف کی شکل میں، اسلامی حکومتوں بالخصوص خلافتِ راشدہ کے زمانہ میں فلاکت زدہ اور معذور لوگوں کو جن میں غیر مسلم بھی شامل تھے، امداد سرکاری خزانہ سے کی جاتی تھی، اور تالیفِ قلوب کا یہ طریق ان لوگوں کو اسلام سے وابستہ رکھنے کا بہت بڑا ذریعہ تھا، ضرورت ہے کہ اس طریق کو پھر رائج کیا جائے اور کم از کم غربت اور فلاکت کو مسیحیت کی آغوش میں جانے کا ذریعہ نہ بننے دیا جائے، اس کے ساتھ ہی سرکاری ہسپتالوں میں مسیحی ہسپتال سے بڑھ کر حسنِ سلوک کا انتظام کیا جائے، اسلامی مدارس اور کالجوں میں وہ سہولتیں پیدا کی جائیں اور معیارِ تعلیم کو اس حد تک بلند کیا جائے، جو مسیحی سکولوں اور کالجوں میں پائی جاتی ہیں۔

اس کے علاوہ جہاں تک عقائد کا سوال ہے، اسلامی انجمنوں کا یہ فرض ہے کہ وہ اپنے مبلغین کے ذریعہ ہر شہر اور ہر قریہ میں اسلامی عقائد اور اصولوں کی معقولیت اور مسیحی معتقدات کی خامیوں کو لوگوں کے ذہن نشین کرائیں، اور انہیں اس قابل بنائیں کہ وہ مسیحی خیالات سے متاثر نہ ہو سکیں، اور اسلام کی صداقت اور معقولیت پر ان کے ایمان پختہ ہو جائیں۔

اس سلسلہ میں سب سے زیادہ ضروری بات یہ ہے کہ حضرت عیسٰےؑ کی طرف جو خصوصیات منسوب کی جاتی ہیں اور مسیحی حضرات ان سے مسیح کی خدائی پر استدلال کرتے ہیں ان کی اصل حقیقت کو قرآنی محکمات کی روشنی میں واضح کر کے یہ ثابت کیا جائے کہ حضرت مسیحؑ دوسرے انبیاء کی طرح انسانیت سے بلند تر درجہ نہیں رکھتے، مثلاً مسیحیوں کا اعتقاد ہے کہ عیسٰے علیہ السلام دو ہزار سال سے بجسدہ العنصری آسمان پر خدا کے داہنے ہاتھ بیٹھے ہیں اور آخری زمانہ میں اصلاح خلائق کے لئے پھر نزول فرمائیں گے۔ یہی اعتقاد عام مسلمانوں کا ہے، جس کو پیش کر کے وہ مسلمانوں کو گمراہ کرتے اور کہتے ہیں، کہ جب حضرت عیسٰے دو ہزار سال سے زندہ آسمان پر بیٹھے ہیں اور محمد رسول اللہ صلعم طبعی عمر پا کر فوت ہو گئے اور زیر زمین دفن ہیں، تو مسیح کی فضیلت اور خدائی اس سے ثابت ہے، ایسا ہی مسیح کا مُردے زندہ کرنا، کوڑھیوں اور نابیناؤں کو اچھا کرنا، اور پرندے بنانا، ایسے اعتقادات ہیں، جو مسلمانوں کی گمراہی کا موجب ہیں، حالانکہ جن قرآنی آیات میں ان باتوں کا ذکر ہے ان کے معنے وہ نہیں جو عام طور پر کئے جاتے ہیں، کیونکہ وہ محکمات قرآنی کے خلاف ہیں، ان کے معنے روحانی مُردوں کو زندہ کرنا اور روحانی بیماروں اور اندھوں کو اچھا کرنا اور انہیں سفلی زندگی سے اٹھا کر پرندوں کی طرح آسمانی روحانیت کی طرف پرواز کرنے کے قابل بنانا ہے، اور جہاں تک مسیح کی زندگی کا سوال ہے، قرآن کریم کی کھلی آیات سے اس کی نفی ثابت ہے اور ان میں واضح طور پر بتایا گیا ہے کہ حضرت مسیح اسی دنیا میں طبعی عمر پا کر وفات پا گئے۔

یہ ایسی باتیں ہیں جن پر غور و فکر کرنا ضروری ہے، نہ صرف اس وجہ سے کہ اس قسم کی باتیں مسلمانوں کی گمراہی اور مسیحیت کے فروغ کا موجب ہیں، بلکہ قرآن کریم کے محکم اصولوں کے پیش نظر ان کے وہ معنے کرنے صحیح نہیں جو عام طور پر کئے جاتے ہیں، احمدیہ لٹریچر میں ان تمام امور پر مفصل روشنی ڈالی گئی ہے، جس کا مطالعہ مسلمان مبلغین کو خاص طور پر کرنا چاہیئے۔

غرض مسلمانوں کو مسیحیت کے حملہ سے بچانے اور ان کے روز افزوں ارتداد کو روکنے کے لئے ایک طرف ان کی غربت و فلاکت کا علاج کرنا ضروری ہے، جو حکومت کا کام ہے، اور دوسری طرف اعتقادی طور پر عیسائیوں کی پیدا کردہ غلط فہمیوں کا ازالہ اور مسلمانوں کے دل و دماغ کو صحیح اسلامی روشنی سے منور کرنا ضروری ہے، جو اسلامی انجمنوں اور مبلغین کا کام ہے، اس بارہ میں سب سے بڑی ذمہ داری احمدیہ جماعت پر عائد ہوتی ہے جو اپنے امام کے ارشاد کے ماتحت کسرِ صلیب کے لئے کھڑی کی گئی ہے۔ امید ہے اس طرف جلد توجہ کر کے پاکستان کو مسیحیت کے حملہ سے محفوظ کرنے کا کما حقہ سامان کیا جائے گا۔

ووکنگ میں ڈاک کی ٹکٹیں جمع کرنیوالی سوسائٹی کی سالانہ نمائش کے دعوتی خطوط پر

ڈاک خانہ کی مہر میں شاہجہان مسجد ووکنگ کا خاکہ

۲۸ اکتوبر ۱۹۶۱ء کو لندن کے مضافاتی علاقہ سرے کی ڈاک کی ٹکٹیں جمع کرنے والی سوسائٹی کی سالانہ نمائش ووکنگ میں ہوئی۔ اس نمائش کے موقعہ پر انہوں نے ووکنگ کی مسجد کے خاکہ کو بطور پوسٹ مارک استعمال کیا۔ اس نمائش کے ہال کے لیٹر بکس سے جتنے خطوط پوسٹ کئے گئے، ان سب کی مہر پر اس مسجد کا نشان تھا۔

اس سلسلہ میں ووکنگ کے مقامی اخبار "ووکنگ نیوز اینڈ میل" میں قارئین کے خطوط کے کالم میں کچھ ایسے خطوط چھپے ہیں جن میں مسجد کو پوسٹ مارک کے طور پر استعمال کرنے پر اظہار ناپسندگی کیا گیا ہے۔ اس طرح کے خطوں کے جواب میں اسی اخبار نے ایک نومسلم انگریز کا خط بھی چھاپا ہے جس میں کہا گیا ہے کہ ووکنگ کا چھوٹا سا قصبہ اگر قریب قریب ساری دنیا میں مشہور ہے، تو اس کی وجہ محض یہاں کی مسجد ہے، جہاں کسی نہ کسی وقت دنیا کے ہر حصے کی مشہور شخصیتیں آتی رہتی ہیں۔

ووکنگ کونسل کے چیئرمین مسٹر ٹام لیم نے اس ضمن میں ایک اخباری نمائندہ سے کہا کہ اس مسجد کی شہرت صرف انگلستان تک ہی محدود نہیں، بلکہ عالمگیر ہے۔ ہمیں گلفورڈ کے کیتھڈرل پر بھی ناز ہے۔ لیکن چونکہ ہماری کانفرنس ووکنگ میں ہو رہی تھی اس لئے ہم نے مناسب سمجھا کہ ووکنگ کی ایک مشہور عمارت کو پوسٹ مارک کے لئے منتخب کریں۔

اس بارہ میں اخبارات میں جو خط وکتابت اور مخالف و موافق رائیں شائع ہوئیں ان کا ترجمہ درج ذیل ہے:۔

"جناب محترم! سرے کے ٹکٹ جمع کرنے والی سوسائٹیز کی کنونشن کے موقعہ پر شاہجہان مسجد کے خاکہ کی یادگاری مہر کا انتخاب بہت ہی غلط ہے، یہ مہر اس مذہب کی آئینہ دار ہے جو عیسائیت کا بہت بڑا دشمن ہے۔ اس موقعہ پر ہولی سپرٹ کیتھڈرل کی مہر یقیناً مناسب اور برمحل تھی۔ یہ زندہ مذہب کا نشان ہے اور جس کی وجہ سے بے شمار انسانی زندگیوں میں خوشگوار تبدیلی رونما ہوئی ہے"

"آپ کا مخلص سرے چرچ مین"

اس مراسلہ کے جواب میں ایک نومسلم مسٹر لارنس ورسفورڈ کا حسب ذیل مراسلہ شائع ہوا ہے:۔

"جناب من! میں نے آپ کے مؤقر جریدہ میں گذشتہ ہفتہ بڑے فخر و اعزاز کے ساتھ یہ پڑھا کہ جنرل پوسٹ آفس نے ووکنگ میں ایک یادگاری مہر کے اجراء کا انتظام کیا ہے جس پر شاہجہان مسجد کا خاکہ ہوگا۔ میں ان صاحب کو جو یہ سمجھتے ہیں کہ گرجا کی تصویر اس کے لئے زیادہ بہتر تھی، یہ بتانا چاہتا ہوں کہ مسجد ووکنگ ہی ہے جس نے ہمارے شہر کو دنیا بھر میں شہرت بخشی ہے۔ میں بحیثیت مسلمان آپ کو یہ بھی یقین دلاتا ہوں کہ یہ شہرت تمام اسلامی دنیا میں پہنچ چکی ہے۔ میں خیال کرتا ہوں کہ ووکنگ کا ہر شہری ووکنگ سے روانہ ہونے والے خطوط پر مسجد کی مہر دیکھ کر بہت ہی فخر محسوس کرے گا"

آپ کا مخلص لارنس ورسفورڈ۔

روسڈل اولڈ ووکنگ

"سرے چرچ مین" کا جس نے اپنے مراسلہ میں اسلام کو عیسائیت کا بہت بڑا دشمن قرار دیا تھا، شیخ محمد طفیل صاحب نے اپنی ایک تقریر میں جواب دیا جو انہوں نے ووکنگ کی کانسٹیٹیوشنل یونین میں کی۔ انہوں نے کہا کہ یہ خیال کرنا بالکل درست نہیں کہ اسلام عیسائیت کا دشمن ہے، جیسا کہ سرے اینڈ ورتھ ٹائمز مورخہ ۲۱ اکتوبر ۱۹۶۱ء میں لکھا ہے۔ آپ نے کہا کہ مسلمانوں اور عیسائیوں میں عیسیٰ علیہ السلام کے بارہ میں جو اختلاف ہے وہ ان کی ذات سے تعلق نہیں رکھتا وہ بذات خود بڑے معزز اور برگزیدہ انسان تھے۔ اختلاف جو کچھ ہے وہ "خدا کے بیٹا" کی اصطلاح کے معنوں میں ہے جس کے معنی خادم یا غلام یا مجازی بیٹا کے ہیں آپ نے بتایا کہ ان اناجیل کے وہ فقرات جن میں حضرت عیسٰی کے انسان ہونے کا ذکر ہے مسلمان ان کو لفظاً تسلیم کرتے ہیں، اور جن فقرات میں ان کی طرف بظاہر الوہیت منسوب کی گئی ہے مسلمان ان کی تاویل کرتے ہیں، آپ نے بتایا کہ اسلام اور عیسائیت میں بہت سی یکساں باتیں پائی جاتی ہیں جن پر ہمیں زور دینا چاہیئے اور قرون وسطیٰ کے پراپیگنڈا سے جب مسلمانوں اور عیسائیوں کو ایک دوسرے کا دشمن سمجھا جاتا تھا اپنے آپ کو بلند رکھنا چاہیئے۔

اسی سلسلہ میں یہ امر قابل ذکر ہے کہ ووکنگ کرائسٹ چرچ کے پادری ریورنڈ ایچ کے ہیگ سے جب اس بارہ میں سوال کیا گیا تو انہوں نے کہا کہ مجھے اس بارہ میں کوئی وجہ شکایت نظر نہیں آتی۔

ایک اور صاحب مسٹر [illegible] نے کہا کہ ووکنگ سوسائٹی اس وقت میزبان کی حیثیت میں ہے اور یہ خیال ہمارے ذہن کا نتیجہ ہے کہ ہم نے مسجد کا انتخاب کیا ہے۔ اس انتخاب کے یہ معنی نہیں کہ مذہب ہمارے دماغوں میں سمایا ہوا ہے۔ مسجد کے اس خاکہ کو قبول کرنے سے پیشتر ہم نے مسجد کے ارباب اقتدار سے اس کی منظوری لے لی تھی۔ مسٹر لی نے وضاحت کی کہ یہ ہولی سپرٹ کیتھڈرل گلڈ فورڈ میں واقع ہے اس لئے وہ کمیٹی کے زیر غور نہیں آیا۔

ووکنگ کونسل کے چیئرمین مسٹر ٹام لیم نے اس لئے ظاہر کی کہ مسجد ووکنگ قومی اور بین الاقوامی طور پر شہرت یافتہ ہے اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ یہ بہت اچھا انتخاب ہوا ہے۔ یہ مسجد ووکنگ کا مشہور و معروف [illegible] ہے اور ہزاروں آدمی جو بذریعہ ریل سفر کرتے ہیں وہ اس کی زیارت سے مستفید ہوتے ہیں، اگرچہ گلڈ فورڈ کیتھڈرل پر بھی ہمیں فخر ہے، مگر یہ مہر لازمی طور پر ووکنگ سے تعلق رکھنے والی چیز کو واضح کرتی ہے۔

ماہوار چندوں کے متعلق احباب سے اپیل

انجمن کے مالی سال ۱۹۶۰-۶۱ء کے اختتام پر پایا گیا ہے کہ چندہ ماہوار کی وصولی میں اسقدر کمی ہوئی ہے۔ جس کی وجہ یہ ہے کہ بعض احباب جماعت چندوں کی ادائیگی میں تغافل سے کام لیتے ہیں خصوصاً سرکردہ احباب کی توجہ بہت کم ہے، میں احباب کی توجہ حضرت مسیح موعود کے اس حکم کی طرف مبذول کروانا چاہتا ہوں، جس میں حضور نے چندہ کی ادائیگی ہر احمدی کے ذمہ فرض قرار دی ہے، حضور کا ارشاد ہے کہ مسلسل تین ماہ چندہ ادا نہ کرنے والا جماعت سے خارج ہو جاتا ہے اس لئے لازم ہے کہ ہر ماہ اپنا چندہ آمدنی سے علیحدہ کر لیا جائے اور اگر چندہ وصول کنندہ کسی وجہ سے ان کے پاس ماہ رواں کے پندرہ دن تک حاضر نہ ہو تو بذریعہ منی آرڈر محاسب صاحب انجمن کے نام بھیجکر اپنے فرض سے سبکدوشی حاصل کر لیا کریں، اسکے ساتھ ہی اپیل کی جاتی ہے کہ اپنے واجبات جلسہ سالانہ سے قبل ادا کر کے عنداللہ ماجور ہوں، نہیں تو مجبوراً نادہندگان کے اسماء کا ناخوشگوار فرض ادا کرنا پڑے گا۔ والسلام — غلام رسول۔ آنریری افسر تحصیل

اخبار احمدیہ

ولادت اور خطبہ

کوٹلی ضلع شیخوپورہ سے محمد زکی صاحب ملتی لکھتے ہیں:۔

"میرے چھوٹے بھائی عزیزم حنیف احمد کیپٹن کے گھر اللہ تعالیٰ نے فرزند عطا فرمایا ہے۔ اس خوشی میں مبلغ دس روپیہ انجمن کو بطور شکرانہ بھیجے جا رہے ہیں۔ اطلاعاً عرض ہے۔ بزرگان سلسلہ کو سلام عرض ہے۔

— اسماعیل آباد (ملتان) سے نیاز احمد نیازی صاحب لکھتے ہیں:۔

"میں آج کل ذہنی پریشانیوں میں الجھا ہوا ہوں اور ساتھ ہی بخار بھی رہنے لگا ہے۔ بزرگان سلسلہ میرے لئے دعا فرماویں۔ والسلام۔

خیر کثیر جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیا گیا

اسلام کے اصول ہی تمام دنیا کو ایک کرنے کا موجب ہوں گے

خطبہ جمعہ مورخہ ۱۷ نومبر ۱۹۶۱ء فرمودہ حضرت امیر مولانا صدر الدین صاحب ایدہ اللہ بمقام احمدیہ بلڈنگس لاہور

انا اعطینٰک الکوثر فصل لربک وانحر ان شانئک ھو الابتر
(سورۃ الکوثر)

مشرکین مکہ کا اپنے مال اور جتھہ پر گھمنڈ

یہ سورت مکہ شریف میں نازل ہوئی، اس زمانہ میں جب کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے گرد و پیش دشمن ہی دشمن تھے، جبکہ ان لوگوں کو یہ گھمنڈ تھا کہ ہم بڑے مالدار اور صاحب اولاد ہیں اور بڑے جتھے دار ہیں نحن اکثر اموالًا و اولادًا و اعز نفرًا لیکن محمد رسول اللہ ایک یتیم اور بیکس انسان ہے، نہ اس کے پاس مال و دولت ہے، نہ اولاد اور جتھہ ہے۔ دشمن کہتے تھے یہ آج مر جائے گا اس کا سلسلہ کل ہی ختم ہو جائے گا۔

رسول اللہ صلعم کی یتیمی اور بیکسی

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق آپ جانتے ہیں کہ ابھی آپ پیدا بھی نہ ہوئے تھے کہ باپ کا سایہ سر سے اٹھ گیا تھا، آپ کی والدہ ماجدہ مدینہ کے ایک قبیلہ میں سے تھیں۔ حضرت عبداللہ کی وفات کے قریبًا چھ سال بعد حضور کی والدہ ماجدہ نے خیال کیا کہ مدینہ ہمارا گھر ہے، میرے والدین وہاں ہیں، ان سے ملنے کے لئے وہ وہاں چلی گئیں۔ وہاں سے مکہ واپس آتے ہوئے مکہ کے قریب ابواء کے مقام پر فوت ہو گئیں۔

ام ایمنؓ اور انکے لڑکے اسامہ سے حضور کی محبت

حضور کی کھلائی ایک حبشی عورت نے جس کا نام برکتہ تھا اور جو ام ایمنؓ کے نام سے مشہور ہوئیں، حضور کو خوبی سے سنبھالا۔ ان کے خلق اور محبت سے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس درجہ متاثر تھے، کہ فرمایا کرتے تھے انت امی بعد امی، میری ماں کے فوت ہونے کے بعد آپ میری ماں ہیں، اور اس کے احسان کے اس قدر شکر گذار تھے کہ اس کے لڑکے اسامہؓ کو جو حبشی خد و خال رکھتا تھا گود میں بٹھا لیتے تھے، ایک طرف اسامہ اور دوسری طرف حسنؓ جس کے معنے خوبرو ہیں کو بٹھا کر دعا فرماتے تھے، اے اللہ جس طرح میں ان سے محبت کرتا ہوں تو بھی ان سے محبت کر، اللّٰھم انی احبھما فاحبھما۔

جب ام ایمن حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو لیکر مکہ پہنچیں تو ان کے دادا نے ان کو گود میں لے لیا اور ان کی پرورش اور تربیت اپنے ذمہ لے لی، لیکن دو سال کے بعد یہ رحیم و کریم اور معزز ترین انسان فوت ہو گیا، پھر آپ کے چچا ابو طالب نے آپ کو لے لیا۔

خدیجہ کی ملازمت میں

جب آپ جوان ہوئے تو آپ کی دیانت و امانت کا شہرہ سن کر خدیجہؓ نے ملازم رکھ لیا اور مال تجارت دے کر شام کی طرف روانہ کر دیا۔ وہاں سے واپس لوٹے تو خدیجہؓ کے غلام نے جو آپ کے ساتھ تھا، آ کر کہا یہ عجیب قابل عزت انسان ہے، تاجر تو اپنا مال بیچنے کے لئے جھوٹ بھی بول لیتے ہیں، لیکن اس نے کبھی جھوٹ نہیں بولا، مال تجارت بیچتے وقت جہاں اس کی خوبیاں بیان کرتے وہاں عیب اور نقص بھی بیان کرتا تھا، باوجود اس کے نفع بھی بہت ہوا۔

کفار کا گھمنڈ اور نبی کریم کی رسالت پر اعتراض

یہ شخص جو ایک قلاش انسان تھا، کہتا ہے میں تمام دنیا کے لئے پیغام لایا ہوں، لوگ مخالفت پر اٹھ کھڑے ہوتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ نحن اکثر اموالًا و اولادًا و اعز نفرًا ان ھو الا رجل مسحورًا۔ ہمارے پاس مال بہت، اولاد بڑی، بہت بڑا جتھہ، یہ شخص کیا ہے ایک پریشان حال انسان، کیا یہ خدا کا سفیر ہو سکتا ہے؟ بادشاہوں کے سفیر ہم دیکھتے ہیں بڑی شان و شوکت رکھتے ہیں، اگر خدا کو عقل ہوتی، تو مکہ اور طائف میں بڑے بڑے لوگ ہیں، ولید بن مغیرہ، مسعود بن ثقفی وغیرہم، یہ بڑے آدمی ہیں، آواز نکالتے ہیں تو دنیا کان دھرتی ہے، ان کو خدا اپنا سفیر بناتا تو بات بھی تھی، لولا انزل علٰی رجل من القریتین عظیم، اور اس رسول کا کیا حال ہے ما ھٰذا الرسول یاکل الطعام و یمشی فی الاسواق، یہ تو حاجات کے لئے خود بازاروں میں مارا مارا پھرتا ہے، پھر اس کی اولاد اور جتھہ بھی کوئی نہیں۔ ان کے بیٹے عبداللہ مکہ میں فوت ہو جاتے ہیں، قاسم اور ابراہیم مر جاتے ہیں، اس کے مقابلہ میں نحن اکثر اموالًا و اولادًا و اعز نفرًا، ہمارا مال، ہماری اولاد ہمارا جتھہ، یہ چند دن تک ختم ہو جائے گا۔

نبوت کی خیر کثیر جو نبی کریم صلعم کو دی گئی

ایسے وقت میں جبکہ حالات موافق نہیں، فرمایا انا اعطینٰک الکوثر ہم نے تجھے خیر کثیر عطا کی، یہ نہیں فرمایا کہ تجھے خیر کثیر دیں گے۔ بلکہ فرمایا کہ خیر کثیر دے دیا ہے، انّا ہم نے جو زمین آسمان کے مالک ہیں، ہمارا حکم اٹل ہے، ہمارا فیصلہ ہے کہ ہم نے تجھے خیر کثیر دے دی، کوثر کے معنے امام راغب نے کئے ہیں الشئی البالغ من الکثرۃ حد الافراط، کوثر اس چیز کو کہتے ہیں جو کثرت کی انتہا کو پہنچ جائے۔ آئمہ کا قول ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت خیر کثیر ہے، کیونکہ اس کا فیض قیامت تک ممتد ہے، دوسرے نبیوں کا دین ختم ہو گیا، ان کی کتابوں میں سے ان کی اصل تعلیم گم ہو گئی لیکن نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو جو کتاب دی گئی، اس کے متعلق فرمایا ھٰذا کتاب انزلنٰہ مبارک اس کی برکات کبھی ختم نہیں ہوں گی، اس کی تعلیم ہمیشہ باقی رہے گی، اور کوئی دوسری تعلیم اس پر غالب نہیں آ سکتی۔

ایک خدا - ایک انسانیت

قرآن کریم کی تعلیم ہے کہ خدا ایک ہے اس کے آگے اس تعلیم پر مزید ترقی نہیں ہو سکتی الٰہیات میں یہ قول آخر ہے، تمام انسانیت ایک ہے، اس سے بڑھکر کوئی اور تعلیم نہیں دی جا سکتی، توحید الٰہی اور مساوات نسل انسانی کے اصول ہی دنیا کو ایک کرنے اور تمام جھگڑے مٹانے کے لئے کار آمد اور مفید ہو سکتے ہیں، وہ کون شخص ہے جس نے سب سے پہلے آواز اٹھائی کہ خدا ایک ہے؟ وہ کون ہے جس نے انسانیت کو بلا لحاظ فرق مراتب ایک قرار دیا؟ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دین ہی آج دنیا کا مذہب ہو سکتا ہے۔

دنیا کو ایک کرنے کا سوال

آج دنیا ایک محلہ کی طرح ہے، امریکہ کی آواز ایک ہی وقت میں یہاں سنائی دیتی ہے، اور یہاں کی آواز امریکہ میں پہنچ جاتی ہے۔ یہی حال تمام دنیا کا ہے، ایسی حالت میں یہ ولولہ پایا جاتا ہے کہ دنیا کا مذہب بھی ایک ہو جائے، سوال یہ ہے کہ وہ کونسے اصول ہیں جن پر دنیا کو اکٹھا کیا جا سکتا ہے۔ لوگ کوشش کرتے ہیں کہ مجالس قائم کر کے دنیا کو ایک کرنے کی باتوں پر غور کیا جائے، یہاں لاہور میں ایک مجلس منعقد ہوئی، لیکن سطحی امور پر بحث ہوئی۔ پیرس میں مذاہب کانفرنس ہوئی، امریکہ میں ہوئی، لیکن سطحی امور پر بحث ہوئی ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

. . . .

بین الاقوامی اتحاد کے اصول

اقوام عالم کی اخوت کسی بنیادوں پر قائم نہیں ہوسکتی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اتحاد بین الاقوامی قائم کرنے کے لئے لوگوں کے دل و دماغ میں اتحاد کے اصول بٹھائے ہیں یعنی خدا ایک ہے، وہ تمام انسانوں کا خالق اور پروردگار ہے، اس کی ہوا سب کو فائدہ پہنچاتی ہے، پانی سب کے لئے ہے، اس کا سورج سب کو روشنی اور حرارت پہنچاتا ہے، یہ غلط ہے کہ خدا صرف برہما ورتی میں رہتا ہے، یہ غلط ہے کہ وہ صرف یہودیوں یا عیسائیوں کا خدا ہے اس سے تو خدا کی ذات پر حرف آتا ہے، اسی لئے قرآن کریم کے شروع میں فرمایا الحمد للہ رب العٰلمین، جس خدا کو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پیش کیا وہ عالمین کا رب ہے، تمام مخلوق کی روحانی اور جسمانی پرورش اور تربیت فرماتا ہے۔ اس نے تمام قوموں میں دینی رہنما مبعوث فرماتے ہیں۔ نیک عمل کسی قوم کے کسی فرد کا ہو ضائع نہیں ہوتا۔ یہ تعلیم خیر کثیر ہے۔

اُمت میں اولیائے کرام کا وجود خیر کثیر ہے

اور ایک خیر کثیر یہ فرمایا کہ علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت میں بڑے بڑے اولیائے کرام اور محدث ہوئے ہیں، ان میں سے بعض ایسے ہیں جنہیں مجددیت کے منصب پر سرفراز کیا گیا، اس کی گواہی واقعات سے ملتی ہے، آپ افریقہ چلے جائیں وہاں بھی کوئی نہ کوئی ایسے لوگ ہو گذرے ہیں، جو مقام ولایت پر فائز تھے یہاں پاکستان اور ہندوستان میں بھی بڑے بڑے بزرگ اولیاء اللہ ہوئے ہیں، لاہور میں حضرت داتا گنج بخش ہجویری، اور دوسرے بزرگوں کے مزار موجود ہیں۔ ہندوستان میں شاہ ولی اللہ، خواجہ معین الدین چشتی اجمیری نظام الدین اولیاء اور دوسرے بزرگ ہوئے ہیں، سید احمد بریلوی اور حضرت مجدد الف ثانی مجدد ہیں، یہ لوگ کس طرح ایسے عالی مقام پر پہنچے، یہ اسی قرآن کی برکات کا نتیجہ ہے، یہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فیض روحانیت کا اثر ہے۔

حضرت مجدد وقت کا وجود خیر کثیر ہے

ہمارے زمانہ میں بھی ایک مجدد آیا، اس نے بھی قرآن اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فیض و برکت حاصل کی، اس نے گواہی دی کہ بابا فرید بزرگ انسان ہیں، اس کتاب کے فیض نے ہی بابا فرید کو پیدا کیا، اسی قرآن کی برکات سے صاحبزادہ عبداللطیف پیدا ہوئے، اسی قرآن نے حضرت مولانا نورالدین رحمۃ اللہ علیہ کو اولیاء اللہ میں شامل کیا، یہ ہمارا مشاہدہ ہے کہ اس کتاب کے فیوض جاری و ساری ہیں، محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رحمۃ للعالمین ہیں، ان کی رحمت کا دائرہ تمام عالمین پر محیط ہے۔ حضرت مرزا صاحب نے فرمایا کہ میں نے کثرت کے ساتھ درود شریف پڑھا جس سے مجھ پر روحانیت کے دروازے کھلے۔

رسول اللہ صلعم کا نام زندہ ہے معاندین کا ذکر منقطع

تو یہ بات متحقق ہوگئی کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فی الواقعہ خیر کثیر ملی، ان کے بڑے بڑے دشمن ولید بن مغیرہ، ابولہب، ابوجہل، وغیرہ وغیرہ کہاں ہیں، عاص بن وائل کہاں ہیں؟ دوسرے بڑے بڑے معاند کہاں گئے؟ ان کا ذکر منقطع ہے، آج ان کا نام بھی لینا کوئی پسند نہیں کرتا، حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرزند عبداللہ، قاسم اور ابراہیم فوت ہوگئے تو انہوں نے خوشیاں منائیں، کہ یہ بے اولاد ہے، لیکن ان اولاد اور جتھے والوں کا کیا ہوا؟ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام زندہ ہے۔ آپ کا فیض روحانیت جاری ہے اور قیامت تک جاری رہے گا اور بے شمار انسان ان کی روحانی اولاد ہونے کا شرف رکھتے ہیں۔

قرآن کریم کی برکات کا ذکر کرتے ہوئے ایک جگہ فرمایا انه لذكر لك ولقومك، یہ قرآن آپ کے لئے بھی شرف و عزت کا موجب ہے اور آپ کی اُمت کے لئے بھی شرف و عزت کو بڑھانے والا ہے، اُمت کا شرف یہی ہے کہ اس میں بڑے بڑے خدا رسیدہ لوگ پیدا ہوئے جنہوں نے کثیر مخلوق کو ہدایت دی، اس قرآن کی وجہ سے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر بلند ہے تمام جہان کی مسجدوں کے میناروں پر، گھروں کی چھتوں پر آپ کا نام بلند ہوتا ہے۔

حضرت نبی کریم صلعم کی اطاعت
لامر اللہ و شفقت علی خلق اللہ۔

اس کے بعد فرمایا کہ خیر کثیر کا نتیجہ یہ ہونا چاہیئے کہ فصل لربك آپ خدا کے فرمانبردار بندے بن جائیں، وانحر اور اس کی مخلوق کی خدمت کو اپنا شعار بنا لیں، ان دونوں امور کے لئے ہر قسم کی قربانیوں اور دکھ اور تکلیف کو خوشی سے برداشت کیا جائے، خیر کثیر ملنے اور بادشاہ بننے کے بعد عبادت الٰہی اور مخلوق کی خدمت میں زندگی گذارنا یہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے خصائص میں سے ہے، بھلا کوئی بادشاہ یا نواب، یا راجہ جو اقتدار ملنے کے بعد یہ خیال کرے کہ مجھے خدا کی عبادت اور مخلوق کی خدمت میں زندگی گذارنی ہے، ایک تھانیدار کی پہلی خواہش یہ ہوتی ہے کہ کوئی اعلےٰ درجہ کا فرنیچر بن جائے، گھر میں کراکری آجائے، اعلیٰ درجہ کا باورچی مل جائے، لیکن محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ حال ہے کہ اقتدار کے بعد یہ آیت اترتی ہے کہ کثرت خیر کے مل جانے پر عبادت الٰہی میں مصروف رہو، احکام الٰہی کی پابندی کرو، اور خدا کی مخلوق کی خدمت کرو، ان کے لئے صدقہ و خیرات دو جو وانحر کے لفظ سے ظاہر ہے۔ دس چودہ فٹ کا کمرہ آپ کی آرائش گاہ ہے۔ بیویوں نے کچھ مال دنیا مانگا تو ان کو کہدیا کہ ہم مال دے دیتے ہیں لیکن پھر اس سے رخصت ہو جانا ہوگا، الفقر فخری، فقر کی زندگی ہی ہمارے لئے فخر کا موجب ہے، کیا آپ نے اپنی بیویوں کے لئے کوئی جائداد چھوڑی؟ کیا فاطمہؓ اور علیؓ کے لئے کوئی مکان چھوڑا؟ کیا حسنؓ حسینؓ کے لئے کوئی جائداد بنائی؟ کچھ بھی نہیں، جب بادشاہ ہوئے تو الہام ہونا چاہیئے تھا کہ نماز معاف، ایک ناپاک دل انسان تو ایسا ہی کہلائے گا لیکن محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز اور خدمت خلق پر اور زیادہ زور دیدیا، معلوم ہوا یہ دل کی آواز نہیں، یہ خدا کی آواز ہے۔

دشمن کا ابتر ہونا

پھر فرمایا ان شانئك هو الابتر، یہ لوگ جن کو دولت کا گھمنڈ ہے، جتھے اور اولاد کا گھمنڈ ہے ان کا نام و نشان مٹ گیا، اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام آج بھی سورج کی طرح روشن ہے اور قیامت تک روشن رہے گا۔

بخیل کی نماز لاحاصل ہے

اس سورت سے پیشتر سورۃ ماعون ہے اس میں فرمایا ہے کہ مسلمان وہ نہیں جو بخیل ہو۔ وہ مسلمان جو نماز پڑھتا ہے لیکن دوسروں کے ساتھ نیکی کرنے میں بخل سے کام لیتا ہے، اس کی نماز کوئی نہیں، سورۃ الکوثر میں فرمایا ہم نے ہر چیز کی کثرت آپ کو دی ہے آپ کو بخیل نہیں ہونا چاہیئے۔

نبی کریم صلعم کی سخاوت، شجاعت اور فصاحت

لکھا ہے کہ آپ بہت بڑے سخی تھے، جنگ حنین میں ۲۴ ہزار اونٹ اور چالیس ہزار بھیڑ بکریاں آپ کے ہاتھ آئیں، جو سب کے سب آپ نے بانٹ دیئے اور اپنے لئے کچھ نہ رکھا، ایک حج میں آپ نے سو اونٹ قربان کئے، لکھتے ہیں، دنیا میں ایسا سخی، ایسا دلیر شخص نہیں ملے گا، تین باتیں عرب قوم میں ضروری سمجھی جاتی تھیں، جو شخص بہت بڑا سخی ہو اس کی عزت کی جاتی تھی، جو شخص دلیر اور شجاع ہو اسے قابل عزت سمجھا جاتا تھا، اور ایسا ہی فصیح اللسان شخص کی عزت کرتے تھے۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں یہ تینوں باتیں پائی جاتی تھیں۔ آپ کے ذاتی اخلاق نے اس قوم کے دلوں میں گھر کر لیا تھا، آپ کی شجاعت کا سکہ بیٹھا ہوا تھا۔ علی مرتضیٰؓ بہت بڑے بہادر انسان تھے لیکن وہ کہتے ہیں کہ میدان جنگ میں جب شدت کا رن پڑے تو ہم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اوٹ ہو کر لڑتے تھے، اس قدر بہادر، اس قدر سخی، اور ایسے اعلےٰ اخلاق رکھنے والا انسان صفحہ ہستی پر مل نہیں سکتا۔

(باقی بر صفحہ ۱۳ کالم ۲)

رسالہ "قادیانیت پر غور کرنے کا سیدھا راستہ" پر ایک محققانہ نظر

مولانا شیخ عبدالرحمن صاحب مصری

(قسط ششم)

مصنف رسالہ ہذا کے دو بے بنیاد اعتراض

حضرت مرزا صاحب کے اس قول کو نقل کر کے کہ قرآن کریم میں حضرت یحییٰ علیہ السلام کے لئے حصور کا لفظ استعمال ہوا ہے اور حضرت مسیح علیہ السلام کے لئے نہیں مصنف صاحب رسالہ ہذا حضور پر پھبتی اڑاتے ہوئے اور اس قول کی وجہ سے حضور کو نعوذ باللہ ظالم قرار دیتے ہوئے لکھتے ہیں :۔

"جو گندی ناپاک تہمتیں اس ظالم نے (نعوذ باللہ) سیدنا حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر لگائیں یہ ان کو قرآن پر اور اللہ تعالیٰ پر بھی تھوپتا ہے کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انہی باتوں کی وجہ سے ان کو قرآن میں حصور نہیں کہا۔"

پھر لکھتے ہیں :۔

"حالانکہ اگر عیسیٰ علیہ السلام کو قرآن پاک میں حصور نہ کہنے سے یہ نتیجہ نکالا جائے کہ معاذ اللہ یہ گندے قصے اس کا سبب ہیں تو پھر تو تمام جلیل القدر پیغمبروں حضرت نوحؑ حضرت ابراہیمؑ حضرت موسیٰؑ۔ اور خود سید المرسلین حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق بھی (نعوذ باللہ) یہ ظالم یہی کہے گا کیونکہ قرآن مجید میں ان حضرات کے لئے بھی "حصور" کا لفظ کہیں استعمال نہیں کیا گیا ہے۔"

مصنف رسالہ ہذا کی مندرجہ بالا دونوں تحریروں سے صاف یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ وہ حضرت مرزا صاحب کی تحریروں کو دو اعتراضوں کا نشانہ بنا رہے ہیں ایک تو یہ کہ حضرت مرزا صاحب کی تحریر کی رُو سے قرآن بھی ان گندے قصوں کو حقیقی مسیح کی طرف منسوب کرتے ہوئے ان کی تصدیق کر رہا ہے اور دوسرے یہ کہ حضرت مرزا صاحب کی تحریر دیگر جلیل القدر انبیاء علیہم السلام کو بھی زیر اعتراض لاتی ہے۔

حصور کی تفسیر میں مفسرین کی پیش کردہ احادیث

پیشتر اس کے کہ میں ثابت کروں کہ حضرت مرزا صاحب کی تحریر ان دونوں مندرجہ بالا اعتراضوں میں سے کسی ایک اعتراض کا بھی محل نہیں بن سکتی اس بارے میں مصنف رسالہ ہذا اور اس کے قارئین کی توجہ مفسرین کے اقوال کی طرف مبذول کرانا ضروری سمجھتا ہوں شاید ان کے اقوال سچائی کی طرف ان کی رہنمائی کرنے میں ممد ہو سکیں۔ سردست میں دو مشہور تفسیروں یعنے طبری اور درمنثور کے اقوال ہی بطور مثال نقل کرنے پر کفایت کرتا ہوں۔ ان دونوں تفسیروں میں وہ قول جو میں پیش کرنا چاہتا ہوں آنحضرت نبی کریم صلعم کی طرف منسوب کر کے درج کیا گیا ہے اور طرفہ یہ کہ اسی لفظ حصور کے نیچے اس روایت کو لایا گیا ہے۔ چنانچہ طبری کی روایت یہ ہے۔

روایت طبری

عن سعید ابن المسیب انہ قال حدثنی ابن العاص انہ سمع رسول اللہ صلعم یقول کل بنی آدم یاتی یوم القیامۃ ولہ ذنب الا ما کان من یحیی بن زکریا۔ یعنے سعید بن المسیب کہتے ہیں کہ مجھ سے ابن العاص نے بیان کیا اور انہوں نے حضرت نبی کریم صلعم کو فرماتے ہوئے سنا کہ ہر بنی آدم قیامت کے دن اس حالت میں آئے گا کہ کوئی نہ کوئی گناہ اس کے ذمہ لگا ہوا ہوگا سوائے یحییٰ بن زکریا کے۔

دُرِّ منثور کی روایت

دُرِّ منثور میں درج شدہ روایتیں اس سے بھی زوردار الفاظ میں وہاں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ قول نقل کیا گیا ہے :۔

لم یجعل اللہ حصورا الا یحیی بن زکریا یعنے اللہ تعالیٰ نے یحییٰ بن زکریا کے سوا کسی اور کو حصور بنایا ہی نہیں یا قرار ہی نہیں دیا۔

اب مصنف صاحب رسالہ نے حصور کے معنے کئے ہیں "اپنی خواہش نفس کو روکنے والا"۔ ان معنوں کو مدنظر رکھتے ہوئے کیا مندرجہ بالا روایت کے معنے بجز اس کے کچھ اور بھی ہو سکتے ہیں کہ حضرت یحییٰ کے سوا اور کوئی نبی بھی اپنی خواہش کو روکنے والا نہیں ہوا یا نہیں قرار دیا گیا۔

ایک روایت تو اس معنے کے لحاظ سے جو عام طور پر لفظ ذنب کے لئے جاتے ہیں حضرت یحییٰ کے سوا تمام انبیاء علیہم السلام کو نعوذ باللہ گنہگار قرار دے رہی ہے اور دوسری روایت حضرت یحییٰ کے سوا تمام دیگر انبیاء علیہم السلام کو جن میں جلیل القدر اور غیر جلیل القدر سب ہی آجاتے ہیں مصنف صاحب کے معنی کی رُو سے اپنی اپنی خواہش نفس کی پیروی کرنے والے بتلا رہی ہے اب جن کے گھر کی یہ حالت ہے وہ کس منہ سے حضرت مرزا صاحب کی طرف وہی اعتراض منسوب کرنے کی جرأت کر سکتے ہیں (حالانکہ حضور کی تحریر پر وہ اعتراض وارد ہی نہیں ہوتا جیسا کہ میں ابھی ثابت کروں گا) جو خود ان کی تفسیروں کی روایت کی بناء پر تمام انبیاء علیہم السلام پر وارد ہوتا ہے۔ معلوم ہوتا ہے مصنف صاحب موصوف نے کبھی تفسیروں کا مطالعہ کیا ہی نہیں اور اگر کیا ہے تو وہ عمداً حق کو چھپانے کے جرم کا ارتکاب کر رہے ہیں۔

مصنف صاحب سے ایک سوال

علاوہ ازیں مصنف صاحب خود اپنے اختیار کردہ معنے پر غور کر کے بتلائیں کہ جب حقیقت یہ ہے کہ لفظ حصور بجز حضرت یحییٰ کے اور کسی نبی کے لئے قرآن کریم میں استعمال نہیں ہوا اور آپ کے نزدیک معنے اس کے خواہش نفس کو روکنے والے کے ہیں تو کیا اللہ تعالیٰ کے نزدیک کوئی اور نبی خواہش نفس کو روکنے والا نہیں تھا جو اس کے لئے لفظ "حصور" استعمال نہیں کیا گیا، آپ نے اس بات پر کبھی غور کیا کہ لفظ حصور کو حضرت یحییٰ کے ساتھ کیوں مخصوص کیا گیا ہے جبکہ تمام انبیاء علیہم السلام ہی اپنی خواہش نفس کا مقابلہ کرنے اور اس کو روکنے والے تھے اس کی تحقیق و تعبیر میں بعد میں روشنی ڈالوں گا اب میں یہ بتلانا چاہتا ہوں کہ حضرت مرزا صاحب کی تحریر سے نہ تو یہ نتیجہ نکالا جا سکتا ہے کہ ان کے نزدیک قرآن کریم بھی حضرت مسیح علیہ السلام کے متعلق ان ناپاک تہمتوں کی تصدیق کرتا ہے اور نہ ہی ان کی تحریر کسی نبی کو زیر الزام لاتی ہے۔

مجھے نہایت ہی افسوس سے اس حقیقت کا اظہار کرنا پڑتا ہے کہ مصنف رسالہ ہذا عالم دین کہلا کر لفظ "حصور" کی حقیقت سے ابھی تک ناواقف ہیں یا عمداً حق پر پردہ ڈالنے کی کوشش کر رہے ہیں اور یہ دونوں ہی باتیں افسوسناک ہیں۔

لفظ حصور کی حقیقت

لفظ "حصور" تمام اہل لغت اور مفسرین کے نزدیک اسم فاعل اور اسم مفعول دونوں معنی میں استعمال ہوتا ہے اور اس کی انہوں نے مثالیں بھی دی ہیں،

جیسے رکوب یعنی مرکوب اور حلوب یعنی محلوب وغیرہ اور حضرت مرزا صاحب کے کلام میں بالبداہت وبالصراحت اسم مفعول کے معنی میں استعمال ہوا ہے جیسا کہ ان کی عبارت سے واضح ہے فرماتے ہیں :-

"اسی وجہ سے خدا نے قرآن
میں یحییٰ کا نام حصور رکھا مگر
مسیح کا یہ نام نہ رکھا کیونکہ ایسے قصے
اس نام کے رکھنے سے مانع تھے"

ظاہر ہے کہ حضرت مرزا صاحب ان قصوں کو جو انجیل میں حضرت مسیح کے متعلق وارد ہیں حضرت مسیح کی شان میں لفظ حصور کے استعمال کے لئے بطور عناصر یعنی مانع قرار دے رہے ہیں جس کا مطلب صاف ہے کہ اگر اس قسم کے قصے جو انجیل یعنی عیسائیوں کی اپنی الہامی کتاب میں موجود ہیں نہ ہوتے تو حضرت مسیح کے لئے بھی قرآن کریم میں حصور کا لفظ اسی طرح استعمال ہوتا جس طرح حضرت یحییٰ کے لئے استعمال ہوا ہے کیوں کہ ان کے لئے نہ تو لوگوں کی زبان پر اور نہ انجیل میں ایسے قصے پائے جاتے تھے حضرت مرزا صاحب کی یہ عبارت واضح دلیل ہے اس بات پر کہ حصور کا لفظ اسی شخص کے لئے استعمال ہوگا جو خود بھی پاک ہو اور لوگ بھی اسے پاک ہی کہتے ہوں۔ پس حضرت مرزا صاحب کی تحریر سے یہ نتیجہ نکالنا کہ وہ قرآن کریم کو انجیلی قصوں کا مصدق قرار دیتے ہیں اپنے قصور فہم کا ثبوت دینا ہے۔ حضرت مرزا صاحب کے نزدیک قرآن کریم تو ان تمام انجیلی قصوں کو جھوٹے قرار دیتا ہے وہ تو اپنے پیش کردہ مسیح کی شان میں جو حقیقی مسیح ہے وجیھًا فی الدنیا والاخرۃ فرماتا ہے اور من المقربین کہہ کر انہیں اللہ تعالیٰ کے مقرب بندوں میں داخل کرتا ہے اور انہیں مؤید بروح القدس ٹھہراتا ہے اور وعدہ مطھرک من الذین کفروا کے مطابق قرآن کریم میں انہیں ان تمام اعتراضات سے پاک قرار دیتا ہے جو خواہ ان کے دشمن یہودیوں نے ان پر لگائے یا ان کے دوست عیسائیوں نے اپنی غلط فہمی کی وجہ سے ان کی طرف منسوب کئے اور انہیں راستباز بندوں میں شمار کرتا ہے اور یہ تمام وہ حقائق ہیں جن کا اعتراف حضرت مرزا صاحب کی تمام کتب میں بالعموم اور دافع البلاء کے اسی صفحہ پر بالخصوص پایا جاتا ہے جس صفحہ سے مصنف رسالہ ہذا نے حضور کی عبارت نقل کر کے اسے قابل اعتراض ٹھہرایا ہے جس کا ذکر گذشتہ اقساط میں آچکا ہے۔ پس سوال اس امر کے متعلق نہیں کہ حضرت مسیح علیہ السلام کی شان قرآن کریم کے نزدیک کیسی ہے اور حضرت مرزا صاحب ان کے اصل مقام روحانی کے متعلق کیا عقیدہ رکھتے ہیں، یہ بات تو اظہر من الشمس ہے کہ قرآن کریم بھی ان کی شان بہت بلند بیان کرتا ہے۔

اور حضرت مرزا صاحب بھی ان کی اس حیثیت کے مطابق جو انہیں انبیاء علیہم السلام میں حاصل ہے ان کے بلند روحانی مقام کے قائل ہیں جیسا کہ آپ کی تحریرات سے واضح کیا جا چکا ہے، سوال تو صرف لفظ حصور کے استعمال کا ہے، حضرت مرزا صاحب کی لغت عربی زبان کی بار یک بین پر بڑی گہری ہے اور آپ اس زبان کے الفاظ کے استعمال کے صحیح مواقع کو خوب اچھی طرح سمجھتے ہیں اس لئے جب انہوں نے دیکھا کہ قرآن کریم باوجود اس کے کہ وہ حضرت مسیح کی پاکیزہ زندگی پر خود زور دے رہا ہے انہیں اپنے مقرب بندوں میں شمار کر رہا ہے اور انہیں وجیھًا فی الدنیا والاخرۃ ٹھہرا رہا ہے پھر بھی ان کے لئے لفظ حصور استعمال کرنے سے اجتناب کر رہا ہے تو انہوں نے اس کی وجہ پر غور کیا اور آپ اس غور کے بعد اسی نتیجہ پر پہنچے کہ لفظ حصور کا اطلاق عربی زبان کے محاورہ کے لحاظ سے اسی شخص پر ہو سکتا ہے کہ جو شخص اپنی ذات میں بھی پاک ہو اور اس اعتبار سے بھی محفوظ ہو کہ لوگوں نے بھی ان کی طرف قابل اعتراض باتیں منسوب کی ہوں خواہ وہ غلط ہی کیوں نہ ہوں اور اسم مفعول کے معنے میں لفظ حصور کا استعمال اسی حقیقت کی غمازی کر رہا ہے اور صراحتًا اس شخص کا لوگوں کے اعتراضات سے بھی محفوظ رہنے پر دلالت کر رہا ہے اور حدیث کے الفاظ کہ قیامت کے روز ہر شخص ایسی حالت میں آئے گا کہ اس کے لئے کوئی نہ کوئی ذنب ہوگا سوائے یحییٰ بن زکریا کے اس کا مطلب بھی یہی ہے کہ ہر شخص کی طرف لوگوں کی زبان پر کوئی نہ کوئی ذنب خواہ ادنیٰ ہی کیوں نہ ہو منسوب کیا ہوا ہوگا سوائے یحییٰ بن زکریا کے، حدیث کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہو سکتا کہ سوائے یحییٰ علیہ السلام باقی سب [illegible] انبیاء علیہم السلام میری تحقیق میں سب معصوم تھے ان سے گناہ سرزد ہی نہیں ہو سکتا ہاں لوگوں نے بعض جلیل القدر انبیاء علیہم السلام کی طرف بعض گناہ کی باتیں منسوب کی ہیں تورات میں انبیاء علیہم السلام کی طرف جو افعال شنیعہ منسوب کئے گئے ہیں وہ کسی تورات دان سے مخفی نہیں اور انجیلی مذہب کی تو بنیاد ہی اس بات پر ہے کہ سب انبیاء علیہم السلام گناہگار رہتے [illegible] حتیٰ کہ مسلمانوں نے بھی جن کی کتاب تمام انبیاء علیہم السلام کو معصوم قرار دیتی ہے اور جن کی طرف گناہ منسوب کرنا سلب ایمان کا موجب ٹھہراتی ہے انہوں نے بھی اہل تورات اور اہل انجیل کی اندھی تقلید میں بعض عظیم الشان انبیاء علیہم السلام کو اعتراضات کا نشانہ بنانے میں کوئی کسر نہیں اٹھا رکھی کہیں حضرت ابراہیم علیہ السلام کو تین جھوٹوں کا مرتکب قرار دیا ہے، کہیں نعوذ باللہ حضرت داؤد کی طرف ایسا قبیح فعل منسوب کیا ہے کہ جس کے ذکر سے بھی میں اپنی قلم کو منزہ رکھنا چاہتا ہوں، کہیں حضرت سلیمان کی شان میں ایسی واہیات باتیں لکھدی ہیں جن کو زبان پر لانا بھی انسان کے دل سے ایمان کو نکال باہر پھینکتا ہے اوروں کے ذکر کو تو چھوڑو خود سید المرسلین حضرت نبی کریم صلعم بھی ان کے اعتراضات کی زد میں آنے سے نہیں بچ سکے۔

پس جب حصور کے لفظ کی یہ حقیقت ہے تو قرآن کریم جو فصاحت و بلاغت کے بلند ترین مقام پر پہنچا ہوا ہے کس طرح "حصور" کے لفظ کو حضرت مسیح علیہ السلام کی شان میں استعمال کر سکتا تھا جبکہ عیسائیوں کی اپنی الہامی کتاب میں ان کے متعلق ایسے قابل اعتراض قصے موجود تھے اگر وہ ایسا کرتا تو اس کا دعویٰ فصاحت بلاغت زیر اعتراض آتا۔

لفظ "حصور" تو محاورہ زبان کے اعتبار سے استعمال نہیں ہو سکتا تھا لیکن اس کی حقیقت میں جو پہلو پاکیزگی پر دلالت کرنے والا تھا اس پر روشنی دوسرے الفاظ کے ذریعہ ڈال دی گئی اور تمام انبیاء علیہم السلام کے کیریکٹر کو نہایت پاکیزہ اور مطہر اور بے عیب ثابت کر دیا گیا یہ تو ضروری نہ تھا کہ لفظ "حصور" کے ذریعہ ہی ان کی پاکیزگی ثابت کی جاتی اور الفاظ بھی تو اس غرض کو حاصل کرنے کے لئے موجود تھے اور انہی سے کام لے کر اصل مقصد کو حاصل کر لیا گیا۔ پس مصنف رسالہ ہذا کا یہ کہنا کہ دیگر انبیاء علیہم السلام کے لئے چونکہ "حصور" کا لفظ قرآن کریم میں استعمال نہیں ہوا اس لئے وہ بھی اعتراض کے نیچے آئیں گے بالکل بے محل ہے جبکہ ان کی پاکیزگی اور ذرائع سے ثابت کر دی گئی ہے مندرجہ بالا دلائل سے واضح ہے کہ حضرت مرزا صاحب کے نزدیک نہ حضرت مسیح علیہ السلام کو اور نہ کسی اور نبی کو انجیلی قصوں کا مصداق قرار دیا جا سکتا ہے مصنف صاحب رسالہ ہذا اس بات پر تو غور فرمائیں کہ سید کا لفظ بھی تو سوائے یحییٰ علیہ السلام کے اور کسی نبی کے لئے قرآن کریم میں استعمال نہیں ہوا تو کیا اس کے یہ معنے لئے جائیں گے کہ سوائے یحییٰ کے اور کوئی نبی سید تھا ہی نہیں اور اسے اس کی قوم پر سرداری حاصل نہ تھی حالانکہ حقیقت یہی ہے کہ ہر نبی کو اپنی قوم پر سرداری حاصل تھی۔

یاد رہے کہ کسی خاص لفظ کا کسی خاص نبی کے لئے استعمال میں لانے سے یہ مراد ہرگز نہیں ہوتی کہ دوسرے انبیاء علیہم السلام اس کے مفہوم حقیقی سے محروم ہیں بلکہ کسی خاص نبی کی شان میں کسی خاص لفظ کا استعمال بعض خاص وجوہ کی بناء پر ہوتا ہے جو دوسرے انبیاء علیہم السلام کے حق میں موجود نہیں ہوتیں کہ ان کی شان میں بھی وہ خاص لفظ استعمال کیا جائے۔

حضرت یحییٰ علیہ السلام کے حق میں "سید" اور "حصور" کے الفاظ خاص طور پر استعمال کرنے کی وجہ اور حضرت زکریا کا غم

حضرت یحییٰ علیہ السلام کی شان میں الفاظ "سید"

اور حصور کا خصوصیت سے استعمال کرنے کی وجہ دریافت کرنے سے پہلے یہ جاننا ضروری ہے تو ان کے والد محترم حضرت زکریا علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے لڑکے کے عطا کئے جانے کے بارے میں کی اس لئے سب سے پہلے اس بات پر غور کرنا چاہیئے کہ وہ دعا کن حالات میں کی گئی اور اس کی تحریک کس طرح ہوئی۔

سورۃ مریم کے پہلے رکوع سے ہی معلوم ہوتا ہے کہ حضرت زکریا کسی شدید غم میں مبتلا تھے اور وہ غم ایسا تھا جو ان کو کھائے جا رہا تھا اس غم کا تعلق کسی ذاتی امر کے متعلق نہ تھا بلکہ اس کا تعلق قوم کی حالت سے تھا قوم کی جو حالت ان کے سامنے تھی اس کو دیکھ کر وہ غم میں گھلے جاتے تھے اور اس کی اصلاح کا بیڑا اٹھانے والا کوئی شخص قوم میں نظر نہ آتا تھا۔ قرآن کریم میں ان کی حالت کا نقشہ انہی الفاظ میں کھینچا گیا ہے جو وقت دعا ان کی زبان پر جاری ہوئے اور وہ الفاظ یہ ہیں انی

خفت الموالی من ورائی موالی مولیٰ کی جمع ہے۔ مولیٰ کے معنے عربی زبان میں مالک اور عبد، قریبی رشتہ دار، دوست، حلیف، پڑوسی، التابع وغیرہ کے ہیں گویا یہ لفظ قوم کے تمام طبقوں پر مشتمل ہے گویا وہ قوم کے تمام طبقوں کی حالت سے یہ اندازہ لگا رہے تھے کہ وہ روحانیت سے دور جا رہے ہیں اور ان کو روحانیت پر قائم رکھنے کے لئے کوئی باخدا انسان کھڑا نہ ہوا تو ساری قوم میں فساد پھیل جائے گا جو انہیں ہلاکت کے گڑھے کی طرف دھکیل کر لے جائے گا یہی حالت ان کو یہ نظر آ رہی تھی کہ وہ اب زیادہ دیر زندہ نہیں رہ سکتے اور نہ قوم کی نگرانی اور ان کی اصلاح کے ذریعہ کو سرانجام دے سکتے ہیں، قویٰ مضمحل ہو چکے ہیں اور ان میں کمزوری زور پکڑتی جا رہی ہے جس پر کہ ان کے الفاظ صاف دلالت کر رہے قال رب انی وھن العظم منی واشتعل الراس شیبًا ولم اکن بدعائک رب شقیًا

بشارتیں دعا میں مطلوبہ امور کے مطابق

کہا اے میرے رب میری ہڈیوں میں کمزوری راہ پا چکی ہے اور سر بڑھاپے سے شعلے مار رہا ہے یعنے بڑھاپے نے مجھ پر مکمل قبضہ جما لیا ہے و انی خفت الموالی من ورائی اور میں یہ اندیشہ محسوس کر رہا ہوں کہ میری وفات کے بعد قوم بگڑ جائے گی اور قوم میں کوئی شخص ان کو اس بگاڑ سے بچانیوالا نظر نہیں آتا اولاد میری ہے نہیں اور نہ اب ہونیکی کوئی امید ہے بیوی بانجھ ہے اور میں بڑھاپے کے مکمل قبضہ میں ہوں لیکن تیرے حضور دعا کے نتیجہ میں میں کبھی ناکام نہیں ہوا اس لئے اب بھی میرا یہی یقین ہے کہ . . .

. . . .

میں ناکام نہیں ہوں گا سو اب میں تیرے حضور میں دعا کے ہاتھ پھیلاتے ہوئے التجا کرتا ہوں کہ اپنی جناب سے مجھے ایسا ولی عطا فرما جو میری روحانیت اور میرے علوم اور روحانی کمالات کا وارث ہو اور اسی طرح آل یعقوب کے روحانی کمالات کا بھی وارث ہو اور اے میرے رب اسے اپنا برگزیدہ اور پسندیدہ بندہ بنا یعنی جس پر تو بھی راضی ہو اور وہ تجھ پر راضی ہو اور لوگ بھی اسے پسند کریں۔ اس دعا میں جن اوصاف والے لڑکے کو مانگا گیا ہے ان تمام اوصاف کو ایک ہی لفظ ذریۃ طیبۃ سے ادا کیا گیا ہے جیسا کہ سورۃ آل عمران میں ان کی دعا ان الفاظ میں نقل کی گئی ہے هنالك دعا زكريا ربه قال رب هب لي من لدنك ذرية طيبة انك سميع الدعاء اس دعا کی قبولیت کی بشارت جن الفاظ میں دی گئی ہے وہ بالکل ان التجاؤں کے مطابق ہے جو دعا میں کی گئی تھیں۔

پہلی بشارت

دعا میں سب سے پہلے روحانی کمالات کا وارث طلب کیا گیا تھا سو اس کے جواب میں فرشتوں نے بشارت دی ان اللہ یبشرک بیحیٰی مصدقا بکلمۃ من اللہ یعنے یہ لڑکا زندہ رہنے والا ہوگا اور خدا کے مکالمہ سے مشرف ہوگا اور جن باتوں کی تصدیق کرے گا وہ وحی الٰہی سے کرے گا۔

دوسری بشارت

وسیدًا کے لفظ سے دی گئی اس لفظ کے ذریعہ حضرت زکریا علیہ السلام کے اس غم کو دور کیا گیا جو قوم کے متعلق ان کو لاحق ہو رہا تھا یعنی اس لفظ میں انہیں یہ بتلا دیا کہ قوم انہیں اپنا رہبر تسلیم کریگی اور ان کی سیادت کو قبول کر کے ان کے نقش قدم پر گامزن ہوگی چنانچہ واقعات نے اس کی تصدیق کر دی حضرت یحییٰ کے ہاتھ پر بہت سے لوگ بیعت توبہ کر کے اپنے نفوس کی اصلاح میں مصروف ہو گئے اور تو اور خود مسیح نے بھی ان سے بپتسمہ لے لیا جیسا کہ انجیل سے ثابت ہے۔

تیسری بشارت

تیسری بشارت لفظ وحصورًا سے ان کو دی گئی یہ لفظ گویا واجعلہ رب رضیا کا جواب تھا یعنے وہ خود بھی بدیوں سے پاک ہونے کی وجہ سے خدا کو پسندیدہ ہوگا اور وہ خود بھی خدا پر راضی ہوگا اور اپنے بلند کردار کی وجہ سے لوگوں کے ہاں بھی پسندیدگی کی نگاہ سے دیکھا جائے گا۔ اور لفظ رضیا ان تین مفہوموں پر مشتمل ہے اس سے بھی لفظ حصور کی حقیقت پر مکمل روشنی پڑتی ہے کہ یہ لفظ اسی شخص کے حق میں استعمال ہو سکتا ہے جو لوگوں کے نازیبا الزامات سے بھی محفوظ رہا ہو۔

چوتھی بشارت

اور آخر میں ونبیًا من الصالحین کہکر بتلا دیا کہ وہ معمولی نیک اور اصلاح یافتہ نہیں ہوگا بلکہ اپنی باطنی استعداد نبوۃ کو اپنے پاکیزہ اعمال اور مجاہدات سے اس قدر چمکائے گا کہ نبوۃ عملی طور پر اس کے پاک وجود میں ظاہر ہو جائے گی من الصالحین کا لفظ اسی بات پر دلالت کرتا ہے کہ یہ لڑکا ان پاک لوگوں میں ہوگا جن کے باطن میں نبی بننے کی استعداد اور صلاحیت رکھی جاتی ہے اور پھر وہ اپنی صلاحیت کو اپنے مجاہدات کے ذریعہ اس نقطہ پر لے آتے ہیں کہ ان پر خدا کی طرف سے نور نبوت نازل ہو جاتا ہے اور وہ اہل دنیا کے لئے ہادی بنا دیئے جاتے ہیں۔

موہبت کا مفہوم

یاد رہے کہ اس میں شک نہیں کہ نبوۃ موہبت الٰہی ہے مگر موہبت کا مفہوم صرف اسی قدر ہے کہ جس کو خدا نے نبی بنانا ہوتا ہے اس کو نبی بننے کے لئے فطرتی استعداد عطا کی جاتی ہے اگر اس استعداد کو مجاہدات کے ذریعہ اپنے انتہائی نقطہ پر پہنچایا نہ جائے تو یہ استعداد عملی صورت اختیار نہیں کر سکتی انبیاء علیہم السلام دوسروں کے لئے نمونہ اسی امر میں ہوتے ہیں کہ وہ اپنی فطرتی استعداد کو مکمل طور پر نشوونما دیتے ہیں تا ان کی مثال پر چل کر دوسرے لوگ بھی اپنی اپنی فطرتی استعداد کو اس کے کمال تک پہنچائیں حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے غار حرا میں مجاہدات کس سے مخفی ہیں اور حضرت موسیٰ کے متعلق قرآن کریم کے یہ الفاظ والقیت علیک محبۃ منی ولتصنع علیٰ عینی فطرتی استعداد پر صاف دلالت کر رہے ہیں فلبثت سنین فی اہل مدین ثم جئت علیٰ قدر یا موسیٰ واصطنعتک لنفسی اور بعد کے الفاظ ان کے مجاہدات پر دلالت کر رہے ہیں جن کے نتیجہ میں وہ اس اندازے پر آگئے جس پر آنے سے نور نبوت نازل ہوتا ہے اس لئے آگے فرمایا پھر میں نے تجھ کو اپنے کام کے لئے چن لیا۔

مندرجہ بالا بیان سے واضح ہے کہ حضرت زکریا کو حضرت یحییٰ کے متعلق ہر بشارت اسی مطالبہ کے مطابق ملی جو انہوں نے خدا سے اپنے بیٹے کے متعلق کیا تھا حضرت مسیح کے متعلق ایسی دعا ثابت نہیں کہ اس کے جواب میں حصور کا لفظ ان کے لئے بھی الہام الٰہی میں نازل ہوتا۔

حضرت مرزا صاحب کے کلام میں حضرت یحییٰ اور حضرت مسیح کے درمیان مقابلہ کی وجہ

حضرت مرزا صاحب نے حضرت یحییٰ اور انجیل کے فرضی مسیح کے درمیان جو مقابلہ کیا ہے اور اس مقابلہ

۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ میں حضرت یحییٰ کی فضیلت کو دو وجہ سے ثابت کیا ہے اس کا باعث یہ ہے کہ عیسائی صاحبان اپنے فرضی مسیح کی شان میں اس قدر غلو سے کام لیتے ہیں کہ ان کو تمام انبیاء علیہم السلام سے بڑھکر قرار دیتے ہیں صرف اسی پر کفایت نہیں کرتے بلکہ اس سے بھی تجاوز کر کے صرف اپنے مسیح کو ہی پاک ٹھہراتے اور اس کے مقابلہ میں باقی تمام انبیاء علیہم السلام کو ناپاک اور گنہگار قرار دیتے ہیں اور اس پر طرہ یہ کہ اپنے مسیح کی پاکیزگی اور برتری کو ثابت کرنے کے لئے قرآن کریم سے بھی استدلال کرنے کی کوشش کرتے ہیں جو کتاب کہ سب نبیوں کو معصوم بندے قرار دیتی ہے اس لئے حضرت مرزا صاحب کو ان پر اتمام حجت کرنے کے لئے حضرت یحییٰ کی برتری ان کے فرضی مسیح پر انجیل اور قرآن دونوں سے ثابت کرنی پڑی انجیل سے تو انہیں بتایا کہ اوّل جو قابل اعتراض امور ان کی ذات کی طرف خود تمہاری انجیل میں منسوب کئے گئے ہیں ان سے حضرت یحییٰ کی ذات بالکل پاک ہے اور دوسرے تمہارے مسیح نے خود تمہاری انجیل کی روایت کے مطابق حضرت یحییٰ کے ہاتھ پر بپتسمہ لیا جو بیعت توبہ کے مترادف ہے اب خود ہی بتلاؤ، کہ ان دونوں میں سے بڑا اور زیادہ پاک کہلانے کا کون مستحق ہے باقی رہا قرآن سو وہ تمہارے فرضی مسیح کی شان میں ایک لفظ بھی نہیں کہتا، یہاں تک کہ اس فرضی مسیح کے متعلق جو قصے تمہاری انجیل میں درج ہیں اُن کی بنا پر اس نے اس کی شان میں لفظ "حصور" کا استعمال بھی پسند نہیں کیا ہاں اپنے پیش کردہ مسیح کے حق میں وہ تمام تعریفی کلمات استعمال کئے ہیں جن کا وہ حقیقی طور پر مستحق تھا اس لئے قرآن کریم سے تم اپنے فرضی مسیح کی بلندی شان کے متعلق کس طرح استدلال کر سکتے ہو، وہ تو تمہارے اس مسیح کے متعلق جو تمہارے خیالات کی پیداوار ہے تمہارے تمام دعاوی کو باطل ٹھہراتا ہے۔ جب تمہارا فرضی مسیح انجیل کی رو سے ہی حضرت یحییٰ ہی سے بھی کمتر ثابت ہوتا ہے تو دوسرے انبیاء سے وہ کس طرح برتر ثابت ہو سکتا ہے جو مسلّمہ طور پر حضرت یحییٰ سے شان میں بڑھکر اور ان سے افضل ہیں اس لئے تمہارا یہ دعوےٰ قرآن اور انجیل دونوں کتابوں کی رو سے باطل ثابت ہوتا ہے۔

مولوی محمد منظور صاحب کی پہلی اصولی بات کا مفصل جواب اس قسط پر ختم ہوتا ہے خدا کرے کہ مولوی صاحب اور انکے قارئین اس جواب سے فائدہ اٹھانے کی کوشش کریں۔

انشاء اللہ آیندہ قسط میں ان کی دوسری اصولی باتوں کا جواب بھی ان کی خدمت میں پیش کیا جائے گا

والسلام علیٰ من اتبع الہدیٰ۔

خطوکتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ دیں۔ مینیجر

جن احباب کا چندہ ختم ہو چکا ہے

خریداران پیغام صلح میں سے جن احباب کا چندہ ختم ہو چکا ہے اُن کے نمبر خریداری اور چندہ جو اُن سے واجب الوصول ہے، ذیل میں درج ہے بعض احباب کے ذمہ کچھ بقایا ہے اس لئے اس بقایا کو شامل کر کے اُن کے ذمہ کچھ رقم بتائی گئی ہے ایسے احباب اگر یکمشت رقم نہ دے سکیں تو سالانہ چندہ کے علاوہ سابقہ بقایا اقساط سے جو وہ سہولت سے دے سکیں ادا کر دیں۔ تاکہ آپ کے قومی جریدہ کو نقصان نہ اٹھانا پڑے بہرصورت تمام معاونین کرام ذیل کی فہرست کو دیکھ لیں کہ آیا ان میں آپ کا خریداری نمبر تو شامل نہیں ہے اگر ہے تو مہربانی فرما کر ۵ دسمبر ۱۹۶۱ء تک اپنے نمبر کے آگے لکھی ہوئی رقم یا اس کا کچھ حصہ بصورت قسط بذریعہ منی آرڈر بھیجوا دیں یا دفتر کو مطلع فرمائیں کہ کب تک آپ اس رقم کو ادا کر سکیں گے۔

اگر ۵ دسمبر ۱۹۶۱ء تک آپ کی طرف سے کوئی جواب نہ آیا اور نہ کوئی رقم موصول ہوئی تو ۹ دسمبر ۱۹۶۱ء کو آپ کے نام کا وی پی روانہ کر دیا جائے گا جس کا چھڑانا آپ کا اخلاقی فرض ہو گا ورنہ آپکے قومی اخبار کو خواہ مخواہ وی پی کے محصول ڈاک کا بھی نقصان اٹھانا پڑے گا جو آپ کے چندہ کے حساب میں اضافہ کا موجب ہو گا۔ آسانی کے لئے ہر خریدار کی جن کا نمبر نیچے دیا گیا ہے چٹ پر سرخی سے گول دائرہ بنا دیا گیا ہے۔

(مینیجر پیغام صلح)

نمبر	رقم	نمبر	رقم
١١	6,00	٩٣٠	6,00
٨٥	6,00	٧١٠	12,00
١٠٦	12,00	٧٢١	24,00
١٠٨	18,00	٧٣٣	6,00
١٦٠	24,00	٧٤٧	6,00
١٦٨	6,00	٧٦٥	4,00
١٧٢	6,00	٣٢٠/٩٣٠	6,00
١٩٦	12,00	٣٤٢/٩٣٢	12,00
٢٤٤	6,00	٣٢٨/٩٢٩	7,00
٢٧٣	12,00	رعایتی	
٢٧٦	12,00	٢٠	8,00
٢٧٨	6,00	١٨٥	12,00
٢٩١	6,00	١٠٠/٣٠٠	4,00
٣٠٦	24,00	١١٣/٣٥٢	12,00
٣٨٤	7,00	٤١٢	3,00
٤٧٧	36,00	١٢٣	6,00
٤٧٩	6,00	١٢٠	3,00
٥٥٥	6,00	٢٠٢٨	6,00
٦٢٤	6,00	٢١٦٧	6,00

نیو مسلم کالج میں ایک معلومات افزا لیکچر

۱۷ نومبر ۱۹۶۱ء کو نیو مسلم کالج لاہور میں ڈاکٹر مقبول احمد بھٹی ایم اے پی ایچ ڈی نے جو پاکستان فارن سروس میں پاکستانی سفارت خانہ متعینہ ترکی کے ساتھ منسلک تھے، اور حال ہی میں وہاں سے واپس آئے ہیں، "ترکی کے متعلق تاثرات" کے عنوان سے ایک معلومات افزا تقریر کی اور سلائیڈوں کے ذریعہ ترکی کے اہم مقامات کی تصویریں بھی دکھائیں، ڈاکٹر سعید الدین احمد ہیڈ آف دی ڈیپارٹمنٹ آف جیاگرافی نے اس جلسہ کی صدارت فرمائی تلاوت قرآن کریم کے بعد کالج کے ایک طالب علم نے حضرت مسیح موعودؑ کی نظم "ہے ہر طرف فکر کو دوڑا کے تھکایا ہم نے" خوش الحانی سے پڑھی۔ اس کے بعد صاحب صدر نے فاضل لیکچرار کا تعارف کراتے ہوئے اُن کے زمانہ طالب علمی کے اوصاف حمیدہ اور علمی قابلیت کا ذکر نہایت تحسین آمیز الفاظ میں کیا، بعد ازاں فاضل مقرر نے صاحب صدر کا شکریہ ادا کرتے ہوئے ترکی کے جغرافیائی، تمدنی اور اقتصادی حالات پر تفصیل سے روشنی ڈالی، اور بتایا کہ جہاں ایک طرف ترکی کا ایک حصہ یورپین طرز معاشرت میں حد سے بڑھا ہوا ہے، وہاں دوسری طرف ترکی کا اندرونی حصہ جو عوامی زندگی سے تعلق رکھتا ہے، ابھی تک مشرقی طرز معاشرت کا دلدادہ ہے، آپ نے بتایا کہ ترکی کے قریباً ہر شہر میں مساجد بڑی کثرت سے پائی جاتی ہیں، اور مذہب کے ساتھ لوگوں کو بہت گہرا لگاؤ ہے۔

آپ نے بتایا کہ پہلی جنگ عظیم میں عربوں نے انگریزوں کی شہ پر ترکی کے خلاف جو بغاوت کا جھنڈا بلند کیا اس نے ترکوں کے دل میں عربوں کے خلاف ہمیشہ کے لئے معاندانہ جذبات پیدا کر دیئے ایسا ہی ایران اور ترکی کی سرحد پر وقتاً فوقتاً جو آویزشیں ہوتی رہیں ان کی وجہ سے ایرانیوں کو بھی پسندیدہ نگاہوں سے نہیں دیکھا جاتا لیکن پاکستان کے لوگوں کو ترک اچھی نظروں سے دیکھتے ہیں، کیونکہ پاکستان زمانہ خلافت میں اور اس کے بعد بھی ترکوں کی حمایت اور مالی امداد کرتا رہا۔

آپ نے یہ بھی بتایا کہ ترکوں میں خاندانی نام رکھنے کا جب سے رواج پڑا ہے، یہ نام کسی خاندان یا قبیلہ وغیرہ کے نام پر نہیں رکھے جاتے بلکہ شہروں، گاؤں، دریاؤں وغیرہ کے نام سے منسوب کئے جاتے ہیں، جیسے سابق وزیر اعظم عدنان مندریس مرحوم کا نام مندریس دریا کے مندریس سے منسوب ہے جو انکے گاؤں کے پاس بہتا ہے۔

لیکچر کے بعد فاضل مقرر نے سلائیڈوں کے ذریعہ سے ترکی کے اہم مقامات اور مساجد کی تصاویر دکھائیں، اس کے بعد سوالات و جوابات ہوتے رہے اور بعد ازاں فاضل مقرر کے والد ماجد محمد شفیع صاحب بھٹی پرنسپل کالج نے ایک مختصر تقریر کی اور صاحب صدر نے بھی اپنی تقریر میں ترکی کے متعلق بعض ذاتی تجارب بیان کئے۔

حاضرین میں طلباء کے علاوہ بعض کالجوں کے پرنسپل اور پروفیسر اور دیگر معززین بھی شامل تھے جن سب کو پُر تکلف عصرانہ دیا گیا، اور پروفیسر مرزا حبیب الرحمٰن صاحب وائس پرنسپل نے حاضرین کا شکریہ ادا کرتے ہوئے بتایا کہ یہ کالج احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا قائم کردہ ہے جس نے تعلیمی اور تبلیغی رنگ میں مسلمانان پاکستان کی اہم خدمات سرانجام دی ہیں، آخر میں

مُصلحینِ ربّانی کی شناخت

قمر سامانوی

(۱)

مذاہبِ عالم کی تواریخ کا مطالعہ کرنے سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ دنیا میں اصلاح و ارشاد کے منصب کے مدعی دو قسم کے لوگ ہوتے ہیں جن میں سے ایک گروہ تو صادق مصلحین کا ہوتا ہے جو دنیا میں نبی، رسول، اور مجدد دین کی شکل میں جلوہ گر ہوتا رہا ہے۔ ان مقربانِ بارگاہ ایزدی کی تمام جدّوجہد کا مقصد بنی نوعِ انسان کو شیطان کی غلامی سے اور نفسِ امّارہ سے آزاد کر کے قلوب و ارواح پر اللہ تعالےٰ کی بادشاہت کا قائم کرنا اور اس کی عظمت و جلال کو ظاہر کرنا ہوتا ہے اور ہر وقت ان کی یہی کوشش ہوتی ہے کہ کسی طرح اپنے خالق سے دور افتادہ مخلوق اس مالکِ حقیقی کو شناخت کرے اور اس مالک الملک کی حکومت مخلوق کے قلوب پر قائم ہو جائے اسی لئے وہ اپنی جدوجہد کے ساتھ اللہ تعالےٰ کے حضور یہ دعا بھی کرتے ہیں کہ :۔

"اے خدا جس طرح آسمان میں تیری بادشاہت
ہے اسی طرح زمین میں بھی تیری بادشاہت
قائم ہو جائے"

اور اپنے ماننے والوں کو بھی وہ یہی تلقین کرتے ہیں کہ وہ اس دعا کو جاری رکھیں کہ :۔

"آسمانی باپ اس بادشاہت کو زمین پر
لے آئے"

اس مقدس گروہ کا پہلا اور آخری نعرہ ان اعبدوا اللہ واجتنبوا الطاغوت ہوتا ہے اور ان میں سے ہر فرد کی یہی آرزو ہوتی ہے کہ :۔

واحد ہے لاشریک ہے اور لازوال ہے
سب موت کا شکار ہیں اس کو فنا نہیں
سب غیر ہے اسی میں کہ اس سے لگاؤ دل
ڈھونڈو اسی کو یار و بتوں میں وفا نہیں

اگرچہ اس پاک گروہ کا نصب العین اللہ تعالےٰ کی توحید کا دنیا میں قیام ہوتا ہے مگر تاریخِ انسانی بتاتی ہے کہ ان کے ماننے والوں کو اللہ تعالےٰ کے بعد اس مقدس طبقہ سے وہ محبت و عقیدت ہوتی ہے جو بڑے سے بڑے صاحب عظمت و جبروت فاتحین کو بھی نصیب نہیں ہوتی، ہر قوم اپنے اپنے دائرہ میں اس گروہ سے تعلق رکھنے والے بزرگوں کو خدا پرستی، راستبازی اور نوعِ انسانی کی ہمدردی میں اوجِ اعلےٰ پر پہنچا ہوا دیکھتی ہے اس لئے وہ ان کی سیرت کو اپنے لئے اسوۂ حسنہ قرار دیتی ہے۔

اس مقدس گروہ کے بالمقابل دوسری قسم کے وہ لوگ ہر دور میں نمودار ہوتے رہتے ہیں جو اپنے اقتدار کے قیام اور کمزوریوں کو چھپانے کے لئے "تقدس" کا بہروپ بدل کر اللہ تعالےٰ کی عظمت و جلال کے قیام کے لئے نہیں بلکہ اپنے نفس کی عظمت و جلال کے سامنے دنیا کو جھکانے کے لئے صادق مصلحین ربّانی کی طرح یا ان کے دعاوی سے ملتا جلتا دعوےٰ کر دیا کرتے ہیں تاکہ دنیا ان کی ہر بات کو وحیِ آسمانی سمجھ کر قبول کر لے۔ ان کی مخالفت خدا کی مخالفت یقین کرے اور کسی رنگ میں اُن کے عصیان کا خیال دل میں نہ لائے۔ انکے دعاوی میں کوئی اخلاقی اور روحانی غرض پنہاں نہیں ہوتی بلکہ صرف نفسانی اغراض کارفرما ہوتی ہیں۔ یہ لوگ کھلے طور پر خدائی کا دعوےٰ نہیں کرتے مگر غور سے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کے دعاوی کا اصل منشا یہی ہوتا ہے کہ لوگ ان کو خدائی صفات سے متصف مان کر معصوم عن الخطا سمجھ لیں اور ان کے کردار کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی نہ دیکھیں اور اگر اتفاقیہ کوئی خامی سامنے آجائے تو ان کو پہلے ہی اپنی خرابیوں کو وحیِ الٰہی کا مقام دے کر یہ کہہ کر ڈرا دیا جاتا ہے کہ خدا نے مجھے خواب میں بتایا ہے کہ :۔

"اگر تم سچے اعتراض تلاش کر کے بھی
میری ذات پر کروگے تو خدا کی
تم پر لعنت ہوگی اور تم تباہ ہو
جاؤگے"

یہ جلالی اعلان سن کر ...... کونسا مرید اس دل گردہ کا مالک ہو سکتا ہے جو سچی بات اپنی آنکھوں دیکھ کر بھی لب کشائی کی جرأت کر سکے۔ بظاہر اس میں کوئی خدائی کا دعوےٰ نظر نہیں آتا مگر ذرا تدبر سے یہ بات روزِ روشن کی طرح ثابت ہو جاتی ہے کہ ایسا کہنے والا شخص اللہ تعالےٰ کی صفت لا یسئل عما یفعل میں اپنے آپ کو برابر کا شریک سمجھتا ہے اور پھر وہ بلاشبہ خدا ہونے کا دعوےٰ تو نہیں کرتے بلکہ اپنے آپ کو "خدا کا نمائندہ" کے طور پر پیش کرتے ہیں حالانکہ وہ خوب جانتے ہیں کہ خدا نے ان کو اپنا نمائندہ نہیں بنایا اور اس کا گول مول الفاظ میں وہ وقتاً فوقتاً اعلان بھی کرتے رہتے ہیں مگر اس کے ساتھ ہی وہ یہ کہہ کر لوگوں پر اپنا رعب جماتے رہتے ہیں کہ :۔

"وہ شخص جو ایمان کا ایک ذرّہ بھی رکھتا
ہے وہ میری اس تحریک پر آگے
آئے گا وہ شخص جو خدا کے نمائندہ
کی آواز پر کان نہیں دھرتا اس کا ایمان
کھویا جائے گا"

تاریخ بتلاتی ہے کہ ان بہروپیوں کی اس قسم کی تعلیوں اور بے سروپا دعاوی سے مرعوب ہو کر کمزور طبائع کے لوگ اُن کے دامِ تزویر میں پھنس جاتے ہیں اور یہ خیال کرنے لگ جاتے ہیں کہ خدا تعالےٰ نے انہیں اصلاحِ خلق کا کام سپرد کیا ہے لیکن دراصل یہ لوگ مصلح نہیں ہوتے اور نہ ہی خدا کو منوانا ان کے پیشِ نظر ہوتا ہے بلکہ اپنا اقتدار حاصل کر کے اس کو مستحکم کرنا ان کا منتہائے نظر اور رنگ رلیاں منانا ان کا مقصد ہوتا ہے اور اسی لئے وہ ظاہری طور پر "تقدس" کا لبادہ اوڑھتے اور اپنے آپ کو خدا تک پہنچنے کا واحد ذریعہ بتا کر مندرجہ بالا قسم کے دعاوی سے لوگوں کو مرعوب کرتے رہتے ہیں۔ مریدانِ عقیدتمند بھی ان کو خدا تو نہیں کہتے مگر خدائی صفات ان کی طرف منسوب کرنے لگتے ہیں اور یہی وہ "مقدس" بہروپیوں کا گروہ ہے جس کو قرآن کریم میں اربابًا من دون اللّٰہ فرمایا ہے اس گروہ کا خدائی کا دعوےٰ نہیں بلکہ وہ صرف یہ دعوےٰ کیا کرتے ہیں کہ ہم سے تعلق رکھے بغیر کوئی شخص خدا تک نہیں پہنچ سکتا اور جو شخص ہماری بات نہ مانے گا اس کا ایمان ضائع ہو کر وہ مرتد، منافق، کافر اور فاسق ہو جائیگا غرضیکہ دنیا میں اس قسم کے لوگ ہمیشہ پیدا ہوتے رہے ہیں جنہوں نے ابتدائی زندگی کا مشاہدہ کرنے والے ان پر ایسے سنگین الزامات عائد کرتے رہے جن کے ذکر سے قلم بھی شرماتا ہے مگر پھر بھی ان لوگوں نے اپنے لئے بڑے بڑے روحانی مراتب تجویز کئے جن سے ان کا مدعا صرف یہ تھا کہ ان مراتب کے پردہ میں ان کی تمام برائیاں چھپ جائیں۔ چنانچہ یورپ اور ایشیا کے بعض بادشاہوں کے حالات پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے اپنے لئے "خدائی اختیارات" تجویز کر کے اس خیال کو فروغ دیا کہ بادشاہ غلطی نہیں کر سکتا چنانچہ فرعون کو دیکھئے کہ جب حضرت موسےٰ علیہ السلام نے اسے کہا کہ ھل لک الیٰ ان تزکیٰ کہ کیا تو تزکیہ نفس چاہتا ہے تو اس نے اس خیال سے کہ قوم کہیں یہ نہ سمجھے کہ ابھی میں خود ناپاکی میں پھنسا ہوا ہوں اپنے دعوےٰ الوہیت کی بنا پر یہ کہہ کر اپنی عظمت کا اظہار کیا کہ انا ربکم الاعلیٰ۔ پھر حضرت مسیح ناصری علیہ السلام کی تختگاہ پر متمکن ہونے والے بعض ایسے پوپ "خلیفۃ المسیح" کہلائے جنہوں نے اپنی معصومیت کے متعلق بلند بانگ دعاوی کئے لیکن اپنی جرأت رندانہ سے کلیسا کی فضا کو مسموم کیا اور خواہ کو نفس کشی کی تلقین کرتے ہوئے خود ان کے اپنے مونہوں سے بادہ دوشینہ کی بو آتی رہی اور ان کے مقدس جبوں پر ایسے بدنما داغ پڑ گئے جو زمانہ کے دھارا سے بھی نہ دھل سکے اور نہ ہی دھل سکتے ہیں مگر اس کے باوجود ان کے "تقدس" کے دعاوی بدستور قائم اور ان کے پیرو ان کو "مقدس" مانتے رہے۔ پھر احبار و رہبان کو دیکھئے کہ باوجود حرام خوری اور بدعملی کے جس کا قرآن کریم نے صراحت سے تذکرہ فرمایا ہے انہوں نے اپنے لئے وہ مقام تجویز کیا جس کی وجہ سے قوم ان کو اپنے "ارباب" سمجھتی رہی۔ حسن بن صباح کے حالات کا مطالعہ کیجئے اس نے دعوےٰ ایسا کیا جس میں اس کی تمام عملی

کمزور پائے، کانپ گئیں۔ پھر جن کی نوری بیعت جناب بہاءاللہ کو دیکھئے، جس کی عملی حالت پر دنیا ہزار اعتراض کرے لیکن وہ کہتا ہے کہ میں عصمت کبریٰ کے اس مقام پر ہوں کہ اگر امانت کو امن کہوں، کفر کو ایمان کہوں گناہ کو ثواب کہوں تو وہی ٹھیک، اتنا ہو گا جو میں کہتا ہوں یہ اسی دعوے کا ایک دوسرا رنگ ہے جو ایک مدعی نے ان الفاظ میں کیا ہے کہ:-

"اگر تم سچے اعتراض تلاش کر کے بھی میری ذات پر کرو گے تو خدا کی تم پر لعنت ہوگی اور تم تباہ ہو جاؤ گے"

"اگر کوئی کہتا پھرے کہ اس نے فلاں فیصلہ غلط کیا یا فلاں غلطی کی چاہے وہ غلطی ہو پھر بھی خدا تعالیٰ اسے پکڑے گا"

پھر ہز ہائی نس سر آغا خاں کو دیکھئے کہ جن کا دعوے اتنا بڑا ہے کہ ان سے کسی غلطی کا صدور ممکن ہی نہیں۔ بیرون ملک میں ان کے پیروؤں کو دیکھئے جو اپنے امام کو اس رنگ میں بیان کرتے ہیں جس سے دھوکا کھا کر ان کے مرید یہ سمجھتے ہیں کہ شراب کا پیالہ بھی اگر ان کے ہونٹوں سے لگ جائے تو وہ دودھ بن جاتا ہے۔ غرضیکہ جہاں اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق کی ہدایت کے لئے اپنی طرف سے صادق مصلح ہر زمانہ میں بوقت ضرورت بھیجتا ہے وہاں ایسے لوگ بھی ہر زمانہ میں پائے جاتے ہیں جو خود یا چند رازداروں کی سازش سے مصلحین ربانی کی طرح دعاوی کرتے اور اپنے لئے ان سے بھی بڑا یا ان کے برابر مقام تجویز کرتے ہیں اور پھر ایک جتھا بھی ان کے ساتھ ہو جاتا ہے جو ان کے ہر اشارہ پر ناچتا ہے اور ان کی ہر آواز کو خدائی آواز سمجھتا ہے۔

صادق و کاذب میں مابہ الامتیاز

یہ حالات دیکھ کر ایک متلاشی حق کے دل میں طبعاً یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ جھوٹے مدعیان اصلاح کے اس قسم کے دعاوی کے باوجود ایک بڑا گروہ ان کے ساتھ ہوتا ہے جو والہانہ عقیدت رکھتا ان کے اشارہ پر اپنی جان، مال اور عزت آبرو تک قربان کر دیتا ہے اور وہ مدعی ایک عرصہ تک اپنی من مانی کارروائیاں کرتے ہیں، پھر کس طرح معلوم کیا جائے کہ واقعی خدا تعالیٰ کی طرف سے صادق مصلح کون ہے اور کاذب کون؟ اس کا جواب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ارحم الراحمین نے جو کامل کتاب بنی نوع انسان کی ہدایت اور رہنمائی کے لئے نازل فرمائی اس میں صادق مصلحین کی شناخت کے معیار بوضاحت بیان فرما دیئے جن میں کوئی بات تشنہ نہیں چھوڑی ان پر ہر ایک ایسے مدعی کو پرکھا جا سکتا ہے جھوٹے اور سچے صادق اور کاذب حقیقی اور بناوٹی مدعیوں کی شناخت کا سہل ترین طریقہ وہی ہے جس کو منہاج نبوت کہا جاتا ہے اور جس کے بہت سے معیار اللہ تعالیٰ نے بیان فرما دیئے اس لئے ہر متلاشی حق کا فرض ہے کہ جب اس کے سامنے کسی مدعی اصلاح کا دعوے آئے تو وہ خود "منہاج نبوت" پر پرکھ کر دیکھے، اگر وہ ان بیان فرمودہ معیاروں پر پورا اترتا ہے جن کا عملی نمونہ سید الانبیاء حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی پاک زندگی میں دکھایا ہے تو سمجھ لینا چاہیئے کہ مدعی یقیناً منجانب اللہ ہے اور خاص کر احمدی کہلانے والے احباب کے لئے تو یہ معلوم کرنا کچھ بھی مشکل امر نہیں کیونکہ چودھویں صدی کے سر پر دعوے کرنے والے ایک مصلح کو انہوں نے ربانی مصلح تسلیم کیا ہے جس کسوٹی پر اس کو پرکھ کر انہوں نے اسے مصلح ربانی سمجھ کر قبول کیا اسی پر کسی دوسرے مدعی کو پرکھ لینا چاہیئے اس سے یہ حقیقت خود بخود آشکارا ہو جائے گی کہ مدعی صادق ہے یا کاذب؟ ایسے احباب کے غور و فکر کے لئے ہم چند موٹے موٹے معیار پیش کرتے ہیں جن کو وہ خود بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کے ثبوت میں پیش کرتے رہے ہیں وھو ھذا:-

پہلا معیار

اللہ تعالیٰ کا قانون یہ ہے کہ مصلحین ربانی بعثت سے پہلے نہایت غریب اور ضعیف سمجھے جاتے ہیں، وہ گوشہ تنہائی میں ایک گمنامی کی زندگی بسر کرتے ہیں دنیا ان کو ذلیل اور کمزور سمجھتی ہے، وہ بے یار و مددگار ہوتے ہیں اور نہایت بے سرو سامانی کی حالت میں ہوتے ہیں، کوئی جماعت ان کے ساتھ نہیں ہوتی کسی تنظیم کے وہ ہیڈ نہیں ہوتے، کسی سوسائٹی کے وہ پریذیڈنٹ نہیں ہوتے۔ عقیدتمندوں کا کوئی گروہ ان کی پیٹھ پر نہیں ہوتا، وہ دنیاوی جھنجھٹوں سے آزاد اور دنیاوی اقتدار سے بے نیاز ہو کر کنج تنہائی میں بیٹھ کر اپنے معبود کی عبادت میں وقت گزارتے اور اسی میں لذت محسوس کرتے ہیں۔ اس میں ایک راز تو یہ ہوتا ہے کہ تا اللہ تعالیٰ اپنی ہستی کے ثبوت دے اگر مصلحین ربانی کو پہلے سے دنیاوی شان و شوکت حاصل ہو اور کوئی جتھا پہلے سے ان کی پشت پر موجود ہو تو دعوے کرنے کے بعد اس کی ترقی خارق عادت طور پر اللہ تعالیٰ کی قدرت نمائی کا نشان نہیں ہو سکتا اور نہ ہی وہ مدعی کی صداقت کا ثبوت سمجھا جا سکتا ہے کیونکہ اس صورت میں ہر شخص یہ کہہ سکتا ہے کہ اس کی یہ ترقی اور کامیابی اس کے پہلے اقتدار کی وجہ سے ہوئی ہے نہ کہ اللہ تعالیٰ کی تائید سے اس لئے اللہ تعالیٰ کا قانون یہ ہے کہ ونرید ان نمن علی الذین استضعفوا فی الارض ونجعلھم ائمۃ ونجعلھم الوارثین (القصص آیت ۵) یعنی ہم یہی چاہتے ہیں کہ وہ لوگ جو زمین میں ضعیف اور کمزور سمجھے جاتے ہیں ان پر یہ احسان کریں کہ انہیں دنیا کا امام بنائیں اور اس کمزور حالت سے اٹھا کر ان کو زمین کا وارث کر دیں۔ غرضیکہ اس طرح سے

قدرت سے اپنی ذات کا دیتا ہے حق ثبوت
اس بے نشاں کی چہرہ نمائی یہی تو ہے

کے موجب اللہ تعالیٰ کی ہستی اور اس کی چہرہ نمائی کا ثبوت ملتا ہے وہاں مصلح ربانی کی صداقت کا بھی ناقابل تردید ثبوت ہوتا ہے۔ چنانچہ سیدنا و مولانا حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے الم یجدک یتیما فاویٰ کہ کیا ہم نے تجھ کو یتیم پا کر پناہ نہیں دی ووجدک ضالا فھدیٰ اور تجھے وارفتہ محبت پا کر تجھ پر اپنی جلوہ نمائی کی ووجدک عائلا فاغنیٰ اور تجھے تنگ دست پا کر غنی کر دیا۔

باقی رہا دعوے سے قبل گوشہ تنہائی میں یاد خدا میں مشغول رہنا یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دعویٰ کی زندگی سے پہلی زندگی میں خوب نظر آتا ہے جس کے مخالف مؤرخین بھی معترف ہیں ہمارے احباب کا بھی یہ مسلمہ عقیدہ ہے کہ:-

"انبیاء کرام فطرتی طور پر خلوت پسند ہوتے ہیں ان کو شہرتوں سے نفرت ہوتی ہے حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں ؎

ابتداء سے گوشہ خلوت رہا مجھ کو پسند
شہرتوں سے مجھ کو نفرت تھی ہر اک عظمت سے عار

اگر قدرت کا زبردست ہاتھ ان کو کھینچ کر باہر نہ لے آتا تو وہ ہمیشہ کے لئے گوشہ تنہائی کو ہی کنج عافیت سمجھتے اور کبھی دنیا کے سامنے نہ آتے یہی وجہ ہے کہ وہ اپنے دعوے کے متعلق جلدی نہیں کرتے ان کی کمال سادگی ان کے دعوے کی سچائی کی زبردست دلیل ہوتی ہے اور ان کی عدم بناوٹ پر بین گواہ وہ خدا کے بلانے پر بولتے ہیں اور اس کی اطاعت میں محو رہتے ہیں"

(معین المبلغین مطبوعہ قادیان صفحہ ۹۰)

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام خود فرماتے ہیں:-

"اور میں اپنے باپ کی موت کے بعد خود محروموں کی طرح ہو گیا اور میرے پر ایک ایسا زمانہ گذرا ہے کہ بجز چند گاؤں کے لوگوں کے اور کوئی مجھے نہ جانتا تھا یا کچھ اردگرد کے دیہات کے لوگ تھے کہ روشناس تھے اور میری یہ حالت تھی کہ سفر سے گاؤں میں آتا تو کوئی مجھ کو پوچھتا کہ تو کہاں سے آیا ہے اور اگر میں کسی مکان میں اترتا تو کوئی سوال نہ کرتا کہ تو کہاں اترا ہے اور میں اس گمنامی اور اس حالت کو بہت اچھا جانتا تھا اور شہرت اور عزت اور اقبال سے پرہیز کرتا تھا .... پھر میرے رب نے

مجھے دعوت اور برگزیدگی کے گھر کی طرف
کھینچا اور مجھے اس بات کا کوئی علم نہ
تھا کہ وہ مجھے مسیح موعود بنائے گا
اور اپنے عہد مجھ میں پورے کریگا
اور میں اس بات کو اپنا دوست رکھتا
تھا کہ گمنامی کے گوشہ میں چھوڑا جاؤں۔"

(ریویو جلد ۲ فروری ۱۹۰۳ء صفحہ ۵۸)

ان حقائق سے یہ بات ثابت ہے کہ صادق مصلحین ربّانی دعوے سے قبل گوشۂ تنہائی میں بیٹھ کر اپنا وقت ذکر الٰہی میں گذارتے ہیں اور وہ اس وقت تک دعویٰ نہیں کرتے جب تک کہ اللہ تعالیٰ ان کو حکم نہ دے دوسرے یہ کہ ان کی ابتداء غربت اور بیکسی کی حالت سے شروع ہوتی ہے، جو شخص ہمارے سامنے خدا تعالیٰ کی طرف سے مصلح بن کر آنے کا مدعی ہو اس کی دعوے سے قبل کی حالت کو دیکھ لینا چاہیئے۔ اگر اس کی دونوں حالتیں انبیاء ما قبل کے منافی ہیں تو پھر دوسرے معیاروں پر بھی اسے پرکھنے کی ضرورت ہے، اور اگر اس کا بچپن اور جوانی بجائے گوشۂ تنہائی میں بیٹھ کر یاد الٰہی کرنے کے سیر و شکار اور اپنا اقتدار حاصل کرنے کے جوڑ توڑ کرنے میں گذری ہے، اور وہ اپنے زمانہ کے کسی بہت بڑے دنیاوی یا روحانی پیشرو کا بیٹا ہے اور کسی بین الاقوامی شہرت رکھنے . . . . والی نمایندہ انجمن کا پریذیڈنٹ ہونے کے علاوہ کسی ایسی دوسری تنظیم کا بانی اور سربراہ بھی ہے جو اس کے اقتدار کے لئے جدوجہد کر رہی ہو، اور اندرون ملک اس تنظیم کے ممبران اس کے تقدس اور اہلیت اور حقدار ہونے کا پروپیگنڈا بھی کر رہے ہوں وہ خود ایک ماہنامہ اور ایک ہفت روزہ اخبار کا ایڈیٹر بھی ہو لوگ اس کو اپنا مرشد زادہ سمجھ کر بچپن سے ہی "میاں" سمجھ کر اس کے ہاتھ چومتے اور تعظیم کرتے ہوں اور اس کے حامیوں اور مریدوں نے پہلے سے اس کو عظیم الشان پیشگوئی کا مصداق بتا کر تحریری و تقریری پروپیگنڈا شروع کر رکھا ہو، اور یہ پروپیگنڈا متواتر تیس سال تک جاری رہا ہو، اور وہ خود بھی تیس برس سے کلی طور پر ایک بہت بڑی جماعت کا "واجب الاطاعت امام" بن چکا ہو، لاکھوں آدمی اس کے اشارہ پر ناچنے والے دنیا کے مختلف گوشوں میں موجود ہوں اور وہ خود بھی تیس سال متواتر اس قسم کی تقریریں کرکے علانیہ اپنے آپ کو کسی پیشگوئی کا مصداق کہتا رہا ہو اور پھر وہ تیس سال کے بعد جا کر یہ اعلان کر دے کہ خدا نے مجھے فلاں پیشگوئی کے موجب "مصلح موعود" بنا کر کھڑا کیا ہے تو اس کا یہ دعویٰ دو صورتوں سے خالی نہیں پہلی یہ کہ ایسے مدعی کے دعویٰ کی بنیاد ہی نفس کے افتراء پر سمجھی جائے اور اگر ایسا شخص منجانب اللہ ہو سکتا ہے جس نے دعوے کرنے سے پہلے کبھی ایک ہفتہ کے لئے بھی گوشۂ تنہائی میں بیٹھ کر سنتِ انبیاء کو پورا نہیں کیا اور دعوے کرنے سے پہلے ہی وہ "امامت اور پیشوائی" کی آخری منزل پر پہنچ چکا ہو تو پھر ماموران الٰہی کے دعوے کی ابتداء غربت اور بیکسی سے ہونے اور دعوے سے پہلے انکے گوشۂ تنہائی میں بیٹھنے کو منہاج نبوت نہ قرار دیا جائے مگر مشکل یہ ہے کہ یہ سنت ماموریں تواتر سے ثابت ہے اور قرآن مجید میں بھی اسکو بیان فرمایا ہے پھر یا تو ان سب امور کے برعکس حالات میں دعویٰ کرنے والے شخص کو جھوٹا سمجھا جائے اور یا پھر معاذ اللہ گذشتہ سب ماموریں کا انکار کیا جائے، اور اگر مدعی صادق ہے تو پھر اس کے اندر یہ دونوں باتیں ثابت کی جائیں جو اس کو صادق ماننے والے احباب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کے ثبوت میں منہاج نبوت کے طور پر پیش کرتے رہے ہیں۔

باقی ——— باقی

(بقیہ خطبہ از صفحہ ٦)

آپ کے کلام میں فصاحت پائی جاتی تھی، حضور فرماتے ہیں **ادّبنی ربّی ونشأت فی بنی سعد** میرے ربّ نے مجھے زبان کی تعلیم دی اور دوسری وجہ میری فصاحت کی بنی سعد میں پرورش پانا ہے، اور فرمایا **اوتیت بجوامع الکلم** حدیث سے بھی اور قرآن سے بھی اس کی شہادت ملتی ہے۔ یہ تین آیتیں سورۃ الکوثر کی ہیں، کتنا بڑا مضمون ان تین آیتوں میں پایا جاتا ہے۔ اس رنگ میں بھی آپ کو کوثر دیا گیا۔

نماز میں اخلاص

تو سورۃ ماعون میں اس بخیل کا ذکر جو نماز پڑھتا ہے لیکن دل اس کا اپنے کارخانہ میں ہے، کبھی کھیت اور تجارت میں ہے، فرمایا یہ اخلاص کا نشان نہیں نماز میں اخلاص ہونا چاہیئے، **فصلّ لربّک** نماز میں اخلاص ہو محض رضائے الٰہی کے لئے نماز پڑھی جائے، زبان کے ساتھ دل بھی شامل ہو، **یراؤن** - بخیل کی نماز دکھاوے کی ہے، مال جمع کرتا ہے، دن رات اس کا خیال ہے اور گنتا رہتا ہے **ویمنعون الماعون**، صدقہ و خیرات کرنے مخلوق خدا کی خدمت کرنے سے منع کرتے ہیں، اس کے مقابل میں فرمایا **وانحر** - مخلوق کی خدمت گذاری اور اس کی امداد میں اپنے آپ کو لگا دو، اس قدر مختصر کلام اور ایسا جامع مضمون کون بیان کر سکتا ہے آپ کو ہر رنگ میں کوثر بھی دیا، اخلاق فاضلہ اور خدا کی معرفت سکھائی، مخلوق خدا کی ہمدردی کا سبق دیا، اور دشمنوں کی ناکامی و نامرادی کی خبر دی۔

سورۃ کوثر ایک معجزہ ہے

کتنی باتیں ان آیتوں میں جمع کر دیں، اور یہ اعلیٰ درجہ کا ریکارڈ جو سامنے رکھا ہے اس سے امت کا ایمان بڑھانا مقصود ہے، کہ ایک یتیم بے کس کو اللہ تعالیٰ نے عالی مقام پر پہنچا دیا، ویسے تو سارا قرآن مجید بہترین کلام ہے، جس کا کوئی مقابلہ نہیں کر سکتا لیکن یہ تین آیتیں تو ایک بہت بڑا معجزہ ہیں ان کے مقابل بھی بڑے سے بڑے فصیح اللسان عرب ایک آیت نہ بنا سکے مسیلمہ کذاب نے کچھ مقابلہ کی ٹھانی اور دو چار اوٹ پٹانگ آیتیں لکھیں، لیکن ان میں نہ فصاحت تھی، نہ معرفت الٰہی، نہ اعلیٰ درجہ کا مضمون اور آج ان کو کوئی جانتا بھی نہیں، عرب کے فصیح اللسان اس کا مقابلہ نہ کر سکے، اہل یورپ میں عربی کے بڑے بڑے فضلا ہیں، وہ بھی کچھ نہ دکھا سکے، مصریوں اور شامیوں میں بڑے بڑے عربی کے فصحا ہیں، جن کی مادری زبان عربی ہے، ان کو بھی مقابلہ کی جرأت نہ ہوئی، دل میں دشمنی ہے لیکن کچھ نہیں کر سکتے، نہ پہلے لوگ مقابلہ کر سکے، نہ پچھلے، یہ خصوصیت قرآن ہی کی ہے، اور اس کی تعلیم بھی ایسی ہے، جس کا مقابلہ نہیں ہو سکتا۔

توحید الٰہی اور اخوت انسانی

خدا ایک ہے اس سے آگے کیا کوئی تعلیم سنے گا، تمام انسانیت ایک ہے، یہ بھی بے نظیر اصول ہے جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تلقین کیا، ویسے تو درجہ اور مرتبے کے لحاظ تمام انسان برابر نہیں ہو سکتے، کوئی عالم ہے، کوئی جاہل، کوئی سرمایہ دار ہے، کوئی مزدور، کوئی حاکم اور بادشاہ ہے اور کوئی فقیر لیکن انسانیت کے لحاظ سے سب ایک ہیں، قانون میں مساوات ہے، درجہ میں مساوات نہیں، محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ اصول آخر کار دنیا کو ماننے پڑیں گے۔ نیکی سب انسانوں میں پائی جاتی ہے۔

ایک سکھ کا اسلام

ایک مسلمان شخص آج پاکستان سے امرتسر گیا وہ ایک سکھ کے گھر جا کر رہا، یہ سکھ بظاہر سکھ تھا لیکن اندرونی طور پر مسلمان تھا، اس کے اندر اسلام ہے۔ لیکن پولیٹیکل طور پر وہ سکھوں ہی میں شامل ہے جھٹکے رکھتا ہے، یہ جھٹکے کیا ہیں، نمازیوں کی طرح بال رکھے ہوئے ہیں لیکن الٹے، گوشت کھاتے ہیں لیکن الٹا ذبح کرکے، اور سردار کہلاتے ہیں جو مسلمانوں کا خطاب ہے وہ توحید کے قائل ہیں، اس طرح اسلام اندر ہی اندر اپنا کام کرتا جا رہا ہے اسلام کے یہ اصول آخر کار دنیا کو ماننے پڑیں گے، اور یہی مذہب دنیا میں کامیاب ہوگا، اگر سب لوگ کلمۂ شہادت نہ پڑھتے نظر آئیں۔

دعائے مغفرت } چند دن بیمار رہنے کے بعد والدہ ماجدہ صاحبہ وفات پا گئیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ احباب جماعت سے جنازہ غائبانہ کی درخواست ہے۔
عبدالحفیظ۔ ہیڈ ماسٹر مسلم ہائی سکول بدوملہی

فراخ پیشانی
دلکش مسکراہٹ
روشن مستقبل کی ضمانت!

تصحیح پیغام صلح کے شمارہ ۴۶ مؤرخہ ۱۵ نومبر ۱۹۶۱ء میں مندرجہ ذیل اغلاط کی احباب تصحیح فرمائیں:-

ص۲ کی بغلی سرخی میں نظر کے بعد جو نقطہ وغیرہ ہے اسے حذف کر دیا جائے۔

ص۴ کالم ۳ سطر ۴ انتباہ کی جگہ انتہاء پڑھا جائے۔

ص۸ کالم ۱ سطر ۱۰ میں ملزد خوار کی جگہ ملزم و خوار پڑھا جائے۔

ص۸ کالم ۱ سطر ۱۷ آخری لفظ خیر رسل پڑھا جائے۔

ص۸ کالم ۱ سطر ۳۶ کا آخری لفظ بہتر ہے۔

ص۸ کالم ۲ سطر ۲۹ گو چہ کی جگہ گرچہ لکھ لیں۔

ص۸ کالم ۲ کے آخری شعر میں باس کی جگہ باش درست ہے

ص۹ کالم ۱ سطر ۲۱ میں اندر وحشی جذا است پڑھا جائے۔

ص۹ کالم ۱ سطر ۳۶ ہیں کی بجائے کہ پڑھا جائے۔

ص۹ کالم ۲ سطر ۱۲ میں فطرت پڑھا جائے۔

ص۱۰ کالم ۲ میں تیسرے الہام میں خیر کے بعد الف کاٹ دیا جائے۔

ص۱۰ کالم ۳ سطر ۹، ۱۰ میں اس لئے دو دفعہ چھپ گیا ہے صرف ایک دفعہ صحیح ہے۔

ص۱۰ کالم ۳ سطر ۲۴ میں دعوت دے میں دے کا لفظ زائد ہے

ص۱۱ کالم ۲ سطر ۲ میں ان ہوئی کی جگہ ان ہونی پڑھا جائے

ص۱۱ کالم ۲ پانچواں الہام یحیی الدین ویقیم الشریعۃ پڑھا جائے۔

وفات بیگم صاحبہ چوہدری محمد لطیف صاحب سیکرٹری مارکیٹ کمیٹی خانیوال طویل علالت کے بعد بروز جمعۃ المبارک مؤرخہ ۱۷/۱۱ کو وفات پا گئی ہیں، انا للہ وانا الیہ راجعون۔ احباب جماعت سے مرحومہ کا غائبانہ جنازہ پڑھنے کی استدعا ہے۔

بحرِ حکمت کے موتی بسلسلہ صفحہ اوّل

فضّل اللہ المجٰھدین باموالھم وانفسھم علی القٰعدین اجرًا عظیمًا درجٰت منہ ومغفرۃً ورحمۃً۔
(نساء ۹۵ ۲۴)

ص۔ عزیزاں بے خلوص وصدق نکشاید ایں راہ
مصفا قطرہ باید کہ تا گوہر شود پیدا (مسیح موعود)

ترجمہ:۔ اے عزیزو! بغیر اخلاص اور سچائی کے کسی راہ کو کھول نہیں سکتے۔ مصفا قطرہ چاہیئے تاکہ موتی پیدا ہو۔
(غلام قادر عفی عنہ)

پیغام صلح مورخہ ۲۲ نومبر ۱۹۶۱ء۔ رجسٹرڈ ایل ۸۲۸ شمارہ ۴۷

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ہم تو رکھتے ہیں مسلمانوں کا دیں
دل سے خدّامِ ختمِ المرسلین

تم ہمیں دیتے ہو کافر کا خطاب
کیوں نہیں لوگو تمہیں خوفِ عقاب

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا خصوصی ترجمان

ہفت روزہ

پیغامِ صلح لاہور

زرِ مبادلہ
پاک و ہند سے
چھ روپے
بیرونی ممالک سے
ایک پونڈ

ہر بدھ کو شائع ہوتا ہے
تار کا پتہ:۔ "تبلیغ" لاہور
فون نمبر:۔ ۳۷۳۷
مدیر:۔ دوست محمد
مدیر معاون:۔ بشیر احمد سوز

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸
فی پرچہ ۱۳ پیسے

جلد ۴۹ | یوم چہار شنبہ مؤرخہ ۲۰ رجمادی الثانی ۱۳۸۱ھ ۔ مطابق ۲۹ نومبر ۱۹۶۱ء | نمبر ۴۸

اُمراء اور حکمرانوں سے خطاب

مَلفُوظاتِ حضرت مسیح موعود علیہ السلام

اے امیرو اور بادشاہو! اور دولتمندو!! آپ لوگوں میں ایسے بہت ہی کم ہیں جو خدا سے ڈرتے اور اس کی تمام راہوں میں راستباز ہیں۔ اکثر ایسے ہیں کہ دنیا سے اور دنیا کے املاک سے دل لگاتے ہیں اور پھر اسی میں عمر بسر کر لیتے ہیں اور موت کو یاد نہیں رکھتے۔ ہر ایک امیر جو نماز نہیں پڑھتا اور خدا سے لاپرواہ ہے اس کے تمام نوکروں چاکروں کا گناہ اس کی گردن پر ہے۔ ہر ایک امیر جو شراب پیتا ہے اس کی گردن پر ان لوگوں کا بھی گناہ ہے جو اس کے ماتحت ہو کر شراب میں شریک ہیں۔ عقلمندو یہ دنیا ہمیشہ کی جگہ نہیں۔ تم سنبھل جاؤ۔ تم اس بے اعتدالی کو چھوڑ دو۔ ہر ایک نشہ کی چیز کو ترک کرو۔ انسان کو تباہ کرنے والی صرف شراب ہی نہیں بلکہ افیون، گانجا، چرس، بھنگ، تاڑی اور ہر ایک نشہ جو ہمیشہ کے لئے عادت کر جاتا ہے وہ دماغ کو خراب کرتا اور آخر کار ہلاک کرتا ہے۔ سو تم اس سے بچو۔ ہم نہیں سمجھتے کہ تم کیوں ان چیزوں کو استعمال کرتے ہو جن کی شامت سے ہر ایک سال ہزارہا تمہارے جیسے نشہ کے عادی اس دنیا سے کوچ کر جاتے ہیں اور آخرت کا عذاب الگ ہے۔ پرہیزگار انسان بن جاؤ تا تمہاری عمریں زیادہ ہوں اور تم خدا سے برکت پاؤ۔ حد سے زیادہ عیاشی میں بسر کرنا لعنتی زندگی ہے حد سے زیادہ بدخلق اور بے مہر ہونا لعنتی زندگی ہے۔ خدا، یا اس کے بندوں کی ہمدردی سے لاپرواہ ہونا لعنتی زندگی ہے۔ ہر ایک امیر خدا کے حقوق اور انسانوں کے حقوق سے ایسا ہی پوچھا جائے گا جیسا کہ ایک فقیر بلکہ اس سے زیادہ۔ پس کیا بدقسمت وہ شخص ہے جو اس مختصر زندگی پر بھروسہ کر کے بکلی خدا سے منہ پھیر لیتا ہے۔ اور خدا کے حرام کو ایسی بے باکی سے استعمال کرتا ہے کہ گویا وہ حرام اس کے لئے حلال ہے۔ غصہ کی حالت میں دیوانوں کی طرح کسی کو گالی کسی کو زخمی اور کسی کو قتل کرنے کے لئے تیار ہو جاتا ہے اور شہوات کے جوش میں بے حیائی کے طریقوں کو انتہاء تک پہنچا دیتا ہے، سو وہ سچی خوشحالی نہیں پائے گا۔

(کشتیٔ نوح)

جلسۂ سالانہ کی تاریخیں جلسہ سالانہ امسال ۲۳-۲۴-۲۵-۲۶ دسمبر ۱۹۶۱ء بروز جمعہ۔ ہفتہ۔ اتوار۔ پیر منعقد ہوگا۔ ۲۳ دسمبر جلسہ خواتین کے لئے مخصوص ہے پروگرام آئندہ اشاعت میں درج ہوگا۔ جلسہ کے متعلق جملہ خط و کتابت افسر جلسہ سالانہ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام احمدیہ بلڈنگس لاہور کے پتہ پر کی جائے۔

بحرِ حکمت کے موتی

عَلیکم بقیامِ اللیل فانّہ دأبُ الصّٰلحین قبلکم و قُربۃ الی ربّکم و منھاۃٌ عن الاثام وتکفیرٌ للسیّئات و مطردۃٌ للدّاء عن الجسد۔

(الترمذی بحوالہ انتخاب صحاح ستّہ)

ترجمہ:۔

رات کو تہجد کے لئے اٹھنا تمہارے لئے ضروری ہے یہ طریقہ تم سے پہلے نیک بخت لوگوں کا تھا۔

(۱)۔ اس سے اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل ہوتا ہے۔

(۲)۔ آدمی گناہوں سے رُکتا ہے۔

(۳)۔ کوتاہیوں کا کفارہ ہے۔

(۴)۔ اور جسم کے دکھ درد دُور کرتا ہے

نوٹ:۔ انّ ناشئۃ الّیل ھی اشدّ وطأً و اقوم قیلاً۔ (المزمل آیت ۵)

ومن الّیل فتھجد بہٖ نافلۃً لک عسٰی ان یبعثک ربّک مقاماً محموداً

بنی اسرائیل آیت ۷۸

ہر کہ بر وقتِ سحر مشغول است
بر سرِ فرد ہست و مقبول است

(مسیح موعودؑ)

ہر وہ شخص جو آپ کے حکم کے موافق عمل کر رہا ہے، وہ لازماً منفرد شخص ہے اور خدا تعالیٰ کی بارگاہ میں مقبول۔

(غلام قادر عفی عنہ)

تبلیغی خطوط و کتابت

دیکھو خدا نے سارے جہاں کو جھکا دیا
گمنام پا کے شہرۂ عالم بنا دیا

(مرتبہ: شیخ غلام قادر صاحب)

نائجیریا

ترجمہ خط از معلم ابراہیم ادیسی منسٹری آف ورکس۔ نائجیریا۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مجھے آپ کا ارسال کردہ قرآن شریف وصول ہو گیا ہے بہت بہت شکریہ۔ اب میں باقاعدہ تبلیغ اسلام میں مشغول رہتا ہوں۔

میں آپ کو بہت مبارک خبر سناتا ہوں کہ قرآن کریم کی وصولی سے پہلے میری تبلیغی مساعی سے ہماری منسٹری کے میرے ایک ساتھی نے جو کہ پہلے عیسائی تھا اسلام قبول کر لیا ہے ان کا پہلا نام جیکب آلوجا مُذ تھا اور اب اسلامی نام عبدالرحمٰن رکھا گیا ہے۔ اللہ تعالے انہیں استقامت عطا فرمائے۔

میں بہت بہت شکر گزار ہوں گا اگر آپ انگریزی ترجمۃ القرآن کی ایک کاپی انہیں میری معرفت بھیجدیں۔

اللہ تعالے آپ کو بہت بہت کامیابی عطا فرمائے۔

(نو مسلم صاحب کے لئے قرآن بلاقمت اور لٹریچر اور خط بھیجا گیا)

آسٹریلیا

ترجمہ خط از مسٹر محمد بشارت احمد۔ آسٹریلیا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مجھے آپ کا خط مل گیا ہے جزاک اللہ۔ میں اپنے دو بچوں اور بیوی کے لئے محنت کرتا ہوں لہذا میں بطور پلاسٹر ملازمت کر رہا ہوں اور یہ ملازمت ایسی ہے جس سے بدن اور کپڑے سیاہ (میلے) ہو جاتے ہیں۔

اگر بگ جاب پر کام ہوتا ہے تو وہاں نماز کے لئے ایک خاموش الگ تھلگ جگہ مل جاتی ہے اور میں روٹی کھانے کے چالیس منٹ کے وقفہ میں نماز پڑھ لیتا ہوں "سمال بلڈنگ جاب" میں صاف اور خاموش جگہ نماز کے لئے نہیں ملتی پھر چالیس منٹ نہا دھو کر کپڑے بدلنے کھانا کھانے اور نماز کے لئے کافی نہیں ہیں۔

اب میں پوچھتا ہوں کہ ظہر کی نماز ایسی حالت میں کس طرح ادا کی جائے۔

مجھے اگر نماز کے لئے جگہ میسر آجائے تو میں بغیر صفائی بدن اور تبدیل لباس پڑھ لیا کرتا ہوں، اللہ تعالیٰ میری نماز قبول فرمائے۔

اگر جگہ نہ ملنے کی وجہ سے نماز نہ پڑھ سکوں تو میں کتاب پڑھتا رہتا ہوں۔ اسلام کے متعلق علم حاصل کرنے کو حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سب باتوں پر ترجیح دی ہے۔

میرے پیارے بھائی مجھ سے اس کے متعلق پورا پورا علم عطا فرمائیں (انہیں لکھا گیا ہے کہ ایسی صورت میں ظہر عصر کے ساتھ ملا کر پڑھ لیں یعنے چار فرض ظہر پڑھ ...... کر چار فرض عصر کے پڑھ لیں ......

......

میں اپنے کام کے ساتھیوں کو تبلیغ اسلام نہیں کر سکتا کیونکہ اگر میں ایسا کروں تو موقوف کیا جاؤں۔

تبلیغ اسلام سے یہاں کے لوگ بدکتے اور نفرت کرتے ہیں۔

یہاں کے اخبارات عیسائیت کی اشاعت حمایت کے لئے مضامین لکھتے رہتے ہیں اور اسلام اور مسلمانوں کے خلاف زہر اگلتے ہیں۔

بچوں کے لئے باتصویر رسالے لکھتے ہیں جن میں عام طور پر ہندوستانیوں کے خلاف اور خاص طور پر مسلمانوں کے خلاف زہر اگلا جاتا ہے وہ لوگ ان کو کتوں سے تشبیہ دیتے ہیں۔

ہم یہاں سنتے ہیں کہ لاہور میں مذاہب کی کانفرنس ہو گی جس میں عیسائی مذہب کے نمایندے "امن دنیا" کے لئے یہ کوشش کریں گے کہ تمام مذاہب کے لوگ ایک ہی مذہب پر قائم ہو جائیں یعنی عیسائیت پر سب جمع ہو جائیں۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ اگر ہم غیر ممالک کے لوگ آسٹریلیا میں رہے تو ہماری اولاد کو اسکولوں میں داخل نہیں کیا جا سکے گا۔

ہمارے اس جگہ دو سال کے تجربہ نے بتا دیا ہے کہ مسلمان کا مسلمان رہنا بڑا مشکل ہے ہمیں تو قرآن سے کچھ واقفیت ہے اور ہم اپنا بچاؤ کرنا جانتے ہیں۔ یہ لوگ کھلا کھلا کہتے ہیں کہ سفید لوگ رنگدار لوگوں سے اچھے ہیں۔

رسالہ "ایج" میں اپنے بچوں کو سکھاتے ہیں کہ کلرڈ لوگوں سے سفید فام بہت اچھے ہیں۔ جیسے وہ سفید ہیں ویسے ان کے اندرونے سفید ہیں۔

میں کوشش کر رہا ہوں اگر مجھے کافی روپیہ میسر آگیا تو میں اس ملک کو چھوڑ جاؤں گا یہ ملک یورپ کے ممالک سے بہت برا ہے۔ والسلام

(انہیں خط لکھا گیا اور مزید لٹریچر بھیجا گیا)

دعائے صحت و امداد

میری اہلیہ صاحبہ جگر کی مریضہ ہیں کافی عرصہ سے اس مرض میں مبتلا ہیں۔ بزرگان سلسلہ کی خدمت میں دعا کی درخواست ہے اور اگر کوئی دوست یا بزرگ اس مرض کے سلسلہ میں میری امداد کر سکیں تو عنایت ہو گی۔ (سبحان خان از کوئٹہ)

کیا دعوٰئے الہام ختمِ نبوّت کے منافی ہے؟

منجملہ ان فتنوں کے جو اس زمانہ میں اسلام کے اندر پیدا ہوئے ہیں۔ ایک بہت بڑا فتنہ وحی و الہام کا انکار ہے۔ کہا جاتا ہے، کہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد وحی و الہام کا دعوٰے ختمِ نبوّت کے منافی، اور قرآن کریم کے خاتم الکتب ہونے کی تغلیط ہے، اس خیال پر سب سے زیادہ زور پرویز صاحب کی طرف سے دیا جا رہا ہے۔ چنانچہ گزشتہ اتوار بھی انہوں نے اپنے درسِ قرآن میں اس بات پر خاص طور پر زور دیتے ہوئے قرآن کریم کے بعد مُدعی الہام و وحی کو ختمِ نبوّت کا منکر قرار دیا۔

یہ خیال جہاں تک ہم سمجھتے ہیں اس غلط نظریہ کی وجہ سے پیدا ہوا ہے کہ وحی و الہام کو نبوّت کے مترادف سمجھ لیا گیا ہے، حالانکہ علمائے اُمت نے وحی نبوّت اور وحی ولایت میں فرق کرتے ہوئے اوّل الذکر کو بعد خاتم النبیّین صلعم منقطع قرار دیا ہے۔ اور وحی ولایت کو جو مبشرات کا دوسرا نام ہے، امتِ محمدیہ میں جاری و ساری قرار دیا ہے، پھر یہ کوئی ایسا عقیدہ نہیں جو محض نظریات ہی سے تعلق رکھتا ہو، بلکہ اُمتِ محمدیہ کی چودہ سو سالہ تاریخ اس بات پر شاہدِ ناطق ہے کہ وحی ولایت یا مکالمات و مخاطباتِ الٰہیہ کا سلسلہ ہمیشہ جاری رہا ہے اور ہر ملک اور ہر زمانہ میں ایسے اولیاء اللہ ہو گزرے ہیں جن کو اللہ تعالےٰ کی طرف سے وحی و الہام کا شرف حاصل ہوتا رہا، حضرت محی الدین ابن عربی، حضرت سید عبدالقادر جیلانی، حضرت امام غزالی، حضرت خواجہ معین الدین چشتی، حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی، حضرت شیخ احمد سرہندی اور بہت سے دیگر اولیاء اللہ جو مختلف ملکوں اور مختلف زمانوں میں پیدا ہوئے، صاحب الہام بزرگ تھے۔ اور ان کے ملفوظات میں وہ الہامات اب تک موجود ہیں، جو اللہ تعالےٰ کی طرف سے ان پر القا ہوئے۔

یہ واقعات کی شہادت ہے جو چودہ سو سال کے طویل عرصہ میں ہر زمانہ اور ہر ملک میں ملتی رہی، اور یہ بھی واقعات ہی سے ثابت ہے، کہ آج تک کسی نے ایسے الہامات کو ختمِ نبوّت کے منافی قرار نہیں دیا، نہ انہیں وحی نبوّت سمجھا گیا ہے بلکہ وحی ولایت یا مبشرات کے نام سے انہیں اولیاء اللہ کا ایک امتیازی نشان سمجھا جاتا رہا ہے، اور فی الحقیقت ولایت کا مقام اسی وقت متعین ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالےٰ اپنے اس بندہ کو جسے اپنا دوست یا ولی بناتا ہے، اپنے الہام و کلام سے مشرف فرمائے، ورنہ اس شخص کو دوست کیونکر قرار دیا جاسکتا ہے جو اپنے دوست سے ہم کلام ہی نہ کرے، اور کس طرح یہ سمجھا جاسکتا ہے کہ وہ شخص ولی اللہ ہے جس کے ساتھ اللہ تعالےٰ بولتا ہی نہ ہو۔ کیا خدا تعالےٰ کے متعلق یہ سمجھا جائے کہ وہ معاذ اللہ صفتِ تکلّم سے عاری ہو چکا ہے، یا یہ خیال کیا جائے کہ ختمِ نبوّت کے بعد اُس نے بالکل چُپ سادھ لی ہے تاکہ ایسا نہ ہو کہ وہ کسی پر الہام کرے اور وہ نبی بن بیٹھے؟ یہ دونوں باتیں جیسا کہ ہم اوپر ثابت کر آئے ہیں واقعات کے صریح خلاف اور اُمتِ محمدیہ کی چودہ سو سالہ تاریخ کے بالکل منافی ہیں، کیونکہ اللہ تعالےٰ ہر زمانہ میں اپنے بندوں سے ہم کلام ہوتا رہا اور ان میں سے ایک بھی ایسا نہیں جس نے اپنے الہام کو وحی نبوّت قرار دیا ہو، بلکہ ہمیشہ ایسے الہامات کو وحی ولایت ہی کے نام سے موسوم کیا گیا۔

پرویز صاحب کے سامنے ان احادیث کو پیش کرنا لاحاصل ہے، جن میں غیر انبیاء کے ساتھ مکالمہ الٰہیہ کے اجرا کا ذکر کیا گیا ہے، مثلاً وہ حدیث جس میں حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم سے پہلی امتوں میں ایسے لوگ ہوتے رہے ہیں جو نبی نہیں تھے، مگر اللہ تعالےٰ اُن سے ہم کلام ہوتا رہا[1]، اور اس امت میں بھی ایسے لوگ ہوں گے جیسے حضرت عمر رضی اللہ عنہ[1] یا یہ کہ نبوّت میں سے کچھ بھی باقی نہیں رہا مگر مبشرات[2]۔ ظاہر ہے کہ پرویز صاحب جو حدیثوں کے قائل نہیں، ان احادیث کو مان نہیں سکتے اس لئے واقعات کی شہادت کے علاوہ قرآن کریم سے بھی ہم انہیں بتانا چاہتے ہیں کہ اولیاء اللہ پر مبشرات کا نازل ہونا اور الہام الٰہی سے انہیں مشرف کیا جانا ختمِ نبوّت کے منافی نہیں۔ قرآن کریم کا کھلا ارشاد ہے ان الذین قالوا ربنا اللہ ثم استقاموا تتنزل علیہم الملئکۃ الا تخافوا ولا تحزنوا وابشروا بالجنۃ التی کنتم توعدون، نحن اولیاؤکم فی الحیوۃ الدنیا وفی الاخرۃ ولکم فیہا ما تشتہی انفسکم ولکم فیہا ما تدعون یعنے وہ لوگ کہتے ہیں کہ ہمارا رب اللہ ہے، پھر اس پر استقامت کے ساتھ قائم ہو جاتے ہیں، ان پر فرشتے اترتے ہیں اور وہ انہیں کہتے ہیں کہ ڈرو نہیں اور نہ غم کھاؤ اور اس جنت کے حصول کی تمہیں خوشخبری ہو، جس کا وعدہ تمہیں دیا گیا۔ ہم دنیا کی زندگی میں بھی تمہارے دوست ہیں اور آخرت میں بھی اور تمہارے لئے ہے جو کچھ تم چاہو، اور تمہارے لئے ہے جس کی تمہیں دعوت دی گئی ہے، اب فرمائیے، اس آیت میں فرشتوں کے نزول اور ان کے خوشخبری دینے کا کیا مطلب ہے؟ کیا یہ وہ الہام نہیں جو اللہ تعالےٰ اپنے نیک بندوں پر نازل فرماتا ہے، باوجود اس کے کہ وہ نبی نہیں ہیں؟

ایک اور جگہ فرماتا ہے:- الا ان اولیاء اللہ لاخوف علیہم ولاہم یحزنون، الذین امنوا وکانوا یتقون لہم البشرٰی فی الحیوۃ الدنیا وفی الاخرۃ یعنے سنو! بے شک اولیاء اللہ کو کوئی خوف نہیں نہ وہ غمگین ہوں گے وہ جو ایمان لائے اور تقوےٰ اختیار کرتے ہیں ان کے لئے دنیا میں بھی بشارتیں ہیں اور آخرت میں بھی، اب فرمائیے یہ بشارتیں دینے والا کون ہے؟ کیا وہ بشارتیں خدا تعالےٰ کی طرف سے اس کے نیک بندوں پر الہام و کلام کی صورت میں نازل نہیں ہوتیں؟ پرویز صاحب کو ان صریح آیات کی روشنی میں اپنے خیالات پر نظرِ ثانی کرنی چاہیئے، اور امت کو الہام و کلام الٰہی سے محروم قرار دے کر سابق امتوں سے بھی (جن میں موسےٰ کی والدہ اور مریم صدیقہ کو بھی الہام الٰہی سے مشرف کیا گیا باوجودیکہ وہ نبیہ نہ تھیں) گئی گذری اور مخذول و مردود نہ ٹھہرائیں بلکہ جیسا کہ حق ہے اس بات کو تسلیم کریں کہ الہام الٰہی اس امت کے بزرگ اولیاء پر ہمیشہ ہوتا رہا ہے اور ہوتا رہے گا جو اللہ تعالےٰ کی ہستی اور اس کی معرفت کا زندہ نشان ہے۔

---

[1] رجال یکلمون من غیر ان یکونوا انبیاء الخ

[2] لم یبق من النبوۃ الا المبشرات

زکوٰۃ انجمن کے بیت المال میں آنی چاہیئے

انجمن کے مالی سال ۶۱-۱۹۶۰ء کے اختتام پر پتہ پایا گیا ہے کہ زکوٰۃ کی وصولی امسال بہت ہی کم ہوئی ہے۔ جس سے عیاں ہے کہ صاحب نصاب حضرات زکوٰۃ نکالنے میں یا تو تساہل سے کام لیتے ہیں یا زکوٰۃ کی رقوم مرکز میں ارسال کرنے کے بجائے ادھر اُدھر حاجتمندوں میں بانٹ دیتے ہیں۔ یہ بالکل غیر مناسب بات ہے۔ زکوٰۃ اسلام کا دوسرا رکن ہے جس کی ادائگی کے لئے قرآن کریم اور احادیث میں بڑی تاکید آئی ہے یہاں تک کہ حضرت ابوبکرؓ کو زکوٰۃ ادا کرنیوالوں سے جنگ کرنی پڑی۔ اس کے ساتھ ہی شریعت کا یہ بھی حکم ہے کہ زکوٰۃ کا روپیہ بیت المال میں جمع ہو کر ان مصارف پر خرچ کیا جائے جو قرآن کریم نے مقرر کئے ہیں اور احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کے مصارف وہی ہیں جن کا قرآن نے حکم دیا ہے اس لئے ضروری ہے کہ زکوٰۃ کی رقوم انجمن کے بیت المال میں بھیجی جائیں۔ اب جبکہ زکوٰۃ کا مہینہ قریب آ رہا ہے امید ہے کہ ذی استطاعت اصحاب ابھی سے اپنے مالیات کا حساب کر کے زکوٰۃ کی رقوم

اخبار و افکار

جہاد کے متعلق علماء کا موجودہ نظریہ

کسی صاحب نے جنہوں نے اپنا نام نہیں لکھا ذیل کا شذرہ برائے اشاعت ارسال کیا ہے:-

رسالہ دیوبند بابت ماہ اکتوبر ۱۹۶۱ء کے صفحہ ۲۱ کالم اول میں مندرجہ ذیل عبارت ملاحظہ فرمائیے:-

"بہر حال اب ہر قسم کی جنگوں سے دنیا تنگ آ چکی ہے اور نفرت کی نظر سے دیکھتی ہے۔ اب کسی بھی حکومت کے ساتھ جنگ کرنے کی حاجت نہیں رہی۔ پہلے جو مسلمانوں کی طاقت اور سامان کے متعلق بیان کیا گیا ہے وہ صرف معلومات میں اضافہ کے لئے تھا کہ اگر ضرورت پڑے تو ہماری طاقت اور سامان یہ ہے۔ لیکن اب نظریاتی اور اصولی جنگ کا میدان ہے۔

"اس وقت ہمارا کام یہ ہے کہ لوگوں کے ذہنوں میں نظام اسلامی کی بلندی اور برتری کو بٹھانے کی کوشش کریں، جس دن ہم نظام اسلامی کی اس حقیقت کو دنیا کے سامنے نمایاں کر دیں گے اسی دن دوسرے نظاموں کا خاتمہ ہو جائے گا۔"

"اور یہ اس وقت تسلیم شدہ بلکہ آزمودہ بات ہے کہ پروپیگنڈا ایک زبردست طاقت ہے، اگر ہمارا پروپیگنڈا صحیح اصولوں پر جاری ہے اور نیز ممالک اسلامیہ کے قائدین پروپیگنڈے کے ان تمام ذرائع کو جو ان کے قبضہ و قدرت میں ہیں استعمال میں لائیں تو چند برسوں میں دعوت حق کو دنیا میں سب سے زیادہ طاقتور تحریک بنایا جا سکتا ہے اور اس کام کے لئے قدرتاً بڑی آسانیاں پیدا ہو چکی ہیں جو پہلے حاصل نہیں تھیں۔"

(مضمون مولانا ابو احمد عبداللہ لودھیانوی گوجرانوالہ فاضل دیوبند)

مندرجہ بالا عبارت پڑھ کر سخت تعجب ہوا۔ کیا حضرت مرزا قادیانی مرحوم نے اس سے کچھ زیادہ یا مختلف فرمایا تھا؟۔ کیا ان کے متبعین اس سے کچھ زیادہ کہتے ہیں؟ مرزا صاحب بھی تو یہی کہتے تھے کہ موجودہ حالات جنگ یا جہاد بالسیف کے متقاضی نہیں ہیں۔ بلکہ اب تبلیغ اور نشر و اشاعت کا زمانہ ہے۔ اب تحریر و تقریر کے ذریعہ سے اسلام کی برتری ثابت کرو۔ جہاد بالسیف کی شرائط مفقود ہیں لیکن اس بنا پر ان کی سخت مخالفت کی گئی اور طرح طرح کے الزام ان پر لگائے گئے مثلاً نسخ جہاد۔ برطانیہ کی خوشامد، سرکار پرستی غلامی کی حمایت وغیرہ۔ لیکن اب ان کے مخالفین وہی کہتے ہیں جو وہ کہہ گئے ہیں۔

انگریزی اخبار پائنیر لکھنؤ مورخہ ۲۲ر اکتوبر ۱۹۶۱ء میں مولانا حفظ الرحمان ایم پی سیکرٹری جمعیتہ علماء ہند دہلی، چودھری چرن سنگھ وزیر پولیس اتر پردیش کے الزاموں کا جواب دیتے ہوئے لکھتے ہیں کہ "موجودہ غیر مذہبی حکومت میں کوئی دیوانہ ہی جہاد بالسیف کا تصور کر سکتا ہے۔"

اس پر وہی شعر یاد آتا ہے

"ہر چہ دانا کند کند ناداں الخ"

یہی بات تو مرزا صاحب اور ان کے متبعین ستر برس سے کہہ رہے ہیں۔ پھر وہ گردن زدنی کیوں قرار دیئے جاتے ہیں؟

اخبار احمدیہ

گرنتھی صاحب کا انتقال

یہ افسوسناک خبر جماعت کے تمام حلقوں میں نہایت رنج و اندوہ سے سنی جائے گی کہ ہماری جماعت کے ایک درخشندہ گوہر شیخ محمد یوسف صاحب گرنتھی طویل عرصہ بیمار رہ کر ۲۸ر نومبر ۱۹۶۱ء کو فوت ہو گئے انا للہ وانا الیہ راجعون۔ گرنتھی صاحب نہ صرف جماعت احمدیہ کے ایک درخشندہ رکن بلکہ قابل ترین مبلغ تھے۔ وہ سکھ مذہب میں سے اسلام میں آئے تھے اور اپنی ذہنی صلاحیتوں اور خدمت اسلام کی دلی تڑپ کی وجہ سے اسلامی تعلیمات پر اس قدر عبور حاصل کر لیا تھا، اور اس کے ساتھ ہی سکھ اور ہندو مذہب پر بھی اتنی گہری نظر رکھتے تھے کہ بحث و مناظرات میں موخر الذکر ہر دو مذاہب پر اسلام کی فوقیت ثابت کرنے میں انہیں کوئی مشکل پیش نہ آتی تھی، احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کے ساتھ شروع ہی سے بطور مبلغ وابستہ رہے اور تبلیغی سلسلہ میں جہاں کہیں ضرورت پیش آئی بلا تامل جانے میں انہیں کبھی ہچکچاہٹ نہیں ہوئی۔

تقسیم ملک سے پہلے سامانہ ریاست پٹیالہ میں مستقل سکونت رکھتے تھے۔ پاکستان بننے کے بعد ملتان چلے آئے اور وہیں بیٹھ کر قرآن کریم کا گورمکھی اور ہندی ترجمہ کا کام کرتے رہے، خدا کا شکر ہے کہ گورمکھی ترجمہ تو مکمل ہو چکا ہے جو اس وقت انجمن کی تحویل میں ہے اور امید ہے کہ اس کی اشاعت پر انجمن جلد توجہ کرے گی لیکن ہندی ترجمہ کا کچھ کام باقی ہے، اللہ کرے کوئی اور خدا کا بندہ اس کو بھی مکمل کر کے مرحوم کی تسکین روح کا موجب ہو۔

مرحوم نہایت نیک، عالم باعمل، کم گو اور حق گو بزرگ تھے، سچی بات دوسرے کے منہ پر کہنے میں قطعاً باک نہ تھا، کوئی خوف۔ یا ملامت و لائم ان کی حق گوئی میں حائل نہ ہوتا تھا، اللہ تعالےٰ مغفرت فرمائے نہایت خوبیوں کے انسان تھے، ان کی وفات ایک قومی نقصان ہے اور ان کے مرنے سے ایک خلا پیدا ہو گئی ہے جس کو پُر کرنے کے لئے فی الحال کوئی سامان نہیں، ہماری دلی دعا ہے کہ اللہ تعالےٰ مرحوم کی روح پر ہزار ہزار رحمتیں اور برکتیں نازل فرمائے۔

مرحوم نے اپنے پیچھے چار لڑکے ایک لڑکی اور ایک بیوہ چھوڑی ہے، لڑکوں میں سے ایک بشیر احمد کالونی ٹیکسٹائل ملز میں ملازم ہیں، دوسرے تنویر احمد بی۔ ایس سی پاس ہیں، باقی دو زیر تعلیم ہیں، دعا ہے اللہ تعالےٰ ان سب کو صبر جمیل عطا فرمائے اور اپنے مرحوم والد کی طرح خادم دین بنائے۔

ان کے گھر کا پتہ: ۶۲۳ نواں شہر ملتان ہے۔

مصری صاحب کی علالت

محترم شیخ عبدالرحمن صاحب مصری کچھ دنوں سے بیمار ہیں، اسی وجہ سے وہ اشاعت حاضرہ میں مضمون نہیں دے سکے۔ احباب کرام سے ان کی صحت کے لئے دعا کی استدعا ہے۔

مسلم ہائی سکول نمبر ۱ کے سکاؤٹوں کو انعام

امسال ہفتہ ریڈ کراس میں جو کیمپ فار مسلم ہائی سکول نمبر ۲ میں منعقد ہوئی اور جس میں لاہور بھر کے سکولوں اور کالجوں نے حصہ لیا۔ آپ کو یہ معلوم کر کے مسرت ہو گی کہ سکول ہذا کے سکاؤٹوں نے بفضلہ تعالےٰ اس میں عمدہ کارکردگی پر انعام حاصل کیا۔

فالحمد للہ علےٰ ذالک

(برکت علی سٹاف سیکرٹری)

نیو مسلم کالج لاہور میں لیکچراروں کی ضرورت

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کے قائم کردہ نیو مسلم کالج میں حسب ذیل مضامین میں سے کوئی دو مضمون پاس کئے ہوئے ڈبل ایم اے لیکچراروں کی ضرورت ہے:-

(۱) اکنامکس
(۲) ہسٹری و پولیٹیکل سائنس
(۳) فلاسفی - (۴) اردو
(۵) فارسی

درخواست دہندگان میں سے ان امیدواروں کو ترجیح دی جائے گی جو جماعت احمدیہ لاہور سے تعلق رکھتے ہوں، اور مذکورہ بالا مضامین میں سے ایم اے میں کوئی دو مضمون پاس کئے ہوئے ہوں۔ تنخواہ گورنمنٹ کی مقرر کردہ شرح کے مطابق دی جائے گی۔

تمام درخواستیں معہ اسناد مندرجہ ذیل پتہ پر ۱۵ر دسمبر ۱۹۶۱ء تک پہنچ جانی چاہئیں۔

احمد یار سیکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام
احمدیہ بلڈنگس لاہور

حضرت نبی کریم صلعم کی بیکسی و بے نوائی میں نصرت الٰہی اور آپؐ کی رفعتِ ذکر

خطبہ جمعہ مورخہ ۲۴ نومبر ۱۹۶۱ء فرمودہ حضرت امیر مولنا صدرالدین صاحب ایدہ اللہ بمقام احمدیہ بلڈنگس لاہور

الم نشرح لک صدرک ۔ ووضعنا عنک وزرک الذی انقض ظہرک ۔ ورفعنا لک ذکرک ۔ فان مع العسر یسراً ۔ ان مع العسر یسراً ۔ فاذا فرغت فانصب والی ربک فارغب ۔ (سورۃ الانشراح)

سورت کا مضمون

یہ سورت حضرت عمر بن عبدالعزیز ہمیشہ پہلی سورت کے ساتھ ملا کر پڑھا کرتے تھے ۔ اس سے پہلی سورت میں اس قسم کے جملے ہیں جن کا مضمون اس سورت کے ساتھ ملتا ہے ۔ اس میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیکسی اور بے نوائی کا ذکر ہے ، جیسے فرمایا الم یجدک یتیماً فاوی ، ووجدک ضالاً فھدی ۔ ووجدک عائلاً فاغنی ۔ اور اس سورت میں یہ فرمایا ہے :۔ الم نشرح لک صدرک ووضعنا عنک وزرک الذی انقض ظہرک ورفعنا لک ذکرک ۔ دونوں میں ایک ہی قسم کا مضمون ہے ۔ اس لئے حضرت عمر بن عبدالعزیز ان دو سورتوں کو ملا کر پڑھا کرتے تھے ۔ وہ صحابہ کرامؓ کا نمونہ تھے ۔ انہوں نے ایک مثالی حکومت قائم کی ، اور جیسا کہ صحابہؓ کا رنگ تھا ، وہی رنگ انہوں نے اپنی سلطنت میں پیدا کیا ، صحابہ کرامؓ کی طرح وہ قرآن کریم کے عاشق تھے ۔ دن رات قرآن پڑھتے تھے ۔ قرآن اُن کے دلوں پر وارد ہوتا تھا اور ان کا وجود قرآن کا عملی نمونہ تھا ۔

آنحضرت صلعم کی بیکسی اور نصرت الٰہی

ان دو سورتوں میں نظر آتا ہے کہ ایک یتیم و بیکس کا خدا کس طرح حامی و مددگار ہوتا ہے ، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی یتیمی ، بیکسی اور بے نوائی کا ذکر کر کے اللہ تعالیٰ کی طرف سے امداد و نصرت اور بلندیٔ درجات کو بیان کیا ہے ، فرمایا الم نشرح ۔ یہ اَلَمْ کیسا ہے ؟ یہ توجہ دلانے اور بات کو واضح کرنے کے لئے ہے فرمایا ہم نے تیرے سینہ کی تنگی کو دور کر کے اسے فراخ کر دیا ہے ۔ یہ سینہ کی تنگی اس بھاری بوجھ کی وجہ سے ہے جو آپؐ پر ڈالا گیا تھا ۔ اسی بوجھ اور ذمہ داری کو محسوس کر کے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں خشیت علی نفسی یہ اتنی بڑی ذمہ داری مجھ پر ڈالی گئی ہے کہ مجھے اپنی جان جانے کا ڈر ہے ، فرمایا ہم نے تیرے سینہ کو فراخ کر دیا ووضعنا عنک وزرک الذی انقض ظہرک ، اس بوجھ کو ہم نے ہٹا لیا جس نے تیری پیٹھ کی ہڈی کو توڑ ڈالا ہے ۔ پیٹھ کی ہڈی کی وجہ سے انسان سارے کاروبار کرتا ہے

یہ ہڈی ٹوٹ جائے تو انسان کسی کام کے لائق نہیں رہتا ، یہاں لکھا ہے اس بوجھ نے تیری پیٹھ کی ہڈی توڑ دی ، لیکن آنحضرت صلعم کی پیٹھ کی ہڈی کبھی نہیں ٹوٹی ۔ یہ ایک محاورہ ہے ، اس محاورہ میں زبردست مصیبت آپڑنے کا ذکر ہے ۔

رسول کریم صلعم کی سخت ترین مخالفت

یہ مصیبت اس زبردست مخالفت سے تعلق رکھتی ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پیش آئی حضرت موسیٰؑ کے مقابلہ میں تو ایک ہی فرعون تھا ، لیکن حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلہ میں مکہ کا ایک ایک شخص فرعون تھا ، ان کا نقشہ کھینچتے ہوئے فرمایا ان الذین اجرموا کانوا من الذین امنوا یضحکون ۔ واذا مروا بھم یتغامزون یہ مجرم لوگ جو آپؐ کے مقابلہ میں کھڑے تھے مسلمانوں کی ہنسی اور ٹھٹھا مخول اڑاتے تھے ۔ اور ان کے پاس سے گزرتے ہوئے رمز بازی کرتے تھے ۔ یہی نہیں بلکہ وہ مسلمانوں کو طرح طرح کی اذیتیں پہنچاتے ، انہیں آگ پر لٹا کر گھسیٹتے تھے ، اور کہتے تھے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا انکار کرو ، ان اذیتوں کا مقصد دراصل لیڈر کو تکلیف پہنچانا تھا ۔ لیکن سخت سے سخت تکلیف پر بھی ان کے مونہوں سے احد احد کی ہی آواز بلند ہوتی تھی ، زنجیرہ ایک لونڈی تھی ، وہ مسلمان ہو گئی تو اسے مار مار کر آدھ موا کر دیا گیا ، اور ایک آنکھ نکال دی گئی ، اس پر بھی وہ باز نہ آئی تو دوسری آنکھ نکال دی گئی ، اس نے کہا یہ جسمانی آنکھیں چلی گئیں تو کیا ہوا ، دل کی آنکھیں تو روشن ہیں ، تکالیف یہاں تک ناقابل برداشت ہو گئیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بڑے بڑے پیارے وطن چھوڑ کر افریقہ چلے گئے ۔ مرد گئے عورتیں گئیں ، یہ کیسی مصیبت ہے ۔ گھر بار چھوڑ کر غیر وطن میں چلے جانا کس قدر تکلیف دہ ہے ، یہ نظارے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے بڑے دکھ دہ تھے ۔

نصرت الٰہی کا وعدہ

تو فرمایا بے شک بوجھ بہت ہے ، سینہ میں تنگی ہے ، پیٹھ کی ہڈی ٹوٹ گئی ہے لیکن ان مع العسر یسراً جناب الٰہی میں گرے رہو ۔ اس تکلیف کے بعد آسانی ضرور آئے گی ۔

اتحادِ عالم اور حضرت نبی کریم صلعم

اور صرف آسانی نہیں ورفعنا لک ذکرک ، آپؐ کا ذکر بلند ہو گا ، آپؐ کا نام دنیا میں روشن ہو گا چنانچہ ایسا ہی ہوا ۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام دنیا میں روشن ہوتا چلا گیا ۔ آج بھی آپؐ کا نام روشن ہے اور اتنا روشن ہے کہ تمام دنیا چاہتی ہے کہ مذاہب اور اقوام میں اتحاد پیدا ہو ، یہ اتحاد محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دیئے ہوئے اصولوں کے بغیر نہیں ہو سکتا ، اس اتحاد کے لئے مختلف مقامات پر مجالس منعقد ہوئیں ، لاہور میں ایک مجلس ہوئی ، پیرس اور امریکہ میں منعقد ہوئیں ، لیکن جو باتیں وہاں بیان کی گئیں ، وہ سطحی امور سے تعلق رکھتی تھیں ، سطحی طور پر اتحاد کرنے سے قومیں ایک نہیں ہو سکتیں کسی قوم کے پاس حقیقی اتحاد کا نسخہ نہیں ، کسی نے کہا کہ میوزک کے ذریعہ سے قوموں میں اتحاد ہو سکتا ہے کوئی کہتا ہے کہ کرکٹ کے ذریعہ اتحاد ہو سکتا ہے ، اس سے ظاہر ہے کہ ولولہ ہے ، گو یہ چیزیں حقیقی اتحاد کا ذریعہ نہیں تاہم ولولہ تو موجود ہے ، حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو نسخہ اس کے لئے بتایا ، وہی اتحاد کا اصل ذریعہ ہے اور دنیا کو آخر کار اسی پر کاربند ہونا پڑے گا ۔ آپؐ نے فرمایا کہ تمام انبیاءؑ جو مختلف قوموں کی طرف آتے رہے ہیں ، اور ان پر ایمان لانا ضروری ہے ، پہلا نسخہ توحید الٰہی ہے اور توحید کے اندر ہی قوموں کی وحدت کا سبق ہے اور پھر اس کے ساتھ تمام قوموں کے پیغمبروں کو ماننا بہت بڑی بات ہے ، جس سے باہم محبت اور اتحاد پیدا ہو سکتا ہے ۔ پھر قرآن کریم نے یہ بھی تعلیم دی کہ کسی شخص کی نیکی ضائع نہیں جائے گی من یعمل مثقال ذرۃ خیراً یرہ جو شخص ذرہ سی بھی نیکی کرے اس کا اجر اسے ملے گا خواہ وہ کسی قوم سے تعلق رکھتا ہو ۔

حضرت نبی کریم صلعم کی رفعتِ ذکر

اس تعلیم سے ظاہر ہے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی الواقع خاتم الانبیاء ہیں ، آپؐ کی تعلیم ہی دنیا میں پھیلے گی ، آپؐ ہی کا نام دنیا میں روشن ہو گا ، اور آپؐ ہی کا ذکر بلند ہو گا ، آج بھی پچاس ساٹھ کروڑ مسلمان اپنی اذانوں میں اللہ تعالیٰ کی کبریائی کے ساتھ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام بلند کرتے ہیں) اور ہر نماز میں آپؐ پر درود بھیجتے ہیں اور

(باقی بر صفحہ کالم ۳)

مصلحین ربّانی کی شناخت

قمر سامانوی

(۲)

دوسرا معیار صداقت

جو صادق مصلحین کی شناخت کے لئے قرآن مجید اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریرات اور ہمارے مخاطب احباب کے مسلمات سے ثابت ہے یہ ہے:۔

"سیدنا حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر آج تک دنیا میں ایسے ادوار آتے رہے ہیں جب لوگ اپنے ایمان آذین کو فراموش کر دیتے ہیں اور بھول جاتے رہے ہیں کہ اس کارخانہ عالم کو پیدا کرنے اور چلانے والی کوئی زندہ ہستی موجود ہے ایسے ادوار میں لوگوں کے دل مردہ ہو جاتے ہیں وہ اپنے نفس اور اپنی عقل کو پوجنے لگتے ہیں، اللہ تعالےٰ کا صحیح تصور ان کے دلوں میں زندہ نہیں رہتا، دوسرے لفظوں میں ان کے نزدیک اگر کبھی خدا تعالےٰ تھا بھی تو اب موجود نہیں رہا اس کا مطلب یہ نہیں کہ وہ واقعی اللہ تعالےٰ کو دائم اور قائم نہیں مانتے وہ یہ سمجھنے لگتے ہیں کہ اب اللہ تعالیٰ کوئی کسی طرح کا ظہور نہیں فرمائے گا جو کچھ اس نے کرنا تھا وہ ختم کر چکا ہے اب سب کاروبار اس نے ہماری عقلوں پر چھوڑ دیا ہے چنانچہ قرآن کریم نے ان الفاظ میں ظاہر کیا ہے کہ لن یبعث اللّٰہ احدا یعنے اب اللہ تعالےٰ کسی کو مامور کر کے نہیں بھیجے گا جب انسانوں پر ایسی حالت چھا جاتی ہے تو وہ اللہ تعالےٰ کی فرستادہ ہدایت پر اپنی عقل کے حاشیے چڑھا لیتے ہیں اور اپنی توجیہات اور توضیحات کو ہی مستقل ہدایت خیال کرنے لگتے ہیں اللہ تعالےٰ کی ہدایت کو ترویج دینے والے اپنے ذاتی مفاد کے مطابق کچھ رسومات اور وظائف اختیار کر لیتے ہیں اور ان سے ذرا سے انحراف کو مذہب کی خلاف ورزی قرار دیتے ہیں ظاہر ہے کہ جب اللہ تعالےٰ کی صحیح تعلیم ان اندھیروں میں گم ہو جاتی ہے اور صرف عقل کے ٹمٹماتے ہوئے چراغ کی رہنمائی رہ جاتی ہے تو دنیا میں اندھیر مچ جاتا ہے مفاد مفاد سے ٹکرانے لگتے ہیں اغراض اغراض سے متصادم ہونے لگتی ہیں نت نئے فتنے سر اٹھاتے ہیں جنگ و جدل ہو جاتے ہیں اور جیسا کہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے ظھر الفساد فی البر والبحر کا عالم ہو جاتا ہے جب انسان اپنے آپ کو اس پستی میں گرا دیتا ہے اور دنیا کی تباہی میں کوئی شک و شبہ نہیں رہتا تو شان کریمی پھر جوش میں آتی ہے اور اللہ تعالےٰ پھر اپنا ظہور کرتا ہے ایک انسان کو چن لیتا ہے اور اس کے ذریعہ پھر اپنا چہرہ دنیا کو دکھاتا ہے ایسے بیّن نشان دنیا کو دکھاتا ہے کہ جن سے اس کے زندہ اور فعّال خدا تعالیٰ ہونے کا ثبوت بہم پہنچتا ہے یہ ایک سلسلہ جو ہمارے علم کے مطابق پہلا حضرت آدم علیہ السلام سے متواتر چلا آتا ہے"

(الفضل مصلح موعود نمبر ۱۹ فروری ۱۹۵۶ء)

اس طویل اداریہ میں منہاج نبوت کے اسی معیار کو بیان کیا گیا ہے جو حضرت آدم علیہ السلام سے لیکر آج تک صادق مصلحین کی آمد کے لئے اللہ تعالےٰ نے بطور دائمی قانون کے مقرر کر رکھا ہے اور سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اسی کو اختصار کے ساتھ یوں بیان فرما دیا ہے کہ:۔

"ایک زمانہ گذرنے کے بعد جب پاک تعلیمات پر خیالات فاسدہ کا ایک غبار پڑ جاتا ہے اور حق خالص کا چہرہ چھپ جاتا ہے تب اس خوبصورتی چہرہ کو دکھلانے کے لئے مجدد اور محدث اور روحانی خلیفے دنیا میں آتے ہیں"

(شہادت القرآن صفحہ ۴۴)

پھر آپ "تحفہ گولڑویہ" میں صفحہ ۱۵ پر فرماتے ہیں:۔

"جب سے کہ بنی آدم پیدا ہوئے سنت اللہ میں داخل ہے کہ عظیم الشان مصلح صدی کے سر پر اور عین ضرورت کے وقت میں آیا کرتے ہیں"

پھر "فتح اسلام" صفحہ ۱۵ پر فرماتے ہیں:۔

"ہر مصلح اور مجدد جو خدا کی طرف سے آتا ہے وہ لیلۃ القدر میں ہی اترتا ہے تم سمجھتے ہو کہ لیلۃ القدر کیا چیز ہے؟ لیلۃ القدر اس ظلمانی زمانہ کا نام ہے جس کی ظلمت کمال کی حد تک پہنچ جاتی ہے، اس لئے وہ زمانہ بالطبع تقاضا کرتا ہے کہ آسمان سے کوئی نازل ہو جو اس تاریکی کو دور کرے"

ان حوالجات سے ثابت ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کے زمانہ سے لے کر آج تک مصلحین ربّانی کی بعثت کے لئے اللہ تعالےٰ کا یہی قانون جاری ہے کہ صادق مصلح ہمیشہ ظلمت اور گمراہی کی انتہا کے وقت آتے ہیں جب پہلے مامور کی تعلیم دنیا سے اٹھ جاتی ہے اور اس کی جماعت گمراہ ہو جاتی ہے۔ اس لئے ہر طالب حق کا فرض ہے کہ جب کبھی کوئی شخص اللہ تعالےٰ کی طرف سے مصلح بن کر آنے کا دعوےٰ کرے تو وہ یہ دیکھے کہ آیا وہ حالات پیدا ہو گئے ہیں کہ جن کے پیدا ہونے کے بعد مصلح ربانی کی ضرورت ہوا کرتی ہے؟ اگر وہ پیدا ہو چکے اور مامور ما قبل کی تعلیم دنیا سے اٹھ گئی اس کی جماعت روحانیت ختم ہو کر گمراہی میں مبتلا ہو گئی تو پھر وہ مدعی اصلاح واقعی مجاب اللہ ہو گا اسی لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے بعد آنے والے عظیم الشان مصلح کی پیشگوئی فرمائی ہے۔ اس کے لئے ایک پیشگوئی میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ:۔

"خدا نے مجھے وعدہ دیا ہے کہ تیری برکات کا دوبارہ نور ظاہر کرنے کے لئے تجھ سے ہی اور تیری ہی نسل میں ایک شخص کھڑا کیا جائے گا جس میں روح القدس کی برکات پھونکیں گا"

(تحفہ گولڑویہ صفحہ ۵۶)

دوسری جگہ اسی موعود کی پیشگوئی یوں درج ہے:۔

"خدا نے مجھے خبر دی ہے کہ میں تیری جماعت کے لئے تیری ذریت سے ایک شخص کو قائم کروں گا اور اس کو میں اپنے قرب اور وحی سے مخصوص کروں گا"

یہ دونوں حوالجات اس بات کا قطعی ثبوت ہیں کہ حضرت اقدس کے بعد میں آنے والا مصلح اس وقت آنے گا جب پہلی دفعہ آپ کے ذریعہ نازل شدہ برکات اٹھ کر جماعت اس سے دور ہو کر گمراہ ہو جائے گی تب سنت اللہ کے موجب اللہ تعالےٰ اس موعود مصلح کو مبعوث فرمائے گا جو آپ کی برکات کے نور کو دوسری بار ظاہر کر کے جماعت کی رہنمائی کرے گا۔ اب جو شخص اس پیشگوئی کا مصداق بن کر اللہ تعالیٰ کی طرف سے کھڑا ہونے کا دعویدار ہے اس سے جب ہم یہ پوچھتے ہیں کہ کیا حضرت مسیح موعود کے ذریعہ اللہ تعالےٰ کی نازل شدہ پاک تعلیم اندھیروں میں گم ہو گئی اور آپ کے ذریعہ نازل شدہ برکات ختم ہو گئیں جن کے دوبارہ ظہور کے لئے مصلح موعود کی ضرورت پیش آ گئی؟ تو وہ اس کا یہ جواب دیتے ہیں کہ:۔

"سو جو کہ جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ جماعت

میں گمراہی پھیل گئی اور وہ اب اس کی اصلاح کریں گے وہ کس طرح سنت اللہ کے ماتحت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو (نعوذ باللہ) جھوٹا قرار دیتے ہیں کیونکہ خدا تعالیٰ کی سنت یہی ہے کہ جو خدا تعالیٰ کے مقرب ہوتے ہیں وہ اپنی وفات کے بعد پھر زندہ ہو جاتے ہیں یعنے ان کی روح ان کی جماعت میں حلول کر جاتی ہے اور ان کی جماعت کی نیکیوں کا پلڑا ان کی بدیوں پر بھاری رہتا ہے اور پھر ایک عرصہ کے بعد ان میں سنت اللہ کے ماتحت خرابیاں پیدا ہونی شروع ہو جاتی ہیں اور الٰہی نصرت ان کو چھوڑ دیتی ہے مگر یہ حالت غلبہ کے بعد آتی ہے اگر یہ حالت پہلے آ جائے تو یہ ایک یقینی دلیل ہو گی اس امر کی کہ مدعی اپنے دعوے میں سچا نہیں تھا بلکہ جھوٹا تھا کیونکہ اس کے مقاصد کے پورا ہونے سے پہلے ہی اس کی جماعت میں رخنہ پیدا ہو گیا"

(خطبہ جمعہ مندرجہ الفضل ۱۰ ستمبر ۱۹۳۷ء)

اس بیان سے واضح ہوتا ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات کے بعد آپؑ کی روح جماعت میں حلول کرنے کی وجہ سے اس کی نیکی کا پلڑا بدیوں سے بھاری ہو گیا یعنی جماعت تقویٰ و طہارت میں پہلے سے زیادہ ترقی کر گئی اور وہ آپ کی تعلیم پر پہلے سے زیادہ گامزن رہے اور جب تک جماعت کو دنیا میں غلبہ نہ حاصل ہو وہ بدستور آپ کی تعلیم پر عامل رہے گی اور اس کی نیکیوں کا پلڑا بدیوں پر بھاری رہے گا پھر آگے اسی خطبہ میں آپ نے بڑے زور شور سے یہ کہا کہ مسیح موعودؑ کی صداقتیں اور نیکی اور تقوےٰ جماعت میں موجود ہے اس لئے یہ زمانہ خیر۔ اور جماعت روح القدس سے مؤید ہے اور پاکیزگی کی روح آج پہلے سے زیادہ ہے اور جو شخص آج یہ کہتا ہے کہ جماعت کے اندر سے نیکی و تقوےٰ اٹھ گیا اور جماعت آپ کی تعلیم کو چھوڑ کر گمراہ ہو چکی ہے جس کی وجہ سے اس کی اصلاح کی ضرورت ہے وہ خود اندھا اور روحانیت سے محروم ہونے کی وجہ سے جماعت کی اصلاح کی ضرورت کا اظہار کر کے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو جھوٹا قرار دیتا ہے (ملاحظہ ہو الفضل محولا بالا)

اب اگر ان کا یہ بیان صحیح اور حقیقت پر مبنی ہے کہ حضرت اقدسؑ کی تعلیم نہیں اٹھی اور جماعت گمراہ نہیں ہوئی بلکہ وہ روح القدس سے تائید پا رہی ہے اور آپ کی زندگی سے زیادہ نیکیاں کر رہی ہے تو پھر ایسے زمانہ میں مصلح بھیجنا سنت اللہ ہی نہیں اور نہ یہ قرآن کریم سے ثابت ہے پھر اس کا مطلب بیان مندرجہ کی روشنی میں یہی ہو سکتا ہے کہ جو شخص ایسے زمانہ میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے موعود مصلح بننے کا مدعی ہے وہ جھوٹا اور مفتری ہے، کیونکہ اس کو سچا ماننے کا مطلب یہ ہو گا کہ منہاج نبوت کے موجب زمانہ شر آ گیا اور جماعت گمراہ ہو گئی جو ان کے نزدیک بالکل غلط ہے جب پہلے مصلح کی تعلیم زندہ اور جماعت اس پر کاربند ہے پھر مصلح کیسا؟ کیونکہ اصلاح کی ضرورت ہمیشہ فساد کے بعد ہوتی ہے جب کوئی فساد موجود ہی نہیں تو اصلاح کس بات کی؟ جب دنیا میں کسی بیماری کے بغیر کسی ڈاکٹر کی ضرورت نہیں پڑتی تو پھر روحانی بیماریوں کے پیدا ہونے سے قبل طبیب روحانی کی کیا ضرورت ہو سکتی ہے اگر کسی جسمانی وبا کا نام و نشان نہ ہوتے ہوئے کوئی شخص خود کو وبائی مرض کا معالج ظاہر کر کے ملازمت لوگوں کو علاج کی دعوت دے تو لوگ اسکو یا تو لٹیرا خیال کریں گے اور یا پاگل اور اس حکومت کو بھی بے وقوف بتلائیں گے جو ایک صحت مند آبادی میں کسی وبائی مرض کے نہ ہوتے ہوئے ڈاکٹر کو بھیجدے پھر علیم و خبیر خدا اپنے اٹل قانون کی خلاف ورزی کر کے اگر زمانہ خیر میں مصلح بھیجنے لگے تو پھر دنیا میں صادق و کاذب کا کوئی امتیاز باقی نہیں رہتا اور نہ ہی سنت اللہ صحیح رہ سکتی ہے۔ اور نہ اللہ تعالیٰ کی کتاب۔ یعنی مصلح ربانی کی شناخت کا دوسرا معیار یہ ہے کہ وہ ہمیشہ ضلالت و گمراہی پھیلنے اور پہلی تعلیم کے اٹھ جانے اور پہلے مامور کی جماعت کے بگڑ جانے کے بعد آیا کرتے وقت پکارتا اور زمانہ دہائی دیتا ہے کہ ع

مردے از غیب بروں آید و کارے بکند

اور اگر کوئی شخص منہاج نبوت اور سنت اللہ کے خلاف مصلح ہونے کا دعوےٰ کرتا ہے تو وہ یقیناً مفتری ہوتا ہے ایسے مدعی کے دعوے کی طرف توجہ کرنے کی ضرورت ہی نہیں ہوتی۔

تیسرا معیار

اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق کی اصلاح کے لئے جس شخص کو بھیجتا ہے اس کا انتخاب بھی وہ خود ہی کرتا ہے ابتدائے آفرینش سے آج تک یہ کبھی نہ ہوا کہ کسی مصلح ربانی کا انتخاب لوگوں نے کیا ہو بلکہ جس قدر بھی موعود یا غیر موعود مصلح دنیا میں آئے ان سب کا انتخاب اللہ تعالیٰ نے ہی کیا اور یہی اس کا قانون ہے، جیسا کہ وہ فرماتا ہے کہ اللہ اعلم حیث یجعل رسالتہ (الانعام) یعنی اس بات کو اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے کہ اپنی مخلوق کی ہدایت اور رہنمائی کے لئے اپنی پیغام رسانی کا کام کس کے سپرد کرے۔ پھر فرمایا کہ یجتبی من رسلہ من یشاء (آل عمران) اپنے رسولوں میں سے جس کو چاہتا ہے منتخب کر لیتا ہے۔ پھر فرمایا یلقی الروح من امرہ علیٰ من یشاء من عبادہ (المؤمن) وہ اپنے بندوں میں سے جس پر چاہتا ہے اپنی روح ڈالتا ہے۔ غرضیکہ اصلاح خلق کے لئے کسی کو مصلح بنا کر بھیجنا اور خلعت رسالت پہنانا یہ صرف اللہ تعالیٰ کا ہی کام ہے ان صریح آیات کے باوجود پھر بھی جو بہروپئے قسم کے مصلح ہوتے ہیں یا لوگوں سے پہلے انتخاب کراتے اور پھر اللہ تعالیٰ کی طرف سے کھڑا ہونے کا دعوےٰ کر کے مخلوق خدا کو دھوکا دیتے ہیں کہ مجھے خدا نے فلاں پیشگوئی کا مصداق بنا کر کھڑا کیا ہے وہ اپنے عقیدتمندوں کے انتخاب کو خدائی انتخاب قرار دے کر لوگوں کو بہکاتے ہیں اور ایسے ہی لوگوں کے لئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ما قدروا اللہ حق قدرہ۔ ان اللہ لقوی عزیز۔ اللہ یصطفی من الملئکۃ رسلا و من الناس۔ ان اللہ سمیع بصیر (الحج) یعنے لوگوں نے اللہ تعالیٰ کے مقام کو پہچانا ہی نہیں حالانکہ وہ بہت ہی طاقتور اور غالب ہستی ہے۔ چنانچہ وہ خود اپنے رسولوں کا انتخاب کیا کرتا ہے خواہ وہ فرشتوں میں سے ہوں یا انسانوں میں سے اس لئے کہ وہ سنتا بھی ہے اور دیکھتا بھی ہے وہ اپنے لامحدود علم کی بنا پر یہ خوب جانتا ہے کہ اس کے بندوں کی اصلاح کا کام کس کے سپرد کیا جائے۔ چونکہ انسانوں کا علم محدود ہوتا ہے وہ اس کے اہل ہی نہیں کہ کسی کو اللہ تعالیٰ کا نمائندہ منتخب کریں اور نہ ہی کسی انسان کو اس نے یہ حق دیا ہے کہ وہ لوگوں کے مشورہ سے اپنے آپ کو ربانی مصلح کے طور پر پیش کرے یہ ایک ایسی عام فہم بات ہے جس کو موٹی سمجھ کا آدمی بھی سمجھ سکتا ہے کہ دنیا کی ہر پارٹی اپنا نمایندہ خود منتخب کرتی ہے اور ہر حکومت اپنا سفیر خود بناتی ہے۔ جب دنیاوی حکومت اپنے سفیر کا انتخاب خود کرتی ہے۔ تو پھر احکم الحاکمین کی حکومت میں یہ اندھیر کس طرح ہو سکتا ہے کہ نمایندہ اس کا ہو اور انتخاب اس کے بندے کریں اور سفیر اس کی طرف سے ہو مگر اس کو بنانے کا کام لوگوں کے سپرد کیا جائے۔ اور پھر اس کے قانون کے ساتھ اس کی فعلی شہادت بھی موجود ہے۔ سب سے پہلے جس شخص کو اس نے اپنا نمائندہ منتخب بنایا اس کے متعلق وہ فرماتا ہے کہ انی جاعل فی الارض خلیفہ۔ اس وقت سے آج تک ایک بھی صادق مصلح ایسا نہیں آیا جس کا انتخاب لوگوں نے کیا ہو۔ اور جنہوں نے لوگوں کے انتخاب سے ایسے دعاوی کئے وہ سب کے سب کاذب مانے گئے۔ ان میں سے کوئی بھی صادق نہ تھا۔ اور ہو بھی کیسے جبکہ ایک شخص کو خدا نے منتخب ہی نہیں کیا تو پھر وہ یہ کہنے کا مجاز ہی نہیں کہ خدا نے مجھے بھیجا ہے یا مجھے خدا نے اصلاح خلق کا کام سپرد کیا ہے یا میں خدا کی طرف سے آیا ہوں، لوگوں کے انتخاب کو خدا کا انتخاب قرار دینا ہی اس کے جھوٹے ہونے کا ناقابلِ تردید ثبوت ہوتا ہے۔ اگر کسی ایسے ہی مدعی کے مرید ایک طرف یہ اعتراف کریں کہ

"بعض مخلص احباب ان کارناموں کی بنا پر آپ کو مصلح قرار دے رہے تھے"

(الفضل ۱۴ مارچ ۱۹۴۴ء)

"آپ سے ایسے کارنامے سرزد ہو رہے تھے جن کو دیکھکر اکثر فہمیدہ احمدی آپ کو مصلح موعود ہی تصور کرتے تھے" (الفضل ۲۳ مارچ ۱۹۴۴ء)

"وہ دلائل جو علمائے احمدیت آپ کے کارناموں کی وجہ سے آپ کے مصلح موعود ہونے کے متعلق دیتے تھے وہ صائب تھے"
(الفضل ۱۲ مارچ ۵۷ء)

"آپ میں وہ نشانات علماء کو نظر آ رہے تھے جو مصلح موعود کے بتائے گئے اس لئے وہ آپ کو ایسا سمجھ رہے تھے"
(ایضاً ۱۵ مارچ ۱۹۵۷ء)

اور دوسری طرف مدعی یہ دعوےٰ کرے کہ مجھے اللہ تعالےٰ نے مصلح موعود بنایا ہے تو ایسے شخص کے منجانب اللہ ہونے کا اگر اور کوئی ثبوت نہ بھی ہو تو یہی بہت بڑا ثبوت ہے کہ "مخلص احباب" اور "فہمیدہ احمدی" اور علمائے احمدیت" تو اسکو مصلح موعود بنائیں اور وہ دنیا کی نظروں میں دھول ڈال کر ان کے انتخاب کو خدا کا انتخاب قرار دے۔

اور عجیب بات یہ ہے کہ ان تحریرات سے یہ پتہ چلتا ہے کہ کسی موعود مصلح ربانی کا انتخاب معاذ اللہ اللہ تعالےٰ کے ہاتھ میں نہیں بلکہ اس کے کلی اختیارات علماء اور مخلص احباب کو ہیں، وہ جس کے مصلح موعود ہونے پر اپنی مہر لگا دیں گے اللہ تعالےٰ بھی اسی کو مصلح موعود ماننے پر مجبور ہو گا اور چار و ناچار وہ بھی اسی انتخاب کو بحال قرار دے گا (نعوذ باللہ من ذالک) پھر اس سے بھی عجیب بات یہ کہ انتخاب کارناموں کو دیکھ کر عمل میں لایا جاتا ہے یعنی یہ انعام کسبی ہے جو شخص "کارنامے" کرے گا ان کو دیکھ کر "علمائے احمدیت" اپنے مضامین کے ذریعے اس کو مصلح موعود بنائیں گے اور تیس سال کی مسلسل خاموشی کے بعد اللہ تعالےٰ بھی (نعوذ باللہ) طوعاً و کرہاً مدعی کو دل مول الفاظ میں یہ خبر دے دیگا کہ "تو وہ ہے" مگر اسے براہ راست یہ کہنے کا حوصلہ نہ ہوگا کہ ہم نے تجھ کو مثیل موعود یا مصلح موعود بنا دیا بلکہ وہ پہلے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ حکم دیگا یا بقول مدعی یہ توفیق دے گا کہ تو میرے لڑکے کی زبان سے بول کر "انا محمد عبدہ ورسولہ" اس کے بعد اللہ تعالےٰ مسیح موعود علیہ السلام کو حکم دیں گے کہ "فرزند دلبند گرامی ارجمند کی زبان سے بول کر "انا المسیح الموعود و مثیلہ و خلیفتہ" جب یہ دونوں اس کی زبان بن کر حکم کی تعمیل کریں گے تو فوراً اعلان ردا اور دعوےٰ جائز ہو جائے گا اور علمائے احمدیت پھولے نہ سمائیں گے کہ اللہ تعالیٰ نے بھی آخر ہمارے انتخاب کو ہی قبول کیا اگر نہ قبول کرتا تو اسکو اپنی خدائی سے بھی ہاتھ دھونے پڑتے کیونکہ مدعی "اولو العزم" ہو [illegible] (نعوذ باللہ من ہذہ الخرافات)

جو شخص تیس سال پہلے سے اپنے آپ کو مصلح موعود سمجھ رہا ہو اس کو اس قسم کی خوابوں کا آنا کوئی تعجب انگیز بات نہیں کیونکہ اس کے دماغ میں تو یہی سودا سمایا ہوا ہے اللہ تعالےٰ جب کسی کو کوئی منصب یا نام دیتا ہے تو صاف الفاظ میں یہ فرماتا ہے کہ:-

"مسیح ابن مریم رسول اللہ فوت ہو چکا ہے اور اس کے رنگ میں ہو کر وعدہ کے موافق تو آیا ہے وکان اللہ وعدہ مفعولاً"
(ازالہ اوہام صفحہ ۵۶۱-۵۶۲)

"جعلنا المسیح ابن مریم" تجھ کو مسیح ابن مریم بنایا ان کو کہہ دے کہ میں عیسےٰ کے قدم پر آیا ہوں"
(ازالہ اوہام ص۶۳۵)

پھر وہ ایک دفعہ ہی یہ کہکر خاموش نہیں ہو جاتا بلکہ بار بار اسے فرماتا ہے کہ جعلناک المسیح ابن مریم" اس کے برعکس اگر ایک شخص اپنی زبان سے کہتا ہے کہ "انا المسیح الموعود و مثیلہ و خلیفتہ" تو ان الفاظ سے ہی ظاہر ہوتا کہ یہ خدا تعالےٰ کی وحی نہیں بلکہ "بلی کو چھچھڑوں کے خواب" کے موجب اس کی اپنی نفسانی خواہشات کا ظہور ہے اگر یہ واقعی خدا کا کلام ہے تو پھر اس سے پہلے اسی خواب میں اسی زبان سے یہ بھی کہہ چکا ہے کہ "انا محمد عبدہ ورسولہ" تو پھر مدعی کو پہلے فقرہ کے موجب محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) ہونے کا دعوےٰ کرنا چاہیئے جو آج تک ظاہری الفاظ میں نہیں کیا گیا پھر جب اللہ تعالےٰ نے اس کو مسیح موعود ہی بنا دیا تھا تو اس کا خلیفہ بنانے کا کیا مطلب ہو سکتا ہے؟ اللہ تعالےٰ اپنے کسی بندہ کو کوئی منصب عطا فرماتا ہے تو اس قسم کے بے معنی الہامات نہیں کیا کرتا اور نہ ہی مصلح ربانی ایسے مہمل خوابوں کی بنا پر کوئی دعوےٰ کرتے ہیں اور یہ جو کارناموں کو دیکھ کر مصلح موعود بنانے کی کہانی بیان کی جاتی ہے اس کا کوئی وجود منہاج نبوت سے پیش نہیں کیا جا سکتا۔ اگر اسے درست مان لیا جائے تو پھر سب گذشتہ مصلحین ربانی کی صداقت مشتبہ ہو جاتی ہے۔ دور نہ جایئے سیدنا حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں ؎

کام جو کرتے ہیں تیری راہ میں پاتے ہیں جزا
مجھ سے کیا دیکھا کہ یہ لطف و کرم ہے بار بار
تیرے کاموں سے مجھے حیرت ہے اے میرے کریم
کس عمل پر مجھ کو دی ہے خلعت قرب و جوار
یہ سراسر فضل و احساں ہے کہ میں آیا پسند
ورنہ درگاہ میں تیری کچھ کم نہ تھے خدمتگذار
لوگ کہتے ہیں کہ نالائق نہیں ہوتا قبول
میں تو نالائق بھی ہو کر پا گیا درگاہ میں بار
تیرے اے میرے مربی کیا عجائب کام ہیں
گرچہ بھاگیں جبر سے دیتا ہے قسمت کے ثمار
ابتدا سے گوشۂ خلوت رہا مجھ کو پسند
شہرتوں سے مجھ کو نفرت تھی ہر اک عظمت سے عار
پر مجھے تو نے ہی اپنے ہاتھ سے ظاہر کیا
میں نے کب مانگا تھا یہ تیرا ہی ہے سب برگ و بار

اس کے علاوہ اگر اس فرضی افسانہ کو درست بھی مان لیا جائے تو بھی پہلے کارنامے ہونے چاہیئے تھے جن کو دیکھنے کے بعد مصلح موعود بنانا چاہیئے تھا مگر یہاں معاملہ اس کے برعکس یہ ہے کہ سنہ ۱۹۱۱ء سے "مصلح موعود" اور "فخر رسل" اور "مصلح کل" کا زبانی پروپیگنڈا شروع ہوتا ہے اور حضرت خلیفۃ المسیح رضی اللہ عنہ کی وفات کے ساتھ ہی تحریری طور سے "مصلح موعود" اور "فخر رسل" اور "مصلح کل" کے راگ الاپنے شروع کر دیئے جاتے ہیں اور کتابوں۔ رسالوں۔ اخباروں اور اشتہارات کے ذریعے شور مچانا شروع کر دیا جاتا ہے۔ اگر پوچھا جائے کہ اس وقت سے پہلے کونسے کارنامے تھے جن کو دیکھ کر مصلح موعود بنایا گیا تو اس کا کوئی جواب نہیں دیا جاتا اور اگر ان پہلے کارناموں کے متعلق بہت کچھ لکھا ہے ان کا تذکرہ ہمارے بس کا روگ نہیں اور نہ ہی یہ ہمارا مسلک ہے ہم تو صرف منہاج نبوت کی رو سے یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ صادق مصلح ربانی کی شناخت کا کیا طریق اللہ تعالےٰ نے بیان فرمایا ہے چنانچہ اور معیاروں کی طرح یہ بھی ایک زبردست معیار ہے کہ صادق مصلح کا انتخاب اللہ تعالےٰ خود کرتا ہے اس میں کسی انسان بلکہ ملائکہ تک کا بھی کوئی دخل نہیں ہوتا اگر اس کے برخلاف کسی کو "فہمیدہ" اور "مخلص" لوگ منتخب کریں اور ان کے تیس سال بعد جا کر وہ یہ دعوےٰ کرے کہ مجھے خدا نے منتخب کیا ہے تو وہ جھوٹا ہے اور اللہ تعالیٰ پر افترا کرتا ہے۔ یہ اتنا نمایاں نشان ہے کہ جس کے بعد کسی اور بات پر غور کرنے کی ضرورت ہی نہیں رہتی۔
(باقی ۔۔۔ باقی)

خطبہ جمعہ

(بسلسلہ صفحہ ۵)

دن بھر میں کوئی وقت ایسا نہیں آتا جب آپ پر درود نہ پڑھا جاتا ہو، اور اذانوں اور نمازوں کے اندر آپ کا ذکر خیر نہ ہو، اگر ایک جگہ صبح کی نماز ہوتی ہے تو اسی وقت دوسری جگہ ظہر کی اور تیسری جگہ پر عصر کی وعلیٰ ہذا القیاس، اللہ تعالےٰ بھی آپ پر درود بھیجتا اور آپ کے مراتب کو اونچا کرتا ہے ان اللہ وملٰئکتہ یصلون علی النبی یا ایہا الذین اٰمنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیماً خدا درود بھیجتا ہے تو مسلمان کا بھی فرض ہے کہ وہ آپ پر درود پڑھیں۔

بیکسی و بے نوائی میں اللہ تعالیٰ کا سہارا

غرض اس سورت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بیکسی و بے نوائی اور پھر آپ کی عظمت و رفعت کا ذکر کرکے امت کو سبق دیا ہے کہ بیکسوں اور بے نواؤں کے لئے اللہ تعالےٰ کی ذات سب سے بڑا سہارا ہے۔

خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ دیں۔

نامۂ ووکنگ

مولانا محمد یعقوب خان صاحب

ڈاک خانہ کی مُہر میں مسجد ووکنگ کی تصویر ٭ اسلام کے متعلق مغربی زاویۂ نگاہ میں تبدیلی ٭ حضرت مرزا صاحب کا پیدا کردہ انقلاب ٭ احمدیہ تحریک کے ذریعہ اسلام کی سربلندی ٭ نو مسلمین ووکنگ اور مسلمانوں کی تنگ نظری ٭ محترم شیخ میاں محمد صاحب نو کاسل میں ٭ سفید پرندوں والے کشف کو پورا ہوتے دیکھا ٭ ووکنگ مشن کے متعلق علماء سے ایک استفسار ٭ الجیریا کے ایک خدا رسیدہ بزرگ اور اولیاء اللہ کے مکشوفات

٭ مذہب اور طریقت ٭

ووکنگ ۱۴ر نومبر ۱۹۶۱ء

مکرمی ایڈیٹر صاحب ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

ڈاکخانہ کی مُہر میں مسجد ووکنگ کی تصویر

ووکنگ مشن کی بدولت اس ملک میں اسلام کے زاویۂ نگاہ میں کیسی عظیم الشان تبدیلی ہوئی ہے، اس کا اندازہ اس واقعہ سے ہو سکتا ہے کہ گذشتہ ۲۸ر اکتوبر ۱۹۶۱ء کو ووکنگ کے ڈاک خانہ نے وہاں سے جانے والی ڈاک پر جو مُہر لگائی اس میں شاہجہان مسجد ووکنگ کی تصویر تھی اور اس کا نام لکھا تھا۔

اس کی تحریک یوں ہوئی کہ یہاں پر ایک فلیٹیلک سوسائٹی نے اپنی سالانہ نمائش ووکنگ کے ایک وسیع ہال میں منعقد کرنے کا اہتمام کیا۔ فلیٹیلک سوسائٹی کا کام مختلف ممالک کے ڈاک کے ٹکٹوں کو جمع کرنے کے شغل کو فروغ دینا ہوتا ہے۔ انہوں نے چاہا کہ ۲۸ر اکتوبر کو ووکنگ کے ڈاک خانہ سے پوسٹ ہونے والے خطوط پر کسی ایسی مُہر والے ٹکٹ ووکنگ سے نکلیں جو قابلِ یادگار ہوں۔ چنانچہ انہوں نے شاہجہان کی مسجد کی تصویر کو اس مقصد کے لئے منتخب کیا، اور ہماری اجازت حاصل کرنے کے بعد ڈاک خانہ والوں کو بھی اس پر آمادہ کر لیا۔ اور اس دن اس نمائش گاہ میں جتنی ڈاک پوسٹ کی گئی، سب پر اس مسجد کی تصویر کی مُہر لگی۔

ایک پادری کا اعتراض

اسلامی عبادت گاہ کے اس نشان کو یہ امتیاز دینا کسی پادری صاحب کی حسِ مذہبیت پر گراں گذرا۔ اس نے اس کے خلاف مقامی اخبارات میں خط چھپوایا جس میں نمائش والوں کے اس فیصلہ کی مذمت کی۔ اور لکھا کہ مسجد اسلام کا نشان ہے اور یہ مذہب عیسائیت کا دشمن ہے۔

غور کرنے والی بات یہ ہے کہ یہ ایک ہی مخالفانہ آواز تھی جو اُٹھی۔ اور وہ بھی اس قدر کمزوری کے ساتھ کہ لکھنے والے نے اپنا نام ظاہر نہیں کیا۔ صرف سَرے چرچ مین (Surrey Churchman) لکھا۔ سَرے اس کاؤنٹی (ضلع) کا نام ہے جس میں ووکنگ کا قصبہ واقع ہے۔

تردیدی جواب

اس کے خلاف کوئی آدھی درجن خطوط چھپے کہ "سَرے چرچ مین" نے جو کچھ لکھا ہے بالکل غلط ہے۔ یہ خطوط خود انگریزوں کی طرف سے تھے۔ میں نے اور شیخ محمد طفیل صاحب نے بھی مسجد کی طرف سے لکھ کر بتایا اور بیان دیئے کہ اسلام کے متعلق یہ خیال کہ وہ مسیحیت کا دشمن ہے قرونِ وسطیٰ کی جہالت کی پیداوار ہے۔ حقیقت اس کے اُلٹ ہے۔ قرآن کریم حضرت مسیحؑ اور اُن کی والدہ کے احترام سے بھرا پڑا ہے، وغیرہ وغیرہ۔ سَرے کاؤنٹی کونسل کے چیئرمین نے بھی ایک تردیدی خط لکھا جس میں بتایا کہ شاہجہان مسجد شہرِ ووکنگ کا واحد امتیاز ہے جس کو نہ صرف اس ملک میں بلکہ ساری دنیا میں شہرت حاصل ہے۔ ان کے انگریزی الفاظ یہ تھے Nationally and Internationally معروف اور مشہور ہے۔

مقامی کرائسٹ چرچ کے پادری سے اخباری نمایندوں نے اس بارے میں استفسار کیا تو اس نے بھی "سَرے چرچ مین" کی رائے سے اتفاق نہیں کیا اور کہا کہ مجھے مسجد کی تصویر کا انتخاب کرنے میں کوئی ہرج نظر نہیں آتا۔ اس خط و کتابت کا سلسلہ متواتر چند ہفتے جاری رہا اور مسجد اور مشن کو اس قدر پبلسٹی ملی جو سینکڑوں پونڈ خرچ کرنے پر بھی نہ ملتی۔ بلکہ کرائسٹ چرچ کے پادری نے اس اخباری بحث کو اپنے اتوار کے وعظ کا موضوع بنا کر تلقین کی کہ اسلام کو "دشمن" مذہب ہرگز نہیں کہنا چاہیئے۔

اسلام کے متعلق زاویۂ نگاہ میں تبدیلی

یہ محض خدا کا فضل ہے کہ ہماری کمزور کوششوں کو اس نے ایسا بارآور کر دیا کہ اسلام کے متعلق اب مخالفانہ آواز بھی لوگوں کی طبائع پر گراں گذرتی ہے۔ یا وہ زمانہ تھا کہ کوئی غلیظ لفظ نہیں تھا جو عیسائی دنیا میں اسلام، قرآن اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات کے متعلق بلا تکلف استعمال نہ ہوتا تھا۔ میرے سامنے ایک تازہ تصنیف ہے جس میں ایسی تمام بدزبانیوں کو کسی نے ریسرچ کر کے جمع کیا ہے۔ اور محض اس لئے کیا ہے کہ لوگوں کو بتلائے کہ دیکھو اسلام کے متعلق ہمارے آباؤ اجداد کس جہالت میں مبتلا تھے، چونکہ یہ کتاب مغلظات کا مجموعہ ہے۔ جن کی مثال کبھی اس لٹریچر میں ملتی تھی جو ہندوستانی عیسائیوں کی طرف سے شائع ہوتا تھا (مثلاً اُمہات المومنین اور ینابیع القرآن وغیرہ) اس لئے اس کے مصنف نے شروع ہی میں مسلمان قارئین سے معذرت لکھی ہے، کہ یہ پڑھنا ان کے لئے شاق ہوگا۔ مگر مجھے معاف کریں گے کہ میں محض پرانی باتوں کو جمع کر رہا ہوں اور صفحہ اول پر اپنی بریت میں عربی الفاظ میں لکھا ہے:-

ناقل الکفر لیس بکافر

(یعنے نقلِ کفر کفر نہ باشد)

حضرت مرزا صاحب کا پیدا کردہ انقلاب

یہاں یہ توجہ دلانا بے محل نہ ہوگا کہ جب مسلمان بھائی حضرت مرزا صاحب کو عیسائیت کے خلاف متشددانہ رویہ کے لئے مطعون کرتے ہیں تو وہ بھول جاتے ہیں کہ وہ کونسا پسِ منظر تھا جس نے اس عاشقِ رسول اور عاشقِ قرآن کو مجبور کیا کہ از رُوئے اناجیل پادریوں کا منہ بند کریں۔ اب بھی اگر اس کتاب کو جس کا میں نے ذکر کیا ہے کوئی مسلمان پڑھ لے تو اس کا خون کھولے بغیر نہیں رہ سکتا۔

کُجا وہ زمانہ اور کُجا یہ کہ اب اسلام کے خلاف لفظ "دشمن" کے استعمال کو بھی یہاں کے عوام اور پادری پسند نہیں کرتے اور مصنفین بھی اسلام کے متعلق پرانی سخت کلامیوں کے لئے کفریات کا لفظ استعمال کر کے ان سے اپنی بریت کرتے ہیں۔

کیا مسلمان بھائیوں میں حسِ انصاف پسندی بالکل ہی مر گئی ہے کہ جس انسان کی بدولت اس قدر خوشگوار انقلاب اسلام اور بانیٔ اسلام اور قرآن کے متعلق مغربی دنیا میں آیا۔ اس کے متعلق رائے قائم کرنے میں خدا خوفی اور اسلامی غیرت سے کام لیں۔

احمدیہ تحریک کے ذریعہ علمِ اسلام کی سربلندی

احمدیہ تحریک کو جو چاہیں کہدیں مگر اس واقعہ کا انکار مخالف سے مخالف بھی نہیں کر سکتا کہ گذشتہ تین ربع صدی میں اسلام کے لئے اگر کوئی جماعت منظم طور پر اور مسلسل سینہ سپر رہی ہے تو وہ یہی جماعت ہے۔ اور اب بھی ادیانِ عالم میں اسلام کا علم جس جماعت کی بدولت سربلند ہوتا ہے وہ احمدیہ جماعت ہی ہے۔ اسلام کی محبت کا دعوےٰ اور ساتھ ہی اس واحد خادمِ اسلام جماعت کے ہاتھوں کو کمزور کرنا، دونوں باتیں ایک قلب میں کس طرح جمع ہو سکتی ہیں۔

نو مسلمین ووکنگ اور مسلمانوں کی تنگ نظری

ووکنگ مشن کے خلاف بھی باوجود اس کے کہ اس کی تبلیغی پالیسی کا سنگِ بنیاد ہی یہ ہے کہ اس ملک میں فرقہ بندی سے بالاتر ہو کر کام کیا جائے، ابھی تک بعض

مسلمانوں کے دلوں میں وہ وسعت پیدا ہونے میں نہیں آتی جو آنی چاہیئے - اور اس سے اشاعت اسلام کے کام کو نقصان پہنچتا ہے - کوئی انگریز مسلمان ہوتا ہے تو اس کو کہتے ہیں دیکھو ووکنگ کا اسلام اور کچھ ہے، ہمارا اسلام اور ہے - اس طرح وہ بیچارہ پریشان ہوتا ہے کہ مسیحیت چھوڑ کر اسلام کے دامن میں پناہ لی ہے، یہاں بھی باہم یہی جوتم پیزار ہے -

یہی واقعہ نیوکاسل کے ریورینڈ فلاورز کو پیش آیا جو حال ہی میں مسلمان ہوئے ہیں - گذشتہ ماہ جب الحاج شیخ میاں محمدؐ صاحب یہاں تشریف لائے تو ہم محض یہ جذبہ لے کر نیوکاسل پہنچے کہ ایک نومسلم بھائی کی زیارت کا ثواب حاصل کریں - میاں صاحب بیٹھے سفر کے عادی نہیں پھر بھی سفر کی صعوبت برداشت کر کے وہاں پہنچے - ان سے دو دن (ہفتہ کی شام اور اتوار کی صبح) ملتے رہے - ان سے معلوم ہوا کہ مسلمان نہایت گرمجوشی سے انہیں اپنے ہاں مدعو کرتے ہیں مگر ساتھ ہی کہتے ہیں کہ ووکنگ کی معرفت کیوں مسلمان ہوئے ہو، ان کا تو اسلام ہم سے مختلف ہے - اب ان کا تازہ خط آیا ہے - اس میں بھی یہی لکھا ہے - قریب کے شہروں میں اسلامی سوسائٹیوں کی دعوت پر وہ وہاں گئے - وہ لوگ بھی ووکنگ کے خلاف ان کے کان بھرتے رہے - یہ لوگ اسلام کے بہت نادان دوست ہیں - دشمن بھی اتنا نقصان اس مذہب کو نہیں پہنچا سکتا جتنا یہ لوگ اپنی پست خیالی تنگ نظری سے اسلام کو دنیا کی نظروں سے گرا دیتے ہیں -

محترم میاں محمدؐ صاحب نیوکاسل میں

نیوکاسل کے سفر کے سلسلہ میں ایک، دو باتیں قابلِ ذکر ہیں - نیوکاسل سٹیشن پر چوہدری نور محمد صاحب ہمیں لینے کے لئے آئے تھے - یہ مشہور تعلیمی کارکن ڈاکٹر فرید بخش صاحب کے صاحبزادے ہیں کسی زمانہ میں میرے شاگرد تھے - تیس سال سے اس ملک میں ہیں جہاں شراب پانی کی طرح پی جاتی ہے مگر یہاں کی کوئی بُرائی ان کے نزدیک نہیں آئی - وہ ہمیں اپنے گھر پر لے گئے - اور بہت آرام و آسائش پہنچایا - رات ان کے پاس قیام کیا -

نومسلم پادری فلاورز اور اُنکی بیوی سے ملاقات

اگلے دن انہوں نے اپنی کار دی، ساتھ ہی ڈرائیو دیا اس لئے کہ ہم فلاورز صاحب کی بیوی کی بیمار پرسی کے لئے جانا چاہتے تھے جو ہسپتال میں داخل تھیں، اتوار کا دن تھا، وقت بھی ملاقات کا نہ تھا - باوجود اس کے ہسپتال والوں نے جس خندہ پیشانی سے ہمارا استقبال کیا اور مسز فلاورز سے ملایا اسے دیکھ کر اپنے وطن کے ہسپتال یاد آئے جہاں بیماروں اور ملنے والوں سے عام ..... انسانی سلوک بھی بہت کم ہوتا ہے - مسز فلاورز ہمیں دیکھ کر بہت خوش ہوئی - کچھ دیر ہم بستر کے پاس کھڑے ان سے باتیں کرتے رہے - مسٹر فلاورز بھی ساتھ تھے - میاں صاحب پاکستان سے ایک انگوٹھی لائے تھے جس پر بسم اللہ لکھی تھی - وہ مسٹر فلاورز کی انگلی میں ڈالی اسے بتایا کہ اس پر بسم اللہ لکھی ہے اور تبرک کے طور پر ہے تو اس نے منہ سے لگا کر انگوٹھی کو چوما - آتے ہوئے میاں صاحب نے تالیفِ قلوب کے طور پر کچھ رقم بھی ان کو پیش کی ـــــ وہاں سے ہم واپس چوہدری صاحب کے مکان پر آئے اور دوپہر کا کھانا کھایا - فلاورز صاحب کو بھی ساتھ شامل ہونے پر مجبور کیا - وہاں سے ہم واپس عازم لندن ہوئے - فلاورز صاحب ہمیں سٹیشن تک چھوڑنے آئے -

سفید پرندوں والے کشف کو پورا ہوتے دیکھا

گاڑی میں بیٹھ گئے تو میاں صاحب سے سفر نیوکاسل جیسے لمبے سفر پر اس قدر جلد آمادہ ہو جانے کی وجہ معلوم ہوئی تو بہت لطف آیا - فرمانے لگے کہ میں حضرت صاحب کے سفید پرندوں والے کشف کو بچشم خود پورا ہوتے دیکھنا چاہتا تھا اور الحمدللہ کہ وہ خواہش پوری ہو گئی -

ووکنگ مشن کے متعلق تضاد

مگر ہماری مشکل یہ ہے کہ جہاں یہ سفید پرندے حلقہ بگوش اسلام ہوتے جاتے ہیں خود مسلمان سیاہ پرندے بنتے جاتے ہیں، اور اپنے عمل سے اسلام کی تاریک تصویر پیش کرتے ہیں - کبھی کبھی مجھے خیال آتا ہے کہ علمائے پاکستان کو لکھوں کہ جب کوئی کفر کا فتوےٰ لینے آتا ہے تو اس وقت تو تم بڑے شوق سے شرعی فتوے دے کر مُہر لگا دیتے ہو کبھی ایک نیک فتوےٰ بھی تو جاری کر دو کہ ووکنگ مشن ایک صحیح اسلامی ادارہ ہے اور جو انگریز یہاں مسلمان ہوتا ہے اس کے اسلام میں کسی قسم کا نقص نہیں - اگر میری یہ سطور ان میں سے کسی کی نظر سے گذریں تو مہربانی کر کے خود ہی اس قسم کا فتوےٰ میرے نام بھیج دیں - مولانا ابوالاعلیٰ مودودی کو خاص طور پر توجہ دلاتا ہوں - وہی اپنی روشن خیالی کا ثبوت دیں

مومنانہ حسنِ ظن اور رواداری کی ضرورت

کب تک ہمارے نکتہ چین بھائی لفظوں کی بحث میں پڑے رہیں گے اور حضرت مرزا صاحب کی بعض استعمال کردہ اصطلاحات پر خردہ گیری کریں گے - اصل موٹی بات دیکھنے والی یہ ہے کہ کیا مرزا صاحب نے ایمان باللہ کی جڑوں کو اپنی جماعت کے دلوں میں مضبوط کیا یا نہیں - اور کیا اپنی جماعت میں عشقِ قرآن اور عشقِ رسولؐ کی چنگاری روشن کی یا نہیں - اور پھر کیا اپنی جماعت میں نیکی کی تخم ریزی کی یا نہیں اور ایک صالح جماعت پیدا کی یا نہیں ـــــ اگر ان سب سوالات کا جواب ہاں میں ہے تو ذرا مومنانہ حسن ظن اور رواداری سے کام لے کر اس جماعت کے متعلق اپنے رویہ پر نظر ثانی کریں -

. . . .

الجیریا کے ایک خدارسیدہ بزرگ

جہاں تک بعض دعاوی اور الہامات کا تعلق ہے یہ کوئی ایسی چیزیں نہیں ہیں جو نئی ہوں، اُمتِ اسلامیہ میں کثرت سے ایسے لوگ گذرے ہیں جن سے اس قسم کے کلمات کا اظہار ہوا ہے - اس وقت میرے سامنے ایک الجیریا کے خدارسیدہ بزرگ کے حالاتِ زندگی اور تجرباتِ روحانی کے متعلق ایک کتاب ہے جس میں یہی بحث ہے، اس کتاب کا نام ہے "بیسویں صدی کا ایک مسلمان سینٹ (ولی)" مصنف لندن یونیورسٹی کے اسلامیات کے پروفیسر مارٹن لنگز ہیں جو خود بھی مسلمان ہیں اور ایک صوفی منش آدمی ہیں ـــ اس بزرگ کا نام شیخ احمد علوی ہے، جس کے نام پر تصوف کا علوی نامی طریقہ جاری ہوا - اس طریقت کی شاخیں سارے عربی ممالک میں ہیں - یہاں انگلستان میں وہ عرب لوگوں کو ساتھ لے کر آئے جو جہازوں کی ملازمت کے سلسلہ میں یہاں پہنچے - برمنگھم اور کارڈف دو مقامات پر علوی طریقت کی عبادت گاہیں ہیں جنہیں یہ لوگ زاویے کہتے ہیں - ۱۹۵۹ء میں جب ڈاکٹر عبداللہ مرحوم کی وفات کی خبر لندن ریڈیو (بی بی سی) پر نشر ہوئی تو یہ لوگ بھی سلیے فاصلے سے چل کر پہنچے اور بآوازِ بلند ذکر و اذکار کرتے ہوئے جنازہ کو قبرستان پہنچایا - اس سے ان کی وسیع المشربی کا پتہ چلتا ہے ـــ اس بزرگ کے حالات کچھ تفصیل سے بیان کرتا ہوں شاید مسلمان بھائیوں کو اس سے کچھ فائدہ ہو اور معلوم ہو جائے کہ خاص حالات میں ایک فنا فی اللہ انسان کے منہ سے جو کلمات نکل جاتے ہیں، ان کو صرف نحو اور شریعت کے گز سے ناپنا صحیح نہیں ہوتا -

سپیرے سے سینٹ

مشہور ہے کہ شیخ عبدالقادر جیلانیؒ نے ایک چور کو قطب بنا لیا تھا - یہاں سپیرے سے سینٹ (ولی) بننے کی کہانی ہے - نوجوانی کے زمانہ میں احمدؒ کو ایسے طریقہ کا علم ہوا جس کے پیرو دہکتے انگارے بلا تکلف نگل جاتے تھے اور بڑے سے بڑا سانپ دَم ڈال کر پکڑ لیتے تھے اس طریقہ کا نام عیساوی تھا اس لئے کہ بانی کوئی عیسےٰ نامی تھا - نوجوان احمدؒ سمجھتا تھا کہ یہ کوئی بڑی کرامت ہے چنانچہ اس میں شامل ہوئے اور سانپ پکڑنے میں مہارت حاصل ہو گئی - ایک دن ایک پیرِ بزرگ آدمی شیخ بوزیدی نامی سے ملنے کا اتفاق ہوا - شیخ نے فرمائش کی ہمیں بھی کوئی سانپ پکڑ کر لا دو - احمدؒ نے کہا یہ کونسی مشکل بات ہے - شیخ کو گھر بٹھا کر خود نکل گئے اور آدھے دن کی دشت نوردی کے بعد ایک چھوٹا سا سانپ ہاتھ آیا جو لا کر شیخ کے پیش کیا - شیخ نے کہا یہ تو بہت چھوٹا ہے - تم بڑا سانپ بھی پکڑ سکتے ہو، احمدؒ نے کہا بڑے چھوٹے کا سوال نہیں، میرا دم ہر ایک پر چل جاتا ہے - شیخ نے کہا اچھا تو ہم ایک سانپ بتاتے ہیں

جو بہت بڑا سانپ اور بہت زہریلا ہے اسے پکڑ کے دکھلاؤ تو مانیں گے۔ احمد نے کہا حکم سر آنکھوں پر، وہ پکڑنے کو تیار ہے۔ شیخ نے کہا اس سانپ کی تلاش کے لئے جنگل جانے کی ضرورت نہیں۔ وہ تمہارے اندر ہے وہ تمہارے نفس کا سانپ ہے۔ اصل اولیائی چاہتے ہو تو اسے پکڑ کر اپنے قابو میں کرو۔ یہ سن کر احمد فکر میں پڑ گیا۔ "نفس کا سانپ! یہاں سے احمد کی زندگی کا کانٹا بدلتا ہے۔ شیخ بوزیدی کی بیعت کرتے ہیں۔ ذکر و اذکار سیکھتے ہیں۔ سلوک کے منازل طے کرتے ہیں۔ یہاں تک کہ ایک دن آتا ہے۔ جب وہ خود ایک باکمال یا صاحب بنتے ہیں اور ۱۹۰۹ء میں جب شیخ بوزیدی کا انتقال ہوتا ہے۔ تو اس طریقہ کے عمائدین شیخ احمد کو ان کی جانشینی قبول کرنے پر مجبور کرتے ہیں۔ اپنے نام کا طریقہ جاری کرتے ہیں جس کا نام علویہ طریقہ ہو گیا۔ پندرہ سال لوگوں کو تلقین کرتے رہے یہاں تک کہ ۱۹۳۴ء میں وفات پا گئے۔

قرآن اور نبی کریم صلعم کے متعلق اشعار

شیخ علوی تصوف کے متعلق کئی کتابیں تصنیف چھوڑ گئے۔ ایک دیوان بھی ہے جو عشق الٰہی اور عشق رسول میں ڈوبے ہوئے اشعار پر مشتمل ہے۔ وہ قرآن کریم کو سچے تصوف کا سرچشمہ سمجھتے تھے۔ قرآن کے ساتھ شدت محبت کا اظہار کیا۔ ایک شعر کا ترجمہ ملاحظہ ہو:—

"قرآن نے ہمارے قلوب میں گھر کر لیا اور ہماری زبانوں میں گھر کر لیا، قرآن ہمارے خون، گوشت، ہڈیوں اور رگ و ریشہ میں رچ گیا"

صوفیاء سے حالت فنائیت میں بعض کلمات ایسے نکل جاتے ہیں جو ازروئے شریعت قابل گرفت ہوتے ہیں۔ شیخ علوی سے بھی ایک دفعہ نبی کریمؐ کے متعلق بے اختیار الفاظ ایک شعر کی صورت میں نکل گئے، وہ شعر یہ ہے:—

"اگر یہ تیرا دیوانہ تیرے دھتکارنے کی وجہ سے جاں بحق ہو جائے تو بتائیے کہ اس کی خدا کے ہاں اپنے بچاؤ کے لئے کیا عذر پیش کرو گے"

اس پر شور اٹھا تو دیوان کی طبع ثانی کے وقت اسے حذف کر دیا مگر تشریح یہ کی کہ یہ عالم رؤیا میں کہا ہوا شعر تھا اور یہ واقعہ بیان کیا کہ:—

"ایک دن نبی کریمؐ کی محبت کا جذبہ مجھ میں بے پناہ جوش میں تھا اور میں اسی حالت میں سو گیا۔ خواب میں دیکھا کہ حضورؐ سامنے کھڑے ہیں مگر نہایت بے نیازانہ انداز میں۔ تو اس حالت میں چند اشعار میری زبان پر آئے جن میں نبی کریمؐ کو مخاطب کیا جن میں یہ قابل اعتراض شعر بھی تھا"

جو جاگتے ہیں میں نے قلمبند کر لئے"

علماء کی طرف سے شدید مخالفت اور اس کا جواب

علماء نے مخالفت کی کوئی حد نہیں چھوڑی۔ شیخ کو اپنی پوزیشن واضح کرنے کے لئے پہلے لسان الدین نامی، بعد میں البلاغ نامی ایک رسالہ نکالنا پڑا۔ جب دلائل دے دے کر تھک گئے اور پھر بھی مخالفین انہیں برا بھلا کہتے رہے تو تنگ آکر وہ مشہور حدیث پیش کی جس میں زبانِ رسالتؐ سے بصراحت ہے کہ مسلمان کون ہوتا ہے:—

من صلّی صلوٰتنا واستقبل
قبلتنا واکل ذبیحتنا فذلک
المسلم الذی له ذمة الله و
ذمة رسوله"

"جو ہماری طرح نماز پڑھے، ہمارے قبلہ کی طرف منہ کرے، ہمارا کیا ہوا ذبیحہ کھائے پس تحقیق وہ مسلمان ہے، اور اس کے لئے اللہ کی اور رسولؐ کی پناہ ہے"

یہ حدیث پیش کر کے کہا کہ دیکھو یہ فرمان نبویؐ ہے جو ہمارے اور تمہارے دونوں کے لئے واجب الاحترام ہے۔ ہم برے سہی مگر للہ ہمیں اپنے مسلمان بھائی تو سمجھو۔

شیخ بیچارے کو کیا پتہ تھا کہ بھلا وہ علماء ہی کیا ہوں گے جو مان جاویں۔ نہ ماننا تھا، نہ مانے اور شیخ علوی اور ان کے مرید تختۂ مشق بنتے رہے۔

مسئلہ وحدت الوجود اور اولیاء کے کلمات

کتاب میں ایک پورا باب "مسئلہ وحدت الوجود" کے موضوع پر ہے جس میں شیخ علوی نے اس مشکل مسئلہ کی گرہ کشائی کی سعی کی ہے۔ اولیاء اللہ سے بعض اوقات جو ایسے کلمات نکل جاتے ہیں جو بظاہر خلاف شریعت ہوتے ہیں ان کی ماہیت پر روشنی ڈالنے کی کوشش کی ہے مثال کے طور پر وہ یہ اقوال لیتے ہیں:—

ابویزید بسطامی

"ہم اولیاء تو گویا سمندر میں کود پڑتے ہیں، مگر انبیاء کی حالت یہ ہوتی ہے کہ گویا کنارے پر کھڑے رہتے ہیں"

عبد القادر جیلانی

"اے گروہِ انبیاء! آپ لوگوں کو تو محض ایک لقب ہے جو دیا گیا ہے۔ جو کچھ ہمیں دیا گیا ہے وہ چیز ہی اور ہے، وہ آپ لوگوں کو دی ہی نہیں گئی"

حکیم الترمذی

"جہاں انبیاء کے قدم رک جاتے ہیں وہاں اولیاء کی سیر شروع ہوتی ہے"

ایسے کلمات کی تشریح کرتے ہوئے شیخ علوی لکھتے ہیں:—

"عارف پر ایک ایسا وقت آتا ہے جس کی نشاندہی نبی کریمؐ کے ان الفاظ سے ہوتی ہے۔ آپؐ نے فرمایا۔ مجھ پر ایسا وقت آتا ہے جب صرف خدا کی ذات ہی کفایت کر سکتی ہے کوئی اس میں سمو سکے۔ ایسی حالت فنائیت کبھی کبھی ایک عارف کو یکایک اپنی دبوچ میں لے لیتی ہے یہاں تک کہ وہ عقل و شعور کی سرحدوں سے پار نکل جاتا ہے، خود اس کی اپنی ذات بھی اس کے لئے بے نام و نشان ہو جاتی ہے۔ دنیا و مافیہا سب کچھ پیچھے چھوڑ کر کہیں کا کہیں پرواز کر جاتا ہے۔ تو اس وقت زبان پر ایسے کلمات جاری ہو جاتے ہیں۔ اس وقت عارف اپنی زبان سے نہیں خدا کی زبان سے بولتا ہے، جو کہتا ہے اپنے متعلق نہیں خدا کی ذات کے متعلق کہتا ہے۔ یہ کلمات اس حالت روحانی کے لوازمات میں سے ہوتے ہیں۔ ان سے یہ نہیں سمجھنا چاہئے کہ اولیاء درحقیقت انبیاء سے بڑھ سکتے ہیں، پس اے میرے بھائی جب کبھی تم کسی عارف کی زبان سے ایسے کلمات سنو تو انہیں اس بات پر محمول کرو کہ یہ ایسی حالت میں کہے گئے ہیں جب وہ خود سے فنا ہو کر ذات باری تعالیٰ میں بہ تمام و کمال گم ہو چکے ہوتے ہیں"

یہ پڑھ کر مجھے حضرت مسیح موعودؑ کا یہ شعر یاد آیا ؎

از آں نفس کہ بپیدم بوئے کہ دنیا نام
کنوں بہ کنگرہ عرشش جائے ما باشد

حضرت مرزا صاحب کی حالت فنائیت

حضرت صاحب کی زبان سے بھی بعض کلمات حالت فنائیت میں نکل گئے جو علماء کی طبع درشت کے لئے بہت اوپرے تھے مثلاً "منم محمد و احمد کہ مجتبیٰ باشد" — علماء اور صوفیا کی کوئی ازل سے ہی دشمنی چلی آتی ہے۔ علماء ظاہر کو چونکہ خدا شناسی کے کوچہ میں کبھی قدم رکھنا نصیب نہیں ہوا، اس لئے جہاں کہیں کسی عارف باللہ کی زبان سے عشقِ الٰہی کے والہانہ الفاظ نکلتے ہیں تو لٹھ لے کر پیچھے پڑ جاتے ہیں۔ یہی کچھ اس زمانہ کے مجدد اور مامور کے ساتھ کیا گیا۔

حقیقت تصوف پر ایک فرانسیسی ڈاکٹر سے گفتگو

کتاب کے شروع میں ایک باب تو شیخ علوی کے چیدہ

حالات پر مشتمل ہے جو ایک فرانسیسی ڈاکٹر (مارسل کیرٹ) کی قلم سے ہے۔ یہ ڈاکٹر علاج کے سلسلہ میں ۱۹۲۰ء میں شیخ کی خدمت میں حاضر ہوتا رہا اور آپ کی شخصیت سے اس قدر متاثر ہوا کہ اپنے تاثرات انہی ایام میں دوسروں کے فائدہ کے لئے قلمبند کر دیئے۔

دوسرا باب مصنف مارٹن لنگز کی قلم سے تصوف کی حقیقت پر ہے، جس میں مصنف نے اپنی طرف سے تصوف کے اسرار پر مفصل محققانہ بحث کی ہے اور بتایا ہے کہ سچے تصوف کا سرچشمہ قرآن کریم ہی ہے۔ خدا کا شاہ رگ سے قریب تر ہونا۔ ایک باخدا انسان کو ایسی شراب پلانا جس میں کافور اور زنجبیل کی آمیزش ہو "سلسبیل" اور "تسنیم" اصحاب الشمال، اصحاب الیمین، ثلۃ من الاولین وقلیلۃ من الآخرین، ایسی قسم قرآنی اصطلاحات کے معارف بیان کئے ہیں۔

فرانسیسی ڈاکٹر سے گفتگو کے دوران میں شیخ العلوی بار بار اس پر زور دیتے ہیں کہ مذہب اور چیز ہے اور ... ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ تصوف کو جس چیز نے بدنام کیا ہے وہ غالباً یہی ہے۔ بہرحال آیئے اس کے متعلق ذرا ڈاکٹر اور شیخ کی گفتگو سنیں۔

ڈاکٹر:- سچائی وہی ہے جیسے کسی کا یقین بیٹھ جائے کہ یہ سچائی ہے۔ ہر ایک آدمی اس راستہ پر چلتا ہے جو اسے سب سے زیادہ اچھا لگتا ہے۔ اگر اس امّتہ سے اسے وہ کچھ مل جائے جو وہ تلاش کرتا ہے تو اس کے لئے یہی ٹھیک راستہ ہے۔ اس طرح گویا سارے راستے برابر ہیں۔

شیخ (کچھ سوچ کے بعد):- نہیں، سب برابر نہیں ہوتے۔ اگر تمہارا منشاء اس قدر ہے کہ سب راستوں سے لوگ کچھ نہ کچھ سکونِ قلب حاصل کر لیتے ہیں، پھر تو بیشک ٹھیک ہے۔ مگر سکونِ قلب کے بھی مراتب ہوتے ہیں۔ بعض کو بالکل تھوڑی سی چیز سے سکون مل جاتا ہے، بعض مذہب میں سکونِ قلب تلاش کرتے ہیں، بعض اس سے بھی بڑھ کر چیز کی تلاش میں ہوتے ہیں۔ صرف سکونِ قلب کافی نہیں۔ اصل چیز طمانیت کبریٰ ہے۔ ایسی طمانیت جس سے روح انسانی بھرپور ہو جاتی ہے۔

ڈاکٹر:- مذہب اس بارے میں کیا کام دیتا ہے؟

شیخ:- آخرالذکر گروہ کے لئے مذہب ایک ابتدائی سیڑھی ہے۔

ڈاکٹر:- تو کیا اس کے یہ معنے ہیں کہ مذہب سے اوپر بھی کوئی اور چیز ہے؟

شیخ:- ہاں! مذہب سے اوپر طریقت ہے۔

ڈاکٹر:- طریقت کس چیز کا نام ہے؟

شیخ:- طریقت خدا کی ذات تک پہنچنے کا ذریعہ ہے۔

مذہب اور طریقت

مذہب اور طریقت میں یہ تفریق غالباً اس لحاظ سے صوفیا کے ہاں پیدا ہوئی ہے کہ علماء نے مذہب کو قال اقوال اور منطقی بحثوں تک محدود کر دیا ہے، اور صوفیا چونکہ مذہب کے مغز تک پہنچنا چاہتے تھے یعنی تعلق باللہ حاصل کرنا تو انہوں نے طریقت کی اصطلاح گھڑ لی۔ درحقیقت مذہب کی غرض و غایت بھی تعلق باللہ ہی ہے، ہاں اس مقصد کے حاصل کرنے کا طریق ضروری نہیں کہ وہی ہو، جو صوفیا کے مختلف طریقوں میں مروج ہیں، سب سے بڑھ کر راسخ اور روشن طریقہ قرآن کی تعلیمات کی گہرائیوں تک پہنچنا اور اس میں زندگی کو رنگین کرتا ہے۔

حضرت مرزا صاحب کا عرفانِ الٰہی

حضرت مرزا صاحب کی ذات میں جہاں کتاب و سنت کی پابندی بدرجہ اتم پائی جاتی تھی، وہاں آپ کی پرواز عرفانِ الٰہی کی ان بلندیوں پر تھی، جہاں بقول علوی صاحب عارف ذاتِ باری تعالےٰ میں گم ہو جاتا ہے اور جو کہتا ہے اپنی زبان سے نہیں، خدا کی زبان سے کہتا ہے اس لئے ان کے کلام میں ایسے دعاوی اور الفاظ کا ملنا عین قدرتی امر ہے اور ان روحانی حالت کے لوازمات میں سے ہے جن میں سے ایک عارف گذرتا ہے۔

ماہوار چندوں کے متعلق احباب سے اپیل

انجمن کے مالی سال ۶۱-۱۹۶۰ء کے اختتام پر یہ پایا گیا ہے کہ چندہ ماہوار کی وصولی میں امسال کمی واقعہ ہوئی ہے۔ جس کی وجہ سے یہ ہے کہ بعض احباب جماعت چندوں کی ادائیگی میں تغافل سے کام لیتے ہیں خصوصاً سرکردہ احباب کی توجہ اس طرف بہت کم ہے۔ میں احباب کی توجہ حضرت مسیح موعود کے اس حکم کی طرف مبذول کروانا چاہتا ہوں جس میں حضور نے چندہ کی ادائیگی ہر احمدی کے ذمہ فرض قرار دی ہے۔ حضور کا ارشاد ہے کہ مسلسل تین ماہ چندہ ادا نہ کرنے والا جماعت سے خارج ہو جاتا ہے اس لئے لازم ہے کہ تمام احباب ہر ماہ اپنا چندہ آمدنی سے علیحدہ کر کے انجمن میں براہ راست یا مقامی جماعت کے سیکرٹری صاحبان کے ذریعہ بھیجا کریں اس بارہ میں یہ کہنا کہ چندہ وصول کرنے والا نہیں پہنچا تھا، مناسب نہیں، محصل صاحب پہنچیں یا نہ پہنچیں چندہ بہرحال ادا کرنا ضروری ہے امید ہے آئندہ تمام احباب اس طرف خاص توجہ مبذول فرما دیں گے اور گذشتہ بقایا جات بھی۔ والسلام

(غلام رسول، آنریری افسر تحصیل)

صلبی اولاد کے سلبی کارنامے

اے اہلِ نظر ذوقِ نظر خوب ہے لیکن
جو شے کی حقیقت کو نہ دیکھے وہ نظر کیا

(سبطِ نوبہار)

سنہ ۱۹۱۴ء میں سریر آرائے "خلافت" ہونے کے بعد میاں صاحب مکرم نے جماعت کے ذہن اور قلب پر تسلط جمانا شروع کر دیا۔ اور اس سے یہ تسلیم کرایا کہ وہ لایُسئل عما یفعل کے مصداق ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ان کی ہر بات پر جماعت سمعنا و اطعنا اور امنا وصدقنا کہتی ہے جب ان کو یہ استیلاء حاصل ہو گیا تو انہوں نے عقائد کو بھی اپنے ذوق اور ضرورت کے سانچوں میں ڈھالنا شروع کر دیا۔ اس کا آغاز انہوں نے قادیان کی مفرطانہ تقدیس سے کیا۔ مثلاً انہوں نے یہ فرمایا :-

"قادیان تمام بستیوں کی اُم ہے۔ اور قادیان اُم القریٰ ہے۔ جو قادیان سے تعلق نہ رکھے گا کاٹا جائے گا۔ ہمارا سالانہ جلسہ ایک قسم کا ظلّی حج ہے۔"

(الفضل یکم دسمبر سنہ ۱۹۲۱ء)

"اب حج کا مقام صرف قادیان ہے"

(برکات الدعا صفحہ)

اسی پر بس نہیں کی۔ علی الاعلان بیت اللہ کی تقدیس پر بھی زبان طعن دراز کر دی اور اعلان کیا :-

"جو قادیان سے تعلق نہیں رکھے گا وہ کاٹا جائے گا۔ تم ڈرو کہ تم میں سے نہ کوئی کاٹا جائے۔ پھر یہ تازہ دودھ کب تک رہے گا۔ آخر ماؤں کا دودھ بھی سُوکھ جایا کرتا ہے۔ کیا مکہ اور مدینہ کی چھاتیوں سے دودھ سُوکھ گیا کہ نہیں"

(حقیقۃ الرؤیا صفحہ ۴۲-۴۶) (ملائکۃ اللہ صفحہ ۵۶)

ان فقرات سے جماعت لاہور کے زعما کو ملعون کرنا مقصود تھا۔ کیونکہ وہ فتنہ سے ڈر کر قادیان چھوڑ آئے تھے۔ اس ترکِ قادیان کو ایک گناہِ کبیرہ کے رنگ میں پیش کیا گیا۔ لیکن یہ خیال نہ آیا کہ وہ بیت اللہ اور دیارِ نبیؐ کی توہین کر رہے ہیں۔ چونکہ یہ شرک کے کلمات تھے۔ ۳۲ سال کے بعد خود میاں صاحب کو اپنی بنائی ہوئی اُم القریٰ کو چھوڑنا پڑا۔ اور اپنے قول کے مطابق قادیان سے کٹ کر خدا کے ہاتھوں کاٹے جانے کے منسوب ہو گئے۔ لیکن جماعت اس سے بھی مانوس ہے گویا ام علیٰ قلوب اقفالھا کی مصداق بنی ہوئی ہے۔ چونکہ قادیان کو مکہ و مدینہ سے افضل قرار دینا ایک صریح شرک تھا اس کی افتاد یہ پڑی کہ آج اس بستی کی چھاتیوں سے بھی دودھ خشک ہو گیا۔ خدا کو اپنے گھر کا شریک و سہیم بھی ناپسند ہے۔ دنیا کا کوئی شہر ان سے افضل بن کر نہیں رہ سکتا۔ سنہ ۱۹۱۴ء کی جنگ عظیم میں لارڈ کچنر نے دھمکی دی کہ وہ کعبہ کو اصطبل بنا سکتا ہے اس اس پاک گھر کی مقدس خاک نے ایسا انتقام لیا کہ وہ سمندر میں غرق ہوا اور اس حالت میں ہوا جب اس نے بچاؤ کے سارے انتظام کر لئے تھے۔ دوسری عالمی جنگ میں مسولینی نے بھی بمباری کی دھمکی دی۔ اس کی پاداش میں وہ ذلت کی موت مرا۔ اب ربوہ کو بھی الفضل نے مقدس مقام کا درجہ دے کر خدا کے مقرر کردہ مقدس مقامات کا ہم پلہ بنا دیا ہے گویا اب ان لوگوں نے پھر ایک بار خدائی تعزیر کو دعوت دینی شروع کر دی ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ساری عمر سرورِ کائنات کی غلامی کا دم بھرتے رہے اور اسی کی تلقین فرماتے رہے۔ میاں صاحب مکرم نے اس بارے میں بھی وہی رویہ اختیار کیا جو انہوں نے خانہ کعبہ کے متعلق کیا تھا۔ وہ فرماتے ہیں :-

"کہ مسیح موعود کا ذہنی ارتقا آنحضرتؐ سے زیادہ تھا اور یہ جزوی فضیلت تھی جو حضرت مسیح موعودؑ کو آنحضرتؐ پر حاصل ہے"

نیز یہ بھی کہا :-

"یہ بالکل صحیح بات ہے کہ ہر شخص ترقی کر سکتا اور بڑے سے بڑا درجہ پا سکتا ہے حتیٰ کہ محمدؐ سے بھی بڑھ سکتا ہے"

(ڈائری (خلیفہ صاحب) الفضل ۱۷ جولائی سنہ ۱۹۲۲ء)

ان کلمات سے حضرت مسیح موعود کی روح بھی تڑپ گئی ہوگی۔ کیونکہ وہ تو فرماتے ہیں ؎

یا نبی اللہ لبِ تو چشمۂ جاں پرور است
یا نبی اللہ توئی در راہِ حق آموزگار
خوشتر از دورانِ عشق تو نباشد ہیچ دور
خوبتر از وصف و مدحِ تو نباشد ہیچ کار

جماعت نے یہ سب سُنا اور خاموش رہی۔ کیونکہ اس کا دین اور ایمان خلیفہ صاحب کی کامل اطاعت تھی لیکن اس کے مجرمانہ سکوت سے تقدیر کس طرح ٹل سکتی ہے۔ چنانچہ اسی جماعت نے یہ بھی سُنا کہ اُن کے خلیفہ صاحب نے عدالت میں اعلان کیا کہ حضرت مسیح موعودؑ کا ماننا جزوِ ایمان نہیں، اس کو بھی جماعت نے قبول کیا۔ اور چپ رہی۔ "اب کوئی بتلائے کہ ہم بتلائیں کیا"

• جس شخص کے عقائد کا یہ حال ہو اس کے متعلق یہ کہنا کہ اس نے اسلام کی خدمت کی ہے کتنی مجرمانہ جسارت ہے بھلا اس آدمی کو خدا کسی خدمت کی توفیق کیسے عطا کر سکتا ہے جس کی زبان سے نہ بیت اللہ محفوظ رہا نہ سرورِ کائنات کی ذاتِ پاک۔ جو جماعت اس صریح استخفاف کے سامنے بھی سرنگوں ہو جاتی ہے، وہ دنیا میں سرفراز کیسے ہو سکتی ہے۔ اس جماعت کو حضرت امام الزمان کا یہ انتباہ یاد رکھنا چاہیئے :-

الا اے منکر از شانِ محمدؐ
ہمہ از نورِ نمایانِ محمدؐ

حضرت مسیح موعودؑ کے انتساب سے اقتدار حاصل کیا اور اسی اقتدار کو اُن کے مقاصد مقدسہ کے خلاف استعمال کیا۔ سنہ ۱۹۱۴ء میں ہی غیر از جماعت مسلمانوں کے جنازے کی حرمت و حلت کا مسئلہ سامنے آیا، حضور کی ایک تحریر بھی موجود تھی جس میں حلت موجود تھی۔ اس کے باوصف میاں ... صاحب مکرم نے بانگِ دہل یہ فرمایا کہ تحریر موجود ہے اور اس میں کوئی اختلاف نہیں۔ لیکن اس پر بعد میں غور کیا جائے گا۔ سرِ دست میرا حکم نافذ ہو گا کہ مسلمانوں کا جنازہ نہ پڑھا جائے۔ یہ حکم ہی نافذ رہا اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا فرمان حرفِ غلط بنا رہا۔ حتیٰ کہ سنہ ۱۹۵۴ء کی افتاد پڑی، اور عدالت کے کٹہرے میں کھڑے ہو کر یہ اعلان کیا کہ وہ حضرت بانئ سلسلہ کی تحریر کی روشنی میں اپنی روش پر نظرِ ثانی کریں گے۔ احمدیت کی قبولیت میں ناقابلِ عبور خلیجیں حائل کر کے اور جماعت کو مقہور بنا کر اپنے سارے عقائد اور احکام سے ارتداد کا اعلان کیا۔ حتیٰ کہ تبلیغ سے بھی دستبرداری کا اخبار میں باقاعدہ اعلان شائع ہوا۔ ان اظہر من الشمس حقائق کے باوصف جماعت نے اطاعت تو کی مگر اس کا جائزہ نہ لیا کہ یہ اطاعت بِرّ اور تقویٰ پر ہے یا اِثم اور عدوان پر کیونکہ اسکو حکم تھا ؎

دیکھ جو کچھ سامنے آئے منہ سے کچھ نہ بول
آنکھ آئینے کی پیدا کر دہن تصویر کا

چونکہ جماعت نے ہر ذلت کو گوارا کر لیا۔ اس کے ساتھ بھی ویسا ہی سلوک ہوتا رہا۔ چنانچہ ایک موقعہ پر خلیفہ صاحب نے محراب و منبر کے سیاق و سباق میں "شیطان کی اولاد اور ابلیس کی ذریت" کہکر ایک لغزشِ مستانہ پر سرزنش کی۔ اور جماعت یہ کہکر چپ ہو گئی "سرِ دوستاں سلامت کہ تو خنجر آزمائی"۔ بھلا

جماعت دعوے کر سکتی ہے کہ وہ حضرت مسیح موعود کی جماعت ہے اور ان کے مقدس مشن کی حامل ہے۔ اور جو لیڈر جماعت کو تنزل کے اس درجہ پر لے جاتا ہے وہ حضرت مسیح موعودؑ کا صحیح جانشین کیسے ہو سکتا ہے۔ ان پر قرآن کریم کا یہ قول صادق آتا ہے :-

لھم قلوبٌ لایفقھون بھا
ولھم اعینٌ لایبصرون بھا
ولھم اذانٌ لایسمعون بھا
اولٰئک کالانعام بل ھم اضل
اولٰئک ھم الغافلون

اب آئیے میاں صاحب کی قرآن دانی کا جائزہ لیں۔ آپ ہمیشہ ہوش کے زمانے میں ایک بے ہوشی کا اعلان کرتے رہے کہ اُن پر علومِ قرآنی خدا نے منکشف کئے ہیں۔ وہ دعوتِ مبارزت دینے سے بھی باز نہ آئے ایک دفعہ مولوی ثناء اللہ امرتسری نے ان کو چیلنج دیا کہ وہ اس سے تفسیر کا مقابلہ کریں کہ قرآن کریم کھولا جائے جو آیت سامنے آئے اس کی وہ دونو تفسیر کریں اور اس کا کسی دوسرے سے موازنہ کرا لیں۔ اس چیلنج کے سامنے ان کی ساری تعلیاں ٹھنڈی پڑ گئیں اور میدان چھوڑ کر بھاگ گئے۔ حالانکہ اسی مولوی ثناء اللہ کو حضرت مسیح موعودؑ نے اس طرح کا چیلنج دیا اور یہ بھاگ کھڑا ہوا تھا۔ چنانچہ مبارزت کی اس صحیح صورت کو سامنے رکھ کر اس نے خلیفہ صاحب کو بھگا دیا کیونکہ اسی صورت سے کسی کے علمِ قرآنی کا صحیح جائزہ لیا جا سکتا ہے۔ اس فرار کے باوصف الفضل اور اس کے نئے سربراہ خلیفہ صاحب کی دینی اور علمی خدمات کا پروپیگنڈا کرنے میں باک محسوس نہیں کرتے۔ اس ضمن میں ایک لطیفہ بھی سُن لیجئے۔ قادیان میں اہلِ علم کا ایک مختصر گروہ تھا جو خلیفہ صاحب کے مبلغ علم سے خوب واقف تھا۔ ان کے سامنے ایک دفعہ خلیفہ صاحب نے غائطؑ کو غایہ پڑھ دیا جس طرح ایلہؑ کو ایبہ بھی پڑھا جاتا ہے۔ چونکہ قرأت کی اس لطیف رمز سے نا آشنا محض تھے۔ اس دن سے اس گروہ کے ارکان اپنے دل کے غبار کو اس طرح نکال لیتے تھے کہ وہ خلیفہ صاحب کو اپنی نجی صحبتوں میں "غایہ" کہا کرتے تھے۔ اس گروہ کے سرخیل ایک جید مگر مظلوم عالم تھے۔ وہ زندگی میں خلیفہ صاحب کے ہاتھوں تنگ رہے۔ لیکن ان کی وفات پر خلیفہ صاحب ربِّ لاتذرنی فرداً بار بار پڑھتے سُنے گئے۔

قرآن کریم سے شیفتگی کا یہ حال رہا۔ کہ ۱۹۱۵ء میں پہلا پارہ انگریزی تفسیر کا شائع کیا اور حضرت مولوی محمد علی رضی اللہ عنہ پر سبقت لے جانے کا اعلان کیا۔ لیکن آج ۴۷ سال تک اُن سے انگریزی تفسیر مکمل نہیں ہو سکی۔ حالانکہ اس کی نگرانی کا سارا بوجھ خلیفہ صاحب پر ہی تھا، کیونکہ اس میں کام کرنے والوں میں وہی عربی دانی اور ذوقِ قرآنی کے مدعی ہو سکتے تھے۔ اس عرصے میں کئی دفعہ سٹیج سے تفسیر کے مطالبے پر جماعت کو زجر کی اور یہاں تک کہہ دیا کہ تفسیر کرنا خلیفہ کے فرائض میں سے نہیں ہے۔ کیونکہ نہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تفسیر کی، نہ خلفائے راشدینؓ نے یہ کام کیا نہ حضرت مسیح موعودؑ نے اس کا بیڑا اُٹھایا۔ اس کا کرنا ان پر کیوں واجب ہے! جماعت بُز اخفش بن کر رہ گئی تھی، وہ ہر بات پر سر ہلا دیتی رہی۔

قادیان میں ایک ناشر نے ہمّت کر کے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تصانیف سے ایک تفسیر مرتب کر کے شائع کی۔ اس میں خلیفہ صاحب کو کسرِ شان نظر آئی۔ اس بے بہا خزینہ کو ممنوع قرار دیکر جماعت کو اس سے محروم کر دیا۔ اس پر بھی نئے سربراہ کہتے ہیں کہ "حضرت مصلح موعود" نے دین کی بے مثال خدمت کی ہے۔

خلیفہ صاحب نے عصر کے بعد مردوں میں درس شروع کیا۔ لیکن یہ ان کے پروگراموں میں مخل ہوا۔ اس کو ترک کر دیا۔ لیکن عورتوں کے ہفتہ واری درس کو جاری رکھا۔ قادیان میں یہ کمی محسوس ہونے لگی۔ اس کی تلافی کے لئے میر محمد اسحاق مرحوم نے مہمان خانے میں شام کے بعد درس شروع کیا جو خاص و عام میں بڑا مقبول ہوا۔ کسی جرأت مند نے یہ بھی کہہ دیا کہ خلیفہ صاحب کے درس سے بھی زیادہ بصیرت افروز میر صاحب کا درس ہے۔ فوراً بارگاہ خلافت سے اس مقبول عام درس کی بندش کا حکم جاری ہو گیا۔ یہ اس وجہ سے ہوا کہ جو عمل تعقیم ۱۹۱۴ء سے جاری تھا اس میں کوئی کوتاہی نہ ہو جائے۔ اگر لوگ قرآن و حدیث اور حضرت مسیح موعود کی تصانیف اور حضرت خلیفہ اوّل رضی اللہ عنہ کی کتب سے شغف رکھتے ہوں تو خلیفہ صاحب کے ہاتھوں مردہ ہو کر مردنی سے مانوس نہ ہوتے اور نہ خلیفہ صاحب ہی وہ کچھ کر سکتے جو انہوں نے کیا اور ڈنکے پکارے کیا۔ اگر جماعت کی فضا قرآن کی برکات سے بریز ہوتی تو اس میں وہ بے ترلی کرختگی رہتی جو خلیفہ صاحب کو رخشِ عناں تاب نہ بننے دیتی۔ ان کو کبھی جرأت نہ ہوتی کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پرانے صحابیوں اور جیّد عالموں کو نکریں پہنا کر اور ہاتھوں میں لاٹھیاں دے کر ان سے سلامیاں لیتے اور نہ ہی جمعہ کی نماز کے وقت لٹھ بند رضا کار پریڈیں کرتے اور نماز سے مستثنیٰ ہو کر نمازیوں کی یکسوئی میں خلل انداز ہوتے۔ خلیفہ صاحب کے لئے یہ بھی مشکل ہو جاتا کہ ۱۹۴۵ء میں اسمبلی کی ایک نشست کے لئے اصرار کے ساتھ میثاق کر کے احمدیوں کو مجبور کرتے کہ وہ شاتم مہدی کو ووٹ دیں۔

جس تفسیر صغیر کا بڑا چرچا تھا۔ اس کی حقیقت یہ ہے کہ اس کے ۱۲۰۰ صفحے ہیں۔ اس کے حواشی اور ذیلی نوٹ سارے ملا کر ۲۰ صفحوں سے زیادہ نہیں۔ گویا ایک محض ترجمے کو تفسیر تسلیم کرا لیا ہے۔ ایک لسانی ہنرمندی سے مریدوں کے ذہنوں سے تلعب کرتے ہیں۔ کیونکہ یہ بیچارے یدِ مبروص اور یدِ بیضا میں تمیز کرنے سے قاصر ہیں۔ الفضل کے قارئین پر روشن ہے کہ اس مزعومہ تفسیر کے شائع ہونے کے بعد خود خلیفہ صاحب نے اس کے اسقام کا رونا رویا تھا اور حسبِ عادت ان علماء کو ملامت کیا جنہوں نے اس کام کو سرانجام دیا تھا۔

ایک لمبی ڈھیل کے بعد خدا نے بھی ایسی گرفت کی ہے جس میں بڑی عبرت اور بصیرت ہے۔ اسی گرفت کا ذکر کرتے ہوئے "حضرت صاحبزادہ صاحب" نے اپنے مضمون میں فرمایا تھا :-

"جماعت آج کل حضور کے پُر معارف خطبات کے ذریعہ تربیتی تحریکات سے اصلاً محروم ہے .... ہماری جماعت کا یہ دَور نازک ہے اور بے حد نازک جبکہ ایک طرف امام کی شدید بیماری ہے اور دوسری طرف دنیا میں غیر معمولی حالات پیدا ہو رہے ہیں"

(الفضل مؤرخہ ۱۴ر جون ۱۹۶۰ء)

گویا جس جماعت کو آہنی آمریت نے اپنے مقاصد مشؤمہ کی خاطر بنیان مرصوص کیا ہوا تھا وہ آمرانہ گرفت کے ڈھیلے پڑ جانے سے ضعیف البنیان بن گئی ہے۔ بے بسی کا یہ عالم ہے کہ بیماری کی صحیح اور مکمل خبر شائع کرنے سے خائف ہیں۔ بیماری کو ۱۹۵۵ء والی بیماری کہہ کر کبھی محض بے چینی کا نام دے کر دعاؤں کی اپیل کی جاتی ہے۔ بھلا ایسی دعاؤں میں کیا برکت ہو سکتی ہے۔ جب سے اس بیماری کا تذکرہ پیغامِ صلح میں شروع ہوا ہے۔ الفضل نے ملاقاتوں کی خبریں شائع کر کے مرض کے عواقب سے بے خبر رکھنے کی مہم شروع کر دی ہے۔ اس سے تو بہتر ہے کہ نگران کمیٹی کے رُکن یا کم از کم نگرانِ اعلیٰ حلفیہ بیان دیں کہ وہ اب بھی اپنے امام کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیشگوئیوں کا صحیح مصداق مصلح موعود سمجھتے ہیں، اگر اس سے بھی گریز ہے تو کم از کم مؤکد بعذاب قسم کھا کر یہ کہدیں کہ موجودہ بیماری محض لازمۂ بشری ہے اس میں خدائی گرفت کا کوئی پہلو نہیں۔ یاد رہے کہ خلیفہ صاحب نے کہا تھا :-

"اب میں ۶۸ سال کی عمر میں ہوں اور فالج کا شکار ہوں"

(الفضل ۴ر اگست ۱۹۵۷ء)

حیرت ہوتی ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ کی سنت کو دیکھتے ہوئے اور حضورؑ کے اعداء کے انجام کا علم رکھتے ہوئے فالج اور جنون کو محض لازمۂ بشری کہتے ہیں۔ گویا ہر لیڈر ان کا ضرور شکار ہوتا ہے۔ اگر نعوذ باللہ یہ ٹھیک ہے تو حضرت مسیح موعودؑ نے ان امراض کو خبیث اور دُکھ کی مار کیوں کہا ہے۔ کیا ان امراض کو لازمۂ بشری کے پردے میں حضرت مامور کی طرف منسوب کر کے کسی کا ایمان محفوظ رہ سکتا ہے۔ لیکن ان لوگوں نے تو حضرت مسیح موعودؑ پر ایمان رکھنے نہ رکھنے کا قصہ ہی ۱۹۵۴ء میں پاک کر دیا تھا۔ جن لوگوں نے کئی سال خلیفہ صاحب کی امامت میں ایسی نمازیں پڑھیں جن کو نماز

(باقی بر صفحہ ۱۵ اشتہار کے نیچے)

صلبی اولاد کے سلبی کارنامے

(بسلسلہ صفحہ نمبر ۱۴)

کہنا نماز کی ہتک ہے۔ ان کے لئے ایسی منطق کو قبول کرنا کیا مشکل ہے جو حضرت مامور من اللہ کے اصولوں کے سراسر منافی ہو۔ ہزاروں کی تعداد میں یہ لوگ حبط صلوٰۃ کو دیکھتے رہے۔ لیکن کسی کو جرأت نہ ہوئی کہ علی الاعلان حبط سے اجتناب کرے۔ یہ اسی تربیت کا نتیجہ ہے جو ان کو پچھلی نصف صدی میں ملی۔

اب اس تربیت سے محرومی کا رونا رویا جا رہا ہے حالانکہ اس تربیت نے ان کو ذلیل کر کے رکھ دیا ہے بیت اللہ کی ہتک کر کے اصحاب فیل کے انجام سے بچنا مشکل ہے۔ سرور کائنات کے استخفاف سے ابولہب والی عقوبت ناگزیر ہے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے الہاموں سے تلعب ڈوئی اور آتھم کے انجام کو دعوت دینا ہے۔ خدائی تقدیر پر زرتار پردے ڈالنے والوں کو یاد رکھنا چاہیئے عقوبت اور عدوان میں اب فاصلہ ختم ہو رہا ہے۔ بقول شاعر؎

اب کہ جنوں میں فاصلہ شاید نہ کچھ رہے
دامن کے چاک اور گریباں کے چاک میں

جلسہ سالانہ کی تاریخیں
۲۳، ۲۴، ۲۵، ۲۶ دسمبر ۱۹۶۱ء

پنجاب پریس ... بلڈنگس سرکلر روڈ لاہور میں باہتمام مولوی دوست محمد صاحب پرنٹر پبلشر چھپ کر دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور سے شائع ہوا

پیغام صلح مورخہ ۲۹ نومبر ۱۹۶۱ء رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸۰ شمارہ ۴۷

ہفت روزہ پیغام صلح لاہور
سالانہ چندہ پاکستان سے چھ روپے۔ ہندوستان سے چھ روپے (ہندوستانی سکہ) بیرونی ممالک سے ایک پونڈ
ہندوستان میں ہمارے نمائندہ کا پتہ:- شیخ محمد انعام الحق مکان نمبر ... ملک پیٹھ۔ محلہ اعظم پورہ۔ حیدرآباد دکن (انڈیا)

جلد ۴۹ | یوم چہار شنبہ مؤرخہ ۲۷ جمادی الثانی ۱۳۸۱ھ مطابق ۶ دسمبر ۱۹۶۱ء | نمبر ۴۸

جلسہ سالانہ کی تاریخیں

جماعت احمدیہ لاہور کا جلسہ سالانہ امسال ۲۳، ۲۴، ۲۵-۲۶ دسمبر کو احمدیہ بلڈنگس لاہور میں منعقد ہوگا۔

۲۳ دسمبر ۱۹۶۱ء کا دن جلسہ خواتین کے لئے مخصوص ہے جو مسلم ہائی سکول میں منعقد ہوگا۔

۲۴-۲۵-۲۶ دسمبر کو مسجد احمدیہ بلڈنگس لاہور میں مردانہ جلسہ کا انعقاد ہوگا جس میں مستورات کے لئے بھی پردہ کا انتظام کیا جائے گا۔

جلسہ کا مفصل پروگرام آئندہ اشاعت میں درج ہوگا۔

تمام احباب جماعت کو چاہیئے کہ اس جلسہ میں نہ صرف خود شامل ہوں بلکہ اپنے دوستوں اور اہل و عیال کو بھی ساتھ لائیں۔ قیام و طعام کا انتظام حسبِ دستور مسلم ہائی سکول میں ہوگا۔ سب دوستوں کو چاہیئے کہ اپنے بستر ساتھ لے کر آئیں۔

اغراضِ جلسہ سالانہ

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

اس جلسہ کے اغراض میں سے بڑی غرض تو یہ ہے کہ تا ہر ایک مخلص کو بالمواجہ دینی فائدہ اُٹھانے کا موقعہ ملے۔ اور ان کے معلومات وسیع ہوں اور خدا تعالیٰ کے فضل و توفیق سے اُن کی معرفت ترقی پذیر ہو۔ پھر اس کے ضمن میں یہ بھی فوائد ہیں کہ اس ملاقات سے تمام بھائیوں کا تعارف بڑھے گا۔ اور اس جماعت کے تعلقات اخوت استحکام پذیر ہوں گے۔ اسواس کے اس جلسہ میں یہ بھی ضروریات میں سے ہے کہ یورپ اور امریکہ کی دینی ہمدردی کے لئے تدابیر حسنہ پیش کی جائیں۔ کیونکہ اب یہ ثابت شدہ امر ہے کہ یورپ اور امریکہ کے سعید لوگ اسلام قبول کرنے کے لئے تیار ہو رہے ہیں...... سو بھائیو۔ یقیناً سمجھو کہ یہ ہمارے لئے ہی جماعت تیار ہونے والی ہے، خدا تعالیٰ کسی صادق کو بے جماعت نہیں چھوڑتا۔ انشاء اللہ القدیر سچائی کی برکت ان سب کو اس طرف کھینچ لائے گی۔ خدا تعالیٰ نے آسمان پر یہی چاہا ہے اور کوئی نہیں کہ اس کو بدل سکے۔ سو لازم ہے کہ اس جلسہ پر جو کئی بابرکت مصالح پر مشتمل ہے ہر ایک ایسے صاحب ضرور تشریف لاویں جو زادِ راہ کی استطاعت رکھتے ہوں اور اپنا سرمائی بستر لحاف وغیرہ بھی بقدر ضرورت ساتھ لاویں اور اللہ اور اس کے رسول کی راہ میں ادنے ادنے حرجوں کی پرواہ نہ کریں۔ خدا تعالیٰ مخلصوں کو ہر ایک قدم پر ثواب دیتا ہے۔ اور اس کی راہ میں کوئی محنت اور صعوبت ضائع نہیں ہوتی اور مکرر لکھا جاتا ہے کہ اس جلسہ کو معمولی انسانی جلسوں کی طرح خیال نہ کریں۔ یہ وہ امر ہے جس کی خالص تائید حق اور اعلاء کلمہ اسلام پر بنیاد ہے۔ اس سلسلہ کی بنیادی اینٹ خدا تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے رکھی ہے اور اس کے لئے قومیں تیار کی ہیں جو عنقریب اس میں آملیں گی۔ کیونکہ یہ اس قادر کا فعل ہے جس کے آگے کوئی بات انہونی نہیں۔ عنقریب وہ وقت آتا ہے بلکہ نزدیک ہے کہ اس مذہب میں نہ نیچریت کا نشان رہے گا نہ نیچر کے تفریط پسند اور اوہام پرست مخالفوں کا نہ خوارق کے انکار کرنے والے باقی رہیں گے اور نہ ان میں بے ہودہ اور بے اصل اور مخالف قرآن روایتوں کو ملانے والے اور خدا تعالیٰ اس اُمتِ وسط کے لئے بین بین کی راہ زمین پر قائم کر دے گا۔ وہی راہ جس کو قرآن لایا تھا۔ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم کو سکھلائی تھی۔ وہی ہدایت جو ابتدا سے صدیق، شہید اور صلحاء پاتے رہے۔ یہی ہوگا اور ضرور یہی ہوگا جس کے کان سننے کے ہوں سنے۔ مبارک ہیں وہ لوگ جن پر سیدھی راہ کھولی جائے۔ بالآخر میں دعا پر ختم کرتا ہوں کہ ہر ایک صاحب جو اس للّہی جلسہ کیلئے سفر اختیار کریں خدا تعالیٰ انکے ساتھ ہو اور ان کو اجر عظیم بخشے اور اُن پر رحم کرے اور ان کی مشکلات اور اضطراب کے حالات اُن پر آسان کر دیوے اور اُن کے ہم و غم دور فرماوے۔ اور انکو ہر ایک تکلیف سے مخلصی عنایت کرے اور ان کی مرادات کی راہیں ان پر کھول دیوے اور روزِ آخرت میں اپنے ان بندوں کے ساتھ ان کو اُٹھاوے جن پر اس کا فضل و رحم ہے اور تا اختتام سفر ان کے بعد ان کا خلیفہ ہو۔ اے خدا اے ذوالمجد والعطا اور رحیم اور مشکلکشا یہ تمام دعائیں قبول کر اور ہمیں ہمارے مخالفوں پر روشن نشانوں کیساتھ غلبہ عطا فرما کہ ہر ایک قوت اور طاقت تجھ ہی کو حاصل ہے۔ آمین ثم آمین (اشتہار- دسمبر ۱۸۹۲ء)

تبلیغی خط و کتابت

دیکھو خدا نے سارے جہاں کو جھکا دیا
گمنام پا کے شہرۂ عالم بنا دیا

(مرتبہ:- شیخ غلام قادر صاحب عفی عنہ)

نائجیریا

علم تبلیغ حاصل کرنے کی ضرورت ہے۔

جنہیں اللہ تعالےٰ کے متعلق علم ہے وہ ہمیں بتاتے نہیں کہ اللہ تعالےٰ کا انسان کی پیدائش اور مذہب اسلام کی غرض و غایت کے متعلق کیا منشا ہے۔

ہمیں امید واثق ہے کہ ایک دن اللہ تعالےٰ خود اپنی ہستی اور مقصد پیدائش انسان کے متعلق کوئی علم عطا کرے گا۔ اور یہ بات ہو کر رہے گی کیونکہ زندگی بغیر نیکی اور ایک اچھے مذہب کے بے کیف ہے۔

ہمیں یہاں اس بات کا علم ہو گیا ہے کہ آسمان کے نیچے ایک ایسی جماعت ہے جس نے قرآن شریف انگریزی معہ عربی متن شائع کیا ہے اور اس سے ہمارے دل میں بہت خوشی محسوس ہوئی ہے۔

کیا آپ ایک کاپی قرآن شریف مجھے میرے لئے اور میرے اہل و عیال کے لئے عنایت فرما سکتے ہیں۔ والسلام

(انہیں قرآن شریف اور لٹریچر اور خط بھیجا گیا)

بھارت

ترجمہ خط۔ محمد شریف تانگ ایم۔ اے۔ ایل۔ ایل بی۔ (فائنل) مسلم یونیورسٹی علی گڑھ۔ بھارت

السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ

میں بہت ہی مشکور ہوں کہ آپ نے قرآن شریف ارسال کیا ہے۔ فرقہ وارانہ فسادات کی وجہ سے مجھے اپنے آبائی وطن کشمیر جانا پڑا۔ بوقت واپسی آپ کی چٹھی مجھے ملی جس میں تحریر تھا کہ ایک کاپی قرآن اور ٹیچنگز آف اسلام بذریعہ پارسل بھیجی جا رہی ہیں۔ مگر وہ مجھے نہ ملیں۔ کل میں اپنے آبائی وطن سے واپس آیا تو مجھے قرآن شریف اور ٹیچنگز آف اسلام کی کتابیں مل گئیں۔ مجھ پر اس بات کا گہرا اثر ہوا ہے کہ آپ دنیا کے اکناف و اطراف میں تبلیغ اسلام کر رہے ہیں اللہ تعالےٰ آپ کے مشن کو کامیاب کرے۔ میں امید کرتا ہوں کہ آپ مجھے اپنا لٹریچر گاہے گاہے بھیجتے رہیں گے تاکہ میں اس کو پڑھ کر اسلامی نقطۂ نگاہ سے آگاہ

ہوتا رہوں۔ ملّاں اسلام میں تفرقہ ڈالتا اور غلط استدلال

(انہیں قرآن انگریزی و دیگر لٹریچر روانہ کیا گیا ہے)

یو۔ ایس۔ اے

ترجمہ خط مسز چارلس ڈبلیو ہملٹن، ہوسٹن ٹکساس یو ایس اے

جناب عالی۔

فانڈرن لائبریری آف رائس یونیورسٹی آپ کے قرآن شریف اور ٹیچنگز آف اسلام کے تحفے کا بہت شکریہ ادا کرتی ہے جو آپ نے پرنسپل رائس انسٹی ٹیوٹ کے نام ارسال کیا ہے۔ آپ کی مہربانی کی یہ ایک مستقل یاد ہمیشہ کے لئے ہمارے دلوں کو تازہ رکھے گی۔

ڈمبنگا

ترجمہ خط ڈمبنگا جنرل ہسپتال سکول نرسنگ ڈمبنگا۔

السلام علیکم۔ مجھے امید ہے کہ آپ اس خط کو وصول کر کے حیران ہوں گے کیونکہ آپ کو کوئی توقع نہ تھی مجھے میرے دوست حاجی امید محمد کی معرفت آپ کے متعلق معلومات ہوئی ہیں اور جنرل ہسپتال ڈمبنگا میں نرسنگ سکول میں تعلیم حاصل کرتی ہوں۔ اسلامی لٹریچر پڑھنا پسند کرتی ہوں میں نے اپنی خالہ سے قرآن پڑھ لیا ہے۔ لیکن مشکل یہ ہے کہ جو میں پڑھتی ہوں اس کا مطلب نہیں سمجھتی میں امید کرتی ہوں کہ آپ مجھے مذہبی لٹریچر ارسال کریں گے اور میں پڑھنے کی خواہشمند ہوں میں آپ کے ملک میں بہنوں بھائیوں سے خط و کتابت کرنا چاہتی ہوں۔

آپ کی مشکور ہوں گی۔

(قرآن بغیر ٹکٹ اور خط بھیجا گیا)

(خط و کتابت کرتے وقت پتہ نمبر کا حوالہ دیں)

مسیحیت کا خطرۂ عظیم اور علماء کا فرض

کچھ دنوں سے پاکستانی علمائے اسلام کا ایک ادارہ نظام العلماء کے نام سے قائم ہے، جس کی مجلس عاملہ کے اجلاس خصوصی میں دو قراردادیں پاس ہوئی ہیں، جن میں سے پہلی قرارداد میں والی سوات سے درخواست کی گئی ہے کہ وہ عیسائیوں کو اپنے علاقہ میں کالج بنانے کی اجازت نہ دیں۔

ان دونوں قراردادوں پر مولنا محی الدین صاحب قصوری معاصر الاعتصام ..... تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

"مسلم پبلک کی طرف سے اگر کوئی درخواست پیش کی جاتی تو وہ شاید چنداں قابل اعتراض نہ ہوتی، مگر علمائے کرام کی ایک جماعت کی طرف سے اس قسم کی درخواست حکومت پاکستان اور والئ سوات کی خدمت میں پیش کرنا قابلِ افسوس ہے علماء کا وجود اگر پاکستان میں ہے تو وہ آخر کس مرض کی دوا ہے کہ وہ مسیحیت کی روک تھام نہیں کر سکتے"

آگے چل کر مولانا اس کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں:—

"یہ سینکڑوں عربی مدارس جو اس وقت پاکستان میں حشرات الارض کی طرح نمودار ہو رہے ہیں آخر ان کے قیام کی غرض و غایت کیا ہے؟ عیسائیت کا مقابلہ یہ نہیں کر سکتے، لادینی کا سیلاب جو اس وقت ملک و ملت پر چھا رہا ہے، یہ روک نہیں سکتے۔ فتنۂ انکار حدیث کو جو دین کو گھن کی طرح کھا رہا ہے روکنے سے یہ عاجز و درماندہ ہیں، تو خدارا بتلاؤ کہ ان مدارس سے سینکڑوں سند یافتہ علماء کی جو کھیپ سالانہ تیار ہو رہی ہے اور جن کا سالانہ اجلاسوں میں بڑے فخر و مباہات کے ساتھ اعلان کیا جاتا ہے وہ آخر دین کی کیا خدمت کرتی ہے؟ کیا صرف یہ کہ وہ ادنےٰ درجہ کے فروعی مسائل کو اپنے اپنے حلقوں شائع کر کے اپنی اپنی نجی دکانوں کو تو فروغ دیں اور ملتِ اسلامیہ میں تحزب و تشتت کو اور زیادہ عسر العلاج کر دیں"!

مولانا کا یہ سوال بالکل جائز اور برمحل ہے فی الحقیقت موجودہ عربی مدارس سے جو علماء فارغ التحصیل ہو کر نکلتے ہیں ان کو کچھ پتہ نہیں ہوتا کہ دنیا میں دوسرے مذاہب بھی ہیں، جن کا اسلام کو مقابلہ درپیش ہے، ان کو عربی علوم کے سوائے اور اپنے اپنے مکتب فکر کی .... جس کی تعلیم ان مدارس میں دی گئی ہے اور کچھ نہیں آتا۔ اس لئے فارغ التحصیل ہونے کے بعد مساجد میں امام یا خطیب بن کر چند مخصوص مسائل بیان کرنا اور ان سے اختلاف کرنے والوں کو کافر و فاسق قرار دینا ان کا شعار ہو گیا ہے، اور عیسائیت یا کسی دوسرے مذہب کے مقابلہ میں اپنے آپ کو بے دست و پا پا کر وہ حکومت سے ان مذاہب پر پابندی عائد کرنے کی درخواستیں کرنے لگتے ہیں۔

اس کے مقابلہ میں مسیحی مبلغین کی تبلیغی سرگرمیوں کا ذکر کرتے ہوئے مولنا لکھتے ہیں:—

"اگر عیسائی سات سمندر پار کر کے ہمارے ملک میں آتے اور ما فوق التصور عیش و عشرت کو چھوڑ کر خالص اپنے مذہب کی اشاعت کی غرض سے سنسان بیابان میں آکر ڈیرے لگا لیتے ہیں اور ایسے ملک میں نہایت اطمینان و سکون کے ساتھ بیٹھ جاتے ہیں، جن کی زبان، تمدن وغیرہ ہر چیز سے وہ ناآشنا ہوتے ہیں، تو کیوں ہمارے علماء کرام ایسا نہیں کرتے، جن پر از رو مذہب امر بالمعروف اور نہی عن المنکر ایسا ہی ناگزیر فرض ہے جیسا صلوٰۃ و زکوٰۃ"

مولنا محی الدین احمدؒ کا یہ سوال بالکل بجا ہے لیکن مدیر الاعتصام نے مولنا سے اختلاف کرتے ہوئے اس سوال کا یہ جواب دیا ہے کہ علماء "اس باب میں عیسائیوں کا مقابلہ کس طرح کر سکتے ہیں جبکہ عیسائیوں کی ایک عالمگیر تنظیم ہے اور تمام بڑی چھوٹی عیسائی سلطنتیں اس کے پیچھے ہیں، جنہوں نے مالی طور سے اس تنظیم کو بے نیاز کر رکھا ہے وہ تنظیم وسیع پیمانہ پر اپنے مذہب کی تبلیغ و اشاعت کی ذمہ داریاں سنبھالے ہوئے ہے اور اپنے مبلغوں کی زیادہ سے زیادہ خدمت کرتی ہے یہ سات سمندر پار سے آئے ہوئے پادری اور عیسائیت کے مبلغ جو آپ کو سنسان بیابانوں میں دکھائی دے رہے ہیں وہ اپنے ذاتی خرچ سے نہیں آ گئے ہیں ان کو وہ تنظیم ہی بھیجتی ہے جس کا جال ساری دنیا میں بچھا ہوا ہے اور تمام ملکوں اور بڑے بڑے شہروں میں ان کے مراکز ہیں"۔

یہ بالکل صحیح ہے لیکن سوال یہ ہے کہ آج تک اسلام کی تبلیغ کا کام جو دنیا میں ہوا ہے اور دنیا کے چپہ چپہ میں جو مسلمان پائے جاتے ہیں کونسی تنظیم ان کے پیچھے کام کر رہی تھی۔ عرب سے نکل کر چین، روس، ہندوستان، ملایا، انڈونیشیا، جزائر فجی اور جزائر غرب الہند وغیرہ میں ایک طرف اور افریقہ کے جنگلوں اور صحراؤں میں دوسری طرف جو اسلام کی شمعیں پہنچیں وہ کس حکومت کی تبلیغی مساعی یا کونسی تنظیم کا نتیجہ تھیں؟ ان علاقوں کو چھوڑ دیجئے جہاں اسلامی حکومتیں قائم ہوئیں، ان کے علاوہ بے شمار ایسے خطے ہیں جو محض ان درویش مسلمانوں کی مخلصانہ انفرادی مساعی کی وجہ سے نور اسلام سے منور ہوئے جن کے پیچھے نہ کوئی سلطنت تھی اور نہ کوئی تنظیم، وہ محض کلمہ طیبہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ اور کچھ مال تجارت لیکر نکل کھڑے ہوئے اور جہاں گئے اسلام کا پیغام پہنچاتے اور لوگوں کو کلمہ طیبہ کے قائل بناتے چلے گئے۔ اور تو اور خود ہمارے ملک (برصغیر ہند و پاک) میں صدیوں کی اسلامی سلطنتوں کے باوجود اسلام اگر پھیلا ہے تو محض ان روحانی لوگوں کے ذریعہ سے جن کے پیچھے کوئی تنظیم یا سلطنت نہ تھی۔ حضرت داتا گنج بخش ہجویری رح، حضرت مجدد الف ثانی رح، حضرت خواجہ معین الدین چشتی اور دیگر بیشمار صوفیا اور اولیائے کرام جو اس برصغیر کے چپہ چپہ پر لیٹے ہوئے ہیں انہی کی انفرادی تبلیغی کوششیں اس سرزمین میں نخل اسلام کو ایک بار آور درخت بنانے کا موجب ہوئیں حالانکہ بعض مواقع پر مسلمان حکومتیں ان کی سد راہ بھی ہوئیں لیکن ان کے روحانی اثر کی وجہ سے اس مقدس کام میں کوئی خلل واقع نہ ہوا۔ اس کے علاوہ مسلمان علماء اور آئمہ اسلام کی وہ خدمات جو انہوں نے احادیث کے جمع کرنے، فقہ اسلام کی تدوین اور تفاسیر کے لکھنے میں سرانجام دیں وہ کونسی سلطنت کی امداد یا کس تنظیم کا نتیجہ تھیں۔ امام بخاری رح اور دیگر محدثین کرام نے جنگل و صحرا اور بحر و بر کے سفر اختیار کر کے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاک ارشادات کو جمع کرنے میں جو شاندار خدمات سرانجام دیں وہ کس تنظیم اور کونسی حکومت کی مدد کا نتیجہ تھیں؟

اور جہاں تک عیسائیت کے مقابلہ کا سوال ہے خود ہمارے قریبی زمانہ میں اس وقت جبکہ عہد انگلشیہ کے اندر عیسائیت کا بہت بڑا زور تھا۔ مولوی رحمت اللہ جیسے لوگ پیدا ہوئے۔ جنہوں نے بقول مولنا محی الدین احمد قصوری "تھوڑی سی محنت اور تھوڑے سے مطالعہ کے بعد اتنی استعداد پیدا کر لی تھی کہ پادری فنڈر پر زمین تنگ ہو گئی تھی"، حالانکہ ان کے پیچھے نہ کوئی تنظیم تھی نہ حکومت، مولانا محی الدین احمد کا یہ سوال بالکل بجا ہے کہ

"کیا ہمارے دسیوں جامعوں سے دس رحمت اللہ نہیں نکل سکتے اور اگر نہیں نکل سکتے تو ان کے وجود سے ملت اسلامیہ جس قدر جلد پاک ہو جائے اسی قدر بہتر ہے"۔

پھر ہم کہتے ہیں اسی زمانہ میں حضرت مرزا غلام احمدؒ صاحب قادیانی جنہوں نے عیسائیت، آریہ سماج اور دیگر کئی ایک مذاہب کے جتھوں کے مقابلہ میں یکہ و تنہا علم تبلیغ بلند کیا اور دلائل و براہین ساطعہ سے ادیان عالم پر اسلام کا غلبہ ثابت کر دکھایا نہ صرف یہی بلکہ اپنے روحانی اثر و نفوذ سے ایک ایسی جماعت پیدا کر دی جو نہ صرف اس ملک میں ہی عیسائیت کو نیچا دکھانے کا موجب ہوئی ہے یہاں تک

کہ آج کسی عیسائی کو احمدی کے مقابلہ میں آنے کی بھی جرأت نہیں بلکہ خود عیسائیت کے گھر میں جاکر انہوں نے اسلام کے جھنڈے گاڑ دیئے، کیا یہ کسی حکومت یا ایسی بڑی تنظیم کا نتیجہ ہے جیسی کہ یورپ اور امریکہ میں عیسائیت کے پیچھے موجود ہے؟ حقیقت یہ ہے کہ دل کے اندر اسلام کا مخلصانہ جذبہ اور درد موجود ہو، خدا کے لئے کام کرنے کی لگن لگی ہوئی ہو تو انسان کو نہ کسی تنظیم کی ضرورت ہوتی ہے نہ حکومت کی امداد کی، ایک اکیلا انسان وہ کام کر سکتا ہے جو بڑی بڑی سلطنتیں اور تنظیمیں نہیں کر سکتیں لیکن افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ یہ مخلصانہ جذبہ اور اسلام کے لئے یہ درد اور لگن آج ہمارے ان علماء کے اندر موجود نہیں جو مساجد میں بیٹھ کر بقول مولانا محی الدین احمد نہایت ادنیٰ درجہ کے فروعی اختلافات کو اپنے اپنے حلقوں میں شائع کرکے اپنی اپنی نجی دکانوں کو فروغ دیتے ہیں"۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ تبلیغ اسلام یا فتنہ عیسائیت کے مقابلہ کے لئے کسی تنظیم کی ضرورت نہیں، دلی لگن کے ساتھ تنظیم بھی اگر ہو تو یہ اور بھی زیادہ مفید ہے، اس کی طرف توجہ دلاتے ہوئے مولانا محی الدین احمد لکھتے ہیں کہ

> "ہونا تو یہ چاہیئے کہ اہل سنت والجماعت کے تمام طبقے اور تمام گروہ اپنے فروعی اختلافات کو یکسر بالائے طاق رکھ کر سر جوڑ کر بیٹھتے اور سب مل کر ایک عظیم مشنری ادارہ قائم کرتے جس کی شاخیں ان تمام دور و نزدیک مقامات پر ہوتیں جہاں عیسائی مشنریوں نے جھونپڑیوں کی شکل میں دراصل اپنے جھنڈے گاڑ رکھے ہیں اور یہ یکسر محبت، مواصلت، اعانت ہمدردی کے پیکر بن کر ڈیرے لگاتے تو دیکھتے کہ کیسے عیسائی مشنری ان کے مقابلہ میں کامیاب ہوتے"

اس کے ساتھ ہی مولانا نے دینی مدارس میں مروجہ "بلے کار اور فرسودہ نصاب" کے بجائے جن کی فرسودگی پر خود وقت اور وقت کے حالات نے مہر لگا دی ہے" تقابل مذاہب کا نصاب مقرر کرنے اور قرآن حکیم کا ادیانِ غیر کی کتب کے ساتھ مطالعہ کرانے کا بھی مشورہ دیا ہے۔

یہ سب صحیح ہے اور ہم اس کی دل سے تائید کرتے ہیں، لیکن اس کے ساتھ ہی یہ کہنا بھی بیجا نہ ہوگا کہ مولانا کے سامنے جماعتِ احمدیہ کی شکل میں ایک تنظیم اس وقت بھی موجود ہے، جس کے ماتحت نہ صرف قرآن حکیم اور ادیان غیر کے متقابلہ مطالعہ کا درس دیا جاتا ہے بلکہ اسلام کیلئے مخلصانہ جذبہ اور دلی لگن رکھنے والے لوگ اس تنظیم کے ماتحت عیسائیت کے مقابلہ میں اندرون و بیرون ملک ہر جگہ سینہ سپر ہیں اور اسلام کی تبلیغ میں ان کی مساعی کامیاب ثابت ہو رہی ہیں، اس تنظیم سے جو فی الحقیقت خدائی اشارہ کے ماتحت حضرت مجدد وقت کے ہاتھوں قائم کی گئی، فائدہ اٹھانا اور اس کی امداد و اعانت کرنا اور اس کے ساتھ ہو کر کام کرنا ہر مسلمان کا ضروری فرض ہے، اسی سے آج اسلام کی کامیابی اور عیسائیت کی ہزیمت وابستہ ہے کاش مولانا محی الدین احمد اور دیگر مسلمان اس بنی بنائی تنظیم کا ساتھ دیکر اسلام کی حقیقی خدمت بجا لائیں۔

جلسہ سالانہ کی اہم خصوصیات

۱۔ جلسہ سالانہ کا مفصل پروگرام مرتب ہو رہا ہے جو آئندہ اشاعت میں درج ہوگا۔ یہاں اس قدر لکھ دینا کافی ہوگا کہ حضرت امیر ایدہ اللہ، الحاج جناب شیخ میاں محمد صاحب، میاں بشیر احمد صاحب منٹو۔ خان بہادر غلام ربانی خان صاحب چوہدری محمد مسعود صاحب چیمہ، میاں ممتاز احمد صاحب فاروقی اور ڈاکٹر اللہ بخش صاحب بعض اہم موضوعات پر خطاب فرمائیں گے۔ جن میں یورپ و امریکہ اور افریقہ میں اشاعت اسلام کے مختلف پہلوؤں کو واضح کیا جائے گا۔

۲۔ ۲۵ر دسمبر ۱۹۶۱ء کو ینگ مینز احمدیہ ایسوسی ایشن کی طرف سے بعد نماز مغرب ایک مجلس مذاکرہ منعقد ہوگی جس میں مغربی پاکستان کے کالجوں کے طلباء "اسلام اور موجودہ طرز زندگی" کے موضوع پر تقاریر کریں گے۔ کامیاب طلباء کو انعامات دیئے جائیں گے۔ یہ مجلس مذاکرہ اپنی نوعیت کے لحاظ سے بڑی دلچسپ اور علمی فوائد کا موجب ہوگی جس میں عام احباب کے علاوہ احمدی نوجوانوں کی شمولیت از بس ضروری ہے۔

۳۔ اسی روز شام کے سات بجے مجلس معتمدین کا اجلاس منعقد ہوگا جس میں اہم جماعتی امور پر غور و بحث کی جائے گی، یہ اجلاس صرف ممبران مجلس معتمدین کے لئے مختص ہوگا۔

۴۔ ۲۸ر دسمبر ۱۹۶۱ء کو سات بجے شام احمدیہ کانفرنس کا اجلاس ہوگا جس میں تمام احباب جماعت شمولیت فرما کر اہم جماعتی امور کے متعلق مختلف تجاویز پیش کریں گے۔

۵۔ ہر روز بعد نماز فجر حضرت امیر ایدہ اللہ قرآن کریم کا درس دیا کریں گے۔

اخبار احمدیہ

تقریب شادی

اس خبر کی بدیں اشاعت کے لئے مدیر پیغام صلح معذرت خواہ ہے کہ ۲۷ر اکتوبر ۱۹۶۱ء کو حضرت مولانا نور الدین رحمۃ اللہ علیہ کے خاندان میں ایک تقریب شادی وقوع میں آئی۔ یعنی حضرت مولانا کے صاحبزادہ میاں عبدالسلام عمر مرحوم کے فرزند میاں عبدالواسع عمر ایم ایس سی آئی۔ اسسٹنٹ انجینئر کالونی ٹیکسٹائل ملز اسمٰعیل آباد کی شادی حضرت مولانا رحمۃ اللہ کے دوسرے صاحبزادہ میاں عبدالوہاب عمر کی لڑکی فریدہ کے ساتھ عمل میں آئی، خطبہ نکاح میاں عبدالمنان عمر صاحب نے پڑھا۔ جس میں سات ہزار روپیہ مہر کا اعلان کیا گیا۔ نکاح کے بعد میاں عبدالوہاب عمر صاحب نے حاضرین کی تواضع نہایت پرتکلف دعوت طعام سے کی، اگلے روز دولہا کی طرف سے احباب کو پرتکلف دعوت ولیمہ دی گئی، اس موقعہ پر جناب الحاج شیخ میاں محمد صاحب نے ایک گرانقدر رقعہ دولہا کے لئے لائلپور سے بھیجی، دعا ہے اللہ تعالیٰ اس تعلق کو جانبین کے لئے خوشگوار اور موجب خیر و برکت فرمائے۔

درخواست دعائے صحت

طارق محمود صاحب طالب علم تبلیغی جماعت کچھ دنوں سے بیمار ہیں اور احباب سے دعائے صحت کے ملتجی، اللہ تعالیٰ انہیں شفائے عاجل و کامل عطا فرمائے۔

ولادت اور عطیہ

چوہان تحصیل چکوال ضلع جہلم سے سید اللہ دتہ شاہ صاحب لکھتے ہیں کہ ان کو اللہ تعالیٰ نے پوتا عطا فرمایا ہے، اس خوشی میں انہوں نے پانچ روپیہ انجمن میں بطور عطیہ اشاعت اسلام ارسال کئے ہیں۔ خدا سے اللہ تعالیٰ نومولود کو عمر طویل عطا فرمائے اور خادم دین بنائے۔

شکریہ تعزیت

خانیوال سے عبداللطیف صاحب احباب کا شکریہ ادا کرتے ہیں جنہوں نے ان کی اہلیہ کی وفات پر ہمدردی اور تعزیت کے خطوط لکھے، اللہ تعالیٰ ان سب دوستوں کو جزائے خیر دے اور ان کی دعاؤں اور ہمدردیوں کو مرحومہ کی مغفرت کا موجب بنا لے۔

عیسائی مبلغات احمدیہ گرلز سکول میں

موضع کندن سیاں ضلع سیالکوٹ سے مس فرینچ لکھتی ہیں:۔ سابقہ اتوار کو دو عیسائی مبلغہ عورتیں عیسائیوں کی بستی میں تبلیغی سلسلہ میں آئیں۔ احمدیہ مسلم گرلز کی ہیڈ معلمہ صاحبہ نے انہیں صبح کی چائے پر مدعو کیا۔ جب وہ صبح چائے کی دعوت پر آئیں تو سکول کی پڑھائی جاری تھی۔ انہوں نے آتے ہی بچوں کا معاینہ کیا اور پھر معلمہ صاحبہ سے سوال کیا کہ کیا آپ احمدیت سے تعلق تو نہیں رکھتیں۔ معلمہ صاحبہ نے کہا کہ وہ کونسی بات ہے جس سے آپ کو معلوم ہوا کہ میں احمدیت سے تعلق رکھتی ہوں مبلغہ صاحبہ نے فرمایا کہ مسلمانوں کے تمام فرقوں میں سے صرف احمدیہ فرقہ ایسا ہے جس کو اپنے دین کی اشاعت کا شوق ہے تو معلمہ صاحبہ نے کہا کہ اگر اس کا نام احمدیت ہے۔ تو پھر میں احمدی ہوں۔ بعدہٗ چائے پر بیٹھیں اور کفارہ مسیح پر تقریباً ایک گھنٹہ بحث ہوئی جس سے عیسائی مبلغہ اسلامی دلائل کے سامنے عاجز آگئیں اور یہ کہکر جان چھڑائی کہ اچھا آئندہ اگر موقعہ ملا تو پھر بحث کریں گی۔ اس کے بعد انہوں نے ہمارے سکول کے ...

مصائب و مشکلات میں صبر و استقامت سے مقامات عالیہ کا حصول

مخلوقِ خدا کی بھلائی کے لئے خرچ کرنا بلند گھاٹی پر چڑھنا ہے

خطبہ جمعہ مؤرخہ یکم دسمبر ۱۹۶۱ء فرمودہ حضرت امیر قوم مولینا صدر الدین صاحب ایدہ اللہ بمقام احمدیہ بلڈنگس لاہور

لَآ اُقسِم بِھٰذَا البَلَدِ ۔ وَانتَ حِلٌّ بِھٰذَا البَلَدِ ۔ وَوَالِدٍ وَّمَا وَلَدَ ۔
لَقَد خَلَقنَا الاِنسَانَ فِی کَبَدٍ ـــــــ ثُمَّ کَانَ مِنَ الَّذِینَ اٰمَنُوا
وَتَوَاصَوا بِالصَّبرِ وَتَوَاصَوا بِالمَرحَمَۃِ ـــــــ (سورۃ البلد)

مصائب اور خصائل میں تعلق

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مشکلات کا نقشہ اس سورۃ میں کھینچا گیا ہے اور پھر حضرت کو تسلی دینے کے لئے فرمایا ہے کہ مشکلات کے پیش آئے بغیر مقامات عالیہ کبھی حاصل نہیں ہوتے۔ مشکلات اور مصائب کی وجہ سے انسان کے خصائل اور سیرت ظاہر ہوتے ہیں اور اس کے اندر مضبوطی پیدا ہوتی ہے اور مشکلات میں انسان کو صبر، استقلال اور استقامت جیسے اخلاق نصیب ہوتے ہیں۔ یہ بھی ظاہر کیا گیا ہے کہ انسان جب دشمنی پر اتر آتا ہے تو اس کے اندر انتقام کا جذبہ پیدا ہو جاتا ہے اور وہ صداقت اور صحیح اصولوں کو چھوڑ دیتا ہے اور ظلم پر کمربستہ ہو جاتا ہے۔

بیت اللہ، حضور اکرمؐ اور قرآن کریم کی اہمیت

فرمایا لَآ اُقسِمُ بِھٰذَا البَلَدِ۔ سلطان بلد امین کی قسم کھا کر تمہیں ایک حقیقت کی طرف توجہ دلائی جاتی ہے۔ مکہ معظمہ کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ مَن دَخَلَہٗ کَانَ اٰمِنًا۔ جو کوئی اس شہر میں آ گیا وہ امن کی جگہ پہنچ گیا۔ اس کی جان و عزت محفوظ ہو گئی۔ اس کے متعلق فرمایا اِنَّ اَوَّلَ بَیتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِی بِبَکَّۃَ مُبٰرَکًا وَّھُدًی لِّلعٰلَمِینَ مکہ معظمہ اور بیت اللہ کی بڑی شان ہے۔ پہلا گھر جو اللہ تعالیٰ کی عبادت کے لئے وضع کیا گیا ہے وہ مکہ معظمہ میں ہے۔ مُبٰرَکًا وہ برکات کا سرچشمہ ہے وہ گھر بڑا مبارک ہے اس سے برکات کے چشمے پھوٹیں گے۔ اور اس کی برکات ہمیشہ کے لئے جاری رہیں گی وَھُدًی لِّلعٰلَمِینَ یہ وہ مقام ہے جہاں سے ساری قوموں کی رہنمائی کا اہتمام کیا گیا ہے۔ خدا رب العٰلمین ہے۔ تو اس کا رسول ساری قوموں کی ہدایت کے لئے مبعوث ہوا تَبٰرَکَ الَّذِی نَزَّلَ الکِتٰبَ عَلٰی عَبدِہٖ لِیَکُونَ لِلعٰلَمِینَ نَذِیرًا۔ اور قرآن تمام قوموں کے رب کی جناب سے نازل ہوا ہے تَنزِیلٌ مِّن رَّبِّ العٰلَمِینَ

جس خدا نے اپنی مخلوق کی خدمت کے لئے کائنات کا نظام جاری کیا ہے اور جسم کی نشو و نما کے لئے زمین اور آسمان کو انسان کی خدمت میں لگا دیا ہے۔ اسی خدا نے ہماری روح، ہمارے اخلاق اور خصائل کی تربیت کے لئے یہ کتاب قرآن کریم کی اتاری ہے اِن ھُوَ اِلَّا ذِکرٌ لِّلعٰلَمِینَ۔ اس میں ساری قوموں کے لئے ہدایت مہیا کی گئی ہے۔ اور فرمایا وَاتَّخِذُوا مِن مَّقَامِ اِبرٰھٖمَ مُصَلًّی حضرت ابراہیمؑ جو قوموں کے باپ ہیں ان کے مقام کو عبادت گاہ بناؤ۔ یہ وہ مقام ہے جسے ابراہیمؑ نے بنایا۔ اسمٰعیلؑ نے تعمیر کیا تھا۔ اِذ یَرفَعُ اِبرٰھٖمُ القَوَاعِدَ مِنَ البَیتِ وَاِسمٰعِیلُ۔ یہ وہ مقام ہے جہاں تمہاری دادی اماں حضرت ہاجرہؓ نے سعی بین الصفا والمروۃ کی اور جو مصائب انہوں نے برداشت کیں اس کے صلہ میں یہ عالی مقام انہیں عطا کیا گیا کہ سعی بین الصفا والمروۃ کو ان کی یادگار رہتی ہمیشہ کے لئے حج کا رکن بنا دیا گیا اور خانہ کعبہ کے متعلق فرمایا وَاِذ جَعَلنَا البَیتَ مَثَابَۃً لِّلنَّاسِ وَاَمنًا ساری دنیا کے لوگ یہاں آیا کریں گے اور یہ امن کا مقام ہوگا۔ امن کی صورت اس قسم کی ہے کہ وہاں انتظام کرنے کے لئے فوج نہیں پولیس نہیں، لیکن اہل عرب کے دلوں کے اندر اس گھر کی عظمت اس قدر ہے کہ اس کا کوئی درخت کاٹا نہیں جاتا۔ کوئی جانور شکار نہیں کیا جاتا۔ اس جگہ کوئی قتل مقاتلہ نہیں ہو سکتا، کوئی قاتل یہاں بھاگ کر آ جائے اس سے انتقام نہیں لیا جا سکتا۔ جیسا کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اس مکان کی وہ عظمت ہے کہ لو ظفرت بقاتل الخطاب لما مسستہ اگر مجھے اپنے والد کا قاتل بھی اس جگہ مل جائے تو میں اس کو ہاتھ نہیں لگا سکتا۔

مقامِ حرمت میں رسول اللہ کے خلاف منصوبہ بندی

اس مکان کی اہمیت و شان اور عظمت کے باوجود اس حرمت کے مقام پر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ختم کرنے کے منصوبے باندھے جا رہے ہیں۔ آپؐ کے متبعین اور آپؐ کے دین کو مٹا دینے کی تیاریاں کی جا رہی ہیں۔ لوگوں نے اپنے معتقدات اور روایات کو حضرتؐ کی دشمنی کے باعث بالائے طاق رکھ دیا ہے وَوَالِدٍ وَّمَا وَلَدَ۔ یہ کس کا بیٹا ہے حضرت ابراہیمؑ تمہارا دادا حضرت اسمٰعیلؑ تمہارا باپ وَمَا وَلَدَ اور ان کا بیٹا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ یہ کیسا اندھیر اور کتنا ظلم ہے۔ حضورؐ کی عظمت و شان بیان کرنے کی غرض سے مَن وَلَدَ نہیں کہا بلکہ مَا وَلَدَ فرمایا۔ یہ کس شان کا شخص ہے۔ ابراہیمؑ کی دعا کی وجہ سے یہ رسولؐ پیدا ہوا اور تمام جہان کے لئے پیغام ہدایت لے کر آیا۔ اس مکان کی حرمت، حضرت ابراہیمؑ حضرت ہاجرہؓ اور حضرت اسمٰعیلؑ کی عظمت اور دیگر انبیاءؑ کی روایات کو پاؤں کے نیچے روند کر مکہ کی پرامن سرزمین میں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل کے درپے ہیں۔ یہ تو ان کو ملامت کی ہے۔ اس قوم کے جو افراد سے تھے ان کا ذکر کیا ہے کہ انہوں نے تمام روایات، تمام معتقدات و نظریات اور اصولوں کو ایسے شخص کی دشمنی کے باعث جو حق و صداقت لے کر آیا پس پشت پھینک دیا۔ یہ تو اس قوم کا نقشہ ہے اور حضرت نبی کریم صلعم پر قوم کی ایذا رسانی کا ذکر ہے۔

مصیبت اخلاقی تربیت کا باعث ہے

اللہ تعالیٰ نے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تسلی کے لئے فرمایا لَقَد خَلَقنَا الاِنسَانَ فِی کَبَدٍ۔ انسان کو مشقت اور محنت گھیرے ہوتے ہے۔ یہ ہماری ہی قضا و قدر ہے مصیبت اخلاق فاضلہ کی تربیت کرتی ہے۔

مصیبت کے وقت انسان کے کردار کا پتہ چلتا ہے

انسان کو خود پتہ نہیں کہ میں مصیبت میں کس اخلاق اور سیرت کا مظاہرہ کروں گا۔ میں نے دو انسانوں کو غش کھاتے ہوئے دیکھا ہے۔ ایک شخص کا بیٹا مرا۔ نہایت خوبصورت تھا۔ فیروز نام تھا۔ فیروزہ کی طرح چمکتا تھا۔ خود وہ شخص لائق اور بہادر انسان تھا۔ مگر اپنے بیٹے کی وفات پر غش کھا کر زمین پر گر گیا۔

اسی طرح ہمارے محلہ کا ایک قابل ٹھیکیدار تھا۔ جب اس کے بیٹے تاج محمد نے وفات پائی تو اس کے حواس قائم نہ رہے وہ بچے کے ناک کے قریب روئی رکھتا تھا اور کہتا تھا روئی ہلتی ہے میرا بیٹا فوت نہیں ہوا ابھی تک زندہ ہے۔ چنانچہ وہ یہ کہتے ہوئے غش کھا کر گر گیا۔ ایسے ہی ہمارے محلہ میں ایک شخص ملک مہر دین نام تھا۔ بڑا لمبا چوڑا اور دراز قد انسان تھا جس کو ٹھیک دیو قد کہہ سکتے

ہیں - میں بچہ تھا۔ اس نے کہا کہ محلہ کے قریب دیہاد کے پار کشتی ہو رہی ہے۔ چلو تمہیں دکھائیں - وہاں لڑائی ہو گئی تو سب سے پہلے وہ شخص فوراً بھاگ نکلا اور مجھے وہیں چھوڑ آیا۔ تھوڑی دور ایک تالاب تھا اس نے اس میں چھلانگ لگا دی کہ کوئی مجھے دیکھ نہ سکے۔

نبی کریم صلعم سب انبیاء سے زیادہ ابتلا کا شکار ہوئے

ذرا ذرا مصیبت پر انسان کا یہ حال ہوتا ہے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بڑی بڑی اذیتیں دی گئیں۔ آپؐ تو دہی فرماتے ہیں ما اوذی من نبی کما اذیت - جتنی تکالیف اور دکھ مجھے قوم نے دیئے ہیں - اتنے دکھ اور تکلیفیں کسی دوسرے نبی اور رسول کو نہیں دی گئیں - فرمایا نحن معاشر الانبیاء اشد بلاء انبیاء کرامؑ پر ابتلاء آتے ہیں مگر سب سے زیادہ ابتلاء کا شکار میں ہوا ہوں -

مشکلات میں درجات عالیہ کا حصول

تو اللہ تبارک و تعالیٰ ایسے بہادر اور صابر اور مستقل مزاج کے تسلی کے لئے فرماتا ہے لقد خلقنا الانسان فی کبد سخت مصیبتوں اور مشکلات کے اندر درجات عالیہ کے سامان رکھے گئے ہیں ، -

دشمن کے اقدامات

دشمن کے متعلق فرمایا ایحسب ان لن یقدر علیہ احد یہ ولید بن مغیرہ ، امیہ بن خلف اور دوسرے معاند بڑے گھمنڈ میں ہیں اور ان کا خیال ہے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کی قوم کو ختم کر دیں گے - ہم بے اندازہ مال ان کو تباہ کرنے پر خرچ کر دیں گے - وہ اس قسم کی باتیں جاہلیت میں بہت فخر سے بیان کیا کرتے تھے بقول اھلکت مالا لبدا یہ شیخی مارتا ہے کہ میں نے بہت سا مال رسول خدا کو اور ان کے دین کو ختم کرنے کے لئے صرف کر دیا ہے -

اللہ تعالیٰ نے انسان کو خیر و شر کی تمیز دی ہے -

ایحسب ان لم یرہٗ احد - کیا وہ سمجھتا ہے کہ اس کو کوئی دیکھنے والا نہیں - ہم اس کا محاسبہ کرتے ہیں - الم نجعل لہ عینین ولسانا و شفتین - ہم نے اسکو بہت کچھ دیا ہے - مال کے علاوہ فہم ، عقل ، اور دل دیا ہے - آنکھیں دی ہیں کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھے - مگر وہ نہیں دیکھتا - لسانا و شفتین - زبان اور دو ہونٹ ایک ہی آرگن ہے - فرمایا اس کو بولنے کی قوت بخشی ہے -

وھدینٰہ النجدین - اور شر اور خیر کا علم دیا ہے - نجدین کے معنے دو بلند پہاڑیوں کے ہیں جن پر دشوار گذار راستہ ہو - کبھی لائلپور کی طرف ریل کے ذریعہ گئے ہوں تو راستہ میں پہاڑی آتی ہے - اس کو سب لوگ دیکھتے ہیں - ممکن نہیں کہ کسی کی نظر نہ پڑے - فرمایا کہ جس طرح پہاڑیاں نظر آتی ہیں اسی طرح نیکی اور بدی کے آثار صاف صاف نظر آتے ہیں -

نیکی اور بدی کے اثرات

انسان نیکی کو پسند کرتا ہے - نیکی کرنے سے اس کو خوشی حاصل ہوتی ہے - وہ بدی سے نفرت کرتا ہے اور بدی کرنے سے نادم ہوتا ہے -

مال ومتاع کا مناسب مصرف

مال کہاں پر خرچ کرنا چاہیئے فرمایا فک رقبۃ - قوم کی غلامی کی زنجیروں کو کاٹ دینا اصل کام تھا جو مفید ہوتا - محمد رسول اللہ صلعم اور آپؐ کی قوم کو تباہ کرنے کے لئے خرچ کرنے سے کیا فائدہ ہے - آج کوئی کشمیریوں سے پوچھے کہ غلامی کی زندگی کیسی تکلیف دہ ہوتی ہے -

پاکستانی قوم کی حالت

اور پھر پاکستانیوں سے پوچھیں کہ ان پر دو قوموں کی حکومت رہی ایک نے مال کے ذریعہ سے انہیں غلام بنائے رکھا اور دوسری نے حکومت کے ذریعہ سے انہیں غلام بنایا - ان دونوں سے تو پاکستانی مسلمان آزاد ہو گئے مگر افسوس ہے کہ اپنی خواہشات سے آزادی حاصل نہیں کر سکے - خواہشات بہت زیادہ بڑھ گئی ہیں - نفس کی بھوت سر پر سوار ہے - خواہشات کی وجہ سے شیطان کے پنجہ میں ہیں - انہوں نے اپنا مورال (Morale) گرا لیا ہے - آزادی حاصل کرنے کے بعد ان کو اور رنگ اختیار کرنا چاہیئے تھا - لیکن وہ نفس اور شیطان کے غلام ہو گئے -

مشکل اوقات میں مال خرچ کرنا چاہیئے

تو فرمایا کہ غلاموں کو آزاد کرادو - او اطعٰم فی یوم ذی مسغبۃ قحط سالی ہو تو انسان اس وقت سوچتا ہے کہ پیسہ ، مال دوسروں پر خرچ کرنے کا کیا فائدہ - یہ ٹھیک نہیں ، قحط میں انسان کو دوسروں کی تکلیف دور کرنے کے لئے مال خرچ کرنا چاہیئے - یہ امر گھاٹی پر چلنے کے برابر ہے اور مشکل ہوتا ہے کہ ایسے وقت میں اپنا مال قحط زدوں اور حاجتمندوں پر خرچ کیا جائے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق حضرت

خدیجہؓ فرماتی ہیں کہ جب کبھی بڑی مصیبت آئی اور قوم پر قحط سالی آ گئی تو آپؐ کھڑے ہو جاتے اور لوگوں کی امداد میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھی -

یتیموں کی پرورش

یتیما ذا مقربۃ - قریبی یتیموں کا پالنا بڑا مشکل ہے - کبھی بیوی تنگ کرتی ہے ، کبھی خالہ قریب نہیں پھٹکنے دیتی - کبھی مرد پاس نہیں آنے دیتا - رشتہ داروں کے یتیموں کا پالنا بڑا مشکل ہے چہ جائیکہ دوسرے یتیموں کی پرورش کی جائے -

مساکین کی امداد

او مسکینا ذا متربۃ - یا مسکین جو مشکلات کی وجہ سے مٹی میں لتھڑا ہوا ہو ، اس کے لئے نہ مکان ، نہ کپڑا اور نہ کھانا ہو ، اس پر خرچ کرنا بڑا ضروری ہے - غریب ، مسکین اور یتیم کی مدد کرنا بڑا ضروری ہے لیکن اس گھاٹی پر بہت کم لوگ چڑھ سکتے ہیں -

ایمان باللہ اور دوسروں سے رحمت و رافت کا سلوک

ثم کان من الذین امنوا ایسے مقامات پر روپیہ خرچ کرنے کے علاوہ دلوں میں ایمانوں کا پیدا ہونا بھی ضروری ہے وتواصوا بالصبر اور چاہیئے کہ ایسا شخص قوم کو صبر کی وصیت کرتا ہو وتواصوا بالمرحمۃ کہ مخلوق خدا پر رحم کرنے اور اس کی مصیبت کو دور کرنے کے لئے خود بھی جدوجہد کرے اور دوسروں کو بھی اس کی تلقین کرے - اصل مذہب یہی ہے کہ خدا پر ایمان ہو اور مخلوق خدا کے ساتھ شفقت ہو - قرآن نے اس پر بڑا زور دیا ہے اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو دین بتلایا ہے ؛

مُصلحینِ ربّانی کی شناخت

(قمر سامانوی)

(۳)

چوتھا معیار

فقد لبثت فیکم عمراً من قبله افلا تعقلون (یونس)

"کہ میں نے تم میں دعوئے نبوّت سے قبل ایک لمبی عمر گذاری ہے کیا تم عقل سے کام نہیں لیتے اگر میں پہلے جھوٹ بولتا تھا تو اب بھی بولتا ہوں لیکن اگر میری چالیس سالہ زندگی پاک اور بے عیب ہے تو یقیناً آج دعوئے الہام و نبوت بھی حق ہے کہ در جوانی توبہ کردن شیوۂ پیغمبری است ...... ثابت ہوا کہ نبی کی قبل از دعوئے زندگی دوست و دشمن کے تجربے کی رُو سے پاک ہوتی ہے گو پاک تو اس کی دعوئے نبوّت کے بعد کی زندگی بھی ہوتی ہے مگر چونکہ دعویٰ نبوت کی وجہ سے لوگ اس کے دشمن ہو چکے ہوتے ہیں اس لئے وہ اس پر طرح طرح کے اعتراض "دشمن بات کرے انہونی" کے مطابق کیا کرتے ہیں پس اگر کسی مُدّعی نبوّت کی صداقت پرکھنی ہو تو اس کے دعوے سے قبل کی زندگی پر نظر ڈالنی چاہیے"

(مکمّل تبلیغی پاکٹ بک صفحہ ۵۶۲، ۵۶۳ مصنّفہ خادم صاحب گجراتی)

"آیت شریفہ فقد لبثت فیکم عمراً من قبله افلا تعقلون نے نبیاءؑ کا اپنے دعوے سے پہلی زندگی کو اپنی صداقت کے ثبوت میں بطور دلیل پیش کرنا ثابت ہے نہ کہ دعوے سے بعد کی زندگی کو کیونکہ کون نہیں جانتا کہ مدعی کے دعوے سے بعد کی زندگی پر تو ان میں سے بھی کچھ نہ کچھ معترض ضرور ہوئے جو اس کے دعوے سے ...... پہلے زندگی کو مقدس اور مطہر مان چکے تھے" (مصلح موعود کی پیشگوئی کا حقیقی مصداق صفحہ ۱۱۴)

صادق مصلح کی شناخت کا یہ ایک زبردست معیار ہے کہ وہ دعوے سے قبل اپنی قوم میں ایک لمبی عمر گذارتا ہے اور اس کی یہ زندگی اس کی عفت و عصمت، دیانت و امانت راست گوئی اور صداقت شعاری پر اتنی بیّن ثبوت ہوتی ہے کہ وہ نیک و بد اور موافق و مخالف کے نزدیک روز روشن کی طرح ظاہر ہوتی ہے اور جب وہ کسی روحانی منصب پر فائز ہونے کا اعلان کرتا ہے تو بڑے سے بڑا مخالف بھی اس کی عصمت و دیانت وامانت راست گوئی اور صداقت شعاری پر اعتراض نہیں کر سکتا۔ اس کے حالات سے واقف ہمعصر یہ شہادت دینے پر مجبور ہوتے ہیں کہ ما جربنا علیك الا صدقا کہ ہم نے سوائے سچ کے اور کبھی کچھ تجربہ نہیں کیا وہ مدعی کی دعوے سے پہلی زندگی کے متعلق یہ گواہی دیتے ہیں کہ :۔

" مؤلف براہین احمدیہ مخالف و موافق کے تجربے اور مشاہدہ کی رو سے (واللہ حسیبہٗ) شریعت محمدیہ پر قائم و پرہیزگار و صداقت شعار ہیں"

صادق مدعی کے متعلق اس کے حالات سے واقف لوگ یہ اقرار کرتے ہیں کہ :۔

" ہم چشمدید شہادت سے کہتے ہیں کہ جوانی میں نہایت صالح بزرگ تھے"

(زمیندار ۸ جون ۱۹۰۸ء)

صادق مدعی کی دعوے سے پہلی زندگی کے پاک ہونے کی شہادت سمیع و علیم خدا اپنی وحی کے ذریعہ دیتا ہے جس کی بناء پر وہ دنیا میں یہ اعلان کرتے ہیں کہ :۔

"اور اس جگہ اس شکر کے ادا کرنے سے رہ نہیں سکتا کہ جس طرح خدا تعالےٰ نے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تائید میں اپنی وحی کے ذریعہ کفار کو ملزم کیا اور فرمایا کہ ہمارا نبی اس اعلےٰ درجہ کا نیک چال چلن رکھتا ہے کہ تمہیں طاقت نہیں کہ اس کی گذشتہ چالیس برس کی زندگی میں کوئی عیب یا نقص نکال سکو باوجود اس کے کہ وہ چالیس برس تک تمہارے درمیان رہا ہے .... اسی طور سے خدا نے میرے مخالفین اور مکذبین کو ملزم کیا ہے چنانچہ براہین احمدیہ کے صفحہ ۵۱۲ پر میری نسبت یہ الہام ہے جس کے شائع کرنے پر بیس برس گذر چکے ہیں اور وہ یہ ہے ولقد لبثت فیکم عمراً من قبله افلا تعقلون۔ یعنی ان مخالفین کو کہدے کہ میں چالیس برس تک تم میں رہا ہوں اور اس مدت دراز تک تم مجھے دیکھتے رہے ہو کہ میرا کام افتراء اور دروغ نہیں ہے، اور خدا نے ناپاکی کی زندگی سے مجھے محفوظ رکھا ہے تو پھر جو شخص اس مدت دراز چالیس برس تک ہر ایک افتراء اور شرارت اور مکر اور خیانت سے محفوظ رہا تو پھر کیونکر ممکن ہے کہ برخلاف اپنی عادت قدیم کے اب وہ اللہ تعالیٰ پر افتراء کرنے لگا ...... خدا تعالےٰ نے ظالم مخالفین کو ملزم کرنے کے لئے مجھے یہ حجت عطا کی ہے کہ ان سے پوچھ میری چالیس برس کی زندگی میں جو اس سے پہلے میں نے تم میں بسر کی کونسا نقص یا عیب میرا تم نے پایا اور کونسا افتراء یا جھوٹ میرا تم پر ثابت ہوا"

(تریاق القلوب صفحہ ۱۲۵ تا ۱۲۷)

دنیا کے فرزند اس کے دعوے کی پورے زور سے اس کی مخالفت کرتے ہیں، وہ اس شدید مخالفت کے زمانہ میں ان کو یہ چیلنج کرتا ہے کہ :۔

" اب دیکھو کہ خدا تعالےٰ نے اپنی حجت کو تم پر اس طور پر پورا کر دیا ہے کہ میرے دعوے پر ہزارہا دلائل قائم کر کے تمہیں موقعہ دیا ہے کہ تا تم غور کرو کہ وہ شخص جو تمہیں اس سلسلہ کی طرف بلاتا ہے وہ کس درجہ کی معرفت کا آدمی ہے اور کس قدر دلائل پیش کرتا ہے اور تم کوئی عیب افتراء یا جھوٹ یا دغا کا میری پہلی زندگی پر نہیں لگا سکتے تا تم یہ خیال کرو کہ جو شخص پہلے سے جھوٹ یا افتراء کا عادی ہے یہ بھی اس نے جھوٹ بولا ہوگا۔ کون تم میں سے ہے جو میرے سوانح زندگی میں کوئی نکتہ چینی کر سکتا ہے پس یہ خدا کا فضل ہے کہ جو اس نے ابتداء سے مجھے تقوےٰ پر قائم رکھا اور سوچنے والوں کے لئے یہ ایک دلیل ہے"

(تذکرۃ الشہادتین صفحہ ۶۲)

مخالفین اس چیلنج کو پڑھتے اور سنتے ہیں وہ مدعی کی دعوے سے بعد کی زندگی پر کئی قسم کے الزام لگاتے اور بہتان باندھتے اور کئی قسم کی کمزوریاں اس کی طرف منسوب کرتے ہیں مگر اس چیلنج پر زمانہ دراز گزر جانے کے باوجود کسی کو دعوے سے پہلی زندگی پر لب کشائی اور انگشت نمائی کی جرأت نہیں ہوتی۔ یہ معیار ہے ایک صادق مصلح ربّانی کی شناخت کا جو مدعی اس پر پورا اترے

وہ یقیناً اپنے دعوے میں صادق ہوتا ہے اور پھر جس مصلح کے متعلق پہلی پیشگوئیوں میں ذکی پاک اور طیّب ہونا اس کی ذاتی علامات قرار دی گئی ہو۔ اس کے لئے تو لازمی ہے کہ سب سے پہلے اللہ تعالےٰ اس کی پاکیزگی کی شہادت اپنے الہام کے ذریعہ دے پھر اس مدعی کا بھی فرض ہے کہ الہام الٰہی کی اتباع میں وہ اپنی دعوے سے پہلی زندگی کے پاک اور بے عیب ہونے کے متعلق اپنے مخالفین کو مندرجہ بالا قسم کا چیلنج دے اور یہ .... اس لئے بھی ضروری ہے کہ پہلی پیشگوئیوں میں اس کے متعلق یہ لکھا ہوا موجود ہے کہ :۔

"خدا تعالےٰ اس کو ایک لڑکا پارسا دیگا جو اس کے نمونہ پر ہوگا"

(نشان آسمانی صفحہ ۱۴)

"اللہ تعالیٰ اسے خاص طور سے ایک صالح فرزند عطا کرے گا جو اپنے باپ کے مشابہ ہوگا۔"

(آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۵۷۸)

"وہ حسن و احسان میں تیرا نظیر ہوگا"

پس جب آنے والے مصلح موعود کی ایک طرف ذاتی علامت زکی اور پاک ہونا بیان کی گئی ہے اور دوسری طرف اس کو حضرت مسیح موعودؑ کے نمونہ پر پارسا اور آپ کے مشابہ صالح اور حسن و احسان میں آپ کا نظیر بتایا گیا تو جو شخص ان پیشگوئیوں کا مصداق بن کر کھڑا ہو اس کے لئے ضروری ہے کہ حضرت کے نمونہ پر پہلے اللہ تعالےٰ اس کی دعوے سے پہلی زندگی کے پاک ہونے کی بذریعہ الہام شہادت دے جس کے بعد وہ صالحیت میں حضرت اقدس سے اپنی مشابہت ثابت کرنے کے لئے اپنی پہلی زندگی کے پاک ہونے کا دعوےٰ کرے اور پھر اپنے آپ کو حضورؑ کا نظیر ثابت کرنے کے لئے دنیا کو اسی طرح چیلنج دے جس طرح آپ نے دیا۔ اگر وہ مدعی یہ سب کچھ کر دکھاتا ہے تو پھر اس کے صادق ہونے میں شبہ کرنا حماقت ہے۔ یہ کسوٹی اتنی سہل ہے کہ جس سے ہر مدعی اصلاح خصوصاً "مصلح موعود" کا صدق و کذب آسانی سے معلوم کیا جا سکتا ہے اور اگر کوئی شخص ایک طرف ان سابقہ پیشگوئیوں کا مصداق بن کر خدا کی طرف سے اصلاح خلق کے لئے کھڑا ہونے کا دعویدار ہو اور دوسری طرف اس کی دعوے سے پہلی زندگی پر بچپن سے بڑھاپے تک چیونٹیوں کی طرح الزامات چمٹے ہوئے ہوں، اور ان کی تشہیر اشتہاروں، اخباروں پمفلٹوں ٹریکٹوں، ضخیم کتابوں میں ہو رہی ہو، بڑے بڑے شہروں کے مشہور ہوٹلوں اور سینماؤں اور ممالک غربیہ کے اوپیراؤں میں اس کے چرچے ہوں، اور ان عمارتوں کے در و دیوار اس پر گواہ ہوں، عدالتوں کی فائلوں، ہائیکورٹ کی مثلوں میں وہ سب "کارنامے" محفوظ ہوں، اور یہ سب دیکھنے اور سننے کے بعد بھی وہ مدعی ٹک ٹک دیدم دم نہ کشیدم کا مصداق بنا بیٹھا رہے اور اپنی زندگی کے پاک اور بے عیب ہونے کے متعلق نہ کوئی اپنا الہام پیش کرتا ہے اور نہ اپنے مخالفین کو کوئی چیلنج کرتا ہے اور نہ ہی الزام لگانے والوں کے پیش کردہ متعدد طرق میں سے کسی ایک طریق سے اپنی بریت ثابت کرتا ہے اور اس کے باوجود بھی اگر وہ یہ کہتا ہے کہ میں ان سب پیشگوئیوں کا مصداق بنایا گیا ہوں اور اصلاح خلق کے لئے اللہ تعالےٰ نے کھڑا کیا ہے تو اس کا مطلب سوائے اس کے اور کیا ہو سکتا ہے کہ ایسا شخص منجانب اللہ نہیں بلکہ اپنے قول و فعل سے وہ منہاج نبوت سے تمسخر کرتا اور سلسلۂ نبوّت کو مشتبہ کرکے گذشتہ تمام مصلحین ربّانی کی عموماً اور حضرت مسیح موعودؑ علیہ السلام کی خصوصاً تکذیب کرتا ہے۔ کیونکہ جب ایک شخص یہ دعوےٰ کرتا ہے کہ میں فلاں مامور کے نمونہ پر پارسا اور اس کے مشابہ صالح۔ اور پاکی زکاوت میں اس کا نظیر ہوں تو جن لوگوں کے سامنے اس کے کردار کا نمونہ موجود ہے اگر وہ یہ سمجھیں کہ جس شخص کا یہ نظیر اور نمونہ اور مشابہ ہونے کا مدعی ہے وہ بھی نعوذ باللہ ایسا ہی ہوگا تو یہ سمجھنے میں وہ حق بجانب ہوں گے۔ ہم اپنے ذاتی تجربہ کی بناء پر جانتے ہیں کہ اس مدعی کے سامنے جب بھی کسی شخص نے اپنے اطمینان کے لئے کوئی الزام پیش کیا کہ فلاں فلاں یہ الزام لگاتے ہیں تو اس نے بغیر کسی جھجک کے فوراً یہی کہا کہ اس شخص نے یا اس کے فلاں رشتہ دار نے بالکل یہی الزام حضرت خلیفہ اول یا حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر بھی لگایا تھا بلکہ اس سے آگے چل کر وہ یوں بھی کہتے رہے کہ اس قسم کے الزام خلفائے راشدین اور سید الاتقیا والاصفیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات ستودہ صفات پر بھی لگائے گئے (نعوذ باللہ من ہذہ الخرافات)

خاصانِ خدا پر ناپاک الزامات لگانیکا ثبوت

یہ باتیں ایسی ہیں جن کے ناقابل تردید ثبوت موجود ہیں، جن میں سے ایک ثبوت تو یہ ہے کہ ایک دفعہ الزام لگانیوالوں نے یہ کہا کہ اگر کمیشن کے ذریعہ تحقیقات ہو تو اس میں ہم بطور ثبوت لڑکے اور لڑکیاں پیش کریں گے۔ اس پر ملزم کو کمیشن بٹھانے کی جرأت تو نہ ہو سکی البتہ فوراً ایک عدد خطبہ داغ دیا جس میں فرمایا کہ :۔

"اگر ایسا ہو تو بھی خلفائے سابق سے میری ایک اور مماثلت ثابت ہو جائے گی پہلے خلفاء کے مقابلہ میں بھی لڑکیاں پیش کی گئیں"

(الفضل ۲۰ر نومبر ۱۹۳۷ء)

ان الفاظ کا صاف مطلب یہ ہے کہ اگر ایسی نوبت آ جائے کہ جس میں لڑکیاں ملزم کے خلاف اپنی ذہنیت کی بناء پر شہادت دیں تو اس سے ملزم کا جرم ثابت نہیں ہوگا بلکہ سابق خلفاء ربّانی سے معاذ اللہ اس کی مماثلت ثابت ہونے کی وجہ سے وہ خود بھی ربّانی خلیفہ اور مصلح صادق ثابت ہو جائے گا کیونکہ جس طرح پہلے خلفاء اللہ کے مقابلہ میں اُن کے مخالفین نے ان کی پہلی زندگی کے ناپاک ہونے کی شہادت دی تھی جس میں وہ الزام لگانے اور شہادت دینے والے جھوٹے تھے اسی طرح مجھ پر الزام لگانے والے اور میرے خلاف شہادت دینے والے بھی جھوٹے ہوں گے اور میرے خلیفۃ اللہ اور مصلح موعود ربّانی ہونے کی شان دوبالا ہو جائے گی (نعوذ باللہ من ذالک) ان خلفاء سابق میں ان کے اپنے مسلمات کی رُو سے سب سے پہلے حضرت مولوی نورالدین صاحب رضی اللہ تعالےٰ عنہ آتے ہیں، اس مرد باصفا نے اپنا یہ کردار پیش کیا کہ اپنے پاک امام کے نقش قدم پر چلتے ہوئے اپنی پہلی زندگی کے متعلق بالکل وہی نمونہ پیش کیا جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے پیش کیا تھا چنانچہ آپ فرماتے ہیں :۔

"میرے پیارے تو یاد کر اس لڑکپن اور بچپن کو کیا تیرا سچا اور مخلص دوست بدعقیدہ بدچلن۔ نافہم یا کمزور ہے کیا تو نے کوئی بدنمونہ اس میں پایا کہ تو اس سے الگ رہنا چاہتا ہے"

"میری محبت ایسے وقت میں شروع ہوئی جب مجھ میں شعور اور تمیز کا مادہ نہ تھا اور وہ میرے علم و شعور کے ساتھ ساتھ بڑھتی رہی۔ میرا تمہارا بچپن تھا مگر اللہ تعالےٰ کا خاص فضل اور اس کی خاص رحمت تھی اور تعجب انگیز کرم تھا کہ میرے اور تمہارے درمیان باپُر جوش محبت اور شدّت پیار کے بچپن سے کوئی ایسی حرکت واقع نہ ہوئی جس کو تم پائیں یا ہمارے پیارے دوست حقارت کی نگاہ سے دیکھیں۔ تم خوب یاد کرو کوئی لفظ کوئی حرکت کوئی ناشائستہ ارادہ اور نالائق خواہش میری تم پر کبھی ظاہر ہوئی یہ اللہ تعالےٰ کی نعمتیں ہیں جو ابتدا سے میرے شامل حال ہیں میں ذکر کر دوں گا کیونکہ یہ نعمت کا بیان ہے۔ میں نے جب دعا کی تو اللہ تعالےٰ کی رضامندی کے لئے اور تعجب آتا ہے کہ کس طرح اللہ کریم میرے ساتھ تھا کہ مجھ کو ہمیشہ محفوظ رکھا۔ بچپن میں انسان کیا نہیں کر گذرتا پھر میں نے ہمیشہ ترقی کی یہاں تک کہ امام صادق کی بیعت نصیب ہوئی .... میں راستباز

ہوں اور میرا امام سب سے زیادہ بالکل امتیاز ہے ہم دنیا پرست نہیں دنیا کے طالب نہیں دنیا کے لئے ہم کوشش نہیں کرتے۔"

(اخبار الحکم ۱۰ر اپریل ۱۹۰۲ء صفحہ ۱۰۹)

خلفاء سابق میں ان سے پہلے خلیفہ کا یہ نمونہ ہے اگر اسی طرح کا کوئی چیلنج یہ بھی پیش کرتے پھر تو بغیر اسکے دعوے کے ہی مماثلت ثابت ہو جاتی مگر اس طرح کا کوئی دعوے کرنے کی بجائے ان پاک باز لوگوں کو بھی متہم کرنا جن کی زندگی پر ایک چھوٹا سا دھبہ بھی موجود نہیں یہ خود اپنی جگہ پر اس بات کا ثبوت ہے کہ ان برگزیدہ لوگوں پر اتہام لگانے والا شخص ان کے آئینہ میں اپنی تصویر دیکھتا ہے کیونکہ ؎

طعنہ بر پاکاں نہ بر پاکاں بود
خود کنی ثابت کہ ہستی فاجرے

اور پھر ان مقدس لوگوں پر یہ الزام لگانے والا وہ شخص ہے جو اپنی زبان سے یہ اقرار بھی کرتا ہے کہ:۔

"رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی تو جانے دو وہ لوگ جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے انہیں بھی اللہ تعالے نے اپنے اپنے درجہ کے مطابق یہ مقام عطا کیا تھا چنانچہ حضرت عبداللہ بن سلام جو یہودیوں سے مسلمان ہوئے تھے جب اسلام لائے تو وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ آپ پہلے میری قوم کے لوگوں سے میری سچائی اور دیانت وغیرہ کے متعلق دریافت کر لیں .... ان سے پوچھیں کہ وہ کیسا آدمی ہے۔ چنانچہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک پردہ کے پیچھے چھپا دیا اور یہودیوں کو بلوایا یہودی جب آپ کے پاس آئے تو آپ نے ان سے دریافت فرمایا کہ کیا تم لوگ فلاں شخص کو جانتے ہو تو وہ کہنے لگے کہ وہ تو ہماری قوم میں سے ایک بزرگ اور معزز ہستی ہے .... اور ہماری قوم میں ایک چوٹی کا آدمی ہے اور ہم اسے سردار مانتے ہیں"

(تقریر جولائی ۱۹۴۷ء مندرجہ الفضل مصلح موعود نمبر ۱۹۶۱ء)

جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے والوں کی یہ حالت ہے کہ وہ اپنی پہلی زندگی کے پاک ہونے کے متعلق اپنی قوم کے لوگوں کو چیلنج کرتے ہیں تو نعوذ باللہ ان کے کیریکٹر کے خلاف شہادت دینے کے لئے لڑکیوں کا ان کے مقابلہ میں پیش ہونے کا قصہ بالکل فرضی اور ان پاکبازوں پر ایک اتہام ہے جن کے تزکیہ نفس کی شہادت قرآن کریم میں موجود ہے۔ اس مقدس گروہ کی طرح اس مدعی کو یہ جرأت تو ایک دن بھی نہ ہوئی کہ ان کی طرح اپنی زندگی کے پاک ہونے کا دعوی کرے بجائے اس احسن طریق سے اُن کے ساتھ اپنی مماثلت ثابت کرنے کے لئے اُلٹا ان کو ہی متہم کرنا شروع کر دیا۔ اس ملزم کا جُرم خود بخود ثابت ہوتا ہے اور اس کا یہ طریق اس بات کا ناقابلِ تردید ثبوت ہے کہ مدعی کی دعوے سے پہلی زندگی پاک نہیں اس لئے اس کا "مصلح موعود" ہونے کا دعوے بھی سچا ثابت نہیں۔

ایک ناقابل تردید ثبوت

اس بات کا دوسرا ثبوت کہ مدعی یہ کہتا رہا ہے کہ جس قسم کے الزامات مجھ پر لگائے جا رہے ہیں اسی قسم کے الزامات حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر بھی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر بھی لگائے گئے یہ ہے کہ اس قسم کی باتیں سن کر مجاہد فی سبیل اللہ حضرت مولانا محمد علی صاحب رضی اللہ عنہ نے مدعی کو حسب ذیل چیلنج کیا تھا کہ:۔

جس بات سے میرے دل کو انتہا درجہ کا دُکھ پہنچا ہے یہ ہے کہ بجائے اس کے کہ ان باتوں سے توبہ کی جاتی کہا یہ جاتا ہے کہ نعوذ باللہ ایسی ہی باتوں سے نعوذ باللہ من ذالک حضرت مسیح موعود کا دامن بھی ملوث تھا بلکہ ایک قدم اور ترقی کر کے امام المتقین حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف بھی منسوب کیا جاتا ہے .... میں اس بات کو نہ مانتا مگر اس کے قریب قریب بات خلیفہ صاحب کے قلم سے نکل چکی ہے اور وہ یہ ہے کہ انہوں نے ایک دفعہ کہا تھا کہ جیسے الزامات ان کے مریدان پر لگاتے ہیں حضرت مرزا صاحب کے مریدوں نے مرزا صاحب پر اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ نے ان پر لگائے ہیں۔ میں نے اس وقت بھی ان کو چیلنج کیا تھا کہ وہ اس کی کوئی مثال پیش کریں۔ اب جب میں نے یہاں یہ باتیں سنیں تو میرا خیال اس طرف گیا کہ یہ وہی غلط قدم ہے جو پہلے بھی وہ اُٹھا چکے ہیں حضرت مرزا صاحب کے مُرید مرزا صاحب پر کیا الزام لگائیں گے مرزا صاحب کے دشمن بھی اُن پر یہ الزام نہیں لگا سکے کتنے لوگ تھے جو قادیان میں جا کر آپ کے دشمنوں کے پاس جاتے اور ہندوؤں اور آریوں اور سکھوں کے پاس جاتے کہ تم آپ کی ساٹھ سالہ زندگی پر کوئی الزام لگاتے ہو تو اس کا جواب نفی میں پاتے اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا چیلنج تو آج بھی قرآن شریف میں موجود ہے فقد لبثت فیکم عمراً من قبلہ افلا تعقلون کیا تم میری پہلی زندگی پر الزام لگاتے ہو تو ایسے راستبازوں کی طرف ان باتوں کا منسوب کرنا جن کے دشمن بھی اُن پر الزام نہیں لگا سکے جیسے خلیفہ صاحب پر اُن کے اپنے مرید جان و مال قربان کرنے والے مُرید یکے بعد دیگرے سالہا سال سے لگاتے چلے آ رہے ہیں حد درجہ کا ظلم اور راستبازوں کی شان میں گستاخی ہے۔ اور مجھے خوشی ہو گی اور خلیفہ صاحب قادیان اپنا ایک فرض ادا کریں گے اگر وہ اپنے متعلق تو جو چاہیں کچھ کہیں یا نہ کہیں کہ اُن کے مُریدان پر ایسے الزام کیوں لگا رہے ہیں لیکن اس بات سے وہ اپنی بریت کا اظہار کریں کہ انہوں نے اپنے کسی فعل کے جواز کے لئے کسی راستباز پر ایسا الزام لگایا ہو۔ یہ اعلان حلف اُٹھا کر کر دیں کہ انہوں نے کبھی یہ نہیں کہا کہ حضرت مرزا صاحب یا امام الاتقیاء حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صلی اللہ علیہ وسلم بھی نعوذ باللہ وہی کام کرتے تھے جو اُن کے مریدوں کی طرف منسوب کرتے ہیں"

(لمحۂ فکریہ صفحہ ۴۲-۴۳)

اس چیلنج کے بعد سالہا سال سے ان کی خاموشی اس بات کا بین ثبوت ہے کہ انہوں نے یہ باتیں کہیں جن کی تائید میں اُن کے بنائے ہوئے خالدوں اور طراروں نے بھی قریباً ویسی ہی باتیں اخبارات میں لکھنا شروع کر دیں چنانچہ اُن میں سے ایک چوٹی کے زبان دراز اور گستاخ نے یہ لکھا کہ:۔

"آپ کی خلافت کے بعد حاسدین اور منافقین میں سے کسی کا آپ پر اتہام لگانا اور بہتان باندھنا کوئی تعجب کی بات نہیں کیونکہ انبیاء اور اولیاء و صلحاء کے ساتھ اُن کے مخالفین کا یہی طریق چلا آتا ہے"

(مصلح موعود کی پیشگوئی کی حقیقی مصداق ص ۱۲۳)

پھر ایک دوسرے ایسے ہی صاحب لکھتے ہیں کہ:۔

"اگر کسی برگزیدہ انسان پر چند ناپاک طبع اور منافقین کے الزام لگا دینے کے بعد اس کی صداقت کو زیر غور نہ لانا نادرست

(باقی بر صفحہ ۱۱ کالم ۳)

مرزا صاحب کی تصانیف کے مطالعہ سے میں نے اُن کو "ختم رسالت کا اقرار کرنیوالا اور صحیح معنے میں عاشق رسول پایا"

وہ یقیناً بڑے مخلص، بڑے باعمل، بڑے عزم و ہمت والے انسان تھے

انہوں نے مذہب کی صحیح رُوح کو سمجھ کر اسلام کی وہی عملی تعلیم پیش کی جو عہد نبوی اور خلفائے راشدین کے زمانہ میں تھی

علامہ نیاز فتحپوری ایڈیٹر رسالہ "نگار" کے تازہ تاثرات

بھارت کے مایۂ ناز ادیب و نقاد علامہ نیاز فتحپوری احمدیہ جماعت کے متعلق چند بار پہلے بھی محققانہ نوٹ لکھ چکے ہیں۔ اسی سلسلہ میں موصوف کے تازہ تاثرات اُن کے مؤقر رسالہ نگار بابت ماہ نومبر ۱۹۶۱ء میں مقالہ افتتاحیہ کے طور پر شائع ہوئے ہیں جو افادۂ احباب کی خاطر ذیل میں نقل کئے جاتے ہیں:۔

"پچھلے دو سال کے اندر مرزا غلام احمد صاحب کے متعلق میں نے جن خیالات کا اظہار کیا ہے اور اس باب میں اخبار چٹان لاہور اور بعض دوسرے پاکستانی جرائد نے جو لے دے کی ہے اسکو دیکھ کر بعض حضرات کو یہ سمجھنے کا موقعہ ملا ہے کہ میں احمدی ہو گیا ہوں یا بہ مائل احمدیت ہوں۔ خیر عوام کو تو میں کچھ نہیں کہتا۔ لیکن مجھے حیرت ہوتی ہے چٹان جیسے مؤقر اخبارات پر کہ وہ اب تک نہ مجھے سمجھ سکے اور نہ میرا نقطۂ نظر۔

میں نے اس وقت تک جو کچھ لکھا ہے وہ صرف مرزا غلام احمد صاحب کی ذات تک محدود ہے۔ ان کے عقائد سے میں نے کوئی بحث نہیں کی اور نہ اس کی ضرورت محسوس کرتا ہوں، کیونکہ جس حد تک مابعد الطبیعاتی عقائد کا تعلق ہے ان کے پیش نظر میرے مسلمان ہونے ہی میں شک ہے چہ جائیکہ میرا احمدی ہو جانا۔ وہ تو ابھی منزل ہے کہ اگر میں اپنے ضمیر کے خلاف ان تمام عقائد کو تسلیم کر لوں تو بھی میرے لئے وہاں کوئی جگہ نہیں۔ کیونکہ احمدیت نصف سے زیادہ عمل و اخلاق کی گرمجوشی کا نام ہے، اور یہاں یہ پارہ صفر سے بھی کئی درجے نیچے ہے۔

احمدی جماعت کے حالات پر غور کرنے کی تحریک سب سے پہلے مجھ میں اب سے چند سال قبل پیدا ہوئی جب پاکستان کی مسلم اکثریت نے احمدی جماعت کو کافر قرار دے کر ان کے خلاف ہنگامۂ قتل و خونریزی برپا کیا تھا۔ اس سلسلہ میں مجھ کو سب سے زیادہ تکلیف اس بات پر ہوئی کہ اگر احمدی جماعت کو کافر تسلیم کر لیا جائے تو بھی ان کو قتل و ذبح کرنا کہاں کا اسلام اور شیوۂ مردانگی تھا اس کے بعد جب میں نے جاننا چاہا کہ پاکستان کے غازیان احرار کیوں احمدیوں کو کافر کہتے ہیں تو تحقیق مطالعہ سے معلوم ہوا کہ اُن کا سب سے بڑا الزام احمدیوں پر یہ ہے کہ وہ رسول اللہ کو خاتم الرسل تسلیم نہیں کرتے۔ یہ جان کر میری حیرت کی انتہا نہ رہی، کیونکہ اگر یہ سچ ہو تو بھی کسی کو کیا حق پہنچتا ہے کہ اس جرم میں انہیں دار پر چڑھا دے جبکہ پاکستان کی غیر مسلم لاکھوں آبادی رسول اللہ کو رسول ہی تسلیم نہیں کرتی چہ جائیکہ انہیں خاتم الرسل سمجھنا۔ اور ان کو گردن زدنی نہیں سمجھا جاتا۔ اس سلسلہ میں مجھے احمدی جماعت کے لٹریچر دیکھنے کا شوق پیدا ہوا اور میں نے جب مرزا صاحب کی تصانیف کا مطالعہ شروع کیا اور زیادہ حیران ہوا کیونکہ مجھے ان کی کوئی تحریر ایسی نہیں ملی جس سے اس الزام کی تصدیق ہو سکتی، بلکہ برخلاف اس کے میں نے ان کو ختم رسالت کا اقرار کرنے والا اور صحیح معنے میں عاشق رسول پایا۔ اسی کے ساتھ ہی میں نے مرزا صاحب کی زندگی کا مطالعہ کیا تو مجھے معلوم ہوا کہ وہ یقیناً بڑے مخلص، بڑے باعمل، بڑے عزم و ہمت والے انسان تھے اور انہوں نے مذاہب کی صحیح رُوح کو سمجھ کر اسلام کی وہی عملی تعلیم پیش کی جو عہد نبوی و خلفائے راشدین کے زمانہ میں پائی جاتی تھی۔ میں نے ان کے مخالفین کی بھی تحریریں پڑھیں، جن میں مرزا صاحب کو کافر، ملعون اور مکار و غدار کہا گیا ہے، لیکن میں نے ان تحریروں میں مطلقاً کوئی وزن نہیں پایا۔

مرزا صاحب کے خلاف دوسرا الزام یہ ہے کہ وہ اپنے آپ کو مہدی موعود اور مثیل مسیح کہتے ہیں، سو اس کو میں نے کبھی قابل توجہ نہیں سمجھا کیونکہ میں سرے سے ان روایات کا قائل ہی نہیں، تاہم مرزا صاحب کے حالات زندگی کے مطالعہ کے بعد میں اس نتیجہ پر ضرور پہنچا کہ وہ روایات متداولہ کی بنا پر واقعی اپنے آپ کو مہدی موعود یا مثیل مسیح سمجھتے تھے اور اگر ایسا سمجھنے اور کہلانے کے بعد انہوں نے ایک باعمل جماعت مسلمانوں میں پیدا کر دی تو اس کے خلاف مجھے اعتراض ہو تو ہو لیکن لوگوں کو کہنے کا کوئی حق حاصل نہیں جو خود مہدی موعود اور مثیل مسیح کے ظہور کی پیشگوئیوں کو صحیح سمجھتے ہیں۔

میرا مسلک مذہب کے باب میں یہ ہے کہ جو شخص اپنے آپ کو مسلمان کہتا ہے وہ قطعاً مسلمان ہے اور کسی کو اسے غیر مسلم یا کافر کہنے کا حق نہیں پہنچتا، کیونکہ ہر مسلمان خواہ کسی جماعت سے تعلق رکھتا ہو، کم از کم وحدانیت و رسالت کا ضرور قائل ہے۔ اور اسلام نام صرف اسی عقیدہ کا ہے۔ رہے فروعی مسائل، سو ان کا اختلاف کوئی ایسا اختلاف نہیں جن کی بناء پر جماعت کو اسلام سے خارج کر دیا جائے۔

جس حد تک ذاتی عقائد کا تعلق ہے، مجھے شیعی، سنی، خارجی، احمدی، اہل قرآن، اہل حدیث، مقلدین، غیر مقلدین، سب سے اختلاف ہے، کسی سے کم اور کسی سے زیادہ۔ لیکن میں ان سب کو مسلمان اور بحیثیت اجتماعی کا فرد سمجھتا ہوں۔ ہاں اس سے ہٹ کر جب سوال ترجیح و تفریق کا سامنے آتا ہے تو میں بیشک یہ کہنے پر مجبور ہو جاتا ہوں کہ اس وقت احمدیوں سے زیادہ باعمل و منظم جماعت کوئی دوسری نہیں۔ اور جب تک ان کی یہ تنظیم قائم ہے میں ان کو سب سے بہتر مسلمان کہتا رہوں گا، خواہ اپنی نا اہلی، کم ہمتی، بے عملی یا بزعم خود غلط عقل پسندی کی بناء پر میں کبھی اُن میں شامل نہ ہو سکوں۔ میں یہ نہیں کہتا کہ احمدی جماعت فرشتوں کی جماعت ہے اور وہ کسی گناہ کے مرتکب نہیں ہوتے لیکن یہ ضرور جانتا ہوں اگر کوئی دوسری جماعتوں میں فی ہزار کوئی ایک سچا مسلمان ملے گا تو ان میں پچاس فی صدی ایسے افراد مل جائیں گے جو اپنی انسانیت اور بلندی اخلاق کے لحاظ سے واقعی مسلمان کہے جا سکتے ہیں۔ پھر جب میں یہ دیکھتا ہوں کہ (اس جماعت کی یہ عزیمت و تنظیم نتیجہ ہے صرف مرزا صاحب کی بلند شخصیت کا تو پھر وہ مجھے مہدی موعود سے بھی زیادہ اونچے نظر آتے ہیں) کیونکہ اول تو ظہور مہدی کا عقیدہ ہی سرے سے بے معنی سی بات ہے لیکن اگر کبھی وہ تشریف بھی لائے تو شاید اس سے زیادہ کچھ نہ کر سکیں گے جو مرزا صاحب نے کر دکھایا۔"

(رسالہ نگار بابت ماہ نومبر ۱۹۶۱ء)

پاکستان میں عیسائی مشنریوں کا جدید طریقہ تبلیغ

مولانا عبداللہ جان صاحب پشاوری

پاکستان پریس میں شور برپا ہے کہ عیسائیوں کی تبلیغ سے غیر معمولی طور پر پاکستانی مسلمان عیسائی ہو رہے ہیں۔ صرف شور ہی ہوا اور بس۔ اسقدر واویلا میں آخری بات یہاں آکر ٹوٹی کہ سرکار اُن کی تبلیغی جدوجہد کو بند کر دے ادھر سرکار اس امر پر دن رات زور دے رہی ہے کہ بنیادی جمہوریت کو اپناؤ اور خود اپنے ملک کے نظام کو مدد دو، بجائے اس کے کہ علماء اور مسلمان اکابر عیسائیوں کے مقابل میں جوابی طور پر تبلیغ کریں عیسائیوں کو الزام دیتے ہیں کہ مدارس میں عیسائیت کی تعلیم دی جاتی ہے اس لئے لوگ زیادہ عیسائی ہو رہے ہیں۔ یہ تعلیم تو ان مدارس میں انگریزی راج میں ۱۹۴۷ء تک ملتی رہی تو اس وقت جبکہ راج بھی ان کا تھا لوگ کیوں اس قدر عیسائی نہیں ہوئے جیسے آج کل ہو رہے ہیں۔ عیسائیوں کے انجیل پڑھانے سے اگر عیسائیت کو ترقی ہوتی تو انگریزی راج میں زیادہ ہوتی، معلوم ہوا امر حق کچھ اور ہے اور وہ عیسائیوں کا موریچہ بدلنا ہے عیسائیوں نے جب دیکھا کہ صرف انجیل کی تعلیم سے ترقی نہیں ہو سکتی ہے تو انہوں نے مسلمانوں کے غلط معتقدات سے فائدہ اُٹھا کر اب قرآن اور حدیث کو پیش کر کے حضرت مسیح کی برتری ثابت کرتے ہیں۔ عوام نے تو ان اعتراضات سے متاثر ہونا ہی ہے کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ یہی ان کا اور ان کے علماء کا مذہب ہے اور علماء کے پاس ان باتوں کا کوئی تسلی بخش جواب ان کو نہیں ملتا تو مائل بہ عیسائیت ہو جاتے ہیں۔

تازہ واقعہ ہے کہ میں کیمبلپور ایک عزیز کے ہاں ٹھہرا ہوا تھا کہ چند دن ہوئے دو عورتیں اس آزادی سے اندر داخل ہو گئیں جیسے اُن کی خالہ کا گھر ہو اور منہ اٹھائے ہوئے سیدھے گھر کی مالکہ کے پاس پہنچیں اور چند ہینڈبل اور متی کی انجیل کا ایک نسخہ دے کر جس پھرتی سے آئی تھیں اسی پھرتی سے چلتی بنیں جیسے اُن کے پاس وقت نہیں اور کام زیادہ ہے۔

ایک ہینڈبل کا خلاصہ یہ ہے کہ مرغی کے انڈے سے بچہ نکلتا ہے اور پھر یہ ہوتا ہے کہ ایک سانپ اس کو نگلنے آیا تو مُرغی نے اس کو اپنے پروں کے نیچے چھپا لیا۔ سانپ نے مرغی کو ہلاک کیا اسی طرح تم کو بچانے کے لئے حضرت مسیح مصلوب ہوئے۔

دوسرے ہینڈبل کا عنوان تھا "بیگناہ نبی" چونکہ مسلمانوں میں تبلیغ کرتی ہے تو مسیح کو خدا کا بیٹا کے طور پر پیش نہیں کیا۔ نبی کے رنگ میں پیش کیا ہے۔ کیونکہ مسلمان نبی تو مانتے ہیں صرف اتنا ثابت کرتا ہے کہ سارے اوّل اور آخر انبیاءؑ میں وہ صرف ایک ہی نبی ہے جس نے گناہ نہیں کیا اور وہ ہی شفاعت کر سکتا ہے۔

(۱)۔ چنانچہ سورۃ بقرہ کی آیت ۳۶ میں آدم اور شیطان کے قصہ کا ذکر کر کے لکھا کہ آدم اور حوّا کے جوڑے نے خدا کی نافرمانی کی اس لئے معصوم کہلانے کا حقدار نہ رہا۔ اور بخشش طلب کی۔

(۲)۔ سورۃ نوحؑ میں حضرت نوحؑ کی دعا۔ ربّ اغفرلی ولوالدیّ ولمن دخل بیتی مومنًا۔ پیش کر کے لکھتے ہیں کہ حضرت نوحؑ کے حق میں بھی قرآن مجید میں صفائی سے مرقوم ہے کہ وہ گنہگار تھے

(۳)۔ حضرت ابراہیم کے متعلق بتوں کا قصہ پیش کر کے لکھتے ہیں کہ انہوں نے بھی جھوٹ بولا کہ بڑے بُت نے چھوٹے بتوں کو توڑ دیا ہے۔ کیا کسی صورت میں یہ دیانتداری اور سچائی کا جواب ہو سکتا ہے اور سورۃ الشعرا کی آیت ۸۲ کی دُعا کا حوالہ دیا کہ وہ کہتے ہیں والذی اطمع ان یغفرلی خطیئتی یوم الدین سے ان کی گنہگاری ثابت ہوتی ہے۔

(۴)۔ حضرت موسےٰ نے قبطی کو قتل کیا اور معافی مانگی (سورۃ القصص آیت ۱۶) پھر سورۃ اعراف میں اپنے اور حضرت ہارون کے لئے رحمت اور معافی کے لئے ضرورت مند ہوئے۔

(۵)۔ پھر سورۃ صٓ کی آیت ۲۵ پیش کر کے لکھتے ہیں کہ قرآن نے داؤدؑ کو بھی گنہگار کی حیثیت سے پیش کیا۔

پھر لکھتے کہ آدم سے ان رسولوں کے گنہگار ہونا قرآن سے ثابت ہے۔ اور لکھتے ہیں کہ اس تحریر کا مقصد یہ ہے کہ پڑھنے والے کو پوری آگاہی ہو جاوے کہ عض نبیوں سے ہم نجات حاصل کرنے کی پناہ نہیں لے سکتے۔ کیونکہ جو خود دلدل میں پھنسا ہو، وہ دوسروں کو دلدل سے نہیں نکال سکتا۔

(۶) پھر قرآن مجید کے مسیح کے متعلق حوالہ جات دے کر لکھا ہے کہ قرآن مجید اس کو معصوم اور بے گناہ ٹھہراتا ہے اور انبیاء کے گنہگار ہونے پر قرآن بھی گواہ ہے اور تورات تو بھری ہوئی ہے۔ اس لئے نجات دہندہ ایسا ہونا چاہیئے جو گناہ سے سراسر پاک ہو اور جو اس وقت کسی قبر میں نہیں بلکہ زندہ ہو۔

۷۔ ایک مطبوعہ کوپن بھی ساتھ دیتے ہیں جس میں یہ دعوت ہے کہ مزید معلومات کے لئے پاکستانی بائبل کارسپانڈنس سکول (3413. A) لنک روڈ ایبٹ آباد۔ یا پاکستان بائبل ٹریننگ انسٹی ٹیوٹ لیاقت روڈ حیدرآباد کو کوپن بھر کر ارسال کر دیں۔ جس میں یہ خانے ہیں۔ نام۔ پتہ۔ ڈاک خانہ۔ عمر۔ مذہب۔

کوپن کے ملنے پر آپ کو (دیئے ہوئے کوپن بھر کر بھیجنے پر) اسباق بھیجنا شروع کر دیں گے۔

ان حالات میں عیسائیوں کا مقابلہ تب ہی ہو سکتا ہے کہ مسلمان غلط اعتقادات کو چھوڑ دیں اور ان اعتراضات کا مدلل جواب دیں اور عوام کو بھی باعلم اور باخبر کریں۔ ورنہ عیسائی پراپیگنڈا کے لئے اس سے زیادہ کافی اور موثر موضوع اور کیا ہو سکتا ہے کہ مسیح آسمان میں زندہ ہیں۔ پرندے بناتے تھے ان کی پھونک سے مٹی کا پرندہ اُڑ جاتا اور خدائی پرندوں میں شامل ہو جاتا تھا۔ مردوں کو زندہ کرتے تھے۔ کوڑھیوں کو ہاتھ پھیر کر شفا دیتے تھے اور یہ ایسے کام ہیں جو کوئی نبی نہیں کر سکا وہ زندہ ہیں اور سب انبیاء فوت ہو گئے۔ اسی لئے دُعا سکھائی گئی ہے اللّٰھم انی اعوذبک من فتنۃ المسیح الدجال۔ ان کا مقابلہ اس زمانہ میں صرف احمدی جماعت کر سکتی ہے۔ کیونکہ یہ جماعت کسرِ صلیب کے لئے کھڑی کی گئی ہے۔

والسلام

مصلحینِ ربّانی کی شناخت

(بسلسلہ صفحہ نمبر ۹)

شبوہ ہے تو پھر اہلِ پیغام کو بہت سے انبیاء اور صلحاء کی سچائی سے بھی انکار کرنا پڑے گا"

(الفضل ۱۰ مئی ۱۹۵۷ء)

ان دونوں حوالوں کا واضح مطلب یہی ہے کہ جس قسم کے الزامات اُن کے بناتے ہوئے مصلح موعودؓ پر لگائے جا رہے ہیں بالکل ویسے ہی الزامات انبیاء۔ اولیاء اور صلحاء پر بھی لگائے گئے۔ اور جس طرح ان پر الزام لگنے کی وجہ سے اُن کی نبوّت اور ولایت اور صالحیت میں کوئی فرق نہیں پڑا اسی طرح "مصلحیت" میں بھی کوئی شبہ نہیں ہو سکتا بلکہ اُن کی ایک اور مماثلت انبیاء اور صلحاء کے ساتھ ثابت ہو کر صداقت کا ثبوت بن جاتا ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

باقی ——— باقی

خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ دیں۔

خلیفہ صاحب ربوہ اور ڈاکٹر ڈوئی

ایک مماثلت

خلیفہ صاحب کے اپنے قلم سے

محمد صالح نور - لائل پور

الٰہی نوشتوں کی روشنی میں ازل سے یہ امر مقدر تھا کہ چودھویں صدی میں اُمت محمدیہ کی اصلاح کے لئے ایک مسیح پیدا ہوگا اور وہ دین کی تجدید کرے گا - حضرت مرزا غلام احمد مسیح موعود علیہ السلام کے وجود باجود سے خدا تعالےٰ کی یہ تقدیر پوری ہوئی اس کے برعکس اس صدی میں حضرت مرزا صاحب کے دعوئے حقہ کے بالمقابل جتنے بھی جھوٹے مدعی پیدا ہوئے ہیں ان کا انجام نہایت حسرتناک اور عبرتناک ہوا ہے - شومیٔ قسمت سے ایسے مدعیان کی فہرست میں خود حضرت مرزا صاحب کے فرزند مرزا محمود احمد صاحب کا نام بھی شامل ہے - جنہوں نے آج سے سترہ سال قبل "مصلح موعود" اور "مثیل مسیح" ہونے کا دعوےٰ کیا تھا اور اپنے آپ کو سینکڑوں محدثین سے بڑھکر قرار دیا تھا اور اپنے اس دعوے کی بنیاد الہام الٰہی پر رکھی تھی خلیفہ صاحب کے دعاوی کے بخیئے وقتاً فوقتاً محترم قمر سانوی صاحب اور محترم سبط نور صاحب ادھیڑتے رہتے ہیں - مجھے کوئی عالم یا مضمون نگار ہونے کا دعوےٰ نہیں ہے اور دوسری طرف میں اپنے مخصوص حالات کے پیش نظر اس تلخ وترش بحث کو چھیڑکر برادران ربوہ کے لئے مزید قلبی اذیت کا سامان بہم پہنچانا نہیں چاہتا - مجھے تو صرف یہ عرض کرنا ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام کا پاک وجود چودھویں صدی کے لئے مختص کر دیا گیا تھا اس صدی میں آپ کے علاوہ تمام جھوٹے مدعیان کے لئے آپ کے بالمقابل آنے کی صداقت روز روشن کی طرح ثابت ہو اور وہ قادر و توانا خدا جس نے اس صدی کو حضور علیہ السلام کے وجود کے لئے خاص کر دیا تھا اور اس کے نوشتے اس پر شاہد تھے وہ کیسے کسی اور مدعی کو اس صدی میں آپ کے دعوے سے متصادم دیکھ سکتا تھا -

حضرت مرزا صاحب کے زمانہ میں سنہ ۱۹۰۲ء کے لگ بھگ امریکہ میں ایک شخص ڈاکٹر الیگزینڈر ڈوئی نے حضرت صاحب کے بالمقابل جھوٹا دعویٰ کیا اور اس کو نتیجۃً جس عبرتناک انجام کا سامنا کرنا پڑا ان تفصیلی حالات کو سنکر انسان کے رونگٹے کھڑے ہوجاتے ہیں -

خلیفہ صاحب ربوہ نے بھی اس صدی میں یعنی (سنہ ۱۹۴۴ء) میں بالفاظ ذیل جھوٹا دعوےٰ کرکے خدا تعالےٰ کی غیرت کو للکارا اور خود اپنی زبان سے خدا تعالےٰ کے عذاب کو دعوت دی :-

"میں اس واحد و قہار خدا کی قسم کھاکر کہتا ہوں کہ جس کی جھوٹی قسم کھانا لعنتیوں کا کام ہے اور جس پر افتراء کرنے والا اس کے عذاب سے کبھی بچ نہیں سکتا کہ خدا نے مجھے اس شہر لاہور ۱۳ ٹمپل روڈ پر شیخ بشیر احمد صاحب ایڈووکیٹ کے مکان میں یہ خبر دی کہ میں ہی مصلح موعود کی پیشگوئی کا مصداق ہوں اور میں ہی مصلح موعود ہوں جس کے ذریعہ سے اسلام دنیا کے کناروں تک پہنچے گا اور توحید دنیا میں قائم ہوگی"

ابھی اس حلف کو گیارہ سال بھی گذرنے نہ پائے تھے کہ خلیفہ صاحب نہایت سخت دکھ کی مار "فالج" کے شکار ہوگئے اور معتقدین کو حضرت مرزا صاحب کی صداقت کی ایک دلیل ہاتھ آگئی کہ اس صدی میں حضرت مرزا صاحب کے علاوہ دعوےٰ کرنے والا خواہ کتنا ہی رعب کا دعویدار ہو اس کو خدا کی غیرت برداشت نہیں کرسکتی - اور اس قسم کے تمام مدعیان کا انجام نمونۂ عبرت ہوگا - لہٰذا سنہ ۱۹۵۵ء سے لے کر تا دم تحریر خلیفہ صاحب کے گوناگوں عوارض جماعت ربوہ کے لئے ایک مخمصہ بنے ہوئے ہیں - گو اب دبے الفاظ میں بعض ربوائی حضرات اس کو عذاب الٰہی سے تعبیر کرنے لگ گئے ہیں اور مرزا بشیر احمد سے لے کر ایڈیٹر الفضل تک خلیفہ صاحب کو پاگل سمجھتے ہیں - گو مرزا بشیر احمد صاحب نے خلیفہ صاحب کی دیوانگی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ایک رؤیا کے ضمن میں بیان کی ہے اور تنویر صاحب تو صاف لکھ گئے ہیں ؎

ہے تو یہ تنویر دیوانہ مگر
ایسے دیوانے پہ فرزانے نثار

(الفضل)

اب ذیل میں قارئین کی خاص توجہ کے لئے خلیفہ صاحب کی ایک تحریر پیش کی جاتی ہے جو آپ نے والیٔ افغانستان امیر امان اللہ خان کو تبلیغی خط میں لکھی تھی، جس میں آپ نے ڈاکٹر ڈوئی کی عبرتناک ہلاکت کو حضرت مرزا صاحب کی صداقت کی ایک دلیل کے طور پر پیش کرتے ہوئے اس کا انجام پیش کیا ہے جن احباب سے خلیفہ صاحب کے موجودہ حالات پوشیدہ نہیں ہیں وہ بخوبی اندازہ لگالیں گے کہ خلیفہ صاحب کے اس مضمون کے حرف حرف سے یوں معلوم دیتا ہے کہ آپ ڈاکٹر ڈوئی کا نہیں بلکہ اپنا اور اپنی جماعت کا نقشہ کھینچ رہے ہیں اور آج سے کئی سال قبل خلیفہ صاحب کے اپنے قلم نے انکی موجودہ حالت کا صحیح نقشہ کس خوبی سے کھینچا ہے - اور یہ بات اظہر من الشمس ہوگئی ہے کہ اس صدی میں صرف حضرت مرزا غلام احمد صاحب کو ہی خدا تعالےٰ کی طرف سے مدعی ہونے کا شرف حاصل تھا نہ کہ کسی اور کو جیسا کہ آپ نے خود فرمایا ہے ؎

وقت تھا وقت مسیحا نہ کسی اور کا وقت
میں نہ آتا تو کوئی اور ہی آیا ہوتا

(درثمین)

خلیفہ صاحب دعوت الامیر صفحہ نمبر ۲۱۲ تا صفحہ نمبر ۲۱۶ پر فرماتے ہیں :-

"اس وقت ڈوئی کا ستارہ بڑے عروج پر تھا اس کے مریدوں کی تعداد بہت بڑھ رہی تھی اور وہ لوگ اس قدر مالدار تھے کہ ہر نئے سال کے شروع میں ۳۰ لاکھ روپے کے تحائف اس کو پیش کرتے تھے اور کئی کارخانے اس کے جاری تھے چھ کروڑ کے قریب اس کے پاس روپیہ تھا اور بڑے نوابوں سے زیادہ اس کا عملہ تھا اس کی صحت ایسی اچھی تھی کہ وہ اسکو اپنا معجزہ قرار دیتا تھا اور کہتا تھا کہ دوسروں کو بھی اپنے حکم سے اچھا کرسکتا ہوں، غرض مال، صحت، جماعت، اقتدار، ان چاروں باتوں سے اسکو وافر حصہ ملا تھا -

اس اشتہار کے شائع ہونے پر لوگوں نے اس پر سوال کیا کہ وہ کیوں آپ (حضرت مرزا صاحب) کے اشتہارات کا جواب نہیں دیتا تو اس نے کہا کہ لوگ کہتے ہیں کہ تم فلاں فلاں بات کا جواب کیوں نہیں دیتے : کیا تم خیال کرتے کہ میں ان کیڑے مکوڑوں کو جواب دوں گا اگر میں اپنا پاؤں ان پر رکھوں تو ایک دم میں ان کو کچل سکتا ہوں مگر میں ان کو موقعہ دیتا ہوں

کہ میرے سامنے سے دُور چلے جاویں اور کچھ دن اور زندہ رہیں"۔ انسان بعض دفعہ کیسی نادانی کر لیتا ہے ڈوئی نے مقابلے سے انکار کرتے ہوئے مقابلہ کر لیا، اس نے غور نہ کیا کہ حضرت اقدس نے صاف طور پر لکھ دیا تھا کہ اگر یہ اشارہ بھی میرے مقابل پر آئے گا تو دُکھ کے ساتھ میری زندگی میں ہلاک ہوگا۔ اس نے آپ کو کیڑا مکوڑا قرار دے کر اور یہ کہہ کر کہ اگر میں اس پر اپنا پاؤں رکھ دوں تو کچل دوں اپنے آپ کو مسیح کے مقابلے پر کھڑا کر دیا اور خدا کے عذاب کو اپنے اوپر نازل کرا لیا۔ مگر اس کی سرکشی اور تکبر یہیں پر ختم نہ ہوا اس نے کچھ دن بعد آپ کا ذکر کرتے ہوئے آپ کی نسبت یہ الفاظ استعمال کئے "بیوقوف محمدی مسیح" اور یہ بھی لکھا "اگر میں خدا کی زمین پر خدا کا پیغمبر نہیں، تو پھر کوئی بھی نہیں"۔ اور دسمبر ۱۹۰۳ء کو تو کھلا کھلا مقابلے پر آ کھڑا ہوا اور اعلان کیا کہ ایک فرشتے نے مجھ سے کہا ہے کہ تو اپنے دشمنوں پر غالب آئے گا گویا حضرت اقدس کی پیشگوئی کے مقابلے میں آپ کی ہلاکت کی پیشگوئی شائع کر دی یہ اس کا مقابلہ جو پہلے اشارۃً شروع ہوا اور آہستہ آہستہ صراحت کی طرف آتا گیا کھلم کھلا سامنے آیا اور اس آخری حملے کے بعد چونکہ وہ مقابل پر آ گیا تھا حضرت اقدس مسیح موعودؑ نے اس کے خلاف لکھنا چھوڑ دیا اور فانتظر انھم منتظرون کے حکم کے ماتحت خدائی فیصلے کا انتظار کرنا شروع کر دیا۔ آخر اللہ تعالیٰ جو پکڑنے میں دھیما ہے مگر جب پکڑتا ہے تو سخت پکڑتا ہے اپنا ہاتھ اس کی طرف بڑھایا اور وہ پاؤں جن کو وہ اس کے مسیح پر رکھ کر کچلنا چاہتا تھا اس نے معطل کر دیئے اس کے مسیح پر پاؤں رکھنے کی طاقت تو اس کو کہاں سے مل سکتی تھی وہ ان پاؤں کو زمین پر رکھنے کے قابل بھی نہ رہا یعنی خدا کا غضب فالج کی شکل میں اس پر نازل ہوا، کچھ دن کے بعد افاقہ ہو گیا مگر دو ماہ بعد ۱۹ دسمبر کو دوسرا حملہ ہوا اور اس نے رہی سہی طاقتیں بھی توڑ دیں، جب وہ بالکل ناچار ہو گیا تو اس نے اپنا کام اپنے نائبوں کے سپرد کر دیا اور خود ایک جزیرہ میں جس کی آب و ہوا [illegible] کے لئے اچھی تھی [illegible] سکونت اختیار کر لی ہو مگر [illegible] نے اس کو اب بھی نہ چھوڑا اور جس طرح اس نے اس کے مسیح کو کیڑا کہا تھا اس کو کیڑے [illegible] ثابت کر کے دکھانا تھا اور وہ چیزیں جن پر گھمنڈ کر کے اس نے یہ جرأت کی تھی انہیں کے ذریعہ سے ذلیل کرے چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ اس کے بیمار ہو کر چلے جانے پر اس کے مریدوں کے دل میں شک پیدا ہوا کہ یہ تو اوروں کو دعا سے نہیں بلکہ اپنے حکم سے اچھا کرتا تھا یہ خود ایسا بیمار کیوں ہوا اور انہوں نے اس کے بعد اس کے کمروں کی جن میں وہ اور کسی کو جانے نہیں دیتا تھا تلاشی لی تو اُن میں سے شراب کی بہت سی بوتلیں نکلیں اور اس کی بیوی اور لڑکے نے گواہی دی کہ وہ چھپ کر خوب شراب پیا کرتا تھا حالانکہ وہ اپنے مریدوں کو سختی سے شراب پینے سے روکتا تھا اور کسی نشہ کی چیز کی اجازت نہیں دیتا تھا حتیٰ کہ تمباکو نوشی سے بھی منع کرتا تھا اور اس کی بیوی نے کہا کہ میں اس کی سخت غربت کے ایام میں بھی وفادار رہی ہوں مگر اب مجھے یہ معلوم کر کے سخت افسوس ہوا ہے کہ اس نے ایک مالدار بڑھیا سے شادی کی خاطر یہ نیا مسئلہ بیان کرنا شروع کیا ہے کہ ایک سے زیادہ شادیاں جائز ہیں۔ درحقیقت اس مسئلہ کی تہ میں اس کا اپنا ارادہ شادی کا ہے چنانچہ اس نے اس بڑھیا کے خطوط جو ڈوئی کے خطوں کے جواب میں آئے تھے لوگوں کو دکھائے اس پر لوگوں کا غصہ اور بھی بھڑکا اور جماعت کے اس روپیہ کا حساب دیکھا گیا جو اس کے پاس رہتا تھا اور معلوم ہوا کہ اس نے اس میں سے پچاس لاکھ روپیہ غبن کر لیا ہے اور یہ بھی ظاہر ہوا کہ شہر کی کئی نوجوان لڑکیوں کو اس نے خفیہ طور پر ایک لاکھ سے زائد روپیہ کے تحائف دیئے ہیں اس پر اس کی جماعت کی طرف سے اسے ایک تار دیا گیا جس کے الفاظ یہ ہیں "تمام جماعت بالاتفاق تمہاری فضول خرچی، ریاکاری، غلط بیانی، مبالغہ آمیز کلام۔ لوگوں کے مال کے ناجائز استعمال، ظلم اور غضب پر سخت اعتراض کرتی ہے اس واسطے تمہیں تمہارے عہدے سے معطل کیا جاتا ہے"۔ ڈوئی ان الزامات کی تردید نہ کر سکا اور آخر سب مرید اس کے مخالف ہو گئے اس نے چاہا کہ خود اپنے مریدوں کے سامنے آ کر ان کو اپنی طرف مائل کرے مگر سٹیشن پر سوائے چند لوگوں کے کوئی اس کے استقبال کو نہ آیا اور کسی نے اس کی بات کی طرف توجہ نہ کی۔ آخر وہ عدالتوں کی طرف متوجہ ہوا مگر وہاں سے بھی اس کو قومی فنڈ پر قبضہ نہ ملا۔ اور صرف ایک گزارہ دیا گیا اور اس کی حالت ناچاری کی یہاں تک پہنچ گئی کہ اس کے حبشی نوکر اس کو اٹھا اٹھا کر ایک جگہ سے دوسری جگہ پر رکھتے تھے اور سخت تکلیف اور دُکھ کی زندگی وہ بسر کرتا تھا اس کی تکلیف اور دُکھ کو دیکھ کر اس کے دو چار ملنے والوں نے جو ابھی تک اس سے ملتے تھے اسے مشورہ دیا کہ وہ اپنا علاج کروائے مگر وہ علاج کروانے سے اس بناء پر انکار کرتا تھا کہ لوگ کہیں گے کہ یہ لوگوں کو علاج سے منع کرتا تھا اور خود علاج کراتا ہے آخر جب اس کے ایک لاکھ سے زیادہ مریدوں میں سے صرف دو سو کے قریب باقی رہ گئے اور عدالتوں میں بھی ناکامی ہوئی اور بیماری کی بھی تکلیف بڑھ گئی تو وہ ان تکالیف کو برداشت نہ کر سکا اور پاگل ہو گیا اور ایک دن اُس کے چند مرید جب اس کا وعظ سننے کے لئے گئے تو انہوں نے دیکھا کہ اس کے تمام جسم پر پٹیاں بندھی ہوئی ہیں اس نے اُن سے کہا کہ اس کا نام جیری ہے اور وہ ساری رات شیطان سے لڑتا رہا ہے اور اس جنگ میں اس کا جرنیل مارا گیا ہے اور وہ خود زخمی ہو گیا ہے اس پر ان لوگوں کو یقین ہو گیا کہ یہ شخص بالکل پاگل ہو گیا ہے اور وہ بھی اس کو چھوڑ گئے"۔

خلیفہ صاحب کی مندرجہ بالا تحریر کو بلا تبصرہ ہی قارئین کی خدمت میں پیش کیا جاتا ہے اس عبارت کا حرف حرف قابل غور ہے اور یہ خدا کی قدرت کا شاہکار ہے۔ آئندہ کی صحبت میں خلیفہ صاحب کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا الہام لہٗ کمثلہ نصبٌ وعذاب (اس کیلئے لیکھرام جیسا [illegible]

ووکنگ مُسلم مشن کی تبلیغی سرگرمیاں

شیخ محمد طفیل صاحب کا خط شیخ اللہ بخش صاحب (بدوملھی) کے نام

مخدوم و مکرم جناب شیخ صاحب
السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ

پیغام صلح مؤرخہ یکم نومبر ۱۹۶۱ء میں آپ کی مخلصانہ اپیل کو پڑھکر دل سے دُعا نکلی کہ اے خدا تو ہمارے ان دوستوں کے درجات کو بلند فرما جو اپنے دین کے خادموں کو اپنی دعاؤں میں یاد رکھتے ہیں۔ آپ نے ایک دفعہ قبل ازیں بھی مجھ سے ذکر کیا تھا کہ آپ میرے لئے دعا فرماتے رہتے ہیں ایک دُور افتادہ بھائی کو اس رنگ میں یاد رکھنے کا صلہ آپ کو اللہ تعالےٰ کی جناب سے ہی مل سکتا ہے بعض مقامات پر تبلیغ کے سلسلہ میں نمایاں کامیابی حاصل ہوئی ہے۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ ان مواقع پر آپ لوگوں کی دعائیں ہی میرے شامل حال ہوتی ہیں۔ گزشتہ ماہ ورلڈ سپریچوئل کانفرنس کا ٹن برج میں سالانہ اجلاس تھا۔ جس میں ایک تقریر میری بھی تھی۔ چالیس منٹ تک لوگوں نے انتہائی خاموشی سے میری باتیں سُنیں۔ ایک پادری جلسہ کے صدر تھے، انہوں نے فرمایا کاش میرے ہم جلیس دوسرے پادری بھی اس وقت اس تقریر کو سن سکتے تو انہیں علم ہوتا کہ اسلام انسان کو کس بلند مقام کی طرف دعوت دیتا ہے، بعض احباب نے تو اسے کانفرنس کی بہترین تقریر سمجھا۔ الحمد للہ۔

۲۴ر نومبر کو مجھے نیدرلینڈ عرب سرکل نے ہالینڈ میں ایک تقریر کے لئے بلایا ہے۔ ۱۶ر دسمبر کو سکھوں کی ایک کانفرنس ہو رہی ہے۔ مولینا عبدالحق صاحب اور مجھے مدعو کیا گیا ہے۔ ۲۲ر نومبر کو ہندوؤں کی ایک کانفرنس ہے وہاں بھی میری ایک تقریر ہے۔ خدا کے فضل سے عیسائی۔ ہندو، سکھ۔ مسلمان، سب ہمارے مشن کی تکریم کرتے ہیں

افسوس یہاں کام کی اس قدر کثرت ہے کہ پیغام صلح کے لئے مفصل رپورٹ لکھنے کا وقت ہی نہیں ملتا۔ آج برمنگھم یونیورسٹی میں جو لیکچر تھا اس کی مختصر روئداد لکھکر روانہ کی ہے۔

ووکنگ کے اخبارات میں بھی اسلام اور عیسائیت کے متعلق مسلسل خطوط شائع ہو رہے ہیں۔ ان کے تراشے لاہور بھجوائے تھے شاید وہ انہیں ترجمہ کرکے چھاپ دیں۔[1]

مجھے ٹرینیڈاڈ سے بہت عرصہ سے مولوی امیر علی اور اُن کے ساتھی بُلا رہے ہیں کہ ایک دو ماہ کے لئے اُن کے ہاں بھی چلا جاؤں، شاید دسمبر میں ادھر جانے کا پروگرام بن جائے۔ انہوں نے کرایہ وغیرہ سب کا انتظام کر رکھا ہے۔

سلسلہ کی کتب۔ تحریک احمدیت۔ ردّ تکفیر اہل قبلہ۔ النبوّت فی الاسلام کے تراجم میں مکمل کر چکا ہوں۔ نظرثانی کے لئے وقت کی تلاش میں ہوں۔ النبوّت فی الاسلام کا کچھ ترجمہ اسلامک ریویو میں چھپ چُکا ہے۔

خیال ہے اس حصّہ کو علیحدہ بھی چھپوا دیا جائے۔ خواہش ہے کہ یہ کُتب جلد از جلد شائع ہو جائیں تو افریقہ۔ ویسٹ انڈیز میں ہماری جماعت کے ممبران کے پاس سلسلہ کا کچھ لٹریچر انگریزی میں ہو جائے گا۔ دوستوں کی خدمت میں سلام عرض کریں۔ یہاں کے شائع کردہ کچھ پمفلٹ آپ کو عنقریب بھجوا دوں گا۔

خان صاحب اور مولوی صاحب بخیریت ہیں۔ والسلام

مخلص۔ محمد طفیل

[1] یہ تراشے ۱۲ر نومبر کی اشاعت میں درج ہو چکے ہیں۔

بقیہ اخبار احمدیہ — بسلسلہ صفحہ ۲

ایک بزرگ احمدی کی وفات

موضع سفید ڈھیری (پشاور) شاہ علی صاحب لکھتے ہیں۔

میرے دادا احمد خاں صاحب مورخہ ۲ر دسمبر ۱۹۶۱ء اتوار کی رات کو وفات پا گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

مرحوم دادا صاحب کم و بیش سو سال کی عمر میں فوت ہوئے ہیں، آپ ایک پُرانے احمدی تھے اور بانی سلسلہ حضرت مسیح موعود سے بہت ہی محبت رکھتے تھے۔

پیغام صلح:۔ اللہ تعالیٰ مغفرت فرمائے اور اپنی رحمت کے سایہ میں جگہ دے اور تمام پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ احباب کرام سے جنازہ غائبانہ کی درخواست ہے۔

بحرِ حکمت کے موتی

عن ابی ھریرۃ رض ان رجلاً قال یارسول اللہ رجلٌ یرید الجھاد فی سبیل اللہ وھو یبتغی عرضاً من الدنیا فقال لا اجر لہٗ فاعاد علیہ ثلاثاً کل ذٰلک یقول لا اجر لہٗ۔ اخرجہ ابوداؤد۔

ترجمہ:—

حضرت ابوہریرہ رضہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے دریافت کیا کہ یا رسول اللہ ایک شخص فی سبیل اللہ جہاد کرنے کا تو ارادہ رکھتا ہے لیکن اس کے ذریعہ سے متاع دنیاوی کے بھی حصول کا خواہشمند ہے (کیا ایسا شخص اجر کا مستحق ہوگا؟) حضور علیہ التحیوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ ایسے شخص کے لئے کچھ ثواب نہیں پھر مکرر سہ کرر آپ سے یہی سوال کیا گیا آپ ہر دفعہ یہی جواب دیتے رہے۔

نوٹ:- مبلغ اور مجاہد اسلام کے لئے اس میں لمحۂ فکریہ ہے ؎

تا ز تو مستی ات بدر نرود
تخم شرک از دل تو بر نرود
پائے سعیت ملبند تر نرود
تا نزادہ دِل بسر نرود

ترجمہ:- جب تک تجھ سے خود غرضی (حرص و آز) دور نہ ہو سکے، تب تک شرک کا بیج تیرے دل میں سے نہیں نکلے گا (حرص و آز بھی زبردست بت ہیں) (۲) تیری کوشش کا قدم (جہاد فی سبیل اللہ)

پنجاب پریس وطن بلڈنگس سرکلر روڈ لاہور میں باہتمام مولوی دوست محمد پرنٹر پبلشر چھپ کر دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور سے شائع ہوا

رجسٹرڈ ایل ۸۳۸ شمارہ

ہفت روزہ پیغام صلح لاہور

سالانہ چندہ پاکستان سے چھ روپے، ہندوستان سے چھ روپے - بیرونی ممالک سے ایک پونڈ
ہندوستان میں ہمارے نمائندہ کا پتہ: شیخ محمد انعام الحق - مکان نمبر ۱۰۰-۱-۵ محلہ اعظم پورہ ملک پیٹھ حیدرآباد دکن (انڈیا)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ہم تو رکھتے ہیں مسلمانوں کا دیں
دل سے ہیں خدامِ ختم المرسلیں

تم ہمیں دیتے ہو کافر کا خطاب
کیوں نہیں لوگو تمہیں خوفِ عقاب

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا مخصوص ترجمان

ہفت روزہ

پیغامِ صلح لاہور

ہر بدھ کو شائع ہوتا ہے
تار کا پتہ:- تبلیغ لاہور
فون نمبر:- ۷۲۷۳۷
مدیر:- دوست محمد
مدیر معاون:- بشیر احمد سوزؔ

زرِ سالانہ
پاک و ہند سے
چھ روپے
بیرونی ممالک سے
ایک پونڈ

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸

فی پرچہ ۱۳ پیسے

جلد ۴۹ | یوم چہارشنبہ مورخہ ۴ر رجب ۱۳۸۱ھ مطابق ۱۳ر دسمبر ۱۹۶۱ء | نمبر ۵۰

جلسہ سالانہ میں شرکت کے لئے

تمام مخلصین داخلین سلسلہ بیعت کے نام حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ارشاد

...... قرینِ مصلحت معلوم ہوتا ہے کہ سال میں تین دن ایسے جلسہ کے لئے مقرر کئے جائیں جس میں تمام مخلصین اگر خدا تعالےٰ چاہے بشرطِ صحت و فرصت و عدمِ موانع قویہ تاریخ مقررہ پر حاضر ہو سکیں سو میرے خیال میں بہتر ہے کہ ...... تاریخ کے دن کے بعد جو تیس دسمبر ۱۸۹۱ء ہے آیندہ اگر ہماری زندگی میں ...... دسمبر کی تاریخ آجاوے تو حتی الوسع تمام دوستوں کو محض للہ ربانی باتوں کو سننے کے لئے اور دعا میں شریک ہونے کے لئے اس تاریخ پر آجانا چاہیئے اور اس جلسہ میں ایسے حقائق اور معارف کے سنانے کا شغل رہے گا جو ایمان اور یقین اور معرفت کو ترقی دینے کے لئے ضروری ہیں اور نیز ان دوستوں کے لئے خاص دعائیں اور خاص توجہ ہوگی اور حتی الوسع بدرگاہ ارحم الراحمین کوشش کی جاوے گی کہ خدا تعالیٰ اپنی طرف ان کو کھینچے اور اپنے لئے قبول کرے اور پاک تبدیلی ان میں بخشے اور ایک عارضی فائدہ ان جلسوں میں یہ بھی ہوگا کہ ہر ایک نئے سال میں جس قدر نئے بھائی اس جماعت میں داخل ہوں گے وہ تاریخ مقررہ پر حاضر ہو کر اپنے پہلے بھائیوں کے منہ دیکھ لیں گے اور روشناسی ہو کر آپس میں رشتہ تودد و تعارف ترقی پذیر ہوتا رہے گا اور جو بھائی اس عرصہ میں اس سرائے فانی سے انتقال کر جائے گا اس جلسہ میں اس کے لئے دعائے مغفرت کی جائے گی۔ اور تمام بھائیوں کو روحانی طور پر ایک کرنے کے لئے اور ان کی خشکی اور اجنبیت اور نفاق کو درمیان سے اٹھا دینے کے لئے بدرگاہ رب العزت جل شانہ کوشش کی جائے گی اور اس روحانی جلسہ میں اور بھی کئی روحانی فوائد اور منافع ہوں گے جو انشاء اللہ القدیر وقتاً فوقتاً ظاہر ہوتے رہیں گے اور کم مقدرت احباب کے لئے مناسب ہوگا کہ پہلے ہی سے اس جلسہ عام میں حاضر ہونے کا فکر رکھیں اور اگر تدبیر اور قناعت شعاری سے کچھ تھوڑا تھوڑا سرمایہ سفر خرچ کے لئے ہر روز یا ماہ بماہ جمع کرتے جائیں اور الگ رکھتے جائیں تو بلا دقت سرمایہ سفر میسر آجاوے گا گویا یہ سفر مفت میسر ہو جاوے گا اور بہتر ہوگا کہ جو صاحب احباب میں سے اس تجویز کو منظور کریں وہ مجھ کو ابھی بذریعہ تحریر خاص کے اطلاع دیں تاکہ ایک علیحدہ فہرست میں ان تمام احباب کے نام محفوظ رہیں کہ جو حتی الوسع والطاقت تاریخ مقررہ پر حاضر ہونے کے لئے اپنی آیندہ زندگی کے لئے عہد کر لیں اور بدل و جان پختہ عزم سے حاضر ہو جایا کریں بجز ایسی صورت کے کہ ایسے موانع پیش آجائیں جن میں سفر کرنا اپنی حد اختیار سے باہر ہو جائے اور اب جو ۲۷ر دسمبر ۱۸۹۱ء کو دینی مشورہ کے لئے جلسہ کیا گیا اس جلسہ پر جس قدر احباب محض للہ تکلیف اٹھا کر حاضر ہوئے انکو خدا تعالیٰ جزائے خیر بخشے اور ان کے ہر ایک قدم کا ثواب ان کو عطا فرماوے۔ آمین ثم آمین ؎

جلسہ کی تاریخیں

جلسہ سالانہ امسال ۲۳-۲۴-۲۵-۲۶- دسمبر ۱۹۶۱ء کو ہوگا- ۲۳ر دسمبر کا دن مستورات کے جلسہ کے لئے مخصوص ہے۔ باقی ایام میں مردانہ جلسہ ہوگا اس میں بھی مستورات کی شمولیت کے لئے پردہ کا خاص انتظام کیا گیا ہے ؎

بحرِ حکمت کے موتی

وعن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انما الامام جنۃ یقاتل بہ اخرجہ الخمسۃ الا الترمذی بحوالہ تلخیص الصحاح جہاد

ترجمہ:-

"حضرت ابو ہریرہ رضی سے روایت ہے کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ امام ایک سپر ہے جس کی آڑ (حفاظت و نگرانی و سرپرستی) میں لڑائی (جد و جہد سیفی یا قلمی اور لسانی) کی جاتی ہے۔ بجز ترمذی پانچوں اس کے راوی ہیں"۔

نوٹ:-

سیفی جہاد کے لئے تو امام مسلم بادشاہ وقت ہے اور قلمی و لسانی جہاد کے لئے امامِ وقت ہوتا ہے جسے خدا تعالےٰ ہر صدی کے سر پر مبعوث فرماتا ہے چنانچہ حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں ؎

لوائے ماپنہ ہر سعید خواہد بود
ندائے فتح نمایاں بنامِ ما باشد

ہمارے مبلغین اس نکتہ کو سامنے رکھیں ؎

(غلام قادر- عفی عنہ)

جلسہ سالانہ میں تمام احباب کی شرکت کیوں ضروری ہے

حضرت امیر ایدہ اللہ کا پیغام احباب احمدیہ کے نام

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

احباب کرام السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ میں چاہتا ہوں کہ ذیل کی سطور کو آپ بنظر غور مطالعہ کریں:—

خدا کے فضل سے جماعت کا اتحاد مستحکم ہے اور اتحاد پر جو افضال خدا تعالیٰ نازل فرماتا ہے وہ نہایت نمایاں طور پر نظر آ رہے ہیں۔

(۱) احمدیہ ہال تعمیر کرنے کی تجویز کو اللہ تعالیٰ نے عملی جامہ پہنانے کے سامان مہیا فرما دیئے ہیں۔ میاں فاروق احمد صاحب نے اس اہم کام کے لئے ایک لاکھ روپے پیش کئے ہیں۔ اسی طرح سے مرحوم میاں عطاء اللہ صاحب کی اولاد نے بھی ایک لاکھ روپیہ پیش کیا ہے۔ اس کے علاوہ حضرت ڈاکٹر سید محمد حسین صاحب مرحوم کے فرزند کرنل سید بشیر حسین صاحب نے بیس ہزار روپے پیش کئے ہیں۔ ان لوگوں کے ہمت افزا عطیات کے باعث احمدیہ ہال کا نقشہ بنیادی طور پر تیار ہو گیا ہے اب اس کی تفصیلات مکمل کی جا رہی ہیں۔ تمام جماعتوں کے لئے یہ بہت بڑی دلچسپی اور خوشی کا سامان ہے۔ کراچی سے لیکر کشمیر تک کے احباب کرام کی خدمت میں التماس ہے کہ وہ جلسہ سالانہ کے موقعہ پر ضرور یہاں آ کر اس نقشہ کو دیکھیں۔ میری خواہش تھی کہ ساری جماعت مل کر احمدیہ ہال کا پتھر نصب کرتی۔ لیکن آخری ایام جلسہ تک وہ خواہش پوری ہوتی نظر نہیں آتی۔ سلسلہ عالیہ کی تمام جماعتیں جلسہ پر آ کر مشورہ دیں کہ کس وقت دوبارہ بنیادی پتھر نصب کرنے کے لئے احباب یہاں جمع ہو سکتے ہیں۔ سب احباب سے التماس ہے کہ وہ جناب الٰہی میں دعا کریں کہ خدا تعالیٰ حضرت مسیح موعودؑ کی اس یادگار میں برکت نازل کرے۔

(۲) اس احمدیہ ہال کے سایہ میں ایک وسیع مارکیٹ بھی تعمیر ہوگی، جس کا بنیادی نقشہ تیار ہو چکا ہے۔ اس مارکیٹ کی آمدنی سے پاکستان کے ایک طرف سے دوسری طرف اسلامی مشنوں کا سلسلہ قائم کیا جائے گا۔ جس کے ذریعہ سے ہم تمام پاکستان کو اطلاع دیں گے کہ مجدد زمان نے قوم کو قرآن کریم اور سنت رسولؐ پر قائم ہونے کی تلقین کی ہے اور فرمایا ہے کہ دین متین میں ایک شعشہ بھی کم و بیش نہیں کیا جا سکتا۔ ہمارا دین وہی ہے جو سلف صالحین کا دین ہے۔ ایسا کرنے سے اہل وطن کی غلط فہمیاں دور ہو جائیں گی اور وہ اس مقدس کام میں تعاون کرنے کے لئے تیار ہو جائیں گے۔

(۳) احباب کی یہ خواہش سالوں سے چلی آ رہی ہے کہ ہماری کوئی مخصوص بستی ہونی چاہیئے۔ اس خواہش کے پورا ہونے کے سامان بھی خود خدا تعالیٰ نے کر دیئے ہیں، چنانچہ پانچ لاکھ روپے کی رقم اس کام کے لئے بنک میں جمع کرا دی گئی ہے۔ اس کام کا سرانجام دینا بھی جماعتوں کے مشورہ پر منحصر ہے۔

(۴) آج تک ہم اپنے کاروبار کے لئے مطبع نہیں بنا سکے۔ اب اس کا بنا لینا بھی خدا کے فضل و کرم سے میسر آ گیا ہے۔ اس کے لئے چالیس ہزار روپے کا صرفہ بھی انجمن نے منظور کر لیا ہے۔

(۵) اس سال انجمن نے کالج کی بنیاد رکھی ہے۔ خدا کے فضل سے ان چند مہینوں میں اس کالج نے تمام کالجوں کے پروفیسرں اور طالبعلموں میں نمایاں شہرت حاصل کر لی ہے چنانچہ گورنمنٹ کالج سے اور مشن کالج وغیرہ وغیرہ کے داخل شدہ طالب علم سارٹیفکیٹ حاصل کر کے ہمارے اس کالج میں داخل ہو رہے ہیں۔ اس کالج کا قائم کرنا جماعت کی توسیع کے لئے اچھا اقدام ہے دعا کریں کہ جماعت کی اغراض اس سے پوری ہوں،

(۶) انجمن نے برِ اعظم افریقہ کے بعض حصص میں مشن قائم کرنے کا فیصلہ کیا ہے چنانچہ سردست راولپنڈی سے میاں بشیر احمد صاحب منٹو اس کام کے لئے روانہ ہو رہے ہیں۔ اس سلسلہ میں کوشش یہ کہ وہ ۲۷ دسمبر کو لاہور سے روانہ ہوں گے تاکہ جماعت ان کو الوداع کہہ سکے اور کامیابی کیلئے دعا کرے۔ یہ نہایت ہی اہم اقدام ہیں جس کی توفیق اللہ تعالیٰ نے اس جماعت کو عطا کی ہے۔ جماعتوں کو اس جلسہ میں ان امور کے پیش نظر ضرور بالضرور اپنی اپنی جگہ پر پراپیگنڈا کر کے اور زیادہ سے زیادہ افراد کو جمع کر کے جلسہ میں شرکت کرنے کے لئے لانا چاہیئے۔ مسٹر منٹو کے علاوہ سردست انگلستان سے پادری ظفر جو حال ہی میں مسلمان ہوئے ہیں تبلیغ اسلام کیلئے افریقہ جائیں گے۔ انکی میم صاحبہ بھی مبلغہ ہیں وہ بھی اس نیک کام کیلئے انکے ساتھ جائیں گی۔ انجمن کے زیرِ غور یہ بھی ہے کہ ان مبلغین کے علاوہ حسب ضرورت دوسرے مبلغین کو بھی اس طرف بھیجا جائے۔ امید ہے احباب ان تمام امور کے پیش نظر اور حضرت [illegible] کے فرمان کے مطابق جلسہ سالانہ میں ضرور شرکت کریں گے۔ والسلام۔ صدرالدین ۱۳ دسمبر ۱۹۶۱ء

جلسہ سالانہ کے متعلق حضرت مسیح موعودؑ کے ارشادات پہلے بھی درج ہو چکے ہیں اور اس پرچہ میں بھی دوسری جگہ ہدیہ قارئین کرام ہیں، ان ارشادات سے واضح ہے کہ جلسہ سالانہ کا انعقاد حضرت مسیح موعودؑ نے جن اغراض کے ماتحت ضروری قرار دیا ہے، اور جو فوائد اس جلسہ سے وابستہ کئے گئے ہیں وہ جماعت احمدیہ کی قومی زندگی کے لئے ازبس ضروری ہیں۔ مثلاً حضور کا ارشاد ہے :۔

" تمام دوستوں کو محض للہ ربّانی باتوں کو سننے کے لئے اور دُعا میں شریک ہونے کے لئے اس تاریخ پر آجانا چاہیئے "

اور پھر لکھا ہے :۔

" اس جلسہ میں ایسے حقائق و معارف کے سُنانے کا شغل رہے گا جو ایمان اور یقین اور معرفت کو ترقی دینے کے لئے ضروری ہیں "

ایسا ہی فرمایا ہے :۔

" ایک عارضی فائدہ ان دنوں میں یہ بھی ہوگا کہ ہر ایک نئے سال میں جس قدر نئے بھائی اس جماعت میں داخل ہوں گے وہ تاریخ مقررہ پر حاضر ہو کر اپنے پہلے بھائیوں کے منہ دیکھ لیں گے اور روشناسی ہو کر آپس میں رشتہ تودد و تعارف ترقی پذیر ہوتا رہے گا اور جو بھائی اس عرصہ میں اس سرائے فانی سے انتقال کر جائے گا، اس جلسہ میں اس کے لئے دعائے مغفرت کی جائے گی "

ایک دوسری جگہ یہ بھی لکھا ہے کہ :۔

" جلسہ کی اغراض میں سے بڑی غرض تو یہ ہے کہ تا ہر ایک مخلص کو بالمواجہ دینی فائدہ اُٹھانے کا موقعہ ملے اور ان کی معلومات وسیع ہوں اور خدا تعالیٰ کے فضل و توفیق سے ان کی معرفت ترقی پذیر ہو۔ پھر اس کے ضمن میں یہ بھی فوائد ہیں کہ اس ملاقات سے تمام بھائیوں کا تعارف بڑھے گا اور اس جماعت کے تعلقات اخوت استحکام پذیر ہوں گے "

اور ضروریات جلسہ کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے :۔

" اس جلسہ میں یہ بھی ضروریات میں سے ہے کہ یورپ اور امریکہ کی دینی ہمدردی کے لئے تدابیر حسنہ پیش کی جائیں کیونکہ اب یہ ثابت شدہ امر ہے کہ یورپ اور امریکہ کے سعید لوگ اسلام کے قبول کرنے کے لئے تیار ہو رہے ہیں "

یہ وہ اغراض ہیں

جن کے پیش نظر حضرت مامور من اللہ نے جلسہ سالانہ کے انعقاد کی تجویز کرتے ہوئے تمام احباب جماعت کو ہر سال اس جلسہ میں شامل ہونے کا حکم دیا۔ ان اغراض و مقاصد کو اگر غور سے پڑھا جائے تو یہ کہنا بے جا نہ ہوگا کہ یہ وہ اغراض ہیں جو ہماری قومی زندگی کو مستحکم کرنے کا حقیقی ذریعہ ہیں، ہر سال دوستوں کا ایک جگہ جمع ہونا، باہم رشتہ تودد و تعارف پیدا کرنا اور سب سے بڑھ کر ایمان اور یقین اور معرفت کو ترقی دینے کے لئے معارف حقائق کو سننا جو جلسہ میں بیان ہوں گے، کوئی معمولی چیزیں نہیں، وہ دینی فوائد جو اس جلسہ میں آپ کو حاصل ہوں گے وہ گھر بیٹھے ہوئے حاصل نہیں ہو سکتے۔ یہ خدا کے مسیح کا فرمان ہے کہ مندرجہ بالا اغراض کے ماتحت آپ جلسہ سالانہ میں ضرور شامل ہوں، اس لئے یہ کہنا بے جا نہیں کہ جلسہ سالانہ میں شمولیت آپ کا مذہبی فرض ہے، اس فرض کی ادائیگی میں کوتاہی کرنا (سوائے اس کے کہ کوئی موانع قوی ہوں) پسندیدہ امر نہیں۔

اسی پرچہ میں دوسری جگہ حضرت امیر ایدہ اللہ کا پیغام بھی درج ہے، جس میں حضرت ممدوح نے بعض اہم قومی عزائم کا ذکر کرتے ہوئے احباب کو شمولیت جلسہ کی دعوت دی ہے، امید ہے تمام احباب اس دعوت کو لبیک کہتے ہوئے مقررہ تاریخوں (۲۴، ۲۵، ۲۶ دسمبر ۱۹۶۱ء) پر جلسہ میں ضرور شامل ہوں گے ؛

اخبارِ احمدیہ

حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ بخیر و عافیت ہیں۔

ہیں انہوں نے بذریعہ چوہدری فضل داد صاحب محصل مبلغ پانچ روپے انجمن کو بطور عطیہ اشاعت اسلام دیئے ہیں۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ نومولود کو نیک بنائے اور عمر دراز عطا فرمائے۔

ایک بزرگ خاتون کا انتقال

راولپنڈی سے ایک دوست لکھتے ہیں :۔

" شیخ محمد حسین صاحب کالج روڈ راولپنڈی جو دہلی کے مہاجر ہیں اور ان کے والد صاحب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی تھے اور کافی عرصہ قادیان رہے اور خود شیخ محمد حسین صاحب نے قادیان کے مدرسہ تعلیم الاسلام میں تعلیم پائی ان کی اہلیہ صاحبہ مورخہ ۹ دسمبر ۱۹۶۱ء کو فوت ہو گئیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحومہ نہایت غریب پرور اور بزرگ خاتون تھیں۔ ہمیں اس صدمہ میں شیخ محمد حسین صاحب اور ان کے فرزندان شیخ محمود حسین صاحب ایم اے و شیخ مسعود حسین صاحب سے دلی ہمدردی ہے۔ خداوند کریم مرحومہ کو جنت الفردوس میں جگہ دے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔

تمام بیرونی جماعتوں کو جنازہ غائبانہ پڑھنے کی استدعا ہے۔"

تعلیم کے لئے عزم انگلستان

میرا لڑکا چوہدری سعادت احمد ایم کام لندن میں چارٹرڈ اکونٹنسی کے پانچ سالہ کورس کے لئے بفضل ایزدی ۲۲ دسمبر ۱۹۶۱ء کو بذریعہ ہوائی جہاز جا رہا ہے۔ شب بیدار تہجد گذار بزرگوں سے بالخصوص اور دیگر احمدی بھائیوں سے بالعموم درخواست ہے کہ وہ اس نوجوان کے لئے دعا کریں کہ مولا کریم اس کو کامیابی دے۔

میں نے بچے کو کہہ دیا ہے کہ وہ ووکنگ میں حضرت قبلہ مولانا مولوی محمد یعقوب خان صاحب کو ملتے رہیں۔

فضل داد پنشنر

میرے بھائی کا انتقال

ایڈیٹر صاحب پیغام صلح۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

گذارش ہے کہ میرا بھائی بنام محمد اعظم خان صاحب جو کہ میرے سے چھوٹا تھا مورخہ ۱۲/۵ کو دیوار سے گر کر فوت ہو گیا ہے انا للہ وانا الیہ راجعون۔

(باقی بر صفحہ ۱۵ اشتہار کے نیچے)

پروگرام جلسہ سالانہ ۱۹۶۱ء

۲۳، ۲۴، ۲۵، ۲۶ دسمبر ۱۹۶۱ء کو منعقد ہوگا (۲۳ دسمبر کو خواتین کا اجلاس مسلم ہائی سکول نمبر ۱ میں ہوگا)

۲۴ دسمبر ۱۹۶۱ء ۔ اتوار

اجلاس اوّل:۔ ۱۰ بجے صبح سے ۱½ بجے دوپہر تک

زیرِ صدارت:۔ جناب شیخ نثار احمد صاحب رئیس وزیر آباد

تلاوتِ قرآن مجید ... : قاری محمد بوستان صاحب ۔ ۱۰—۰۰ تا ۱۰—۱۵

نعت ... : طلبائے مسلم سکول نمبر ۱ ۔ ۱۰—۱۵ " ۱۰—۳۰

ملفوظات حضرت مسیح موعودؑ ... : مولوی دوست محمد صاحب ۔ ۱۰—۳۰ " ۱۰—۴۵

افتتاحی تقریر ... : حضرت امیر قوم مولٰنا صدر الدین صاحب ۔ ۱۰—۴۵ " ۱۱—۱۵

تقریر ... : میاں بشیر احمد صاحب مفتوں ۔ ۱۱—۱۵ " ۱۱—۴۵

تقریر ... : پرنسپل محمد شفیع صاحب بھٹی ایم اے ۔ ۱۱—۴۵ " ۱۲—۱۵

مامور من اللہ کی شناخت ... : مولٰنا احمد یار صاحب ایم اے ۔ ۱۲—۱۵ " ۱۲—۴۵

قومی تعمیر میں تعلیمی اداروں کا حصہ ... : مرزا مسعود بیگ صاحب ایم اے ۔ ۱۲—۴۵ " ۱—۳۰

(نماز ظہر و عصر)

اجلاس دوم:۔ زیرِ صدارت الحاج حضرت شیخ میاں محمد صاحب ملز اونر

پونے تین بجے بعد دوپہر سے ساڑھے چار بجے تک

تلاوت قرآن مجید و نعت ... : طلبائے مسلم ہائی سکول نمبر ۱ ۔ ۱۵ منٹ ۳—۰۰

چودھویں صدی کے مقاصد کو دور کرنے میں تحریک احمدیت کا حصہ } خانبہادر غلام ربانی خانصاحب ایڈووکیٹ ۔ ۳—۰۰ تا ۳—۳۰

قرآن کریم اور علوم جدیدہ ... : قاضی عبد الرشید صاحب ایڈووکیٹ ۔ ۳—۳۰ " ۴—۰۰

تقریر ... : الحاج شیخ میاں محمد صاحب ملز اونر ۔ ۴—۰۰ " ۴—۳۰

بعد از نماز مغرب و عشاء بوقت سات بجے احمدیہ کانفرنس کا اجلاس مسجد میں ہوگا۔

۲۵ دسمبر ۱۹۶۱ء ۔ پیر

اجلاسِ اوّل:۔ ۱۰ بجے سے ۱½ بجے تک

زیرِ صدارت:۔ خانبہادر غلام ربانی خانصاحب ایڈووکیٹ، مانسہرہ

تلاوت قرآن مجید و نعت ، طلبائے مسلم ہائی سکول نمبر ۲ ۔ ۱۰—۰۰ تا ۱۰—۳۰

رپورٹ سالانہ ... : آنریری جنرل سیکرٹری شیخ میاں فاروق احمد صاحب ملز اونر } ۱۰—۳۰ " ۱۱—۰۰

تحریک احمدیت کی فوقیت ... : الحاج حافظ محمد حسن چیمہ صاحب ایڈووکیٹ ۔ ۱۱—۰۰ " ۱۱—۴۵

ارشادات ... : حضرت امیر قوم مولانا صدر الدین صاحب ۔ ۱۱—۴۵ " ۱—۳۰

(نماز ظہر و عصر)

اجلاس دوم:۔ زیرِ صدارت جناب شیخ میاں ظہور احمد صاحب ملز اونر

پونے تین بجے سے ساڑھے چار بجے تک

تلاوت قرآن مجید ... : حافظ قاری محمد ادریس صاحب ۔ ۲—۴۵ تا ۳—۰۰

نظم ... ۔ ۳—۰۰ تا ۳—۱۵

ہمارا اصلی کام ... : جناب میاں ممتاز احمد صاحب فاروقی ۔ ۳—۱۵ تا ۳—۴۵

دعویٰ مسیحیت ... : ڈاکٹر اللہ بخش صاحب ۔ ۳—۴۵ تا ۴—۳۰

* نماز مغرب کے بعد ینگ مینز احمدیہ ایسوسی ایشن کی طرف سے ایک "مجلس مذاکرہ" منعقد ہوگی۔ جس میں مغربی پاکستان کے متعدد کالجوں کے طلباء "اسلام اور موجودہ طرزِ زندگی" کے موضوع پر تقاریر کریں گے۔ کامیاب طلباء کو انعامات دیئے جائیں گے۔

نوٹ:۔ مورخہ ۲۵ دسمبر ۱۹۶۱ء کو بعد از نماز مغرب و عشاء بوقت سات بجے مجلس معتمدین کا اجلاس منعقد ہوگا۔

۲۶ دسمبر ۱۹۶۱ء ۔ منگل

اجلاسِ اوّل:۔ ۱۰ بجے صبح سے ۱½ بجے دوپہر تک

زیرِ صدارت:۔ جناب شیخ میاں فاروق احمد صاحب لائل پور

تلاوتِ قرآن مجید و نعت ... ۔ ۱۰—۰۰ تا ۱۰—۱۵

تقریر ... : پروفیسر محمد فاضل صاحب ایم اے ۔ ۱۰—۱۵ تا ۱۰—۴۵

وحی ... : مرزا معصوم بیگ صاحب بی اے ۔ ۱۰—۴۵ تا ۱۱—۱۵

تقریر ... : مولٰنا عبد المنان صاحب عمر ۔ ۱۱—۱۵ تا ۱۱—۴۵

تقریر ... : پروفیسر غلام محمد صاحب خادم ایم اے ۔ ۱۱—۴۵ تا ۱۲—۱۵

تقریر ... : عبد العزیز صاحب کاشمیری ایڈیٹر روشنی سرینگر ۔ ۱۲—۱۵ تا ۱۲—۴۵

امت کا مسیح زمرۂ اولیاء یا زمرۂ انبیاء میں : جناب شیخ عبد الرحمان صاحب مصری ۔ ۱۲—۴۵ تا ۱—۱۵

اختتامی تقریر و دعا ... : از حضرت امیر قوم ایدہ اللہ تعالیٰ۔

ضروری نوٹ:۔ (۱) نماز ظہر و عصر پونے تین بجے بعد دوپہر جمع ہوا کریں گی۔ اور نماز مغرب و عشاء پانچ بجے جمع ہوا کریں گی۔

(۲) سب دوستوں کو ان اوقات میں باجماعت نمازوں میں شامل ہونا چاہیئے۔

(۳)۔ درس قرآن کریم ہر روز نماز فجر کے بعد حضرت امیر قوم مولٰنا صدر الدین صاحب دیا کریں گے۔

کھانے کے اوقات:۔ صبح ۸ بجے تا ۹½ بجے تک
شام ۶ بجے تا ۸ بجے تک۔

(۴) کھانے کے اوقات کی عموماً پابندی نہیں ہوتی ۔ جو نہایت ضروری ہے ۔ معزز مہمان اس کا پورا پورا خیال رکھیں تاکہ جلسہ کے وقت آرام سے تقاریر سن سکیں۔

۵ ۔ سب دوست اپنے بستر ساتھ لے کر آئیں۔

چوہدری عبد المجید ۔ افسر جلسہ سالانہ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت توراۃ و انجیل کی پیشگوئیوں کے مطابق اور

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا کا نتیجہ ہے

آنحضرت صلعم کا انکار توراۃ و انجیل کا انکار ہے

حضرت مرزا صاحب کا دعویٰ حضرت نبی کریم صلعم کی پیشگوئی کے مطابق ہے

خطبہ جمعہ مورخہ ۸ دسمبر ۱۹۶۱ء فرمودہ حضرت امیر مولنا صدرالدین صاحب ایدہ اللہ بمقام احمدیہ بلڈنگس لاہور

لا نکلف اللہ نفساً الا وسعہا۔ واذا قلتم فاعدلوا ولو کان ذا قربی و بعھد اللہ اوفوا۔ ذالکم وصّٰکم بہ لعلکم تذکرون ——— سنجزی الذین یصدفون عن ایٰتنا سوء العذاب بما کانوا یصدفون۔ (سورۃ انعام)

تین قومیں جو حضرت ابراہیمؑ کی اولاد سے ہیں۔

قرآن کریم کی ان آیات میں تین قوموں کا ذکر کیا گیا ہے۔ یہودیوں کا۔ نصرانیوں کا اور عرب کے مشرکین کا۔ یہودی اس بات پر فخر کرتے ہیں کہ ہم حضرت ابراہیمؑ کی اولاد ہیں۔ نصرانی بھی حضرت ابراہیمؑ کو اپنا باپ یقین کرتے ہیں، عرب کے بت پرست بھی اس پر فخر کرتے ہیں کہ وہ حضرت اسمٰعیلؑ اور حضرت ابراہیمؑ کی اولاد میں سے ہیں، تو تینوں قوموں کے متعلق لکھا ہے کہ وہ حضرت ابراہیمؑ سے اپنا تعلق بیان کرتی تھیں، اور لکھا ہے کہ ہم نے موسیٰ کو کتاب دی۔ اس کتاب میں ہر چیز کی ہدایت اور تفصیل اور رحمت ہے تاکہ لوگ اس پر عمل کریں، اس کے ساتھ ساتھ ایک اور کتاب کا بھی ذکر فرمایا اور وہ قرآن کریم ہے۔ فرمایا و ھذا کتاب انزلنٰہ مبٰرک ہم نے یہ کتاب تمہارے فائدے اور بہتری کے لئے اتاری ہے۔ اس کی برکات کبھی ختم نہیں ہوں گی۔ تورات اور انجیل تو خاص قوم کے لئے تھیں۔ ان کی تعلیمات محض موسےٰؑ اور عیسیٰؑ کی قوم بنی اسرائیل ہی کے لئے مختص تھیں۔ ان کا دائرہ محدود تھا۔

قرآن کا دائرہ غیر محدود ہے

ھذا کتاب انزلنٰہ مبارک۔ مگر یہ کتاب تمام دنیا جہان کے لئے ہے۔ تمام انسانیت کے لئے باعث برکت ہے۔ اس کی برکات قیامت تک کے لئے جاری و ساری رہیں گی۔ یہ کتاب کسی ایک قوم کے لئے نہیں ہے بلکہ اس کا دائرہ غیر محدود ہے۔ اس کی تعلیمات ایسی ہیں کہ ان سے بڑھ کر قیامت تک کسی اور تعلیم کا تخیل پیش نہیں کیا جا سکتا۔

قرآن کی اتباع سے اولیاء پیدا ہوئے اور ہوتے رہیں گے

اس تعلیم کا فیضان ہمیشہ جاری رہے گا، اور قیامت تک اس تعلیم پر چلنے سے اولیاء بنتے رہیں گے۔ قرآن کریم کی صداقت اور منجانب اللہ ہونے کا یہ بیّن ثبوت ہے کہ اس تعلیم پر عمل کرنے سے اولیاء پیدا ہوئے۔ تذکرۃ الاولیاء پڑھیں اس میں ان اولیاء اللہ کا بیان ہے جو سینکڑوں اور ہزاروں کی تعداد میں امت محمدیہ میں پیدا ہوئے۔ سید احمد ہمارے قریب کے زمانہ کے بزرگ ہوئے ہیں۔ حضرت مجدد الف ثانی، حضرت داتا گنج بخش، خواجہ معین الدین چشتی، شاہ ولی اللہ اسی ہندوستان میں قرآن کریم کی برکت سے ولایت کے مقام پر پہنچے، اور ہزاروں انسانوں کی ہدایت کا موجب ہوئے۔ تو تاریخ گواہ ہے کہ یہ کتاب مبارک ہے اس کی تعلیمات فیض رساں ہیں۔

قرآن توریت اور انجیل کا مصدق ہے

اس میں لکھا ہے مصدق لما بین یدیہ یہ کتاب تصدیق کرتی ہے کہ تورات خدا کا کلام ہے یہ کتاب تصدیق کرتی ہے کہ انجیل خدا کا کلام ہے ان میں ہدایت، نور اور رحمت ہے۔ مگر حضرت نبی کریم کی اس شہادت اور گواہی کو تینوں قوموں نے پسند نہیں کیا۔

توراۃ میں مثیل موسیٰؑ نبی کی پیشگوئی

خداتعالےٰ نے حضرت موسےٰ سے وعدہ کیا تھا۔ ان جیسا ایک نبی پیدا ہوگا۔ استثناء باب ۱۸ آیت ۱۵ میں لکھا ہے کہ تیرے بھائیوں میں سے ایک عظیم الشان رسول مبعوث کروں گا۔ بنی اسرائیل حضرت یعقوب کی اولاد ہیں کیونکہ اسرائیل یعقوبؑ کا نام تھا اور وہ حضرت اسحٰقؑ کے بیٹے تھے۔ تو یہ جو وعدہ ہوا کہ تیرے بھائیوں میں سے ایک عظیم الشان رسول مبعوث کروں گا۔ اس میں ”تیرے بھائیوں“ سے مراد اسحٰق کے بھائی اسمٰعیل کی اولاد ہے اور بنی اسمٰعیل میں اس رسول کے آنے کی خبر دی گئی ہے، جو موسےٰ جیسا ہوگا۔ چنانچہ خداتعالےٰ نے اس وعدہ کو پورا کیا اور فرمایا انا ارسلنا الیکم رسولاً شاھداً علیکم کما ارسلنا الیٰ فرعون رسولاً جس طرح ہم نے فرعون کی طرف ایک رسول یعنے موسےٰ کو مبعوث کیا تھا اسی طرح ہم نے تمہاری طرف ایک رسول یعنی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھیجا ہے تو استثناء کی پیشگوئی کے مطابق حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے اس طرح وہ پیشگوئی سچی ہوئی جیسا کہ قرآن کریم میں بیان کیا گیا ہے۔ و مبشراً برسول یاتی من بعدی اسمہٗ احمد۔ اس سے معلوم ہوا کہ توراہ سچی ہے اور یہودیوں کو کہا گیا کہ میرے آنے سے تمہارے نبی کی تصدیق ہوتی ہے کہ وہ سچا تھا منجانب اللہ تھا۔ اللہ تعالےٰ کا وعدہ پورا ہوا۔ اس سے توراۃ سچی ثابت ہوتی ہے۔

انجیل میں فارقلیط کی پیشگوئی

اسی طرح نصرانیوں کو کہا کہ یوحنا کے باب ۱۵ میں لکھا ہے۔ میں بہت سی باتیں کہتا لیکن تم برداشت نہیں کر سکو گے اس لئے میرے جانے کے بعد فارقلیط آئے گا۔ وہ تمام سچائی کی راہیں تمہیں بتائے گا وہ اپنے نفس سے بات نہیں کرے گا۔ جو کچھ کہے گا خدا کی طرف سے کہے گا۔ چنانچہ قرآن کریم فرماتا ہے وما ینطق عن الھویٰ ان ھو الا وحی یوحیٰ۔ فرمایا تمام سچائی کو ساتھ لائے گا۔ چنانچہ قرآن کا دعوےٰ ہے الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی۔ پس حضرت عیسےٰ کی پیشگوئی کے مطابق حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے۔ آپ نے فرمایا کہ میرے آنے سے حضرت عیسیٰؑ کی تصدیق ہوتی ہے کہ وہ برحق تھے اور انجیل کی تصدیق ہوتی ہے کہ وہ سچی اور خدا کی طرف سے ہے میں اس کی پیشگوئی کے مطابق آگیا ہوں اور اس سے تمہاری کتابوں اور تمہارے رسول کی تصدیق ہوتی ہے جیسا کہ قرآن کریم میں بیان کیا گیا ہے و مبشراً برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد۔

حضرت ابراہیمؑ کی دعا آنحضرت صلعم کے بارہ میں

ایسا ہی مشرکین عرب کو کہا کہ تمہارے باپ حضرت ابراہیمؑ نے دعا مانگی تھی کہ اے میرے مولا! ان کے اندر ایک ایسا رسول بھیج جو ان کو پاک وصاف کرے۔ تو میں تمہارے باپ کی دُعا کی تعبیر ہوں۔ اناد عوة ابی ابراھیمؑ و بشارة عیسےٰ میں اپنے باپ ابراہیمؑ کی دعا کا نتیجہ اور عیسےٰؑ کی بشارت کے موافق آیا ہوں۔ تمہارے باپ حضرت ابراہیمؑ نے تمہاری بھلائی کے لئے دُعا کی تھی کہ ان میں کوئی رسول بھیج۔ چنانچہ میں تمہاری بھلائی کے لئے رسول بن کر آگیا ہوں۔

حضرت عیسیٰؑ کی بشارت سچی ثابت ہوئی

حضرت عیسےٰؑ نے بشارت دی تھی کہ فارقلیط آئے گا۔ اس بشارت کے مطابق فرمایا ومبشراً برسول یاتی من بعدی اسمه احمد قرآن کریم کی یہ آیت حضرت عیسیٰ کی پیشگوئی کو سچا ثابت کرتی ہے۔ یہ عیسائیوں کے لئے باعث فخر ہونا چاہیئے تھا کہ محمد رسول اللہؐ سچے نبی ہیں کیونکہ اسی کی وجہ سے ان کا رسول اور ان کی کتاب سچی ٹھہرتی ہے۔

تینوں قوموں کی مخالفت

اس طرح حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تینوں قوموں یعنی یہودی نصرانی اور مشرکین عرب کو اپنے حق پر ہونے کی خبر دی۔ لیکن جس دل پر تعصب راج کرتا ہے وہ حق پرستی کو چھوڑ کر دشمنی اور عناد پر اُتر آتا ہے چاہیئے تو یہ تھا کہ وہ سب سے پہلے آپ کو مان لیتے اور سمجھتے کہ آپ کے ماننے میں ان کی بھلائی ہے اس سے ان کے رسول سچے ٹھہرتے ہیں، ان کی کتابیں سچی ثابت ہوتی ہیں۔ لیکن انہوں نے نہ صرف حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا انکار کیا بلکہ آپ کو بڑے بڑے دکھ دیئے۔ تکلیفوں میں ڈالا۔ جانی دشمن بن گئے۔

عیسائیوں پر حضرت نبی کریمؐ کا احسان عظیم

عیسائیوں نے بھی ان کا انکار کر دیا حالانکہ آپ نے حضرت عیسےٰؑ کو ان الزامات سے پاک وصاف قرار دیا جو یہودی لوگ آپ پر لگاتے تھے۔ حضور نبی کریم صلعم عیسائیوں کے سب سے بڑے محسن ہیں کہ انہوں نے حضرت عیسےٰ کو یہودیوں کے الزام سے بَری قرار دیا۔ اور حضرت عیسےٰ کی بشارت کا اپنے آپ کو مصداق ٹھہرا کر عیسےٰ اور انجیل کو سچا قرار دیا۔ مگر عیسائیوں نے شدت کے ساتھ آپ کا انکار کیا آپؐ سے دشمنی کی۔ مخالفت پر کمر باندھی۔ اور حضورؐ کے لئے دکھ اور تکلیف کا باعث ٹھہرے۔ اسی طرح بت پرستوں اور یہودیوں نے بھی انکار کر دیا اور آپؐ کے دشمن بن گئے۔

حدیث مجدد اور حضرت مرزا صاحب

آج بھی حضرت مجدد وقت کے متعلق ایسی ہی بات پیدا ہوگئی ہے۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا ان اللہ یبعث لھذہ الامة علےٰ راس کل مائة سنة من یجدد لھا دینھا۔ میری امت کی بھلائی کے لئے اللہ تعالےٰ نے وعدہ کیا ہے کہ ہر سو سال کے بعد تیری قوم میں ایک مجدد کھڑا کروں گا جو امت کے روحانی احوال کی اصلاح کرے گا۔ امت کی غفلت کو دُور کرے گا اور دین کو تازہ کرے گا۔ اس حدیث کی بناء پر حضرت مرزا صاحب نے مجدد ہونے کا دعوےٰ کیا اور اپنے دعوےٰ کے ثبوت میں ایک تو یہ حدیث بیان فرمائی جس سے حضرت نبی کریم صلعم کی پیشگوئی سچی ثابت ہوتی ہے۔

مہدی کی سچائی پر چاند اور سورج کی گواہی

اور دوسری حدیث میں رمضان کے مہینہ میں آسمان پر دو گواہوں کی خبر ہے اور لکھا ہے کہ رمضان کے مہینہ میں چاند گرہن کی تاریخوں میں سے پہلی رات کو چاند کو گرہن لگے گا اور سورج گرہن کی تاریخوں میں سے درمیانی تاریخ کو سورج گرہن لگے گا اور یہ واقعہ جب سے دنیا پیدا ہوئی کبھی نہیں ہوا یہ دو نیّر ایک ہی رمضان کے مہینہ میں ہمارے مہدی کے آنے کی شہادت دیں گے چنانچہ آپ کے دعوےٰ مجددیت کے ثبوت کی تصدیق کے لئے سورج اور چاند دونوں کو انہی تاریخوں میں گرہن لگا جن کا ذکر حدیثوں میں ہے۔ چلو آپ کہہ سکتے ہیں کہ مرزا صاحب نے کتابوں کو دیکھ کر دعوےٰ کر دیا کہ اس حدیث کی رُو سے میں مجدد ہوں مگر آسمان پر حدیث کی پیشگوئی کے مطابق چاند اور سورج کو انہوں نے کیسے گواہ بنا لیا۔ یہ تو ان کے بس کی بات نہ تھی مرزا صاحب کے دعوےٰ مہدویت کے ثبوت میں چاند اور سورج کو بطور گواہ پیش کرنا انسان کے ہاتھ میں نہیں ہے۔ جب حضرت مرزا صاحب نے مجددیت کا دعویٰ کیا اور اپنی مجددیت کے ثبوت میں ایک حدیث کو بطور دلیل پیش کیا اور دوسری حدیث کو اپنے دعوےٰ مہدویت کے لئے بطور گواہ ٹھہرایا اور پھر اس حدیث کی رو سے چاند اور سورج کو گرہن بھی لگا اور حدیث کے عین مطابق ایک ہی رمضان کے مہینہ میں لگا۔

علماء کا حدیث سے انکار

تو تمام علماء کے لئے وہ وقت خوشی سے رقص کرنے کا وقت تھا۔ کہ ہمارا پیغمبر حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم برحق ہیں ان کی حدیث پوری ہوئی۔ لیکن علماء نے انکار کر دیا۔ محض دشمنی کی بناء پر یہ اعلان کر دیا کہ ضعیف ہے۔ مستند نہیں ہے۔ یہ کتنا افسوسناک اعلان ہے لیکن اس کا کیا کیا جائے کہ اس حدیث کے ثبوت میں دو گواہ نظر آرہے ہیں۔ یہ لوگ جھوٹے ہیں۔ وہ محض دشمنی کی وجہ سے ایسا کہتے ہیں یا شاید اس زمانہ میں جبکہ احادیث کو جمع کیا جا رہا تھا۔ مرزا صاحب کا کوئی مرید وہاں موجود ہوگا۔ اس نے یہ حدیث بنا کر درج کر دی ہوگی۔

روح المعانی میں حدیث مجدد کی تصدیق

مگر یہ حدیث ایک جگہ نہیں بلکہ کئی تفسیروں اور دیگر کتابوں میں درج ہے چنانچہ روح المعانی میں لکھا ہے ان القاء الوحی لم یزل من لدن آدم علیه السلام الی انتہاء زمان نبینا صلے اللہ علیه وسلم۔ یہ خدا کی طرف سے وحی کیا جانا آدمؑ سے لیکر حضور نبی کریم صلعم کے زمانہ تک برابر ہوتا رہا۔ وھو فی حکم المتصل الی قیام الساعة اور وہ قیامت تک کے لئے حکم اتصال رکھتا ہے یعنے وحی جاری رہے گی باقامة من یقوم بالدعوة یہ وحی کا جاری ہونا اس شخص کے کھڑا ہونے سے تعلق رکھتا ہے جو تبلیغ اسلام کے لئے کمربستہ ہوگا۔ علی ما روی ابوداؤد جیسا کہ ابوداؤد نے روایت کی ہے کہ نبی کریم صلعم نے فرمایا اللہ تعالےٰ اس امت کے لئے ہر صدی کے سر پر ایک شخص کو مبعوث کرتا رہے گا آگے لکھا ہے ای باحیاء ما اندرس من العمل بالکتاب والسنة یعنے قرآن کریم اور سنت نبوی سے جو چیز مٹ جائے گی۔ اس کو پھر زندہ کرے گا بالفاظ دیگر مجدد دین اس غفلت کو اور عمل کی سستی کو دُور کرنے کے لئے آتے ہیں جو اُمت میں پیدا ہو جاتی ہے اور وہ مسلمان کی کمزوری عمل کو دُور کرتا ہے کتنے بڑے امام نے اپنی تفسیر میں اس حدیث کو بیان کیا ہے۔

مجدد کی حیثیت مولانا ابوالکلام کی نظر میں

ایسا ہی آج کے زمانہ کے ایک جید عالم مولانا ابوالکلام آزاد نے بڑی شد ومد کے ساتھ اس حدیث کو بیان فرمایا وہ کہتے ہیں کہ مجدد کی وہ عظیم الشان حیثیت ہوتی ہے جو حیثیت کہ سورج کو آسمان پر ہوتی ہے جس طرح سورج کے گرد تمام سیارے گھومتے ہیں اسی طرح مجدد کے گرد بڑے بڑے علماء اور صلحا گھومتے اور اس سے فیض حاصل کرتے ہیں پچھلے زمانہ میں بیہقی اور حاکم وغیرہ نے بھی اس حدیث کو بیان کیا ہے۔

مرزا صاحب کے مخالفین کی دشمنی اور ضد

اس حدیث کو آج ضعیف اور غیر مستند کمزور اور غلط بتایا جاتا ہے یہ ایک شخص کی دشمنی کی وجہ سے کیا گیا ہے۔ لیکن آسمان کے دو نیّر دیکھ کر بھی وہ اپنی ضد پر قائم رہے اور اپنی مخالفت سے باز نہ آئے۔

رسول کریم صلعم کے مخالفین اور حضرت مرزا صاحبؒ کے مخالفین

یہ آیات جو میں نے پڑھی ہیں ان میں ذکر ہے یہودیوں کا نصرانیوں کا اور عرب کے مشرکین کا۔ خدا تعالیٰ نے بیان کیا ہے

باقی بر صفحہ

ہالینڈ میں تبلیغ اسلام

{غلام احمد بشیر صاحب مولوی فاضل}

اکتوبر کے اجتماعات میں اسلام کے متعلق تقاریر کا موقعہ ملا۔ ایک جلسہ بین المجالس تنظیم کی ہیگ کی شاخ نے منعقد کیا جس میں خاکسار کا لیکچر رکھا گیا تھا۔

اس جماعت کے صدر نے خاکسار کا تعارف کروانے کے بعد موجودہ وقت میں اسلام اور دوسرے مذاہب سے واقفیت حاصل کرنے کی ضرورت حاضرین پر واضح کرنے کے بعد خاکسار کو تقریر شروع کرنے کے لئے فرمایا۔

خاکسار نے تقریر شروع کرتے ہوئے ایک غیر مسلم کے لیکچر کا ذکر کیا جو اسی تنظیم کے ماتحت اسلام کے متعلق تقریر کر چکا تھا۔ اس لیکچر میں انہوں نے چند ایک ایسی باتیں اسلام کے متعلق کہی تھیں جن کا ازالہ کرنا ضروری تھا۔ چنانچہ خاکسار نے مختصراً ان باتوں کا جواب دینے کے بعد اپنا مضمون بیان کیا۔

خاکسار نے اپنی تقریر اسلام کے لفظ کی تشریح سے شروع کی اور بتلایا کہ اسلام کا مطلب صلح اور آشتی پھیلانا ہے اور اپنے آپ کو خدا کی مرضی کے ماتحت لا کر خدا تعالیٰ کی مرضی کے مطابق عمل کرنا ہے۔ امن کا مطلب یہ ہے کہ انسان کے انسان کے ساتھ اچھے تعلقات پیدا ہو جائیں۔ اسی طرح انسان کا خدا تعالیٰ کے ساتھ تعلق صحیح ہو اور پھر انسان کا اپنے نفس کے ساتھ بھی صحیح رشتہ قائم ہو۔ پھر خاکسار نے عرض کی کہ وہ مذہب جس کا مقصد دنیا میں امن و سلامتی کا قیام ہو وہ اپنی تعلیم کو جبر سے پھیلانے کی کیسے تلقین کر سکتا ہے۔

اس کے بعد بتلایا کہ اسلام کی تعلیم کے دو پہلو ہیں۔ ایک عملی اور دوسرا ایمانی۔ عملی تعلیم پانچ ارکان پر مشتمل ہے کلمہ۔ نماز۔ روزہ۔ حج۔ زکوٰۃ۔ پھر ارکان خمسہ کی حکمت اور فلاسفی پر بحث کرتے ہوئے ان احکام کی ضرورت حاضرین پر واضح کی۔

اس کے بعد مختصراً اسلامی تعلیم کے ایمانیات کے پہلو پر روشنی ڈالی۔

تقریر کے بعد وقفہ تھا جس کے بعد حاضرین کو سوالات کرنے کا موقعہ دیا گیا چنانچہ ایک گھنٹہ تک تبادلہ خیالات کا سلسلہ جاری رہا۔۔۔ بعد میں صاحب صدر نے حاضرین کا شکریہ ادا کرنے کے بعد جلسہ کو برخاست کیا۔

دوسری تقریر۔۔۔ استادوں کے ٹریننگ سکول میں کرنے کا موقعہ ملا۔ کچھ عرصہ سے اس سکول کے ایک طالب علم سے خط و کتابت جاری تھی۔ اس کے نتیجہ میں انہوں نے اپنے سکول کے ہیڈ ماسٹر سے میری تقریر کروانے کا انتظام کیا۔ چنانچہ ۲۲ر اکتوبر کو خاکسار نے نادلم میں جا کر اس سکول کے طلباء کے سامنے آدھ گھنٹہ تک تقریر کی۔ اس میں سب سے پہلے بتلایا گیا کہ ہمارا مذہب اسلام ہے نہ کہ محمڈن ازم۔ کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خود اسلام کے متبع تھے۔ پھر عرض کی کہ اسلام دراصل کوئی نیا مذہب نہیں بلکہ پہلے مذاہب کے اجراء اور تکمیل کے طور پر نازل ہوا ہے۔ اسلام پہلے تمام مذاہب میں سچائی کا قائل ہے۔ لیکن وہ مذاہب اپنی اصلی حالت پر قائم نہیں رہ سکے۔۔ ان کی الہامی کتب محرف و مبدّل ہو چکی ہیں۔ اس لئے مذاہب عالمگیر نہیں ہیں۔ اسلام چونکہ اقوام عالم کی طرف آیا ہے اس لئے اس کی تعلیم اسی طرح محفوظ ہے جیسے تیرہ سو سال قبل نازل ہوئی تھی۔ اس کے بعد مختصراً اسلامی تعلیم کو پیش کیا گیا۔

تقریر کے بعد اساتذہ اور طلباء نے سوالات کئے جن کے موقع کے مطابق جوابات دیئے گئے۔

تیسری تقریر ہیگ میں اپنے جلسہ میں کی گئی۔ یہ ہمارا اس موسم سرما کا پہلا جلسہ تھا۔ اخبار میں بھی جلسہ کی خبر شائع ہو چکی تھی، اور بہت سے دوستوں کو ہم نے دعوت نامے بھی ارسال کر دیئے تھے اس لئے حاضری کافی ہو گئی تھی۔ بہت سے نئے افراد بھی تشریف لے آئے تھے اس لئے خاکسار نے اپنی تقریر میں ان دوستوں کی خاطر اسلامی تعلیم کے بہت سے ابتدائی پہلوؤں پر روشنی ڈالی۔ پون گھنٹہ تک تقریر ہوتی رہی۔ اس کے بعد تقریباً ڈیڑھ گھنٹہ تک حاضرین کے ساتھ تبادلۂ خیالات ہوتا رہا۔

شیخ محمد طفیل صاحب ایم اے امام مسجد ووکنگ کی

ہالینڈ میں آمد

یہ وقت تقاضا کرتا ہے کہ عیسائی دنیا اسلام کو سمجھنے کی کوشش کرے۔ اور اس طرح آپس میں مل کر مادیت کا مقابلہ کیا جائے۔ آپ نے ہیگ میں ڈچ۔ عرب سوسائٹی کے زیر انتظام منعقدہ جلسہ میں اسلام اور عیسائیت کے موضوع پر تقریر فرماتے ہوئے مندرجہ بالا الفاظ فرمائے:۔

آپ کو ڈچ عرب سوسائٹی کی طرف سے ۲۴ر نومبر ۱۹۶۱ء کو ان کے ہاں تقریر کرنے کی دعوت دی گئی تھی۔ جلسہ کی صدارت جناب محترم پروفیسر دریوس آف لائیڈن یونیورسٹی نے فرمائی۔

جلسہ کا آغاز فرماتے ہوئے پروفیسر موصوف نے محترم امام صاحب کا حاضرین سے تعارف کرواتے ہوئے فرمایا کہ اب ہم ایسے دور سے گزر رہے ہیں کہ ہمارا ایک دوسرے کے خیالات کو سننا اور سمجھنا نہایت ضروری ہے۔ پھر آپ نے امام صاحب سے حاضرین کو خطاب کرنے کی درخواست کی۔

جناب شیخ طفیل صاحب نے مختصراً اسلام اور عیسائیت کے اصولی امتیازات بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ جب ہم آپس میں مل کر کام کرنے کو کہتے ہیں تو اس سے یہ ہرگز مراد نہیں کہ ہم آپس کے اصولی اختلافات کو بالکل بھلا دیں۔ بلکہ اس سے مراد یہ ہے کہ ہم ایک دوسرے کے خیالات کو سننے کی عادت ڈالیں اور ان پر ٹھنڈے دل سے غور کریں۔ اگر ہماری سمجھ میں وہ بات آ جائے تو اسے قبول کر لیں ورنہ نہیں۔ سچائی جہاں بھی ہو اسے قبول کرنا انسان کے لئے ضروری ہے۔

پھر آپ نے اس سلسلہ میں مختلف انگریز اور امریکی عیسائی مصنفین کی کتب سے حوالہ جات پیش کئے جن سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ لوگ بھی اس امر میں امام صاحب ووکنگ سے اتفاق رکھتے ہیں۔ صرف اتفاق ہی نہیں بلکہ وہ اس امر کی ضرورت محسوس کرتے ہوئے اس پر بہت زور دیتے ہیں۔

آپ نے اپنی تقریر کو جاری رکھتے ہوئے فرمایا کہ دراصل اسلام اور عیسائیت کے تعلقات صرف صلیبی جنگوں کی وجہ سے ہی خراب ہوئے ہیں ورنہ یہ دونوں مذاہب آپس میں بہت قریب ہونے کی وجہ سے دونوں کے متبعین آپس میں بہت اچھی طرح پیش آتے تھے۔ قرآن مجید بھی نصاریٰ کو مسلمانوں کے قریبی قرار دیتا ہے۔ اس کے بعد آپ نے بعض عیسائی علماء کی تحریریں بھی پیش فرما دیں جن میں انہوں نے اس بات کا اقرار کیا ہوا ہے۔

آپ کی ہالینڈ میں آمد کے متعلق یہاں کے بعض مشہور اخباروں میں خبر بھی شائع ہوئی تھی۔ اس کے متعلق بعد میں عرض کی جائے گی۔

غلام احمد بشیر مبلغ ہالینڈ

خطبہ جمعہ

بسلسلہ صفحہ ۶

کتاب لوگوں نے اپنی کتابوں کو پس پشت ڈال دیا ہے اور جو کچھ ان میں لکھا ہے اس کو نہیں مانتے۔ اور ان پیغمبروں کو پس پشت ڈال دیا ہے۔ جنہوں نے حضرت نبی کریم صلعم کی پیشگوئی کی۔ بڑے افسوس کی بات ہے ایسا ہی مسلمانوں نے بھی کیا حالانکہ مسلمان سے یہ توقع نہ تھی کہ ایک شخص کی دشمنی کی وجہ سے صحیح حدیث کا انکار کر دے۔ بڑے ڈر کا مقام ہے ان آیات میں خدا تعالیٰ نے سکھانا چاہتا ہے کہ حق پرستی کا دامن کبھی نہ چھوڑو۔ یہ بہت بڑی بات ہے اس قوم کے لئے کہ قرآن اور حدیث کو ترک کرے اور اس کے سامنے لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی کوئی حقیقت نہ رہے۔

خطوط و تبلیغی کتابت

دیکھو خدا نے سارے جہاں کو جھکا دیا
گمنام پا کے شہرۂ عالم بنا دیا

(مرتبہ شیخ غلام قادر صاحب حفی عنہ)

برمنگھم (انگلینڈ)

ترجمہ خط مسز ایم شاہ - ۲۸ پرنسس روڈ برمنگھم ۵
انگلینڈ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

آپ کا ارسال کردہ کتابوں کا پارسل جس میں ابواب کتاب حدیث بھی ہے مل گیا ہے۔ میں اس عطیہ کی بہت مشکور ہوں۔ اور میں اسلام کے متعلق سب کچھ جاننا چاہتی ہوں۔ اور میں پھر آپ کا شکریہ ادا کرتی ہوں

(انہیں مزید لٹریچر اور خط بھیجا گیا)

نائیجیریا

ترجمہ خط معلم بہتو کولا ڈے کانو۔ نائیجیریا۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

اللہ تعالے کی امان اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی رحمت آپ کے ساتھ ہو۔ آمین

میں "کانو" سے خط لکھ رہا ہوں اور بہت خوشی محسوس کرتا ہوں کہ آپ سب لوگ اللہ تعالیٰ کی امان میں زندگی بسر کر رہے ہیں۔ آمین۔

مجھے اپنے ایمان اور یقین کے متعلق ایک سوال ہے جس کے متعلق آپ کی مدد چاہتا ہوں۔ میں ایک سرکاری دفتر میں ملازم ہوں۔ وہاں بہت سے عیسائی بھی ہیں۔ میں یہ اپنا فرض سمجھتا ہوں کہ میں ان کو اسلام کی تعلیم دوں۔ بعض دفعہ جب میں اشاعت کرتا ہوں تو درمیان میں اہم باتیں آ جاتی ہیں، جو میں لوگوں کو سمجھا نہیں سکتا۔ جو عربی نہیں جانتے۔ اس لئے مجھے ایک کاپی عربی انگریزی قرآن کی ارسال فرما دیں۔ یہ عیسائیوں میں اشاعت اسلام کے لئے بہت مدد دے گی۔

میں نے ۱۹۶۰ء میں عربی سکول کی تیسری جماعت پاس کی تھی اور میں بہت مشکور ہوں گا اگر مجھے بہت جلد قرآن ارسال کریں۔

(لٹریچر اور خط بھیجا گیا)

انڈیا

ترجمہ خط۔ از رام ناتھ راؤ۔ بنگلور۔ انڈیا

جناب عالی۔

اخبار لائٹ جو کہ آپ ہفتہ وار ارسال کرتے ہیں بہت متاثر ہوا ہوں۔ میں ہر ہفتہ اس ایک خدا سے آپ کے لئے دعا کرتا ہوں۔ اصل وجہ یہ ہے کہ میں ہندوستان میں ایسے ہفتہ وار اور ماہوار رسالوں اور اخباروں کی تلاش میں رہا ہوں لیکن نہ پا سکا۔ ایک صرف میں ہی نہیں بلکہ میرا باپ جو کہ ایک کٹر ہندو ہے وہ اعتراف کرتا ہے کہ خدا ایک ہے۔ اور مجھے یہ کبھی خیال نہیں گزرتا تھا کہ وہ ایسا کہے گا۔ یہ سب خدا کا کرشمہ ہے۔

آپ نے اپنی چٹھی نمبر ۲۵۹۰ میں لٹریچر بھیجنے کا وعدہ کیا تھا۔ لیکن وہ ابھی تک نہیں ملا۔ شاید آپ نے ارسال نہیں کیا۔ مجھے امید ہے کہ اب آپ جلدی بھیجیں گے۔ یہ خیال رہے کہ قرآن صرف TEXT والا اگر سیکنڈ ہینڈ یا کوئی پرانی کاپی ہو تو مجھے ارسال کریں اور مجھے صرف تفسیر .... والا قرآن درکار ہے۔ میں آپ کا بہت مشکور ہوں کہ آپ نے میرا نام اپنی اخبار لائٹ ویکلی میں درج کر لیا ہے۔ خداوند کریم آپ کو اس کا اجر دے۔ (محمد دی پرافٹ اور قرآن شریف ۱۱/۲۲ کو بھیجے گئے اور خط لکھا جا رہا ہے)

نائیجیریا

ترجمہ خط۔ اے آئی۔ اے۔ لابیگان۔ نائیجیریا۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کے خط نمبر ۲۲۵۴ تاریخ ۲۰/۹/۶۱ کا شکریہ

میں بڑی بے صبری کے ساتھ قرآن شریف ٹیچنگ آف اسلام کا انتظار کر رہا ہوں جو آپ نے بذریعہ پارسل ارسال کی ہیں اور وہ مجھے اب تک نہیں ملیں میری خواہش آپ کو پہلے لکھنے کی تھی۔ مگر بوجہ ضروری امر کے میں لکھنے سے قاصر رہا۔

مجھے مہربانی کر کے اپنا رجسٹرڈ نمبر لکھیں کہ میں پوسٹ آفس سے معلوم کر دوں کہ وہ پارسل ان کے پاس موصول ہوا ہے یا نہیں تاکہ ان کے برخلاف کارروائی کی جائے۔

میں آپ کو دوسری دفعہ چند ایک مسائل لکھوں گا جو کہ میری سمجھ سے بالاتر ہیں، اور آپ ان کا جواب مجھے تحریر کریں۔

میں نے اپنے بہت سے دوستوں سے کہا ہے اور انہوں نے وعدہ کیا ہے کہ وہ بھی آپ سے خط و کتابت کریں گے (انہیں ترسیل لٹریچر کی تاریخ وغیرہ کے متعلق اطلاع دی گئی)

مکرم جناب میاں بشیر احمد صاحب ربوہ سے چند استفسارات

خلیفہ حکیم محمد اسلم صاحب صابرؔ ملاّھی

رسیطِ نورؔ صاحب کی طرح میں آپ کو "قمر الانبیاءؑ" تو نہیں لکھتا۔ مبادا مضمون ناپاک ہو کر ناقابلِ جواب ہو جائے۔ جیسا کہ جناب رسیطِ نورؔ صاحب کا مضمون تاحال آپ کی طرف سے تشنۂ جواب پڑا ہے۔ اس لئے جواب کی غرض کو مدِنظر رکھتے ہوئے میں کوشش کروں گا کہ کوئی ایسی بات نہ لکھی جائے جس کا جواب دینا آپ کے لئے غیر مناسب یا ناممکن ہو۔۔۔ امید ہے کہ اگر آپ کا بھی یہی عقیدہ ہے کہ "مجھ پر سچے اعتراض کرنے والا بھی ہلاک ہو جائے گا" تو آپ یقیناً مندرجہ ذیل سوالات کے جواب سے مشکور وممنون فرماویں گے۔

اخبار الفضل مؤرخہ ۱۹ اگست ۱۹۶۱ء صفحہ ۲ پر محترم صاحبزادہ ڈاکٹر مرزا منور احمد صاحب کی طرف سے جناب میاں محمود احمد صاحب کی صحت کے متعلق تفصیلی رپورٹ وتحریک دعا شائع ہوئی ہے۔

"شوریٰ کے موقعہ پر جو تفصیلی رپورٹ خاکسار نے نمایندگان کے سامنے پیش کی تھی۔ اور حضور کی بیماری کی کیفیت عرض کی تھی۔ اس حالت میں اس عرصہ میں کوئی نمایاں فرق بہتری کی طرف معلوم نہیں ہوتا۔ اعصابی بے چینی بصورت نسیان اور جذبات کی شدت یعنی رقت جو مقدس ہستیوں یا مقدس مقامات کے ذکر پر عموماً پیدا ہو جاتی ہے۔ کم وبیش جاری ہے۔ چند دن ان علامتوں میں قدرے فرق محسوس ہوتا ہے۔ تو پھر چند دن زیادتی معلوم دیتی ہے اور اس طرح یہ سلسلہ چلا جاتا ہے۔ لیٹے رہنے کے باعث ٹانگوں میں کھچاوٹ اور اکڑاؤ بھی بدستور ہے۔ کوئی ممکن کوشش حضور کو چلانے کی کامیاب نہیں ہو رہی۔ سابقہ ڈاکٹروں کے علاوہ اس عرصہ میں جرمنی کے مشہور ڈاکٹر (بحروف انگریزی) پروفیسر پیٹے سے مشورہ کر کے ان کا علاج بھی کیا گیا مگر اس سے بھی ابھی تک کوئی فرق محسوس نہیں ہو رہا۔ اسی طرح جاپان کے ایک ماہر ڈاکٹر کو بھی اس سلسلہ میں مشورہ کے لئے لکھا ہے۔ مگر اُن کی طرف سے ابھی تک جواب موصول نہیں ہوا۔ یہ حالات عرض کرتے ہوئے خاکسار احباب جماعت کی خدمت میں دردمندانہ دل سے درخواست کرتا ہے۔ کہ حضور کی شفاء اب دوائیوں سے نہیں بلکہ محض اللہ تعالےٰ کے خاص فضل اور دست شفاء سے ہی انشاء اللہ ہوگی۔ لہٰذا ہمیں ہر وقت نہایت سوز وگداز سے حضور کی صحت اور کام والی لمبی زندگی کے لئے دعاؤں میں لگے رہنا چاہیئے۔ وما توفیقنا الا باللہ"

مندرجہ بالا رپورٹ سے جو نتیجے اخذ ہوتے ہیں وہ یہ ہیں:۔

(۱) پانچ ماہ میں کوئی نمایاں فرق بہتری کی طرف معلوم نہیں ہوتا۔

(۲)۔ اعصابی بے چینی بصورت نسیان۔

(۳)۔ جذبات کی شدت یعنی رقت جو مقدس ہستیوں یا مقدس مقامات کے ذکر سے عموماً پیدا ہو جاتی ہے۔ یا کم وبیش جاری ہے۔

(۴)۔ لیٹے رہنے سے ٹانگوں میں کھچاوٹ اور اکڑاؤ بھی بدستور ہے۔ کوئی ممکن صورت حضور کو چلانے کی کامیاب ثابت نہیں ہو رہی۔

(۵)۔ حضور کی شفاء اب دوائیوں سے نہیں بلکہ محض اللہ تعالےٰ کے فضل اور خاص دست شفاء سے ہی انشاء اللہ ہوگی۔

(۶)۔ لہٰذا ہمیں ہر وقت سوز وگداز سے حضور کی صحت اور کام والی لمبی زندگی کے لئے دعاؤں میں لگے رہنا چاہیئے۔

نتیجہ نمبر (۱)

اپریل سے اگست تک پانچ ماہ میں کیا، یوں کہنا چاہیئے کہ پانچ سال میں بہتری کی طرف کوئی نمایاں فرق معلوم نہیں ہوتا۔ بلکہ مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی۔ کا مصداق ہے۔ اس لئے سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا آج تک کوئی مصلح ربانی اور خاصکر "مصلح موعود" دنیا میں ایسا ہوا ہے۔ کہ جس کو اصلاح خلق کے لئے بھیجا گیا ہو۔ مگر وہ اتنے لمبے عرصہ تک صاحب فراش رہ کر اتنا ناکارہ ہو گیا ہو کہ اپنے فرض منصبی کی انجام دہی کے قابل نہ رہا ہو۔

نتیجہ نمبر (۲)

کیا کوئی ایسا "مصلح موعود" ماننے کے قابل ہو سکتا ہے کہ جس کی نشانی تو مجملہ اور نشانیوں کے یہ بھی ایک ہو کہ وہ بیماروں کو شفا دے گا۔ اور اسیروں کی رستگاری کریگا۔ اور ایسا اولوالعزم ہوگا وغیرہ وغیرہ مگر وہ بیماروں کو شفا دینے اور اسیروں کی رستگاری کرنے کے بجائے خود ہی ایسی پیچیدہ بیماریوں میں اسیر ہو کہ نشانِ عبرت بن کر دوسروں کی دعاؤں کا محتاج بن گیا ہو، مگر پھر بھی رستگاری کی کوئی صورت نظر نہ آتی ہو، کوئی ایسی مثال ہو تو پیش کریں۔

۲۔ اعصابی بے چینی بصورت نسیان۔

یہ بیماری تو نئی قسم کی معلوم ہوتی ہے۔ شاید نام نہاد "مصلح موعود" کے لئے ہی مخصوص ہو تو ہو، ورنہ طبی کتب میں تو مرض نسیان اور مرض تشنج کا علیحدہ علیحدہ ذکر ہے۔ نہ ہی مرض نسیان کا تشنج سے کوئی تعلق ہے۔ اور نہ آج تک کوئی ایسا مریض نظر سے گذرا ہے۔ کہ جس کو نسیان ہو، اس کو اعصابی بے چینی بھی لاحق ہو۔ بلکہ کتاب "حاذق" میں مرض نسیان کے متعلق لکھا ہے:۔

"نسیان۔ احمق پن۔ بھول۔ انگریزی نام ... پھر لکھا ہے کہ ڈاکٹروں کے نزدیک نسیان کوئی مستقل مرض نہیں بلکہ بعض امراض کی علامت ہے۔ بعض نے اس کو مالیخولیا اور جنون کے اقسام میں سے ایک قسم شمار کیا ہے۔"

خیر یہ تو جملہ معترضہ تھا۔ سوال تو یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا موعود ربانی مصلح مرض نسیان یا ہر قسم امراض میں مبتلا ہو سکتا ہے؟ کیونکہ اس میں تضحیک وشماتت اعدا کا خوف ہے۔ مثلاً اگر کسی موعود مصلح کو وقت کو الہام ہو جائے کہ تم یہ اعلان کر دو کہ اگر کوئی مجھ پر جھوٹے اعتراض کرے گا تو ہلاک کر دیا جاوے گا۔ مگر وہ بوجہ نسیان صبح اٹھ کر یہ اعلان کر دے جیسا کہ خلیفہ صاحب نے کیا کہ مجھ کو خدا نے کہا ہے کہ اگر مجھ پر سچے اعتراض بھی کرو گے تو ہلاک کر دیئے جاؤ گے، تو ایسے الہام کا سوائے مضحکہ خیزی لوگ کیا نتیجہ نکالیں گے۔ بلکہ ماموران الٰہی کے الہامات سے امان اٹھ جائے گا۔ کیونکہ جھوٹے اعتراض کرنے والا بھی ہلاک اور سچے اعتراض کرنے والا بھی ہلاک امان کہاں باقی رہا؟ پس کیا آپ بتلا سکتے ہیں کہ کوئی مدعو مصلح جس کے لئے یہ بشارت بھی دی گئی ہو کہ وہ روح القدس کی تائید سے کھڑا ہوگا۔ مرض نسیان اور شدت جذبات میں مبتلا ہو کر اعداد کے لئے باعث تضحیک اور اپنوں کے لئے باعث عبرت ہو گیا ہو۔

نتیجہ نمبر ۳

"جذبات کی شدت یعنی رقت جو مقدس ہستیوں یا مقدس مقامات کے ذکر سے پیدا ہو جاتی ہے کم وبیش جاری ہے۔"

یہ بھی کچھ عجیب سی بات معلوم ہوتی ہے۔ کیونکہ مصلح ربانی کو تو اپنے جذبات پر پورا پورا قابو ہوتا ہے وہ رضا بالقضا پر عامل ہوتے ہیں۔ چنانچہ ہمارے سامنے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا نمونہ موجود ہے کہ حضور کا جب بچہ مبارک احمد سخت بیمار ہوا۔ تو آپ سخت گھبراہٹ کی حالت میں کبھی باہر تشریف لاتے تو اپنے اصحاب سے دعاؤں کے لئے تاکید فرماتے اور پھر اندر تشریف لے جاتے اور بچے کو دیکھ آتے

مگر جب بچہ راہی ملک عدم ہوگیا۔ تو آپ بالکل اطمینان سکون سے احباب میں تشریف فرما ہو گئے۔ نہ کچھ ملال زبان پر تھا نہ دقّت، یہ تھا رضا بالقضا کا مجسم نمونہ جو آپ نے دکھایا۔ پس ماموران الٰہی کے ساتھ ہمیشہ روح القدس کی تائید ہوتی ہے۔ ان کو اپنے جذبات پر قابو ہوتا ہے۔ وہ اپنے جذبات سے متاثر ہو کر رونے اور چلانے نہیں لگ جاتے۔ البتہ بعض ایسے دنیا دار لوگ جو پیراں نمے پرند و مریداں مے پرانند کا مصداق ہو کر اپنے آپ کو خدا کا مامور تصوّر کر لیتے ہیں وہ ہر قسم حرکات کے مرتکب ضرور ہو جاتے ہیں۔ جیسا آتھم کے متعلق حضرت مسیح موعودؑ نے تحریر فرمایا ہے:۔

"کہ غضب الٰہی کی آگ ان کو جلا رہی تھی اور ایک خوف اور بے آرامی اور بے چینی ان کے لاحق حال ہو گئی تھی۔ پس کچھ شک نہیں کہ وہ پیشگوئی کے وقت سے عذاب الٰہی میں پکڑے گئے جیسے کوئی سخت بیماری میں پکڑا جاتا ہے اور ان کا آرام اور خوشی سب جاتی رہتی ہے۔"

(انجام آتھم صفحہ ۷)

پھر فرماتے ہیں:۔

"اس کے دل کا آرام جاتا رہا اکثر وہ روتا تھا"

(انجام آتھم صفحہ ۸)

پھر فرماتے ہیں:۔

"مگر آتھم صاحب موت سے پہلے ہی مر گئے اور ہماری سچائی کے پوشیدہ ہاتھ نے ایسا انہیں دبایا کہ گویا وہ زندہ ہی قبر میں داخل ہو گئے"

(انجام آتھم صفحہ ۱۰)

دیکھا آپ نے ۔۔۔۔۔۔ یہ ہوتا ہے غیر ماموران الٰہی کا حشر۔ باقی رہا مقدس ہستیوں اور مقدس مقامات کے ذکر کرنے سے رقت کا پیدا ہو جانا۔ تو معالج ڈاکٹر صاحبان کو چاہیئے کہ مقدس ہستیوں اور مقدس مقامات کے ذکر سے پرہیز کرا دیں۔ یہ کوئی ضروری ہے۔ کہ جب مریض کو مقدس ہستیوں اور مقدس مقامات کے ذکر سے تکلیف پہنچے تو ان کا ذکر ضرور ہی کیا جاوے۔ بلکہ بجائے اس کے اگر غیر مقدس ہستیوں اور غیر مقدس مقامات کے ذکر سے طبیعت محظوظ ہوتی ہو اور سکون حاصل کرے تو کیا حرج ہے۔ اوّل تو غیر مقدس ہستی ابلیس لعین ہے جس کا ذکر قرآن کریم میں چند آیات میں آیا ہے۔ وہ آیات تلاوت کر دی جاویں۔ یا پھر فرعون، ہامان وغیرہ تمام غیر مقدس ہستیاں ہیں۔ اس کے علاوہ دیانند، پرکاش، لیکھرام۔ عبداللہ آتھم وغیرہ کے ذکر اذکار سے مناسب وقتوں میں طبیعت کو سکون و آرام پہنچایا جاوے ایسا ہی مقدس مقامات کے بجائے غیر مقدس مقامات مثلاً کسی ہوٹل یا کسی سینما وغیرہ کا ذکر اذکار اگر مناسب ہو تو کر دیا جاوے۔ کیونکہ اصل چیز تو مریض کو آرام و سکون پہنچانا ہے۔ یہ تو ایک مشورۃً عرض خدمت کر دیا گیا ہے۔ اصل سوال تو یہ ہے۔ کہ آتھم کے رونے میں جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے تحریر فرمایا ہے اور جناب میاں صاحب کے رونے میں کیا فرق ہے۔ اگر آتھم کے حمایتی بھی یہ کہدیں کہ آتھم بھی مقدس ہستیوں اور ۔۔۔ مقدس مقامات کے ذکر سے روتا تھا۔ تو حضرت مسیح موعود کی مندرجہ بالا تحریرات پر تو اس کا مخالف اثر پڑے گا۔

نتیجہ نمبر ۴

"ٹانگوں میں کھچاوٹ اور اکڑاؤ کا ہونا بدستور ہے اور کوئی ممکن کوشش چلانے کی کامیاب ثابت نہیں ہو رہی"

بے شک یہ تو خدا ہی بہتر جانتا ہے کہ کسی مرض کے درست ہونے کا وقت کب اور کس وقت مقدر ہے اور مشیت ایزدی میں کسی مریض کی شفایابی مقدر ۔۔۔ ہی نہیں جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ڈوئی کے متعلق تحریر فرمایا ہے:۔

"اس پر فالج گرا۔ اور ایک تختے کی طرح چند آدمی اس کو اٹھا کر لے جاتے رہے۔ اور بہت سے غموں کے باعث پاگل ہو گیا اور حواس بجا نہ رہے"

(تتمہ حقیقت الوحی ص ۷۶)

خیر یہ تو خدا کی مشیت کے ماتحت ہوا جو ہوا۔ میں تو آپ کو ایک ہمدردانہ مشورہ یہ عرض کروں گا کہ جناب میاں صاحب کا ایک اخبار الفضل مورخہ ۲۷ر دسمبر ۱۹۶۱ء صفحہ ۱۲ پر اس عنوان سے درج ہوا ہے کہ:۔

"دنیا کی ہر تکلیف انسان کی اپنی ہی کسی غلطی کا نتیجہ ہوتی ہے"

جس میں آپ نے بہت کچھ بیان کرنے کے بعد تحریر فرمایا ہے۔ کہ:۔

"اگر یہ مصیبتیں کسی روحانی وجہ سے ہوں تو روحانی آدمیوں کے پاس جاؤ اور ان کا علاج کراؤ۔ اور اگر وہ جسمانی ہیں تو ڈاکٹروں اور حکیموں کے پاس جا کر علاج کراؤ، خدا تعالیٰ دُور کر دے گا۔"

اب جیسا کہ "تفصیلی رپورٹ" سے ظاہر ہے کہ حضور کی شفا ایسی دوائیوں سے نہیں۔ تو بہتر ہے کہ حسب تحریر میاں صاحب کسی روحانی آدمی کی تلاش کر کے اس سے علاج کرایا جاوے۔ یا ایک اور عمل کی آزمائش کر دیکھیں جو وہ بھی میاں صاحب کا ہی بیان کردہ ہے اور اخبار الفضل مورخہ ۲۴ر اکتوبر ۱۹۶۱ء صفحہ ۳ پر تحریر ہے۔ مضمون تو بہت طویل ہے۔ مختصراً عرض خدمت کرتا ہوں:۔

"ایک دفعہ رسول کریم صلعم نے فرمایا کہ بنی اسرائیل کے تین آدمی تھے جو کسی سفر پر گئے وہ کسی پہاڑی علاقہ میں جا رہے تھے کہ رات بسر کرنے کے لئے ایک غار میں چلے گئے۔ وہ اندر ہی تھے کہ ایک بڑا پہاڑی پتھر لڑھک کر غار کے منہ پر آ گیا۔ اور وہ اندر بند ہو گئے۔ انہوں نے پتھر کو ہٹانے کی بہتیری کوشش کی مگر پتھر چونکہ بہت بھاری تھا۔ اس لئے ہٹ نہ سکا۔ ان تینوں نے آپس میں مشورہ کیا کہ اب پتھر کو ہٹانے کی کیا صورت ہو سکتی ہے، آخر انہوں نے یہ طے کیا کہ ہم میں سے ہر ایک اپنا کوئی نیک عمل خدا تعالیٰ کے سامنے پیش کر کے دعا کرے تا کہ خدا ہماری یہ مصیبت ٹال دے۔ ان میں سے ایک نے کہا کہ اے خدا تجھے اچھی طرح معلوم ہے کہ میں نے ایک دفعہ ایک مزدور سے کام کروایا۔ لیکن ابھی اس کی مزدوری ادا کرنی تھی کہ وہ کہیں چلا گیا۔ میں نے اس کی تلاش کی مگر نہ مل سکا۔ آخر میں نے اس کی مزدوری کی رقم سے ایک بکری خریدی ...... جس سے بکریوں کا ایک گلّہ ہو گیا۔ کچھ عرصہ کے بعد وہ مزدور آ گیا اور اس نے مزدوری طلب کی میں نے کہا یہ بکریوں کا گلّہ لے جاؤ وہ اس پر حیران ہوا۔ اور کہنے لگا میری مزدوری تو بہت تھوڑی تھی تم بکریوں کا گلّہ کیوں دیتے ہو.... ...... اے خدا اگر میں نے یہ کام محض تیری رضا کے لئے کیا تھا، تو اس پتھر کو یہاں سے ہٹا دے اور ہماری مصیبت کو دُور فرما۔ اس پر ایک زلزلہ آیا اور اس کے جھٹکے سے پتھر تھوڑا سا سرک گیا لیکن ابھی نکلنے کے لئے پورا راستہ نہ بنا۔ اس پر دوسرے نے کہا کہ اے خدا تجھے ایک لڑکی سے کے ساتھ عشق تھا میں نے اس کے ساتھ شادی کرنے کی کوشش کی مگر ناکام رہا پھر میں نے اس کے ساتھ ناجائز تعلق پیدا کرنے کی کوشش کی مگر اس میں بھی ناکام رہا اس کے بعد ہمارے ملک میں شدید قحط پڑا اور لوگ بھوکوں مرنے لگے وہ لڑکی جس کے ساتھ مجھے عشق تھا اس کا خاندان بھی بھوکوں مرنے لگا جب فاقہ مستی ان کی حد برداشت سے زیادہ ہو گئی۔ تو وہی لڑکی میرے پاس آئی

اور کہنے لگی ہمارا سارا خاندان فاقوں سے تباہ ہو رہا ہے - اور ہمارے پاس کھانے کو کچھ نہیں اس لئے کچھ مدد کرو میں نے اس سے کہا میں تجھے کچھ مدد تو دے دیتا ہوں - مگر شرط یہ ہے کہ میرے ساتھ تعلق پیدا کرو، وہ چونکہ مجبور تھی اس لئے مان گئی - مگر جب میں اس کے قریب ہوا تو اس نے کہا کچھ خدا کا خوف کرو - تم اس کے سامنے کیا جواب دو گے - اس وقت اسے خدا میرے دل میں سخت خوف پیدا ہوا اور میں نے اسے کچھ بطور مدد دیکر چھوڑ دیا - اس لئے اے خدا اگر میں نے یہ کام محض تیری رضا کے لئے کیا تھا تو ہمیں اس مصیبت سے نجات دے - اس پر پھر زلزلہ کی سی حرکت ہوئی اور پتھر تھوڑا سا اور سرک گیا - مگر ابھی نکلنے کا پورا راستہ نہ تھا - پھر تیسرے نے دُعا کرنی شروع کی اور کہا کہ اے خدا میں بکریاں چرایا کرتا تھا - اور بکریوں کا دودھ دوہ کر اپنے ماں باپ اور بیوی بچوں کو پلایا کرتا تھا - ایک دن مجھے دودھ دوہنے میں دیر ہوگئی - جب میں دودھ لے کر گھر پہنچا تو میرے والدین سو چکے تھے گو میرے بیوی بچے جاگ رہے تھے اور بھوکے تھے - مگر میں نے سمجھا کہ بیوی بچوں سے ماں باپ کا حق مقدم ہے اس لئے جب تک میرے ماں باپ دُودھ نہ پی لیں میں بیوی بچوں کو نہیں پلاؤں گا - چنانچہ میں نے دودھ کا پیالہ بھرا اور اپنے ماں باپ کے سرہانے کھڑا ہوگیا کہ جب وہ جاگیں گے ان کو دُودھ پلاؤں گا - مگر وہ نہ جاگے اور مجھے وہیں کھڑے کھڑے صبح ہوگئی - جب صبح اُن کی آنکھ کھلی تو مَیں نے پہلے انہیں دُودھ پلایا، اور بعد میں اپنے بیوی بچوں کو دیا - اے خدا اگر میرا یہ کام صرف تیری رضا کے لئے تھا تو ہماری اس مصیبت کو دور فرما - اس پر ایک زلزلہ آیا اور پتھر غار کے منہ سے ہٹ گیا - اور وہ تینوں باہر نکل گئے -"

لیجئے صاحب یہ ہے وہ عمل جس کو میاں صاحب نے ایک طویل مضمون میں بیان کیا ہے - امید ہے کہ میاں صاحب نے بھی اپنی سابقہ زندگی میں کچھ نہ کچھ قسم کوئی نیک عمل یقیناً کیا ہوگا - اس لئے بہتر ہو کہ وہ بھی اس نیک عمل کو سامنے رکھ کر خدا تعالےٰ سے دُعا کریں تو شاید اس تکلیف اور دُکھ بھری مصیبت سے رہائی ہو جائے - جب بنی اسرائیل کے تین آدمی اپنے نیک اعمال کو خدا کے سامنے پیش کر کے اتنی شدید مصیبت سے باہر نکل گئے تو عجب ممکن ہے کہ اگر حضرت مسیح موعودؑ کا فرزند اور "مصلح موعود" اپنے کسی نیک عمل کی سامنے رکھ کر دُعا کرے گا تو وہ مصیبت دُور نہ ہوگی یقیناً ہوگی - مگر کسی نیک عمل کا سامنے ہونا ضروری چیز ہے - آخر یہ اتنے طویل مضامین جن سے اخبار اخبار الفضل کے صفحات سیاہ ہوتے ہیں، الف لیلیٰ کے قصّے تو ہیں نہیں ان میں کچھ صداقت تو ضرور ہوگی - یہ عمل کر دیکھو -

آنکھ پھوٹی تو تیر کان سہی
نہ سہی یونہی امتحان سہی

نتیجہ نمبر ۵

"حضور کو شفا اب دوائیوں سے نہیں بلکہ محض اللہ تعالےٰ کے فضل اور دستِ شفاء سے ہی انشاء اللہ ہوگی - لہٰذا ہمیں ہر وقت سوز و گداز سے حضور کی صحت اور کام والی لمبی زندگی کے لئے دُعاؤں میں لگے رہنا چاہیئے"

خیر مشورہ تو نیک ہے اور ہونا چاہیئے - البتہ مؤدبانہ عرض یہ ہے کہ جس طرح سال ہا سال بذریعہ ادویات علاج سے مایوس ہو کر یہ کہنے پر مجبور ہو گئے ہیں کہ حضور کی شفاء اب دوائیوں سے نہیں" - بالکل اسی طرح سالہا سال سے جماعت کے لاکھوں افراد اپنی جبین نیاز بارگاہ ایزدی میں رگڑ رگڑ کر تھک گئے ہیں - بلکہ ایام سابقہ میں تو تمام جماعتوں میں حسب الحکم دعاؤں کے لئے برابر چالیس دن چلّہ کشی کے طور پر یہ عمل کیا گیا تھا - اس کے علاوہ سینکڑوں جانوروں کا خونِ ناحق صدقات کی بھینٹ چڑھ چکا ہے - مگر نہ معلوم کیوں کوئی دُعا کارگر ثابت نہیں ہورہی - اور کیوں صدقات کا خونِ ناحق اثر پذیر ہوتا نظر نہیں آ رہا - حالاتِ زندگی جُوں کے تُوں پہلے سے بھی ابتر - معلوم یہ ہوتا ہے کہ یا تو افراد جماعت دعائیں ہی نہیں کرتے - یا پھر تمام جماعت میں کوئی ایک فرد بھی مستجاب الدعوات نہیں رہا اور یا مشیت ایزدی ہی صحت اور کام کرنے والی لمبی زندگی کے منافی کام کرتی نظر آ رہی ہے - بلکہ برعکس ناکام زندگی اور دُکھ بھری زندگی کو اور لمبا کر کے چشمِ بصیرت دکھنے

مصلحین ربانی کی شناخت

قمر سامانوی

(۴)

دعویٰ کے بعد اعتراضات حجت نہیں

"مخلص احباب" کے اس قسم کے ایک دو نہیں بیسیوں حوالجات ہیں وہ اخبارات کے علاوہ اپنے خطوط میں بھی غیر مبہم الفاظ میں یہ لکھتے ہیں کہ نعوذ باللہ :-

"آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کی ازواج مطہرات پر فحش سے فحش الزامات لگائے گئے"

اس طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دعوے کرنے کے بعد جو بد زبانی کی گئی ہے اسکو بطور ثبوت پیش کر کے لکھتے ہیں :-

" صدر صاحب منکرین خلافت اپنے بیان کردہ اصول کو بیان چسپاں کر کے بتائیں کہ کیا حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر مندرجہ بالا اعتراض کرنے والے جیسا کہ آپ ان کے حسن و احسان میں نظیر پر کرتے ہیں سچے تھے"

(الفضل ۱۹ را اپریل ۱۹۵۸ء)

یہ جماعت احمدیہ لاہور پر افتراء ہے کہ وہ "ان کے مزعومہ حسن و احسان میں نظیر پر" خود کوئی الزام لگاتے ہیں اللہ تعالے کے فضل سے جماعت احمدیہ لاہور کا دامن اس الزام سے پاک ہے اور پاک رہے گا۔ الزام لگانے والے "نظیر" کے [illegible] اپنے مرید ہیں۔ جماعت احمدیہ لاہور کا جرم یہ ہے کہ مریدوں کے پیش کردہ الزامات کو مدعی کی دعوے سے پہلی زندگی کے پاک نہ ہونے کے ثبوت میں پیش کرتے ہیں کیونکہ منہاج نبوت کا یہ ایک زبردست معیار ہے جس سے کسی مدعی کی صداقت معلوم کی جا سکتی ہے اور کسی مصلحیت کے دعویدار سے اس کی پہلی زندگی کے پاک ہونے کا ثبوت طلب کرنا جرم نہیں بلکہ ضروری ہے جس کے بغیر کسی مدعی کا کوئی دعوے آگے چل ہی نہیں سکتا۔ پس ہم لوگ کسی پر الزام نہیں لگاتے بلکہ مدعی کے مریدوں کی طرف سے عائد شدہ الزامات کو اس کے مصلح ربانی نہ ہونے کے ثبوت میں پیش کرتے ہیں جس کے جواب میں مدعی اور اس کے حواری یہ کہتے ہیں کہ یہ الزام اسی طرح کے ہیں جس طرح کے نعوذ باللہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور دیگر انبیاء اور اولیاء پر لگائے جاتے رہے ہیں اب سوال یہ ہے کہ کیا انبیاء و اولیاء پر بھی ان کے دعوے کرنے سے پہلے اس قسم کے الزامات لگائے گئے جس قسم کے یہاں لگائے جا رہے ہیں؟ اگر یہ سچ ہے کہ سابقہ مقدسوں کی دعوے سے پہلی زندگی پر نعوذ باللہ اسی قسم کے الزامات لگائے گئے تو پھر آیت کریمہ فقد لبثت فیکم عمراً من قبلہ افلا تعقلون کا کیا مطلب ہوا؟

اس آیت کے تحت ان کے "نظیر" صاحب فرماتے ہیں کہ :-

"یہ ایک ایسی حقیقت ہے جس کا انکار نہیں کیا جا سکتا اور یہ چیز ہر نبی میں موجود ہوتی ہے یہ ایک ایسی دلیل ہے جو نبی کی دعوے نبوت سے پہلی زندگی کا مطالعہ کرنے والوں پر حجت ہوتی ہے۔"

(تقریر ۵ رجولائی ۱۹۴۷ء)

"پس انبیاء کی صداقت کا ایک بہت بڑا ثبوت یہ ہوتا ہے کہ انکی دعویٰ نبوت سے پہلی زندگی بالکل پاک اور بے عیب ہوتی ہے۔"

(ایضاً)

ان حوالجات سے یہ ثابت ہو گیا کہ ہر مامور کی دعویٰ سے پہلی زندگی پاک اور بے عیب ہوتی ہے تو معلوم ہوا کہ جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ انبیاء اور اولیاء پر بھی اسی قسم کے الزامات لگائے گئے جیسے آج ایک مدعی پر لگائے جا رہے ہیں تو وہ لوگ انبیاء اور اولیاء پر ظلم عظیم اور ان کی شان میں پرلے درجہ کی گستاخی کرتے ہیں۔ اور اگر اس سے وہ اعتراضات مراد ہیں جو دعاوی کے بعد کئے گئے تو اس کے متعلق ان کا اپنا عقیدہ یہ ہے کہ :-

"حد سے بڑھے ہوئے بغض و عناد نے ان میں سے کسی کو کبھی یہ سوچنے کا موقعہ نہیں دیا کہ آیت شریفہ فقد لبثت فیکم عمراً من قبلہ افلا تعقلون سے انبیاء کا اپنے دعوے سے پہلی زندگی کو اپنی صداقت کے ثبوت میں بطور دلیل پیش کرنا ظاہر ہوتا ہے نہ کہ دعوے سے بعد کی زندگی۔ کون نہیں جانتا کہ مدعی کے دعوے سے بعد کی زندگی پر ان میں سے بھی کچھ نہ کچھ معترض ضرور ہوتے جو اس کی دعوے سے پہلی زندگی کو مقدس اور مطہر مان چکے تھے"

(مصلح موعود کی پیشگوئی کا حقیقی مصداق ص۱۱۴)

اس حوالہ سے بھی ثابت ہے کہ ماموریں کی پہلی زندگی پر کوئی اعتراض نہیں ہوتا بلکہ دعوے کرنے کے بعد اعتراضات ہوتے ہیں اور وہ اپنی پہلی زندگی کو اپنے دعوے کے ثبوت کے طور پر پیش کیا کرتے ہیں۔ اس سے ثابت ہوا کہ یہ لوگ جس قدر اعتراضات انبیاء و اولیاء کے متعلق پیش کرتے ہیں وہ سب دعوے سے بعد کے ہیں نہ کہ پہلے کے پھر کتنی شرمناک بات ہے کہ ایک شخص کی دعوے سے پہلی زندگی پر بے شمار اعتراضات کی مدافعت میں مقدس اور پاکبازوں کے دعوے سے بعد کی زندگی کو پیش کر کے لوگوں کو دھوکہ دینے کی کوشش کی جائے اور صادقوں کی صداقت کو مشتبہ کیا جائے اس معیار کی رو سے ہم یہ دیکھتے ہیں کہ ان کے پیش کردہ مدعی کی دعوے سے پہلی زندگی پر الزام لگے یا بعد کی زندگی پر ہیں تو پھر ان کی مدافعت بالکل جائز ہے اور اگر پہلی زندگی پر الزامات عائد ہیں تو پھر مندرجہ بالا قسم کی سب تحریرات افتراء اور دھوکہ دہی پر مشتمل ہیں۔ اس کا آسان طریق یہ ہے کہ ہم پہلے یہ معلوم کریں کہ مدعی نے دعوے کب کیا؟ سو اس کا جواب بنیادی خالد صاحبان یہ دیتے ہیں کہ :-

"جس طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مسیح موعود ہونے کا دعویٰ ۱۸۸۹ء میں کیا تو آپ کی عمر پچپن سال کی تھی اور جب حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے مصلح موعود ہونے کا دعوے ۱۹۴۴ء میں کیا تو آپ کی عمر بھی پچپن سال کی تھی۔"

(مصلح موعود کی پیشگوئی کا حقیقی مصداق ص۹۳)

جب یہ بات ثابت ہو گئی کہ موجودہ مدعی نے پچپن سال کی عمر کو پہنچ کر ۱۹۴۴ء میں مصلح موعود ہونے کا دعویٰ کیا تو اب دیکھنا یہ ہے کہ کیا منہاج نبوت کے بموجب مدعی کی اس سے پہلی زندگی اسی طرح پاک اور بے عیب ہے جس طرح اس عمر کو پہنچنے تک حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر کوئی اعتراض اور الزام نہ تھا اگر تو یہ مماثلت صحیح ہے تو پھر ان کو یہ کہنے کا حق ہے کہ جس طرح حضرت صاحب پر ۱۸۸۹ء تک یعنے دعوے کرنے سے پہلی زندگی پر کوئی الزام نہ تھا، اسی طرح یہاں بھی نہیں، مگر یہاں تو معاملہ بالکل الٹ ہے کہ جوانی میں قدم رکھتے سے الزامات شروع ہوتے ہیں اور نہ پچپن سال کی عمر تک نہیں بلکہ تقریباً ستر سال کی عمر تک ان کا سلسلہ بدستور چلا جاتا ہے اگر دعوے سے بعد کے الزامات کو نظر انداز بھی کر دیا جائے تو

بھی دعوے سے پہلے الزامات اتنے ہیں کہ جن کا شمار نہیں، جب ہر صادق مصلح کے لئے یہ ضروری اور لازمی شرط ہے کہ اس کی دعوے سے پہلی زندگی پاک ہو اور اس کی پاکیزگی کی شہادت اللہ تعالےٰ مدعی کو بذریعہ الہام دے۔ جس کی بنا پر وہ اپنی پہلی زندگی کے پاک ہونے کو بطور ثبوت پیش کرے تو پھر اس معیار پر اپنے مصلح موعود کی ۱۹۴۴ء سے پہلی زندگی کو پاک ثابت کرنا اور اس کا بطور ثبوت اسکو پیش کرنا ضروری ہے اگر آج تک اس کا کوئی ثبوت دیا گیا ہو تو اس کا حوالہ دیا جائے اور اگر دعوے سے پہلے ان گنت سنگین الزامات عائد ہونے کے باوجود ملزم نے ایک دن بھی اُن سے بریت اور دعویٰ سے پہلی زندگی کے پاک ہونے کا دعوےٰ ہی نہیں کیا تو پھر ایسے مدعی کی صداقت کس طرح ثابت ہو سکتی ہے دعوے سے بعد کی زندگی پر اعتراض ہوتا کوئی بڑی بات نہیں ہمارا مطالبہ صرف پہلی زندگی کے متعلق ہے کیا کسی میں ہمت ہے کہ وہ پہلی زندگی کے پاک ہونے کا دعوےٰ اور اس کا ثبوت پیش کرے؟ اگر نہیں تو ایسے مدعی کو انبیاء اور اولیاء سے مشابہت دینے سے خدا کا خوف کرنا چاہیئے جس کی زندگی کا ایک ایک لمحہ الزامات سے پُر ہے۔ جھوٹے مدعی کی یہ ایک موٹی علامت ہے جس کے بعد اس کے دعویٰ کو زیرِ غور لانے کی واقعی ضرورت باقی نہیں رہتی۔

دعویٰ سے بعد کی زندگی پر اعتراضات

یہ صحیح ہے کہ مدعیانِ صادق پر ان کے دعوے کے بعد مخالفین اور مکذبین کی طرف سے الزامات لگائے جاتے رہے مگر ان الزامات کا جواب اللہ تعالےٰ اپنی وحی کے ذریعہ دے کر اپنے فرستادہ کی بریت فرماتا رہا ہے اور وہ مدعی خود بھی جب تک ان الزامات سے اپنی بریت نہ کر لے دم نہیں لیتا مثال کے طور پر دیکھ لیجئے گا کہ حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پر جب بہتان باندھا گیا تو اللہ تعالےٰ نے بذریعہ وحی اس الزام کی تردید فرمائی اگرچہ حضرت صدیقہ نبی نہ تھیں مگر اللہ تعالےٰ کے برگزیدہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے تعلق زوجیت کی وجہ سے وابستہ تھیں اس لئے اللہ تعالےٰ نے فوراً حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر وحی بھیجکر اس الزام کی پُرزور تردید فرمادی اور دوسری طرف حال یہ ہے کہ بقول اُن کے ایک نبی دنیا میں موجود ہے اور بارش کی طرح وحی نازل ہو رہی ہے "نبی زادہ" پر سنگین الزام لگتا ہے نبی کمیشن بٹھاتا ہے مگر اس "فرزند دلبند" کے الزام سے بریت کے متعلق نہیں ہوتا یہاں تک کہ پونی صدی پوری ہو جاتی ہے اور سنگین الزامات کا سلسلہ ختم نہیں ہوتا جو اس بات کا قطعی ثبوت ہے کہ ملزم کے ساتھ خدا تعالےٰ کلام نہیں کرتا اور یہ کہ جو الزامات اس پر لگائے جا رہے ہیں وہ حقیقت سے خالی نہیں۔ جب تک ایک نبی کی زوجہ محترمہ پر الزام کی اللہ تعالےٰ نے فوراً بریت کی تو ایک "نبی زادہ" پر جو خود بھی اپنے لئے نبوت کے برابر مقام تجویز کرتا ہے بدرجہ اولیٰ بریت کرنی چاہیئے تھی مگر حالات گواہ ہیں کہ آج تک نہ ایسا الہام "نبی اللہ" کو ہوا اور نہ "نبی زادہ" کو لہٰذا ثابت ہوا کہ عند اللہ مدعی کی زندگی پاک نہیں ان حالات میں ان لوگوں کو یہ لکھتے ہوئے شرم کرنا چاہیئے کہ :۔

"صدر صاحب منکرین خلافت نے ازراہِ تعصب و بغض سیدنا محمود المصلح الموعود پر الزام ثابت کرنے کے لئے دیئے ہیں ان سے نعوذ باللہ وہ الزام بھی سچا ثابت ہوتا ہے جو حضرت صدیقہؓ پر باندھا گیا تھا۔"

(الفضل ۱۶ اپریل ۱۹۵۷ء)

ایک طرف ایک عفیفہ معصومہ پر ایک الزام لگتا ہے جس کی اللہ تعالےٰ فوراً تردید کر دیتا اور بہتان باندھنے والوں کو جھوٹا قرار دیتا ہے اور دوسری طرف ایک شخص پر الزام پر الزام لگتے ہیں جس کی کوئی تردید بذریعہ الہام یا وحی نہیں کی جاتی پھر ان الزامات کو اس اتہام کے ساتھ مشابہت دینا انتہائی جسارت نہیں تو اور کیا ہے؟ حالانکہ حقیقت تو یہ ہے کہ ع

چہ نسبت خاک را با عالم پاک

اس کے علاوہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :۔

"سچا مُدعی اپنے کسی پہلو کو قابلِ اعتراض نہیں چھوڑتا اور پوری صفائی کے لئے تیار ہوتا ہے"

(انجام آتھم ص۲۰)

بعض مخلصین پوچھتے ہیں کہ اس حوالہ سے آپکا مقصد کس طرح حاصل ہوتا ہے سو ہماری غرض اس کے پیش کرنے سے یہ ہے کہ ہمارے سامنے جس مدعی کو بطور مصلح ربانی کے پیش کیا جاتا ہے اگر وہ "سچا مدعی" ہے تو اس قاعدہ کی رُو سے اس کا فرض ہے کہ وہ اپنے سر سے ہر الزام کو دُور کر کے اپنی بریت کرے اور اگر وہ ایسا نہیں کرتا بلکہ اپنے سارے پہلو قابلِ اعتراض چھوڑتا ہے پھر وہ "سچا مُدعی نہیں"۔

اس حوالہ کے پیش کرنے سے دوسرا مقصد یہ ہے کہ اپنے بنائے ہوئے "مصلح موعود" کی مدافعت یہ لوگ یوں کرتے ہیں کہ نعوذ باللہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بھی مکذبین کے الزامات پر اسی طرح سکوت اختیار کیا تھا جس طرح آج کا مدعی کر رہا ہے یعنے آپ نے بھی اپنے تمام پہلو قابلِ اعتراض چھوڑ دیئے تھے چونکہ مسیح موعودؑ نے معاذ اللہ یہ نمونہ پیش کیا اس لئے موجودہ مدعی کا خاموشی اختیار کرنا بھی آپ کے نمونہ پر ہے اگر اس وجہ سے موجودہ مدعی سچا ثابت نہیں ہوتا تو حضرت اقدسؑ بھی سچے نہیں ہو سکتے اور اگر آپ سچے ہیں تو پھر یہ مدعی بھی سچا ہے اس غلط استدلال کے رد میں ہم یہ حوالہ پیش کرتے ہیں کہ اگر یہ صحیح ہے کہ حضرت اقدسؑ کے مکذبین کے ان اعتراضات کا جو آپ کی دیانت اور امانت صدق و صفا راستبازی اور پرہیزگاری پر کئے گئے کوئی جواب نہیں دیا اور دوسری طرف خود یہ بات اصول کے طور پر پیش کر دی کہ :۔

"سچا مدعی اپنے کسی پہلو کو قابلِ اعتراض نہیں چھوڑتا اور پوری صفائی کے لئے تیار رہتا ہے"

تو اس کا یہ مطلب ہوگا کہ نعوذ باللہ آپ کا فعل آپ کے قول کے خلاف ہے اور یہ جھوٹے کی علامت ہوتی ہے تو جب کوئی شخص یہ کہتا ہے کہ آپ نے مکذبین کے اعتراضات کے جواب میں خاموشی اختیار کرلی تھی تو وہ حضرت اقدس علیہ السلام کو جھوٹا مدعی قرار دیتا ہے حالانکہ ایسے شخص کی روسیاہی کے لئے آپ نے دوسری جگہ اسی اصول کو یوں بیان فرمایا ہے کہ :۔

"اے ناظرین! جو لوگ مصلح قوم بن کر خدا تعالےٰ کی طرف سے آتے ہیں وہی ان مشکلات کو جانتے ہیں کہ ایسے بے جا الزام جو پبلک پر بڑا اثر ڈالنے والے ہیں وہ ان کے نزدیک تصفیہ کے لائق ہوتے ہیں اور جب تک وہ الزام ان کے سر پر سے پبلک کی نظر میں معدوم نہ ہوں تب تک وہ اس بات کو پسند نہیں کر سکتے کہ ایک گول مول مصالحت کر کے وہ داغ ہمیشہ کے لئے اپنے سر پر رکھیں"

(اشتہار ایک واقعہ کا اظہار برائے خدا اسے ضرور پڑھو)

یہ اشتہار آپ نے اس وقت دیا تھا جبکہ کرم الدین جہلمی نے مصالحت کی درخواست کی تھی جس کے متعلق آپ نے لکھا ہے کہ :۔

"اگر مولوی کرم دین بجائے ان بے جا تہمتوں اور الزاموں کے جو اپنے مضمون مندرجہ سراج الاخبار میں میرے پر لگائے اور خلاف واقعہ واقعات مجھ پر چسپاں کر کے مجھے جعلساز اور دھوکہ باز ٹھہرایا میرے پر تلوار چلا کر کوئی عضو میرا کاٹ دیتا تو مجھے اس خدا کی قسم ہے جو میرے دل کو دیکھتا ہے کہ میں پھر بھی اسے معاف کر دیتا اور کسی کے کہنے کی مجھے حاجت نہ تھی کہ میں اس سے صلح کر لوں"

اس اشتہار میں جو اصول آپ نے بیان فرمایا وہ یہی کہ اللہ تعالےٰ کی طرف سے آنیوالے صادق مصلح پر جب کوئی ایسا الزام لگایا جاتا ہے جو پبلک کی نظر میں ان کے خلاف بڑا اثر ڈالنے والا ہو تو وہ اس الزام کو دُور کرنے کے لئے ہر ممکن کوشش کرتے ہیں اور جب تک یہ داغ اُن کے سر سے معدوم نہ ہوگا اس وقت تک نہ وہ خاموش ہوتے ہیں اور نہ ہی گول مول مصالحت کرتے ہیں اس پر آپ نے عمل کر کے بھی دکھایا ان حقائق کے باوجود بھی جو شخص یہ کہتا ہے

کہ نعوذ باللہ آپ اس قسم کے الزامات کے جواب میں خاموشی اختیار کرتے تھے وہ آپ کی تکذیب کرتا اور دوستی کے پردہ میں دشمنی کا ثبوت دیتا ہے۔

پھر یہ حوالہ اس مدعی کے جھوٹا ہونے کا بھی زبردست ثبوت ہے جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے مصلح قوم بن کر کھڑا ہونے کا دعویٰ کر کے اپنی ذات پر شائع شدہ سنگین الزامات کو اپنے سر سے کسی طرح پر بھی دور نہیں کرتا بلکہ وہ داغ ہمیشہ کے لئے اپنے سر پر رکھتا ہے۔ اگر وہ صادق ہوتا تو ان الزامات سے اپنی بریت ثابت کرتا کیونکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ:-

"اسی طرح مردان خدا جو خدا تعالیٰ سے محبت اور مودت کا تعلق رکھتے ہیں وہ صرف پیشگوئیوں تک اپنے کمالات کو محدود نہیں رکھتے۔ وہ گناہ سے معصوم وہ دشمنوں کے حملوں سے معصوم وہ تعلیم کی غلطیوں سے بھی معصوم ہوتے ہیں"

(تحفہ گولڑویہ صفحہ ۴۹)

وہ صرف معصومیت کا دعویٰ کرنے سے معصوم نہیں ہو سکتے جب تک اس کا واقعاتی ثبوت موجود نہ ہو جیسا کہ مصلحین ربانی دیتے رہے۔

مثیل یوسف

اس کی مثال یوں سمجھ لیجئے گا کہ ایک مدعی اصلاح مثیل یوسف ہونے کا دعویٰ کرتا ہے اور اس کے حواری اس کے مثیل یوسف ہونے کا یہ ثبوت دیتے ہیں:-

"مسیح موعود کو یوسف کہنے میں اس طرف اشارہ پایا جاتا ہے کہ آپ پر بھی آپ کے حاسد اور منافق اسی قسم کا اتہام لگائیں گے اور بہتان باندھیں گے جس قسم کا اتہام حضرت یوسف علیہ السلام پر لگایا گیا تھا"

(مصلح موعود کی پیشگوئی کا حقیقی مصداق صفحہ ۱۲۵)

مطلب یہ کہ جس شخص پر زنا کا الزام عائد ہو جائے اور وہ اس سے اپنی بریت کا کوئی ثبوت نہ بھی دے تو بھی اس کے یوسف ثابت ہونے کے لئے صرف الزام لگنا ہی کافی ہے اور خدا تعالیٰ جب کسی کا نام یوسف رکھتا ہے تو اس نام رکھنے سے نعوذ باللہ اسی قدر مقصد ہوتا ہے کہ لوگ اس پر اس کی پاکیزہ زندگی کے خلاف قسم قسم کے الزام لگائیں اور وہ خاموش بیٹھا دیکھتا رہے اور اس بات پر فخر کرتا رہے کہ ان الزامات سے میں یوسف علیہ السلام کا مثیل ثابت ہو رہا ہوں مجھے بریت کا ثبوت دینے کی کیا ضرورت ہے؟ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

اگر غور کیا جائے تو یہ نہ صرف حضرت یوسف علیہ السلام پر بلکہ جو مقدس لوگ مثیل یوسف بن کر آتے رہے ان سب پر ایک نہایت ہی ناپاک حملہ اور اللہ تعالیٰ کی شان میں گستاخی ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ جس کو مثیل یوسف قرار دیتا ہے اس میں یوسف علیہ السلام کی وہ صفت رکھتا ہے جس کے سبب سے یوسف علیہ السلام مقرب بارگاہ ایزدی ہوئے مثلاً:۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو مثیل یوسف قرار دیتا ہے تو اس وجہ سے نہیں کہ نعوذ باللہ آپ پر زنا کے الزام لگیں گے بلکہ وہ اپنی وحی کے ذریعہ یہ اطلاع دیتا ہے کہ:-

"وکذالک مننا علی یوسف لنصرف عن السوء والفحشاء ولتنذر قوما ما انذر اٰباؤھم فھم غافلون۔ اور اسی طرح ہم نے یوسف پر احسان کیا تاکہ ہم اس سے بدی اور بے حیائی کو روک دیں اور تاکہ تو ان لوگوں کو ڈرا دے جن کے باپ دادے نہیں ڈرائے گئے سو وہ غفلت میں پڑے ہوئے ہیں" (تذکرہ صفحہ ۱۰۵)

اس سے ثابت ہوا کہ کوئی شخص اس وقت تک مثیل یوسف نہیں بن سکتا جب تک کہ اس سے بدی اور بے حیائی کو روکنے کی اللہ تعالیٰ خود ذمہ داری نہ لے اس میں اور بدی میں بعد المشرقین ہوتا ہے یہی وجہ ہے کہ مامور من اللہ کی پہلی زندگی کے پاک ہونے کو اس کی صداقت کا اہم معیار قرار دیا ہے اور پھر مثیل یوسف وہ شخص ہو سکتا ہے جس کو حضرت یوسف علیہ السلام کی طرح زمانہ کی تسلیم کردہ معزز اور حسین ترین عورتیں دروازہ بند کر کے اپنی طرف بلائیں اور کہیں "ھیت لک" اور وہ خدا کا بندہ بدکاری کے سب سامان موجود ہوتے ہوئے بھی یہ کہے کہ معاذ اللہ انہ ربی احسن مثوای پھر اس پاکباز انسان پر اسی عورت کی طرف سے اقدام زنا کا الزام لگایا جاتا ہے جس پر آپ کو جیل خانہ بھیجدیا جاتا ہے پھر بادشاہ کے خواب کی صحیح تعبیر بتانے پر آپ کو بلوایا جاتا ہے اور اعزاز و اکرام کا وعدہ کیا جاتا ہے تو اس مقدس انسان نے اپنی شان یوسفی کا یوں اظہار فرمایا ارجع الی ربک فسئلہ ما بال النسوۃ التی قطعن ایدیھن ان ربی بکیدھن علیم بادشاہ کا پیغام سن کر آپ نے ایلچی کو فرمایا کہ اپنے آقا کے پاس واپس جاؤ اور اس سے پوچھ کہ ان عورتوں کا کیا معاملہ ہے۔ جنہوں نے اپنے ہاتھ کاٹ لئے اور مجھے بدنام کیا میرا رب ان کی چال سے خوب واقف ہے۔ اس پر از سر نو مقدمہ کی سماعت شروع ہوئی جس میں نہ صرف زنان مصر نے بلکہ خود "امرأۃ العزیز" نے حضرت یوسف علیہ السلام کی عفت و عصمت کا اقرار کیا اور اپنی خطا کاری کا اعتراف کیا کہ اب تو حق کھل گیا میں نے خود ہی اس کو اپنے ارادہ سے پھیرنا چاہا مگر وہ تو یقیناً سچوں میں سے ہے۔ "الئٰن حصحص الحق انا راودتہ عن نفسہ وانہ لمن الصادقین" الزام لگانے والیوں کی طرف سے اپنے جرم کا اعتراف اور آپ کی عصمت کا اقرار کرنے کے بعد تمام مملکت میں ایک متنفس بھی آپ کی راستبازی میں شک کرنے والا باقی نہ رہا یہ ہے کہ ایک صادق اور راستباز مصلح کی شان کہ اس مقدس وجود نے ایک دنیوی مرتبہ بھی اس وقت تک قبول نہ کیا جب تک کہ تمام مملکت مصر میں ایک انسان بھی اس کی سیرت پر حرف رکھنے والا باقی تھا۔ اور ایسے ناپاک الزام کی موجودگی میں قید خانہ کو وزیر خزانہ ہونے پر ترجیح دی چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بھی یہی لکھا ہے کہ:-

"یوسفؑ جو ایک نبی تھا اس پر ایک جھوٹا الزام اقدام زنا کا لگا کر اسکو قید کیا گیا اور کچھ مدت کے بعد معافی دی گئی تو اس نے اس معافی کو قبول نہ کیا حالانکہ نائب السلطنت کا عہدہ بھی ملتا تھا بلکہ صاف کہا کہ جب تک زنا کی تہمت سے مجھے بریت نہ ہو میں زندان سے باہر قدم نہیں رکھتا"

(اشتہار ایک واقعہ کا اظہار)

جب ایک دنیوی مرتبہ کے قبول کرنے میں بھی اتنی احتیاط کا نمونہ نظر آتا ہے تو پھر کیسے ممکن ہے کہ کوئی خدا پرست انسان ایسی حالت میں کسی روحانی مقام کا ادعا کرے جبکہ ایسے لوگ بکثرت موجود ہوں جو اس کی سیرت پر ایسے الزامات لگاتے ہوں کہ جن کے ذکر سے قلم بھی عاجز ہے۔

(باقی — باقی)

اخبار احمدیہ — سلسلہ ص ۳

حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں التماس ہے کہ میرے بھائی کا جنازہ غائبانہ پڑھا دیں، اور اخبار میں نماز جنازہ کے لئے درست شائع فرما کر مشکور فرما دیں۔ والسلام

خاکسار رحمت اللہ۔ سرداخلی

پکھی ہریپور ہزارہ

پیغام صلح:- ہمیں اس صدمہ میں رحمت اللہ صاحب سے دلی ہمدردی ہے، اللہ تعالیٰ ان کے بھائی کو جنت الفردوس میں جگہ دے اور تمام لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمادے۔

احباب جماعت سے نماز جنازہ غائبانہ کی درخواست ہے۔

خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ دیں۔ (مینیجر)
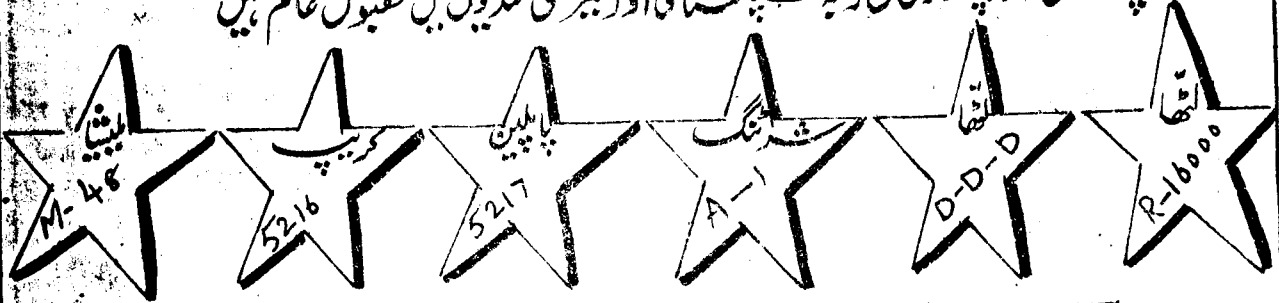
جماعت ربوہ سے علیحدگی

احباب کی آگاہی کے لئے اطلاع دی جاتی ہے کہ میرا اور میری بیوی بچوں کا جماعت ربوہ سے کوئی تعلق نہیں ہے بلکہ ہماری شمولیت جماعت احمدیہ لاہور میں ہے

ڈاکٹر شمس الدین

لائل پور ۹ ۳/۶۱

۱۳ر دسمبر ۱۹۶۱ء
۱۱
پیغام صلح
کالونی کی اعلیٰ کپڑے کی مصنوعات
جو ہر لحاظ سے معیاری ہیں
لٹھا
پرنٹس
۱۱۳۶
۱۵۳۶
پاپلین
سوتی دھاگہ
ململ
کارڈورائے
پی سی ۹۰
وائل
لان
نہایت نفیس کپڑا
از قسم وائل
سلے سلائے ملبوسات بش شرٹ پتلون - رومال سلیپنگ سوٹ تمام سائز کے مل سکتے ہیں۔
کالونی ٹیکسٹائل ملز لمیٹڈ اسمٰعیل آباد ملتان
کالونی (تھل) ٹیکسٹائل ملز لمیٹڈ اسمٰعیل پور (بھکر)
پنجاب پریس وطن بلڈنگ سرکلر روڈ لاہور میں باہتمام مولوی دوست محمد صاحب پرنٹر پبلشر چھپ کر دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور سے شائع ہوا
پیغام صلح مورخہ ۱۳ر دسمبر ۱۹۶۱ء جلد ۴۸ شمارہ
ہفت روزہ "پیغام صلح"
سالانہ چندہ:- پاکستان سے چھ روپے۔ ہندوستان سے چھ روپے ہندوستانی سکہ - ممالک بیرونی سے ایک پونڈ
ہندوستان میں ہمارے نمائندہ کا پتہ:- شیخ محمد انعام الحق مکان نمبر ۱۰-۱-۱۲ محلہ اعظم پورہ ملک پیٹھ - حیدرآباد دکن (انڈیا)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ہم تو رکھتے ہیں مسلمانوں کا دیں
دل سے ہیں خدام ختم المرسلیں

تم ہمیں دیتے ہو کافر کا خطاب
کیوں نہیں لوگو تمہیں خوف عقاب

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا خصوصی ترجمان

ہفت روزہ پیغامِ صلح لاہور

ہر بدھ کو شائع ہوتا ہے
تار کا پتہ:- "تبلیغ" لاہور
فون نمبر:- ۳۷۳۷
ایڈیٹر:- دوست محمد
مدیر معاون:- بشیر احمد سوز

زرِ مبادلہ
پاک و ہند سے
چھ روپے
بیرونی ممالک سے
ایک پونڈ

فی پرچہ ۱۳ پیسے

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸

جلد ۴۹ | یوم چہارشنبہ مؤرخہ ۱۱ رجب المرجب ۱۳۸۱ھ مطابق ۲۰ دسمبر ۱۹۶۱ء | نمبر ۵۱

جلسہ سالانہ کے لئے حضرت مسیح موعودؑ کی دُعا

"ہر ایک صاحب جو اس للّٰہی جلسے کے لئے سفر اختیار کریں خدا تعالےٰ ان کے ساتھ ہو اور ان کو اجرِ عظیم بخشے اور اُنپر رحم کرے اور ان کی مشکلات اور اضطراب اُن پر آسان کر دیوے اور ان کے ہم و غم دُور فرما دے اور ان کو ہر ایک تکلیف سے مخلصی عطا فرمائے اور ان کی ہر ایک مرادات کی .... راہیں اُن پر کھول دے اور روزِ آخرت میں اپنے بندوں کے ساتھ ان کو اُٹھاوے جن پر اسکا فضل و رحم ہے اور تا اختتامِ سفر ان کے بعد ان کا خلیفہ ہو۔ اے خدا اے ذوالمجد والعطاء اور رحیم اور مشکلکشا یہ تمام دعائیں قبول کر اور ہمیں ہمارے مخالفوں پر روشن نشان کے ساتھ غلبہ عطا فرما کہ ہر ایک قوّت اور طاقت تجھ ہی کو ہے۔ آمین ثم آمین۔

۱۲ اپنے والد بزرگوار حضرت علی رضؓ سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی درونِ خانہ زندگی کے متعلق پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ حضورؐ اپنے مکان کے اندر تشریف لاتے تو قیام کے وقت کو تین حصوں میں تقسیم فرماتے:-

(۱) ایک حصّہ اللہ عزّ وجلّ کی عبادت کے لئے وقف کرتے۔ ایک حصّہ اپنے گھر والوں کے (حقوق ادا کرنے کے) لئے نکالتے اور ایک حصّہ اپنی ذات خاص کے لئے (باقی بر صفحہ ۱۲)

بحرِ حکمت کے موتی
سیرتِ نبویؐ

قال الحسین فسالت ابی عن دخول رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلّم فقال کان اذا اوٰی الی منزلہ جزّء دخولہ ثلاثۃ اجزاءٍ جزءٌ للّٰہ عزّ وجلّ وجزءٌ لاھلہٖ وجزءٌ لنفسہٖ ثمّ جزّء جزءہٗ بینہٗ وبین النّاس فیردّ ذالک بالخاصۃ علی العامّۃ ولا یدّخرُ عنھم شیئًا وکان من سیرتہٖ فی جزءِ الاُمّۃ ایثارُ اھل الفضل باذنہٖ وقسمہٖ علیٰ قدر فضلھم فی الدّین فمنھم ذو الحاجۃ ومنھم ذو الحاجتین ومنھم ذو الحوائج فیتشاغل بھم ویشغلھم فیما یُصلحھم والاُمّۃ من مسئلتھم عنہ واخبارھم بالذی ینبغی لھم ویقول لیبلّغ الشاھد منکم الغائب وابلغوا الیّ حاجۃ من لا یستطیع ابلاغھا فانّہٗ من ابلغ سلطانًا حاجۃ من لا یستطیع ابلاغھا ثبّت اللّٰہ قدمیہ یوم القیامۃ ولا یذکر عندہٗ الا ذالک ولا یقبل من احد غیرہٗ یدخلون روّادًا ولا یتفرّقون الّا عن ذواق ویخرجون ادلّۃً یعنی علی الخیر۔

ترجمہ:-

حضرت حسینؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے

پروگرام جلسہ سالانہ ۱۹۶۱ء

۲۳، ۲۴، ۲۵، ۲۶ دسمبر ۱۹۶۱ء کو جلسہ منعقد ہوگا (۲۳ دسمبر کو خواتین کا اجلاس مسلم ہائی سکول ۱ میں ہوگا)

۲۴ر دسمبر ۱۹۶۱ء۔ اتوار

اجلاس اوّل :- ۱۰ بجے صبح سے ۱½ بجے دوپہر تک

زیر صدارت :- جناب شیخ نثار احمد صاحب رئیس وزیر آباد

- تلاوت قرآن مجید ... :- قاری محمد بوستان صاحب ... ۱۰ — ۱۰ تا ۱۰:۱۵
- نعت ... :- طلبائے مسلم ہائی سکول ۱ ... ۱۰:۱۵ تا ۱۰:۳۰
- ملفوظات حضرت مسیح موعودؑ :- مولوی دوست محمد صاحب ... ۱۰:۳۰ تا ۱۰:۴۵
- افتتاحی تقریر ... :- حضرت امیر قوم مولانا صدر الدین صاحب :- ۱۰:۴۵ تا ۱۱:۱۵
- تقریر ... :- میاں بشیر احمد صاحب منٹو ... ۱۱:۱۵ تا ۱۱:۴۵
- تقریر ... :- پرنسپل محمد شفیع صاحب ایم اے :- ۱۱:۴۵ تا ۱۲:۱۵
- لایمسہٗ الا المطہرون :- ملک ظفر اللہ خانصاحب راولپنڈی :- ۱۲:۱۵ تا ۱۲:۴۵
- قومی تعمیر میں تعلیمی اداروں کا حصہ :- مرزا مسعود بیگ صاحب ایم اے :- ۱۲:۴۵ تا ۱:۳۰

(نماز ظہر و عصر)

اجلاس دوم :- زیر صدارت الحاج حضرت شیخ میاں محمد صاحب ملتان ٹاؤن

پونے تین بجے بعد دوپہر سے ساڑھے چار بجے تک

- تلاوت قرآن مجید و نعت ... :- طلبائے مسلم ہائی سکول ۱ :- پندرہ منٹ
- چودھویں صدی کے مفاسد کو دور کرنے میں تحریک احمدیت کا حصہ :- خانبہادر غلام ربانی خانصاحب ایڈووکیٹ :- ۳ تا ۳:۳۰
- قرآن کریم اور علوم جدیدہ ... :- قاضی عبدالرشید صاحب ایڈووکیٹ :- ۳:۳۰ تا ۴
- تقریر ... :- الحاج شیخ میاں محمد صاحب ملتان ٹاؤن :- ۴ تا ۴:۳۰

بعد از نماز مغرب و عشاء بوقت سات بجے احمدیہ کانفرنس کا اجلاس مسجد میں ہوگا۔

۲۵ر دسمبر ۱۹۶۱ء۔ پیر

اجلاس اوّل :- ۱۰ بجے سے ۱½ بجے تک

زیر صدارت :- خانبہادر غلام ربانی خانصاحب ایڈووکیٹ، مانسہرہ

- تلاوت قرآن مجید و نعت :- طلبائے مسلم ہائی سکول ۲ :- ۱۰ تا ۱۰:۳۰
- رپورٹ سالانہ ... :- آنریری جنرل سیکرٹری شیخ میاں فاروق احمد صاحب ملتان ٹاؤن :- ۱۰:۳۰ تا ۱۱
- تحریک احمدیت کی فوقیت ... :- الحاج حافظ محمد حسن چیمہ صاحب ایڈووکیٹ :- ۱۱ تا ۱۱:۴۵
- ارشادات ... :- حضرت امیر قوم مولانا صدر الدین صاحب :- ۱۱:۴۵ تا ۱:۳۰

(نماز ظہر و عصر)

اجلاس دوم :- زیر صدارت جناب شیخ میاں ظہور احمد صاحب ملتان ٹاؤن

پونے تین بجے سے ساڑھے چار بجے تک

- تلاوت قرآن مجید ... :- حافظ قاری محمد ادریس صاحب :- ۲:۴۵ تا ۲:۵۰
- مسیحیت اور اس کا علاج ... :- مولانا عبدالمنان عمر صاحب :- ۲:۵۰ تا ۳:۱۵
- ہمارا اصل کام ... :- جناب میاں ممتاز احمد صاحب فاروقی :- ۳:۱۵ تا ۳:۴۵
- دعویٰ مسیحیت ... :- ڈاکٹر اللہ بخش صاحب :- ۳:۴۵ تا ۴:۳۰

نماز مغرب کے بعد ینگ مینز احمدیہ ایسوسی ایشن کی طرف سے ایک مجلس مذاکرہ منعقد ہوگی جس میں مغربی پاکستان کے متعدد کالجوں کے طلباء "اسلام اور موجودہ طرز زندگی" کے موضوع پر تقاریر کریں گے۔ کامیاب طلباء کو انعامات دیئے جائیں گے۔

نوٹ :- مورخہ ۲۵ر دسمبر ۱۹۶۱ء کو بعد از نماز مغرب و عشاء بوقت سات بجے مجلس معتمدین کا اجلاس منعقد ہوگا۔

۲۶ر دسمبر ۱۹۶۱ء۔ منگل

اجلاس اوّل :- ۱۰ بجے صبح سے ۱½ بجے دوپہر تک

زیر صدارت :- جناب شیخ میاں فاروق احمد صاحب ملتان

- تلاوت قرآن مجید و نعت ... :- ۱۰ تا ۱۰:۱۵
- تقریر ... :- پروفیسر محمد فاضل صاحب ایم اے :- ۱۰:۱۵ تا ۱۰:۴۵
- دعا ... :- مرزا معصوم بیگ صاحب بی اے :- ۱۰:۴۵ تا ۱۱:۱۵
- جمال محمد مصطفےٰ صلعم ... :- مرزا مظفر بیگ صاحب ساطع :- ۱۱:۱۵ تا ۱۱:۴۵
- تقریر ... :- پروفیسر غلام محمد صاحب خادم ایم اے :- ۱۱:۴۵ تا ۱۲:۱۵
- تقریر ... :- عزیز احمد صاحب پی ایچ ڈی سرگودھا :- ۱۲:۱۵ تا ۱۲:۴۵
- اُمت کا مسیح زمرۂ اولیاء یا زمرۂ انبیاء میں :- جناب شیخ عبدالرحمان صاحب مصری :- ۱۲:۴۵ تا ۱:۱۵
- اختتامی تقریر و دعا ... :- از حضرت امیر قوم ایدہ اللہ تعالیٰ۔

ضروری نوٹ :- (۱) نماز ظہر و عصر پونے تین بجے بعد دوپہر جمع ہوا کریں گی اور نماز مغرب و عشاء پانچ بجے جمع ہوا کریں گی۔

(۲) سب دوستوں کو ان اوقات میں باجماعت نمازوں میں شامل ہونا چاہیئے۔

(۳) درس قرآن کریم ہر روز نماز فجر کے بعد حضرت امیر قوم مولانا صدر الدین صاحب دیا کریں گے۔

(۴) کھانے کے اوقات کی عموماً پابندی نہیں ہوتی۔ یہ نہایت ضروری ہے۔ معزز مہمان اس کا پورا پورا خیال رکھیں تاکہ جلسہ کے وقت آرام سے تقاریر سن سکیں۔

(۵) سب دوست اپنے بستر ساتھ لے کر آئیں۔

کھانے کے اوقات { صبح ۸ بجے سے ۹½ بجے تک
شام ۶ بجے سے ۸ بجے تک

چوہدری عبدالمجید۔ افسر جلسہ سالانہ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور

اللہ تعالےٰ کے جسمانی و روحانی احسانات

اور

تمام انسانیت کو اطاعت و فرمانبرداری کا حکم

خطبہ جمعہ مؤرخہ ۱۵ دسمبر ۱۹۶۱ء فرمودہ حضرت امیر مولٰنا صدرالدین صاحب ایدہ اللہ بمقام احمدیہ بلڈنگس لاہور

یا یہا الناس اعبدوا ربکم الذی خلقکم والذین من قبلکم لعلکم تتقون ــــ
فان لم تفعلوا ولن تفعلوا فاتقوا النار التی وقودھا الناس والحجارۃ
اعدت للکٰفرین ــــ (البقرۃ) ــــ

ان آیات میں اللہ تبارک و تعالےٰ نے کچھ اپنی ذات کے متعلق تذکرہ فرمایا ہے اور کچھ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق بیان فرمایا ہے - اپنی ذات کے متعلق تو اس لئے ذکر فرمایا کہ انسان اپنے رب اور اپنے خالق و مالک کی قدرت، طاقت اور عظمت و حکمت اور اس کے احسان سے واقف ہو جائیں اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا تذکرہ اس لئے فرمایا کہ خدا تعالےٰ نے انسانوں کی رہنمائی کے لئے انسانوں میں سے وقتاً فوقتاً رسول مبعوث فرمائے ہیں تاکہ وہ ان کو خدا تعالیٰ کی رضا کی راہوں کا پتہ دیں -

اللہ تعالیٰ کی طرف سے روحانی تربیت کا انتظام

خدا انسانوں کا خالق اور رب ہے - اس نے ان کے جسم و جان کا رشتہ برقرار رکھنے کے لئے کائنات کی تمام چیزیں پیدا کی ہیں جو ان کی خدمت میں لگا رکھی ہیں - اسی خالق و مالک نے انسان کی روح کے لئے بھی جس کی وجہ سے یہ انسان کہلاتا ہے - تربیت اور نشوونما کے سامان مہیا کئے ہیں چنانچہ روح کی تربیت اور تہذیب کے لئے اللہ تعالےٰ نے اپنے منتخب رسولوں کے ذریعہ ایسی ہدایات نازل فرمائی ہیں - جن پر چل کر انسان خدا تعالےٰ کی راہوں کا پتہ لگاتا ہے اسی لئے رسولوں پر ایمان لانا ضروری قرار دیا گیا ہے - جب تک کوئی شخص رسولوں پر ایمان نہیں لاتا اس وقت تک اس کو خدا کی راہوں کا پتہ نہیں چل سکتا -

تمام انسانوں سے خطاب

یہ دونوں مضمون ان آیات میں بیان فرمائے ہیں پہلا امر یہ ہے یا یہا الناس اعبدوا ربکم - تمام انسانیت کو مخاطب کرکے فرمایا اے لوگو! اپنے خالق و محسن کی عبادت اور فرمانبرداری کرو - قرآن کریم کے شروع میں ہی اعلان فرمایا ہے کہ خدا ساری قوموں کا رب ہے - الحمد للہ رب العالمین - زمین اور آسمان کی تمام قوتیں اور سب اشیاء انسان کی خدمت میں لگی ہوئی ہیں جو اس کی جسمانی تربیت و پرورش کرتی ہیں - اس کے ساتھ انسانوں کی روح کے لئے خدا نے ساری ہی قوموں میں پیغمبر بھیجے ہیں - کیونکہ وہ سب کا خالق اور مربی ہے جس طرح پہلے انبیاء آئے اور پہلی کتابیں نازل ہوئیں اسی طرح رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے اور ان پر قرآن کریم نازل ہوا - چنانچہ فرمایا تنزیل من رب العٰلمین - یہ کتاب امور دینیہ کی وضاحت کرتی ہے - کسی خاص ملک خاص قوم خاص وقت کے لئے مختص نہیں بلکہ سارے جہان سارے انسانوں اور قیامت تک کے لئے ہے ایک اور آیت ہے جس میں تمام انسانیت کو مخاطب فرمایا یا یہا الناس انا خلقناکم من نفس واحدۃ وجعلناکم شعوبًا و قبائل لتعارفوا ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم - اے انسانو! تمہاری تخلیق ایک ہی مرد و زن سے ہوئی ہے، پھر پہاڑوں میدانوں جنگلوں اور صحراؤں میں قیام اور مختلف آب و ہوا میں رہنے کی وجہ سے تمہارے رنگ و نسل، تمہارے قد و قامت تمہاری بولیوں اور معاشرت میں ضرور فرق پیدا ہو گیا ہے لیکن انسانیت ایک ہی رہتی ہے ـــ فطرت اللہ التی فطر الناس علیھا اللہ تعالےٰ نے انسانوں کی فطرت ایک ہی بنائی ہے لا تبدیل لخلق اللہ اس میں کوئی تغیر نہیں آتا غرض قرآن کریم کا خطاب ساری انسانیت سے ہے

پہلی کتابیں خاص اقوام کے لئے

قرآن کریم سے پیشتر کوئی کتاب ایسی نازل نہیں ہوئی جس کا حلقۂ تعلیم تمام جہان کے لوگوں کے لئے ہو بلکہ وہ خاص خاص قوموں کے لئے نازل ہوتی تھیں - حضرت موسےٰ کو جو کتاب دی گئی اس کے متعلق فرمایا واٰتینا موسی الکتاب وجعلنٰہ ھدی لبنی اسرائیل - ہم نے موسیٰ کو کتاب عطا کی - اس میں صرف بنی اسرائیل کے لئے ہی ہدایت کے سامان تھے - اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق فرمایا ورسولا الی بنی اسرائیل - وہ صرف بنی اسرائیل کی طرف رسول ہو کر آئے تھے -

محمد رسول اللہ صلعم کا پیغام تمام انسانیت کے لئے ہے -

اس سے ظاہر ہے کہ پہلے پیغامبر اور رسول خاص خاص اقوام کی روحانی تربیت کے سامان لے کر آئے تھے مگر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رحمۃ للعٰلمین ہیں - وہ تمام جہانوں کے لئے رحمت و رافت کے پیکر بن کر آئے ہیں - چنانچہ فرمایا یا یہا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعًا - میں ساری قوموں کے لئے پیغام لے کر آیا ہوں -

خالقیت عبادت کی متقاضی ہے

یہاں اس آیت میں جو شروع میں میں نے پڑھی ہے، ساری انسانیت کو مخاطب کیا ہے - اور اس میں دو باتیں بیان فرمائی ہیں - فرمایا خلقکم - ہم خالق ہیں - یہ زندگی جو تمہیں میسر ہے - بڑی قیمتی چیز ہے تم خود بھی اس زندگی کو بڑی اہم اور عزیز خیال کرتے ہو - زندگی اور جان سے بڑھ کر تمہیں اور کوئی چیز پیاری نہیں - تمہاری کوئی بیوی بچہ، تمہارے والدین، تمہارے عزیز رشتہ دار اور مخلص دوست بیمار ہو جائیں تم اپنا مال و متاع سب کچھ ان پر صرف کرنے کے لئے تیار ہو جاتے ہو - کیونکہ تم یقین کرتے ہو کہ زندگی بڑی قیمتی چیز ہے - اس کو قائم رکھنے کے لئے تم ہر ممکن کوشش کرتے ہو، اللہ تعالےٰ نے تمہیں یہ قیمتی چیز عطا کی اور اس کی بقاء کے لئے تمام موجودات کو تمہاری خدمت کے لئے لگا رکھا ہے - یہاں خدا تعالےٰ نے انسانی فطرت کو جگایا ہے - خدا نے انسان کی فطرت میں ہر کمال کی تعریف ودیعت کی ہے - کوئی خوبصورت جانور ہو - کوئی شاندار عمارت ہو، کوئی طبیب، شاعر اور فلسفی ہو، انسان اس کے حسن و خوبصورتی اور فن اور کمال کی تعریف کرتا ہے حسن و احسان کے سامنے انسان کا سر جھکتا ہے بادشاہوں کے احسانات خاندانوں کی وفا ہمیشہ کے لئے خرید لیتے ہیں - بعض بادشاہوں نے احسان کی بدولت خاندانوں کے خاندان خرید رکھے تھے - اس طرح بادشاہوں نے خاندانوں کے دلوں میں وفا پیدا کر رکھی تھی تو غرض کہ ہر کمال کی تعریف خدا تعالےٰ نے انسانی فطرت میں رکھی ہے - انسان کی اس فطرت کو جگا کر اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ زمین و آسمان کی کائنات میں ہماری عجیب و غریب صنعت گری کا تمہیں کمال نظر آتا ہے جس سے خدا کی شان اور اس کی عظمت اور حکمت کی انتہاء نہیں اور اس کے احسانات کی بھی انتہا نہیں اس لئے انسان کی فطرت کو اپیل کیا ہے کہ ایسے خالق و مالک خدا کی اطاعت اور فرمانبرداری کرو -

اللہ تعالےٰ کے احسانات

پھر خدا تعالےٰ نے اپنی خالقیت کی کمال

کا تذکرہ فرمایا الذی جعل لکم الارض فراشًا - اس زمین کو تمہارے لئے فرش بنا دیا جو تمہارے لئے قرار گاہ ہے۔ والسمآء بنآءً - اس قرار گاہ اور جائے سکونت پر ہم نے ایک خیمہ لگا دیا ہے - ایک قبہ بنا دیا ہے - جو چھت کا کام دیتا ہے - اے لوگو! یہ تمہارا گھر ہے تم سب اس گھر میں رہتے ہو - تمہاری ضروریات معیشت فراہم کرنے کے لئے انزل من السمآء مآءً آسمان سے پانی نازل ہوتا ہے - فاخرج بہ من الثمرات رزقًا - تمہارے لئے غلہ جات اور میوہ جات، جانور، پرند اور مویشی پیدا کر دیئے ہیں تمہاری جسم و جان کے رشتہ کو برقرار رکھنے کے لئے ہم نے ہر چیز پیدا کر دی ہے - یہ سب کچھ تمہارے سامنے ہی تم ان سب کو دیکھتے ہو، اور تمہیں پتہ ہے کہ یہ سب کچھ ہم نے تمہاری اپنی جد و جہد، تدبیر اور کوششوں کے بغیر ہی پیدا کر دیا ہے - اس کے ہوتے ہوئے کیف تکفرون باللہ وکنتم امواتًا فاحیاکم - تم ہمارا انکار کس طرح کر سکتے ہو حالانکہ اس زمین کے اجزاء سے ہم نے تم کو پیدا کیا پھر فرمایا ھو الذی خلق لکم ما فی الارض جمیعًا - جو کچھ اس زمین میں ہے وہ سب تمہارے لئے پیدا کیا ہے کیف تکفرون - تم اس خالق و مالک خدا کا کس طرح انکار کر سکتے ہو - جس نے زمین کا سب کچھ تمہارے لئے پیدا کیا ہے ثم استویٰ الی السمآء فسوّٰھن سبع سمٰوات - پھر یہ آسمان جو ہم نے بنایا ہے اس کی پہنائیاں اور بلندیاں تمہارے فہم و ادراک سے بالاتر ہیں - مگر اس کی برکتیں تمہارے لئے بے شمار ہیں - یہ زمین تمہارے لئے - یہ آسمان تمہارے لئے - اور زمین و آسمان کے مابین کی تمام چیزیں تمہارے لئے - ان سب کمالات و احسانات کا مشاہدہ کر چکنے کے بعد خدا تعالیٰ کے احکام کی پابندی اور فرمانبرداری سے کس طرح منکر ہو سکتے ہیں - لیکن تم نہ صرف ہمارا انکار کرتے ہو بلکہ ہمارے بھیجے ہوئے رسول اور کتاب کے بھی منکر ہو -

قرآن کریم کے منجانب اللہ ہونیکا ثبوت

وان کنتم فی ریب مما نزلنا علیٰ عبدنا - اور اگر تم شک کرتے ہو - کہ تمہاری روح کی تربیت و تہذیب کے لئے ہم نے یہ کتاب تمہارے لئے نازل نہیں کی - تو اس کا ثبوت یہ ہے کہ ہماری کتاب کے برابر انسانی کلام نہیں ہو سکتا - یہ ہمارا دعوےٰ ہے کہ یہ کلام کسی انسان کا نہیں نہ محمد رسول اللہ کا کلام ہے - تم خود اس کلام کے مقابلہ میں کوئی کلام پیش کرنے سے عاجز محض ہو فاتوا بسورۃ من مثلہ اگر تمہیں شک ہے کہ یہ کلام الٰہی نہیں تو ذرا اس کے مثل کوئی کلام تم ہی بنا لاؤ - وادعوا شہدآءکم - اپنے سب لیڈروں اور شاعروں اور شعلہ بیان خطیبوں کو جمع کر لو - اور اس دعوےٰ کی تردید میں ایسا ہی کوئی کلام پیدا کرو - فان لم تفعلوا - لیکن اگر تم ایسا نہ کر سکو ولن تفعلوا اور ہرگز ہرگز اس کوشش میں کامیاب نہیں ہو سکتے تو معلوم ہوا کہ یہ انسان کا کلام نہیں، بلکہ خدا کا کلام ہے -

کلام الٰہی کی مثل لانے کا چیلنج

عرب کے لوگوں کے لئے بڑا موقعہ تھا حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو شکست دینے کے لئے - قوم کے اندر بڑے زبردست شاعر اور ادیب موجود تھے - اگر ایک طرف شاعر اور ادیب و خطیب ہوں اور دوسری طرف ایک امی تو مقابلہ بڑا سہل ہے بالخصوص جبکہ اہل عرب کے دلوں میں دشمنی کی آگ مشتعل ہو، وہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو، آپ کے دین کو، اور آپ کی قوم کو نیست و نابود بھی کرنا چاہتے ہیں - اس غرض کے لئے بار بار مدینہ پر حملہ آور ہوتے ہیں - یہ بڑا اچھا موقعہ تھا حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مشن کو تباہ و برباد کرنے کا - مگر الٰہی کلام کے سامنے کسی کی پیش نہیں گئی - اور کوئی بڑے سے بڑا ادیب ایک سطر بھی بنا کر پیش نہ کر سکا -

یورپ کو چیلنج

یہ چیلنج یورپ کے لئے بھی ہے - یورپ کو عرب سے بڑھ کر آگ لگی ہوئی ہے، صدیوں سے یورپ اسلام کی تباہی کے لئے جد و جہد کر رہا ہے -

یورپ کے لوگ اسلام کی جڑھ کاٹنا چاہتے ہیں، بے اندازہ کتابیں لکھ چکے ہیں، بڑا پروپیگنڈا کیا ہے - یہ یادری - نوجوان مسلمان مرد و عورتوں کے کانوں میں حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اسلام کے خلاف زہر بھرتے ہیں - معلوم ہوا کہ جس طرح عرب کے اندر مخالفین کے دل میں آگ لگی ہوئی تھی اسی طرح عیسائی یورپ کے دل میں بھی آگ لگی ہوئی ہے - ان کے لئے اسلام کی تباہی کے لئے صرف قرآن جیسی کتاب لکھ دینا کافی تھا مگر قرآن کا دعوےٰ یوں کا توں قائم ہے اور اتنے شدید مخالفین بھی قرآن جیسی کتاب نہیں لکھ سکے - جس طرح اہل عرب اس کتاب کا مقابلہ نہ کر سکے اسی طرح یورپ کے علماء و فضلاء اس جیسی کتاب نہ لکھ سکے -

قرآن عرب ممالک کے عیسائیوں کی نظر میں

پھر بیروت شام اور مصر میں رہنے والے عیسائی زبان عربی کے بڑے ماہر ہیں - ان کے لئے قرآن کے دعوے کو باطل قرار دینے کا اچھا موقعہ تھا لیکن وہ تو لغت کو بیان کرتے ہوئے قرآن کو بطور سند پیش کرتے ہیں - اور تسلیم کرتے ہیں - قرآن کی زبان صحت کے لحاظ سے بہترین سند ہے اسی لئے فرمایا کہ تم اس کتاب کی مانند کوئی کتاب تیار کر کے دکھاؤ - مگر ہم اعلان کرتے ہیں کہ تم ایسا ہرگز ہرگز نہیں کر سکو گے جس سے عیاں ہو جائے گا کہ قرآن کریم رسول اللہ کا کلام نہیں بلکہ یہ کلام خدا تعالےٰ کی جانب سے نازل ہوا ہے اور یہ حقیقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت کی دلیل ہے اس کے بعد ان کی رسالت کا انکار کرنا کسی طرح واجب نہیں ٹھہرتا -

فان لم تفعلوا ولن تفعلوا اگر تم قرآن کریم جیسی کتاب پیش نہ کر سکو اور ہرگز نہیں پیش کر سکو گے تو اس قرآن کے منجانب اللہ ہونے اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خدا کا رسول ہونے کو مان لو اور اپنے خالق و مالک رب کی عبادت کرو - اس کی فرمانبرداری کرو - کہ اس محسن کا انکار کسی طور ممکن نہیں -

---

اخبار احمدیہ

ولادت

عطاء الٰہی صاحب منیجر بونالہ سے لکھتے ہیں :-

" خاکسار کے بیٹے عزیز عبدالغنی کو مورخہ ۱۲ دسمبر ۱۹۶۱ء کو اللہ تعالیٰ نے فرزند عطا فرمایا ہے - دعا فرماویں کہ خداوند کریم عزیز نومولود کو صحت و درازیٔ عمر عطا فرمائے اور نیک بنائے - دین کا خادم بنائے اور دنیا میں بھی فارغ البال بنائے -"

نیو مسلم کالج

سیکرٹری صاحب نیو مسلم کالج لکھتے ہیں :-

" اسلامیہ کالج ریلوے روڈ میں جو مجلس مذاکرہ منعقد ہوئی تھی اس میں نیو مسلم کالج کے طالب علم نے دوسرا انعام حاصل کیا - اس مجلس مذاکرہ میں لاہور کے تمام کالجوں کے طلباء شامل تھے -"

ضرورت رشتہ

ایک نوجوان احمدی عمر ۲۵-۲۶ سال قوم ارائیں پیشہ زراعت کے لئے نوجوان احمدی لڑکی کا رشتہ مطلوب ہے دیہاتی رشتہ کو ترجیح دی جائے گی - لڑکی زراعت پیشہ احمدی خاندان کی ہو اور گھر کا کام بخوبی کر سکتی ہو، سندھ یا پنجاب کی رہائش ہو -

درخواستیں ع - ل - معرفت ایڈیٹر پیغام صلح بھیجی جائیں ؛

شیخ محمد طفیل صاحب ایم اے

مکتوب ووکنگ

سوئی ہوٹلوں سے فائدہ اٹھا کر ہر قسم کے لوگ ایک ملک سے دوسرے ملک میں آتے جاتے رہتے ہیں۔ اس لحاظ سے لندن مرکزی حیثیت رکھتا ہے۔ پچھلے چند ماہ ایک "مہارشی" کا بڑا چرچا ہوتا رہا جو تین سو کر دو بعض اوقات سینکڑوں پونڈوں تک جا پہنچتی تھی، خوش رہنے کی ترکیبیں بتا رہے تھے۔ ایک لیکچر میں مجھے بھی جانے کا اتفاق ہوا۔ لوگوں کو بتا رہے تھے کہ جہاں ہو اور جو کچھ کرتے ہو اسی میں خوش رہو۔ ظاہر ہے ایسی بات سن کر ہر شخص اطمینان کا اظہار کرے گا۔ جب سوال و جواب کی باری آئی تو میں نے پوچھا کہ آپ کا خوشی کا پیغام تو ساری دنیا کے لئے ہے۔ کہنے لگے کہ ہاں۔ میں نے کہا افریقہ میں جو آدم خور لوگ رہتے ہیں اگر وہ اپنے دشمن کو مار کر اس کا گوشت کھانے میں خوشی محسوس کریں تو آپ کا اس بارے میں کیا خیال ہے۔

مہارشی کچھ دیر تو خاموش رہے۔ ان کو آدم خوروں (CANNI-BALS) کے اس طبقے کے وجود کا علم نہیں تھا۔ پھر سوچ سوچ کر کہنے لگے ہاں اگر انہیں اس بات میں خوشی محسوس ہوتی ہے تو ٹھیک ہے۔ چلو قصہ مختصر ہوا۔

ایسے مہارشی سے مزید گفت گو کرنا لاحاصل تھا۔ مجھے ان دو افیونیوں کا قصہ یاد آگیا جو سڑک کے کنارے پڑے تھے۔ ان میں سے ایک نشہ کی حالت میں کیچڑ کے گڑھے میں جا گرا۔ تھوڑی دیر کے بعد اس کے ساتھی نے آواز دی کیوں بھئی کیا حال ہے تمہارا کہاں چلے گئے۔ دوسرے افیونی نے نیچے گڑھے سے آواز دی حال کیا ہے یہاں گڑھے میں پڑا مزا رہا ہوں۔ ساتھی نے جواب دیا۔ اچھا بیٹا جہاں رہو خوش رہو۔

بس مہارشی کا خوشی کا فلسفہ بھی کچھ اسی قسم کا تھا۔ کچھ دنوں تو ان کی پتنگ بہت چڑھی پھر لوگوں کو رفتہ رفتہ ان کی اصلیت کا علم ہونا شروع ہو گیا۔

لیکن سب رشی اور سوامی اسی طرح کے نہیں ہوتے حال ہی میں سوامی پرمانند یورپ کا دورہ لگا کر گئے ہیں۔ اور اب رسالہ "مانو جاگ" (اے انسان جاگ) نکال کر اپنا پیغام مشرقی و مغربی دنیا کو پہنچا رہے ہیں۔ ان کے بعض مضامین پڑھنے کا اتفاق ہوا۔ وہ اس طرح کی لایعنی باتوں سے پرہیز کرتے ہیں جن کا ذکر اوپر کر چکا ہوں۔

ایک اور صاحب ہندوستان سے تشریف لائے ہیں جو سوامی بھاسکر نند کے نام سے مشہور ہیں پچاس ملکوں کی سیاحت کر چکے ہیں۔ اب کچھ عرصہ سے انگلستان میں مقیم ہیں۔ ان سے ورلڈ کانگریس آف فیتھس ورلڈ سپریچوئل کونسل کے اجلاس میں ملاقات ہو چکی تھی ووکنگ بھی تشریف لاتے تھے۔ انہوں نے بھارت کے ہندو سادھوؤں کے سامنے ایک پنج نکتہ پروگرام پیش کیا تھا جسے انہوں نے درست تسلیم کیا اور اس کے بعد مختلف ممالک میں جا کر اپنے اس "پنج شیلا" کا پرچار کرتے رہے۔ ایران، عراق اور مصر بھی گئے۔ جہاں علماء نے ان کے نکات کو درست تسلیم کرتے ہوئے ان کی مدد کا اعلان کیا۔ وہ پانچ نکات یہ ہیں:۔

(۱) ہر مرد و زن اپنے مذہب کا مطالعہ کرے اور اس کی تعلیم پر عمل کرے۔

(۲) ہر مرد و زن دیگر مذاہب کے بانیوں کی تکریم کرے۔ اور ان کے جنم دن کی تقریبوں میں شمولیت کرے۔

(۳) ہر مرد و زن دیگر مذاہب کی بنیادی تعلیمات کا بھی مطالعہ کرے لیکن ان پر عمل پیرا ہونے کی ضرورت نہیں۔

(۴) ایک دوسرے مذہب کے خلاف نفرت پھیلانے سے اجتناب کیا جائے۔

(۵) جبر اور لالچ سے اپنے مذہب میں دوسروں کو شامل کرنا ممنوع سمجھا جائے۔

سوامی جی نے پہلی ابتدائی کانفرنس ۲۲ نومبر کو ہوپ ہال لندن میں منعقد کی جس کی صدارت کے لئے مسٹر سو رنس (ممبر پارلیمنٹ) تشریف لائے۔ اس سلسلہ میں میرا نام بھی مقررین میں تھا۔ یہودی عیسائی اور شنٹو (جاپانی مذہب کا نام ہے) نمایندے بھی شریک تھے۔ مجلس منتظمہ کا انتخاب عمل میں آیا جس میں خاکسار کو بھی رکھ لیا گیا۔ اب اس سلسلہ میں اگلی کانفرنس مارچ میں منعقد ہو گی۔

ورلڈ سپریچوئل کونسل

ورلڈ سپریچوئل کونسل کا صدر مقام پیرس میں ہے لندن میں سنہ ۱۹۵۲ء میں اس کونسل کی بنیاد رکھی گئی تھی اس وقت میں ووکنگ ہی میں تھا اور اس کی کانفرنس میں تقریر کے لئے گیا تھا۔ اس کی مجلس منتظمہ میں امام شاہجہان مسجد ووکنگ کو ضرور ممبر بنایا جاتا ہے۔ اس لحاظ سے بھی ان سے ملنا جلنا ہوتا رہتا ہے۔ اس دفعہ ستمبر کے آخر میں ان کی کانفرنس لندن کے قریب ٹن برج میں منعقد

ہوئی۔ ہفتہ کو بعد از دوپہر میرا لیکچر تھا۔ ایک پادری صدر تھے۔ یہ خاصا کامیاب لیکچر رہا۔ بعض حاضرین نے اسے تمام کانفرنس کا حاصل سمجھا۔ یہ محض خدا کا فضل ہے۔

ہالینڈ میں

۲۴ نومبر کو ہیڈرلینڈ "یورپ سرکل" نے ڈین ہیگ میں لیکچر کے لئے بلایا تھا اور ہوائی جہاز پر آنے جانے کا خرچ بھی ادا کیا۔ اس طرح ایک بار پھر وہاں کے پرانے دوستوں کو ملنے کا اتفاق ہو گیا۔

محترم غلام احمد صاحب بشیر جو آج کل میاں محمد ٹرسٹ کے ماتحت وہاں تبلیغ کا کام سرانجام دے رہے ہیں اپنے ہاں بھی ایک جلسہ کا انتظام کیا۔ ان کے ڈچ پریس سے اچھے تعلقات ہیں، جس کے باعث میری تقریر کا خاصا چرچا اخبارات میں ہو گیا۔ بشیر صاحب کہتے تھے کہ وہ خود ایک مفصل رپورٹ لکھ کر بھیج رہے ہیں اس لئے اس سلسلہ میں مزید کچھ کہنا محض تکرار کا باعث ہو گا۔

گورو نانک جی کے یوم ولادت پر تقریر

سکھوں کی اچھی خاصی جمعیت لندن اور اس کے نواحی علاقوں میں رہائش پذیر ہے۔ بہت سے نوجوان سکھ جب ادھر آتے ہیں تو نئے حالات کے تقاضوں سے مجبور ہو کر کیس کٹوا دیتے اور شیو کرانے لگ جاتے ہیں۔ بعض روایتی شعار کی پابندی ضروری سمجھتے ہیں لیکن اپنے "مونے" دوستوں کو نفرت کی نگاہ سے نہیں دیکھتے۔ بلکہ شاید ان کی آزادی کردار پر رشک ہی کرتے ہوں۔

۲ دسمبر کو ساؤتھ ہال لندن میں انہوں نے گورو نانک جی کا یوم ولادت منایا۔ سات آٹھ سو کے قریب مرد و خواتین جمع تھے۔ اس سال محترمی ترلوک سنگھ اور رام ستگھ کی فرمائش پر (یہ حضرات کبھی کبھی ووکنگ مسجد آتے رہتے ہیں) ان کی مجلس منتظمہ نے مجھے بھی شریک ہونے کی دعوت دی۔ جسے میں نے بخوشی قبول کر لیا بابا نانک رحمۃ اللہ علیہ کو ہم مسلمان سمجھتے ہیں اور صاحب سلوک ولی یقین کرتے ہیں۔ اس لئے اس مجلس میں شریک ہو کر ان کو خراج عقیدت پیش کرتے ہمیں کوئی ہچکچاہٹ نہیں ہوتی۔ مجھے تو انگریزی میں تقریر کے لئے کہا تھا لیکن وہاں پہنچ کر معلوم ہوا کہ سب کارروائی پنجابی میں ہو رہی ہے۔ گو پنجابی میں مجھے تقریر کرنے کا پبلک میں کبھی اتفاق نہیں ہوا لیکن جب میں سٹیج پر پہنچا تو میں نے بھی:۔

"بھراؤ۔ بہنو تے سجنوں" کہکر اپنی تقریر کا آغاز کیا۔

حال ہی میں لندن سے THE SACRED WRITINGS OF THE SIKHS کے نام ایک کتاب شائع ہوئی ہے جس میں آدی گرنتھ کے ایک بڑے حصہ کا ترجمہ ہے۔ اس میں بابا نانک کے جن شلوکوں اور گیتوں کا ترجمہ انگریزی میں تھا ان میں بعض

کا ترجمہ میں نے پھر پنجابی میں کر کے سنایا اور ان کی زندگی کے بعض واقعات پر بھی روشنی ڈالی۔ لوکل اخبارات کے نمائندوں کے علاوہ ہندوستان کے اخبارات کے بھی بعض نمائندے شریک تھے۔

پروگرام میں گانے بجانے کا بھی کافی حصہ تھا۔ اور پنجابی شعراء کی بھی کافی تعداد اپنا کلام سنانے کے لئے موجود تھی۔ بہت سے حضرات رہ گئے۔ بڑی وجہ یہ تھی کہ جو صاحب اتفاق سے سٹیج پر دو چار منٹ کے لئے جاتے وہ پھر جلدی وہاں سے ہٹنے کا نام نہیں لیتے۔ جب سیکرٹری صاحب اُن کا پاؤں دبا دبا کر اُن کو روکتے تو پھر مجبوراً بیٹھتے۔ خیال تھا کہ نو بجے تک پروگرام ختم ہو جائے گا۔ لیکن دال روٹی اور حلوہ کھاتے کھاتے ساڑھے دس بج گئے۔ پھر مختلف لوگوں سے ملتے ملاتے گیارہ ہو گئے۔ ترلوک سنگھ صاحب ہمیں کار پر لے گئے کار پر ہی آکر چھوڑ گئے۔

عیسائیوں کی ورلڈ کونسل

مادی دنیا کے حالات کی جو رفتار ہے اس سے مجبور ہو کر تمام وہ لوگ جن کو اخلاقی اور روحانی اقدار کے تحفظ کا احساس ہے مل بیٹھ کر لامذہبیت کی رَو کو روکنے کے لئے کوئی لائحہ عمل تیار کرنا چاہتے ہیں۔ عیسائی دنیا اپنے نجی اختلافات کو بھول کر اکٹھے ہونے کی فکر میں ہیں۔ دلی میں ان کی حال ہی میں جو کانفرنس ہوئی ہے۔ اس میں مسلمانوں کے لئے ایک بڑا سبق ہے۔ ہندو مت جو سینکڑوں فرقوں میں بٹا ہوا ہے اس میں بھی ایسی تحریکیں اُٹھ رہی ہیں جو اندرونی اختلافات کو نظر انداز کر کے آپس میں تعاون و اتحاد کی راہ ڈھونڈ رہی ہیں۔ ایک طرف عیسائی، دوسری طرف ہندو اور سکھ بھی نہ صرف آپس میں مل بیٹھنے کے خواہشمند ہیں بلکہ عیسائیوں اور مسلمانوں کی طرف بھی دست تعاون دراز کر رہی ہیں

افسوس مسلمانوں میں مثبت انداز میں کوئی ایسی تحریک نہیں جو ان کو عصر حاضر کے نئے تقاضوں سے آگاہ کر سکے ان کو اپنے فروعی اختلافات کے جھمیلوں سے باہر نکال سکے۔ ملایا کے وزیر اعظم تنکو عبدالرحمن نے جو مسلم کامن ویلتھ کی تجویز گذشتہ سال پیش کی تھی اس کا عرب دنیا میں کوئی رد عمل نہ ہوا۔ انہوں نے وہاں دو وفد بھی بھیجے لیکن بے سود۔ مسلم کانفرنس جس کا صدر دفتر قاہرہ میں ہے محض ایک چھوٹا سا بے جان ادارہ بن کر رہ گئی ہے۔ خود برطانیہ میں جن شہر کے قریب مساجد اور زاویے ہیں۔ (لیبی سلمان مسجد کے لئے زاویہ کی اصطلاح استعمال کرتے ہیں۔ ہمارے ملک میں ایسی جگہوں کو خانقاہ کہا جاتا ہے) لیکن آپس میں ان کا کوئی رابطہ نہیں) رابطے کی کوشش بھی نہیں ہوئی

گذشتہ ایام میں جب برنگھم جانے کا موقعہ ملا تھا تو وہاں کے دوستوں سے اس سلسلہ میں بات چیت

آئیں آکر جلسۂ احباب میں شرکت کریں

مولانا مرتضیٰ خان حسن مرحوم و مغفور

جن کو ناموسِ محمد مصطفےٰ کا پاس ہے ✽ جن کے دل میں خدمتِ اسلام کا احساس ہے
جان و دل سے جو نثارِ حضرت داداؑ ہیں ✽ دیں سے رکھتے ہیں محبت کفر سے بیزار ہیں
جنکے سینوں میں نہاں آتشِ عشقِ نبیؐ ✽ دیں کی خدمت کو سمجھتے ہیں جو رازِ زندگی
منسلک سلکِ اخوت میں ہیں جنکے جسم و جان ✽ جنکے چہروں پر عیاں ہیں نورِ ایماں کے نشاں
جن کے دل میں ہے محبت عیسیٰ موعود کی ✽ ہادیٔ برحق امامِ مہدیٔ مسعود کی

آئیں آکر جلسۂ احباب میں شرکت کریں
اور مل کر چارۂ دردِ دلِ ملت کریں

ہوئی تھی۔ انہوں نے اس تجویز کا خیر مقدم کیا۔ اسی طرح ایک دو اور علاقوں کے سربراہ اور وہ حضرات نے تعاون کا یقین دلایا ہے شاید کوئی صورت نکل آئے۔

آج مسز عبداللہ اوران کی دختر کے پاکستان روانہ ہونے کی الوداعی پارٹی ہے جس میں لندن اور ووکنگ کے دوست احباب شرکت کی غرض سے آئے ہیں۔

اگلے اتوار کو پادری فلاور زادران کی اہلیہ ووکنگ تشریف لا رہے ہیں ان کی ملاقات کے لئے بھی چیدہ چیدہ احباب کو بلایا ہے۔

اتوار کو نماز کے بعد عام طور پر مولانا محمد یعقوب خان صاحب ڈائرکٹر ووکنگ مسلم مشن حاضرین سے خطاب کرتے ہیں۔ ووکنگ میں جمعہ بھی وہی پڑھاتے ہیں۔

۱۹ نومبر کو وہ برسٹل میں اسلامک ایسوسی ایشن کی دعوت پر تقریر کے لئے بھی گئے تھے۔

گذشتہ ایام میں جن مقامات پر مجھے لیکچر کے لئے جانا پڑا ہے ان کی تفصیل تو بہت طویل ہوگی، محض تاریخ نام اور مقام کے ذکر پر اکتفا کرتا ہوں :۔

۱۲ر جولائی ۔ اسلامک سوسائٹی بورن سمتھ
۱۳ر 〃 〃 ۔ کنگز لے ہال ۔ ڈیگنہم
۲۰ر 〃 〃 ۔ روٹری کلب ووکنگ ۔ کینٹ

۱۴ر اگست ۔ جنازہ ڈاکٹر رفعت مرزا ۔ اولڈ ویلانڈ ۔ ہرٹفورڈ شائر ۔
۲۰-۲۳-۲۹ر اگست کو مختلف شادیاں
۷ر ستمبر ۔ دو پارٹیاں تیس تیس افراد پر مشتمل ووکنگ آئیں ۔
۲۱ر ستمبر ۔ ووڈ فورڈ سپر چوئل چرچ ووڈ فورڈ ۔
۲۲ر 〃 〃 تا ۲۴ر ستمبر ۔ ورلڈ کانگریس آف فیتھس کا کیمرج میں اجلاس ۔
۲۷ر ستمبر ۔ سینٹ کرسٹافر چرچ کی خواتین کی فیلوشپ الیشر ۔
۲۹ ستمبر سے یکم اکتوبر ۔ اولڈ سپر چوئل کونسل ۔
۱۷ر اکتوبر ۔ روٹری کلب ٹیرنس ۔
۲۳ر اکتوبر ۔ کنیبد کراٹک یونین ۔ اولڈ ووکنگ
۲۸ر 〃 〃 ۔ ووکنگ کی ٹکٹوں کی نمائش میں شرکت
اس سلسلہ میں جو اخبارات میں بحث چل رہی ہے اس کا ذکر لائٹ میں آچکا ہے ۔
۵ر نومبر ۔ برمنگھم یونیورسٹی میں تقریر
ولزڈ ریہ (لندن) میں جمعہ اور ہفتہ کے اجتماعات میں شمولیت اس کے علاوہ ہے ۔

دسمبر ۱۹۶۱ء جنوری، فروری ۱۹۶۲ء کے لئے بھی پانچ چھ جگہوں سے دعوت نامے موصول ہو چکے ہیں ۔ خط و کتابت اور لٹریچر کی اشاعت جو مسجد سے ہوتی ہے وہ اس کے علاوہ ہے ۔

اللہ دتہ شاہ صاحب۔ از جون ہکھاں تحصیل چکوال

معروضات دربارہ نبوت حضرت مسیح موعودؑ

بخدمت علماء ربوہ

بزرگو، بھائیو، عزیزو۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

آپ کی جماعت اور لاہور کی جماعت میں اختلاف مسئلہ نبوت کی تفہیم میں ہے۔ آپ کی جماعت حضرت مرزا صاحب کو ایسا نبی تسلیم کرتی ہے جس کا انکار کفر ہے اور لاہوری جماعت حضرت مرزا صاحب کو ظلی۔ امتی، لغوی، بروزی نبی مانتی ہے جس کا انکار کفر نہیں ہے۔ تقریباً چالیس سال سے یہ اختلاف چلا آ رہا ہے۔ کیا ایک مامور کی جماعت کیلئے یہ تدبر کا مقام نہیں ہے۔ اس اختلاف پر لفظی جنگ آزمائیاں تو بہت ہو چکی ہیں، اور شاید آیندہ بھی ہوتی رہیں گی۔ آپ میرے چند سوالات کے جواب جو حضرت صاحب کی تصانیف میں اپنی نبوت کے متعلق واضح ہیں بذریعہ اخبار "الفضل" عنایت فرما کر مشکور کریں۔ اور اخبار میرے پتہ پر ارسال کریں۔

آپ حضرت صاحب کے بیان کردہ عقیدہ نبوت پر غور فرمادیں۔ جس طرح عقلمند متکلم کی کلام میں اصولی کلام بھی ہوتی ہے اور متکلم کی تشریح بھی ہوتی ہے۔ جیسا کہ قرآن مجید میں آیات محکمات بھی ہیں اور ان کی تشریح بھی ہے۔ جس طرح آیات محکمات کے مطابق ہی تفسیر درست ہوا کرتی ہے اسی معیار پر حضرت صاحب کے قائم شدہ اصولوں کی تفصیل صحیح ہو سکتی ہے۔

(۱) جمہور اسلام اور حضرت صاحب کی بیان کردہ تعریف نبوت متفقہ یہی ہے۔ کہ حضور سرور کائنات خاتم النبیین ہیں تکمیل دین ہو کر حضور خاتم النبیین کے بعد نبوت ختم ہے۔ وحی نبوت بند ہو چکی ہے حضور خاتم النبیین کے بعد نہ کوئی نیا نبی ہو سکتا ہے اور نہ کوئی پرانا نبی آسکتا ہے۔ (پرانا نبی سے مراد مسیح ناصری ہیں۔ حدیث میں مسیح کے نام سے غلطی خوردہ علماء مسیح ناصری کی آمد کے منتظر تھے)

حضرت مرزا صاحب فرماتے ہیں۔ کہ میں نے ہرگز نبوت کا دعویٰ نہیں کیا ہے۔ جو یہ کہتا ہے۔ وہ مجھ پر افترا کرتا ہے۔ (یہاں حضرت صاحب کی مراد صاحب شریعت انبیاء اور انبیاء سابقین ہیں۔ جن کی تصدیق قرآن مجید میں ہے۔ ایسی نبوت کا دعوےٰ نہیں ہے۔ جس کا انکار کفر ہے۔

حضرت صاحب فرماتے ہیں کہ میرے انکار کی وجہ سے کوئی مسلمان کافر نہیں ہوتا۔ حضرت صاحب اپنے اسلامی عقائد بیان کر کے فرماتے ہیں۔ کہ جو کوئی ایک مسلمان کو کافر کہتا ہے حدیث رسولؐ کے مطابق خود کافر ہو جاتا ہے۔

حضرت صاحب فرماتے ہیں کہ جناب خاتم الرسل کی مکمل اطاعت اور فیض روحانی سے مجھے یہ خطاب عطا ہوا ہے کہ میں حضور خاتم النبیین کا ظل ہوں حضور خاتم الرسل کی اطاعت کے فیض سے ہی یہ شرف ملا ہے۔ کہ بذریعہ وحی اور الہام وغیرہ خدا سے خبریں پاتا ہوں۔

حضرت صاحب کے ارشادات مذکورہ سے یہ امر تو ثابت ہے کہ حضرت صاحب کا دعوےٰ نبوت انبیاء سابقین جیسی نبوت کا نہیں جن کے انکار سے کفر لازم ہے، جیسا کہ قرآن مجید میں (لا نفرق بین احد من رسلہ) ارشاد ہے۔ اور نہ ہی وحی نبوت کا دعوےٰ ہے، جو حضورؐ خاتم النبیین کے بعد بند ہو چکی ہے۔ حضرت صاحب کا دعوےٰ وحی ولایت کا ہے۔ جو جاری ہے۔

اس مضمون کی تائید میں حضرت صاحب کے ارشادات تو بے شمار ہیں جن کا علماء صاحبان کو علم ہوگا۔ اس پر مزید لکھنا باعث طوالت ہے۔ حضرت صاحب کی کتب کے مطالعہ سے جو نتیجہ اخذ ہوتا ہے وہ یہی ہے۔ کہ آپ نے انبیاء سابقین جیسی نبوت کا انکار کیا ہے۔ اور ظلی نبوت کا دعوےٰ کیا ہے۔ اسی طرح وحی نبوت کا تو انکار فرماتے ہیں، اور وحی ولایت کا دعوےٰ کرتے ہیں۔ اگر آپ میرے عرض کردہ مضمون میں سے کسی امر کی تردید کرنا چاہیں۔ تو حضرت مرزا صاحب کے ارشادات ہی سے کریں۔ کیونکہ تصنیف را مصنف نیکو کند بیاں۔ کسی دوسرے صاحب کی تاویلیں مطلوب نہیں ہیں۔ جو حضرت صاحب کے بعد کی ہیں۔

اب اس اختلاف کی ابتداء عرض ہے۔ یہ تفرقہ حضرت مولوی نورالدین رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کے بعد صاحبزادہ صاحب کی خلافت کے ابتداء ہی میں نمودار ہوا۔۔۔۔۔ ابتداءً صاحبزادہ صاحب مرزا صاحب کی نبوت کے متعلق فرماتے ہیں۔ کہ حضرت صاحب وہ نبی ہیں۔ جن کا انکار کفر ہے۔ چونکہ جماعت کے سابقین معززین نے حضرت مرزا صاحب کی نبوت کی ایسی تعریف جو صاحبزادہ صاحب فرماتے ہیں نہ ہی حضرت مرزا صاحب سے اور نہ ہی حضرت مولوی نورالدین صاحب کے وقت میں کبھی کسی سے سُنی تھی۔ وہ حیران ہوئے۔ کیونکہ اسلام میں ختم نبوت بنیادی عقیدہ ہے۔ اور صاحبزادہ صاحب کی بیان کردہ تعریف نبوت کو تسلیم کرنے سے اسلام کا بیڑہ ہی غرق ہو جاتا ہے۔ اس سے ختم نبوت کا بند دروازہ توڑ دیا گیا ہے۔ جو حضور خاتم النبیین کی شان کے سراسر خلاف ہے، اس لئے جماعت کے فہمیدہ افراد نے ہر چند اس اختلاف کے مٹانے کی کوشش کی۔ مگر کوئی صورت اصلاح نہ دیکھ کر آخر قادیان کو چھوڑنا پڑا افراط اور تفریط کا ستیاناس ہو، ابتداء سے ہی یہ مرض چلی آ رہی ہے۔

صاحبزادہ صاحب نے اپنی بیان کردہ تعریف نبوت کو استوار کرنے کے لئے تحریراً و تقریراً ہر طرح سے اپنے عقیدتمندوں میں راسخ کرتے ہوئے اپنی ابتدائی تصنیف حقیقۃ النبوۃ میں لکھا ہے کہ

> اگر میری گردن پر تلوار رکھ دی
> کوئی پوچھے۔ تو میں کہوں گا۔ کہ
> حضرت مرزا صاحب کی نبوت
> کا منکر کافر ہے۔

اپنی تقاریر میں یہاں تک فرما دیا ہوا ہے کہ:۔

> کہ جس مسلمان کو حضرت صاحب کے
> دعوے کا علم نہیں ہو سکا۔ وہ بھی کافر
> ہے۔ اور جس کو کچھ علم ہوا ہے۔
> مگر ابھی متردد ہے۔ اور بیعت میں
> داخل نہیں ہوا ہے، وہ بھی کافر ہے
> اور ان سب کی اولادیں بھی کافر
> ہیں۔ مزید براں جماعت احمدیہ میں سے
> اگر کسی کا ماں۔ باپ احمدی نہ ہو تو
> ان کی وفات پر ان کا جنازہ بھی ممنوع ہے

بس کیا تھا۔ صاحبزادہ صاحب حضرت مرزا صاحب کے فرزند ارجمند بھی ہیں۔۔۔۔ خلیفہ بھی ہیں۔۔۔۔ اور مصلح موعود بھی ہیں۔ تو پھر صاحبزادہ صاحب کا ارشاد "امنّا و صدقنا" کا مرتبہ کیونکر نہ رکھتا۔ اکثر عقیدتمند اہل شیعہ کی طرح شخصیت پرستی کے دام میں پھنس گئے۔ حضرت صاحبزادہ صاحب کا یہ وہ کارنامہ ہے۔ اور یہ ایسی اصلاح اسلام ہے، جو مصلح موعود ہونے کا یقینی ثبوت ہے۔ مزید برآں آپ اپنے والد بزرگوار جو مامور من اللہ تھے۔ ان کے ارشادات کی بھی اصلاح کرتے ہیں۔

جب لاہور کی جماعت نے اس جدید تعریف نبوت پر اعتراض کئے۔ ان اعتراضات کے آپ کی جماعت نے جو جواب دیئے وہ بھی مختصراً عرض کرتا ہوں۔ آپ کی جماعت نے آپ کے۔۔۔۔

...... کے فرمودہ کے مطابق - کہ حضرت مرزا صاحب نے ایک غلطی کے ازالہ میں اپنا سابقہ عقیدہ (ظلی نبوت) کو اصلی نبوت میں تبدیل کیا ہے اور اس تبدیلی نبوت کی تائید میں حضرت صاحب کی وہ تحریر پیش کرتے ہیں - جو حضرت صاحب نے براہین احمدیہ میں مسیح ناصریؑ کے متعلق تحریر کی تھی - کہ وہ زندہ ہیں اور اس تحریر سے استدلال یہ کیا جاتا ہے کہ جس طرح حضرت مسیحؑ کا غلطی سے زندہ ہونا حضرت مرزا صاحب نے لکھدیا تھا - اور بعد میں حضرت مسیحؑ کی وفات کو ثابت کرکے اپنا یہ عقیدہ (کہ مسیحؑ زندہ ہے) تبدیل کر لیا تھا - اسی طرح اپنے منصب کو مامور ہو کر بھی نہ سمجھ سکے تھے۔

خدارا غور کریں - کہ ایک غلطی کا ازالہ ٹریکٹ تو صرف اس لئے شائع کیا گیا تھا - کہ ایک احمدی پر جس کو آپ کے دعوے ظلی نبوت کا علم نہ تھا اس پر ایک غیر از جماعت نے اعتراض کیا - کہ حضرت مرزا صاحب نے نبوت کا دعوے کیا ہے - چونکہ اس احمدی کو حضرت صاحب کے ظلی دعوے نبوت کا علم نہ تھا - اس لئے اس نے حضرت صاحب کے دعوے کا بھی انکار کر دیا - جب حضرت صاحب کو اس کے ظلی نبوت کے انکار کا علم ہوا، تو اس کی تردید اور اپنی جماعت کی آگاہی کے لئے یہ ٹریکٹ شائع کیا گیا - تاکہ آئندہ جماعت میں کوئی یہ غلطی نہ کرے - کہ آپکا دعوے ظلی نبوت کا نہیں ہے - اور اسی ٹریکٹ پر اپنی نبوت کا وہی سابقہ مفہوم کہ میں ظلی - امتی نبی ہوں تحریر کر دیا -

مقام غور ہے کہ براہین میں حضرت مسیحؑ ناصری کا زندہ ہونا ایک اجتہادی غلطی سے تحریر کیا گیا تھا - مگر جب وفات مسیحؑ کا بذریعہ الہامات حضرت صاحب کو انکشاف ہوا - تو ان الہامات کو قرآن مجید کی آیات بینات سے درست پا کر مسیح ناصریؑ کی وفات پر قلم اٹھائی - اور اپنی اجتہادی غلطی کو تسلیم کیا - جس کا آپکی تصانیف میں مفصل ذکر ہے - کیا عقیدۂ نبوت کی تبدیلی پر کہیں حضرت صاحب کی کسی تصنیف میں اس کا کوئی ایسا ثبوت ہے - جیسا کہ وفات مسیح پر لکھا گیا ہے - تو مطلع کیجئے - کیونکہ عقیدۂ نبوت پر تو تمام انحصار اسلام ہے -

اگر حضرت صاحب کا جیسا کہ اب نبوت کے متعلق آپ کی جماعت کا عقیدہ ہے - یہ عقیدہ ہوتا - تو اس پر ایسی مفصل اور مکمل تحریر ثبت فرماتے - جس سے عقیدہ نبوت میں کسی شک اور شبہ کا امکان ہی نہ رہتا - اور اس سے پہلے کی تمام وہ تحریریں جو در بارہ ظلی نبوت تحریر شدہ تھیں بقول آپ کی جماعت کے جو اس تبدیل کردہ عقیدہ کے خلاف تھیں - لازماً ایسی تمام تحریروں کی تردید فرماتے - مگر ایسی تو حضرت صاحب کی کسی تصانیف میں کوئی تحریر نہیں - کہیں سے یہ ثابت ہو سکے کہ آپ نے اپنے ظلی نبوت کے دعوے کو جو مامور ہونے کے وقت سے آپ نے کیا ہوا تھا - اور اس پر کئی سال گذر چکے تھے - تبدیل کیا ہے۔

آپ کی جماعت کہیں خاتم کے معنے بجائے ختم شدہ کے مہر بیان کرکے یہ استدلال کرتی ہے کہ حضور سرور کائنات کی مہر سے نبی بن جاتے ہیں (یعنے آپ کے متبعین میں سے جو کامل طور پر متبع ہوتا ہے، وہ نبی بن جاتا ہے - بالفرض اگر آپ کی جماعت کے اس استدلال کو درست سمجھا جائے - تو پھر بھی مہر رسالت سے ایسا نبی تو ہرگز کوئی نہیں ہو سکتا - جیسا آپ ثابت کرنا چاہتے ہیں - حضرت مرزا صاحب کی تو مہر سے یہ مراد ہے کہ جناب رسالتمآب کی اطاعت کے فیض روحانی سے ہی ظلی نبوت مل سکتی ہے اور جب کبھی آپ کی جماعت انعمت علیہم سے منعم علیہ کی تشریح کرتے ہیں تو استدلال یہ ہوتا ہے کہ اس میں انبیاء سب سے پہلے بیان کئے گئے ہیں - جب صدیق - شہید - صالحین امت میں ہو سکتے ہیں - تو انبیاء کیوں نہیں ہو سکتے - اس استدلال کا فیصلہ تو اللہ تعالےٰ نے اور اس کے رسولؐ نے کر دیا ہوا ہے - قرآن مجید میں خاتم النبیین کے معنے سے اور اس کی تشریح جناب رسالتمآب کی کلام سے سورج کی طرح عیاں ہے جس پر جمہور اسلام اور حضرت مرزا صاحب کا اعتقاد واضح ہے - اگر کوئی اس کو نہ مانے تو اس کا علاج اللہ تعالےٰ ہی کر سکتا ہے - جو ہادی ہے - غلطی کے ازالہ میں ذرا اس عبارت پر بھی غور کریں، جہاں حضرت مرزا صاحب آیت (ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین) کو بیان کرکے فرماتے ہیں - کہ اس آیت میں ایک پیشگوئی ہے - جس کی ہمارے مخالفوں کو خبر نہیں - کہ اللہ تعالےٰ اس آیت میں فرماتا ہے - کہ آنحضرت صلعم کے بعد پیشگوئیوں کے دروازے قیامت تک بند کر دیئے گئے ہیں اور ممکن نہیں کہ اب کوئی ہندو یا یہودی یا عیسائی یا کوئی رسمی مسلمان نبی کے لفظ کو اپنی نسبت ثابت کر سکے - نبوت کی تمام کھڑکیاں بند کی گئی ہیں - مگر ایک کھڑکی سیرت صدیقی کی کھلی ہے - یعنے فنافی الرسولؐ کی - پس جو شخص اس کھڑکی کی راہ سے خدا کے پاس آتا ہے - اس پر ظلی طور پر وہی نبوت کی چادر پہنائی جاتی ہے - جو نبوت محمدی کی چادر ہے -

اسی غلطی کے ازالہ میں دوسری جگہ آپ فرماتے ہیں :-

"کہ جس جس جگہ میں نے نبوت یا رسالت سے انکار کیا ہے - صرف ان معنوں سے کیا ہے - کہ میں مستقل طور پر کوئی شریعت لانے والا نہیں ہوں - ہاں (ان الفاظ پر غور کریں) - اور نہ میں مستقل طور پر نبی ہوں - مگر ان معنوں سے کہ میں نے اپنے رسول مقتدا سے باطنی فیوض حاصل کرکے اور اپنے لئے اس کا نام پاکر اس کے واسطے سے خدا کی طرف سے علم غیب پاتا ہوں - رسول اور نبی ہوں -"

جس طرح حضور سرور کائنات کا نام پانے سے حضرت مرزا صاحب حضور کے بروز ہیں - اسی طرح حضور کی نبوت کا بھی ظل ہیں - اصل میں نہ حضورؐ ہو سکتے ہیں - اور نہ ہی وہ نبوت پا سکتے ہیں - جس کا انکار اسلام میں کفر ہے - غرضیکہ غلطی کے ازالہ میں حضرت مرزا صاحب نے اپنی نبوت کو ظلی بروزی امتی نبی ہی بیان کیا ہے - غلطی کے ازالہ میں اس بیان کردہ تعریف نبوت کی تبدیلی کا کوئی امکان ہی نہیں ہے - کیونکہ اگر اس میں بقول آپ کی جماعت کے کوئی تبدیلی ہوتی تو بعد میں حضرت صاحب وحی نبوت کا کہیں جاری ہونا بھی تو تحریر فرماتے - اور اپنی نبوت کے انکار سے کفر کا بھی کوئی فتوے ہوتا - جو نبوت کے انکار سے لازم آتا ہے -

ببیں تفاوت راہ کہ از کجاست

ماسوائے ازیں نبوت کی تیسری قسم حضرت صاحبزادہ صاحب کے فرمودہ کے مطابق آپ کی جماعت میں رائج کردہ ہے - کہ انبیاء سابق کے امتی بھی نبی ہوئے ہیں - جیسا کہ حضرت مرزا صاحب امتی بھی ہیں - اور نبی بھی ہیں - اور اس کی مثال میں صاحبزادہ صاحب فرماتے ہیں - کہ جس طرح حضرت موسےٰ کی امت میں حضرت ہارون نبی ہوئے ہیں - اسی طرح حضرت مرزا صاحب نبی ہیں - قرآن مجید میں حضرت موسےٰ کی دعا ہے - جو اپنی زبان کی لکنت وغیرہ کی وجہ سے بارگاہ رب العالمین میں کیگئی - کہ نبوت کی تبلیغ کے لئے میرا مددگار ہو - وہ قبول ہو کر حضرت ہارونؑ نبی ہوئے - چونکہ حضرت موسےٰ پر تکمیل دین ہوا ہے، اور نہ ہی آپ خاتم النبیین تھے - اس لئے حضرت موسےٰ کے بعد بھی نبوت جاری رہی تھی - عطائے نبوت سے پہلے تمام انبیاء اپنے اپنے وقت کی مروجہ شریعت کے پیرو تھے عطائے نبوت سے پہلے تو انہیں امتی کہا جاسکتا ہے - مگر عطائے نبوت کے بعد اگر انہیں امتی کہا جاوے تو اسلام سے دستبردار ہونا پڑتا ہے - امتی اور نبی دو متضاد امر ہیں - جو امتی ہے - وہ نبی نہیں کہا جا سکتا - اور جو نبی ہے اسے امتی کہکر اسلام سے دستبردار ہونا پڑتا ہے - ایک ہی وقت میں یہ دو متضاد تعریفیں ایک وجود میں ہرگز اکٹھی نہیں ہو سکتیں -

(باقی پر صفحہ ۱۳)

طاہر عرفانی

ربوائی خلافت کا مختصر جائزہ

ربوائی خلافت کی اساس اس مفروضے پر ہے کہ احمدیت کی تعبیر میں ہی ایک خرابی کی صورت مضمر ہے، جس کی اصلاح کے لئے ایک مصلح کی ضرورت ہے اور وہ مصلح خود جناب خلافت مآب ہیں۔

جناب مصلح عصا سے اقتدار سنبھالنے سے قبل ہی ایک آنکھ کے نور سے محروم ہو چکے تھے (اس سلسلے میں روحانی اور مادی آنکھ کے جھمیلے میں پڑنا چنداں ضروری نہیں) تاہم انہوں نے جوشِ اصلاح میں ایک ہی آنکھ سے کام لیتے ہوئے سب کو ایک ہی لاٹھی سے ہانکنا شروع کیا اور جس مقصد کو ملحوظ رکھ کر وہ برسرِ اقتدار آئے تھے اس کے لئے ایک ہی آنکھ درکار تھی، دوسری اگر ہوتی تو مقصد کی تکمیل نہ ہو سکتی تھی۔

اصلاح کا پہلا ہدف انجمن کے وہ اراکین تھے جن کا انتخاب انجمن کے بانی نے کیا تھا، جو گھر بار چھوڑ کر دین کو دنیا پر مقدم کر کے، دنیوی ترقیوں کو لات مار کر بانی سلسلہ کے قدموں میں جا بیٹھے تھے۔ وہیں کے ہو لئے تھے، اور شب و روز دین کی ترقی کے لئے کوشاں تھے۔ لیکن مصلح موعود کی نظر میں یہ رہبانیت مصلحت پر مبنی نہ تھی۔ اس لئے انہوں نے ان لوگوں کو مجبور کر دیا کہ وہ اپنی جان اور آبرو بچانے کے لئے قادیان سے نکل آئیں۔ ایک میدان صاف تھا، خلافت کی اصلاح شدہ نوعیت کے لئے نظر اس آیت پر پڑی فخلف من بعدھم خلف اضاعوا الصلوٰۃ و اتبعوا الشھوات جب اس خلافت کے تقاضے پورے ہونے لگے تو بعض مفسد لوگوں نے احتجاج کیا۔ اور اس کا جواب جلتے ہوئے مکانات، سسکتی ہوئی انسانیت اور بلکتے ہوئے بچوں، تڑپتی لاشوں، اخراج از جماعت اور مجلسی بائیکاٹ کی صورت میں ملا۔ اصلاح کا یہ جذبہ آخر رنگ لایا۔ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ بطشِ شدید نے فالج اور فالج نے بڑھ کر ذہنی بے بسی کی صورت اختیار کر لی، اور آپ فاعتبروا یا اولی الابصار بن گئے سب کچھ ہی ہوا۔ آج القینا علی کرسیہ جسدا کا نقشہ درپیش ہے اور لا یموت فیھا ولا یحیٰی کی کیفیت طاری ہے ؎

دیدی کہ خونِ ناحقِ پروانہ شمع را
چنداں اماں نہ داد کہ شب را سحر کند

اہلِ بصیرت کے لئے اس مد و جزر میں عبرت کا مقام ہے۔ لیکن دنیا میں ایسے بہت کم لوگ ہوتے ہیں جو کشفِ غطا کے بعد انی بریٔ منک کا نعرہ بلند کرتے ہیں۔ ویسے جمہوریت کے اس دور میں اعلانِ حق نہ کرنا بزدلی کی انتہا ہے۔ اس تصویر کا ایک دوسرا بھی پہلو ہے، اور اگر مطالعہ [illegible] ہو تو یہ بھی دشوار نہیں۔

اس سلسلے میں اگر بانی سلسلہ اور ربوی خلافت کی صلاحیتوں اور کارناموں کا ذرا سے تقابل ہو جائے تو پھر مزید کاوش کی ضرورت نہیں رہتی۔ خلیفہ ربوہ چونکہ ناقابلِ اصلاح حد تک جسمانی اور دماغی صحت سے محروم ہو چکے ہیں، اور اب اس امر کا مزید [illegible] نہیں کہ وہ کوئی مزید کام سر انجام دے سکیں [illegible] تقابل کی راہ میں کوئی رکاوٹ باقی نہیں رہی۔ اس سلسلے میں تین امور کے پیشِ نظر تقابل موزوں رہے گا۔

(۱) بانی سلسلہ کا علم اور زندگی

(۲) اپنے گرد کیسے لوگ جمع کئے

(۳) اپنے مشن کے لئے کس قدر لوگ تیار کئے

(۱) بانی احمدیت اس بات کے مدعی تھے کہ انہیں فہمِ قرآن عطا کیا گیا ہے اور آپ تلوار کی بجائے قلم کے زور سے اسلام کو دیگر ادیان پر غالب کرنے آئے ہیں۔ یہ ایک ایسا دعوےٰ تھا، جو دلیل کا محتاج نہیں۔ آپ نے دین کی تائید میں قرآنی حقائق پر مبنی بے شمار بلند پایہ کتابیں لکھیں، اور قلم کے زور سے اسلام کے دشمنوں کو میدان چھوڑنے پر مجبور کیا۔ آپ کی تصنیف براہینِ احمدیہ اپنی نوعیت کی بے مثل کتاب قرار دی گئی، اور آپ کا مضمون "اسلامی اصول کی فلاسفی" تمام مذاہب کے رہنماؤں نے [illegible] قرار دیا۔ آپ نے جس مذہب کے متعلق قلم اٹھایا اس کی حقیقت کھول کر رکھ دی، سکھ مذہب اور وفاتِ مسیح کے متعلق آپ کی تحقیقات ایک عظیم علمی کارنامہ ہیں، غرضیکہ اسلام کی قلمی تائید میں آپ کا کوئی ثانی نہ تھا۔

جہاں تک آپ کے کیرکٹر کا تعلق ہے۔ اس کے دوست دشمن سب معترف ہیں، آپ کی زندگی سب کے سامنے کھلی کتاب کی طرح تھی، آپ کا تقوےٰ، حلم، حق گوئی، سادگی، سخاوت، انفاق فی سبیل اللہ مالی اور جانی قربانی وہ صفات تھیں جو سب سے خراجِ وصول کرتی تھیں۔

اب آپ اس سلسلے پر مصلح موعود کو لیجئے، آپ کے ۴۵ سالہ دورِ خلافت میں کوئی ایک تصنیف کا نام لیجئے۔ جسے فخر اور دعوے کے ساتھ اسلام کی تائید میں دنیا کے سامنے پیش کیا جا سکتا ہے۔ مصلح موعود کی کتب اور اپنے سینوں کو ٹٹول لیں کہ کہیں اس سوال کا جواب موجود ہے؟ اس کے پہلو بہ پہلو غیر احمدی دنیا میں ہمیں مولنا ابو الکلام آزاد، ڈاکٹر محمد اقبال، مولنا اشرف علی تھانوی، مولنا شبیر احمد، سید سلیمان ندوی، سید ابو الاعلےٰ مودودی، اور کئی دیگر ایسے علماء ملتے ہیں، جنہوں نے اسلام کے متعلق بلند پایہ تصانیف کیں، اور دنیا کے سامنے اسلام کا حسین چہرہ پیش کیا، ربوی خلافت کے ۴۵ سالہ دور میں اسلام کے متعلق ایک بھی ایسی بلند پایہ کتاب نہ لکھی اور نہ شائع کی گئی ہے جس سے بہتر دوسروں نے لکھ کر شائع نہ کی ہوں، اور جسے کوئی امتیاز حاصل ہو، باقی وفاتِ مسیح، اجرائے نبوت، وغیرہ کتابیں، بچی روٹی اور پکی روٹی سے زیادہ اہمیت نہیں رکھتیں، اور آج بھی اسلام کی تائید میں عصرِ حاضر کے تقاضوں کے سلسلے میں جو کتب لکھی جا رہی ہیں، ان کا مرکز ربوی خلافت کے دائرے سے باہر ہے۔

رہا ذاتی کردار تو عاشق نے قیدِ شریعت میں اگرچہ جلوۂ کثرتِ اولاد تو دکھایا۔ لیکن دین کے متعلق جتنا جذبہ خود مصلح کے دل میں تھا، اسی قدر اولاد کے دل میں بھی پیدا کیا، اولاد کو دنیوی تعلیم دلا دی، گو اس میدان میں بھی دنیا ان کے نام سے بے بہرہ ہے۔ تاہم دین کا صفحہ بالکل کورا نظر آتا ہے۔ الفضل کے اوراق، ربوہ کے بک سٹال اور چھاپے خانے اس دن کے منتظر ہیں جبکہ اصلاح یافتہ اولاد دینی علوم پر مبنی اوراق لے کر ان کے ہاں پہنچیں گے، تا بدیگراں چہ رسد، دین فہمی کے لئے اولین شرط رزقِ حلال ہے۔ اور جو اولاد دین کے نام پر جمع کردہ دولت پر پلی ہو اس سے زیادہ توقع عبث ہے۔ ورنہ لا یمسہ الا المطھرون کی تکذیب ہوتی ہے۔ اور خود حضور جن منازل سے گزر کر موجودہ مقام پر پہنچے ہیں، اس کی داستانیں ملتانیوں اور مصریوں کی زبانوں پر ہیں، اور آج کئی خونچکاں آنچل اشکِ احساس ماضی کو تنہائی میں آنکھوں کے سامنے لٹکتے ہیں۔

(۲) بانی جماعت کی علمیت اور بلند اخلاق کا نتیجہ تھا کہ آپ نے اپنے گرد علماء کا ایک گروہ اکٹھا کر لیا، ان میں حکیم نور الدین سرِ فہرست ہیں۔ اسی طرح مولنا محمد احسن امروہی، مولوی عبد الکریم صاحب سیالکوٹی علم کے مینار تھے۔ جن لوگوں نے آپ کے دعاوی کو تسلیم نہ کیا وہ بھی آپ کے علمی اور دینی پائے کے معترف تھے۔ غرضیکہ ملک کے سعید الفطرت اہلِ علم لوگ آپ کی طرف کھنچے چلے آئے۔ حکیم نور الدین ایسے متبحرِ عالم اور خدا پرست انسان کا سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر آپ کی خدمت میں آ جانا آپ کی دینی اور روحانی عظمت پر حجتِ تاباں ہے، پھر جو شخص ایک بار آپ کے قریب آیا حلقۂ عقیدت سے نہ نکل سکا اور جنہوں نے آپ کی عقیدت کا جُوا اپنی گردن میں ڈال لیا مر کر بھی قدموں میں ہی رہے۔

لیکن مصلح موعود کی زندگی کا یہ پہلو بھی تاریک نظر آتا ہے۔ آپ کے ۴۵ سالہ دورِ خلافت میں

کتنے علماء ان کے نزدیک آئے، کس قدر اہل دل آپ کے شریک محفل ہوئے، حق و انصاف کا چراغ لیکر اس مدت کی ربوی تاریخ کا کونہ کونہ دیکھ جائیے۔ میدان خالی نظر آئے گا، اور آتے بھی کیسے؟ جب کہ یہاں جنسِ علم و روحانیت کا قحط تھا، پھر جو شخص کسی ہنر سے عاری ہو وہ کب گوارا کر سکتا ہے کہ اُس سے بہتر صفات کے مالک لوگ اس کے قریب آکر اس کے کھوکھلے علمی دعاوی کی قلعی کھولنے کا موجب ہوں، چنانچہ مصلح موعود یہاں علماء کو اپنی طرف کھینچنے میں ناکام رہے وہاں انہوں نے جماعت کے اہل علم طبقے کو اپنے ماحول سے بھاگنے پر مجبور کیا، اور باقی جو رہ گئے تھے ان کو جماعت میں اس قدر ذلیل کیا کہ لوگوں کی نگاہیں ان کی طرف اٹھیں۔ اوّل الذکر گروہ میں مولنا محمدؐ علی مرحوم، خواجہ کمال الدین مرحوم ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ مرحوم، مولنا صدرالدین ایدہ اللہ بنصرہ اور جماعت کے دیگر اکابرین شامل تھے۔ جنہیں بانی جماعت نے اپنی زندگی میں جماعت کا کام سونپ دیا تھا، یہی لوگ بانی جماعت کے علم کے وارث تھے اور انہی کی موجودگی میں خلافت ربوی کا چراغ جلنا مشکل تھا۔ پس یہ لوگ مصلحانہ تطہیر کا نشانہ بنے۔ ثانی الذکر گروہ میں مولوی شیر علی، مفتی محمدؐ صادق، شیخ عبدالرحمٰن مصری اور دیگر بزرگانِ سلسلہ شامل تھے۔ ان لاتعداد افراد کی تذلیل کی داستانیں اہل ربوہ سے زیادہ کون جانتا ہے۔ اور اس تطہیر سے اہل قادیان کے کتنے گھر بچے ہیں۔ مصلح موعود کی اصلاح کا کلہاڑا میشر اولاد پر بھی پڑا، اور مرزا بشیر احمد اور شریف احمد وغیرہ معتوب چلے آتے ہیں ذاتی الزامات کے علاوہ باہم وصل کی بجائے فصل کا طریق اختیار کیا گیا، حتیٰ کہ قدرت کی بطش شدید نے یہ سلسلہ ختم کیا، حکیم نورالدین، مولوی شیر علی، اور دیگر بزرگوں کی اولاد سے کیسا مصلحانہ سلوک کیا گیا۔ وہ کل کی بات ہے۔ حتیٰ کہ مولوی شیر علی کی صاحبزادی سوشل بائیکاٹ کے ذلیل ہتھیار سے ربوہ سے نکلنے پر مجبور کی گئی، اور جو علماء وہاں ہیں وہ مستفار زیر پا ہیں ؎

ناوک نے تیرے صید نہ چھوڑا زمانے میں
تڑپے ہے مرغ قبلہ نما آشیانے میں

بانی جماعت کی مقرر کردہ انجمن کے اراکین اور دیگر علماء کی مصلح موعود سے علیحدگی کس بات کی غماز ہے؟ یہ لوگ احمدیت کے گلہائے سرسبد تھے، یہی وہ لوگ تھے جنہیں بانی جماعت نے دنیا میں اسلام کی اشاعت کے لئے تیار کیا تھا، انہی کے سپرد یہ کام کیا گیا۔ ان ہی بزرگوں نے جب دیکھا کہ

"پری نہفتہ رخ و دیو در کرشمہ و ناز"

کا دور ہے تو وہ سب کچھ چھوڑ کر بانی جماعت کے اس مقصد کو لے کر قادیان سے چلے آئے، جو ان کے اور صرف ان کے سپرد کیا گیا تھا۔ جس کی خاطر ان کی زندگیاں وقف تھیں اور جسے وہ ہر قیمت پر زندہ رکھنا چاہتے تھے مصلح موعود لفظاً برتر غالب رہا، لیکن قوم کو اس علمی دولت اور روحانیت سے محروم کر دیا جو جماعت کو ورثہ میں ملی تھی۔

اس دوران میں برکات خلافت کا دور شروع ہو چکا تھا، اضاعۃ الصلوٰۃ کے ساتھ واتبعوا الشہوات کا اثر نمایاں ہونے لگا تھا۔ جاگتی راتوں میں کبھی کبھی دبی دبی سسکیاں فضا میں ارتعاش پیدا کرنے لگیں آہوں کا دھواں بلند ہونے لگا۔ اصلاح کے شعلوں نے منشیوں کے مکانات کو جلا کر راکھ کر دیا فخرالدین کو خطبہ جمعہ کے بعد صدائے احتجاج بنا دیا گیا اور شیخ عبدالرحمان مصری ماحول کے تقدس اور تاریکی کی وجہ سے الامان والحفیظ کہتے ہوئے بھاگے، اور ایسا حقیقت پسند پارٹی کے واقفان اسرار خضر خلافت؟

پرسش کا اندل دو دِ چراغ محفل
جو تری بزم سے نکلا جو پریشاں نکلا

(۲) بانی سلسلہ نے جہاں علماء کو اپنی طرف جذب کیا وہاں ان لوگوں میں دینی علوم کی تحصیل کی تڑپ پیدا کی جو محض خلوص کی دولت لے کر آپ کے دامن سے وابستہ ہو گئے تھے۔ لیکن آپ نے نبی نفسی سے ان کے سینوں کو علم و معرفت دین سے بھر دیا۔ اور کالجوں کے سیدھے سادے انگریزی خواندہ نوجوان بحر معرفت و علم کے شناور بن گئے، ان میں مولنا محمدؐ علی مرحوم، ڈاکٹر بشارت احمد مرحوم، خواجہ کمال الدین مرحوم۔ امیر جماعت مولنا صدرالدین دام فیوضہٗ اور مولنا عبدالحق ودیارتھی اطال اللہ عمرہٗ کے اسمائے گرامی سرفہرست ہیں، ان بزرگوں نے علم و اشاعت دین کی اس شمع کو روشن رکھا جو بانی احمدیت نے جلائی تھی۔ دنیا میں سب طرف نگاہیں دوڑاؤ تمہاری آنکھیں تلاش کر کے تھک جائیں گی اور تھک کر گر پڑیں گے لیکن اسلام کے متعلق ایسا لٹریچر کہیں نظر نہیں آئے گا جو ان بزرگوں کے مبارک قلم سے سفحۂ قرطاس پر آگیا کیا اس سعادت کے پس پشت کوئی زبردست ہاتھ کام کرتا نظر نہیں آتا۔ اور وہ ہاتھ مرزا غلام احمد قادیانی کے مجدد کے سوا کس کا ہو سکتا ہے۔

قرآن حکیم کا انگریزی، ڈچ اور جرمنی زبانوں میں ترجمہ کوئی معمولی کام ہے؟ پھر مولنا محمدؐ علی رحمۃ اللہ علیہ کی تصانیف النبوۃ فی الاسلام، بیان القرآن، فضل الباری، محمدؐ دی پرافٹ، خلافت راشدہ، جمع قرآن، جمع حدیث، وغیرہ بیسیوں تصانیف کو دیکھ جاؤ ان کی مثال کہیں نظر آتی ہے۔ ریلیجن آف اسلام کے سوا کونسی کتاب ہے جس کا مطالعہ اس دور کے عظیم ترین مفکر علامہ محمدؐ اقبال نے اسلام کے طالب علم کے لئے ناگزیر قرار دیا۔ آپ کے الفاظ ہیں:—

Indispensable for the Student of Islamic Theology.

ڈاکٹر بشارت احمد صاحب کی تفسیر القرآن، مجدد اعظم اور دیگر کتب یہ جواہر کہاں ہیں؟ مولنا صدرالدین صاحب کی حسن تفسیر کی مثال کہاں ہے، اور آپ کی دیگر دینی تصانیف کا حسنِ بیان، جاذبیت، شگفتگی اور ندرت کس کے ہاں ہے، مولنا عبدالحق کی میثاق النبیین کیا اس گروہ کی دینی وارفتگی اور شیفتگی کا زندہ ثبوت نہیں؟

آپ نے دیکھا کہ ایک کیمیاگر کی نگاہ نے گداؤں کو رشک سلاطین بنا دیا لیکن مصلحانہ خلافت کے اس میدان میں کارناموں کا جتنا کم ذکر کیا جائے بہتر ہے۔ جس شخص نے اہل علم کو اپنے قریب نہ رہنے دیا جس نے اپنی علمی فرمائیگی کی وجہ سے اہل علم کو ہمیشہ ذلیل کیا مختلف مواقع پر استہزاء سے ان کی حوصلہ شکنی کی اس سے یہ توقع عبث ہے کہ وہ انہیں بلند پایہ علمی کتابیں تصنیف کرنے پر آمادہ کرے گا، یا بلند پایہ تصانیف پر ان کی حوصلہ افزائی کرے گا۔ یہی وجہ ہے کہ ربوی خلافت کا دامن بلند پایہ دینی کتب سے یکسر خالی ہے۔

بلند پایہ تصانیف کی عدم موجودگی علماء کے فقدان کی غماز ہے۔ تاہم بعض اوقات شاذ و نادر ایسا عالم بھی پیدا ہو سکتا ہے، جس کا دامن تصنیف کی صلاحیت سے تہی ہو، مگر علمی معلومات کا ذخیرہ رکھتا ہو مگر ربوی خلافت کے زیر سایہ گذشتہ ۴۵ سال میں ایک بھی ایسا شخص نہیں ملتا جسے علماء کی صف میں جگہ دی جا سکے، ایک سرتاپا علمی تحریک کے سبزہ زاروں کا شور صحراؤں میں تبدیل ہو جانا عبرتناک بھی ہے اور مصلح کی صلاحیت کا کمال بھی ہے۔ قادیان کے ان بزرگوں کو چھوڑ دیجئے جو معتوب رہے، یا بانی جماعت کے زیر اثر دینی علوم سے بہرہ یاب ہوئے۔ ۴۵ سال کی مدت اس بات کی آزمائش کے لئے کافی ہے کہ جماعت کے سربراہ کا رجحان کس طرف ہے، ان قادیانیوں کی زندگیوں پر نگاہ ڈالئے جو موجودہ مفلوج خلیفہ کے دور میں پروان چڑھے۔ لیکن جنہیں ذہنی مفلوج بنا دیا گیا۔ ان میں سے ایک بھی شخص ایسا نہیں ملتا جو قادیان کی دینی درسگاہوں میں تیار ہوا ہو، اور اسلامی دنیا اس کے تبحر علمی کی معترف ہو۔ علم اور اہل علم کا خاتمہ ایک ایسا کارنامہ ہے جو احمدیت کے ابتلاء کے لئے روح فرسا ہے، لیکن ان لوگوں کے لئے مسرت کا موجب نہیں جو موجودہ خلیفہ کے مقاصد سے آشنا ہیں۔

باقی ——— باقی

تبلیغی خط و کتابت

دیکھو خدا نے سارے جہاں کو جھکا دیا
گمنام پا کے شہرۂ عالم بنا دیا

(مرتبہ: شیخ غلام قادر صاحب حنفی عنہ)

بھارت

ترجمہ خط پی بی کیجی کو چو تمبا کو مرچینٹ کیرالا سٹیٹ۔ انڈیا۔
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

میں ایک مسلمان طالب علم ہوں اور میں نے عربی اُردو اور دیگر زبانوں کی کتابیں پڑھی ہیں۔ لیکن میں قرآن سے بالکل بے بہرہ ہوں۔ مجھے ایک دوست نے بتایا ہے کہ آپ فری لٹریچر دیتے ہیں۔ اس لئے میری مؤدبانہ گذارش ہے کہ آپ مجھے اپنی کتابیں جتنی جلد ہو سکے ارسال فرمائیں۔ امید ہے کہ آپ میری درخواست کو منظور فرمائیں گے۔

(انہیں ٹیچنگز آف اسلام، خط اور لٹریچر بھیجا گیا)

نائیجیریا

ترجمہ خط عبدالوہاب سن موتو آفا نائیجیریا۔
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

یہ کتابیں پُر از معارف و حقائق اور ظاہری حسن و خوبی کے لحاظ سے اتنی اچھی ہیں کہ ہر مسلمان طالب علم مجھ پر رشک کرتا ہے میں اس تحفہ سے بہت بہتر طریق سے فائدہ اٹھاتا ہوں۔

ان کتابوں کو پڑھ کر جو آپ نے مجھے ارسال فرمائی ہیں بہت خوش ہوا ہوں۔

میں ان کو پڑھ کر سناتا ہوں جو خدا کے متعلق کچھ نہیں جانتے۔ وہ مجھ پر اعتبار کرتے ہیں اور جو میں پڑھتا ہوں پسند کرتے ہیں۔

میں آپ کا ممبر بننا چاہتا ہوں اور میرے تمام دوست آپ کی جماعت میں شامل ہونے کو تیار ہیں۔

آپ کی درازیٔ عمر اور ترقی کی دعا کرتا ہوں۔

(انہیں مزید لٹریچر اور خط بھیجے گئے)

یو۔ ایس۔ اے

ترجمہ خط از ڈی ٹرنر میتھوڈسٹ یونیورسٹی ٹیکسا۔
یو۔ ایس۔ اے۔

جناب عالی
آپ نے جو کتب (سیٹ) مسٹر دلاور خان (مرحوم) آف پشاور کی یادگار میں بھیجا ہے میں تہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں۔ یہ کتب بحفاظت ہمیں مل گئی ہیں۔

یہ مجموعہ کتب ہمیں اسلام سے روشناس کرانے

میں بڑا ممد ثابت ہوگا۔ واقعی یہ عطیہ بہت قابل قدر ہے۔

مجھے امید ہے کہ یہ آپ کے امکان میں ہوگا کہ ہمارا بہت بہت مخلصانہ شکریہ مرحوم کے ورثاء کو پہنچا دیں گے۔

(تعمیل کر دی گئی)

نائیجیریا

ترجمہ خط کریم کولا والے گریمر سکول آفا نائیجیریا۔
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کا خط موصول ہوا۔ لٹریچر اور ٹیچنگز آف اسلام مل گئیں اور میں ترجمہ قرآن کا منتظر ہوں۔

میں بہت بہت شکر گزار ہوں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو امداد اسلام کو بابرکت بنا دے۔ میں نے کتابوں کو خوب پڑھا۔ ٹیچنگز آف اسلام سے خوب محظوظ ہوا ہوں جس چیز کی پہلے مجھے سمجھ نہ تھی اس نے روشنی ڈالی اور عیسائی دوستوں کے مقابلہ میں اس کو ڈھال تصور کرتا ہوں اور اس سے ان کا مقابلہ کرتا ہوں۔ کتاب بہت عمدہ ہے۔ لیکن میں حیران ہوں کہ ٹیچنگز آف اسلام بھی بہت عمدہ ہوگی۔ ٹیچنگز آف اسلام اور دوسری کتابوں میں میں نے قرآن شریف کے بہت حوالے پائے ہیں انگریزی جانتا ہوں مگر میرے پاس انگریزی قرآن نہیں ہے۔ یہ میری غربت کی وجہ سے ہے۔ کیونکہ میں غریب طالب علم ہوں۔

مجھے آپ کی امداد کی ضرورت ہے۔ میں خدا کے نام پر التجا کرتا ہوں کہ مجھے ایک قیمتی کتاب قرآن کریم کا نسخہ ارسال کریں۔ تاکہ وہ میری زیادہ امداد کرے اور میں خوش ہونگا اگر آپ مزید لٹریچر بھی ارسال کریں۔

میں جلدی جواب کا منتظر ہوں۔

(انہیں مزید لٹریچر اور قرآن اور خط بھیجا گیا)

خط و کتابت کرتے وقت چندہ نمبر کا حوالہ دیں۔

جن احباب کا چندہ ختم ہو چکا ہے

خریداران پیغام صلح میں سے جن احباب کا چندہ ختم ہو چکا ہے اُن کے نمبر خریداری اور چندہ جو اُن سے واجب الوصول ہے۔ ذیل میں درج ہے۔ بعض احباب کے ذمہ کچھ بقایا ہے اس لئے اس بقایا کو شامل کر کے ان کے ذمہ کچھ رقم لگائی گئی ہے ایسے احباب اگر یکمشت رقم نہ دے سکیں تو سالانہ چندہ کے علاوہ سابقہ بقایا اقساط سے جو وہ سہولت سے دے سکیں ادا کر دیں تاکہ آپ کے قومی جریدہ کو نقصان نہ اٹھانا پڑے۔ بہر صورت تمام معاونین کرام ذیل کی فہرست کو دیکھ لیں کہ آیا ان میں آپ کا خریداری نمبر تو شامل نہیں ہے، اگر ہے تو مہربانی فرما کر ۵ جنوری ۱۹۶۲ء تک اپنی لکھی ہوئی رقم یا اس کا کچھ حصہ بصورت منی آرڈر بھجوا دیں یا دفتر کو مطلع فرمائیں کہ کب تک وہ رقم ادا کر سکیں گے۔ اگر ۵ جنوری ۱۹۶۲ء تک آپ کی طرف سے کوئی جواب نہ آیا اور نہ کوئی رقم موصول ہوئی تو ۱۰ جنوری ۱۹۶۲ء کو آپ کے نام کا وی پی روانہ کر دیا جائے گا جس کا چھڑانا آپ کا اخلاقی فرض ہوگا۔ ورنہ آپ کے قومی جریدہ کو خواہ وی پی کے محصول ڈاک کا بھی نقصان اٹھانا پڑے گا جو آپ کے چندہ کے حساب میں اضافہ کا موجب ہوگا۔ آسانی کے لئے ہر خریدار کی چٹ کا نمبر نیچے دیا گیا ہے جٹ پر سرخی سے گول دائرہ بنا دیا گیا ہے۔

(مینیجر پیغام صلح)

۳	6.00	۱۶۱	6.00
۱۶	6.00	۱۷۲	6.00
۲۱	6.00	۱۹۶	12.00
۳۸	6.00	۲۰۲	6.00
۴۰	6.00	۲۴۱	6.00
۴۱	6.00	۲۴۴	6.00
۴۷	6.00	۲۴۶	6.00
۴۸	6.00	۲۴۷	6.00
۵۵	6.00	۲۴۹	6.00
۵۹	6.00	۲۶۳	12.00
۷۲	6.00	۲۸۳	6.00
۷۵	6.00	۲۸۷	6.00
۹۳	6.00	۲۹۱	6.00
۹۶	6.00	۲۹۴	18.00
۱۰۰	6.00	۲۹۵	6.00
۱۲۰	6.00	۲۹۹	6.00
۱۳۵	6.00	۳۰۲	6.00
۱۴۲	6.00	۳۰۵	6.00
۱۴۰	6.00	۳۰۷	6.00
۱۵۰	6.00	۳۳۷	18.00
۱۵۵	6.00	۳۷۷	6.00
۳۸۴	7.00	۷۲۶	6.00
۴۴۴	6.00	۹۹۲ / ۳۰۶	6.00
۴۴۶	6.00	۱۰۰۷	6.00
۴۹۲	6.00	۱۰۵۳	6.00
۴۹۹	6.00	۲۰۲۸	6.00
۵۰۶	6.00	۲۰۹۰	6.00
۵۰۵	6.00	۲۰۹۴	6.00
۵۷۸	6.00	۲۰۹۵	6.00
۵۹۸	6.00	۲۱۶۸	6.00
۶۱۵	6.00	—	
۶۵۳	6.00	رعایتی	
۶۷۸	6.00	۱۱	3.00
—	—	۱۸	4.00
۶۸۲	6.00	۲۳	2.00
۷۰۴	6.00	۳۵	6.00
۷۱۰	18.00	۳۶	6.00
۷۱۲	6.00	۴۷	4.00
۷۱۷	6.00	۵۰	3.00
۷۲۲	6.00	۵۱	9.00
۷۲	6.00	۲۵۴	6.00
۹۹	6.00	۳۲۰	4.00
۱۷۲	4.00	۳۴۹	4.00
۲۱۶	6.00	۳۸۴	3.00
۲۴۲	4.00	۴۱۲	6.00

بحر حکمت کے موتی

(بسلسلہ صفحہ اوّل)

رکھتے تھے تقسیم فرماتے اپنے خاص حصہ کو اپنے اور لوگوں کے درمیان اس طرح پر پہنچا دیتے (اس حصہ کے فیوض و برکات) اپنے خاص اصحاب کے ذریعہ سے عام لوگوں تک اور نہ روک رکھتے تھے اپنے اصحاب سے کوئی چیز۔ اور آپ کی سیرت حسنہ کا یہ جزو بن گیا تھا کہ اپنی امت کے اس خاص حصہ میں اہل فضل (یعنے اہل علم) اور عمل کو دوسروں پر ترجیح دیتا (یعنے اپنے گھر کے اندر آنے کے لئے) اجازت دیتے ہیں۔ دوسرے اس وقت کو ان پر تقسیم کرنا بقدر ان کی دینی فضیلت کے۔ سو ان میں سے تو کوئی ایک ضرورت والا ہوتا اور کوئی دو ضرورت والا اور کوئی بہت سی ضرورتوں والا پس آپ مشغول ہوتے ان کی ضرورتیں (پوری کرنے میں) اور ان (اہل علم و فضل) کو مقرر کرتے بقیہ امت کی اصلاح کے کاموں میں یعنے ان کو اپنی اصلاح کے کاموں کے بارہ میں (بھی) پوچھتے رہنا اور اپنے مناسب حال امور سے اطلاع دینا اور آنحضرت صلعم فرمایا کرتے تھے چاہیئے کہ مطلع کر دیا کرے جو تم میں سے حاضر ہو غیر حاضر کو یعنے اس پر جو کچھ سنے اور یہ بھی فرماتے کہ پہنچا دیا کرو مجھ تک حاجت اس کی جو اسے پہنچا نہیں سکتا کیونکہ یقیناً جو پہنچا دے ذی مقدرت تک اس شخص کی حاجت جو اسے اس تک پہنچا نہیں سکتا تو ثبات بخشے گا اللہ تعالے اس کے قدموں کو قیامت کے دن پلصراط پر (دنیا کی کٹھن پلصراط پر بھی) اور نہ ذکر کئے جاتے تھے آپ کے آگے دیگر امور سوائے ایسے امور کے (جو امت کی بھلائی کے لئے ہوں) اور نہ قبول فرماتے آپ کسی سے اس کے خلاف (کوئی لایعنی امر)

لوگ آپ کے پاس علم و فضل کے طالب خواہاں ہو کر آتے تھے تو (علاوہ علمی نفع کے) کچھ کھا پی کر بھی واپس جاتے اور (کاشانہ نبوت سے تعلیم و تربیت حاصل کر کے) دین کے فقیہہ، ہادی اور رہنما بن کر نکلتے تھے۔

(معروضات - بسلسلہ صفحہ)

ایک مصدقہ حدیث جو حضرت علی کے متعلق جناب رسالتمآب نے فرمائی ہے (یا علی انت منی بمنزلۃ ھارون من موسیٰ، ولکن لا نبی بعدی) کہ اے علی آپ میرے لئے ہارون کی طرح ہیں۔ لیکن میرے بعد نبوت نہیں ہے۔ حضرت مرزا صاحب نے اپنے ملہم ہونے کے ثبوت میں براہین احمدیہ میں تحریر فرمایا ہے۔ کہ جب انبیاء سابقین کے متبعین کو وحی اور الہام ہوتے کا ثبوت قرآن مجید میں موجود ہے تو پھر میرے ملہم ہوتے کا انکار کیوں کیا جاتا ہے۔ یہاں تو یہ نہیں لکھا۔ کہ میرے نبی ہونے کا انکار کیوں کیا جاتا ہے۔ اگر حضرت مرزا صاحب کی ظلی نبوت کو صاحبزادہ کی بیان کردہ مستقل نبوت مانی جائے۔ تو اس سے حضور خاتم الانبیاء کی توہین ہوتی ہے۔ یہ مسلمہ امر ہے۔ کہ حضور سرور کائنات کا فیض روحانی اور معارف قرآنی قیامت تک جاری ہیں۔ جب دین اسلام میں ہر طرح کے مفاسد عام ہو جاتے ہیں۔ تو اس وقت حضور کے متبعین میں سے جو کامل متبع ہوتا ہے اس کو بذریعہ الہام قرآن مجید کے معارف کا علم دیا جاتا ہے۔ جس سے اصلاح دین ہو سکتی ہے۔ جس طرح سورج تمام مخلوق کی جسمانی ربوبیت کا ذریعہ ہے۔ اسی طرح روحانی تربیت حضور کے فیض روحانی سے قیامت تک جاری ہے۔ مگر اب اگر ایک غیر مسلم مسلمان ہونا چاہے تو باوجود اصول دین کے اقرار کے وہ صاحبزادہ صاحب کے فرمودہ کے مطابق مسلمان نہیں ہو سکتا ہے۔ جب تک حضرت مرزا صاحب کی نبوت کا اقرار نہ کرے۔ فرمائیے۔ کہ اس عقیدہ سے افضل الانبیاء حضور خاتم النبیین کا فیض روحانی ختم ہونے میں کونسی کمی باقی رہتی ہے؟ اب خدا کی شان دیکھئے جو اپنے مامورین کی تائید میں نشان دکھلایا کرتا ہے۔ تحفظ ختم نبوت کے ہنگامہ کے وقت جب صاحبزادہ صاحب تحقیقاتی عدالت میں پیش ہوتے ہیں۔ تو آپ پر عدالت کا یہ سوال ہوتا ہے۔ کہ حضرت مرزا صاحب کے منکر کو آپ مسلمان سمجھتے ہیں۔ یا کافر۔ فرماتے ہیں کہ مسلمان سمجھتا ہوں۔

میں تو یہ عرض کر دوں گا۔ کہ اشد ترین ہنگامہ کی وجہ سے ہی صاحبزادہ صاحب کا یہ غلط اعتقاد ہے۔ اس اعتقاد سے جناب خاتم الانبیاء کی توہین ہوتی ہو اور آپ کے غلام حضرت غلام احمد پر افترا ہے۔ چونکہ اللہ تعالیٰ کو اپنے حبیب کی توہین اور آپ کے ایک غلام پر جو مامور تھے افتراء منظور نہ تھا۔ اس لئے جس زبان سے یہ اعلان کیا گیا تھا۔ اسی زبان سے اس کا بطلان ثابت کرا دیا گیا۔

فاعتبروا یا اولی الابصار

(ختم شد)

مفید تجویز - ٹریکٹوں کی تقسیم

ہماری اصلی اور سب سے بڑی خصوصیت یہ ہے کہ ہم اشاعت اسلام اور اشاعت قرآن کریں کوئی قوم یا انسان جب ایک غرض کو اپنی زندگی کا مقصد بنا لیتا ہے۔ تو خواہ وہ کوئی بھی کام ہو وہی کام اس کے مقصد کے حاصل کرنے میں ممد و معاون بن جاتا ہے۔ لیکن یہ بھی یاد رہے کہ کسی بات کا منہ سے کہہ دینا آسان ہے اور اس کو عملی جامہ پہنانا بہت مشکل ہو جاتا ہے۔ اس لئے کسی کام کے حصول کے لئے دل میں تڑپ کا پیدا ہونا لازمی و لابدی ہے اگر تڑپ پیدا ہو جائے۔ تو اس کے حصول کی خاطر اگر مشکلات کے پہاڑ بھی سامنے آ جائیں تو ریزہ ریزہ ہو جاتے ہیں۔ کسی نے خوب کہا ہے۔

بہر کارے کہ ہمت بستہ گردد
اگر خارے بود گلدستہ گردد

معمولی سے معمولی مقصد بھی حاصل نہیں ہو سکتا۔ اور نہ ہی اس کے حصول کے لئے کوئی قدم اٹھایا جا سکتا ہے۔ جب تک اس کے لئے عظیم الشان قربانیاں نہ کی جائیں۔ اگر فی الحقیقت ہم نے اپنی زندگیوں کا مقصد اشاعت و تبلیغ اسلام کو قرار دیا ہے تو ضرور ہے۔ کہ ہر آن ہر قربانی کے لئے تیار رہیں۔ اگر اعلائے کلمۃ اللہ کے لئے گھروں اور وطنوں سے باہر نکلنا پڑے تو بلا تردد باہر نکلیں اور اگر جسمانی تکالیف اٹھانی پڑیں، تو اٹھائیں۔ اگر مال خرچ کرنا پڑے تو خوشی محسوس کریں۔ آئندہ سالانہ اجتماع پر ہم ثابت کریں کہ جو عہد ہم نے حضرت مسیح موعودؑ کے ہاتھ پر دین کو دنیا پر مقدم کرنے کا باندھا تھا پورا کریں گے۔ یہ بھی فضل ربی سے ہی ہو سکے گا ؎

ایں سعادت بزور بازو نیست
تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

جماعت میں اگر کسی بھائی میں کمزوری یا سستی آ گئی ہے۔ تو اس کو دور کرنے کے لئے کوشش کرنی چاہیئے۔ احمدیت چند عقائد کے مان لینے کا نام نہیں ہے۔ بلکہ صحیح احمدی وہ ہے جو اشاعت اسلام و اشاعت قرآن پر سب کچھ قربان کر دے۔

میرے احمدی بھائیو! پاکستان پر بہت نازک وقت آیا ہوا ہے اور آنے والا ہے۔ اس لئے ہمیں بحیثیت جماعت اس کے دفاع کے لئے اپنا تن من دھن جیسے کہ حکومت وقت حکم کرے فدا کرنے کے لئے صف اول میں آنا چاہیئے۔ میں تو [illegible] سے کہتا ہوں۔ کہ فتح پاکستان کی ہو گی [illegible] کاہر و بونی روس کا نحوست ہو۔

(۲) میں نومبر کے پہلے ہفتہ میں لاہور [illegible] وہاں سے تقسیم کرنے کے لئے مندرجہ ذیل ۸ اعداد ٹریکٹ کی پانچ پانچ کاپیاں لایا۔ میں نے ان کی تقسیم نہایت احسن طریقہ سے شروع کی ہوئی ہے اور نہایت ہی سنجیدہ طبقہ میں تقسیم کرتا ہوں۔ بلکہ میں ایک آنہ فی ٹریکٹ لطور قیمت بھی وصول کرتا ہوں۔ اس لئے میری یہ استدعا ہے کہ اگر ۱۰۰ بھائی ایسے نکل آئیں جو ٹریکٹوں کی تقسیم اپنے ذمہ لیں اور ان کو نہایت عمدہ طریقہ سے لوگوں میں تقسیم کریں تو ایک طرف بے بہا علم کا خزانہ لوگوں میں تقسیم ہو گا جس سے جماعت کے متعلق جو غلط فہمیاں پھیلی ہوئی ہیں دور ہو جائیں گی اور دوسری طرف ہم میں قوت عمل آ جائے گی۔ تیسرے انجمن کا جو روپیہ ڈاک پر خرچ ہوتا ہے وہ بچ جائے گا۔

میں نے وزن کیا ہے کہ ۱۸ اعداد ٹریکٹوں کا وزن ۱۴ تولہ ہے جس پر آٹھ آنے کے ٹکٹ لگائے جانے چاہئیں۔ میری تجویز ہے کہ احمدی بھائی اپنا اپنا نام دفتر میں بھجوائیں تاکہ ٹریکٹوں کے بنڈل ان کے حوالے جلسہ سالانہ پر کئے جائیں۔ ٹریکٹوں کے نام یہ ہیں:-

(۱) مذہب کی غرض
(۲) تحریک احمدیت
(۳) حقیقت نماز
(۴) مسیح موعودؑ و ختم نبوت
(۵) خطاب بہ اہل ربوہ
(۶) خلافت احمدیہ
(۷) اسلام اور دیگر مذاہب
(۸) ہدایات برائے جماعت احمدیہ
(۹) ہم کون ہیں؟
(۱۰) نماز اور ترقی کی تین راہیں۔
(۱۱) جماعت قادیان اور ہر مسلمان کے لئے لمحۂ فکریہ
(۱۲) زلزلے اور سیلاب
(۱۳) کیا یسوع مسیح صلیب پر قتل ہوئے
(۱۴) خواتین کا سہارا۔
(۱۵) کفارہ
(۱۶) مشاہدات قلبی
(۱۷) ایک عیسائی کے سوالات کا جواب
(۱۸) بے گناہی

ان ۱۸ اعداد ٹریکٹوں میں ۹ حضرت امیر مرحوم و مغفور کی قلم سے لکھے ہوئے ہیں۔ حضرت ممدوح نے اس قدر علم کا خزانہ انجمن کے حوالے کیا جس کی قیمت ادا نہیں ہو سکتی۔ اس عاشق قرآن و عاشق رسول کے لئے میرے دل کی گہرائیوں سے دعائیں پھوٹ پھوٹ کر نکلتی ہیں کہ مولا کریم ان کے درجات بلند کرے۔ آمین۔

خاکسار فضل داد پنشنر و ممبر یونین کونسل موضع ٹبہ ضلع گجرات

Star
BANASPATI
RV.G-2/61

تقاریر کا سالانہ انعامی مقابلہ

ینگ مینز احمدیہ ایسوسی ایشن لاہور کی طرف سے تقاریر کا سالانہ انعامی مقابلہ بعنوان "اسلام اور موجودہ طرز زندگی" مورخہ ۵ر دسمبر ۱۹۶۱ء بروز سوموار ساڑھے پانچ بجے شام احمدیہ بلڈنگس لاہور میں منعقد ہو رہا ہے۔ کالجوں کے طلباء کو اس مقابلہ میں شرکت کے لئے دعوت دی گئی ہے۔ شائق مقررین کرام تفصیلات کے لئے پتہ ذیل پر فوری خط و کتابت کریں۔

المشتہر:- سیکرٹری ینگ مینز احمدیہ ایسوسی ایشن - احمدیہ بلڈنگس - برانڈرتھ روڈ لاہور۔

کالونی کی اعلیٰ کپڑے کی مصنوعات

جو ہر لحاظ سے معیاری ہیں

لٹھا
نمبر ۱۵۰۰۰ — نمبر ۵۰۰۰۰
نمبر ۱۱۰۰۰ — نمبر ۶۱۰۰۰

پرنٹس
نمبر ۱۱۳۶
نمبر ۱۵۳۶

پاپلین
پی نمبر ۹۹ — پی نمبر ۱۳۰ — پی نمبر ۳۳۰
پی نمبر ۹۷۰ — پی نمبر ۵۲۸ — پی نمبر ۸۳۱
پی نمبر ۸۶۰

سوتی دھاگہ
نمبر ۱۰ گ — نمبر ۲۰ گ
نمبر ۳۰ گ — نمبر ۴۰ گ
نمبر ۶۰ گ

ململ
نمبر ۵۷۰۰ — نمبر ۵۳۶
نمبر ۶۰۷۰

کارڈورائے
بی سی نمبر ۹۰

وائل
نمبر ۷۰۷۰ — نمبر ۲۰۳۶
نمبر ۳۰۳۶ — نمبر ۴۰۴۰

لان
نہایت نفیس کپڑا
از قسم وائل

سلے سلائے ملبوسات۔ بش شرٹ پتلون۔ رومال سلیپنگ سوٹ تمام سائز کے مل سکتے ہیں

کالونی ٹیکسٹائل ملز لمیٹڈ اسمٰعیل آباد ملتان

کالونی (تھل) ٹیکسٹائل ملز لمیٹڈ اسمٰعیل پور (بھکر)

پیغام صلح ۲۰ دسمبر ۱۹۶۱ء رجسٹرڈ ایل نمبر ۴۳۸ شمارہ نمبر ۵۱

پنجاب پریس وطن بلڈنگس ہرکلر روڈ لاہور میں باہتمام مولوی دوست محمد صاحب پرنٹر پبلشر چھپ کر دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور سے شائع ہوا۔

ہفت روزہ پیغام صلح

سالانہ چندہ: پاکستان سے چھ روپے۔ ہندوستان سے چھ روپے۔ ممالک غیر سے ایک پونڈ

ہندوستان میں ہمارے ایجنٹ کا پتہ: شیخ محمد انعام الحق صاحب مکان نمبر ۱۔ ملک پیٹھ۔ محلہ اعظم پورہ حیدرآباد دکن (انڈیا)